حنفی مشکوٰۃ شریف

زُجاجۃ المصابیح

مع اردو ترجمہ

نور المصابیح

مُصنّف

محدثِ دکن حضرت علامہ ابو الحسنات سید عبد اللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

مولانا علامہ محمد منیر الدین شیخ الادب جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن

نظرِ ثانی

ڈاکٹر محمد عبد الستار خاں سابق لیکچرار جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن (حال امریکہ)

ناشر

فرید بُک سٹال، ۳۸۔ اردو بازار لاہور ۲

خوشخبری
علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari
طالب دعا زوہیب حسن عطاری

حنفی مشکوٰۃ شریف

زُجَاجَۃُ المَصَابِیح

مع اُردو ترجمہ

نور المصابیح

جلد اوّل

تالیف، محدثِ دکن حضرت علامہ الحاج ابوالحسنات سیّد عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ، مولانا علامہ محمد منیر الدین شیخ الادب جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن

نظرثانی، ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں سابق لیکچرار جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن (حال امریکہ)

ناشر، فرید بک سٹال ۳۸، اردو بازار، لاہور ۲

نام کتاب ______ زجاجۃ المصابیح جلد اوّل (حنفی مشکوٰۃ شریف)

تالیف ______ محدث دکن مولانا علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ ______ علامہ محمد منیر الدین، شیخ الادب جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن

نظرثانی ______ ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں، سابق لیکچرار جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن، حال امریکہ

تحریک ______ محمد عبدالحکیم شرف قادری

تصحیح ______ مولانا حافظ محمد شاہد اقبال

کتابت ______

اشاعت ______ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء

تعداد ______ ایک ہزار

صفحات ______ ۷۲۱

مطبع ______ رومی پرنٹرز ۲۲/۱۰ رٹیگن روڈ، لاہور

ھدیہ ______

ناشر ______ فرید بک سٹال ۳۸، اردو بازار۔ لاہور ۲

فہرست زجاجۃ المصابیح (جلد اول)

نمبرشمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱		پیش لفظ دیباچہ	۶۲ ۷۰
۲		اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے	۷۳
۳		اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں، مقصودہ وغیر مقصودہ	″
۴		کتاب الایمان	۷۵
۵	ا	وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ	″
۶	ب	اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ	″
۷	ج	وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ	″
۸	د	اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	″
۹	ر	وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، الخ	″
۱۰	س	رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ	۷۶
۱۱	ص	هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ	″
۱۲	ط	اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ	″
۱۳	ع	اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ الخ	″
۱۴	ف	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الخ	۷۷
۱۵	۱	بارگاہ نبوی میں ایک اجنبی نے اسلام، ایمان اور احسان کے متعلق سوالات کئے۔	۷۷
۱۶		حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت کی خبر دی۔	۷۸
۱۷		حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ہے۔	۷۹
۱۸	۲	اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر	۷۹
۱۹		ایمان اور اسلام میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔	۸۰
۲۰		عمل کن معنوں میں ایمان کا رکن ہے	″
۲۱		ایمان شرعی سے مراد تصدیق قلبی مع اقرار لسانی ہے۔	۸۱
۲۲		کیا ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے؟	″
۲۳	۳	ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں	۸۲
۲۴		کمال ایمان اعمال سے حاصل ہوتا ہے	″
۲۵	۴	مسلمان کی تعریف حدیث نبوی میں	″
		اخلاق حسنہ کی جامع حدیث	″
۲۶	۵	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کمال محبت ہی ایمان کی نشانی ہے۔	″ ″
۲۷		ایمان کے شعبوں کا کامل علم صرف شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے۔	۸۳
۲۸	۶	جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔	″
۲۹		حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ایمان کا ترازو ہے۔	″
۳۰	۷	کون شخص ایمان کا مزہ چکھتا ہے؟	″
۳۱	۸	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی سننے والا، ایمان لائے بغیر مر جائے تو دوزخی ہے۔	۸۴

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۹۲	۵۱	منافق کی مثال بکریوں کی سی ہے	۱۰۵
۹۳	۵۲	نو واضح احکامات	"
۹۴		حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں مبارک کا بوسہ	"
۹۵	۵۳	تین باتیں اصل ایمان	۱۰۶
۹۶	۵۴	بوقت زنا ایمان نکل جاتا ہے۔	"
۹۷	۵۵	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دس باتیں بطور وصیت ارشاد فرمائیں۔	"
۹۸	"	بے نمازی پر اللہ تعالیٰ کا ذمہ نہیں رہتا	۱۰۷
۹۹	۵۶	نفاق کفر ہے۔	"
۱۰۰		باب وسوسہ کے بیان میں	۱۰۸
		اَلْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ الخ	"
۱۰۱		شیطان کی عادت	"
۱۰۲		اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ الخ	"
۱۰۳	۵۷	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے وسوسے معاف ہیں	"
۱۰۴	۵۸	برے خیالات پر عمل نہ کرنا صریح ایمان ہے۔	"
۱۰۵	۵۹	شیطان کی چال کہ رب کو کس نے پیدا کیا	۱۰۹
۱۰۶	۶۰	مخلوق کا گمراہ کن سوال	"
۱۰۷	۶۱	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لگا ہوا جن مسلمان ہو گیا۔	"
۱۰۸	۶۲	شیطان انسان میں اس کے خون کی طرح عمل کرتا ہے۔	"
۱۰۹	۶۳	ہر نومولود بچے کو شیطان چھوتا ہے	"
۱۱۰	۶۴	نومولود کی چیخ شیطان کی وجہ سے ہوتی ہے۔	۱۱۰
۱۱۱	۶۵	ابلیس کا تخت پانی پر اور اس کا قریبی چیلا	۱۱۰
۱۱۲	۶۶	نمازیوں سے شیطان کی ناامیدی	"
۱۱۳	۶۷	برے خیالات سے بچنا	۱۱۱
۱۱۴	۶۸	ہر انسان پر شیطان اور فرشتہ کا تصرف	"
۱۱۵	۶۹	جب کوئی اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں سوال کرے تو بائیں جانب تین بار تھوک دے	"
۱۱۶	۷۰	اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوال	۱۱۲
۱۱۷	۷۱	نماز میں حائل ہونے والے شیطان کا نام خنزب ہے۔	"
۱۱۸	۷۲	نماز میں شیطان کے خیالات	"
		باب	۱۱۳
۱۱۹		تقدیر پر ایمان لانے کے بیان میں	
۱۲۰		اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ	"
۱۲۱		فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ	"
۱۲۲		وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ الخ	"
۱۲۳		وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ	"
۱۲۴	۷۳	مخلوق کی تقدیر زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے لکھی گئی ہے۔	"
۱۲۵	۷۴	ہر چیز تقدیر میں سے ہے	"
۱۲۶	۷۵	حضرت آدم و حضرت موسیٰ علیہما السلام کا مناظرہ	"
۱۲۷	۷۶	شکم مادر میں تخلیق آدم کے مختلف مراحل اور فرشتہ کو چار باتیں لکھنے کا حکم	۱۱۴
۱۲۸	۷۷	اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے	۱۱۵

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۲۹	۷۸	جنتی و دوزخی باپ کے صلب سے ہی جنتی و دوزخی ہیں۔	۱۱۵
۱۳۰	۷۹	ہر کسی کے لیے اس کا جنت و دوزخ کا ٹھکانہ لکھا گیا ہے۔	"
۱۳۱	۸۰	اعضائے جسمیہ کا زنا	۱۱۶
۱۳۲	۸۱	ہر آدمی اپنی تقدیر کے لکھے کے مطابق عمل کرتا ہے۔	"
۱۳۳	۸۲	زنا کے خیال سے خصی ہونے کا سوچنا نہیں چاہیے۔	۱۱۷
۱۳۴		معصیت پر مصیبت کو ترجیح دینا	"
۱۳۵	۸۳	تمام آدمیوں کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے بیچ ہیں۔	۱۱۸
۱۳۶	۸۴	ہر بچہ کی پیدائش فطرت اسلام پر ہے	"
۱۳۷	۸۵	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پانچ باتوں پر مشتمل خطبہ	"
۱۳۸	۸۶	اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے	"
۱۳۹	۸۷	اولاد مشرکین کے بارے میں سوال	۱۱۹
۱۴۰	۸۸	اللہ تعالیٰ کی پہلی تخلیق قلم ہے	"
۱۴۱	۸۹	پشت آدم سے نسل آدم کو نکال کر عہد و پیمان لیا گیا۔	"
۱۴۲	۹۰	جنتیوں اور جہنمیوں کے ناموں کی فہرست حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ میں۔	۱۲۰
۱۴۳	"	حضور نبی غیب داں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امت کے اعمال و احوال کا علم ہے۔	۱۲۱
۱۴۴	۹۱	تعویذ، دوائیں اور حفاظت کی چیزیں تقدیر سے ہیں۔	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۴۵	۹۲	تقدیر کے بارے میں بحث کرنے پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی	۱۲۱
۱۴۶	۹۳	اولادِ آدم بموافق زمین پیدا کی گئی ہے۔	۱۲۲
۱۴۷	۹۴	اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا ہے۔	"
۱۴۸	۹۵	بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔	"
۱۴۹	۹۶	دل کی مثال ایک پر کی سی ہے۔	۱۲۳
۱۵۰	۹۷	چار باتوں پر ایمان لائے بغیر کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا	"
۱۵۱	۹۸	امت کے دو گروہوں کے لیے اسلام سے کوئی حصہ نہیں۔	"
۱۵۲	۹۹	منکرین تقدیر کے لیے خسف و مسخ کا عذاب ہے۔	"
۱۵۳	۱۰۰	فرقۂ قدریہ کی عیادت اور تکفین و تدفین میں شرکت ممنوع ہے۔	"
۱۵۴	۱۰۱	منکرین تقدیر کی صحبت اختیار کرنا اور انہیں اپنا حاکم بنانا منع ہے۔	۱۲۴
۱۵۵	۱۰۲	چھ قسم کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ، رسول مکرم اور تمام انبیاء علیہم السلام نے لعنت بھیجی ہے۔	"
۱۵۶	۱۰۳	جس جگہ موت لکھی ہو، بندہ وہی جا کر مرتا ہے۔	"
۱۵۷	۱۰۴	ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے	"
۱۵۸	۱۰۵	ہر بندے کے لیے پانچ باتیں لکھی جا چکی ہیں۔	۱۲۵
۱۵۹	۱۰۶	تقدیر کے بارے میں سوالات نہیں کرنے چاہئیں	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۶۰	۱۰۷	منکر تقدیر دوزخ میں جائے گا۔	۱۲۵
۱۶۱	۱۰۸	منکر تقدیر کے سلام کا جواب حضرت ابن عمر نے نہیں دیا۔	۱۲۶
	〃	بُرے عقیدے بنانے والوں کو حضرت ابن عمر نے بدعتی کہا ہے۔	〃
۱۶۲	۱۰۹	جنت میں مومن بچے حضرت ابراہیم کی کفالت میں ہوں گے۔	۱۲۷
۱۶۳	۱۱۰	اللہ تعالیٰ نے پشت آدم سے تمام انسانی روحوں کو نکالا	〃
۱۶۴	〃	حضرت آدم نے اپنی عمر کے چالیس سال حضرت داؤد علیہ السلام کو دیئے	〃
۱۶۵	۱۱۱	آدم علیہ السلام کے دائیں کندھے سے نورانی اولاد نکلی	۱۲۸
۱۶۶	۱۱۲	اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ میں جنتی اور بائیں میں دوزخی	〃
۱۶۷	۱۱۳	اولاد آدم کو چیونٹیوں کی طرح نکال کر عہد وپیمان لیا گیا۔	۱۲۹
۱۶۸	۱۱۴	اللہ تعالیٰ کے عہد وپیمان کی شقیں	〃
۱۶۹	۱۱۵	آدمی اپنی پیدائشی اصلی حالت سے نہیں ہٹتا۔	۱۳۰
۱۷۰		انسان کی دو صفتیں، ذاتی اور وصفی	〃
۱۷۱	۱۱۶	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زہر ملا گوشت کھلایا گیا۔	۱۳۱
		باب	
۱۷۲		عذاب قبر کے ثبوت کے بیان میں	〃
۱۷۳		قبر سے مراد عالم برزخ ہے۔	
۱۷۴	۹	رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ۔	〃
۱۷۵	ب	اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا	۱۳۱
۱۷۶	ج	يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ۔	۱۳۲
۱۷۷		آخرت کی پہلی منزل قبر ہے۔	〃
۱۷۸	۱۱۷	قبر میں پہلا سوال، لا الٰہ الا اللہ کی گواہی	〃
۱۷۹	۱۱۸	قبر میں ہر مومن حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھے گا۔	〃
۱۸۰	۱۱۹	اہل قبر کو ہر دن صبح وشام اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔	۱۳۳
۱۸۱	۱۲۰	عذاب قبر حق ہے اور اس سے پناہ مانگنی چاہیے۔	〃
۱۸۲	۱۲۱	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل قبور کو عذاب ہوتے ہوئے دیکھا۔	۱۳۴
۱۸۳	۱۲۲	قبر میں میت کے پاس دو سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے فرشتے منکر اور نکیر آتے ہیں۔	〃
۱۸۴	۱۲۳	مومن قبر میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرکے آپ کی رسالت کی گواہی دے گا تو اس کے بدلے اسے جنت اور اس کی نعمتیں ملیں گی۔	۱۳۵
۱۸۵		کافر کو قبر میں جہنم کی چیزیں ملیں گی۔	۱۳۶
۱۸۶	۱۲۴	حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان اگر قبر سے نجات مل گئی تو محشر کی منزلیں آسان ہو جائیں گی۔	۱۳۷

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۸۷	۱۲۵	تدفین کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر دعا مانگی جائے۔	۱۳۶
۱۸۸	۱۲۶	کافر پر قبر میں ننانوے اژدہے مسلط ہوتے ہیں۔	"
۱۸۹	۱۲۷	دفن کرنے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر کثرت سے تسبیحات تکبیرات اور تہلیلات پڑھنی چاہئیں	"
۱۹۰		میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر اذان پڑھنی چاہیے۔	۱۳۸
۱۹۱	۱۲۸	حضرت سعد بن معاذ کے جنازے میں ستر ہزار فرشتوں نے شرکت کی۔	"
۱۹۲	۱۲۹	قبر میں فتنۂ دجال کی مانند آزمائش	۱۳۹
۱۹۳	۱۳۰	میت کو قبر میں غروب آفتاب کی مانند وقت دکھایا جائے گا۔	"
۱۹۴	۱۳۱	قبر میں صالح مؤمن کے جوابات حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد۔	"
		کتاب	۱۴۱
۱۹۵		کتاب وسنت پر مضبوطی سے جمے رہنے کا بیان	
۱۹۶		اعتصام کا معنی اور مفہوم	"
۱۹۷	ا	وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا	"
۱۹۸		حبل اللہ کی تفسیر	"
۱۹۹	ب	قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الخ	۱۴۲
۲۰۰	ج	وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ	"
۲۰۱		وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا	
۲۰۲	د	وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ الخ	"
۲۰۳		انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین پر اللہ تعالیٰ کے انعامات	۱۴۲
۲۰۴	د	من یطع الرسول فقد اطاع اللہ	"
۲۰۵	س	لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ	"
۲۰۶	۱۳۲	قابل رد بات	"
۲۰۷	۱۳۳	بہترین کلام اور بہترین سیرت اور بدترین امور۔	۱۴۳
۲۰۸	۱۳۴	سب سے زیادہ مبغوض تین شخص	"
۲۰۹	۱۳۵	نافرمان کے علاوہ تمام امت جنت میں داخل ہوگی۔	"
۲۱۰	۱۳۶	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حالت نیند میں فرشتوں کا نزول اور ان کی گفتگو	"
۲۱۱	۱۳۷	تین صحابہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت معلوم کی۔	۱۴۴
۲۱۲	۱۳۸	حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس معاملے میں رخصت دیں اس سے پرہیز نہیں کرنا چاہیے۔	۱۴۵
۲۱۳	۱۳۹	نر کو مادہ کے ساتھ ہونے سے منع فرمایا	"
۲۱۴		حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان دو قسم کے ہیں شرعی، دنیوی۔	"
۲۱۵	۱۴۰	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری ذریعۂ نجات ہے	۱۴۶
۲۱۶	۱۴۱	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو آگ سے بچاتے ہیں۔	"

نمبرشمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۲۱۷	۱۴۲	علم دین سیکھ کر لوگوں تک پہنچانے والے کی مثال	۱۴۷
۲۱۸	۱۴۳	آیات متشابہات کا صحیح علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔	〃
۲۱۹	۱۴۴	آیات کے بارے میں اختلاف کی ممانعت	۱۴۸
۲۲۰	۱۴۵	حرام چیز کا سوال سب سے بڑا جرم ہے	〃
۲۲۱	۱۴۶	احکامات باطلہ کو احادیث سے ثابت کرنے والوں سے بچو	〃
۲۲۲	۱۴۷	اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب	۱۴۹
۲۲۳	۱۴۸	سنی سنائی بات بیان کرنا، آدمی کے جھوٹا ہونے کی نشانی ہے۔	〃
۲۲۴	۱۴۹	ہر ایک نبی کے ساتھ کچھ سچے ساتھی و مددگار رہے ہیں۔	〃
۲۲۵	۱۵۰	ہدایت کی طرف بلانے والے کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا کہ عمل کرنے والے کو۔	〃
۲۲۶	۱۵۱	اسلام کا آغاز غریب الوطنی میں ہوا	۱۵۰
۲۲۷	۱۵۲	ایمان سمٹ کر مدینہ میں واپس آجائے گا۔	〃
۲۲۸	۱۵۳	خواب میں فرشتوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک مثال سنائی	〃
۲۲۹	۱۵۴	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سن کر جھٹلانا نہیں چاہیے	〃
۲۳۰		منکرین حدیث کی تردید	
۲۳۱	۱۵۵	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن اور حدیث دی گئی ہے۔	۱۵۱
۲۳۲		گھریلو گدھے کا حکم	〃

نمبرشمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۲۳۳		مہمان کی میزبانی مستحب ہے۔	۱۵۲
۲۳۴	۱۵۶	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اشیاء کے حلال و حرام کرنے کا اختیار ہے۔	〃
۲۳۵	۱۵۷	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رقت انگیز خطبہ ارشاد فرمایا	۱۵۳
۲۳۶	۱۵۸	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند خطوط کھینچے۔	〃
۲۳۷	۱۵۹	مؤمن کی خواہش اس کے دین کے تابع ہونی چاہیے۔	〃
۲۳۸	۱۶۰	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرنے والے کا ثواب	۱۵۴
۲۳۹	۱۶۱	دین حجاز میں سمٹ کر آجائے گا	〃
۲۴۰	۱۶۲	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے تہتر ۷۳ فرقے	〃
۲۴۱		صحابۂ کرام کی ذوات، ایمان اور سنت مصطفےٰ کے لیے کسوٹی ہیں	۱۵۵
۲۴۲	۱۶۳	اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔	۱۵۶
۲۴۳	۱۶۴	بڑی جماعت کی اتباع کا حکم	〃
۲۴۴		تمام صحابہ، تابعین و تبع تابعین اور اولیاء و صالحین اہلسنت و جماعت سے ہیں۔	〃
۲۴۵	۱۶۵	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت ہی ہے۔	〃
۲۴۶	۱۶۶	فساد امت کے وقت سنت کو اپنانے	۱۵۷

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		والا سو شہیدوں کا ثواب پائے گا	
۲۴۷	۱۶۸	پاک غذا کھانے والا جنت میں داخل ہوگا۔	۱۵۷
۲۴۸	۱۶۹	آخری زمانہ میں دین کے دسویں حصہ پر عمل کرنے والا جنت میں داخل ہوگا۔	،،
۲۴۹	۱۷۰	دین میں جھگڑنے کی وجہ سے قوم گمراہ ہوتی ہے۔	۱۵۸
۲۵۰	۱۷۱	اپنے اوپر سختی نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی کرے	،،
۲۵۱	۱۷۲	نزول قرآن پانچ طرح پر ہوا ہے	،،
۲۵۲	۱۷۳	احکامات تین طرح کے ہیں۔	۱۵۹
۲۵۳	۱۷۴	شیطان انسان کا بھیڑیا ہے	،،
۲۵۴	۱۷۵	جماعت سے جدا ہونے والا اسلام کا طوق اپنی گردن سے جدا کرنے والا ہے۔	،،
۲۵۵	۱۷۶	گمراہی سے بچانے والی دو باتیں	،،
۲۵۶	۱۷۷	سنت پر عمل کرنا بدعت سے بہتر ہے	،،
۲۵۷	۱۷۸	دین میں نئی بات ایجاد کرنے سے سنت اٹھالی جاتی ہے۔	۱۶۰
۲۵۸	۱۷۹	بدعتی کی تعظیم اسلام کو گرانے کے مترادف ہے۔	،،
۲۵۹	۱۸۰	کتاب اللہ کی تعلیم وتعمیل سے انسان گمراہی سے بچتا ہے۔	،،
۲۶۰	۱۸۱	صراط مستقیم کی مثال	،،
۲۶۱	۱۸۲	افضل لوگوں کے طریقہ پر چلنا چاہیے	۱۶۱
۲۶۲	۱۸۳	اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے	،،

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۲۶۳	۱۸۴	کلام الٰہی کلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منسوخ کرتا ہے۔	۱۶۲
۲۶۴		احناف کے نزدیک قول رسول کلام اللہ کو منسوخ کر دیتا ہے۔	،،
۲۶۵		کتاب سنت میں نسخ کی چار صورتیں	۱۶۳
۲۶۶		شوافع کے نزدیک نسخ کی دو صورتیں	،،
۲۶۷		کلامی لا ینسخ کلام اللہ سے کیا مراد ہے۔	،،
۲۶۸		حدیث سے کتاب اللہ کے منسوخ ہونے کی بحث	۱۶۴
۲۶۹		قرآن سے حدیث کا منسوخ ہونا	،،
۲۷۰		قرآن کی ایک آیت کا دوسری آیت کو نسخ کرنا۔	،،
۲۷۱		ایک حدیث سے دوسری حدیث کو منسوخ کرنے کی بحث	،،
۲۷۲		فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کس قسم کا تھا۔	۱۶۵
۲۷۳		امام ابو منصور ماتریدی کا استدلال	،،
۲۷۴	۱۸۵	احادیث کلام اللہ کو اور دوسری حدیثوں کو منسوخ کر دیتی ہیں۔	،،
۲۷۵	۱۸۶	فرائض ادا کرو، حرام چیزوں سے بچو، حدود اللہ سے تجاوز نہ کرو اور سکوت کی گئی باتوں کے بارے میں کرید نہ کرو۔	،،
		کتاب العلم	۱۶۶
۲۷۶	۱	فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ الخ	،،

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۲۷۷		فرائض و واجبات اور حرام حلال اشیاء کا علم سیکھنا فرض ہے۔	۱۶۶
۲۷۸	ب	وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا	//
۲۷۹	ج	قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ	//
۲۸۰	د	يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ	//
۲۸۱	ر	رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا	//
۲۸۲	۱۸۷	میری ایک آیت بھی تمہیں پہنچی ہو تو دوسرے تک اسے پہنچادو	۱۶۷
۲۸۳	۱۸۸	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف غلط بات کر منسوب کرنا غلط ہے	//
۲۸۴	۱۸۹	اللہ تعالیٰ کی بھلائی دین کی سمجھ میں ہے۔	//
۲۸۵	۱۹۰	دین کی سمجھ رکھنے والے لوگ سونے چاندی کی کانوں کی مانند ہیں	//
۲۸۶	۱۹۱	دو قسم کے لوگوں پر رشک کیا جا سکتا ہے۔	//
۲۸۷	۱۹۲	تین اعمال کا ثواب میت کو مسلسل پہنچتا رہتا ہے۔	۱۶۸
۲۸۸	۱۹۳	مؤمن کی تکلیف و تنگی کو دور کرنے والے کی اللہ تعالیٰ قیامت کی تکلیف و تنگی کو دور کر دے گا۔	//
۲۸۹		طلب علم کی جزا میں جنت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے	۱۶۹
۲۹۰		کتاب اللہ کی تلاوت اور درس و تدریس کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ	//

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		اطمینان و سکون نازل فرماتا ہے۔	
۲۹۱	۱۹۴	قیامت کے دن سب سے پہلے دربار الٰہی میں ریاکار شہید حاضر ہوگا	۱۶۹
۲۹۲		شہرت پسند عالم اور ریاکار سخی	
۲۹۳	۱۹۵	اہل علم کے اٹھ جانے کی وجہ سے علم اٹھا لیا جائے گا۔	۱۷۰
۲۹۴	۱۹۶	ہر روز وعظ نہ کرنے کی حکمت	//
۲۹۵	۱۹۷	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہتمام والی بات تین مرتبہ کہتے تھے۔	//
۲۹۶	۱۹۸	بھلائی کی جانب رہنمائی کرنے والے کا ثواب	//
۲۹۷	۱۹۹	حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھوکے لوگوں کو دیکھ کر صدقہ و خیرات کرنے کی ترغیب دی	۱۷۱
۲۹۸	۲۰۰	قاتل کے گناہ قتل کا حصہ آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کو بھی پہنچتا ہے۔	۱۷۲
۲۹۹	۲۰۱	فرشتے طالب علم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے بازو بچھاتے ہیں۔	//
۳۰۰	۲۰۲	عالم کی عابد پر فضیلت	۱۷۳
۳۰۱	۲۰۳	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علم دین سکھانے کی وصیت فرمائی۔	۱۷۴
۳۰۲	۲۰۴	مؤمن کی گم شدہ چیز	//
۳۰۳	۲۰۵	ایک عالم دین شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔	//
۳۰۴	۲۰۶	علم دین کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے	//

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۳۰۵		نااہل کو علم سکھانا خنزیر کے گلے میں جواہر اور موتیوں کے ہار پہنانے کی طرح ہے	۱۷۵
۳۰۶	۲۰۷	دو خصلتیں منافق میں جمع نہیں ہوتیں خوش اخلاقی اور دین کی سمجھ	"
۳۰۷	۲۰۸	طالب علم گھر واپس لوٹنے تک راہ خدا میں ہے۔	"
۳۰۸	۲۰۹	علماء کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔	"
۳۰۹	۲۱۰	خیر کی بات سننے میں مومن کا پیٹ نہیں بھرتا۔	"
۳۱۰	۲۱۱	علم کی بات چھپانے والے کے منہ میں قیامت کے دن آگ کی لگام ہو گی۔	"
۳۱۱	۲۱۲	علم کو اپنی برتری جتلانے کے لیے سیکھنا جہنمی کی نشانی ہے	۱۷۶
۳۱۲	۲۱۳	دنیا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے علم دین سیکھنے والا جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔	"
۳۱۳	۲۱۴	تین باتوں میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا۔	"
۳۱۴	۲۱۵	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سن کر یاد رکھنے اور لوگوں تک پہنچانے والے کے لیے دعا۔	۱۷۷
۳۱۵	۲۱۶	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کہ مجھ سے حدیث بیان کرنے میں احتیاط برتو۔	"
۳۱۶	۲۱۷	قرآن کی تفسیر اپنی عقل سے کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے۔	"
۳۱۷	۲۱۸	قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرنا اگرچہ صحیح ہو، غلط ہے۔	۱۷۸
۳۱۸	۲۱۹	قرآن میں جھگڑنا کفر ہے	"
۳۱۹	۲۲۰	پہلی امتوں کی تباہی کا سبب	"
۳۲۰	۲۲۱	قرآن کا نزول سات طرح پر ہوا۔	"
۳۲۱	۲۲۲	علم تین ہیں، آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ	۱۷۹
۳۲۲	۲۲۳	وعظ و نصیحت کی بات کرنے والے تین ہی قسم کے لوگ ہیں	"
۳۲۵	۲۲۴	بغیر علم کے فتویٰ دینا گناہ ہے	"
۳۲۶	۲۲۵	مغالطے میں ڈالنے والے سوال کی ممانعت	"
۳۲۷	۲۲۶	فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔	۱۸۰
۳۲۸	۲۲۷	لوگوں سے علم وحی چھین لیا جائے گا۔	"
۳۲۹	۲۲۸	مدینہ طیبہ کے عالم کی فضیلت، مراد حضرت امام مالک بن انس ہیں	"
۳۳۰	۲۲۹	علم دین اگر ثریا کے پاس بھی معلق ہو تو فارس کا ایک شخص اسے حاصل کر لے گا۔	۱۸۱
۳۳۱		محدثین کا اتفاق کہ اس حدیث سے امام اعظم کی فضیلت ثابت ہے	"
۳۳۲	۲۳۰	ہر سو سال بعد ایک مجدد پیدا ہوگا	"
۳۳۳		چودھویں صدی کے مجدد برحق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ہیں	"
۳۳۴	۲۳۱	قرآن وسنت کی حفاظت کرنے والوں	۱۸۲

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۴۰۰	۲۶۸	اچھی طرح وضو کرنے والے کے گناہ ناخنوں کے نیچے سے بھی دُھل جاتے ہیں۔	۱۹۸
۴۰۱	۲۶۹	آنکھ، منہ، ہاتھ اور پاؤں کے گناہ وضو کی برکت سے دُھل جاتے ہیں۔	"
۴۰۲	۲۷۰	اچھی طرح اور خشوع وخضوع سے نماز ادا کرنے والے کے تمام گناہ کبیرہ کے علاوہ معاف ہو جاتے ہیں۔	"
۴۰۳	۲۷۱	اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔	"
۴۰۴	۲۷۲	وضو اچھی طرح کرکے خضوع و خشوع کرنے والے کے لیے جنت واجب ہے۔	۱۹۹
۴۰۵	۲۷۳	وضو میں تمام سنتوں کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے کے بعد تشہد پڑھنے والے پر جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔	"
۴۰۶		وضو میں پانی کے استعمال کی مقدار کوئی نہیں۔	"
۴۰۷		اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی کی تحقیق کہ پانی کو کم یا زیادہ مقدار میں استعمال کرنے کی کیا صورتیں ہیں	"
۴۰۸		میری امت سے خطا و نسیان کو اٹھا لیا گیا ہے۔	
۴۰۹		تمام لوگوں کے لیے غسل اور وضو میں پانی کی ایک مقدار مقرر نہیں کی جاسکتی۔	۲۰۰
۴۱۰	۲۷۴	وضو کے بعد تشہد پڑھنے والے کے لیے، کاغذ پر لکھ کر قیامت تک کے لیے مہر لگادی جاتی ہے۔	۲۰۰
۴۱۱	۲۷۵	وضو کرنے کے بعد آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر تشہد پڑھنے والا	"
۴۱۲	۲۷۶	امت محمدیہ کو قیامت کے دن روشن پیشانی والوں کہہ کر پکارا جائے گا	۲۰۱
۴۱۳	۲۷۷	مؤمن کا زیور، اعضاء وضو تک لدا ہوگا۔	"
۴۱۴	۲۷۸	اعمال خیر کے ہمیشہ پابند رہو	"
۴۱۵	۲۷۹	وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتیں ہیں۔	"
۴۱۶		وضو پر محافظت سنت ہے۔	۲۰۲
۴۱۷	۲۸۰	اعضائے وضو دھوتے وقت گناہ بھی دُھل جاتے ہیں۔	"
۴۱۸		امام اعظم نے لوگوں کے وضو سے دھلے ہوئے گناہ دیکھے	"
۴۱۹		امام اعظم ابوحنیفہ نے مائے مستعمل کے تین حکم بیان فرمائے ہیں۔	"
۴۲۰	۲۸۱	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کو اعضائے وضو کے چمکنے کی وجہ سے پہچان لیں گے۔	۲۰۳
۴۲۱	۲۸۲	قیامت کے دن سب سے پہلے سجدہ کرنے کی اجازت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوگی۔	"
		باب	۲۰۴
۴۲۲		جن چیزوں سے وضو واجب ہوتا ہے۔	

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۴۲۳		اَوْجَاءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِنَ الْغَائِطِ	۲۰۴
۴۲۴	۲۸۳	جس کا وضو نہ ہو، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی	"
۴۲۵	۲۸۴	بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں ہوتی اور مال حرام سے خیرات قبول نہیں ہوتی۔	"
۴۲۶	۲۸۵	مذی نکلنے سے وضو کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔	۲۰۵
۴۲۷	۲۸۶	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مذی کثرت سے آتی تھی۔	"
۴۲۸	۲۸۷	منی کے نکلنے سے غسل اور مذی کے نکلنے سے وضو لازم آتا ہے۔	۲۰۶
۴۲۹	۲۸۸	جب مرد سے مذی نکلے تو شرمگاہ کو دھو ڈالے	"
۴۳۰	۲۸۹	بکری کا دست تناول فرمانے کے بعد حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو نہیں فرمایا۔	"
۴۳۱	۲۹۰	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گوشت تناول فرمانے کے بعد نماز کے لیے وضو نہیں فرمایا	"
۴۳۲	۲۹۱	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا۔	"
۴۳۳	۲۹۲	آگ سے پکائی گئی چیز کھانے کے بعد حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو نہیں فرمایا۔	۲۰۷
۴۳۴	۲۹۳	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بکری کا دل اور کلیجی بھونی گئی۔	"
۴۳۵	۲۹۴	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری کے دونوں بھنے ہوئے دست تناول فرمائے۔	۲۰۷
۴۳۶		ابو رافع اگر خاموش رہتے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہوتا۔	۲۰۸
۴۳۷	۲۹۵	کھانا اور حلال اشیاء کھانے کے بعد وضو نہیں ٹوٹتا۔	"
۴۳۸	۲۹۶	کچھ کھانے پینے کے بعد کلی کر لینی چاہیے۔	"
۴۳۹	۲۹۷	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شوربا گوشت کے ساتھ تناول فرمایا۔	۲۰۹
۴۴۰	۲۹۸	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گوشت تناول فرما کر وضو نہیں کیا اور نماز پڑھی۔	"
۴۴۱	۲۹۹	حضرت عمر فاروق نے کھانا کھانے کے بعد نماز کے لیے وضو نہیں کیا۔	"
۴۴۲	۳۰۰	حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا کھایا اور صرف ہاتھ دھونے کے بعد نماز ادا فرمائی	"
۴۴۳	۳۰۱	حضرت ابوہریرہ کا استدلال	"
۴۴۴	۳۰۲	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عمل مبارک آگ سے پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہ کرنا تھا۔	۲۱۰
۴۴۵	۳۰۳	اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے۔	"
۴۴۶		اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کی	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۴۹۸		حدیث مرسل کی تعریف	۲۲۵
۴۹۹	۳۴۱	مساجد کے دروازوں پر پیشاب کرنے کی ممانعت	"
۵۰۰	۳۴۲	بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا	۲۲۶
۵۰۱	۳۴۳	بیت الخلاء شیاطین کے حاضر ہونے کی جگہیں ہیں۔	"
۵۰۲	۳۴۴	جنات کی آنکھوں اور بنی آدم کی شرمگاہوں کے درمیان پردہ بسم اللہ ہے۔	"
۵۰۳	۳۴۵	بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا	"
۵۰۴	۳۴۶	بیت الخلاء سے نکلنے کی دوسری دعا	"
۵۰۵	۳۴۷	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو قبر والوں کو عذاب ہوتے ہوئے دیکھا۔	"
۵۰۶		سبز اور تر شاخیں لگانے سے عذاب میں تخفیف	۲۲۷
۵۰۷	۳۴۸	گذرگاہ یا سایہ دار جگہ پر پیشاب کرنے سے لعنت برستی ہے۔	"
۵۰۸	۳۴۹	تین لعنت کی چیزوں سے بچو۔	"
۵۰۹	۳۵۰	تین سانس لے کر کسی شئی کو پینا چاہیئے	"
۵۱۰		قضائے حاجت کے آداب	۲۲۸
۵۱۱	۳۵۱	شرمگاہ کو سیدھے ہاتھ سے پکڑنے اور طہارت کرنے کی ممانعت	"
۵۱۲	۳۵۲	سیدھے ہاتھ سے طہارت نہ کرو	"
۵۱۳	۳۵۳	سیدھا ہاتھ پاک کاموں اور کھانے کے لیے ہے۔	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۵۱۴	۳۵۴	سرمہ طاق مرتبہ لگانا سنت ہے	۲۲۹
۵۱۵		استنجاء کے ڈھیلے طاق مرتبہ استعمال کرنا سنت ہے۔	"
۵۱۶		کھانے کے بعد دانتوں کا خلال	"
۵۱۷		شیطان انسان کی شرمگاہوں سے کھیلتا ہے۔	"
۵۱۸	۳۵۵	طاق مرتبہ طہارت کے لیے پتھر یا ڈھیلا لینے کا حکم	"
۵۱۹	۳۵۶	خشک لید کے ڈھیلے سے استنجاء کرنے کی ممانعت	۲۳۰
۵۲۰		استنجاء میں اصل سنت صفائی ہے چاہے ڈھیلے تین سے زائد مرتبہ ہی استعمال کرنے پڑیں۔	"
۵۲۱		کنکر، پتھر اور پھٹا ہوا کپڑا ڈھیلے کے حکم میں ہیں۔	۲۳۱
۵۲۲	۳۵۷	خشک لید اور ہڈیوں سے طہارت کی ممانعت	۲۳۱
۵۲۳	۳۵۸	ڈاڑھی میں گرہ لگانا، جانوروں کے گلے میں تعوید باندھنا اور ہڈی یا گوبر سے طہارت کرنے والے سے رسول اللہ بیزار ہیں۔	"
۵۲۴	۳۵۹	جنات کے وفد کی بارگاہ نبوی میں شکایت۔	"
۵۲۵	۳۶۰	مینگنیوں اور ہڈیوں سے طہارت کی ممانعت۔	۲۳۲
۵۲۶	۳۶۱	حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مٹی سے استنجاء کیا۔	"
		پانی نہ ملنے پر طہارت کے لیے تین	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		پتھر کافی ہیں۔	
۵۲۷	۳۶۲	حضرت عمر بن خطاب کی طہارت	۲۳۲
۵۲۸	۳۶۳	زمین سے طہارت	
۵۲۹	۳۶۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قضائے حاجت کے وقت پانی کا برتن صحابی رکھتے۔	۲۳۳
۵۳۰	۳۶۵	حضرت ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لوٹے یا چھاگل میں پانی رکھتے۔	"
۵۳۱	۳۶۶	پہلے لوگوں کی حاجت مینگنیوں کی طرح ہوتی تھی۔	"
۵۳۲	۳۶۷	پانی کے ساتھ طہارت کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔	"
۵۳۳	۳۶۸	بیت الخلاء میں مقدس کلمات نہ لے جائے۔	۲۳۴
۵۳۴	۳۶۹	قضائے حاجت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں سے دور جگہ پر تشریف لے جاتے۔	"
۵۳۵	۳۷۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیوار کے قریب نرم جگہ پر بول فرمایا	"
۵۳۶	۳۷۱	قضائے حاجت کے وقت کپڑا زمین سے قریب ہو کر اٹھایا جائے۔	۲۳۵
۵۳۷	۳۷۲	حمام میں پیشاب کرنے کی ممانعت	"
۵۳۸	۳۷۳	سوراخ میں پیشاب کرنے کی ممانعت	"
۵۳۹	۳۷۴	دو آدمی اپنی شرمگاہ کو برہنہ رکھ کر گفتگو نہ کریں۔	"
۵۴۰	۳۷۵	پیشاب کے بعد وضو کرنا اور اپنی	"
		شرمگاہ پر پانی چھڑکنا سنت ہے	
۵۴۱	۳۷۶	جبرئیل علیہ السلام نے شرمگاہ پر پانی چھڑکنے کی تعلیم دی۔	"
۵۴۲	۳۷۷	جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر بارگاہ نبوی آئے۔	۲۳۶
۵۴۳	۳۷۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کے وقت پیالے میں بول فرماتے۔	"
۵۴۴	۳۷۹	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھ کر پیشاب فرماتے	"
۵۴۵	۳۸۰	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ڈھال کو سترہ بنا کر بیٹھ کر پیشاب فرمایا۔	"
۵۴۶		بنو اسرائیل کے جسم پیشاب لگنے کی طہارت کے لیے قینچیوں سے کاٹے جاتے تھے۔	۲۳۷
۵۴۷	۳۸۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔	"
۵۴۸	۳۸۲	پیشاب کرنے کے بعد وضو نہ کرنا، گناہ نہیں ہے۔	۲۳۸
		باب	"
۵۴۹	!	مسواک کرنے کے بیان میں	"
۵۵۰	۳۸۳	ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنا سنت ہے	"
۵۵۱		مسواک وضو کی سنت ہے نہ کہ نماز کی۔	"
۵۵۲	۳۸۴	امت کے غمگسار نبی کا فرمان	۲۳۹
۵۵۳	۳۸۵	رحمۃ اللعالمین کو امت پروری کا خیال	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
			۲۳۹
۵۵۴	۳۸۵	نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنا سنت ہے۔	″
۵۵۵		ایک وضو سے اگر کسی نے کئی نمازیں ادا فرمائیں ہیں تو ہر نماز کے ساتھ وضو اور مسواک کا ثواب بھی ملے گا۔	″
۵۵۶	۳۸۸	وضو کے ساتھ مسواک اور نماز عشاء کی تاخیر مسنون ہے۔	۲۴۰
۵۵۷	۳۸۹	ایک صحابی کے زرد دانت دیکھ کر مسواک کا حکم دیا۔	″
۵۵۸	۳۹۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں داخل ہو کر پہلے مسواک کرتے۔	۲۴۱
۵۵۹	۳۹۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہجد میں مسواک کرتے	″
۵۶۰	۳۹۲	دس چیزیں فطرت سے ہیں۔	″
۵۶۱	۳۹۳	مسواک منہ کی پاکی اور پروردگار کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔	۲۴۲
۵۶۲		مسواک کرنا سنّت مؤکدہ ہے جب منہ میں تغیر ہو۔	
۵۶۳	۳۹۴	چار چیزیں انبیاء کی سنّت ہیں	″
۵۶۴	۳۹۵	سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا سنّت ہے۔	″
۵۶۵	۳۹۶	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسواک حضرت عائشہ بغیر دھونے کے پہلے خود کرتی تھیں۔	″
۵۶۶	۳۹۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود کو خواب میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا۔	۲۴۳
۵۶۷	۳۹۸	جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جب بھی آتے، مسواک کا حکم بھی لاتے۔	۲۴۳
۵۶۸	۳۹۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسواک کی کثرت سے تاکید فرمائی ہے۔	۲۴۴
۵۶۹		مسواک کے مختلف احکام پر مشتمل احادیث	″
۵۷۰	۴۰۰	بڑے آدمی کو مسواک دینے کا حکم	″
۵۷۱	۴۰۱	مسواک کر کے نماز پڑھنے کا ستر درجے زیادہ ثواب ہے۔	″
۵۷۲	۴۰۲	ہر نماز کے لیے مسواک کا حکم	″
۵۷۳		حضرت زید بن خالد جہنی کے کان میں مسواک اٹکی ہوئی تھی۔	۲۴۵
		باب	″
۵۷۴		وضو کے فرائض، سنتوں اور مستحبات کے بیان میں۔	
۵۷۵		یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ الخ	″
۵۷۶	۴۰۳	حضرت عمر فاروق کا ایمان لانے کا سبب اور طہارت کرنا۔	″
۵۷۷		احناف کے نزدیک نیت وضو میں سنّت ہے۔ امام شافعی کے نزدیک فرض ہے۔	۲۴۷
۵۷۸	۴۰۴	وضو بغیر بسم اللہ پڑھنے کے، کرنے والا صرف اعضاء وضو کو ہی پاک کرتا ہے۔	۲۴۸

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۵۷۹	۴۰۵	بسم اللہ پڑھ کر وضو کرنے سے تمام بدن پاک ہوجاتا ہے۔	۲۴۸
۵۸۰	۴۰۶،۴۰۷	سارے جسم کی پاکیزگی، بسم اللہ پڑھ کر وضو کرنے سے ہوتی ہے۔	”
۵۸۱	۴۰۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بھی وضو فرماتے تو بسم اللہ ضرور پڑھتے۔	۲۴۹
۵۸۲	۴۰۹	نیند سے بیدار ہوکر ہاتھوں کو تین مرتبہ دھونا سنّت ہے۔	”
۵۸۳		طہارت میں ہر عضو کا تین بار دھونا سنّت ہے۔	”
		فاضل بریلوی کی تحقیق نفیس	۲۵۰
۵۸۴	۴۱۰	وضو میں کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا اور دونوں کانوں کا مسح کرنا سنّت ہے	۲۵۰
۵۸۵	۴۱۱	نیند سے بیدار ہونے کے بعد وضو کرنا اور ناک تین دفعہ جھاڑنا۔	”
۵۸۶	۴۱۲	وضو میں اعضا کو تین مرتبہ دھونا سنّت ہے۔	”
۵۸۷		تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھونے کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تحقیق نفیس	”
۵۸۸	۴۱۳	حضرت عثمان نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ کا بتایا	۲۵۱
۵۸۹		امام شافعی تین مرتبہ جدید پانیوں سے مسحِ سر سنت قرار دیتے ہیں اور صاحب ہدایہ کا رد و جواب	”
۵۹۰	۴۱۴	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر، کانوں اور کنپٹیوں کا ایک ہی مرتبہ مسح فرمایا	۲۵۲
۵۹۱	۴۱۵	حضرت عثمان نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سر کا مسح کا ایک ہی مرتبہ کرتے ہوئے دیکھا۔	۲۵۲
۵۹۲	۴۱۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعضائے وضو تین مرتبہ دھوتے اور سر کا مسح ایک ہی مرتبہ کرتے۔	۲۵۳
۵۹۳		امام شافعی مسح کو دھونے پر قیاس کرتے ہیں۔	”
۵۹۴	۴۱۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کے مسح کا طریقہ بتایا۔	”
۵۹۵	۴۱۸	کانوں کے اندرونی و بیرونی حصہ کا مسح	۲۵۴
۵۹۶	۴۱۹	کانوں کے اندر انگشت شہادت اور باہر انگوٹھے سے مسح فرمایا	”
۵۹۷	۴۲۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چہرہ اور ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا۔	”
۵۹۸	۴۲۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنکھوں کے کویوں کو پانی سے ملتے	”
۵۹۹	۰	لفظ "ماق" کا معنی	۲۵۵
۶۰۰	۴۲۲	اعضاء وضو کو تین مرتبہ دھونا اور مسح ایک بار	”
۶۰۱	۴۲۳	دونوں کان سر میں شمار کئے جاتے ہیں۔	”
۶۰۲	۴۲۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کہ کان سر میں شامل ہیں۔	”
۶۰۳	۴۲۵	سر کے جمے ہوئے بالوں کا مسح	”

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۶۰۴	۴۲۶	سر کے ساتھ دونوں کانوں کا مسح	۲۵۶
۶۰۵	۴۲۷	حضرت ابن عمر کا قول کہ کانوں کا بھی مسح کیا کرو۔	"
۶۰۶	۴۲۸	مسح کے وقت انگلی کانوں کے سوراخ میں	"
۶۰۷	۴۲۹	سر کا مسح نئے پانی سے کیا جائے	"
۶۰۸	۴۳۰	سر کا مسح بچے ہوئے پانی سے	"
۶۰۹	۴۳۱	سر کا مسح گدی تک ایک ہی مرتبہ	۲۵۷
۶۱۰	۴۳۲	سر کی ابتداء سے گردن کی ابتداء تک مسح	"
۶۱۱	۴۳۳	ریش مبارک اور سر کے پچھلے حصہ کا مسح	"
۶۱۲	۴۳۴	گردن کا مسح قیامت میں طوق سے امن کا سبب ہوگا	"
۶۱۳	۴۳۵	دونوں ہاتھوں سے گردن کا مسح کرنے والا طوق سے محفوظ رہے گا	"
۶۱۴	۴۳۶	سر اور اس کے پچھلے حصہ کا مسح کرنا طوق سے امن کا سبب ہے۔	"
۶۱۵	۴۳۷	کلی اور ناک علیحدہ علیحدہ پانی سے صاف کئے جائیں	۲۵۸
۶۱۶	۴۳۸	حضرت علی و عثمان اعضائے وضو تین تین مرتبہ دھوتے۔	"
۶۱۷	۴۳۹	حضرت عثمان نے وضو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ بتلایا	"
۶۱۸	۴۴۰	تین مرتبہ کلی، تین مرتبہ ناک صاف کیا اور ہر ایک کے لیے نیا پانی استعمال فرمایا	"
۶۱۹	۴۴۱	ایک، ایک مرتبہ وضو کرنے کی روایت	"
۶۲۰	۴۴۲	دو، دو مرتبہ وضو کرنے کی روایت	۲۵۸
۶۲۱	۴۴۳	تین تین دفعہ وضو کرنا انبیاء کا طریقہ ہے۔	۲۵۹
۶۲۲	۴۴۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک، ایک بار، دو، دو بار اور تین، تین بار اعضائے وضو کو دھویا	"
۶۲۳	۴۴۵	وضو میں ایک مرتبہ اعضاء کا دھونا ضروری ہے، دو مرتبہ دھونا دوہرا اجر ہے اور تین مرتبہ دھونا حضور کا اور سب نبیوں کا طریقہ ہے۔	"
۶۲۴	۴۴۶	طہارت و دعا میں حد سے بڑھنا ممنوع ہے۔	۲۶۰
۶۲۵	۴۴۷	وضو کے شیطان کا نام والہان ہے جو بوقت وضو وسوسے ڈالتا ہے	"
۶۲۶	۴۴۸	وضو میں بھی اسراف ہے۔	"
۶۲۷	۴۴۹	خشک رہ جانے والی ایڑیوں کے لیے دوزخ کا عذاب ہے۔	۲۶۱
۶۲۸	۴۵۰	کامل وضو کا طریقہ	"
۶۲۹	۴۵۱	ہاتھ، پاؤں کی انگلیوں کا خلال	۲۶۲
۶۳۰	۴۵۲	چھنگلیا انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال	"
۶۳۱	۴۵۳	چلو بھر پانی سے تھوڑی کا خلال	"
۶۳۲	۴۵۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی داڑھی کا خلال فرماتے۔	"
۶۳۳	۴۵۵	دوران وضو دونوں رخساروں کو خفیف سے رگڑنا	"
۶۳۴	۴۵۶	وضو کے دوران انگلی کی انگوٹھی کو	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		حرکت دینا۔	
۶۳۵	۴۵۷	وضو، کنگھی اور جوتا پہننا دائیں طرف سے ہو۔	۲۶۳
۶۳۶	۴۵۸	کپڑے پہننا اور وضو کرنا دائیں طرف سے ہو۔	"
۶۳۷	۴۵۹	عمامہ ہٹا کر سر کے اگلے حصہ کا مسح کرنا۔	"
۶۳۸	۴۶۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسح	"
۶۳۹	۴۶۱	وضو کرتے وقت سر کے اگلے حصہ کا مسح	۲۶۴
۶۴۰	۴۶۲	عمامہ کے اوپر مسح کرنا درست نہیں	"
۶۴۱	۴۶۳	صحابیہ سر سے اوڑھنی ہٹا کر مسح کرتیں	"
۶۴۲		مسح سر کے بارے میں ائمہ فقہاء کے مختلف اقوال۔	"
۶۴۳	۴۶۴	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وضو کا طریقہ	۲۶۵
۶۴۴	۴۶۵	حضرت علی نے تین تین مرتبہ اعضاء وضوء کو دھویا۔	"
۶۴۵	۴۶۶	حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وضو کا طریقہ	۲۶۷
۶۴۶	۴۶۷	حضرت عثمان نے اعضاء کو تین تین مرتبہ دھویا۔	"
۶۴۷	۴۶۸	وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے والے کے لیے جنت واجب ہے	۲۶۸
۶۴۸	۴۶۹	حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل ہر وقت باوضو رہنا۔	۲۶۹
۶۴۹	۴۷۰	وضو کے بعد سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ	"
۶۵۰		القدر کی تین مرتبہ تلاوت کرنے والا قیامت میں نبیوں کے ساتھ ہوگا۔	
۶۵۱	۴۷۱	وضو کے بعد چہرہ صاف کرنا	۲۶۹
۶۵۲	۴۷۲	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کپڑے سے وضو خشک فرماتے۔	۲۷۰
۶۵۳		امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی وضو کے بعد تولیہ استعمال کرنے کے بارے میں اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں۔	۲۷۱
۶۵۴	۴۷۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو فرماتے	۲۷۲
۶۵۵	۴۷۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر نماز کے لیے وضو اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم	"
۶۵۶	۴۷۵	حضرت عمر بن خطاب نے بھی ہر نماز کے لیے وضو کیا۔	"
۶۵۷	۴۷۶	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی اور مسواک رکھی جاتی تھی۔	۲۷۳
		باب	۲۷۴
۶۵۸		غسل کے بیان میں	
۶۵۹		وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا	"
۶۶۰		وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ	"
۶۶۱		اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ	"
۶۶۲	۴۷۷	عورت سے جماع کے بعد غسل واجب ہوگا۔	"
۶۶۳	۴۷۸	پانی سے پانی واجب ہوتا ہے۔	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۶۶۴		امام محی السنہ کی وضاحت	۲۷۵
۶۶۵	۴۷۹	خروج منی سے غسل واجب ہوتا ہے	″
۶۶۶	۴۸۰	مرد وزن کو احتلام ہو جائے تو غسل واجب ہے۔	″
۶۶۷	۴۸۱	نیند سے بیدار ہونے کے بعد جسم پر تری دیکھے تو غسل کرے	۲۷۶
۶۶۸	۴۸۲	مرد عورت میں تھوڑا دخول کرے تو غسل واجب ہے۔	″
۶۶۹	۴۸۳	منی کود کر نکلے تو غسل واجب ہے	″
۶۷۰	۴۸۴	مذی سے وضو اور منی سے غسل واجب ہے۔	۲۷۷
۶۷۱	۴۸۵	جماع کے بعد انزال ہو یا نہ، غسل واجب ہے۔	″
۶۷۲	۴۸۶	مرد وعورت کی شرمگاہیں جب مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔	۲۷۸
۶۷۳	۴۸۷	غسل کے فرض کلی اور ناک میں پانی لینا ہیں۔	″
۶۷۴	۴۸۸	کلی اور ناک میں پانی لینے کے بغیر غسل فرض ادا نہیں ہوتا۔	″
۶۷۵	۴۸۹	غسل جنابت میں کلی اور ناک میں پانی لینا بھولنے والا نماز دوبارہ پڑھے۔	۲۷۹
۶۷۶		غسل کرنے میں بے احتیاطیاں	″
۶۷۷	۴۹۰	ہر بال کے نیچے جنابت	۲۸۰
۶۷۸		منہ اور ناک ظاہر بدن میں شامل ہیں۔	
۶۷۹	۴۹۱	غسل جنابت میں بال برابر بھی جگہ چھوڑنے والا جہنم میں جائے گا۔	″
۶۸۰		حضرت علی رضی اللہ عنہ سر منڈوائے	″

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		رکھتے تھے۔	
۶۸۱	۴۹۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غسل مبارک کا طریقہ	۲۸۱
۶۸۲	۴۹۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل جنابت کی ابتداء ہاتھوں کو دھونے سے فرماتے۔	″
۶۸۳	۴۹۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک کے نشانات دیوار پر	۲۸۲
۶۸۴	۴۹۵	غسل حیض کے بارے میں ایک عورت کا سوال	″
۶۸۵		عورت دم حیض کی صفائی کے بعد کوئی خوشبو لگائے۔	″
۶۸۶	۴۹۶	دوران غسل سر کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا فرض ہے۔	۲۸۳
۶۸۷	۴۹۷	عورت غسل جنابت میں سر کے بال نہ کھولے۔	″
۶۸۸	۴۹۸	حضرت عطاء سے جنبی عورت کے غسل کے بارے میں سوال	″
۶۸۹	۴۹۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو ایک مُد سے اور غسل ایک صاع سے پانچ مُد تک کرتے تھے۔	″
۶۹۰		فاضل بریلوی اور علامہ شامی کی تحقیقات	۲۸۴
۶۹۱	۵۰۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس برتن سے غسل فرماتے اس میں سیر پانی آتا۔	″
۶۹۲	۵۰۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	″

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		نے وضو میں ایک سیر پانی استعمال فرمایا۔	
۶۹۳	۵۰۲	زوجین کا اکٹھے غسل کرنا	۲۸۵
۶۹۴	۵۰۳	غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں	″
۶۹۵	۵۰۴	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ٹلی کے ساتھ غسل	″
۶۹۶	۵۰۵	برہنہ غسل کرنے والے کی مذمت	″
۶۹۷	۵۰۶	غسل جنابت میں ذراسی جگہ خشک رہ جانے سے، غسل مکمل نہیں ہوتا۔	۲۸۶
۶۹۸		غسل جنابت میں مواضع احتیاط	″
	۵۰۷	پیشاب یا پلیدی لگ جانے سے جسم کا اتنا حصہ دھو لینا چاہیے۔	۲۸۷
۷۰۰		احناف کے نزدیک کپڑے کو نجاست لگ جانے کی صورت میں تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے	۲۸۸
		باب	۲۸۹
۷۰۱		جنبی کے ساتھ اختلاط کے بیان میں	
۷۰۲		لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ	″
۷۰۳	۵۰۸	حضرت ابو ہریرہ جنبی حالت میں اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بچاتے رہے۔	″
۷۰۴		مؤمن ناپاک نہیں ہوتا، کا مطلب	۲۹۰
۷۰۵	۵۰۹	جنبی کا جسم پاک ہے۔	″
۷۰۶	۵۱۰	رات کو غسل جنابت کی صورت میں عضو مخصوص کو دھو کر وضو کر لینا چاہیے۔	″
۷۰۷	۵۱۱	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہجد کے وقت غسل جنابت فرماتے۔	″

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۷۰۸	۵۱۲،۱۳	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنابت کے بعد بغیر غسل کیے سو جاتے۔	۲۹۰
۷۰۹	۵۱۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالت جنابت میں وضو کر کے کھا پی لیتے تھے۔	۲۹۱
۷۱۰	۵۱۵	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سونے سے پہلے وضو فرماتے۔	″
۷۱۱	۵۱۶،۱۷	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالت جنابت میں ہاتھوں کو گٹوں تک دھو کر کھا پی لیا کرتے تھے۔	″
۷۱۲	۵۱۸	بغیر غسل کے جنبی کھا، پی اور سو سکتا ہے۔	۲۹۲
۷۱۳		غسل جنابت میں تاخیر جس سے نماز قضاء ہو جائے، گناہ ہے۔	″
۷۱۴	۵۱۹	ہر دو جماع کے درمیان وضو کرنا	۲۹۳
۷۱۵	۵۲۰	دوسری بار جماع کے بعد وضو نہ کرنا	″
۷۱۶	۵۲۱	تمام بیویوں سے مجامعت کے بعد ایک ہی بار غسل	″
۷۱۷	۵۲۲	ہر بیوی کے ساتھ جماع کے بعد غسل	″
۷۱۸	۵۲۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت (جنبی و غیر جنبی) میں اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے تھے۔	۲۹۴
۷۱۹	۵۲۴	بے وضو، بغیر قرآن کو ہاتھ لگائے تلاوت کرنی جائز ہے۔	″
۷۲۰	۵۲۵	حائضہ اور جنبی قرآن کو نہ پڑھیں۔	″
۷۲۱	۵۲۶	پیشاب یا قضائے حاجت کرتے	۲۹۵

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		وقت سلام کا جواب نہ دینا	
۷۲۲	۵۲۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے براز یا بول کے بعد تیمم کر کے سلام کا جواب دیا۔	۲۹۵
۷۲۳	۵۲۸،۲۹	مرد و عورت ایک دوسرے کے غسل یا وضو کا بچا ہوا پانی استعمال نہ کریں	۲۹۶
۷۲۴	۵۳۰	ایک ہی برتن سے غسل جنابت اور وضو۔	۲۹۷
۷۲۵	۵۳۱	خاوند بیوی مل کر ایک برتن میں وضو کر سکتے ہیں۔	"
۷۲۶	۵۳۲	قرآن شریف کو باوضو ہاتھ لگایا جائے بے وضو قرآن کا چھونا حرام ہے	۲۹۸
۷۲۷	۵۳۳/۳۴	حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔	۲۹۹
۷۲۸	۵۳۵	جس گھر میں جنبی یا کتا ہو، رحمت کے فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔	۳۰۰
۷۲۹	۵۳۶	کافر، عورتوں کی خوشبو لگانے والے اور جنبی کے گھر ملائکہ رحمت داخل نہیں ہوتے۔	"
		باب	۳۰۱
۷۳۰		پانی کے احکام کے بیان میں	
۷۳۱	ا	یُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ	"
۷۳۲	ب	وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَھُوْرًا	"
۷۳۳	ج	وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَاءِ الخ	"
۷۳۴	د	اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	"
۷۳۵	۵۳۷	کھڑے پانی میں پیشاب کی ممانعت	"
۷۳۶	۵۳۸	بہتے پانی سے پیشاب کے بعد غسل نہ کیا جائے۔	۳۰۲
۷۳۷	۵۳۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کے پانی میں شفا ہے۔	۳۰۲
۷۳۸	۵۴۰/۵۴۱	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مستعمل پانی صحابہ کرام نے اپنے جسموں پر ملا۔	۳۰۳
۷۳۹		علامہ عینی کی تصریح کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلات پاک ہیں۔	"
۷۴۰		پانی دم کر کے مریض پر ڈالنا جائز ہے	۳۰۴
۷۴۱	۵۴۲/۵۴۳	کنویں میں کوئی گر کر مر جائے تو اس پانی کا حکم	"
۷۴۲	۵۴۴/۵۴۵	پرندہ بلی گر کر مر جائے تو اس کا حکم	۳۰۵
۷۴۳	۵۴۶	مرغی گر کر مر جائے تو اس کا حکم	"
۷۴۴	۵۴۷	مرا ہوا جانور نکالنے کے بعد کنویں کا سارا پانی بھی نکالا جائے۔	"
۷۴۵	۵۴۸	تالاب میں گدھا مرا ہو تو اس کا حکم	"
۷۴۶		ائمہ مجتہدین کے اقوال	"
۷۴۷		تالاب کا حکم آب جاری کی طرح ہے	"
۷۴۸	۵۴۹ و ۵۵۰ تا ۵۵۱	کنویں کے چالیس ہاتھ تک دوسرا کنواں یا بیت الخلاء نہیں بنا سکتے۔	۳۰۶
۷۴۹	۵۵۲	دہ دردہ کے باہر کنواں اور گڑھا کھودا جا سکتا ہے۔	۳۰۸
۷۵۰	۵۵۳	بئر بضاعہ کی نہر کا حکم ماء جاری کی طرح تھا	۳۱۰
۷۵۱	۵۵۴	پانی تین چیزوں کے ساتھ نجس ہوتا ہے۔	"
۷۵۲	۵۵۵	دریا اور سمندر کا پانی پاک ہے	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۷۵۳	۵۵۶ / ۵۵۷	جس جانور میں بہتا خون نہ ہو، پانی میں گر کر مر جائے تو اس کا حکم	۳۱۱
۷۵۴	۵۵۸	پانی پاک کرنے والا ہے۔	″
۷۵۵	″	ابو زید راوی حدیث پر بحث	″
۷۵۶	″	امام ابن ہمام اور علامہ عینی کے جوابات	۳۱۲
۷۵۷	۵۵۹	نبیذ سے وضو کیا جا سکتا ہے۔	۳۱۳
۷۵۸	۵۶۰	بلی درندہ ہے۔	۳۱۴
۷۵۹	۵۶۱	بلی کا بچا ہوا پانی نجس نہیں ہے	″
۷۶۰		شیخ محقق کی بلی کے جھوٹے کے بارے میں تصریح	″
۷۶۱	۵۶۲	بلی نے ہریسہ میں منہ مارا	۳۱۵
۷۶۲	۵۶۳	بلی کے منہ لگے برتن کو ایک مرتبہ دھویا جائے۔	۳۱۶
۷۶۳		درندوں کے متعلق دو حکم۔ ایک ان کے جھوٹے کا دوسرا گوشت کا	″
۷۶۴	۵۶۴	گدھوں کے گوشت کھانے کی ممانعت	″
۷۶۵		گدھے کے گوشت کی حلت و حرمت پر دلائل	″
۷۶۶	۵۶۵	دھوپ کے گرم پانی سے وضو یا غسل نہ کیا جائے۔	۳۱۷
۷۶۷	۵۶	دھوپ کا گرم پانی جسم پر لگنے سے برص پیدا ہوتی ہے۔	۳۱۸
۷۶۸	۵۶	حضرت عمر بن خطاب کے لیے پانی آگ سے گرم کیا جاتا تھا۔	″
۷۶۹	۵۶	حضرت عمر گرم پانی سے وضو اور غسل فرماتے۔	″
۷۷۰	۵۶	آگ سے گرم شدہ پانی استعمال کرنا	″

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		جائز ہے۔	
		باب	۳۱۹
۷۷۱		نجاستوں کے پاک کرنے کے بیان میں	
۷۷۲		وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ	″
۷۷۳		مِنْ مَاءٍ مَّهِيْنٍ	″
۷۷۴		وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا	″
۷۷۵	۵۶۹	کتا کسی برتن سے پی جائے تو اسے گرا دو	″
۷۷۶	۵۷۰ تا ۵۷۲	کتے کا منہ لگے برتن کو تین مرتبہ دھو ڈالو	۳۲۰
۷۷۷	۵۷۳	اسلام کے ابتدائی زمانہ میں کتے مسجد میں آتے جاتے تھے۔	″
۷۷۸	۵۷۴	زمین کی پاکی اس کا خشک ہونا ہے	۳۲۱
۷۷۹	۵۷۵ / ۵۷۶	کسی کپڑے کو خون حیض لگ جائے تو کیا کیا جائے۔	″
۷۸۰		جس چیز سے حدث دور ہو اس سے پاکی بھی ہو جاتی ہے۔	۳۲۲
۷۸۱	۵۷۷	خون لگے کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ	۳۲۳
۷۸۲	۵۷۸	کپڑے کے پاک کرنے کا ایک طریقہ۔	″
۷۸۳	۵۷۹	مٹی جوتے کی پلیدی پاک کرنے والی ہے۔	۳۲۴
۷۸۴	۵۸۰ / ۵۸۱	مسجد میں داخلے کے وقت جوتے کی گندگی دیکھ لی جائے۔	″
۷۸۵	۵۸۲ / ۵۸۳	کپڑے سے خشک منی کو کھرچ لیا	۳۲۵

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		جاتے تو وہ پاک ہوجاتا ہے۔	
۷۸۶	۵۸۴	ریشہ لگا کپڑا پاک ہے۔	۳۲۶
۷۸۷	۵۸۵	جس کپڑے کو منی لگ جائے اسے دھو لیا جائے۔	〃
۷۸۸	۵۸۶	جماع کیا ہوا کپڑا، جس میں گندگی نہ لگی ہو، نماز پڑھ سکتے ہیں۔	۳۲۷
۷۸۹	۵۸۷/۵۸۸	شیرخوار بچے کا پیشاب لگ جائے تو اسے دھویا جائے	〃
۷۹۰		دودھ پیتے بچے کے پیشاب کا حکم	۳۲۸
۷۹۱	۵۸۹	دودھ پیتے بچے نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیشاب کر دیا۔	〃
۷۹۲	۵۹۰/۵۹۱	حسنین کریمین میں سے ایک نے سرکار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیشاب کر دیا۔	〃
۷۹۳	۵۹۲	کھانا کھاتے بچے کے پیشاب لگے کپڑے کو اچھے طریقے سے دھویا جائے۔	۳۲۹
۷۹۴	۵۹۳	غیر مذبوح، مردار جانوروں کا چمڑا بغیر دباغت کے استعمال نہ کریں۔	۳۳۰
۷۹۵		حضرت عبداللہ بن عکیم تابعی	〃
۷۹۶	۵۹۴ تا ۶۰۰	چمڑا دباغت دینے سے پاک ہوجاتا ہے۔	〃
۷۹۷	۶۰۱/۶۰۲	حضرت سودہ کی بکری مرگئی تو اس کے چمڑے کو رنگا گیا۔	۳۳۲
۷۹۸	۶۰۳	دباغت مٹی راکھ یا نمک سے دی جاتی ہے۔	۳۳۳
۷۹۹		دباغت کا معنی و مطلب اور دباغت حقیقی و حکمی	〃
۸۰۰	۶۰۴	ہر وہ چیز جو چمڑے کو خراب ہونے سے روک دے، دباغت ہے	۳۳۴
۸۰۱	۶۰۵	مردہ جانور کا صرف گوشت حرام ہے۔	〃
۸۰۲	۶۰۶	کونسی چیزیں حرام ہیں۔	〃
۸۰۳	۶۰۷	ہاتھی کے دانت کی کنگھی	〃
۸۰۴	۶۰۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے بال تبرکاً صحابہ کو عطا فرمائے۔	〃
۸۰۵	۶۰۹	درندوں کے چمڑوں اور ان پر سواری کی ممانعت	۳۳۵
۸۰۶		درندوں کے چمڑے کے متعلق ائمہ کی گفتگو	〃
۸۰۷	۶۱۰	درندوں کے چمڑوں کے استعمال کی ممانعت	۳۳۶
۸۰۸	۶۱۱	درندوں کے چمڑے قیمتاً لینا مکروہ ہے۔	〃
۸۰۹	۶۱۲	دباغت کے بغیر درندوں کی کھال کا استعمال جائز نہیں	〃
۸۱۰	۶۱۳	حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس چیتے کی کھال کا زین تھا	〃
۸۱۱	۶۱۴	ائمہ تابعین کے پاس چیتے کی کھال کی زین۔	〃
۸۱۲	۶۱۵	زمین پر ننگے پاؤں چل کر آنے سے دوبارہ وضو نہ کیا جائے۔	۳۳۷
۸۱۳	۶۱۶	پیشاب کی چھینٹوں سے بچو	〃
۸۱۴		واقعہ عرینیین	〃

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
٨١٥	٦١٧	اونٹ، بیل، گائے اور بکری کا پیشاب مکروہ تحریمی ہے۔	٣٣٨
		باب	٣٣٩
٨١٦		موزوں پر مسح کے بیان میں	
٨١٧		يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ الخ	"
٨١٨	٦١٨/٦١٩	موزوں پر مسح	"
٨١٩	٦٢٠	پاؤں دھو کر موزے پہنے جائیں	٣٤٠
٨٢٠	٦٢١	وضو کر کے موزوں پر مسح کیا جائے	"
٨٢١	٦٢٢	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کے بعد موزوں پر مسح فرمایا	"
٨٢٢	٦٢٣	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو مکمل کیا اور موزوں پر مسح کیا۔	٣٤١
٨٢٣	٦٢٤/٦٢٥	مدت مسح مسافر کے لیے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات۔	"
٨٢٤	٦٢٦	جنابت کی وجہ سے پاؤں موزوں سے نکال کر غسل کیا جائے	٣٤٢
٨٢٥	٦٢٧	وضو کر کے موزوں کو پہن لے اور نماز پڑھ لے	٣٤٣
٨٢٦	٦٢٨	موزوں پر مسح کے بارے میں حضرت عمر کا فیصلہ	"
٨٢٧	٦٢٩	موزوں پر مسح کا طریقہ	٣٤٤
٨٢٨	٦٣٠	اگر دین کا انحصار رائے پر ہوتا تو مسح پاؤں کے نچلے حصہ کا جائز ہوتا۔	"
٨٢٩	٦٣١	موزوں پر مسح کرنا سنت ہے	٣٤٤
٨٣٠	٦٣٢	مسح کا طریقہ	٣٤٥
٨٣١	٦٣٣	جرابوں اور نعلین پر مسح	٣٤٥
٨٣٢		صرف نعلین پر مسح درست نہیں	"
٨٣٣	٦٣٤	حضرت علی نے جرابوں پر مسح کیا	٣٤٦
٨٣٤	٦٣٥	حضرت ابن مسعود موزوں اور جرابوں پر مسح کرتے۔	"
٨٣٥	٦٣٦	موزوں اور چمڑے کی جرابوں پر مسح کا حکم	"
٨٣٦	٦٣٧	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو کر کے جرابوں پر مسح فرمایا	"
٨٣٧		امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔ سوتی یا اونی موزوں پر مسح درست نہیں۔	٣٤٧
٨٣٨	٦٣٨	حضرت ابراہیم نخعی جرابوں پر مسح فرماتے	"
٨٣٩	٦٣٩	عروہ نے اپنے باپ ہشام کو سر اور جرابوں پر مسح کرتے دیکھا۔	٣٤٨
٨٤٠	٦٤٠	ابن عمر نے موزے اتار کر پاؤں دھوئے	"
٨٤١	٦٤١	موزہ اتارنے پر پاؤں دھو کر موزہ پہنا جائے	"
		باب	٣٤٩
٨٤٢		تیمم کے بیان میں	
٨٤٣		وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ الخ	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۸۴۴		وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا	۳۴۹
۸۴۵			
۸۴۶		مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ	"
۸۴۷	۶۴۲	تیمم کا حکم حضرت عائشہ کی بدولت ملا	"
۸۴۸	۶۴۳	پاک مٹی مسلمان کے لیے پانی کے قائم مقام ہے۔	۳۵۰
۸۴۹		پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی سے تیمم اور اس کے مسائل	۳۵۱
۸۵۰	۶۴۴	تمام روئے جائے نماز اور پاک کرنے والی ہے۔	۳۵۲
۸۵۱	۶۴۵	جنابت کی حالت میں پانی نہ ملنے کی صورت تیمم کیا جائے۔	۳۵۳
۸۵۲	۶۴۶	ہر جنس زمین سے تیمم کر سکتے ہیں	"
۸۵۳	۶۴۷	حالت سفر یا پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم۔	۳۵۴
۸۵۴		فاضل بریلوی کا مسائل تیمم پر مستقل رسالہ	"
۸۵۵	۶۴۸	جسے پانی نہ ملے وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔	"
۸۵۶	۶۴۹	ریگستان میں پانی کی قلت اور تیمم کا حکم	"
۸۵۷	۶۵۰/۶۵۱	تیمم کا طریقہ	۳۵۵
۸۵۸	۶۵۳	تیمم کے تین فرض اور دس سنتیں	۳۵۶
۸۵۹	۶۵۴	سردیوں میں غسل احتلام کے لیے پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم	۳۵۷
۸۶۰	۶۵۵	مسافر کو جنابت لاحق اور پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۸۶۱	۶۵۶/۶۵۷	نماز جنازہ نہ ملنے کی صورت میں تیمم کی اجازت	۳۵۸
۸۶۲	۶۵۸/۶۵۹	حضرت ابن عمر نے تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھی۔	
	۶۶۰	بے وضو شخص تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھ لے	
۸۶۳	۶۶۱	جنبی وضو یا تیمم کر کے سوئے	"
۸۶۴	۶۶۲	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیمم کر کے سلام کا جواب دیا۔	"
۸۶۵	۶۶۳	پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کو نماز کے آخر وقت تک مؤخر کر دے۔	۳۶۰
۸۶۶	۶۶۴	حالت سفر میں پاک مٹی سے تیمم	"
	۶۶۵	پٹی پر مسح	۳۶۱
۸۶۷	۶۶۶	حضرت علی کی کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی تو آپ نے اس پر مسح کیا	"
۸۶۸	۶۶۷	ہتھیلی پر پٹی کی صورت میں مسح	"
۸۶۹		باب مسنون غسل کے بیان میں	۳۶۲
۸۷۰	۶۶۸	جمعہ کے دن غسل کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں	"
۸۷۱	۶۶۹	جمعہ کے دن غسل کی ابتداء کی وجہ تسمیہ	"
۸۷۲	۶۷۰	عیدین اور جمعہ کا غسل مسنون ہے	۳۶۳
۸۷۳	۶۷۱/۶۷۲	جمعہ کے دن غسل کرنا وضو کرنے سے افضل ہے۔	"
۸۷۴	۶۷۳	سردی ہو یا گرمی جمعہ کے دن غسل سنت ہے۔	۳۶۴
۸۷۵	۶۷۴	ہر بالغ کے لیے جمعہ کے لیے جانا فرض	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		اور غسل کرنا سنت ہے	
۸۷۶	۶۷۵	ہر مسلمان پر ہفتہ میں ایک دن غسل کرنا لازم ہے۔	۳۶۴
۸۷۷	۶۷۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدین، یوم عرفہ اور یوم جمعہ کو غسل فرماتے تھے۔	"
۸۷۸	۶۷۷	جمعہ کے دن غسل جنابت سے سنت بھی ادا ہوجاتی ہے۔	۳۶۵
۸۷۹	۶۷۸ تا ۶۸۱	غسل عیدین مسنون ہے۔	"
۸۸۰	۶۸۲ تا ۶۸۴	احرام باندھنے سے قبل غسل کرنا سنت ہے	"
۸۸۱	۶۸۵	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار کاموں کے بعد غسل فرماتے	۳۶۶
۸۸۲	۶۸۶	غسل میت کے بعد غسل کرنا مسنون ہے۔	"
۸۸۳	۶۸۷	نومسلم بیری کے پتے ڈالے ہوئے پانی سے غسل کرے	"
۸۸۴	۶۸۸	نومسلم کا پانی اور بیری کے پتوں سے غسل اور کفر کی حالت کے بالوں کو دور کرے	"
۸۸	۶۸۹	حضرت ابن عمر حرم مکہ کے قریب پہنچ کر مقام ذی طویٰ میں غسل کرتے	۳۶۷
		باب	
۸۸۶		حیض کے بیان میں	"
۸۸۷		وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ	"
۸۸۸	۶۹۰	باکرہ اور ثیبہ کے لیے مدت حیض۔	"
۸۸۹		مستحاضہ کی تعریف، اور اس کا حکم۔	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۸۹۰	۶۹۱	مدت حیض زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔	۳۶۸
۸۹۱	۶۹۲ ۶۹۳	کم از کم حیض کی مدت تین دن ہے	"
۸۹۲	۶۹۴	دو حیض کے درمیان پاک رہنے کی مدت	"
۸۹۳	۶۹۵	حائضہ کا خون دس دن سے متجاوز ہو تو وہ غسل کر کے نماز پڑھ لے	۳۶۹
۸۹۴	۶۹۶	کم سے کم مدت حیض کا تعین	"
۸۹۵	۶۹۷	نفاس والی چالیس دن بیٹھتی تھی	"
۸۹۶	۶۹۸	نفاس والی کے لیے چالیس دن کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔	"
۸۹۷	۶۹۹	خون نفاس چالیس دن سے متجاوز ہو تو وہ عورت بھی مستحاضہ ہے۔	"
۸۹۸	۷۰۰	حاملہ کا خون مانع نماز نہیں	۳۷۰
۸۹۹		حاملہ کے خون کے بارے میں احناف اور شوافع کا نظریہ	
۹۰۰	۷۰۱	خون حیض بچے کی غذا بنتا ہے	"
۹۰۱	۷۰۲ ۷۰۳	حاملہ کو اگر خون آئے تو وہ نماز پڑھنی نہ چھوڑے	"
۹۰۲	۷۰۴	خون حیض جب تک بالکل سفید نہ ہوجائے عورتیں غسل طہارت نہ کریں۔	۳۷۱
۹۰۳	۷۰۵	حائضہ روزوں کی قضاء کرے نماز کی نہیں۔	"
۹۰۴		فتنۂ خارجیت حروراء سے نکلا اور انہوں نے حضرت علی سے بغاوت کی	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۹۰۵		حضرت عائشہ کو عورت کی بد اعتقادی کا اندیشہ	۳۷۲
۹۰۶	۷۰۶	خاوند بیوی کے ساتھ حالتِ حیض میں کیا کرے۔	"
۹۰۷		علامہ شامی کی تحقیق	
۹۰۸	۷۰۷	مرد و زن کا ایک برتن سے غسل کرنا۔	"
۹۰۹	۷۰۸	مرد کو حالتِ حیض میں عورت کی کیا چیز حلال ہے؟	۳۷۳
۹۱۰	۷۰۹	حالتِ حیض میں اپنی عورت کے ساتھ کھا اور پی سکتا ہے۔	"
۹۱۱	۷۱۰	ایام ماہواری میں مرد عورت کے ساتھ ٹیک لگا سکتا ہے۔	"
۹۱۲	۷۱۱/۷۱۲	ایام ماہواری میں بیوی خاوند کے کام کاج کر سکتی ہے۔	۳۷۴
۹۱۳	۷۱۳	ایام ماہواری میں خاوند اور بیوی ایک کپڑے میں آرام کر سکتے ہیں۔	"
۹۱۴	۷۱۴	حائضہ سے جماع کرنا کفر کی نشانی ہے	"
۹۱۵	۷۱۵	حائضہ بیوی کے ساتھ جماع کرنے کی سزا	"
۹۱۶		اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تحقیق	۳۷۵
۹۱۷	۷۱۶	حائضہ کے ساتھ جماع کرنے پر صدقہ کرے۔	"
۹۱۸		اس بارے میں اقوال علماء	"
		باب	۳۷۶
۹۱۹		مستحاضہ عورت کے بیان میں	
۹۲۰	۷۱۷	مدتِ حیض سے زیادہ خون آئے تو عورت کیا کرے؟	"
۹۲۱	۷۱۸	مستحاضہ پر بار بار غسل کرنا واجب نہیں۔	۳۷۶
۹۲۲	۷۱۹	مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو کر کے نماز پڑھے۔	۳۷۷
۹۲۳	۷۲۰	مستحاضہ صحابیہ کو ہر نماز کے لیے وضو کا حکم	"
۹۲۴		یہ احادیث مذہب احناف کی دلیل ہیں	۳۷۸
۹۲۵	۷۲۱	مستحاضہ ختم مدتِ حیض پر غسل کرے	"
۹۲۶	۷۲۲	حضرت ام حبیبہ کئی سال تک استحاضہ کی حالت میں نمازیں پڑھتی رہیں۔	"
۹۲۷		فقہاء احناف کا عادیہ مستحاضہ کے بارے میں فیصلہ	"
۹۲۸		معینہ عادت والی مستحاضہ کا حکم	۳۷۹
۹۲۹		جس مستحاضہ پر ایام حیض مشتبہ ہو جائیں۔	۳۸۰
۹۳۰		مستحاضۂ جاریہ احوط پر عمل کرے	"
۹۳۱		جس مستحاضہ پر ایام حیض و طہر مشتبہ ہو جائیں۔	"
۹۳۲		جس مستحاضہ کو ایام حیض یا طہر کا شک ہو جائے تو کیا کرے۔	"
۹۳۳	۷۲۳	مستحاضہ سے جماع جائز ہے	"
		باب	۳۸۱
۹۳۴		نماز کے بیان میں	
۹۳۵	ا	أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ	"
۹۳۶	ب	أَقِمِ الصَّلٰوةَ الخ	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
٩٣٧	ج	وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ الخ	٣٨١
٩٣٨	د	اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ	"
٩٣٩	ط	وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔	٣٨٢
٩٤٠	س	وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ الخ	"
٩٤١	ص	رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ الخ	"
٩٤٢	ط	فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ الخ	"
٩٤٣	ع	اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ۔ الخ	٣٨٣
٩٤٤	٧٢٤	نماز مسلمان پر فرض ہے۔	"
٩٤٥	٧٢٥	نماز کی پابندی کرنے والے سے شیطان ڈرتا ہے۔	"
٩٤٦	٧٢٦	نمازی پر حالت نماز میں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔	٣٨٤
٩٤٧	٧٢٧	نمازی اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔	"
٩٤٨	٧٢٨	اطاعت امیر اور ارکان دین ادا کرنے والا جنت میں جائے گا۔	
٩٤٩	٧٢٩	نماز، نور ایمان اور مغفرت کا سبب ہوگی۔	
٩٥٠		بے نمازی فرعون وہامان کے ساتھ رہے گا۔	٣٨٥
٩٥١	٧٣٠	نمازی کے دل میں نور پیدا ہوتا ہے	"
٩٥٢	٧٣١	اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی آگ نماز پڑھنے سے بجھ جاتی ہے۔	"
٩٥٣	٧٣٢	نمازی کو تین باتیں حاصل ہوتی ہیں۔	"
٩٥٤	٧٣٣	قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔	٣٨٦
٩٥٥	٧٣٤	نمازیں صغیرہ گناہوں کو مٹاتی ہیں	"
٩٥٦	٧٣٥	پانچ وقت کی نماز پڑھنے والے کی مثال	"
٩٥٧	٧٣٦	نیکیاں گناہوں کو مٹاتی ہیں	٣٨٧
٩٥٨		ایک آدمی نے گناہ کرکے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بخشش کے لیے حاضری دی۔	"
٩٥٩	٧٣٧	اجنبی عورت سے بوس وکنار کرنے والے کی بخشش کی صورت	٣٨٨
٩٦٠	٨٣٨	صحابی رسول گناہ کرنے کے بعد حد جاری کرانے کے لیے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔	٣٨٩
٩٦١		"حد" سزائے معین کو کہتے ہیں۔	
٩٦٢		حضور انور کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے کبیرہ گناہ بھی مٹ جاتے ہیں۔	" "
٩٦٣	٧٣٩	نمازی کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑتے ہیں۔	٣٩٠
٩٦٤	٧٤٠	نمازی فراغِ نماز تک پاک صاف ہوجاتا ہے۔	"
٩٦٥	٧٤١	کامل وضو اور سنتوں کی پابندی کرنے والا	٣٩١
٩٦٦	٧٤٢	حضور قلب کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز سابقہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے	"
٩٦٧	٧٤٣	نمازوں کی پابندی کرنے والے کی مغفرت۔	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۹۶۸	۷۴۴	افضل ترین عمل وقت پر نماز ہے	۳۹۱
۹۶۹	۷۴۵	اللہ تعالیٰ تارک نماز کو غضبناک حالت میں ملے گا۔	۳۹۲
۹۷۰	۷۴۶	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ابو الدرداء کو وصیت۔	"
۹۷۱	۷۴۷	تارک نماز کفر کے قریب ہوتا ہے	"
۹۷۲	۷۴۸	تارک صلوٰۃ کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔	۳۹۳
۹۷۳		تارک نماز کے لیے وعیدیں	"
۹۷۴	۷۴۹	شرک اور بندے کے درمیان حد فاصل نماز ہے۔	"
۹۷۵		مذہب حنفی میں تارک صلوٰۃ کو قتل نہیں کیا جاتا۔	"
۹۷۶	۷۵۰	عمداً نماز چھوڑنے والا علانیہ کفر کرتا ہے۔	۳۹۴
۹۷۷	۷۵۱	اہل ایمان اور منافقین کے درمیان عہد و پیمان	"
۹۷۸		منافقین کی ظاہری حالت مسلمانوں جیسی ہے۔	"
۹۷۹	۷۵۲	اصحاب رسول ترک صلوٰۃ کو کفر کے قریب سمجھتے تھے۔	"
۹۸۰		تارک صلوٰۃ کے کفر و ایمان کے متعلق۔	"
۹۸۱		فاضل بریلوی کی تحقیق لطیف	۳۹۶
۹۸۲	۷۵۳	سات سال کے بچے کو نماز کا حکم دو	۳۹۷
		باب	۳۹۸
۹۸۳		اوقات نماز کے بیان میں	
۹۸۴	ا	آیت، اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا	
۹۸۵	ب	وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ الخ	۳۹۸
۹۸۶	ج	اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ الخ	"
۹۸۷	د	وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا الخ	"
۹۸۸		قبل طلوع الشمس اور قبل غروبھا سے مراد	۳۹۹
۹۸۹	ھ	فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ۔	"
۹۹۰	۷۵۴	نمازوں کے اول اور آخری اوقات	"
۹۹۱	۷۵۵	نماز ظہر کا وقت آفتاب کے ڈھلنے سے ہوتا ہے۔	۴۰۰
۹۹۲	۷۵۶	نماز ظہر کا آخری وقت وقت عصر شروع ہونے سے ہے۔	"
۹۹۳		سورج ڈھلنے کو زوال کہتے ہیں	"
۹۹۴		نصف النہار شرعی، نصف النہار عرفی اور ضحوۂ کبریٰ کا معنی اور حکم	"
۹۹۵		وقت ظہر سایۂ اصلی کے علاوہ سایہ جب دو مثل ہو جائے تو ختم ہو جاتا ہے۔	۴۰۱
۹۹۶	۷۵۷	ظہر اور عصر کی نمازیں کب پڑھنی چاہییں	"
۹۹۷	۷۵۸	وقت عصر کی ابتداء	۴۰۲
۹۹۸	۷۵۹	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے افراد کی عمروں کی تشبیہ وقت عصر سے اور ان کا اجر۔	"
۹۹۹		مذہب احناف کو تقویت	۴۰۳
۱۰۰۰	۷۶۰	آفتاب کے ڈوبنے تک وقت عصر	۴۰۴

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		باقی رہتا ہے۔	
۱۰۰۱		آئمہ محدثین کی تحقیق	۴۰۴
۱۰۰۲	۷۶۱	نماز مغرب کا ابتدائی وقت غروب کے فوراً بعد شروع ہوتا ہے۔	۴۰۶
۱۰۰۳	۷۶۲ ۷۶۳	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز مغرب غروب کے متصل بعد پڑھاتے تھے۔	۴۰۷
۱۰۰۴	۷۶۴	نماز مغرب کا وقت شفق ختم ہونے تک رہتا ہے۔	″
۱۰۰۵		شفق کے بارے میں فاضل بریلوی کی تحقیق	۴۰۸
۱۰۰۶	۷۶۵	نماز عشاء کے متعلق صحابی رسول کا سوال	″
۱۰۰۷		مغرب کے بعد سپیدی ختم ہونے تک عشاء کا وقت رہتا ہے۔	۴۰۹
۱۰۰۸	۷۶۶	نماز عشاء کا ابتدائی وقت	″
۱۰۰۹	۷۶۷	رات کی تاریکی پھیلنے پر وقت عشاء شروع ہوتا ہے۔	″
۱۰۱۰	۷۶۸	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عشاء تاخیر سے پڑھائی۔	۴۱۰
۱۰۱۱	۷۶۹	نماز عشاء رات کے آخری حصے تک پڑھی جا سکتی ہے۔	″
۱۰۱۲	۷۷۰	نماز عشاء میں اتنی تاخیر کرنا کہ صبح صادق ہو جائے منع ہے۔	″
۱۰۱۳	۷۷۱	صبح صادق اور صبح کاذب کا معنی اور حکم۔	۴۱۱
۱۰۱۴	۷۷۲	نماز فجر کا ابتدائی وقت طلوع صبح صادق سے ہے۔	″
۱۰۱۵	۷۷۳	نماز وتر آخر رات میں پڑھنی چاہیے	″

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۰۱۶	۷۷۴	نماز وتر کا وقت عشاء اور طلوع فجر کے درمیان ہے	۴۱۱
۱۰۱۷	۷۷۵	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز وتر رات کے ہر حصہ میں ادا فرمائی۔	۴۱۲
۱۰۱۸	۷۷۶	نماز عشاء اور وتر کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔	″
۱۰۱۹	۷۷۷	صبح صادق کے طلوع ہونے سے قبل وتر جلدی ادا کرو۔	″
		باب	۳
۱۰۲۰		نمازوں کو مستحب اوقات میں پڑھنے کا بیان	
۱۰۲۱	۷۷۸	نماز ظہر کا مستحب وقت	″
۱۰۲۲	۷۷۹ ۷۸۰	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	″
		موسم سرما میں نماز ظہر جلدی پڑھتے اور گرما میں تاخیر سے	″
۱۰۲۳		تعجیل و تاخیر ظہر کا حکم	″
۱۰۲۴	۷۸۱	شدید گرمی میں نماز ظہر ٹھنڈے وقت پڑھنے کا حکم	۴
۱۰۲۵		جہنم سال میں دو سانسیں لیتی ہے	″
۱۰۲۶	۷۸۲	گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔	
۱۰۲۷	۷۸۳	موسم گرما میں نماز ظہر دیر سے پڑھنے کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان	
۱۰۲۸	۷۸۴	سفر میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ظہر ٹھنڈے وقت پڑھی۔	۵

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۰۲۹	۷۸۵	حضور اکرم نے سخت گرمی میں مؤذن کو اذان دینے سے روک دیا۔	۴۱۶
۱۰۳۰	۷۸۶	عصر کی اذان جلدی دینے پر تابعی نے مؤذن کو ملامت کی	"
۱۰۳۱	۷۸۷	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عصر میں تاخیر فرماتے تھے۔	۴۱۷
۱۰۳۲	۷۸۸	نماز ظہر جلدی اور نماز عصر تاخیر سے پڑھتے۔	"
۱۰۳۳	۷۸۹	نماز کے لیے جلدی بلانے والے کو حضرت علی نے کتا کہا	"
۱۰۳۴	۷۹۰	نماز عصر میں حضرت ابوہریرہ نے کتنی تاخیر فرمائی۔	۴۱۸
۱۰۳۵	۷۹۱	حضرت ابن مسعود کے شاگرد نماز عصر آخری وقت پڑھا کرتے تھے۔	"
۱۰۳۶	۷۹۲	وقت عصر کی وجہ تسمیہ	"
۱۰۳۷	۷۹۳	غروب تک عصر کا انتظار کرنا منافق کا عمل ہے۔	"
۱۰۳۸	۷۹۴	بادل کی وجہ سے عصر کی نماز جلدی ادا کی جائے۔	۴۱۹
۱۰۳۹	۷۹۵	نماز مغرب جلدی ادا کرنے میں بھلائی ہے۔	"
۱۰۴۰	۷۹۶	نماز مغرب غروب شمس کے ساتھ ہی ادا کرنے کا حکم	"
۱۰۴۱	۷۹۷	نماز مغرب طلوع نجم سے پہلے ادا کرنے کا حکم	۴۲۰
۱۰۴۲	۷۹۸	مغرب کی نماز افطاری کے فوراً بعد ادا کی جائے۔	"
۱۰۴۳	۷۹۹	نماز مغرب ادا کرنے کے بعد صحابہ روشنی میں ہی واپس ہوتے	"
۱۰۴۴	۸۰۰	بادل کے دنوں میں مغرب کی نماز دیر سے پڑھنے کا حکم	۴۲۰
۱۰۴۵	۸۰۱	نماز عشاء تہائی یا آدھی شب تک تاخیر کرنا سنّت ہے	"
۱۰۴۶	۸۰۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عشاء غروب شفق کے بعد ادا کیا کرتے تھے۔	"
۱۰۴۷	۸۰۳	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عشاء تیسری شب کا چاند ڈوبنے کے وقت ادا فرماتے تھے۔	۴۲۱
۱۰۴۸	۸۰۴	صحابۂ کرام نے نماز عشاء کے لیے دیر تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتظار کیا۔	"
۱۰۴۹	۸۰۵	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عشاء تاخیر سے ادا فرماتے تھے۔	"
۱۰۵۰	۸۰۶	نماز کا انتظار بحالت نماز کی طرح ہے	"
۱۰۵۱	۸۰۷	نماز عشاء سے غافل ہو کر سونے والے کو خدا کرے نیند نہ آئے۔	۴۲۲
۱۰۵۲	۸۰۸	نماز فجر روشنی پھیلنے پر پڑھنے کا حکم	"
۱۰۵۳	۸۰۹	نماز فجر روشنی میں پڑھنا اجر عظیم کا باعث ہے۔	"
۱۰۵۴	۸۱۰	نماز فجر سفیدی پھیلنے پر پڑھنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔	"
۱۰۵۵	۸۱۱	حضرت بلال کو نماز فجر سفیدی پھیلنے پر پڑھنے کا حکم	۴۲۳
۱۰۵۶	۸۱۲	نماز فجر روشنی میں ادا کرنے سے قبل اور	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		دل روشن ہوتے ہیں۔	
۱۰۵۷	۸۱۳	صبح کی نماز سفیدی میں ادا کرنا فطرت اسلام ہے۔	۴۲۳
۱۰۵۸	۸۱۴/۸۱۵	نماز صبح ایسے وقت ادا کرو کہ لوگ اپنے تیروں کے نشانے دیکھ سکیں	״
۱۰۵۹	۸۱۶	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کی نماز میں تاخیر فرماتے تھے۔	״
۱۰۶۰		نماز فجر ادا کرنے کا سنت وقت صبح کی روشنی میں ہے۔	۴۲۴
۱۰۶۱	۸۱۷	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کا اتفاق نماز فجر کے بارے میں	״
۱۰۶۲	۸۱۸	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز مستحب وقت میں ادا فرماتے تھے۔	۴۲۵
۱۰۶۳	۸۱۹	دسویں ذوالحجہ کو مزدلفہ میں نماز فجر تاریکی میں پڑھنے کا حکم	״
۱۰۶۴	۸۲۰	تمہاری رات کی آخری نماز وتر ہو۔	۴۲۶
۱۰۶۵	۸۲۱	تین چیزوں کی وصیت	״
۱۰۶۶	۸۲۲	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز وتر کبھی اول شب میں ادا فرمائی کبھی آخر شب	״
۱۰۶۷	۸۲۳	آخر شب وتر ادا کرنے کی فضیلت	۴۲۷
۱۰۶۸	۸۲۴	پسندیدہ عمل اوقات مستحبہ میں نمازیں ادا کرنا ہے۔	״
۱۰۶۹	۸۲۵	تین چیزوں میں دیر نہیں کرنی چاہیے	۴۲۸
۱۰۷۰	۸۲۶	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معمول مبارک	״
۱۰۷۱	۸۲۷	ایک وقت آئے گا کہ حکام نمازیں	״

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		مردہ اوقات میں پڑھیں گے۔	
۱۰۷۲	۸۲۸	دنیاوی مشغولیات حکام کو نماز پڑھنے سے روک دیں گی۔	۴۲۹
۱۰۷۳	۸۲۹	نماز صبح یا مغرب تنہا پڑھنے والا	״
۱۰۷۴	۸۳۰	نماز بھول جانے کی صورت میں اس کا کفارہ	۴۳۰
۱۰۷۵		بھول جانے والی نماز ممنوعہ اوقات میں یاد آجائے تو اس کا حکم	״
۱۰۷۶	۸۳۱	سوئے ہوئے شخص کی نماز قضا ہو جائے تو اسے کوئی گناہ نہیں	۴۳۱
۱۰۷۷	۸۳۲	سو جانے والا شخص بیدار ہو کر وتر ادا کرے۔	״
۱۰۷۸	۸۳۳	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی نماز عشاء قضاء ہوئی۔	۴۳۲
۱۰۷۹	۸۳۴	طلوع شمس کے وقت بیدار ہونے والا آفتاب کے بلند ہونے کا انتظار کرے	۴۳۳
۱۰۸۰	۸۳۵	صاحب ترتیب شخص کی نمازوں کا حکم	۴۳۴
۱۰۸۱	۸۳۶	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازوں میں ترتیب کا لحاظ رکھا۔	״
۱۰۸۲	۸۳۷	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عصر قضاء ہونے پر پہلے عصر پھر مغرب کی نمازیں ادا کیں	۴۳۵
۱۰۸۳	۸۳۸	حضرت ابراہیم نخعی سے صاحب ترتیب شخص کے متعلق سوال	״

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۰۸۴	۸۳۹	نماز وتر نہ پڑھ کر سونے والا اگر صاحب ترتیب ہے تو فجر سے پہلے وتر ادا کرے۔	۴۳۵
۱۰۸۵	۸۴۰	مشرکین نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چار نمازوں سے روکے رکھا۔	۴۳۶
۱۰۸۶		ہمارے علماء کا استدلال	"
۱۰۸۷		باب نماز کے فضائل میں	۴۳۷
		حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى۔	"
۱۰۸۸	۸۴۱	نماز فجر و عصر کی پابندی کرنے والا داخل جہنم نہ ہوگا	"
۱۰۸۹	۸۴۲	ٹھنڈے وقت کی نمازیں پڑھنے والا بغیر عذاب کے جنت میں جائے گا	"
۱۰۹۰	۸۴۳	فجر اور عصر کی نمازوں میں دن رات کے اعمال لکھنے والے فرشتے حاضر ہوتے ہیں	۴۳۸
۱۰۹۱	۸۴۴	اذان دینے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کا اجر کیا ہے؟	"
۱۰۹۲	۸۴۵	منافقین پر فجر اور عشاء کی نمازیں بھاری ہیں۔	۴۳۹
۱۰۹۳	۸۴۶	نماز عشاء و فجر باجماعت ادا کرنے والے کو پوری رات عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔	"
۱۰۹۴	۸۴۷	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عشاء کو عتمہ کیوں کہا؟	"
۱۰۹۵	۸۴۸	نماز فجر باجماعت ادا کرنے والا	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۰۹۶		سارا دن اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں رہتا ہے۔	
۱۰۹۷	۸۴۹	نماز فجر میں رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔	۴۴۰
۱۰۹۸	۸۵۰	نماز فجر کے لیے نکلنے والا ایمان کا پرچم لے کر نکلتا ہے	"
۱۰۹۹	۸۵۱	رات بھر عبادت کرنے والا نماز فجر پڑھے بغیر سو جائے تو اس کا حکم	"
۱۱۰۰	۸۵۲	جمعہ کے دن نماز فجر باجماعت ادا کرنا افضل ترین عبادات سے ہے	۴۴۱
۱۱۰۱	۸۵۳	نماز ظہر کی فضیلت نماز تہجد کی طرح ہے۔	"
۱۱۰۲	۸۵۴	جنہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ سے روکا، خدا ان کے گھروں اور قبروں کو جلا دے۔	"
۱۱۰۳	۸۵۵	الٰہی صلوٰۃ وسطیٰ سے روکنے والوں کے دلوں کو آگ سے بھر دے۔	"
۱۱۰۴	۸۵۶	صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر ہے	۴۴۲
۱۱۰۵	۸۵۷	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان صلوٰۃ وسطیٰ صلوٰۃ عصر ہی ہے۔	"
۱۱۰۶	۸۵۸	قرآن میں پانچ نمازوں کا تذکرہ	۴۴۳
۱۱۰۷	۸۵۹	جس کی نماز عصر چھوٹ جائے	"
۱۱۰۸	۸۶۰	نماز عصر چھوڑ دینے والے سے برکت اٹھا دی جاتی ہے۔	"
۱۱۰۹	۸۶۱	نماز عشاء تاخیر سے پڑھنے میں فضیلت زیادہ ہے۔	۴۴۴

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۱۱۰	۸۶۲	شب قدر سے حصہ باجماعت عشاء پڑھنے سے ملتا ہے۔	۴۴۴
۱۱۱۱		کسی بھی نماز کے وقت قضاء کی ابتداء وقت ادا کے ختم ہونے پر ہے۔	"
		باب	۴۴۵
۱۱۱۲		اذان کے بیان میں	
۱۱۱۳		وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا الخ	"
۱۱۱۴		یہود اذان کے وقت ہنسی مذاق اڑاتے تھے۔	"
۱۱۱۵		يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ الخ	"
۱۱۱۶		جمعہ کو جمعہ کہنے کی وجہ تسمیہ	"
۱۱۱۷	۸۶۳	اذان کی ابتداء مدینہ منورہ میں ہوئی	۴۴۶
۱۱۱۸	۸۶۴	حضرت عبد اللہ بن زید نے اذان کے کلمات خواب میں دیکھے۔	"
۱۱۱۹	۸۶۵	سبز کپڑوں میں ملبوس ایک شخص نے انصاری صحابی کو خواب میں اذان کے کلمات تعلیم فرمائے	۴۴۸
۱۱۲۰	۸۶۶	باجماعت نماز کے لیے اذان	"
۱۱۲۱	۸۶۷	مروجہ اذان سے صحابہ کرام کے لوگوں کو بلانے کے لیے مختلف مشورے	" ۴۴۹
۱۱۲۲	۸۶۸	بلند آواز سے اذان کہنے کے لیے حضرت بلال کا انتخاب	۴۵۰
۱۱۲۳		حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اقامت کے مروی الفاظ	۴۵۱
۱۱۲۴	۸۶۹	اذان اور اقامت کے الفاظ دو دو	۴۵۲

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		بار دکھائے گئے۔	
۱۱۲۵	۸۷۰	حضرت عمر فاروق کو بھی خواب میں اذان دکھائی گئی۔	۴۵۲
۱۱۲۶	۸۷۱	شب معراج ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کلمات اذان کی وحی کی گئی۔	۴۵۴
۱۱۲۷	۸۷۲	حضرت عمر فاروق کے خواب سے پہلے وحی کا نزول	"
۱۱۲۸	۸۷۳	حضرت ابو محذورہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں تکبیر کیسے کہتے؟	۴۵۵
۱۱۲۹		احناف کے نزدیک ترجیع جائز نہیں۔	"
۱۱۳۰	۸۷۴	اذان اور اقامت کے الفاظ دو دو بار۔	"
۱۱۳۱	۸۷۵ ۸۷۶	حضرت عبد اللہ بن زید انصاری اذان و اقامت کے الفاظ دو، دو مرتبہ ادا کرتے۔	۴۵۶
۱۱۳۲	۸۷۷	حضرت بلال اذان و اقامت کے الفاظ دو، دو مرتبہ ادا کرتے	"
۱۱۳۳	۸۷۸	حضرت ثوبان اذان و اقامت کے کلمات دو، دو مرتبہ ادا کرتے	"
۱۱۳۴	۸۷۹	حضرت ابو محذورہ اذان و اقامت کے کلمات دو، دو دفعہ کہتے تھے	"
۱۱۳۵	۸۸۰	اقامت کے سترہ کلمات ہیں۔	"
۱۱۳۶	۸۸۱	اقامت کو ایک ایک مرتبہ کہنا، امراء نے اپنی آسانی کے لیے کیا تھا۔	
۱۱۳۷	[illegible]	دور بنو امیہ سے قبل اقامت اذان	۴۵۷

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		کی طرح دو دو مرتبہ کہی جاتی تھی۔	
۱۱۳۸	۸۸۲	حضرت بلال نے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو مرتبہ کہا	۴۵۷
۱۱۳۹	۸۸۳	حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ	"
۱۱۴۰	۸۸۴	فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا سنت ہے۔	"
۱۱۴۱	۸۸۵	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے لیے لوگوں کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر لگاتے۔	۴۵۸
۱۱۴۲		نماز سے پہلے تثویب کہنا جائز ہے	"
۱۱۴۳	۸۸۶	اذان ٹھہر ٹھہر کر کہنی چاہیے۔	"
۱۱۴۴	۸۸۷	جو اذان دے وہی اقامت کہے مؤذن کی اجازت سے دوسرا شخص اقامت کہہ سکتا ہے۔	۴۵۹
۱۱۴۵	۸۸۸/۸۸۹	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو اذان اور حضرت عبداللہ بن زید کو اقامت کہنے کا حکم دیا۔	۴۶۰
۱۱۴۶	۸۹۰	بوقت اذان دونوں انگلیوں کو کانوں میں رکھنا سنت ہے	۴۶۱
۱۱۴۷	۸۹۱	حضرت بلال اذان فجر سے قبل بلند آواز سے دعا مانگا کرتے تھے۔	"
۱۱۴۸		اذان سے قبل درود پاک پڑھنا جائز ہے۔	۴۶۲
۱۱۴۹	۸۹۲	اذان نیک لوگ دیا کریں	"
۱۱۵۰	۸۹۳/۸۹۴	باوضو اور کھڑے ہو کر اذان دینا سنت ہے۔	"
۱۱۵۱	۸۹۵	بلا وضو اذان دینا جائز ہے۔	۴۶۳
۱۱۵۲	۸۹۶	اذان اور تکبیر کے آخری کلمہ پر جزم پڑھی جائے۔	۴۶۳
۱۱۵۳	۸۹۷	اذان سننے کے بعد بغیر نماز ادا کیے مسجد سے جانا گناہ ہے۔	"
۱۱۵۴	۸۹۸	منافق مسجد سے اذان سن کر بھاگ جاتا ہے۔	۴۶۴
		باب	"
۱۱۵۵		اذان اور امام کی	
۱۱۵۶		افضلیت اور کلمات اذان کے جواب میں ہے۔	
۱۱۵۷		وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ الخ	"
۱۱۵۸	۸۹۹	مؤذن پر مسلمانوں کے روزے اور نمازوں کی ذمہ داری ہے۔	"
۱۱۵۹	۹۰۰	مؤذن قیامت کے دن دراز گردن ہوں گے	۴۶۵
۱۱۶۰	۹۰۱	اذان کی آواز پر شیطان گوز مارتے ہوئے بھاگ جاتا ہے۔	"
۱۱۶۱	۹۰۲	شیطان اذان کی آواز سن کر چھتیس میل دور تک بھاگ جاتا ہے۔	"
۱۱۶۲	۹۰۳	جن و انس قیامت کے دن مؤذن کی گواہی دیں گے۔	"
۱۱۶۳	۹۰۴	جہاں تک مؤذن کی اذان کی آواز پہنچتی ہے۔ اتنی دور تک بخشش کردی جاتی ہے۔	۴۶۶
۱۱۶۴	۹۰۵	سات سال تک رضائے خداوندی کے لیے اذان دینے والے کے لیے جہنم سے براءت لکھ دی جاتی ہے	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۱۶۵	۹۰۶	بارہ سال تک اذان دینے والے کے لیے جنت واجب ہے۔	۴۶۶
۱۱۶۶	۹۰۷	مؤذن قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے۔	۴۶۷
۱۱۶۷	۹۰۸	اذان کی فضیلت کا لوگوں کو علم نہیں	〃
۱۱۶۸	۹۰۹	دشمن کے علاقہ سے اذان کی آواز آئے تو کیا کرے۔	〃
۱۱۶۹	۹۱۰	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ متفقہ طور پر امام منتخب ہوئے	۴۶۸
۱۱۷۰		اذان دینے سے امامت کرانا افضل ہے۔	〃
۱۱۷۱	۹۱۱	مسجد میں تمام لوگوں سے افضل امام ہے۔	۴۶۹
۱۱۷۲	۹۱۲	نماز ایسے پڑھو جیسے تم نماز پڑھتے ہوئے مجھے دیکھتے ہیں۔	〃
۱۱۷۳	۹۱۳	اللہ کی رحمت سب سے پہلے امام پر نازل ہوتی ہے۔	〃
۱۱۷۴	۹۱۴	لوگوں میں سب سے اچھے اور صالح شخص کو امام ہونا چاہیے۔	۴۷۰
۱۱۷۵	۹۱۵	مؤذن کی اذان کا جواب دینے سے جنت ملتی ہے۔	〃
۱۱۷۶	۹۱۶	مؤذن عام لوگوں سے افضل ہیں	〃
۱۱۷۷	۹۱۷	اذان کا جواب دینے والے اپنی اپنی قبروں سے جواب دیتے ہوئے اٹھیں گے۔	〃
۱۱۷۸	۹۱۸	اذان کا جواب دینے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جائے۔	۴۷۱
۱۱۷۹	۹۱۹	اذان کے جو کلمات مؤذن کہے، جواب دینے والا بھی وہی کہتا جائے۔	۴۷۱
۱۱۸۰	۹۲۰	حیّ علی الصلوۃ اور حیّ علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کہا جائے۔	۴۷۲
۱۱۸۱	۹۲۱	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذان کا جواب کیا دیتے تھے ؟	〃
۱۱۸۲	۹۲۲	قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰہ وَاَدَامَهَا کہا جائے۔	۴۷۳
۱۱۸۳	۹۲۳	اذان کا جواب اس طرح دیا جائے	〃
۱۱۸۴		اذان میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چومنا سنت ہے۔	۴۷۴
۱۱۸۵	۹۲۴	اذان واقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں ہوتی۔	۴۷۵
۱۱۸۶	۹۲۵	دو وقتوں میں دعا رد نہیں ہوتی	〃
۱۱۸۷	۹۲۶	اذان سننے کے بعد دعا پڑھی جائے	۴۷۶
۱۱۸۸	۹۲۷	اذان مغرب کے وقت دعا	〃
۱۱۸۹	۹۲۸	اذان مغرب کے وقت مانگی گئی دعا	〃
۱۱۹۰	۹۲۹	اذان واقامت کے درمیان کم از کم دو رکعت کا وقفہ ہونا چاہیے سوائے نماز مغرب کے۔	〃
۱۱۹۱	۹۳۰	امام کو ضعیف ترین نمازی کا بھی لحاظ کرنا چاہیے۔	۴۷۷
۱۱۹۲	۹۳۱	اذان کی اجرت لینا جائز ہے۔	〃
۱۱۹۳		آئمہ کا اذان کی اجرت لینے میں اختلاف ہے،	〃

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۱۹۴	۹۳۲	طالب ثواب مؤذن شہید کی طرح ہے	۴۷۸
۱۱۹۵	۹۳۳	پہاڑ کی چوٹی پر اذان دینے کا اجر	″
۱۱۹۶	۹۳۴	جنگل میں اکیلا شخص بھی اذان واقامت کہے۔	″
		باب	۴۷۹
۱۱۹۷	۹۳۵	فجر کی روشنی سے پہلے اذان دینا منع ہے۔	″
۱۱۹۸		وقت سے پہلے اذان دینا منع ہے	″
۱۱۹۹	۹۳۶	غلطی سے وقت سے پہلے اذان دینے والا معذرت کا اعلان بھی کرے	۴۸۰
۱۲۰۰	۹۳۷	سفر میں اذان و اقامت کہنی چاہیے۔	″
۱۲۰۱	۹۳۸	سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے احوال کی خبر غیب دی۔	۴۸۱
۱۲۰۲	۹۳۹	جب اقامت کہی جائے تو مقتدی امام کو دیکھ کر کھڑے ہوا کریں	″
۱۲۰۳	۹۴۰	جماعت میں شرکت کے لیے بھاگ کر نہیں آنا چاہیے۔	۴۸۲
۱۲۰۴		اتمام اور قضاء کا معنی ومطلب	″
		مسبوق کے متعلق ائمہ کا اختلاف	″
۱۲۰۵	۹۴۱	حضرت ابن عمر بقیع سے اقامت کی آواز سن مسجد نبوی شریف میں پہنچے	۴۸۴
		باب	۴۸۵
۱۲۰۶		مساجد اور نماز کی جگہوں کے بیان میں	
۱۲۰۷		أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ۔	″
۱۲۰۸		وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔	″

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۲۰۹		إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ الخ	۴۸۶
۱۲۱۰		آیت کا شان نزول	
۱۲۱۱		فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ۔	″
۱۲۱۲		إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ۔	″
۱۲۱۳	۹۴۲	سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیت اللہ شریف میں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔	۴۸۷
۱۲۱۴	۹۴۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ شریف میں داخل ہو کر نافل پڑھتے تھے۔	″
۱۲۱۵	۹۴۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیت اللہ شریف میں دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی	″
۱۲۱۶	۹۴۵	مدینہ والوں کا قبلہ مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔	۴۸۸
۱۲۱۷		سمت قبلہ کے بارے میں فاضل بریلوی کی تحقیق لطیف۔	″
۱۲۱۸		بلاد ہندوستان میں سمت قبلہ کی تحقیق وتعیین۔	۴۹۰
۱۲۱۹	۹۴۶	روئے زمین پر سب سے پہلی مسجد حرام ہے۔	۴۹۱
۱۲۲۰	۹۴۷	مسجد نبوی میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب، ہزار نماز کے برابر ہے۔	۴۹۲
۱۲۲۱	۹۴۸	مسجد میں با جماعت نماز ادا کرنا، اکیلے گھر میں نماز پڑھنے سے پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔	″

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۲۲۲	۹۴۹	مسجد میں عبادت اور تعلیم و تدریس کے لیے آنے والا مجاہد کی طرح ہے	۴۹۳
۱۲۲۳	۹۵۰	مسجد نبوی شریف میں آواز بلند کرنا منع ہے۔	"
۱۲۲۴		مسجد میں شور و غوغا کرنا حرام ہے	"
۱۲۲۵	۹۵۱	تین مساجد کی طرف سفر	۴۹۴
۱۲۲۶		مزارات اولیاء کرام پر حاضری کا ثواب ہے	"
۱۲۲۷		لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ کی حدیث سے	"
۱۲۲۸		مقابر اور مشاہد کی زیارت کے سفر کو ممنوع قرار دینا غلط ہے۔	۴۹۵
۱۲۲۹	۹۵۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ہفتہ میں مسجد قباء تشریف لے جاتے تھے۔	۴۹۶
۱۲۳۰	۹۵۳	ریاض الجنۃ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ کا حجرہ شریف اور منبر کے درمیانی جگہ ہے۔	"
۱۲۳۱		محققین کے اقوال	"
۱۲۳۲	۹۵۴	مقابر انبیاء پر مساجد بنانا گناہ ہے	۴۹۷
۱۲۳۳		انبیاء و اولیاء کی قبروں کے قریب مساجد بنانے کی ممانعت نہیں۔	"
۱۲۳۴	۹۵۵	قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنایا کرو	۴۹۸
۱۲۳۵	۹۵۶	انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب	"
۱۲۳۶	۹۵۷	اللہ تعالیٰ کو مساجد محبوب اور بازار مبغوض ہیں	"
۱۲۳۷	۹۵۸	تمام جگہوں میں بہترین جگہیں مساجد ہیں	"
۱۲۳۸	۹۵۹	جب تم جنت کے باغوں میں سے گذرو تو میوے کھاؤ	۴۹۹
۱۲۳۹		دنیا میں جنت کے میوے	"
۱۲۳۹	۹۶۰	بہ نیت خالص مسجد بنانے والا جنت میں گھر بناتا ہے۔	۵۰۰
۱۲۴۰	۹۶۱	محلوں میں مسجدیں بنانے صاف ستھرا رکھنے اور خوشبودار رکھنے کا حکم	"
۱۲۴۱	۹۶۲	نومسلم صحابہ نے تبرکاً سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غسالہ شریف حاصل کیا۔	"
۱۲۴۲		حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات کا رکھنا صحابہ کا طریقہ وسنت ہے۔	۵۰۱
۱۲۴۳		اولیاء و صالحین کے تبرکات سے فیض حاصل کرنا جائز و مستحب ہے	"
۱۲۴۴	۹۶۳	مساجد بنانے کی غرض و غایت	۵۰۲
۱۲۴۵		حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما نے مسجد نبوی کی توسیع و نقش و نگار سے مزین کیا۔	"
۱۲۴۶		زینت مساجد کا جواز امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک۔	۵۰۳
۱۲۴۷	۹۶۴	قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی	۵۰۴
۱۲۴۸	۹۶۵	عورتوں کو قبروں کی زیارت کی ممانعت	"
۱۲۴۹		رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کو زیارت قبور کی رخصت	۵۰۵

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		دے دی تھی۔	
۱۲۵۰		ابتداء اسلام میں زیارت قبور کی ممانعت کے اسباب۔	۵۰۶
۱۲۵۱		شیخ محقق کے نزدیک زیارت قبور مستحب ہے۔	〃
۱۲۵۲		حضرت عائشہ کو بقیع جانے اور اہل بقیع کے لیے دعا کرنے کا حکم	۵۰۷
۱۲۵۳		یہود و نصاریٰ کی طرح قبور کو پوجنے سے وعید لازم آتی ہے۔	〃
۱۲۵۴		قبروں پر چراغ جلانے والے مستحق لعنت ہیں۔	۵۰۸
۱۲۵۵		قبروں کے پاس ضرورتاً چراغ جلانا جائز ہیں۔	۵۰۹
۱۲۵۶		اولیاء اللہ کی قبور پر غلاف ڈالنا اور قریب میں چراغ جلانا مستحسن ہے۔	۵۱۰
۱۲۵۷		ہر بدعت گمراہی نہیں۔	〃
۱۲۵۸		قبرستان میں ضرورتاً چراغ لے جا سکتے ہیں۔	۵۱۱
۱۲۵۹		اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی تحقیق۔	۵۱۲
۱۲۶۰		حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا منہ رکھے ہوئے تھے۔	۵۱۳ ۵۱۴
۱۲۶۱	۹۶۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر امت کے ثواب اور گناہ پیش کیے گئے۔	۵۱۴
۱۲۶۲		امت کے اعمال نیک و بد بارگاہ	〃

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		نبوی میں۔	
۱۲۶۳	۹۶۷	مسجد کے خدمتگار کے مومن ہونے کی شہادت دو۔	
۱۲۶۴	۹۶۸	باجماعت نماز کا ثواب پچیس نمازوں کے برابر ہے۔	〃
۱۲۶۵		نمازی کے لیے فرشتے طلب مغفرت کرتے ہیں۔	〃
۱۲۶۶	۹۶۹	تین آدمیوں کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔	۵۱۵
۱۲۶۷	۹۷۰	باوضو گھر سے نکلنے والے نمازی کا ثواب احرام باندھے ہوئے حاجی کی طرح ہے۔	〃
۱۲۶۸		مساجد کا ادب واحترام ضروری ہے	〃
۱۲۶۹	۹۷۱	نمازوں کے لیے مساجد میں جانے والے کے لیے اللہ تعالیٰ جنت کا سامان تیار فرماتے ہیں۔	۵۱۷
۱۲۷۰	۹۷۲	دور سے چل کر آنے والے کو نماز کا سب سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔	〃
۱۲۷۱	۹۷۳	مسجد میں آنے کے لیے ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔	〃
۱۲۷۲	۹۷۴	سات آدمی قیامت میں عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔	۵۱۸
۱۲۷۳	۹۷۵	اندھیری رات میں مساجد کی طرف نماز کے لیے جانے والوں کے لیے نور کی خوشخبری ہے۔	〃
۱۲۷۴	۹۷۶	مسجد میں جس غرض کے لیے کوئی آئے اسے وہی ملے گا۔	۵۱۹
۱۲۷۵	۹۷۷	خصی بننے اور بنانے والا حضور اکرم	〃

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہیں ہے	
۱۲۷۶		دنیا سے لاتعلق ہونے کی نسبت مساجد میں بیٹھنا بہتر ہے۔	۵۲۰
۱۲۷۷	۹۷۸	ملأ اعلیٰ کے فرشتے کی گفتگو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سن لی	″
۱۲۷۸	۹۷۹	گناہوں کو مٹانے والے تین عمل	″
۱۲۷۹		رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کو احسن صورت میں دیکھا۔	۵۲۱
۱۲۸۰	۹۸۰	نماز فجر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تاخیر فرمائی اور بعد میں خطبہ دیا۔	۵۲۲
۱۲۸۱		سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت تک کے احوال کی خبر دی۔	۵۲۳
۱۲۸۲		ملأ اعلیٰ کے فرشتے اعمال کی فضیلت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے	″
۱۲۸۳	۹۸۱	مسجد میں داخل ہونے کی دعا	۵۲۴
۱۲۸۴	۹۸۲	مسجد میں داخل ہونے کی دوسری دعا	″
۱۲۸۵	۹۸۳	مسجد میں داخل ہونے کی تیسری دعا	۵۲۵
۱۲۸۶	۹۸۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر سے واپسی پر چاشت کی نماز پڑھ گھر میں تشریف لے جاتے۔	″
۱۲۸۷	۹۸۵	مسجد میں داخل ہوکر دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کرنا	″
۱۲۸۸	۹۸۶	مسجد میں داخل ہونے والا تحیۃ المسجد کے دو نوافل ادا کرے۔	۵۲۶
۱۲۸۹	۹۸۷	گم شدہ چیز کو مسجد میں تلاش کرنے والے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بددعا،	۵۲۷
۱۲۹۰	۹۸۸	مسجد میں خرید و فروخت اور گم شدہ چیز کی تلاش ممنوع ہے۔	″
۱۲۹۱	۹۸۹	مسجد میں قصاص لینا منع ہے۔	″
۱۲۹۲		ہجویہ اشعار کے جواب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسان کو اپنے منبر پر بٹھایا	″
۱۲۹۳	۹۹۰	مسجد میں لہو ولعب اور خرید و فروخت کی ممانعت	۵۲۹
۱۲۹۴	۹۹۱	مسجد میں دینوی کاروبار کرنے والوں کے پاس بیٹھنے کی ممانعت	″
۱۲۹۵	۹۹۲	مسجد سے نکل کر بطحاء میں آواز بلند کی جائے۔	″
۱۲۹۶	۹۹۳	بدبودار چیز کھا کر مسجد میں جانے کی ممانعت	۵۳۰
۱۲۹۷	۹۹۴	لہسن کھا کر مسجد میں جانے کی ممانعت	″
۱۲۹۸	۹۹۵	پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں جانے کی ممانعت	″
۱۲۹۹	۹۹۶	راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا نیک اعمال میں شامل ہے۔	″
۱۳۰۰	۹۹۷	مسجد میں تھوکنا گناہ	۵۳۱
۱۳۰۱	۹۹۸	قبلہ کی طرف منہ کرکے تھوکنے کی ممانعت۔	″
۱۳۰۲	۹۹۹	سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے مسجد کی دیوار سے رینٹھ کو صاف کیا۔	۵۳۲

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۳۰۳	۱۰۰۰	قبلہ کی جانب منہ کر کے تھوکنے والے امام کو امامت سے ہٹا دیا گیا۔	۵۳۲
۱۳۰۴	۱۰۰۱	نوافل گھروں میں ادا کرنے کا حکم	۵۳۳
۱۳۰۵	۱۰۰۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باغ میں نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے۔	″
۱۳۰۶	۱۰۰۳	قبرستان اور حمام کے سوا پوری روئے زمین مسجد ہے۔	″
۱۳۰۷	۱۰۰۴	سات جگہ نماز پڑھنے کی ممانعت	۵۳۴
۱۳۰۸	۱۰۰۵	بکرے کے واڑے میں نماز پڑھنے کی ممانعت	″
		باب	۵۳۵
۱۳۰۹		ستر کے بیان میں	
۱۳۱۰		خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ	″
۱۳۱۱		آیت کا شان نزول	
۱۳۱۲		وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا	″
۱۳۱۳		یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ الخ	″
۱۳۱۴	۱۰۰۶	ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی ممانعت	″
۱۳۱۵	۱۰۰۷/۱۰۰۸	ایک کپڑے میں اشتمال کر کے نماز پڑھنا۔	۵۳۶
		اشتمال کا معنی	″
۱۳۱۶	۱۰۰۹/۱۰۱۰	ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا طریقہ	۵۳۷
۱۳۱۷		اشتمال صماء کا مفہوم۔	
۱۳۱۸	۱۰۱۱	حضرت جابر پر ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا اعتراض	۵۳۸
۱۳۱۹	۱۰۱۲	ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے	″
۱۳۲۰	۱۰۱۳	ایک کرتے میں نماز پڑھنی جائز ہے	۵۳۹
		ستر کی اقسام	″
۱۳۲۱	۱۰۱۴	نماز میں سدل کی ممانعت	۵۴۰
		سدل کا معنی	″
۱۳۲۲	۱۰۱۵	ٹخنے سے کپڑا لٹکا کر نماز پڑھنے کی ممانعت	۵۴۱
۱۳۲۳		اسبال کا مفہوم۔	″
۱۳۲۴	۱۰۱۶	منقش حاشیہ دار چادر میں نماز پڑھنی	۵۴۲
۱۳۲۵		ناپسندیدہ ہے۔	
۱۳۲۶	۱۰۱۷	ریشم کی قبا میں نماز پڑھنے کو ناپسند فرمایا۔	۵۴۳
۱۳۲۷	۱۰۱۸	رنگین باتصویر باریک پردہ دروازے پر لٹکانا منع ہے۔	″
۱۳۲۸		نمازی کے لباس اور سامنے تصاویر نہیں ہونی چاہییں	″
۱۳۲۹	۱۰۱۹	نمازی مرد کا ستر	″
۱۳۳۰		اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ستر عورت کے بارے میں فرماتے ہیں۔	۵۴۴
۱۳۳۱	۱۰۲۰	مردوں کے لیے ستر عورت ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ہے۔	۵۴۵
۱۳۳۲	۱۰۲۱	گھٹنا ستر میں داخل ہے۔	۵۴۶
۱۳۳۳	۱۰۲۲	لونڈی کا ستر	″
۱۳۳۴	۱۰۲۳	عورتوں کو باریک کپڑا پہننا منع ہے	۵۴۷
۱۳۳۵	۱۰۲۴	نوخیز لڑکیوں کا ستر	″
۱۳۳۶		فاضل بریلوی کی تحقیق کہ عورتوں کے لیے تیس اعضاء کا چھپانا فرض ہے	″
۱۳۳۷	۱۰۲۵	بالغ عورتوں کی نماز اوڑھنی کے بغیر	۵۴۹

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		نہیں ہوتی۔	
۱۳۳۸	۱۰۲۶	عورت بغیر تہ بند کے صرف اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے۔	۵۴۹
۱۳۳۹	۱۰۲۷	یہود کی مخالفت کرنے کا حکم	۵۵۰
۱۳۴۰	۱۰۲۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں نعلین مبارک اتار دیئے۔	"
۱۳۴۱		کپڑوں پر یا نعلین پر کتنی نجاست لگی ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔	۵۵۱
۱۳۴۲	۱۰۲۹	نمازی اپنے جوتے کہاں رکھے	"
۱۳۴۳	۱۰۳۰	ننگے پاؤں اور نعلین میں نماز	۵۵۲
		باب	۵۵۳
۱۳۴۴		سترہ کے بیان میں	
۱۳۴۵		سترہ کا معنی و مطلب	"
۱۳۴۶	۱۰۳۱	نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے برچھی گاڑھی جاتی۔	"
۱۳۴۷	۱۰۳۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مستعمل پانی کو صحابہ کرام تبرکاً لیتے تھے۔	"
۱۳۴۸	۱۰۳۳	جنگل میں سترہ نہ ہونے کی صورت میں نماز	۵۵۴
۱۳۴۹	۱۰۳۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سواری کو سترہ بنا لیتے تھے۔	"
۱۳۵۰	۱۰۳۵	کجاوے کی لکڑی کا سترہ	۵۵۵
۱۳۵۱	۱۰۳۶	نمازی کے سامنے سے گذرنے کی وعید	"
۱۳۵۲	۱۰۳۷	نمازی کے آگے سے گذرنے کی بجائے سو سال تک کھڑا رہنا بہتر ہے۔	۵۵۶
۱۳۵۳	۱۰۳۸	نمازی کے سامنے سے گزرنے کی بجائے	"
		زمین میں دھنسا دیا جانا بہتر ہے	
۱۳۵۴	۱۰۳۹	نمازی کے آگے سے گذرنے سے اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔	۵۵۶
۱۳۵۵	۱۰۴۰	نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو روکنا چاہیے	۵۵۷
۱۳۵۶		نمازی کے آگے سے گزرنا مکروہ تحریمی ہے۔	"
۱۳۵۷	۱۰۴۱	مسلمان کی نماز، آگے سے گذرنے والے کی وجہ سے فاسد نہیں ہوتی	"
۱۳۵۸	۱۰۴۲، ۱۰۴۳	حضرت عائشہ صدیقہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے عرض میں لیٹی ہوتی تھی۔	۵۵۸
۱۳۵۹	۱۰۴۴	حضرت ابن عباس مقتدیوں کے آگے سے گزرے	"
۱۳۶۰	۱۰۴۵	نمازی گذرنے والے کو ہاتھ سے اشارہ کر دے۔	۵۵۹
۱۳۶۱	۱۰۴۶	نماز کسی سترے کے سامنے نماز ادا کی جائے۔	"
۱۳۶۲	۱۰۴۷	سترے کے قریب ہی سجدہ کرنا چاہیے	۵۶۰
۱۳۶۳	۱۰۴۸	سترہ دائیں یا بائیں ابرو کے مقابل نصب کرنا چاہیے۔	"
		باب	۵۶۱
۱۳۶۴		نماز کی صفت کے بیان میں	
۱۳۶۵	ا	وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ	"
۱۳۶۶	ب	وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ	"
۱۳۶۷	ج	وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى	"
۱۳۶۸	د	وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ	۵۶۲

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۳۶۹	ر	فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ	۵۶۲
۱۳۷۰	س	وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ	"
۱۳۷۱	ص	وَارْكَعُوْا۔	"
۱۳۷۲	ط	كُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ	۵۶۳
۱۳۷۳	۱۰۴۹	ارکان نماز تعدیل سے ادا کرنے کا حکم تعدیل ارکان واجب ہے	"
۱۳۷۴	۱۰۵۰	ایک صحابی کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم	۵۶۵
۱۳۷۵	۱۰۵۱	تعدیل کے ساتھ نماز ادا نہ کرنے والے کو تنبیہ	"
۱۳۷۶	۱۰۵۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ	۵۶۶
۱۳۷۷	۱۰۵۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کی ابتداء اللہ اکبر سے فرماتے۔	۵۶۷
۱۳۷۸	۱۰۵۴	رکوع سے اٹھنے کے علاوہ ہر رکن ادا کرنے سے قبل اللہ اکبر سے فرماتے	"
۱۳۷۹	۱۰۵۵	رکوع اور دونوں سجدوں میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا	۵۶۸
۱۳۸۰	۱۰۵۶	چار رکعت والی نماز میں بائیس مرتبہ اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔	"
۱۳۸۱	۱۰۵۷	تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں کی لَو تک اٹھانا چاہیئے۔	۵۶۹
۱۳۸۲	۱۰۵۸	تکبیر تحریمہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دونوں بغلیں مبارک دیکھی جاسکتی تھیں	"
۱۳۸۳	۱۰۵۹	دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے درمیان	۵۷۰
۱۳۸۴	۱۰۶۰	دونوں ہاتھوں کو رو بہ قبلہ کرکے کانوں	"
		تک اٹھانا	
۱۳۸۵	۱۰۶۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوقت قیامِ نماز ہاتھوں کو بلند فرماتے۔	۵۷۰
۱۳۸۶	۱۰۶۲	نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں ہے۔	۵۷۱
۱۳۸۷	۱۰۶۳	حضرت عبداللہ بن مسعود نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بتاتے ہوئے رفع یدین نہیں کیا۔	"
۱۳۸۸	۱۰۶۴/۱۰۶۵	نماز میں صرف ایک ہی مرتبہ رفع یدین۔	۵۷۲
۱۳۸۹	۱۰۶۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔	"
۱۳۹۰	۱۰۶۷	ہاتھوں کو نماز میں شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح نہ ہلایا کرو۔	۵۷۳
۱۳۹۱		نماز میں سکون واطمینان کا حکم	"
۱۳۹۲		كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ کا مطلب	
۱۳۹۳		ائمہ احناف کا رفع یدین کے ترک والی احادیث پر عمل ہے۔	۵۷۴
۱۳۹۴	۱۰۶۸	امام ابوحنیفہ، اور امام اوزاعی کا ترک رفع یدین پر مکالمہ	۵۷۵
۱۳۹۵	۱۰۶۹	حضرت ابن عمر تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہیں کرتے تھے۔	۵۷۶
۱۳۹۶		رفع یدین کے متعلق علامہ عینی فرماتے ہیں کہ وہ ابتدائے اسلام میں جائز تھا، بعد میں منسوخ ہو گیا۔	۵۷۷

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۳۹۷	۱۰۷۰	حضرت عمر بن خطاب بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔	۵۷۷
۱۳۹۸	۱۰۷۱	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے۔	"
۱۳۹۹		رفع یدین کا حکم منسوخ ہو چکا ہے	۵۷۸
۱۴۰۰	۱۰۷۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات شیخین رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔	"
۱۴۰۱	۱۰۷۳	تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز کے کسی بھی حصہ میں رفع یدین نہیں۔	"
۱۴۰۲	۱۰۷۴	حضرت ابراہیم نخعی نماز میں رفع یدین سے منع فرماتے تھے۔	۵۷۹
۱۴۰۳	۱۰۷۵	حضرت ابراہیم نخعی نے وائل حضرمی کی تردید کی۔	"
۱۴۰۴	۱۰۷۶/۱۰۷۷	حضرت علقمہ بن وائل کی حدیث کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کیا کرتے تھے۔	۵۸۰
۱۴۰۵		رفع یدین کے متعلق مختلف احادیث میں ائمہ کی تطبیق	۵۸۱
۱۴۰۶	۱۰۷۸/۱۰۷۹	نماز میں سیدھے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لینا۔	۵۸۲
۱۴۰۷	۱۰۸۰	جماعت انبیاء کو تین حکم	"
۱۴۰۸	۱۰۸۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابی کا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا۔	"
۱۴۰۹	۱۰۸۲	تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے میں حنفی مذہب کے تین قول	"
۱۴۱۰	۱۰۸۳	سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر ناف کے نیچے باندھنا۔	۵۸۴
۱۴۱۱	۱۰۸۴	زیر ناف ہاتھ باندھنا سنت ہے۔	۵۸۴
۱۴۱۲	۱۰۸۵	حضرت ابراہیم نخعی نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھتے تھے۔	۵۸۵
۱۴۱۳	۱۰۸۶	نماز میں لمبے قیام کی زیادہ فضیلت ہے۔	"
۱۴۱۴		دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں کا فاصلہ ہو۔	"
۱۴۱۵	۱۰۸۷	چار صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کیا۔	۵۸۶
۱۴۱۶	۱۰۸۸	رکوع میں گھٹنوں کو پکڑنا سنت ہے	"
۱۴۱۷	۱۰۸۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع میں پشت مبارک سیدھی رکھتے تھے۔	۵۸۷
۱۴۱۸	۱۹۰	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع میں سر مبارک نہ جھکاتے، نہ اٹھائے رکھتے۔	"
۱۴۱۹	۱۰۹۱	رکوع سے سر اٹھا کر اطمینان سے کھڑے ہو کر سجدہ کیا جائے۔	"
۱۴۲۰	۱۰۹۲	قومہ کے بعد فوراً سجدہ کیا جائے۔	۵۸۸
		عورتوں کے سجدہ کا طریقہ	"
۱۴۲۱	۱۰۹۳	چہرہ کو سجدہ کی حالت میں دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھا جائے۔	۵۸۹
۱۴۲۲	۱۹۴	سجدہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھ کانوں کے برابر ہوتے۔	"
۱۴۲۳	۱۰۹۵	سجدہ سے اٹھتے وقت زمین پر ہاتھ سے ٹیک لگا کر نہ اٹھا جائے۔	۵۹۰
۱۴۲۴	۱۹۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ حضرت ابو حمید نے بیان کیا	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۴۲۵	۱۰۹۷	حضرت عبداللہ بن مسعود دوسری رکعت کے لیے پنجے کے بل کھڑے ہوتے۔	۵۹۱
۱۴۲۶	۱۰۹۸	حضرت علی اور دیگر اصحابِ رسول کا بھی یہی معمول تھا۔	"
۱۴۲۷	۱۰۹۹ تا ۱۱۰۰	صحابہ دوسری اور تیسری رکعت کے لیے جلسۂ استراحت کئے بغیر اٹھتے تھے۔	۵۹۲
۱۴۲۸	۱۱۰۱	التحیات میں بیٹھنے کا طریقہ	"
۱۴۲۹	۱۱۰۲	نماز میں دائیں قدم کو کھڑا کرنا اور بائیں پر بیٹھنا سنت ہے۔	۵۹۳
۱۴۳۰	۱۱۰۳	نماز میں بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھا جائے۔	"
۱۴۳۱		قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنے کی بحث	"
۱۴۳۲		اختتام نماز پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے کی بحث	۵۹۴
۱۴۳۳		عمداً اپنے کسی فعل سے نماز ختم کرنے کی بحث	۵۹۵
۱۴۳۴	۱۱۰۴	نماز میں سلام پھیرنے کا اختیار	"
۱۴۳۵	۱۱۰۵	نماز کے آخر میں حدث واقع ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔	۵۹۶
۱۴۳۶		امام اعظم ابو حنیفہ پر غلیظ اعتراض کا جواب۔	"
۱۴۳۷	۱۱۰۶	تشہد پر نماز ختم ہو جاتی ہے۔	۵۹۷
۱۴۳۸	۱۱۰۷	سیدھے جانب سلام پھیرتے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آتی تھی۔	"
۱۴۳۹	۱۱۰۸	ہر دو رکعت کے بعد تشہد پڑھنا چاہیے	"
		باب	۵۹۸
۱۴۴۰		تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھے	
۱۴۴۱		وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ	"
۱۴۴۲	۱۱۰۹	تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھی جائے۔	"
۴۴۳	۱۱۱۰ تا ۱۱۱۲	تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا کن الفاظ میں پڑھی جائے۔	"
۱۴۴۴	۱۱۱۳	سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کی جگہ کوئی دوسری حمد و ثناء بھی پڑھی جا سکتی ہے۔	۶۰۰
۱۴۴۵		اس حدیث کے راوی پر محدثین کلام فرماتے ہیں۔	۶۰۱
۱۴۴۶	۱۱۱۴	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثناء کی جگہ یہ دعا بھی پڑھتے تھے	۶۰۲
۱۴۴۷	۱۱۱۵	حضور پر نور شافع یوم النشور ثناء کی جگہ یہ کلمات بھی پڑھتے تھے۔	"
۱۴۴۸		رکوع کی دعا	
۱۴۴۹		رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کھڑے ہونے کی دعا۔	۶۰۳
۱۴۵۰		سجدہ کی دعا	۶۰۴
۱۴۵۱		التحیات اور سلام کے درمیان کی دعا	"
۱۴۵۲	۱۱۱۶	تکبیر تحریمہ کے بعد حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کلمات بھی بطور ثناء پڑھے ہیں۔	۶۰۵
۱۴۵۳	۱۱۱۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا بھی پڑھتے تھے۔	"
۱۴۵۴	۱۱۱۸	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نوافل میں ثناء کی جگہ یہ پڑھتے۔	۶۰۶
۱۴۵۵	۱۱۱۹	تکبیر تحریمہ کے بعد سکوت	۶۰۸

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۴۵۶	۱۱۲۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیسری رکعت میں کھڑے ہوتے ہی قرأت شروع فرما دیتے تھے۔	۶۰۸
		باب	۶۰۹
۱۴۵۷		نماز کی قرأت کے بیان میں	
۱۴۵۸		فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	"
۱۴۵۹		وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا الخ	"
۱۴۶۰	۱۱۲۱	امام کے پیچھے خاموش رہنا واجب ہے	"
۱۴۶۱	۱۱۲۲	مقتدی کی قرأت سے امام کو بھول ہو جاتی ہے۔	۶۱۰
۱۴۶۲	۱۱۲۳ تا ۱۱۲۴	مقتدی کو قرأت خلف الامام کی ممانعت کی گئی ہے۔	"
۱۴۶۳		اِسْتَمِعُوْا اور اَنْصِتُوْا امر کے صیغے ہیں۔	"
۱۴۶۴	۱۱۲۵	امام کی قرأت سن کر خاموشی سے سننا اور سوچنا چاہیے۔	۶۱۲
۱۴۶۵	۱۱۲۶ تا ۱۱۲۹	آیت فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا کے نزول کی وجہ	"
۱۴۶۶		مقتدی کے لیے امام کے پیچھے کھڑے ہونے کے دو حکم ہیں۔	۶۱۳
۱۴۶۷		مذہب احناف کے مطابق مقتدی جہری نمازوں میں کان لگا کر سنے اور سری میں خاموش رہے۔	"
۱۴۶۸		قرأت خلف الامام کی ممانعت اسی جلیل القدر صحابہ سے مروی ہے۔	۶۱۴
۱۴۶۹		استماع کا حکم جہری نمازوں سے متعلق ہے اور انصات کا حکم سری نمازوں سے متعلق ہے۔	۶۱۵
۱۴۷۰		مذہب حنفی کی تائید احادیث سے	۶۱۵
۱۴۷۱	۱۱۳۰	قرأت کے بغیر نماز نہیں ہوتی	۶۱۶
۱۴۷۲	۱۱۳۱	قرآن کے بغیر کوئی نماز نہیں ہے	"
۱۴۷۳		نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں ہے۔	۶۱۷
۱۴۷۴	۱۱۳۲ تا ۱۱۳۳	سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص ہے	۶۱۸
۱۴۷۵		نماز میں بعض چیزیں فرض ہیں اور بعض واجب	۶۱۹
۱۴۷۶		فرض اور واجب میں فرق	"
۱۴۷۷		نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔	"
۱۴۷۸	۱۱۳۴	نماز میں سورۃ فاتحہ اور قرآن پڑھنے کا حکم	۶۲۰
۱۴۷۹		نماز میں مطلق قرأت فرض ہے۔	"
۱۴۸۰		حنفیوں پر اعتراض اور اس کا جواب	۶۲۱
۱۴۸۱		تمام تابعین نے حدیث لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب کو قبول نہیں کیا	۶۲۲
۱۴۸۲	۱۱۳۵	سورۃ فاتحہ اور قرآن نہ پڑھنے والے کی نماز کامل نہیں۔	۶۲۳
۱۴۸۳	۱۱۳۶	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورہ بھی ملاتے۔	"
۱۴۸۴		سورۃ فاتحہ اور ضم سورۃ کا پڑھنا واجب ہے۔	۶۲۴
۱۴۸۵	۱۱۳۷	سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی	۶۲۵
۱۴۸۶	۱۱۳۸	تنہا نماز پڑھنے والا سورۃ فاتحہ	۶۲۶

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		بھی پڑھے گا۔	
۱۴۸۷	۱۱۳۹ و ۱۱۴۰	بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز ناقص ہوتی ہے۔	۶۲۶
۱۴۸۸	۱۱۴۱، ۱۱۴۲	امام کے پیچھے مقتدی کچھ نہ پڑھے	۶۲۷
۱۴۸۹	۱۱۴۳	ہر رکعت میں قرأت ضروری ہے	″
۱۴۹۰	۱۱۴۴	صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت ترک فرمادی۔	۶۲۸
۱۴۹۱	۱۱۴۵	ہر رکن میں امام کی اقتداء کی جائے	″
۱۴۹۲	۱۱۴۶	امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے	۶۲۹
۱۴۹۳	۱۱۴۷	نمازی اپنے پروردگار سے راز و نیاز کرتا ہے۔	۶۲۹
۱۴۹۴		قرأت خلف الامام نہ کرنے پر عقلی دلیل	۶۳۰
۱۴۹۵	۱۱۴۸، ۱۱۴۹	مقتدی کی تلاوت امام کو الجھن میں ڈال دیتی ہے۔	″
۱۴۹۶	۱۱۵۰	امام کی قرأت مقتدی کو کافی ہے	۶۳۱
		مقتدی مطلقاً امام کے پیچھے قرأت نہ کرے۔	۶۳۲
۱۴۹۷	۱۱۵۱، ۱۱۵۲	امام کی قرأت مقتدی کی بھی قرأت ہے۔	″
۱۴۹۸	۱۱۵۳	صحابۂ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کو برا سمجھتے تھے۔	۶۳۳
۱۴۹۹		دس جلیل القدر صحابہ قرأت خلف الامام کی شدت کے ساتھ ممانعت فرماتے	۶۳۴
۱۵۰۰	۱۱۵۴	امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے	۶۳۵
۱۵۰۱		امام کی قرأت مقتدی کی قرأت کا بدل	″

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		اور قائم مقام ہے۔	
۱۵۰۲	۱۱۵۵	امام تو قرأت کرتا ہی ہے۔	۶۳۶
۱۵۰۳	۱۱۵۶	قرأت خلف الامام کی ممانعت	″
۱۵۰۴	۱۱۵۷	مقتدی امام کے پیچھے خاموش کھڑا رہے۔	″
۱۵۰۵	۱۱۵۸	امام کی قرأت کافی ہے۔	۶۳۷
۱۵۰۶	۱۱۵۹	مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت نہیں کرنی چاہیے۔	″
۱۵۰۷	۱۱۶۰، ۱۱۶۱	کسی بھی نماز میں قرأت خلف الامام نہ کیا کرو۔	″
۱۵۰۸	۱۱۶۲	مقتدی سری نمازوں میں بھی قرأت خلف الامام نہ کرے	″
۱۵۰۹	۱۱۶۳ تا ۱۱۶۵	جو امام کے پیچھے قرأت کرے تو اس نے اقتداء کا حق ادا نہیں کیا	۶۳۸
۱۵۱۰	۱۱۶۶، ۱۱۶۷	صحابۂ کرام امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے۔	″
۱۵۱۱	۱۱۶۸	حضرت ابن عمر سے قرأت خلف الامام کے متعلق سوال	۶۳۹
۱۵۱۲	۱۱۶۹	حضرت عبداللہ بن مسعود سے بھی سوال کیا گیا۔	″
۱۵۱۳	۱۱۷۰	امام کے پیچھے سب سے پہلے قرأت کرنے والا متہم ہوا۔	۶۴۰
۱۵۱۴	۱۱۷۱	منہ میں انگارا رکھ لینا قرأت خلف الامام سے بہتر ہے۔	″
۱۵۱۵		قرأت خلف الامام کرنے والے کے دانت توڑ دیئے جائیں۔	″
۱۵۱۶	۱۱۷۲	قرأت خلف الامام کرنے والے کے منہ میں انگارا رکھنا زیادہ پسندیدہ ہے	″

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۵۱۷	۱۱۷۳	کیا ہی اچھا ہوتا قرأت خلف الامام کرنے والے کے منہ میں پتھر پڑ جاتے	۶۲۰
۱۵۱۸	۱۱۷۴	قرأت خلف الامام کرنے والے کے منہ میں مٹی بھر دی جائے۔	۶۲۱
۱۵۱۹	۱۱۷۵	قرأت خلف الامام کرنے والے کے منہ میں پتھر	"
۱۵۲۰	۱۱۷۶	قرأت خلف الامام کرنے والے کی کوئی نماز نہیں۔	"
۱۵۲۱	۱۱۷۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الحمد للہ رب العالمین سے نماز شروع فرمایا کرتے تھے۔	۶۲۲
۱۵۲۲	۱۱۷۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلی رکعت کے آخر اور دوسری کے شروع میں سکوت نہیں فرماتے تھے۔	۶۲۳
۱۵۲۳	۱۱۷۹	اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان سورۃ فاتحہ کے دو حصے۔	"
۱۵۲۴		بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزو نہیں ہے	۶۲۴
۱۵۲۵		علامہ ابن عبد البر نے کہا کہ قطعیت کے ساتھ ثابت ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی جزو نہیں ہے۔	۶۲۵
۱۵۲۶	۱۱۸۰ / ۱۱۸۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین بسم اللہ جہر سے نہیں پڑھا کرتے تھے۔	"
۱۵۲۷	۱۱۸۲	بسم اللہ کو نماز میں بلند آواز سے پڑھنا بدعت ہے۔	۶۲۶
۱۵۲۸	۱۱۸۳ / ۱۱۸۶	صحابۂ کرام نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھا کرتے تھے	۶۲۷

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۵۲۹	۱۱۸۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کی ابتداء میں اعوذ باللہ آہستہ پڑھتے تھے۔	۶۲۸
۱۵۳۰	۱۱۸۸	حضرات عمر اور علی بسم اللہ اور اعوذ باللہ نماز میں جہر سے نہیں پڑھتے تھے۔	"
۱۵۳۱	۱۱۸۹	اعوذ باللہ اور ربنا لک الحمد نماز میں آہستہ پڑھی جائے۔	"
۱۵۳۲	۱۱۹۰	چار چیزیں نماز میں امام آہستہ پڑھے	"
۱۵۳۳	۱۱۹۱	امام کے ساتھ آمین کہنے کا حکم	۶۲۹
۱۵۳۴		ولا الضالین کی ضاد کو ظا پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔	۶۵۰
۱۵۳۵		امام احمد رضا بریلوی نے ضاد، زا، دال اور ظا کی عمدہ تحقیق فرمائی ہے۔	"
۱۵۳۶		امام کی قرأت فاتحہ کے بعد کس وقت آمین کہی جائے۔	۶۵۱
۱۵۳۷	۱۱۹۲	نماز میں امام کی اقتداء ہونی چاہیے	"
۱۵۳۸	۱۱۹۳ / ۱۱۹۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آمین آہستہ فرمائی۔	۶۵۲
۱۵۳۹	۱۱۹۶	حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما نے بھی آمین آہستہ کہی۔	۶۵۳
۱۵۴۰	۱۱۹۷	دعا کو آمین کی مہر لگا کر قبول کروالیا جائے۔	"
۱۵۴۱	۱۱۹۸	آخری دو رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھی جائے۔	۶۵۴
۱۵۴۲	۱۱۹۹	مقتدی کسی بھی رکعت میں قرأت یا فاتحہ نہ پڑھیں۔	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۵۴۳	۱۲۰۰	فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں قرأت کیا کرو۔	۶۵۴
۱۵۴۴	۱۲۰۱	نماز میں طوال مفصل پڑھا کرو	۶۵۵
۱۵۴۵	۱۲۰۲	نماز فجر میں سورۃ قٓ والقرآن المجید کی تلاوت	"
۱۵۴۶		ظہر کی قرأت کے بارے میں فقہاء احناف کے دو قول	"
۱۵۴۷	۱۲۰۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز فجر میں واللیل اذا عسعس تلاوت فرماتے تھے۔	۶۵۶
۱۵۴۸	۱۲۰۴	جمعہ کے دن فجر کی پہلی اور دوسری رکعت کی قرأت	"
۱۵۴۹	۱۲۰۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تیس آیات کی مقدار پڑھا کرتے تھے۔	"
۱۵۵۰	۱۲۰۶	نماز عصر میں والسماء ذات البروج اور والسماء والطارق تلاوت کی۔	۶۵۷
۱۵۵۱	۱۲۰۷ / ۱۲۰۸	نماز مغرب میں قصار مفصل پڑھنے کا حکم	"
۱۵۵۲	۱۲۰۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کی مغرب میں قل یا ایہا الکفرون اور قل ھو اللہ احد تلاوت فرماتے تھے۔	"
۱۵۵۳	۱۲۱۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عشاء میں اوساط مفصل پڑھا کرتے تھے۔	"
۱۵۵۴	۱۲۱۱	حضرت عثمان غنی اوساط مفصل کی چند مخصوص سورتیں نماز عشاء میں تلاوت فرماتے تھے۔	۶۵۸
۱۵۵۵	۱۲۱۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عشاء کی ایک رکعت میں والتین تلاوت فرمائی۔	۶۵۸
۱۵۵۶	۱۲۱۳	حضرت علی کی نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ تھی۔	"
۱۵۵۷		کون کونسی سورتیں طوال مفصل، اوساط مفصل اور قصار مفصل ہیں	"
۱۵۵۸	۱۲۱۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر چھوٹی بڑی سورت کو نماز میں تلاوت کرتے تھے۔	۶۵۹
۱۵۵۹	۱۲۱۵	حضرت ابو ہریرہ نے نماز جمعہ میں اذا جاءك المنافقون تلاوت فرمائی	"
۱۵۶۰	۱۲۱۶	عیدین اور جمعہ میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ کی تلاوت	"
۱۵۶۱	۱۲۱۷	عید اضحیٰ اور عید الفطر میں قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ کی تلاوت	۶۶۰
۱۵۶۲	۱۲۱۸	فجر کی پہلی رکعت میں قُل یا ایہا الکفرون اور دوسری قل ھو اللہ احد	"
۱۵۶۳	۱۲۱۹	فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ کی اس آیت قولوا امنا باللہ الخ کی تلاوت	"
۱۵۶۴	۱۲۲۰	فجر و مغرب کی سنتوں کی تلاوت	۶۶۱
۱۵۶۵		بھیڑ میں کم از کم کتنی آواز ہونی چاہیے	"
۱۵۶۶	۱۲۲۱	لیلۃ الجن میں سورۃ الرحمن کی تلاوت	۶۶۲
۱۵۶۷	۱۲۲۲	سبح اسم ربك الاعلیٰ کی تلاوت کے	۶۶۳

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		بعد سبحان ربی الاعلیٰ کہا جائے	
۱۵۶۸	۱۲۲۳	سورۃ التین کی تلاوت کے بعد بلیٰ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ کہے۔	۶۶۴
۱۵۶۹		علمائے احناف کے نزدیک آیات یا سورتوں کے بعد کی دعاؤں کو خارج نماز پڑھا جائے۔	"
		باب	۶۶۶
۱۵۷۰		رکوع کے بیان میں	
۱۵۷۱		فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ	"
۱۵۷۲		سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى	"
۱۵۷۳		يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا۔	"
۱۵۷۴	۱۲۲۴	رکوع اور سجود ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے کیا جائے۔	"
۱۵۷۵	۱۲۲۵	رکوع سجود جلدی جلدی کرنے والے کی نماز کامل نہیں	۶۶۷
۱۵۷۶	۱۲۲۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیام اور قعدہ طویل فرماتے تھے	"
۱۵۷۷	۱۲۲۷	قومہ اور جلسہ میں تاخیر	۶۶۸
۱۵۷۸	۱۲۲۸	بدترین چور نماز چرانے والا ہے	"
۱۵۷۹	۱۲۲۹	شرابی، زانی اور چور میں بدترین نماز کا چور ہے۔	"
۱۵۸۰	۱۲۳۰	تعدیل ارکان نہ کرنے والے کی نماز نہیں ہوتی۔	۶۶۹
۱۵۸۱	۱۲۳۱	تعدیل ارکان نہ کرنے والے کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔	"
۱۵۸۲	۱۲۳۲	سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھنے کی ممانعت	۶۷۰
۱۵۸۳		دعا کی دو قسمیں	۶۷۰
۱۵۸۴	۱۲۳۳	رکوع اور سجدے میں دعا	"
۱۵۸۵	۱۲۳۴	رکوع اور سجدے میں تسبیح	"
۱۵۸۶	۱۲۳۵	رکوع میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا بھی پڑھی	۶۷۱
۱۵۸۷	۱۲۳۶	رکوع اور سجدے کی تسبیحات	"
۱۵۸۸		نفل نمازوں میں دوسری دعائیں اور تسبیحات بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔	
۱۵۸۹	۱۲۳۷	جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا تو اس کی تعریف قبول ہو جاتی ہے۔	۶۷۲
۱۵۹۰	۱۲۳۸	رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کی دعا	"
۱۵۹۱	۱۲۳۹	اللھم ربنا لك الحمد کہنے والے کے صغیرہ وکبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔	۶۷۳
۱۵۹۲	۱۲۴۰	تنہا نماز پڑھنے والا سمع اللہ لمن حمدہ کے ساتھ ربنا لك الحمد بھی کہے۔	"
۱۵۹۳	۱۲۴۱	سبحان ربی العظیم تین مرتبہ کہنے والے کا رکوع مکمل ہو جاتا ہے۔	۶۷۴
۱۵۹۴	۱۲۴۲	حضرت عمر بن عبد العزیز کی نماز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ تھی۔	"
۱۵۹۵		رکوع اور سجدے میں تسبیحات تین بار سے زائد پڑھنا مستحب ہے	"
		باب	۶۷۵
۱۵۹۶		سجدہ کی کیفیت اور فضیلت میں	
۱۵۹۷		وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۵۹۸		سجدوں کی اقسام	
۱۵۹۹	۱۲۴۳/۱۲۴۴	نماز میں سات ہڈیوں پر سجدہ کا حکم	۶۷۶
۱۶۰۰		ناک اور پیشانی ایک ہی ہڈی ہے	″
۱۶۰۱	۱۲۴۵	سات ہڈیوں کو ٹیک کر سجدہ کا حکم	۶۷۸
۱۶۰۲		امام عینی کی وضاحت	
۱۶۰۳	۱۲۴۶	بندے کے بدن کے سات اعضاء بھی سجدہ کرتے ہیں۔	۶۷۹
۱۶۰۴		پیشانی اور ناک کا حکم برابر ہے	″
۱۶۰۵	۱۲۴۷/۱۲۴۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھ دیا۔	″
۱۶۰۶	۱۲۴۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناک پر پیشانی پر مٹی کا نشان	۶۸۰
۱۶۰۷	۱۲۵۰	اطمینان اور اعتدال سے سجدہ کا حکم	″
۱۶۰۸	۱۲۵۱	کوے کی ٹھونگ کی طرح سجدہ کی ممانعت	″
۱۶۰۹	۱۲۵۲	سجدہ میں دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھا جائے۔	″
۱۶۱۰	۱۲۵۳	سجدہ میں دونوں بازو پہلوؤں سے اور پیٹ ران سے جُدا ہو۔	۶۸۱
۱۶۱۱	۱۲۵۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ میں بازو کھول کر رکھتے۔	″
۱۶۱۲	۱۲۵۵	پہلے گھٹنے پھر ہاتھ سجدہ میں رکھے جائیں۔	″
۱۶۱۳	۱۲۵۶	سجدہ میں پیشانی دونوں ہاتھوں کے درمیان رہے۔	۶۸۲
۱۶۱۴	۱۲۵۷	دونوں سجدوں کے درمیان اقعاء کی ممانعت۔	″
۱۶۱۵		اقعاء کی دو صورتیں۔	۶۸۲
۱۶۱۶	۱۲۵۸	آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد سجدہ کرنے سے شیطان روتا ہے۔	۶۸۳
۱۶۱۷	۱۲۵۹	حضرت ربیعہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا	″
۱۶۱۸		رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر چیز کے مالک و مختار ہیں۔	″
۱۶۱۹	۱۲۶۰	زیادہ سجدہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جنت عطا فرما دیتا ہے۔	۶۸۴
۱۶۲۰	۱۲۶۱	سجدہ کی حالت میں بندہ اپنے پروردگار کے انتہائی قریب ہوتا ہے۔	″
۱۶۲۱	۱۲۶۲	سجدہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا پڑھ رہے تھے۔	۶۸۵
۱۶۲۲	۱۲۶۴	دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ کی دعا۔	″
۱۶۲۳		جلسہ کی دعائیں تہجد، وتر، سنّت اور نوافل میں پڑھی جائیں۔	۶۸۶
۱۶۲۴	۱۲۶۵	دو سجدوں کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رب اغفرلی فرمایا۔	″
		باب	۶۸۷
۱۶۲۵		تشہد کے بیان میں	
۱۶۲۶	۱۲۶۶	نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل مبارک	″
۱۶۲۷	۱۲۶۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے التحیات میں بیٹھنے کا عمل شریف	″

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۶۲۸	۱۲۶۸	کلمۂ شہادت پر انگشت شہادت سے اشارہ	۶۸۸
۱۶۲۹	۱۲۶۹	دونوں ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ کی ممانعت	"
۱۶۳۰	۱۲۷۰	بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کا طریقہ	۶۸۹
۱۶۳۱		احناف کے نزدیک قعدہ میں ہاتھ رکھنے اور انگشت شہادت سے اشارہ کا طریقہ۔	"
۱۶۳۲	۱۲۷۱	التحیات پڑھنے کی تلقین	۶۹۰
۱۶۳۳	۱۲۷۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تشہد کی تعلیم فرمائی۔	"
۱۶۳۴		تشہد کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح حدیث ہے۔	۶۹۱
۱۶۳۵		حضرت ابن مسعود کی حدیث قوی ترین حدیث ہے۔	"
۱۶۳۶	۱۲۷۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ہاتھ پکڑ کر التحیات پڑھنی سکھائی۔	۶۹۲
۱۶۳۷	۱۲۷۴	حضرت عبداللہ بن مسعود نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے تشہد پڑھنا سیکھا ہے۔	۶۹۳
۱۶۳۸	۱۲۷۵	حضرت ابوبکر صدیق صحابۂ کرام کو منبر پر بیٹھ کر تشہد سکھایا کرتے تھے	"
۱۶۳۹	۱۲۷۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تشہد التحیات تھا۔	۶۹۴
۱۶۴۰	۱۲۷۷	تشہد کے متعلق صحابہ کا اختلاف	"
۱۶۴۱	۱۲۷۸	تشہد آہستہ پڑھنا چاہیے	۶۹۴
۱۶۴۲	۱۲۷۹	التحیات میں بیٹھنے کا طریقہ	"
		باب	۶۹۵
۱۶۴۳		نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت	
۱۶۴۴		إِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ الخ	"
۱۶۴۵		سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا واجب ہے	"
۱۶۴۶		نماز میں درود شریف پڑھنا امام ابوحنیفہ کے نزدیک سنت ہے۔	"
۱۶۴۷		امام صاحب کی دلیل	"
۱۶۴۸	۱۲۸۰	نماز کی قبولیت کا مدار التحیات اور درود شریف پر ہے۔	۶۹۶
۱۶۴۹	۱۲۸۱	نماز میں درود پاک پڑھنے والے کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔	"
۱۶۵۰	۱۲۸۲	بغیر درود شریف کے، دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے	۶۹۷
۱۶۵۱	۱۲۸۳	درود پاک تحفہ ہے۔	"
۱۶۵۲	۱۲۸۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود ان الفاظ میں بھیجا جائے	۶۹۹
۱۶۵۳	۱۲۸۵	اہلبیت پر درود شریف بھیجنے کے الفاظ	"
۱۶۵۴	۱۲۸۶	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ رحمت وسلامتی بھیجتا ہے۔	۷۰۰
۱۶۵۵	۱۲۸۷	ایک بار درود پاک پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ دس بار رحمتیں نازل فرماتا ہے	۷۰۱

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۶۵۶	۱۲۸۸	دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، دس گناہ معاف اور دس درجے بلند ہوتے ہیں۔	۷۰۱
۱۶۵۷	۱۲۸۹	ایک مرتبہ صلوٰۃ والسلام پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ دس مرتبہ صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے۔	"
۱۶۵۸	۱۲۹۰	ایک مرتبہ درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ اور فرشتے ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔	۷۰۲
۱۶۵۹	۱۲۹۱	درود پڑھنے والے پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت	"
۱۶۶۰	۱۲۹۲	قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب شخص۔	"
۱۶۶۱	۱۲۹۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سارا وقت درود پاک بھیجنے کا صلہ	"
۱۶۶۲		کثرت سے درود پاک پڑھنے کی ترغیب۔	۷۰۳
۱۶۶۳	۱۲۹۴	بدنصیب شخص درود پاک نہ پڑھنے والا	۷۰۴
۱۶۶۴	۱۲۹۵	نام مبارک محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سن کر درود پاک نہ پڑھنے والا بخیل ہے۔	
۱۶۶۵	۱۲۹۶	گھروں کو قبوریں نہ بناؤ	"
۱۶۶۶		رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت	۷۰۵
۱۶۶۷		وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ آیت سے زیارت روضۂ مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استدلال	۷۰۶
			"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
۱۶۶۸		اعرابی کا واقعہ جس کے لیے قبر انور سے آواز آئی	۷۰۶
۱۶۶۹		مقبول بندگان خدا کا وسیلہ بنانا جائز ہے۔	"
۱۶۷۰		دور سے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پاک پہنچ جاتا ہے۔	"
۱۶۷۱	۱۲۹۷	قبر انور کے پاس درود پاک پڑھنے والا کا درود حضور انور خود سنتے ہیں۔	۷۰۷
۱۶۷۲	۱۲۹۸	بہت سے فرشتوں کا کام ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک صلوٰۃ والسلام کا پہچانا ہے۔	"
۱۶۷۳	۱۲۹۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوٰۃ والسلام بھیجنے والے کا خود جواب دیتے ہیں۔	"
۱۶۷۴		موت کیا چیز ہے۔	۷۰۸
۱۶۷۵		ارواح زندہ ہیں مختلف ارواح کی زندگی میں فرق، شہداء کو قبور میں رزق ملتا ہے۔	" ۷۰۹
۱۶۷۶		انبیاء قبور میں شہداء سے اعلیٰ درجے میں زندہ ہیں۔	"
۱۶۷۷		رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج سے نکاح جائز نہیں	۷۱۰
۱۶۷۸		حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا۔	"
۱۶۷۹		حضرت ادریس علیہ السلام کی روح جسم سے نکالی گئی پھر واپس لوٹا دی گئی۔	۷۱۱
۱۶۸۰		فرشتے نے حضرت ادریس علیہ السلام،	"

نمبر شمار	حدیث نمبر	مضامین	صفحہ
		سے مباحثہ کیا۔	
۱۶۸۱		فاضل بریلوی کی تحقیق کہ مرنے کے بعد روحیں زندہ ہوتی ہیں۔	۷۱۲
		باب	۷۱۳
۱۶۸۲		تشہد میں دعا مانگنے کے بارے میں گناہ دو قسم کے ہیں۔	″
۱۶۸۳	۱۲۰۰	تشہد اور درود شریف کے بعد کی دُعا	۷۱۴
۱۶۸۴	۱۲۰۱	تشہد کے بعد کی دعا	″
۱۶۸۵	۱۲۰۲	عذاب جہنم سے پناہ مانگنے کی دُعا	۷۱۵
۱۶۸۶	۱۲۰۳	حضرت ابوبکر صدیق کو تعلیم کی گئی تشہد کے بعد کی دعا	″
۱۶۸۷	۱۲۰۴	حضرت معاذ کو نماز کے آخر میں یہ دعا پڑھنے کی تعلیم	″
۱۶۸۸	۱۲۰۵	تشہد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا بھی تعلیم فرمائی ہے	۷۱۶
۱۶۸۹	۱۲۰۶	سب کلاموں سے بہتر کلام	″
۱۶۹۰	۱۲۰۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نماز سے سلام پھیرنا۔	۷۱۷
۱۶۹۱	۱۲۰۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ختم نماز پر داہنی طرف سلام پھیرتے تھے	″
۱۶۹۲		نماز کے ختم پر دو سلام	″
۱۶۹۳	۱۲۰۹	مقتدی سلام پھیرتے وقت امام کے سلام کا جواب دینے کی نیت کریں۔	۷۱۸
۱۶۹۴		امام اور مقتدیوں کو اور مقتدیوں کا امام کو سلام کرنے کا طریقہ	۷۱۸
۱۶۹۵	۱۲۱۰	نماز سے فراغت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کی طرف رخ انور پھیر لیتے۔	۷۱۹
۱۶۹۶	۱۲۱۱	شیطان کو نماز میں حصہ دار بنانے کا مطلب	″
۱۶۹۷	۱۲۱۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلام کے بعد اکثر بائیں جانب رخ انور پھیر کر بیٹھتے	″
۱۶۹۸	۱۲۱۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی سیدھی جانب بھی رُخ انور پھیر کر بیٹھتے	″
۱۶۹۹	۱۲۱۴	صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائیں جانب رہنے کو پسند کرتے	۷۲۰
۱۷۰۰	۱۲۱۵	امام کے فرض نماز پڑھ لینے کی جگہ پر کوئی دوسرا وہاں نماز نہ پڑھے	″
۱۷۰۱	۱۲۱۶	فرض نماز کی جگہ سے ہٹ کر دائیں، بائیں، آگے پیچھے کھڑے ہو کر سنت و نوافل ادا کئے جائیں۔	″
۱۷۰۲	۱۲۱۷	عورتیں فرض نماز پڑھ کر مردوں سے پہلے مسجد سے چلی جایا کرتی تھیں۔	۷۲۱
۱۷۰۳	۱۲۱۸	ہمیشہ باجماعت نماز پڑھنے کی ترغیب۔	″

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین !

کائنات کا تمام نظام، مشیت ایزدی کے تابع ہے، جو شخص بھی کوئی اچھا کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی اس کے شامل حال ہوتی ہے، اس نے کسی کو حدیث کی خدمت کے لیے پیدا کیا، کسی کو تفسیر کی خدمت کی توفیق بخشی، کسی کو فقہ کی تدوین و اشاعت کا اعزاز بخشا، ہمارے ائمۂ احناف کی توجہ زیادہ تر کتاب و سنت اور اجماع و قیاس سے مسائل فقہیہ کے استنباط اور استخراج کی طرف رہی، اور یہ بدیہی بات ہے کہ قرآن و حدیث کے علم کے بغیر دینی مسائل کا استنباط نہیں ہو سکتا، علم فقہ ادلہ اربعہ (کتاب، سنت، اجماع اور قیاس) سے حاصل کئے جانے والے مسائل کے مرتب مجموعے ہی کا نام ہے۔

تاہم امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ احادیث کا مجموعہ جامع المسانید کے نام سے دستیاب ہے، امام محمد بن حسن شیبانی کی تصانیف مؤطا امام محمد اور کتاب الآثار معروف و مشہور ہیں، امام طحاوی کی شرح معانی الآثار بڑی اہمیت کی حامل ہے، امام علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور علامہ بدر الدین عینی نے بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری اور دیگر تصانیف میں، حضرت ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے لمعات اور اشعۃ اللمعات میں امام احمد رضا بریلوی نے فتاویٰ رضویہ میں کتاب و سنت کی روشنی میں فقہ حنفی کی بھرپور تائید و توثیق کی ہے، علامہ زبیدی نے عقود الجواہر المنیفہ میں حدیث کی مشہور کتابوں سے احناف کے دلائل جمع کر دیئے ہیں، ماضی قریب میں امام احمد رضا بریلوی کے خلیفہ اور شاگرد ملک العلماء مولانا علامہ محمد ظفر الدین بہاری نے چھ جلدوں میں صحیح البہاری کے نام سے عظیم الشان کتاب لکھی جس میں تقریباً پچاس ہزار احادیث جمع کر دی گئی ہیں، مسلک اہل سنت و جماعت اور مذہب حنفی کے دلائل کا شاندار مجموعہ ہے، لیکن افسوس کہ اس کی صرف ایک جلد چھپ سکی ہے جو کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلوٰۃ پر مشتمل ہے۔

دینی مدارس میں عرصۂ دراز سے مشکوٰۃ المصابیح پڑھائی جا رہی ہے، جو اپنی جامعیت کے لحاظ سے بڑی اہم کتاب ہے، چونکہ مشکوٰۃ اور مصابیح کے مصنف شافعی ہیں، اس لیے اختلافی مقامات پر وہی احادیث لائے ہیں جن سے حضرات شافعیہ استدلال کرتے ہیں، یہ ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ طلباء کو پڑھانے کے لیے مشکوٰۃ شریف کے انداز پر ایک کتاب لکھی جائے جس میں وہ احادیث جمع کر دی جائیں جن سے فقہائے احناف استدلال کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت محدث دکن، حضرت علامہ ابو الحسنات سید عبد اللہ شاہ نقشبندی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کو عطا فرمائی انہوں نے زجاجۃ المصابیح کے نام سے تقریباً اڑھائی ہزار صفحات پر مشتمل پانچ جلدوں

میں کتاب تصنیف فرمائی جسے حنفی مشکوٰۃ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کتاب کو دینی مدارس کے نصاب میں شامل کیا جائے اور اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے، خوشی کی بات یہ ہے کہ فرید بک سٹال لاہور کی طرف سے یہ کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کی جارہی ہے، اس کتاب کی اشاعت سے اہلِ علم قارئین کو پتہ چلے گا کہ فقہ حنفی کس قدر مضبوط دلائل کی بنیادوں پر استوار ہے۔

علامہ عبد الفتاح ابو غدہ، ملک شام کے شہر حلب کے رہنے والے اور علامہ زاہد الکوثری کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے حج کے موقع پر زجاجہ کی پہلی جلد دیکھی تو حضرت مصنف کو مکتوب ارسال کیا، جس میں انہوں نے لکھا:

"مجھے یہاں حضرت والا کی تصنیف منیف زجاجۃ المصابیح کی جلد اوّل دستیاب ہوئی، جس کی وجہ سے میری بصر اور بصیرت دونوں روشن ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بیش بہا نعمت سے جو نوازا ہے اس پر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر پر اسلام اور حضرات احناف کی طرف سے جزاء خیر عطا فرمائے۔"

الفقیر الی اللہ۔ عبد الفتاح ابو غدہ

۱۴ محرم ۱۳۷۷ھ

فقیہ ہرات مولانا ابو نصر محمد اعظم برنا بادی، زجاجہ کی دو جلدوں کا مطالعہ کر چکے تھے تیسری جلد موصول ہونے پر انہوں نے اظہار مسرت کرتے ہوئے لکھا:

"زجاجہ کی دو جلدوں کی تدریس نے میری آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی اور اب تیسری جلد کی وصولی میرے دل کی کشادگی اور شرح صدر کا سبب بن رہی ہے، یہ کتاب درحقیقت صحیح ترین احادیث کا ذخیرہ ہے، مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ مجھے ایسا بحر ذخار حاصل ہو گیا ہے جو میرے لیے بالکل کافی ہے، احناف کے لیے واضح حجت ہے، جہالت اور تنقید کی بیماریوں کے لیے قانون ہے اور مذہب حنفی کی توثیق میں جواب قاطع ہے۔۔۔۔۔۔ اللہ مؤلف اور اس کتاب کی طباعت اور اشاعت میں مدد کرنے والوں کو جزاء خیر مرحمت فرمائے۔"

مولانا ابو الحسن زید فاروقی (دہلی) نے اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا:

مصابیح ہو یا مشکاۃ ان کے مولف شافعی ہیں اور جن کتابوں سے مصابیح و مشکوۃ کی تالیف ہوئی ہے۔ وہ سب شوافع ہیں لہٰذا ان میں حضرت امام عالی مقام امام ابو حنیفہ کی ایک روایت کا بھی ذکر نہیں۔ ہمارے علماء احناف نے ان کتابوں کی شرح یا حاشیہ لکھ کر حنفی مذہب کے استدلالات لکھے ہیں۔ ۷۲۷ھ سے ۱۲۶۸ھ تک احناف کسمپرسی کی حالت میں رہے مرقات، لمعات اور اشعۃ اللمعات کو ہر شخص خرید

نہیں سکتا۔ وہابیت اور غیر مقلدی کے اسباب پورے طرح اثر انداز ہوتے رہے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے محدث دکن کو توفیق دی کہ وہ حنفی مذہب کے استدلالات احادیث شریفہ کی مستند کتابوں سے جمع کریں ...... تقریباً بیس سال سے یہ کتاب عاجز کے پاس ہے اور جب بھی اس کتاب کو دیکھتا ہے محدث دکن کے لیے دعائے خیر کرتا ہے۔ قدس اللہ سرہ ونور ضریحہ۔

حریفاں بادہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہا کردند و رفتند

سات سو سال سے جس شئے کی تمنا احناف کو تھی، اللہ کے لطف وکرم سے اب وہ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ حضرت محدث دکن نے وہ کام کیا جو سات سو سال سے کوئی حنفی نہیں کرسکا۔ اس کتاب کی اشاعت سے غیر مقلدی اور وہابیت کے اثرات پھیلنے سے انشاء اللہ بند ہوجائیں گے...... عاجز نے مختصر طور پر چند سطریں لکھ دی ہیں۔ علماء کرام اس کتاب کو دیکھیں اور مدارس عربیہ میں اس کو داخل نصاب کریں۔"

چہارشنبہ ۲۲ رصفر ۱۴۱۱ھ، ۱۲ رستمبر ۱۹۹۰ء

حضرت علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری کی ولادت باسعادت دس ذوالحجہ ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۶ء بروز جمعہ حیدرآباد دکن میں ہوئی، اسی سال حیدرآباد کے مشہور جامعہ نظامیہ کی بنیاد رکھی گئی، آپ کا سلسلۂ نسب چوالیس واسطوں سے امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے، آپ کے جد اعلیٰ، سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایماء پر حجاز مقدس سے بیجاپور، ہندوستان تشریف لائے، عادل شاہی دور میں شاہی فرمان کے مطابق تعلقہ نلدرگ، ضلع عثمان آباد، مہاراشٹر میں قیام پذیر رہے، آپ کے والد ماجد مولانا حافظ سید مظفر حسین نقشبندی، حیدرآباد دکن میں منتقل ہوگئے اور وہیں ان کا وصال ہوا۔

یوں تو اس وقت حیدرآباد دکن اسلامی علوم ومعارف کا مرکز تھا، ہر شہر اور گاؤں میں اولیاء کرام، علماء، فقہاء اور شعراء موجود تھے، حضرت علامہ کا خانوادہ بھی علمی، دینی اور روحانی اعتبار سے ممتاز حیثیت رکھتا تھا، آپ کے والد ماجد نہ صرف عالم وفاضل تھے بلکہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مسکین شاہ نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۳۱۴ھ) کے مرید اور خلیفہ تھے، آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت شہزادۂ قادری المعروف ہونرے کٹے شاہ کی صاحبزادی اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔

حضرت علامہ سید عبداللہ شاہ کی تعلیم وتربیت کا آغاز بڑے اہتمام سے ہوا، عالم ربانی محب رسول مقبول حضرت عاقبت شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ شریف پڑھائی، حیدرآباد کے مشہور فضلاء سے علوم دینیہ کی تحصیل کی،

آپ کے چند اساتذہ کے نام یہ ہیں۔

۱۔ شیخ الاسلام، فضیلت جنگ مولانا انوار اللہ خاں فاروقی، بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن۔

۲۔ مولانا منصور علی خاں

۳۔ مولانا حبیب الرحمن بیدل سہارنپوری

۴۔ مولانا محمد یٰسین

۵۔ مولانا حکیم عبد الرحمٰن سہارنپوری

آخر الذکر بزرگ کے واسطے سے آپ کی سند حدیث شاہ محمد اسحاق دہلوی تک پہنچتی ہے حضرت سیّد عبد اللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت پیر سید محمد بادشاہ بخاری کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور شرف خلافت سے مشرف ہوئے، آپ کے مرشد گرامی حضرت شاہ سعد اللہ کے مرید اور خلیفہ تھے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا سعد اللہ تم دکن جاؤ، شاہ سعد اللہ، حضرت شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی کے مرید اور شاہ ابو سعید مجددی کے خلیفہ تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ شریعت و طریقت کی منزلیں طے کرنے کے بعد حضرت ابو الحسنات سید عبد اللہ شاہ نے تمام زندگی مسجد علی آقا حسینی علم، حیدرآباد میں مخلوق خدا کی راہنمائی اور علوم دینیہ کی خدمت میں گزار دی۔

حضرت علامہ سیّد عبد اللہ شاہ، صحیح معنوں میں یادگار اسلاف تھے، اتباع سنّت میں راسخ قدم تھے پانچوں وقت نماز کی خود امامت فرماتے، نماز فجر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ حلقۂ ذکر قائم کرتے، اس کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کرتے، حزب اعظم کی دعاؤں کا ورد کرتے، نماز اشراق ادا کرنے کے بعد گھر تشریف لے جاتے، ناشتہ کے بعد ظہر تک خواتین کو تلقین کرتے، بعض خواتین حلقۂ ارادت میں داخل ہوتیں، نماز ظہر کے لیے مسجد میں آتے تورات بارہ بجے کے بعد واپس گھر تشریف لے جاتے، اس دوران عقیدت مند حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے۔ رمضان المبارک میں خاص اہتمام فرماتے، پیرانہ سالی کے باوجود باقاعدہ روزے رکھتے، تراویح ادا کرتے، نماز تہجد میں ختم قرآن پاک کا اہتمام کرتے اور آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھتے

اللہ تعالیٰ نے عبادت و ریاضت کے ذوق کے ساتھ تصنیف و تالیف کا بہترین ملکہ عطا فرمایا تھا، عربی اور اردو پر یکساں قدرت رکھتے تھے، تحریر اتنی سلیس اور شگفتہ تھی کہ معمولی پڑھا ہوا آدمی بھی ان کے بیان کردہ مطالب کو سمجھ لیتا ہے۔

ان کی تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ زجاجۃ المصابیح (عربی) پانچ جلدوں میں ہندوستان اور پاکستان سے چھپ چکی ہے۔ اس کا مختصر تعارف اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے، اس کے اردو ترجمہ کی آٹھ جلدیں چھپ چکی ہیں، ابھی نصف کتاب کا

ترجمہ ہونے والا ہے۔

۲۔ سلوک مجددیہ : سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے سلوک پر اہم کتاب

۳۔ یوسف نامہ : (گلدستۂ طریقت) تفسیر سورۂ یوسف

۴۔ گلزار اولیاء : تذکرہ اولیاء نقشبندیہ

۵۔ فضائل نماز

۶۔ علاج السالکین

۷۔ کتاب المحبۃ

۸۔ میلاد نامہ

۹۔ معراج نامہ

۱۰۔ شہادت نامہ

۱۱۔ مواعظ حسنہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں عطا فرمائیں، بڑے صاحبزادے مولانا ابوالبرکات سید شاہ خلیل اللہ نقشبندی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت کے جانشین تھے ۱۹۹۲ء کے آخر میں وصال فرماگئے ان کے جنازہ میں تقریباً دو لاکھ افراد نے شرکت کی، دوسرے صاحبزادے میاں سید احمد، جہاراشٹرا (انڈیا) میں مقیم ہیں، تیسرے صاحبزادے میاں سید حبیب اللہ قادری رحمہ اللہ تعالیٰ تھے، چوتھے صاحبزادے میاں سید شاہ رحمت اللہ قادری ایم۔اے عثمانیہ، حیدرآباد دکن میں مقیم ہیں۔

حضرت شیخ طریقت محدث دکن نے درج ذیل حضرات کو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا:

۱۔ مولانا ابوالبرکات سید خلیل اللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ (فرزند اکبر)

۲۔ مولانا سید رحمت اللہ شاہ (فرزند اصغر)

۳۔ مولانا سید عبدالرؤف رحمہ اللہ تعالیٰ

۴۔ حضرت غلام جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

۵۔ حضرت صدیق حسین رحمہ اللہ تعالیٰ

۶۔ جناب میر لطف علی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ

۷۔ جناب عبدالرزاق

۸۔ ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں، سابق صدر شعبۂ عربی، جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن۔

محدث دکن حضرت علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ۱۸ ربیع الثانی، ۲ راگست ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء بروز جمعرات ہوا، آخری آرام گاہ مصری گنج، حیدر آباد دکن، نقشبندی چمن میں ہے [1]

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں نقشبندی قادری

درج ذیل سطور میں ڈاکٹر صاحب کا مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے، اس کی دو وجہیں ہیں۔

۱۔ محدث دکن کی قابل قدر تصنیف زجاجۃ المصابیح کی طباعت واشاعت میں ان کا بڑا حصہ ہے عربی ایڈیشن کی طباعت کے وقت انہوں نے دو مرتبہ پوری کتاب اپنے مرشد گرامی کو سنائی، تیسری بار اپنے استاد محترم مولانا ابوالوفاء افغانی کو سنائی، پانچویں جلد کے باب مناقب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچے تھے کہ علامہ افغانی علیل ہو گئے اور ۱۹۷۵ء میں ان کا وصال ہو گیا، ڈاکٹر صاحب نے حیدر آباد شہر کی ایک مسجد میں ہر اتوار کو اس کتاب کا درس دینا شروع کیا اور اس طرح تیسرا دور بھی مکمل ہو گیا۔

پھر مولانا منیر الدین شیخ الادب جامعہ نظامیہ، حیدر آباد دکن نے ترجمہ کی پہلی دو جلدیں نور المصابیح کے نام سے مکمل کیں تو اس پر نظر ثانی کا کام بھی ڈاکٹر صاحب اور چند دیگر حضرات نے انجام دیا۔ اب تک اردو ترجمہ کی آٹھ جلدیں چھپ چکی ہیں ان میں بھی ڈاکٹر صاحب کا حصہ ہے، جناب سید خلیل اللہ صاحب مقیم شکاگو، امریکہ نور المصابیح کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں کی تحریک پر ہی فرید بک سٹال، لاہور کی طرف سے زجاجۃ المصابیح عربی، اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کی جارہی ہے، ہمارے فاضل دوست مولانا حافظ محمد شاہد اقبال عربی اور اس کے سامنے اردو ترجمہ کی ترتیب اور بعض مقامات پر ضروری حواشی لکھنے کا کام انجام دے رہے ہیں، اس سلسلے میں جناب سید جنید شوکت انکے ساتھ تعاون کر رہے ہیں، امید واثق ہے کہ ارباب علم، جناب سید اعجاز احمد، مالک فرید بک سٹال لاہور کے اس کارنامے کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اس مختصر تفصیل سے قارئین کرام کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ڈاکٹر صاحب کو اپنے مرشد گرامی اور ان کی تصنیف زجاجہ کے ساتھ کس قدر والہانہ لگاؤ ہے، حقیقت یہ ہے کہ مرید صادق کو اپنے مرشد کامل، متبع شریعت کے ساتھ ایسی ہی عقیدت ہونی چاہیے کہ وہ فنا فی الشیخ کے مقام کو پہنچ جائے تب ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انوار و برکات کے دروازے کھلتے ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں کی اپنے شیخ سے والہانہ عقیدت و محبت کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے مرشد کا تفصیلی

---

[1] محدث دکن رحمہ اللہ تعالیٰ کے تمام حالات ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں کے مقدمۂ زجاجۃ المصابیح (عربی، اردو) سے ماخوذ ہیں، عنقریب یہ کتاب فرید بک سٹال لاہور کی طرف سے شائع کی جارہی ہے ۱۲ اشرف قادری نقشبندی۔

تذکرہ مرتب کیا ہے، جو واقعی انہیں ہی لکھنا چاہیے تھا، اس تذکرہ میں انہوں نے محدث دکن حضرت مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا خاندانی پس منظر، سوانح حیات، تحصیل علم، بیعت و سلوک، اجازت و خلافت، شب و روز کے معمولات، سوز و گداز، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت، مسلک اہل سنت اور فقہ حنفی کی خدمات، جلیلہ، تبلیغ دین اور رشد و ہدایت، اولاد امجاد اور خلفاء و مریدین کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے اور اس طرح بعد میں آنے والے لوگوں کے لیے شیخ طریقت، محدث دکن کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کا ذریعہ فراہم کر دیا ہے۔

ان وجوہ کی بنا پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا مختصر تذکرہ بھی ہدیۂ قارئین کر دیا جائے۔

ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں ۲۸ر اکتوبر ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۴ء کو حیدر آباد دکن سے اٹھارہ میل دور ایک گاؤں بیسرم میں پیدا ہوئے، ان کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔

ڈاکٹر محمد عبدالستار خان بن محمد اسماعیل خان ابن محمد بسم اللہ خان ابن ابراہیم خان ابن بڑے خان

ان کے جد اعلیٰ بڑے خان، قندھار افغانستان سے سلطنت آصفیہ کے قیام کے کچھ عرصہ بعد حیدر آباد دکن آکر بیسرم گاؤں میں قیام پذیر ہوئے، یہیں ڈاکٹر صاحب کی ولادت ہوئی، بچپن میں گھریلو ماحول اسلامی آداب اور مشرقی تہذیب و تربیت کے رنگ میں رنگا ہوا ملا، اسکول سے لے کر یونیورسٹی تک تعلیم حاصل کی، فراغت کے بعد جامعہ عثمانیہ کے استاذ مقرر ہوئے یہاں تک کہ شعبۂ عربی کے صدر رہے لیکن دیکھنے سے وہ کسی طرح کالج یا یونیورسٹی کے پروفیسر دکھائی نہیں دیتے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق داڑھی، سر پر عمامہ، پابند صوم و صلوٰۃ بزرگان دین کے ساتھ عقیدت، مزاج میں سادگی اور دھیماپن، حسن اخلاق سے آراستہ تبلیغ دین کے جذبے سے سرشار، مرشد گرامی کے انتہائی عقیدت مند حنفیت کے دلدادہ، زجاجۃ المصابیح کی اشاعت اور اس کے اردو اور انگریزی ترجمہ کے لیے دن رات فکر مند، گزشتہ سال حج و زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد لاہور تشریف لائے تو خاص طور پر حضرت داتا گنج بخش اور حضرت میاں میر قدس سرہٗ کے مزارات پر اہتمام سے حاضری دی۔

ان کی شخصیت کی تعمیر میں پہلے تو گھر کے دینی ماحول کا دخل ہے، پھر انہیں ایسے اساتذہ اور مشائخ ملے جن کی تعلیم و تربیت کا ان پر گہرا اثر ہے، حکومتی تعلیم کے دوران ہی قاری عبدالرحمٰن حمومی اور حافظ قاری ولی اللہ سے قراءات عشر کی تعلیم حاصل کی، ابھی میٹرک تک تعلیم مکمل نہیں کی تھی کہ ۱۹۴۰ء میں محدث دکن مولانا سید عبداللہ شاہ رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے اور ان سے ذکر الٰہی حاصل کیا، ان کے علاوہ علامہ ابوالوفاء افغانی[۱] رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۹۷۵ء)

---

[۱] محدث دکن رحمۃ اللہ تعالیٰ کے تفصیلی حالات ڈاکٹر محمد عبدالستار کے مقدمہ میں موجود ہیں۔

سے علمی استفادہ کیا، سلسلۂ چشتیہ کے ایک بزرگ مولانا جمیل احمد کی خدمت میں بھی حاضری دیتے رہے اور روحانی استفادہ کرتے رہے۔

ڈاکٹر صاحب کے چند معروف اساتذہ کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مولانا حافظ سید مقصود علی خیر آبادی (شاگرد علامہ عبد الحق خیر آبادی)

۲۔ پروفیسر مناظر احسن گیلانی

۳۔ مولانا محمد عبد الباری ندوی

۴۔ مولانا سید ابراہیم ادیب

۵۔ پروفیسر محمد عبد الحق

۶۔ مولانا سید نبی، مؤلف منہاج العربیہ

۷۔ مولانا سید عثمان جعفری الٰہ آبادی

ڈاکٹر صاحب کی اہل اللہ سے عقیدت کا یہ عالم ہے کہ جہاں سے انہیں روحانی فیض ملا حاصل کیا، مرشد گرامی کے وصال کے بعد دہلی کے مجددی سلسلہ کے بزرگ مولانا ابو الحسن زید فاروقی سے وابستہ ہیں اور اکتساب فیض کرتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے تمام لڑکے تعلیم یافتہ ہیں، ان کی بہو ڈاکٹر قمر النساء نے بطل حریت علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کی تصنیف الثورۃ الہندیۃ پر عربی میں مقالہ لکھ کر عثمانیہ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور آج کل عثمانیہ گرلز کالج میں لیکچرار ہیں، مکتبہ قادریہ لاہور نے یہ عربی مقالہ شائع کر دیا ہے۔

آج کل ڈاکٹر صاحب اپنے صاحبزادے امان اللہ خاں امجد کے پاس شکاگو، امریکہ میں مقیم ہیں، دینی تعلیم اور حفظ کے مدرسہ کی نگرانی کر رہے ہیں، مسجد حمید یہ المڈیل (نارتھ شکاگو) میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور اتوار کے دن نماز فجر کے بعد درس تفسیر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے اور دین متین کی بیش از بیش خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد عبد الحکیم شرف قادری نقشبندی
جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور (پاکستان)
۶ رشعبان ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۹ رجنوری ۱۹۹۲ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ۔ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ وَهُوَ الْهَادِیْ اِلٰی سُبُلِ السَّلَامِ وَفِجَاجِهٖ۔ وَمُلْهِمُنَا طَرِیْقَ الْحَقِّ وَمِنْهَاجَهٗ۔ وَالْمُعْطِیْ بِاتِّبَاعِ السُّنَنِ الْبَهَاجَةِ وَبِیَدِهِ الْكَرِیْمَةِ اِنْجَاحُ الْحَاجَةِ۔

ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے جو آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاقچہ جس میں ایک چراغ ہو، ایسا چراغ جو ایک حباب میں ہو، وُہی سلامتی کی راہوں پر لے چلتے ہیں، وُہی ہم کو مذہب حق پہ چلنے کا الہام فرماتے ہیں، اور وہی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے دین و دُنیا کی رونق عطا فرماتے ہیں، اور حاجتوں کا پورا کرنا ان ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الَّذِیْ جَعَلَهُ اللّٰهُ لِلْعَالَمِیْنَ سِرَاجًا وَاَنْزَلَ عَلَیْهِ الْكِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا وَهُوَ الَّذِیْ دَخَلَ النَّاسُ فِیْ دِیْنِهٖ اَفْوَاجًا۔ وَسَمَّی الْخَلَائِقُ عَامَ وِلَادَتِهٖ اِبْتِهَاجًا۔ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ هُمْ مَصَابِیْحُ الْهُدٰی وَنُجُوْمُ الْاِقْتِدَاءِ مَا كَانَ الزَّیْتُ یُضِیْءُ سِرَاجًا۔

اللہ تعالیٰ اپنا سلام اور اپنی رحمتیں ہمیشہ ہمیشہ اتارا کریں، اپنے اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس کو انھوں نے تمام جہانوں کا چراغ بنایا اور ان پر اپنی مقدس کتاب قرآن اتاری جس کو ہر قسم کی کجی سے پاک رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وہ شان ہے جن کے دین میں لوگ جوق در جوق داخل ہوئے اور سب آپ کی پیدائش کے سن مبارک کو خوشی کا سن کہا کرتے ہیں، آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر جو ہدایت کے چراغ ہیں اور اقتداء کے تارے ہیں، اللہ تعالیٰ کا سلام اور اس کی رحمتیں اس وقت تک باقی رہیں جب تک کہ تیل چراغ کو روشن کرتا رہے۔

اَمَّا بَعْدُ فَیَقُوْلُ اَفْقَرُ عِبَادِ اللّٰهِ اِلٰی رَحْمَةِ اللّٰهِ اَبُو الْحَسَنَاتِ

اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل واصحاب پر درود بھیجنے

اَلسَّیِّدُ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَوْلَانَا السَّیِّدُ مُظَفَّرُ حُسَیْنَ الْحَیْدَرَ آبَادِیُّ الْحَنَفِیُّ عَامَلَھُمَا اللّٰہُ بِلُطْفِہِ الْخَفِیِّ وَتَجَاوَزَ عَنْھُمَا بِکَرَمِہِ الْوَفِیِّ اِنَّ التَّمَسُّکَ بِھَدْیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَسْتَتِبُّ اِلَّا بِالْاِکْتِفَاءِ لِمَا صَدَرَ مِنْ مِّشْکٰوۃِ صَدْرِہٖ وَالْاِعْتِصَامِ بِحَبْلِ اللّٰہِ لَا یَتِمُّ اِلَّا بِبَیَانِ کَشْفِ اَسْرَارِہٖ۔

کے بعد اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اللہ کی رحمت کا سب سے زیادہ ضرورت مند ابوالحسنات سید عبداللہ فرزند مولانا سید مظفر حسین صاحب حیدرآبادی حنفی (ان دونوں سے اللہ تعالیٰ کا برتاؤ اس کی چھپی ہوئی مہربانی سے ہو، اور اپنے بھرپور کرم سے ان کی خطاؤں کو معاف فرمائے) کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر پابندی اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ آپ کے طاقچۂ سینہ مبارک سے نکلے ہوئے انوار یعنی آپ کی حدیثوں کی پیروی نہ کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی رسی کا پکڑ لینا (یعنی قرآن پاک پر عمل) اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا، جب تک قرآن کریم کی چھپی ہوئی باتیں ظاہر نہ کی جائیں۔

وَکَانَ کِتَابُ مِشْکٰوۃِ الْمَصَابِیْحِ الَّذِیْ اَلَّفَہٗ مَوْلَانَا الْحِبْرُ الْعَلَّامَۃُ وَالْبَحْرُ الْفَھَّامَۃُ مُظْھِرُ الْحَقَائِقِ وَمُوْضِحُ الدَّقَائِقِ اَلشَّیْخُ التَّقِیُّ النَّقِیُّ وَلِیُّ الدِّیْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْخَطِیْبُ التِّبْرِیْزِیُّ اَجْمَعَ کِتَابٍ فِی الْاَحَادِیْثِ النَّبَوِیَّۃِ وَاَنْفَعَ لُبَابٍ مِّنَ الْاَسْرَارِ الْمُصْطَفَوِیَّۃِ وَاَجْمَعَ تَاْلِیْفٍ صُنِّفَ فِیْ بَابِہٖ وَاَضْبَطَ لِشَوَارِدِ الْاَحَادِیْثِ وَاَوَابِدِھَا وَلَمَّا سَلَکَ الْخَطِیْبُ رَفَعَ اللّٰہُ دَرَجَتَہٗ فِیْ تَصْنِیْفِہٖ مَسْلَکَ اِمَامِ الشَّافِعِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا ایک قیمتی ذخیرہ کتاب مشکوٰۃ المصابیح جس کو علم کے دریا، فہم کے سمندر، دین کی حقیقتوں اور اس کی باریکیوں کو ظاہر کرنے والے، صاحب تقویٰ حضرت مولانا ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے، حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا ایک جامع ترین اور آپ کے پوشیدہ ارشادات کا ایک نہایت نفع بخش ذخیرہ، اپنے فن کی ایک مکمل کتاب اور نادر و نایاب حدیثوں کا ایک کامل دفتر ہے۔ علامہ خطیب تبریزی کی بیش قیمتی کتاب (اللہ تعالیٰ ان کے درجے کو بلند رکھے) جس میں انھوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک اور طریقہ کی حدیثوں کو جمع کیا ہے۔

وَکَثِیْرًا مَّا کَانَ یَخْتَلِجُ فِیْ قَلْبِیْ اَنْ اُؤَلِّفَ کِتَابًا عَلٰی مِنْوَالِ الْمِشْکٰوۃِ اَسْلُکُ فِیْہِ مَسْلَکَ اِمَامِنَا الْاَعْظَمِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ النُّعْمَانِ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَ

مشکوٰۃ شریف کے (بنظر غائر مطالعہ) کے بعد میرے دل میں اکثر یہ بات رہا کرتی تھی کہ مشکوٰۃ کی طرز پر ایک کتاب لکھوں جس میں اپنے امام اعظم حضرت ابوحنیفہ (آپ پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، وہ آپ سے

الرِّضْوَانُ إِلَّا أَنَّ ضِيقَ بَاعِيْ قَدْ كَانَ يُثَبِّطُنِيْ عَنِ الْقِيَامِ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ حَتّٰى رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنَّ شَمْسَ الضُّحٰى وَبَدْرَ الدُّجٰى وَنُوْرَ الْهُدٰى وَمِصْبَاحَ الظُّلَمِ حَبِيْبَنَا النَّبِيَّ الْأَكْرَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ عَلَيَّ وَقَالَ سَلَامًا قُلْتُ سَلَامٌ فَضَمَّنِيْ رُوْحِيْ فِدَاهُ إِلٰى صَدْرِهِ الَّذِيْ هُوَ مَنْبَعُ الْعِلْمِ وَالْحِكَمِ وَعَانَقَنِيْ فَلَمَّا اسْتَيْقَظْتُ فَرِحًا وَّمَسْرُوْرًا حَمِدْتُّ اللّٰهَ عَلٰى هٰذِهِ النِّعْمَةِ وَشَكَرْتُ لَهٗ فَأَصْبَحَتْ هٰذِهِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ شَرْحًا لِّيْ صَدْرِيْ وَصَارَ عُسْرُهٗ عَلَيَّ بِهَا يُسْرِيْ فَصَمَّمْتُ عَزْمِيْ بِتَالِيْفِهٖ وَشَدَدْتُّ مِيْزَرِيْ لِكِتَابَتِهٖ وَمَا وَضَعْتُ فِيْهِ حَدِيْثًا إِلَّا وَصَلَّيْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ وَضْعِهٖ وَسَمَّيْتُهٗ زُجَاجَةَ الْمَصَابِيْحِ.

وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَسْأَلُ سُؤَالَ الضَّارِعِ الْخَاشِعِ مُتَوَسِّلًا بِحَبِيْبِهِ الْمُشَفَّعِ الشَّافِعِ أَنْ يَّجْعَلَهٗ خَالِصًا لِّوَجْهِهٖ مِنْ فَضْلِهٖ وَأَنْ يَّنْفَعَ الْمُسْلِمِيْنَ بِهٖ كَمَا يَنْفَعُهُمْ بِأَصْلِهٖ وَأَنْ يَّتَقَبَّلَ هٰذَا وَيَجْعَلَهٗ ذُخْرًا لِّمَعَادِيْ إِنَّهٗ بِالْإِجَابَةِ جَدِيْرٌ وَّعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

ہمیشہ راضی اور خوش رہیں) کے مسلک کی احادیث کو اختیار کردوں، مگر میری بے بضاعتی مجھے اس مرتبہ کے حاصل کرنے سے روک رہی تھی کہ اسی زمانے میں میں نے خواب دیکھا کہ روز رسالت کے درخشاں آفتاب اور شب تاریک کے منور ماہتاب، نور ہدایت اور تاریکیوں کے روشن چراغ ہمارے پیارے اور محبوب آقائے نامدار حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما اور جلوہ افروز ہوئے اور سلام فرمایا، میں نے سلام کا جواب عرض کیا۔ میری جان آپ پر قربان، آپ نے اپنے سینۂ مبارک سے جو علم اور حکمتوں کا سرچشمہ ہے چمٹا کر گلے سے لگالیا، جب میں نیند سے خوشی خوشی بیدار ہوا تو اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اس کا شکر ادا کیا۔ الغرض اس نیک اور مبارک خواب سے میرا سینہ کھل گیا اور اس کام کی تمام مشکلات مجھ پر آسان ہوگئیں میں نے اس کتاب کی تکمیل و تالیف کا عزم کرلیا اور اس کے لکھنے کے لیے کمر ہمت باندھ لی، بحمد اللہ میں نے اس کتاب میں ہر حدیث کے درج کرتے وقت ضرور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے اور میں نے زجاجۃ المصابیح اس کتاب کا نام تجویز کیا۔

اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر سے میری دعا ہے ایسے عاجز بندہ کی طرح کہ جس کا دل اپنے مولی کی عظمت سے معمور اور جس کی گردن اس کے جلال سے خم ہو، اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو شفیع الخلائق، مقبول الشفاعت ہیں کہ اس کتاب کو اپنی مہربانی سے اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنائے اور مسلمانوں کو اس کتاب زجاجۃ المصابیح سے اصل کتاب مشکوٰۃ المصابیح کی طرح نفع بخش بنادے اور اس کو قبول فرمائے اور اس کو میری آخرت کا ذخیرہ بنادے، یقیناً دعاؤں کے قبول کرنے والے وہی ہیں، اور وہی ہر چیز پر قادر ہیں۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ـــــ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِمْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَاهُ اِمَامُ الْمَذْهَبِ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مُسْنَدِهٖ مَعَ اِخْتِلَافٍ يَسِيْرٍ وَفِيْهِ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اَلْحَدِيْثَ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اعمال نیتوں ہی سے معتبر ہوتے ہیں (یعنی نیت ہی سے ان پر ثواب ملتا ہے) اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جیسی وہ نیت کرے، تو جو کوئی ہجرت کرے، یعنی اپنا دیس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑ دے تو اس کی یہ ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوگی اور جو کوئی دنیا کمانے کیلئے یا کسی عورت سے عقد کرنے کیلئے اپنے دیس کو خیرباد کہے تو اسکی ہجرت ان ہی کاموں کیلئے ہوگی (بخاری ومسلم) اور امام المذہب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی قدر اختلاف کے ساتھ اپنی مسند میں امام بخاری کے الفاظ کے مطابق اس حدیث کو بیان کیا ہے اور اس میں اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (تا آخر حدیث) کے الفاظ ہیں۔

قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيْ وَلَا يُمْكِنُ هٰهُنَا نَفْيُ نَفْسِ الْاَعْمَالِ لِثُبُوْتِهَا حِسًّا وَصُوْرَةً مِنْ غَيْرِ اِقْتِرَانِ النِّيَّةِ بِهَا فَلَا بُدَّ مِنْ اِضْمَارِ شَيْءٍ يَتَوَجَّهُ اِلَيْهِ النَّفْيُ وَيَتَعَلَّقُ بِهِ الْجَارُّ فَالتَّقْدِيْرُ مُعْتَبَرَةٌ اَوْ تُعْتَبَرُ عَلٰى مَذْهَبِ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَصْحَابِهٖ۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس مقام میں نفس اعمال کی نفی ممکن نہیں وجہ یہ ہے کہ اعمال حسی اور ظاہری طور پر نیت کو ملائے بغیر ثابت ہو سکتے ہیں، لہٰذا کسی ایسی چیز کو مقدر ماننا ضروری ہے جس کی جانب نفی متوجہ ہو، اور جس سے حرف جار متعلق ہو، اس لیے یہاں لفظ معتبرۃ یا لفظ تعتبر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے اصحاب کے مسلک پر مقدر ماننا جائے گا۔

ف: یہ حدیث بعض محدثین کے نزدیک متواتر ہے اور عام محدثین اس کو مشہور کہتے ہیں اور محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی کتابوں کی ابتداء عام طور پر اسی حدیث سے کرتے ہیں، کیونکہ اس میں نیت (دلی ارادہ) کی اہمیت کو بتلایا گیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ارادہ کی مضبوطی اور خوبی ہی سے اعمال کا وزن ہوتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) اعمال مقصودہ (۲) اعمال غیر مقصودہ، مقصودہ اعمال سے وہ اعمال اور عبادات مراد ہیں جو شریعت میں بالذات مقصود ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج یہ اعمال بغیر نیت کے نہ تو معتبر ہوتے ہیں اور نہ صحیح اور نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول۔ حدیث میں انما الاعمال بالنیات کے الفاظ سے یہی اعمال مقصودہ مراد ہیں کہ اگر ان کی ادائیگی کے وقت نیت یعنی دل سے ارادہ نہ کیا جائے تو ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

جو شخص ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کی نیت سے کرے۔ اس کی ہجرت واقعی اللہ و رسول کی طرف ہی ہوگی لہٰذا حدیث میں دَور نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادات میں رضائے رب کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کی نیت شرک نہیں بلکہ عبادت کو کامل کرتی ہے۔ دیکھو ہجرت عبادت ہے مگر حدیث میں فرمایا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جانا اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری ہے۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

دوسرے اعمال غیر مقصودہ ان اعمال اور عبادات کو کہتے ہیں جو ان اعمال مقصودہ (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے لیے) شرط ہیں جیسے وضو شرطِ نماز ہے نہ کہ بالذات مقصودِ عبادت بلکہ عبادت کا وسیلہ اور ذریعہ ہے اس لیے ایسے اعمال جو غیر مقصود ہیں اور عبادت کے لیے شرط اور وسیلہ کا کام دیتے ہیں، بغیر نیت کے یہ صحیح اور درست ہیں مگر نیت کرنے سے ان پر ثواب اور اجر ملتا ہے اور نیت نہ کرنے پر ثواب اور اجر نہیں ملتا۔ یہ امام الائمہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مقصودہ اعمال نیت ہی سے صحیح اور معتبر ہوتے ہیں، اور غیر مقصودہ اعمال نیت سے کمال کے درجہ کو پہنچتے ہیں اور ان پر ثواب ملتا ہے اور بغیر نیت کے درست ہو جاتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ہر دو اعمال مقصودہ اور غیر مقصودہ بغیر نیت یعنی دلی ارادہ کے دُرست نہیں ہوتے یعنی ان کے نزدیک ان دونوں میں نیت ضروری ہے۔

کِتَابُ الْاِیْمَانِ

کتاب ایمان کے بیان میں

۱۔ وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ، وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو"۔ (سورۃ نحل ۱۶ پ۱۴)

ف: آیت سے معلوم ہوا کہ حالت اکراہ میں اگر دل ایمان پر جما ہوا ہو تو کلمہ کفر کا اجرا جائز ہے جبکہ آدمی کو اپنی جان یا کسی عضو کے تلف ہونے کا خوف ہو۔ اور اگر اس حالت میں بھی صبر کرے اور کلمۂ کفر زبان پر نہ لائے اور قتل کر دیا جائے تو وہ ماجور اور شہید ہوگا۔ اسی طرح جس شخص کو مجبور کیا جائے اگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا نہ ہو تو کلمۂ کفر زبان پر لانے سے کافر ہو جائے گا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۲۔ وَقَوْلُہٗ ، اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا" (سورۃ مجادلہ ۵۸ آیت ۲۲)

ف: بسبب ان کے ایمان و اخلاص اور اطاعت کے۔

۳۔ وَقَوْلُہٗ ، وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا" (سورۃ حجرات ۴۹ آیت ۱۴)

ف: محض زبانی اقرار جس کے ساتھ قلبی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں اس سے آدمی مومن نہیں ہوتا۔ اطاعت و فرمانبرداری اسلام کے لغوی معنی ہیں اور شرعی معنی میں اسلام اور ایمان میں کوئی فرق نہیں۔ (خزائن العرفان)

۴۔ وَقَوْلُہٗ ، اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے" (سورۃ بینہ ۹۸ آیت ۷)

۵۔ وَقَوْلُہٗ ، وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَہُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىہُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰہِ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ پھر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے"۔ (سورۃ حجرات ۴۹ آیت ۹)

ف: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دراز گوش پر تشریف لے جا رہے تھے۔ انصار کی مجلس پر گذر ہوا۔ وہاں تھوڑا سا توقف فرمایا اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو ابن ابی نے ناک بند کر لی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو وہاں سے تشریف لے گئے۔ ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور دونوں کی دو قومیں آپس میں لڑ گئیں اور ہاتھ پائی تک نوبت پہنچی تو سید عالم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کرا دی اس معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ باغی گروہ کا یہی حکم ہے کہ وہ جنگ سے باز آجائے۔ (خزائن العرفان)

۶- وَقَوْلُهُ، رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
۔"اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار"
(سورۃ بقرۃ ۲ آیت ۱۲۸)

ف: یہ دعائے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہے۔ یہ حضرت اللہ تعالیٰ کے مطیع و مخلص بندے تھے پھر بھی یہ دعا اس لیے ہے کہ اطاعت واخلاص میں اور زیادہ کمال کی طلب رکھتے ہیں۔ ذوق اطاعت سیر نہیں ہوتا سبحان اللہ سہ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست (خزائن العرفان)۔

۷- وَقَوْلُهُ، هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
"اللہ نے تمھارا نام مسلمان رکھا ہے۔" (سورۃ حج ۲۲ آیت ۷۸)

۸- وَقَوْلُهُ، اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
"میں نے گردن رکھی اس کے لیے جو رب ہے سارے جہان کا۔" (سورۃ بقرہ آیت ۱۳۱)

۹- وَقَوْلُهُ، اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
"رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔" (سورۃ بقرۃ ۲ آیت ۲۸۵)

ف: زجاج نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں نماز، روزے، زکوٰۃ اور حج کی فرضیت اور طلاق، ایلاء، حیض و جہاد کے احکام اور انبیاء کے واقعات بیان فرمائے تو سورت کے آخر میں یہ ذکر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مؤمنین نے اس تمام کی تصدیق فرمائی۔ قرآن اور اس کے جملہ شرائع واحکام کے مُنَزَّلْ مِنَ اللہ ہونے کی تصدیق کی۔

ف: یہ اصول وضروریات ایمان کے چار مرتبے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا یہ اس طرح کہ اعتقاد و تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ واحد اَحَدٌ ہے اس کا کوئی شریک و نظیر نہیں۔ اس کے تمام اسمائے حسنیٰ وصفات علیا پر ایمان لائے اور یقین کرے اور مانے کہ وہ علیم اور ہر شئے پر قدیر ہے اور اس کے علم وقدرت سے کوئی چیز باہر نہیں (۲) ملائکہ پر ایمان لانا یہ

اس طرح پر ہے کہ یقین کرے اور مانے کہ وہ موجود ہیں معصوم ہیں پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان احکام و پیام کے وسائط ہیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا اس طرح کہ جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں اور اپنے رسولوں کے پاس بطریق وحی بھیجیں بلاشک وشبہ سب حق وصدق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور قرآن کریم تغیر و تبدل و تحریف سے محفوظ ہے اور محکم ومتشابہ پر مشتمل ہے۔ (۴) رسولوں پر ایمان لانا اس طرح پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اس نے انہیں اپنے بندوں کی طرف بھیجا۔ وہ اس کی وحی کے امین ہیں۔ گناہوں سے پاک معصوم ہیں ساری خلق سے افضل ہیں ان میں بعض حضرات بعض سے افضل ہیں۔ (خزائن العرفان)

١۔ وَقَوْلُهٗ ، يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

"اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے اُن رسول پر اتاری اور کتاب پر جو پہلے اتاری اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا" (سورۃ النساء آیت ۱۳۶۔)

١ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰی عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰی رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰی فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ ہم ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ہمارے روبرو ایک شخص ظاہر ہوا جس کے کپڑے بے حد سفید اور بال نہایت سیاہ تھے نہ تو اس پر سفر کے آثار تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اس سے واقف تھا وہ (شخص) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھ گیا اور اپنے دونوں زانوؤں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوئے مبارک سے لگا دیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے دونوں زانوؤں پر رکھ لیا اور عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو بتاؤ کہ اسلام کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں، اور نماز کو اچھی طرح پابندی سے ادا کرے، اور زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے اور حج کرے خانہ کعبہ کا بشرطیکہ وہاں تک پہنچنے پر قادر ہو، اس شخص نے (یہ سن کر) کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ ہم سب کو اس پر حیرت ہوئی کہ آپ سے پوچھتا

لَهٗ يَسْأَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنْ أَمَارَاتِهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ أَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ إِنَّهٗ جِبْرِيْلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ مَعَ اخْتِلَافٍ وَفِيْهِ فَإِذَا رَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ الْأَرْضِ فِيْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الْاٰيَةَ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہے اور ساتھ ہی تصدیق بھی کر دیتا ہے اس شخص نے کہا کہ مجھے ایمان کے متعلق آگاہ کیجئے، آپ نے ارشاد فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اعتقاد رکھے اللہ پر اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے پیغمبروں پر اور روز قیامت پر۔ اور یقین رکھے خیر و شر پر کہ وہ قضاء و قدر سے ہیں، اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس شخص نے پوچھا مجھے بتائیے کہ احسان کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی (دل لگا کر) اس طرح عبادت کرے گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر تو اس کو اس طرح نہ دیکھ سکے تو (خیر اتنا خیال رکھ) کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے، پھر اس شخص نے پوچھا مجھے قیامت کے متعلق خبر دیجئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے تم دریافت کر رہے ہو، وہ بھی پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کی نشانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا جب لونڈی مالک کو جنے اور یہ کہ ننگے پاؤں چلنے والے، ننگے بدن، تنگدست، اور بکریاں چرانے والوں کو تو دیکھے کہ وہ بلند عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے راوی یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص چلا گیا اور میں دیر تک ٹھہرا رہا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کیا تم جانتے ہو کہ سائل کون تھا؟ میں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، تمہارے پاس اس غرض سے آئے تھے کہ تم کو تمہارا دین سکھا دیں (مسلم) اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے، اور ان کی روایت کے اختلافی الفاظ یہ ہیں، جب تم ننگے پاؤں چلنے والے، ننگے بدن، بہروں اور گونگوں کو زمین کے بادشاہ دیکھو (قیامت کا آنا) ان پانچ چیزوں میں سے ہے، جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی (ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ

کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔ (سورۃ لقمان ۳۱ آیت ۳۴) (بخاری و مسلم)

ف: یہاں پر علم کی نفی نہیں ورنہ فرمایا جاتا لَا اَعْلَمُ میں نہیں جانتا بلکہ زیادتی علم کی نفی ہے۔ یعنی اس کا مجھ کو تم سے زیادہ علم نہیں چونکہ قیامت کا علم اسرار الٰہیہ میں سے ہے اس لیے اس کا چھپانا بھی ضروری ہے۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

ف: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین قسم کے علم عطا کئے گئے۔ ایک وہ جن کا بتلانا ضروری ہے یہ وہ علوم ہیں جن کا تعلق تبلیغ دین سے ہے دوسری قسم وہ ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس شخص کو اس علم کا اہل سمجھیں ——— اس کو بتلا دیں جیسے صحابہ کرام میں سے صرف حضرت حذیفہ بن یمان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منافقین کی شناخت کا علم دیا تھا۔ یا بعض علوم کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص کر دیا تھا۔ اور وہ کہا کرتے تھے کہ اگر میں تم کو وہ علوم بتا دوں تو تم میری گردن کاٹ ڈالو۔ تیسری قسم وہ ہے جس کا علم حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا اور دوسروں کو بتلانے سے روک دیا گیا۔ وقت وقوع قیامت کا علم بھی انہی علوم میں سے ہے مگر دوسروں کو بتلانے سے روک دیا گیا ہے (شرح صحیح مسلم شریف از علامہ غلام رسول سعیدی)۔ علوم خمسہ کی تفصیل کے لیے دیکھو کتب (۱) الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ۔ اعلیٰ حضرت (۲) الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ۔ مولانا نعیم الدین مرادآبادی (۳) جاء الحق۔ مفتی احمد یار خان نعیمی)

۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور نماز پابندی سے ادا کرنا، اور زکوٰۃ دینا، اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

یہ دونوں حدیثیں اور ان کے بعد والی احادیث تین چیزوں کے بارہ میں ہیں۔ (۱) کیا قول اور عمل ایمان میں داخل ہیں؟ (۲) کیا ایمان بڑھتا گھٹتا ہے؟ (۳) کیا ایمان اور اسلام دو الگ الگ چیزیں ہیں؟ ان مباحث میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اختلاف محض لفظی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں ایمان دونوں معنوں میں آیا ہے۔

(۱) ایک معنی کے لحاظ سے ایمان سے مراد محض عقیدہ ہے جس میں عمل داخل نہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے یہی ظاہر ہوتا ہے اور وہ ارشاد یہ ہے کہ "تو ایمان رکھے اللہ بزرگ و برتر اور اس کے فرشتوں پر اور اللہ تعالیٰ سے

ملنے پر اور اس کے رسولوں پر اور یقین رکھے مرنے کے بعد اٹھنے پر اور اسلام یہ ہے کہ تو اللہ بزرگ و برتر کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے اور نماز کو اچھی طرح پابندی سے ادا کرے فرض زکوٰۃ کو ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے" (تا آخر حدیث) (اس حدیث میں ایمان سے صرف عقیدہ اور اسلام سے صرف اعمال مراد ہیں)

دوسرے یہ کہ لفظ ایمان حدیث میں ایمان کامل کے معنی میں بھی آیا ہے اور اس میں عمل داخل ہے چنانچہ وفد عبد القیس کی حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی تعریف فرماتے ہوئے اس میں عقیدے کے علاوہ عمل کو بھی داخل فرمایا ہے، حدیث یہ ہے کیا تم جانتے ہو اللہ واحد پر ایمان کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز پابندی سے اچھی طرح ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا، اور یہ کہ تم مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ دیا کرو، اس معنی کے لحاظ سے یہ وہی ایمان ہے جس کی نفی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک میں موجود ہے وہ حدیث یہ ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ زنا کرنے والا زنا کرے اور اس کا ایمان بھی باقی رہے (تا آخر حدیث) الغرض ہر وہ مقام جو ایسا ہو وہاں یہی مراد ہے۔

اور وہ ایمان جس کی وجہ سے مسلمان دوزخ میں داخل نہ ہوگا وہ بالاتفاق یہی ایمان کامل ہے جو اعمال سے آراستہ ہو اور اس معنی پر جمیع مسلمین کا اتفاق ہے۔

اور وہ ایمان جس کی وجہ سے دوزخ میں (گناہوں کی وجہ سے داخل تو ہو جائے گا لیکن ہمیشہ نہ رہے گا) وہ بالاتفاق اہل سنت وجماعت پہلا ایمان ہے جس کے ساتھ اعمال نہ پائے جائیں اس پر کئی دلیلیں ہیں، جس میں ایک حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے (کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ بندہ لا الٰہ الا اللہ کہے اور اسی پر اس کی موت واقع ہو پھر وہ جنت میں داخل نہ ہو ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں نے عرض کیا اگرچہ اس سے زنا اور چوری ہو جائے تو آپ نے جواب دیا اگرچہ اس سے زنا اور چوری ہو جائے (تا آخر حدیث)

دوسری دلیل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ "وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو وہ دوزخ سے نجات پائے گا"

عمل کن معنوں میں ایمان کا رکن ہے :خلاصہ یہ ہے کہ اسلاف اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کو ایمان کے دوسرے معنی کے لحاظ سے ایمان کا رکن بنایا اور اگر ایمان کے ساتھ اعمال نہ پائے جائیں تو پہلے معنی کے لحاظ سے اس پر ایمان کے باقی رہنے کا حکم لگایا کیوں کہ ایمان اس کے سینہ میں موجود ہے (ایسا شخص بالآخر دوزخ سے چھٹکارا پائے گا اگرچہ اس کے پاس ایمان کے ساتھ اعمال نہ ہوں۔

ایمان سے مراد تصدیق قلبی ہو تو اس معنی کے لحاظ سے ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی اور اگر ایمان سے مراد طاعتیں اور عبادتیں ہوں تو ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ عبادتیں تصدیق کی تکمیل کرتی ہیں تو ہر وہ حدیث جو ایمان کے بڑھنے اور نہ گھٹنے پر دلالت کرتی ہو تو اس سے مراد ایمان کامل ہونا ہے، جس میں اعمال داخل ہیں۔

تیسری بحث اس بارے میں ہے کہ ایمان اور اسلام دو الگ چیزیں ہیں یا دونوں ایک ہیں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا حق یہ ہے کہ ایمان اور اسلام میں لفظی اختلاف ہے کیونکہ اول (یعنی ایمان اور اسلام کا الگ الگ ہونا) لغت پر موقوف ہے اور ثانی (یعنی ایمان اور اسلام کا ایک ہونا) شریعت پر منحصر ہے تحقیق یہ ہے کہ ایمان اور اسلام مفہوم کے لحاظ سے ایک دوسرے سے الگ ہیں لیکن دونوں کا مصداق ایک ہی ہے۔

ہدایۃ المسالک فی حل تفسیر المدارک میں لکھا ہے کہ ایمان شرعی سے مراد تصدیق قلبی مع اقرار لسانی ہے اور عمل اس میں داخل نہیں بلکہ اس سے خارج ہے اور کمالِ ایمان کی شرط ہے اور جمیع احناف جو امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو ہیں، ان کے پاس یہی راجح ہے، البتہ محققین کا مذہب یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اشاعرہ یعنی شافعی حضرات نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

پس جو شخص دل سے تصدیق کرے اور بغیر عذر کے زبان سے اقرار نہ کرے وہ عند اللہ مومن نہیں اور وہ حضرات جن کے پاس اقرار زبانی ایمان کا رکن ہے ایسا شخص دوزخی ہوگا۔ امام فخر الاسلام اور شمس الائمہ اور اکثر فقہاء نے اسی کو اختیار کیا ہے البتہ وہ حضرات جن کے پاس اقرار زبانی ایمان کا رکن نہیں، ایسا شخص ان کے نزدیک مومن تو ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس دنیاوی احکام میں غیر مومن ہے، یہ صورت منافق کے برعکس ہے (کیونکہ منافق عند اللہ کافر رہتا ہے لیکن عند الناس مومن) شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ یہ اختلاف اسی صورت میں ہے کہ آدمی گفتگو کر سکتا ہو، اور اس کا اقرار نہ کرنا انکار کی وجہ سے نہ ہو مگر ایک شخص جس نے دل سے تصدیق کر لی، لیکن اس کو زبان سے اقرار کرنے کا وقت نہ مل سکا تو سب اس بات پر متفق ہیں کہ بالاتفاق وہ مؤمن ہوگا۔ شرح مقاصد کی عبارت سے یہی واضح ہوتا ہے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح شفا میں لکھا ہے کہ یہ کہنا ضعیف ہے کہ وہ شخص جو اقرارِ شہادت پر قادر نہ ہو سکا باوجودیکہ اس سے تصدیق قلبی ثابت ہوئی وہ مؤمن نہیں ہے، ہاں اس کو اتنا وقت ملا کہ اس میں وہ اقرار کر سکتا تھا اور اس سے اقرار کا مطالبہ بھی کیا گیا اور اس نے انکار کیا تو ایسا شخص بالاتفاق مؤمن نہیں بلکہ وہ عناد و سرکشی کی وجہ سے کافر ہی ہوگا۔

الغرض اس تفصیل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اقرار زبانی ایمان کا ایک اور رکن ہے مگر یہ یاد رہے کہ اصل ایمان تو دل سے تصدیق ہی کا نام ہے، یہ ایک واضح بات ہے کہ زبان خیالات کے اظہار کا ذریعہ ہے اس لیے ایمان کا زبان سے اقرار ایمان کے دل میں ہونے یا نہ ہونے کی دلیل ہوگی اس لحاظ سے یہ صحیح ہے کہ اقرار زبانی ایمان کا ایک ایسا رکن ہے جو بعض حالات میں ساقط ہو سکتا ہے لہٰذا حالت اختیاری میں اقرار جزوِ ایمان قرار دیا جائے گا اور جبر و اکراہ کے نہ ہونے کی حالت میں اقرار کا نہ ہونا تصدیق کے نہ ہونے کی دلیل ہوگا۔ الغرض اقرار زبانی کا اس طرح رکن ہونا اس بات کے خلاف نہیں کہ ایمان کی حقیقت تصدیق ہی ہے اور جن حضرات کے پاس اقرار ایمان کا رکن ہے وہ اصل انہی معنوں میں ہے۔

جمہور محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک عمل ایمان کا جزو ہے اس طرح جیسا کہ ہاتھ انسان کا جزو ہے تو جس طرح ہاتھ کی نفی سے انسان کی نفی نہیں ہو سکتی بلکہ ایک نقص اور عیب ہوگا بالکل اسی طرح عمل کی نفی سے ایمان کی نفی نہیں ہو سکتی مختصر یہ کہ عمل کمالِ ایمان کا جزو ہے البتہ معتزلہ اور خوارج کے نزدیک عمل ایمان کا جزوِ اصلی ہے اور عمل کے نہ ہونے سے ان کے نزدیک ایمان باقی نہیں رہتا۔

خلاصہ یہ کہ ایمان سے مراد اگر تصدیق ہو تو اس میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی، اور ایمان سے مراد اگر تصدیق، اقرار اور عمل تینوں چیزیں ہوں تو اس میں عمل کے لحاظ سے کمی اور زیادتی ہوگی، لیکن ایمان کی کمی اور زیادتی معنیٰ اول یعنی صرف تصدیق کے لحاظ سے اس اعتبار سے ہوگی کہ جس شئے پر ایمان لایا گیا ہے اس شئے میں زیادتی یا کمی ہوئی نہ کہ نفس ایمان میں۔

ان تفصیلات سے بحمد اللہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی وہ آیتیں اور حدیث کی وہ روایتیں جن سے ایمان کا گھٹنا اور بڑھنا ظاہر ہوتا ہے، ان سب آیتوں اور حدیثوں میں جمع اور تطبیق ممکن ہے اور یہ ایک دوسرے کے مخالف نہیں اور اس میں جو کچھ اختلاف ہوا ہے وہ نزاع لفظی کی حد تک ہے اس لیے خوب سمجھو اور غور کرو۔

۳ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں اور ان سب میں افضل "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا کہنا ہے اور ان سب میں کمتر راستے سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا ہے۔ اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے (بخاری و مسلم)

ف: علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ لغت میں ایمان کے معنی تصدیق کے ہیں اور کمال ایمان اعمال سے حاصل ہوتا ہے اس تفصیل کے لحاظ سے وہ حدیثیں جن میں ایمان کی ساٹھ سے زیادہ یا ستر سے زیادہ شاخیں یا اسی قسم کی باتوں کا ذکر ہے۔ ان حدیثوں میں دراصل اصل کا اطلاق فرع پر کیا گیا ہے یعنی ایمان تو اصل ہے اور اعمال ایمان کی فرع اور شاخیں ہیں۔ اسی بناء پر اعمال کو ایمان میں داخل کر لینا مجازاً ہے کیونکہ اعمال ایمان ہی کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں۔

۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کامل مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور (حقیقی) مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا یہ بخاری شریف کے الفاظ ہیں اور مسلم کی عبارت یہ ہے راوی نے بیان کیا کہ کسی آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مسلمانوں میں کون سا مسلمان بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ وہ مسلمان جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

ف: کامل مسلمان جو لغتہً "وشرعاً ہر طرح سے مسلمان ہو وہ مومن ہے جو کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے گالی، طعنہ چغلی وغیرہ نہ کرے کسی کو مارے پیٹے نہیں۔ کسی سے بدتمیزی سے پیش نہ آئے کسی قسم کی اذیت ہاتھ اور زبان سے یا کسی اور عضو سے نہ پہنچائے یہ حدیث اخلاق اور اعمال حسنہ کی جامع ترین ہے۔ اس میں مسلمانوں کی سلامتی کا ذکر خصوصیت سے اس لیے فرمایا کہ بعض صورتوں میں کافروں کے ساتھ لڑنا، جہاد کرنا، انہیں اذیت پہنچانا، قتل کرنا اور انہیں برا کہنا عبادت ہے۔ یہاں خلاً غیبت واذیت مراد ہے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ظالم مسلمان کا ذبیحہ یا رحم دل کافر مسلمان ہے کامل مہاجر وہ ہے جو ترک وطن کے ساتھ ترک گناہ بھی کرے۔

۵ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہ ہوگا جبکہ

وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

تک کہ میں اس کے پاس اس کے باپ، بچوں اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں (بخاری و مسلم)

ف: ایمان کے شعبے یعنی اخلاق، اعمال، واجبات، مستحبات و آداب عدد و شمار سے باہر ہیں۔ ان شعبوں کے متعین عدد کا علم تو صرف شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں جو تعیین کی گئی ہے وہ اصولِ احکام اور قواعد ایمانی سے متعلق ہو جو اس عدد کی طرف رجوع کرتی ہے۔ بعض روایات میں ایمان کے ساٹھ اور زائد شعبوں کا ذکر بھی آیا ہے ممکن ہے اس اختلاف کی وجہ یہ ہو کہ دونوں عددوں کی طرف رجوع درست ہو۔ کبھی ایک کا اعتبار کرتے ہوئے اس کا ذکر کر دیا اور کبھی دوسرے کا لحاظ کرتے ہوئے اس کا ذکر فرما دیا۔ اس اختلاف کی وجہ یہ بھی ہو سکتی کہ اولاً ساٹھ اور چند کی وحی آئی ہو بعد میں جب احکام بڑھ گئے ہوں تو ستر کی اور چند کے عدد کی وحی آئی ہو۔ (اشعۃ اللمعات مترجم مولانا محمد سعید احمد ج۱)

٦ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ بِھِنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَمَنْ یَّکْرَہُ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں جس میں ہوں ان کی وجہ سے وہ ایمان کی حلاوت پائے گا (۱) خدا و رسول اس کی نظر میں تمام ما سوا اللہ سے زیادہ پیارے ہوں (۲) اس کو اگر کسی سے محبت ہو تو صرف خدا کے لیے ہو (۳) جو کفر کی طرف لوٹ جانے کو اتنا ہی بُرا سمجھے جتنا آگ میں ڈالے جانے کو بُرا سمجھتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کفر سے بچا لیا ہے۔ (بخاری و مسلم)۔

ف: حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کا ترازو ہے۔ اور محبت خداوندی کا تتمہ ہے جس کی محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کامل ہو گی اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی اس کی محبت کامل ہو گی۔ کوئی کتنا ہی محبت خداوندی کا دعویٰ کرتا پھرے مگر وہ رسالت مآب حضور ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیصِ شان کرتا ہے مؤمن ہی نہیں۔ چاہے کتنی لمبی لمبی نمازیں پڑھ لے۔ روزوں پر روزے رکھتا جائے ہر سال حج و عمرہ کرتا رہے سارا مال راہ خدا میں لٹا دے حتیٰ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود فرمایا اے صحابہ تمھاری نمازیں تمھارے روزے تمھاری عبادتیں تم سمجھو گے کہ ان گستاخانِ رسول کی عبادتوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں مگر پھر بھی ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا کیونکہ وہ بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تنقیص و گستاخی کرتے پھریں گے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ من ذلک۔

٧ وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَّضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا۔
(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہو۔ (مسلم شریف)

۸/۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے جس کسی نے اس امت دعوت میں سے میرے نبی ہونے کی خبر سن لی خواہ یہودی ہو یا نصرانی، پھر اس دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے جس کو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے تو وہ دوزخی ہوگا۔ (مسلم شریف)

ف: امتِ دعوت و امتِ اجابت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک جتنے بھی جن و انسان ہیں وہ سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے وہ امت اجابت ہیں۔ اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہیں لاتے وہ امتِ دعوت ہیں۔

۹/۹ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَّهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اٰمَنَ بِنَبِیِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَّالْعَبْدُ الْمَمْلُوْکُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِیْهِ وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ یَّطَؤُهَا فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کے لیے دوہرا ثواب ہے (۱) ایک وہ اہل کتاب (یہودی و نصرانی) شخص جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا (۲) دوسرا وہ غلام یا لونڈی جو خدا کا حق ادا کرے اور اپنے مالکوں کا بھی حق ادا کرے (۳) تیسرا وہ شخص جس کے پاس کوئی لونڈی ہو وہ اس سے وہ جماع کرتا تھا پس اس نے اس کو ادب سکھایا اور اس کی اچھی تربیت کی اور مسائل شریعت کی اچھی تعلیم دی، پھر آزاد کیا اور اس سے نکاح کر لیا۔ اس کے لیے بھی دوہرا ثواب ہے (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام مخلوق پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت لازم ہے۔ کسی ملک کسی قبیلہ یا کسی زمانہ کا ہو جو بھی خدا کا بندہ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری اس پر لازم ہے دوسرا مسئلہ یہ کہ جس کو حضور انور شفیع مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی اطلاع نہ پہنچے وہ معذور ہے اس کی نجات کے لیے صرف عقیدۂ توحید ہی کافی ہے۔ لہٰذا حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مغفور و جنتی ہیں۔ کہ وہ حضرات موحد تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پہلے وفات پا گئے تھے۔

(مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

۱۰/۱۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ مُسْلِمًا لَّمْ يَذْكُرْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ۔

۱۱ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهِ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِيْ ذِمَّتِهِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۲ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا شَيْئًا وَّلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں، یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دے دیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، جب یہ سب کام کرلیں تو انھوں نے اپنے خون اور مال کو مجھ سے محفوظ کرلیا بجز حق اسلام کے (یعنی مثلاً اگر کسی کو قتل کریں تو بدلے میں مارے جائیں گے) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے اور مسلم شریف میں الا بحق الاسلام مذکور نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہماری طرز کی نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی جانب رخ کیا، اور ہمارا ذبح کیا ہوا کھایا تو یہ ایسا مسلمان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذمہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس عہد و پیمان کو نہ توڑو (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتلائیے کہ جب میں اسے کرلوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں، ارشاد ہوا کہ اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا، اور نماز فرض پابندی سے پڑھ لیا کر، اور زکوٰۃ واجبہ دیا کر، اور رمضان کے روزے رکھ۔ اعرابی نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس پر کچھ نہ بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا۔ جب واپس ہوگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کسی کو جنتی کے دیکھنے کی خوشی ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے (بخاری ومسلم)

ف: یعنی ان فرائض میں اپنی طرف سے کمی بیشی نہ کروں گا کہ فجر کی دو رکعت فرض کی بجائے چار یا چھ رکعات فرض کے

پڑھ لوں اور روزے تیس کے چالیس رکھ لوں یا یہ معنی ہے کہ اپنی قوم تک بعینہٖ یہ ہی احکام پہنچادوں گا تبلیغ میں کمی زیادتی نہ کروں گا یا اب سوال میں کمی زیادتی نہ کروں گا۔ لہٰذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ صدقۂ فطر، روزہ نذر، نماز عیدین، قربانی وتر اور سنت مؤکدہ وغیرہ ضروری نہ ہوں۔ کیونکہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر سختی سے عمل کرنے کے متعلق حکم فرمایا ہے۔ بعض نادان اس حدیث کا سہارا لے کر سنن مؤکدہ و واجبات تک کو ترک کر دیتے ہیں جن پر سختی سے عمل کرنے کے متعلق سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ)

۱۳/۱۳ وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات ارشاد فرما دیجئے کہ آپ کے بعد پھر کسی سے اس کے متعلق دریافت نہ کروں ارشاد ہوا کہ اٰمَنْتُ بِاللهِ (میں اللہ پر ایمان لایا) کہہ دے، پھر اس پر جا رہ۔ (مسلم شریف)

۱۴/۱۴ وَعَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ فَقَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا فَقَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللهِ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اہل نجد کا ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسی حالت میں حاضر ہوا کہ اس کے سر کے بال پراگندہ تھے ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ کو سن رہے تھے مگر وہ جو کچھ کہہ رہا تھا ہم نہیں سمجھ رہے تھے یہاں تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا پھر وہ اسلام کے متعلق پوچھنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دن اور رات میں پانچ نمازیں پھر پوچھا کیا ان کے سوا کچھ اور مجھ پر واجب ہے ارشاد ہوا نہیں، مگر یہ کہ بطور نفل پڑھ لے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان کے روزے، اس نے کہا کہ اس کے سوا کچھ اور بھی مجھ پر ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ بطور نفل رکھ لے، راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا تو اس نے کہا کہ اس کے سوا مجھ پر کچھ اور بھی ہے، فرمایا نہیں مگر یہ کہ بطور نفل تو دیا کرے، راوی نے کہا وہ شخص یہ کہتے

لَا أَزِيدُ عَلَى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ الرَّجُلُ إِنْ صَدَقَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْقَوْمُ أَوْ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوا رَبِيعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ احْفَظُوهُنَّ وَأَخْبِرُوا بِهِنَّ مَنْ

ہوئے واپس ہوا کہ خدا کی قسم نہ اس پر زائد کروں گا نہ اس سے کچھ کم، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے نجات پالی اگر اس نے سچ کہا ہے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ جب قبیلہ عبد القیس کا وفد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کس قوم کی طرف سے آئے ہو؟ یا یہ فرمایا کہ کس کی نمائندہ جماعت ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم قبیلہ ربیعہ کی طرف سے آئے ہیں، آپ نے فرمایا خوش آمدید! جس قوم کی طرف سے آئے ہو مبارک آنا آئے ہو، کوئی رسوائی لاحق ہوگی اور نہ ندامت! انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو سوائے ماہ حرام کے اور زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع نہیں ملتا کیونکہ آپ کے اور ہمارے درمیان قبیلہ مُضر کے کافر حائل ہیں لہٰذا حضور ہم کو کوئی حکم فیصل سُنا دیں تاکہ ہم اُدھر والوں کو وہ حکم سنادیں اور اس کی وجہ سے جنت میں داخل ہو سکیں، اور اس کے بعد ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے برتنوں کا حکم دریافت کیا تو آپ نے ان کو چار چیزوں کا حکم دیا۔ اور چار چیزوں سے منع فرمایا۔ ان کو حکم دیا کہ اللہ واحد پر ایمان لائیں اور فرمایا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے کیا معنیٰ ہیں؟ انھوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں آپ نے فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دی جائے، اور باقاعدہ پابندی سے نماز ادا کی جائے اور زکوٰۃ دیا کریں، اور رمضان کے روزے رکھیں، اور یہ کہ تم مال غنیمت سے پانچواں حصّہ دیا کرو، اور ان کو چار

وَرَاءَكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ لَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ ۔

چیزوں کی ممانعت فرمائی کہ ان میں نہ تو نبیذ بنائی جائے اور نہ ان سے پانی پیا جائے اور وہ یہ ہیں (۱) حَنْتَمْ (لاکھ والا برتن) (۲) دُبَّاء (کدو کا خول) (۳) نَقِیْر لکڑی کا تراشا ہوا برتن (۴) مُزَفَّت (روغنی رال والا برتن) اس کے بعد فرمایا کہ ان کو یاد رکھو، اور ادھر والوں کو ان کی اطلاع دو۔ (بخاری و مسلم) اور الفاظ حدیث بخاری شریف کے ہیں۔

١٦ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ بَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے (ان امور پر) بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے اور چوری نہ کرو گے اور زنا نہ کرو گے، اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے اور کسی پر اپنے دل سے بہتان نہ لگاؤ گے اور کسی نیک کام کے انجام دینے میں نافرمانی نہ کرو گے اگر ان باتوں کو تم میں سے کوئی شخص پورا کرے گا تو اس کو ثواب دینا خدائے تعالیٰ کے ذمہ ہے اور اگر کسی نے ان امور میں سے کسی امر کا ارتکاب کیا اور اس کو دنیا ہی میں اس کی سزا مل گئی تو آخرت کے عذاب سے اس کے لیے کفارہ ہو جائے گا اور اگر کسی نے ان باتوں میں سے کسی جرم کا ارتکاب کیا اور خدائے تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کر دی (یعنی دنیا میں کسی کو اس کے گناہ پر اطلاع نہ ہوئی اور دنیوی سزا بھی اس کو نہ ملی) تو خدا کے اختیار میں ہے چاہے معاف کر دے چاہے سزا دے (راوی کہتے ہیں) ہم نے ان امور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ (بخاری اور مسلم)

١٧ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَضْحٰى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلّٰى فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّيْ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ عید الاضحیٰ یا فطر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے اور عورتوں پر گزرے پس فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! خیرات کیا کرو، کیونکہ دوزخیوں میں میں نے تمہارا ہی حصہ زیادہ دیکھا ہے، پس

أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ
وَبِمَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ تُكْثِرْنَ
اللَّعْنَ وَيَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ
مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ
أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ
إِحْدَاكُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ
دِينِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ
أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ
شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلَى قَالَ
فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا قَالَ
أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ
تَصُمْ قُلْنَ بَلَى قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ
دِينِهَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۸/۱۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اللهُ تَعَالَى كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ
يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ
لَهُ ذٰلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ
لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ
الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ وَ
أَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللهُ
وَلَدًا وَأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي
لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي
كُفُوًا أَحَدٌ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ
وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لِي
وَلَدٌ وَسُبْحَانِي أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً
أَوْ وَلَدًا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس لیے؟ فرمایا کہ تم لعنت زیادہ کرتی ہو، اور ناشکری کرتی ہو شوہر کی، ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے باوجود عقل مند کی عقل پر غالب آنے والے تم سے زیادہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ عورتوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری عقل اور ہمارے دین کا نقصان کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ایک عورت کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے نصف نہیں ہے؟ عورتوں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ان کے نقصانِ عقل کی وجہ سے ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور روزہ بھی نہیں رکھتی، عورتوں نے کہا کیوں نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس کے دین کے نقصان کی وجہ سے ہے۔ (بخاری اور مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ابن آدم نے مجھ کو جھٹلایا اور اس کو ایسا نہ چاہیے تھا اور مجھ کو گالی دی اور اس کو یہ نہ چاہیے تھا اس کا مجھے جھٹلانا اس کا یہ کہنا ہے کہ ہرگز مجھے دوبارہ زندہ نہ کرے گا، جس طرح مرنے کے بعد مجھے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا۔ حالانکہ پہلی دفعہ پیدا کرنا مجھ پر اس کے دوبارہ زندہ کرنے سے آسان تر نہیں تھا۔ (یعنی اس کے پہلے بار بنانے میں قادر ہو چکا تو دوبارہ بنانا کیا مشکل ہے) اور اس کا مجھے گالی دینا، اس کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنا لیا ہے حالانکہ میں یکتا ہوں، ایسا بے نیاز ہوں کہ نہ کسی کو جنا اور نہ میں جنا گیا، اور میرے لیے کوئی ہمسر نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں یہ ہے اور اس کا مجھ کو گالی دینا، اس کا یہ کہنا کہ میرے لیے بیٹا ہے، حالانکہ میری ذات پاک ہے، میری ذات اس سے بری ہے کہ

کسی کو بیوی بناؤں یا بیٹا۔ (بخاری)

١٩/١٩ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یُؤْذِیْنِیْ ابْنُ اٰدَمَ یَسُبُّ الدَّھْرَ وَاَنَا الدَّھْرُ بِیَدِیَ الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ کو برا کہہ کر انسان مجھے ایذا دیتا ہے، حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں میرے ہی ہاتھ میں حکومت ہے، رات اور دن کو میں ہی بدلتا رہتا ہوں۔ (بخاری اور مسلم)

ف: ایذا سے مراد ناراض کرنا ہے۔ یعنی میرے متعلق وہ باتیں کرتا ہے جس سے میں ناراض ہوتا ہوں۔ ورنہ خدا تعالیٰ تو دکھ، درد اور تکلیف سے پاک ہے۔ بندہ اس طرح کہتا ہے کہ ہائے زمانے نے مجھ پر ظلم کیا۔ یا میرے فلاں کو تو نے مار دیا یا لوگ آج کل یوں کہتے ہیں کہ زمانہ یا وقت ہی برا ہے۔ اپنی غلطیوں کا احساس نہیں کرتے بلکہ زمانے کو کوستے ہیں ایسا کہنا منع ہے۔ زمانے کو طعن وتشنیع کرنا حقیقتاً اللہ تعالیٰ کو طعن کرنا ہے اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محکوم چیزوں کو برا کہنا رب تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اور جو ذات خداوندی پر عیب وکذب کی نسبت کرتے ہیں کہ معاذ اللہ رب تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ ناراضگی کا سبب ہے۔ کیونکہ رب تعالیٰ ہر قسم کے عیب ونقص وکذب سے پاک ہے۔ ایسا کہنا کفر ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت وتحقیق کے لیے اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" کا مطالعہ مفید ہے۔

٢٠/٢٠ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی یَّسْمَعُہٗ مِنَ اللّٰہِ یَدْعُوْنَ لَہُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْھِمْ وَیَرْزُقُھُمْ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ تکلیف کے سہنے پر اللہ تعالیٰ سے زائد کوئی صابر نہیں کہ اس کے لیے بیٹا ثابت کرتے ہیں پھر بھی وہ ان کو عافیت بخشتا ہے اور رزق دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٢١/٢١ وَعَنْ مُّعَاذٍ قَالَ کُنْتُ رِدْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی حِمَارٍ لَّیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ اِلَّا مُؤْخِرَۃُ الرَّحْلِ فَقَالَ یَا مُعَاذُ ھَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰہِ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰہِ عَلَی الْعِبَادِ اَنْ یَّعْبُدُوْہُ وَلَا یُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّحَقَّ الْعِبَادِ

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں گدھے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا، میرے اور آپ کے درمیان صرف پچھلے زین کی لکڑی کے سوا کوئی چیز حائل نہ تھی، ارشاد ہوا اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے؟ اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی خوب جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تحقیق اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ

عَلَى اللهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۲۲/۲۲ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيْفُهٗ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا يَتَّكِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۳/۲۳ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِيْ ذَرٍّ وَكَانَ اَبُوْ ذَرٍّ

اس شخص کو جو کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بنائے اسے عذاب نہ دے میں نے عرض کیا۔ کیا اس خوشخبری کو لوگوں کو نہ سنادوں، فرمایا یہ خوشخبری نہ سناؤ کہ وہ اس پر بھروسہ کر لیں گے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار تھے اور معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، حضور نے فرمایا اے معاذ تو انہوں نے کہا کہ حضور حاضر ہوں، خدمت میں موجود ہوں، اس طرح تین مرتبہ آپ نے آواز دی، ارشاد ہوا کہ جو شخص سچے دل سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دے گا اس پر اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ حرام کر دیں گے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں لوگوں کو اس فرمان کی خبر دے دوں کہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا تو پھر وہ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے (کہ اعمال خیر ترک کر دیں گے) معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو چھپانے کے (گناہ سے بچنے کے لیے) مرتے وقت یہ حدیث بیان کی (بخاری و مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دیکھا کہ آپ سفید کپڑا اوڑھے سو رہے تھے، دوبارہ حاضر ہوا تو آپ بیدار ہو چکے تھے، پس آپ نے ارشاد فرمایا جس بندہ نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور اسی قول پر مر گیا بلا شک وہ جنت میں داخل ہوا میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو آپ نے ارشاد فرمایا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اور اگرچہ اس نے

إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

چوری کی ہو، میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اگرچہ اس نے چوری کی ہو آپ نے ارشاد فرمایا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو۔ اگرچہ اس نے چوری کی ہو ابو ذر کی ناک خاک آلود ہونے کے باوجود (یعنی اگرچہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرضی کے خلاف ہو) اور ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت یہ حدیث بیان کرتے تو کہا کرتے اگرچہ خاک آلود ہو ابوذر کی ناک (بخاری ومسلم)

ف: اس حدیث پاک میں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے کہنے پر دخول جنت کی جو خوشخبری وارد ہے وہ کفر کے مقابلے میں ہے کہ کافر کے لیے دخول جنت محال ہے لیکن مؤمن گناہوں کی سزا پانے کے بعد بالآخر جنت میں داخل ہوگا۔ خواہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما کر بغیر دوزخ میں داخل کیئے ہی جنت میں داخل فرمادیں یا گناہوں کے بدلے عذاب دے کر پھر جنت میں داخل فرمادیں۔ بہر حال مؤمن کے لیے دخول جنت لازمی ویقینی ہے۔

۲۴/۲۴ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ وَابْنُ أَمَتِهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے گواہی دی، اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی بندی کے فرزند ہیں اور اس کا کلمہ ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام تک پہنچایا تھا اور اس کی طرف سے ایک جان ہیں اور جنت اور دوزخ حق ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کریں گے اگرچہ عمل اس کا کچھ بھی رہا ہو۔ (بخاری ومسلم)

۲۵/۲۵ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلْأُبَايِعْكَ فَبَسَطَ يَمِينَهُ فَقَبَضْتُ يَدِي فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَمْرُو قُلْتُ أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا قُلْتُ أَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ أَمَا عَلِمْتَ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ آپ اپنا داہنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ سے بیعت کروں، آپ نے اپنا سیدھا ہاتھ بڑھایا۔ پس میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا کیوں اے عمرو؟ میں نے عرض کیا کہ میں کچھ شرط لگانا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ کیا

يَا عَمْرُو اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۲۶/۲۹ وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتُ عَنْ اَمْرٍ عَظِيْمٍ وَاِنَّهٗ يَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَّسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَّالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ بَلٰى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ فَقَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَاِنَّا

شرط لگائیے گا؟ عرض کیا میرے گناہوں کی معافی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو! کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اسلام لانا مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو اسلام لانے سے قبل ہوئے ہیں اور تحقیق ہجرت ان گناہوں کو مٹا دیتی ہے جو قبل ہجرت ہوئے ہیں اور تحقیق حج مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو قبل حج ہوئے ہیں (مسلم شریف)

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ مجھے ایسا عمل بتلایئے جو مجھ کو جنت میں داخل کرے اور دوزخ سے مجھ کو دور کرے ارشاد ہوا کہ تم نے ایک امر عظیم (بڑی بات) کا سوال کیا ہے اور یقیناً وہ آسان ہے اس شخص کے لیے جس پر اللہ تعالیٰ آسان کردے۔ اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے اور نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرے زکوٰۃ دے، اور رمضان کے روزے رکھے، اور بیت اللہ کا حج کرے، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمھیں بھلائی کے دروازوں کا پتہ نہ دوں۔ روزہ ڈھال ہے اور خیرات گناہوں کو مٹا دیتی ہے جس طرح پانی آگ کو اور آدھی رات کے وقت اٹھ کر آدمی کا نماز پڑھنا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ترجمہ "ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے ہوئے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں"۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو اصلِ دین، اور دین کا ستون اور دین کا اعلیٰ مقام نہ بتلاؤں میں نے عرض کیا ہاں بتلایئے یا رسول اللہ! ارشاد ہوا اصل دین اسلام (فرمانبرداری) ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کا اعلیٰ مقام جہاد ہے (یعنی ہر وہ کوشش جس سے اعلاء کلمۃ اللہ ہو) پھر ارشاد ہوا کہ کیا میں تم کو ایسی چیز نہ

لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

بتلاؤں جس پر ان تمام امور دین کا دارومدار ہے میں نے عرض کیا ہاں بتلایئے یا نبی اللہ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ لی اور فرمایا اس کو قابو میں رکھو میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی تو کیا ہم لوگ جو کچھ بولتے ہیں اس پر بھی مواخذہ ہوگا؟ فرمایا کس قدر غافل ہو اے معاذ! لوگوں کو دوزخ میں منہ کے بل یا ناک کے بل، کیا زبان کی کاٹی ہوئی کھیتی (یعنی کلمات کفر، تہمت، غیبت وغیرہ) کے سوا اور بھی کوئی چیز گرائیں گی (امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ)

۲۷ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ مَعَ تَقْدِيْمٍ وَّتَاْخِيْرٍ وَّفِيْهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ اِيْمَانَهٗ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھا، اور اللہ تعالیٰ کے لیے دیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے نہ دیا تو اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا (ابوداؤد) اور ترمذی نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی حدیث کو (بعض الفاظ کی) تقدیم اور تاخیر سے روایت کیا ہے، اور ترمذی کی روایت میں ہے، (تو اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا)

۲۸ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام اعمال میں افضل عمل اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھنا ہے۔ (ابوداؤد شریف)

۲۹ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ بِرِوَايَةِ فُضَالَةَ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کامل مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور کامل مومن وہ ہے کہ جس سے لوگ اپنے خون اور مال پر مطمئن رہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں بروایت فضالہ اتنا اضافہ کیا ہے اور حقیقی مجاہد وہ ہے جس نے اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا، اور اصل ہجرت کرنے والا وہ ہے جو چھوٹے اور بڑے گناہوں کو چھوڑ دے)

۳۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کم ایسا خطبہ دیا ہے جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ اس کا ایمان کامل نہیں ہے جو امانت دار نہ ہو، اور اس کا دین مکمل نہیں ہے جو عہد کا پابند نہ ہو (بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے)

۳۱ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یَسْتَقِیْمُ دِیْنُ عَبْدٍ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ لِسَانُہٗ وَلَا یَسْتَقِیْمُ لِسَانُہٗ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ قَلْبُہٗ وَلَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَّا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ فَقِیْلَ مَا الْبَوَائِقُ یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ غَشْمُہٗ وَظُلْمُہٗ وَاَیُّمَا رَجُلٍ اَصَابَ مَالًا مِّنْ حَرَامٍ وَاَنْفَقَ مِنْہُ لَمْ یُبَارَکْ لَہٗ فِیْہِ وَاِنْ تَصَدَّقَ مِنْہُ لَمْ یُقْبَلْ مِنْہُ وَمَا بَقِیَ فَزَادُہٗ اِلَی النَّارِ اَلَا اِنَّ الْخَبِیْثَ لَا یُکَفِّرُ الْخَبِیْثَ وَلٰکِنَّ الطَّیِّبَ یُکَفِّرُ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِہِ الْکَبِیْرِ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا ایمان کامل نہیں جو امانت دار نہیں، اور اس کا دین مکمل نہیں جو عہد کا پابند نہیں اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اس وقت تک کسی بندہ کا دین درست نہ ہوگا جب تک کہ اس کی زبان درست نہ ہو، اور زبان درست نہ ہوگی تا وقتیکہ دل درست نہ ہو، اور وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا، جس کا پڑوسی اس کے بوائق سے امن میں نہ ہو تو عرض کیا گیا کہ بوائق کیا ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ارشاد فرمایا اس کا ظلم و ستم اور جو شخص حرام مال حاصل کرے اور اس کو خرچ کرے تو اس میں اس کے لیے کوئی برکت نہ ہوگی اور اگر اس مال کو خیرات کرے تو قبول نہ ہوگی اور جو کچھ بچ رہے وہ اس کے دوزخ کا توشہ ہے سنو! گندی چیز گندی چیز کو نہیں مٹاتی لیکن پاک چیز مٹا دیتی ہے (طبرانی نے اس کی معجم کبیر میں روایت کی ہے۔

۳۲ وَعَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ شَھِدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ حَرَّمَ اللہُ عَلَیْہِ النَّارَ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کی گواہی دے گا اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کو حرام فرما دیں گے۔ (مسلم شریف)

۳۳ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی موت اس یقین پر ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم شریف)

۳۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ مُوْجِبَتَانِ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو باتیں واجب کرنے والی ہیں، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ واجب کرنے والی دو باتیں کیا ہیں؟ فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرتے ہوئے مرے وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے مرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم شریف)

۳۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَيْنَا وَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتَيْتُ حَائِطًا لِّلْاَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِيْعٌ يَّدْخُلُ فِيْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَّالرَّبِيْعُ الْجَدْوَلُ قَالَ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا شَاْنُكَ قُلْتُ كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَيْنَا فَخَشِيْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِيْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حاضرین کی جماعت میں شامل تھے دفعۃً حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے سے اٹھ کھڑے ہوئے، اور دیر تک تشریف نہ لائے ہم کو خوف ہوا کہیں (خدانخواستہ) کوئی افتاد نہ پڑی ہو، اس لیے ہم گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے مجھے گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا، اور انصار بنی نجار کے ایک باغ تک پہنچا، ہر چند باغ کے چاروں طرف گھوما مگر اندر جانے کا کوئی دروازہ نہ ملا۔ اتفاقاً ایک ربیع (نہر) دکھائی دی جو بیرونی کنویں سے باغ کے اندر جا رہی تھی اور ربیع نہر کو کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہتے ہیں کہ میں اسی نہر میں سمٹ کر اندر گھس گیا اور حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا جی حضور! آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے میں نے عرض کیا آپ ہمارے پاس تشریف فرما تھے پھر ایک دم اٹھ کر تشریف لے گئے اور واپس تشریف آوری میں آپ نے دیر فرمائی تو ہم کو خوف ہوا کہ (خدانخواستہ) کہیں حادثہ نہ گزرا ہو، اس لیے ہم گھبرا گئے سب سے پہلے مجھے ہی گھبراہٹ پیدا ہوئی تلاش کرتے

فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَاَعْطَانِيْ
نَعْلَيْهِ فَقَالَ اِذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ
فَمَنْ لَقِيْتَ مِنْ وَّرَآءِ هٰذَا الْحَآئِطِ
يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا
بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَكَانَ اَوَّلُ
مَنْ لَقِيْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ
يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِيْ بِهِمَا
مَنْ لَقِيْتَ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ بَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ
فَضَرَبَ عُمَرُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ
لِاِسْتِيْ فَقَالَ اِرْجِعْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ
فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْهَشْتُ بِالْبُكَآءِ وَرَكِبَنِيْ
عُمَرُ وَاِذَا هُوَ عَلٰى اَثَرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَكَ يَا
اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَقِيْتُ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ
بِالَّذِيْ بَعَثْتَنِيْ بِهٖ فَضَرَبَ بَيْنَ
ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاِسْتِيْ
فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عُمَرُ مَا حَمَلَكَ
عَلٰى مَا فَعَلْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَبَعَثْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ
بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ اَنْ
لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا
قَلْبُهٗ بَشَّرَهٗ بِالْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ
قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّيْ اَخْشٰى
اَنْ يَّتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ
يَعْمَلُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

کرتے) اس باغ تک پہنچا اور لومڑی کی طرح سمٹ کر نہر کے
راستہ سے اندر آگیا، اور لوگ میرے پیچھے ہیں۔
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نعلین (جوتیاں)
مبارک مجھے دے کر فرمایا، ابوہریرہ میری یہ دونوں جوتیاں (بطور
ثبوت کے) لے جاؤ اور باغ کی دیوار کے ادھر جو شخص یقین
قلبی کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیتا ہوا ملے اس
کو جنت کی بشارت دے دو (میں نے حکم کی تعمیل کی) سب
سے پہلے مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور دریافت
کیا، ابوہریرہ یہ نعلین کس کی ہیں؟ میں نے کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین ہیں، حضور نے یہ دونوں نعلین
دے کر مجھے بھیجا ہے کہ جو شخص یقین قلبی کے ساتھ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دینے والا تجھے ملے میں اس کو جنت
کی بشارت دے دوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
یہ سن کر میرے سینہ کے بیچ میں ایک ضرب لگائی جس کی
وجہ سے میں سُرین کے بل گر پڑا، اور حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے کہا کہ لوٹ جاؤ اے ابوہریرہ چنانچہ میں لوٹ
کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور آواز سے
رونے لگا، میرے پیچھے پیچھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ
پہنچے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوہریرہ کیا بات
ہے؟ میں نے عرض کیا میری ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ
سے ہوئی اور جو پیام دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے
بھیجا تھا میں نے ان کو پہنچا دیا۔ انھوں نے میرے سینے پر
ایک ضرب لگائی جس کی وجہ سے میں سُرین کے بل گر پڑا اور پھر
کہنے لگے کہ لوٹ جا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر تم
نے ایسا کیوں کیا؟ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان
کیا حضور نے ابوہریرہ کو اپنی نعلین مبارک دے کر حکم دیا تھا
کہ جو شخص قلبی یقین کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی شہادت کا قائل
ملے اس کو جنت کی بشارت دے دینا ارشاد فرمایا، ہاں! عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلِّهِمْ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۳۶ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ
شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۳۷ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ اِنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ
حَزِنُوْا عَلَيْهِ حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يُوَسْوِسُ
قَالَ عُثْمَانُ وَكُنْتُ مِنْهُمْ فَبَيْنَا اَنَا
جَالِسٌ مَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ وَسَلَّمَ فَلَمْ
اَشْعُرْ بِهٖ فَاشْتَكٰى عُمَرُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ثُمَّ اَقْبَلَا حَتّٰى سَلَّمَا
عَلَيَّ جَمِيْعًا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا حَمَلَكَ
اَنْ لَّا تَرُدَّ عَلٰى اَخِيْكَ عُمَرَ سَلَامَهٗ
قُلْتُ مَا فَعَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ بَلٰى وَاللّٰهِ
لَقَدْ فَعَلْتَ قَالَ قُلْتُ وَاللّٰهِ مَا شَعَرْتُ
اَنَّكَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ قَالَ
اَبُوْبَكْرٍ صَدَقَ عُثْمَانُ قَدْ شَغَلَكَ
عَنْ ذٰلِكَ اَمْرٌ فَقُلْتُ اَجَلْ قَالَ مَا
هُوَ قُلْتُ تَوَفَّى اللّٰهُ تَعَالٰى نَبِيَّهٗ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ نَّسْاَلَهٗ
عَنْ نَّجَاةِ هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ
قَدْ سَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ
وَقُلْتُ لَهٗ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَنْتَ
اَحَقُّ بِهَا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَجَاةُ هٰذَا الْاَمْرِ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نے عرض کیا حضور! ایسا نہ کیجئے! مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے ان کو چھوڑ دیجئے کہ وہ عمل کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اچھا) چھوڑ دو (مسلم شریف)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی کنجیاں لا الٰہ الا اللہ کی شہادت ہے۔ (امام احمد)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب نہایت غم زدہ ہوئے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ بعض (نجات کے بارے میں) وسوسہ میں پڑ جائیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا۔ میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گذر ہوا، اور انھوں نے سلام کیا، مگر مجھے کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی شکایت کی تو دونوں تشریف لائے اور دونوں نے سلام کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا چیز باعث ہوئی کہ آپ نے اپنے بھائی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلام کا جواب نہیں دیا میں نے کہا میں نے ایسا نہیں کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم آپ نے ایسا ہی کیا ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم! مجھے آپ کے گزرنے اور سلام کرنے کا علم ہی نہیں ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچ کہہ رہے ہیں ان کو کسی بات نے مشغول کر رکھا ہے میں نے کہا ہاں (یہی بات ہے) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ وہ کیا بات ہے، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے قبل ہی اٹھا لیا کہ ہم آپ سے نجات کی نسبت دریافت کر لیتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نسبت دریافت کر لیا ہے۔ (عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) میں اُٹھ کر

وَسَلَّمَ مَنْ قَبِلَ مِنِّي الْكَلِمَةَ الَّتِي عَرَضْتُ عَلَى عَمِّي فَرَدَّهَا فَهِيَ لَهُ نَجَاةٌ ۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب گیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ ہی اس کے زیادہ اہل تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس دین کی نجات کس میں ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ سے اس کلمہ کو قبول کر لیا جس کو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا اور انہوں نے اس کو رد کر دیا تو یہ کلمہ قبول کرنے والے کے لیے موجب نجات ہے (امام احمد)

۳۸ وَعَنِ الْمِقْدَادِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَبْقَى عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ كَلِمَةَ الْإِسْلَامِ بِعِزِّ عَزِيزٍ وَذُلِّ ذَلِيلٍ إِمَّا يُعِزُّهُمُ اللهُ فَيَجْعَلُهُمْ مِنْ أَهْلِهَا أَوْ يُذِلُّهُمْ فَيَدِينُونَ لَهَا قُلْتُ فَيَكُونُ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ ۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر کوئی مٹی کا مکان یا خیمہ ایسا نہ ہو گا جس میں اللہ تعالیٰ کلمۂ اسلام کو داخل نہ فرمائیں، عزت دینے عزیز کے ساتھ یا ذلت دینے ذلیل کے ساتھ یا تو ان کو اللہ تعالیٰ معزز فرمائے گا تو ان کو اس کلمہ کا اہل بنا دے گا یا ان کو ذلیل کرے گا تو وہ اس کی اطاعت قبول کریں گے میں نے کہا تو دین تمام کا تمام اللہ تعالیٰ ہی کا ہو گا۔ (امام احمد)

۳۹ وَعَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قِيلَ لَهُ أَلَيْسَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلَى وَلٰكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحٌ إِلَّا وَلَهُ أَسْنَانٌ فَإِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَإِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَرْجَمَةِ بَابٍ ۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت وہب سے کہا گیا کہ کیا لا الٰہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ہے، انھوں نے کہا کیوں نہیں لیکن ہر کنجی کے لیے دندان ہوتے ہیں اگر تم ایسی کنجی لاؤ گے جس کے دندان ہوں تو تمہارے لیے جنت کو کھولا جائے گا ورنہ نہیں (بخاری نے اس حدیث کو ترجمۃ الباب میں روایت کیا ہے)

ف: دندان سے مراد اعمال ہیں۔

۴۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلام کو (اخلاص کے ساتھ) بہتر بنا لے تو جو نیکی کرے گا اس کا اجر دس گنا سے سات سو

ضِعْفٍ وَّكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى يَلْقَى اللهَ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۴۱/۴۱ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَمَا الْاِثْمُ قَالَ اِذَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۴۲/۴۲ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ مَّعَكَ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ حُرٌّ وَّعَبْدٌ قُلْتُ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ طِيْبُ الْكَلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ قُلْتُ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ قَالَ قُلْتُ اَيُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ قَالَ قُلْتُ اَيُّ الْاِيْمَانِ اَفْضَلُ قَالَ خُلُقٌ حَسَنٌ قَالَ قُلْتُ اَيُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ قَالَ طُوْلُ الْقُنُوْتِ

قَالَ قُلْتُ اَيُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ قَالَ فَقُلْتُ فَاَيُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ عُقِرَ جَوَادُهٗ وَاُهْرِيْقَ دَمُهٗ قَالَ قُلْتُ اَيُّ السَّاعَاتِ اَفْضَلُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

گنا تک لکھا جاتا ہے گا اور جو بُرائی کرے گا تو اُتنی ہی لکھی جائے گی، یہاں تک کہ وہ ملاقات کرے اللہ تعالیٰ سے (بخاری و مسلم)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا کہ جب تجھ کو تیری نیکی سے خوشی ہو اور برائی سے رنج تو تو مومن ہے پھر اس نے کہا یارسول اللہ گناہ کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا جب تیرے دل میں کوئی چیز کھٹک جائے تو تو اس کو چھوڑ دے (امام احمد)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ) کے اس کام میں آپ کے ساتھ کون تھے؟ فرمایا ایک حر (آزاد یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ایک عبد (غلام یعنی بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے عرض کیا کہ اسلام کیا ہے؟ ارشاد فرمایا خوش کلامی اور کھانا کھلانا، میں نے عرض کیا ایمان کیا ہے؟ ارشاد فرمایا صبر اور سخاوت کرنا۔ میں نے عرض کیا کونسا اسلام افضل ہے؟ ارشاد فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، میں نے عرض کیا کونسا ایمان افضل ہے؟ ارشاد فرمایا اچھے اخلاق۔ راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا کونسی نماز افضل ہے؟ ارشاد فرمایا جس میں قیام زیادہ ہو۔ راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا کون سی ہجرت بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا ان باتوں کو ترک کرنا جن کو تیرا رب پسند نہیں کرتا، راوی نے کہا میں نے عرض کیا کون سا جہاد افضل ہے؟ ارشاد فرمایا جس کا گھوڑا ہلاک کیا جائے اور اس کا خون بہایا گیا ہو۔ میں نے عرض کیا کون سا وقت بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا اخیر شب کا درمیانی وقت۔

(امام احمد)

٤٣ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَيُصَلِّي الْخَمْسَ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ غُفِرَ لَهٗ قُلْتُ أَفَلَا أُبَشِّرُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ دَعْهُمْ يَعْمَلُوْا۔
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

٤٤ وَعَنْهُ أَنَّهٗ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَفْضَلِ الْإِيْمَانِ قَالَ أَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَتُبْغِضَ لِلّٰهِ وَتُعْمِلَ لِسَانَكَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ قَالَ وَمَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَأَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ۔
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا اور پانچ وقتہ نماز پڑھتا رہا اور رمضان کے روزے رکھے تو اس کی بخشش ہوگی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی خوشخبری لوگوں کو دے دوں۔ آپ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو کہ وہ عمل کریں (امام احمد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ افضل ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کے لیے دشمنی رکھنا اور زبان کو ذکر الٰہی میں جاری رکھنا۔ انھوں نے کہا کہ اور کیا چیز ہے، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد ہوا لوگوں کے لیے وہی بات پسند کرنا جو تم اپنے لیے کرتے ہو، اور ان کے لیے اس بات کو ناپسند کرنا جس کو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔ (امام احمد)

بَابُ الْكَبَائِرِ وَعَلَامَاتِ النِّفَاقِ — گناہ کبیرہ اور نفاق کی علامتوں کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۚ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
ترجمہ: "وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے بے شک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے۔" (النجم ۵۳، آیت ۳۲)

ف: گناہ وہ عمل ہے جس کا کرنے والا عذاب کا مستحق ہوتا ہے بعض اہل علم نے فرمایا کہ گناہ وہ ہے جس کا کرنے والا ثواب سے محروم ہوتا ہے بعض کا قول ہے ناجائز کام کرنے کو گناہ کہتے ہیں۔ بہرحال گناہ کی دو قسمیں ہیں ایک صغیرہ دوسرا کبیرہ۔ کبیرہ وہ گناہ ہے جس کا عذاب سخت ہوتا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ صغیرہ پر وعید نہ ہو اور کبیرہ وہ جس پر وعید ہو اور فواحش پر حد ہو۔ بہرحال گناہ کوئی بھی ہو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا ندامت و شرمندگی محسوس کرتے ہوئے توبہ کے لیے ضروری ہے۔ اور آئندہ گناہ کے قریب نہ جانے پر استقامت ضروری ہے۔ (خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ:
فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے، بدلا اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلا اس کا کہ جھوٹ بولتے ہیں (التوبۃ ۸، آیت ۷۷)

ف: امام فخر الدین رازی نے فرمایا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد شکنی اور وعدہ خلافی سے نفاق پیدا ہوتا ہے مسلمان پر لازم ہے کہ ان باتوں سے احتراز کرے اور عہد پورا کرنے اور وعدہ وفا کرنے میں پوری کوشش کرے۔

۴۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهَا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے لیے تو شریک بنائے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو پیدا کیا ہے اس نے کہا اس کے بعد کونسا؟ ارشاد فرمایا تو اپنی اولاد کو اس اندیشہ سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ اس نے کہا کہ پھر کون سا؟ ارشاد فرمایا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمانے کی تصدیق میں یہ آیت نازل

الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ الْاٰیَۃَ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

۴۶/۲ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْکَبَائِرُ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَنَسٍ وَّشَهَادَۃُ الزُّوْرِ بَدَلَ الْیَمِیْنِ الْغَمُوْسِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

۴۷/۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ اَلشِّرْکُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبَا وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۴۸/۴ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَنْتَهِبُ نُهْبَۃً یَّرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْهِ فِیْهَا اَبْصَارَهُمْ حِیْنَ یَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَغُلُّ اَحَدُکُمْ حِیْنَ یَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِیَّاکُمْ اِیَّاکُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّلَا یَقْتُلُ حِیْنَ یَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِکْرِمَۃُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ

ہوئی۔ ترجمہ "اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے۔" (سورۃ فرقان ۲۵ آیت ۶۸)
(بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے گناہ خدا کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی، کسی کا قتل کرنا۔ اور جھوٹی قسم ہیں (بخاری) اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں جھوٹی قسم کی جگہ جھوٹی گواہی ہے (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی باتوں سے بچو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون سی ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا اور جادو کرنا اور جس شخص کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق مار ڈالنا، اور سود کھانا، اور یتیم کا مال کھانا، اور جہاد کے دن پیٹھ پھیرنا۔ غافل۔ پاکدامن بھولی بھالی ایماندار عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے تو زنا کرتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا ہے اور اسی طرح چوری کرنے والا جب چوری کرتا ہے تو چوری کرتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا ہے اور شراب پینے والا جب شراب پیتا ہے تو شراب پیتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا اور لوٹ کھسوٹ کرنے والا جب لوٹ کھسوٹ کرتا ہے ایسی حالت میں کہ لوگ خوف و دہشت کے مارے یا بے بسی کے عالم میں اس کی طرف دیکھ رہے ہوں تو اس کا ایمان باقی نہیں رہتا اور تم میں جب کوئی خیانت کرتا ہے تو خیانت کرتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا پس بچو تم (ان مذکورہ گناہوں سے) پھر کہتا ہوں کہ بچو تم (بخاری ومسلم) اور حضرت

كَيْفَ يُنْزَعُ الْاِيْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ اَخْرَجَهَا فَاِنْ تَابَ عَادَ اِلَيْهِ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يَكُوْنُ هٰذَا مُؤْمِنًا تَامًّا وَلَا يَكُوْنُ لَهٗ نُوْرُ الْاِيْمَانِ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ قتل کرنے والا جب قتل کرتا ہے تو قتل کرنے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا ہے، عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ اس سے ایمان کس طرح علیحدہ کر لیا جاتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اس طرح اور دونوں ہاتھوں کے انگلیوں میں انگلیاں ملا کر باہر نکال لیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اگر وہ توبہ کرے تو ایمان اسی طرح واپس آجاتا ہے اور آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں ملا دیں۔ ابو عبداللہ (یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ ایسا شخص مومن کامل نہیں رہتا، اور اس میں ایمان کا نور نہیں پایا جاتا (یہ بخاری کے الفاظ ہیں)

ف: حدیث پاک میں یہ جو فرمایا جا رہا ہے کہ زنا و چوری کرنے اور شراب پینے لوٹ کھسوٹ کرنے کے وقت ایمان اس سے خارج ہو جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ یا تو کمال ایمان یا نور ایمان سے محروم ہو جاتا ہے ورنہ یہ گناہ کفر نہیں ہیں اور ان گناہوں کا مرتکب مرتد بھی نہیں ہے سخت گنہگار اور مجرم ضرور ہے۔ اگر وہ حالت گناہ میں ہی مر جائے تو کافر نہیں ہوگا جبکہ کلمۂ کفر زبان سے نہ نکالے۔ ایسے آدمی کو رب تعالیٰ چاہے تو سخت عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف فرما دے۔ چونکہ نافرمانی رب تعالیٰ کی اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اس لیے اس سے بچتے رہنا اور احکامات الٰہیہ کی تعمیل کرتے رہنے میں ہی بندے کی سلامتی و نجات ہے۔

۴۹/۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ زَادَ مُسْلِمٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں (مسلم نے) اتنا اضافہ کیا اگر وہ روزہ رکھے، نماز پڑھے، اور دعویٰ کرے کہ وہ مسلمان ہے، (پھر بخاری اور مسلم دونوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ) جب وہ بات کرے جھوٹ کہے اور جب وعدہ کرے خلاف (وعدہ کرے) اور امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ یہ تین علامتیں منافق کی ہیں (بخاری اور مسلم)

۵۰/۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں جس شخص میں ہوں وہ پکا منافق ہے، اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بات پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت

كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى
يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ
كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ
فَجَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ
الْمُنَافِقِ كَالشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ
إِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَإِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۲ وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ
قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهٖ إِذْهَبْ بِنَا إِلٰى
هٰذَا النَّبِيِّ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ لَا تَقُلْ
نَبِيٌّ إِنَّهٗ لَوْ سَمِعَكَ لَكَانَ لَهٗ أَرْبَعُ
أَعْيُنٍ فَأَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ
بَيِّنَاتٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا
وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوا
النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ
وَلَا تَمْشُوْا بِبَرِيْءٍ إِلٰى ذِيْ سُلْطَانٍ
لِيَقْتُلَهٗ وَلَا تَسْحَرُوْا وَلَا تَأْكُلُوا
الرِّبٰوا وَلَا تَقْذِفُوْا مُحْصَنَةً وَّلَا
تُوَلُّوْا لِلْفِرَارِ يَوْمَ الزَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ
خَاصَّةً الْيَهُوْدُ أَنْ لَّا تَعْتَدُوْا فِي
السَّبْتِ قَالَ فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ
وَقَالَا نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ فَمَا
يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُوْنِيْ قَالَا إِنَّ دَاوٗدَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعَا رَبَّهٗ أَنْ لَّا
يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ نَبِيٌّ وَإِنَّا نَخَافُ إِنْ
اتَّبَعْنَاكَ أَنْ يَّقْتُلَنَا الْيَهُوْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

ہوگی، تاوقتیکہ اس کو چھوڑ نہ دے جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب بات کہے تو جھوٹ کہے اور جب قول و قرار کرے تو اس کے خلاف کرے، اور جب جھگڑے تو گالیاں دے (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو کہ دو ریوڑوں کے درمیان پھرتی ہے کبھی اس کی جانب اور کبھی اس کی جانب (مسلم شریف)

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا ہم کو اس نبی کے پاس لے چلو اس کے ساتھی نے کہا نبی مت کہو، اگر وہ تجھ سے سن لیں گے تو ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی (یعنی نہایت خوش ہوں گے) تو دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نو آیات بینات (واضح احکام) کے متعلق دریافت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور چوری نہ کرو، اور زنا نہ کرو، اور ناحق کسی ایسے نفس کو قتل نہ کرو جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، اور کسی بے گناہ کو حاکم کے پاس قتل کے لیے پیش نہ کرنا، اور جادو نہ کرو، اور سود مت کھاؤ، اور کسی پاکدامن عورت کو تہمت نہ لگاؤ اور جنگ کے دن بھاگنے کی خاطر پیٹھ نہ پھیرو، اور خاص کر تم کو اے یہود! واجب ہے کہ شنبہ کے روز حدود اللہ سے تجاوز نہ کرو، صفوان راوی کہتے ہیں کہ دونوں نے آپ کے ہاتھوں اور قدموں کو چوم لیا، اور دونوں نے کہا کہ ہم آپ کے نبی ہونے کی شہادت دیتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر کون امر تم کو میری اتباع سے مانع ہے؟ دونوں نے کہا بے شک حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ ان کی ذریت میں ہمیشہ نبی ہوا کرے اور ہم کو اندیشہ ہے کہ اگر ہم آپ کی

وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ۔

اتباع کریں تو ہم کو یہود قتل کردیں گے (ترمذی، ابوداؤد اور نسائی)

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ کسی عالم یا زاہد سے اگر مطالبہ کیا جائے کہ وہ قدم بڑھائیں اور قدم چومنے کے لیے موقع دیں تو اس غرض کو قبول کرلے۔

ف: ظاہر یہ ہے کہ پاؤں شریف پر بھی منہ لگا کر بوسہ دیا۔ معلوم ہوا بزرگوں کے قدم چومنا جائز ہے۔ اور پابوسی کے لیے جھکنا سجدہ ہے نہ ممنوع ورگرنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں منع فرما دیتے خیال رہے کہ قرآن کریم، سنگ اسود، بزرگوں کے ہاتھ پاؤں، ان کے تبرکات اور والدین کے ہاتھ پاؤں چومنا ثواب بھی ہے اور باعث برکت بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منبر چومتے تھے۔ اس مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے کتاب "جاء الحق وزھق الباطل" دیکھیں۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

۵۳/۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مِّنْ اَصْلِ الْاِيْمَانِ اَلْكَفُّ عَمَّنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا تُكَفِّرْهُ بِذَنْبٍ وَّلَا تُخْرِجْهُ مِنَ الْاِسْلَامِ بِعَمَلٍ وَالْجِهَادُ مَاضٍ مُنْذُ بَعَثَنِيَ اللّٰهُ اِلٰٓى اَنْ يُّقَاتِلَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الدَّجَّالَ لَا يُبْطِلُهٗ جَوْرُ جَائِرٍ وَّلَا عَدْلُ عَادِلٍ وَالْاِيْمَانُ بِالْاَقْدَارِ۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں اصل ایمان ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قائل سے ہاتھ روک لینا، (درنہ اس کو کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے کافر نہ قرار دو، اور کسی عمل کی وجہ سے اس کو اسلام سے خارج نہ کرو، اور جہاد جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے اس وقت تک جاری رہنے والا ہے کہ اس امت کا آخیر شخص دجال کو قتل کرے گا۔ جہاد کو نہ کسی ظالم کا ظلم، اور نہ کسی عادل کا عدل باطل کرسکے گا اور تقدیر پر ایمان لانا (ابوداود شریف)

۵۴/۱۰ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَنَى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِيْمَانُ وَكَانَ فَوْقَ رَاْسِهٖ كَالظُّلَّةِ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ الْعَمَلِ رَجَعَ اِلَيْهِ الْاِيْمَانُ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس کے سر پر سایہ کی طرح آجاتا ہے اور پھر جب وہ اس عمل سے فارغ ہوجاتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (ترمذی و ابوداؤد)

۵۵/۱۱ وَعَنْ مُّعَاذٍ قَالَ اَوْصَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلٰوةً مَّكْتُوْبَةً

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتیں بطور وصیت فرمائیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اگرچہ تمہیں قتل کردیا جائے اور جلا دیا جائے اور ہرگز ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، اگرچہ کہ وہ تجھے اپنے اہل اور مال کو چھوڑ دینے کا حکم دیں اور ہرگز فرض نماز کو ترک نہ کرو،

مُتَعَمِّدًا فَإِنْ تَرَكَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ وَّإِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ وَإِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَإِنْ هَلَكَ النَّاسُ وَإِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَاثْبُتْ وَأَنْفِقْ عَلَى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ أَدَبًا وَأَخِفْهُمْ فِي اللّٰهِ۔
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

اس لیے کہ جو شخص عمداً فرض نماز کو ترک کرتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ الگ ہو جاتا ہے، نہ دنیا میں امن کا مستحق ہے اور نہ آخرت میں نجات کا، اور ہرگز شراب (نشہ لانے والی چیز) نہ پیو کہ وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے، (اس سے دنیا میں حد کا مستحق ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب کا) اور ہر قسم کے گناہوں سے بچو، کیونکہ گناہوں سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے اور جہاد میں بھاگنے سے بچتے رہو، اگرچہ کہ (تمہارے ساتھ کے) تمام لوگ ہلاک ہو جائیں اور جب لوگوں میں موت عام ہو جائے اور تم ان میں ہو تو تم ثابت قدم رہو، اور اپنے کنبہ پر حسب حیثیت مال خرچ کرو، اور ادب آموزی کے لیے ان کو سزا دینے سے پہلوتہی نہ کرو، اور ان کو خدا تعالیٰ کا خوف دلاتے رہو۔ (امام احمد)

۵۶/۱۲ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ إِنَّمَا النِّفَاقُ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ أَوِ الْإِيمَانُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نفاق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا لیکن آج کفر ہے یا ایمان (البتہ وہ اعمال جن کو منافقین کی علامت بنایا گیا ہے وہ باقی ہیں)۔ (بخاری شریف)

بَابٌ فِي الْوَسْوَسَةِ
باب وسوسہ کے بیان میں

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَلْخَنَّاسِ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔

ترجمہ: "اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے (یعنی میں پناہ مانگتا ہوں) اور دبک رہے وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جن اور آدمی" (سورۃ الناس پ ۳۰)

ف: شیطان کی یہ عادت ہے کہ جب انسان غافل ہوتا ہے تو اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے تو شیطان دبک رہتا ہے اور ہٹ جاتا ہے۔ شیطان جنات میں سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں میں سے بھی جیسے شیاطین جن انسانوں کو وسوسے میں ڈالتے ہیں ایسے ہی شیاطین انس بھی ناصح بن کر آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ پھر اگر آدمی ان وسوسوں کو مانتا ہے تو انسانی شیطان کا سلسلہ بڑھ جاتا ہے اور خوب گمراہ کرتا ہے۔ اگر انسان بشکل انسانی شیطان سے متنفر ہوتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ شیاطین جن کے شر سے بھی پناہ مانگے اور شیاطین انس کے شر سے بھی پناہ مانگے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب کو جب بستر مبارک پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں دست مبارک جمع فرما کر ان میں دم کرتے قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے ہاتھ مبارک کو سر مبارک سے لے کر تمام جسم اقدس پر پھیرتے جہاں تک دست مبارک پہنچ سکتے تھے۔ یہ عمل تین مرتبہ فرماتے (خزائن العرفان)

وَقَوْلُهُ:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْ حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ۔

ترجمہ: "بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن سمجھو (اس کی طاعت نہ کر د اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول ہو) وہ تو اپنے گروہ کو (یعنی متبعین کو کفر کی طرف) اسی لیے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں (سورۃ فاطر آیت ۶)

۵۷/۱ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَكَلَّمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ان وسوسوں کو معاف فرما دیا ہے جو ان کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں، جب تک کہ ان پر عمل نہ کریں یا اس کو زبان سے ظاہر نہ کریں (بخاری و مسلم)

۵۸/۲ وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِيْ اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ قَالُوْا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ چند صحابہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے دل میں بعض ایسے خیالات آتے ہیں جن کا زبان پر لانا بڑا جرم معلوم ہوتا ہے حضور صلی اللہ

نَعَمْ قَالَ ذَاكَ صَرِيْحُ الْإِيْمَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۹/۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتّٰى يَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَهٗ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۶۰/۴ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَآءَلُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ فَمَنْ وَّجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهٖ۔

۶۱/۵ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ قَالُوْا وَاِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ وَاِيَّايَ وَلٰكِنَّ اللهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا يَاْمُرُنِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۲/۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۶۳/۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایسا پاتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں! ارشاد فرمایا کہ یہ کھلا ہوا ایمان ہے (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے پاس شیطان آکر کہتا ہے اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ وہ کہے گا تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب اس نوبت پر آجائے تو اسے چاہیے کہ اللہ سے پناہ مانگے اور ایسی باتوں سے رک جائے (بخاری مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ایک دوسرے سے سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہا جائے گا کہ مخلوق کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ پس جو شخص ایسی کوئی بات اپنے دل میں پائے تو کہہ دے "اٰمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهٖ" میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا (بخاری و مسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہم نشین جنوں میں سے (یعنی شیطان) اور ایک ہم نشین فرشتوں میں سے مقرر کیا گیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی۔ پس وہ میرا مطیع ہو گیا ہے (اس لیے میں اس کے شر سے بچا رہتا ہوں) پس وہ مجھے صرف بھلائی کا مشورہ دیتا ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان کا (وسوسہ اور مکر و فریب) انسان پر اس طرح جاری رہتا ہے جس طرح انسان کا خون انسان میں جاری و ساری رہا کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا یَمَسُّہُ الشَّیْطَانُ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَھِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّیْطَانِ غَیْرَ مَرْیَمَ وَ ابْنِھَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی آدم کے ہر پیدا ہونے والے بچہ کو اس کی پیدائش کے وقت شیطان چھوتا ہے جس کی وجہ سے بچہ چیخ اٹھتا ہے۔ بجز حضرت مریم اور ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے (کہ ان کو شیطان نے مس نہیں کیا) بخاری و مسلم

۶۴/۸ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صِیَاحُ الْمَوْلُوْدِ حِیْنَ یَقَعُ نَزْغَۃٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نومولود کا پیدائش کے وقت چلانا شیطان کے چوکانے کی وجہ سے ہوا کرتا ہے (بخاری و مسلم)

۶۵/۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَہٗ عَلَی الْمَاءِ ثُمَّ یَبْعَثُ سَرَایَاہُ یَفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَدْنَاھُمْ مِنْہُ مَنْزِلَۃً اَعْظَمُھُمْ فِتْنَۃً تَجِیْءُ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ فَعَلْتُ کَذَا وَکَذَا فَیَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا قَالَ ثُمَّ یَجِیْءُ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ مَا تَرَکْتُہٗ حَتّٰی فَرَّقْتُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ امْرَاَتِہٖ قَالَ فَیُدْنِیْہِ مِنْہُ فَیَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ قَالَ الْاَعْمَشُ اُرَاہُ قَالَ فَیَلْتَزِمُہٗ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر اپنی فوجیں بھیجتا ہے کہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کریں، ان میں ابلیس کا زیادہ مقرب وہ ہے جو سب سے بڑا فتنہ برپا کرے، چنانچہ ایک ایک ان میں سے آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں فتنے پیدا کئے تو ابلیس کہتا ہے کہ تو نے کچھ بھی نہیں کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس وقت تک اس کو نہیں چھوڑتا جب تک کہ میں مرد اور اس کی بیوی میں جدائی نہ ڈال دوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس اس کو اپنے قریب بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ تو بہت اچھا ہے۔ اعمش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے خیال پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس اس کو گلے لگاتا ہے۔ (مسلم شریف)

۶۶/۱۰ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ اَیِسَ مِنْ اَنْ یَّعْبُدَہُ الْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ وَلٰکِنْ فِی التَّحْرِیْشِ بَیْنَھُمْ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک شیطان اس بات سے ناامید ہوگیا ہے کہ جزیرۂ عرب میں نمازی (یعنی مسلمان) اس کی پرستش کریں (یعنی ان کے شرک کرنے سے مایوس ہوگیا) لیکن ان کے آپس میں خانہ جنگی کرانے سے مایوس نہیں ہوا۔ (مسلم شریف)

٦٧/١١ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّیْ اُحَدِّثُ نَفْسِیْ بِالشَّیْءِ لِاَنْ اَکُوْنَ حُمَمَةً اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَتَکَلَّمَ بِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ اَمْرَهٗ اِلَی الْوَسْوَسَةِ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ میں اپنے دل میں ایسے خیالات پاتا ہوں کہ ان کے اظہار کی بجائے مجھے جل کر کوئلہ ہو جانا زیادہ پسند ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ ان خیالات کو وسوسہ کی طرف پھیر دیا۔ (ابوداؤد)

٦٨/١٢ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلشَّیْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ اٰدَمَ وَلِلْمَلَكِ لَمَّةً فَاَمَّا لَمَّةُ الشَّیْطَانِ فَاِیْعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَکْذِیْبٌ بِالْحَقِّ وَاَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَاِیْعَادٌ بِالْخَیْرِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَّجَدَ ذٰلِكَ فَلْیَعْلَمْ اَنَّهٗ مِنَ اللّٰهِ فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَّجَدَ الْاُخْرٰی فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ثُمَّ قَرَاَ اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا درحقیقت ہر انسان پر ایک تصرف تو شیطان کا ہوا کرتا ہے اور دوسرا فرشتہ کا، شیطان کا تصرف (یعنی وسوسہ) برائی پر انسان کو ابھارنا اور حق کا جھٹلانا ہے اور فرشتہ کا تصرف (یعنی الہام) نیکی پر ابھارنا اور حق کی تصدیق کرنا ہے پس جس نے یہ کیفیت پائی تو یقین کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور جس نے دوسری کیفیت (یعنی وسوسہ شیطانی) پائی تو اسے چاہیے کہ شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا۔ (البقرة ۲ آیت ۲۶۸) (ترمذی)

٦٩/١٣ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ النَّاسُ یَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰی یُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَاِذَا قَالُوْا ذٰلِكَ فَقُوْلُوا اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ثُمَّ لِیَتْفُلْ عَنْ یَّسَارِهٖ ثَلَاثًا وَّلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ایک دوسرے سے مختلف سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ اس مخلوق کو تو خدا نے پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ جب لوگ ایسا کہیں تو تم کہو اللہ ایک ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، اس کا کوئی بیٹا ہے نہ اس کے کوئی ماں باپ اور نہ کوئی ہمسر (یعنی زوجہ) پھر اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے، اور شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

آئے۔ (ابوداؤد)

۴۰/۱۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يَزَالُوْنَ يَقُوْلُوْنَ مَا كَذَا مَا كَذَا حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ایک دوسرے پر مختلف سوالات کرتے رہیں گے یہاں تک کہ کہیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہے اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اللہ عزوجل کو کس نے پیدا کیا؟ (بخاری شریف اور مسلم کی روایت اس طرح ہے) راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ فرماتا ہے آپ کی امت ہمیشہ کہتی رہے گی یہ کیسے ہوا، یہ کیسے ہوا؟ یہاں تک کہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا، اللہ عزوجل کو کس نے پیدا کیا؟

۴۱/۱۵ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ صَلَاتِيْ وَقِرَاءَتِيْ يَلْبِسُهَا عَلَيَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ شَيْطَانٌ يُّقَالُ لَهٗ خِنْزَبٌ فَاِذَا اَحْسَسْتَهٗ فَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَلٰى يَسَارِكَ ثَلَاثًا فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْهَبَهُ اللهُ عَنِّيْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ شیطان مجھ میں اور میری نماز اور قراءت میں حائل ہو گیا ہے کہ مجھ پر ان چیزوں میں شبہ ڈالتا رہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان ہے اس کا نام خِنْزَبْ ہے جب تم کو اس کا احساس ہو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اور اپنی بائیں جانب تین دفعہ تھوک دو حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھ سے دفع کر دیا۔ (مسلم شریف)

۴۲/۱۶ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ اَهِمُ فِيْ صَلَاتِيْ فَيَكْثُرُ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَقَالَ لَهٗ اِمْضِ فِيْ صَلَاتِكَ فَاِنَّهٗ لَنْ يَّذْهَبَ ذٰلِكَ عَنْكَ حَتّٰى تَنْصَرِفَ وَاَنْتَ تَقُوْلُ مَا اَتْمَمْتُ صَلَاتِيْ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شخص نے ان سے دریافت کیا کہ مجھے نماز میں وہم ہوتا رہتا ہے اور یہ بات مجھ پر گراں گذرتی ہے پس انھوں نے کہا کہ نماز ادا کرتے رہو، وہ تم سے دفع نہ ہوگا یہاں تک کہ تم اپنی نماز ختم کرتے ہوئے کہو گے کہ میں نے اپنی نماز کامل طریقہ سے ادا نہیں کی۔ (امام مالک)

بَابُ الْاِیْمَانِ بِالْقَدْرِ

باب تقدیر پر ایمان لانے کے بیان میں

(۱) وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ
اَللهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ

(۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ (زمر ۳۹ آیت ۶۲)

(۲) وَقَوْلُهٗ
فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ

(۲) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا (بروج ۸۵ آیت ۱۶)

(۳) وَقَوْلُهٗ
وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِیْنٍ۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ۔ اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔ (انعام ۶ آیت ۵۹)

ف: کتاب مبین سے لوح محفوظ مراد ہے اللہ تعالیٰ نے ما کان و ما یکون کے علوم اس میں مکتوب فرمائے۔ اور لوح محفوظ کے تمام علوم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن کی صورت میں نازل فرمائے ہیں۔ ۱۲ خزائن العرفان

(۴) وَقَوْلُهٗ
وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ۔

(۴) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ۔ اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ (تعالیٰ) سارے جہاں کا رب (تکویر ۸۱ آیت ۲۹)

۷۳/۱ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اللهُ مَقَادِیْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیریں لکھ دی تھیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا (مسلم شریف)

۷۴/۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَیْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰى الْعِجْزِ وَالْكَیْسِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز تقدیر سے ہے حتیٰ کہ نادانی اور دانائی بھی۔ (مسلم شریف)

۷۵/۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰى عِنْدَ رَبِّهِمَا فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِیْ خَلَقَكَ اللهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام نے اپنے پروردگار کے سامنے مناظرہ کیا۔ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر حجت میں غالب آ

بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَسْجَدَ
لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَاَسْكَنَكَ فِيْ جَنَّتِهٖ ثُمَّ
اَهْبَطْتَ النَّاسَ بِخَطِيْئَتِكَ اِلَى الْاَرْضِ
قَالَ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ
اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ اَعْطَاكَ الْاَلْوَاحَ
فِيْهَا تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَّبَكَ نَجِيًّا
فَبِكَمْ وَجَدْتَ اللّٰهَ كَتَبَ التَّوْرَاةَ
قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ قَالَ مُوْسٰى بِاَرْبَعِيْنَ
عَامًا قَالَ اٰدَمُ فَهَلْ وَجَدْتَ فِيْهَا
وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ
اَفَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى اَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ
اللّٰهُ عَلَيَّ اَنْ اَعْمَلَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَنِيْ
بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

---

۷۶ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
هُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ خَلْقَ
اَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا
نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ
ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ
يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ
فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَ
شَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ
فَوَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ

گئے موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ وہی آدم علیہ السلام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور جن میں اپنی روح خاص پھونکی تھی اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور آپ کو اپنی جنت میں رکھا اس کے باوجود آپ نے اپنی خطاء کی وجہ سے لوگوں کو زمین پر اتار دیا۔ آدم علیہ السلام نے کہا آپ وہی موسیٰ علیہ السلام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام سے سرفراز فرمایا اور جن کو الواح (یعنی توریت کی تختیاں) دیں جس میں ہر بات واضح طور پر بیان کر دی تھی اور ہم کلام بنا کر اپنا مقرب بنایا۔ بتلاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیدا کرنے سے کتنے سال پہلے توریت لکھی موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ چالیس سال پہلے۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا کیا آپ نے اس میں یہ دیکھا کہ "وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی" ترجمہ: "اور آدم (علیہ السلام) سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا اس کی راہ نہ پائی" (طٰہٰ ۲۰ پ ۱۶ آیت ۱۲۱) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں! آدم علیہ السلام نے کہا پھر آپ مجھ پر ایسی بات پر ملامت کر رہے ہیں جس کو میں نے کیا ہے اور جو میری پیدائش سے چالیس سال قبل اللہ تعالیٰ نے مجھ پر لکھ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر حجت میں غالب آگئے (مسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن کی صداقت مسلمہ ہے حدیث بیان فرمائی ہے کہ تم میں سے ہر آدمی کی تخلیق ماں کے پیٹ میں چالیس روز تک بشکل نطفہ جمع کی جاتی ہے پھر اتنے ہی دنوں تک منجمد خون رہتا ہے پھر اتنے ہی دنوں تک گوشت کا لوتھڑا بنا رہتا ہے، پھر خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتیں لکھنے کا حکم دے کر بھیجتا ہے تو وہ اس کا عمل اور اس کی موت اور اس کا رزق اور شقی یا سعید ہونا لکھ دیتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اس ذات باری کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، یقیناً تم میں سے ایک شخص

لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۷۷/۵ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۷۸/۶ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَنَازَةِ صَبِيٍّ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طُوْبٰى لِهٰذَا عُصْفُوْرٌ مِّنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ السُّوْءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ فَقَالَ اَوَغَيْرَ ذٰلِكَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ.

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۷۹/۷ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ

جنتی کا عمل کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں جیسے کام کرنے لگتا ہے اور وہ دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور یقیناً تم میں سے ایک شخص دوزخیوں جیسے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ جنت والوں کا عمل کرتا ہے پس وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بندہ دوزخیوں کا عمل کرتا ہے حالانکہ وہ اہل جنت سے ہے اور بندہ جنتیوں کا عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ دوزخی ہے اور اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہی ہے (بخاری اور مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک انصار کے لڑکے کے جنازہ پر بلائے گئے۔ پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس لڑکے کی خوشحالی ہے یہ تو ایک چڑیا ہے جنتی چڑیوں میں سے، اس لیے کہ اس نے نہ تو کوئی برائی کی اور نہ اس کو پایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اس کے سوا کچھ اور بھی ہے سنو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے جنت کے لیے اس کے اہل کو پیدا کیا، اور اس حالت میں پیدا کیا کہ وہ اپنے آباء (باپ) کے صلب میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے لیے اس کے اہل کو پیدا کیا اور ان کو اس حالت میں پیدا کیا کہ جب وہ اپنے آباء (باپ) کے صلب میں تھے۔ (مسلم شریف)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے اس کا ٹھکانا دوزخ اور جنت کا لکھ دیا گیا ہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا

الْجَنَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ
عَلٰى كِتَابِنَا وَ نَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ
اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ
اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ
لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ
الشَّقَاوَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ
ثُمَّ قَرَاَ وَ اَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى
وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الْاٰيَةُ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۸۰/۸ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ كَتَبَ عَلٰى
ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا
مُحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ
الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَ تَشْتَهِيْ وَ
الْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَيُكَذِّبُهٗ مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ كُتِبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ
نَصِيْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مُحَالَةَ الْعَيْنَانِ
زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَ
اللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ
وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا وَ الْقَلْبُ يَهْوِيْ
وَيَتَمَنّٰى وَ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ
وَ يُكَذِّبُهٗ ۔

۸۱/۹ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ
رَجُلَيْنِ مِنْ مُّزَيْنَةَ قَالَا يَا رَسُوْلَ
اللهِ اَرَاَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَ
يَكْدَحُوْنَ فِيْهِ اَشَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰى

ہم اپنے نوشتۂ تقدیر پر بھروسہ نہ کرلیں اور عمل چھوڑدیں
تو آپ نے فرمایا عمل کرو پس ہر شخص پر وہ چیز آسان کردی گئی ہے
جس کے لیے وہ پیدا ہوا ہے تو جو شخص سعادت مندوں سے ہوگا
تو سعادت مندی کا عمل اس کے لیے آسان کردیا جائے گا اور
جو بدبختوں سے ہوگا تو بدبختی کا عمل اس پر آسان کردیا جائے گا
پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی
ترجمہ: "تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی (ممنوعات و
محرمات سے بچا) اور سب سے اچھی کو سچ مانا (یعنی ملت
اسلام کو) تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کردیں گے، اور وہ جس
نے بخل کیا ثواب اور آخرت کی نعمت حاصل کرنے سے اور
بے پرواہ بنا اور سب سے اچھی کو جھٹلایا تو بہت جلد ہم اسے
دشواری مہیا کردیں گے۔ اللیل ۹۲ آیت ۱۰ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ
نے آدمی کی تقدیر میں زنا سے اس کا ایک حصہ لکھ دیا ہے
اور ضرور وہ اس کو پائے گا۔ پس آنکھ کا زنا (غیر محارم کو)
دیکھنا ہے، اور زبان کا زنا شہوانی کلام کرنا ہے۔ دل آرزو
اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب
کرتی ہے) بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی پر اس کے زنا کا ایک حصہ لکھ
دیا گیا ہے جس کو وہ ضرور پائے گا۔ آنکھوں کا زنا دیکھنا اور
کانوں کا زنا سننا، اور زبان کا زنا گفتگو ہے اور ہاتھ کا زنا غیر
محرم کو پکڑنا، اور پاؤں کا زنا ناجائز مقامات کی طرف چلنا
ہے۔ دل فریفتہ ہوتا ہے اور آرزو کرتا ہے اور اس کی
تصدیق اور تکذیب شرمگاہ کرتی ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ قبیلہ مزینہ کے دو آدمیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بتلائیے آج لوگ جو کچھ عمل کررہے ہیں اور جس بات
کی کوشش کرتے ہیں کیا یہ ایسی چیز ہے جو ان کی تقدیر میں مقدر

فِيْهِمْ مِّنْ قَدَرٍ سَبَقَ اَوْ فِيْمَا يَسْتَقْبِلُوْنَ بِهٖ مِمَّا اَتَاهُمْ بِهٖ نَبِيُّهُمْ وَ ثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لَا بَلْ شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَ مَضٰى فِيْهِمْ وَ تَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوَّاهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوَاهَا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہو چکی ہے کہ اس کے موافق وہ عمل کر رہے ہیں یا ایسی چیز ہے جو ان کی تقدیر میں بر وزِ ازل نہیں لکھی گئی ہے بلکہ وہ زمانہ آئندہ میں جیسا جیسا ان کو سوجھنا ہے۔ وہ اپنے اختیار سے عمل کرتے جاتے ہیں اس کے بغیر کہ پہلے سے ان پر مقدر ہو اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے کے موافق نہ کرتے سے ان پر عذاب ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ یہ ایسی چیز ہے جو انکے مقدر میں لکھی جا چکی ہے اور وہ اپنی تقدیر کے لکھے کے موافق عمل کر رہے ہیں اور اسکی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے، ترجمہ: اور قسم ہے جان کی اور اسکی جس نے اسے ٹھیک بنایا پھر اسکی بدکاری اور پرہیزگاری دل میں ڈالی (شمس ۹۱ آیت ۸) (مسلم شریف)

٨٢/١٠ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ شَابٌّ وَاَنَا اَخَافُ عَلٰى نَفْسِي الْعَنَتَ وَ لَا اَجِدُ مَا اَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ كَاَنَّهٗ يَسْتَاْذِنُهٗ فِي الْاِخْتِصَاءِ قَالَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰى ذٰلِكَ اَوْ ذَرْ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک جوان آدمی ہوں اور مجھے اپنے نفس پر زنا کا اندیشہ ہے اور میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ عورتوں سے نکاح کر سکوں کیا مجھے خصی ہونے کی اجازت ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہو گئے میں نے (دوبارہ) ایسا ہی عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، پھر (سہ بار) میں نے ایسا ہی عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے (چوتھی بار) جب میں نے ویسا ہی عرض کیا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ جو کچھ تمہیں پیش آنے والا ہے اس کو (لکھ کر) قلم خشک ہو چکا ہے اب تو چاہے تو خصی بنے یا اس خیال کو چھوڑ دے (جو کچھ ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا)۔ (بخاری شریف)

ف : جو شخص حقوقِ زوجیت ادا کرنے پر قادر نہ ہو اسے نکاح کرنا ممنوع ہے۔ حقوق میں قوت اور قدرتِ مال سبھی شامل ہیں۔

ف : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خصی ہونے کی اجازت مانگی جو آپ نے خاموشی کی صورت میں نہ دی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال تھا کہ بدکاری کا احتمال بھی باقی نہ رہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ انتہائی تقویٰ اور پرہیزگاری ہے کہ معصیت پر مصیبت کو ترجیح دیتے ہیں خصی ہو کر اپنے آپ کو ناقص و

ذاسد کر لینا منظور ہے مگر فاسق اور گنہگار بننا منظور نہیں۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

۸۳/۱۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ قُلُوْبَ بَنِيْ اٰدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَّاحِدٍ يُّصَرِّفُهٗ كَيْفَ يَشَاءُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام آدمیوں کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے بیچ میں قلب کے مانند ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے پھیر دیتا ہے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے دلوں کے پھیر دینے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔ (مسلم شریف)

۸۴/۱۲ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ أَوْ يُنَصِّرَانِهٖ أَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ کی پیدائش فطرت (یعنی اسلام) پر ہوتی ہے اور اسکے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں جس طرح چوپائے کے بچے پیدائش کے وقت کامل الاعضاء پیدا ہوتے ہیں، کیا تم اس میں کسی قسم کا نقصان پاتے ہو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس آیت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ترجمہ: اللہ (تعالیٰ) کی ڈالی ہوئی بنا، جس پر لوگوں کو پیدا کیا اللہ (تعالیٰ) کی بنائی ہوئی چیز نہ بدلنا یہی سیدھا دین ہے۔ (بخاری و مسلم) (سورہ روم ۳۰ پ ۲۱ آیت ۳۰)

۸۵/۱۳ وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ أَنْ يَّنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهٗ يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ كَشَفَهٗ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى إِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان خطبہ ارشاد فرمایا جو پانچ باتوں پر مشتمل تھا پس فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نہیں سوتا اور سونا اس کے مناسب نہیں، بندوں کے رزق کی ترازو کو پست کرتا ہے اور اس کو بلند کرتا ہے (یعنی کسی پر رزق تنگ کرتا ہے اور کسی پر فراخ اور بہ سبب گناہوں کے بعضوں کو ذلیل کرتا ہے اور بہ سبب اطاعت کے بعضوں کا مرتبہ بلند کرتا ہے) اس کی بارگاہ میں رات کے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اور دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے پیش ہوتے ہیں پردہ اس کا نور ہے اگر اس کو اٹھائے تو اس کی ذات کے انوار تمام مخلوق کو جلا دیں، جہاں تک اس کے بصر کی رسائی ہے۔ (یعنی تمام دنیا جل اٹھے کہ خدا کی بصر کا احاطہ تمام عالم کو ہے۔ (مسلم شریف)

۸۶/۱۴ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُ اللهِ مَلْأَى لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَرَأَيْتُمْ مَّا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ يَمِينُ اللهِ مَلْأَى۔

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن کا ہمیشہ خرچ اس کو کم نہیں کرتا بتلاؤ کہ آسمان وزمین کو پیدا کرنے کے وقت سے لے کر اب تک کس قدر خرچ کیا ہوگا پھر بھی اس کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس وقت سے کم نہیں ہوا جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا اس کے ہاتھ میں (سب کے رزق کی) ترازو ہے، اسے وہ بلند کرتا ہے اور پست کرتا ہے (یعنی کسی پر رزق تنگ کرتا ہے اور کسی پر کشادہ) (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں یوں ہے اللہ تعالیٰ کا سیدھا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔

۸۷/۱۵ وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ قَالَ اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کی نسبت دریافت کیا گیا ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے (یعنی بہشت میں داخل ہونے والے تھے یا دوزخ میں اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ (بخاری ومسلم)

۸۸/۱۶ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ قَالَ مَا أَكْتُبُ قَالَ اكْتُبِ الْقَدَرَ فَكَتَبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے پہلی چیز جس کو پیدا کیا وہ قلم ہے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکھ دے قلم نے کہا کیا لکھوں فرمایا کہ (ہر چیز کی) تقدیر لکھ دے تو قلم نے جو کچھ ہوا، اور جو کچھ ابد تک ہونے والا ہے، سب لکھ دیا۔ (ترمذی شریف)

۸۹/۱۷ وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سُئِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ الْآيَةَ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنْهَا فَقَالَ إِنَّ اللهَ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ

حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا، ترجمہ: "اور اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب بولے کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو ہمیں اس کی خبر نہ تھی (یعنی کسی نے ہم سے کسی قسم کا

وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُوْنَ فَقَالَ رَجُلٌ فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلُهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلُهُ بِهِ النَّارَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاؤدَ۔

عہد نہیں لیا) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے سنا ہے اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا پھر ان کی پشت پر اپنا سیدھا ہاتھ پھیرا اور ان کی ذریت کو نکالا اور کہا کہ میں نے ان کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ دوزخیوں کا عمل کریں گے پس ایک شخص نے کہا پھر کیوں عمل کیا جائے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ (جو ہونا تھا سو ہو چکا) تو رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب بندہ کو جنت کے لیے پیدا کیا ہو گا تو اس کو جنتیوں کے کام میں لگا دے گا یہاں تک کہ اس کی موت جنتیوں کے اعمال میں سے کسی عمل پر ہو گی اور اس کی وجہ سے اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ نے جب بندہ کو دوزخ کے لیے پیدا کیا تو وہ دوزخیوں کے کام میں لگا دے گا یہاں تک کہ وہ دوزخیوں کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرے گا اور اس کی وجہ سے اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں داخل کر دیں گے امام مالک، ترمذی اور ابوداؤد۔

٩/١٨ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدَيْهِ كِتَابَانِ فَقَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ قُلْنَا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهِ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں لے کر نکلے اور فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ دو کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے بتلائے بغیر ہم نہیں جان سکتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدھے ہاتھ کی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں جنتیوں اور ان کے باپ دادا اور قبیلوں کے نام ہیں اور پھر آخر میں سب کی جملہ تعداد بتلا دی گئی ہے پس ان میں نہ کبھی اضافہ کیا جائے گا اور نہ کمی پھر اس کتاب کی نسبت جو بائیں ہاتھ میں تھی فرمایا یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں دوزخیوں اور ان کے آباء اور قبائل کے نام ہیں جس کے آخر میں سب کی جملہ تعداد درج کر دی گئی ہے ان میں نہ تو کبھی اضافہ کیا جائے گا اور نہ کمی پس

فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا فَقَالَ أَصْحَابُهُ فَفِيمَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ كَانَ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ فَقَالَ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! پھر عمل کیوں کیا جائے؟ جب کہ معاملہ ایسا ہے کہ اس سے فراغت ہو چکی ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا افراط و تفریط کے بغیر اعمال کے پابند رہو، اور نیک اعمال کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے رہو اس لیے کہ جنتی کا خاتمہ جنتیوں کے عمل پر ہوگا خواہ اس نے کیسا ہی عمل کیا ہو اور دوزخی کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پر ہوگا اگرچہ اس نے کیسا ہی عمل کیا ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا وہ اس طرح کہ آپ نے ان کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا (یعنی یہ ایسا امر ہے کہ جس سے فراغت ہو چکی) پھر فرمایا تمھارا رب بندوں سے فارغ ہو گیا۔ ایک گروہ جنت کے واسطے ہے اور ایک گروہ دوزخ کے واسطے

(ترمذی شریف)

ف: حدیث پاک میں دو کتابوں کا ذکر ہے ایک کتاب میں جنتیوں کے نام، ان کے باپ دادا اور قبائل کے نام اور ان کے اعمال درج تھے دوسری میں دوزخیوں کے نام ان کے باپ دادا اور قبائل اور انکے اعمال لکھے گئے جن کی بنا پر وہ دوزخ میں جائیں گے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ نے امت کے اعمال و احوال کا علم عطا فرمایا ہے یہ حدیث پاک حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی تابندہ دلیل ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی ہے۔

۹۱
۱۹ وَعَنْ أَبِي خِزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوَى بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ شَيْئًا قَالَ هِيَ مِنْ قَدَرِ اللهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

ابو خزامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میرے والد نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلا یئے کہ یہ منتر (یعنی دعائیں) جن کو ہم پڑھواتے ہیں اور وہ دوائیں جن کو ہم استعمال کرتے ہیں، اور وہ حفاظت کی چیزیں جن کے ذریعہ سے ہم اپنا بچاؤ کرتے ہیں کیا یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو دفع کر سکتی ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی تقدیر سے ہیں۔

امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ۔

۹۲
۲۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدَرِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّمَا فُقِئَ فِي وَجْنَتَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اس وقت تقدیر کے بارے میں بحث کر رہے تھے پس آپ غضب ناک ہو گئے حتیٰ کہ چہرۂ مبارک

حُبُّ الرُّمَّانِ فَقَالَ اَبِهٰذَا اُمِرْتُمْ اَمْ بِهٰذَا اُرْسِلْتُ اِلَيْكُمْ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِيْنَ تَنَازَعُوْا فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَنَازَعُوْا فِيْهِ .

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۹۳/۲۱ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ مِنْ قُبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَرْضِ فَجَاءَ بَنُوْ اٰدَمَ عَلٰى قَدْرِ الْاَرْضِ مِنْهُمُ الْاَحْمَرُ وَالْاَبْيَضُ وَالْاَسْوَدُ وَبَيْنَ ذٰلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ .

۹۴/۲۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فِيْ ظُلْمَةٍ فَاَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِّنْ نُّوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ اهْتَدٰى وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ فَلِذٰلِكَ اَقُوْلُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ .

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

۹۵/۲۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهٖ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا قَالَ نَعَمْ اِنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ رَوَاهُ

سرخ ہو گیا گویا آپ کے رخساروں پر انار کے دانے توڑ کر نچوڑ دیئے گئے ہیں۔ فرمایا، کیا تم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے یا مجھے یہی چیزیں دے کر بھیجا گیا ہے تم سے پہلے لوگ جب ان باتوں پر جھگڑنے لگے تو ہلاک ہو گئے۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں، میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تقدیر کے معاملہ میں بحث مت کیا کرو۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک ایسی مشت خاک سے پیدا کیا جس کو ہر طرح کی زمین سے لیا تھا۔ لہٰذا آدم علیہ السلام کی اولاد زمین کے موافق پیدا ہوئی جن میں چند سرخ رنگ والے اور چند سفید اور چند کالے اور چند سانولے اور چند نرم مزاج اور چند سخت مزاج اور چند برے اور چند اچھے ہیں (امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد)۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا، پھر اس پر اپنا کچھ نور ڈالا جس کو اس نور کی کچھ روشنی ملی اس نے سیدھا راستہ پایا اور جس پر یہ روشنی نہیں پڑی وہ گمراہ ہو گیا پس اس لیے میں کہتا ہوں کہ قلم اللہ تعالیٰ کے علم پر خشک ہو چکا ہے یعنی اس کی تقدیر میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہوگی۔ جو ہونا ہے وہ لکھا جا چکا ہے (امام احمد اور ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ہم آپ پر اور آپ کی لائی ہوئی باتوں پر ایمان لائے۔ کیا آپ کو ہم پر کچھ اندیشہ ہے فرمایا ہاں! دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے ان کو پھیر دیتا ہے۔

الترمذی وابن ماجۃ۔

ترمذی و ابن ماجہ۔

٩٦/٢٤ وعن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل القلب کریشۃ بارض فلاۃ یقلبہا الریاح ظہرا لبطن رواہ احمد۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دل کی مثال ایک پر کے مانند ہے جو زمین کے کھلے میدان میں ہو جس کو ہوائیں الٹ پلٹ کرتی رہتی ہیں۔ (امام احمد)

٩٧/٢٥ وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن عبد حتی یؤمن باربع یشہد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ بعثنی بالحق ویؤمن بالموت والبعث بعد الموت ویؤمن بالقدر رواہ الترمذی وابن ماجۃ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی بندہ چار باتوں پر ایمان لائے بغیر مومن نہیں ہو سکتا۔ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں خدا کا رسول ہوں مجھے دین حق دے کر مبعوث فرمایا ہے موت پر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لائے، اور تقدیر پر ایمان لائے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)۔

٩٨/٢٦ وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنفان من امتی لیس لہما فی الاسلام نصیب المرجئۃ والقدریۃ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کے دو گروہوں کے لیے اسلام میں کوئی حصہ نہیں ایک مرجئہ (عمل کو بےکار سمجھنے والے) دوسرے قدریہ (تقدیر کا انکار کرنے والے)۔ (ترمذی شریف)

ف: قدریہ وہ فرقہ ہے جو تقدیر کا منکر ہے یہ کہتے ہیں کہ افعال بندوں کے پیدا کئے ہوئے ہیں خود ان کے اختیار سے ہیں اور اللہ کی قدرت سے نہیں مرجئہ سے مراد فرقہ جبریہ ہے یہ اسباب کے قائل نہیں اور ان کے پاس بندے کی طرف فعل کی نسبت ایسی ہے جیسے کہ فعل کی نسبت جمادات کی طرف کی جائے یعنی بندہ محض بےاختیار ہے۔۱۲

٩٩/٢٧ وعن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکون فی امتی خسف ومسخ وذلک فی المکذبین بالقدر رواہ ابوداؤد وروی الترمذی نحوہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں خسف (زمین میں دھنسنا) اور مسخ (صورت کا بدل جانا) ہوا کرے گا اور یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ (ابوداؤد اور ترمذی کی روایت بھی اسی طرح ہے)

١٠٠/٢٨ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القدریۃ مجوس ہذہ الامۃ ان مرضوا فلا تعودوہم وان ماتوا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قدریہ اس امت کے مجوس ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت

فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ)

ست کیا کرو، اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہو۔ (امام احمد، ابو داؤد)

۱۰۱/۲۹ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجَالِسُوْا اَهْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَاتِحُوْهُمْ۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقدیر کے انکار کرنے والوں کی صحبت اختیار مت کرو اور فیصلہ کے لیے تم ان کو حاکم مت بناؤ (ابو داؤد شریف)

۱۰۲/۳۰ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ يُجَابُ اَلزَّائِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ لِيُعِزَّ مَنْ اَذَلَّهُ اللّٰهُ وَيُذِلَّ مَنْ اَعَزَّهُ اللّٰهُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِيْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چھ آدمی ہیں جن پر میں نے اور اللہ تعالیٰ نے اور ہر نبی نے جس کی دعا مقبول ہے لعنت کی ہے۔ (پہلا) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا (دوسرا) اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا (تیسرا) جبر و طاقت سے حکومت کرنے والا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو ذلیل کیا ہے اسے عزت دے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے اس کو ذلیل کرے (چوتھا) جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرم مکہ میں حرام قرار دیا ہے ان کو حلال قرار دینے والا اور (پانچواں) میری اولاد کو ایذا پہنچانے والا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے (چھٹا) میری سنت کو چھوڑ دینے والا (بیہقی نے مدخل میں اور رزین نے اپنی کتاب میں اس کی روایت کی ہے)

ف: اگر سستی اور کاہلی سے سنت کو چھوڑ دے تو گنہگار ہوگا اور اگر کوئی بطور تحقیر سنت کو چھوڑ دے تو کافر ہے، لعنت میں دونوں شمار کئے جاتے ہیں، پہلے پر تنبیہاً لعنت ہوگی اور دوسرے پر حقیقتاً لیکن کبھی کبھار اگر سنت ترک ہو تو گنہگار نہیں ہوتا مگر یہ بھی بُرا ہے۔

۱۰۳/۳۱ وَعَنْ مَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ اَنْ يَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ اِلَيْهَا حَاجَةً۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت مطر بن عکامس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندے کی موت اللہ تعالیٰ کسی سرزمین پر مقرر فرما دیتے ہیں تو اس بندے کی کسی حاجت کو اس سرزمین سے متعلق کر دیتے ہیں اور وہ وہاں جا کر مرجاتا ہے۔ (امام احمد و ترمذی)

۱۰۴/۳۲ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ وَيُنَصِّرَانِهٖ قِيْلَ فَمَنْ مَّاتَ صَغِيْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ ۔

انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ میں پیدائش کے وقت اسلام کی قابلیت ہوتی ہے پھر اس کو اس کے ماں باپ یہودی اور نصرانی بنا لیتے ہیں دریافت کیا گیا کہ یارسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کوئی بچپن ہی میں مر جائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی روایت کی ہے)

۱۰۵/۳۳ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَغَ اِلٰى كُلِّ عَبْدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ مِنْ خَمْسٍ مِّنْ اَجَلِهٖ وَعَمَلِهٖ وَمَضْجَعِهٖ وَاَثَرِهٖ وَرِزْقِهٖ ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر بندے کے متعلق پانچ باتوں سے فارغ ہو چکا ہے ایک اس کی مدت حیات دوسرا اس کا عمل نیک و بد تیسرا اس کا ٹھکانا (یعنی قبر کہاں ہوگی) چوتھا اس کا انجام (یعنی جنتی ہوگا یا دوزخی) پانچواں اس کا رزق (تھوڑا رہے گا یا زیادہ رہے گا) (امام احمد) ۔

۱۰۶/۳۴ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْقَدَرِ سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ فِيْهِ لَمْ يُسْئَلْ عَنْهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص تقدیر کے بارے میں کچھ بھی کلام کرے گا اس سے قیامت کے دن اسی بارے میں سوال کیا جائے گا اور جو تقدیر کے بارے میں کوئی کلام نہ کرے تو اس سے اس بارے میں سوال نہ ہوگا (ابن ماجہ)

۱۰۷/۳۵ وَعَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِیِّ قَالَ اَتَيْتُ اُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ لَهٗ قَدْ وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ شَیْءٌ مِّنَ الْقَدَرِ فَحَدِّثْنِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّذْهِبَهٗ مِنْ قَلْبِیْ فَقَالَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَذَّبَ اَهْلَ سَمٰوٰتِهٖ وَاَهْلَ اَرْضِهٖ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَّهُمْ وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهٗ خَيْرًا لَّهُمْ مِّنْ اَعْمَالِهِمْ وَلَوْ اَنْفَقْتَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ وَتَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِّيُخْطِئَكَ وَاَنَّ مَا

حضرت ابن دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا کہ تقدیر کے بارے میں میرے دل میں کچھ تردد ہے آپ اس کے متعلق رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان فرمائیے شائد کہ میرے دل کا تردد اللہ تعالیٰ رفع فرما دے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ عزوجل آسمان اور زمین والوں کو عذاب میں مبتلا کر دے تو وہ ان پر ظالم نہیں ہوگا اور اگر ان پر رحم فرمائے تو اس کی رحمت ان کے عمل سے بہتر ہوگی اگر تم کوہ احد کی مقدار میں سونا راہ خدا میں خرچ کرو تو تم سے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔ تاوقتیکہ تم تقدیر پر ایمان نہ لاؤ اور یقین رکھو کہ جو چیز تم

أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ وَلَوْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ أَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِيْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

کو پہنچی ہے وہ ٹلنے والی نہ تھی اور جو چیز ٹل گئی وہ تم کو پہنچنے والی نہ تھی، اگر تم اس کے سوا دوسرے اعتقاد پر مر جاؤ تو دوزخ میں داخل ہو گے۔ پھر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بھی بالکل وہی بات فرمائی جو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی تھی پھر حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا تو انھوں نے بھی یہی کہا، پھر میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسی طرح کی حدیث بیان کی۔
(امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ)

۱۰۸/۳۱ وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ فَقَالَ إِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ فَإِنْ كَانَ قَدْ أَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ أَوْ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ أَوْ قَذْفٌ فِيْ أَهْلِ الْقَدَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام کہلا بھیجا ہے آپ نے فرمایا مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ اس نے دین میں نئی بات پیدا کر لی ہے، اگر اس نے واقعی ایسا کیا ہے تو اس کو میرے سلام کا جواب نہ پہنچاؤ کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت یا اس امت میں خسف (زمین میں دھنسنا اور مسخ (چہرہ کا بدل جانا) یا قذف (پتھر کا برسایا جانا) ہوگا اور یہ اہل قدر (منکرین تقدیر) کے لیے ہوگا۔
(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

ف: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نیا عقیدہ ایجاد یا اختیار کرنے کو بدعت قرار دیا ہے چونکہ اس آدمی نے تقدیر کا انکار کیا تھا اس لیے آپ نے انکار تقدیر کو بدعت قرار دے کر اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ جو تقدیر کا انکار کرے اسے قدریہ کہتے ہیں، اور فرقہ قدریہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں پیدا ہو چکا تھا۔ اس حدیث پاک سے چند مزید باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ بدعت سیئہ ان برے عقائد کا نام ہے جو اسلام میں ایجاد کئے جائیں حدیث میں جس بدعت یا بدعتی کی برائیاں بیان ہوئیں ہیں اس سے مراد یہی بدعت سیئہ ہے۔ احادیث سے بدعت کی دو قسمیں ثابت ہوتی ہیں ایک بدعت سیئہ دوسری حسنہ۔ بدعت سیئہ تقدیر کا انکار یا اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکامات کے خلاف کوئی عمل ایجاد کر لینا اور بدعت حسنہ کہ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد وہ عمل کئے ہیں جیسے تدوین قرآن کا عمل پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روک دیا پھر اجازت دے دی اسی طرح تراویح کی باقاعدہ جماعت کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایجاد فرمایا۔ یہ بدعت حسنہ ہے۔ حدیث شریف میں

آتا ہے کہ جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کے کرنے کا ثواب اس کو ملے گا اور جو بھی اس پر عمل کرے گا اس کا ثواب بھی اس کو ملے گا۔ لہٰذا معارض احادیث کاموں کی ممانعت ہے نہ کہ موافق احادیث کاموں کی بھی ممانعت ہو لہٰذا ہر بدعت منع نہیں ہے وہی بدعت منع ہے جو گمراہی بدعقیدگی تنقیص شان ربوبیت و تنقیص شان رسالت کی ہو یا تنقیص صالحین کی ہو۔ اس مسئلہ کی مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ ہو کتاب جاء الحق وزھق الباطل۔ مصنفہ مفتی احمد یار خاں صاحب۔

۱۰۹/۳۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ذَرَارِیَّ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْجَنَّةِ یَکْفُلُهُمْ اِبْرَاهِیْمُ رَوَاهُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کے بچے جنت میں رہیں گے، ان کی پرورش سیدنا ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے (اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے)

۱۱۰/۳۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهٗ فَسَقَطَ عَنْ ظَهْرِهٖ کُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَجَعَلَ بَیْنَ عَیْنَیْ کُلِّ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ وَبِیْصًا مِّنْ نُّوْرٍ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰی اٰدَمَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ مَنْ هٰؤُلَآءِ قَالَ ذُرِّیَّتُکَ فَرَاٰی رَجُلًا مِّنْهُمْ فَاَعْجَبَهٗ وَبِیْصُ مَا بَیْنَ عَیْنَیْهِ قَالَ اَیْ رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ دَاوٗدُ فَقَالَ اَیْ رَبِّ کَمْ جَعَلْتَ عُمْرَهٗ قَالَ سِتِّیْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمْرِیْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْقَضٰی عُمْرُ اٰدَمَ اِلَّا اَرْبَعِیْنَ جَآءَهٗ مَلَکُ الْمَوْتِ فَقَالَ اٰدَمُ اَوَلَمْ یَبْقَ مِنْ عُمْرِیْ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَوَلَمْ تُعْطِهَا ابْنَکَ دَاوٗدَ فَجَحَدَ اٰدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّیَّتُهٗ وَنَسِیَ اٰدَمُ فَاَکَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ فَنَسِیَتْ ذُرِّیَّتُهٗ وَخَطَأَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو آدم علیہ السلام کی پشت سے وہ تمام روحیں نکل پڑیں جن کو اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کی ذریت میں قیامت تک پیدا کرنے والے تھے اور ان میں سے ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی چمک ظاہر کی (یہ چمک فطرت اسلام کی تھی جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے) پھر ان سب کو آدم علیہ السلام کے سامنے لایا گیا۔ آدم علیہ السلام نے کہا اے رب یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ تمھاری اولاد ہیں آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا تو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کی چمک آپ کو پسند آئی، کہا اے رب یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ داؤد علیہ السلام ہیں۔ آدم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ ان کی عمر کس قدر ہے؟ فرمایا ساٹھ سال۔ آدم علیہ السلام نے کہا اے رب میری عمر میں سے چالیس سال داؤد علیہ السلام کی عمر میں زائد فرما دے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام کی عمر میں صرف چالیس سال رہ گئے تو ان کے پاس ملک الموت آئے تو آدم علیہ السلام نے کہا کیا میری عمر سے چالیس برس ابھی باقی نہیں ہیں؟ ملک الموت نے کہا کیا آپ کو یاد نہیں کہ آپ نے اپنے فرزند داؤد علیہ السلام کو اپنی عمر سے ۴۰ سال دے دیئے

اٰدَمُ وَخَطَاَتْ ذُرِّيَّتُهٗ ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ہیں، آدم علیہ السلام نے انکار کیا (یہ انکار نسیان کی وجہ سے تھا نہ کہ عناد کی وجہ سے) تو ان کی ذریت نے بھی انکار کیا اور آدم علیہ السلام بھول گئے اور درخت (ممنوعہ) کو تناول کر لیا تو آپ کی ذریت بھی بھولنے لگی اور آدم علیہ السلام نے خطا کی تو ان کی ذریت بھی خطا کرتی ہے (ترمذی شریف)

۱۱۱/۳۹ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ حِيْنَ خَلَقَهٗ فَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُمْنٰى فَاَخْرَجَ ذُرِّيَّةً بَيْضَاءَ كَاَنَّهُمُ الذَّرُّ وَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُسْرٰى فَاَخْرَجَ ذُرِّيَّةً سَوْدَاءَ كَاَنَّهُمُ الْحُمَمُ فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَمِيْنِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ وَلَا اُبَالِيْ وَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى اِلَى النَّارِ وَلَا اُبَالِيْ ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور جس وقت ان کو پیدا کیا تو ان کے سیدھے کندھے پر ایک ضرب لگائی اس سے ان کی نورانی اولاد کو نکالا جو چیونٹیوں کی طرح تھی اور بائیں کندھے پر ایک ضرب لگائی اور سیاہ اولاد کو نکالا جو کوئلہ کی مانند تھے پس اللہ تعالیٰ نے سیدھے طرف والوں کے متعلق فرمایا کہ یہ جنتی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور بائیں جانب والوں کی نسبت فرمایا یہ جہنمی ہیں مجھے کوئی پرواہ نہیں ۔ (امام احمد)

۱۱۲/۴۰ وَعَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ دَخَلَ عَلَيْهِ اَصْحَابُهٗ يَعُوْدُوْنَهٗ وَهُوَ يَبْكِيْ فَقَالُوْا لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ اَلَمْ يَقُلْ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ مِنْ شَارِبِكَ ثُمَّ اَقِرَّهٗ حَتّٰى تَلْقَانِيْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَبَضَ بِيَمِيْنِهٖ قَبْضَةً وَّاُخْرٰى بِالْيَدِ الْاُخْرٰى وَقَالَ هٰذِهٖ لِهٰذِهٖ وَهٰذِهٖ لِهٰذِهٖ وَلَا اُبَالِيْ وَلَا اَدْرِيْ فِيْ اَيِّ الْقَبْضَتَيْنِ اَنَا ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابو نضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی جن کا نام ابو عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ان کی عیادت کے لیے ان کے چند اصحاب آئے اور وہ رو رہے تھے دوستوں نے کہا کیوں رو رہے ہو؟ کیا تم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اپنی بڑھی ہوئی مونچھوں کو ترشواؤ ، اور اس پر قائم رہو مجھ سے ملنے تک ابو عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں حضور نے یہ فرمایا تھا لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے سیدھے ہاتھ سے ایک مٹھی اٹھائی اور دوسری مٹھی دوسرے ہاتھ میں اور فرمایا یہ اس کے (یعنی جنت کے لیے) ہے اور یہ اس کے (یعنی دوزخ کے) لیے ہے اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں اور مجھے خبر نہیں کہ میں کس مٹھی میں ہوں (امام احمد)

۱۱۳ / ۴۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَخَذَ اللّٰهُ الْمِيْثَاقَ مِنْ ظَهْرِ اٰدَمَ بِنُعْمَانَ يَعْنِيْ عَرَفَةَ فَأَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهٖ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَهَا فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبُلًا قَالَ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ أَوْ تَقُوْلُوْا إِنَّمَا أَشْرَكَ اٰبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نعمان یعنے میدان عرفہ میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے عہد لیا وہ اس طرح کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی تمام ذریت کو نکالا جس کو اس نے پیدا فرمایا ہے اور آدم علیہ السلام کے سامنے ان سب کو چیونٹیوں کے مانند پھیلا دیا، پھر ان کے روبرو گفتگو کی اور کہا "کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی یا کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے تو کیا تو ہمیں ہلاک فرمائے گا جو اہل باطل نے کیا۔" (سورۃ اعراف آیت ۱۷۲،۱۷۳)

(امام احمد)

۱۱۴ / ۴۲ وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ قَالَ جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ أَزْوَاجًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوْا ثُمَّ أَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَأَشْهَدَهُمْ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَإِنِّيْ أُشْهِدُ عَلَيْكُمُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْأَرَضِيْنَ السَّبْعَ وَأُشْهِدُ عَلَيْكُمْ أَبَاكُمْ اٰدَمَ أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ نَعْلَمْ بِهٰذَا اِعْلَمُوْا أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ غَيْرِيْ وَلَا رَبَّ غَيْرِيْ وَلَا تُشْرِكُوْا بِيْ شَيْئًا إِنِّيْ سَأُرْسِلُ إِلَيْكُمْ رُسُلِيْ يُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِيْ وَمِيْثَاقِيْ وَأُنْزِلُ عَلَيْكُمْ كُتُبِيْ قَالُوْا شَهِدْنَا بِأَنَّكَ رَبُّنَا وَإِلٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَلَا إِلٰهَ لَنَا غَيْرُكَ فَأَقَرُّوْا بِذٰلِكَ وَرَفَعَ عَلَيْهِمْ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (سورۃ اعراف آیت ۱۷۲) کی اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ ترجمہ "اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی" حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جمع فرمایا اور ان کو مختلف گروہوں میں منقسم کیا (یعنی غنی وفقیر اور نیک وبد) پھر ان کو صورت عطا فرمائی اور ان کو گویا کیا تو انھوں نے کہنا شروع کیا، پھر ان سے عہد وپیمان لیا اور خود ان کو انہی پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو ان سب نے کہا کیوں نہیں! بے شک آپ ہمارے رب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تم پر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو گواہ رکھتا ہوں اور تمہارے باپ آدم کو بھی تم پر گواہ بناتا ہوں تاکہ قیامت کے روز تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم کو اس کا علم نہ تھا۔ یقین رکھو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور نہ میرے سوا کوئی تمہارا پروردگار ہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، میں تمہارے پاس اپنے رسولوں کو بھیجوں گا

آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ فَرَأَى الْغَنِيَّ وَالْفَقِيْرَ وَحَسَنَ الصُّوْرَةِ وَدُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَبِّ لَوْلَا سَوَّيْتَ بَيْنَ عِبَادِكَ قَالَ إِنِّيْ أَحْبَبْتُ أَنْ أُشْكَرَ وَرَأَى الْأَنْبِيَاءَ فِيْهِمْ مِثْلَ السُّرُجِ عَلَيْهِمُ النُّوْرُ خُصُّوْا بِمِيْثَاقٍ آخَرَ فِي الرِّسَالَةِ وَالنُّبُوَّةِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ إِلٰى قَوْلِهٖ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ كَانَ فِيْ تِلْكَ الْأَرْوَاحِ فَأَرْسَلَهُ إِلٰى مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَحُدِّثَ عَنْ أُبَيٍّ أَنَّهُ دَخَلَ مِنْ فِيْهَا۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

جو تم کو میرا یہ عہد و پیمان یاد دلاتے رہیں گے اور تمہارے لیے اپنی کتابیں نازل کروں گا ان سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں اور ہمارے معبود ہیں آپ کے سوا کوئی ہمارا رب نہیں اور نہ آپ کے سوا کوئی ہمارا معبود ہے، سب نے اس کا اقرار کر لیا اور آدم علیہ السلام کو ان تمام پر بلند فرمایا کہ سب کو دیکھ لیں تو آپ نے دیکھا کہ اس میں کوئی تونگر ہے، کوئی محتاج کوئی خوبصورت ہے اور کوئی بدشکل، آدم علیہ السلام نے کہا اے رب! سب بندوں کو آپ نے برابر کیوں نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میرا شکر ادا کیا جائے۔ آدم علیہ السلام نے ان میں انبیاء (علیہم السلام) کو چراغوں کے مانند (روشن) دیکھا جن پر نور تھا اور وہ ایک دوسرے سے خصوصی عہد رسالت اور نبوت سے مخصوص کئے گئے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول (احزاب ۳۳ آیت) میں مذکور ہے۔ ترجمہ "اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے انبیاء (علیہم السلام) سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا" اور عیسیٰ علیہ السلام کی روح بھی انہی میں تھی جس کو مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح مریم علیہا السلام کے منہ سے داخل ہوئی (امام احمد)

۱۱۵/۱۴۴ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَذَاكَرُ مَا يَكُوْنُ إِذْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِجَبَلٍ زَالَ عَنْ مَكَانِهٖ فَصَدِّقُوْهُ وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ تَغَيَّرَ عَنْ خُلُقِهٖ فَلَا تُصَدِّقُوْا بِهٖ فَإِنَّهُ يَصِيْرُ إِلٰى مَا جُبِلَ عَلَيْهِ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئندہ ہونے والی باتوں کا تذکرہ کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم یہ سنو کہ کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس کی تصدیق کر دو، اور اگر یہ سنو کہ کوئی شخص اپنے پیدائشی اوصاف سے ہٹ گیا ہے تو اس کی تصدیق نہ کرو، اس لیے کہ وہ پھر اسی طرف لوٹ جائے گا جن (صفات) پر وہ پیدا ہوا ہے۔ (امام احمد)

ف: خلاصہ حدیث یہ ہوا کہ واقعات عالم گزشتہ فیصلے کے مطابق ہو رہے ہیں اور وہ فیصلے اٹل ہیں جن کی تبدیلی ناممکن

ہے یہ خیال رہے انسان کی دو حالتیں ہیں ذاتی اور وصفی ۔ وصفی حالت جیسے دن رات بدلتے رہتے ہیں ایسے ہی انسان کبھی کافر کبھی مؤمن بن جاتے ہیں، فاسق متقی اور بخیل سخی ہو جاتے ہیں۔ بزدل بہادر نیکو کار بدکار اور کبھی بدکار نیکو کار ہو جاتے ہیں۔ مگر انسان کی اصلی حالت کبھی بزرگوں کی صحبت سے کبھی علم کی برکت سے کبھی یوں ہی رب کی قدرت سے بدکار نیکو کار ہو جاتے ہیں۔ مگر انسان کی اصلی حالت کبھی نہیں بدلتی ۔ جسے حدیث میں فطرت اور جبلت کہا گیا ہے کبھی عارضی طور پر بدل بھی جائے تو اسے بقا حاصل نہیں ہوتی ہے ۔ جیسا کہ ایک حدیث پاک میں آتا ہے اگر تمہیں کوئی یہ کہے کہ فلاں پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس کو مان لو اور اس کو نہ مانو کہ کوئی آدمی اپنی فطرت سے باز آ گیا ہے۔ لہٰذا اس حدیث میں اصلی حال کا ذکر ہے اور جبلت سے وہ خصلت مراد ہے جو علم الٰہی میں آ چکی ہے جس میں تغیر و تبدل ناممکن ہے۔

۱۱۶/۱۴ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا يَزَالُ يُصِيْبُكَ فِيْ كُلِّ عَامٍ وَجَعٌ مِّنَ الشَّاةِ الْمَسْمُوْمَةِ الَّتِيْ اَكَلْتَ قَالَ مَا اَصَابَنِيْ شَيْءٌ مِّنْهَا اِلَّا وَهُوَ مَكْتُوْبٌ عَلَيَّ وَاٰدَمُ فِيْ طِيْنَتِهٖ ۔

(رَوَاهُ اِبْنُ مَاجَةَ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ہر سال زہر ڈالی ہوئی بکری کی تکلیف ہوتی رہتی ہے جس کا گوشت (ایک یہودیہ نے آپ کو خیبر میں کھلا دیا تھا) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تناول فرمایا تھا۔ فرمایا مجھے اس بکری سے جو کچھ تکلیف پہنچی ہے وہ میرے لیے لکھی جا چکی تھی جب کہ آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے ۔ (ابن ماجہ)

بَابُ اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ — عذاب قبر کے ثبوت کے بیان میں

ف : قبر سے مراد عالم برزخ ہے کہ یہ دنیا اور آخرت کا درمیانی واسطہ ہے اور وہ ہر جگہ ہو سکتا ہے۔ صرف قبر ہی سے مختص نہیں ۔ بیشتر انسان ڈوب جاتے ہیں بعض کو جانور کھا جاتے ہیں بعض جل جاتے ہیں۔ تو ان کے لیے بھی عالم برزخ ہے اگرچہ قبور میں نہ بھی مدفون ہوں ۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو ان کو بھی عالم برزخ میں عذاب دیتے ہیں ۔

(۱) وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ؕ

(۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔

رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ ۔

ترجمہ: "اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو بار مردہ کیا اور دو بار زندہ کیا" (مومن ۲۴ آیت ۱۱)

ف : کیونکہ پہلے نطفہ بے جان تھے اس نے انہیں جان دے کر زندہ کیا پھر عمر پوری ہونے پر موت دی پھر بعث کے لیے زندہ کرے گا۔ (خزائن العرفان)

(۲) وَقَوْلُهٗ ؕ

(۲) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ

ترجمہ "آگ جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور جس

وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔

دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کر دو۔ (مومن ۴۰ آیت ۴۶)

ف: اس آیت سے عذاب قبر کے ثبوت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ہر مرنے والے پر اس کا مقام صبح و شام پیش کیا جاتا ہے جنتی پر جنت کا اور دوزخی پر دوزخ کا اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے تا آنکہ روز قیامت اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کی طرف اٹھائے۔ (خزائن العرفان)

(۳) وَقَوْلُهٗ:

(۳) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ۔

اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر (یعنی کلمۂ اسلام پر) دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو چاہے کرے۔ (ابراہیم ۱۴ آیت ۲۷)

ف: یعنی قبر کہ اول منازل آخرت ہے جب کہ منکر نکیر آکر ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ ان کی نسبت تو کیا کہتا ہے؟ تو مومن اس منزل میں بفضل الٰہی ثابت رہتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام ہے اور یہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے اور اس میں جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں اور وہ منور کر دی جاتی ہے اور آسمان سے ندا ہوتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ (خزائن العرفان)

۱۱۷/۱ وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان سے قبر میں سوال ہوگا تو وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دے گا پس عذاب قبر کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ) (اس کا ترجمہ آیت ۲۷ میں ملاحظہ ہو) اور ایک دوسری روایت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الخ) عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے (میت سے) کہا جائے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ جواب دے گا میرا رب اللہ ہے، میرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۱۱۸/۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِيْ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ کو

قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اَنَّهٗ يَسْمَعُ
قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ
فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِىْ هٰذَا الرَّجُلِ
لِمُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ
اَنَّهٗ عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ
اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ
اللهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا
جَمِيْعًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ
لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِىْ هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ
لَا اَدْرِىْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ
فَيُقَالُ لَهٗ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ
بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ
صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ
رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ نَحْوَهٗ ۔

قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے احباب اسے دفن کر کے واپس ہوتے ہیں کہ ابھی ان کے جوتوں کی آہٹ کو سن رہا ہے اتنے میں اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں تو ان حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا ہے ؟ مؤمن کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اس سے کہا جائے گا دیکھو تمہارا مقام دوزخ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے جنت کے مقام سے بدل دیا ہے وہ دونوں مقاموں کو ایک وقت دیکھے گا لیکن منافق اور کافر ہر ایک سے دریافت کیا جائے گا کہ تو ان حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا تو وہ کہے گا میں نہیں جانتا ، میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہا کرتے تھے) اس سے کہا جائے گا تو نے نہ تو کچھ سمجھا اور نہ تو نے (قرآن) پڑھا ۔ پھر لوہے کے ہتھوڑوں سے اس پر ایسی مار پڑے گی جس سے وہ ایسی آواز سے چلا اٹھے گا کہ جن وانس کے سوا سب آس پاس کی چیزیں اس کی چیخ وپکار کو سن لیتے ہیں (بخاری شریف)

۱۱۹/۳ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِىِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو صبح وشام اس پر اس کا مقام پیش کیا جاتا ہے پس اگر اہل جنت سے ہو تو اس کے لیے اس کی جنت کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اور اگر دوزخیوں سے ہو تو اس کی دوزخ کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا اس وقت کا ٹھکانا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنی طرف اٹھائے (بخاری ومسلم)

۱۲۰/۴ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور عذاب قبر کا ذکر کیا اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عذاب قبر سے متعلق دریافت کیا تو آپ

نعم عذاب القبر حق قالت عائشۃ فما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد صلی صلوۃ الا تعوذ باللہ من عذاب القبر متفق علیہ۔

نے فرمایا ہاں قبر کا عذاب حق ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب بھی آپ نماز ادا فرماتے تو عذاب قبر سے پناہ مانگتے۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۱/۵ وعن زید بن ثابت قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حائط لبنی النجار علی بغلۃ لہ ونحن معہ اذ حادت بہ فکادت تلقیہ واذا اقبر ستۃ او خمسۃ فقال من یعرف اصحاب ہذہ الاقبر قال رجل انا قال فمتی ماتوا قال فی الشرک فقال ان ہذہ الامۃ تبتلی فی قبورہا فلولا ان لا تدافنوا لدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منہ ثم اقبل علینا بوجہہ فقال تعوذوا باللہ من عذاب النار قالوا نعوذ باللہ من عذاب النار قال تعوذوا باللہ من عذاب القبر قالوا نعوذ باللہ من عذاب القبر قال تعوذوا باللہ من الفتن ما ظہر منہا وما بطن قالوا نعوذ باللہ من الفتن ما ظہر منہا وما بطن قال تعوذوا باللہ من فتنۃ الدجال قالوا نعوذ باللہ من فتنۃ الدجال۔

(رواہ مسلم)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی نجار کے ایک باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے اور ہم آپ کے ساتھ تھے کہ وہ یکایک آپ کو لے کر بدک گیا اور قریب تھا کہ وہ آپ کو گرا دے اور یکایک وہاں چھ یا پانچ قبریں دکھائی دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کوئی شخص جانتا ہے کہ یہ قبر والے کون ہیں؟ ایک شخص نے کہا کہ میں جانتا ہوں فرمایا کب مرے ہیں اس شخص نے کہا شرک کی حالت میں، فرمایا ان لوگوں پر قبروں کے اندر عذاب ہو رہا ہے اور فرمایا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم آئندہ سے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں خدا سے دعا کرتا کہ وہ تم کو قبر کا عذاب سنا دے ـــــ

ـــــ جس کو میں سن رہا ہوں۔ پھر آپ میری جانب متوجہ ہو کر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ سے دوزخ کے عذاب کی پناہ مانگو صحابہ کرام نے کہا کہ ہم دوزخ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ فرمایا قبر کے عذاب کی خدا سے پناہ مانگو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا ہم قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ فرمایا ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو صحابہ کرام نے کہا ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے خدا کی پناہ میں آتے ہیں فرمایا دجال کے فتنہ کے لیے خدا سے پناہ مانگو، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا ہم دجال کے فتنہ سے خدا کی پناہ میں آتے ہیں۔ (مسلم شریف)

۱۲۲/۶ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبر المیت اتاہ ملکان اسودان ازرقان یقال لاحدہما المنکر وللآخر النکیر فیقولان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں ایک کا نام

مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِيْنَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهٗ فِيْهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ نَمْ فَيَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاُخْبِرُهُمْ فَيَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهٗ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِيْ عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ فَلَا يَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

منکر ہے دوسرے کا نام نکیر ہے دونوں کہتے ہیں کہ تو ان حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہا کرتا تھا تو وہ کہے گا وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کی شہادت دیتا ہوں، دونوں کہیں گے ہم کو اس کا علم تھا کہ تو یہی کہے گا، پھر اس کی قبر میں ستر گز طول، اور ستر گز عرض میں کشادگی کر دی جاتی ہے پھر اس کے واسطے اس کی قبر روشن کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے (آرام کر) بندہ کہے گا کہ میں اپنے تمام اہل و عیال کے پاس جاکر اس کی اطلاع دینا چاہتا ہوں، دونوں کہیں گے اس دولہا (دلہن) کی طرح سو جا جس کو اس کا محبوب ترین اہل بیدار کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کی خواب گاہ سے بروز قیامت اٹھائے گا اور اگر وہ منافق ہو تو کہے گا میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا وہی کہہ دیا، میں نہیں جانتا۔ دونوں کہیں گے ہم جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا۔ پھر زمین سے کہہ دیا جائے گا اس پر مل جا، تو زمین آپس میں مل جائے گی (یعنی بھینچے گی) اور اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر ہو جائیں گی وہ اسی طرح عذاب میں مبتلا رہے گا۔ یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اس کو ٹھکانے سے اٹھائے گا۔ (ترمذی شریف)

۱۲۳ وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ وَمَا يُدْرِيْكَ فَيَقُوْلُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰيَةَ

براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر دونوں دریافت کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے، پھر وہ دریافت کرتے ہیں کہ وہ کون حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جو تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتے دریافت کرتے ہیں تم کو یہ کیسے معلوم ہوا تو وہ جواب دیتا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ

قَالَ فَيُنَادِي مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ قَالَ فَيَأْتِيْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَيُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ وَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ قَالَ فَيَأْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا قَالَ وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهٗ اَعْمٰى اَصَمُّ مَعَهٗ مِرْزَبَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيْرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ فِيْهِ الرُّوْحُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ

کے اس ارشاد کا "يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الخ اللہ تعالیٰ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر" آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان سے ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کیلئے جنت کا فرش کر دو اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت کی جانب ایک دروازہ کھول دو، چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آنے لگتی ہے اور اس کی قبر میں اس کی نظر پہنچنے کی حد تک وسعت کر دی جاتی ہے اس کے بعد کافر کی موت کا ذکر کرتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا اور وہ فرشتے پھر دریافت کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ اس پر بھی وہ یہی کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا پھر دونوں سوال کرتے ہیں یہ کون حضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں جو تم میں رسول بنا کر بھیجے گئے تھے تو اس کا جواب بھی وہی ہائے ہائے میں نہیں جانتا دیتا ہے۔ پس آسمان سے ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا۔ لہٰذا اس کے لیے آگ کا فرش بچھا دو، آگ کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے دوزخ کی جانب سے دروازہ کھول دو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو دوزخ کی گرمی کی لو آنے لگتی ہے پھر ارشاد فرمایا کہ اس پر اس کی قبر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر نکل جاتی ہیں پھر اس پر ایک اندھا گونگا فرشتہ مسلط کر دیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا ایسا گرز ہوتا ہے جس کو اگر پہاڑ پر مارا جائے تو وہ خاک ہو جائے پس وہ فرشتہ اس گرز سے اس طرح مارتا ہے جس کی آواز کو انس و جن کے سوا مشرق و مغرب کی تمام مخلوق سن لیتی ہے جس سے وہ خاک ہو جاتا ہے، پھر اس میں روح

۱۲۴/۸ وَعَنْ عُثْمَانَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِيْ وَتَبْكِيْ مِنْ هٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۱۲۵/۹ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ ثُمَّ سَلُوْا لَهٗ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْئَلُ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

۱۲۶/۱۰ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُسَلَّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِيْ قَبْرِهٖ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ تِنِّيْنًا تَنْهَسُهٗ وَتَلْدَغُهٗ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ لَوْ اَنَّ تِنِّيْنًا مِّنْهَا نَفَخَ فِي الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ خَضِرًا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۱۲۷/۱۱ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ فَلَمَّا صَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُضِعَ فِيْ

واپس ڈالی جاتی ہے (قیامت تک اسی طرح عذاب میں مبتلا رہتا ہے)۔ (امام احمد و ابوداؤد)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے اپنی داڑھی تر کر دیتے آپ سے کہا گیا کہ آپ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو آپ نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر رو دیتے ہیں، آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قبر منازل آخرت کی پہلی منزل ہے کسی کو اس سے نجات مل گئی تو اس کے بعد جو کچھ آئے گا وہ آسان تر ہے اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو جو چیز اس کے بعد ہے وہ اس سے سخت تر ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی منظر میں نے قبر سے زیادہ ہولناک نہیں دیکھا (ترمذی و ابن ماجہ)۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو ٹھہر جاتے اور فرماتے کہ اپنے اس بھائی کے لیے مغفرت مانگو اور پھر اس کے لیے منکر نکیر کے سوال کے وقت ثابت قدم رہنے کی دعا کرو۔ اس لیے کہ اس سے سوال کیا جا رہا ہے۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو قیام قیامت تک اس کو ڈستے اور کاٹتے رہیں گے اگر ان میں سے ایک اژدھا زمین پر پھنکارے تو زمین سبزی نہ اگائے۔ (دارمی)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ میں گئے جب کہ وہ انتقال کر گئے تھے جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سبحان اللہ فرمایا تو ہم

قَبْرُہٗ وَسُوِّیَ عَلَیْہِ سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَبَّحْنَا طَوِیْلًا ثُمَّ کَبَّرَ فَکَبَّرْنَا فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ کَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَایَقَ عَلٰی ھٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُہٗ حَتّٰی فَرَّجَہُ اللّٰہُ عَنْہُ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

بھی دیر تک سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھتے رہے پھر آپ نے اللّٰہُ اکبر فرمایا تو ہم نے بھی اللہ اکبر کہا۔ پس اس کے بعد آپ سے دریافت کیا گیا کہ کس لیے آپ نے تسبیح پھر تکبیر کہی؟ تو فرمایا کہ تحقیق اس نیک بندے پر زمین تنگ ہو گئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی کو دور فرما دیا۔ (امام احمد)

ف: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے میں شرکت کے بعد جب انہیں قبر میں اتار دیا گیا اور مٹی ان پر ڈال دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیر تک ان کی قبر پر کھڑے ہو کر تسبیح و تہلیل سبحان اللہ اور اللہ اکبر پڑھتے رہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں تسبیح و تہلیل پڑھتے رہے فراغت کے بعد صحابہ کرام نے پوچھا کہ تسبیح و تہلیل میں آپ نے اتنی دیر لگا دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر زمین تنگ ہو گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس تنگی کو دور فرما دیا ہے۔ اس حدیث سے چند ایک باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اہل قبور کے حالات کا علم عطا فرمایا ہے۔ اور آپ کو باخبر رکھا ہے۔ دوسری بات یہ کہ قبر پر کھڑے ہو کر تسبیح و تہلیل پڑھنی جائز ہے۔ اسی حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہو رہی ہے کہ کوئی اگر کسی مسلمان کی قبر پر کھڑے ہو کر اذان کہتا ہے تو یہ بھی درست اور صحیح ہے کیونکہ اذان بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل ہے۔ تیسری یہ کہ جس وقت میت کو رکھا جاتا ہے تو منکر نکیر سوالات کرنے کے لیے آتے ہیں۔ شیطان لعین اس آخری وقت بھی آدمی کو قبر میں گمراہ کرنے کے لیے آجاتا ہے وہ وقت میت پر بہت سخت ہوتا ہے چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ جب بھی شیطان کا کھٹکا محسوس کرو تو فوراً اذان کہو کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام نامی اسم گرامی سن کر شیطان چھتیس میل دور بھاگ جاتا ہے۔ وہ وقت مؤمن میت کیلئے بڑا تکلیف دہ ہوتا ہے اس لیے شیطان لعین کے حملے کو رد کرنے کے لیے قبر پر اذان دی جائے تو یہ میت کے لیے بہتر ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب میت کو قبر میں داخل کر دیا جائے گا تو اس کو ایسا دکھائی دے گا گویا آفتاب غروب ہونے کے قریب ہے تو وہ بیٹھ کر آنکھیں ملے گا کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز ادا کروں۔ لہٰذا اس وقت تدفین کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر اگر اذان پڑھ دی جائے تو یہ اس کے لیے نہایت مفید ہوگا۔ صاحب قبر اپنی قبر کے اندر اپنے عزیز و اقارب کے جوتوں کی آواز کو بھی سنتا ہے۔ تو اذان بطریق اولیٰ اسے فائدہ پہنچائے گی۔ اس مسئلے کی زیادہ وضاحت اور تحقیق کیلئے رسائل ملاحظہ ہوں (۱) ایذان الاجر فی اذان القبر (۲) صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین (۳) جاء الحق و زھق الباطل۔ پہلے دو رسائل میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تفصیل کے ساتھ احادیث کی روشنی میں مسئلہ اذان قبر کی عمدہ بحث فرمائی ہے۔ تیسرے رسالہ میں مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی نے معترضین کے اعتراضات کا مدلل انداز میں جواب دیا ہے۔

۱۲۸ / ۱۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا الَّذِیْ تَحَرَّكَ لَہُ الْعَرْشُ وَفُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَشَھِدَہٗ سَبْعُوْنَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ) وہ شخص ہیں جن کے لیے

اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

۱۲۹/۱۳ وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِيْ يُفْتَتَنُ فِيْهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ هٰكَذَا وَزَادَ النَّسَآئِيُّ حَالَتْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَنْ اَفْهَمَ كَلَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَكَنَتْ ضَجَّتُهُمْ قُلْتُ لِرَجُلٍ قَرِيْبٍ مِّنِّيْ اَيْ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ مَاذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ قَوْلِهٖ قَالَ قَالَ قَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ قَرِيْبًا مِّنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ ۔

۱۳۰/۱۴ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ وَيَقُوْلُ دَعُوْنِيْ اُصَلِّيْ ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

۱۳۱/۱۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَيِّتَ يَصِيْرُ اِلَى الْقَبْرِ فَيَجْلِسُ الرَّجُلُ فِيْ قَبْرِهٖ غَيْرَ فَزِعٍ وَلَا مَشْعُوْبٍ ثُمَّ يُقَالُ فِيْمَ كُنْتَ فَيَقُوْلُ كُنْتُ فِي الْاِسْلَامِ فَيُقَالُ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَصَدَّقْنَاهُ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ رَاَيْتَ اللّٰهَ

عرش ہل گیا آسمان کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے گئے اور ستر ہزار فرشتوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کی ہے بے شک یہ بھینچے گئے پھر ان کی قبر کشادہ کر دی گئی۔ (نسائی)

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور قبر کے فتنہ کا ذکر فرمایا جس میں آدمی آزمایا جاتا ہے جب آپ نے اس کا بیان فرمایا تو مسلمانوں نے آہ و بکا کیا (بخاری) اور نسائی نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ راوی کا بیان ہے کہتے ہیں کہ آہ و بکا کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو میں سمجھ نہ سکا جب شور کم ہو گیا تو میں نے اپنے سے قریب شخص سے دریافت کیا خدا تعالیٰ تم کو برکت دے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اخیر خطاب میں کیا ارشاد فرمایا۔ اس شخص نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بذریعہ وحی معلوم کرا دیا گیا ہے کہ تم قریب قریب فتنۂ دجال کی طرح ہی قبر میں آزمائے جاؤ گے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو قبر میں داخل کر دیا جائے گا تو اس کو ایسا دکھائی دے گا کہ گویا آفتاب غروب ہونے کے قریب ہے تو وہ بیٹھ کر آنکھیں ملے گا اور کہے گا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں نماز پڑھ لوں۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مردہ (یعنی نیک مسلمان) قبر میں داخل ہونے کے بعد قبر میں اٹھ کر بیٹھے گا نہ اس کو کوئی گھبراہٹ ہوگی اور نہ وہ خائف ہوگا پھر اس سے سوال ہوگا کہ تو کس دین پر تھا؟ وہ کہے گا کہ میں اسلام پر تھا۔ پھر اس سے سوال ہوگا یہ کون حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں؟ وہ کہے گا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں

فَيَقُوْلُ مَا يَنْبَغِىْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّرَى اللّٰهَ فَيُفَرَّجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهِ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰى مَا وَقَاكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُفَرَّجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ عَلَى الْيَقِيْنِ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَجْلِسُ الرَّجُلُ السُّوْءُ فِىْ قَبْرِهٖ فَزِعًا مَشْعُوْبًا فَيُقَالُ لَهٗ فِيْمَ كُنْتَ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِىْ فَيُقَالُ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُهٗ فَيُفَرَّجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰى مَا صَرَفَ اللّٰهُ عَنْكَ ثُمَّ يُفَرَّجُ لَهٗ فُرْجَةٌ اِلَى النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

آپ ہمارے ہاں اللہ تعالیٰ کی جانب سے واضح دلائل لائے تو ہم نے آپ کی تصدیق کی۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے وہ جواب دے گا کہ کوئی شخص اس لائق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکے پس اس کے لیے دوزخ کی جانب سے ایک روشندان کھول دیا جائے گا تو وہ دیکھے گا کہ اس میں آگ کے شعلے ایک دوسرے کو توڑ رہے ہیں اس سے کہا جائے گا کہ دیکھ اس (جگہ) کو جس سے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بچا لیا ہے پھر جنت کی جانب اس کے لیے ایک روشن دان کھول دیا جائے گا وہ جنت کی بہار اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف دیکھے گا اس سے کہا جائے گا کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے تو یقین پر تھا اور اسی پر تیری موت ہوئی اور اسی پر تو انشاء اللہ اٹھایا جائے گا اور برا آدمی قبر میں گھبراہٹ اور خوف کی حالت میں اٹھ بیٹھے گا اس سے سوال ہوگا کہ تو کس دین پر تھا؟ وہ کہے گا مجھے معلوم نہیں، پھر سوال ہوگا یہ کون حضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں؟ تو وہ اس کی بہار اور جو کچھ اس میں اس کو دیکھے گا اس سے کہا جائے گا تو اس مقام کو دیکھ جس کو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے ہٹا دیا ہے پھر اس کے بعد دوزخ کی جانب ایک دریچہ اس کے لیے کھولا جائے گا تو وہ اس کو دیکھے گا کہ اس میں شعلے ایک دوسرے کو توڑ رہے ہیں اس سے کہا جائے گا یہ تیرا مقام ہے، کیونکہ تو شک پر تھا اور اسی پر تیری موت ہوئی اور اسی پر تو انشاء اللہ اٹھایا جائے گا (ابن ماجہ)

كِتَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

(کتاب وسنّت پر مضبوطی سے جمے رہنے کا بیان)

ف: اعتصام "عَصَم" سے بنا ہے جس کے معنی منع اور روک کے ہیں۔ پاک دامنی کو اسی لیے عصمت کہتے ہیں کہ وہ گناہوں سے روک دیتی ہے اس کے لغوی معنی ہیں مضبوطی سے پکڑنا۔ اصطلاح شریعت میں حقانیت پر اعتقاد اور اس پر ہمیشہ عمل کرنے کو اعتصام کہا جاتا ہے۔ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور سنت سے مراد حضور انور شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سارے فرمان اور وہ افعال واحوال ہیں جو مسلمانوں کے لیے قابل عمل ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ افعال شریعت کہلاتے ہیں۔ احوال شریف طریقت کہلاتے ہیں۔ صوفیاء کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے حالات شریعت، قلب کے حالات طریقت، روح کے حالات حقیقت اور سر کے حالات معرفت کہلاتے ہیں۔ سنت ان سب کو شامل ہے۔ یہاں مصنف علیہ الرحمہ نے کتاب اور سنت کا لفظ بولا ہے کہ کتاب سے مراد قرآن مجید اور سنت سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے ہیں۔ یاد رہے حدیث اور سنت میں فرق ہے۔ ہر سنت مصطفوی حدیث ہے اور ہر حدیث سنت نہیں ہے اسی لیے ہمیں ہر سنت پر عمل کرنے کا حکم ہے عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي۔ کہ تم پر میری سنت پر عمل کرنا لازم ہے! اور ہر حدیث پر عمل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے چار سے زیادہ عورتوں سے شادی خصوصیت مصطفےٰ ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نو یا گیارہ عورتوں سے نکاح فرمایا۔ اونٹ پر طواف کرنا، ممبر پر نماز پڑھنا۔ غائبانہ نماز جنازہ۔ یہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات ہیں اسی لیے ہم اہلسنت و جماعت ہیں اہلحدیث نہیں۔

شریعت کے دلائل جن سے مسائل کا استنباط ہوتا ہے چار ہیں۔ قرآن مجید۔ سنت رسول۔ اجماع امت قیاس مجتہد لیکن اس میں کتاب وسنت اصل اصول ہیں اور اجماع وقیاس ان کے بعد کہ اگر کوئی مسئلہ ان دونوں میں نہ مل سکے تو پھر اجماع امت اور قیاس مجتہد کی طرف رجوع کیا جائے۔ (مرآۃ شرح مشکوۃ)

(١) وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا ترجمہ: "اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو سب مل کر۔" (آل عمران ٣ آیت ١٠٣)

ف: حَبْلُ اللّٰه کی تفسیر میں مفسرین کے چند قول ہیں بعض کہتے ہیں اس سے قرآن مراد ہے۔ مسلم کی حدیث شریف میں وارد ہوا کہ قرآن پاک حبل اللہ ہے جس نے اس کا اتباع کیا وہ ہدایت پر ہے جس نے اس کو چھوڑا وہ گمراہی پر ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حبل اللہ سے مراد جماعت ہے اور فرمایا کہ تم جماعت کو لازم کرلو کہ وہ حبل اللہ ہے۔ اس آیت کریمہ میں ان افعال وحرکات کی بھی ممانعت کی گئی ہے جو مسلمانوں کے درمیان تفرقہ کا سبب ہوں۔ مسلمانوں کا طریقہ مذہب اہلسنت وجماعت ہے۔ اس کے سوا کوئی راہ اختیار کرنا دین میں تفرقہ پیدا کرنا ہے جو کہ ممنوع

ہے۔ (خزائن العرفان)

(۲) وَقَوْلُهٗ،
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اے محبوب تم فرما دو لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخشے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (آل عمران ۳ آیت ۳۱)

(۳) وَقَوْلُهٗ،
وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا
نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔" (الحشر ۵۹ آیت ۷)

(۴) وَقَوْلُهٗ،
وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ
مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ
الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ"۔ (النساء ۴ آیت ۶۹)

ف: اس آیت میں چار قسم کے لوگوں کا ذکر ہے۔ انبیاء۔ صدیقین۔ شہداء اور صالحین۔ تو جو انبیاء کے مخلص فرمانبردار ہوں گے ان کو جنت میں انبیاء کی صحبت اور دیدار نصیب ہوگا۔ صدیق انبیاء کے سچے متبعین کو کہتے ہیں جو اخلاص کے ساتھ ان کی راہ پر قائم رہیں مگر اس آیت میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افاضل اصحاب مراد ہیں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ شہداء وہ لوگ ہیں جنہوں نے راہ خدا میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ صالحین وہ دیندار لوگ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو احسن طریقے سے ادا کرتے ہوں ان کے اعمال، احوال اور ظاہر و باطن اچھے اور پاک صاف ہوں۔ (خزائن العرفان)

(۵) وَقَوْلُهٗ،
مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ
اللّٰهَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔" (النساء ۴ آیت ۸۰)

(۶) وَقَوْلُهٗ،
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے" (الاحزاب ۳۳ آیت ۲۱)

۱۴۲ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا
قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ہمارے اس (دین) میں ایسی بات پیدا کرے جو

لَيْسَ مِنْهُ رَدٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

۱۴۳ (۲) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَّشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ .

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۴۴ (۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهُ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۴۵ (۴) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قِيْلَ مَنْ اَبٰى قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى .

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۴۶ (۵) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالُوْا اِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهُ مَثَلًا قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَّجَعَلَ فِيْهَا مَاْدُبَةً وَّبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَكَلَ مِنَ الْمَاْدُبَةِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنَ الْمَاْدُبَةِ

اس دین میں نہیں ہے تو وہ قابل رد ہے (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا واضح رہے کہ سب سے بہترین کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین سیرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور بدترین امور نئی باتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے (مسلم شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام لوگوں میں زیادہ مبغوض تین شخص ہیں حرم (مکہ مکرمہ) میں بے دینی کا رواج دینے والا۔ اسلام میں جاہلیت کا طریقہ چاہنے والا۔ ناحق کسی مسلم کے خون کا خواہاں کہ اس کی خونریزی کرے (بخاری شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی بجز اس شخص کے جو انکار کرے، دریافت کیا گیا کہ انکار کرنے والے سے مراد کون ہے؟ فرمایا جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا (بخاری شریف)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس چند فرشتے حاضر ہوئے اور آپ نیند میں تھے انھوں نے کہا کہ تمھارے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک مثال ہے اس کو بیان کرو، بعض فرشتوں نے کہا کہ وہ نیند میں ہیں اور بعض نے کہا کہ ان کی آنکھ سو رہی ہے لیکن دل بیدار ہے تو پھر وہ کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان تعمیر کیا اور مکان میں کھانا تیار کیا اور ایک دعوت دینے والے کو بھیجا جس نے دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کیا تو مکان میں

فَقَالُوْا اَوِّلُوْهَا لَهٗ يَفْقَهْهَا قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا الدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

داخل ہوا اور کھانا کھایا اور جس نے دعوت قبول نہیں کی وہ نہ گھر میں داخل ہوا اور نہ کھانا کھایا فرشتوں نے آپس میں کہا کہ اس کی وضاحت بیان کرو تاکہ وہ اس کو سمجھیں، بعضوں نے کہا وہ تو سو رہے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ بند ہے اور دل بیدار ہے فرشتوں نے اس مثال کی وضاحت یوں کی کہ وہ مکان جنت ہے اور (بلانے والے) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں تو جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں یعنی مومن و کافر میں فرق کرنے والے ہیں (بخاری شریف)

ف: حضور اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرق کرنے والے ہیں حق اور باطل میں، کافر اور مؤمن میں، صالح اور فاسق میں کھانے سے مراد بہشت کی نعمتیں ہیں اور شخص سے مراد اللہ تعالیٰ ہیں۔ یہ دونوں باتیں بالکل ظاہر تھیں اس لیے فرشتوں نے ان کی وضاحت نہیں کی۔

۱۳۷/۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا بِهَا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ النَّهَارَ اَبَدًا وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ تین شخص (یعنی حضرت علی، حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیبیوں کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت گزاری کے متعلق دریافت کریں جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت گزاری کی ان کو تفصیل سنائی گئی تو گویا انھوں نے اس کو کم سمجھا اور انھوں نے کہا ہم کہاں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں، ان میں سے ایک نے کہا اب میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ دن میں روزہ رکھوں گا اور کسی دن کا روزہ نہیں چھوڑوں گا اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی نکاح نہ کروں گا پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس تشریف لائے فرمایا تم ہی وہ لوگ ہو جنھوں نے ایسا ایسا کہا ہے سنو! خدا کی

وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

قسم میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، اور سب سے زیادہ تقویٰ کرتا ہوں اور کبھی (نفل) روزے رکھ لیتا ہوں اور کبھی چھوڑ دیتا ہوں رات میں نمازیں بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں تو جو میرے طریقے سے رُوگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)۔

۱۳۸/۷ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا فَرَخَّصَ فِیْہِ فَتَنَزَّہَ عَنْہُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَّتَنَزَّھُوْنَ عَنِ الشَّیْءِ اَصْنَعُہٗ فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُھُمْ بِاللّٰہِ وَاَشَدُّھُمْ لَہٗ خَشْیَۃً۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو اس کے متعلق رخصت دے دی ایک قوم نے اس کے کرنے سے پرہیز کیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی خبر ملی تو آپ نے خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، پھر فرمایا اس قوم کا کیا حال ہے کہ ایسی بات سے پرہیز کرتی ہے جس کو میں کرتا ہوں، خدا کی قسم میں ان تمام کی نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ واقف اور ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں (بخاری و مسلم)

۱۳۹/۸ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَھُمْ یُؤَبِّرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا کُنَّا نَصْنَعُہٗ قَالَ لَعَلَّکُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا کَانَ خَیْرًا فَتَرَکُوْہُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَکَرُوْا ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِہٖ وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ رَّاْیِیْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور اہلِ مدینہ (کھجور کے نر درخت کے پھول مادہ درخت میں ڈالا کرتے تھے) آپ نے فرمایا کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم اس طرح کیا کرتے ہیں، فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو اچھا ہے تو ان لوگوں نے (یہ طریقہ) چھوڑ دیا تو کھجور کم نکلے۔ راوی نے کہا کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں ایک انسان ہوں، اگر میں تم کو تمہارے دین کی کوئی بات کہوں تو تم اس کو لے لو اور جب میں تم کو اپنی رائے سے کچھ کہوں تو میں ایک انسان ہوں۔ (مسلم شریف)

ف: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان صحابہ کو پیوندکاری سے منع فرمایا تھا۔ کہ نر شاخ کو مادہ شاخ کے ساتھ ملا کر نہ کرو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ان حضرات نے صبر سے کام نہ لیا بلکہ جلد ہی شکایت کر دی اگر وہ توکل کر کے کچھ روز نقصان برداشت کرتے تو بڑی برکت دیکھتے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رائے بھی مبارک ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باغ کے اس رمز سے بے خبر نہ تھے بلکہ صحابہ کو توکل کا سبق دیا تھا۔ آپ کی بہ بے خبری کیسے ہو سکتی ہے جبکہ رب تعالیٰ نے آپکو علم الاولین والآخرین سے نوازا ہے۔ مزید تحقیق کے لیے کتاب "جاء الحق وزھق الباطل"۔

اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے فرمان دو قسم کے ہیں۔ (۱) شرعی (۲) دنیوی۔ شرعی احکام لازم العمل ہیں کیونکہ وہاں نبوت و نورانیت کا لحاظ ہے مگر رائے مبارک کا قبول کر لینا مستحب ہے۔ نہ ماننے کا بھی اختیار ہے۔ لیکن رائے مبارک مصطفوی کو برا جاننا یا حقیر سمجھنا کفر ہے۔ یہی اہلسنت کا عقیدہ و عمل ہے اور یہی اس حدیث شریف کا مطلب ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ)

۱۴۰ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ یَا قَوْمِ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ فَاَطَاعَہٗ طَائِفَۃٌ مِّنْ قَوْمِہٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَھَلِھِمْ فَنَجَوْا وَکَذَّبَتْ طَائِفَۃٌ مِّنْھُمْ فَاَصْبَحُوْا مَکَانَھُمْ فَصَبَّحَھُمُ الْجَیْشُ فَاَھْلَکَھُمْ وَاجْتَاحَھُمْ فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِہٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَکَذَّبَ مَا جِئْتُ بِہٖ مِنَ الْحَقِّ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور اس دین کی مثال جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر بھیجا ہے اس آدمی کے مانند ہے جو کسی قوم کے پاس آئے اور کہے اے قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک فوج کو دیکھا ہے جس سے میں تم کو یقین کے ساتھ ڈراتا ہوں جلد سے جلد یہاں سے نکل جاؤ۔ قوم کے ایک حصہ نے اس بات کو مان لیا اور اخیر رات میں نکل پڑے اور اطمینان سے چلے اور نجات پا گئے اور قوم کے دوسرے حصہ نے اس کو جھوٹا سمجھا وہ اسی جگہ پڑے رہے، فوج نے ان پر صبح صبح حملہ کر دیا اور ان کو پوری طرح ہلاک کر دیا یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے میری اطاعت کی اور میری لائی ہوئی باتوں کی پیروی کی (یعنی نجات پایا) اور یہ اس شخص کی بھی مثال ہے جس نے میری نافرمانی کی اور اس حق کی تکذیب کی جس کو لے کر میں آیا ہوں (یعنی عذاب میں گرفتار ہوا۔ (بخاری و مسلم)

۱۴۱ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَھَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَھٰذِہِ الدَّوَابُّ الَّتِیْ تَقَعُ فِی النَّارِ یَقَعْنَ فِیْھَا وَجَعَلَ یَحْجُزُھُنَّ وَیَغْلِبْنَہٗ فَیَقْتَحِمْنَ فِیْھَا فَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اس شخص کے مانند ہے جس نے آگ سلگائی جب اس کے اطراف (یعنی چاروں حصے) روشن ہو گئے تو پتنگے اور آگ میں گرنے والے کیڑے آگ میں گرنے لگے، ایسا ہی میں تم کو آگ میں گرنے سے بچانے کیلئے تمہاری کمر کو پکڑ رہا ہوں اور تم آگ میں گرنے جا رہے ہو (بخاری شریف)

وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهَا هٰذِهٖ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ
وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهَا وَقَالَ فِيْ اٰخِرِهَا قَالَ
فَذٰلِكَ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ
عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُوْنِيْ
تَقَحَّمُوْنَ فِيْهَا۔

۱۴۲/۱۱ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ مَا
بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ
كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ اَصَابَ اَرْضًا
فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ
الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ
وَكَانَتْ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ
فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا
وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً اُخْرٰى
اِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا
تُنْبِتُ كَلَاً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقِهَ فِيْ
دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ
فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ
بِذٰلِكَ رَاْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ
اُرْسِلْتُ بِهٖ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۴۳/۱۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الَّذِيْ
اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ
وَقَرَاَ اِلٰى وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ
قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاِذَا رَاَيْتِ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ
رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ
فَاُولٰئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّاهُمُ اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ۔

اور مسلم میں بھی یہاں تک اسی طرح ہے جس کے آخر میں یوں ہے) پس یہ میری اور تمہاری مثال ہے کہ میں تمہاری کمر پکڑے ہوئے ہوں کہ تم کو آگ سے بچاؤں میری طرف آؤ آگ سے بچو! میری طرف آؤ آگ سے بچو! مگر تم مجھ پر غالب ہو کر آگ میں گر رہے ہو (یعنی میرا کہنا نہیں سنتے ہو)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ہدایت اور علم کی مثال جس کو دے کر خدا تعالیٰ نے مجھ کو بھیجا ہے کثیر بارش کے مانند ہے جو کسی زمین پر برسے زمین کا ایک عمدہ حصہ تھا کہ جس نے پانی کو قبول کر لیا اور اس سے خشک گھاس اور تر گھاس کو بکثرت اگایا، اور زمین کا دوسرا حصہ سخت تھا جس نے پانی کو روک رکھا، اللہ تعالیٰ نے اس سے لوگوں کو نفع پہنچایا، لوگ خود پیتے اور جانوروں کو پلاتے اور کھیتی باڑی کی زمین کا تیسرا حصہ جو چٹیل میدان تھا نہ تو وہ پانی کو روک سکا اور نہ گھاس پات اگا سکے یہ مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اللہ نے اس کو اس علم و ہدایت سے نفع پہنچایا جس کو مجھے دے کر بھیجا ہے کہ اس نے خود علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور یہ اس شخص کی بھی مثال ہے جس نے اس ہدایت کی جانب توجہ نہیں کی اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کیا جس کو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ال عمران ۳، آیت ۷) یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ ترجمہ: "وہی ہے جس نے تم پر کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ جن کے معنی میں اشتباہ ہے۔ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو۔ اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے"۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ تو دیکھے اور (مسلم میں یوں ہے) جب تم ان کو دیکھو کہ جو متشابہ آیات کے پیچھے پڑ گئے ہیں تو سمجھ لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کا نام اللہ نے اس آیت میں (کج روی کرنے والے) رکھا ہے تو تم ایسے لوگوں سے دور رہو (بخاری و مسلم)

۱۴۴
۱۳
وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ هَجَّرْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَالَ فَسَمِعَ اَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اخْتَلَفَا فِيْ اٰيَةٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهِ الْغَضَبُ فَقَالَ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی آواز سنی جو ایک آیت کے بارہ میں اختلاف کر رہے تھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور آپ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار تھے فرمایا تم سے پہلے کے لوگ اللہ کی کتاب میں اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں (مسلم شریف)

ف : یہاں اختلاف سے مراد گمراہ فرقوں کا اختلاف ہے آئمہ مجتہدین کا اختلاف مراد نہیں، ایسا اختلاف تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی منقول ہے۔ جو باعث رحمت ہے۔ آئمہ مجتہدین کے اختلاف کے بارے میں فرمایا اِخْتِلَافُ اُمَّتِيْ رَحْمَةٌ "۔ لہٰذا آئمہ کے اختلاف کو سمجھنا چاہیے۔ گمراہ فرقوں سے بچنا چاہیے۔

۱۴۵
۱۴
وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا مَّنْ سَاَلَ عَنْ شَيْءٍ لَّمْ يُحَرَّمْ عَلَى النَّاسِ فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْئَلَتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ مسلمان ہے جس نے کسی ایسی چیز کا سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہ تھی مگر اس کے سوال کی وجہ سے وہ حرام کر دی گئی۔ (مسلم شریف اور بخاری شریف کی روایت بھی اسی طرح ہے)

۱۴۶
۱۵
وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِّنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں بہت سے دجال اور کذاب پیدا ہوں گے جو (عقائد فاسدہ اور احکام باطلہ ثابت کرنے کے لیے) ایسی حدیثیں

اباؤكم فاياكم واياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم۔

(رواه مسلم)

۱۴۷/۱۶ وعنه قال كان اهل الكتاب يقرءون التوراة بالعبرانية ويفسرونها بالعربية لاهل الاسلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوهم وقولوا امنا بالله وما انزل الينا الاية۔

(رواه البخاري)

۱۴۸/۱۷ وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كفى بالمرء كذبا ان يحدث بكل ما سمع۔

(رواه مسلم)

۱۴۹/۱۸ وعن ابي مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من نبي بعثه الله في امة قبلي الا كان له في امته حواريون واصحاب ياخذون بسنته ويقتدون بامره ثم انها تخلف من بعدهم خلوف يقولون ما لا يفعلون ويفعلون ما لا يؤمرون فمن جاهدهم بيده فهو مؤمن ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ومن جاهدهم بقلبه فهو مؤمن وليس وراء ذلك من الايمان حبة خردل۔

(رواه مسلم)

۱۵۰/۱۹ وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من دعا الى هدى كان له من الاجر مثل اجور من

بیان کریں گے جن کو نہ تو تم نے سنا اور نہ تمہارے باپ دادا نے۔ ان سے تم دور رہو، کہیں وہ تم کو گمراہ نہ بنا دیں اور فتنہ میں مبتلا نہ کردیں۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ اہل کتاب تورات کو عبرانی زبان میں پڑھ کر اہل اسلام کے لیے عربی میں اس کی تفسیر کیا کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب کی نہ تو تصدیق کرو اور نہ تکذیب بلکہ یوں کہو" ترجمہ: کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا۔ (پ بقرہ آیت ۱۳۶) (بخاری شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ جو کچھ سن لے اس کو (بلا تحقیق) بولتا پھرے (مسلم شریف)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کسی امت میں بھیجا ہے لازمًا اس نبی کے لیے اس کی امت میں چند مددگار اور ساتھی رہے ہیں جو اس نبی کے طریقہ پر پابند رہے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے رہے ان کے بعد ان کے برے جانشین آئے جو ایسی باتیں کہتے رہے جو خود نہیں کرتے تھے اور ایسے کام کرتے سے جن کے کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا ایسے لوگوں کے ساتھ جس نے ہاتھ سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے ان کے ساتھ زبان سے جہاد کیا (یعنی منع کیا) وہ بھی مومن ہے اور اس کے سوا ایمان کا کوئی درجہ رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں ہے (یعنی جس نے دل سے برا جانا تو گویا بری بات پر راضی ہوا پس یہ کفر ہے۔
(مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہدایت کی طرف بلاتا ہے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا

تَبِعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَۃٍ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِھِمْ شَیْئًا۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

جتنا اس ہدایت پر عمل کرنے والے کو ملے گا اور ان پیروی کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ کرے گا اور جس نے گمراہی کی جانب بلایا تو اس پر اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس گمراہی کے عمل کرنیوالا پر ہوگا اور یہ گناہ اس پر عمل کرنے والوں کے گناہوں میں سے کوئی کمی نہیں کرے گا۔ (مسلم شریف)

۱۵۱/۲۰ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کا آغاز غریب الوطنی میں ہوا اور عنقریب لوٹ کر ایسا ہی غریب الوطن بن جائے گا جیسا کہ شروع ہوا تھا پس خوشی ہو غریب الوطنوں کے لیے (مسلم شریف)

۱۵۲/۲۱ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَأْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان مدینہ کی جانب سمٹ کر آجائے گا جس طرح کہ سانپ چاروں طرف پھر کر واپس اپنی بل میں آجاتا ہے (بخاری ومسلم)

۱۵۳/۲۲ وَعَنْ رَبِیْعَۃَ الْجُرَشِیِّ قَالَ اُتِیَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقِیْلَ لَہٗ لِتَنَمْ عَیْنُكَ وَلْتَسْمَعْ اُذُنُكَ وَلْیَعْقِلْ قَلْبُكَ قَالَ فَنَامَتْ عَیْنِیْ وَسَمِعَتْ اُذُنَایَ وَعَقَلَ قَلْبِیْ قَالَ فَقِیْلَ لِیْ سَیِّدٌ بَنٰی دَارًا فَصَنَعَ فِیْھَا مَأْدُبَۃً وَاَرْسَلَ دَاعِیًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَکَلَ مِنَ الْمَأْدُبَۃِ وَرَضِیَ عَنْہُ السَّیِّدُ وَمَنْ لَمْ یُجِبِ الدَّاعِیَ لَمْ یَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ یَاْکُلْ مِنَ الْمَأْدُبَۃِ وَسَخِطَ عَلَیْہِ السَّیِّدُ قَالَ فَاللّٰہُ السَّیِّدُ وَمُحَمَّدٌ الدَّاعِیْ وَالدَّارُ الْاِسْلَامُ وَالْمَأْدُبَۃُ الْجَنَّۃُ۔

(رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

حضرت ربیعۃ الجرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں چند فرشتے دکھائی دیئے اور آپ سے کہا گیا کہ تمھاری آنکھ سو جائے اور کان سنتے رہیں اور دل سمجھتا رہے، آپ نے فرمایا میری آنکھ سوگئی اور میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرا دل سمجھا (آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے کہا گیا کہ ایک سردار نے مکان بنایا اور اس میں کچھ کھانا تیار کیا اور ایک دعوت دینے والے کو بھیجا تو جس نے بلانے والے کی دعوت قبول نہیں کی۔ وہ گھر میں داخل نہیں ہوا، اور کھانا بھی نہیں کھایا اور اس سے سردار ناراض ہوا آپ نے فرمایا کہ سردار تو اللہ تعالیٰ ہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعوت پہچانے والے ہیں اور مکان اسلام ہے اور کھانا جنت ہے۔ (دارمی)

۱۵۴/۲۳ وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اُلْفِیَنَّ

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

أَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللهِ اتَّبَعْنَاهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُودَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ۔

کہ ہرگز نہ پاؤں میں تم میں سے کسی کو اس طرح کہ وہ اپنی کرسی پر ٹیک لگائے ہو، اور اس کے پاس میری کوئی حدیث پہنچے جس میں میں نے حکم کیا ہے یا جس میں میں نے منع کیا ہے اور اس پر وہ کہے کہ میں نہیں جانتا (یعنی اس حدیث کو نہیں مانتا) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جو کچھ ہم نے پایا ہے اس کی ہم پیروی کریں گے (امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اس کی روایت کی ہے)

ف: اس حدیث میں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منکرین حدیث کے متعلق واضح اشارہ فرمایا ہے کہ وہ از راہ جہالت یوں کہا کریں گے کہ کتاب اللہ کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے اور اس کے سوا ہم کسی کی پیروی نہیں کرتے حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس طرح قرآن عطا ہوا ہے اسی طرح حدیث بھی عطا ہوئی ہے اور شریعت کے احکام جس طرح قرآن سے ثابت ہوتے ہیں اسی طرح احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہوتے ہیں اس کے بعد جو حدیثیں آرہی ہیں وہ بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔

۱۵۵ (۲۴) وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ كَمَا حَرَّمَ اللهُ أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْأَهْلِيُّ وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوهُ فَإِنْ لَمْ يَقْرُوهُ فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ نَحْوَهُ وَكَذَا ابْنُ مَاجَةَ إِلَى قَوْلِهِ كَمَا حَرَّمَ اللهُ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللهُ الْبَارِيُّ قَوْلُهُ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوهُ فَإِنْ لَمْ يَقْرُوهُ فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی طرح سن لو! مجھے قرآن دیا گیا اور اسی کے ساتھ اس کے مماثل حدیث دی گئی سن لو! عنقریب ایک شخص پیٹ بھرا ہوا اپنی کرسی پر تکیہ کئے ہوئے کہے گا کہ اس قرآن کو لے لو، اس میں جو چیز حلال پاؤ اس کو حلال سمجھو، اور جس چیز کو حرام پاؤ اس کو حرام سمجھو حالانکہ خدا کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح بعض چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ گھریلو گدھا تمہارے لیے حلال نہیں ہے لیکن ایسی صورت میں کہ اس کا مالک اس راستہ میں گری ہوئی چیز کی پروا نہ رکھتا ہو، اور جو شخص کسی قوم کے پاس مہمان جائے تو اس قوم پر اس کی مہمانی ضروری ہے اگر وہ اس کی مہمانی نہ کرے تو مہمان اس سے بقدر مہمانی جبراً حاصل کر سکتا ہے اور دارمی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ابن ماجہ نے کَمَا حَرَّمَ اللهُ تک ایسا ہی روایت کی سے ہے)۔

ف۱: ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوْهُ فَإِنْ لَّمْ يَقْرُوْهُ فَلَهٗ أَنْ يُّعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ (قوم کے مہمان کی ضیافت قوم پر ضروری ہے اگر وہ اس کی مہمانی نہ کریں تو وہ ان سے بقدر مہمانی جبراً حاصل کر سکتا ہے) یہ حکم ابتداء اسلام میں ضروری تھا اور میزبان سے بقدر میزبانی حاصل کر لینا منجملہ ان واجبات کے ہے جو وجوب زکوٰۃ سے منسوخ ہو چکے ہیں۔

ف۲: اس حدیث میں گھریلو گدھے کی حرمت کا ذکر ہے جو صرف سنت یعنی حدیث سے ثابت ہے، کتاب اللہ میں اس کا ذکر نہیں ہے اور یہ حکم بطور مثال بیان کیا گیا ہے۔ اسی پر انحصار مقصود نہیں، اس کا ذکر طیبی نے کیا ہے اور اسی طرح بہت سی چیزیں بھی حدیث سے حرام کر دی گئی ہیں اور حدیث میں ذمی کی گری ہوئی چیز کا بطور خاص ذکر فرمایا گیا ہے کہ اس سے معاہدہ کے اہتمام کا اظہار مقصود ہے کیونکہ کافر کی ملک ہونے کی وجہ سے اس کو اٹھا لینے اور اس کو لے لینے کا خیال پیدا ہوتا ہے حالانکہ کافر سے معاہدہ ہونے کے بعد معاہدہ کا لحاظ شریعت میں نہایت ضروری ہے (از مرقات)

ف۳: "فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوْهُ" راہِ خدا کے مجاہد کی مہمانی کے لزوم کا حکم ابتداء اسلام میں تھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہاد کے لیے فوج کے جتھے روانہ فرماتے تھے جن کا گذر عرب کے قبیلوں پر ہوتا تھا، مہمان کے لیے نہ تو کوئی بازار ہوتا کہ کھانا خرید لیں اور نہ فوجیوں کے ساتھ توشہ ہوتا۔ اس لئے قبیلوں پر ان فوجیوں کی مہمانی لازمی قرار دی گئی تاکہ ان کا سفر منقطع نہ ہو جائے مگر جب اسلام قوی ہو گیا تو عام طور سے رحم و کرم کا سلوک بھی عام کر دیا گیا اور میزبانی کا لزوم منسوخ کر دیا گیا البتہ صرف جواز اور استحباب باقی رہ گیا۔ (از مرقات)

۱۵۶
۲۵
وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى أَرِيْكَتِهٖ يَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ أَلَا وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ أَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ أَشْيَاءَ إِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ أَوْ أَكْثَرُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ وَلَا أَكْلَ ثِمَارِهِمْ إِذَا أَعْطَوْكُمُ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کا یہ خیال ہے کہ وہ اپنی کرسی پر تکیہ لگائے یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ نے سوائے ان چیزوں کے کسی کو حرام نہیں فرمایا جن کا ذکر قرآن میں ہے۔ سنو! خدا کی قسم میں نے حکم بھی دیا ہے وعظ بھی کہا ہے اور کئی ایسی چیزوں سے منع کیا ہے جو قرآن کی ممنوعہ چیزوں کے مثل ہیں یا ان سے زائد ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ جائز قرار نہیں رکھا ہے کہ تم اہل کتاب کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر داخل ہو جاؤ اور نہ اس کی اجازت دی ہے کہ تم ان کی عورتوں کو مار پیٹ کرو، اور نہ اس کی اجازت ہے کہ ان کے پھلوں کو کھاؤ، جبکہ وہ اس رقم کو ادا کریں جس کی ادائگی

ان پر واجب ہے۔ (ابوداؤد شریف)

١٥٧/٢٦ وَعَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرِ الصَّلٰوةَ۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر ہماری جانب متوجہ ہوئے اور ایسا بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا کہ آنسو نکل پڑے اور دل خوف سے لرز گئے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ وعظ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک رخصت کرنے والے شخص کا وعظ ہے لہٰذا آپ ہم کو کچھ وصیت فرمایئے ارشاد ہوا میں تم کو خدا سے ڈرتے رہنے اور (حاکم کی) اطاعت اور تابعداری کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ تمہارا امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لیے میرے بعد جو بھی تم میں زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا ایسی حالت میں تم پر میری سنت اور نیک ہدایت یافتہ خلفاء کا طریقہ اختیار کرنا ضروری ہوگا، ان طریقوں کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو، اور نئی نئی باتوں سے بچتے رہو، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ) (ترمذی اور ابن ماجہ میں نماز پڑھانے کا ذکر نہیں ہے)۔

١٥٨/٢٧ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِّنْهَا شَيْطَانٌ يَّدْعُوْ اِلَيْهِ وَقَرَاَ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ الْاٰيَةَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا اور پھر فرمایا یہ خدا کا راستہ ہے، پھر اس خط کے سیدھے اور بائیں جانب چند خطوط کھینچے اور فرمایا یہ چند راستے ہیں ان میں سے ہر ایک راستہ پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (سورۃ انعام آیت ۱۵۳) تلاوت فرمائی۔ ترجمہ "اور کہہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو۔" (امام احمد، نسائی اور دارمی)

١٥٩/٢٨ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ أَرْبَعِيْنِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَيْنَاهُ فِيْ كِتَابِ الْحُجَّةِ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۶۰/۲۹ وَعَنْ بِلَالِ بْنِ الْحٰرِثِ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِيْ قَدْ أُمِيْتَتْ بَعْدِيْ فَإِنَّ لَهٗ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلَ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۶۱/۳۰ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدِّيْنَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْحِجَازِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلٰى جُحْرِهَا وَلَيَعْقِلَنَّ الدِّيْنُ مِنَ الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْأُرْوِيَّةِ مِنْ رَّأْسِ الْجَبَلِ إِنَّ الدِّيْنَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ وَهُمُ الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ سُنَّتِيْ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۶۲/۳۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أُمَّتِيْ كَمَا أَتٰى عَلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کی خواہش اس دین کی تابع نہ بن جائے جس کو میں لایا ہوں (امام بغوی نے شرح السنۃ میں اس کی روایت کی ہے اور امام نووی نے اپنی اربعین میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کو ہم نے کتاب الحجۃ میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے)

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری کسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مردہ ہو گئی تھی (یعنی اس پر خود عمل کیا اور لوگوں کو اس پر عمل کرایا) تو اس کو اس پر عمل کرنیوالوں کے ثواب کی طرح بھی ثواب ملے گا اور اس سے ان کے اجر میں کسی قسم کی کمی نہ ہو گی اور جس نے کوئی نئی گمراہ کن بات ایجاد کی جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پسند نہیں کرتے ہیں تو اس کو اس کے عمل کرنیوالوں کا گناہ بھی ملے گا اور اس سے ان عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کسی قسم کی کمی نہ ہو گی۔ (ترمذی شریف)

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین حجاز میں سمٹ کر آجائے گا جس طرح سانپ چاروں طرف گھوم کر واپس اپنی بل میں آجاتا ہے اور دین حجاز میں اس طرح پناہ گزین ہو گا جس طرح پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی میں پناہ گزین ہوتی ہے اور دین کی ابتدا غریب الوطنی سے ہوئی ہے اور عنقریب پھر اس کی یہی حالت ہو گی جس طرح کہ اس کی ابتداء ہوئی تھی پس غریب الوطنوں کو خوشخبری ہو، اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو میری سنت کو درست کریں گے جس کو میرے بعد لوگوں نے بگاڑ دیا تھا۔ (ترمذی شریف)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ضرور میری امت میں وہ تمام باتیں اس طرح پوری پوری ہوں گی جو بنی اسرائیل میں ہوئی ہیں حتیٰ کہ اگر ان

مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً تَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ اَحْمَدَ وَاَبِيْ دَاوٗدَ عَنْ مُعَاوِيَةَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ وَاِنَّهٗ سَيَخْرُجُ فِيْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ تَتَجَارٰى بِهِمْ تِلْكَ الْاَهْوَآءُ كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ بِصَاحِبِهٖ لَا يَبْقٰى مِنْهُ عِرْقٌ وَّلَا مَفْصَلٌ اِلَّا دَخَلَهٗ۔

میں سے کسی شخص نے علانیہ اپنی ماں سے زنا کا ارتکاب کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو ایسا ہی کرے گا اور بنی اسرائیل (۷۲) بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت (۷۳) تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور سوائے ایک فرقہ کے سب کے سب دوزخ میں جائیں گے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ ایک نجات پانے والا فرقہ کونسا فرقہ ہوگا؟ فرمایا وہی فرقہ نجات پانے والا ہوگا جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں ترمذی اور امام احمد اور ابو داؤد نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے (۷۲) بہتر فرقے آگ میں اور ایک فرقہ جنت میں ہوگا اور وہ ایسی جماعت (یعنی سواد اعظم ہوگی) جو کتاب وسنت پر قائم رہے گی اور عنقریب میری امت میں چند ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن میں ہوا (یعنی نفسانی خواہشات) اس طرح سرایت کر جائیں گے جس طرح کہ کسی مریض میں مرض کلب (کتے کا ٹنے کی بیماری) سرایت کر جاتی ہے کہ کوئی رگ اور جوڑ ایسا نہیں ہوتا جس میں یہ بیماری سرایت نہ کرتی ہو۔

ف: بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹی تو فرمایا میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ایک ہدایت پر ہوگا باقی سب گمراہ ہوں گے۔ خیال رہے جیسے بعض بنی اسرائیل نبیوں کے دشمن ہیں ایسے ہی مسلمانوں میں بعض فرقے سید الانبیاء کے دشمن ہیں اور جیسے بعض بنی اسرائیل انبیاء کو خدا کا بیٹا مان بیٹھے تھے ایسے ہی مسلمانوں میں بعض جاہل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو عین خدا اور خدا تعالیٰ کی جز مانتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کسی طرح کی بھی جائز نہیں۔ چاہے تنقیص شان کرے یا جز و باری تعالیٰ بنا کر۔ یہ دونوں نا جائز ہیں۔

دوسری بات جس مسئلے میں اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوں وہی حق ہے اور عین سنت بھی۔ صحابہ ایمان کی کسوٹی ہیں۔ جس کا ایمان ان سا ہوگا وہی مؤمن جیسا کہ قرآن میں ہے "تو اگر وہ ایمان لائیں ایسا جیسا کہ (اے صحابہ) تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا جائیں گے" تو یہاں ایمان سے مراد عقیدے ہیں مطلب یہ ہوا جس کا عقیدہ صحابہ کرام کے عقید سے کے مطابق ہوگا وہ مؤمن ہے اور ان کے اعمال کی کی اصل عہد صحابہ میں موجود ہو۔ تو وہ مؤمن۔ فروعی اعمال میں آج لاکھوں ایسے مسائل ہیں جو زمانہ صحابہ میں موجود نہیں تھے آج ان کے کرنے والے دوزخی نہیں ہیں۔ صحابہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی قادری نقشبندی نہ تھے انہوں نے بخاری ومسلم حدیث کی کتابیں نہ پڑھی تھیں۔ آج کل کی طرح مدارس اسلامی نہ بنائے تھے۔ ہوائی جہازوں راکٹوں میزائیلوں اور ریموٹ کنٹرول سے حملے کرنے کے لیے یہ آلات موجود نہ تھے۔ لہذا یہ حدیث وہابیوں کی دلیل نہیں بن سکتی کہ یہ

بدعت سیئہ ہے وہ بدعت ہے۔ ہر نئی چیز بدعت نہیں بلکہ بدعت وہ ہے جو دین میں فساد پیدا کرے۔ جو ایجاد طریقہ صحابہ کرام کے مطابق ہو درست ہے بدعت کی بحث کے لیے جاء الحق کا مطالعہ مفید ہے۔

۱۶۳/۳۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْقَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَّيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو یا یوں فرمایا کہ امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے تو جو جماعت سے الگ ہوا وہ (جنتیوں کی جماعت سے الگ کرکے) دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (ترمذی شریف)

۱۶۴/۳۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی جماعت کا اتباع کرو، اس لیے کہ جو جماعت سے جدا ہوا وہ تنہا آگ میں ڈال دیا جائے گا (ابن ماجہ)

ف: جنتی ہونے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ (۱) سنت کی پیروی (۲) جماعت مسلمین کے ساتھ رہنا اسی لیے ہمارے مذہب کا نام اہلسنت و جماعت ہے۔ جماعت سے مراد مسلمانوں کا بڑا گروہ ہے جس میں صحابہ تابعین تبع تابعین آئمہ دین فقہا، محدثین علما، صوفیا، اور اولیاء اللہ شامل ہوں، یہ جماعت اہلسنت ہی ہے جس میں سب ہستیاں موجود ہیں۔ اس لیے ہمیشہ وہ عقائد اختیار کرنے چاہییں جو مسلمانوں کی بڑی جماعت کے ہوں اور مسلمانوں کی بڑی جماعت نے آیات قرآنی واحادیث نبوی کے جو معانی سمجھ کر بیان فرمائے ہیں وہی حق ہیں جیسے خاتم النبیین کا معنی ہے آخری نبی اور صلوۃ و زکوٰۃ کا معنی و مفہوم مروجہ نماز و مروجہ زکوٰۃ ہے تو جو یہ کہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں بلکہ اصلی نبی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور بعد میں آپ کی وساطت سے نبی آسکتے ہیں وہ جھوٹا اور جماعت مسلمین کا منکر ہے اسی طرح صلوۃ و زکوٰۃ سے کچھ اور مراد لے تو یہ بھی غلط ہے۔ (مرأۃ شرح مشکوۃ)

۱۶۵/۳۴ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ وَلَيْسَ فِيْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ يَا بُنَيَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِيْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا ہے کہ اے پیارے بیٹے! اگر تجھے اس بات پر قدرت ہو کہ تیری صبح و شام ایسی گذرے کہ تیرے دل میں کسی کی نسبت کوئی برائی نہ آئے تو اس طرح گذار دے، پھر ارشاد ہوا اے بیٹے یہ میرا طریقہ ہے، جس نے میرے طریقہ کو پسند کیا اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا (ترمذی شریف)

۱۶۶/۳۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الزُّهْدِ لَهٗ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری امت کے بگڑ جانے کے زمانہ میں میری سنت کا پابند رہا تو اس کو (۱۰۰) شہیدوں کا اجر ملے گا (امام بیہقی نے اس کی روایت اپنی کتاب الزہد میں کی ہے)۔

۱۶۷/۳۶ وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ اِنَّا نَسْمَعُ اَحَادِيْثَ مِنْ يَّهُوْدٍ تُعْجِبُنَا اَفَتَرٰى اَنْ تَكْتُبَ بَعْضَهَا فَقَالَ اَمُتَهَوِّكُوْنَ اَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً وَلَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ ہم یہود سے چند باتیں سنتے ہیں جو ہم کو پسند آتی ہیں، کیا آپ کی اجازت ہے کہ ہم اس کو قلم بند کریں، ارشاد ہوا کیا تم یہود ونصاریٰ کی طرح حیران وسرگرداں ہو جس طرح کہ یہود ونصاریٰ حیران ہوئے ہیں، میں تمھارے پاس روشن اور واضح اور پاک وصاف دین لایا ہوں، اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا ان کو کوئی چارہ کار نہ ہوتا (امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہے)

۱۶۸/۳۷ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ لَكَثِيْرٌ فِي النَّاسِ قَالَ وَسَيَكُوْنُ فِيْ قُرُوْنٍ بَعْدِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پاک (یعنی حلال) غذا کھائے اور سنت پر عمل کیا کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج ایسے لوگ بہت ہیں فرمایا میرے بعد کے زمانوں میں بھی ایسے لوگ رہیں گے۔ (ترمذی شریف)

۱۶۹/۳۸ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ فِيْ زَمَانٍ مَنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَا اُمِرَ بِهٖ هَلَكَ ثُمَّ يَاْتِيْ زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ مَا اُمِرَ بِهٖ نَجَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسے زمانہ میں ہو کہ اگر تم میں سے کوئی شخص بھی ان باتوں کا دسواں حصہ ترک کردے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ ہلاک ہوگا، پھر ایک زمانہ آئے گا کہ اس زمانہ میں جو شخص ان باتوں کے دسویں حصہ پر عمل کرے گا جن کا اس کو حکم دیا گیا ہے تو وہ نجات پالے گا۔ (ترمذی شریف)

۱۷۰/۳۹ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ ھُدًی کَانُوْا عَلَیْہِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ مَا ضَرَبُوْہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ ھُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو قوم بھی ہدایت پانے کے بعد گمراہ ہوئی ہے وہ صرف دین میں جھگڑنے کی وجہ سے گمراہ ہوئی ہے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (سورۃ زخرف پ۲۵ آیت ۵۸) کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ترجمہ "انہوں نے تم سے یہ نہیں کہی مگر ناحق کے جھگڑنے کو بلکہ وہ ہیں جھگڑالو لوگ"۔ (امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

۱۷۱/۴۰ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لَا تُشَدِّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَیُشَدِّدُ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَاِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ فَشَدَّدَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ فَتِلْکَ بَقَایَاھُمْ فِی الصَّوَامِعِ وَالدِّیَارِ وَرَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ۔
(رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ (دین کے بارے میں) اپنے اوپر سختی نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی کرے گا۔ چنانچہ ایک قوم نے اپنے اوپر سختی کرلی تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر اس کو سخت ہی کردیا۔ چنانچہ گرجوں میں اور یہود کے عبادت خانوں میں ان کے باقیماندہ لوگ ہی تو ہیں کہ انھوں نے رہبانیت، (دنیا سے بے تعلقی) کو خود ایجاد کرلیا جس کو ہم نے ان پر لازم نہیں کیا تھا۔ (ابوداؤد شریف)

۱۷۲/۴۱ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی خَمْسَۃِ اَوْجُہٍ حَلَالٌ وَّحَرَامٌ وَّمُحْکَمٌ وَّمُتَشَابِہٌ وَّاَمْثَالٌ فَاَحِلُّوا الْحَلَالَ وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَاعْمَلُوْا بِالْمُحْکَمِ وَاٰمِنُوْا بِالْمُتَشَابِہِ وَاعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ ھٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِیْحِ وَرَوَی الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَلَفْظُہٗ فَاعْمَلُوْا بِالْحَلَالِ وَاجْتَنِبُوا الْحَرَامَ وَاتَّبِعُوا الْمُحْکَمَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کا نزول پانچ طرح پر ہوا ہے۔ حلال، حرام، محکم، متشابہ، امثال۔ حلال کو حلال سمجھو، اور حرام کو حرام، محکم آیتوں پر عمل کرو، اور متشابہ آیتوں پر ایمان لاؤ اور امثال (یعنی گذری ہوئی امتوں کے قصوں) سے عبرت حاصل کرو (یہ مصابیح کے الفاظ ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں جو روایت کی ہے وہ یہ ہے کہ حلال پر عمل کرو، اور حرام سے بچو اور محکم کی اتباع کرو)

ف محکم سے مراد قرآن کریم کی ایسی آیتیں ہیں جن کے معانی میں کوئی اشتباہ نہ ہو جیسے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (نماز پابندی سے باقاعدہ پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو) متشابہ وہ آیات ہیں جن کے معانی خوب واضح نہ ہوں اور ان کے کئی معانی ہوسکتے ہوں جیسے وَجَاءَ رَبُّکَ (تمہارا پروردگار آیا)۔

۱۷۳/۴۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَمْرُ ثَلَاثَةٌ اَمْرٌ بَيِّنٌ رُشْدُهٗ فَاتَّبِعْهُ وَاَمْرٌ بَيِّنٌ غَيُّهٗ فَاجْتَنِبْهُ وَاَمْرٌ اُخْتُلِفَ فِيْهِ فَكِلْهُ اِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکم تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ حکم جس کی ہدایت ظاہر ہے تو اس کی پیروی کیا کرو (جیسے نماز اور زکوٰۃ کا حکم) دوسرے وہ حکم جس کی گمراہی ظاہر ہے تو اس سے بچتے رہو، (جیسے زنا) تیسرے وہ حکم جس میں اختلاف کیا گیا ہے تو اس کو اللہ عزوجل کے سپرد کر دو، (جیسے قیامت کے دن کا تعین) وغیرہ (امام احمد)

۱۷۴/۴۳ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَاِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جس طرح بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے کہ وہ اکیلی دور رہنے والی اور کنارے پر چرنے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے تو تم تنہا راہِ اسلام کو چھوڑ کر گمراہی کی گھاٹیوں سے بچو، اور تم لازم کر لو جماعت کو اور جمہور کو (یعنی چھوٹے چھوٹے فرقوں میں نہ بٹ جاؤ (امام احمد)

۱۷۵/۴۴ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک بالشت بھی جماعت سے جدا ہو جائے تو اس نے اسلام کا طوق اپنی گردن سے اتار دیا۔ (امام احمد و ابوداؤد)

۱۷۶/۴۵ وَعَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ كَذَا فِى الْمُوَطَّا ۔

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور مرسل روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں ایسی دو باتیں چھوڑ رہا ہوں، جب تک تم ان پر عمل کرتے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب دوسرے اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی سنت۔ (موطا)

۱۷۷/۴۶ وَعَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ

حضرت غضیف بن حارث ثمالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کبھی کسی قوم نے دین میں نئی بات

مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ إِحْدَاثِ بِدْعَةٍ. (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

نکال لی تو اتنی ہی سنت اٹھالی جاتی ہے لہٰذا سنت پر عمل کرنا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔ (امام احمد)

۱۷۸/۴۷ وَعَنْ حَسَّانَ قَالَ مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِيْ دِيْنِهِمْ إِلَّا نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يُعِيْدُهَا إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب کبھی کسی قوم نے اپنے دین میں نئی بات ایجاد کرلی تو اللہ تعالیٰ اتنی سنت ان سے اٹھا لیتے ہیں، جس کو پھر قیامت تک ان کے پاس واپس نہیں پھیرتے۔ (دارمی)

۱۷۹/۴۸ وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ مُرْسَلًا.

حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد کی (امام بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت بطور مرسل کی ہے۔

۱۸۰/۴۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ تَعَلَّمَ كِتَابَ اللّٰهِ ثُمَّ اتَّبَعَ مَا فِيْهِ هَدَاهُ اللّٰهُ مِنَ الضَّلَالَةِ فِي الدُّنْيَا وَوَقَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سُوْءَ الْحِسَابِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ مَنِ اقْتَدٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ لَا يَضِلُّ فِي الدُّنْيَا وَلَا يَشْقٰى فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى. (رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تعلیم پائی پھر اس کے احکام کی تعمیل کی تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کو گمراہی سے بچائیں گے اور قیامت میں اس کو برے حساب سے محفوظ رکھیں گے اور ایک دوسری روایت میں (ایسا بھی) آیا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی پیروی کی تو وہ دنیا میں گمراہ نہ ہوگا اور آخرت میں بدنصیب نہ ہوگا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (سورۃ طٰہٰ ۲۰ آیت ۱۲۳) کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ ترجمہ: "تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا وہ نہ بھٹکے اور نہ بدبخت ہو" (رزین)

۱۸۱/۵۰ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا صِرَاطًا مُسْتَقِيْمًا وَعَنْ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ سُوْرَانِ فِيْهِمَا أَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ وَعَلَى الْأَبْوَابِ سُتُوْرٌ مُرْخَاةٌ وَعِنْدَ رَأْسِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُوْلُ اسْتَقِيْمُوْا عَلَى الصِّرَاطِ وَلَا تَعْوَجُّوْا وَفَوْقَ ذٰلِكَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی ایک مثال اس طرح بیان کی ہے کہ ایک سیدھی راہ ہے، اور اس کے ہر دو جانب دو دیواریں ہیں جس میں دروازے کھلے ہوئے ہیں اور دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں سر راہ ایک پکارنے والا پکار رہا ہے کہ سیدھی راہ پر قائم رہو، اور ٹیڑھی راہ نہ

دَاعٍ يَدْعُوْ كُلَّمَا هَمَّ عَبْدٌ اَنْ يَّفْتَحَ شَيْئًا مِّنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ قَالَ وَيْحَكَ لَا تَفْتَحْهُ فَاِنَّكَ اِنْ تَفْتَحْهُ تَلِجْهُ ثُمَّ فَسَّرَهٗ فَاَخْبَرَ اَنَّ الصِّرَاطَ هُوَ الْاِسْلَامُ وَاَنَّ الْاَبْوَابَ الْمُفَتَّحَةَ مَحَارِمُ اللّٰهِ وَاَنَّ السُّتُوْرَ الْمُرْخَاةَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَاَنَّ الدَّاعِيَ عَلٰى رَأْسِ الصِّرَاطِ هُوَ الْقُرْاٰنُ وَاَنَّ الدَّاعِيَ مِنْ فَوْقِهٖ هُوَ وَاعِظُ اللّٰهِ فِيْ قَلْبِ كُلِّ مُؤْمِنٍ رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَكَذَا التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ اِلَّا اَنَّهٗ ذَكَرَ اَخْصَرَ مِنْهُ۔

۱۸۲/۵۱ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ اُولٰئِكَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا اَفْضَلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبَرَّهَا قُلُوْبًا وَاَعْمَقَهَا عِلْمًا وَاَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَلِاِقَامَةِ دِيْنِهٖ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى اٰثَرِهِمْ وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ۔

(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

۱۸۳/۵۲ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَةٍ مِّنَ التَّوْرَاةِ

چلو (یعنی دائیں اور بائیں جو دروازے ہیں ان کا رخ نہ کرو) اور اس سیدھے راستے پر ایک اور پکارنے والا بھی پکار رہا ہے جب کبھی بندہ ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے (وہی پکارنے والا کہتا ہے) افسوس اس کو نہ کھول، اگر تو اس کو کھول دے گا تو اس میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اس کی آپ نے تفسیر یوں فرمائی اور فرمایا کہ صراط سے مراد اسلام ہے، اور کھلے دروازے اللہ تعالیٰ کے محارم (یعنی حرام کردہ چیزیں) ہیں اور لٹکے ہوئے پردے اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں۔ راستہ پر کھڑا ہو کر پکارنے والا قرآن ہے اور اس کے اوپر جو دوسرا پکارنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا واعظ ہے جو ہر مومن کے دل میں ہے (جو ہر برائی کے وقت اس کو اس سے روکتا ہے مگر یہ اس کی نہ سن کر اس میں مبتلا ہو جاتا ہے) رزین، امام احمد، بیہقی، اور ترمذی میں اسی کا اختصار ہے)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا جو شخص کسی طریقہ پر چلنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ ان لوگوں کے طریقہ پر چلے جو اس دنیا سے گذر گئے ہیں کیونکہ زندہ شخص کو فتنہ سے بچنا دشوار ہے اور یہ لوگ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہیں جو اس امت میں افضل تھے جن کے دل نہایت نیک اور جن کا علم بہت وسیع تھا اور جو تکلف سے دور تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت ورفاقت اور دین کے قیام کے لیے منتخب فرمایا تھا ان کی فضیلت کو سمجھو، ان کے نقش قدم پر چلو اور جس قدر ہو سکے ان کے اخلاق و سیرت کو اختیار کرو کہ وہ حضرات راہ راست اور ہدایت مستقیم پر تھے۔ (رزین)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں تورات کا ایک

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مِّنَ التَّوْرَاةِ فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ مَا تَرٰى مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَّاَدْرَكَ نُبُوَّتِيْ لَاتَّبَعَنِيْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

۱۸۴/۵۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامِيْ لَا يَنْسَخُ كَلَامَ اللّٰهِ وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ كَلَامِيْ وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ بَعْضُهٗ بَعْضًا رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ.

وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمْعَاتِ وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ اَنَّ الْحَدِيْثَ يَكُوْنُ نَاسِخًا لِلْكِتَابِ فَالْمُرَادُ بِكَلَامِيْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَيْ مَا اَقُوْلُهٗ اِجْتِهَادًا وَّرَأْيًا وَلَوْ حُمِلَ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنَسْخِ الْقُرْاٰنِ فِي الْحَدِيْثِ الْاٰتِيْ عَلٰى مَعْنٰى نَسْخِ الْاَحَادِيْثِ الْقُرْاٰنَ بِاِضَافَةِ الْمَصْدَرِ اِلَى الْمَفْعُوْلِ لَثَبَتَ الْحَدِيْثُ نَاسِخًا لِلْكِتَابِ.

نسخہ لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ تورات کا ایک نسخہ ہے تو آپ نے سکوت فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو پڑھنا شروع کیا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک (غصہ سے) متغیر ہو رہا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعجب ہے "ثکلتک الثواکل" (یہ جملہ مقام تعجب میں کہا جاتا ہے) کیا تم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے تغیر کو نہیں دیکھ رہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا اور کہا میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں اس کے غضب سے اور اس کے رسول کے غضب سے ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے، اگر موسیٰ علیہ السلام تم میں ظاہر ہوتے اور تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو تم راہ راست سے گمراہ ہو جاتے اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو وہ بھی صرف میری پیروی کرتے (دارمی)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرا کلام اللہ تعالیٰ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے۔ (اور اللہ تعالیٰ کا بعض کلام بعض کو منسوخ کرتا ہے۔ (دار قطنی)

ف: شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لمعات میں لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ثابت ہے کہ حدیث بھی کتاب اللہ کی ناسخ ہوتی ہے لہذا اس حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کلامی (میرے کلام سے) مراد وہ قول ہے جس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر وحی کے اپنے اجتہاد اور رائے سے کہا ہے یعنی میرا ایسا کلام کلام اللہ کا ناسخ نہیں ہوتا۔

البتہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "کنسخ القرآن" جو اس کے بعد والی حدیث میں مذکور ہے اگر اس کے معنی مصدری کو مفعول کی طرف مضاف کر دیں تو اس معنی کے لحاظ سے حدیث کا ناسخ قرآن ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس صورت میں "کنسخ القرآن" کے معنی کنسخ الاحادیث القرآن" یعنی" احادیث کا قرآن کو منسوخ کرنا ہوں گے"

کتاب وسنت میں نسخ کی چار صورتیں

احناف کے نزدیک کتاب اور سنت میں نسخ کی چار صورتیں ہیں (۱) پہلی یہ کہ کتاب اللہ کی تنسیخ کتاب اللہ سے ہو (۲) دوسرے یہ کہ ایک سنت کی تنسیخ دوسری سنت سے ہو (۳) تیسرے یہ کہ کتاب اللہ کی تنسیخ سنت سے ہو (۴) چوتھے یہ کہ سنت کی تنسیخ کتاب اللہ سے ہو۔

شوافع کے نزدیک نسخ کی دو صورتیں

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اختلاف کی صورت میں خلاف کیا ہے لہٰذا ان کے پاس دو ہی صورتیں نسخ کی جائز ہوں گی۔ (۱) ایک یہ کہ کتاب اللہ کی ایک آیت کتاب اللہ کی دوسری آیت کو منسوخ کر دے (۲) دوسری صورت نسخ کی یہ ہوگی کہ ایک حدیث کے ذریعہ سے دوسری حدیث منسوخ قرار پائے۔

کلامی لاینسخ کلام اللہ سے کیا مراد ہے

حنفیہ کی دلیل یہ ہے چونکہ نسخ کے معنی حکم مطلق کی مدت کو بیان کرنا ہے کہ اس حکم کی مدت اتنی تھی پس یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے کلام کی مدت بیان فرما دیں یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے کلام کی مدت بیان کر دیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کَلَامِی لَا یَنْسَخُ کَلَامَ اللّٰہِ۔

(میرا کلام، کلام اللہ کو منسوخ نہیں کرتا) گو مذہبِ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بظاہر تائید کرتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہ منشاء ہے کہ جس چیز کو آپ بغیر وحی بطور اجتہاد یا بطور رائے فرما رہے ہوں وہ ناسخ قرآن نہیں ہے لیکن وہ احادیث جو وحی کے ذریعے سے ثابت ہو رہی ہیں وہ کتاب اللہ کی ناسخ ہوتی ہیں اور اس کی تائید ارشاد نبوی "کنسخ القرآن" سے ہوتی ہے اس حدیث کے بعد والی حدیث نمبر ۱۸۵۔ (اِنَّ اَحَادِیْثَنَا یَنْسَخُ الخ) کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث بعض احادیث کو اس طرح منسوخ کر دیتی ہیں جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعض احادیث بعض قرآن کو منسوخ کرتی ہیں۔ کنسخ القرآن میں (نسخ) مصدر کی اضافت قرآن کی جانب جاتی ہے جو مفعول ہے اور فاعل احادیث ہے یعنی حدیث کو قرآن کے لیے ناسخ کہا جائے گا۔

حدیث سے کتاب اللہ کے منسوخ ہونے کی بحث

نسخ کی پہلی قسم یعنی حدیث سے کتاب اللہ کے منسوخ ہونے کی مثال یہ ہے۔ والدین اور قرابتداروں کے لیے وصیت کا حکم قرآنی حکم تھا جو حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ" (وارث کے لیے وصیت نہیں کرنا چاہیے) سے منسوخ ہوگیا۔ اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اس حدیث سے وصیت والی آیت کو جو منسوخ قرار دیا جا رہا ہے اس کی ناسخ تو دراصل آیت میراث ہے نہ کہ یہ حدیث اس کا جواب یہ ہے کہ منسوخ آیت میں صرف وصیت کا ذکر ہو۔ البتہ وہی حدیث جس میں صرف وصیت کا ذکر ہے منسوخ آیت کی ناسخ ہو سکتی ہے۔

اس کی دوسری مثال قول نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرِثُ" ہے (ہم انبیاء کی جماعت کسی کو وارث نہیں بناتے) یہ حدیث بھی آیت میراث کے ایک خاص حصہ کی جو نبیوں سے متعلق ہے ناسخ ہوتی ہے اور باقی آیت اپنے حال پر رہے گی۔ اس دوسری مثال سے بھی حدیث کا کلام اللہ کے لیے ناسخ ہونا ثابت ہوتا ہے، واضح رہے کہ یہ نسخ کی پہلی قسم یعنی حدیث کے ناسخ قرآن ہونے کی مثالیں ہیں۔

قرآن سے حدیث کا منسوخ ہونا

نسخ کی دوسری قسم "وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ كَلَامِي" ہے یعنی اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے اور اس سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے۔ اور نسخ کی اس دوسری قسم کی مثال یہ ہے۔ بیت المقدس کی جانب رخ کرنے کا حکم یوں منسوخ ہوا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ کی جانب رخ کر کے نماز ادا فرماتے تھے۔ بعد ازاں بیت المقدس کی جانب متوجہ ہو کر نماز پڑھنے لگے اور اس پر قرآن کا کوئی حکم موجود نہیں تھا اور پھر یہ عمل قول باری تعالیٰ "فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" (آپ اپنے رخ کو مسجد حرام کی جانب کر دیجئے) سے منسوخ ہوا۔

قرآن کی ایک آیت کا دوسری آیت کو نسخ کرنا

نسخ کی تیسری قسم کی مثال "وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ بَعْضُهٗ بَعْضًا" (کلام اللہ کی بعض آیتیں بعض آیات کو منسوخ کر دیتی ہیں) اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں اور اس کی مثال صلح کی آیات ہیں جو جہاد کی آیتوں سے منسوخ ہوگئیں۔

ایک حدیث سے دوسری حدیث کو منسوخ کرنے کی بحث

اب رہ گئی چوتھی قسم وہ نسخ السنۃ بالسنۃ ہے یعنی ایک حدیث سے دوسری حدیث منسوخ قرار پائے اور اس کے جائز ہونے پر سب کا اتفاق ہے اس کی مثال حدیث شریف "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ اَلَا فَزُوْرُوْهَا" ہے (یعنی میں نے تم کو زیارت قبور کی ممانعت کی تھی اب زیارت کیا کرو) اس حدیث

شریف میں ناسخ اور منسوخ دونوں جمع ہیں اور حدیث "اِنَّ اَحَادِیْثَنَا یَنْسَخُ بَعْضُہٗ بَعْضًا" کا مطلب یہ ہے کہ ہماری حدیثیں ایک دوسرے کو منسوخ کر دیتی ہیں (یہ مضامین نور الانوار، قمر الاقمار، لمعات اور مرقات سے اخذ کیے گئے ہیں) ۱۲

فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کس قسم کا تھا؟

ردالمحتار میں لکھا ہے کہ فرشتوں کے سجدہ کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی جانب صرف رُخ اور توجہ تھی، اور رُخ کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ اس سے حضرت آدم علیہ السلام کی بزرگی ثابت ہو، اور یہ حکم کعبہ کی طرف رُخ کرنے کی طرح ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی کیا لیکن یہ سجدۂ تعظیمی کا حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد "لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا" سے منسوخ ہے (یعنی اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے) (ماخوذ از تاتارخانیہ) تبیین المحارم میں صراحت کی گئی ہے کہ فرشتوں کا سجدہ آدم علیہ السلام کو بطور عبادت نہ تھا بلکہ سجدۂ تعظیمی اور توقیری تھا اور اسی لیے اس سجدہ سے ابلیس نے انکار کیا اور یہ سجدۂ تعظیمی پہلے زمانہ میں جائز تھا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین اور بھائیوں کا یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنا سجدۂ تعظیمی تھا۔

امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ قرآن میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصوں میں سجدۂ تعظیمی کا جو جواز معلوم ہوتا تھا وہ مذکور الصدر حدیث "لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا" سے منسوخ ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث قرآن کو منسوخ کر سکتی ہے ۱۲

۱۸۵/۵۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَادِیْثَنَا یَنْسَخُ بَعْضُھَا بَعْضًا کَنَسْخِ الْقُرْاٰنِ۔ (رَوَاہُ الدَّارُقُطْنِیُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری بعض حدیثیں بعض کو منسوخ کر دیتی ہیں، بالکل اسی طرح جس طرح میری حدیثیں قرآن کو منسوخ کر دیتی ہیں

۱۸۶/۵۵ وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَۃَ الْخُشَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ فَرَآئِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْھَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَھِکُوْھَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْھَا وَسَکَتَ عَنْ اَشْیَاءَ مِنْ

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کئی فرائض فرض کیے ہیں پس تم ان کو ضائع نہ کرو۔ اور کئی چیزیں حرام کی ہیں ان کا ارتکاب نہ کرو اور چند حدود مقرر فرمائی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور

غَیْرِ نِسْیَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا ـ
(رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِیُّ)

چند باتوں کے بارے میں بلا کسی بھول کے سکوت فرمایا ہے ان میں کرید نہ کرو۔ (دار قطنی)

كِتَابُ الْعِلْمِ

یہ کتاب علم کے بیان میں ہے

(۱) وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ،
فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ـ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "تو کیوں نہ ہو ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں"۔ (سورۃ توبہ ۹ آیت ۱۲۲)

ف: علم دین حاصل کرنا فرض ہے جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں اور جو اس کے لیے ممنوع و حرام ہیں ان کا سیکھنا فرض عین ہے اور اس سے زائد علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ علم سیکھنا نفل نماز سے افضل ہے۔ فقہ افضل ترین علوم میں سے ہے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں فقیہ بنا دیتا ہے میں تقسیم کرنے والا ہوں اللہ تعالیٰ دینے والا ہے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لوگ حاضر ہوتے تو تھوڑے ہی عرصہ میں انہیں علم و حکمت اور فقہ سے نواز دیتے۔ (خزائن العرفان)

(۲) وَقَوْلُهٗ :
وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا ـ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ۔ "اور جسے حکمت ملی اسے بھلائی ملی"۔ (سورہ بقرہ ۲ آیت ۲۶۹)

(۳) وَقَوْلُهٗ :
قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ـ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ۔ "تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان" (یعنی عالم اور جاہل برابر نہیں ہیں) (سورۃ الزمر ۳۹ آیت ۹)

(۴) وَقَوْلُهٗ ،
يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ۔ "اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا"۔ (سورۃ المجادلہ ۵۸ پ ۲۸ آیت ۱۱)

(۵) وَقَوْلُهٗ ،
رَبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا ـ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ "اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے"۔ (سورۃ طٰہٰ ۲۰ آیت ۱۱۴)۔

۱۸۷/۱ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری جانب سے ایک آیت بھی ہو تو پہنچا دو اور بنی اسرائیل کے واقعات بیان کر سکتے ہو، اور اس میں کوئی حرج نہیں اور جس نے میری جانب عمداً جھوٹ کی نسبت کی (یعنی جو بات میں نے نہیں کہی اس کو میری کہہ کر بیان کرے) تو وہ اپنا مقام جہنم میں بنا لے۔ (بخاری شریف)

۱۸۸/۲ وَعَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ وَالْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ بِحَدِیْثٍ یُرٰی اَنَّہٗ کَذِبٌ فَھُوَ اَحَدُ الْکَاذِبِیْنَ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت سمرۃ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری جانب نسبت کرتے ہوئے کوئی حدیث بیان کی، اور وہ گمان رکھتا ہو کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ (مسلم شریف)

۱۸۹/۳ وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے، میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ بخاری و مسلم۔

۱۹۰/۴ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْا۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ معدن (یعنی کان) ہیں (یعنی صفات و اخلاق کے اعتبار سے کمی و بیشی کا درجہ رکھتے ہیں) جیسے سونے اور چاندی کے کان (معادن ہیں، جاہلیت میں جو نیک تھے وہ اسلام میں بھی نیک ہیں جب کہ وہ دین کی سمجھ پیدا کر لیں۔ (مسلم شریف)

۱۹۱/۵ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو شخصوں پر رشک کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عنایت کیا اور اس نے مال کو حق میں

الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۹۲/۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۹۳/۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

راہ موجب حکم شرع خرچ کیا، اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا اور وہ علم کے موافق فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو تین اعمال کے ثواب کے سوا اس کے جملہ عمل کا ثواب ختم ہو جاتا ہے (۱) ایک صدقہ جاریہ ہے (۲) دوسرے وہ علم جس سے فائدہ حاصل کیا جارہا ہے (۳) تیسرے نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے (یہ تین کام ایسے ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی انسان کو ملتا رہتا ہے)۔ مسلم شریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مومن کی کسی تکلیف کو دنیا میں دور کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی سختیوں میں سے کسی سختی کو دور کر دے گا، اور جس نے کسی تنگ حال پر آسانی کر دی تو اللہ تعالیٰ اس کی دینی اور دنیوی تنگیوں کو دور کر دے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی عیب پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے، اور جو شخص کوئی راستہ علم (دین) کی طلب میں طے کرتا ہے تو طلب علم کی جزا میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان بنا دیتا ہے اور جو قوم خدا کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے اور باہم اس کا درس دیتے ہیں تو ان پر تسکین اور اطمینان کا نزول ہوتا ہے اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان (فرشتوں) میں ان کا ذکر فرماتا ہے جو اس کی بارگاہ میں حاضر رہتے ہیں اور جس کسی کا عمل اس کو پیچھے ڈال دے گا

۱۹۴ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اُسْتُشْهِدْتُّ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَءَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ

تو اس کا نسب اس کو تیزی سے آگے نہیں بڑھائے گا (کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تقرب اعمال صالحہ کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ نسب سے)۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلا شخص جس کا قیامت میں فیصلہ ہوگا وہ شہید ہوگا اس کو دربارِ الٰہی میں حاضر کیا جائے گا اور اس کو ان نعمتوں کی یاد دلائی جائے جو اس پر کی گئی تھیں تو وہ ان کا اقرار کرے گا پس کہا جائے گا کہ تو نے ان احسانات کے مقابلہ میں کیا عمل کیا، کہے گا میں نے تیرے لیے جہاد کیا حتیٰ کہ میں شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تو نے جہاد اس لیے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے چنانچہ تجھ کو بہادر کہا گیا، پھر اس کے متعلق حکم ہوگا تم اس کو لے جاؤ تو اس کو چہرے کے بل دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور (دوسرا) وہ شخص جس نے علم سیکھا اور لوگوں کو سکھایا اور قرآن پڑھا وہ پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے ان احسانات کو بتلائے گا جو اس پر کئے گئے ہیں پس وہ ان کا اقرار کرے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان احسانات کے مقابلے میں تو نے کیا عمل کیا جواب دے گا کہ میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری خوشنودی کے لیے قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تو نے علم اس لیے سیکھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لیے پڑھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں چنانچہ تجھے (عالم و قاری) کہا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم ہوگا تو وہ چہرے کے بل گھسیٹا جائے گا اور دوزخ میں جھونک دیا جائے گا اور (تیسرا وہ) شخص (ہوگا) جس کو اللہ تعالیٰ نے تونگر بنایا اور ہر طرح کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان احسانات و عنایات کو یاد دلائے گا جو اس پر کیا ہے، وہ ان کا اقرار کرے گا تو باری تعالیٰ سوال فرمائے گا کہ اس دولت سے کیا کام انجام دیا جواب

عَلٰی وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۹۵/۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَّنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَّقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمٌ اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۹۶/۱۰ وَعَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُّذَكِّرُ النَّاسَ فِیْ كُلِّ خَمِيْسٍ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَّا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُّ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا فِیْ كُلِّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ يَمْنَعُنِیْ مِنْ ذٰلِكَ اَنِّیْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّیْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّاٰمَةِ عَلَيْنَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۹۷/۱۱ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰی تُفْهَمَ عَنْهُ وَاِذَا اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

۱۹۸/۱۲ وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ

دے گا۔ میں نے مال خرچ کیا ہر اس راستہ میں جس میں مال کا خرچ کیا جانا تجھے پسند تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو نے مال و دولت اس لیے خرچ کیا تھا کہ تجھ کو سخی کہا جائے، چنانچہ تجھے سخی کہا گیا، پھر اُس کے متعلق حکم ہوگا۔ پس وہ چہرے کے بل جہنم میں ڈال دیا جائے گا (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے دلوں سے علم چھین لے بلکہ علم کے اٹھا لینے کی یہ صورت ہوگی کہ علماء اٹھا لئے جائیں گے تو جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہل سرداروں کو منتخب کرلیں گے اور مسائل دریافت کئے جائیں گے تو وہ بے علمی سے فتویٰ دیں گے نتیجۃً خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔ (بخاری اور مسلم)

حضرت شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر پنجشنبہ (جمعرات) کو وعظ کیا کرتے تھے ایک شخص نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! میری آرزو ہے کہ آپ ہم کو ہر دن وعظ فرمایا کریں، آپ نے فرمایا کہ میں ہر دن اس لیے وعظ کہنا پسند نہیں کرتا کہ تمھیں روزانہ وعظ سے تنگ کروں اور میں وعظ کے لیے تمھارا ایسا ہی خیال رکھتا ہوں جس طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے اکتانے کے اندیشہ سے ہمارا خیال فرماتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی بات اہتمام سے فرمانا چاہتے تو اس کو تین مرتبہ فرماتے تاکہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے اور جب کسی قوم کے پاس آتے تو تین دفعہ سلام فرماتے (پہلا سلام اجازت کا۔ دوسرا ملاقات کا تیسرا سلام رخصتی کا) بخاری شریف

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ اُبْدِعَ بِيْ فَاحْمِلْنِيْ
فَقَالَ مَا عِنْدِيْ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اَنَا اَدُلُّهٗ عَلٰى مَنْ يَحْمِلُهٗ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

١٩٩
١٣
وَعَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كُنَّا فِيْ صَدْرِ
النَّهَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَجَاءَهٗ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي
النِّمَارِ اَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ
عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ
مُضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَاٰى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ
فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ
وَاَقَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا
النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ
نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا وَالْاٰيَةَ الَّتِيْ فِي
الْحَشْرِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا
قَدَّمَتْ لِغَدٍ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِيْنَارِهٖ
مِنْ دِرْهَمِهٖ مِنْ ثَوْبِهٖ مِنْ صَاعِ بُرِّهٖ مِنْ
صَاعِ تَمْرِهٖ حَتّٰى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ
فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ
كَفُّهٗ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ ثُمَّ
تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ
طَعَامٍ وَّثِيَابٍ حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ

روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری سواری چل نہیں سکتی ہے لہٰذا میرے لیے سواری کا انتظام فرما دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس نہیں ہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس کو ایسے شخص کے متعلق بتا دوں جو ان کے لیے سواری کا انتظام کر دے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بھلائی کی جانب رہبری کی تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا ثواب اس خیر کے کرنے والے کو ملے گا (مسلم)

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم دن کے ابتدائی حصہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ آپ کی خدمت میں چند اشخاص برہنہ بدن، دھاری دار بال، لنگی باندھے، عبا پہنے ہوئے گلے میں تلواریں لٹکائے حاضر ہوئے، اکثر بلکہ کل قبیلہ مضر کے تھے ان کی حالتِ فاقہ کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک غم کے آثار سے متغیر ہو گیا، فوراً آپ مکان میں تشریف لے گئے پھر باہر آئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان دی اور اقامت کہی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ تا آخر آیت قرآن مجید اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ۝ یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ ترجمہ "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمھیں دیکھ رہا ہے" (سورۃ النساء ۴ آیت ۱ اور سورۃ الحشر ۵۹ آیت ۱۸) یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی۔ ترجمہ "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کیلئے کیا آگے بھیجا۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَہَلَّلُ کَاَنَّہٗ مُذْہَبَۃٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُہَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِہَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِہِمْ شَیْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُہَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِہَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِہِمْ شَیْءٌ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

اور ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے دینار، اپنے درہم، اپنے پارچہ اور اپنے گیہوں اور کھجور کے باغ میں سے خیرات کرے، یہاں تک کہ فرمایا کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک انصاری ایک تھیلی درہم یا دینار کی اٹھا لایا جس کو اٹھانا مشکل ہو رہا تھا بلکہ اس کا ہاتھ اس کے اٹھانے سے عاجز ہو گیا اس کے بعد فوراً لوگ یکے بعد دیگرے خیرات لانا شروع ہوئے یہاں تک کہ میں (یعنی جریر رضی اللہ عنہ) نے کھانے اور کپڑے کے دو ڈھیر دیکھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک خوشی سے سونے کی طرح چمکتا نظر آنے لگا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا تو اس کو اس کا اجر اور ان لوگوں کا بھی اجر ملے گا جو آئندہ اس طریقہ پر عمل پیرا ہوں گے اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہو گی اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کیا تو اس پر اس کے رواج دینے کا عذاب ہو گا اور ان لوگوں کا بھی گناہ ہو گا جو آئندہ اس طریقہ پر عمل کریں گے اور اس سے عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہو گی۔ مسلم شریف

۲۰۰/۱۴ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا کَانَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ کِفْلٌ مِّنْ دَمِہَا لِاَنَّہٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خون ناحق اور ظلم کے طور پر جو بھی جان لی جاتی ہے تو اس کے خون کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے لڑکے (یعنی قابیل) کو پہنچتا ہے اس لیے کہ اس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ نکالا ہے (جو کوئی کسی کو ظلماً قتل کرتا ہے تو جتنا گناہ قاتل پر لکھا جاتا ہے۔ اتنا ہی گناہ قابیل پر بھی لکھا جاتا ہے اس لیے کہ اس نے سب سے پہلے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا، اور دوسرے قاتلوں کے گناہ میں کچھ کمی نہیں ہوتی (بخاری و مسلم)

۲۰۱/۱۵ وَعَنْ کَثِیْرِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِی الدَّرْدَاءِ فِیْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ

حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں مسجد دمشق میں حضرت ابو درداء

فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِنِّيْ جِئْتُكَ مِنْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا مِّنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِّطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالْحِيْتَانُ فِيْ جَوْفِ الْمَآءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا اے ابودرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں تمہاری خدمت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ سے صرف ایک حدیث کے لیے آیا ہوں، جس کی مجھے اطلاع ملی کہ آپ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی اور کام کے لیے نہیں آیا ہوں، حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو کسی راستہ پر علم (دین) کی طلب میں چلتا ہے تو اس کی وجہ سے خدائے تعالیٰ اس کو جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلائے گا اور فرشتے طالب علم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں، اور عالم کے لیے آسمان اور زمین کی پوری مخلوق مغفرت طلب کرتی ہے اور مچھلی پانی میں اس کے لیے مغفرت چاہتی ہے اور اس کے لیے دعا کرتی ہے اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام تاروں پر ہوتی ہے اور علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ انبیاء نے دینار اور درہم کا ترکہ نہیں چھوڑا بلکہ انھوں نے علم کو ترکہ میں چھوڑا پس جس نے علم حاصل کیا اس نے بڑا نصیبہ پایا (امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ اور دارمی)۔

۲۰۲ / ۱۶ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَّالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا، ایک عابد، دوسرا عالم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے سب سے معمولی شخص پر ہے پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمینوں والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور یہاں تک کہ مچھلی سب کے سب اس شخص کے لیے دعا کرتے ہیں جو لوگوں کو خیر یعنی

الْخَیْرَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ الدَّارِمِیُّ عَنْ مَکْحُوْلٍ مُرْسَلًا وَّلَمْ یَذْکُرْ رَجُلَانِ وَقَالَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا وَسَرَدَ الْحَدِیْثَ اِلٰی اٰخِرِہٖ۔

علم دین) کی تعلیم دینے والا ہے (اسکی روایت ترمذی نے کی ہے اور دارمی نے مکحول سے مرسلاً روایت کی ہے ۔ اور دو آدمیوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ یہ بیان کیا ہے کہ "فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ" (عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے معمولی شخص پر ہے) پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (سورہ فاطر پ ۲۲ آیت ۲۸) اس آیت کی تلاوت فرمائی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (اللہ (تعالیٰ) سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں پھر اس کے بعد اخیر تک باقی حدیث کو بیان فرمایا۔

۲۰۳ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ النَّاسَ لَکُمْ تَبَعٌ وَّاِنَّ رِجَالًا یَاْتُوْنَکُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ یَتَفَقَّھُوْنَ فِی الدِّیْنِ فَاِذَا اَتَوْکُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِھِمْ خَیْرًا۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تمھارے تابع ہیں اور اطراف زمین سے لوگ تمھارے پاس آئیں گے کہ دین میں سمجھ حاصل کریں، جب وہ تمھارے پاس آئیں تو میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ اور انھیں علم دین کی تعلیم دیا کرو (ترمذی شریف)

۲۰۴/۱۸ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْحَکِیْمِ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَّاِبْرَاھِیْمُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بات جو (سراپا) حکمت (اور عقلمندی) ہو حکیم (یعنی مومن کی) گم شدہ چیز ہے، اس لیے اس کو جہاں پائے وہی سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے (ترمذی و ابن ماجہ)

۲۰۵/۱۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقِیْہٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ گراں ہے (ترمذی و ابن ماجہ)

۲۰۶/۲۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّوَاضِعُ الْعِلْمِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا علم دین کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہل کو علم سکھانے

عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوَاهِرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ إِلٰى قَوْلِهِ مُسْلِمٍ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ مَتْنُهُ مَشْهُوْرٌ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيْفٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ أَوْجُهٍ كُلُّهَا ضَعِيْفٌ۔

والے کی مثال خنزیر کے گلے میں جواہر، موتیوں اور سونے کا مالا ڈالنے والے کی ہے (مثلاً عوام کے آگے تصوف وغیرہ کی باریکیاں بیان کرنا، کیونکہ اس سے ان کے گمراہ ہو جانے کا اندیشہ ہے اور ایسا بے محل علم ان کے لیے سراسر ظلم ہے) ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں صرف (طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ) تک روایت کی ہے)۔

۲۰۷/۲۱ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِيْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں منافق میں جمع نہیں ہوتیں خوش اخلاقی اور دین کی سمجھ۔ (ترمذی شریف)

۲۰۸/۲۲ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم دین کی طلب میں نکلے وہ واپس ہونے تک راہ خدا (یعنی جہاد) میں ہے۔ (ترمذی اور دارمی)

۲۰۹/۲۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْعُلَمَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ إِنِّيْ لَمْ أَجْعَلْ حِكْمَتِيْ فِيْ قُلُوْبِكُمْ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ بِكُمُ الْخَيْرَ اِذْهَبُوْا إِلَى الْجَنَّةِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكُمْ رَوَاهُ إِمَامُنَا أَبُوْ حَنِيْفَةَ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام علماء کو جمع فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا میں نے تمھارے دلوں میں حکمت محض اس لیے ڈال دی تھی کہ تم سے میرا ارادہ بھلائی کا تھا تم سب جنت میں داخل ہو جاؤ پس میں نے تم سب کو بخش دیا خواہ تم میں سے کچھ بھی ہوا ہو (ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روایت کی ہے)

۲۱۰/۲۴ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَيْرٍ يَسْمَعُهُ حَتّٰى يَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ۔
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خیر کی بات سننے سے مومن کا پیٹ نہیں بھرتا (یعنی ہمیشہ سنتا رہتا ہے) یہاں تک کہ اس کی انتہا بہشت ہوتی ہے (ترمذی شریف)

۲۱۱/۲۵ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ كَتَمَهٗ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَنَسٍ ۔

۲۱۲/۲۶ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَآءَ اَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَآءَ اَوْ يَصْرِفَ بِهٖ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ۔

۲۱۳/۲۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِّمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِيْ رِيْحَهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ ۔

۲۱۴/۲۸ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالنَّصِيْحَةُ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيْطُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اِلَّا اَنَّ

انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے علم کی بات پوچھی جائے جس کو وہ جانتا ہو، پھر وہ اس کو چھپا دے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے)۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علم اس غرض سے سیکھا کہ علماء سے مقابلہ کرے یا بے وقوفوں سے بحث اور جھگڑا کرے یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وہ علم سیکھا جس سے خدا کی خوشنودی مطلوب ہوتی ہے مگر اس کا مقصد دنیا کا فائدہ حاصل کرنا تھا۔ تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا (امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ)۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوشحال رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اس کو یاد رکھا اور یاد رکھ کر لوگوں تک اس کو پہنچایا کیونکہ بہت سے فقہ کا سرمایہ رکھنے والے فقیہ اور بہت سے لوگ فقہ کا علم ان لوگوں تک پہنچاتے ہیں جو ان سے زائد سمجھدار ہوتے ہیں تین باتیں ایسی ہیں کہ ان میں مسلمانوں کا دل خیانت نہیں کرتا (یعنی یہ باتیں مومن میں ضرور پائی جاتی ہیں اور جب تک وہ ان پر عمل پیرا رہتا ہے تو اس کے دل میں کینہ نہیں پیدا ہوتا کہ اس کو حق سے پھیر دے) ایک یہ کہ عمل میں اخلاص اور رضاء الٰہی مقصود ہو، دوسرے مسلمانوں کی خیرخواہی کرے تیسرے مسلمانوں کی جماعت کا (عقائد اور عمل) میں ساتھ دے۔

التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ لَمْ يَذْكُرْ ثَلَاثٌ لَا يُغَلُّ عَلَيْهِنَّ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔

اس لیے کہ مسلمانوں کی دعا کی برکت سب کو گھیرے رہتی ہے (یعنی دعا ان کو شیطان کے مکر اور گمراہی سے بچائے رکھتی ہے اس میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ جو کوئی مسلمانوں کی جماعت سے نکل جاتا ہے اس کو مسلمانوں کی دعا اور دعا کی برکت نہیں پہنچتی) (امام شافعی اور بیہقی نے مدخل میں اور امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے البتہ ترمذی اور ابوداؤد سے (وَثَلٰثٌ لَا يُغَلُّ عَلَيْهِنَّ) سے آخر تک مروی نہیں ہے)۔

۲۱۵ / ۲۹ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهٗ كَمَا سَمِعَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ سَامِعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو خوش و خرم رکھے جس نے ہماری حدیث سن کر یاد رکھ لی، پھر جس طرح اس نے سنا اسی طرح دوسرے تک پہنچا دیا کیونکہ بہت سے لوگ جن کے پاس پہنچایا جاتا ہے وہ سننے والے ہی پہنچانے والے سے بہتر سمجھ والے ہوتے ہیں (ترمذی اور ابن ماجہ) اور دارمی نے اس کو ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ف: اس قسم کی حدیثوں سے مجتہدین امت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۲۱۶ / ۳۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّيْ اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّجَابِرٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ اِتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّيْ اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کرو اور اسی حدیث کو بیان کرو جس کی تحقیق تم کو ہو کہ وہ حدیث میری ہی ہے پس جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ کہا وہ اپنے لیے دوزخ کا ٹھکانا بنالے (ترمذی شریف) و ابن ماجہ نے اس کو حضرت ابن مسعود اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے جس میں (اِتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّيْ اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ) کے الفاظ نہیں ہیں۔

۲۱۷ / ۳۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس

بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ مَّنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

نے قرآن کی تفسیر بغیر سند کے اپنی عقل سے کی تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جس نے قرآن کی تفسیر بغیر علم (دین) کے بیان کی تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے (ترمذی شریف)

۲۱۸/۳۲ وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَأْيِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَأَ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے بیان کی اور صحیح بیان کی تب بھی اس نے غلطی کی۔ (ترمذی اور ابوداؤد)

۲۱۹/۳۳ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمِرَاءُ فِي الْقُرْاٰنِ كُفْرٌ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔ (امام احمد اور ابوداؤد)

ف: جھگڑنے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کی ایک آیت کو دوسری آیت سے جھٹلایا جائے، مناسب یہ ہے کہ قرآن کی آیتوں میں موافقت کی کوشش کرے اگر موافقت دشوار معلوم ہو تو یہ عقیدہ رکھے کہ یہ میری کج فہمی ہے اور اس کے علم کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سونپ دے۔

۲۲۰/۳۴ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا يَتَدَارَءُوْنَ فِي الْقُرْاٰنِ فَقَالَ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِهٰذَا ضَرَبُوْا كِتَابَ اللّٰهِ بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ وَاِنَّمَا نَزَلَ كِتَابُ اللّٰهِ يُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا فَلَا تُكَذِّبُوْا بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُوْلُوْا وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوْهُ اِلٰى عَالِمِهٖ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک جماعت کو قرآن میں جھگڑتے ہوئے سنا تو فرمایا تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ اسی قسم کے جھگڑوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے انھوں نے رد کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اس طرح نازل ہوئی کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا ہے تو اس کے ایک حصہ کو اس کے دوسرے حصہ سے مت جھٹلاؤ جس کو تم جانتے ہو وہ کہو اور جس بات کو نہیں جانتے ہو اس کو جاننے والے کے سپرد کردو۔ (امام احمد و ابن ماجہ)

۲۲۱/۳۵ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ لِكُلِّ اٰيَةٍ مِّنْهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَلِكُلِّ حَدٍّ مُّطَّلَعٌ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن نازل کیا گیا سات طرح (کے قراءات یا احکام پر) ہر ایک آیت کے لیے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے

شَرْحِ السُّنَّةِ ۔

اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی ایک حد ہے جس کے لیے فہم کی ضرورت ہے (امام بغوی نے شرح السنۃ میں اس کی روایت کی ہے)۔

ف: ظاہر آیت کے لیے علوم عربیہ اور باطن کے لیے تزکیۂ نفس و ریاضت، اکل حلال اور صحبت کامل کی ضرورت ہے۔

۲۲۲ / ۳۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ آيَةٌ مُّحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا كَانَ سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ ۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم تین ہیں آیت محکمہ یا سنت قائمہ یا فریضہ عادلہ۔ ان کے سوا قابل اعتبار نہیں (اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنۃ میں کی ہے)

ف: آیت محکمہ یعنی غیر منسوخ آیت جو ایک معنیٰ کے سوا دوسرے معنیٰ کا احتمال نہ رکھے سنت قائمہ وہ احادیث ہیں جو متن و اسناد کے ساتھ ثابت ہیں۔ فریضۂ عادلہ سے مراد اجماع اور قیاس ہے جس کا ماخذ کتاب و سنت ہو، اجماع اور قیاس کو فریضہ اس لیے کہا کہ اس پر عمل واجب ہے کیوں کہ لفظ عادلہ سے یہی مراد ہے اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اصول دین چار ہیں۔ کتاب و سنت و اجماع اور قیاس، اور جو علم ان کے سوا ہیں وہ زائد اور بے معنی ہیں۔

۲۲۳ / ۳۷ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُصُّ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَاْمُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ اَوْ مُرَاءٍ بَدَلَ اَوْ مُخْتَالٌ ۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی وعظ کہے گا وہ یا تو حاکم ہو گا یا مقرر کردہ شخص ہو گا یا متکبر ہو گا (ابوداؤد) اور دارمی نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، اور ایک روایت میں متکبر کی جگہ ریاکار کا ذکر ہے)

ف: مطلب یہ ہے کہ یہ فعل صرف تین شخصوں سے صادر ہوتا ہے ان میں سے دو حق پر ہیں یعنی امیر اور مامور کہ ان دونوں کو وعظ بیان کرنا چاہیے البتہ متکبر ریاکار کو وعظ نہ کہنا چاہیے وعظ بیان کرنے کا حق اولاً حاکم کا ہے کیونکہ وہ رعیت پر مہربان ہوتا ہے اور ان کی اصلاح اور فلاح کو خوب جانتا ہے اور اگر خود نہ کہے گا تو علماء میں جو صاحب تقویٰ اور بے طمع ہوں ان کو مقرر کر دے گا۔

۲۲۴ / ۳۸ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ اِثْمُهٗ عَلٰى مَنْ اَفْتَاهُ وَمَنْ اَشَارَ عَلٰى اَخِيْهِ بِاَمْرٍ يَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی شخص کو بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہو گا اور جس نے اپنے بھائی کو کوئی

فِیْ غَیْرِہٖ فَقَدْ خَانَهٗ ۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

ایسا مشورہ دیا جس کے متعلق وہ جانتا ہے کہ اس کے خلاف دوسرے امر میں بھلائی ہے تو اس نے اس کی خیانت کی۔ (ابو داؤد شریف)

۲۲۵/۳۹ وَعَنْ مُعَاوِیَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْاُغْلُوْطَاتِ۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغالطہ میں ڈالنے والے سوالات سے منع فرمایا ہے۔ (ابو داؤد شریف)

۲۲۶/۴۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْفَرَآئِضَ وَالْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَاِنِّیْ مَقْبُوْضٌ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں (دنیا سے) اٹھائے جانے والا ہوں۔ (ترمذی شریف)

ف : فرائض سے مراد علم فرائض ہے یا وہ چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا ہے جو احادیث سے ثابت ہوتے ہیں۔

۲۲۷/۴۱ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَشَخَصَ بِبَصَرِهٖ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا اَوَانٌ یُّخْتَلَسُ فِیْهِ الْعِلْمُ مِنَ النَّاسِ حَتّٰی لَا یَقْدِرُوْا مِنْهُ عَلٰی شَیْءٍ ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اتنے میں آسمان کی جانب آپ نے نگاہ اٹھائی اور فرمایا وہ وقت آگیا ہے کہ لوگوں سے علم وحی (میری وفات کی وجہ سے) چھین لیا جائے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ علم وحی کی کسی شئی پر قادر نہ ہوں گے، (اس وجہ سے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)۔ (ترمذی شریف)

۲۲۸/۴۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رِوَایَةً یُّوْشِكُ اَنْ یَّضْرِبَ النَّاسُ اَکْبَادَ الْاِبِلِ یَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا یَجِدُوْنَ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِیْنَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ جَامِعِهٖ قَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ اَنَّهٗ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَمِثْلُهٗ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسٰی وَسَمِعْتُ ابْنَ عُیَیْنَةَ اَنَّهٗ قَالَ هُوَ الْعُمَرِیُّ الزَّاهِدُ وَاسْمُهٗ عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عنقریب لوگ علم کی طلب میں اونٹوں کو بھگا بھگا کر دور دراز کا سفر کریں گے پس وہ مدینہ کے عالم سے بڑھ کر (علم میں) کسی کو نہ پائیں گے۔ ترمذی شریف اور جامع ترمذی میں ہے کہ ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ عالم مدینہ سے مراد امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور عبدالرزاق سے بھی اسی طرح وضاحت ہے۔ البتہ اسحق بن موسیٰ نے کہا کہ میں نے ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ کو کہتے ہوئے سنا کہ عالم مدینہ سے مراد عمری زاہد ہیں جن کا نام عبدالعزیز بن عبداللہ ہے)۔

۲۲۹ ۲۴۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ نَحْوَهٗ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بَدْلَ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ وَقَالَ الْحَافِظُ السُّيُوْطِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ الَّذِيْ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ اَصْلٌ صَحِيْحٌ يُّعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِي الْاِشَارَةِ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ وَفِيْ حَاشِيَةِ الشَّبْرَامَلْسِيِّ عَلَى الْمَوَاهِبِ عَنِ الْعَلَّامَةِ الشَّامِيِّ تِلْمِيْذِ الْحَافِظِ السُّيُوْطِيِّ قَالَ مَا جَزَمَ بِهٖ شَيْخُنَا مِنْ اَنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ هُوَ الْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ ظَاهِرٌ لَا شَكَّ فِيْهِ لِاَنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسٍ فِي الْعِلْمِ مَبْلَغَهٗ اَحَدٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ (قدرت) میں میری جان ہے اگر دین ثریا (یعنی ستارۂ پروین) کے پاس معلق ہو تو اس کو فارس کا ایک شخص ضرور حاصل کرے گا (بخاری اور مسلم) اور طبرانی نے قیس بن سعد بن عبادہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور ان کی روایت میں "دین" کی جگہ علم کا لفظ ہے۔ حافظ سیوطی نے فرمایا کہ یہ حدیث جس کو بخاری و مسلم نے بالاتفاق روایت کیا ہے اصل، صحیح ہے اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب اشارہ ہونے پر اعتماد ہوتا ہے اور اس حدیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔ مواہب پر شبراملسی کے حاشیہ میں علامہ شامی جو حافظ سیوطی کے شاگرد ہیں لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ کا یہ یقین ہے کہ اس حدیث سے مراد ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں بالکل واضح بات ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں اس لیے کہ اہل فارس سے کوئی بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درجۂ علم کو نہ پہنچ سکا۔

۲۳۰ ۲۴۴ وَعَنْهُ فِيْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَّنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (وہ کہتے ہیں) منجملہ ان چیزوں کے جن کا مجھے علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملا ہے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر سو سال کے بعد ایک ایسا مجدد پیدا کرے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔

ف: اس امت کی یہ خصوصیت ہے کہ یوں تو اس میں ہمیشہ ہی علماء، اولیاء ہوتے رہیں گے لیکن ہر صدی کے اول یا آخر میں خصوصی مصلحین پیدا ہوتے رہیں گے جو سنتوں کو پھیلائیں گے بدعتوں کو مٹائیں گے غلط تاویلوں کو دور کریں گے صحیح تبلیغ کریں گے۔ خیال رہے کہ اس حدیث کی بناء پر بہت لوگوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق مجدد گنائے ہیں کہ پہلی صدی میں فلاں دوسری میں فلاں بہت مفسدوں نے بھی اپنے آپ کو مجدد کہا ہے۔ حق یہ ہے کہ اس حدیث پاک سے نہ تو کوئی خاص شخص مراد ہے نہ کوئی خاص جماعت۔ کبھی مجدد بادشاہوں سے ہوتا ہے، کبھی فقہاء، کبھی محدثین کبھی صوفیاء کبھی اغنیاء سے جو دین کی منفرد اور خصوصی خدمت کرے۔ مجدد کی آمد کے دوران دین پر کئی طرح کے گرد و غبار، غلط قسم کے رسم و رواج، دین اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ بدعقیدگی، بدعملی، شرک و بدعت کا عروج۔ اس قسم کی تمام خرافات سے مجدد دین کو صیقل کرتا ہے۔ اس مقصد جلیل کے لیے رب کائنات امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ میں ایک

مجدد کبھی مجددین کی جماعت پیدا کرتا ہے۔ جیسے ایک زمانے میں حضرت سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسلام سے اکبری بدعات کو دور فرمایا قرآن وسنت کا نچوڑ اور ہزار ہا نئے مسائل کا مجموعہ فتاوی عالمگیری کی صورت میں مرتب کروایا۔ اسی طرح قطب الوقت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکبری بدعقیدگی بداعمالی اور بدمذہبی کے سیلاب کے آگے بند باندھا۔ شہنشاہ جہانگیر کو راہ راست دکھلایا۔ اسی طرح چودھویں صدی کے مجدد برحق اعلیٰ حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں کہ آپ نے اپنی زبان اور قلم سے حق اور باطل کو چھانٹ کر رکھ دیا۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ) ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد

ایک طرف تو کفر ہی کفر کی حکمرانی تھی۔ دوسری طرف مسلمانوں میں تنقیص شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کر کے لوگوں میں بدعقیدگی پھیلائی جا رہی تھی۔ توحید کی آڑ میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو بجھایا جا رہا تھا۔ سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کو ضعیف کہہ کر چھوڑا جا رہا تھا۔ کفر کے پاؤں کو مضبوط کیا جا رہا تھا۔ اولیاء کاملین کی محبت نفرت وکدورت میں تبدیل کی جا رہی تھی۔ اس دوران رب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے حبیب لبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی حفاظت کے لیے مجدد برحق اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا۔ آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت کفر وشرک، رد بدعت، گمراہی وبدعقیدگی کے پردوں کو چاک کیا۔ حق وباطل میں صاف صاف فرق ڈال دیا۔ آپ نے اپنی دن رات کی مصروفیت کی بناء پر یک وقت کئی محاذوں پر کام کیا۔ تدریس، تصنیف، فتویٰ نویسی، ترجمہ قرآن، مناظرہ، حدیث، تفسیر اور فقہ جیسے اہم موضوعات پر کام کیا۔ آپ کو تقریباً اسی سے زائد علوم وفنون پر عبور حاصل تھا۔ ایک ہزار کے قریب تحقیقی کتابوں کا ذخیرہ امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افادہ کے لیے چھوڑا ہے۔ جن میں فتاوی رضویہ جو تقریباً بارہ ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے جو ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں روزمرہ کے مسائل کا مجموعہ اہل اسلام کی راہنمائی کے لیے چھوڑا ہے۔ ترجمہ قرآن اپنے زمانے کا واحد اور منفرد ترجمہ ہے یہی مجدد برحق کی خصوصیت ونشانی ہے۔

۲۳۱/۴۵ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَذَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلْفٍ عَدُوْلُهٗ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَاْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْمَدْخَلِ۔

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن عذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس علم (کتاب وسنت) کو ہر بعد میں آنے والوں میں سے ایسے ثقہ اور عادل لوگ اٹھائیں گے جو تحریف اور تغیر کرنے والوں کی تحریف اور زیادتی اور اہل باطل کے جھوٹ باندھنے کو اور جاہلوں کی تاویلوں کو دور کریں گے (اس کی روایت بیہقی نے کتاب المدخل میں کی ہے)

۲۳۲/۴۶ وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَآءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْاِسْلَامَ فَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّبِيِّيْنَ دَرَجَةٌ

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور ارسال روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو موت ایسی حالت میں آجائے کہ وہ علم حاصل کر رہا تھا تاکہ اس کے ذریعہ اسلام زندہ کرے تو اس کے اور

وَّاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ۔
(رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان جنت میں صرف ایک درجہ کا فرق رہے گا۔

۲۳۳ وَعَنْہُ مُرْسَلًا قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ[۴۷] صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلَیْنِ کَانَا فِیْ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ اَحَدُھُمَا کَانَ عَالِمًا یُصَلِّی الْمَکْتُوْبَۃَ ثُمَّ یَجْلِسُ فَیُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَیْرَ وَالْاٰخَرُ یَصُوْمُ النَّھَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ اَیُّھُمَا اَفْضَلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضْلُ ھٰذَا الْعَالِمِ الَّذِیْ یُصَلِّی الْمَکْتُوْبَۃَ ثُمَّ یَجْلِسُ فَیُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَیْرَ عَلَی الْعَابِدِ الَّذِیْ یَصُوْمُ النَّھَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ کَفَضْلِیْ عَلٰٓی اَدْنَاکُمْ۔
(رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور ارسال روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو آدمیوں کے متعلق دریافت کیا گیا جو بنی اسرائیل میں سے تھے ایک تو عالم تھا جو فرض نماز پڑھ کر لوگوں میں دین اور علم کی تعلیم کے لیے بیٹھ جاتا تھا اور دوسرا شخص ہمیشہ دن میں روزہ رکھتا اور تمام رات نماز میں گذارتا، ان میں سے کون افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس عالم کی فضیلت جو فرض نماز پڑھ کر لوگوں کو دین اور علم سکھانے کے لیے بیٹھتا ہے اس عابد پر جو دن میں روزے رکھتا اور رات میں نمازیں پڑھتا ہے ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر۔

۲۳۴ وَعَنْ عَلِیٍّ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ[۴۸] رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِیْہُ فِی الدِّیْنِ اِنِ احْتِیْجَ اِلَیْہِ نَفَعَ وَاِنِ اسْتُغْنِیَ عَنْہُ اَغْنٰی نَفْسَہٗ۔
(رَوَاہُ رَزِیْنٌ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص کیا ہی اچھا ہے جو دین میں سمجھ رکھتا ہے اگر اس کی طرف احتیاج ہو تو وہ دوسروں کو دینی نفع پہنچائے اگر اس سے بے پروائی برتی جائے تو وہ دوسروں سے اپنے کو بے نیاز رکھے۔ (رزین)

ف: حاصل حدیث یہ ہے کہ عالم کے لیے سزاوار یہ ہے کہ وہ اپنی ضرورتوں کو عوام پر پیش نہ کرے اور ان سے طمع بھی نہ رکھے اور اس کے لیے یہ بھی مناسب نہیں کہ عوام سے مطلقاً بے تعلق ہو جائے اس کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ بغرض استفادہ اس سے رجوع ہوں تو علم سے ان کو برابر فائدہ پہنچاتا رہے اور اگر عوام استفادہ نہ کریں تو وہ عبادت مولیٰ اور خدمت علم کے لیے مطالعہ کتب اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو جائے۔

۲۳۵ وَعَنْ عِکْرِمَۃَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ[۴۹] النَّاسَ کُلَّ جُمُعَۃٍ مَّرَّۃً فَاِنْ اَبَیْتَ فَمَرَّتَیْنِ فَاِنْ اَکْثَرْتَ فَثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ وَلَآ اُلْفِیَنَّکَ تَاْتِی الْقَوْمَ وَھُمْ فِیْ حَدِیْثٍ مِّنْ حَدِیْثِھِمْ فَتَقُصُّ عَلَیْھِمْ فَتَقْطَعُ عَلَیْھِمْ حَدِیْثَھُمْ

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہر جمعہ میں ایک مرتبہ لوگوں کو وعظ کیا کرو، اگر تم کو یہ پسند نہیں تو دو مرتبہ، اگر اس سے زائد چاہتے ہو تو تین مرتبہ اور لوگوں کو اس قرآن سے تنگ مت کرو (کہ وہ اکتا جائیں) میں تم کو اس طرح دیکھنا نہیں چاہتا کہ تم لوگوں کے پاس جاؤ اور

فَتُمِلُّهُمْ وَلٰكِنْ اَنْصِتْ فَاِذَا اَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُوْنَهٗ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَآءِ فَاجْتَنِبْهُ فَاِنِّيْ عَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ لَا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

وہ اپنی کسی بات میں مشغول ہوں اور تم ان کے سامنے وعظ کرنا شروع کر دو، اور ان کی بات کاٹ دو، جس سے وہ تنگ ہو جائیں، بلکہ تم اس وقت خاموش رہو۔ پس جب وہ تم سے خواہش کریں تو تم ان کو وعظ سناؤ۔ (اور ایسی حالت میں وعظ ختم کرو کہ ان کا شوق ابھی باقی ہے) اور دعا میں مسجع (یعنی قافیہ دار عبارت) سے احتیاط کرو، اس لیے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ اس طرح قافیہ بند دعا نہیں کیا کرتے تھے (کیونکہ تکلف سے رقت قلبی باقی نہیں رہتی ہے)۔

۲۳۶/۵۰ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَاَدْرَكَهٗ كَانَ لَهٗ كِفْلَانِ مِنَ الْاَجْرِ فَاِنْ لَّمْ يُدْرِكْهُ كَانَ لَهٗ كِفْلٌ مِّنَ الْاَجْرِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علم دین طلب کیا اور اس کو حاصل کر لیا تو اس کے دو اجر ملیں گے اور اگر وہ حاصل نہ کر سکا تو اس کو ایک اجر ملے گا۔ (دارمی شریف)

۲۳۷/۵۱ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ اَوْ مُصْحَفًا وَّرَّثَهٗ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَيْتًا لِّابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْ نَهَرًا اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَّالِهٖ فِيْ صِحَّتِهٖ وَحَيَاتِهٖ تَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا منجملہ ان اعمال اور نیکیوں کے کہ جن کا ثواب مومن کو اس کی موت کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے ان میں سے ایک علم ہے جس کو اس نے سیکھا اور اس کی اشاعت کی، اور نیک اولاد چھوڑا یا وارثوں کے لیے قرآن مجید چھوڑ گیا، یا مسجد بنا کر گیا، یا مسافر خانہ بنا کر چھوڑا، یا نہر جاری کیا یا وہ خیرات جس کو اس نے اپنی زندگی اور صحت میں اپنے مال سے کیا ہو جس کا اجر مرنے کے بعد اس کو ملتا رہے (اس کی روایت ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

۲۳۸/۵۲ وَعَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنَّهٗ مَنْ سَلَكَ مَسْلَكًا فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ سَهَّلْتُ لَهٗ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ وَسَلَبْتُ كَرِيْمَتَيْهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ جو شخص علم دین کی طلب میں کوئی راستہ چلے گا تو میں اس کے لیے جنت کا راستہ سہل کر دوں گا اور میں نے جس کی دونوں

أَتَيْتُهُ عَلَيْهِمَا الْجَنَّةَ وَفَضْلٌ فِيْ عِلْمٍ خَيْرٌ مِّنْ فَضْلٍ فِيْ عِبَادَةٍ وَمَلَاكُ الدِّيْنِ الْوَرَعُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ۔

آنکھ لے لیں (یعنی وہ نابینا ہو گیا) تو ان کے عوض اس کو جنت دوں گا اور علم میں زیادتی عبادت میں زیادتی سے بہتر ہے اور دین کا دار و مدار پرہیز گاری پر ہے (بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے)

٢٣٩/٥٣ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ إِحْيَائِهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رات میں تھوڑی دیر علم کا پڑھنا پڑھانا اور تصنیف و تالیف کرنا) تمام رات عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ (دارمی)

٢٤٠/٥٤ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَّأَحَدُهُمَا أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ أَمَّا هٰؤُلَآءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ إِلَيْهِ فَإِنْ شَآءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَآءَ مَنَعَهُمْ وَأَمَّا هٰؤُلَآءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ أَوِ الْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ أَفْضَلُ وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گذر اپنی مسجد کی دو مجلسوں پر ہوا۔ ارشاد ہوا کہ یہ دونوں خیر پر ہیں لیکن ایک جماعت نیکی میں دوسرے سے افضل ہے یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں اور دعا میں مشغول ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو عطا فرمائے اور نہ چاہے تو عطا نہ کرے لیکن یہ دوسری جماعت جو فقہ سیکھ رہی ہے یا علم حاصل کر رہی ہے اور جاہل کو علم سکھلاتی رہتی ہے تو یہ پہلی جماعت سے افضل ہے اور میں معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دوسری جماعت میں (جو علم کی تھی) بیٹھ گئے۔ (دارمی)

٢٤١/٥٥ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِيْ إِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيْهًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰى أُمَّتِيْ أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِيْ أَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيْهًا وَكُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَّشَهِيْدًا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ علم کی وہ کونسی حد ہے جس تک پہنچنے سے آدمی فقیہ ہو جاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری امت کے نفع کے لیے دینی امور کی چالیس حدیثیں حفظ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ اٹھائے گا (یعنی اس کا حشر علماء کے زمرہ میں ہوگا) اور میں اس کے لیے قیامت میں شفیع اور گواہ ہوں گا

٢٤٢/٥٦ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

تَدْرُوْنَ مَنْ اَجْوَدُ جُوْدًا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَللّٰهُ تَعَالٰى اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِيْ اٰدَمَ وَاَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِيْ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمِيْرًا وَّحْدَهٗ اَوْقَالَ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۔

کیا تم کو معلوم ہے کہ کون سب سے زیادہ سخی ہے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہیں۔ پھر میں بنی آدم میں سب سے بڑھ کر سخی ہوں اور میرے بعد سب سے زائد سخی وہ مرد عالم ہے جس نے علم سیکھا اور اس کی اشاعت کی، ایسا شخص قیامت کے دن تنہا امیر کی طرح آئے گا یا امت واحدہ کی طرح آئے گا۔

ف: امیر واحدہ یا امت واحدہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ایک امیر کی حیثیت سے آئے گا یعنی وہ کسی کے تابع نہیں ہو گا بلکہ اس کے ساتھ کئی تابع اور خادم ہوں گے مقصود یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن معزز اور مکرم باشوکت وحشمت آئے گا۔

۲۲۳/۵۷ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ مَنْهُوْمٌ فِي الْعِلْمِ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ وَمَنْهُوْمٌ فِي الدُّنْيَا لَا يَشْبَعُ مِنْهَا رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِيْ حَدِيْثِ اَبِي الدَّرْدَاءِ هٰذَا مَتْنٌ مَشْهُوْرٌ فِيْمَا بَيْنَ النَّاسِ وَلَيْسَ لَهٗ اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو حرص کرنے والے ایسے ہیں جن کا پیٹ نہیں بھرتا۔ ایک علم کا بھوکا جو علم سے سیر نہیں ہوتا دوسرے دنیا کا بھوکا جس کا دنیا سے پیٹ نہیں بھرتا۔

(مذکورہ ان تینوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے)

۲۲۴/۵۸ وَعَنْ عَوْنٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ صَاحِبُ الْعِلْمِ وَصَاحِبُ الدُّنْيَا وَلَا يَسْتَوِيَانِ اَمَّا صَاحِبُ الْعِلْمِ فَيَزْدَادُ رِضًى لِلرَّحْمٰنِ وَاَمَّا صَاحِبُ الدُّنْيَا فَيَتَمَادٰى فِي الطُّغْيَانِ ثُمَّ قَرَاَ عَبْدُ اللّٰهِ كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى قَالَ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو حریص ایسے ہیں کہ سیر نہیں ہوتے ایک صاحب علم اور دوسرا دنیا دار، اور دونوں برابر نہیں ہیں، صاحب علم تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو زیادہ حاصل کرتا رہتا ہے اور دنیا دار سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے۔ پھر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (سورہ ۹۶ علق پ۳۰ کی) یہ آیت ۶، ۷ تلاوت فرمائی "كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ" ہاں ہاں بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا۔ اور حضرت عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا دوسرے یعنی (صاحب علم) کے متعلق حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (سورہ ۳۵ فاطر پ۲۲ کی آیت ۲۸

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا تلاوت فرمائی کہ اللہ (تعالیٰ) سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں (دارمی شریف)

۲۲۵/۵۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُنَاسًا مِّنْ اُمَّتِیْ سَیَتَفَقَّھُوْنَ فِی الدِّیْنِ وَیَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ یَقُوْلُوْنَ نَاْتِی الْاُمَرَاءَ فَنُصِیْبُ مِنْ دُنْیَاھُمْ وَنَعْتَزِلُھُمْ بِدِیْنِنَا وَلَا یَکُوْنُ ذٰلِکَ کَمَا لَا یُجْتَنٰی مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْکُ کَذٰلِکَ لَا یُجْتَنٰی مِنْ قُرْبِھِمْ اِلَّا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ کَاَنَّہٗ یَعْنِی الْخَطَایَا۔

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! میری امت میں سے لوگ عنقریب دین میں سمجھ پیدا کریں گے اور قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم امراء (یعنی دولت مندوں) کے پاس جاتے ہیں کہ ان کی دنیا سے کچھ حاصل کریں اور ان سے اپنے دین کو بچائے رکھیں گے حالانکہ ایسا نہ ہو سکے گا کیونکہ جس طرح خاردار درخت سے صرف کانٹے کے سوا کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی، اسی طرح امراء کی نزدیکی سے اسی چیز کو حاصل کریں گے۔ (امام بخاری کے استاد) محمد بن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے اور انکی مراد اس سے گناہ تھی (یعنی امراء کی ہم نشینی سے گناہ ہی حاصل ہوں گے)۔ (ابن ماجہ)

۲۲۶/۶۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَوْ اَنَّ اَھْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ وَوَضَعُوْہُ عِنْدَ اَھْلِہٖ لَسَادُوْا بِہٖ اَھْلَ زَمَانِھِمْ وَلٰکِنَّھُمْ بَذَلُوْہُ لِاَھْلِ الدُّنْیَا لِیَنَالُوْا بِہٖ مِنْ دُنْیَاھُمْ فَھَانُوْا عَلَیْھِمْ سَمِعْتُ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْھُمُوْمَ ھَمًّا وَّاحِدًا ھَمَّ اٰخِرَتِہٖ کَفَاہُ اللّٰہُ ھَمَّ دُنْیَاہُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِہِ الْھُمُوْمُ اَحْوَالُ الدُّنْیَا لَمْ یُبَالِ اللّٰہُ فِیْ اَیِّ اَوْدِیَتِھَا ھَلَکَ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ قَوْلِہٖ مَنْ جَعَلَ الْھُمُوْمَ اِلٰی اٰخِرِہٖ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا اگر اہل علم، علم کی حفاظت کرتے اور علم کو اس کے اہل تک ہی پہنچاتے تو علم کے ذریعہ سے زمانے کے سردار بن جاتے لیکن انھوں نے علم کو اہل دنیا کے لیے استعمال کیا تا کہ اس کے ذریعہ سے ان کی دنیا میں سے کچھ حاصل کریں تو دنیا داروں کی نظر میں ذلیل ہو گئے میں نے تمھارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس نے تمام فکروں کو ایک فکر یعنی آخرت کی فکر بنا لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا کی تمام فکروں کے لیے کافی ہو جاتے ہیں اور جس کو دنیا کی فکریں اور احوال پراگندہ کر دیں (یعنی کبھی کسی فکر میں لگا اور کبھی کسی میں) تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ دنیا کے کسی جنگل میں ہلاک ہو جائے (ابن ماجہ) اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے (مَنْ جَعَلَ الْھُمُوْمَ)

سے تا آخر روایت کی ہے)

۲۴۷/۶۱ وَعَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ وَاِضَاعَتُهٗ اَنْ تُحَدِّثَ بِهٖ غَيْرَ اَهْلِهٖ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا)

حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا علم کی آفت بھول جانا ہے اور اس کو ضائع کرنا یہ ہے کہ تو اس کو نا اہل کے سامنے بیان کرے (اس کی روایت دارمی نے بطریق ارسال کی ہے)

۲۴۸/۶۲ وَعَنْ سُفْيَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِكَعْبٍ مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ بِمَا يَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ الطَّمَعُ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ علم والے کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو علم کے مطابق عمل کرتے ہیں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر وہ کیا چیز ہے جو علماء کے دل سے علم کو نکال دیتی ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا طمع (دارمی)

ف: حرص اور طمع علماء کے دلوں سے علم کی برکت، ہیبت اور نور کو دور کر دیتی ہے۔

۲۴۹/۶۳ وَعَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشَّرِّ فَقَالَ لَا تَسْاَلُوْنِيْ عَنِ الشَّرِّ وَسَلُوْنِيْ عَنِ الْخَيْرِ يَقُوْلُهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَاِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خِيَارُ الْعُلَمَاءِ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت احوص بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد حکیم سے روایت کرتے ہیں (ان کے والد حکیم) کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شر کی نسبت دریافت کیا ارشاد ہوا مجھ سے شر کی نسبت نہ پوچھو بلکہ مجھ سے خیر سے متعلق سوال کرو، اس کو تین مرتبہ فرمایا پھر ارشاد ہوا سنو! بُروں میں سب سے بُرے بُرے علماء ہیں اور بھلوں میں سب سے بہتر (بھلے) علماء ہیں۔ (دارمی)

۲۵۰/۶۴ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَا يُنْتَفَعُ بِعِلْمِهٖ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین شخص وہ عالم ہے جس نے اپنے علم سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کیا۔ (دارمی)

۲۵۱/۶۵ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ قَالَ قَالَ لِيْ عُمَرُ هَلْ تَعْرِفُ مَا يَهْدِمُ الْاِسْلَامَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ يَهْدِمُهٗ زَلَّةُ الْعَالِمِ وَ

حضرت زیاد بن حدیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ اسلام کو کیا چیز تباہ کرتی ہے؟

جِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ وَحُكْمُ الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ ۔
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ فرمایا عالم کی لغزش، منافق کا کتاب اللہ سے (تاویلات باطلہ کے ذریعہ) جھگڑنا اور گمراہ حکام کے فیصلے (یہ سب اسلام کو) تباہ کر دیتے ہیں۔ (دارمی شریف)

۲۵۲/۶۶ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَاكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذَاكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ ۔
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ علم دو قسم کے ہوتے ہیں ایک علم دل میں ہوتا ہے اور یہی علم کارآمد ہے، ایک علم زبان پر ہوتا ہے اور ایسا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر حجت ہے (یعنی یہ الزام دے گا کہ تم کو ہم نے علم دیا تھا تو پھر کیوں تم نے اس پر عمل نہیں کیا۔ (دارمی شریف)

۲۵۳/۶۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَاءَيْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ فِيْكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ يَعْنِي الْمَجْرَى الطَّعَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو طرح کے علم محفوظ کئے ہیں ایک علم کی تو میں نے تم میں اشاعت کی ہے، اگر دوسرے علم کی اشاعت کروں تو یہ گلا کاٹ دیا جائے گا (بخاری شریف)

ف: مجھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو قسم کے علوم ملے ہیں ایک علم شریعت جو میں نے تمھیں بتا دیا دوسرا علم اسرار و طریقت و حقیقت کہ اگر وہ ظاہر کر دوں تو عوام نہ سمجھیں گے اور مجھے بددین سمجھ کر قتل کر دیں گے یا اس سے مراد ہے علم احکام و علم اخبار جس میں ظالم حاکموں اور بے دین سرداروں کے نام موجود ہیں اگر میں بتاؤں تو ان کی ذریت مجھے ہلاک کر دے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی کنایۃً واشارۃً اس علم اسرار کے متعلق بیان فرما دیتے تھے چنانچہ آپ دعا مانگا کرتے تھے کہ خدایا مجھے ۶۰ھ کے فتنوں اور لونڈوں کی حکومت سے پناہ دے چنانچہ ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔ یزید پلید تخت نشین ہوا اس دعا میں ان دو واقعات کی طرف اشارہ تھا آپ کی دعا قبول ہوئی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف سے ایک سال پہلے آپ کا وصال شریف ہوا۔

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ شرعی مسئلے بے دھڑک بیان کئے جائیں مگر تصوف کے اسرار نا اہل کو نہ بتلائے جائیں۔ دوسرے یہ کہ غیر ضروری چیزیں جن کے اظہار سے فتنہ پھیلتا ہو ہرگز ظاہر نہ کی جائیں۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علوم غیبیہ عطا فرمائے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عطا ہوئے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں ان کے علوم کا یہ حال ہے تو حضرات خلفاء راشدین کے علوم تو ہماری سمجھ سے بالا ہیں۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ)

۲۵۴/۶۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا اے لوگو! جو شخص کسی چیز کا علم رکھتا ہو تو اس کو بیان کر دے اور جو کسی چیز کا علم نہ

اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

رکھتا ہو تو کہہ دیا کرے اللّٰهُ اَعْلَمُ (اللہ زیادہ جاننے والے ہیں) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (سورۃ ص ۳۸ پ ۲۳ آیت ۸۶ میں) فرمایا "قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ" (تم فرماؤ میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ والوں میں نہیں) (بخاری و مسلم)

۲۵۵/۶۹ وَعَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ یہ علم (کتاب و سنت) دین ہے تو تم غور کر لو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔؟

ف: غیر ثقہ، بے دین، جاہل اور بدعتی سے علم حاصل نہ کیا جائے۔

۲۵۶/۷۰ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّآءِ اسْتَقِيْمُوْا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا وَّاِنْ اَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا اے علماء کے گروہ راہ راست پر قائم رہو کیونکہ (راہ راست پر استقامت میں) تمہارے اسلاف تم پر سبقت پا چکے ہیں اور اگر تم (سلف صالح کی اتباع کو چھوڑ کر) دائیں بائیں چلوگے (یعنی نئے نئے طریقے ایجاد کروگے تو راہ راست سے) بےشک گمراہی میں بہت دور جا پڑوگے (بخاری شریف)

۲۵۷/۷۱ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ اَرْبَعَمِائَةِ مَرَّةٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَدْخُلُهَا قَالَ الْقُرَّآءُ الْمُرَاؤُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَكَذَا ابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ فِيْهِ وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّآءِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَآءَ قَالَ الْمُحَارِبِيُّ يَعْنِي الْجَوَرَةَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے جب الحزن (رنج کے کنویں) کی پناہ مانگو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ جب الحزن کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر دن چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس میں کون داخل ہوگا؟ ارشاد فرمایا وہ علماء اور قاری جو اپنے عمل میں ریا کاری کرتے ہیں (ترمذی شریف) ابن ماجہ نے اتنا اضافہ اور کیا ہے "وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّآءِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَآءَ" (اللہ کے نزدیک مبغوض ترین قاری اور عالم وہ ہیں جو امراء کے پاس جاتے ہیں)

محاربی نے کہا کہ امراء سے یہاں ظالم امراء مراد ہیں۔

۲۵۸/۴۲ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَّهِيَ خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰى عُلَمَآؤُهُمْ شَرٌّ مَّنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایک ایسا زمانہ لوگوں پر آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور قرآن کا صرف رسم (یعنی قرآن کی تجوید اور درستگی الفاظ کی طرف تو توجہ کریں گے لیکن عمل سے دور رہیں گے) ان کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت اور یادِ الٰہی سے خالی ہوں گے اور ان کے علماء آسمان کے نیچے رہنے والوں میں سب سے بدتر ہوں گے انہی سے فتنے نکلیں گے اور انہی میں یہ فتنے لوٹیں گے۔ (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

۲۵۹/۴۳ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ لَبِيْدٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَقَالَ ذَاكَ عِنْدَ اَوَانِ ذِهَابِ الْعِلْمِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ وَنَحْنُ نَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَنُقْرِئُهٗ اَبْنَآءَنَا وَيُقْرِئُهٗ اَبْنَآؤُنَا اَبْنَآءَهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ زِيَادُ اِنْ كُنْتُ لَاَرَاكَ مِنْ اَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِيْنَةِ اَوَلَيْسَ هٰذِهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ لَا يَعْمَلُوْنَ بِشَيْءٍ مِّمَّا فِيْهِمَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ نَحْوَهٗ وَكَذَا الدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ۔

حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی چیز کا ذکر فرمایا کہ یہ چیز علم کے اٹھائے جانے کے وقت ہو گی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم کیسے اٹھ جائے گا ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے بچے اپنے بچوں کو قیامت تک پڑھاتے ہی رہیں گے ارشاد ہوا اے زیاد! تم پر تعجب ہے میں تو تم کو مدینہ کے نہایت سمجھدار لوگوں میں سے سمجھتا تھا کیا یہ یہود و نصاریٰ توریت اور انجیل نہیں پڑھا کرتے ہیں مگر وہ ان ہر دو کتابوں کی کسی چیز پر عمل نہیں کرتے (امام احمد اور ابن ماجہ) اور ترمذی نے حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے اسی طرح روایت کی ہے اور دارمی کی روایت ابوامامہ سے بھی ایسی ہی ہے)

۲۶۰/۴۴ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْفَرَآئِضَ وَعَلِّمُوْهَا النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ فَاِنِّيْ امْرُؤٌ مَّقْبُوْضٌ وَالْعِلْمُ سَيُقْبَضُ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا علم دین سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھلاؤ۔ قرآن پڑھو اور اسے لوگوں کو پڑھاؤ۔ اس لیے کہ میں وفات پانے والا ہوں اور

وَ تَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتّٰى يَخْتَلِفَ اِثْنَانِ فِيْ فَرِيْضَةٍ وَّلَا يَجِدَانِ اَحَدًا يَّفْصِلُ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالدَّارَ قُطْنِيْ

علم عنقریب اٹھا لیا جائے گا اور فتنے پھوٹ پڑیں گے حتیٰ کہ دو آدمی کسی مسئلہ میں اختلاف کریں گے تو کسی کو بھی علم کی قلت کی وجہ سے) ایسا نہیں پائیں گے کہ وہ ان میں فیصلہ کر سکے۔ (دارمی اور دار قطنی)

۲۶۱/۷۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ عِلْمٍ لَّا يُنْتَفَعُ بِهٖ كَمَثَلِ كَنْزٍ لَا يُنْفَقُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس علم کی مثال جس سے دوسرے کو فائدہ نہ پہنچے اس خزانہ کی ہے جس کو راہِ خدا میں خرچ نہ کیا جائے۔
(امام احمد اور دارمی)

كِتَابُ الطَّهَارَةِ — کتاب طہارت کے احکام میں

ف: نماز کے لیے طہارت ایسی ضروری چیز ہے کہ اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں بلکہ جان بوجھ کر بغیر طہارت کے نماز پڑھنے کو علماء کفر لکھتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اس بے وضو یا بے غسل نماز پڑھنے والے نے عبادت کی بے ادبی اور توہین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکم عدولی کی ہے اس لیے جب بغیر کامل طہارت کے نماز پڑھنے کا یہ وبال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنے والوں میں شامل ہوتا ہے تو طہارت کے مسائل سیکھنا اس پر نہایت ضروری ہیں۔ کیونکہ حدیث میں طہارت کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔

اقسام طہارت اور ان کی تعریف۔

طہارت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) طہارت صغریٰ (۲) طہارت کبریٰ

طہارت صغریٰ وضو ہے اور طہارت کبریٰ غسل۔ جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدث اصغر کہتے ہیں اور جن سے غسل فرض ہو ان کو حدث اکبر کہتے ہیں۔

تنبیہ۔ چند ضروری اصطلاحات قابل ذکر ہیں جن کی ہر جگہ پر (طہارت، عبادات، احکام، معاملات اور روزمرہ کے مسائل میں) ضرورت رہتی ہے۔

(۱) فرض اعتقادی

جو مسئلہ دلیل قطعی سے ثابت ہو (یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہ نہ ہو) اس کا انکار کرنے والا آئمہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اس کی فرضیت دین اسلام کا عام خاص ہر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر

پر اجماع قطعی ہے ایسا کفر کہ جو اس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ بہرحال جو کسی عذر صحیح شرعی کو قصداً ایک بار بھی چھوڑے فاسق و مرتکب گناہ کبیرہ و مستحق عذاب نار ہے جیسے نماز، روزہ، بقدر استطاعت حج و صاحب نصاب پر زکوٰۃ۔

۲۔ فرض عملی

فرض عملی وہ ہے جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو مگر نظر مجتہد میں بحکم دلائل شرعیہ جزم ہے کہ بغیر اس کے کیئے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت اس کے بغیر باطل و کالعدم ہو گی اس کا بغیر کسی وجہ کے انکار فسق و گمراہی ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص دلائل شرعیہ میں نظر و غور و فکر کا اہل ہے اور دلیل شرعی سے اس کا انکار کرے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ جیسے کہ آئمہ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام ایک چیز کو فرضیت کا حکم دیتے ہیں اور دوسرے امام اختلاف کرتے ہوئے دلائل شرعیہ سے فرضیت کا حکم نہیں دیتے اسی چیز کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ" کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ مثلاً حنفیہ کے نزدیک سر کے چوتھے حصے کا مسح کرنا وضو میں فرض ہے پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے۔ شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا مسح کرنا وضو میں فرض ہے۔ مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا مسح فرض ہے۔ حنفیہ کے نزدیک وضو میں بسم اللہ کہنا اور نیت وضو کرنا سنت ہے۔ حنبلیہ اور شافعیہ کے نزدیک فرض ہے اس کے سوا اور بہت سی مثالیں ہیں۔ اس فرض عملی میں ہر شخص اس امام کی پیروی کرے جس کا وہ مقلد ہے اپنے امام کے خلاف بلا ضرورتِ شرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں۔

۳۔ واجب اعتقادی

واجب اعتقادی وہ ہے کہ دلیل ظنی سے اس کی ضرورت ثابت ہو فرض عملی اور واجب عملی اسی کی دو قسمیں ہیں۔

۴۔ واجب عملی

واجب عملی وہ واجب اعتقادی ہے کہ اس کے کیئے بغیر کوئی بھی بری الذمہ نہیں ہوگا۔ مگر غالب ظن اس کی ضرورت پر ہے۔ اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو عبادت اس کے بغیر ناقص رہے گی مگر ادا ہو جائے گی مجتہد دلیل شرعی سے واجب کا انکار کر سکتا ہے اور کسی بھی واجب کا ایک بار قصداً چھوڑنا گناہ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

۵۔ سنت مؤکدہ

سنت مؤکدہ وہ حکم ہے جس کو حضور اقدس نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو البتہ بیان جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ حکم ہے کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی مگر جانب ترک بالکل مسدود نہ فرمائی ہو اس کا ترک اساءت (برا) اور کرنا ثواب اور نادراً ترک پر عتاب اور ترک کی عادت پر مستحق عذاب ہے۔

۶۔ سنت غیر مؤکدہ

سنت غیر مؤکدہ وہ حکم شرعی ہے کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے عام ازیں کہ حضور انور سید عالم ہادی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادتاً ہو موجب عتاب نہیں۔

۷۔ مستحب

مستحب وہ حکم شرعی ہے کہ نظر شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو خواہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کیا ہو، اس کی ترغیب دی ہو۔ یا علمائے کرام نے پسند فرمایا ہو۔ اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا ہو۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں

۸۔ مباح

وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا دونوں یکساں ہوں۔

۹۔ حرام قطعی

یہ فرض کا مقابل ہے اس کا ایک بار بھی کرنا گناہ کبیرہ وفسق ہے۔ اور بچنا فرض وثواب ہے۔

۱۰۔ مکروہ تحریمی

یہ واجب کا مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اگرچہ اس کے کرنے کا گناہ حرام سے کم درجے کا ہے اور چند بار اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ اساءت

جس کا کرنا برا ہو اور نادرا کرنے والا مستحق عتاب اور التزام فعل پر استحقاق عذاب۔ یہ سنت مؤکدہ کے مقابل ہے

۱۲۔ مکروہ تنزیہی

جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔

۱۳۔ خلاف اولیٰ

خلاف اولیٰ وہ حکم ہے کہ نہ کرنا بہتر تھا اگر کر لیا تو کچھ مضائقہ وعتاب نہیں یہ مستحب کا مقابل ہے۔

ان احکام کے بیان میں عبارتیں مختلف ملیں گی مگر یہی عطر و تحقیق ہے (ماخوذ از بہار شریعت و فتاویٰ رضویہ)
ان شرعی و فقہی اصطلاحات کی مزید تفصیل و توضیح کے لیے دیکھئے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رسالہ "بسط الیدین فی السنۃ والمستحب والمکروھین"

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ　　اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ۔

ترجمہ: "اور اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔" (التوبہ ۹ آیت ۱۰۸)

۲۶۲ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِیْمُهَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُهَا التَّسْلِیْمُ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی کنجی طہارت اور وضو ہے) اور اس کی تحریم پہلی تکبیر اور اس کی تحلیل سلام ہے (ابوداؤد، ترمذی اور دارمی)

ف: تکبیر تحریمہ کہنے سے نماز شروع ہو جاتی ہے اور ساری حلال چیزیں یعنی کھانا پینا اور وہ سارے افعال جو نماز کے منافی ہیں حرام ہو جاتے ہیں اور سلام پھیرنے سے یہ تمام چیزیں پھر حلال ہو جاتی ہیں۔

۲۶۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّهُوْرُ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت اور وضو ہے (امام احمد)

ف: اس حدیث میں جنت کی کنجی سے مراد جنت کے درجات کی کنجی ہے اس سے قبل حدیث میں یہ گذر چکا ہے کہ درحقیقت کلمۂ توحید جنت کی کنجی ہے (ماخوذ از مرقات)۔

۲۶۴ وَعَنْ شَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ رَوْحٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوۃَ الصُّبْحِ فَقَرَاَ الرُّوْمَ فَالْتَبَسَ عَلَیْہِ فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ مَابَالُ اَقْوَامٍ یُّصَلُّوْنَ مَعَنَا لَایُحْسِنُوْنَ الطُّهُوْرَ وَاِنَّمَا یُلَبِّسُ عَلَیْنَا الْقُرْاٰنَ اُولٰٓئِکَ۔ (رَوَاہُ النَّسَائِیُّ)

حضرت شبیب بن ابی روح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی جس میں سورۂ روم کی تلاوت فرمائی تو آپ کو تشابہ ہو گیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھی طرح طہارت نہیں کرتے، یہی لوگ ہم کو قرآن کے پڑھنے میں تشابہ ڈال دیتے ہیں (نسائی)

بَابُ فَضَائِلِ الْوُضُوْءِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ :
مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

۲۶۵ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَّالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَّالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَّالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَّفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تَمْلَاٰنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔

یہ باب ہے وضو کی فضیلتوں کے بیان میں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: "اللہ (تعالیٰ) نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمھیں خوب ستھرا کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے کہ کہیں تم احسان مانو۔"
(المائدہ ۵ پ ۶ آیت ۶)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت اور وضو نصف ایمان ہے اور الحمد للہ کا ثواب میزان عمل کو بھر دیتا ہے اور دونوں کلمے سبحان اللہ اور الحمد للہ کا ثواب یا فرمایا ان میں سے ہر ایک کلمہ کا ثواب آسمان اور زمین کی درمیانی وسعت کو بھر دیتا ہے اور نماز نور ہے اور خیرات (ایمان کی صداقت پر) دلیل ہے اور صبر روشنی ہے (یعنی گناہوں سے باز رہنا، طاعت پر مستعد رہنا اور مصیبتوں پر جزع وفزع نہ کرنا یہ سب قبر میں روشنی کا سبب ہیں) اور قرآن تمھارے حق میں دلیل ہے یا تمھارے خلاف حجت ہے (یعنی اگر قرآن پر عمل کیا ہے تو وہ نفع دے گا اور اگر عمل نہیں کیا ہے تو وہ نقصان پہنچائے گا اور جھگڑے گا) اور ہر شخص صبح کرتا ہے تو اپنے نفس کو بیچ ڈالتا ہے اب اس کو آزاد کرا دے گا یا اس کو تباہ اور برباد کر دے گا (یعنی جب صبح ہوتی ہے تو عمل کے اعتبار سے انسان کی دو حالتیں ہوتی ہے اگر اس نے اچھے عمل کیے تو اپنے کو عذاب سے محفوظ کر لیا ورنہ برے اعمال کر کے اپنے کو ہلاک کر ڈالا) اور ایک روایت میں ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اللّٰہُ اَکْبَر

ان دونوں کلموں کا ثواب آسمان اور زمین کی درمیانی وسعت کو بھر دیتا ہے۔

ف : طہارت اور وضو نصف ایمان ہے ایمان کا نصف اس لیے ہے کہ ایمان سے کبیرہ اور صغیرہ گناہ مٹ جاتے ہیں اور وضوء سے صرف صغیرہ گناہ دور ہوتے ہیں اور اس وضو کو احناف کے نزدیک بھی نیت سے مشروط کرنا ضروری ہے تاکہ وضو ایسی عبادت قرار پائے جس سے گناہ دور ہوتے ہوں اور یہ بغیر نیت کے ایسی عبادت نہیں کیونکہ بغیر نیت کے وضو عبادت کے لیے صرف وسیلے اور ذریعے کا کام دیتا ہے جس سے نماز تو صحیح ہو جاتی ہے مگر ایسے وضو پر اجر و ثواب نہیں ملتا (از مرقات)

۲۶۶
۲ وَعَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ قَالَ عَدَّهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ یَدِیْ اَوْ فِیْ یَدِهٖ قَالَ التَّسْبِیْحُ نِصْفُ الْمِیْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ یَمْلَؤُهٗ وَالتَّکْبِیْرُ یَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ ۔

قبیلہ بنی سلیم کے ایک شخص سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ یا اپنے دست مبارک (کی پانچوں انگلیوں پر ذیل کی ان پانچوں باتوں کو) شمار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ کہنے کا ثواب نصف میزان کو اور الحمد للہ پڑھنے کا ثواب پورے میزان کو بھر دیتا ہے اور اللہ اکبر کا ثواب آسمان اور زمین کی درمیانی وسعت کو بھر دیتا ہے اور روزہ رکھنا نصف صبر ہے (پورا صبر یہ ہے کہ نفس کو طاعتوں پر لگانے اور گناہوں سے بچانے پر روک رکھے چونکہ روزہ نفس کو طاعتوں پر لگائے رکھتا ہے اس لیے یہ آدھا صبر ہے) اور طہارت و وضو نصف ایمان ہے۔ (ترمذی شریف)

۲۶۷
۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِهِ وَکَثْرَةُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ وَفِیْ حَدِیْثِ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ رَدَّدَ مَرَّتَیْنِ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسا عمل نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو مٹا دے اور جس کے ذریعہ سے درجات بلند فرمائے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور بتلایئے ارشاد فرمایا مشقت (یعنی سردی کی شدت یا تکلیف کے اوقات) میں کامل طور پر وضو کرنا اور مسجد وں کی طرف (باوجود دور ہونے کے) بار بار جانا اور مسجد میں بیٹھے ہوئے ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا

وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ ثَلَاثًا

اور یہی رباط ہے اس کو دو مرتبہ فرمایا (مسلم شریف) (اور ترمذی کی دوسری روایت میں تین دفعہ کا ذکر ہے)

ف: سرحد اسلام پر دشمنانِ دین کے مقابلہ میں نگہبانی کرنے کو رباط کہتے ہیں تاکہ وہ سرحد کو پار نہ کریں اور اس کا بہت ثواب کہا ہے اسی طرح سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کو بھی رباط قرار دیا کہ جیسے وہاں کفار کے مقابلہ میں بیٹھتے ہیں یہاں شیطان کے مقابلہ میں بیٹھنا ہے کہ وہ دین کا کھلا دشمن ہے

۲۶۸/۴ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِہٖ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا تو اس کے (صغیرہ) گناہ جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخن کے نیچے سے بھی خارج ہو جاتے ہیں (مسلم شریف)

۲۶۹/۵ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِیْئَةٍ نَظَرَ إِلَیْهَا بِعَیْنَیْهِ مَعَ الْمَآءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَإِذَا غَسَلَ یَدَیْهِ خَرَجَ مِنْ یَّدَیْهِ كُلُّ خَطِیْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا یَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَیْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِیْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ حَتّٰی یَخْرُجَ نَقِیًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مسلم یا مومن وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھولیتا ہے تو اس نے اپنی آنکھوں سے جن گناہوں کی طرف دیکھا تھا وہ تمام گناہ اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ (بہہ کر) نکل جاتے ہیں اور جب اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ جو اس نے پکڑ کر کئے ہوتے ہیں ہاتھوں سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ بہہ کر نکل جاتے ہیں اور جب پاؤں دھوتا ہے تو جن گناہوں کی طرف پاؤں سے چلا تھا وہ تمام گناہ پانی کے ساتھ یا آخری قطرۂ وضو کے ساتھ (بہہ کر) نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ بندہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

۲۷۰/۶ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ تَحْضُرُهٗ صَلٰوةٌ مَّكْتُوْبَةٌ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ یُؤْتِ كَبِیْرَةً وَّذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فرض نماز کا وقت آنے پر جو کوئی مسلمان نماز کے لیے اچھی طرح وضو کرے اور نماز کو خشوع کے ساتھ ادا کرے اور رکوع عمدہ طریقے سے کرے تو گناہ کبیرہ کے سوا جس قدر گناہ اس سے ہوتے ہیں وہ تمام مٹا دیئے جاتے ہیں اور ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ (مسلم شریف)

۲۷۱/۷ وَعَنْهُ أَنَّهٗ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلٰی

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِيْهِمَا بِشَيْءٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ۔

آپ نے وضو کیا تو دونوں ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر کلی کی اور ناک صاف کیا پھر چہرے کو تین مرتبہ دھویا پھر سیدھا ہاتھ کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھویا پھر بایاں ہاتھ کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر سیدھا پاؤں اس کے بعد بایاں پاؤں تین تین مرتبہ دھویا، پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو فرمایا تھا (اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا) آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے اور ان دونوں رکعتوں میں اپنے دل میں وسوسہ نہ لائے (اگر خود بخود وسوسہ آئے تو کچھ مضر نہیں) تو اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔" (بخاری ومسلم) (اور الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

۲۷۲ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّاُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی مسلمان اچھی طرح وضو کرے دو رکعت نماز دلی توجہ اور خشوع کے ساتھ ادا کرے گا تو اس کے لئے جنت واجب ہو گی۔ (روایت مسلم شریف)

۲۷۳ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّاُ فَيُبْلِغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا وَفِيْ رِوَايَةٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو بھی وضو میں پانی کو اعضاء کی اس مقدار تک پہنچائے جہاں تک پہنچانا ضروری ہے پھر یوں فرمایا کہ وضو میں پوری سنتوں کو پابندی کے ساتھ ادا کرے پھر کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے (مسلم شریف) اور ترمذی نے یہ زائد کیا ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (اے خدایا تو مجھے توبہ کرنے والوں اور خوب پاک صاف رہنے والوں میں بنا دے)

ف:۔ حدیث پاک میں حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو میں پانی کے استعمال کی کوئی حد نہیں لگائی ہے بلکہ حد یہ لگائی ہے کہ وضو میں پانی کو اعضاء کی اس مقدار تک پہنچا دے جہاں تک پہنچانا ضروری ہے فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تقدیر شرعی سے وضو میں زیادہ پانی ڈالنا سہواً ہوگا یا بحالت شک یا

دیدہ دانستہ۔ سہو یعنی بھول جانے کی صورت میں تین بار استعمال ہو گیا تھا مگر یاد رہا کہ دو ہی بار ڈالا ہے۔ دوسری صورت کہ تین مرتبہ ڈالنے کا شبہ ہو گیا۔ تو دونوں صورتیں یقیناً ممانعت سے خارج ہیں۔ احادیث کریمہ میں وضو میں تین مرتبہ پانی ڈالنے کو سنت قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سے زائد مرتبہ پانی ڈالنا یقیناً ممنوع ہے اگر اس سے کم میں شک ہو جائے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیَ الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ۔ میری امت سے خطاء و نسیان کو اٹھا لیا گیا ہے (یعنی بھولے سے جو کام ہو جائے اس میں رخصت دے دی گئی ہے) و قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دع ما یریبک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس چیز کے بارے میں تجھے شک ہو جائے اسے چھوڑ دے۔ لہٰذا تین سے کم میں سہو یا شک ہو جائے تو جس پر پختہ عزم ہو جائے اس کو کرے۔ تیسری وجہ کہ پانی کو جان بوجھ کر زیادہ استعمال کیا جائے تو اس کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ کسی جائز و صحیح غرض کے لیے پانی زیادہ استعمال کیا ہے دوسری وجہ یہ کہ کسی ممنوع و فاسد غرض کے لیے پانی زیادہ استعمال کیا ہے یا محض بلا وجہ نہ کسی صحیح و جائز غرض کے لیے اور نہ کسی فاسد و ممنوع غرض کے لیے تو صورت اول جائز و صحیح غرض کے لیے زیادہ پانی کا استعمال کرنا کسی طرح بھی اسراف نہیں ہو سکتا جیسے منہ کی بدبو کے ازالہ کے لیے کلی وغیرہ کرنا یا پان چھالیہ کے ریزوں کو باہر نکالنے کے لیے تین مرتبہ سے زائد کلی کرنا یا وضو علی الوضو کی نیت سے پانی استعمال کرنا یا جسم سے میل کے ازالہ کے لیے غسل کرنا یا شدت گرمی سے جسمانی ٹھنڈک کے لیے غسل کرنا۔ یہ سب جائز ہیں، ممنوع و ناجائز نہیں ہیں۔ صورت ثانیہ میں یعنی کسی ناروا ممنوع اور فاسد غرض کے لیے تقدیر شرعی پر زیادت مطلقاً ممنوع و ناجائز ہے۔ اگرچہ پانی بالکل ہی ضائع نہ ہو۔ تیسری صورت بلا وجہ پانی زیادہ استعمال کرنا تو اگر پانی ضائع نہیں ہوا مثلاً زمین میں بہہ گیا۔ درخت یا پودوں کو مل گیا تو ایسی صورت میں گناہ نہیں ناروا ضرور ہے کہ زیادہ پانی استعمال کرنے کی حاجت نہ تھی۔ فتاویٰ رضویہ ج ا ص ۲۱۵-۱۶۔

تمام لوگوں کے لیے وضو و غسل میں پانی کی ایک مقدار مقرر نہیں کی جا سکتی کیونکہ جسم کی جیسی ساخت ہو گی ویسے ہی طریقے سے پانی کا استعمال ہو گا۔ فربہ اور جسیم آدمی کے لیے پانی زیادہ استعمال ہو گا نحیف اور کمزور کے لیے کم۔ کچھ لوگ تو ویسے ہی پانی زیادہ ضائع کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ نلکے کی ٹونٹی کھول کر کتنی دیر تک پانی ضائع کرنے کے بعد وضو یا غسل کرتے ہیں اور اس میں بھی ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرتے ہیں بڑا نامناسب اور ممنوع ہے۔

٦٧٤/١٠ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَقَالَ بَعْدَ فَرَاغِہٖ مِنْ وُّضُوْئِہٖ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ کُتِبَ فِیْ رَقٍّ ثُمَّ جُعِلَ فِیْ طَابَعٍ فَلَمْ یُکْسَرْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ رَوَاہُ النَّسَآئِیُّ وَالْحَاکِمُ۔

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد کہے "سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ"، تو اس کو ایک کاغذ میں لکھ لیا جاتا ہے، پھر مہر کر دی جاتی ہے اور قیامت تک مہر نہیں توڑی جاتی (نسائی و حاکم)

٦٧٥/١١ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے

الْوُضُوْءَ ثُمَّ رَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ۔ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا اور پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور کہا "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ" تو اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس میں چاہے وہ داخل ہو جائے (نسائی شریف)

۲۷۶/۱۲ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو قیامت کے دن اعضاء وضو کے منور ہونے کی وجہ سے، اے روشن پیشانی والو! اے روشن ہاتھ پیر والو! کہہ کر پکارا جائے گا پس تم میں جو شخص اپنا اس وضو کے نور کو بڑھا سکتا ہے تو بڑھائے (بخاری ومسلم)

۲۷۷/۱۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا زیور (بروز قیامت) وہاں تک ہوگا جہاں تک اس کے وضو کا پانی پہنچا ہوگا۔ (مسلم شریف)

۲۷۸/۱۴ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال خیر کے ہمیشہ پابند رہو (اور راہ راست سے مت ہٹو) اور تم ہرگز ایسا نہ کر سکو گے (کیونکہ اعمال خیر کی پابندی اور راہ راست پر استقامت بہت مشکل ہے) اور یقین رکھو کہ تمہارے سب اعمال میں سب سے بہترین عمل نماز ہے اور وضو کی محافظت صرف مومن ہی کر سکتا ہے (امام مالک، امام احمد، ابن ماجہ اور دارمی)

۲۷۹/۱۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰى طُهْرٍ كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کے ہوتے ہوئے دوبارہ وضو کیا تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (ترمذی شریف)

ف: مستحبات وضو سے یہ ہے کہ باوضو ہونے کے باوجود دوبارہ وضو کرلے یہ منیہ میں مذکور ہے اور ردالمحتار میں لکھا ہے کہ دوبارہ وضو کرنا اس وقت مستحب ہے کہ پہلے وضو سے نماز پڑھی ہو یا کوئی ایسا عمل کیا ہو جس کا شمار عبادت

مقصود ہی ہے جیسے سجدۂ تلاوت اور مسِ مُصحف وغیرہ۔ تو اس قسم کا عمل کئے بغیر وضو کرنا مستحب نہیں ہوگا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ فتاوے رضویہ میں فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ ہر حدیث کے بعد فوراً وضو کرنا مستحب ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بعض آئمہ کے نزدیک ہر وقت باوضو رہنا سنت ہے۔ اَلْمُحَافَظَةُ عَلَى الْوُضُوْءِ سُنَّةُ الْاِسْلَامِ۔

۲۸۰/۱۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيْهِ وَاِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ اَنْفِهٖ وَاِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ يَدَيْهِ فَاِذَا مَسَحَ بِرَاْسِهٖ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَاْسِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اَظْفَارِ رِجْلَيْهِ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَاتُهٗ نَافِلَةً لَهٗ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا۔

حضرت عبد اللہ صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندۂ مومن وضو کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ منہ سے نکل جاتے ہیں اور جب ناک چھینکتا ہے تو اس کی ناک سے ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں، اور جب اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کی دونوں آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں کے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ جھڑ جاتے ہیں جب وہ مسح کرتا ہے تو اس کے دونوں کانوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب اپنے دونوں پاؤں کو دھوتا ہے تو اسکے دونوں پاؤں کے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ اسکے پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے گناہ جھڑنے لگتے ہیں پھر اسکے مسجد کی طرف چلنے اور نماز پڑھنے کا ثواب اسکے علاوہ ہوا (امام مالک نے اس کی روایت بطور ارسال کی ہے)

ف: حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ وضو کرنے سے بندے کے گناہ دھل جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اولیاء صالحین اپنی آنکھوں سے وضو کے دھوون میں لوگوں کے گناہ دیکھتے ہیں۔ امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ کہ اکابر علمائے شافعیہ سے ہیں میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے سردار حضرت علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (کہ وہ بھی شافعی ہیں) فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدارک باریک ہیں قریب ہے کہ ان پر مطلع نہ ہوں مگر اکابر اولیاء اور اہل مشاہدہ۔ اور فرمایا کہ جب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حوض میں وضو کا پانی دیکھتے تو لوگوں کے وضو کرنے میں گناہ کبیرہ، گناہ صغیرہ مکروہ اور جو جو کچھ دھل کر اس میں گرا ہوتا سب پہچان لیتے۔ اسی لیے امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مائے مستعمل (یعنی استعمال شدہ پانی) کے تین حکم رکھے ہیں۔ ایک یہ کہ پانی نجاست غلیظہ ہے یہ اس صورت میں ہے کہ پانی استعمال کرنے والے نے کوئی گناہ کبیرہ کیا ہو۔ دوم نجاست خفیفہ ہے یہ اس صورت میں ہے کہ گناہ صغیرہ کا دھوون ہو۔ سوم۔ استعمال شدہ پانی پاک

ہے مگر دوسرے کو پاک نہیں کرسکتا ہے۔ کہ یہ کردہ کا غسالہ ہو۔ ماخوذ از فتاوٰی رضویہ ص ۲۶۹ ج ۱

۲۸۱/۱۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُّ اَنَّا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَنْتُمْ اَصْحَابِيْ وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاْتُوْا بَعْدُ فَقَالُوْا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ يَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَّهٗ خَيْلٌ غُرٌّ مُّحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهٗ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّهُمْ يَاْتُوْنَ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے اور فرمایا (اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ) سلام ہو تم پر اے مسلمانوں کی جماعت یقیناً ہم تم سے ملنے والے ہیں ان شاء اللہ (اس کے بعد پھر فرمایا) مجھے آرزو تھی کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ ارشاد ہوا تم میرے صحابہ ہو، اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ اپنی امت کے ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ تم بتلاؤ کہ کسی شخص کے ایسے گھوڑے ہوں جن کی پیشانیاں اور ہاتھ پیر سفید ہوں اور وہ سیاہ گھوڑوں میں مل جائیں تو کیا وہ شخص اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچان لے گا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وہ ضرور پہچان لے گا ارشاد ہوا میری امت (قیامت میں) وضو کے نور کی وجہ سے روشن چہرے اور چمکدار ہاتھ پاؤں کے ساتھ آئے گی۔ (اس علامت سے میں ان کو پہچان لوں گا اور میں حوض (کوثر) پر ان سے پہلے پہنچ جاؤں گا اور ان کیلئے راحت و آرام کا سامان مہیا کرتا رہوں گا (مسلم شریف)

۲۸۲/۱۸ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّؤْذَنُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّؤْذَنُ لَهٗ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَهٗ فَاَنْظُرُ اِلٰى مَا بَيْنَ يَدَيَّ فَاَعْرِفُ اُمَّتِيْ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ وَمِنْ خَلْفِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ يَمِيْنِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ شِمَالِيْ

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے سجدہ کرنے کی اجازت ہوگی اور سب سے پہلے سجدہ سے سر اٹھانے کی اجازت بھی مجھے ہوگی۔ پس میں اپنے روبرو دیکھوں گا اور اپنی امت کو تمام امتوں میں پہچان لوں گا میں اپنے پیچھے دائیں اور بائیں بھی۔ اسی طرح اپنی امت کو پہچان لوں گا ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آپ حضرت نوح علیہ السلام

مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَعْرِفُ اُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ فِيْمَا بَيْنَ نُوْحٍ اِلٰى اُمَّتِكَ قَالَ هُمْ غُرٌّ مُحَجَّلُوْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ لَيْسَ اَحَدٌ كَذٰلِكَ غَيْرُهُمْ وَاَعْرِفُهُمْ اَنَّهُمْ يُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِاَيْمَانِهِمْ وَاَعْرِفُهُمْ تَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

سے لے کر آپ کے زمانہ تک کی درمیانی امتوں میں اپنی امت کیسے پہچان سکیں گے؟ ارشاد فرمایا میری امت وضو کے نور کی وجہ سے روشن ہاتھ پاؤں والی ہوگی اور یہ بات کسی اور میں نہ ہوگی اور ان کو اس وجہ سے بھی میں پہچان لوں گا کہ ان کو نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیئے جائیں گے (اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس امت کی خصوصیت ہے کہ ان کو سب سے پہلے داہنے ہاتھ میں اعمالنامہ دیا جائے گا یا ان کے اعمال نامہ دینے کی کوئی خاص صفت ہوگی اور اس وجہ سے بھی پہچان لوں گا کہ ان کے چھوٹے بچے (جو چھوٹی عمر میں انتقال کر گئے ہیں ان کی مغفرت کی کوشش میں) ان کے آگے دوڑتے ہوں گے (امام احمد)

بَابُ مَا يُوْجِبُ الْوُضُوْءَ

یہ باب ان چیزوں کے بیان میں ہے جن سے وضو کرنا واجب ہوتا ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ۔ "یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو۔"
(النساء ۴ پ۵ آیت ۴۳)

۲۸۳ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ۔
۱
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز جس کا وضو نہ ہو بغیر وضو کے قبول نہیں ہوتی (بخاری و مسلم)

۲۸۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَّلَا صَدَقَةٌ مِّنْ
۲

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بغیر طہارت اور وضو کے نماز قبول نہیں کی جاتی اور

غُلُوْلٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٢٨٥ وَعَنْ مُنْذِرٍ اَبِيْ يَعْلَى الثَّوْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ اَجِدُ مَذْيًا فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ اَنْ يَسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ وَاسْتَحْيَيْتُ اَنْ اَسْاَلَهُ لِاَنَّ ابْنَتَهُ عِنْدِيْ فَسَاَلَهُ فَقَالَ اِنَّ كُلَّ فَحْلٍ يَمْذِيْ فَاِذَا كَانَ الْمَنِيُّ فَفِيْهِ الْغُسْلُ وَاِذَا كَانَ الْمَذِيُّ فَفِيْهِ الْوُضُوْءُ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ نَحْوَهُ۔

مال حرام سے خیرات بھی قبول نہیں ہوتی ۔ (مسلم شریف)

حضرت منذر ابو یعلی ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محمد بن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، منذر کہتے ہیں محمد بن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے والد (سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ ان کے والد یعنی (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا مجھے مذی کثرت سے آیا کرتی تھی تو میں نے حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کریں اور مجھے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کرنے میں شرم محسوس ہوئی تھی کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں، اس لیے کہ (مذی اس رقیق پانی کو کہتے ہیں جو عورتوں کے ساتھ مذاق کرنے یا ان کو شہوت کے ساتھ دیکھنے سے نکلتا ہے) حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو ارشاد ہوا کہ ہر جوان مرد کو مذی آتی ہے اگر منی خارج ہو تو غسل واجب ہے اور اگر مذی نکلے تو اس سے صرف وضو واجب ہے غسل واجب نہیں ہے (طحاوی) (بخاری اور مسلم)

ف : مرد سے جب مذی نکلے تو اس پر وضو ضروری ہے اس بارے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اولاً ایک جماعت کے مسلک کو نقل کیا ہے جو حنفیوں کے خلاف ہے جن کا قول یہ ہے کہ مرد کو جب مذی نکلے تو اس پر شرمگاہ کا دھونا واجب جس طرح پیشاب کرنے کے بعد شرمگاہ کا دھونا ضروری ہے لیکن احناف نے ان کی مخالفت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ بعض حدیثوں سے مذی نکلنے پر شرمگاہ کا جو دھونا معلوم ہوتا ہے اس سے شرمگاہ کے دھونے کا واجب کرنا مقصود نہیں بلکہ اس کی غرض مذی کی آمد کا بند کرنا ہے اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں شرمگاہ کے دھونے کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ صرف وضو کرنے کا ذکر ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں، امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور محمد بن الحسن رحمہم اللہ کا یہی ارشاد ہے۔ ١٢

٢٨٦ وَعَنْ عَايِشِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاَرَدْتُّ اَنْ اَسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

حضرت عائش بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ میں ایسا شخص تھا کہ مجھ سے مذی بکثرت خارج ہوا کرتی تھی تو میں اس بارے میں

لِاَنَّ ابْنَتَهٗ كَانَتْ تَحْتِيْ فَاَمَرْتُ عَمَّارًا فَسَاَلَهٗ فَقَالَ يَكْفِيْ مِنْهُ الْوُضُوْءُ۔
(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کرنا چاہا اگر آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہونے کی وجہ سے مجھے شرم محسوس ہوئی تو میں نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دریافت کرنے کے لیے کہا حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا اس کے لیے وضو کافی ہے (امام طحاوی)

۲۸۷/۵ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَذِيِّ فَقَالَ مِنَ الْمَذِيِّ الْوُضُوْءُ وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مذی کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا مذی کے نکلنے سے وضو لازم آتا ہے اور منی کے نکلنے سے غسل۔ (ترمذی شریف)

۲۸۸/۶ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اِذَا اَمْذَى الرَّجُلُ غَسَلَ الْحَشَفَةَ وَتَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ۔
(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب مرد سے مذی خارج ہو جائے تو حشفہ یعنی شرمگاہ کو دھو ڈالے اور نماز کے وضو کی طرح وضو کرلے۔ (طحاوی شریف)

۲۸۹/۷ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ مِثْلَهٗ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری کا دست تناول فرمایا اور اس کے بعد نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔ (بخاری و مسلم) (اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۲۹۰/۸ وَعَنْهُ قَالَ اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتِفًا ثُمَّ مَسَحَ يَدَهٗ بِمِسْحٍ كَانَ تَحْتَهٗ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری کے دست کا گوشت تناول فرمایا پھر اس ٹاٹ سے ہاتھ صاف فرمایا جس پر آپ تشریف فرما تھے، پھر کھڑے ہوئے اور نماز ادا فرمائی (گوشت تناول فرمانے کی وجہ سے وضو نہیں فرمایا) (ابوداؤد اور ابن ماجہ)

۲۹۱/۹ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ قَرَّبْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھنے ہوئے پہلو کا گوشت پیش کیا تو آپ

قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ۔
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

۲۹۲ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ حَدِّثِيْنِيْ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ فَقَالَتْ قَدْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْنَا إِلَّا قَلَيْنَا لَهٗ حَبَّةً تَكُوْنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَيَأْكُلُ مِنْهَا وَيُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ ۔
(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

۲۹۳ وَعَنْ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ أَشْهَدُ لَقَدْ كُنْتُ أَشْوِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَ الشَّاةِ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ ۔

۲۹۴ وَعَنْهُ قَالَ أُهْدِيَتْ لَهٗ شَاةٌ فَجَعَلْتُهَا فِي الْقِدْرِ، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا أَبَا رَافِعٍ فَقَالَ شَاةٌ أُهْدِيَتْ لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَطَبَخْتُهَا فِي الْقِدْرِ، قَالَ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ يَا أَبَا رَافِعٍ فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ الْآخَرَ فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ الْآخَرَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ الْآخَرَ فَقَالَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا لِلشَّاةِ ذِرَاعَانِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَكَتَّ لَنَاوَلْتَنِيْ ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَكَتَّ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا پھر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور وضو نہیں فرمایا (امام احمد)

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) میں سے ایک کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس چیز کے متعلق کوئی حدیث بیان فرمایئے جو آگ سے پکائی گئی ہو، انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کبھی پاس تشریف لاتے تو اکثر ہم آپ کے لیے ایک غلہ کی دانہ دار قسم کی چیز جو مدینہ میں پائی جاتی ہے تل دیا کرتے تو آپ اس کو تناول فرماتے اور نماز پڑھتے اور (تازہ) وضو نہیں فرماتے (طحاوی شریف)

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بکری کا دل اور کلیجی بھونتا آپ اس کو تناول فرما کر نماز ادا فرماتے اور (تازہ) وضو نہیں فرماتے تھے (مسلم) اور طحاوی کی روایت بھی اسی طرح ہے۔

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ابورافع کے پاس بکری کا گوشت بطور ہدیہ بھیجا گیا تو انھوں نے اس کا گوشت پکانے کے لیے ہنڈیا چڑھائی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے ابورافع یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا یارسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بکری کا گوشت ہے جو ہمارے ہاں تحفہ میں آیا ہے جس کو میں نے ہنڈیا میں پکا لیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے ابورافع اس کا ایک دست مجھے دو، پس میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں دست پیش کر دیا۔ ارشاد ہوا مجھے دوسرا دست دو، میں نے دوسرا دست پیش کر دیا، پھر ارشاد فرمایا ایک اور دست لا دو حضرت ابورافع نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ

ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَتَمَضْمَضَ فَاهُ وَغَسَلَ اَطْرَافَ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ عَادَ اِلَيْهِمْ فَوَجَدَ عِنْدَهُمْ لَحْمًا بَارِدًا فَاَكَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَمَسَّ مَآءً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔

تعالیٰ علیہ وسلم بکری کے دو ہی دست ہوتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابورافع تم اگر خاموش رہتے تو تم دست پر دست دیتے جاتے جب تک تم خاموش رہتے پھر آپ نے پانی منگوا کر کلی فرمائی اور انگلیوں کے سروں کو دھو ڈالا، پھر کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی۔ پھر آپ دوبارہ ان کے پاس تشریف لائے تو ان کے ہاں ٹھنڈا گوشت موجود پایا پھر اس کو تناول فرمایا اور پھر مسجد میں جا کر نماز ادا فرمائی اور پانی استعمال نہیں کیا۔ (امام احمد) اور دارمی نے اس کو ابو عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے جس میں پانی منگوانے سے لے کر آخر تک کا واقعہ مذکور نہیں ہے)

۲۹۵
۱۳
وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاُبَيٌّ وَاَبُوْ طَلْحَةَ جُلُوْسًا فَاَكَلْنَا لَحْمًا وَّخُبْزًا ثُمَّ دَعَوْتُ بِوَضُوْءٍ فَقَالَا لِمَ تَتَوَضَّأُ فَقُلْتُ لِهٰذَا الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْنَا فَقَالَا اَتَتَوَضَّأُ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں اور ابی ابن کعب اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے ہم نے گوشت اور روٹی کھائی پھر میں نے وضو کے لیے پانی منگوایا تو دونوں نے کہا وضو کیوں کرتے ہو؟ میں نے کہا اس کھانے کی وجہ سے جس کو ہم نے کھایا ہے تو ان دونوں نے کہا کیا پاکیزہ چیزیں کھا کر وضو کرتے ہو حالانکہ جو تم سے بہتر یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے انھوں نے تو پکی ہوئی چیز کھا کے وضو نہیں فرمایا (امام احمد)

۲۹۶
۱۴
وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ اَدْنٰى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا السَّوِيْقَ فَاَمَرَ بِهٖ فَثُرِّيَ فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ وَمُحَمَّدٌ مِّثْلَهٗ۔

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فتح خیبر کے سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور جب مقام صہبا پر پہنچے جو خیبر سے قریب تر ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ادا فرمائی پھر آپ نے توشے طلب فرمائے، صرف ستو حاضر کیا گیا، ستو کے متعلق فرمایا کہ بھگو یا جائے، خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی تناول فرمایا اور ہم نے بھی پھر آپ نماز مغرب کے لیے اٹھے اور آپ نے کلی کی ہم نے بھی کلی کی پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا (اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور امام طحاوی اور امام محمد نے بھی اسی کے مثل روایت

کی ہے)

۲۹۷
۱۵ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَقًا بِلَحْمٍ ثُمَّ صَلّٰى رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شوربا گوشت کے ساتھ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی (اس کو ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے)

۲۹۸
۱۶ وَعَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ رَاَيْتُ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ اَكَلَ لَحْمًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّاِ۔

حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے گوشت تناول فرمایا۔ پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے)

۲۹۹
۱۷ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ اَنَّهُ تَعَشّٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّاِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شام کا کھانا کھایا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے)

۳۰۰
۱۸ وَعَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَكَلَ لَحْمًا وَخُبْزًا فَتَمَضْمَضَ وَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ مَسَحَهُمَا بِوَجْهِهِ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّاِ۔

حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گوشت اور روٹی تناول فرمائی پھر کلی کی اور دونوں ہاتھ دھوئے، پھر دونوں ہاتھوں کو چہرے پر مل دیا۔ اس کے بعد نماز ادا فرمائی اور وضو نہیں کیا (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے)

۳۰۱
۱۹ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا تَقُوْلُ فِي الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ قَالَ تَوَضَّأْ مِنْهُ قَالَ فَمَا تَقُوْلُ فِي الدُّهْنِ وَالْمَاءِ الْمُسْخَنِ يُتَوَضَّأُ مِنْهُ فَقَالَ اَنْتَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَاَنَا رَجُلٌ مِنْ دَوْسٍ قَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ لَعَلَّكَ تَلْتَجِئُ

حضرت سعید بن ابی بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ وہ چیز کھا کر وضو کرنے کے متعلق کیا کہتے ہیں جس کو آگ نے پکایا ہے فرمایا وضو کیجئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا آپ چکنی چیز اور گرم پانی کی نسبت کیا فرماتے ہیں کہ آیا ان

اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

کے استعمال سے وضو کیا جائے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم قریشی ہو، اور میں قبیلہ دوس کا ہوں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاید آپ (سورۂ زخرف ۴۳ آیت ۵۸ کی) اس آیت سے استدلال کر رہے ہیں "بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ" (بلکہ وہ ہیں جھگڑالو لوگ)۔ (طحاوی شریف)

۳۰۲ / ۲۰ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ اٰخِرُ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكَ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ الْاِمَامُ النَّوَوِيُّ فِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عمل آگ سے پکی ہوئی چیز کے استعمال کے بعد وضو نہ کرنا تھا (طحاوی اور نسائی) (اور شرح مسلم میں امام نووی نے کہا ہے کہ یہ صحیح حدیث ہے)

۳۰۳ / ۲۱ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَلَا تَتَوَضَّأْ قَالَ اَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَبَارِكِ الْاِبِلِ قَالَ لَا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آیا بکری کا گوشت کھانے کے بعد ہم وضو کریں ارشاد ہوا اگر تم چاہو تو وضو کر لو اور اگر نہیں چاہتے ہو تو مت کرو، کیا اونٹ کا گوشت کھائیں تو وضو کریں فرمایا ہاں اونٹ کا گوشت کھا لینے کے بعد وضو کر لیا کرو (اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا حکم بطور استحباب ہے واجب نہیں، علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی صراحت کی ہے) میں نے عرض کیا کہ بکریوں کے باندھنے کی جگہ نماز ادا کر سکتا ہوں ارشاد ہوا ہاں، عرض کیا کہ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز پڑھ سکتا ہوں فرمایا نہیں۔ (مسلم شریف)

۳۰۴ / ۲۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَهٗ دَسَمًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دودھ پینے کے بعد کلی کی اور فرمایا اس میں چکنائی ہوتی ہے۔ (بخاری اور مسلم)

۳۰۵ / ۲۳ وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقَالَ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فتح مکہ کے روز کئی نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں اور موزوں پر

لَهٗ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَّمْ تَكُنْ تَصْنَعُهٗ فَقَالَ عَمَدًا صَنَعْتُهٗ يَا عُمَرُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

مسح کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے آج ایسی بات کی ہے جس کو آپ نے اس سے قبل نہیں کیا ہے (یعنی ایک ہی وضو سے جملہ نمازیں ادا کیں) ارشاد ہوا، اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے قصداً ایسا کیا ہے (تاکہ اس کا جواز معلوم ہو) (مسلم شریف)

۳۰۶/۲۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِيْ بَطْنِهٖ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ (حرکت) پائے اور اس پر شبہ ہو کہ اس سے کچھ ہوا خارج ہوئی یا نہیں تو وہ ہرگز مسجد سے نہ نکلے جب تک کہ آواز سن لے یا ہوا نہ محسوس کرلے (مسلم شریف)

ف: درمختار اور ردمختار میں ہے کہ اگر وضو رہنے پر یقین ہو، اور وضو کے ٹوٹنے پر شک ہو تو یا اس کے برعکس ہو یعنے وضو ٹوٹنے پر یقین ہو اور وضو قائم رہنے پر شک ہو تو جس پر یقین ہو اس پر عمل کرے۔

۳۰۷/۲۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وُضُوْءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيْحٍ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آواز سے ہوا خارج ہو، یا بدبو (ظاہر ہونے) سے وضو کرنا لازم ہو جاتا ہے البتہ صرف شک کی وجہ سے وضو لازم نہیں ہوتا (امام احمد و ترمذی)

۳۰۸/۲۶ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِيْ أَعْجَازِهِنَّ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ)

حضرت علی بن طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص سے (بلا آواز کے) ہوا خارج ہو تو وضو کرلے اور تم اپنی عورتوں سے لواطت مت کرو (ترمذی اور ابوداؤد)

۳۰۹/۲۷ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا الْعَيْنَانِ وِكَاءُ السَّهِ فَإِذَا نَامَتِ الْعَيْنُ اسْتَطْلَقَ الْوِكَاءُ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں آنکھیں سرین کی بندش ہیں جب آنکھیں نیند سے بند ہو جائیں تو سرین کی گرہ کھل جاتی ہے (یعنی نیند میں اعصاب ڈھیلے ہو جاتے اور ہوا خارج ہو جاتی ہے) تو وضو ٹوٹ جاتا ہے (دارمی)

۳۱۰/۲۸ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَقَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِيُ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللهُ هٰذَا فِيْ غَيْرِ الْقَاعِدِ لِمَا صَحَّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّؤُوْنَ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ فِيْهِ يَنَامُوْنَ بَدْلَ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُسُهُمْ وَقَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى هٰذَا فِيْ غَيْرِ الْقَائِمِ وَالسَّاجِدِ وَالرَّاكِعِ أَيْضًا لِمَا صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجِبُ الْوُضُوْءُ عَلٰى مَنْ نَامَ جَالِسًا أَوْ قَائِمًا أَوْ سَاجِدًا حَتّٰى يَضَعَ جَنْبَهُ فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ مَوْقُوْفًا وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ سرین کا بند دونوں آنکھیں ہیں تو جو شخص سو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کرلے (ابوداؤد شریف) اور شیخ امام محی السنۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ یہ حکم بیٹھے ہوئے سوجانے والوں کے لیے نہیں ہے) کیونکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث صحیح میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کے سر نیند کی وجہ سے نماز عشاء کے انتظار میں جھک جاتے تھے پھر وہ نماز ادا فرماتے اور دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے (ابوداؤد شریف) اور ترمذی نے اپنی روایت میں يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُسُهُمْ کی بجائے يَنَامُوْنَ (یعنی بیٹھے ہوئے بغیر کسی چیز کے سہارے کے) سو جایا کرتے تھے نقل کیا ہے اور شیخ امام ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ وضو نہ ٹوٹنے کا حکم اس شخص سے بھی متعلق ہے جو بیٹھے ہوئے یا سجدہ یا رکوع کی حالت میں سو جائے جیسا کہ صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (دوبارہ) وضو کرنا اس شخص پر واجب نہیں جو بیٹھنے کی حالت میں یا کھڑے ہوئے یا سجدے میں سو جائے بشرطیکہ وہ کروٹ لے کر نہ سویا ہو، کیونکہ زمین پر کروٹ کے بل لیٹ جائے تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں (اور ہوا نکلنے کا شبہ ہو جاتا ہے اور ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے (بیہقی) اور بیہقی نے دوسری روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً کی ہے جس کی سند جید ہے)

۳۱۱/۲۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَاجِدٌ حَتّٰى غَطَّ أَوْ نَفَخَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّكَ قَدْ نِمْتَ قَالَ إِنَّ الْوُضُوْءَ لَا يَجِبُ إِلَّا عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدے کی حالت میں سوتے دیکھا یہاں تک کہ آپ زور سے سانس لے رہے تھے پھر کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ سو گئے تھے ارشاد ہوا کہ وضو اس شخص پر واجب ہے جو کروٹ کے بل سو جائے اس لیے

رَوَاهُ أَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

کہ جب وہ کروٹ پر سوجاتا ہے تو اس کے جوڑبند ڈھیلے پڑ جاتے ہیں (جس سبب سے ہوا نکلنے کا شبہ ہوجاتا ہے اور ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے) ابوداؤد و ترمذی

---

۳۱۲ / ۳۰ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلٰى مَنْ نَامَ قَائِمًا أَوْ قَاعِدًا وُضُوْءٌ حَتّٰى يَضْطَجِعَ جَنْبَهٗ إِلَى الْأَرْضِ.

(رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد اور ان کے والد ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس شخص پر وضو واجب نہیں جو کھڑے رہ کر یا بیٹھ کر سوجائے یہاں تک کہ وہ زمین پر پہلو رکھ کر نہ سو جائے (تو ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے)۔ (ابن عدی)

۳۱۳ / ۳۱ وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِيْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ أَخْفِقُ فَاحْتَضَنَنِيْ رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِيْ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَجَبَ عَلَيَّ وُضُوْءٌ قَالَ لَا حَتّٰى تَضَعَ جَنْبَكَ عَلَى الْأَرْضِ.

(رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ)

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہتے ہیں کہ مدینہ (منورہ) کی مسجد میں اونگھتے ہوئے بیٹھا تھا کہ ایک حضرت نے مجھے پیچھے سے گود میں لے لیا، میں نے پلٹ کر دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے وضو کرنا ضروری ہے فرمایا نہیں، جب تک تم اپنے پہلو کو زمین پر رکھ کر نہ سوجاؤ (ابن عدی)

۳۱۴ / ۳۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْوُضُوْءَ عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهٗ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهٗ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاؤدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وضو اس شخص پر واجب ہے جو لیٹے ہوئے سوجائے، کیوں کہ جب وہ لیٹ کر سوجاتا ہے تو اس کی جوڑیں ڈھیلی ہوجاتی ہیں (ترمذی و ابوداؤد)

۳۱۵ / ۳۳ وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهٗ بَعْدَ مَا يَتَوَضَّأُ قَالَ وَهَلْ هُوَ إِلَّا بِضْعَةٌ مِّنْهُ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَمُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ مُّسْتَقِيْمُ الْإِسْنَادِ غَيْرُ

حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آدمی وضو کر لینے کے بعد اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگا دے تو (کیا وضو ٹوٹ جاتا ہے) اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ بھی آدمی کے جسم کا ایک حصہ ہے (یعنی اس کو ہاتھ لگ جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، جیسے اور عضو کو ہاتھ لگ جانے سے وضو نہیں جاتا) ابوداؤد، ترمذی

مُضْطَرِبٌ فِیْ اِسْنَادِهٖ وَمَتْنِهٖ وَاَسْنَدَ اِلَی ابْنِ الْمَدِیْنِیِّ اَنَّهٗ قَالَ حَدِیْثُ مُلَازِمِ بْنِ عَمْرٍو اَحْسَنُ مِنْ حَدِیْثِ بُسْرَةَ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِیٍّ الْفَلَّاسِ اَنَّهٗ قَالَ حَدِیْثُ طَلْقٍ عِنْدَنَا اَثْبَتُ مِنْ حَدِیْثِ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ ۔

نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور امام محمد نے اپنی موطا میں اس کی روایت کی ہے اور ترمذی نے صراحت کی ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ان تمام حدیثوں میں جو اس مسئلہ کے تعلق سے بیان کی گئی ہیں، ان سب میں زیادہ صحیح ہے اور طحاوی کی روایت بھی اسی طرح ہے اور طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کی سند نہایت مستقیم ہے جس کے اسناد اور متن دونوں میں کسی قسم کا اضطراب نہیں ہے ۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن مدینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث جس کی سند میں ملازم بن عمرو ہیں۔ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث (جس میں شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضو کا ٹوٹنا ثابت ہوتا ہے) سے زیادہ قوی ہے

وَقَوْلُ مُحْیِی السُّنَّةِ وَغَیْرِهٖ حَدِیْثُ بُسْرَةَ نَاسِخٌ لِاَنَّ طَلْقًا قَدِمَ فِیْ اَوَّلِ سَنَةِ الْهِجْرَةِ وَمَتْنُ حَدِیْثِ بُسْرَةَ رَوَاهُ اَبُوْهُرَیْرَةَ وَهُوَ مُتَاَخِّرُ الْاِسْلَامِ ۔

امام محی السنۃ وغیرہ کا یہ قول ہے کہ بسرۃ کی حدیث ناسخ ہے اور انھوں نے ناسخ ہونے کی یہ وجہ بتلائی ہے کہ طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے پہلے سال آئے ہیں اور حدیث بسرۃ کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنھوں نے بعد میں اسلام قبول کیا ہے اس وجہ سے حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جو اسلام لانے میں پہلے ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ناسخ ہوتی ہے ۔

قَالَ الشَّیْخُ الْاِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ اِنَّمَا یَصِحُّ اَنْ لَوْ اَثْبَتُوْا اَنَّ طَلْقًا تُوُفِّیَ قَبْلَ اِسْلَامِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَوْ رَجَعَ اِلٰی اَرْضِهٖ وَلَمْ تَبْقَ لَهٗ صُحْبَةٌ بَعْدَ ذٰلِكَ وَلَیْسُوْا بِقَادِرِیْنَ عَلٰی ذٰلِكَ کَیْفَ وَهُمْ قَدْ رَوَوْا عَنْهُ حَدِیْثًا ضَعِیْفًا مَنْ مَسَّ ذَکَرَهٗ فَلْیَتَوَضَّأْ وَقَالُوْا سَمِعَ مِنْهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ النَّاسِخُ وَالْمَنْسُوْخُ

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس میں شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضو کا باقی رہنا ثابت ہوتا ہے اس وقت منسوخ قرار پاتی جبکہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے قبل وفات پا جاتے یا اس بات کا ثبوت مل جاتا کہ وہ اپنے وطن واپس گئے جس کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا موقع ان کو پھر حاصل نہ ہو سکا اور حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عَلٰی اَنَّ حَدِیْثَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ضَعِیْفٌ اَیْضًا لِاَنَّ فِیْ سَنَدِهٖ یَزِیْدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ثُمَّ حَدِیْثُ طَلْقٍ مُّرَجَّحٌ بِمَا تَقَدَّمَ عَنِ ابْنِ الْمَدِیْنِیِّ وَغَیْرِهٖ وَبِاَنَّ حَدِیْثَ الرِّجَالِ اَقْوٰی لِاَنَّهُمْ اَحْفَظُ وَاَضْبَطُ وَلِذَا جُعِلَتْ شَهَادَةُ امْرَاَتَیْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ وَّبِاَنَّ اَمْرَ النَّوَاقِضِ مِمَّا یَحْتَاجُ اِلَیْهِ الْخَاصُّ وَالْعَامُّ وَقَدْ ثَبَتَ عَنْ عَلِیٍّ وَّعَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَحُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ وَسَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اِنَّهُمْ لَا یَرَوْنَ النَّقْضَ مِنْهُ فَخِفَاءُهٗ عَنْ هٰؤُلَاءِ مَعَ احْتِیَاجِهِمْ اِلَیْهِ وَظُهُوْرُهٗ لِامْرَاَةٍ غَیْرِ مُحْتَاجَةٍ اِلَیْهِ فِیْ غَایَةِ الْبُعْدِ مَعَ فِیْهِ مِنْ مُّخَالَفَةِ الْقِیَاسِ فَفِیْهِ الْاِنْقِطَاعُ الْبَاطِنُ مِنْ وُجُوْهٍ اِنْتَهٰی مُلَخَّصًا هٰكَذَا فِی الْحَلَبِیِّ۔

کے اسلام سے قبل وفات پا جانا یا وطن واپس ہو کر پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کو نہ پانا ان دونوں باتوں کو حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو منسوخ ماننے والے ثابت نہیں کر سکتے اور یہ کس طرح ثابت کر سکتے ہیں کہ خود انھوں نے حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ضعیف حدیث "مَنْ مَسَّ ذَكَرَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ" (جس نے اپنی شرمگاہ کو چھو لیا تو وہ وضو کرلے) کی روایت کی ہے اور یہ قول بھی انہی کا ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ناسخ و منسوخ کو سنا ہے تو ظاہر ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وفات پانا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا نہ ملنا ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا، علاوہ بریں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ ان کی سند میں یزید بن عبدالملک ہیں جو ضعیف ہیں اور حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس وجہ سے بھی مرجح ہے جس کو ابن مدینی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے شروع میں نقل کیا گیا ہے اور حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس وجہ سے بھی مرجح ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرد ہیں اور بسرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت ہیں اور مردوں کی حدیث قوی تر ہوتی ہے کہ وہ زیادہ حافظ اور ضابط ہوتے ہیں، اسی وجہ سے دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے مساوی قرار دی گئی ہے نیز نواقض وضو کا حکم خاص و عام سے متعلق ہے بسرۃ رضی اللہ عنہا پر وضو ٹوٹنے کا حکم تو ظاہر ہو جائے اور ان حضرات سے پوشیدہ رہے جن کا ذکر ذیل میں آتا ہے چنانچہ حضرت علی، عمار بن یاسر عبداللہ بن مسعود، ابن عباس، حذیفہ بن یمان عمران بن حصین، ابوالدرداء، اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک شرمگاہ کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ لہٰذا ان حضرات سے اس مسئلہ کا حکم باوجودیکہ اس کی ان کو زیادہ ضرورت ہے پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور صرف بسرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ظاہر ہونا کہ جس حکم کی ان کو ضرورت نہیں قیاس کے خلاف ہے

پس حدیث بسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں کئی وجوہ سے انقطاع یا طعن ہے، یہ تمام تفصیل حلبی میں مذکور ہے

۳۱۶/۳۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِيْ مَسِّ الذَّكَرِ وَأَنْتَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ مَا أُبَالِيْ مَسَسْتُهٗ أَوْ مَسَسْتُ أَنْفِيْ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَالطَّحَاوِيُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا گیا کہ اگر آپ نماز میں ہوں اور آپ کا ہاتھ شرمگاہ کو لگ جائے تو (کیا وضو ٹوٹ جائے گا) تو آپ نے جواب دیا کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میرا ہاتھ شرمگاہ کو لگ جائے یا ناک کو (یعنی وضو کے نہ ٹوٹنے میں دونوں مساوی ہیں (امام محمد اور طحاوی)

۳۱۷/۳۵ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ عَنِ الرَّجُلِ مَسَّ ذَكَرَهٗ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ كَمَسِّهٖ رَأْسَهٗ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ۔

حضرت براء بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرمگاہ کے چھونے کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا (وضو کے نہ ٹوٹنے میں شرمگاہ کو ہاتھ لگانا ایسا ہے جیسا اپنے سر کو ہاتھ لگ جائے (امام محمد وطحاوی اور ابن ابی شیبہ)۔

۳۱۸/۳۶ وَعَنْ قَيْسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ إِنِّيْ مَسَسْتُ ذَكَرِيْ وَأَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَفَلَا قَطَعْتَهٗ ثُمَّ قَالَ وَهَلْ ذَكَرُكَ إِلَّا كَسَائِرِ جَسَدِكَ۔

(رَوَاهُ مُحَمَّدٌ)

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا میں نے نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) تو تم نے اسے کیوں نہ کاٹ دیا، پھر فرمایا تیری شرمگاہ تیرے جسم کے دیگر عضو کے مانند ہے۔ (امام محمد)

۳۱۹/۳۷ وَعَنْ قَيْسِ ابْنِ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ أَيَحِلُّ لِيْ أَنْ أَمَسَّ ذَكَرِيْ وَأَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ إِنْ عَلِمْتَ أَنَّ مِنْكَ بِضْعَةً نَجِسَةً فَاقْطَعْهَا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَالطَّحَاوِيُّ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ نَحْوَهٗ وَرِجَالُهٗ مُوَثَّقُوْنَ قَالَهٗ فِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ۔

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ایک شخص حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ آیا میرے لیے بحالت نماز شرمگاہ کو ہاتھ لگانا جائز ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس کو اپنے جسم کا ایک نجس ٹکڑا سمجھتے ہو تو کاٹ ڈالو تمہارا یہ خیال صحیح نہیں کہ بحالت نماز اس کو ہاتھ لگ جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (اس کی روایت امام محمد اور طحاوی نے کی ہے اور طبرانی کی کبیر میں اسی طرح روایت ہے اور

مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے تمام رجال (یعنی راوی) قابل بھروسہ ہیں۔

۳۲۰/۳۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ صَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ لَا يَصِحُّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا بِحَالِ إِسْنَادِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ الطِّيْبِيُّ هٰذَا كَلَامٌ لَا يَصِحُّ بِحَالٍ لِأَنَّ فِي الصَّحِيْحَيْنِ سَمَاعُ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُحْصٰى فَإِنَّهُ كَانَ تِلْمِيْذَهَا انْتَهٰى وَأَيْضًا قَالَ صَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ لَا يَصِحُّ إِسْنَادُ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْهَا وَقَالَ أَبُوْدَاوُدَ هٰذَا مُرْسَلٌ وَإِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ لَمْ يَسْمَعْ عَنْ عَائِشَةَ لٰكِنْ لَا بَأْسَ بِهِ لِأَنَّ الْمُرْسَلَ حُجَّةٌ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الْجُمْهُوْرِ رَوَاهُ الْبَزَّارُ فِيْ مُسْنَدِهِ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ مِّثْلَهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بعض بیبیوں کا بوسہ لیتے پھر نماز ادا فرمانے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ) صاحب مشکوٰۃ نے کہا کہ ترمذی کا یہ قول ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک عروۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث کی روایت کرنا صحیح نہیں ہے۔ علامہ طیبی نے اس کا جواب دیا ہے کہ حضرت عروۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نہ کرنا کس طرح صحیح نہیں ہے کیونکہ بخاری اور مسلم میں حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شاگرد تھے۔ صاحب مشکوٰۃ نے یہ بھی کہا ہے کہ ابراہیم تیمی کی سند حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے درست نہیں، اور ابوداؤد نے بھی اسی کی تائید میں کہا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہیں سُنا اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا کیونکہ مرسل نہ صرف ہمارے نزدیک بلکہ جمہور کے نزدیک حجت ہے اور بزار نے اپنی سند میں اسناد حسن کے ساتھ اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۲۱/۳۹ وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ رَوَاهُ مُحْيِي السُّنَّةِ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ وَقَالَ الزَّيْلَعِيُّ وَإِسْنَادُ النَّسَائِيِّ عَلٰى

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سوتی رہتی تھی اور میرے دونوں پاؤں آپ کے سامنے قبلہ کی طرف رہتے جب آپ سجدہ فرماتے تو مجھے ہاتھ سے ٹٹولنا دیتے اور میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں اپنے پاؤں دراز کر دیتی آپ فرماتی ہیں کہ ان دنوں گھروں میں چراغ نہ تھے (اس کی روایت امام محی السنۃ نے کی ہے) اور بخاری اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی

شَرْطِ الصَّحِيْحِ ۔

ہے اور زیلعی نے کہا ہے کہ نسائی کے اسناد شرط صحیح کے مطابق ہیں)

۳۲۲ / ۴۰ وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ نَائِمَةً إِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَقَدْتُّهُ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَسْتُهُ بِيَدِيْ فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ يَقُوْلُ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ رَوَاهُ مُحْيِي السُّنَّةِ وَرَوٰى مُسْلِمٌ نَحْوَهُ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں سو رہی تھی کہ رات میں آپ کو موجود نہ پایا میں نے ہاتھ سے ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ کے قدموں پر پڑا آپ سجدے میں تھے اور یہ فرما رہے تھے "أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ" (میں آپ کی رضامندی کی پناہ میں آتا ہوں آپ کی ناراضی سے اور آپ کی معافی کی پناہ میں آتا ہوں آپ کے عذاب سے اور میں آپ کی رحمت کی پناہ میں آتا ہوں آپ کے غضب سے، میں آپ کی پوری تعریف نہیں کر سکتا ہوں جس طرح کہ خود آپ نے اپنی تعریف کی ہے) اس کی روایت محی السنۃ نے کی ہے اور مسلم کی روایت بھی اسی طرح ہے)۔

۳۲۳ / ۴۱ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَبَّلَتْهُ امْرَأَتُهُ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لیے نکلے تو ان کی بیوی نے ان کا بوسہ لیا اور آپ نے نماز پڑھ لی اور وضو نہیں کیا (عبد الرزاق)

۳۲۴ / ۴۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا أُبَالِيْ قَبَّلْتُهَا أَوْ شَمَمْتُ رَيْحَانًا ۔
(رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ عورت کا بوسہ لوں یا کسی پھول کو سونگھ لوں وضو کے نہ ٹوٹنے میں دونوں برابر ہیں (اس کی روایت عبد الرزاق نے کی ہے) ایسے ہی اوپر کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے مس کرلے سے وضو نہیں ٹوٹتا ۔

۳۲۵ / ۴۳ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ اللَّمْسُ هُوَ الْجِمَاعُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ كَنّٰى عَنْهُ رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَرَوٰى مُحْيِي السُّنَّةِ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ لمس (جس کا ذکر قرآن میں آیا اس سے مراد) جماع ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بطور کنایہ جماع کے لیے لمس کا ذکر فرمایا ہے (ابن ابی شیبہ اور ابن جریر

مِثْلَهٗ ۔

۳۲۶ (۴۴) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ قَالَ هُوَ الْجِمَاعُ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ جَرِيْرٍ ۔

۳۲۷ (۴۵) وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْمُلَامَسَةُ الْجِمَاعُ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ۔

۳۲۸ (۴۶) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ صَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ ۔

قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ وَلَا رَاٰهُ ۔

قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ ابْنُ الْهَمَّامِ لَا بَأْسَ بِهٖ لِاَنَّ الْمُرْسَلَ عِنْدَنَا وَعِنْدَ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ حُجَّةٌ اِنْتَهٰى ۔

ثُمَّ قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ فِيْهِ يَزِيْدُ بْنُ خَالِدٍ وَّيَزِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَّجْهُوْلَانِ وَالْجَوَابُ عَنْهُ اَنَّهٗ رُوِيَ مِنْ طُرُقٍ يُّقَوِّيْ بَعْضُهَا بَعْضًا فَارْتَقٰى اِلٰى مَرْتَبَةِ الْحَسَنِ وَرَوَى ابْنُ عَدِيٍّ فِيْ كَامِلِهٖ عَنْ زَيْدٍ مِّثْلَهٗ مَرْفُوْعًا ۔

وَقَالَ الشَّيْخُ الدِّهْلَوِيُّ فِيْ فَتْحِ الْمَنَّانِ يَزِيْدُ بْنُ خَالِدٍ وَيَزِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَدِ اخْتُلِفَ فِيْهِمَا وَقَدْ وُثِّقُوْهُ كَمَا فِي الْكَاشِفِ لِلذَّهَبِيِّ وَالْمَجْهُوْلُ مَجْهُوْلُ الْعَيْنِ

اور امام محی السنۃ کی روایت مجاہد اور قتادۃ سے اسی طرح کی ہے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ "اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ" کی تعبیر میں المس کا جو ذکر ہے) اس سے جماع مراد ہے (ابن ابی شیبہ اور ابن جریر)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ملامسۃ سے مراد جماع ہے ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے اور وہ تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بہنے والے خون سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس لیے پھر وضو کرنا ضروری ہو جاتا ہے ۔ (دار قطنی)

صاحب مشکوٰۃ نے دار قطنی سے دو اعتراض نقل کیے ہیں جن میں پہلا اعتراض یہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ تو سنا ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے

شیخ ابن ہمام نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا کیونکہ ہمارے اور جمہور کے نزدیک حدیث مرسل حجت ہے

دار قطنی کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں یزید ابن خالد اور یزید بن محمد مجہول ہیں ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے جن میں بعض کو بعض سے تقویت پہنچتی ہے اور اس طرح سے یہ حدیث مرتبہ حسن تک پہنچ جاتی ہے، علاوہ ازیں ابن عدی کامل میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح کی حدیث مرفوعاً روایت ہے۔

شیخ دہلوی نے فتح المنان میں صراحت کی ہے کہ یزید بن خالد اور یزید بن محمد کی نسبت اختلاف ہے لیکن بعض علماء نے ان میں سے ایک کی توثیق کی ہے چنانچہ ذہبی کی کاشف میں اسی طرح مذکور ہے اور مجہول سے مراد مجہول العین ہے

وَهُوَ مَنْ لَّمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ وَّلَمْ يُوَثَّقْ وَمَنْ رَوٰى عَنْهُ اِثْنَانِ اَوْ اَكْثَرُ فَهُوَ لَيْسَ بِمَجْهُوْلٍ۔

کہ جس سے صرف ایک شخص روایت کرے اور وہ قابل بھروسہ نہ ہو اور جس شخص سے دو یا دو سے زیادہ راوی روایت کریں وہ مجہول نہیں، اور چونکہ ان دونوں راویوں یزید بن خالد اور یزید بن محمد سے کئی حضرات نے روایت کی ہے اس وجہ سے یہ مجہول نہیں ہو سکتے۔ ۱۲

ف: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں کہ زخم اگر جسم کے اندر دور تک پھیلا ہو صرف منہ ظاہر ہے اور اس کے گہراؤ میں خون وغیرہ بہتے رہیں کچھ حرج نہیں جب زخم کے منہ پر آکر ڈھلے گا تب وضو جاتا رہے گا۔ اگرچہ زخم کی سطح سے آگے نہ بڑھے۔

اسی طرح زخم اگر ظاہر جسم ہی پر دور تک پھیلا ہے مگر ایک خط یا ڈورے کی طرح دراز و باریک ہے کہ اس کی اندرونی سطح باہر سے نظر نہیں آتی تو ظاہر یہ ہے کہ اس کا حکم بھی اسی محل اندرونی زخم کی طرح ہوگا کہ خون اندر دورہ کرے تو مضائقہ نہیں اور اگر اس کے کناروں تک آجائے تو بھی مضائقہ نہیں جب تک ڈھلکے نہیں اور اگر اس کے باہر کے کنارے پر آکر بدن کی جلد پر ڈھلکا تو وضو نہ رہے گا اگرچہ زخم کی حد سے آگے نہ بڑھے۔

۳۲۹/۷ وَعَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ بِسَنَدِهٖ اِلٰى مَعْدَانَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَتَوَضَّاَ قَالَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ صَدَقَ اَنَا صَبَبْتُ لَهٗ وَضُوْءَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هُوَ اَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَقَدْ قَالَ الْحَاكِمُ هُوَ عَلٰى شَرْطِهِمَا۔

حضرت حسین معلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن کی سند معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتی ہے وہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قے فرمائی اور وضو کیا حضرت معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دمشق کی مسجد میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی تو حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا ذکر ان کے سامنے کیا تو حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا میں ہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وضو کا پانی ڈال رہا تھا (ابو داؤد، ترمذی اور نسائی) ترمذی نے صراحت کی ہے کہ اس باب میں جتنی حدیثیں آئی ہیں ان سب میں یہ حدیث زیادہ صحیح ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فتاویٰ رضویہ ج اص ۵۲ میں اپنے ایک رسالہ اَلطِّرَازُ الْمُعْلَمُ فِيْمَا هُوَ حَدَثٌ مِنْ اَحْوَالِ الدَّمِ میں فرماتے ہیں کہ قے اگر منہ بھر کر ہو تو ناقض وضو ہے۔ پھر اگر چند بار میں تھوڑی تھوڑی آئے کہ سب ملانے سے منہ بھر کر ہو جائے تو اگر ایک ہی متلی سے آئی ہے وضو جاتا رہے گا اگرچہ قے مختلف مجلسوں میں آئی ہو اور اگر متلی ختم ہو گئی پھر دوسری متلی سے قے آئی تو پہلے متلی کی قے کے ساتھ اس کو ملایا نہیں جائے گا اگرچہ دونوں تنہا تنہا ایک ہی مجلس میں آئی ہوں۔

۳۳۰/۴۸ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحِكَ فِي الصَّلٰوةِ قَهْقَهَةً فَلْيُعِدِ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلدَّارَ قُطْنِيْ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا قَهْقَهَ فِي الصَّلٰوةِ اَعَادَ الْوُضُوْءَ وَاَعَادَ الصَّلٰوةَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسے وہ نماز اور وضو دونوں کا اعادہ کرے (اس کی روایت ابن عدی نے کامل میں کی ہے اور دار قطنی کی ایک روایت میں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا جب نماز میں کوئی قہقہہ لگائے تو نماز اور وضو دونوں کا اعادہ کرے۔

۳۳۱/۴۹ وَعَنْ مَّعْبَدِ بْنِ اَبِيْ مَعْبَدِ الْخُزَاعِيِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ فِي الصَّلٰوةِ اِذْ اَقْبَلَ اَعْمٰى يُرِيْدُ الصَّلٰوةَ فَوَقَعَ فِيْ زُبْيَةٍ فَاسْتَضْحَكَ الْقَوْمُ فَقَهْقَهُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ قَهْقَهَ فَلْيُعِدِ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَرَوَى الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ عَدِيٍّ وَّاَبُوْ دَاؤُدَ فِيْ مَرَاسِيْلِهٖ نَحْوَهٗ وَرِجَالُ رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ رِجَالُ الصَّحِيْحَيْنِ كَذَا فِيْ نَصْبِ الرَّايَةِ۔

حضرت معبد بن ابی معبد الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک نابینا نماز پڑھنے کے لیے آیا اور ایک گڑھے میں گر گیا قوم کو ہنسی آگئی اور قہقہہ لگایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے جس نے قہقہہ لگایا ہے وہ وضو اور نماز ہر دو کا اعادہ کرے (اس کی ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے اور اس کی روایت دار قطنی، طبرانی، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن عدی نے کی ہے اور ابو داؤد نے بھی اپنے مراسیل میں اسی طرح روایت کی ہے اور عبد الرزاق کی روایت کے رجال بخاری اور مسلم کے رجال ہیں نصب الرایہ میں یہی مذکور ہے)

ف: یہ حدیث مسند امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں مسند اور مرسل ہر دو طرح سے مروی ہے اور کتاب الآثار میں بھی یہ حدیث موجود ہے، اور کتاب الآثار کے رجال سب کے سب ثقہ اور مشہور ہیں اور حضرت معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں۔ ۱۲

ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری رضوی بہاری نے جامع الرضوی، صحیح البہاری جو کہ فقہ حنفی کی احادیث میں بہترین اور نادر ضخیم کتاب ہے اس میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے قہقہہ لگا کر ہنسنے پر گیارہ احادیث کو مختلف صحابہ کرام سے جن میں حضرت عمر فاروق اعظم حضرت انس بن مالک، حضرت جابر، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عمران بن حصین۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ذکر کیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے جو کہ امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حماد سے اور انہوں نے ابراہیم سے روایت کیا ہے۔ فِي الرَّجُلِ يُقَهْقِهُ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ يُعِيْدُ الوضوءَ والصَّلٰوةَ وَيَسْتَغْفِرُ فَاِنَّهٗ اَشَدُّ الْحَدَثِ (رواه الامام محمد في كتاب الآثار) اس

آدمی کے بارے میں جو نماز میں قہقہہ لگائے تو فرمایا کہ وہ وضو اور نماز کو لوٹائے اور استغفار کرے کیونکہ یہ بہت ہی شدید قسم کا حدث ہے۔ امام صاحب یہی مسئلہ نکالتے ہیں کہ قہقہہ ناقض وضو اور ناقض صلوٰۃ ہے۔

۲۳۳ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ اَرَءَيْتَ رَجُلًا لَقِيَ امْرَأَةً وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا مَعْرِفَةٌ فَلَيْسَ يَأْتِي الرَّجُلُ اِلٰى امْرَأَتِهٖ شَيْئًا اِلَّا قَدْ اَتٰى هُوَ اِلَيْهَا اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يُجَامِعْهَا قَالَ فَاَنْزَلَ اللهُ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّاَ وَيُصَلِّيَ قَالَ مُعَاذٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَهِيَ لَهٗ خَاصَّةٌ اَمْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ عَامَّةٌ قَالَ بَلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ عَامَّةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ صَاحِبُ الْبَدَائِعِ هٰذَا حَدِيْثٌ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الْمُبَاشَرَةَ الْفَاحِشَةَ تَنْقُضُ الْوُضُوْءَ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتلائیے کہ ایک شخص کی ایک عورت سے ملاقات ہوگئی اور وہ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے اور اس شخص نے اس اجنبی عورت کے ساتھ جماع تو نہیں کیا مگر باقی تمام ایسی چیزیں کیں جس کو ایک مرد اپنی بیوی سے کرتا ہے (تو ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس پر (سورۂ ہود پ ۱۲ آیت کی) یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ۔ ترجمہ "اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں[1] اور کچھ رات کے حصوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔" تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو وضو کرنے اور نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا یہ حکم اسی شخص کے لیے خاص ہے یا تمام ایمان والوں کے لیے ہے ارشاد فرمایا بلکہ تمام ایمان والوں کے لیے عام ہے (ترمذی شریف) صاحب البدائع کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مباشرت فاحشہ[2] وضو توڑ دیتی ہے۔

---

[1]: دونوں کناروں سے مراد فجر، ظہر اور عصر کی نمازیں ہیں اور کچھ رات کے حصوں سے مراد مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں اس آیت کریمہ سے پانچ وقت کی نمازوں کا اشارہ ملتا ہے۔

[2]: مباشرت فاحشہ سے مراد یہ ہے کہ مرد اور عورت برہنہ ہوکر بغیر کپڑوں کے ایک دوسرے کے بدن کو مس کریں اور آلۂ تناسل میں انتشار ہو اور دونوں اپنی شرمگاہوں کو ملا دیں۔ (شرح وقایہ میں اسی طرح مذکور ہے) ۱۲۔

بَابُ اٰدَابِ الْخَلَاءِ

آداب بیت الخلاء کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ،
فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ "اُس میں (یعنی مسجد قبا میں) وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ (تعالیٰ) کو پسند ہیں۔"
(سورہ توبہ ۹　آیت ۱۰۸)

۳۲۳ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء کو جائے تو قبلہ کی جانب رخ کرے نہ پشت بلکہ مشرق کی طرف یا مغرب کی جانب رخ کرے (بخاری و مسلم) (یہ مسئلہ خاص مدینہ والوں کے لیے ہے اس لیے کہ ان کا قبلہ رخ جنوب کی جانب ہے)

قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ صَدْرُ الشَّرِيْعَةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ هٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدَنَا عَلٰى عُمُوْمِهٖ يَسْتَوِي الصَّحْرَاءُ وَالْبُنْيَانُ فِيْ حُرْمَةِ الْاِسْتِقْبَالِ وَالْاِسْتِدْبَارِ بِمَا رُوِيَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ قَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ۔

شیخ امام صدر الشریعہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک عام ہے کہ جنگل اور آبادی دونوں جگہ قبلہ کی جانب رخ اور پیٹھ کرنا حرام ہے، اس لیے کہ حضرت عطاء بن یزید لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم ملک شام کو آئے تو بیت الخلاء ایسے بنے ہوئے پائے کہ جن کا رُخ قبلہ کی طرف تھا ہم قبلہ کی طرف سے رُخ پھیر لیتے تھے اور استغفار کیا کرتے تھے۔ (بخاری و طحاوی)

لے بیت الخلاء میں قبلہ کی طرف منہ کرنا یا پیٹھ کرنا دونوں حرام ہیں خواہ گھروں کے اندر بیت الخلاء ہوں یا جنگل میں حاجت کے لیے بیٹھ رہے ہوں دونوں کا حکم ایک ہے۔ یہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ بیت الخلاء میں قبلہ کی جانب رخ کرنا اور اسی طرح پیٹھ کرنا جائز ہے جب کہ بیت الخلاء گھروں کے اندر ہو، البتہ اگر جنگل میں رفع حاجت کے لیے بیٹھیں تو قبلہ کی جانب رخ کرنا یا پیٹھ کرنا دونوں اس حالت میں جائز نہیں ہیں اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا جائز ہے گھروں کے بیت الخلاء میں ہو یا جنگل میں، رہا قبلہ کی طرف رخ کرنا کسی حالت میں ان کے نزدیک جائز نہیں ہے لیکن درحقیقت حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنے یا پیٹھ کرنے کی ممانعت گھروں یا جنگل دونوں صورتوں میں عام نہ ہوتی تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بیت الخلاء میں جو قبلہ رخ تھے رفع حاجت کے لیے بیٹھتے وقت قبلہ سے نہ تو اپنے رخ کو

پھیرتے اور نہ استغفار ہی کرتے واضح ہو کہ استغفار دل سے ہوتا تھا کیونکہ ان مقامات میں زبان سے استغفار نہیں کیا جا سکتا یا یوں ہوتا تھا کہ بیت الخلاء میں دل سے استغفار کرتے اور نکلنے کے بعد زبان سے استغفار کرتے ۔ ۱۲

۳۳۴ وَعَنْ رَّافِعِ بْنِ اِسْحٰقَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيَّ وَهُوَ بِمِصْرَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ كَيْفَ اَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْكَرَابِيْسِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْغَائِطِ اَوِ الْبَوْلِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ ۔

حضرت رافع بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انھوں نے مصر میں یہ کہتے سنا کہ بخدا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان بیت الخلاؤں کو کیا کروں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء یا پیشاب کو جائے تو قبلہ کی جانب نہ تو منہ کرے اور نہ پیٹھ۔ (نسائی و طحاوی)

ف : قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کے بارہ میں آئمہ مجتہدین کے حسب ذیل مسالک ہیں

(۱) امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا مسلک یہ ہے کہ قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ منہ اور نہ ہی پیٹھ کرنا جائز ہے ۔ نہ جنگل میں نہ بیت الخلاء میں یعنی کسی بھی مقام پر جانب قبلہ ایسا نہیں کر سکتے ۔

(۲) امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ بوقت قضائے حاجت قبلہ کی جانب منہ اور پیٹھ کرنا جنگل میں ناجائز البتہ بیت الخلاء میں دونوں جائز ہیں ۔

(۳) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ایک روایت میں امام شافعی کے ساتھ ہے اور دوسری روایت امام احمد کی یہ ہے کہ قبلہ کی جانب منہ کرنا جنگل اور بیت الخلاء دونوں میں ناجائز ہے اور پیٹھ کرنا دونوں میں جائز ہے ۔

ان تمام مسالک میں احادیث کے مطابق صحیح ترین مسلک امام اعظم امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا ہے ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگل یا گھر کی قید لگائے بغیر مطلق قضاء حاجت کے وقت قبلہ شریف کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے منع فرمایا ہے ۔ (شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی)

۳۳۵ وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَيْنَا اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ نَحْوَهٗ ۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا قضاء حاجت کے وقت ہم کو قبلہ رخ ہونے کی ممانعت کی گئی ہے ۔ (اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۳۳۶ وَعَنْ اُسَامَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بول و براز کے وقت قبلہ رخ رہنے سے منع فرمایا ہے (بزار اور سعید بن منصور)

۳۳۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ بِمَنْزِلَۃِ الْوَالِدِ اُعَلِّمُکُمْ فَاِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْغَائِطَ فَلَا یَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ وَلَا یَسْتَدْبِرْھَا وَلَا یَسْتَطِبْ بِیَمِیْنِہٖ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالطَّحَاوِیُّ۔

انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے باپ کی طرح ہوں کہ تمھاری تعلیم اور تربیت کرتا ہوں پس جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جائے تو قبلہ کی جانب نہ تو منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے اور داہنے ہاتھ سے طہارت نہ کرے (امام احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور طحاوی)

۳۳۸ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ رَجُلٌ اِنِّیْ اَظُنُّ اَنَّ صَاحِبَکُمْ یُعَلِّمُکُمْ اَنَّہٗ لَیُعَلِّمُکُمْ کَیْفَ تَاْتُوْنَ الْغَائِطَ فَقَالَ لَہٗ اَجَلْ وَاِنْ شَجَرْتَ اَنَّہٗ لَیَفْعَلُ اَنَّہٗ لَیَنْھَانَا اِذَا اَتٰی اَحَدُنَا الْغَائِطَ اَنْ یَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃَ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ وَاَحْمَدُ نَحْوَہٗ۔

حضرت عبد الرحمٰن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم کو تعلیم دیتے ہیں یہاں تک کہ تم کو اس بات کی بھی تعلیم دی گئی کہ تم بیت الخلاء کو کس طرح جاؤ ان صحابی نے اس شخص سے کہا کہ ہاں اگرچہ تم اعتراض کرتے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسی باتوں کی تعلیم دیتے ہیں آپ نے ہم کو منع فرمایا ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیت الخلاء کو جائے تو قبلہ رخ نہ رہے (طحاوی اور مسلم اور امام احمد)

۳۳۹ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ وَلَمْ یَسْتَدْبِرْھَا فِی الْغَائِطِ کُتِبَ لَہٗ حَسَنَۃٌ وَّمُحِیَ عَنْہُ سَیِّئَۃٌ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَسَنَدُہٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیت الخلاء میں قبلہ کی جانب نہ رخ کرے اور نہ پیٹھ کرے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے (طبرانی نے اس کی روایت اوسط میں کی ہے اور اس کی سند حسن ہے)

۳۴۰ وَعَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّبَالَ فِیْ قِبْلَۃِ الْمَسْجِدِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ مَرَاسِیْلِہٖ مُرْسَلًا۔

حضرت ابو مجلز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد کی جانب پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی ہے (اس کی روایت ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں بطور مرسل کی ہے)

لہ: مرسل حدیث: وہ جس کی سند کے آخیر سے راوی کو ساقط کر دیا جائے مثلاً تابعی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرے اور صحابی کو چھوڑ دے۔ ایسی حدیث امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک معتبر ہے۔

۳۴۱ وَعَنْ مَّکْحُوْلٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبَالَ بِاَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ فِيْ مَرَاسِيْلِهٖ مُرْسَلًا۔

۳۴۲
۱۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۳۴۳
۱۱ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ فَاِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۳۴۴
۱۲ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتْرُ مَا بَيْنَ اَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِيْ اٰدَمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ اَنْ يَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَاِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِقَوِيٍّ قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ وَمَعَ

۳۴۵
۱۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۳۴۶
۱۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۳۴۷
۱۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى

انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مساجد کے دروازوں پر پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں بطور مرسل کی ہے۔)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو فرماتے "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں ناپاک نر اور مادہ جنوں سے (بخاری و مسلم)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پاخانے ایسے ہیں جن میں شیاطین حاضر رہتے ہیں لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء جائے تو یہ دعا پڑھے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں ناپاک نر اور مادہ جنوں سے (ابوداؤد و ابن ماجہ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنات کی آنکھوں اور بنی آدم کی شرمگاہ کے درمیان پردہ بسم اللہ کہنے سے پڑتا ہے جب کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو تو بسم اللہ کہے (امام احمد، نسائی و طبرانی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلتے تو فرمایا کرتے غُفْرَانَكَ اے اللہ تیری مغفرت چاہتا ہوں) (ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلتے تو فرماتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ" سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھ سے تکلیف کو دور فرمایا اور مجھے عافیت دی۔ (ابن ماجہ شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ لَا یَسْتَنْزِہُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِیْدَۃً رَطْبَۃً فَشَقَّھَا بِنِصْفَیْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِیْ کُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَۃً قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ صَنَعْتَ ھٰذَا فَقَالَ لَعَلَّہٗ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْھُمَا مَا لَمْ یَیْبَسَا۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

انھوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا گذر دو قبروں پر سے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب کسی ایسی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے جس کا کرنا دشوار تھا (کیونکہ اگر وہ بچنا چاہتے تو آسانی سے بچ سکتے تھے) ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا (یعنی اس بات کی احتیاط نہ کرتا تھا کہ پیشاب کے چھینٹے نہ پڑیں) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ وہ پیشاب سے احتیاط نہ کرتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا پھرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک سبز شاخ منگوا کر اس کے دو حصے کئے اور ہر ایک ٹکڑا ہر قبر پر لگا دیا لوگوں نے عرض کیا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ ارشاد ہوا امید ہے کہ ان کے سوکھنے تک عذاب میں تخفیف ہو جائے گی (بخاری اور مسلم)

۳۴۸/١٦ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا اللَّاعِنَیْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّھِمْ
(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایسی دو چیزوں کے بارے میں احتیاط کرو جن کے سبب سے لعنت کی جاتی ہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ دو چیزیں کیا ہیں جن کے سبب سے لعنت کی جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ جو پیشاب یا پاخانہ پھرتا ہے لوگوں کے راستہ میں یا ان کے سایہ لینے کی جگہ میں (مسلم شریف)

۳۴۹/١٧ وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلٰثَۃَ اَلْبَرَازَ فِی الْمَوَارِدِ وَقَارِعَۃِ الطَّرِیْقِ وَالظِّلِّ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان تین چیزوں سے بچو جن کے سبب لعنت کی جاتی ہے پاخانہ پھرنا نہر اور چشموں کے گھاٹ پر یا سڑکوں پر اور سایہ کی جگہ پر (ابوداؤد و ابن ماجہ)۔

۳۵۰/١٨ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا شَرِبَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ وَاِذَا اَتَی الْخَلَاءَ فَلَا یَمَسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَلَا یَتَمَسَّحْ بِیَمِیْنِہٖ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پی رہا ہو تو برتن میں سانس نہ لے (بلکہ برتن کو منھ سے علیحدہ کر کے سانس لے) اور جب بیت الخلاء کو جائے تو داہنے ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو نہ چھوئے اور نہ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اپنے داہنے ہاتھ سے طہارت کرے (بخاری و مسلم)

قضاء حاجت کے آداب

جب کوئی شخص قضاء حاجت کرنا چاہے تو اگر صحرا میں ہو تو دور کسی جگہ میں چلا جائے جہاں لوگ اسے نہ دیکھیں اگر آبادی میں ہو تو پردہ کرے یا کسی گڑھے وغیرہ میں چلا جائے اور زمین سے قریب ہو کر شرم گاہ سے کپڑا اٹھائے جیسا کہ ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے ننگے سر قضاء حاجت نہ کرے اور نہ ہی اس وقت کوئی بات کرے۔ بائیں ہاتھ سے استنجاء کرے۔ بعد فراغت استنجاء مٹی یا صابن سے ہاتھ دھوئے۔ استنجاء کے لیے مٹی کے ڈھیلے استعمال کرے ہڈی اور گوبر وغیرہ سے استنجاء نہ کرے کہ جنات کی خوراک ہیں۔ غسل خانہ میں پیشاب کرنے کی جگہ پر وضو نہ کرے کیونکہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص غسل خانہ میں پیشاب کر کے پھر وہاں پر غسل نہ کرے۔ یعنی غسل خانہ میں جہاں غسل کا پانی گرتا ہے اس جگہ پر پیشاب نہ کیا جائے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے اکثر وسواس اسی وجہ سے ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نام والی انگوٹھی یا کوئی اور چیز پہن کر بیت الخلاء میں نہ جائے۔ سورج چاند کی طرف منہ کر کے پیشاب نہ کرے اور نہ ہی کھڑے ہو کر کرے۔ نہ راستہ میں، نہ سایہ کی جگہ میں، نہ کھڑے پانی میں، نہ پھلوں کے گرنے کی جگہ میں اور نہ ہی نہروں کے کناروں پر پیشاب کرے۔ قضاء حاجت کے وقت بائیں ہاتھ سے استنجاء کرے۔ پیشاب کی شرمگاہ کو تین بار حرکت دے کر صاف کرے۔ قضائے حاجت کے وقت اپنی سُرین زمین سے اٹھائی رکھے تا کہ پشت کو گندگی نہ لگ جائے۔ ۱۲

(تفہیم البخاری شرح صحیح بخاری از غلام رسول رضوی مولانا)

۳۵۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْسِكَنَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَهُوَ يَبُوْلُ وَلَا يَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِيَمِيْنِهٖ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِى الْاِنَاءِ۔ ۱۹

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیشاب کرنے وقت تم میں سے کوئی شخص ہرگز اپنی شرمگاہ کو سیدھے ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ سیدھے ہاتھ سے طہارت کرے اور نہ پانی پیتے وقت پانی کے برتن میں سانس چھوڑے (مسلم شریف)

۳۵۲ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَطَابَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَسْتَطِبْ بِيَمِيْنِهٖ لِيَسْتَنْجِ بِشِمَالِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔ ۲۰

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے طہارت کرے تو سیدھے ہاتھ سے طہارت نہ کرے (بلکہ) بائیں ہاتھ سے طہارت کرے (ابن ماجہ)

۳۵۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنٰى لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى۔ ۲۱

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سیدھا ہاتھ پاک کاموں اور کھانے کے لیے مخصوص تھا اور بایاں ہاتھ طہارت اور دیگر ایسی چیزوں کے لیے مخصوص تھا جس سے طبیعت کو ناگواری

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

ہوتی ہے (جیسے ناک صاف کرنا وغیرہ) (ابوداؤد شریف)

ف: مسلمانوں کو چاہیے کہ آداب شریعت سے واقف ہوں ان کی رعایت رکھیں اور ان سے غفلت نہ برتیں، اس زمانہ میں لوگوں نے بعض عجیب اطوار اختیار کر رکھے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ کتاب بائیں ہاتھ میں لیتے ہیں اور جوتی دائیں ہاتھ میں، حالانکہ یہ خلاف سنت ہے ۱۲

۳۵۴ ۲۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا وَلَا حَرَجَ وَمَنْ اَكَلَ فَمَا تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ وَمَا لَاكَ بِلِسَانِهٖ فَلْيَبْتَلِعْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ وَمَنْ اَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ اِلَّا اَنْ يَّجْمَعَ كَثِيْبًا مِّنْ رَّمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْهُ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِيْ اٰدَمَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سرمہ لگائے تو طاق مرتبہ لگائے اور جس نے اس طرح کیا تو اس نے (امر) مستحب ادا کیا اور جس نے طاق مرتبہ نہ لگایا تو کوئی مضائقہ نہیں اور جو شخص طہارت کے لیے ڈھیلے لے تو طاق عدد ڈھیلے لے اور جس نے طاق عدد ڈھیلے لئے تو اس نے مستحب (امر) ادا کیا اور جس نے طاق عدد ڈھیلے نہ لئے تو کوئی مضائقہ نہیں اور جو شخص کھانا کھائے اور خلال کے ذریعہ دانتوں کے درمیان سے کچھ نکالے تو اسے پھینک دے اور جو کچھ زبان کے ذریعہ سے نکالے تو اسے نگل جائے جس نے ایسا کیا تو اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا تو کچھ مضائقہ نہیں اور جو شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو پردہ کرے اگر کوئی دیوار وغیرہ پردے کے لیے نہ پائے تو وہ ریت کا تودہ پیٹھ کے پیچھے (ستر کے لیے) جمع کرے، کیونکہ شیطان انسان کی شرمگاہوں سے کھیلتا ہے (کہ اگر وہ رفع حاجت کے موقع پر پردہ نہ کریں تو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ وہ شرمگاہوں کو دیکھیں) جس نے اس طرح کیا تو اچھا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی)

۳۵۵ ۲۳ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَاَوْتِرْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ فِيْهِ الرُّخْصَةُ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِحَجَرٍ وَّاحِدٍ۔

حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم طہارت کے لیے ڈھیلے لیتے ہو تو طاق عدد لیا کرو (نسائی شریف) (نسائی نے کہا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایک پتھر یا ڈھیلے سے طہارت کرنے کی اجازت ہے)۔

۳۵۶
۲۴ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ یَقُوْلُ اَتَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْغَائِطَ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰتِیَهٗ بِثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ فَوَجَدْتُّ حَجَرَیْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ اَجِدْهُ فَاَخَذْتُ رَوْثَةً فَاَتَیْتُ بِهِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ الْحَجَرَیْنِ وَاَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ هٰذِهٖ رِکْسٌ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَقَالَ فِیْهِ الرُّخْصَةُ فِی الْاِسْتِطَابَةِ بِحَجَرَیْنِ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مِّثْلَهٗ وَقَالَ فَفِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ مَا یَدُلُّ عَلٰى اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَعَدَ لِلْغَائِطِ فِیْ مَکَانٍ لَیْسَ فِیْهِ اَحْجَارٌ لِقَوْلِهٖ لِعَبْدِ اللّٰهِ نَاوِلْنِیْ ثَلٰثَةَ اَحْجَارٍ وَلَوْ کَانَ بِحَضْرَتِهٖ مِنْ ذٰلِکَ شَیْءٌ لَمَا احْتَاجَ اِلٰى اَنْ یَّتَنَاوَلَهٗ مِنْ غَیْرِ ذٰلِکَ الْمَکَانِ فَلَمَّا اَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بِحَجَرَیْنِ وَعَلٰى اَنَّهٗ قَدْ رَاٰى اَنَّ الْاِسْتِجْمَارَ بِهِمَا یُجْزِئُ مِمَّا یُجْزِئُ مِنْهُ الْاِسْتِجْمَارُ بِالثَّلٰثِ لِاَنَّهٗ لَوْ کَانَ لَا یُجْزِئُ الْاِسْتِجْمَارُ بِمَا دُوْنَ الثَّلٰثِ لَمَا اکْتَفٰى بِالْحَجَرَیْنِ وَلَاَمَرَ عَبْدَ اللّٰهِ اَنْ یَّبْغِیَهٗ ثَالِثًا فَفِیْ تَرْکِهٖ ذٰلِکَ دَلِیْلٌ عَلٰى اِکْتِفَائِهٖ بِالْحَجَرَیْنِ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضاءِ حاجت کے لیے نکلے اور مجھے حکم دیا کہ تین پتھر لے آؤ مجھے دو پتھر ملے میں نے تیسرا پتھر تلاش کیا تو نہیں ملا تو میں خشک لید لے آیا اور تینوں کو لے کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دو پتھر لے لئے اور لید کو پھینک دیا اور فرمایا یہ نجس ہے (نسائی شریف) اور نسائی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں دو پتھر سے طہارت کر لے کی اجازت ملی ہے طحاوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی ہی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسی جگہ قضاءِ حاجت کے لیے تشریف رکھے تھے کہ جہاں پتھر نہ تھے اس لیے آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسری جگہ سے تین پتھر لانے کے لیے فرمایا تھا اور اگر اس جگہ پر کچھ پتھر ہوتے تو آپ کو اس کی احتیاج نہ ہوتی کہ دوسری جگہ سے پتھر منگوائیں اور جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک خشک لید لے آئے تو لید کو پھینک دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے دو ہی پتھر استعمال فرمائے اور جس طرح تین پتھر سے طہارت ہو جاتی ہے اسی طرح دو سے بھی ہو جاتی ہے اور اگر دو پتھر سے طہارت کرنا کافی نہ ہوتا اور تین کا لینا ضروری ہوتا تو آپ دو پر اکتفا نہ فرماتے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیتے کہ تیسرا پتھر تلاش کریں، جب آپ نے تیسرے کی تلاش کا حکم نہیں دیا تو معلوم ہوا کہ دو پر اکتفا کرنا جائز ہے۔

ف: ڈھیلوں کی کوئی تعداد معین سنت نہیں بلکہ جتنے ڈھیلوں سے صفائی ہو جائے۔ اگر ایک ڈھیلے سے صفائی ہوگئی تو سنت ادا ہو گئی اور اگر دو یا تین ڈھیلوں سے بھی صفائی نہ ہوئی تو سنت ادا نہ ہوئی البتہ مستحب یہ ہے کہ طاق ہوں اور کم از کم تین ہوں اگر ایک یا دو سے صفائی ہو گئی تو تین کی گنتی پوری کر لے اور اگر چار سے صفائی ہوئی

ایک اور لے تاکہ طاق ہو جائیں۔

کنکر، پتھر، پھٹا ہوا کپڑا یہ سب ڈھیلے کے حکم میں ہیں ان سے بھی صفائی کر لینا بلا کراہت جائز ہے جس طرح ہڈی، کھانا گوبر، پکی اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، جلد، کوئلہ، جانور کے چارہ سے اور ایسی چیز سے جس کی قیمت ہو اگرچہ ایک آدھ پیسہ ہی سہی ان چیزوں سے استنجا منع ہے اسی طرح کاغذ سے استنجا کرنا منع ہے اگرچہ اس پر کچھ نہ لکھا ہو یا کسی کافر کا نام لکھا ہو ان سب صورتوں میں استنجا کرنا منع ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت۔ علامہ امجد علی اعظمی)

۳۵۷/۲۵ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَنْجُوْا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَاِنَّهَا زَادُ اِخْوَانِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ زَادَ اِخْوَانِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خشک لید اور ہڈیوں سے طہارت مت کرو، اس لیے کہ یہ تمہارے بھائی جنوں کی غذا ہے (ترمذی و نسائی) اور نسائی نے "زَادَ اِخْوَانِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ" یعنی تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہے) کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

۳۵۸/۲۶ وَعَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رُوَيْفِعُ لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُوْلُ بِكَ بَعْدِيْ فَاَخْبِرِ النَّاسَ اِنَّ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهٗ اَوْ تَقَلَّدَ وِتْرًا اَوِ اسْتَنْجٰى بِرَجِيْعِ دَابَّةٍ اَوْ عَظْمٍ فَاِنَّ مُحَمَّدًا مِّنْهُ بَرِيْءٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَسَنَدُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے رویفع میرے بعد تمہاری زندگی دراز ہو تو تم لوگوں سے کہہ دینا کہ جس نے اپنی ڈاڑھی میں گرہ لگائی (یعنی اس کو تکلیف سے گھونگر والے بنائے یا ڈاڑھی چڑھائی) یا (گھوڑوں کو نظر بد سے بچانے کے لیے) ان کے گلوں میں تانت ڈالے یا کسی جانور کے پاخانہ سے یا ہڈی سے طہارت کرے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں (ابو داؤد و نسائی) (اور نسائی کی سند حسن ہے)

۳۵۹/۲۷ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ الْجِنِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْهَ اُمَّتَكَ اَنْ يَّسْتَنْجُوْا بِعَظْمٍ اَوْ رَوْثَةٍ اَوْ حُمَمَةٍ فَاِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ لَنَا فِيْهَا رِزْقًا فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب جنوں کا وفد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان جنوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اپنی امت کو فرما دیجئے کہ وہ ہڈی، لید اور کوئلہ سے طہارت نہ کریں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں ہمارا رزق رکھا ہے، اس بناء پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو ان کے استعمال سے منع

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ)

فرمادیا۔ (ابوداؤد شریف)

۳۶۰ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى
۲۸
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسْتَنْجٰى بِبَعْرَةٍ اَوْ عَظْمٍ
رَوَاہُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَ اَبُوْدَاؤُدَ وَ
النَّسَائِيُّ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مینگنیوں یا ہڈیوں کے ذریعہ طہارت لینے سے ممانعت فرمائی ہے۔ (امام احمد، مسلم، ابوداؤد اور نسائی)

۳۶۱ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى
۲۹
قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَالَ ثُمَّ
مَسَحَ ذَكَرَهٗ بِالتُّرَابِ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيْنَا
فَقَالَ هٰكَذَا عُلِّمْنَا رَوَاہُ الطَّبْرَانِيُّ
فِي الْاَوْسَطِ وَاَبُوْنُعَيْمٍ فِي الْحُلْيَةِ۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب کیا اور اس کے بعد مٹی سے طہارت کی پھر ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا ہم کو ایسی ہی تعلیم دی گئی ہے (اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم نے حلیہ میں کی ہے)

ف: نیل الاوطار میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پاخانہ کو جائے تو تین پتھروں سے طہارت کرے اور یہ تین پتھر اس کے لیے پانی کے بدلے کافی ہیں (امام احمد، نسائی، ابوداؤد اور دارقطنی) اور نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ اس کی اسناد صحیح حسن ہے) نیل الاوطار نے مزید صراحت کی ہے کہ اس حدیث کے اس قول (فَاِنَّهَا تُجْزِئُ عَنْهُ اَيْ تَكْفِيْهِ) طہارت کے لیے پانی کے بدلے میں تین پتھر کافی ہیں) حنفی اور شافعی حضرات کی دلیل ہے کہ ڈھیلوں سے طہارت کافی ہے اور پانی سے طہارت کرنا ضروری نہیں، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن زبیر حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن المسیب اور حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی قول ہے، جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ پاخانہ کے لیے بعض اوقات صرف ڈھیلوں سے طہارت کافی ہے تو بالکل اسی طرح پیشاب سے طہارت کے لیے صرف ڈھیلے کا استعمال کافی ہو جاتا ہے کیونکہ ارشادِ گرامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے (اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ) پیشاب کے بعد طہارت کیا کرو) جب آپ نے پیشاب کے بعد پانی سے طہارت نہیں فرمائی اور صرف ڈھیلوں پر اکتفا کیا تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ پیشاب کی طہارت کے لیے ڈھیلا کافی ہے۔ ۱۲

واضح رہے کہ یہ بحث پیشاب اور پاخانہ کی طہارت کے لیے پانی کے بدلے صرف ڈھیلوں کے کافی ہونے کے ثبوت میں تھی اور مزید پانی سے طہارت کرنے کا تفصیلی بیان آئندہ حدیثوں میں آرہا ہے۔

۳۶۲ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
۳۰
يَبُوْلُ ثُمَّ يَمْسَحُ ذَكَرَهٗ بِحَجَرٍ اَوْ بِغَيْرِهٖ
ثُمَّ اِذَا تَوَضَّاَ لَمْ يَمَسَّ ذَكَرَهُ الْمَاءَ
رَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد اپنی شرمگاہ کی پتھر یا کسی اور چیز سے طہارت کرتے اور جب وضو کرنے تو شرمگاہ کو پانی سے نہیں دھوتے تھے (عبد الرزاق)

۳۶۳ وَعَنْ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ
۳۱

حضرت مولیٰ عمر، یسار بن نمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

قَالَ كَانَ عُمَرُ إِذَا بَالَ قَالَ نَاوِلْنِي شَيْئًا أَسْتَنْجِي بِهِ فَأُنَاوِلُهُ الْعُوْدَ أَوِ الْحَجَرَ أَوْ يَأْتِي حَائِطًا يَتَمَسَّحُ بِهِ أَوْ يُمِسُّهُ الْأَرْضَ وَلَمْ يَكُنْ يَغْسِلُهُ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ إِنَّهُ أَصَحُّ مَا فِي الْبَابِ نَقَلَهُ فِي رَسَائِلِ الْأَرْكَانِ وَكَذَا نَقَلَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْحَقِّ۔

روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پیشاب سے فارغ ہوتے تو مجھے فرماتے کہ کوئی چیز دو کہ میں اس سے طہارت کروں تو میں ان کو لکڑی یا پتھر دیتا وہ دیوار کے پاس آتے اور اس سے طہارت حاصل کرتے یا زمین سے طہارت لیتے اور اپنی شرمگاہ کو پانی سے نہیں دھوتے تھے (بیہقی) اور بیہقی نے کہا ہے کہ اس باب میں جتنی حدیثیں آئی ہیں ان سب میں زیادہ صحیح یہی حدیث ہے اس کو رسائل الارکان میں نقل کیا ہے اور شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

۳۶۴ / ۳۲ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ إِدَاوَةً مِّنْ مَّاءٍ وَعَنَزَةً يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن اور برچھی لے جاتے (تاکہ زمین کو برچھی سے نرم کیا جائے اور پیشاب کے چھینٹیں نہ اڑنے پائیں) اور آپ پانی سے طہارت کرتے (بخاری و مسلم)

۳۶۵ / ۳۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ أَوْ رَكْوَةٍ فَاسْتَنْجَى ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِإِنَاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت الخلاء جاتے تو میں لوٹے یا چھاگل میں پانی لے جاتا اس سے آپ طہارت لیتے پھر ہاتھ کو زمین سے رگڑتے پھر میں پانی کا برتن لاتا تو آپ اس سے وضو فرماتے (ابوداؤد اور دارمی) اور نسائی کی روایت بالمعنی ہے)

۳۶۶ / ۳۴ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَبْعَرُوْنَ بَعْرًا وَأَنْتُمْ تَثْلِطُوْنَ ثَلْطًا فَأَتْبِعُوا الْحِجَارَةَ الْمَاءَ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے کے لوگوں کو مینگنیوں کی طرح حاجت ہوتی تھی اور تم لوگ گوبر کی طرح حاجت کرتے ہو لہٰذا پتھر سے صاف کرنے کے بعد پانی سے طہارت کیا کرو (اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ کی ہے)

۳۶۷ / ۳۵ وَعَنْ أَبِي أَيُّوْبَ وَجَابِرٍ وَّأَنَسٍ إِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ لَمَّا نَزَلَتْ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ

حضرت ابوایوب، حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب (سورۂ توبہ، ع ۱۴) کی یہ آیت "فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَثْنٰی عَلَیْکُمْ فِی الطُّھُوْرِ فَمَا طُھُوْرُکُمْ قَالُوْا نَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوۃِ وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَۃِ وَنَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ فَقَالَ فَھُوَ ذَاکَ فَعَلَیْکُمُوْہُ۔

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ" اس میں (یعنی مسجد قبا شریف میں) وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور اللہ (تعالیٰ) کو ستھرے پیارے ہیں نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انصار کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے تمہاری طہارت کی تعریف فرمائی ہے تو تمہاری طہارت کس طرح ہوتی ہے؟ انھوں نے کہا ہم نماز کے لئے وضو اور جنابت کے لیے غسل کرتے ہیں (اور ڈھیلوں کے بعد) پانی سے بھی طہارت کر لیتے ہیں ارشاد ہوا یہی بات ہے بس ہمیشہ اس کے پابند رہو (ابن ماجہ)

۳۶۸/۴۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَہٗ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ وَقَالَ اَبُوْدَاؤدَ ھٰذَا حَدِیْثٌ مُنْکَرٌ قَالَ ابْنُ حَجَرٍ دَلَّ تَصْحِیْحُ التِّرْمِذِیِّ لَہٗ عَلٰی اَنَّہٗ ثَبَتَ عِنْدَہٗ فَانْجَبَرَ مَا ذَکَرَہٗ اَبُوْدَاؤدَ فَیَکُوْنُ حُجَّۃً وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاؤدَ وَضَعَ بَدْلَ نَزَعَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی نکال دیتے (ابوداؤد، نسائی اور ترمذی) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح اور غریب ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے ابن حجر نے کہا کہ امام ترمذی کے نزدیک یہ حدیث ثابت ہے۔ امام ابوداؤد نے جس کمزوری کا ذکر کیا ہے وہ دور ہو گئی تو یہ حدیث حجت ہو گئی۔ ابوداؤد شریف کی ایک حدیث نزع کی جگہ وضع کا لفظ آیا ہے۔

ف : انگوٹھی اس لئے اتارتے کہ اس میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کندہ تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ طہارت کرنے والے پر واجب ہے کہ اپنے ساتھ بیت الخلاء میں اللہ تعالیٰ کے نام نہ لے جائے۔ ۱۲

۳۶۹/۴۱ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْبَرَازَ اِنْطَلَقَ حَتّٰی لَا یَرَاہُ اَحَدٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب قضاء حاجت کی ضرورت ہوتی تو آپ اتنی دور تشریف لے جاتے کہ کوئی شخص آپ کو نہیں دیکھ سکتا تھا (ابوداؤد شریف)

۳۷۰/۴۲ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَاَرَادَ اَنْ یَّبُوْلَ فَاَتٰی دَمَثًا فِیْ اَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّبُوْلَ فَلْیَرْتَدْ لِبَوْلِہٖ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا آپ نے پیشاب کرنا چاہا تو ایک دیوار کے پاس تشریف لائے جس کی زمین نرم تھی اور پیشاب کیا پھر فرمایا تم میں کسی کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہو تو اس کے لیے نرم مقام تلاش کرے (ابوداؤد شریف)

۳۷۱/۴۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهٗ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاجت کا تقاضا ہوتا تھا تو زمین سے قریب ہونے تک کپڑا نہ اٹھاتے تھے (ترمذی ابوداؤد اور دارمی)

۳۷۲/۴۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ مُسْتَحَمِّهٖ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ اَوْ يَتَوَضَّأُ فِيْهِ فَاِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ اَوْ يَتَوَضَّأُ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص حمام میں پیشاب نہ کرے جب کہ اسی میں غسل یا وضو بھی کرتا ہو، اس لیے کہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں (ابوداؤد، ترمذی اور نسائی) اور ترمذی اور نسائی نے (ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ اور يَتَوَضَّأُ مِنْهُ) کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۳۷۳/۴۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ جُحْرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ ۔

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہرگز کوئی شخص کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرے (ابوداؤد و نسائی)

۳۷۴/۴۵ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَمْقُتُ عَلٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمی قضاء حاجت کے لیے اس طرح نہ جائیں کہ اپنی شرمگاہ کو برہنہ رکھ کر گفتگو کرتے رہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح قضاء حاجت کرنے سے یقیناً غضب میں آتے ہیں۔ (امام احمد، ابوداؤد و ابن ماجہ)

۳۷۵/۴۶ وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَالَ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ ۔

حضرت حکیم بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیشاب کرنے کے بعد وضو فرماتے اور اپنی شرمگاہ (کی جگہ تہبند پر) پانی چھڑک لیتے تھے۔ (ابوداؤد و نسائی)

ف: اربابِ تصوف کی کتابوں میں اس مسئلہ (اپنی شرمگاہ کی جگہ تہبند پر پانی چھڑک لینے) کا نام "بَلُّ السَّرَاوِيْلِ" پاجامہ کو تر کرنا ہے اور اس کے استحباب کے قائل ہیں اور اس کا مقصد شبہات کو دور کرنا ہے، البتہ کتب فقہ میں اس مسئلہ کا نام نہیں پایا جاتا تو جس کو پیشاب کے قطرے نکلنے کا غالب گمان ہو، اس کی نماز باطل ہو گی۔۱۲

۳۷۶/۴۷ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِيْلَ اَتَاهُ فِيْ

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت

أَوَّلِ مَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ فَعَلَّمَهُ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ أَخَذَ غُرْفَةً مِّنَ الْمَاءِ فَنَضَحَ بِهَا فَرْجَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ.

میں ابتداء وحی کے زمانہ میں جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور آپ کو وضو اور نماز کی تعلیم دی۔ وضو سے فارغ ہونے کے بعد چلو بھر پانی لے کر شرمگاہ (کی جگہ ازار) پر چھڑکا (امام احمد و دارقطنی)

٣٧٧/٤٨ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَعْنِي الْبُخَارِيَّ يَقُوْلُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ الرَّاوِيْ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ قَالَ الطِّيْبِيُّ مَعَ ذٰلِكَ فَهُوَ لَمْ يَشْتَدَّ ضُعْفُهُ لِتَعَدُّدِ طُرُقِهِ السَّابِقَةِ فَيَكُوْنُ حُجَّةً فِيْ فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ وضو کریں تو شرمگاہ پر (ازار کی جگہ) پانی چھڑک لیں۔ (ترمذی شریف) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور میں نے امام بخاری سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی حسن بن علی ہاشمی منکر الحدیث ہے طیبی نے کہا کہ اس کے سابقہ متعدد طرق کی بنا پر اس کا ضعف شدید نہیں ہے لہٰذا یہ حدیث فضائل اعمال میں حجت ہو جائے گی۔

٣٧٨/٤٩ وَعَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِّنْ عِيْدَانٍ تَحْتَ سَرِيْرِهِ يَبُوْلُ فِيْهِ بِاللَّيْلِ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تخت کے نیچے لکڑی کا ایک پیالہ رہتا تھا جس میں آپ رات کے وقت پیشاب کرتے تھے (ابوداؤد اور نسائی)

٣٧٩/٥٠ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبُوْلُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْهُ مَا كَانَ يَبُوْلُ إِلَّا قَاعِدًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ جَيِّدٌ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثُ عَائِشَةَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جو تم سے بیان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو اس کو سچا نہ سمجھو آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے (امام احمد، ترمذی اور نسائی) اور نسائی کے اسناد حسن اور جید ہیں، اور ترمذی نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث اس باب میں جو حدیثیں مروی ہیں ان سب میں زیادہ صحیح ہے۔

٣٨٠/٥١ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدِهِ الدَّرَقَةُ فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَلَسَ فَبَالَ إِلَيْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ اُنْظُرُوْا إِلَيْهِ يَبُوْلُ كَمَا تَبُوْلُ الْمَرْأَةُ فَسَمِعَهُ

حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں ڈھال تھی اس کو آپ نے (بے ستری سے حیا کرنے کی غرض سے) اپنے سامنے رکھا پھر بیٹھ کر اس جانب پیشاب کیا، کسی نے کہا ان کو دیکھو عورتوں کی

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْحَكَ أَمَا عَلِمْتَ مَا أَصَابَ صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَرَضُوهُ بِالْمَقَارِيضِ فَنَهَاهُمْ فَعُذِّبَ فِي قَبْرِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْهُ عَنْ أَبِي مُوسَى۔

طرح پیشاب کر رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا، افسوس کیا تجھے معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص پر کیا آفت آئی تھی، جب ان کو پیشاب لگ جاتا تو اس حصہ کو قینچیوں سے کتر دیتے تھے اس شخص نے ان کو اس حکم شرع سے منع کیا تو وہ اپنی قبر میں مبتلاءِ عذاب ہوا (ابوداؤد و ابن ماجہ) اور اس حدیث کو نسائی نے عبدالرحمٰن سے اور انھوں نے ابوموسیٰ سے روایت کیا ہے۔

ف: بنی اسرائیل کی شریعت میں نجاست بدن یا کپڑے کو لگ جاتی تو یہ حکم تھا کہ جسم کے اتنے گوشت کو چھیل ڈالیں اور اتنے کپڑے کو کاٹ ڈالیں تو جس شخص کو ان کے اس حکم شریعت کے منع کرنے پر اگرچہ اس میں عقل کے خلاف جان اور مال کا نقصان تھا، عذاب میں مبتلا کیا گیا تو شرم وحیا کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ڈھال کو سامنے رکھ کر ستر پوشی فرمائی تو اس کام سے منع کرنے اور مذاق اڑانے پر ایسا شخص بطریق اولیٰ لائق عذاب ہوگا کیونکہ پردہ اور حیا شریعت اور عقل دونوں حیثیت سے اچھی چیز ہیں۔ ۱۲

۳۸۱/۵۲ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ رَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبُولُ قَائِمًا فَقَالَ يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللهُ قَدْ صَحَّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى إِمَامُ الْمَذْهَبِ أَبُو حَنِيفَةَ عَنْهُ نَحْوَهُ قِيلَ كَانَ ذٰلِكَ لِعُذْرٍ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے رہ کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو کر پیشاب مت کرو، اس کے بعد کبھی میں نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

شیخ امام محی السنہ نے کہا ہے کہ صحیح حدیث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک قوم کے گندگی کے ڈھیر پر تشریف لائے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ (بخاری و مسلم) امام المذہب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت بھی اسی طرح ہے۔ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ (آپ کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا) عذر کی وجہ سے تھا۔

ف: علماء نے کہا ہے کہ بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ تنزیہی ہے مکروہ تحریمی نہیں ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گھروں کے قریب گندگی کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے گھٹنے کے پچھلے حصہ میں درد تھا یا پشت میں درد ہونے کی وجہ آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا، عرب لوگ اس کا علاج اس طرح کیا کرتے تھے یا وہاں بیٹھنے کے لیے جگہ نہ تھی یا آپ نے بیان جواز کے لیے ایسا کیا ہے۔ (یہ مضمون ردالمختار سے ماخوذ ہے)۔ ۱۲

۳۸۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَالَ رَسُوْلُ اللهِ
۵۳
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُمَرُ خَلْفَهُ بِكُوْزٍ مِّنْ مَّاءٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عُمَرُ فَقَالَ مَاءٌ تَتَوَضَّأُ بِهِ قَالَ مَا أُمِرْتُ كُلَّمَا بُلْتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ وَلَوْ فَعَلْتُ لَكَانَتْ سُنَّةً رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیشاب کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے پانی کا لوٹا لئے کھڑے رہے آپ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ کے وضو کے لیے پانی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ مجھے ایسا حکم نہیں ہوا ہے کہ جب کبھی پیشاب کروں تو وضو ہی کروں اور اگر میں ایسا کروں تو یہ عمل سنت بن جائے گا۔ (ابو داؤد و ابن ماجہ)۔

بَابُ السِّوَاكِ

باب مسواک کرنے کے بیان میں

۳۸۳ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
۱
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَ الطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ عَلِيٍّ مِّثْلَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا (اس کی روایت امام مالک، امام شافعی، طحاوی اور بیہقی نے سنن میں کی ہے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی ہی روایت کی ہے)۔

ف: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسواک ہمارے (حنفیہ) کے نزدیک سنت وضو ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز کی سنت ہے۔ اسی لیے احناف کے نزدیک جو آدمی ایک وضو سے چند نمازیں پڑھے تو ہر نماز کے لیے مسواک کرنا مطلوب نہیں جب تک کہ منہ میں کسی وجہ سے تغیر نہ آگیا ہو اب اس دفع تغیر کے لیے مسواک کرنا مستقل سنت ہو گی۔ کسی آدمی نے وضو بغیر مسواک کے کیا تو اب نماز ادا کرنے سے پہلے صرف مسواک کرے تو سنت ادا ہو جائے گی۔ رسالہ بارق النور فی مقادیر ماء الطہور۔ فتاوی رضویہ) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا۔

اس بارے میں بہار شریعت ، فتاوی رضویہ ح ۱ اور جامع الرضوی ح ۱ میں اس دور کے چند حنفی علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں مسائل، فضائل و فوائد مسواک پر بڑی عمدہ ابحاث کی ہیں جو کہ مفید مطالعہ ہیں۔

۳۸۴ ۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ بِوُضُوْءٍ وَّمَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ بِسِوَاكٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لیے وضو کا اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا (اسی کی روایت امام احمد، نسائی اور حاکم نے مستدرک میں کی ہے)

۳۸۵ ۳ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَالْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (نسائی، ابن خزیمہ اور حاکم) اور حاکم نے کہا ہے اس کی اسناد صحیح ہے اور امام بخاری نے اس کو تعلیقاً بیان کیا ہے)

۳۸۶ ۴ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ الْوُضُوْءِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (ابن حبان)

۳۸۷ ۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاْخِيْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو نماز عشاء کے دیر سے پڑھنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (بخاری و مسلم)

ف ۱: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو نماز عشاء کو دیر سے پڑھنے کا حکم دیتا اس کے متعلق جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ عشاء کے دیر سے پڑھنے کا استحباب تہائی رات یا نصف شب تک ہے، البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اول شب پڑھنا مستحب ہے۔ ۱۲

ف ۲: رد المحتار میں لکھا ہے کہ مسواک کرنا احناف کے نزدیک وضو کی سنت ہے اور شوافع کے نزدیک مسواک نماز کی سنت ہے یہ بحر الرائق میں مذکور ہے اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا کیں تو احناف کے نزدیک ایسے شخص کا وضوء میں ایک دفعہ مسواک کرنا کافی ہوگا اور حدیث میں مسواک کے متعلق جو فضیلت مذکور ہے وہ اس کو حاصل ہو جائے گی لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ایسے شخص کا

وضو میں ایک دفعہ مسواک کر لینا کافی نہ ہوگا بلکہ ہر نماز کے لیے اس کو مسواک کرنا ضروری ہوگا۔ کیونکہ ان کے نزدیک مسواک نماز کی سنت ہے۔

صاحب ردالمحتار نے اس بارے میں احناف اور شوافع کے مسلک کی موافقت پر بڑے عمدہ طریقہ سے توضیح فرمائی ہے فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسواک کی فضیلت میں یہ حدیث روایت کی ہے "صَلَاۃٌ بِسِوَاکٍ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ صَلَاۃً بِغَیْرِ سِوَاکٍ" (ایک نماز مسواک کے ساتھ افضل ہے ایسی ستر نمازوں سے جو بغیر مسواک کے ادا کی جائیں) لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اس حدیث میں مسواک کی جو فضیلت موجود ہے وہ فضیلت اس وقت تک حاصل نہیں ہوگی جب تک کہ مسواک کو ہر نماز کے وقت نہ کیا جائے لیکن احناف کے نزدیک یہ فضیلت اس وقت بھی حاصل ہو جاتی ہے جب کہ وضو کے وقت مسواک استعمال کی جائے اگرچہ کہ نماز کے وقت مسواک نہ کی ہو، احناف کے پاس مسواک کو وضو کی سنت قرار دینے سے اس بات کی نفی نہیں کہ مسواک نماز کے وقت مستحب نہیں بلکہ احناف کے نزدیک مسواک نماز کے وقت بھی مستحب ہے احناف کے نزدیک مسواک جب محفلوں میں لوگوں سے ملاقات کے موقع پر مستحب ہے تو نماز کے وقت جس میں اللہ تعالیٰ سے مناجات اور سرگوشی کی جاتی ہے تو ایسے مبارک موقع پر کیسے مستحب نہ قرار دی جائے گی۔

چنانچہ نماز کے وقت مسواک کو مستحب قرار دینے کا ذکر حلبی نے شرح المنیۃ الصغیر میں کیا ہے اور تاتارخانیہ نے تتمہ سے نقل کیا ہے کہ وَیُسْتَحَبُّ السِّوَاکُ عِنْدَنَا عِنْدَ کُلِّ صَلَاۃٍ وَوُضُوْءٍ" (مسواک ہمارے یعنی احناف کے نزدیک ہر نماز اور ہر وضو کے وقت مستحب ہے) خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں "عِنْدَ کُلِّ صَلَاۃٍ" کے حکم پر شوافع اور احناف دونوں نے عمل کیا ہے کہ شوافع نے مسواک کو نماز کی سنت قرار دیا اور احناف نے مسواک کو وضو کی سنت قرار دیا نماز کے لیے مستحب رکھا، حدیث پر دونوں نے عمل کیا، فرق صرف اتنا ہے کہ شوافع نے اس کو سنت قرار دیا اور احناف نے مستحب اصحاب ردالمحتار فرماتے ہیں کہ اس نایاب تحریر کی قدر کرو، اور اس کو غنیمت سمجھو ردالمحتار کی عبارت یہاں ختم ہوئی ۔ ۱۲

۳۸۸ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَفَرَضْتُ عَلَیْہِمُ السِّوَاکَ مَعَ الْوُضُوْءِ وَ لَاَخَّرْتُ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَۃِ اِلٰی اٰخِرِ نِصْفِ اللَّیْلِ رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی السُّنَنِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے میری امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو وضو کے ساتھ مسواک کو بھی فرض کر دیتا اور نماز عشاء کو نصف شب کے آخری حصہ تک تاخیر کر دیتا (اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں کی ہے)

۳۸۹ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ تَمَّامِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحٰبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلُوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت جعفر بن تمام بن العباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے اپنے والد تمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ارشاد

فَقَالَ مَا اَرَاكُمْ قُلْحًا اِسْتَاكُوْا فَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَا اَرَاكُمْ تَدْخُلُوْنَ عَلَيَّ قُلْحًا اسْتَاكُوْا فَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يَّسْتَاكُوْا عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ اَوْ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ مُرْسَلًا قَالَ ابْنُ حِبَّانَ تَمَامُ الرَّاوِيُّ ثِقَةٌ تَابِعِيٌّ وَلَيْسَ هُوَ تَمَامًا الضَّعِيْفُ -

ہوا کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تمھارے دانت زرد ہیں تم سب مسواک کیا کرو، اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا ایک روایت میں یوں ہے (آپ نے فرمایا کہ) تم میرے پاس کیوں زرد رنگ کے دانت لیے آتے ہو تم سب مسواک کیا کرو، اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا یا آپ نے یوں فرمایا کہ ہر وضو کے وقت مسواک کا حکم دیتا (حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو بطور ارسال روایت کیا ہے) اور ابن حبان نے کہا ہے کہ حضرت تمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ ایک ثقہ تابعی ہیں اور یہ وہ تمام نہیں جو ضعیف ہیں)

۳۹۰ (۸) وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَاُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ -

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان میں تشریف لاتے تو ابتدا کس چیز سے فرماتے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مسواک سے (مسلم شریف)

۳۹۱ (۹) وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات میں تہجد کا ارادہ فرماتے تو اپنا منہ مسواک سے ملتے (بخاری و مسلم)۔

۳۹۲ (۱۰) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْاِسْتِنْجَاءَ قَالَ الرَّاوِيُّ وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ الْخِتَانُ بَدَلَ اِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دس چیزیں تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں، اس لیے یہ مثل فطرت ہیں (۱) مونچھ کتروانا (۲) ڈاڑھی بڑھانا (کم از کم ایک مٹھی تک) (۳) مسواک کرنا (۴) ناک کو پانی سے صاف کرنا (یہ غسل میں فرض ہے اور وضو میں سنت ہے) (۵) ناخن ترشنا (۶) انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا (۷) بغل کے بال صاف کرنا (۸) زیر ناف کے بال مونڈھنا (اور پاخانہ کی جگہ کے گرد کے بال کا مونڈھنا بھی مستحب ہے) (۹) پانی سے

وَرَوَى اَبُوْدَاؤدَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ مِثْلَهُ۔

طہارت کرنا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں دسویں چیز بھول گیا، غالباً وہ کلی کرنا ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور ایک دوسری روایت میں ڈاڑھی رکھنے کی جگہ ختنہ کرنے کا ذکر ہے) (اور ابوداؤد نے بھی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی ہی روایت کی ہے)

۳۹۳ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [11] اَلسِّوَاكُ مُطَهِّرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ بِلَا اِسْنَادٍ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کرنا منھ کی پاکی کا سبب ہے اور پروردگار کی خوشنودی کا ذریعہ ہے (امام شافعی، امام احمد، دارمی اور نسائی) اور اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں بغیر اسناد کے ذکر کیا ہے۔

ف: مسواک کو وضو کرنے سے پہلے کرنا چاہیے۔ مسواک سنت مؤکدہ اسی وقت ہے جبکہ منہ میں تغیر ہو۔ اس تحقیق پر جب کہ مسواک کو کرنے سے پہلے دھونا سنت ہے اسی طرح فراغ کے بعد دھو کر رکھی جائے۔ کم از کم اوپر کے دانتوں میں اور نیچے کے دانتوں میں تین تین بار تین نئے پانیوں سے کی جائے۔

کسی شخص کے منہ میں بدبو ہو تو جب تک وہ بدبو دور نہ ہو کلی اور مسواک کرتا رہے کیونکہ منہ کی بدبو سے فرشتوں کو اور ساتھ کھڑے ہوئے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب منہ میں بدبو ہو تو مسجد میں جانا حرام اور نماز میں داخل ہونا منع ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ا ص ۶۲۹)

۳۹۴ وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ [12] اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ اَلْحَيَاءُ وَيُرْوَى الْخِتَانُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں (۱) حیا کرنا، اور ایک روایت میں حیا کے بدلے ختنہ کرنا ہے اور (۲) عطر لگانا اور (۳) مسواک کرنا، اور (۴) نکاح کرنا (ترمذی شریف)

۳۹۵ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ [13] كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْقُدُ مِنْ لَّيْلٍ وَّلَا نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ اِلَّا يَتَسَوَّكُ قَبْلَ اَنْ يَّتَوَضَّاَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دن یا رات میں سو کر اٹھتے تو ضرور وضو سے پہلے مسواک کرتے (امام احمد اور ابوداؤد)

۳۹۶ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ [14] عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَيُعْطِيْنِي السِّوَاكَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسواک

لِاَغْسِلَهٗ فَاَبْدَاُ بِهٖ فَاسْتَاكُ ثُمَّ اَغْسِلُهٗ وَاَدْفَعُهٗ اِلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

کرلینے کے بعد مجھے مسواک عنایت فرماتے تاکہ میں اس کو دھوؤں تو اس کو دھونے سے پہلے میں آپ کی کی ہوئی مسواک سے خود (بغرض تبرک) مسواک کر لیتی، پھر اس کو دھولیتی (اس کے بعد جب آپ کو ضرورت ہوتی پھر آپ کو دے دیتی (ابوداؤد شریف)

ف: اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوتے ایک یہ کہ مسواک دھوکر کی جائے۔ اور کرلینے کے درمیان بھی دوبارہ دھوئی جائے اور دھوکر رکھی جائے۔ دوسرے یہ کہ مسواک دوسرے سے دھلوانا بھی جائز ہے تیسرے یہ کہ دوسرے کی مسواک کرنا جائز ہے اگر وہ اس سے ناراض نہ ہو، چوتھے یہ کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب دہن شریف برکت کے لیے استعمال کرنا سنت صحابہ ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا برکت کے لیے مسواک کیا کرتی تھیں پھر دھوکر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت پاک میں پیش کرتیں ورنہ عورتوں کے لیے مستحب یہ ہے کہ بجائے مسواک کے سکڑا مسی استعمال کریں۔ ۱۲ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی)

ف: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی استعمال کی ہوئی مسواک کو اس کے دھونے کے پہلے اپنے منہ میں پھیر لینا۔ اس سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ دوسرے کی مسواک کو اس کی اجازت سے استعمال کر لینا مکروہ نہیں ہے (ازمرقات)

۳۹۷/۱۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَانِيْ فِي الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَاءَنِيْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيْلَ لِيْ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهٗ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں خود کو مسواک کرتے دیکھا اتنے میں دو شخص میرے پاس آئے، ان میں ایک دوسرے سے بڑا تھا میں نے مسواک چھوٹے کو دیا تو مجھ سے کہا گیا بڑے کو دیجئے تو میں نے مسواک بڑے کو دے دی (بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے اس سے مسواک کی بزرگی معلوم ہوتی ہے کہ مسواک ایسی چیز ہے جس کے لیے بڑے کو دینے کا حکم ہوا۔ اس میں اس بات کا بھی اشارہ ہے کہ کھانا اور خوشبو وغیرہ کے دینے میں پہل بڑے ہی سے کرے۔ ۱۲

۳۹۸/۱۶ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَطُّ اِلَّا اَمَرَنِيْ بِالسِّوَاكِ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ اُحْفِيَ مُقَدَّمَ فِيَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام جب آتے تو مجھے مسواک کرنے کا حکم دیتے اس سے مجھے اندیشہ ہوا کہ کثرت مسواک سے منہ نہ چھل جائے (امام احمد)

۳۹۹ / ۱۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ اَکْثَرْتُ عَلَیْکُمْ فِی السِّوَاکِ ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو مسواک کرنے کے بارے میں کثرت سے تاکید کی ہے۔ (بخاری شریف)

ف : علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مایہ ناز حدیث شریف کی کتاب جامع الرضوی میں مسواک کے فوائد میں چھپن ۵۶ احادیث فضائل میں سینتیس ۳۷ احادیث۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک شریف کے بارے میں اڑتیس ۳۸ احادیث، مسواک کیسے کی جائے پر تقریباً انتالیس ۳۹ احادیث، مسواک کے مختلف احکامات پر مشتمل کل چار سو ستائیس ۴۲۷ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ حدیث میں مضامین کے اعتبار سے نہایت عمدہ اور بے مثال کتاب ہے۔

۴۰۰ / ۱۸ وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَنُّ وَعِنْدَہٗ رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا اَکْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَاُوْحِیَ اِلَیْہِ فِیْ فَضْلِ السِّوَاکِ اَنْ کَبِّرْ اَعْطِ السِّوَاکَ اَکْبَرَھُمَا ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے اور آپ کے پاس دو آدمی موجود تھے جن میں ایک دوسرے سے بڑا تھا پس آپ پر مسواک کی فضیلت میں وحی نازل ہوئی کہ بڑے سے شروع کیجئے (یعنی مسواک ان میں سے بڑے کو دیجئے) (ابو داؤد شریف)

۴۰۱ / ۱۹ وَعَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَفْضُلُ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ یُسْتَاکُ لَہَا سَبْعِیْنَ ضِعْفًا رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ ۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس نماز کی فضیلت جس کے لیے مسواک استعمال کی جائے بہ نسبت اس نماز کے جس کے لیے مسواک کا استعمال نہ ہوا ہو ستر درجہ زائد ہے (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

۴۰۲ / ۲۰ وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُہَنِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُہُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَلَاَخَّرْتُ صَلٰوۃَ الْعِشَآءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ قَالَ فَکَانَ زَیْدُ بْنُ خَالِدٍ یَشْہَدُ الصَّلٰوۃَ فِی الْمَسَاجِدِ وَسِوَاکُہٗ عَلٰی اُذُنِہٖ مَوْضِعَ

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا خوف نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا اور نماز عشاء کو تہائی رات تک موخر کرنے کا حکم دیتا راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْقَلَمِ مِنْ اُذُنِ الْكَاتِبِ لَا يَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ اِلَّا اَسْتَنَّ ثُمَّ رَدَّهٗ اِلٰى مَوْضِعِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَلَاَخَّرْتُ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

مسجد میں نماز کے لیے آیا کرتے تو ان کے کان میں کاتب کے کان کی طرح بجائے قلم کے مسواک رہتی اور نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہی مسواک کر لیتے پھر مسواک کو اس کی جگہ کان پر رکھ دیتے (ترمذی و ابوداؤد) لیکن ابوداؤد نے ’’وَلَاَخَّرْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ‘‘ کا ذکر نہیں کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

بَابُ فَرَآئِضِ الْوُضُوْءِ وَسُنَنِهٖ وَآدَابِهٖ

وضو کے فرائض سنتوں اور مستحبات کے بیان میں

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ بِالنَّصَبِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ‘‘ (سورۂ مائدہ ۵ آیت ۶)

ف: اَرْجُلَكُمْ میں دو قراتیں ہیں ایک اَرْجُلَكُمْ لام کے زبر کے ساتھ اور دوسرے اَرْجُلِكُمْ لام کے زیر کے ساتھ تو لام کے زبر کے ساتھ جو قرأت ہے وہ موزہ نہ پہنے ہوں تو وضو میں پاؤں دھونے سے متعلق ہے اور لام کے زیر کے ساتھ جو قرأت ہے وہ موزہ پہنے ہوئے ہوں تو وضو میں پاؤں کے مسح کرنے سے متعلق ہے ۱۲

۴۰۳/۱ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُتَقَلِّدًا اَسَيْفَهٗ فَلَقِيَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ زُهْرَةَ فَقَالَ اَيْنَ تَعْمِدُ يَا عُمَرُ فَقَالَ اُرِيْدُ اَنْ اَقْتُلَ مُحَمَّدًا قَالَ وَكَيْفَ تَاْمَنُ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ وَّبَنِيْ زُهْرَةَ وَقَدْ قَتَلْتَ مُحَمَّدًا فَقَالَ مَا اُرَاكَ اِلَّا قَدْ صَبَوْتَ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلَى الْعَجَبِ اِنَّ خَتَنَكَ وَاُخْتَكَ صَبَوَا وَتَرَكَا دِيْنَكَ فَمَشٰى عُمَرُ فَاَتَاهُمَا وَعِنْدَهُمَا خَبَّابٌ فَلَمَّا سَمِعَ بِحِسِّ عُمَرَ تَوَارٰى فِي

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار گلے میں لٹکا کر نکلے تو ان سے بنی زہرہ کا ایک آدمی ملا، اس نے پوچھا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں کا ارادہ ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس شخص نے کہا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے بعد بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کیسے بچ سکو گے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے بھی نیا دین اختیار کر لیا ہے (یعنی مسلمان ہو گیا ہے) تو اس شخص نے آپ سے کہا اس سے زیادہ

الْبَيْتِ فَدَخَلَ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الْهَيْنَمَةُ
وَكَانُوْا يَقْرَءُوْنَ طٰهٰ قَالَا مَا عَدَا حَدِيْثًا
تَحَدَّثْنَاهُ بَيْنَنَا قَالَ فَلَعَلَّكُمَا قَدْ
صَبَوْتُمَا فَقَالَ لَهُ خَتَنُهُ يَا عُمَرُ إِنْ كَانَ
الْحَقُّ فِيْ غَيْرِ دِيْنِكَ فَوَثَبَ عَلَيْهِ عُمَرُ
فَوَطِئَهُ وَطْأً شَدِيْدًا فَجَاءَتْ أُخْتُهُ
لِتَدْفَعَهُ عَنْ زَوْجِهَا فَنَفَحَهَا نَفْحَةً
بِيَدِهِ فَدَمِيَ وَجْهُهَا فَقَالَتْ وَهِيَ غَضْبَاءُ
وَإِنْ كَانَ الْحَقُّ فِيْ غَيْرِ دِيْنِكَ إِنِّيْ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فَقَالَ عُمَرُ أَعْطُوْنِيَ
الْكِتَابَ الَّذِيْ هُوَ عِنْدَكُمْ فَأَقْرَأَهُ وَكَانَ
عُمَرُ يَقْرَأُ الْكِتَابَ فَقَالَتْ أُخْتُهُ إِنَّكَ
رِجْسٌ وَإِنَّهُ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ
فَقُمْ فَاغْتَسِلْ أَوْ تَوَضَّأْ فَقَامَ فَتَوَضَّأَ
ثُمَّ أَخَذَ الْكِتَابَ فَقَرَأَ طٰهٰ الْحَدِيْثُ
رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ وَأَبُوْ يَعْلٰى وَالْحَاكِمُ
وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّلَائِلِ وَفِي الْحَدِيْثِ
الْآخِرِ الَّذِيْ أَخْرَجَهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي
الدَّلَائِلِ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
رُوِيَ قَوْلُ عُمَرَ بِأَنَّهُ قَالَ فَقُمْتُ فَاغْتَسَلْتُ
فَأَخْرَجُوْا إِلَيَّ صَحِيْفَةَ الْحَدِيْثِ هٰذِهِ
الرِّوَايَاتُ كُلُّهَا فِيْ تَارِيْخِ الْخُلَفَاءِ لِلْإِمَامِ
الْعَلَّامَةِ السُّيُوْطِيِّ وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ
نَحْوَهُ وَقَدْ جَوَّدَهُ فِيْ نَصْبِ الرَّايَةِ
فَقَالَ أَثَرَانِ جَيِّدَانِ فَسَاقَهُ وَالْآخَرَ۔

عجیب بات سنو، تمہارے بہنوئی اور تمہاری بہن دونوں نے نیا مذہب اختیار کر لیا ہے اور تمہارا دین چھوڑ دیا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر چلے اور بہن بہنوئی کے پاس گئے اس وقت ان کے پاس حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے جب خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آہٹ سنی کمرہ میں چھپ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں داخل ہو گئے اور پوچھا یہ دھیمی آواز کیا تھی؟ اس وقت وہ دونوں ''سورۂ طٰہٰ'' پڑھ رہے تھے۔ دونوں نے کہا ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے اس کے سوائے کوئی اور بات نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا شاید تم دونوں نے نیا دین اختیار کر لیا ہے تو ان سے بہنوئی نے کہا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حق تمہارے دین کے سوا دوسرے دین میں ہے تو کیا پھر بھی اس کو اختیار نہ کیا جائے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ان کو خوب روندا، بہن درمیان میں آگئیں تاکہ اپنے شوہر کو مار سے بچائیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو زور سے تھپڑ مارا، اور ان کا چہرہ خون آلود کر دیا۔ بہن نے غضب ناک حالت میں کہا جب حق تمہارے دین کے سوا دوسرے دین میں ہے۔ اور میں اسی لیے گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ کتاب لاؤ جو تمہارے پاس ہے کہ میں اس کو پڑھ کر دیکھوں اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھنا جانتے تھے اس پر ان کی بہن نے کہا تم ناپاک ہو، اس کتاب کو غسل یا وضو کے ساتھ ہی چھو سکتے ہیں تو اٹھو اور غسل کرو، یا وضو ہی کر لو تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور وضو کیا پھر کتاب لی اور ''سورۂ طٰہٰ'' پڑھی (آخر حدیث تک پڑھا لیا جائے) استنباط مسئلہ کے لیے یہاں تک کافی ہے (اس کی روایت ابن سعد، ابویعلیٰ، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں کی ہے اور

اور رہ دوسری حدیث جس کی تخریج ابو نعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کی ہے اس طرح مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں اٹھا اور غسل کیا اس کے بعد ان دونوں نے کتاب نکالی (یہ تمام روایتیں امام علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ الخلفاء میں موجود ہیں اور دارقطنی نے اس کی اسی طرح روایت کی ہے اور نصب الرایہ نے اس حدیث کی سند کو جید کہا ہے (اور اس واقعہ سے متعلقہ) دونوں حدیثوں کی سند کے بارے میں کہا ہے کہ دونوں سندیں جید ہیں اور دونوں حدیثوں کو بیان کیا ہے۔

ف: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن ہاتھ میں لینا چاہا تو آپ کی بہن نے فرمایا اگر قرآن ہاتھ میں لینا چاہتے ہو تو غسل کر دیا وضو کرو، اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وضو نیت کے بغیر صحیح ہے اور یہی حنفی مذہب ہے)

اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ کافر کی نیت معتبر نہیں تو اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وضو کرنا بغیر نیت ہی کے تھا۔ کیوں کہ آپ نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا اور اسی لیے ہمارے مذہب حنفی کے لحاظ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وضو کرنا درست ہے اگرچہ کہ وہ بغیر نیت کے ہوا ہے کس طرح صحیح ثابت کر سکتے ہیں، حالاں کہ آپ کا وضو صحیح تھا جب ہی تو آپ کی بہن نے آپ کو قرآن دیا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ نیت وضو میں شرعاً مشروط نہیں اب رہا یہ کہ یہ حدیث موقوف ہے تو اس حدیث کا موقوف ہونا ہم کو مضر نہیں کیونکہ ایسے مقامات میں حدیث موقوف کا حکم حدیث مرفوع کے مثل ہے اس لیے ایسے احکام قیاس سے ثابت نہیں ہوتے ہیں۔

دوسری روایت میں جس کی تخریج ابو نعیم نے دلائل میں کی ہے جس کے الفاظ ہیں فَقُمْتُ فَاغْتَسَلْتُ فَاَخْرَجُوْا اِلَيَّ صَحِيْفَةً" (یعنی میں اٹھا اور غسل کیا اور کہا کہ اس کتاب کو مجھے دے دو) اس میں وضو کا ذکر نہیں ہے اس بارے میں ہمارا قول یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس غسل میں وضو ضمناً خود بخود شامل ہے کیونکہ غسل میں اعضاء وضو کے دھوئے بغیر خود غسل کامل نہیں ہو سکتا اور یہ وضو جو ضمناً ثابت ہوا ہے وہ بغیر نیت ہی کے تھا اور ایسے وضو سے قرآن کو ہاتھ لگانا اور دوسرے عبادات مقصودہ جیسے نماز وغیرہ کا ذریعہ بننا صحیح سمجھا جائے گا مگر خود ایسا وضو عبادت نہ ہوگا۔ اس لیے صاحب ہدایہ نے مذہب حنفی کے لحاظ سے وضو کو عبادت بنانے کے لیے نیت کو وضو کی سنت قرار دی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس نیت وضو میں فرض ہے کیونکہ وضو ان کے پاس نماز کی طرح عبادت

مقصودہ ہے اور عبادت مقصودہ بغیر نیت کے درست نہیں تو جس طرح تیمم میں نیت فرض ہے اسی طرح ان کے نزدیک وضو میں بھی نیت فرض ہے۔

ہمارے احناف کے نزدیک وضو اور تیمم میں نیت کے اعتبار سے فرق کرنے کی دلیل یہ ہے کہ وضو عبادت مقصودہ نہیں بلکہ قربت الٰہی کا ذریعہ ہے اور خود عبادت غیر مقصودہ ہے اس وجہ سے وضو کو عبادت مقصودہ کا ذریعہ بننے کے لیے نیت کی ضرورت نہیں، ہاں عبادت بننے کے لیے نیت کی ضرورت ہے اور نماز ایسے وضو سے جو بغیر نیت کے ہو اس وجہ سے جائز ہے کہ وضو پانی سے کیا جاتا ہے اور پانی فی نفسہٖ پاک کرنے والا ہے بخلاف تیمم کے کہ وہ مٹی سے کیا جاتا ہے اور مٹی بنفسہٖ پاک کرنے والی نہیں ہے بلکہ طہارت کی نیت سے وہ پاک کرنے والی بنتی ہے اور اسی لیے تیمم میں ہمارے نزدیک بھی نیت فرض ہے اور بغیر نیت کے تیمم درست ہی نہیں ہوتا تو پانی کو مٹی پر قیاس کر کے نیت کو جس طرح تیمم میں فرض ہے ایسا ہی وضو کے لئے بھی فرض کرنا قیاس مع الفارق ہے واضح رہے کہ تیمم میں نیت اس لیے بھی فرض ہے کہ خود تیمم کے معنوں میں قصد اور نیت داخل ہے اس لیے یہ نیت کے بغیر صحیح نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

۴۰۴ [2] وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ وَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ یُطَهِّرُ جَسَدَهٗ كُلَّهٗ وَمَنْ تَوَضَّاَ وَلَمْ یَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ لَمْ یُطَهِّرْ اِلَّا مَوْضِعَ الْوُضُوْءِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَرَوَى الْبَیْهَقِیُّ فِی السُّنَنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان تینوں صحابہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو اس نے صرف وضو کے اعضا کو پاک کیا (دارقطنی) اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسی ہی روایت کی ہے)۔

۴۰۵ [3] وَعَنْ اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّیْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ فَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ طَهُرَ جَسَدُهٗ كُلُّهٗ وَاِنْ لَّمْ یَذْكُرْ لَمْ یَطْهُرْ اِلَّا مَا اَصَابَهُ الْمَاءُ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی وضو کرتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے تو اپنا تمام بدن پاک کر لیتا ہے اور اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو صرف جس عضو کو پانی پہنچتا ہے اسی عضو کو پاک کرتا ہے۔ (ابن ابی شیبہ)

۴۰۶ [4] وَعَنْ مَّكْحُوْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَطَهَّرَ الرَّجُلُ وَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ طَهُرَ جَسَدُهٗ كُلُّهٗ وَاِذَا لَمْ یَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ حِیْنَ یَتَوَضَّاُ لَمْ

حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب آدمی وضو کرتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے تو اپنے پورے بدن کو پاک کر لیتا ہے اور اگر وضو کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو صرف وضو کے اعضاء کو

يَطْهُرُ مِنْهُ إِلَّا مَكَانَ الْوُضُوءِ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ۔

پاک کرتا ہے (سعید بن منصور)

۴۰۷/۵ وَعَنِ الْحَسَنِ الْكُوفِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ الْوُضُوءِ طَهُرَ جَسَدُهُ كُلُّهُ فَإِنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ لَمْ يَطْهُرْ مِنْهُ إِلَّا مَا أَصَابَ الْمَاءُ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُرْسَلًا۔

حضرت حسن کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرنے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو وہ اپنا سارا جسم پاک کر لیتا ہے اور اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو جسم کے جس حصہ کو پانی پہنچتا ہے صرف اسی کو پاک کر لیتا ہے (عبدالرزاق)

۴۰۸/۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَسَّ طَهُورًا سَمَّى اللّٰهَ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ فِي سُنَنِهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبَزَّارِ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَدَأَ الْوُضُوءَ سَمَّى۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وضو شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے (دارقطنی) اور بزار کی ایک روایت میں یوں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے۔

۴۰۹/۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اپنے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھونے کے بغیر (پانی کے) برتن میں نہ ڈالے، اس لیے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کا ہاتھ رات کو کہاں کہاں رہا؟ (مسلم شریف) (اور بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف : طہارت میں ہر عضو کا تین بار دھونا سنت مؤکدہ ہے۔ تین مرتبہ سے کم دھونے کی عادت ڈالنا گناہ ہے۔ اعضاء وضو پر پانی ڈالنے کی گنتی معتبر نہیں۔ جتنا عضو دھونے کا حکم ہے اس پورے پر پانی بہہ جانا معتبر ہے۔ مثلاً ہاتھ پر ایک مرتبہ پانی ڈالا کہ تہائی کلائی پر پانی بہا باقی بازو پر بھیگا ہوا ہاتھ پھیر لیا اور دوسری مرتبہ پانی ڈالا تو کہنی تک پہنچا پھر گیلے ہاتھ سے کہنی کو تر کیا تیسری مرتبہ جب پانی ڈالا تو کہنی سمیت دُھلا اس سے نمازی یہ سمجھتا ہے کہ اس نے تین مرتبہ پانی بہایا ہے حقیقتاً یہ ایک مرتبہ پانی بہایا گیا ہے۔ کیونکہ حکم یہ ہے کہ ہر عضو پر تین مرتبہ پانی بہانا ہے لہٰذا مکمل عضو پر یہ ایک مرتبہ ہوا تھا۔ اس لیے دو مرتبہ اور اسی عضو کو دھویا جائے گا۔ اسی طرح کسی نے عضو وضو پر دو مرتبہ پانی ڈالا اور وہ پانی ایک ہی جگہ پر بہا کچھ حصہ ہر مرتبہ سوکھا رہا اور اس پر پانی نہ بہا اگرچہ بھیگا ہاتھ پھیرا تو وضو ہی نہ ہوگا۔ اگر پانی کم ہے یا سردی ہے یا کسی اور ضرورت کے لیے پانی درکار

ہے اس وجہ سے اعضاء وضو ایک بار دھوئے تو مضائقہ نہیں (رسالہ بارق النور فی مقادیر ماء الطہور اعلیٰ حضرت بریلوی) فتاویٰ رضویہ۔

اس مسئلہ پر مزید کلام اور سنّت کی تعریف واقسام اور سنّت غیر مؤکدہ کی تحقیق، احکام اور اس کا مستحب سے فرق اور مکروہ تحریمی وتنزیہی کی بحث جلیل اور یہ کہ مکروہ تنزیہی اصلاً گناہ نہیں اور یہ کہ مکروہ تحریمی مطلقاً گناہ ہے۔ یہ تمام تحقیق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "بسط الیدین فی السنۃ والمستحب والمکروہین" میں ملاحظہ ہو۔

۴۱۰/۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَضْمَضُوْا وَاسْتَنْشِقُوْا وَالْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کلی کرو، اور ناک پانی سے صاف کرو، اور دونوں کان سر کے جزء ہیں (اس کی روایت ابونعیم نے حلیہ میں کی ہے)

۴۱۱/۹ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِّنْ مَّنَامِهٖ فَتَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيْشُوْمِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى مُسْلِمٌ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو، اور وضو کرے تو تین مرتبہ ناک کو چھینکے، اس لئے کہ شیطان اس کے ناک کے نتھنوں میں رات گذارتا ہے (بخاری) (اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۴۱۲/۱۰ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُهٗ عَنِ الْوُضُوْءِ فَاَرَاهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ اَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى اَبُوْدَاوُدَ مَعْنَاهُ۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر وضو کا طریقہ پوچھنے لگا، آپ نے تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھوکر دکھلایا اور فرمایا کہ اس طرح وضو کیا جائے جس نے تین پر اضافہ کیا اس نے برا کیا اور زیادتی کی اور ظلم کیا (نسائی اور ابن ماجہ) (اور ابوداؤد نے اسی کے ہم معنیٰ الفاظ میں روایت کی ہے۔)

ف: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وضو وغسل میں تین بار سے زائد پانی ڈالنا جبکہ کسی غرض صحیح سے ہو ہرگز اسراف نہیں کہ جائز غرض میں خرچ کرنا نہ خود معصیت ہے نہ بیکار اضاعت اس کی بہت سی مثالیں ہم نے ان پانیوں میں بیان کیں جن کو آب وضو سے مستثنیٰ بتایا اعلیٰ حضرت فرماتے

ہیں تبرید (ٹھنڈک) اور تنظیف (صفائی) کی خاطر کوئی آدمی دوبارہ وضو کرتا ہے تو یہ اس کی صحیح غرض سے اسراف (فضول خرچی) نہیں ہے۔

ان کے علاوہ علماء نے اور بھی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں جن سے فضول خرچی اور اضاعت مال ثابت نہیں ہوتی ایک کہ وضو علی الوضو کی نیت کرے کہ یہ نور علی نور ہے۔ یعنی پہلے وضو کیا ہوا تھا اب دوبارہ عبادت یا نماز کے لیے وضو کر رہا ہے تو اس میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ احادیث کریمہ میں ایسا ہی آیا ہے

دوسری یہ کہ وضو کرتے وقت اگر کسی عضو کے دھونے میں شک واقع ہو کہ ایک مرتبہ دھویا ہے یا دو مرتبہ یا تین تو کم پر بنا کر کے تین مرتبہ دھونے کو پورا کرے۔ مثلاً

آدمی کو شک ہوا کہ منہ یا ہاتھ یا پاؤں دو ہی مرتبہ دھوئے ہیں تو ایک مرتبہ اور دھولے اگرچہ واقع میں چار مرتبہ دھویا ہو اگر ایک بار کا خیال ہوا تو دوبارا اور دھوئے تو تین ہو جائیں گے۔ اگر عضو کو بالکل ہی نہ دھونے کا شک واقع ہو تو نئے سرے سے تین مرتبہ مکمل طور پر دھوئے اگرچہ واقع کے لحاظ سے یہ چھ بار ہوا اس لیے یہ اسراف نہیں بلکہ اطمینان قلب حاصل کرنا ہے۔ حضور انور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَىٰ مَا لَا يُرِيبُكَ کہ شک کی بات چھوڑ کر وہ کر جس میں شک نہ رہے۔ (بارق النور فی مقادیر ماء الطہور)

ہر عضو پر اگر تین مرتبہ پانی بہہ جائے تو زیادہ مرتبہ دھونا مناسب نہیں ہے۔

۴۱۳
۱۱ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ أَلَا أُرِيكُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ اعْتَمَدَ الشَّافِعِيُّ فِي تَكْرَارِ الْمَسْحِ عَلَى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَرِوَايَةُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ عُثْمَانَ مُطْلَقَةٌ وَالرِّوَايَاتُ الثَّابِتَةُ عَنْهُ الْمُفَسَّرَةُ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ التَّكْرَارَ وَقَعَ فِيْمَا عَدَا الرَّأْسِ مِنَ الْأَعْضَاءِ وَأَنَّهُ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ مَرَّةً وَّاحِدَةً

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے مقاعد (ایک مقام) میں وضو فرمایا اور فرمایا کہ کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وضو نہ بتلا دوں؟ یہ فرما کر آپ نے تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا (مسلم) (اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے) اور بیہقی نے کہا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تکرار مسح کا حکم اسی حدیث سے لیا ہے اور ابوانس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت مطلق ہے (جس میں تفصیل نہیں) اور وہ روایات جو آپ سے تفصیلی طور پر ثابت ہیں، ان میں وضاحت ہے کہ سر کے سوا بقیہ اعضاء میں تکرار ہے اور سر کا مسح آپ نے ایک ہی مرتبہ فرمایا۔

ف: صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین مختلف پانیوں سے تین مرتبہ مسح کرنا سنت ہے وہ مسح کا قیاس اعضاء وضو پر کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ تین مرتبہ دھوئے جاتے ہیں تو اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین دفعہ مسح کرنا سنت ہے۔

صاحب ہدایہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ایک مرتبہ مسح کرنا سنت ہے اور جو روایات تفصیل سے آئی ہیں ان میں ایک ہی مرتبہ مسح کرنے کا ذکر ہے، البتہ ایک ہی پانی سے سر پر سے ہاتھ اٹھائے بغیر تین مرتبہ مسح کرنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مستحب ہے۔ ۱۲

٤١٤ / ٢ وَعَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ اَنَّهَا رَأَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ قَالَتْ مَسَحَ رَاْسَهٗ وَمَسَحَ مَا اَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا اَدْبَرَ وَصُدْغَيْهِ وَاُذُنَيْهِ مَرَّةً وَّاحِدَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ مَرَّةً وَّالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ بَعْدِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ فَمَسَحَ رَاْسَهٗ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ مَرَّةً وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى الکعبین

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو فرماتے دیکھا ہے آپ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کے اگلے اور پچھلے حصہ اور دونوں کنپٹیوں اور دونوں کانوں کا مسح ایک ہی مرتبہ فرمایا (ترمذی شریف)

اور ترمذی نے کہا ہے کہ متعدد اسناد سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور اکثر صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کا عمل اسی پر رہا ہے اور بخاری کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ نے سر کا مسح کیا تو دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے اور پچھلے حصہ پر ایک ہی مرتبہ گزارا، پھر

ف: اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے وقت سر کے مسح کے ساتھ ہی کانوں کا مسح فرمالیا کرتے تھے۔ نئے پانی سے ہاتھوں کو تر کرکے کانوں کا مسح نہیں کرتے تھے۔ یہاں دو باتیں بیان ہوئی ہیں ایک یہ کہ سر کے مسح کے ساتھ ہی کانوں کا مسح دوسری یہ کہ کانوں کے مسح کے لیے آب جدید کی ضرورت۔ مسئلہ اول میں آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ سر کے مسح کے ساتھ ہی کانوں کا مسح کیا جائے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ چونکہ کان چہرے میں شامل ہیں اس لیے چہرہ دھوتے وقت کانوں کا مسح کرلیا جائے۔

دوسرا مسئلہ کانوں کا مسح سر کے مسح کی تری سے کیا جائے آب جدید (نئے پانی) سے نہ کیا جائے۔ ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد کا یہی مذہب ہے۔ کیونکہ جن لوگوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو شریف کا ذکر کیا ہے انہوں نے اس بات کو زیادہ تر ذکر کیا ہے کہ آپ سر اور کانوں کا مسح ایک ہی پانی سے کرتے تھے بہت سی احادیث میں اسی طرح بیان ہوا ہے۔

(اشعۃ اللمعات ترجمہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی)

٤١٥ / ٣ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَمَسَحَ رَاْسَهٗ مَرَّةً رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا ہے کہ آپ نے سر کا مسح ایک ہی مرتبہ فرمایا ہے (ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ)

۴۱۶ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ ثَلَاثًا إِلَّا الْمَسْحَ مَرَّةً مَرَّةً۔ (رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعضاء وضو کو تین تین دفعہ دھویا کرتے تھے اور سر کا مسح صرف ایک مرتبہ فرماتے (ابن ابی شیبہ)

ف: معلوم ہونا چاہیے کہ مسح کے بارے میں احادیث یا تو مطلق وارد ہوئی ہیں یا ایک بار کے ساتھ مقید ہیں اور یہ سب صحیح احادیث ہیں۔ بعض احادیث میں مرتین (دوبار مسح) کا ذکر بھی آیا ہے اسے دوگانا کے لفظ سے موسوم کرتے ہیں مگر تین دفعہ مسح کا ذکر کسی صحیح حدیث میں نہیں آیا۔ کیونکہ جو کچھ احادیث میں آیا ہے وہ اسی قدر ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایک بار یا دو دو بار یا تین تین بار وضو کیا۔ اور وضو، غسل و مسح دونوں کو شامل ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تین بار مسح کا قول اس حدیث کو دھونے پر قیاس کرنے کی وجہ سے ہے مگر اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں تین بار مسح کا محض احتمال ہے اور دوسری احادیث ایک مرتبہ مسح کرنے پر صریح ہیں۔ اس لیے قواعد کی رو سے محتمل کا حل متعین کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ مسح کی بناء تخفیف و آسانی پر ہے۔ اسے دھونے پر قیاس نہیں کر سکتے۔

فتح الباری میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم کے کسی بھی طریق میں مسح کے عدد کا ذکر نہیں آیا اور اکثر اسی پر ہیں۔ مگر امام شافعی فرماتے ہیں کہ تین تین بار دوسرے اعضاء وضو کو دھونے کی طرح۔ سر کا مسح بھی تین تین بار کرنا مستحب ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ حضرت عثمان کی تمام احادیث جو صحیح ہیں صرف ایک ایک بار مسح پر دلالت کرتی ہیں۔

شیخ ابن الہمام نے کہا کہ مسح کا تکرار غریب اسناد میں آیا ہے لیکن احادیث صحیحہ کے مخالف ہونے کی بنا پر وہ اہل علم کے نزدیک حجت نہیں بن سکتا۔ ۱۲

پھر جہاں جہاں تکرار مسح کا ذکر ہے اس سے ایک ہی بار کا تکرار مراد ہے۔ نئے پانی سے تکرار نہیں ہے علامہ شمنی نے کہا کہ آب جدید کے ساتھ تین تین بار مسح کرنا بدعت ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایک غریب روایت میں آیا ہے۔ ہاں ایک ہی پانی سے تین بار سر کا مسح کرنا ہدایہ میں اسے مشروع اور جائز قرار دیا گیا ہے۔ ہدایہ کے بعض شارحین نے لکھا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی ایک ہی پانی سے تین بار مسح کرے جدید پانی نہ لے تو یہ مسنون ہوگا۔ (اشعۃ اللمعات۔ مترجم مولانا محمد سعید احمد نقشبندی)

۴۱۷/۱۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح فرمایا اس طرح کہ سر کے اگلے اور پچھلے حصہ پر دونوں ہاتھ گذارے اس طور پر کہ سر کے

حَتّٰی رَجَعَ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ بَدَاَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ اَصَحُّ شَیْءٍ فِیْ هٰذَا الْبَابِ وَاَحْسَنُ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ مِثْلَهٗ۔

اگلے حصہ سے ابتدا فرمائی پھر دونوں ہاتھوں کو گدی تک لے گئے۔ بعدازاں دونوں ہاتھوں کو اس حصہ تک واپس لائے جہاں سے آپ نے ابتداء فرمائی پھر آپ نے دونوں پاؤں کو دھویا (ترمذی) اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس باب میں جتنی حدیثیں مروی ہیں ان سب میں زیادہ صحیح اور زیادہ حسن ہے اور بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۴۱۸/۱۶ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَاُذُنَیْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے سر کا اور دونوں کانوں کے بیرونی اور اندرونی حصہ کا مسح فرمایا (ترمذی شریف)

۴۱۹/۱۷ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَاُذُنَیْهِ بَاطِنِهِمَا بِالسَّبَّاحَتَیْنِ وَظَاهِرِهِمَا بِاِبْهَامَیْهِ (رَوَاهُ النَّسَائِیُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر اور کانوں کا مسح فرمایا (اس طرح سے کہ) کانوں کے اندرونی حصہ کا مسح شہادت کی انگلیوں سے اور بیرونی حصہ کا مسح انگوٹھوں سے فرمایا (نسائی شریف)

۴۲۰/۱۸ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ تَوَضَّاَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا وَیَدَیْهِ ثَلٰثًا وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَقَالَ الْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو چہرے کو تین مرتبہ دھویا اور دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا اور سر کا مسح فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ہر دو کان سر میں شامل ہیں (یعنی سر کے مسح کے ساتھ ان کا بھی مسح کیا جائے) ترمذی شریف۔

۴۲۱/۱۹ وَعَنْهُ ذَکَرَ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَکَانَ یَمْسَحُ الْمَاْقَیْنِ وَقَالَ الْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَذَکَرَا قَالَ حَمَّادٌ لَا اَدْرِیْ الْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ مِنْ قَوْلِ اَبِیْ اُمَامَةَ اَمْ مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آپ وضو کرتے وقت آنکھوں کے کویوں کو پانی سے ملتے تھے اور یہ بھی فرمایا کہ دونوں کان سر میں شامل ہیں (ابن ماجہ، ابوداؤد اور ترمذی) ابوداؤد اور ترمذی نے ذکر کیا کہ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ الاذنان من الراس کے الفاظ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں

عَلِیُّ نِ الْقَارِیُّ وَاَنْتَ خَبِیْرٌ بِاَنَّ مِثْلَ هٰذَا هٰذَا لَا یُقَالُ مِنْ قِبَلِ الرَّاْیِ فَمَوْقُوْفُهٗ فِیْ حُکْمِ الْمَرْفُوْعِ اَیْضًا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ اس حدیث کی مثل رائے سے نہیں کہی گئی ہے تو ان کی موقوف حدیث بھی مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔

ف: لفظ "ماق" جو اس حدیث میں آیا ہے آنکھ کے اس گوشہ کو کہتے ہیں جو ناک کی طرف ہوتا ہے — قاموس میں یہی ہے اور جوہری نے کہا ہے کہ ماق آنکھ کے دونوں گوشوں کو کہتے ہیں۔ تو افضل یہی ہے کہ دونوں کونوں کو منہ دھوتے وقت مل لیا کریں تاکہ میل نکل جائے۔ ۱۲

ف: حدیث کے الفاظ "اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ" (دونوں کان سر میں شامل ہیں) اس سے دو باتیں نکلتی ہیں، ایک تو یہ کہ کانوں کا مسح سر کے مسح کے ساتھ کرے، دوسرے یہ کہ کانوں کے مسح کے لیے نئے پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ ۱۲

۴۲۲ / ۲۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّاُ ثَلٰثًا ثَلٰثًا وَّمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَاُذُنَیْهِ مَسْحَةً وَّاحِدَةً رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو فرماتے دیکھا کہ آپ نے تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا اور سر اور کانوں کا ایک ہی مرتبہ مسح فرمایا۔ (ابو داؤد شریف)

۴۲۳ / ۲۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الدَّارَ قُطْنِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِّثْلَهٗ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ لِاتِّصَالِهٖ وَثِقَةِ رُوَاتِهٖ وَقَالَ الزَّیْلَعِیُّ هٰذَا اَمْثَلُ اِسْنَادًا فِیْ هٰذَا الْبَابِ۔

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں کان سر میں شمار کئے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ) (اور دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے ابن القطان نے کہا ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں اس لیے کہ یہ متصل ہے۔ اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں اور زیلعی نے کہا کہ اس کے اسناد سب اسنادوں سے زیادہ صحیح ہیں)

۴۲۴ / ۲۳ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَمَسَحَ اُذُنَیْهِ مَعَ الرَّاْسِ وَقَالَ الْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اپنے کانوں کا مسح سر کے مسح کے ساتھ کیا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ کان سر میں شامل ہیں۔ (طحاوی شریف)

۴۲۵ / ۲۴ وَعَنْ رُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

تَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَمَسَحَ رَأْسَهُ عَلَى مَجَارِي الشَّعْرِ وَمَسَحَ صُدْغَيْهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ ۔

ان کے (مکان میں) وضو فرمایا اور سر کے بالوں پر اس طرح مسح فرمایا کہ جمے ہوئے بال پراگندہ نہ ہوئیں۔ کنپٹیوں اور کانوں کے باہر اور اندر بھی مسح فرمایا (طحاوی شریف)

ف: اس حدیث میں "فَمَسَحَ رَأْسَهُ عَلَى مَجَارِي الشَّعْرِ" ہے مجاری الشعر کے وہی معنی ہیں جن کو ہم نے ترجمہ میں ظاہر کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کے جمے ہوئے بالوں پر بکھیرنے اور پلٹنے کے بغیر مسح فرمایا اور مجاری الشعر کے یہی معنی ہیں۔ چنانچہ بیہقی نے سنن کبریٰ میں اسی طرح وضاحت کی ہے ۱۲

۴۲۶ / ۲۵ وَعَنْ حُمَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ أُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا مَعَ رَأْسِهِ وَقَالَ إِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَأْمُرُ بِالْأُذُنَيْنِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ ۔

حضرت حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کرتے دیکھا تو آپ نے سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا باہر اور اندر مسح کیا اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ کانوں کا بھی مسح کیا کرو (طحاوی شریف)

۴۲۷ / ۲۶ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ فَامْسَحُوْهُمَا (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ دونوں کان سر میں شامل ہیں اس لیے ان کا بھی مسح کر لیا کرو۔ (طحاوی شریف)

۴۲۸ / ۲۷ وَعَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَهُ فِيْ جُحْرَيْ أُذُنَيْهِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَأَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ ۔

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو آپ نے مسح کے وقت اپنی انگلی کانوں کے سوراخ میں داخل فرمائی (ابوداؤد، امام احمد اور ابن ماجہ)

۴۲۹ / ۲۸ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مَعَ زَوَائِدَ قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَفِيْهِ أَنَّهُ عَمِلَ بِأَحَدِ الْجَائِزَيْنِ عِنْدَنَا ۔

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ آپ نے سر کا مسح اپنے ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے نہیں کیا (بلکہ دوسرے نئے پانی سے کیا۔ (ترمذی) (اور کچھ زیادتی کے ساتھ مسلم نے بھی اس کی روایت کی ہے)

ف: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہمارے پاس دونوں امر جائز ہیں ایک تو یہی ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں عمل فرمایا ہے اور دوسرا وہ بھی جائز ہے جو اس کے بعد والی حدیث میں آ رہا ہے اور اس پر بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمل فرمایا ہے۔

۴۳۰ / ۲۹ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

سَلَّمَ تَوَضَّأَ وَرَأَيْتُهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَبَرَ مِنْ فَضْلِ يَدَيْهِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۴۳۱ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً حَتَّى بَلَغَ الْقَذَالَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ۔

۴۳۲ وَعَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ حَتَّى بَلَغَ الْقَذَالَ مِنْ مُقَدَّمِ عُنُقِهِ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

۴۳۳ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ لِحْيَتَهُ وَقَفَاهُ۔

(رَوَاهُ ابْنُ السَّكَنِ)

۴۳۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْحُ الرَّقَبَةِ أَمَانٌ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ۔

۴۳۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ يَدَيْهِ عَلَى عُنُقِهِ أَمِنَ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ)

۴۳۶ وَعَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ مَسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَأْسِهِ وُقِيَ الْغُلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ أَبُوْ عُبَيْدٍ مَوْقُوْفًا قَالَ الْعَيْنِيُّ هٰذَا مَوْقُوْفٌ فِي حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور آپ نے سر کا مسح اپنے ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے فرمایا (ترمذی شریف)

حضرت طلحہ بن مصرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کی ہے ان کے دادا نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے سر کا مسح گدی تک ایک ہی دفعہ فرمایا (ابو داؤد شریف)

حضرت طلحہ بن مصرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا کہ سر کے اگلے حصہ سے آپ نے گدی یعنی گردن کے ابتدائی حصہ تک مسح فرمایا (طحاوی شریف)

حضرت عمرو بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کے توسط سے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا کہ آپ نے اپنی ریش مبارک اور سر کے پچھلے حصہ کا مسح فرمایا (ابن السکن)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گردن کا مسح کرنا قیامت کے دن طوق سے امن کا سبب ہوگا (اس کی روایت دیلمی نے فردوس میں کی ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اور دونوں ہاتھوں سے گردن کا مسح کیا تو قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا (ابو نعیم)

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جو شخص سر کے ساتھ سر کے پچھلے حصہ کا مسح کرے تو اس کو قیامت کے روز طوق سے محفوظ رکھا جائے گا (اس کی روایت ابو عبید نے موقوفاً کی ہے) علامہ عینی

لِكَوْنِهٖ مِمَّا لَا مَجَالَ لِلرَّأْيِ فِيْهِ ۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ یہ موقوف مرفوع کے حکم میں ہے اس لیے کہ اس میں قیاس کی گنجائش نہیں۔

۴۳۷/۳۶ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْصِلُ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔

حضرت طلحہ بن مصرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کلی علیحدہ پانی سے اور ناک علیحدہ پانی سے صاف کرتے تھے (ابوداؤد شریف)

۴۳۸/۳۷ وَعَنْ اَبِيْ وَائِلٍ شَهِدْتُّ عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ تَوَضَّآ ثَلٰثًا ثَلٰثًا وَّاَفْرَدَ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ ثُمَّ قَالَا هٰكَذَا رَاَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ رَوَاهُ ابْنُ السَّكَنِ فِيْ صَحِيْحِهٖ ۔

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ وہ اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھوتے تھے اور کلی اور ناک علیحدہ علیحدہ پانی سے صاف کرتے تھے، پھر دونوں نے فرمایا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو فرماتے دیکھا ہے (اس کی روایت ابن السکن نے اپنی صحیح میں کی ہے)

۴۳۹/۳۸ وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ شَهِدْتُّ عُثْمَانَ تَوَضَّاَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَاَفْرَدَ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا تَوَضَّاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبَغْوِيُّ ۔

حضرت سفیان بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا وہ تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھوتے اور کلی تین دفعہ اور ناک میں پانی تین دفعہ علیحدہ علیحدہ استعمال فرمایا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو فرماتے دیکھا ہے (بغوی)

۴۴۰/۳۹ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عَمْرٍو الْيَمَامِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَمَضْمَضَ ثَلٰثًا وَّاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا يَاْخُذُ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مَّآءً جَدِيْدًا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ ۔

حضرت کعب بن عمرو یمامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے وضو فرمایا تو کلی تین دفعہ فرمائی اور ناک کو تین دفعہ صاف کیا اور ہر ایک کے لیے نیا پانی لیتے تھے (طبرانی)

۴۴۱/۴۰ وَعَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّةً مَّرَّةً رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ ۔

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا ایک ایک مرتبہ (اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے)

۴۴۲/۴۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو

مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ هُوَ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ۔
(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

دو مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا اور فرمایا کہ یہ نورٌ علیٰ نور ہے (رزین)

۴۲۳ ۴۲ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ هٰذَا وُضُوْئِيْ وَوُضُوْءُ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ وَوُضُوْءُ إِبْرَاهِيْمَ رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَالنَّوَوِيُّ ضَعَّفَهٗ فِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَقَضِيَّةُ كَلَامِ غَيْرِهٖ إِنَّ سَنَدَهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا اور فرمایا یہ میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اور ابراہیم علیہ السلام کا وضو ہے (یعنی یہ سب حضرات تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھوتے تھے) (رزین) اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم کی شرح میں اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ دوسروں نے اس حدیث کی سند کو حسن لکھا ہے۔

۴۲۴ ۴۳ وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِيْ صَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ جَعْفَرٍ هُوَ مُحَمَّدُ نِ الْبَاقِرُ حَدَّثَكَ جَابِرٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً وَّمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا ثَلَاثًا قَالَ نَعَمْ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ثابت بن ابی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابوجعفر محمد یعنی امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایک بار، دو دو بار اور تین تین بار اعضاء وضو کو دھویا ہے؟ امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مجھے ملی ہے) (ترمذی اور ابن ماجہ)

۴۲۵ ۴۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ وَاحِدَةً فَتِلْكَ وَظِيْفَةُ الْوُضُوْءِ الَّتِيْ لَا بُدَّ مِنْهَا وَمَنْ تَوَضَّأَ اثْنَتَيْنِ فَلَهٗ كِفْلَانِ وَمَنْ تَوَضَّأَ ثَلٰثًا فَذٰلِكَ وُضُوْئِيْ وَوُضُوْءُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلدَّارَقُطْنِيِّ وَالْبَيْهَقِيِّ وَابْنِ حِبَّانَ وَابْنِ مَاجَةَ وَأَحْمَدَ وَالطَّبَرَانِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً وَّقَالَ هٰذَا وُضُوْءٌ لَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اعضاء وضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا تو ایک ایک مرتبہ اعضاء کا دھونا وضو میں ضروری ہے اور جس نے دو دو مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا تو اس کو دو حصہ اجر ملے گا اور جس نے تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا یہ میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا وضو ہے (احمد) دارقطنی، بیہقی، ابن حبان، ابن ماجہ، امام احمد اور طبرانی ان سب کی ایک روایت یوں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک ایک مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا اور فرمایا کہ اس طرح وضو کئے بغیر اللہ تعالیٰ

يَقْبَلُ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ اِلَّا بِهٖ وَتَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ هٰذَا وُضُوْءُ مَنْ يُّضَاعِفُ الْاَجْرَ مَرَّتَيْنِ وَتَوَضَّأَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا وَقَالَ هٰذَا وُضُوْئِيْ وَوُضُوْءُ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ قَبْلِيْ قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْوُضُوْءَ يُجْزِئُ مَرَّةً مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ اَفْضَلُ وَاَفْضَلُهٗ ثَلٰثٌ وَلَيْسَ بَعْدَهٗ شَيْءٌ۔

نماز کو قبول نہیں فرماتے اور آپ نے دو دو مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا اور فرمایا یہ وضو اس شخص کا ہے جس کو دوہرا اجر دیا جائے گا اور آپ نے تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا اور فرمایا کہ یہ میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا وضو ہے۔ ترمذی نے کہا ہے کہ اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ ایک ایک مرتبہ اعضاء وضو کا دھونا کافی ہے اور دو دو مرتبہ دھونا افضل ہے اور اس سے افضل تین مرتبہ دھونا ہے اور اس کے بعد کچھ نہیں (یعنی تین مرتبہ سے زائد دھونا اسراف اور لغو)

۴۴٦ / ۴۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَهٗ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْقَصْرَ الْاَبْيَضَ عَنْ يَّمِيْنِ الْجَنَّةِ قَالَ اَيْ بُنَيَّ سَلِ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعَوَّذْ بِهٖ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ فِي الطُّهُوْرِ وَالدُّعَاءِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے اپنے لڑکے کو کہتے سنا کہ الٰہی میں تجھ سے جنت کے دائیں جانب کے قصر ابیض (یعنی سفید محل) کی درخواست کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا اے لڑکے اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کر اور دوزخ سے پناہ مانگ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو طہارت اور دعا میں حد سے بڑھ جائیں گے۔ (امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ)

ف: طہارت میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ تین بار سے زیادہ اعضاء کو دھوئے اور پانی زیادہ خرچ کرے اور دھونے میں اس قدر مبالغہ کرے کہ حد وسواس کو پہنچے اور دعا میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ بے ادبی کرے اور مطلب کے مانگنے میں قیدیں لگائے یا ایسی چیز کا سوال کرے جو امکان اور عادت سے باہر ہو۔ ۱۲

۴۴۷ / ۴٦ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَيْطَانًا يُّقَالُ لَهُ الْوَلْهَانُ فَاتَّقُوْا وَسْوَاسَ الْمَآءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ لِاَنَّا لَا نَعْلَمُ اَحَدًا اَسْنَدَهٗ غَيْرَ خَارِجَةَ وَهُوَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ اَصْحَابِنَا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ وضو کا ایک شیطان ہے جس کا نام ولہان ہے لہٰذا پانی کے وسوسوں سے بچو، کیوں کہ یہ وسوسے اسی شیطان کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں (ترمذی اور ابن ماجہ)

۴۴۸ / ۴۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هٰذَا السَّرَفُ يَا سَعْدُ قَالَ أَفِي الْوُضُوْءِ سَرَفٌ قَالَ نَعَمْ وَإِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ)

کا گذر سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سے ہوا اور وہ وضو کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کیا اسراف ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اگرچہ کہ تم نہر جاری پر بھی کیوں نہ ہو۔ (امام احمد اور ابن ماجہ)

ف: وضو کرنے وقت پانی کو بے دردی کے ساتھ ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ بعض لوگ تو ساری ٹونٹی کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور کتنی کتنی دیر صرف ایک ہی عضو کو دھونے میں لگا دیتے ہیں یا ٹونٹی کھول کر مسواک کرتے رہتے ہیں تو پانی زیادہ ضائع ہوتا رہتا ہے دوران وضو و غسل اندازے اور ضرورت کے مطابق پانی استعمال کرنا چاہیے۔

۴۴۹/۴۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُا وَهُمْ عِجَالٌ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوْحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی جانب واپس آرہے تھے کہ راستہ میں ایک چشمہ پر پہنچے تو عصر کی نماز کے وقت لوگوں نے جلدی جلدی وضو کرلیا۔ اور ہم نے پہنچ کر دیکھا کہ ان کی ایڑیاں نمایاں طور پر خشک نظر آرہی تھیں تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خشک رہ جانے والی ایڑیوں کے لیے دوزخ کا عذاب ہے۔ لوگو وضو پورا پورا کرو۔ (مسلم شریف)

ف: کچھ لوگ وضو کرنے وقت احتیاط نہیں کرتے ان کے وضو کے اعضاء خشک رہتے ہیں خصوصاً پیشانی کا کچھ حصہ، کانوں کے درمیان کا حصہ، بازوؤں کی کہنیاں ٹھوڑی کے نیچے کا حصہ، پاؤں کی ایڑیاں اور گٹے وغیرہ۔ یہ مواضع احتیاط ہیں۔ دوران وضو ان کی خوب احتیاط چاہیے۔ ورنہ وضو نہ ہوگا کیونکہ وضو میں ان کا دھونا اور ان پر پانی بہانا فرض ہے۔ اگر فرض کی ادائیگی میں کمی رہ جائے بے احتیاطی کی بنا پر تو فرض ادا نہیں ہوتا جس کی بنا پر آدمی گنہگار ہی رہتا ہے۔ اسی لیے تو حدیث پاک میں ایڑیوں کے خشک رہ جانے کی بنا پر عذاب جہنم کی وعید سنائی ہے۔ یہی حال دوسرے اعضاء وضو کا ہے۔

۴۵۰/۴۹ وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا رَوَاهُ

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے وضو کے متعلق فرمایئے ارشاد ہوا کہ وضو کامل کرو، اور انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرو اور ناک کو

أَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ إِلَى قَوْلِهٖ بَيْنَ الْأَصَابِعِ۔

اچھی طرح صاف کیا کرو مگر یہ کہ تم روزہ دار ہو تو ناک میں پانی پہنچانے میں زیادتی نہ کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ) (اور دارمی نے انگلیوں کے خلال تک روایت کی ہے)

۴۵۱/۵۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم وضو کیا کرو تو دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرو (ترمذی) اور ابن ماجہ کی روایت بھی اسی طرح ہے)

۴۵۲/۵۱ وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ يَدْلُكُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ وضو فرماتے تو چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں میں خلال فرماتے (ترمذی، ابوداؤد، اور ابن ماجہ)

۴۵۳/۵۲ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ كَفًّا مِّنْ مَّاءٍ فَأَدْخَلَهٗ تَحْتَ حَنَكِهٖ فَخَلَّلَ بِهٖ لِحْيَتَهٗ وَقَالَ هٰكَذَا أَمَرَنِيْ رَبِّيْ۔ (رَوَاهُ أَبُوْدَاؤدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے تو چلو بھر پانی ہاتھ میں لے کر ٹھوڑی کے نیچے داخل فرماتے تھے اور اس سے اپنی ریش مبارک کا خلال فرماتے اور ارشاد فرماتے تھے کہ مجھ کو میرے رب نے ایسا ہی حکم دیا ہے (ابوداؤد شریف)

۴۵۴/۵۳ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی داڑھی کا خلال فرمایا کرتے تھے (ترمذی اور دارمی)

۴۵۵/۵۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ عَرَكَ عَارِضَيْهِ بَعْضَ الْعَرْكِ ثُمَّ شَبَّكَ لِحْيَتَهٗ بِأَصَابِعِهٖ مِنْ تَحْتِهَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے تو دونوں رخساروں کو خفیف سا رگڑتے، پھر داڑھی کے نیچے انگلیوں کے ذریعہ خلال فرماتے۔ (ابن ماجہ شریف)

۴۵۶/۵۵ وَعَنْ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ وُضُوءَ الصَّلٰوةِ حَرَّكَ خَاتِمَهُ فِي إِصْبَعِهِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے وضو فرماتے تو انگلی کی انگوٹھی کو حرکت دیتے تھے۔ (دارقطنی اور ابن ماجہ)

۴۵۷/۵۶ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے تمام کاموں میں بقدر امکان داہنے جانب سے شروع کرنے کو پسند فرماتے خواہ وضو کرنے کے وقت یا کنگھی کرتے وقت یا جوتا پہنتے وقت (بخاری اور مسلم)

۴۵۸/۵۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوا بِأَيَامِنِكُمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُودَاوُدَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کپڑے پہنو اور جب وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کیا کرو۔ (امام احمد اور ابوداؤد)

۴۵۹/۵۸ وَعَنْ عَطَاءٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَحَسَرَ الْعِمَامَةَ وَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ أَوْ قَالَ نَاصِيَتَهُ۔ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

حضرت عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو عمامہ کو سر سے ہٹایا اور سر کے اگلے حصہ پر مسح فرمایا (بیہقی)

۴۶۰/۵۹ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِيَّةٌ فَأَدْخَلَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ وَرَوَى الْحَاكِمُ عَنْ أَبِي مَعْقِلٍ نَحْوَهُ وَقَالَ الشُّمُنِّيُّ وَمَعْلُومٌ أَنَّ النَّاصِيَةَ وَمُقَدَّمَ الرَّأْسِ أَحَدُ جَوَانِبِهَا الْأَرْبَعَةِ فَلَوْ كَانَ مَسْحُ الرُّبُعِ لَيْسَ بِمُجْزِئٍ لَمْ يَقْتَصِرْ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ مَسْحُ مَا دُونَهُ مُجْزِئًا لَفَعَلَهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَوْ مَرَّةً فِي عُمُرِهِ تَعْلِيمًا لِلْجَوَازِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ مقام قطریہ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے تو آپ نے مسح فرماتے وقت عمامہ میں ہاتھ داخل فرماکر سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا (ابوداؤد شریف)

(اور حاکم نے ابومعقل سے ایسی ہی روایت کی ہے علامہ شمنی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ ناصیہ اور مقدم رأس سر کے چاروں جانب میں سر کا ایک جانب ہے اگر سر کے چوتھائی حصہ کا مسح ناکافی ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت اسی پر اکتفار نہ فرماتے اور اگر اس سے کم پر مسح ہوتا تو آپ چوتھائی سے کم پر بھی مسح فرماتے اور تعلیم جواز کے لیے کم از کم عمر میں ایک مرتبہ ضرور ایسا فرماتے۔ ۱۲

۴۶۱/۶۰ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَمْسَحُ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ إِذَا تَوَضَّأَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ ۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ وضو کرتے وقت سر کے اگلے حصہ پر مسح کرتے تھے۔ (طحاوی)

۴۶۲/۶۱ وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِي عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْعِمَامَةِ فَقَالَ لَا حَتّٰى يُمَسَّ الشَّعْرُ الْمَاءَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَقَالَ بِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ ۔

حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ملی ہے کہ ان سے عمامہ پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا (عمامہ پر مسح صحیح) نہیں کیونکہ مسح اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ پانی سر کے بالوں تک نہ پہنچ جائے (اس کی روایت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اور وضاحت کی ہے کہ اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے)

۴۶۳/۶۲ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ تَتَوَضَّأُ وَتَنْزِعُ خِمَارَهَا ثُمَّ تَمْسَحُ بِرَأْسِهَا قَالَ نَافِعٌ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ صَغِيرٌ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَقَالَ بِهٰذَا نَأْخُذُ لَا يُمْسَحُ عَلَى الْخِمَارِ وَلَا الْعِمَامَةِ بَلَغَنَا أَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الْعِمَامَةِ كَانَ فَتُرِكَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا ۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے صفیہ بنت ابو عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ وہ وضو کرتیں تو اوڑھنی ہٹا کر سر کا مسح کرتیں حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت کم عمر تھا (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور وضاحت کی ہے کہ اسی پر ہمارا عمل ہے کہ نہ تو عمامہ پر مسح کیا جائے اور نہ اوڑھنی پر، ہم کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ عمامہ پر مسح کیا جاتا تھا پھر وہ متروک و منسوخ ہو گیا اور اور یہی قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ہمارے جمہور فقہا کا ہے۔

ف: سر کے مسح کے بارے میں آئمہ کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض آئمہ جیسے امام مالک اور امام احمد وغیرہما سارے سر کے مسح کو واجب قرار دیتے ہیں۔ بعض آئمہ جیسے امام شافعی وغیرہ بعض سر کے مسح کو واجب قرار دیتے ہیں اور بعض کی کوئی حد معین نہیں فرماتے۔ اسی لیے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ایک انگلی سے مسح کر لینا بھی کافی ہے۔ امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ایک یا دو انگلیوں سے مسح کرنا صحیح نہیں ہے۔
امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سر کے چوتھائی حصہ کا مسح کرنا فرض ہے پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے۔ ہماری دلیل بہت ساری احادیث ہیں کہ حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جب عمامہ شریف پر مسح کرتے تو عمامہ شریف ہٹا کر سر کے اگلے حصہ پر مسح فرماتے اگر سارے سر کا مسح فرض ہوتا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامہ شریف ہٹا کر سر کے اگلے حصے کا مسح نہ فرماتے بلکہ سارے سر کا مسح کرتے۔

اسی طرح صرف عمامہ شریف پر مسح کرنا جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں صحیح نہیں ہے احادیث میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل مبارک یہ بیان ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی پر یا عمامہ شریف ہٹا کر سر کے اگلے حصے کا مسح کیا کرتے تھے پھر عمامہ شریف کے اوپر سارے سر کا مسح کرتے تھے۔ یہی عمل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔ اور یہی امام اعظم امام ابو حنیفہ کا قول اور مذہب ہے کہ صرف عمامہ شریف پر مسح نہ کیا جائے بلکہ عمامہ شریف ہٹا کر چوتھائی حصہ سر کا مسح کر لیا جائے پھر پورے عمامہ پر مسح کر لیا جائے۔

۳۶۴ / ۹۳ وَعَنْ اَبِيْ حَيَّةَ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّاَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى اَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَّاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَّغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا وَّذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَّمَسَحَ بِرَاْسِهٖ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَاَخَذَ فَضْلَ طَهُوْرِهٖ فَشَرِبَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ

حضرت ابو حیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو فرماتے دیکھا کہ پہلے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور ان کو پاک کیا پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک میں پانی لیا اور تین مرتبہ چہرہ کو دھویا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھویا اور سر کا ایک مرتبہ مسح کیا، پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا، پھر کھڑے ہوئے اور وضو سے بچا ہوا پانی اسی قیام کی حالت میں پی لیا، پھر فرمایا کہ میں تم کو یہ بتلانا چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وضو کس طرح ہوتا تھا (ترمذی اور نسائی)

۳۶۵ / ۹۴ وَعَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ دَعَا عَلِيٌّ بِوَضُوْءٍ فَقَرَّبْتُ لَهٗ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَهُمَا فِيْ وَضُوْئِهٖ ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَّاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى كَذٰلِكَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ مَسْحَةً وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى كَذٰلِكَ ثُمَّ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ نَاوِلْنِيْ فَنَاوَلْتُهُ الَّذِيْ فِيْهِ فَضْلُ وَضُوْئِهٖ فَشَرِبَهٗ

حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ان کے والد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کرنے کے لیے پانی طلب کیا تو پانی پیش کیا گیا تو آپ نے تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک پانی میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے دھویا۔ پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی لیا۔ پھر تین مرتبہ چہرے کو دھویا، پھر سیدھے ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا اسی طرح بائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا صرف ایک دفعہ مسح کیا، پھر سیدھے پاؤں کو تین دفعہ ٹخنوں سمیت دھویا، پھر اسی طرح بائیں پاؤں کو بھی تین مرتبہ دھویا پھر کھڑے ہو گئے اور مجھ سے فرمایا کہ

قَائِمًا فَتَعَجَّبْتُ فَلَمَّا رَاٰى عَجَبِيْ قَالَ لَا تَعْجَبْ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ اَبَاكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ مِثْلَ مَا رَاَيْتَنِيْ يَقُوْلُ بِوُضُوْئِهٖ هٰذَا وَيَشْرَبُ فَضْلَ وُضُوْئِهٖ قَائِمًا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَصَحَّحَهٗ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ۔ وَفِيْ مُسْنَدِ اِمَامِنَا اَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلٰثًا وَمَضْمَضَ ثَلٰثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا وَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلٰثًا وَّمَسَحَ رَاْسَهٗ وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ وَقَالَ هٰذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ دَعَا بِمَآءٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلٰثًا وَتَمَضْمَضَ ثَلٰثًا وَّاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا وَّغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلٰثًا وَّمَسَحَ رَاْسَهٗ ثَلٰثًا وَّغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ هٰذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوْبَ يَعْنِيْ بِهٖ مَنْ رَوٰى عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ رَاْسَهٗ ثَلٰثًا عَلٰى اَنَّهٗ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى يَاْفُوْخِهٖ ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ اِلٰى مُؤَخَّرِ رَاْسِهٖ ثُمَّ اِلٰى مُقَدَّمِهٖ فَجَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّاِنَّمَا ذٰلِكَ مَرَّةً وَّاحِدَةً لِاَنَّهٗ لَمْ يُبَايِنْ يَدَهٗ وَلَا اَخَذَ الْمَآءَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَهُوَ كَمَنْ

برتن دے دو تو میں نے برتن دے دیا جس میں وضو کا بقیہ پانی تھا تو آپ نے کھڑے ہو کر اس پانی کو پی لیا، اس پر میں نے تعجب کیا، جب میرے تعجب کو دیکھا تو فرمایا کہ تعجب مت کرو میں نے تمہارے اباجان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح وضو فرماتے تھے اور وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیتے (نسائی، طحاوی اور ابن جریر) اور ابن جریر نے اس کو صحیح بتلایا ہے اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس کی روایت کی ہے) ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کی مسند میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو فرمایا تو دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک تین مرتبہ دھویا اور تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک کو پانی سے صاف فرمایا اور تین مرتبہ چہرے کو دھویا اور دونوں ہاتھوں کو (کہنیوں سمیت) تین مرتبہ دھویا اور سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وضو ہے اور ایک دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے وضو کے لیے پانی طلب فرمایا اور دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک تین مرتبہ دھویا تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ پانی سے ناک صاف فرمایا اور تین مرتبہ چہرے کو دھویا اور دونوں ہاتھوں کو تین تین مرتبہ کہنیوں سمیت دھویا اور تین مرتبہ سر کا مسح کیا اور تین مرتبہ پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا پھر فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وضو ہے۔ حضرت عبداللہ بن محمد بن یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے تین مرتبہ سر کے مسح کرنے کی روایت کی ہے اس کی مراد یہ ہے کہ تین مرتبہ سر کا مسح اس طرح کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے اپنا دست مبارک تالو پر رکھا اور پھر

جَعَلَ الْمَآءَ فِیْ کَفِّہٖ ثُمَّ مَدَّہٗ اِلٰی کُوْعِہٖ اَلَا تَرٰی اَنَّہٗ بُیِّنَ فِی الْاَحَادِیْثِ الَّتِیْ رُوِیَ عَنْہُ وَھُمُ الْجَارُوْدُ بْنُ زَیْدٍ وَخَارِجَۃُ بْنُ مُصْعَبٍ وَاَسَدُ بْنُ عُمَرَ اَنَّ الْمَسْحَ کَانَ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً وَّبُیِّنَ اَنَّ مَعْنَاہُ مَا ذَکَرْنَا۔

دونوں ہاتھوں کو سر کے پچھلے حصہ تک لے گئے پھر وہاں سے ہاتھوں کو سر کے اگلے حصہ تک واپس لائے اور اسی کو تین مرتبہ مسح قرار دیا حالانکہ وہ (پورے سر پہ) ایک ہی مرتبہ تھا اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو سر سے الگ نہیں کیا اور نہ تین مرتبہ آپ نے پانی لیا یہ ایسا ہے جیسے کوئی پانی ہاتھ میں لے پھر اس کو پہونچوں کے کنارے تک کھینچ لے جائے، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جارود بن زید، خارجہ بن مصعب اور اسد بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو روایت کی ہے اس میں صرف ایک مرتبہ مسح کرنے کا ذکر ہے تو جب خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ مسح کرنے کی روایت کی ہے تو ایسی صورت میں تین مرتبہ مسح کرنے کا مفہوم وہی ہوگا جس کو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ ۱۲

۲۶۶/۶۵ وَعَنْ حُمْرَانَ قَالَ رَاَیْتُ عُثْمَانَ تَوَضَّاَ فَاَفْرَغَ عَلٰی یَدَیْہِ ثَلٰثًا فَغَسَلَھُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلٰثًا وَّاسْتَنْثَرَ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْھَہٗ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ یَدَہُ الْیُمْنٰی اِلَی الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ الْیُسْرٰی مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَہٗ ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَیْہِ الْیُمْنٰی ثَلٰثًا ثُمَّ الْیُسْرٰی ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّاُ مِنْ نَّحْوِ وُضُوْئِیْ ھٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ ھٰذَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ مِّثْلَ وُضُوْئِیْ ھٰذَا ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ لَا یُحَدِّثُ فِیْھِمَا نَفْسَہٗ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَّاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَآئِیُّ وَاَحْمَدُ وَالدَّارُقُطْنِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ خُزَیْمَۃَ۔

حضرت حمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کرتے دیکھا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پہونچوں تک تین مرتبہ پانی ڈالا اور ان کو دھویا، پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی لے کر ناک سینکا پھر تین مرتبہ چہرے کو دھویا، پھر دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا، اور بائیں ہاتھ کو کہنی سمیت اسی طرح تین مرتبہ دھویا، پھر آپ نے سر کا مسح کیا پھر سیدھے پاؤں کو ٹخنوں سمیت تین دفعہ دھویا، پھر بائیں پاؤں کو اسی طرح تین دفعہ دھویا اس کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میرے اس وضو کی طرح وضو فرماتے دیکھا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا اور دو رکعتیں اس طرح ادا کیں کہ ان رکعتوں میں کوئی وسوسہ نہ لائے تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (بخاری، مسلم، ابوداؤد، امام احمد، دارقطنی ابن حبان اور ابن خزیمہ)

۲۶۷/۶۶ وَعَنْ اَبِیْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عُثْمَانَ

حضرت ابوعلقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

بْنِ عَفَّانَ اَنَّهٗ دَعَا يَوْمًا بِوَضُوْءٍ ثُمَّ دَعَا نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَفْرَغَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى وَغَسَلَهُمَا ثَلٰثًا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلٰثًا وَّاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ ثَلٰثًا اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ فَاَنْقَاهُمَا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ مِثْلَ هٰذَا الْوُضُوْءِ الَّذِيْ رَاَيْتُمُوْنِيْ تَوَضَّأْتُهٗ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ ثُمَّ قَالَ اَكَذٰلِكَ يَا فُلَانُ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ اَكَذٰلِكَ يَا فُلَانُ قَالَ نَعَمْ حَتَّى اسْتَشْهَدَ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَافَقْتُمُوْنِيْ عَلٰى هٰذَا۔

(رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ)

۲۶۸/۶۷ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَتْ عَلَيْنَا رِعَايَةُ الْاِبِلِ فَجَاءَتْ نَوْبَتِيْ فَرَوَّحْتُهَا بِعَشِيٍّ فَاَدْرَكْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُحَدِّثُ النَّاسَ فَاَدْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهٖ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ

وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک دن وضو کے لیے پانی طلب کیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے چند حضرات کو بلوایا پھر اپنے داہنے ہاتھ میں پانی لے کر بائیں ہاتھ پر ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو تین تین مرتبہ دھویا، پھر تین مرتبہ کلی فرمائی اور تین مرتبہ ناک میں پانی لیا، پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا، پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح فرمایا پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا اور صاف کیا پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بالکل اسی طرح وضو فرماتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے اب وضو کرتے دیکھا ہے پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھ لیں تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو گا جیسے وہ اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (حاضرین صحابہ میں سے) ایک سے پوچھا کہ اے فلاں کیا ایسا ہی ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں ایسا ہی ہوا ہے پھر آپ نے دوسرے سے پوچھا بات ایسی ہی ہے؟ تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا جی ہاں، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے چند حضرات کی (اس بات پر) گواہی لے لی، پھر فرمایا اللہ بزرگ و برتر کا شکر ہے کہ تم نے اس معاملہ میں میری تائید کی۔ (دار قطنی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اونٹوں کی چرواہی کیا کرتے تھے جب میری باری آئی تو میں ایک دن شام کے وقت اونٹوں کو واپس لا رہا تھا میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے لوگوں سے بیان فرماتے ہوئے پایا، اور آپ (اس وقت) یہ ارشاد فرما رہے تھے ہر وہ مسلمان جو وضو کرے اور اپنے وضو کو اچھی طرح کرے پھر کھڑا ہو جائے اور دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ دونوں رکعتوں میں اس

لَهُ الْجَنَّةُ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کا دل اور اس کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہے تو جنت اس پر واجب ہوگی (مسلم شریف)

۲۶۹/۶۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا وَصَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا ایسا عمل مجھے بتلاؤ کہ جس پر سب سے زیادہ ثواب کی اُمید قائم کی جا سکے کیونکہ میں نے تمہارے دونوں جوتوں کی آہٹ جنت میں اپنے آگے سنی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا ہے جس پر ثواب کی اُمید سب سے زیادہ کی جا سکتی ہو۔ بجز اس بات کے کہ جب کبھی رات کے یا دن کے کسی حصہ میں طہارت (یعنی وضو یا غسل) کرتا ہوں تو اس طہارت سے اللہ تعالیٰ نے میرے حصہ میں جو نمازیں مقدر فرمائی ہیں ان کو ضرور پڑھ لیا کرتا ہوں (یعنی وضو کرنے کے بعد نفل ادا کرتا ہوں) (بخاری شریف)

۲۷۰/۶۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَاَ فِیْ اَثَرِ وُضُوْئِهٖ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَاحِدَةً كَانَ مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَمَنْ قَرَاَهَا مَرَّتَيْنِ كَانَ فِیْ دِيْوَانِ الشُّهَدَاءِ وَمَنْ قَرَاَهَا ثَلٰثًا يَحْشُرُهُ اللّٰهُ مَحْشَرَ الْاَنْبِيَاءِ رَوَاهُ الدَّيْلَمِیُّ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو وضو سے فارغ ہونے کے بعد سورہ (اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ) ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اس کا شمار صدیقین میں ہوگا اور جو دو مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اس کو شہدا کے دفتر میں شریک کیا جائے گا اور جو تین مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا حشر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ فرمائے گا (دیلمی)

ف: حلبی کا قول ہے کہ اس خصوص میں اس قسم کی کئی روایتیں موجود ہیں جو فضائل اعمال میں قابل قبول ہیں انہی میں سے ایک یہ ہے کہ جس نے وضو کے بعد سورۂ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ کو پڑھا تو اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں ۔ ۱۲

۲۷۱/۷۰ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ مَسَحَ وَجْهَهٗ بِطَرْفِ ثَوْبِهٖ ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ وضو فرماتے تو چہرہ

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

مبارک کو اپنے کپڑے کے ایک کنارہ سے صاف کر لیتے۔ (ترمذی شریف)

۱۷۴ وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ کَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِرْقَۃٌ یُّنَشِّفُ بِھَا اَعْضَاءَہٗ بَعْدَ الْوُضُوْءِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ لَیْسَ بِالْقَائِمِ وَاَبُوْ مُعَاذٍ الرَّاوِیُّ ضَعِیْفٌ عِنْدَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ فِی الْمِنْدِیْلِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ قَالَ عَلِیٌّ نِ الْقَارِیُّ لَا یُتَصَوَّرُ اَنْ یَّفْعَلَ مِثْلَ عُثْمَانَ وَاَنَسٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ مِّنْ قِبَلِ اَنْفُسِھِمْ شَیْئًا بَلْ فِعْلُھُمْ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ لِلْحَدِیْثِ اَصْلًا وَالْعَمَلُ بِالْحَدِیْثِ وَلَوْ ضَعِیْفًا اَوْلٰی مِنَ الْعَمَلِ بِالرَّاْیِ وَلَوْ قَوِیًّا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک کپڑا تھا جس سے آپ وضو کے بعد اعضاء مبارک کو خشک فرما لیا کرتے تھے (ترمذی شریف) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور اہل حدیث کے نزدیک ابو معاذ راوی ضعیف ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور ان کے بعد اہل علم کی ایک جماعت نے وضو کرنے کے بعد تولیہ (یعنی اعضائے وضو کو پونچھنے) استعمال کرنے کے بارے میں رخصت دی ہے۔ ملا علی قاری نے کہا کہ حضرت عثمان غنی، حضرت انس اور حضرت حسن بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ متصور نہیں ہے کہ وہ اپنی طرف سے کوئی کام کریں۔ بلکہ ان کا فعل اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث کی اصل ہے۔ اور حدیث اگرچہ ضعیف ہی ہو جائے پر عمل کرنے سے بہتر ہے اگرچہ قوی ہی ہو۔

ف: ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کے بعد رومال پیش کیا تو آپ نے اس کو واپس فرمایا اور دست مبارک سے پانی کو پونچھنے لگے۔ اسی بنا پر شوافع کہتے ہیں کہ وضو اور غسل کرنے والے کے لیے مسنون یہ ہے کہ وہ رومال وغیرہ سے اعضاء کو پونچھا نہ کرے۔ لیکن خانیہ میں لکھا ہے کہ احناف کے نزدیک وضو کرنے والے اور غسل کرنے والے کے لیے اعضاء کو کپڑے سے خشک کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے اس طرح پونچھا ہے اور یہی صحیح ہے البتہ پونچھنے میں بہت ہی زیادہ نہ کرے۔ چنانچہ شرح کنز اور زیلعی میں مذکور ہے کہ وضو کے بعد کپڑے سے پونچھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لیے کہ حضرت عثمان، حضرت انس، حضرت امام حسن بن علی اور حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پونچھنے کی روایت آئی ہے اور معراج الدرایۃ میں مذکور ہے کہ پونچھنے میں بہت ہی زیادتی نہ کرے بلکہ اس طرح پونچھے کہ اعضاء وضو کے پانی کے علامات باقی رہیں، پونچھنے کے مستحب ہونے کی صراحت مصنف قنیہ نے کی ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رومال واپس فرما دیا وہ خود کسی عذر کے لیے ہو، یا یہ بتلانے کے لیے کہ نہ پونچھنا بھی جائز ہے (ماخوذ از مرقات وغیرہ) ۱۲

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد اول میں فرماتے ہیں کہ جو یہ کہتے ہیں کہ وضو کرنے کے بعد اعضاء وضو کسی کپڑے یا تولیے کے ساتھ پونچھنے سے وضو کا ثواب جاتا رہتا ہے بالکل غلط ہے بغیر ضرورت کے پونچھنا نہ چاہیے۔ اور امیر و متکبر لوگوں کی طرح اس کی عادت نہ ڈالے۔ تو جس وقت پونچھے تو بالکل ہی خشک نہ کرے بلکہ کچھ تری بھی اعضائے وضو پر باقی رہنے دے کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے اِنَّ الْوُضُوْءَ يُوْزَنُ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ کہ وضو کا پانی قیامت کے دن نیکیوں کے پلے میں رکھا جائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِثَوْبٍ نَظِيْفٍ فَلَا بَأْسَ بِهٖ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَهُوَ أَفْضَلُ لِأَنَّ الْوُضُوْءَ يُوْزَنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ سَائِرِ الْأَعْمَالِ۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی وضو کر کے پاکیزہ کپڑے سے پونچھ لے تو کچھ حرج نہیں اور جو ایسا نہ کرے تو یہ بہتر ہے اس لیے کہ قیامت کے دن آب وضو بھی سب اعمال کے ساتھ تولا جائے گا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ وضو یا غسل کے پانی کو کپڑے کے ساتھ پونچھنے کی اس کے سوا احادیث میں نہ تو کوئی ممانعت ہے اور نہ ہی کراہت بیان ہوئی ہے۔ بلکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعدد احادیث میں اس کا فعل (یعنی کرنا) مروی ہوا ہے۔ جیسے حضرت عائشہ صدیقہ حضرت ابو بکر صدیق حضرت سلمان فارسی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی احادیث میں اعضاء وضو کو کپڑے سے پونچھنے کے متعلق ثبوت ملتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ان چاروں صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم کی احادیث اگرچہ ضعیف مگر تعدد طرق سے اس کا انجبار ہوتا ہے معہذا حلیہ میں فرمایا کہ جب حدیث ضعیف بالاجماع فضائل میں مقبول ہے تو اباحت میں بدرجہ اولیٰ مقبول ہوگی۔ اس کے علاوہ اس مسئلہ میں ایک حدیث حسن قولی بھی موجود ہے جسے امام ابو المحاسن محمد بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب الالمام فی آداب دخول الحمام میں رقم فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا بَأْسَ بِالْمِنْدِيْلِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ کہ وضو کے بعد رومال سے صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام موصوف فرماتے ہیں هٰذَا الْإِسْنَادُ لَا بَأْسَ بِهٖ اس حدیث کے اسناد میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار فرماتے ہیں اور ہمارے نزدیک اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور یہی قول امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ اور یہیں سے معلوم ہوا کہ وضو و غسل دونوں کا اسباب میں ایک ہی حکم ہے بلکہ بسا اوقات غسل میں کپڑے سے بدن خصوصاً سر پونچھنے کی حاجت بہ نسبت وضو کے زائد ہوتی ہے۔

(رسالہ تنویر القندیل فی اوصاف المندیل مصنفہ امام احمد رضا قادری)

۴۷۳/۴۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَّكَانَ اَحَدُنَا يَكْفِيْهِ الْوُضُوْءُ مَالَمْ يُحْدِثْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو فرماتے اور ہم میں سے بعض ایسے تھے کہ جب تک وضو نہ ٹوٹتا تو ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا کرتے۔ (دارمی)

۴۷۴/۴۳ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ قَالَ قُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَرَءَيْتَ وُضُوْءَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِكُلِّ صَلٰوةٍ طَاهِرًا كَانَ اَوْغَيْرَ طَاهِرٍ عَمَّنْ اَخَذَهُ فَقَالَ حَدَّثَتْهُ اَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِيْ عَامِرِ الْغَسِيْلَ حَدَّثَهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَمَرَ بِالْوُضُوْءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا كَانَ اَوْغَيْرَ طَاهِرٍ فَلَمَّا شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّوُضِعَ عَنْهُ الْوُضُوْءُ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ قَالَ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَرٰى اَنَّ بِهٖ قُوَّةً عَلٰى ذٰلِكَ فَفَعَلَهٗ حَتّٰى مَاتَ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا باوضو ہونا یا نہ ہونا، ہر دو حالت میں ہر نماز کے لیے وضو کرنا، اس عمل کو انھوں نے کس سے اختیار کیا ہے؟ عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسماء بنت زید بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث بیان کی اور اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عبد اللہ بن حنظلہ ابن ابی عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کو ملائکہ نے غسل دیا تھا حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر نماز کے لیے وضو کا حکم دیا گیا تھا خواہ وضو سے ہوں یا بے وضو ہوں، اور جب ہر نماز کے وقت وضو کرنا حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شاق گذرا تو آپ کو ہر نماز کے لیے مسواک کرنے کا حکم دیا گیا اور آپ سے اس طرح پابندی وضو کے بارے میں دور کر دی گئی مگر یہ کہ بے وضو ہونے کی صورت میں تو (وضو ضروری ہے) عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ خیال تھا کہ (وضو اور بے وضو ہر دو حالتوں میں ہر نماز کے لیے کرنے کی) ان میں قوت موجود ہے، اس بناء پر وہ مرتے دم تک اس پر عمل کرتے رہے (امام احمد بن حنبل)

۴۷۵/۴۴ وَعَنْ اَبِيْ غُطَيْفٍ الْهُذَلِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الظُّهْرَ فَانْصَرَفَ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْ دَارِهٖ فَانْصَرَفْتُ مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا نُوْدِيَ بِالْعَصْرِ

حضرت ابو غطیف ہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نماز ظہر پڑھی اس کے بعد وہ اپنے گھر اپنی نشست گاہ کو واپس ہوئے تو میں بھی آپ

دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ خَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مَجْلِسِهٖ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ حَتّٰى إِذَا نُوْدِيَ بِالْمَغْرِبِ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهٗ أَيُّ شَيْءٍ هٰذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْوُضُوْءُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ فَقَالَ وَقَدْ فَطِنْتَ بِهٰذَا مِنِّيْ لَيْسَتْ بِسُنَّةٍ إِنْ كَانَ لَكَافٍ وُضُوْئِيْ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ صَلَوَاتِيْ كُلَّهَا مَا لَمْ أُحْدِثْ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰى طُهْرٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِذٰلِكَ عَشْرَ حَسَنَاتٍ فَفِيْ ذٰلِكَ رَغِبْتُ يَا ابْنَ أَخِيْ

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

کے ساتھ لوٹا، جب عصر کی اذان دی گئی تو آپ نے وضو کے لیے پانی منگوایا، اور وضو فرمایا، پھر آپ گھر سے نکلے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا، اور جب مغرب کی اذان ہوئی تو آپ نے وضو کے لیے پانی طلب کیا اور وضو کیا تو اس پر میں نے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہر نماز کے لیے وضو کرنا کیسا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میرا ہر نماز کے لیے وضو کرنا سنت نہیں ہے اور مجھے چاہیئے تھا صبح کی نماز کے وضو سے اگر درمیان میں وضو نہ ٹوٹے تو باقی تمام نمازیں پڑھ لوں، ایسا نہیں ہے میرا ہر نماز کے لیے وضو کرنا سنت ہے، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی وضو کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں تو اے بھتیجے اسی ثواب کے لیے میرا یہ عمل ہے (طحاوی شریف)

۲۷۶/۲۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْضَعُ لَهٗ وُضُوْءُهٗ وَسِوَاكُهٗ فَإِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ تَخَلّٰى ثُمَّ اسْتَاكَ.

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی اور مسواک رکھی جاتی، جب آپ رات میں بیدار ہوتے تو ضرورت سے فارغ ہوتے اور مسواک کیا کرتے (ابو داؤد شریف)

بَابُ الْغُسْلِ

یہ باب غسل کے بیان میں ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو" (سورۃ مائدہ ۵ آیت ۶)

ف: جنابت سے طہارت کاملہ لازم ہوتی ہے۔ جنابت کبھی بیداری میں دفق و شہوت کے ساتھ انزال سے ہوتی ہے اور کبھی نیند میں احتلام سے جس کے بعد اثر پایا جائے حتیٰ کہ اگر خواب یاد آیا مگر تری نہ پائی تو غسل واجب نہ ہوگا۔ اور کبھی سبیلین میں سے کسی میں ادخال حشفہ سے فاعل و مفعول دونوں کے حق میں خواہ انزال ہو یا نہ ہو یہ تمام صورتیں جنابت میں داخل ہیں ان سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ:
وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطَّهَّرْنَ بِالتَّشْدِيْدِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "اور ان (عورتوں) سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو جائیں" (سورۃ البقرہ آیت ۲۲۲)

وَقَوْلُهٗ:
اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "یا تم نے عورتوں کو چھوا" (سورۃ نساء ۴ آیت ۴۳)

ف: یعنی تم نے عورتوں سے جماع کیا ہو تو غسل فرض ہے۔

۴۷۷ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ يُنْزِلْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص عورت کے چار شاخوں (یعنی دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں) میں بیٹھ جائے پھر کوشش کرے یعنی جماع کرے تو اس پر غسل واجب ہوگا اگرچہ منی نہ نکلے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری کی روایت بھی اسی طرح ہے)

ف: چار شاخوں سے مراد عورتوں کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں ہیں اس کا حاصل یہ ہے کہ بوقت جماع ذکر کے سر کو داخل ہو جانے سے غسل لازم ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے خلفاء راشدین اور اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور چاروں اماموں کا یہی مذہب ہے۔ ۱۲

۴۷۸ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانی سے پانی واجب ہوتا ہے (یعنی غسل انزال منی سے واجب ہوتا ہے بغیر انزال منی کے جماع کرنے سے غسل لازم نہیں آتا) (مسلم شریف)

قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ مُحْيُ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ هٰذَا مَنْسُوْخٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ فِي الْاِحْتِلَامِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

محی السنۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا ہے کہ منی سے غسل کا وجوب احتلام میں ہے (ترمذی شریف) یعنی خواب میں جماع کرتے ہوئے دیکھے تو بلا انزال غسل واجب نہیں لہٰذا یہ حکم احتلام کے ساتھ مخصوص ہوگا)

۴۷۹ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ اِنَّمَا كَانَ الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ رُخْصَةً فِي اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُهِيَ عَنْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالدَّارِمِيُّ وَاَحْمَدُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے کہا کہ خروج منی سے غسل واجب ہوتا ہے اور اگر انزال نہ ہو، اور جماع کرے تو غسل واجب نہیں (یہ حکم ابتداءِ اسلام میں تھا، پھر اس کی ممانعت کر دی گئی ہے اس لیے اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو بھی غسل واجب ہے) (ترمذی، ابوداؤد، دارمی اور امام احمد) اور ترمذی نے اس کو صحیح بتایا ہے)

۴۸۰ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَآءَ فَغَطَّتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَتَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ قَالَ نَعَمْ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ بِرِوَايَةِ اُمِّ سُلَيْمٍ اِنَّ مَآءَ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ اَبْيَضُ وَمَآءُ الْمَرْاَةِ رَقِيْقٌ اَصْفَرُ فَمِنْ اَيِّهِمَا عَلَا اَوْ سَبَقَ يَكُوْنُ مِنْهُ الشَّبَهُ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا حق بات سے نہیں شرماتا اگر عورت مثل مرد جماع کا خواب دیکھے تو کیا اس پر غسل واجب ہے؟ فرمایا کہ ہاں بشرطیکہ منی نظر آئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شرما کر منہ ڈھانک لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا عورت کو بھی احتلام ہوا کرتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہوتا ہے۔ تعجب ہے تم پر اے ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اگر عورت کو منی نہ ہوتی تو بچہ کس طرح اس کے مشابہ ہوتا (بخاری و مسلم) اور مسلم نے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ مرد کی منی گاڑھی اور سفید ہوتی ہے، اور عورت کی منی پتلی

اور زرد تو ان دونوں میں جس کی منی غالب ہو یا سبقت کر جائے بچہ اسی کے مشابہ ہوا کرتا ہے ۔

۴۸۱/۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا قَالَ يَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ الَّذِيْ يَرٰى اَنَّهٗ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ بَلَلًا قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ هَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ تَرٰى ذٰلِكَ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ اِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ قَالَ الْخَطَّابِيُّ فِيْهِ مِنَ الْفِقْهِ اِثْبَاتُ الْقِيَاسِ وَاِلْحَاقُ النَّظِيْرِ بِالنَّظِيْرِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو نیند سے بیدار ہو کر جسم یا کپڑے پر تری دیکھے اور اس کو احتلام یاد نہ ہو، آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ وہ غسل کرلے اور ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کو احتلام یاد ہو اور تری نہ پائے آپ نے ارشاد فرمایا اس پر غسل واجب نہیں۔ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر عورت کو ایسا اتفاق پیش آئے تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں غسل واجب ہے کیونکہ عورتیں (پیدائش اور طبائع میں) مردوں کے مانند ہیں۔ ترمذی اور ابوداؤد البتہ دارمی اور ابن ماجہ نے صرف (لَا غُسْلَ عَلَيْهِ) تک روایت کی ہے، خطابی کا بیان ہے کہ اس حدیث میں قیاس کا اثبات اور ایک نظیر کو دوسری نظیر کے حکم سے الحاق کا ثبوت ملتا ہے۔

۴۸۲/۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ فَعَلْتُهٗ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْتَسَلْنَا ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مرد کا ختان (ذکر کا سر) عورت کے ختان (فرج کے ابتدائی) حصہ میں سے گزر جائے (اگرچہ کہ انزال نہ ہو) تو غسل واجب ہوگا۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کیا پھر ہم دونوں نے غسل کیا (ترمذی اور ابن ماجہ)

۴۸۳/۷ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَضَخْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب منی تم سے کود کر نکلے تو غسل کرلیا کرو اور امام احمد

لِاَحْمَدَ اِذَا حَذَفْتِ الْمَآءَ فَاغْتَسِلْ وَاِذَا لَمْ یَکُنْ خَاذِقًا فَلَا تَغْتَسِلْ۔

بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک روایت میں ہے کہ جب منی کو دکر نکلے تو غسل کر لیا کرو اور جب کود کر نہ نکلے تو غسل نہ کرو۔

ف: امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ منی اپنے محل (یعنی مرد کی پشت اور عورت کے سینہ) سے جدا ہوتے وقت شہوت چاہیے۔ پھر اگرچہ بلا شہوت منی نکلے غسل واجب ہو جائے گا مثلاً کسی کو احتلام ہوا اور نظر وفکر سے یا کسی اور طریقہ سے سوائے ادخال سے (یعنی عورت سے ہمبستری کی وجہ سے شہوت کے ساتھ) منی نہ نکلی اور اس نے عضو تناسل کو مضبوط تھام لیا منی کو نکلنے نہ دیا یہاں تک کہ شہوت ختم ہوگئی یا بعض لوگ سانس اوپر چڑھا کر اترتی ہوئی منی کو روک لیتے ہیں یا بعض لوگوں سے شدت ضعف کی بنا پر یا کروٹ بدل لینے کی بنا پر یا اٹھ کر بیٹھنے کی وجہ سے یا پشت پر پانی کا چھینٹا دے لینے کی بنا پر منی رک جاتی ہے۔ غرض کہ کسی طرح شہوت کے وقت اترتی ہوئی منی کو روک لیا یا خود رک گئی پھر جب شہوت جاتی رہی تو اس وقت منی نکلی اس بارے میں امام اعظم امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک غسل واجب ہو جائے گا کہ اترتے وقت شہوت تھی اگرچہ نکلتے وقت نہ تھی امام ابو یوسف کے نزدیک منی کا نکلتے وقت بھی شہوت شرط ہے۔ ہاں جب تک منی اپنے مقام سے خارج نہ ہوگی غسل واجب نہ ہوگا کہ نکلنا ضرور شرط ہے۔

(رسالہ الاحکام والعلل فی اشکال الاحتلام والبلل۔ مصنفہ شاہ احمد رضا قادری)

۴۸۴ **۸** **وَعَنْهُ** قَالَ کُنْتُ رَجُلًا مَذَّآءً فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتَ الْمَذِیَّ فَاغْتَسِلْ ذَکَرَکَ وَتَوَضَّأْ وُضُوْءَکَ لِلصَّلٰوۃِ وَاِذَا فَضَحْتَ الْمَآءَ فَاغْتَسِلْ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَاَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَرِجَالُہٗ کُلُّھُمْ ثِقَاتٌ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں مجھ سے مذی اکثر نکلا کرتی تھی تو آپ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم مذی کو دیکھو تو اپنی شرمگاہ کو دھو لیا کرو، اور نماز کے لیے جس طرح وضو کرتے ہو، ویسا ہی وضو کیا کرو، اور جب تم سے منی کود کر نکلے تو غسل کیا کرو۔ (اس کی روایت نسائی نے اور امام احمد نے اپنی مسند میں کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں)

۴۸۵ **۹** **وَعَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکْسَلُ وَلَا یَغْتَسِلُ اِلٰی فَتْحِ مَکَّۃَ ثُمَّ اغْتَسَلَ بَعْدَ ذٰلِکَ وَاَمَرَ النَّاسَ بِالْغُسْلِ رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ مکہ معظمہ فتح ہونے تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جماع کے بعد) انزال نہ ہونے کی صورت میں غسل نہیں فرماتے تھے لیکن فتح مکہ معظمہ کے بعد آپ نے خود بھی غسل کا حکم دیا (اور غسل نہ کرنے کا حکم منسوخ ہوگیا) (اس کی روایت ابن حبان...

نے اپنی صحیح میں کی ہے)

۴۸۶ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُوْجِبُ الْمَاءَ إِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَغَابَتِ الْحَشْفَةُ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ أَنْزَلَ أَوْ لَمْ يُنْزِلْ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي مُعْجَمِهِ الْأَوْسَطِ وَرَوَى الْإِمَامُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ فِي مُسْنَدِهِ نَحْوَهُ۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بروایت والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ کسی سائل نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا غسل صرف منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب مرد کا محل ختنہ عورت کے محل ختنہ سے مل جائے اور حشفہ (یعنی ذکر کا سر) غائب ہو جائے تو غسل کو واجب کر دیتا ہے، انزال ہو یا نہ ہو (اس کی روایت طبرانی نے معجم اوسط میں کی ہے اور امام ابو محمد عبد اللہ بن وہب نے اپنی مسند میں اسی طرح روایت کی ہے۔

۴۸۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ لِلْجُنُبِ فَرِيْضَةٌ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ الدَّارُقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ بِالْقَائِمِ وَبَرَكَةُ الرَّاوِيْ ضَعِيْفٌ نَقَلَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ عَنِ الْإِمَامِ تَقِيِّ الدِّيْنِ أَنَّهُ قَالَ قَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَوْصُوْلًا مِنْ غَيْرِ طَرِيْقِ بَرَكَةَ أَيْضًا أَخْرَجَهُ الْإِمَامُ أَبُوْ بَرَكَةَ الْخَطِيْبُ مِنْ جِهَةِ الدَّارُقُطْنِيِّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مِهْرَانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْمَهْدِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا جنب کے لیے فرض ہے (دار قطنی، بیہقی اور حاکم نے اس کی روایت کی ہے، دار قطنی اور حاکم کا بیان ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور برکہ راوی ضعیف ہے لیکن علامہ عینی نے امام تقی الدین سے اس حدیث کے ضعف کی تحقیق میں) نقل کیا ہے کہ امام موصوف کا بیان ہے کہ حدیث مذکور کی روایت بلا واسطہ برکہ راوی کے طریقہ کے علاوہ اور دیگر طریقوں سے بھی کی گئی ہے جس کو امام ابو برکتہ خطیب نے دار قطنی کی سند سے بیان کیا ہے اور جس کی سند یہ ہے (حدثنا علی بن محمد بن مہران، حدثنا سلیمان المہدی، حدثنا حماد بن سلمۃ، حدثنا سفیان الثوری عن خالد عن ابن سیرین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بہذا الحدیث۔

۴۸۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سُئِلَ عَمَّنْ نَسِيَ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ قَالَ لَا يُعِيْدُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ جُنُبًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَرَوَى الْإِمَامُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا بھول گیا۔ کیا وہ (نماز) کا اعادہ کرلے؟ آپ نے جواب دیا ہاں اگر وہ جنب ہو تو نماز لوٹائے، اس لیے کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا غسل میں فرض ہے (اس کی روایت

۴۸۹ وَعَنْهُ قَالَ إِذَا نَسِيتَ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ وَاَنْتَ جُنُبٌ فَاَعِدْ صَلٰوتَكَ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ۔

بیہقی نے کی ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا بھول جاؤ اور تم حالت جنابت میں ہو تو اپنی نماز کو لوٹاؤ (اس کی روایت عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے کی ہے)

ف: درمختار میں لکھا ہے سُنَّتُہُ الْمُبَالَغَۃُ بِمُجَاوَزَۃِ الْمَارِنِ بِغَیْرِ التَّقَاطُرِ اِسَالَۃُ الْمَاءِ عَلٰی ظَاھِرِ الْبَدَنِ ۔ غسل جنابت کے لیے جنبی (مرد و عورت) کو اپنے ظاہر جسم پر پانی بہانا اور قطرات پانی کا پورے جسم پر بہہ جانا ضروری سوائے روزہ دار کے کہ وہ غرغرہ اور ناک میں پانی چڑھانے کا مبالغہ نہ کرے۔ لوگ دوران غسل دو قسم کی بے احتیاطیاں کرتے ہیں جن کی بنا پر غسل نہیں ہوتا آدمی پلید کا پلید رہتا ہے نمازیں اکارت جاتی ہیں۔ اولاً غسل بالفتح کے معنی سے ناواقفی کی بنا پر لوگ پانی جسم پر تیل کی طرح چپڑ لیتے ہیں یا ہاتھ بھگو کر جسم پر پھیر لیتے ہیں حالانکہ اسے مسح کہتے ہیں غسل یعنی دھونا نہیں کہتے۔ غسل میں تقاطر اور پانی کا بہنا ضروری ہے۔ جب تک ایک ایک عضو اور ذرے پر پانی بہتا ہوا نہ گزرے گا غسل ہرگز نہ ہوگا درمختار میں ہے غُسْلٌ اَیْ اِسَالَۃُ الْمَاءِ مَعَ التَّقَاطُرِ غسل یہ ہے کہ پانی کا قطروں کی صورت میں جسم پر بہہ جانا۔

دوسری بے احتیاطی دوران غسل لوگ یہ کرتے ہیں کہ پانی جسم پر اس طریقے سے بہاتے ہیں کہ بعض اعضاء بالکل خشک رہ جاتے ہیں یا بھیگے ہاتھ کی تری ان اعضاء پر پھیر لیتے ہیں۔ ان کے خیال میں شاید پانی میں ایسی کرامت ہوتی ہے کہ وہ خود ہی ہر عضو ہر موضع اور ہر ذرہ ہر بال کی جڑ میں بہہ جائے اس میں بندے کو کچھ احتیاط خاص کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ حالانکہ ظاہری جسم میں بے شمار جگہیں ایسی ہیں کہ وہاں جسم کی ایک سطح دوسرے جسم سے چھپ گئی ہے یا پانی کی گزرگاہ سے جدا واقع ہے کہ بغیر احتیاط اور توجہ کے پانی اس عضو سے گذر ہی نہیں سکتا۔ اور حکم یہ ہے کہ اگر ایک ذرہ بھر جگہ یا کسی بال کی نوک بھی پانی بہنے سے رہ گئی تو غسل نہ ہوگا نہ صرف غسل بلکہ لوگ تو وضو میں بھی ایسی ہی بے احتیاطیاں کرتے ہیں کہیں ایڑیوں پر پانی نہیں بہتا کہیں کہنیوں پر کہیں پیشانی سوکھی رہ جاتی ہے کہیں کانوں کے پاس کنپٹیوں پر پانی نہیں بہتا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے وضو و غسل کے ان مسائل و مواضع پر جن کی لوگ احتیاط نہیں کرتے مستقل ایک رسالہ تبیان الوضوء کے نام سے تحریر کیا ہے۔ غسل کرنے وقت مرد و عورت کے لیے بائیس ایسی جگہیں جنکی احتیاط نہایت ہی لازمی ہے۔ اکثر لوگ ان سے غافل ہیں۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ جلد ا ص ۱۰۸)

۴۹۰ / ۱۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَاَنْقُوا الْبَشَرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ فِي الْاَنْفِ اَيْضًا شُعُوْرٌ فَيَفْتَرِضُ غَسْلُهٗ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَيْضًا وَقَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ اِنَّ الْبَشَرَةَ مَا ظَهَرَ مِنَ الْبَدَنِ فَفَرْضِيَّةُ الْمَضْمَضَةِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَيْضًا لِاَنَّ الْفَمَ مِنْ ظَاهِرِ الْبَدَنِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر بال کے نیچے جنابت ہوا کرتی ہے اس لیے تم بالوں کو (اس طرح) دھویا کرو کہ (بالوں کے نیچے تک پانی پہنچ جائے) اور بدن کو (اس طرح) پاک و صاف کیا کرو کہ بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہنے پائے (ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ)۔

ف: علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ناک میں بھی بال ہوا کرتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ناک میں پانی لینا بھی فرض ہے اور اہل لغت کا بیان ہے کہ بشرہ میں بدن کا تمام ظاہری حصہ داخل ہے اس طرح اس حدیث سے غسل جنابت میں کلی کرنے کی فرضیت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ منہ ظاہر بدن میں داخل ہے۔۱۲

۴۹۱ / ۱۵ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِيٌّ فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِيْ فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِيْ ثَلَاثًا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَسَكَتَ عَنْهُ وَفِي التَّلْخِيْصِ الْحَبِيْرِ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَالْحَدِيْثُ حَسَنٌ فَيَتَقَوّٰى بِهٖ حَدِيْثُ التِّرْمِذِيِّ السَّابِقُ مَعَ اَنَّ الضُّعْفَ فِيْهِ اِنَّمَا هُوَ فِيْ اِسْنَادِ التِّرْمِذِيِّ دُوْنَ اِسْنَادَيْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَوٰى اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ مِثْلَهٗ اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ يُكَرِّرَا فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِيْ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی چھوڑ دی کہ اس کو نہ دھویا ہو تو اس کو دوزخ میں قسم قسم کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن ہو گیا۔ میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن ہو گیا۔ اس جملہ کو تین بار فرمایا (یعنی غسل میں سر کے بالوں کے نیچے تک پانی نہ پہنچنے کی وعید سن کر میں نے اپنے سر کے بالوں سے دشمن جیسا معاملہ کیا جس طرح ایک دشمن دوسرے دشمن کو مار ڈالتا ہے، اسی طرح میں نے اپنے سر کے بال مونڈھ دیئے) (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور سکوت اختیار کیا ہے اور ابوداؤد کا سکوت صحت کی علامت ہے اور تلخیص حبیر میں مذکور ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے امام ترمذی کی سابق حدیث کو اس کے ساتھ تقویت دی جائے گی باوجودیکہ اس میں پایا جانے والا ضعف ترمذی کی سند میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں سندوں میں نہیں ہے۔

امام احمد اور دارمی نے اس کی مثل روایت کی ہے مگر ان دونوں نے فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِيْ کا دوبارہ ذکر نہیں کیا۔

ف: ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ سر منڈوایا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تینوں خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سر میں بال رکھتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل رخصت اور اجازت پر محمول ہوگا خلاصہ یہ کہ تمام سر کا منڈوانا مستحب اور تمام سر کے بالوں کا رکھنا سنت ہوگا لیکن اس بحث سے حج کا مسئلہ خارج ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ احکام حج سے فراغت کے بعد سر کا منڈوانا سنت ہے۔ ۱۲

۴۹۲ / ۱۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهٗ فِيْ أُصُوْلِ الشَّعْرِ حَتّٰى إِذَا رَأٰى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ ثَلٰثَ حَفَنَاتٍ عَلٰى رَأْسِهٖ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى أَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ نَحْوَهٗ وَزَادَ فِيْ اٰخِرِهٖ فَإِذَا فَرَغَ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غسل جنابت کیا کرتے تو (یوں) شروع فرماتے کہ دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک) دھو لیتے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرمگاہ کو دھوتے، اور پھر ایسا وضو فرماتے جیسا کہ نماز کے لیے کیا جاتا ہے، پھر پانی لے کر پانی کو اپنی انگلیوں کے ذریعہ بالوں کی جڑوں میں پہنچاتے اور جب یقین ہو جاتا کہ تمام بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچ چکا ہے تو تین چلو اپنے سر پر ڈالتے، اس کے بعد تمام جسم پر پانی بہاتے اور پھر دونوں پاؤں کو دھو لیتے تھے (مسلم شریف) اور ابوداؤد طیالسی نے بھی اس کی روایت اسی طرح کر کے یہ اضافہ کیا ہے کہ جب فارغ ہو جاتے تو دونوں پاؤں دھو لیتے تھے۔

۴۹۳ / ۱۷ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ بِكَفَّيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ مَرَافِغَهٗ وَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَإِذَا أَنْقَاهُمَا أَهْوٰى بِهِمَا إِلَى حَائِطٍ ثُمَّ يَسْتَقْبِلُ الْوُضُوْءَ وَيُفِيْضُ الْمَاءَ عَلٰى رَأْسِهٖ۔

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے شروع فرماتے یعنی ہاتھوں کو گٹوں تک دھو لیتے، پھر جسم کے ان حصوں کو دھوتے جہاں عموماً میل جمع ہوا کرتا ہے (یعنی اطراف شرم گاہ چڈا اور بغل اور (ان پر) پانی بہاتے اور جب اچھی طرح دھو لیتے تو دیوار پر ہاتھوں کو رگڑتے پھر وضو فرماتے اور اپنے سر پر پانی بہاتے۔ ابوداؤد شریف

۴۹۴ ۱۸ وَعَنْهَا قَالَتْ لَئِنْ شِئْتُمْ لَأُرِيَنَّكُمْ أَثَرَ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَائِطِ حَيْثُ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ
رَوَاهُ اَبُوْدَاؤٗدَ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک کے نشانات بتلادوں جہاں آپ غسل جنابت کے وقت دیوار پر رگڑتے تھے
(ابوداؤد شریف)

۴۹۵ ۱۹ وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَاَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ اَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَ تَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ بِهَا فَاجْتَذَبْتُهَا اِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِيْ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وہ حیض کا غسل کس طرح کیا کرے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو غسل کا طریقہ بتلایا (تفصیل وار بتلایا) پھر فرمایا کہ مشک میں یا کسی اور خوشبو میں بسایا ہوا کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرنی چاہیے (دوسری حدیث میں ممسکہ کے لفظ سے جس کے معنی "مشک میں بسایا ہوا" کے ہیں اسی کی تائید ہوتی ہے) اس عورت نے پوچھا کہ میں کس طرح اس سے پاکی حاصل کروں آپ نے ارشاد فرمایا اس سے پاکی حاصل کرو پھر اس نے پوچھا کہ میں اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں آپ نے فرمایا سبحان اللہ اس سے پاکی حاصل کرو (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ) میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ اس خوشبودار کپڑے کو خون کے اثرات اور نشانات کے مقام پر مل لینا چاہیے
(بخاری ومسلم)

ف: علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں استنباط احکام کے بیان میں کہا ہے کہ اس حدیث میں اس چیز کی دلیل ہے کہ حیض و نفاس سے فارغ ہو کر غسل کرنے والی عورت کے لیے مستحب ہے کہ اس کے بدن کے جن جگہوں کو خون لگا تھا ان پر خوشبو لگائے اور محاملی نے کہا کہ خوشبو لگانے سے جلد حمل قرار پاتا ہے اور بہت جلد بدبو دور ہوتی ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ خوشبودار کپڑا کب استعمال کیا جائے؟ بعضوں نے کہا کہ غسلِ حیض یا نفاس کے بعد استعمال کیا جائے۔ اور دوسروں نے کہا ہے کہ غسل کے پیشتر استعمال کیا جائے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے لیے مستحب ہے کہ اپنی شرمگاہ کو ایسے کپڑے سے خوشبودار کرے جس کو مشک یا کسی اور خوشبو میں بسایا گیا ہو اور غسل کے بعد اس خوشبودار کپڑے کو اپنی شرمگاہ میں رکھ لے اور نفاس والی عورت کے لیے بھی

یہی مستحب ہے ۱۲۔

۴۹۶ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ
۲۰ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي أَفَأَنْقُضُهُ
لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ
تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ
تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اپنے سر کے بالوں کی چوٹیوں کو خوب مضبوط گوندھتی ہوں کیا غسل جنابت کے وقت ان کو کھول دیا کروں؟ تو فرمایا نہیں، تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ سر پر تین چلو پانی اس طرح ڈالو کہ (پانی بالوں کی جڑوں تک اچھی طرح پہنچ جائے) پھر باقی بدن پر پانی بہا کر اس طرح پاک ہو جایا کرو (کہ جسم میں بال برابر جگہ بھی خشک رہنے نہ پائے) (مسلم شریف)

ف: عورتوں کے سر کے بال اگر گوندھے ہوئے ہوں اور وہ بوقت غسل اپنے سر کے بالوں پر اس طرح پانی ڈالیں کہ بالوں کی جڑیں اچھی طرح تر ہو چکی ہوں تو ایسی صورت میں عورتیں اپنے بالوں کو نہ کھولیں، اگر یہ معلوم ہے کہ بالوں کو کھولے بغیر جڑیں تر نہ ہوں گی تو پھر بالوں کا کھولنا ضروری ہے بخلاف مردوں کے کہ وہ بوقت غسل اپنے سر کے بال ضرور کھول لیا کریں۔ ۱۲۔

۴۹۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ إِذَا اغْتَسَلَتِ
۲۱ الْمَرْأَةُ مِنْ جَنَابَةٍ فَلَا تَنْقُضْ شَعْرَهَا
وَلٰكِنْ تَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى أُصُولِهِ وَتَبُلُّهُ۔
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب عورت غسل جنابت کرے تو وہ اپنے سر کے بال نہ کھولے بلکہ بالوں کی جڑوں میں پانی بہائے اور جڑوں کو تر کرے (دارمی)

۴۹۸ وَعَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ
۲۲ يُصِيبُهَا الْجَنَابَةُ وَرَأْسُهَا مَعْقُوصٌ تَحُلُّهُ
قَالَ لَا وَلٰكِنْ تَصُبُّ رَأْسَهَا الْمَاءَ صَبًّا
حَتّٰى تَرْوِيَ أُصُولَ الشَّعْرِ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایسی عورت کے متعلق سوال کیا گیا کہ جس کو غسل جنابت کی ضرورت پیش آ گئی ہو اور اس کے سر کی چوٹیاں گوندھی ہوئی ہوں تو کیا وہ اسے کھول دیں؟ عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ وہ سر پر اچھی طرح پانی ڈالے کہ جس سے اس کے سر کے بالوں کی جڑیں خوب بھیگ جائیں (دارمی)

۴۹۹ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
۲۳ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ
بِالصَّاعِ إِلٰى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مد (یعنی ایک سیر مقدار) پانی سے وضو اور ایک صاع (یعنی ۴ سیر) سے لے کر پانچ مد (یعنی ۵ سیر پانی سے) غسل فرمایا

کرتے۔ (بخاری ومسلم)

ف: امام اہلسنت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مد اور صاع کی عمدہ اور نفیس تحقیق اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو شریف کی کیفیت اپنے رسالہ بَارِقُ النُّوْرِ فِیْ مَقَادِیْرِ مَاءِ الطُّهُوْرِ میں بیان فرمائی ہے۔ اس مسئلہ کے لیے یہ نہایت ہی بہترین اور بے مثال رسالہ ہے۔

اس حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک سیر مقدار پانی سے وضو اور ۴ سیر سے لے کر ۵ سیر مقدار پانی سے غسل فرمایا کرتے، اس کے بارے میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے رد المحتار میں بحوالہ حلیۃ یہ تحقیق بیان فرمائی ہے کہ وضو اور غسل میں پانی کی مقدار کے متعلق بہت سے علماء نے مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ وضو اور غسل میں پانی کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں ہے البتہ ظاہر الروایۃ میں وضو میں کم سے کم پانی کی مقدار ایک سیر اور غسل میں ۴ سیر سے لے کر ۵ سیر جو بیان کی گئی ہے وہ بخاری اور مسلم کی اسی زیر بحث حدیث کی بنا پر ہے۔ لیکن یہ ایسی مقدار نہیں کہ جس کی پابندی لازمی ہے بلکہ یہ وضو اور غسل کی کم سے کم مسنون مقدار ہے۔ چنانچہ بحر میں لکھا ہے کہ جس کسی کا وضو یا غسل اس سے کم مقدار پانی سے پورا ہو جاتا ہے تو اس مقدار سے کم سے اس کا وضو یا غسل جائز ہے اور اگر یہ مقدار اس کے لیے کافی نہیں تو وہ اس مقدار سے زیادہ پانی استعمال کر سکتا ہے۔ کیونکہ انسانوں کی طبیعتیں اور احوال مختلف ہوا کرتے ہیں۔ بدائع اور امداد اور دیگر کتابوں میں یہی توضیح مذکور ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ پانی کے استعمال میں اسراف نہیں ہونا چاہیے جہاں تک ہوسکے پانی کافی احتیاط سے استعمال کیا کریں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی کے استعمال میں اسی احتیاط کو عملاً کرکے دکھایا ہے (یہ پورا مضمون رد المحتار شامی سے لیا گیا ہے۔) ۱۲۔

۵۰۰/۲۴ وَعَنْ مُوْسَى الْجُهَنِيِّ قَالَ اُتِيَ مُجَاهِدٌ بِقَدَحٍ حَزَرْتُهٗ ثَمَانِيَةَ اَرْطَالٍ فَقَالَ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِمِثْلِ هٰذَا۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت موسیٰ الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک بڑا برتن لایا گیا۔ میں نے اس کے متعلق اندازہ کیا کہ اس میں آٹھ رطل (یعنی ۴ سیر) کی گنجائش تھی، پھر کہا کہ مجھے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس برتن بھر پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے (نسائی شریف)

۵۰۱/۲۵ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْزِئُ فِي الْوُضُوْءِ رِطْلَانِ مِنْ مَّاءٍ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو میں دو رطل (یعنی ایک سیر) پانی کافی ہے

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(ترمذی شریف)

۵۰۲ / ۲۶ وَعَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فَيُبَادِرُنِيْ حَتّٰى أَقُوْلَ دَعْ لِيْ دَعْ لِيْ قَالَتْ وَهُمَا جُنُبَانِ.
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت معاذۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے جو ہمارے درمیان میں رکھا جاتا تھا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانی لینے میں جلدی فرماتے تھے تو میں کہتی تھی کہ میرے لیے چھوڑ دیجئے، میرے لیے چھوڑ دیجئے ام المومنین فرماتی ہیں دونوں جنابت کی حالت میں ہوتے تھے جس کے لیے غسل کرتے تھے (بخاری و مسلم)

۵۰۳ / ۲۷ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کرنے کے بعد وضو نہیں فرمایا کرتے تھے (پہلے کئے ہوئے وضو پر اکتفا فرماتے تھے) (ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ) (اور اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں)

۵۰۴ / ۲۸ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالْخِطْمِيِّ وَهُوَ جُنُبٌ يَجْتَزِئُ بِذٰلِكَ وَلَا يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ.
(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل جنابت میں سر مبارک کو خطمی سے (جو ایک قسم کی خوشبودار بوٹی ہے) دھو لیا کرتے تھے اور آپ اسی پر اکتفا فرماتے اور اس پر اور پانی نہ ڈالتے (یعنی خطمی کے نکالنے کے لیے جس پانی کو سر پر ڈالتے اسی پر کفایت فرماتے اور نہاتے وقت سر دھونے کے لیے مزید پانی استعمال نہیں فرماتے) (ابوداؤد شریف)

---

۵۰۵ / ۲۹ وَعَنْ يَعْلٰى قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالتَّسَتُّرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَفِيْ

حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ میدان میں (برہنہ) غسل کر رہا ہے تو آپ منبر پر چڑھے اور بعد حمد و ثنا کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بے حد حیا والے ہیں اور بہت پردہ پوش ہیں، حیا اور پردہ کرنے کو دوست رکھتے ہیں جب تم میں سے کوئی شخص

وَرِوَايَتِهِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ سِتِّيْرٌ فَإِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ ۔

غسل کرے تو پردے میں کیا کرے (ابوداؤد و نسائی) اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہایت پردہ پوش ہیں، جب تم میں سے کوئی غسل کرنا چاہے تو کسی چیز سے پردہ کرلے۔

٥ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ فَرَأَيْتُ قَدْرَ مَوْضِعِ الظُّفْرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتَ مَسَحْتَ عَلَيْهِ بِيَدِكَ أَجْزَأَكَ ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے کہا کہ میں نے غسل جنابت کیا اور فجر کی نماز پڑھی، اس کے بعد دیکھا کہ ناخن برابر جگہ چھوٹ گئی ہے جہاں پانی نہیں پہنچا ہے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس جگہ پر (غسل کے وقت) بھیگا ہوا ہاتھ جس سے پانی ٹپکتا ہو) پھیر لیتے تو کافی تھا اور غسل ہو جاتا چونکہ ایسا نہیں ہوا ہے اس لیے اس جگہ کا دھولینا اور نماز کا لوٹانا ضروری ہے (ابن ماجہ شریف)

ف: غسل جنابت میں ناخن برابر بھی جگہ دھونے اور پانی بہنے سے رہ جائے تو غسل نہ ہوگا اس کے لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً ستر جگہیں بیان کی ہیں کہ لوگ دوران غسل و وضو جسم میں ان کی احتیاط نہیں کرتے جس سے ان کا غسل نہیں ہوتا اور وہ ناپاک ہی رہتے ہیں نہ نمازیں ہوتی ہیں نہ کوئی اور عبادت۔ ان ستر میں سے تیس مواضع احتیاط کو اعلیٰ حضرت رحمہ الباری نے وضو کے مسائل میں بیان کیا ہے اور چالیس مواضع احتیاط کو غسل کے مسائل میں بیان کیا ہے چند مواضع بیان کیے جاتے ہیں۔ بقیہ کے لیے فتاویٰ رضویہ جلد ۱ کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱) سر کے بال کہ گوندھے ہوں ہر بال کی جڑ سے نوک تک پانی بہنا۔

(۲) کانوں اور ناک کے سوراخ جن کو عورتیں چھدوا کر زیورات پہنتی ہیں دوران غسل و وضو ان کو ہلا کر ان میں پانی بہنا کیونکہ وہ سوراخ اب ظاہر بدن کے حکم میں ہیں۔ ہاں اگر وہ سوراخ بند ہو چکے ہیں تو پھر ان میں کوئی حرج نہیں۔

(۳) بھنوؤں کے نیچے کی کھال اگرچہ بال کیسے ہی گھنے کیوں نہ ہوں۔

(۴) کان کا ہر پرزہ اس کے سوراخ کا منہ۔

(۵) کانوں کے پیچھے کے بال ہٹا کر پانی بہانا۔

(۶) غرغرہ کرنا یعنی کلی اس طرح کرنا کہ حلق تک پانی لے جائیے اگر روزے کی حالت میں پانی حلق سے نیچے اترنے کا احتمال ہو تو پھر صرف کلی کرے۔

(۷) ناک میں پانی ڈالنا ناک کی ہڈی تک۔ اگر روزے کی حالت میں دماغ تک پانی پہنچنے کا احتمال ہو تو پھر ناک میں ہڈی سے نیچے تک پانی ڈالے۔ ناک میں کوئی میل کچیل پھنسی ہے تو دوران غسل اس کا چھڑوانا ضروری ہے۔

(۸) منہ میں داڑھوں کے پیچھے زبان کے اوپر نیچے تالو کے ساتھ منہ کی سب جگہوں پر اچھی طرح پانی بہانا فرض ہے۔
(۹) دانتوں کی کھڑکیوں میں جو سخت چیز جمی ہے گوشت، روٹی یا کوئی اور چیز دانتوں کے درمیان پھنسی ہے اسے چھڑوانا بھی ضروری ہے۔
(۱۰) ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ کہ منہ اٹھائے بغیر صحیح نہ دھلے گا۔
(۱۱) بغلیں ہاتھ اٹھائے بغیر صحیح نہ دھلیں گی۔
(۱۲) بازو کا ہر پہلو ہر جوڑ۔
(۱۳) پیٹھ کا ہر ذرہ
(۱۴) پیٹ وغیرہ کی بلٹیں اٹھا کر دھوئیں۔ بڑی توند والا پیٹ کو نیچے سے اٹھا کر صحیح طور پر پانی بہائے۔
(۱۵) ناف میں انگلی ڈال کر دھونا جبکہ خود بخود پانی نہ پہنچتا ہو۔
(۱۶) جسم کا کوئی رونگٹا کھڑا نہ رہ جائے۔
(۱۷) ران، گھٹنے اور پاؤں کا جوڑ۔
(۱۸) دونوں سُرین ملنے کی جگہ خصوصاً جب کھڑے ہو کر نہائیں تو درمیان کی جگہ کو اچھی طرح دھونا۔
(۱۹) رانوں کی گولائی پنڈلیوں کی کروٹیں اچھی طرح دھونا۔
(۲۰) مونچھوں کے نیچے کی کھال اگرچہ گھنی ہو۔
(۲۱) داڑھی کا ہر بال جڑ سے نوک تک۔
(۲۲) مرد و عورت کے دونوں شرمگاہوں کے درمیان کی جگہ اچھی طرح دھونا
(۲۳) جس مرد کا ختنہ نہیں ہوا تو اس پر لازم اور ضروری ہے کہ اگر حشفہ کی کھال اوپر چڑھ سکتی ہے تو کھال کو اوپر چڑھا کر حشفہ کو دھوئے ورنہ وہ پلید ہی رہے گا۔
(۲۴) عورتوں یا مردوں کی ڈھلکی ہوئی پستان اوپر اٹھا کر نیچے سے دھونا فرض ہے۔
(۲۵) پستان و شکم کے درمیان کی جگہ دونوں پستانوں کے درمیان کی جگہ
(۲۶) فرج خارج کے ہر گوشے ہر پرزے کا خیال لازم رکھا جائے۔ ہاں فرج داخل میں انگلی ڈال کر دھونا واجب نہیں ہے۔ یہ مواضع احتیاط ہیں جن کی ہر مرد و عورت کو دوران غسل احتیاط لازم ہے۔ وگرنہ غسل نہیں ہوگا۔

("تبیان خلاصۃ الوضو" اعلیٰ حضرت امام احمد رضا)

۵۰۷ ۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَوْلِ فَقَالَ إِذَا مَسَّكُمْ شَيْءٌ فَاغْسِلُوْهُ فَإِنِّيْ أَظُنُّ أَنَّ مِنْهُ عَذَابَ الْقَبْرِ رَوَاهُ الْبَزَّارُ

۱۳۱ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیشاب لگ جانے کے متعلق سوال کیا اور ارشاد فرمایا کہ جب تم کو کچھ پیشاب لگ جائے تو اس

وَقَالَ فِي التَّلْخِيْصِ إِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَفِيْ حَدِيْثِ غَسْلُ الثَّوْبِ مِنَ الْبَوْلِ مَرَّةً اَيُّوْبُ بْنُ جَابِرٍ وَقَدِ اخْتَلَفُوْا فِيْ تَضْعِيْفِهٖ ـ

کو دھو ڈالو، اس لیے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ عذاب قبر اس کی وجہ سے ہوا کرتا ہے اور تلخیص میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند ہے اور وہ حدیث کہ جس کی سند میں ایوب بن جابر ہیں جس میں کپڑے کو پیشاب لگ جانے پر ایک دفعہ دھونے کا ذکر ہے ان کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے ۔

ف : ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کپڑے کو پیشاب لگ جانے سے ایک دفعہ دھو لینا چاہیے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کے موافق ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ کپڑا ایک دفعہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، وجہ یہ ہے کہ پانی پاک کرنے والا ہے جب پانی ایک دفعہ استعمال کر لیا جائے تو کپڑا پاک ہو جائے گا۔ جس طرح بدن بھی نجاست حکمیہ سے ایک بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ لیکن ہمارے علماء حنفیہ نے کہا ہے کہ کپڑا اتنا دھویا جائے کہ گمانِ غالب اس کے پاک ہونے کا ہو جائے اور گمانِ غالب کے حصول کی مقدار تین دفعہ دھونا بتلایا ہے، وجہ یہ ہے کہ بار بار دھونے سے نجاست خارج ہو جاتی ہے اور اس کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ نیند سے بیدار ہونے والے کے متعلق جو حدیث وارد ہوئی اس میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صراحت ہے کہ آپ نے نجاست موہومہ کے بارے میں تین دفعہ دونوں ہاتھوں کے دھونے کا حکم فرمایا لہذا اگر حقیقی نجاست ہو تو تین دفعہ دھونے کا حکم بطور اولیٰ ہوگا اور ہمارے مذہب حنفی کے ظاہر الروایۃ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ہر دفعہ نچوڑنا ضروری ہے اس لیے کہ نچوڑنے سے ہی نجاست خارج ہو جاتی ہے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ جب تم نے تین دفعہ دھو لیا اور تیسری دفعہ دھو کر نچوڑ لیا تو کپڑا پاک ہو جائے گا۔ (ماخوذ از مرقات و مستخلص) ۱۲۔

بَابُ مُخَالَطَةِ الْجُنُبِ وَمَا يُبَاحُ لَهٗ

(باب جنبی کیساتھ اختلاط[له] کے بیان میں اور ان چیزوں کے بیان میں جو اس کیلئے مباح یعنی جائز ہیں)

له: اختلاط سے بیٹھنا، کلام کرنا، مصافحہ کرنا اور اسی قسم کے معاملات مراد ہیں، اور مباح سے مراد کھانا پینا اور نیند وغیرہ ہیں۔ ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ،
لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اسے (یعنی قرآن کو) نہ چھوئیں مگر باوضو"
(سورۃ واقعہ ۵۶ پ ۲۷ آیت ۷۹)

ف: جس کو غسل کی حاجت ہو یا جس کا وضو نہ ہو یا حائضہ عورت یا نفاس والی ان میں سے کسی کو قرآن مجید کا بغیر غلاف وغیرہ کسی کپڑے کے چھونا جائز نہیں۔ بے وضو کو اگر قرآن شریف کا کچھ حصہ زبانی یاد ہو تو پڑھنا جائز ہے لیکن بے غسل اور حیض و نفاس والی کو پڑھنا جائز نہیں ہے۔ جب تک کہ پاک صاف نہ ہو جائیں (حاشیہ خزائن العرفان ترجمہ کنز الایمان)

۵۰۸ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِيَدِیْ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰی قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَاَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهٖ فَقُلْتُ لَهٗ لَقَدْ لَقِيْتَنِیْ وَاَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ حَتّٰی اَغْتَسِلَ وَكَذَا الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَايَةٍ اُخْرٰی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہو گئی، اور میں اس وقت جنبی تھا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں آپ کے ساتھ ہو لیا یہاں تک کہ ایک مقام پر بیٹھ گئے تو میں چپکے سے نکل گیا اور اپنے مقام پر پہنچا اور غسل کر کے پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے ارشاد فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تم کہاں گئے تھے میں نے آپ سے اپنے غسل کرنے کا حال بیان کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب سے سبحان اللہ فرمایا کہ مومن تو ناپاک ہوتا ہی نہیں (یہ الفاظ بخاری شریف کے ہیں اور مسلم نے بھی اسی طرح معناً روایت کی ہے) البتہ مسلم میں یہ زائد ہے کہ آپ سے میری ملاقات ایسی حالت میں ہوئی تھی کہ میں جنبی تھا تو میں نے اچھا نہیں جانا (یعنی میں نے ناپسند سمجھا) کہ آپ کے پاس بلا غسل بیٹھوں (اور بخاری کی دوسری روایت

بھی اسی طرح ہے)

ف : اس حدیث میں ارشاد ہے کہ مومن ناپاک نہیں ہوتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جنابت نجاست حکمی ہے جس کا حکم شارع علیہ السلام نے دیا ہے اور غسل اس پر واجب کیا ہے، اس لیے جنابت کی وجہ سے حقیقتاً مسلمان اور مومن نجس نہیں ہو جاتا اور اسی لیے جنبی کا پسینہ اور جوٹھا اور اس سے مصافحہ اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا وغیرہ جائز ہے (لمعات) ۱۲

۵۰۹/۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ يَسْتَدْفِئُ بِيْ قَبْلَ اَنْ اَغْتَسِلَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل جنابت فرماتے، پھر آپ غسل جنابت کرنے سے قبل گرمی حاصل کرنے کی خاطر مجھ سے چمٹ جایا کرتے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کا بدن پاک ہے) (ابن ماجہ) اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور مصابیح کے الفاظ سے شرح السنۃ میں بھی یہ حدیث مذکور ہے)۔

۵۱۰/۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کو رات میں غسل جنابت کی ضرورت در پیش ہو جاتی ہے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کر لیا کرو۔ اور اپنے عضو مخصوص کو دھو کر سو جایا کرو (بخاری و مسلم)

۵۱۱/۴ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصِيْبُ مِنْ اَهْلِهٖ ثُمَّ يَنَامُ وَلَا يَمَسُّ مَاءً فَاِنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ عَادَ وَاغْتَسَلَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا عَنْ اِمَامِنَا اَبِيْ حَنِيْفَةَ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ وَالنَّوَوِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بیوی سے جماع کرتے پھر سو جایا کرتے تھے اور پانی چھوتے نہ تھے اور اگر آخر شب میں بیدار ہوتے تو پھر جماع کرتے اور غسل فرماتے (اس کی روایت امام محمد نے مؤطا میں ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کی ہے اور بیہقی اور نووی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابو داؤد اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۱۲/۵ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَجَعَ مِنَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ

الْمَسْجِدِ صَلّٰى مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ مَالَ إِلٰى فِرَاشِهٖ وَإِلٰى أَهْلِهٖ فَإِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ قَضَاهَا ثُمَّ يَنَامُ كَهَيْأَتِهٖ وَلَا يَمَسُّ الْمَآءَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَى ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ مِّثْلَهٗ۔

تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد سے واپس ہوتے تو اللہ تعالیٰ کو جتنی نمازیں منظور ہوتیں ان کو ادا فرماتے پھر اپنے بستر اور اپنی بیوی کی جانب مائل ہو جاتے تھے اور اگر حاجت (یعنی جماع کرنا ہوتا تو اس سے فارغ ہو جاتے) پھر پانی کو ہاتھ لگائے بغیر اسی حالت میں سو جاتے تھے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ، ابن جریر، عبد الرزاق اور سعید بن منصور نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۱۳ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْنِبُ ثُمَّ يَنَامُ ثُمَّ يَنْتَبِهُ ثُمَّ يَنَامُ۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنبی ہو جاتے تھے پھر سو جاتے پھر بیدار ہوتے اور پھر سو جاتے (امام احمد)

۵۱۴ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَّأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنبی ہوتے اور آپ کھانے اور سو جانے کا ارادہ فرماتے تو آپ نماز کے وضو کی طرح وضو کر لیا کرتے تھے (بخاری و مسلم)

۵۱۵ وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ قَبْلَ أَنْ يَّنَامَ وَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ كَفَّيْهِ وَمَضْمَضَ فَاهُ ثُمَّ طَعِمَ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ صَحِيْحٌ۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالتِ جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے وضو کی طرح سونے سے قبل وضو فرما لیا کرتے تھے اور جب حالت جنابت میں کھانے کا ارادہ فرماتے تو دونوں گٹوں تک ہاتھوں کو دھو لیا کرتے اور کلی کرتے پھر تناول فرماتے (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے)

۵۱۶ وَعَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ قَالَتْ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ رَوَاهُ

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالتِ جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو آپ وضو فرما لیا کرتے تھے اور جب آپ کھانے یا پینے کا ارادہ فرماتے تو

النَّسَائِیُّ وَرَوَی ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَسَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَحْوَهٗ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھو لیا کرتے، پھر کھاتے یا پیتے تھے (نسائی) اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۱۷ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ كَفَّيْهِ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالتِ جنابت میں کھانے کا ارادہ فرماتے تو آپ گٹوں تک دونوں ہاتھوں کو دھو لیا کرتے تھے۔ (طحاوی شریف)

۵۱۸ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَشْرَبَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ وَتَمَضْمَضَ ثُمَّ شَرِبَ اَوْ اَكَلَ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَصْحَابُنَا فَظَهَرَ مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ اَنَّهٗ لَا بَاْسَ اَنْ يَّاْكُلَ الْجُنُبُ اَوْ يَشْرَبَ اَوْ يَنَامَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَاُحِبُّ اِلَيْهِمْ اَنْ يَّتَوَضَّاَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالت جنابت میں کھانے یا پینے کا ارادہ فرماتے تو آپ دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھو لیا کرتے اور کلی فرماتے پھر پیتے یا کھاتے (اس کی روایت عبد الرزاق اور سعید بن منصور نے کی ہے) حضرات احناف نے کہا ہے کہ ان احادیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جنبی کے لیے اس امر میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ حالتِ جنابت میں بغیر وضو کے کھائے اور پیئے یا سو جائے، البتہ جنبی کے لیے مستحب ہے کہ وہ وضو کرے، جس نے وضو کر لیا تو اچھا کیا اور جس نے وضو نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں۔

ف: جنبی کے لیے ضروری ہے کہ وہ غسل کرے ورنہ وضو تو ضرور کرے کیونکہ احادیث میں آتا ہے جس گھر میں جنبی ہو ملائکہ رحمت اس میں داخل نہیں ہوتے۔ یہ حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث سے ائمہ مجتہدین نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے لَا بَاْسَ بِاَكْلٍ وَّشُرْبٍ بَعْدَ مَضْمَضَةٍ وَّغَسْلِ يَدٍ وَاَمَّا قَبْلَهَا فَيُكْرَهُ لِلْجُنُبِ۔ کلی کر لینے اور ہاتھ دھو لینے کے بعد کھانا پینا جنبی کے لیے جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام طحاوی شرح معانی الآثار میں حضرت مالک بن عمارہ غافقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حاجت غسل میں کھانا تناول فرمایا انہوں نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس کا ذکر کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا اعتبار نہ آیا انہیں کھینچتے ہوئے بارگاہ نبوی میں لے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کہتے ہیں کہ حضور انور نے بحالت جنابت کھانا تناول فرمایا ہے

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأْتُ أَكَلْتُ وَشَرِبْتُ وَلٰكِنِّي لَا أُصَلِّي وَلَا أَقْرَأُ حَتّٰى أَغْتَسِلَ فرمایا ہاں میں وضو فرمالوں تو کھاتا پیتا ہوں مگر قرآن و نماز بغیر نہالے کے نہیں پڑھتا ہوں ۔

(فتاوی رضویہ ج ا ص ۲۴۱ ۔ مصنفہ امام احمد رضا القادری)

۵۱۹/۱۲ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتٰى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وُضُوءًا ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کرے پھر دوبارہ اپنی بیوی سے جماع کا ارادہ کرتا ہو تو وہ ہر دو جماع کے درمیان وضو کرے (مسلم شریف)

۵۲۰/۱۳ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُجَامِعُ ثُمَّ يَعُودُ وَلَا يَتَوَضَّأُ ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جماع کرنے کے بعد پھر دوبارہ جماع کرتے اور وضو نہیں فرماتے تھے (طحاوی شریف)

۵۲۱/۱۴ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ عَلٰى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَقَالَ حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ أَنْ لَا بَأْسَ أَنْ يَعُودَ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سب بیبیوں سے مجامعت کے بعد ایک ہی غسل پر اکتفا فرماتے تھے (مسلم شریف) اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

اور ترمذی نے کہا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح ہے اور اہل علم میں بہت سے حضرات نے ایسا ہی کہا ہے جن میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں اور انھوں نے کہا ہے کہ جماع کے بعد وضو کئے بغیر دوبارہ جماع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۵۲۲/۱۵ وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى نِسَائِهِ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هٰذِهٖ وَعِنْدَ هٰذِهٖ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا تَجْعَلُهُ غُسْلًا وَاحِدًا آخِرًا قَالَ هٰذَا أَزْكٰى وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ رَوَاهُ

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن اپنی بیبیوں میں ہر ایک کے ساتھ جماع فرمایا اور ان میں سے ہر ایک کے پاس غسل فرماتے جاتے تھے ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیوں آپ آخر

اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ قَالَ الْعَلَّامَۃُ الشَّامِیُّ فَیُسْتَفَادُ مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ اَنَّ الْمُعَاوَدَۃَ مِنْ غَیْرِ وُضُوْءٍ وَّلَا غُسْلٍ بَیْنَ الْجِمَاعَیْنِ اَمْرٌ جَائِزٌ وَّاَنَّ الْاَفْضَلَ اَنْ یَّتَخَلَّلَهَا الْغُسْلُ اَوِ الْوُضُوْءُ۔

میں ایک ہی غسل پر اکتفا نہیں فرماتے ؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ الگ الگ غسل کرنا زائد صفائی زائد بہتری اور زائد پاکی ہے (امام احمد اور ابوداؤد) اور اس کی اسناد صحیح ہے)

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو دفعہ جماع کرنے کے درمیان وضوء نہ کرنا اور غسل نہ کرنا جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ دو دفعہ جماع کرنے کے درمیان میں غسل یا وضو کر لیا جائے

۵۲۳
۱۶ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِهٖ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر حالت میں (خواہ جنبی ہوں یا بے وضو) اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا کرتے تھے (مسلم شریف)

۵۲۴
۱۷ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَیُقْرِئُنَا الْقُرْاٰنَ وَیَاْکُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ یَکُنْ یَحْجُبُهٗ اَوْ یَحْجُزُهٗ عَنِ الْقُرْاٰنِ شَیْءٌ لَیْسَ الْجَنَابَۃَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ نَحْوَهٗ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلتے تو (بغیر وضو کئے) ہم کو قرآن پڑھاتے تھے اور ہمارے ساتھ گوشت تناول فرماتے (اس سے معلوم ہوا کہ بے وضوء زبانی سے قرآن کا پڑھنا جائز ہے، ہاں بے وضو قرآن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے) اور آپ کو قرآن پڑھنے میں جنابت کے سوا کوئی اور چیز مانع نہیں ہوتی تھی (ابوداؤد و نسائی) (اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۲۵
۱۸ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْرَاُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَیْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض والی عورت اور جنبی قرآن کو تھوڑا یا بہت کچھ بھی نہ پڑھے (ترمذی شریف)

ف : حائضہ اور جنبی کے لیے قرآن کی آیت یا جزء آیت کا (تلاوت کی نیت سے) پڑھنا ناجائز ہے کیونکہ حدیث میں "شَیْئًا" کا لفظ آیا ہے البتہ معلمہ بحالت حیض قرآن کو ایک ایک کلمہ کر کے پڑھا سکتی ہے جو اس حدیث کے حکم میں داخل نہیں ہے ایسا ذکر یا دعا کی نیت سے اگر قرآن کی کوئی آیت یا جزء آیت پڑھ لیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ بھی اس حدیث کے حکم میں شامل نہیں ہو گا۔۱۲

۵۲۶ وَعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ اَنَّهٗ
۱۹ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُوْلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى تَوَضَّأَ ثُمَّ اعْتَذَرَ اِلَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ اَذْكُرَ اللّٰهَ اِلَّا عَلٰى طُهْرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ اِلٰى قَوْلِهٖ حَتّٰى تَوَضَّأَ وَقَالَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ رَدَّ عَلَيْهِ ۔
قَالَ عُلَمَاءُنَا فَثَبَتَ بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ اَنَّ الْوُضُوْءَ لِمُطْلَقِ الذِّكْرِ مَنْدُوْبٌ وَتَرْكُهٗ خِلَافُ الْاَوْلٰى وَهُوَ مَرْجِعُ كَرَاهَةِ التَّنْزِيْهِ ۔

حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے انھوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ نے وضو فرما لینے تک سلام کا جواب نہیں دیا اس کے بعد آپ نے ان سے عذر بیان کیا اور فرمایا میں نے بغیر وضو کے ذکر الٰہی پسند نہیں کیا (ابوداؤد شریف) اور نسائی نے حتی توضأ (یعنی آپ نے وضو کیا) تک روایت کی ہے اور اپنی سند میں یہ اضافہ کیا ہے کہ مہاجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اس کے بعد سلام کا جواب دیا۔

ہمارے علماء فرماتے ہیں ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مطلق ذکر کے لیے وضو کرنا مستحب ہے اور وضو نہ کرنا خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی ہے ۔ ۱۲

۵۲۷ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ
۲۰ ابْنِ عُمَرَ فِيْ حَاجَةٍ فَقَضَى ابْنُ عُمَرَ حَاجَتَهٗ وَكَانَ مِنْ حَدِيْثِهٖ يَوْمَئِذٍ اَنْ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ فِيْ سِكَّةٍ مِّنَ السِّكَكِ فَلَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى اِذَا كَادَ الرَّجُلُ اَنْ يَّتَوَارٰى فِي السِّكَّةِ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْحَائِطِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً اُخْرٰى فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ وَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اَرُدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ اِلَّا اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ عَلٰى طُهْرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ مَشَائِخُنَا فِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ التَّيَمُّمَ يَجُوْزُ لِكُلِّ مَا لَا تُشْتَرَطُ الطَّهَارَةُ لَهٗ وَلَوْ مَعَ وُجُوْدِ الْمَاءِ

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہولیا جب وہ حاجت کے لیے نکلے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حاجت سے فراغت حاصل کرلی، اس دن جتنی حدیثیں آپ نے بیان فرمائیں اس میں سے ایک حدیث یہ تھی آپ نے فرمایا کہ ایک شخص گلی میں گذرا تو یکایک اس کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسی حالت میں ہو گئی۔ آپ براز یا پیشاب سے فارغ ہوکر نکلے تھے اس نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ جب وہ شخص (جانے لگا) اور قریب تھا کہ وہ گلی میں نگاہ سے دور ہوجائے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دیوار پر مار کر اپنے چہرے پر پھیرا۔ پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو دیوار پر مار کر دونوں کہنیوں تک پھیرا اس کے بعد آپ نے اس شخص کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تم کو سلام کے جواب دینے میں صرف یہی چیز مانع تھی کہ میں وضو سے نہ تھا

وَ اَمَّا مَا تُشْتَرَطُ لَهٗ فَيُشْتَرَطُ فَقْدُ الْمَاءِ كَتَيَمُّمِ لِلْقِرَاءَةِ فَاِنْ مُحْدِثًا فَكَالْاَوَّلِ اَوْ جُنُبًا فَكَالثَّانِيْ۔

(ابوداؤد شریف)

ہمارے علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ تیمم شرائط تیمم کے پائے جانے کے بغیر ایسی چیز کے لیے جائز ہے جس کے لیے وضو مشروط نہیں ہے اگرچہ کہ پانی موجود ہے اور پانی کے استعمال کے لیے کوئی عذر نہیں ہے لیکن ایسی چیز جس کے لیے وضو شرط ہے تو تیمم شرائط تیمم پائے جانے کے بغیر جائز نہیں ہوگا مثلاً قرآن پڑھنے کے لیے تیمم کرنا کہ اس کے لیے وضو مشروط نہیں ہے تو قرآن پڑھنے کے لیے شرائط تیمم پائے جانے کے بغیر تیمم کر سکتا ہے لیکن جنبی ہے یا قرآن کو ہاتھ لگانا مقصود ہے تو ان صورتوں میں تیمم ایسی حالت میں جائز ہوگا کہ تیمم کے شرائط پائے جاتے ہوں ورنہ پانی کی موجودگی میں جنبی کے لیے غسل اور مس قرآن کے لیے وضو کرنا ضروری ہوگا۔ ۱۲

۵۲۸ وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ
۲۱
نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُوْرِ الْمَرْاَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَزَادَ اَوْ قَالَ بِسُؤْرِهَا وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرد آدمی کو عورت کے غسل یا وضو کے بعد بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کی ممانعت فرمائی ہے (ابوداؤد ابن ماجہ اور ترمذی) اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ترمذی نے "اَوْ قَالَ بِسُؤْرِهَا" یعنی لفظ فضل کے بجائے لفظ سؤر کی روایت کی ہے (جس کے معنی یہ ہیں کہ عورت کے پینے کے بعد بچے ہوئے پانی سے یا عورت کے نہانے یا وضو کرنے کے بعد باقی ماندہ پانی سے مرد وضو یا غسل نہ کرے۔

ف: اس حدیث میں عورت کے بچائے ہوئے پانی سے وضو یا غسل کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے اور اس کے بعد والی حدیث جس کے راوی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اور جس کو شرح السنۃ میں آپ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے اس سے بظاہر عورت کے بچائے ہوئے پانی سے وضو یا غسل کا جواز معلوم ہوتا ہے تو یہ بات واضح رہے کہ اس حدیث میں جو ممانعت مذکور ہے وہ تنزیہی ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بعد میں آنے والی حدیث میں جو اجازت وارد ہے وہ بیانِ جواز کے لیے ہے۔ ۱۲

۵۲۹ ۲۲ وَعَنْ حُمَيْدٍ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ سِنِينَ كَمَا صَحِبَهُ أَبُوهُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ أَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ زَادَ مُسَدَّدٌ وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيعًا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ أَحْمَدُ فِيْ أَوَّلِهِ نَهٰى أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ أَوْ يَبُوْلَ فِيْ مُغْتَسَلِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ. قَالَ عُلَمَاؤُنَا إِنَّ هٰذَا النَّهْيَ لِلتَّنْزِيْهِ۔

حضرت حمید حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے ملا جو چار سال تک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح حاضر رہے اس صحابی نے مجھ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کو مرد کے بچے ہوئے پانی سے یا مرد کو عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے کی ممانعت فرمائی ہے البتہ مسدد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ دونوں ایک ساتھ چلو سے پانی استعمال کریں۔ (ابوداؤد و نسائی)
اور امام احمد نے اس حدیث کی ابتداء میں یہ بڑھایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم میں سے کسی کو روزانہ کنگھی کرنے یا غسل خانے میں پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی ہے اس کی روایت ابن ماجہ نے عبداللہ بن سرجس سے کی ہے اور ہمارے علماء نے کہا کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے۔۱۲

۵۳۰ ۲۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَفْنَةٍ فَأَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَوَضَّأَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ جُنُبًا فَقَالَ إِنَّ الْمَاءَ لَا يُجْنِبُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ نَحْوَهُ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک بڑے ٹب سے غسل فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو وہ عرض کرنے لگیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنبی تھی تو آپ نے فرمایا کہ پانی جنبی نہیں ہوتا (ترمذی، ابوداؤد، اور ابن ماجہ) اور دارمی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور شرح السنۃ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے)

۵۳۱ ۲۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّئُوْنَ جَمِيْعًا فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَأْسَ بِأَنْ تَتَوَضَّأَ الْمَرْأَةُ وَتَغْتَسِلَ مَعَ الرَّجُلِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مرد اپنی بیبیوں کے ساتھ مل کر وضو کیا کرتے تھے (امام احمد و نسائی و امام محمد نے کہا ہے کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ مل کر ایک ہی برتن سے

مِّنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ اِنْ بَدَأَتْ قَبْلَهٗ اَوْ بَدَأَ قَبْلَهَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

وضو اور غسل کرے خواہ ابتداء عورت کی جانب سے ہو یا شوہر کی جانب سے ہو، اور یہی قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے)

ف : اس حدیث میں "كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّؤُنَ جَمِيْعًا" (مرد اور عورتیں ایک ساتھ مل کر وضو کیا کرتے تھے) جو مذکور ہے اس زمانے کا عمل ہے جب کہ پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے اور جب پردے کے احکام نازل ہو چکے تو یہ عمل شوہر اور بی بی کے ساتھ مختص ہو گیا۔ ۱۲

۵۳۲/۲۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ فِی الْكِتَابِ الَّذِیْ كَتَبَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنْ لَّا يَمَسَّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالدَّارُقُطْنِیُّ وَرَوَى الْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ نَحْوَهٗ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ وَرَوَى الطَّبْرَانِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ۔

حضرت عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اس خط میں جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل بنا کر بھیجتے وقت دیا تھا اس میں لکھا تھا کہ قرآن شریف کو باوضو ہاتھ لگایا جائے (اس کی روایت امام مالک اور دارقطنی نے کی ہے اور مستدرک میں حاکم نے اسی طرح روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور بخاری و مسلم کی شرط کے موافق ہے اگرچہ کہ انھوں نے اس کی روایت نہیں کی ہے)

ف : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں کہ محدث یعنی بے وضو کو مصحف (یعنی قرآن کریم) چھونا مطلقاً حرام ہے خواہ اس میں صرف نظم قرآن عظیم مکتوب ہو یا اس کے ساتھ ترجمہ و تفسیر اور رسم الخط وغیرہا بھی کہ ان کے لکھنے سے نام مصحف شریف زائل نہ ہو گا۔ آخر اسے قرآن مجید ہی کہا جائے گا۔ ترجمہ یا تفسیر یا کوئی اور نام نہ رکھا جائے گا۔ یہ ذوائد قرآن عظیم کے توابع ہیں اور مصحف شریف سے جدا نہیں۔ اسی لیے حاشیہ مصحف کی بیاض سادہ کو بھی چھونا ناجائز ہوا بلکہ چولی پر سے بھی بلکہ ترجمہ کا چھونا خود ہی ممنوع ہے اگرچہ قرآن مجید سے جدا لکھا ہو۔

قرآن مجید کی وہ آیات جو ذکر و ثناء مناجات و دعا ہوں اگرچہ پوری آیت ہو جیسے آیۃ الکرسی بلکہ متعدد آیات کاملہ جیسے سورۃ حشر کی آخری تین آیات هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ سے آخر سورت تک بلکہ پوری سورت جیسے الحمد شریف بہ نیت ذکر و دعا نہ بہ نیت تلاوت پڑھنا جنب و حائض و نفاس والی سب کو پڑھنا جائز ہے۔ اسی لیے کھانا کھانے یا سبق کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ سکتے ہیں اگرچہ یہ تسمیہ ایک مستقل آیت ہے کہ اس سے مقصود تبرک و استفتاح ہوتا ہے نہ کہ مقصود تلاوت ہوتا ہے۔ اسی طرح حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور انا للہ وانا الیہ راجعون کسی مہم یا مصیبت میں بہ نیت ذکر و دعا پڑھے جاتے ہیں نہ کہ بہ نیت تلاوت قرآن مجید پڑھے جاتے ہیں۔ اگرچہ پوری آیت بھی ہوتی تو کوئی مضائقہ نہیں تھا۔

لہذا قرآن مجید کا اتنا ٹکڑا کہ ایک چھوٹی آیت کے مقدار برابر ہو جائے جنبی (جس نے عورت سے ہم بستری کی ہے) حائضہ (جسے ماہواری آتی ہے) نفاس والی (بچہ کی ولادت کے بعد جو خون آتا ہے) کےلیے بالاتفاق پڑھنا بھی ممنوع ہے اور چھونا بھی ممنوع ہے۔ البتہ جو بے وضو ہے وہ قرآن مجید کو چھو نہیں سکتا ہے زبانی الفاظ قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے۔ مگر یہ بھی خلاف ادب ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝

(ارتفاع الحجب عن وجوہ قرأۃ الجنب اعلیٰ حضرت بریلوی)

جامع الرضوی میں مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل باب باندھا ہے جس کے تحت تقریباً پندرہ احادیث لائے ہیں کہ لَا یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ الْجُنُبُ وَلَا الْحَائِضُ کہ حائضہ اور جنبی تلاوت قرآن مجید نہ کریں حضرت علی کی روایت میں آتا ہے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اِلَّا الْجَنَابَةَ کہ حضور انور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر حالت میں قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تھے سوائے حالت جنابت کے۔

علامہ بہاری قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صحیح بہاری شریف میں مَسِّ قرآن پر بھی ایک مستقل باب باندھا ہے جس میں آپ احادیث لائے کہ بے وضو قرآن پاک کو نہ چھونا چاہیے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت لائے ہیں اَنَّهٗ قَالَ لَا يَمَسُّ الْمُصْحَفَ اِلَّا عَلَى الطَّهَارَةِ کہ آدمی مصحف شریف (یعنی قرآن مجید) کو بغیر طہارت کے ہاتھ نہ لگائے۔ یعنی جسے غسل کی حاجت ہو وہ غسل کر لے اور جسے وضو کی حاجت ہو وہ وضو کرے۔ اس کے بعد قرآن مجید کو چھوئے اور پڑھے۔

۵۳۳/۲۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُيُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ فَاِنِّيْ لَا اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کے دروازے مسجد کے رخ سے دوسری جانب پھیر دو، اس لیے کہ میں حیض والی عورت اور جنبی کے لیے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں قرار دیتا۔ (ابوداؤد شریف)

ف: یہ حدیث اور اس کے بعد والی حدیث سے جس کے راوی مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ ثابت ہوتا ہے کہ حائضہ اور جنبی کا مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنا دونوں برابر ہیں۔ اس وجہ سے کہ دخول مسجد کی ممانعت جنابت یا حیض کی وجہ سے ہے اور گذرنے والا اسی حالت میں گذر رہا ہے تو اس حالت کے باقی رہتے ہوئے مسجد میں سے گذر جانا یقیناً بیٹھنے کے مساوی ہوگا اسی وجہ سے احناف کے نزدیک حائضہ اور جنبی دونوں کے لیے مسجد میں بیٹھنا اور گذر جانا دونوں باتیں ناجائز ہیں لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حائضہ اور جنبی مسجد میں بیٹھ نہیں سکتے مگر گذر سکتے ہیں اور اسی لیے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیت "وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ" میں عابری سبیل کے

معنی گزرنے والے کے مراد لئے ہیں، حالانکہ عابری سبیل کے معنی مسافر کے ہیں، چنانچہ اس کی تفسیر میں حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے، مسافر ہی منقول ہے اور "عابری سبیل" سے مسافر مراد لینے کی دلیل کی یہ حدیث بھی ہے جس سے جنبی اور حائضہ کو مرور مسجد کی اجازت ثابت نہیں ہو رہی ہے۔ ۱۲

۵۳۴ وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ لَا يَمُرُّ الْجُنُبُ وَلَا الْحَائِضُ فِي الْمَسْجِدِ إِنَّمَا نَزَلَتْ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ لِلْمُسَافِرِ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي رَوَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔
۲۷

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جنبی اور حائضہ مسجد میں سے نہ گذرے، آیت کریمہ "وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ" (مسجد میں سے گذرنے والے کے لیے نہیں ہے بلکہ) مسافر کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو (پانی نہ ملنے کی صورت میں) تیمم کر کے نماز پڑھتا ہے۔ (اس کی روایت عبد بن حمید نے کی ہے)

ف: آیت "وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ" کا ترجمہ یہ ہے (اسی طرح نہانے کی حاجت ہو تو نماز کے نزدیک نہ جانا، یہاں تک کہ غسل کر لو، ہاں سفر کی حالت میں کسی راستہ پر جا رہے ہو، اور پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لو)۔ ۱۲

۵۳۵ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ۔ (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ)
۲۸

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوا کرتے جس میں تصویر یا کتا یا جنبی ہوں (ابوداؤد و نسائی)

ف: اس حدیث میں فرشتوں سے رحمت اور برکت لانے والے فرشتے اور وہ فرشتے مراد ہیں جو ذکر سننے کے لیے اترتے ہیں کہ یہ فرشتے ان صورتوں میں گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ ۱۲

ف: جنبی سے وہ جنبی مراد ہیں جن کو غسل نہ کرنے کی عادت ہوا کرتی ہے اور وہ جنبی بھی مراد ہے جو غسل کرنے میں اتنی دیر کرے کہ نماز کا وقت گذر جائے۔ ۱۲

۵۳۶ وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ جِيفَةُ الْكَافِرِ وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوقِ وَالْجُنُبُ إِلَّا أَنْ يَتَوَضَّأَ۔ (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)
۲۹

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے رحمت کے فرشتے قریب نہیں ہوتے۔ ایک کافر (خواہ زندہ ہو یا مردہ) دوسرے وہ شخص جو ایسی خوشبو استعمال کرے جو عورتوں کے لیے مخصوص ہے) کیونکہ اس سے عورتوں سے مشابہت ہوتی ہے) اور تیسرے ملائکہ اس جنبی کے پاس بھی نہیں آتے جب تک کہ وہ غسل نہ

کہلے یا کم سے کم وضو (ابوداؤد شریف)

بَابُ اَحْكَامِ الْمِيَاهِ

یہ باب پانی کے احکام کے بیان میں ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثُ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ "اور (رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا" (سورۃ اعراف، آیت ۱۵۷)

ف: یعنی جو حلال وطیب چیزیں بنی اسرائیل پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے حرام ہوگئیں تھیں وہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے حلال فرما دیں گے۔ اور خبیث وگندی چیزوں کو حرام فرمائیں گے۔ (بحوالہ نور العرفان مع ترجمہ کنزالایمان) (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اشیاء کو حلال وحرام کرنے کا اختیار دیا ہے جیسا کہ آیت قرآن کریم سے واضح ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گندی اشیاء کو حرام فرماتے ہیں)

وَقَوْلُهٗ:
وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا پاک کرنے والا" (سورۃ فرقان ۲۵ آیت ۴۸)

ف: اس سے معلوم ہوا کہ بارش کے پانی سے وضو اور غسل درست ہے (حاشیہ نور العرفان مفتی احمد یارخاں)

وَقَوْلُهٗ:
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
(ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمھیں اس سے ستھرا کردے (سورۃ انفال پ۹ آیت ۱۱)

وَقَوْلُهٗ:
اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ ۢبِقَدَرِهَا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
(ترجمہ: اس (اللہ تعالیٰ) نے آسمان سے پانی اتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے۔ (سورۃ رعد آیت ۱۷)

ف: اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رب ذوالجلال کا دین متین بہت وسیع ہے مگر اس سے لینا اپنے برتن کے مطابق ہے۔ (حاشیہ نور العرفان ترجمہ کنزالایمان)

۵۳۷ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبَالَ فِى الْمَآءِ الرَّاكِدِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ٹھہرے

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی ہے (مسلم شریف)

ف: پانی سے مراد یہاں قلیل پانی ہے اگر پانی کثیر ہو تو جاری کا حکم رکھتا ہے اور وہ پیشاب وغیرہ سے نجس نہیں ہوتا اور اس میں نہانا بھی جائز ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر پانی کثیر ہو تو نجس ہوتا لیکن اس میں پیشاب کرنا ٹھیک نہیں، شائد دیکھا دیکھی اور لوگ بھی پیشاب کرنے لگیں، اور یہ رواج پا جائے اور رفتہ رفتہ پانی میں تغیر واقع ہو جائے الغرض قلیل پانی میں پیشاب کرنا مکروہ تحریمی اور کثیر پانی میں پیشاب کرنا مکروہ تنزیہی ہے ۱۲۔

۵۳۸/۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِی الْمَآءِ الدَّآئِمِ الَّذِیْ لَا يَجْرِیْ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ لَا يَغْتَسِلُ اَحَدُكُمْ فِی الْمَآءِ الدَّآئِمِ وَهُوَ جُنُبٌ قَالُوْا كَيْفَ يَفْعَلُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں جو بہتا نہ ہو پیشاب کر کے اس سے غسل وغیرہ نہ کرے (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی شخص جنابت کی حالت میں ٹھہرے ہوئے قلیل پانی میں غسل نہ کرے۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاتھوں سے تھوڑا تھوڑا پانی لے کر غسل کرنا چاہیئے۔

ف: ٹھہرے ہوئے پانی میں جنابت کے غسل کی ممانعت کے متعلق قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں غسل کی ممانعت کو حالت جنابت کے ساتھ مشروط قرار دیا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ پانی جو غسل جنابت میں استعمال کیا جائے جب کہ وہ ٹھہرا ہوا ہو تو وہ اپنی اصلی حالت پر نہیں رہتا اگر یہ بات نہ ہوتی تو ممانعت سے کوئی فائدہ مقصود نہ ہوتا اسی لیے امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ پانی طاہر نہ رہا بلکہ ناپاک ہو گیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ پانی پاک رہا لیکن پاک کرنے والا نہ رہا۔ اور یہی قول امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (مرقات)

۵۳۹/۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَرِضْتُ فَاَتَانِی النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِیْ وَاَبُوْ بَكْرٍ فَوَجَدَانِیْ قَدْ اُغْمِیَ عَلَیَّ فَتَوَضَّاَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهٗ عَلَیَّ فَاَفَقْتُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں بیمار ہو گیا تو میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیادت کے لیے تشریف لائے دونوں حضرات نے مجھے بے ہوش پایا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا پھر وضو کا مستعملہ پانی مجھ پر ڈال دیا تو مجھے ہوش آ گیا (بخاری و مسلم)

٥٤٠/٤ وَعَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاُتِیَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَجَعَلَ النَّاسُ یَاْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِہٖ فَیَتَمَسَّحُوْنَ بِہٖ۔
(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے آپ کے لیے وضو کا پانی لایا گیا تو آپ نے وضو فرمایا تو صحابہ کرام حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مستعمل پانی لے کر اپنے اپنے بدن پر مل رہے تھے۔ (بخاری شریف)

٥٤١/٥ وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ قَالَ اِذَا تَوَضَّاَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ عَلٰی وَضُوْئِہٖ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَفِی السِّعَایَۃِ فَھٰذِہِ الْاَخْبَارُ وَاَمْثَالُھَا تَدُلُّ عَلٰی طَھَارَۃِ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ وَاِلَّا لَمْ یَکُنْ لِلتَّبَرُّکِ وَالتَّمَسُّحِ وَنَحْوِ ذٰلِکَ مَعْنًی اھ وَالْفَتْوٰی عَلٰی اَنَّ الْمَاءَ الْمُسْتَعْمَلَ طَاھِرٌ فِیْ مَذْھَبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وضو فرماتے تو لوگ آپ کے وضو کے مستعمل پانی پر باہم لڑ پڑنے کے قریب ہو جاتے (بخاری شریف)

سعایہ میں لکھا ہے کہ یہ اور اسی قسم کی احادیث اس بات پر دلیل ہیں کہ مستعمل پانی پاک ہوتا ہے ورنہ اس کو تبرک سمجھنے اور جسم پر ملنے اور اس طرح استعمال کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی مذہب حنفی میں فتویٰ اس پر ہے کہ استعمال شدہ پانی پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں ہے۔

ف، تفہیم البخاری میں علامہ غلام رسول رضوی صاحب دامت فیوضہم نے فرمایا کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بال شریف مکرم و معظم ہیں۔ اسی طرح آپ کے فضلات اور خون سب طاہر ہیں۔ اس میں کثیر احادیث آئی ہیں حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہم نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا خون مبارک پیا۔ جیسا کہ بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے حلیہ میں اس کی روایت کی ہے۔ نیز یہ بھی روایت ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالٰی عنہا نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بول شریف پیا۔ اس کی روایت حاکم، دارقطنی، طبرانی اور ابو نعیم نے کی ہے۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے کہ حضرت ابو رافع کی بیوی حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالٰی عنہا نے وہ پانی پیا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے غسل شریف کا بچا ہوا تھا تو نبی رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے تیرے بدن کو دوزخ پر حرام کر دیا ہے۔

بعض آئمہ شافعیہ نے سرور کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بول شریف اور تمام فضلات کے طاہر ہونے کی تصحیح کی ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ علامہ بیری نے شرح الاشباہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بول شریف کی طہارت پر کثیر ادلہ قائم ہیں اور آئمہ کرام نے اس کو سرور کونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خصائص سے ذکر کیا ہے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کہا کہ جا بسے کثیر اصحاب نے اسے پسند کیا ہے اور شرح الشمائل میں بسط کے

ساتھ اس کی تحقیق کی ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کسی دوسرے کو قیاس نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی ایسا کہے تو اس کا کلام سننے سے میرے کان بہرہ ہیں۔ اور ایسے لوگ غبی اور جاہل ہیں۔

متن کی تین احادیث سے یہ دلیل بھی نکلتی ہے کہ پانی دم کر کے مریض پر ڈالنا جائز ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت ہر بیماری کو دور کر دیتی ہے معلوم ہوا کہ آپ دافع البلاء اور شافی الامراض ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں سے تبرکاً فیض لینا دم وغیرہ کرانا ان کا مرض کی جگہ پر ہاتھ پھیرنا ان کے تبرکات کو جسم پر ملنا حصول برکت کے لیے یہ سب جائز ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث سے ثابت ہے۔ بے شمار ایسی احادیث ہیں جن سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات سے فیض حاصل کرتے تھے۔

۵۴۲ / ۶ وَعَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّ زَنْجِيًّا وَقَعَ فِيْ زَمْزَمَ يَعْنِيْ مَاتَ فَاَمَرَ بِهٖ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاُخْرِجَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُنْزَحَ قَالَ فَغَلَبَتْهُمْ عَيْنٌ جَاءَتْ مِنَ الرُّكْنِ قَالَ فَاَمَرَ بِهَا فَدُسَّتْ بِالْقُبَاطِيِّ وَالْمَطَارِفِ حَتّٰى نَزَحُوْهَا فَلَمَّا نَزَحُوْهَا انْفَجَرَتْ عَلَيْهِمْ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ مُرْسَلًا وَقَالَ الْعَلَّامَةُ النِّيْمَوِيُّ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَسَنَدُ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ زمزم کے چشمہ میں ایک حبشی گر کر مر گیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حکم دیا کہ اس آدمی کو نکالا جائے چنانچہ وہ نکالا گیا پھر آپ نے زمزم کے پورے پانی کو نکالنے کا حکم دیا۔ راوی کہتے ہیں رکن (یعنی حجر اسود) کی جانب ایک کشادہ سوراخ تھا جس سے پانی اس چشمہ میں چلا آرہا تھا اور بند نہ ہوتا تھا آپ نے حکم دیا تو اس کشادہ سوراخ کے منہ کو سفید باریک کپڑوں اور ریشمی چادروں سے بند کیا گیا یہاں تک کہ پورا پانی کھینچ لیا اور جب سب پانی کھینچ چکے تو کشادہ سوراخ کھل گیا (اس کی روایت دارقطنی نے بطریق مرسل کی ہے، علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے اسناد کو صحیح بتلایا ہے اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے اور عبدالرزاق نے اسی طرح روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ کی سند صحیح ہے)

۵۴۳ / ۷ وَعَنْ عَطَاءٍ اَنَّ حَبَشِيًّا وَقَعَ فِيْ زَمْزَمَ فَمَاتَ فَاَمَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَنُزِحَ مَاؤُهَا فَجَعَلَ الْمَاءُ لَا يَنْقَطِعُ فَنَظَرَ فَاِذَا عَيْنٌ تَجْرِيْ مِنْ قِبَلِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَسْبُكُمْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَحْوَهٗ وَقَالَ الْاِمَامُ ابْنُ

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشی زمزم کی باؤلی میں گر کر مر گیا تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر اس کا پانی خالی کیا جانے لگا پس اس کا پانی رکتا نہیں تھا تو دیکھا گیا کہ ایک کشادہ سوراخ حجر اسود کی طرف سے جاری ہے جس سے پانی چلا آرہا ہے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام پانی کے

الْهُمَامِ سَنَدُهٗ صَحِيْحٌ ۔

کھینچ لیے جانے کے بعد فرمایا کہ بس کافی ہے (کیونکہ پورا پانی تقریباً خالی ہو چکا تھا) طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔ امام ابن ہمام کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے)

---

۵۴۴ (۸) وَعَنِ الشَّعْبِيِّ فِي الطَّيْرِ وَالسِّنَّوْرِ وَنَحْوِهِمَا يَقَعُ فِي الْبِئْرِ قَالَ يُنْزَحُ مِنْهَا اَرْبَعُوْنَ دَلْوًا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْاِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ سَنَدُهٗ صَحِيْحٌ ۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ پرندہ، بلی اور ان دونوں کی طرح کوئی جانور جب کنوئیں میں گر جائے تو ان کے بارے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں سے چالیس ۴۰ ڈول پانی کھینچا جائے۔ (طحاوی) اور امام ابن ہمام نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے)

۵۴۵ (۹) وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ فِي الْبِئْرِ يَقَعُ فِيْهَا الْجُرَذُ وَالسِّنَّوْرُ فَيَمُوْتُ قَالَ يُدْلَوْا مِنْهَا اَرْبَعِيْنَ دَلْوًا ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ جب کنوئیں میں چوہا یا بلی گر کر مر جائے تو ان کے بارے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں سے چالیس ڈول پانی نکالا جائے (طحاوی شریف)

۵۴۶ (۱۰) وَعَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ دُجَاجَةٍ وَقَعَتْ فِيْ بِئْرٍ فَمَاتَتْ قَالَ يُنْزَحُ مِنْهَا قَدْرَ اَرْبَعِيْنَ دَلْوًا اَوْ خَمْسِيْنَ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ مِنْهَا ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت حماد بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مرغی کنوئیں میں گر کر مر جائے تو اس کے بیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں سے چالیس یا پچاس ڈول پانی کھینچ کر نکالا جائے۔ پھر اس کنوئیں کے پانی سے وضو کریں۔ (طحاوی شریف)

۵۴۷ (۱۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ فِي الْفَارَةِ اِذَا مَاتَتْ فِي الْبِئْرِ وَاُخْرِجَتْ مِنْ سَاعَتِهَا نُزِحَ مِنْهَا عِشْرُوْنَ دَلْوًا اَوْ ثَلٰثُوْنَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ مِنْ طُرُقٍ فِيْ غَيْرِ شَرْحِ الْاٰثَارِ قَالَهُ الْاِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ وَالزَّيْلَعِيُّ وَرَوٰى اَبُوْ عَلِيِّ نِ الْحَافِظُ السَّمَرْقَنْدِيُّ مِثْلَهٗ بِاِسْنَادِهٖ مَرْفُوْعًا ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے چوہے کے بارے میں کہا کہ جب وہ کنوئیں میں گر کر مر جائے اور اسی وقت نکالا جائے تو کنوئیں سے بیس یا تیس ڈول پانی خارج کیا جائے (امام ابن ہمام اور امام زیلعی نے بتلایا ہے کہ امام طحاوی نے شرح الآثار کی سند کے سوا دوسرے چند اسناد سے اس کی روایت کی ہے اور ابوعلی حافظ سمرقندی نے اس قسم کی ایک حدیث اپنے سند مرفوع سے روایت کی ہے)

۵۴۸ (۱۲) وَعَنْ مَعْمَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ الْحَسَنَ يَقُوْلُ اِذَا مَاتَتِ الدَّآبَّةُ فِي الْبِئْرِ اَخَذْنَا مِنْهَا فَاِنْ تَفَسَّخَتْ نُزِحَتْ

حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے کہ آپ نے کہا جب کنوئیں

(رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ)

۵۴۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنْتَهَيْتُ اِلَى غَدِيْرٍ
فَاِذَا فِيْهِ حِمَارٌ مَيِّتٌ فَكَفَفْنَا عَنْهُ حَتّٰى
اِنْتَهٰى اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ
فَاسْتَقَيْنَا وَاَرْوَيْنَا وَحَمَلْنَا رَوَاهُ ابْنُ
مَاجَةَ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ
لِعَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ
اَوْ شَرِبَ مِنْ غَدِيْرٍ كَانَ يُلْقٰى فِيْهِ لُحُوْمُ
الْكِلَابِ وَالْجِيَفُ فَذُكِرَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ
اِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ
فِيْ نَجَاسَةِ الْمَاءِ فَقَالَتِ الظَّاهِرِيَّةُ وَ
الْاِمَامُ مَالِكٌ لَا يَتَنَجَّسُ الْمَاءُ بِمُلَاقَاةِ
النَّجَاسَةِ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ اَحَدُ اَوْصَافِهِ
الثَّلَاثَةِ وَذَهَبَ الْحَنَفِيَّةُ وَالشَّافِعِيَّةُ
وَالْحَنَابِلَةُ وَاِسْحَاقُ اِلٰى اَنَّهُ يَتَنَجَّسُ
الْقَلِيْلُ بِمُلَاقَاةِ النَّجَاسَةِ وَاِنْ لَمْ يَتَغَيَّرْ
اَحَدُ اَوْصَافِهِ لٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فِيْ تَعْيِيْنِ
الْقَلِيْلِ فَذَهَبَ الْاِمَامَانِ الشَّافِعِيُّ
وَاَحْمَدُ اِلَى التَّحْدِيْدِ بِالْقُلَّتَيْنِ
وَقَالَ الْاِمَامُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَلٰى مَا فِي
الْهِدَايَةِ اَنَّ الْغَدِيْرَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ
لَا يَتَحَرَّكُ اَحَدُ طَرْفَيْهِ بِتَحْرِيْكِ
الطَّرْفِ الْاٰخَرِ اِذَا وَقَعَتْ نَجَاسَةٌ
فِيْ اَحَدِ جَانِبَيْهِ جَازَ الْوُضُوْءُ مِنَ
الْجَانِبِ الْاٰخَرِ وَبَعْضُهُمْ قَدَّرُوا الْمَسَاحَةَ

میں جانور مرجائے تو ہم اس کنویں سے کچھ پانی نکال لیتے تھے
اور اگر مرکر اس میں پھول جاتا تو پورا کنواں خالی کیا جاتا۔
(عبد الرزاق)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے
انھوں نے کہا کہ میں ایک تالاب پر آیا جس میں ایک گدھا مرا
پڑا تھا ہم اس کے پانی کو استعمال کرنے سے رک گئے یہاں تک
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ کثیر
پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرسکتی تو ہم نے اس کا پانی پیا اور پلایا
اور ساتھ لے لیا (ابن ماجہ) اور طحاوی نے بھی اسی طرح
روایت کی ہے اور عبد الرزاق کی ایک روایت میں حضرت
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے تالاب سے وضو فرماتے یا پانی پیتے
جس میں کتے کا گوشت اور مردار چیزیں ڈالی جاتی تھیں جب
لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ
کیا تو آپ نے فرمایا کہ کثیر پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔

علما نے پانی کے ناپاک ہونے کے بارے میں اختلاف
کیا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ نجاست سے
ملنے پر پانی اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک اس
کے تین اوصاف میں سے ایک وصف بدل نہ جائے لیکن
حنفیہ شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ قلیل پانی نجاست سے ملنے
پر ناپاک ہو جاتا ہے، خواہ اس کا کوئی بھی وصف نہ بدلے
لیکن آپ قلیل کے تعین کے بارے میں ان کا اختلاف ہے
امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما نے آپ قلیل کا
تعین دو قلہ سے کیا ہے

اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول جس کی صراحت
ہدایہ میں ہے یہ ہے کہ ایسا تالاب کہ جس کے ایک جانب
حرکت دینے سے دوسری جانب پانی متحرک نہ ہو۔ ایسے تالاب
کے کسی ایک جانب میں اگر نجاست گر جائے تو اس کی دوسری
جانب سے وضو کرنا جائز ہے اور بعضوں نے عوام کی سہولت

عَشَرًا فِیْ عَشَرٍ بِذِرَاعِ الْکِرْبَاسِ تَوْسِعَۃً لِلْاَمْرِ عَلَی النَّاسِ وَعَلَیْہِ الْفَتْوٰی۔ کے خیال سے مقدار کا اندازہ دہ دردہ کپڑے ناپنے کے گز سے کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

ف : ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح نقایہ میں بیان کیا ہے واضح رہے کہ ہمارے علماء کا اتفاق اس بات پر ہے کہ بڑے تالاب کا حکم آب جاری کا ہے متقدمین نے کہا ہے کہ ایک جانب حرکت دینے سے پانی کو دوسری جانب حرکت نہ ہو، اس طرح کہ حرکت دیتے وقت پانی نہ تو بلند ہو جائے اور نہ پست یہ امر وضاحت طلب ہے کہ حرکت سے کونسی حرکت مراد ہے، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ غسل کی حرکت مراد ہے اس لئے کہ غسل کے وقت حوض کی زائد ضرورت پیش آتی ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اسی طرح منقول ہے اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک دوسری روایت یہ بھی ہے کہ ہاتھ سے حرکت دینے کا اعتبار کیا جائے اور اسی میں لوگوں کے لیے آسانی ہے البتہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ وضو کرتے وقت کی حرکت کا لحاظ ہو گا اور یہ درمیانی صورت ہے اور یہ بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک روایت میں مروی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ظاہر الروایۃ میں یہ مروی ہے کہ غالب گمان کا اعتبار کیا جائے گا اس طرح کہ وضو کرنے والے کو غالب گمان پیدا ہو جائے کہ وضو کے وقت پانی کو حرکت دینے میں ناپاکی دوسری جانب تک پہنچ گئی ہے تو اس سے وضو نہ کرے اور اگر یہ گمان غالب پیدا نہ ہو تو وضو کرے۔ غایۃ میں مذکور ہے کہ یہی قول صحیح ترین ہے اور ابوعصمہ نے کہا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کا تعین دہ دردہ سے کیا کرتے تھے پھر انھوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کی جانب رجوع کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ میں اس بارہ میں کوئی مقدار معین نہیں کرتا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ النمیۃ الانقی میں دہ دردہ حوض کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ دہ دردہ صرف یہ نہیں ہے کہ دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا حوض ہو۔ بلکہ صرف سو ہاتھ کی مساحت میں ہونا درکار ہے اگر سو ہاتھ طول میں اور ایک ہاتھ عرض یا دو سو ہاتھ طول اور ایک بالشت عرض میں ہے تو وہ بھی دہ دردہ ہے۔

البتہ دہ دردہ سے مقدار مقرر کرنے کا تعین ابن مبارک اور علما بلخ اور متاخرین میں سے ایک جماعت نے اختیار کیا ہے، امام ابواللیث نے کہا ہے کہ دہ دردہ پر فتویٰ ہے اور صاحب ہدایۃ بھی اسی کے قائل ہیں اور جس طرح احناف کے پاس پانی کی مقدار آب جاری کے حکم میں داخل ہونے کے لیے دہ دردہ مقرر ہے، اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قلتین کی حدیث کی بنا پر قلتین کے مقدار پانی کو آب جاری کے حکم میں داخل کیا ہے۔

جواباً ہم کہتے ہیں کہ قلتین کی حدیث کو ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے جس میں حافظ ابن عبدالبر

قاضی اسمٰعیل بن اسحاق اور ابوبکر بن العربی مالکی ہیں اور امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور اس حدیث کو خود امام غزالی اور امام رویانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ترک کر دیا ہے باوجودیکہ یہ دونوں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی شدید اتباع کرنے والے تھے اسی طرح علی بن المدینی جو امام بخاری کے استاد ہیں انھوں نے کہا کہ قلتین کی حدیث صحیح ثابت نہیں ہوئی ہے مزید برآں یہ کہ جب چاہ زمزم میں ایک حبشی گر کر مر گیا تھا اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرات نے چاہِ زمزم کے خالی کرنے کا حکم دیا تھا اگر قلتین کی حدیث صحیح ہوتی تو بقیہ صحابہ اور تابعین قلتین کی اس حدیث کی بناء پر ان دونوں صحابیوں سے احتجاج فرماتے کہ قلتین نجس نہیں ہوتا ہے تو زمزم کا کنواں کیوں خالی کیا جا رہا ہے؟ ان دونوں حضرات کا حکم رد کر دیا جاتا جس طرح وہ حدیث رد کر دی گئی جس میں آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے دیگر یہ کہ قلتین کی حدیث کو ابوداؤد نے بھی ضعیف ٹھہرایا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے اور متن میں بھی اضطراب ہے۔

۵۵۰/۱۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَرِیْمُ الْبِئْرِ اَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا مِّنْ جَوَانِبِهَا كُلِّهَا۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کنویں کے گور (۴۰) ہاتھ یعنی اس کے چاروں جانب دس دس ہاتھ تک کوئی دوسرا نہ تو کنواں کھود سکتا ہے اور نہ بیت الخلاء بنا سکتا ہے (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

۵۵۱/۱۵ وَعَنِ الْحَسَنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ احْتَفَرَ بِئْرًا فَلَهٗ مِمَّا حَوْلَهَا اَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا رَوَاهُ اَبُوْ يُوْسُفَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالطَّبْرَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ نَحْوَهٗ مَرْفُوْعًا۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کنواں کھدوائے تو کنویں کے اطراف ہر چہار جانب سے دس دس ہاتھ جملہ چالیس ہاتھ اسی کے ہیں (کہ اس کے اندر نہ تو کوئی کنواں کھدوا سکتا ہے اور نہ بیت الخلاء بنا سکتا ہے) (اس کی روایت امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اور ابن ماجہ اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً اسی طرح روایت کی ہے۔

۵۵۲/۱۶ وَعَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّهٗ قَالَ حَرِيْمُ الْبِئْرِ اَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا مِّنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا وَهٰهُنَا لَا يَدْخُلُ اَحَدٌ فِيْ حَرِيْمِهٖ وَلَا فِيْ مَائِهٖ

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ کنویں کی ہر چار طرف سے دس دس ہاتھ جملہ چالیس ہاتھ ہے کوئی شخص اس حد کے اندر داخل نہ

رَوَاہُ اَبُوْ یُوْسُفَ وَقَالَ صَدْرُ الشَّرِیْعَۃِ فَیَکُوْنُ لَہَا حَرِیْمُہَا مِنْ کُلِّ جَانِبٍ عَشَرَۃٌ فَفُہِمَ مِنْ ھٰذَا اَنَّہٗ اِذَا اَرَادَ اٰخَرُ اَنْ یَّحْفِرَ فِیْ حَرِیْمِہَا بِئْرًا یَّمْنَعُ مِنْہُ لِاَنَّہٗ یَنْجَذِبُ الْمَآءُ اِلَیْہَا وَیَنْقُصُ الْمَآءُ فِی الْبِئْرِ الْاُوْلٰی وَاِنْ اَرَادَ اَنْ یَّحْفِرَ بِئْرَ بَالُوْعَۃٍ یَّمْنَعُ اَیْضًا لِسَرَایَۃِ النَّجَاسَۃِ اِلَی الْبِئْرِ الْاُوْلٰی وَتَنْجِیْسِ مَائِہَا وَلَا یُمْنَعُ فِیْ مَا وَرَآءَ الْحَرِیْمِ وَھُوَ عَشَرٌ فِیْ عَشَرٍ فَعُلِمَ اَنَّ الشَّرْعَ اِعْتَبَرَ الْعَشَرَ فِی الْعَشَرِ فِیْ عَدَمِ سَرَایَۃِ النَّجَاسَۃِ حَتّٰی لَوْ کَانَتِ النَّجَاسَۃُ تَسْرِیْ یُحْکَمُ بِالْمَنْعِ۔

دیں ورنہ اس حد کے اندر دوسرا کنواں کھود کر اس کے پانی میں تصرف کرے (اس کی روایت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے) امام صدر الشریعہ... نے کہا ہے کہ کنویں کے ہر جانب سے دس دس ہاتھ کا احاطہ اسی کنویں کا ہے اور اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی دس ہاتھ کے اندر دوسرا کنواں کھدوانا چاہے تو اس کو روک دیا جائے گا اس لیے کہ پہلے کنویں کا پانی دوسرے کی جانب کھنچ جائے گا اور پہلے کنواں کا پانی کم ہو جائے گا اور اگر کوئی حد... کے اندر گڑھا کھدوائے کہ جس میں غلیظ پانی جمع ہوتا ہو تو اس سے بھی روک دیا جائے گا اس لیے کہ پہلے کنویں میں اس کی نجاست سرایت کر جائے گی اور اس کا پانی ناپاک ہو جائے گا۔ البتہ کسی کو دہ در دہ کے احاطہ کے بعد سے کنواں کھدوانے سے منع نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ شریعت نے ناپاکی کے سرایت نہ کرنے کے متعلق دہ در دہ کا اعتبار کیا ہے، ہاں اگر اس کے بعد بھی نجاست سرایت کر جاتی تو وہاں سے بھی روکا جاتا اور چونکہ ایسا نہیں ہوا ہے اس لیے ثابت ہو گیا کہ دہ در دہ کے بعد نجاست سرایت نہیں کرتی ہے اس تمام تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ فقہا کا دہ در دہ پانی ہی کو آب کثیر کی تعریف میں داخل کرنے کا ماخذ یہی حدیثیں ہیں اور وہ حضرات جنھوں نے قلتین مقدار والے پانی کو آب کثیر کے حکم میں داخل کیا ہے وہ بئر بضاعۃ مدینہ منورہ میں ایک کنواں تھا جس میں نجاست گرتی تھی اور اس کا پانی لوگ استعمال کرتے تھے تو اس سے ان حضرات نے ثابت کیا ہے کہ قلتین مقدار والا پانی نجاست کا متحمل ہوتا ہے اور آب کثیر کا حکم اس پر صادق آجاتا ہے اس کے جواب میں احناف نے یہ وضاحت کی ہے کہ بئر بضاعۃ ایسا کنواں تھا جس کی تہ میں ایک نہر تھی جس سے مدینہ منورہ کے باغوں کو زمین کے اندر سے ہمیشہ پانی بہا کرتا تھا جس کی وجہ سے نجاست رہنے نہیں پاتی تھی، بئر بضاعۃ بظاہر تو ایک کنواں تھا لیکن حقیقت میں اس نہر کی

وجہ سے اس کا پانی نہر جاری کے حکم میں تھا۔

۵۵۳ / ۱۷ وَعَنِ الْوَاقِدِيِّ قَالَ إِنَّ بِئْرَ بُضَاعَةَ كَانَتْ فِيهِ طَرِيقًا لِلْمَاءِ إِلَى الْبَسَاتِينِ فَكَانَ الْمَاءُ لَا يَسْتَقِرُّ فِيهَا فَكَانَ حُكْمُ مَائِهَا كَحُكْمِ مَاءِ الْأَنْهَارِ، رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِي السِّعَايَةِ أَنَّ جَمَاعَةً مِنَ النُّقَّادِ قَدْ وَثَّقُوا الْوَاقِدِيَّ وَقَالَ الْعَيْنِيُّ فِي الْبِنَايَةِ أَنَّ الْوَاقِدِيَّ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَعْلَمُ بِحَالِهَا وَمَنْ أَنْكَرَهُ فَلَعَلَّ مُرَادَهُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مَاءٌ جَارٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ وَمَاءُ بُضَاعَةَ كَانَ جَارِيًا تَحْتَ الْأَرْضِ۔

حضرت واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہے کہ بئر بضاعۃ نامی کنویں میں ایک نہر تھی جو باغوں کی طرف بہتی رہتی تھی جس کا پانی ہمیشہ جاری رہتا تھا تو اس کا حکم نہر جاری کے پانی کا تھا (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے، اور سعایۃ میں لکھا ہے کہ ناقدین کی ایک جماعت نے واقدی کی توثیق کی ہے اور علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنایہ میں لکھتے ہیں کہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ اہل مدینہ میں سے تھے اور وہاں کے حالات سے خوب واقف تھے مگر جن حضرات نے ان کی روایت کا انکار کیا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ بئر بضاعۃ کا پانی سطح زمین پر نہیں بہتا تھا بلکہ وہ زمین کے اندر سے جاری تھا، اور اسی ناواقفیت کی بنا پر ان کی روایت کا انکار کیا گیا ہے۔ ۱۲

۵۵۴ / ۱۸ وَعَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى لَوْنِهِ أَوْ طَعْمِهِ أَوْ رِيحِهِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ مُرْسَلًا وَصَحَّحَ أَبُو حَاتِمٍ إِرْسَالَهُ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَالْكَبِيرِ نَحْوَهُ۔

حضرت راشد بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی، جب تک کہ اس چیز کا اثر اس کے رنگ یا مزہ یا بو پر غالب نہ آجائے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور دارقطنی نے بطریق مرسل اس کی روایت کی ہے جس کو ابو حاتم نے صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ اور طبرانی سے بھی اوسط اور کبیر میں اسی طرح روایت ہے۔

۵۵۵ / ۱۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَمُحَمَّدٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم لوگ کشتی میں دریا کا سفر کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ تھوڑا پانی رہتا ہے اگر اس سے وضو کریں پیاسے رہ جائیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے (یعنی مری ہوئی مچھلی) (اس کی روایت امام مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور امام محمد

لے کی ہے)

ف : اس حدیث میں اُحِلَّ مَيْتَتُهُ" (اس کا مردار حلال ہے) سے حنفیہ کے نزدیک صرف مچھلی مراد ہے کیوں کہ وہ ذبح کے بغیر خود بخود مرجاتی ہے۔ اس کا شکار کرنا اور اس کو پانی سے نکالنا ہی ذبح کرنا ہے ۔ ۱۲

۵۵۶ **۲۰** وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا سَلْمَانُ كُلُّ طَعَامٍ وَشَرَابٍ وَقَعَتْ فِيهِ دَابَّةٌ لَيْسَ لَهَا دَمٌ فَمَاتَتْ فِيهِ فَهُوَ حَلَالٌ أَكْلُهُ وَشُرْبُهُ وَوُضُوْئُهُ۔ (رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ)

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کسی کھانے یا پانی میں کوئی ایسا جانور جس میں بہتا خون نہیں ہوتا گر کر مرجائے تو ایسے کھانے کا کھا لینا اور اس پانی کو پینا اور اس سے وضو کرنا جائز ہے (دار قطنی)

۵۵۷ **۲۱** وَعَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ اِغْتَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَمَيْمُوْنَةُ فِيْ قَصْعَةٍ فِيهَا أَثَرُ الْعَجِيْنِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک ایسے برتن سے غسل فرمایا جس کے پانی میں آٹے کا اثر تھا لیکن وہ اثر اس قدر غالب نہ تھا کہ پانی کی حالت کو بدل دے (نسائی اور ابن ماجہ)

۵۵۸ **۲۲** وَعَنْ أَبِيْ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَا فِيْ إِدَاوَتِكَ قَالَ قُلْتُ نَبِيْذٌ قَالَ تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُوْرٌ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ وَزَادَ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ أَبُوْ زَيْدٍ مَجْهُوْلٌ وَالْجَوَابُ عَنْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ الْعَرَبِيِّ ذَكَرَ فِيْ شَرْحِ جَامِعِ التِّرْمِذِيِّ أَنَّ أَبَا زَيْدٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ رَوٰى عَنْهُ رَاشِدُ بْنُ كَيْسَانَ الْعَبَسِيُّ الْكُوْفِيُّ وَأَبُوْ رَوْقٍ وَبِهٰذَا يُخْرِجُهُ

حضرت ابو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنوں کی (حاضری کی) رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تمہاری چھاگل میں کیا ہے ؟ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ نبیذ ہے، آپ نے فرمایا کھجور پاک ہے اور پانی بھی پاک کرنے والا ہے۔ (ابو داؤد، ابن ماجہ، بزار، طبرانی، دار قطنی اور ابن عدی) امام احمد، ترمذی، ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ نے اس سے وضو فرمایا۔ ترمذی کہتے ہیں کہ ابو زید راوی مجہول ہیں ترمذی نے ابو زید راوی کو جو مجہول کہا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابو بکر بن عربی نے ترمذی کی شرح میں لکھا ہے کہ ابو زید عمرو ابن حریث کے مولیٰ ہیں ان سے راشد بن کیسانی

عَنْ جَدِّ الْجَهَالَةِ وَلَا يُعْرَفُ إِلَّا بِكُنْيَتِهٖ فَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ التِّرْمِذِيُّ أَرَادَ بِهٖ أَنَّهٗ مَجْهُوْلُ الْإِسْمِ وَلَا يَضُرُّ ذٰلِكَ فَإِنَّ جَمَاعَةً مِّنَ الرُّوَاةِ لَا تُعْرَفُ أَسْمَاؤُهَا وَإِنَّمَا عُرِفُوْا بِالْكُنٰى كَذَا ذَكَرَهُ الْإِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ وَالْعَيْنِيُّ وَقَالَ صَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ صَحَّ. عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمْ أَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَالْجَوَابُ عَنْهُ مِنْ وُجُوْهٍ أَحَدُهَا أَنَّهٗ ذَكَرَ الْإِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ أَنَّ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ لَيْلَةِ الْجِنِّ فَقَالَ لَمْ أَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ مُعَارِضٌ بِمَا فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ مِنْ أَنَّهٗ كَانَ مَعَهٗ وَرَوٰى أَيْضًا أَبُوْ حَفْصِ بْنُ شَاهِيْنٍ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ وَعَنْهُ أَنَّهٗ رَأٰى قَوْمًا مِّنَ الزُّطِّ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ أَشْبَهُ مَنْ رَأَيْتُ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ وَالْإِثْبَاتُ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّفْيِ.

عبسی کوفی اور ابوروق دونوں حضرات نے روایت کی ہے اور جن سے دو راوی روایت کریں ان کو مجہول نہیں قرار دیا جاسکتا علاوہ ازیں یہ کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ ترمذی کا منشا ابوزید کے مجہول ہونے سے یہ ہوسکتا ہے کہ یہ نام کے اعتبار سے مجہول ہیں جس سے کوئی ضرر واقع نہیں ہوتا کیوں کہ ایسے راویوں کی ایک جماعت ہے جن کے اسماء نامعلوم ہیں، اور وہ کنیتوں سے مشہور ہوگئے۔ امام ابن ہمام اور علامہ عینی نے یہی کہا ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح روایت یہ آئی ہے اور وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں جنوں کی حاضری کی رات آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھا (مسلم شریف)

اس اعتراض کا جواب کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ لیلۃ الجن میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے کئی طریقوں سے دیا گیا ہے۔

ایک جواب تو یہ ہے جس کو امام ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ وہ روایت جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آئی ہے کہ انھوں نے خود کہا ہے کہ میں لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھا یہ حدیث ابن ابی شیبہ کی حدیث سے متعارض ہے جس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کہتے ہیں کہ میں ساتھ موجود تھا ایک اور روایت جس کو ابوحفص ابن شاہین نے بیان کیا ہے اس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے صراحت ہے کہ میں لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے یہ بھی روایت ہے کہ انھوں نے قبیلہ زط کے چند لوگوں کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ لوگ ان جنوں سے ہیں جن کو میں نے لیلۃ الجن میں دیکھا تھا زیادہ مشابہت رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جہاں ثبوت اور نفی دو قسم کی روایتیں جمع ہوجاتی ہیں وہاں ثبوت کی روایت کو

مقدم رکھا جاتا ہے اس لیے یہاں لیلۃ الجن میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کو مرجح قرار دیا جائے گا۔

وَثَانِيهَا مَا ذَكَرَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ وَغَيْرُهُ فِي التَّطْبِيقِ بَيْنَ رِوَايَاتِ الْإِثْبَاتِ وَبَيْنَ رِوَايَاتِ النَّفْيِ إِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ لَمْ يَكُنْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْضِعِ مُلَاقَاتِهِ مَعَ الْجِنِّ وَقِرَاءَتِهِ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ وَإِنَّمَا جَلَسَ حَيْثُ خَطَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْ أَتَاهُ كَمَا فِي مُسْنَدِ أَحْمَدَ فَحَيْثُ نَفَى ابْنُ مَسْعُودٍ أَوْ غَيْرُهُ مَعِيَّتَهُ أَرَادَ بِهَا الْمَعِيَّةَ الْخَاصَّةَ فَلَا تُنَافِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ رِوَايَةِ الْمَعِيَّةِ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ۔

دوسرا جواب ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ نے دیا ہے کہ اثبات و نفی کی روایات کے درمیان مطابقت اس طرح پیدا کی جاسکتی ہے کہ لیلۃ الجن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تو تھے مگر اس خاص مقام پر نہیں تھے، جہاں جنات نے آپ سے ملاقات کی اور آپ نے ان کو قرآن پڑھ کر سنایا بلکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی جگہ بیٹھے رہے جہاں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے لیے ایک خط کھینچ کر آپ کو اس کے اندر بٹھا دیا تھا اور آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جنوں سے ملاقات کر کے واپس آنے تک اسی جگہ بیٹھے رہے اور اس کی روایت مسند امام احمد میں موجود ہے لہذا یہ واضح ہو گیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کے متعلق لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی جو نفی وارد ہے اس نفی کا تعلق اس مقام سے ہے جس میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنوں سے ملاقات فرمائی اس طرح اس خاص مقام میں نہ رہنے سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمراہی سے انکار نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اس سے اس رات آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رہنے یا نہ رہنے کی روایتوں میں اختلاف باقی نہ رہا۔

وَثَالِثُهَا أَنَّهُ ذَكَرَ الْعَيْنِيُّ أَنَّ أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا رَوَوْا شِرْكَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ وَذٰلِكَ كَافٍ لِلْاِسْتِدْلَالِ انْتَهٰى۔

اور تیسرا جواب وہ ہے جس کو علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ چودہ حضرات سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لیلۃ الجن میں موجود تھے اور یہ چیز استدلال کیلئے کافی ہے

۵۵۹/۲۳ وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ

عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا بِالْوُضُوْءِ بِنَبِيْذِ التَّمْرِ وَ رَبِهٖ قَالَ الْحَسَنُ وَالْاَوْزَاعِيُّ وَ قَالَ عِكْرِمَةُ النَّبِيْذُ وُضُوْءٌ لِّمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَاۤءَ قَالَهٗ فِيْ عُمْدَةِ الْقَارِيْ۔

نبیذ (خرما) سے وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے ایسا ہی حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام اوزاعی نے بھی کہا ہے اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ جس کو پانی نہ ملے اس کے لیے نبیذ وضو کے لیے کافی ہے یہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔

۵۶۰/۲۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّنَّوْرُ سَبُعٌ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ وَرَوَى الدَّارُ قُطْنِيُّ وَ اَحْمَدُ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی درندہ (جانور) ہے۔ (اس کی روایت حاکم نے کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے اور دارقطنی اور امام احمد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۶۱/۲۵ وَعَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهٗ وُضُوْءًا فَجَاۤءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ فَاَصْغٰى لَهَا الْاِنَاۤءَ حَتّٰى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَاٰنِيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ اَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ اَخِيْ قَالَتْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ اَوِ الطَّوَّافَاتِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ وَمُحَمَّدٌ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے جو حضرت ابن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں کہ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو میں ان کے لیے وضو کا پانی ڈالتی پس ایک بلی آکر اس میں سے پانی پینے لگی تو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلی کے پینے کے لیے برتن کو اور جھکا دیا یہاں تک کہ اس نے پی لیا حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے دیکھ لیا جب کہ میں حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی اور کہنے لگے اے میری بھتیجی! کیا تم تعجب کرتی ہو؟ میں نے کہا ہاں، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلی نجس نہیں ہے وہ تو تمہارے پاس (خادموں کی طرح) آتی جاتی رہتی ہے، (اس کی روایت امام مالک، امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ دارمی اور امام محمد نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے)

ف: بلی تمہارے پاس (خادموں کی طرح) آتی جاتی رہتی ہے اس کے متعلق علامہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ بلی کی بار بار آمدورفت کو بلی کے ناپاک نہ ہونے کی علت قرار دی گئی ہے جس سے پتہ چلتا ہے دراصل وہ ناپاک ہے اور اس کی ناپاکی حاجت و ضرورت

کے تحت (کہ وہ موذی جانور کو مارتی ہے) معاف قرار دی گئی ہے اس لحاظ سے درندہ کا جوٹھا ناپاک ہوگا اور بلی کا جوٹھا اس کے درندہ ہونے کے باوجود ناپاک نہیں ہے اس لیے کہ اس میں ضرورت اور حاجت ہے، احیاء السنن میں یہی مذکور ہے بلی کی حاجت اور ضرورت اس طرح ہے کہ وہ خدمت کرتی ہے اور اس کی خدمت یہ ہے کہ وہ موذی جانوروں کو مارتی ہے اور ان کی خبرگیری میں ثواب ہوتا ہے، اور اسی ضرورت کے تحت بلیوں کے جوٹھے پانی کو پاک قرار دیا گیا کہ اس سے دھویا جا سکتا ہے۔ ۱۲

۵۶۲/۲۶ وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اُمِّهٖ اَنَّ مَوْلَاتَهَا اَرْسَلَتْهَا بِهَرِيْسَةٍ اِلٰى عَائِشَةَ قَالَتْ فَوَجَدْتُهَا تُصَلِّيْ فَاَشَارَتْ اِلَىَّ اَنْ ضَعِيْهَا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَاَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ عَائِشَةُ مِنْ صَلَاتِهَا اَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ اَكَلَتِ الْهِرَّةُ فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجِسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ بِفَضْلِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ النِّيْمَوِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَلَغَتْ فِيْهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً وَّصَحَّحَهٗ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ وَاٰخَرُوْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُهُوْرُ الْاِنَاءِ اِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْهِرُّ اَنْ يُّغْسَلَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ الدَّارُقُطْنِيُّ هٰذَا صَحِيْحٌ۔

حضرت داؤد بن صالح بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ ان کی مالکہ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ہریسہ دے کر روانہ کیا، وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہی ہیں مجھے اشارہ سے فرمایا کہ اسے رکھ دو، اتنے میں ایک بلی آئی اور اس سے کچھ کھالیا اور جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز سے فارغ ہوئیں تو اسی جگہ سے تناول فرمایا جہاں سے بلی نے کھایا تھا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلی ناپاک نہیں ہے وہ تمہارے پاس (خادموں کی طرح) آنے جانے والوں میں سے ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلی کے جوٹھے پانی سے وضو فرماتے دیکھا ہے (ابوداؤد شریف) اور علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں) اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب برتن میں بلی منہ ڈال کر پی لے تو برتن کو ایک دفعہ دھولیا جائے اور اس کو ترمذی نے صحیح کہا ہے اور امام طحاوی اور دیگر محدثین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب بلی برتن میں منہ ڈال کر پی لے تو برتن کو پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ برتن ایک دفعہ یا دو دفعہ دھولیا جائے اور دارقطنی

نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے

۵۶۳/۲۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِذَا وَلَغَ الْهِرُّ فِی الْاِنَاءِ فَاهْرِقْهُ وَاغْسِلْهُ مَرَّةً رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِیُّ مَوْقُوْفًا وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب بلی برتن میں منہ ڈال کر پی لے تو اس کے پانی کو گرا دے اور برتن کو ایک دفعہ دھولے (اس کی روایت دارقطنی نے موقوفاً کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے)

ف: علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ درندوں کے متعلق دو حکم ہیں، ایک حکم ان کے جھوٹے کے متعلق ہے اور دوسرا حکم ان کے گوشت کے متعلق ہے بلی کے گوشت کے متعلق یہ حکم ثابت رہا کہ دیگر درندوں کی طرح اس کا گوشت بھی حرام ہے اس لیے کہ اس کے خلاف کوئی حکم صادر نہیں ہوا، رہا بلی کے جھوٹے کا حکم اور بلی کی خدمت کی وجہ سے اس کی ضرورت کا حکم دو مختلف چیزیں ہیں جانوروں میں بلی کی حیثیت ایک تو چیر پھاڑ کر کھانے والے درندوں اور دوسرے گوشت خور پرندوں کی طرح ہے، چیر پھاڑ کر کھانے والے درندوں کی حیثیت سے اس کا جھوٹا نجس ہے اور گوشت خور پرندوں کی حیثیت سے اس کا جھوٹا مکروہ ہے، بلی کی خدمت اور ضرورت کی بنا پر اس کے جھوٹے کی نجاست کا حکم باقی نہ رہا تو ظاہر ہے کہ لازماً اس کی کراہت کا حکم متعین ہو گیا چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول یہی ہے کہ بلی کا جھوٹا مکروہ ہے اور سابقہ متعارض حدیثوں کی وجہ سے یہ کراہت بھی تنزیہی ہوگی اور اس کراہت تنزیہی کی وجہ سے اس کے جھوٹے برتن کو ایک بار دھونے کا حکم دیا گیا ہے اور امام ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کراہت تنزیہی کے قائل ہیں البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے جھوٹے کو پاک قرار دیا ہے۔

۵۶۴/۲۸ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِیْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَهَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے دن گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کے متعلق رخصت و اجازت دی (بخاری شریف) اور بخاری کی دوسری روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے سے ممانعت فرمائی۔

ف: گدھے کا گوشت کھانے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے، اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ اس کے گوشت کے حلال ہونے اور حرام ہونے کے متعلق دلائل میں خود اختلاف

ہے اور خود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی گدھے کے ناپاک ہونے کے متعلق اختلاف کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ گدھا پاک ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکروہ ہے اس اختلاف نے گدھے کے جھوٹے کے متعلق شک پیدا کر دیا کہ اس کا حکم کیا ہے؟ اس بارے میں صحیح ترین استدلال جو بحر اور بنایۃ وغیرہ میں مذکور ہے یہ ہے کہ گدھے کے جھوٹے کی ضرورت کے بارے میں تردد اور شک ہے کہ کیا کہا جائے ضرورت اس لیے کہ گدھا گھر کے کنارے میں باندھا جاتا ہے اور گھر کے برتنوں سے پانی پی جاتا ہے اور یہ مسلم ہے کہ ضرورت اور حاجت اس بات کی داعی ہوتی ہے کہ ناپاک ہونے کا حکم نہ دیا جائے اسی وجہ سے بلی اور چوہے کے جھوٹے کو ناپاک نہیں قرار دیا گیا۔ مگر گدھے کی ضرورت کم ہے اور بلی اور چوہے کی ضرورت زائد ہے، کیونکہ بلی اور چوہے گھر کے تنگ مقامات میں گھس جایا کرتے ہیں اس لیے ان سے بچنا مشکل ہے اور گدھے سے آسان ہے اور اگر بالکلیہ ضرورت نہ ہوتی تو گدھے کے جھوٹے کے متعلق بلا اشکال یہ حکم دیا جاتا کہ وہ نجس ہے جس طرح کتے اور دوسرے درندوں کا حکم ہے اور گدھے کی ضرورت اس طرح ہوتی جس طرح کہ بلی اور چوہے کی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو گدھے کے جھوٹے کا حکم بالکل بلا اشکال وہی دیا جاتا جو بلی اور چوہے کا ہے کہ ان کا جھوٹا بھی ناپاک نہیں ہے۔ پس جب ایک حیثیت سے ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ وہ گھروں میں باندھا جاتا ہے اور برتنوں سے پانی پی جاتا ہے اور دوسری حیثیت سے ضرورت ثابت نہیں ہوتی ہے یعنی وہ بالکل بلی اور چوہے کی طرح ہر تنگ مقام تک نہیں جایا کرتا تو اس کے لیے دونوں باتیں ایک دوسرے کے معارض اور مخالف ہونے کی وجہ سے ساقط ہو گئیں۔ اس طرح ان دونوں باتوں میں کسی کا بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا اس لیے اصل کی جانب لوٹنا ضروری ہوا۔ اور یہاں اصل دو چیزیں ہیں، ایک تو پانی کہ وہ پاک ہے اور دوسرے گدھوں کا تھوک کہ وہ ناپاک ہے اس لیے کہ اس کا گوشت حرام ہے اگر پانی کو دیکھا جائے تو گدھے کے جھوٹے کو پاک کہنا پڑتا ہے اور اس کے تھوک کا لحاظ کیا جائے تو اس کے جھوٹے کو ناپاک کہنا پڑتا ہے اسی لیے گدھے کے جھوٹے کا تصفیہ معرض اشکال میں ہونے کی وجہ سے فقہاء نے گدھے کے جھوٹے کو مشکوک کہا ہے، گدھے کے جھوٹے کی دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت خود اس کے پاک ہونے کی ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے البتہ دوسری حیثیت جس میں شک ہے وہ یہ کہ کیا وہ پاک کرنے والا بھی ہے یعنی طاہر تو ہے کیا مُطَہِّر ہے؟ تو اس کے مطہر ہونے میں شک کی بنا پر پانی ملنے کی ضرورت میں اس کو استعمال نہیں کرنا چاہیئے اگر پانی نہ ملے تو گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو بھی کرنا چاہیے۔ اور تیمم بھی (یہ عبارت سعایہ اور ردالمحتار کا ماحصل ہے)

۵۶۵/۲۹ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا تَغْتَسِلُوْا بِالْمَاءِ الْمُشَمَّسِ فَإِنَّهُ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ایسا پانی جو دھوپ سے گرم

يُوْرِثُ الْبَرَصَ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ.

ہوا ہو، اس سے غسل مت کیا کرو، اس لیے کہ وہ کوڑھ کو پیدا کرتا ہے۔ (دار قطنی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۲۴۲ میں فرماتے ہیں کہ دھوپ کا گرم پانی جب تک ٹھنڈا نہ ہو جائے اسے کسی طرح بھی بدن پر نہیں پہنچانا چاہیے وضو سے نہ غسل سے اور نہ ہی پینے سے۔ یہاں تک کہ جو کپڑا اس سے بھیگا ہو جب تک کہ سرد نہ ہو جائے پہننا مناسب نہیں ہے کہ کپڑے کے ذریعے دھوپ کا گرم پانی جسم پر لگنے سے برص پیدا نہ ہو جائے۔ آپ اپنے رسالہ النور والنورق میں فرماتے ہیں اس بارے میں اختلاف بہت ہے۔ اور ہم نے اس اختلاف کو اپنی کتاب منتہی الامال فی الادفاق والاعمال میں بیان کیا ہے اور ہر اختلاف سے اصح اور ارجح قول چنا ہے۔ اور مختصر الفاظ میں اسے ذکر کیا ہے۔

ف: صاحب ردالمحتار نے وضو کے مستحبات کے بیان میں امداد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ مستحبات وضو سے یہ بھی ہے کہ وضو ایسے پانی سے نہ کیا جائے جو دھوپ پڑنے کی وجہ سے گرم ہو گیا ہے جس کی صراحت حلیہ میں کی گئی ہے مصنف حلیہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آپ نے اس کے استعمال سے منع فرمایا اسی لئے فتح میں دھوپ زدہ پانی کے مکروہ ہونے کی صراحت کی گئی ہے اور سحر میں بھی یہی مذکور ہے اور معراج الدرایۃ اور قنیہ میں مذکور ہے کہ وہ پانی جو دھوپ سے گرم ہو گیا ہو، اس سے وضو کرنا مکروہ ہے اس لیے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ممانعت فرما دی تھی جب کہ انھوں نے پانی کو دھوپ میں گرم کیا تھا۔ یہ فرمایا کہ اے حمیراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دھوپ سے پانی گرم مت کیا کرو۔ اس سے برص (یعنی کوڑھ) کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔

٥٦٦/٣٠ وَعَنْ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُسَخَّنُ لَهٗ مَاءٌ فِىْ قُمْقُمَةٍ وَّ يَغْتَسِلُ بِهٖ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَقَالَ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولیٰ ہیں روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تانبے کے برتن میں پانی آگ سے گرم کیا جاتا تھا اور آپ اس سے غسل فرماتے تھے۔ (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے اور یہ وضاحت کی ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں۔

٥٦٧/٣١ وَعَنْ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْحَمِيْمِ وَيَغْتَسِلُ بِهٖ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ.

حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گرم پانی سے وضو فرماتے تھے اور اس سے غسل بھی فرماتے۔ (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

٥٦٨/٣٢ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا بَأْسَ اَنْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

يَغْتَسِلَ بِالْحَمِيْمِ وَيَتَوَضَّأَ مِنْهُ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ

ہے انہوں نے کہا کہ آگ کے گرم شدہ پانی سے غسل اور وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں (عبدالرزاق نے سند صحیح کے ساتھ اس کی روایت کی ہے)

بَابُ تَطْهِيْرِ النَّجَاسَاتِ

باب، نجاستوں کے پاک کرنے کے بیان میں

۱- وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
"اور اپنے کپڑے پاک رکھو" (سورۂ مدثر ۷۴ آیت ۴)

ف: ہر طرح کی نجاست سے کیونکہ نماز کے لیے طہارت ضروری ہے نماز کے علاوہ کی حالت میں کپڑوں کا پاک رکھنا بہتر ہے۔ کیونکہ ناپاکی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۲- وَقَوْلُهُ:
مِنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
"(کیا ہم نے تمہیں) ایک بے قدر پانی سے (پیدا نہ فرمایا)" (یعنی نطفہ سے)

۳- وَقَوْلُهُ:
وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
"اور اُن (جانوروں) کی اُون اور ان کی بری (یعنی روئی) اور بالوں سے کچھ گرہستی کا سامان (گھروں میں بچھانے اور اوڑھنے کا سامان) اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک (رہنا ئیں ہیں)" (سورۂ نحل ۱۶ آیت ۸۰)

ف: یہ آیت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بیان میں ہے مگر اس سے اشارۃً اُون، پشمینے اور بالوں کی طہارت اور ان سے نفع اٹھانے کی علت ثابت ہوتی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۵۶۹ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ اِنَاۤءِ اَحَدِكُمْ فَلْيُهْرِقْهُ وَلْيَغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ نَحْوَهُ مَرْفُوْعًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال کر پی جائے تو اس چیز کو گرا دو۔ اور اس برتن کو تین مرتبہ دھولو۔ (ابن عدی نے اس کی روایت کی ہے۔ دارقطنی نے بھی اس کی مرفوعاً روایت کی ہے)

۵۷۰/۲ وَعَنْهُ قَالَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْاِنَاءِ فَاهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ مَوْقُوْفًا وَفِي نَصْبِ الرَّايَةِ قَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّيْنِ فِي الْاِمَامِ وَهٰذَا سَنَدٌ صَحِيْحٌ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پی جائے تو اس برتن کی چیز کو گرا دو اور برتن کو تین مرتبہ دھولو (اس کی روایت دارقطنی نے موقوفاً کی ہے اور نصب الرایہ میں مذکور ہے کہ شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الامام میں کہا ہے کہ یہ سند صحیح ہے اور طحاوی نے بھی اس کی اسی طرح روایت کی ہے۔

۵۷۱/۳ وَعَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْاِنَاءِ اَهْرَاقَهٗ ثُمَّ غَسَلَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پی جاتا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس برتن کی چیز کو گرا دیتے اور اس کے بعد برتن کو تین بار دھو ڈالتے (دارقطنی نے بسند صحیح اس کو روایت کیا ہے)

۵۷۲/۴ وَعَنْ مَعْمَرٍ قَالَ سَاَلْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ الْكَلْبِ يَلِغُ فِي الْاِنَاءِ قَالَ يُغْسَلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتے کے متعلق دریافت کیا جب کہ وہ برتن میں منہ ڈال کر پی جائے تو امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ برتن کو تین مرتبہ دھولو۔ (عبد الرزاق)

ف: بہار شریعت میں لکھا ہے کہ سور، کتا، شیر، چیتا، بھیڑیا، ہاتھی، گیدڑ اور دوسرے درندوں کا جھوٹا ناپاک ہے کتے نے برتن میں منہ ڈالا تو اگر وہ برتن چینی یا دھات کا ہے یا مٹی کا روغنی برتن ہے یا استعمالی چکنا (پرانا برتن) ہے تو تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گا ورنہ ہر بار سکھا کر پاک ہوگا۔ ہاں چینی کے برتن میں بال ہوں یا اور برتن میں دراڑ ہو تو تین بار سکھا کر پاک ہوگا فقط دھونے سے پاک نہ ہوگا۔ مٹکے (یا کسی اور برتن کو کتے نے اوپر سے چاٹا ہو تو اس برتن کا پانی ناپاک نہ ہوگا۔

۵۷۳/۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ فَتًى شَابًّا عَزَبًا وَكَانَتِ الْكِلَابُ تَبُوْلُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ وَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَسَكَتَ عَنْهُ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں شب گذاری کرتا تھا۔ اس زمانے میں ایسا جوان تھا کہ ابھی میری شادی نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت کتے مسجد میں پیشاب کرتے اور آیا جایا کرتے تھے۔ لیکن اس کی وجہ سے مسجد کو کچھ بھی نہ دھویا جاتا تھا۔

نَحْوَهٗ ۔ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى طُهُوْرِ الْاَرْضِ اِذَا يَبِسَتْ ۔

(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور اس کی سند کے متعلق سکوت کیا ہے جو ان کے نزدیک صحت کی علامت ہے اور بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ابوداؤد نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ زمین جب خشک ہو جائے تو پاک ہو جاتی ہے)

۵۷۴ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ ذَكَاةُ الْاَرْضِ يُبْسُهَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرِ نِ الْبَاقِرِ رَحِمَهُ اللّٰهُ مِثْلَهٗ ۔

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ زمین کی پاکی اس کا خشک ہو جانا ہے (ابن ابی شیبہ نے اس کی روایت کی ہے) اور ابن ابی شیبہ کی ایک دوسری روایت میں حضرت امام ابوجعفر باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح مروی ہے

۵۷۵ وَعَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ جُفُوْفُ الْاَرْضِ طُهُوْرُهَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَحْوَهٗ وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ ۔

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ زمین کا خشک ہو جانا ہی اس کے لیے پاکی ہے (عبدالرزاق) اور ابن ابی شیبہ کی روایت بھی اسی طرح ہے اور ابن ابی شیبہ کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں ۔

۵۷۶ وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ سَاَلَتِ امْرَاَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِحْدَانَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اِنْ كَانَ بَعْضُ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ لَتَقْرِصُ الدَّمَ عَنْ ثَوْبِهَا بِرِيْقِهَا ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بتلایئے کہ ہم میں سے کسی عورت کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اس کو چٹکیوں سے ملے، پھر اس کو پانی سے دھو لے، پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھے (بخاری اور مسلم) اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعض بیبیاں اپنے کپڑے سے خون کو تھوک کے ذریعہ مل کر پاک فرمایا کرتی تھیں ۔

ف : اس حدیث کے الفاظ " ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ " (یعنی پھر کپڑے کو پانی سے دھو لے) اس کے متعلق خطابی نے کہا ہے کہ اس ارشاد میں اس بات کی دلیل ہے کہ نجاست دُور کرنے کے لیے پانی ہی معین ہے اور بیہقی نے بھی اپنی سنن میں اس حدیث سے یہی استدلال کیا ہے نجاست پانی سے ہی دُور کی جائے اور امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام محمد اور امام زفر رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے، یہ حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ جس چیز سے حدث دور ہوتا ہے، نجاست سے پاکی اسی چیز کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے لیکن امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ نجاست سے پاکی حاصل کرنا ہر ایسی چیز کے ذریعہ جائز ہے جو بہنے والی اور پاک ہو۔

یہ ایک واضح بات ہے کہ اس حدیث کو حنفیہ کے خلاف دلیل نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ اس حدیث سے صرف یہ ثابت ہو رہا ہے کہ کپڑے کی پاکی پانی سے حاصل ہوئی ہے جس کا انکار ناممکن ہے اور اختلاف تو اس بارے میں ہے کہ کیا پانی کے سوا کسی دوسری چیز سے بھی پاکی حاصل کی جا سکتی ہے یا نہیں ؟ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث جس میں پانی سے طہارت حاصل کرنے کا ذکر ہے اس میں اس بات کا حصر نہیں ہے کہ پانی کے سوا کسی اور بہنے والی پاک چیز سے پاکی حاصل نہ کی جائے بلکہ اس حدیث میں پانی کے سوا کسی اور چیز سے طہارت حاصل کرنے کے بارے میں سکوت موجود ہے دوسری چیز سے پاکی حاصل کرنے کا نہ تو ثبوت ہے نہ نفی بلکہ ابن ابی شیبہ کی وہ حدیث جو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جس میں ام المومنین نے اپنے کپڑے کی طہارت تھوک کے ذریعہ کی ہے اس میں پاک بہنے والی چیز سے طہارت حاصل کرنے کا ثبوت موجود ہے امام بیہقی اور خطابی نے اپنی دلیل میں جو نجاست کا قیاس حَدَث پر کیا ہے اور جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نجاست دور کرنے کے لیے پانی اسی طرح لازمی ہے جس طرح حدث دور کرنے کے لیے پانی بلااتفاق لازمی ہے صحیح نہیں کیونکہ نجاست کا حکم اور حدث کے حکم میں کافی فرق ہے اور سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث اور اس کے بعد آنے والی حدیثیں اس بات پر قوی دلیل ہیں کہ بہنے والی پاک چیز سے پاکی حاصل کی جا سکتی ہے۔

علاوہ ازیں نجاست کے دور کرنے کے لیے ڈھیلا یا پتھر استعمال کیا جائے اور پانی سے طہارت کے بغیر نماز پڑھ لی جائے تو ایسے شخص کی نماز درست ہے حالانکہ صرف ڈھیلے یا پتھر سے طہارت پر اکتفا کرنے میں نجاست کا اثر باقی رہ جاتا ہے، برخلاف حدث کے کہ اس میں اگر بال برابر جگہ بھی خشک رہ جائے تو حدث دور نہیں ہوتا تو اس طرح یہ نتیجہ نکلا کہ پاکی کے حاصل کرنے میں حدث پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور پانی کے علاوہ ہر پاک بہنے والی چیز سے پاکی حاصل کی جا سکتی ہے۔

۵۷۷ / ۹ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ رَاٰى فِيْ قَمِيْصِهٖ دَمًا فَبَزَقَ فِيْهِ ثُمَّ دَلَكَهٗ، وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَيْمُوْنَ بْنِ مِهْرَانَ مِثْلُهٗ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ فِيْ بَابِ هَلْ تُصَلِّي الْمَرْاَةُ فِيْ ثَوْبٍ حَاضَتْ فِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ مَا كَانَ لِاِحْدَانَا اِلَّا ثَوْبٌ وَّاحِدٌ تَحِيْضُ فِيْهِ فَاِذَا اَصَابَهٗ شَيْءٌ مِّنْ دَمٍ قَالَتْ (اَيْ فَعَلَتْ) بِرِيْقِهَا فَمَصَعَتْهُ بِظُفْرِهَا وَيُرْوٰى فَقَصَعَتْهُ۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی قمیص میں خون دیکھا تو آپ نے خون کی جگہ تھوک کر اس کو مل دیا، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور میمون بن مہران سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "کیا عورت اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتی ہے جس میں اس کو حیض آیا ہو" کے باب میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ام المؤمنین نے فرمایا ہم میں سے کسی کو ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا میسر نہ تھا، اس لیے حیض کے ایام میں وہی کپڑا جسم پر رہتا تھا اور جب حیض کا کچھ خون اس میں لگ جاتا تھا تو وہ خون کے دھبہ پر تھوک دیا کرتی تھیں اور اس کو ناخن سے مل لیتی تھیں، اور ایک روایت میں (فَمَصَعَتْهُ) کی بجائے (فَقَصَعَتْهُ) ہے جس کے معنے بھی ملنے کے ہیں۔

۵۷۸ / ۱۰ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَهَا امْرَاَةٌ اِنِّيْ اُطِيْلُ ذَيْلِيْ وَاَمْشِيْ فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهٗ مَا بَعْدَهٗ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ الْمَرْاَةُ اُمُّ وَلَدٍ لِاِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ان سے ایک عورت نے دریافت کیا کہ میرا دامن لمبا ہوا کرتا ہے اور میں ناپاک جگہ سے گذرتی ہوں (تو کیا میرا دامن پاک رہے گا) تو اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کپڑے کو اس مقام کے بعد کی جگہ پاک کر دیتی ہے (امام مالک، امام شافعی، امام احمد، ترمذی ابوداؤد اور دارمی) اور دارمی نے کہا ہے کہ وہ سوال کرنے والی عورت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی امّ ولد (لونڈی) تھیں۔

ف: حدیث میں ناپاک جگہ کا ذکر کیا گیا ہے اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ جگہ سے مراد خشک جگہ ہے کہ اس پر دامن گذر جائے تو ناپاک نہیں ہوتا اگر جگہ تر ہو تو اس کا یہ حکم نہیں ہوگا کیوں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ کپڑے کو جب نجاست لگ جائے تو وہ دھونے سے ہی پاک ہوتا ہے البتہ چمڑے کے موزے کا یہ حکم نہیں ہے اور اس کا حکم بھی آئندہ حدیثوں میں مذکور ہے اور اس حدیث میں زمین کا کپڑے کو پاک کر دینے کا جو ذکر موجود ہے قرینہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

سائلہ عورت کا دامن خشک زمین پر ہی سے گذرتا تھا (ماخوذ از مرقات) ۱۲

۵۷۹ / ۱۱ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَطِئَ اَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْاَذٰى فَاِنَّ التُّرَابَ لَهٗ طَهُوْرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَلِابْنِ مَاجَةَ مَعْنَاهُ وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ فِى الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے جوتے سے نجاست کو روند دے تو مٹی اس کو پاک کرنے والی ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ کی ہے) اور ابن ماجہ سے یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے موافق ہے۔

ف : اعلیٰ حضرت امام اہلسنت النور والنورق میں فرماتے ہیں کہ موزے یا جوتے میں کوئی جرم دار نجاست مثل لید اور گوبر کے لگ جائے یا پیشاب وغیرہ رقیق نجاست مٹی یا ریت سے جرم دار ہو جائے تو اتنا رگڑ دینے سے اس نجاست کا اثر زائل ہو جائے تو طہارت ہو جائے گی ۔ لہذا جوتے کے تلے کا موضع نجاست پر گذر کر پاک زمین یا ریت پر چلنے سے اور ان کے ساتھ رگڑ کھا کر سوکھ کر جھڑ جانے کی صورت میں جوتا پاک ہو جاتا ہے۔ فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۵۴۲

۵۸۰ / ۱۲ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ فَاِنْ رَاٰى فِىْ نَعْلِهٖ اَذًى اَوْقَذَرًا فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيْهِمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَرَوَى ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد کو آئے تو دیکھ لے کہ اگر اس کے جوتے میں کوئی گندی چیز یا نجاست موجود ہے تو اس کو رگڑ دے اور ان جوتوں کے ساتھ نماز پڑھ لے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ابن حبان اور حاکم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۸۱ / ۱۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَطِئَ اَحَدُكُمُ الْاَذٰى بِنَعْلِهٖ اَوْخُفَّيْهِ فَطَهُوْرُهُمَا التُّرَابُ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَوَطِئَ عَلٰى عَذِرَةٍ قَالَ اِنْ كَانَتْ رَطْبَةً غُسِلَ مَا اَصَابَهٗ وَاِنْ كَانَتْ يَابِسَةً لَمْ تَضُرَّهٗ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے جوتے یا اپنے موزوں سے گندی چیز کو روند دے تو ان دونوں کو پاک کرنے والی مٹی ہے (یعنی مٹی پر رگڑنے سے موزہ پاک ہو جاتا ہے) (طحاوی و ابن خزیمہ) اور یحیی بن وثاب سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا گیا کہ کوئی شخص نماز کے لیے نکلا اور اس نے غلاظت کو روند ڈالا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا کہ اگر غلاظت تر ہو تو جس چیز کو وہ لگ جائے اس کو دھو لے اور اگر خشک ہو تو اس کے بیے

ضرر رساں نہیں ہے (ابن ابی شیبہ) اور اس حدیث کی روایت کرنے والے صحیح کے راوی ہیں)

ف: اس حدیث میں تر نجاست کو دور کرنے کے لیے دھونا ثابت ہے اور اگر خشک نجاست ہو تو رگڑ دینا کافی ہے بالکل اسی طرح اس حدیث سے پہلے کی حدیثیں گو کہ وہ مطلق ہیں ان سے بھی یہی حکم مراد ہے کہ اگر نجاست تر ہو تو دھولی جائے اور اگر خشک ہو تو زمین پر رگڑ دینے سے پاک ہو جاتی ہے ۱۲

۵۸۲ وَعَنِ الْاَسْوَدِ وَهَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَبِرِوَايَةِ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ وَاِمَامِنَا اَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهٗ وَفِيْهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ فِيْهِ قَالَ الطَّحَاوِيُّ وَلَيْسَ فِيْ هٰذَا عِنْدَنَا دَلِيْلٌ عَلٰى طَهَارَةِ الْمَنِيِّ فَقَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ كَانَتْ تَفْعَلُ بِهٖ هٰذَا فَيَطْهُرُ بِذٰلِكَ الثَّوْبُ وَالْمَنِيُّ فِيْ نَفْسِهٖ نَجِسٌ كَمَا قَدْ رُوِيَ فِيْمَا اَصَابَ النَّعْلَ وَالْخُفَّ مِنَ الْاَذٰى فَكَانَ التُّرَابُ يُجْزِئُ مِنْ غَسْلِهِمَا وَلَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى طَهَارَةِ الْاَذٰى فِيْ نَفْسِهٖ فَكَذٰلِكَ مَا رُوِيَ مِنَ الْمَنِيِّ يَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ كَانَ حُكْمُهٗ كَذٰلِكَ يَطْهُرُ الثَّوْبُ بِاِزَالَتِهِمْ اِيَّاهُ عَنْهُ بِالْفَرْكِ وَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ نَجِسٌ كَمَا كَانَ الْاَذٰى يَطْهُرُ النَّعْلَ بِاِزَالَتِهِمْ اِيَّاهُ عَنْهَا وَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ نَجِسٌ۔

حضرت اسود اور ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے سے خشک منی کو کھرچ لیا کرتی تھی (اس کی روایت مسلم نے اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے) اور علقمہ اسود اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کی سند سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی طرح روایت کیا ہے، اور اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی کپڑے میں نماز پڑھتے تھے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ ہمارے مذہب کے مطابق اس حدیث میں منی کے پاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے اور اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق جو مذکور ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ لیا کرتی تھیں تو اس بارے میں یہ صراحت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کپڑے سے خشک منی کو جس کا اثر کپڑے میں سرایت نہ کیا ہو، ایسے طریقہ سے مل دیا کرتی تھیں جس سے کپڑا پاک ہو جاتا تھا اور اس طرح رگڑنا بھی کپڑے کو پاک کرنے کا ایک طریقہ ہے، منی درحقیقت ناپاک ہے اس کی توضیح یہ ہے کہ جوتے یا موزے کو خشک ناپاک چیز لگ جائے تو اس نجاست کو دور کرنے کے بارے میں روایت یوں ہے کہ پانی سے دھونے کے بجائے مٹی پر رگڑنا کافی ہے اور چمڑے کو پاک کرنے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے تو اس طرح ثابت ہوا کہ اس روایت میں بھی کوئی

دلیل درحقیقت نجس شے کے پاک ہونے کی نہیں ہے تو جیسے چمڑے کے پاک ہو لے سے نجاست کو پاک نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیث میں کپڑا جس کو خشک منی لگی ہوئی ہو رگڑنے سے کپڑا تو پاک ہو گیا لیکن کپڑے کے پاک ہونے سے منی کو پاک نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ۱۲

۵۸۳ / ۱۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَابِسًا وَأَغْسِلُهُ إِذَا كَانَ رَطْبًا رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَأَبُو عَوَانَةَ فِي صَحِيحِهِ وَقَالَ النِّيمَوِيُّ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ لیا کرتی تھی جب وہ خشک ہوتی اور کپڑے کو دھو لیا کرتی تھی اگر منی تر ہوتی (اس کی روایت دارقطنی، بیہقی اور طحاوی نے کی ہے اور ابو عوانہ نے بھی اپنی صحیح میں اس کی روایت کی ہے اور نیموی نے کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے)

۵۸۴ / ۱۶ وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ أَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى بِئْرٍ أَدْلُو مَاءً فِي رَكْوَةٍ فَقَالَ يَا عَمَّارُ مَا تَصْنَعُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَغْسِلُ ثَوْبِي مِنْ نُخَامَةٍ أَصَابَتْهُ فَقَالَ يَا عَمَّارُ إِنَّمَا يُغْسَلُ الثَّوْبُ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالْقَيْءِ وَالدَّمِ وَالْمَنِيِّ يَا عَمَّارُ مَا نُخَامَتُكَ وَدُمُوعُ عَيْنَيْكَ وَالْمَاءُ الَّذِي فِي رَكْوَتِكَ إِلَّا سَوَاءٌ۔

(رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں کنویں سے ایک برتن میں پانی ڈال رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اے عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں میں اپنے کپڑے کو دھونا چاہتا ہوں جس میں رینٹھ لگ گیا ہے، آپ نے فرمایا اے عمار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کپڑا تو صرف پانچ چیزوں کے لگ جانے سے دھویا جاتا ہے۔ پاخانہ، پیشاب، قے، خون اور منی سے۔ اے عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری رینٹھ اور تمہارے آنکھوں کے آنسو اور یہ پانی جو تمہارے برتن میں ہے یہ سب برابر ہیں (اس سے معلوم ہوا کہ رینٹھ اور آنسو نجس نہیں ہیں (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

۵۸۵ / ۱۷ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منی کے متعلق دریافت کیا کہ اگر وہ کپڑے کو

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَخْرُجُ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَاَثَرُ الْغَسْلِ فِیْ ثَوْبِہٖ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

لگ جائے (تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھو دیا کرتی تھی اور آپ اسی کپڑے میں نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور دھونے (یعنی تری) کا نشان آپ کے کپڑے پر رہتا (بخاری اور مسلم)

۵۸۶/۱۸ وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ اَنَّہٗ سَأَلَ اُمَّ حَبِیْبَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِی الثَّوْبِ الَّذِیْ کَانَ یُجَامِعُ فِیْہِ قَالَتْ نَعَمْ اِذَا لَمْ یَرَ فِیْہِ اَذًی رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ وَقَالَ ابْنُ الْمَلِکِ وَالشَّیْخُ عَبْدُ الْحَقِّ اِنَّ ھٰذِہِ الْاَحَادِیْثَ اَدِلَّۃٌ عَلٰی نَجَاسَۃِ الْمَنِیِّ کَمَا ھُوَ قَوْلُ اِمَامِ الْمَذْھَبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنْتَھٰی وَکَذَا رُطُوْبَۃُ فَرْجِ الْمَرْأَۃِ نَجِسَۃٌ فَاِنَّھَا مَخْلُوْطَۃٌ بِالْمَنِیِّ النَّجِسِ

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیوی ہیں دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کپڑے میں نماز پڑھا کرتے تھے کہ جس میں جماع کرتے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں جب اس کپڑے میں نجاست نہیں پاتے تھے (اس کی روایت نسائی اور ابوداؤد نے کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے) ابن الملک اور شیخ عبدالحق رحمہما اللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ منی نجس ہے، اور یہی قول امام المذہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور اسی طرح عورت کے شرمگاہ کی تری بھی نجس ہے اس لیے کہ وہ منی سے جو ناپاک ہے ملی ہوئی ہوتی ہے۔

۵۸۷/۱۹ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَہٗ اِیَّاہُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَمُحَمَّدٌ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ نَحْوَہٗ وَقَالَ اِتْبَاعُ الْمَاءِ حُکْمُہٗ حُکْمُ الْغَسْلِ اَلَا تَرٰی اَنَّ رَجُلًا لَوْ اَصَابَ ثَوْبَہٗ عَذِرَۃٌ فَاَتْبَعَھَا الْمَاءَ حَتّٰی ذَھَبَ بِھَا اَنَّ ثَوْبَہٗ قَدْ طَھُرَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس (ایک شیرخوار) بچہ لایا گیا اس نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور آپ نے اس پر سے پانی بہا دیا اس کی روایت بخاری نسائی اور امام محمد نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور امام طحاوی نے یہ صراحت کی ہے کہ پانی بہا دینے کا حکم درحقیقت دھو دینے کا ہے، چنانچہ اگر کسی آدمی کے کپڑے کو غلاظت لگ جائے اور وہ اس پر پانی بہا دے یہاں تک کہ پانی اس غلاظت کو دور کر دے تو اس کا کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔

۵۸۸ ۲۰ وَعَنْهَا قَالَتْ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يَرْضَعُ فَبَالَ فِيْ حِجْرِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهٗ عَلَيْهِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شیرخوار بچہ لایا گیا اس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگوا کر اس پر بہا دیا (مسلم)

ف: دودھ پیتے بچوں کے بارے میں لوگوں میں جو مشہور ہے کہ ان کے پیشاب سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے کیوں کہ وہ اناج وغیرہ نہیں کھاتے محض بے اصل غیر منطری بات ہے۔ دودھ پیتا بچہ ہو یا بچی اس کا پیشاب پاخانہ ناپاک ہے اگر جسم پر لگ جائے تو اسے دھویا جائے اور اگر کسی کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو اسے تین مرتبہ دھویا جائے اور ہر مرتبہ نچوڑا بھی جائے۔

۵۸۹ ۲۱ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوْ لَهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ مَرَّةً فَبَالَ عَلَيْهِ فَقَالَ صُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بچے لائے جاتے تھے تو آپ ان کے لیے دعا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بچہ آپ کے پاس لایا گیا تو اس نے آپ پر پیشاب کر دیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس پر پانی خوب بہا دو (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے، جس کی اسناد صحیح ہے)

۵۹۰ ۲۲ وَعَنْ اَبِيْ لَيْلٰى اَنَّهٗ كَانَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى بَطْنِهِ الْحَسَنُ اَوِ الْحُسَيْنُ قَالَ فَبَالَ حَتّٰى رَاَيْتُ بَوْلَهٗ عَلٰى بَطْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسَارِيْعَ قَالَ فَوَثَبْنَا اِلَيْهِ قَالَ فَقَالَ دَعُوْا ابْنِيْ فَلَا تُفْزِعُوْا ابْنِيْ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهٗ عَلَيْهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھے انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بطن مبارک پر امام حسن یا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ صاحبزادے نے پیشاب فرما دیا۔ ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بطن مبارک پر پیشاب کی دھاریں بہہ رہی ہیں۔ ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم فوراً جھپٹے کہ ان کو ہٹا دیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بچہ کو چھوڑ دو اور میرے بچہ کو مت گھبراؤ۔ حضرت ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس پر بہا دیا (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۹۱ ۲۳ وَعَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ اِنَّ اُمَّ

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

الْفَضْلِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ رَأَيْتُ اِنَّ عُضْوًا مِّنْ اَعْضَائِكَ فِيْ بَيْتِيْ قَالَ تَلِدُ فَاطِمَةُ غُلَامًا وَتُرْضِعِيْهِ بِلَبَنِ قُثَمٍ فَوَلَدَتْ حُسَيْنًا فَاَخَذْتُهُ فَبَيْنَا هُوَ يُقَبِّلُهُ اِذْ بَالَ عَلَيْهِ فَقَرَصْتُهُ فَبَكٰى فَقَالَ اٰذَيْتِنِيْ فِيْ اِبْنِيْ ثُمَّ جَاءَ بِمَاءٍ فَحَدَرَهُ حَدْرًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ۔

ہے وہ کہتی ہیں کہ ام فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا میرے گھر میں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لڑکا پیدا ہوگا اور تم اس بچے کو اپنے قثم نامی بچہ کے ساتھ دودھ پلاؤ گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو میں ان کو لے آئی ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو پیار کر رہے تھے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ پر پیشاب کر دیا تو میں نے ان کو اٹھا لیا تو صاحبزادے نے رو دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم نے میرے بچہ کی وجہ سے تکلیف دی۔ پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس پر خوب بہا دیا (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۹۲ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهٖ اَنَّهَا اَبْصَرَتْ اُمَّ سَلَمَةَ تَصُبُّ عَلٰى بَوْلِ الْغُلَامِ مَالَمْ يَطْعَمْ فَاِذَا اَطْعَمَ غَسَلَتْهُ وَكَانَ تَغْسِلُ بَوْلَ الْجَارِيَةِ۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ ایسے بچہ کے پیشاب پر پانی بہاتی تھیں جب تک وہ شیرخوار تھا اور کھانا نہ کھاتا ہو اور جب بچہ کھانا کھانے لگ جاتا تو اس کے پیشاب کو دھولیا کرتی تھیں اور لڑکی کے پیشاب کو دھولیا کرتی تھیں (خواہ وہ کھانا کھائے یا نہ کھائے)

ف: شیرخوار بچہ یا بچی اگرچہ کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں دونوں کا پیشاب نجس ہے، بچہ کے پیشاب کے لیے خفیف طور سے دھولینا کافی ہے کیوں کہ بچہ کے پیشاب میں بدبو کم ہوتی ہے اور وہ پتلا ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بچہ کے پیشاب کے لیے "نضح" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی خفیف طور سے دھونے کے ہیں لیکن بچی کے پیشاب کو بدبو کی زیادتی اور گاڑھے پن کی وجہ سے مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری ہے، جیسے اور نجاست کو دھویا جاتا ہے اسی لیے بچی کے پیشاب کے لیے حدیث میں "غسل" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی اہتمام اور مبالغہ سے دھونے

۵۹۳ (۲۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ اَتَانَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ ۔ وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى نَهْيِ الْاِنْتِفَاعِ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ قَبْلَ الدِّبَاغِ كَذَا قَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَفِيْ سُنَنِ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ يُسَمّٰى اِهَابًا مَا لَمْ يُدْبَغْ فَاِذَا دُبِغَ لَا يُسَمّٰى اِهَابًا وَّاِنَّمَا يُقَالُ لَهٗ شَنٌّ وَقِرْبَةٌ ۔

حضرت عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان آیا کہ غیر مذبوح مردار جانوروں کا چمڑا بغیر دباغت کے استعمال نہ کریں اور نہ ان کے پٹھوں سے نفع حاصل کریں (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور طحاوی نے کی ہے) اور بیہقی نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ دباغت سے قبل مردار جانور کے چمڑے سے نفع حاصل نہ کیا جائے۔ اسی طرح ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور سنن ابوداؤد میں یہ صراحت ہے کہ نضر بن شمیل نے کہا ہے کہ چمڑے کو "اہاب" اس وقت تک کہا جاتا ہے جب تک اس کو دباغت نہ دی گئی ہو اور جب اس کی دباغت ہوجائے تو اس کو "اِھَاب" نہیں کہتے بلکہ اس کو شن اور "قربۃ" کہتے ہیں۔

ف :- حضرت عبد اللہ بن عکیم تابعی ہیں۔ آپ نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر شرفِ ملاقات نہیں ہوسکی قبیلہ بنی باہلہ یا قبیلہ جہینہ سے ہیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم حضرت ابن مسعود اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ان کی ملاقات ہے۔ ان کا قیام کوفہ میں رہا اہاب کہتے ہیں کچی کھال کو اور پکی کھال کو جلد کہتے ہیں۔ مردار جانور کی کچی کھال اور پٹھے نجس ہیں ان سے نفع لینا جائز نہیں اور نہ ہی ان کی تجارت جائز ہے مردار جانور کی کچی کھال کو پکانے اور خشک کرنے کے بعد اس سے نفع لینا اور تجارت کرنا جائز ہے اسی طرح مردار جانور کے سینگ اور ناخن وغیرہ جن میں زندگی کا اثر نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کو کاٹنے سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے ان سے نفع اٹھانا مطلقاً جائز ہے اور یہی تمام آئمہ کا مذہب ہے۔

(ماخوذ از مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

۵۹۴ (۲۶) وَعَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبُذُ فِيْهِ حَتّٰى صَارَ شَنًّا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ وَالطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ ۔

ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ہماری ایک بکری مرگئی تو ہم نے اس کے چمڑے کو دباغت دی پھر ہم نبیذ (جو کھجور اور پانی سے تیار ہوتی ہے) اس میں ڈالتے تھے یہاں تک کہ وہ پرانی مشک بن گیا۔ (اس کی روایت بخاری اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اور امام طحاوی سے بھی اسی طرح مروی ہے)

۵۹۵ / ۲۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّمُحَمَّدٌ وَّرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جب چمڑے کو دباغت دی جاتی ہے تو وہ پاک ہو جاتا ہے (اس کی روایت مسلم اور امام محمد نے کی ہے اور امام طحاوی سے بھی اسی طرح مروی ہے)

۵۹۶ / ۲۸ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَنْ يُّسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَبُوْدَاوٗدَ وَمُحَمَّدٌ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جب مُردار جانور کے چمڑے کو دباغت دی جائے تو اس کے استعمال سے فائدہ اٹھایا جائے۔ (امام مالک، ابوداؤد اور امام محمد)

ف:۔ کیونکہ چمڑہ دباغت (رنگنے) سے پاک ہوجاتا ہے۔

۵۹۷ / ۲۹ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ عَلٰى اَهْلِ بَيْتٍ فَاِذَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَسَاَلَ الْمَاءَ فَقَالُوْا لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ دِبَاغُهَا طُهُوْرُهَا۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالطَّحَاوِيُّ وَفِي التَّلْخِيْصِ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ)

حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک میں ایک گھر پر تشریف فرما ہوئے تو اس میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا آپ نے پانی مانگا۔ گھر والوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ مشکیزہ مردہ جانور کے چمڑے کا ہے۔ حضور انور نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دباغت اس کو پاک کرنے والی ہے۔ (امام احمد، ابوداؤد اور امام طحاوی) تلخیص میں مذکور ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔

۵۹۸ / ۳۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا اِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چمڑے کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (اس کی روایت امام اعظم امام ابوحنیفہ، امام طحاوی، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

۵۹۹ / ۳۱ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُصِيْبُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَغَانِمِنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْاَسْقِيَةَ فَنَقْتَسِمُهَا وَكُلُّهَا مَيْتَةٌ فَنَنْتَفِعُ بِذٰلِكَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات کے مال غنیمت میں مشرکین کے مشکیزے ملا کرتے تھے تو ہم ان کو تقسیم کر لیتے تھے، حالانکہ یہ مشکیزے

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

۶۰۰/۳۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَصَدَّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ فَقَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَكْلُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ وَمُحَمَّدٌ نَحْوَهٗ۔

۶۰۱/۳۳ وَعَنْهُ قَالَ مَاتَتْ شَاةٌ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاتَتْ فُلَانَةٌ تَعْنِي الشَّاةَ قَالَ فَلَوْلَا اَخَذْتُمْ مِسْكَهَا فَقَالَتْ نَاْخُذُ مِسْكَ شَاةٍ قَدْ مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ قُلْ لَّا اَجِدُ فِيْمَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ اَلْاٰيَةَ فَاِنَّهَا لَا بَاْسَ بِاَنْ تَدْبَغُوْهُ فَتَنْتَفِعُوْا بِهٖ فَقَالَتْ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهَا فَسَلَخْتُ مِسْكَهَا فَدَبَغْتُهٗ فَاتَّخَذْتُ مِنْهُ قِرْبَةً حَتّٰى تَخَرَّقَتْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاَحْمَدُ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

مردار جانوروں کے ہوتے تھے۔ اور ہم ان کے استعمال سے نفع حاصل کرتے تھے۔ (طحاوی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک باندی کو ایک بکری خیرات میں دی تھی اور وہ مرگئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گذر اس پر ہوا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیوں تم نے اس کے چمڑے کو نہیں لیا کہ اس کو دباغت دے کر اس سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ وہ مردار ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صرف اس کا گوشت کھانا حرام ہے (بخاری، مسلم، طحاوی اور امام محمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک بکری مرگئی انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ مرگئی ہے یعنی بکری، آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیوں تم نے اس کے چمڑے کو نہیں لیا؟ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ ہم کیسے بکری کے چمڑے کو لے سکتے تھے؟ جو مردار ہوگئی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام کی آیت ر پ ۸ ع ۱۸ میں یہی فرمایا ہے قُلْ لَّا اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ۔ (اے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لوگوں سے) تم فرماؤ (ان چیزوں میں سے جن کو تم حرام کہتے ہو) میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا بدجانور کا گوشت وہ نجاست ہے) اس لیے اگر تم اس کو (یعنی مری ہوئی بکری کے چمڑے کو) دباغت دے دیتے اور اس سے نفع اٹھاتے تو کوئی حرج نہیں تھا حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آدمی روانہ کردیا اور کھال کھنچوا کر منگوالی اور اس کو دباغت دلوا کر اس سے مشکیزہ بنوایا۔

وہ استعمال میں رہا یہاں تک کہ وہ پھٹ گیا (امام طحاوی) اور امام احمد نے اسناد صحیح سے روایت کی ہے۔

۶۲۲ وَعَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّوْنَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالطَّحَاوِيُّ۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے چند قریش کے لوگ اپنی ایک مری ہوئی بکری کو جو گدھے کی طرح پھول گئی تھی کھینچتے ہوئے لے جا رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کاش تم نے اس کے چمڑے کو لے لیا ہوتا ان لوگوں نے جواب دیا کہ وہ مردار ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پانی اور کیکر پاک کر دیتے ہیں (اور یہ بھی دباغت کی ایک قسم ہے) (اس کی روایت امام احمد، ابو داؤد اور طحاوی نے کی ہے)

۶۲۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَمْتِعُوْا بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ اِذَا هِيَ دُبِغَتْ تُرَابًا كَانَ اَوْ رَمَادًا اَوْ مِلْحًا اَوْ مَا كَانَ بَعْدَ اَنْ يَّظْهَرَ صَلَاحُهُ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردار جانور کے چمڑے کے استعمال سے جب اُسے دباغت دی جائے تو فائدہ اٹھاؤ خواہ دباغت مٹی سے دی گئی ہو یا راکھ سے یا نمک سے یا ایسی کسی چیز سے دباغت دی گئی ہو کہ جس سے چمڑے میں صلاحیت پیدا ہو جائے۔ (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

ف: چمڑے سے اس کی بدبو اور ناپاک رطوبتوں کے دُور کرنے کو دباغت کہتے ہیں، واضح رہے کہ دباغت کی دو قسمیں ہیں (۱) حقیقی (۲) حکمی۔ دباغت حقیقی یہ ہے کہ چمڑے کو دواؤں کے ذریعہ مثلاً نمک، انار کے چھلکے، مازو اور کیکر یعنی ببول کے پتوں سے پاک کیا جائے اور دباغت حکمی یہ ہے کہ چمڑے کو دھوپ میں اس طرح تپایا جائے یا مٹی اور راکھ میں اس طرح روندا جائے کہ اس کی بدبو اور رطوبت دُور ہو جائے۔

دباغت حقیقی سے چمڑا ہمیشہ کے لیے پاک ہو جاتا ہے اور اس کی نجاست پھر عود نہیں کرتی البتہ دباغت حکمی میں اختلاف ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں منقول ہیں، ایک یہ کہ نجس رطوبت پانی کی تری کی وجہ سے عود کر جائے گی تو چمڑا پھر نجس ہو جاتا ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ دباغت حکمی کے بعد چمڑا دوبارہ پانی میں تر ہو جائے اور رطوبت ظاہر ہو جائے تو یہ رطوبت جو ظاہر ہوئی ہے۔ اصلی پہلے کی رطوبت نہیں ہے کیونکہ چمڑے کی اصلی رطوبت دھوپ یا مٹی یا راکھ سے جا چکی تھی اس وجہ سے چمڑے کو نجس نہیں قرار دیا جا سکتا اور اسی دوسرے قول پر (جس سے چمڑے کا پاک رہنا ثابت ہوتا ہے) فتویٰ ہے (شرح وقایہ، عمدۃ الرعایۃ، غیاث اللغات) البتہ مختارات النوازل میں یہ صراحت ہے کہ دباغت حکمی میں اگر

چمڑے کو دباغت سے پہلے پانی سے دھو لیا جائے اور پھر دھوپ یا مٹی یا راکھ کے ذریعہ دباغت دی جائے تو چمڑے کی نجاست بالاتفاق عود نہیں کرے گی اور یہ دباغت حکمی دباغت حقیقی کے مثل ہو جائے گی۔ ۱۲

٦٠٤ / ٣٦ وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ كُلُّ شَيْءٍ يَّمْنَعُ الْجِلْدَ مِنَ الْفَسَادِ فَهُوَ دِبَاغٌ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ہر ایسی چیز جو چمڑے کو خراب ہونے سے روک دے تو یہی اس کے لیے دباغت ہے (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے)

٦٠٥ / ٣٧ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ إِنَّمَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَيْتَةِ لَحْمَهَا فَأَمَّا الْجِلْدُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوْفُ فَلَا بَأْسَ بِهٖ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردہ جانور کے صرف گوشت کو حرام قرار دیا ہے مگر چمڑا (جس کو دباغت دی گئی ہو) بال اور اُون ان سب کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

٦٠٦ / ٣٨ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنَ الْمَيْتَةِ حَلَالٌ إِلَّا مَا أُكِلَ مِنْهَا فَأَمَّا الْجِلْدُ وَالْقُرُوْنُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوْفُ وَالسِّنُّ وَالْعَظْمُ فَكُلُّهٗ حَلَالٌ لِأَنَّهٗ لَا يُذَكّٰى۔ (رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ)

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (سورۂ انعام آیت ۱۴۵ کی اس آیت کو) ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ؏ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ (اے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لوگوں سے) تم فرماؤ (کہ جن چیزوں کو تم حرام کہتے ہو) میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی ہے کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا بد جانور کا گوشت وہ نجاست ہے واضح رہے کہ مُردہ جانور کی ہر چیز حلال ہے مگر اس کو کھانا حرام ہے تو چمڑا، سینگ، بال، اُون دانت اور ہڈی یہ سب حلال ہیں، اس لیے کہ ان چیزوں کا ذبح سے کوئی تعلق نہیں ہے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

٦٠٧ / ٣٩ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَشِطُ بِمُشْطٍ مِّنْ عَاجٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاتھی کے دانت کی کنگھی سے کنگھی کیا کرتے تھے۔ (بیہقی)

٦٠٨ / ٤٠ وَعَنْهُ قَالَ لَمَّا رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ نَحَرَ نُسُكَهُ ثُمَّ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ ثُمَّ نَاوَلَهُ شِقَّهُ الْأَيْسَرَ فَحَلَقَهُ فَقَالَ اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

وَقَالَ صَاحِبُ الْعِنَايَةِ وَعَلِيٌّ الْقَارِيُّ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى طَهَارَةِ شَعْرِ الْآدَمِيِّ.

نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حج میں جمرات پر کنکریاں پھینکنے سے فارغ ہوئے تو اپنی قربانی کے اونٹ کو ذبح فرمایا اس کے بعد اپنے سر مونڈھنے والے کو سر کی سیدھی جانب دی اس نے اس کو مونڈھ دیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدھے جانب کے بال ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیئے اس کے بعد بائیں جانب مونڈھنے کے لیے دیئے تو مونڈھنے والوں نے مونڈھ دیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان بالوں کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (ترمذی)

صاحب عنایہ اور ملا علی قاری رحمہما اللہ نے وضاحت کی ہے کہ اس حدیث میں آدمی کے بال کے پاک ہونے پر دلیل ہے

۶۰۹ وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يَكْرِبَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کے پہننے اور ان پر سوار ہونے سے ممانعت فرمائی ہے۔ (ابو داؤد اور نسائی)

ف: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کے پہننے اور ان پر سوار ہونے سے ممانعت فرمائی ہے اس کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ یہ نہی امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس نہی تحریمی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ درندوں کے چمڑوں کا استعمال دباغت سے قبل جائز نہیں، اس لیے کہ وہ نجس ہیں۔ اب رہا یہ کہ دباغت کے بعد کیا کیا جائے؟ اگر درندوں کے چمڑوں پر بال ہوں تو وہ چمڑے بھی نجس ہیں، اس لیے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بالوں کو دباغت دینے سے بال پاک نہیں ہوتے کیونکہ دباغت سے بالوں کی اصلی حالت نہیں بدلتی یا اس حدیث میں جو نہی وارد ہے اس سے نہی تنزیہی مراد ہے اور یہ مسلک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ بال امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک پاک ہیں اور حدیث میں نہی اس لیے آئی ہے کہ درندوں کے چمڑوں کو پہننا اور ان کے چمڑوں پر سوار ہونا سرکش لوگوں اور عجمی کفار اور عیش پرستوں کا دستور ہے لہٰذا نیک لوگوں کے لیے ان کا استعمال مناسب نہیں، اس لیے مکروہ تنزیہی ہے (میں نے اس مضمون کو مرقات سے اخذ کیا ہے) درندوں کے چمڑوں کے ناپاک نہ ہونے کے متعلق عالمگیریہ میں وضاحت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طرح منقول ہے کہ اودبلاؤں کے چمڑوں کی ٹوپی کے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں اور مبسوط میں بھی اسی طرح مذکور ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہر طرح کے درندوں کے پوستین اور دیگر مردار جانوروں کے دباغت دیئے ہوئے چمڑوں اور اسی طرح ذبح کئے ہوئے جانوروں کے چمڑوں کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ کہ ان کو دباغت نہ دی گئی ہو، اس لیے کہ ان کا ذبح کرنا ہی دباغت دینا ہے۔ چنانچہ محیط میں یہی مذکور ہے، نیز تیندوے اور دوسرے درندوں

کے چمڑوں کے استعمال میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے، بشرطیکہ ان کو دباغت دی جائے پھر ان سے جانماز یا زین کا چار جامہ بنایا جائے، یہ ملتقط میں مذکور ہے۔ ۱۲

۶۱۰/۴۲ وَعَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ اَنْ تُفْتَرَشَ۔

حضرت ابوالملیح بن اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے (امام احمد، ابوداؤد اور نسائی) اور ترمذی اور دارمی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کو بطور فرش استعمال کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

۶۱۱/۴۳ وَعَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ اَنَّهٗ کَرِهَ ثَمَنَ جُلُوْدِ السِّبَاعِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت ابوالملیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے درندوں کے چمڑوں کی قیمت لینے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

ف: ابوالملیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درندوں کے چمڑوں کی قیمت کے استعمال کو مکروہ کہا ہے۔ اس بارے میں مظہر نے کہا ہے کہ قیمت کا لینا اس وقت مکروہ ہوگا کہ چمڑے کی دباغت نہ ہوئی ہو، اس لیے کہ قبل دباغت چمڑا نجس رہتا ہے لیکن دباغت کے بعد اس کو فروخت کر کے قیمت کا حاصل کرنا مکروہ نہیں ہے، اور فتاوائے قاضی خاں میں صراحت ہے کہ مردہ جانوروں کے چمڑوں کا فروخت کرنا باطل اور ناجائز ہے بشرطیکہ وہ جانور ذبح کئے ہوئے نہ ہوں، یا ان کے چمڑوں کو دباغت نہ ہوئی ہو (مرقات)

۶۱۲/۴۴ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ کَانَ لَا یَرٰی بِجُلُوْدِ السِّبَاعِ بَاْسًا اِذَا دُبِغَتْ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ درندوں کے چمڑوں کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب کہ ان کی دباغت ہو چکی ہو۔

۶۱۳/۴۵ وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ کَانَ لَهٗ سَرْجٌ نَمُوْرٌ۔

حضرت عروۃ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ ان کے پاس تیندوے کی کھال کا زین تھا۔

۶۱۴/۴۶ وَعَنْ یَحْیَی بْنِ عَتِیْقٍ قَالَ رَاَیْتُ الْحَسَنَ الْبَصْرِیَّ عَلٰی سَرْجٍ نُمْرٍ وَرَاَیْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِیْرِیْنَ عَلٰی سَرْجٍ نُمْرٍ رَوَی الْاَحَادِیْثَ الثَّلٰثَةَ الطَّحَاوِیُّ فِیْ مُشْکِلِ الْاٰثَارِ۔

حضرت یحییٰ بن عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیندوے کی کھال کی زین پر سوار دیکھا ہے اور محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی تیندوے کی کھال کی زین پر سوار دیکھا۔ ان تینوں حدیثوں کی روایت امام طحاوی نے مشکل الآثار میں کی ہے)

۶۱۵/۴۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطِئِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ عَلِيُّ نِ الْقَارِيُّ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ طِيْنَ الشَّارِعِ مَعْفُوٌّ لِعُمُوْمِ الْبَلْوٰى ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم زمین پر ننگے پاؤں چل کر آنے سے دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ (ترمذی شریف) اور مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ راستہ کا کیچڑ عموم بلویٰ کی وجہ سے معاف ہے۔ ۱۲

۶۱۶/۴۸ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِهِمَا وَرَوَى الْبَزَّارُ نَحْوَهٗ وَرَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ صَحِيْحٌ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیشاب (کی چھینٹوں سے) احتیاط کیا کرو، اس لئے کہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے (اس کی روایت حاکم نے کی ہے) اور حاکم نے وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کے شروط کے موافق صحیح ہے اور بزار نے اسی طرح روایت کی ہے اور دارقطنی نے بھی اس کو روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْحَاكِمِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ صَحَابِيٍّ صَالِحٍ اُبْتُلِيَ بِعَذَابِ الْقَبْرِ جَآءَ اِلَى امْرَأَتِهٖ فَسَاَلَهَا عَنْ اَعْمَالِهٖ فَقَالَتْ كَانَ يَرْعَى الْغَنَمَ وَلَا يَتَنَزَّهُ مِنْ بَوْلِهٖ فَحِيْنَئِذٍ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ قَالَ الْحَاكِمُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَاتَّفَقَ الْمُحَدِّثُوْنَ عَلٰى صِحَّتِهٖ ۔

اور حاکم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک نیک صحابی کے دفن سے فارغ ہو کر جو عذاب قبر میں مبتلا ہوئے تھے ان صحابی کی بیوی کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے ان صحابی کے اعمال کے متعلق دریافت فرمایا تو ان کی بیوی نے جواب دیا کہ وہ بکریاں چرایا کرتے تھے اور ان کے پیشاب سے پرہیز نہیں کرتے تھے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، پیشاب سے بچا کرو، کیوں کہ عموماً عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور تمام محدثین نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔

ف: یہ حدیث دراصل حدیث عرنیین کے اس جز کی ناسخ ہے جس میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل عرینہ کو اونٹوں کے پیشاب کے پینے کی اجازت دی تھی اور "عرنیین" کا واقعہ اس طرح پیش آیا تھا کہ وادی عرینہ کے چند لوگ جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ان کو آب و ہوا موافق نہ آئی جس سے ان کے رنگ زرد پڑ گئے اور ان کے پیٹ پھول گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں

کی جگہ چلے جائیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا کریں، اس طریقہ سے جب ان کو صحت حاصل ہو گئی تو وہ سب کے سب مرتد ہو گئے چرواہوں کو قتل کر ڈالا اور اونٹوں کو لے کر بھاگ نکلے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں ایک جماعت روانہ فرمائی اور اس جماعت نے ان کو گرفتار کر کے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ اور آنکھوں میں سلائی پھیر دی جائے اور ان کو دھوپ میں چھوڑ دیا جائے یہاں تک وہ مر جائیں۔ "عرینیین" کی اس حدیث سے دو چیزیں ثابت ہو رہی ہیں۔ ایک تو مثلہ کرنے کی اجازت اور دوسرے وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کے پاک ہونے اور پینے کا ثبوت حدیث عرینیین کا ایک جزء یعنی مثلہ کرنے کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا جو بالاتفاق منسوخ ہو گیا۔ اب رہا دوسرا جزء یعنی وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کا پینا اور اس کا پاک ہونا تو حدیث عرینیین کا یہ دوسرا جزء بھی ان دونوں حدیثوں سے منسوخ ہے ایک تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورۃ الصدر حدیث (اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ) پیشاب سے بچو کیونکہ بالعموم عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے) اور دوسرے حاکم کی وہ حدیث جس کی صحت پر سب محدثین متفق ہیں اور جس کے الفاظ یہ ہیں (كَانَ يَرْعَى الْغَنَمَ وَلَا يَتَنَزَّهُ مِنْ بَوْلِهَا فَحُبِسَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ") وہ صحابی بکریاں چرایا کرتے اور بکریوں کے پیشاب سے نہیں بچتے تھے۔ اس پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پیشاب سے بچو کیونکہ اکثر عذاب قبر پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوا کرتا ہے) تو یہ دونوں حدیثیں حدیث عرینیین کے دوسرے جزء جو گوشت کھائے جانے والے جانوروں کے پیشاب کے پینے اور ان کے پاک ہونے سے متعلق ہے ناسخ ہیں، الغرض ثابت ہو گیا کہ مثلہ کرنا حرام ہے اور وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب ناپاک ہے اور ان کے پیشاب کا پینا بھی حرام ہے (نور الانوار، قمر الاقمار) ۱۲

٦١٧/٤٩ وَعَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ كَرِهَ اَبْوَالَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے اونٹ، گائے، بیل اور بکریوں کے پیشاب کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے (طحاوی شریف)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ فِيْ رِجْسٍ اَوْ فِيْمَا حَرَّمَ شِفَاءً.

اور طحاوی کی دوسری روایت جو ابوالاحوص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ابوالاحوص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ نجس شئے یا ایسی چیز میں شفاء رکھیں جس کو اس نے حرام ٹھہرایا ہے۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

باب موزوں پر مسح کرنے کے بیان میں

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ؛
يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ "اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑا ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ"۔
(سورۃ مائدۃ پ۶ آیت ۶)

ف : تم بے وضو ہو تو تم پر وضو فرض ہے اور فرائض وضو کے یہ چار ہیں۔ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر نماز کے لیے تازہ وضو کے عادی تھے۔ اگرچہ ایک وضو سے بھی بہت سے فرائض و نوافل درست ہیں مگر ہر نماز کے لیے جداگانہ وضو کرنا زیادہ برکت و ثواب کا موجب ہے۔

ف : کہنیاں بھی دھونے کے حکم میں داخل ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے اور جمہور اسی کے قائل ہیں۔

ف : چوتھائی سر کا مسح فرض ہے یہ مقدار مسح حدیث مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے اور حدیث مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کا بیان ہے۔

ف :۔ پاؤں کا گٹوں سمیت دھونا وضو کا چوتھا فرض ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ سید عالم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو پاؤں پر مسح کرتے دیکھا تو منع فرمایا اور حضرت عطاء سے مروی ہے وہ بقسم فرماتے ہیں کہ میرے علم میں اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے کسی نے بھی وضو میں پاؤں پر مسح نہیں کیا (تفسیر خزائن العرفان)

ف : اَرْجُلَكُمْ میں دو قرآتیں ہیں ایک اَرْجُلَكُمْ لام کے زبر کے ساتھ اور دوسرے اَرْجُلِكُمْ لام کے زیر کے ساتھ لام کے زبر کے ساتھ جو قرأت ہے وہ موزہ نہ پہنے ہوں تو وضو میں پاؤں دھونے سے متعلق ہے اور لام کے زیر کے ساتھ جو قرأت ہے وہ موزہ پہنے ہوئے ہوں تو وضو میں پاؤں کے مسح کرنے سے متعلق ہے۔ ۱۲

۶۱۸ / ۱ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَسِيْتَ قَالَ بَلْ أَنْتَ نَسِيْتَ بِهٰذَا أَمَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ أَبُوْ دَاوُدَ ۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ فراموش کر گئے ہیں؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلکہ تم بھول گئے ہو میرے رب عزوجل نے مجھے اسی کا حکم دیا ہے۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے)

۶۱۹ / ۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مُنْذُ أُنْزِلَتْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ۔

پر سورۂ مائدہ نازل ہوئی ہے اس وقت سے آپ اللہ تعالیٰ سے ملنے تک وضو میں موزوں پر مسح فرماتے رہے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

۶۲۰/۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ وَضِّئْنِیْ قَالَ فَاَتَيْتُهٗ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰی خُفَّيْهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ تَغْسِلْ رِجْلَيْكَ قَالَ اِنِّیْ اَدْخَلْتُهُمَا وَهُمَا طَاهِرَانِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِیُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ وضو کرادو تو میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس وضو کا پانی لے آیا، آپ نے وضو فرمایا اور بجائے پاؤں دھونے کے اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے دونوں پاؤں نہیں دھوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دونوں پاؤں کو موزوں میں ایسی حالت میں ڈالا ہے کہ وہ دونوں پاک تھے (اس کی روایت امام احمد اور بیہقی نے کی ہے۔)

۶۲۱/۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَی الْخُفَّيْنِ رَوَاهُ الْبَزَّارُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (وضو میں) موزوں پر مسح فرمایا ہے (اس کی روایت بزار نے کی ہے)

قَالَ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ مَا قُلْتُ بِالْمَسْحِ حَتّٰی جَاءَنِیْ فِيْهِ مِثْلُ ضَوْءِ النَّهَارِ وَاَخَافُ الْكُفْرَ عَلٰی مَنْ لَّمْ يَرَ الْمَسْحَ عَلَی الْخُفَّيْنِ۔

ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں موزوں پر مسح کرنے کا قائل اس وقت تک نہیں ہوا یہاں تک کہ میرے پاس اس مسئلہ میں تشفی بخش وضاحت روز روشن کی طرح حاصل نہ ہو گئی اور اس شخص کے کافر ہو جانے کا اندیشہ کرتا ہوں جو موزوں پر مسح کے جائز ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو۔ ۱۲

۶۲۲/۵ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ الْاَسْوَاقَ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ خَرَجَ قَالَ اُسَامَةُ فَسَاَلْتُ بِلَالًا مَا صَنَعَ فَقَالَ بِلَالٌ ذَهَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ تَوَضَّاَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَمَسَحَ عَلَی الْخُفَّيْنِ ثُمَّ صَلّٰی۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام اسواف میں داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور حاجت سے فراغت کے بعد باہر آئے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا کیا؟ تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاجت کو

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

گئے تھے بعد ازاں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اپنا چہرہ دھویا دونوں ہاتھوں کو دھویا اور سر کا مسح فرمایا اور دونوں موزوں پر مسح فرمایا پھر آپ نے نماز ادا فرمائی (اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

۶۲۳ وَعَنْ عَبَّادِ بْنِ زِيَادٍ مِنْ وُلْدِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ لِحَاجَتِهِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ قَالَ فَذَهَبْتُ مَعَهُ بِمَاءٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَكَبْتُ عَلَيْهِ قَالَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ مِنْ ضِيقِ كُمَّيْ جُبَّتِهِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ جُبَّتِهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَؤُمُّهُمْ قَدْ صَلّٰى بِهِمْ سَجْدَةً فَصَلّٰى مَعَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ فَفَزِعَ النَّاسُ لَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ قَدْ أَحْسَنْتُمْ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّأِ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت عباد بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک لڑکے ہیں روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک کی لڑائی میں حاجت کو تشریف لے گئے عباد ابن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ پانی لے کر گیا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد فراغت آئے تو میں آپ کے لیے پانی ڈالتا گیا انھوں نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چہرہ دھویا پھر آپ ہاتھوں کو نکالنے لگے تو جبہ کی آستینوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے نکال نہ سکے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبہ کے نیچے سے ہاتھوں کو نکالا اور دونوں ہاتھوں کو دھولیا اور اپنے سر کا مسح فرمایا اور دونوں موزوں پر مسح کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تشریف لائے جب کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز میں امامت کر رہے تھے اور ایک رکعت نماز پڑھا چکے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ مقتدی بن کر نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد جو رکعت آپ کی رہ گئی تھی اس کو تنہا ادا فرمایا (تو بغیر انتظار کے نماز شروع کرنے کی بنا پر) لوگ گھبرائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اچھا کیا (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے اور اسی طرح اس کی روایت بخاری نے بھی کی ہے۔

۶۲۴ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً إِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّيْهِ أَنْ يَمْسَحَ عَلَيْهِمَا رَوَاهُ الْأَثْرَمُ

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن اور تین رات تک اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات تک مسح کرنے

فِیْ سُنَنِہٖ وَابْنُ خُزَیْمَۃَ وَالدَّارُ قُطْنِیُّ وَقَالَ الْخَطَّابِیُّ ھُوَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ ھٰکَذَا فِی الْمُنْتَقٰی وَصَحَّحَہُ ابْنُ خُزَیْمَۃَ۔

کی اجازت دی ہے جب کہ اس نے طہارت کرکے (خواہ وضوء کیا ہو یا صرف پاؤں دھوکر) موزوں کو پہن لیا ہو (اس کی روایت اثرم نے اپنی سنن میں کی ہے اور ابن خزیمہ اور دار قطنی نے بھی اس کی روایت کی ہے اور خطابی نے وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث صحیح اسناد والی ہے اور منتقی میں بھی یہی مذکور ہے اور اس حدیث کو ابن خزیمہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

ف:۔ موزوں پر مسح کرنے کی شرط طہارت پر موزوں کا پہن لینا ہے، واضح رہے کہ طہارت دو قسم کی ہوتی ہے، ایک طہارت کامل جو پورے وضوء سے حاصل ہوتی ہے اور دوسری غیر کامل جو صرف پاؤں کے دھو لینے سے حاصل ہوجاتی ہے اور ان دونوں طہارتوں میں سے کسی ایک طہارت کے بعد موزوں کو پہن لیا گیا ہے تو موزوں پر مسح کیا جاسکتا ہے۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث جس میں طہارت کا ذکر ہے مطلقاً ہے جو مذکورہ ہر دو قسم کی طہارتوں کو شامل ہے البتہ خفین کے پہننے کے بعد جو پہلا حدث ہوگا اس حدث کے وقت طہارتِ کامل ضروری ہے مثلاً کسی شخص نے پاؤں دھوکر موزے پہن لئے اور ابھی اس نے وضوء پورا نہیں کیا تھا کہ اس کو حدث ہوگیا تو ایسا شخص موزوں پر مسح نہیں کرسکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ طہارتِ کامل یعنی پورا وضوء موزوں کے پہننے کے وقت ضروری نہیں ہے، البتہ حدث کے وقت طہارتِ کامل یعنی پورا وضوء لازمی ہے (تاکہ موزوں پر مسح صحیح ہوسکے)

۶۲۵/۸ وَعَنْ شُرَیْحِ بْنِ ھَانِئٍ قَالَ سَاَلْتُ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیَھُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَیَوْمًا وَّلَیْلَۃً لِّلْمُقِیْمِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ نَحْوَہٗ۔

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدت تین دن اور تین راتیں مقرر فرمائی اور مقیم کے لیے موزوں پر مسح کی مدت ایک دن اور ایک رات ٹھہرائی ہے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۶۲۶/۹ وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیَھُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَیَوْمٌ وَّلَیْلَۃٌ لِّلْمُقِیْمِ لَا تَنْتَزِعُہٗ مِنْ نَوْمٍ وَّلَا بَوْلٍ وَّلَا غَائِطٍ اِلَّا مِنْ جَنَابَۃٍ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ نَحْوَہٗ۔

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین دن اور تین راتیں مسافر کے لیے اور ایک دن اور ایک رات مقیم کے لیے مدت مسح ہے تو موزوں کو نیند پیشاب اور پاخانہ آنے کی وجہ سے مت نکالا کرو لیکن جنابت کی وجہ سے نکال دو (اگرچہ مدت مسح ابھی باقی ہے)

(اس کی روایت طبرانی نے کبیر میں کی ہے اور اسی طرح ترمذی اور نسائی نے بھی اس کی روایت کی ہے۔)

۶۲۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى[10] اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ وَلَبِسَ خُفَّيْهِ فَلْيُصَلِّ فِيْهِمَا وَلْيَمْسَحْ عَلَيْهِمَا ثُمَّ لَا يَخْلَعْهُمَا اِنْ شَآءَ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ رَوَاهُ الدَّارَ قُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرکے موزوں کو پہن لے تو انہی موزوں کے ساتھ نماز پڑھے اور وضو کے وقت ان پر مسح کرلیا کرے (اور مدت باقی رہنے پر) چاہے تو نہ اتارے البتہ جنابت واقع ہو جائے تو نکال دے (اس کی روایت دار قطنی اور حاکم نے کی ہے اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

۶۲۸ وَعَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ اِخْتَلَفَ[11] سَعْدٌ وَّابْنُ عُمَرَ فِی الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ سَعْدٌ اَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا اَمْسَحُ فَقَالَ سَعْدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ اَبُوْكَ فَقَدِمْنَا عَلٰى عُمَرَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ عُمَرُ عَمُّكَ اَعْلَمُ مِنْكَ اِذَا لَبِسْتَ خُفَّيْكَ عَلٰى طَهَارَةٍ ثُمَّ اَحْدَثْتَ تَوَضَّاْتَ وَمَسَحْتَ عَلٰى خُفَّيْكَ اَجْزَاَ مَسْحَ ذٰلِكَ اِلٰى سَاعَتِكَ تِلْكَ مِنْ لَيْلٍ كَانَ اَوْ نَهَارٍ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ۔

حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت سعد اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان موزوں پر مسح کے متعلق اختلاف ہو گیا تو سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں موزوں پر مسح کرتا ہوں اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں (موزوں پر) مسح نہیں کرتا ہوں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والے ثالث تمہارے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹھہراتا ہوں حضرت ابو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے اور ہم نے ان کے سامنے اس مسئلہ کا ذکر کیا، تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ تمہارے چچا تم سے بڑھ کر عالم ہیں جب تم اپنے موزوں کو وضو کرکے پہن لو اور اس کے بعد وضو ٹوٹ جانے پر تم نے وضو کرلیا اور موزوں پر مسح کیا تو تمہارے لیے (مقیم ہونے کی حالت میں) مسح کرنا دوسرے دن کے اس وقت تک کے لیے کافی ہوگا (جس وقت سے کہ تم نے پہلے حدث کے بعد مسح کرنا شروع کیا تھا خواہ وہ رات کا ہو یا دن کا (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

ف: موزوں پر مسح کرنے کی مدت مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین

راتیں ہیں اس مدت کی ابتداء موزوں کے پہننے کے وقت سے نہیں ہوگی بلکہ موزوں کے پہننے کے بعد جو پہلا حدث ہوا ہے اس وقت سے ہوگی۔ مثلاً ایک شخص نے صبح صادق کے وقت وضو کر کے موزے پہن لئے اور سورج نکلنے کے بعد اس کو حدث لاحق ہوا اور وضو ٹوٹ گیا اور اس نے زوال کے بعد وضو کر کے پاؤں پر مسح کیا تو مسح کی مدت سورج نکلنے کے وقت سے شروع ہوگی صبح صادق سے نہیں ہوگی کیونکہ اس کو پہلا حدث سورج نکلنے کے بعد لاحق ہوا ہے اور اس مثال کے لحاظ سے اگر وہ مقیم رہے تو دوسرے دن سورج نکلنے کے بعد تک پاؤں پر مسح کر سکتا ہے اور اگر مسافر ہے تو تین دن اور تین رات تک مسح کرے گا۔

۶۲۹
۱۲ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفِّهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ مَسَحَ أَعْلَاهُمَا مَسْحَةً وَّاحِدَةً حَتّٰى كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب فرمایا پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا اس طرح کہ سیدھے ہاتھ کو سیدھے جانب کے موزے پر رکھا اور بائیں ہاتھ کو بائیں جانب کے موزے پر رکھا اور صرف ایک دفعہ دونوں موزوں کے اوپر کے حصہ پر مسح فرمایا مجھے اب تک یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشانات جو موزوں پر پڑے تھے گویا میں ان کو اب تک موزوں پر دیکھ رہا ہوں۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور بیہقی کی روایت بھی اسی طرح ہے)

۶۳۰
۱۳ وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ وَّلِلدَّارِمِيِّ مَعْنَاهُ وَفِي التَّلْخِيْصِ إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اگر دین کا انحصار صرف رائے پر ہوتا تو موزوں کا نچلا حصہ بہ نسبت اوپر کے حصہ کے مسح کے لیے زیادہ موزوں تھا حالانکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو موزوں کے اوپر کے حصہ پر مسح فرماتے ہوئے دیکھا ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ کی ہے اور دارمی کی روایت اس کے ہم معنی ہے اور تلخیص میں مذکور ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں)

۶۳۱
۱۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَّتَوَضَّأُ فَغَسَلَ خُفَّيْهِ فَنَخَسَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ لَيْسَ هٰكَذَا السُّنَّةُ أُمِرْنَا بِالْمَسْحِ هٰكَذَا وَأَمَرَّ بِيَدَيْهِ عَلٰى خُفَّيْهِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ ثُمَّ أَرَاهُ بِيَدِهٖ مِنْ مُّقَدَّمِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو وضو کر رہا تھا اس نے اپنے موزوں کو دھویا تو آپ نے اس کو اپنے پاؤں سے ٹھونسا دیا اور فرمایا کہ (موزوں پر مسح کرنے میں) سنّت یہ نہیں ہے ا ہم کو مسح کرنے کا حکم اس طرح دیا گیا ہے یہ کہہ کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے

الْخُفَّيْنِ اِلٰى اَصْلِ السَّاقِ مَرَّةً وَّفَرَّجَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّابْنِ الْمُنْذِرِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ مَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ حَتّٰى رُؤِيَ اٰثَارُ اَصَابِعِهٖ عَلٰى خُفَّيْهِ خُطُوْطًا۔

دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو دونوں موزوں پر گذار کر انھیں مسح کرنا بتلایا (اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے) اور طبرانی کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو مسح کرنے کا طریقہ اس طرح بتلایا کہ ہاتھوں کو ایک دفعہ موزوں کے اگلے حصّہ سے پنڈلی تک اس طرح گذار دیا کہ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوتی تھیں اور ابن المنذر کی روایت میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موزوں پر اس طرح مسح کیا کہ ہاتھ کی انگلیوں کے نشانات موزوں پر لکیروں کی طرح نمایاں تھے۔

٦٣٢/١٥ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَلْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ خُطُوْطًا بِالْاَصَابِعِ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انگلیوں کے ذریعہ موزوں پر خطوط کھینچے جائیں (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی)

٦٣٣/١٦ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلٰى جَوْرَبَيْهِ وَنَعْلَيْهِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں جرابوں پر (یعنی چمڑے کے ان لفافوں پر جو موزوں پہ پہنے جاتے ہیں) اور اپنی نعلین پر مسح فرمایا (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور امام احمد، ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت بھی اسی طرح ہے)

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ لَا نَرَى الْمَسْحَ عَلَى النَّعْلَيْنِ وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ فِيْ ذٰلِكَ اَنَّهٗ قَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلٰى نَعْلَيْنِ تَحْتَهُمَا جَوْرَبَانِ وَكَانَ قَاصِدًا بِمَسْحِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى جَوْرَبَيْهِ لَا اِلٰى نَعْلَيْهِ وَجَوْرَبَاهُ مِمَّا لَوْ كَانَا عَلَيْهِ بِلَا نَعْلَيْنِ جَازَ لَهٗ اَنْ يَّمْسَحَ عَلَيْهِمَا فَكَانَ مَسْحُهٗ ذٰلِكَ مَسْحًا اَرَادَ بِهِ الْجَوْرَبَيْنِ فَاَتٰى ذٰلِكَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ فَكَانَ مَسْحُهٗ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ هُوَ الَّذِيْ

امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ ہمارے پاس نعلین (یعنی چپل) پر مسح جائز نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چپل پر مسح کرنے کا جو ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے چمڑے کی ان جرابوں پر مسح فرمایا جو چپل کے اندر تھیں تو چپل پر مسح کرنا در اصل جرابوں پر مسح تھا کیونکہ اگر جراب کے اوپر چپل موجود نہیں ہوتے تو بھی جراب پر مسح کیا جاتا تو اس طرح آپ نے چپل کو شامل کرتے ہوئے جرابوں پر مسح فرمایا اور آپ کا جراب پر مسح کرنا ہی اصل پاکی ہے اس طرح چپل پر مسح کرنا زائد قرار دیا جائے گا۔ جب اس حدیث میں ہماری اس وضاحت کا احتمال موجود ہے اور

تُطَهِّرُ بِهِ وَمَسْحُهُ عَلَى النَّعْلَيْنِ فَضْلٌ فَلَمَّا احْتَمَلَ حَدِيْثُهُ مَا ذَكَرْنَا وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ حُجَّةٌ فِيْ جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَى النَّعْلَيْنِ الْتَمَسْنَا ذٰلِكَ مِنْ طَرِيْقِ النَّظْرِ لِنَعْلَمَ كَيْفَ حُكْمُهُ فَرَأَيْنَا الْخُفَّيْنِ الَّذَيْنِ قَدْ جَوَّزَ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا إِذَا تَخَرَّقَا حَتّٰى بَدَتِ الْقَدَمَانِ مِنْهُمَا أَوْ أَكْثَرُ الْقَدَمَيْنِ فَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّهُ لَا يُمْسَحُ عَلَيْهِمَا فَلَمَّا كَانَ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ إِنَّمَا يَجُوْزُ إِذَا غَيَّبَا الْقَدَمَيْنِ وَيَبْطُلُ ذٰلِكَ إِذَا لَمْ يُغَيِّبَا الْقَدَمَيْنِ وَكَانَتِ النَّعْلَانِ غَيْرَ مُغَيِّبَيْنَ لِلْقَدَمَيْنِ ثَبَتَ أَنَّهُمَا كَالْخُفَّيْنِ اللَّذَيْنِ لَا يُغَيِّبَانِ الْقَدَمَيْنِ۔

اس میں چپل پر مسح کرنے کی دلیل پائی نہیں جاتی تو ہم نے بذریعہ قیاس اس کا حکم معلوم کرنے کی کوشش کی تو ہم نے دیکھا کہ وہ موزے جن پر مسح جائز ہے جب وہ پھٹ جائیں اور ان میں سے پنجے ظاہر ہوں یا پنجوں کا بڑا حصّہ دکھائی دینے لگے تو سب ائمہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ ایسے موزوں پر مسح جائز نہیں، اس طرح جب ثابت ہوگیا کہ موزوں پر مسح اسی صورت میں جائز ہے جب کہ دونوں پنجے موزوں میں چھپ جائیں اور موزوں پر مسح ایسی صورت میں باطل ہے جب کہ پنجے ظاہر ہوجاتے ہوں اور یہ واضح بات ہے کہ چپل میں بھی پنجے ظاہر رہتے ہیں اور چھپنے نہیں پاتے تو چپل ان موزوں کی طرح ہوگئے جن میں سے پنجے دکھائی دیتے ہوں اور یہ بھی بالاتفاق ثابت ہوچکا ہے کہ ایسے موزے جن میں سے پنجے ظاہر ہوجاتے ہوں ان پر مسح باطل ہے تو چپل پر بھی مسح باطل ہوگا۔ ۱۲

٦٣٤ / ١٧ وَعَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا وَهُوَ يَعْرِضُ أَهْلَ السُّجُوْنِ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى جَوْرَبَيْهِ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ۔

حضرت عبد خیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ قیدیوں کا معائنہ کر رہے تھے آپ نے پیشاب کیا بعد ازاں وضو کیا اور اپنے جرابوں پر مسح کیا (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

٦٣٥ / ٨ وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ إِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَمْسَحُ عَلٰى خُفَّيْهِ وَيَمْسَحُ عَلٰى جَوْرَبَيْهِ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ موزوں پر مسح کرتے تھے اور جرابوں پر بھی مسح کرتے تھے (اس کی روایت عبد الرزاق نے کی ہے)

٦٣٦ / ١٩ وَعَنْ بِلَالٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْسَحُوْا عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْمُوْقِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَالْبَغَوِيُّ۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موزوں پر مسح کرو اور چمڑے کے جرابوں پر بھی مسح کرو (جو موزوں کے اوپر پہنے جاتے ہیں) (اور اس کی روایت طبرانی اور بغوی نے کی ہے۔

٦٣٧ / ٢٠ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ دَارَ حَمَلٍ هُوَ

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

وَبِلَالٌ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا بِلَالٌ فَأَخْبَرَهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْمُوْقَيْنِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ وَرَوٰى أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ بِلَالٍ نَحْوَهٗ مَرْفُوْعًا۔

علیہ وسلم کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ محلہ دارِ حمل میں تشریف لے گئے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ، عبداللہ بن رواحہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس باہر آئے اور ان دونوں حضرات کو انھوں نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ اور جرابوں پر مسح فرمایا (اس کی روایت ابن عساکر نے کی ہے اور امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس طرح مرفوعًا روایت کی ہے)

ف: اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی فتاوٰی رضویہ جلد دوم ص۱۷۱ پر موزوں پر مسح کے بارے میں فرماتے ہیں کہ سوتی یا اونی موزے جیسے کہ ہمارے بلاد میں رائج ہیں ان پر مسح کسی کے نزدیک بھی درست نہیں کہ وہ نہ تو مجلد ہیں یعنی ٹخنوں تک چمڑا منڈھے ہوئے ہیں نہ منعل ہیں یعنی تلا چمڑے کا لگا ہوا اور نہ ثخین ہیں یعنی ایسے دبیز و محکم کہ تنہا انہی کو پہن کر قطع مسافت کریں تو شق (پھٹ) نہ ہو جائیں۔ اور ساق پر اپنے دبیز ہونے کی بناء پر بے بندش رکے رہیں ڈھلک نہ آئیں۔ (ساق یعنی پنڈلی ہے) اور اگر ان موزوں پر پانی پڑے تو قطرات کو روک لیں فوراً پانی کی طرف چھن نہ جائے جو پاتا بے ان تینوں وصفوں مجلد، منعل اور ثخین سے خالی ہوں ان پر مسح بالاتفاق ناجائز ہے۔ ہاں اگر ان پر چمڑا منڈھ لیں یا چمڑے کا تلا لگائیں تو بالاتفاق ان پر مسح جائز ہے۔ یا موزے ہی اتنے دبیز و محکم بنائیں جائیں تو صاحبین کے نزدیک ان پر مسح جائز ہوگا اور اسی پر فتوٰی ہے۔

موزوں پر مسح جائز ہونے کے لیے سات شرائط ہیں۔

(۱) موزے وضو کی حالت میں پہنے گئے ہوں۔
(۲) وہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں میں پہنے گئے ہوں۔
(۳) ایسے مضبوط ہوں کہ ان کو پہن کر تین میل شرعی یا اس سے زیادہ چل سکے۔
(۴) کسی چیز کے باندھنے کے بغیر پاؤں کے ساتھ چپٹے ہوں۔
(۵) موزے پاؤں کی چھوٹی سے کم از کم تین انگلیوں کے برابر پھٹے ہوئے نہ ہوں۔
(۶) پانی کو جذب نہ کرتے ہوں۔ اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو وہ پانی ان کے نیچے کی سطح تک نہ پہنچے (جیسے اونی، سوتی اور نائلون کی جرابیں کہ پانی کو جذب بھی کرتی ہیں اور اگر پانی ان پر ڈالا جائے تو پاؤں کی سطح تک پہنچ جاتا ہے ایسے موزے مسح کے لیے ممنوع ہیں)
(۷) اتنے موٹے ہوں کہ ان سے نیچے کی جلد دکھائی نہ دیتی ہو

۶۳۸/۲ وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّهٗ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْجُرْمُوْقَيْنِ۔ (رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْآثَارِ)

حضرت حماد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے وہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے)

۶۳۹/۲۲ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى أَبَاهُ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى ظُهُورِهِمَا لَا يَمْسَحُ بُطُونَهُمَا قَالَ ثُمَّ يَرْفَعُ الْعِمَامَةَ فَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا اور وہ موزے کے پچھلے حصّہ پر جو تلووں سے ملا ہوا تھا مسح نہیں کرتے حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ پھر وہ سر سے عمامہ اٹھاتے اور سر کا مسح کیا کرتے تھے (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے)

۶۴۰/۲۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ فِي غَزْوَةٍ فَنَزَعَ خُفَّيْهِ وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ وَلَمْ يُعِدِ الْوُضُوْءَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک غزوہ میں تھے انہوں نے اپنے موزوں کو اتارا اور پاؤں دھوئے اور وضو کا اعادہ نہیں کیا۔

۶۴۱/۲۴ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا كُنْتَ عَلَى مَسْحٍ وَأَنْتَ عَلَى وُضُوْءٍ فَنَزَعْتَ خُفَّيْكَ فَاغْسِلْ قَدَمَيْكَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْآثَارِ۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب تم با وضو رہ کر موزوں پر مسح کر چکے ہو اور تم نے موزوں کو اتار دیا ہے تو اپنے پاؤں کو دھو لو (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے)۔

بَابُ التَّيَمُّمِ

باب تیمم کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

ترجمہ: "اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں کو چھوا (یعنی ہمبستری کی) اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو" (سورۃ نساء پ۵ آیت ۴۳) (کنزالایمان)

ف۱: یہ حکم مریضوں، مسافروں جنابت اور حدث والوں کو شامل ہے جو پانی نہ پائیں یا اس کے استعمال سے عاجز ہوں۔ حیض ونفاس والی کے لیے بھی تیمم کے ساتھ طہارت جائز ہے بشرطیکہ پانی دستیاب نہ ہو۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے (خزائن العرفان)

ف۲: طریقہ تیمم: تیمم کرنے والا دل میں پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے۔ تیمم میں نیت بالاجماع شرط ہے کیونکہ وہ نص سے ثابت ہے۔ جو چیز مٹی کی جنس سے ہو جیسے گرد، ریت اور پتھر ان سب پر تیمم جائز ہے خواہ پتھر پر غبار نہ بھی لگی ہو۔ لیکن ان چیزوں کا (گرد، ریت اور پتھر کا) پاک ہونا شرط ہے۔ تیمم میں دو ضربیں ہیں ایک مرتبہ ہاتھ مار کر چہرہ پر پھیرلیں دوسری مرتبہ ہاتھوں پر (خزائن العرفان)

ف۳: پانی کے ساتھ طہارت اصل ہے اور تیمم پانی سے عاجز ہونے کی حالت میں اس کا پورا پورا قائم مقام ہے جس طرح حدث پانی سے زائل ہو جاتا ہے اسی طرح تیمم سے بھی حتی کہ ایک ہی تیمم سے بہت سے فرائض ونوافل پڑھے جاسکتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ: وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: "اور (اسی طرح) نہ ناپاکی کی حالت میں (نماز کے قریب جاؤ) بے نہائے مگر مسافری میں (جب کہ پانی نہ پاؤ تو تیمم کرلو)" (کنزالایمان) (سورۃ نساء پ۵ آیت ۴۳)

وَقَوْلُهٗ: مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: "اللہ (تعالیٰ) نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے کہ کہیں تم احسان مانو" (سورۃ مائدہ پ۶ آیت ۶) (کنزالایمان)

۶۳۲ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِالْبَیْدَآءِ اَوْ ذَاتِ الْجَیْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّیْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْتِمَاسِہٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَہٗ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَآءٍ وَّلَیْسَ مَعَھُمْ مَآءٌ فَاَتَی النَّاسُ اَبَا بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰی مَا صَنَعَتْ عَائِشَۃُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَآءٍ وَّلَیْسَ مَعَھُمْ مَآءٌ فَجَآءَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَاْسَہٗ عَلٰی فَخِذِیْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَآءٍ وَّلَیْسَ مَعَھُمْ مَآءٌ قَالَتْ عَائِشَۃُ فَعَاتَبَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ وَّقَالَ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقُوْلَ وَجَعَلَ یَطْعُنُ بِیَدِہٖ فِیْ خَاصِرَتِیْ فَمَا مَنَعَنِیْ مِنَ التَّحَرُّکِ اِلَّا مَکَانُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی فَخِذِیْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَصْبَحَ عَلٰی غَیْرِ مَآءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اٰیَۃَ التَّیَمُّمِ فَقَالَ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ مَا ھِیَ بِاَوَّلِ بَرَکَتِکُمْ یَا اٰلَ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِیْرَ الَّذِیْ کُنْتُ عَلَیْہِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَہٗ رَوَاہُ النَّسَآئِیُّ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ نَحْوَہٗ۔

وسلم کے ساتھ آپ کے ایک سفر میں نکلے یہاں تک کہ جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پہنچے تو میرا ایک ہار ٹوٹ کر گر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی تلاش کے لیے ٹھہرنا پڑا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کو بھی، اور ہمارا یہ قیام پانی پر نہیں تھا یعنی اس مقام میں پانی نہیں تھا۔ اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی تھا تو لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ نے دیکھا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا کیا ہے؟ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ٹھہرا لیا اور دوسروں کو بھی۔ حالانکہ یہ قیام پانی پر ہے نہ کسی کے پاس پانی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو گئے تھے آتے ہی فرمایا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اور لوگوں کو بھی روک رکھا ہے۔ حالانکہ ان کا قیام پانی پر ہے نہ ان کے پاس پانی ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے برا بھلا کہا اور حسب مشیت الٰہی بہت کچھ ڈانٹا اور میرے کولھے میں ہاتھ سے کونچ دینے لگے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر میرے ران پر تھا اس وجہ سے میں حرکت نہ کر سکی، پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور پانی بالکل نہ تھا تب اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان والو! تمہاری یہ پہلی برکت نہیں ہے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔ (نسائی، بخاری اور مسلم)

---

۶۴۳ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّعِیْدَ الطَّیِّبَ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَاِنْ لَّمْ یَجِدِ الْمَآءَ عَشْرَ سِنِیْنَ

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کے لیے پانی (کے قائم مقام ہے) اگرچہ وہ دس سال

فَاِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُمِسَّهُ بَشَرَهُ فَاِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ اِلٰى قَوْلِهٖ عَشْرَ سِنِيْنَ۔

قَالَ الزُّجَاجُ اَلصَّعِيْدُ وَجْهُ الْاَرْضِ كَانَ عَلَيْهِ تُرَابٌ اَوْ لَمْ يَكُنْ تُرَابًا كَانَ اَوْ صَخْرًا لَا غُبَارَ عَلَيْهِ قَالَ وَلَا اَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ اَهْلِ اللُّغَةِ فِيْ اَنَّ الصَّعِيْدَ وَجْهُ الْاَرْضِ۔

وَقَالَ عُلَمَاؤُنَا فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ التَّيَمُّمَ رَافِعٌ لِلْحَدَثِ لَا مُبِيْحٌ لَهٗ اِذْ اِنَّ خُرُوْجَ الْوَقْتِ غَيْرُ نَاقِضٍ لِلتَّيَمُّمِ بَلْ حُكْمُهٗ حُكْمُ الْوُضُوْءِ فَيَصِحُّ فِي الْوَقْتِ وَقَبْلَهٗ وَيُصَلِّيْ بِهٖ مَا شَاءَ مِنْ فَرْضٍ وَّنَفْلٍ وَّلَا يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا لِمَا فِيْهِ مِنَ الْجَمْعِ بَيْنَ الْبَدَلِ وَالْمُبْدَلِ وَفِيْ اِطْلَاقِهٖ دَلَالَةٌ عَلٰى نَفْيِ تَخْصِيْصِ النَّاقِضِيَّةِ بِالْوُجْدَانِ خَارِجَ الصَّلَاةِ۔

تک پانی نہ پائے اور جب اس کو پانی مل جائے تو غسل کرے یہ اس کے لیے بہتر ہے (اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی کی روایت میں بھی عشر سنین (دس سال) کے الفاظ تک اسی طرح ہے۔

زجاج نے کہا کہ "صعید" زمین کی سطح کو کہتے ہیں خواہ اس پر مٹی ہو یا نہ ہو یا، ایسی چٹان ہو کہ اس پر گرد نہ ہو، زجاج نے یہ بھی کہا ہے کہ "صعید" کو سطح زمین کہنے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

ہمارے علماء نے وضاحت کی ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ تیمم وضو کا مطلقاً یعنی کامل طور پر قائم مقام ہونے کی حیثیت سے پانی کے ملنے تک رافع حدث یعنی ناپاکی کو ایسا ہی دور کر دینے والا ہے جیسا کہ پانی اور تیمم اپنے اصل یعنی پانی کی طرح ایسا ہی پاک کرنے والا ہوگا۔ جیسا کہ خود پانی اور نماز کے وقت کا گزر جانا تیمم کو نہیں توڑے گا جس طرح وقت کے گزرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ تیمم کا حکم بعینہٖ وضو کے حکم کی طرح ہے کہ وقت کے اندر اور وقت سے قبل بھی جائز ہے اور تیمم سے فرض اور نفل جتنی نمازیں چاہیں ادا کر سکتے ہیں، اور انہی وجوہ کی بناء پر تیمم اور وضو کو جمع نہیں کیا جا سکتا کہ بدل اور مُبدل یعنی قائم مقام اور اصل کا جمع کرنا درست نہیں ہے، اور تیمم کے مطلق قائم ہونے کی وجہ سے یہ ضروری نہیں کہ خارج نماز پانی کے ملنے پر ہی تیمم باطل ہو جائے بلکہ جس طرح خارج نماز پانی مل جانے سے تیمم باطل ہو جاتا ہے اسی طرح دوران نماز میں بھی پانی کے مل جانے کے علم سے بھی تیمم باطل ہو جائے گا۔

ف: علاوہ ازیں اس حدیث کے الفاظ (عشر سنین) یعنی دس برس تک پانی نہ ملنے کی صورت میں بھی برابر تیمم کرتا رہے سے اس بات کی دلیل ملتی ہے کہ تیمم مطلقاً وضو کا قائم مقام ہے نہ کہ ضرورتاً یہ حنفی مذہب ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تیمم ضرورتاً وضو کا قائم مقام ہے تیمم کے ضرورتاً قائم مقام ہونے کی حیثیت سے امام موصوف کے نزدیک تیمم حقیقت میں حدث کو دور کرنے والا نہ ہوگا بلکہ حدث کے باقی رکھتے ہوئے ادائی فرض کے لیے تیمم ان کے نزدیک جائز ہوگا یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کے لحاظ سے وقت سے پہلے تیمم جائز نہیں کیوں کہ وقت نماز کے شروع ہونے پر ادائی فرض کے لیے تیمم کی

ضرورت لاحق ہوتی ہے

۴۴۳ وَعَنْ عَلِيٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَّأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّحُذَيْفَةَ وَ أَنَسٍ وَّأَبِي أُمَامَةَ وَأَبِي ذَرٍّ قَالُوْا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ رَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت علی، عبداللہ بن عمرو، ابوہریرہ، جابر، ابن عباس حذیفہ، انس ابوامامۃ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے ان سب حضرات نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے تمام روئے زمین، نماز کی جگہ اور تمام روئے زمین پاک کرنے والی بنا دی گئی ہے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور بخاری کی روایت بھی اسی طرح ہے)

ف: مسجد سے مراد موضع سجود ہے۔ یعنی زمین پر پیشانی رکھنا۔ تو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ کی نماز کے لیے کسی خاص زمین کو نماز اور سجدہ کے لیے مقرر نہیں فرمایا گیا۔ بلکہ تمام روئے زمین کو مسجد بنایا گیا ہے اور یہ امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ امم سابقہ اپنے کنیسوں اور صوامع کے سوا کسی دوسری جگہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے یہ قید نہیں ہے۔ وہ جہاں بھی ہوں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ کوئی خاص جگہ کہ صرف وہاں ہی نماز پڑھیں گے دوسری جگہ نہیں پڑھ سکتے یہ بات اس امت کے لیے نہیں ہے۔

اسی طرح جب پانی پر قدرت نہ ہو تو وضو و غسل کے لیے مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں یہ بھی اسی امت مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی خصوصیت ہے۔ یہ تمام انعامات الٰہیہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اس امت کو ملے ہیں

سوال: اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیر و سیاحت فرماتے تھے اور جہاں بھی نماز کا وقت آجاتا نماز پڑھ لیتے تھے پھر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کیسے ہوئی؟

جواب: زمین کا مسجد و طہور ہونا یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام کو یہ تو جائز تھا کہ جس جگہ چاہیں نماز پڑھ لیں لیکن زمین ان کے لیے طہور نہ تھی تیمم ان کو جائز نہ تھا یعنی مٹی سے طہارت حاصل نہیں کر سکتے تھے بلکہ صرف پانی سے ہی طہارت کرتے تھے۔ اور یہ خاص حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ (ماخوذ فیوض الباری)

ف: اس حدیث میں ارشاد مبارک ہے کہ میرے لیے تمام روئے زمین کو نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے اس سے اس امت کی خصوصیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح سابقہ امتوں پر نماز بجز کلیسوں اور عبادت خانوں کے جائز نہیں تھی اس کے برخلاف اس امت کو یہ امتیاز عطا فرمایا گیا ہے کہ یہ جہاں نماز ادا کرنا چاہیں وہاں جائز ہو جائے گی اس حدیث میں دوسرا ارشاد یہ ہے کہ تمام روئے زمین میرے لیے طہور یعنی پاک کرنے والی قرار دی گئی ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ جہاں پانی نہ ملے تو مٹی یا اس کی جنس سے تیمم کر لے جو وضو اور غسل ہر دو کے لیے کافی ہو جائے گا۔ (مرقات) ۱۲

۴۴۵ وَعَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهٖ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَإِنَّهٗ يَكْفِيْكَ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حاضرین کو نماز پڑھائی، جب آپ (نماز سے) فراغت کے بعد (قوم کی جانب) متوجہ ہوئے تو آپ نے اچانک ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دور بیٹھا ہوا ہے اور اس نے جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے فلاں شخص کس چیز نے تم کو قوم کے ساتھ نماز پڑھنے سے روک رکھا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ مجھے جنابت لاحق ہو گئی ہے اور پانی نہیں ہے اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پاک مٹی سے تیمم کرو یہی تمھارے لیے کافی ہے (بخاری اور مسلم)

ف: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تم نے جماعت کے ساتھ نماز کیوں نہیں ادا کی۔ کیونکہ جماعت سے علیحدہ بیٹھا رہنا برا ہے۔ اسی لئے فقہا فرماتے ہیں کہ جو شخص جماعت سے نماز نہ پڑھ سکے وہ جماعت اولیٰ کے وقت جماعت کی جگہ میں نہ بیٹھے کہ اس علیحدہ بیٹھنے میں بوقت جماعت نماز با جماعت سے روگردانی ہے۔ بلکہ وہ آدمی وہاں سے چلا جائے۔

اس حدیث میں لفظ صعید (پاک مٹی) استعمال ہوا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں صعید کا معنی صرف مٹی کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک تیمم صرف مٹی سے ہو سکتا ہے جب کہ امام اعظم اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ صعید کا معنی روئے زمین کرتے ہیں۔ اس لیے ان دونوں بزرگوں کے ہاں ہر جنس زمین سے تیمم کر سکتے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کی دلیل بخاری شریف کی حدیث جابر ہے جس میں حضور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا ۔ میرے لیے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنایا گیا ہے۔ تمام روئے زمین سے ہر قسم کی زمین کو مطہر قرار دیا گیا ہے (مرآۃ شرح مشکوۃ)

۴۴۶ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ فِي قَوْلِهٖ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْمُسَافِرِ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ فَيَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَقْرَبُ الصَّلٰوةَ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مُسَافِرًا تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ فَلَا يَجِدُ الْمَاءَ فَيَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ حَتّٰى يَجِدَ الْمَاءَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَالْفِرْيَابِيُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے قول باری تعالیٰ "وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ" کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ آیت مسافر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کہ جس کو جنابت لاحق ہو گئی ہو (وہ پانی نہ ملنے کی صورت میں) تیمم کر کے نماز ادا کرے، اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نہانے کی حاجت ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ ہاں مسافر ہو اور پانی نہ ملے تو پانی کے حاصل ہونے تک تیمم کر کے نماز ادا کر لیا کرو

اَبِیْ حَاتِمٍ۔

(اس کی روایت بیہقی، ابن ابی شیبہ، فریابی، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے کی ہے)

۶۴۷ (۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِیْ قَوْلِہٖ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ یَقُوْلُ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ جُنُبٌ اِذَا وَجَدْتُّمُ الْمَاءَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوا الْمَاءَ فَقَدْ اُحِلَّتْ لَکُمْ اَنْ تَمَسَّحُوْا بِالْاَرْضِ رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ مِّنْ طُرُقٍ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قول باری تعالیٰ "وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ" کے مطابق روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب تمھیں پانی مل گیا ہے تو (غسل کرلے تک) نماز کے قریب نہ جاؤ اگر تم نے پانی نہیں پایا تو تمھارے لیے جائز قرار دیا گیا ہے کہ زمین پر ہاتھ مار کر تیمم کرو (اس کی روایت ابن جریر نے کی ہے اور عبد بن حمید نے بھی متعدد اسناد سے اس کی روایت کی ہے)

ف: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ حسن التمیم لبیان حد التیمم میں بڑی وضاحت کے ساتھ تیمم کے مسائل تحریر کئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت ایک مسئلہ کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے پاس پانی موجود ہے اور اسے استعمال کرنے کی قدرت بھی حاصل ہے تو وہ بغیر پانی کے طہارت کرے یعنی تیمم کرکے فرض، واجب یا سنّت ادا کرے گا تو اس کی وہ عبادت قابلِ قبول نہ ہوگی۔ اور جہاں پانی نہ معلوم ہونے کے سبب تیمم کی اجازت تھی وہاں شرط ہے کہ وہ جگہ نہ آبادی ہو اور نہ ہی آبادی کے قریب یعنی میل بھر سے کم فاصلے پر ہو تو وہاں ظاہر علامتیں ایسی ہوں جن سے پانی کا قرب معلوم ہو جیسے پرندے چرندے کا ہجوم یا کسی ثقہ آدمی کا کہنا کہ پانی یہاں میل سے کم پر موجود ہے ان باتوں کے ہوتے ہوئے پانی تلاش کرنے کے بغیر اگر کسی نے تیمم کرلیا تو وہ تیمم باطل ہوگا اور نماز نہ ہوگی۔ اگرچہ بعد میں یہی ظاہر ہو کہ واقع میں پانی اس جگہ سے قریب نہیں تھا۔ ہاں جہاں یہ نشانیاں نہ ہوں اور کوئی بتانے والا بھی نہ ہو وہاں پر پانی کو تلاش کئے بغیر اگر تیمم کرلیا اور نماز پڑھی تو نماز ہوجائے گی۔ اگرچہ بعد میں پتہ چلا کہ پانی اسی جگہ پر موجود تھا۔ فتاویٰ رضویہ ج ص۳۰

۶۴۸ (۷) وَعَنْهُ فِیْ قَوْلِہٖ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ قَالَ هُوَ الْمُسَافِرُ لَا یَجِدُ الْمَاءَ فَیَتَیَمَّمُ وَیُصَلِّیْ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قول باری تعالیٰ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ کے بارے میں روایت ہے انھوں نے کہا کہ اس آیت میں وہ مسافر مراد ہے جس کو پانی نہ ملے تو وہ تیمم کرکے نماز پڑھ لے (اس کی روایت طبرانی، ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے کی ہے)

۶۴۹ (۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْبَادِیَۃِ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّا نَکُوْنُ بِالرِّمَالِ الْاَشْهُرَ الثَّلَاثَۃَ وَالْاَرْبَعَۃَ وَیَکُوْنُ فِیْنَا الْجُنُبُ وَالنُّفَسَاءُ وَالْحَائِضُ وَلَسْنَا نَجِدُ الْمَاءَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جنگل میں چند رہنے والے لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان لوگوں نے کہا کہ ہم ریگستان میں تین چار مہینے رہا کرتے ہیں اور ہم میں جنبی اور نفاس وحیض والی عورتیں ہوا کرتی ہیں اور ہمیں

فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَرْضِ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ لِوَجْهِهٖ ضَرْبَةً وَّاحِدَةً ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرٰى فَمَسَحَ بِهَا إِلٰى يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَأَبُوْ يَعْلٰى۔

پانی نہیں ملتا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم زمین پر تیمم کر لیا کرو۔ پھر آپ نے چہرے کے لیے زمین پر ایک دفعہ ہاتھ مار کر چہرے پر مل لیا اور دوسری مرتبہ زمین پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کیا (اس کی روایت امام احمد، طبرانی اور ابو یعلیٰ نے کی ہے)

۶۵۰/۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ أَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَّإِنِّيْ تَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِضْرِبْ هٰكَذَا وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ ثُمَّ نَفَضَهُمَا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے جنابت لاحق ہو گئی تو میں مٹی میں لوٹ گیا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں بلکہ اس طرح زمین پر ہاتھ مارو کہہ کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر چہرے کا مسح فرمایا پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں کا مسح کہنیوں سمیت فرمایا (اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور وضاحت کی ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے اور بخاری کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارنے کے بعد کنکریوں کے گرانے کے لیے ہر ہاتھ کے انگوٹھے کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے پر مار کر جھٹک دیا۔

۶۵۱/۱۰ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِّلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِّلذِّرَاعَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ رِجَالُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَّرَوَى الْحَاكِمُ مِثْلَهٗ وَقَالَ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم یہ ہے کہ ایک دفعہ زمین پر ہاتھ مارنا چہرے کے لیے اور دوسری دفعہ ہاتھ مارنا کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لیے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے) اور وضاحت کی ہے کہ اس حدیث کے جملہ راوی ثقہ ہیں اور حاکم کی روایت بھی اسی طرح ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے)

۶۵۲/۱۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَةٌ لِّلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِّلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو دفعہ (زمین پر) ہاتھ مارنا ہے ایک دفعہ تو چہرے

رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ وَرَوَى الْبَزَّارُ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهٗ مَرْفُوْعًا۔

کے لیے اور دوسری دفعہ کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لیے (اس کی روایت حاکم اور دار قطنی اور ابن عدی نے کی ہے اور بزار نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی طرح بسند مرفوع روایت کی ہے)

۶۵۳
۱۲
وَعَنِ الْاَسْلَعِ قَالَ اَرَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَمْسَحُ فَضَرَبَ بِكَفَّيْهِ الْاَرْضَ فَرَفَعَهُمَا لِوَجْهِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً اُخْرٰى فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ بَاطِنَهُمَا وَظَاهِرَهُمَا حَتّٰى مَسَّ بِيَدَيْهِ الْمِرْفَقَيْنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ۔

حضرت اسلع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو (تیمم کرنے کا طریقہ) بتلایا کہ کس طرح مسح کروں؟ پس آپ نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر چہرے پر ہاتھ پھیرنے کے لیے دونوں ہاتھوں کو اٹھالیا پھر دوسری دفعہ زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں کے اندرون و بیرون دونوں حصّوں کا مسح اس طرح فرمایا کہ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت مسح میں آگئے اور کچھ حصّہ بھی نہیں چھوٹا (اس کی روایت بیہقی، دار قطنی اور طبرانی نے کی ہے)

ف : تیمم میں تین فرض ہیں۔

(۱) نیت : اگر کسی شخص نے بغیر نیت کے تیمم کیا اور نماز پڑھی تو اس کی نہ تو نماز ہوگی اور نہ تیمم کیونکہ نیت اس میں فرض ہے۔

(۲) ہاتھوں کو زمین پر مار کر چہرے پر پھیرنا جتنے چہرے کے حصّہ کو وضو میں دھونا فرض ہے اتنے ہی حصّہ پر تیمم میں مسح کرنا فرض ہے۔ چہرے کی حد یہ ہے کہ پیشانی جہاں ختم ہوتی ہے یعنی سر کے بال جہاں اُگتے ہیں وہاں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے لے کر دوسرے کان کی لَو تک مسح کرنا فرض ہے

(۳) ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا۔ وضو اور غسل دونوں کا تیمم ایک ہی طرح کا ہوتا ہے۔ اس میں کچھ فرق نہیں ہے

ف : تیمم کی سُنّتیں : تیمم کی تقریباً دس سنتیں ہیں۔

(۱) بسم اللہ کہنا

(۲) ہاتھوں کو زمین پر مارنا

(۳) انگلیاں کھلی ہوئی رکھنا

(۴) ہاتھوں کو جھاڑ لینا یعنی ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ پر مارنا نہ اس طرح کہ تالی کی سی آواز نکلے۔

(۵) زمین پر ہاتھ مار کر لوٹا لینا۔

(۶) پہلے منہ پھر ہاتھ کا مسح کرنا

(۷) دونوں کا نوں کا مسح پے در پے ہونا

(۸) پہلے داہنے ہاتھ پھر بائیں کا مسح کرنا۔

(۹) داڑھی کا خلال کرنا

(۱۰) انگلیوں کا خلال جب کہ غبار پہنچ گیا ہو اور اگر غبار نہ پہنچا مثلاً پتھر وغیرہ سے کسی ایسی چیز پر ہاتھ مارا جس پر غبار نہ ہو تو اس صورت میں انگلیوں کا خلال فرض ہے۔

ہاتھوں کے مسح میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پشت کو مس کرتا ہوا گٹے تک لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے داہنے انگوٹھے کی پشت کو مسح کرے۔ یونہی داہنے ہاتھ سے بائیں کا مسح کرے۔ یہ تیمم کا سنت طریقہ ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت ج ۲ ص ۵۳)

۶۵۴ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لَمَّا
۱۳ بَعَثَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ ذَاتِ السَّلَاسِلِ احْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيْدَةِ الْبَرْدِ فَأَشْفَقْتُ إِنِ اغْتَسَلْتُ أَنْ أُهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ يَا عَمْرُو صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي احْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيْدَةِ الْبَرْدِ فَأَشْفَقْتُ إِنِ اغْتَسَلْتُ أَنْ أُهْلِكَ وَذَكَرْتُ قَوْلَ اللّٰهِ "وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا" فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو غزوۂ ذات السلاسل کے ساتھ روانہ فرمایا تو مجھے ایک نہایت سردی کی رات میں احتلام ہو گیا مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر غسل کروں تو ہلاک ہو جاؤں گا چنانچہ میں نے تیمم کر لیا پھر میں نے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور جب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو میں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم نے اپنے ساتھیوں کی نماز ایسی حالت میں پڑھا دی کہ تم جنبی تھے میں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہایت ٹھنڈی یا سخت سردی کی رات محتلم ہو گیا اور خوف کیا کہ اگر غسل کروں تو میں ہلاک ہو جاؤں گا اور مجھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے (سورۂ نساء پ ۵ آیت ۲۹) یاد آیا تو میں نے تیمم کیا پھر اسی سے نماز ادا کی یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے اور کچھ نہیں فرمایا (اس کی روایت امام احمد، ابو داؤد، حاکم، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے کی ہے اور طبرانی کی روایت بھی اسی طرح ہے)

۶۵۵ وَعَنْ عَلِيٍّ فِي الرَّجُلِ يَكُوْنُ فِي السَّفَرِ
۱۴ فَتُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ وَمَعَهُ الْمَاءُ الْقَلِيْلُ يَخَافُ أَنْ يَعْطَشَ قَالَ يَتَيَمَّمُ وَلَا يَغْتَسِلُ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق روایت ہے جو سفر میں ہو اور اس کو جنابت لاحق ہو جائے اور اس کے ساتھ تھوڑا سا پانی ہو، اگر اس پانی سے غسل کر لے

(رَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ)

تو پیاسا رہنے کا اندیشہ ہوگا ہو تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ تیمم کرلے اور غسل نہ کرے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

۶۵۶/۱۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَتِ الْجَنَازَۃُ وَاَنْتَ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ فَتَیَمَّمْ۔

(رَوَاہُ ابْنُ عَدِیٍّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ آجائے اور تم بے وضو ہو، (اور وضو کرنے تک نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کا خوف ہو) تو تیمم کرلو (اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ نماز جنازہ تیار ہو اور اندیشہ ہو کہ اگر وضو کرنے لگیں تو نماز جنازہ فوت ہو جائے گی تو ایسی صورت میں جائز ہے کہ تیمم کرلے اور نماز جنازہ میں شریک ہو جائے کیونکہ نماز جنازہ کا بدل اور قائم مقام کوئی اور نماز نہیں ہے البتہ میت کا ولی یعنی ایسے قریبی رشتہ دار ہو کہ جس کو نماز جنازہ پڑھانے کا حق ہے اور اس طرح بادشاہ اور قاضی یہ تینوں مذکورہ بالا صورت میں تیمم نہیں کریں گے بلکہ وضو ہی کریں گے اس لیے کہ ان کا انتظار کیا جا سکتا ہے۔ ۱۲

۶۵۷/۱۶ وَعَنْہُ قَالَ اِذَا خِفْتَ اَنْ تَفُوْتَکَ الْجَنَازَۃُ وَاَنْتَ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ فَتَیَمَّمْ وَصَلِّ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَرِجَالُہٗ رِجَالُ مُسْلِمٍ اِلَّا الْمُغِیْرَۃَ وَھُوَ مُحْتَجٌّ بِہٖ قَالَہُ الزَّیْلَعِیُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب تم کو اندیشہ ہو کہ جنازہ کی نماز تم سے چھوٹ جائے گی اور تم بے وضو ہو تو تیمم کرلو اور نماز جنازہ پڑھ لو (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور اس حدیث کے راوی صرف مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا سب کے سب مسلم کے راوی ہیں اور زیلعی نے کہا ہے کہ مغیرہ بھی ثقہ اور قابل حجت ہیں)

۶۵۸/۱۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ اُتِیَ بِجَنَازَۃٍ وَھُوَ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ فَتَیَمَّمَ وَصَلّٰی عَلَیْہِمَا رَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی الْمَعْرِفَۃِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک جنازہ لایا گیا اور اس وقت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بے وضو تھے تو انھوں نے تیمم کیا اور نماز جنازہ پڑھ لی (اس کی روایت دارقطنی اور بیہقی نے معرفہ میں کی ہے۔

۶۵۹/۱۸ وَعَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ فِی الْجَنَازَۃِ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ فَاِنْ ذَھَبَ یَتَوَضَّأُ تَفُوْتُہٗ قَالَ یَتَیَمَّمُ وَیُصَلِّیْ رَوَاہُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو نماز جنازہ پڑھنا چاہتا تھا مگر بے وضو ہے اور اگر وہ وضو کرنے کے لئے جائے تو نماز جنازہ چھوٹ جاتی ہے تو حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ وہ تیمم کرلے اور نماز جنازہ

۶۶۰/۱۹ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ فِي الرَّجُلِ تَفْجَأُهُ الْجَنَازَةُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ قَالَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ عَلَيْهَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

۶۶۱/۲۰ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَجْنَبَ فَاَرَادَ اَنْ يَّنَامَ تَوَضَّأَ اَوْ تَيَمَّمَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۶۶۲/۲۱ وَعَنْ اَبِي الْجُهَيْمِ بْنِ الْحٰرِثِ ابْنِ الصِّمَّةِ قَالَ اَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَّحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

قَالَ عُلَمَاؤُنَا فَيُسْتَفَادُ مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ اَنَّ كُلَّ مَوْضِعٍ يَفُوْتُ فِيْهِ الْاَدَاءُ لَا اِلٰى خَلْفٍ فَاِنَّهٗ يَجُوْزُ لَهُ التَّيَمُّمُ كَنَوْمٍ وَسَلَامٍ وَرَدِّهٖ وَصَلٰوةِ الْجَنَازَةِ وَالْعِيْدِ وَالْكُسُوْفِ وَسُنَنٍ رَوَاتِبَ وَمَا يَفُوْتُ اِلٰى خَلْفٍ لَا يَجُوْزُ لَهُ التَّيَمُّمُ كَالْجُمُعَةِ۔

پڑھ لے۔ (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق روایت ہے کہ جس کے پاس یکایک جنازہ آجائے اور وہ بے وضو ہے تو آپ نے فرمایا کہ تیمم کرلے اور اس جنازہ کی نماز پڑھ لے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جنبی ہوجاتے تھے اور سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرماتے یا تیمم کرتے (اس کی روایت بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ کی ہے)

حضرت ابوالجہیم بن الحارث بن الصمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بئر جمل کی جانب سے (جو ایک کنواں تھا) تشریف فرما ہوئے تو ایک شخص آپ سے ملا اور آپ کو اس نے سلام کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا یہاں تک کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیوار کی طرف بڑھے اور اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح فرما لیا (یعنی تیمم فرمایا) پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا (بخاری اور مسلم)

ہمارے علماء نے کہا ہے کہ مذکورہ بالا ان حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایسی عبادتیں کہ جن کا قائم مقام اور بدل موجود نہیں ہے اور وضو کرنے تک وقت کے گذر جانے یا نماز کے ختم ہوجانے سے ان کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہو تو ایسی عبادتوں میں باوجودیکہ صحت مند ہوں اور پانی موجود ہو، اور پانی کے استعمال پر قدرت بھی حاصل ہو، ان ساری صورتوں کے باوجود تیمم جائز ہے جیسے نماز جنازہ و عیدین، نماز کسوف، سلام اور جواب سلام وغیرہ اور ایسی عبادتیں جن کا قائم مقام اور بدل موجود ہے ان کے فوت ہوجانے کے اندیشہ سے تیمم نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ ان کا بدل اور قائم مقام موجود ہے جیسے جمعہ اور پنجگانہ نمازیں۔ ۱۲

ف : واضح ہو کہ عبادتیں دو طرح کی ہوا کرتی ہیں ایک وہ عبادتیں جن کا قائم مقام اور بدل موجود ہے جیسے نماز جمعہ، اس کا قائم مقام ظہر ہے اور نماز پنجگانہ کہ ان کا قائم مقام اور بدل ان کی قضاء ہے اور دوسری وہ عبادتیں کہ جن کا بدل اور قائم مقام موجود نہیں جیسے نماز جنازہ اور عیدین وغیرہ۔

۶۶۳ / ۲۲ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ فَلْيُؤَخِّرِ التَّيَمُّمَ إِلَى الْوَقْتِ الْاٰخِرِ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب پانی نہ پائے تو تیمم کو نماز کے آخری وقت تک کے لیے (پانی کی تلاش اور انتظار میں) مؤخر کر دے (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے)

۶۶۴ / ۲۳ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَيَمَّمَا صَعِيدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الصَّلَاةَ بِوُضُوْءٍ وَلَمْ يُعِدِ الْاٰخَرُ ثُمَّ أَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَا فَقَالَ لِلَّذِيْ لَمْ يُعِدْ أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ وَقَالَ لِلَّذِيْ تَوَضَّأَ وَأَعَادَ لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ وَقَدْ رَوَى هُوَ وَأَبُوْ دَاوُدَ أَيْضًا عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلًا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا دو آدمی سفر کو نکلے جب نماز کا وقت آ گیا تو دونوں کے ساتھ پانی نہ تھا۔ دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز ادا کی بعد ازاں دونوں نے وقت نماز کے اندر ہی پانی پا لیا تو ان میں سے ایک شخص نے وضو کر کے نماز دہرائی لیکن دوسرے نے نہیں دہرائی پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے اپنے واقعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا جس نے نماز دہرائی نہ تھی کہ تم نے سنت کو پا لیا اور تمہاری نماز تم کو کافی ہوئی اور جس نے وضو کر کے نماز دہرائی تھی ان سے فرمایا کہ تمہارے لیے دگنا اجر ہے (اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے) اور نسائی کی روایت بھی اسی طرح ہے اور نسائی اور ابوداؤد نے بطور مرسل عطا بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کی ہے۔

ف : علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر تیمم سے نماز پڑھنے والا نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد پانی دیکھ لے تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں اگرچہ کہ وقت باقی ہو، البتہ علماء کا اختلاف اس صورت میں ہے کہ نماز شروع کرنے کے بعد نماز کی حالت میں پانی مل جائے تو احناف کے سوا جمہور کا مسلک یہ ہے کہ نماز کو نہ توڑے اس کی نماز درست ہو جائے گی۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک دوسری روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ اس شخص کا تیمم باطل ہو جائے گا اور اگر تیمم کرنے کے بعد نماز شروع کرنے سے قبل پانی مل جائے تو اس شخص کے تیمم کے باطل ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ۱۲

۶۶۵/۲۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْجَبَائِرِ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پٹیوں پر مسح فرمایا کرتے تھے۔ (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے)

۶۶۶/۲۵ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ انْكَسَرَتْ اِحْدٰى زَنْدَيَّ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَمْسَحَ عَلَى الْجَبَائِرِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ۔

حضرت زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے اپنے دادا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری ایک کلائی ٹوٹ گئی تو میں نے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ پٹیوں پر مسح کیا کرو اور تیمم کی ضرورت نہیں ہے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ، بیہقی اور دار قطنی نے کی ہے۔)

ف: اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زخم پر پٹی باندھی گئی ہو تو پٹی پر مسح کیا جائے اور بدن کے باقی صحیح حصہ کو دھولیا جائے اور صحیح حصہ بدن کو دھو کر پٹی پر مسح کے بجائے تیمم کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس سے وضو اور تیمم کو جمع کرنا لازم آتا ہے حالانکہ بدل اور مبدل کو جمع کرنا درست نہیں ہے یہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ہے البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ پٹی پر مسح کرنے کے بجائے تیمم کیا جائے اور باقی حصۂ بدن کو دھولیا جائے (مرقات)۔

۶۶۷/۲۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ تَوَضَّأَ وَكَفُّهٗ مَعْصُوْبَةٌ فَمَسَحَ عَلَيْهَا وَعَلَى الْعِصَابَةِ وَغَسَلَ سِوٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ الْمُنْذِرِيُّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے ایسی حالت میں وضوء کیا کہ آپ کی ہتھیلی پر پٹی باندھی ہوئی تھی تو آپ نے ہتھیلی کے دوسرے جانب کے) اس حصہ پر مسح کیا جو زخم کی پٹی کی وجہ سے کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا (اور ہتھیلی کی) پٹی پر بھی مسح کیا اس کے بعد دوسرے اعضاء وضوء کو دھولیا اور تیمم نہیں فرمایا (اس کی روایت منذری نے کی ہے)

ف: اس حدیث سے بھی حنفی مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زخم کے علاوہ باقی حصۂ بدن کے دھولے اور زخم پر مسح کرلے کو جمع فرمایا اور دھونے اور تیمم کو جمع نہیں فرمایا ہے

بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُوْنِ

باب مسنون غسل کے بیان میں

٦٦٨/١ عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ کُفِّرَتْ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ وَخَطَایَاہُ فَاِذَا اَخَذَ فِی الْمَشْیِ کُتِبَ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ عِشْرُوْنَ حَسَنَۃً رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْاَوْسَطِ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ حِبَّانَ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ لَمْ یَزَلْ طَاھِرًا اِلَی الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی۔

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا تو اس کے تمام گناہ اور خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اور جب وہ نماز جمعہ کے لیے چلنے لگتا ہے تو اس کے لیے ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (اس کی روایت طبرانی نے کبیر اور اوسط میں کی ہے) اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا تو وہ آئندہ جمعہ تک پاک رہے گا۔

٦٦٩/٢ وَعَنْ عِکْرِمَۃَ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنْ اَھْلِ الْعِرَاقِ جَآءُوْا فَقَالَ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ اَتَرَی الْغُسْلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلٰکِنَّہٗ اَطْھَرُ وَخَیْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَّمْ یَغْتَسِلْ فَلَیْسَ عَلَیْہِ بِوَاجِبٍ وَّسَاُخْبِرُکُمْ کَیْفَ بَدْءُ الْغُسْلِ کَانَ النَّاسُ مَجْھُوْدِیْنَ یَلْبَسُوْنَ الصُّوْفَ وَیَعْمَلُوْنَ عَلٰی ظُھُوْرِھِمْ وَکَانَ مَسْجِدُھُمْ ضَیِّقًا مُّقَارِبَ السَّقْفِ اِنَّمَا ھُوَ عَرِیْشٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ یَوْمٍ حَارٍّ وَّعَرِقَ النَّاسُ فِیْ ذٰلِکَ الصُّوْفِ حَتّٰی ثَارَتْ مِنْھُمْ رِیَاحٌ اٰذٰی بِذٰلِکَ بَعْضُھُمْ بَعْضًا فَلَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تِلْکَ الرِّیَاحَ قَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اِذَا کَانَ ھٰذَا الْیَوْمُ فَاغْتَسِلُوْا وَلْیَمَسَّ اَحَدُکُمْ اَفْضَلَ مَا یَجِدُہٗ مِنْ دُھْنِہٖ وَطِیْبِہٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ جَآءَ اللّٰہُ بِالْخَیْرِ وَلَبِسُوْا غَیْرَ الصُّوْفِ وَکُفُوا الْعَمَلَ وَوُسِّعَ مَسْجِدُھُمْ

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ عراق کے چند لوگ آئے اور ان لوگوں نے کہا کہ اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیا آپ جمعہ کے دن کے غسل کو واجب سمجھتے ہیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا نہیں بلکہ وہ بڑی پاکی کی بات ہے اور غسل کرنے والے کے حق میں بہتر ہے اور جس نے اس دن غسل نہیں کیا تو اس پر واجب بھی نہیں اور میں تم کو بتلاتا ہوں کہ (جمعہ کے دن) غسل کی ابتدا کس طرح ہوئی؟ لوگ محنت مزدوری کیا کرتے تھے اور کمبل پہنتے تھے اور اپنی پیٹھوں پر بوجھ ڈھوتے تھے اور ان کی مسجد تنگ تھی اور چھت ان کے قریب تھا (یعنی زیادہ بلند نہ تھا) گویا کہ وہ چھپر تھا (مثل جھونپڑی کے) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور گرمی کا موسم تھا لوگوں کو کمبل کے لباس میں پسینہ آیا جس سے بو پھیلی اور ایک کو دوسرے کے پسینہ کی بو سے تکلیف پہنچی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح کی بو کو موجود پایا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جب جمعہ کا دن آئے تو غسل کر لیا کرو اور چاہیے کہ تم میں

بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُوْنِ

باب مسنون غسل کے بیان میں

۶۶۸/۱ عَنْ أَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كُفِّرَتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ وَخَطَايَاهُ فَإِذَا أَخَذَ فِي الْمَشْيِ كُتِبَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عِشْرُوْنَ حَسَنَةً رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْأَوْسَطِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ حِبَّانَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَمْ يَزَلْ طَاهِرًا إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى۔

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا تو اس کے تمام گناہ اور خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اور جب وہ نماز جمعہ کے لیے چلنے لگتا ہے تو اس کے لیے ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (اس کی روایت طبرانی نے کبیر اور اوسط میں کی ہے) اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا تو وہ آئندہ جمعہ تک پاک رہے گا۔

۶۶۹/۲ وَعَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ إِنَّ نَاسًا مِّنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوْا فَقَالُوْا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلٰكِنَّهٗ أَطْهَرُ وَخَيْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَّمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ وَسَأُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدْءُ الْغُسْلِ كَانَ النَّاسُ مَجْهُوْدِيْنَ يَلْبَسُوْنَ الصُّوْفَ وَيَعْمَلُوْنَ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُّقَارِبَ السَّقْفِ إِنَّمَا هُوَ عَرِيْشٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ وَّعَرِقَ النَّاسُ فِيْ ذٰلِكَ الصُّوْفِ حَتّٰى ثَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ آذٰى بِذٰلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الرِّيَاحَ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا كَانَ هٰذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوْا وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مَا يَجِدُهٗ مِنْ دُهْنِهٖ وَطِيْبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ جَاءَ اللّٰهُ بِالْخَيْرِ وَلَبِسُوْا غَيْرَ الصُّوْفِ وَكُفُوا الْعَمَلَ وَوُسِّعَ مَسْجِدُهُمْ

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ عراق کے چند لوگ آئے اور ان لوگوں نے کہا کہ اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیا آپ جمعہ کے دن کے غسل کو واجب سمجھتے ہیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا نہیں بلکہ وہ بڑی پاکی کی بات ہے اور غسل کرنے والے کے حق میں بہتر ہے اور جس نے اس دن غسل نہیں کیا تو اس پر واجب بھی نہیں اور میں تم کو بتلاتا ہوں کہ (جمعہ کے دن) غسل کی ابتدا کس طرح ہوئی؟ لوگ محنت مزدوری کیا کرتے تھے اور کمبل پہنتے تھے اور اپنی پیٹھوں پر بوجھ ڈھوتے تھے اور ان کی مسجد تنگ تھی اور چھت ان کے قریب تھا (یعنی زیادہ بلند نہ تھا) گویا کہ وہ چھپر تھا (مثل جھونپڑی کے) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور گرمی کا موسم تھا لوگوں کو کمبل کے لباس میں پسینہ آیا جس سے بو پھیلی اور ایک کو دوسرے کے پسینہ کی بو سے تکلیف پہنچی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح کی بو کو موجود پایا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جب جمعہ کا دن آئے تو غسل کر لیا کرو اور چاہیے کہ تم میں

وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِي كَانَ يُوْذِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِّنَ الْعَرَقِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ وَالطَّحَاوِيُّ ـ

سے ہر ایک بہتر تیل اور خوشبو جو اسے میسر ہو لگایا کرے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے مال سے سرفراز فرمایا اور لوگ کمبل کے لباس کے سوا دوسرے کپڑے پہننے لگے اور محنت کے کام سے بچ گئے اور ان کی مسجد وسیع کر دی گئی اور پسینہ کی وجہ سے ایک دوسرے کو جو اذیت پہنچتی تھی وہ جاتی رہی (اس کی روایت ابوداؤد اور طحاوی نے کی ہے)

٦٧٠/٣ وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْغُسْلُ مِنَ الْحِجَامَةِ وَالْغُسْلُ فِي الْعِيْدَيْنِ قَالَ إِنِ اغْتَسَلْتَ فَحَسَنٌ وَإِنْ تَرَكْتَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ فَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاحَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ قَالَ بَلَى وَلٰكِنْ لَيْسَ مِنَ الْأُمُوْرِ الْوَاجِبَةِ وَإِنَّمَا هُوَ كَقَوْلِهِ تَعَالَى "وَأَشْهِدُوْا إِذَا تَبَايَعْتُمْ" فَمَنْ أَشْهَدَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ تَرَكَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ وَكَقَوْلِهِ تَعَالَى "فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ" فَمَنِ انْتَشَرَ فَلَا بَأْسَ وَمَنْ جَلَسَ فَلَا بَأْسَ.

(رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا)

حضرت حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے وہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روز جمعہ کے غسل اور پچھنا لگانے کے بعد کے غسل اور عیدین کے غسل کے متعلق دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ اگر غسل کر لو تو بہتر ہے اور اگر غسل نہ کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں، میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ جو جمعہ کو جائے تو وہ غسل کرے، حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ کیوں نہیں؟ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے) لیکن یہ غسل ان چیزوں میں سے نہیں ہے جو واجب ہیں بلکہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وَاَشْهِدُوْا اِذَا تَبَایَعْتُمْ اور جب تم خرید فروخت کرو تو گواہ کر لو (سورۃ بقرۃ ۲ پ۳ آیت ۲۸۲ کی طرح ہے تو جس نے گواہ رکھا اس نے اچھا کیا اور جس نے گواہ رکھنا ترک کیا تو اس پر گواہ رکھنا واجب نہیں اور یہ (یعنی غسل جمعہ) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ. یعنی جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ (سورۃ جمعہ ۶۲ پ۲۸ آیت ۱۰) کی طرح ہے تو جو نماز جمعہ کے اختتام پر باہر نکل جائے تو اس پر کوئی حرج نہیں اور جو بیٹھ جائے تو مضائقہ نہیں (اس کی روایت امام محمد نے مؤطا میں کی ہے)

٦٧١/٤ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اس نے فرض ادا کیا، اور

فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو اس کا غسل کرنا افضل ہے (اس کی روایت امام احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور دارمی نے کی ہے)

٦٧٢/٥ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ قَالَهٗ فِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنّت ہے (اس کی روایت بزار نے کی ہے اور اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں جو مجمع الزوائد میں مذکور ہیں۔

٦٧٣/٦ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاءَ مِنْكُمْ لِلْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ فَلَمَّا كَانَ الشِّتَاءُ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَرْتَنَا بِالْغُسْلِ لِلْجُمُعَةِ وَقَدْ جَاءَ الشِّتَاءُ وَنَحْنُ نَجِدُ الْبَرْدَ فَقَالَ مَنِ اغْتَسَلَ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَلَمْ يَغْتَسِلْ فَلَا حَرَجَ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص جمعہ کے لیے آئے تو وہ غسل کر لیا کرے اور جب موسم سرما آگیا تو ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے ہم کو جمعہ کے لیے غسل کا حکم دیا اب تو موسم سرما آگیا ہے اور ہم سردی محسوس کرتے ہیں اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے غسل کیا تو اس نے سنّت پر عمل کیا اور بہت اچھا کیا اور جس نے غسل نہیں کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں (اس کی روایت ابن عدی نے کامل میں کی ہے)۔

٦٧٤/٧ وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ الرَّوَاحُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَعَلٰى مَنْ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْغُسْلُ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بالغ پر جمعہ کے لیے جانا واجب ہے اور جو مسجد کو جائے تو اس پر غسل کرنا (سنّت) ہے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

٦٧٥/٨ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَّغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيْهِ رَاْسَهٗ وَجَسَدَهٗ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک دن غسل کرے کہ جس میں اپنے سر اور اپنے پورے جسم کو دھو لیا کرے (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہفتہ میں ایک دن غسل کو جو لازم فرمایا ہے۔ اگر وہ دن جمعہ کا مقرر کریں تو اس سے سنّت کی ادائیگی بھی ہو جاتی ہے۔ ۱۲

٦٧٦/٩ وَعَنِ الْفَاكِهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت فاکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ)

انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروز جمعہ اور روز عید الفطر اور روز عید قربانی اور روز عرفہ میں غسل کیا کرتے تھے۔ (امام احمد و طبرانی)

ف: حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں لکھا ہے عرفہ کے دن غسل بمیدان عرفات میں وقوف عرفہ کے لیے مسنون ہے تو اُس دن تمام دنیا کے مسلمانوں پر غسل مسنون نہ ہوگا بلکہ اُن ہی حضرات پر یہ غسل مسنون ہوگا جو عرفات میں ہوں اور وقوف عرفہ کر رہے ہوں

۶۷۷/۱۰ وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ إِنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ لَهُ اغْتَسِلْ لِلْجُمُعَةِ فَقَالَ لَهُ قَدِ اغْتَسَلْتُ لِلْجَنَابَةِ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت مصعب بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ جمعہ کے لیے غسل کرو تو حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا کہ میں نے جنابت کی وجہ سے غسل کر لیا ہے۔ (طحاوی شریف)

۶۷۸/۱۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز عید الفطر اور روز عید الاضحیٰ میں غسل فرمایا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

۶۷۹/۱۲ وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ اغْتَسَلَ لِلْعِيدِ وَقَالَ إِنَّهُ السُّنَّةُ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

حضرت عروۃ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے عید کے لیے غسل کیا اور فرمایا کہ یہ سنت ہے (بیہقی)

۶۸۰/۱۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عید الفطر کے دن نماز کے لیے نکلنے سے قبل غسل کرتے تھے (امام مالک)

۶۸۱/۱۴ وَعَنِ الْفَاكِهِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت فاکہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الفطر کے دن اور عید قربانی کے دن اور عرفہ کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

۶۸۲/۱۵ وَعَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجَرَّدَ لِإِهْلَالِهِ وَاغْتَسَلَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور

وَالدَّارِمِیُّ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احرام کے لیے کپڑے اتار کر اور غسل فرمایا (ترمذی و دارمی)

۶۸۳/۱۶ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ مَكَّةَ اِغْتَسَلَ حِیْنَ یُرِیْدُ اَنْ یُّحْرِمَ۔
(رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ کو روانہ ہوتے اور جس وقت احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو غسل فرماتے تھے (طبرانی)

۶۸۴/۱۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ یَّغْتَسِلَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّحْرِمَ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ یہ سنت ہے کہ جب احرام کا ارادہ کرے تو غسل کر لے (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

۶۸۵/۱۸ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَغْتَسِلُ مِنْ اَرْبَعٍ مِّنَ الْجَنَابَةِ وَیَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمِنَ الْحِجَامَةِ وَمِنْ غُسْلِ الْمَیِّتِ۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار چیزوں کی وجہ سے غسل فرمایا کرتے تھے، جنابت کی وجہ سے اور بروز جمعہ اور پچھنا لگوانے کی وجہ سے اور میّت کو غسل دینے سے۔ (ابوداؤد شریف)

۶۸۶/۱۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ مَیِّتًا فَلْیَغْتَسِلْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَمَنْ حَمَلَهٗ فَلْیَتَوَضَّأْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میت کو غسل دے تو وہ غسل کر لے۔ ابن ماجہ اور امام احمد ترمذی اور ابوداؤد نے یہ اضافہ کیا ہے کہ جو میت کو اٹھائے تو وہ وضو کر لے۔

۶۸۷/۲۰ وَعَنْ قَیْسِ بْنِ عَاصِمٍ اَنَّهٗ اَسْلَمَ فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّغْتَسِلَ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَآئِیُّ۔

حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ ایسے پانی سے غسل کریں کہ جس میں بیری کے پتے ڈالے گئے ہوں (ترمذی، ابوداؤد اور نسائی)

۶۸۸/۲۱ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ لَمَّا اَسْلَمْتُ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِغْتَسِلْ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّاحْلِقْ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَیْمٍ وَّرَوَی الطَّبْرَانِیُّ فِی الْكَبِیْرِ عَنْ قَتَادَةَ اَبِیْ هِشَامٍ نَّحْوَهٗ وَرِجَالُهٗ

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب میں نے اسلام قبول کیا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی اور بیری کے پتے سے غسل کرلو، اور کفر کی حالت کے بالوں کو اپنے سے

ثِقَاتٌ (قَالَهُ فِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ)

مونڈھ دو (اس کی روایت ابونعیم نے کی ہے اور طبرانی نے کبیر میں اسی طرح قتادہ ابی ہشام سے روایت کی ہے اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ مجمع الزوائد میں مذکور ہے۔

۶۸۹/۲۲ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا دَخَلَ أَدْنَى الْحَرَمِ أَمْسَكَ ثُمَّ يَبِيْتُ بِذِي طُوًى ثُمَّ يُصَلِّي بِهِ الصُّبْحَ وَيَغْتَسِلُ وَيُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حرم (یعنی مکۃ المکرمہ) کے قریب ترین مقام کو پہنچ جاتے تو ٹھہر جایا کرتے اور مقام ذی طوی میں شب گذارتے پھر صبح کی نماز وہیں ادا کرتے اور وہیں غسل کرتے تھے اور یہ بیان کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل مبارک بھی ایسا ہی تھا۔ (بخاری شریف)

بَابُ الْحَيْضِ

باب حیض کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ،
وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

(ترجمہ) "اور تم سے (اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں میں" (یعنی ان سے جماع نہ کرو)۔

(سورۃ بقرۃ پ۲ آیت ۲۲۲)

۶۹۰/۱ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلُّ الْحَيْضِ لِلْجَارِيَةِ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ الثَّلَاثُ وَأَكْثَرُ مَا يَكُوْنُ عَشَرَةُ أَيَّامٍ فَإِذَا زَادَ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باکرہ اور ثیبہ دونوں کے لیے کم از کم حیض کی مدت تین دن کی ہے اور زائد سے زائد مدت دس دن کی ہے اس لیے اگر حیض دس دن سے زیادہ ہو جائے تو عورت مستحاضہ کہلائے گی۔ (اس کی روایت دارقطنی)

ف: مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کے رحم سے خون بغیر ایام حیض اور نفاس کے جاری رہتا ہے عورت کے رحم میں ایک رگ ہوتی ہے جس کو عاذل کہتے ہیں اور اس رگ کے پھٹ جانے سے خون جاری ہوتا ہے تو عورت کو جب اس قسم کا خون جاری ہو تو وہ نماز، روزہ اور تمام عبادتیں بدستور پڑھا کرے اور اس حالت میں صحبت بھی ممنوع نہیں ہے (مرقات) ۱۲

٦٩١ / ٢ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيْضُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَأَرْبَعَةٌ وَخَمْسَةٌ وَسِتَّةٌ وَسَبْعَةٌ وَثَمَانِيَةٌ وَتِسْعَةٌ وَعَشَرَةٌ فَإِذَا جَاوَزَتِ الْعَشَرَةَ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مِثْلَهُ مَوْقُوْفًا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کی مدت تین دن اور چار دن اور پانچ دن اور چھ دن اور سات دن اور آٹھ دن اور نو دن اور دس دن ہے اور جب دس دن سے زائد ہو جائے تو عورت مستحاضہ کہلائے گی (اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے اور دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح موقوفاً روایت کی ہے)

٦٩٢ / ٣ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةُ أَيَّامٍ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ۔

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

٦٩٣ / ٤ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَيْضَ دُوْنَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَلَا حَيْضَ فَوْقَ عَشَرَةِ أَيَّامٍ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کی مدت تین دن سے کم کی نہیں، اور دس دن سے زائد مدت حیض میں شمار نہیں ہے (اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے)

٦٩٤ / ٥ وَعَنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثٌ وَأَكْثَرُهُ عَشَرٌ وَأَقَلُّ مَا بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا۔
(رَوَاهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن، اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن کی ہے اور دو حیض کے درمیان کم سے کم پاک رہنے کی مدت پندرہ دن ہے (ابن الجوزی)

وَقَالَ فِيْ رَدِّ الْمُحْتَارِ وَقَدْ رُوِيَ تَقْدِيْرُ الْأَقَلِّ وَالْأَكْثَرِ عَنْ سِتَّةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ

ردالمحتار میں لکھا ہے کہ حیض کی کم سے کم اور زائد مدت کے تعین کے متعلق چند صحابہ سے مختلف اسناد کے ذریعہ روایتیں

بِطُرُقٍ مُّتَعَدِّدَةٍ هِيَ تَرْتَقِيْ إِلَى الْحَسَنِ كَمَا بَسَطَ ذٰلِكَ الْكَمَالُ وَالْعَيْنِيُّ فِيْ شَرْحِ الْهِدَايَةِ وَلَخَّصَهُ فِي الْبَحْرِ۔

آئی ہیں اور یہ تمام اسناد حسن کے درجہ تک پہنچتی ہیں جس کی تفصیل علامہ کمال اور علامہ عینی رحمہما اللہ نے شرح ہدایہ میں بیان کی ہے اور جس کی تلخیص بحر میں بھی گئی ہے۔ ۱۲

٦٩٥ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ الْحَائِضُ إِذَا جَاوَزَتْ عَشَرَةَ أَيَّامٍ فَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ هٰذَا الْأَثَرُ لَا بَأْسَ بِإِسْنَادِهٖ۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حیض والی عورت کا خون دس دن سے تجاوز ہو جائے تو وہ عورت مستحاضہ کی طرح ہے اس لیے وہ غسل کرے اور نماز پڑھے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور بیہقی نے اس اثر یعنی حدیث کے متعلق کہا ہے کہ اس کے اسناد میں کوئی مضائقہ نہیں)

٦٩٦ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ أَدْنَى الْحَيْضِ ثَلٰثَةُ أَيَّامٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ رِجَالُهُ رِجَالُ مُسْلِمٍ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے (اس کی روایت دارمی نے اپنی سنن میں کی ہے اور اس حدیث کے راوی مسلم کے راوی ہیں)

٦٩٧ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتِ النُّفَسَاءُ تَقْعُدُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاس والی عورت چالیس دن تک بیٹھی رہا کرتی تھی۔ (اس کی روایت ابو داؤد اور ترمذی نے کی ہے)

٦٩٨ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِلنُّفَسَاءِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نفاس والی عورت کے لیے چالیس دن ہمیں فرمایا ہے مگر یہ کہ چالیس دن سے پہلے پاکی دیکھ لے (یعنی چالیس دن کے اندر خون بند ہو جائے تو وہ پاک سمجھی جائے گی (اس کی روایت دارقطنی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

٦٩٩ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنْتَظِرُ النُّفَسَاءُ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنْ بَلَغَتْ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَلَمْ تَرَ الطُّهْرَ فَلْتَغْتَسِلْ وَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَابْنُ

حضرت ابو درداء اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نفاس والی عورت چالیس دن تک انتظار کرے مگر یہ کہ پاکی کو چالیس دن کے پہلے دیکھ لے اور اگر چالیس دن کی مدت کو پہنچ جائے اور پاکی نہ دیکھے تو وہ غسل کر لے اور مستحاضہ کی طرح ہو گی (اس کی روایت

عَسَاكِر۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے کی ہے)

٥٠٠/١١ وَعَنْ عَائِشَةَ فِي الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ لَا يَمْنَعُهَا ذٰلِكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهٖ رِجَالُهٗ رِجَالُ الْجَمَاعَةِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسی عورت کے متعلق روایت ہے جو حاملہ ہو اور حمل کی حالت میں خون دیکھتی ہو تو اس کو خون کا آنا ادائی نماز کے لیے مانع نہیں ہے اس لیے کہ یہ مستحاضہ سمجھی جائے گی۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں کی ہے اور اس کے راوی جماعت محدثین کے راوی ہیں)

ف: ان حدیثوں کے پیش نظر صاحب ہدایہ نے وضاحت کی ہے کہ وہ خون جس کو حاملہ عورت حمل کے زمانہ میں دیکھے یا زچگی کے وقت بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے دیکھے وہ استحاضہ کا خون ہوگا اور اگر دوران حمل میں خون زیادہ دنوں تک جاری رہے تو وہ بھی استحاضہ ہی ہوگا۔ البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس خون کو جو ولادت کے وقت بچہ کی پیدائش سے قبل نظر آتا ہے نفاس کا اعتبار کرتے ہوئے حیض قرار دیا ہے کیونکہ امام موصوف کے نزدیک نفاس کا خون اور وہ خون جو ولادت سے پہلے نظر آتا ہے رحم ہی سے نکلتے ہیں۔ لیکن احناف کی تحقیق یہ ہے کہ عادتاً حمل کی وجہ سے رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے جو بچہ کے پیدا ہونے کے بعد کھلتا ہے۔ اس لیے ولادت سے پہلے جو خون نظر آئے گا۔ وہ رحم کا خون نہیں ہے بلکہ ایک رگ کے پھٹ جانے کی وجہ سے آرہا ہے، اس خون کو حیض کا خون کہنا یا نفاس کا خون کہنا مناسب نہیں اور اسی بناً پر ہمارے نزدیک یہ خون استحاضہ ہی ہے (عمدۃ الرعایۃ میں ایسا ہی مذکورہ ہے)

٥٠١/١٢ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ الْحَيْضَ عَنِ الْحُبْلٰى وَجَعَلَ الدَّمَ بِمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ حیض کے خون کو حاملہ سے روک دیتے ہیں اور اس حیض کے خون کو جو رحم میں جمع ہوتا ہے بچہ کی غذا بنا دیتے ہیں

ف: اس حدیث میں تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ کا ترجمہ تکملہ مجمع البحار سے لیا گیا ہے ١٢

٥٠٢/١٣ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ الدَّمَ عَنِ الْحُبْلٰى وَجَعَلَهٗ رِزْقًا لِلْوَلَدِ رَوَاهُمَا ابْنُ شَاهِيْنَ نَقَلَهُمَا صَاحِبُ الْجَوْهَرِ النَّقِيِّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حاملہ کے خون کو روک دیا ہے اور اسی کو بچہ کا رزق بنایا ہے۔

ف: ان دونوں حدیثوں کی روایت ابن شاہین نے کی ہے جن کو صاحب الجوہر النقی نے نقل کیا ہے

٥٠٣/١٤ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا رَأَتِ الْحُبْلَى الدَّمَ فَلَيْسَتْ بِحَائِضٍ فَلْتُصَلِّ وَلْتَصُمْ وَلْيَأْتِهَا زَوْجُهَا وَتَصْنَعُ مَا تَصْنَعُ الطَّاهِرُ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اگر حاملہ عورت خون دیکھے تو وہ حائضہ نہیں ہے تو اس کو چاہیے کہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور اس سے اس کا شوہر صحبت بھی کر سکتا ہے اور وہ ان تمام کاموں کو کر

سکتی ہے جو ایک پاک عورت کرتی ہے۔ (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے)

۷۰۴ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِیْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النِّسَآءُ یَبْعَثْنَ اِلٰی عَائِشَةَ بِالدُّرْجَةِ فِیْهَا الْكُرْسُفُ فِیْهِ الصُّفْرَةُ مِنَ الْحَیْضِ فَتَقُوْلُ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰی تَرَیْنَ الْقَصَّةَ الْبَیْضَآءَ تُرِیْدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَیْضِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّعَبْدُ الرَّزَّاقِ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ وَّرَوَی الْبُخَارِیُّ مِثْلَهٗ تَعْلِیْقًا۔
۱۵

حضرت علقمہ بن ابی علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں جو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آزاد کردہ باندی تھیں حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی ماں نے کہا کہ عورتیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں تھیلی میں حیض کی چندیاں رکھ کر بھیجا کرتی تھیں اگر حیض کے خون کا رنگ زرد ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمادیا کرتیں کہ جلدی مت کرو، تا وقتیکہ تم حیض کو سفید پانی کی طرح نہ دیکھ لو (کیونکہ حیض جب ختم ہوجاتا ہے تو آخر میں سفید پانی خارج ہوتا ہے جس سے رحم کی پاکی معلوم ہوتی ہے) یہ فرمانے سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا منشا یہ ہوتا تھا کہ حیض سے بالکل پاکی حاصل ہوجائے (اس کی روایت امام مالک نے کی ہے اور عبدالرزاق نے بھی اس کی روایت اسناد صحیح کے ساتھ کی ہے اور امام بخاری نے بھی اسی طرح تعلیقاً روایت کی ہے)

---

۷۰۵ وَعَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضُ تَقْضِی الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِی الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِیَّةٌ اَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِیَّةٍ وَّلٰكِنِّیْ اَسْاَلُ قَالَتْ كَانَ یُصِیْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَآءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَآءِ الصَّلٰوةِ۔
۱۶
(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا، کیا وجہ ہے کہ حائضہ روزے کی قضاء کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ کیا تم خارجی عورت ہو؟ میں نے جواب دیا کہ جی نہیں میں خارجی عورت نہیں ہوں بلکہ صرف دریافت کرنا چاہتی ہوں، تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم کو حیض آیا کرتا تھا تو ہم کو روزوں کی قضاء کرنے کا حکم دیا جاتا تھا لیکن نمازوں کی قضاء کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

ف: اس حدیث میں لفظ حروریۃ جو مذکور ہے وہ حروراء کی طرف منسوب ہے جو کوفہ کے نواح میں ایک قریہ ہے اور حروراء وہ قریہ ہے جہاں سے فتنہ خارجیت کا آغاز ہوا، اور خوارج ایک ایسا فرقہ ہے جنہوں نے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے خلاف بغاوت کی اور اہل سنت وجماعت کے مسلک سے ہٹ کر عقائد اور اعمال میں ایک علیحدہ راستہ اختیار کیا جو آگے چل کر ایک گمراہ فرقہ بن گیا۔

اس حدیث میں ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سائلہ عورت نے جب سوال کیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اندیشہ ہوا کہ ان کا یہ سوال بداعتقادی کی وجہ سے تو نہیں ہے اس لیے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ تمہارا تعلق حروریہ یعنی فرقہ خوارج سے تو نہیں ہے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ اس لیے بھی دریافت کیا کہ خوارج کی ایک جماعت نے حائضہ پر ایام حیض میں فوت شدہ نمازوں کی قضاء کو واجب قرار دیا تھا جو خلافِ اجماع ہے اور جب سائلہ عورت نے جواب دیا کہ میں خارجی نہیں ہوں تو پھر ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو جواب دیا تھا جو صدر میں مذکور ہے (عینی، معجم البلدان اور دائرۃ المعارف بستانی) ۱۲

۲۰۹ / ۱۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحِلُّ لِيْ مِنْ اِمْرَأَتِيْ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ لَكَ مَا فَوْقَ الْاِزَارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَحْمَدُ وَفِي النَّيْلِ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ صَدُوْقَانِ وَبَقِيَّتُهُ ثِقَاتٌ وَرَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى عَنْ عُمَرَ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ۔

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری بیوی حیض کی حالت میں ہو تو مجھے اپنی بیوی سے کیا چیز حلال ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے جائز ہے کہ ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ پر کپڑا ڈھانک کر کپڑے کے اوپر سے نفع لیں (اور بغیر کپڑا ڈھانکے ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ سے نفع لینا جائز نہیں) (اس کی روایت ابوداؤد، ابن ماجہ اور امام احمد نے کی ہے) اور نیل میں مذکور ہے کہ ابوداؤد کی روایت میں دو راوی صدوق ہیں اور ابوداؤد کے باقی راوی بھی ثقہ ہیں، نیز اس کی روایت ابویعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے اور ابویعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

ف: عورت جب حیض کی حالت میں ہو تو اس کے بدن سے استفادہ کے متعلق علامہ شامی رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے کہ عورت کی ناف اور ناف کے اوپر کے سارے بدن اور گھٹنہ اور گھٹنے کے نیچے پاؤں تک کے حصہ سے کپڑا ڈھانکے بغیر عورت کے جسم سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے بلکہ ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ سے بھی کپڑا ڈھانک کر نفع حاصل کیا جا سکتا ہے اگرچہ کرسف یعنی حیض کے کپڑے پر خون آ رہا ہو، امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کا قول یہی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قول جدید میں اسی کو اختیار کیا ہے (ردالمحتار اور مرقات)

۲۰۲ / ۱۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں خود اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

وَاحِدٍ وَّ كِلَانَا جُنُبٌ وَّ كَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَّ كَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

علیہ وسلم جنابت کی حالت میں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور حیض کی حالت میں آپ مجھ کو حکم دیا کرتے تھے کہ میں ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ پر کپڑا اوڑھا نک لوں اور آپ مجھ سے لپٹتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں (مسجد میں بیٹھ کر) میری جانب اپنے سر مبارک کو بڑھاتے (اور میں مسجد کے باہر رہتی تھی) اور حیض کی حالت میں آپ کے سر مبارک کو دھویا کرتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

۵۰۸/۱۹ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَحِلُّ لِي مِنِ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشُدُّ عَلَيْهَا إِزَارَهَا ثُمَّ شَأْنَكَ بِأَعْلَاهَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری بیوی حائضہ ہو تو ایسی حالت میں میرے لیے میری بیوی کی کیا چیز حلال ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ تمھاری بیوی اپنی ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ پر کپڑا باندھ لے اور پھر تم (ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ سے) کپڑے کے اوپر سے بغیر جماع کئے نفع حاصل کرو (اس کی روایت امام مالک اور دارمی نے مرسلاً کی ہے)

۵۰۹/۲۰ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں پانی پیا کرتی اور پھر اس کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتی تو آپ (اس پانی کے کٹورے سے) جہاں میں منھ لگا کر پانی پیتی تھی، اسی جگہ پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منھ لگا کر پانی پیتے اور اسی طرح حیض کی حالت میں گوشت والی ہڈی کے گوشت کو منھ سے چھڑا کر کھاتی اور اسی ہڈی کو خدمت اقدس میں پیش کرتی تو آپ میرے منھ لگا کر کھانے کی جگہ سے اپنا دہن مبارک لگا کر گوشت کھاتے تھے۔

۵۱۰/۲۱ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں ہوتی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری گود سے ٹیک لگاتے پھر قرآن پڑھتے (مسلم شریف)

۷۱۱/۲۲ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ إِنِّيْ حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ہاتھ بڑھا کر مسجد میں سے مجھے چٹائی دے دو، میں نے جواب دیا کہ میں حالت حیض میں ہوں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے (مسلم شریف)

۷۱۲/۲۳ وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ مِرْطٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ وَبَعْضُهُ عَلَيْهِ وَأَنَا حَائِضٌ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی چادر اوڑھ کر نماز پڑھا کرتے تھے کہ جس کا کچھ حصہ مجھ پر ہوتا تھا اور کچھ حصہ آپ پر ہوتا اور میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

۷۱۳/۲۴ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَنَامُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لِحَافٍ وَهِيَ حَائِضٌ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حیض کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی لحاف میں سوجایا کرتی تھیں۔ (سعید بن منصور نے اسے روایت کیا ہے)

۷۱۴/۲۵ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتٰى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَفِيْ رِوَايَتِهِمَا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حائضہ سے جماع کیا، یا عورت کی پچھلی راہ سے صحبت کی، یا نجومی کے پاس گیا تو اس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو چیز اتاری گئی ہے اس سے کفر کیا۔ (ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی) اور ابن ماجہ اور دارمی کی روایت میں ہے کہ جس نے نجومی کے قول کی تصدیق کی، پس بے شک وہ کافر ہوا۔

۷۱۵/۲۶ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِأَهْلِهِ وَهِيَ حَائِضٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں جماع کرے تو وہ نصف دینار خیرات کرے (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی اور ابن ماجہ)

ف: جس سے نادانستہ ایسا واقع ہوا (یعنی اس نے حالت حیض میں اپنی بیوی سے ہم بستری کی) اگر تو حیض کے آخری دنوں میں ایسا واقع ہوا (اور اسی میں حکماً وہ صورت داخل کہ خون دس دن سے کم میں منقطع ہوا اور عورت نے ابھی غسل نہ کیا۔ اور نہ کوئی نماز اس پر دین ہوئی) وہ ایک خمس دینار کفارہ دے اور اگر شباب حیض میں تھا تو دو خمس اور جس نے دانستہ ایسا کیا (یعنی جان بوجھ کر حالت حیض میں ہم بستری کی) اگر تو آخر حیض میں تھا نصف دینار دے اور اوّل میں تو ایک دینار۔ ہاں ایک کی طاقت نہ ہو تو نصف ہی دے۔ یہ سب حکم استحبابی ہے۔ واجب نہیں مگر استغفار۔ فتاوی رضویہ جلد ۲

۱۶/۲۷ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ دَمًا اَحْمَرَ فَدِيْنَارٌ وَّإِذَا كَانَ دَمًا اَصْفَرَ فَنِصْفُ دِيْنَارٍ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر (ایسی حالت میں جماع کرے کہ) حیض کا خون سرخ ہو تو ایک دینار (یعنی ساڑھے چار ماشہ سونا) خیرات کرے اور اگر خون کا رنگ زرد ہو تو نصف دینار خیرات کرے (ترمذی)

وَقَالَ اَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ سِوَى الْاِسْتِغْفَارِ وَهُوَ قَوْلُ اَصْحَابِنَا اَيْضًا ثُمَّ اِنَّ الَّذِيْنَ ذَهَبُوْا اِلٰى عَدَمِ وُجُوْبِ الصَّدَقَةِ اَجَابُوْا اِنَّ قَوْلَهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَصَدَّقُ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْاِسْتِحْبَابِ اِنْ شَاءَ تَصَدَّقَ وَاِلَّا لَا قَالَهُ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ فِيْ عُمْدَةِ الْقَارِيْ وَكَذَا فِي الْعَلَمْگِيْرِيَّةِ وَقَالَ فِيْ بَذْلِ الْمَجْهُوْدِ اِخْتَلَفُوْا فِيْ وُجُوْبِ الْكَفَّارَةِ فِيْ اِتْيَانِ الْحَائِضِ فَقَالَ مَالِكٌ وَّاَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيُّ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ شَيْءٌ بَلْ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَّتَصَدَّقَ اِنْ وَّطِئَ فِيْ اَوَّلِ الْحَيْضِ بِدِيْنَارٍ وَّفِيْ اٰخِرِهٖ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ وَّيَسْتَغْفِرُ اللهَ تَعَالٰى۔

اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ حیض کی حالت میں جماع کرنے والے پر استغفار کے سوا کوئی چیز واجب نہیں ہے اور ہمارے اصحاب کا یہی قول ہے، واضح رہے کہ جو علماء اس بات کے قائل ہیں کہ حالت حیض میں جماع کر لینے سے خیرات واجب نہیں ہوتی، انھوں نے یہ جواب دیا کہ حائضہ سے جماع کرنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد میں خیرات کرنے کا جو ذکر ہے وہ استحباب پر محمول ہے چاہے تو خیرات کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو عمدۃ القاری میں بیان کیا ہے اور اسی طرح عالمگیریہ میں مذکور ہے البتہ بذل المجہود میں لکھا ہے کہ علماء نے حائضہ سے جماع کر لینے سے کفارہ واجب ہونے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ امام مالک، امام ابوحنیفہ، اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے کہا ہے کہ ایسے شخص پر کچھ بھی واجب نہیں ہے بلکہ خیرات دینا مستحب ہے، اگر

ابتدائی حیض میں جماع کر لیا ہو تو ایک دینار خیرات کرے اور اگر آخری حیض میں جماع کیا ہو تو نصف دینار خیرات کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے۔

بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ

باب مستحاضہ کے بیان میں

ف: مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کے رحم سے خون بغیر ایام حیض اور نفاس کے جاری رہتا ہے، عورت کے رحم میں ایک رگ ہوتی ہے جس کو عاذِل کہتے ہیں اور اس رگ کے پھٹ جانے کی وجہ سے خون جاری رہتا ہے تو عورت کو جب اس قسم کا خون جاری ہو تو وہ نماز، روزہ اور تمام عبادتیں بدستور پڑھا کریں اور اس حالت میں صحبت بھی ممنوع نہیں (مرقات) ۱۲

۴۱۷/۱ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ إِنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِتَنْظُرْ عَدَدَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَإِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ وَقَالَ النَّوَوِيُّ إِسْنَادُ أَبِي دَاوُدَ عَلَى شَرْطِهِمَا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت کو مدت حیض سے زائد خون آیا کرتا تھا تو اس عورت کے لیے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ان کو جو یہ خون جاری ہوا ہے اس سے پہلے کے مہینے میں جتنی راتیں اور دنوں تک ہر ماہ عادتاً حیض آیا کرتا تھا۔ ان کو وہ شمار کر لے اور مہینے کے اتنے ہی دن پر ایام حیض میں شمار ہونے کی وجہ سے نماز ترک کیا کرے اور جب اتنے دن گذار دے تو غسل کرے پھر کپڑے سے لنگوٹ باندھ لے اور نماز پڑھا کرے (اس کی روایت امام مالک، امام شافعی، امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی اور دارمی نے کی ہے اور نسائی نے اسی کے ہم معنی روایت کی ہے اور امام نووی نے کہا ہے کہ ابوداؤد کی اسناد مسلم اور بخاری کی شرط کے موافق ہیں)

۴۱۸/۲ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَحَاضَةِ اَنْ تَغْتَسِلَ اِلَّا غُسْلًا وَّاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ بَعْدَ ذٰلِكَ لِلصَّلٰوةِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ عَنْ مَالِكٍ فِي الْمُوَطَّأِ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ نَحْوَهُ مَرْفُوْعًا وَكَذَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالطَّحَاوِيُّ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَائِشَةَ مَوْقُوْفًا۔

وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ مستحاضہ پر خون جاری رہنے کی وجہ سے صرف ایک ہی غسل کے سوا بار بار غسل کرنا واجب نہیں ہے پھر وہ اس کے بعد ہر نماز کے لیے وضو کرتی جائے (اس کی روایت امام محمد نے امام مالک سے موطا میں کی ہے اور طبرانی نے اسی طرح حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی روایت مرفوعًا کی ہے اور اسی طرح عبدالرزاق، امام طحاوی اور سعید بن منصور نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے موقوفًا روایت کی ہے)

۱۹/۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ قَالَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَيَّامَهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَّاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحاضہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی عورت جس کے استحاضہ سے پہلے حیض کے معینہ دن تھے وہ استحاضہ کی حالت میں ان معینہ دنوں میں نماز چھوڑ دے اور اس کے بعد ایک دفعہ غسل کرلے پھر ہر نماز کے وقت وضو کرتی رہے (اس کی روایت ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسناد صحیح کے ساتھ کی ہے)

۲۰/۴ وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ اَبِيْ حُبَيْشٍ تَوَضَّئِيْ لِوَقْتِ كُلِّ صَلٰوةٍ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَرَوَى مُحَمَّدٌ مِّثْلَهُ فِي الْاَصْلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ وَالتِّرْمِذِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُسْتَحَاضَةِ ثُمَّ تَوَضَّئِيْ لِكُلِّ صَلٰوةٍ حَتّٰى تُجِيْئِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (جب کہ وہ مستحاضہ تھیں) فرمایا کہ ہر نماز کے وقت وضو کرلیا کرو (اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اور اسی طرح امام محمد نے اصل میں روایت کی ہے اور بخاری اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مستحاضہ کو فرمایا کہ پھر تم ہر نماز کے لیے وضو کرلیا کرو، یہاں تک کہ (دوسری نماز) کا وقت آجائے (یعنی جب دوسری نماز کا وقت آجائے تو پھر تازہ وضو کرلیا جائے اگرچہ کہ پہلے وضو کو توڑنے والی کوئی بات صادر نہ ہوئی ہو)

ف : اس حدیث میں (ثُمَّ تَوَضَّئِیْ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ) جو مذکور ہے اس کے معنی محاورۂ عرب کے لحاظ سے (لِوَقْتِ کُلِّ صَلَاۃٍ) یعنی ہر نماز کے وقت وضو کیا کرو کے ہوں گے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ (اٰتِیْکَ لِصَلَاۃِ الظُّھْرِ اَیْ وَقْتِھَا) یعنی میں تمہارے پاس نماز ظہر کے وقت آؤں گا، اس محاورہ سے معلوم ہوا کہ لام بمعنی وقت کے ہے جس پر امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کی روایت کردہ حدیث دلیل ہے جس میں (لِوَقْتِ کُلِّ صَلَاۃٍ) بھی وارد ہے جس سے وقت کی طرف اشارہ ہوتا ہے، چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی مذہب ہے (فتح القدیر) - ۱۲

۷۲۱ / ۵ وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ اَنَّ اُمَّ حَبِیْبَۃَ بِنْتَ جَحْشٍ کَانَتْ تُھَرَاقُ الدَّمَ وَاِنَّھَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَھَا اَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَتُصَلِّیْ رَوَاہُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ نَحْوَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّابْنِ مَاجَۃَ ثُمَّ اغْتَسِلِیْ وَتَوَضَّئِیْ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ وَّفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ عَائِشَۃَ نَحْوَہٗ۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خون جاری رہتا تھا تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے حکم دیا کہ وہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کریں اور نماز پڑھیں (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے) اسی طرح طحاوی نے بھی روایت کی ہے اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ پھر تم غسل کرو اور ہر نماز کے لیے وضو کرتی جاؤ اور مسلم کی ایک روایت میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی طرح مروی ہے۔

---

۷۲۲ / ۶ وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ اُمَّ حَبِیْبَۃَ کَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَتَمْکُثُ السِّنِیْنَ وَاِنَّھَا کَانَتْ تَدْخُلُ الْمِرْکَنَ حَتّٰی یَعْلُوَا الدَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَتْ بِالْحَیْضَۃِ اِنَّمَا ھُوَ عِرْقٌ وَّکَانَتْ تَغْتَسِلُ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ رَوَاہُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّرَوَی الطَّحَاوِیُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَہٗ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مستحاضہ ہوگئیں اور استحاضہ کی حالت میں سالہا سال رہیں اور وہ ٹب میں بیٹھ جایا کرتیں یہاں تک کہ استحاضہ کے خون کا رنگ پانی پر غالب آجاتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حیض نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک خاص رگ کا خون ہے، چنانچہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے اور امام طحاوی اور عبد الرزاق نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

وَقَالَ فُقَھَاءُنَا یُسْتَفَادُ مِنْ ھٰذِہِ الْاَحَادِیْثِ اَنَّ الْمُعْتَادَۃَ تَرُدُّ لِعَادَتِھَا وَتَغْتَسِلُ غُسْلًا وَّاحِدًا اِذَا مَضَتْ اَیَّامُ اَقْرَائِھَا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ لِوَقْتِ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَّ

ہمارے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ حدیثوں کے پیش نظر یہ صراحت کی ہے کہ جس عورت کو استحاضہ کا خون ہمیشہ جاری رہتا ہو جس کی وجہ سے اس کے لیے حیض اور استحاضہ میں فرق کرنا دشوار ہو چکا ہے تو ایسی صورت میں اس

تُصَلِّيْ إِلَى الْوَقْتِ الْآخَرِ وَإِنْ سَالَ دَمُهَا وَأَمَّا الْمُعْتَادَةُ الَّتِيْ اِسْتَمَرَّ دَمُهَا وَ اشْتَبَهَ عَلَيْهَا كُلٌّ مِّنْ عَدَدِ أَيَّامِ الْحَيْضِ وَ الْمَكَانِ فَتَتَحَرّٰى وَمَضَتْ عَلٰى مَا اسْتَقَرَّ رَأْيُهَا عَلَيْهِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا رَأْيٌ أَيْ لَا يُحْكَمُ بِشَيْءٍ مِّنَ الْحَيْضِ وَ الطُّهْرِ عَلَى التَّعْيِيْنِ بَلْ تَأْخُذُ بِالْأَحْوَطِ فَتَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ فَإِنِ اشْتَبَهَ عَلَيْهَا الْبَعْضُ فَإِنْ تَرَدَّدَتْ بَيْنَ الطُّهْرِ وَبَيْنَ دُخُوْلِ الْحَيْضِ صَلَّتْ بِالْوُضُوْءِ لِوَقْتِ كُلِّ صَلٰوةٍ وَإِنْ تَرَدَّدَتْ بَيْنَ الطُّهْرِ وَبَيْنَ الْخُرُوْجِ مِنَ الْحَيْضِ اِغْتَسَلَتْ لِوَقْتِ كُلِّ صَلٰوةٍ۔

عورت کے ایام حیض کے بارے میں اگر ایک معینہ عادت ہے تو وہ ایسی عادت کی طرف پلٹائی جائے گی یعنی ایام عادت تو حیض میں شمار ہوں گے اور ایام عادت سے جتنے دن زائد خون جاری رہے گا وہ استحاضہ ہوں گے تو ایسی عورت کے جب ایام حیض ختم ہو جائیں تو وہ ختم حیض پر صرف ایک دفعہ غسل کر لے اور بعد ازاں ہر نماز کے وقت وضو کرتی جائے گی اور دوسری نماز کے وقت تک اسی وضو سے جو نماز چاہے پڑھ لے اگرچہ کہ خون بہہ رہا ہو، اور وہ عادت والی عورت کہ جس کو استحاضہ کا خون ہمیشہ جاری رہتا ہو لیکن اس پر ایام حیض کی تعداد اور ایام حیض کی تاریخیں مشتبہ ہو چکی ہوں تو وہ تحری کر لے کہ اس کا ظن غالب حیض کے دنوں کے متعلق کیا ہے تو جتنے دن اس کے خیال میں حیض کے ثابت ہوں اتنے دنوں کو حیض سمجھے اور باقی کو استحاضہ اور اگر ایسی عورت کا خیال کسی بات پر نہیں جمتا ہو تو حیض یا طہر میں سے کسی کا تصفیہ معین طور پر نہیں کیا جائے گا بلکہ ایسی عورت احتیاط پر عمل کرے اور احتیاط یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کرے اور بعض حالات میں مستحاضہ کو شبہ ہو جائے کہ جو دن گذر رہے ہیں وہ طہر کے تھے اور اب حیض شروع ہو رہا ہے تو ایسی حالت میں ہر نماز کے وقت وضو کر کے نماز ادا کیا کرے اور اگر مستحاضہ کو اس بارے میں شبہ ہو کہ جو دن گذر رہے ہیں وہ حیض کے تھے اور اب طہر شروع ہو رہا ہے تو ایسی صورت میں ہر نماز کے وقت غسل کر کے نماز ادا کی جائے۔ ۱۲۔

ف: مستحاضہ کے اقسام اور احکام کو وضاحت کے پیش نظر حسب تفصیل ذیل نمبروار مرتب کیا گیا ہے۔

(۱) معینہ عادت والی مستحاضہ: ایسی مستحاضہ پر حکم یہ ہے کہ اس کے ایام عادت حیض میں شمار ہوں گے اور جو ایام اس کی عادت سے زائد ہوں ان کا شمار استحاضہ میں ہوگا اس لیے یہ ایام حیض کے ختم پر ایک دفعہ غسل کرے اور اس کے بعد ہر نماز کے وقت وضو کرے اور اس کا وضو دوسری نماز کے وقت تک باقی رہے گا اور یہ اپنے اس وضو سے جملہ عبادات ختم وقت تک ادا کر سکے گی۔

(۲) ایسی مستحاضہ جس کا خون جاری ہو اور اس پر ایام حیض کی تعداد اور ایام حیض کی مقررہ تاریخ مشتبہ ہو جائے

تو ایسی مستحاضہ پر حکم یہ ہے کہ تحری (ظن غالب) یعنی ایام حیض کی تعداد اور تاریخ کے بارے میں اپنے گمان غالب پر عمل کرے۔

(۳) ایسی مستحاضہ جس کا خون جاری ہو اور اس کا خیال کسی بات پر جتبانہ ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ آخوذ پر عمل کرے اور احوط یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کر لیا کرے۔

(۴) ایسی مستحاضہ جس پر بعض حالات میں حیض اور طہر مشتبہ ہو جائیں اور اس کو تردد ہو کہ موجودہ ایام طہر کے ہیں یا حیض شروع ہو گیا ہے تو ایسی صورت میں ہر نماز کے وقت وضو کر کے نماز ادا کرے

(۵) اگر مستحاضہ کو یہ تردد ہے کہ وہ حالت استحاضہ یعنی طہر میں ہے یا حیض سے فارغ ہو چکی ہے تو اس صورت میں وہ ہر نماز کے وقت غسل کر کے نماز ادا کرے، اس لیے کہ حیض سے فارغ ہونے کے بعد غسل ضروری ہے اور چونکہ حیض سے فارغ ہونے کا یقین نہیں بلکہ اس میں تردد ہے، اس لیے اس پر ہر نماز کے وقت غسل کرنا ضروری ہے۔

۴۲۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْمُسْتَحَاضَةُ لَا بَأْسَ اَنْ يُّجَامِعَهَا زَوْجُهَا۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَبِيْ دَاؤُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّهَا كَانَتْ مُسْتَحَاضَةً وَّكَانَ زَوْجُهَا يُجَامِعُهَا وَسَكَتَ اَبُوْ دَاؤُدَ عَنْهُ وَقَالَ النَّوَوِيُّ اِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مستحاضہ سے اگر اس کا شوہر جماع کرے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اور بیہقی کی روایت جو حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور وہ حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مستحاضہ تھیں اور ان کے شوہر ان سے مجامعت کرتے تھے اور ابوداؤد نے اس حدیث کے اسناد کے متعلق سکوت اختیار کیا ہے جو صحت حدیث کی دلیل ہے اور امام نووی نے بھی وضاحت کی ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔

کِتَابُ الصَّلٰوۃِ
یہ کتاب نماز کے بیان میں ہے

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ :
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔

(۱) اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ۔
ترجمہ :" اور نماز قائم رکھو"۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۴۳) (ترجمہ کنز الایمان)

وَقَوْلُہٗ :
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

(۲) وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ۔
ترجمہ :" اور نماز قائم فرماؤ بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے "۔ (سورۃ عنکبوت آیت ۴۵) (کنز الایمان)

ف : یعنی ممنوعات شرعیہ سے ۔ لہٰذا جو شخص نماز کا پابند ہوتا ہے اور اس کو اچھی طرح ادا کرتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک نہ ایک دن وہ ان برائیوں کو ترک کر دیتا ہے جس میں مبتلا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا تھا۔ حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی گئی فرمایا اس کی نماز کسی روز اس کو ان باتوں سے روک دے گی چنانچہ بہت ہی قریب زمانہ میں اس نے توبہ کی اور اس کا حال بہتر ہو گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس کی نماز اس کو بے حیائی اور ممنوعات سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں ۔ (خزائن العرفان ترجمہ کنز الایمان)

وَقَوْلُہٗ :
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔

(۳) وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا ۔
ترجمہ :" اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ "۔ (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳۲) (ترجمہ کنز الایمان)

ف : نمازی کامل وہ شخص نہیں جو صرف خود نماز پڑھے بلکہ وہ ہے جو خود بھی نمازی ہو اور اپنے سارے گھر والوں کو بھی نمازی بنا دے ۔ اس آیت کریمہ میں حکم صلاۃ کے متعلق ارشاد ہے ۔ حکم کی مختلف نوعیتیں ہیں چھوٹے بچوں اور بیوی کو مار پیٹ کر نماز پڑھائے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے بھائی برادر اور بڑوں کو زبانی حکم دے کر نماز پڑھائے ۔ (نور العرفان ترجمہ کنز الایمان)

(۴) وَقَوْلُہٗ :
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ ۔
ترجمہ :" تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں "۔ سورۃ مائدہ آیۃ ۵۵ (ترجمہ کنز الایمان)

ف : اس آیت میں ان کا بیان فرمایا جن کے ساتھ موالات واجب ہے۔ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری قوم قریظہ اور نضیر نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ وہ ہمارے ساتھ مجالست (ہمنشینی) نہ کریں گے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم راضی ہیں اللہ کے رب ہونے پر۔ اس کے رسول کے نبی ہونے پر مؤمنین کے دوست ہونے پر۔ آیت کا حکم تمام مؤمنین کے لیے عام ہے سب ایک دوسرے کے دوست و محب ہیں۔ (خزائن العرفان)

(۵) وَقَوْلُهٗ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ أُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۔

ترجمہ: "اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ ہیں جن کا باغوں (بہشت) میں اعزاز ہوگا" (کنز الایمان)

(سورۃ معارج آیت ۳۴،۳۵)

ف : یعنی نماز کے ارکان فرائض، واجبات، سنتوں اور مستحبات کو کامل طور پر ادا کرتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

(۶) وَقَوْلُهٗ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَإِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ أَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۔

ترجمہ: " اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر (نہیں) جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھرنا (کنز الایمان)

(سورۃ البقرۃ پ۱ آیت ۴۵،۴۶)

ف : اس آیت کریمہ میں مومنین کو بشارت ہے کہ انہیں قیامت کے دن دیدار الٰہی کی نعمت نصیب ہوگی۔ (حاشیہ خزائن العرفان)

(۷) وَقَوْلُهٗ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۔

ترجمہ: " اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو بھی" (کنز الایمان) سورۃ ابراہیم آیت ۴۰

ف : کیونکہ بعض اولاد کے بارے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باعلام الٰہی معلوم تھا کہ کافر ہوں گے۔ اس لیے بعض ذریت کے واسطے نمازوں کی پابندی و محافظت کی دعا کی۔ (حاشیہ خزائن العرفان)

(۸) وَقَوْلُهٗ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۔

ترجمہ: " تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے (کنز الایمان) سورۃ مریم آیت ۵۹

ف : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ غی جہنم کی ایک وادی ہے جس کی گرمی سے جہنم کی وادی بھی پناہ مانگتی ہے یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو زنا کے عادی ہیں اور اس پر مصر ہوں اور جو شراب کے عادی ہوں اور جو سود خوار سود کے خوگر ہوں اور جو والدین کی نافرمانی کرنے والے ہوں اور جو جھوٹی گواہی دینے والے ہوں۔
(تفسیر خزائن العرفان مع ترجمہ کنز الایمان)

(۹) وَقَوْلُهٗ ،
اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ :" بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ (تعالیٰ) کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوں (مومنین کے ساتھ) تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)
(سورۃ نساء پ۵ آیت ۱۴۲)

ف : حقیقت میں رب تعالیٰ کو دھوکا دینا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ منافقین صحابہ کرام اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے گمان میں دھوکہ دیتے تھے۔ ان کو دھوکہ دینا دراصل رب تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش ہے۔ اس آیت میں منافقین کی نمازوں کا راز بیان کیا گیا ہے کہ وہ دکھاوے کے لیے نمازیں پڑھتے تھے نماز میں انتہائی سستی کرتے تھے۔ اس سستی کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مسجد میں حاضر نہ ہونا بغیر کسی وجہ کے نماز باجماعت ادا نہ کرنا۔ جان بوجھ کر تاخیر سے مسجد میں پہنچنا کہ جماعت کھڑی ہو جائے۔ سر پر ٹوپی یا عمامہ باندھنے کی سستی کرنا۔ نماز میں توجہ نہ کرنا اور مختلف حرکات کرنا وغیرہ وغیرہ (نور العرفان ترجمہ کنز الایمان)

۲۴۷ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَلِمَ اَنَّ الصَّلٰوةَ حَقٌّ وَّاجِبٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے یقین کر لیا کہ نماز (اللہ تعالیٰ کا ہم پر) حق ہے، اور فرض ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے، اور حاکم نے بھی مستدرک میں اس کی روایت کی ہے)

۲۴۸ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الشَّيْطَانُ ذَعِرًا مِّنَ الْمُؤْمِنِ مَا حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَاِذَا ضَيَّعَهُنَّ تَجَرَّأَ عَلَيْهِ وَاَوْقَعَهٗ فِي الْعِظَامِ وَطَمِعَ فِيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَّاَبُوْ بَكْرٍ مُّحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْبُخَارِيُّ فِيْ اَمَالِيْهِ وَالرَّافِعِيُّ ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن سے شیطان اس وقت تک ڈرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ پنجگانہ نمازوں کی پابندی کرتا رہتا ہے، اور جب مومن نماز کو ضائع کرتا ہے تو شیطان اس پر جری ہو جاتا ہے اور اس کو کبیرہ گناہوں میں ڈال دیتا ہے اور اس پر (قابو پانے کی) حرص کرتا ہے (اس کی روایت ابو نعیم نے کی ہے اور ابو بکر محمد بن الحسین بخاری

نے اپنی امالی میں اور رافعی نے بھی اس کی روایت کی ہے)

۷۲۶/۳ وَعَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ الْعَبْدُ فِيْ صَلَاتِهٖ ذُرَّ الْبِرُّ عَلٰى رَأْسِهٖ حَتّٰى يَرْكَعَ فَإِذَا رَكَعَ عَلَتْهُ رَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يَسْجُدَ وَالسَّاجِدُ يَسْجُدُ عَلٰى قَدَمَيِ اللّٰهِ فَلْيَسْأَلْ وَلْيَرْغَبْ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ مُرْسَلًا۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ نماز میں کھڑا ہو جاتا ہے تو رکوع میں جانے تک اس کے سر پر رحمت نازل ہوتی رہتی ہے، اور جب رکوع میں چلا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سجدہ میں جانے تک اس کو گھیر لیتی ہے، اور سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ (اس وقت دل میں) اللہ تعالیٰ سے مانگے اور بہت رغبت سے مانگے، (کیونکہ یہ مقبولیت کا وقت ہے) (اس کی روایت سعید بن منصور نے مرسلاً کی ہے)

ف: حدیث مرسل اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند کے آخیر سے راوی کو ساقط کر دیا جائے۔ مثلاً تابعی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرے اور صحابی کو سلسلہ سند سے چھوڑ دے۔

۷۲۷/۴ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُصَلِّيْ لَيَقْرَعُ بَابَ الْمَلِكِ وَإِنَّهٗ مَنْ يُّدِمْ قَرْعَ الْبَابِ يُوْشِكُ أَنْ يُّفْتَحَ لَهٗ۔ (رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والا یقیناً شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور جو دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہے تو توقع ہے کہ بہت جلد اس کے لیے دروازہ کھول دیا جائے (اس کی روایت دیلمی نے کی ہے)

۷۲۸/۵ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوْا زَكٰوةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيْعُوْا إِذَا أَمَرَكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی پانچوں نمازوں کو ادا کرتے رہو، اور اپنے مہینے (رمضان کے) روزے رکھا کرو، اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیا کرو، اور جب تم کو تمہارا امیر کوئی حکم دے (اور وہ حکم خلاف شرع نہ ہو) تو اس کے حکم کی اطاعت کیا کرو تو تم (اس کے صلہ میں) اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے (اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے)

۷۲۹/۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا تذکرہ اس طرح فرمایا کہ جو شخص نماز کی پابندی

وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

کیا کرتا ہے تو قیامت کے دن نماز اس کے لیے نور ایمان کی زیادتی اور کمال ایمان کی دلیل اور مغفرت کا سبب ہوگی، اور جو شخص نماز کی پابندی نہیں کرتا تو اس کے نور ایمان میں نہ تو زیادتی ہوگی اور نہ اس کے کمال ایمان کی کوئی دلیل ہوگی اور نہ اس کی بخشش کا کوئی ذریعہ ہوگا، اور بے نمازی قیامت کے دن قارون فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ رہے گا۔ (اور عذاب میں مبتلا ہوگا) (اس کی روایت امام احمد اور دارمی نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے)

۳۰/۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ نُوْرٌ فِيْ قَلْبِهٖ فَمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ فَلْيُنَوِّرْ قَلْبَهٗ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز سے نمازی کے دل میں نور پیدا ہوجاتا ہے تو تمھارے اختیار میں ہے کہ نماز کی پابندی سے اپنے دل میں نور پیدا کریں (اس کی روایت دیلمی نے کی ہے)

۳۱/۸ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَلَكًا يُّنَادِيْ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ يَا بَنِيْ اٰدَمَ قُوْمُوْا اِلٰى نِيْرَانِكُمُ الَّتِيْ اَوْقَدْتُمُوْهَا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاَطْفِئُوْهَا بِالصَّلٰوةِ رَوَاهُ الضِّيَاءُ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک فرشتہ (مقرر) ہے جو ہر نماز کے وقت یہ آواز دیتا ہے کہ اے اولاد آدم! اٹھو تم نے اپنے اوپر (اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے) جو آگ سلگائی ہے اس کو نماز پڑھ کر بجھا دو (اس کی روایت ضیاء نے کی ہے اور طبرانی نے بھی کبیر میں اس کی روایت کی ہے)

۳۲/۹ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُصَلِّيْ ثَلَاثُ خِصَالٍ يَتَنَاثَرُ الْبِرُّ مِنْ عِنَانِ السَّمَآءِ اِلٰى مَفْرِقِ رَاْسِهٖ وَتَحُفُّ بِهِ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ لَّدُنْ قَدَمَيْهِ اِلٰى عِنَانِ السَّمَآءِ وَيُنَادِيْهِ مُنَادٍ لَوْ يَعْلَمُ الْمُصَلِّيْ مَنْ يُّنَاجِيْ مَا انْفَتَلَ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ فِي الصَّلٰوةِ مُرْسَلًا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازی کو تین باتیں حاصل ہوتی ہیں (ایک) یہ کہ آسمان سے لے کر اس کے سر تک رحمت الٰہی نازل ہوتی رہتی ہے (دوسرا) ملائکہ اس کو اس کے دونوں قدموں سے لے کر آسمان تک گھیرے ہوئے رہتے ہیں (اور تیسرے) یہ کہ ندا کرنے والا ندا کرتا رہتا ہے کہ اگر نمازی جان لیتا کہ وہ کس سے راز و نیاز کر رہا ہے تو وہ نماز سے نہ پلٹتا (اس کی روایت محمد بن نصر نے اپنی کتاب

الصلوٰۃ میں مرسلاً کی ہے)

٧٣٣ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِهِ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ ثُمَّ يَقُولُ انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ نَافِلَةٍ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ نَافِلَةٌ أَتَمَّ بِهَا الْفَرِيضَةَ ثُمَّ الْفَرَائِضُ كَذٰلِكَ لِعَائِدَةِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ وَهُوَ حَسَنٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً پہلی چیز جس کا حساب بندہ سے لیا جائے گا وہ نماز ہے پس اگر نماز درست ہوگی تو بندہ کے جملہ اعمال درست ہوں گے اور اگر نماز درست نہ ہوئی تو دوسرے تمام اعمال بھی درست نہیں ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ دیکھو کیا میرے بندے کے اعمال میں نفل (عبادتیں) ہیں؟ اگر نفل (عبادتیں) ہوں گی تو ان کے ذریعہ سے فرض کی تکمیل کردی جائے گی۔ کیونکہ نفل فرض کی تکمیل کے لیے ہیں اور اصل تو فرائض ہی ہیں (اس لیے معلوم ہونا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ فرائض کے ذریعہ سے (بندوں پر) نعمت کی تکمیل اور اپنی رحمت نازل کرنا چاہتے ہیں (اس کی روایت ابن عساکر نے کی ہے)

---

٧٣٤ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَتِ الْكَبَائِرُ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز پنج گانہ، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ، اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک یہ تینوں چیزیں ان گناہوں کو جو ان کے درمیان ہوئے ہوں مٹانے والے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہ صادر نہ ہوئے (مسلم شریف)

ف: اس حدیث اور اس کے بعد والی حدیثوں میں نماز اور دیگر عبادات کی وجہ سے گناہوں کے مٹا دیئے جانے کا جو ذکر ہے اس سے صغیرہ گناہ مراد ہیں نہ کہ کبیرہ، کیونکہ گناہ کبیرہ کی معافی کے لیے باتفاق اہل سنت وجماعت توبہ ضروری ہے (ماخوذ از مرقات)

٧٣٥ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالُوا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بتلاؤ کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کیا کرتا ہے کیا اس کے جسم پر کچھ بھی میل باقی رہے گا؟ سب نے عرض کیا کہ اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی نہ رہے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی مثال نماز پنجگانہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پانچ نمازوں

کے ذریعہ سے خطاؤں کو مٹا دیتے ہیں (بخاری ومسلم)

٣٦٧/١٣ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلِيْ هٰذَا قَالَ لِجَمِيْعِ أُمَّتِيْ كُلِّهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِيْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے کسی اجنبی عورت کا بوسہ لیا اور پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (اے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز کی پابندی کیجیے دن کے دونوں کناروں اور رات کے قریبی ساعتوں میں یقیناً نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں (اس آیت کے الفاظ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ سے پانچوں نمازوں کی طرف اس طرح اشارہ ہو رہا ہے کہ طَرَفَیِ النَّهَارِ دن کے دونوں طرف ہیں، طرف اول سے نماز فجر اور طرف آخر سے نماز ظہر اور عصر اور زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ رات کے قریبی ساعتوں سے نماز مغرب اور عشاء مراد ہے) اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا یہ میرے ہی لیے ہے؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ میری تمام امت کے لیے ہے اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ میری امت میں جو بھی اس آیت پر عمل کر کے برائیوں کے بعد (برائیوں پر نادم ہو کر) نیکیاں کرے گا اس کے لیے بھی یہی ہے۔

(بخاری ومسلم)

ف: اس صحابی کا نام ابو الیسر ہے۔ کھجوروں کی دکان کیا کرتے تھے ایک عورت خریدنے کے لیے آئی، ان کا دل اس عورت کی طرف مائل ہو گیا۔ کہنے لگے کہ اچھی کھجوریں گھر میں ہیں۔ اسی بہانے عورت کو گھر کے اندر لے جا کر بوسہ لے لیا۔ وہ بولی خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ چونکہ صحابی رسول تھے اپنے کئے پر سخت نادم ہوئے۔ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے حالانکہ ان کا یہ گناہ صغیرہ ہی تھا مگر پھر بھی شفیع المذنبین کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر اقرار جرم کر کے بخشش مانگ رہے ہیں۔ چونکہ صحابہ کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ گناہ ہو جانے کے بعد بارگاہ محبوب کریم میں حاضر ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی رب تعالیٰ نے اسی کا حکم دیا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ اب ہم گنا ہگاروں کے لیے بھی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کریم ہی جائے پناہ ہے۔ گناہ ہو جانے کے بعد سرکار دو جہاں کی بارگاہ عالیہ میں پریشان وپشیمان توبہ استغفار کرتے ہوئے حاضر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتا ہے یہ نہ سوچنا چاہیے کہ اب تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام ظاہراً ہم میں موجود نہیں ہیں پھر آپ کی شفقت

اور رحمت کیسے ہم پر پہنچے گی تو صحابہ کرام نے اس مسئلہ کو پہلے ہی حل فرمایا دیا تھا کہ آپ ہمارے درود و سلام کا جواب اس دنیا سے ظاہراً چلے جانے کے بعد بھی عطا فرمائیں گے فرمایا ہاں تو آقا کریم اب ہمارے صلوٰۃ و سلام کا جواب بھی دیتے ہیں اور سنتے بھی ہیں۔ اگر ہم ان سے گناہ کی معافی کے لیے درخواست کریں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرکار دو جہاں ضرور دعا فرمائیں گے۔ جس کے لیے حضور دعا فرما دیں تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کی دعا کو رد نہیں فرماتا (مرآۃ)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اجنبی عورتوں کے ساتھ گفتگو کرنا اور وہ بھی تنہائی میں یہ بہت خطرناک ہے مرد و عورت دونوں کے لیے۔ اس لیے کہ جہاں دو غیر محرم اکٹھے ہوں گے وہاں تیسرا شیطان بھی ان میں ضرور ہوگا۔ از روئے قرآن غیر محرم مردوں کو عورتوں کی طرف اور عورتوں کو مردوں کی طرف دیکھنے کا بھی حکم نہیں ہے۔ چہ جائے کہ آپس میں مل لگی اور باتیں کرتے پھریں۔

۳۷/۱۴ وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ عَالَجْتُ امْرَأَةً فِيْ أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَإِنِّيْ أَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُوْنَ أَنْ أَمَسَّهَا فَأَنَا هٰذَا فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللّٰهُ لَوْ سَتَرْتَ عَلٰى نَفْسِكَ قَالَ وَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ شَيْئًا وَقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَأَتْبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَدَعَاهُ وَتَلَا عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا لَهٗ خَاصَّةً فَقَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک عورت سے مدینہ منورہ کی آخری آبادی میں لپٹ گیا تھا اور اس سے جماع تو نہیں کیا لیکن بوس و کنار وغیرہ کر لیا، اور اب میں حاضر ہوں تو حضور مجھ پر جو سزا چاہیں جاری فرمائیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری پردہ پوشی کی ہے، کاش کہ تم بھی اپنی پردہ پوشی کر لیتے! ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہیں دیا۔ وہ شخص اٹھا اور جانے لگا

تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے پیچھے ایک آدمی کو روانہ کر کے اس شخص کو بلوایا اور یہ آیت اس کو پڑھ کر سنائی وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے۔" (ترجمہ کنز الایمان) یہ سن کر مجمع میں سے ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ حکم کیا خاص اسی شخص کے لیے ہے؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ تمام لوگوں

کے لیے عام حکم ہے (مسلم شریف)

۴۳۸/۱۵ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَیَّ قَالَ وَلَمْ يَسْاَلْهُ عَنْهُ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِیَّ كِتَابَ اللّٰهِ قَالَ اَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ اَوْ حَدَّكَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جس پر حد جاری فرمائیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص سے اس کے فعل کے متعلق دریافت نہیں فرمایا (کہ تم نے کیا کیا ہے؟) اسی اثنا میں نماز کا وقت آگیا تو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز باجماعت ادا کی اور جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو وہی شخص اٹھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے ایسا گناہ کیا ہے جس پر حد جاری ہوتی ہے اس لیے آپ مجھ پر کتاب اللہ کا حکم جاری فرمائیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز باجماعت ادا نہیں کی ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں! حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھارے گناہ کو معاف کر دیا ہے، یا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھاری حد کو بخش دیا ہے (بخاری و مسلم)

ف: یعنی میں نے ایسا گناہ کیا ہے جو شرعی سزا کا موجب ہے۔ "حد" سزائے معین کو کہتے ہیں جس طرح کہ زانی کی سزا سو کوڑے یا سنگساری ہے اور چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے "تعزیر" اس سزا کو کہتے ہیں جو شرعاً معین نہ ہو۔ قاضی اپنی رائے سے جو سزا تعزیر کی مقرر کر دے اسی کو تعزیر کہیں گے۔ ہاں یہ بات ہے کہ سزائے تعزیر سزائے حد سے تجاوز نہ کرے۔ اس صحابی رسول نے کوئی معمولی سا گناہ کیا تھا مگر سمجھے کہ حد شرعی والا گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ اس لیے اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو حد کے لیے پیش کر دیا۔ صحابہ کے دلوں میں یہ بات بھی ہوا کرتی تھی کہ آخرت کی سزا دنیا کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ اگر دنیا میں ہی کسی جرم کی سزا بندے کو مل جائے تو پھر آخرت میں اس جرم کی سزا نہ ہو گی۔ صحابہ اس وجہ سے اپنے آپ کو سزا کے لیے پیش کر دیا کرتے تھے۔

شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ شاید کبیرہ گناہ کا معاف ہو جانا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی وجہ سے ہو اور یہ آپ کی خصوصیت ہو کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تو نے ہمارے پیچھے نماز ادا کر لی ہے عرض کی جی ہاں فرمایا تیرا

گناہ معاف ہوگیا۔ لہٰذا یہ آپ کی خصوصیت ہو سکتی ہے کہ کبیرہ گناہ آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے کی برکت سے مٹ جائے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بندوں کے گناہ نمازیں پڑھنے کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں اس لیے نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے ان الصلٰوۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر۔ بے شک نماز برائی اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔ تو نماز پڑھنے سے بندہ بُرے کاموں سے بچتا ہے۔

ف: اس حدیث میں سائل سے جس گناہ کے سرزد ہونے کا ذکر ہے انھوں نے اس کو اپنے خیال میں گناہ کبیرہ سمجھا اور اسی خیال میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس گناہ کی پاداش میں حد جاری کر دی جائے لیکن حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بذریعہ وحی معلوم فرما لیا کہ وہ گناہ ایسا نہیں ہے کہ جس پر حد جاری کی جائے اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا کہ وہ گناہ نماز باجماعت ادا کرنے کی وجہ سے معاف ہوگیا ہے۔ اس لیے اب حد جاری کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی (لمعات)

۳۹/۱۶ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَآءِ وَالْوَرَقُ یَتَھَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ یَتَھَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَھَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَھَافَتُ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرما کے موسم میں جب پتے (درخت سے) گر رہے تھے باہر نکلے، آپ نے ایک درخت کی دو شاخوں کو پکڑ لیا، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں شاخ سے پتے گرنے لگے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اے ابوذر کہہ کر پکارا میں نے جواباً لبیک یا رسول اللہ کہا! حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان بندہ جب نماز اس مقصد سے پڑھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو جائے تو اس کے گناہ اسی طرح گر جاتے ہیں جس طرح پتے اس درخت سے گرتے جا رہے ہیں (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

۴۰/۱۷ وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّیْ وَخَطَایَاہُ مَرْفُوْعَۃٌ عَلٰی رَاْسِہٖ فَکُلَّمَا سَجَدَ تَحَاتَتْ فَیَفْرُغُ عَنْہُ حِیْنَ یَفْرُغُ مِنْ صَلَاتِہٖ وَقَدْ تَحَاتَتْ خَطَایَاہُ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مسلمان نماز پڑھتا ہے اور اس کے گناہ گرنے چلے جاتے ہیں، اور جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ اس کے تمام گناہ اس سے گر چکے ہوتے ہیں (اور وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے) (اس کی روایت طبرانی نے کبیر میں کی ہے اور بیہقی نے بھی

شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے)

۴۱/۱۸ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَتَمَّ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ دَخَلَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَاَتَمَّ صَلَاتَهٗ خَرَجَ مِنْ صَلَاتِهٖ كَمَا يَخْرُجُ مِنْ بَطْنِ اُمِّهٖ مِنَ الذُّنُوْبِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے اور (سنتوں کی ادائیگی کے ساتھ) کامل وضو کرتا ہے، پھر نماز شروع کرتا ہے اور (سنتوں اور مستحبات کے ساتھ) کامل نماز ادا کرتا ہے تو نماز سے فراغت کے بعد وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح انسان اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت گناہوں سے پاک تھا (اس کی روایت ابن عساکر نے کی ہے)

۴۲/۱۹ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى سَجْدَتَيْنِ لَا يَسْهُوْ فِيْهِمَا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دو رکعت نماز حضور قلب کے ساتھ ادا کی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہوں کو بخش دیتے ہیں (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

۴۳/۲۰ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَرَوٰى مَالِكٌ وَّالنَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے، جس نے ان نمازوں کے وضو (سنتوں اور مستحبات کے ساتھ) اچھی طرح ادا کیا، اور ان نمازوں کو ان کے مستحب اوقات میں ادا کیا، اور ان نمازوں کے رکوع اور سجود کو خشوع کے ساتھ سنت طریقہ سے ادا کیا تو ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت فرمائے اور جس نے ایسا نہیں کیا۔ اگر چاہے تو اس کی مغفرت فرمادے اور چاہے تو اس کو عذاب دے (اسکی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے، اور امام مالک اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۴۴/۲۱ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا قُلْتُ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اعمال میں کونسا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب

ثُمَّ اَیٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهٗ لَزَادَنِیْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

سے زیادہ پسندیدہ ہے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز اس کے مستحب وقت پر (ادا کرنا افضل اعمال ہے) میں نے پھر عرض کیا کہ اس کے بعد کونسا عمل (افضل اعمال سے ہے؟) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا میں نے پھر عرض کیا کہ اس کے بعد کون سا عمل ہے) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے راستہ میں جہاد کرنا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو بیان فرمایا، اگر میں اسی طرح اور سوال کرتا جاتا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح جواب دیتے جاتے (بخاری و مسلم)

۵۴۵/۲۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ لَقِیَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز ترک کر دی تو وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوں گے (اس کی روایت طبرانی نے کبیر میں کی ہے)

۵۴۶/۲۳ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَاِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُکْ صَلٰوۃً مَکْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَکَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میرے خلیل حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اگرچہ تمھارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور تمھیں جلا دیا جائے اور فرض نماز کو جان بوجھ کر ہرگز ترک مت کرو پس جو شخص عمداً نماز کو ترک کر دیتا ہے تو ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ کی وہ ذمہ داری (جو مسلمانوں کے ساتھ ہے اس بے نمازی سے) اٹھ جاتی ہے (اور وہ کفر سے قریب ہو جاتا ہے) اور شراب مت پیو، کیونکہ بلاشبہ شراب (اور ہر نشہ لانے والی چیز) برائی کی کنجی ہے

۵۴۷/۲۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ارشاد فرمایا کہ بندے کو کفر سے ملا دینے والی چیز ترک صلوٰۃ ہے (یعنی جب بندہ نماز چھوڑ دیتا ہے تو وہ کفر سے قریب ہو جاتا ہے) (مسلم شریف)

۴۴۸/۲۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْإِيْمَانِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کو کمزور کر کے کفر سے قریب کرنے والی چیز ترک صلوٰۃ ہے (یعنی جب بندہ نماز چھوڑ دیتا ہے تو اس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے ۔ (ترمذی شریف)

ف : ان احادیث میں تارک نماز کے لیے کتنی سخت وعیدیں ہیں حتیٰ کہ اس کے کفر کا خطرہ ہے نماز افضل ترین عبادات میں سے ہے جب کہ صحیح طور پر اوقات مستحبہ میں تعدیل ارکان (یعنی کامل قیام، قرأت، رکوع، سجود، قومہ جلسہ وغیرہ) کے ساتھ اور کامل واحسن وضو کے ساتھ ادا کی جائے تو بندے کی نجات، گناہوں سے معافی اور دخول جنت کا سبب بنتی ہے ۔ اور جو نماز اچھی طرح ادا نہ کی جائے وہ بندے کے منہ پر ہی ماری جاتی ہے ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تارک صلوٰۃ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے ۔ ترک نماز سے کافر نہیں ہوتا کیوں کہ نماز چھوڑنے سے ایمان کمزور ہوتا ہے ۔ ایمان ختم نہیں ہوتا ۔ تارک صلوٰۃ جب تک سچی توبہ نہیں کرے گا اس کا گناہ معاف نہیں ہوگا ۔ لہٰذا گناہوں کی معافی کے لیے نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے کیونکہ پانچ وقت کی نماز ہی بندہ مومن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے ۔ جو چیز فرض ہو اس کے ترک پر گناہ کبیرہ ہوتا ہے ۔

۴۴۹/۲۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ اِلَّا تَرْكُ الصَّلٰوةِ فَاِنْ تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ ۔
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ کو مشرک بنانے والی کوئی چیز ترک صلوٰۃ سے بڑھ کر نہیں ہے، بندہ جب نماز چھوڑ دیتا ہے تو وہ مشرک کہلانے کے لائق بن جاتا ہے (ابن ماجہ)

ف : حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ حدیث نمبر ۴۴۳/۲۰، اس بات پر دلیل ہے کہ تارک صلوٰۃ اس لیے کافر نہیں قرار دیا جا سکتا کہ وہ منکر صلوٰۃ نہیں ۔ اس حدیث میں تارک صلوٰۃ کی وعید پر ارشاد ہے ان شاء غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ (اللہ تعالیٰ چاہیں تو اس کی مغفرت فرما دیں اور چاہیں تو اس کو عذاب دیں) ان الفاظ سے بخوبی ظاہر ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہیں تو تارک صلوٰۃ کی مغفرت فرما دیں گے، اگر تارک صلوٰۃ کافر ہوتا تو کسی حال میں بھی اس کی مغفرت نہیں ہو سکتی تھی اس لیے بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ تارک صلوٰۃ کافر نہیں ہوتا بلکہ کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے، اسی بناء پر اس باب میں اس مضمون کی جو حدیثیں موجود ہیں اور ان میں فَقَدْ كَفَرَ، اور فَقَدْ اَشْرَكَ کے الفاظ ہیں، ان کا ترجمہ کفر سے قریب پہنچ جانے اور شرک سے قریب پہنچ جانے سے کیا گیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ مذہب حنفی میں تارک صلوٰۃ کو قتل نہیں کیا جاتا بلکہ اس کو زد و کوب کر کے قید

میں رکھا جاتا ہے تاکہ وہ توبہ کرکے نماز کا عادی بن جائے۔ (اشعۃ اللمعات)

۷۵۰/۲۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جِهَارًا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے عمداً نماز چھوڑ دی تو وہ علانیہ کافروں جیسے فعل کا مرتکب ہوا (اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے)

۷۵۱/۲۸ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ عہد و پیمان جو ہمارے اور منافقوں کے درمیان ہے وہ نماز ہی کی وجہ سے باقی رہتا ہے، تو جس نے نماز ترک کر دی اس کا کفر ظاہر ہو گیا اور وہ عہد و پیمان باقی نہ رہا (اس کی روایت امام احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

ف: واضح ہو کہ منافقین نماز پڑھنے، جماعت میں حاضر ہونے اور اسلام کے ظاہری احکام کی تابعداری کرنے کی وجہ سے مسلمانوں سے مشابہت رکھتے ہیں، اسی لیے منافقین کو امن دیا جاتا ہے کہ ان کو قتل نہیں کیا جاتا اور ان پر احکام اسلام جاری ہوتے ہیں تو جس نے نماز جیسی عمدہ ترین عبادت چھوڑ دی تو اس کا کفر و نفاق ظاہر ہو گیا اور وہ جن رعایتوں کا مستحق تھا اس کا یہ استحقاق باقی نہ رہا۔ ۱۲

۷۵۲/۲۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کسی گناہ کو بجز صلوٰۃ کے کفر سے قریب نہیں سمجھتے تھے۔ (ترمذی شریف)

ف: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۱۶۸ میں تارک صلوٰۃ کے بارے میں تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے ہیں کہ تارک صلوٰۃ کا کفر و اسلام قدیم سے ہمارے آئمہ کرام میں مختلف فیہ رہا ہے صدر اول یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں ترک نماز بمعنی کف (رکنا نماز سے) ہی کہ حقیقتاً فعل من الافعال ہے اسی قبیل (کفر) سے گنا جاتا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرًا غَيْرَ الصَّلٰوةِ"

ترجمہ: اصحاب مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے سوا کسی عمل کے ترک کو کفر نہ جانتے تھے۔

"رواہ الترمذی والحاکم وقال صحیح علی شرطهما وروی الترمذی عن عبد اللہ بن شقیق العقیلی مثلہ۔"

ولہذا بہت سارے صحابہ و تابعین تارک صلوٰۃ کو کافر کہتے تھے۔ سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی مرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: "مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ" جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔ رواہ ابن ابی شیبۃ والبخاری فی التاریخ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

"مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَقَدْ كَفَرَ"۔ جس نے نماز چھوڑی وہ بے شک کافر ہو گیا۔ رواہ محمد بن نصر المروزی وابوعمر بن عبدالبر۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَلَا دِيْنَ لَهٗ" جس نے نماز ترک کی وہ بے دین ہے۔ رواہ المروزی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے "مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ" بے نماز کافر ہے۔ رواہ ابوعمر

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا صَلٰوةَ لَهٗ" بے نمازی کے لیے ایمان نہیں۔ رواہ ابن عبدالبر

ایضاً امام اسحٰق فرماتے ہیں: "صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ تَارِكَ الصَّلٰوةِ كَافِرٌ وَكَذٰلِكَ كَانَ رَأْيُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ لَّدُنِ النَّبِيِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّ تَارِكَ الصَّلٰوةِ عَمْدًا مِّنْ غَيْرِ عُذْرٍ حَتّٰى يَذْهَبَ وَقْتُهَا كَافِرٌ"۔

ترجمہ: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بصحت ثابت ہوا کہ حضور انور نے تارک الصلوٰۃ کو کافر فرمایا اور زمانہ اقدس سے علماء کی یہی رائے ہے کہ جو شخص عمداً و قصداً بے عذر نماز ترک کرے یہاں تک کہ وقت نکل جائے وہ کافر ہے۔

اسی طرح امام ابوایوب سختیانی سے مروی ہوا کہ "تَرْكُ الصَّلٰوةِ كُفْرٌ لَا يُخْتَلَفُ فِيْهِ" ترک نماز بغیر اختلاف کفر ہے

ابن حزم کہتا ہے: "قَدْ جَاءَ عَنْ عُمَرَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَغَيْرِهِمْ مِّنَ الصَّحَابَةِ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اَنَّ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَرْضًا وَّاحِدًا مُّتَعَمِّدًا حَتّٰى يَخْرُجَ وَقْتُهَا فَهُوَ كَافِرٌ مُّرْتَدٌّ وَلَا يُعْلَمُ لِهٰؤُلَاءِ مُخَالِفٌ"۔

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف احد العشرۃ المبشرۃ، حضرت معاذ بن جبل امام العلماء، حضرت ابوہریرہ حافظ الصحابۃ وغیرہم اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم اجمعین سے وارد ہوا کہ جو شخص ایک نماز فرض قصداً چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے وہ کافر مرتد ہے۔

ابن حزم کہتا ہے کہ اس حکم میں صحابہ کا خلاف کسی صحابی سے معلوم نہیں۔ انتہی

امام اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ امام احمد رضا القادری البریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آگے چل کر پھر فرماتے ہیں کہ بالجملہ اس قول (تارک صلوٰۃ کے کفر) کو مذاہب اہلسنت سے کسی طرح خارج نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ ایک جم غفیر قدمائے

اہلسنت صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب ہے اور بلا شبہ وہ اس وقت وحالت کے لحاظ سے ایک بڑا قوی مذہب تھا۔ صدر اول کے بعد جب اسلام میں ضعف آیا اور بعض عوام کے قلب میں سستی وکسل نے جگہ پائی۔ نمازمیں کامل چستی و مستعدی نہ رہی کہ صدر اول میں مطلقاً ہر مسلمان کا شعار دائم تھی۔ اب بعض لوگوں سے چھوٹے چلی۔ وہ امارت مطلقہ و علامت فارقہ ہونے کی حالت نہ رہی لہٰذا جمہور آئمہ نے اسی اصل اجماعی مؤید بدلائل قاہرہ آیات متکاثرہ واحادیث متواترہ پر عمل واجب جانا کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں۔ یہی مذہب آئمہ حنفیہ، آئمہ شافعیہ، آئمہ مالکیہ اور ایک جماعت آئمہ حنبلیہ وغیرہم جماہیر علمائے دین وآئمہ معتمدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے کہ اگرچہ تارک نماز کو سخت فاجر جانتے ہیں مگر دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہتے۔

یہی ایک روایت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے اس کی رو سے یہ مذہب مذہب حضرات ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مجمع علیہ ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اس طرف بحمداللہ نصوص شرعیہ سے وہ دلائل ہیں جن میں اصلاً تاویل کو گنجائش نہیں بلکہ بخلاف دلائل مذہب اول کہ اپنے نظائرہ کثیرہ کی طرح استحلال واستحقات وجحود وکفران وفعل مثل فعل کفار وغیرھا تاویلات کو اچھی طرح جگہ دے رہے ہیں۔ یعنی فرضیت نماز کا انکار کرے یا اسے ہلکا اور بے قدر جانے یا اس کا ترک حلال سمجھے تو کافر ہے یا یہ کہ ترک نماز سخت کفران نعمت وناشکری ہے

حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ" پانچ نمازیں خدا نے بندوں پر فرض کیں۔

اِلٰی قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ جو انہیں نہ پڑھے اس کے لیے خدا تعالیٰ کے پاس کوئی عہد نہیں اگر چاہے تو عذاب فرمائے اور چاہے تو جنت میں داخل کرے۔ رواہ الامام مالک وابوداؤد والنسائی وابن حبان فی صحیحہ۔ یہ حدیث بے نمازی کے اسلام پر نص قاطع ہے۔ اگر معاذ اللہ وہ کافر ہوتا تو اس کہنے کا کوئی موقع نہ تھا۔

دوسری حدیث میں ہے حضور اکرم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے:

اَلدَّوَاوِيْنُ ثَلٰثَةٌ فَدِيْوَانٌ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا وَّدِيْوَانٌ لَا يَعْبَؤُ اللّٰهُ بِهٖ شَيْئًا وَّدِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا فَاَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِيْ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا فَالْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَاَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِيْ لَا يَعْبَؤُ اللّٰهُ بِهٖ شَيْئًا فَظُلْمُ الْعَبْدِ نَفْسَهٗ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ رَبِّهٖ مِنْ صَوْمِ يَوْمٍ تَرَكَهٗ اَوْ صَلَاةٍ تَرَكَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغْفِرُ ذٰلِكَ اِنْ شَاءَ وَيَتَجَاوَزَ وَاَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِيْ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا فَمَظَالِمُ الْعِبَادِ بَيْنَهُمُ الْقِصَاصُ لَا مَحَالَةَ۔"

ترجمہ: دفتر تین ہیں۔ ایک دفتر (کتاب حساب یعنی اعمال نامہ) میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا اور ایک دفتر جس کی اللہ تبارک وتعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں اور ایک دفتر میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کچھ نہ چھوڑے وہ دفتر جس میں سے

اللہ تبارک وتعالیٰ کچھ نہ بخشے گا وہ دفتر کفر ہے۔ اور وہ جس کی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں وہ بندے کا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔ اپنے اور اپنے رب تعالیٰ کے معاملے ہیں۔ مثلاً کسی دن کا روزہ ترک کیا۔ یا کوئی نماز چھوڑ دی کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے معاف فرما دے گا اور درگزر فرمائے گا۔ اور وہ دفتر جس میں کچھ نہ چھوڑے گا وہ حقوق العباد ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ضرور بدلہ ہونا ہے۔ رواہ الامام احمد والحاکم عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

بالجملہ وہ فاسق ہے اور سخت فاسق، مگر کافر نہیں، وہ شرعاً سخت سزاؤں کا مستحق ہے۔ ائمہ ثلثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں اسے قتل کیا جائے۔ ہمارے ائمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک وہ فاسق فاجر اور مرتکب (گناہ) کبیرہ ہے۔ اسے ہمیشہ کے لیے قید میں رکھیں یہاں تک کہ توبہ کرے یا قید میں ہی مر جائے اگر (ترک نماز سے توبہ نہیں کرتا) امام محبوبی وغیرہ مشائخ حنفیہ فرماتے ہیں اتنا ماریں کہ خون بہا دیں اس کے بعد قید کریں۔ یہ تعزیرات یہاں جاری نہیں۔ لہٰذا اس کے ساتھ کھانا پینا، میل جول اور سلام کلام وغیرہ معاملات ہی ترک کریں کہ یوں ہی زجر ہو۔ اسی طرح بنظر زجر ترک عیادت (بیمار پرسی) میں مضائقہ نہیں۔ رہی نماز جنازہ کی بات تو وہ ہر مسلمان جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہے اس کی پڑھی جائے گی) کیونکہ ترک نماز سے بندہ کافر نہیں ہو جاتا بلکہ بکبیرہ گناہ ہے۔ گناہ کبیرہ کے بارے میں سرکار ابد قرار سرور کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے "شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ" میری شفاعت امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لیے ہے۔

۵۳۷ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَآءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم کیا کرو، اور جب وہ دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو (نماز کی پابندی نہ کرنے پر) پابند مار کر نماز کے پابند بناؤ اور ان کے سونے کی جگہ الگ الگ کر دو (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

ف: اس حدیث میں بچوں کے درمیان بستروں کے جدا کرنے کا جو ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جب بچے دس برس کی عمر کو پہنچ جائیں تو بھائی بہن کے بستر الگ الگ کر دیئے جائیں (اشعۃ اللمعات اور مرقات)

بَابُ الْمَوَاقِيْتِ
باب، اوقاتِ نماز کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔"
(کنز الایمان) (سورۃ نسآء پ۵ آیت ۱۰۳)

وَقَوْلُهٗ:
وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں۔"
(کنز الایمان) (سورۃ ہود پ۱۲ آیت ۱۱۴)

ف: اس آیت کریمہ میں طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ سے پانچوں نمازیں مراد ہیں۔ دن کے دو کناروں سے صبح اور شام کی دو نمازیں مراد ہیں زوال سے قبل کا وقت صبح میں اور بعد کا وقت شام میں داخل ہے صبح کی نماز فجر اور شام کی نمازیں ظہر اور عصر ہیں اور رات کے حصوں کی نمازیں مغرب و عشاء ہیں۔
(حاشیہ خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ:
اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک اور صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔" (کنز الایمان) (سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵ آیت ۷۸)

ف: اس آیت کریمہ میں لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ (سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک) ظہر سے عشاء تک کی چار نمازیں آگئیں وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ میں فجر کی نماز مراد ہے۔ نماز فجر کو قرآن اسی لیے فرمایا گیا کہ قرأت نماز کا ایک رکن ہے اور جزء سے کل تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں نماز کو رکوع اور سجود سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرأت نماز کا رکن ہے۔ نماز فجر میں رات کے فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں اور دن کے فرشتے بھی آجاتے ہیں۔ (حاشیہ خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ:
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو اور دن کے کناروں پر اس امید پر کہ تم راضی ہو۔ (یعنی اس کے فضل و عطا اور انعام و اکرام سے) (کنز الایمان)

(سورۃ طٰہٰ ۲۰ پ۱۶ آیت ۱۳۰)

ف: قبل طلوع الشمس سے مراد فجر کی نماز ہے وقبل غروبہا سے مراد ظہر وعصر کی نمازیں ہیں جو دن کے نصف اخیر میں زوال وغروب کے درمیان واقع ہیں۔ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ (رات کی گھڑیوں میں) سے مراد نماز مغرب وعشاء ہیں اور اطراف نہار میں فجر اور مغرب کی نمازوں کی تاکید کی گئی ہے۔ بعض مفسرین قبل غروب سے نماز عصر اور اطراف نہار سے ظہر کی نماز مراد لیتے ہیں ان کی توجیہ یہ ہے کہ نماز ظہر زوال کے بعد ہے اور اس وقت دن کے نصف اول اور نصف آخر کے اطراف ملتے ہیں یعنی نصف اول کی انتہا ہے اور نصف آخر کی ابتدا۔

(حاشیہ خزائن العرفان)

وَقَوْلُہٗ:

فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْہِرُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: تو اللہ (تعالیٰ) کی پاکی بولو جب شام کرو اور جب صبح ہو اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں اور کچھ دن رہے اور جب تمہیں دوپہر ہو۔ (کنزالایمان)

(سورۃ روم ۳۰ پ۲۱، آیت ۱۷، ۱۸)

ف: پاکی بولنے سے یا تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح وثنا مراد ہے اور اس کی احادیث میں بہت فضیلتیں وارد ہیں یا اس سے مراد نماز ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ کیا پنجگانہ نمازوں کا بیان قرآن پاک میں ہے؟ فرمایا ہاں اور یہ آیتیں تلاوت فرمائیں۔ اور فرمایا کہ ان میں پانچوں نمازیں اور ان کے اوقات مذکور ہیں۔

نماز کے لیے یہ پنجگانہ اوقات مقرر فرمائے گئے اس لیے کہ افضل وہ ہے جو مدام (ہمیشہ) ہو اور انسان یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے تمام اوقات نماز میں صرف کرے کیونکہ اس کے ساتھ کھانے پینے اور دوسری حوائج وضروریات ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بندہ پر عبادت میں تخفیف فرمائی اور دن کے اول واوسط (درمیانے) وآخر میں اور رات کے اول وآخر میں نمازیں مقرر کیں تاکہ ان اوقات میں مشغول رہنا نماز کے لیے دائمی عبادت کے حکم میں ہو۔

(حاشیہ خزائن العرفان)

۷۵۴ عَنْ ھَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ رَجُلٌ مِّنْھُمْ اِنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَہٗ عَنْ مَّوَاقِیْتِ الصَّلٰوۃِ فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّشْھَدَ الصَّلٰوۃَ مَعَہٗ فَصَلَّی الصُّبْحَ فَعَجَّلَ ثُمَّ صَلَّی الظُّھْرَ فَعَجَّلَ ثُمَّ صَلَّی الْعَصْرَ فَعَجَّلَ ثُمَّ صَلَّی الصَّلَوَاتِ کُلَّھَا مِنَ الْغَدِ فَاَخَّرَ ثُمَّ قَالَ لِلرَّجُلِ مَا بَیْنَ صَلَاتَیَّ فِیْ ھٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ

حضرت ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہوئے سُنا کہ ان کو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک صحابی نے حدیث بیان کی کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اوقات نماز کے متعلق سوال کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو حکم دیا کہ وہ آپ کے ساتھ نمازوں میں شریک رہے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز صبح ادا فرمائی

...وَقْتٌ كُلُّهُ ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

اور اول وقت میں ادا فرمائی، پھر نماز ظہر ادا فرمائی، پھر نماز عصر ادا فرمائی اور اوّل وقت میں ادا فرمائی، پھر نماز مغرب ادا فرمائی اور اول وقت میں ادا فرمائی پھر نماز عشاء ادا فرمائی اور اول وقت میں ادا فرمائی، پھر دوسرے دن پانچوں نمازیں ادا فرمائیں اور ہر نماز اس کے آخر وقت میں ادا فرمائی، پھر دوسرے دن پانچوں نمازیں ادا فرمائیں اور ہر نماز اس کے آخر وقت میں ادا فرمائی۔ بعد ازاں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص سے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں دنوں کی میری نمازوں کو تم نے دیکھا ہے (اور تم کو ان دونوں دنوں کی ہر نماز کا اوّل وقت اور آخر وقت معلوم ہو گیا) تو ان دونوں دنوں کی ہر نماز کے اوّل وقت اور آخر وقت کے درمیان کا پورا وقت ہے (امام طحاوی)

۷۵۵ وَعَنْ اَبِيْ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الظُّهْرِ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُرْسَلًا ۔

حضرت ابو جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سلیمان بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز ظہر کا وقت آفتاب کے ڈھلنے سے شروع ہو جاتا ہے (اس کی روایت عبد الرزاق نے مرسلاً کی ہے)

۷۵۶ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلصَّلٰوةِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّاِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الظُّهْرِ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَاٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَحْمَدُ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ہر نماز کے لیے ایک اوّل وقت ہے اور نماز ظہر کا ابتدائی وقت یہ ہے کہ جب آفتاب ڈھل جائے اور نماز ظہر کا آخری وقت وہ ہے کہ جب وقت عصر آجائے۔ (ترمذی و امام احمد)

ف: زوال سورج ڈھلنے کو کہتے ہیں۔ یہ وقت وہ ہے کہ نماز کی ممانعت کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور نماز ظہر یا نوافل کے جواز کا وقت آتا ہے۔ كَمَا صَرَّحَ بِهٖ فِي الْبَحْرِ عَنِ الْحِلْيَةِ تو وقت ممانعت کو زوال کا وقت کہنا صریح مسامحت ہے اور غایت تاویل مجاز مجاورت ہے۔ بلکہ (جسے ہم اپنے عرف میں زوال کا وقت کہتے ہیں اور اس میں نماز نہیں پڑھتے) اسے وقت استواء کہنا چاہیے۔ یعنی نصف النہار کا وقت (دن کا نصف حصہ) اب علماء کو اختلاف ہے کہ اس سے نہار عرفی کا نصف حقیقی مراد ہے یا نہار شرعی کا نصف حقیقی مراد ہے۔ نہار عرفی یہ ہے کہ طلوع کنارہ شمس سے غروب کل قرص شمس تک ہے اس کا نصف، نصف النہار عرفی کہلاتا ہے۔ نصف النہار شرعی سے مراد یہ ہے کہ طلوع فجر صادق سے غروب کل آفتاب تک ہے۔ تو اس کا نصف

نصف النہار، شرعی اور ضحوۂ کبریٰ کہلاتا ہے۔ اور نصف النہار شرعی ہمیشہ نصف النہار عرفی سے پہلے ہوگا۔ اور اسی ضحوۂ کبریٰ اور نصف النہار شرعی سے پہلے اگر کوئی روزے کی نیت کرے اور اس نے کھایا پیا بھی نہ ہو تو ایسی نیت جائز ہے۔ اور نصف النہار شرعی اور ضحوۂ کبریٰ کے وقت نماز پڑھنا اور نیت روزہ ممنوع ہے۔
(فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۱۸۶)

ف : ظہر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے کہ سایۂ اصلی کے علاوہ سایہ جو اس دن ٹھیک دوپہر کو شروع ہوا ہو دو مثل ہو جائے۔ اور عصر کا وقت غروب آفتاب تک یعنی جس وقت سورج کی کوئی کرن بالائے افق پر نہ رہے یہ تو عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ (یعنی اگر کوئی ایک کرن بھی سورج کی افق آسمان پر موجود رہے گی عصر کی نماز کا وقت رہے گا۔ وقت مستحب یہ ہے کہ آفتاب کے قرص (ٹکیہ) پر نظر اچھی طرح نہ جمے۔ جس وقت بغیر کسی عارضہ کے بخار یا گرد وغبار وغیرہ کے نگاہ قرص آفتاب پر جمنے لگے تو وقت کراہت شروع ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ وقت فقیر کے تجربہ کے مطابق اس وقت آتا ہے جب سورج ڈوبنے میں بیس منٹ رہ جاتے ہیں۔ مغرب کا وقت سپیدی ڈوبنے تک رہتا ہے۔ یعنی چوڑی سپیدی کہ جنوباً شمالاً پھیلی ہوتی ہے اور سرخی کے غائب ہو جانے کے بعد دیر تک باقی رہتی ہے جب وہ سپیدی نہ رہے تو مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور وقت عشاء شروع ہو جاتا ہے۔ مغرب کے انتہائی وقت کے لیے دراز سپیدی کا کوئی اعتبار نہیں وہ دراز سپیدی صبح کاذب کی طرح شرقاً غرباً ہوتی ہے۔ فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۲۰۳

۵۴۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَّوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَاَلَهٗ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَا اُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ رَوَاهُ مَالِكٌ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَهٗ مَوْقُوْفًا وَرَوٰى عَنْهُ مَرْفُوْعًا فِي التَّمْهِيْدِ۔

حضرت عبد اللہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں ان سے روایت ہے انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وقت نماز کے متعلق دریافت کیا تھا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تم کو ظہر اور عصر کی نمازوں کا وقت بتلاتا ہوں نماز ظہر اس وقت پڑھو جب کہ تمہارا سایہ (سایہ اصلی کو چھوڑ کر) تمہارے ایک مثل ہو جائے اور نماز عصر اس وقت ادا کرو جب کہ تمہارا سایہ (سایۂ اصلی کو چھوڑ کر) تمہارے دو مثل ہو جائے (اس کی روایت امام مالک نے اسناد صحیح کے ساتھ کی ہے اور عبد الرزاق نے بھی اسی طرح موقوفاً کی ہے، اور تمہید میں بھی عبد اللہ بن رافع سے ہی مرفوعاً اسی طرح مروی ہے۔

فَثَبَتَ بِظَاهِرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ اَدَآءَ الظُّهْرِ حِيْنَ صَارَ الظِّلُّ مِثْلًا يَجُوْزُ وَيَبْقٰى وَقْتُ الظُّهْرِ بَعْدَ الْمِثْلِ اَيْضًا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ مَرْفُوْعًا فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ اِحْتَجُّوْا لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَمَرَ فِيْهِ بِاِبْرَادِ الظُّهْرِ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ وَلَا يَحْصُلُ ذٰلِكَ الْاِبْرَادُ اِلَّا اِذَا بَلَغَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَيْهِ۔

ف : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے الفاظ " صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ " نماز ظہر اس وقت پڑھو جب کہ تمہارا سایہ (سایۂ اصلی کو چھوڑ کر) تمہارے ایک مثل ہو جائے۔ حدیث کے ان الفاظ سے

یہ ثابت ہو رہا ہے کہ نماز ظہر کا شروع کرنا اس وقت بھی جائز ہے جب کہ کسی چیز کا سایہ اس کے سایۂ اصلی کو چھوڑ کر اس چیز کے ایک مثل کو پہنچ جائے اور یہ ایک واضح بات ہے کہ جب نماز ایک مثل پر شروع کی جائے گی تو باقی نماز ایک مثل کے بعد ہی ادا ہوگی، اگر ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی نہیں رہتا ہے تو پھر یہ نماز جو ایک مثل کے بعد ادا ہو رہی ہے اس کا شمار ادا میں ہوگا یا قضا میں؟ حدیث شریف سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ ایک مثل کے بعد بھی ادا ہونے والی نماز کا شمار ادا میں ہوگا تو اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی رہتا ہے اور یہی حنفی مذہب ہے۔

ف ۲: بخاری شریف کی ایک روایت میں مرفوعاً مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی شخص سے فرمایا " اَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ " (نماز ظہر) ٹھنڈی کر کے پڑھو یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو جائے (اور جب سایہ ٹیلوں کے برابر ہو جاتا ہے تو دو مثل ہو جاتا ہے، اور نماز ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے) بخاری شریف کے ان مذکورہ الفاظ " اَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ " سے دو چیزیں ثابت ہو رہی ہیں ایک تو یہ چیز کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور یہ لفظ " اَبْرِدْ " (نماز ظہر) ٹھنڈی کر کے پڑھو سے حاصل ہوا کیوں کہ ٹھنڈک ایک مثل کے بعد ہی شروع ہوتی ہے اور حدیث کے باقی الفاظ " حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ " (یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو جائے) ان الفاظ کے برابر ہونے تک باقی رہتا ہے اور یہ حالت اس وقت ہوتی ہے جب کہ سایہ دو مثل کو پہنچ جائے تو اس سے ثابت ہوا کہ نماز ظہر کا وقت دو مثل پر ختم ہو جاتا ہے اور یہی حنفی مذہب ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ فائدہ ۱ میں نماز ظہر کے وقت کے بارے میں جو وضاحت کی گئی ہے؟ وہ از راہ تحقیق ہے اس لیے مناسب یہ ہے کہ شیخ الاسلام نے سراج میں جو لکھا ہے اسی پر عمل ہو اور وہ یہ ہے کہ گو ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد بھی باقی رہتا ہے لیکن احتیاط اس میں ہے کہ نماز ظہر کو ایک مثل سے پہلے ختم کر دیں اور نماز عصر اس وقت تک نہ پڑھی جائے جب تک کہ دو مثل نہ ہو جائیں۔ اس سے دونوں نمازیں بالاجماع اپنے اپنے وقت پر ادا ہوں گی۔ یہ ردالمحتار میں مذکور ہے۔

۷۵۸ / ۵ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ بِسَنَدٍ لَا بَاْسَ بِهٖ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ (سایۂ اصلی کو چھوڑ کر) دو مثل کو پہنچ گیا تھا۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے ایسی سند کے ساتھ کی ہے جو قابل قبول ہے)

۷۵۹ / ۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِيْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری چھوٹی عمریں تم سے پیشتر امتوں کی عمروں کے مقابلہ میں اتنی ہیں جتنا وقت عصر

الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ إِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ أَلَا فَأَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ أَلَا لَكُمُ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَّأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللهُ تَعَالٰى فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ اللهُ تَعَالٰى فَإِنَّهٗ فَضْلِيْ أُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

سے لے کر غروب آفتاب تک ہوا کرتا ہے، اور نصاریٰ اور یہود و نصاریٰ کی مثال (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) ایسی ہے کہ ایک شخص نے چند کام کرنے والوں کو کام میں اجرت پر لگایا اور یہ کہا کہ کون میرا کام صبح سے دوپہر تک ایک ایک قیراط اجرت پر کرے گا؟ تو یہود صبح سے دوپہر تک ایک ایک قیراط اجرت پر کام انجام دیتے رہے، پھر اس شخص نے کہا دوپہر سے لے کر نماز عصر تک ایک ایک قیراط اجرت پر کون میرا کام کرے گا؟ تو نصاریٰ دوپہر سے لے کر نماز عصر تک ایک ایک قیراط کی اجرت پر کام کرتے رہے پھر اس شخص نے کہا کہ کون میرا کام نماز عصر سے لے کر آفتاب کے ڈوبنے تک دو دو قیراط کی اجرت پر انجام دے گا؟ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا) خوب سن لو کہ تم ہی وہ لوگ ہو جو نماز عصر سے غروب آفتاب تک عمل کرتے ہو! پھر سن لو کہ تم ہی دوہرے اجر کے مستحق ہو! یہود و نصاریٰ اس پر ناراض ہوگئے اور کہنے لگے کہ ہم تو زیادہ عمل کریں اور اجرت کم پائیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہارے حق کے ادا کرنے میں تم پر کچھ ظلم کیا ہے؟ یہود و نصاریٰ نے جواب دیا کہ نہیں! بس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دوگنا اجر دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں دے دوں
(بخاری شریف)

وَاسْتَدَلَّ بِهٖ عُلَمَاءُنَا تَقْوِيَةً لِقَوْلِ إِمَامِنَا أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى إِنَّ أَوَّلَ الْعَصْرِ بِصَيْرُوْرَةِ ظِلِّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَيْهِ إِذْ لَا يُتَصَوَّرُ أَنْ يَّكُوْنَ النَّصَارٰى أَكْثَرَ عَمَلًا مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا بِاعْتِبَارِ هٰذِهِ الْمُدَّةِ۔

اس حدیث سے ہمارے علماء نے ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کی تائید میں استدلال کیا ہے کہ نماز عصر کا ابتدائی وقت اس وقت ہوتا ہے جب کہ ہر شئے کا سایہ (سایۂ اصلی چھوڑ کر) اس شئے کے دو مثل ہو جائے کیونکہ اگر عصر کا وقت ایک مثل پر قرار دیا جائے تو ایک مثل سے غروب تک زیادہ مدت ہوتی ہے اور دوپہر سے ایک مثل تک تھوڑی مدت حالانکہ اس حدیث میں جو مثال دی گئی ہے اس میں نصاریٰ کی مدت جو دوپہر سے عصر تک ہے اس کو زیادہ بتایا گیا ہے اور عصر سے مغرب تک کی مدت کو جو اس امت کی مدت ہے کم بتایا گیا ہے؟ اس طرح اس سے ثابت ہوا کہ عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے۔

۱۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتُ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرِّ الشَّمْسُ وَيَسْقُطُ قَرْنُهَا الْاَوَّلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ فِیْ رِوَايَةٍ وَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَغْرُبِ الشَّمْسُ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نماز عصر کا وقت اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ آفتاب کا رنگ زرد نہ پڑ جائے اور آفتاب کا پہلا کنارہ ڈوب نہ جائے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے) اور مسلم کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ نماز عصر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ آفتاب ڈوب نہ جائے۔

ف : اس حدیث میں نماز عصر کے آخری وقت کے بارے میں مسلم کی ایک[1] روایت جو عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے یہ ہے (وَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَغْرُبِ الشَّمْسُ) نماز عصر کا وقت غروب آفتاب تک رہتا ہے (اور غروب ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے) اور نماز فجر کی ابتداء اور انتہا کے بارے میں امام احمد اور ترمذی کی یہ حدیث[2] مروی ہے "عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ" نماز فجر کا ابتدائی وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے اور نماز فجر کا آخری وقت طلوع آفتاب سے ختم ہو جاتا ہے۔

وہ اوقات جن میں نمازوں کا پڑھنا ممنوع ہے، اس بارے میں بخاری و مسلم کی متفقہ ایک[3] حدیث یہ ہے "عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ وَلَا تَحَيَّنُوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَیِ الشَّيْطَانِ" حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آفتاب کا کنارہ طلوع ہونے لگے تو صبح کی نماز کو چھوڑ دو، یہاں تک کہ آفتاب خوب ظاہر ہو جائے (اس کا اندازہ فقہاء نے سورج کے ایک نیزہ برابر طلوع ہونے سے کیا ہے) اور جب آفتاب کا کنارہ ڈوبنے لگے تو نماز عصر کو چھوڑ دو یہاں تک کہ پورا آفتاب ڈوب جائے اور آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت نماز پڑھنے کا ارادہ نہ کرو۔ کیونکہ آفتاب شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔

ان تینوں حدیثوں نمبر (۱، ۲، ۳) کو پیش نظر رکھ کر ذیل کی حدیث کا مطالعہ کیا جائے جس کو بخاری اور مسلم نے بالاتفاق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ" جو طلوع آفتاب سے پہلے نماز صبح کی ایک رکعت کو پائے اس نے صبح کی پوری نماز پالی اور جو غروب آفتاب سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت پالے تو اس نے عصر کی پوری نماز پالی۔ اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ جو طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی ایک رکعت اور اسی طرح غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے

اور اس نے باقی نماز طلوع یا غروب کے بعد ادا کر لی تو وہ فجر اور عصر کی پوری پوری نماز پا گیا۔

وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ فِيْ حَدِيْثَيْ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً الخ اَنَّهُ قَدْ تَوَاتَرَتِ الْآثَارُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَغُرُوْبِهَا مَالَمْ تَتَوَاتَرْ بِإِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ عِنْدَ ذٰلِكَ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَنَّ مَا كَانَ فِيْهِ الْإِبَاحَةُ كَانَ كِلَاهُمَا مَنْسُوْخًا بِمَا كَانَ فِيْهِ التَّوَاتُرُ بِالنَّهْيِ وَيُؤَيِّدُهُ مَا وَقَعَ فِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا وَاَشَارَهُ صَاحِبُ رَدِّ الْمُحْتَارِ۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً والی یہ حدیث اور اسی مضمون کی جو دوسری حدیث مروی ہے ان دونوں حدیثوں کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں مذکورالصدر تینوں حدیثوں سے تعارض کی بنا پر منسوخ ہیں کیونکہ شروع کی تینوں حدیثیں متواتر ہیں، اور یہ دونوں متعارض حدیثیں اس درجہ کو نہیں پہنچیں اس لیے یہ دونوں متعارض حدیثیں شروع کی تینوں متواتر حدیثوں سے منسوخ ہیں۔ ان دونوں متعارض حدیثوں کے منسوخ ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ ان تینوں حدیثوں سے دو چیزیں ثابت ہو رہی ہیں۔ ایک تو یہ کہ طلوع اور غروب کے وقت نماز ناجائز ہے اور دوسرے یہ کہ فجر اور عصر کا وقت طلوع اور غروب تک رہتا ہے اس کے برخلاف ان دونوں متعارض حدیثوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ طلوع اور غروب کے وقت نماز جائز ہے اور دوسرے یہ کہ فجر اور عصر کا وقت طلوع اور غروب کے بعد باقی رہتا ہے جو صریح تعارض ہے۔ اس کے علاوہ ان دونوں متعارض حدیثوں کا منسوخ ہونا مسلم کی ایک اور حدیث "صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا" (ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا کرو) سے بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ

ان دونوں متعارض حدیثوں سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ نماز اپنے وقت سے متجاوز ہو کر ادا ہو رہی ہے اور یہ مسلم کی اس روایت کے صریحاً خلاف ہے۔ علاوہ ازیں کتاب اللہ کی آیت اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا "(یقیناً نماز مسلمانوں پر بقید وقت فرض ہے) یہ آیت بھی ان دونوں متعارض حدیثوں کے منسوخ ہونے پر قوی حجت ہے کیونکہ ان دونوں متعارض حدیثوں سے غیر وقت میں نماز ادا کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے اس کے برخلاف آیتِ مذکورہ سے صرف یہ چیز ثابت ہوتی ہے کہ نماز کو اس کے وقت پر ہی ادا کیا جائے۔

واضح ہو کہ شروع کی تینوں حدیثیں جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں، ان تینوں حدیثوں سے "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً" والی دونوں حدیثیں متعارض ہو رہی تھیں اس تعارض کو علامہ عینی رحمۃ اللہ نے اس طرح دور فرمایا کہ "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً" والی دونوں حدیثیں منسوخ ہیں اس کی تفصیلی بحث ابھی سطور بالا میں آپ کی نظر سے گزر چکی ہے۔ اب ذیل میں امام طحاوی رحمۃ اللہ نے اس تعارض کو جس طرح دور فرمایا ہے اس کو سنیئے:

وَقَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الطَّحَاوِيُّ فِيْ تَاوِيْلِ حَدِيْثَيْ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً الخ اَنَّهُ

يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ مَعْنَى الْاِدْرَاكِ فِى الصِّبْيَانِ الَّذِيْنَ يُدْرِكُوْنَ يَعْنِىْ يَبْلُغُوْنَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَالْحُيَّضِ اللَّاتِىْ يَطْهُرْنَ وَالنَّصَارٰى الَّذِيْنَ يُسْلِمُوْنَ لِاَنَّهٗ لَمَّا ذُكِرَ فِىْ هٰذَا الْاِدْرَاكِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّلٰوةَ فَيَكُوْنُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ سَمَّيْنَاهُمْ وَمَنْ اَشْبَهَهُمْ مُدْرِكِيْنَ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فَيَجِبُ عَلَيْهِمْ قَضَاءُهَا وَاِنْ كَانَ الَّذِىْ بَقِىَ عَلَيْهِمْ مِنْ وَّقْتِهَا اَقَلَّ مِنَ الْمِقْدَارِ الَّذِىْ يُصَلُّوْنَهَا فِيْهِ۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً" والی دونوں حدیثیں ان لوگوں کے بارے میں نہیں ہیں جنہوں نے فجر یا عصر کی نماز دیر کر کے ادا کی ہو یہاں تک کہ ایک رکعت کے ادا کرنے کے بعد طلوع یا غروب ہو گیا اور انھوں نے باقی نماز طلوع یا غروب کے بعد ادا کی ہو بلکہ یہ دونوں حدیثیں واجب العمل ہیں اور منسوخ نہیں ہیں اور ان دونوں حدیثوں کا حکم اس قسم کے لوگوں سے متعلق جیسے نابالغ لڑکے جو آفتاب کے طلوع یا غروب سے پہلے ایسے وقت میں بالغ ہوں کہ ان کو طلوع یا غروب سے پہلے صرف اتنا وقت مل گیا جس میں ایک رکعت ادا کی جا سکتی ہے تو ایسے وقت میں بالغ ہونے والے لڑکے پر اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی اور اس نماز کی قضاء اس پر لازم ہو گی۔ نماز کے واجب ہو جانے کا سبب نماز کے وقت کا مل جانا ہے اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو اور یہاں بالغ ہونے والے لڑکے کو تھوڑا وقت مل گیا ہے اس لیے اس پر نماز واجب ہو گئی ایسا ہی "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً" والی دونوں حدیثیں اُن حیض والی عورتوں کے بارے میں ہیں جو طلوع یا غروب سے پہلے پاک ہو جائیں اور ان کو طلوع یا غروب سے پہلے اتنا وقت مل گیا جس میں ایک رکعت ادا کی جا سکتی ہے تو ان پر بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی اور وہ اس نماز کی قضاء کریں گی۔

اور بالکل اسی طرح "مَنْ اَدْرَكَ" والی دونوں حدیثیں اُن نومسلموں سے بھی متعلق ہیں جو طلوع یا غروب سے پہلے اسلام قبول کریں، اور طلوع یا غروب سے پہلے اسلام لانے کے بعد ان کو اتنا وقت مل گیا کہ اس میں ایک رکعت ادا ہو سکتی ہے تو ان پر بھی اس وقت کی نماز فرض ہو جائے گی اور وہ اس نماز کی قضاء کریں گے۔

اس پر دلیل یہ ہے کہ حدیث میں لفظ ادرك مذکور ہے جس کے معنے پانے کے ہیں نہ کہ نماز پڑھنے کے، اگر طلوع یا غروب سے پہلے ایک رکعت نماز پڑھ لینے سے طلوع یا غروب کے بعد باقی نماز کا پڑھنا جائز ہوتا اور یہ نماز ادا نماز میں محسوب ہوتی تو "من ادرك" کی بجائے "مَنْ صَلّٰى" جس نے نماز پڑھی ارشاد ہوتا۔ یہاں تک بجائے مَنْ صَلّٰى کے ارشاد ہوا ہے "من ادرك ركعة" (جس نے ایک رکعت پالی) یعنی جس نے ایک رکعت کا وقت پالیا تو ایسا شخص جس نے ایسے وقت میں ایک رکعت پالی ہو وہ پوری نماز کا پانے والا سمجھا جائے گا اور اس پر اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی اور وہ شخص اس نماز کی قضا کرے گا۔ ۱۲

۵۷۱/۸ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَاِنَّ اٰخِرَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مغرب کا ابتدائی وقت وہ ہے جب سورج غروب

وَقْتُهَا حِيْنَ يَغِيْبُ الْاُفُقُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَحْمَدُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلطَّبْرَانِيِّ ثُمَّ اَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَادَ يَغِيْبُ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ فِيْمَا يُرٰى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

ہو جائے (اور مغرب کے آخری وقت کے بارے میں ارشاد ہوا ہے "حِيْنَ يَغِيْبُ الْاُفُقُ" یعنی مغرب کا آخری وقت وہ ہے جب کنارۂ آسمان سیاہی پھیلنے کی وجہ سے نظر آئے یعنی سفید شفق غائب ہو جائے) (اس کی روایت ترمذی اور امام احمد نے کی ہے) اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ پھر مغرب کی اذان غروب آفتاب کے وقت دی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز شروع فرمائی، اور طویل قرارت سے نماز میں اس قدر تاخیر فرمائی یہاں تک کہ دن کی سفیدی (یعنی سفید شفق) قریب تھا کہ غائب ہو جائے (اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کا آخری وقت سفید شفق کے غائب ہونے تک رہتا ہے۔ اگر مغرب کا آخری وقت سرخ شفق کے غائب ہونے تک ہی قرار دیا جائے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز مغرب کا جو حصہ سرخ شفق کے بعد ادا فرمایا ہے وہ وقت کے بعد ہو گا حالانکہ ایسا نہیں ہے) ہیثمی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے)

۷۶۲ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتِ الشَّمْسُ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز مغرب اس وقت پڑھا کرتے تھے جب کہ آفتاب ڈوب جایا کرتا تھا (طحاوی)

۷۶۳ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب غروب آفتاب کے ساتھ ہی پڑھا کرتے تھے (طحاوی)

۷۶۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ ثَوْرُ الشَّفَقِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب کا وقت شفق کے پھیلاؤ کے ختم ہونے تک رہتا ہے (مسلم شریف)

ف: امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مایہ ناز فتاویٰ "فتاویٰ رضویہ" میں نماز مغرب کے وقت کے بارے میں فرمایا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ وقت مغرب شفق احمر تک ہے جیسا کہ دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے اور ہمارے (احناف) کے نزدیک نماز مغرب کا وقت شفق ابیض تک ہے۔ ہمارا مذہب شفق ابیض مثل افضل الخلق بعد الرسل خلیفۂ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ، امام العلماء معاذ بن جبل، سید القراء ابی بن کعب، سید الحفاظ ابوہریرہ، عبد اللہ بن زبیر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اکابر تابعین مثل امام اجل محمد باقر امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز اور اجلائے تبع تابعین مثل امام الشام اوزاعی، امام الفقہاء والمحدثین والصالحین عبد اللہ بن مبارک، نضر بن الہذیل اور آئمہ لغت مثل مبرد، ثعلب، فراء اور بعض کبرائے شافعیہ مثل ابو سلیمان خطابی، امام مزنی تلمیذ خاص امام شافعی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے منقول ہے کَمَا فِیْ عُمْدَۃ القاری وغنیۃ المستملی وغیرھما

اب اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صراحۃً ثابت بھی ہو کہ انہوں نے سفیدی کے غروب ہونے کے بعد نماز مغرب پڑھی تو صاف احتمال ہے کہ انہوں نے کسی سفر میں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو شفق احمر کے بعد شفق ابیض میں نماز مغرب اور اس کے بعد نماز عشاء پڑھتے دیکھا اور اپنے اجتہاد کی بناء پر یہی سمجھا ہو کہ حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے وقت قضا کرکے جمع فرمائی۔ اب چاہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو جائے کہ انہوں نے رات کے پہر یا آدھی رات کے وقت نماز مغرب پڑھی تو یہ ان کے اپنے مذہب پر مبنی ہوگا۔ کہ جب ایک نماز کا وقت قضا ہو گیا اس کے لیے ایک گھڑی یا ایک پہر سب یکساں ہیں۔ مگر ہم پر حجت نہ ہو سکے گا کیونکہ ہمارے مذہب پر وہ جمع صوری ہی تھی۔ جسے جمع حقیقی سے اصلاً کوئی تعلق نہ تھا۔ آگے اعلیٰ حضرت بریلوی بڑے وثوق سے فرماتے ہیں کہ یہ تقریر بحمد اللہ تعالیٰ وافی وکافی اور مخالف کے تمام دلائل وشبہات کی دافع ونافی ہے اور اگر ہمت ہے تو کوئی صحیح اور صریح حدیث دلیل کے طور پر پیش کی جائے جس سے صاف صاف ثابت ہو کہ حضور انور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حقیقۃً شفق ابیض گزار کر وقت اجماعی عشاء میں مغرب کی نماز پڑھی یا اس طرح پڑھنے کا حکم فرمایا۔ مگر بحول اللہ تعالیٰ قیامت تک کوئی ایسی حدیث نہ دکھا سکیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۵۸)

۷۶۵ [۱۴] وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى اُصَلِّي الْعِشَاءَ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَسْوَدَ الْاُفُقُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ مَرْفُوْعًا اَنَّهٗ يُصَلِّي الْعِشَاءَ حِيْنَ يُسْوَدُّ الْاُفُقُ وَصَحَّحَهٗ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَغَيْرُهٗ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں عشاء کی نماز کب پڑھوں تو آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (نماز عشاء اس وقت پڑھا کرو) جب آسمان کے کناروں میں سیاہی پھیل جائے (مسلم شریف) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں مرفوعاً مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشاء اس وقت ادا فرماتے جب افق یعنی کنارۂ آسمان میں سیاہی دکھائی دیا کرتی اس حدیث کو ابن خزیمہ اور دیگر محدثین نے

صحیح قرار دیا ہے۔

ف: کتاب الاختیار میں لکھا ہے کہ شفق سے مراد سفید شفق ہے اس سے معلوم ہوا کہ سپیدی ختم ہونے تک مغرب کا وقت رہتا ہے اور سپیدی ختم ہونے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق معاذ بن جبل اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی قول ہے، اور صاحب ردالمحتار کہتے ہیں کہ اس کی روایت عبدالرزاق نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی کی ہے۔ اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شفق سے سفید شفق مراد لی ہے۔ البتہ شفق سے سرخ شفق مراد ہونے کی روایت بیہقی نے صرف ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کی ہے اور اس حدیث کی پوری روایت بیہقی میں موجود ہے اور اسی لیے صاحبین نے شفق سے سرخ شفق مراد لیا ہے۔

ہدایہ وغیرہ میں مذکور ہے کہ جب احادیث و آثار میں تعارض پیدا ہو گیا کہ شفق سے کیا مراد لیں؟ شفق کے بارے میں کسی حدیث سے سفیدی اور کسی حدیث سے سرخی معلوم ہوتی ہے تو شک پیدا ہو گیا اس لیے اس شک کی وجہ سے سرخ شفق کے غائب ہونے سے مغرب کا وقت ختم نہیں ہوگا۔

علامہ قاسم نے فرمایا ہے کہ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول صحیح ترین قول ہے اور بحر رائق نے اسی کو اختیار کیا ہے لیکن اس زمانہ میں اکثر ممالک میں لوگوں کا تعامل صاحبین کے قول پر ہو چلا ہے۔ نہر نے نقایہ، وقایہ، درر، الاصلاح، درر البحار، الامداد، المواہب اور اس کی شرح البرہان نے بھی ان ساری کتابوں کے حوالہ سے صاحبین کے قول کی تائید کی ہے اور ان سب نے صراحت کی ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہی ہے اور سراج میں مذکور ہے کہ صاحبین کے قول پر عمل کرنے میں سہولت ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول پر عمل کرنے میں احتیاط ہے، یہ پورا مضمون ردالمحتار سے ماخوذ ہے۔ عمدۃ الرعایہ میں لکھا ہے کہ اس اختلاف کی وجہ سے اولیٰ یہ ہے کہ نماز مغرب سرخ شفق تک ادا کر لی جائے اور نماز عشاء سفید شفق کے ختم ہونے کے بعد شروع کی جائے تاکہ ہر دو نمازیں مغرب اور عشاء بالاتفاق اپنے اپنے وقت پر ادا ہو جائیں ۱۲

۷۶۶ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ حِیْنَ یَغِیْبُ الْاُفُقُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَحْمَدُ۔
۱۳

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عشاء کا ابتدائی وقت اس وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب کہ کنارۂ آسمان سیاہی پھیلنے سے نظر نہ آئے (اس کی روایت ترمذی اور امام احمد نے کی ہے)

۷۶۷ وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ الْعِشَاءِ اِذَا امْلَأَ اللَّیْلُ بَطْنَ كُلِّ وَادٍ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ۔
۱۴

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشاء کا وقت اس وقت ہوتا ہے کہ رات کی تاریکی روئے زمین پر پھیل

جائے (اس کا حاصل یہ ہے کہ سپید شفق غائب ہو جائے) (اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے)

۷۶۸/۱۵ وَعَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ اَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ وَحَتّٰى نَامَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى وَقَالَ اِنَّهٗ لَوَقْتُهَا لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ ۔
(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَمُسْلِمٌ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک رات نماز عشاء میں اتنی تاخیر فرمائی کہ رات ختم ہونے کے قریب تھی اور مسجد کے نمازی سو گئے پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور نماز عشاء ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ بے شک رات کا آخری حصہ بھی نماز عشاء کا وقت ہے اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسی وقت نماز عشاء پڑھنے کا حکم دیتا (اس کی روایت امام طحاوی، نسائی اور مسلم نے کی ہے)

ف: امام طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار میں اس مقام پر ایک بڑی اچھی بات لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان جملہ احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نماز عشاء کا آخری وقت صبح صادق کے طلوع ہونے تک رہتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس، ابو موسیٰ اشعری، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عشاء کی ادائی میں ایک تہائی شب تک تاخیر فرمائی ہے اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں نصف شب تک تاخیر فرمائی ہے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں اس وقت تک تاخیر فرمائی کہ رات کا دو تہائی حصہ گذر چکا تھا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عشاء میں تاخیر فرمائی، یہاں تک کہ رات ختم ہونے کے قریب تھی۔ یہ تمام روایتیں صحیح میں مذکور ہیں۔ اسی بناء پر امام طحاوی نے وضاحت کی ہے کہ ان احادیث کی روشنی میں یہ چیز ثابت ہوتی ہے کہ پوری رات نماز عشاء کا وقت ہے اس کو علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہدایہ کی شرح میں ذکر کیا ہے۔

۷۶۹/۱۶ وَعَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى وَصَلِّ الْعِشَاءَ اَيَّ اللَّيْلِ شِئْتَ وَلَا تَغْفُلْهَا ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ ۔

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام یہ حکم نامہ روانہ فرمایا کہ نماز عشاء رات کے جس حصہ میں چاہے پڑھئے اور اس نماز کو غفلت کر کے قضا نہ ہونے دیجئے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں)

۷۷۰/۱۷ وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهٗ قَالَ

حضرت عبید بن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ مَا اِفْرَاطُ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ قَالَ طُلُوْعُ الْفَجْرِ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ نماز عشاء میں افراط کرنا (یعنی اس قدر تاخیر کرنا جو ناجائز ہے) کیا ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ نماز عشاء میں اتنی تاخیر کرنا کہ صبح صادق طلوع ہوجائے افراط (اور ناجائز) ہے (اس لیے کہ صبح صادق کے طلوع ہونے سے نماز عشاء کا وقت باقی نہیں رہا) (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۷۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۱۸ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْفَجْرُ فَجْرَانِ فَاَمَّا الَّذِیْ يَكُوْنُ كَذَنَبِ السِّرْحَانِ فَلَا يَحِلُّ الصَّلٰوةُ وَلَا يَحْرُمُ الطَّعَامُ وَاَمَّا الَّذِیْ يَذْهَبُ مُسْتَطِيْلًا فِی الْاُفُقِ فَاِنَّهٗ يَحِلُّ الصَّلٰوةُ وَيَحْرُمُ الطَّعَامُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صبح دو ہیں (ایک تو صبح کاذب، اور دوسری صبح صادق) صبح کاذب وہ صبح ہے جس کی روشنی بھیڑیئے کی دم کی طرح مشرق سے مغرب کی طرف دراز ہوتی ہے (اس کے بعد پھر سیاہی آجاتی ہے) اس میں نماز فجر جائز نہیں ہے لیکن سحری کھانا جائز ہے، اور صبح صادق وہ صبح ہے جس کی روشنی آسمان کے کناروں جنوب و شمال کی طرف پھیلتی ہے (اس کے بعد سیاہی نہیں آتی بلکہ سفیدی بڑھتی جاتی ہے) اس میں نماز صبح جائز ہے اور سحری کھانا ممنوع ہوجاتا ہے (اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور مسلم کی ایک روایت بھی اسی طرح ہے)

۲۷۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ۱۹ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز فجر کا ابتدائی وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے اور سورج طلوع ہونے پر اس کا وقت ختم ہوجاتا ہے (اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے)

۳۷۷ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ۲۰ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ بِلَيْلٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز وتر رات میں پڑھی جاتی ہے (یعنی یہ رات کی نماز ہے) (اس کی روایت امام احمد اور ابویعلیٰ نے کی ہے)

۴۷۷ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ ۲۱ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَنِیْ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

زَادَنِیْ صَلٰوۃً وَّھِیَ الْوِتْرُ وَوَقْتُھَا مَا بَیْنَ الْعِشَآءِ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے میری (امت کے لیے) ایک اور نماز زیادہ فرما دی ہے اور وہ وتر کی نماز ہے اور اس کا وقت نماز عشاء اور طلوع فجر کے درمیان ہے (اس کی روایت احمد نے کی ہے۔

۷۷۵ / ۲۲ وَعَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ مِنْ کُلِّ اللَّیْلِ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَوَّلِ اللَّیْلِ وَاَوْسَطِہٖ وَاٰخِرِہٖ وَانْتَھٰی وِتْرُہٗ اِلَی السَّحَرِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصے میں نماز وتر ادا فرمائی ہے اول شب میں وسط شب میں اور آخر شب میں، اور آپ کے وتر کی ادائیگی سحر کے وقت بھی پہنچی (بخاری اور مسلم)

۷۷۶ / ۲۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ فَقَدْ ذَھَبَ کُلُّ صَلٰوۃِ اللَّیْلِ وَالْوِتْرُ فَاَوْتِرُوْا قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب صبح صادق طلوع ہو جائے تو رات کی نماز اور وتر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اس لیے تم نماز وتر کو صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے پڑھ لیا کرو (ترمذی)

۷۷۷ / ۲۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے وتر کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔

(مسلم شریف)

بَابُ تَاخِيْرِ الصَّلَوَاتِ وَتَعْجِيْلِهَا

(بعض نمازوں کو تاخیر کر کے مستحب وقت میں اور بعض نمازوں کو جلدی کر کے اول وقت پڑھنے کی فضیلت کا باب)

۷۷۸ عَنْ خَالِدِ بْنِ دِيْنَارٍ صَلّٰى بِنَا أَمِيْرُنَا الْجُمُعَةَ ثُمَّ قَالَ لِاَنَسٍ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت خالد بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے امیر نے نماز جمعہ پڑھانے کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح نماز ظہر پڑھا کرتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب سخت سردی کا موسم ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز ظہر میں تعجیل فرماتے تھے، اور جب گرمی سخت ہو جاتی تو نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں ادا فرماتے۔ (بخاری شریف)

۷۷۹ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَجِّلُهَا فِي الشِّتَاءِ وَيُؤَخِّرُهَا فِي الصَّيْفِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

حضرت انس بن مالک اور حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موسم سرما میں نماز ظہر جلد ادا فرمایا کرتے اور گرما میں نماز ظہر میں تاخیر فرمایا کرتے تھے (طحاوی)

۷۸۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ مِّنْ رِّجَالِ الصَّحِيْحِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب موسم گرما ہوتا تو نماز ظہر کو ٹھنڈے وقت میں ادا فرمایا کرتے اور جب سردی کا موسم ہوتا تو جلدی ادا فرمایا کرتے تھے (اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور سب صحیح کے راوی ہیں)

وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ بِهٰذَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْاَخْبَارِ الْمُتَعَارِضَةِ الظَّاهِرِ فِي الظُّهْرِ اَنَّهٗ كَانَ يُعَجِّلُهَا وَاَنَّهٗ كَانَ يُؤَخِّرُهَا وَاَمَّا مَا وَقَعَ فِيْهَا مِنَ التَّعْجِيْلِ حَتّٰى عِنْدَ شِدَّةِ الْحَرِّ فَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ اَنَّهٗ مَنْسُوْخٌ۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ نماز ظہر کے بارے میں متعارض حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ بعض حدیثوں سے بلا قید موسم تعجیل ثابت ہوتی ہے اور بعض احادیث سے بلا قید موسم تاخیر، اور یہ تعارض اس باب کی حدیثوں سے اس طرح دور ہو جاتا ہے کہ جن حدیثوں میں تعجیل ظہر

مذکور ہے۔ وہ موسم سرما سے متعلق ہیں اور جن حدیثوں میں تاخیر ظہر مذکور ہے وہ موسم گرما سے متعلق ہیں، اور جن حدیثوں سے موسم گرما میں بھی تعجیل ظہر ثابت ہے ایسی حدیثوں کے متعلق بیہقی کا قول ہے کہ ایسی حدیثیں منسوخ ہیں۔ ۱۲

۷۸۱ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ اَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَآءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ فَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ فَمِنْ سَمُوْمِهَا وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْبَرْدِ فَمِنْ زَمْهَرِيْرِهَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شدت کی گرمی ہو تو نماز ظہر کو ٹھنڈے وقت پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے جہنم نے اپنے پروردگار سے شکایت کی اور یہ کہا کہ اے میرے پروردگار میرے بعض نے بعض کو کھا لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے جہنم کو دو دفعہ سانس لینے کی اجازت دی۔ ایک سانس سرما میں اور دوسری گرما میں اسی وجہ سے تم سخت سے سخت گرمی محسوس کرتے ہو اور سخت سے سخت سردی پاتے ہو (جو انہی دونوں سانسوں کا اثر ہے) (بخاری اور مسلم) بخاری کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ گرمی کی شدت جس کو تم محسوس کرتے ہو وہ جہنم کی گرم سانس کی وجہ سے ہوتی ہے اور سخت سردی جس کو تم محسوس کرتے ہو وہ جہنم کے طبقہ زمہریر کی ٹھنڈی سانس کی وجہ سے ہوا کرتی ہے۔

۷۸۲ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ الْيَوْمُ الْحَارُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب گرمی کا موسم ہو تو نماز ٹھنڈے وقت پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے۔ (طحاوی)

۷۸۳ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الظُّهْرِ بِالْهَجِيْرِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَقَالَ فَاَخْبَرَ الْمُغِيْرَةُ فِيْ حَدِيْثِهٖ هٰذَا اَنَّ اَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاِبْرَادِ بِالظُّهْرِ بَعْدَ اَنْ كَانَ يُصَلِّيْهَا فِيْ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو نماز ظہر دوپہر ڈھلتے یعنی ابتدائی وقت میں پڑھائی اور ارشاد فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے اس لیے ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت پڑھا کرو۔ (طحاوی) اور امام طحاوی نے کہا ہے کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث میں خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نماز

الْحَرِّ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ نَسْخُ تَعْجِيْلِ الظُّهْرِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَ وَجَبَ اِسْتِعْمَالُ الْاِبْرَادِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ۔

ظہر تاخیر کرکے ٹھنڈے وقت پڑھیں اور یہ حکم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت دیا کہ آپ اس حکم کے دینے سے پہلے نماز ظہر کو گرمی میں ابتدائی وقت ادا فرمایا کرتے تھے اس سے یہ ثابت ہوا کہ سخت گرمی میں نماز ظہر کا ابتدائی وقت میں پڑھا جانا منسوخ ہوگیا اور نماز ظہر کو گرمی میں تاخیر کرکے ٹھنڈے وقت پڑھنا واجب ہوگیا۔

---

۷۸۴ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ دھوپ میں ٹھنڈک آنے دو، تھوڑی دیر کے بعد مؤذن نے ارادہ کیا کہ اذان دیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان سے فرمایا کہ دھوپ میں ٹھنڈک آنے دو۔ (مؤذن نے) تھوڑی دیر کے بعد ارادہ کیا کہ اذان دیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر ان سے فرمایا کہ دھوپ میں ٹھنڈک آنے دو، یہاں تک کہ ٹیلوں کا سایہ ٹیلوں کے ایک مثل ہوگیا (یعنی عام چیزوں کا سایہ ان کے دو مثل کے قریب پہنچا اور اس وقت ظہر ادا کی گئی) اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے (بخاری)

ف: اس حدیث پاک سے ظہر کی نماز کے لیے مبالغۃً تاخیر کا اندازہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ مؤذن نے تین بار اذان کا ارادہ فرمایا اور ہر دفعہ ابراد (یعنی ٹھنڈی کرنے) کا حکم ہوا۔ اور یقیناً یہ بات ثابت ہے کہ مؤذن کے دو ارادوں میں اس قدر فاصلہ ضرور تھا جس کو ابراد کہہ سکیں اور وہ وقت بہ نسبت پہلے وقت کے ٹھنڈا ہو۔ ورنہ لازم آئے گا کہ مؤذن رسول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیل حکم نہ کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اذان میں ابراد تک تاخیر ہوئی اور نماز تو اذان کے بعد کچھ وقت گذار کر ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے نماز ظہر میں اور بھی تاخیر ہوئی۔ لہٰذا احناف کا مذہب ثابت کہ موسم گرما میں ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھو۔

علماء فرماتے ہیں کہ ٹیلے غالباً بسیط اور پھیلے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان کا سایہ دوپہر کے وقت دیر بعد ظاہر ہوتا ہے، بخلاف اشیائے مستطیلہ کے جو مینار اور دیواروں کی مثل ہوں کہ ان کا سایہ جلدی ظاہر ہوتا ہے امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ ٹیلوں کا سایہ اس وقت تک ظاہر نہیں ہوتا جب تک کہ ظہر کا اکثر وقت گزر نہ جاتے۔ ابوداود نسائی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کرتے ہیں کہ "قَدْرُ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اَلظُّہْرُ فِی الصَّیْفِ ثَلٰثَۃُ اَقْدَامٍ اِلٰی خَمْسَۃِ اَقْدَامٍ" گرمی میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نماز کی مقدار تین قدم سے پانچ قدم تک تھی۔ یعنی جب ہر چیز کا سایہ اس کے ساتویں حصہ کے تین یا پانچ مثل ہوجاتا تو حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نماز ادا فرماتے (فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۲۶)

۵۸۵ وَعَنْہُ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَنْزِلٍ فَاَذَّنَ بِلَالٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَہْ یَا بِلَالُ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یُّؤَذِّنَ فَقَالَ مَہْ یَا بِلَالُ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یُّؤَذِّنَ فَقَالَ مَہْ یَا بِلَالُ حَتّٰی رَاَیْنَا فِی التُّلُوْلِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَہَنَّمَ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوۃِ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کی ایک منزل میں فروکش ہوئے تھے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اذان دینا چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جاؤ اے بلال! پھر انھوں نے تھوڑی دیر کے بعد ارادہ کیا کہ اذان دیں تو حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پھر فرمایا ٹھہر جاؤ اے بلال! یہاں تک کہ ہم کو ٹیلوں کا سایہ دکھائی دینے لگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے اس لیے تم ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھا کرو، جب کہ گرمی کا موسم سخت ہوجائے (طحاوی) ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: ترمذی نے وضاحت کی ہے کہ جن ائمہ (جیسے امام اعظم، امام احمد اور ابنِ مبارک وغیرہم رحمہم اللہ نے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ سخت گرمی میں نماز ظہر میں تاخیر کی جائے، یہ قول پیروی کے لیے مرجح اور اولٰی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ نے جو مسلک اختیار کیا ہے کہ گرمی کے موسم میں تاخیر ظہر کی رخصت ان لوگوں کے لیے ہے جو دُور سے آتے ہیں اس لیے ان کی مشقت دُور کرنے کے لیے تاخیر کا حکم دیا گیا۔ حالانکہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ، کی اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے وہ امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کی تائید نہیں کرتا کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ نے جس مسلک کو اختیار کیا ہے اگر وہ درست ہوتا تو سفر کی حالت میں ابراد (یعنی ٹھنڈے وقت میں) نماز ظہر پڑھنا ایک بے معنی بات ہوجاتی۔ کیونکہ نماز ادا کرنے والے حالت سفر میں تھے اور ایک جگہ جمع تھے اور ان کو اس بات کی ضرورت نہیں تھی کہ دُور سے آکر اکٹھے ہوں (یہ پورا مضمون ترمذی میں مذکور ہے)۔

۵۸۶ وَعَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ الْکُوْفَۃِ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بِالْعَصْرِ وَشَیْخٌ جَالِسٌ فَلَامَہٗ وَقَالَ اِنَّ اَبِیْ اَخْبَرَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ

حضرت عبدالواحد بن نافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں کوفہ کی مسجد میں داخل ہوا تو مؤذن نے عصر کی اذان دی (وہاں) ایک سن رسیدہ بزرگ بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے مؤذن کو ملامت کی اور کہا کہ میرے

يَأْمُرُ بِتَأْخِيرِ هٰذِهِ الصَّلَاةِ فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ۔

والد نے مجھے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم دیا کرتے تھے کہ یہ نماز (عصر) تاخیر سے پڑھی جائے۔ یہ سن کر میں نے اس بزرگ کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ حضرت عبداللہ بن رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں (ان کے والد رافع بن خدیج جلیل القدر صحابی ہیں) (اس کی روایت دارقطنی اور بیہقی نے کی ہے)

۴۸۷/۱۰ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ پہنچے تو دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عصر میں اتنی تاخیر فرماتے تھے کہ آفتاب صاف اور روشن رہتا تھا (ابوداؤد، ابن ماجہ)

۴۸۸/۱۱ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ تَعْجِيْلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيْلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ رِجَالُهٗ عَلٰى شَرْطِ الصَّحِيْحِ۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں تم لوگوں سے زیادہ جلدی فرماتے تھے اور تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ عصر کی نماز میں جلدی کرتے ہو (اس کی روایت (امام احمد اور ترمذی) نے کی ہے اور اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس حدیث کے راوی صحیح کی شرط کے موافق ہیں)

۴۸۹/۱۲ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ النَّخَعِيِّ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَعْظَمِ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ فَقَالَ اِجْلِسْ فَجَلَسَ ثُمَّ عَادَ فَقَالَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ هٰذَا الْكَلْبُ يُعَلِّمُنَا الصَّلٰوةَ فَقَامَ عَلِيٌّ فَصَلّٰى بِنَا الْعَصْرَ ثُمَّ انْصَرَفْنَا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ كُنَّا فِيْهِ جُلُوْسًا فَجَثَوْنَا لِلرُّكَبِ لِنُزُوْلِ الشَّمْسِ لِلْغُرُوْبِ نَتَرَاآهَا رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وَ

حضرت زیاد بن عبداللہ نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سب سے بڑی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے مؤذن نے آکر الصلوٰۃ کہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے۔ دوسری دفعہ پھر مؤذن نے الصلوٰۃ کہا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کتا ہم کو نماز سکھا رہا ہے، پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور ہمیں نماز عصر پڑھائی نماز سے فراغت کے بعد ہم پلٹ کر اسی جگہ پہنچے جہاں ہم

رَوَى الدَّارُ قُطْنِيُّ مِثْلَهٗ۔

پہلے بیٹھے ہوئے تھے اور ہم گھٹنے ٹیک کر آفتاب کے ڈوبنے کو دیکھنے لگے (اس کی روایت حاکم نے کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے اگرچہ کہ انھوں نے اس کی روایت نہیں کی ہے اور اس حدیث کی روایت دار قطنی نے بھی اسی طرح کی ہے)

۷۹۰/۱۳ وَعَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي جَنَازَةٍ فَلَمْ يُصَلِّ الْعَصْرَ وَسَكَتَ حَتّٰى رَاجَعْنَاهُ مِرَارًا فَلَمْ يُصَلِّ الْعَصْرَ حَتّٰى رَأَيْنَا الشَّمْسَ عَلٰى رَأْسِ أَطْوَلِ جَبَلٍ بِالْمَدِينَةِ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم ایک نماز جنازہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شریک تھے، انھوں نے نماز عصر ادا نہیں کی اور ساکت رہے، یہاں تک کہ ہم ان کو بار بار متوجہ کرتے رہے، اس پر بھی انھوں نے نماز عصر اس وقت تک ادا نہیں کی جب تک ہم نے مدینہ منورہ کے سب سے اونچے پہاڑ کی چوٹی پر آفتاب کو نہیں دیکھ لیا۔ (طحاوی)

۷۹۱/۱۴ وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخْعِيِّ قَالَ أَدْرَكْتُ أَصْحَابَ ابْنِ مَسْعُودٍ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ فِي آخِرِ وَقْتِهَا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي كِتَابِ الْحُجَجِ

حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی نے کہا کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کو دیکھا ہے کہ وہ نماز عصر کو آخری وقت میں ادا کیا کرتے تھے (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الحجج میں کی ہے)۔

۷۹۲/۱۵ وَعَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ إِنَّمَا سُمِّيَتِ الْعَصْرُ لِتُعْصَرَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ عصر کا نام اس لیے عصر رکھا گیا ہے کہ عصر کی نماز اس وقت ادا کی جاتی ہے جب کہ آفتاب نچوڑا جا رہا ہو (یعنی آفتاب میں ایسی حرارت نہیں رہتی جیسی کہ ایک مثل کے وقت رہتی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ عصر کی نماز دو مثل پر ہی ہوا کرتی تھی) (امام طحاوی)

۷۹۳/۱۶ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى إِذَا اصْفَرَّتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہوتی ہے کہ بیٹھا ہوا سورج کا انتظار کرتا رہے یہاں تک کہ سورج جب شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان پہنچ جائے (یعنی زرد پڑ جائے) تو اس وقت اٹھ کر (مرغ کی طرح) چار ٹھونگ مار لے جن

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کم کرنے کا (موقعہ) ملے (مسلم شریف)

۷۹۴ وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَکِّرُوْا بِالصَّلٰوۃِ یَوْمَ الْغَیْمِ فَاِنَّہٗ مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ وَابْنُ حِبَّانَ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب دن ابر آلود ہو تو نماز عصر ابتدائی وقت پڑھ لیا کرو، (اس لیے کہ ابر کی وجہ سے تعیین وقت کا صحیح اندازہ نہ ہوگا اور نماز ترک ہو جائے گی) اور (یہ معلوم ہے کہ) جو نماز عصر (کسی کام کی وجہ سے) ترک کر دیتا ہے تو (اس کام سے) برکت مٹا دی جاتی ہے (ابر کی وجہ سے بھی اگر تمھاری نماز ترک ہو جائے گی تو تمھارے اس وقت کے کام سے برکت مٹا دی جائے گی) (ابن ماجہ، امام احمد اور ابن حبان)

۷۹۵ وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَدِمَ عَلَیْنَا اَبُوْ اَیُّوْبَ غَازِیًا وَّعُقْبَۃُ بْنُ عَامِرٍ یَوْمَئِذٍ عَلٰی مِصْرَ فَاَخَّرَ الْمَغْرِبَ فَقَامَ اِلَیْہِ اَبُوْ اَیُّوْبَ فَقَالَ مَا ھٰذِہِ الصَّلٰوۃُ یَا عُقْبَۃُ قَالَ شُغِلْنَا قَالَ اَمَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ بِخَیْرٍ اَوْ قَالَ عَلَی الْفِطْرَۃِ مَا لَمْ یُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ اِلٰی اَنْ تَشْتَبِکَ النُّجُوْمُ۔
(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت مرثد بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جہاد کی غرض سے تشریف لائے تو اس زمانہ میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم مصر تھے امیر مصر عقبہ نے نماز مغرب میں کچھ دیر کی حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور فرمایا کہ اے عقبہ یہ کیسی نماز ہے عقبہ نے جواب دیا کہ ہم (حکومت کے) کاموں میں مشغول تھے (اور یہ بھی عبادت ہے اس وجہ سے دیر ہوگئی) ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کو نہیں سنا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہے گی یا یوں فرمایا کہ میری امت اسلام کی اصلی حالت پر رہے گی جب تک کہ نماز مغرب کے ادا کرنے میں اس قدر تاخیر نہ کرے کہ ستارے چمکنے لگیں (ابوداؤد)

۷۹۶ وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا صَلٰوۃَ الْمَغْرِبِ مَعَ سُقُوْطِ الشَّمْسِ بَادِرُوْا بِہَا طُلُوْعَ النَّجْمِ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز مغرب کو غروب آفتاب کے ساتھ ہی پڑھا کرو اور اس کی ابتداء تاروں کے نکلنے سے پہلے کیا کرو اس کی روایت طبرانی نے الکبیر میں کی ہے۔

۷۹۷/۲۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ قَبْلَ طُلُوْعِ النَّجْمِ۔
(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز مغرب کی ابتداء تارا نکلنے سے پہلے کیا کرو۔ (امام احمد اور دار قطنی)

۷۹۸/۲۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا الْمَغْرِبَ حِيْنَ فِطْرِ الصَّائِمِ مُبَادَرَةَ طُلُوْعِ النَّجْمِ۔
(رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز مغرب تارے نکلنے سے پہلے اس وقت پڑھا کرو جب روزے دار کے افطار کا وقت آجاتا ہے (ابن ابی شیبہ)

۷۹۹/۲۲ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّى الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب پڑھا کرتے تھے اور ہم میں سے کوئی شخص نماز کے بعد واپس ہوتا (تو ایسی روشنی میں واپس ہوتا تھا) کہ اس کو اپنے تیر کا نشانہ دکھائی دیتا۔ (بخاری اور مسلم)

۸۰۰/۲۳ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِّلُوْا صَلٰوةَ النَّهَارِ فِيْ يَوْمِ غَيْمٍ وَأَخِّرُوا الْمَغْرِبَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ فِيْ مَرَاسِيْلِهِ قَالَ الْعَزِيْزِيُّ إِسْنَادُهُ قَوِيٌّ مَعَ إِرْسَالِهِ وَحَسَّنَهُ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ بِالرَّمْزِ۔

حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابر کے دنوں میں دن کی نمازیں جلدی پڑھا کرو اور مغرب کی نماز میں دیر کیا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے اپنے مراسیل میں کی ہے عزیزی نے کہا کہ اس حدیث کی سند قوی ہے باوجودیکہ یہ مرسل ہے اور جامع صغیر نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

۸۰۱/۲۴ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انھیں یہ حکم دیتا کہ وہ نماز عشاء میں تہائی شب یا آدھی رات تک تاخیر کریں (اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

۸۰۲/۲۵ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعَتَمَةَ فِيْمَا بَيْنَ أَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز عشاء کو (سفید) شفق غائب

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہونے کے بعد سے رات کے پہلی تہائی تک پڑھ لیا کرتے تھے (بخاری اور مسلم)

٨٠٣/٢٦ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِوَقْتِ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهَا لِسُقُوْطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالدَّارِمِيُّ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں اس نماز یعنی نماز عشاء کے وقت سے بخوبی واقف ہوں۔ نماز عشاء کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیسری تاریخ کا چاند ڈوبنے کے وقت ادا فرمایا کرتے تھے (اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے)

٨٠٤/٢٧ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ فَخَرَجَ اِلَيْنَا حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ اَوْ بَعْدَهُ فَلَا نَدْرِيْ اَشَيْءٌ شَغَلَهُ فِيْ اَهْلِهٖ اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ فَقَالَ حِيْنَ خَرَجَ اِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُوْنَ صَلٰوةً مَا يَنْتَظِرُهَا اَهْلُ دِيْنٍ غَيْرُكُمْ وَلَوْلَا اَنْ يَثْقُلَ عَلٰى اُمَّتِيْ لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ اَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم ایک رات عشا کی نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیر تک انتظار کرتے رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت باہر تشریف لائے جب کہ رات کا ایک تہائی حصہ گذر چکا تھا یا اس کے بعد تشریف لائے معلوم نہیں کہ تشریف آوری میں کیا چیز مانع تھی؟ کوئی خانگی ضرورت تھی یا کچھ اور؟ بہرحال تشریف لا کر ارشاد فرمایا تم لوگ ایک ایسی نماز کا انتظار کر رہے ہو کہ تمہارے علاوہ دیگر مذاہب والوں میں سے کوئی اس وقت نماز کے انتظار میں نہیں ہے اگر میری امت پر بار نہ گذرتا تو میں ان کو اسی وقت اس نماز کو پڑھایا کرتا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مؤذن کو حکم دیا تو مؤذن نے نماز کی تکبیر کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ (مسلم)

٨٠٥/٢٨ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ نَحْوًا مِّنْ صَلَاتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلٰوتِكُمْ شَيْئًا وَكَانَ يُخَفِّفُ الصَّلٰوةَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانچوں نمازوں کو (اوقات کے لحاظ سے) تقریباً تمھاری نمازوں کی طرح ادا فرمایا کرتے تھے اور عشاء کی نماز میں تمہاری نماز کے وقت سے کچھ تاخیر فرمایا کرتے تھے اور نمازوں کو (قرأت کے اعتبار سے) ہلکی پڑھایا کرتے تھے (نہ کہ ارکان کے اعتبار سے) (مسلم)

٨٠٦/٢٩ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الْعَتَمَۃِ فَلَمْ یَخْرُجْ حَتّٰی مَضٰی نَحْوًا مِّنْ شَطْرِ اللَّیْلِ فَقَالَ خُذُوْا مَقَاعِدَکُمْ فَاَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَاَخَذُوْا مَضَاجِعَھُمْ وَاِنَّکُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِیْ صَلٰوۃٍ مَّا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِیْفِ وَسَقَمُ السَّقِیْمِ لَاَخَّرْتُ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

۸۰۷/۳۰ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَّامَ عَنْ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ حَتّٰی یَفُوْتَہٗ وَقْتُھَا فَلَا نَامَتْ عَیْنُہٗ رَوَاہُ ابْنُ عَسَاکِرَ مُرْسَلًا۔

۸۰۸/۳۱ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ وَلَیْسَ عِنْدَ النَّسَائِیِّ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ حَدِیْثُ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۸۰۹/۳۲ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَوِّرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ۔

۸۱۰/۳۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ یُغْفَرْ لَکُمْ۔

(رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ)

وسلم کے ساتھ نماز عشاء پڑھنے کے ارادے سے جمع ہوئے آپ باہر تشریف نہیں لائے یہاں تک کہ تقریباً نصف شب گزر گئی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو تو ہم اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اس وقت نماز پڑھ چکے ہیں اور اپنی اپنی خوابگاہوں میں آرام کر رہے ہیں اور تم جب سے نماز کا انتظار کر رہے ہو، اس وقت سے نماز ہی میں ہو۔ (اور تم کو برابر نماز کا ثواب مل رہا ہے) اور اگر ضعیف کے ضعف کا اور بیمار کی بیماری کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس نماز میں نصف شب تک تاخیر کرتا (ابوداود و نسائی)

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز عشاء سے غافل ہو کر سو گیا اس طرح کہ اس کا وقت گزر جائے تو خدا کرے اس کو نیند نہ آئے (اس کی روایت ابن عساکر نے مرسلاً کی ہے)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر روشنی پھیلنے پر پڑھو کیونکہ یہ بہت بڑے اجر کا باعث ہے (اس کی روایت ترمذی، ابوداود اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر روشنی میں ادا کرو کیونکہ یہ بڑے اجر کا باعث ہے (اس کی روایت طبرانی نے الکبیر میں کی ہے)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر سپیدی پھیلنے پر ادا کرو اس سے تمہارے گناہ بخشے جائیں گے۔ (دیلمی)

۸۱۱/۳۳ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ عَنْ بِلَالٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بِلَالُ اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَاِنَّہٗ خَیْرٌ لَّکُمْ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے بلال! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صبح کی نماز سپیدی پھیلنے پر پڑھو یہ تمہارے لیے بہتر ہے (اس کی روایت طبرانی نے الکبیر میں کی ہے)

۸۱۲/۳۵ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَوَّرَ بِالْفَجْرِ نَوَّرَ اللّٰہُ فِیْ قَبْرِہٖ وَقَلْبِہٖ وَقَبِلَ صَلَاتَہٗ۔ (رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو فجر کی نماز روشنی پھیلنے پر ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو اور اس کے دل کو روشن کر دیتے ہیں اور اس کی نماز قبول فرما لیتے ہیں۔ (دیلمی)

۸۱۳/۳۶ وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ عَلَی الْفِطْرَۃِ مَا اَسْفَرُوْا بِصَلٰوۃِ الْفَجْرِ رَوَاہُ الْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت فطرت اسلام یعنی اسلام کی اصلی حالت پر اس وقت تک قائم رہے گی جب تک وہ فجر کی نماز روشنی پھیلنے پر ادا کرتی رہے (اس کی روایت بزار نے کی ہے اور طبرانی نے بھی الاوسط میں کی ہے۔

۸۱۴/۳۷ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خُدَیْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی یَرَی الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِہِمْ رَوَاہُ الطَّیَالِسِیُّ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز صبح کو اس قدر روشنی پھیلنے پر ادا کرو کہ لوگ اپنے تیروں کے نشانوں کو دیکھ سکیں (طیالسی)

۸۱۵/۳۸ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَوِّرُوْا بِالصُّبْحِ بِقَدْرِ مَا یُبْصِرُ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِہِمْ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صبح کی نماز ادا کرنے میں اس قدر روشنی آنے دو کہ لوگ اپنے تیر کے نشانوں کو دیکھ سکیں (اس کی روایت طبرانی نے الکبیر میں کی ہے)

۸۱۶/۳۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَیْلٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُؤَخِّرُ الْفَجْرَ کَاسْمِہَا رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ۔

حضرت عبداللہ بن محمد بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز فجر میں اس کے نام کی طرح

تاخیر فرماتے تھے (فجر کے معنی یہ ہیں کہ تاریکی پھٹ جائے سفیدی پھیلنے لگے) (اس کی روایت طحاوی نے سند صحیح کے ساتھ کی ہے)

ف : نماز فجر کا وقت طلوع یا انتشار صبح صادق سے ہے علی اختلاف المشائخ۔ انتہا نماز فجر کی شمس کا اول کنارہ طلوع ہونے پر ہے۔ ہمارے علماء کے نزدیک آدمیوں کو ہمیشہ ہر زمان اور ہر مکان میں اسفار یعنی نماز فجر کو خوب روشن کرکے پڑھنا سنّت ہے۔ سوا یوم النحر کے کہ حجاج کرام کو اس دن مقام مزدلفہ میں تغلیس یعنی نماز فجر اندھیرے میں پڑھنی سنّت ہے کَمَا صَرَّحَ بِهٖ فِيْ عَامَّةِ كُتُبِهِمْ

اسفار بالفجر کے بارے میں بے شمار احادیث ہیں) احادیث صریحہ معتبرہ وارد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی ابن حبان اور طبرانی وغیرہ کتب میں مذکور ہے وَلَفْظُ الطَّبْرَانِيْ فَكُلَّمَا اَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ وَلَفْظُ ابْنِ حِبَّانَ كُلَّمَا اَصْبَحْتُمْ بِالصُّبْحِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِاُجُوْرِكُمْ۔ ان الفاظ کا حاصل یہ ہے کہ جس قدر تم اسفار میں مبالغہ کرو گے ثواب زیادہ پاؤ گے اور طبرانی و ابن عدی نے اسی صحابی رسول (یعنی حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ يَا بِلَالُ نَادِ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ الْفَجْرِ حَتّٰى يُبْصِرَ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ مِنَ الْاِسْفَارِ "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے ارشاد فرمایا۔ اے بلال! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فجر کی اذان اس وقت دیا کرو جب لوگ اپنے تیر گرنے کی جگہیں دیکھ لیں بسبب روشنی کے۔ یہ بات اس وقت حاصل ہوگی جب صبح خوب روشن ہو جائے گی جب اذان ایسے وقت میں ہوگی تو نماز تو اس سے بھی زیادہ روشنی میں ہوگی۔ حکمت فقہی اس بات میں یہ ہے کہ اسفار میں تکثیر جماعت ہے جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مطلوب و محبوب ہے۔ اور تغلیس میں تقلیل اور لوگوں کو مشقت میں ڈالنا ہے اور یہ دونوں ناپسند و مکروہ ہیں۔

حد اسفار کیا ہے؟ کتب فقہ بدائع و سراج وہاج سے ثابت ہے کہ وقت فجر کے دو حصے کیے جائیں پہلے حصے میں تغلیس اور دوسرے میں اسفار ہے۔ امام حلوائی اور قاضی امام ابو علی نسفی وغیرہما عامہ مشائخ فرماتے ہیں کہ ایسے وقت میں نماز فجر شروع کی جائے کہ نماز بقراءت مسنونہ ترتیل اور اطمینان کے ساتھ پڑھ لے۔ اس کے بعد اگر کوئی نمازی حالت نماز میں حدث پر متنبہ ہو تو وضو کرکے پھر اسی طرح نماز قراءت مسنونہ ترتیل و اطمینان کے ساتھ پڑھ سکے۔ اور ہنوز آفتاب طلوع نہ کرے (فتاوی رضویہ ج ۲)

۸۱ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ مَا اجْتَمَعَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مَّا اجْتَمَعُوْا عَلَى التَّنْوِيْرِ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کا اتفاق کسی چیز پر اس طرح نہیں ہوا جیسا کہ نماز فجر کے خوب روشنی میں ادا کرنے پر ہوا ہے۔ (طحاوی)

ف : مذکورہ بالا حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز فجر اسفار یعنی سفیدی میں ادا کی جائے اس بارے میں یہ واضح رہے کہ نماز فجر کے ادا کرنے میں اس قدر تاخیر نہ ہو کہ طلوع آفتاب کا شک ہونے لگے بلکہ نماز فجر

کو اسفار یعنی ایسی سفیدی میں ادا کرنا مستحب ہے کہ بہ ترتیل کم و بیش چالیس آیتوں کے ساتھ نماز ختم ہونے پر اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو دوسری مرتبہ نماز فجر اسی طرح ادا کی جا سکے جیسے کہ پہلی مرتبہ ادا کی تھی۔
(ملتقی الابحر)

۸۱۸/۴۱ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا لِمِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلَاتَيْنِ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا بِغَلَسٍ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ ہمیشہ ہر نماز اس کے مستحب وقت پر ادا فرمایا کرتے تھے (البتہ میں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے حج کے موقعہ پر دو نمازیں مغرب اور فجر ان کے مستحب وقت سے ہٹا کر اس طرح ادا فرمائی ہیں) کہ مزدلفہ میں نماز مغرب کو (اس کے مستحب وقت سے ہٹا کر) عشاء کے ساتھ ادا فرمایا اور (اسی طرح) نماز فجر کو اس کے مستحب وقت (اسفار) سے ہٹا کر غلس یعنی تاریکی میں ادا فرمایا۔

۸۱۹/۴۲ وَعَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ فَاَمَرَنِيْ عَلْقَمَةَ اَنْ اَلْزَمَهُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ مُزْدَلِفَةَ وَطَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ اَقِمْ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ هٰذِهٖ لَسَاعَةٌ مَا رَأَيْتُكَ تُصَلِّيْ فِيْهَا قَطُّ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّيْ هٰذِهٖ يَعْنِيْ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلَّا هٰذِهِ السَّاعَةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلَاتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَّقْتِهِمَا صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ مِنْ مُزْدَلِفَةَ وَصَلٰوةَ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَنْزِغُ الْفَجْرُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ
(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حج کو تشریف لائے مجھے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ساتھ ساتھ رہوں مزدلفہ کی رات (جب دسویں ذوالحجہ کی) صبح صادق طلوع ہونے لگی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ اقامت کہو میں نے عرض کیا اے ابو عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں نے کبھی آپ کو اس طرح تاریکی میں نماز فجر ادا کرتے نہیں دیکھا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے ہی اس دن کی نماز فجر کو اس جگہ ایسے وقت پر ہی ادا فرمایا کرتے تھے۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو نمازیں ہیں جو اپنے مستحب وقت سے ہٹا کر ادا کی جاتی ہیں۔ ایک تو مغرب کی نماز ہے جو اپنے مستحب

وقت سے ہٹا کر (عشاء کے ساتھ) اس وقت پڑھی جاتی ہے جب لوگ (عرفات سے) مزدلفہ کو پہنچ جاتے ہیں، اور دوسری نماز فجر ہے جو صبح صادق ہوتے ہی تاریکی میں پڑھی جاتی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح ادا فرماتے ہوئے دیکھا ہے (طحاوی)

۸۲۰/۴۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی رات کی آخری نماز وتر کو قرار دو (مسلم)

ف: اس حدیث میں جو ارشاد ہوا کہ رات کی نمازوں میں آخری نماز وتر ہونی چاہیے تو واضح رہے کہ یہ حکم مستحب ہے اس لیے وتر کے بعد اگر کوئی نماز ادا کرنا چاہے تو ادا کر سکتے ہیں کیونکہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت ادا فرمایا کرتے تھے (اشعۃ اللمعات) ۱۲

۸۲۱/۴۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ بِثَلَاثٍ صِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے میرے دلی دوست نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی ہے (ایک ہر مہینے کے وسط میں) تین روزہ رکھنے کی (جس کو ایام بیض کہتے ہیں) اور دوسرے دو رکعت نماز چاشت ادا کرنے کی (جو نماز چاشت کی کم سے کم مقدار ہے اور آٹھ یا بارہ رکعت نماز چاشت کی پوری مقدار ہے) تیسری وصیت یہ فرمائی کہ میں سونے سے قبل نماز وتر ادا کر لیا کروں (مسلم اور بخاری)

۸۲۲/۴۵ وَعَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحٰرِثِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَرَاَيْتِ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِيْ اَوَّلِ اللَّيْلِ اَمْ فِيْ اٰخِرِهٖ قَالَتْ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِيْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فِيْ اٰخِرِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً قُلْتُ كَانَ يُوْتِرُ اَوَّلَ اللَّيْلِ اَمْ فِيْ اٰخِرِهٖ قَالَتْ رُبَّمَا اَوْتَرَ فِيْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اَوْتَرَ فِيْ اٰخِرِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ

حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ مجھے یہ بتائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنابت کا غسل اول شب میں کیا کرتے تھے یا آخر شب میں؟ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی اوّل شب غسل جنابت فرمایا ہے تو کبھی آخر شب میں۔ میں نے کہا اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین میں آسانی فرما دی ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا اچھا

لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً قُلْتُ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَخْفُتُ قَالَتْ رُبَمَا جَهَرَ بِهِ وَرُبَمَا خَفَتَ قُلْتُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ الْفَصْلَ الْأَخِيْرَ۔

یہ تو فرمائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز وتر اول شب میں ادا فرماتے تھے یا آخر شب میں؟ ام المؤمنین نے جواب دیا کہ کبھی اول شب میں آپ نے وتر ادا فرمائی ہے اور کبھی آخر شب میں، میں نے کہا اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین میں وسعت عطا فرمائی۔ پھر میں نے دریافت کیا اچھا یہ بھی بتائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نماز تہجد میں) قرآن آواز سے پڑھا کرتے تھے یا آہستہ؟ ام المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ کبھی آپ قرآن آواز سے پڑھتے تھے اور کبھی آہستہ میں نے کہا اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے دین میں آسانی کر دی ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ابن ماجہ نے صرف آخری فقرہ روایت کیا ہے)

۸۲۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَّقُوْمَ آخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَّذٰلِكَ أَفْضَلُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو اندیشہ ہو کہ وہ اخیر رات نیند سے نہ اٹھ سکے گا تو وہ اول شب میں نماز وتر ادا کرلے اور جس کو امید ہو کہ وہ آخر شب میں اٹھ سکے گا تو وہ آخر شب میں نماز وتر ادا کرے کیونکہ آخر شب کی نماز میں رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اسی لیے آخر شب میں نماز وتر پڑھنا افضل ہے۔ (مسلم اور امام احمد)

۸۲۴ وَعَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْعَيْزَارِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَأَشَارَ إِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ وَالْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت ولید بن عیزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابوعمرو شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس گھر کے مالک نے ہمیں حدیث سنائی اور (یہ کہہ کر) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اعمال میں کونسا عمل اللہ تعالیٰ کے پاس زیادہ پسندیدہ ہے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز اس کے (مستحب) وقت پر ادا کرنا اور

والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا (اللہ تعالیٰ کے پاس پسندیدہ ہیں) (نسائی)

۸۲۵/۴۸ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا الصَّلٰوةُ اِذَا اَتَتْ وَالْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَيِّمُ اِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفُوًا۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تین چیزیں ہیں کہ ان میں دیر نہ کرو۔ (ایک) نماز کہ جب اس کا (مستحب) وقت ہو جائے (تو پھر اس کی ادائیگی میں دیر نہ کرنا) اور دوسرے جنازہ کہ جب وہ آجائے (تو اس کی نماز میں دیر نہ کرو) اور تیسرے بے شوہر عورت کہ جب اس کو مناسب خاوند مل جائے (تو اس کے نکاح کر دینے میں دیر نہ کرو) (ترمذی شریف)

۸۲۶/۴۹ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً لِوَقْتِهَا الْاٰخِرِ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں (چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز کو ہمیشہ اس کے مستحب وقت پر ادا فرماتے تھے اس لیے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک کسی ایک کو بھی اس کے آخری وقت میں ادا فرمایا (ترمذی)

۸۲۷/۵۰ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَنْتَ اِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ اُمَرَاءُ يُمِيْتُوْنَ الصَّلَاةَ اَوْ يُؤَخِّرُوْنَهَا عَنْ وَقْتِهَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَاِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ حَدِيْثُ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مَنْسُوْخٌ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس زمانہ میں تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جو نمازوں کو (ان کے آداب و شرائط کے لحاظ سے) مردہ کر کے پڑھیں گے یا نمازوں کو ان کے مستحب وقت سے ہٹا کر مکروہ اوقات میں ادا کریں گے میں نے عرض کیا حضور ایسے وقت کے لیے آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نمازوں کو ان کے مستحب وقت پر پڑھا کرو اور اگر اسی نماز کو ان حکام کے ساتھ پھر پاؤ تو دوبارہ باجماعت پڑھ لو کیوں کہ وہ بعد والی نماز تمہارے لیے نفل ہوگی مسلم

ف: علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً والی حدیث ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے منسوخ ہے مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً والی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی ایک رکعت اور اسی طرح غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت مل گئی اور اس نے باقی نماز کو طلوع یا غروب کے بعد ادا کر لیا تو اس کو فجر اور عصر کی پوری پوری نماز مل گئی مَن ادرك ركعة والی یہ حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکور الصدر حدیث سے متعارض ہو رہی ہے کیونکہ من ادرك ركعة والی حدیث میں تاخیر صلوٰۃ کا جواز مذکور ہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکور الصدر حدیث سے تاخیر صلوٰۃ کا عدم جواز ثابت ہے اس لیے ضروری ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں سے کوئی ایک حدیث منسوخ قرار پائے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس وجہ سے منسوخ نہیں ہو سکتی کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ۸۲۷ سے بصراحت ثابت ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پوری عمر شریف میں کبھی کسی نماز میں تاخیر نہیں فرمائی بلکہ ہر نماز کو ہمیشہ اس کے مستحب وقت پر ادا فرمایا ہے اس لیے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکور الصدر حدیث ناسخ ہے اور مَن اَدْرَكَ رَكْعَةً والی حدیث منسوخ۔

مَنْ ادرك رَكْعَةً والی حدیث کے منسوخ ہونے کی تفصیلی بحث اور مزید ناسخ حدیثوں کا ذکر "باب المواقیت" کی حدیث نمبر ۷۰۰ کے فائدہ میں مذکور ہے ملاحظہ فرمایا جائے۔ ۱۲

۸۲۸/۵۱ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ عَلَيْكُمْ بَعْدِيْ اُمَرَآءُ يَشْغَلُهُمْ اَشْيَآءُ عَنِ الصَّلٰوةِ لِوَقْتِهَا حَتّٰى يَذْهَبَ وَقْتُهَا فَصَلُّوا الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُصَلِّيْ مَعَهُمْ قَالَ نَعَمْ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جن کو بروقت نماز ادا کرنے سے ان کی دنیاوی مشغولیات اس طرح مانع ہوں گی کہ نماز کا وقت ہی گذر جائے گا اس لیے تم نماز کو اس کے مستحب وقت پر پڑھ لیا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا میں (علیحدہ بروقت تنہا نماز پڑھ لینے کے بعد) ایسے امیروں کے ساتھ بھی نماز پڑھ لوں؟ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں پڑھ لو۔ (ابوداود)

۸۲۹/۵۲ وَعَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ اَوِ الصُّبْحِ ثُمَّ اَدْرَكَهُمَا فَلَا يُعِيْدُ لَهُمَا غَيْرَ مَا قَدْ صَلَّاهَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَّرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهٗ مَرْفُوْعًا۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے مغرب یا صبح کی نماز تنہا پڑھ لی اور اس کے بعد یہ نمازیں باجماعت مل گئیں تو وہ ان دونوں نمازوں کو پھر دوبارہ نہ پڑھے (اس کی روایت امام مالک نے کی ہے اور دار قطنی

نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح اس حدیث کی روایت مرفوعاً کی ہے)

ف : ایسے زمانہ میں جب کہ حکام نمازوں میں تاخیر کرکے نمازوں کو مکروہ اوقات میں ادا کرتے ہوں تو مناسب یہ ہے کہ نمازیں تنہا مستحب اوقات میں ادا کرلی جائیں اور پھر حکام کے ساتھ نماز با جماعت میں نفل کی نیت سے شریک ہوجائیں، یہ واضح رہے کہ نفل کی نیت سے شرکت صرف ظہر اور عشاء کی حد تک رہے گی کیونکہ فجر اور عصر کے بعد نفل نمازیں جائز نہیں اور تنہا مغرب پڑھ لینے کے بعد نفل کی نیت سے مغرب کی نماز میں شرکت اس لیے ناجائز ہے کہ نفل نماز تین رکعت والی نہیں ہوا کرتی، اگر ایک رکعت کے اضافہ سے نفل کی چار رکعتیں پوری کرلی جائیں تو امام کی نماز کے خلاف ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ تنہا مغرب پڑھ لینے کے بعد نفل کی نیت سے مغرب کی جماعت میں شریک ہونا ناجائز ہے اگرچہ کہ مغرب کی نماز کے بعد نفل نمازیں ادا کرسکتے ہیں (اشعۃ اللمعات)

۸۳۰/۵۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِیَ صَلَاۃً اَوْ نَامَ عَنْھَا فَکَفَّارَتُھَا اَنْ یُّصَلِّیَھَا اِذَا ذَکَرَھَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا کَفَّارَۃَ لَھَا اِلَّا ذٰلِکَ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی نماز کو بھول جائے یا اس نماز کو ادا نہ کرکے سوئے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ نماز جب یاد آئے (اور وہ مکروہ وقت نہ ہو) اسی وقت ادا کرلے اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کا کفارہ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ (بخاری اور مسلم)

ف : اس حدیث میں مذکور ہے کہ جو شخص کسی نماز کو بھول جائے یا نیند کی وجہ سے نماز ادا نہ کرسکے اور اس نماز کا وقت گذر جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب وہ اس نماز کو یاد کرے اُسی وقت پڑھ لے اس لیے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استدلال کیا ہے کہ ممنوعہ اوقات میں قضا نمازوں کا ادا کرنا اس لیے جائز ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ جب نماز یاد آجائے پڑھ لے۔ چونکہ نماز ممنوعہ اوقات میں یاد آئی ہے۔ اس لیے ممنوعہ اوقات میں ہی نماز ادا ہونی چاہیے یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے لیکن ہمارے پاس ان اوقات ممنوعہ میں فوت شدہ نماز یاد بھی آجائے تو اس کا ان اوقات میں ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ وہ نماز قضاء ہو یا ادا ہو یا نفل۔ اس حدیث سے ہمارے پاس فوت شدہ نماز کے یاد آتے ہی اس کا وجوب ثابت ہوتا ہے نہ کہ اس نماز کا اسی وقت ادا کرنا، اور چونکہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ ممنوعہ اوقات کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے فوت شدہ نمازوں کو ممنوعہ اوقات میں ادا نہیں کیا جائے گا بلکہ ممنوعہ اوقات کے بعد وہ نمازیں ادا ہوں گی اور یہی وہ صورت ہے جس سے دونوں حدیثوں پر عمل ہوجاتا ہے اس کے برخلاف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث پر عمل کرکے ممنوعہ اوقات میں فوت شدہ نمازوں کے یاد آتے ہی

فوراً انہی اوقات میں نمازیں ادا کرلی جائیں تو اس حدیث پر عمل ہو جاتا ہے مگر ممنوعہ اوقات والی حدیث پر عمل نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں ہمارے قول کی تائید حدیث تعریس سے بھی ہوتی ہے جو آگے آرہی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم راستہ میں آرام فرما ہوئے یہاں تک کہ سورج نکل پڑا اور نماز فجر قضاء ہو گئی۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ فوراً سب اس جگہ سے کوچ کریں چنانچہ آگے جاکر سورج کے بلند ہونے کے بعد فوت شدہ نماز فجر ادا کی گئی۔ اگر ممنوعہ اوقات میں نماز کے یاد آنے ہی نماز کا اسی وقت پڑھ لینا جائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس موقع پر طلوع آفتاب کے ساتھ ہی نماز پڑھ کر آگے کوچ فرماتے لیکن حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا نہیں فرمایا جو حنفی مسلک پر قوی دلیل ہے (عمدۃ القاری) ۱۲

۸۳۱/۵۴ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ فِی النَّوْمِ تَفْرِیْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِیْطُ فِی الْیَقْظَۃِ فَاِذَا نَسِیَ اَحَدُکُمْ صَلٰوۃً اَوْ نَامَ عَنْہَا فَلْیُصَلِّہَا اِذَا ذَکَرَہَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (کسی وقت) نیند کی وجہ سے (کسی نماز کا وقت گذر جائے) تو کوئی قصور نہیں (بروقت نماز نہ پڑھنے کا گناہ تو نہیں ہوگا۔ مگر نماز کی قضاء ضروری ہوگی) البتہ بیداری میں (کسی وجہ سے کوئی نماز فوت ہوجائے) تو (ایسا شخص) قصور وار ہوگا (کہ اس نماز کی قضا بھی لازم ہوگی اور گناہ بھی ہوگا) اس لیے تم میں سے کوئی شخص کسی نماز کو بھول جائے یا اتنی دیر سو یا رہے کہ اس نماز کا وقت گذر جائے تو جب یاد آجائے (اور مکروہ وقت نہ ہو) نماز ادا کرلے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" میرے (خوف) سے جب نماز یاد آجائے تو ادا کرلیا کرو۔ (مسلم)

۸۳۲/۵۵ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ اَوْ نَسِیَہٗ فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَ وَاِذَا اسْتَیْقَظَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وتر پڑھے بغیر سو جائے یا وتر پڑھنا بھول جائے تو وہ وتر کو اس وقت پڑھ لے جب یاد آجائے یا جب نیند سے بیدار ہو (اور مکروہ وقت نہ ہو) (ترمذی، ابو داؤد اور ابن ماجہ)

ف: اس حدیث میں وتر کے فوت ہوجانے پر ارشاد ہو رہا ہے فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَ یعنی جب نماز وتر یاد آجائے تو پڑھ لے اور یہی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ۸۳۰ میں فرض نماز کے بھول جانے پر بھی اسی قسم کے الفاظ وارد ہیں اور وہ یہ ہیں اَنْ یُّصَلِّیَہَا اِذَا ذَکَرَہَا یعنی جب نماز کو یاد کرلے تو

اسی وقت پڑھ لے، جب وتر کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جیسے فرض نماز کے لیے تو اس سے وتر کا وجوب ثابت ہوتا ہے ۱۲

۸۳۳/۵۶ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ خَيْبَرَ اَسْرٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اِكْلَاْ لَنَا الصُّبْحَ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ وَكَلَاَ بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اسْتَنَدَ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ وَهُوَ مُقَابِلُ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَلَا اَحَدٌ مِّنَ الرَّكْبِ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَ بِنَفْسِيْ الَّذِيْ اَخَذَ بِنَفْسِكَ قَالَ اِقْتَادُوْا فَبَعَثُوْا رَوَاحِلَهُمْ فَاقْتَادُوْا شَيْئًا ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ ثُمَّ قَالَ حِيْنَ قَضَى الصَّلٰوةَ مَنْ نَّسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّمُسْلِمٌ وَّقَالَ عُلَمَاءُ نَا اِنَّ اقْتِيَادَهُمْ وَخُرُوْجَهُمْ مِّنْ ذٰلِكَ الْوَادِيْ كَانَ لِاَنَّهٗ اِنْتَبَهَ حِيْنَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَمِنَ السُّنَّةِ اَنْ لَّا يُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوْعِهَا وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَلَا يَجُوْزُ اَدَاءُ الْفَائِتَةِ فِي السَّاعَاتِ الَّتِيْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْهَا وَخَصَّ الذِّكْرَ بِالذِّكْرِ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ۔

حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب خیبر سے واپس ہوئے تو رات بھر چلتے رہے، یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ باقی رہ گیا تو آرام کے لیے ایک مقام پر اتر پڑے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم بیدار رہ کر صبح کی نماز کے لیے ہم کو بیدار کر دو، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سو گئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں تک ہو سکا بیدار رہے، پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری سے ٹیک لگا کر مشرق کی طرف رُخ کر کے بیٹھے رہے یہاں تک کہ ان کو بھی نیند آ گئی اور دھوپ آنے تک نہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہو سکے اور نہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نہ کوئی صحابی قافلہ سے جاگ سکے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے اٹھے اور فرمایا اے بلال! حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی اسی نے سلا دیا جس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو سُلا دیا تھا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کجاوے کسو اور یہاں سے چلو تو سب نے اپنی اپنی سواریوں کو اٹھایا کجاوے کس دیئے اور کچھ دور چلے (اور جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو گیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کی دو سنتیں اطمینان کے ساتھ ادا فرمائیں

اور

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ

کو اقامت کا حکم دیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت کہی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب کو نماز صبح کی قضا پڑھائی اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی نماز کو (اس طرح) بھول جائے (کہ نماز قضا ہو گئی) تو وہ فوت شدہ نماز کی قضا اس وقت ادا کرلے جب اس کو یاد آجائے (اور وہ مکروہ وقت نہ ہو) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" (جب نماز یاد آجائے تو پڑھ لیا کرو) (اس آیت کا ترجمہ للذکری رار کے فتح اور الف مقصورہ کی قراءت کے لحاظ سے ہے جس کی تحقیق ذیل کے فائدہ نمبر (۱) میں آرہی ہے) (اس کی روایت امام مالک اور مسلم نے کی ہے)

ف: واضح ہو کہ "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" میں دو قراءت ہیں ایک لِذِکْرِیْ (رار کے زیر اور یار متکلم کے ساتھ) اور دوسرے لِلذِّکْرٰی (رار کے زبر اور الف مقصورہ کے ساتھ) ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ۸۳۲ میں پہلی قراءت لِذِکْرِیْ کے لحاظ سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ۸۳۳ میں دوسری قراءت لِلذِّکْرٰی کے لحاظ سے ترجمہ کیا گیا ہے تحقیق یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں اس آیت سے جو استدلال فرمایا ہے۔ وہ دوسری قراءت کی بناء پر ہے جو راوی کے تصرف سے لِذِکْرِیْ ہو گیا ہے۔ چنانچہ ابو داؤد نے اسی روایت میں لِلذِّکْرٰی کہا ہے اور ابن شہاب جن کو زہری کہا جاتا ہے اور جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ بھی لِلذِّکْرٰی کی قراءت پڑھا کرتے تھے

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی سواریوں کو اس مقام سے لے کر چلے یہاں تک کہ اس وادی سے باہر ہو گئے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ فوت شدہ نماز کو وہیں ادا کرتے اور پھر روانہ ہوتے، ایسا نہ کرکے وہاں سے روانہ ہوئے اور نماز اس وقت ادا فرمائی جب کہ آفتاب ایک نیزہ بلند ہو چکا تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ممنوعہ اوقات میں نماز یاد آتے ہی نماز نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ ممنوع وقت گذرنے کے بعد فوت شدہ نماز کو ادا کرنا چاہیئے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ (عمدۃ القاری) ۱۲

۸۳۴/۵۷ وَعَنْ شُعْبَۃَ قَالَ سَأَلْتُ الْحَکَمَ وَحَمَّادًا عَنِ الرَّجُلِ یَنَامُ عَنِ الصَّلٰوۃِ فَیَسْتَیْقِظُ وَقَدْ طَلَعَ مِنَ الشَّمْسِ شَیْءٌ قَالَا لَا یُصَلِّیْ حَتّٰی تَنْبَسِطَ الشَّمْسُ۔ (رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرات حکم اور حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو سوتا رہا یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت گذر گیا اور ایسے وقت بیدار ہوا کہ آفتاب کا کچھ حصہ طلوع ہو چکا تھا۔ دونوں نے جواب دیا کہ وہ اس

وقت تک نماز نہ ادا کرے جب تک کہ آفتاب بلند نہ ہو جائے (امام طحاوی)

۸۳۵/۵۸ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَّسِيَ صَلٰوةً فَلَمْ يَذْكُرْهَا اِلَّا وَهُوَ مَعَ الْاِمَامِ فَسَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَلْيُعِدِ الَّتِيْ نَسِيَ ثُمَّ لِيُعِدِ الَّتِيْ صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ وَالْخَطِيْبُ نَحْوَهٗ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا (صاحب ترتیب) شخص جو کسی نماز کو بھول جائے اور اس قضاء نماز کو ادا کئے بغیر دوسری نماز میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے (فوت شدہ نماز جماعت میں شریک ہونے تک یاد نہ آئی اور شریک ہونے کے بعد یاد آگئی) اور اس نے امام کے ساتھ پوری نماز ادا کی اور سلام پھیرا (اب) اس کا حکم یہ ہے کہ) نماز با جماعت سے فراغت کے بعد پہلے اس فوت شدہ نماز کو ادا کرے جس کو بھول گیا تھا اور اس نماز کو دہرائے جس کو امام کے ساتھ پڑھا ہے (دار قطنی بیہقی، طبرانی اور خطیب)

ف: یہ حدیث اور اس کے بعد والی حدیثیں صاحب ترتیب کے احکام سے متعلق ہیں جو فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا چاہتا ہے۔ اس بارے میں مذہب حنفی یہ ہے وقتیہ نماز صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ قضاء نماز کے لیے ادا کی جائے کیونکہ صاحب ترتیب کے لیے اس طرح فرض ہے کہ وہ پہلے قضا نماز ادا کرے پھر وقتی نماز ادا کرلے، اس کی وضاحت نہایت شرح و بسط سے ابن الہمام نے فتح القدیر اور صاحب بحر الرائق نے شرح المنار میں کی ہے۔ تفصیل کے لیے ان کتب کا مطالعہ کیا جائے۔ ۱۲

۸۳۶/۵۹ وَعَنْ حَبِيْبٍ وَّكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَنَسِيَ الْعَصْرَ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ هَلْ رَاَيْتُمُوْنِيْ صَلَّيْتُ الْعَصْرَ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا صَلَّيْتَهَا فَاَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَاَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَنَقَضَ الْاُوْلٰى ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ ۔

حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی ہیں ان سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز مغرب ادا فرمائی اور نماز عصر ادا کرنا بھول گئے تھے۔ (غالباً یہ واقعہ کسی جنگ کا ہے) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے مجھے نماز عصر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آپ نے نماز عصر نہیں پڑھی ہے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مؤذن کو حکم دیا تو مؤذن نے اذان دی پھر اقامت کہی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی اور عصر کے بغیر جو مغرب کی نماز پڑھی گئی تھی اس کو شمار میں نہ لا کر دوبارہ نماز مغرب

ادا فرمائی (امام احمد، طبرانی اور ابو نعیم)

۸۳۷/۶۰ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُّ اُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَنَزَلْنَا اِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَضَّأْنَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَصَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین قریش کو خندق کی لڑائی کے موقع پر برا بھلا کہنے لگے اور وجہ یہ بتائی کہ یا رسول اللہ! میں آفتاب غروب ہونے کے قریب تک نماز عصر ادا نہ کر سکا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا میں نے بھی نماز عصر نہیں پڑھی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم بطحان کی وادی میں اترے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور ہم سب نے بھی وضو کیا (اور اس وقت تک) آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے نماز عصر ادا فرمائی اور اس کے بعد نماز مغرب پڑھی (بخاری اور مسلم)

۸۳۸/۶۱ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ فِيْ رَجُلٍ نَّسِيَ الظُّهْرَ فَذَكَرَهَا وَهُوَ فِي الْعَصْرِ قَالَ يَنْصَرِفُ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ ثُمَّ يُصَلِّي الْعَصْرَ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُن سے (صاحب ترتیب) شخص کے متعلق (دریافت کیا گیا) جو نماز ظہر بھول گیا ہو، اور عصر کی نماز میں شریک ہو گیا اور اس کو نماز عصر میں ظہر کی نماز یاد آگئی تو حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ عصر کو توڑ دے اور ظہر کی نماز پہلے پڑھ لے۔ اس کے بعد عصر ادا کرے (امام طحاوی)

۸۳۹/۶۲ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَّامَ عَنْ وِّتْرِهٖ فَلْيُصَلِّ اِذَا اَصْبَحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا وَّقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ يَعْنِيْ قَبْلَ فَرْضِ الصُّبْحِ اِذَا كَانَ صَاحِبَ تَرْتِيْبٍ اِنْ اَمْكَنَ وَاِلَّا فَبَعْدَهٗ وَلَوْ اٰخِرَ الْعُمْرِ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز وتر نہ پڑھ کر سو جائے اور رات میں ادا نہ کر سکے اور وہ صاحب ترتیب ہے) تو وہ وتر کو صبح صادق ہونے کے بعد (نماز فجر کے پہلے) پڑھ لے (اس کی روایت ترمذی نے مرسلاً کی ہے)۔

ف: اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ صاحب ترتیب کے لیے جس طرح فرض نمازوں کی قضاء کے موقع پر قضاء اور وقتیہ نمازوں کے درمیان ترتیب کا قائم رکھنا فرض ہے (کہ وہ پہلے قضاء ادا کرے پھر وقتیہ نماز) اسی طرح صاحب ترتیب کے لیے یہ بھی فرض ہے کہ وتر اور فرض نمازوں کے درمیان ترتیب قائم رکھے مثلاً کسی صاحب کی نماز وتر فوت ہو گئی اور فجر کا وقت شروع ہو گیا تو ایسے صاحب ترتیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے وتر کی قضاء پڑھے پھر فجر کے فرض ادا کرے یہ مضمون شرح وقایہ سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

۵۴۳ وَعَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ شَغَلُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ يَّوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ حِبَّانَ وَالْبَزَّارُ نَحْوَهُ۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرکین نے خندق کی لڑائی کے موقع پر چار نمازوں سے روک رکھا تھا (اس لیے چار نمازیں ادا نہ کر سکے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں جہاں تک منظور تھا رات کا کچھ حصہ گذر گیا۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان دی پھر اقامت کہی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ظہر ادا فرمائی، پھر اقامت ہوئی اور نماز عصر ادا فرمائی پھر اقامت ہوئی اور مغرب ادا فرمائی پھر اقامت ہوئی اور عشاء کی نماز ادا فرمائی (ترمذی، نسائی، ابن حبان اور بزار نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

وَقَالَ عُلَمَاءُنَا بِهٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ احْتَجَّ أَصْحَابُنَا فِيْ فَرْضِيَّةِ التَّرْتِيْبِ بَيْنَ الْوَقْتِيَّاتِ وَالْفَوَائِتِ وَبَيْنَ الْفَوَائِتِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ۔

ہمارے علماء نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے کہ صاحب ترتیب کے لیے وقتیہ نمازوں اور قضاء نمازوں کے درمیان ترتیب کا قائم رکھنا فرض ہے اس طرح کہ پہلے قضاء نماز ادا کی جائے پھر وقتیہ اور اسی طرح قضاء نمازوں کے درمیان بھی ترتیب کا لحاظ رکھنا فرض ہے۔

ف: اگر کسی صاحب ترتیب کی نماز صبح فوت ہو جائے اور وہ ظہر تک اس کو ادا نہ کر سکے تو وہ ظہر کے وقت پہلے نماز فجر ادا کرے اور اس کے بعد نماز ظہر ادا کرے، اور اسی طرح کسی صاحب ترتیب کی فجر اور ظہر دونوں قضا ہوں تو اس کو چاہیے کہ پہلے فجر کی قضا ادا کرے پھر ظہر کی قضا ادا کرے۔ صاحب ترتیب کے بارے میں مزید توضیح یہ ہے کہ کسی شخص کی دو یا تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہو گئیں اور ان نمازوں کے سوا اس کے ذمہ کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں ہے یعنی عمر میں سن بلوغ سے کبھی کوئی نماز فوت نہیں ہوئی اور اگر فوت ہوئی تو اس کی قضا کر لی ایسا شخص صاحب ترتیب ہے اور ایسے شخص کے لیے ادا نماز کا پڑھنا اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ وہ ان پانچوں فوت شدہ نمازوں کی قضاء نہ پڑھ لے اور ایسا شخص ان فوت شدہ نمازوں میں بھی لازمًا ترتیب رکھے گا۔ یعنی جو نماز سب سے اول فوت ہوئی ہے پہلے اس کی قضاء پڑھے، پھر اس کے بعد والی، پھر اس کے بعد والی اس طرح ترتیب سے پانچوں کی قضا پڑھے مثلاً کسی سے دن بھر کی پانچوں نمازیں فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا فوت ہو گئیں تو یہ صاحب ترتیب ہونے کی وجہ سے پہلے فجر، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب اور پھر عشا ترتیب سے پڑھے، اگر اس نے پہلے فجر کی قضاء نہیں پڑھی بلکہ ظہر

کی قضا پڑھ لی یا عصر کی قضا کی یا ان پانچوں نمازوں میں سے بلالحاظ ترتیب کوئی اور نماز ادا کرلی تو یہ نماز درست نہیں ہوئی اور اس شخص کے لیے اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔ البتہ کسی شخص کی چھ نمازیں فوت ہوجائیں تو ایسا شخص صاحب ترتیب نہیں رہا۔ اب وہ ان فوت شدہ نمازوں کی قضا سے پہلے ادا نماز پڑھ سکتا ہے اور ایسے شخص کے لیے فوت شدہ نمازوں میں بھی ترتیب ضروری نہیں ہے ۱۲

بَابُ فَضَائِلِ الصَّلٰوةِ

باب فضائل الصلاة

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔
ترجمہ: "نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی"
(کنزالایمان پ۲ سورہ البقرہ آیت ۲۳۹)

ف: یعنی پنجگانہ فرض نمازوں کو ان کے اوقات پر ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرتے رہو۔ اس آیت میں پانچوں نمازوں کی فرضیت کا بیان ہے۔ اولاد و ازواج کے مسائل واحکام کے درمیان نماز کا ذکر فرمانا اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ ان کو ادائے نماز سے غافل نہ ہونے دو۔ نماز کی پابندی سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے جس کے بغیر معاملات کا درست ہونا متصور نہیں ہے ۔

ف: حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ اور جمہور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مذہب یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے۔ اور احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں ۔

۸۴۱ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمارۃ بن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر وہ شخص جو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے قبل کی نمازوں یعنی فجر اور عصر کو پابندی سے ادا کرتا ہو وہ ہرگز جہنم میں داخل نہ ہوگا۔
(مسلم شریف)

۸۴۲ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دونوں ٹھنڈے وقت کی نمازوں کو پڑھتا رہتا ہے (وہ بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوگا) ٹھنڈے وقت

کی نمازوں سے مراد فجر اور عصر یا فجر اور عشاء ہیں)

(بخاری و مسلم)

۴۴۳ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ بِاللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس باری باری رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے (بندوں کے اعمال لکھنے اور لے جانے کے لیے) آتے رہتے ہیں اور وہ فجر کی نماز میں اور عصر کی نماز میں یکجا جمع ہوتے ہیں (فجر کے وقت اس لیے جمع ہوتے ہیں کہ ان میں ایک جماعت رات کے اعمال لے جاتی ہے اور دوسری جماعت دن کے اعمال لکھنے کے لیے آتی ہے اور اسی طرح عصر کے وقت جمع ہو کر ایک جماعت تو دن کے اعمال لے جاتی ہے اور دوسری جماعت رات کے اعمال لکھنے کے لیے آتی ہے) پھر وہ فرشتے جو تمہارے پاس رات گذارتے ہیں وہ اوپر جاتے ہیں تو ان سے پروردگار عالم باوجودیکہ اپنے بندوں کے حالات سے ان سے زیادہ باخبر ہیں دریافت فرماتے ہیں کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ ہم ان کو اس حالت میں چھوڑ آئے کہ وہ نماز (فجر) پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تو نماز (عصر) پڑھ رہے تھے (بخاری اور مسلم)

۴۴۴ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان دینے میں کیا ثواب ہے؟ اور نماز کی پہلی صف میں کیا اجر ہے؟ (تو ایک دوسرے پر سبقت کرتے اور ہر ایک چاہتا کہ خود اذان دے اور پہلی صف میں جگہ حاصل کرے) تو اس کے تصفیہ کے لیے قرعہ اندازی کی ضرورت پڑتی اور اگر لوگ جانتے کہ ہر نماز کو اس کے مستحب وقت میں ادا کرنے کے لیے (بہت سویرے مسجد کو پہنچ جانے میں کیا اجر ہے؟ تو (اس فضیلت کو حاصل

کرنے کے لیے مسجدوں کی جانب دوڑتے ہوئے آتے اور اگر اُن کو معلوم ہوتا کہ عشاء اور صبح کی نماز میں کیا فضیلت ہے؟ تو ان دونوں نمازوں کے لیے (مسجدوں کی جانب کسی وجہ سے چل نہ سکتے ہوں تو) سرین کے بل زمین پر گھسٹتے ہوئے آتے۔ (بخاری و مسلم)

۸۴۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ صَلٰوةٌ اَثْقَلُ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منافقین پر کوئی نماز فجر اور عشاء سے بڑھ کر دشوار نہیں اور اگر یہ جانتے کہ ان دونوں نمازوں کے لیے (مسجد کو آنے میں) کیا فضیلت ہے؟ تو وہ (کسی وجہ سے چل نہ سکتے تو) سُرین کے بل زمین پر گھسٹتے ہوئے آتے (بخاری و مسلم)

۸۴۶ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نمازِ عشاء باجماعت ادا کی تو گویا وہ آدھی رات تک عبادت میں مشغول رہا اور جس نے نماز فجر باجماعت ادا کی تو گویا وہ پوری رات نماز میں رہا (مسلم شریف)

۸۴۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اِسْمِ صَلَاتِكُمُ الْمَغْرِبِ قَالَ وَتَقُوْلُ الْاَعْرَابُ هِيَ الْعِشَاءُ وَقَالَ لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اِسْمِ صَلَاتِكُمُ الْعِشَاءَ فَاِنَّهَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ الْعِشَاءُ فَاِنَّهَا تُعْتِمُ بِحِلَابِ الْاِبِلِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم ہرگز نماز مغرب کو دیہاتی عربوں کی طرح عشاء نہ کہا کرو، راوی یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ دیہاتی عربوں کی طرح نماز عشاء کو (عتمہ) نہ کہا کرو کیونکہ قرآن میں اس نماز کا نام عشاء ہے (دیہاتی عرب عشاء کو عتمہ اس وجہ سے کہا کرتے تھے کہ) اُس وقت اونٹوں کا دودھ دوہا جاتا تھا (جس کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل جاہلیت سے تشبیہ کی بنا پر منع فرمادیا اور بعض حدیثوں میں عشاء کو جو عتمہ کہا گیا ہے وہ اس نہی سے پہلے کا واقعہ ہے جو اس حدیث سے منسوخ ہوگیا) (مسلم)

۸۴۸ وَعَنْ جُنْدُبِ الْقَسْرِيِّ قَالَ قَالَ

حضرت جندب قسری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃَ الصُّبْحِ فَھُوَ فِیْ ذِمَّۃِ اللّٰہِ فَلَا یَطْلُبَنَّکُمُ اللّٰہُ مِنْ ذِمَّتِہٖ بِشَیْءٍ فَاِنَّہٗ مَنْ یَّطْلُبْہُ مِنْ ذِمَّتِہٖ بِشَیْءٍ یُّدْرِکْہُ ثُمَّ یَکُبُّہٗ عَلٰی وَجْھِہٖ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَّفِیْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِیْحِ الْقُشَیْرِیِّ بَدْلُ الْقَسْرِیِّ۔

ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز فجر (جماعت کے ساتھ) پڑھی تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور امان میں آ گیا (تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے بدسلوکی نہ کریں کیونکہ ایسے امن دیئے ہوئے شخص سے بدسلوکی کرنا اللہ تعالیٰ کے اس امن کو توڑنا ہے جو اس نمازی کو ملا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قاعدہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے امن کو توڑنے کی وجہ سے جس کسی سے وہ کچھ بھی مؤاخذہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کو پکڑ لیتے ہیں اور منہ کے بل اس کو جہنم کی آگ میں جھونک دیتے ہیں (ایسا ہی جو امن دیئے ہوئے نمازی کو ایذا دے گا تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈال دیں گے (مسلم شریف) اور مصابیح کے بعض نسخوں میں راوی کے نام کے ساتھ قسری کی بجائے قیشری آیا ہے)

۸۴۹/۹ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا قَالَ تَشْھَدُہٗ مَلَائِکَۃُ اللَّیْلِ وَمَلَائِکَۃُ النَّھَارِ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قول باری تعالیٰ "اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا" (بے شک صبح کی نماز فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے) کے متعلق فرمایا کہ صبح کی نماز کے وقت رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں (ترمذی)

۸۵۰/۱۰ وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ غَدَا اِلٰی صَلٰوۃِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَایَۃِ الْاِیْمَانِ وَمَنْ غَدَا اِلَی السُّوْقِ غَدَا بِرَایَۃِ اِبْلِیْسَ۔

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص نماز صبح کے لیے نکلتا ہے تو وہ ایمان کا پرچم لے کر نکلتا ہے (کہ یہ اس کے ایمان کی علامت ہے) اور جو شخص (بغیر نماز پڑھے) بازار کو جاتا ہے تو وہ ابلیس کا پرچم لیے ہوئے جاتا ہے (ابن ماجہ)

۸۵۱/۱۱ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ سُلَیْمَانَ بْنِ اَبِیْ حَثْمَۃَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدَ سُلَیْمَانَ بْنَ اَبِیْ حَثْمَۃَ فِیْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ وَاَنَّ عُمَرَ غَدَا اِلَی السُّوْقِ وَکَانَ مَنْزِلُ سُلَیْمَانَ بَیْنَ السُّوْقِ وَالْمَسْجِدِ فَمَرَّ عُمَرُ عَلٰی اُمِّ سُلَیْمَانَ

حضرت ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو نماز صبح میں موجود نہ پایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار کی طرف نکلے اور سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر بازار اور مسجد کے درمیان تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ

الشِّفَاءَ فَقَالَ لَمْ اَرَ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ فَقَالَتْ بَاتَ يُصَلِّيْ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَقَالَ عُمَرُ لِاَنْ اَشْهَدَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَقُوْمَ لَيْلَةً۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

نماان کی ماں جن کا نام شفاء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تھا ان سے ملتے ہوئے گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی ماں سے پوچھا کہ آج میں نے سلیمان کو صبح کی نماز میں نہیں دیکھا ہے ان کی ماں شفاء نے جواب دیا کہ آج سلیمان رات بھر نماز پڑھتے رہے (اور صبح کی نماز کے وقت) ان پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور وہ سو گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمام رات عبادت میں گذارنے سے میرے پاس بہتر یہ ہے کہ میں نماز صبح کی جماعت میں حاضر رہوں (امام مالک)

۸۵۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى صَلٰوةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْ جَمَاعَةٍ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحُلْيَةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔ ۱۲

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے پاس فضیلت والی نماز جمعہ کے دن کی فجر کی نماز ہے جو جماعت کے ساتھ ادا کی جائے (اس کی روایت ابو نعیم نے حلیۃ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

۸۵۳ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْهَجِيْرِ مِنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ رَوَاهُ ابْنُ نَصْرٍ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ۔ ۱۳

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ظہر کی نماز فضیلت میں رات کی نماز (یعنی تہجد) کی طرح ہے (اس کی روایت ابن نصر نے کی ہے اور طبرانی نے بھی الکبیر میں اس کی روایت کی ہے۔

۸۵۴ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَاَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا۔ ۱۴

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خندق کی لڑائی کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ مشرکین نے ہم کو صلوٰۃ الوسطیٰ یعنی نماز عصر سے روک رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے (بخاری اور مسلم)

۸۵۵ وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ نَشْغَلُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى كَرُبَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَغِيْبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ ۱۵

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم احزاب یعنی خندق کی لڑائی میں مشغول تھے تو کفار نے ہم کو نماز عصر سے باز رکھا یہاں تک کہ قریب تھا کہ آفتاب ڈوب جائے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد

اَمْلَأَ قُلُوْبَ الَّذِیْنَ شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی نَارًا وَّ اَمْلَأَ بُیُوْتَھُمْ نَارًا اَوْ اَمْلَأَ قُبُوْرَھُمْ نَارًا قَالَ عَلِیٌّ کُنَّا نَرٰی اَنَّھَا صَلٰوۃُ الْفَجْرِ۔

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

۸۵۶/۱۶ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الْوُسْطٰی صَلٰوۃُ الْعَصْرِ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

۸۵۷/۱۷ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ اَقْبَلَ حَتّٰی نَزَلَ دِمَشْقَ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ کُلْثُمِ الدَّوْسِیِّ فَاَتَی الْمَسْجِدَ فَجَلَسَ فِیْ غَرْبِیِّہٖ فَتَذَاکَرُوا الصَّلٰوۃَ الْوُسْطٰی فَاخْتَلَفُوْا فِیْھَا فَقَالَ اخْتَلَفْنَا فِیْھَا کَمَا اخْتَلَفْتُمْ وَنَحْنُ بِفِنَاءِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْنَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ اَبُوْ ھَاشِمِ بْنُ عُتْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَقَالَ اَنَا اَعْلَمُ لَکُمْ ذٰلِکَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ جَرِیًّا عَلَیْہِ فَاسْتَاْذَنَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَیْنَا فَاَخْبَرَنَا اَنَّھَا صَلٰوۃُ الْعَصْرِ۔

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

فرمایا کہ اے اللہ! جن لوگوں نے ہم کو صلوٰۃ الوسطیٰ (نماز عصر) سے باز رکھا ہے ان کے دلوں میں آگ بھر دے اور ان کے گھروں کو بھی آگ سے بھر دے اور ان کی قبروں کو بھی آگ سے بھر دے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے نماز فجر مراد ہے (مگر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے) (امام طحاوی)

حضرت ابن مسعود اور حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ان دونوں حضرات نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صلوٰۃ الوسطیٰ نماز عصر ہے۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دمشق آکر ابو کلثم دوسی کے گھر فروکش ہوئے پھر مسجد کو تشریف لائے اور مسجد کے غربی جانب ایک جگہ بیٹھ گئے (وہاں دیکھا کہ) لوگ صلوٰۃ وسطیٰ کا باہم تذکرہ کرتے ہوئے اس کے متعلق آپس میں اختلاف کر رہے ہیں یہ سن کر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم کو بھی صلوٰۃ وسطیٰ کے متعلق اختلاف ہوا تھا جس طرح کہ آپ حضرات کے درمیان صلوٰۃ وسطیٰ کے تعین میں اختلاف ہو رہا ہے کہ وہ کونسی نماز ہے؟ اور اس وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور ہماری مجلس میں اس وقت ایک باخدا بزرگ ابو ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس موجود تھے ابو ہاشم نے کہا کہ میں اس مسئلہ کو آپ لوگوں کے لیے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معلوم کر کے آتا ہوں یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور وہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جرأت سے حاضر ہو جایا کرتے تھے، انھوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور اندر گئے، پھر ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم کو خبر دی کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔ (امام طحاوی)

۸۵۸ / ۱۷ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيْبَةَ الطَّائِفِيِّ أَنَّهٗ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى فَقَالَ سَأَقْرَأُ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ حَتّٰى تَعْرِفَهَا أَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ كِتَابِهٖ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ الظُّهْرُ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ الْمَغْرِبُ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ثَلٰثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ الْعَتَمَةُ وَيَقُوْلُ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا الصُّبْحُ ثُمَّ قَالَ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ هِيَ الْعَصْرُ هِيَ الْعَصْرُ.

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت عبد الرحمٰن بن لبیبہ طائفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلوٰۃ وسطیٰ کے متعلق سوال کیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تم کو قرآن پڑھ کر سناتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ صلوٰۃ وسطیٰ کونسی نماز ہے؟ سنو! کیا اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں نہیں فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ "(نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے) یہ مغرب کی نماز ہے اِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ (رات کی اندھیری تک) یہ مغرب کی نماز ہے وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ثَلٰثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ (تمہاری خلوت کے تین وقت ہیں منجملہ ان کے نماز عشاء کے بعد کا وقت بھی ہے) یہ عتمہ یعنی عشاء کی نماز ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں یہ فجر کی نماز ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ "نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی، اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے" یہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر ہی ہے، عصر ہی ہے (صدر کی مذکورہ آیتوں میں ظہر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں کا ذکر آچکا ہے، اب وہی نماز عصر تو اس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے اس طرح ثابت ہوا کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہی ہے (امام طحاوی)

۸۵۹ / ۱۸ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ تَفُوْتُهٗ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهٗ وَمَالَهٗ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی نماز عصر چھوٹ جائے (تو اس کو ایسا رنج ہونا چاہیے) جیسے گھر بار اور مال و دولت برباد ہونے سے ہوتا ہے (بخاری اور مسلم)

۸۶۰ / ۱۹ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ.

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز عصر کو چھوڑ دے (تو اس نے جس کام کی وجہ سے نماز عصر چھوڑی ہے) اس کام سے برکت مٹا دی جاتی ہے (بخاری)

۸۶۱/۲۰ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتِمُوْا بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّكُمْ قَدْ فُضِّلْتُمْ بِهَا عَلٰى سَائِرِ الْاُمَمِ وَلَمْ تُصَلِّهَا اُمَّةٌ قَبْلَكُمْ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نماز عشاء میں تاخیر کیا کرو، تم کو اس نماز عشاء کی وجہ سے دوسری امتوں پر فضیلت دی گئی ہے کیوں کہ اس نماز کو کوئی امت تم سے قبل نہیں پڑھتی تھی۔ (ابوداؤد)

۸۶۲/۲۱ وَعَنْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَقَدْ اَخَذَ حَظَّهُ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ

حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو نماز عشاء جماعت سے پڑھا کرتا ہے تو اس کو شب قدر سے حصہ مل جاتا ہے (اس کی روایت طبرانی نے کبیر میں کی ہے)

ف: نماز ہمیشہ اس کے وقت یعنی افضل وقت میں ادا کرنی چاہیے اور باجماعت ادا کرنی چاہیے جیسا کہ اس حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں مذکور ہے۔ اوقات نماز کے بارے میں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی شخص نماز باجماعت ادا نہیں کر سکا۔ یا وقت مستحب میں نہیں پڑھ سکا تو نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پہلے ادا کرے یہ نماز اس کی ادا ہوگی قضاء نہیں ہوگی۔ کیونکہ قضاء کا وقت اسی وقت شروع ہوتا ہے جب ایک نماز کا وقت ختم ہو جائے اور دوسری نماز کا وقت شروع ہو جائے۔ تب جا کر نماز قضاء ہوتی ہے۔ مثلاً نماز عشاء کا وقت صبح صادق یعنی نماز فجر کے وقت کی ابتداء سے پہلے تک ہے۔ کوئی اگر نصف رات یا دو تہائی رات یا تہجد کے وقت نماز عشاء پڑھنی چاہتا ہے تو وہ پڑھ سکتا ہے اس کی نماز ادا ہوگی قضاء نہیں۔ اسی طرح جس وقت سورج نکلے گا نماز فجر کا وقت ختم ہو جائے گا۔ نماز ظہر کا وقت زوال شمس سے شروع ہوتا ہے اور عصر کی نماز کی ابتداء تک رہتا ہے یعنی جب وقت عصر شروع ہوگا وقت ظہر ختم ہو جائے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک وقت میں دو نمازیں ادا ہو سکیں ان میں ایک ضرور بالضرور قضاء ہوگی۔ جمع بین الصلاتین کی دوسری صورت یہ ہے۔ کہ ایک وقت کی نماز اور دوسری آنے والی نماز جس کا ابھی وقت شروع نہیں ہوا۔ دونوں نمازوں کو پہلے وقت میں ادا کر لیا جائے۔ تو پھر بھی ایک ہی نماز فرض اس کے ذمہ سے ادا ہوگی۔ جس نماز کا ابھی وقت شروع نہیں ہوا وہ نماز فرض ہی نہیں ہوئی۔ تو جب فرض ہی نہ ہوئی ادا کیسے ہوگی؟ اس لیے ایک وقت میں دو نمازیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ اسی طرح وقت عصر کے اختتام پر متصلاً وقت مغرب شروع ہو جائے گا اور وقت مغرب کے ختم ہونے پر وقت عشاء شروع ہو جائے گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں " ارشاد صریح کہ جب ایک نماز کا وقت آیا دوسری نماز کا وقت جاتا رہا۔ قضاء ہوگئی اور اس کی ممانعت و مذمت ہے "۔

بَابُ الْاَذَانِ

یہ باب اذان کے بیان میں ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ۔

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

ترجمہ: "اور جب تم نماز کے لیے اذان دو تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں، یہ اس لیے کہ وہ نرے بے عقل ہیں"

(کنز الایمان پ ۶ سورۃ مائدہ ۵ آیت ۵۸)

ف: شان نزول، کلبی کا قول ہے کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مؤذن نماز کے لیے اذان کہتا اور مسلمان اٹھتے تو یہود ہنستے اور تمسخر کرتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی سدی کا قول ہے کہ مدینہ طیبہ میں جب مؤذن اذان میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا تو ایک نصرانی یہ کہا کرتا کہ جل جائے جھوٹا۔ ایک شب اس کا خادم آگ لایا وہ اور اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے۔ آگ سے ایک شرارہ اڑا اور وہ نصرانی اور اس کے گھر کے لوگ اور تمام گھر جل گیا۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان نص قرآنی سے ثابت ہے اور اس کا تمسخر اور مذاق اڑانے والے کافر یہودی ہیں۔ مسلمان اذان کی آواز سن کر مسجد میں فرض کی ادائیگی کے لیے آتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

قَوْلُهٗ،

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو"

(کنز الایمان پ ۲۸ سورۃ جمعہ ۶۲ آیت ۹)

ف: روز جمعہ کا نام عربی میں عروبہ تھا۔ جمعہ اس کو اس لیے کہا جاتا ہے کہ نماز کے لیے جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ وجہ تسمیہ میں اور بھی اقوال ہیں۔ سب سے پہلے جس شخص نے اس دن کا نام جمعہ رکھا وہ کعب بن لوی ہیں۔ پہلا جمعہ جو نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ پڑھا۔ اصحاب سیر کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو بارہویں ربیع الاول روز پیر کو چاشت کے وقت مقام قباء میں اقامت فرمائی۔ پیر، منگل، بدھ اور جمعرات اسی مقام قباء میں قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد رکھی جمعہ کے روز مدینہ طیبہ کا عزم فرمایا بنی سالم بن عوف کے بطن وادی میں جمعہ کا وقت آیا اس جگہ کو لوگوں نے مسجد بنایا سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وہاں جمعہ پڑھایا اور خطبہ ارشاد فرمایا جمعہ کا دن سید الایام ہے جو مومن اس روز مرے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالٰی اس کو شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے اور فتنہ قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ اذان سے مراد اذان اول ہے نہ کہ اذان ثانی جو خطبہ سے متصل ہوتی ہے اگرچہ اذان اول زمانہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ

میں اضافہ کی گئی مگر وجوب سعی اور ترک بیع و شراء اسی سے متعلق ہے ۔ (خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان)

ف : فَاسْعَوْا (دوڑو) سے بھاگنا مراد نہیں ہے ۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ نماز کے لیے تیاری شروع کر دو ۔ اور اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ سے جمہور کے نزدیک خطبہ جمعہ مراد ہے ۔

آیت سے یہ بھی پتہ چلا کہ جمعہ کی اذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے اور دنیا کے تمام مشاغل جو ذکر الٰہی سے غفلت کا سبب ہوں اس میں داخل ہیں ۔ اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم ہے ۔

۸۶۳ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ لِلصَّلٰوةِ وَلَيْسَ يُنَادِيْ بِهَا اَحَدٌ فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِتَّخِذُوْا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَرْنًا مِّثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ وَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُّنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْہِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مسلمان (ہجرت کرکے) جب مدینہ منورہ پہنچے اور اس وقت نماز کے لیے ندا نہ کی جاتی تھی تو نماز کے لیے وقت کا اندازہ کر کے خود جمع ہو جاتے تھے اس بارہ میں صحابہ نے ایک دن آپس میں مشورہ کیا کسی کی رائے ہوئی کہ نصاریٰ کے ناقوس کی طرح ایک ناقوس بنالیں اور بعض کہنے لگے (یہ نہیں) بلکہ یہود کی سینگ کی طرح سینگ بجانے کا انتظام کرلیں ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی کو کیوں نہیں مقرر کر دیتے جو نماز کے لیے سب کو ندا کر دیا کرے (یہ تجویز سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اٹھو اور نماز کے لیے لوگوں کو (اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ نماز تیار ہے کہہ کر) ندا کرو (بخاری اور مسلم)

ف : واضح ہو کہ ابتداء میں اذان سے پہلے لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کے لیے " اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ " کے الفاظ سے بلایا جاتا تھا پھر بعد میں اذان شروع ہوئی ۔ (مرقات)

۸۶۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ هَمَّهُ الْاَذَانُ حَتّٰى هَمَّ اَنْ يَّاْمُرَ رِجَالًا فَيَقُوْمُوْنَ عَلَى الْاٰطَامِ فَيَرْفَعُوْنَ وَيُشِيْرُوْنَ اِلَى النَّاسِ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى رَاَيْتُ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَاَنَّ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ عَلٰى سُوْرِ الْمَسْجِدِ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَرْبَعًا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَرَّتَيْنِ اَشْهَدُ

حضرت عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذان کے متعلق فکر لاحق ہوئی یہاں تک کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیال کیا چند لوگوں کو مامور کریں کہ وہ اٹھیں اور ٹیلوں پر چڑھ جائیں اور لوگوں کو نماز کے لیے اشارہ کرکے بلائیں (عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک شخص دو سبز کپڑے پہنا ہوا مسجد کے حصار کی دیوار پر کھڑا ہوا کہہ رہا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر ، اشہد ان لا الٰہ

أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ مَرَّتَیْنِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ مَرَّتَیْنِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ مَرَّتَیْنِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَہَا وَقَالَ فِیْ اٰخِرِہَا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِذْھَبْ فَقَصِّہَا عَلٰی بِلَالٍ فَفَعَلْتُ فَاَقْبَلَ النَّاسُ سِرَاعًا وَّلَا یَدْرُوْنَ اِلَّا اَنَّہٗ فَرَغَ فَاَقْبَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَقَالَ لَوْلَا مَا سَبَقَنِیْ بِہٖ لَاَخْبَرْتُکَ اَنَّہٗ قَدْ طَافَ بِیْ رَوَاہُ اَبُو الشَّیْخِ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ وَاَبُوْدَاؤدَ وَاَحْمَدُ نَحْوَہٗ وَصَحَّحَہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ خُزَیْمَۃَ وَالْبُخَارِیُّ فِیْمَا حَکَاہُ عَنْہُ فِی الْعِلَلِ۔

اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (کچھ دیر کے بعدوہ شخص) پھر کھڑا ہوا اور کہا (نماز کے لیے تکبیر میں بھی قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے اضافہ کے ساتھ) وہی الفاظ کہو (جو اذان میں کہے گئے ہیں یہ کہہ کر تکبیر اس طرح کہنے لگا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَر اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) (عبداللہ بن زید کہتے ہیں کہ میں نے اپنا خواب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنایا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور اس کو حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سکھا دو، میں نے ایسا ہی کیا (چونکہ یہ نئی چیز تھی اس لیے) لوگ (یہ سن کر) دوڑتے ہوئے آئے اور وہ نہیں جانتے تھے کہ (یہ کیا ہے) یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے فارغ ہو گئے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف لائے اور کہا کہ اگر اس خواب کے بیان کرنے میں حضرت عبداللہ بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سبقت نہ کرتے تو میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع دیتا کہ مجھے بھی ایسا ہی خواب دکھائی دیا جو حضرت عبداللہ ابن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دکھائی دیا (اس کی روایت ابوالشیخ نے کی ہے اور ابن ماجہ ابوداؤد اور امام احمد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ترمذی نے بخاری سے اس کو علل میں نقل کیا ہے۔

۸۶۵ وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا
۳
اَصْحَابُنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ اَعْجَبَنِیْ اَنْ تَکُوْنَ
صَلٰوۃُ الْمُسْلِمِیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاحِدَۃً
حَتّٰی لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اَبُثَّ رِجَالًا فِی
الدُّوْرِ یُنَادُوْنَ بِالصَّلٰوۃِ وَحَتّٰی ھَمَمْتُ
اَنْ اٰمُرَ رِجَالًا یَّقُوْمُوْنَ عَلَی الْاٰطَامِ
یُنَادُوْنَ الْمُسْلِمِیْنَ لِحِیْنَ الصَّلٰوۃِ
قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَمَّا رَاجَعْتُ لِمَا رَاَیْتُ
مِنْ اِھْتِمَامِکَ رَاَیْتُ رَجُلًا کَاَنَّ عَلَیْہِ
ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ فَقَامَ عَلَی الْمَسْجِدِ
فَاَذَّنَ ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَۃً ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَھَا
اِلَّا اَنَّہٗ یَقُوْلُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ وَسَاقَ
الْحَدِیْثَ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ صحابہ میں سے جو ہمارے اساتذہ تھے انھوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کی نماز ایک جا باجماعت ادا ہوا کرے یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ چند لوگوں کو گھروں پر بھیج دوں کہ وہ نماز کے لیے بلا لیا کریں۔ اور میں نے یہ بھی ارادہ کیا کہ چند لوگوں کو حکم دوں کہ وہ ٹیلوں پر کھڑے ہوکر مسلمانوں کو نماز کے وقت جمع ہوجانے کی اطلاع دیں۔ راوی نے کہا کہ ایک انصاری حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مسلمانوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کے بارے میں متفکر ہیں تو گھر لوٹا۔ خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سبز کپڑے پہنے ہوئے ہے اور وہ مسجد کے اوپر کھڑا ہوا ہے اُس نے اذان دی اور تھوڑی دیر بیٹھ گیا پھر کھڑا ہوا (اور تکبیر کے لیے) اذان کی طرح وہی الفاظ کہے مگر یہ کہ اس نے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کا اضافہ کیا اور مذکورہ حدیث آخر تک بیان کی۔

(ابوداؤد شریف)

۸۶۶ وَعَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ
۴
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَرَادَ
اَنْ یَّتَّخِذَ خَشْبَتَیْنِ یَضْرِبُ بِھِمَا لِیَجْتَمِعَ
النَّاسُ فِی الصَّلٰوۃِ فَاُرِیَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَیْدٍ
الْاَنْصَارِیُّ خَشْبَتَیْنِ فِی النَّوْمِ فَقَالَ اِنَّ
ھَاتَیْنِ لَنَحْوُ مَا یُرِیْدُہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقِیْلَ اَلَا تُؤَذِّنُوْنَ
لِلصَّلٰوۃِ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ حِیْنَ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ لَہٗ ذٰلِکَ فَاَمَرَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْاَذَانِ
رَوَاہُ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّاِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا تھا کہ دو لکڑیاں تیار کروائیں ایک کو دوسرے پر ماریں تا کہ اس کی آواز سن کر لوگ نماز کے لیے جمع ہوسکیں حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو لکڑیاں خواب میں دکھائی دیں انھوں نے دل میں کہا کہ یہ وہی دو لکڑیاں معلوم ہوتی ہیں جن کے بنوانے کا ارادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے خواب میں کہا گیا کہ کیوں آپ لوگ نماز کے لیے اذان نہیں دیتے ؟ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بیدار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں

٨٦٧/٥ وَعَنْ اَبِیْ عُمَیْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ
عُمُوْمَةٍ لَهٗ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ اِهْتَمَّ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلٰوةِ
كَيْفَ يَجْمَعُ النَّاسَ لَهَا فَقِيْلَ لَهُ انْصِبْ
رَايَةً عِنْدَ حُضُوْرِ الصَّلٰوةِ فَاِذَا رَاَوْهَا
اٰذَنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذٰلِكَ
قَالَ فَذُكِرَ لَهُ الْقُنْعُ يَعْنِي الشَّبُّوْرَ فَلَمْ
يُعْجِبْهُ ذٰلِكَ وَقَالَ اِنَّهٗ مِنْ اَمْرِ الْيَهُوْدِ
قَالَ فَذُكِرَ لَهُ النَّاقُوْسُ فَقَالَ هُوَ مِنْ
اَمْرِ النَّصَارٰى فَانْصَرَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ
وَهُوَ مُهْتَمٌّ لِهَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُرِيَ الْاَذَانَ فِيْ مَنَامِهٖ
قَالَ فَغَدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَبَيْنَ
نَائِمٍ وَّيَقْظَانَ اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَاَرَانِي
الْاَذَانَ قَالَ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَاٰهُ
قَبْلَ ذٰلِكَ فَكَتَمَهٗ عِشْرِيْنَ يَوْمًا قَالَ
ثُمَّ اَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُخْبِرَنِيْ فَقَالَ سَبَقَنِيْ
بِهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ
قُمْ فَانْظُرْ مَا يَاْمُرُكَ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
زَيْدٍ فَافْعَلْهُ فَاَذَّنَ بِلَالٌ قَالَ اَبُوْ بِشْرٍ
الرَّاوِيْ وَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ عُمَيْرٍ اَنَّ الْاَنْصَارَ
تَزْعُمُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ لَوْلَا اَنَّهٗ
كَانَ مَرِيْضًا يَوْمَئِذٍ لَجَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حاضر ہوئے اور اپنا خواب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان دینے کا حکم فرما دیا (اس کی روایت امام مالک نے مؤطا میں کی ہے)

حضرت ابو عمیر بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے ایک انصاری چچا سے روایت کی ہے کہ ان کے چچا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فکر کر رہے تھے کہ لوگوں کو نماز کے لیے کس طرح جمع کیا جائے؟ آپ سے عرض کیا گیا کہ نماز کے وقت ایک جھنڈا قائم کر دیں، جب لوگ اس کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے کو آگاہ کر دیں گے۔ مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ پسند نہ آیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ سے سینگھ بجا کر (نماز کے لیے) بلانے کا ذکر کیا گیا آپ نے اس کو بھی پسند نہ کیا اور فرمایا کہ یہ یہود کا طریقہ ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر آپ سے ناقوس کا ذکر کیا گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ نصاریٰ کا شعار ہے اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر واپس ہو گئے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فکر کی وجہ سے خود بھی متفکر تھے تو ان کو خواب میں اذان سکھائی گئی۔ راوی کہتے ہیں صبح کو جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے خواب بیان کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کچھ نیند اور کچھ بیداری میں تھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھے اذان سکھائی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بیس روز پہلے اسی طرح خواب دیکھا تھا اور اسے چھپائے ہوئے تھے، پھر انھوں نے نبی کریم صلی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اب اس کا ذکر کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ تم نے مجھے اپنے خواب کی اطلاع کیوں نہیں دی؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ مجھ سے پہلے حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کر دیا تھا اس لیے مجھے شرم معلوم ہوئی۔ پھر رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنًا۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

٨٦٨/٦ وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ مَرَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰهُ حَزِيْنًا وَّكَانَ الرَّجُلُ اِذَا طَعِمَ تُجْمَعُ اِلَيْهِ فَانْطَلَقَ حَزِيْنًا بِمَا رَاٰى مِنْ حُزْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَكَ طَعَامَهٗ وَمَا كَانَ يَجْتَمِعُ اِلَيْهِ وَدَخَلَ مَسْجِدَهٗ يُصَلِّىْ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ نَعَسَ فَاَتَاهُ اٰتٍ فِى النَّوْمِ فَقَالَ هَلْ عَلِمْتَ مِمَّا حَزِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَالَ فَهُوَ لِهٰذَا التَّاْذِيْنِ فَاْتِهٖ فَمُرْهُ اَنْ يَّاْمُرَ بِلَالًا اَنْ يُّؤَذِّنَ فَعَلَّمَهُ الْاَذَانَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مَرَّتَيْنِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَرَّتَيْنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ مَرَّتَيْنِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ عَلَّمَهُ الْاِقَامَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقَالَ فِىْ اٰخِرِهٖ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَاَذَانِ النَّاسِ وَاِقَامَتِهِمْ فَاَقْبَلَ الْاَنْصَارِىُّ فَقَعَدَ عَلٰى بَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ اَبُوْبَكْرٍ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے بلال اٹھو اور عبد اللہ بن زید تم کو جو سکھائیں اس پر عمل کرو تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی ابو بشر راوی کا بیان ہے کہ مجھ سے ابو عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا کہ انصار کا یہ خیال تھا کہ اس روز حضرت عبد اللہ بن زید بیمار نہ ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (بجائے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے) ان کو مؤذن مقرر فرماتے (ابوداؤد)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت ابن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے انھوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غمگین دیکھا اس انصاری کی عادت یہ تھی کہ جب وہ کھانا کھاتے تو ان کے ساتھ (شام کے کھانے پر) اور لوگ بھی جمع ہو جاتے تھے (اس روز) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غمگین دیکھ کر وہ غمزدہ ہوگئے اور واپس چلے گئے اور کھانا چھوڑ دیا اور جو اجتماع ان کے پاس ہوتا تھا وہ بھی نہ ہوا اور وہ (اپنے محلہ کی) مسجد میں جا کر نماز پڑھنے لگ گئے ان کو اسی حالت میں اونگھ آگئی خواب میں ایک شخص آیا اور ان سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیوں غمگین ہوئے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں اس شخص نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذان کے بارے میں غمگین ہوئے ہیں تو تم خدمت اقدس میں جاؤ اور عرض کر دو کہ بلال کو حکم دیں کہ وہ اذان دیں اور اس شخص نے ان انصاری کو یہ اذان سکھا دی اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ

فَقَالَ اِسْتَأْذِنْ لِیْ وَقَدْ رَاٰی مِثْلَ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ الْاَنْصَارِیُّ فَدَخَلَ فَاَخْبَرَ بِالَّذِیْ رَاٰی فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مِّثْلَ ذٰلِكَ فَاَمَرَ بِلَالًا یُّؤَذِّنُ بِذٰلِكَ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِیْفَةَ وَرَوَی الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ بِسَنَدِهٖ عَنْهُ نَحْوَهٗ۔

اَکْبَرُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه پھر ان کو اس شخص نے اذان کے یہی الفاظ تکبیر کے لیے بھی سکھائے اور آخر میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کہا اور اذان واقامت کے الفاظ یہی تھے جواب لوگوں کی اذان واقامت کے الفاظ ہوتے ہیں وہ انصاری آئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دروازے پر بیٹھ گئے اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ ان انصاری نے آپ سے عرض کیا کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت طلب کر لیجئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی خواب دیکھ کر آئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا خواب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بیان فرمایا۔ پھر ان انصاری کیلئے اجازت طلب کی اور خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بیان فرمایا۔ پھر ان انصاری نے اجازت طلب اور خدمت اقدس میں پہنچے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا خواب سُنایا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسی طرح کا خواب مجھ کو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سُنایا ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حکم دیا کہ اسی طرح اذان دیں (اسکی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اور طبرانی نے بھی اوسط میں اپنی سند سے اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ وَسَعِیْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِقَامَةَ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ

اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور کی روایت میں ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اقامت اس طرح ہے۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ
عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ اَللّٰہُ
اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔

رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ
عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی
الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔

۸۶۹ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ زَیْدٍ الْاَنْصَارِیَّ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّ رَجُلًا قَائِمٌ وَّعَلَیْہِ بُرْدَانِ اَخْضَرَانِ عَلٰی جِذْمِ حَائِطٍ فَاَذَّنَ مَثْنٰی وَاَقَامَ مَثْنٰی وَقَعَدَ قَعْدَۃً فَسَمِعَ بِذٰلِکَ بِلَالٌ فَقَامَ فَاَذَّنَ مَثْنٰی وَاَقَامَ مَثْنٰی وَقَعَدَ قَعْدَۃً رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاَبُو الشَّیْخِ وَرَوَی الْبَیْہَقِیُّ فِیْ سُنَنِہٖ عَنْ وَّکِیْعٍ نَحْوَہٗ قَالَ فِی الْاِمَامِ وَھٰذَا رِجَالُہٗ رِجَالُ الصَّحِیْحِ وَھُوَ مُتَّصِلٌ عَلٰی مَذْھَبِ الْجَمَاعَۃِ فِیْ عَدَالَۃِ الصَّحَابَۃِ وَاَنَّ جَھَالَۃَ اَسْمَآءِھِمْ لَا تَضُرُّ ۔

حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہم کو حدیث سنائی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص دیوار پر کھڑا ہے اور دو سبز چادروں میں ہے اور اس شخص نے اذان کے الفاظ کو دو دو بار ادا کیا اور اقامت کے الفاظ بھی دو دو مرتبہ کہے اور بیٹھ گیا اس کی اذان اور اقامت کو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی اذان کے الفاظ کو دو دو بار ادا کیا اور اقامت کے الفاظ بھی دو دو مرتبہ کہہ کر بیٹھ گئے۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور ابو الشیخ نے کی ہے، اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت وکیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور الامام میں کہا ہے کہ اس حدیث کے رجال صحیح کے رجال ہیں اور یہ حدیث محدثین کے مذہب کی بناء پر صحابہ کے عادل ہونے کی وجہ سے متصل السند ہے اور ان کے ناموں کا معلوم نہ ہونا مضر نہیں ہے)

ف: اس حدیث میں اذان اور اقامت کے بعد بیٹھنے کا جو ذکر ہے اس سے اس بات کا ارشاد مقصود ہے کہ اذان اور اقامت ختم ہو گئی، نیز اذان اور اقامت کے بعد بیٹھنے سے یہ وضاحت بھی مقصود ہے کہ اذان اور اقامت کھڑے ہو کر کہنا مستحب ہے چنانچہ تنویر الابصار میں لکھا ہے کہ بیٹھے ہوئے اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے۔ ۱۲

۸۷۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ ھَمَّ

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

بِالْبُوْقِ وَاَمَرَ بِالنَّاقُوْسِ فَنُحِتَ فَاُرِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ فِي الْمَنَامِ قَالَ رَاَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فَقُلْتُ لَهٗ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ قُلْتُ نُنَادِيْ بِهٖ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى خَيْرٍ مِّنْ هٰذَا قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ تَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا رَاٰى قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ فَقَصَّ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ رَاٰى رُؤْيَا فَاخْرُجْ مَعَ بِلَالٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاَلْقِهَا عَلَيْهِ فَلْيُنَادِ بِلَالٌ فَاِنَّهٗ اَنْدٰى صَوْتًا مِّنْكَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ بِلَالٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهَا عَلَيْهِ وَهُوَ يُنَادِيْ بِهَا قَالَ فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالصَّوْتِ فَخَرَجَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ مِثْلَ الَّذِيْ رَاٰى رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى اَبُوْ دَاوٗدَ مِثْلَهٗ۔

ارادہ فرمایا تھا کہ (لوگوں کو نماز کے لیے بینگ بجا کو جمع کیا جائے) اور ناقوس خریدنے کا بھی حکم دے دیا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں غمگین تھا کہ مجھے ایک خواب دکھائی دیا جس میں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو دو سبز چادروں میں ہے اور ناقوس لیا ہوا ہے میں نے اس شخص سے کہا اے بندۂ خدا کیا ناقوس بیچو گے؟ اس نے کہا کہ تم اس کو کیا کرو گے؟ میں نے جواب دیا کہ میں اس سے لوگوں کو نماز کے لیے بلاؤں گا۔ اس شخص نے کہا کہ کیا میں تم کو اس سے بہتر چیز نہ بتلاؤں؟ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ (نماز کے لیے) یہ کہہ کر بلایا کرو۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے ایک شخص کو خواب میں دو سبز کپڑوں میں دیکھا اور پورا خواب سنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ تمہارے دوست نے ایک خواب دیکھا ہے (پھر ان سے یہ فرمایا کہ تم) بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد جاؤ اور ان کو اذان کے الفاظ سکھا دو، اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیں۔ اس لیے کہ بلال تم سے زیادہ بلند آواز والے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا اور میں ان کو اذان کے الفاظ سکھاتا گیا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیتے گئے۔ حضرت

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کی آواز سنائی دی تو مسجد میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے شک میں نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا ہے جس طرح انھوں نے دیکھا ہے (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ابوداؤد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۸۷۱/۹ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَآءِ أُوْحِيَ إِلَيْهِ بِالْأَذَانِ فَنَزَلَ بِهٖ فَعَلَّمَهٗ جِبْرِيْلُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج میں آسمان کی سیر کرائی گئی تو اس وقت آپ پر اذان کے الفاظ) کی وحی آئی تھی، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معراج ہی سے اذان کے الفاظ لے کر اترے اور آپ کو اذان جبرئیل علیہ السلام نے سکھائی اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے)

ف: ہمارے علماء نے کہا ہے کہ طبرانی کی اس روایت میں جس معراج کا ذکر آیا ہے وہ مشہور معراج نہیں، یہ معراج جس میں اذان کے الفاظ سکھائے گئے ہیں جسمانی نہیں بلکہ روحانی تھی۔ کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جسمانی معراج ایک ہی ہوئی ہے البتہ روحانی معراج متعدد ہوئے ہیں۔ یا یہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خواب تھا۔ جو معراج کے حکم میں ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خواب بھی وحی ہوتا ہے اور یہ خواب بھی ایک روحانی معراج تھی جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذان کے الفاظ سکھائے گئے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پہلے خواب میں اذان سکھائی گئی اور بعد میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں اذان کے بارے میں وحی کی گئی۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ اذان کے بارے میں اس موافقت کی وجہ سے صحابۂ کرام کو خوشی حاصل ہو اور یہ ان سے منقول ہو ورنہ درحقیقت اذان کا حکم ایک شرعی حکم ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواب کے سوا دوسروں کے خواب سے ثابت نہیں ہو سکتا ۱۲۔

۸۷۲/۱۰ وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ عُمَرَ لَمَّا رَأَى الْأَذَانَ جَآءَ لِيُخْبِرَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ الْوَحْيَ قَدْ وَرَدَ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَكَ الْوَحْيُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ فِي الْمَرَاسِيْلِ وَعَبْدُ

حضرت عبید بن عمیر لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کے بارے میں خواب دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں خواب بیان کرنے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ (میرے خواب دیکھنے سے پہلے) وحی آ چکی ہے چنانچہ آپ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

الرَّزَّاقِ فِیْ مُصَنَّفِہٖ۔

کہ تمہارے خواب سے پہلے اذان کے بارے میں وحی آچکی ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے مراسیل میں کی ہے اور عبدالرزاق نے بھی اپنی مصنف میں اس کی روایت کی ہے۔)

۸۷۳ وَعَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا مَحْذُوْرَۃَ کَیْفَ کُنْتَ تُؤَذِّنُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَیَّ شَیْءٍ کُنْتَ تَجْعَلُ اٰخِرَ اَذَانِکَ قَالَ کُنْتُ اُثَنِّی الْاِقَامَۃَ کَمِثْلِ الْاَذَانِ وَاَجْعَلُ اٰخِرَ الْاَذَانِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَوَاہُ اَبُو الشَّیْخِ۔

حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں تکبیر کہا کرتے تھے اور اس کو کس طرح ختم کرتے تھے؟ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں تکبیر کے الفاظ دو دو دفعہ اذان کی طرح کہا کرتا تھا اور تکبیر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر ختم کرتا تھا (اس کی روایت ابو الشیخ نے کی ہے۔)

وَقَالَ الْاِمَامُ بْنُ الْهُمَامِ وَرَوَی الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ یَقُوْلُ اَلْقٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَذَانَ حَرْفًا حَرْفًا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ الخ وَلَمْ یَذْکُرْ تَرْجِیْعًا۔

حضرت امام ابن الہمام رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان کے ایک ایک کلمہ کو اللہ اکبر اللہ اکبر سے شروع فرما کر آخر تک سکھائے ہیں اور اس میں ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترجیع کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ف: ترجیع یہ ہے کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو پست آواز سے ادا کرے پھر اس کے بعد یہی الفاظ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو بلند آواز سے کہے ترجیع اسی کو کہتے ہیں اور یہ ترجیع احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے جس کی تائید ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے اور اسی طرح حضرت بلال اور ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اذان سے بھی ترجیع ثابت نہیں (شرح وقایہ، عمدۃ الرعایۃ، ہدایہ، اور مرقات)

۸۷۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ کَانَ اَذَانُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَفْعًا شَفْعًا فِی الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کے عہد مبارک میں) اذان اور اقامت کے الفاظ دو دو تھے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۸۷۵/۱۳ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَیْدِ الْاَنْصَارِیُّ مُؤَذِّنُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَشْفَعُ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَۃَ۔ (رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان اور اقامت کے الفاظ دو دو ادا کرتے تھے (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

۸۷۶/۱۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ کَانَ اَذَانُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِقَامَتُہٗ مَثْنٰی مَثْنٰی۔ (رَوَاہُ اَبُو الشَّیْخِ)

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اذان اور اقامت کے الفاظ دو، دو ہوتے تھے (اس کی روایت ابوالشیخ نے کی ہے)

۸۷۷/۱۵ وَعَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ بِلَالٍ اَنَّہٗ کَانَ یُثَنِّی الْاَذَانَ وَیُثَنِّی الْاِقَامَۃَ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالدَّارُ قُطْنِیُّ۔

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کے الفاظ کو دو دو مرتبہ ادا کرتے تھے اور اقامت کے الفاظ کو بھی دو دو دفعہ ادا کرتے تھے (اس کی روایت طحاوی، عبدالرزاق اور دارقطنی نے کی ہے)

۸۷۸/۱۶ وَعَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ کَانَ ثَوْبَانُ یُؤَذِّنُ مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی۔ (رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کے کلمے دو دو بار ادا کرتے تھے اور اقامت کے کلمے بھی دو دو دفعہ کہتے تھے (اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے)

۸۷۹/۱۷ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ رُفَیْعٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مَحْذُوْرَۃَ یُؤَذِّنُ مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی۔ (رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان دیتے ہوئے سنا ہے کہ وہ اذان کے الفاظ کو دو دو دفعہ کہتے تھے اور اقامت کے الفاظ بھی دو دو دفعہ ادا کرتے تھے۔ (امام طحاوی)

۸۸۰/۱۸ وَعَنْ مَکْحُوْلٍ اَنَّ ابْنَ مُحَیْرِیْزٍ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا مَحْذُوْرَۃَ یَقُوْلُ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِقَامَۃَ سَبْعَ عَشْرَۃَ کَلِمَۃً۔

حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابن محیریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو حدیث بیان کی کہ انھوں نے ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

نے اقامت کے سترہ کلمے سکھائے ہیں (اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے)

۸۸۱/۱۹ وَعَنْ مُجَاهِدٍ فِي الْإِقَامَةِ مَرَّةً مَرَّةً إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ اِسْتَخَفَّهُ الْأُمَرَاءُ. (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت انھوں نے اقامت کے بارے میں کہا ہے کہ اقامت کے الفاظ کو جو ایک ایک دفعہ کہتے ہیں یہ ایسی چیز ہے جس کو امراء نے اپنی آسانی کے لیے جاری کر دیا ہے (امام طحاوی)

ف: امام زیلعی نے تبیین الحقائق میں وضاحت کی ہے کہ ابوالفرج کا قول ہے کہ اقامت کے الفاظ دو دو مرتبہ کہے جاتے تھے لیکن جب بنوامیہ کی حکومت آئی تو ان لوگوں نے اقامت کے الفاظ کو ایک ایک مرتبہ جاری کر دیا چنانچہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ان بادشاہوں کی حکومت آنے تک اقامت بھی اذان کی طرح تھی لیکن جب یہ بادشاہ نماز کے لیے نکلتے تو نماز جلد شروع کرنے کی غرض سے اقامت کے الفاظ کو ایک ایک دفعہ کر دیا (زیلعی کی عبارت یہاں ختم ہوئی)

۸۸۲/۲۰ وَعَنْ بِلَالٍ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْذِنُهُ بِالصُّبْحِ فَوَجَدَهُ رَاقِدًا فَقَالَ اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْسَنَ هٰذَا يَا بِلَالُ اجْعَلْهُ فِيْ أَذَانِكَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ.

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ صبح صادق کی اطلاع دینے کے واسطے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سویا ہوا پائے۔ انھوں نے دو دفعہ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے) پکارا۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہارے یہ الفاظ بہت اچھے ہیں تم اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کو صبح کی اذان میں کہا کرو (اس کی روایت طبرانی نے الکبیر میں کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۸۸۳/۲۱ وَعَنْ أَبِيْ مَحْذُوْرَةَ قَالَ كُنْتُ أُؤَذِّنُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَقُوْلُ فِيْ أَذَانِ الْفَجْرِ الْأَوَّلِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان دیا کرتا تھا اور فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہا کرتا تھا (اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

۸۸۴/۲۲ وَعَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

اَنْ يَّقُوْلَ الْمُؤَذِّنُ فِيْ اَذَانِ الْفَجْرِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ۔

ہے انھوں نے کہا کہ یہ سنت ہے کہ مؤذن اذان فجر میں حیَّ علی الفلاح (کے بعد) اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے (اس کی روایت بیہقی اور ابن خزیمہ نے کی ہے)

۸۸۵/۲۳ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ اِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلَاةِ اَوْ حَرَّكَهُ بِرِجْلِهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز صبح کے لیے نکلا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کسی کے پاس سے گزرتے گئے تو اس کو الصلوٰہ کہہ کر آواز دیتے گئے یا قدم مبارک سے ہلا کر جگاتے گئے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

ف: ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے تثویب کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ نقایہ میں لکھا ہے کہ تثویب یہ ہے کہ ہر شہر والوں کے عرف کے موافق جو بھی لفظ مقرر کیا جائے اس کے ذریعہ سے اذان اور اقامت کے درمیان نماز کا اعلان کیا جائے اس لیے تثویب ہر نماز میں ہمارے نزدیک مستحب ہے کیوں کہ امور دینیہ کی ادائیگی میں لوگوں میں سستی پیدا ہو چکی ہے البتہ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے تثویب کو مطلقاً مکروہ قرار دیا ہے۔ ۱۲

۸۸۶/۲۴ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْدُرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ اَذَانِكَ وَاِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الْاٰكِلُ مِنْ اَكْلِهِ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهِ وَالْمُعْتَصِرُ اِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ وَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ حَمَّادٍ اَنَّ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ يَقُوْمُ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ وَكَبَّرَ الْاِمَامُ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ارشاد فرمایا کہ جب تم اذان دیا کرو تو اذان کے کلمات کو ٹھہر ٹھہر کر جدا جدا کہا کرو۔ اور جب اقامت کہا کرو تو اقامت کے الفاظ کو جلد جلد ادا کیا کرو اور اذان و اقامت کے درمیان اتنا وقفہ دیا کرو کہ کھانا کھانے والا کھانے سے اور پانی پینے والا پانی پینے سے فارغ ہو جائے اور جو قضاء حاجت کو گیا ہو اس سے فارغ ہو کر آسکے اور جب تک تم مجھے دیکھ نہ لو اس وقت تک نماز کے لیے کھڑے نہ ہوا کرو (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے) اور ابن ابی شیبہ نے حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا اور امام (تکبیر تحریمہ کے لیے) اللہ اکبر کہتا۔

ف: اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا کہ جب تک تم مجھے دیکھ نہ لو نماز

کے لیے کھڑے نہ ہوا کرو۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے حجرۂ مبارک سے مؤذن کی اقامت شروع کر دینے کے بعد نکلتے تھے اور مؤذن جب حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة کہتا تو آپ مسجد کے محراب میں آجاتے اسی لیے ہمارے آئمہ نے کہا ہے کہ امام اور مقتدی سب حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة کے وقت کھڑے ہو جائیں اور امام قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة کے وقت نماز شروع کر دے۔ یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ اقامت سے فراغت کے بعد نماز شروع کی جائے۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ فتویٰ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول پر ہے، اس لیے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة پر نماز شروع کی جائے۔

واضح ہو کہ نماز شروع کرنے کے بارے میں ہمارے ائمہ کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کا تعلق استحباب سے ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة کے وقت نماز شروع کرنا مستحب ہے۔ ورنہ مؤذن کے اقامت سے فارغ ہونے کے بعد نماز کا شروع کرنا سب کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے۔ چنانچہ خزانہ میں مذکور ہے کہ اگر امام نے نماز شروع نہیں کی یہاں تک کہ مؤذن اقامت سے فارغ ہو گیا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور جمہور کا اتفاق امام ابویوسف رحمۃ اللہ کے قول پر ہے کہ مؤذن کے اقامت سے فارغ ہونے کے بعد نماز شروع کی جائے کیونکہ اس صورت میں مؤذن کو بھی نماز امام کے ساتھ ابتداء ہی سے مل جاتی ہے اور اسی پر اہل حرمین کا عمل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ البتہ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا قول یہ ہے کہ امام نماز شروع کرنے میں اتنی تاخیر کرے کہ مؤذن اقامت سے فارغ ہو جائے اور صفیں درست کر لی جائیں (ماخوذ از مرقات و شرح نقایہ)

۸۸۷/۲۵ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ الْحٰرِثِ الصَّدَائِيِّ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُذِّنَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَاَذَّنْتُ فَاَرَادَ بِلَالٌ اَنْ يُّقِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَا صُدَاءٍ قَدْ اَذَّنَ وَمَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں فجر کی اذان کہوں میں نے اذان کہی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدائی قبیلہ والے نے اذان دی ہے اور جو اذان دے وہی اقامت کہے (اسکی روایت ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ جو اذان دے وہی اقامت کہے، اس بارے میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ اگر اذان دینے والے کی رضامندی سے دوسرا شخص اقامت کہے تو یہ مکروہ نہیں ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے، البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اذان دینے والے کے

سوا اگر دوسرا اقامت کہے تو اس کو مطلقاً مکروہ قرار دیا ہے لیکن اذان دینے والا حاضر نہ ہو تو متفقہ طور پر کسی امام کے نزدیک بھی دوسرے کا اقامت کہنا مکروہ نہیں ہے ہمارے نزدیک بھی افضل یہی ہے کہ اذان دینے والا ہی اقامت کہے علاوہ ازیں اذان دینے والے کے سوا دوسرے کی اقامت جو ہمارے پاس حاضر ہے اس کی تائید میں ذیل کی حدیثیں ملاحظہ کیجئے (ردالمحتار، شرح وقایہ)

۸۸۸/۲۶ وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْاَذَانِ اَشْيَاءَ لَمْ يَصْنَعْ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ فَاُرِىَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ الْاَذَانَ فِى الْمَنَامِ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ اَلْقِهٖ عَلٰى بِلَالٍ فَاَلْقَاهُ عَلَيْهِ فَاَذَّنَ بِلَالٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا رَاَيْتُهٗ وَاَنَا كُنْتُ اُرِيْدُهٗ قَالَ فَاَقِمْ اَنْتَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَسَكَتَ عَنْهُ وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَكَذَا قَالَ الْحَازِمِىُّ ـ

حضرت محمد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے چچا عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان کی بجائے کئی چیزوں کے انتظام کا ارادہ فرمایا تھا مگر ابھی کوئی چیز طے نہیں پائی تھی راوی نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کے بارے میں خواب دکھائی دیا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اذان سکھاتے جاؤ تو حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان سکھاتے گئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیتے گئے۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے اور میں ہی اذان دینا چاہتا ہوں تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اذان تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دینے دو) اور تم اقامت کہو (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور سکوت اختیار کیا ہے اور ابوداؤد کا سکوت حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اور ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے اور حازمی نے بھی ایسا ہی کہا ہے)

۸۸۹/۲۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ حِيْنَ اُرِىَ الْاَذَانَ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَمَرَ عَبْدَ اللّٰهِ فَاَقَامَ ـ

حضرت عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کے بارے میں خواب دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انھوں نے اذان دی اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے اقامت کہی (امام طحاوی)

۸۹۰/۲۸ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَّجْعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِيْ أُذُنَيْهِ قَالَ إِنَّهُ أَرْفَعُ لِصَوْتِكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے والد سعد بن عمار اپنے دادا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن تھے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اذان دیتے وقت اپنے دونوں کانوں میں اپنی دونوں انگلیاں رکھا کریں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کانوں میں انگلیوں کا رکھنا تمہاری بلند آوازی کا باعث ہوگا (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ دو انگلیوں سے مراد کلمہ کی دو انگلیاں ہیں جن کو اذان کے وقت کان میں رکھنے کا حکم ہے۔ ۱۲

۸۹۱/۲۹ وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ كَانَ بَيْتِيْ مِنْ أَطْوَلِ بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ عَلَيْهِ الْفَجْرَ فَيَأْتِيْ بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَى الْبَيْتِ يَنْظُرُ إِلَى الْفَجْرِ فَإِذَا رَاٰهُ تَمَطّٰى ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَحْمَدُكَ وَأَسْتَعِيْنُكَ عَلٰى قُرَيْشٍ أَنْ يُّقِيْمُوْا دِيْنَكَ قَالَتْ ثُمَّ يُؤَذِّنُ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُهُ كَانَ تَرَكَهَا لَيْلَةً وَّاحِدَةً هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ وَقَالَ يُؤْخَذُ مِنْهُ الْأَذَانُ فَوْقَ الْمَنَارَةِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اور وہ بنی نجار کی ایک خاتون سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ میرا گھر مسجد کے اطراف کے گھروں میں سب سے زیادہ بلند تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس گھر پر چڑھ کر فجر کی اذان دیا کرتے تھے اور وہ آخری شب میں آجاتے اور گھر کی چھت پر بیٹھ کر صبح صادق کے طلوع ہونے کو دیکھتے رہتے اور جب صبح صادق کو دیکھتے تو انگڑائی لیتے پھر یہ دعا مانگتے "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَحْمَدُكَ وَأَسْتَعِيْنُكَ عَلٰى قُرَيْشٍ أَنْ يُّقِيْمُوْا دِيْنَكَ (اے اللہ میں تیری حمد بیان کرتا ہوں اور قریش کے لیے تیری مدد مانگتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں) وہ کہتی ہیں کہ پھر وہ اذان دیتے۔ وہ یہ بھی کہتی ہیں کہ خدا کی قسم مجھے یاد نہیں پڑتا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی ایک شب میں بھی یہ دعا نہ پڑھی ہو (اس کی روایت

ابوداؤد نے کی ہے، اور ابوداؤد نے کہا ہے کہ اس حدیث سے منارہ پر اذان دینے کا ثبوت ملتا ہے (اور اس حدیث کی اسناد حسن ہے)

ف: اس حدیث پاک سے قبل الاذان درود پاک پڑھنے کا جواز ملتا ہے کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے پہلے یہ دعا مانگتے رہے۔ درود پاک بھی سب دعاؤں سے بہترین دعا ہے اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ بندے کی ہر مشکل آسان فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ میں آپ پر ایک تہائی وقت درود پاک پڑھوں گا یہ میرے لیے کافی ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے زیادہ ہو جائے تو بہتر ہے۔ پھر عرض کی دو تہائی فرمایا زیادہ ہو جائے تو بہتر ہے عرض کی سارا وقت پڑھوں گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ پھر تیرا ہر کام آسان فرما دے گا۔ ہر دعا قبول فرمائے گا کسی بھی وقت میں۔ مومن کو درود پاک پڑھنے سے منع نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ کی رحمتیں اس پر نازل ہوتی ہیں۔ اگر قبل الاذان کوئی دعا مانگنی منع ہوتی تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی بھی یہ دعا نہ مانگتے۔ جس طرح دعا مانگنے کا اور رب تعالیٰ سے مناجات کرنے کا کوئی وقت مقرر نہیں اور نہ ہی شریعت مطہرہ نے کسی وقت کی تخصیص کی ہے اسی طرح درود پاک کے لیے بھی کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ اس کا وقت بہت وسیع ہے جب چاہے جس وقت چاہے درود پاک پڑھ سکتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ درود پاک پڑھتے وقت اس کے آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۸۹۲/۳۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ قُرَّاؤُكُمْ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمھاری اذان وہ لوگ دیا کریں جو تم میں نہایت نیک ہوں اور تمھاری امامت وہ کریں جو سب سے زیادہ علم والے ہیں (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

۸۹۳/۳۱ وَعَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ حَقٌّ وَّسُنَّةٌ مَّسْنُوْنَةٌ اَنْ لَّا يُؤَذِّنَ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ وَّلَا يُؤَذِّنَ اِلَّا وَهُوَ قَائِمٌ رَوَاهُ اَبُوالشَّيْخِ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اذان کے لیے افضل اور سنت یہ ہے کہ باوضو شخص ہی اذان دے اور یہ کہ اذان دینے والا کھڑا ہو کر ہی اذان کہے (اس کی روایت ابوالشیخ نے کی ہے)

۸۹۴/۳۲ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤَذِّنُ اِلَّا مُتَوَضِّئٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَّفَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ باوضو شخص ہی اذان دیا کرے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور اسی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے)

ف: ہمارے علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باوضو شخص کا اذان دینا مستحب ہے اور اذان کے لیے وضو ضروری نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب قرآن کو جو عظمت میں اذان سے زیادہ ہے بغیر ہاتھ لگائے ہوئے بغیر وضو پڑھ سکتے ہیں تو اذان جو عظمت میں قرآن سے کم ہے بغیر وضو کے دینا کس طرح ناجائز ہوگا۔ اس لیے جن روایتوں سے باوضو اذان دینا ثابت ہوتا ہے ان سے اذان باوضو دینا مستحب قرار پائے گا (اس کی تائید حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنے والی روایت سے ہوتی ہے)

۸۹۵/۳۳ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَا بَاْسَ بِاَنْ يُّؤَذِّنَ الْمُؤَذِّنُ وَ هُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِى الْاٰثَارِ وَقَالَ بِهٖ نَاْخُذُ لَا نَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا وَّ نَكْرَهُ اَنْ يُّؤَذِّنَ جُنُبًا۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اگر مؤذن بلا وضو اذان دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے) اور امام محمد نے کہا ہے کہ ہم حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کو اختیار کرتے ہیں اور بلا وضو اذان دینے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے البتہ ہم جنبی کے اذان دینے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

۸۹۶/۳۴ وَعَنْهُ قَالَ الْاَذَانُ جَزْمٌ وَّ التَّكْبِيْرُ جَزْمٌ وَ التَّسْلِيْمُ جَزْمٌ وَّالْقُرْاٰنُ جَزْمٌ۔

(رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اذان جزم ہے اور تکبیر جزم ہے اور سلام جزم ہے اور قرآن جزم ہے (یعنی اذان کے جملہ کے آخر کو سکون سے پڑھے اور تکبیر میں بھی اسی طرح اور سلام میں بھی اسی طرح آخر کلمہ کو سکون سے پڑھے اور قرآن میں بھی جہاں آیت ختم ہوتی ہے وہاں وقف کرکے پڑھے) (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

۸۹۷/۳۵ وَعَنْ اَبِى الشَّعْثَآءِ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا فِى الْمَسْجِدِ مَعَ اَبِىْ هُرَيْرَةَ فَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِىْ فَاَتْبَعَهٗ اَبُوْهُرَيْرَةَ بَصَرَهٗ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى مُسْلِمٌ وَّالنَّسَائِىُّ وَ التِّرْمِذِىُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابوالشعثاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم مسجد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں موذن نے اذان دی، ایک شخص مسجد سے اٹھ کر جانے لگا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے حضور ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے (اس لیے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ مسجد میں اذان سننے کے بعد بغیر نماز پڑھے مسجد سے جانا نہیں چاہیے اور اس نے ایسا نہیں کیا ہے اس لیے یہ نافرمانی ہے) اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور مسلم، نسائی اور ترمذی نے

نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۸۹۸/۳۶ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَکَہُ الْاَذَانُ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ یَخْرُجْ لِحَاجَۃٍ وَّھُوَ لَا یُرِیْدُ الرَّجْعَۃَ فَھُوَ مُنَافِقٌ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مسجد کے اندر ہے اور اذان ہوئی پھر وہ شخص مسجد سے نکل گیا اور کسی ضروری کام کے لیے نہیں نکلا اور وہ دوبارہ مسجد میں واپس ہونے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے تو وہ منافق ہے۔ (ابن ماجہ)

ف: مسجد سے اذان سننے کے بعد بلاعذر نماز پڑھے بغیر نکل جانا اس حدیث پاک میں اسے منافق کہا گیا ہے کیونکہ اذان سن کر شیطان بھاگتا ہے مسلمان اذان سن کر مسجد میں آتا ہے۔ مسلمان کو اذان سن کر مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے آنے کا حکم ہے نہ کہ جو موجود ہو وہ بھی مسجد سے نکل جائے۔

بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ وَ اَفْضَلِیَّۃُ الْاِمَامَۃِ وَاِجَابَۃُ الْمُؤَذِّنِ

یہ باب اذان کی فضیلت اور امام کے مؤذن پر افضل ہونے اور مؤذن کے کلمات کا جواب دینے کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ (تعالیٰ) کی طرف بلائے اور نیکی کرے۔" (کنز الایمان پ۲۴ سورۃ حم السجدۃ ۴۱ آیت ۳۳)

۸۹۹/۱ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ مُعَلَّقَتَانِ فِیْ اَعْنَاقِ الْمُؤَذِّنِیْنَ لِلْمُسْلِمِیْنَ صِیَامُھُمْ وَصَلٰوتُھُمْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی دو چیزوں کی ذمہ داری مؤذن کی گردن پر ہے۔ ایک تو مسلمانوں کے روزوں کی ذمہ داری اور دوسرے

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

مسلمانوں کی نمازوں کی ذمہ داری (اسی لیے مؤذن کو چاہیئے کہ صحیح وقت پر اذان دے تاکہ نماز اور روزوں میں خلل نہ ہو) (ابن ماجہ)

٩٠٠ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اذان دینے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز گردن (یعنی شاندار) ہوں گے (مسلم)

٩٠١ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاْذِيْنَ فَاِذَا قُضِيَ النِّدَاۤءُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَذْكُرْ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان اذان نہ سننے کی غرض سے گوز مارتے ہوئے (یعنی ہوا چھوڑتے ہوئے) پشت پھیر کر بھاگتا ہے اور جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو واپس آتا ہے اور جب نماز کے لیے اقامت ہوتی ہے تو پھر بھاگتا ہے اور جب اقامت ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آ کر نمازی کے دل میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کرو اور فلاں بات یاد کرو اور وہ وہ باتیں یاد دلاتا رہتا ہے جو اسے پہلے یاد نہ تھیں۔ بالآخر آدمی بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی نماز پڑھی؟ (بخاری اور مسلم)

٩٠٢ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الشَّيْطَانَ اِذَا سَمِعَ النِّدَاۤءَ بِالصَّلٰوةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَاۤءِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى سِتَّةٍ وَّثَلَاثِيْنَ مِيْلًا۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جب شیطان نماز کی اذان سنتا ہے تو وہ بھاگتا ہوا روحاء تک چلا جاتا ہے راوی کہتے ہیں کہ روحاء مدینہ منورہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ (مسلم)

٩٠٣ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے خواہ جن ہو یا انسان یا

شَیْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

کوئی اور چیز مؤذن کی اذان سنی ہو تو یہ سب قیامت کے دن مؤذن کے لیے گواہی دیں گے (بخاری شریف)

۹۰۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤَذِّنُ یُغْفَرُ لَهٗ مَدٰی صَوْتِهٖ وَیَشْهَدُ لَهٗ كُلُّ رَطْبٍ وَّیَابِسٍ وَّشَاهِدُ الصَّلٰوةِ یُكْتَبُ لَهٗ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ صَلٰوةً وَّیُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَیْنَهُمَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَی النَّسَائِیُّ اِلٰی قَوْلِهٖ كُلُّ رَطْبٍ وَّیَابِسٍ وَقَالَ وَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ صَلّٰی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنی دور تک مؤذن کی اذان کی آواز پہنچتی ہے اتنی ہی اس کی بخشش ہوتی ہے (یعنی اگر گناہوں کا جسم فرض کیا جائے اور اتنے گناہ ہوں کہ جہاں تک آواز پہنچی ہے اتنے حصے ہیں وہ بھر جاتے ہیں تو سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اس لیے مؤذن کو چاہیے کہ باآواز بلند اپنی پوری قوت کے ساتھ اذان دیا کرے) اور مؤذن کے لیے ہر تر اور خشک شے گواہی دے گی اور نماز باجماعت ادا کرنے والے کے لیے پچیس نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور باجماعت نماز ادا کرنے والے کی دو باجماعت نمازوں کے درمیانی اوقات کے گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں (امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ) اور نسائی نے ہر تر اور خشک کے ذکر تک روایت کرنے کے بعد وَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ صَلّٰی (یعنی مؤذن کو سب نمازیوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا) کا اضافہ کیا ہے

۹۰۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِیْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سات برس تک بغیر کمائے کے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور ثواب کے لیے اذان دیتا رہا تو اس کے لیے جہنم کی آگ سے برات یعنی نجات لکھ دی جاتی ہے (ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ)

۹۰۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَذَّنَ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَكُتِبَ لَهٗ بِتَاْذِیْنِهٖ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ سِتُّوْنَ حَسَنَةً وَّلِكُلِّ اِقَامَةٍ ثَلٰثُوْنَ حَسَنَةً۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بارہ برس تک اذان دیتا رہا تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اذان دینے کی وجہ سے اس کے لیے روزانہ ہر اذان پر ساٹھ نیکیاں

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

۹۰۷/۹ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَّهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ يُّنَادِيْ بِالصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۹۰۸/۱۰ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي التَّاْذِيْنِ لَتَضَارَبُوْا عَلَيْهِ بِالسَّيْفِ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

۹۰۹/۱۱ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغِيْرُ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْاَذَانَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ وَاِلَّا اَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَّقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ فَنَظَرُوْا اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ رَاعِيْ مِعْزًى۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اور اقامت کہنے کی وجہ سے ہر اقامت پر تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر رہیں گے ایک وہ غلام جس نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا اور اپنے مالک کا بھی حق ادا کیا، اور دوسرا وہ شخص جو لوگوں کی امامت کرتا رہا اور لوگ اس سے خوش رہے، اور تیسرا وہ شخص جو دن رات پانچوں نمازوں کی اذان دیتا رہا۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان دینے میں کیا فضیلت ہے؟ تو ہر شخص اذان دینا چاہتا اس لیے) اذان دینے کے لیے تلواریں لے کر لڑ پڑتے (امام احمد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جس کسی قوم پر حملہ کرتے تو) صبح صادق طلوع ہونے کے بعد حملہ کیا کرتے اور اذان کی طرف کان لگائے منتظر رہتے اگر وہاں سے اذان سنائی دیتی تو رک جاتے ورنہ (اس بستی پر) حملہ کر دیتے تھے ایک بار کسی شخص کے یہ الفاظ سنے اللہ اکبر اللہ اکبر تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَى الْفِطْرَةِ یہ اسلام پر ہے (کیوں کہ مسلمان ہی اذان کہتے ہیں) پھر اس شخص نے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا (یعنی میں گواہ ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (توحید کے اقرار سے) تم جہنم کی آگ سے نکل گئے ہو، صحابہ نے دیکھا تو وہ شخص بکریاں چرانے والا تھا (مسلم شریف)

۹۱۰ / ۱۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ مِنَّا اَمِيْرٌ وَّمِنْكُمْ اَمِيْرٌ فَاَتَاهُمْ عُمَرُ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَ اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَاَيُّكُمْ تَطِيْبُ نَفْسُهٗ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ نَّتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ.

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو انصار نے کہا کہ ہم میں سے ایک امیر ہو اور آپ (مہاجرین) میں سے ایک امیر ہو تو ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور کہا کہ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو (اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ) وہ کون شخص ہے (جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے) ان سے سبقت کرنے کو پسند کرتا ہے، سب نے بیک زبان کہا کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سبقت کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

قَالَ الْاِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ اَلْاِمَامَةُ اَفْضَلُ مِنَ الْاَذَانِ عِنْدَنَا لِمُوَاظَبَتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْهَا وَكَذَا الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ بَعْدَهٗ۔

امام ابن الہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ہمارے پاس اذان دینے سے امامت کرنا افضل ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امامت کرنے پر مداومت فرمائی ہے اور اسی طرح حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی امامت کرنے کی ہمیشہ پابندی کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ہمارے نزدیک اذان دینے سے امامت کرنا افضل ہے اس کے برخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس امامت سے اذان دینا افضل ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اذان کی افضیلت پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ حدیث یہ ہے کہ "الامام ضامن وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اَللّٰهُمَّ اَرْشِدِ الْاَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِيْنَ" امام ضامن ہے (کہ مقتدیوں کی نماز کی صحت امام کی صحت نماز پر منحصر ہے) اور مؤذن امانت دار ہے (کہ لوگ نمازوں کے پڑھنے اور روزوں کے افطار میں مؤذن پر اعتماد کرتے ہیں) اے اللہ اماموں کو علم و عمل کی ہدایت فرما اور مؤذنوں کو بخش دے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ امین کی حالت ضامن کی حالت سے افضل ہوتی ہے اس لیے امام پر مؤذن کو فضیلت حاصل ہے۔ لیکن اس حدیث کے بارے میں اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے امام اور مؤذن میں کسی کی افضیلت ظاہر کرنا مقصود نہیں بلکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر ایک کے حال کو بیان فرما کر ہر دو کے لیے دعائے خیر فرمائی ہے۔

(اشعۃ اللمعات کی عبارت ختم ہوئی) اگر اس حدیث سے کسی ایک کی فضیلت ظاہر کرنا مقصود ہے تو درحقیقت امام ہی کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ مؤذن توصرف اوقات نماز بتلاتا ہے حالانکہ امام ارکان نماز کا ضامن ہوتا ہے، نیز امام بوقت دُعا مقتدیوں اور پروردگار کے درمیان سفارت اور واسطہ کا کام دیتا ہے، یہ کہاں اور وہ کہاں ؟ امام افضل کیوں نہ ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے اور مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا جانشین ہے، اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ امام اور مؤذن میں افضل کون ہے ؟ علاوہ ازیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اماموں کے لیے راہ حق پر قائم رہنے کی دُعا فرمائی ہے اور مؤذنین کے لیے مغفرت کی دعاء فرمائی ہے۔ واضح ہو کہ راہ حق پر قائم رہنے کی دعا مغفرت کی دُعا سے اعلیٰ وارفع ہے کیونکہ مغفرت کا تقاضہ یہ ہے کہ کچھ گناہ سرزد ہوتے ہیں اور ان کی بخشش کی دعا کی جارہی اس کے برخلاف راہ حق پر قائم رہنے کا تقاضہ مقصد کو پالینا ہے (یہ مرقات میں مذکور ہے)

امامت کے افضل ہونے کی تائید میں اور حدیثیں ہیں جو ذیل میں آرہی ہیں۔

۹۱۱/۱۳ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ النَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ الْاِمَامُ ثُمَّ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ مَنْ عَلٰى يَمِيْنِ الْاِمَامِ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجد میں تمام لوگوں میں افضل امام ہے اور امام کے بعد مؤذن ہے اور ان دونوں کے بعد وہ شخص ہے جو امام کی سیدھی جانب ہو (اس کی روایت دیلمی نے اپنی مسند میں کی ہے)

۹۱۲/۱۴ وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ وَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی شخص اذان دے پھر تم میں سے (جو علم، عمر، یا تقویٰ میں) سب سے بڑا ہو وہ امامت کرے (بخاری اور مسلم)

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے امامت کی اذان پر افضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اذان دینے والے کے لیے کسی قسم کی شرط نہیں لگائی گئی۔ اس کے برخلاف امام کے لیے بڑے ہونے کی شرط لگائی گئی ہے اور یہ امامت کے افضل ہونے کی واضح ترین دلیل ہے۔ ۱۲

۹۱۳/۱۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحْمَةُ تَنْزِلُ عَلٰى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الْإِمَامِ ثُمَّ عَلَى مَنْ عَلَى يَمِيْنِهِ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ. رَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ.

نے ارشاد فرمایا کہ رحمت سب سے پہلے امام پر نازل ہوتی ہے پھر اس شخص پر جو امام کے دائیں جانب (قریب ہونے میں) اول ہے اس کے بعد جو اول ہے اسی لحاظ سے رحمت نازل ہوتی جاتی ہے (ابوالشیخ)

۹۱۴/۱۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْا أَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ نَحْوَهُ فِي الْكَبِيْرِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اُن لوگوں کو امام بنایا کرو جو تم میں سب سے اچھے ہوں اس لیے کہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان نمائندے ہوتے ہیں (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور بیہقی نے سنن میں اور طبرانی نے کبیر میں اسی طرح روایت کی ہے

۹۱۵/۱۷ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ بِلَالٌ يُنَادِيْ فَلَمَّا سَكَتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ مِثْلَ هٰذَا يَقِيْنًا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر اذان دینے لگے جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص (موذن کی طرح) یقین کے ساتھ اذان کے ہر کلمہ کا جواب دیتا جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (نسائی شریف)

۹۱۶/۱۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْمُؤَذِّنِيْنَ يَفْضُلُوْنَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ كَمَا يَقُوْلُوْنَ فَإِذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَ.

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بے شک اذان دینے والے ہم پر فضیلت رکھتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم بھی جس طرح موذن کہتے ہیں کہا کرو اور جب تم اذان کے جواب سے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو تمہاری دعا قبول ہوگی۔ (ابوداؤد)

۹۱۷/۱۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤَذِّنِيْنَ وَالْمُلَبِّيْنَ يَخْرُجُوْنَ مِنْ قُبُوْرِهِمْ يُؤَذِّنُ الْمُؤَذِّنُ وَيُلَبِّي الْمُلَبِّيْ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اذان دینے والے اپنی اپنی قبروں سے اس طرح نکلیں گے کہ موذن اذان دے رہا ہوگا اور جواب دینے والا

جواب دے رہا ہوگا (اس کی روایت طبرانی نے الاوسط میں کی ہے)

۹۱۸/۲۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُوْا أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ.

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی مؤذن کی طرح کہو جو وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو، اس لیے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس ایک درود کے بدلے اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتے ہیں پھر تم اللہ تعالیٰ سے میرے لیے مقام وسیلہ ملنے کی دعا کرو کیونکہ وسیلہ جنت میں ایک ایسا درجہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی ایک ہی کے لیے مخصوص ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا (جس کو مقام وسیلہ ملے گا) تو جو شخص میرے لیے مقام وسیلہ کے ملنے کی دعا کرے گا اس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگی۔

ف : اس حدیث میں مذکور ہے کہ تم بھی اسی طرح کہو جو مؤذن کہتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اذان سننے والے پر واجب ہے کہ مؤذن جن الفاظ کو ادا کرے جواب دینے والا بھی انہی الفاظ کو جواب میں ادا کرتا جائے۔ لیکن امام حلوانی نے کہا ہے کہ مؤذن کا جواب دینا زبان سے مستحب ہے اور واجب یہ ہے کہ اذان سنتے ہی مسجد کی طرف چلے تاکہ جماعت فوت نہ ہو اگر اذان سُن کر مسجد کو نہ جائے تو ترک واجب سے گنہگار ہوگا (یہ درمختار میں مذکور ہے اور درمختار میں اس جگہ اور بھی تفصیل ہے جس کی تشریح ردالمحتار میں کی گئی ہے)

۹۱۹/۲۱ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مؤذن اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہے تو سننے والا (مؤذن کے جواب میں) اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہے۔ پھر مؤذن أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہے تو یہ شخص بھی (اس کے جواب میں) أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہے۔ پھر مؤذن أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے تو یہ بھی أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے پھر مؤذن حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہے تو یہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہے۔ پھر مؤذن حَيَّ عَلٰی۔

ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

الفلاح کہے تو یہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے پھر مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو یہ بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے پھر لا الہ الا اللہ کہے تو یہ شخص بھی لا الہ الا اللہ کہے اور سب کا جواب صدق دل سے دے تو ایسا شخص جنت میں داخل ہوگا (مسلم شریف)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح ان ہر دو کلمات کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے۔

عمدۃ المفتی میں لکھا ہے کہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح ان ہر دو کلمات کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے ساتھ "ماشاء اللہ کان" کا اضافہ کریں اور کافی میں ان دونوں چیزوں میں اختیار دیا ہے کہ چاہیں تو حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں صرف لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھیں یا صرف "ماشاء اللہ کان" پڑھیں، البتہ محیط میں تفصیل ہے کہ حی علی الصلوٰۃ سن کر لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے اور حی علی الفلاح پر "ماشاء اللہ کان" لیکن قول مختار قول اول ہے کہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح ان کلمات میں سے ہر ایک کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور ماشاء اللہ کان کو جمع کرے یہ ردالمختار میں مذکور ہے ۱۲

۹۲۰/۲۲ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّيْ لَعِنْدَ مُعَاوِيَةَ اِذَا اَذَّنَ مُؤَذِّنُهٗ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمَا قَالَ مُؤَذِّنُهٗ حَتّٰى اِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَلَمَّا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَقَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت علقمہ بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھا کہ ان کے مؤذن نے اذان دی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح کہتے گئے جس طرح مؤذن نے کہا یہاں تک کہ جب مؤذن نے حی علی الصلوٰۃ کہا تو انھوں نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا اور جب مؤذن نے حی علی الفلاح کہا تو انھوں نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہا اور اس کے بعد مؤذن نے جس طرح کہا اسی طرح کہہ کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذان کے جواب میں اسی طرح کہتے ہوئے سنا ہے۔ (امام احمد)

۹۲۱/۲۳ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ قَالَ وَاَنَا وَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنتے کہ وہ

أَنَا ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

أَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور أَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ کہہ رہا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے وَاَنَا وَاَنَا (یعنی جیسے تم گواہی دے رہے ہو، میں بھی ایسی ہی توحید اور رسالت دونوں کی گواہی دیتا ہوں۔ اسی لیے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اَنَا کو مکرر ارشاد فرمایا ہے) (ابوداؤد شریف)

۹۲۲/۲۴ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَوْ بَعْضِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا اَخَذَ فِی الْاِقَامَةِ فَلَمَّا اَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا وَقَالَ فِیْ سَائِرِ الْاِقَامَةِ كَنَحْوِ حَدِيْثِ عُمَرَ فِی الْاَذَانِ ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی صحابی سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت کہنا شروع کی جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا یعنی اللہ تعالیٰ نماز کو قائم رکھے اور اس کو ہمیشہ رکھے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بقیہ الفاظ اقامت کا جواب اسی طرح ادا فرمایا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہوئی حدیث ۹۱۹/۲۱ میں اذان کا جواب دیا گیا ہے (یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اقامت کے الفاظ کو مؤذن نے جس طرح کہے آپ نے بھی اسی طرح ادا فرمائے البتہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوة اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فرمایا اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا ارشاد فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ تکبیر کے کلمات کا جواب بھی اسی طرح دینا چاہیے جس طرح اذان کے کلمات کا جواب دیا جاتا ہے) (ابوداؤد شریف)

۹۲۳/۲۵ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ

حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مؤذن کی اذان سن کر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ

رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا۔ غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

رَسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو یکتا ہے اور جس کا شریک کوئی نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے پر راضی ہوں اور محمد کے رسول اللہ ہونے پر راضی ہوں اور اپنا دین اسلام ہونے سے راضی ہوں۔ اذان سن کر اس طرح کہنے والے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (مسلم شریف)

ف: حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی اذان میں سن کر انگوٹھوں کو چومنا مسنون ہے۔ احادیث میں صحابۂ کرام سے یہ عمل ثابت ہے۔ اسے بدعت یا گناہ کہنا خود صریح گناہ ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو رسالے تحریر فرمائے ہیں۔

(۱) "منیر العینین فی حکم تقبیل الابہامین"

(۲) "نہج السلامہ فی حکم تقبیل الابہامین فی الاقامہ"۔

ان دونوں رسائل میں امام موصوف نے دلائل کے ساتھ احادیث اور اصول حدیث کی روشنی میں وضاحت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں کے ساتھ مس کرنا سنت صحابہ خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے اور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر بروز محشر شفاعت کا مژدہ سنایا ہے۔ جو اسے بدعت کہے وہ خود گمراہ منکر حدیث ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود اپنے فتاوی رضویہ جلد دوم میں فرماتے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز۔ جس کے جواز میں مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم اور اگر خود کوئی دلیل خاص نہ ہوتی تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا جواز کے لیے دلیل کافی تھا۔ جو ناجائز بتلائے ثبوت دینا اس کے ذمہ ہے کہ قائل جواز متمسک باصل ہے متمسک باصل محتاج دلیل نہیں۔ پھر یہاں تو حدیث، فقہ، ارشاد علما و عمل قدیم سلف صلحا رسب کچھ موجود۔ علمائے محدثین نے اس باب میں حضرت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت ریحانۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت نقیب اولیائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا ابوالعباس خضر علی الحبیب الکریم وعلیہم جمیعا الصلوٰۃ والتسلیم وغیرہما اکابر دین سے حدیثیں روایت فرمائیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُهٗ اِلَى الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَيَكْفِيْ

لِلْعَمَلِ بِهٖ بِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ"

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس فعل کا ثبوت عمل کو بس ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمہیں لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شئی کا ثبوت بعینہٖ حضور سید عالم نور مجسم سے ثبوت ہے اگرچہ بالخصوص حدیث مرفوع درجۂ صحت تک مرفوع نہ ہو۔ امام سخاوی "المقاصد الحسنہ فی الاحادیث الدائرہ علی الالسنہ" میں فرماتے ہیں۔ حدیث مَسْحُ الْعَيْنَيْنِ بِبَاطِنِ اَنْمُلَتَيِ السَّبَّابَتَيْنِ بَعْدَ تَقْبِيْلِهِمَا عِنْدَ سِمَاعِ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَعَ قَوْلِهٖ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ قَوْلَ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ هٰذَا وَقَبَّلَ بَاطِنَ الْاَنْمُلَتَيْنِ السَّبَّابَتَيْنِ وَمَسَحَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِيْ فَقَدْ حَلَّتْ شَفَاعَتِيْ وَلَا يَصِحُّ۔

"یعنی مؤذن سے" اشهد ان محمدا رسول الله" سن کر انگشتان شہادت کے پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا" اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا" اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اس جناب نے مؤذن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے سنا تو یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے زیریں سے چوم کر آنکھوں سے مس کئے اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے۔ یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجۂ صحت نام رکھتے ہیں۔

۹۲۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔
۲۶

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں ہوتی (یعنی ضرور قبول ہوتی ہے) (ابوداؤد اور ترمذی)

۹۲۵ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ اَلدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّتَحْتَ الْمَطَرِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَتَحْتَ الْمَطَرِ۔
۲۷

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو وقت ایسے ہیں جن میں دعائیں رد نہیں ہوتیں، یا یہ فرمایا کہ بہت کم رد کی جاتی ہیں، ایک اذان کے وقت کی دعا، دوسرے جہاد کے وقت کی دعا جب ایک دوسرے سے گتھ جاتے ہیں، یا یہ فرمایا بارش میں بھیگتے وقت کی دعا۔ (ابوداؤد) اور دارمی نے بھی اس

کی روایت کی ہے لیکن دارمی نے بارش میں بھیگتے وقت کی دعا کا ذکر نہیں کیا ہے ۔

۹۲۶/۲۸ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (پوری) اذان سننے اور اس کا جواب دینے کے بعد یہ دعا پڑھے ۔"اے اللہ! اے ہمارے پروردگار، سب بلاووں سے نماز کا بلاوا اکمل ہے اور موجودہ نماز کے مالک جس کی اذان دی جارہی ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقام وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ کو مقام محمود عطا کر (جس کا تو نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے) تو اس دعا کے پڑھنے والے کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت ضرور ہوگی ۔ (بخاری)

۹۲۷/۲۹ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِالدُّعَآءِ عِنْدَ اَذَانِ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم کو حکم دیا جاتا تھا کہ ہم اذان مغرب کے وقت دعا کیا کریں (اس کی روایت بیہقی نے الدعوات الکبیر میں کی ہے)

۹۲۸/۳۰ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقُوْلَ عِنْدَ اَذَانِ الْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْ لِيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان مغرب کے وقت اس دعا کی تعلیم دی ہے اللھم هذا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْ لِيْ (اے اللہ یہ وقت یہ تیری رات کی آمد کا ہے اور تیرے دن کے رخصت ہونے کا اور تیری اذان دینے والوں کی اذان کا وقت ہے پس تو مجھے بخش دے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور بیہقی نے الدعوات الکبیر میں بھی اس کی روایت کی ہے)

۹۲۹/۳۱ وَعَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلِ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِنْدَ كُلِّ اَذَانَيْنِ رَكْعَتَيْنِ مَا خَلَا الْمَغْرِبَ رَوَاهُ

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت وہ حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر دو اذان یعنی

الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ وَهُوَ الْمَحْفُوْظُ وَرَوَى الْبَزَّارُ عَنْ بُرَيْدَةَ نَحْوَهُ وَفِي رِوَايَةٍ صَلٰوةً إِلَّا بَدَلَ رَكْعَتَيْنِ مَا خَلَا۔

اذان اور اقامت کے درمیان (کم ازکم) دو رکعت ہیں، سوائے نماز مغرب کے (یعنی نماز مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان کوئی نماز نہیں ہے) (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے اور دار قطنی نے کہا ہے کہ اس کی سند معتبر ہے) اور بزار نے بھی حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: اذان اور اقامت کے درمیان بجز نماز مغرب کے ہر نماز کے لیے سنتیں ہیں، اسی حدیث کی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان نفل نماز کو مکروہ قرار دیا ہے (یہ مرقات میں مذکور ہے)

۹۳۰/۳۲ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِي قَالَ أَنْتَ إِمَامُهُمْ وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَأْخُذُ عَلَى أَذَانِهِ أَجْرًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ مجھے میری قوم کا امام بنا دیجئے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کے امام ہو اور تم ان میں سے سب سے ضعیف کا لحاظ کیا کرو، اور ایک ایسے شخص کو مؤذن بنا لو جو اذان پر اجرت نہ لیتا ہو (امام احمد، ابوداؤد اور نسائی)

۹۳۱/۳۳ وَعَنْ أَبِي مَحْذُوْرَةَ أَنَّهُ قَالَ أَلْقٰى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَذَانَ فَأَذَّنْتُ ثُمَّ أَعْطَانِي حِيْنَ قَضَيْتُ التَّأْذِيْنَ صُرَّةً فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ فِضَّةٍ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَعَقَدَ تَرْجَمَةً عَلَى الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ أَيْضًا۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ کو اذان سکھاتے گئے اور میں اذان دیتا گیا، پھر جب میں اذان دینے سے فارغ ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک تھیلی عطا فرمائی جس میں کچھ چاندی تھی (ابن حبان) اور باب کا عنوان اذان پر اجرت لینے کا جواز رکھا ہے۔ (اور اس کی روایت نسائی نے بھی کی ہے)

ف: اذان، اقامت و امامت کی اجرت لینا اس حدیث کی روشنی میں جائز ہے۔ کیونکہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چاندی کی ایک تھیلی جو عنایت فرمائی۔ اسی طرح دوسرے تبلیغی و دینی کاموں کی بھی اجرت لی جا سکتی ہے۔

ف: علماء نے اذان، اقامت اور امامت پر اجرت لینے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اذان، اقامت اور امامت پر اجرت لینا مکروہ قرار دیا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ

اللہ تعالیٰ اور ان کے شاگردوں نے بھی ان پر اجرت لینا مکروہ قرار دیا ہے اور اس پر حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کیونکہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ ایسے شخص کو مؤذن بناؤ جو اذان دینے پر اجرت نہ لیتا ہو، یہ متقدمین احناف کا قول ہے لیکن متاخرین احناف نے اجرت کے جائز ہونے پر فتویٰ دیا ہے اور ابن حبان کی اس حدیث سے جو ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سے استدلال کرتے ہیں۔

۹۳۲/۳۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤَذِّنُ الْمُحْتَسِبُ كَالشَّهِيْدِ الْمُتَشَحِّطِ فِيْ دَمِهٖ وَاِذَا مَاتَ لَمْ يُدَوَّدْ فِيْ قَبْرِهٖ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کا طالب مؤذن (جو اُجرت نہ لیتا ہو) ایسے شہید کی طرح ہے جو اپنے خون میں لت پت ہو، اور جب وہ مر جائے گا تو قبر میں اس کے بدن میں کیڑے نہیں پڑیں گے (اس کی روایت طبرانی نے الکبیر میں کی ہے)

۹۳۳/۳۵ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُ رَبُّكَ مِنْ رَّاعِيْ غَنَمٍ فِيْ رَأْسِ شَظِيَّةٍ لِّلْجَبَلِ يُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوةِ وَيُصَلِّيْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيْمُ الصَّلٰوةَ يَخَافُ مِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا رب اس بکریاں چرانے والے پر تعجب کرتا ہے جو کسی پہاڑ کی چوٹی کے کسی بلند حصہ پر نماز کے لیے اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کو دیکھو کہ اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے میں نے اپنے اس بندہ کے گناہوں کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا (ابوداؤد اور نسائی)

۹۳۴/۳۶ وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ بِاَرْضِ فَلَاةٍ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيَتَوَضَّأْ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ مَاءً فَلْيَتَيَمَّمْ فَاِنْ اَقَامَ صَلّٰى مَعَهٗ مَلَكَانِ وَاِنْ اَذَّنَ وَاَقَامَ صَلّٰى خَلْفَهٗ مِنْ جُنُوْدِ اللّٰهِ مَا لَا يُرٰى طَرَفَاهُ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ هٰذَا اِسْنَادُهٗ بِرِجَالِهٖ رِجَالُ الصِّحَاحِ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی جنگل میں ہو اور نماز کا وقت آجائے تو وہ وضو کر لے اور اگر پانی نہ ملا تو تیمم کرے، اگر اس نے (صرف) اقامت کہی ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اگر اس نے اذان و اقامت کہی ہے تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی فوج نماز پڑھتی ہے جس کے اول و آخر کے دونوں سرے دکھائی نہیں دے

سکتے (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے اور یہ ایسی حدیث ہے جس کی سند کے راوی صحاح کے راوی ہیں)

باب

ف: ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اذان کے متعلق جو کچھ گذرا ہے یہ باب ان چیزوں کا تتمہ ہے۔ ۱۲

۹۳۵ عَنْ بِلَالٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ لَا تُؤَذِّنْ حَتّٰى يَسْتَبِيْنَ لَكَ الْفَجْرُ هٰكَذَا وَ مَدَّ يَدَيْهِ عَرْضًا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَلَمْ يُضَعِّفْهُ وَ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ نَحْوَهٗ قَالَ فِى الْاِمَامِ رِجَالُ اِسْنَادِهٖ ثِقَاتٌ۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک فجر کی روشنی اس طرح ظاہر نہ ہو جائے اذان مت دیا کرو، اس طرح فرماتے ہوئے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مبارک کو آسمان کی طرف عرض میں پھیلایا (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ابوداؤد نے اس حدیث کو ضعیف نہیں قرار دیا اور بیہقی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے الامام میں کہا ہے کہ اس سند کے راوی سب ثقہ ہیں۔

وَفِيْ رِوَايَةِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ بِلَالًا اَذَّنَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

عبدالعزیز بن ابی رواد کی روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے اذان دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غضبناک ہوگئے۔

اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ جب تک صبح صادق طلوع نہ ہو فجر کی اذان نہ دیا کرو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی نماز کی اذان اس کے وقت کے شروع ہونے سے پہلے نہ دی جائے اور اگر وقت سے پہلے اذان دی گئی ہے تو وقت شروع ہونے پر اس کا اعادہ کیا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ اذان جماعت کی اطلاع کے لیے دی جاتی ہے اور وقت سے پہلے اذان دینے سے اذان کی جو غرض ہے کہ جماعت کے وقت سے مطلع کیا جائے۔ وہ غرض حاصل نہیں ہوتی تو گویا وقت سے پہلے اذان دینا جماعت کے وقت سے بے خبر

رکھنا ہوا۔ البتہ فجر کی اذان کے بارے میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ رات کے نصف آخر میں فجر کی اذان جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ کا بھی یہی قول ہے کیونکہ اس پر اہل حرمین کا نسلاً بعد نسل عمل درآمد ہے لیکن یہ حدیث سب پر حجت ہے یہ ہدایہ سے ماخوذ ہے اور نہایۃ میں مذکور ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ حدیث میں لَا یَغُرَّنَّکَ اَذَانُ بِلَالٍ (یعنی تم کو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل از وقت اذان دیا کرتے تھے) تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بھی ہماری دلیل ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی تعالیٰ عنہ کی اذان کا اعتبار نہیں کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان کا ایسا اعتبار نہ کریں جیسا کہ وقت کے اندر کی اذان کا اعتبار کیا کرتے ہیں، جب ہی تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان تم کو دھوکہ نہ دے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لیے اذان دیتے ہیں کہ شب میں عبادت کرنے والا عبادت کو ختم کر دے، روزہ دار سحری کر لے اور سونے والا نیند سے اٹھے اس لیے ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا تھے اور جب تک لوگوں سے یہ نہ سن لیتے تھے کہ صبح صادق ہو چکی ہے اس وقت تک اذان نہیں دیا کرتے تھے ۱۲

٩٣٦ / ٣٨ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ اِسْتَيْقَظْتُ وَاَنَا وَسْنَانُ فَظَنَنْتُ اَنَّ الْفَجْرَ قَدْ طَلَعَ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّنَادِيَ عَلٰى نَفْسِهٖ اِلَّا اِنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَرَوَى اَبُوْدَاوٗدَ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کس لیے تم نے صبح صادق سے پہلے اذان دی ہے؟ تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں نیند سے اونگھتا ہوا اٹھا اور گمان کیا کہ صبح صادق ہو گئی ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ اپنی طرف سے اس معذرت کا اعلان کریں کہ بندہ وقت معلوم کرنے سے بے خبر تھا اور نیند میں تھا (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے اور ابوداؤد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وقت سے پہلے اذان دینا جائز نہیں۔۱۲

٩٣٧ / ٣٩ وَعَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِّيْ فَقَالَ اِذَا سَافَرْتُمَا فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں اور میرے ایک چچا زاد بھائی ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سفر کے لیے نکلو تو اذان دیا کرو اور اقامت کہا کرو اور تم دونوں میں سے جو بڑا ہے وہ امامت کیا کرے۔ (بخاری شریف)

۹۳۸ وَعَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَسْرَيْنَا لَيْلَةً فَلَمَّا كَانَ فِيْ وَجْهِ الصُّبْحِ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَامَ وَنَامَ النَّاسُ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ اِلَّا بِالشَّمْسِ قَدْ طَلَعَتْ عَلَيْنَا فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤَذِّنَ فَاَذَّنَ ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ ثُمَّ حَدَّثَنَا مَا هُوَ كَائِنٌ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ وَالْحَاكِمُ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت بریدبن ابی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، ان کے والد نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ایک رات ہم چلتے رہے جب صبح قریب ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مقام پر اترے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نیند آگئی اور سب لوگ بھی سو گئے (سب سے پہلے) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے وقت بیدار ہوئے کہ آفتاب نکل چکا تھا اور دھوپ ہم پر گر رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مؤذن کو حکم دیا تو انھوں نے اذان دی، پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کے فرض سے پہلے دو رکعت سنت ادا فرمائی پھر حکم دیا تو مؤذن نے اقامت کہی اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو فرض نماز پڑھائی، پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قیامت تک جتنی چیزیں ہونے والی تھیں ہم کو سب بیان فرمائیں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور اسی طرح ابوداؤد، حاکم، بزار، طبرانی اور بیہقی نے بھی اس کی روایت کی ہے)

ف: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قضاء نماز کے لیے بھی اذان واقامت دونوں کہی جائیں۔ یہی حنفی مذہب ہے۔ چنانچہ ہدایۃ میں مذکور ہے کہ قضاء نماز کے ادا کرتے وقت اذان دے اور اقامت بھی کہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لیلۃ التعریس کے موقع پر نماز فجر کی قضاء اذان و اقامت کے ساتھ ادا فرمائی ہے اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ پر حجت ہے، اس لیے کہ امام موصوف قضا نمازوں کی ادائیگی میں صرف اقامت پر اکتفاء فرماتے ہیں۔ ۱۲

۹۳۹ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ قَدْ خَرَجْتُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو تم اسی وقت اٹھو جب مجھے دیکھ لو کہ میں حجرے سے نکل گیا ہوں (بخاری اور مسلم)

ف: ذخیرہ میں ہے کہ اگر امام مسجد کے باہر ہو اور صفوں کے پیچھے سے مسجد میں داخل ہو رہا ہے تو نمازی امام کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جائیں، اور درمختار کی عبارت یہ ہے کہ اگر امام سامنے سے مسجد میں داخل ہو رہا

ہے تو امام پر نگاہ پڑتے ہی مقتدی کھڑے ہو جائیں۔ ۱۲

۹۴۰/۴۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ وَعَلَیْكُمُ السَّكِیْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالطَّحَاوِیُّ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ وَابْنُ حَزْمٍ بِسَنَدٍ مِّثْلِهٖ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ بِسَنَدٍ لَا بَاْسَ بِهٖ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ یَعْمِدُ اِلَی الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِیْ صَلٰوةٍ وَّقَالَ مُحَمَّدٌ لَا تَعْجَلَنَّ بِرُكُوْعٍ وَّلَا افْتِتَاحٍ حَتّٰی تَصِلَ اِلَی الصَّفِّ وَتَقُوْمَ فِیْهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز کی اقامت ہو جائے تو نماز کے لیے دوڑتے ہوئے مت آیا کرو، بلکہ معمولی رفتار سے اطمینان کے ساتھ آؤ اور جو کچھ نماز تم کو مل جائے اُسے جماعت سے پڑھ لو اور جو باقی رہ جائے بعد میں اسے پورا کر لو (اس کی روایت (ابوداؤد اور طحاوی) اور ابن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، اور ابن حزم نے بھی سند صحیح کیساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی روایت کی ہے اور بیہقی نے سند معتبر کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں کوئی شخص نماز کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ اس وقت سے نماز ہی میں ہوتا ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ جب تک تم صف میں نہ پہنچ جاؤ اور صف میں نہ کھڑے ہو جاؤ تب تک ہرگز رکوع کرنے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر جماعت میں شریک ہونے کی عجلت مت کیا کرو۔

ف: اس حدیث میں مذکور ہے "اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا تَسْعَوْنَ" (جب نماز کی اقامت ہونے لگے تو نماز کے لیے دوڑتے ہوئے مت آیا کرو) واضح ہو کہ اقامت سن کر دوڑنے کی جو ممانعت یہاں وارد ہے وہ نہی تنزیہی ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث اسکے بعد آ رہی ہے اس سے جماعت کے لیے بغیر مشقت کے تیزی سے آنا ثابت ہو رہا ہے۔

اس حدیث میں یہ بھی وارد ہے "فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوْا (جو کچھ نماز تم کو مل جائے اسے جماعت کے ساتھ پڑھ لو اور جو باقی رہ جائے بعد میں اس کی قضاء کر لو) اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی شخص کو امام کے ساتھ ابتداء نماز سے جماعت میں شرکت کا موقع نہ مل سکا اور جماعت میں وہ ایسے وقت شریک ہوا جب کہ نماز کا کچھ حصہ ہو چکا تھا ایسے شخص کو مسبوق کہتے ہیں ایسے لوگوں کے متعلق حدیث میں دو طرح کے الفاظ وارد ہیں۔ ایک "وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوْا" (نماز کا جو حصہ امام کے ساتھ نہ ملنے سے فوت ہو گیا ہے اس کی قضاء کر لو۔

دوسرے "وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا (نماز کا جو حصہ امام کے ساتھ نہ ملنے سے فوت ہو گیا ہے اس کو تمام کرلو) ایک میں قضاء اور دوسرے میں اتمام کا لفظ مذکور ہے، اب اتمام اور قضاء کے معنی میں علماء کے درمیان یہ اختلاف ہے کہ کیا ان دونوں لفظوں کا مطلب ایک ہے یا دونوں کے معنی الگ الگ ہیں؟ اس اختلاف کی بناء پر مسبوق کے متعلق یہ اختلاف پیدا ہو گیا کہ مسبوق جب سے امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوا ہے تو امام کے ساتھ ادا کی ہوئی نماز مسبوق کی ابتدائی نماز ہو گی یا اس کی آخری نماز ہو گی؟ اس بارے میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مسبوق جہاں سے نماز میں شریک ہوا ہے وہاں سے اس کی نماز شروع ہوئی ہے اس لیے یہ اس کی نماز کا ابتدائی حصہ ہو گا اور یہ شخص امام کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنی بقیہ نماز کی تکمیل کرے گا اور نماز کا وہ حصہ جس کو یہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کر رہا ہے اس کی نماز کا آخری حصہ سمجھا جائے گا اور یہ بعد والی نماز جس کو یہ تنہا پڑھ رہا ہے امام کے ساتھ ادا شدہ نماز کا تمہ کہلائے گی، یہ امام شافعی، امام اسحاق اور امام اوزاعی رحہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی ایک روایت میں اسی طرح منقول ہے اور ان سب حضرات نے حدیث کے الفاظ "وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا" سے استدلال کیا ہے اس لیے کہ اتمام کا تعلق ایسی شئے سے ہوتا ہے جس کی ابتداء پہلے سے ہو اور اس کا کچھ حصہ باقی رہ جائے تو اس قول کی بناء پر امام کے بعد مسبوق کی جو نماز ادا ہو رہی ہے وہ نماز کا آخری حصہ ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مسبوق جہاں سے جماعت میں شریک ہوا ہے وہ مسبوق کی نماز کا آخری حصہ ہے جیسے کہ خود امام کی نماز کا آخری حصہ ہے۔ اس لیے یہ شخص امام کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد قضاء نماز جو ادا کرے گا۔ وہ اس کی نماز کے فوت شدہ ابتدائی حصہ کی قضاء ہو گی اور نماز کا وہ حصہ جس کو یہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کر رہا ہے اس کی نماز کا ابتدائی حصہ کہلائے گا جو قضاء ہو گیا تھا اب وہ اس کو ادا کر رہا ہے۔

یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی ایک روایت اسی طرح کی ہے۔ نیز حضرت سفیان، مجاہد اور ابن سیرین رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے، ابن بطال نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کی تائید حضرات ابن مسعود، ابن عمر، ابراہیم نخعی، شعبی اور ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایتوں سے ہوتی ہے اور اس قول ثانی کے قائلین نے ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، "وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوْا" سے استدلال کیا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے اصحاب نے "فَاَتِمُّوْا" سے جو استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مربوط ہوتی ہے اور اس سے جدا نہیں ہو سکتی۔ اس لیے امام کی نماز کا جو آخری حصہ ہے وہ مسبوق کی نماز کا بھی لازماً آخری حصہ متصور ہو گا ورنہ امام کی اقتداء کے منشاء کے خلاف ہو گا اس بناء پر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "فَاَتِمُّوْا" کو بمعنی "فَاقْضُوْا" اس طرح محمول کیا جائے گا کہ جس نے نماز کے فوت شدہ حصہ کی قضاء کی تو اس نے اپنی نماز کو تمام کر لیا یعنی مکمل کر لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز

کے فوت شدہ حصہ کے باقی رہ جانے سے اس شخص کی نماز ناقص تھی اور اس شخص نے امام کے نماز ختم کرنے کے بعد نماز کے باقی حصہ کو ادا کر کے اپنی اس ناقص نماز کو تمام کر لیا۔ (یہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے) اس کو مثال سے اس طرح سمجھیئے۔

ایک شخص ظہر کی جماعت میں امام کے ساتھ ایسے وقت شریک ہوا جب کہ امام کی دو رکعتیں ہو چکی تھیں اور اس نے امام کے ساتھ آخری دو رکعتیں ادا کی ہیں تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے لحاظ سے امام کے ساتھ اس نے آخری جو دو رکعتیں ادا کی ہیں اس کی پہلی دو رکعتیں ہوں گی اور اب وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جو دو رکعتیں ادا کر رہا ہے اس کی آخری دو رکعتیں ہیں کہ وہ ان دو رکعتوں سے اپنی نماز کو تمام کر رہا ہے اس لیے وہ ان دونوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے گا کوئی دوسری سورت نہیں ملائے گا۔ اس کے برخلاف امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے لحاظ سے اس مسبوق نے امام کے ساتھ جو دو رکعتیں ادا کی ہیں اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد یہ جو دو فوت شدہ رکعتیں ادا کرے گا اس کی پہلی دو رکعتیں ہیں جو قضا ہو گئی ہیں، جن کو یہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کر رہا ہے اس وجہ سے وہ ان دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ ضم سورہ بھی کرے گا اور جن حدیثوں میں "فَاقْضُوْا" کا ذکر ہے اس کی یہی تفصیل ہے۔ ۱۲

۹۴۱/۴۳ وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ الْاِقَامَةَ وَهُوَ بِالْبَقِيْعِ فَاَسْرَعَ الْمَشْيَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ مَا لَمْ يَجْهَدْ نَفْسَهٗ۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ بقیع (مدینہ طیبہ کا قبرستان ہے) کو گئے ہوئے تھے ان کو مسجد نبوی کی اقامت کی آواز بقیع میں سنائی دی، جس پر وہ وہاں سے تیزی سے آئے۔ (اس کی روایت امام محمد نے امام مالک سے کی ہے اور کہا ہے کہ شرکت نماز کے لیے تیز چل کر آنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ اپنے کو نہ تھکائے اور تکلیف نہ ہو)

بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلٰوةِ

(یہ باب مسجدوں اور نماز کی جگہوں کے بیان میں ہے)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَ الْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے۔" (پ۱ سورۃ۲ آیت ۱۲۵) (کنزالایمان)

ف: اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کو پاک و صاف رکھا جائے وہاں گندگی اور بدبودار چیز نہ لائی جائے یہ سنّت انبیاء ہے۔

تنبیہ: آجکل مساجد میں مروجہ ایصال ثواب کی محافل، میلاد شریف گیارہویں شریف، اموات کے قل و چہلم کی محافل اور دوسرے پروگرام جن میں لنگر و تبرک تقسیم ہوتا ہے۔ مسئلہ کے مطابق مقامی لوگوں کو مساجد میں کوئی چیز نہیں کھانی چاہیے سوائے مسافروں اور معتکفین کے۔ لوگ مساجد میں تبرک وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور مساجد میں ہی کھاتے ہیں۔ اور بوقت تقسیم کسی قسم کی احتیاط نہیں کرتے خصوصًا مزارات اولیاء کے ساتھ ملحقہ مساجد میں تو بہت ہی لاپرواہی اور غفلت برتی جاتی ہے جس سے ان کا تقدس پامال ہوتا ہے۔ ایسا طریقہ کار اختیار کیا جائے جس سے مساجد میں گندگی بھی نہ پھیلے اور ایصال ثواب کی محافل میں تبرک بھی باحسن وجوہ تقسیم ہو جائے۔ ارواح اولیاء خوش بھی ہوں مساجد بھی پاک صاف اور ستھری رہیں۔ یہی آیت کریمہ کا مقصود ہے کہ میرا گھر خوب پاک صاف کرو اعتکاف، رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے۔ آیت کریمہ کا منشاء اگرچہ خاص ہے یعنی بیت اللہ شریف حرم کعبہ۔ مگر تمام مساجد بھی اس میں شامل ہوں گی کیونکہ بیت اللہ (اللہ کا گھر) ہونے میں وہ بھی تو شامل ہیں۔ تفسیر نورالعرفان میں زیر آیت لکھا ہے کہ مساجد کا کوئی متولی، منتظم ہونا چاہیے جو شریعت، نمازی اور صالح ہو اور مسجد کے تمام انتظامات خصوصًا صفائی وغیرہ کا خاص خیال رکھے۔

وَقَوْلُهٗ:
وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں بھی ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو۔" (کنزالایمان) (پ۲ سورۃ۲ آیت ۱۴۴)

ف: معلوم ہوا کہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے۔ دور والوں کے لیے سمت کعبہ کی طرف منہ کرنا کافی ہے۔ مکہ والوں کے لیے عین کی طرف منہ کرنا ضروری ہے جیسا کہ شطرہ سے معلوم ہوا۔

وَقَوْلُهٗ:
اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کا مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا سارے جہان کا رہنما۔ (کنزالایمان) (پ ۴ سورۃ ۳ آیت ۹۶)

ف: شانِ نزول: یہودنے مسلمانوں سے کہا تھا کہ بیت المقدس ہمارا قبلہ ہے۔ کعبہ سے افضل اور اس سے پہلا ہے۔ انبیاء کا مقامِ ہجرت و قبلۂ عبادت ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ کعبہ افضل ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ سب سے پہلا مکان جس کو اللہ تعالیٰ نے طاعت و عبادت کے لیے مقرر کیا نماز کا قبلہ، حج اور طواف کا موضع بنایا جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں وہ کعبۂ معظمہ ہے جو شہر مکہ معظمہ میں واقع ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کعبۂ معظمہ بیت المقدس سے چالیس سال قبل بنایا گیا (یعنی ابراہیم علیہ السلام نے سابقہ بنیادوں پر تعمیر کیا۔ ورنہ کعبہ تو آدم علیہ السلام سے بھی پہلے کا ہے۔

وَقَوْلُهٗ:
فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے۔" (پ ۱۸ سورۃ ۲۴ آیت ۳۶) (کنزالایمان)

ف: ان کی تعظیم و تطہیر لازم کی۔ ان گھروں سے مراد مسجدیں ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا مسجدیں بیت اللہ ہیں زمین میں (لہٰذا مساجد کی تعظیم و تطہیر لازم و ضروری ہے۔ جنبی مرد و عورتیں جو کہ حائضہ بھی ہوں جب تک پاک و صاف نہ ہو جائیں مسجد میں داخل نہ ہوں۔ پلید آدمی کا مسجد میں داخل ہونا سخت منع ہے اگر کسی معتکف، مسافر یا سوئے ہوئے شخص کو مسجد میں احتلام ہو جائے تو وہ فوراً اسی جگہ تیمم کر کے مسجد سے باہر نکل جائے وہاں ٹھہرا نہ رہے کہ اب کیا کروں؟ کیسے مسجد سے نکلوں جتنی زیادہ دیر مسجد میں ٹھہرا رہے گا گنہگار ہوگا۔

وَقَوْلُهٗ:
اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
(ترجمہ) اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔"
(پ ۱۰ سورۃ توبہ ۹ آیت ۱۸) کنزالایمان

ف: تفسیر خزائن العرفان میں زیر آیت لکھا ہے کہ مسجدوں کے آباد کرنے کے مستحق مومنین ہیں۔ مسجدوں کے آباد کرنے میں یہ امور بھی داخل ہیں۔ جھاڑو دینا، صفائی کرنا، روشنی کرنا اور مسجدوں کو دنیا کی باتوں سے اور ایسی باتوں سے محفوظ رکھنا جن کے لیے وہ نہیں بنائی گئیں۔ مسجدیں عبادت کرنے اور ذکر کرنے کے لیے بنائی گئیں ہیں۔ اور علم کا درس بھی ذکر میں داخل ہے۔ لہٰذا مساجد میں دنیاوی لغویات اور فضول

حرکات نہیں ہونی چاہییں۔

۹۴۲
۱
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ ثُمَّ خَرَجَ وَبِلَالٌ خَلْفَهُ فَقُلْتُ لِبِلَالٍ هَلْ صَلَّى قَالَ لَا فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ دَخَلَ فَسَأَلْتُ بِلَالًا هَلْ صَلَّى قَالَ نَعَمْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ۔

(رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ کے اندر نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے جواب دیا نہیں، جب دوسرا دن ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پھر بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے۔ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ کے اندر نماز پڑھی ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہاں دو رکعت نماز پڑھی ہے (دار قطنی)

۹۴۳
۲
وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الزَّجَّاجِ قَالَ اَتَيْتُ شَيْبَةَ بْنَ عُثْمَانَ فَقُلْتُ يَا اَبَا عُثْمَانَ اِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَلَمْ يُصَلِّ قَالَ بَلٰى صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ ثُمَّ اَلْزَقَ بِهِمَا ظَهْرَهٗ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى اَبُوْ يَعْلٰى وَابْنُ عَسَاكِرٍ نَحْوَهٗ ۔

حضرت عبد الرحمٰن بن زجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں حضرت شیبۃ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر پوچھا کہ اے ابا عثمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہو کر کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھتے شیبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ کیوں نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو سامنے کے دو ستونوں کے پاس دو رکعت نماز ادا فرمائی ہے اور نماز کے بعد دونوں ستونوں سے اپنی پشت مبارک چپٹائے رہے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے) اور ابو یعلی اور ابن عساکر نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۹۴۴
۳
وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ وَالْفَضْلُ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ لَقِيْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ اَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور حضرت فضل اور حضرت اسامہ بن زید اور عثمان ابن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی (آپ کے ساتھ داخل

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ هَاتَيْنِ السَّارِيَتَيْنِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ نَحْوَهُ۔

ہوئے) (بخاری اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے بجائے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ساتھ تھے) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہتے ہیں کہ پہلا شخص جس سے میں ملا وہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تھے، میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر کہاں نماز پڑھی ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا کہ ان دو ستونوں کے درمیان نماز ادا فرمائی ہے (ابن ابی شیبۃ) طحاوی بخاری اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۹۴۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے (ترمذی)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ کے رہنے والوں کا قبلہ جانب جنوب، مشرق اور مغرب کے درمیان ہے، اس لیے کہ مدینہ منورہ مشرق اور مغرب کے درمیان واقع ہے۔

واضح ہو کہ استقبال قبلہ میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ عین کعبہ کی جانب رخ کرنا فرض ہے۔ اگر عین کعبہ کی جانب رُخ کرنا کعبۃ اللہ کے نگاہ سے غائب ہونے کی وجہ سے دشوار ہے تو عین کعبہ کی جانب رُخ کرنے کی نیت کرنا ضروری ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جو لوگ مکہ مکرمہ میں رہتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ عین کعبہ کی جانب رُخ کریں اور اسی طرح مدینہ منورہ میں رہنے والوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ بھی عین کعبہ کی نیت کریں جو مدینہ منورہ کے سوا دوسرے مقامات پر رہتے ہوں، ان کے لیے عین کعبہ کی جانب رُخ کرنے کی نیت ضروری نہیں بلکہ ان کے لیے سمت کعبہ کی جانب رُخ کرنے کی نیت کرنا کافی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اس حدیث سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس حدیث میں وارد ہے کہ "مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے" اور اسی سے سمت قبلہ کی نیت کے کافی ہونے کی دلیل حاصل ہوتی ہے (نہایۃ، ہدایۃ، درمختار، مرقات) ۱۲

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سمت قبلہ کے بارے میں فتویٰ دریافت کیا گیا۔ آپ نے اس پر مفصل و مدلل رسائل تحریر فرمائے (۱) "هداية المتعال فی حد الاستقبال" ۱۳۲۴ (۲) کشف العلۃ عن سمت القبلہ" ان ہر دو مذکورہ رسائل میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سمت قبلہ کے تعین کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "علمائے کرام کا حکم تو یہ ہے کہ جہت سے بالکل خروج ہو، تو نماز فاسد اور حدود جہت میں بلا کراہت جائز، کہ آفاقی ہی جہت ہے نہ کہ اصابت عین۔

بدائع امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی۔ پھر حلیہ امام ابن امیر الحاج حلبی میں فرماتے ہیں "قبلۃ حالۃ البعد جھۃ الکعبۃ وھی المحاریب لا عین الکعبۃ" (دوری کی حالت میں قبلہ جہت کعبہ ہے اور وہ محرابیں عین کعبہ کی جانب نہ ہی ہوں) جامع الرموز میں امام زندویسی سے ہے "الجھۃ قبلۃ کالعین (جہت قبلہ بھی عین قبلہ کی طرح ہے مترجم) ہاں حتی الوسع اصابت عین قرب مستحب۔

امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ "اتنا تو اکابر نے بھی فرمایا کہ جو مسجد مدتوں سے بنی ہو اہل علم اور عامۂ مسلمین اس میں بلا نکیر نمازیں پڑھتے رہے ہوں تو اگر کوئی فلسفی اپنے آلات و قیاسات کی رو سے اس میں شک ڈالنا چاہے تو اس کی طرف التفات نہ کیا جائے گا۔ کہ صدہا سال سے علماء و سائر مسلمین کو غلطی پر مان لینا نہایت سخت بات ہے۔ بلکہ تصریح فرماتے ہیں کہ ایسی قدیم محرابیں خود ہی دلیل قبلہ ہیں۔ جن کے تحری کرنے اور اپنا قیاس لگانے کی شرعاً اجازت نہیں۔ ایسی تشکیک بعض مدعیان ہیأت نے بعض محرابات نصب کردہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی پیش کی۔ حالانکہ بالیقین صحابۂ کرام کا علم زائد تھا ہاں اس کے بعد فلسفی ادعا کا سننا بھی حلال نہیں ہاں تحقیق معلوم ہو کہ فلاں محراب کسی جاہل ناواقف نے یوں ہی جزافاً قائم کر دی ہے تو البتہ اس پر اعتماد نہ ہوگا۔

پھر فرماتے ہیں کہ "علماء کے ارشادات اس کے بارے میں تھے جو فن ہیأت کا ماہر کامل، عالم فاضل، ثقہ، عادل ہو، یہ نئی روشنی والے نہ فقہ سے مس، نہ ہیئات سے خبر اور دین و دیانت کا حال روشن تر۔ ان کی بات کیا قابل التفات۔ ان کی ہیأت دانی اسی اعتراض ہی سے پیدا ہے کہ قطب شمالی شانۂ راست سے جانب پشت مائل ہونے کو دلیل انحراف بتایا اور دیوار توڑ کر ٹھیک محاذات قطب میں بنانا چاہتے ہیں علم ہیأت میں ادراک سمت کے لیے دو طریقے ہیں ایک تقریبی کہ عامۂ کتب متداولہ میں مذکور۔ دوسرا تحقیقی کہ زیجات میں مسطور۔ یہاں سے واضح کہ یہ حضرت ان دونوں سے مجور۔ محاذات قطب چاہنا بھی ان صاحبوں کے خیال میں علمائے اسلام رحمہم اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے۔ جن کا منشا اگر ان کے خیال میں ہوتا مسجد کا ڈھانا فرض نہ کرتے (علی گڑھ کے کچھ لوگوں نے مسئلہ دریافت کیا کہ علی گڑھ کی عید گاہ سمت قبلہ کے مطابق نہیں اور انہوں نے نئی روشنی والوں سے اور انگریزوں کے آلات سے یہ معلوم کیا تھا اور انہوں نے عید گاہ کی عمارت کو گرانے کا حکم بھی دے دیا جس کے جواب میں مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰحضرت نے یہ فرمایا) آگے فرماتے ہیں زمانۂ اقدس صحابۂ کرام بلکہ حضور پرنور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غیر مکی کے لیے جہت کعبہ، قبلہ قرار پائی ہے اصابت عین کی ہرگز تکلیف نہیں۔

ولہٰذا صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بلاد متقاربہ بلکہ ملک بھر کے لیے ایک ہی قبلہ قرار دیا۔ ملک عراق کے واسطے باتباع ارشاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و فرمان فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ نے بین المغرب قبلہ مقرر فرمایا۔

ائمہ کرام نے بخارا، سمرقند، نسق، ترمذ، بلخ، مرو، سرخس وغیرہ کا قبلہ مسقط رأس العرب بنایا۔ بیت المقدس، حلب و دمشق، رملہ، نابلس وغیرہا تمام ملک شام کا قبلہ ستارۂ قطب کو پس پشت لینا ٹھہرایا۔ کوفہ، ہمدان،

قزوین، طبرستان، جرجان وغیرہا میں نہر شاش تک قطب کو داہنے کان کے پیچھے، ملک عراق میں سیدھے شانے ملک مصر میں بائیں کندھے، ملک یمن میں منہ کے سامنے بائیں کو ہٹا ہوا فرمایا۔

امام، فقیہ ابو جعفر ہندوانی نے بغداد مقدس، بسخاط شریف کا قبلہ ایک بنایا۔ علماء نے خراسان وسمرقند وغیرہا بلاد مشرقیہ کے لیے جن میں ہندوستان بھی داخل ہے، بین المغربین قبلہ ٹھہرایا۔

امام اجل فقیہ النفس قاضی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشائخ کرام رحمہ اللہ تعالیٰ سے دربارۂ قبلہ چھ قول نقل کیے ہیں بنات نعش صغری کو، جس کی نعش کا سب سے روشن ستارہ قطب ہے۔ داہنے کان پر رکھ کر قدرے بائیں کو پھرنا ستارۂ قطب کو سیدھے کان کے پیچھے لینا۔ مسقط راس العقرب کی طرف منہ کرنا۔ آفتاب جب برج جوزا میں ہو۔ آخر وقت ظہر میں اس کی سمت دیکھ کر ملحوظ رکھنا۔ مسقط دو طائر واقع کے درمیان میں المغربین کے فاصلے سے دو ثلث داہنے۔ ایک بائیں کو رکھنا اور فرمایا یہ سب اقوال باہم قریب ہیں۔ ان سب احکام کا مبنی وہی ہے کہ اعتبار جہت میں بڑی وسعت ہے اسی حکم کی بنا پر ستارۂ قطب سیدھے ہی شانے پر لیا گیا۔ اور قدیم سے عام مساجد اسی سمت پر بنیں کہ بین المغربین کا اوسط مغرب اعتدال تھا، اور اسی کی طرف توجہ میں قطب سیدھے ہی شانے پر ہوتا ہے اور اس کی پہچان آسان اور اس میں انحراف بقدر مضر نہیں ولہٰذا اسی پر تعامل ہوا۔ یہ مدعیان ہیأت سمجھے کہ عام بلاد ہندیہ خاص علی گڑھ کا یہی قبلۂ تحقیقی ہے حالانکہ وہ محض ناواقفی ہے۔ ہندوستان آٹھ درجے عرض شمالی سے پینتیس درجے تک آباد ہے۔ اور طول شرقی چھیاسٹھ [۶۶] درجے سے بانوے تک یہ بھی ہندوستان کی خوش نصیبی ہے کہ چھیاسٹھ [۶۶] عدد ہیں اسم جلالت اللہ کے۔ اور بانوے [۹۲] تک اسم پاک محمد جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ہم نے اپنے رسالہ کشف العلۃ عن سمت القبلہ میں براہین ہندسیہ سے ثابت کیا ہے کہ شروع جنوبی ہند جزیرہ سراندیپ وغیرہا سے تئیس سے چوتیس دقیقے عرض تک جتنے بلاد ہیں جن میں مدراس، احاطہ بمبئی حیدرآباد کا علاقہ داخل ہیں۔ سب کا قبلہ نقطہ مغرب سے شمال کو جھکا ہوا ہے۔ ستارۂ قطب داہنے شانے سے سامنے کی جانب مائل ہوگا اور انتیسویں درجۂ عرض سے اخیر شمالی ہند تک جس میں دہلی، بریلی، مرادآباد، میرٹھ، پنجاب، بلوچستان، شکارپور، قلات، پشاور، کشمیر وغیرہا داخل ہیں سب کا قبلہ جنوب کو جھکا ہوا ہے قطب سیدھے کندھے سے پشت کی طرف میلان کرے گا۔ دلیل کی رو سے یہ عام حکم ساڑھے تئیس درجے سے ہوتا تھا۔ مگر ۲۸ کے بعد سے ۳۲° تک عدم انحراف کے لیے جتنا طول درکار ہے ہندوستان میں اسی عرض وطول پر آبادی نہیں۔ ۲۳°-۲۴ سے ۲۸° تک جتنے بلاد کثیرہ ہیں ان میں کسی کا قبلہ مغربی جنوبی، کسی کا خاص نقطہ مغرب کی طرف، علی گڑھ اسی قسم دوم میں ہے جس کا قبلہ جنوب کو مائل ہے۔

اعلیٰ حضرت امام المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جہت قبلہ کی حد کیا ہے؟ کہ جب اس سے باہر ہو جہت سے باہر ہو۔ اس بارے میں عبارات علماء متعدد وجوہ پر پائی گئیں۔ اول، جب تک مشارق ومغارب نہ بدلیں جہت نہ بدلے گی۔ فتح القدیر، وبحر الرائق، وخیریہ، وطحطاوی، ورد المحتار وغیرہ کتب کثیرہ

میں یہی ہے۔ نیز ترمذی و ابن ماجہ و حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ ترمذی نے کہا حسن صحیح ہے۔ حاکم نے کہا بر شرط بخاری و مسلم صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "ما بین المشرق والمغرب قبلۃ" "مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے" امام مالک موطا، اور ابو بکر ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق مصنفات اور بیہقی سنن اور ابو العباس اصم اپنے جزء حدیثی میں راوی امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا" مابین المشرق والمغرب قبلۃ" مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم مغرب کو داہنے ہاتھ پر لو اور مشرق کو بائیں پر تو ان دونوں کے اندر قبلہ ہے۔ اس وقت رو بقبلہ ہو۔

اقول، (امام اہلسنت فرماتے ہیں میں کہتا ہوں) عبارت مذکورہ علماء سے ظاہر ا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک منہ کرنے کے عوض بیٹھ کرنا نہ ہو کہ قبلہ مغرب کو ہے پر مشرق کو منہ کرے یا بالعکس اس وقت تک استقبال فوت نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر مغربی قبلہ والا جنوب یا شمال کو منہ کر کے کھڑا ہو یعنی کعبہ معظمہ کو ٹھیک داہنی یا بائیں کروٹ پڑے تو جہت ہنوز باقی رہے۔ اور یہ ظاہر الفساد ہے پہلو کرنے کو کوئی منہ کرنا نہ کہے گا۔ یہ فَوَلِّ وَجْهَكَ کے عوض وَلِّ جَنْبَكَ رہے گا۔ اور وہ بالا جماع باطل ہے۔

۹۴۶ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ مَسْجِدٍ وُّضِعَ فِي الْاَرْضِ اَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ عَامًا ثُمَّ الْاَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحَيْثُمَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے روئے زمین پر کونسی مسجد بنائی گئی؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد الحرام یعنی کعبہ (سب سے پہلے روئے زمین پر عبادت گاہ بنایا گیا ہے) راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد کون سی مسجد بنائی گئی؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس میں نے پوچھا کہ ان دونوں مسجدوں کی تعمیر کے درمیان میں کتنے برس کا فاصلہ ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چالیس سال، پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام روئے زمین تمہارے لیے مسجد ہے جہاں کہیں تم کو نماز کا وقت آجائے وہاں نماز پڑھ لو (بخاری اور مسلم)

ف: لمعات میں کہا ہے کہ اس حدیث میں اشکال ہے وہ یہ کہ کعبۃ اللہ کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور بیت المقدس کے بانی حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں اور ان دونوں کی تعمیر میں ایک ہزار برس سے

زیادہ مدت کا فرق ہے، اس اشکال کا عمدہ جواب ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل کیا ہے کہ اس حدیث میں اشارہ ان دونوں مسجدوں کی ابتدائی تعمیر کی طرف ہے کیونکہ جس طرح کعبہ کے بانی اول ابراہیم علیہ السلام نہیں ہیں اسی طرح بیت المقدس کے بانی اول حضرت سلیمان علیہ السلام نہیں ہیں اس بارے میں منقول ہے کہ کعبۃ اللہ کو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا اور جب ان کی اولاد روئے زمین پر پھیلی تو ان کی اولاد ہی سے کسی نے اولاً بیت المقدس کی بنا رکھی اور ان دونوں مسجدوں کی اس ابتدائی تعمیر میں چالیس برس کا فرق ہے۔ پھر اس کے بعد دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ بنایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس تعمیر کیا۔ ۱۲

۹۴۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِیْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز کا ادا کرنا دوسری مساجد کے مقابلہ میں مسجد حرام کے سوائے ایک ہزار نماز ادا کرنے سے بہتر ہے (بخاری اور مسلم)

۹۴۸ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِیْ بَیْتِهٖ بِصَلَاةٍ وَّصَلَاتُهٗ فِیْ مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ صَلَاةً وَّصَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُجَمَّعُ فِیْهِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلٰوةٍ وَّصَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلَاةٍ وَّصَلَاتُهٗ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلَاةٍ وَّصَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلَاةٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نماز جس کو وہ اپنے گھر میں ادا کرتا ہے اس سے اس کو ایک نماز کا ثواب ملتا ہے اور وہ نماز جس کو اپنے محلہ کی مسجد میں ادا کرتا ہے اس کی ایک نماز کا ثواب ہیں پچیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے اور اس کی ایک نماز جس کو وہ جامع مسجد میں ادا کرتا ہے اس کا ثواب اس کو پانچ سو نمازوں کے برابر ملتا ہے اور اس کی وہ نماز جس کو وہ مسجد اقصیٰ میں ادا کرتا ہے۔ اس کا ثواب اس کو پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے اور وہ نماز جس کو وہ میری مسجد میں ادا کرتا ہے اس کا ثواب اس کو پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے اور وہ نماز جس کو وہ مسجد حرام میں ادا کرتا ہے اس کا ثواب اس کو ایک لاکھ نمازوں کے برابر ملتا ہے (ابن ماجہ)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ مسجد نبوی کی ایک نماز ثواب میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس سے پہلے کی حدیث میں مروی ہے کہ مسجد نبوی کی ایک نماز ثواب میں ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے ان دو حدیثوں میں جو تفاوت پایا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں مرقات میں لکھا ہے کہ

یہ تفاوت، تفاوتِ احوال کی بنا پر ہو سکتا ہے کیونکہ نیکی تو ایک ہوتی ہے مگر حالات کے لحاظ سے کبھی اس کا ثواب دس گنا اور کبھی ستر گنا اور کبھی سات سو گنا ہوتا ہے تو تفاوتِ حالات کی وجہ سے مدینہ منورہ کی مسجد میں ایک نماز کا ثواب کسی کو ایک ہزار اور کسی کو پچاس ہزار مل سکتا ہے ۱۲

۹۴۹/۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ جَآءَ مَسْجِدِیْ هٰذَا لَمْ یَاْتِ اِلَّا لِخَیْرٍ یَّتَعَلَّمُهٗ اَوْ یُعَلِّمُهٗ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَنْ جَآءَ لِغَیْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ یَنْظُرُ اِلٰی مَتَاعِ غَیْرِهٖ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص میری اس مسجد میں صرف کسی نیک کام (مثلاً نماز، اعتکاف، تلاوت اور ذکر کے) سیکھنے یا سکھانے کے لیے (یا ان پر عمل کرنے کے لیے آیا ہو) تو وہ شخص مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور جو شخص ان چیزوں کے سوا کسی اور چیز کے لیے آتا ہو تو وہ شخص اس آدمی کی طرح ہے جو دوسروں کے سامان کو صرف دیکھتا ہے (اور اس سے کچھ بھی نفع نہیں اٹھاتا) (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ جو شخص مسجد نبوی میں کسی نیک کام کے لیے نہیں آتا اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو دوسروں کے سامان کو دیکھتا ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ شخص آخرت میں ان لوگوں کے اجر و ثواب کو دیکھے گا جنھوں نے مسجد نبوی میں خیر کے کام کئے تھے تو اس نے اس مسجد میں کار خیر نہ کر کے حصول اجر کا جو موقع ضائع کر دیا اس پر حسرت کرے گا اور رنجیدہ ہو گا کہ میں کیوں ایسی دولت سے محروم رہا (اشعۃ اللمعات) ۱۲

۹۵۰/۸ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ كُنْتُ نَائِمًا فِی الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِیْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اِذْهَبْ فَأْتِنِیْ بِهٰذَیْنِ فَجِئْتُهٗ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَیْنَ اَنْتُمَا قَالَا مِنْ اَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں مسجد میں سو رہا تھا کہ کسی نے مجھے کنکر مار کر جگایا، میں نے دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں شخصوں کو میرے پاس بلا لاؤ (کہ مسجد میں پکار کر باتیں کر رہے ہیں) میں نے ان دو آدمیوں کو آپ کے سامنے پیش کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم کس قبیلہ کے ہو یا کہاں کے ہو؟ دونوں نے جواب دیا کہ ہم طائف کے رہنے

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

والے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم مدینہ والوں میں سے ہوتے تو ضرور میں تم کو سزا دیتا تم دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو (بخاری شریف)

ف: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں شور وشر کرنا حرام ہے۔ دنیوی بات کے لیے مسجد میں بیٹھنا حرام ہے۔ اور نماز کے لیے جا کر دنیوی تذکرہ مسجد میں مکروہ ہے۔ اور وضو میں بے ضرورت دنیوی کلام نہ چاہیے۔ غیبت کرنے والوں، تہمت اٹھانے والوں، منافقوں اور مفسدوں کو نکلوا دینے پر قادر ہو تو نکلوا دے جب کہ فتنہ نہ اٹھے۔ ورنہ خود ان کے پاس سے اٹھ جائے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ جلد ۲ ص ۶۰۳)

۹۵۱/۱۰ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدُ الْحَرَامِ وَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی وَ مَسْجِدِیْ ھٰذَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین ہی مساجد کی جانب فضیلت مسجد حاصل کرنے کی غرض سے سفر کیا جا سکتا ہے مسجد الحرام (یعنی کعبۃ اللہ) اور مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) اور میری یہ مسجد (یعنی مسجد نبوی) (بخاری اور مسلم)

ف: واضح ہو کہ مسجد الحرام کی ایک نماز فضیلت میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اسی طرح مسجد نبوی میں بھی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اس لیے جو شخص فضیلت اور ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ ان تینوں مسجدوں کی طرف سفر کر سکتا ہے۔ اب رہی دوسری مسجدیں تو ان تینوں مسجدوں کے سوا دنیا بھر کی تمام مسجدیں فضیلت میں ایک دوسر کے برابر ہیں۔ اس لیے ان تینوں مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی طرف فضیلت حاصل کرنے کی نیت سے سفر کرنا ایک لغو فعل ہوگا۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی مسجد کی طرف سفر نہ کرو اور صرف ان ہی تین مسجدوں کی طرف سفر کرو۔

بعض حضرات نے اس حدیث کے الفاظ "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ" سے استدلال کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے مقابر اور مشاہد کی زیارت کے لیے سفر کرنا ناجائز اور ممنوع ہے۔ حالانکہ اس حدیث کے ان الفاظ سے مقابر اور مشاہد کی زیارت کے لیے سفر کی ممانعت کسی طرح ثابت نہیں کی جا سکتی۔ کیوں کہ اس حدیث سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا سفر کر کے فضیلت اور برکت حاصل کرنے کے قابل کوئی اور مسجد نہیں۔ علاوہ ازیں "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ" میں جو حصر موجود ہے وہ مساجد سے متعلق ہے نہ کہ مقابر سے۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح عین العلم میں اس حدیث کا ذکر کر کے صراحت فرمائی ہے "لَا یَمْنَعُ

هٰذَا زِيَارَةُ قُبُوْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ لِأَنَّ الْحَصْرَ فِيْ حَقِّ الْمَسَاجِدِ دُوْنَ سَائِرِ الْمَشَاهِدِ
(اس حدیث سے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے قبور کی زیارت سے منع نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ حصر مسجدوں سے متعلق ہے نہ کہ زیارت گاہوں سے) تو اس حدیث میں جو حصر مساجد سے متعلق ہے اس حصر کو عام کر کے شدّ رحال سے متعلق سفر مراد لیا جائے تو پھر نہ صرف مقابر اور مشاہد بلکہ تجارت اور سوداگری اور اسی طرح ہر قسم کے سفر کی ممانعت ثابت کرنا پڑے گی اور اسی صورت میں حدیث ناقابل عمل قرار پائے گی۔ تو شدّ رحال سے جب عام سفر کی ممانعت ثابت نہیں کی جاسکتی تو پھر کس بناء پر اس حدیث سے مقابر انبیاء، اور اولیا کی زیارت کے لیے سفر کو ناجائز قرار دیا جاسکتا ہے؟ بالخصوص جب کہ دوسری حدیث میں مذکور ہے" كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ اَلَا فَزُوْرُوْهَا" میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے روک رکھا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو) حدیث کے الفاظ "اَلَا فَزُوْرُوْهَا" عام ہیں جس سے نہ صرف مقامی بلکہ دور دراز کے مقابر کی زیارت کا حکم حاصل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ زیارت قبور کے لیے سفر مامور بہ ہے اور منہی عنہ نہیں ہے چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے قبر سیدنا موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تریاق مجرب لاجابۃ الدعاء (امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر شریف اجابت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے) اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ" مَنْ يُسْتَمَدُّ فِيْ حَيَاتِهٖ يُسْتَمَدُّ بَعْدَ مَمَاتِهٖ" (جس سے زندگی میں مدد طلب کی جاتی تھی اس کی وفات کے بعد بھی اس سے مدد طلب کی جا سکتی ہے)

اس کے علاوہ اس حدیث میں ان تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کے لیے سفر اس لیے ممنوع قرار دیا گیا ہے کہ ان مساجد ثلاثہ کے سوا جتنی مسجدیں ہیں وہ ثواب اور فضیلت میں ایک دوسرے کے مساوی ہیں تو ان تین مسجدوں کے سوا جس کسی مسجد کی طرف سفر ہوگا وہ فعل عبث ہوگا۔ اس کے برخلاف مقابر اور مشاہر فضیلت اور برکت میں مساوی نہیں ہوتے بلکہ متفاوت ہوتے ہیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مناسک میں لکھا ہے کہ مکہ معظمہ میں کئی مشاہد ہیں جن کی زیارت علماء نے مستحب قرار دی ہے مگر تولد سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا یعنی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مسکن مبارک کے متعلق سب کا اتفاق ہے، جس کو طبرانی نے نقل کیا ہے" هُوَ اَفْضَلُ مَوَاضِعِ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْمَسْجِدِ" یعنی مولد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسجد حرام کے بعد مکہ معظمہ کے تمام مقامات متبرکہ میں افضل ترین مقام ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی گھر میں تشریف فرما رہے اور یہیں سے آپ نے ہجرت فرمائی تو جب ثابت ہوا کہ مقابر اور مشاہر برکت میں متفاوت ہیں تو جس علت سے مساجد ثلاثہ کے سوا کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنے کی ممانعت کی گئی ہے وہ علت مقابر اور مشاہد میں نہیں پائی جاتی تو ان مساجد کا حکم بھی ان مقابر اور مشاہد سے متعلق نہیں ہوگا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام مشاہد اور مقابر فیض رسانی میں مساوی نہیں ہوتے ہیں ۔ اس لیے ایک کی زیارت کی وجہ سے دوسرے کی زیارت سے استغناء حاصل نہیں ہوتا ۔ اس کے برخلاف مسجدیں کہ یہ ثواب میں یکساں ہوتی ہیں کہ جو ثواب ایک مسجد میں ہے وہی دوسری مسجد میں پایا جاتا ہے ۔ اس لیے اس حدیث میں ان مساجد ثلاثہ کے سوا کسی اور مسجد کی طرف سفر کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اس طرح ثابت ہو گیا کہ "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ" سے مقابر اور مشاہد کی زیارت کے لیے سفر کو ممنوع قرار دینا غلط ہے ۔ اور بیجا استدلال ہے (مرقات ، اشعۃ اللمعات فصل الخطاب) ۱۲

۹۵۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَّرَاكِبًا فَيُصَلِّي فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے دن پیدل اور سوار ہو کر مسجد قباء تشریف لے جایا کرتے تھے اور مسجد قباء میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے (بخاری و مسلم)

۹۵۳ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصۂ زمین جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے (بخاری اور مسلم)

ف : اس حدیث میں مذکور ہے "مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ" (میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصۂ زمین جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے) اس بارے میں محققین کے دو قول ہیں ۔
ایک قول یہ ہے کہ ریاض الجنۃ یعنی مسجد نبوی کا وہ حصہ جو منبر شریف اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے درمیان ہے یہ حصہ اور منبر شریف ہر دو اس عالم کے نہیں ہیں بلکہ جنت کے ہیں جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جنت سے اس عالم میں منتقل کیے گئے ہیں جس طرح کہ حجر اسود حضرت آدم علیہ السلام کے لیے جنت سے اس عالم میں منتقل کیا گیا ۔
دوسرا قول یہ ہے کہ ریاض الجنۃ یعنی مسجد نبوی میں منبر شریف اور حجرۂ نبوی کا درمیانی حصۂ زمین اور منبر شریف دونوں اسی عالم کے ہیں جو بروز قیامت بر دو بعینہٖ جنت میں منتقل کیے جائیں گے اور یہ دونوں زمین کے دیگر حصوں کی طرح فنا نہیں ہوں گے کہ ریاض الجنۃ یعنی منبر شریف اور حجرۂ نبوی کا درمیانی حصہ تو جنت کی ایک کیاری بنایا جائے گا اور منبر شریف حوض کوثر پر ہو گا ۔ جس پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیام فرمائیں گے ۔ (مرقات ، اشعۃ اللمعات)

۹۵۴ ۱۳ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض الوفات کی حالت میں جس سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحت یاب نہیں ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لعنت کرے یہود اور نصاریٰ پر کہ ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا دیا۔ (بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے "لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ" (اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے کہ ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا)

واضح ہو کہ یہود اور نصاریٰ نے اپنے انبیاء کی قبروں کو دو طرح سے سجدہ گاہ بنا رکھا تھا۔ ایک یہ کہ جس طرح بت پرست بتوں کی پوجا کرتے ہیں یہود و نصاریٰ بھی انبیاء کی قبروں کو سجدہ کرتے اور اس سجدہ سے انبیاء کی عبادت کا قصد کرتے۔ ظاہر ہے کہ یہ شرک جلی ہے دوسرے یہ کہ انبیاء کی قبروں کو قبلہ بناتے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرتے کہ نماز اور عبادت میں انبیاء کی قبروں کی جانب اس خیال سے متوجہ ہوتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قرب اور رضاء کا ذریعہ ہیں حالانکہ یہ دوسرا طریقہ بھی شرک خفی ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے بھی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کیا جا رہا ہے الغرض یہود و نصاریٰ کی عبادت کے یہ دونوں طریقے غیر مشروع ہیں، اسی وجہ سے اس حدیث میں یہود و نصاریٰ پر لعنت کی گئی ہے۔

اس حدیث میں یہود و نصاریٰ کے فعل کی حکایت سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمان بھی انبیاء اور اولیاء کی قبور کو سجدہ گاہ نہ بنائیں لیکن اس بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ اس حدیث سے انبیاء اور اولیاء کے قرب و جوار میں مسجدیں بنانے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ نفس قبر کو مسجد یعنی سجدہ گاہ بنانے اور قبر کے پاس مسجد بنانے میں بڑا فرق ہے۔ قبروں کے پاس مسجد بنانے کا جواز اور استحسان تو قرآن شریف کی آیت (لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا) سے ثابت ہے۔ چنانچہ تفسیر رحمانی میں سورۂ کہف کی آیت ذیل کی تفسیر اس طرح مرقوم ہے (اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ) فَيَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ اِنَّهُمْ مُسْلِمُوْنَ بَنٰى عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا وَقَالَ الْكُفَّارُ اِنَّهُمْ اَوْلَادُ الْكُفَّارِ وَلَمْ يَثْبُتْ اِسْلَامُهُمْ (فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا) صَوْمَعَةً اَوْ كَنِيْسَةً لٰكِنْ قَطَعَ اللّٰهُ ذٰلِكَ النِّزَاعَ اَيْضًا بِتَغْلِيْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ (رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ) فَغَلَبَ بِالْحُجَّةِ وَالْقُدْرَةِ مِنْ عِلْمِهِ الْمُلَاعِبِ عَلٰى حَقِيْقَةِ اَمْرِهِمْ حَتّٰى (قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰى اَمْرِهِمْ) بِالْحُجَّةِ وَالْقُدْرَةِ (لَنَتَّخِذَنَّ) عَلٰى رَغْمِ الْمُشْرِكِيْنَ (عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا) نُصَلِّيْ فِيْهِ

وَنَتَبَرَّكُ بِهِمْ (اس آیت کا معہ تفسیر، ترجمہ یہ ہے) (اصحاب کہف کے بارے میں مسلمان ہیں، ہم ان پر مسجد بنائیں گے۔ کفار نے کہا کہ اصحاب کہف اولاد کفار ہیں ان کا مسلمان ہونا ثابت نہیں ہے، اس لیے وہ آپس میں کہنے لگے کہ صومعہ یا کنیسہ بناؤ، خدا نے مسلمانوں کو کفار پر غالب بنا کر اس نزع کو قطع کر دیا کیونکہ اصحاب کہف کا رب ان کو زیادہ جانتا ہے۔

پس اس نے ان پر حجت و قدرت کے ساتھ ان کو غالب کر دیا جو اصحاب کہف کی حقیقت حال پر خدا کے مطلع ہونے کا یقین رکھتے تھے تو حجت و قدرت کے ساتھ جو اپنے کام میں غالب تھے یعنی مسلمانوں نے کہا کہ مشرکین کے خلاف میں ہم اصحاب کہف کے قرب و جوار میں مسجد بنا کر اس میں نماز پڑھیں گے اور اصحاب کہف سے برکت اور تبرک حاصل کریں گے۔

نہ صرف تفسیر جمالین بلکہ تفسیر مدارک، روح البیان، تفسیر کبیر، اور علامہ شہاب خفاجی کے حاشیہ تفسیر بیضاوی، الغرض ان سارے مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ انبیاء یا اولیاء کے قرب و جوار میں مسجد بنا کر بلا قصد تعظیم و بلا توجہ بجانب قبر اس اہل قبر سے محض حصول امداد کی نیت سے نماز ادا کی جائے تاکہ ثواب، عبادت و برکت قرب و جوار صلحاء و حصول امداد کامل ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(مرقات، اشعۃ اللمعات اور فصل الخطاب) ۱۲

۹۵۵/۱۴ وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّيْ اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہے خوب سُن لو کہ جو لوگ تم سے پہلے کی اُمت کے تھے وہ اپنے انبیاء اور اپنے نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا کرتے تھے۔ خوب یاد رہے کہ قبروں کو سجدہ گاہ مت بنایا کرو، میں تم کو اس سے منع کر رہا ہوں۔ (مسلم)

۹۵۶/۱۵ وَعَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُّعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلٰى قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا کہ اس کی پوجا کی جائے، اس قوم پر اللہ کا سخت غضب ہے کہ جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے (اس کی روایت امام مالک نے مرسلاً کی ہے)

۹۵۷/۱۶ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللهِ اَسْوَاقُهَا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام جگہوں میں سب سے محبوب ترین جگہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مساجد ہیں اور سب جگہوں میں سب سے مبغوض ترین جگہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بازار ہیں۔ (مسلم)

۹۵۸/۱۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ حِبْرًا مِّنَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

الْیَھُوْدِ سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْبِقَاعِ خَیْرٌ فَسَکَتَ عَنْہُ وَقَالَ اَسْکُتُ حَتّٰی یَجِیْئَ جِبْرِیْلُ فَسَکَتَ وَجَآءَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَسَأَلَ فَقَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ وَلٰکِنْ اَسْأَلُ رَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ثُمَّ قَالَ جِبْرِیْلُ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰہِ دُنُوًّا مَا دَنَوْتُ مِنْہُ قَطُّ قَالَ وَکَیْفَ کَانَ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ وَکَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِنْ نُوْرٍ فَقَالَ شَرُّ الْبِقَاعِ اَسْوَاقُھَا وَخَیْرُ الْبِقَاعِ مَسَاجِدُھَا رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَرَوٰی اَحْمَدُ وَاَبُوْ یَعْلٰی وَالْحَاکِمُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَالْبَزَّارُ نَحْوَہٗ وَصَحَّحَہُ الْحَاکِمُ۔

انھوں نے کہا کہ ایک یہودی عالم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ سب جگہوں میں سب سے بہتر کون سی جگہ ہے؟ اس پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا اور فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام کے آنے تک میں خاموش رہوں گا۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش رہے یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس بارہ میں جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ باخبر نہیں ہے لیکن میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے پوچھوں گا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ سے اس قدر قریب ہوا تھا کہ ایسی قربت مجھے نصیب نہیں ہوئی تھی۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے جبرئیل (علیہ السلام) یہ قربت کیسی تھی؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ستر ہزار نور کے پردے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام جگہوں میں بدترین جگہ بازار ہیں اور تمام جگہوں میں بہترین جگہ مساجد ہیں (اس کی روایت ابن حبان نے اپنی صحیح میں کی ہے اور امام احمد، ابو یعلیٰ، حاکم، طبرانی اور بزار نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

٩٥٩/١٨ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قِیْلَ وَمَا الرَّتْعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم جنت کے باغوں میں سے گذرو تو میوے کھاؤ۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت کے باغات کیا ہیں؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

نے فرمایا کہ مسجدیں ہیں، سوال کیا گیا کہ میوے کھانا کیا ہے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھنا (یہی میوہ کھانا ہے) (ترمذی)

ف : اس حدیث میں مذکور ہے کہ مسجد میں سُبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھنا چاہیئے واضح ہو کہ ان کلمات کے پڑھنے کی جو ترغیب وارد ہے اس سے یہ مقصود نہیں کہ صرف انہی کلمات کا پڑھنا مختص ہے بلکہ ان کلمات کا ذکر تمثیلاً ہے اور مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے (مرقات) ۱۲

۹۶۰/۱۹ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو (شہرت) کی نیت نہ کر کے محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتے ہیں۔ (بخاری اور مسلم)

۹۶۱/۲۰ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ يُّنَظَّفَ وَيُطَيَّبَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں بنائی جائیں اور مسجدوں کو پاک وصاف رکھا جائے اور ان کو خوشبو دار رکھا جائے (ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ)

۹۶۲/۲۱ وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجْنَا وَفْدًا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ وَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّ بِاَرْضِنَا بِيْعَةً لَّنَا فَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ فَضْلِ طَهُوْرِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّاَ وَتَمَضْمَضَ ثُمَّ صَبَّهٗ لَنَا فِيْ اِدَاوَةٍ وَّاَمَرَنَا فَقَالَ اُخْرُجُوْا فَاِذَا اَتَيْتُمْ اَرْضَكُمْ فَاكْسِرُوْا بِيْعَتَكُمْ وَانْضَحُوْا مَكَانَهَا بِهٰذَا الْمَاءِ وَاتَّخِذُوْهَا مَسْجِدًا قُلْنَا اِنَّ الْبَلَدَ بَعِيْدٌ وَالْحَرَّ شَدِيْدٌ وَالْمَاءَ يَنْشِفُ فَقَالَ مُدُّوْهُ مِنَ الْمَاءِ فَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُهٗ اِلَّا طِيْبًا.

حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی قوم کے نمائندوں کے طور پر حاضر ہوئے ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کر کے مسلمان ہوئے ہم نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، ہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتلایا کہ ہماری سرزمین میں ہمارا ایک گرجا ہے اور ہم نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور کے استعمال شدہ پانی کو طلب کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا۔ آپ نے وضو فرمایا اور کلی کی، پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پانی کو ہمارے ایک برتن میں ڈال دیا اور ہم کو حکم دیا کہ جاؤ اور جب تم اپنی سرزمین

(رَوَاہُ النَّسَائِیُّ)

میں پہنچ جاؤ تو اپنے گرجا کو توڑ دو اور اس کی جگہ اس پانی کو چھڑک دو، اور وہاں مسجد بنالو، ہم نے عرض کیا کہ ہمارا وطن دور ہے اور اس وقت سخت گرمی ہے اور یہ پانی تو خشک ہو جائے گا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوسرا پانی اس میں ملا کر اس کو بڑھالو، اس میں پانی ملاتا پاکی اور برکت ہی کو بڑھائے گا۔ (نسائی)

ف : اس حدیث پاک سے چند مسائل معلوم ہوتے ہیں (۱) جو چیز حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے مس ہو جائے وہ تبرک بن جاتی ہے جیسے آپ کے وضو کا غسالہ مبارک اور خاک مدینہ میں شفاء ہے کیونکہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مدینہ کی مٹی اور گرد و غبار میں شفاء ہے۔ مدینہ طیبہ کے کنویں خاص کر بئر عثمان سے لوگ بطور تبرک پانی لاتے ہیں۔ مدینہ طیبہ سے کھجوریں اور سرمہ بھی بطور تبرک لاتے ہیں اس حدیث سے تبرک کا اثبات ہوتا ہے (۲) سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غسالہ مبارک معنوی نجاستوں کو بھی دور کر دیتا ہے (۳) جس جگہ یا مسجد یا مسجد میں مختار کل ختم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تبرک ہو وہ دوسری جگہوں اور مسجدوں سے افضل ہے بعض مسجدوں میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک رکھے ہیں ان کے اثبات کا ماخذ یہ حدیث ہے، صحابہ کرام حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات کی بڑی تعظیم کیا کرتے ہیں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بال کٹواتے یا حلق کرواتے اور ناخن مبارک ترشواتے تو صحابہ کرام انہیں بڑی عقیدت و احترام کے ساتھ بطور تبرک محفوظ کر لیتے تھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناخن اور بال مبارک بھاری قیمت سے خریدے اور وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد بوقت تکفین ان بالوں اور ناخنوں کو میرے منہ، آنکھوں اور سینے پر رکھ دینا حضرت اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرتہ اور دستار مبارک تھی جسے آپ مکہ میں لوگوں کو ہر سال زیارت کرواتی تھیں اور بیمار کو پانی میں کپڑا بھگو کر پلاتی تو صحت یاب ہو جاتا۔ صحابہ کرام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت رکھتے اس کی مثالیں آپ نے پڑھ لیں حضرت عروہ قبل الاسلام قریش کی طرف سے سفیر بن کر جاتے اور سربراہان مملکت سے گفت و شنید کرتے، رسول اللہ کے بارے میں تاثرات لے قریش میں قیصر و کسریٰ کے درباروں میں گیا ہوں، شاہ حبشہ کے پاس بھی گیا ہوں مگر جتنی عقیدت و احترام، آپ کے تبرکات خصوصاً غسالہ مبارک، بال اور ناخن کو حاصل کرنے کا جذبہ نبی کے صحابہ میں دیکھا ہے کسی بادشاہ کے حواریوں میں یہ بات نہیں دیکھی۔ (۴) بزرگوں کے تبرکات دوسرے شہروں میں لے جانا صحابہ کرام کی سنت ہے۔ مرقات میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے آب زمزم، بطور تبرک منگوایا کرتے تھے۔ اب حجاج کرام حرمین طیبین کے تبرکات خصوصاً آب زمزم اور کھجوریں بطور تبرک دنیا کے گوشے گوشے میں لے جاتے ہیں۔ آب زمزم اور مدینہ کی عجوہ کھجوروں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شفاء ہے۔ اور مدینہ کا میرہ سرمہ آنکھوں کے لیے شفاء ہے (۵) تبرک میں جو چیز مکس کر دی جائے وہ بھی تبرک بن جاتی ہے کیونکہ درج بالا حدیث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو غسالہ مبارکہ میں مزید پانی ملانے کا حکم دیا فرمایا وہ بھی تبرک بن جاتا ہے۔ آب زمزم میں دوسرا پانی مکس کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۶) صحابہ کرام، اولیاء و صالحین اور علماء راسخین چونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث ہیں اس لیے ان کے تبرکات بھی مقدس و محترم ہیں اور ان سے تبرک اور فیض حاصل کرنا جائز و مستحب ہے اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ یہ حدیث تبرکات کے استحباب

پر دال ہے۔ اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ قرآن وحدیث، تعامل صحابہ و تابعین، فقہاء و اولیاء کا منکر ہے اور ایسے شخص کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہمارے لیے ذخیرۂ احادیث اور صحابہ کا عمل ہی کافی ہے بزرگوں کے تبرکات کی زیارت و ادب کرنا چاہیے اور ان کی بے ادبی و گستاخی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بزرگ فرماتے ہیں بے ادبی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا، بلکہ خطرہ ہے کہ کہیں وہ اپنے ایمان سے ہی نہ ہاتھ دھو بیٹھے۔ آجکل بے ادبی کی بہت فضاء پھیلی ہوئی ہے۔ بہت سارے فرقے بے ادبی کی رَو میں بہہ کر گمراہ ہو گئے، اور اولیاء، صحابہ، انبیاء، خود سرکار دو جہاں اور رب جل و علا کی بے ادبی کرتے نظر آ رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ ایسے گمراہوں سے محفوظ رکھے۔ (ماخوذ از اشعۃ اللمعات، مرقات، مرآۃ)

۹۶۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
۲۲
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيْدِ الْمَسَاجِدِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے مسجدوں کو بلند کرنے اور ان کو آراستہ کرنے اور اس میں نقش و نگار کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (آنے والے) حالات کے پیش نظر یہ پیش گوئی فرمائی) کہ تم یقیناً مسجدوں کو اس طرح آراستہ کرو گے کہ جس طرح یہود و نصاریٰ نے ان کو سونے کے نقوش سے آراستہ کر رکھا تھا۔ (ابوداؤد)

ف: اس حدیث میں ارشاد ہے "مَا اُمِرْتُ بِتَشْيِيْدِ الْمَسَاجِدِ" (اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھے مسجدوں کو بلند کرنے ان کو آراستہ کرنے، اور ان میں نقش و نگار کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے)

اس حدیث کے پیش نظر ابن بطال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ مسجدوں کی تعمیر کے وقت ان کی بلندی، آراستگی اور نقش و نگار میں اعتدال کا لحاظ رکھنا اور غلو سے پرہیز کرنا مسنون ہے۔ کیونکہ ان چیزوں میں غلو کرنے سے فتنہ اور فخر و مباہات میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

واضح ہو کہ ابن بطال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول سے مسجدوں کی بلندی، آراستگی اور سونے کے نقش و نگار میں غلو سے ممانعت ظاہر ہو رہی ہے نہ کہ نفس فعل سے اس لیے مسجدوں کی بلندی، آراستگی اور سونے کے نقش و نگار سے زینت فی نفسہٖ مباح ہے جس کی تفصیل ذیل میں آ رہی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کسی قسم کی زیادتی نہیں فرمائی۔ البتہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باوجود کثرت مال کے طول و عرض میں کسی قدر اضافہ فرمایا لیکن مسجد کی تجدید ان ہی اشیاء سے فرمائی جن اشیاء سے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تیار کی گئی تھی، یعنی مسجد کی دیواریں پختہ اینٹ سے استون کھجور کے تنوں سے اور چھت کھجور کی شاخوں سے اور بلندی وہی تھی جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قائم فرمائی تھی۔

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کافی

اضافہ فرمایا اور دیواروں کو اینٹ کے بجائے منقوش پتھروں اور گچ سے اور ستونوں کو بھی کھجور کے تنوں کی بجائے منقش پتھر سے، اور چھت کو کھجور کی شاخوں کی بجائے ساگوانی لکڑی سے تعمیر فرمایا۔

الغرض ان دونوں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بلندی، زینت، اور نقش و نگار کا لحاظ محض اس وجہ سے نہیں کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان چیزوں کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اور ان دونوں حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بعد کے آنے والے مسلمانوں کے لیے اس دنیا میں اعتدال، زہد اور کفایت شعاری کی تعلیم دینی مقصود تھی۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک بن مروان پہلا شخص ہے جس نے مسجدوں کو سونے کے نقش و نگار سے آراستہ کیا اور یہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا آخری زمانہ تھا اور اس زمانہ کے علماء نے فتنہ کے اندیشہ سے ولید کے مسجدوں کو نقش و نگار میں غلو کرنے پر تنبیہ نہیں فرمائی۔

ابن منیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے جب اپنے گھروں کی تعمیر میں بلندی، آراستگی اور سونے کے نقش و نگار سے زینت کا رواج شروع کیا تو مسجدوں کی تعمیر میں بھی ان چیزوں کا لحاظ مباح قرار دیا گیا تاکہ عوام کی نظروں میں مسجدیں حقیر نہ معلوم ہونے لگیں۔

امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول بھی یہی ہے کہ مساجد کی تعظیم کے پیش نظر مسجدوں کی تعمیر میں ان کی بلندی، پختگی، آراستگی اور سونے کے نقش و نگار سے زینت دی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ بیت المال اور اموال وقف پر یہ صرفہ عاید نہ کیا جائے۔

علامہ نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب الکافی شرح الوافی میں فرماتے ہیں "وَزِيْنَةُ الْمَسْجِدِ شَيْئٌ عَظِيْمٌ وَفِيْ ذٰلِكَ تَرْغِيْبُ النَّاسِ فِي الْجَمَاعَةِ وَتَعْظِيْمُ بَيْتِ اللهِ" (مسجد کی زینت بڑی عظمت کی چیز ہے کہ اس سے نہ صرف لوگوں میں جماعت کی ترغیب ہوتی ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعظیم کا سبب ہے۔

مسجد کی زینت کے جواز میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تائید کئی وجوہ سے ہوتی ہے۔

اولاً خود اس حدیث کے الفاظ "مَا اُمِرْتُ" سے مسجد کی زینت کی تائید ہوتی ہے اگر مسجدوں کی بلندی، پختگی، آراستگی وغیرہ کی صریحاً ممانعت مقصود ہوتی تو حدیث میں "مَا اُمِرْتُ" (مجھے حکم نہیں دیا گیا) کی بجائے "نُهِيْتُ" (مجھے منع کیا گیا ہے) ارشاد ہوتا کیونکہ عدم حکم سے عدم جواز ثابت نہیں ہوتا اور اس طرح خود حدیث سے بھی مسجد کی بلندی اور زینت کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

ثانیاً مسجد کی پختگی، آراستگی، نقش و نگار پر سب سے قوی دلیل حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہے جس کی تفصیل ابھی اوپر گذر چکی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الخ (تم میری اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت کو لازم کرو جو ہدایت یافتہ ہیں الخ)

"تا ہم یہ کہ مسجد کی بلندی، پختگی، آراستگی اور نقش و نگار پر عمل قرون اولی سے جاری ہے جو دراصل پوری امت کا تعامل ہے جس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے: مَارَآهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ" (جو عمل مسلمانوں کو محبوب ہے وہ اللہ تعالیٰ کو بھی محبوب ہے) تو اس حدیث "مَارَآهُ الْمُسْلِمُوْنَ" الخ کے پیش نظر اجماع امت سے مسجدوں کی بلندی، پختگی، آراستگی اور نقش و نگار کا جواز حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ نمود و نمائش سے دور رہ کر خالص رضاء الٰہی کے حصول کی غرض سے یہ کام کئے جائیں۔ ۱۲
(یہ مضمون کچھ اضافہ کے ساتھ عمدۃ القاری سے لیا گیا ہے)

٩٦٤/٢٣ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ لوگ (مسجدوں کو نقش و نگار سے آراستہ کریں گے اور مسجدوں میں ذکر اور تلاوت قرآن کی بجائے)[1] مسجدوں کو جو آراستہ کیا ہے اس پر باہم فخر کریں گے۔ (ابوداؤد، نسائی، دارمی، اور ابن ماجہ)

[1] : قوسین کی عبارت عمدۃ القاری سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

ف: علامہ نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب الکافی شرح الوافی میں اس حدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ "مسجدوں کی بلندی، آراستگی اور سونے کے نقش و نگار سے زینت" ان کاموں کو اگر تعظیم مساجد کے لیے انجام دیا جائے تو محض ان چیزوں کے قیامت کی نشانی ہونے کی وجہ سے ان کی قباحت ثابت نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ چیز کے قیامت کی نشانی ہونے سے اس کو برا نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اگر ان چیزوں کو علامات قیامت ہونے کی وجہ سے برا سمجھا جائے تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو بھی برا سمجھا جائے گا کہ حضرت کے نزول کو بھی علامات قیامت میں بتایا گیا ہے۔ ۱۲

٩٦٥/٢٤ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر، قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر، اور قبروں کے اوپر چراغ لگانے والوں پر لعنت بھیجی ہے (ابوداؤد، ترمذی اور نسائی) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) زیارت قبور سے منع کیا تھا، اب میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ قبروں کی زیارت کیا کرو، (کیوں کہ قبروں کی زیارت سے آخرت

کی یاد تازہ ہوتی ہے)

ف: اس حدیث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین چیزوں کو مستحق لعنت قرار دیا ہے۔
(۱) قبروں کی زیارت کرنے والی عورتیں۔
(۲) قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والے
(۳) قبروں کے اوپر چراغ لگانے والے۔

۱۔ واضح ہو کہ اس حدیث میں عورتوں کے لیے زیارت قبور سے جو ممانعت ثابت ہو رہی ہے وہ مسلم کی اس حدیث سے منسوخ ہے۔ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا لِأَنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ" میں نے تم کو (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب میں تم کو (مرد ہو کہ عورتیں) اجازت دیتا ہوں کہ قبروں کی زیارت کیا کرو۔ اس لیے کہ قبروں کی زیارت سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عورتوں کے لیے زیارت کے جواز میں حدیث " لَعَنَ اللّٰهُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ" کی روایت کے بعد فرماتے ہیں قَدْ رَاٰی بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّ هٰذَا كَانَ قَبْلَ اَنْ يُّرَخِّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَلَمَّا رَخَّصَ دَخَلَ فِيْ رُخْصَتِهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم کی تحقیق یہ ہے کہ قبور کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت اس زمانہ کا واقعہ ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیارت قبور سے مرد و عورت ہر دو کو منع فرما دیا تھا، اور جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیارت قبور کی اجازت دے دی تو یہ اجازت مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی حاصل ہو گئی ہے) کیونکہ شریعت کا یہ عام قاعدہ ہے کہ اوامر و نواہی بالعموم مردوں کو دیئے جاتے ہیں اور چونکہ عورتیں مردوں کے تابع ہوتی ہیں اس حیثیت سے سارے احکام عورتوں سے بھی متعلق ہو جاتے ہیں۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح بخاری میں لکھتے ہیں"
وَاحْتَجَّ مِنْ اِبَاحَةِ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ لِلنِّسَآءِ بِحَدِيْثِ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا رَوَاهُ فِي التَّمْهِيْدِ مِنْ رِّوَايَةِ بُسْطَامِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَقْبَلَتْ ذَاتَ يَوْمٍ مِّنَ الْمَقَابِرِ فَقُلْتُ لَهَا يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَيْنَ اَقْبَلْتِ قَالَتْ مِنْ قَبْرِ اَخِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَقُلْتُ لَهَا اَلَيْسَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ قَالَتْ نَعَمْ كَانَ يَنْهٰى عَنْ زِيَارَتِهَا ثُمَّ اَمَرَ بِزِيَارَتِهَا۔

(جن حضرات نے عورتوں کے لیے زیارت قبور کے جواز کو ثابت کیا ہے۔ وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جو تمہید میں مروی ہے بسطام بن مسلم رضی اللہ عنہ

ابو التیاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دن قبرستان سے تشریف لا رہی تھیں۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کہاں سے تشریف لا رہی ہیں؟ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر کی زیارت کر کے آ رہی ہوں، میں نے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیارت قبور سے منع نہیں فرماتے تھے؟ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا۔ ہاں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ابتداء اسلام میں) قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا پھر بعد میں آپ نے (مردوں اور عورتوں) دونوں کو اجازت دے دی۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابتداء اسلام میں زیارت قبور کی ممانعت کے اسباب بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: اَلنَّهْيُ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ اِنَّمَا كَانَ فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ عِنْدَ قُرْبِهِمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَاتِّخَاذِ الْقُبُوْرِ مَسَاجِدَ فَلَمَّا اسْتَحْكَمَ الْاِسْلَامُ وَقَوِيَ فِيْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَاُمِنَتْ عِبَادَةُ الْقُبُوْرِ وَالصَّلٰوةُ اِلَيْهَا نُسِخَ النَّهْيُ عَنْ زِيَارَتِهَا لِاَنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ وَتُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا۔

(علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں زیارت قبور سے ممانعت محض اس لیے تھی کہ لوگوں کو بتوں کی پوجا اور قبروں کی پرستش کو ترک کیے ہوئے) بہت تھوڑا زمانہ گزرا تھا لیکن جب دین کا استحکام ہو گیا اور لوگوں کے دلوں میں اسلام کی عظمت قوی ہو گئی اور قبروں کی پرستش اور قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا اندیشہ دور ہو گیا تو قبروں کی زیارت سے ممانعت منسوخ کر دی گئی اس لیے کہ زیارت قبور آخرت کی یاد اور دنیا سے بے رغبتی کا سبب ہے۔

حضرت شاہ عبد الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لمعات میں فرماتے ہیں کہ زیارت قبور مستحب ہے کیونکہ اس سے قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے، موت کی یاد تازہ ہوتی ہے اور فناء دنیا کا خاکہ سامنے آ جاتا ہے۔ میت کے لیے دعا اور استغفار کا موقع حاصل ہوتا ہے۔ جمیع مشائخ، صوفیۂ کرام اور بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اہل کشف اور کاملین کے نزدیک یہ ایک محقق بات ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بے شمار حضرات کو ارواح مقدسہ سے فیض حاصل ہوا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "باب الامر بالاستغفار للمؤمنین" میں ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ایک طویل حدیث کے آخر میں روایت کرتے ہیں کہ: فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰتِيَ الْبَقِيْعَ فَاَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قُلْتُ كَيْفَ اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُوْلِي السَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔

(ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں بقیع (یعنی مدینہ منورہ کے قبرستان کو) جاؤں اور اہل بقیع کے لیے دعا کروں میں نے

دریافت کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں کس طرح دُعا کروں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تم یہ کہو سلام ہو تم پر اے مسلمانوں کے قبور والو اور نزول رحمت ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے پیش رَوں پر اور ہمارے پس ماندوں پر اور بلاشبہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اہل بقیع کی زیارت کا حکم دیا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں دُعا اور استغفار کے لیے قبروں کی زیارت کر سکتی ہیں۔

درمختار اور ردمحتار ہر دو کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ حدیث "کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ" کے پیش نظر عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اھ۔ بلکہ عورتوں کے لیے مستحب ہے کہ وہ قبروں کی زیارت کریں اس کو بحر میں مجتبیٰ کے حوالہ سے لکھنے کے بعد واضح کیا ہے کہ یہ حدیث "کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ" الخ کے حکم صریح کی بناء پر ہے۔ علاوہ ازیں امداد میں بھی یہی مذکور ہے۔

علامہ شامی ردالمحتار میں مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ بعض اوقات اولیاء کرام کی قبروں کے پاس بعض غیر مشروع امور ہوا کرتے ہیں، مثلاً مردوں اور عورتوں کا ہجوم کی وجہ سے خلط ملط ہو جانا وغیرہ تو ایسے غیر مشروع امور کی وجہ سے زیارت قبور ترک نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ زیارت قبور جیسے نیک کام کو بعض غیر مشروع امور کی وجہ سے چھوڑ دینا نامناسب ہے بلکہ انسان کو چاہیئے کہ قبروں کی زیارت کرے اور بدعات پر تنبیہ کرے اور اگر قدرت ہو تو ان غیر مشروع امور کو زائل کر دے۔

(۲) دوسرے اس حدیث میں جن کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مستحق لعنت قرار دیا ہے "وہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والے ہیں"۔

واضح ہو کہ اس حدیث میں جو وعید مذکور ہے وہ اس صورت میں صادق آئے گی جب کہ یہود و نصاریٰ کی طرح قبر کو بت بنا کر سجدہ کیا جائے یا قبروں کو حصول رضائے الٰہی کا ذریعہ سمجھ کر نماز میں قبروں کی طرف رُخ کیا جائے۔ اس کے برخلاف کسی ولی کے مزار کے قریب مسجد بنائی جائے اور اس میں بغرض تبرک نماز پڑھی جائے تو یہ عمل اُس وعید میں داخل نہ ہوگا۔ چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح بخاری میں قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ: لَمَّا كَانَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى يَسْجُدُوْنَ لِقُبُوْرِ الْاَنْبِيَاءِ تَعْظِيْمًا لِشَاْنِهِمْ وَيَجْعَلُوْنَهَا قِبْلَةً يَتَوَجَّهُوْنَ فِي الصَّلٰوةِ نَحْوَهَا وَاتَّخَذُوْهَا اَوْثَانًا لَعَنَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنَعَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ مِثْلِ ذٰلِكَ فَاَمَّا مَنِ اتَّخَذَ مَسْجِدًا فِيْ جِوَارِ صَالِحٍ وَقَصَدَ التَّبَرُّكَ بِالْقُرْبِ مِنْهُ لَا لِلتَّعْظِيْمِ لَهٗ وَلَا لِلتَّوَجُّهِ اِلَيْهِ فَلَا يَدْخُلُ فِي الْوَعِيْدِ الْمَذْكُوْرِ۔

(علامہ عینی فرماتے ہیں جب یہود و نصاریٰ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کے خیال سے انبیاء کرام کی قبروں کو سجدہ کرنے لگے اور قبروں کو قبلہ بنا کر نماز میں قبروں کی طرف رخ کرنے لگے اور قبروں کو بت بنا کر پوجنا

خروج کیا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو بھی ان افعال سے منع فرمایا لیکن جو اصحاب کسی ولی صالح کے قرب وجوار میں مسجد بنائیں اور ان صاحب قبر سے تقرب کا قصد کریں، بشرطیکہ نفس قبر کی تعظیم مقصود نہ ہو اور قبر کی طرف نماز میں رخ نہ کیا جائے تو ایسے حضرات اس وعید میں داخل نہیں ہوں گے)

مرقات اور مجمع البحار میں علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مذکورہ بالا شرح کے بعد مزید یہ اضافہ ہے اَلَا تَرٰی اِنَّ مَرْقَدَ اِسْمٰعِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ عِنْدَ الْحَطِیْمِ ثُمَّ اِنَّ ذٰلِكَ الْمَسْجِدَ اَفْضَلُ مَكَانٍ یَّتَحَرّٰی الْمُصَلِّیْ بِصَلٰوتِہٖ۔

(کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مزار اقدس مسجد حرام میں حطیم کے اندر واقع ہے اور اس جگہ کو مسجد حرام کے ان سارے مقامات میں فضیلت حاصل ہے جہاں نمازی کو نماز پڑھنا چاہیئے)

اولیاء اللہ کے مزارات کے قرب وجوار میں مسجدیں بنانے کے جواز پر تفصیلی بحث حدیث نمبر ۱۱۵ کے فائدے میں گذر چکی ہے۔

(۳) تیسرے جن کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مستحق لعنت قرار دیا ہے وہ جو قبروں کے اوپر چراغ جلانے والے ہیں۔

واضح ہو کہ حدیث میں قبروں کے اوپر چراغ جلانے والوں کی وعید میں جو الفاظ مذکور ہیں وہ یہ ہیں "اَلْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا السُّرُجَ" جن کے حقیقی معنی یہ ہیں قبروں کے اوپر چراغ جلانے والے مستحق لعنت ہیں نہ یہ کہ قبروں کے پاس چراغ جلانے والے حرف "علیٰ" کو جس کے معنے (اوپر) کے ہیں "عند" یعنی نزدیک) کے معنوں میں استعمال کرنا مجاز ہے اور کسی لفظ کے معنے مجازی اسی وقت مراد لیئے جا سکتے ہیں جب کہ اس لفظ کے حقیقی معنے نہ بن سکتے ہوں، چونکہ یہاں حقیقی معنے بن سکتے ہیں اس لیے "اَلْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا السُّرُجَ" کی وعید میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین داخل ہوں گے جو قبروں کے اوپر چراغ جلایا کرتے ہیں اور چونکہ مسلمانوں کو ان گمراہوں کی مشابہت اور اس عمل سے باز رکھنا مقصود تھا اس لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں مسلمانوں کو یہ تاکید ہے کہ ان اعمال سے باز رہیں اور ان کی مشابہت نہ کریں۔

"اَلْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا السُّرُجَ" کے جو معنی اختیار کیئے گئے ہیں ان کی تائید علامہ سید عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف منیف حدیقہ ندیہ، شرح طریقہ محمدیہ سے ہوتی ہے کیونکہ علامہ موصوف اس حدیث کے اس ٹکڑے کی شرح میں فرماتے ہیں "والسرج" اَیِ الَّذِیْنَ یُوْقِدُوْنَ السُّرُجَ عَلَی الْقُبُوْرِ عَبَثًا مِّنْ غَیْرِ فَائِدَۃٍ" یعنی قبروں پر چراغ جلانے کی وعید ان لوگوں پر صادق آئے گی (جو قبروں کے اوپر بلا ضرورت بے فائدہ چراغ روشن کرتے ہوں)۔

جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ حدیث شریف کے الفاظ "اَلْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا السُّرُجَ" کے حقیقی

معنی بن سکتے ہیں تو وعید میں صرف وہی لوگ داخل ہوں گے جو قبروں کے اوپر چراغ روشن کرتے ہوں اور وہ حضرات جو قبروں کے پاس چراغ روشن کرتے ہوں اس وعید میں داخل نہیں ہوں گے۔

واضح ہو کہ قبروں کے پاس چراغ لگانے کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ ایک ضرورتاً اور دوسرے بلا ضرورت، قبروں کے پاس بلا ضرورت چراغ کے روشن کرنا اسراف ہے اور اسراف بے شک ممنوع ہے۔ نیز چراغ کے روشن کرنے سے قبر کی تعظیم یا قبر کی زینت مقصود ہے تو ان صورتوں میں بھی قبروں کے پاس چراغ روشن کرنا ممنوع ہوگا کیونکہ یہ نیتیں شرعاً محمود نہیں، البتہ صاحب قبر اور اولیاء کرام کی تعظیم مقصود ہو تو اس نیت سے قبروں کے پاس چراغ روشن کرنا اسراف نہ ہوگا، بلکہ یہ شرعاً محبوب اور مطلوب ہے۔

قبروں کے پاس ضرورتاً چراغ روشن کرنے کے جواز میں آیت " وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا" کی تفسیر کرتے ہوئے تفسیر روح البیان اس طرح ناطق ہے وَكَذَا إِيقَادُ الْقَنَادِيلِ وَالشَّمْعِ عِنْدَ قُبُوْرِ الْأَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ مِنْ بَابِ التَّعْظِيمِ وَالْإِجْلَالِ أَيْضًا لِلْأَوْلِيَاءِ فَالْمَقْصَدُ مِنْهَا مَقْصَدٌ حَسَنٌ وَنَذْرُ الزَّيْتِ وَالشَّمْعِ لِلْأَوْلِيَاءِ يُوْقَدُ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ تَعْظِيمًا لَهُمْ وَمَحَبَّةً فِيهِمْ جَائِزٌ أَيْضًا لَا يَنْبَغِي النَّهْيُ عَنْهُ۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ (اولیاء اور صلحاء کے مزارات کے پاس قنادیل اور فانوس روشن کیے جا سکتے ہیں، کیونکہ یہ ان کی تعظیم اور بزرگی کا سبب ہے۔ اس لیے یہ عمدہ مقصد ہے، اسی طرح روغن زیتون اور موم بتی مزارات کے قریب جلانا اس سے بھی اولیاء اللہ کی تعظیم اور محبت ظاہر ہوتی ہے۔ اس لیے ان چیزوں سے منع کرنا مناسب نہیں)

علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ فعل مباح پر بھی حسن نیت سے ثواب ملتا ہے، چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مذکور ہے " إِنَّ الْمُبَاحَ قَدْ يَرْتَفِعُ بِالنِّيَّةِ إِلَى دَرَجَةِ مَا يُثَابُ عَلَيْهِ (کسی امر مباح کو اچھی نیت سے انجام دیا جائے تو اس پر بھی ثواب ملتا ہے) اس طرح ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کی تعظیم و تکریم کی غرض سے ان کی قبروں کے پاس چراغوں کو روشن کرنا حصول ثواب کا ذریعہ ہے۔

علامہ نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقہ ندیہ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

إِخْرَاجُ الشُّمُوْعِ إِلَى الْقُبُوْرِ بِدْعَةٌ وَإِتْلَافُ الْمَالِ كَذَا فِي الْبَزَّازِيَّةِ هٰذَا كُلُّهُ إِذَا خَلَا عَنْ فَائِدَةٍ وَأَمَّا إِذَا كَانَ مَوْضِعَ الْقُبُوْرِ مَسْجِدًا عَلَى الطَّرِيْقِ أَوْ كَانَ هُنَاكَ أَحَدٌ جَالِسًا أَوْ كَانَ قَبْرُ وَلِيٍّ مِّنَ الْأَوْلِيَاءِ أَوْ عَالِمٍ مِّنَ الْمُحَقِّقِيْنَ تَعْظِيْمًا لِرُوْحِهِ الْمُشْرِقَةِ عَلَى تُرَابِ جَسَدِهِ كَإِشْرَاقِ الشَّمْسِ عَلَى الْأَرْضِ إِعْلَامًا لِلنَّاسِ أَنَّهُ وَلِيٌّ يَتَبَرَّكُوْا بِهِ وَيَدْعُوا اللّٰهَ عِنْدَهُ فَيُسْتَجَابُ لَهُمْ فَهُوَ أَمْرٌ جَائِزٌ لَا مَنْعَ فِيْهِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

(بزازیہ میں مذکور ہے کہ قبروں کی طرف موم بتیوں کا لے جانا بدعت ہے اور مال کا ضائع کرنا ہے جب کہ چراغوں

کا روشن کرنا کسی فائدے سے خالی ہو اور اگر وہاں قبرستان میں مسجد ہو یا قبرستان سر راہ واقع ہو اور قبر کے پاس کوئی شخص بیٹھا ہو یا کسی ولی یا محققین علماء میں سے کسی عالم کا مزار ہے تو ان صورتوں میں چراغوں کا روشن کرنا جائز ہوگا۔ کیونکہ یہ ان کی روح مبارک کی تعظیم کا سبب ہے جو اپنے بدن کی خاک پر اس طرح تجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر، اور وہاں چراغ کے روشن کرنے سے لوگ واقف ہو سکیں گے کہ یہ کسی ولی کا مزار ہے جس سے وہ برکت حاصل کریں گے اور وہاں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے کہ ان کی دعا قبول ہو جائے تو یہ ایسا امر جائز ہے جس میں کوئی ممانعت نہیں ہے اس لیے کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

مجمع البحار میں " وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا السُّرُجَ " کی شرح کرتے ہوئے یہ لکھا ہے جس کا ذکر نسائی کے حاشیہ پر بھی ہے " وَاِنْ کَانَ ثَمَّ مَسْجِدًا وَغَیْرُہٗ یَنْتَفِعُ فِیْہِ لِلتِّلَاوَۃِ وَالذِّکْرِ فَلَا بَأْسَ بِالسِّرَاجِ اھ فِیْہِ

(اگر قبر کے پاس مسجد ہو اور کوئی ایسی جگہ ہو جہاں قرآن کی تلاوت اور ذکر کیا جاتا ہے تو اس جگہ چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح سفر السعادۃ میں ارشاد فرمایا ہے۔ انداختن غلاف بر قبر شریف وافروختن چراغ ہا وغیرہا تکلفات کہ بر مزار ہائے اولیاء اللہ جملہ از مستحسنات اند) قبر شریف پر غلاف ڈالنا اور اولیاء اللہ کے مزارات کے پاس چراغوں کا روشن کرنا اور ایسے ہی تکلفات کا استعمال مستحسن ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ " (میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی) ایک اور حدیث صحیح مسلم میں ہے : مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَعَمِلَ بِھَا بَعْدَہٗ کُتِبَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ۔

(جو کوئی اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو جاری کرے کہ اس کے بعد اس طریقہ پر عمل ہو رہا ہو تو اس شخص کو بعد کے عمل کرنے والوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے ثواب میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی)

ان دونوں حدیثوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ علماء و صلحاء کا فعل دلیل ہے اور ہر بدعت گمراہی نہیں خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح با جماعت کا اہتمام کرکے ارشاد فرمایا " نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ (کیا اچھی بدعت ہے) اس لیے ہر بدعت کو گمراہی سمجھنا نادانی کی بات ہے۔

امام اجل علامہ سید ابو الحسن علی نور الدین بن عبد اللہ المدنی قدس سرہ اپنی کتاب " خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفیٰ " میں فرماتے ہیں روضہ انور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی روشنی کا سامان سونے اور چاندی اور اس کے مثل اور قیمتی چیزوں کی قندیلیں جو روضہ مطہرہ کے گرد آویزاں کی جاتی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کی ابتداء کب سے ہے۔ ہاں امام حافظ المحدث محمد بن محمد نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب

الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ" میں فرمایا ہے کہ سقف مسجد کریم کے اتنے حصہ میں جو دیوار قبلہ سے حجرۂ مقدسہ تک ہے چالیس سے زیادہ قندیلیں آویزاں ہیں ایک سونے کی اور دو بلوری کی اور چھوٹی بڑی نقروی قندیلیں منقش اور سادہ ہیں جن کو سلاطین اور امراء اپنی حکومت کی طرف سے حاضر کیا کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ روشنی خاص روضۂ انور علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے ہوتی تھی اور صدہا سال سے اس کا رواج تھا یہاں یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حجرۂ مقدسہ میں حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آرام فرما ہیں اور روضہ کے گرد صدہا سال سے روشنی کی جاتی ہے، جس سے تلاوت قرآن اور ذکر وغیرہ میں فائدہ حاصل کیا جاتا ہے اور صحابۂ کرام کے زمانہ سے آج تک یہاں چراغوں کے روشن کرنے پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

امام اجل تقی الملۃ والدین علی بن عبد الکافی رحمۃ اللہ نے اس باب میں ایک کتاب تالیف فرمائی ہے جس کا نام "منزل السکینۃ علی قنادیل المدینۃ" ہے اور اس میں ثابت کیا ہے کہ مزار مبارک کے آس پاس روشنی کرنی ہے اور اس پر رحمتِ الٰہی کا سکینہ اترتا ہے۔

بعض حضرات قبور کے پاس چراغ روشن کرنے کو اس لیے ناجائز قرار دیتے ہیں کہ قبروں کے پاس آگ کا لے جانا آثار جہنم سے ہے حالانکہ اگر رات کے وقت تدفین عمل میں آرہی ہے تو قبر کے پاس چراغ لے جاسکتے ہیں چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح بخاری میں ضرورتاً قبر کے پاس چراغ لے جانے کے جواز میں کئی روایتیں نقل فرمائی ہیں۔ بطور نمونہ ایک حدیث یہاں نقل کی جاتی ہے:

رَوٰی اَبُوْدَاؤُدَ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ رَاٰی نَاسٌ نَارًا فِی الْمَقْبَرَۃِ فَاَتَوْھَا فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْقَبْرِ وَاِذَا ھُوَ یَقُوْلُ فَاَنْوِلُوْنِیْ صَاحِبَکُمْ فَاِذَا ھُمُ الرَّجُلُ الَّذِیْ کَانَ یَرْفَعُ صَوْتَہٗ بِالذِّکْرِ وَرَوَاہُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَقَالَ النَّوَوِیُّ وَسَنَدُہٗ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ۔

(ابو داؤد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ چند لوگوں کو قبرستان میں آگ نظر آئی تو وہاں پہنچے انھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر کے اندر ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں کہ اپنے دوست کو مجھے دیدو (کہ میں اس کو قبر میں اتاردوں) اور وہ وہی صحابی تھے جو بلند آواز سے ذکر کیا کرتے تھے۔ (اس کی روایت حاکم نے کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قبرستان میں ضرورتاً چراغ لے جاسکتے ہیں اس لیے وہ حضرات جو قبروں کے پاس مطلقاً چراغ لے جانے کو آثار جہنم بتا کر ناجائز قرار دیتے ہیں ان کا استدلال بے جا ہے۔ علاوہ ازیں اگر آگ کو آثار جہنم کی وجہ سے مردہ اور قبر کے پاس لے جانا حرام قرار دیا جاتا تو بہت کو گرم

پانی سے غسل دینا بھی آثار جہنم ہے قال اللہ تعالیٰ "یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ" (دوزخیوں کے سروں پر سے گرم پانی بہایا جائے گا)

حالانکہ مردہ کو گرم پانی سے غسل دینا شرعاً مطلوب ہے، چنانچہ درمختار میں مذکور ہے "یصب علیہ ماء مغلی بسدر ان تیسر والا فماء خالص" (غسل میت کے لیے اگر بیری کے پتوں کا گرم شدہ پانی مل جائے تو بہتر ہے ورنہ خالص گرم پانی کافی ہے)

پس ثابت ہوا کہ گرم پانی کے آثار جہنم کے ہونے کے باوجود مردے کے لیے اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ یہ مامور بہ ہے اس طرح قبروں کے پاس چراغ جلانا بھی جائز ہوگا، اور آثار جہنم کی توجیہہ کر کے قبروں کے پاس چراغ جلانے کی ممانعت کو ثابت کرنا غیر صحیح ہوگا۔

امام اہلسنت حامی دین وملت مجدد مأتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ "بریق المنار بشموع المزار" میں باتفصیل دلائل کے ساتھ مزارات اولیاء اللہ پر روشنی کرنے کو بیان کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

بالجملہ! حاصل حکم یہ ہے کہ قبور عامۂ ناس پر روشنی جب کہ خارج سے کوئی مصلحت مصالح مذکورہ کے امثال سے نہ ہو (اس کی تفصیل رسالہ مذکورہ کی ابتداء میں گذر چکی ہے) ضرور اسراف ہے۔ اور اسراف بیشک ممنوع۔ فقہاء اسی کو منع فرماتے ہیں کہ یہی علت منع بتاتے ہیں۔ اور اگر زینت قبر مطلوب ہو تو قبر محل زینت نہیں۔ اب بھی اسراف ہوا۔ بلکہ کچھ زائد یوں ہی اگر تعظیم قبر مقصود ہو کہ یہاں تعظیم نسبت نہیں۔ رہے مزارات محبوبان اللہ۔ ان میں اگر زینت قبر یا تعظیم نفس قبر کی ہو۔ تو یہاں بھی وہی ممانعت رہے گی۔ کہ یہ نیتیں شرعاً محمود نہیں اور اگر ان کی روح کریم کی تعظیم وتکریم مقصود ہو۔ اب نہ اسراف ہے کہ نیت صالحہ موجود ہے۔ نہ تعظیم قبر۔ بلکہ تعظیم روح محبوب۔ اور وہ شرعاً بلاشبہ مطلوب۔

امام اجل تقی الدین سبکی، وامام نور الدین سمہودی، وامام عبد الغنی نابلسی رحمہم اللہ تعالیٰ اسی کو جائز بتاتے ہیں۔ اور کسی کے قلب پر حکم لگانا کہ اسے تعظیم قبر ہی مقصود ہے، نہ تعظیم روح ولی محض جزاف و بدگمانی وحرام بنص قرآنی ہے۔

"قال اللہ تبارک وتعالیٰ "وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا"

ترجمہ: "اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں، بے شک کان اور آنکھ اور دل، ان سب سے سوال ہونا ہے" (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل" آیت ۳۶)

"وقال اللہ تبارک وتعالیٰ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ"

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے (پ۲۶ سورۃ الحجرات۴۹" آیت ۱۲)

وَقَالَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَفلا شققت عن قلبہ ، وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْث ۔

ترجمہ: رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچو بے شک بدگمانی

تعظیم روح اور تعظیم قبر میں فرق نہ کرنا سخت جہالت ہے۔ عارف نابلسی کا ارشاد گزرا۔

امام سمہودی فرماتے ہیں :

لَیْسَ الْقَصْدُ تَعْظِیْمُ بُقْعَۃِ الْقَبْرِ لِعَیْنِھَا بَلْ من حل فِیْھَا

بلکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ مسند شریف میں بسند حسن روایت فرماتے ہیں ۔

اَقْبَلَ مَرْوَانُ یَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلًا وَاضِعًا وَجْھَہٗ عَلَی الْقَبْرِ فَاَخَذَ مَرْوَانُ بِرَقَبَتِہٖ ، ثُمَّ قَالَ ھَلْ تَدْرِیْ مَا تَصْنَعُ ، فَاَقْبَلَ عَلَیْہِ فَقَالَ نَعَمْ اِنِّیْ لَمْ اٰتِ الْحَجَرَ اِنَّمَا جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ اٰتِ الْحَجَرَ ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَبْکُوْا عَلَی الدِّیْنِ اِذَا وَلِیَہٗ اَھْلُہٗ وَلٰکِنْ ابْکُوْا عَلَی الدِّیْنِ اِذَا وَلِیَہٗ غَیْرُ اَھْلِہٖ ۔

ترجمہ: یعنی مروان نے اپنے زمانۂ تسلط میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبر اکرم سید عالم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں ۔ مروان نے ان کی گردن مبارک پکڑ کر کہا جانتے ہو کیا کر رہے ہو اس پر ان صاحب نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ہاں میں سنگ و گل کے پاس نہیں آیا ہوں ۔ میں تو رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں ۔ میں اینٹ پتھر کے پاس نہیں آیا ۔ میں نے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے دین پر نہ رؤو جب اس کا اہل اس پر والی ہو ہاں! اس وقت دین پر رؤو جبکہ نا اہل والی ہو ۔

یہ صحابی سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ تھے ۔ تو تعظیم قبر و روح مطہر میں فرق نہ کرنا مروان کی جہالت ہے ۔ اور اسی کے ترکہ سے وہابیہ کو پہنچی ۔ تعظیم قبر سے جدا ہو کر تعظیم روح کی برکت یعنا صحابۂ کرام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم کی سنّت ہے اور اہل سنت کو ان کی میراث ملی ہے ۔

اور اہل اللّٰہ کی قبر پر جو چراغاں و روشنی کی جاتی ہے وہ ان کی تعظیم روح اور لوگوں کی توجہ کے لیے ہے کیونکہ مومن اہل قبر کی طرف متوجہ ہو کر دعا گو ہوتا ہے ۔ ذکر اذکار، تلاوت قرآن اور درود پاک اور نوافل پڑھتا ہے جس کا فائدہ دونوں کو پہنچتا ہے ۔ ویسے بھی قبور اہل اللّٰہ شعائر اللّٰہ اور شعائر اللّٰہ کی تعظیم ہر مسلمان پر لازم و ضروری ہے ۔ قرآن " وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ٥

ترجمہ: جو اللّٰہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے ۔

وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ٥ " جو اللّٰہ کی آداب کی چیزوں کی تعظیم کرے تو اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بہتری ہے ۔" (ترجمہ کنزالایمان)

الغرض ان سارے دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ قبروں کے پاس چراغوں کو روشن کرنا حسب ذیل اغراض کی بناء پر جائز ہے ۔

(۱) وہاں مسجد ہو کہ نمازیوں کو بھی آرام ہوگا اور مسجد میں بھی روشنی ہوگی۔
(۲) مقابر سر راہ ہوں کہ روشنی کرنے سے راہرو کو بھی نفع پہنچے گا اور اموات کو بھی کہ مسلمان مقابر مسلمین دیکھ کر سلام کریں گے، قرآن پڑھیں گے، دعا کریں گے اور ثواب پہنچائیں گے، گذرنے والوں کی قوت زائد ہے تو اموات کو نفع پہنچے گا، اگر اموات کی قوت زائد ہے تو گذرنے والے فیض حاصل کریں گے۔
(۳) مزارات اولیاء کرام کے پاس روشنی تو ان کی ارواح طیبہ کی تعظیم کا سبب ہے جو موجب خیر و برکت ہے۔ ۱۲

۹۶۶/۲۵ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُوْرُ أُمَّتِيْ حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوْبُ أُمَّتِيْ فَلَمْ أَرَ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ أَوْ اٰيَةٍ أُوْتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے ثواب پیش کئے گئے یہاں تک کہ مسجد سے کچرا نکالنے کا ثواب بھی پیش کیا گیا اور میری امت کے گناہ مجھ پر پیش کئے گئے اور میں نے اس آدمی کے گناہ سے بڑا گناہ نہیں دیکھا جس کو قرآن کی ایک سورہ یاد تھی یا ایک آیت یاد تھی۔ اور وہ اس کو اس طرح بھول گیا (کہ دیکھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا ہے) (ترمذی اور ابوداؤد)

ف: اس حدیث پاک میں سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کتنا عالی شان ہے کہ میری امت کے تمام اعمال مجھ پر پیش کئے گئے۔ حتیٰ کہ نیکی کرنے والوں کی چھوٹی سی نیکی مسجد کی صفائی کرنے کی۔ میں اپنے امتی کی اس نیکی کو بھی جانتا ہوں۔ امتیوں کے گناہ بھی پیش کئے۔ ہر امتی کے گناہوں کو بھی دیکھتا ہوں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور آقائے دوجہاں امتیوں کے احوال سے واقف ہیں۔ یہی اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔ اس حدیث سے عقیدہ علم غیب عطائی و عقیدۂ حاضر ناظر کا اثبات ہوتا ہے۔ بعض احادیث میں آتا ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر ہفتے میں مجھ پر میری امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔
اس حدیث سے مسجد کی صفائی، ادب و احترام اور قرآن خوانی کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

۹۶۷/۲۶ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهُ بِالْإِيْمَانِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد کی خبرگیری کیا کرتا ہے (یعنی مرمت کرتا ہے، جھاڑو دیتا ہے، اس میں نماز پڑھتا ہے، مسجد میں چراغ روشن کرتا ہے اور ذکر و عبادت اور علوم دین کے درس میں

وَالدَّارِمِيُّ)

---

۹۶۸ / ۲۸ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَفِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفًا وَّ ذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ فَاِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهٗ وَزَادَ فِيْ دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَالَمْ يُؤْذِ فِيْهِ مَالَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

مشغول رہتا ہے) تو تم اس کے لیے مؤمن ہونے کی شہادت دے دو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ" اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔ (پ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۱۸) (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نماز باجماعت اس کے گھر کی اور بازار (یعنی دوکان) کی نماز پر پچیس[۲۵] نمازوں کی فضیلت رکھتی ہے اس لیے کہ جب وہ وضو کرتا ہے اور اچھی طرح جملہ احکام کی پابندی کے ساتھ پورا وضو کرتا ہے، پھر مسجد میں نماز ہی کی خاطر جاتا ہے تو اس کے ہر ہر قدم پر اس کا ایک ایک درجہ بلند ہوتا جاتا ہے اور ایک ایک گناہ معاف ہوتا جاتا ہے اور جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور فرشتے اس وقت تک دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی جائے نماز پر رہتا ہے اور فرشتوں کی دعا ان الفاظ سے ہوتی ہے، "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ" یعنی اے اللہ اس شخص کی مغفرت فرما، اے اللہ اس شخص پر رحمت نازل فرما اور تم میں جو شخص مسجد میں نماز کے انتظار میں رہتا ہے تو گویا وہ نماز ہی میں ہے، اور دوسری روایت میں ہے کہ جب وہ مسجد میں آجاتا ہے اور نماز ہی اس کو روک رکھتی ہے، (تو گویا وہ نماز ہی میں ہے) اور ملائکہ کی دعا میں یہ بھی اضافہ ہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ اے اللہ اس شخص کو بخش دے، اے اللہ اس شخص کو بخش دے، اے اللہ اس شخص کی توبہ قبول فرما) یہ دعا اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک کہ مسجد میں کسی کو اذیت نہ پہنچائے

اور جب تک اس کا وضو ٹوٹ جائے (بخاری اور مسلم)

۹۶۹
۲۸
وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃٌ کُلُّھُمْ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ رَجُلٌ خَرَجَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ حَتّٰی یَتَوَفَّاہُ فَیُدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ اَوْ یَرُدَّہٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَۃٍ وَرَجُلٌ رَاحَ اِلَی الْمَسْجِدِ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ وَرَجُلٌ دَخَلَ بَیْتَہٗ بِسَلَامٍ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے (دنیا اور آخرت کے ضرر سے محفوظ رکھنے کا) ذمہ لیا ہے، ایک وہ شخص جو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اگر اس کو موت آجائے تو اسے جنت میں داخل کر دے یا اس کو اجر یا مال غنیمت دے کر گھر واپس کرے دوسرا وہ شخص ہے جو مسجد کو جائے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اس کے اجر و ثواب کو ضائع نہ کرے۔ تیسرا وہ شخص جو گھر میں داخل ہوکر (گھر والوں کو) سلام کرتا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اس کو فتنوں سے بچائے اور خیر و برکت عطا فرمائے) (ابوداؤد)

۹۷۰
۲۹
وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ مُتَطَھِّرًا اِلٰی صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ فَاَجْرُہٗ کَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ اِلٰی تَسْبِیْحِ الضُّحٰی لَا یَنْصِبُہٗ اِلَّا اِیَّاہُ فَاَجْرُہٗ کَاَجْرِ الْمُعْتَمِرِ وَصَلَاۃٌ عَلٰی اَثَرِ صَلَاۃٍ لَا لَغْوَ بَیْنَھُمَا کِتَابٌ فِیْ عِلِّیِّیْنَ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے گھر سے باوضو فرض نماز کے لیے مسجد کو جائے تو اس کا ثواب اس حاجی کے ثواب کی طرح ہے جو احرام باندھے ہوئے ہو اور جو شخص گھر سے چاشت کی نماز کے لیے نکلے اور اس کے سوا اس کی کوئی اور غرض نہیں ہے تو اس کا ثواب عمرہ کرنے والے کے ثواب کی طرح ہوگا، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز اس طرح ادا کرنا کہ دونوں کے درمیان دنیا کی باتیں اور بیہودہ کلام نہ ہو، (تو یہ ایسا اعلیٰ عمل ہے) جو علیین یعنی عالی مرتبہ لوگوں کے دفتر میں لکھا جاتا ہے۔ (امام احمد اور ابوداؤد)

ف: مساجد میں خاموشی اختیار کرنا اداب مسجد میں سے ہے۔ کسی شخص کو مسجد سے باہر گالی گلوچ طعن و تشنیع، بدکلامی۔ اور غیبت وغیرہ کرنا تو ویسے ہی ممنوع ہے۔ مسجد میں ان حرکات کی احتیاط اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ اس سے اعمال ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ آج کل اکثر مساجد میں دیکھا گیا ہے کہ نمازی حضرات نماز سے پہلے اور بعد جتنی دیر بھی مسجد میں بیٹھیں گے شور و غوغا۔ دنیاوی باتیں لایعنی اور بیہودہ کلام کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے۔ اس سے انہیں پرہیز کرنا چاہیے۔

۹۷۱/۳۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز کے لیے مسجد کو جائے یا زوال کے بعد کی نمازوں کے لیے مسجد کو جائے تو وہ جیسے جیسے صبح شام مسجد کو جاتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمانی کے سامان تیار فرماتے جاتے ہیں۔ (بخاری اور مسلم)

۹۷۲/۳۱ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًی وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ نماز کا اجر پانے والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ دور سے مسجد کو آتا ہے، پھر اس سے بڑھ کر اجر پانے والا وہ شخص ہے جو اس سے زائد دور سے آتا ہے اور جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھنے کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو یہ شخص اس شخص سے زیادہ اجر پانے والا ہے جو (تنہا) نماز پڑھ کر سو جایا کرتا ہے۔ (بخاری اور مسلم)

۹۷۳/۳۲ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ یَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ بَلَغَنِیْ اَنَّكُمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوْا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ یَا بَنِیْ سَلِمَةَ دِیَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ دِیَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اطراف کے گھر خالی ہو گئے تو بنو سلمہ کے قبیلہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں، اس کی خبر نبی انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کے متعلق مجھے خبر ملی ہے کہ تم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہو کر آجانا چاہتے ہیں۔ بنو سلمہ والوں نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم نے ایسا ہی ارادہ کر لیا ہے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے بنی سلمہ کے قبیلہ والو! تم اپنے اپنے گھروں میں رہو، تمھارے ہر قدم پر ثواب لکھا جاتا ہے تم اپنے اپنے گھروں میں رہو تمھارے ہر ہر قدم

پر ثواب لکھا جاتا ہے (مسجد کے نزدیک آ کر اپنے ثواب کو کم نہ کرو) (مسلم شریف)

۹۷۴ ۲۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ یُّظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے (عرش کے) سایہ میں رکھے گا کہ جس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا ایک حاکم عادل۔ دوسرے جوان صالح جو اللہ کی عبادت کرتے ہوئے نشو و نما پایا ہو۔ تیسرے وہ شخص جس کا دل (مسجد کی محبت کی وجہ سے) مسجد سے نکلتے وقت دوبارہ مسجد کو لوٹنے تک مسجد ہی میں لگا رہتا ہے۔ چوتھے وہ دو شخص جو اللہ کے واسطے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں اور (کسی غرض کے بغیر) اللہ ہی کی محبت سے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور اللہ ہی کی محبت سے جدا ہوتے ہیں۔ پانچویں وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگے تو اس کے آنسو بہنے لگتے ہیں چھٹے وہ شخص کہ جس کو ایک شریف الخاندان اور خوبصورت عورت (زنا کے واسطے) اپنی جانب بلائے اور وہ خدا کا خوف کر کے (زنا سے باز رہے) اور ساتویں وہ شخص کہ جس نے (نفل) خیرات کی اور اس کو اس طرح چھپایا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ اس کے سیدھے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (بخاری اور مسلم)

ف: واضح ہو کہ اس حدیث میں چھپا کر خیرات دینے کا جو ذکر ہے وہ نفل خیرات سے متعلق ہے اور فرض زکوٰۃ بھی چھپا کر دی جا سکتی ہے مگر افضل یہ ہے کہ زکوٰۃ علانیہ دی جائے (مدارک، خازن)

۹۷۵ ۲۴ وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّاَنَسٍ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (نماز باجماعت کے لیے) اندھیری رات میں مسجدوں کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن کامل نور کی خوشخبری سنا دو (اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور اس کی روایت ابن ماجہ نے حضرت سہل

۹۷۶/۳۵ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتَی الْمَسْجِدَ لِشَیْءٍ فَهُوَ حَظُّهٗ۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

۹۷۷/۳۶ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لَنَا فِی الْاِخْتِصَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَصٰی وَلَا اخْتَصٰی وَلَا اُخْتَصٰی اِنَّ خِصَاءَ اُمَّتِیْ الصِّیَامُ فَقَالَ اِئْذَنْ لَنَا فِی السِّیَاحَةِ قَالَ اِنَّ سِیَاحَةَ اُمَّتِیْ اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَالَ اِئْذَنْ لَنَا فِی التَّرَهُّبِ فَقَالَ اِنَّ تَرَهُّبَ اُمَّتِی الْجُلُوْسُ فِی الْمَسَاجِدِ اِنْتِظَارُ الصَّلَاةِ رَوَاهُ الْبَغْوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

بن سعد اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی ہے)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جس غرض کے لیے مسجد کو آئے اس کو وہی چیز ملے گی (اگر وہ آخرت کی غرض سے مسجد کو آیا ہے تو آخرت میں اس کو ثواب ملے گا اور دنیوی غرض سے مسجد کو آئے تو آخرت میں اس کے لیے کچھ ثواب نہ ہوگا) (ابوداؤد)

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم کو خصی بن جانے کی اجازت دیجیے (تاکہ عورتوں کی خواہش دل سے نکل جائے کیونکہ اسی خواہش کی وجہ سے انسان نیکی سے دُور ہوکر دنیا میں پھنس جاتا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ہمارے طریقہ پر نہیں ہے جو (کسی کو) خصی بنائے اور نہ وہ شخص جو خود خصی بنے۔ میری امت کا خصی ہونا روزہ رکھنا ہے (اسی لیے کہ روزہ رکھنے سے شہوت انسان کو بے قابو نہیں کرتی ہے بخلاف خصی ہونے کے کہ اس سے شہوت ہی ختم ہو جاتی ہے) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم کو سیاحت کی اجازت دیں (تاکہ تمام عالم میں پھرنے سے عبرت حاصل کرسکیں) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے (کہ جس میں سیرِ عالم کے ساتھ ساتھ اشاعت اسلام بھی ہوتی ہے) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم کو راہب بن جانے کی اجازت دیجیے (جس سے ہم گوشہ نشین ہوکر دنیا سے دور ہو جائیں) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی رہبانیت نماز کے انتظار میں مسجدوں میں بیٹھنا ہے (اس لئے کہ یہ ایسی رہبانیت ہے جس میں تعلیم و تعلم جاری رہنے کے علاوہ دنیا میں رہنے کے

٩٧٨/٣٧ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُّ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَتَلَا وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا وَّلِلتِّرْمِذِيِّ نَحْوَهٗ عَنْهُ ـ

٩٧٩/٣٨ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَزَادَ فِيْهِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِيْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ نَعَمْ فِي الْكَفَّارَاتِ وَالْكَفَّارَاتُ الْمُكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوٰةِ وَالْمَشْيُ عَلَى الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ وَاِبْلَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكَارِهِ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَّمَاتَ بِخَيْرٍ وَّكَانَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِذَا صَلَّيْتَ فَقُلْ

باوجود دنیا سے دُور رہتے ہیں) (اس کی روایت بغوی نے شرح السنۃ میں کی ہے)

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کو بہت حسین صورت میں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ وہ اعمال کیا ہیں جن کی فضیلت میں ملاء اعلیٰ کے فرشتے آپس میں بحث کر رہے ہیں ، میں نے کہا کہ اے اللہ آپ ہی اس کو خوب جانتے ہیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی پس میں نے آسمانوں اور زمینوں کے درمیان کی تمام چیزوں کو جان لیا ، اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور اسی طرح ہم (ابراہیم علیہ السلام) کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی ، اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہو جائے) اس کی روایت دارمی نے مرسلاً کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ۔

اور ترمذی نے دوسری روایت جس کو حضرت ابن عباس اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا تم جانتے ہو کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کن اعمال کی فضیلت میں بحث کر رہے ہیں ؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں جانتا ہوں (ملاء اعلیٰ کے فرشتے) کفارات یعنی ان اعمال میں بحث کر رہے ہیں جو گناہوں کے مٹانے والے ہیں وہ تین عمل ہیں پہلا نماز کے بعد (ذکر ، دعا اور دوسری نماز کے انتظار میں مخلوق سے دوری اور مشغول بحق رہنے کے لیے) مسجدوں میں ٹھیرے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ
وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ
فَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً
فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ
قَالَ وَالدَّرَجَاتُ اِفْشَاءُ السَّلَامِ
وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ
وَالنَّاسُ نِيَامٌ۔

رہنا۔ دوسرا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی غرض سے مسجد میں کو پیدل جانا تیسرا، ناگوار حالات (جیسے بیماری اور موسم سرما) میں اعضاء، وضو کامل طور پر دھونا جس نے ان چیزوں پر عمل کیا تو وہ اچھی طرح (یعنی اطاعت الٰہی کی لذت، عبادت کی توفیق، رزق حلال، قناعت اور قسمت پر راضی رہتے ہوئے زندگی بسر کرے گا اور اس کی موت بھی اچھی طرح (یعنی اعمال کی قبولیت، توبہ، حسن خاتمہ اور موت کے وقت فرشتوں کی خوش خبری پر) ہوگی اور وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب تم نماز پڑھ لو تو یہ دعا کیا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ فَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ (اے اللہ میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے امور کے ترک کرنے اور مسکینوں سے محبت رکھنے کا سوال کرتا ہوں جب تو اپنے بندوں کو فتنوں (یعنی دینوی عذاب میں) مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائے تو مجھے اپنی جانب فتنہ میں مبتلا کئے بغیر بلا لے)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے ان اعمال کی فضیلت میں بحث کر رہے ہیں جن سے بندوں کے درجات بلند ہوتے ہیں اور وہ درجات بڑھانے والے عمل یہ ہیں۔ پہلا (اپنے اور بیگانے کو) کثرت سے سلام کرنا۔ دوسرا کھانا کھلانا، اور تیسرا رات میں نماز پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

ف: اس حدیث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”رَاَيْتُ رَبِّيْ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ“ میں نے اللہ عزوجل کو نہایت حسین صورت میں دیکھا۔
واضح ہو کہ یہ اور اسی قسم کے مضامین جو اس حدیث میں اور اس حدیث کے بعد والی حدیث میں مذکور ہیں ان کا شمار متشابہات میں سے ہے اور متشابہات کے بارے میں اہل سنت وجماعت کا مسلک یہ ہے کہ ان پر ایمان رکھا جائے اور ان کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے چنانچہ قرآن حکیم کی سورۂ آل عمران کی وہ آیت

جس میں محکمات اور متشابہات کا ذکر ہے، اس میں ارشاد فرمایا گیا ہے " وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا " اتنا ہی کہہ کر رہ جاتے ہیں کہ اس پر ہمارا ایمان ہے، یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے) الغرض متشابہات کے درپے ہونا دین داری کے خلاف اور گمراہ ہونے کی نشانی ہے (مرقات)

۹۸۰/۳۹ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ احْتَبَسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى كِدْنَا نَتَرَاءٰى عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيْعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَجَوَّزَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهٖ فَقَالَ لَنَا عَلٰى مَصَافِّكُمْ كَمَا اَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ اِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنِّيْ سَاُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِيْ عَنْكُمُ الْغَدَاةَ اِنِّيْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّاْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِيْ فَنَعَسْتُ فِيْ صَلَاتِيْ حَتَّى اسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ لَا اَدْرِيْ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَاَيْتُهٗ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ فِي الْكَفَّارَاتِ قَالَ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز صبح میں اس قدر تاخیر فرمائی قریب تھا کہ ہم آفتاب کو دیکھ لیتے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حجرۂ مبارک سے) عجلت کے ساتھ نکلے اور نماز کے لیے اقامت کہی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور (خلاف عادت) اختصار کے ساتھ ادا فرمائی اور جب سلام پھیرا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے، پھر آپ نے فرمایا واضح ہو میں تم کو خبر دوں گا کہ آج صبح کس چیز نے مجھے تمھارے پاس آنے سے روک رکھا تھا؟ وہ یہ ہے کہ میں رات کو (تہجد کے لیے) اٹھا میں نے وضو کیا اور میرے لیے جتنی نماز تہجد مقدر تھی ادا کیا پس مجھے نماز میں غنودگی آگئی یہاں تک کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوگیا۔ پس یکایک میں نے اپنے پروردگار تبارک و تعالیٰ کو نہایت حسین صورت میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے جواب میں کہا لبیک اے میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ملا اعلیٰ کے فرشتے کن اعمال کی فضیلت میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا، یہ سوال و جواب تین مرتبہ ہوتے رہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دیکھا اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور مجھ پر ہر چیز منکشف ہوگئی اور میں نے سب کو پہچان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے جواب میں کہا لبیک

وَمَا هُنَّ قُلْتُ مَشْيُ الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوْسُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَاِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ حِيْنَ الْكَرِيْهَاتِ ثُمَّ قَالَ فِيْمَ قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ قَالَ وَمَا هُنَّ قُلْتُ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِيْنُ الْكَلَامِ وَالصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ قَالَ سَلْ قَالَ قُلْتُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةً فِيْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَّاَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِيْ اِلٰى حُبِّكَ" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوْهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوْهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

اے میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کن اعمال کی فضیلت میں بحث کر رہے ہیں، میں نے جواب دیا کہ (ملاء اعلیٰ کے فرشتے) کفارات یعنی ان اعمال میں بحث کر رہے ہیں جو گناہوں کو مٹانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کون سے عمل ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ وہ عمل یہ تین ہیں، پہلا نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے مسجدوں کو پیدل جانا۔ دوسرا نمازوں کے بعد (ذکر) دعا اور دوسری نماز کے لیے انتظار میں مخلوق سے دوری اور مشغول بحق رہنے کے لیے مسجدوں میں ٹھیرے رہنا۔ تیسرا ناگوار حالات (جیسے بیماری اور موسم سرما) میں اعضاء وضو کامل طور پر دھونا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے اور کن اعمال کی فضیلت میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ (ملاء اعلیٰ کے فرشتے) درجات یعنی ان اعمال کی فضیلت میں بحث کر رہے ہیں جن سے بندوں کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کون سے عمل ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ وہ عمل جن سے بندوں کے درجے بلند ہوتے ہیں وہ بھی تین ہیں۔ پہلا کھانا کھلانا۔ دوسرا نرمی سے کلام کرنا (یعنی لوگوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آنا) تیسرا رات میں نماز پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو دعا چاہو مانگو۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ دعا مانگی (اے اللہ میں آپ سے نیک کاموں کے کرنے، برے کاموں کے چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت کرنے اور اپنی مغفرت کرنے اور مجھ پر رحمت کرنے کی درخواست کرتا ہوں اور جب آپ کسی قوم کو فتنہ میں (یعنی عذاب دینوی میں) مبتلا کرنے کا ارادہ کریں تو فتنہ میں مبتلا کئے بغیر مجھے وفات دیجئے اور میں آپ سے آپ کی محبت بھی مانگتا ہوں جو مجھے آپ کی محبت سے قریب کر دیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ یہ خواب سچا ہے اس لیے اس کو یاد رکھو، اور اسے دوسروں کو سکھلاؤ (اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے) اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور میں نے اس حدیث کے متعلق محمد بن اسمٰعیل یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

۹۸۱ وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو اُسَید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" (اے اللہ آپ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے) اور جب مسجد سے نکلے تو یہ دعا پڑھے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ" (اے اللہ میں آپ سے آپ کا فضل (یعنی روزی) طلب کرتا ہوں) (مسلم شریف)

۹۸۲ وَعَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ الْحُسَیْنِ عَنْ جَدَّتِھَا فَاطِمَۃَ الْکُبْرٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ وَفِیْ رِوَایَتِھِمَا قَالَتْ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَکَذَا اِذَا خَرَجَ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ بَدَلَ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ۔

حضرت فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی دادی حضرت فاطمہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ زہرہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یعنی اپنے آپ پر درود اور سلام پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے "رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" (اے رب! میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور جب مسجد سے نکلتے تو پہلے کی طرح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یعنی اپنے آپ پر درود اور سلام پڑھتے اور یہ دعا فرماتے "رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ" (اے میرے رب میرے گناہوں کو بخش دے اور اپنے فضل (یعنی روزی) کے دروازوں کو مجھ پر کھول دے) اس کی روایت ترمذی، امام احمد اور ابن ماجہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ سیدنا فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے وقت اور اسی طرح مسجد سے نکلتے وقت صَلَّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ (درود وسلام ہو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر) کے بجائے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فرماتے تھے (میں اللہ کے نام کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتا ہوں اور مسجد سے نکلتا ہوں اور سلام اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر) فرماتے تھے

۹۸۳/۴۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ قَالَ فَاِذَا قَالَ ذٰلِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ حُفِظَ مِنِّيْ سَائِرَ الْيَوْمِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے (خدائے بزرگ و برتر کی اور اس کریم ذات کی اور اس کے دیرینہ غلبہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص یہ دُعا کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ یہ شخص میرے (شر سے) تمام دن محفوظ رہا۔ (ابوداؤد)

۹۸۴/۴۳ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْدِمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَاِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس ہوتے تو بوقت چاشت دن کو تشریف لاتے اور گھر جانے سے قبل مسجد جاکر مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اس کے بعد مسجد میں تشریف رکھتے (بخاری اور مسلم)

۹۸۵/۴۴ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (تحیۃ المسجد) پڑھ لیا کرے

(بخاری اور مسلم)

ف : اس حدیث میں مذکور ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لیا کرے۔ واضح ہو کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد تحیۃ المسجد کی نیت سے جو دو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں وہ دراصل تحیۃ رب المسجد ہیں جن کو اختصار کی غرض سے تحیۃ المسجد کہا جاتا ہے کیونکہ ان دو رکعتوں سے مقصود تحیۃ المسجد نہیں بلکہ مقصود رب مسجد کا تحیۃ ہے جو اللہ تعالیٰ ہیں۔

درمختار اور ردالمحتار میں کہا ہے کہ تحیۃ المسجد کا ادا کرنا سنت ہے اور تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں ہیں، مسجد میں داخل ہونے کے بعد کسی فرض نماز یا فرض نماز کے سوا کسی اور نماز کا ادا کرنا تحیۃ المسجد کے ادا کرنے کا قائم مقام ہو جاتا ہے اگرچہ تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی جائے اور تحیۃ المسجد کا دن میں ایک دفعہ ادا کرنا پورے اس دن کے لیے کافی ہے، خواہ کتنے ہی مرتبہ مسجد میں آتا جاتا رہا ہو۔ حنفیوں کے پاس تحیۃ المسجد مسجد میں داخل ہو کر بیٹھ جانے سے ساقط نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر بیٹھنے کے بعد بھی تحیۃ المسجد ادا کر لی جائے تو ادا کی جا سکتی ہے۔

فقہاء نے کہا ہے کہ حاکم وقت اگر فیصلہ کرنے کی خاطر مسجد میں داخل ہو تو خواہ وہ مسجد میں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد ادا کر لے یا چاہے تو مسجد سے نکلتے وقت تحیۃ المسجد پڑھ لے، اس سے بھی مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مقصود تو تحیۃ المسجد کا ادا کرنا ہے۔ یہ غایہ سے ماخوذ ہے لیکن بخاری اور مسلم کی مذکورالصدر حدیث کے پیش نظر مذہب حنفی پر شبہ وارد ہوتا ہے کہ اس حدیث میں مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد ادا کرنے کا حکم ہے اور حنفی مذہب میں بیٹھنے کے بعد بھی تحیۃ المسجد ادا کی جا سکتی ہے جو بظاہر بخاری اور مسلم کی حدیث کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کی اس مذکورالصدر حدیث میں جو ذکر ہے کہ مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے ادا کرنا اولیٰ ہے، ضروری نہیں ہے بلکہ مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے کے بعد بھی تحیۃ المسجد ادا کر سکتے ہیں اس پر ابن حبان کی حدیث جو اس حدیث کے بعد آ رہی ہے دلیل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسجد میں آنے والے کے لیے تحیۃ المسجد (مستحب ہے) اور تحیۃ المسجد یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت نماز ادا کی جائے۔ پس اٹھو ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور دو۲ رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لو۔

ابن حبان کی اس حدیث سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ اگر دخولِ مسجد کے بعد بیٹھ جانے سے تحیۃ المسجد ساقط ہو جاتی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹھ جانے کے بعد ان کو تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم نہ دیتے اس سے ثابت ہو گیا کہ تحیۃ المسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے کے بعد بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ ردالمحتار میں کہا ہے کہ تفصیل حلیۃ میں ملاحظہ ہو۔ ۱۲

۹۸۶ / ۴۵ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَحْدَہٗ فَجَلَسْتُ اِلَیْہِ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّ لِلْمَسْجِدِ تَحِیَّۃً وَّاِنَّ تَحِیَّتَہٗ رَکْعَتَانِ فَقُمْ فَارْکَعْھُمَا قَالَ فَقُمْتُ فَرَکَعْتُھُمَا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تنہا تشریف فرما ہیں تو میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جا بیٹھا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں (آنے والے کے لیے) تحیۃ المسجد (مستحب) ہے اور تحیۃ المسجد

(رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهُ)

دو رکعت میں اٹھو ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور دو رکعت ادا کرو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں اٹھا اور دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کیا۔ (اس کی روایت ابن حبان نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے)

٩٨٧/٤٦ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز پکار کر ڈھونڈتے ہوئے سنے تو وہ اس سے کہہ دے کہ خدائے تعالیٰ تجھے تیری گم شدہ چیز واپس نہ کرے کیونکہ مسجد میں آواز بلند کرنے کے لیے نہیں بنائی گئی ہیں۔

٩٨٨/٤٧ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ فِيهِ ضَالَّةً فَقُولُوا لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد میں کوئی چیز بیچتا ہے یا خریدتا ہے تو کہو کہ اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد میں کسی گم شدہ چیز کو پکار کر ڈھونڈ رہا ہے تو کہو کہ خدائے تعالیٰ تیری چیز تجھے واپس نہ کرے (ترمذی اور دارمی)

٩٨٩/٤٨ وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنْ يُنْشَدَ فِيهِ الْأَشْعَارُ وَأَنْ تُقَامَ فِيهِ الْحُدُودُ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي سُنَنِهِ وَصَاحِبُ جَامِعِ الْأُصُولِ فِيهِ عَنْ حَكِيمٍ وَفِي الْمَصَابِيحِ عَنْ جَابِرٍ۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں قصاص لینے سے منع فرمایا ہے (اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ مسجد میں) اشعار پڑھے جائیں اور حد جاری کی جائے (اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی سنن میں کی ہے اور صاحب جامع الاصول نے بھی جامع الاصول میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور مصابیح میں بھی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (اسی طرح روایت ہے)

ف: اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسجد میں اشعار نہ پڑھے جائیں۔
واضح ہو کہ یہ ممانعت ایسے اشعار سے متعلق ہے جن میں تجنیس اور بیہودہ کلام، فسق و فجور اور لہو و لعب کی

باتیں بیان کی گئی ہوں۔ اس کے برعکس ایسے اشعار جن میں اللہ تعالیٰ کی حمد، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت، بچے مضامین، اور وعظ و نصیحت مذکور ہوں مسجد میں پڑھے جاسکتے ہیں کیونکہ شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مسجد نبوی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے اس قسم کے اشعار سُنایا کرتے تھے چنانچہ ترمذی اور بخاری کی روایتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے "كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصُبُ لِحَسَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ فَيَقُوْمُ عَلَيْهِ وَيَهْجُوا الْكُفَّارَ"

(رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے لیے مسجد نبوی میں منبر رکھتے جس پر وہ کھڑے ہوتے اور مشرکین کی جواباً ہجو فرمایا کرتے)

اس کے علاوہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے "قَالَ مَرَّ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ وَحَسَّانُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَنْشُدُ فَلَحِظَ إِلَيْهِ قَالَ كُنْتُ أَنْشُدُ فِيْهِ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلٰى أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ أَنْشُدُكَ بِاللهِ سَمِعْتُ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَجِبْ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ نَعَمْ۔

(سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مسجد نبوی میں سے گذرے اور حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھور کر دیکھنے لگے تو حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہا کہ میں اشعار پڑھا کرتا تھا جن کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی مسجد میں سُنا کرتے تھے جو آپ سے بہتر تھے (یہ کہہ کر) حضرت حسان، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب کہ میں مسجد میں اشعار سنایا کرتا تھا۔ یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سُنا ہے کہ اے حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) تم میری طرف سے (مشرکین کا) جواب دو (اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے) اے اللہ آپ روح القدس یعنی جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی مدد فرما تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو ایسا ہی فرمایا ہے)

ترمذی اور بخاری کی ان دونوں حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مسجد میں اشعار سنا کرتے تھے اور حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اشعار پڑھا کرتے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد میں نعتیہ اشعار پڑھنا جائز ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد میں شعر پڑھنے کے جواز پر ایک باب قائم کیا ہے جس کا عنوان (باب الشعر فی المسجد) ہے اور اس عنوان کے تحت ایسی ہی حدیث بیان فرمائی ہے جو حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ابھی اوپر نقل کی گئی ہے اس حدیث کے فوائد میں علامہ عینی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: إِنَّ الشِّعْرَ الْحَقَّ لَا يَحْرُمُ فِي الْمَسْجِدِ وَالَّذِي يَحْرُمُ مِنْهُ مَا فِيهِ الْخَنَاءُ وَالزُّوْرُ وَالْكَلَامُ السَّاقِطُ۔

(علامہ عینی فرماتے ہیں کہ سچے مضامین والے اشعار کا مسجد میں پڑھنا حرام نہیں ہے البتہ مسجد میں ایسے اشعار کا پڑھنا حرام ہے جن میں فحش، جھوٹ اور بیہودہ باتیں بیان کی گئی ہوں)

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کے فوائد میں آگے چل کر کئی محدثین اور فقہاء کا قول نقل کیا ہے جن میں حضرت سعید بن المسیب، امام شعبی، امام ابن سیرین، امام نوری، امام اوزاعی امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ ہیں ان سب حضرات کا مسجد میں سچے مضامین والے اشعار کے پڑھنے کے جواز پر یہ قول ہے "وَلَا بَأْسَ بِإِنْشَادِ الشِّعْرِ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ هِجَاءٌ وَلَا نَكْثُ عِرْضِ أَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَلَا فُحْشٌ"

(مسجد میں ایسے اشعار کے پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جن میں مسلمانوں کی ہجو، آبرو ریزی، اور فحش باتیں بیان نہ کی گئی ہوں) ١٢

(یہ پورا مضمون عمدۃ القاری سے ماخوذ ہے)

٩٩٠/٤٩ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ فِيهِ وَأَنْ يَتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِي الْمَسْجِدِ (رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، ان کے دادا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے کہ مسجد میں (لہو ولعب) کے اشعار پڑھے جائیں۔ (اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ) مسجد میں خرید و فروخت کی جائے اور لوگوں کو جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے مسجد میں حلقے بنا کر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا ہے (ابوداؤد اور ترمذی)

٩٩١/٥٠ وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ فِي أَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ وہ اپنے دینوی کاروبار کی باتیں اپنی مسجدوں میں کیا کریں گے تو تم ان کے ساتھ مت بیٹھا کرو۔ اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

٩٩٢/٥١ وَعَنْ عُمَرَ أَنَّهُ بَنٰى رَحْبَةً فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ تُسَمَّى الْبُطَيْحَاءَ وَقَالَ مَنْ كَانَ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے مسجد کے ایک کنارے میں بغیر چھت کے ایک

يُرِيْدُ اَنْ يَّلْغَطَ اَوْ يُنْشِدَ شِعْرًا اَوْ يَرْفَعَ صَوْتَهٗ فَلْيَخْرُجْ اِلٰى هٰذِهِ الرَّحْبَةِ۔
(رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ)

۹۹۳/۵۲ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۹۹۴/۵۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّوْمَ فَلَا يَاْتِيَنَّ الْمَسَاجِدَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۵/۵۴ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ يَعْنِي الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَقَالَ مَنْ اَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ اِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ اٰكِلِيْهِمَا فَاَمِيْتُوْهُمَا طَبْخًا۔

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ)

۹۹۶/۵۵ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِيْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ

کشادہ میدان تیار کر رکھا تھا جس کو بطیحاء کہتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ جو شخص غل مچانا چاہے یا باآواز بلند شعر پڑھنا چاہے یا آواز بلند کرنا چاہے۔ وہ مسجد سے نکل کر اس بطیحاء میں آ جائے (اس کی روایت امام مالک نے مؤطا میں کی ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اس بدبودار درخت کو (یعنی پیاز اور لہسن کو جو پکائے ہوئے نہ ہوں) کھائے وہ ہرگز ہماری مسجد میں نہ آئے (یعنی خواہ مدینہ منورہ کی مسجد ہو یا کوئی اور مسجد ہو) کیونکہ فرشتوں کو بھی ان چیزوں کی بدبو سے تکلیف پہنچتی ہے جن سے انسان کو تکلیف پہنچتی ہو (بخاری اور مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس درخت یعنی لہسن کو (جس کو پکایا نہ گیا ہو) کھالے تو وہ ہرگز مسجدوں میں نہ آئے (مسلم)

حضرت معاویہ بن قرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں درختوں یعنی پیاز اور لہسن (کے کھانے) سے منع فرمایا ہے (جو پکائے نہ گئے ہوں) اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو پیاز اور لہسن کو (جو پکائے نہ گئے ہوں) کھائے تو وہ ہماری مسجد کو ہرگز نہ آئے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر تم پیاز اور لہسن کو کھانا ہی چاہتے ہو تو ان کو پکا کر ان کی بدبو کو مار دو (ابوداؤد)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر میری اُمت کے اچھے اور بُرے اعمال

فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُ فِیْ مَسَاوِیْ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

پیش کئے گئے تو میں نے دیکھا کہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا بھی اُمت کے نیک اعمال میں شامل ہے اور میں نے دیکھا کہ امت کے بُرے اعمال میں رینٹھ اور بلغم بھی ہے جو مسجد میں ہو، اور اس کو دفن نہ کیا گیا ہو (مسلم)

۹۹۷/۵۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَّكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو زمین میں چھپا دیا جائے (یا اس کو پاک کر دیا جائے) (بخاری اور مسلم)

۹۹۸/۵۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلَا يَبْصُقْ اَمَامَهٗ فَاِنَّمَا يُنَاجِی اللّٰهَ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَاِنَّ عَنْ يَّمِيْنِهٖ مَلَكًا وَّلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ فَيَدْفِنُهَا وَفِیْ رِوَايَةِ اَبِیْ سَعِيْدٍ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو تو اپنے سامنے قبلہ کی طرف نہ تھوکے اس لیے کہ جب تک وہ اپنے مصلے پر رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کرتا رہتا ہے اور سیدھے جانب بھی نہ تھوکے کیونکہ نمازی کے سیدھے جانب ایک فرشتہ رہا کرتا ہے (جو نمازی کی تائید اور اس کی دعا پر آمین کہنے کے لیے متعین رہتا ہے) اور نمازی کو چاہیئے کہ اپنے بائیں جانب یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوکے، اور تھوک کو زمین میں چھپا دے اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے (بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث میں ارشاد ہے، نمازی جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو تعظیم قبلہ کی خاطر اپنے سامنے نہ تھوکے اور اپنے سیدھے جانب بھی نہ تھوکے کیوں کہ سیدھے جانب ایک فرشتہ رہتا ہے البتہ اپنے بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکے۔

واضح ہو کہ سامنے اور سیدھے جانب تھوکنے کی ممانعت عام ہے خواہ وہ مسجد میں نماز ادا کر رہا ہو یا مسجد کے سوا کسی اور جگہ نماز پڑھ رہا ہو ہر دو حالتوں میں نماز کے موقع پر سامنے اور سیدھے جانب تھوکنا ممنوع ہے۔

نمازی اگر مسجد میں ہو تو خواہ وہ بائیں جانب تھوکے یا قدم کے نیچے تھوکے دونوں حالتوں میں تھوک کو اپنے کپڑے میں لے لے، اور اگر مسجد کے سوا کسی اور جگہ ہو تو اپنی بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے زمین پر

تھوک سکتا ہے (مرقات)

۹۹۹/۵۸ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُؤِيَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَامَ فَحَكَّهٗ بِيَدِهٖ فَقَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا يُنَاجِيْ رَبَّهٗ وَاِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ اَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ اَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۰۰۰/۵۹ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْمِهٖ حِيْنَ فَرَغَ لَا يُصَلِّيْ لَكُمْ فَاَرَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ يُّصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ وَحَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّكَ اٰذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار پر جو قبلہ کی طرف تھی رینٹھ کو دیکھا اور یہ چیز شاق گذری، یہاں تک کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ناراضگی کے آثار دکھائی دیئے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اٹھ کر خود دست مبارک سے اس کو کھرچ دیا اور ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہو تو وہ اپنے پروردگار سے راز و نیاز کر رہا ہے (اسی لیے کہا گیا ہے کہ نماز مسلمان کی معراج ہے) اور اس کا پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان ہے اس لیے تم میں سے کوئی شخص ہرگز قبلہ کی طرف نہ تھوکے بلکہ اپنی بائیں جانب یا اپنے قدم کے نیچے تھوکے (جبکہ وہ مسجد میں نہ ہو) اس کے بعد حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر کے ایک کنارے کو لے کر اس میں تھوکا۔ پھر اس کے ایک حصّہ کو دوسرے حصّہ سے رگڑ دیا اور فرمایا اس طرح کیا کرے (جب کہ وہ مسجد میں ہو) (بخاری)

حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے لوگوں کی امامت کی اس نے قبلہ کی جانب تھوکا، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو دیکھ رہے تھے، اس کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی قوم سے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص آئندہ سے نماز نہ پڑھائے پھر اس کے بعد جب اس نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو روک دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے اس کو مطلع کیا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں نے منع کیا ہے حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یقیناً تم نے اللہ اور اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے (ابوداؤد)

١٠٠١/٦٠ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِّنْ صَلٰوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی کچھ نہ کچھ (نفل) نمازیں گھروں میں بھی پڑھا کرو اور گھروں کو (نماز نہ پڑھ کر) مثل قبروں کے نہ بناؤ) کیونکہ قبروں میں مردے نماز نہیں پڑھا کرتے) (بخاری اور مسلم)

١٠٠٢/٦١ وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الصَّلٰوةَ فِيْ حِيْطَانٍ قَالَ بَعْضُ رُوَاتِهٖ يَعْنِي الْبَسَاتِيْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ فِيْ جَنْبِ الْجُدُرَانِ لِئَلَّا يَمُرَّ عَلَيْهِ مَارٌّ وَّلَا يَشْغَلَهٗ شَيْءٌ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیطان میں نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے۔ اس حدیث کے بعض راویوں نے کہا ہے کہ حیطان سے مراد باغ ہے (اسی لیے باغوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔ واضح ہو کہ حیطان حائط کی جمع ہے اور حائط کے معنی دیوار کے ہیں۔ چونکہ باغ کا احاطہ دیواروں سے محصور ہوا کرتا ہے اسی وجہ سے باغ کو حیطان بھی کہتے ہیں۔ یہ حیطان کے ایک معنی ہیں) (امام احمد اور ترمذی)

(حیطان کے ایک اور بھی معنی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ حیطان لغت میں دیوار کو کہتے تو اس لغوی معنے کے لحاظ سے حدیث کے یہ معنے ہوئے "فِيْ حِيْطَانٍ اي في جنب الجدران" (دیواروں کے قریب ہیں) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیوالوں کے قریب نماز پڑھنے کو پسند فرماتے تھے تاکہ کوئی شخص نمازی کے سامنے سے گزرنے نہ پائے اور کوئی چیز نمازی کی توجہ کو پھیر نہ سکے (حیطان کے اس دوسرے معنی کی صراحت مرقات میں مذکور ہے)

١٠٠٣/٦٢ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَرْضُ كُلُّهَا

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد

مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَةُ وَالْحَمَّامُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۱۰۰۴/۶۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلّٰى فِىْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِى الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَفِى الْحَمَّامِ وَفِىْ مَوَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۰۰۵/۶۴ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا فِىْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوْا فِىْ اَعْطَانِ الْاِبِلِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

فرمایا کہ قبرستان اور حمام کے سوا پوری روئے زمین مسجد ہے جہاں چاہے نماز پڑھ سکتے ہیں (ابوداؤد، ترمذی اور دارمی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سات جگہ نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے (۱) گندگی کا ڈھیر ڈالنے کی جگہ (۲) جانور ذبح کرنے کی جگہ (۳) قبرستان (۴) سڑکوں پر (۵) حمام (۶) اونٹوں کے باندھنے کی جگہ (۷) بیت اللہ شریف کی چھت پر (ترمذی اور ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اتفاقاً نماز پڑھنے کی ضرورت پیش آجائے تو) بکریوں کے باندھنے کی جگہ نماز پڑھنے سے اطمینان قلب باقی نہیں رہتا۔ (ترمذی)

ف: بکریوں کے باڑے میں نماز اس صورت میں ہوگی کہ جس جگہ پر نماز پڑھنی ہے وہ نجاست آلودہ نہ ہو۔ اگر اس جگہ بھی نجاست لگی ہو اور اسے صاف پاک کئے بغیر نماز پڑھ لی تو نماز ہی نہ ہوگی جیسا کہ دوسری احادیث میں ہے کہ نماز کے لیے جگہ پاک ہو۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی لیے تو فرمایا کہ بکریوں کے باندھنے کی جگہ پر اگر کوئی نماز پڑھ بھی لے تو دلی اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا شرائط نماز میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ جگہ پاک ہو۔ شرطِ طہارت میں جسم کا، کپڑوں کا اور جگہ کا پاک صاف ہونا شامل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم۔

بَابُ السَّتْرِ
(باب، ستر کے بیان میں)

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ،
خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: (اے آدم کی اولاد) اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ۔ (سورۃ اعراف آیت ۳۱)

ف: خزائن العرفان میں مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے زیرآیت بیان فرمایا کہ لباس زینت اور ایک قول یہ ہے کہ کنگھی کرنا، خوشبو لگانا داخل زینت ہے بمسئلہ اور سنت یہ ہے کہ آدمی بہتر ہیئت کے ساتھ نماز کے لیے حاضر ہو کیونکہ نماز میں رب سے مناجات ہے۔ تو اس کے لیے زینت کرنا، عطر لگانا مستحب جیساکہ ستر طہارت واجب ہے۔

شانِ نزول: مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں دن میں مرد اور عورتیں ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔ اس آیت میں ستر چھپانے اور کپڑے پہننے کا حکم دیا گیا اور اس میں دلیل ہے کہ ستر عورت نماز و طواف ہر حال میں واجب ہے۔

وَقَوْلُہٗ؛
وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اور (عورتیں) اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔ (کنزالایمان سورۃ نور آیت ۳۱)

ف: اظہر یہ ہے کہ یہ حکم نماز کا ہے نہ کہ نظر کا۔ کیونکہ حرّہ (یعنی آزاد عورت) کا تمام بدن عورت ہے۔ شوہر اور محرم کے سوا اور کسی کے لیے اس کے کسی حصّہ کا دیکھنا بے ضرورت جائز نہیں۔ اور علاج معالجہ کی ضرورت سے بقدر ضرورت جائز ہے (محرم عورت کے صرف ظاہری اعضا منہ، ہاتھ اور پاؤں دیکھ سکتا ہے۔

وَقَوْلُہٗ،
یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "اے نبی اپنی بی بیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصّہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔ یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں"۔ (کنزالایمان سورۃ احزاب آیت ۵۹)

۱۰۰۶　عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ہرگز ایک کپڑے (یعنی

عَاتِقَیْہِ مِنْہُ شَیْءٌ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

صرف تہ بند میں اس طرح) نماز نہ پڑھے کہ اس کے جسم کا بالائی حصہ یعنی پیٹ اور پیٹھ اور دونوں کندھے اس کپڑے (یعنی تہ بند کے بقیہ حصہ یا کسی اور کپڑے سے) ڈھکے ہوئے نہ ہوں (بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص صرف تہ بند سے اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے جسم کا بالائی حصہ اس کے تہ بند کے حصے یا کسی اور کپڑے سے ڈھکا ہوا نہ ہو۔
واضح رہے کہ جو شخص تہ بند کے علاوہ اپنے جسم کے بالائی حصہ کو چادر یا کسی اور کپڑے سے ڈھانکنے پر قادر نہ ہو تو ایسے شخص کی نماز صرف تہ بند کے ساتھ بغیر کسی کراہت کے جائز ہو جائے گی البتہ ایسا شخص جو چادر کے اوڑھنے پر قدرت کے باوجود جسم کے بالائی حصہ پر کچھ اوڑھے بغیر صرف تہ بند کے ساتھ نماز پڑھ لے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔ امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور جمہور آئمہ رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے (مرقات)

۱۰۰۷ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُّشْتَمِلًا بِہٖ فِیْ بَیْتِ اُمِّ سَلَمَۃَ وَاضِعًا طَرَفَیْہِ عَلٰی عَاتِقَیْہِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ایک کپڑے میں اشتمال کئے نماز پڑھتے دیکھا کہ جس کے دونوں کنارے دونوں کندھوں پر (اس طرح تھے کہ بایاں کنارہ سیدھے مونڈھے پر اور سیدھا کنارہ بائیں مونڈھے پر تھا۔ (بخاری اور مسلم)

ف: اشتمال سے مراد یہ ہے کہ تہ بند کا بایاں کنارہ بائیں ہاتھ کے نیچے سے نکال کر سیدھے مونڈھے پر ڈالے اور تہ بند کا سیدھا کنارہ سیدھے ہاتھ کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈالے اگر کنارے چھوٹے ہوں تو دونوں کناروں کو گردن پر باندھے یا کناروں کو سینہ پر باندھے، اور اگر کنارے دراز ہوں تو ان کے پیچھے لٹکتا ہوا چھوڑ دینے تو شرح بھی اسی کو کہتے ہیں۔ جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ وَقَالَ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صَلَّوْا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَاقِدِیْ اُزُرِهِمْ عَلٰی عَوَاتِقِهِمْ" ابوحازم نے کہا ہے کہ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کپڑے میں اس طرح نماز ادا کی کہ ان کے تہ بند کے (دونوں کنارے) ان کے گردن پر باندھے ہوئے تھے (مرقات۔ اشعۃ اللمعات۔ نیل الاوطار) ۱۲

۱۰۰۸ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت انھوں نے کہا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلَى حَصِيرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ قَالَ وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ایک ہی کپڑے میں توشح یعنی اشتمال کئے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے (مسلم)

۱۰۰ ؍ ۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو وہ اس کپڑے کے دونوں کناروں میں اشتمال کرے (بخاری)

۱۰۱ ؍ ۵ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهٖ فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْضِ أَمْرِي فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَاشْتَمَلْتُ بِهٖ وَصَلَّيْتُ إِلَى جَانِبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَا السُّرٰى يَا جَابِرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِحَاجَتِي فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ مَا هٰذَا الْإِشْتِمَالُ الَّذِي رَأَيْتُ قُلْتُ كَانَ ثَوْبًا قَالَ فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهٖ وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاشْدُدْهُ عَلَى حَقْوِكَ۔

حضرت سعید بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک کپڑے میں نماز ادا کرنے کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک رات میں اپنے کسی کام کے لیے خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے پایا اور اس وقت مجھ پر ایک ہی کپڑا تھا میں نے اس کو اپنے بدن پر اشتمال صمّاء کے طور پر لپیٹ لیا تھا (اشتمال صماء کی تعریف ذیل کے فائدہ میں درج ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو کی طرف نماز پڑھتا رہا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے دریافت فرمایا کہ اے جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس وقت رات میں آنے کا کیا سبب ہے تو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی حاجت ظاہر کی، جب میں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اپنی حاجت کے اظہار سے فراغت پائی تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ بھی کوئی اشتمال ہے جس میں میں تم کو دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا ایک ہی کپڑا ہونے سے میں نے اس طرح اشتمال کیا ہے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کپڑا بڑا ہو تو اشتمال کرنا چاہیے یعنی کپڑے کا بایاں کنارہ

بائیں ہاتھ کے نیچے سے نکال کر سیدھے مونڈھے پر اور سیدھا کنارہ سیدھے ہاتھ کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈال دیں اور اگر کپڑا چھوٹا ہو تو تہ بند بنا کر باندھ لیا جائے (بخاری) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اگر کپڑا کشادہ ہو تو اس کے دونوں کناروں میں اشتمال کرو اور اگر کپڑا چھوٹا ہے تو تہ بند کی طرح اس کو اپنی کمر پہ باندھ لو۔

ف: اشتمال صماء سے مراد یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا ایک کپڑے کو اپنے پورے جسم پر اس طرح لپیٹ لے کہ کپڑا کسی طرف سے نہ اٹھ سکے اور دونوں ہاتھ اور پاؤں اس کپڑے میں ایک بے شگاف ٹھوس پتھر کی طرح کسے ہوئے ہیں اور جب ہاتھوں کو کسی ضرورت سے باہر نکالا جائے تو بے ستری کا اندیشہ رہتا ہو۔ اسی وجہ سے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشتمال کے اس طریقہ سے منع فرمایا ہے۔ (عمدۃ القاری، مجمع البحار) ۱۲

۱۰۱۱/۶ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلّٰى جَابِرٌ فِىْ إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهٗ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهٗ مَوْضُوْعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ تُصَلِّىْ فِىْ إِزَارٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ إِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِكَ لِيَرَانِىْ أَحْمَقُ مِثْلُكَ وَأَيُّنَا كَانَ لَهٗ ثَوْبَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت محمد بن المنکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو صرف ایک تہ بند میں نماز پڑھائی جس کے دونوں کناروں کو انھوں نے اپنی گدی پر باندھا تھا اور ان کے کپڑے تپائی پر رکھے ہوئے تھے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے (بطور اعتراض) کہا کہ آپ صرف ایک تہ بند میں نماز پڑھا رہے ہیں (حالانکہ آپ کے کپڑے تپائی پر موجود ہیں) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اسی طرح ایک کپڑے میں نماز پڑھائی تاکہ تم جیسا احمق مجھے دیکھ کر (یہ سمجھ سکے کہ اس طرح ایک کپڑے میں نماز پڑھنا اور پڑھانا بھی جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ جس کے دو کپڑے ہوں (بخاری)

۱۰۱۲/۷ وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ الصَّلٰوةُ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ سُنَّةٌ كُنَّا نَفْعَلُهٗ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُعَابُ عَلَيْنَا فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ إِذَا كَانَ فِى الثِّيَابِ قِلَّةٌ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے اور اس کو معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا یہ سن کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فَاَمَّا اِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ فَالصَّلٰوةُ فِي الثَّوْبَيْنِ اَزْكٰى۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

کہا کہ یہ بات اسی وقت تھی کہ جب کپڑوں کی قلت تھی لیکن جب کہ اللہ تعالیٰ نے وسعت دے رکھی ہے تو دو کپڑوں میں نماز پڑھنا افضل ہے (اس لیے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے ستر کھل جانے کا اندیشہ رہتا ہے)

(امام احمد)

۱۰۱۳ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ اَصِيْدُ فَاُصَلِّيْ فِي الْقَمِيْصِ الْوَاحِدِ قَالَ نَعَمْ وَازْرُرْهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شکار کرتا رہتا ہوں (اور شکار کے پیچھے دوڑنے میں سہولت کی غرض سے صرف کرتہ پہنتا ہوں تہبند نہیں باندھتا) تو کیا میں اسی ایک کرتہ میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اس کرتے کی گنڈی لگا لو اگرچہ کانٹے ہی کی ہو (تاکہ تم کو ستر نظر نہ آئے)

(اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کرتہ میں بلا تہبند نماز پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ گریبان میں گنڈی لگا دی جائے۔

واضح ہو کہ بوقت نماز نمازی پر ستر عورت فرض ہے۔ ستر عورت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک[1] ستر کو دوسروں کی نظر سے بچانا۔ دوسرے[2] ستر کو اپنی نظر سے بچانا۔

ستر کو دوسروں کی نظر سے بچانے کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک[1] ستر کو اطراف سے بچانا۔ دوسرے[2] ستر کو نیچے سے بچانا۔

ستر[1] کو اطراف سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ مرد اور عورت پر نماز میں اپنے جسم کے جس قدر حصے کو کپڑے سے چھپانا فرض ہے اس پورے حصہ کو کپڑے سے اس طرح چھپانا واجب ہے کہ چاروں طرف سے ستر کا کوئی حصہ دکھائی نہ دیتا ہو۔

دوسرے[2] نیچے سے چھپانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مرد تہبند باندھے یا عورت ساڑھی پہنے تو تہبند یا ساڑھی کا نچلا یعنی زمین کی طرف والا حصہ کھلا رہتا ہے اور تہبند یا ساڑھی کے اس نچلے حصہ کے کھلے رہنے سے نماز پڑھنے میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

اطراف ستر کو دوسروں کی نظر سے بچانے کی بھی دو حیثیتیں ہیں، ایک[1] حقیقی، دوسرے[2] حکمی۔

[1] ستر حقیقی یہ ہے کہ کپڑے سے ستر پوشی کی جائے۔

ہے اور ستر عکمی یہ کہ بغیر کسی کپڑے کے اندھیرے میں یا خالی جگہ یا صحرا میں جہاں لوگوں کی نظر نہ پڑتی ہو نماز ادا کی جائے تو ستر عکمی کی ان تینوں صورتوں میں اگرچہ نمازی کا ستر دوسروں کی نگاہ سے محفوظ ہے مگر یہ ستر حقیقی ہے۔ اس لیے یہ ستر عکمی معتند نماز ہے جب تک ستر کو کپڑے سے نہ چھپایا جائے ستر حقیقی نہیں ہوتا۔ اس لیے نمازی پر فرض ہے کہ اپنے ستر کو اندھیرے میں ہو یا خالی مکان میں کپڑے سے چھپائے۔

اب رہا نماز میں ستر کو اپنی نظر سے بچانا تو یہ واضح رہے کہ نماز کی حالت میں اگر خود نمازی کی نگاہ اپنی ستر پر پڑ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ مکروہ ہو جائے گی۔ چنانچہ منیہ میں امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہا اللہ تعالیٰ سے یہی روایت ہے۔

اس حدیث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی نظر سے ستر کو بچانے کی خاطر جو حکم دیا ہے کہ کرتے کے گریبان میں گنڈی لگالی جائے تو اس سے مقصود اسے کراہت سے بچانا ہے۔ اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ بحالت نماز نمازی کی نگاہ اس کے ستر پر پڑ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ مکروہ ہو جاتی ہے (درمختار، ردمحتار شرح منیۃ)

۱۰۴/۹ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ السَّدْلِ فِی الصَّلٰوۃِ وَاَنْ یُّغَطِّیَ الرَّجُلُ فَاہُ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں سدل کرنے سے منع فرمایا اور نمازی کو اپنے دہن یعنی منہ پر سر اور گردن سمیت ڈھاٹے کی طرح کپڑا لپیٹنے سے بھی منع فرمایا ہے (اس لیے کہ اس سے قراءت اور سجدہ اچھی طرح ادا نہیں ہوتا) (ابوداؤد اور ترمذی)

ف: سدل کے معنی یہ ہیں کہ نمازی چادر یا رومال کو اپنے کندھوں پر اس طرح ڈالے کہ دونوں کناروں کو لٹکتا ہوا چھوڑ دے اور وہ سمٹے ہوئے نہ ہوں، یا قبا اور عبا کو اس طرح اوڑھ لے کہ اس کی آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالا جائے۔ یا ایک چادر یا کسی کپڑے میں سارے بدن کو اس طرح لپیٹ لے کہ دونوں ہاتھ اسی چادر یا کپڑے میں داخل کیے ہوں جیسا کہ یہود کا دستور تھا، ان چیزوں سے نماز مکروہ ہوتی ہے (مرقات اشعۃ اللمعات)

اور عمدۃ الرعایۃ میں لکھا ہے "فَاِنْ اَرْسَلَ جَانِبًا وَّضَمَّ جَانِبَہُ الْاٰخَرَ وَاَلْقَاہُ عَلٰی مَنْکِبِہٖ فَلَیْسَ بِسَدْلٍ" اگر چادر کے ایک کنارہ کو لٹکتا ہوا چھوڑ دے اور دوسرے کنارہ کو سمیٹ کر دوسرے کندھے پر ڈال لیا جائے تو یہ سدل نہیں کہلائے گا اور اس سے نماز مکروہ نہیں ہوتی۔

ف: آج کل ہمارے اس زمانے میں اہل عرب خصوصاً سدل کرتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ سر پر رومال رکھ کر اس کے دونوں اطراف سینے کی جانب لٹکا لیتے ہیں۔ بحالت نماز ہو یا غیر نماز اسی طرح وہ لٹکائے رکھتے ہیں جو کہ قطعاً غلط و ممنوع ہے۔ کیونکہ یہ سدل ہے اور سدل سے سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع

فرمایا بجز رومال لٹکانے کی بجائے سر پر عمامہ باندھنے کا حکم ہے حضور انور نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری تمام امت عموماً اور اہلِ عرب خصوصاً اپنے سر پر عمامہ (پگڑی) باندھیں گے تو عزت ہوگی جب وہ اپنے سر سے عمامہ اتار دیں گے تو ذلیل وخوار ہوں گے۔ آج عرب میں کہیں بھی عمامہ نظر نہیں آتا ہے اور دنیا کے امیر ترین ممالک ہونے کے باوجود غیر مسلم اقوام کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں یہود کا چھوٹا سا خطہ اسرائیل انہی عرب سے چھینا ہوا ہے ان پر غالب ہے۔ فرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچ ہے۔

۵۰۱ وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَذَهَبَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَالَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ قَالَ إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُّسْبِلٍ إِزَارَهُ.

(رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص اپنے تہ بند کو ٹخنے سے نیچے لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (نماز ختم کرنے کے بعد) حکم فرمایا کہ جاؤ اور وضو کر لو (یہ سن کر) وہ گیا اور وضو کرکے واپس آیا ایک اور شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے اس شخص کو کس لیے وضو کا حکم فرمایا ہے؟ (حالانکہ وہ باوضو تھا) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس لیے کہ وہ اپنے تہبند کو ٹخنے کے نیچے لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جو اپنے تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے نماز پڑھتا ہے۔ (ابوداؤد)

وَقَالَ عَلِيُّ نِ الْقَارِيُّ إِطَالَةُ الذَّيْلِ مَكْرُوْهَةٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيِّ فِي الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا وَفِي رَدِّ الْمُحْتَارِ وَيُكْرَهُ لِلرِّجَالِ السَّرَاوِيْلُ الَّتِيْ تَقَعُ عَلٰى ظَهْرِ الْقَدَمَيْنِ.

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ حالت نماز میں ہوں یا نماز کے باہر ہوں ہر دو صورتوں میں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے پاس تہ بند یا پاجامہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا مکروہ ہے اور رد المحتار میں ہے کہ مردوں کے لیے ایسے پاجاموں کا پہننا مکروہ ہے جن کے کنارے ٹخنوں پر گرتے ہوں۔

ف: اس حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُّسْبِلٍ اِزَارَهُ (اللہ تعالیٰ) اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جو اپنے تہ بند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے نماز پڑھتا ہے۔

واضح ہو کہ یہاں ٹخنوں کے نیچے تہ بند کے لٹکانے پر نماز کے قبول نہ ہونے کا ارشاد ہوا ہے اور نماز کے صحیح نہ ہونے کا ارشاد نہیں ہوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں ٹخنوں سے نیچے تہ بند یا پاجامہ

کو رکھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے اور فاسد نہیں ہوتی۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے تہبند یا پاجامہ کو ٹخنوں سے نیچے رکھ کر نماز ادا کرنے پر نماز کی کراہت کا حکم لگایا ہے نماز کے فساد کا حکم نہیں لگایا۔

اس حدیث میں اس شخص کو جو ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکائے ہوئے نماز ادا کر رہا تھا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ" (جاؤ اور وضوء کرو) یہاں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو اس کے باوضوء ہونے کے باوجود دوبارہ وضوء کرنے کا جو حکم ارشاد فرمایا ہے اس کی ایک غرض یہ تھی کہ اس شخص نے تہبند کو ٹخنوں سے نیچے رکھے ہوئے جو نماز ادا کی ہے اس کا گناہ معاف ہو جائے اس لیے کہ وضوء سے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس شخص کو دوبارہ وضوء کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس کی دوسری غرض یہ تھی کہ اس شخص نے اپنے تہبند کو ٹخنے سے نیچے رکھ کر اپنے باطن میں کبر وغرور کی جو گندگی پیدا کر لی تھی وہ اس دوبارہ وضوء سے زائل ہو جائے اور اس طرح اس طہارت ظاہری سے اس کو طہارت باطنی حاصل ہو جائے کہ ظاہر کا باطن پر اثر پڑتا ہے (یہ مضمون مرقات اور اشعۃ اللمعات سے ماخوذ ہے) ۱۲

۷۵۶/۱۱ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَمِيْصَةٍ لَّهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰى اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ وَّاْتُوْنِيْ بِاَنْبِجَانِيَّةِ اَبِيْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِيْ اٰنِفًا عَنْ صَلٰوتِيْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک منقش حاشیہ دار چادر اوڑھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ پس حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چادر کے نقش ونگار کو نماز کے اندر ملاحظہ فرمایا اور نماز ختم کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ میری اس چادر کو حضرت ابوجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جاؤ اور میرے لیے ابوجہم کی سادہ کملی لے آؤ کیوں کہ اس چادر کے نقش ونگار نے میری توجہ نماز سے ہٹا دی (بخاری اور مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰى عَلَمِهَا وَاَنَا فِى الصَّلٰوةِ فَاَخَافُ اَنْ يَّفْتِنَنِيْ۔

اور بخاری شریف کی ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز میں اس چادر کے نقش ونگار کو دیکھ رہا تھا پس مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ مجھے فتنہ میں نہ ڈال دے (اور میرے حضور قلب میں فرق نہ پڑے)

ف: اس حدیث سے امت کو یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ نماز کے موقع پر ایسے لباس کے پہننے سے

بازرہیں جس سے دل ہٹ جاتا ہو۔ (مرقات، اشعۃ اللمعات)

۱۰۱۷/۱۳ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ریشم کا قبا تحفۃً دیا گیا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو پہنا اور اس میں نماز ادا فرمائی اور نماز سے فارغ ہوتے ہی اس قبا کو جسم مبارک سے بہت جلد علیحدہ فرما دیا اور اس وقت چہرہ مبارک پہ ناگواری کے آثار ظاہر تھے پھر فرمایا ریشم متقیوں کے لیے سزاوار نہیں ہے (بخاری اور مسلم)

ف: واضح ہو کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ریشمی قبا پہن کر ناگواری کا اظہار فرمانا اس زمانہ کا واقعہ ہے جب کہ مردوں کے لیے ریشم پہننے کی حرمت کا حکم ابھی نہیں آیا تھا لیکن جب حکم آگیا تو مردوں کے لیے ریشم کا پہننا حرام ہو گیا خواہ متقی ہوں یا غیر متقی (مرقات، اشعۃ اللمعات)

۱۰۱۸/۱۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهٖ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمِيْطِيْ عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَاِنَّهٗ لَا يَزَالُ تَصَاوِيْرُهٗ تَعْرِضُ لِيْ فِيْ صَلَاتِيْ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک باریک رنگین باتصویر پردہ تھا جس کو ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے حجرۂ مبارک کی دیوار کی زینت کے لیے باندھ رکھا تھا۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس پردہ کو ہمارے سامنے سے نکال دو۔ اس لیے کہ اس کی تصویریں مجھے نماز میں دکھائی دینے سے میری مشغولیت ان کی طرف ہو جاتی ہے (بخاری)

ف: اس حدیث سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ نماز ادا کرتے وقت نمازی کے لباس پر یا نمازی کے سامنے تصویریں نہیں ہونی چاہیے اس لیے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصویروں کو نکال دینے کا حکم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ نمازی کے سامنے یا لباس پر تصویریں ہونے سے نماز مکروہ ہوتی ہے فاسد نہیں ہوتی۔ کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے نماز کی حالت میں تصویریں تھیں تو آپ نے ان کو نکالنے کا حکم دیا مگر نماز کا اعادہ نہیں فرمایا چونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کا اعادہ نہیں فرمایا۔ اسی وجہ سے نماز کے فاسد ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا بلکہ نماز کے مکروہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے (عمدۃ القاری)

۱۰۱۹/۱۴ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنَّ مَا تَحْتَ السُّرَّةِ إِلَى رُكْبَتِهِ مِنَ الْعَوْرَةِ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ مِنْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ وَفِيْهِ سَوَارُ بْنُ دَاوُدَ لَيَّنَهُ الْعُقَيْلِيُّ لٰكِنْ وَثَّقَهُ ابْنُ مُعِيْنٍ۔

انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز میں ہر مرد کے لیے جو ستر شرط ہے وہ ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ہے (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے۔ یہ ایک طویل حدیث کا ایک حصہ ہے اور اس کی سند میں حضرت سوار بن داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کو عقیلی نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن امام ابن معین ان کو ثقہ قرار دیتے ہیں) (ابن معین فن رجال کے امام ہیں اس لیے ان کو قول معتبر ہے)

ف: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ تو معلوم ہے کہ مرد کے لیے ناف سے زانو تک عورت ہے ناف خارج، گھٹنے داخل۔ مگر جدا جدا اعضاء بیان کرنے میں یہ نفع ہے کہ ان میں ہر عضو کی چوتھائی پر احکام جاری ہیں۔ مثلاً:

(۱) ایک عضو کی چہارم کھل گئی اگرچہ اس کے بلا قصد ہی کھلی ہو اور اس نے ایسی حالت میں رکوع یا سجود یا کوئی رکن کامل ادا کیا تو نماز بالاتفاق جاتی رہی۔

(۲) اگر صورت مذکورہ میں پورا رکن تو ادا نہ کیا مگر اتنی دیر گذر گئی جس میں تین بار سبحان اللہ کہہ لیتا تو بھی مذہب مختار پر جاتی رہی۔

(۳) اگر نمازی نے بالقصد ایک کی عضو چہارم بلا قصد کھولی تو فوراً نماز جاتی رہی اگرچہ معاً چھپالے یہاں ادائے رکن یا اس قدر دیر کی کچھ شرط نہیں۔

(۴) اگر تکبیر تحریمہ اسی حالت میں کہی کہ ایک عضو کی چہارم کھلی ہے تو نماز سرے سے منعقد ہی نہ ہو گی۔ اگرچہ تین تسبیحوں کی دیر تک مکشوف نہ رہے۔

(۵) ان سب صورتوں میں اگر ایک عضو کی چہارم سے کم ظاہر ہے تو نماز صحیح ہو جائے گی۔ اگرچہ نیت سے سلام تک انکشاف رہے۔ اگرچہ بعض صورتوں میں گناہ و سوئے ادب بے شک ہے۔

(۶) اگر ایک عضو دو جگہ سے کھلا ہو مگر جمع کرنے سے اس عضو کی چوتھائی نہیں ہوتی تو نماز ہو جائے گی اور چوتھائی ہو جائے تو بتفاصیل مذکورہ نہ ہو گی۔

(۷) متعدد عضوؤں مثلاً دو میں سے اگر کچھ کچھ حصہ کھلا ہے تو سب جسم مکشوف ملانے سے ان دونوں میں جو چھوٹا عضو ہے اگر اس کی چوتھائی تک نہ پہنچے تو نماز صحیح ہے ورنہ بتفصیل سابق باطل۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ "الطرۃ فی ستر العورۃ" میں مردوں اور عورتوں کے ستر (یعنی جن اعضاء کو چھپانا فرض و ضروری ہے) کے بارے میں تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں مردوں کے آٹھ اعضاء ہیں جن کا چھپانا فرض ہے۔

(۱) ذکر مع اپنے سب اجزاء کے یعنی حشفہ، قصبہ اور قلفہ کے ایک عضو ہے۔ یہاں تک کہ مثلاً صرف

قصبہ کی چوتھائی یا فقط حشفہ کا نصف کھلنا مفسد نماز نہیں۔ اگر باوجود علم وقدرت ہو تو گناہ و بے ادبی ہے اور ذکر کے گرد سے کوئی پارۂ جسم اس میں شامل نہ کیا جائے گا یہی صحیح ہے۔ یہاں تک کہ صرف ذکر کی چوتھائی کھلنی مفسد نماز ہے۔ دیکھئے ذلک وتمام التحقیق فی رسالتنا المذکورۃ

(۲) اُنْثَیَیْن (دونوں شرم گاہیں) یعنی بیضے کہ دونوں مل کر ایک عضو ہے، یہی حق ہے۔ یہاں تک کہ ان میں ایک چہارم بلکہ تہائی کھلنی بھی مفسد نہیں۔ وقد زلت ھھنا قدم العلامۃ البرجندی فی شرح النقایۃ کما نبھنا علیہ فی الطرۃ فلیتنبہ۔
پھر یہاں بھی صحیح یہی ہے کہ ان کے ساتھ ان کے حول سے کچھ ضم نہ کیا جائے گا۔ یہ دونوں تنہا عضو مستقل ہیں۔

(۳) دُبُر یعنی پاخانہ کی جگہ اس سے بھی صرف اس کا حلقہ مراد ہے یہی صحیح ہے اور اسی پر اعتماد۔

(۴، ۵) اِلْیَتَیْن یعنی دونوں چوتڑ۔ ہر چوتڑ مذہب صحیح میں جدا عورت ہے کہ ایک چوتھائی کھلنی باعث فساد ہے۔

(۶، ۷) فَخِذَیْن یعنی دونوں رانیں کہ ہر ران اپنی جڑ سے جسے عربی میں رُکْبٌ وَرُفْغٌ و مُغَیْنٌ اور فارسی میں پیغولہ ران اور اردو میں چڈھا کہتے ہیں گھٹنے کے نیچے تک ایک عضو ہے۔ ہر گھٹنا اپنی ران کا تابع، اور اس کے ساتھ مل کر ایک عورت ہے۔ یہاں تک کہ اگر صرف گھٹنے پورے کھلے ہوں تو صحیح مذہب پر نماز صحیح ہے۔ کہ دونوں مل کر ایک ران کے ربع کو نہیں پہنچتے۔ ہاں خلاف ادب وکراہت ہونا جدا بات ہے۔

(۸) کمر باندھنے کی جگہ ناف سے اور اس کی سیدھ میں آگے پیچھے داہنے بائیں چاروں طرف پیٹ، کمر، اور کوکھوں کا جو ٹکڑا باقی رہا وہ سب مل کر ایک عورت ہے۔

ردالمحتار میں ہے:۔ اَعْضَاءُ عَوْرَۃِ الرَّجُلِ ثَمَانِیَۃٌ اَلْاَوَّلُ الذَّکَرُ وَمَا حَوْلَہٗ، اَلثَّانِیْ الْاُنْثَیَیْنِ وَمَا حَوْلَھُمَا، اَلثَّالِثُ الدُّبُرُ، اَلرَّابِعُ وَالْخَامِسُ الْاِلْیَتَانِ، اَلسَّادِسُ وَالسَّابِعُ الْفَخِذَانِ مَعَ الرُّکْبَتَیْنِ اَلثَّامِنُ مَابَیْنَ السُّرَّۃِ اِلَی الْعَانَۃِ مَعَ یُحَاذِیْ ذٰلِکَ مِنَ الْجَنْبَیْنِ وَالظَّھْرِ وَالْبَطْنِ۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مردوں کے آٹھ ستروں کو فارسی اشعار میں یوں مختصراً بیان فرمایا ہے۔

۱۔ ستر عورت بمردنہ است	از تہ ناف تا تہ زانو
۲۔ ہر چہ ربعش بقدر رکن کشود	یا کشودی دمے نماز مجو
۳۔ ذکر و انثیین و حلقہ بس	دو سرین ہر فخذ بزانوئے او
۴۔ ظاہر افصل انثیین و دبر	باقی زیر ناف از ہر سو

۱۰۲۰/۱۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی

يَقُوْلُ مَا بَيْنَ السُّرَّةِ إِلَى الرُّكْبَةِ عَوْرَةٌ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلدَّارَقُطْنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْفَلَ السُّرَّةِ مِنَ الْعَوْرَةِ۔

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ مردوں کے لیے نماز میں ہوں یا غیر نماز میں ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے سمیت چھپانا ضروری ہے (اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور دارقطنی کی دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ (مرد کے لیے) ستر عورت کی ابتداء ناف کے نیچے سے ہوتی ہے (یعنی ناف ستر میں داخل نہیں ہے)

۱۰۲۱/۱۶ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّكْبَةُ مِنَ الْعَوْرَةِ (رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ)

حضرت عقبہ بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گھٹنا (مرد کے لیے) ستر میں داخل ہے۔ (دارقطنی)

۱۰۲۲/۱۷ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ عَبْدَهٗ أَمَتَهٗ فَلَا يَنْظُرَنَّ إِلَى عَوْرَتِهَا رَوَاهُ أَبُوْدَاؤدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلدَّارَقُطْنِيِّ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ أَمَتَهٗ عَبْدَهٗ أَوْ أَجِيْرَهٗ فَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَا دُوْنَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ فَإِنَّ مَا تَحْتَ السُّرَّةِ إِلَى الرُّكْبَةِ مِنَ الْعَوْرَةِ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ضَرَبَ أَمَةً لِآلِ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَآهَا مُتَقَنِّعَةً فَقَالَ اكْشِفِيْ رَأْسَكِ لَا تَتَشَبَّهِيْ بِالْحَرَائِرِ۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے غلام کا نکاح اپنی باندی سے کر دے تو وہ ہرگز اپنی باندی کے ستر (یعنی باندی کے جسم کے اس حصہّ کو) نہ دیکھے (جس کا اجنبیوں سے چھپانا فرض ہے اس لیے کہ غیر سے نکاح ہونے کے بعد مالک بھی مثل اجنبی کے ہو جاتا ہے) (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے) اور دارقطنی کی ایک روایت میں حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام یا اپنے نوکر سے کر دے تو اس باندی کے ناف کے نیچے اور گھٹنے کو نہ دیکھے، اس لیے کہ باندی کے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے سمیت جسم کا حصہّ

پورا ستر ہے اور عبدالرزاق نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھرانے کی ایک باندی کو مارا جس کو انھوں نے منھ چھپائے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ تو اپنے سر کو کھلا رکھ، اور وہ عورتیں جو باندی نہیں ہیں ان سے مشابہت مت اختیار کر۔

۱۰۲۳ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ
۱۸ اَبِیْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِّقَاقٌ
فَاَعْرَضَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقَالَ يَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ
اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَمْ يَصْلُحْ لَهَا اَنْ
تُرٰى مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى وَجْهِهٖ
وَكَفَّيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس باریک کپڑے پہنی ہوئی داخل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے منھ پھیر لیا اور فرمایا کہ اے اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ پہنچوں تک دونوں ہاتھ اور چہرے کے سوا تمام بدن کو چھپائے (ابوداؤد)

ف: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ باریک تنزیب یا جالی وغیرہ کا بہت باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں یہ اس وقت ہے جب کہ اس کپڑے میں سے بدن دکھائی دیتا ہے اور اگر جتنے بدن کا ڈھانکنا ضروری ہے اس کو دوسرے کپڑے سے ڈھانک لیا گیا اور اس کے اوپر سے باریک دوپٹہ بھی اوڑھ لیا جائے تو نماز ہو جائے گی۔ (غنیۃ اور در مختار)

۱۰۲۴ وَعَنْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
۱۹ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْجَارِيَةَ اِذَا
حَاضَتْ لَمْ تَصْلُحْ اَنْ يُّرٰى مِنْهَا اِلَّا وَجْهُهَا
وَيَدَاهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ فِى الْمَرَاسِيْلِ۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب لڑکی حائضہ یعنی بالغ ہو جائے تو اس کے چہرے اور پہنچوں تک ہاتھوں کے سوا بدن کے کسی حصہ کا دکھائی دینا جائز نہیں ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے مراسیل میں کی ہے)

ف: امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے فتاویٰ رضویہ جلد سوم میں عورتوں کے تیس اعضاء کو شمار کیا ہے۔ جن کا چھپانا فرض و ضروری ہے۔

زن آزاد کا سارا بدن سر سے پاؤں تک سب عورت ہے۔ مگر منہ کی ٹکلی، دونوں ہتھیلیاں کہ یہ بالاجماع اور عبارت خلاصہ سے مستفاد کہ ناخن پا سے ٹخنوں کے نیچے جوڑ تک پشت قدم بھی بالاتفاق عورت نہیں۔ اور پشت کف دست میں اختلاف تصحیح ہے۔ اصل مذہب یہ کہ وہ دونوں بھی

عورت ہیں تو اس تقدیر پر صرف پانچ ٹکڑے مستثنیٰ ہوئے۔ منہ کی ٹکلی، دونوں، ہتھیلیاں دونوں پشت پا، ان کے سوا سارا بدن عورت ہے۔ اور وہ تیس اعضاء پر مشتمل کہ ان میں جس عضو کی چوتھائی کھلے گی تو نماز نہ ہوگی۔ عورت کے وہ تیس اعضاء یہ ہیں

(۱) سر یعنی طول میں پیشانی کے اوپر سے گردن کے شروع تک اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک جتنی جگہ پر عادۃً بال جمتے ہیں۔

(۲) بال یعنی سر سے نیچے جو لٹکے ہوئے بال ہیں وہ جدا عورت ہیں۔

(۳ و ۴) دونوں کان

(۵) گردن جس میں گلا بھی شامل ہے۔

(۶ و ۷) دونوں بازو یعنی اس جوڑ سے کہنیوں سمیت کلائی کے جوڑ تک

(۸ و ۹) دونوں بازو یعنی اس جوڑ سے کہنیوں سمیت کلائی کے جوڑ تک

(۱۰ و ۱۱) دونوں کلائیاں یعنی کہنی کے اس جوڑ سے گٹوں کے نیچے تک۔

(۱۲ و ۱۳) دونوں ہاتھوں کی پشت

(۱۴) سینہ یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستان کی زیریں تک

(۱۵، ۱۶) دونوں پستانیں جبکہ اچھی طرح اٹھ چکی ہوں یعنی اگر ہنوز بالکل نہ اٹھیں یا خفیف نو خاستہ ہیں کہ ٹوٹ کر سینہ سے جدا عضو کی صورت نہ بنائیں۔ تو اس وقت تک سینہ ہی کے تابع رہیں گی۔ الگ عورت نہ گنی جائیں گی۔ اور جب ابھار کی اس حد پر آجائیں کہ سینہ سے جدا عضو قرار پائیں تو اس وقت ایک عورت سینہ ہوگا۔ اور دو عورتیں یہ۔ اور وہ جگہ کہ دونوں پستان کے بیچ میں خالی ہے اب بھی سینہ میں شامل رہے گی۔

(۱۷) پیٹ یعنی سینہ کی حد مذکور سے ناف کے کنارہ زیریں تک، ناف پیٹ ہی میں شامل ہے۔

(۱۸) پیٹھ یعنی پیٹ کے مقابل پیچھے کی جانب محاذات سینہ کے نیچے سے شروع کمر تک جتنی جگہ ہے۔

(۱۹) اس کے اوپر جو جگہ پیچھے کی جانب دونوں شانوں کے جوڑوں اور پیٹھ کے بیچ میں سینہ کے مقابل واقع ہے۔ ظاہراً جدا عورت ہے۔ ہاں بغل کے نیچے سے سینہ کی حد زیریں تک دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے اس کا اگلا حصہ سینہ میں شامل ہے۔ اور پچھلا اسی سترھویں عضو یا شانوں میں۔ اور زیر سینہ سے شروع کمر تک جو دونوں پہلو ہیں ان کا اگلا حصہ پیٹ اور پچھلا پیٹھ میں داخل ہے۔

(۲۰ و ۲۱) دونوں سُرین یعنی اپنے بالائی جوڑ سے رانوں کے جوڑ تک

(۲۲) فرج

(۲۳) دبر

(۲۴، ۲۵) دونوں رانیں یعنی اپنے بالائی جوڑ سے زانوؤں کے نیچے تک، دونوں زانوں بھی رانوں میں شامل ہیں۔

(۲۶) زیر ناف کی نرم جگہ اور اس کے متصل و مقابل جو کچھ باقی ہے یعنی ناف کے کنارہ زیریں سے ایک سیدھا دائرہ کمر پر کھینچے۔ اس دائرے کے اوپر اوپر تو سینہ تک اگلا حصہ پیٹ اور پچھلا پیٹھ میں شامل تھا۔ اور اس کے نیچے نیچے دونوں سُرین اور دونوں رانوں کے شروع جوڑ اور دبر و فرج کے بالائی کنارے تک جو کچھ حصہ باقی ہے۔ سب ایک عضو ہے۔ عانہ یعنی بال جمنے کی جگہ بھی اسی میں داخل ہے۔

(۲۷و۲۸) دونوں پنڈلیاں یعنی زیر زانو سے ٹخنوں کے نیچے تک۔

(۲۹و۳۰) دونوں تلوے

(یہ تو وہ اعضاء تھے جن کا چھپانا عورت کے لیے فرض لازم و ضروری ہے۔ باقی سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک چھپانا بھی نہایت لازمی و ضروری ہے۔)

١٠٢٥/٢٠ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بالغہ عورت (جو باندی نہ ہو) اس کی نماز اوڑھنی کے بغیر (یعنی کھلے سر) صحیح نہیں ہوتی (ابوداؤد اور ترمذی)

ف: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت جو باندی نہ ہو، اگر وہ نماز پڑھتے وقت سر نہ ڈھانکے تو اس کی نماز ادا نہیں ہوگی اس لیے کہ عورت کا سر اور اس کے بال ستر میں داخل ہیں اسی بناء پر سر اور بالوں کا چھپانا فرض ہے۔ عورت کی نماز ایسے باریک کپڑوں میں بھی صحیح نہیں جن میں اس کے بالوں کا رنگ یا بدن دکھائی دیتا ہو، یہ بھی بے ستری میں داخل ہے (لمعات)

١٠٢٦/٢١ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُصَلِّى الْمَرْاَةُ فِىْ دِرْعٍ وَّخِمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا اِزَارٌ قَالَ اِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا يُّغَطِّىْ ظُهُوْرَ قَدَمَيْهَا۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا عورت بغیر تہ بند کے کرتے اور اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں (عورت بغیر تہ بند کے بھی نماز پڑھ سکتی ہے) جب کہ اس کا کرتہ اس قدر دراز ہو کہ اس کے پشتِ قدم کرتے میں چھپ جاتے ہوں (ابوداؤد)

ف: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے لیے پشتِ قدم کو چھپانا فرض ہے، اسی لیے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ عورت کے قدم بھی ستر میں داخل ہیں، اور اس حدیث کی وجہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں (یہ شرح النقایہ میں مذکور ہے)

عورت کا قدم ستر میں داخل ہونے کی وجہ سے خانیہ میں کہا ہے کہ نماز کے وقت عورت کے قدم کا

چوتھائی حصہ دکھائی دینے سے نماز نہیں ہوگی جیسا کہ جسم کے دیگر اعضاء کا چوتھائی حصہ نظر آنے سے نماز جائز نہیں ہوتی ہے۔ البتہ نماز میں قدم یا کسی اور عضو کا چوتھائی حصہ سے کم حصہ دکھائی دے تو نماز ادا ہو جائے گی (مرقات، عمدۃ الرعایۃ)

۱۰۲۷/۲۲ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْيَهُوْدَ فَاِنَّهُمْ لَا يُصَلُّوْنَ فِيْ نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم (جوتے اور موزے پہنے ہوئے نماز پڑھ کر) یہود کی مخالفت کرو، اس لیے کہ یہود جوتے اور موزے پہنے ہوئے نماز نہیں پڑھتے۔ (ابوداؤد)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جوتے اور موزے پہن کر نماز پڑھنا دو شرطوں کے ساتھ مباح ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ جوتے اور موزے پاک ہوں، اور دوسری شرط یہ ہے کہ جوتا یا موزہ یا چپل اس قسم کے ہوں کہ سجدہ کی حالت میں پاؤں کی تمام انگلیاں زمین پر ٹک جاتی ہوں۔

واضح ہو کہ ان شرطوں کے باوجود بھی جوتا یا چپل اتار کر نماز پڑھنا مستحب ہے اس لیے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عمل جوتے اتار کر نماز پڑھنا تھا۔

اب رہا یہود کی مخالفت تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہود اپنی نماز جوتا اور چپل نکال کر پڑھتے اور جوتے اور چپل پہن کر نماز پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے اسی لیے حدیث میں ارشاد ہوا کہ یہود کی مخالفت میں جوتا اور چپل پہن کر نماز پڑھو لیکن اس زمانہ میں یہود و نصاریٰ اپنی اپنی نماز جوتے اور موزے پہنے ہوئے پڑھتے ہیں اس لیے اس زمانے میں ان کی مخالفت یہ ہے کہ نماز جوتا اور چپل کے بغیر پڑھی جائے۔ (مرقات، عمدۃ القاری)

۱۰۲۸/۲۳ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِاَصْحَابِهٖ اِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَّسَارِهٖ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ الْقَوْمُ اَلْقَوْا نِعَالَهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهٗ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى اِلْقَائِكُمْ نِعَالَكُمْ قَالُوْا رَاَيْنَاكَ اَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَاَلْقَيْنَا نِعَالَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِيْلَ اَتَانِيْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے کہ یکایک حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے نعلین مبارک اتار کر بائیں جانب رکھ دیئے اور صحابہ نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے اپنے نعلین اتار دیئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نماز ختم کی تو فرمایا تم نے اپنی نعلین کیوں اتار دی؟ صحابہ نے عرض کیا جب ہم نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نعلین مبارک اتار دیئے ہیں تو اس لیے ہم نے بھی اپنے جوتے

فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ فِیْهِمَا قَذَرًا اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَنْظُرْ فَاِنْ رَاٰی فِیْ نَعْلَيْهِ قَذَرًا فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيْهِمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالدَّارِمِیُّ۔

بھی اتار دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور خبر دی کہ نعلین میں نجاست ہے (اس لیے میں نے ان کو اتار دیا) جب تم میں سے کوئی مسجد کو آئے تو دیکھ لے اگر اپنی نعلین میں نجاست پائے تو اس کو پونچھ ڈالے پھر انھیں میں نماز پڑھے (ابوداؤد، دارمی)

ف: نماز شروع کرنے سے پہلے کئی چیزیں واجب ہیں ان میں سے خفین اور نعلین کا بھی نجاستوں سے پاک ہونا شرط ہے۔ اس لیے ان میں سے کسی پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک کر دیا جائے اگر نجاست پاک نہ کی گئی تو نماز جائز نہیں ہوگی۔

اس لحاظ سے اس حدیث شریف میں جو واقعہ مذکور ہے اس پر بظاہر یہ شبہ ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اطلاع دینے پر آپ نے نعلین مبارک اتار دیئے جن کو قذر یعنی نجاست لگی ہوئی تھی اور نماز کا اعادہ نہیں فرمایا حالانکہ مذکورہ بالا شرط کے لحاظ سے نماز کا اعادہ ضروری تھا۔

اس شبہ کے دو جواب ہیں۔ پہلا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں قذر کا لفظ واقع ہوا ہے جس کے معنی نجاست کے نہیں بلکہ ایسی چیز کے ہیں جس سے طبیعت کو ناگواری ہوتی ہے جیسے رینٹھ وغیرہ۔ چونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کو ایسی ہی چیز لگی تھی اس لیے آپ نے نماز کا اعادہ نہیں فرمایا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر نعلین مبارک کو نجس چیز ہی لگی ہوئی تھی تو وہ مقدار درہم سے کم تھی جس سے نماز ادا ہو جاتی ہے اور اعادہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز میں اطلاع دینا آپ کی لطافت طبع کی وجہ سے تھا تاکہ آپ نعلین مبارک اتار دیں اور نماز اکمل طریقہ پر ادا ہو جائے۔ (مرقات اشعۃ اللمعات)

۱۰۲۹
۲۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلَا يَضَعْ نَعْلَيْهِ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلَا عَنْ يَسَارِهٖ فَتَكُوْنَ عَنْ يَمِيْنِ غَيْرِهٖ اِلَّا اَنْ لَّا يَكُوْنَ عَنْ يَسَارِهٖ اَحَدٌ وَّلْيَضَعْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ اَوْ لِيُصَلِّ فِيْهِمَا۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَرَوٰی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے نعلین کو اپنی بائیں جانب رکھنے سے (نعلین دوسرے کے سیدھے جانب رکھنا لازم آتا ہے (جو دوسرے کی ناگواری کا سبب بنتا ہے) البتہ نعلین کو اس وقت اپنی بائیں جانب رکھے جب کہ بائیں جانب کوئی شخص نہ ہو (اور اگر بائیں جانب بھی کوئی ہو) تو نعلین کو اپنے

ابْنُ مَاجَۃَ مَعْنَاہُ)

دونوں پاؤں کے درمیان رکھ لے اور دوسری روایت میں اس طرح ہے یا اپنے نعلین پہن کر نماز پڑھ لے (جب کہ دونوں پاک ہوں) (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اس حدیث کی معنًا روایت کی ہے)

۱۰۳۰ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ
۲۵ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَافِيًا وَمُتَنَعِّلًا (رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ان کے دادا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی ننگے پاؤں اور کبھی نعلین پہنے ہوئے دونوں حالتوں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد)

بَابُ السُّتْرَةِ　　یہ باب سترہ کے بیان میں ہے

ف : سترہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کو نمازی بوقت نماز اپنے آگے کھڑا کر لیتا ہے تاکہ نمازی کے سامنے گذرنے والے کو نمازی کے سجدہ کی جگہ کا امتیاز ہو جائے اور گذرنے والا گنہگار نہ ہو سترہ طول میں ایک ہاتھ اور موٹائی میں انگلی برابر ہو تو کافی ہے۔ سترہ کے لیے لکڑی، دیوار، اور ستون یا ان کے علاوہ رومال یا ہاتھ کی لکڑی کو نمازی اپنے سامنے اس طرح ڈال دے کہ ایک سرا قبلہ کی جانب ہو تو دوسرا نمازی کے سجدہ کی جگہ ہو، نیز نمازی کے سامنے کوئی آدمی قبلہ رُخ اس طرح بیٹھے کہ اس کی پیٹھ نمازی کی طرف ہو تو یہ بھی سترہ کے حکم میں داخل ہوگا، نمازی کو چاہیے کہ وہ سترہ سے قریب کھڑا رہے اور اس کے اور سترے کے درمیان تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو سترہ کے لیے کوئی چیز نہ مل سکے تو نمازی اپنے سامنے پتھر یا مٹی کا ڈھیر بنا لے، یا طول میں ایک لکیر سجدے کی جگہ کے پاس سے شروع کر کے قبلہ کی جانب کھینچ لے، سترہ جو کچھ بھی ہو نمازی کے بالکل سامنے نہ ہو بلکہ نمازی کی سیدھی یا بائیں آنکھ کے مقابل رہے۔ (مرقات)

۱۰۳۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْدُوْ اِلَى الْمُصَلّٰى وَالْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کے وقت (نماز عید کے لیے) عیدگاہ تشریف لے جاتے تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے آگے آگے برچھی لیے ہوئے چلتے اور برچھی کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے عیدگاہ میں نصب کر دیتے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی جانب ہو کر نماز ادا فرماتے (بخاری)

۱۰۳۲ وَعَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَاَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ کی وادی ابطح میں چمڑے کے سُرخ خیمے میں دیکھا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضوء کا مستعمل پانی لیے ہوئے ہیں اور لوگوں کو دیکھا کہ اس مستعمل پانی کو (تبرکاً لینے کے لیے) گرے جا رہے

اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا صَلّٰى اِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَاَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہیں۔ بس جس کسی کو اس میں سے کچھ پانی مل گیا تو اس کو وہ برکت کے لیے اپنے چہرہ پر مل رہا ہے اور جس کو نہیں ملا تو وہ اپنے ساتھ والے کے ہاتھ کی تری کو لے رہا ہے، پھر میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے برچھی لی اور اس کو زمین میں سترہ بنانے کے لیے نصب کر دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دامن اٹھائے ہوئے سُرخ دھاری دار جوڑہ زیب تن فرمائے ہوئے خیمے سے نکلے اور برچھی کی جانب ہو کر ہم سب کو دو رکعت نماز (قصر) پڑھائی (اس لیے کہ آپ سفر کی حالت میں تھے) اور میں نے لوگوں کو اور جانوروں کو دیکھا کہ برچھی کے آگے سے گذر رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۳۳ وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ بَادِيَةٍ لَّنَا وَمَعَهٗ عَبَّاسٌ فَصَلّٰى فِيْ صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ وَحِمَارَةٌ لَّنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالٰى بِذٰلِكَ - (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَلِلنَّسَائِيِّ نَحْوُهٗ)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم (عرب کے دستور کے مطابق تفریح کی غرض سے) اپنے جنگل میں ٹھیرے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگل میں ایسی حالت میں نماز ادا فرمائی کہ آپ کے سامنے سترہ نہ تھا اور ہمارے کتے اور گدھے آپ کے سامنے کودتے پھر رہے تھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ نے اس کا کچھ خیال نہ فرمایا (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ نمازی کے لیے بوقت نماز سترہ قائم کرنا واجب نہیں ہے اگر عوام کی گذرگاہ ہو تو سترہ کا قائم کرنا مستحب ہے اور عوام کی گذرگاہ نہ ہونے کی صورت میں بھی سترہ کا قائم کرنا اولیٰ ہے (عمدۃ الرعایۃ، اشعۃ اللمعات)

۱۰۳۴ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْرِضُ رَاحِلَتَهٗ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ قُلْتُ اَفَرَاَيْتَ اِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سواری کے اونٹ کو اپنے قبلہ کے درمیان عرضاً (آڑا) بٹھاتے تھے اور (اس کو سترہ بنا کر) اس کی جانب

قَالَ كَانَ يَأْخُذُ الرَّحْلَ فَيُعَدِّلُهُ فَيُصَلِّيْ إِلَى آخِرَتِهِ۔

رخ کرکے نماز پڑھتے تھے (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری نے یہ عبارت زیادہ کی ہے حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ اگر اونٹ (چرنے یا پانی پینے) چلے جاتے تو بتلایئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرتے تھے؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کجاوے کو لیتے اور اس کو سامنے رکھ کر کجاوے کے آخری حصہ کی پچھلی لکڑی کو سترہ بناتے) اور اس کی طرف رخ کرکے نماز ادا فرماتے تھے۔

۱۰۳۵/۵ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَبِيْ دَاوُدَ وَيُجْزِئُ عَنْهُ إِذَا مَرُّوْا بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى قَذْفَةٍ بِحَجَرٍ۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے سامنے کجاوے کے پچھلے حصہ کی لکڑی کے برابر کسی چیز کو (سترہ بناکر) کھڑا کرلے تو اس کی جانب رُخ کرکے نماز پڑھے اور جو بھی اس کے آگے سے گذرے تو اس کی کوئی پروا نہ کرے (مسلم) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ سترہ نہ ہونے کی صورت میں نمازی کے سامنے (اس کے سجدہ کی جگہ سے) تین ہاتھ آگے سے گذریں تو یہ سترہ کا قائم مقام ہوگا۔ (یہ حکم مسجد اور صحرا دونوں کو شامل ہے)

ف: واضح ہو کہ ابوداؤد کی اس حدیث میں "قذف حجر" کے الفاظ ہیں اور علماء نے "قذف حجر" سے مراد "رمی جمار" لیا ہے۔
حج کے موقع پر منیٰ میں جو کنکریاں ماری جاتی ہیں اس کو "رمی جمار" کہا جاتا ہے، اور یہ کنکریاں تین ہاتھ کے فاصلہ سے ماری جاتی ہیں اس لیے حدیث کے الفاظ "قذف حجر" کا ترجمہ تین ہاتھ پرے سے گذرنا کیا گیا ہے (مرقات، اشعۃ اللمعات)

۱۰۳۶/۶ وَعَنْ أَبِيْ جُهَيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ

حضرت ابوجہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا جانتا کہ اس کو (سترہ نہ ہونے کی صورت میں نمازی کے سامنے سے

يَدَيْهِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِىْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

گذرنے میں) کس قدر گناہ ہوتا ہے؟ تو وہ (بجائے سامنے سے گذرنے کے چالیس دن یا ماہ یا سال تک (راوی کو تعین مدت میں شک ہے) رکا ہوا کھڑا رہنا پسند کرتا (بخاری ومسلم)

۱۰۳۷ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُكُمْ مَا لَهٗ فِىْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَىْ اَخِيْهِ مُعْتَرِضًا فِى الصَّلٰوةِ كَانَ لِاَنْ يُّقِيْمَ مِائَةَ عَامٍ خَيْرٌ لَّهٗ مِنَ الْخَطْوَةِ الَّتِىْ خَطَا ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے سے جب کہ وہ نماز کی حالت میں ہو عرضاً (آڑا) گذرنے میں اس کو کتنا گناہ ہوتا ہے؟ تو اس کو سو سال تک کھڑا رہنا (نمازی کے سامنے) چلنے سے بہتر معلوم ہوتا (ابن ماجہ)

۱۰۳۸ وَعَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَىِ الْمُصَلِّىْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يُّخْسَفَ بِهٖ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو معلوم ہوتا کہ اس پر نمازی کے سامنے سے گذرنے کا کیا گناہ ہے گذرنے والے تو اس کو اپنا زمین میں دھنسا دیا جانا اس گذرنے سے بہتر معلوم ہوتا اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر (اس گذرنے سے زمین میں دھنس جانا) آسان ہوتا۔ (امام مالک)

۱۰۳۹ وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَىْءٌ وَادْرَءُوْا مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى الطَّبْرَانِىُّ مِثْلَهٗ ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (نمازی کے سامنے سے گذرنے والی) کوئی چیز نماز کو فاسد نہیں کرتی جہاں تک تم سے ہوسکے گذرنے والے کو روکو۔ کیونکہ وہ شیطان ہے (کہ تمہارے سامنے سے گذر کر تمہارے خشوع میں خلل ڈالتا ہے) (ابوداؤد اور طبرانی)

ف: شرح منیۃ میں مذکور ہے کہ جب نمازی کے سامنے سے گذرنے والا نمازی کے سجدہ کی جگہ یا نمازی اور اس کے سترہ کے درمیان سے گذرنا چاہے تو نماز پڑھنے والا اس کو اشارہ کر کے یا سُبحان اللہ کہہ کر روکے لیکن بیک وقت ان دونوں سے نہ روکے کیونکہ یہ بھی عمل کثیر ہے۔ اور قاضی عیاض نے نقل کیا ہے کہ ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ گذرنے والے کو روکنے کے لیے نمازی عمل کثیر کا مرتکب نہ ہو (مرقات)

۱۰۴۰ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اِنَّ عَلِيًّا وَّ عُثْمَانَ قَالَا لَا يَقْطَعُ صَلٰوةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ وَّ اَدْرَءُوْا عَنْهَا مَا اسْتَطَعْتُمْ۔
(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ)

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہے کہ (نمازی کے سامنے گذرنے والی) کوئی چیز مسلمان کی نماز کو فاسد نہیں کرتی اور جہاں تک تم سے ہو سکے (گذرنے والے کو) روکو۔ (طحاوی و بیہقی)

ف: امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مؤطا میں کہا ہے کہ نمازی کے سامنے سے آدمی کا گذرنا گذرنے والے کے لیے مکروہ تحریمی ہے اگر کوئی نمازی کے سامنے سے گذرنا چاہے تو نمازی جہاں تک ہو سکے اس کو روکے۔ لیکن اس آدمی سے نہ لڑے۔
اگر نمازی گذرنے والے سے لڑ پڑے تو نمازی کا لڑنا گناہ میں گذرنے والے کے گناہ سے زیادہ سخت ہوگا۔ اس لیے کہ نمازی کے سامنے سے گذرنا گذرنے والے کے لیے مکروہ ہے۔ فاسدِ نماز نہیں۔ اس کے برخلاف نمازی کا اس آدمی سے لڑنا عمل کثیر ہونے کی وجہ سے خود اس کی نماز کے لیے مفسد ہوگا۔
اب رہا یہ کہ حدیث شریف میں نمازی کے سامنے سے گذرنے والے سے نمازی کو فَلْيُقَاتِلْهُ فرما کر لڑنے کا جو حکم ہوا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ روکنے میں مبالغہ کیا جائے نہ کہ ایسی حقیقی لڑائی اختیار کی جائے کہ جس سے اس کی نماز فاسد ہو جائے۔ عامہ علماء کا یہی قول ہے

۱۰۴۱ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا يَقْطَعُ صَلٰوةَ الْمُسْلِمِ الْكَلْبُ وَلَا الْحِمَارُ وَلَا الْمَرْاَةُ وَلَا مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الدَّوَابِّ فَادْرَءُوْا مَا اسْتَطَعْتُمْ۔
(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ مسلمان کی نماز کو (اس کے سامنے سے گذرنے والی) کوئی چیز خواہ وہ کتا ہو یا گدھا ہو یا عورت ہو، فاسد نہیں کرتی اور ان کے سوا دوسرے جانور بھی نمازی کے سامنے سے گذر جائیں تو نماز فاسد نہیں ہو گی اور جہاں تک تم سے ہو سکے (سامنے سے گذرنے والے کو عمل قلیل سے) روکو (طحاوی)

وَقَالَ عُلَمَاءُنَا حَدِيْثُ الْقَطْعِ بِمُرُوْرِ الْمَرْاَةِ وَغَيْرِهَا مَنْسُوْخٌ بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ وَبِالْاَحَادِيْثِ الْاٰتِيَةِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْمَلِكِ كَمَا حَقَّقْتُهُ فِي الْحُلْيَةِ۔

ہمارے علماء نے کہا ہے کہ یہ مذکورہ بالا حدیثیں اور آئندہ آنے والی حدیثیں اس حدیث کی ناسخ ہیں جس میں یہ مذکور ہے کہ نمازی کے سامنے سے عورت کتا، گدھا وغیرہ گذر جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کو ابن الملک نے ذکر کیا ہے، اور حلیۃ کی تحقیق بھی یہی ہے کہ ان ہی مذکورہ حدیثوں سے وہ تمام حدیثیں منسوخ ہیں جن میں عورت کتا، گدھا وغیرہ گذرنے سے نماز فاسد ہونے کا ذکر ہے۔

وَقَالَ الْإِمَامُ السَّرْخَسِيُّ إِنَّ الْأَمْرَ بِالْمُقَاتَلَةِ فِيْ حَدِيْثِ فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّهٗ شَيْطَانٌ فَهُوَ مَنْسُوْخٌ وَّأَيْضًا مَحْمُوْلٌ عَلَى الْإِبْتِدَاءِ حِيْنَ كَانَ الْعَمَلُ فِي الصَّلٰوةِ مُبَاحًا۔

اور امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ وہ حدیث بھی منسوخ ہے جس میں "فَلْيُقَاتِلْهُ" فرما کر نمازی کے پاس کے سامنے سے گذرنے والے سے لڑنے کا حکم دیا گیا تھا نیز امام موصوف نے یہ بھی کہا ہے کہ "فَلْيُقَاتِلْهُ" والی حدیث میں نمازی کے سامنے گذرنے والے سے لڑنے کا جو حکم مذکور ہے وہ اسلام کے ابتدائی زمانہ کا واقعہ ہے جب کہ حالت نماز میں عمل کثیر کی ممانعت نہ تھی۔ ۱۲

---

۱۴۲ / ۱۲ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھا کرتے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان جنازہ کی طرح عرض میں سوتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

ف:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے سامنے عورت ہونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (اشعۃ اللمعات)

۱۴۳ / ۱۳ وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُّهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوئی ہوتی اور میرے دونوں پاؤں قبلہ کی طرف (آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سجدہ کی جگہ) ہوتے اور جب آپ سجدہ کرنا چاہتے تو (میرے پاؤں کو اپنے ہاتھ سے) دبا کر اشارہ فرماتے تو میں اپنے دونوں پاؤں کھینچ لیتی اور جب آپ کھڑے ہوتے تو پھر میں پاؤں دراز کر لیتی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اس زمانہ میں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے۔ (بخاری اور مسلم)

---

۱۴۴ / ۱۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى أَتَانٍ وَّأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْإِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ وَنَزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں بالغ ہونے کے قریب تھا۔ اس زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک روز میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر دیوار اور سترہ کے منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے پس میں صف کے کچھ حصے کے سامنے سے گذر کر سواری سے اتر گیا اور گدھی

دَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کو (گھاس) چرنے چھوڑ کر نماز میں شریک ہو گیا اور کسی شخص نے بھی میرے اس فعل کو برا نہ سمجھا (بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث کے پیش نظر ابن الملک نے کہا ہے کہ نمازی کے سامنے گدھا گذرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام کا سترہ مقتدی کا سترہ ہے یعنی مقتدی کو علیحدہ سترہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صف کے سامنے گزرنے پر کسی نے اعتراض نہیں کیا (مرقات)

۱۰۴۵/۱۵ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي حُجْرَةِ أُمِّ سَلَمَةَ فَمَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ أَوْ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ بِيَدِهٖ فَرَجَعَ فَمَرَّتْ زَيْنَبُ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَمَضَتْ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُنَّ أَغْلَبُ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے حجرے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سے حضرت عبد اللہ یا حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما گذرنے لگے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ فرما کر (گذرنے سے روکا) تو وہ رک گئے پھر حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گزریں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اسی طرح اشارہ فرما کر (ان کو بھی روکا) لیکن وہ نہ رکیں اور آپ کے سامنے سے چلی گئیں، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ عورتیں (مردوں پر) غالب ہو کر رہتی ہیں۔
(ابن ماجہ)

۱۰۴۶/۱۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ شَيْئًا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصَاهُ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ عَصًا فَلْيَخْطُطْ خَطًّا لَا يَضُرُّهٗ مَا مَرَّ أَمَامَهٗ۔

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنا چاہے تو وہ (دیوار، درخت یا کھمبے جیسی کسی چیز کے آڑ میں) نماز پڑھے اور اگر کوئی ایسی چیز (آڑ کے لیے) نہ ملے تو اپنے ہاتھ کی لکڑی نصب کرے اور اگر لکڑی بھی اس کے پاس نہ ہو تو پھر ایک لکیر ہی کھینچ لے (یہ سب سترہ کا کام دیتے ہیں) اس کے بعد اس کے سامنے سے گذرنے والا (اس کی نماز میں) خلل نہ ڈالے گا اور گزرنے والے کو بھی گناہ نہ ہوگا۔ (ابوداؤد اور ابن ماجہ)

ف : ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ردالمحتار میں کہا ہے کہ سترہ کے لیے لکڑی یا سترہ کے قائم مقام کسی چیز کے نہ ہونے کی صورت میں نمازی اپنے سامنے سترہ کے مقدار کی کوئی چیز زمین پر رکھ لے اور یہ بھی نہ ہو تو زمین پر خط کھینچ لے تو یہ سترے کے قائم مقام ہیں اور اس سے سنت پر عمل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قدوری نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے روایت کی ہے کہ زمین پر کسی چیز کو سترے کے لیے رکھنا سنت ہے۔ واضح ہو کہ جس چیز کو بطور سترہ زمین پر رکھا جائے اس کو طول میں رکھے عرض میں اڑا نہ رکھے تاکہ اس کا طول میں رکھنا نصب کرنے کے اس طرح قائم مقام ہو جائے جس طرح کھڑے ہوئے سترہ کا سایہ طول میں گرتا ہے اگر سترہ کھڑا کرنے کے لیے لکڑی یا کوئی اور چیز نہ ہو کہ جس کو سترہ کی بجائے رکھا جا سکے تو ابوداؤد کی مذکور الصدر حدیث کی وجہ سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے دوسری روایت یہ آئی ہے کہ نمازی کا اپنے سامنے طول میں خط کھینچ لینا بھی مسنون ہے۔ (مرقات، عمدۃ الرعایۃ)

۱۰۴۷ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ۔ (رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص (کسی چیز کو سترہ بنا کر) نماز پڑھتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ سترہ سے اتنا قریب ہو (کہ سترہ کے نزدیک سجدہ کر سکے) تاکہ شیطان (سترہ سے دور رہنے کی صورت میں کسی کے گذرنے کے وسوسہ کی وجہ سے خشوع میں خلل ڈال کر) اس کی نماز خراب نہ کر سکے۔ (ابوداؤد)

۱۰۴۸ وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى عُودٍ وَلَا عَمُودٍ وَلَا شَجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلَى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ وَلَا يَصْمُدُ لَهُ صَمْدًا۔ (رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ جب کبھی کسی لکڑی یا ستون یا درخت کی طرف نماز پڑھتے تو اس کو اپنے دائیں یا بائیں ابرو کے مقابل رکھ کر پڑھتے اور اس کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیانی جگہ کے مقابل نہیں کرتے تھے (تاکہ بت پرستی سے مشابہت نہ ہو) (ابوداؤد)

بَابُ صِفَةِ الصَّلٰوةِ (یہ باب نماز کی صفت یعنی کیفیت کے بیان میں ہے)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ :
" وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ "

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔
ترجمہ : " اور ان لوگوں کو تو (توریت و انجیل میں) یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے (یعنی اخلاص کے ساتھ شرک و نفاق سے دور رہ کر)
(کنز الایمان سورۃ بینہ آیت ۵)

یعنی اہلِ کتاب کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ وہی حکم دیئے گئے جو توراۃ و انجیل میں بھی تھے ۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، اچھے عقیدے رکھنا، اور بے دینوں سے علیحدگی، نماز و روزہ کی پابندی اگرچہ ان کے طریقۂ ادائیگی میں کچھ فرق ہے ۔ مگر اصول وہی ہے، پھر یہ اہل کتاب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بدکتے اور بھڑکتے کیوں ہیں ؟ خیال رہے کہ عقائد خالص اسلامی ہونا ، اخلاص فی الدین ہے اور کفار سے دلی بیزاری، صورت و سیرت و اعمال میں ان سے علیحدگی حنیفیت ہے ۔ (نور العرفان)

وَقَوْلُهٗ :
" وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ "

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔
ترجمہ : " اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو !
(کنز الایمان سورہ مدثر آیت ۳)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے " اللہ اکبر " فرمایا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکبیر سُن کر تکبیر کہی اور خوش ہوئیں کہ وحی آئی ۔ (خزائن العرفان زیر آیت)

وَقَوْلُهٗ :
" وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى "

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔
ترجمہ : " اور اپنے رب کا نام لے کر (یعنی تکبیر افتتاح کہہ کر) نماز پڑھی (پنجگانہ) (کنز الایمان سورہ اعلیٰ آیت ۱۵)

مسئلہ :۔ اس آیت سے تکبیر افتتاح ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ نماز کا جزو نہیں ہے کیونکہ نماز کا اس پر عطف کیا گیا ہے ۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ افتتاح نماز کا اللہ تعالیٰ کے ہر نام سے جائز

ہے۔ (خزائن العرفان زیر آیت)

وَقَوْلُہٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

"وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ" ترجمہ: "اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔"

(کنزالایمان سورۃ بقرہ آیت ۲۳۸)

ف: اس سے نماز کے اندر قیام کا فرض ہونا ثابت ہوا۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ نماز میں قیام فرض ہے۔ کیونکہ "قُوْمُوْا" امر ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہیے کیونکہ "قوموا" صیغہ جمع ہے۔ تیسرے یہ کہ حالت نماز میں کھانا پینا، بات چیت کرنا حرام ہے جیسا کہ قٰنِتِیْنَ سے معلوم ہوا۔ خیال رہے کہ نماز میں گفتگو کرنا اس آیت سے منسوخ ہے۔ (نورالعرفان زیر آیت)

وَقَوْلُہٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" ترجمہ: "تو جتنا قرآن میسر ہو پڑھو۔"

(کنزالایمان سورۃ مزمل آیت ۲۰)

ف: اس آیت سے مطلق قرأت کی فرضیت ثابت ہوئی۔ خیال رہے کہ اس آیت سے مقدار قیام منسوخ ہوئی۔

وَقَوْلُہٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"وَاِنَّہٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ" ترجمہ: "روشن عربی زبان میں اور بےشک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے (کنزالایمان سورۃ شعراء آیت ۱۹۶)

ف: معلوم ہوا کہ قرآن کے ترجمے قرآن نہیں۔ بلکہ اگر خود عربی زبان میں بھی اس قرآن کا ترجمہ کر دیا جائے تو وہ بھی قرآن نہیں ہو گا۔ ان ترجموں سے نماز نہ ہو گی، ان کا پڑھنا جنبی کو حرام نہ ہو گا ان تراجم کے پڑھنے پر قرآن کا ثواب نہ ملے گا۔ صرف اور صرف وہی قرآن ہے جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آکر سنایا۔ بلکہ عربی عبارت کو ہندی یا انگریزی خط میں لکھنا بھی ممنوع ہے۔ کیونکہ عربی حروف کا فرق اور تلفظ صحیح نہ ہو گا۔ (نورالعرفان)

"اِنَّہٗ" کی ضمیر کا مرجع اگر قرآن ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کا ذکر تمام کتب سماویہ میں ہے اور اگر سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ضمیر راجع ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ اگلی کتابوں میں آپ کی نعت و صفت مذکور ہے۔ (خزائن العرفان)

وَقَوْلُہٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"وَارْکَعُوْا" ترجمہ: "اور رکوع کرو۔" (کنزالایمان پ۱ سورۃ بقرہ آیت ۴۳)

ف: اس آیت سے رکوع کی فرضیت ثابت ہوئی۔ اشارۃً اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رکوع میں شامل ہو جانے سے رکعت مل جاتی ہے۔

وَقَوْلُہٗ، — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ"

ترجمہ: "اپنے ہاتھ روک لو اور نماز قائم رکھو۔" کنز الایمان (سورۃ نساء، آیت ")

شانِ نزول: مشرکین مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیتے تھے۔ ہجرت سے قبل اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک جماعت نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمیں کافروں سے لڑنے کی اجازت دیجئے۔ انہوں نے ہمیں بہت ستایا ہے اور بہت ایذائیں پہنچاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے سے ہاتھ روکو نماز اور زکوٰۃ جو تم پر فرض ہے وہ ادا کرتے رہو۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ نماز و زکوٰۃ جہاد سے پہلے فرض ہوئیں۔
نماز ہجرت سے پہلے شبِ معراج میں فرض ہوئی۔ زکوٰۃ ۲ھ میں فرض ہوئی اور جہاد ۲ھ میں، روزہ بھی ۲ھ میں، تحویل قبلہ کے بعد، زکوٰۃ کے بعد فرض ہوئے۔ (نور العرفان)
اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں رفع یدین کرنا منسوخ ہے۔

وَقَوْلُہٗ: — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

"وَاسْجُدُوْا" — ترجمہ: "اور سجدہ کرو۔"

ف: اس آیت سے سجدہ کی فرضیت ثابت ہوئی۔

۱۰۴۹ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يُصَلِّىْ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَجَآءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ قَالَ فِى الثَّالِثَةِ فَاَعْلِمْنِىْ قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ وَاقْرَاْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِىَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مسجد میں آکر نماز پڑھی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے (وہ شخص نماز سے فارغ ہوکر) خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واپس جاؤ۔ نماز پڑھو گویا کہ تم نے ٹھیک نماز نہیں پڑھی (حسب الحکم) اس شخص نے واپس جاکر (پہلے کی طرح) نماز پڑھی اور خدمت گرامی میں حاضر ہوکر سلام عرض کیا۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (جواب میں) وعلیک فرماکر ارشاد فرمایا پھر واپس جاؤ اور نماز پڑھو (کیونکہ) تم نے ٹھیک نماز نہیں پڑھی۔ اس شخص نے تیسری مرتبہ عرض کیا کہ حضور ہی مجھے بتلائیں (میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبُوْدَاؤُدَ فَإِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُكَ وَإِنِ انْتَقَصْتَ مِنْهُ شَيْئًا اِنْتَقَصْتَ مِنْ صَلٰوتِكَ ـ

ارشاد فرمایا جب تم نماز کا ارادہ کرو تو پورے ارکان اور مستحبات کی رعایت کے ساتھ) دضو کرو پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اللہ اکبر کہو اور جتنا قرآن تم کو یاد ہو اس میں سے بہ سہولت جو پڑھ سکتے ہو پڑھ لو اس کے بعد رکوع کرو، جب رکوع بہ نہایت اطمینان کے ساتھ کر چکو تو سر اٹھاؤ، جب اطمینان سے بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو سجدہ میں جاؤ۔ یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ کو بھی ادا کر چکو تو سر اٹھاؤ اور اطمینان سے سیدھے بیٹھ جاؤ، بعد ازاں (دوسرا) سجدہ کرو، اور اس سجدہ کو بھی اطمینان سے ادا کرو، پھر (دوسرے) سجدہ سے اٹھو، یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اسی طرح پوری نماز میں کیا کرو (بخاری) (اور ترمذی، نسائی و ابوداؤد نے یہ اضافہ کیا ہے کہ پس جب تم نے یہ کر لیا تو تمہاری نماز پوری ہو گئی اور اگر تم نے اس میں کسی چیز کی کمی کی تو اپنی نماز ناقص کر لی)

ف : ترمذی کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ تعدیل ارکان واجب ہے اور تعدیل ارکان یہ ہے کہ نماز کے جملہ ارکان کو اطمینان کے ساتھ ادا کیا جائے اور ان کے ادا کرنے میں جلدی نہ کی جائے اس کی تفصیل یہ ہے کہ رکوع کو پورے اطمینان کے ساتھ ادا کریں، رکوع سے اٹھنے کے بعد قومہ میں بھی اطمینان سے کھڑے رہیں۔ اسی طرح سجدہ کو بھی اطمینان کے ساتھ ادا کریں اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں بھی جلدی نہ کریں بلکہ اطمینان سے بیٹھیں۔ الغرض اسی طرح پوری نماز کو ٹھہر ٹھہر کر اطمینان کے ساتھ ادا کریں اور اگر اس طرح تعدیل ارکان کے بغیر نماز ادا کی جائے تو نماز ناقص ہو جاتی ہے اور اس کا اعادہ لازم آجاتا ہے۔

اس حدیث میں جلدی جلدی نماز پڑھنے کی مذمت ہے جیسا کہ آج کل بعض نمازی کیا کرتے ہیں۔ گویا جلدی جلدی ٹھونگیں مار کر سر سے ایک بوجھ اتار لیتے ہیں (شرح وقایۃ، ترجمہ ترمذی)

ف۲ : بخاری کی مذکور الصدر حدیث میں یہ الفاظ ہیں " وَاقْرَءْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ " (جتنا قرآن تم کو یاد ہو اس میں سے جو بسہولت پڑھ سکتے ہو پڑھ لو) حدیث کے ان الفاظ سے نماز میں مطلق قرارت کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے۔

بخاری کی اسی مذکور الصدر حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ " ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا " (دوسرا سجدہ کرو، یہاں تک کہ سجدہ کی حالت میں مطمئن ہو جاؤ پھر دوسرے سجدے سے اٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دوسرا

سجدہ اور قیام کے درمیان جلسۂ استراحت نہیں ہے، اگر یہاں جلسہ استراحت ہوتا تو اس کا ذکر فرمایا جاتا اور یہی مذہب حنفی ہے (مرقات، اشعۃ اللمعات)

١٠٥٠ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ
٢
رَجُلٌ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعِدْ صَلٰوتَكَ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ عَلِّمْنِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أُصَلِّيْ قَالَ إِذَا تَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ وَمَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَقْرَأَ فَإِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ وَمَكِّنْ رُكُوْعَكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ فَإِذَا رَفَعْتَ فَأَقِمْ صُلْبَكَ وَارْفَعْ رَأْسَكَ حَتّٰى تَرْجِعَ الْعِظَامُ إِلٰى مَفَاصِلِهَا فَإِذَا سَجَدْتَّ فَمَكِّنْ لِلسُّجُوْدِ فَإِذَا رَفَعْتَ فَاجْلِسْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ وَّسَجْدَةٍ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَسِيْرٍ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ۔

حضرت رفاعۃ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے مسجد میں آ کر نماز پڑھی پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنی نماز کو دہراؤ، کیونکہ تم نے (ٹھیک) نماز نہیں پڑھی۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے سکھا دیجئے کہ کس طرح نماز پڑھوں؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم (نماز کے لیے کھڑے ہو) تو قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر اللہ اکبر کہو، پھر سورۂ فاتحہ کے ساتھ ضم سورۃ کے لیے قرآن میں سے جو چاہو پڑھو اور جب تم رکوع کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو اور اپنی پیٹھ کو ہموار رکھ کر اپنے رکوع کو اطمینان کے ساتھ اچھی طرح کرو (کہ سر اور سرین برابر رہیں) اور قومہ کے لیے جب تم رکوع سے سر اٹھاؤ تو اطمینان کے ساتھ اس طرح سیدھے کھڑے ہو جاؤ کہ تمام جسم کی ہڈیاں اپنے اپنے جوڑوں پر قائم ہو جائیں اور جب تم سجدہ کرو تو اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ پھر اسی طرح ہر رکعت کے رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ کو اطمینان کے ساتھ ادا کرتے رہو (یہ مصابیح کے الفاظ ہیں اور ابو داؤد نے اس کی روایت کسی قدر تغیر کے ساتھ کی ہے۔ اور ترمذی اور نسائی نے اس کی روایت بالمعنیٰ کی ہے)

١٠٥١ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا
٣
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَفِيْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ رَجُلٌ فَأَسَاءَ الصَّلٰوةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ أَلَا تَتَّقِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی اور آخری صف میں ایک شخص تھا جو (تعدیل ارکان کے ساتھ) نماز ادا نہیں کر رہا تھا جب اس شخص نے اسلام پھیرا تو اس کو رسول اللہ

اللّٰہَ اَلَا تَرٰی کَیْفَ تُصَلِّیْ اِنَّکُمْ تَرَوْنَ اَنَّہٗ یَخْفٰی عَلَیَّ شَیْءٌ مِّمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آواز دی ہاں اے فلاں شخص! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے ہو؟ کیا تم کو کچھ خبر بھی ہے کہ تم کیسی نماز پڑھ رہے ہو؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم جو کچھ کرتے ہو وہ مجھ سے چھپا رہتا ہے؟ خدا کی قسم! میں اپنے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے دیکھا کرتا ہوں (امام احمد)

۷۵۲ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوۃَ بِالتَّکْبِیْرِ وَالْقِرَاءَۃِ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَکَانَ اِذَا رَکَعَ لَمْ یُشْخِصْ رَاْسَہٗ وَلَمْ یُصَوِّبْہُ وَلٰکِنْ بَیْنَ ذٰلِکَ وَکَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ لَمْ یَسْجُدْ حَتّٰی یَسْتَوِیَ قَائِمًا وَکَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السَّجْدَۃِ لَمْ یَسْجُدْ حَتّٰی یَسْتَوِیَ جَالِسًا وَکَانَ یَقُوْلُ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ التَّحِیَّۃَ وَکَانَ یَفْرِشُ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَیَنْصِبُ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی وَکَانَ یَنْہٰی عَنْ عُقْبَۃِ الشَّیْطَانِ وَیَنْہٰی اَنْ یَّفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَیْہِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ وَکَانَ یَخْتِمُ الصَّلٰوۃَ بِالتَّسْلِیْمِ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کی ابتداء تکبیر تحریمہ سے اور قراءت کی ابتداء الحمد للہ رب العالمین سے فرماتے تھے اور جب رکوع کرتے تو سر مبارک کو نہ اونچا کرتے نہ نیچا بلکہ ان دونوں کی درمیانی حالت میں اس طرح رکھتے کہ گردن اور پیٹھ برابر رہتی اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو پوری طرح اطمینان کے ساتھ سیدھے کھڑے ہوئے بغیر دوسرا سجدہ میں نہیں جاتے تھے اور اسی طرح جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو اچھی طرح بیٹھے بغیر دوسرا سجدہ نہیں فرماتے اور ہر دو رکعت کے بعد (قعدہ فرماتے) اور اس میں التحیات پڑھتے اور قعدے میں بائیں پاؤں کے پنجہ کو زمین پر بچھاتے اور سیدھے پاؤں کے پنجے کو کھڑا رکھتے اور عقبہ شیطان سے منع فرماتے تھے (عمدۃ الرعایۃ میں لکھا ہے کہ عقبہ شیطان یہ ہے کہ پاؤں کے پنجوں کو اس طرح کھڑا کیا جائے جیسے سجدہ میں کھڑا کرتے ہیں اور پھر دونوں سرین کو ایڑیوں پر ٹکا کر ان پر بیٹھ جائے نماز میں اس طرح بیٹھنا مکروہ ہے۔ یہ علامہ طیبی اور کرخی کا قول ہے جس کو ابن الہمام نے فتح القدیر میں ذکر کیا ہے اور اشعۃ اللمعات نے بھی اس کو ذکر کر کے لکھا ہے کہ لفظ عقبہ کو اسی معنی سے زیادہ مناسبت ہے، اس وجہ سے کہ عقبہ ایڑی کو کہتے ہیں، اور نہایۃ میں بھی یہی مذکور ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس

بات سے بھی منع فرماتے تھے کہ مرد سجدہ میں اپنے دونوں بازو (پہونچے اور کہنی کی درمیانی ہڈی) درندوں کی طرح زمین پر بچھائے (یہ حکم مردوں کے لیے ہے، عورتوں کو چاہیئے کہ سجدہ میں اپنے بازو بچھایا کریں) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کو سلام پھیر کر ختم فرماتے تھے (مسلم)

۱۰۵۳/۵ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِىْ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِى الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع فرماتے، پھر رکوع کو جاتے تو اللہ اکبر فرماتے، پھر جب رکوع سے کھڑے ہوتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فرماتے اور جب بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے تو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فرماتے پھر سجدے کے لیے جاتے ہوئے اللہ اکبر فرماتے اور جب سر کو سجدہ سے اٹھاتے تو اللہ اکبر فرماتے، پھر دوسرا سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر فرماتے، پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اللہ اکبر فرماتے، اسی طرح نماز میں کہا کرتے تھے اور جب دو رکعت پڑھ کر (تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے تو اس وقت بھی اللہ اکبر فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۵۴/۶ وَعَنْ عَطَآءِ بْنِ السَّآئِبِ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَالِمُ الْبَرَّادِ قَالَ وَكَانَ عِنْدِىْ اَوْثَقُ مِنْ نَفْسِىْ قَالَ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِىُّ اَلَا اُصَلِّىْ لَكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِنَا اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يُكَبِّرُ فِيْهِنَّ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى۔
(رَوَاهُ الطَّحَاوِىُّ)

حضرت عطاء بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے سالم براد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی ہے، عطاء کہتے ہیں کہ سالم میرے پاس مجھ سے زیادہ ثقہ ہیں سالم نے کہا کہ ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کی تعلیم کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح نماز پڑھتے تھے وہ بتلائے دیتا ہوں۔ پھر آپ نے ہم کو چار رکعت نماز پڑھائی جس میں ہر رکن میں جانے کے لیے جھکتے وقت اور رکن سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے (بجز رکوع سے اٹھتے وقت

کہ اس میں سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تھے) اور فرمایا کہ اسی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے (طحاوی)

ف : امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح معانی الآثار میں باب الخفض فی الصّلوٰۃ ھل فیہ تکبیر " کے تحت ابن عبد الرحمٰن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث بیان کر کے لکھا ہے کہ ایک جماعت کا یہ عمل رہا ہے کہ وہ نماز میں خفض یعنی رکوع اور سجدہ میں جانے کے لیے جھکتے وقت اللہ اکبر نہیں کہتے ہیں، اور بنو امیہ کا بھی یہی عمل تھا۔ لیکن متعدد متواتر احادیث جن کو امام طحاوی رحمۃ اللہ نے اسی باب میں بیان فرمایا ہے، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں کسی رکن میں جانے کے لیے جھکتے وقت ایسے ہی اللہ اکبر کہتے جیسے اس رکن سے اٹھتے وقت اللہ اکبر فرمایا کرتے تھے اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل بھی یہی تھا اور ائمہ مذہب امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، اور امام محمد رحمہم اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

واضح رہے کہ امام طحاوی کی مذکورہ بالا حدیث اور ذیل کی بخاری کی دونوں حدیثیں اس کا بیّن ثبوت ہیں

۱۰۵۵ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ صَلّٰى لَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ وَحِيْنَ سَجَدَ وَحِيْنَ رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت سعید بن الحارث بن المعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہماری تعلیم کے لیے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی تو انھوں نے پہلے سجدے سے سر اٹھانے وقت اور (دوسرے) سجدہ میں جاتے وقت بلند آواز سے اللہ اکبر کہا ہے اور پہلی دو رکعتوں کے بعد قعدۂ اولیٰ سے اٹھتے وقت بھی بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح عمل فرماتے دیکھا ہے۔ (بخاری)

ف : اس حدیث میں صرف پہلے سجدہ سے اٹھتے وقت اور دوسرے سجدے میں جاتے وقت اور قعدۂ اولیٰ سے اٹھتے وقت تکبیروں کے بلند آواز سے کہنے کا ذکر ہے اور دیگر ارکان میں جاتے وقت تکبیر کہنے کا ذکر نہیں ہے اس لیے کہ اس وقت یہی تین مذکورہ موقعوں میں تکبیر کہنے پر بحث ہو رہی تھی۔ لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دیگر تکبیرات نہ کہی گئی ہوں۔ چنانچہ اسماعیلی کی روایت میں باقی اور تکبیرات کا ذکر موجود ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

۱۰۵۶ وَعَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے مکہ معظمہ میں ایک بوڑھے آدمی

تَكْبِيْرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ اَحْمَقُ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ سُنَّةُ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے پوری نماز میں جہر کے ساتھ بائیس دفعہ اللہ اکبر کہا (اس میں تکبیر تحریمہ اور قعدۂ اولیٰ سے اُٹھتے وقت کی تکبیر بھی شامل ہے) میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ یہ صاحب احمق معلوم ہوتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا عکرمہ تم سے تعجب ہے (تم کو معلوم نہیں کہ) یہ تو حضور پُرنور ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ (بخاری)

۱۰۵۷/۹ وَعَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكَادَ اِبْهَامَاهُ تُحَاذِيْ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَلِاَبِيْ دَاوٗدَ مِثْلُهٗ عَنْهُ وَرَوَى الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ لَهٗ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ عَنْ اَنَسٍ نَحْوَهٗ وَقَالَ الْحَاكِمُ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ لَا اَعْلَمُ لَهٗ عِلَّةً وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيِّ وَالطَّبْرَانِيِّ وَالدَّارُقُطْنِيِّ وَمُسْلِمٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ اُذُنَيْهِ۔

حضرت عبد الجبار بن وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو یہاں تک اٹھاتے کہ ہاتھوں کے انگوٹھے دونوں کانوں کی لوکیوں کے مقابل ہوجاتے (اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت بھی انہیں سے اسی طرح ہے اور حاکم نے مستدرک میں اور دارقطنی نے اور بیہقی نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کے اسناد بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہیں۔ اس لیے صحیح ہیں اور حاکم نے یہ بھی کہا ہے کہ میں نے اس میں کوئی علت نہیں پائی اور ابوداؤد کی ایک روایت ہے نسائی، طبرانی، دارقطنی اور مسلم میں وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز شروع فرماتے وقت اپنے ہاتھوں کو دونوں کانوں کے مقابل اٹھاتے دیکھا ہے۔

۱۰۵۸/۱۰ وَعَنْ بَشِيْرِ بْنِ نُهَيْكٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَوْ كُنْتُ قُدَّامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَاَيْتُ اِبْطَيْهِ۔

حضرت بشیر بن نہیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں (تکبیر تحریمہ کے وقت) نبی

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ہوتا تو آپ کے دونوں بغلوں کو دیکھ سکتا تھا (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے تھے) (ابوداؤد اور نسائی)

۱۰۵۹ ۱۱ وَعَنْ وَآئِلِ بْنِ حَجَرٍ اَنَّهُ اَبْصَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰی كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذٰی اِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهٗ يَرْفَعُ اِبْهَامَيْهِ اِلٰی شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جس وقت آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دونوں کندھوں کے سامنے اس طرح اٹھائے کہ دونوں انگوٹھوں کو دونوں کانوں کے مقابل کیا اور اس کے بعد آپ نے اللہ اکبر فرمایا (ابوداؤد) اور ابوداؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (تکبیر تحریمہ کہنے کے قبل) اپنے دونوں انگوٹھوں کو دونوں کانوں کی لو تکیوں تک اٹھاتے تھے۔

ف : اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ کہنے سے قبل اپنے ہاتھوں کے انگوٹھوں کو کانوں کی لو تکیوں کے مقابل رکھا جائے، پھر اس کے بعد اللہ اکبر کہے اور حنفی مذہب یہی ہے (اشعۃ اللمعات)

۱۰۶۰ ۱۲ وَعَنْ اَبِیْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِیِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو روبہ قبلہ ہو کر اپنے دونوں ہاتھوں کو (کانوں تک) اٹھاتے پھر اللہ اکبر فرماتے (ابن ماجہ)

ف : تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا حکم مردوں سے متعلق ہے، اس کے برخلاف عورتیں نماز کی نیت کر کے اللہ اکبر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کندھے تک اٹھاویں لیکن ہاتھ دوپٹے سے باہر نہ نکالیں (طحطاوی)

۱۰۶۱ ۱۳ وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰی تَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ حِذَآءَ اُذُنَيْهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ وَالدَّارُ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اس قدر بلند فرماتے کہ دونوں انگوٹھے دونوں

قُطْنِیُّ فِیْ سُنَنِہٖ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَ رَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ فِیْہِ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ وَالْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ نَحْوَہٗ ۔

کانوں کے مقابل ہو جاتے تھے (اس کی روایت (امام) احمد اور اسحاق ابن راہویہ نے کی ہے اور دار قطنی نے اپنی سنن میں اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس کی روایت کی ہے اور دار قطنی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (تکبیر تحریمہ کے سوا پوری نماز میں) پھر دوبارہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے (اور طحاوی، بخاری اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے ۔

۱۰۶۲/۱۴ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ حَکِیْمٍ قَالَ رَاَیْتُ ابْنَ عُمَرَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حِذَاءَ اُذُنَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃِ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَلَمْ یَرْفَعْھُمَا فِیْمَا سِوٰی ذٰلِکَ رَوَاہُ مُحَمَّدٌ ۔

حضرت عبد العزیز بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دیکھا کہ وہ نماز کے شروع میں پہلی تکبیر کے وقت (جس کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں) اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کے مقابل اٹھایا کرتے اور تکبیر تحریمہ کے سوا پوری نماز میں پھر ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے)

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ قَالَ صَاحِبُ الْکَنْزِ الْمَدْفُوْنِ وَالْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ فِیْہِ الْاِسْتِدْلَالُ عَلٰی تَرْکِ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی الْاِنْتِقَالَاتِ ۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے "کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" یعنی تم اپنے ہاتھوں کو روکو اور نماز کے پابند ہو جاؤ صاحب الکنز المدفون والفلک المشحون نے کہا ہے کہ اس قول باری تعالیٰ میں اس بات کی دلیل ہے کہ شروع نماز کی تکبیر تحریمہ کے سوا پوری نماز میں تکبیرات انتقالات کے وقت رفع یدین (یعنی کانوں تک ہاتھ اٹھانے کو) ترک کیا جائے (تاکہ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ کے حکم کی تکمیل ہو) ۱۲

۱۰۶۳/۱۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَقَالَ الْعَلَّامَۃُ الْھَاشِمُ الْمَدَنِیُّ فِیْ کَشْفِ الرَّیْنِ عَنْ مَسْاَلَۃِ رَفْعِ الْیَدَیْنِ اَنَّ اِسْنَادَ النَّسَائِیِّ عَلٰی شَرْطِ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں (نماز پڑھ کر) تم لوگوں کو بتلائے دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا کیسا تھا؟ یہ کہہ کر آپ (نماز کے لیے) کھڑے ہوگئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو صرف ایک ہی دفعہ (تکبیر تحریمہ کے لیے) اٹھایا پھر آپ نے (پوری نماز میں) رفع یدین کا اعادہ نہیں فرمایا اور ایک دوسری روایت میں ہے

الشَّيْخَيْنِ ۔

١٠٦٤ (١٦) وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً مَّعَ تَكْبِيْرِ الْاِفْتِتَاحِ ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ)

١٠٦٥ (١٧) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ ۔

١٠٦٦ (١٨) وَعَنْهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ

کہ آپ نے (تکبیر تحریمہ کے سوا) رفع یدین نہیں کیا۔ (نسائی) اور علامہ ہاشم مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "کشف الرین عن مسئلۃ رفع الیدین" میں لکھا ہے کہ نسائی کی مذکورہ حدیث کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے اس لیے نسائی کی یہ حدیث بخاری اور مسلم کی حدیثوں کی طرح صحیح ہے

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز جیسی نماز نہ پڑھا دوں ؟ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں یہ کہہ کر نماز پڑھائی تو ایک ہی دفعہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے (پھر پوری نماز میں انھوں نے رفع یدین نہیں کیا) (ترمذی، ابوداؤد و نسائی)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ایک مرتبہ لوگوں سے فرمایا (آؤ) میں تم لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھوں (یعنی تمھیں عملی طور پر دکھا دوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کے بارے میں کیا کرتے تھے) پھر آپ نے نماز پڑھی اور پہلی مرتبہ (صرف تکبیر تحریمہ کے وقت) ہاتھ اٹھائے۔ اس کے بعد (پوری نماز میں پھر رفع یدین نہیں کیا) (ترمذی) اور ترمذی نے کہا ہے کہ اس باب میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے اور ترمذی نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث حسن ہے۔ کئی صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم رفع یدین نہ کرنے کے قائل ہیں۔ نیز سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے (اور یہی حنفی مذہب ہے)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور

يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ.

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم (شروع نماز میں) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے پھر باقی نماز میں رفع یدین کا اعادہ نہیں فرماتے تھے (طحاوی)

۱۰۶۷ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ
۱۹ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْنَ اَيْدِيَكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ.

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ایک بار) ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ (درمیان نماز میں) رفع یدین کر کے اپنے ہاتھوں کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح (بار بار ہلاتے رہتے ہو (ایسا مت کرو) اور نماز میں سکون اور اطمینان سے رہا کرو (مسلم)

ف۱: جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث جس کی روایت مسلم نے کی ہے اس کے آخر میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ" (نماز میں سکون اور اطمینان سے رہا کرو)

اس ارشاد گرامی سے یہ مقصود ہے کہ درمیان نماز میں ایسا عمل نہ کیا جائے جس سے نماز کے سکون و اطمینان میں خلل ہوتا ہو اس لیے ہر وہ عمل جس سے نماز کے سکون میں خلل ہوتا ہو۔ ممنوع ہوگا اور ظاہر ہے کہ درمیان نماز میں بار بار رفع یدین سے نماز کے سکون و اطمینان میں خلل واقع ہوتا ہے اس وجہ سے اس حدیث میں درمیان نماز میں رفع یدین سے منع کیا گیا ہے۔

ف۲: اسی مذکور الصدر حدیث میں ارشاد ہوا ہے "مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْنَ اَيْدِيَكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ" (کیا وجہ ہے کہ میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ (درمیان نماز میں رفع یدین کر کے) اپنے ہاتھوں کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح بار بار ہلاتے رہتے ہو، (ایسا مت کرو) اور نماز میں سکون و اطمینان سے رہا کرو)۔

حدیث کے ان الفاظ سے درمیان نماز میں رفع یدین کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس وہ حضرات جن کے پاس درمیان نماز میں رفع یدین جائز ہے انھوں نے مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْنَ اَيْدِيَكُمْ الخ سے قعدہ میں سلام پھیرتے وقت ہاتھ ہلا کر اشارہ کرنا مراد لیا ہے جس پر بعض لوگوں کا عمل تھا۔ حالانکہ جس حدیث میں سلام پھیرتے وقت ہاتھ ہلا کر اشارہ کرنے سے منع کیا گیا۔ وہ دوسری حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

مَا لِهٰؤُلَاءِ يُؤْمُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اِنَّمَا يَكْفِيْ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّضَعَ يَدَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلٰى اَخِيْهِ مِنْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَمِنْ عَنْ شِمَالِهٖ۔ (ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو شریر گھوڑوں کی دُموں کی طرح ہلا ہلا کر اشارہ کرتے ہیں، ان کو چاہیئے کہ ہاتھوں کو اپنی رانوں پر رکھیں پھر سیدھے اور بائیں جانب اپنے بھائی کو سلام کریں)۔

یہی وہ حدیث ہے جس سے قعدہ میں بوقت سلام ہاتھوں کو ہلا کر اشارہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

ان دونوں حدیثوں کے تقابل سے حسب ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں :—

صدر کی پہلی حدیث کے یہ الفاظ ہیں "مَالِیْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْنَ اَيْدِيَكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ"

اس حدیث کے الفاظ " رَافِعِيْنَ اَيْدِيَكُمْ اور اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ درمیان نماز میں رفع یدین نہ کیا جائے کیوں کہ درمیان نماز میں بار بار رفع یدین سے نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔

اس حدیث کے ان ہر دو جملوں سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہوتی ہے کہ رفع یدین کی ممانعت کا تعلق درمیان نماز سے ہے نہ کہ آخر نماز سے اگر اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ کے حکم کو نماز کے آخری حصہ سلام کے وقت سے متعلق کیا جائے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے تو " اُسْكُنُوْا " کا حکم بے محل ہو جائے گا کیوں کہ سلام سے تو نماز ہی ختم ہو جاتی ہے اور نماز ختم ہو جانے کے بعد سکون و اطمینان سے رہنے کا کیا موقع ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ صدر کی حدیث جس میں اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ مذکور ہے اس حدیث کو درمیان نماز میں رفع یدین کی ممانعت ہی سے متعلق کیا جائے

اس کے برخلاف دوسری حدیث میں " رَافِعِيْنَ اَيْدِيَكُمْ " کی بجائے " يُؤْمُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ " کے الفاظ ہیں جس کے معنی ہاتھوں سے اشارہ کرنے کے ہیں اور اسی طرح دوسری حدیث کے آخر میں " اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ کی بجائے " اِنَّمَا يَكْفِيْ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّضَعَ يَدَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ الخ کے الفاظ ہیں جس کے معنی ہیں ہاتھوں کو اپنے رانوں پر رکھ کر سلام کیا جائے

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں حدیثیں اپنے اپنے الفاظ اور معانی کے لحاظ سے بالکل جُدا ہیں۔ صدر کی پہلی حدیث کا تعلق بالکلیہ درمیان نماز میں رفع یدین کی ممانعت سے ہے اور دوسری حدیث کا تعلق بوقت سلام قعدہ میں ہاتھوں کو ہلا کر اشارہ کرنے کی ممانعت سے ہے، دونوں حدیثوں کے اس تقابل سے یہ واضح ہو گیا کہ ہر دو حدیثیں اپنے اپنے موقع کے لحاظ سے علیحدہ ہیں اور دونوں کا حکم جدا جدا ہے اور اس طرح ایک حدیث کے حکم کو دوسری حدیث کے حکم سے متعلق کرنا قیاس مع الفارق ہے جو کسی حیثیت سے درست نہیں (مرقات) ۱۲

شیخ المشائخ اعلی حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے مشہور زمانہ فتاوی، فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۵

معلوم ہو مراد آباد انڈیا) فرماتے ہیں کہ اصول کا قاعدہ متفق علیہا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے، نہ خصوص سبب کا۔ اور حاظر مبیح پر مقدم ہے۔ ہمارے آئمۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے احادیث ترک پر عمل فرمایا۔ حنفیہ کو اس کی تقلید چاہیے۔ شافعیہ وغیرھم اپنے آئمہ رحمہم اللہ کی پیروی کریں۔ کوئی محل نزاع نہیں ہاں! وہ حضرات کہ تقلید آئمۂ دین کو شرک و حرام جانتے ہیں اور باآنکہ علمائے متقدمین کا کلام سمجھنے کی لیاقت نصیب اعدا۔ اپنے لیے منصب اجتہاد مانتے اور خواہی نخواہی تفریق کلمۂ مسلمین و اثارت فتنہ بین المؤمنین کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ اسی کو اپنا ذریعۂ شہرت و ناموری سمجھتے ہیں۔ ان کے راستے سے مسلمانوں کو بہت دور رہنا چاہیے۔ مانا کہ احادیث رفع ہی مرجح ہوں۔ تاہم رفع یدین کسی کے نزدیک واجب نہیں۔ غایت درجہ اگر ٹھہرے گا تو ایک امر مستحب ٹھہرے گا۔ کہ کیا تو اچھا، نہ کیا تو کچھ برائی نہیں، مگر مسلمانوں میں فتنہ اٹھانا، دو گروہ کر دینا، نماز کے مقدمے انگریزی گورنمنٹ تک پہنچانا شاید اہم واجبات سے ہوگا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے " وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ " فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔" خود ان صاحبوں میں بہت لوگ صدہا گناہ کبیرہ کے کرتے ہوں گے۔ انہیں نہ چھوڑنا اور رفع یدین نہ کرنے پر ایسی شورشیں کرنا کچھ بھلا معلوم ہوتا ہوگا۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہدایت فرمائے۔ آمین۔ واللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اعلم۔

۱۰۶۸ وَفِي مُسْنَدِ إِمَامِنَا أَبِي حَنِيْفَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ اجْتَمَعَ أَبُو حَنِيْفَةَ وَالْأَوْزَاعِيُّ فِي دَارِ الْحَنَّاطِيْنَ بِمَكَّةَ فَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ لِأَبِي حَنِيْفَةَ مَا بَالُكُمْ لَا تَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَكُمْ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ لِأَجْلِ أَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْءٌ قَالَ كَيْفَ لَا يَصِحُّ وَقَدْ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَعِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَحَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَلَا يَعُوْدُ لِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ فَقَالَ

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت سفیان کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ کی گیہوں کی منڈی میں امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی رحمہما اللہ تعالیٰ اکٹھے ہوئے، اس وقت امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ آپ لوگ نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت کس وجہ سے رفع یدین نہیں کرتے ؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم اس وجہ سے رفع یدین نہیں کرتے کہ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی صحیح روایت ثابت نہیں ہوئی ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ حالانکہ امام زہری نے مجھ سے حدیث بیان کی اور زہری سالم سے روایت کرتے ہیں اور سالم اپنے والد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو (تکبیر تحریمہ کے لیے) دونوں ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے

الْاَوْزَاعِیُّ اُحَدِّثُكَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ وَتَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْحَنِیْفَةَ كَانَ حَمَّادٌ اَفْقَهَ مِنَ الزُّهْرِیِّ وَكَانَ اِبْرَاهِیْمُ اَفْقَهَ مِنْ سَالِمٍ وَّعَلْقَمَةُ لَیْسَ بِدُوْنِ ابْنِ عُمَرَ فِی الْفِقْهِ وَاِنْ كَانَتْ لِابْنِ عُمَرَ صُحْبَةٌ اَوْ لَهٗ فَضْلُ صُحْبَةٍ فَالْاَسْوَدُ لَهٗ فَضْلٌ كَثِیْرٌ وَّعَبْدُ اللّٰهِ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ فَسَكَتَ الْاَوْزَاعِیُّ۔

اور رکوع کو جاتے وقت رفع یدین کرتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے (امام اوزاعی کے جواب میں) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حدیث بیان کی ہے ہم سے حماد نے اور حماد بیان کرتے ہیں ابراہیم سے اور ابراہیم روایت کرتے ہیں علقمہ اور اسود سے اور یہ دونوں ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شروع نماز میں تو تکبیر تحریمہ کے لیے) ہاتھ اٹھاتے تھے (پھر باقی نماز میں) رفع یدین کا اعادہ نہیں فرماتے تھے۔ امام اوزاعی نے کہا کہ میں آپ کو حدیث سنا رہا ہوں زہری سے اور زہری روایت کرتے ہیں سالم سے اور سالم روایت کرتے ہیں اپنے والد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی مجھ سے حماد نے اور وہ روایت کرتے ہیں ابراہیم سے امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ حماد زہری سے زیادہ فقیہ ہیں اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہیں اور علقمہ فقہ میں ابن عمر سے کم نہ تھے۔ اگرچہ ابن عمر کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرف صحبت حاصل ہے اور ان کے لیے صحابی ہونے کی فضیلت ہے۔ اب رہے اسود تو ان کے بھی بہت سے فضائل ہیں اور عبداللہ بن مسعود تو عبداللہ بن مسعود ہی ہیں ان کا کیا کہنا یہ سن کر امام اوزاعی نے سکوت اختیار فرمایا (اس کی روایت سفیان بن عیینہ نے ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مسند میں کی ہے۔

۱۰۷۹/۲۱ وَعَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ یَكُنْ یَّرْفَعُ یَدَیْهِ اِلَّا فِی التَّكْبِیْرَةِ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَقَالَ فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ ثُمَّ قَدْ تَرَكَ هُوَ الرَّفْعَ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی ہے حضرت ابن عمر تکبیر اولیٰ یعنی تکبیر تحریمہ کے سوا پوری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے) اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں

فَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ اِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهٗ نَسْخُ مَا قَدْ رَاٰى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهٗ وَقَامَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ۔

کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا پھر خود انھوں نے رفع یدین کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ترک کر دیا۔ پس حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کو ترک کرنا اس وجہ سے ہے کہ جس رفع یدین کو انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا تھا اس کا منسوخ ہونا ان کے پاس ثابت ہے اور رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل ان کے پاس قائم ہو چکی ہے (ورنہ وہ رفع یدین کو درمیان نماز میں کبھی ترک نہ کرتے)

وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ وَالَّذِيْ يَحْتَجُّ بِهِ الْخَصْمُ مِنَ الرَّفْعِ مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ كَانَ فِيْ اِبْتِدَاءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ وَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَاٰى رَجُلًا يَّرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَاْسِهٖ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهٗ۔

اور علامہ عینی نے کہا ہے کہ جس رفع یدین سے متعلق رفع یدین کے قائلین دلیل دلاتے ہیں وہ اس بات پر محمول ہے کہ رفع یدین پر عمل ابتداء اسلام میں ہوتا تھا پھر منسوخ ہو گیا اور رفع یدین منسوخ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کر رہا ہے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کر رہا ہے تو اس سے حضرت عبد اللہ بن زبیر نے کہا کہ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین مت کیا کر، یہ ایسی چیز ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے کیا کرتے تھے اور پھر اس کو ترک فرما دیا۔

١٠٧/٢٢ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے اور پھر (پوری نماز میں) رفع یدین کا اعادہ نہیں کرتے تھے (اس کی روایت طحاوی اور بیہقی نے کی ہے اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے)

١٠٧/٢٣ وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبِ الْجَرْمِيِّ

حضرت عاصم بن کلیب جرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے

عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى الَّتِيْ يُفْتَتَحُ بِهَا الصَّلٰوةُ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ۔

والد سے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ صرف پہلی تکبیر میں جس سے نماز شروع کی جاتی ہے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر اس کے بعد باقی نماز کے کسی حصہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے (اس کی روایت امام محمد اور طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ ثُمَّ قَالَ وَلَا يَجُوْزُ لِعَلِيٍّ اَنْ يَّرٰى ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَتْرُكُ هُوَ ذٰلِكَ اِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ نَسْخُ الرَّفْعِ فِيْ غَيْرِ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ۔

اور علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور مسلم کی شرط کے موافق ہے) اور علامہ عینی نے یہ بھی کہا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے سوا باقی پوری نماز میں رفع یدین کا منسوخ ہونا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ثابت ہو چکا تھا جب ہی تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھنے کے باوجود پھر بھی تکبیر تحریمہ کے سوا باقی پوری نماز میں رفع یدین کو ترک فرمایا اگر رفع یدین کا منسوخ ہونا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ثابت نہ ہوتا تو آپ خود اپنی طرف سے رفع یدین ہرگز ترک نہ کرتے۔

۱۰۷۲/۲۴ وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ اِلَّا عِنْدَ اِسْتِفْتَاحِ الصَّلٰوةِ۔

(رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اور پھر حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ بھی نماز پڑھی ہے یہ تینوں حضرات رفع یدین شروع نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی کیا کرتے تھے اور باقی پوری نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے) (اس کی روایت دار قطنی اور ابن عدی نے کی ہے)

۱۰۷۳/۲۵ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِي الْاِفْتِتَاحِ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

۱۰۷۴/۲۶ وَعَنْهُ قَالَ لَا تَرْفَعْ يَدَيْكَ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَالْاٰثَارِ۔

۱۰۷۵/۲۷ وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا كَبَّرَ وَاِذَا رَفَعَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ مَا اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ لَمْ يَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلَّا ذٰلِكَ الْيَوْمَ فَحَفِظَ هٰذَا مِنْهُ وَلَمْ يَحْفَظْهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّاَصْحَابُهٗ مَا سَمِعْتُهٗ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اِنَّمَا كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ يُكَبِّرُوْنَ۔

(رَوَاہُ مُحَمَّدٌ)

وقت ہی ہاتھ اٹھائے تھے پھر اس کے بعد نماز کے کسی حصہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (طحاوی)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد نماز کے کسی حصہ میں رفع یدین مت کیا کرو۔ (اس کی روایت امام محمد نے موطا اور الآثار میں کی ہے)

حضرت حصین بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور عمرو بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ایک دفعہ) حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے عمرو نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت علقمہ بن وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد کے واسطہ سے حدیث بیان کی ہے کہ ان کے والد وائل حضرمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو انھوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرمایا اور اسی طرح رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین فرمایا (یہ سن کر) ابراہیم نخعی نے جواب دیا کہ (وائل حضرمی جو کہہ رہے ہیں) بس اس کو نہیں جانتا تا معلوم ہوتا ہے کہ وائل حضرمی نے صرف اسی ایک دن کی نمازوں میں (جب کہ وہ خدمت اقدس میں وفد بن کر حضرموت سے حاضر ہوئے تھے) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (درمیان نماز میں) رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا اور اسی کو انھوں نے یاد رکھ لیا لیکن ابن مسعود اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جو ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر رہ کر) شریک نماز ہوتے تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا ہمیشہ کا واقعہ نہ ہونے کی وجہ سے اس (ایک دن کی نمازوں کے رفع یدین کو یاد نہ رکھا (حضرت ابراہیم نخعی

۱۰۷۶ / ۲۸ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ حَضْرَمَوْتَ فَإِذَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَبَعْدَهٗ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيْمَ فَغَضِبَ وَقَالَ رَاٰهُ هُوَ وَلَمْ يَرَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّلَا اَصْحَابُهٗ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

۱۰۷۷ / ۲۹ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قُلْتُ لِإِبْرَاهِيْمَ حَدِيْثُ وَائِلٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ اِنْ كَانَ وَائِلٌ رَاٰهُ مَرَّةً يَّفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَدْ رَاٰهُ عَبْدُ اللهِ خَمْسِيْنَ مَرَّةً لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) اسی لیے میں نے ان حضرات میں سے کسی ایک سے بھی یہ نہیں سنا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (درمیان نماز میں) رفع یدین کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ ان سب حضرات کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ شروع نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے (اس کے سوا باقی نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے) اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے)

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں حضرموت کی مسجد میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے حدیث بیان کر رہے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے قبل رفع یدین کیا کرتے تھے اور رکوع کے بعد بھی رفع یدین کیا کرتے تھے میں نے اس واقعہ کا تذکرہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کیا تو انھوں نے غصہ میں آکر فرمایا کیا وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی رفع یدین کرتے دیکھا ہے ؟ اور اس کو ابن مسعود اور ان کے ساتھی دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہیں دیکھا (کیا یہ قرین قیاس ہے ؟) اس کی روایت طحاوی نے کی ہے

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی کہ حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین فرماتے ہوئے دیکھا ہے (یہ سن کر) حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک دفعہ (قبل رکوع اور بعد رکوع) رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے تو

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچاس مرتبہ دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (قبل رکوع اور بعد رکوع) رفع یدین نہیں کرتے تھے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

ف: واضح ہو کہ یہاں رفع یدین سے متعلق دو طرح کی حدیثیں آتی ہیں۔ ایک وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس میں مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل رکوع اور بعد رکوع رفع یدین فرماتے تھے اور دوسری حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے جس میں مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل رکوع اور بعد رکوع رفع یدین نہیں فرماتے تھے

اس طرح رفع یدین سے متعلق احادیث میں تعارض پایا جاتا ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ رفع یدین کے بارے میں اُن احادیث کو ترجیح حاصل ہے جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں جن میں قبل رکوع اور بعد رکوع حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رفع یدین ثابت نہیں ہے۔ حضرت وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفد بن کر حضرموت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور آپ کو صرف چند دن صحبت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موقع ملا۔ اس کے برخلاف حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ صحبت بابرکت میں اس طرح حاضر رہتے تھے کہ اجنبی حضرات آپ کی اس حاضر باشی کی وجہ آپ کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت میں شمار کرنے لگے تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، صحبت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لحاظ سے حضرت وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ قدیم ہیں اس لیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث کو حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثوں پر ترجیح حاصل ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثیں اس لیے بھی قابل ترجیح ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا شمار جیسا کہ ابھی ذکر کیا جا چکا ہے ان جلیل القدر مہاجرین صحابہ میں ہے جو سفر و حضر میں ہمیشہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت میں حاضر رہتے تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس تقرب کے سبب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے جس کو خود صاحب مشکوٰۃ نے اپنے رسالہ "الاکمال فی اسماء الرجال" میں ذکر کیا "رَضِيْتُ لِأُمَّتِيْ مَا رَضِيَ بِهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ" (میری امت کے لیے ام عبد یعنی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن باتوں کو پسند کریں مجھے بھی وہ باتیں پسند ہیں) یہی وہ امتیاز ہے جس کی بناء پر امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال کو زیادہ سمجھنے والے ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثوں کو حضرت وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثوں

پر ترجیح حاصل ہے (شرح معانی الآثار)

۱۰۷۸/۳۰ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ قَائِمًا فِى الصَّلٰوةِ قَبَضَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ۔ رَوَاهُ النَّسَائِىُّ

حضرت علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو سیدھے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیتے تھے۔ (نسائی)

۱۰۷۹/۳۱ وَعَنْ قُبَيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَاْخُذُ شِمَالَهٗ بِيَمِيْنِهٖ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت قبیصہ بن ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری امامت فرماتے تھے تو اپنے بائیں ہاتھ کو سیدھے ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے۔ (ترمذی اور ابن ماجہ)

۱۰۸۰/۳۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنْبِيَاءِ اُمِرْنَا اَنْ نُّعَجِّلَ اَفْطَارَنَا وَنُؤَخِّرَ سُحُوْرَنَا وَنَضَعَ اَيْمَانَنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِى الصَّلٰوةِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِىُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ وَالطَّيَالِسِىُّ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حَجَرٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم پیغمبروں کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم افطار جلدی کریں اور سحر کرنے میں تاخیر کریں اور نماز میں اپنے سیدھے ہاتھوں کو اپنے بائیں ہاتھوں پر رکھیں (اس کی روایت طبرانی نے سند صحیح سے کی ہے اور طیالسی نے بھی اس کی روایت کی ہے) اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے۔

۱۰۸۱/۳۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَرَّ بِىَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَاضِعٌ يَدِىَ الْيُسْرٰى عَلَى الْيُمْنٰى فَاَخَذَ بِيَدِى الْيُمْنٰى فَوَضَعَهَا عَلَى الْيُسْرٰى رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِىُّ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس سے گذرے اور میں نماز میں بائیں ہاتھ کو سیدھے ہاتھ پر رکھے ہوئے تھا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سیدھے ہاتھ کو پکڑ کر بائیں ہاتھ پر رکھ دیا (ابن ماجہ اور نسائی)

۱۰۸۲/۳۴ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِى الصَّلٰوةِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ وَ فِىْ رِوَايَةٍ لِّلنَّسَائِىِّ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حَجَرٍ اَنَّهٗ قَالَ قُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّىْ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا بِاُذُنَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ۔

روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں) لوگوں کو حکم تھا کہ وہ نماز میں اپنے سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا کریں (اس کی روایت بخاری نے کی ہے) اور نسائی کی ایک روایت میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے (دل میں) یہ بات ٹھان لی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرور دیکھوں گا کہ آپ کس طرح نماز ادا فرماتے ہیں ؟ چنانچہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر فرمایا پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں کے برابر اٹھایا اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سیدھے ہاتھ (کی ہتھیلی کو) بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھ کر سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا سے (حلقہ بناکر) بائیں ہاتھ کے پہونچے کو (اس طرح) پکڑ لیا کہ (سیدھے ہاتھ کی باقی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کے) پہونچے کے بالائی حصہ یعنی کلائی پر تھیں۔

ف : واضح ہو کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کے متعلق حنفی مذہب میں تین قول ہیں۔ ایک یہ ہے کہ پہلے اللہ اکبر کہے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے جیسا کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورۃ الصدر حدیث سے معلوم ہوتا ہے جس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ اور رفع یدین ساتھ ساتھ کئے جائیں، جیسا کہ حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری حدیث سے ثابت ہے جس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور بیہقی نے کی ہے اس قول کو خانیہ، خلاصہ، تحفہ، بدائع، محیط، قدوری، اور قاضی خان نے اختیار کیا ہے اور بقالی نے اس دوسرے قول کو جمیع احناف کی طرف منسوب کیا ہے اور حلبہ نے اسی کو مفتیٰ بہ قرار دیا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے پھر اللہ اکبر کہے اور یہ ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے جس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔ نیز ابن ماجہ، ابوداؤد ترمذی اور نسائی سے بھی اس حدیث کی روایت ہے۔ مجمع نے اس قول کو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ سے منسوب کیا ہے اور مبسوط میں لکھا ہے کہ اس تیسرے قول کو اکثر فقہائے احناف نے اختیار کیا ہے اور غایۃ البیان نے بھی اس قول کو جمہور علماء احناف کی طرف منسوب کیا ہے اور صاحب ہدایہ کے پاس یہی تیسرا قول مفتیٰ بہ ہے (رد المحتار، عمدۃ الرعایۃ)

ف : نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھنے کے بارے میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ تین طرح کی ہیں۔

ایک[1] حدیث میں ہاتھ کو ہاتھ سے پکڑنے کا ذکر ہے۔ اور دوسری[2] حدیث میں ہاتھ کو ہاتھ پر رکھنے کا ذکر ہے اور تیسری حدیث میں ہاتھ کو پہونچے کے بالائی حصہ یعنی کلائی پر رکھنے کا ذکر ہے۔

واضح رہے کہ جب کبھی کسی مسئلہ میں مختلف حدیثیں آتی ہیں جس سے ان میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہو تو اصولیین کا قاعدہ یہ ہے کہ جہاں تک ہوسکے ایسی کوشش کی جائے کہ ان جملہ مختلف احادیث پر عمل ہوسکے اور ان میں سے کوئی حدیث چھوٹنے نہ پائے۔

اسی قاعدے کے پیش نظر ہمارے فقہاء نے تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھنے کے بارے میں جو مختلف احادیث آئی ہیں ان سب پر اس طرح عمل کیا ہے کہ ان میں سے کوئی حدیث بھی چھوٹنے نہیں پاتی۔ اسی لیے انھوں نے فرمایا ہے کہ اس بارے میں سنت یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں کے ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلی سے حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کے پہونچے کو اس طرح پکڑلے کہ باقی تین انگلیاں بائیں پہونچے کے بالائی حصہ یعنی کلائی پر رہیں۔

اس سے یہ صادق آتا ہے کہ نمازی نے اپنے سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا ہے اور اپنے سیدھے ہاتھ کو بائیں کلائی پر بھی رکھا ہے اور اپنے بائیں ہاتھ کو سیدھے ہاتھ سے پکڑ لیا ہے، اس طرح نمازی نے ہاتھ باندھنے سے متعلق جملہ مختلف حدیثوں پر عمل کیا ہے۔ (الحلبی، ردالمحتار)

ف[3]: نماز میں ہاتھ باندھنے کا یہ طریقہ مردوں سے متعلق ہے لیکن عورتیں داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھیں۔ (طحطاوی)

۱۰۸۳/۳۵ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِى الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَفِىْ عُمْدَةِ الرِّعَايَةِ سَنَدُهٗ جَيِّدٌ وَرُوَاتُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ كَذَا قَالَ الْحَافِظُ قَاسِمُ بْنُ قُطْلُوْبُغَا وَالشَّيْخُ عَابِدُ السِّنْدِىُّ وَقَالَ الْعَلَّامَةُ اَبُو الطَّيِّبِ الْمَدَنِىُّ هٰذَا حَدِيْثٌ قَوِىٌّ مِّنْ حَيْثُ السَّنَدِ۔

حضرت علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے ہیں (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے) اور عمدۃ الرعایۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ حافظ قاسم بن قطلوبغا اور شیخ عابد سندی نے بھی اسی طرح کہا ہے اور علامہ ابو الطیب المدنی نے کہا ہے کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے قوی ہے۔

۱۰۸۴/۳۶ وَعَنْ عَلِىٍّ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِى الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَاَحْمَدُ وَابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نماز میں ناف کے نیچے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھنا سنت ہے (اس کی روایت ابوداؤد، امام

وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ۔

احمد اور ابن ابی شیبہ، دار قطنی اور بیہقی نے کی ہے)

۱۰۸۵/۳۷ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْآثَارِ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ وہ نماز میں ناف کے نیچے اپنے سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا کرتے تھے (اس کی روایت امام محمد نے الآثار میں کی ہے)

ف: نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کا حکم مردوں سے متعلق ہے اس کے برخلاف عورتیں تکبیر تحریمہ کے بعد اپنے دونوں ہاتھ سینہ پر باندھ لیں (سعایۃ) ۱۲

۱۰۸۶/۳۸ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ طُولُ الْقُنُوتِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نماز میں قیام دراز ہو وہ نماز زیادہ فضیلت رکھتی ہے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں قیام کو طویل کرنا زیادہ رکعتوں کے پڑھنے سے افضل ہے جیسے ایک شخص رکعتیں کم پڑھتا ہے مگر زیادہ قرآن پڑھ کر قیام کو طویل کر رہا ہے تو ایسے شخص کی نماز اُس شخص کی نماز سے افضل ہے جو قیام میں قرآن کم پڑھتا ہو لیکن زیادہ رکعتیں ادا کرتا ہو۔ اس لیے کہ قیام میں قرآن کم پڑھا جاتا ہے لیکن زیادہ رکعتوں کے رکوع اور سجود میں زیادہ تسبیحات پڑھی جاتی ہیں اور ظاہر ہے کہ قرآن کو تسبیحات پر فضیلت حاصل ہے۔

طویل قیام کو رکعتوں کی کثرت پر اس لیے بھی فضیلت حاصل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز تہجد میں آٹھ رکعات ادا فرماتے لیکن ان رکعتوں میں قرآن کی طویل ترین سورتیں تلاوت فرما کر قیام کو طویل فرمایا کرتے تھے۔ حنفی مذہب میں طویل قیام کی فضیلت ہی پر فتویٰ ہے۔

واضح رہے کہ زیادہ رکعتوں کے پڑھنے پر طویل قیام کو جو فضیلت حاصل ہے، اس کا تعلق نوافل سے ہے۔ اس کے برخلاف فرض نمازوں کے قیام، رکوع، اور سجدہ کو سنّت کے موافق ادا کرنا ہی افضل ہے (ملتقی، کنز، مرقات) ۱۲

اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں کہ حالت قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان صرف چار انگلیوں کا فاصلہ ہونا چاہیے یہی ادب اور یہی سنّت ہے۔ اور یہی ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے:

قَالَ فِي رَدِّ الْمُحْتَارِ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُمَا مِقْدَارُ أَرْبَعِ أَصَابِعِ الْيَدِ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ إِلَى الْخُشُوعِ هٰكَذَا رُوِيَ عَنْ أَبِي نَصْرِ الدَّبُوسِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُهُ كَذَا فِي الْكُبْرٰى ا ھ أَقُولُ بَلْ فِي نُورِ الْإِيضَاحِ وَشَرْحِهِ مَرَاقِي الْفَلَاحِ لِلْعَلَّامَةِ الشُّرُنْبُلَالِيِّ يُسَنُّ تَفْرِيجُ الْقَدَمَيْنِ فِي الْقِيَامِ قَدْرَ أَرْبَعِ أَصَابِعَ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ إِلَى الْخُشُوعِ ا ھ قَالَ السَّيِّدُ الطَّحْطَاوِيُّ فِي حَاشِيَتِهِ نَصَّ عَلَيْهِ فِي كِتَابِ الْأَثَرِ عَنِ الْإِمَامِ وَلَمْ

یَحْصُلُ فِیْہِ خِلَافًا ۔ اھ

امام علامہ ابو یوسف اردبیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی کتاب الانوار میں کہ اجل معتمدات مذہب شافعی سے ہے اسی چار انگل فصل کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی۔ حَیْثُ قَالَ یُکْرَہُ اِلْصَاقُ الْقَدَمَیْنِ وَیُسْتَحَبُّ التَّفْرِیْقُ بَیْنَھُمَا بِقَدْرِ اَرْبَعِ اَصَابِعَ۔

(چار انگلیوں کی مقدار حالت قیام میں دونوں قدموں کو جدا رکھنا مستحب ہے اور ان کا ملانا مکروہ ہے)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ایک ہاتھ کا فرق نہ کسی مذہب کی کتاب میں نظر سے گزرا۔ نہ کسی طرح قبول ہو سکتا ہے۔ کہ بداہۃً طرز و روش ادب و خشوع سے جدا ہے۔ بعض شافعیہ نے ایسا کیا غالباً کوئی عذر ہو گا۔ یا شاید ناواقفی کی بناء پر کہ مکہ معظمہ کا ہر متنفس تو عالم نہیں۔ اعتبار اقوال و افعال علماء کا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۰۸۷/۳۹ وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ اجْتَمَعَ اَبُوْ حُمَيْدٍ وَّاَبُوْ اُسَيْدٍ وَّسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوْا صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَاَنَّهٗ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عباس بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ یہ چار صحابہ یعنی) ابو حمید، ابو اسید سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک جگہ جمع ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا آپس میں تذکرہ کیا۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ میں تم میں سب سے بہتر جانتا ہوں (یہ کہہ کر آپ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رکوع کرنے کو اس طرح بیان کیا کہ) جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکوع کیا تو آپ نے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر اس طرح رکھ دیئے گویا ان سے گھٹنوں کو پکڑے ہوئے ہیں اور ہاتھوں کو کھینچی ہوئی کمان کی تانت کی طرح بنا کر ان کو پہلوؤں سے جدا رکھا۔ (ترمذی)

۱۰۸۸/۴۰ وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ اِنَّمَا السُّنَّةُ الْاَخْذُ بِالرُّكَبِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بُنَيَّ اِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ وَفَرِّجْ بَيْنَ اَصَابِعِكَ وَارْفَعْ يَدَيْكَ عَنْ جَنْبَيْكَ۔

حضرت ابو عبد الرحمن سُلَمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ (نماز میں رکوع کے وقت) سنت یہ ہے کہ گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑ لیا جائے (اس کی روایت نسائی نے کی ہے) اور طبرانی کی ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے بیٹے جب تم رکوع کرو تو دونوں

ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ کر انگلیوں کو پھیلا دو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جُدا رکھو۔

ف : رکوع کرنے کا یہ طریقہ مردوں سے متعلق ہے اس کے برخلاف عورتیں رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں پر رکھ دیں اور دونوں بازو پہلوؤں سے خوب ملائے رکھیں اور دونوں پاؤں کے ٹخنے بالکل ملادیں (ردالمحتار، طحاوی)

۱۰۸۹/۴۱ وَعَنْ وَّابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَكَانَ اِذَا رَكَعَ سَوّٰى ظَهْرَهٗ حَتّٰى لَوْ صُبَّ عَلَيْهِ الْمَآءُ لَاسْتَقَرَّ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ جب آپ رکوع فرماتے تو اپنی پشت مبارک کو اس قدر سیدھی رکھتے کہ اگر اس پر پانی ڈال دیا جاتا تو ٹھہر جاتا۔ (ابن ماجہ)

۱۰۹۰/۴۲ وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَاْسَهٗ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَمُسْلِمٌ وَّابْنُ حِبَّانَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رکوع فرماتے تو سر مبارک کو نہ اُوپر اٹھاتے اور نہ نیچے جھکاتے بلکہ درمیانی حالت میں (پیٹھ کے برابر رکھتے) (اس کی روایت ابن ماجہ، ترمذی، مسلم اور ابن حبان نے کی ہے)

ف : فاضل بریلوی فرماتے ہیں رکوع میں قدر واجب تو اسی قدر ہے کہ سر جھکائے اور پیٹھ کو قدرے خم دے۔ مگر جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کا درجۂ کمال وطریقۂ اعتدال یہ ہے کہ پیشانی جھک کر گھٹنوں کے مقابل آجائے۔ اس قدر کے لیے سرین اٹھانے کی حاجت نہیں۔ تو قدر اعتدال سے جس قدر زائد ہو گا وہ عبث وبیجا میں داخل ہو جائے گا۔ فِي الْحَاشِيَةِ الشَّامِيَةِ فِيْ حَاشِيَةِ الْفَتَّالِ عَنِ الْبِرْجُنْدِيِّ وَلَوْ كَانَ يُصَلِّيْ قَاعِدًا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّحَاذِيَ جَبْهَةَ قُدَّامِ رُكْبَتَيْهِ لِيَحْصُلَ الرُّكُوْعُ وَاِلَّا فَقَدْ عَلِمْتَ حُصُوْلَهٗ بِاَصْلِ طَاْطَاَةِ الرَّاْسِ اَيْ مَعَ انْحِنَآءِ الظَّهْرِ تَاَمَّلْ۔ انتھٰی۔

اور نماز میں جو ایسا فعل کیا جائے گا لا اقل ناپسند ومکروہ تنزیہی ہوگا۔ وفی الدر المختار وَيُكْرَهُ تَرْكُ كُلِّ سُنَّةٍ انتھٰی۔ ملتقطا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۵۱۔

۱۰۹۱/۴۳ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَآئِمًا فَاِذَا سَجَدَ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھایا کرتے تو فوراً سجدہ نہیں کرتے جب تک کہ اطمینان کے ساتھ سیدھے کھڑے نہیں

جَالِسًا وَّ كَانَ يَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى.

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

ہو جاتے تھے اور جب سجدہ کرتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے تو فوراً دوسرا سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک کہ (دونوں سجدوں کے درمیان سے) نہیں بیٹھ جاتے (اور جب دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے) تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)

۱۰۹۲/۴۳ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوُدَ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ حُمَيْدٍ ثُمَّ يَهْوِيْ اِلَى الْاَرْضِ سَاجِدًا فَيُجَافِيْ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَيَفْتَحُ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ رَاْسَهٗ وَيَثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَعْتَدِلُ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِيْ مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَسْجُدُ.

اور ابو داؤد میں ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو طویل حدیث مروی ہے (اس حدیث میں قومہ کے بعد سجدہ کرنے کا اس طرح ذکر ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (قومہ کے بعد) فوراً زمین پر سجدہ میں گر جاتے اور (سجدہ کی حالت میں) اپنے دونوں بازو دونوں پہلوؤں سے علیحدہ رکھتے اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کو اس طرح موڑتے کہ انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رہتا پھر سجدہ سے سر اٹھاتے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے پھر آپ اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاتے یہاں تک کہ ہر ہر ہڈی اچھی طرح اپنی اپنی جگہ قرار پا جاتی پھر دوسرا سجدہ فرماتے۔

وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ وَفَرَّجَ بَيْنَ فَخِذَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ بَطْنَهٗ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَخِذَيْهِ حَتّٰى فَرَغَ.

اور ابو داؤد کی ایک دوسری روایت (جو ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے۔ اس میں سجدہ کی کیفیت میں یہ بھی اضافہ ہے) کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (سجدہ میں) سجدے سے فارغ ہونے تک اپنی رانوں کو کشادہ رکھتے اور شکم مبارک کے کسی حصہ کو رانوں سے لگنے نہ دیتے۔

ف: سجدہ کا یہ طریقہ مردوں سے متعلق ہے لیکن عورتیں جب سجدے میں جائیں تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھیں پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھیں اور انگلیاں خوب ملا لیویں پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں پیشانی رکھیں اور سجدے کے وقت پیشانی اور ناک دونوں زمین پر رکھ دیں اور ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھیں مگر پاؤں کھڑے نہ کریں بلکہ داہنی طرف کو پاؤں نکال دیں اور خوب سمٹ کر اور دب کر سجدہ کریں کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور بازو دونوں پہلوؤں سے ملا دیویں اور دونوں بازو زمین پر رکھ دیں۔ (درمختار)

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ حالت نماز میں ایک سجدہ فرض ہے یا دونوں

تو آپ نے فرمایا دونوں۔ کسی نے کہا کہ پہلا سجدہ فرض ہے دوسرا واجب۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ تعجب ہے بلکہ نام پر افسوس۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ بلا مبالغہ دو سو کلمات علماء کرام سے اس کی سند میں پیش کر سکتا ہے جن ثابت ہو کہ مخالفین مسئلہ کو فقہ میں کس قدر غفلت ہے۔ مگر مسئلہ نہایت وضوح سے واضح ہے۔ اطالت موجب ملالت لہٰذا صرف دس نصوص صریحہ پر قناعت (ان دس میں سے ایک دو ہی بیان کی جاتی ہیں۔) نص اول۔

بحر الرائق میں کنز الدقائق کے قول " فَرَضُهَا التَّحْرِيمَةُ وَالْقِيَامُ وَالْقِرَاءَةُ وَالرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ کی شرح میں فرمایا : اِرْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَالْإِجْمَاعُ عَلٰى فَرْضِيَّتِهِمَا وَرُكْنِيَّتِهِمَا وَالْمُرَادُ مِنَ السُّجُوْدِ السَّجْدَتَانِ فَاَصْلُهُ ثَابِتٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ وَكَوْنُهُ مُثَنّٰى فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ۔

(ترجمہ: فرائض نماز میں تکبیر تحریمہ، قیام، قرأۃ، رکوع اور دونوں سجدے ہیں۔) اس عبارت کی شرح بحر الرائق میں فرمایا رکوع کرو اور سجدے کرو (یہ حکم قرآن ہے اور ان کے فرض ورکن ہونے پر اجماع ہے۔ اور سجود سے مراد دونوں سجدے ہیں۔ ان کی اصل کتاب، سنۃ اور اجماع سے ثابت ہے۔) نص ثانی

امام محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں : وَالْخَامِسَةُ السَّجْدَةُ اَیْ وَالْفَرِيْضَةُ الْخَامِسَةُ مِنَ الْفَرَآئِضِ السِّتِّ الْمُشْتَمِلِ عَلٰى فَرْضِيَّتِهِمَا الصَّلٰوةُ السَّجْدَةُ وَالْاُوْلٰى السَّجْدَتَانِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ اَصْلُ السَّجْدَةِ ثَابِتٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ وَكَوْنُهُ مُثَنّٰى فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ وَلَا خِلَافَ فِيْ كَوْنِهِمَا مِنْ اَرْكَانِ الصَّلٰوةِ اَيْضًا۔

یہاں تصریح ہے کہ فرضیت تو درکنار دونوں سجدے بالاجماع رکن نماز ہیں۔ فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۵۸

۱۰۹۳
۴۴
وَعَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَيْنَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ وَجْهَهٗ اِذَا سَجَدَ فَقَالَ بَيْنَ كَفَّيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ وَّاَبُوْ دَاؤُدَ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو چہرۂ مبارک کو کہاں رکھتے تھے حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (چہرہ کو سجدہ کی حالت میں) اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھا کرتے تھے (اس کی روایت ترمذی اور طحاوی نے کی ہے اور مسلم، ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۱۰۹۴
۴۵
وَعَنْ وَّائِلِ بْنِ حَجَرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ كَانَتْ يَدَاهُ حِيَالَ اُذُنَيْهِ رَوَاهُ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ فرماتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھ

الطَّحَاوِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْحٰقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ ثُمَّ كَبَّرَ سَجَدَ فَكَانَتْ يَدَاهُ مِنْ أُذُنَيْهِ عَلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي اسْتَقْبَلَ بِهِمَا الصَّلٰوةَ۔

دونوں کانوں کے مقابل رہتے تھے (اس کی روایت طحاوی، عبدالرزاق اور اسحاق بن راہویہ نے کی ہے) اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ (قومہ کے بعد) پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ اکبر فرما کر سجدہ کیا تو سجدوں میں آپ کے دونوں ہاتھ دونوں کانوں کے ایسے ہی مقابل تھے جیسا کہ شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت آپ کے دونوں ہاتھ دونوں کانوں کے مقابل رہتے تھے۔

۱۰۹۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں (دوسرے سجدے کے بعد جب دوسری یا چوتھی رکعت کے لیے اٹھتے تو زمین پر یا گھٹنوں پر ہاتھ ٹیکنے کے بغیر اور جلسۂ استراحت کئے بغیر) اپنے پاؤں کے پنجوں کے بل اٹھتے تھے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ اسی پر اہل علم کا عمل ہے) (جلسۂ استراحت یہ ہے کہ پہلی رکعت کے دوسرے سجدے یا تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے فارغ ہونے کے بعد جب قیام کے لیے اٹھیں تو کچھ دیر بیٹھ کر اٹھیں اور یہ جلسۂ استراحت حنفی مذہب میں ثابت نہیں ہے (عمدۃ الرعایۃ)

ف: اس حدیث میں پاؤں کے پنجوں کے بل اٹھنے کا جو ذکر ہے وہ دوسرے سجدے کے بعد دوسری یا چوتھی رکعت کے قیام کے لئے اٹھنے سے متعلق ہے اور اس میں اٹھتے وقت ہاتھوں کو زمین یا زانو پر ٹیکنے کی اور جلسۂ استراحت کرنے کی ممانعت ہے اور یہی مذہب حنفی ہے لیکن ضعیف العمری یا کسی اور عذر کی وجہ سے ہاتھوں کو زمین یا زانو پر ٹیکنے کے بغیر اٹھنا ممکن نہ ہو تو جلسۂ استراحت کیے بغیر ہاتھوں کو زمین یا زانو پر ٹیک کر اٹھ سکتے ہیں (رد المحتار، شرح سفر السعادت، عینی فتح القدیر)

۱۰۹۶ وَعَنْ عَيَّاشِ بْنِ سَهْلِ السَّاعِدِيِّ وَكَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيْهِ أَبُوْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَأَبُوْ أُسَيْدٍ وَأَبُوْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيُّ وَالْأَنْصَارُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهُمْ تَذَاكَرُوا الصَّلٰوةَ فَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ

حضرت عیاش بن سہل ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک ایسی مجلس میں تھے جس میں ان کے والد جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں موجود تھے اور اس مجلس میں حضرت ابوہریرہ، ابواسید اور ابوحمید الساعدی اور دیگر انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی موجود تھے اور یہ سب آپس میں (رسول اللہ صلی

بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِتَّبَعْتُ ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا فَاَرِنَا فَقَامَ یُصَلِّیْ
وَھُمْ یَنْظُرُوْنَ فَکَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ
اَوَّلِ التَّکْبِیْرِ ثُمَّ ذَکَرَ حَدِیْثًا طَوِیْلًا ذَکَرَ
فِیْہِ اَنَّہٗ لَمَّا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السَّجْدَۃِ
الثَّانِیَۃِ مِنَ الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی قَامَ وَ
لَمْ یَتَوَرَّكْ ۔

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی) نماز کا تذکرہ کر رہے تھے تو حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ تم سب سے زیادہ جانتا ہوں کیونکہ میں نے بہت جستجو کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کو بغور دیکھا ہے۔ یہ سن کر صحابۂ کرام نے کہا اچھا ہمیں بتلایئے تو حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور سب دیکھنے لگے (حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) اس طرح نماز شروع کی کہ پہلے اللہ اکبر کہا اور فقط اسی تکبیر اول کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر حضرت عیاش نے یہی طویل حدیث بیان کرتے ہوئے (دوسرے سجدے سے قیام کے کھڑے ہونے کا ذکر اس طرح کیا کہ (ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے جب سر اٹھایا تو جلسۂ استراحت کئے بغیر سیدھے کھڑے ہو گئے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

۱۰۹۷/۴۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ
کَانَ یَنْھَضُ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی صُدُوْرِ
قَدَمَیْہِ وَلَمْ یَجْلِسْ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ
شَیْبَۃَ وَالْبَیْھَقِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّھُمَا
عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَیْرِ نَحْوَہٗ۔

روایت کی گئی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں (دوسرے سجدے کے بعد جب قیام کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہوتے تھے اور جلسۂ استراحت نہیں کرتے تھے (اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے کی ہے) اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی کی دوسری روایت میں ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسی طرح مروی ہے (کہ وہ بھی جلسۂ استراحت نہیں کرتے تھے)

۱۰۹۸/۴۹ وَعَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ کَانَ عُمَرُ وَ
عَلِیٌّ وَّاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْھَضُوْنَ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی
صُدُوْرِ اَقْدَامِھِمْ۔

(رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ)

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر، حضرت علی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیگر اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز میں (دوسرے سجدے کے بعد قیام کے لیے اٹھتے) تو اپنے پنجوں کے بل اٹھتے تھے (اور جلسۂ استراحت نہیں کرتے تھے (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے ۔

۱۰۹۹/۵۰ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِیْ عَیَّاشٍ قَالَ اَدْرَکْتُ غَیْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ اِذَا رَفَعَ اَحَدُھُمْ رَاْسَہٗ مِنَ السَّجْدَۃِ الثَّانِیَۃِ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَالثَّالِثَۃِ نَھَضَ کَمَا ھُوَ وَلَمْ یَجْلِسْ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَرَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ نَحْوَہٗ۔

حضرت نعمان بن ابی عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اکثر صحابہ (کا زمانہ) پایا ہے اور (دیکھا ہے کہ) ان میں سے ہر ایک جب پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدۂ ثانیہ سے اپنے سر کو اٹھایا کرتے تو جلسۂ استراحت کئے بغیر کھڑے ہو جایا کرتے تھے (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور عبد الرزاق نے ابن مسعود، ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اس طرح روایت کی ہے (کہ یہ سب حضرات بھی جلسۂ استراحت نہیں کرتے تھے)

۱۱۰۰/۵۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰی یَدَیْہِ اِذَا نَھَضَ فِی الصَّلٰوۃِ۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازی کو (دوسرے سجدہ سے دوسری یا چوتھی رکعت کے لیے یا قعدہ اولیٰ سے تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت) اپنے ہاتھوں سے (زمین یا زانو پر) ٹیکا دینے کی ممانعت فرمائی ہے (ابوداؤد)

۱۱۰۱/۵۲ وَعَنْ وَّائِلِ بْنِ حَجَرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ فِی الصَّلٰوۃِ اَضْجَعَ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَقَعَدَ عَلَیْھَا وَنَصَبَ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی رَوَاہُ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَالْعَمَلُ عَلَیْہِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ وَھُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَابْنِ الْمُبَارَکِ وَاَھْلِ الْکُوْفَۃِ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھتے تھے اور سیدھے پاؤں کو کھڑا کرتے (اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے، اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ سفیان ثوری اور امام ابن المبارک اور کوفہ والوں کا یہی قول ہے۔ ترمذی کی عبارت یہاں ختم ہوئی)

ف: قعدہ میں بیٹھنے کا یہ طریقہ مردوں سے متعلق ہے لیکن عورتیں قعدہ میں یا دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں بائیں چوتڑ پر بیٹھیں اور اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دیں اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیں اور انگلیاں خوب ملا کر رکھیں۔

(ردالمحتار)

۱۱۰۲ ۵۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصُبَ الْقَدَمَ الْيُمْنٰى وَاسْتِقْبَالُهٗ بِاَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوْسَ عَلَى الْيُسْرٰى رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فرزند ہیں وہ اپنے والد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نماز کی سنتوں میں سے ایک سنت یہ ہے کہ (جب نماز میں بیٹھے) تو سیدھا قدم کھڑا کیا جائے اور اس کی انگلیاں قبلہ رخ رہیں اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔ (النسائی)

۱۱۰۳ ۵۴ وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْاَعْرَابِيِّ فَاِذَا جَلَسْتَ فَاجْلِسْ عَلٰى رِجْلِكَ الْيُسْرٰى رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوٰى اَبُوْدَاؤُدَ نَحْوَهٗ۔

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا کہ جب تم (نماز میں) بیٹھو تو (بایاں پاؤں بچھا کر) اس پر بیٹھا کرو۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور ابو داؤد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: ذیل میں جو حدیثیں آرہی ہیں ان کے مطالعہ سے پہلے ضروری ہے کہ چند امور کی وضاحت پیش نظر رہے تاکہ ان احادیث کا مفہوم سمجھ میں آسکے۔

(۱) قعدۂ اخیر میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنے کی بحث

نماز کے قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود پڑھنے کے متعلق مذہب حنفی یہ ہے کہ مطلقاً درود کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے چنانچہ سعایہ میں لکھا ہے کہ "اِنَّ السُّنَّةَ الْمُؤَكَّدَةَ هُوَ مُطْلَقُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ لَا خُصُوْصَ بَعْضِ الْاَلْفَاظِهَا وَاِلَيْهِ يُشِيْرُ كَلَامُ عَامَّةِ مُتُوْنِنَا" (التحیات کے بعد نماز میں درود شریف پڑھنے کے بارے میں جو مختلف الفاظ آئے ہیں ان میں سے بلا قید الفاظ مطلقاً کسی ایک درود کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور عامہ فقہاء کا قول یہی ہے)

شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مبسوط میں درود کے متعلق تفصیلی بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا شمار فرائض نماز سے نہیں ہے، درود کے فرض نہ ہونے پر فقہاء حنفیہ نے حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر سلام بھیجنا ہم نے سیکھ لیا اب ارشاد فرمایئے کہ نماز میں ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا اس طرح پڑھو، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ (اے اللہ درود نازل فرما محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آل محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر) اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو درود اس وقت سکھایا جب کہ آپ سے درود کے متعلق پوچھا گیا۔ اگر نماز میں

درود کا پڑھنا فرض ہوتا تو آپ پوچھنے سے پہلے ہی سکھا دیتے۔ نماز میں درود کے فرض نہ ہونے پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ایک اعرابی کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرائض نماز سکھائے تو اس میں درود کا ذکر نہیں فرمایا (یہاں مبسوط کی عبارت ختم ہوئی۔

(۲) نماز کے ختم پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے کی بحث

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ نماز میں تشہد اور درود کے بعد "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہہ کر نماز کو ختم کرنے کے بارے میں دو روایتیں آئی ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ لفظ اسلام سے نماز ختم کرنا واجب ہے۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ سنت ہے۔ علامہ عینی نے عطاء بن ابی رباح، سعید بن المسیب، ابراہیم نخعی، قتادہ، امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، ابن جریر طبری۔ ان سب حضرات کا یہ متفقہ قول نقل کیا ہے کہ آخر نماز میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا فرض نہیں ہے۔

اسی وجہ سے اگر نمازی نماز کے آخر میں سلام کو ترک کر دے تو نماز باطل نہیں ہو گی۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی رد المحتار میں فتح کے حوالہ سے سلام کے سنت ہونے پر دوسرا قول بھی نقل کیا ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا سنّت ہے اور یہ قول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نیز سعید بن المسیب، ابراہیم نخعی سفیان ثوری، امام اوزاعی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی اسی کے قائل ہیں کہ لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا سنّت ہے۔ اِس وجہ سے سلام کہے بغیر نماز کو ختم کر دیا جائے تو بھی نماز درست ہو جائے گی۔ امام ابن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ جب امام آخر نماز میں سلام سے پہلے قصداً وضو توڑ دے تو بھی اس کی نماز درست ہو گئی۔

لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنے کے سنّت ہونے پر دلیل حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تشہد سکھائی تو ارشاد فرمایا جب تم (قعدۂ اخیر میں) تشہد پڑھ چکو تو تمہاری نماز پوری ہو گئی۔ اس کے بعد اگر تم چاہو تو اٹھ جاؤ یا چاہو تو بیٹھے رہو۔

• سلام سے پہلے اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھ لینے کے بعد بیٹھے رہنے یا اٹھ جانے میں اختیار دے دینے سے یہ بات بصراحت معلوم ہوتی ہے کہ لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا نہ تو فرض ہے نہ واجب، البتہ فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے بالعموم آخر نماز میں لفظ سلام کہنے کو جو واجب قرار دیا ہے۔ وہ احتیاط کی بناء پر ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ لفظ سلام سے نماز ختم فرمایا کرتے تھے ورنہ حقیقت میں لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا سنّت ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنے کے سنّت ہونے پر حدیث اعرابی سے

استدلال کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اعرابی کو نماز سکھائی تو لفظ سلام کا ذکر نہیں فرمایا اگر لفظ "سلام" واجب یا فرض ہوتا کہ اس کے بغیر نماز کا ختم کرنا درست نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور لفظ سلام کا ذکر فرماتے۔

السعایۃ میں مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نمازی قعدۂ اخیر میں تشہد اور درود کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر نماز ختم کرے اور یہ سنت ہے (یہ مضمون عینی شرح ہدایۃ، العنایۃ، فتح القدیر اور منیۃ المصلی سے ماخوذ ہے)

(۳) عمداً اپنے کسی فعل سے نماز ختم کرنے کی بحث (یعنی اپنے فعل سے نماز سے باہر آنا)

فرائض نماز میں ایک فرض یہ بھی ہے کہ نمازی عمداً کسی ایسے فعل سے جو منافی نماز ہو، اپنی نماز کو ختم کرے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رد المحتار میں بحر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ نمازی کے لیے یہ فرض ہے کہ جب نماز پوری ہو جائے تو وہ نماز سے باہر ہونے کے لیے اپنے اختیار سے ایسی حرکت کرے جو نماز کے منافی ہو۔ تاتارخانیہ نے اس کی صراحت اس طرح کی ہے کہ نماز پوری ہونے پر قہقہہ مار کر ہنس دے، یا قصداً وضو توڑ دے، یا بات کرے، یا اٹھ کر چلا جائے۔ یا سلام کرے۔

نمازی عمداً اپنے کسی فعل سے نماز کے منافی حرکت کرے تو اس سے نماز تو پوری ہو جاتی ہے لیکن اگر سلام کے ذریعہ نماز ختم کرے تو بیک وقت فرض اور سنت دونوں ادا ہو جاتے ہیں۔ ۱۲

۱۱۰۴/۵۵ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ قَالَ أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِي فَحَدَّثَنِي أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ أَخَذَ بِيَدِهٖ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلٰوةِ فَذَكَرَ مِثْلَ دُعَاءِ حَدِيْثِ الْأَعْمَشِ إِذَا قُلْتَ هٰذَا وَقَضَيْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَالطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى أَحْمَدُ وَالدَّارُقُطْنِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت قاسم بن مخیمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا (یعنی حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا) ہاتھ پکڑ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر وہ التحیات سکھائی جو نماز میں پڑھی جاتی ہے (راوی نے کہا کہ) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی ہوئی حدیث میں جو التحیات ختم کر چکو تو تم نے اپنی نماز پوری کر لی اس لیے کہ (فرائض اور واجبات) سب ادا ہو چکے ہیں اب تمھیں اختیار ہے چاہو تو اٹھ جاؤ (کیونکہ درود و سلام جو باقی رہ گئے وہ سنت ہیں) اور چاہو تو بیٹھے رہو (اور درود

پڑھنے کے بعد سلام کہہ کر نماز ختم کرو) اس کی روایت ابوداؤد اور طحاوی نے کی ہے اور امام احمد اور دارقطنی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۵۱۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَفَعَ الْمُصَلِّيْ رَأْسَهٗ مِنْ اٰخِرِ صَلٰوتِهٖ وَقَضٰى تَشَهُّدَهٗ ثُمَّ اَحْدَثَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهٗ فَلَا يَعُوْدُ لَهَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهٗ مَرْفُوْعًا وَّمَوْقُوْفًا وَقَدْ سَكَتَ اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَهُوَ اِذَا سَكَتَ عَنْ حَدِيْثٍ كَانَ عِنْدَهٗ حَسَنًا اَوْ صَحِيْحًا وَقَدْ قَالَ التِّرْمِذِيُّ كُلُّ مَا ذَكَرْتُهٗ فِيْ كِتَابِيْ هٰذَا حُجَّةٌ اِلَّا اَرْبَعَةُ اَحَادِيْثَ وَلَيْسَ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ مِنْهَا كَذَا فِي السِّعَايَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نمازی اخیر نماز میں (سجدہ سے سر اٹھالے اور قعدہ اخیر میں) التحیات پڑھنے کے بعد (عمداً) حدث کردے تو اس کی نماز پوری ہوگئی (کیونکہ اس نے عمداً حدث کر کے اپنے فعل سے نماز ختم کرنے کے فرض کو ادا کر دیا ہے اس لیے اب وہ) اپنی نماز کا اعادہ نہ کرے (اس وجہ سے کہ اس کے ذمہ اب کوئی فرض یا واجب باقی نہیں رہا) (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے، اور ابوداؤد، ترمذی دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بطور مرفوع اور موقوف روایت کی ہے) اور ابوداؤد نے اس حدیث کو روایت کر کے سکوت اختیار کیا ہے، اور ابوداؤد کی عادت یہ ہے کہ جب وہ کسی حدیث کے متعلق سکوت اختیار کرتے ہیں تو ان کے پاس وہ حدیث حسن یا صحیح ہوتی ہے، اور امام ترمذی نے کہا ہے کہ جتنی حدیثیں میں نے جامع صحیح یعنی ترمذی میں بیان کی ہیں صرف چار حدیثوں کے سوا باقی سب حدیثیں حجت اور دلیل ہیں اور یہ حدیث ان چار حدیثوں میں سے نہیں ہے (یہ سعایہ میں مذکور ہے)

ف: ابوداؤد، ترمذی، طحاوی وغیرہم کی اس حدیث سے وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ نمازی قعدہ اخیر میں تشہد پڑھنے کے بعد سلام سے پہلے عمداً حدث کر کے نماز کو ختم کردے تو نماز پوری ہو جاتی ہے جس کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔

بعض لوگوں نے اس مسئلہ کی وجہ سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بہ اہانت آمیز اعتراض کیا ہے کہ ان کے مذہب میں نماز عمداً حدث کرنے سے بھی پوری ہو جاتی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ کو بھی ان مستند صحیح احادیث سے اخذ کیا ہے جن کی روایتیں متعدد اسناد اور مختلف طرق سے حدیث کی مستند کتابوں ابوداؤد، ترمذی،

بیہقی، دارقطنی اور طحاوی وغیرہ میں مروی ہیں۔ اس صورت میں امام اعظم رحمۃ اللہ پر ایسا اعتراض کرنا درحقیقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعتراض کرنا ہے ۱۲ (یہ مضمون ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالے سے ماخوذ ہے جس کو عمدۃ الرعایۃ نے نقل کیا ہے) ۱۲

۱۱۰۶ / ۵۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ التَّشَهُّدُ اِنْقِضَاءُ الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمُ اِذْنٌ بِانْقِضَاءِ هَا۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ تشہد پر نماز ختم ہوتی ہے (اس لیے کہ اب فرائض اور واجبات باقی نہیں رہے اب رہا اپنے فعل سے باہر آنا تو یہ ایسا فرض ہے جو نماز کا جزو نہیں ہے) اور سلام پھیرنا (ایسی سنت ہے جس سے) نماز کے ختم ہونے کی اطلاع ہوتی ہے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

۱۱۰۷ / ۵۸ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ وَعَنْ يَسَارِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْسَرِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدھی جانب السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام اس طرح پھیرتے کہ حضور علیہ السلام کے سیدھے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آجاتی تھی اور بائیں جانب بھی السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرما کر اس طرح سلام پھیرتے کہ حضور علیہ السلام کے بائیں رخسار مبارک کی سفیدی نظر آجاتی تھی (اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۱۱۰۸ / ۵۹ وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوةُ مَثْنٰى مَثْنٰى تَشَهَّدٌ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَخَشُّعٌ وَتَضَرُّعٌ وَتَمَسْكُنٌ ثُمَّ تُقْنِعُ يَدَيْكَ يَقُوْلُ تَرْفَعُهُمَا اِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَكَ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَذَا وَكَذَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَهُوَ خِدَاجٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ الظَّاهِرُ اَنَّ مَعْنَى الْحَدِيْثِ اِنَّ اَقَلَّ

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز (کم سے کم) دو رکعت ہے (اس سے کم ایک رکعت ہو تو وہ نماز بُتیراء کہلاتی ہے جو ناجائز ہے) ہر دو رکعت کے اخیر میں تشہد پڑھنا چاہیے (اور تمام نماز میں اپنے ظاہر سے) نہایت عاجزی کا اظہار کرے اور نہایت ذلت و ندامت سے آنکھیں نیچی کیے رہے اور عاجزانہ صورت بنائے (اور باطن میں بھی) نہایت سکون و اطمینان سے رہے اور اپنی ذلت کا اظہار کرتا رہے پھر (نماز کے بعد) دونوں ہاتھوں کو اپنے

الصَّلٰوةِ رَكْعَتَانِ فَيُفِيْدُ نَهْيَ الْبُتَيْرَآءِ كَمَا هُوَ مَذْهَبُنَا ـ

پروردگار کے سامنے (اس طرح) اٹھائے کہ ہتھیلیاں اپنے منھ کی طرف ہوں اور نہایت عاجزی کے ساتھ یا رب یا رب کہتے ہوئے اپنی حاجت عرض کرے اگر نماز میں کوئی ایسا نہ کرے جیسا کہ اُوپر کہا گیا ہے تو اس کی نماز تو ہو جاتی ہے مگر ناقص رہ جاتی ہے (ترمذی)

بَابُ مَا يَقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيْرِ

باب تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ـ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو" (کنزالایمان) سورۂ طور آیت ۴۸)

ف: نماز کے لیے اس سے تکبیر اولیٰ کے بعد سبحانك اللهم پڑھنا مراد ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ جب سو کر اٹھو تو اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کیا کرو۔ یا یہ معنی ہیں کہ ہر مجلس سے اٹھتے وقت حمد و تسبیح کیا کرو۔

١١٠٩ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ عُثْمَانُ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ يُسْمِعُنَا ذٰلِكَ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ عُمَرَ مِثْلَهُ ـ

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب نماز شروع کرتے تو یہ ثناء پڑھتے تھے (اور تعلیم کے لیے) ہم کو سناتے تھے: "اے اللہ ہم آپ کی تعریف کرتے ہوئے تمام عیبوں سے آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں، آپ کا نام بڑا برکت والا ہے آپ بہت عالی شان ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود لائق عبادت نہیں۔" (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور مسلم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

١١١٠ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ اَتَوْا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَأْتُوْهُ اِلَّا لِيَسْأَلُوْهُ عَنْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ قَالَ فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَافْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَهُمْ خَلْفَهُ

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بصرہ کے چند لوگ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ حضرات آپ کی خدمت میں صرف اسی لیے حاضر ہوئے تھے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء کے متعلق دریافت کریں (کہ کن الفاظ میں پڑھی جائے

ثُمَّ جَهَرَ فَقَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِى الْاٰثَارِ وَرَوَى الدَّارُ قُطْنِىُّ نَحْوَهٗ وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ فِىْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَلٰكِنَّا لَا نَرٰى اَنْ يَّجْهَرَ بِذٰلِكَ الْاِمَامُ وَلَا مَنْ خَلْفَهٗ وَاِنَّمَا جَهَرَ بِذٰلِكَ عُمَرُ لِيُعَلِّمَهُمْ مَا سَاَلُوْهُ عَنْهُ وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهَمَّامِ وَلَمَّا ثَبَتَ مِنْ فِعْلِ الصَّحَابَةِ كَعُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَغَيْرِهٖ الْاِفْتِتَاحُ بَعْدَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِسُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ مَعَ الْجَهْرِ بِهٖ لِقَصْدِ تَعْلِيْمِ النَّاسِ لِيَقْتَدُوْا وَيَاْنَسُوْا كَانَ دَلِيْلًا عَلٰى اَنَّهُ الَّذِىْ كَانَ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخِرَ الْاَمْرِ۔

ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (یہ سُن کر) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور نماز شروع فرمائی اور یہ سب لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء کرکے آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (تعلیم کے لیے) جہر سے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھ کر (بتلایا کہ ثناء میں یہ الفاظ سُنّت ہیں) (اس کی روایت امام محمد نے الآثار میں کی ہے اور دارقطنی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے) اور امام محمد نے کہا ہے کہ ہم نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء کے انہی مذکورہ الفاظ کے پڑھنے کو (اختیار کئے ہیں) لیکن امام اور مقتدی دونوں کو چاہیے کہ وہ ثناء کے ان الفاظ کو جہر سے نہ پڑھیں۔ اب رہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس وقت ثناء کے ان الفاظ کو جہر سے پڑھنا محض سوال کرنے والوں کی تعلیم کی غرض سے تھا۔ امام ابن الہمام نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ سب حضرات تکبیر تحریمہ کے بعد نماز کو ثناء کے انہی الفاظ سے شروع کرتے تھے اور حضرت عمر اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا لوگوں کی تعلیم کے لیے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا آخر، جہر کے ساتھ پڑھنا کہ لوگ اس ثناء کو اختیار کریں اور اس سے مانوس ہوں، اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عمل ثناء کے انہی مذکورہ الفاظ کو پڑھنا تھا۔

۱۱۱۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِاِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر فرماتے، پھر دونوں ہاتھوں کو اس قدر بلند کرتے کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے مقابل ہو جاتے تھے اس کے بعد (ہاتھ باندھ کر)

غَيْرُكَ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَقَالَ رِجَالُ إِسْنَادِهٖ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ۔

یہ ثناء پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں)

١١١٢ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَإِسْنَادُ أَبِيْ دَاوٗدَ حَسَنٌ رِجَالُهٗ مَرْضِيُّوْنَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ۔

حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو یہ ثناء پڑھتے سبحانك اللھم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالیٰ جدك ولا الٰہ غیرك (اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے) اور ابوداؤد کی سند حسن ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور ابن ماجہ نے بھی حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اس ثناء کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے علاوہ علماء حدیث میں سفیان ثوری، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ نے بھی اختیار کیا ہے۔

١١١٣ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا جَآءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهٗ قَالَ أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا فَإِنَّهٗ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا فَقَالَ رَجُلٌ جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفَسُ فَقُلْتُهَا فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ إِنَّ ذٰلِكَ كَانَ فِيْ أَوَّلِ الْأَمْرِ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ جَهَرَ جَهَرَ بِالثَّنَآءِ فَقَطْ لِيَقْتَدِيَ النَّاسُ بِهٖ وَيَتَعَلَّمُوْا مِنْهُ فَهُوَ ظَاهِرٌ فِيْ أَنَّهُ الَّذِيْ كَانَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جماعت میں اس حالت میں شریک ہوا کہ اس کی سانس پھولی ہوئی تھی اس نے ایسی حالت میں اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھا اور یہ ثناء پڑھی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے ایسی تعریف جو کثرت سے کی جائے جو ریا اور دکھاوے سے پاک ہو اور جس تعریف میں برکت ہو۔ جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ختم کر دی تو ارشاد فرمایا کہ ان الفاظ کا کہنے والا کون تھا؟ سب لوگ خاموش رہے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ یہ الفاظ کس نے کہے تھے؟ (اس پر بھی) سب لوگ خاموش رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے یہ الفاظ کہے ہیں تو اس نے کوئی بری بات نہیں کہی ہے۔ (اس پر) ایک شخص نے (جو شریک جماعت ہوا تھا) کہا میں اس حالت میں شریک ہوا کہ میری سانس پھولی ہوئی تھی اور میں یہ کلمات کہہ گذرا تو

آخِرَ الْأَمْرِ فِي الْفَرَائِضِ ۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ بارہ فرشتے ان کلمات کو اوپر لے جانے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کر رہے تھے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے) بحر الرائق میں لکھا ہے کہ ثناء میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا آخر کی بجائے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ" یہ اور اس قسم کے دوسرے الفاظ کا فرائض میں پڑھنا ابتداء اسلام میں تھا اور اس کی دلیل جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل ہے کہ جب آپ نے نماز پڑھی تو ثناء میں تعلیماً سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا آخر کو جہر سے پڑھا تاکہ لوگ ثناء کے بارے میں آپ کی اتباع کریں اور اس کو سیکھ لیں پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل اس بات کی دلیل ہے کہ فرائض میں ثناء کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عمل یہی تھا اس لیے نماز میں یہ ثناء سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا آخر پڑھی جائے ۱۲

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ہم سوائے حضرت حارثہ کے اور کسی سے نہیں جانتے۔ اور اس حدیث میں (راوی) کے بیان کرنے یا اس کے حفظ میں کلام بھی ہے۔ امام توربشتی نے کہا کہ یہ حدیث حسن مشہور ہے۔ اور اس حدیث کو خلفاء میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیا گیا ہے۔ اور یہ حدیث مسلم کی سے اخذ کی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے اس حدیث کو حضرت عبد اللہ بن مسعود اور فقہا صحابہ سے بھی بیان کیا گیا ہے۔ اکثر تابعین علماء اور امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے علاوہ بھی علماء نے اسی حدیث کو روایت کیا ہے۔ تو پھر اس حدیث کو ضعف کی طرف کس طرح منسوب کیا جا سکتا ہے؟ اجلہ علماء حدیث میں سے امام سفیان ثوری، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اسی طرف گئے ہیں اور جو کچھ کہ امام ترمذی نے ذکر کیا ہے وہ وہی کلام ہے جو حدیث کی اسناد میں ہے۔
یہ نہیں کہا گیا کہ اس حدیث کی سند تمام وجوہ سے اپنے مدخل پر داخل ہے باوجود اس کے کہ جرح اور تعدیل کسی حدیث کی سند اور متن میں بعض محدثین کے نزدیک ہوتی ہے کسی کے نزدیک اس حدیث کے راوی

ضعیف ہوتے ہیں بعض دوسرے محدثین اسی حدیث کی کسی اور وجہ سے توثیق کرتے ہیں کہ اس حدیث کو اجلّہ لوگوں نے بڑے بڑے آئمہ محدثین سے روایت کیا ہے اور لیا ہے۔ یہ وجہ بھی صحت حدیث پر دال ہوتی ہے چوں کہ امام ابوداؤد نے اس حدیث کو اپنی جامع میں سند اروایت کیا ہے اور پھر کہا ہے وھو اسنادٌ ورجالہ مرضیون کہ اس حدیث کی سند حسن ہے اور اس کے رجال بھی صحیح ہیں۔ تو جان لیا گیا کہ ترمذی نے صرف اس کی سند میں کلام کیا ہے جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔ مرقات میں اسی طرح ہے۔

۱۱۱۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْکُتُ بَیْنَ تَکْبِیْرِ وَبَیْنَ الْقِرَاءَةِ اِسْکَاتَةً فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْکَاتُكَ بَیْنَ التَّکْبِیْرِ وَبَیْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے بعد قرائت شروع فرمانے سے پہلے کچھ دیر خاموش رہا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! حضور تکبیر اور قرائت کے درمیان خاموش رہنے کے وقت کیا پڑھتے ہیں، فرمایا میں یہ دعا پڑھتا ہوں (الہی! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کردے جتنی مشرق اور مغرب کے درمیان تو نے دوری کردی ہے الہی! مجھے گناہوں سے ایسا پاک وصاف کردے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک وصاف کردیا جاتا ہے۔ الہی! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھو ڈال۔

ف: واضح ہو کہ ثناء میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا آخر کی بجائے یہ اور اس قسم کی جو دعائیں منقول ہیں وہ ابتدائے اسلام میں تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جاتی تھیں اس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے مرقات میں شرح منیہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔

۱۱۱۵ وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ کَبَّرَ ثُمَّ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر تحریمہ کے بعد (قیام میں) یہ دعا پڑھتے (عربی کے خط کشیدہ الفاظ) ترجمہ: میں نے تو ایک ہی کا ہو کر اپنا رخ اسی ذات پاک کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں میری نماز اور میری تمام عبادات، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے جو سارے جہان کا پروردگار ہے کوئی

أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔

اس کا شریک نہیں اور مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور میں اس کے فرمانبرداروں میں سے ہوں ۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ۔

اے اللہ! آپ ہی شہنشاہ ہیں بجز آپ کے کوئی معبود برحق نہیں ہے، آپ ہی میرے رب ہیں اور میں آپ کا بندہ ہوں میں نے (گناہ کرکے) اپنے نفس پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، میرے تمام گناہوں کو معاف کردیجیے یقیناً آپ کے سوا کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں ہے اور مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت کیجیے آپ کے سوا اچھے اخلاق کی کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے، اور برے اخلاق سے مجھے بچائے رکھیے آپ کے سوا برے اخلاق سے مجھے کوئی بچانے والا نہیں ہے۔ خدایا! آپ کی خدمت میں آپ کا حکم بجالانے کے لیے حاضر ہوں! ساری بھلائیاں آپ کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور برائیوں کی نسبت آپ کی طرف نہیں کی جاسکتی میرا وجود آپ ہی سے ہے اور آپ ہی کی طرف مجھے واپس ہونا ہے آپ بڑی برکت والے ہیں اور آپ عالیشان ہیں آپ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور آپ کے سامنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں ۔

وَاِذَا رَكَعَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ ۔

اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے ۔ اے اللہ! میں آپ کے راضی ہونے کے لیے رکوع میں گیا ہوں اور آپ ہی پر ایمان لایا ہوں، میں آپ ہی کا فرمانبردار ہوں اور اپنے سب کام آپ ہی کو سونپتا ہوں میری سماعت، میری بصارت، میری ہڈی کا گودا، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے یہ سب آپ کے سامنے عاجزی سے جھکے ہوئے ہیں ۔

فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ وَاِذَا سَجَدَ قَالَ ۔

اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قومہ کے لیے رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے ۔ اے اللہ! ہمارے پروردگار! آپ ہی کے لیے حمد ہے اس قدر حمد جو سارے آسمان بھر کر ہو اور زمین بھر کر ہو ۔ اور زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ ہے وہ بھر کر ہو، اور ان کے سوا آپ جو کچھ پیدا کرنا چاہیں

وہ سب بھر کر ہو۔ اور جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ فرماتے تو یہ دُعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

اے اللہ! میں آپ ہی کے لیے آپ ہی کے آگے اپنی ذلت اور عاجزی کے ظاہر کرنے کے لیے سجدہ میں گیا ہوں اور آپ ہی پر میں ایمان لایا ہوں، میں آپ ہی کا فرماں بردار ہوں اور اپنے سب کام آپ ہی کو سونپ رہا ہوں میں اپنا سر زمین پر اُس ذاتِ مُبارک کے سامنے رکھ رہا ہوں جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کو اچھی صورت دی اور اس کے لیے کان سُننے والے دیئے اور آنکھ دیکھنے والی دی۔ اے اللہ! آپ بڑی برکت والے ہیں جو سب ظاہری بنانے والوں سے بہتر حقیقی طور پر بنانے والے ہیں۔

ثُمَّ يَكُوْنُ مِنْ اٰخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے آخر میں التحیات اور سلام کے درمیان یہ دُعا پڑھتے تھے۔
اے اللہ معاف کر دیجیے میرے اگلے پچھلے گناہوں کو اور اُن گناہوں کو جن کو میں نے چھپ کر کیا اور اُن گناہوں کو بھی جن کو میں نے علانیہ کیا اور اُن گناہوں کو بھی جن کو میں نے حدِ اعتدال سے گزر کر کیا ہے، اور میرے ان گناہوں کو بھی معاف کیجیے جن کو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں آپ بعضوں کو عزت دے کر آگے بڑھاتے ہیں اور بعضوں کو ذلت دے کر پیچھے ڈالتے ہیں آپ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلشَّافِعِيِّ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ وَالْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ لَا مَنْجَا مِنْكَ وَلَا مَلْجَاَ اِلَّا اِلَيْكَ تَبَارَكْتَ۔

اس حدیث میں قیام کی حالت میں جن دعاؤں کے پڑھنے کا ذکر ہے ان میں وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ کے بعد جو الفاظ ہیں ان کے بجائے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں۔ اور برائیوں کی نسبت آپ کی طرف نہیں کی جا سکتی اور وہی ہدایت پایا ہوا ہے جس کو آپ نے ہدایت کی ہو میرا وجود آپ ہی سے ہے، اور آپ ہی کی طرف مجھے واپس ہونا ہے آپ کے عذاب سے آپ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں، اور آپ کے سوا کوئی پناہ دینے والا بھی نہیں، آپ بڑی

برکت والے ہیں ۔

۱۱۱۶ / ۸ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلَاةً قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ثَلَاثًا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ نَّفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّ ذَكَرَ فِيْ اٰخِرِهٖ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَفْخُهُ الْكِبْرُ وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ وَهَمْزُهُ الْمُوْتَةُ ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا کہ آپ نے (تکبیر تحریمہ) کے بعد فرمایا: اللہ بہت بڑا ہے ساری بڑائیاں اسی کے لیے ہیں اللہ بہت بڑا ہے ساری بڑائیاں اسی کے لیے ہیں اللہ بہت بڑا ہے ساری بڑائیاں اسی کے لیے ہیں سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے ایسی تعریف جو کثرت سے کی جائے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے ایسی تعریف جو کثرت سے کی جائے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے ایسی تعریف جو کثرت کی جائے میں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں میں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں میں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کے نفخ سے (یعنی غرور اور خود پسندی سے جسکو شیطان انسانوں کے دلوں میں ڈالتا ہے) اور نَفث (یعنی سحر سے جس کو شیطان انسان سے کرواتا ہے اور ہَمز سے (یعنی وسوسوں سے جن کو شیطان انسان کے دلوں میں پیدا کرتا رہتا ہے) اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے) اور ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ نفخ سے مراد کبر ہے جس کو شیطان انسان کے دل میں پیدا کرتا ہے اور نفث سے مراد فحش اور برے اشعار ہیں جن کو شیطان انسان سے کہلواتا ہے اور ہمز سے مراد ایک قسم کا جنون ہے جو شیطان کی طرف سے پیدا کیا جاتا ہے جس سے انسان مرگی میں مبتلا ہو کر بے ہوش ہو جاتا ہے ۱۲

۱۱۱۷ / ۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر فرماتے پھر یہ دعا پڑھتے (عربی متن میں خط کشیدہ الفاظ) میری نماز، اور میری تمام عبادتیں، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار

اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَعْمَالِ وَاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَقِنِيْ سَيِّئَ الْاَعْمَالِ وَسَيِّئَ الْاَخْلَاقِ لَا يَقِيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ۔
(رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ)

ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔ اور میں اس کے فرمانبرداروں میں پہلا فرمانبردار ہوں، اے اللہ! آپ مجھے اچھے اعمال اور اچھے اخلاق کی ہدایت کیجئے کیونکہ اچھے اعمال اور اچھے اخلاق کی ہدایت کرنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں ہے (اے اللہ) آپ مجھے بُرے اعمال اور بُرے اخلاق سے بچالیجئے رکھیئے بُرے اعمال اور بُرے اخلاق سے بچانے والا آپ کے سوا کوئی نہیں ہے (اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

ف : اس حدیث میں وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ کے جو الفاظ مذکور ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہیں اس لیے اگر امتی یہ دعا پڑھنا چاہے تو وہ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ کی بجائے اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ پڑھے، البتہ قرآن کی تلاوت کر رہا ہو تو اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ہی پڑھنا چاہیئے۔ (مرقات، اشعۃ اللمعات)۔ ۱۲

۱۱۱۸/۱۰ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ تَطَوُّعًا قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ مِثْلَ حَدِيْثِ جَابِرٍ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ ثُمَّ يَقْرَاُ۔ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نفل نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھتے (عربی خط کشیدہ الفاظ) میں نے تو ایک ہی کا ہو کر اپنا رُخ اسی ذاتِ پاک کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد دُعا کے وہی الفاظ نقل کیے جو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں جہاں اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ کے الفاظ ہیں ان کے بجائے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کے الفاظ بیان کیے ہیں (پھر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے دُعائیہ الفاظ کے بعد) یہ دُعا پڑھی (عربی خط کشیدہ الفاظ) اے اللہ! آپ ہی شہنشاہ ہیں، بجز آپ کے کوئی معبودِ برحق نہیں، ہم آپ کی تعریف کرتے ہوئے تمام عیبوں سے آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم (اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰہ کے بعد) قرارت شروع فرماتے تھے (اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

واضح ہو کہ مذکورہ بالا حدیثوں سے نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد جن دعاؤں کے پڑھنے کا ذکر ہے یہ دعائیں ابتداء اسلام میں سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ تا آخر کی بجائے پڑھی جاتی تھیں، لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے جیسا کہ اُوپر گذر چکا ہے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عمل تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء میں صرف سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ تا آخر پڑھنا ہی تھا۔ اس طرح ثابت ہوا کہ فرض نمازوں میں ثناء صرف سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ تا آخر ہی پڑھی جائے اور ثناء کے ساتھ کوئی اور دُعا شامل نہ کی جائے۔

اب رہا نوافل اور تہجد میں ان مذکورہ دعاؤں کا پڑھنا اس بارے میں حنفی مذہب یہ ہے کہ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ تا آخر کے بعد ان دعاؤں کو بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ نفل نمازوں میں اس قسم کے اضافہ کی گنجائش ہے جیسا کہ ابو داؤد کی اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے وہ حدیث یہ ہے (ترجمہ) اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہجد اور نوافل میں تکبیر تحریمہ کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ پڑھتے۔ پھر اس حدیث کے دعائیہ الفاظ پڑھنے کے بعد قرارت شروع فرماتے اور بیہقی کی ایک حدیث میں بھی یہی مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ تا آخر کے بعد وَجَّھْتُ وَجْھِیَ الخ پڑھا کرتے تھے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ فرض نمازوں میں تو صرف سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ تا آخر کی ثناء پر اکتفا کیا جائے اور نوافل و تہجد میں سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ تا آخر کے ساتھ مذکورہ احادیث کی دعاؤں اور اسی قسم کی دوسری دعائیں جو اور حدیثوں میں مذکور ہیں ان کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے (ردالمحتار، مرقات)

۱۱۱۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
۱۱
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَتْ لَهٗ سَکْتَةٌ
اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ۔

(رَوَاهُ النَّسَآئِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے (تو تکبیر تحریمہ کے بعد) کسی قدر سکوت اختیار فرماتے (یہاں سکوت سے مراد عدم جہر ہے، مطلق سکوت نہیں، کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سکوت میں آہستہ ثناء پڑھتے تھے) (اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

۱۱۲۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ
۱۲
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ اِسْتَفْتَحَ
الْقِرَآءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ
لَمْ یَسْکُتْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دوسری رکعت کے ختم پر (قعدہ اولی کے بعد تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے تو سکوت نہیں فرماتے تھے (اس لیے تیسری رکعت کے شروع میں ثناء نہیں پڑھی جاتی) اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے قراءت شروع فرماتے تھے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ف: واضح رہے کہ جس طرح تیسری رکعت کے شروع میں ثناء نہیں پڑھی جاتی ہے۔ اسی طرح دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں بھی ثناء نہیں پڑھی جاتی۔
(اشعۃ اللمعات) - ۱۲

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِی الصَّلٰوةِ (یہ باب نماز کی قرأت کے بیان میں ہے)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ،
فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے۔
ترجمہ "تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ تعالٰی کی پناہ مانگو شیطان مردود سے" (ترجمہ کنزالایمان پ۱۴ سورہ النحل ۱۶ آیت ۹۸)

ف: اس آیت کریمہ سے یہ دلیل مل رہی ہے کہ جب بھی کوئی قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کرے تو اسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ضرور پڑھنی چاہیے۔ کیونکہ پھر شیطان قاریِ قرآن کے قریب نہیں بھٹکتا۔

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ،
وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے
ترجمہ: "اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو" (کنزالایمان الاعراف آیت ۲۰۴)

ف: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآن کریم پڑھا جائے خواہ نماز میں یا خارج نماز تو اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اسی طرف ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے باب میں ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث میں ہے آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ نماز میں امام کے ساتھ قرأت کرتے ہیں۔ تو آپ نے نماز سے فارغ ہوکر فرمایا۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کے معنی سمجھو۔ غرض اس آیت سے قرأت خلف الامام کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اور کوئی حدیث ایسی نہیں جسے اس کے مقابل حجت قرار دیا جا سکے۔ قرأت خلف الامام کی تائید میں سب سے زیادہ اعتماد جس حدیث پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔ "لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ مگر اس حدیث سے قرأت خلف الامام کا وجوب تو ثابت نہیں ہوتا۔ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز کامل نہیں ہوتی۔ تو جب کہ حدیث قرأت الامام لہ قرأۃ سے ثابت ہے کہ امام کا قرأت کرنا ہی مقتدی کا قرأت کرنا ہے تو جب امام نے قرأت کی تو مقتدی خاموش، ساکت رہا تو اس کی قرأت حکمیہ ہوئی۔ اس کی نماز بے قرأت کہاں رہی یہ قرأت حکمیہ ہے تو امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے سے قرآن و حدیث دونوں پر عمل ہو جاتا ہے اور قرأت کرنے سے آیت کا اتباع ترک ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ کچھ نہ پڑھے۔ (تفسیر خزائن العرفان زیر آیت)

۱۱۲۱ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّهٗ سُئِلَ اَكُلُّ مَنْ سَمِعَ الْقُرْاٰنَ وَجَبَ عَلَيْهِ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے؟ ان سے سوال کیا گیا کہ ہر وہ شخص جس کو قرآن

الْاِسْتِمَاعُ وَالْاِنْصَاتُ قَالَ اِنَّمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا فِيْ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَّاَبُو الشَّيْخِ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْقِرَاءَةِ۔

پڑھنے کی آواز سنائی دے کیا اس پر قرآن کان لگا کر سننا اور چپ رہنا واجب ہے؟ تو اس کے جواب میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" تو امام کی قراءت کے بارے میں نازل ہوئی ہے (کہ امام جب نماز میں آواز سے قراءت کرے تو مقتدی اس کو کان لگا کر سنے اور امام آہستہ قراءت کرے تو مقتدی چپ رہے) (اس کی روایت ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے کی ہے، اور بیہقی نے بھی اس کی روایت کتاب القراءۃ میں کی ہے)

ف: واضح رہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آیت "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا الخ" کا شان نزول یہ ہے کہ جب امام نماز میں قراءت جہر سے کرے تو مقتدی اس کو کان لگا کر سنے، اور جب امام قرآن آہستہ پڑھے تو وہ چپ رہے، چنانچہ مدارک نے اس آیت کی تفسیر جمہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس طرح کی ہے "وَجُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ رضی اللہ تعالیٰ عنہم عَلٰى اَنَّهٗ فِيْ اِسْتِمَاعِ الْمُؤْتَمِّ" جمہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں جو حکم مذکور ہے وہ مقتدی سے متعلق ہے کہ وہ نماز میں امام کے پیچھے قراءت نہ کرے۔ ١٢

١١٢٢ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَ خَلْفَهٗ قَوْمٌ فَخَلَطُوْا عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ رَوَاهُ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَالْبَيْهَقِيُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو اس وقت جو لوگ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے انھوں نے بھی قرآن پڑھا اور ان کی قراءت سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قراءت میں غلط ملط ہونے لگا۔ اس پر یہ آیت "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" نازل ہوئی (جس سے قراءت خلفَ الامام کی ممانعت ثابت ہو گئی (اس کی روایت ابن مردویہ اور بیہقی نے کی ہے)

١١٢٣ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ ِالْقُرَظِيِّ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَاَ فِي الصَّلٰوةِ اَجَابَهٗ مَنْ وَّرَاءَهٗ اِذَا قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى تَنْقَضِيَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ

حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں قرآن پڑھا کرتے جو لوگ آپ کی اقتداء کرتے وہ بھی اس کو دہراتے جاتے تھے جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھتے تو مقتدی بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے اور جب آپ سورۂ فاتحہ کی ایک ایک آیت پڑھتے تو مقتدی بھی اسکو دہراتے

وَالسُّوْرَةَ فَنَزَلَتْ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَالْبَيْهَقِيُّ ـ

جاتے اور آپ ضم سورۃ میں جو آیت پڑھتے تھے مقتدی بھی اسی آیت کو دہراتے رہتے، اس پر یہ آیت "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" نازل ہوئی (جس کے ذریعہ مقتدی کو قرأت خلف الامام کی ممانعت کی گئی اس لئے اس کو چاہیئے کہ جہری نماز میں قرأت سنے اور سری نماز میں خاموش رہے) (اس کی روایت سعید بن منصور ابن ابی حاتم اور بیہقی نے کی ہے)

۱۱۲۴ وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَرَأَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ رَوَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَالْبَيْهَقِيُّ ـ

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ انصار میں سے ایک شخص نے نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں قرأت پڑھی تو یہ آیت "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" نازل ہوئی (جس سے قرأت خلف الامام کی ممانعت کی گئی) (اس کی روایت عبد بن حمید ابن ابی حاتم اور بیہقی نے کی)

ف : اس آیت میں "اِسْتَمِعُوْا" اور "اَنْصِتُوْا" امر کے صیغے ہیں اور یہ حکم مطلق ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ جب بھی قرآن پڑھا جائے خواہ نماز میں یا غیر نماز میں بہر صورت سامع کے لیے چپ رہنا اور سننا لازم و واجب ہے۔ نماز دو طرح کی ہوتی ہے۔

(۱) جہری جس میں امام بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے۔ لہٰذا جہری میں سننا اور چپ رہنا دونوں پر عمل ہوگا۔

۲۔ سری جس میں امام آہستہ قرأت کرتا ہے۔ اس میں چونکہ سننا ممکن نہیں اس لیے انصتوا پر عمل ہوگا یعنی چپ رہنا۔ امام چونکہ جہری و سری دونوں نمازوں میں قرأت کرتا ہے لہٰذا مقتدی کے لیے دونوں قسم کی نمازوں میں خاموش رہنا لازم ہوگا۔

ابتدائے اسلام میں بحالت نماز صحابۂ کرام دنیاوی بات چیت بھی کر لیتے تھے۔ اور امام کے پیچھے مقتدی قرأت بھی کرتے تھے مسلم شریف باب تحریم الکلام فی الصلوۃ میں ہے صحابۂ کرام فرماتے ہیں: "كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهٗ وَهُوَ اِلٰى جَنْبِهٖ فِي الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَزَلَتْ " وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ " فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ وَنُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ ـ

ترجمہ: ہم لوگ بحالت نماز باتیں کیا کرتے تھے ایک شخص نماز کی حالت میں اپنے ساتھی سے گفتگو کر لیتا۔ حتی کہ قرآن کریم کی آیت "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ" (کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اطاعت کرتے ہوئے خاموش کھڑے ہو) اس پر ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور گفتگو سے منع کیا گیا۔

اس حدیث پاک کے حکم کے بعد حالت نماز میں گفتگو کرنے سے منع کیا گیا ابھی نماز کی حالت میں مقتدی کے لئے قرأت نہ کرنے کا حکم نازل نہ ہوا تھا جب قرآن کی یہ آیت "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا" نازل ہوئی تو قرأت خلف الامام کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ جیسا کہ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ۱۱۲۴ اور اس جیسی دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے مصنف زجاجۃ المصابیح نے قرأت خلف الامام کے عدم جواز پر تقریباً نوے احادیث نقل فرمائیں ہیں۔ اسی طرح مصنف صحیح بہاری شریف علامہ ظفر الدین بہاری نے اسی موضوع پر تقریباً چھیالیس احادیث نقل فرمائیں ہیں۔

۱۱۲۵ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ فَسَمِعَ نَاسًا يَقْرَءُوْنَ خَلْفَهٗ فَقَالَ اَمَا اٰنَ لَكُمْ اَنْ تَفْقَهُوْا اَمَا اٰنَ لَكُمْ اَنْ تَعْقِلُوْا وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ رَوَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَاَبُو الشَّيْخِ وَالْبَيْهَقِيُّ۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی تو لوگوں سے سُنا کہ وہ مقتدی ہونے کے باوجود قرآن پڑھ رہے ہیں (نماز کے بعد) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے ابھی تک اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ امام جب قرآن پڑھے تو تم خاموشی سے سُن کر اس کے معنے کو سوچو، کیا تمہارے لئے ابھی تک اسکا وقت نہیں آیا کہ امام جب قرآن پڑھے تو تم خاموشی سے سن کر اس کے معنے کو سمجھو اسلئے تم آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ پر پورا پورا عمل کرو (یعنی جب امام قرآن پڑھے تو اسکو خاموشی سے کان لگا کر سنو) (اسکی روایت عبد ابن حمید، ابو جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور بیہقی نے کی ہے

۱۱۲۶ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ رَفْعِ الْاَصْوَاتِ وَهُمْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَاَبُو الشَّيْخِ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَالْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے (مقتدی ہونے کے باوجود) جہر سے قرأت کرتے تو چاروں طرف سے آوازیں بلند ہو جاتی تھیں (اس کی ممانعت میں) "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" کی آیت نازل ہوئی (جس سے قرأت خلف الامام کی ممانعت کی گئی) (اسکی روایت ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ، بیہقی اور ابن عساکر نے کی ہے۔

۱۱۲۷ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ فَتًى مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا قَرَاَ شَيْئًا قَرَاَهٗ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَالْبَيْهَقِيُّ۔

حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نوجوان مقتدی ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ قرآن (سورۃ فاتحہ ہو یا ضم سورۃ) کی قرارت فرماتے تو وہ بھی اس کو دہراتے جاتے اس پر ("فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" کی) آیت نازل ہوئی (جس سے قرارت خلف الامام کی ممانعت کی گئی) (اس کی روایت ابن جریر اور بیہقی نے کی ہے)

۱۱۲۸ وَعَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ فَقَرَاَ فَقَرَاَ اَصْحَابُهٗ فَنَزَلَتْ رَوَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاَبُو الشَّيْخِ وَالْبَيْهَقِيُّ۔

حضرت ابو العالیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابۂ کرام کو نماز پڑھاتے اور نماز میں قرارت قرآن فرماتے تو صحابہ کرام بھی اس کو دہراتے تھے اس پر "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا کی آیت نازل ہوئی (اسکی روایت عبد بن حمید، ابو الشیخ اور بیہقی نے کی ہے)

۱۱۲۹ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ وَرَجُلٌ يَقْرَاُ فَنَزَلَتْ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبَيْهَقِيِّ عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ اَجْمَعَ النَّاسُ

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نماز میں) قرارت قرآن فرماتے تو ایک اور صاحب بھی (مقتدی ہونے کے باوجود) اس کو دہراتے اس پر (فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا

عَلٰی اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِی الصَّلٰوةِ۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهَمَّامِ وَغَيْرُهٗ اِنَّ الْمَامُوْرَ بِهٖ اِثْنَانِ الْاِسْتِمَاعُ وَ الْاِنْصَاتُ فَالْاَوَّلُ فِی الْجَهْرِيَّةِ وَالثَّانِیْ فِی السِّرِّيَّةِ فَالْمَعْنٰی اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنْ جَهَرَ بِهٖ وَاَنْصِتُوْا وَاسْكُتُوْا اِنْ اَسَرَّ بِهٖ اِنْتَهٰی وَبِهٖ اَخَذَ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ

وَبِهٖ اَخَذَ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَاَصْحَابُهٗ وَقَالَ بِهٖ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَلٰی مَا هُوَ الْاَرْجَحُ فِی الرِّوَايَةِ عَنْهُمَا وَسُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَابْنُ اَبِیْ لَيْلٰی وَالْحَسَنُ بْنُ صَالِحِ بْنِ حُيَیٍّ وَاِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِیُّ وَاَصْحَابُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَغَيْرُهُمْ مِنْ مَشَاهِيْرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ كَذَا ذَكَرَهٗ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِی الْاِسْتِذْكَارِ وَالتَّمْهِيْدِ۔

کی) آیت نازل ہوئی جس سے قرارت خلف الامام کی ممانعت کی گئی) (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے) اور بیہقی کی ایک روایت میں امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ آیت (فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا) نماز میں قرارت خلف الامام کی ممانعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

واضح رہے کہ مذکورہ بالا حدیثیں قرأت خلف الامام کی ممانعت پر ہی دلالت کرتی ہیں۔ امام ابن الہمام اور دیگر فقہاء رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ نماز میں مقتدی کو قرارت کے متعلق دو حکم دیئے گئے ہیں۔ ایک استماع یعنی کان لگا کر سننا اور دوسرے انصات یعنی چپ رہنا۔ پہلا حکم استماع یعنی امام کی قرارت کو کان لگا کر سننا جہری نمازوں سے متعلق ہے اور دوسرا حکم انصات یعنی چپ رہنا سرّی نمازوں سے متعلق ہے۔ اب آیت کے معنی سنیے؛ "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنْ جَهَرَ بِهٖ" (اگر قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو جب کہ جہر سے پڑھا جا رہا ہو) "وَاَنْصِتُوْا وَاسْكُتُوْا اِنْ اَسَرَّ بِهٖ" اور چپ رہو اور خاموشی اختیار کرو اگر قرآن آہستہ پڑھا جا رہا ہو (امام ابن ہمام کی عبارت یہاں ختم ہوئی)

ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے استذکار اور تمہید میں کہا ہے کہ آیت "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" پر عمل کرتے ہوئے ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور آپ کے شاگردوں نے قرارت خلف امام کے بارے میں جو مذہب اختیار کیا ہے وہ یہی ہے کہ مقتدی جہری نمازوں میں قرارت کان لگا کر سنے اور سری نمازوں میں چپ رہے اور خود کچھ نہ پڑھے چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت زید بن ثابت اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی قول ہے، اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو ارجح روایت آئی ہے۔ وہ بھی یہی ہے، نیز حضرت سفیان ثوری اور حضرت سفیان بن عیینہ اور ابن

وَقَالَ الْعَيْنِيُّ وَقَدْ رُوِيَ مَنْعُ الْقِرَاءَةِ عَنْ ثَمَانِيْنَ نَفَرًا مِّنْ كِبَارِ الصَّحَابَةِ مِنْهُمُ الْمُرْتَضٰى وَالْعِبَادَ لَةُ الثَّلَاثَةُ وَاَسَامِيْهِمْ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَقِيْلَ عَدَدُ مَنْ اَفْتٰى فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ عَنِ الثَّمَانِيْنَ فَكَانَ اِتِّفَاقُهُمْ بِمَنْزِلَةِ الْاِجْمَاعِ وَذَكَرَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَعْقُوْبَ الْحَارِثِيُّ السَّبْذَمُوْنِيُّ فِيْ كِتَابِ كَشْفِ الْاَسْرَارِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَشَرَةٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ اَشَدَّ النَّهْيِ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَعَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنْتَهٰى۔

وَقَالَ عُلَمَاءُنَا فَلَا دَلِيْلَ عَلٰى تَخْصِيْصِ الْاٰيَةِ بِالْجَهْرِيَّةِ لِاَنَّ الْاِسْتِمَاعَ

ابی لیلٰے اور حسن بن صالح بن حیی اور ابراہیم نخعی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جملہ شاگرد اور ان سب کے سوا جن میں مشہور صحابہ اور تابعین ہیں وہ سب قرارت خلف الامام کی ممانعت کے قائل ہیں کہ مقتدی جہری نمازوں میں صرف قرارت سنے اور ستری نمازوں میں چپ رہے (یہاں ابن عبد البر کا مضمون ختم ہوا)

علامہ عینی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ قرارت خلف الامام کی ممانعت اسی (۸۰) جلیل القدر صحابہ سے مروی ہے جن میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور ان (۸۰) صحابہ کے اسماء محدثین کے پاس محفوظ ہیں اور منقول ہے کہ قرائت خلف الامام کی ممانعت کے متعلق اس زمانہ میں فتویٰ دینے والوں کی تعداد (۸۰) سے زائد تھی اور ان سب حضرات کا قرارت خلف الامام کی ممانعت پر اتفاق کر لینا اجماع کی طرح ہے اور شیخ امام عبد اللہ بن یعقوب حارثی السبذمونی نے کتاب کشف الاسرار میں عبد اللہ بن زید بن اسلم رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد زید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں دس صحابہ قرارت خلف الامام کی سخت ممانعت فرماتے تھے وہ دس صحابہ یہ ہیں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر ابن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود، زید ابن ثابت، اور عبد اللہ بن عمر، اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم (یہاں علامہ عینی کی عبارت ختم ہوئی)

توضیحات مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی کے لیے خلف الامام کی ممانعت ہے جیسا کہ آیت وَاِذَا قُرِئَ

وَالْاِنْصَاتَ حُكْمَانِ عَلٰى حِدَةٍ لَيْسَ مَجْمُوْعُهُمَا حُكْمًا وَّاحِدًا اَيْ وَاَيْضًا حَتّٰى يُخَصَّ بِالْجَهْرِيَّةِ وَلَوْ سُلِّمَ وُرُوْدَ الْاٰيَةِ فِي الْجَهْرِيَّةِ فَلَا تَخْصِيْصَ اَيْضًا بِالْجَهْرِيَّةِ لِاَنَّ الْعِبْرَةَ لِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا لِخُصُوْصِ الْمَوْرِدِ۔

الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا سے واضح ہوتا ہے کہ امام جب آواز سے قرات کرے تو مقتدی اس کو سنے اور امام جب آہستہ قرات کرے تو مقتدی خاموش رہے۔

یہاں ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت کے حکم کو صرف جہری نمازوں سے متعلق کیا جا سکتا ہے نہ کہ سری نمازوں سے بھی، کیونکہ سری نمازوں میں مقتدی کو امام کی قرارت سننے کا موقع ہی نہیں ہے اس لیے کہ آیت میں "اَنْصِتُوْا" کا کلمہ "اِسْتَمِعُوْا لَهٗ" کی تاکید کے لیے ہے کہ دونوں کلموں سے ایک ہی حکم نکل رہا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مقتدی امام کی قرارت کو خاموش رہ کر سنے۔

ہمارے فقہاء رحمہم اللہ نے اس شبہ کا یہ جواب دیا ہے کہ آیت (وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا) کو صرف جہری نمازوں کے ساتھ ہی مخصوص کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لیے کہ آیت میں "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ" اور "اَنْصِتُوْا" دو مستقل کلمے ہیں۔ دوسرا کلمہ، پہلے کلمہ کی تاکید کے لیے نہیں ہے جیسا کہ شبہ میں کہا گیا ہے بلکہ دوسرا کلمہ سے علیحدہ حکم اور اصولیین کے قاعدے کے مطابق تنصیص تاکید سے افضل ہے اس لحاظ سے آیت "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ" "وَاَنْصِتُوْا" سے مقتدی کو دو مستقل حکم دیئے گئے ہیں ایک استماع یعنی کان لگا کر سننا اور دوسرا انصات یعنی چپ رہنا پہلا حکم استماع یعنی امام کی قرأت کو کان لگا کر سننا جہری نمازوں سے متعلق ہوگا اور دوسرا حکم انصاف یعنی چپ رہنا سری نمازوں سے متعلق رہے گا اور حنفی مذہب یہی ہے۔

مذہب حنفی کی تائید پر ذیل کی یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ ان سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امام کی قرارت تمہارے لیے کافی ہے خواہ امام (سری نماز میں) آہستہ قرأت کرے یا (جہری نمازوں میں) آواز سے قرارت کرے۔

(۲) حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما، امام کے پیچھے قراءت نہیں کرتے تھے خواہ امام جہر سے قراءت کر رہا ہو، یا آہستہ، نہ تو پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرتے تھے اور نہ آخری دو رکعتوں میں۔ (۳) ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے۔ خواہ نماز جہری ہو یا سری۔

بنایہ میں مذکور ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے قرارت نہ کرے خواہ امام جہر سے قرأت کرے یا آہستہ چنانچہ حضرات ابن المسیب، عروۃ بن زبیر، سعید بن جبیر زہری، شعبی ثوری نخعی، اسود، ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی کے قائل ہیں نیز ابن وہب، اشہب، ابن عبدالحکم ابن حبیب رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ مقتدی سری نمازوں اور جہری نمازوں دونوں میں قرأت نہ کرے

۱۱۳۰ / ۱۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقِرَاءَةٍ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں مطلق قرأت فرض ہے۔ سورۃ فاتحہ کی قرأت فرض نہیں ہے بلکہ قرآن میں سے جو کچھ (سورۃ یا آیت) ہو سکے پڑھ لینے سے قرأت کی فرضیت ادا ہو جاتی ہے اور یہی مذہب حنفی ہے اس کی تائید قرآن کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰن (تم لوگ (نماز میں) قرآن سے جو کچھ ہو سکے پڑھ لیا کرو) (فتح القدیر ۱۲)

۱۱۳۱ / ۱۱ وَعَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُخْرُجْ فَنَادِ فِی الْمَدِیْنَةِ اَنَّهٗ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقُرْاٰنٍ وَّلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ سَكَتَ عَنْهُ وَرِجَالُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ مَشْهُوْرُوْنَ اِلَّا جَعْفَرَ بْنَ مَیْمُوْنٍ فَقَدْ وَثَّقَهُ الْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ

حضرت ابوعثمان نہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ طیبہ میں جا کر یہ اعلان کر دو کہ "لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقُرْاٰنٍ وَّلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ" یعنی بغیر قرآن پاک کی قرأت کے نماز صحیح نہیں ہوتی، اگرچہ سورۃ فاتحہ کی قرأت ہی کیوں نہ ہو اور چاہیے پھر سورۃ فاتحہ پر قرآن کی کسی آیت یا سورہ کو زیادہ

وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ شَاهِينٍ فِي الثِّقَاتِ وَالْحَدِيْثُ صَرِيْحٌ فِي الدَّلَالَةِ عَلَى عَدَمِ رُكْنِيَّةِ الْفَاتِحَةِ فَإِنَّ لَفْظَةَ وَلَوِ الْمُتَّصِلَةَ يُشِيْرُ عَلَى عَدَمِ تَخْصِيْصِ الْفَاتِحَةِ وَيُوْمِيْ إِلَى تَعْمِيْمِ الْقِرَاءَةِ لَهَا وَلِغَيْرِهَا لِذٰلِكَ قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ بِوُجُوْبِهَا۔

کیا جائے (بہرحال نماز میں قرآن کی قرأت ضروری ہے، اس لیے کہ مطلق قرآن کی قرأت نماز میں فرض ہے) (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور سکوت اختیار کیا ہے اور ابوداؤد کا سکوت حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ اور مشہور ہیں، جیساکہ حاکم نے مستدرک میں ان کا ثقہ ہونا بیان کیا ہے اور ابن حبان و ابن شاہین نے اپنی اپنی ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے)

ف : یہ حدیث صراحت کے ساتھ اس بات کی دلیل ہے کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں فرض نہیں ہے کیونکہ حدیث میں لفظ " وَلَوْ " (اگرچہ) جو مذکور ہے اس سے نماز میں خصوصیت کے ساتھ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ہی معلوم نہیں ہوتا کہ جس سے نماز میں قرأتِ فاتحہ کی فرضیت ثابت کی جا سکے بلکہ لفظ " وَلَوْ " سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی قرأت فرض ہے مگر قرآن کے کسی خاص حصّہ کی قرأت فرض نہیں ہے اس لیے قرآن میں سے جس چیز کو پڑھ لیا جائے اس سے قرأت کی فرضیت ادا ہو جاتی ہے خواہ وہ سورۂ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورۃ اسی لیے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز میں سورۂ فاتحہ کی قرأت فرض نہیں ہے، بلکہ واجب ہے۔ البتہ سورہ فاتحہ کی قرأت، نماز میں دیگر ائمہ کے نزدیک فرض ہے اور یہ حضرات سورۂ فاتحہ کی فرضیت پر جن حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں ان میں ایک حدیث یہ ہے :

عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہے۔)

اس حدیث سے یہ حضرات ثابت کرتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز صحیح نہیں ہو سکتی حالانکہ مراد اس سے فضیلت کی نفی ہے یعنی سورۂ فاتحہ کا پڑھنا افضل ہے، یہ مراد نہیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز درست ہی نہیں۔ اگر نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ نماز ناقص اور غیر افضل ہوگی، کیونکہ نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اس کی نظیر " لَاصَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ " والی حدیث ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے بغیر صحیح نہیں ہوتی، حالانکہ سب ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز گھر میں ادا ہو جاتی ہے البتہ ناقص اور غیر افضل ہوتی ہے تو پھر " لَاصَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ " سے کس طرح استدلال کیا جا سکتا ہے؟ کہ نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو نماز صحیح نہیں ہوتی۔ جب کہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کی نظیر ہیں، اس طرح لَاصَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ " سے نماز میں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کو فرض قرار دینا درست نہیں ہے۔

دوسری حدیث جس سے دیگر آئمہ نے نماز میں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کو فرض قرار دیا ہے۔ حضرت زیاد بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہے۔ " لَا تُجْزِئُ صَلٰوةٌ لَا يَقْرَءُ الرَّجُلُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ " اس حدیث سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز

درست نہیں ہوتی، حالانکہ زیاد بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث شاذ ہے۔

صاحب نقایہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں "لا تجزیٔ" کے جو الفاظ زائد ہیں وہ حضرت زیاد بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انفراد ہے کہ یہ الفاظ صرف انہی سے مروی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زیاد بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتی ہے اور حضرت زیاد کے سوا ایک جماعت نے بھی حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے جس کے الفاظ متفقہ طور پر صرف یہ ہیں "لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَءْ" یعنی قرأت قرآن کے فرض ہونے کا ثبوت ملتا ہے جس سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے۔

اس کے برخلاف حضرت زیاد بن ایوب کی حدیث بالمعنیٰ ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت کے واسطہ سے ان کو جو حدیث ملی ہے اس کو انھوں نے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے جس کی وجہ سے ان کی حدیث کے الفاظ اُن الفاظ سے جُدا ہیں جن کی روایت ایک جماعت نے متفقہ طور پر کی ہے اسی لیے حضرت زیاد بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ایک جماعت کی حدیث کے مقابلہ میں ان کے منفرد اور تنہا ہونے کی وجہ سے قابل استناد نہیں اور اسی بناء پر حضرت زیاد بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت شاذہ سے نماز میں سورۂ فاتحہ کی قرأت کو فرض قرار دینا درست نہیں ہے (یہ مضمون شرح نقایہ اور التعلیق المغنی شرح سنن دارقطنی سے ماخوذ ہے) ۱۲

۱۱۳۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَّمْ یَقْرَاْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ فَهِیَ خِدَاجٌ فَهِیَ خِدَاجٌ رَوَاهُ السِّتَّةُ وَمَالِكٌ وَّ اَحْمَدُ وَالدَّارُ قُطْنِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ نماز ناقص ہے وہ نماز ناقص ہے، وہ نماز ناقص ہے (اس کی روایت صحاح ستہ کی ہے اور امام مالک، امام احمد، دارقطنی اور بیہقی نے بھی اس کی روایت کی ہے)

۱۱۳۳ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ صَلٰوةٍ لَّا یُقْرَاُ فِیْهَا بِاُمِّ الْكِتَابِ فَهِیَ خِدَاجٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے ناقص ہے (اس کی روایت ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

ف: واضح ہو کہ نماز میں بعض چیزیں فرض ہیں اور بعض واجب ہیں، فرض اور واجب کے درمیان فرق یہ ہے کہ جو چیزیں فرض ہیں اگر وہ عمداً ترک ہو جائیں یا سہواً دونوں صورتوں میں نماز باطل ہو جاتی ہے اور کسی طرح درست نہیں ہو سکتی۔ تا وقتیکہ اس کا اعادہ نہ کیا جائے اس لیے کہ فرائض ادا کئے بغیر نماز

جائز ہی نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف نماز میں واجبات ترک ہوجائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ ناقص ہوتی ہے، واجب اگر سہواً ترک ہوا ہے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز ادا ہوجاتی ہے اور اگر واجب عمداً ترک ہوا ہے تو نماز کا لوٹانا ضروری ہے۔

فرض اور واجب کے اس فرق کو پیش نظر رکھ کر مذکورہ بالا دونوں حدیثوں پر غور کیجئے۔ مذکورہ بالا دونوں حدیثیں اور اسی طرح کی دوسری حدیثیں جو آگے آرہی ہیں اس بات کی دلیل ہیں کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں ہے اس لیے کہ حدیث شریف میں "خِدَاجٌ" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ناقص کے ہیں (فیوض الباری شرح صحیح بخاری السید محمود احمد رضوی صاحب اسی بات کو جلد دوم ص ۲۹۴ میں فرماتے ہیں کہ خَدَاج بالفتح کے معنی ناقص و نا تمام کے ہیں۔ لہٰذا حدیث مذکورہ میں بھی "لا" نفی کمال کے لیے ہے) اگر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں فرض ہوتا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نماز کو جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو "فَهِيَ بَاطِلَةٌ" (وہ نماز باطل ہے) فرماتے "فَهِيَ خِدَاجٌ" (وہ نماز ناقص ہے) نہ فرماتے۔ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں "فهي خِدَاجٌ" فرمایا ہے اس لیے نماز ناقص ہوگی باطل نہیں ہوگی۔ اس طرح حدیث شریف کے لفظ "خِدَاج" سے ثابت ہوگیا کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے فرض نہیں ہے (یہ مضمون سعایہ رد المحتار اور الملتقی کے بین السطور سے ماخوذ ہے) ۱۲

ف ۲ : مذکورہ حدیثوں کے پیش نظر احناف کے نزدیک نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں بلکہ واجب ہے اس سے بعض حضرات کو یہ غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے کہ احناف کے نزدیک سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر بھی نماز جائز ہوجاتی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ احناف نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر بھی نماز جائز ہوجاتی ہے۔

حنفیوں کی فراست کا کیا کہنا کہ انھوں نے تو وہی کیا ہے جو حدیث شریف کا منشا ہے۔ حدیث شریف میں "خِدَاجٌ" کا جو لفظ آیا ہے اس کے معنی ناقص کے ہیں، اس لیے جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے اور نماز کے اس نقص کو دور کرنے کے لیے سہواً سورۂ فاتحہ ترک ہوجائے تو سجدہ سہو کیا جائے گا اور عمداً سورۂ فاتحہ ترک کی گئی ہے تو نماز کا اعادہ ضروری ہوگا اور یہی ہے حنفی مذہب۔

البتہ جو حضرات حدیث کے لفظ "خِدَاجٌ" سے نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کی صورت میں نماز کے باطل ہونے کا حکم لگاتے ہیں وہ حدیث کے منشاء کے خلاف کر رہے ہیں اس لیے کہ ناقص چیز کو معدوم نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ ناقص اور معدوم میں بڑا فرق ہے۔ معدوم تو باطل کو کہتے ہیں جس کا وجود ہی نہ ہو اور ناقص ایسی چیز کو کہتے ہیں جو نقص کے ساتھ موجود ہے اور حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ نمازی کے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے سے نماز ناقص ہوجاتی ہے یعنی نماز ادا تو ہوجاتی ہے مگر ناقص رہتی ہے اور اس نقص کا سجدۂ سہو سے یا اعادہ سے دور کیا جانا ضروری ہے، اس

کے باوجود بھی حنفیوں پر یہ اعتراض کہ یہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز کے درست ہونے کے قائل ہیں کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

۱۱۳۴ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ اَمَرَنَا اَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَمَا تَیَسَّرَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلتِّرْمِذِیِّ وَابْنِ مَاجَۃَ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِالْحَمْدُ وَسُوْرَۃٍ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ الْمَکْتُوْبَۃُ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَثَلَاثُ اٰیَاتٍ فَصَاعِدًا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہمیں نماز میں سورۂ فاتحہ اور قرآن سے جو ہو سکے (خواہ آیت ہو یا سورۃ) پڑھنے کا حکم ہوا ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور اس حدیث کی اسناد صحیح ہے) اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ نہ پڑھی تو اس کی نماز کامل نہیں ہوئی ناقص ہوئی، اور ابن عدی کی ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سورۂ فاتحہ اور کوئی تین آیتیں یا تین آیتوں سے زیادہ کا پڑھنا نماز میں جو قرأت فرض ہے اس کے لیے کافی ہے (اس لیے کہ نماز میں مطلق قرآن کا پڑھنا فرض ہے، سورۂ فاتحہ اور کسی سورۃ کا پڑھنا واجب ہے چونکہ سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ دونوں کی قرأت ہو چکی ہے۔ اس لیے ان دونوں کی قرأت کے ضمن میں فرض قراءت بھی ادا ہو گئی)

ف: واضح ہو کہ نماز میں مطلق قراءتِ قرآن، سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ یا ضم سورہ میں تین آیتیں یا تین آیتوں سے زیادہ کا پڑھنا ان میں مطلق قرأت قرآن کی فرضیت کے متعلق نص قرآنی اور دوسری چیزوں کے وجوب کے متعلق جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں احناف نے ان سب میں حسب ذیل طریقہ پر اس طرح تطبیق دی ہے کہ جس سے نص قرآنی اور ساری حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ نماز میں مطلق قرأتِ قرآن فرض ہے اور سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے، اور سورۂ فاتحہ کے ساتھ ضم سورۃ یا ضم سورہ میں تین آیتوں کا پڑھنا بھی واجب ہے۔

احناف کے پاس نماز میں مطلقِ قرأت قرآن فرض ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے "فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" (تم لوگ (نماز میں) قرآن سے جو کچھ ہو سکے پڑھ لیا کرو) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم نماز میں قرآن سے جو ہو سکے پڑھ لیا کریں اور یہ حکم مطلق ہے جو قرآن کے کسی خاص حصہ سے مخصوص اور مقید نہیں ہے کہ جس کو نماز میں پڑھنا لازم کیا جائے۔ اس کی تائید مسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قراءتِ قرآن کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی) اس حدیث سے بھی نماز میں مطلق قراءت کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے۔

جو حضرات نماز میں سورہ فاتحہ کی قراءت کو فرض قرار دیتے ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں دو حکم وارد ہوں جن میں ایک مطلق ہو اور دوسرا مقید، تو اصولیین کے قاعدے کے مطابق مطلق حکم سے مقید حکم مراد لیا جاتا ہے اور مطلق کو مطلق نہیں رکھا جاتا جیسے نماز میں قرأت کا مسئلہ ہے اس میں دو حکم وارد ہیں، ایک مطلق ہے جو آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں مطلق قرآن کا پڑھنا فرض ہے، اور دوسرا حکم حدیث " لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کی قرأت کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی اس لیے وہ حضرات جن کے پاس نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔ وہ اس اصولی قاعدے کے تحت اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ آیت "فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" میں جو مطلق قرأت کا حکم ہے اس سے مراد حدیث شریف کا مقید حکم ہی ہے ۔ جو "لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" سے معلوم ہو رہا ہے اس طرح یہاں دو حکم علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں بلکہ ایک ہی حکم ہے جو کہیں مطلق بیان کیا گیا ہے اور کہیں مقید اور اسی بنا پر ان حضرات کے نزدیک نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا آیت اور حدیث دونوں سے فرض قرار پاتا ہے ۔

حنفی حضرات اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مطلق حکم اور مقید حکم سے ایک ہی چیز اسی وقت مراد ہو سکتی ہے جب کہ دونوں حکم کے ماخذ قوت میں برابر ہوں، یہاں ایسا نہیں ہے کیوں کہ مطلق قراءت تو قرآن سے ثابت ہو رہی ہے اور سورۂ فاتحہ کی قرأت خبرِ واحد سے ۔اگر آیت اور حدیث دونوں سے ایک ہی حکم مراد لیا جائے تو قرآن کے مطابق حکم پر خبر واحد کے ذریعہ زیادتی لازم آجائے گی ،حالانکہ کتاب اللہ پر خبر واحد کے ذریعہ زیادتی جائز نہیں ہے ۔اس لیے یہاں مطلق اور مقید دونوں سے ایک ہی حکم مراد نہیں لے سکتے یہی وجہ ہے کہ ہم نے مطلق کو مطلق رکھ کر بحکم کتاب اللہ نماز میں مطلق قرأت کو فرض قرار دیا اور مقید حکم یعنی سورۂ فاتحہ کی قرأت کو خبر واحد سے ثابت ہونے کی وجہ سے واجب قرار دیا ۔اس طرح ہم نے قرآن اور حدیث دونوں پر عمل کیا۔

اس کے قطع نظر مطلق اور مقید دونوں سے ایک ہی حکم مراد لے کر نماز میں سورۃ فاتحہ کو فرض قرار دیں تو وہ حضرات جن کے پاس سورۂ فاتحہ کی قرأت فرض ہے ان پر لازم آجائے گا کہ ضم سورہ کی قراءت کو بھی فرض قرار دیں، اس لیے کہ جن حدیثوں میں سورۂ فاتحہ کا ذکر ہے ان میں ضم سورۃ کا بھی ذکر موجود ہے ،حالانکہ یہ حضرات ضم سورہ کی قرأت کو سنّت قرار دیتے ہیں اس کے برخلاف ہم مطلق اور مقید کو علیحدہ علیحدہ دو حکم قرار دے کر آیت سے مطلق قراءت کی فرضیت ثابت کرتے ہیں

اور حدیث سے جس طرح سورہ فاتحہ کی قرأت کو واجب کہتے ہیں، ایسا ہی ضم سورہ یا ضم سورۃ میں تین یا تین سے زائد آیتوں کو بھی واجب قرار دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا توضیحات سے ثابت ہو گیا کہ حدیث "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" چونکہ خبر واحد ہے اس لیے یہ حدیث قوت میں آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" کے برابر نہیں ہو سکتی۔ جس کی وجہ سے آیت کے مطلق حکم کو مقید نہیں کیا جا سکتا۔

اگر کوئی کہے کہ حدیث "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" خبر واحد نہیں ہے بلکہ خبر مشہور ہے اس لیے اس حدیث سے آیت "فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" کے مطلق حکم کو مقید کیا جا سکتا ہے تو اس کے دو جواب ہیں۔

ایک جواب تو یہ ہے کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" کو اس لیے خبر مشہور نہیں کہا جا سکتا کہ تابعین کے درمیان اس حدیث کے مشہور ہونے میں اختلاف ہے اور سب تابعین نے اس حدیث کو قبول نہیں کیا ہے اور خبر مشہور اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو سب تابعین قبول کر لیں اگر لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" کا خبر مشہور ہونا صحیح ہوتا تو اس حدیث سے آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" کے حکم مطلق کو مقید کر کے نماز میں فاتحہ کی فرضیت ثابت کی جا سکتی تھی لیکن جب لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" کا خبر مشہور ہونا ثابت نہیں ہوا تو یہ خبر واحد ہوئی اور ظاہر ہے کہ خبر واحد سے کتاب اللہ کے حکم مطلق کو مقید نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے نماز میں سورۂ فاتحہ کی قرأت کا فرض ہونا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بالفرض اگر حدیث "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" کو خبر مشہور تسلیم کر لیا جائے تو اس کے باوجود بھی آیت "فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" کے حکم مطلق کو اس حدیث سے مقید نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خبر مشہور سے کسی آیت کے حکم مطلق کو اسی وقت مقید کر سکتے ہیں جب کہ وہ خبر مشہور محکم ہو یعنی اس سے ایک ہی معنی مراد لئے جاتے ہوں، اور اس میں دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو۔ یہاں ایسا نہیں ہے کیونکہ حدیث "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" میں دو معنوں کا احتمال موجود ہے۔ ایک معنی تو یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی، اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں بلکہ ناقص ہوتی ہے اور اس دوسرے معنی کی نظیر حدیث "لَا صَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ" ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے بغیر صحیح نہیں ہوتی حالانکہ اس حدیث سے یہ معنی کسی نے بھی مراد نہیں لیے ہیں بلکہ سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز گھر میں ادا تو ہو جاتی ہے مگر ناقص اور غیر افضل رہتی ہے اس سے ثابت ہوا کہ حدیث "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" میں مذکورہ دونوں معنوں کا احتمال ہے اور ایسی مشہور حدیث جس میں دو معنوں کا احتمال پایا جاتا ہو وہ کسی آیت کے مطلق حکم کو مقید نہیں کر سکتی۔

اس طرح ثابت ہوا کہ حدیث " لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ " کے ذریعہ آیت " فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ " کے مطلق حکم کو مقید کر کے نماز میں سورۂ فاتحہ کی قرأت کو فرض قرار دینا درست نہیں بلکہ آیت مذکورہ کے لحاظ سے نماز میں مطلق قراءت قرآن فرض ہے اور حدیثوں کے لحاظ سے نماز میں سورۂ فاتحہ، ضم سورۃ، یا ضم سورۃ میں تین یا تین سے زائد آیتوں کا پڑھنا واجب ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔ (عمدۃ القاری، مرقات) - ۱۲

۱۱۳۵/۱۵ وَعَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَصَاعِدًا -

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے (نماز میں) سورۂ فاتحہ اور اس پر قرآن کا کچھ حصہ زیادہ کر کے نہ پڑھا تو اس کی نماز کامل نہیں ہوئی ناقص ہوئی (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے-

ف : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ دونوں کا پڑھنا واجب ہے - ۱۲

۱۱۳۶/۱۶ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَۃٍ وَّیَقْرَأُ فِی الْاُخْرَیَیْنِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ قَالَ وَکُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ لَا یَجُوْزُ صَلٰوۃٌ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَشَیْءٍ مَّعَهَا رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ -

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (چار رکعت والی فرض نماز کی) پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ ضم کر لیا کرتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں یہ بات مشہور تھی کہ نماز میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ ضم سورہ کئے بغیر نماز جائز نہیں ہوتی (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے)

ف : اس حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں یہ بات مشہور تھی کہ سورہ فاتحہ اور ضم سورہ کے بغیر نماز جائز نہیں ہوتی۔ اس سے ثابت ہے کہ سورۃ فاتحہ اور ضم سورۃ کا ہر نماز میں پڑھنا واجب ہے خواہ وہ نماز وتر ہو یا سنّت یا نفل ان تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ کا پڑھنا ضروری ہوگا۔ البتہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ فرض کی چار رکعت والی نماز یا تین رکعت والی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ دونوں کا پڑھنا ضروری ہوگا اور آخری دو یا ایک رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ کا پڑھ لینا کافی ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ پڑھنے کے لیے فرض کی پہلی دو

رکعتوں کو ہی معین کر لینا واجب ہے اگر کوئی سورۃ فاتحہ اور ضم سورۃ یا ان میں سے کسی ایک کو فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں پڑھنا بھول گیا اور ان کو آخری دو رکعتوں میں پڑھ لیا تو چونکہ اس نے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ پڑھنا جو واجب تھا سہواً ترک کر دیا ہے اس وجہ سے اس کو سجدہ سہو کرنا ضروری ہوگا۔ (عمدۃ القاری، رد المحتار)

مذکورالصدر حدیث جو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس کو حضرت عبید اللہ ابن مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ کسی سورۃ کو ضم کرنا اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے (یعنی فرض نہیں)۔ ۱۲

ف ۲ : حضرت عبید اللہ بن مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک ۱ یہ ہے کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا رکن یعنی فرض نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ حدیث میں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کو ضم سورۃ کی طرح سنت قرار دیا ہے فرض نہیں کہا ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صحابی کا کسی چیز کو سنت قرار دینا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ وہ چیز فرض نہیں ہو سکتی۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ سورۂ فاتحہ اور ضم سورۂ کو جو سنت قرار دیا گیا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کا پڑھنا واجب نہیں ہے

اس لیے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں عام طور پر دو اصطلاحیں تھیں۔ ایک فرض دوسرے سنت اور سنت میں فرض کے سوا ہر چیز داخل تھی۔ خواہ وہ واجب ہو یا سنتِ مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ہو یا نفل، غرض ان تمام چیزوں پر سنت کا اطلاق ہوتا تھا چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس حدیث میں سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ کو سنت کہنا انہی معنوں میں تھا کہ یہ فرض نہیں ہیں یعنی واجب ہیں۔

علاوہ ازیں سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ کے واجب ہونے کے متعلق حدیثیں ابھی اوپر گذر چکی ہیں۔

حضرت عبید اللہ بن مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے دوسری چیز یہ ثابت ہوتی ہے کہ جس طرح نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے، اسی طرح ضم سورۃ کا پڑھنا بھی واجب ہے اس لیے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ فاتحہ اور ضم سورہ دونوں کا ذکر ایک ہی حیثیت سے کیا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مذکورہ حدیثوں سے واضح ہو گیا کہ نماز میں سورۃ فاتحہ اور ضم سورۃ کا پڑھنا ضروری ہے اور ان دونوں کے بغیر نماز جائز نہیں اس کی توضیح میں حضرت سفیان ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ان مذکورہ حدیثوں کا حکم اس شخص کے لیے ہے جو تنہا نماز پڑھ رہا ہو (مقتدی کے لیے یہ حکم نہیں اس لیے کہ مقتدی کو خاموش رہنا چاہیئے) حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی روایت ابو داؤد نے اپنی سنن میں کی ہے

وَرَوَاہُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ سُنَّةُ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ اَنْ يَّقْرَاَ فِي الْاُوْلَيَيْنِ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَسُوْرَةٍ وَفِي الْاُخْرَيَيْنِ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ قَالَ سُفْيَانُ لِمَنْ يُّصَلِّيْ وَحْدَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ وَاَمَّا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَقَالَ مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اِذَا كَانَ وَحْدَهٗ وَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَيْثُ قَالَ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَّمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ وَرَآءَ الْاِمَامِ قَالَ اَحْمَدُ فَهٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ يَّقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اِنَّ هٰذَا اِذَا كَانَ وَحْدَهٗ اِنْتَهٰى۔

واضح ہو کہ مذکورہ بالا حدیثوں کی توضیح میں جس طرح ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔ اسی طرح ترمذی نے بھی اپنی سنن میں حدیث "لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" کے متعلق امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث تنہا نماز پڑھنے والے سے متعلق ہے (مقتدی سے متعلق نہیں ہے۔ اس لیے کہ مقتدی کو خاموش رہنا ضروری ہے۔

نیز ترمذی نے یہ بھی لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے اس خصوص میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ حدیث یہ ہے۔ قَالَ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَّمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ وَرَآءَ الْاِمَامِ۔
(جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی مگر یہ حکم اس شخص کے لیے ہے (جو تنہا ہو) اور امام کے پیچھے (مقتدی کی حالت میں) نہ ہو۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد "لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث تنہا نماز پڑھنے والے سے متعلق ہے۔

واضح رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا اور جب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے صحابی نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشاد کی تفسیر یہ کی ہے کہ یہ حدیث تنہا نماز پڑھنے والے سے متعلق ہے تو یہ حکم مقتدی سے متعلق نہ ہوگا۔ (یہ مضمون ترمذی سے ماخوذ ہے)

١١٣٧ / ١٧ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَّمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ وَرَآءَ الْاِمَامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوئی، مگر یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو (تنہا ہو) اور امام کے پیچھے مقتدی کی حالت میں نہ ہو)

وَرَوٰی مُحَمَّدٌ وَّمَالِكٌ وَّابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ مِثْلَهٗ۔

(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، نیز امام محمد اور امام مالک اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

١١٣٨/١٨ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ صَلّٰی رَكْعَةً فَلَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا وَرَآءَ الْاِمَامِ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں اس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز نہیں ہوئی مگر یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو اکیلا ہے اور امام کے پیچھے (مقتدی کی حالت میں نہ ہو۔ (اس لئے کہ مقتدی کو خاموش رہنا ضروری ہے) (طحاوی)

١١٣٩/١٩ وَعَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَّا یَقْرَاُ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ اِلَّا وَرَآءَ الْاِمَامِ۔

(رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص بغیر سورہ فاتحہ کے نماز پڑھے تو اس کی نماز ناقص ہے لیکن یہ حکم اس مقتدی کے لیے نہیں ہے جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے (اس کو تو خاموش رہنا ضروری ہے) (بیہقی)

١١٤٠/٢٠ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلٰوةٌ لَّا یَقْرَاُ فِیْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ وَرَآءَ الْاِمَامِ۔

(رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بغیر سورہ فاتحہ کے نماز پڑھے تو یہ نماز (ترک واجب کی وجہ سے) اس کو کافی نہ ہوگی مگر یہ حکم اس مقتدی کے لیے نہیں ہے جو امام کے پیچھے ہو (اس لیے کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں) (بیہقی)

۱۱۴۱/۲۱ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ خَلْفَ الْاِمَامِ لَا یَقْرَاُ شَیْئًا یُجْزِئُہٗ ذٰلِکَ قَالَ نَعَمْ۔

(رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھتا ہو (نہ سورۂ فاتحہ نہ کوئی اور سورۃ) کیا اس کے لیے یہ کافی ہے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کافی ہے (بیہقی)

۱۱۴۲/۲۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ صَلٰوۃٍ لَّا یُقْرَاُ فِیْھَا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَلَا صَلٰوۃَ اِلَّا وَرَآءَ الْاِمَامِ۔

(رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز (ترک واجب کی وجہ سے) کامل نہیں ہوتی، مگر یہ حکم مقتدی کے لیے نہیں ہے جو امام کے پیچھے ہو (اس لیے کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ کی ضرورت نہیں) (بیہقی)

۱۱۴۳/۲۳ وَعَنْ کَثِیْرِ بْنِ مُرَّۃَ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ سَمِعَہٗ یَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفِیْ کُلِّ صَلٰوۃٍ قِرَآءَۃٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَجَبَتْ ھٰذِہٖ فَالْتَفَتَ اِلَیَّ وَکُنْتُ اَقْرَبُ الْقَوْمِ مِنْہُ فَقَالَ مَا اَرَی الْاِمَامَ اِذَا اَمَّ الْقَوْمَ اِلَّا قَدْ کَفَاھُمْ رَوَاہُ النَّسَآئِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ وَقَالَ النَّسَآئِیُّ فِیْہِ اِکْتِفَآءُ الْمَاْمُوْمِ بِقِرَآءَۃِ الْاِمَامِ۔

حضرت کثیر بن مرۃ حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا ہر نماز میں قرأت ضروری ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہاں (اس پر) انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اب قرأت ہر نماز میں فرض ہو گئی (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور اس وقت میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قریب تر تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یاد رکھو امام جب لوگوں کی امامت کرے تو اس کی قرأت مقتدیوں کی قرأت کے لیے بالکل کافی ہے (مقتدیوں کو پھر قرأت کرنے کی ضرورت نہیں) (اس کی روایت نسائی، طحاوی اور بیہقی نے کی ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کے لیے کافی ہے۔ (اس کو خود

قرأت کرنے کی ضرورت نہیں)

١١٤٤ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ اٰنِفًا قَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ إِنِّيْ أَقُوْلُ مَالِيْ أُنَازِعُ الْقُرْاٰنَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلٰوةِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاؤدَ وَأَحْمَدُ وَمَالِكٌ وَّمُحَمَّدٌ وَّرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ النَّسَائِيُّ فِيْهِ تَرْكُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيْمَا جَهَرَ بِهٖ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی نماز سے جس میں قرأت جہر سے کی جاتی ہے۔ فارغ ہو کر فرمایا کیا تم میں سے ابھی کوئی میرے ساتھ قرآن پڑھ رہا تھا؟ (اس پر) ایک شخص نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پڑھ رہا تھا (یہ سن کر) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسی لیے تو میں بھی (دل میں) کہہ رہا تھا کہ نماز میں میرے ساتھ قرآن کی کشاکشی کیوں ہو رہی ہے؟ (یعنی قرات کے ذریعہ میں لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہوں اور لوگ قرآن پڑھ کر مجھے اپنی طرف کھینچتے ہیں) جب اس حکم کو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے مقتدی ہو کر جہری نماز میں قرآن (خواہ سورۃ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورۃ) کا پڑھنا ترک کر دیا (اس کی روایت نسائی، ترمذی، ابوداؤد، امام احمد، امام مالک اور امام محمد نے کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کا ثبوت ہے کہ جس نماز میں قرأت بالجہر کی جائے اس میں مقتدی (امام کے پیچھے) قرأت نہ کرے۔

١١٤٥ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا رَوَاهُ أَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَتَادَةَ وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا وَفِيْ أُخْرٰى لَهُ وَإِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے لہٰذا جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو (اس کی روایت ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے) اور یہ حدیث صحیح ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں حضرات ابوہریرہ اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ امام جب قرأت کرے تو

تم خاموش رہو اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام جب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ کہے تو تم آمین کہو۔

ف: ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں مقتدی کے لیے سکوت اختیار کرنے اور امام کی قرأت کو خاموشی سے سننے کی طرف اشارہ ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس حدیث میں اس بات کا ثبوت ہے کہ مقتدی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ امام جب سورہ فاتحہ پڑھتے ہوئے وَلَا الضَّالِّيْنَ پر پہنچے تو مقتدی آمین کہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس کے بجائے یوں کہا جاتا کہ تم میں سے ہر ایک سے (مقتدی ہو یا امام) وَلَا الضَّالِّيْنَ تک پہنچے تو آمین کہے ایسا نہ کہہ کر جب یہ کہا گیا کہ امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم آمین کہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ مقتدیوں کو سورۃ فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ خاموشی سے امام کی قرات سنتے رہیں۔

۱۱۴۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَتَقْرَءُوْنَ وَالْاِمَامُ يَقْرَءُ فَسَكَتُوْا فَسَاَلَهُمْ ثَلٰثًا فَقَالُوْا اِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)
۲۶

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جب امام قرأت کر رہا ہو تو کیا تم بھی اس وقت قرأت کیا کرتے ہو؟ سب نے سکوت اختیار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے اسی طرح تین دفعہ دریافت فرمایا سب نے عرض کیا جی ہاں! ہم بھی امام کے ساتھ قرأت کیا کرتے ہیں (اس پر) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ (جب تم مقتدی ہو تو امام کے پیچھے قرأت نہ کیا کرو۔ (امام طحاوی)

۱۱۴۷ وَعَنْ اِبْنِ عُمَرَ وَالْبَيَاضِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُصَلِّيْ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ فَلْيَنْظُرْ مَا يُنَاجِيْهِ بِهٖ وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِالْقُرْاٰنِ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)
۲۷

حضرت ابن عمر و بیاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نمازی اپنے پروردگار سے (نماز میں) راز و نیاز کرتا رہتا ہے پس وہ غور کر لے کہ اپنے پروردگار سے کیا راز و نیاز کر رہا ہے؟ اس لیے تم (سب مقتدی) ایک دوسرے پر باآواز بلند قرأت قرآن کر کے (نماز کے راز و نیاز میں خلل مت ڈالو بلکہ) سب خاموش رہا کرو۔ (امام احمد)

ف: واضح رہے کہ قرآن اور حدیث سے یہ ثابت ہو چکا کہ مقتدی جہری اور سری ہر دو نمازوں میں امام کے پیچھے نہ سورۂ فاتحہ پڑھے اور نہ کوئی اور سورت، یہ نقلی دلیلیں تھیں جن کو آپ سن چکے اب اس پر عقلی دلیل امام طحاوی رضی اللہ عنہ سے سنیئے؛

وہ فرماتے ہیں کہ ایک ایسا شخص جس نے امام کو رکوع میں پایا اور قیام کی حالت میں تکبیر تحریمہ کے لیے اللہ اکبر کہہ کر بغیر قرأت کیئے رکوع میں امام سے جاملا تو جمہور ائمہ کا بلا اختلاف اس بات پر اتفاق ہے کہ اس کو بلاشبہ وہ رکعت مل گئی اگرچہ کہ اس نے اس رکعت کے قیام میں کچھ قرأت نہیں کی ہے۔

جمہور ائمہ کے اس قول کی توجیہہ دو طرح سے کی گئی ہے ایک یہ کہ مقتدی پر امام کے پیچھے قرأت فرض نہیں تھی، اس لیے اس کو وہ رکعت قرأت ترک ہونے کے باوجود مل گئی اور یہی مذہب حنفی ہے۔

دوسری توجیہہ یہ ہے کہ اس شخص پر قرأت فرض تو تھی مگر رکعت فوت ہونے کے اندیشہ سے ضرورۃً ساقط ہو گئی اور یہ دیگر ائمہ کا مسلک ہے۔ اس دوسری توجیہہ کے سلسلہ میں فرض کی ماہیت پر غور کرنا ضروری ہے کہ کیا کسی فرض کو ضرورۃً ترک کیا جا سکتا ہے؟ فرض کی ماہیت کو سمجھنے کے لیے ایک مثال پر غور کیجیے۔

ایک ایسا شخص جس نے امام کو رکوع میں پایا اور رکعت فوت ہونے کے اندیشہ سے ضرورۃً قیام کیئے بغیر تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے امام سے رکوع میں جاملا تو جمہور ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ ایسے شخص کو وہ رکعت نہیں ملی۔ حالانکہ اس نے ضرورۃً قیام ترک کیا ہے۔

اس مثال سے صراحت کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ قیام فرض ہے اور فرض ایسا عمل ہے جس کو ضرورۃً بھی ساقط نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کی ادائیگی ضرورت اور بغیر ضرورت ہر دو موقعوں پر لازمی ہے۔

فرض کی ماہیت کو اس مثال سے سمجھنے کے بعد قرأت خلف الامام کی نوعیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرأت خلف الامام پر فرض کی ماہیت صادق نہیں آتی۔ اس لیے کہ مقتدی کے لیے قرأت خلف الامام جس طرح دیگر ائمہ کے نزدیک ضرورۃً ساقط ہو جاتی ہے اسی طرح ہمارے نزدیک متعدد احادیث سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے ساقط ہے۔ اس کے برخلاف اگر قرأت خلف الامام ہوتی تو وہ نہ ضرورۃً ساقط ہوتی ہے اور نہ بلا ضرورت، اس لیے کہ فرائض کسی وجہ سے ساقط نہیں ہو سکتے۔

اس طرح ثابت ہو گیا کہ مقتدی پر قرأت خلف الامام فرض نہیں ہے جیسا کہ متعدد احادیث اس کے مقتدی پر فرض نہ ہونے پر وارد ہیں (یہ پورا مضمون طحاوی شریف سے ماخوذ ہے) ۱۲

۱۱۴۸/۲۸ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَهُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى فَلَمَّا صَلَّى قَالَ مَنْ قَرَأَ سَبِّحِ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھائی تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پیچھے (نماز میں) ایک شخص نے (سورہ) سبح اسم

اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَنِيْهَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ فِيْهِ تَرْكُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِيْمَا لَمْ يَجْهَرْ فِيْهِ ۔

رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھا، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ نماز میں کون سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھ رہا تھا؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پڑھ رہا تھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا (جبھی تو) میں محسوس کر رہا تھا کہ تم میں سے کوئی شخص (قرآن پڑھ کر) مجھے الجھن میں ڈال رہا ہے (اس کی روایت نسائی نے کی ہے) اور نسائی نے کہا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے سرّی نمازوں میں بھی قرأت نہ کرے ۔

۱۱۴۹ / ۲۹ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا صَلٰوةَ الظُّهْرِ فَقَرَأَ رَجُلٌ مِّنَ النَّاسِ فِيْ نَفْسِهٖ قَالَ هَلْ قَرَأَ مَعَنَا اَحَدٌ مِّنْكُمْ قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَنَا كُنْتُ اَقْرَأُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ مَالِيْ اُنَازِعُ الْقُرْاٰنَ اَمَا يَكْفِيْ اَحَدَكُمْ قِرَاءَةُ اِمَامِهٖ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے ایک شخص نے آہستہ قرأت کی۔ نماز کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ لوگوں میں سے کسی نے (نماز میں) میرے ساتھ قرأت کی ہے ؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو تین دفعہ فرمایا تو وہ شخص جس نے قرأت کی تھی عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی کی قرأت کی ہے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا نماز میں میرے ساتھ قرأت قرآن کرکے کیوں مجھے الجھن میں ڈالا جاتا ہے ؟ کیا آپ لوگوں میں سے ہر (مقتدی) کو اس کے امام کی قرأت کافی نہیں ہے ؟ امام تو اسی لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے اس لیے جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہا کرو (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے)

۱۱۵۰ / ۳۰ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ قِرَاءَةٌ لَّهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ عَنْ اَنَسٍ وَالدَّارَقُطْنِيُّ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قرأت اس کے لیے کافی ہے (اس لیے مقتدی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ۔

وَقَالَ فِیْ فَتْحِ الْمُلْهِمِ ثُمَّ الْبَیْهَقِیُّ حَمَلَ هٰذَا الْحَدِیْثَ وَنَظَائِرَهٗ عَلٰی تَرْكِ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ وَعَلٰی قِرَاءَةِ السُّوْرَةِ دُوْنَ الْفَاتِحَةِ وَهٰذَا تَخْصِیْصٌ بِلَا مُخَصِّصٍ وَّبَعِیْدٌ عَنْ مَضْمُوْنِ الْحَدِیْثِ بِمَرَاحِلَ وَنَاءٍ عَنِ الْمَقْصُوْدِ بِمَنَازِلَ لَا تَعَلُّقَ لَهٗ بِاَلْفَاظِهٖ وَلَا اِشَارَةَ فِیْهَا اِلَیْهِ اَصْلًا كَیْفَ وَالْوَاقِعَةُ وَاقِعَةُ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ عَلٰی مَا یَشْهَدُ بِهٖ رِوَایَةُ الْاِمَامِ فَمَا مَعْنٰی لِجَهْرِ شَخْصٍ فِیْهِمَا بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقْرَأُ الْاِمَامُ فِیْهِمَا جَهْرًا وَّلَا سَائِرُ الْمُقْتَدِیْنَ ۔

1151 / 31 وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ رَوَاهُ

کو قرأت کی ضرورت نہیں ہے) (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے) اور اسی حدیث کی روایت ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور دار قطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے)

یہ اور اسی قسم کی دیگر احادیث میں مقتدی کے لیے امام کے پیچھے مطلقاً قرأت نہ کرنے کا حکم وارد ہوا ہے اس لیے مقتدی امام کے پیچھے نہ سورۂ فاتحہ پڑھے نہ کوئی اور سورت اس کے برخلاف جن حضرات نے ان احادیث سے جن میں مقتدی کو قرأت نہ کرنے کا عام حکم موجود ہے اس عام حکم میں سورۂ فاتحہ کو شامل نہ کر کے صرف ضم سورۃ نہ پڑھنے سے خاص کیا ہے۔ یہ تخصیص بلا مخصص ہے حدیث کے عام حکم کو بغیر کسی سبب کے خاص کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی، جب کہ اور احادیث میں مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کا حکم صراحت کے ساتھ موجود ہے جو ابھی اوپر نسائی، ترمذی، بیہقی اور طحاوی وغیرہم کے حوالہ سے گذر چکی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے "مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَتُهٗ لَهٗ قِرَاءَةٌ" (جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے) فقہ حنبلی کی کتاب الروض المربع میں اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "ولا قراءۃ علی ماموم" (مقتدی پر کسی قسم کی قرأت نہیں ہے) (اس لیے نہ تو سورۂ فاتحہ پڑھے اور نہ ضم سورۃ کرے) اس کا مفہوم یہ ہے کہ امام سورۂ فاتحہ کو اپنے اور مقتدی کی طرف سے ادا کر لیتا ہے اور مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے امام کے پیچھے نماز

مُحَمَّدٌ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ إِمَامِنَا أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ أَحْسَنُ طُرُقِهِ حَكَمَ عَلَيْهِ ابْنُ الْهُمَامِ بِأَنَّهُ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ ۔

پڑھی تو یقیناً امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے اس حدیث کی روایت امام محمد دارقطنی اور بیہقی نے ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کی ہے اور اس حدیث کی سند سب سے احسن ہے اور اس کے متعلق امام ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہیں، اس لیے یہ حدیث صحیح ہے۔

وَقَالَ الْعَيْنِيُّ هُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ أَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ فَأَبُو حَنِيفَةَ وَمُوسَى بْنُ عَائِشَةَ الْكُوفِيُّ مِنَ الثِّقَاتِ الْأَثْبَاتِ مِنْ رِجَالِ الصَّحِيحَيْنِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ مِنْ كِبَارِ الشَّامِيِّينَ وَثِقَاتِهِمْ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ انْتَهٰى ۔

اور علامہ عینی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابو حنیفہ تو ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی ہیں ان کا کیا کہنا اور موسیٰ بن عائشہ کوفی نہ صرف ثقہ اور معتبر ہیں بلکہ بخاری اور مسلم کے راویوں میں سے ہیں، اور عبد اللہ بن شداد شام کے بڑے محدث اور ثقہ ہیں اس طرح اس سند کی مذکورۃ الصدر تحقیق سے ثابت ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے (علامہ عینی کی تحقیق یہاں ختم ہوئی) ۱۲

۱۱۵۲ / ۳۲ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَرَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالطَّحَاوِيُّ وَأَحْمَدُ عَنْ جَابِرٍ وَرَوَى أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ فِي مُسْنَدِهِ عَنْ جَابِرٍ مِثْلَهُ، وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ إِسْنَادُ حَدِيثِ أَحْمَدَ بْنِ مَنِيعٍ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے (اب مقتدی کو نہ سورۂ فاتحہ کی قرأت کی ضرورت ہے نہ کسی اور سورت کی) اس کی روایت ابن عدی نے کامل میں اور طبرانی نے الاوسط میں کی ہے اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور طحاوی اور امام احمد نے بھی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی روایت کی ہے اور احمد بن منیع نے اپنی مسند میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور امام ابن الہمام نے کہا ہے کہ احمد بن منیع کی اس حدیث کی سند مسلم کی شرط کے موافق ہے اس لیے یہ حدیث مسلم کی حدیثوں کی طرح صحیح ہے۔

۱۱۵۳ / ۳۳ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ

حضرت عبد اللہ بن شداد بن الہاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱

الْهَادِ قَالَ اَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَصْرِ قَالَ فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَهٗ فَغَمَزَهُ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَلَمَّا اَنْ صَلّٰى قَالَ لِمَ غَمَزْتَنِيْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُدَّامَكَ فَكَرِهْتُ اَنْ تَقْرَأَ خَلْفَهٗ فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَاِنَّ قِرَاءَتَهٗ لَهٗ قِرَاءَةٌ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَرَوَى الْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ وَالْبَيْهَقِيُّ نَحْوَهٗ۔

سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھائی حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے (باوجود مقتدی ہونے کے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے قرأت کی تو اس شخص کے بازو والے نے اس کو انگلی سے دبا دیا، جب نماز پڑھ لی تو اس شخص نے کہا کہ آپ نے مجھے نماز میں کیوں دبا دیا تھا؟ انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے امام تھے تو میں نے برا سمجھا کہ آپ (مقتدی ہو کر) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز میں قرأت کریں، اس گفتگو کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سن لیا اور فرمایا کہ جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے (اس کی روایت امام محمد اور دار قطنی نے کی ہے اور حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ فِيْ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ فِيْ بَيَانِ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّهٗ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَهُمْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

علامہ عینی رحمۃ اللہ نے شرح بخاری میں اس حدیث شریف کے بیان میں کہا ہے کہ اس کی روایت صحابۂ کرام کی ایک جماعت نے کی ہے جن کے نام یہ ہیں حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباس اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم علاوہ ازیں امام حارثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتاب کشف الاسرار میں یہ روایت لکھی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں دس جلیل القدر صحابہ مقتدی کے لیے بڑی شدت سے قرأت خلف الامام کی ممانعت فرماتے تھے ان کے نام یہ ہیں حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت

وَقَالَ الشَّيْخُ الْعَابِدُ السِّنْدِيُّ مَوْلِدًا وَّالْمَدَنِيُّ مُهَاجِرًا فِيْ شَرْحِ الْمُسْنَدِ لِاِمَامِنَا اَبِيْ حَنِيْفَةَ بَعْدَ مَا ذَكَرَ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فَنَقُوْلُ لَمَّا ثَبَتَ نَهْيُ الْعَشَرَةِ الْمَذْكُوْرَةِ وَلَمْ يَثْبُتْ رَدُّ اَحَدٍ هِمْ عَلَيْهِمْ عِنْدَ تَوَافُرِ الصَّحَابَةِ كَانَ اِجْمَاعًا سُكُوْتِيًّا اِنْتَهٰى مُلَخَّصًا۔

۱۱۵۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاْتُهٗ لَهٗ قِرَاءَةٌ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَفِي التَّعْلِيْقِ الْمُمَجَّدِ هٰذَا خُلَاصَةُ الْكَلَامِ فِيْ طُرُقِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَتَلَخَّصَ مِنْهُ اِنَّ بَعْضَ طُرُقِهٖ صَحِيْحَةٌ اَوْ حَسَنَةٌ لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ يُوْجِبُ الْقَدْحَ عِنْدَ التَّحْقِيْقِ وَبَعْضُهَا صَحِيْحَةٌ مُرْسَلَةٌ وَاِنْ لَّمْ تَصِحَّ مُسْنَدَةً وَالْمَرَاسِيْلُ مَقْبُوْلَةٌ وَبَعْضُهَا ضَعِيْفَةٌ يَنْجَبِرُ ضُعْفُهَا بِضَمِّ بَعْضِهَا اِلٰى بَعْضٍ فَارْتَقَتْ اِلٰى مَرْتَبَةِ الْحَسَنِ وَبِهٖ ظَهَرَ اَنَّ قَوْلَ الْحَافِظِ ابْنِ حَجَرٍ فِيْ تَخْرِيْجِ اَحَادِيْثِ الرَّافِعِيِّ اِنَّ طُرُقَهٗ كُلَّهَا مَعْلُوْمَةٌ لَيْسَ عَلٰى مَا يَنْبَغِيْ وَكَذَا قَوْلُ الْبُخَارِيِّ فِيْ رِسَالَةِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ اَنَّهٗ حَدِيْثٌ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ الْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ لِاِرْسَالِهٖ وَانْقِطَاعِهٖ اِنْتَهٰى لَا يَخْلُوْ عَنْ خَدْشَاتٍ وَّاضِحَةٍ اِنْتَهٰى وَقَالَ عُلَمَاءُنَا يُسْتَفَادُ مِنْهُ اَنَّ الْقِرَاءَةَ ثَابِتَةٌ مِّنَ الْمُقْتَدِيْ شَرْعًا فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ قِرَاءَةٌ

حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اس بارے میں علامہ عابد سندی مدنی رحمۃ اللہ نے شرح مسند امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لکھا ہے کہ قرأت خلف الامام کی ممانعت مذکورہ دس صحابۂ کرام سے ثابت ہو چکی ہے جن کا رد کسی صحابی نے نہیں کیا، حالانکہ اس وقت صحابۂ کرام کی ایک کثیر تعداد موجود تھی اور اس کثرت کے باوجود کسی صحابی کا ان دس اصحاب پر رد نہ کرنا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دیگر صحابہ کا قرأت خلف الامام کی ممانعت پر سکوت حقیقت میں تمام صحابۂ کرام کا اجماع سکوتی ہے جو شرعاً لائق حجت ہے۔ ۱۲

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

حدیث مذکور سے یہ ثابت ہو گیا کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مقتدی قرأت نہیں کر رہا ہے بلکہ مقتدی بھی قرأت کر رہا ہے اس لیے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا اس طرح جب مقتدی کا قرأت کرنا شرعاً ثابت ہو گیا تو پھر مقتدی امام کی قرأت کے علاوہ خود بھی قرأت کرے تو اس سے ایک نماز میں دو قرأتیں ثابت ہو جائیں گی۔ جو شرعاً ناجائز ہے، اس کو امام ابن الہمام رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے۔ ۱۲

مذکورہ حدیث میں جو ذکر ہے کہ "امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے" اس کے متعلق ہمارے علماء نے کہا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت کا بدل اور قائم مقام ہے۔ اگر مقتدی امام کے

لَہٗ فَلَوْ قَرَأَ لَکَانَ لَہٗ قِرَاءَتَانِ فِیْ صَلٰوۃٍ وَّاحِدَۃٍ
وَّھُوَ غَیْرُ مَشْرُوْعٍ قَالَہٗ ابْنُ الْھُمَامِ وَاِنَّ الْحَدِیْثَ دَلَّ عَلٰی
اَنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ بَدَلٌ وَّعِوَضٌ عَنْ قِرَاءَۃِ الْمُقْتَدِیْ
وَخَلَفٌ عَنْھَا فَلَوْ قَرَأَ الْمُقْتَدِیْ اَیْضًا لَزِمَ اِجْتِمَاعُ الْاَصْلِ
وَالْخَلَفِ وَالْبَدَلِ وَالْمُبْدَلِ مِنْہُ وَالْعِوَضِ وَالْمُعَوَّضِ
عَنْہُ وَھُوَ غَیْرُ جَائِزٍ کَمَا تَرٰی کَمَا لَا یَجُوْزُ اِجْتِمَاعُ
الْوُضُوْءِ وَالتَّیَمُّمِ اِنْتَھٰی۔

۱۱۵۵/۳۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ
فَقَالَ الْاِمَامُ یَقْرَأُ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ۔

۱۱۵۶/۳۶ وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ رَوَاہُ
الْبَیْھَقِیُّ وَرَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ زَیْدِ بْنِ
اَسْلَمَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاِمَامِنَا اَبِیْ حَنِیْفَۃَ قَالَ
جَابِرٌ قَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَھَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ رِوَایَۃِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَاَبَا بَکْرٍ وَّعُثْمَانَ کَانُوْا یَنْھَوْنَ
عَنِ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ۔

۱۱۵۷/۳۷ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ
اَوْ اُنْصِتُ قَالَ لَا بَلْ اَنْصِتْ فَاِنَّہٗ یَکْفِیْکَ۔
(رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ)

پیچھے خود بھی قرأت کرے تو مقتدی کی قرأت جو اصل ہے وہ اور امام کی قرأت جو مقتدی کی قرأت کے قائم مقام ہے دونوں کا جمع کرنا لازم آئے گا جو جائز نہیں ہے جیسا کہ وضو اور تیمم دونوں کا ایک ساتھ جمع کرنا ناجائز ہے اس لیے کہ وضو، اصل ہے اور تیمم اس کا قائم مقام (ابن الہمام) ۱۲

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرأت خلف الامام کے متعلق سوال کیا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ امام تو قرأت کرتا ہی ہے (پھر مقتدی کو قرأت کی کیا ضرورت ہے ؟) (بیہقی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرأت خلف الامام (امام کے پیچھے قرأت کرنے) سے ممانعت فرمائی ہے (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے اور عبد الرزاق نے بھی اس کی روایت حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے اور ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ایک روایت اس طرح آئی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے (نماز میں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کی تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرأت خلف الامام سے منع فرمایا اور عبد الرزاق کی روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما (مقتدی کو) قرأت خلف الامام سے منع فرمایا کرتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں (نماز میں) امام کے پیچھے قرأت کیا کروں یا خاموش رہا کروں ؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں (قرأت مت کیا کرو) بلکہ

خاموش رہا کرو، یہی تم کو کافی ہے (بیہقی)

۱۱۵۸ / ۳۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكْفِيْكَ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ خَافَتَ أَوْ جَهَرَ۔
(رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ امام کی قرأت تمہارے لیے کافی ہے (جب کہ تم اس کی اقتدا کر رہے ہو) خواہ امام آہستہ قرأت کر رہا ہو یا جہر سے (دار قطنی)

۱۱۵۹ / ۳۹ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدًا عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِيْ شَيْءٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ بَابِ سُجُوْدِ التِّلَاوَةِ۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ مقتدی امام کے ساتھ قرأت کرے یا نہ کرے؟ تو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا مقتدی کو کسی نماز میں (خواہ وہ سری ہو یا جہری) امام کے ساتھ قرأت نہ کرنی چاہیئے (خواہ سورہ فاتحہ ہو یا ضم سورۃ) (اس کی روایت مسلم نے بابُ سُجُودِ التِّلَاوَۃِ میں کی ہے)

۱۱۶۰ / ۴۰ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالُوْا لَا تَقْرَءُوْا خَلْفَ الْإِمَامِ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ۔
(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت عبید اللہ بن مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عبید اللہ بن عمر، حضرت زید بن ثابت اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے قرأت خلف الامام کے متعلق دریافت کیا تو ان تینوں صحابہ نے فرمایا کہ کسی نماز میں (خواہ وہ سری ہو یا جہری) قرأت خلف الامام مت کیا کرو۔ (طحاوی)

۱۱۶۱ / ۴۱ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ لَا إِنْ جَهَرَ وَلَا إِنْ خَافَتَ رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ (مقتدی) امام کے پیچھے قرأت نہ کیا کرے (نہ جہری نماز میں نہ سری نماز میں) (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں کی ہے)

۱۱۶۲ / ۴۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَيَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ لَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت عبد اللہ بن مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ (مقتدی جہری نمازوں میں تو امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتا ہے تو کیا وہ) ظہر اور عصر کی (یعنی سری) نمازوں میں بھی قرأت نہ کرے؟ تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں مقتدی ان سری

نمازوں میں بھی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے (عبد الرزاق)

١١٦٣ / ٤٣ وَعَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَلَيْسَ عَلَى الْفِطْرَةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ۔

حضرت مختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو مقتدی امام کے پیچھے قرأت کرے تو اس نے اقتدا کا حق ادا نہ کیا (طحاوی، ابن ابی شیبہ، عبد الرزاق اور دار قطنی)

١١٦٤ / ٤٤ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَخْطَأَ الْفِطْرَةَ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ جو مقتدی امام کے پیچھے قرأت کرے تو اس نے اقتداء کے اصل مقصد کو کھو دیا (عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، دار قطنی اور بیہقی)

١١٦٥ / ٤٥ وَعَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَقْرَأُ وَالْاِمَامُ بَيْنَ يَدَيَّ فَقَالَ لَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ رَّجُلٍ قَالَ عَهِدَ اِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنْ لَّا نَقْرَأَ مَعَ الْاِمَامِ۔

حضرت ابو حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ جب میں نماز میں امام کے پیچھے رہوں تو کیا میں بھی (امام کے ساتھ) قراءت کیا کروں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نہیں (جب تم نماز میں امام کے پیچھے ہو تو قراءت مت کیا کرو) (طحاوی) اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے (نماز میں) امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کا عہد لیا ہے۔

١١٦٦ / ٤٦ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا سُئِلَ هَلْ يَقْرَأُ اَحَدٌ مَّعَ الْاِمَامِ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ مَعَ الْاِمَامِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَقْرَأُ مَعَ الْاِمَامِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ هٰذَا طَرِيْقٌ جَيِّدُ الْاِسْنَادِ لَا يُتَصَوَّرُ فِيْهِ الْكَلَامُ اَصْلًا وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَزَادَ وَاِذَا صَلّٰى وَحْدَهٗ فَلْيَقْرَأْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب کبھی ان سے دریافت کیا جاتا کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت کیا کرے؟ تو آپ جواب دیا کرتے کہ تم میں سے جو کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھا کرے تو امام کی قرأت اس کے لیے کافی ہے (اس کو قرأت کرنے کی ضرورت نہیں ہے) اور خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عملدرآمد تھا کہ وہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے (امام محمد) اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے متعلق کسی قسم کا اعتراض نہیں ہے اور امام طحاوی نے بھی اس حدیث

کی اسی طرح روایت کی ہے اور امام مالک نے بھی اس کی روایت کی ہے، اور امام مالک نے اس حدیث کی جو روایت کی ہے اس میں یہ اضافہ ہے "وَاِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيَقْرَءْ"، یعنی مقتدی کو امام کی قرأت کافی ہے۔ ہاں اگر وہ مسبوق ہو تو باقی نماز میں قرأت کیا کرے۔

وَقَالَ الْعَيْنِيُّ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ وَكَانَ أَعْظَمُ النَّاسِ اقْتِدَاءً بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْتَهٰى۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قراءت خلف الامام نہیں کرتے تھے اور آپ کی شان یہ ہے کہ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ سنّت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کیا کرتے تھے اور اپنے زمانہ میں اسی وجہ سے اتباع سنّت میں سب سے زیادہ مشہور تھے اس لیے آپ کا قرأت خلف الامام نہ کرنا عین سُنّت ہے۔

۱۱۶۷ / ۴۷ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْإِمَامِ كَفَتْهُ قِرَاءَتُهٗ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ هٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ لَا كَلَامَ فِيْهِ۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قرأت اس کے لیے کافی ہے (اس کو خود قرأت کرنے کی ضرورت نہیں ہے) (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور اس حدیث کی سند ایسی جید ہے کہ جس میں کسی کو کلام اور اعتراض نہیں)

۱۱۶۸ / ۴۸ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ تَكْفِيْكَ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ نَحْوَهٗ لَيْسَ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ أَيْضًا شَيْءٌ۔

حضرت انس بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قرأت خلف الامام کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ تم کو امام کی قرأت کافی ہے۔ (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور دار قطنی نے بھی امام احمد بن حنبل سے اسی طرح روایت کی ہے اور اس کی سند کے متعلق کوئی اعتراض نہیں ہے)

۱۱۶۹ / ۴۹ وَعَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ سُئِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ أَنْصِتْ فَإِنَّ فِي الصَّلٰوةِ

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرأت خلف الامام کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں

شُغُلًا سَیَکْفِیْکَ ذَالِکَ الْاِمَامُ رَوَاہُ مُحَمَّدٌ هٰذَا اِسْنَادٌ جَیِّدٌ لَا کَلَامَ فِیْهِ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ نَحْوَہٗ۔

نے فرمایا چپ رہو (کیا فضول سوال کر رہے ہو) نماز میں (اللہ تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز کی وجہ سے مقتدی کو ایک خاص) مشغولیت رہتی ہے (تم اس کو باقی رکھو، وہی قرأت تو) امام کی قرأت تمھارے لئے کافی ہے (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور اس کی سند جید ہے جس کے متعلق کوئی کلام نہیں ہے اور امام طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۱۱۷۰/۵۰ وَعَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ رَجُلٌ اِتَّهَمَ رَوَاہُ مُحَمَّدٌ وَرِجَالُهٗ کُلُّهُمْ ثِقَاتٌ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ پہلا شخص جس نے (خلاف رواج) قرارت خلف الامام کی ابتداء کی تھی وہ (نئی بات ایجاد کرنے سے) متہم ہوا تھا (اس لیے کہ صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کا رواج ہو چکا تھا) (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں)

۱۱۷۱/۵۱ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَیْسٍ قَالَ لِاَنْ اَعَضَّ عَلٰی جَمْرَةٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَقْرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ رَوَاہُ مُحَمَّدٌ۔

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہے کہ مجھے اپنے منہ میں انگارا (یعنی آگ کا ڈلہ) رکھ لینا قرأت خلف الامام کرنے سے بہتر معلوم ہوتا ہے (امام محمد)

وَذَکَرَ الرَّازِیُّ فِیْ اَحْکَامِ الْقُرْاٰنِ قِیْلَ یُسْتَحَبُّ اَنْ یُّکْسَرَ اَسْنَانُهٗ وَقَالَ الْبَلْخِیُّ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ یُّمْلَأَ فَمُهٗ مِنَ التُّرَابِ۔

امام جصاص رازی رحمۃ اللہ کی احکام القرآن میں قرأت خلف الامام کرنے والے کے متعلق تہدیداً منقول ہے اچھا ہے کہ اس کے دانت توڑ دیے جائیں اور امام بلخی رحمۃ اللہ نے بھی قرأت خلف الامام کرنے والے کے متعلق تہدیداً کہا ہے کہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے منہ کو مٹی سے بھر دیا جائے۔"

۱۱۷۲/۵۲ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ قَالَ وَدِدْتُ اَنَّ الَّذِیْ یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ فِیْهِ جَمْرَةٌ رَوَاہُ مُحَمَّدٌ لَیْسَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ اَیْضًا شَیْءٌ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے یہ بات پسند آئی ہے کہ جو قرأت خلف الامام کرے اس کے منہ میں انگارا ہو۔ (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے، اس حدیث کی سند میں کوئی کلام نہیں ہے)

۱۱۷۳/۵۳ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ

حضرت محمد بن عجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

الْخَطَّابِ قَالَ لَيْتَ فِيْ فَمِ الَّذِيْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ حَجَرًا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ هٰذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ لَا كَلَامَ فِيْهِ وَرَوَى ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ نَحْوَهُ۔

ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا اچھا ہوتا کہ قرأت خلف الامام کرنے والے کے منہ میں پتھر پڑ جاتے (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور اس حدیث کی سند جید ہے جس کے متعلق کوئی کلام نہیں اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)۔

۱۱۷۴/۵۴ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَيْتَ الَّذِيْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِئَ فُوْهُ تُرَابًا۔
(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کیا اچھا ہوتا کہ قرأت خلف الامام کرنے والے کا منہ مٹی سے بھر دیا جاتا (امام طحاوی)

۱۱۷۵/۵۵ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِيْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيْ فِيْهِ جَمْرٌ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں پسند کرتا ہوں کہ جو شخص قرأت خلف الامام کرے اس کے منہ میں پتھر ہو۔ (عبد الرزاق)

⁂

۱۱۷۶/۵۶ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ قَيْسٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ وَبْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ سَعْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَا صَلٰوةَ لَهُ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عَلِيٍّ۔

حضرت عمرو بن محمد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت موسیٰ ابن سعد بن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ موسیٰ بن سعد نے اپنے دادا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے قرأت خلف الامام کی ہو تو اس کی نماز نہیں ہوتی (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور عبد الرزاق نے بھی اسکی روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے)

وَقَالَ الْبُخَارِيُّ فِيْ رِسَالَةِ الْقِرَاءَةِ أَنَّهُ لَا يُعْرَفُ لِهٰذَا الْإِسْنَادِ سَمَاعُ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ وَلَا يَصِحُّ مِثْلُهُ وَالْجَوَابُ عَنْهُ أَوَّلًا أَنَّ الْمُعَاصَرَةَ وَإِمْكَانَ اللُّقِيِّ يَكْفِيْ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ فِيْ صِحَّةِ الْاِتِّصَالِ وَرَفْعِ الْاِنْقِطَاعِ وَثُبُوْتِ اللُّقِيِّ كَمَا هُوَ تَشَدُّدُ الْبُخَارِيِّ لَا يَجِبُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ كَمَا تَقَرَّرَ مُحَقَّقًا فِيْ أُصُوْلِ الْحَدِيْثِ

امام بخاری نے اپنے رسالہ قرأت خلف الامام میں اعتراض اٹھایا ہے کہ اس حدیث کی سند کا سماع بعض محدثین کا بعض سے معروف نہیں ہے۔ اور جو اس حدیث کی مثل دوسری احادیث ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہیں؟ جواب: اولاً تو یہ بات ہے کہ معاصرت اور ملاقات کا امکان جمہور کے نزدیک صحت اتصال اور انقطاع کے رفع میں ہے اور ملاقات کا ثبوت جیسا کہ امام بخاری کا یہ تشدد ہے جمہور کے نزدیک یہ واجب نہیں ہے، جیسا کہ اصول حدیث میں یہ اصول محقق ہے معاصرت

وَالْمُعَاصَرَةُ وَاِمْكَانُ اللُّقِيِّ هٰهُنَا مُتَحَقِّقٌ بَيْنَ دَاوُدَ وَعُمَرَ وَبَيْنَ عُمَرَ وَمُوسٰى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ زَيْدٍ وَهُوَ يَكْفِيْنَا فِي ثُبُوْتِ اِتِّصَالِ السَّنَدِ. وَثَانِيًا اَنَّ الْاِنْقِطَاعَ الظَّاهِرَ لَا يَضُرُّ عِنْدَنَا اِذَا كَانَ الرَّاوِيْ ثِقَةً يَرْوِيْ عَنِ الثِّقَاتِ لَا سِيَّمَا فِي الْقُرُوْنِ الْمَشْهُوْدِ لَهَا بِالْخَيْرِ انْتَهٰى.

اور ملاقات اس جگہ سند حدیث میں متحقق ہے داؤد اور عمر کے درمیان، اور عمر اور موسیٰ کے درمیان ہے اور یہ متصل السند کے ثبوت میں ہمیں کافی ہے۔
ثانیاً: ظاہری انقطاع ہمارے نزدیک کوئی ضرر نہیں دیتا جبکہ راوی ثقہ ہو، ثقہ راویوں سے روایت کرے خصوصاً خیر القرون میں۔

واضح رہے کہ مذکورہ بالا حدیثوں میں متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے قرأت خلف الامام کرنے والے کے بارے میں مختلف تہدیدیں مذکور ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ قرأت خلف الامام کرنے والے کے منہ میں پتھر ہو، دوسری حدیث میں یوں مذکور ہے کہ ایسے شخص کا منہ مٹی سے بھر دیا جائے۔ ایک اور حدیث یہ ہے کہ منہ میں انگارا رکھ لینا قرأت خلف الامام کرنے سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ فَهٰؤُلَاءِ جَمَاعَةٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجْمَعُوْا عَلٰى تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ وَقَدْ وَافَقَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مَا قَدْ رُوِيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا قَدْ مَنَا ذِكْرَهٗ وَشَهِدَ لَهُمُ النَّظَرُ مَا قَدْ ذَكَرْنَا.

امام طحاوی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ ان احادیث میں قرأت خلف الامام کرنے والے پر جو تہدیدیں مذکور ہیں، وہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرأت خلف الامام نہ کرنے کے بارے میں صحابۂ کرام کا اجماع ہو چکا تھا، صحابۂ کرام کے اس اجماع پر صدر کی وہ تمام حدیثیں مؤید ہیں جن میں قرأت خلف الامام نہ کرنے کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

علاوہ ازیں اس بارے میں نقلی دلیلوں کے سوا امام طحاوی رحمۃ اللہ کی عقلی دلیل بھی گذر چکی ہے جس میں قیاس کے ذریعہ قرأت خلف الامام نہ کرنے کو ثابت کیا گیا ہے ۱۲

١١٧٧/٥٧ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانُوْا يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما الحمد للہ رب العالمین سے نماز شروع فرمایا کرتے تھے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

۱۱۷۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ ۵۸
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَهَضَ فِی
الثَّانِیَةِ اسْتَفْتَحَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَلَمْ یَسْکُتْ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب پہلی رکعت کے اخیر سجدہ سے) دوسری رکعت شروع فرماتے اور سکوت نہیں فرماتے تھے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

۱۱۷۹ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۵۹
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ
تَعَالٰی قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ
نِصْفَیْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ تَعَالٰی
حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ وَاِذَا
قَالَ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ قَالَ مَجَّدَنِیْ
عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ
نَسْتَعِیْنُ قَالَ هٰذَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ
وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا
الضَّآلِّیْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ
مَا سَاَلَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے خود سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمار ہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہیں نے اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان سورہ فاتحہ کے دو حصے کردیئے ہیں اور میرا بندہ جو کچھ سوال کرے وہ اس کو دیا جائے گا پس جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری حمد کی، اور جب بندہ "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" (بہت مہربان رحمت والا) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری ثنا کی اور جب بندہ مٰالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ (روز جزا کا مالک) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور جب بندہ "اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" (ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہئیں) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے (کہ وہ میری عبادت کرتے ہوئے مجھ سے مدد مانگ رہا ہے) اور جو کچھ میرا بندہ سوال کرے وہ اس کو دیا جائے گا اور جب بندہ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (۵) صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ (۶) غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ (۷)" (ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تُو نے احسان کیا، نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرے بندے کی دُعا ہے جس کو وہ اپنے لئے کر رہا ہے اور میں اپنے بندہ کو جو وہ مانگے دوں گا۔ (مسلم)

وَقَالَ الْحَلَبِیُّ وَلَا شَكَّ اَنَّ الْمُرَادَ

علامہ حلبی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں

بِالصَّلٰوةِ هُنَا الْفَاتِحَةُ فَالْبَدْءُ ايَةٌ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ التَّسْمِيَةَ لَيْسَتْ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَاِنَّهَا سَبْعُ ايَاتٍ بِدُوْنِهَا حَيْثُ جَعَلَ الْوُسْطٰى وَهِيَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ بَيْنَهُ سُبْحَانَهُ وَبَيْنَ عَبْدِهٖ وَالثَّلٰثُ قَبْلَهَا لَهُ تَعَالٰى خَاصَّةً وَالثَّلَاثُ بَعْدَهَا لِعَبْدِهٖ فَقَطْ وَاِذَا لَمْ تَكُنْ ايَةً مِّنَ الْفَاتِحَةِ لَمْ تَكُنْ ايَةً مِّنْ غَيْرِهَا لِعَدَمِ الْقَائِلِ بِهٖ اِنْتَهٰى۔

مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ کے دو حصے کئے ہیں مثلاً حصہ جو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ کی تین آیتوں پر مشتمل ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے مختص رکھا، اور دوسرا حصہ جو "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ" کے تین آیتوں پر مشتمل ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ سے مخصوص فرمایا اور "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" کو ان دونوں حصوں کی درمیانی آیت قرار دیا اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان مشترک رکھا۔ اس طرح سورۂ فاتحہ کی سات آیتیں ہوئیں۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ نے اس حدیث سے ثابت کیا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کا پہلا حصہ جو تین آیتوں پر مشتمل ہے اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہیں فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں ہے اگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورۂ فاتحہ کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرمانے کی بجائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع فرماتے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ایسا نہیں کیا تو صراحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں ہے تفصیل مذکورہ سے جب یہ ثابت ہو گیا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں ہے تو لازمی طور پھر یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم دوسری سورتوں کا بھی جزء نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ اور دوسری سورتوں کا جزء نہ ہونے کے بارہ میں صرف دو ہی مذہب ہیں۔ ایک مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ اور دیگر تمام سورتوں کا

جزء ہے اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورہ فاتحہ کا جزء نہیں ہے اور اسی طرح دوسری سورتوں کا بھی جزء نہیں۔

ان دو مذہبوں کے سوا تیسرا مذہب کسی نے اس طرح اختیار نہیں کیا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کا تو جزء نہ ہو، اور دوسری سورتوں کا جزء ہو۔

صدر کی حدیث اور دلائل مذکورہ سے جن کو علامہ حلبی رحمۃ اللہ نے بیان فرمایا ہے جب یہ ثابت ہو گیا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں تو لازماً یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کسی اور سورت کا بھی جزء نہیں اور یہی مذہب حنفی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ هٰذَا حَدِيْثٌ قَدْ رَفَعَ الْإِشْكَالَ فِيْ سُقُوْطِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَهُوَ نَصٌّ لَا يَحْتَمِلُ التَّاْوِيْلَ وَلَا اَعْلَمُ حَدِيْثًا فِيْ سُقُوْطِ الْبَسْمَلَةِ اَبْيَنَ مِنْهُ اِنْتَهٰى۔

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ صدر کی حدیث سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں اور یہ حدیث بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے سورۂ فاتحہ کا جزء نہ ہونے پر ایسی واضح دلیل ہے کہ جس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہو سکتی۔

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے سورۂ فاتحہ کا جزء نہ ہونے پر اس حدیث سے زیادہ بہتر اور واضح دلیل مجھے نہیں ملی۔ ۱۲

۱۱۸۰ / ۶۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَقْرَاُ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے اور حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے بھی نمازیں ادا کی ہیں لیکن میں نے نہیں سنا کہ ان حضرات میں سے کسی نے بھی (نماز میں) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (جہر سے) پڑھی ہو (مسلم)

۱۱۸۱ / ۶۱ وَعَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُسْمِعْنَا قِرَاءَةَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلّٰى بِنَا اَبُوْ بَكْرٍ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (سورۂ فاتحہ

وَعُمَرَ فَلَمْ اَسْمَعْهَا مِنْهُمَا۔
(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

١١٨٢ / ٦٢ وَعَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ سَمِعَنِيْ اَبِيْ وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ اَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ لِيْ اَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ اِيَّاكَ وَالْحَدَثَ قَالَ وَلَمْ اَرَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَبْغَضَ اِلَيْهِ الْحَدَثُ فِي الْاِسْلَامِ يَعْنِيْ مِنْهُ وَقَالَ وَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْهُمْ يَقُوْلُهَا فَلَا تَقُلْهَا اِذَا اَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَغَيْرُهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ لَا يَرَوْنَ اَنْ يُّجْهَرَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالُوْا وَيَقُوْلُهَا فِيْ نَفْسِهٖ اِنْتَهٰى۔

کہ پہلے نماز میں جہر سے) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے نہیں سنا اور ہم کو حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے بھی نماز پڑھائی ہم نے ان دونوں حضرات سے بھی (نماز میں جہر سے) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا (نسائی)

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے صاحبزادے سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھے نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بلند آواز سے پڑھتے ہوئے سنا تو کہا بیٹا یہ تو بدعت ہے اور بدعت سے بچو، پھر کہا کہ میں نے اصحاب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو بدعت سے عداوت و نفرت کرتے ہوئے نہیں دیکھا انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہم کے پیچھے نماز پڑھی مگر کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (بلند آواز سے) کہتے ہوئے نہیں سنا اس لیے تم کو بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے نہ کہنی چاہیے جب تم نماز پڑھو تو "الحمد للہ رب العٰلمین" کہو (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے) اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اس کی روایت کی اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ حدیث حسن ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہم اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ اور ان کے بعد اکثر تابعین کا بھی یہی عمل رہا ہے، اور امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک، امام احمد اور امام اسحٰق رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں، ان سب کا بھی یہی قول ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے نہ پڑھی جائے بلکہ آہستہ پڑھنی چاہیے (ترمذی کی عبارت یہاں ختم ہوئی)۔

۱۱۸۳/۶۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ لَا يَجْهَرُوْنَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (نماز میں) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے (اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے)

۱۱۸۴/۶۴ وَعَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ بِاِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ الصَّحِيْحِ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے میں نے نہیں سنا کہ ان حضرات میں سے کسی نے بھی (نماز میں) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آواز سے پڑھی ہو (اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے ایسی سند سے کی ہے جو صحیح کی شرط کے موافق ہے)

۱۱۸۵/۶۵ وَعَنْهُ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَكُلُّهُمْ يُخْفُوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی ہے، یہ سب حضرات (نماز میں سورۂ فاتحہ کے پہلے) بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

۱۱۸۶/۶۶ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسِرُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ رِجَالُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نماز میں سورہ فاتحہ سے پہلے) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھا کرتے تھے اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (نماز میں سورۂ فاتحہ سے پہلے) آہستہ ہی پڑھتے تھے (اس کی روایت (طبرانی) نے کی ہے اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں)

لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ اَنَّ اَحَادِيْثَ الْاِسْرَارِ بِالتَّسْمِيَةِ كَمَا تَدُلُّ عَلٰى كَوْنِ اِخْفَائِهَا سُنَّةً تَدُلُّ اَيْضًا عَلٰى اَنَّهَا لَيْسَتْ بِجُزْءٍ مِّنْ

ان احادیث میں مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھتے تھے اس سے دو باتیں ثابت ہوتی

الْفَاتِحَةِ وَلَا غَيْرِهَا مِنَ السُّوَرِ، وَإِلَّا فَلَا مَعْنٰى لِإِخْفَائِهَا مِنْ بَيْنِ الْآيَاتِ مَعَ كَوْنِهَا جُزْءًا مِنْهَا فَإِنَّ أَجْزَاءَ السُّوْرَةِ كُلَّهَا سَوَاسِيَةٌ فِيْ حُكْمِ الْجَهْرِ وَالْإِخْفَاءِ بِهَا كَمَا لَا يَخْفٰى۔

١١٨٧/٦٧ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

١١٨٨/٦٨ وَعَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّأْمِيْنِ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

١١٨٩/٦٩ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ كَانَ يُخْفِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْاِسْتِعَاذَةَ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

(رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ)

١١٩٠/٧٠ وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَرْبَعٌ يُخَافِتُ بِهِنَّ الْإِمَامُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَالتَّعَوُّذُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَآمِيْنَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْآثَارِ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُوْ مَعْمَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ فَلَمَّا ثَبَتَ عَنْ

ہیں۔ ایک یہ کہ سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھنا چاہیے اور دوسرے یہ کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء ہوتی تو اس کو بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورۂ فاتحہ کی طرح جہر سے پڑھتے۔ سورۂ فاتحہ کو جہر سے پڑھنا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو آہستہ پڑھنا یہ خود اس بات کی بین دلیل ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں ہے۔ ۱۲

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نماز میں) قرأت شروع کرنے سے پہلے أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (آہستہ) کہا کرتے تھے (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما (نماز میں) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے نہیں پڑھا کرتے تھے اور اسی طرح اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بھی جہر سے نہیں پڑھتے اور نہ تو آمین بلند آواز سے کہتے تھے (طحاوی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (نماز میں) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھتے تھے اور أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ بھی آہستہ پڑھتے تھے (ابن ابی شیبہ)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ (نماز میں) چار چیزیں امام کو آہستہ کہنی چاہیے، ایک سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ دوسرے أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ تیسرے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور حضرت ابو معمر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ان احادیث

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّنْ ذَكَرْنَا بَعْدَهٗ لَا تَرْكُهُ الْجَهْرَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثَبَتَ اَنَّهَا لَيْسَتْ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَلَوْ كَانَتْ مِنَ الْقُرْاٰنِ لَوَجَبَ اَنْ يُّجْهَرَ بِهَا كَمَا يُجْهَرُ بِالْقُرْاٰنِ سِوَاهَا اَلَا تَرٰى اَنَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الَّتِيْ فِي النَّمْلِ يُجْهَرُ بِهَا كَمَا يُجْهَرُ بِغَيْرِهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ لِاَنَّهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا ثَبَتَ اَنَّ الَّتِيْ قَبْلَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ يُخَافَتُ بِهَا وَ يُجْهَرُ بِالْقُرْاٰنِ ثَبَتَ اَنَّهَا لَيْسَتْ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَثَبَتَ اَنْ يُّخَافَتَ بِهَا وَيُسَرُّ كَمَا يُسَرُّ التَّعَوُّذُ وَالْاِفْتِتَاحُ وَمَا اَشْبَهَهُمَا اِنْتَهٰى۔

سے یہ معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھا کرتے تھے، جہر سے نہیں پڑھتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ تو سورۂ فاتحہ کا اور نہ قرآن کی کسی سورۃ کا ابتدائی جزء ہے اگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ یا قرآن کی کسی سورت کا ابتدائی جزء ہوتا تو اس کو بھی قرآن کی اور آیتوں کی طرح ضرور جہر سے پڑھا کرتے۔ سورۃ نمل میں جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مذکور ہے اس کو اس وجہ سے جہر سے پڑھا جاتا ہے کہ وہ دیگر آیتوں کی طرح اس سورۃ میں قرآن کا جزء ہے۔ علاوہ ازیں نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے ثناء، اور تعوذ کو اسی وجہ سے آہستہ پڑھا جاتا ہے کہ یہ دونوں قرآن کے جزء نہیں ہیں اسی طرح جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا آہستہ پڑھا جانا حدیثوں سے ثابت ہوا تو معلوم ہو گیا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی ثناء، اور تعوذ کی طرح قرآن کا جزء نہیں ہے ۱۲

۱۱۹۱ ۴۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ وَفِيْ اُخْرٰى لِلْبُخَارِيِّ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْقَارِئُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب امام آمین کہنے کا ارادہ کرے تو تم بھی آمین کہو (امام کے آمین کہنے کا ارادہ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہنے سے ظاہر ہوتا ہے) کیونکہ جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ ساتھ ہو گی تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کیے جائیں گے۔ (بخاری اور مسلم) ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے اور (آمین کہنے کا ارادہ کرے) تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ جس شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کی طرح ہو گا تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کیے جائیں گے، یہ امام بخاری کی روایت کے الفاظ ہیں اور مسلم کی روایت کے الفاظ بھی قریب قریب اسی کے ہیں۔ اور بخاری کی ایک

اور روایت میں اس طرح ہے کہ جب قاری (وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہہ کر) آمین کہنے کا ارادہ کرے تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اس لیے کہ جس شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کی طرح ہو گا تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

ف: سورہ فاتحہ کے آخر میں ولا الضالین کی ض یا کوئی اور آیت جس کے لفظ میں حرف ض آ رہا ہو تو ض کی جگہ ظا، یا دال، یا زا پڑھنا سخت منع ہے۔ کیونکہ اس سے لفظ کے معنی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اس سلسلہ ض، زا، دال اور ظا کے فرق میں دو رسائل "نعم الزاد لروم الضاد" اور "الجام الصاد عن سنن الضاد" تحریر فرمائے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ض، ظ، ذ اور ز معجمات سب حروف متباینہ متغایرہ ہیں۔ ان میں کسی کو دوسرے سے تلاوت قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اسے پڑھنا نماز میں ہو خواہ بیرون نماز، حرام قطعی و گناہ عظیم، افتراء علی اللہ و تحریف کتاب کریم ہے اعلیٰ حضرت نے نعم الزاد لروم الضاد میں اس پر دلائل قاہرہ باہرہ قائم کیے ہیں۔ یہاں تک کہ امام اجل ابو بکر محمد بن الفضل و امام برہان الدین محمود صاحب ذخیرہ وغیرہ و علامہ علی قاری مکی رحمہم اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں کہ جو قصداً ض کی جگہ ظ پڑھے کافر ہے۔ محیط برہانی میں ہے۔ "سئل الامام الفضلی عمن یقرأ الظاء المعجمة مکان الضاد المعجمة او علی العکس فقال لا یجوز امامته ولو تعمد یکفر" امام فضلی سے سوال کیا گیا اس شخص کے بارے میں ظاء معجمہ کی جگہ ضاد معجمہ یا بالعکس پڑھے تو آپ نے فرمایا ایسے شخص کی امامت جائز نہیں اور اگر جان بوجھ کر ایسے پڑھتا ہے تو یہ کفر ہے۔ ۱۲

فتاویٰ عالمگیری میں بھی ض کی جگہ ز اعمدا پڑھنے کو کفر لکھا ہے (فتاوی رضویہ ص ۱۱۱ ج ۳)

فن قرأت میں ہر حرف کا اپنا علیحدہ علیحدہ مخرج ہے۔ اس کے مطابق حروف کو ادا کیا جائے گا تو تلفظ اور ادائیگی درست ہو گی ورنہ قرأت میں غلطی ہو گی جو بعض حروف میں کفر کا سبب بنتی ہے۔ دیوبندی اور اہلحدیث عموماً لفظ ض کو ظ پڑھتے ہیں۔ اور ایسا پڑھنے میں الجھتے بھی ہیں۔ انہیں اپنے رویہ پر غور و فکر کرنا چاہیے کہ الفاظ قرآن کو بغیر مخارج کے ادا کرنے سے کہیں معانی تو نہیں بدل جاتے۔ جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ جان بوجھ کر ایسا پڑھنے سے کفر واقع ہو جاتا ہے۔

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہ اللہ الباری نے بھی اس مسئلہ کی وضاحت میں رسالہ تحریر فرمایا ہے۔

ف: اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ امام کے وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہنے کے بعد مقتدی آمین کہے چونکہ امام کے آمین کہنے کا وقت بھی یہی ہے، اس لیے امام اور مقتدی کی آمین ساتھ ساتھ ہو گی۔

اس حدیث میں امام کے وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہنے کے بعد مقتدی کو آمین کہنے کا جو حکم ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بھی آہستہ آمین کہہ رہا ہے اگر امام کا جہر سے آمین کہنا مشروع ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقتدی کے آمین کہنے کو امام کے وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہنے سے متعلق نہ کر کے امام کے آمین کہنے سے متعلق

فرماتے۔

اس حدیث کی پہلی روایت کے الفاظ " اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا " سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی امام کے آمین کہنے پر آمین کہے۔ مگر حقیقت میں اس کے یہ معنے نہیں ہیں، اگر " اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا " کے یہ معنی لیے جائیں تو اس حدیث کی پہلی روایت اور اسی کی دوسری روایت جس کے الفاظ یہ ہیں " اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ " (جب امام وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو) میں تضاد واقع ہوتا ہے، کیونکہ پہلی روایت میں یہ ہے کہ مقتدی اس وقت آمین کہے جب امام آمین کہے اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ مقتدی اس وقت آمین کہے جب امام وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہہ لے۔

ان دونوں روایتوں کے تضاد کو دور کرنے کے لیے جمہور نے یوں تطبیق دی ہے کہ " غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ " والی حدیث کے معنی کو حقیقت پر محمول کیا ہے اور اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ والی حدیث کے معنی کو مجاز پر اس طرح کہ پہلی روایت اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا کے معنی مجازی اس طور پر یہ لئے گئے ہیں کہ جب امام آمین کہنے کا ارادہ کرے تو تم آمین کہو، اس کی مثال اسی طرح ہے جیسے آیت اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ کے مجازی معنی (جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو) لیے گئے ہیں۔

اور دوسری روایت " اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ " کے معنے حقیقی یہ لئے گئے ہیں کہ امام جب وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہہ کر آمین کہنے کا ارادہ کرے تو تم آمین کہو اب تضاد باقی نہ رہا۔ اور دونوں روایتوں کے ایک ہی معنی ہوئے اسی بناء پر ہم نے صدر میں " اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا " والی حدیث کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ جب امام آمین کہنے کا ارادہ کرے تو تم آمین کہو تاکہ دوسری روایت سے اس کا تطابق ہو جائے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح الباری میں اِذَا اَمَّنَ والی حدیث کے یہی معنے مجازی لیے ہیں۔

۱۱۹۲ ۲/۷ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتُمْ فَاَقِیْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِیَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ یُجِبْكُمُ اللّٰهُ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَارْكَعُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ یَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَیَرْفَعُ قَبْلَكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتِلْكَ بِتِلْكَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارا ارادہ نماز کا ہو تو تم اول اپنی صفیں سیدھی کرلو پھر تم میں سے کوئی امام بن جائے، جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو، اور جب امام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے (اور آمین کہنے کا ارادہ کرے) تو تم بھی آمین کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری دعاء کو قبول فرمائے گا، جب امام اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے تو تم بھی اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جاؤ مگر

قَالَ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعُ اللّٰهُ لَكُمْ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

امام تم سے پہلے رکوع میں جائے اور تم سے پہلے رکوع سے سر اٹھائے اس طرح تمہارے اور امام کے رکوع کی مقدار برابر ہو جائے گی، اور یہ بھی فرمایا کہ امام جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری حمد سنے گا (مسلم شریف)

۱۱۹۳ ۳ وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرٍ أَبِي الْعَنْبَسِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ کے بعد آمین آہستہ فرمایا (ترمذی)

ف: اس حدیث سے اور اس کے بعد کی حدیثوں سے ثابت ہوا کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد آمین آہستہ کہی جائے یہ نقلی دلائل ہیں، عقلی دلائل سے بھی آمین کا آہستہ کہنا اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ آمین بھی نماز میں پڑھی جانے والی دعاؤں اور اذکار میں سے ہے، جس طرح نماز کی دوسری دعاؤں اور اذکار کو آہستہ پڑھتے ہیں، اسی طرح آمین کو بھی آہستہ پڑھنا چاہیئے۔

آمین کو آہستہ پڑھنے کی ایک اور عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ تعوذ کی طرح آمین بھی قرآن کا جزء نہیں ہے اگر آمین قرآن کا جزء ہوتا تو اس کو قرآن میں لکھا جاتا، چونکہ تعوذ اور آمین دونوں قرآن میں نہیں لکھے جاتے اس لیے ثابت ہوا کہ یہ دونوں قرآن کے جزء نہیں ہیں اور جو قرآن کا جزء نہ ہو، اس کو آہستہ پڑھا جاتا ہے، اسی لیے تعوذ کی طرح آمین کو بھی آہستہ پڑھنا چاہیئے (یہ مضمون مرقات و بنایہ سے ماخوذ ہے)۔

۱۱۹۴ ۴ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ ۔

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پر پہنچے تو آپ نے آہستہ آمین کہی۔ (اس کی روایت حاکم نے کی ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق صحیح ہے)

۱۱۹۵ ۵ وَعَنْهُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَأَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

الطَّیَالِسِیُّ وَاَبُوْیَعْلٰی وَالطَّبْرَانِیُّ وَالدَّارُ قُطْنِیُّ۔

وَالَا الضَّآلِّیْنَ پر پہنچے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آہستہ آمین کہی (اس کی روایت امام ابوداؤد طیالسی، ابویعلی طبرانی اور دارقطنی نے کی ہے)

1196/76 وَعَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ لَمْ یَكُنْ عُمَرُ وَعَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِاٰمِیْنَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِیْ تَهْذِیْبِ الْاٰثَارِ۔

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما (نماز میں سورۂ فاتحہ سے پہلے) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے نہیں پڑھتے تھے اور سورۂ فاتحہ کے بعد آمین جہر سے نہیں کہتے تھے۔ اس کی روایت طبرانی نے تہذیب الآثار میں کی ہے)

ف: حالتِ نماز میں آمین سب کو آہستہ کہنا چاہیے امام ہو خواہ مقتدی، خواہ اکیلا، یہی سنّت ہے اور مقتدی کو سب کچھ آہستہ ہی پڑھنا چاہیے۔ آمین ہو، خواہ تکبیر ہو، خواہ تسبیح ہو، خواہ التحیات و درود، خواہ سبحانک اللھم وغیرہ اور آہستہ پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ اپنے کان تک آواز آنے کے قابل ہو۔ اگرچہ بوجہ اس کے کہ یہ خود بہرا ہے یا اس وقت کوئی غل شور ہو رہا ہے کان تک نہ آئے اور اگر آواز اصلاً پیدا نہ ہوئی صرف زبان ہلی تو وہ پڑھنا پڑھنا نہ ہوگا۔ اور فرض، واجب، سنّت، مستحب جو کچھ تھا وہ ادا نہ ہوگا، فرض ادا نہ ہوا تو نماز ہی نہ ہوئی۔ اور واجب کے ترک میں گنہگار ہوا، اور نماز پھیرنا واجب رہا۔ اور سنّت کے ترک میں عتاب ہے، اور نماز مکروہ۔ اور مستحب کے ترک میں ثواب سے محرومی۔ پھر جو آواز اپنے کان تک آنے کے قابل ہوگی وہ غالب یہی ہے کہ برابر والے کو بھی پہنچے۔ اس میں حرج نہیں، ایسی آواز ہونی چاہیے۔ جیسے راز کی بات کسی کے کان میں منہ رکھ کر کہتے ہیں۔ ضرور ہے اس سے ملا ہوا جو بیٹھا ہو وہ بھی سنے گا مگر اسے آہستہ ہی کہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲ ص ۱۲۴)

1197/77 وَعَنْ اَبِیْ زُهَیْرِ النُّمَیْرِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَاَتَیْنَا عَلٰی رَجُلٍ قَدْ اَلَحَّ فِی الْمَسْئَلَةِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْجَبَ اِنْ خَتَمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ بِاَیِّ شَیْءٍ یَخْتِمُ قَالَ بِاٰمِیْنَ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابوزہیر نمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رات کو چل کر ایسے شخص کے پاس پہنچے جو نہایت عاجزی سے دعا مانگ رہا تھا (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اس کی دعا سنتے رہے) پھر آپ نے ارشاد فرمایا اگر اس نے اپنی دعا پر مہر کردی ہو تو اس نے اپنی دعا قبول کروالی۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا پر کس طرح مہر کرنی چاہیے؟ آپ نے ارشاد فرمایا

آمین کہہ کر۔ (ابوداؤد)

۱۱۹۸/۷۸ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَاُ فِی الظُّھْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا وَّیُطَوِّلُ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی مَا لَا یُطِیْلُ فِی الرَّکْعَۃِ الثَّانِیَۃِ وَھٰکَذَا فِی الْعَصْرِ وَھٰکَذَا فِی الصُّبْحِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ایک ایک سورۃ پڑھا کرتے، اور اخیر کی دو رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اور کبھی ہم کو (تعلیم امت کے لیے) کوئی آیت بلند آواز سے پڑھ کر سنا دیا کرتے، اور پہلی رکعت میں طویل قرأت کرتے تھے اور دوسری رکعت مختصر، اور اسی طرح عصر اور فجر کی فرض نمازوں میں پہلی رکعت طویل قرأت کے ساتھ اور دوسری رکعت مختصر قرأت کے ساتھ ادا فرماتے تھے (بخاری اور مسلم)

۱۱۹۹/۷۹ وَعَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ قَیْسٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ لَا یَقْرَاُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْمَا یَجْھَرُ فِیْہِ وَفِیْمَا یُخَافِتُ فِیْہِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ وَلَا فِی الْاُخْرَیَیْنِ وَاِذَا صَلّٰی وَحْدَہٗ قَرَاَ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَۃٍ وَّلَمْ یَقْرَاْ فِی الْاُخْرَیَیْنِ شَیْئًا۔

(رَوَاہُ مُحَمَّدٌ)

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقتدی ہوتے تو نہ جہری نماز میں قرأت خلف الامام کیا کرتے اور نہ سری نماز میں، نہ تو پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرتے اور نہ ہی آخری دو رکعتوں میں، اور جب تنہا فرض نماز پڑھتے تو پہلی دو رکعتوں میں سے ہر ایک میں سورۃ فاتحہ پڑھتے اور ضم سورۃ کرتے اور آخری دو رکعتوں میں سے کسی رکعت میں کچھ بھی نہیں پڑھتے تھے (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے)

۱۲۰۰/۸۰ وَعَنْ عَلِیٍّ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّھُمَا قَالَا اِقْرَاْ فِی الْاُوْلَیَیْنِ وَسَبِّحْ فِی الْاُخْرَیَیْنِ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ۔

حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کیا کرو، (جب کہ امام ہو یا تنہا نماز پڑھ رہے ہو) اور آخری دو رکعتوں میں سبحان اللہ کہا کرو۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

وَفِی التَّعْلِیْقِ الْمُمَجَّدِ بِہٖ اَخَذَ اَصْحَابُنَا فَقَالُوْا لَا تَجِبُ قِرَاءَۃٌ فِی الْاُخْرَیَیْنِ فِی الْفَرَائِضِ فَاِنْ سَبَّحَ فِیْھِمَا اَوْ قَامَ

احادیث مذکورہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام اور تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے چار رکعت والی فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں اور تین رکعت والی فرض

سَاكِتًا اَجْزَأَهُ وَبِهٖ قَالَ الثَّوْرِيُّ وَ الْاَوْزَاعِيُّ وَاِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِيُّ وَسَلَفُ اَهْلِ الْعِرَاقِ اِنْتَهٰى ۔

کی تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کی قرأت واجب نہیں ہے، ان رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بجائے سبحان اللہ پڑھے یا کچھ پڑھے بغیر خاموش رہے تو یہ کافی ہے مگر افضل یہ ہے کہ ان میں سورہ فاتحہ پڑھے اور یہ کافی ہونا اور افضل ہونا مذہب حنفی ہے۔ امام ثوری، امام اوزاعی اور حضرت ابراہیم نخعی اور عراق کے علماء سلف کا بھی یہی قول ہے

۱۲۰۱/۸۱ وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى اَنِ اقْرَأْ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ نَحْوَهٗ ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ نماز میں طوال مفصل پڑھا کرو۔ (اس کی روایت ترمذی اور عبدالرزاق نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: سورۂ حجرات سے سورہ بروج تک کی تمام سورتیں طوال مفصل کہلاتی ہیں، ان میں سورۂ بروج شامل نہیں ہے (شرح وقایہ، ملتقی)۔ ۱۲

۱۲۰۲/۸۲ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَنَحْوِهَا وَكَانَتْ صَلَاتُهٗ بَعْدُ تَخْفِيْفًا ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی فرض نماز میں سورہ قٓ والقرآن المجید یا اس کے برابر قرآن کا کوئی حصہ پڑھا کرتے تھے، اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باقی چار نمازوں کو نماز فجر کی طرح طویل قرأت سے نہیں پڑھتے تھے بلکہ نماز فجر کی قرارت کی بہ نسبت مختصر قرأت کیا کرتے تھے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ف: واضح ہو کہ نماز ظہر کے فرض کی قرأت میں ہمارے فقہاء احناف کے دو قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ظہر کی قرأت عصر کی قرأت کی اوساط مفصل سے ہو، منیۃ المصلی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ اور اس قول کی تائید صدر کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس کے راوی حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ظہر کے فرض کی قرأت فجر کے فرض کی طرح طوال مفصل سے ہو، فقہ کے اکثر متون اور درمختار اور ردالمحتار نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور فتویٰ بھی اسی قول پر ہے۔ علامہ عینی، اور امام ابن الہمام رحمہما اللہ بھی اسی کے قائل ہیں، اس قول کی تائید آگے آنے والی حدیث سے ہوتی ہے جس کو مسلم اور ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے (بر ردالمحتار سے

ماثور ہے) ۱۲

۱۲۰۳/۸۳ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَاللَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے خود سُنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی نماز میں وَاللَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ پڑھ رہے تھے (مسلم)

۱۲۰۴/۸۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالٓمّٓ تَنْزِيْلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

قَالَ الْعَيْنِيُّ وَفِي الْمُحِيْطِ بِشَرْطِ اَنْ يَقْرَأَ غَيْرَ ذٰلِكَ اَحْيَانًا لِئَلَّا يَظُنَّ الْجَاهِلُ لَا يَجُوْزُ غَيْرُهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر کے فرض کی پہلی رکعت میں اکثر الٓمٓ تنزیل (سجدہ) اور دوسری رکعت میں ھل اتی علی الانسان پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ الٓمٓ سجدہ اور سورۂ الدہر پڑھا کرتے تھے علامہ عینی رحمۃ اللہ نے اس بارے میں محیط کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ان دو سورتوں کے سوا بعض اوقات دوسری سورتیں بھی پڑھا کرے تاکہ ناواقف ان سورتوں کو ہمیشہ پڑھنے سے یہ گمان نہ کرے کہ جمعہ کے دن نماز فجر میں ان دو سورتوں کے سوا اور سورتوں کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔ ۱۲

۱۲۰۵/۸۵ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلٰثِيْنَ اٰيَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَرَأَ فِي الظُّهْرِ قَدْرَ تَنْزِيْلِ السَّجْدَةِ۔

قَالَ الْعَيْنِيُّ وَابْنُ الْهُمَامِ فَدَلَّ عَلٰى اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الظُّهْرِ مِثْلَ مَا يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ اِنْتَهٰى۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز ظہر کے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تیس آیات کے برابر پڑھا کرتے تھے (مسلم) ا

اور ترمذی کی ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نماز ظہر میں الٓمٓ تنزیل (سجدہ) کے برابر قرأت فرماتے تھے۔

امام عینی اور ابن ہمام فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں فجر کی نماز جتنی قرأت فرماتے تھے۔

۱۲۰۶ / ۸۶ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعَصْرِ بِالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَشِبْهِهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عصر میں والسماء ذات البروج اور والسماء والطارق اور ان جیسی دوسری سورتیں جو طوالت میں ان دونوں کے برابر ہوتی ہیں پڑھا کرتے تھے (ترمذی اور ابو داؤد)

فَدَلَّ عَلٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْعَصْرِ بِاَوْسَاطِ الْمُفَصَّلِ كَمَا اُشِيْرَ اِلَيْهِ فِيْ عُمْدَةِ الرِّعَايَةِ وَالْعِنَايَةِ۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عصر کی پہلی دو رکعتوں میں اوساط مفصل پڑھا کرتے تھے جیسا کہ عمدۃ الرعایۃ اور عنایۃ میں مذکور ہے۔ اوساط مفصل سے مراد سورۂ بروج سے سورۂ لم یکن تک کی تمام سورتیں ہیں اور ان میں لم یکن شامل نہیں ہے (ملتقی، شرح وقایہ) ۱۲۔

۱۲۰۷ / ۸۷ وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى اَنِ اقْرَأْ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَحْوَهٗ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ نماز مغرب میں قصار مفصل پڑھا کرو (اس کی روایت ترمذی اور عبد الرزاق نے کی ہے، اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف : سورۂ لم یکن سے سورۂ ناس تک تمام سورتیں قصار مفصل کہلاتی ہیں اور ان میں سورۂ ناس بھی داخل ہے (شرح وقایہ، وملتقی)

۱۲۰۸ / ۸۸ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهٗ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نماز مغرب میں قصار مفصل پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی)

۱۲۰۹ / ۸۹ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِيْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب جمعہ نماز مغرب میں اکثر قل یاایہا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے (اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے)

۱۲۱۰ / ۹۰ وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنِ اقْرَأْ فِي الْعِشَآءِ بِوَسْطِ الْمُفَصَّلِ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ نماز عشاء میں اوساط مفصل پڑھا کرو (اس کی

روایت عبدالرزاق نے کی ہے)

۱۲۱۱/۹۱ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَاُ فِی الْعِشَآءِ بِسُوَرٍ مِّنْ اَوْسَاطِ الْمُفَصَّلِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے نماز عشاء میں اوساط مفصل کی چند سورتیں مخصوص فرمائی تھیں اور انہی میں سے ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی)

۱۲۱۲/۹۲ وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِی الْعِشَآءِ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز عشاء (کی ایک رکعت) میں والتین والزیتون پڑھتے ہوئے سنا ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو خوش آواز نہیں پایا (بخاری اور مسلم)

۱۲۱۳/۹۳ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَآءَ اَحَدٍ اَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فُلَانٍ قَالَ سُلَيْمَانُ صَلَّيْتُ خَلْفَهٗ فَكَانَ يُطِيْلُ الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَيُخَفِّفُ الْاُخْرَيَيْنِ وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ وَيَقْرَاُ فِی الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَاُ فِی الْعِشَآءِ بِوَسْطِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَاُ فِی الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ۔ (رَوَاهُ النَّسَآئِیُّ)

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے فلاں صاحب (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سوا کسی اور کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو، حضرت سلیمان کہتے ہیں کہ (یہ سُن کر) میں (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں پہنچا اور آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، میں نے دیکھا کہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نماز ظہر کی پہلی دو رکعتیں طویل قرأت (طوال مفصل سے) ادا فرماتے تھے اور آخری دو رکعتیں مختصر قرأت (یعنی سورۂ فاتحہ سے) ادا فرماتے اور عصر کی نماز ظہر کی بہ نسبت مختصر قرأت سے (یعنی اوساط مفصل) ادا فرماتے تھے، اور مغرب کی نماز میں قصار مفصل کی سورتیں پڑھتے تھے اور عشاء کی نماز میں اوساط مفصل کی سورتیں پڑھتے اور صبح کی نماز میں طوال مفصل کی سورتیں پڑھا کرتے تھے (نسائی)

ف: قرآن عظیم سورۂ حجرات سے آخر تک مفصل کہلاتا ہے۔ اس کے تین حصے ہیں۔ حجرات سے بروج تک طوال مفصل، بروج سے لم یکن تک اوساط مفصل، لم یکن سے ناس تک قصار مفصل۔ سنت یہ

ہے کہ فجر و ظہر میں ہر رکعت میں ایک پوری سورت طوال مفصل پڑھی جائے۔ اور عصر و عشاء میں ہر رکعت میں ایک کامل سورت اوساط مفصل سے پڑھی جائے اور مغرب کی ہر رکعت میں ایک سورت کامل قصار مفصل سے پڑھی جائے۔ اگر وقت تنگ ہو، یا جماعت میں کوئی مریض یا بوڑھا یا کسی شدید ضرورت والا شریک ہو، جس پر اتنی دیر میں ایذا و تکلیف و حرج ہوگا تو اس کا لحاظ کرنا لازم ہے جس قدر میں وقت مکروہ نہ ہو نے پائے۔ اور اس مقتدی کو تکلیف نہ ہو اسی قدر پڑھیں۔ اگرچہ صبح کی نماز میں انا اعطینٰک و قل ھو اللہ احد ہوں۔ یہی سنت ہے اور جب یہ دونوں باتیں نہ ہو تو اس طریقۂ مذکورہ کا ترک کرنا اور صبح یا عشاء میں قصار مفصل پڑھنا ضرور۔ خلاف سنت و مکروہ ہے۔ مگر نماز ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ ج سوم ص ١٢٤)

١٢١٤/٩٤ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ مَا مِنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَةٌ صَغِيْرَةٌ وَّلَا كَبِيْرَةٌ اِلَّا قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ بِهَا النَّاسَ فِي الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو طوال مفصل، اوساط مفصل اور قصار مفصل کی ہر چھوٹی اور بڑی سورۃ سے فرض نمازوں میں لوگوں کی امامت کرتے ہوئے سنا ہے (امام مالک)

١٢١٥/٩٥ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ اِسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَخَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْاُوْلٰى وَفِي الْاٰخِرَةِ اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا مروان، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا جانشین بنا کر مکہ معظمہ روانہ ہوا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو نماز جمعہ پڑھائی، آپ نے پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ اذا جاءک المنافقون پڑھی نماز کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خود حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ دونوں سورتیں نماز جمعہ میں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ (مسلم)

١٢١٦/٩٦ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِيْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھا کرتے تھے حضرت نعمان کہتے ہیں اگر عید اور جمعہ ایک ہی دن میں دونوں جمع ہو جاتے تب بھی رسول اللہ

قَرَأَ بِهِمَا فِي الصَّلَوٰتَيْنِ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۲۱۷/۹۷ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ اَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْهِمَا بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۲۱۸/۹۸ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۲۱۹/۹۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَالَّتِيْ فِيْ اٰلِ عِمْرَانَ قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں نمازوں میں یہی دونوں سورتیں پڑھتے تھے۔ (مسلم)

حضرت عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کیا پڑھتے تھے؟ تو ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر دو عید کی نمازوں میں قٓ والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ پڑھا کرتے تھے (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنت فجر کی پہلی رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھی ہے (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنت فجر کی پہلی رکعت میں (سورۂ بقرہ پ۱ ع۱۶ کی یہ آیت) پڑھتے تھے قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (ترجمہ، یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کیے گئے موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) اور جو عطا کیے گئے باقی انبیاء (علیہم السلام) اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے۔ اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں" اور سنت فجر کی دوسری رکعت میں (سورۂ آل عمران پ۳ ع۱۶) کی یہ آیت پڑھتے تھے۔ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ

اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔ (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہو کہ اے اہل کتاب آؤ ایسی بات کی طرف (رجوع کرو) جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں (مانی جاتی) ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو (اپنا) مالک نہ سمجھے پھر اگر (ایسی سیدھی اور سچی بات کے ماننے سے بھی) منہ موڑیں تو (مسلمانو ان لوگوں سے) کہدو کہ تم اس بات کے گواہ رہو کہ ہم تو ایک ہی خدا کو ماننے ہیں (مسلم)

۱۲۲۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا اُحْصِیْ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَاُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ بِقُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَذْکُرْ بَعْدَ الْمَغْرِبِ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کئی بار نماز مغرب کے بعد کی دو سنتوں اور نماز فجر سے پہلے کی دو سنتوں میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھتے سنا ہے اور اتنی بار کہ شمار نہیں کر سکتا (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور اس میں فجر کی سنتوں کا ذکر ہے مغرب کی سنتوں کا ذکر نہیں ہے)

ف: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث اور اسی قسم کی دوسری احادیث کے سمجھنے کے لیے سری اور جہری قرأت کی تعریف سنیے:

صاحب رد المحتار نے امام کی نماز میں جہری قرأت کے متعلق لکھا ہے " وَاَدْنَی الْجَھْرِ اِسْمَاعُ غَیْرِہٖ مَنْ لَیْسَ بِقُرْبِہٖ کَاَھْلِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ وَاَعْلَاہُ لَاحَدَّ لَہٗ " (ترجمہ) امام کے لیے جہری نماز میں جہری قرأت کی کم سے کم حد یہ ہے کہ پہلی صف والے اس کی قرأت کو سن سکیں، اگر امام اپنے اور اپنے قریب کے ہی ایک یا دو شخصوں کو قرأت سنائے تو یہ جہر نہیں سمجھا جائے گا اور جہر کی اعلیٰ حد مقرر نہیں ہے۔ امام جہاں تک چاہے اپنی آواز کو سنا سکتا ہے۔

اور سری قرأت کے متعلق صاحب رد المحتار نے یہ لکھا ہے:

اَدْنَی الْمُخَافَتَۃِ اِسْمَاعُ نَفْسِہٖ اَوْ مَنْ بِقُرْبِہٖ مِنْ رَجُلٍ اَوْ رَجُلَیْنِ مَثَلًا۔

(ترجمہ) سری نماز میں امام یا منفرد کے لیے قرأت کی کم سے کم حد یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو سنائیں اگر قریب کے ایک یا دو آدمی بھی اس کی سری قراءۃ کو سن لیں تو اس کا شمار بھی سری قراءۃ ہی میں ہوگا۔"

صاحب رد المحتار نے خانیہ اور خلاصہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جامع صغیر میں بھی جہری اور سری قرأت کی تعریف اسی طرح مذکور ہے ۔

قرأت کی اس تعریف کو پیش نظر رکھ کر صدر کی اس حدیث پر غور کیجئے ؛ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت میں مذکور ہے کہ آپ نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مغرب کے بعد اور فجر کے پہلے کی دو سنتوں میں قل یاایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد کثرت سے پڑھتے ہوئے سُنا ہے ۔ اس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ سنتوں میں تو جہری قرأت نہیں ہے ۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سرّی قرأت کو کس طرح سُن لیا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سرّی قرأت میں نمازی کی قرأت کو قریب کے ایک دو آدمی سُن لیں تو اس پر جہری قرأت کا حکم صادق نہیں آئے گا بلکہ یہ سرّی قرأت ہی کہلائے گی ، اسی وجہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان سرّی نمازوں کی قرأت کو سُنا ہے ۔ ۱۲

۱۲۲۱ / ۱۰۱ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰى اٰخِرِهَا فَسَكَتُوْا فَقَالَ لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوْا اَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِّنْكُمْ كُنْتُ كُلَّمَا اَتَيْتُ عَلٰى قَوْلِهٖ فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ قَالُوْا لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ایک روز) اپنے اصحاب کے پاس تشریف فرما ہوئے ۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ پر سورۂ رحمٰن کی تلاوت شروع سے آخر تک فرمائی ، صحابہ قرأت کو خاموشی سے سُنتے رہے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے لیلۃ الجن میں (جس رات جنوں سے ملاقات ہوئی اور وہ ایمان سے مشرف ہوئے) اسی سورۃ الرحمٰن کو جنوں کے سامنے پڑھا تو وہ جواب دینے میں تم سے اچھے رہے جب بھی میں اللہ تعالیٰ کے اس قول پر آیا فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ " (اے جن وانس ! تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں سے مکرتے جاؤگے ؟) تو جنات نے کہا لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ " (اے ہمارے پروردگار ! ہم آپ کی نعمتوں میں سے کسی نعمت سے مکرتے نہیں بلکہ آپ کی سب نعمتوں کا اقرار کرتے ہوئے شکر ادا کرتے ہیں ۔ (ترمذی)

ف : اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سورۂ رحمٰن کی تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ وہ جب بھی " فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ " پر پہنچے تو جواب میں " لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ " فوراً پڑھتا جائے ۔ ۱۲

ف۲ : اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنات نے جب سورۂ رحمٰن شریف کی آیت فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ" سننے کے بعد جواب میں انھوں نے "لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِّعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ" پڑھا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا، اور اس کے بعد والی حدیث میں مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی تلاوت فرمائی تو جواب میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث آگے آرہی ہے اس میں بھی مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعض آیتوں کی تلاوت کے بعد ان کا جواب دینے کا ارشاد فرماتے تھے۔

ہمارے علمائے احناف نے اس قسم کی تمام حدیثوں کا حکم خارج نماز تلاوت قرآن کرنے والے اور تنہا نفل نماز پڑھنے والے سے متعلق کیا ہے کہ یہ دونوں جب ایسی آیتوں پر پہنچیں تو وہ ان آیتوں کے پڑھنے کے بعد احادیث میں جو جوابات مذکور ہیں ان کو پڑھا کریں، اس کے برخلاف فرض نمازوں میں امام ہو یا مقتدی دونوں کے لیے امام کے ان آیتوں کی قرأت کے وقت مذکورہ جوابات کا دینا جائز نہیں ہے، اور تنہا فرض نماز پڑھنے والے کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ بھی مذکورہ جوابات نہ دے اور ایسے ہی تراویح اور دوسرے نوافل جو جماعت سے پڑھے جاتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ ان میں بھی مذکورہ جوابات کا دینا جائز نہیں۔

اسی طرح مقتدی اور امام اس قسم کی چیزوں میں بالکل برابر ہیں دونوں کا حکم ایک ہی ہے کہ امام یا مقتدی دونوں کے لیے ترغیب کی آیتوں کے پڑھتے وقت جنت کا سوال کرنا اور ترہیب (ڈرانے والی) آیتوں کے پڑھتے وقت دوزخ سے پناہ مانگنا اور تسبیح کی آیتوں (جن میں اللہ کی پاکی بیان کرنے کا حکم ہے) کے جواب میں سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سننے پر درود پڑھنا، یہ سب چیزیں نماز میں جائز نہیں ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ مقتدی کے لیے امام کی قرأت کو خاموشی سے سننے کے بارے میں جو آیات اور حدیثیں آئی ہیں سب مطلق ہیں اس لیے اگر مقتدی کوان آیات کے سننے کا جو حکم ہے اس کے خلاف ہوگا اور اسی طرح امام کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ نماز میں قراءت کے سوا غیر قرآن پڑھے، اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جماعت والی فرض اور نفل نمازوں میں ایسے جوابات کا دینا ثابت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء احناف نے اس کو اختیار نہیں کیا۔

ان دلائل سے قطع نظر نماز میں امام کا قرآن کے سوا غیر قرآن پڑھنا مقتدیوں پر دشواری کا باعث ہوگا حالانکہ امام کو مقتدیوں کے لحاظ سے ہلکی نماز پڑھنے کا حکم ہے (یہ پورا مضمون فتح القدیر، رد المحتار، عمدۃ الرعایۃ اور سعایۃ سے ماخوذ ہے) ۱۲

۱۲۲۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
۱۰۲ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ

قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ)

۱۲۲۳ (۱۰۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ فَانْتَهٰى اِلٰى اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ فَلْيَقُلْ بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَمَنْ قَرَأَ لَا اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَانْتَهٰى اِلٰى اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى فَلْيَقُلْ بَلٰى وَمَنْ قَرَأَ وَالْمُرْسَلَاتِ فَبَلَغَ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ فَلْيَقُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ

الاعلیٰ کی تلاوت فرماتے تو اس آیت کے ختم پر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کی تلاوت فرماتے

(امام احمد وابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص سورۂ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ کی تلاوت کرتے ہوئے "اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ" (کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہے) پڑھے تو یہ کہنا چاہیئے "بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ" (کیوں نہیں اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا حاکم ہے اور میں اس بات پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص سورہ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ کی تلاوت کرتا ہوا "اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى" (کیا جس نے یہ کچھ کیا وہ مردے نہ جلا سکے گا؟) پڑھے تو اس کے جواب میں "بلیٰ" (کیوں نہیں جلا اٹھانے پر قادر ہے) کہنا چاہیئے اور جو شخص سورہ وَالْمُرْسَلٰتِ کی تلاوت کرتا ہوا "فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ" (پھر اس کے بعد کونسی بات پر ایمان لائیں گے؟) پڑھے تو اس کو "اٰمَنَّا بِاللّٰهِ" (ہم اللہ پر ایمان لائے) کہنا چاہیئے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے) اور ترمذی نے سورۂ وَالتِّيْنِ میں اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ کے جواب میں قول نبوی "بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ" تک روایت کی ہے، اور ترمذی میں سورۂ قیامہ اور والمرسلٰت کے جوابات کا ذکر نہیں ہے ۔۱۲

قَالَ عُلَمَاۤؤُنَا اِنَّ كُلًّا مِّنَ الْاِمَامِ وَالْمُقْتَدِيْ فِيْ مِثْلِ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ سَوَاۤءٌ فَلَا يَسْاَلُ الْمُقْتَدِيْ الْجَنَّةَ عِنْدَ اٰيَاتِ التَّرْغِيْبِ وَلَا يَتَعَوَّذُ مِنَ النَّارِ عِنْدَ اٰيَاتِ التَّرْهِيْبِ وَلَا يُسَبِّحُ عِنْدَ اٰيَاتِ

ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ ہر ایک امام اور مقتدی ان اشیاء (وہ آیات یا سورتیں جو حدیث ابوہریرہ میں مذکور ہیں) کی مثل میں برابر ہیں، مقتدی آیات ترغیب کی تلاوت کے وقت جنّت کا سوال نہیں کرے گا اور نہ آیات ترہیب کے وقت دوزخ سے پناہ مانگے اور

التَّسْبِيحِ وَلَا يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ سِمَاعِ اِسْمِهٖ بَلْ يَسْتَمِعُ وَيَنْصُتُ لِاِطْلَاقِ الْاٰيَاتِ وَالْاَحَادِيْثِ الَّتِيْ الْدَّالَّةِ عَلَى الْاِنْصَاتِ وَلِاَنَّ وَظِيْفَتَهُ الْاِسْتِمَاعُ وَالْاِنْصَاتُ فَلَا يَشْتَغِلُ بِمَا يُخِلُّهٗ وَكَذَا الْاِمَامُ لَا يَشْتَغِلُ بِغَيْرِ الْقُرْاٰنِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفْعَلْهُ فِيْهِمَا وَكَذَا الْاَئِمَّةُ مِنْ بَعْدِهٖ اِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا فَكَانَ مِنَ الْمُحْدَثَاتِ وَلِاَنَّهٗ ثَقِيْلٌ عَلَى الْقَوْمِ فَيُكْرَهُ وَمَا وَرَدَ حُمِلَ عَلَى النَّفْلِ مُنْفَرِدًا وَعَلٰى خَارِجِ الصَّلٰوةِ اَيْضًا هٰذَا الْمُلَخَّصُ مَا فِيْ رَدِّ الْمُحْتَارِ وَعُمْدَةِ الرِّعَايَةِ۔

نہ آیات تسبیح کے وقت تسبیح کرے گا اور نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سُن کر آپ پر درود پاک بھی نہیں پڑھے گا۔ بلکہ انہیں سُنے گا اور خاموش رہے گا آیات اور احادیث کے مطلق ہونے کی بنا پر وہ آیات واحادیث جو انصات یعنی خاموش رہنے پر دلالت کرتی ہیں، پس جو چیز اسے خلل میں ڈالے اس کی طرف مشغول نہیں ہوگا۔ یہ تو حکم مقتدی کے لیے تھا اور امام کے لیے بھی یہی ہے کہ وہ قرآن کے علاوہ کسی اور عبارت کی طرف متوجہ نہ ہو۔ کیونکہ نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں ایسے نہیں کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آج تک آئمہ کرام نے ایسے نہیں کیا پس یہ نئی چیزوں سے ہے۔ کیونکہ یہ (نئی چیز) قوم مسلم پر بوجھل و بھاری ہے اس لیے مکروہ ہے اس بارے میں موجودہ حدیث میں جو مذکور ہے اسے نوافل پر محمول کیا جائے گا نوافل بھی ایسے کہ نمازی اکیلا پڑھ رہا ہو۔ اور اسے خارج نماز پر بھی محمول کیا جائے گا۔ ردالمحتار اور عمدۃ الرعایہ میں جو کچھ بیان ہوا ہے یہ اس کا خلاصہ ہے۔

بَابُ الرُّكُوْعِ (یہ باب رکوع کے بیان میں ہے)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو۔ (سورۃ واقعہ ۵۶ پ ۲۷ آیت ۹۶)

ف: جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "فسبح باسم ربك العظيم" تو فرمایا اسے اپنے سجدوں میں داخل کرو۔ (ابوداؤد) اس سے ثابت ہوا کہ رکوع و سجود کی تسبیحات قرآن حکیم سے ماخوذ ہیں۔ (خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے (پ ۳۰ سورۃ الاعلیٰ ۸۷)

ف: یعنی اس کا ذکر عظمت واحترام کے ساتھ کرو۔ حدیث میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اپنے سجدہ میں داخل کرو یعنی سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہو۔ (خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو"۔ (پ ۱۷ سورۃ حج آیت ۷۷)

ف: ابتداء اسلام میں نمازیں بغیر رکوع وسجود کے تھیں بعد میں اس آیت کریمہ میں رکوع و سجدے کا حکم دیا گیا۔ (خزائن العرفان)
سورۃ الحج کی اس آیت کریمہ کے لفظ "وَاسْجُدُوْا" (تم سجدہ کرو) سے مراد نماز کے سجدے ہیں۔ نہ کہ سجدۂ تلاوت۔ اور قرآن میں جہاں کہیں "واسجدوا" (تم سجدہ کرو) کا لفظ آیا ہے اس سے مراد حنفیہ کے نزدیک سجدۂ نماز ہے۔ (نور العرفان)

۱۲۲۴ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِيْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم رکوع اور سجدہ پورا پورا (ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے) کیا کرو، خدا کی قسم (رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے) جس طرح میں تم کو سامنے سے دیکھتا ہوں اسی طرح اپنے

پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں (بخاری اور مسلم)

۱۲۲۵ / ۲ وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ حَتّٰی یُقِیْمَ ظَھْرَہٗ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رکوع اور سجدے میں جلدی کرے اور ان کو اطمینان سے ادا نہ کرے تو اس کی نماز کامل نہیں ہوگی ناقص ہوئی (اس لیے کہ اس نے تعدیل ارکان نہیں کیا ہے حالانکہ تعدیل ارکان واجب ہے) (اس کی روایت ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے) اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ف: اس حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "حَتّٰی یُقِیْمَ ظَھْرَہٗ" کے لفظی معنی پیٹھ سیدھی کرنے کے ہیں۔

۱۲۲۶ / ۳ وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ کَانَ رُکُوْعُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدُہٗ وَبَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّکُوْعِ مَا خَلَا الْقِیَامُ وَالْقُعُوْدُ قَرِیْبًا مِّنَ السَّوَآءِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قیام اور قعدہ دونوں زیادہ طویل ہوتے تھے، اس لیے کہ قیام میں قرأت ہوتی تھی، اور قعدہ میں التحیات پڑھی جاتی تھی) اس کے سوا باقی رکوع اور سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ اور رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہونے کا وقت یعنی قومہ یہ چاروں تقریباً برابر برابر ہوتے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص بے پروائی سے قومہ اور جلسہ کچھ ادا کیا یا نہیں ادا کیا، اطمینان سے رکوع کے بعد سیدھا کھڑا نہ ہوا اور دونوں سجدوں کے درمیان میں اطمینان سے نہیں بیٹھا تو اس کی نماز ناقص ہوئی (جو قابل اعادہ ہے، اس لیے کہ قومہ اور جلسہ میں رکوع اور سجدہ کی طرح تعدیل ارکان واجب ہے قومہ اور جلسہ میں تعدیل ارکان کے وجوب کو رد المحتار

شرح وقایہ اور سعایہ نے بیان کیا ہے (بخاری اور مسلم)

۱۲۲۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَامَ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رکوع کے بعد "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" (جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تعریف کو سنتے اور قبول فرما لیتے ہیں) فرما کر قومہ میں کھڑے ہوتے تو بہت دیر تک کھڑے رہتے، یہاں تک کہ ہم سمجھنے لگتے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو رکعت ہو چکی ہے اس کو ترک فرما کر از سرِ نو قیام میں کھڑے ہوئے ہیں۔ پھر سجدہ فرماتے اور اس پہلے سجدے کے بعد (جلسہ) میں بہت دیر تک بیٹھے رہتے یہاں تک کہ ہم سمجھنے لگتے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھی ہوئی رکعت کو ترک فرما کر نماز ختم فرما رہے ہیں اب دوسرا سجدہ نہیں کریں گے (مسلم)

۱۲۲۸ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِيْ يَسْرُقُ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چوروں میں بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز چراتا ہو، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ اپنی نماز کس طرح چراتا ہے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز چرانا یہ ہے (کہ تعدیل ارکان نہ کر کے) رکوع اور سجدہ کو پورا پورا ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے ادا نہ کرے (امام احمد)

ف: اس حدیث شریف میں نماز کے چور کو مال کے چور سے اس لیے بدتر قرار دیا گیا ہے کہ مال کا چرانے والا بسا اوقات چوری سے دنیوی فائدہ حاصل کر لیتا ہے پھر صاحبِ مال سے یا درگذر کروا لیتا ہے یا اگر سزا میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو وہ عذاب اخروی سے نجات پا لیتا ہے۔ اس کے برخلاف نماز کا چور نماز کی وجہ سے جس ثواب کا مستحق ہو سکتا تھا اس سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ ثواب کے بجائے عذاب کا مستحق قرار پاتا ہے اس طرح آخرت میں سوائے نقصان اور عذاب کے کچھ بھی اس کے ہاتھ نہیں آتا (یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے)

۱۲۲۹ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ

حضرت نعمان بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِی الشَّارِبِ وَالزَّانِیْ وَالسَّارِقِ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تَنْزِلَ فِیْهِمُ الْحُدُوْدُ قَالُوْا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِیْهِنَّ عُقُوْبَۃٌ وَاَسْوَأُ السَّرِقَۃِ الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِہٖ قَالُوْا وَكَیْفَ یَسْرِقُ صَلَاتَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا یُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا رَوَاہُ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَرَوَی الدَّارِمِیُّ نَحْوَہٗ۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دریافت فرمایا کہ شرابی، زانی، اور چور کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ حدود کی آیتیں ابھی نازل نہیں ہوئی تھیں صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ گناہ کی باتیں ہیں اور ان میں بڑی بڑی سزائیں ہیں، اور بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز چراتا ہو۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز چرانا کیا بات ہے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز چرانا یہ ہے کہ تعدیل ارکان نہ کرکے نماز میں رکوع اور سجدہ کو پورا پورا ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے ادا نہ کرے (اس کی روایت امام مالک، اور امام احمد نے کی ہے اور دارمی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۱۲۳۰ / ۷ وَعَنْ شَقِیْقٍ قَالَ اِنَّ حُذَیْفَۃَ رَاٰی رَجُلًا لَّا یُتِمُّ رُكُوْعَہٗ وَلَا سُجُوْدَہٗ فَلَمَّا قَضٰی صَلَاتَہٗ دَعَاہُ فَقَالَ لَہٗ حُذَیْفَۃُ مَا صَلَّیْتَ قَالَ وَاَحْسَبُہٗ قَالَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰی غَیْرِ الْفِطْرَۃِ الَّتِیْ فَطَرَ اللّٰہُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص تعدیل ارکان کئے بغیر رکوع اور سجدے کو پورے طور پر ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے ادا نہیں کر رہا ہے جب اس شخص نے نماز ختم کی تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ حضرت شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم بغیر تعدیل ارکان کئے ہوئے اسی طرح نماز پڑھتے رہو گے (اور بغیر توبہ کئے اسی حالت پر مر جاؤ گے تو اس دن پر نہ مرو گے کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔

(بخاری شریف)

۱۲۳۱ / ۸ وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ الْحَنَفِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

حضرت طلق بن علی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى صَلَاةِ عَبْدٍ لَا يُقِيْمُ فِيْهَا صُلْبَهُ بَيْنَ خُشُوْعِهَا وَسُجُوْدِهَا۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کی نماز کو قبول نہیں فرماتے جو تعدیل ارکان نہ کرے نماز کے رکوع اور سجدہ میں جلدی کرے اور ان کو اطمینان سے ادا نہ کرے (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

۱۲۳۲
۸
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنِّيْ نُهِيْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا فَأَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ وَأَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خوب سُن لو کہ رکوع یا سجدہ کی حالت میں مجھے قرآن پڑھنے کی ممانعت ہو گئی ہے پس رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" کہہ کر خدا کی پاکی اور اس کی عظمت بیان کیا کرو، اور سجدہ میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" کہہ کر (خوب عاجزی سے) دعاء حمد و ثناء کیا کرو اس لیے کہ سجدہ میں جو دعاء حمد و ثناء کی جاتی ہے وہ ضرور قبول کر لی جاتی ہے (مسلم)

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "وَأَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ" سجدہ میں خوب دعاء کیا کرو، یہاں لفظ "الدُّعَاءُ" کے معنی دعاء حمد و ثنا لئے گئے ہیں اس لیے کہ دعا کی دو قسمیں ہیں ایک دعاء حمد و ثناء اور دوسری دعاء طلب و سوال۔ دعاء حمد ثناء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پاکی اور شان عالی بیان کی جائے۔ مثلاً "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" کہنا اور دعاء طلب و سوال یہ ہے کہ خارج نماز اپنے مقاصد اور ضرورتیں اللہ تعالیٰ سے مانگی جائیں (یہ مضمون اشعۃ اللمعات سے ماخوذ ہے) ۱۲-

۱۲۳۳
۹
وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع اور سجدے میں بہت زیادہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے اے اللہ تیری ذات پاک ہے اے ہمارے پروردگار ہم آپ کی تعریف کرتے ہیں، اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما دیجیے۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۳۴
۱۰
وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ میں یہ تسبیح پڑھا کرتے تھے "آپ کی ذات مبارک پاک ہے اور آپ کے صفات عالیہ بھی پاک ہیں، آپ فرشتوں کے رب ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بھی رب ہیں۔" (مسلم)

۱۲۳۵ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُمْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَكَعَ مَكَثَ قَدْرَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ -
(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز (کسوف) پڑھی، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کے بعد رکوع فرمایا تو آپ نے رکوع میں "پاک ہیں وہ جو زبردست اور سب پر غالب ہیں، اور جو قادر مطلق اور سارے عالم کا انتظام کرنے والے ہیں، اور آسمان و زمین میں بڑائی اور عظمت ان ہی کی ہے"۔ کی تکرار کرتے ہوئے اتنی دیر ٹھہرے رہے جس میں سورہ بقرہ اول سے لے کر آخر تک پڑھی جا سکتی ہو۔ (نسائی)

۱۲۳۶ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ -
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُد وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے رہو) نازل ہوئی تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس کو اپنے رکوع کی تسبیح مقرر کر لو، اور جب آیت "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى" (اپنے پروردگار عالی شان کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے رہو) نازل ہوئی تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس کو اپنے سجدے کی تسبیح مقرر کر لو (یعنی رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ (میرا عظمت والا پروردگار پاک ہے) اور سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى (میرا عالی شان پروردگار پاک ہے) پڑھا کرو (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، طحاوی اور دارمی نے کی ہے)

ف: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے وضاحت کے ساتھ ثابت ہوا کہ جب یہ آتیں "فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ" اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى نازل ہوئیں تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کو رکوع میں اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کو سجدہ میں مقرر کر لو۔

قَالَ الطَّحَاوِيُّ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَوَّلِ إِنَّمَا كَانَ قَبْلَ نُزُولِ الْآيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ ذَكَرْنَا فِي حَدِيثِ عُقْبَةَ فَصَارَ

اور اس حدیث سے پہلے والی حدیثوں میں جو مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ میں سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي "پڑھا کرتے تھے تو اس قسم کی دعائیں

ذٰلِكَ نَاسِخًا لِمَا قَدْ تَقَدَّمَ مَرَّةً قَبْلَ ذٰلِكَ انْتَهٰى مُلْتَقِطًا وَفِى الدُّرِّ الْمُخْتَارِ لَا يَأْتِيْ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ بِغَيْرِ التَّسْبِيْحِ عَلَى الْمَذْهَبِ وَمَا وَرَدَ مَحْمُوْلٌ عَلَى النَّفْلِ انْتَهٰى قَالَ الْحَلَبِيُّ فَإِنَّ الْاَمْرَ فِيْهِ وَاسِعٌ انْتَهٰى۔

۱۲۳۷ / ۱۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ ظَهْرَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۲۳۸ / ۱۵ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

وَفِى الدُّرِّ الْمُخْتَارِ لَيْسَ بَعْدَ رَفْعِهٖ

کے بارے میں درمختار میں لکھا ہے کہ یہ نفل نمازوں سے متعلق ہیں کہ ان کو نفل نمازوں کے رکوع اور سجدوں میں پڑھا جاسکتا ہے جیسا کہ حلبی کا قول ہے کہ نفل نمازوں میں اس قسم کی وسعت ہے کہ ان کے رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" کے بعد اور سجدہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" کے بعد ان مذکورہ دعاؤں کو پڑھا جاسکتا ہے البتہ فرض نمازوں کے رکوعوں میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور سجدوں میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کے علاوہ کوئی اور دعائیں یا تسبیحات نہ پڑھی جائیں۔ ۱۲

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع سے اٹھتے ہوئے یہ فرماتے تھے "جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تعریف کو سنتے اور قبول فرماتے ہیں اے ہمارے پروردگار آپ ہی کے لیے تعریف ہے آسمانوں بھر کر اور زمین بھر کر اور ان دونوں کے سوا جو چیزیں ہیں اور جو چیزیں آپ پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ سب بھر کر" (مسلم شریف)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رکوع سے سر مبارک کو اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ اے ہمارے پروردگار آپ ہی کے لیے تعریف ہے آسمانوں بھر کر اور زمین بھر کر اور ان دونوں کے سوا جو چیزیں ہیں اور جو چیزیں آپ پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ سب بھر کر، اے وہ مبارک ذات جو تعریف اور عظمت کے لائق ہے آپ ہی اس تعریف سے بڑھ کر تعریف کے مستحق ہیں جس کو ایک بندہ کرسکتا ہے اور ہم سب آپ ہی کے بندے ہیں۔ اے اللہ جس چیز کو آپ دینا چاہیں اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جس چیز کو آپ روکنا چاہیں اس کا کوئی دینے والا نہیں۔ اگر آپ کسی کو عذاب دینا چاہیں تو اس کا مال و دولت اور نسب اس کو آپ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔" (مسلم شریف)

اس حدیث میں رکوع سے سر اٹھاتے وقت "اَللّٰهُمَّ

مِنَ الرُّکُوْعِ دُعَاءٌ وَمَا وَرَدَ مَحْمُوْلٌ عَلَی التَّنَفُّلِ لِمَا مَرَّ۔

"رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کے سوا جن دعاؤں کا ذکر ہے یہ اور اس قسم کی دعاؤں کے بارے میں درمختار میں لکھا ہے کہ ایسی دعائیں نفل نمازوں میں پڑھی جا سکتی ہیں، اس لیے کہ نوافل میں اس طرح کی گنجائش ہے ۱۲۔

۱۲۳۹/۱۶ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ مَاجَةَ وَالنَّسَائِیِّ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

قَالَ عُلَمَاؤُنَا هٰذِهٖ قِسْمَةٌ لِاَنَّهٗ قَسَّمَ التَّسْمِیْعَ وَالتَّحْمِیْدَ فَجَعَلَ التَّسْمِیْعَ لِلْاِمَامِ وَالتَّحْمِیْدَ لِلْمَامُوْمِ وَاِنَّهَا تُنَافِی الشَّرِكَةَ فَلِهٰذَا لَا یَاْتِی الْمُؤْتَمُّ بِالتَّسْمِیْعِ وَلَا الْاِمَامُ بِالتَّحْمِیْدِ كَذَا فِی الْهِدَایَةِ وَالْبِنَایَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امام جب "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہے تو تم "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہو، کیونکہ جس کا یہ قول فرشتوں کے موافق ہو جائے تو اس کے صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں (بخاری اور مسلم) اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں اور نسائی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جب امام "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہے تو تم "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" کہو

ہمارے علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام کے لیے "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" اور مقتدی کے لیے "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کا کہنا مقرر فرما دیا ہے اور چونکہ اس حدیث میں "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" اور "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کی تقسیم امام اور مقتدی کے درمیان کر دی گئی ہے اس لیے مقتدی "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" نہ کہے اور اسی طرح امام "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" نہ کہے (یہ ہدایہ اور بنایہ میں مذکور ہے)

۱۲۴۰/۱۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ عَنْهُ ثُمَّ یَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِیْنَ یَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ ثُمَّ یَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جب تنہا نماز پڑھتے) تو "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہتے ہوئے (رکوع سے سر اٹھاتے تھے) اور قومہ میں "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" فرماتے (ابن ماجہ) اور بخاری شریف کی ایک روایت میں اور اسی طرح مسلم شریف کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جب تنہا نماز پڑھتے تھے تو) رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" اور قومہ میں "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" فرماتے تھے۔

قَالَ عُلَمَاۤءُنَا فَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى حَالَةِ الْاِنْفِرَادِ وَالْمُنْفَرِدُ يَجْمَعُ بَيْنَ الذِّكْرَيْنِ كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَالْبِنَايَةِ۔

یہی وجہ ہے کہ ہدایہ اور بنایہ میں لکھا ہے کہ تنہا نماز پڑھنے والا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ دونوں کو جمع کرے۔ ۱۲

۱۲۴۱/۱۸ وَعَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ وَاِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت عون بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی نے رکوع کیا اور اس میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" تین مرتبہ کہا تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے اور جب کسی نے سجدہ کیا اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى تین بار کہا تو اس کا سجدہ پورا ہو گیا، اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے۔ اور جب کسی نے سجدہ کیا اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى تین بار کہا تو اس کا سجدہ پورا ہو گیا، اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے (ترمذی، ابو داؤد اور ابن ماجہ)

۱۲۴۲/۱۹ وَعَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَا صَلَّيْتُ وَرَاۤءَ اَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْبَهَ صَلَاةً بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا الْفَتٰى يَعْنِيْ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ فَحَزَرْنَا رُكُوْعَهٗ عَشْرَ تَسْبِيْحَاتٍ وَسُجُوْدَهٗ عَشْرَ تَسْبِيْحَاتٍ۔

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں نے سوائے اس نوجوان یعنی حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی اور کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو، راوی کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے رکوع کی تسبیحات کا اندازہ کیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ دس بار پڑھ رہے ہیں، اور اسی طرح ہم نے ان کے سجدہ کی تسبیحات کا اندازہ کیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى بھی دس بار پڑھ رہے ہیں۔ (ابو داؤد اور نسائی)

قَالَ عُلَمَاۤءُنَا بِهٰذَا الْخَبَرِ وَبِحَدِيْثِ اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُّحِبُّ الْوِتْرَ يُسْتَدَلُّ لِمَا ذَكَرَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَّزِيْدَ عَلَى الثَّلٰثِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ بَعْدَ اَنْ

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رکوع اور سجدے میں تسبیحات کو تین بار سے زیادہ پڑھنا مستحب ہے تین بار سے زیادہ جو تسبیحات پڑھی جائیں گی ان کو طاق عدد یعنی (۵ یا ۷، یا ۹ یا ۱۱) مرتبہ پر ختم کرنا ضروری ہے جیسا کہ حدیث اِنَّ اللّٰہَ

يَخْتَمَ بِالْوِتْرِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْتَمُ بِالْوِتْرِ اِنْتَهٰى۔

———

وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ (اللہ تعالیٰ تنہا ہیں اور طاق عدد کو پسند فرماتے ہیں) سے اس کی تائید ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ میں تسبیحات کو طاق عدد پر ختم فرماتے تھے واضح رہے کہ حضرت ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں جو دس دس مرتبہ تسبیحات کا ذکر ہے اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ درحقیقت رکوع اور سجدہ میں دس دس بار تسبیحات پڑھا کرتے تھے یہ صرف راوی کا اپنا اندازہ ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ تسبیحات رکوع اور سجدہ کو تین سے بڑھانا اور طاق عدد میں ختم کرنا مستحب ہے (یہ ہدایہ اور بنایہ سے ماخوذ ہے) ١٢

بَابُ السُّجُوْدِ وَفَضْلِهٖ

باب، سجدہ کی کیفیت اور اس کی فضیلت میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: ”اور وہ تھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔“
(پ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱۰۷)

ف: یہ سجدہ سجدۂ شکر تھا یا سجدۂ عظمت الٰہی (نور العرفان)

وَقَوْلُهٗ:
وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: ”اور سجدہ کرو، اور ہم سے قریب ہو جاؤ۔“

ف: سجدے بہت قسم کے ہیں سجدۂ عبادت، سجدۂ نماز، سجدۂ شکر، سجدۂ تلاوت، سجدۂ سہو اور سجدۂ دعا وغیرہ۔ اس آیت کریمہ سے یا تو سجدۂ عبادت مراد ہے یعنی اے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ابوجہل اور اس کے حواریوں کی بو اس کی پرواہ نہ کریں۔ حرم کعبہ شریف میں نمازیں پڑھیں۔ ہم آپ کے محافظ و ناصر ہیں۔ یا اس سجدہ سے سجدۂ شکر مراد ہے یعنی آپ بارگاہ خداوندی میں سجدۂ شکر ادا کرتے رہیں ہم آپ کے محافظ اور فرشتے آپ کے خدام ہیں۔ تمام عبادتوں سے بہترین عبادت سجدے ہیں کہ اس میں بندہ اپنے سر کو عجز و انکساری کے ساتھ زمین پر رکھ کر اظہار عاجزی کرتا ہے۔ اور زبان سے رب تعالیٰ کی عظمت کا بیان۔ اسی لیے تو ہر رکعت میں دو سجدے ہیں اور قیام و رکوع ایک ایک۔ دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادتیں عفو سیئات کے لیے نہیں، قرب الٰہی کے لیے ہیں۔ (نور العرفان)

۱۲۴۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفُتُ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے حکم ملا ہے کہ میں نماز میں ان سات ہڈیوں کو زمین پر ٹیک کر سجدہ کیا کروں۔ پیشانی، دونوں ہاتھوں کے پہنچے، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں۔

ف: (اگر دونوں پاؤں زمین سے اٹھ جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ایک پاؤں اٹھ جائے تو نماز مکروہ ہو گی۔ یہ مردوں کا سجدہ ہے اور عورتوں کا سجدہ اس طرح ہے کہ عورتیں سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے زمین پر گھٹنے رکھیں پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھیں اور ہاتھوں کی انگلیاں خوب ملا دیں اور پاؤں کھڑے نہ کریں بلکہ پاؤں کو داہنی طرف نکال دیں اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُو رکھیں اور خوب سمٹ کر اور دب کر

سجدہ کریں اور پیٹ دونوں رانوں سے اور بازو یعنی دونوں ہاتھ کہنیوں تک زمین پر بچھا کر پہلو سے ملا دیویں)
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اور یہ بھی حکم ملا ہے کہ ہم مرد اور عورتیں دونوں نماز میں (مٹی لگنے کے خوف سے) اپنے کپڑوں کو ادھر سے ادھر نہ تو سمیٹیں اور نہ سنبھالیں۔
(اگر نماز شروع کرنے سے پہلے آستین کہنیوں تک چڑھائے ہوئے ہوں یا دامن سمیٹے ہوئے نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی اور اگر نماز کی حالت میں آستین چڑھائے یا دامن سمیٹ لے تو نماز ٹوٹ جائے گی اس لیے کہ یہ عمل کثیر)
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور یہ بھی حکم ملا ہے کہ ہم مرد جن کے سر کے بال دراز ہوں نماز میں (مٹی لگنے کے خوف سے) پہلے بالوں کو نہ سمیٹیں اور نہ سنبھالیں
(اگر مرد عورتوں کی طرح نماز شروع کرنے سے پہلے بالوں کا جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھیں تو نماز مکروہ ہوگی اس لیے مرد جوڑا کھول کر نماز پڑھیں اور اگر نماز کی حالت میں جوڑا باندھا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور ایسا ہی عورتیں بھی نماز کی حالت میں جوڑا باندھیں تو عورتوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی البتہ عورت پہلے سے اپنے بالوں کا جوڑا باندھے ہوئے نماز شروع کرے تو عورت کی نماز مکروہ نہ ہوگی جیسا کہ مرد کی نماز جوڑا باندھ کر پڑھنے سے مکروہ ہوتی ہے۔ (بخاری اور مسلم)

۱۲۴۴ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ عَلٰى اَنْفِهٖ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفُتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ بَابِ السُّجُوْدِ عَلَى الْاَنْفِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم ملا ہے کہ نماز میں ان سات ہڈیوں کو زمین پر ٹیک کر سجدہ کیا کروں۔ پیشانی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھوں کے نیچے اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ بھی حکم ملا ہے کہ ہم نماز میں اپنے کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں اور نہ سنبھالیں، (اس کی روایت امام بخاری نے باب السجود علی الانف میں کی ہے)

ف: واضح ہو کہ باب السجود کی پہلی حدیث جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اس میں ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ نمازی سات ہڈیوں پر سجدہ کیا کرے، ان سات ہڈیوں کے منجملہ اس حدیث میں صرف پیشانی کا ذکر ہے ناک کا ذکر نہیں ہے۔ اور یہ دوسری حدیث جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے اس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیشانی فرما کر ناک کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناک اور پیشانی دونوں ایک عضو کے حکم میں ہیں اور چونکہ ناک پیشانی کا جزء ہے اس لیے صرف ناک پر سجدہ کرنا گویا پیشانی پر سجدہ کرنا ہے۔
چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ نے بنایہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی کی ایک اور

روایت نقل فرمائی ہے جس میں الجبھۃ اوالانف (پیشانی یا ناک دونوں ایک ہی عضو ہیں اس وجہ سے چاہیے پیشانی پر سجدہ کریں یا ناک پر کریں دونوں صورتوں میں سجدہ ادا ہو جاتا ہے۔

قَالَ عَلِيُّ ۣ الْقَارِيُّ ظَاهِرُ الْحَدِيْثِ اَنَّ الْجَبْهَةَ وَالْاَنْفَ فِيْ حُكْمِ عُضْوٍ وَّاحِدٍ لِاَنَّهٗ قَالَ فِي الْحَدِيْثِ سَبْعَةٌ فَاِنْ جَعَلَا عُضْوَيْنِ صَارَتْ ثَمَانِيًا فَمَنْ ثَمَّ قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ يَجُوْزُ السَّجْدَةُ عَلَى الْاَنْفِ فَقَطْ لِوُقُوْعِ اِسْمِ السُّجُوْدِ عَلَيْهِ اِنْتَهٰى وَفِيْ جَامِعِ الْاٰثَارِ يَعْلَمُ مِنَ الْاِشَارَةِ اَنَّ السُّجُوْدَ عَلَى الْاَنْفِ كَالسُّجُوْدِ عَلَى الْجَبْهَةِ اِنْتَهٰى۔

اس کے علاوہ حدیث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سات ہڈیوں کا ذکر فرمایا ہے جن پر سجدہ کیا جاتا ہے اگر پیشانی اور ناک دو الگ عضو قرار دیئے جائیں تو ہڈیاں سات کی بجائے آٹھ ہو جائیں گی یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ جیسے صرف پیشانی پر سجدہ کرنا جائز ہے ایسے ہی صرف ناک پر بھی بغیر عذر کے سجدہ کرنا جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک بغیر عذر کے صرف ناک پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے اور یہ بھی امام صاحب کا دوسرا قول ہے کہ صرف ناک پر بغیر عذر کے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے اور امام صاحب نے بعد میں اس دوسرے قول سے رجوع فرمایا ہے اس لیے فتویٰ اسی پر ہے کہ صرف ناک پر سجدہ بغیر عذر کے جائز نہیں بلکہ پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ ہونا چاہیے اور یہی افضل ہے جس پر آنے والی حدیثیں شاہد ہیں (ردالمحتار، اشعۃ اللمعات، مرقاۃ، ملتقی، جامع الآثار)۔۱۲

۱۲۴۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةٍ لَا اَكُفُّ الشَّعْرَ وَلَا الثِّيَابَ اَلْجَبْهَةَ وَالْاَنْفَ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے حکم ملا ہے کہ میں نماز میں ان سات ہڈیوں کو زمین پر ٹیک کر سجدہ کیا کروں اور نماز میں (مٹی لگنے کے خوف سے) بالوں اور کپڑوں کو نہ تو سمیٹوں اور نہ سنبھالوں (سات ہڈیاں یہ ہیں) پیشانی اور ناک، دونوں ہاتھوں کے پنجے اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں (نسائی)

قَالَ الْعَيْنِيُّ فِي الْبِنَايَةِ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ اَلْجَبْهَةُ اَوِ الْاَنْفُ فَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ مِنْ ذِكْرِ الْجَبْهَةِ وَالْاَنْفِ فِي الرِّوَايَةِ السَّابِقَةِ لِئَلَّا تَصِيْرُ ثَمَانِيَةً۔

امام عینی نے بنایہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے بعض طرق میں فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا پیشانی یا ناک۔ پہلی حدیث میں پیشانی اور ناک کہا گیا ہے اس روایت میں پیشانی یا ناک۔ تو اس پہلی حدیث کے لفظ "اور" سے آٹھ اعضاء کا اشتباہ نہ پڑ جائے۔

١٢٤٦ وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهٗ سَبْعَةُ اٰرَابٍ وَجْهُهٗ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے بدن کے سات اعضاء بھی سجدہ کرتے ہیں (وہ سات اعضاء، بدن یہ ہیں) چہرہ (جو پیشانی اور ناک کو شامل ہے) دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

قَالَ الْعَيْنِيُّ فِيْ شَرْحِ الْهِدَايَةِ ذَكَرَ الطَّبْرِيُّ فِيْ تَهْذِيْبِ الْاٰثَارِ اَنَّ حُكْمَ الْجَبْهَةِ وَالْاَنْفِ سَوَاءٌ وَعَنْ طَاؤُسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْاَنْفِ فَقَالَ اَلَيْسَ مِنَ الْوَجْهِ وَقَالَ اَبُوْ هِلَالٍ سُئِلَ ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّجُلِ يَسْجُدُ عَلٰى اَنْفِهٖ فَقَالَ اَوَمَا تَقْرَءُ فِي الْقُرْاٰنِ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا الْاٰيَةَ فَاللّٰهُ تَعَالٰى مَدَحَهُمْ عَلٰى خُرُوْرِهِمْ عَلَى الْاَذْقَانِ فِي السُّجُوْدِ فَاِذَا لَمْ يَسْقُطِ السُّجُوْدُ بِالذَّقْنِ اِجْمَاعًا يُصْرَفُ الْجَوَازُ اِلَى الْاَنْفِ لِاَنَّهٗ اَقْرَبُ اِلَيْهِ بِخِلَافِ الْجَبْهَةِ اِذِ الْاَنْفُ فَاصِلٌ بَيْنَهُمَا وَقَالَ تَقِيُّ الدِّيْنِ هُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَذُكِرَ فِي الْمَبْسُوْطِ جَوَازُ الْاِقْتِصَارِ عَلَى الْاَنْفِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ انْتَهٰى وَلٰكِنْ لَّا يَجُوْزُ الْاِقْتِصَارُ عَلَى الْاَنْفِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ لِمَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمَا.

امام عینی نے ہدایہ کی شرح میں کہا، طبری نے تہذیب الآثار میں ذکر کیا ہے، بے شک پیشانی اور ناک کا حکم برابر ہے طاؤس سے روایت ہے کہ انہیں سوال کیا گیا ناک کے بارے میں تو فرمایا کیا وہ چہرے کا حصہ نہیں ہے۔ ابو ہلال نے کہا کہ امام ابن سیرین تابعی سے سوال کیا گیا ایسے آدمی کے بارے میں جو صرف ناک پر سجدہ کرتا ہے تو امام موصوف نے فرمایا کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا "اور وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں جھک جاتے ہیں"۔ الآیہ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں جھک جاتے ہیں تو جب بالاجماع ٹھوڑی پر سجدہ کرنا ساقط نہیں ہوا تو ناک پر سجدہ کرنے کا جواز خود ہی پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ ناک ٹھوڑی کے زیادہ قریب ہے۔ بخلاف پیشانی کے اس لیے کہ ناک ان دونوں کے درمیان اصل ہے۔ تقی الدین نے کہا یہ قول امام مالک کا ہے۔ مبسوط میں ذکر کیا گیا ہے کہ ناک پر اقتصار جائز ہے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہاں تک مروی ہے لیکن صرف ناک پر سجدہ کرنا بغیر کسی عذر کے جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ابو داؤد نسائی اور دوسری روایات میں ناک اور پیشانی کا ذکر آ چکا ہے۔

١٢٤٧ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ حَدِيْثًا طَوِيْلًا فِيْ صِفَةِ صَلَاتِهٖ فِيْهِ ثُمَّ سَجَدَ فَاَمْكَنَ اَنْفَهٗ وَجَبْهَتَهٗ وَنَحّٰى يَدَيْهِ.

حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا تفصیلی بیان ہے اس میں سجدہ کی کیفیت اس

۱۲۴۸ / ۶ وَعَنْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ اَنْفَهٗ مَعَ جَبْهَتِهٖ فِي السَّجْدَةِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاَبُوْ يَعْلٰى۔

۱۲۴۹ / ۷ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوِيَ عَلٰى جَبْهَتِهٖ وَعَلٰى اَرْنَبَتِهٖ اَثَرُ طِيْنٍ مِّنْ صَلَاةٍ صَلَّاهَا بِالنَّاسِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۲۵۰ / ۸ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۲۵۱ / ۹ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ وَاَنْ يُّوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُوَطِّنُ الْبَعِيْرُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۱۲۵۲ / ۱۰ وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ

طرح مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سجدہ فرمایا تو اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھ دیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے علیحدہ رکھا (ابوداؤد اور نسائی)

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ میں ناک کو پیشانی کے ساتھ زمین پر رکھا کرتے تھے (طبرانی اور ابو یعلیٰ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی اور ناک پر مٹی کا نشان دیکھا گیا، جب کہ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تھی (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سجدہ اطمینان اور اعتدال سے کیا کرو اور تم میں سے کوئی مرد کتے کی طرح زمین پر اپنے بازو یعنی ہاتھ کہنیوں تک نہ بچھایا کرے (بخاری اور مسلم)

حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوے کی ٹھونگ کی طرح سجدے کرنے سے منع فرمایا ہے (یعنی جیسے کوا دانہ اٹھانے کے لیے زمین پر جلدی جلدی ٹھونگ مارتا ہے، اسی طرح نمازی سجدے سے سر جلدی جلدی نہ اٹھائے بلکہ اعتدال و اطمینان سے سجدے کیا کرے) اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردوں کے لیے سجدے میں درندے کی طرح اپنے ہاتھ کہنیوں تک زمین پر بچھانے سے بھی منع فرمایا ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازی کو مسجد میں اپنے لیے (دوسروں کو روک کر) کسی جگہ کو مخصوص کر لینے سے بھی منع فرمایا ہے جیسے کہ اونٹ اپنے بیٹھنے کے لیے ایک خاص جگہ مقرر کر لیتا ہے (ابوداؤد، نسائی اور دارمی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھو اور کہنیوں کو زمین سے اٹھائے رکھو (یہ حکم مردوں کے لیے ہے) (مسلم شریف)

۱۲۵۳ / ۱۱ وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ جَافٰى بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى لَوْ أَنَّ بَهْمَةً أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَلِمُسْلِمٍ بِمَعْنَاهُ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ لَوْ شَاءَتْ بَهْمَةٌ أَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ ۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ فرماتے تو اپنے دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے اس طرح دور رکھتے کہ اگر بکری کا بچہ بازوؤں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔ (یہ امام اور منفرد کی حالت ہے اور اگر جماعت میں ہو تو اس طرح نہ کرے بلکہ ہاتھوں کو پہلوؤں سے قریب رکھے تاکہ دوسرے بازو والے کو ایذاء نہ ہو) (ابوداؤد) اور مسلم کی ایک روایت اسی طرح ہے کہ

سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سجدہ کی حالت اس طرح ہوتی تھی کہ اگر کوئی بکری کا بچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔

۱۲۵۴ / ۱۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبد اللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے میں بحالت سجدہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے بازوؤں کو خوب کھول دیتے تھے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی تھی (بخاری اور مسلم)

۱۲۵۵ / ۱۳ وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ۔

وسلم کو دیکھا کہ آپ سجدے میں جاتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے تھے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھاتے (اس کی روایت ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے) اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور ابن حبان نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

١٢٥٦ وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ
١٤
مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالْأَرْضِ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِيْ وَضَعَ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ ثُمَّ إِذَا رَفَعَ فَلْيَرْفَعْهُمَا فَإِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر فرمایا کرتے تھے جو شخص نماز میں جس جگہ اپنی پیشانی کو زمین پر رکھتا ہے تو وہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو بھی اسی جگہ پر رکھے اس طرح کہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں پیشانی رہے (اور مذہب حنفی بھی یہی ہے) اور جب نماز میں سجدے سے اٹھے تو پہلے پیشانی کو زمین سے اٹھائے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اس لیے کہ اس کے دونوں ہاتھ بھی اسی طرح سجدہ کرتے ہیں جس طرح اس کا چہرہ سجدہ کرتا ہے (پس چاہیے کہ ہاتھوں کو بھی سجدے کے وقت ایسا ہی زمین پر رکھے جیسا کہ پیشانی کو زمین پر رکھتا ہے اور ہاتھوں کو زمین سے ایسا ہی اٹھائے جیسا کہ پیشانی کو زمین سے اٹھاتا ہے) (امام مالک)

١٢٥٧ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
١٥
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ إِنِّيْ أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِيْ وَأَكْرَهُ لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِيْ لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں تمہارے لیے ہر اس چیز کو پسند کرتا ہوں جس کو میں اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور جس چیز کو میں اپنے لیے پسند نہیں کرتا اس کو تمہارے لیے بھی پسند نہیں کرتا۔ تم دونوں سجدوں کے درمیان اقعاء کی بیٹھک سے مت بیٹھا کرو۔ (ترمذی شریف)

ف: اقعاء کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ سرین دونوں ایڑیوں پر رکھے جائیں اور گھٹنے زمین پر ٹیکے ہوں، اور دوسری صورت یہ ہے کہ سرین اور ہاتھ زمین پر ہوں اور پنڈلیاں کھڑی رکھی جائیں، جس طرح کہ کتے بیٹھتے ہیں (شرح وقایہ اور عمدۃ الرعایۃ) ١٢۔

۱۲۵۸ / ۱۶ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِيْ يَقُوْلُ يَا وَيْلَتٰى اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ابن آدم سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا الگ ہوجاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہائے میری کمبختی! آدمی کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے تو سجدہ کر لیا اور اس کے لیے جنت مقرر ہو گئی اور مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا اور میرے لیے دوزخ مقرر ہو گئی۔ (مسلم)

۱۲۵۹ / ۱۷ وَعَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ بِوَضُوْئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِيْ سَلْ فَقُلْتُ اَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَوَغَيْرَ ذٰلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں راتوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وضوء کا پانی اور دیگر ضروریات مہیا کرتا تھا ایک روز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کچھ مانگو! میں نے عرض کیا کہ جنت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت چاہتا ہوں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا (یہ تو بڑی بات ہے) اس کے سوا کچھ اور مانگو، میں نے عرض کیا، جی بس یہی میرا مقصود و مدعا ہے (حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھ لیا کہ یہ طالب صادق ہے تو ارشاد فرمایا میں تو تم کو ساتھ رکھوں گا مگر) تم بھی بکثرت نمازیں پڑھ کر کثرت سے سجدے کرکے اپنے کو اس درجہ کے قابل بنالو (مسلم)

ف: واضح رہے کہ اس حدیث سے چند فائدے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ بزرگوں کی خدمت اور ان کو راضی رکھنا دارین کی سعادت کا باعث ہوتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جو چاہے مانگو وہ دیا جائے گا اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت کی ہر چیز پر اختیار دیا گیا ہے۔ آپ جو چاہیں جس کو چاہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے عطا فرمادیں۔ اس حدیث سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار کائنات کی ہر چیز پر ثابت ہوتا ہے۔ جو اختیار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکر ہیں انہیں اپنے موقف پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ اور حق بات کو قبول کر لینا چاہیے۔ چنانچہ مرقات میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت بطور جاگیر عطا فرمائی ہے کہ آپ جس کو چاہیں دیں اللہ تعالیٰ اس دینے سے راضی ہیں۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ حضرت ربیعہ بن کعب

بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ صد ہزار تحسین کے قابل ہیں کہ آپ نے دنیا کو نہ مانگا، آخرت ہی کو مانگا۔ یہ دنیا کی چیزوں میں سے جو بھی مانگتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزد عطا فرما دیتے مگر آپ کا دنیا کو چھوڑ کر آخرت ہی کو مانگنا اس میں طالب صادق کے لیے سبق ہے کہ وہ ہمیشہ دنیا پر آخرت ہی کو ترجیح دیا کرے۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اُمید و ہوس لگائے رکھنا اور خود کچھ نہ کرنا طالب صادق کا کام نہیں بلکہ خود بھی ریاضتیں کر کے حصولِ مقصد کی اُمید باندھنا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو ارشاد فرمایا تم بہ کثرت نمازیں پڑھ کر اور کثرت سے سجدے کر کے جنت میں میری رفاقت کے قابل بنو (مرقات، اشعۃ اللمعات) ۱۲

۱۲۶۰ ۱۸ وَعَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ لَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ اَعْمَلُهٗ يُدْخِلُنِيَ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهٗ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ فَاِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ لِيْ مِثْلَ مَا قَالَ لِيْ ثَوْبَانُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت معدان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ملا، اور دریافت کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے اگر میں اس کا پابند ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مجھے جنت میں داخل کر دیں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یہ سُن کر خاموش رہے جب میں نے تیسری دفعہ پوچھا تو کہنے لگے کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم کثرت سے نمازیں پڑھ کر) زیادہ سجدے کیا کرو، کیونکہ تمہارے ہر سجدے پر خدائے تعالیٰ تمہارا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ حضرت معدان کہتے ہیں پھر اُسی طرح میں (ایک دفعہ) حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے بھی ملا اور ان سے بھی وہی بات پوچھی جو حضرت ثوبان سے پوچھی تھی تو انھوں نے بھی وہی بات کہی جو حضرت ثوبان نے کہی تھی (مسلم شریف)

۱۲۶۱ ۱۹ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سجدہ کی حالت میں بندہ کو اپنے پروردگار سے انتہائی قرب حاصل ہوتا ہے لہٰذا سجدہ میں تم بہت زیادہ دُعا کیا کرو (یعنی جب تم فرض نماز کا سجدہ کرو تو دعا، حمد و ثنا، اور اگر نفل نماز کا سجدہ کر رہے ہو تو دعا، حمد و ثنا کے ساتھ ماثورہ دُعا، طلب و سوال بھی کیا کرو (مسلم شریف)

ف: دعائے حمد وثنا، اور دعائے طلب وسوال کی تفصیل حدیث نمبر ۲۲ کے فائدہ میں ملاحظہ کی جائے ۱۲

۱۲۶۲ / ۲۰ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَاَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نفل نمازوں کے) سجدہ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے "اے اللہ میرے تمام گناہوں کو بخش دے، صغیرہ ہوں یا کبیرہ، اگلے ہوں یا پچھلے، ظاہر ہوں یا پوشیدہ"

۱۲۶۳ / ۲۱ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِّنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا، (جستجو کی اور مسجد میں پہنچی تو) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد کے اندر موجود تھے ہاتھ سے ٹٹولا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں تلووں پر میرا ہاتھ پڑ گیا دونوں تلوے کھڑے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدے میں پڑے یہ دعا فرما رہے تھے "الٰہی میں آپ کے غضب سے آپ کی رضامندی اور آپ کے عذاب سے آپ کی معافی کی پناہ میں آتا ہوں (چونکہ آپ کے سوا کوئی) مالک اور قادر نہیں ہے اس لیے آپ سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، میں آپ کی کچھ بھی تعریف نہیں کرسکتا، آپ ایسے ہی ہیں جیسے خود آپ نے اپنی تعریف فرمائی ہے۔ (مسلم)

۱۲۶۴ / ۲۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي۔

(رَوَاهُ اَبُو دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان جلسہ کی حالت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دیجئے اور آپ کی اطاعت میں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کو معاف فرما دیجئے اے اللہ! مجھ کو ان عقائد کی طرف رہبری فرمائیے جن سے آپ راضی ہیں اور مجھ سے وہ اعمال کروائیے جو آپ کو پسند ہیں۔ اے اللہ دنیا میں بھی مجھ کو عافیت سے رکھیے اور آخرت میں بھی عافیت سے رکھیے۔ اے اللہ! مجھ کو ایسی روزی عطا فرمائیے جس کی وجہ سے میں کسی کا محتاج نہ رہوں۔ اے اللہ! میری شکستہ حالت

کو درست فرمایئے۔ اے اللہ! مجھ کو دنیا میں بھی مراتب عالیہ عطا فرمایئے اور آخرت میں بھی۔ (ابو داؤد، ترمذی)

ف: واضح ہو کہ اس حدیث میں اور اسی طرح کی دوسری حدیثوں میں دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں جن دعاؤں کا پڑھنا مروی ہے۔ ان کے متعلق صاحب رد المحتار نے کہا ہے کہ ان دعاؤں کو ایسی نمازوں کے جلسہ میں پڑھنا مستحب ہے جو عموماً تنہا پڑھی جاتی ہیں جیسے تہجد، وتر، سنت اور نفل۔ اسی طرح کوئی شخص فرض نماز کو تنہا پڑھ رہا ہے تو وہ بھی اس کے جلسہ میں ان دعاؤں کو پڑھ سکتا ہے۔ البتہ یہ نمازیں جب جماعت سے پڑھی جاتی ہیں تو ان کے جلسوں میں ان دعاؤں کو نہیں پڑھنا چاہیے تاکہ مقتدیوں پر بار نہ ہو، لیکن نماز کسوف کے جلسہ میں جماعت سے پڑھی جانے کے باوجود ان دعاؤں کو پڑھا جا سکتا ہے کیونکہ یہ نماز طوالت سے پڑھی جانے کے لیے ہی وضع ہوئی ہے۔ ایسا ہی اگر امام کسی ایسی جماعت کو نماز پڑھا رہا ہے جو سب ہم خیال ہوں اور کسی پر نماز کی طوالت بار نہیں تو اس کے جلسہ میں بھی امام اور مقتدی دونوں ان دعاؤں کو پڑھ سکتے ہیں۔ ۱۲

۱۲۶۵ / ۲۳ وَعَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ رَبِّ اغْفِرْلِيْ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان "رب اغفرلی" فرمایا کرتے تھے۔ (نسائی اور دارمی)

ف: صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ اس دعاء کو جماعت والی نماز ہو یا تنہا نماز دونوں کے جلسہ میں پڑھنا مستحب ہے۔ ۱۲

وَقَالَ لَيْسَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ذِكْرٌ مَسْنُوْنٌ وَكَذَا لَا يَاْتِيْ فِيْ سُجُوْدِهٖ بِغَيْرِ التَّسْبِيْحِ عَلَى الْمَذْهَبِ وَمَا وَرَدَ مَحْمُوْلٌ عَلَى النَّفْلِ فَاِنَّ الْاَمْرَ فِيْهِ وَاسِعٌ كَذَا فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَالْكَبِيْرِيِّ وَلٰكِنْ قَالَ ابْنُ عَابِدِيْنَ فِيْ رَدِّ الْمُحْتَارِ يَنْبَغِيْ اَنْ يُّنْدَبَ الدُّعَآءُ بِالْمَغْفِرَةِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ خُرُوْجًا مِّنْ خِلَافِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ وَلَمْ اَرَ مَنْ صَرَّحَ بِذٰلِكَ عِنْدَنَا لٰكِنْ صَرَّحُوْا بِاسْتِحْبَابِ مُرَاعَاةِ الْخِلَافِ۔

اور کہا کہ دو سجدوں کے درمیان ذکر مسنون نہیں ہے اسی طرح دونوں سجدوں میں سوائے تسبیح سجدہ کے مذہب صاحب پر جائز نہیں ہے۔ اور جو اس بارے میں روایات میں آیا ہے اسے نوافل پر محمول کیا جائے گا۔ کیونکہ حکم اس میں بہت وسیع ہے۔ جیسا کہ درمختار اور کبیری میں ہے۔ ولیکن ابن عابدین نے رد المحتار میں کہا کہ دعائے مغفرت دونوں سجدوں کے درمیان مندوب ہے (جائز ہے) بخلاف امام احمد کے اور کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے تصریح کی ہو اس کی ہمارے نزدیک۔ لیکن اختلاف کی رعایت کرتے ہوئے انہوں نے استحباب کی صراحت کی ہے۔

بَابُ التَّشَهُّدِ

یہ باب تشہد کے بیان میں ہے

١٢٦٦ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ قَالَ رَاٰنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاَنَا اَعْبَثُ بِالْحَصَا فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِيْ وَقَالَ اِصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فَقُلْتُ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ قَالَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ اَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَمُسْلِمٌ۔

حضرت علی بن عبد الرحمٰن معاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے نماز میں کنکریوں سے کھیلتا دیکھا تو انھوں نے نماز سے فارغ ہو کر مجھے منع کیا اور فرمایا جو عمل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرتے تھے تم بھی وہی کیا کرو، میں نے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا عمل فرمایا کرتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا جب آپ نماز میں تشہد کے لیے بیٹھتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھ لیتے تھے اور شہادت کے وقت تمام انگلیاں بند کر کے اپنے انگوٹھے کے قریب کی انگلی (جس کو شہادت کی انگلی کہتے ہیں) اس سے اشارہ فرماتے تھے اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے تھے۔ (ابوداؤد اور مسلم)

وَقَالَ اِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ وَلَاشَكَّ اَنَّ وَضْعَ الْكَفِّ مَعَ قَبْضِ الْاَصَابِعِ لَا يَتَحَقَّقُ فَالْمُرَادُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَضْعُ الْكَفِّ ثُمَّ قَبْضُ الْاَصَابِعِ بَعْدَ ذٰلِكَ عِنْدَ الْاِشَارَةِ اِنْتَهٰى۔

واضح ہو کہ اس حدیث سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ قعدہ میں بجائے گھٹنوں کے سیدھے ہاتھ کو سیدھی ران پر اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھے۔ دوسرے یہ کہ التحیات پڑھتے ہوئے جب کلمۂ شہادت پر پہنچے تو سیدھے ہاتھ کی تمام انگلیوں کو بند کر کے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔ ١٢ (فتح القدیر)

١٢٦٧ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَمَدَّ مِرْفَقَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً وَّرَاَيْتُهٗ يَقُوْلُ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں یہ بات ٹھان لی تھی کہ دیکھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح نماز ادا فرماتے ہیں؟ تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام فرمایا، حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قعدہ میں بیٹھنے کی کیفیت کو اس طرح بیان کیا کہ پھر

هٰكَذَا وَحَلَّقَ بِشْرٌ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطٰى وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ گئے اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھے اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر اس طرح رکھے کہ دائیں کہنی ران سے کچھ اٹھی ہوئی تھی، پھر سیدھے ہاتھ کی دونوں انگلیوں جن کو خنصر اور بنصر کہتے ہیں بند کر کے وسطیٰ یعنی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنالیا۔ حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ اَيْ يُشِيْرُ " میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سبابہ سے اشارہ فرماتے دیکھا حضرت وائل نے یہ بھی کہا " هٰكَذَا " اس طرح (یعنی یہ کہ حضرت وائل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل کو کر کے بتلایا) اس حدیث کے راویوں میں حضرت بشر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں اس حدیث کو سناتے ہوئے انھوں نے بھی اپنے شاگرد کو یہ عمل اس طرح کر کے دکھایا کہ انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنا کر سبابہ یعنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا۔ (ابوداؤد)

۱۲۶۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِإِصْبَعِهٖ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ اَبُوْدَاوٗدَ وَلَا يُجَاوِزُ بَصَرُهٗ إِشَارَتَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَحْمَدَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهِيَ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ ۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قعدہ میں التحیات پڑھتے ہوئے کلمہ شہادت پر پہنچتے تو سبابہ یعنی شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا کرتے مگر اس کو ہلایا نہیں کرتے تھے (ابوداؤد اور نسائی) اور ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ مقام اشارہ سے ہٹتی نہیں تھی، یعنی اشارہ کرتے وقت مقام اشارہ ہی کو دیکھتے رہتے تھے اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہادت کی انگلی کا اشارہ شیطان پر ہتھیار کے حملہ سے زیادہ سخت ہے ۔

۱۲۶۹ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَدْعُوْا بِإِصْبَعَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِّدْ اَحِّدْ رَوَاهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک صحابی کلمہ شہادت پڑھتے وقت دونوں ہاتھوں کے شہادت کی انگلیوں سے اشارہ

التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ایک سے" "ایک سے" یعنی صرف سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا کرو۔ (ترمذی اور نسائی) اور بیہقی نے بھی الدعوات الکبیر میں اس کی روایت کی ہے۔)

۱۲۷۰ وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ أَصَابِعَهٗ وَبَسَطَ السَّبَّابَةَ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِيْ كِتَابِ الدَّعْوَاتِ عَنْ جَامِعِهٖ۔

حضرت عاصم بن کُلَیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ (ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (اس وقت) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز (کے قعدہ) میں تھے میں نے دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر (کھلا ہوا) رکھے ہوئے ہیں اور دایاں ہاتھ داہنی ران پر اس طرح رکھے ہوئے ہیں کہ انگلیاں بند ہیں اور شہادت کی انگلی ران پر کھلی رکھی ہوئی ہے اور آپ یہ دعا پڑھ رہے ہیں۔" اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت و قائم رکھ"۔ (یہاں اس دعا کے نقل کرنے سے راوی کی غرض یہ بتلانا ہے کہ قعدہ اخیر ہو رہا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سیدھے ہاتھ کی انگلیاں اور شہادت کی انگلی اب تک بدستور ویسی ہی تھیں جیسے اشارہ کے بعد رکھی ہوئی تھیں) (اس کی روایت ترمذی نے اپنی جامع کے کتاب الدعوات میں کی ہے)

وَفِي السِّعَايَةِ فَهٰذَا الْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا عَقَدَ اسْتَمَرَّ عَلَيْهِ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلٰى مَا كَانَ عَلَيْهِ انْتَهٰى۔

سعایہ میں مذکور ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قعدہ میں اشارہ کرنے کے بعد جو انگلیاں بند کئے ہوئے اور شہادت کی انگلی کو ران پر کھلا رکھے ہوئے تھے قعدہ کے ختم ہونے تک ان سب کو بدستور اسی حالت میں بند رکھے ہوئے تھے کھولے نہ تھے۔ ۱۲

وَقَالَ عَلِيُّ نِ الْقَارِيُّ فِيْ تَزْيِيْنِ الْعِبَارَةِ وَالصَّحِيْحُ الْمُخْتَارُ عِنْدَ جُمْهُوْرِ أَصْحَابِنَا أَنْ يَّضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ ثُمَّ

واضح ہو کہ مذکورالصدر احادیث ماخذ ہیں اس تفصیل کی جس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے اپنے رسالہ "تزیین العبارۃ" میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ صحیح اور مختار ہمارے جمہور

عِنْدَ وُصُوْلِهٖ اِلٰى كَلِمَةِ التَّوْحِيْدِ يُعْقِدُ الْخِنْصَرَ وَالْبِنْصَرَ وَيُحَلِّقُ الْوُسْطٰى وَالْاِبْهَامَ وَيُشِيْرُ بِالْمُسَبِّحَةِ رَافِعًا لَهَا عِنْدَ النَّفْيِ وَاضِعًا عِنْدَ الْاِثْبَاتِ ثُمَّ يَسْتَمِرُّ عَلٰى ذٰلِكَ انْتَهٰى۔

احناف کے نزدیک یہ ہے کہ قعدہ میں التحیات شروع کرتے وقت پہلے دونوں ہتھیلیوں کو دونوں رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں کھلی ہوئی قبلہ رُخ رہیں اور التحیات پڑھتے ہوئے جب کلمہ توحید یعنی "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پر پہنچے تو خنصر اور بنصر یعنی دونوں چھوٹی انگلیوں کو بند کر لے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ اس طرح کرے کہ لا الٰہ کہتے وقت شہادت کی انگلی کو اٹھائے اور الّا اللہ کہتے وقت کلی کی انگلی کو کھلی ہوئی ران پر رکھ دے اور دوسری انگلیوں کو نہ کھولے، اگر قعدہ اولی ہو تو تیسری رکعت کے لیے اٹھنے تک اور اگر قعدہ اخیر ہو تو سلام پھیرنے تک انگلیوں کو بدستور یہی حالت پر رکھے۔ ۱۲

۱۲۷۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْلَمُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا فِيْ كُلِّ جَلْسَةٍ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم کچھ نہیں جانتے سب کچھ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھایا (منجملہ ان کے یہ بھی سکھایا) کہ جب تم نماز کے قعدہ میں ہو تو یہ پڑھا کرو۔ (یعنی التحیات پڑھنے کی طرف اشارہ فرمایا) زبانی، جسمی، و جانی، اور مالی کی تمام عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (نسائی)

۱۲۷۲ وَعَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَكَفُّهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا

حضرت ابو معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو تشہد کی اس طرح تعلیم دی تھی جس طرح قرآن کی سورتوں کی تعلیم دیا کرتے تھے (ابو معمر کہتے ہیں کہ

النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ۔

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَهُوَ اَصَحُّ حَدِيْثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ۔

وَقَالَ الْبَزَّارُ اَصَحُّ حَدِيْثٍ عِنْدِيْ فِي التَّشَهُّدِ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رُوِيَ عَنْ نَيِّفٍ وَّعِشْرِيْنَ وَجْهًا وَلَا نَعْلَمُ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَثْبَتَ مِنْهُ وَلَا اَصَحَّ اِسْنَادًا وَّلَا اَشْهَرَ رِجَالًا وَّلَا اَشَدَّ تَظَافُرًا بِكَثْرَةِ الْاَسَانِيْدِ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے خوب یاد ہے کہ اس وقت جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تشہد کی تعلیم دی تھی (میرا ہاتھ مصافحہ کی طرح) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں تھا (وہ تشہد یہ ہے) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور بخاری مسلم ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی طریقوں سے مروی ہے اور تشہد کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جتنی حدیثیں آئی ہیں ان سب میں سب سے زیادہ صحیح یہی حدیث ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے اکثر علما صحابہ کا عمل اسی حدیث پر رہا ہے اور صحابہ کے بعد اکثر علماء تابعین بھی اسی پر عمل کیا کرتے تھے اور حضرت سفیان ثوری وحضرت ابن مبارک امام احمد اور امام اسحاق کا بھی تشہد کے بارے میں یہی قول ہے (ترمذی کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔)

اور حضرت بزار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا ہے کہ تشہد کے بارے میں میرے پاس سب سے زیادہ صحیح حدیث بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جو بیس سے زیادہ سندوں سے مروی ہے اور انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تشہد کے بارے میں جتنی حدیثیں مروی ہیں ان سب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے بڑھ کر قوی اور سند کے لحاظ سے اس حدیث سے بڑھ کر صحیح کوئی حدیث نہیں ملی، اور راویوں کے اعتبار سے یہ حدیث سب سے زیادہ مشہور راویوں سے مروی ہے اور سند کے لحاظ سے بھی ایک دوسرے

کی تائید کرنے والی اس حدیث کی سند سے بڑھ کر کسی حدیث کی سند نہیں ہے (بزار کی عبارت یہاں ختم ہوئی)

وَقَالَ مُسْلِمٌ إِنَّمَا اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى تَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لِأَنَّ أَصْحَابَهُ لَا يُخَالِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَغَيْرُهُ قَدِ اخْتَلَفَ أَصْحَابُهُ۔

امام مسلم کا قول ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشہد کی صحت پر اکثر فقہاء اور محدثین نے اس وجہ سے بھی اتفاق کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام شاگردوں نے آپ سے تشہد کے جن الفاظ کی روایت کی ہے وہ سب ایک ہی ہیں ان کے الفاظ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اس کے برخلاف دوسرے راویوں نے جس تشہد کی روایت کی ہے اس کو اُن کے شاگردوں نے مختلف الفاظ سے نقل کیا ہے اور ان کے الفاظ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشہد کی طرح ایک نہیں ہیں۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الذُّهْلِيُّ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَصَحُّ مَا رُوِيَ فِي التَّشَهُّدِ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ الْخَصِيْبِ قَالَ مَا سَمِعْتُ أَحْسَنَ مِنْ تَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كَذَا ذَكَرَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ۔

اور محمد بن یحییٰ ذہلی نے کہا ہے کہ تشہد کے بارے میں جتنی حدیثیں مروی ہیں ان سب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اور طبرانی نے الکبیر میں بریدہ الخصیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشہد سے بہتر کوئی تشہد نہیں سُنا اور حافظ ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ ۱۲

١٢٧٣/٨ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمَرَةَ قَالَ أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِيْ فَحَدَّثَنِيْ إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ أَخَذَ بِيَدِهِ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلٰوةِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ وَرَوَاهُ إِمَامُنَا أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَقَالَ أَخَذَ حَمَّادُ بْنُ سُلَيْمَانَ بِيَدِيْ وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ وَقَالَ حَمَّادٌ أَخَذَ إِبْرَاهِيْمُ بِيَدِيْ وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِيْ وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ وَقَالَ عَلْقَمَةُ أَخَذَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ

حضرت قاسم بن مخیمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہے کہ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علقمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر نماز کے قعدہ میں التحیات پڑھنا سکھایا ہے اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے، اور ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حماد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا اور حماد

بِيَدِيْ وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِيْ وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْهُمَامِ۔

فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا اور حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا اور حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اس طرح تشہد سکھایا جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو قرآن کی سورتیں سکھایا کرتے تھے (یہ تشہد وہی ہے جو حدیث ۱۲۷۴ میں مذکور ہے۔ امام ابن الہمام نے اس کو بیان کیا ہے)

۱۲۷۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ أَخَذْتُ التَّشَهُّدَ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَّنِيْهَا كَلِمَةً كَلِمَةً۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے تشہد سیکھا ہے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے تشہد کا ایک ایک کلمہ کر کے اس طرح سکھاتے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ایک کلمہ فرماتے جاتے تھے اور میں ایک ایک کلمہ سن کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے دہراتا جاتا تھا (امام طحاوی)

وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَكْرَهُ أَنْ يَزَادَ فِيْهِ حَرْفٌ أَوْ يَنْقُصَ مِنْهُ حَرْفٌ۔

اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے روایت کیے ہوئے تشہد کے الفاظ پر ایک حرف کے بھی بڑھانے اور گھٹانے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

۱۲۷۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ عَلَى الْمِنْبَرِ كَمَا تُعَلِّمُوْنَ الصِّبْيَانَ الْكِتَابَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ تَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ سَوَاءً۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم کو بر سر منبر تشہد سکھایا کرتے تھے جس طرح تم اپنے بچوں کو قرآن سکھاتے ہو پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشہد کی طرح تشہد پڑھ کر سنایا دونوں میں کوئی فرق نہ تھا۔ (امام طحاوی)

۱۲۷۶/۱۱ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هٰذَا تَشَهُّدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الخ مِثْلَ تَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تشہد یہ تھا۔ (اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ تا آخر عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تشہد بھی یہی ہے (بیہقی)

وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي الْخُلَاصَةِ سَنَدُهٗ جَيِّدٌ وَفِي السِّعَايَةِ وَفِيْهِ فَائِدَةٌ حَسَنَةٌ وَهِيَ اِنَّ تَشَهُّدَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِلَفْظِ تَشَهُّدِنَا اِنْتَهٰى۔

اور امام نووی رحمہ اللہ نے خلاصہ میں کہا ہے کہ اس حدیث کی سند جید ہے اور سعایہ میں مذکور ہے یہ وہی تشہد ہے جس کو ہم پڑھا کرتے ہیں۔

۱۲۷۷/۱۲ وَعَنْ خُصَيْفٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اخْتَلَفُوْا فِي التَّشَهُّدِ فَقَالَ عَلَيْكَ بِتَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ذَكَرَهُ الزَّيْلَعِيُّ وَابْنُ الْهُمَامِ وَابْنُ حَجَرٍ وَالْعَيْنِيُّ۔

حضرت خصیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشہد کے متعلق لوگ اختلاف میں پڑ گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے تشہد کو مقرر کرو اور اس کو پڑھا کرو (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے جس کا ذکر زیلعی، ابن الہمام، ابن حجر اور عینی رحمہم اللہ نے کیا ہے)

۱۲۷۸/۱۳ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ مِنَ السُّنَّةِ اِخْفَاءُ التَّشَهُّدِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ التحیات کا مخفی یعنی آہستہ پڑھنا سنت ہے (ابوداؤد اور ترمذی)

۱۲۷۹/۱۴ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ كَاَنَّهٗ عَلَى الرَّضْفِ حَتّٰى يَقُوْمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلی دو رکعتوں کے بعد قعدہ اول میں التحیات پڑھنے کے لیے اس طرح بیٹھتے تھے کہ گویا آپ گرم پتھر پر بیٹھے ہیں (اور التحیات ختم کرتے ہی درود و دعا پڑھے بغیر تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوجاتے تھے (ترمذی، ابوداؤد اور نسائی)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَحْمَدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اِنْ كَانَ فِيْ وَسْطِ الصَّلٰوةِ نَهَضَ حِيْنَ يَفْرُغُ مِنْ تَشَهُّدِهٖ۔

اور امام احمد رحمہ اللہ سے جو روایت آئی ہے اس میں اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھتے ہوئے "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" سے فارغ ہوتے ہی فوراً (بغیر درود اور دعا کے تیسری رکعت کے لیے) اٹھ جاتے تھے۔

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَضْلِهَا

باب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور اس کی فضیلت میں

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ:
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (الاحزاب ۳۳ آیت ۵۶)

ف: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے ہر ایک مجلس میں۔ آپ کا ذکر خیر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی کم از کم ایک مرتبہ درود پڑھنا واجب اور اس سے زیادہ مستحب ہے۔ یہی قول معتمد ہے۔ اور اسی پر جمہور ہیں۔ اور نماز کے قعدۂ اخیرہ میں بعد تشہد درود شریف پڑھنا سنت ہے اور آپ کے تابع کرکے آپ کے آل، اصحاب اور دوسرے مؤمنین پر بھی درود بھیجا جا سکتا ہے یعنی درود شریف میں آپ کے نام اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ اور مستقل طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ ان پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔ (خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان زیر آیت)

صلوٰۃ کے معنی ہیں رحمت یا طلب رحمت جب اس کا فاعل رب تعالیٰ کی ذات ہو تو بمعنی رحمت ہوتی ہے اور فاعل جب بندے ہوں تو بمعنی طلب رحمت۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک نماز میں حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے نزدیک فرض ہے دلیل امام اعظم: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو جو نماز کے فرائض سکھائے تھے ان میں درود شریف کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ نیز جن احادیث میں درود شریف پڑھنے کا ذکر ہے سب اخبار احاد ہیں۔ اور خبر واحد سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔

باقی نماز میں درود شریف کا پڑھنا واجب اس لیے نہیں کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اِذَا قُلْتَ هٰذَا اَوْ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُكَ۔ "جب تم نے یہ کہہ لیا یا کر لیا تو تمہاری نماز پوری ہو گئی"۔ اور جب ہم نے تشہد کے پڑھنے کو واجب قرار دے دیا تو "اذا قلت هذا" حدیث کے الفاظ پر عمل ہو گیا۔

اس لیے درود شریف کو نماز میں وجوب یا فرض کرنے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے۔ پوری زندگی میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ اور سرکار دو جہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کیا جائے تو درود شریف

پڑھنا واجب ہے۔ اور ایک مجلس میں متعدد بار آپ کا ذکر خیر ہو تو امام طحاوی کے نزدیک ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اور جمہور کے نزدیک ایک بار پڑھنا واجب اور اس کے بعد مستحب ہے۔

(ماخوذ از شرح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی)

۱۲۸۰ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ قَالَ ثُمَّ صَلّٰى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي أُدْعُ تُجَبْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى أَبُو دَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے اگر نماز پڑھی (اور قعدۂ اخیر میں اس شخص نے نہ تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا) اور صرف "اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي" (یعنی اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما) کہا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے نماز پڑھنے والے تو نے جلدی کی ہے، جب تو نماز پڑھے اور قعدۂ اخیر میں بیٹھے تو پہلے التحیات کے ذریعہ) اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر جیسا کہ اس کے شایان شان ہے پھر مجھ پر درود بھیج اس کے بعد اللہ سے دعا مانگ فضالہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ایک اور شخص نے نماز پڑھی تو اس نے (نماز کے قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے ذریعہ) اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا (اور دعا نہ کی) تو اس شخص سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے نماز پڑھنے والے اب دعا کر تیری دعا قبول ہوگی۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابوداؤد و نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسے نماز میں حمد اور درود کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اسی طرح خارج نماز بھی دعا کی جائے تو اس ترتیب کے ساتھ کی جانی چاہیے کہ پہلے حمد باری تعالیٰ کی جائے پھر درود پڑھا جائے اور اس کے بعد دعا کی جائے تاکہ قبولیت کو پہنچے۔ ۱۲

۱۲۸۱ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی وہاں رونق

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَہْ سَلْ تُعْطَہْ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

افروز تھے جب (میں نماز میں قعدۂ آخر کے لیے) بیٹھ گیا تو پہلے (میں نے التحیات کے ذریعہ) حمد و ثنا کی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور اس کے بعد میں نے اپنے لیے دعا مانگی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (اس کو پسند فرما کر) ارشاد فرمایا اچھا ہے) مانگو تمہیں دیا جائے گا۔ مانگو تمہیں دیا جائے گا (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

۱۲۸۲ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہَا شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب تک تم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجو گے تب تک تمہاری دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہے گی ذرا بھی اوپر نہیں چڑھے گی۔ (ترمذی)

ف: اس حدیث کے تحت صاحب مرقات نے حصن حصین کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کو مانگنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے اور اپنی اس دعا کو درود ہی پر ختم کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ دونوں درودوں کو قبول فرما لیتے ہیں اور یہ ان کی شان کریمی سے بعید ہے کہ دونوں درودوں کو تو قبول فرمالیں اور اس دعا کو چھوڑ دیں جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ ۱۲

۱۲۸۳ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُہَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰہُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ سے کعب ابن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ہوئی تو وہ فرمانے لگے کیا میں تمہیں ایک ایسا تحفہ نہ دوں جو مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملا ہے؟ میں نے ان سے کہا جی ہاں ضرور دیجئے! تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک مرتبہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے (نماز میں التحیات کے ذریعہ) آپ پر سلام بھیجنا تو ہمیں سکھایا ہے۔ اب فرمائیے کہ ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر (نماز میں) درود کس طرح بھیجا کریں؟

اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ يَذْكُرْ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ فِي الْمَوْضِعَيْنِ۔

حضورِ انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح کیا کرو (عربی متن کے خط کشیدہ الفاظ کا ترجمہ) اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جس کا یہ اثر ہو کہ دُنیا میں آپ کی عظمت کا ذکر ہر جگہ ہوتا رہے۔ آپ کی دعوت اسلام ہر جگہ پہنچ جائے اور آپ کی شریعت ہمیشہ باقی رہے اور آخرت میں اس رحمت کا اثر اس طرح ہو کہ آپ کی شفاعت عامہ آپ کی تمام اُمت کو پہنچے اور اجر و ثواب ہو کر ملتا رہے اور ایسی ہی رحمت آپ کے آل پر بھیجے، یہ اسی طرح کی رحمت ہو جیسی کہ آپ نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی آل پر رحمت کی ہے اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمت فرمایئے، بے شک آپ ہی تعریف کے قابل ہیں اور بہت عظمت والے ہیں۔

اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور آپ کی آل پر ایسی برکت نازل فرمایئے جس کا یہ اثر ہو کہ جو جو نعمتیں آپ کو عطا ہوئی ہیں وہ ہمیشہ باقی رہیں اور ان میں زیادتی ہوتی رہے یہ ایسی ہی رحمت ہو جو حضرت ابراہیم اور ان کی آل کو آپ نے عطا کی ہے اور ان کے ساتھ ہم پر بھی برکت نازل کیجئے۔ بے شک آپ ہی تعریف کے قابل ہیں اور بہت عظمت والے ہیں۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)

ف ۱ : واضح ہو کہ امام محمد رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنی روایت کرتے ہوئے تشہد کے الفاظ پر ایک حرف کے بھی بڑھانے اور گھٹانے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے صاحب ردالمحتار نے کہا ہے کہ التحیات میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کے پڑھتے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک سے پہلے لفظ سَيِّدِنَا نہیں بڑھانا چاہیئے۔ البتہ درود ابراہیمی میں جو تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک کے پہلے لفظ سَيِّدِنَا بڑھانا چاہیے اور اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام مبارک سے پہلے بھی لفظ سَيِّدِنَا بڑھانا چاہیئے ردالمحتار میں ایسا ہی مذکور ہے۔ ۱۲

ف ۲ : واضح رہے کہ درود ابراہیمی میں كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ کے بعد اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ سے پہلے وَصَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اور اسی طرح كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ

وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ کے بعد اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ سے پہلے وَبَارِکْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ کا جو اضافہ کیا گیا ہے وہ ترمذی کی ایک روایت سے ماخوذ ہے جس کے راوی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو ترمذی کے ابواب الوتر میں مَا جَاءَ فِیْ فَضْلِ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ۱۲

۱۲۸۴/۵ وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اس طرح کہا کرو۔ (عربی عبارت کے خط کشیدہ الفاظ) اے اللہ رحمت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آپ کے ازواج مطہرات پر اور آپ کی مقدس آل واولاد پر جس طرح تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر اور برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات پر اور آپ کی مقدس آل واولاد پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر، بے شک آپ ہی تعریف کے قابل ہیں اور بہت عظمت والے ہیں (البخاری اور مسلم)

۱۲۸۵/۶ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّکْتَالَ بِالْمِکْیَالِ الْاَوْفٰی اِذَا صَلّٰی عَلَیْنَا اَھْلَ الْبَیْتِ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کو یہ اچھا معلوم ہو کہ وہ ہم پر اور ہمارے اہلبیت پر درود بھیج کر پورا پورا ثواب حاصل کرے تو اس کو اس طرح درود بھیجنا چاہیے (عربی متن کے خط کشیدہ الفاظ) اے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جو نبی امی ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات پر جو تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپ کی مقدس آل واولاد پر اور آپ کے برگزیدہ خاندان پر جس طرح تو نے رحمت کاملہ نازل فرمائی ہے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر، بے شک آپ ہی تعریف کے قابل ہیں اور

وَفِي السِّعَايَةِ اَنَّ السُّنَّةَ الْمُؤَكَّدَةَ هُوَ مُطْلَقُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ لَا خُصُوْصُ بَعْضِ اَلْفَاظِهَا وَاِلَيْهِ يُشِيْرُ كَلَامُ عَامَّةِ فُقَهَائِنَا اِلَّا اَنَّهُمْ اخْتَلَفُوْا فِيْ اَنَّ اَيَّ لَفْظٍ مُخْتَارٌ فَفِيْ غُنْيَةِ الْمُسْتَمْلِيِّ اَلْمُخْتَارُ فِيْ صِفَةِ الصَّلٰوةِ عَلٰى مَا ذَكَرَهٗ فِي الْكِفَايَةِ وَالزَّاهِدِيْ فِي الْقُنْيَةِ وَشَرْحِ الْقُدُوْرِيِّ اَنَّ مُحَمَّدًا سُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ ۔

وَهِيَ الْمُوَافَقَةُ لِمَا فِي الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ حَدِيْثِ كَعْبٍ وَنَقَلَ صَاحِبُ الذَّخِيْرَةِ عَنْ كِتَابِ الْحُجَجِ عَلٰى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لِعِيْسَى بْنِ اَبَانَ اَنَّ مُحَمَّدًا سُئِلَ عَنْ كَيْفِيَّةِ الصَّلٰوةِ فَاَجَابَ بِمَا مَرَّ اِنْتَهٰى۔

بہت عظمت والے ہیں۔ (ابوداؤد)

سعایہ میں مذکور ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد کسی خاص درود پڑھنے کی تخصیص نہیں ہے بلکہ سنت مؤکدہ یہ ہے کہ کوئی بھی ماثورہ درود پڑھا جائے اور ہمارے اکثر فقہاء نے ایسا ہی کہا ہے اور افضل و مختار یہ ہے کہ درود ابراہیمی پڑھا جائے، جیسا کہ شرح قدوری میں مذکور ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ درود ابراہیمی کا پڑھنا افضل ہے۔ علامہ زاہدی نے بھی قنیہ میں یہی ذکر کیا ہے اور غنیۃ المستملی میں کفایہ کے حوالہ سے درود ابراہیمی کے پڑھنے کو مختار قرار دیا ہے اور درود ابراہیمی یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اس کے علاوہ بخاری اور مسلم میں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود پڑھنے کے بارے میں جو حدیث آئی ہے اس میں بھی یہی درود ابراہیمی مذکور ہے اور صاحب ذخیرہ نے بھی عیسیٰ بن ابان کی کتاب الحجج علی اہل المدینہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ سے جب دریافت کیا گیا کہ قعدہ اخیر میں کونسا درود پڑھا جائے تو امام محمد رحمہ اللہ نے درود ابراہیمی کے پڑھنے کو افضل قرار دیا۔

۱۲۸۶/۷ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلَ نَخْلًا فَسَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدْ تَوَفَّاهُ قَالَ فَجِئْتُ اَنْظُرُ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ مَالَكَ فَذَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ اَلَا اُبَشِّرُكَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لَكَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَاةً صَلَّيْتُ

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ایک روز) باہر نکلے اور ایک کھجور کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدہ فرمایا اور سجدے میں اتنی دیر تک رہے کہ مجھے خوف ہوا کہیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف تو نہیں لے گئے؟ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (گھبرایا ہوا) نزدیک پہنچا کہ دیکھوں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسے

عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

۱۲۸۷ (۸) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۲۸۸ (۹) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَّرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِىُّ)

۱۲۸۹ (۱۰) وَعَنْ اَبِىْ طَلْحَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّالْبِشْرُ فِىْ وَجْهِهٖ فَقَالَ جَاءَنِىْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اَمَا يُرْضِيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَّلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

(رَوَاهُ النَّسَائِىُّ وَالدَّارِمِىُّ)

ہیں؟ مجھے قریب آتا دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سجدے سے سر مبارک کو اٹھایا اور فرمایا کیوں عبدالرحمٰن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا ہے؟ (اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟) میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا خیال ظاہر کیا (یہ سن کر) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عبدالرحمٰن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کچھ فکر کی بات نہیں جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کی اُمت میں سے جو شخص آپ پر درود پڑھے گا تو میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور اگر سلام بھیجے گا تو میں بھی اس پر سلام بھیجوں گا (امام احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرماتے ہیں۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کے دس درجے بلند کئے جاتے ہیں۔ (نسائی)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اس حالت میں تشریف فرما ہوئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ انور خوشی سے چمک رہا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم آپ کو ایک خوشخبری سناتے ہیں جس سے آپ راضی اور خوش ہو جائیں گے وہ یہ ہے کہ آپ کی امت میں سے جو کوئی آپ پر ایک مرتبہ

درود پڑھتا ہے اس پر میں دس مرتبہ رحمت نازل کرتا ہوں اور آپ کی امت میں سے جو کوئی آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجتا ہے تو میں بھی اس پر دس مرتبہ سلام بھیجتا ہوں (نسائی اور دارمی)

۱۲۹۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ
۱۱
صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَلَآئِكَتُهُ سَبْعِيْنَ صَلَاةً۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں (امام احمد)

۱۲۹۱ وَعَنْ رُوَيْفِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
۱۲
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت رویفع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے ساتھ یہ دعا بھی کرتا ہے (عربی کے خط کشیدہ الفاظ) ترجمہ "اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قیامت کے دن ایسی جگہ بٹھایئے جو سب سے زیادہ آپ کے قریب ہو" تو اس شخص کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ (امام احمد)

۱۲۹۲ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
۱۳
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ وہ شخص مجھ سے نزدیک ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ (ترمذی)

۱۲۹۳ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَا
۱۴
رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِيْ كُلَّهَا قَالَ اِذًا تُكْفٰى

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جانتا ہوں کہ کثرت سے آپ پر درود بھیجا کروں، میں نے اپنے لیے دعا کا ایک وقت معین کر لیا ہے اس میں سے کتنا وقت آپ پر درود بھیجنے کے لیے مقرر کر لوں؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جتنا چاہو، تو میں نے عرض کیا (اچھا) ایک چوتھائی وقت مقرر کروں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا چاہو۔

هَمَّكَ وَيُكَفِّرُ لَكَ ذَنْبَكَ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو تمھارے لیے بہتر ہے میں نے عرض کیا تو کیا آدھا وقت اس میں لگا دوں ؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنا چاہو اور اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ دو تہائی وقت درود بھیجنے میں گذار دوں ؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جتنا چاہو، اگر اس سے بھی زیادہ پڑھو تو تمھارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا حضور! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر ایسا ہی ہے تو میں اپنی دعا پڑھنے کا کل وقت آپ پر درود پڑھنے میں لگا دیتا ہوں اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر تو ایسی حالت میں (درود کی برکت سے) تمھارے دینی اور دنیوی تمام مقاصد پورے کر دیئے جائیں گے اور تمھارے سارے فکر و غم دور ہو جائیں گے اور تمھارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (ترمذی)

ف: اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کثرت سے درود پاک پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ فرائض و واجبات کے بعد آدمی کے لیے جس وظیفہ اور دعا کو کثرت سے پڑھنے کا ذکر ملتا ہے وہ یہی درود پاک ہے۔ بندہ اپنے آقا، دو جہاں پر کثرت، محبت اور توجہ کے ساتھ درود پاک پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام اچھے ارادوں اور دعاؤں کو قبول فرمائے گا اسی درود تشریف کی برکت سے اس کے گناہوں کو بھی مٹائے گا۔

آیت کریمہ "ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی" میں دو حروف "صلوۃ اور سلام" ارشاد فرمائے گئے ہیں کسی بھی دعائیہ جملے میں جو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کہا جا رہا ہو یہ دو لفظ صلوۃ اور سلام کے ہوں تو اسے مکمل درود پاک کہیں گے۔ اس کے علاوہ آیت کے معنی پورے نہیں ہوتے۔ نماز میں التحیات کی حالت میں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھتے ہیں اس کے بعد درود ابراہیمی پڑھتے ہیں۔ تب جا کر یہ درود سلام اور صلاۃ کے ساتھ مکمل ہے۔ تو جس جملے میں صلوۃ اور سلام کے الفاظ ہوں گے اسے ہم درود پاک کہیں گے۔

بعض لوگ درود پاک کے پڑھنے کو بدعت قرار دیتے ہیں، اور "الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کہنے پر سیخ پا ہوتے ہیں حتیٰ کہ اس قسم کے لکھے ہوئے الفاظ کو پھاڑ بھی دیتے ہیں اور قبل الاذان اور بعد الصلوۃ درود پاک پڑھنے کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ یہ ان کی نادانی اور کم فہمی ہے۔ درود پاک کے لیے رب تعالیٰ کی طرف سے نہ تو صیغے معین کیے گئے ہیں اور نہ ہی وقت مقرر کیا گیا ہے۔ اور اسے بدعت

قرار دینا بہت ہی قبیح اور بُری حرکت ہے۔ درود پاک کے پڑھنے والے کو بدعتی کہنا حقیقتاً خود درود پاک کی برکات سے محروم ہونا ہے۔ حدیث پاک میں تو آیا ہے کہ جس نے میرا نام نامی اسم گرامی سُن کر مجھ پر درود پاک نہ پڑھا وہ بڑا بدنصیب ظالم ہے۔ حدیث میں تو یہ بھی آتا ہے جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالا تو اس کا ثواب اور وہ عمل کرنے والے کا ثواب بھی اس نکالنے والے کو ملے گا۔

۱۲۹۴
۱۵
وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَیْہِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ یُّغْفَرَ لَہٗ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَکَ عِنْدَہٗ اَبَوَاہُ الْکِبَرَ اَوْ اَحَدُھُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاہُ الْجَنَّۃَ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت بدنصیب ہے وہ شخص کہ جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے (اس سے معلوم ہوا کہ جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لیا جائے تو سننے والے کو چاہیئے کہ درود پڑھا کرے) اور وہ بھی بدنصیب ہے کہ جس کی زندگی میں رمضان المبارک آجائے اور (اس نے اس ماہ مبارک میں عبادت وخیرات اور شب بیداری کر کے) اپنی مغفرت نہ کروائی کہ اتنے میں رمضان ختم ہو گئے اور وہ بھی بدنصیب ہے کہ جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کسی ایک پر بڑھاپا آیا اور وہ (ان کی خدمت کر کے اور ان کو راضی رکھ کر) جنّت کا مستحق نہ ہوا۔ (ترمذی)

۱۲۹۵
۱۶
وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بڑا ہی بخیل ہے وہ شخص کہ جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور یہ میرا نام سُن کر مجھ پر درود نہ پڑھے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام احمد نے بھی حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی روایت کی ہے)

۱۲۹۶
۱۷
وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَّصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ (یعنی گھروں میں مُردوں کی طرح پڑے سوتے نہ رہو بلکہ گھروں میں بھی نفل نمازیں پڑھا کرو اور جس طرح مسجدوں

(رَوَاہُ النَّسَائِیُّ)

ہیں عبادتیں کر کے انوار حاصل کرتے ہو اسی طرح گھروں میں بھی کچھ نہ کچھ عبادتیں کر کے انوار حاصل کرتے رہو) اور تم میری قبر کو عید نہ بناؤ (یعنی کبھی کبھی اتفاقیہ طور پر میری قبر پہ نہ آیا کرو بلکہ قصداً بار بار میری قبر پر آنے کی کوشش کرنا اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو بار بار آنے کی آرزو دل میں رکھنا)

ف: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ اپنے کسی دوست کو جو بہت دنوں بعد آئے کہا کرتے ہیں کہ تم کو عید کے چاند ہو۔ چنانچہ اشعۃ اللمعات اور مرقات میں اس ارشاد مبارک کی شرح اس طرح کی گئی ہے کہ "میری قبر کی زیارت کو عید کی طرح کبھی کبھی نہ آؤ" حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو اپنی قبر شریف کی زیارت کی ترغیب اس لیے دی ہے۔ کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں آپ اپنی امت کو وہ ساری فضیلتیں دلوانا چاہتے ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت سے حاصل ہوتی ہیں۔ ان فضیلتوں کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی شفاء شریف ہیں، اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب میں اور مولانا انوار اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عمران القلوب میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے منجملہ ان کے ذیل میں چند حدیثیں نمونتاً درج کی جاتی ہیں۔

(۱) طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے "مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ" جس نے میری قبر (شریف) کی زیارت کی میں اس کی ضرور شفاعت کروں گا۔

(۲) بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً روایت کی ہے: "مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ" جو کوئی حج کر کے میری قبر کی زیارت کرے گا تو اس کو میری زندگی میں ملاقات کرنے کا شرف اور ثواب حاصل ہوگا

(۳) علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے شرح شفاء میں لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ لَّمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔

(میرے وصال شریف کے بعد میری قبر انور کی زیارت کرنے والا میری زندگی میں مجھ سے ملاقات کرنے والے کے جیسا ہے اور جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی تو اس نے مجھ پر ظلم اور جفا کیا۔

صاحبو! اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ظلم و جفا کرنے کا کیا نتیجہ ہے اس کو سوچو قبر شریف کی زیارت کرنے سے گناہوں کی بھی مغفرت ہوجاتی ہے۔

علامہ قسطلانی شارح بخاری نے مواہب لدنیہ میں، علامہ نور الدین علی سمہودی نے خلاصۃ الوفا میں اور شیخ ابن عبداللہ النعمانی نے مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے تین دن بعد ایک اعرابی آیا اور قبر شریف

سے لپٹ گیا اور قبر مبارک سے مٹی بھر خاک لے کر اپنے سر پر ڈال لی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ نے جو فرمایا تھا ہم نے اسے سنا اور جو کچھ آپ نے اللہ تعالیٰ سے محفوظ رکھا ہم نے اس کو آپ سے سیکھ کر محفوظ اور یاد رکھا۔ آپ پر جو قرآن شریف اترا ہے اس کی ایک آیت یہ ہے (سورۂ نساء پ ۵ ع ۹) :

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ؈

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(کنزالایمان)

اس آیت کو پڑھ کر اس اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے اپنی جان پر ظلم کیا یعنی گناہ میں مبتلا ہوا ہوں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میری مغفرت چاہیں، اسی وقت قبر شریف سے آواز آئی کہ یقیناً تیری مغفرت ہوگی اور تجھے بخش دیا گیا۔

اس سے بھی مزار شریف پر حاضر ہونا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرنا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معروضہ قبول فرمانا یہ سب چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ اس واقعہ کو ابن عساکر اور ابن الجوزی اور ابن کثیر نے بھی نقل کیا ہے۔ اور عمران القلوب میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ مشہور واقعات میں سے ہے اور چاروں مذاہب کے ائمہ اور راویوں نے مختلف روایتوں اور متعدد طرق سے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

مسلمانو! تم خوش تقدیر ہو کہ ایسی دولت تمہیں نصیب ہوئی۔ تم قصداً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر زیارت کی نیت سے حاضر ہوا کرو، تاکہ تمہارے گناہ معاف ہو جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے مستحق ہو اور تمہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ملاقات کرنے والے کے جیسا درجہ حاصل ہو جائے اور جنت میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہو، اور خبردار! قبر شریف پر حاضر نہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جفا کرنے والے نہ بنو۔ ۱۲

خزائن العرفان میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کے لیے اس کے مقبولوں کا وسیلہ بنانا ذریعۂ کامیابی ہے اور قبر پر حاجت کے لیے جانا بھی قرآن کے لفظ "جَآءُوْكَ" میں داخل اور خیر القرون کا معمول ہے۔ بعد وفات مقبولان حق کو یا کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے اور بندگان خدا مدد بھی فرماتے ہیں۔ اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی روایت کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ تم جہاں کہیں ہو مجھ پر درود بھیجا کرو (یہ خیال نہ کیا کرو کہ ہم دور افتادہ اتنی دور سے درود پڑھا کریں تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسے خبر ہو گی؟ نہیں نہیں مجھے ضرور خبر ہو گی) اور تمہارا درود جہاں کہیں سے ہو مجھے پہنچ جایا کرے گا۔ (نسائی)

۱۲۹۷ / ۱۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس آکر مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں خود اس کے درود کو (بغیر واسطہ کے) سنتا ہوں اور جو شخص دور دراز مقام سے مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود مجھ کو (فرشتوں کے ذریعہ سے) پہنچایا جاتا ہے) (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

۱۲۹۸ / ۱۹ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِيْ مِنْ اُمَّتِي السَّلَامَ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے ایسے فرشتے مقرر ہیں جن کا کام ہی مجھ تک سلام کا پہنچانا ہے اور وہ زمین میں ہر جگہ پھرتے رہتے ہیں اور جب کوئی میرا اُمتی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو وہ فوراً اس کا سلام مجھے پہنچا دیتے ہیں (نسائی اور دارمی)

۱۲۹۹ / ۲۰ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يُّسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (میرے انتقال کے بعد میری روح ملاء اعلیٰ کی طرف متوجہ رہے گی اور اس کو ذات وصفات الٰہی میں استغراق اور محویت حاصل ہو گی ایسی حالت میں) جب کوئی تم میں سے مجھ پر سلام بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ مجھ کو اس استغراق سے اپنی اصلی حالت پر لوٹا دیں گے اور میں سلام کرنے والے کے

سلام کا جواب دوں گا (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے
اور بیہقی نے بھی دعوات کبیر میں اس کی روایت کی ہے)

ف : **تمہید** : پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ موت کیا چیز ہے ؟ موت انتقال کا نام ہے کہ روح ایک جسم کو چھوڑ کر دوسرے جسم میں منتقل ہوتی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ دو پنجرے ہیں اور پرندہ ایک ہے دونوں پنجروں کے دروازے کھول کران کے منہ ملا دیتے ہیں تو پرندہ ایک پنجرے سے دوسرے پنجرے میں منتقل ہوجاتا ہے۔ عالم برزخ میں اسی جسم خاکی کے ہو بہو ایک دوسرا جسم بھی تیار کیا گیا ہے فرق یہ ہے کہ یہ جسم خاکی کثیف ہوتا ہے اور برزخ کا جسم لطیف ہوتا ہے چنانچہ بعض اولیاء اللہ جیسے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ آپ کو کئی جگہ دعوت دی گئی اور سب دعوتوں کا وقت ایک ہی تھا تو آپ ہر مقام پر اسی ایک ہی وقت میں ہر جگہ تشریف رکھتے ہوئے نظر آئے، ایک تو یہ جسم خاکی تھا اور دوسرے جو کئی جسم نظر آئے ان کو آپ نے عالم برزخ سے کرا منگا لے کر اس عالم میں دکھائی دیئے اور ہم کو خواب میں بھی مردہ کا جو جسم نظر آتا ہے۔ وہ وہی عالم برزخ کا جسم لطیف ہے کہ اس جسم لطیف میں روح جسم خاکی سے منتقل ہوگئی ہے۔

اب خلاصہ موت کا یہ ہوا کہ روح خاک کا کثیف جسم چھوڑ کر برزخ کے لطیف جسم میں داخل ہوتی ہے اور یہی موت ہے۔ بظاہر یہ موت ہر انسان کو ہوتی ہے۔ عوام کو بھی اور شہداء کو بھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بھی اس کی نسبت کی جاتی ہے اور یہ تینوں روحیں زندہ ہیں۔ پھر ان تینوں کی زندگی میں کیا فرق ہے ؟ فرق یہ ہے کہ ہر انسان کی روح زندہ تو رہتی ہے مگر اس جسم خاکی کے ساتھ جب تک ہے وہ اعمال کے ذریعہ ترقی اور ثواب حاصل کرسکتی ہے، برزخ کے جسم میں جانے کے بعد عام انسان کی روح کی ترقی بند ہوجاتی ہے، نہ تو وہ برزخ میں کھاتا پیتا ہے اور نہ کوئی عمل کرکے باطنی ترقی حاصل کرسکتا ہے، اس واسطے کہ یہ دار العمل نہیں ہے دار الجزاء ہے۔ گو ہر عام انسان کی روح زندہ ہے مگر کھانا پینا اور باطنی ترقی بند ہونے سے کہا جاتا ہے کہ وہ مرگیا۔

بخلاف اس کے کہ شہیدوں کی روح وہ بھی خاکی جسم چھوڑ کر برزخ کے لطیف جسم میں چلی جاتی ہے اسی لیے شہید پر بھی موت کا اطلاق ہوتا ہے۔ مگر اعمال کے ذریعہ سے اس کی ترقی نہیں ہوئی ہے۔ جسم خاکی میں جیسے عمل کے ذریعہ سے ترقی کرتے تھے۔ شہید برزخ کے جسم لطیف میں جانے کے بعد بھی ویسے ہی بدستور ترقی کرتے اور کھاتے پیتے بھی رہتے ہیں، اسی لیے کہا جاتا ہے کہ شہید زندہ ہیں ان کی زندگی بھی کچھ فرضی نہیں، مبالغہ نہیں، واقعی وہ زندہ ہیں، زندگی کے سارے آثار موجود ہیں۔ "یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ" وہ روزی پاتے ہیں، شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا) عمدہ عمدہ جنت میں ہر قسم کی لذت اور آرام حاصل کر رہے ہیں جہاں چاہے گل گشت کرتے ہیں۔ سبز پرندوں کے خول میں رہ کر ایسی ہی سیر کرتے ہیں جیسا کہ ہم آج کل ہوائی جہاز میں سیر کیا کرتے ہیں، اپنے اعمال سابقہ کی بہار لوٹ رہے ہیں ان کے اعمال کل ریاحین اور حور جنت ان کے سامنے ہیں وہ ان سے

لذت لے رہے ہیں، عالم قدس میں ترقی کر رہے ہیں، خدا کے قرب کے درجے بڑھ رہے ہیں، یہ ان کی آخرت کی زندگی ہے۔

بخلاف اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس جسم مطہر سے نکلی اس لیے آپ پر بھی موت کا اطلاق ہوا ارشاد باری تعالیٰ ہے "اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ" (بے شک تمھیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے) مگر عالم برزخ میں کوئی ایسا لطیف جسم نہیں تھا جو آپ کی روح مطہر کے لائق ہو اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظیر نہ دنیا میں ہے نہ عالم برزخ میں اور نہ آخرت میں جب عالم برزخ میں ایسا جسم لطیف نہیں رہا تو پھر اسی جسم خاکی میں روح مطہر کو واپس کر دیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی جسم مطہر اس عالم سے عالم برزخ میں منتقل ہو گیا اور اسی وجہ سے آپ کو حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ آپ اسی جسم خاکی کے ساتھ عالم برزخ میں تشریف فرما ہیں۔

چونکہ عام انسانوں اور شہداء کی روحیں عالم برزخ میں دوسرے لطیف اجسام میں منتقل ہوئی ہیں اس لیے ان سے جسم خاکی کے لوازم بھی ٹوٹ گئے ہیں ان کی بیبیوں سے نکاح کیا جا سکتا ہے ان کی میراث تقسیم ہو سکتی ہے۔ اس کے برخلاف چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہی جسم خاکی عالم برزخ میں منتقل ہو گیا ہے اور آپ کے جسم خاکی کے لوازمات منقطع نہیں ہوئے ہیں اس لیے ازواج مطہرات سے آپ کے بعد نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا اور آپ کی میراث تقسیم نہیں کی گئی اگر ایسا کیا جاتا تو لازم آتا کہ زندہ کی بیوی سے نکاح کیا گیا، اور زندہ کا مال تقسیم ہوا۔ عالم برزخ کے جسم میں جو لطافت پائی جاتی ہے وہ لطافت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس جسم خاکی میں بدرجہا زائد موجود تھی پھر عالم برزخ میں آپ کے لیے لطیف جسم کی کیا ضرورت؟ جیسے عالم برزخ کے جسم کو سایہ نہیں ہوتا ایسے ہی آپ کے جسم مبارک کو سایہ نہ تھا اور عالم برزخ کے لطیف جسم میں سے جیسے کوئی چیز ادھر سے ادھر نکل جاتی ہے ایسے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس عالم کے خاکی جسم میں سے ٹپکا کر مبارک سے باہر ہو گیا تھا اسی وجہ سے آپ کا ارشاد مبارک ہے جیسے میں سامنے سے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ کیا کبھی آپ نے کسی کثیف جسم کو دیکھا ہے کہ وہ سامنے کی طرح پیچھے سے بھی دیکھا کرتا ہو، یہ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک ہی کی لطافت تھی کہ آپ سامنے کی طرح پیچھے سے بھی دیکھا کرتے تھے۔ آپ کے اس عالم کے جسم کے لطیف ہونے پر معراج شریف کا واقعہ بھی دلالت کرتا ہے۔ کوئی کثیف جسم ایسا نہیں پہنچ سکتا، جیسا کہ معراج میں آپ کا لطیف جسم کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ اس تمہید کے بعد مذکور الصدر حدیث کو اس طرح سمجھئے۔

کوئی مسلمان کہیں ہو جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا ہے تو روح اقدس جو عالم برزخ میں احوال ملکوت کی طرف متوجہ رہتی ہے اور مشاہدۂ رب العزت میں مستغرق ہے سلام کا جواب دینے کے لیے روح مطہر کو مذکورہ حالت سے ایسا ہی افاقہ ہوتا ہے، جیسے دنیا میں وحی کے وقت عالم ملکوت کی طرف مشغولیت ہوتی تھی اور وحی ختم ہونے کے بعد پھر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس عالم کی طرف متوجہ ہو

جاتے تھے۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حدیث شریف میں "رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوحِي" جو مذکور ہے اس میں رَدِّ روح سے روح مطہر کا جسم سے نکلنا اور سلام کے وقت پھر جسم کی طرف آنا مراد نہیں ہے بلکہ روح اقدس کا استغراق اور محویت سے اپنی اصلی حالت پر لوٹ آنا مراد ہے اگر روح اقدس کا جسم سے نکلنا اور پھر جسم میں داخل ہونا مراد ہوتا تو حدیث شریف میں "رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوحِي" کے بجائے "رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ جِسْمِي رُوحِي" ارشاد فرمایا جاتا یعنی میری روح کو میرے جسم کی طرف لوٹایا جاتا ہے، جب ایسا نہیں فرمایا گیا۔ بلکہ یہ فرمایا گیا کہ "روح میری طرف لوٹ آتی ہے" تو اس کے یہی معنی ہوئے کہ مجھے اُس عالم سے اس عالم کی طرف افاقہ ہوتا ہے اور سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک کا جسم اقدس سے نکلنا اور پھر اسی جسم اقدس میں داخل ہونا اور آپ کا اسی جسم خاکی کے ساتھ اپنی قبر شریف میں تشریف فرما ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں ہے جب کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اسی جسم خاکی کے ساتھ عالم بالا کو اٹھا لئے گئے اور آپ اسی جسم خاکی کے ساتھ اس وقت عالم بالا میں تشریف فرما ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوپر اٹھا لئے جانے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسی جسم خاکی کے ساتھ قبر مبارک میں تشریف رکھنے کی نظیر ملتی ہے۔ رہا روح مبارک کا جسم اطہر سے نکلنا اور پھر جسم اقدس میں واپس ہونا اس کی نظیر بھی الحمدللہ حضرت ادریس علیہ السلام کے واقعہ میں موجود ہے اور اس واقعہ کی تفصیل ذیل میں تفسیر روح المعانی سے درج کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ مریم میں حضرت ادریس علیہ السلام کی شان میں ارشاد فرمایا ہے "وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا" (اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھا لیا) تفسیر روح المعانی میں حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "مَكَانًا عَلِيًّا" سے مراد جنت ہے اس لیے کہ جنت سے بڑھ کر بلندی کسی مقام کو حاصل نہیں اور اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام حسًّا یعنی اسی جسم خاکی کے ساتھ جنت میں پہنچائے گئے حضرت ادریس علیہ السلام کے جنت میں اٹھائے جانے کی تفصیل یہ ہے: صاحب روح المعانی نے ابن المنذر کی تخریج سے حضرت عمر مولیٰ حضرت غفرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث نقل فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام بڑے پرہیزگار نبی مرسل تھے آپ نے ہفتہ کے سات دنوں کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ تین دن لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتے اور باقی چار دن زمین میں سیاحت فرماتے اور ایسی عبادت شاقہ فرمایا کرتے کہ تنہا آپ کی نیکیاں جو آسمان پر اٹھائی جاتی تھیں وہ اس زمانہ کے سارے انسانوں کی نیکیوں کے برابر ہوتی تھیں، حضرت ادریس علیہ السلام کے تقوی، عبادت اور نیکیوں کی وجہ سے ملک الموت کو آپ سے ملاقات کا شوق ہوا اور وہ آپ کی سیاحت کے دوران میں آپ کے پاس پہنچے اور آپ سے خواہش کی اے اللہ کے نبی! اپنی صحبت بابرکت میں مجھے چند دن رہنے کی اجازت دیجئے حضرت نے فرمایا کہ تمہارا گذارہ میرے ساتھ دشوار ہے لیکن اصرار پر آپ نے اجازت دے دی، دو دن تک ملک الموت آپ کی صحبت میں رہے، ان کے کھانا نہ کھانے

اور عبادت سے نہ تھکنے کی وجہ سے حضرت ادریس علیہ السلام نے ان سے فرمایا بخدا ! تم انسان نہیں ہو تو انھوں نے جواب دیا بے شک میں فرشتہ ہوں اور ملک الموت ہوں اور آپ سے للہ اور فی اللہ محبت رکھتا ہوں، یہ سن کر حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ ان دو دنوں میں آپ نے کسی کی روح قبض تو نہیں کی؟ ملک الموت نے جواب دیا کیوں نہیں ؟ جس کسی کی روح قبض کرنے کا مجھے حکم ہوا ہے میں نے اس کی روح قبض کر دی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ پوری دنیا میرے سامنے ایسی ہے جیسا کہ آدمی کے سامنے دستر خوان چنا ہو اور وہ جس چیز کو چاہے کھا لیتا ہو، یہ سن کر حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ میں تم کو اس ذات اقدس کی قسم دیتا ہوں جس کے سبب تم نے مجھ سے محبت کر رکھی ہے کہ تم میری ایک ضرورت کو پوری کرو۔ ملک الموت نے کہا یا نبی اللہ ! فرمایئے وہ کیا حاجت ہے ؟ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ موت کا مزہ چکھوں ، پھر آپ میری روح مجھ پر واپس لوٹا دیں ، ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ادریس علیہ السلام کی روح مبارک کو نکالا اور پھر واپس کر دیا، اس کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام کی فرمائش پر آپ کو دوزخ اور جنّت دکھائی۔ جب آپ نے جنت دیکھی اور جنت کی خنکی، خوشبو اور گل و ریحان دیکھے تو ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے جنّت میں داخل کر دو کہ میں کچھ کھاؤں اور پیوں تاکہ جنّت کی طلب اور شوق کا مجھ میں اضافہ ہو جائے الغرض حضرت ادریس علیہ السلام جنّت میں داخل ہوئے میوے کھائے اور پانی پیا۔ اس کے بعد ملک الموت نے کہا اے نبی اللہ اب تو تمھاری حاجت پوری ہو چکی ہے اب یہاں سے چلو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے ہمراہ جنّت میں داخل فرما دیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے جنّت کے ایک درخت کو پکڑ لیا اور فرمایا میں اب یہاں سے نہیں نکلوں گا اور اگر تم چاہو تو میں تم سے اس بارے میں مباحثہ بھی کر سکتا ہوں جس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت پر وحی نازل فرمائی کہ ادریس علیہ السلام سے مباحثہ کرو!

ملک الموت نے حضرت ادریس علیہ السلام سے فرمایا اے نبی اللہ ! فرمایئے آپ کیا مباحثہ کرنا چاہتے ہیں ؟ اس پر حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ " ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ (کنز الایمان) اور میں نے موت کا مزہ چکھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا " (تم میں سے کوئی ایسا بشر نہیں جو جہنم پر سے ہو کر نہ گزرے) اور میں جہنم پر سے گزر چکا ہوں اور اہل جنّت کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ " (اور جنتی کبھی جنّت سے نہ نکالے جائیں) تو اللہ تعالیٰ نے جب مجھے جنّت میں داخل فرما دیا ہے تو جنّت سے کیسے نکل جاؤں ؟ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت پر وحی نازل فرمائی کہ میرے بندے ادریس (علیہ السلام) نے مباحثہ میں تم پر کامیابی حاصل کر لی۔ میری عزت و جلال کی قسم ! کہ یہ سب کچھ میرے علم میں تھا تو اے ملک الموت! ادریس (علیہ السلام) کو چھوڑ دو کہ انھوں نے تم پر بڑی قوی حجّت پیش کی ہے "

اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کی توصیف اور شان میں جو " رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا " فرمایا ہے اس کا اقتضاء بھی یہی ہے -

علاوہ ازیں تفسیر درمنثور میں بھی ایسی ہی تفصیل کے ساتھ ابن المنذر ہی کی تخریج سے عمرہ بولی عفرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہی حدیث مرفوع موجود ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی روح مطہر جسم سے نکالی گئی پھر واپس کی گئی اور آپ اب اسی جسم خاکی کے ساتھ جنت میں تشریف فرما ہیں۔

الغرض اوپر کے دونوں واقعات سے جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جسم خاکی کے ساتھ عالم بالا میں تشریف فرما ہیں، اور حضرت ادریس علیہ السلام کی روح مبارک آپ کے جسم اطہر سے نکالی گئی، پھر واپس کی گئی۔ اور آپ اس وقت اسی جسم خاکی کے ساتھ جنت میں تشریف فرما ہیں تو اگر سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک جسم اطہر سے نکل کر پھر جسم اقدس میں داخل ہوئی اور آپ بھی اسی جسم خاکی کے ساتھ عالم برزخ میں اپنی قبر مبارک میں تشریف فرما ہیں تو کیا تعجب کی بات ہے۔

(اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ علامہ الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مسئلہ ارواح کو کہ مرنے کے بعد روحیں زندہ ہوتی ہیں۔ کفار و مشرکین کی روحیں کہاں رہتی ہیں؟ عام مسلمان مؤمنین کی روحیں کہاں ہوتیں ہیں۔ اولیاء اللہ اور خاص کر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روحیں کہاں ہوتیں ہیں۔ اپنی معروف کتاب "حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات" میں مدلل اور مفصل طور پر بیان فرمایا ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ فِی التَّشَهُّدِ

باب تشہد میں دُعا مانگنے کے بارے میں

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ،
وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ" اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو! (کنز الایمان پ۲۶ سورۃ محمد ۴۷ آیت ۱۹)

ف ۱: یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ان کے لیے مغفرت طلب فرمائیں اور شفیع مقبول الشفاعت ہے اس کے بعد مومنین وغیر مومنین سب سے عام خطاب ہے۔ (خزائن العرفان)

ف ۲: گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو واقعی گناہ ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے دوسرا گناہ یہ ہے کہ صورت تو گناہ کی ہے واقع میں گناہ نہیں بلکہ افضل عمل ترک کرکے جو افضل نہیں ہے اس کو اختیار کیا گیا ہے اسی واسطے مقربین کا افضل کام کو چھوڑ کر غیر افضل کام کا اختیار کرنا ان کے درجہ کے لحاظ سے گناہ سمجھا جائے گا بخلاف اس کے یہی عمل اگر عوام کریں وہ ان کے لیے گناہ نہیں بلکہ عبادت ہی ہوگا۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین (بعض اوقات نیکوں کی نیکیاں مقربین کے لیے گناہ ہو جاتے ہیں) جیسے ایک دن حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا صحابی آئے اس وقت حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کافر کو اسلام کی حقانیت سمجھا رہے تھے ایسے وقت حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیچ میں دخل دے کر خود کچھ پوچھنے لگے۔ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار ہوا۔ یہ واقعہ سورۂ عبس پ۳۰ میں مذکور ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ایک طرف مسلمان ہو اور دوسری طرف کافر ہو تو اس وقت مسلمان کے فرعی سوال کے جواب کو ملتوی کرکے اس کافر کو اصل دین کی دعوت دینا کون نہیں جانتا کہ عبادت ہے؟ مگر اس کا فائدہ یقینی نہ ہونے سے افضل نہیں ہے اور مسلمان کے سوال کا جواب دے کہ مسئلہ سمجھانا یہ بھی عبادت ہے، اور اس کا فائدہ یقینی ہونے کی وجہ سے یہ افضل ہے۔ مسلمان کو چھوڑ کر کافر کو تفہیم کرنا گو افضل نہیں مگر اوروں کے لیے گناہ تو نہیں مگر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے یہی عمل صورتاً گناہ سمجھا گیا اسی لیے یہ اور اسی طرح کے غیر افضل امور جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہاداً صادر

ہوئے ہیں اگرچہ کہ وہ بھی عبادت ہیں مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کے لحاظ سے ان کو گناہ سمجھا گیا
اور حکم کیا گیا کہ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے گناہوں سے جو صورتاً گناہ ہیں مغفرت مانگیے اور
مسلمان مردوں اور عورتوں کے واقعی گناہوں سے بھی مغفرت مانگیے" ۱۲ (بیان القرآن)
وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۃ نوح پ۲۹ ایت ۲۸) (اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور
اُسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو) (کنز الایمان)

۱۳۰۰/۱ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْا فِي الصَّلَاةِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں (تشہد اور درود کے بعد سلام پھیرنے سے قبل) یہ دعاء پڑھا کرتے تھے (عربی کے خط کشیدہ عبارت) "اے اللہ! میں عذابِ قبر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں (مجھے اس سے بچایئے) اور میں کانے دجال کے فتنہ سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں (مجھے اس سے بچایئے) اور میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں زندگی کے فتنوں سے اور موت کے فتنوں سے (مجھے ان سے بچایئے) الٰہی! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں گناہوں میں مبتلا ہونے سے اور قرض میں پھنسنے سے (مجھے ان سے بچایئے) ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ قرض سے بہت پناہ مانگا کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بات یہ ہے کہ آدمی جب قرض میں مبتلا ہو جاتا ہے تو ادائیگی میں جو دیر ہوتی ہے اس کی وجہ سے جھوٹ بولنے لگتا ہے اور قرض کی ادائیگی کا جو وعدہ کرتا ہے اس کو پورا نہیں کرتا (بخاری اور مسلم)

۱۳۰۱/۲ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِّنَ التَّشَهُّدِ الْاٰخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ مِّنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص (نماز کے آخری قعدہ میں) تشہد (اور درود سے فارغ ہو جائے) تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے کہ ان چار چیزوں میں مبتلا ہونے سے بچائے۔ جہنم کے عذاب سے قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنوں سے، اور کانے دجال کے شر سے (مسلم)

۱۳۰۲/۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سورتیں سکھایا کرتے تھے۔ اسی طرح یہ دعا بھی سکھاتے تھے (تاکہ قعدہ اخیرہ میں تشہد اور درود کے بعد اس کو پڑھا کریں) (عربی متن کے خط کشیدہ الفاظ) الٰہی میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں جہنم کے عذاب سے (مجھے اس سے بچائیے) اور میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں قبر کے عذاب سے (مجھے اس سے بچائیے) اور میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں کانے دجال کے فتنہ سے (مجھے اس سے بچائیے) اور میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے (مجھے ان سے بھی بچائیے)

۱۳۰۳/۴ وَعَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ دُعَاءً أَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلَاتِيْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ایسی کوئی دعا سکھائیے جس کو میں نماز میں (تشہد اور درود کے بعد پڑھا کروں) تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو۔ (عربی متن کے خط کشیدہ الفاظ) اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کرکے گناہ کیا ہے اور آپ کے سوا کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں ہے اس لیے آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ محض اپنے فضل وکرم سے میرے گناہ معاف فرما دیجئے اور مجھ پر رحم کیجئے یہ آپ کی شان سے بعید نہیں ہے کیونکہ آپ بہت مغفرت کرنے والے اور بہت رحم کرنے والے ہیں (بخاری اور مسلم)

۱۳۰۴/۵ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ أَخَذَ بِيَدِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ يَا مُعَاذُ فَقُلْتُ وَأَنَا أُحِبُّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَدَعْ أَنْ تَقُوْلَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ رَبِّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا سنو معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اس میں کچھ شک نہیں کہ مجھے تم سے بہت محبت ہے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ

عِبَادَتِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ اِلَّا اَنَّ اَبَادَاوُدَ لَمْ يَذْكُرْ قَالَ مُعَاذٌ وَاَنَا اُحِبُّكَ ۔

وسلم میرے باپ آپ پر سے قربان) مجھے بھی سب سے زیادہ حضور سے ہی محبت ہے، اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں تم کو (بتقاضائے محبت ایک دعا سکھاتا ہوں) اس کو تم نماز کے اخیر میں (تشہد اور درود کے بعد ضرور پڑھا کرو اور کبھی ترک نہ کرنا (وہ دعا یہ ہے) (عربی خط کشیدہ) "اے میرے پروردگار میری مدد کیجئے کہ میں آپ کی عبادت ایسی کیا کروں کہ گویا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم اس خیال سے عبادت کیا کروں کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ (امام احمد، ابوداؤد اور نسائی)

۱۳۰۵/۶ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ صَلَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْاَمْرِ وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ وَاَسْئَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْئَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَّاَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوٰى اَحْمَدُ نَحْوَهٗ ۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں (تشہد اور درود کے بعد) یہ دعا پڑھا کرتے ہیں (عربی متن خط کشیدہ) "اے اللہ! میں آپ سے مانگتا ہوں کہ آپ مجھ کو دین پر استقامت اور ثابت قدمی عطا کیجئے اور آپ سے یہ بھی مانگتا ہوں کہ ہدایت اور سیدھی راہ پر خوب ہمت سے جا رہوں، اور یہ بھی مانگتا ہوں کہ آپ کی نعمتوں پر شکر کی توفیق ہو اور آپ کی عبادت ایسی کروں جس کو آپ پسند فرمائیں اے میرے اللہ! میں آپ سے قلبِ سلیم مانگتا ہوں جو بُرے عقائد اور بُرے اخلاق سے پاک ہو اور ایسی زبان مانگتا ہوں کہ جب کہے سچ کہے اے اللہ! میں کچھ نہیں جانتا آپ کو ہر چیز کی خبر ہے آپ جس کو میرے لیے خیر سمجھتے ہیں وہ دیجئے اور جس چیز کو آپ میرے لیے شر سمجھتے ہیں مجھے اس سے بچائیے اے میرے اللہ! میں نے گناہ کیا اور بھول گیا، میرے سب گناہوں کی آپ کو خبر ہے اُن سب گناہوں کو جن کو آپ جانتے ہیں بخش دیجئے۔ (اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور امام احمد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۳۰۶/۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ صَلَاتِهٖ بَعْدَ التَّشَهُّدِ اَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ وَاَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں تشہد (اور درود کے) بعد (بعض وقت) یہ الفاظ بھی پڑھے ہیں (عربی متن کے خط کشیدہ الفاظ) سب کلاموں سے بہتر کلام، اللہ کا کلام ہے اور سب طریقوں سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ (نسائی)

۱۳۰۷/۸ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ حَتّٰى اَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ (ختم نماز پر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سلام پھیرنا میری نظروں کے سامنے ہے مجھے خوب یاد ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدھے طرف اور پھر بائیں طرف سلام کے وقت چہرۂ مبارک کو اتنا پھیرتے تھے کہ پیچھے والے لوگوں کو آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔ (مسلم)

۱۳۰۸/۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ وَعَنْ يَسَارِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْسَرِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَلَمْ يَذْكُرِ التِّرْمِذِيُّ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهٖ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ختم نماز پر) اپنی داہنی طرف چہرۂ مبارک پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرماتے تھے یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سیدھے رخسار مبارک کی سفیدی پیچھے والوں کو دکھائی دیتی تھی اور پھر بائیں جانب چہرۂ مبارک پھیرتے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فرماتے تھے، یہاں تک کہ (پیچھے والوں کو) آپ کے بائیں رخسار مبارک کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔ (اس کی روایت ابوداؤد نسائی اور ترمذی نے کی ہے) اور ابن ماجہ نے بھی حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَاَصَحُّ الرِّوَايَاتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمَتَانِ وَعَلَيْهِ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ اِنْتَهٰى۔

اور ترمذی نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز کو سلام سے ختم کرنے کے بارے میں جتنی روایتیں آئی ہیں ان میں سب سے زیادہ صحیح حدیث یہ ہے کہ نماز کے ختم پر دو سلام ہیں اور اسی پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اکثر اہل علم صحابہ کرام اور تابعین اور ان کے بعد کے علماء کا

اتفاق ہے۔

۱۳۰۹/۱۰ وَعَنْ سَمُرَةَ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَرُدَّ عَلَى الْإِمَامِ وَنَتَحَابَّ وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَزَّارِ وَأَنْ نُسَلِّمَ عَلَى أَئِمَّتِنَا وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ فِي الصَّلَاةِ۔

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں (یعنی مقتدیوں کو) حکم دیا ہے کہ ہم (ختم نماز پر سلام پھیرتے وقت) یہ نیت کریں کہ ہم امام کے سلام کا جواب دے رہے ہیں اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہم نمازی ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے رہیں (اور آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے سلام سے) اس لیے امام اور مقتدی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں (تاکہ آپس میں محبت پیدا ہو) اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے، اور بزار کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ہم مقتدی (نماز کے ختم پر) نیت کریں کہ ہم امام کے سلام کا جواب دے رہے ہیں اور یہ بھی نیت کریں کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کو سلام کر رہے ہیں۔

ف : اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ امام اور مقتدی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب امام ختم نماز پر اپنے سیدھے طرف سلام پھیرے تو سیدھے طرف کے مقتدیوں اور فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے اور جب امام بائیں طرف سلام پھیرے تو بائیں طرف کے مقتدیوں اور فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے۔ یہ امام کے سلام کی کیفیت ہے۔ اب رہا مقتدی کا سلام تو اس کی تین حالتیں ہوں گی۔ ایک امام کے سیدھے جانب والے مقتدی، دوسرے امام کے بائیں جانب والے مقتدی، اور تیسرے وہ مقتدی جو امام کے بالکل پیچھے محاذی ہوں ہر ایک کے سلام کی صورت اس طرح ہوگی۔

(۱) امام کے سیدھے جانب والے مقتدی جب اپنے سیدھے طرف سلام پھیریں تو اپنے ساتھ سیدھے جانب کے نماز پڑھنے والوں اور سیدھے جانب کے فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کریں اور جب یہ اپنے بائیں جانب سلام پھیریں تو اپنے ساتھ بائیں جانب کے نماز پڑھنے والوں اور بائیں جانب کے فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کے ساتھ امام کے سلام کا جواب دینے کی بھی نیت کریں۔

(۲) امام کے بائیں جانب والے مقتدی۔ جب اپنے سیدھے جانب سلام پھیریں تو امام کے سلام کا جواب دینے کی نیت کے ساتھ اپنے سیدھے جانب کے نماز پڑھنے والوں کی اور سیدھے جانب کے فرشتوں پر بھی سلام کرنے کی نیت کریں اور جب یہ اپنے بائیں جانب سلام پھیریں تو اپنے ساتھ بائیں جانب کے نماز پڑھنے والوں اور بائیں جانب کے فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کریں۔

(۳) اور جو مقتدی امام کے بالکل پیچھے محاذی ہوں وہ اپنے سیدھے جانب سلام پھیرتے وقت امام

کے سلام کا جواب دینے کی نیت کے ساتھ اپنے سیدھے جانب کے نماز پڑھنے والوں اور سیدھے جانب کے فرشتوں پر بھی سلام کی نیت کریں اور اسی طرح جب وہ اپنے بائیں جانب سلام پھیریں تو اس وقت بھی امام کے سلام کا جواب دینے کی نیت کے ساتھ ساتھ اپنے بائیں جانب کے نماز پڑھنے والوں اور بائیں جانب کے فرشتوں پر بھی سلام کی نیت کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی امام کے پیچھے محاذی ہونے کی صورت میں پہلی دو صورتوں کے برخلاف ہر دو جانب سلام پھیرتے وقت امام کے سلام کا جواب دینے کی نیت کرے گا۔ یہ تفصیل اس نماز کی ہے جو جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اور جو تنہا نماز پڑھنے والا ہے اس کو چاہیئے کہ ختم نماز پر دونوں جانب سلام پھیرتے وقت کراماً کاتبین اور محافظ فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے۔

(مرقات، ردالمحتار، اشعۃ اللمعات) ۱۲

۱۳۱۰/۱۱ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلٰوةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے تو پلٹ کر ہماری جانب رُخ کر کے بیٹھ جاتے تھے۔ (بخاری)

۱۳۱۱/۱۲ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهٖ يَرٰى إِنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَّمِيْنِهٖ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا يَّنْصَرِفُ عَنْ يَّسَارِهٖ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص یہ اعتقاد کر کے شیطان کو اپنی نماز کا حصہ دار بنالے کہ سلام کے بعد مجھے سیدھی جانب ہی پلٹنا چاہیئے (کیوں کہ کسی غیر لازم امر کو اپنے اوپر لازم قرار دینے کا اعتقاد کرنا شیطان کے تابع ہونا ہے) حالانکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بسا اوقات بائیں جانب بھی پلٹتے دیکھا ہے (بخاری اور مسلم)

۱۳۱۲/۱۳ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ أَكْثَرُ الْاِنْصِرَافِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهٖ إِلٰى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ إِلٰى حُجْرَتِهٖ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلام کے بعد اکثر اوقات اپنی بائیں جانب حجرۂ مبارک کی طرف رُخ فرما کر بیٹھا کرتے تھے (اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

۱۳۱۳/۱۴ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (سلام کے بعد) کبھی اپنے سیدھے جانب پلٹا کرتے تھے (مسلم)

۱۳۱۴/۱۵ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے جب ہم نماز پڑھتے تو ہماری خواہش رہتی تھی کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داہنے جانب رہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (سلام کے بعد) سیدھی جانب پلٹ کر ہماری جانب رُخ فرماتے تھے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ دعا فرماتے ہوئے سُنا ہے (عربی متن خط کشیدہ) اے پروردگار جس دن آپ لوگوں کو قبروں سے اٹھا کر میدانِ قیامت میں جمع کریں گے تو مجھے اس دن اپنے عذاب سے بچائے رکھنا (مسلم)

ف: ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نمازیں جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر ان میں امام کو اختیار ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد داہنی جانب پلٹ کر بیٹھ جائے یا بائیں جانب پلٹ کر بیٹھے، اور مستحب یہ ہے کہ جس جانب امام کو جانے کی حاجت ہو اس جانب پلٹ کر بیٹھ جائے اور اگر دونوں جانب برابر ہوں تو پھر داہنی جانب افضل ہے اور ایک ہی جانب پلٹ کر بیٹھ جانے کو واجب جاننا بدعت اور مکروہ ہے اور بلا اعتقادِ وجوب ایک ہی جانب پلٹ کر بیٹھ جانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب اور عشاء تو امام کو چاہیے کہ سلام پھیرنے کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے (عالمگیری) ۱۲

۱۳۱۵/۱۶ وَعَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي الْإِمَامُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ حَتَّى يَتَحَوَّلَ۔

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس جگہ امام فرض نماز پڑھ چکا ہو وہاں کوئی اور نماز (سنن و نوافل) نہ پڑھے جب تک وہ جگہ تبدیل نہ کرے (ابوداؤد)

۱۳۱۶/۱۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ أَوْ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ يَعْنِي فِي السُّبْحَةِ۔

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص فرض نماز پڑھنے کے بعد اس بات سے عاجز ہے کہ نوافل ادا کرنے کے لیے فرض نماز کی جگہ سے ہٹ کر آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے یا اپنی دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہو جائے (حالانکہ یہ کچھ ایسا مشکل

کام نہیں ہے کہ جس کے کرنے سے عاجز ہو، لہٰذا ہر شخص کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ (ابوداؤد)

۱۳۱۷/۱۸ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ اِنَّ النِّسَاءَ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنَّ اِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلّٰی مِنَ الرِّجَالِ مَا شَآءَ اللہُ فَاِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کھڑی ہو جاتی تھیں (اور مردوں سے پہلے مسجد سے چلی جاتی تھیں) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے تھے (تاکہ مرد اور عورتیں مسجد سے نکلتے وقت ایک دوسرے سے مل نہ جائیں) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی مقدار معین نہ تھی بلکہ حالات کے لحاظ سے نمازوں کے بعد بیٹھنے کی مقدار مختلف ہوا کرتی تھی، جن نمازوں کے بعد سنتیں ہوں اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ" کی مقدار بیٹھتے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہ ہوں ان میں بقدر دعا یا احکام الٰہی بیان کرنے کی مقدار تشریف رکھتے اور فجر کی نماز میں سورج کے طلوع ہونے تک تشریف فرما ہوتے تھے) پھر جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوتے اور لوگ بھی کھڑے ہو جاتے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ مقتدیوں کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ امام کے اٹھنے سے پہلے نہ اٹھیں) (بخاری)

۱۳۱۸/۱۹ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَضَّھُمْ عَلَی الصَّلٰوۃِ وَنَھَاھُمْ اَنْ یَّنْصَرِفُوْا قَبْلَ انْصِرَافِہٖ مِنَ الصَّلٰوۃِ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابۂ کرام کو ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھنے کی ترغیب دلاتے اور سلام کے بعد (ذکر اور دعا میں شرکت کئے بغیر) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے اٹھ کر (مسجد سے) چلے جانے سے منع فرماتے۔ (ابوداؤد)

زجاجۃ المصابیح

حنفی مشکوٰۃ شریف

مع اردو ترجمہ

نور المصابیح

جلد 2

تالیف

ترجمہ

فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

خوشخبری
علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari
طالب دعا زوہیب حسن عطاری

زجاجۃ المصابیح

حنفی مشکوٰۃ شریف

عربی

مع اردو ترجمہ

نور المصابیح

جلد دوم

تالیف : محدثِ دکن حضرت علامہ الحاج ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ : مولانا علامہ محمد منیر الدین شیخ الادب جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن

نظرثانی : ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں سابق لیکچرار جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن (حال امریکہ)

ناشر فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

﴾ بانی ادارہ ﴿

سید اعجاز احمد رحمتہ اللہ علیہ

متوفی: ۱۳ جمادی الاوّل ۱۴۱۹/ ۵ ستمبر ۱۹۹۸ء

نام کتاب	:	حنفی مشکوٰۃ شریف مع اُردو ترجمہ نور المصابیح
تالیف	:	محدث دکن حضرت علامہ الحاج ابو الحسنات سید عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالےٰ
ترجمہ	:	مولانا علامہ منیرالدین' شیخ الادب جامعہ نظامیہ
نظر ثانی	:	ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں سابق لیکچرار جامعہ عثمانیہ حیدر آباد' دکن
تحریک	:	علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
تصحیح	:	مولانا حافظ محمد شاہد اقبال
کتابت	:	دار الکتابت' حضرت کیلیانوالہ' ضلع گوجرانوالہ
الطبع الاول	:	صفر ۱۴۲۱ھ/جون ۲۰۰۰ء
ناشر	:	فرید بک سٹال ۳۸۔اُردو بازار، لاہور' پاکستان
مطبع	:	رومی پبلی کیشنز اینڈ پرنٹرز، لاہور
تعداد	:	گیارہ سو
صفحات	:	۹۳۳
ہدیہ	:	روپے

فہرست حنفی مشکوٰۃ شریف جلد دوم

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
	فہرست کتاب	۴
	باب، نماز کے بعد ذکر کرنے کے بارے میں۔	۵۴
۱۳۱۹	نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر	"
"	بلند آواز سے ذکر کرنے کے مسنون مواقع	
"	ہر نماز کے بعد ذکر بالجہر جائز ہے۔	۵۵
۱۳۲۰	نماز کے سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے پڑھی جانے والی دعا۔	۵۵
۱۳۲۱	فرض نمازوں کے بعد اور رات کے آخری نصف وقت کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے	۵۶
۱۳۲۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز فجر کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔	۵۶
"	فرض نمازوں کے بعد خشوع وخضوع سے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مسنون ہے۔	۵۷

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۲۳	نماز کے بعد اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ دعا مانگنا۔	۵۸
۱۳۲۴	فرض نمازوں کے بعد تھوڑے وقفے سے سنتیں شروع کی جائیں۔	"
۱۳۲۵	اختتام نماز پر تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کہنا۔	۶۰
۱۳۲۶	ہر فرض نماز کے بعد مانگی جانے والی دعا	"
۱۳۲۷	نماز مغرب اور صبح میں سلام پھیر کر پاؤں پلٹائے بغیر یہ دعا پڑھی جائے۔	"
۱۳۲۸	فرض نمازوں کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہنا۔	۶۱
۱۳۲۹	فقراء ومہاجرین صحابہ کی شکایت کہ مالدار صحابہ نیکیوں میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں۔	۶۲
۱۳۳۰	ہر نماز کے بعد گناہ مٹانے والا عمل	۶۳

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
١٣٢١	صحابی رسول کو خواب میں بہتر عمل کی طرف اشارہ۔	٦٣
١٣٢٢	فرض نماز کے بعد کی ایک اور دعا	٦٤
١٣٢٣	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھا کرتے تھے۔	٦٥
١٣٢٤	ہر نماز کے وقت آیت الکرسی پڑھنے والا آفات وبلیات سے محفوظ اور جنت میں داخل کیا جائے گا۔	"
"	نمازوں کے بعد پڑھنے والے وظائف سنتوں کے بعد پڑھے جائیں۔	"
١٣٢٥	اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے والے لوگوں میں بیٹھنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند ہے۔	٦٦
١٣٢٦	صبح کی جماعت میں حاضر ہونے والوں کی فضیلت۔	"
١٣٢٧	صبح کی نماز باجماعت پڑھنے والا طلوع شمس تک ذکر اللہ میں مشغول رہے تو اس کا اجر وثواب۔	٦٧
	باب، نماز کے جائز اور ناجائز عملوں کا بیان	٦٨
ا	وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۔	"
ب	اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔	"
١٣٢٨	نماز میں گفتگو کی ممانعت اور ایک صحابی کا واقعہ۔	"
"	امام شافعی کا قول	٦٩

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
١٣٣٨	ملا علی قاری کا قول	٧٠
"	جس طرح طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی اسی طرح کلام الناس سے بھی نماز جائز نہیں ہوتی۔	"
"	امام طحاوی کا قول	٧١
"	حضرت زید بن ارقم صحابی کی روایت	"
١٣٣٩/١٣٤٠	نماز کا سلام پھیرنے کے بعد سلام کا جواب دیا جائے۔	٧٢
١٣٤١	آیت وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ کا نزول اور نماز میں خاموشی کا حکم	٧٣
"	مقتدی امام کی غلطی پر اسے مطلع کر سکتا ہے۔	"
"	امام احمد رضا بریلوی کی تحقیق، کہ کن صورتوں میں امام کو غلطی پر مطلع کیا جا سکتا ہے۔	"
١٣٤٢	نماز میں ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب۔	٧٥
١٣٤٣	نمازی حالت میں چھینک	"
١٣٤٤	نمازی سبحان اللہ کہہ کر اور عورتیں دستک دے کر اپنے نماز میں ہونے کی اطلاع کریں۔	٧٦
١٣٤٥	نماز میں تشبیک اور انگلیوں کے ساتھ کھیلنا مکروہ ہے۔	٧٧
١٣٤٦	نماز کی حالت میں کوکھوں پر ہاتھ رکھنا ممنوع ہے۔	٧٨
١٣٤٧	کوکھوں پر ہاتھ رکھنا دوزخیوں سے مشابہت ہے۔	"
١٣٤٨	نماز میں سجدہ کی جگہ ایک ہی بار صاف	"

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
	کی جائے۔	
۱۳۴۹	نماز کی حالت میں رحمت سامنے سے نازل ہوتی ہے۔	۷۹
〃	عمل قلیل اور عمل کثیر کیا ہے۔	〃
۱۳۵۰	نماز میں عمل قلیل جائز ہے۔	〃
۱۳۵۱	حالت نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نواسی آپ کے کندھوں پر بیٹھ جاتی ہیں۔	۸۰
۱۳۵۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کی حالت میں جن پر قابو پالیا۔	۸۱
۱۳۵۳	نماز کی حالت میں سانپ اور بچھو کو مار ڈالنا جائز ہے۔	۸۲
۱۳۵۴	حالت نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حجرہ شریف کا دروازہ کھولا۔	〃
〃	نماز کی حالت میں عذر کے ساتھ اور بلا عذر چلنے کی صورتیں۔	۸۳
۱۳۵۵ / ۱۳۵۶	نماز میں جمائی کا آنا شیطان کی طرف سے ہے اور جمائی کو روکنے کی تدابیر	۸۴
۱۳۵۷	نماز میں چھینک، اونگھ، جمائی، حیض، قے اور نکسیر شیطان کی طرف سے ہیں	۸۵
۱۳۵۸	نماز میں دائیں بائیں دیکھنا شیطان کی جھپٹ ہے۔	〃
۱۳۵۹	اللہ تعالیٰ نظر رحمت موڑ لیتا ہے،	۸۶
۱۳۶۰	نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے والے سے نماز کی تباہی	〃
۱۳۶۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں گردن موڑے بغیر دیکھ لیا کرتے تھے۔	〃

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۶۲	نماز میں بوقت دعا آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا سختی کے ساتھ منع ہے	۸۷
۱۳۶۳	نماز میں نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھنے کا حکم۔	۸۸
۱۳۶۴	سجدہ میں زمین پر پھونک نہ مارنی چاہیئے	〃
۱۳۶۵	حالت نماز میں رونے کی وجہ سے آواز دبانا۔	۸۹
۱۳۶۶ / ۱۳۶۷	قے، نکسیر اور مذی آنے کی صورت میں دوبارہ وضو کر کے نماز میں شریک ہونا	۹۰ / ۹۲
〃	نماز میں حدث واقع ہونے کی دو صورتیں	
۱۳۶۸	جان بوجھ نماز میں ہوا خارج کرنے سے نئے سرے سے بناء کرے۔	۹۲
۱۳۶۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تکبیر تحریمہ کہہ کر دوبارہ وضو کیا اور اسی پر نماز کی بناء کی۔	۹۳
۱۳۷۰	حالت نماز میں اگر کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ کیا کرے؟	۹۴
۱۳۷۱	حالت نماز میں پیٹ میں ہوا کا احساس ہو تو ناک پکڑ کر نماز توڑ دے۔	〃
۱۳۷۲	سلام پھیرنے کی بجائے عمداً کوئی وضو توڑ دے تو اسکی نماز ہو گئی	۹۵
	باب، نماز میں بھول ہو جائے تو کیا کرے۔	〃
۱۳۷۳	نمازی کو تعداد رکعات یاد نہ رہی ہوں تو کیا کرے؟	〃
۱۳۷۴ / ۱۳۷۵	نماز میں پہلی مرتبہ شک ہو تو پھر توڑ کر نئے سرے سے نماز پڑھے۔	۹۶ / ۹۷
〃	شک کو دور کرنے کے لیے گمان غالب	〃

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
	پر عمل کرنے کا حکم	
۱۳۷۶/۱۳۷۷	نمازی کو تعداد رکعات بھول گئی ہوں تو تحری کرے	۹۸
۱۳۷۸	رکعات بھول جانے کی صورت میں گمان کسی پر نہ ٹھہرتا ہو تو اقل رکعات پر بنا کرے۔	//
//	امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی تین احادیث میں تطبیق	
۱۳۷۹	نماز میں شک کی صورت میں سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے۔	۱۰۰
۱۳۸۰/۱۳۸۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شک ہونے پر سہو کے دو سجدے کئے	۱۰۱
۱۳۸۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز میں نہ بھولے اور نہ نماز میں کمی واقع ہوئی۔	//
۱۳۸۳	صحابہ کی تصدیق پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی ایک اور رکعت پڑھائی۔	۱۰۲
۱۳۸۴/۱۳۸۵	حضرت انس نے سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کئے۔	۱۰۳
۱۳۸۶/۱۳۸۷	نماز میں کمی بیشی ہو تو سہو کے دو سجدے کئے جائیں۔	۱۰۴
۱۳۸۸	نماز میں بھولنے کی ایک صورت اور سہو کے دو سجدے۔	//
۱۳۸۹	قعدۂ اولیٰ کئے بغیر تیسری رکعت میں کھڑے ہونے کی صورت میں سجدۂ سہو	۱۰۵
۱۳۹۰	تیسری رکعت کے لیے گھٹنے سیدھے کئے بغیر اگر قعدہ اولیٰ یاد آجائے تو بیٹھ جائے	//

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
	باب سجدہ تلاوت کے بیان میں	۱۰۵
	قرآن کریم میں سجدۂ تلاوت چودہ ہیں وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ۔	۱۰۶
۱۳۹۱	تلاوت کا سجدہ کرنے پر شیطان روتا ہے۔	//
//	سجدۂ تلاوت کا حکم	
۱۳۹۲	فتح مکہ کے موقع پر آیت سجدہ کی تلاوت اور صحابہ نے سجدہ کیا	۱۰۷
۱۳۹۳	آیت سجدہ کی تلاوت پر سجدہ کرنا واجب ہے۔	۱۰۸
۱۳۹۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آیت سجدہ تلاوت فرما کر سجدہ کرتے	//
۱۳۹۵	اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدۂ تلاوت کیا جائے۔	۱۰۹
۱۳۹۶	قیام میں آیت سجدہ کی تلاوت پر رکوع کئے بغیر سجدۂ تلاوت کیا جائے۔	//
۱۳۹۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام مسلمانوں، مشرکوں اور جن وانس نے سجدۂ تلاوت کیا۔	//
۱۳۹۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سجدۂ تلاوت میں نہ کرنے والا کفر کی موت مرا۔	//
۱۳۹۹	سورۂ انشقاق اور علق میں سجدۂ تلاوت۔	۱۱۰

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱۴۰۰	سورۂ حج کا پہلا سجدہ، سجدۂ تلاوت ہے۔ اور دوسرا سجدہ تعلیمی ہے۔	۱۱۰
۱۴۰۱	سورہ حج میں صرف پہلا سجدہ واجب ہے۔	//
۱۴۰۲	سورۂ ص کی آیت سجدہ کی تلاوت پر قلم اور دوات نے بھی سجدہ کیا۔	۱۱۱
۱۴۰۳	سورۂ ص کی آیت سجدہ میں حضرت داود علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم تھا۔	//
۱۴۰۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر پر آیت سجدہ تلاوت فرمائی اور اتر کر سجدہ کیا۔	۱۱۲
۱۴۰۵	خواب میں آیت سجدہ کی تلاوت اور درخت نے سجدہ کیا۔	//
۱۴۰۶	تہجد میں آیت سجدہ کی تلاوت اور سجدہ کے بعد کی دعا۔	۱۱۳
//	سجدۂ تلاوت میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنا مسنون ہے۔	//
//	**باب، جن اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع ہے۔**	۱۱۴
۱۴۰۷	سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کے وقت نماز پڑھنا منع ہے۔	//
۱۴۰۸	سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔	۱۱۵
۱۴۰۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔	//

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱۴۱۰	سورج کے طلوع، غروب اور زوال کے وقت کفار سورج کی پوجا کرتے ہیں۔	۱۱۶
۱۴۱۰	ان اوقات میں قضاء نمازیں، سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ بھی پڑھنی منع نہیں۔	۱۱۷
۱۴۱۱	عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نفل نماز جائز نہیں۔	۱۱۹
۱۴۱۲	فجر کی نماز کے بعد آفتاب کے ایک نیزہ بلند ہونے تک نفل نماز پڑھنی جائز نہیں۔	//
۱۴۱۳	تمام صحابہ ثقہ اور عادل ہیں	//
//	فجر کے فرض پڑھنے کے بعد سنتیں آفتاب کے ایک نیزہ بلند ہونے کے بعد پڑھی جائیں۔	۱۲۰
۱۴۱۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد دو رکعت نماز سنت ادا فرمائی اور اس کی حکمت۔	//
۱۴۱۵ / ۱۴۱۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بعد نماز عصر سنتیں پڑھتے اور صوم وصال رکھنے سے منع فرماتے تھے	۱۲۲
۱۴۱۷	حضرات ابن عمر اور ابن عباس کا فجر کی سنتوں کے بارے میں عمل	۱۲۳
۱۴۱۸	فجر کی سنتیں اگر پہلے نہیں پڑھی تو آفتاب کے بلند ہونے کے بعد پڑھی جائیں۔	//
۱۴۱۹	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نماز فجر	//

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کے بعد طواف کیا اور طواف کی دو رکعتیں سورج نکلنے کے بعد ادا فرمائیں۔	
۱۴۲۰	حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت کہ فجر و عصر کے بعد طواف کعبہ کرلیا جائے اور دو رکعت طلوع یا غروب آفتاب کے بعد پڑھی جائیں۔	۱۲۴
〃	**باب، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت اور اس کے احکام و آداب،**	〃
	آیت وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ	۱۲۶
۱۴۲۱	با جماعت نماز پڑھنے والے کو ستائیس درجے زیادہ ثواب ملتا ہے۔	۱۲۷
۱۴۲۲	نماز عشاء اور فجر منافقوں پر بھاری ہیں۔	〃
۱۴۲۳	ایک صحابی ساری رات عبادت میں مصروف رہے اور نماز فجر میں جماعت کے لیے حاضر نہ ہوئے تو حضرت عمر فاروق کا سنہری فرمان۔	۱۲۸
۱۴۲۴	نماز باجماعت کے لیے سوائے کھلے منافق اور مریض کے باقی سب حاضر ہوتے تھے۔	〃
〃	اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنے والا پانچ وقت کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کرے۔	۱۲۹
۱۴۲۵	نماز باجماعت میں سستی کرنے والوں کے ساتھ صحابی رسول کی برہمی	〃
۱۴۲۶	بے نمازیوں کے گھروں کو آگ لگنے	۱۳۰

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کی چاہت	
〃	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے باجماعت نماز کی پابندی اور مواظبت فرمائی ہے۔	
۱۴۲۷	عورتوں اور بچوں کی وجہ سے بے نمازیوں کے گھروں کو آگ نہیں لگائی گئی۔	۱۳۱
۱۴۲۸/۱۴۲۹	نماز باجماعت کی اہمیت اور نابینا صحابی کو تاکید۔	۱۳۲
۱۴۳۰	جماعت سے نماز پڑھنی لازم ہے اگرچہ کسی جگہ تین مرد ہی رہتے ہوں باجماعت نماز پڑھنا واجب ہے۔	۱۳۳
۱۴۳۱	بغیر عذر کے تنہا نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہ ہوگی۔	۱۳۴
〃	مرقات میں لکھا ہے کہ اگرچہ فرض اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔	〃
۱۴۳۲	شدید سردی یا عذر کی بناء پر گھر میں نماز پڑھ لینا درست ہے۔	۱۳۵
۱۴۳۳/۱۴۳۴	نماز اور کھانا تیار ہو تو شدید بھوک کی وجہ سے پہلے کھانا کھا لینا چاہیئے	۱۳۶
۱۴۳۵	بوقت جماعت پیشاب یا پاخانہ کا تقاضا تو پہلے ان سے فارغ ہو جائے پھر نماز پڑھے۔	۱۳۷
۱۴۳۶	تین چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے	〃
۱۴۳۷	بغیر کسی ضرورت کے نماز باجماعت کو موخر نہ کیا جائے۔	〃
۱۴۳۸	جس نماز کی اقامت کہی جائے تو وہ ہی نماز پڑھی جائے	۱۳۸
۱۴۳۹/۱۴۴۰	نماز فجر کی جماعت کے وقت، مسجد کے	۱۳۹

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کوتے یا کسی آڑ میں سنتیں پڑھی جائیں	
۱۴۴۲	اگر کسی نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو جماعت میں شامل ہونے سے پہلے پڑھ لے۔	۱۴۰
۱۴۴۳	عورت کے لیے گھر کے دالان کی بجائے کمرہ میں نماز پڑھنا بہتر ہے	〃
۱۴۴۴	عورتوں کے لیے نماز پڑھنے کی بہتر جگہیں	〃
۱۴۴۵	عورتوں کو زیب و زینت کے ساتھ مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت	۱۴۱
۱۴۴۶	عورتوں کی نئی نئی باتوں کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں مسجدوں میں آنے سے روک دیتے۔	〃
۱۴۴۷	عورتیں خوشبو لگا کر گھروں سے نہ نکلیں۔	〃
۱۴۴۸	اذان کے بعد نماز باجماعت ادا کیے بغیر مسجد سے نہ نکلنا چاہیے	۱۴۸
۱۴۴۹	اذان سن کر بغیر جماعت ادا کیے مسجد سے نکل جانے والا نافرمان ہے۔	〃
۱۴۵۰	منافق اذان سن کر مسجد سے نکل جاتا ہے	〃
۱۴۵۱	جماعت کم از کم دو شخصوں کی ہے۔	〃
	باب نماز میں صفوں کے سیدھا کرنے کے بیان میں	۱۴۳
	إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ الخ	
۱۴۵۲/۱۴۵۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صفوں کو سیدھا فرمایا کرتے تھے۔	〃
۱۴۵۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز میں پیچھے سے بھی دیکھتے تھے جیسا کہ آگے سے دیکھتے یہ مثل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔	۱۴۴
۱۴۵۵/۱۴۵۶	نماز سے پہلے صحابہ کو صفیں سیدھی کرنے کا حکم	۱۴۵
۱۴۵۷	تکبیر تحریمہ سے پہلے دائیں بائیں جانب کھڑے نمازی صفیں درست کریں	۱۴۶
۱۴۵۸	صفوں کے درمیان میں خالی جگہ نہ چھوڑی جائے۔	〃
۱۴۵۹	صفیں فرشتوں کی صفوں جیسی بنانی چاہئیں۔	۱۴۷
۱۴۶۰	پہلی صف مکمل ہونے کے بعد دوسری شروع کی جائے۔	〃
۱۴۶۱	پچھلی صفوں میں جان بوجھ کر کھڑے ہونے والے دوزخ کی پچھلی نہریں ہوں گے۔	۱۴۸
۱۴۶۲	اگلی صف میں کھڑے ہونے کا فائدہ	۱۴۹
۱۴۶۳	صف میں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونے کا حکم	〃
۱۴۶۴	صفوں کو درست کرنے والوں کے لیے فرشتے دعا کرتے ہیں	۱۵۰
۱۴۶۵	بہترین اخلاق والے اپنے کندھوں کو نرم رکھنے والے ہیں۔	〃
	باب امام اور مقتدی نماز میں کس طرح کھڑے ہوں؟	〃
۱۴۶۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم	〃

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	نے عبداللہ بن عباس کو جماعت میں بائیں طرف سے اپنے دائیں طرف کرلیا۔	
۱۴۶۷	اگر تین نمازی ہوں تو ایک امام ہے اور دو مقتدی۔	۱۵۱
۱۴۶۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جماعت میں دو صحابہ کو اپنے پیچھے کھڑا کیا۔	〃
۱۴۶۹/۱۴۷۰	حضرت انس، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سیدھی جانب اور ان کی ماں پیچھے کھڑی ہوئیں۔	۱۵۲
۱۴۷۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے دو بچوں اور ایک بوڑھی عورت نے نماز پڑھی۔	۱۵۳
۱۴۷۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے ایک بچے اور دو عورتوں نے نماز پڑھی۔	۱۵۴
۱۴۷۳	عورتوں کو پچھلی صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔	〃
۱۴۷۴	نماز میں صفوں کی ترتیب کس طرح ہو؟	〃
۱۴۷۵	حضرت ابو مالک اشعری نے پہلے مردوں پھر بچوں اور آخر میں عورتوں کی صف بتائی۔	۱۵۵
۱۴۷۶	صفوں میں آگے پیچھے ہو کر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔	〃
۱۴۷۷	اگلی صف میں اہل علم وعقل کھڑے ہوا کریں۔	۱۵۶
۱۴۷۸	حضرت ابی بن کعب نے ایک بچے	〃

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کو پچھلی صف میں کر دیا اور اسے صف اول کے چھوٹ جانے کا رنج ہوا۔	
۱۴۷۹	سب سے بہتر اگلی صف ہے جو امام کے پیچھے ہے۔	۱۵۷
۱۴۸۰	صف اول پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔	۱۵۸
۱۴۸۱	صف میں دائیں جانب کھڑے ہونے والوں پر اللہ کی رحمت اترتی ہے	۱۵۹
۱۴۸۲	صف میں امام کو درمیان میں کھڑا کیا جائے۔	〃
۱۴۸۳	حضرت ابوبکرہ کو دعا اور صف میں ملنے کا حکم	〃
۱۴۸۴	مقتدی صف میں شامل ہو کر رکوع میں جائے۔	۱۶۰
۱۴۸۵	حضرت عمار کی امامت کا واقعہ	〃
۱۴۸۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منبر شریف غابہ نامی جنگل کی لکڑی سے بنایا گیا تھا۔	۱۶۱
۱۴۸۷/۱۴۸۸	صحابۂ کرام نے حجرہ شریف کے باہر سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء کی۔	۱۶۲
۱۴۸۹	حجرہ کی چھوٹی دیواروں سے دیکھ کر صحابہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء کی۔	۱۶۳
	باب، امامت کے بیان میں	〃
۱۴۹۰	مرض الوصال میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو امامت	〃

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کا حکم دیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں زیادہ علم والے اور افضل ہیں۔	
۱۴۹۱	حضرت مالک بن الحویرث نے دوسری مسجد میں جاکر امامت کرنے سے انکار کر دیا۔	۱۶۶
۱۴۹۲	نابالغ لڑکا امامت نہ کرائے۔	۱۶۷
۱۴۹۳	نابینا صحابی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عدم موجودگی میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔	۱۶۸
"	جو نابینا اپنے کپڑوں کو نجاست سے بچاتا نہ ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے۔	۱۶۹
۱۴۹۴	اولین مہاجرین صحابہ کی امامت حضرت ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم کیا کرتے تھے۔	"
۱۴۹۵	تین قسم کے آدمیوں کی نماز ان کے کانوں سے آگے نہیں جاتی۔	۱۷۰
۱۴۹۶	تین قسم کے لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔	۱۷۱
۱۴۹۷	تین قسم کے لوگوں کی نماز ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی۔	"
۱۴۹۸	قرب قیامت لوگ امامت کرنے سے بھاگیں گے۔	۱۷۲
۱۴۹۹	ہر نیک وبد مسلمان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔	"
۱۵۰۰	باغیوں کے محاصرے کے باوجود حضرت عثمان غنی نے فاسق امام کے	"

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دیا	
	باب، مقتدیوں کی رعایت کس طرح کرنی چاہیئے؟	۱۷۳
۱۵۰۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑا کوئی امام نہیں ہے۔	"
۱۵۰۲	بچوں کے رونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز مختصر فرما دیتے تھے۔	۱۷۴
۱۵۰۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آخری نصیحت۔	"
۱۵۰۴	امام کو بیمار، کمزور اور بوڑھوں کا لحاظ کرکے نماز مختصر کرنی چاہیئے	۱۷۵
۱۵۰۵	لمبی قرأت کرنے والے امام پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غصے کا اظہار فرمایا۔	"
۱۵۰۶	امام ضامن اور مؤذن امانت دار ہے، وجوب اور ادا میں فرق	۱۷۶
۱۵۰۷ / ۱۵۰۸	حالت جنابت میں نماز پڑھانے والے اور مقتدیوں پر اعادۂ نماز لازم ہے	۱۷۷
۱۵۰۹	امام کی نماز کے فساد کا اثر مقتدی کی نماز پر بھی پڑتا ہے۔	۱۷۸
۱۵۱۰	بلا وضو نماز پڑھانے سے امام اور مقتدیوں کی نماز میں فساد پیدا ہوتا ہے۔	۱۷۹
	باب، مقتدی پر امام کی اقتداء واجب ہے۔	"

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۱۵۱۱	افعال نماز میں امام سے سبقت نہ کرو	۱۷۹
۱۵۱۲	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! میں تمہارا امام ہوں، مجھ پر سبقت نہ کرو۔	۱۸۰
۱۵۱۳	امام سے پہلے رکوع یا سجدے سے سر اٹھانے والے کا حشر	״
۱۵۱۴	امام سے پہلے اٹھنے والا شیطان کی کٹھ پتلی ہے۔	۱۸۱
۱۵۱۵	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تکلیف کی وجہ سے نماز بیٹھ کر پڑھائی اور صحابہ نے بھی بیٹھ کر ہی ادا کی۔	״
۱۵۱۶	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حالت مرض میں بھی نماز با جماعت میں شرکت کی۔	۱۸۳
۱۵۱۷	امام جس حالت میں بھی ہو، مقتدی نماز میں اس کے ساتھ اسی حالت میں شریک ہو۔	۱۸۴
۱۵۱۸ / ۱۵۱۹	امام کے ساتھ رکوع میں ملنے سے رکعت مل جاتی ہے۔	۱۸۵
۱۵۲۰	چالیس دن تک امام کے ساتھ پانچوں نمازوں میں تکبیر تحریمہ میں حاضر ہونے والے کی دوزخ سے نجات ہو جاتی ہے۔	۱۸۶
۱۵۲۱	سنن و مستحبات کی پابندی کرنے والے کو فائدہ	״
۱۵۲۲	جماعت چھوٹ جانے کی صورت میں جماعت ثانیہ کی اجازت	۱۸۷
״	مسجد میں جماعت ثانیہ کی مختلف صورتیں اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تحقیق۔	۱۹۰
۱۵۲۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھر والوں کو نماز با جماعت ادا فرمائی۔	۱۹۱
۱۵۲۴	اگر اپنے محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ملے تو دوسرے محلہ کی مسجد میں جا کر جماعت میں شریک ہو جانا چاہیئے۔	״
	باب، ایک نماز کو دو دفعہ پڑھنا	۱۹۲
۱۵۲۵	فرض نماز میں شرکت کے بعد، دوسری مسجد میں جا کر امامت کروانی ممنوع ہے۔	״
״	امام نفل کی نیت سے ہو اور مقتدی فرض کی نیت سے ہو تو نماز نہیں ہوتی۔	۱۹۳
۱۵۲۶ / ۱۵۲۷	مقتدی نفل کی نیت سے فرض پڑھانے والے امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔	۱۹۴ / ۱۹۵
۱۵۲۸ / ۱۵۲۹	گھر میں فرض پڑھ لینے کے بعد مسجد میں فرض نماز میں شرکت کی جا سکتی ہے	۱۹۶ ۱۹۷
۱۵۳۰ / ۱۵۳۱،۳۲	فجر اور مغرب کے فرض پڑھنے کے بعد دوبارہ۔	۱۹۸
۱۵۳۳	ان نمازوں میں شرکت نہ کی جائے۔	۱۹۹
	باب فرض نمازوں کی تعداد رکعات کے بیان میں۔	۲۰۰

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	ظہر کی نماز کے چار رکعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھائے، سفر پر روانگی سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کے چار رکعت ادا فرمائے۔	۲۰۱
	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی چار رکعتیں ادا کیں۔	۲۰۲
〃	شب معراج میں نمازیں فرض ہونے کے بعد جبریل علیہ السلام نے بطور تعلیم نمازیں پڑھائیں۔	۲۰۳
〃	سفر میں چار رکعت والی نمازیں قصر ہے، یعنی چار کی دو رکعتیں پڑھی جائیں۔	〃
	باب سنتوں کی تعداد رکعات اور ان کی فضیلت کے بیان میں۔	۲۰۴
	فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ	〃
۱۵۳۴	دن رات میں بارہ رکعت سنت ادا کرنے والے کے لیے جنت میں گھر تیار کیا جاتا ہے۔	۲۰۵
۱۵۳۵	فرضوں کے علاوہ دن رات میں بارہ رکعت سنت ہیں۔	〃
〃	عصر اور عشاء کے پہلے کی سنتیں مؤکدہ نہیں ہیں۔	۲۰۶
۱۵۳۶	إِدْبَارَ النُّجُومِ اور أَدْبَارَ السُّجُودِ کیا ہیں۔	۲۰۷
۱۵۳۷	ظہر کے فرضوں کے علاوہ آٹھ رکعت سنت ادا کرنے والا جہنم سے آزاد	〃

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	ہو جاتا ہے۔	
۱۵۳۸	ظہر کی چار سنتوں کا ثواب تہجد کے نوافل کے برابر ہے۔	۲۰۷
۱۵۳۹	ظہر کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔	۲۰۸
۱۵۴۰ / ۱۵۴۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی چار سنتیں اور فجر کی دو سنتیں اکثر پڑھا کرتے تھے۔	〃
۱۵۴۲ / ۱۵۴۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کی پہلی چار سنتیں ایک سلام سے پہلے ادا فرمائیں۔	۲۰۹
〃	جمعہ کی نماز کے بعد چھ رکعت ادا کرنا سنت ہے۔	
۱۵۴۴	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کی نماز کے بعد چھ رکعت سنت ادا فرماتے۔	۲۱۰
۱۵۴۵	جمعہ کے بعد چھ رکعت سنت چار رکعت ایک سلام سے اور دو رکعت ایک سلام سے پڑھی جائیں۔	〃
۱۵۴۶	فرض و سنتوں کے درمیان تھوڑا فصل ہونا چاہیئے۔	۲۱۱
۱۵۴۷	سنتوں کو گھروں میں پڑھنا مسنون ہے	〃
۱۵۴۸	عصر کی چار سنتیں پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اترتی ہے۔	۲۱۲
۱۵۴۹	عصر کی سنتیں پڑھنے کا مختصر طریقہ	〃
۱۵۵۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عصر سے پہلے کبھی دو رکعتیں بھی پڑھتے تھے۔	۲۱۳

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۱۵۵۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن عصر کی نماز کے بعد دو سنتیں ادا فرمائی۔	۲۱۳
۱۵۵۲	عصر کے فرض کے بعد سنتیں پڑھنے والے کو حضرت عمرؓ درے لگاتے کا حکم دیا	〃
۱۵۵۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں ادا فرمائی۔	۲۱۴
۱۵۵۴	ہر اذان واقامت کے درمیان سنتیں وغیرہ پڑھنی چاہئیں سوائے نماز مغرب کے۔	〃
۱۵۵۵ / ۱۵۵۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کوئی بھی مغرب کی نماز سے پہلے نفل وغیرہ نہیں پڑھتا تھا	۲۱۵
۱۵۵۷	حضرت ابوبکر وعثمان کے زمانہ بھی کوئی مغرب سے پہلے نفل نہیں پڑھتا تھا۔	〃
۱۵۵۸	مغرب کے بعد چھ رکعت بغیر گفتگو کئے پڑھنے کا ثواب بارہ سال کی عبادت کے برابر ہے۔	۲۱۶
۱۵۵۹	مغرب کے بعد بیس رکعت نماز اوابین پڑھنے والے کے لیے جنت میں عالی شان محل بنایا جاتا ہے۔	〃
۱۵۶۰	مغرب کی نماز کے بعد بغیر گفتگو کئے سنتیں پڑھنے والے کی نماز اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔	〃
۱۵۶۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مغرب کی سنتوں میں طویل قرأت فرمائی۔	۲۱۷
۱۵۶۲	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مغرب کے بعد کبھی چار کبھی چھ رکعت پڑھتے۔	۲۱۷
۱۵۶۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی دو سنتوں کو پابندی سے پڑھتے تھے۔	۲۱۸
۱۵۶۴	فجر کی دو سنتیں دنیا وما فیہا سے بہتر ہیں۔	〃
	باب، رات کی نماز کے بیان میں رات کو سو کر اٹھنے کے بعد تہجد نماز ادا کرے	۲۱۹
ا	وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۔	〃
ب	قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۔	〃
ج	فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ	〃
۱۵۶۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گیارہ رکعت رات کے وقت ادا فرماتے تھے اور ان کا طریقہ۔	〃
۱۵۶۶	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فجر کی سنتیں گھر میں ادا فرماتے۔	۲۲۱
۱۵۶۷	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان آرام کے لیے لیٹتے۔	〃
۱۵۶۸ / ۱۵۶۹	فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنے کی عادت بنانا صحیح نہیں۔	۲۲۲
۱۵۷۰	فجر کی سنتیں پڑھ کر لیٹنے والوں کو شیطان بہکاتا ہے۔	〃
۱۵۷۱	تہجد کے نوافل سے پہلے رسول اللہ	۲۲۳

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا مانگی	
۱۵۷۲	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ رکعتیں ادا فرمائی ہیں	۲۲۴
۱۵۷۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کی نماز میں کبھی سات، کبھی نو اور کبھی گیارہ رکعات پڑھتے۔	۲۲۵
۱۵۷۴ / ۱۵۷۵	حضرت ابن عباس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تہجد کی نماز کا حال بیان کیا۔	۲۲۶
۱۵۷۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز تہجد کی رکعات کبھی مختصر اور کبھی طویل ہوتی تھیں۔	۲۲۹
۱۵۷۷ / ۱۵۷۸	آپ چھوٹی رکعات سے تہجد کا آغاز فرماتے۔	//
۱۵۷۹	طویل سورتیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہجد میں ادا فرماتے تھے۔	//
۱۵۸۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز تہجد کا طریقہ۔	۲۳۰
۱۵۸۱	تہجد میں ہزار آیات کی تلاوت کرنے والا بے حساب ثواب جمع کرنے والوں میں ہوجاتا ہے۔	۲۳۱
۱۵۸۲	تہجد میں امت کے گناہ یاد آنے پر آیۂ ذیل اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ الخ پڑھتے	۲۳۲
۱۵۸۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رات کی نماز اور قرأت کا طریقہ	//
۱۵۸۴ / ۱۵۸۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تہجد میں	۲۳۳
	کبھی قرأت بلند آواز سے فرماتے کبھی آہستہ	
۱۵۸۶	حضرت ابوبکر صدیق کی قرأت آہستہ اور حضرت عمر فاروق کی قرأت بلند آواز سے ہوا کرتی تھی۔	۲۳۳
۱۵۸۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمیشہ کیا جانے والا عمل پسند تھا۔	۲۳۴
۱۵۸۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کے کسی خاص حصے میں نہ سوتے، نہ جاگتے۔	۲۳۵
۱۵۸۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آثار پیری میں بیٹھ کر نوافل پڑھا کرتے تھے۔	//
	باب، رات کے اذکار اور دعاؤں کا بیان وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ۔	۲۳۶
۱۵۹۰ / ۱۵۹۱،۹۲	تہجد شروع کرتے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے۔	۲۳۷ / ۲۳۸
۱۵۹۳	ربیعہ بن کعب نے تہجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دعا سنی	۲۳۹
۱۵۹۴	حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تہجد میں یہ دعا سنی،	//
۱۵۹۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تہجد کے ابتدائی اذکار۔	۲۴۰
۱۵۹۶	رات کو بیدار ہوتے والا اگر یہ دعا پڑھے تو اس کی بخشش ہوجاتی ہے۔	۲۴۱

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۱۵۹۷	رات کو اٹھنے والے بندہ کو اللہ تعالیٰ ضرور خیر عطا فرما دیتا ہے۔	۲۴۱
"	باب، رات کو اٹھنے کی ترغیب کے بیان میں۔	"
"	اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَّأَقْوَمُ قِيْلًا۔	"
۱۵۹۸	رات کو سونے والی کی گدی کے پیچھے شیطان تین گرہیں لگا دیتا ہے۔	۲۴۲
۱۵۹۹	صبح تک سونے والے کے کان میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔	"
۱۶۰۰	تہجد پڑھنے کی برکت سے مال و دولت کا فساد اور فتنے ختم ہو جاتے ہیں	"
۱۶۰۱	صحابی کو حکم کہ رات کو نہ اٹھنے والے کی طرح نہ ہو جانا۔	۲۴۳
۱۶۰۲	تہجد کے وقت دعا کرنے والے کی دعا کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے	"
۱۶۰۳	رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ بندے کے بہت ہی قریب ہوتا ہے۔	۲۴۵
۱۶۰۴	رات کے آخری حصہ کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔	"
۱۶۰۵	تہجد کے نوافل رات اور دن کے تمام نوافل سے افضل ہیں۔	"
۱۶۰۶	ہر رات میں ایک ایسی ساعت آتی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے	۲۴۶
۱۶۰۷	حضرت داود علیہ السلام اپنے گھر والوں کو رات کی عبادت کے لیے اٹھایا کرتے تھے۔	"

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۱۶۰۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان مسلمانو! تہجد پڑھا کرو۔	۲۴۶
۱۶۰۹	تین طرح کے لوگوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ ہنستا ہے۔	۲۴۷
۱۶۱۰	اللہ تعالیٰ کی رحمت تہجد پڑھنے والے اور تہجد کے لیے اٹھانے والے پر ہوتی ہے۔	"
۱۶۱۱	تہجد پڑھنے والے مردوں کا نام ذاکرین اور عورتوں کا نام ذاکرات میں لکھا جاتا ہے۔	۲۴۸
۱۶۱۲	حضرت عمر فاروق اپنے گھر والوں کو تہجد کے جگایا کرتے تھے۔	"
۱۶۱۳	تہجد گزار جنت کے بالا خانوں میں رہے گا۔	۲۴۹
۱۶۱۴	تہجد پڑھنے والے سے چوری جیسی بری لعنت چھوٹ جاتی ہے۔	۲۵۰
۱۶۱۵	باعزت لوگ میری امت میں حافظ قرآن اور تہجد گزار ہیں۔	"
۱۶۱۶	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے ہیں	"
۱۶۱۷	حضرت داود علیہ السلام کی نماز تہجد اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھی۔	۲۵۱
۱۶۱۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رات کے آخری حصہ کے معمولات	۲۵۲
	باب، اعمال میں میانہ روی اختیار کرنے کے بیان میں	"
ا	وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ	"
ب	فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ الخ	"

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۱۶۱۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر کام میں اعتدال اور میانہ روی ہوتی تھی۔	۲۵۳
۱۶۲۰	اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل ہمیشہ کا ہے اگرچہ تھوڑا ہو۔	//
۱۶۲۱	باوضو ذکر کرتے ہوئے سو جانے والے کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔	۲۵۴
۱۶۲۲/۱۶۲۳	وظائف ونوافل اتنے پڑھتے چاہئیں جن سے اکتاہٹ محسوس نہ ہو۔	۲۵۵
۱۶۲۴	نیند کے غلبہ کی وجہ سے نوافل پڑھنے چھوڑ دے۔	//
۱۶۲۵	دین بہت آسان ہے، راہ اعتدال کو اختیار کرو۔	۲۵۶
۱۶۲۶	اللہ تعالیٰ دو شخصوں کو دیکھ کر تعجب کرتا ہے۔	۲۵۷
۱۶۲۷	تہجد گذار اگر کسی دن سونے کی وجہ سے عبادت نہ کر سکے تو اسے پورا پورا اجر دیا جاتا ہے۔	۲۵۸
۱۶۲۸	بغیر عذر کے فرض نماز بیٹھ کر نہیں پڑھنے چاہئیں۔	//
۱۶۲۹	کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کو دوگنا ثواب ملتا ہے۔	۲۶۰
۱۶۳۰	نماز کو بغیر عذر کے بیٹھ کر نہیں پڑھنا چاہیئے۔	//
۱۶۳۱	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز میں راحت ملتی ہے۔	۲۶۱
	باب، وتر کے بیان میں۔	۲۶۲
ا	حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ	//

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	الْوُسْطٰى	
ب	وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ	۲۶۲
۱۶۳۲	رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہجد کی گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔	//
۱۶۳۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر کی ایک رکعت پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔	۲۶۳
۱۶۳۴/۱۶۳۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وتر تین رکعات پڑھا کرتے تھے۔	//
۱۶۳۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک رکعت وتر کوئی نہیں پڑھتا تھا۔	۲۶۴
۱۶۳۷/۱۶۳۸	نماز مغرب دن کی وتر نماز ہے	۲۶۵
۱۶۳۹	نماز وتر مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت ہیں	
۱۶۴۰/۱۶۴۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وتر پڑھنے کا طریقہ۔	۲۶۶
۱۶۴۲	وتروں کی تینوں رکعات کی قرائت	//
۱۶۴۳	اللہ تعالیٰ نے پانچ فرض نمازوں کے علاوہ وتر کی نماز امت محمدیہ پر زائد کی ہے۔	۲۶۷
۱۶۴۴	وتر صبح صادق سے پہلے پڑھ لیا کرو۔	//
۱۶۴۵	سونے سے پہلے وتر پڑھنے کا حکم	۲۶۸
۱۶۴۶	رات کے تمام نمازوں اور نوافل کے بعد وتر پڑھا کرو۔	//
۱۶۴۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر	//

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کبھی اول شب میں پڑھتے اور کبھی آخر شب میں۔	
۱۶۴۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں	۲۶۹
۱۶۴۹	جو شخص پچھلی شب میں اٹھ سکے تو وہ وتر آخری شب میں پڑھے	۲۷۰
۱۶۵۰/۱۶۵۱	وتر واجب ہیں۔	۲۷۱
۱۶۵۲	وتروں کا وقت نماز عشا کے بعد سے صبح صادق تک ہے	۲۷۲
۱۶۵۳	صبح صادق ہونے سے پہلے وتر پڑھ لینے چاہئیں۔	۲۷۳
۱۶۵۴	اللہ وتر یعنی یکتا ہے	//
۱۶۵۵	جو شخص صبح صادق سے پہلے وتر نہ پڑھ سکے تو وتروں کی قضا کرے۔	۲۷۴
۱۶۵۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ وتر پڑھا کرتے تھے۔	//
۱۶۵۷	حضرت عائشہ بھی وتر پڑھنے کے لیے بیدار ہو جاتیں۔	۲۷۵
۱۶۵۸/۱۶۵۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سواری سے اتر کر وتر ادا فرماتے تھے۔	۲۷۶
۱۶۶۰	وتروں میں پڑھے جانے والی دعائے قنوت	//
۱۶۶۱	دعائے قنوت کے دو حصے ہیں	۲۷۹
۱۶۶۲	حضرت علی کو دو خاص سورتیں یاد تھیں۔	۲۸۰
۱۶۶۳	وتروں میں پڑھے جانے والے کلمات۔	۲۸۱
۱۶۶۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم	۲۸۲

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	وتروں کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔	
۱۶۶۵	وتروں کے سلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے۔	۲۸۳
۱۶۶۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نوافل کبھی کھڑے ہو کر پڑھتے اور کبھی بیٹھ کر۔	۲۸۴
۱۶۶۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتروں کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھتے تھے۔	//
۱۶۶۸	وتروں کے بعد کے دو نوافل تہجد کے قائم مقام ہوتے ہیں۔	۲۸۵
۱۶۶۹	وتر کے بعد نوافل میں پڑھی جانے والی قرأت۔	//
	باب، وتر میں پڑھی جانے والی دعا کے احکام	//
ا	قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ	//
ب	لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ	۲۸۶
۱۶۷۰	وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت	//
۱۶۷۱/۱۶۷۲، ۷۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وتروں کی تین رکعات کرتے تھے	//
۱۶۷۴/۱۶۷۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتروں کی تین رکعات اور دعائے قنوت آخری رکعت میں پڑھتے تھے۔	۲۸۷
۱۶۷۶	حضرت ابن مسعود نے رسول اللہ	//

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وتر اور قنوت پڑھتے دیکھا۔	
١٦٧٧ / ١٦٧٨/٧٩	وتر رکوع سے پہلے پڑھتے چاہئیں	٢٨٨
١٦٨٠	کسی قوم کے لیے دعا یا بد دعا نماز فجر میں دعائے قنوت کر کے ہوتی تھی۔	٢٩٠
١٦٨١	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر میں کسی کے لیے دعا یا بد دعا کے بغیر دعائے قنوت نہیں پڑھتے تھے۔	〃
١٦٨٢	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوائے ایک مہینہ کے نماز فجر میں قنوت نازلہ نہیں پڑھی ہے	〃
١٦٨٣	فجر میں قنوت پڑھنا بدعت ہے	٢٩١
١٦٨٤	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر کسی حادثہ کے فجر کے فرض میں قنوت نازلہ نہیں پڑھتے تھے۔	〃
١٦٨٥	نماز فجر میں قنوت پڑھنا بدعت ہے	٢٩٢
١٦٨٦	حضرت انس فجر کی نماز میں دعائے قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے۔	〃
١٦٨٧	حضرت عمر فاروق فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔	〃
١٦٨٨ / ١٦٨٩	صبح کے فرض ہوں یا کوئی اور دعائے قنوت کا پڑھنا منسوخ ہے۔	٢٩٣
١٦٩٠	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر کسی حادثہ کے فجر میں قنوت نازلہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔	〃
١٦٩٠	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک قبیلہ عصیہ اور ذکوان کے لیے بد دعا فرماتے رہے۔	٢٩٤

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
	باب، نماز تراویح کے ثبوت میں	٢٩٥
	اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ	〃
١٦٩٢ / ١٦٩٣	رمضان شریف میں نماز تراویح پڑھنے والے کے گذشتہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔	٢٩٦
١٦٩٤	نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے۔	〃
١٦٩٥	نماز تراویح پڑھنے والے کی گناہوں سے پاک ہو جانے کی مثال	〃
١٦٩٦	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان شریف میں اکثر رات کا وقت عبادت میں گزارتے تھے۔	٢٩٧
١٦٩٧	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رمضان میں نماز تراویح فرض ہونے کے خیال سے ترک کئے رکھیں۔	٢٩٨
١٦٩٨	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں تراویح کی باجماعت امامت حضرت ابی بن کعب نے ادا فرمائی۔	٢٩٩
١٦٩٩	پہلی صدی کے مسلمان جس کام کو اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔	٣٠٠
١٧٠٠	میرے خلفائے راشدین کے طریقے کو مضبوطی سے تھامے رہو۔	〃
١٧٠١	حضرت ابو بکر و عمر جو کچھ کہتے ہیں اس کی پیروی کرتے رہو۔	٣٠٢
١٧٠٢	نماز تراویح پڑھنے کا ثواب	٣٠٣
١٧٠٣	تراویح باجماعت کے لیے باقاعدہ حضرت عمر فاروق نے امام مقرر کیا	〃

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	تراویح با جماعت کو حضرت عمر فاروق نے بدعت حسنہ قرار دیا۔	۳۰۵
۱۶۰۴	صحابۂ کرام نماز تراویح سحری کے آخری وقت تک پڑھتے تھے۔	۳۰۶
۱۶۰۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بغیر جماعت کے بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔	۳۰۷
۱۶۰۶ تا ۱۶۰۷	حضرت عمر فاروق نے امام کو بیس رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا	〃
۱۶۰۸	بیس رکعات تراویح اور تین وتر	۳۰۸
۱۶۰۹	بیس رکعات تراویح پانچ ترویحوں کے ساتھ	〃
۱۶۱۰	حضرت علی نے حافظ قرآن کو بیس رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔	۳۱۰
		〃
۱۶۱۱	شعبان کی پندرھویں شب	〃
۱۶۱۲	پندرھویں شعبان کی رات کے فضائل	۳۱۱
۱۶۱۳	شعبان کی پندرھویں رات گناہگاروں کی بخشش کی رات ہے۔	۳۱۳
۱۶۱۴	رحمت باری تعالیٰ بندوں کو پکارتی ہے۔	۳۱۴
	باب، اشراق اور چاشت نمازوں کے بیان میں۔	۳۱۵
	وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ	〃
۱۶۱۵	چاشت کی نماز کا مستحب وقت	
۱۶۱۶	فجر اور اشراق کی نماز پڑھنے والے کا ثواب۔	۳۱۶

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۱۶۱۷	انسان کے ہر جوڑ کے صدقہ کا بدل اشراق کی دو رکعت ہیں۔	۳۱۶
۱۶۱۸	انسانی جسم کے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور ہر جوڑ کے بدلہ میں خیرات دینے کا حکم۔	۳۱۷
۱۶۱۹	پابندی سے اشراق کی نماز پڑھنے والے کے سمندر کی جھاگ برابر بھی گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔	۳۱۸
۱۶۲۰	چار رکعات اشراق پڑھنے والے کی تمام ضروریات اللہ تعالیٰ پوری فرما دیتا ہے۔	〃
۱۶۲۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاشت کی اکثر چار رکعات پڑھا کرتے تھے۔	۳۱۹
۱۶۲۲	فتح مکہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاشت کی آٹھ رکعات ادا فرمائیں۔	〃
۱۶۲۳	چاشت کی نماز کی لذت	〃
۱۶۲۴	چاشت کی بارہ رکعات پڑھنے والے کے لیے جنت میں سونے کا محل بنایا جاتا ہے۔	۳۲۰
۱۶۲۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چاشت کی نماز اہتمام سے پڑھا کرتے تھے۔	〃
	باب، نفل نمازوں کے بیان میں	〃
۱۶۲۶	حضرت بلال کا عمل جو اللہ تعالیٰ کو پسند آیا۔	〃

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۱۷۲۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جائز کاموں میں استخارہ کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔	۳۲۱
۱۷۲۸	گناہ سے توبہ کرنے کا طریقہ اور نماز توبہ۔	۳۲۳
۱۷۲۹	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جائز کاموں میں استخارہ کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔	۳۲۵
۱۷۳۰	صلاۃ حاجت کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات برآری کرنی چاہیئے	۳۲۶
	باب، صلاۃ تسبیح کا بیان	۳۲۷
۱۷۳۱	صلاۃ تسبیح پڑھنے کا طریقہ	۳۳۰
۱۷۳۲	قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔	۳۳۱
۱۷۳۳	نوافل میں قرآن پڑھنے والے کی تلاوت کو اللہ تعالیٰ غور سے سنتا ہے۔	
	باب، سفر کی حالت میں نماز پڑھنے کا بیان۔	۳۳۲
ا	وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ۔	۳۳۳
ب	إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا۔	〃
ج	فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ	〃
۱۷۳۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شہر کی آبادی سے باہر نکلنے سے پہلے ظہر کے چار رکعت پڑھائے،	〃
۱۷۳۵	حضرت علی نے سفر کے لیے بصرہ سے نکلتے وقت چار رکعات ظہر ادا کیئے	۳۳۴
۱۷۳۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں قصر نماز ادا کی۔	۳۳۴
۱۷۳۷	کفار کے حملے کے خوف سے چار رکعات والی نماز کو قصر کر کے پڑھا جائے	۳۳۵
۱۷۳۸	سفر حج میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قصر کر کے نمازیں ادا کیں	۳۳۶
۱۷۳۹ / ۱۷۴۰	سفر میں اگر کہیں پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھی جائے۔	۳۳۷
۱۷۴۱	اگر سفر میں آج کل کرتے ہوئے کئی مہینے بھی گذر جائیں تو نماز قصر کر کے ہی پڑھی جائے۔	۳۳۸
۱۷۴۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک میں بیس روز قیام فرمانے کے باوجود قصر نماز ادا فرمائی	〃
۱۷۴۳	حضرت ابن عمر آذربائیجان میں چھ ماہ تک قصر نمازیں پڑھتے رہے	۳۳۹
۱۷۴۴	حضرت انس نے ملک شام میں دو ماہ تک قصر نمازیں ادا کیں۔	〃
۱۷۴۵	حضرت ابن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں ظہر کی نماز قصر کر کے پڑھی۔	〃
۱۷۴۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعت نماز نفل نہیں چھوڑتے تھے۔	۳۴۰
۱۷۴۷	حضرت عبداللہ بن عمر سفر میں نوافل	۳۴۱

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	پڑھنے سے منع نہیں فرماتے تھے۔	
۱۶۴۸	چار رکعات والی نماز میں سفر میں دو رکعات ہی فرض ہیں۔	۳۴۱
۱۶۴۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر وحضر میں نمازوں کو وقت پر ادا فرماتے تھے۔	"
"	جمع بین الصلوتین کا معنی و مفہوم	۳۴۲
۱۶۵۰	اگر نیند کی وجہ سے کسی نماز کا وقت گذر جائے تو کوئی قصور نہیں	۳۴۳
۱۶۵۱	نماز کو اس کے وقت پر ادا نہ کرنا تفریط ہے۔	"
۱۶۵۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں ظہر آخیر وقت میں اور عصر پہلے وقت میں پڑھتے تھے	۳۴۴
۱۶۵۳	سفر میں اگر جلدی ہو تو نماز مغرب آخری وقت میں اور نماز عشاء اول وقت میں پڑھی جائے۔	۳۴۵
۱۶۵۴	دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔	۳۴۶
۱۶۵۵ / ۱۶۵۶،۱۶۵۷	حضرت ابن عمر نفل سواری پر اور وتر سواری سے اتر کر ادا فرماتے تھے۔	۳۴۷
۱۶۵۸ / ۱۶۵۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نفل سواری پر ادا فرماتے تھے	۳۴۸
۱۶۶۰	اگر سفر میں سواری کا رخ سمت قبلہ کی طرف نہ ہو تو بھی نفل سواری پر جائز ہیں	"
۱۶۶۱ / ۱۶۶۲،۱۶۶۳	ابتدائی دور میں سفر وحضر میں دو	۳۴۹

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	رکعتیں فرض ہوئیں۔	
۱۶۶۴	کچھ عرصہ بعد حضر میں چار رکعات فرض ہو گئے۔	۳۵۰
۱۶۶۵ / ۱۶۶۶	حضرت ابوبکر وعمر منیٰ میں قصر نماز پڑھا کرتے تھے	۳۵۱
۱۶۶۷	سفر میں فرض نماز چار رکعات کی بجائے دو رکعات پڑھی جائیں۔	۳۵۲
۱۶۶۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں گھر واپس آنے تک چار رکعات کو دو ہی پڑھتے تھے۔	۳۵۳
۱۶۶۹	نماز عید الضحیٰ، نماز عید الفطر اور نماز جمعہ کی طرح سفر کی نماز بھی دو رکعت ہی ہے۔	"
۱۶۷۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعے گمراہیوں سے اللہ تعالیٰ نے نجات دی۔	۳۵۴
۱۶۷۱	سفر میں اگر کوئی چار رکعت پڑھے	"
۱۶۷۲	سفر میں اگر چار رکعت پڑھے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلاف کرے گا۔	"
۱۶۷۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قول وفعل کا خلاف کرنے والا کافر ہے۔	۳۵۵
۱۶۷۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ میں چار کی بجائے دو رکعات ادا کیں۔	"
۱۶۷۵	تین متوسط راتوں کی مسافت پر قصر کرنا چاہیئے۔	۳۵۶

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۱۷۷۵	باب، جمعہ کے فضائل کے بیان میں	۳۵۷
″	نماز جمعہ فرض عین اور اعظم شعائر اسلام سے ہے	″
″	جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ سے کرنا چاہیے	″
″	پہلے زمانے میں لوگ نماز جمعہ کے لیے اہتمام کیا کرتے تھے۔	۳۵۸
″	جمعہ کے دن درود شریف	۳۵۹
	وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ	۳۶۰
۱۷۷۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کی قدر دانی کی۔	″
۱۷۷۷	تمام دنوں سے بہتر دن جمعہ کا ہے	۳۶۱
۱۷۷۸	آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الخ جمعہ کے دن ہی نازل ہوئی۔	۳۶۲
۱۷۷۹	اللہ تعالیٰ کے انوار جمعہ کی رات میں برستے ہیں۔	۳۶۳
۱۷۸۰	افضل ترین دن جمعہ ہے	″
۱۷۸۱	جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے	۳۶۴
۱۷۸۲	جمعہ کے دن میں ایک ساعت ہے کہ اس میں جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔	۳۶۵
۱۷۸۳	امام کے خطبہ پر بیٹھنے سے لے کر ختم نماز تک کے وقت میں کوئی ساعت ہے جو قبولیت کی ہے	۳۶۶
۱۷۸۴	جمعہ کے دن میں جو خیر و برکات ظاہر ہوتی ہیں کسی اور دن میں نہیں ہوتیں۔	″
۱۷۸۵	جمعہ کی مقبول ساعت کس وقت تلاش کی جائے۔	۳۶۹

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۱۷۸۶	جمعہ کی مقبول ساعت کس وقت کو کہتے ہیں۔	۳۶۹
۱۷۸۷	جمعہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر تیار کیا گیا۔	۳۷۰
۱۷۸۸	جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھا کرو۔	۳۷۱
″	انبیاء کرام کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی	″
۱۷۸۹	جمعہ کے دن یا رات میں مرنے والا عذاب و سوال قبر سے محفوظ رہتا ہے۔	۳۷۲
	باب، نماز جمعہ کے فرض ہونے کے بیان میں۔	۳۷۳
″	يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ۔	″
۱۷۹۰	اللہ تعالیٰ جمعہ کی نماز ترک کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔	″
۱۷۹۱	متواتر تین جمعے سستی و غفلت کی وجہ سے چھوڑنے والے کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔	۳۷۴
۱۷۹۲	بغیر عذر کے جمعہ کی نماز چھوڑنے والا منافق لکھ دیا جاتا ہے۔	″
۱۷۹۳	نماز جمعہ نہ پڑھنے والے لوگوں کو مکانات سمیت جلا ڈالنے کا عزم	″
۱۷۹۴	سستی کی وجہ سے جمعہ چھوڑنے والا صدقہ کرے۔	۳۷۵
″	تمہید، نماز جمعہ کے واجب ہونے کی شرائط۔	۳۷۶

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	نماز جمعہ کے اداء کی شرائط	۳۷۶
۱۷۹۵/۱۷۹۶	نماز جمعہ اور تکبیرات تشریق شہر میں ہی ادا کیں جائیں۔	۳۷۷
۱۷۹۷	دور سے آنے والے لوگ شام سے پہلے اگر گھر پہنچ سکے تو وہ جمعہ کے لیے آئیں۔	۳۷۸
۱۷۹۸	ثواب کے طور پر بھی دور کے لوگ ادائیگی جمعہ کے لیے آسکتے ہیں۔	〃
۱۷۹۹	لوگو! موت سے پہلے توبہ اور مشغولیت سے پہلے نیکیاں کرو اور نماز جمعہ کو وقت پر پابندی سے ادا کرو۔	۳۷۹
۱۸۰۰	نماز جمعہ کی فرضیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔	۳۸۰
۱۸۰۱	جس کو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان ہے اس پر نماز جمعہ فرض ہے۔	۳۸۱
	باب، جمعہ کے دن غسل کرنا، نئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا اور گھر سے جلدی نکلنا۔	۳۸۲
	فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ۔	〃
۱۸۰۲	جس نے نماز جمعہ کے آداب کا لحاظ کرتے ہوئے جمعہ ادا کیا اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔	〃
۱۸۰۳	نماز جمعہ کے لیے آنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں۔	۳۸۳
۱۸۰۴	امام کے خطبہ سے فارغ ہونے تک خاموش بیٹھنا چاہیئے۔	۳۸۴

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۱۸۰۵	خطیب کے خطبہ دینے کے درمیان نماز وکلام مکروہ ہے۔	۳۸۵
۱۸۰۶	خطبہ کے وقت گفتگو کرنے والے کی مثال گدھے کی طرح ہے۔	〃
۱۸۰۷	جس نے جمعہ کے دن جماع کرکے غسل کیا۔	۳۸۶
۱۸۰۸	جمعہ کے دن کو اللہ تعالیٰ نے عید بنایا ہے۔	〃
۱۸۰۹	جمعہ کے دن غسل کرنے اور خوشبو لگانے کا حکم	۳۸۷
۱۸۱۰	اگر کسی وجہ سے جمعہ کے دن غسل نہ کرسکے تو وضو ہی کرلے۔	〃
۱۸۱۱	جمعہ کے دن جامع مسجد کے دروازے پر صبح سے ہی فرشتے آجاتے ہیں اور ہر آنے والے کا نام لکھتے ہیں	۳۸۸
۱۸۱۲/۱۳	کسی نمازی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھایا جائے۔	۳۸۹
۱۸۱۴	نماز جمعہ کے لیے اگر گنجائش ہو تو علیحدہ کپڑے بنائے جائیں۔	〃
۱۸۱۵	جمعہ کے دن امام سے قریب بیٹھنے کا زیادہ ثواب ہے۔	۳۹۰
۱۸۱۶	لوگوں کی گردنوں کو پھلانگنے سے بہتر ہے کہ گھر میں بیٹھا رہے	〃
۱۸۱۷	گردنوں پر پھلانگ کر آنے کی وجہ سے لوگوں کو ایذاء نہ دو	۳۹۱
۱۸۱۸	مکہ معظمہ میں بت پرستی کا آغاز کرنے والے شخص کو جہنم میں جو سزا ملے گی لوگوں کی گردنوں کو پھلانگنے والے	〃

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کو بھی وہی سزا ملے گی	
۱۸۱۹	جمعہ کے دن، امام کے سامنے خطبہ کے وقت احتباء کی صورت میں بیٹھے	۳۹۳
۱۸۲۰	نمازی کو جمعہ کی نماز کے وقت اونگھ آنے لگے تو اپنی جگہ بدل لے۔	۳۹۴
	باب، خطبۂ جمعہ اور نماز جمعہ کے بیان میں	″
	خطبہ کے دو فرض اور پندرہ سنتیں ہیں۔	″
ا	فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ	۳۹۵
ب	وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا	۳۹۶
ج	فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ۔	″
۱۸۲۱	نماز جمعہ کا وقت نماز ظہر کا وقت ہے۔	″
۱۸۲۲	صحابہ نماز جمعہ سے پہلے قیلولہ نہ کرتے تھے۔	″
۱۸۲۳	حضرات شیخین کے زمانہ میں جمعہ کی پہلی اذان امام کے ممبر پر بیٹھنے کے بعد ہوتی تھی۔	۳۹۷
۱۸۲۴	جمعہ وعیدین کے دو خطبے۔	″
۱۸۲۵	نماز کو طویل اور خطبہ کو مختصر پڑھنا انسان کی دانش مندی ہے	۳۹۸
۱۸۲۶	خطبہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حالت۔	″
۱۸۲۷	خطبہ کے وقت اس آیت کی تلاوت وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ۔	۳۹۹
۱۸۲۸	ام ہشام نے سورۂ قٓ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سن سن کر یاد کرلی۔	۴۰۰
۱۸۲۹	دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے۔	″
۱۸۳۰	خطبہ کے وقت مقتدی امام کی طرف رخ کرکے بیٹھیں۔	۴۰۱
۱۸۳۱	خطبہ کے دوران کھڑے حضرات بھی بیٹھ جائیں۔	″ ″
۱۸۳۲	جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیاہ عمامہ باندھا	۴۰۲
۱۸۳۳	جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں کو پھلانگنے سے انہیں تکلیف ہوتی ہے۔	″
	تمہید، مذہب حنفی میں خطبہ کے متعلق دو قول ہیں۔	۴۰۳ ۴۰۳
۱۸۳۴ / ۱۸۳۵،۳۶	خطبہ سے دو رکعت پڑھنے کا حکم	۴۰۴
۱۸۳۷ / ۱۸۳۸	امام جب خطبہ دینے کے لیے ممبر پر آجائے تو اس وقت نماز پڑھنا گناہ ہے۔	۴۰۵
۱۸۳۹	اگر امام خطبہ دے رہا ہو تو مقتدی کیا کرے۔	۴۰۶
۱۸۴۰	نماز میں شریک ہونے کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آئے۔	۴۰۷
۱۸۴۱	نماز میں شرکت کے لیے اطمینان سے آنا چاہیئے۔	″
۱۸۴۲ / ۱۸۴۳	صحابہ کرام خطبہ کے دوران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رخ	۴۰۸

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کرکے بیٹھتے تھے۔	
۱۸۴۴	خطبہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھا کر تفہیم کرنا خلاف سنت ہے۔	۴۰۸
	باب، خوف کے وقت کس طرح نماز پڑھی جائے۔	۴۰۹
ا	وَاِذَا کُنْتَ فِیْھِمْ فَاَقَمْتَ لَھُمُ الصَّلٰوۃَ۔	۴۱۰
ب	فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُکْبَانًا	۴۱۱
۱۸۴۵	دشمن کے مقابلہ میں لشکر اسلام کے نماز باجماعت پڑھنے کا طریقہ	//
۱۸۴۶	لشکر اسلام کے نماز با جماعت کی ادائیگی کے لیے دو حصے کئے جائیں۔	۴۱۲
۱۸۴۷	ایک حصہ لشکر کا امام کے ساتھ پہلی دو رکعت ادا کرکے دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے۔	۴۱۳
۱۸۴۸	نماز مسلمانوں کو ماں باپ اور اولاد سے زیادہ پیاری ہے۔	۴۱۴
	باب، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز کے بیان میں۔	۴۱۶
ا	وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ	//
ب	فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔	۴۱۷
۱۸۴۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عیدگاہ میں پہلا عمل مبارک۔	//
۱۸۵۰	عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کو وعظ ونصیحت فرمائی۔	۴۱۸
۱۸۵۱/۱۸۵۲	عیدین کی نماز بغیر اذان واقامت کے	۴۱۹

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۱۸۵۳	عید کے خطبے عید کی نماز کے بعد دیئے جائیں۔	۴۲۰
۱۸۵۴	عید کی نماز کے بعد لوگوں کو صدقہ وخیرات کرنے کی ترغیب۔	//
۱۸۵۵	عید کی نماز سے قبل نہ گھر میں نہ مسجد میں نوافل ادا کئے جائیں۔	۴۲۲
۱۸۵۶	عورتوں کو زیب وزینت کا لباس پہن کر گھروں سے نکلنے کی ممانعت	//
۱۸۵۷	عورتوں نے نئی نئی باتیں پیدا کر رکھی ہیں۔	۴۲۳
۱۸۵۸	عید الاضحیٰ کے دن لڑکیاں دف بجا کر اشعار گا رہی تھیں۔ اب دف بجانا منسوخ ہو چکا ہے۔	//
۱۸۵۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الفطر کے دن کھجوریں کھائے بغیر عیدگاہ تشریف نہیں لے کر جاتے تھے۔	۴۲۴ //
۱۸۶۰	عید الضحیٰ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بغیر کچھ کھائے عیدگاہ کو تشریف لے جاتے تھے۔	۴۲۵
۱۸۶۱/۱۸۶۲	نماز عید کے لیے ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آیا۔	//
۱۸۶۳	دسویں ذوالحجہ کو دو عبادتیں ہیں، ایک نماز عید پڑھنا دوسری قربانی کرنا۔	۴۲۶
۱۸۶۴	نماز عید سے پہلے قربانی کرنے کا کوئی ثواب نہیں ملتا۔	۴۲۷
۱۸۶۵	نماز عید کے بعد قربانی کرنے والا مسلمانوں	//

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کے طریقے پر عمل کرتا ہے	
۱۸۶۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم عیدگاہ میں قربانی کیا کرتے تھے۔	۴۲۷
۱۸۶۷	اہل مدینہ سال میں دو دن خوشی منایا کرتے تھے۔	۴۲۸
۱۸۶۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تکبیریں چار چار کہا کرتے تھے۔	۴۲۹
۱۸۶۹	جنازہ کی تکبیروں کی طرح عیدین کی تکبیریں چار ہیں۔	۴۳۰
۱۸۷۰	نماز کی تکبیرات سمیت عید کی تکبیرات نو ہیں۔	//
۱۸۷۱	نماز عید کی ہر رکعت میں تین تین زائد تکبیرات ہیں۔	۴۳۱
۱۸۷۲	عیدین کی تکبیرات کے متعلق متفقہ رائے۔	//
۱۸۷۳	صحابۂ کرام نے عید کی نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا۔	۴۳۲
۱۸۷۴	عیدین کی تکبیرات میں نو تکبیریں ہیں۔	۴۳۳
۱۸۷۵	رفع یدین صرف سات موقعوں پر کیا جاتا ہے۔	۴۳۴
۱۸۷۶	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کمان پر ٹیک لگا کر خطبہ دیا۔	۴۳۵
۱۸۷۷	نیزہ پر ٹیک لگا کر خطبہ	//
۱۸۷۸	خطبۂ عید میں مرنے کے بعد کے واقعات بیان ہوئے۔	//
۱۸۷۹	بارش میں عید کی نماز مسجد میں ادا کی۔	۴۳۶
۱۸۸۰	عید الاضحیٰ کی نماز اوّل وقت میں	//

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	پڑھنے کا حکم	
۱۸۸۱/۱۸۸۲	چاند کی تیسویں شب کو ہلال نظر آئے اور اگلے دن اگر زوال کے بعد گواہی مل جائے تو پھر دوسرے دن نماز عید ادا کی جائے۔	۴۳۷
	باب، قربانی کے بیان میں	۴۳۸
ا	فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ	//
ب	وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللهِ الخ	۴۳۹
۱۸۸۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عید کے دن دو مینڈھوں کی قربانی کی۔	//
	ذبح کے وقت بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَكْبَرُ پڑھنا	۴۴۰
۱۸۸۴	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام موٹے تازے اور نر مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے	//
۱۸۸۵	کثیر بالوں والے چتکبرے مینڈھوں کی قربانی	۴۴۱
	بکری کی قربانی کے متعلق مختلف روایتیں	
۱۸۸۶	ذبح کے وقت اللہ کے نام کے ساتھ کسی انسان کا نام لینا مکروہ ہے۔	۴۴۳
۱۸۸۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدگاہ میں دو بڑے ابلق مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے۔	//
۱۸۸۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی طرف سے اپنی آل اور امت کی طرف سے قربانی کرتے تھے۔	۴۴۴
۱۸۸۹	کم از کم کتنی عمر کے جانور کی قربانی کی جائے؟	//

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۱۸۹۰،۹۱	چھ ماہ کا موٹا تازہ مینڈھا قربانی کیا جا سکتا ہے۔	۴۴۶
۱۸۹۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اختیار	//
۱۸۹۳	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ میں قربانی کرتے تھے۔	۴۴۷
۱۸۹۴	گائے کی قربانی زیادہ سے زیادہ سات آدمی کر سکتے ہیں۔	//
۱۸۹۵	ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر قربانی کرنے والے حجامت نہ بنوائیں اور ناخن نہ کٹوائیں۔	۴۴۸
۱۸۹۶	ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں بال کٹوانا اور ناخن ترشوانا کوئی گناہ نہیں ہے	//
۱۸۹۷	حضرت عمر نے ایک شخص کو مونچھیں کٹوانے کا حکم دیا۔	//
۱۸۹۸	نماز عید سے پہلے ذبح کرنے والے قربانی کا ثواب نہیں پاتے۔	۴۴۹
۱۸۹۹	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ منورہ میں دس سال قربانی کی۔	//
۱۹۰۰	وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والا ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔	۴۵۰
۱۹۰۱	فطرہ کے نصاب کے مالک پر قربانی واجب ہے۔	//
۱۹۰۲	مجھے اور میری امت کو دسویں ذوالحجہ کو قربانی کرکے عید منانے کا حکم دیا گیا ہے۔	۴۵۱
۱۹۰۳	ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کی فضیلت	//
۱۹۰۴	دسویں ذی الحجہ کے دن بندے کا	۴۵۲

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	سب سے زیادہ پسندیدہ عمل قربانی کرکے خون بہانا ہے۔	
۱۹۰۵	پہلی سے لے کر نویں ذی الحجہ تک روزے رکھنا، سال بھر کے روزوں کے ثواب کے برابر ہیں۔	۴۵۳
۱۹۰۶	قربانی کیسے واجب ہوئی ہے	//
۱۹۰۷	حضرت علی کو دو مینڈھے قربانی کرنے کی وصیت	۴۵۴
۱۹۰۸	کن عیبوں کی وجہ سے جانور کی قربانی نہ دی جائے۔	۴۵۵
۱۹۰۹	کن جانوروں کی قربانی کرنے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا ہے۔	//
۱۹۱۰	گائے کی قربانی میں زیادہ سے زیادہ سات حصے دار ہوں	۴۵۷
//	قربانی کے جانور کی آنکھ کان اور ناک وغیرہ دیکھ کر قربانی کرنی چاہئے	//
۱۹۱۱،۱۲	معمولی نقص والے جانور کی قربانی کرنی چاہیے۔	۴۵۹
۱۹۱۳	قربانی شہر والوں پر واجب ہے	//
۱۹۱۴	قربانی عید قربان کے دو دن بعد تک ہے۔	//
۱۹۱۵،۱۶	قربانی کے کل تین دن ہیں۔	۴۶۰
	باب عتیرہ کا بیان	//
	فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ	//
۱۹۱۷،۱۸	قربانی کے واجب ہونے سے فرع اور عتیرہ جانور منسوخ ہوگئے ہیں۔	۴۶۱
	عقیقہ، فرع اور عتیرہ کے جانور کو ذبح کرنے	

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کا مستحب حکم باقی ہے۔	
	باب سورج اور چاند گرہن کے بیان میں	۴۶۲
	وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا	//
۱۹۱۹	سورج گرہن کی نماز کے لیے لوگوں کو بلایا گیا۔	//
۱۹۲۰،۲۱	سورج گرہن کی نماز ادا کرنے کا طریقہ	۴۶۳
۱۹۲۲،۲۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاند گرہن کے وقت چادر گھسیٹتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔	۴۶۴
۱۹۲۴	سورج گہن کے ختم ہونے تک نماز ادا کرتے رہو۔	۴۶۵
۱۹۲۵	سورج گہن کی نماز میں ایک ہی رکوع ہوتا تھا۔	//
۱۹۲۶	کسی کے مرنے جینے سے سورج چاند کو گہن نہیں لگتا۔	//
۱۹۲۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کسوف میں قیام، رکوع اور سجود طویل فرماتے تھے۔	۴۶۶
۱۹۲۸	شمس و قمر اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں	۴۶۸
۱۹۲۹	سورج گرہن کے ختم ہوتے تک دو دو رکعت پڑھی جائیں۔	۴۶۹
	نماز کسوف پڑھنے کے مختلف طریقے	//
۱۹۳۰،۳۱	حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورج گہن لگنے کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔	۴۷۰
۱۹۳۱،۳۲	سورج گہن کی نماز میں قرأت آہستہ پڑھی جائے۔	۴۷۱
۱۹۳۳	سورج گہن کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گھبراہٹ کہ کہیں قیامت قائم نہ ہو جائے۔	۴۷۲
۱۹۳۴	کسوف شمس کے وقت غلام آزاد کیے جائیں۔	۴۷۷
	باب سجدۂ شکر کے بیان میں	//
۱۹۳۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوشی کے وقت سجدۂ شکر ادا فرماتے تھے۔	//
۱۹۳۶	ناقص الخلقت شخص کو دیکھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سجدہ شکر ادا کیا۔	۴۷۸
	تمہید	//
۱۹۳۷	امت کے لیے دعاء رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	۴۷۹
	باب بارش ہونے کے لیے دعا کرنا	۴۸۱
	اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا	//
	الفصل الاوّل	//
۱۹۳۸	بارش ہونے اور رکوانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی۔	//
۱۹۳۹	حضرت کعب نے بارش نہ ہونے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث اور دعا بیان کی	۴۸۴
۱۹۴۰	لوگوں کی پریشانی دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کے لیے دعا کی۔	۴۸۵
۱۹۴۱	دعا مانگنے کے لیے ہاتھ اٹھانے کا طریقہ۔	۴۸۶

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۱۹۴۲	حضور کی دعا سے کھیت سرسبز ہو کر لہلہانے لگے۔	۴۸۶
۱۹۴۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارش کے لیے دعاء استغفار کی۔	۴۸۷
۱۹۴۴	حضرت ابراہیم نخعی سنت کے خلاف کام نہیں کیا کرتے تھے۔	″
۱۹۴۵	بارش نہ ہونے کی وجہ سے مال مویشیوں کی ہلاکت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعا کرنا۔	۴۸۸
۱۹۴۶	دعا استسقاء کے وقت چادر کا الٹنا سنت نہیں ہے۔	″
۱۹۴۷/۱۹۴۸	قحط سالی کے آثار دیکھ کر دعا اور نماز ادا فرمائی۔	۴۸۹
۱۹۴۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا میں ہاتھ کی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کرتے۔	۴۹۱
	دوسری فصل۔	۴۹۲
۱۹۵۰،۵۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو ساتھ لے کر بارش کی دعا کی۔	″
۱۹۵۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بارش رک جانے کی شکایت کی گئی۔	۴۹۳
۱۹۵۳/۱۹۵۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کے لیے چادر الٹا کر دعا کی۔	۴۹۶
	تیسری فصل	۴۹۷
۱۹۵۵	گڑگڑاتے ہوئے خضوع وخشوع کے ساتھ بارش کی دعا کی	
۱۹۵۶	سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کو بارش کے لیے دعا کرتے ہوئے دیکھا	۴۹۷
۱۹۵۷	بارش دیکھنے کی دعا	۴۹۸
۱۹۵۸	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سر اور جسم پر بارش کا پانی برسوایا۔	″
	چوتھی فصل	۵۰۰
۱۹۵۹	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا عباس بن عبد المطلب کے وسیلے سے بارش کی دعا جو کہ قبول ہوئی	″
	زندوں کے توسل سے دعا جائز ہے۔	″
۱۹۶۰	دور فاروقی میں قحط سالی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبر انور سے فاروق اعظم کے نام پیغام بھیجا	۵۰۱
″	دنیا سے گئے ہوئے حضرات کے توسل سے دعا کے جائز ہونے پر دلائل۔	۵۰۲
۱۹۶۱	حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کا توسل لیتے ہی بارش ہوگئی۔	″
	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نابینا صحابی کو دعائے توسل سکھائی۔	۵۰۳
	امام ترمذی کو خواب میں دعائے توسل القا	۵۰۵

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کی گئی۔	
	باب، ہواؤں کا بیان ہیں	۵۰۶
الف	اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا	//
ب	وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ۔	//
ج	وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ	//
د	وَمِنْ آيَاتِهٖ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ۔	۵۰۷
۱۹۶۲	امت محمدیہ کے لیے باد صبا رحمت بنی	//
۱۹۶۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی قہقہہ مار کر نہیں ہنستے۔	//
۱۹۶۴	تیز آندھی کے وقت امت کے لیے دعا	۵۰۸
۱۹۶۵	ہوا اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہے	۵۱۰
۱۹۶۶، ۱۹۶۷	ہوا کو برا کہنے کی ممانعت	۵۱۱
۱۹۶۸	آندھی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو زانو بیٹھ کر دعا مانگتے۔	۵۱۲
۱۹۶۹	حضور علیہ السلام بادل کو دیکھ کر دعا مانگتے۔	//
۱۹۷۰، ۷۱	حضور علیہ السلام بجلی کی گرج چمک اور کڑک سن کر دعا مانگتے	۵۱۳
۱۹۷۲	غیب کی پانچ چیز جنہیں اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا۔	۵۱۴
۱۹۷۳	کثرت بارش کی وجہ سے اگر زمین کچھ نہ اگائے تو یہ بھی بڑا قحط ہے۔	۵۱۶

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کتاب الجنائز	۵۱۷
	باب، بیمار پرسی کرنا اور مریض کے ثواب کے بیان میں۔	//
ا	اِنَّا نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ	//
ب	اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ۔	۵۱۸
ج	قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا۔	//
۱۹۷۴	بھوکے کو کھانا کھلانے اور بیمار کی بیمار پرسی کرنے کا حکم۔	۵۱۹
۱۹۷۵	ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔	//
۱۹۷۶	ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔	۵۲۰
۱۹۷۷	صحابہ کرام کو سات کام کرنے کا اور سات کے نہ کرنے کا حکم۔	//
۱۹۷۸	ایک یہودی لڑکے کی بیمار پرسی اور اس کا قبول اسلام۔	۵۲۴
۱۹۷۹	بیمار کی عیادت کے آداب کا خیال رکھا جائے۔	۵۲۵
۱۹۸۰	مریض کے پاس بہت تھوڑی دیر کے لیے بیٹھا جائے۔	//
۱۹۸۱	مریض جس کھانے کی خواہش کرے اسے کھلایا جائے۔	۵۲۶
۱۹۸۲	لوگوں نے حضرت علی سے حضور علیہ السلام کی بیماری کے متعلق پوچھا۔	//

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۱۹۸۳ / ۱۹۸۴ / ۱۹۸۵	مسلمان مریض کی عیادت کرنے کا ثواب قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے ابن آدم سے سوالات۔	۵۲۷ / ۵۲۸
۱۹۸۶	بیمار پرسی کرنے والے کو فرشتہ جنت کی خوش خبری سناتا ہے۔	۵۲۹
۱۹۸۷	سنن و مستحبات کی پابندی اور اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کا فائدہ	〃
۱۹۸۸	بیمار پرسی کرنے والا رحمت الٰہی کے دریا میں ہوتا ہے۔	۵۳۰
۱۹۸۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مریض کو گناہ سے پاک ہونے کی خوشخبری سناتے۔	〃
۱۹۹۰	مریض کے عیادت کے وقت کہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے	۵۳۱
۱۹۹۱	بخار آگ ہے جو گناہوں کو صاف کرتی ہے۔	〃
۱۹۹۲	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پر سیدھا ہاتھ پھیر کر دعا پڑھتے تھے۔	۵۳۲
۱۹۹۳	مریض کی عیادت کے وقت پڑھی جانے والی دعا۔	〃
۱۹۹۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے لعاب کو مٹی میں ملا کر مریض کے زخم پر لگاتے تو وہ ٹھیک ہو جاتا۔	۵۳۳
۱۹۹۵/۹۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مرض کے وقت معوذات پڑھ کر دم کرتے تھے۔	۵۳۴
۱۹۹۷	جبریل علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کی بیماری دور کرنے کے لیے دعا پڑھی۔	۵۳۵
۱۹۹۸	حضرات حسنین کریمین کے لیے نظر بد سے بچنے کی دعا	۵۳۶
۱۹۹۹	مریض کے پاس جا کر سات بار دعا پڑھی جائے۔	۵۳۷
۲۰۰۰	ہر قسم کی درد کی دعا	۵۳۸
۲۰۰۱	مریض کے پاس بیٹھ کر دعا پڑھی جائے۔	〃
۲۰۰۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آشوب چشم کے مریض کی عیادت فرمائی	۵۴۰
۲۰۰۳	مصائب انسان کے درجات کو بلند کرنے کے لیے بھی آتے ہیں۔	〃
۲۰۰۴	پسندیدہ بندے کو اللہ تعالیٰ گناہوں سے پاک کرکے دنیا سے لے جاتا ہے۔	۵۴۱
۲۰۰۵	دائمی تکلیف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا رہتا ہے۔	۵۴۲
۲۰۰۶	بیماری سے شفایاب ہونے کے بعد بندہ گناہ سے بھی پاک صاف ہو جاتا ہے۔	〃
۲۰۰۷	اچانک بغیر کسی مرض کے فوت ہو جانے والے پر افسوس ہے۔	۵۴۳
۲۰۰۸	رنج والم کثیر گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔	۵۴۴
۲۰۰۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عام آدمیوں کے مرض سے زیادہ مرض اور	〃

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	بخار آتا ہے۔	
۲۰۱۰	مریض سے دعا کرانے کا حکم	۵۴۵
۲۰۱۱	اللہ تعالیٰ کو جس بندے کے عمل دنیا میں پسند آجائیں۔	//
۲۰۱۲	ایک جنتی عورت	۵۴۶
۲۰۱۳	بڑھاپا تمام بلاؤں اور تکالیف کا جامع ہے۔	۵۴۷
۲۰۱۴/۱۵	مسلمان کی مثال دھان کے کھیت کی طرح ہے۔	۵۴۸
۲۰۱۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مرض میں درد اور تکلیف زیادہ ہوتی تھی۔	۵۴۹
۲۰۱۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات حضرت عائشہ کی گود میں ہوئی۔	//
۲۰۱۸	موت کی سختی کسی پر آسان نہیں ہے	//
۲۰۱۹	بوقت وصال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چہرۂ انور پر پانی ملا	۵۵۰
۲۰۲۰	جس قدر مصیبت و بلا بڑی ہوگی اجر و ثواب بھی زیادہ ہوگا۔	//
۲۰۲۱	مسلمانوں پر ہمیشہ بلائیں آتی ہیں	۵۵۱
۲۰۲۲	اللہ تعالیٰ بندوں کو جسمانی مصیبت میں مبتلا کر کے بلند درجے عطا فرماتا ہے۔	۵۵۲
۲۰۲۳	دنیا میں عیش و عشرت سے رہنے والے آخرت میں حسرت سے آرزو کریں گے	//
۲۰۲۴	تمام لوگوں سے زیادہ سخت آزمائش پیغمبروں کی ہوتی ہے۔	۵۵۳
۲۰۲۵/۲۶	بخار کو برا نہ کہو، کہ یہ انسان کے گناہوں	۵۵۴
	کو جلا کر صاف کر دیتا ہے۔	
۲۰۲۷	دنیا میں بخار اور رنج و تکلیف کی وجہ سے بندہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔	۵۵۵
۲۰۲۸	بندے کو مصیبت اس کے گناہوں کی وجہ سے پہنچتی ہے۔	۵۵۶
۲۰۲۹	بخار آگ کا ٹکڑا ہے اسے پانی سے ختم کرنے کا عمل۔	//
۲۰۳۰/۳۱	صحت و تندرستی کے زمانے کے عمل کا ثواب بیماری کے دنوں میں ملتا رہتا ہے۔	۵۵۷
۲۰۳۲/۳۳	مریض بیماری کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے تو اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔	۵۵۸ ۵۵۹
۲۰۳۴/۳۵	طاعون سے مرنے والا مسلمان شہید ہے۔	۵۶۰
۲۰۳۶	طاعون کا زخم جنات کی وجہ سے ہوتا ہے۔	۵۶۱
۲۰۳۷	شہید پانچ قسم کے ہیں	۵۶۲
۲۰۳۸	پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہو کر مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے	۵۶۳
۲۰۳۹	شہادت فی سبیل اللہ کے علاوہ بھی سات قسم کی شہادتیں ہیں۔	//
۲۰۴۰	سفر کی حالت میں مرنے والے کی قبر کو وسیع کر دیا جاتا ہے۔	۵۶۴
۲۰۴۱	سفر کی حالت میں مرنے والا شہید ہے۔	۵۶۵
۲۰۴۲	طاعون کے موقع پر لوگوں کو کیا کرنا	//

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	چاہیئے۔	
	حضرت عمر نے طاعون زدہ مقام سے نکل جانے کا حکم دیا۔	۵۶۷
۲۰۴۳	برے مکان سے نقل مکانی کا حکم	۵۷۱
۲۰۴۴	جس زمین سے نقصان کا اندیشہ ہو اسے چھوڑ دو۔	۵۷۲
۲۰۴۵	طاعون عذاب ہے جو گذری ہوئی قوموں پر بھیجا گیا۔	//
۲۰۴۶	طاعون بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت	۵۷۳
۲۰۴۷	طاعون زدہ مقام سے بھاگنے والا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔	۵۷۴
۲۰۴۸	اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والا نابینا جنت میں خاص مقام میں ہوگا	//
	باب، موت کی آرزو کا بیان	۵۷۵
۲۰۴۹،۵۰	مصائب کی وجہ سے موت کی آرزو کی ممانعت	//
۲۰۵۱	موت کے بعد پیش آنے والے امور سخت ہیں۔	۵۷۶
۲۰۵۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وعظ دل ہلاتے وقت ہوتا تھا۔	//
۲۰۵۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موت کی آرزو کرنے سے منع فرمایا ہے۔	۵۷۷
۲۰۵۴	موت کی آرزو کرنے کی دعا۔	۵۷۹
۲۰۵۵	جو اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ اسے پسند کرتا ہے۔	//
۲۰۵۶	قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں سے سب سے پہلی بات	۵۸۰
۲۰۵۷	سکرات کے وقت بندے کی جو حالت	۵۸۱

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	ہوگی اللہ تعالیٰ وہی عطا فرماتا ہے۔	
۲۰۵۸	موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنے کا حکم۔	۵۸۲
۲۰۵۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سے دو جنازے گذرے اور ان کی حالت بیان کی۔	۵۸۲
۲۰۶۰	دنیا میں اپنے آپ کو مسافر سمجھو	۵۸۴
۲۰۶۱	موت کو کثرت سے یاد کرو	۵۸۵
۲۰۶۲	اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر اس کا شکریہ ادا کرو۔	//
	تمہید	۵۸۷
۲۰۶۳	مسلمان کے لیے موت تحفہ اور ہدیہ کی طرح ہے۔	//
۲۰۶۴	مسلمان کی پیشانی پر مرتے وقت پسینہ آتا ہے۔	//
۲۰۶۵	اچانک موت کا آجانا اللہ تعالیٰ کے غضب کی نشانی ہے۔	//
	باب، جسے موت آرہی ہو تو اس کے پاس کیا پڑھنا چاہیئے۔	۵۸۸
الف	وَلَوْ تَرٰی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ الخ	//
ب	اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا۔	//
ج	کَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ	۵۸۹
۲۰۶۶	جس کی موت واقع ہو رہی ہو اس کے سامنے کلمہ شریف بلند آواز سے پڑھا جائے۔	//
	آٹھ قسم کے لوگوں پہ قبر میں سوال نہیں	۵۹۰

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	ہوتا۔	
۲۰۶۷	جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو	۵۹۱
۲۰۶۸	مردوں کو کلمہ اور دعا کی تلقین کرو	//
۲۰۶۹	مردوں کے پاس سورۃ یٰسین پڑھو	۵۹۳
۲۰۷۰	قبر میں سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگی۔	//
۲۰۷۱	میت کے ہاتھ عزیز فوت شدگان کو سلام پہنچانا۔	۵۹۴
۲۰۷۲	حضرت عثمان بن مظعون کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رو دیئے۔	۵۹۵
۲۰۷۳	حضرت ابوبکر صدیق نے بعد وصال حضور علیہ السلام کی پیشانی پر بوسے دیئے۔	//
۲۰۷۴	مریض کے پاس جاکر اچھے کلمات کہنے چاہئیں۔	۵۹۶
۲۰۷۵	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسلمہ کے وصال کے بعد ان کی کھلی ہوئی آنکھیں بند کیں۔	//
۲۰۷۶	مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنے کا حکم۔	۵۹۷
۲۰۷۷	حضور علیہ السلام کے وصال شریف کے بعد ایک دھاری دار چادر اڑھائی گئی	۵۹۸
۲۰۷۸	مسلمان کی نعش کو زیادہ دیر تک نہ رکھا جائے۔	۵۹۹
۲۰۷۹	بوقت موت میت کے پاس فرشتے حاضر ہوتے تھے۔	//
۲۰۸۰	مسلمان کی روح کو فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں	۶۰۱
۲۰۸۱	بوقت موت نیک و بد شخص کے پاس فرشتے آتے ہیں۔	۶۰۳
۲۰۸۲	عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ پناہ مانگنے کا حکم اور مسلمان اور کافر کی روحوں کے الگ الگ حالات۔	۶۰۵
۲۰۸۳	مسلمان کی روح جنت کی سیر کرتی اور پھل کھاتی ہے۔	۶۱۷
۲۰۸۴	باب، میت کو غسل دینے اور کفن پہنانے کا بیان۔	۶۱۸
۲۰۸۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا تہبند اپنی صاحبزادی کے کفن کے لیے دیا۔	۶۲۱
۲۰۸۵	مرد کو تین کپڑوں میں کفنانا سنت ہے	۶۲۲
۲۰۸۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا۔	//
۲۰۸۷	رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کے کفن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر عنایت فرمائی۔	۶۲۳
۲۰۸۸/۸۹	کفن کے تین کپڑے قمیص، ازار اور لفافہ ہیں۔	۶۲۴
۲۰۹۰	کفن سنت طریقہ کے مطابق دیا جائے	//
۲۰۹۱	میت کو قیمتی کفن نہ دیا جائے۔	//
۲۰۹۲	میت کو سفید کپڑے میں کفن دیا جائے۔	۶۲۵
۲۰۹۳	حضرت ابوسعید نے اپنے انتقال کے وقت نئے کپڑے پہنے۔	//

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۲۰۹۴	حضرت ابوبکر صدیق کے انتقال کے وقت حضرت عائشہ نے اشعار پڑھے	۶۲۶
	تمہید	۶۲۷
۲۰۹۵	مُحرم اگر فوت ہو جائے تو اسے اسی احرام میں ہی کفن دیا جائے۔	〃
۲۰۹۶،۲۰۹۷	ضرورت کی وجہ سے ایک کفن میں بھی دفن دیا جا سکتا ہے۔	۶۲۹
۲۰۹۸	حضرت امیر حمزہ اور مصعب بن عمیر کو پورا کفن نہیں دیا گیا۔	۶۳۱
۲۰۹۹	شہید کو اسی کے کپڑے میں کفن دیا جائے۔	۶۳۲
	باب، جنازہ کے ساتھ چلنا اور نماز ادا کرنے کے بیان میں۔	۶۳۳
الف	لَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا۔	۶۳۷
۲۱۰۰-۲۱۰۱	میت کو قبر میں جلد پہنچا دینا بہتر ہے	۶۳۸
۲۱۰۲-۲۱۰۳	جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہونا سنت نہیں ہے۔	۶۳۹
۲۱۰۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صریح حکم کے نازل ہونے کے بعد اہل کتاب کی مشابہت چھوڑ دیتے تھے۔	۶۴۰
۲۱۰۵	جنازے کے کندھوں سے اتارنے سے پہلے قبرستان میں مت بیٹھو۔	۶۴۱
۲۱۰۶	مسلمان کے جنازہ میں ثواب حاصل کرنے کے لیے چلنے کا ثواب اُحد پہاڑ جتنا ملتا ہے۔	۶۴۲
۲۱۰۷	شاہ نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی گئی۔	۶۴۳
〃	غائبانہ نماز جنازہ پڑھانا امتی کے لیے درست نہیں کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت تھی	
〃	نجاشی کا جنازہ حضور علیہ السلام کے سامنے حاضر کر دیا گیا۔	〃
۲۱۰۸	جنازہ کی نماز چار تکبیرات سے ادا کی جائے۔	۶۴۷
۲۱۰۹	دور فاروقی میں نماز جنازہ کی چار تکبیرات پر سب صحابہ کا اجماع واتفاق	۶۴۷
۲۱۱۰	صحابہ کرام خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق، حضرت علی اور حضرات حسنین نماز جنازہ کی چار تکبیرات پڑھاتے تھے۔	۶۴۹
۲۱۱۱	صحابہ نماز جنازہ میں قرآن کی کوئی سورت نہیں پڑھتے تھے۔	۶۵۰
	نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے خلوص سے دعا مانگو۔	〃
۲۱۱۲	نماز جنازہ کی تیسری تکبیر میں مروجہ دعا۔	۶۵۱
۲۱۱۳	جنازہ کی دوسری دعا	۶۵۲
۲۱۱۴	جنازہ کی ایک اور دعا	۶۵۳
۲۱۱۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنازہ میں یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے۔	۶۵۴
۲۱۱۶،۲۱۱۷	مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب نہیں ملتا۔	〃
۲۱۱۸-۲۱۱۹	امام میت کے سینہ کے برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔	۶۵۶

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۲۱۲۰	مسجد نبوی میں جھاڑو دینے والی عورت کی قبر پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز جنازہ پڑھی۔	۶۵۶
″	بار بار نماز جنازہ پڑھنے کا حکم	۶۵۷
۲۱۲۱	جنازہ پر اگر چالیس آدمی نماز پڑھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا رد نہیں فرمایا۔	۶۵۸
۲۱۲۲	کثرت سے نماز پڑھنے والے مسلمانوں کی دعا اللہ تعالیٰ میت کے حق میں قبول فرماتا ہے۔	″
۲۱۲۳	نماز جنازہ کی کم از کم تین تین صفیں بنائی جائیں۔	۶۵۹
۲۱۲۴	میت کے لیے کلمات تحسین کہنے سے اسے اجر و ثواب ملتا ہے۔	″
۲۱۲۵	جس مسلمان میت کی چار مسلمان شہادت دیں تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرماتا ہے۔	۶۶۱
۲۱۲۶	مسلمان مردہ کو بُرا کہنے کی ممانعت	″
۲۱۲۷	مردوں کی خوبیاں بیان کرنے کا حکم	۶۶۲
۲۱۲۸/۲۱۲۹	حضور علیہ السلام نے شہداء اُحد کی نماز جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ ادا فرمائی۔	۶۶۳
۲۱۳۰	غزوۂ اُحد میں حضرت حمزہ کو شہید کر کے مُثلہ کیا گیا اور سید الشہداء کا لقب عطا ہوا۔	″
۲۱۳۱	حضرت امیر حمزہ کی نماز جنازہ اور شہدائے احد کے جنازے۔	۶۶۴
۲۱۳۲	حضرت شداد بن الہاد کا جذبۂ جہاد اور شہادت	۶۶۵
۲۱۳۳	شہداء پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔	۶۶۷
۲۱۳۴،۳۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنازہ کے پیچھے چلتے تھے۔	″
۲۱۳۶	حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اژدحام کی وجہ سے ایک جنازہ میں آگے آگے چلے	۶۶۸
۲۱۳۷	فرشتے جنازہ کے آگے آگے چلتے ہیں۔	۶۶۹
۲۱۳۸	عورتیں زندہ اور مردہ دونوں کے لیے فتنہ ہیں اس لیے جنازہ کے ساتھ چلنے سے روک دی گئیں۔	″
۲۱۳۹/۲۱۴۰	حضرت ابن مسعود اور ان کے تمام شاگرد جنازہ کے پیچھے چلنے کو پسند کرتے تھے۔	۶۷۰
۲۱۴۱	سواری پر بھی جنازہ سے آگے نہ چلے۔	″
۲۱۴۲	جنازہ کے ساتھ سواری پر بیٹھ کر چلنے والوں کو شرم دلائی گئی۔	″
۲۱۴۳	تدفین کے بعد سوار ہو کر واپس آنا جائز ہے۔	۶۷۱
۲۱۴۴	نومولود مردہ بچہ کی نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔	″
۲۱۴۵	جنازہ کے چاروں طرف کندھا دینا سنت ہے۔	″
۲۱۴۶	جنازہ کے ساتھ چلنے کا ثواب ملتا ہے	۶۷۲
۲۱۴۷/۲۱۴۸/۲۱۴۹	جنازہ کے چاروں کونوں سے کندھا دینے سے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔	۶۷۳

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۲۱۵۰،۵۱	فوت شدہ مسلمان نابالغ بچوں کی نگرانی حضرت ابراہیم اور حضرت سارا جنت میں فرماتے ہیں۔	۶۷۴
۲۱۵۲	امام نماز جنازہ کے لیے تنہا اونچی جگہ کھڑا نہ ہو۔	۶۷۵
	باب ۱۱ مردوں کو دفن کرنے کا بیان	۶۷۶
	فَبَعَثَ اللهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْاَةَ اَخِيْهِ	۶۷۷
	تمہید	״
ب	ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ	۶۷۸
۲۱۵۳،۵۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور لحد تک کھودی گئی۔	۶۷۹
۲۱۵۵	مدینہ کی زمین سخت اور بغلی قبر کے قابل ہے۔	״
۲۱۵۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر اوپر سے کوہان نما تھی۔	۶۸۰
۲۱۵۷	حجرہ شریف میں شیخین کی قبریں بھی کوہان نما تھیں۔	״
۲۱۵۸	قبر کو بلاضرورت پختہ کرنا اور اس پر بیٹھنا منع ہے۔	״
۲۱۵۹	قبر پر بیٹھنے کا نقصان	۶۸۱
۲۱۶۰	تصویر اور اونچی قبر کو گرا دیا جائے	״
۲۱۶۱	قبروں پر قضاء حاجت اور نماز پڑھنے کی ممانعت	۶۸۲
۲۱۶۲	کم از کم قبر کمر کے برابر گہری کھودی جائے۔	״
۲۱۶۳	شہیدوں کو شہید ہونے کی جگہ پر دفن کیا جائے۔	۶۸۳

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۲۱۶۴	حضرت عائشہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر کی زیارت کی اور اشعار کہے	۶۸۴
۲۱۶۵،۶۶	میت کو قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے۔	۶۸۶
۲۱۶۷	میت کو قبلہ رخ قبر میں رکھا جائے	״
۲۱۶۸	رات کے وقت میت کو دفن کرنے کے لیے چراغ استعمال کیا گیا۔	״
۲۱۶۹	حضرت ابوبکر و عمر میت کو قبر میں قبلہ کی جانب سے اتارتے تھے۔	۶۸۷
۲۱۷۰	حضرت علی نے بھی یزید بن مکفف کو قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا	״
۲۱۷۱	حضرت ابن عباس نے نماز جنازہ چار تکبیرات کے ساتھ پڑھائی۔	״
۲۱۷۲	میت کو قبر میں اتارنے کے وقت کی دعا۔	״
۲۱۷۳ / ۲۱۷۴	دفن کے وقت عزیز و اقارب کا مٹی ڈالنا اور دعا کے الفاظ	۶۸۹
۲۱۷۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر پانی چھڑکا گیا	״
۲۱۷۶	قبروں پر چلنے کی ممانعت	״
۲۱۷۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کے سرہانے اپنے ہاتھوں سے پتھر نصب کیا۔	۶۹۰
۲۱۷۸	اگر قبر تیار نہ ہو تو جنازہ رکھ کر خاموشی کے ساتھ بیٹھنا سنت ہے۔	۶۹۱
۲۱۷۹	جس طرح زندہ کی ہڈی توڑنے سے	۶۹۲

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	اسے تکلیف ہوتی ہے، مردہ کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔	
۲۱۸۰	قبر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھنا منع ہے	۶۹۲
۲۱۸۱	حضرت ابوطلحہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی کی قبر میں اتر کر اسے دفن کیا۔	۶۹۳
۲۱۸۲	تدفین کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر ذکر تلاوت اور تلقین کہنا شروع ہے۔	۶۹۴
۲۱۸۳	میت کی تجہیز وتکفین میں دیر نہ کی جائے۔	〃
	باب، میت پر رونے کے بیان میں۔	۶۹۵
الف	وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۔ اَلَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ الخ	〃
ب	وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ الخ	〃
۲۱۸۴	حضور علیہ السلام اپنے فرزند ابراہیم کی موت پر رو دیئے۔	۶۹۶
۲۱۸۵	کسی کی موت پر بغیر نوحہ کے آنسوؤں کے ساتھ رونا نرم دلی کی نشانی ہے	〃
۲۱۸۶	حضرت زینب کے انتقال پر عورتوں کو نوحہ کے ساتھ رونے سے منع کیا گیا۔	۶۹۷
۲۱۸۷	کسی کے مرنے پر آنکھوں سے آنسو بہانے پر عذاب نہیں دیا جاتا۔	۶۹۸
۲۱۸۸	جس میت پر نوحہ کیا جائے قیامت کے دن اسے عذاب ہوگا۔	۶۹۹
۲۱۸۹	کسی مسلمان کے مرنے پر آسمان کے دروازے روتے ہیں۔	〃

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۲۱۹۰	میت پر تھپیڑ مارنے، بال نوچنے اور کپڑے پھاڑ کر بین کرنے والا ہم میں سے نہیں۔	۷۰۰
۲۱۹۱	میت پر جاہلیت کے دور کے کام کرنا جائز نہیں۔	〃
۲۱۹۲	میت کے غم میں نوحہ کرنے اور کپڑے پھاڑنے والے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بیزار ہیں۔	۷۰۱
۲۱۹۳	زمانہ جاہلیت کی چار خصلتیں میری امت میں باقی رہیں گی۔	۷۰۲
۲۱۹۴	نوحہ اور ماتم کرنے والے مردوں عورتوں پر لعنت۔	〃
۲۱۹۵	نوحہ اور ماتم کی وجہ سے شیطان گھر میں داخل ہوتا ہے۔	〃
۲۱۹۶	صرف آنسوؤں کے ساتھ بغیر بین اور نوحہ کے ساتھ رونا رحمت ہے	۷۰۳
۲۱۹۷	بین کرنے والی عورتیں جس جنازہ میں ہوں اس کے ساتھ شرکت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔	۷۰۴
۲۱۹۸	قبر کے پاس بیٹھ کر رونے والی عورت کو صبر کی تلقین۔	۷۰۵
۲۱۹۹	مصیبت پر صبر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جنت عطا فرماتا ہے	۷۰۶
۲۲۰۰	جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں تو وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا	〃
۲۲۰۱ ۲۲۰۲ ۲۲۰۳ ۲۲۰۴	جس کے دو یا ایک بچہ بھی مر گیا تو والدین کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائے گا۔	۷۰۷

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۲۲۰۵	جس کا حمل گر جائے یا ناقص بچہ پیدا ہو تو وہ بچہ بھی والدین کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائے گا۔	۷۱۰
۲۲۰۶	جس عورت کا کوئی بچہ بھی فوت نہ ہوا ہو تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اس کے شفیع ہوں گے۔	״
۲۲۰۷	مسلمانوں کے چھوٹے بچے والدین کو جنت میں لے جائیں گے۔	۷۱۱
۲۲۰۸	بچہ جنت کے دروازے پر والدین کا انتظار کرتا ہے۔	۷۱۲
۲۲۰۹	بچے کی موت پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنے والے کے لیے جنت میں بیت الحمد کے نام سے تیار کیا جاتا ہے	۷۱۳
۲۲۱۰	قریبی عزیز کے مرنے پر صبر کرنے والے کو ضرور جنت ملتی ہے۔	״
۲۲۱۱	دوسری دفعہ مصیبت یاد آنے پر بھی صبر کرنے والے کو پہلے کی طرح اجر و ثواب ملتا ہے۔	۷۱۴
۲۲۱۲	نعلین کا تسمہ ٹوٹ جانے کی تکلیف پر بھی اجر و ثواب ملتا ہے۔	״
۲۲۱۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی نعمت پر شکریہ اور تکلیف و مصیبت پر صبر کرتے ہیں۔	۷۱۵
۲۲۱۴	مسلمان ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوتا ہے۔	״
۲۲۱۵	کسی کی مصیبت پر تسلی دینے والے کو بھی اجر و ثواب ملتا ہے۔	۷۱۶
۲۲۱۶	مسلمان کی تعزیت کرنے والے کو جنتی لباس پہنایا جائے گا	״
۲۲۱۷	نوحہ اور بین کر کے میت پر رونے والی عورتوں کے منہ میں مٹی ڈال دو	۷۱۷
۲۲۱۸	حضرت جعفر کی شہادت کے وقت ان کے گھر والوں کو کھانا کھلایا گیا۔	۷۱۸
۲۲۱۹	حضرت حسن مثنیٰ کی بیوی ایک سال تک ان کی قبر پر بیٹھی رہی اور ہاتف غیبی کی ندا۔	״
	باب: زیارت قبور کی اجازت، فضیلت اور آداب کا بیان۔	۷۱۹
۲۲۲۰	زیارت قبور کی ممانعت کا حکم منسوخ کر دیا گیا۔	۷۲۲
۲۲۲۱	زیارت قبور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد تازہ کرتی ہے۔	۷۲۳
۲۲۲۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر خود بھی روئے اور صحابہ کو رلایا۔	۷۲۴
	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کر کے دولت ایمان سے سرفراز کیا گیا۔	״
۲۲۲۳	زیارت قبور کی دعا	۷۲۵
۲۲۲۴	قبرستان کے مردوں کو سلام کرنے کا طریقہ۔	״
۲۲۲۵	حضور علیہ السلام آخر شب میں جنت البقیع میں تشریف لے جاتے تھے۔	۷۲۶
۲۲۲۶	حضور علیہ السلام اہل قبور سے مخاطب ہوئے	۷۲۷
۲۲۲۷	ہفتے میں کسی ایک دن والدین کی قبر کی زیارت	״

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کرنے والے کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔	
۲۲۲۸	زیارت قبور عورتوں کے لیے مکروہ ہے۔	۷۲۸
۲۲۲۹	حضرت عائشہ حضرت عمر کی تدفین کے بعد حضور علیہ السلام اور حضرت ابوبکر کی قبر پر چادر اوڑھ کر جاتی تھیں۔	〃
	کتاب الزکوٰۃ	۷۲۹
الف	وَآتُوا الزَّكٰوةَ	۷۳۰
ب	سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	〃
ج	وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ الخ	〃
۲۲۳۰	حضرت معاذ حاکم یمن اور انہیں نبوی ہدایات۔	〃
۲۲۳۱	مال یتیم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔	۷۳۱
۲۲۳۲	نابالغ کے مال پر زکوٰۃ نہیں ہے	〃
۲۲۳۳	سونے چاندی کی زکوٰۃ نہ دینے والے کے لیے اس کا مال وبال جان بن جائے گا۔	〃
۲۲۳۴	اونٹ گائے بکریاں بقدر نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ نہ دینے والے کو جانور روندیں گے۔	۷۳۶
۲۲۳۵/۲۲۳۶	زکوٰۃ نہ دینے والے مال کو قیامت کے دن گنجا سانپ بنا دیا جائے گا	۷۳۷
۲۲۳۷	قیامت کے دن دولت کو سانپ بنا کر گلے میں لٹکا دیا جائے گا۔	۷۳۸
۲۲۳۸	زکوٰۃ نہ دینے والا کفران نعمت	〃
	کرتا ہے۔	
۲۲۳۹	حضرت ابوبکر صدیق نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے ساتھ جنگ کی اور زکوٰۃ وصول کی۔	۷۴۰
۲۲۴۰	بغیر زکوٰۃ ادا کئے مال و دولت کو جمع کرنا برا خزانہ ہے۔	۷۴۱
۲۲۴۱	عاملین زکوٰۃ کو خوش خوش واپس کیا کرو۔	۷۴۳
۲۲۴۲	عاملین زکوٰۃ کا زیادتی کرنے کے باوجود انہیں خوش رکھا جائے۔	〃
۲۲۴۳	عاملین زکوٰۃ اگرچن کر اچھے مال کی زکوٰۃ لیں۔	۷۴۴
۲۲۴۴	عاملین زکوٰۃ سے مال چھپانے کی ممانعت۔	۷۴۵
۲۲۴۵	زکوٰۃ وصول کرنے میں جلب اور جنب جائز نہیں۔	〃
۲۲۴۶	زکوٰۃ دینے والوں کے حق میں حضور دعا کرتے۔	〃
۲۲۴۷	عامل زکوٰۃ اگر کسی سے اپنے لیے تحفہ قبول کرے تو وہ مال زکوٰۃ کا ہی ہوگا۔	۷۴۶
۲۲۴۸	عامل اگر سوئی کے برابر بھی خیانت کرے تو اسے اس کی سزا بھگتنا پڑے گی۔	۷۴۸
۲۲۴۹	انصاف کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔	〃
۲۲۵۰	زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرط نصاب کا پورا ہونا اور سال کا گزرنا ہے۔	۷۵۰

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	باب، جن چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے	۷۵۱
الف	یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ	//
ب	وَاٰتُوْا حَقَّہٗ یَوْمَ حَصَادِہٖ	//
ج	وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ الخ	۷۵۲
۲۲۵۱	از خود سرسبز وشاداب زمین پر کل پیداوار کا دسواں حصہ زکوٰۃ ہے	۷۵۳
۲۲۵۲	دریا اور بارش کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین پر دسواں حصہ زکوٰۃ ہے	//
۲۲۵۳	حاکم یمن کی وصولی زکوٰۃ کے بارے میں ہدایت۔	۷۵۴
۲۲۵۴	زمین کی تمام پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے۔	//
۲۲۵۵	خوردو نوش کی تمام قسم کی چیزوں پہ زکوٰۃ ہے۔	//
۲۲۵۶	غلام اور گھوڑوں پر زکوٰۃ واجب نہیں۔	۷۵۵
۲۲۵۷	حاکم بحرین کے نام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصولی زکوٰۃ کے بارے میں ہدایت نامہ۔	۷۵۶
۲۲۵۸	اونٹوں کی زکوٰۃ کی تفصیل۔	۷۵۸
۲۲۵۹	اونٹوں کی زکوٰۃ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت	۷۵۹
۲۲۶۰	سواری کے گھوڑوں اور خدمت کے لیے غلاموں کی زکوٰۃ معاف کردی گئی	۷۶۳
۲۲۶۱	ہر بیس دینار پر پانچ درہم زکوٰۃ بنتی ہے۔	۷۶۵
۲۲۶۲	ہر چالیس درہم پر ایک درہم زکوٰۃ بنتی ہے۔	//
۲۲۶۳	چاندی کی مقدار دوسو درہم قیمت کو پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ ہے	۷۶۶
۲۲۶۴	ہر تیس بیل گائے کی زکوٰۃ پر ایک سالہ بچھڑا لیا جائے گا۔	۷۶۷
۲۲۶۵	گائے بیل کی تعداد اگر نصاب کو پہنچے تو زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔	//
۲۲۶۶	ہر چالیس اونٹوں پر دوسالہ اونٹنی زکوٰۃ میں واجب ہے۔	۷۶۸
۲۲۶۷ تا ۲۲۷۰	جو جانور کھیتی باڑی کے کام آئیں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔	//
۲۲۷۱	زمین کے پوشیدہ دفینے کان وغیرہ میں پانچواں حصہ زکوٰۃ واجب ہے	۷۶۹
۲۲۷۲	اچھا مال زکوٰۃ میں لینے والے عامل پر گناہ ہے۔	۷۷۰
۲۲۷۳	تخمینہ لگا کر زکوٰۃ وصول کرنے سے منع کیا گیا ہے۔	//
۲۲۷۴	شہد پر دسواں حصہ زکوٰۃ ہے	//
۲۲۷۵	عورتوں پر اپنے مال کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔	۷۷۱
۲۲۷۶	زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے قیامت کے دن عورتوں کو آگ کا زیور پہنایا جائے گا۔	//
۲۲۷۷	جہنم میں سے جانے کے لیے چاندی کی انگوٹھیاں ہی کافی ہیں۔	۷۷۲

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۲۲۷۸	جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز نہیں ہے۔	۷۷۲
۲۲۷۹	مال تجارت سے زکوٰۃ نکالنے کا حکم	۷۷۳
	باب صدقہ فطر کے وجوب کا بیان	〃
	تعالیٰ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی الخ	〃
۲۲۸۰	عید الفطر سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کی ترغیب۔	۷۷۴
۲۲۸۱	ہر مسلمان پر صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے	〃
۲۲۸۲	صدقہ فطر ہر چھوٹے بڑے، آزاد غلام کی طرف سے ادا کیا جائے گا	۷۷۵
۲۲۸۳	گیہوں دو مد کھجور ایک صاع زکوٰۃ میں دیتے جائیں۔	〃
۲۲۸۴	مسلمان اپنے ہر غلام چاہے کافر ہی ہو، کی طرف سے فطر ادا کرے۔	〃
۲۲۸۵	صدقہ فطر مالدار پر واجب ہے	۷۷۶
۲۲۸۶	صدقۂ فطر اسلام کا شرعی حق ہے	〃
۲۲۸۷	صدقہ فطر کے بارے میں منادی کی ندا	۷۷۷
۲۲۸۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صدقہ فطر میں دو دو مد گیہوں دیا کرتے تھے۔	〃
۲۲۸۹	صدقہ فطر سے مساکین کی خوراک کا انتظام ہوتا ہے۔	۷۷۸
	باب جنہیں زکوٰۃ اور صدقہ فطر لینا جائز نہیں۔	〃
الف	خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ	
ب	اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ۔	۷۷۹
۲۲۹۰	راستہ میں پڑی ہوئی کھجور صدقہ کے	〃

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	گمان سے نہ اٹھائی گئی۔	
۲۲۹۱	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے گئے کھانے کے متعلق آپ دریافت فرماتے صدقہ ہے یا ہدیہ۔	۷۷۹
۲۲۹۲	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ کی کھجوریں حضرت حسن کے منہ سے نکلوا دیں۔	۷۸۰
۲۲۹۳	صدقہ لوگوں کے اموال کے میل کچیل ہوتے ہیں۔	〃
۲۲۹۴	حضرت بریرہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے تین احکام معلوم ہوئے۔	۷۸۱
۲۲۹۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے۔	۷۸۲
۲۲۹۶	ادنیٰ چیز بھی اگر خدمت نبوی میں پیش کی جاتی تو آپ قبول فرماتے	〃
۲۲۹۷	حقیقی مسکین کون ہے؟	〃
۲۲۹۸	بنو ہاشم پر صدقہ جائز نہیں ہے۔	۷۸۳
۲۲۹۹	بغیر فقر و احتیاج کے سوال کرنا آگ کھانا ہے۔	۷۸۴
۲۳۰۰	زکوٰۃ میں نہ غنی کا حصہ ہے نہ قوی کا	〃
۲۳۰۱	اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو آٹھ حصوں پر مقرر فرمایا ہے۔	۷۸۶
۲۳۰۲	مستحقین میں سے جس کو زکوٰۃ دی جائے، ادا ہو جائے گی۔	۷۸۷
۲۳۰۳	تنگی کے باوجود جو سوال کرنے سے بچے اللہ تعالیٰ اسے غنی بنا دیتے ہیں۔	۷۸۸

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۲۳۰۴	زکوٰۃ مالداروں سے لے کر فقراء پر تقسیم کی جائے گی۔	۷۸۹
۲۳۰۵	حضرت نے عمر سے زکوٰۃ کا دودھ تقے کر دیا۔	۷۹۰
	باب، کن کو سوال کرنا ناجائز اور کن کو جائز ہے۔	۷۹۱
۲۳۰۶	قرض کی ادائیگی کے لیے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔	〃
۲۳۰۷	جس کے پاس ایک دن کا بھی کھانا ہو اسے سوال جائز نہیں۔	۷۹۲
۲۳۰۸	آدمی سوال کر کے اپنے چہرے کو زخمی کر لیتے ہیں۔	۷۹۳
۲۳۰۹	نیک لوگوں سے سوال کرنا بہتر ہے	۷۹۴
۲۳۱۰	جنگل سے لکڑی لا کر بیچنا سوال کرنے سے بہتر ہے۔	〃
۲۳۱۱	ایک انصاری صحابی کو جنگل کی لکڑی بیچنے کا حکم۔	۷۹۵
۲۳۱۲	مال جمع کرنے کے لیے سوال کرنا جہنم کی آگ جمع کرنا ہے۔	۷۹۶
۲۳۱۳	لوگوں سے سوال کرنے والے شخص کے چہرے پر قیامت کے دن گوشت نہیں رہے گا۔	〃
۲۳۱۴	مانگنے والے کے مال میں برکت نہیں ہوتی۔	۷۹۷
۲۳۱۵	اللہ تعالیٰ سے مانگنے والے کی حاجت بقدر کفایت جلد پوری ہو جاتی ہے	〃
۲۳۱۶	جو شخص لوگوں سے سوال نہ کرنے کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔	〃
۲۳۱۷	حضرت ابوذر اپنی سواری سے گری ہوئی چیز اتر کر خود پکڑتے تھے	۷۹۷
۲۳۱۸	مبارک جگہ اور مبارک دن میں صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنا چاہیئے۔	۷۹۸
۲۳۱۹	لوگوں سے اپنے آپ کو بے پرواہ کر لینا تونگری ہے۔	〃
۲۳۲۰	اوپر کا ہاتھ نیچے سے بہتر ہے۔	〃
۲۳۲۱	دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔	۷۹۹
۲۳۲۲	جو شخص سوال کرنے سے بچے اللہ تعالیٰ اسے بچائے گا۔	〃
۲۳۲۳	جو چیز بغیر طمع کے ملے اسے لے لو۔	۸۰۰
۲۳۲۴	وصولی زکوٰۃ کا معاوضہ دیا جائے تو لے لینا چاہیئے۔	〃
۲۳۲۵/۲۳۲۶	جس کسی نے تونگری کے باوجود سوال کیا وہ اپنے لیے انگارے جمع کرتا ہے۔	۸۰۱
	باب، سخاوت کی فضیلت اور بخل کی مذمت میں۔	۸۰۲
	وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ الخ	〃
۲۳۲۷/۲۳۲۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی ہو تو خرچ کر دوں۔	〃
۲۳۲۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بادآنے پر تھوڑا سا سونا بھی راہ خدا میں خرچ کر دیا۔	۸۰۳

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۲۲۳۰	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ کو اشرفیاں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔	۸۰۴
۲۲۳۱	راہ خدا میں خرچ کرنے والے کے لیے فرشتے دعا کرتے ہیں۔	۸۰۵
۲۲۳۲	زمین کی پیداوار کا ایک تہائی حصہ خرچ کرنے والے کی زمین کو اللہ تعالیٰ بارش کے پانی سے سیراب کرتا ہے	〃
۲۲۳۳	اللہ کی راہ میں گن کر خرچ کرنے والے کا مال روک دیا جاتا ہے۔	۸۰۶
۲۲۳۴	راہ خدا میں خرچ کرنا مالی نعمت کا شکر ادا کرتا ہے۔	〃
۲۲۳۵	اللہ کی راہ میں خرچ کرتے والا اللہ تعالیٰ سے افلاس کا اندیشہ نہ رکھے۔	۸۰۷
۲۲۳۶	ضرورت سے زائد مال خرچ کرنا بہتر ہے۔	〃
۲۲۳۷	بیماری یا موت سے پہلے صدقہ دینے میں جلدی کرو۔	۸۰۸
۲۲۳۸	بخیل اور سخی کی مثال	〃
۲۲۳۹	موت کے وقت صدقہ وخیرات کرنے والے کی مثال۔	〃
۲۲۴۰	سخاوت جنت کے درخت کی مانند ہے۔	۸۰۹
۲۲۴۱	بخل نے پہلی قوموں کو ہلاک کر دیا۔	〃
۲۲۴۲	ضرورت سے زائد مال جمع کرنے والے سخت نقصان میں ہیں۔	۸۱۰
۲۲۴۳	تین آدمیوں کے پاس فرشتہ بطور امتحان آیا۔	〃

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۲۲۴۴	فقیر کو نہ دینے کی وجہ سے حضرت ام سلمہ کے گھر کا گوشت پتھر بن گیا۔	۸۱۳
۲۲۴۵	آدمی خیرات دینے کے لیے نکلے تو لینے والا کوئی نہ ہوگا۔	۸۱۴
۲۲۴۶	صحت کی حالت میں جمع کئے ہوئے مال کو خرچ کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔	۸۱۵
۲۲۴۷	زندگی میں ایک درہم خیرات کرنا مرتے وقت سو درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے۔	〃
۲۲۴۸	سخی اللہ تعالیٰ اور جنت سے قریب ہے۔	〃
۲۲۴۹	امہات المومنین میں جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہوں گے۔ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بعد وصال پہلے ملاقات کرلے گی۔	۸۱۶
۲۲۵۰	مومن میں بخل اور بد اخلاقی جمع نہیں ہوتی۔	〃
۲۲۵۱	جنت میں دغا باز اور بخیل اور احسان جتانے والا داخل نہ ہوگا۔	〃
۲۲۵۲	انسان میں دو خصلتیں بدترین ہیں	۸۱۷
۲۲۵۳	اللہ تعالیٰ کے نام پر نہ دینے والا برا شخص ہے	〃
۲۲۵۴	ایک شخص تین رات اندھیرے میں خیرات کرتا رہا۔	۸۱۸
۲۲۵۵	اگر فقیر کو دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو معمولی چیز ہی خیرات کر دے	۸۱۹
	باب، صدقہ وخیرات کرنے کی	۸۲۰

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	فضیلت کے بیان میں۔	
الف	وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ	۸۲۰
ب	وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ الخ۔	"
۲۳۵۶	مال میں زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی حقوق ہیں۔	"
۲۳۵۷	حلال مال کی خیرات اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔	۸۲۱
۲۳۵۸	صدقہ وخیرات کرنے کا ثواب کئی گنا ملتا ہے۔	
۲۳۵۹	خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا	۸۲۲
۲۳۶۰	حضرت ابوبکر صدیق جنت کے ہر دروازہ سے جنت میں داخل ہوں گے۔	"
۲۳۶۱	جو شخص دو چیزیں خرچ کرے جنت کے دربان اس کا استقبال کریں گے۔	۸۲۳
۲۳۶۲	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت۔	"
۲۳۶۳	پڑوسن کے حقیر تحفہ پر حقارت نہ کرو۔	۸۲۴
۲۳۶۴	ہر نیکی خیرات کا ثواب رکھتی ہے۔	"
۲۳۶۵	مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی نیکی ہے۔	۸۲۵
۲۳۶۶	ہر نیک کام پر ثواب ملتا ہے۔	"
۲۳۶۷	کسی مسلمان کو برائی سے منع کرنا بھی صدقہ ہے۔	"
۲۳۶۸	صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر حکم کی تعمیل کرتے تھے۔	"
۲۳۶۹	مسلمان بھائی کو برائی سے بچانا بھی صدقہ ہے۔	۸۲۷
۲۳۷۰	انسان کے بدن کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ کرنے کا حکم ہے۔	۸۲۸
۲۳۷۱	انسان کے جسم کے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔	"
۲۳۷۲	مسلمان کی بخشش	۸۲۹
۲۳۷۳	راستہ میں تکلیف دینے والے درخت کو کاٹ دیا گیا۔	"
۲۳۷۴	مسلمان کے راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینے کا بڑا فائدہ ہے۔	۸۳۰
۲۳۷۵	ہر نیک کام کے کرنے پر ثواب اور برے کام سے روکنے پر ثواب ملتا ہے۔	"
۲۳۷۶	جس قدر نیک کام ہو سکے کرنا بہتر ہے۔	"
۲۳۷۷	کسی کھیتی سے انسان، پرندہ اور جانور کھالیں تو یہ بھی صدقہ ہے	۸۳۱
۲۳۷۸	بنجر زمین کو آباد کرنا صدقہ اور ثواب ہے۔	"
۲۳۷۹	بہترین صدقہ کیا ہے	"
۲۳۸۰	دودھ دینے والا عاریتاً دینا بھی صدقہ ہے۔	۸۳۲
۲۳۸۱	بدکار عورت کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے بخشی گئی۔	"
۲۳۸۲ ۲۳۸۳	ایک عورت کو بلی قید کرنے کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیا گیا۔	۸۳۳
۲۳۸۴	اللہ کی عبادت، کھانا کھلانا اور سلام	۸۳۴

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کرنے کا ثواب	
۲۳۸۵	صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔	۸۳۴
۲۳۸۶	قیامت کے دن مسلمان کا صدقہ سایہ کا کام دے گا۔	//
۲۳۸۷	راہ خدا میں خرچ کی ہوئی چیز اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہوتی ہے۔	۸۳۵
۲۳۸۸	تین قسم کے آدمیوں سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے۔	//
۲۳۸۹	تین قسم کے آدمیوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں	//
۲۳۹۰	اپنے دائیں ہاتھ سے چھپا کر صدقہ دینا بہتر ہے۔	۸۳۶
۲۳۹۱ / ۲۳۹۲	اللہ کی راہ میں کپڑے پہنانے والے کو جنت میں سبز لباس پہنایا جائے گا۔	۸۳۷
۲۳۹۳	حضرت سعد نے اپنی ماں کے نام کا کنواں کھدوایا۔	۸۳۸
۲۳۹۴	جو شخص اہل وعیال کرنے میں وسعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے مال میں وسعت کر دے گا۔	//
	باب: بہترین صدقہ کے بیان میں۔	۸۳۹
۲۳۹۵	بہترین مال وہ ہے جو خیرات ضرورت سے زائد مال سے دی جائے۔	//
۲۳۹۶	بہترین خیرات وہ ہے کہ غریب آدمی اپنی وسعت کے لحاظ سے دے۔	//
۲۳۹۷	بہترین خیرات بھوکے کو کھانا کھلانا ہے۔	//
۲۳۹۸	بہترین دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا ہے۔	۸۴۰
۲۳۹۹	اپنا مال پہلے اپنی ذات، اولاد، بیوی پر خرچ کرو۔ بعد میں دوسروں پر خرچ کرو۔	//
۲۴۰۰	جو شخص اپنے اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے مال خرچ کرے۔	۸۴۱
۲۴۰۱	انسان اپنے مال کو کئی طریقوں سے خرچ کرتا ہے۔	//
۲۴۰۲	اپنی اولاد پر مال خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔	//
۲۴۰۳	صلہ رحمی کا ثواب خیرات کرنے سے بڑھ کر ہے۔	//
۲۴۰۴	قرابت دار کو خیرات دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے۔	۸۴۲
۲۴۰۵	حضرت ابوطلحہ نے اپنی کھجوروں کا باغ صدقہ کر دیا۔	//
۲۴۰۶	حضرت رابطہ اپنی روزانہ کی کمائی سے اپنے شوہر اور بچوں پر خرچ کرتی تھیں۔	۸۴۳
۲۴۰۷	جس پڑوسی کا دروازہ زیادہ قریب ہو، تحفہ اسے دیا جائے۔	۸۴۴
۲۴۰۸	سالن کی صورت میں پڑوسی کو تحفہ دو	۸۴۵
۲۴۰۹	سب سے بہتر شخص	//
۲۴۱۰	اگر کوئی تمہارے ساتھ نیکی کرے تو اسے دعا دو۔	۸۴۶
۲۴۱۱	اللہ کا واسطہ دے کر دنیا کی کوئی چیز نہیں مانگنا چاہیئے۔	۸۴۷

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۲۴۱۲	سائل کا ہاتھ خالی نہ لوٹایا جائے۔	۸۴۷
	باب، شوہر کے مال سے بیوی کا خیرات کرنا۔	۸۴۸
۲۴۱۳	عورت گھر کے کھانے سے خیرات کرے تو اسے ثواب ملتا ہے۔	//
۲۴۱۴	عورت شوہر کی اجازت کے بغیر خیرات کرے تو اسے نصف ثواب ملے گا	۸۴۹
۲۴۱۵	عورت شوہر کی اجازت کے بغیر خیرات نہ کرے۔	//
۲۴۱۶	عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر خیرات کرنا بھی جائز ہے۔	//
۲۴۱۷/۲۴۱۸	مالک کی اجازت سے اگر خادم خیرات کرے تو اسے بھی ثواب ملے گا۔	۸۵۰
۲۴۱۹	فوت شدہ والدین کی طرف سے اگر صدقہ کیا جائے تو انہیں ثواب پہنچتا ہے۔	۸۵۱
۲۴۲۰	اپنی خیرات واپس مانگنے والا قے کر کے چاٹنے والے کی طرح ہے۔	۸۵۲
۲۴۲۱	وراثت میں ہدیہ کی ہوئی چیز واپس مل جائے تو لینی جائز ہے۔	//
۲۴۲۲/۲۴۲۳	ولی میت کے ہر قضا روزہ کے بدلے غریب کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔	۸۵۳
۲۴۲۴	فوت شدہ ماں کی طرف سے حج کیا جائے تو اسے ثواب پہنچتا ہے۔	//
	کتاب الصوم	۸۵۵
الف	یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ الخ	//
ب	شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ الخ	۸۵۶
۲۴۲۵	ماہ رمضان میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔	//
۲۴۲۶	ماہ رمضان کی پہلی رات سے ہی شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔	//
۲۴۲۷	رمضان شریف کے روزے مسلمانوں پر فرض کئے گئے ہیں۔	۸۵۷
۲۴۲۸	اس مہینہ کو غنیمت سمجھو، کیونکہ اس کی ایک رات ہزار مہینہ سے بہتر ہے	۸۵۸
۲۴۲۹	استقبال رمضان کے خطبۂ نبوی	//
۲۴۳۰	باب الریان سے صرف روزہ دار ہی داخل جنت ہوں گے۔	۸۵۹
۲۴۳۱	جس نے عقیدت اور ایمان کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔	۸۶۰
۲۴۳۲	روزہ میرے لیے ہے اور اس کی جزا میں ہی دوں گا۔	//
//	روزہ دار کے منہ کی خوشبو۔	
۲۴۳۳	روزے اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے۔	۸۶۲
۲۴۳۴	ماہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قیدیوں کو چھوڑ دیتے تھے۔	۸۶۳
۲۴۳۵	جنت رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے۔	//
۲۴۳۶	امت محمدیہ کی بخشش رمضان کی آخری رات میں کر دی جاتی ہے	//
	باب، چاند دیکھنے کا بیان	۸۶۴

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ الخ	۸۶۴
۲۴۳۷	ماہ رمضان کا چاند دیکھنے تک روزہ نہ رکھو۔	//
۲۴۳۸	شعبان کی انتیس تاریخ کو چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کرو	۸۶۵
۲۴۳۹	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شعبان کی تاریخوں کو خوب یاد کرتے تھے۔	۸۶۶
۲۴۴۰	رمضان شریف کو چاند دیکھنے کے ساتھ موقوف کیا گیا ہے۔	//
۲۴۴۱	اسلامی مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے	۸۶۷
۲۴۴۲	عید کے دو مہینے	۸۶۸
۲۴۴۳	رمضان کے ایک یا دو دن قبل روزہ نہ رکھا جائے۔	//
۲۴۴۴	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان میں مسلسل روزے سے رہتے۔	۸۶۹
۲۴۴۵	شعبان کے دنوں کو رمضان کے واسطے شمار کرو۔	۸۷۰
۲۴۴۶	رویت ہلال پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابی سے گواہی طلب کی	//
۲۴۴۷	ایک صحابی کے چاند دیکھنے پر روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔	۸۷۱
	باب، روزے کے متفرق مسائل	۸۷۲
	كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔	//
۲۴۴۸	سحری کھانے میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے۔	//
۲۴۴۹	سحری بابرکت کھانا ہے۔	۸۷۳

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۲۴۵۰	ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کھانے کا ہے۔	۸۷۳
۲۴۵۱	مسلمان کی بہترین سحری کھجور ہے۔	//
۲۴۵۲	جب تک لوگ افطار میں جلدی کریں گے بھلائی میں رہیں گے۔	//
۲۴۵۳	افطار میں جلدی کرنے والے اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں۔	//
۲۴۵۴	دین غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے	۸۷۴
۲۴۵۵	دو صحابی نیکیوں پر حریص۔	//
۲۴۵۶	فجر کی اذان سن کر جو کھا رہا ہو وہ اپنی حاجت پوری کرے۔	//
۲۴۵۷	روزہ افطار کرنے کا وقت	۸۷۵
۲۴۵۸	امت کو صوم وصال رکھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔	//
۲۴۵۹	دسویں محرم کے روزہ کی ترغیب	۸۷۶
۲۴۶۰	کھجور کے ساتھ افطار کرنے میں برکت رکھی گئی ہے۔	۸۷۷
۲۴۶۱	تازہ کھجور نہ ہو تو خشک کھجور سے یا پانی سے روزہ افطار کیا جائے۔	//
۲۴۶۲	روزہ افطار کرنے کا ثواب	//
۲۴۶۳	روزہ افطار کرنے کے بعد حضور علیہ السلام یہ دعا پڑھتے تھے۔	۸۷۹
۲۴۶۴	افطاری کی دوسری دعا۔	//
	باب ان چیزوں سے روزہ بچانا ضروری ہے۔	//
	أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَائِكُمْ الخ	//

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۲۲۶۵	چھوٹے اور بڑے شخص کے روزہ کی اللہ کو کوئی حاجت نہیں۔	۸۸۰
۲۲۶۶	کتنے ہی روزہ دار بھوکے پیاسے رہتے ہیں۔	"
۲۲۶۷	روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینے کا حکم۔	۸۸۱
۲۲۶۸	ایک صحابی کو روزہ کی حالت میں بوسہ لینے کی اجازت اور دوسرے کو منع کیا گیا۔	"
۲۲۶۹	غسل کی حاجت کے وقت روزہ رکھنے کی اجازت۔	"
۲۲۷۰	روزہ کی حالت میں پچھنا لگانا	۸۸۲
۲۲۷۱	تین چیزیں روزہ کو نہیں توڑتیں	"
۲۲۷۲	روزہ دار کے لیے پچھنا لگانا جائز ہے۔	۸۸۳
۲۲۷۳	بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔	"
۲۲۷۴	روزہ کی حالت میں بیوی سے جماع کرنے کا کفارہ۔	۸۸۴
۲۲۷۵	خود بخود قے کا غلبہ ہونے کی صورت میں روزہ کی قضا نہیں ہے۔	۸۸۶
۲۲۷۶	روزہ کی حالت میں مسواک کی اجازت	۸۸۷
۲۲۷۷	روزہ دار کے بہترین کاموں میں مسواک کرنا ہے۔	
۲۲۷۸ / ۲۲۷۹	روزہ کی حالت میں سرمہ لگانے کی اجازت۔	۸۸۸
۲۲۸۲	روزہ کی حالت میں سر پر پانی ڈالنا	۸۸۹
۲۲۸۳	ساری عمر کے روزے بھی رمضان کے ایک روزہ کا بدل نہیں ہو سکتے۔	"
۲۲۸۴	کلی کرنے کے بعد منہ کی تری نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔	۸۹۰
	باب، مسافر کے روزوں کے بیان میں	۸۹۱
	وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ۔	"
۲۲۸۵	سفر کی حالت میں روزہ رکھنے اور افطار دونوں کی اجازت ہے۔	"
۲۲۸۶	مجاہدین میں سے بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے روزہ نہ رکھا۔	"
۲۲۸۷	سفر میں جنہوں نے روزہ نہ رکھا وہ روزہ دار مجاہدین سے زیادہ ثواب لے گئے۔	۸۹۲
۲۲۸۸	مکہ مکرمہ کے سفر کے دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزہ توڑ دیا۔	"
۲۲۸۹	سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت۔	۸۹۳
۲۲۹۰	مسافر، دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کے لیے روزہ نہ رکھنے کی اجازت، بعد رمضان قضا کریں۔	۸۹۴
۲۲۹۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ستو والے پانی کے ساتھ روزہ افطار کیا۔	"
۲۲۹۲	سخت گرمی کی حالت صحابہ نے سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھا۔	۸۹۵
۲۲۹۳ / ۲۲۹۴	مسافر کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ روزہ رکھے۔	"
۲۲۹۵	سفر کی حالت میں روزہ رکھنے اور چھوڑنے	"

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کی اجازت ہے۔	
۲۴۹۶	حضرت عائشہ گرمی کے باوجود سفر میں روزہ رکھا کرتی تھیں۔	۸۹۶
۲۴۹۷	آرام دہ سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت	″
	باب، قضاء روزوں کا بیان	۸۹۷
الف	وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى	″
ب	فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔	″
۲۴۹۸	فوت شدہ روزوں کی قضا کا حکم	۸۹۸
۲۴۹۹	عورت کے لیے جائز نہیں کہ شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے۔	″
۲۵۰۰	حائضہ کے روزہ قضا کرنے اور نماز قضاء نہ کرنے میں حکمت۔	۸۹۹
۲۵۰۱	فوت شدہ کے ہر روزہ کی قضاء کے بدلے فقیر کو دو وقت کا کھانا کھلایا جائے۔	″
۲۵۰۲	کسی دوسرے کی جانب سے نہ روزہ رکھا جا سکتا ہے نہ نماز ادا کی جا سکتی ہے۔	″
۲۵۰۳	فوت شدہ کے قضاء روزے کا فدیہ	۹۰۰
۲۵۰۴	کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔	″
	باب، نفل روزوں کے بیان میں	۹۰۱
	وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ الخ۔	″
۲۵۰۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی متواتر روزے رکھتے اور کبھی چھوڑ دیتے۔	″
۲۵۰۶	حضور علیہ السلام نے رمضان کے علاوہ کبھی پورے مہینہ کے روزے نہ رکھے۔	۹۰۲
۲۵۰۷ / ۲۵۰۸	رمضان کے علاوہ فضیلت والے روزے عاشوراء کے روزہ کی فضیلت۔	″
۲۵۰۹	عاشوراء کے روزہ کی وجہ تسمیہ	۹۰۳
۲۵۱۰	عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم	″
۲۵۱۱	رمضان کے روزوں کی وجہ سے عاشوراء کے روزہ کی فرضیت ساقط ہو گئی۔	۹۰۴
۲۵۱۲	عاشوراء کے ایک دن پہلے یا بعد بھی روزہ رکھا جائے۔	″
۲۵۱۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا۔	۹۰۵
۲۵۱۴	عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت	″
۲۵۱۵	چار موقعوں پہ روزے رکھنے کی فضیلت۔	″
۲۵۱۶	ایک آدمی نے پوچھا کہ آپ روزہ کس طرح رکھتے ہیں؟ اس طرح کے سوال پر حضور علیہ السلام ناراض ہوئے۔	۹۰۶
۲۵۱۷	ہر مہینے ایام بیض کے روزے رکھنے کا حکم	۹۰۸
۲۵۱۸	رمضان کے علاوہ روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔	″
۲۵۱۹	حضور علیہ السلام ایام بیض کے روزے نہیں چھوڑتے تھے۔	۹۰۹
۲۵۲۰	پیر کے روزہ کی فضیلت	″

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
۲۵۲۱	پیر اور جمعرات کا روزہ	۹۰۹
۲۵۲۲/۲۵۲۳	پیر اور جمعرات کے روزہ میں حکمت	۹۱۰
۲۵۲۴	رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے	//
۲۵۲۵	عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزے رکھنے کی ممانعت	//
۲۵۲۶/۲۵۲۷	ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں	۹۱۱
۲۵۲۸	حضور علیہ السّلام جمعہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔	//
۲۵۲۹	جمعہ کے روزہ کی فضیلت	۹۱۲
۲۵۳۰	جمعہ کی رات عبادت کے لیے مختص کیا کرو	//
۲۵۳۱	ایک روزہ رکھنے والا دوزخ سے ستر سال کے فاصلہ پر دور ہو جاتا ہے۔	۹۱۳
۲۵۳۲/۲۵۳۳	روزہ دار دوزخ سے دور ہو جاتا ہے	//
۲۵۳۴	صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت	//
۲۵۳۵	سردیوں کے روزے غنیمت ہیں	۹۱۴
۲۵۳۶	جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔	//
	باب، روزہ کے متفرق مسائل	۹۱۵
الف	وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ	//
ب	وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا۔	//
۲۵۳۷	نفلی روزہ توڑا جا سکتا ہے۔	۹۱۶
۲۵۳۸	حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے نفلی روزہ توڑ دیا۔	۹۱۷
۲۵۳۹/۲۵۴۰	نفلی روزہ اگر توڑ دیا جائے تو اس کی قضاء لازم ہے۔	۹۱۸
۲۵۴۱	حضرت انس نے عرفہ کے دن سخت پیاس	۹۱۹

حدیث نمبر	مضمون	صفحہ
	کی وجہ سے روزہ توڑا	
۲۵۴۲	حضرت ابن عباس نے جنابت کے ذریعے نفلی روزہ توڑا۔	۹۱۹
۲۵۴۳	ایک دعوت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کا نفلی روزہ تڑوایا	//
۲۵۴۴	روزہ دار کے سامنے کھانا، فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں۔	۹۲۰
۲۵۴۵/۲۵۴۶	روزہ دار کی ہڈیاں بھی تسبیح کرتی ہیں۔	۹۲۱
	باب، شب قدر کی فضیلت	۹۲۲
	اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ الخ	//
۲۵۴۶	شب قدر ہر سال رمضان میں ہوا کرتی ہے۔	//
۲۵۴۷	ابتداء رمضان یا انتہاء رمضان یا جماعت نماز ادا کرنے والے کو شب قدر سے حصہ مل جاتا ہے۔	۹۲۳
۲۵۴۸	رمضان میں مغرب وعشا کی نماز با جماعت ادا کرنے والے کو شب قدر سے حصہ مل جاتا ہے	//
۲۵۴۹	رمضان میں عشاء با جماعت ادا کرنے والے کو شب قدر سے حصہ ملتا ہے	//
۲۵۵۰	شب قدر کا تعین اٹھا لیا گیا۔	//
۲۵۵۱	پورا سال راتوں میں عبادت کرنے والا شب قدر کو پالے گا۔	۹۲۴
۲۵۵۲/۲۵۵۳	رمضان کے آخری عشرے میں کثرت عبادت۔	۹۲۵
۲۵۵۴	شب قدر کی دعا۔	//
۲۵۵۵	شب قدر میں جبرئیل فرشتوں کی جماعت	//

حدیث	مضمون	صفحہ
	کے ساتھ اترتے ہیں۔	
	باب، اعتکاف کے بیان میں	۹۲۶
	وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ۔	//
۲۵۵۷	اعتکاف پانچ وقت کی نماز والی مسجد میں جائز ہے۔	۹۲۷
۲۵۵۸	جس مسجد میں امام و مؤذن ہوں وہاں اعتکاف درست ہے۔	//
۲۵۵۹	حضور علیہ السلام رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔	//
۲۵۶۰	عورت کے لیے گھر کے آخری کمرہ میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔	۹۲۸
۲۵۶۱	ماہ رمضان میں نبی علیہ السلام کی سخاوت بڑھ جاتی تھی۔	//

حدیث	مضمون	صفحہ
۲۵۶۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات والے سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔	۹۲۹
۲۵۶۳	حضور علیہ السلام حالت اعتکاف میں اپنا سر دھلواتے تھے۔	۹۳۰
۲۵۶۴	حضرت عمر فاروق نے مسجد حرام میں ایک دن کا اعتکاف کیا۔	//
۲۵۶۵	اعتکاف کی حالت میں بیمار کی بیمار پرسی کرنے کا طریقہ۔	۹۳۱
۲۵۶۶	معتکف کے لیے ہدایت	۹۳۲
۲۵۶۷	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ستون توبہ کے پاس چارپائی بچھائی جاتی۔	//
۲۵۶۸	معتکف اعتکاف کی حالت میں گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔	//

بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

یہ باب نماز کے بعد ذکر کرنے کے بارے میں

۳۱۹
۱ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ بَطَّالٍ فِيْ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ أَرَادَ بِهِ الْمُجَاهِدِيْنَ فَإِنْ كَانَ كَذٰلِكَ فَهُوَ إِلَى الْآنَ وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ وَهُوَ أَنَّ الْمُجَاهِدِيْنَ إِذَا صَلَّوا الْخَمْسَ فَيُسْتَحَبُّ لَهُمْ أَنْ يُكَبِّرُوْا جَهْرًا أَيْ يَرْفَعُوْنَ أَصْوَاتَهُمْ لِيُرْهِبُوا الْعَدُوَّ فَإِنْ لَمْ يُحْمَلْ عَلٰى ذٰلِكَ فَيَكُوْنُ مَنْسُوْخًا بِالْإِجْمَاعِ لِأَنَّهُ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْعُلَمَاءِ يَقُوْلُ بِهِ انْتَهٰى۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ اکبر کی آواز سننے سے مجھے اطلاع ہوتی تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

ابو الحسن ابن بطال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح بخاری میں اس حدیث کی اس طرح تاویل کی ہے کہ حدیث شریف میں فرض نماز کے بعد اللہ اکبر جہر سے کہنے کا جو ذکر ہے وہ ہر فرض نماز سے متعلق نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق جہاد کے موقع سے ہے، جب کہ مجاہدین ہر فرض نماز کے بعد اللہ اکبر جہر سے کہا کرتے تھے تاکہ کفار پر رعب طاری ہو، اگر اس حدیث سے یہی مراد ہے تو یہ عمل اب بھی جاری ہے کہ مجاہدین جب نماز پنجگانہ سے فارغ ہوں تو ان کے لیے مستحب ہے کہ وہ ہر فرض نماز کے بعد دشمن کو ڈرانے کے لیے آواز سے اللہ اکبر کہا کریں۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر اس کا تعلق مجاہدین کے ہر فرض نماز کے بعد جہر سے اللہ اکبر کہنے سے نہیں ہے بلکہ اس حدیث سے یہ مراد ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے ختم ہونے کے بعد جہر سے اللہ اکبر فرمایا کرتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کو ختم نماز کی علامت سمجھتے تھے، تو یہ عمل اب اجماع سے منسوخ ہے کیوں کہ ہم نے نماز کے ختم پر بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے کے قائل کسی عالم کو نہیں پایا۔

وَفِي الْبِنَايَةِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الرَّازِيُّ قَالَ مَشَايِخُنَا التَّكْبِيْرُ جَهْرًا فِيْ غَيْرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ لَا يُسَنُّ إِلَّا بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ

صاحب بنایہ نے امام ابوبکر رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء نے کہا ہے کہ ایام تشریق کے سوا دوسرے ایام میں

وَالْمُصُوْصِ وَقِيْلَ وَكَذَا فِي الْحَرِيْقِ وَالْمَخَاوِفِ كُلِّهَا اِنْتَهٰى۔

فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا مسنون نہیں ہے، بلکہ جہر سے اللہ اکبر کہنے کے مواقع یہ ہیں۔ جب کہ دشمنوں کے مقابل ہوں یا ڈاکوؤں کے مقابل ہوں یا آگ لگی ہو، اور ایسے ہی تمام خوف اور دہشت کے موقعوں پر جہر سے کہنا مسنون ہے ۱۲۔

ف:۔ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مفہوم اور دلالت کے اعتبار سے جماعت کے بعد ذکر بالجہر کے جواز اور اس کے مسنون و مستحب ہونے پر بالکل واضح دلیل ہے، یاد رکھیئے جب کوئی مسئلہ، حدیث سے ثابت ہو اور اس کے معارض اور مخالف، کتاب وسنت میں کوئی دلیل قطعی نہ ہو تو ایسی صورت میں اس حدیث پر عمل کرنا ہی صحیح ہے مذکورہ بالا حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیان کردہ ہے، اور الفاظ حدیث میں یہ بھی مذکور نہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہاد کے مواقع پر یا ایام تشریق میں یا دشمنوں کے مقابلہ میں نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے بلکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے الفاظ تو یہ ہیں كُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مجھے تکبیر کی آواز سننے سے معلوم ہو جاتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے ہیں۔

ابن بطال نے جو تاویل کی ہے وہ حدیث صحیح اور صریح کے خلاف ہے۔ اس لیے ان کی رائے کو چھوڑ کر قول صحابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کیا جائے گا۔ ہمارے بلاد خصوصًا پاکستان اور ہندوستان کے تقریبًا تمام شہروں اور دیہات میں ہر نماز کے بعد نمازی حضرات جو ذکر بالجہر لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے ہیں۔ اسی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دلیل لیتے ہیں۔

مانعین ومنکرین ذکر بالجہر، نماز کے بعد ذکر کو بدعت اور دوسروں کی نماز میں خلل انداز شور واقع ہونا قرار دیتے ہیں جیسے زور و شور کے ساتھ ذکر کی ممانعت پر حکم لگاتے ہیں اور ذکر کرنے والے کو بدعتی قرار دیتے ہیں

یہ ان کا غلط اور نادرست عمل ہے

کیونکہ قول صحابی بدعت کو مانع ہے اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل مبارک کو بدعت قرار دینا بجائے خود بدعت سئیہ، دیگر صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ بدعتی ہونے کا اطلاق ہوگا۔ اور حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریعی حیثیت سے بھی اختلاف کیا گیا۔ ابن بطال اور دوسرے محدثین نے جو شبہات ظاہر کئے ہیں۔ ان کا مفصل اور مدلل جواب مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے اپنی کتاب "ذکر بالجہر"، اور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جاء الحق میں دیا ہے۔

۹۳۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِهٖ يَقُوْلُ بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰى "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهٗ

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (فرض) نماز کے سلام پھیرنے کے بعد (تعلیمًا) یہ دعا بلند آواز سے فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ"

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، سارا اقتدار اعلیٰ اسی کا ہے اور اسی کے لیے سب تعریف ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے، گناہوں سے باز رہنا اور نیکیاں کرنا بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد کے نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس لیے ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، سب نعمتیں اسی کی دی ہوئی ہیں سب سے زیادہ فضیلت اسی کو ہے، جتنی بہترین تعریفیں ہیں سب اسی کو سزاوار ہیں (پھر ہم کہتے ہیں کہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس لیے ہم اسی کی اطاعت و عبادت اخلاص سے کرتے ہیں، ہمارا یہ اخلاص گو کافروں کو برا ہی کیوں نہ لگے۔

(مسلم شریف)

وَفِي الْاُمِّ حُمِلَ ذٰلِكَ عَلٰى سَبِيْلِ التَّعْلِيْمِ فَاِنْ حَصَلَ التَّعْلِيْمُ اَمْسَكَ كَذَا فِي الْمِرْقَاتِ۔

وَقَالَ فِي الْمَدْخَلِ وَلْيَحْذَرُوْا جَمِيْعًا مِّنَ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ عِنْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ كَانَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْبِدَعِ اِنْتَهٰى

١٣٣ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس وقت کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ رات کے آخری نصف کے درمیانی وقت کی دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے ایسا ہی فرض نمازوں کے بعد کی دُعا بھی بہت مقبول ہوتی ہے (ترمذی)

١٣٤ وَعَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ اِنْحَرَفَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَدَعَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِي الْمُصَنَّفِ وَيُؤَيِّدُهُ مَا رَوَاهُ ابْنُ السُّنِّيِّ فِيْ كِتَابِ

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز فجر ادا کی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام پھیرا تو پلٹ گئے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا فرمائی اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے

عَمَلِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ بَسَطَ كَفَّيْهِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثُمَّ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ إِلٰهِيْ وَإِلٰهَ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَإِلٰهَ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَإِسْرَافِيْلَ أَسْئَلُكَ أَنْ تَسْتَجِيْبَ دَعْوَتِيْ فَإِنِّيْ مُضْطَرٌّ وَتَعْصِمَنِيْ فِيْ دِيْنِيْ فَإِنِّيْ مُبْتَلًى وَتَنَالَنِيْ بِرَحْمَتِكَ فَإِنِّيْ مُذْنِبٌ وَتَنْفِيَ عَنِّي الْفَقْرَ فَإِنِّيْ مُتَمَسْكِنٌ" إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَّا يَرُدَّ يَدَيْهِ خَائِبَيْنِ۔

مصنف میں کی ہے۔

اور اس حدیث کی تائید ابن سنی کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کی روایت انھوں نے کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بندہ ہر (فرض) نماز کے بعد دونوں ہاتھ پھیلا کر یوں دعاء کرتا ہے اے اللہ! میرے معبود! حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب علیہم السلام کے معبود! جبرئیل و میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے معبود! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ میری دُعا قبول فرمائیں، اس لیے کہ میں بے قراری اور پریشانی کی حالت میں دُعا کر رہا ہوں، اور میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ میرے دین کی حفاظت فرمائیں اس لیے کہ میں آزمائش میں پھنسا ہوا ہوں اور میں یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی رحمت سے میرے گناہوں کو معاف فرما دیجئے اس لیے کہ میں گناہگار ہوں اور میری یہ بھی عرض ہے کہ آپ میری محتاجی کو دور فرما دیں، اس لیے کہ میں محتاج و تنگ دست ہوں تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ ایسے شخص کی دعاء کو قبول فرما لیں اور اس کے ہاتھوں کو ناکام نہ لوٹائیں۔

فَثَبَتَ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ الدُّعَاءُ وَرَفْعُ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ الْمَفْرُوْضَةِ عَنْ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَأُسْوَةِ الْأَتْقِيَاءِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا لَا يَخْفٰى عَلَى الْعُلَمَاءِ الْأَذْكِيَاءِ قَالَهٗ مَوْلَانَا عَبْدُ الْحَيِّ اللَّكْنَوِيُّ فِيْ فَتَاوَاهُ۔

مولانا عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ ان احادیث سے فرض نماز کے بعد دُعا کرنا اور دعاء میں دونوں ہاتھوں کا اٹھانا، یہ دونوں باتیں سید الانبیاء اور پیشوائے اتقیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں جو علماء اذکیاء پر مخفی نہیں۔

ف تمام فرض نمازوں کے بعد اپنے پروردگار سے خشوع و خضوع کے ساتھ دیر تک دعائیں کرنا اس حدیث سے ثابت ہے اور اہل ایمان کے ساتھ مل کر باجماعت دعا کرنا زیادہ مؤثر اور باعث قبولیت ہے۔ حدیث پاک میں ہے "اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ"، دعا مؤمن کا ہتھیار ہے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اکثر مسلمان بھائی جو اپنے آپ کو پڑھا لکھا تصور کرتے

ہیں، مساجد میں۔ جمع ہو کر نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ مگر نمازوں کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کے لیے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنے میں ہچکچاتے ہیں بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ دعا کی کیا ضرورت ہے؟ نماز خود ہی دعا ہے۔ بدنصیبی یہ بھی ہے کہ بلاد عرب خصوصاً بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی شریف کے آئمہ حضرات نماز کے بعد دعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھاتے

احادیث میں صاف اور صریح طور پر لکھا ہے کہ "دعا مؤمن کا ہتھیار ہے"، اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔ دعا عبادت کا نچوڑ ہے۔ اور جماعت کے بارے میں فرمایا یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَةِ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔
سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ حدیث ترمذی شریف میں موجود ہے "کہ تقدیر معلق کو دنیا کی کوئی چیز نہیں بدل سکتی مگر دعا اور عمر کو کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی مگر نیکی۔
ایک اور حدیث پاک میں فرمایا "جو شخص بے پروائی اور غرور سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لیے ہاتھ نہیں پھیلاتا، اللہ تعالیٰ اس پر اپنا غضب نازل فرماتا ہے۔ صحاح ستہ اور حدیث کی معتبر کتابوں میں متواتر احادیث موجود ہیں جو دعا کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں۔

جب کوئی بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے، فرائض، واجبات، سنن و مستحبات کی پابندی کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی عملی تصویر بن جاتا ہے۔ اور صدق دل سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سکھلائی ہوئی دعاؤں کو پڑھتا ہے۔ شب و روز اپنی زندگی کو اطاعت و فرمانبرداری میں لگا لیتا ہے تو پھر وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور انعامات کے نزول کا مرکز بن جاتا ہے۔ سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کرتے تھے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث ۱۳۲۲ سے ثابت ہے اور دعا مانگنے کی ترغیب و تعلیم دیا کرتے تھے۔

۱۳۲۳ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔"

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جن فرضوں کے بعد سنتیں ہوتی ہیں) ان کا سلام پھیرتے تو تھوڑی دیر یہ دعا پڑھنے کی مقدار بیٹھتے (اے اللہ آپ تمام عیوب اور نقصانوں سے پاک و سالم ہیں اور تمام بندوں کو بلیات و آفات سے سلامت رکھتے ہیں، آپ بہت برکت والے ہیں اے وہ پاک ذات! عظمت و جلال کے آپ ہی مستحق ہیں) بیٹھنے کی مقدار بیٹھتے (پھر مختصر دعا فرماتے اور سنتوں کے لیے کھڑے ہو جاتے)، (مسلم)

۱۳۲۴ وَعَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا إِمَامٌ لَنَا يُكْنٰى أَبَا رِمْثَةَ قَالَ صَلَّيْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

ازرق بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جب ایک امام نے نماز پڑھائی جنھیں ابو رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جاتا تھا حضرت ازرق کا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ يَقُوْمَانِ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَكَانَ رَجُلٌ قَدْ شَهِدَ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى رَاَيْنَا بَيَاضَ خَدَّيْهِ ثُمَّ انْفَتَلَ كَانْفِتَالِ اَبِيْ رِمْثَةَ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ فَقَامَ الرَّجُلُ الَّذِيْ اَدْرَكَ مَعَهُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ يَشْفَعُ فَوَثَبَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِمَنْكِبَيْهِ فَهَزَّهٗ ثُمَّ قَالَ اجْلِسْ فَاِنَّهٗ لَنْ يَّهْلِكَ اَهْلُ الْكِتَابِ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ صَلَوَاتِهِمْ فَصْلٌ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهٗ فَقَالَ اَصَابَ اللّٰهُ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

بیان ہے کہ حضرت ابورمثہ نے کہا کہ میں نے بھی (ایک دفعہ) یہ نماز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی تھی حضرت ابورمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پہلی صف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سیدھی جانب کھڑے ہوئے تھے، ایک شخص تکبیر تحریمہ میں آکر شریک نماز ہوا (اور وہ مسبوق نہ تھا) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ختم نماز پر اپنے سیدھے اور بائیں جانب سلام پھیرا۔ یہاں تک کہ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آئی حضرت ابورمثہ کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری طرح قبلہ کی طرف سے منہ پھیر کر بیٹھے تو وہی شخص جو تکبیر تحریمہ میں آکر شریک نماز ہوا تھا بغیر کسی توقف اور جگہ بدلنے کے) سنتیں ادا کرنے کے لیے فوراً کھڑا ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی سے اٹھے اور اس شخص کے دونوں کندھوں کو پکڑ کر ہلایا اور فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ اہل کتاب اسی سبب سے تباہ ہوئے کہ وہ فرضوں اور سنتوں کے درمیان (ایسا) فصل نہیں کرتے تھے (جس سے معلوم ہو سکے کہ فرض ختم ہو چکے ہیں اور سنتیں شروع ہو رہی ہیں) اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر مبارک اٹھا کر دیکھا اور ارشاد فرمایا اے ابن الخطاب (تم نے سچ کہا) اللہ تعالیٰ اپ ہی تمہارے ذریعہ سے لوگوں کی صحیح رہبری فرمائے۔

(ابوداؤد)

وَفِيْ شَرْحِ الْمُنْيَةِ اِنَّ الْمُكْثَ مِقْدَارُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ اِلٰى اٰخِرِهٖ فَصْلٌ وَلَا دَلِيْلَ عَلَى الْمُكْثِ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَيُكْرَهُ لِمُخَالَفَةِ مَا كَانَ دَاْبُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَمَا هُوَ مَفْهُوْمُ حَدِيْثِ عَائِشَةَ اِنْتَهٰى۔

ف:۔ اس حدیث میں فرض نمازوں اور سنتوں کے درمیان فصل کرنے کا ذکر ہے۔ فصل کی کیا مقدار ہونی چاہیئے! اس کو شرح منیہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ایسی فرض نمازوں کے ختم پر جن کے بعد سنتیں ہوں کا پڑھنا یا اس کے مقدار کوئی اور مختصر دعا کا فصل ہے اس طرح مختصر فصل کرکے سنتوں کا پڑھنا مسنون ہے، اگر مختصر دعا کی بجائے طویل دعائیں کی جائیں یا اوراد و وظائف پڑھ کر سنتوں کی ادائیگی میں دیر کی جائے تو اس سے سنتیں ادا تو ہو جائیں گی لیکن سنتوں کے ادا کرنے کا جو مسنون وقت ہے وہ فوت ہو جائے گا اور تاخیر کے ساتھ سنتوں کی اس طرح ادائیگی مکروہ تنزیہی ہوگی۔ ردالمحتار میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔ ۱۲۔

۱۳۲۵ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اِسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے ختم پر جب سلام پھیرتے تو تین دفعہ استغفر اللہ (اللہ تعالیٰ سے میں مغفرت چاہتا ہوں) کہنے کے بعد اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ فرماتے۔ (مسلم)

۱۳۲۶ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ فرماتے تھے (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی اصل حکومت ہے اور اسی کو سب تعریف سزاوار ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ جب آپ کسی کو دینا چاہیں تو اس کا کوئی روکنے والا نہیں، اور جب آپ کسی کو نہ دینا چاہیں تو اس کا دینے والا کوئی نہیں اور کسی مالدار کو اس کا مال آپ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ (بخاری ومسلم)

۱۳۲۷ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ قَبْلَ اَنْ يَّنْصَرِفَ وَيُثْنِيَ رِجْلَيْهِ مِنْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ وَالصُّبْحِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَ

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مغرب (کی سنت) اور نماز فجر کے فرض کے بعد کسی طرف پلٹے بغیر اسی حالت میں کہ وہ ہیئت نماز پر ہے اپنے پیروں کو موڑے ہوئے (یعنی تشہد میں جیسا بیٹھا تھا۔

هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَ لَهٗ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَّ مُحِیَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَیِّاٰتٍ وَرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَّكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنْ كُلِّ مَكْرُوْهٍ وَحِرْزًا مِّنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَلَمْ یَحِلَّ لِذَنْبٍ اَنْ یُّدْرِكَهٗ اِلَّا الشِّرْكَ وَكَانَ مِنْ اَفْضَلِ النَّاسِ عَمَلًا اِلَّا رَجُلًا یَّفْضُلُهٗ یَقُوْلُ اَفْضَلَ مِمَّا قَالَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ نَحْوَهٗ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اِلٰی قَوْلِهٖ اِلَّا الشِّرْكَ وَلَمْ یَذْكُرْ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَلَا بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

ویسا ہی بیٹھا ہو) یہ دعا دس بار کہے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"۔ تو ہر بار کے کہنے پر اس کے لیے دس نیکیاں لکھدی جاتی ہیں اور اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، اور اس کے دس درجات بلند کئے جاتے ہیں، اور وہ شخص تمام دن ہر آفت و ناپسندیدہ چیز اور شیطان مردود سے اللہ کی حفاظت و نگہبانی اور امان میں رہے گا (یہ دعا پڑھنے کے بعد پھر اگر اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس دعا کی برکت سے اس کو توبہ کی توفیق ہوگی) اور وہ اس گناہ کی وجہ سے عذاب میں گرفتار نہ ہوگا ہاں! اگر اس نے اس دعاء کے پڑھنے کے بعد شرک کیا (تو اس دعاء میں جو توحید تھی وہ شرک سے زائل ہو گئی اور وہ مذکورہ ثواب سے محروم ہو کر عذاب میں گرفتار ہو جائے گا) اور اس دعاء کے پڑھنے والے کے نیک عمل اُن لوگوں کے مقابلہ میں جو اس کو نہ پڑھتے ہوں زیادہ لکھے جائیں گے۔ البتہ جو شخص اس دُعاء کو دس مرتبہ سے زیادہ پڑھے تو اس کے اعمال اس دس مرتبہ پڑھنے والے کے اعمال سے زیادہ ہوں گے۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور ترمذی نے بھی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے)

ف۔ اس حدیث میں صلوٰۃ مغرب کے بعد مذکورہ دُعا پڑھنے کا جو ذکر ہے، یہاں صلوٰۃ مغرب سے مراد فرض مع سنت ہے، کیوں کہ صلوٰۃ مغرب کا اطلاق فرض اور سنت دونوں پر ہوتا ہے اس لیے اس دعاء کو پڑھنے والا مغرب کی دو سنتوں کے پڑھنے کے بعد ہیئت نماز پر ہی جیسے کہ وہ تشہد میں بیٹھا تھا ویسے ہی بیٹھے ہوئے یہ دُعا پڑھے۔ البتہ فجر کے فرض کے بعد چونکہ سنتیں نہیں، ہیں اس لیے فجر کے فرض کے بعد بھی اسی حالت میں بیٹھے ہوئے یہ دُعا پڑھے۔
اور ترغیب و ترہیب میں نسائی کی جو روایت مذکور ہے اس میں بجائے مغرب کے عصر کا ذکر ہے، اس لیے فجر اور عصر کے فرض کے بعد اسی ہیئتِ نماز پر یہ دُعاء پڑھی جائے تو اس کے پڑھنے والے کو مذکورہ ثواب حاصل ہوگا۔

۱۳۲۸ / ۱۰ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوبَةٍ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَسْبِيْحَةً وَّثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَحْمِيْدَةً وَّاَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَكْبِيْرَةً۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ارشاد فرمایا کہ کچھ الفاظ فرض نماز کے بعد پڑھنے کے ہیں جن کا پڑھنے والا (جنت اور ثواب سے) محروم نہیں ہوسکتا وہ الفاظ یہ ہیں کہ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس بار سُبْحَانَ اللہِ تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ چونتیس بار اَللہُ اَکْبَرُ پڑھنا چاہیئے۔ (مسلم)

ف: اس حدیث میں فرض نمازوں کے بعد جن تسبیحات کے پڑھنے کا ذکر ہے اس سے فرض کے بعد سنتوں سے پہلے ہی ان تسبیحات کا پڑھنا مراد نہیں ہے، بلکہ سنتوں کے بعد ان تسبیحات کو پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ سنتیں فرائض کے لواحق توابع اور مکملات ہیں اس لیے ان تسبیحات کا سنتوں کے بعد پڑھا جانا گویا فرض کے بعد ہی پڑھا جانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو چیزیں سنتوں کے بعد پڑھی جاتی ہیں ان کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ فرائض کے بعد ہی پڑھی گئیں۔ (رد المحتار۔ ۱۲)

۱۳۲۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا قَدْ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّیْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيَعْتِقُوْنَ وَلَا نَعْتِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ تُسَبِّحُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ مَرَّةً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند فقراء مہاجرین نے حاضر ہوکر عرض کیا (کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت کے) بڑے بڑے درجات اور لازوال نعمت کے حصول میں دولت مند لوگ ہم سے سبقت لے گئے، فرمایا کس طرح؟ انھوں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں یہ بھی پڑھتے ہیں، جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں یہ بھی رکھتے ہیں، مگر یہ خیرات کرتے ہیں اور ہم خیرات نہیں کر سکتے، یہ غلام، آزاد کرتے ہیں اور ہم آزاد نہیں کرسکتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں تم کو ایسی بات بتاتا ہوں کہ جس پر عمل کرکے تم ثواب حاصل کرنے میں اپنے سے آگے بڑھ جانے والوں تک پہنچ جاؤ گے اور پیچھے رہنے والوں میں سے کوئی شخص تمہاری برابری کو نہ پہنچ سکے گا اور کوئی شخص تم سے افضل نہ ہو گا

قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ فَرَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ
إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالُوْا سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ
بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ فَضْلُ
اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَلَيْسَ قَوْلُ أَبِيْ صَالِحٍ إِلٰى اٰخِرِهٖ
إِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ
تُسَبِّحُوْنَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا
وَّتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا وَّتُكَبِّرُوْنَ عَشْرًا
بَدْلَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہاں جو تمہاری طرح کرے گا وہ تمہارے برابر ہو جائے گا۔
مہاجرین نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ضرور فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا: تم ہر نماز کے بعد تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ تینتیس
بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور تینتیس بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا کرو
ابو صالح راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ کچھ زمانہ بعد
فقراء مہاجرین پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہمارے دولت
مند بھائیوں کو ہمارے اس عمل کا پتہ چل گیا ہے اور وہ
بھی ہماری طرح ان تسبیحات کو پڑھنے لگے ہیں (اب ہم کیا
کریں؟) اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ یہ تو خدا تعالیٰ کا فضل ہے خدا تعالیٰ جس کو چاہتے
ہیں سرفراز فرماتے ہیں۔ (بخاری اور مسلم)

ف: ابو صالح راوی کا قول آخر تک نہیں ہے سوائے مسلم کے، بخاری کی ایک روایت میں ہے تینتیس کی بجائے دس
مرتبہ "سبحان اللہ" کہنا، دس مرتبہ "الحمد للہ" کہنا اور دس مرتبہ "اللہ اکبر" کہنا ہر فرض نماز کے بعد ذکر ہے۔

١٣٣٠ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ
كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَحَمِدَ
اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَكَبَّرَ اللّٰهَ
ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّ
تِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامُ الْمِائَةِ لَآ إِلٰهَ
إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ
الْبَحْرِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ
تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر پڑھے گا۔
تو یہ ننانوے دفعہ ہوئے اور سو کی تکمیل کے لیے ایک
بار لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ۔ کہے گا تو اس کے کل گناہ معاف کر
دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں
(مسلم)

١٣٣١ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ أَمَرَنَا
أَنْ نُّسَبِّحَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا
وَّثَلَاثِيْنَ وَنَحْمَدَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ
وَنُكَبِّرَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَأَتٰى رَجُلٌ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم
ہر نماز کے بعد تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ تینتیس بار
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور چونتیس بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا کریں

فِی الْمَنَامِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقِیْلَ لَهٗ اَمَرَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُسَبِّحُوْا فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ كَذَا وَكَذَا قَالَ الْاَنْصَارِیُّ فِیْ مَنَامِهٖ نَعَمْ قَالَ فَاجْعَلُوْهَا خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ وَاجْعَلُوْا فِيْهَا التَّهْلِيْلَ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْعَلُوْا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ ۔

اس کے بعد ایک انصاری کے خواب میں فرشتہ نے آکر پوچھا کہ کیا آپ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر نماز کے بعد اتنی بار سُبْحَانَ اللّٰهِ اتنی بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اتنی بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھنے کا حکم دیا ہے! اُن انصاری نے خواب میں جواب دیا کہ ہاں! ایسا ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہوا ہے، یہ سُن کر خواب ہی میں اسی فرشتے نے کہا کہ ان تینوں کلمات کی تعداد کو ۲۵، ۲۵، ۲۵ بار کر لو اور اس میں (۲۵) بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا بھی اضافہ کر دو (اس طرح یہ سو ہوئے) جب صبح ہوئی تو انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا خواب سُنایا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں! اس پر بھی عمل کرو تو بہتر ہے۔ (امام احمد، نسائی اور دارمی)

۱۳۳۲ وَعَنْ سَعْدٍ اَنَّهٗ كَانَ يُعَلِّمُ بَنِيْهِ هٰؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ وَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات سکھایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے بعد ذیل میں آنے والی چیزوں سے ان الفاظ میں پناہ مانگتے تھے۔ اے اللہ! مجھے بزدلی اور کم ہمتی سے بچا، اے اللہ مجھے بخل سے بچا ایسا نہ ہو کہ میں مال خرچ کرنے کی جگہ خرچ نہ کروں، اور ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو علم پہنچانے میں کوتاہی کروں اور نہ ایسا ہو کہ جہاں مجھے خیر خواہی کرنا ہے وہاں خیر خواہی نہ کروں۔ اے اللہ مجھے ایسی عمر کو نہ پہنچا کہ جس میں قویٰ ناکارہ ہو جانے سے میں آپ کی عبادت نہ کر سکوں، اے اللہ مجھے دنیا کے فتنہ سے بچا کہ دنیا اپنی زیب و زینت کے ساتھ میرے سامنے آکر میرے دل کو لبھائے اور آخرت کو بھلا دے، اے اللہ! مجھے قبر کے عذاب سے بچا کہ مجھ سے ایسے کام نہ ہوں جن کی وجہ سے قبر میں عذاب ہونے لگے۔

(بخاری)

۱۳۳۳ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ
۱۵
اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ اَنْ اَقْرَاَ بِالْمُعَوِّذَاتِ فِيْ دُبُرِ
كُلِّ صَلٰوةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ
وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ
الْكَبِيْرِ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ہر نماز کے بعد قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کی سورتوں کو پڑھ لیا کروں (اس کی روایت امام احمد، ابو داؤد، اور نسائی نے کی ہے اور بیہقی نے بھی الدعوات الکبیر میں اس کی روایت کی ہے۔

۱۳۳۴ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
۱۶
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَعْوَادِ
هٰذَا الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ قَرَاَ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ
فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ
دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا الْمَوْتُ وَمَنْ قَرَاَهَا
حِيْنَ يَاْخُذُ مَضْجَعَهٗ اٰمَنَهُ اللّٰهُ عَلٰى
دَارِهٖ وَدَارِ جَارِهٖ وَاَهْلِ دُوَيْرَاتٍ
حَوْلَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ
الْاِيْمَانِ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی لکڑی کے منبر پر کھڑے ہو کر فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص آیتہ الکرسی کو ہر نماز کے بعد پڑھتا ہے، تو اس کے لیے جنت میں داخل ہونے سے موت کے بعد قبر میں رہنے کے سوائے کوئی اور چیز مانع نہ ہوگی، اور جو شخص سوتے وقت بستر پر لیٹ کر آیتہ آیتہ الکرسی پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مع اس کے گھر کے آفات و بلیات سے محفوظ رکھتے ہیں اور اسی طرح اس کے پڑوس کے گھر کو اور اس کے اطراف کے گھر والوں کو بھی آفات و بلیات سے محفوظ رکھیں گے (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

وَفِيْ شَرْحِ الْمُنْيَةِ وَمَا رُوِيَ مِنَ
الْاَحَادِيْثِ فِي الْاَذْكَارِ عَقِيْبَ الصَّلٰوةِ
فَلَا دَلَالَةَ فِيْهَا عَلَى الْاِتْيَانِ بِهَا
عَقِيْبَ الْفَرْضِ قَبْلَ السُّنَّةِ بَلْ يُحْمَلُ
عَلَى الْاِتْيَانِ بِهَا بَعْدَ السُّنَّةِ وَلَا
يُخْرِجُهَا تَخَلُّلُ السُّنَّةِ بَيْنَهَا وَبَيْنَ
الْفَرِيْضَةِ عَنْ كَوْنِهَا بَعْدَهَا وَ
عَقِيْبَهَا لِاَنَّ السُّنَّةَ مِنْ لَوَاحِقِ
الْفَرِيْضَةِ وَتَوَابِعِهَا وَمُكَمِّلَاتِهَا

شرح منیہ میں نماز کے بعد ذکر اذکار کے متعلق ذکر کی گئی احادیث میں فرض نماز کے بعد، سنتوں سے پہلے آیت کرسی پڑھنے کی دلیل نہیں پائی جاتی بلکہ سنتوں کے بعد ہی آیت الکرسی پڑھنے کی دلیل ملتی ہے صلاۃ "، یعنے نماز کے بعد آیتہ الکرسی پڑھنے کا ذکر ہے اور صلاۃ کا اطلاق فرض اور سنت دونوں پر ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ آیتہ الکرسی کو سنتوں کے بعد پڑھنا چاہیئے اسی طرح جن جن حدیثوں میں فرض نمازوں کے بعد وظائف اور اوراد پڑھنے کا ذکر ہے، وہاں بھی یہی مراد

فَلَمْ تَكُنْ اَجْنَبِيَّةً مِّنْهَا فَمَا يَفْعَلُ بَعْدَهَا
يُطْلَقُ عَلَيْهِ اَنَّهُ فَعَلَ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ
وَعَقِيْبَهَا۔ (اِنْتَهٰى)

١٣٣٥/١٧ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ
قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ
حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ
اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَةً مِّنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ
وَلَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ
مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ تَغْرُبَ
الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَةً
(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

قَالَ ابْنُ الْمَلِكِ اِطْلَاقُ الْاِرْقَاءِ وَالْعِتْقِ
عَلَيْهِمْ عَلَى الْفَرْضِ وَالتَّقْدِيْرِ اِنْتَهٰى۔

١٣٣٦/١٨ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعَثَ بَعْثًا قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوْا غَنَائِمَ
كَثِيْرَةً وَاَسْرَعُوا الرَّجْعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ
مِّنَّا لَمْ يَخْرُجْ مَا رَاَيْنَا بَعْثًا اَسْرَعَ
رَجْعَةً وَّلَا اَفْضَلَ غَنِيْمَةً مِّنْ هٰذَا
الْبَعْثِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى قَوْمٍ اَفْضَلَ غَنِيْمَةً
وَّاَفْضَلَ رَجْعَةً قَوْمٌ شَهِدُوْا صَلٰوةَ
الصُّبْحِ ثُمَّ جَلَسُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ حَتّٰى
طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاُولٰئِكَ اَسْرَعُ
رَجْعَةً وَّاَفْضَلُ غَنِيْمَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

ہے کہ ان وظائف کو سنتوں کے بعد ہی پڑھنا چاہئے اس لیے کہ سنتیں فرائض کے تابع ہیں، البتہ جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں، وہاں آیۃ الکرسی یا دیگر وظائف کو فرض کے بعد ہی پڑھنا چاہیئے (ردالمحتار)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مجھے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے چار غلام آزاد کرتے سے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں نماز صبح کے بعد سے طلوع آفتاب تک ان لوگوں کے ساتھ بیٹھا رہوں، جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں (اسی طرح) مجھے چار غلام آزاد کرنے سے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک ان لوگوں کے ساتھ بیٹھا رہوں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔

(ابو داؤد)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نجد کی جانب ایک فوج روانہ فرمائی اس فوج نے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور بہت جلد واپس آ گئی، ہم میں سے ایک ایسے شخص نے جو اس فوج کے ساتھ نہیں گیا تھا کہا ہم نے اس لشکر سے زیادہ کسی لشکر کو اتنی جلدی واپس آتے اور اتنا زیادہ مال غنیمت لاتے نہیں دیکھا۔ اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو اس جماعت کا پتہ نہ دیدوں جو مال غنیمت لوٹنے میں بہتر اور واپس ہوتے میں اس سے بھی تیز تر ہو (سنو) یہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز میں حاضر ہوں (یعنی صبح کی نماز جماعت سے پڑھیں) پھر بیٹھ کر آفتاب طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کرتے رہیں تو یہ لوگ اس سے جلد واپس آنے والے اور بہتر مال غنیمت حاصل کرنے والے ہیں۔

(ترمذی شریف)

ف: کیونکہ ان لوگوں کو متاعِ دنیا ہاتھ لگی اور وہ ذاتی ہے اور ان کو تھوڑی دیر میں بہت ثوابِ عقبیٰ حاصل ہوا اور وہ باقی ہے)

۱۳۳۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ۱۹
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى
الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ
حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ
كَانَتْ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ تَامَّةً تَامَّةً تَامَّةً۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی نماز جماعت سے ادا کی پھر (مسجد ہی میں) بیٹھ کر سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتا رہا، (پھر سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے پر) دو رکعت نماز پڑھ لی تو اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا، اس کو پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا، اس کو پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی شریف)

ف: اوپر کی دونوں احادیث ۳۷، ۱۳۳۶ میں فجر کی نماز با جماعت پڑھنے کے بعد مسجد میں بیٹھ کر ذکر اذکار، تلاوت قرآن مجید یا درس و تدریس کرنے اور دو رکعت نماز نفل اشراق پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں ہے۔ یاد رہے کہ دو رکعت نماز نفل اشراق پڑھنے کا احادیث میں بہت ہی ثواب آیا ہے، پورے حج اور پورے عمرے کا ثواب اور جہاد سے غازی بن کر لوٹتے اور مال غنیمت ساتھ لے کر آنے کا جتنا ثواب ملتا ہے۔ اتنا ہی ثواب نماز اشراق پڑھنے والے کو ملتا ہے۔ نماز اشراق کا وقت سورج نکلنے کے بعد ایک نیزہ بلند ہونے تک ہے۔ یہ سارا وقت تقریباً بیس منٹ کا ہے۔ یعنی سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد آدمی نوافل یا قضاء نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر کسی نمازی کی نیند سورج نکلنے سے چند لمحات قبل کھلی تو وہ ٹال مٹول کئے بغیر فی الفور وضو کر کے نماز فجر ادا کرے سنتیں یا نوافل وغیرہ سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد ادا کرے۔

بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلٰوةِ وَمَا يُبَاحُ مِنْهُ

نماز کے جائز اور ناجائز اعمال کا بیان (یعنی نماز کے مفسدات، مکروہات اور مباحات کا بیان)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
اللہ (تعالیٰ) کے حضور ادب سے کھڑے ہو۔ (البقرہ ۲، آیت ۲۳۸)

ف:۔ اس آیت کریمہ سے نماز کے اندر قیام کا فرض ہونا ثابت ہوا۔ (خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ:
اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
وہ جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔ (المؤمنون ۲۳، آیت ۲)

ف:۔ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے اور ان کے اعضاء ساکن ہوتے ہیں۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ نماز میں خشوع یہ ہے کہ اس میں دل لگا ہوا اور دنیا سے توجہ ہٹی ہو اور نظر نمازی کے آگے سے باہر نہ جائے اور وہ گوشۂ چشم سے کسی طرف نہ دیکھے، اور کوئی عبث کام نہ کرے اور کوئی کپڑا شانوں پر نہ لٹکائے اس طرح کہ اس کے دونوں کنارے لٹکتے ہوں اور آپس میں نہ ملے ہوں اور انگلیاں نہ چٹخائے اور اس قسم کی حرکات سے باز رہے۔ بعض نے فرمایا خشوع یہ ہے کہ آسمان کی طرف نظر نہ اٹھائے۔ (خزائن العرفان)

۱۳۳۸ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ بَيْنَا اَنَا اُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ عَطِسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَا ثُكْلَ اُمِّيَاهُ مَا شَاْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَيَّ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى اَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِيْ لٰكِنِّيْ سَكَتُّ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِاَبِيْ هُوَ وَاُمِّيْ مَا رَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِّنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِيْ وَلَا ضَرَبَنِيْ وَلَا

حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا اتفاق سے جماعت میں سے ایک شخص کو چھینک آئی جس کے جواب میں میں نے "یرحمک اللہ" کہا تو لوگوں نے مجھے (آنکھ پھیر کر بغیر چہرہ پلٹائے) گھور کر دیکھا میں نے کہا افسوس! تم مجھے کیوں گھور کر دیکھ رہے ہو! یہ سن کر لوگ اپنی رانوں پر ہاتھ مارنے لگے جب میں نے دیکھا کہ یہ لوگ مجھے خاموش کرانا چاہتے ہیں غصہ تو بہت آیا لیکن میں خاموش ہو گیا (اور جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا! میرے ماں باپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان! میں نے کسی کو

شَتَمَنِيْ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَاءَنَا اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَأْتِهِمْ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُوْنَ قَالَ ذَالِكَ شَيْءٌ يَجِدُوْنَهٗ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَّافَقَ خَطَّهٗ فَذَاكَ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَفِيْهِ إِنَّ كَلَامَ الْجَاهِلِ بِالْحُكْمِ لَا يُبْطِلُ الصَّلٰوةَ إِذْ لَمْ يَأْمُرْهُ بِإِعَادَةِ الصَّلٰوةِ ۔

حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے قبل، نہ بعد کبھی آپ سے بہتر تعلیم دینے والا نہ دیکھا، خدا کی قسم! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ مجھے جھڑکا، نہ مارا، اور نہ برا بھلا کہا، بلکہ ارشاد فرمایا یہ نماز ہے اس میں کوئی بات لوگوں کی گفتگو کی قسم سے ٹھیک نہیں، نہ عمداً نہ سہواً۔ اصلاح تکبیر اور قراۃ قرآن (اور انہی کے مشابہ اعمال) کا نام ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایسے لوگوں میں سے ہوں جو ابھی ابھی اسلام لائے ہیں اور عہد جاہلیت سے میرا زمانہ قریب ہی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہم کو اسلام سے سرفراز فرمایا ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں کے پاس جایا کرتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! تم نہ جایا کرو پھر میں نے عرض کیا، ہم میں سے بعض لوگ شگون لیتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ محض ان کے دلوں کا وہم ہے اس لیے ان کو شگون کی وجہ سے کام سے نہیں رکنا چاہیئے۔ معاویہ بن الحکم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ ہم میں سے بعض لوگ (علم جفر کے ذریعہ) لکیریں کھینچ کر کچھ حال معلوم کر لیا کرتے ہیں، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک نبی (علم جفر کی) لکیریں کھینچا کرتے تھے (جن کا یہ معجزہ تھا) اب جس شخص کی لکیریں ان کی لکیروں کے موافق ہوں گی تو اس کے لیے مباح ہے۔

(مسلم)

امام شافعی فرماتے ہیں جاہل کا نماز میں کلام کرنے کا حکم یہ ہے کہ اس کی نماز باطل نہیں ہوتی، کیونکہ اس صحابی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اعادۂ نماز کا حکم نہیں دیا تھا۔ (یہ حکم امام شافعی کے نزدیک ہے) حنفیوں کے نزدیک ایسے آدمی کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔)

اس حدیث شریف میں ارشاد ہے اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ

وَقَالَ عَلِیُّ نِ الْقَارِیُّ وَاِطْلَاقُ الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ لَّنَا فِیْ اَنَّ الْکَلَامَ مُطْلَقًا یُبْطِلُ الصَّلٰوۃَ کَمَا ذَکَرَہٗ فِی الْھِدَایَۃِ اِنْتَھٰی۔

یہ نماز ہے اس میں کلام الناس یعنے لوگوں سے بات چیت (کسی طرح) ٹھیک نہیں، اس بارے میں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حدیث میں لوگوں سے گفتگو کی نماز میں ممانعت مطلقاً مذکور ہے کہ جس میں عمداً یا سہواً واقف سے ہو یا ناواقف سے ہو کسی قسم کی قید نہیں ہے اور اس طرح مطلقاً ممانعت میں ہمارے لیے اس بات کی دلیل ہے کہ نماز میں لوگوں کا کلام کرنا (گفتگو) عمداً ہو یا سہواً، اصلاح نماز کے لیے ہو یا کسی اور غرض کے لیے واقف شخص سے، ہو یا ناواقف شخص سے یہ سب نماز کو باطل کر دیتے ہیں، جیسا کہ ہدایہ میں مذکور ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس ناواقف شخص سے نماز کے بعد ارشاد فرمایا کہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس میں کسی قسم کی لوگوں سے گفتگو کسی طرح بھی ٹھیک نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشاد مطلق ہونے کی وجہ سے ایسا ہی نماز کے منافی اور مفسد ہے جیسا کہ نماز میں کھانا پینا نماز کے منافی اور مفسد ہے۔

ف، صاحب عنایۃ نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف کے الفاظ اِنَّ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ لَا یَصْلُحُ فِیْھَا شَیْءٌ مِّنْ کَلَامِ النَّاسِ سے صراحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی ہیئت ہی ایسی ہے کہ اس میں کلام الناس یعنے لوگوں سے بات چیت کا نہ ہونا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ نماز میں طہارت کا ہونا ضروری ہے، تو جس طرح بغیر طہارت کے نماز جائز نہیں ہوتی، اسی طرح کلام الناس سے بھی نماز جائز نہیں ہوتی اور یہ ایک واضح بات ہے (عنایۃ کی عبارت یہاں ختم ہوئی)

وَفِیْ جَامِعِ الْاٰثَارِ عُمُوْمُ شَیْءٍ لِّکَوْنِہٖ نَکِرَۃً وَّوُقُوْعُہٗ تَحْتَ النَّفْیِ یَشْمَلُ کُلَّ کَلَامٍ بِاَیِّ وَجْہٍ کَانَ اِنْتَھٰی۔

جامع الآثار میں لکھا ہے کہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ نکرہ جب نفی کے تحت واقع ہوتا ہے تو اس سے عموم کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اس قاعدہ کو پیش نظر رکھ کر حدیث شریف کے الفاظ اِنَّ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ لَا یَصْلُحُ فِیْھَا شَیْءٌ مِّنْ کَلَامِ النَّاسِ۔ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ لفظ شَیْءٌ نکرہ ہے اور نفی یعنے لَا یَصْلُحُ کے تحت واقع ہے جس سے وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ ہر قسم کا کلام الناس عمداً ہو کہ سہواً واقف شخص سے ہو یا ناواقف شخص سے نماز

کے منافی اور مفسد ہوگا (جامع الآثار کی عبارت یہاں ختم ہوئی)۔

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ فَإِنْ سَأَلَ سَائِلٌ عَنِ الْمَعْنَى الَّذِي لَهُ لَمْ يَأْمُرْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاوِيَةَ بْنَ الْحَكَمِ بِإِعَادَةِ الصَّلٰوةِ لَمَّا تَكَلَّمَ فِيهَا۔

اب رہی یہ بات کہ پھر کس وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس صحابی کو نماز کے لوٹانے کا حکم نہیں دیا تو اس بارے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ حدیث شریف میں

اس صحابی کو نماز کے لوٹانے کے حکم کا ذکر نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس صحابی کو واقعۃً نماز کے لوٹانے کا حکم نہیں دیا امام طحاوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بات کا امکان ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس صحابی کو نماز کے لوٹانے کا حکم تو دیا ہو لیکن انھوں نے اس حدیث میں اس کا ذکر نہیں کیا (امام طحاوی کی عبارت یہاں ختم ہوئی)

ف: امام طحاوی رحمۃ اللہ کے اس قول کی تائید ترمذی کے قول اور حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس کی روایت خود ترمذی نے اس طرح کی ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے اس طرح بات چیت کر لیا کرتے تھے کہ ایک ساتھی اپنے پاس والے ساتھی سے گفتگو کر لیا کرتا تھا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی " قُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ " (نماز میں اللہ کے سامنے خاموش ہو کر کھڑے رہو) پھر ہم لوگوں کو خاموشی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور بولنے سے منع کیا گیا۔

امام ترمذی اس حدیث کی روایت کر کے فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے اور سب علماء کہتے ہیں کہ جو شخص نماز میں جان بوجھ کر یا بھول کر بات کرے تو وہ نماز کو لوٹائے امام سفیان ثوری اور امام ابن مبارک کا یہی قول ہے (ترمذی کی عبارت یہاں ختم ہوئی)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے اعادہ کا حکم فرمانا ممکن بتلایا ہے لیکن ترمذی کے اس مذکورہ قول سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے اعادہ کا حکم یقیناً ہوا ہوگا۔

۱۳۳۹/۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ قَبْلَ أَنْ نَأْتِيَ أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ أَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّيْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ حَتّٰى إِذَا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ أَنْ لَا تَتَكَلَّمُوْا فِي الصَّلٰوةِ فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ وَقَالَ إِنَّمَا الصَّلٰوةُ لِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ فَإِذَا كُنْتَ فِيْهَا فَلْيَكُنْ ذٰلِكَ شَأْنُكَ۔

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے تھے اور ہم حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو سلام کیا کرتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں نماز ہی میں سلام کا جواب دیدیا کرتے تھے اور یہ ہمارے حبشہ جانے سے پہلے کیا کرتے تھے اور جب ہم حبشہ کی سرزمین سے واپس ہوئے تو میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو نماز پڑھتے پایا عادت کے موافق میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ختم کی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو بھی نیا حکم دینا چاہتے ہیں دیتے ہیں اور منجملہ ان احکام کے ایک نیا حکم یہ دیا ہے کہ تم نماز کی حالت میں بات چیت نہ کیا کرو، یہ فرما کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے سلام کا جواب دیا اور یہ بھی فرمایا کہ نماز صرف قراءۃ قرآن اور ذکر اللہ کے لیے ہے لہٰذا تم نماز کی حالت میں انہی چیزوں میں مشغول رہا کرو

(ابو داؤد)

۱۳۴۳ وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں ہوتے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کیا کرتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بحالت نماز ہم کو سلام کا جواب دیا کرتے تھے لیکن جب ہم نجاشی کے پاس سے واپس ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے (تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) نماز میں تھے اور ہم نے آپ کو سلام کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم کو سلام کا جواب نہیں دیا (نماز کے بعد) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے ہم آپ کو نماز کی حالت میں سلام کیا کرتے تھے تو آپ ہمارے سلام کا جواب دیا کرتے تھے (مگر اس دفعہ ہم کو جواب نہ ملا) تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یقیناً نماز

میں خود ہی بڑی مشغولیت رہتی ہے (اس لیے دوسری طرف متوجہ ہونا نہیں چاہیئے)
(بخاری اور مسلم)

۱۳۴۱ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهٗ وَهُوَ عَلٰى جَنْبِهٖ فِي الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَزَلَتْ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ فَاَمَرَنَا بِالسُّكُوْتِ وَنُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ پہلے ہم نماز میں بات چیت کر لیا کرتے تھے، ایک نمازی اپنے بازو والے نمازی سے نماز میں بات کیا کرتا تھا (اور کوئی ممانعت نہ تھی) مگر آیت وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ (اللہ کے سامنے خاموش کھڑے رہو) کے نزول کے بعد ہم کو نماز میں خاموش رہنے کا حکم ہو گیا اور نماز میں بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ (مسلم)

وَفِي الْجَامِعِ الْاٰثَارِ اِطْلَاقُ الْكَلَامِ وَكَذَا كَوْنُهٗ مُنَافِيًا لِشُغْلِ الصَّلٰوةِ يَعُمُّ كُلَّ كَلَامٍ اِنْتَهٰى ۔

جامع الآثار میں کہا ہے کہ اس حدیث میں وَنُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ یعنے ہم کو (نماز میں) بات چیت کرنے سے منع کیا گیا کا ارشاد مطلق ہے کہ اس میں عمداً سہواً واقف شخص سے ہو یا ناواقف شخص سے ہو، اصلاح نماز کے لیے ہو یا کسی اور غرض سے کسی قسم کی قید نہیں ہے، اس لیے نماز میں بات کرنے کی ممانعت ہر قسم کے کلام سے متعلق ہوگی۔ ۱۲

ف نماز کی حالت میں مقتدی امام کی غلطی پر اسے مطلع کر سکتا ہے اگر قرأت کی غلطی ہے تو قرأت بتائے گا، اگر قیام، رکوع سجود، قومہ، جلسہ وغیرہ کی غلطی ہے تو سبحان اللہ، اللہ اکبر کے الفاظ سے یاد دلائے گا۔ مقتدی کے علاوہ خارج نماز اگر کوئی شخص غلطی بتائے تو یہ مکروہ ہے اگر امام قبول کرے تو سب کی نماز باطل دوبارہ پڑھنا واجب۔ اگر امام کو قعدہ اولیٰ میں اپنی عادت سے دیر لگی، اور مقتدی نے بے خیال اس امر کے کہ امام کو سہو ہوا ہو گا تکبیر با آواز بلند، بنا دیر اطلاع امام کہی تو نماز مقتدی کی فاسد ہوئی یا نہیں؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فاضل بریلوی امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ اقوال فقہاء کی روشنی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ بتانا اگرچہ لفظاً قرأت یا ذکر مثلاً تسبیح و تکبیر ہے، اور یہ سب اجزا و اذکار نماز سے ہیں مگر معنیٔ کلام ہے کہ اس کا حاصل امام سے خطاب کرنا اور اسے سکھانا ہوتا ہے یعنی تو بھولا اس کے بعد تجھے یہ کرنا چاہیئے، پر ظاہر کہ اس سے یہی غرض مراد ہوتی ہے اور سامع کو بھی یہی معنی مفہوم تو اس کے کلام ہونے میں کیا شک رہا، اگرچہ صورۃً قرآن یا ذکر۔

لہٰذا اگر نماز میں کسی یحییٰ نامی کو خطاب کی نیت سے یہ آیہ کریمہ (یَا یَحْیٰی خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّۃٍ) (اے یحییٰ

مصحف طی سے کتاب پکڑے) پڑھی، بالاتفاق نماز جاتی رہی، حالانکہ وہ حقیقۃً قرآن ہے، اس بناء پر قیاس یہ تھا کہ مطلقاً بتانا اگرچہ برمحل ہو، مفسد نماز ہو کہ جب وہ بلحاظ معنی کلام ٹھہرا تو بہرحال افساد نماز کرے گا، مگر حاجت اصلاح نماز کے وقت با جہاں خاص نص وارد ہے، ہمارے آئمہ نے اس قیاس کو ترک فرمایا اور بحکم استحسان جس کے اعلیٰ وجوہ سے نص وضرورت ہے، جواز کا حکم دیا۔

لہٰذا صحیح یہ ہے کہ جب امام قرأت میں بھولے، مقتدی کو مطلقاً بتانا روا، اگرچہ قدر واجب پڑھ چکا ہو، اگرچہ ایک سے دوسرے کی طرف انتقال ہی کیا ہو کہ صورت اولیٰ میں گو واجب ادا ہو چکا، مگر احتمال ہے کہ رُکنے الجھنے کے سبب کوئی لفظ اس کی زبان سے ایسا نکل جائے جو مفسد نماز ہو۔ لہٰذا مقتدی کو اپنی نماز دوست رکھنے کے لیے بتانے کی حاجت ہے۔

بعض عوام حفاظ کو مشاہدہ کیا گیا کہ جب تراویح میں بھولے اور یاد نہ آیا تو اینٰ وآں یا اور اسی کی قسم الفاظ بے معنی اس کی زبان سے نکلے اور فساد نماز کا باعث ہوئے اور صورت ثانیہ میں اگرچہ جب قراءت رواں ہے تو صرف آیت چھوٹ جانے سے فساد نماز کا اندیشہ نہ ہو مگر اس بات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نص وارد ہے۔

اگر کوئی آدمی مکان میں آنے کا اذن مانگے اور یہ (حالت نماز میں ہو) اس غرض سے کہ اسے (آنے والے کو) نماز میں ہونا معلوم ہو جائے تسبیح، یا تکبیر، یا تہلیل کہے تو نماز فاسد نہ ہو گی کہ اس بارے میں بھی حدیث وارد ہے وَهُوَ عَلٰى مَا ذَكَرَ عُلَمَاءُنَا فِي الْهِدَايَةِ وَالْكَافِيْ وَالتَّبْيِيْنِ وَالْفَتْحِ وَالْغُنْيَةِ وَالْبَحْرِ وَغَيْرِهَا حَدِيْثُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَغَيْرُهُمَا۔ (حضرت سہل بن سعد روایت کرتے ہیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اپنی نماز میں کوئی شئی یا معاملہ پیش آئے تو وہ تسبیح کہہ لے) فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اس بارے میں زیادہ قریب وہ روایت ہے جو امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے قَالَ كَانَ لِيْ سَاعَةٌ مِّنَ السَّحَرِ أَدْخُلُ فِيْهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ كَانَ قَائِمًا يُّصَلِّيْ سَبَّحَ لِي الْحَدِيْث۔ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے لیے دن میں ایک وقت مقرر تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے لگا تو اگر آپ اس وقت حالت نماز میں ہوتے تو میرے لیے تسبیح کہہ دیتے)

پس جو بتانا حاجت ونص کے مواضع سے جدا ہو وہ بے شک اصل قیاس پر جاری رہے گا کہ وہاں اس کے حکم کا کوئی معارض نہیں، اس لیے اگر غیر نمازی یا دوسرے نماز کو جو اس کی نماز میں شریک نہیں یا ایک مقتدی دوسرے مقتدی یا امام کسی مقتدی کو بتائے، قطعاً نماز قطع ہو جائے گی کہ اس کی غلطی سے اس کی نماز میں کچھ خلل نہ آتا تھا، جو اسے حاجت اصلاح ہوتی تو بے ضرورت واقع ہوا اور نماز گئی، بخلاف امام کہ اس کی نماز کا خلل بعینہٖ مقتدی کی نماز کا خلل ہے تو اس کا بتانا اپنی نماز کا بتانا ہے۔ (فتاوی رضویہ ۳/۲۰۲۔۴)

امام کو فوراً غلطی بتانا مکروہ ہے رد المحتار میں ہے يُكْرَهُ أَنْ يَّفْتَحَ مِنْ سَاعَتِهٖ ہاں! اگر وہ غلطی پر رواں ہو جائے تو اب نظر کریں اگر غلطی مفسد معنی ہے جس سے نماز فاسد ہو تو بتانا لازم اگر سامع کے خیال میں نہ آئے تو ہر مسلمان عالم کا حق ہے کہ بتائے۔ اور اگر مفسد معنی نہیں تو بتانا کچھ ضرور نہیں بلکہ نہ بتانا ضرور ہے۔

۱۳۴۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ لِبِلَالٍ
۵
كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِيْنَ كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ
وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وَرِوَايَةُ النَّسَائِيِّ نَحْوَهٗ وَعِوَضُ بِلَالٍ صُهَيْبٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں ہوتے اور لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی حالت میں سلام کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو کس طرح سلام کا جواب دیا کرتے تھے؟ تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کے اشارہ سے جواب دیتے تھے۔ (ترمذی) نسائی کی روایت بھی اسی طرح ہے اور اس میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بجائے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہے)

وَقَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ يُكْرَهُ اَنْ يَّرُدَّ الْمُصَلِّي السَّلَامَ بِالْاِشَارَةِ بِيَدِهٖ اَوْ رَاْسِهٖ فَيَتَعَيَّنُ حَمْلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَلٰى مَا قَبْلَ نَسْخِ الْكَلَامِ فَاِنَّ الْاِشَارَةَ فِي مَعْنَاهُ كَذَا فِي الْمِرْقَاتِ وَصَرَّحَ فِي الْمُنْيَةِ بِاَنَّهٗ مَكْرُوْهٌ اَيْ تَنْزِيْهًا وَفِعْلُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِتَعْلِيْمِ الْجَوَازِ فَلَا يُوْصَفُ فِعْلُهٗ بِالْكَرَاهَةِ كَمَا حَقَّقَهٗ فِي الْحُلْيَةِ

شرح منیہ میں کہا ہے کہ نمازی کا ہاتھ یا سر کے اشارہ سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ سے سلام کا جواب دینے کی یہ حدیث اس زمانہ سے متعلق ہے جب کہ نماز میں بات چیت کرنا منسوخ نہیں ہوا تھا اور جب نماز میں بات چیت کرنا منسوخ ہو گیا تو نماز میں اشارہ سے سلام کا جواب دینا بھی منسوخ ہو جائے گا، کیونکہ اشارہ بھی کلام کی طرح ہے، یہ مرقات میں مذکور ہے۔ ۱۲

۱۳۴۳ وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ
۶
خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَعَطَسْتُ فَقُلْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا
طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ
رَبُّنَا وَيَرْضٰى فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْصَرَفَ فَقَالَ مَنِ
الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ ثُمَّ
قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ ثُمَّ قَالَهَا
الثَّالِثَةَ
فَقَالَ رِفَاعَةُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی (نماز کی حالت میں) مجھے چھینک آگئی تو میں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى ------------ (سب تعریف اللہ کے لیے ہے ایسی تعریف جو کہ کثرت سے کی جائے، جو ریاء سے پاک ہو اور خلوص سے کی جائے، جس میں برکت ہی برکت ہو اور جو تعریف کرنے والے کے لیے بھی باعث برکت ہو ایسی تعریف جس کو ہمارا پروردگار پسند فرمائے اور

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدِ ابْتَدَرَهَا بِضْعَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ مَلَكًا اَيُّهُمْ يَصْعَدُ بِهَا.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

تعریف کرنے والے سے راضی ہو جائے) جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر پلٹے تو ارشاد فرمایا کہ نماز میں چھینک کے بعد ان کلمات کا کہنے والا کون تھا، اس ارشاد کو سن کر کسی نے کچھ نہ کہا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوبارہ دریافت فرمایا تو بھی کسی نے کچھ نہ کہا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر تیسری دفعہ دریافت فرمایا تو حضرت رفاعہ نے عرض کیا، کہنے والا میں تھا یا رسول اللہ ﷺ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تیس سے زائد فرشتے ان کلمات کی طرف دوڑے اور ان میں سے ہر ایک کی کوشش یہ تھی کہ ان کلمات کو لے کر میں آسمان پر چڑھوں (ترمذی، ابوداؤد، اور نسائی)

قَالَ ابْنُ الْمَلِكِ يَدُلُّ الْحَدِيْثُ عَلٰى جَوَازِ الْحَمْدِ لِلْعَاطِسِ فِي الصَّلٰوةِ يَعْنِيْ عَلَى الصَّحِيْحِ الْمُعْتَمَدِ بِخِلَافِ رِوَايَةِ الْبُطْلَانِ فَاِنَّهَا شَاذَّةٌ لٰكِنَّ الْاَوْلٰى اَنْ يَّحْمَدَ فِيْ نَفْسِهٖ اَوْ يَسْكُتَ خُرُوْجًا مِّنَ الْخِلَافِ عَلٰى مَا فِيْ شَرْحِ الْمُنْيَةِ وَالْحَدِيْثُ يُمْكِنُ حَمْلُهٗ عَلٰى مَا قَبْلَ نَسْخِ الْكَلَامِ فِي الصَّلٰوةِ كَذَا فِي الْمِرْقَاتِ.

ابن الملک نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نماز کی حالت میں نمازی کو چھینک آجائے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ زبان سے الحمد للہ کہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ نمازی چھینک آنے پر الحمد للہ دل سے کہے یا خاموشی اختیار کرے، ممکن ہے حدیث کا حمل نماز میں کلام کے منسوخ ہونے سے پہلے پر ہو اسی طرح مرقات میں مذکور ہے۔

۱۳۴۴ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَّابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ التَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی کو نماز میں کوئی ایسی چیز پیش آئے[1] جس سے نمازی کو اپنے نماز میں ہونے کی اطلاع دینے کی ضرورت پڑے، تو سبحان اللہ کہہ کر اپنا نماز میں ہونا معلوم کرائے[2] عورتیں دستک دے کر اپنا نماز میں

---

۱ (مثلاً نمازی کو کوئی باہر بلاوے یا نمازی سے گھر میں آنے کی اجازت طلب کرے، یا واقفیت سے کوئی نمازی کے سامنے سے گزرنا چاہے) ۲ یہ طریقہ مردوں کے لیے ہے اور ایسی صورت میں)

ہونا معلوم کرائیں[1]، اور دوسری روایت میں ہے کہ سبحان اللہ مردوں کے لیے ہے اور (مذکورہ طریقہ سے) دستک دینا عورتوں سے متعلق ہے (بخاری اور مسلم)

۱۳۴۵/۸ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ[2] ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ فَإِنَّهٗ فِي الصَّلٰوةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے، پھر مسجد کے ارادے سے نکلے تو تشبیک نہ کرے، یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالے، کیونکہ وہ اس حالت میں حکماً نماز میں ہے (امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، اور دارمی)

قَالَ فِيْ شَرْحِ النِّقَايَةِ وَكُرِهَ كُلُّ هَيْئَةٍ فِيْهَا تَرْكُ خُشُوْعٍ فَيُكْرَهُ الْعَبَثُ بِالثَّوْبِ أَوْ بِالْجَسَدِ أَوْ بِالشَّعْرِ كَتَشْبِيْكِ الْأَصَابِعِ وَفَرْقَعَتِهَا۔

شرح النقایہ میں کہا ہے کہ نماز میں ایسی ہیئت اختیار کرنا جس سے ترک خشوع و خضوع ہو مکروہ ہے مثلاً نماز میں کپڑوں کے ساتھ یا جسم کے ساتھ یا بالوں کے ساتھ کھیلنا اور ایسے ہی نماز میں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیاں میں ڈالنا جس کو تشبیک کہتے ہیں مکروہ ہے اور اسی طرح انگلیوں کا چٹخانا بھی مکروہ ہے۔

ف توابع نماز جیسے مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنا یا نماز کے لیے گھر سے باوضو مسجد کی طرف چلنا وغیرہ ان حالتوں میں تشبیک ایسے ہی مکروہ ہے جیسے کہ عین نماز میں مکروہ ہے نماز میں ہوں یا توابع نماز، ہر دو حالتوں میں تشبیک مکروہ تحریمی ہے یہ ردالمحتار میں مذکور ہے۔

کہ خارج نماز اگر کسی ضرورت سے مثلاً انگلیوں کی راحت کے لیے تشبیک کی جائے تو یہ جائز ہے جیسا کہ بخاری کی اس حدیث سے ضمناً تشبیک کی اجازت ثابت ہوتی ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک مومن دوسرے مومن کے لیے بنیاد کی طرح ہے اور آپ نے (بطور تمثیل) اپنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر تشبیک فرمائی، البتہ بغیر کسی ضرورت کے خارج نماز بطور عبث تشبیک کی جائے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے۔

---

[1] دستک کا طریقہ یہ ہے کہ عورت اپنے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے، برخلاف اس کے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے تالی بجائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [2] وضو کے فرائض، سنن و مستحبات ملحوظ رکھ کر)

۱۳۴۶ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَصْرِ فِی الصَّلٰوةِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کی حالت میں کولھوں پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔
(بخاری اور مسلم)

لِذٰلِكَ قَالَ فِیْ شَرْحِ النِّقَایَةِ وَ یُکْرَهُ التَّخَصُّرُ اَیْ وَضْعُ الْیَدِ عَلَی الْخَاصِرَةِ وَقِیْلَ التَّوَکُّؤُ عَلَی الْمِخْصَرَةِ وَهِیَ الْعَصَا۔

اس حدیث شریف میں لفظ، خصر جو مذکور ہے اس کے معنے کولھوں پر ہاتھ رکھنا ہیں اور اسی معنے کو اکثر اہل علم نے اختیار کیا ہے، اس کے علاوہ (خصر) کے معنے عصا پر ٹیک دینے کے بھی لئے گئے ہیں۔

ف۔ ردالمحتار میں لکھا ہے کہ نماز میں کولھوں پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور خارج نماز کولھوں پر ہاتھ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے اور مرقات میں کہا ہے کہ نماز میں بلاضرورت عصا پر ٹیک دینا مکروہ ہے اور عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ ضرورتاً جیسے بوڑھے یا بیمار وغیرہ نماز میں بجز عصا وغیرہ پر ٹیک دینے کے قیام پر قادر نہ ہوں تو ایسے لوگ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی بجائے عصا وغیرہ پر ٹیک دے کر قیام کریں (عمدۃ القاری کی عبارت ختم ہوتی) اور خارج نماز عصاء پر ٹیک دینا مباح ہوگا جس پر دلیل قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول ہے (سورہ طٰہٰ پ ۱۶ ع ۱۰ میں) ھِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُ عَلَیْهَا (یہ میرا عصا ہے جس پر ٹیک دیا کرتا ہوں) اصول میں ثابت ہے کہ قرآن کسی چیز کو بیان کرنے کے بعد اگر اس کو رد نہ کرے تو وہ چیز ہماری شریعت میں بھی مباح رہتی ہے اسی لیے خارج نماز عصا پر ٹیک دینا مباح ہوگا۔ ۱۲

۱۳۴۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَلْاِخْتِصَارُ فِی الصَّلٰوةِ رَاحَةُ اَهْلِ النَّارِ رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز کی حالت میں کولھوں پر ہاتھ رکھنے سے دوزخیوں سے مشابہت ہوتی ہے[1] دوزخی کولھوں پر ہاتھ رکھ کر آرام کرلیں گے[2] (اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنۃ میں کی ہے)

۱۳۴۸ وَعَنْ مُعَیْقِیْبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الرَّجُلِ یُسَوِّی التُّرَابَ حَیْثُ یَسْجُدُ قَالَ اِنْ کُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو (نماز کی حالت میں) سجدہ کے مقام سے کنکریاں صاف کرتا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں ایسا کرنا ہی ہو تو

---

[1] اس لیے کہ دوزخیوں کو محشر میں کھڑے کھڑے جب ناقابل برداشت تکلیف ہوگی تو [2] اسی وجہ سے نماز میں کولھوں پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔

ایک بار صاف کر لو۔
(بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی حالت میں سجدہ کی جگہ سے بلا ضرورت کنکریوں کا صاف کرنا مطلقاً مکروہ ہے اور ضرورت کی حالت میں ایک مرتبہ صاف کرنے کی اجازت ہے کیونکہ اس سے ضرورت دفع ہو جائیگی اور اس کے بعد دوبارہ ایسا کرنا فضول ہوگا (شرح نقایہ)

۱۳۴۹ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَلَا یَمْسَحِ الْحَصٰی فَاِنَّ الرَّحْمَۃَ تُوَاجِہُہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔
۱۲

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز شروع کرے تو وہ (نماز کی حالت میں) اپنے سجدہ کرنے کی جگہ سے کنکریاں صاف نہ کرے کیونکہ رحمت سامنے سے نازل ہوتی ہے[1] (امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ)

وَفِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ یُکْرَہُ کُلُّ عَمَلٍ قَلِیْلٍ بِلَا عُذْرٍ۔

اس حدیث میں مذکور ہے کہ بحالت نماز بلا ضرورت سجدہ کی جگہ سے کنکریاں صاف نہ کرے اس لیے کہ نماز کی حالت میں ہر عمل قلیل بلا عذر مکروہ ہے،

ف: معلوم کرنا چاہئیے کہ عمل قلیل کیا ہے اور عمل کثیر کیا ہے؛ عمل کثیر یہ ہے کہ جس کے کرنے والے کو دور سے دیکھنے والے سمجھیں کہ یہ نماز میں نہیں ہے، جیسے نماز کی حالت میں دونوں ہاتھوں سے عمامہ باندھنا وغیرہ، اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، البتہ بحالت نماز ایسا عمل کثیر جو اعمال نماز سے ہو جیسے ایک رکعت میں دو رکوع یا تین سجدے کرنا؛ اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی اس لیے کہ یہ اعمال نماز سے ہے، اسی طرح ایسے عمل کثیر سے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی جو اصلاح نماز کے لیے ہو، جیسے نماز کی حالت میں وضو ٹوٹ جانے سے وضو کرنے کے لیے چلنا، اگرچہ یہ بھی عمل کثیر ہے مگر اصلاح نماز کے لیے ہے اس لیے اس سے بھی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

اور عمل قلیل یہ ہے کہ جس کے کرنے والے کے متعلق دور سے دیکھنے والے کو شک ہو کہ یہ نماز میں ہے یا نہیں جیسے نماز کی حالت میں سجدہ کی جگہ سے ایک ہاتھ سے کنکریاں صاف کرنا، اگر بلا ضرورت کنکریاں صاف کی جائیں تو نماز مکروہ ہوگی البتہ ضرورت پر صرف ایک بار کنکریاں صاف کی جا سکتی ہیں (رد المحتار، اعلاء السنن) ۱۲۔

۱۳۵۰ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّی الظُّہْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاٰخُذُ قُبْضَۃً مِّنَ الْحَصٰی لِتَبْرُدَ فِیْ کَفِّیْ اَضَعُہَا
۱۳

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر پڑھا کرتا تھا (اور سخت گرمی کی وجہ سے) مٹھی بھر

---

[1] (اور سجدہ کی جگہ پر رہتی ہے پس نمازی کو چاہئیے کہ کنکریاں ہٹا کر رحمت میں تغیر نہ کرے)

لِجَبْهَتِيْ اَسْجُدُ عَلَيْهَا لِشِدَّةِ الْحَرِّ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ ـ

کنکریاں ایک ہاتھ میں لے لیا کرتا کہ وہ میری ہتھیلی میں ٹھنڈی ہو جائیں اور سجدہ کے وقت پیشانی رکھنے کی جگہ ان کو رکھ دیا کرتا تاکہ میں ان پر سجدہ کرسکوں (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

قَالَ الشَّيْخُ السِّنْدِيُّ فِيْ شَرْحِ النَّسَائِيِّ عُلِمَ مِنْ هٰذَا جَوَازُ الْفِعْلِ الْقَلِيْلِ اِنْتَهٰى ـ

شیخ سندھی نے شرح نسائی میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی حالت میں عذر کی وجہ سے عمل قلیل جائز ہے۔ ۱۲

ف: بہار شریعت میں درمختار کے حوالہ سے لکھا ہے کہ عمل قلیل مفسد نماز نہیں، جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھ کر نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے، بلکہ گمان ہی غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو عمل کثیر ہے اور اگر دور سے دیکھنے والے کو شبہ و شک ہو کہ نماز میں نہیں تو عمل کثیر ہے، اور اگر دور سے دیکھنے والے کو شبہ و شک ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں تو عمل قلیل ہے، ص ۱۴/۳۔

۱۳۵۱/۱۴ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ النَّاسَ وَ اُمَامَةُ بِنْتُ اَبِي الْعَاصِ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَاِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَاِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُوْدِ اَعَادَهَا ـ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امامت فرما رہے ہیں، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نواسی حضرت امامہ بنت ابی العاص (جو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے ہیں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوش مبارک پر سوار تھیں، اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رکوع کرتے تو ان کو اتار دیتے اور سجدہ سے اٹھتے تو ان کو پھر اٹھا لیتے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے مگر بخاری میں امامت کرنے کا ذکر نہیں ہے)

وَفِي التَّعْلِيْقِ الْمُمَجَّدِ وَلَيْسَ فِي الْحَدِيْثِ مَا يُخَالِفُ قَوَاعِدَ الشَّرْعِ لِاَنَّ الْاٰدَمِيَّ طَاهِرٌ وَثِيَابُ الْاَطْفَالِ وَاَجْسَادُهُمْ مَحْمُوْلَةٌ عَلَى الطَّهَارَةِ وَالْاَعْمَالُ فِي الصَّلٰوةِ لَا تُبْطِلُهَا اِذَا قَلَّتْ اَوْ تَفَرَّقَتْ وَاِنَّمَا فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَيَانِ الْجَوَازِ كَذَا فِيْ شَرْحِ الزُّرْقَانِيِّ

التعلیق الممجد میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں کوئی ایسی چیز مذکور نہیں ہے جو قواعد شرع شریف کے خلاف ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز میں بچوں کے جسم اور ان کے کپڑے، جب تک نجاست کا یقین نہ ہو پاک ہی سمجھے جائیں گے، اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بچی کو اٹھانا طہارت کی شرط کے خلاف نہ ہو گا۔ اسی طرح نماز کے اندر عمل قلیل ایک ہی رکن میں تین مرتبہ نہ کیا جائے

وَمِثْلُہٗ فِیْ رَدِّ الْمُحْتَارِ عَنِ الْحِلْیَۃِ۔

بلکہ متفرق ارکان میں متفرق طور پر کیا جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی یہاں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل ایسا ہی متفرق ارکان میں متفرق طور پر ہوا ہے اس لیے مفسد نماز نہیں، یہ شرح الزرقانی میں مذکور ہے اور رد المحتار میں بھی اسی طرح حلیہ سے منقول ہے۔

وَفِیْ عُمْدَۃِ الْقَارِیْ عَنِ الْبَدَائِعِ لَایُکْرَہُ لِوَاحِدٍ مِّنَّا لَوْ فَعَلَ ذٰلِکَ عِنْدَ الْحَاجَۃِ اِمَّا بِدُوْنِ الْحَاجَۃِ فَمَکْرُوْہٌ۔

اور عمدۃ القاری میں بدائع کے حوالے سے مذکور ہے کہ ہم میں سے کسی کے لیے بھی ضرورت کے وقت ایسا عمل قلیل مکروہ نہیں، البتہ بلا ضرورت نماز میں عمل قلیل مکروہ ہوگا۔ ۱۲

۱۳۵۲ / ۱۵ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِفْرِیْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَۃَ لِیَقْطَعَ عَلَیَّ صَلَاتِیْ فَاَمْکَنَنِیَ اللّٰہُ مِنْہُ فَاَخَذْتُہٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبُطَہٗ عَلٰی سَارِیَۃٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی تَنْظُرُوْا اِلَیْہِ کُلُّکُمْ فَذَکَرْتُ دَعْوَۃَ اَخِیْ سُلَیْمَانَ "رَبِّ ھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ" فَرَدَدْتُّہٗ خَاسِئًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گذشتہ رات حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ کا ایک جن (جوان کی قید میں تھا قید سے چھوٹ کر آیا) اور میری نماز تڑوانا چاہتا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو عطا فرمایا تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں تاکہ (صبح) تم سب اس کو دیکھ لو (اور معلوم کر لو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی قدرت دی ہے جیسے سلیمان علیہ السلام کو دی تھی) لیکن پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یہ مقبول دعا یاد آگئی، "رَبِّ ھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ" (الٰہی مجھے ایسی حکومت عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو) اس لیے میں نے اس کو ناکام واپس کر دیا۔ (بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث میں ارشاد ہے "فَاَخَذْتُہٗ" (میں نے اس جن کو پکڑ لیا) پکڑنا عمل قلیل ہے جو ضرورت سے تھا اس لیے یہ عمل قلیل مفسد نماز نہیں (عمدۃ القاری)

قَالَ ابْنُ الْمَلِکِ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الشَّیْطَانَ عَیْنَہٗ غَیْرُ نَجِسٍ وَاَنَّ لَمْسَہٗ لَایُبْطِلُ الصَّلٰوۃَ وَفِیْہِ دَلَالَۃٌ عَلٰی اَنَّ الْمُصَلِّیَ لَاتَبْطُلُ صَلَاتُہٗ بِخُطُوْرِ مَا

اور مرقات میں ہے کہ ابن الملک نے کہا ہے کہ یہ حدیث شریف اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جنات کا جسم نجس نہیں ہے۔ اس لیے جنات کو نماز کی حالت میں پکڑنا طہارت کی شرط کے خلاف نہ ہوگا اس لیے اس سے بھی نماز

لَيْسَ مِنْ اَفْعَالِهَا بَاطِلُهَا ۔

باطل نہیں ہوگی۔ ابن الملک نے یہ بھی کہا ہے کہ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حالت نماز میں اگر نمازی کے دل میں ایسے افعال کا وسوسہ پیدا ہو جو افعال نماز سے نہیں تو اس سے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی ۔

۱۳۵۳ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَلِلنَّسَائِيِّ مَعْنَاهُ ۔
۱۶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز کی حالت میں دو سیاہ چیزوں کو مار ڈالو (ایک) سانپ اور (دوسرے) بچھو۔ (اس کی روایت امام احمد ابو داؤد اور ترمذی نے کی ہے اور نسائی کی روایت بھی اسی طرح ہے)

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں سانپ اور بچھو کو نماز کی حالت میں مارنے کا جو حکم ہوا ہے وہ مطلق حکم ہے اور اس میں کسی قسم کی قید نہیں ہے اس لیے ان کے مارنے میں ایک ضرب سے کام لیا جائے یا متعدد ضربات سے نماز فاسد نہیں ہوگی اگرچہ کہ یہ عمل کثیر ہے، ایسا ہی ان کے مارنے میں تین یا تین سے زائد قدم چلنا پڑے تو اس سے بھی نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ کہ یہ بھی عمل کثیر ہے۔ ایسا ہی ان کے مارنے میں سینہ قبلہ سے پلٹ جائے تو بھی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اگرچہ کہ یہ عمل بھی مفسد نماز ہے، اس لیے کہ یہ سب عمل کثیر اصلاح نماز کے لیے کئے جا رہے ہیں، اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو ضرر کے اندیشہ سے دل بٹ جائے گا اور اطمینان و جمعیت باقی نہیں رہے گی اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ نماز میں وضو ٹوٹ جانے سے اصلاح نماز کے لیے عمل کثیر کر کے وضو کرنے کی غرض سے چلنے کی اجازت ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ نماز کی حالت میں سانپ اور بچھو کو مارنے سے متعلق دو حکم ہیں، ایک مستحب اور دوسرے واجب، اگر خود نمازی کو ان سے ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو ایسی صورت میں ان کو مارنا مستحب ہوگا، برخلاف اس کے اگر خود نمازی کو ان سے ضرر کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ان کو مارنا واجب ہوگا اور اگر ان کے ضرر کے اندیشہ سے نماز توڑ دی جائے تو بھی درست ہے اگر نماز توڑے بغیر ان کو مار ڈالا جائے تو ان کے مارنے کے لیے نماز جہاں سے چھوڑی گئی تھی پھر وہیں سے شروع کی جائے، نئے سر سے پھر نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں (درمختار، رد مختار، ہدایہ، فتح القدیر، عنایہ، عمدۃ الرعایہ، مراقی الفلاح شرح نور الایضاح بر حاشیہ طحطاوی) ۱۲ ۔

۱۳۵۴ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ تَطَوُّعًا وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ فَمَشٰى فَفَتَحَ لِيْ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى مُصَلَّاهُ وَذَكَرَتْ اَنَّ الْبَابَ كَانَ فِي الْقِبْلَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ
۱۷

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں آئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرۂ مبارکہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور حجرہ کا دروازہ بند تھا میں نے دروازہ کھلایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (الٹے قدم) اپنی جگہ لوٹ آئے اور مجھے یاد ہے کہ حجرہ مبارک کا دروازہ قبلہ رُخ

وَسَاوَی النَّسَآئِیُّ نَحْوَہٗ۔　　تھا اس کی روایت امام احمد، ابو داؤد اور ترمذی نے کی ہے اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں تین چیزیں قابل غور ہیں، ایک یہ کہ دروازہ کھولنا، دوسرے یہ کہ دروازہ کھولنے کے لیے چلنا اور تیسرے یہ کہ دروازہ کھولنے کے بعد پھر اپنی جگہ پر واپس ہونا۔

دروازہ کھولنے کے بارے میں بحرالرائق میں لکھا ہے کہ دروازہ کا بند کرنا تو عمل کثیر ہے لیکن دروازہ کا کھولنا عمل کثیر نہیں بلکہ یہ عمل قلیل ہے اس لیے یہاں جو دروازہ کھولا گیا ہے عمل قلیل ہونے سے مفسد نماز نہیں ہوا۔ دوسرے یہ کہ دروازہ کھولنے کے لیے چلنا، تو اس بارے میں اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ حجرۂ مبارک اس قدر تنگ تھا کہ دروازہ کھولنے کے لیے ایک یا دو قدم سے زیادہ چلنے کی گنجائش ہی نہ تھی، اس لیے حدیث شریف میں دروازہ کھولنے کے لیے چلنے کا جو ذکر ہے وہ ایک یا دو قدم چلنے کی وجہ سے عمل کثیر نہیں ہوگا بلکہ عمل قلیل ہی ہے، اس لیے یہ بھی مفسد نماز نہیں ہوا۔

تیسرے یہ کہ دروازہ کھولنے کے بعد اپنی جگہ پر واپس ہونا، تو اس بارے میں مرقات میں لکھا ہے کہ دروازہ کھولنے کے لیے آگے چلنا اور پھر واپس ہونا عمل کثیر تو ہے مگر اس لیے مفسد نماز نہیں کہ یہ چلنا اور واپس ہونا پے در پے نہیں تھا، اس لیے کہ دروازہ کھولنے میں ایک رکن کی ادائیگی کی مقدار وقت صرف ہونے کے بعد واپسی ہوئی اور نماز میں ایک رکن کی مقدار ٹھہر ٹھہر کر چلنا پے در پے نہ ہونے سے مفسد نماز نہیں ہوتا ہے جیسا کہ ردالمحتار میں لکھا ہے، کہ نماز کی حالت میں بقدر ایک مصلیٰ یعنی قدم سے لے کر سجدہ کی جگہ تک قبلہ رُخ ایک یا دو قدم میں چل کر ایک رکن کی ادائیگی کی مقدار ٹھہرنے کے بعد پھر اتنا ہی چلنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، چونکہ اس حدیث شریف میں بھی ایسا ہی ہوا ہے، اس لیے یہ عمل بھی مفسد نماز نہیں ہوا۔ ۱۲۔

حلیہ کی فصل مکروہات میں مذکور ہے کہ نماز کی حالت میں مشی یعنی چلنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ نمازی نماز میں بلا عذر چلے اور دوسرے یہ کہ نمازی کا نماز میں چلنا کسی عذر کی وجہ سے ہو، نماز میں بلا عذر چلنے کی بھی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ چلنا کثیر ہو، اور پے در پے ہو تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی، اگرچہ نمازی قبلہ رُخ ہی کیوں نہ چلے، دوسرے یہ کہ چلنا کثیر ہو لیکن پے در پے نہ ہو، بلکہ کئی رکعتوں میں متفرق طور پر چلا ہو تو اس صورت میں اگر نمازی کا سینہ قبلہ کی طرف سے پلٹ جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر نمازی کا سینہ قبلہ کی طرف سے نہ پلٹے تو نماز فاسد نہیں ہوگی بلکہ مکروہ ہوگی، اگر نمازی نے نماز میں بلا عذر مشی قلیل کی اور اس کا سینہ قبلہ کی طرف سے پلٹ جائے تو مشی قلیل ہونے کے باوجود بھی نماز فاسد ہو جائے گی، اگر سینہ قبلہ کی طرف سے نہ پلٹا ہو تو نماز مکروہ ہوگی۔

واضح ہو کہ مذکورہ صورتیں نماز میں بلا عذر چلنے کی تھیں، اب نماز میں عذر کے ساتھ چلنے کی صورتیں ملاحظہ ہوں، اگر نماز کی حالت میں مشی چلنا عذر کی وجہ سے ہو جیسے نماز میں وضو ٹوٹنے کی صورت میں وضو کرنے کی خاطر چلا ہو یا صلاۃ خوف یعنی جہاد میں جو نماز ادا کی جاتی ہے اس میں چلنے کی نوبت آئی ہو، یا نماز کی حالت میں سانپ اور بچھو کو مارنے کے لیے چلنے کی ضرورت ہوئی ہو تو ان صورتوں میں نماز میں چلنے سے نماز نہ تو فاسد ہوگی اور نہ مکروہ ہوگی، خواہ مشی چلنا قلیل ہو یا کثیر اور چلنے سے نماز قبلہ کی طرف سے پلٹا ہو یا نہ ہو، ان مذکورہ صورتوں میں یعنی صلاۃ

خوف یا نمازی کا حدث کے بعد وضو کے لیے مشی کرنا یا سانپ اور بچھو کو مارنے کے لیے نماز میں چلنا، ان کے علاوہ اگر کسی اور عذر کی بنا پر نمازی نے مشی قلیل کی ہو یا مشی کثیر جس میں اس نے اپنا سینہ قبلہ کی جانب سے پلٹ دیا ہو تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی، اگر نماز کی حالت میں عذر کی وجہ سے مشی قلیل کی ہو تو اس سے نہ تو نماز فاسد ہوتی ہے نہ مکروہ، بشرطیکہ چلنے میں نمازی کا سینہ قبلہ کی جانب سے نہ پلٹا ہو، اگر نماز میں عذر کی وجہ سے مشی کثیر ہو اور پے در پے ہو تو یہ مشی نماز کو فاسد کر دیگی اور اگر مشی کثیر ہو لیکن پے در پے اور متواتر نہ ہو تو ایسی مشی کے مفسد نماز ہونے یا مکروہ ہونے میں اختلاف ہے لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نمازی نے نماز میں مشی کثیر کی ہو جو پے در پے نہ ہو تو وہ نماز کو فاسد نہیں کرتی اور نہ تو اس سے نماز مکروہ ہوتی ہے بشرطیکہ یہ مشی مطلق عذر کی بناء پر کی گئی ہو۔ ۱۲)

۱۳۵۵/۱۸ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوةِ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوةِ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا یَقُلْ هَا فَاِنَّمَا ذٰلِکُمْ مِنَ الشَّیْطٰنِ یَضْحَکُ مِنْهُ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو نماز میں جمائی آجائے تو جہاں تک ہو سکے جمائی کو روکے، اس لیے کہ شیطان منھ میں گھس جانا چاہتا ہے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے) اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو نماز میں جمائی آجائے تو جہاں تک ہو سکے جمائی کو روکے اور (آواز سے) ھاء نہ کہے کیونکہ آواز ھاء کہنا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے (اور نمازی جب جمائی کے وقت آواز سے ھاء کہتا ہے تو) شیطان اس پر ہنستا ہے[1]۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ نمازی کو نماز میں جب جمائی آجائے تو جہاں تک ہو سکے جمائی کو روکنا چاہیئے واضح ہو کہ جمائی کو روکنے کی کئی تدبیریں ہیں۔ ایک تدبیر یہ ہے کہ جمائی کے وقت یہ خیال کیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کو جمائی نہیں آتی تو اس خیال سے جمائی رک جاتی ہے۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ دانتوں سے ہونٹ کو دبا کر بھی جمائی کو روکنا چاہیئے، اور مجتبیٰ میں مذکور ہے کہ نماز میں اگر بحالت قیام جمائی آجائے تو سیدھے ہاتھ کی پشت کو منھ پر رکھ کر جمائی کو روکے اور قیام کے سوا نماز کے کسی اور رکن میں جمائی آجائے تو بائیں ہاتھ کی پشت کو منھ پر رکھ کر جمائی کو روکنا چاہیئے اور خارج نماز جمائی آنے کی صورت میں جمائی کو روکنے کی جو صورتیں اوپر بیان کی گئی ہیں ان سب کو اختیار کیا جا سکتا ہے (بیلوا)

[1] اس لیے کہ آواز سے ھاء کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور شیطان کا مقصد یہی ہے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے اس لیے جہاں تک ہو سکے شیطان کی مزاحمت اور مدافعت کی جائے اور کوشش کی جائے کہ شیطان اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہونے پائے)

مضمون رد المحتار سے ماخوذ ہے) ۱۲

۱۳۵۶/۱۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ التَّثَاؤُبُ فِی الصَّلٰوةِ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْیَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ وَلِابْنِ مَاجَةَ فَلْیَضَعْ یَدَهٗ عَلٰی فِیْهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز میں جمائی کا آنا شیطان کی طرف سے ہے، پس جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہوسکے اس کو روکے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے) اور ترمذی کی دوسری روایت میں اس طرح مروی ہے کہ جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اپنے ہاتھ کی پشت کو منھ پر رکھ لے اور ترمذی کی دوسری روایت کے الفاظ ابن ماجہ سے بھی مروی ہیں۔

۱۳۵۷/۲۰ وَعَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَفَعَهٗ قَالَ الْعَطَاسُ وَالنُّعَاسُ وَالتَّثَاؤُبُ فِی الصَّلٰوةِ وَالْحَیْضُ وَالْقَیْءُ وَالرُّعَافُ مِنَ الشَّیْطَانِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے مرفوعًا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز میں چھینک، اونگھ، جمائی، حیض، قے، اور نکسیر یہ سب شیطان کی طرف سے ہیں۔ (ترمذی)

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ نمازی کو نماز میں جب جمائی آجائے تو جہاں تک ہوسکے جمائی کو روکنا چاہیے واضح ہو کہ جمائی کو روکنے کی کئی تدبیریں ہیں۔

واضح رہے کہ یہ تمام چیزیں جب نماز میں واقع ہوں تو شیطان کی خوشی کا سبب ہوتی ہیں، اول الذکر تین چیزوں یعنے چھینک اونگھ اور جمائی سے تو نماز مکروہ ہوتی ہے، اور آخر الذکر تین چیزوں یعنے حیض قے، اور نکسیر سے تو نماز فاسد ہی ہو جاتی ہے۔

اس حدیث شریف میں دوسری اور چیزوں کے ساتھ نماز میں چھینک آنے کو جو شیطان کی طرف سے ہونا ارشاد ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز کی حالت میں چھینک آنے سے توجہ الی اللہ، حضور قلب اور استغراق میں فرق پیدا ہوجاتا ہے ورنہ خارج نماز تو چھینک پسندیدہ ہے جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعُطَاسَ۔ (اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتے ہیں)

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ چھینک خارج نماز مطلقًا محبوب ہے اور داخل نماز مطلقًا مکروہ ہے (مرقات، اشعۃ اللمعات)

۱۳۵۸/۲۱ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِی الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ یَّخْتَلِسُهُ الشَّیْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز میں (گردن موڑ کر) دائیں بائیں دیکھنے کے متعلق دریافت کیا تو ارشاد فرمایا کہ یہ حقیقت میں شیطان کی جھپٹ ہے کہ شیطان بندہ کی نماز کے

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کچھ حصّہ کو لے بھاگتا ہے (اسی لیے نماز میں گردن موڑ کر اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے) درمختار۔
(بخاری اور مسلم)

۱۳۵۹ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ فِيْ صَلَاتِهٖ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ فَاِذَا الْتَفَتَ اِنْصَرَفَ عَنْهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔
۲۲

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک کوئی بندہ نماز میں (گردن موڑ کر) اِدھر اُدھر نہ دیکھے، اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہ کر نظر رحمت فرماتے رہتے ہیں اور جب وہ نماز میں گردن موڑ کر اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے (نظر عنایت و رحمت) پھیر لیتے ہیں جس سے ثواب کم ہو جاتا ہے (اسی لیے یہ عمل مکروہ تحریمی ہے) اس کی روایت امام احمد، ابو داؤد، نسائی اور دارمی نے کی ہے)

۱۳۶۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ اِيَّاكَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيْضَةِ۔
۲۳

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیٹا نماز میں (خواہ نفل ہو یا فرض گردن موڑ کر) ہرگز اِدھر اُدھر نہ دیکھا کرو، کیونکہ (نماز میں گردن موڑ کر) اِدھر اُدھر دیکھنا نماز کی تباہی کا سبب ہے اگر ایسا ہی کرنا ہو تو نفل نماز میں کر لیا کرو (کہ ایسا کرنے سے نفل نماز ہی خراب ہوگی) مگر فرض میں ہرگز ایسا نہ کرو (کہ فرض اصل نماز ہے اور فرض میں ایسا کرتے سے اصل نماز ہی تباہ ہو جائے گی۔ (ترمذی)

وَقَالَ عَلِيُّ نِ الْقَارِيُّ وَالْاَظْهَرُ اَنَّ الْحَاصِلَ مِنَ الْحَدِيْثِ هُوَ اَنَّ الْكَرَاهَةَ فِي النَّفْلِ دُوْنَ الْكَرَاهَةِ فِي الْفَرْضِ۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں حاصل حدیث یہ ہے کہ یہ کراہت نفل نمازوں میں ہے، فرضوں میں نہیں۔

۱۳۶۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا وَلَا يَلْوِيْ عُنُقَهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ۔
۲۴

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں (کبھی) کن انکھیوں سے دائیں اور بائیں طرف دیکھ لیا کرتے تھے لیکن رسول اللہ

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نماز میں) گردن موڑ کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھتے تھے۔
(ترمذی اور نسائی)

وَفِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ اَنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوۃِ بِصَدْرِہٖ تَفْسُدُ وَیُکْرَہُ تَحْرِیْمًا[1] بِوَجْهِهٖ كُلِّهٖ اَوْ بَعْضِهٖ لِلنَّهْیِ وَبِبَصَرِہٖ یُکْرَہُ تَنْزِیْهًا وَفِی الزَّیْلَعِیِّ۔

درمختار اور ردالمحتار میں لکھا ہے کہ حالت نماز میں اپنا سینہ پھیرنے سے نماز فاسد (ٹوٹ) ہو جاتی ہے اور سارے چہرے کو پھیرنا مکروہ تحریمی ہے اور بعض چہرے کو پھیرنا بھی منع ہے۔ اور حالت نماز میں آنکھوں سے ادھر اُدھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔

وَفِی الزَّیْلَعِیِّ وَشَرْحِ الْمُلْتَقٰی لِلْبَاقَانِیِّ اَنَّهٗ مُبَاحٌ[2] لِاَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُلَاحِظُ اَصْحَابَهٗ فِیْ صَلَاتِهٖ بِمُوْقِ عَیْنَیْهِ اھ وَلَا یُنَافِیْ مَا هُنَا بِحَمْلِهٖ عَلٰی عَدَمِ الْحَاجَۃِ۔

امام باقانی کی شرح ملتقی میں ہے کہ نماز کی حالت میں آنکھوں سے اِدھر اُدھر دیکھنا مباح ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کی حالت میں اپنی آنکھوں کی پتلیوں سے اپنے صحابہ کو دیکھا کرتے تھے، اس لیے یہاں آنکھوں سے دیکھنے کو جو عدم حاجت پر حمل کیا ہے وہ منافی نماز نہیں ہے۔

وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوۃَ لَمْ یَنْظُرْ اِلَّا اِلٰی مَوْضِعِ سُجُوْدِهٖ قَالَهٗ فِیْ عُمْدَۃِ الْقَارِیْ۔

عمدۃ القاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے سجدے کی جگہ کے علاوہ کہیں اور نہیں دیکھتے تھے۔

[۳۶۲/۲۵] وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ اَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِی الصَّلٰوۃِ اِلَی السَّمَاءِ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سخت تاکید کے ساتھ فرمایا کہ لوگوں کو نماز میں دعا کے وقت آسمان کی طرف نظریں اٹھانے سے باز آجانا چاہیے (ورنہ خوف ہے) کہ ان کی نظریں چھین لی جائیں گی۔
(مسلم)

وَقَالَ عَلِیٌّ الْقَارِیُّ اَیْ خُصُوْصًا وَقْتَ الدُّعَاءِ وَاِلَّا فَرَفْعُ الْاَبْصَارِ مُطْلَقًا

ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے مرقات میں کہا ہے کہ نماز کی ہر حالت میں اور بالخصوص دعا کے وقت آسمان کی طرف

---

[1] اس لیے کہ ایسا کرنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے اور اگر نماز میں سینہ پلٹا کر ادھر اُدھر دیکھیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

[2] اس لیے نماز میں کبھی کن انکھیوں سے دیکھنا مباح ہے لیکن اس کی عادت ڈالنا مکروہ تنزیہی ہے۔

فِی الصَّلٰوۃِ مَکْرُوْہٌ ۔ نگاہ اٹھا کر دیکھنا مکروہ ہے :

ف ، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں کہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دعا کے وقت نماز میں آسمان کی طرف نظریں اٹھانا مکروہ ہے ، البتہ خارج نماز دعا کے وقت آسمان کی طرف نظریں اٹھانے کے بارے میں اختلاف ہے ، قاضی شریح اور ایک جماعت نے خارج نماز بھی دعاء کے وقت آسمان کی طرف نظریں اٹھانے کو مکروہ قرار دیا ہے ، لیکن اکثر علماء نے اس کی اجازت دی ہے اور ان حضرات کا استدلال یہ ہے کہ جس طرح کعبۃ اللہ قبلۂ نماز ہے ، اسی طرح آسمان قبلۂ دعا ہے ۔ ۱۲ ۔

۱۳۶۳
۲۶ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا اَنَسُ اِجْعَلْ بَصَرَکَ حَیْثُ تَسْجُدُ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ سُنَنِہِ الْکَبِیْرِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاَبِیْ دَاؤُدَ لَا یُجَاوِزُ بَصَرُہٗ اِشَارَتَہٗ فَحَدِیْثُ اَبِیْ دَاؤُدَ ھٰذَا ظَاھِرًا یَدُلُّ عَلٰی اَنْ یَّکُوْنَ نَظَرُہٗ فِیْ حَالِ الْقُعُوْدِ اِلٰی حُجْرِہٖ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ! اے انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم نماز میں اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ پر جمائے رکھو (اس کی روایت بیہقی نے سنن کبیر میں کی ہے) اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ (قعدہ کے وقت گود پر) جو مقام اشارہ ہے رہا کرتی تھی اور اس سے متجاوز نہیں ہوتی تھی (ابو داؤد کی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازی کی نگاہ قعدہ کی حالت میں گود پر رہنی چاہیئے)

وَقَالَ فِیْ رَدِّ الْمُحْتَارِ الْمَنْقُوْلُ فِیْ ظَاھِرِ الرِّوَایَۃِ اَنْ یَّکُوْنَ مُنْتَھٰی بَصَرِہٖ فِیْ صَلٰوتِہٖ اِلٰی مَحَلِّ سُجُوْدِہٖ کَمَا فِی الْمُضْمَرَاتِ وَعَلَیْہِ اقْتَصَرَ فِی الْکَنْزِ وَغَیْرِہٖ وَھٰذَا التَّفْصِیْلُ الْمَذْکُوْرُ فِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ مِنْ تَصَرُّفَاتِ الْمَشَائِخِ کَالطَّحَاوِیِّ وَالْکَرْخِیِّ وَغَیْرِھِمَا کَمَا یُعْلَمُ مِنَ الْمُطَوَّلَاتِ ۔

رد المحتار میں منقول ہے کہ ظاہر روایت سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ نماز کی حالت میں نمازی کی نظر سجدہ کی جگہ پر ہو جیسا کہ مضمرات میں ہے اور کنز وغیرہ میں بھی یہی لکھا ہے اور اب اس کی تفصیل در مختار میں ہے مشائخ کے تصرفات سے جیسے امام طحاوی اور کرخی وغیرہما اور جیسے کہ تو مطول کتب میں معلوم کرے گا ۔

۱۳۶۴
۲۷ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ رَاَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُلَامًا لَّنَا یُقَالُ لَہٗ اَفْلَحُ اِذَا سَجَدَ نَفَخَ فَقَالَ یَا اَفْلَحُ تَرِّبْ وَجْھَکَ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) ہمارے ایک غلام کو جن کا نام افلح تھا ہر سجدہ کے وقت زمین پر پھونک مارتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے افلح اپنے چہرہ کو خاک لگنے دو (کیوں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے سامنے

نہایت عاجزی کا اظہار ہوتا ہے۔

(ترمذی)

قَالَ فِيْ شَرْحِ النِّقَايَةِ وَكُرِهَ مَسْحُ جَبْهَتِهٖ مِنَ التُّرَابِ فِي الصَّلٰوةِ وَاَمَّا بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْهَا فَلَا يُكْرَهُ بَلْ يُسْتَحَبُّ كِتْمَانًا لِلْعِبَادَةِ اَوْ خَوْفًا مِنَ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ۔

شرح النقایہ میں کہا ہے کہ نماز کی حالت میں پیشانی پر سے مٹی کو صاف کرنا مکروہ ہے، البتہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد پیشانی پر سے مٹی کو صاف کرنا مکروہ نہیں بلکہ عبادت کو چھپانے کی خاطر ریاکاری وشہرت سے بچنے کے لیے پیشانی کی مٹی کو بعد نماز کے صاف کرلینا مستحب ہے۔ ۱۲

ف: عرف شذی میں بحر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ نماز میں پھونک مارنے کے بارے میں مذہب حنفی میں دو قول ہیں ایک قول تو یہ ہے کہ نماز میں آواز کے ساتھ پھونک مارنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے ورنہ نہیں، اور دوسرا قول یہ ہے کہ نماز میں اس طرح پھونک ماری جائے جس سے حروف ظاہر ہوتے ہوں تو نماز فاسد ہوجائے گی ورنہ نہیں، اور صاحب بحر نے اسی طرح دوسرے قول کو اختیار کیا ہے۔ ۱۲

۱۳۶۵/۲۸ وَعَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَلِجَوْفِهٖ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ يَعْنِيْ يَبْكِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَفِيْ صَدْرِهٖ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الرَّحٰى مِنَ الْبُكَاءِ۔

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَى النَّسَائِيُّ الرِّوَايَةَ الْاُوْلٰى وَاَبُوْ دَاؤدَ الثَّانِيَةَ۔

حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد عبداللہ ابن شخیر سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد عبداللہ بن شخیر نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھ رہے ہیں اور رونا دبانے کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ مبارک سے ایسی آوازیں آرہی ہیں جیسے دیگ کے اندر سے دیگ کے جوش مارتے وقت آوازیں آیا کرتی ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ بن شخیر نے کہا میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور رونا دبانے کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ مبارک سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے چکی کے چلتے وقت چکی کی آواز آیا کرتی ہے۔ ان دونوں حدیثوں کی روایت امام احمد نے کی ہے اور نسائی نے بھی پہلی حدیث کی روایت کی ہے اور ابو داؤد نے بھی دوسری حدیث کی روایت کی ہے۔

قَالَ فِيْ شَرْحِ النِّقَايَةِ وَالْحَاصِلُ اِنَّ نَحْوَ الْاَنِيْنِ اَوِ الْبُكَاءِ بِصَوْتٍ

واضح ہو کہ نماز میں دھیمی آواز سے رونا یا بلند آواز سے رونا، اگر یہ آخرت کے خیال سے اور اللہ تعالیٰ کے خوف

اِنْ كَانَ لِغَيْرِ اَمْرِ الْاٰخِرَةِ بِاَنْ كَانَ لِوَجْعٍ اَوْ مُصِيْبَةٍ تُفْسِدُ الصَّلٰوةَ لِاَنَّ فِيْهِ اِظْهَارُ التَّاَسُّفِ وَالْجَزْعِ فَصَارَ كَاَنَّهٗ قَالَ اَعِيْنُوْنِيْ وَاِنْ كَانَ لِاَمْرِ الْاٰخِرَةِ بِاَنْ كَانَ يَخُوْفُ اَوْ رَجَاءَ لَا تُفْسِدُ لِاَنَّهٗ كَالدُّعَاءِ وَالثَّنَاءِ۔

اور اُمید کی وجہ سے نہ ہوں، بلکہ کسی درد یا دنیوی مصیبت کی وجہ سے ہوں تو ان سے نماز فاسد ہو جائے گی اس لیے کہ اس سے افسوس اور بے قراری کا اظہار ہوتا ہے اور یہ فعل حقیقت میں شکایت ہے، کہ گویا نمازی کہہ رہا ہے کہ میری مدد کرو اور نماز میں ایسا کہنا نماز کے اندر کلام ہوا، اور کلام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اس کے برخلاف نماز میں دھیمی آواز سے رونا یا بلند آواز سے رونا آخرت کے خیال سے اور اللہ تعالیٰ کے خوف یا اُمید کی وجہ سے ہو تو یہ حقیقت میں دعا اور ثناء ہے اور اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی (شرح نقایہ، مرقات)

١٣٦٦ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَهٗ قَيْءٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلَسٌ اَوْ مَذِيٌّ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّاْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلَاتِهٖ وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهٗ مَوْقُوْفًا وَرَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ مُرْسَلًا اَيْضًا قَالَ فِي الْفَتْحِ وَابْنُ عَيَّاشٍ قَدْ وَثَّقَهٗ ابْنُ مُعِيْنٍ وَزَادَ فِي الْاِسْنَادِ عَنْ عَائِشَةَ وَالزِّيَادَةُ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ وَالْمُرْسَلُ عِنْدَنَا وَعِنْدَ جَمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ حُجَّةٌ كَذَا فِيْ جَامِعِ الْاٰثَارِ۔

ام المومنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی کو نماز میں (منھ بھر کر) قے آئے یا نکسیر پھوٹ پڑے (یا منھ بھر کر) اچھال ہو یعنے وہ قے جو منھ میں آکر پلٹ جائے یا مذی آوے تو اس کو چاہیئے کہ وہ نماز کی جگہ سے ہٹ جائے اور وضو کر کے اپنی (پہلی) نماز پر بناء کرے (یعنے جس رکن میں حدث ہوا تھا اسی رکن سے باقی ماندہ نماز کی تکمیل کرے، اس لیے از سر نو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے) بشرطیکہ وہ وضو کے لیے آنے اور جانے میں کوئی کلام نہ کرے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور عبدالرزاق، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح موقوفاً روایت کی ہے، دارقطنی نے اس حدیث کی روایت مرسلاً بھی کی ہے)

وَقَالَ الْعَيْنِيُّ فِي الْبَنَايَةِ فَاِنْ قُلْتَ اِسْتَدَلَّ لَكُمْ بِحَدِيْثَيْنِ اَحَدُهُمَا مُرْسَلٌ وَالْاٰخَرُ ضَعِيْفٌ قُلْتُ لَا يَضُرُّنَا اِرْسَالُهٗ لِاَنَّ الْمُرْسَلَ عِنْدَنَا حُجَّةٌ وَيُقَوِّيْ

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں وضو ٹوٹ جانے سے نماز کی جگہ سے ہٹ کر وضو کر کے پہلی نماز پر بنا کرنا جائز ہے، واضح ہو کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس سے صحابہ کرام اور تابعین کا اجماع ہے چنانچہ

الضَّعِيْفَ بِمَا نَقَلَ عَنِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَهُوَ مَا اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَاَبِيْ بَكْرِ ۣ الصِّدِّيْقِ وَسَلْمَانَ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَرُوِيَ مِنَ التَّابِعِيْنَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَطَاؤُسَ وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالشَّعْبِيِّ وَاِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ وَعَطَاءٍ وَمَكْحُوْلٍ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَكَيْفَ يَذْهَبُ اِلَى الْقِيَاسِ بِتَرْكِ قَوْلِ هٰؤُلَاءِ وَقَوْلِهِمْ فِيْمَا لَا يُدْرِكُ بِالْقِيَاسِ كَالنَّصِّ فِيْ كَوْنِهٖ رَاجِحًا عَلَى الْقِيَاسِ حَتّٰى قَالَ بَعْضُهُمْ فِي الْمَسْئَلَةِ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ فَاِنَّهٗ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَالْعُبَادِلَةِ الثَّلَاثَةِ وَاَنَسٍ وَسَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ جَوَازُ الْبِنَاءِ وَالْمُرَادُ اِجْمَاعُ فُقَهَائِهِمْ وَبِقَوْلِهِمْ يُتْرَكُ الْقِيَاسُ هٰذَا وَرُوِيَ اَيْضًا مِثْلَ مَا قُلْنَا عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ وَابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں صحابہ میں سے حضرات علی بن ابی طالب، ابوبکر صدیق، سلمان فارسی، ابن عمر اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور تابعین میں سے حضرات علقمہ، طاوس، سالم بن عبداللہ، سعید بن جبیر، شعبی، ابراہیم نخعی، عطا، مکحول اور سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بناء کرنے کے ثبوت پر متعدد روایتیں کی ہیں اسی وجہ سے بعض علماء نے کہا ہے کہ بناء کرنے کے اس مسئلہ پر صحابہ کرام کا اجماع ہے کیونکہ بناء کا جواز حضرات ابوبکر، عمر، عثمان، علی، عبداللہ ابن مسعود، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، انس اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے، نیز فقہاء تابعین میں سے حضرات اوزاعی، ابن ابی لیلیٰ، حسن بصری، سفیان ثوری اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی جوازِ بناء کے قائل ہیں (بنایہ یعنی عینی ہدایہ) ۱۲ ۔

ف: واضح ہو کہ نماز میں حدث ہونے کی دو صورتیں ہیں (۱) اختیاری (۲) غیر اختیاری، اختیاری حدث اس حدث کو کہتے ہیں جس کے واقع ہونے میں بندے کے اختیار کو دخل ہو، مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہہ کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن پر کوئی ضرب لگا کر خون نکالے یا عمداً اخراج ریح کرے، ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی،

حدث غیر اختیاری اس حدث کو کہتے ہیں جس میں نمازی کے ارادے کے بغیر خود بخود حدث واقع ہو، جیسے ریح، پیشاب، پاخانہ مذی وغیرہ کا خود بخود نکلنا تو اس صورت میں مصلّی کو چاہیئے کہ وہ فوراً اپنی جگہ سے ہٹ کر وضو کے لیے چلا جائے اگر بقدر ادائی ایک رکن بلا عذر ٹھہرا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور بناء صحیح نہ ہوگی اور بناء صحیح ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ کسی رکن کو حالتِ حدث میں ادا نہ کرے اور اسی طرح کسی رکن کو چلنے کی حالت میں بھی ادا نہ کرے اور وضو کرنے اور وضو کے لیے جانے کے دوران میں کوئی ایسا فعل نہ کرے جو نماز کے منافی ہو یا وضو کے ضروریات سے نہ ہو، اور وضو کے بعد اپنی نماز کو جس رکن پر چھوڑا تھا، اسی رکن سے شروع کرے اور اس رکن کا اعتبار نہ کرے جس میں حدث ہوا ہے اگر نمازی منفرد ہے تو بعد وضو کے جہاں وضو کیا ہے وہیں قریب میں نماز پڑھ سکتا ہو تو وہیں نماز پوری کرنے اور یہی افضل ہے اور چاہے تو پہلے جہاں نماز پڑھ رہا تھا وہاں جاکر نماز پوری کرے یہ بھی درست ہے۔

اگر نمازی جس کو حدث لاحق ہوا ہو وہ مقتدی ہے تو اس کا حکم اس مدرک کے حکم کی طرح ہے جو ابتداء نماز سے شریک جماعت رہا ہو اس لیے ایسا مقتدی وضو کے بعد جب اپنی باقی ماندہ نماز کی تکمیل کرنا چاہے تو وہ چونکہ مدرک کی طرح ہے

اور چونکہ مدرک امام کے پیچھے قراءت نہیں کرتا اس لیے یہ مقتدی بھی قراءت پڑھنے کے موقع پر نہ الحمد پڑھے، اور نہ سورہ ضم کرے بلکہ الحمد اور ضم سورہ کی مقدار خاموش قیام کرکے رکوع میں چلا جائے، مقتدی کے لیے یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ امام نماز سے فارغ ہوچکا ہو، اور جماعت ختم ہوچکی ہو، اور اگر امام ابھی نماز پڑھ رہا ہے تو مقتدی کو چاہیئے کہ وہ جماعت میں شریک ہوکر امام کے سلام پھیرنے تک، امام کے ساتھ نماز ادا کرے، اور امام کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد مقتدی مذکورہ بالا طریقہ پر اپنی باقیماندہ نماز کی تکمیل کرے، اور اگر امام کو نماز میں حدث لاحق ہو تو امام کو چاہیئے کہ وہ مقتدی میں سے جس کو اہل سمجھتا ہے اشارہ کرکے خلیفہ بنائے اور خود وضو کرنے کے لیے فوراً چلا جائے اور وضو کے بعد اگر جماعت کو پالے تو یہ مقتدی بن کر جماعت میں شریک ہوجائے، اور اگر جماعت ہوچکی ہے تو اوپر بتائے ہوئے طریقہ پر اپنی باقی ماندہ نماز کی تکمیل کرے (شرح المنیہ، در مختار، رد المحتار، ہدایہ، عالمگیری) ۱۲۔

۱۳۶۷ / ۳۰ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي الرَّجُلِ يَرْعَفُ فِي الصَّلٰوةِ أَوْ يُحْدِثُ قَالَ يَخْرُجُ وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا أَنْ يَذْكُرَ اللّٰهَ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى مَكَانِهِ فَيَقْضِيْ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ صَلَاتِهِ وَيَعْتَدُّ بِمَا صَلّٰى فَإِنْ كَانَ تَكَلَّمَ اِسْتَقْبَلَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْآثَارِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا رَعَفَ الرَّجُلُ فِيْ صَلَاتِهِ أَوْ قَاءَ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلَا يَتَكَلَّمْ وَلْيَبْنِ عَلٰى صَلَاتِهِ وَرِجَالُ هٰذَا السَّنَدِ عَلٰى شَرْطِ الصَّحِيْحِ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کی گئی ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ جس کو نماز میں نکسیر پھوٹ پڑے یا اس کا وضو ٹوٹ جائے (تو اس کو کیا کرنا چاہیئے؟) آپ نے فرمایا وہ نماز کی جگہ سے ہٹ جائے اور وضو کرلے (اور وضو کے لیے آتے جاتے ہیں) ذکر اللہ کے سوا کوئی کلام نہ کرے (اور وہ وضو کے بعد جب) اپنی جگہ واپس آجائے تو اپنی باقیماندہ نماز کی تکمیل کرے اور جو کچھ نماز وضو ٹوٹنے کے قبل ادا کی تھی اس کو شمار میں رکھے (اور یہ سمجھے کہ جو نماز پڑھ چکا ہے وہ ادا ہوچکی ہے اور باقی ماندہ نماز کی تکمیل اسی رکن سے کرے جس رکن پر حدث ہوا ہے اور اگر وضو کے لیے آجانے میں) بات کرلی تو از سر نو نماز کا اعادہ کرے (اور جو نماز پڑھ چکا تھا اس کا اعتبار نہ کرے) (اس کی روایت امام محمد نے الآثار میں کی ہے) اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب کسی شخص کو نماز میں نکسیر پھوٹ پڑے یا (منہ بھر کر) قے آئے تو اس کو چاہیئے کہ جاکر وضو کرے اور بات نہ کرے اور (اگر چاہے تو بعد وضو کے) اپنی پچھلی نماز پر بناء کرے۔ اس سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

۱۳۶۸ / ۳۱ وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ ۔

حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَسَا اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدِ الصَّلٰوةَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مَعَ زِيَادَةٍ وَّنُقْصَانٍ۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی نماز میں (عمداً) ریح خارج ہو جائے تو اس پر وضو کر کے از سر نو شروع سے نماز پڑھنا (واجب) ہے (اگر بغیر ارادے کے خود بخود ریح نکلے تو جس قدر نماز پڑھ لی ہے اس پر بنا کرنا بھی جائز ہے) اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور ترمذی نے بھی کسی قدر زیادتی اور کمی کے ساتھ اس کی روایت کی ہے۔

قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ الْاَمْرُ بِالْاِعَادَةِ لِلْوُجُوْبِ اِذَا كَانَ الْحَدَثُ عَمَدًا اِمَّا اِذَا سَبَقَهُ الْحَدَثُ فَالْاَمْرُ لِلْاِسْتِحْبَابِ فَاِنَّهُ اَفْضَلُ لِلْخُرُوْجِ عَنِ الْخِلَافِ۔

اس حدیث کے ترجمہ میں جو قیود مذکور ہیں وہ مرقات سے ماخوذ ہیں اور ان سے مقصود یہ ہے کہ اوپر کی حدیثیں جن میں حدث ہوتے پر نماز کی بناء کا حکم ہے اور یہ حدیث جس میں حدث ہوتے پر نماز کو شروع سے لوٹانے کا حکم ہے، تطبیق ہو جائے اور وہ اس طرح کہ اوپر کی حدیثیں جن میں نماز کی بناء کا حکم ہے ان کو غیر اختیاری حدث سے متعلق کیا جائے اور اس حدیث کو جس میں نماز کے لوٹانے کا حکم ہے حدث اختیاری اور غیر اختیاری دونوں سے متعلق کیا جائے اس حدیث کو دونوں صورتوں یعنی اختیاری اور غیر اختیاری حدث سے اس طرح متعلق کیا جائے گا کہ اگر حدث اختیاری ہو تو نماز کو لوٹانا واجب ہے اور اگر حدث غیر اختیاری ہے تو نماز کا لوٹانا مستحب یعنی افضل ہے (یہ مضمون کچھ زیادتی کے ساتھ مرقات سے ماخوذ ہے) ۱۲۔

۱۳۶۹/۳۲ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِيْ صَلٰوةٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ اَشَارَ اِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ اَنِ امْكُثُوْا فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ وَعَلٰى جِلْدِهٖ اَثَرُ الْمَآءِ فَصَلّٰى رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَقَالَ بِهٰذَا نَاْخُذُ مَنْ

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازوں میں کسی ایک نماز کو تکبیر تحریمہ کہہ کر شروع فرمایا (پھر حدث ہونے پر) اپنے دست مبارک سے صحابہ کرام کو اشارہ فرمایا (جس کا مفہوم یہ تھا کہ ٹھہرے رہو) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مصلی سے چلے گئے پھر (وضو فرما کر) ایسی حالت میں واپس ہوئے کہ حضور

سَبَقَہٗ حَدَثٌ فِیْ صَلٰوۃٍ فَلَا بَأْسَ اَنْ یَّنْصَرِفَ وَلَا یَتَکَلَّمُ فَیَتَوَضَّأُ ثُمَّ یَبْنِیْ عَلٰی مَا صَلّٰی وَاَفْضَلُ ذٰلِکَ اَنْ یَّتَکَلَّمَ وَیَتَوَضَّأَ وَیَسْتَقْبِلَ صَلَاتَہٗ۔

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جلد مبارک پر پانی کا اثر تھا پھر آپ نے (بناء کر کے) نماز پڑھائی (یعنی تکبیر تحریمہ کے بغیر جہاں سے نماز چھوڑی تھی، وہیں سے نماز شروع فرما کر نماز کی تکمیل فرمائی) اس کی روایت امام محمد نے مؤطا میں کی ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم اس حدیث سے یہ اخذ کرتے ہیں کہ جس کسی کا وضو نماز کی حالت میں ٹوٹ جائے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ نماز کی جگہ سے ہٹ جائے اور بات نہ کرے اور وضو کر کے جو کچھ نماز پہلے پڑھ چکا ہے اسی پر بناء کر کے باقی ماندہ نماز کی تکمیل کرے اور افضل یہ ہے کہ بات کر لے اور وضو کر کے نماز کو ازسرنو شروع سے پڑھے۔ ۱۲

ف: ردالمحتار میں لکھا ہے کہ امام کو نماز میں حدث ہو جائے اور پانی مسجد میں موجود ہو تو وہ نمازیوں کو اشارہ سے ٹھہرا کر کسی کو خلیفہ بنائے بغیر نماز کی جگہ سے ہٹ کر وضو کرے اور واپس آکر بناء کر کے باقی ماندہ نماز کی تکمیل کرے اور اگر پانی مسجد میں موجود نہ ہو تو امام کسی کو خلیفہ بنا کر خود وضو کے لیے چلا جائے، لیکن امام کے لیے خواہ پانی مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر ہو نماز میں حدث ہونے پر ہر حالت میں وضو کے لیے جانے کے واسطے کسی کو خلیفہ بنا لینا افضل ہے۔ ۱۲

۱۳۷۰
۳۳ وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّہَا قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْدَثَ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلَاتِہٖ فَلْیَاْخُذْ بِاَنْفِہٖ ثُمَّ لِیَنْصَرِفْ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم سے کوئی نماز پڑھے اور نماز میں اس کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ اپنی ناک پکڑ لے (تا کہ لوگوں کو خیال ہو کہ اسے نکسیر آئی اور نہ ممکن ہے کہ وہ شرم کی وجہ سے وضو ہی نہ کرے اور بلا وضو ہی نماز پڑھے) پھر نماز کی جگہ سے ہٹ جائے (اور وضو کر کے بنا کرے) (ابوداؤد)

۱۳۷۱
۳۴ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ اِذَا اَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَوَجَدَ فِیْ بَطْنِہٖ رِزًّا اَوْ قَیْئًا اَوْ رُعَافًا فَلْیَضَعْ ثَوْبَہٗ عَلٰی اَنْفِہٖ وَلْیَاْخُذْ بِیَدِ رَجُلٍ مِّنَ الْقَوْمِ

حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب کسی نے لوگوں کی امامت کی اور اپنے پیٹ میں تکلیف کا احساس کیا یا قے کی آمد کا احساس ہوا یا نکسیر کے چھوٹ جانے کا یقین ہوا، تو اپنی ناک پر کپڑا

فَلْیَقْدُمْهُ۔

(رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ)

رکھ دے اور مقتدیوں میں سے کسی کے ہاتھ کو پکڑے اور اس کو آگے بڑھا دے (دارقطنی)

ف عمدۃ الرعایہ میں بنایہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جب امام کو مقتدیوں میں سے کسی کو خلیفہ بنانے کی ضرورت پیش آئے تو مقتدی کو اپنی جگہ لے جانے کے لیے بات کئے بغیر اس کا کپڑا پکڑ کر کھینچے یا ہاتھ سے اشارہ کرے اور اشارہ سے ہی اس کو اپنی باقی ماندہ نماز کی اطلاع کرے اور اگر خلیفہ بناتے وقت بات کر لی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ۱۲

۱۳۷۲ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْدَثَ أَحَدُكُمْ وَقَدْ جَلَسَ فِيْ اٰخِرِ صَلَاتِهٖ قَبْلَ أَنْ يُّسَلِّمَ فَقَدْ جَازَتْ صَلَاتُهٗ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اخیر نماز میں قعدۂ اخیرہ میں (بمقدار تشہد بیٹھنے کے بعد) سلام پھیرنے سے قبل عمداً وضو توڑ دے، تو اس کی نماز ہو گئی[1] (ترمذی)

وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ طُرُقٌ ذَكَرَهَا الطَّحَاوِيُّ وَتَعَدُّدُ الطُّرُقِ يَبْلُغُ الْحَدِيْثَ الضَّعِيْفَ إِلٰى حَدِّ الْحَسَنِ وَقَالَ ابْنُ الْهُمَامِ وَقَوْلُ مَنْ يَّقُوْلُ فِيْ حَدِيْثٍ أَنَّهٗ لَمْ يَصِحَّ إِنْ سَلَّمَ لَمْ يَقْدَحْ لِأَنَّ الْحُجَّةَ لَا تَتَوَقَّفُ عَلَى الصِّحَّةِ بَلِ الْحَسَنُ كَافٍ۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے طُرُق امام طحاوی نے ذکر کئے ہیں۔ اور کثرت طرق کی وجہ سے حدیث ضعیف، حد حسن کو پہنچ جاتی ہے۔ اور امام ابن الہمام نے کہا کہ اس شخص کا قول جس نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اگر اس نے سلام پھیر دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ دلیل حدیث کے صحیح ہونے پر ہی موقوف نہیں، بلکہ حدیث حسن بھی حجت کے لیے کافی ہے۔

بَابُ السَّهْوِ

باب، اگر نماز میں بھول ہو جائے تو کیا کرے

۱۳۷۳ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ قَالَ فِي الَّذِيْ لَا يَدْرِيْ صَلّٰى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا قَالَ يُعِيْدُ حَتّٰى يَحْفَظَ رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ أَمَّا أَنَا فَإِذَا لَمْ أَدْرِ كَمْ صَلَّيْتُ فَإِنِّيْ أُعِيْدُ وَفِيْ رِوَايَةٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا جس کو یہ یاد نہیں کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار (اور یہ اس کو عمر بھر میں پہلی مرتبہ ہوا اور ایسے شک کی اس کو عادت نہیں) تو وہ زیادت کر کے یا سلام پھیر کر نماز

[1] (اس واسطے کہ اپنے فعل سے نماز سے باہر آنا فرض ہے، اور یہاں مُصَلّی عمداً حدث کر کے اپنے فعل سے باہر ہو گیا ہے اور اس کے ذمہ کوئی فرض و واجب باقی نہ رہا اس لیے اس کی نماز ہو گئی۔

لَهٗ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ وَالشَّعْبِيِّ وَشُرَيْحٍ نَحْوَهٗ ۔

توڑ دے اور پھر از سر نو نماز شروع سے پڑھے تاکہ اس کی نماز شک سے نہ ہو، بلکہ یاد سے ہو لہ اور ابن ابی شیبہ نے ہی اپنی ایک اور روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی اس طرح روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا میرا بھی ایسا ہی واقعہ ہوا ہے کہ جب عمر بھر میں پہلی بار مجھ کو نماز میں شک ہوا کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں، تو میں نے نماز توڑ کر از سر نو شروع سے نماز پڑھی ہے (اس حدیث کا ترجمہ عمدۃ الرعایۃ سے ماخوذ ہے) اور ابن ابی شیبہ کی ایک اور روایت میں بھی ابن جبیر شعبی اور شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسی طرح روایت ہے کہ کسی کو عمر بھر میں پہلی بار نماز میں شک ہوا ہو تو وہ نماز توڑ کر از سر نو شروع سے نماز پڑھے ۔

١٣٧٤ وَعَنْ طَاؤسٍ قَالَ اِذَا صَلَّيْتَ فَلَمْ تَدْرِكَمْ صَلَّيْتَ فَاَعِدْهَا مَرَّةً فَاِنِ الْتَبَسَتْ عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰى فَلَا تُعِدْهَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَرَوٰى مَالِكٌ عَنْ عَطَاءٍ نَحْوَهٗ ۔

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب تم نے نماز پڑھی اور تم کو (نماز میں عمر بھر میں پہلی مرتبہ) شک ہوا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو نماز توڑ کر از سر نو شروع سے نماز پڑھو، اگر دوبارہ ایسا ہی شک ہوا کہ کتنی رکعتیں ادا کی ہیں تو اب نہ تو نماز توڑو، اور نہ از سر نو نماز پڑھو (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور امام مالک نے حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَاَبِيْ دَاوٗدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ وَاِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ ۔

بخاری اور ابو داؤد کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اپنی نماز کی (تعداد رکعات میں) شک ہوا کرے (کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں) تو اس کو چاہیئے کہ تحری کرے

لہ اس حدیث کا ترجمہ ہدایہ، بنایہ، رد المحتار، موطا امام محمد، کتاب الحجۃ، شرح وقایہ، عمدۃ الرعایۃ ان کتابوں کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے ۔

یعنی سوچ کر ٹھیک بات معلوم کرے اور تحری کے بعد جو ٹھیک بات معلوم ہو اس لحاظ سے اپنی نماز پوری کرے اور سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کرے۔

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ تَبْوِيْبُ اَبِيْ دَاوٗدَ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ يُبْنِيْ عَلٰى اَكْبَرِ رَأْيِهٖ حَيْثُ قَالَ بَابُ مَنْ قَالَ يُتِمُّ عَلٰى اَكْبَرِ ظَنِّهٖ۔

واضح ہو کہ بخاری اور ابو داؤد کی اس روایت میں نماز میں شک واقع ہونے سے تحری کر کے گمان غالب پر عمل کرنے کا جو حکم ہے مذہب حنفی بھی یہی ہے، چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ ابو داؤد کا اس باب میں قول ہے، اسی وجہ سے ابو داؤد نے جو باب قائم کیا ہے وہ یہ ہے "بَابُ مَنْ قَالَ يُتِمُّ عَلٰى اَكْبَرِ ظَنِّهٖ" یعنی جس شخص کو نماز میں شک ہو وہ اپنے گمان غالب پر عمل کرے۔

١٣٧٥ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَا يَدْرِيْ ثَلَاثًا صَلّٰى اَمْ اَرْبَعًا فَلْيَتَحَرَّ فَلْيَنْظُرْ اَفْضَلَ ظَنِّهٖ فَاِنْ كَانَ اَكْبَرُ ظَنِّهٖ اَنَّهَا ثَلَاثٌ قَامَ فَاَضَافَ اِلَيْهَا الرَّابِعَةَ ثُمَّ تَشَهَّدَ فَسَلَّمَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَاِنْ كَانَ اَفْضَلُ ظَنِّهٖ اَنَّهٗ صَلّٰى اَرْبَعًا تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز کی (تعداد رکعات میں) شک ہوا کرے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو وہ تحری کر کے گمان غالب معلوم کرے، اگر اس کا گمان غالب یہ ہو کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں (تو وہ تیسری رکعت کے رکوع اور دونوں سجدوں سے فارغ ہو جائے اور چونکہ اس تیسری رکعت میں چوتھی رکعت کا بھی احتمال ہے، اس لیے اس تیسری رکعت سے فارغ ہونے کے بعد قعدہ میں بیٹھ جائے اس لیے کہ چوتھی رکعت کے بعد پھر قعدہ اخیر کرے اور اس میں التحیات پڑھ کر سلام پھیرے اور سہو کے دو سجدے کرے، اور اگر تحری کے بعد اس کا گمان غالب یہ ہو کہ اس نے چار رکعتیں پڑھ لی ہیں تو وہ قعدہ اخیر کے لیے بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کر سلام پھیرے اور سہو کے دو سجدے کرے (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے)

١٣٧٦ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيُّ

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابو سعید خدری

عَنْ رَجُلٍ سَهٰى فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى قَالَ يَتَحَرّٰى اَصْوَبَ ذٰلِكَ فَيُتِمُّهٗ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کو نماز کی تعداد (رکعات) کے بارے میں بھول ہو گئی اور اس کو یاد نہیں رہا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو ان دونوں حضرات میں سے ہر ایک نے یہی فرمایا کہ وہ شخص تحری کرے، یعنے سوچ کر ٹھیک بات معلوم کرے اور تحری کے بعد جو بات ٹھیک معلوم ہو اسی لحاظ سے اپنی نماز پوری کرے اور (سلام کے بعد) سہو کے دو سجدے کرے۔ (امام طحاوی)

۱۳۷۷ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ فِيْمَنْ نَّسِيَ الْفَرِيْضَةَ فَلَمْ يَدْرِ اَرْبَعًا صَلّٰى اَمْ ثَلَاثًا قَالَ اِنْ كَانَ اَوَّلُ نِسْيَانِهٖ اَعَادَ الصَّلٰوةَ وَاِنْ كَانَ يَكْثُرُ النِّسْيَانَ يَتَحَرَّى الصَّوَابَ وَاِنْ كَانَ اَكْبَرُ رَأْيِهٖ اَنَّهٗ اَتَمَّ الصَّلٰوةَ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَاِنْ كَانَ اَكْبَرُ رَأْيِهٖ اَنَّهٗ صَلّٰى ثَلَاثًا اَضَافَ اِلَيْهَا وَاحِدَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ۔

(رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کو کسی فرض نماز (کی تعداد رکعات کے بارے) میں بھول ہو گئی ہو اور اس کو یاد نہیں کہ اس نے چار رکعتیں ادا کی ہیں یا تین تو حضرت ابراہیم نخعی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جواب دیا (اگر اس کو یہ شک عمر بھر میں پہلی بار ہوا ہے اور ایسے شک کی اس کو عادت نہیں) تو وہ (بات کر کے یا سلام پھیر کر) نماز توڑ دے، اور پھر از سر نو شروع سے نماز پڑھے اور اگر اس کو بھولنے کی عادت ہے تو وہ شخص تحری کر کے گمان غالب معلوم کرے اور اگر اس کا غالب گمان یہ ہو کہ اس نے پوری نماز پڑھ لی ہے، تو وہ سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کرے، اور اگر اس کا گمان غالب یہ ہو کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں (تو وہ چوتھی رکعت کا بھی احتمال ہے اس لیے اس تیسری رکعت سے فارغ ہونے کے بعد قعدہ میں بیٹھ جائے (اس لیے کہ چوتھی رکعت کا قعدہ فرض ہے) اس کے بعد کھڑا ہو کر چوتھی رکعت ادا کرے پھر سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کرے (اس کی روایت امام محمد نے آلآثار میں کی ہے۔

۱۳۷۸ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً يَشُكُّ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اگر کسی

فِي النُّقْصَانِ فَلْيُصَلِّ حَتَّى يَشُكَّ فِي الزِّيَادَةِ -
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

کہ نماز کی (تعداد رکعات) میں ایسا شک ہو کہ اس کا گمان غالب کسی طرف بھی قائم نہیں ہوتا (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ وَاحِدَةً صَلَّى أَوْ ثِنْتَيْنِ صَلَّى أَوْ ثَلَاثًا فَلْيَبْنِ عَلَى وَاحِدَةٍ فَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثِنْتَيْنِ صَلَّى أَوْ ثَلَاثًا فَلْيَبْنِ عَلَى ثِنْتَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلَّى أَوْ أَرْبَعًا فَلْيَبْنِ عَلَى ثَلَاثٍ وَيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ -

اور ترمذی کی ایک اور روایت میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ہی مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر کسی کو نماز کی تعداد رکعات کے بارے میں بھول ہو جائے ؎، اس کو یہ یاد نہیں کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو، تو اس صورت میں وہ (اقل یعنے) ایک رکعت پر نماز کی بنا کرے ؎، اور اگر اس کو یہ یاد نہ ہو کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو وہ دو رکعت پر نماز کی بنا کرے (اور دوسری رکعت کے بعد قعدہ کر کے تیسری رکعت شروع کرے) اور اگر اس کو یہ یاد نہ ہو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار، تو وہ تین رکعت پر نماز کی بنا کرے (اور چونکہ اس تیسری رکعت میں چوتھی رکعت کا بھی احتمال ہے، اس لیے تیسری رکعت کے بعد قعدہ کر کے چوتھی رکعت شروع کرے اور سلام کے بعد) سہو کے دو سجدے کرے۔

فَالْحَاصِلُ أَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ فِي هٰذَا

حاصل بحث اس باب میں تین قسم کی احادیث ہیں

ؔ۱ مثلاً نہ تو چار رکعت پر جم رہا ہے اور نہ تین پر اور وہ ان دونوں احتمالات میں سے کسی احتمال کو بھی ترجیح نہیں دے سکتا ہے تو وہ اقل یعنے تین کو اختیار کر کے تین رکعت پر نماز کی بنا کرے اور چونکہ تیسری رکعت میں چوتھی رکعت کا بھی احتمال ہے اس لیے تیسری رکعت کے بعد قعدہ کر کے چوتھی رکعت کو ادا کرے، اسی طرح چوتھی پڑھتے وقت اس کو یہ خیال ہوگا کہ وہ چوتھی رکعت پڑھ رہا ہے یا پانچویں اب تک کی کمی رکعات میں شک تھا اب زیادتی رکعت میں شک ہو رہا ہے، اس وقت اگر غلطی ہوگی تو یہی ہوگی کہ نماز زیادہ ہو جائے گی اور عبادت میں زیادتی کا ہونا بہتر ہے کمی ہونے سے ؔ۲ اور اس کو ایسا شک ہو کہ اس کا گمان غالب کسی طرف بھی قائم نہیں ہو رہا ہے، نہ تو کمی رکعات پر خیال جم رہا ہے اور نہ زیادتی رکعات پر اور ان دونوں احتمالات میں سے کسی احتمال کو بھی ترجیح نہیں دے سکتا ہے مثلاً۔ ؔ۳ اور چونکہ اس ایک رکعت میں دوسری رکعت کا بھی احتمال ہے، اس لیے ایک رکعت کے بعد قعدہ کر کے دوسری رکعت ادا کرے۔

الْبَابِ أَحَادِيْثُ ثَلٰثَةٌ أَحَدُهَا إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَسْتَأْنِفْ أَوْ كَمَا قَالَ وَثَانِيْهَا مَنْ شَكَّ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ وَثَالِثُهَا هٰذَا الْحَدِيْثُ النَّاطِقُ بِالْبِنَاءِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ فَجَمَعَ إِمَامُنَا أَبُوْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ بَيْنَهَا بِحَمْلِ الْأَوَّلِ عَلٰى عُرُوْضِ الشَّكِّ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَالثَّانِيْ عَلٰى صُوْرَةِ وُقُوْعِ التَّحَرِّيْ عَلٰى أَحَدِ الْجَانِبَيْنِ وَالثَّالِثُ عَلٰى عَدَمِ وُقُوْعِ التَّحَرِّيْ عَلَيْهِ وَهٰذَا كَمَالُ الْجَامِعِيَّةِ الَّتِيْ ابْتَنٰى مَذْهَبُ إِمَامِنَا أَبِيْ حَنِيْفَةَ عَلَيْهِ كَذَا فِيْ شَرْحِ الْمُنْيَةِ ۔

(۱) پہلی یہ ہے کہ جب کسی کو نماز کی رکعات کے بارے میں شک ہو جائے تو وہ نماز توڑ کر نئے سرے سے ادا کرے۔ (۲) دوسری حدیث یہ ہے کہ جس کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے کہ کتنی رکعات ادا کی ہیں تو وہ تحری (سوچ بچار) کرنے کے بعد جس پر ظن غالب ہو اسے اختیار کرے (۳) تیسری حدیث یہ ہے کہ اس کا یقین جس پر قائم ہو جائے اسی پر بنیاد کرے،

ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نعمان نے تین احادیث میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ پہلی حدیث اس آدمی کی نماز کے متعلق ہے جسے پہلی ہی مرتبہ نماز میں شک واقع ہوا ہو تو فرمایا ایسا آدمی اپنی نماز توڑ کر نئے سرے سے نماز ادا کرے، دوسری حدیث میں اس آدمی کے متعلق حکم ہے جسے رکعات نماز کے متعلق اکثر سہو ہو جاتا ہے تو ایسا شخص تحری یعنی سوچ بچار کرے جس طرف ظن غالب ہو اسے اختیار کرے، اور تیسری حدیث میں اس آدمی کی نماز کے متعلق ارشاد ہے جسے نماز کی تعداد رکعات کے بارے میں اشتباہ ہو مگر اس کا یقین بھی کسی ایک بات پر جمتا ہو تو جس بات کا اسے یقین ہو اسے اختیار کر لے، اس پر تحری نہیں ہے، اور یہ ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب کی کمال جامعیت وخصوصیت ہے کہ وہ متعارض احادیث میں شاندار انداز میں تطبیق دیتے ہیں (جس وجہ سے معارض احادیث پر عمل بھی ہو جاتا ہے، فقہ حنفی کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حتی الامکان اس میں متعارض احادیث پر عمل کی کوشش کی جاتی ہے)

۱۳۷۹ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَكَّ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ ۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو اسے سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کرنے چاہییں (اس کے بعد پھر تشہد درود اور دعا پڑھ کر نماز سے باہر آنے کے لیے دوبارہ سلام پھیرے) (ابوداؤد)

۱۳۸۰ (۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِیْ وَهْمِهٖ بَعْدَ السَّلَامِ۔
(رَوَاهُ النَّسَائِیُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں شک ہونے کی وجہ سے سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو فرمایا ہے۔ (نسائی)

۱۳۸۱ (۹) وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ سَجَدَ سَجْدَتَیِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَذَكَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ۔
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِیُّ نَحْوَهٗ)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے ادا کئے اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا ہے (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۱۳۸۲ (۱۰) وَعَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰی صَلَاتَیِ الْعَشِیِّ قَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ قَدْ سَمَّاهَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِیْتُ اَنَا قَالَ فَصَلّٰی بِنَا رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰی خَشَبَةٍ مَعْرُوْضَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَاتَّكَاَ عَلَیْهَا كَاَنَّهٗ غَضْبَانُ وَوَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی وَشَبَّكَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْاَیْمَنَ عَلٰی ظَهْرِ كَفِّهِ الْیُسْرٰی وَخَرَجَتْ سَرَعَانُ الْقَوْمِ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِی الْقَوْمِ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَهَابَاهُ اَنْ یُّكَلِّمَاهُ وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ فِیْ یَدَیْهِ طُوْلٌ یُقَالُ لَهٗ ذُوالْیَدَیْنِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِیْتَ اَمْ قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ اَكَمَا یَقُوْلُ ذُوالْیَدَیْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شام کی دو نمازوں میں سے (ظہر وعصر) ایک نماز پڑھائی، ابن سیرین کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نماز کا نام لیا تھا لیکن میں بھول گیا ہوں، پھر فرماتے ہیں کہ ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، پھر سلام پھیرا پس مسجد میں رکھی ہوئی لکڑی کی طرف تشریف لے گئے اور اس پر ٹیک لگائی، گویا کہ آپ غصے کی حالت میں تھے، آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا اور اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈالی اور اپنا دایاں رخسار مبارک بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھا اور قوم کے جلد باز لوگ یہ کہتے ہوئے مسجد سے نکلے، نماز کم ہو گئی، اور قوم میں حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے، لیکن انہوں نے خوف محسوس کیا گفتگو کرنے سے (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غضب کی وجہ سے انہوں نے آپ سے پوچھا نہیں) اور قوم میں ایک آدمی تھا جس کے ہاتھ لمبے اور اس کا نام ذوالیدین تھا (ہاتھوں والا) نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ نماز میں بھول گئے ہیں یا نماز میں کمی واقع ہو گئی ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَأَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُوْلُ نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ وَفِيْ أُخْرٰى لَهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَلَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

نہ تو میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز کم ہوئی ہے، پھر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کیا ایسا ہی ہے جیسے ذوالیدین کہتے ہیں، لوگوں نے کہا، ہاں، آپ آگے بڑھے، تو جو رکعتیں رہ گئیں تھیں انہیں ادا کیا، پھر آپ نے سلام پھیرا، پھر آپ نے تکبیر کہی اور تکبیر کہی، پھر تکبیر کہی اور پہلے کے برابر یا کچھ لمبا پھر آپ نے اپنے سر کو اٹھایا اور تکبیر کہی، پھر تکبیر کہی، اور اپنے چھوٹے ہوئے سجدہ کے برابر، کچھ لمبا سجدہ کیا، پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا اور تکبیر کہی۔ لوگوں نے ان سے کئی بار پوچھا کہ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سلام بھی پھیرا، تو کہنے لگے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ حضرت عمران بن حصین نے کہا کہ پھر سلام بھی پھیرا (متفق علیہ) یہ لفظ بخاری کے ہیں، ان دونوں کی ایک دوسری روایت میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا نہ میں بھولا اور نہ نماز کم ہوئی، کی جگہ کہ ان میں سے کچھ نہیں ہوا، تو ذوالیدین نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کچھ تو ہوا ہے۔

١٣٨٣ [11] وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهٗ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ وَكَانَ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَكَرَ صَنِيْعَهٗ فَخَرَجَ غَضْبَانَ يَجُرُّ رِدَآءَهٗ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ هٰذَا قَالُوْا نَعَمْ فَصَلّٰى رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا، پھر اپنے گھر میں تشریف لے گئے، ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جنہیں خرباق کہا جاتا تھا اور ان کے ہاتھوں میں درازی تھی اس نے عرض کی یا رسول اللہ! پھر اس نے آپ کا عمل شریف ذکر کیا، پھر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غصے کی حالت میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے تشریف لائے، حتی کہ لوگوں تک پہنچ گئے، فرمایا، کیا انہوں نے سچ کہا ہے لوگوں نے کہا، ہاں! تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھی، پھر سلام پھیرا، پھر دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا، (مسلم)

١٣٨٤ [12] وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ

حضرت محمد بن صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم) سے روایت ہے کہ محمد بن صالح نے کہا کہ میں نے

خَلْفَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ صَلٰوةً فَسَهَا فِيْهَا فَسَجَدَ بَعْدَ السَّلَامِ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيْنَا وَقَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَصْنَعْ اِلَّا كَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ۔

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ایک نماز پڑھی تو نماز میں ان سے سہو ہوگیا اس پر انھوں نے سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کیے (اور ختم نماز پر) ہماری طرف متوجہ ہوکر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واضح ہو کہ (سلام پھیر کر میں نے سہو کے دو سجدے کیے ہیں) یہ ایسا عمل ہے جس کو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (طبرانی)

۱۳۸۵ / ۱۳ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَاَبِيْ دَاؤُدَ وَالنَّسَائِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فَسَهَا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوَى الْحَاكِمُ وَابْنُ حِبَّانَ نَحْوَهٗ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو نماز پڑھائی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سہو ہوگیا اس پر آپ نے (سلام کے بعد) دو سجدے کیے اور اس کے بعد تشہد پڑھا (اور نماز سے باہر آنے کے لیے پھر) سلام پھیرا (اس کی روایت ترمذی، ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے اور حاکم اور ابن حبان نے بھی اسی طرح روایت کی ہے، اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے، اس لیے صحیح ہے۔

وَفِيْ عُمْدَةِ الرِّعَايَةِ وَيُسْتَفَادُ مِنْهُ اَنَّ سُجُوْدَ السَّهْوِ يَرْفَعُ التَّشَهُّدَ السَّابِقَ فَيَتَشَهَّدُ بَعْدَهٗ ۔

عمدۃ الرعایۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سہو کے سجدوں کی وجہ سے سجدوں کے پہلے جو تشہد پڑھا جاتا ہے اس کا شمار نہیں ہوتا اس لیے سہو کے سجدوں کے بعد پھر تشہد پڑھنا چاہیے (اور دوبارہ تشہد پڑھنے کے بعد حسب قاعدہ درود اور دعا پڑھ کر نماز سے باہر آنے کے لیے سلام پھیرے) ۱۲

۱۳۸۶ / ۱۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَاَبِيْ دَاؤُدَ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں چار رکعت کے بعد قعدہ اخیرہ کر کے ایک رکعت کی زیادتی ہے) پانچ رکعتیں پڑھائیں (ایک صحابی کے یاد دلانے پر) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر دو سجدے کیے (پھر تشہد درود اور دعا پڑھ کر آپ نے نماز سے باہر آنے کے لیے) سلام پھیرا بخاری و ابو داؤد

ف: واضح ہو کہ ابن سیرین اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دونوں حدیثیں اور جو اوپر گزر چکی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں کمی ہونے سے سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کرنے چاہئیں اور اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورۃ الصدر حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں زیادتی ہونے سے بھی سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کرنے چاہئیں۔

اس طرح ثابت ہوا کہ نماز میں سہواً خواہ کمی ہو یا زیادتی دونوں صورتوں میں سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کریں پھر تشہد (درود اور دعا پڑھ کر نماز سے باہر آنے کے لیے) سلام پھیریں اور یہی مذہب حنفی ہے (یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے) ۱۲۔

۱۳۸۷/۱۵ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَرَوٰى اَحْمَدُ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ الطَّبْرَانِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ نماز میں ہر سہو کے لیے (خواہ سہو کی وجہ سے ہو یا زیادتی کی وجہ سے) سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے ہیں (اس کی روایت ابن ماجہ اور ابو داؤد نے کی ہے اور امام احمد عبدالرزاق اور طبرانی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۱۳۸۸/۱۶ وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَنَهَضَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَسَبَّحَ بِهِ الْقَوْمُ وَسَبَّحَ بِهِمْ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ بِهِمْ مِثْلَ الَّذِيْ فَعَلَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو نماز پڑھائی تو وہ دو رکعتوں کے ختم پر (سہواً قعدہ اولیٰ کئے بغیر) کھڑے ہو گئے (ان کی غلطی محسوس کرانے کے لیے) مقتدیوں نے سبحان اللہ کہا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (قعدہ کی طرف لوٹے بغیر خود بھی) سبحان اللہ کہا (تاکہ مقتدی بھی کھڑے ہو جائیں) اور جب انھوں نے نماز پوری کی، تو سلام پھیرا اور سہو کے دو سجدے بیٹھے بیٹھے کئے (بخلاف سجدہ تلاوت کے کہ اس کو کھڑے ہو کر ادا کرنا مسنون ہے اور سہو کے سجدوں میں کھڑے ہونا نہیں ہے) نماز سے فارغ ہونے کے بعد مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین سے کہا کہ (ایسے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا جیسا کہ میں نے (اس وقت) کیا ہے۔ (ترمذی)

۱۳۸۹/۱۷ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسِيَهَا فَنَهَضَ فِي رَكْعَتَيْنِ فَسَبَّحْنَا بِهٖ فَمَضٰى فَلَمَّا اَتَمَّ الصَّلٰوةَ وَسَلَّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی تو آپ سے سہو ہوگیا کہ آپ قعدۂ اولیٰ کئے بغیر دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوگئے ہم نے اطلاع کی خاطر سُبحان اللہ کہا، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (قعدۂ اولیٰ کی طرف لوٹے بغیر) اسی حالت میں نماز جاری رکھی اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پوری فرمائی، تو سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے ادا کئے (طحاوی)

۱۳۹۰/۱۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ الْاِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَاِنْ ذَكَرَ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ وَاِنِ اسْتَوٰى قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ وَيَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب امام دو رکعتوں کے بعد قعدۂ اولیٰ کئے بغیر (سہواً) کھڑا ہونے لگے اور سیدھا ہونے سے قبل (یعنی گھٹنے زمین سے جُدا ہونے سے پہلے) قعدۂ اولیٰ نہ کرنا یاد آجائے تو وہ (قعدۂ اولیٰ کے لیے) بیٹھ جائے (اور مفتیٰ بہ ہے کہ اس صورت میں سجدہ سہو نہ کرے) اور اگر امام قیام کے قریب ہوگیا ہے (یعنی اس کے گھٹنے زمین سے جدا ہو چکے ہیں تو وہ قعدۂ اولیٰ کے لیے نہ بیٹھے اور (نماز پوری کرکے قعدۂ اولیٰ نہ کرنے کی وجہ سے) سہو کے دو سجدے ادا کرے۔ (ابو داؤد و ابن ماجہ)

بَابُ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ
یہ بیان سجدۂ تلاوت کے بیان میں ہے

واضح ہو کہ قرآن شریف میں ایسے مقامات چودہ ہیں کہ جن کو پڑھنے اور سننے والے ہر دو پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے سننے والا آیت سجدہ کو خواہ قصداً سنے یا بلا قصد اور یہی مذہب حنفی ہے، وہ سورتیں جن میں یہ سجدے واقع ہیں ان کے نام یہ ہیں، سورۂ اعراف، سورہ رعد، سورۂ نحل، سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ مریم، سورۂ حج کا پہلا سجدہ، سورۂ فرقان سورۂ نمل، سورۂ الم تنزیل، سورۂ ص، سورۂ حم السجدہ، سورۂ نجم، سورہ الانشقاق، سورۂ علق، سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی آیت سجدہ کو پڑھنے یا سننے کے بعد سجدہ کرنے والا کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جائے، سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہہ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے پھر کھڑا ہو جائے جو چیزیں نماز کے لیے شرط ہیں، وہی سجدۂ تلاوت کے لیے بھی شرط ہیں، جیسے وضو کا ہونا اور جگہ و بدن کا پاک ہونا وغیرہ۔

البتہ سجدۂ تلاوت ادا کرنے والا نہ تو تکبیر تحریمہ کہے، نہ ہاتھ اٹھائے، نہ تشہد پڑھے اور نہ سلام پھیرے۔ (ردالمحتار)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جائے سجدہ نہیں کرتے۔
(کنزالایمان) (سورہ الانشقاق)

ف۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرقات میں لکھا ہے کہ صدر کی اس آیت شریف وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمْ سے سجدۂ تلاوت کا وجوب اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سجدہ ترک کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد ہے کہ "جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ (خدا کے آگے) سجدہ نہیں کرتے" اور یہ قاعدہ ہے کہ مذمت ایسے موقع پر ہی کی جاتی ہے کہ کوئی ایسا امر ترک ہوا ہو جو واجب تھا، چونکہ یہاں بھی سجدۂ تلاوت ترک ہوا ہے جس کا ادا کرنا واجب تھا، اس لیے سجدہ نہ کرنے والوں کی مذمت کی گئی۔ اس طرح ثابت ہوا کہ سجدہ تلاوت واجب ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔ (یہ مضمون بعض حواشی سے ماخوذ ہے) ۱۲۔

۱۳۹۱ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَاَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اِعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِیْ يَقُوْلُ يَا وَيْلَهٗ اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِیَ النَّارُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا الگ ہو جاتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہائے میری کم بختی! آدمی کو سجدہ کا حکم دیا گیا اس نے تو سجدہ کر لیا اور اس کے لیے جنت مقرر ہو گئی اور مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا اور میرے لیے جہنم مقرر ہو گئی۔
(مسلم و ابن ماجہ)

وَفِیْ جَامِعِ الْاٰثَارِ اَلْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ وَتَقْرِيْرُ الشَّارِعِ لِلصِّحَّةِ وَتَقَدَّمَ اِنَّمَا مُوَاظَبَتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ السُّجُوْدِ وَلَا فَارِقَ بَيْنَ سَجْدَةٍ وَّسَجْدَةٍ۔

اس حدیث شریف میں ارشاد ہے اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ (انسان کو سجدہ کا امر حکم کیا گیا) یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ حکیم جب غیر حکیم کی بات سنائے پھر اس غیر حکیم کی اس بات کا انکار نہ کرے تو حکیم کا غیر حکیم کی بات کو سنا کر رد نہ کرنا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکیم نے غیر حکیم کی جو بات سنائی ہے وہ ٹھیک ہے۔

واضح ہو کہ یہاں حکیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور غیر حکیم شیطان ہے، اور غیر حکیم کی بات جو سنائی گئی ہے وہ یہ ہے اُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُوْدِ غور کیجئے کہ حکیم یعنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر حکیم یعنے شیطان کی یہ بات سنائی کہ (انسان کو سجدہ کا امر کیا گیا) اور شیطان کی اس بات کو سنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کے اس قول کا رد نہیں فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شیطان کے اس قول کو رد نہ فرمانا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حقیقت میں انسان کو سجدہ کرنے کا امر ہوا تھا، اور یہ بھی واضح ہے کہ امر مطلق سے وجوب کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور چونکہ یہاں مطلقاً سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے اس لیے سجدہ کرنے کے اس مطلق امر سے ثابت ہوا کہ سجدۂ تلاوت کا ادا کرنا واجب ہے۔

یہاں ایک یہ شبہ کیا جا سکتا ہے کہ امر وجوب کے علاوہ استحباب کے لیے بھی ہوتا ہے تو یہاں سجدہ کرنے کے امر کو کیوں مستحب نہ قرار دیا جائے؟

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ قرینہ سے یہاں سجدہ کرنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے، استحباب ہمیشہ نہیں ہوتا، اس لیے کہ سجدہ نہ کرنے پر دوزخ کی وعید ہے اور سجدہ کرنے پر جنت کا وعدہ ہے۔ اور اس قسم کا وعدہ اور وعید کسی امر مستحب کے لیے نہیں آتا بلکہ امر واجب کے لیے ہی ہوتا ہے اس طرح اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہاں سجدہ کا امر، امر واجب ہے، نہ کہ امر مستحب۔

ہر دو دلیلوں سے ثابت ہوا کہ سجدۂ تلاوت کا ادا کرنا واجب ہے۔

سجدۂ تلاوت کے وجوب پر تیسری دلیل یہ ہے کہ آیات سجدہ سے بھی سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے وجوب کا پتہ چلتا ہے اس لیے کہ سجدہ کی آیتیں تین طرح کی ہیں، ایک تو وہ ہیں جن میں صراحت کے ساتھ سجدہ کا امر ہوا ہے۔ دوسرے وہ آیتیں ہیں جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سجدہ کرنے کے واقعات کے بیان پر مشتمل ہیں اور تیسرے وہ آیتیں ہیں جو کفار اور مشرکین کی ایسی حکایتوں پر مشتمل ہیں جن میں ان کو سجدہ کرنے کا امر کیا گیا تو انہوں نے انکار کیا۔ آیات سجدہ کی یہ تینوں قسمیں یعنے امر خداوندی کی تعمیل، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء اور اتباع اور کفار و مشرکین کی مخالفت، یہ تینوں چیزیں واجب ہیں، بشرطیکہ ان میں سے کسی چیز کے واجب نہ ہونے پر کوئی دلیل قائم نہ ہو جائے، چونکہ آیات سجدہ کی مذکورہ تینوں قسموں کا واجب نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا، اس لیے تلاوت کے تمام سجدے واجب ہیں۔

سجدۂ تلاوت کے وجوب پر چوتھی دلیل وہ ہے جو جامع الآثار میں بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تلاوت کے سجدوں پر مواظبت اور پابندی فرمائی ہے، اس سے بھی سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ ۱۲

۱۳۹۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَامَ الْفَتْحِ سَجْدَةً فَسَجَدَ النَّاسُ كُلُّهُمْ مِنْهُمُ الرَّاكِبُ وَالسَّاجِدُ عَلَى

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر سجدہ کی آیت تلاوت فرمائی تو سب لوگوں نے سجدہ کیا، ان میں سے بعض لوگ سوار تھے اور

الْاَرْضِ حَتّٰی اَنَّ الرَّاکِبَ یَسْجُدُ عَلٰی یَدِہٖ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ)

جو لوگ (پیدل تھے) وہ زمین پر سجدہ کر رہے تھے اب سب سوار (تو چونکہ ان پر سواری کی حالت ہی میں سجدۂ تلاوت واجب ہوا تھا) تو انہوں نے اپنے ہاتھوں پر سجدہ کیا۔ (ابوداؤد)

ف اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سواری کی حالت میں آیت سجدہ سننے یا پڑھنے سے اگر سجدۂ تلاوت واجب ہوا ہے تو اتر کر زمین پر بھی سجدۂ تلاوت ادا کیا جا سکتا ہے اور اگر اترے بغیر سواری ہی پر اشارے سے سجدۂ تلاوت ادا کیا جائے تو بھی سجدہ تلاوت جو واجب ہے ادا ہو جائے گا، البتہ سجدۂ تلاوت اگر زمین پر چلنے کی حالت میں واجب ہوا ہے تو اس کو سواری پر ادا نہیں کیا جا سکتا، زمین ہی پر سجدہ کو ادا کرنا ضروری ہے۔ (رد المحتار)

حدیث شریف میں جو مذکور ہے کہ جو حضرات سوار تھے انہوں نے ہاتھ پر سجدہ کیا تو ہاتھ پر سجدہ کرنا اشارہ سے سجدہ کرنا ہی تھا اگرچہ اشارہ کے لیے اس قدر سر جھکانا ضروری نہ تھا مگر ان حضرات نے غایت تعظیم کے لیے اس قدر سر جھکایا۔

۱۳۹۳ وَعَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ السَّجْدَۃُ عَلٰی مَنْ سَمِعَھَا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ مِثْلَہٗ تَعْلِیْقًا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جب آیت سجدہ پڑھی جائے تو جیسے پڑھنے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہے (اسی طرح) سننے والے پر بھی سجدہ تلاوت واجب ہے۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔ اور بخاری نے بھی اسی طرح تعلیقاً روایت کی ہے)

۱۳۹۴ وَعَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ السَّجْدَۃَ وَنَحْنُ عِنْدَہٗ فَیَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَہٗ فَنَزْدَحِمُ حَتّٰی مَا یَجِدُ اَحَدُنَا لِجَبْھَتِہٖ مَوْضِعًا یَسْجُدُ عَلَیْہِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی آیتِ سجدۂ تلاوت فرماتے اور ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس موجود ہوتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی سجدہ فرماتے تھے اور آپ کے ساتھ ہم بھی سجدہ کرتے تھے اور اس وقت اتنا اژدحام ہو جاتا تھا کہ ہم میں سے بعض کو سجدہ کرنے کے لیے پیشانی رکھنے کی جگہ بھی نہیں ملتی تھی (اس لیے ان حضرات کو پہلے والوں کے بعد سجدہ ادا کرنا پڑتا تھا) (بخاری ومسلم)

ف اس حدیث شریف سے سجدۂ تلاوت کا شدتِ اہتمام معلوم ہوتا ہے جو سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کی علامت ہے اور اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت جس طرح پڑھنے والے پر واجب ہے، اسی طرح سننے والے پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہے۔

۱۳۹۵ وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ عَلَيْنَا الْقُرْاٰنَ فَاِذَا اَمَرَّ بِالسَّجْدَةِ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَسَجَدْنَا مَعَهٗ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں قرآن پاک سنایا کرتے تھے اور جب آپ سجدہ کی آیت پڑھتے تو اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جاتے اور آپ کے ساتھ ہم بھی سجدہ کیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

۱۳۹۶ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ فَرَاَوْا اَنَّهٗ قَرَاَ تَنْزِيْلَ السَّجْدَةِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر ادا فرمائی اور سجدہ تلاوت کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیام فرمایا اور قیام میں کچھ قرأت کئے بغیر رکوع میں چلے گئے۔ صحابہ کا خیال ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۂ الٓمٓ تنزیل السجدہ پڑھ کر سجدۂ تلاوت ادا فرمایا۔

(ابوداؤد)

۱۳۹۷ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورۂ نجم تلاوت فرما کر سجدہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تمام مسلمانوں نے اور مشرکوں اور جن وانس نے بھی سجدہ کیا۔ (بخاری)

ف اس حدیث شریف سے اور اس کے بعد والی دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مفصلات میں بھی سجدۂ تلاوت ہیں اور ان کا ادا کرنا بھی واجب ہے اور یہی مذہب حنفی ہے (مرقات) ۱۲۔

۱۳۹۸ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ وَالنَّجْمِ فَسَجَدَ فِيْهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ غَيْرَ اَنَّ شَيْخًا مِّنْ قُرَيْشٍ اَخَذَ كَفًّا مِّنْ حَصًى اَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهٗ اِلٰى جَبْهَتِهٖ وَقَالَ يَكْفِيْنِيْ هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللهِ فَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَهُوَ اُمَيَّةُ ابْنُ خَلَفٍ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ سورہ والنجم تلاوت فرمائی تو آپ نے اس میں سجدہ کیا اور جو آپ کے ساتھ تھے، انہوں نے بھی سجدہ کیا بجز ایک بوڑھے کے کہ اس نے سجدہ نہیں کیا، بلکہ کنکریوں یا مٹی کی ایک مٹھی لے کر پیشانی سے لگا لی، اور کہا کہ مجھے تو یہی کافی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (کچھ زمانہ کے بعد) میں نے اسی شخص کو دیکھا کہ وہ کفر ہی کی حالت میں مارا گیا۔ (بخاری اور مسلم) اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری ایک روایت میں یہ اضافہ کیا ہے

۱۳۹۹/۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۴۰۰/۱۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِیْ سُجُوْدِ الْحَجِّ اَنَّ الْاُوْلٰی عَزِیْمَةٌ وَّالْاُخْرٰی تَعْلِیْمٌ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ)

وَقَالَ فَبِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا نَاْخُذُ۔

وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ رَاٰی بَعْضُهُمْ فِیْهَا سَجْدَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَمَالِكٍ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَّا یَرٰی فِیْ سُوْرَةِ الْحَجِّ اِلَّا سَجْدَةً وَّاحِدَةً الْاُوْلٰی وَبِهٰذَا نَاْخُذُ۔

۱۴۰۱/۱۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْحَجِّ سَجْدَةٌ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ وَالْحَسَنِ وَاِبْرَاهِیْمَ وَسَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ مِثْلَهٗ۔

کہ وہ شخص امیہ بن خلف تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سورہ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ میں سجدۂ تلاوت کیا۔ (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے سورۂ حج میں تلاوت کے سجدوں کے متعلق فرمایا کہ اس سورت کا پہلا سجدہ (سجدہ تلاوت ہے اور وہ) واجب ہے اور دوسرا سجدہ سجدہ تعلیمی ہے[1] اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ ہم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی قول کو اختیار کرتے ہیں کہ سورۂ حج کا پہلا سجدہ واجب ہے۔

اور ترمذی نے کہا ہے کہ بعض ائمہ کا قول یہ ہے کہ سورۂ حج میں ایک ہی سجدہ تلاوت ہے اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ، امام مالک اور فقہاء کوفہ رحمہم اللہ کا قول بھی یہی ہے۔

اور امام محمد رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سورۂ حج میں صرف ایک ہی سجدے کے قائل تھے اور وہ سجدہ اوّل ہے، اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ ۱۲۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ سورۂ حج میں صرف ایک ہی سجدہ تلاوت ہے (اور وہ پہلا ہے) اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے، ابن ابی شیبہ کی ایک دوسری روایت میں حضرت ابن المسیب، حسن بصری، ابراہیم نخعی اور سعید بن

---

[1] یعنی اس آیت کے ذریعے سے نماز میں رکوع اور سجدہ کرنا سکھایا گیا ہے، اس لیے یہ تلاوت کا سجدہ نہیں ہے اس پر قرینہ یہ ہے کہ آیت میں سجدہ کے ساتھ رکوع کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے اس لیے یہ تلاوت کا سجدہ نہیں ہے)

جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

۱۴۰۲ / ۱۲ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ رَاَیْتُ رُؤْیَا وَّاَنَا اَکْتُبُ سُوْرَۃَ صٓ فَلَمَّا بَلَغْتُ السَّجْدَۃَ رَاَیْتُ الدَّوَاۃَ وَالْقَلَمَ وَکُلَّ شَیْءٍ یَحْضُرُنِیْ انْقَلَبَ سَاجِدًا فَقَالَ قَصَصْتُهَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَزَلْ یَسْجُدُ بِهَا

(رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ سورۂ صٓ لکھ رہا ہوں جب میں (خواب ہی میں) آیت سجدۃ تک پہنچا (اور اس کو لکھا) تو کیا دیکھتا ہوں کہ دواۃ اور قلم اور جو چیزیں میرے سامنے تھیں سب سجدہ میں گر گئیں، ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے کہا کہ میں نے اپنا یہ خواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بیان کیا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سمجھا کہ اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے ہم کو سجدۂ تلاوت کرنے کی تعلیم ہو رہی ہے اس لیے اس کے بعد سورۂ صٓ کے آیت سجدہ پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ سجدہ تلاوت کیا کرتے تھے۔ (امام احمد)

وَفِیْ جَامِعِ الْاٰثَارِ الْمُوَاظَبَۃُ مِنْ غَیْرِ تَرْكٍ كَمَا یَدُلُّ عَلَیْهِ ظَاهِرُ قَوْلِهٖ فَلَمْ یَزَلْ دَالٌّ عَلَی الْوُجُوْبِ كَذَا فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ۔

جامع الآثار میں لکھا ہے اس حدیث شریف کے الفاظ فَلَمْ یَزَلْ یَسْجُدُ بِهَا۔ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سورۂ صٓ کے سجدۂ تلاوت کو ہمیشہ ادا فرماتے تھے) واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سورۂ صٓ کے اس سجدۂ تلاوت کو ہمیشہ ادا کرنا، اور اس کو کسی وقت بھی ترک نہ کرنا اس سے ثابت ہے کہ سورۂ صٓ کا سجدۂ تلاوت بھی واجب ہے (یہ فتح القدیر میں مذکور ہے)

۱۴۰۳ / ۱۳ وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَاَسْجُدُ فِیْ صٓ فَقَرَاَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ حَتّٰی اَتٰی فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ فَقَالَ نَبِیُّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ اُمِرَ اَنْ یُّقْتَدٰی بِهِمْ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ کیا میں سورۂ صٓ کے سجدۂ تلاوت کو ادا کیا کروں تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (سورہ انعام پ ۷ ع ۹) کی آیت "وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ" سے شروع کر کے فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ یعنے اے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) تم بھی انہی پیغمبروں کی راہ چلو (ترجمہ کنز الایمان) تک تلاوت فرمائی، پھر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا داؤد علیہ السلام بھی منجملہ ان انبیاء کے ہیں جن کی اقتداء کا حکم تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو دیا گیا ہے (چونکہ سورہ صٓ میں حضرت داؤد علیہ السلام کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے جس کی اقتداء میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورہ صٓ کے اس مقام پر ہمیشہ سجدہ کیا کرتے تھے جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ۱۱۲۴ ابھی گزر چکا ہے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس دوامی فعل سے سورہ صٓ کا سجدہ ہم پر بھی واجب ہے۔

(بخاری)

۱۴۰۴/۱۴ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَرَأَ صٓ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَلَ فَسَجَدَ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر سورہ صٓ تلاوت فرماتے ہوئے (جب آیت سجدہ پڑھی تو فوراً منبر سے اتر کر سجدہ ادا کیا (اس اہتمام سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ صٓ کا یہ سجدہ بھی واجب ہے۔

(بیہقی)

۱۴۰۵/۱۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ رَأَيْتُنِي اللَّيْلَةَ وَأَنَا نَائِمٌ كَأَنِّي أُصَلِّي خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي فَسَمِعْتُهَا تَقُولُ اللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَحُطَّ بِهَا عَنِّي وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ" قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک صحابی (یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آج کی رات سو رہا تھا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں، نماز میں، میں نے (سورہ صٓ کی آیت سجدہ کو پڑھ کر سجدہ کیا (اور اس آیت سجدہ کو سن کر) درخت نے بھی میرے ساتھ سجدہ کیا اور میں نے درخت کو سجدہ کی حالت میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَحُطَّ بِهَا عَنِّي وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ۔ اے اللہ اس سجدہ کی وجہ سے اپنے فضل وکرم سے مجھے ثواب کثیر دیجیے اور اس سجدہ کی وجہ سے میرے کبیرہ گناہ معاف کر دیجیے اور اس سجدہ کی وجہ سے جو ثواب مجھ کو عطا فرمائیں

گے اس کو ضائع نہ ہونے دیجئے اور اپنے فضل سے ہمیشہ باقی رکھیئے اور مجھ سے اس سجدہ تلاوت کو ایسا ہی قبول فرمایئے جیسے آپ نے داود علیہ السلام کے سجدہ کو قبول فرمایا ہے"
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ (یہ خواب سن کر) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے بعد (سورہ ص کی آیت) سجدہ کو تلاوت فرما کر آپ نے بھی سجدہ ادا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سجدہ فرمانے سے یہ سجدہ ہم پر واجب ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہی دعا پڑھتے ہوئے سنا جو درخت نے پڑھی تھی اور جس کو اس دن صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا تھا۔ (ترمذی وابن ماجہ) البتہ ابن ماجہ نے وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا تک روایت کی ہے۔ ۱۲۔

۱۴۰۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ
۱۶
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ بِاللَّيْلِ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز تہجد ادا فرماتے اور اس میں آیت سجدہ پڑھتے تو سجدہ میں یہ دُعا فرماتے تھے۔ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ میں نے اپنے کو (جو سب اعضاء میں شریف ترین عضو ہے) عالی شان خدا کے سامنے زمین پر رکھ دیا ہے جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کو اپنی قدرت وقوت سے سماعت اور بصارت عطا فرمائی (ابوداؤد، ترمذی اور نسائی) اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

ف واضح ہو کہ نماز کے سجدہ میں جس تسبیح یعنی سبحان ربی الاعلیٰ کا پڑھنا مسنون ہے، سجدۂ تلاوت میں بھی اسی تسبیح کا پڑھنا مسنون ہے اس لیے کہ نماز کا سجدہ تلاوت کے سجدہ سے افضل ہے اور جب نماز کے سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کا پڑھنا کافی ہے تو سجدہ تلاوت میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کا پڑھنا بدرجہ اولیٰ کافی ہوگا، خواہ فرض نماز میں سجدۂ تلاوت ادا کیا جا رہا ہو یا نفل نماز میں یا خارج نماز الغرض سجدۂ تلاوت ادا کرنے والا سجدہ تلاوت میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھے۔
اب رہا سدر کی دونوں حدیثوں میں تلاوت کے سجدوں میں ماثورہ دُعاؤں کا پڑھنا جو مذکور ہے تو ان کو ایسی نمازوں

کے سجدۂ تلاوت میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد پڑھنا مستحب ہے جو عموماً تنہا پڑھی جاتی ہیں جیسے تہجد، وتر، سنت اور نفل، اسی طرح کوئی شخص کسی فرض نماز کو تنہا پڑھ رہا ہے اور اس میں آیت سجدہ پڑھ لی گئی تو وہ سجدۂ تلاوت میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے ساتھ ان ماثورہ دعاؤں کو بھی پڑھ سکتا ہے۔ اور خارج نماز سجدۂ تلاوت ادا کرنے والے کے لیے بھی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے ساتھ ان ماثورہ دعاؤں کا پڑھنا افضل ہے۔ اشعۃ اللمعات، مرقات، در مختار، رد المحتار، کوکب دری)

بَابُ اَوْقَاتِ النَّهْیِ

(یہ باب ان اوقات کے بیان میں ہے جن میں نمازوں کا ادا کرنا ممنوع یا مکروہ ہے)

واضح ہو کہ دن رات میں تین ساعتیں ایسی ہیں جن میں نمازوں کا ادا کرنا ممنوع اور حرام ہے وہ تین ساعتیں یہ ہیں طلوع آفتاب یعنی جس وقت آفتاب چمکتا ہوا نکلے یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے، غروب آفتاب یعنی جس وقت کہ آفتاب غروب ہونے لگے۔ یہاں تک کہ غروب ہو جائے، استواء یعنی نصف النہار کے وقت جب کہ ٹھیک دوپہر ہو یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے یہ بھی واضح رہے کہ ان تینوں اوقات میں نہ تو فرض نماز ادا کرنا جائز ہے اور نہ نفل نماز، اور نہ قضاء نہ نماز جنازہ اور نہ سجدۂ تلاوت۔ اور ایسی دو ساعتیں جن میں نفل نمازوں کا ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے یہ ہیں۔ ایک نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک، دوسرے نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک، البتہ ان مذکورہ دونوں اوقات میں قضاء نمازیں نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت ادا کیا جا سکتا ہے۔ (رد المحتار، اشعۃ اللمعات، شرح وقایہ، ۱۲)

۱۲۰۷ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبِهَا فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کے وقت نماز پڑھنے کا قصد نہ کرے، اور دوسری روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب آفتاب کا کنارہ طلوع ہو رہا ہو تو اس وقت نماز پڑھنا چھوڑ دو، یہاں تک کہ آفتاب کے غروب ہونے تک نماز چھوڑ دو، اور تم آفتاب کے عین طلوع اور عین غروب کے وقت نماز نہ پڑھا کرو۔ کیونکہ آفتاب شیطان کے سر کے دونوں جانبوں کے درمیان سے طلوع کرتا ہے[1]۔ (بخاری و مسلم)

[1] اس لیے آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت شیطان آفتاب کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور ان اوقات میں سورج کی عبادت کرنے والے جب عبادت کرتے ہیں تو ان کی عبادت بجائے سورج کے شیطان کو ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ یہ مشرکین اور کفار کی عبادت کے اوقات ہیں اس وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو ان اوقات میں عبادت کرنے سے منع فرمایا تاکہ مسلمان مشرکین اور کفار کی مشابہت سے دور رہیں۔

۱۴۰۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطٰنِ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا فَإِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا فَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ تِلْكَ السَّاعَاتِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ ۔

حضرت عبداللہ بن صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفتاب جب طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے سر سے طلوع ہوتا ہے، پھر جب آفتاب بلند ہو جاتا ہے تو شیطان اس سے جدا ہو جاتا ہے اور پھر جب ٹھیک دوپہر کے وقت بلند ہوتا ہے تو شیطان آفتاب سے قریب ہو جاتا ہے، جب آفتاب ڈھل جاتا ہے تو شیطان اس سے جدا ہو جاتا ہے اور جب سورج غروب کے قریب ہوتا ہے تو شیطان بھی اس کے قریب ہوتا ہے اور جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو اس سے جدا ہو جاتا ہے[۱]۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (تاکہ مشرکین سے مشابہت نہ ہو) (امام مالک، امام احمد اور نسائی)

۱۴۰۹ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا اَنْ نُّصَلِّيَ فِيْهِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضَيَّفُ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ تین وقت ایسے ہیں کہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم کو نماز پڑھنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ ان تین اوقات میں مُردوں کے دفن کرنے سے بھی منع فرمایا کرتے تھے[۲]۔ ایک جس وقت کہ آفتاب چمکتا ہوا نکل رہا ہو، یہاں تک وہ بلند ہو جائے

---

[۱] چونکہ یہ تینوں اوقات شیطانی اوقات ہیں اور ان میں جو سورج کی پرستش ہوتی ہے، وہ حقیقت میں شیطان کی پرستش ہے۔

[۲] تاکہ نماز جنازہ ان اوقات ممنوعہ میں نہ پڑھنا پڑے، اس لیے کہ نماز جنازہ پڑھنے ہی میت کو دفن کرتے ہیں۔ اگر ان تینوں ممنوعہ اوقات سے پہلے نماز جنازہ پڑھ لی گئی ہے تو ان تینوں اوقات میں مردوں کو دفن کرنا جائز ہے، منع نہیں ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اکثر ائمہ کا یہی قول ہے، ترمذی نے بھی اس حدیث کے یہی معنے لئے ہیں، چنانچہ انہوں نے باب قائم کیا ہے (باب فی کراھۃ الصلوٰۃ علی الجنازۃ عند طلوع الشمس وعند غروبھا)۔ (آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت نماز جنازہ پڑھنے کی کراہت کا بیان) (اور اس باب میں شروع کی اسی حدیث کو نقل کیا ہے۔

اَلشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

دوسرے ٹھیک دوپہر کے وقت یہاں تک کہ آفتاب ڈھل جائے، تیسرے جب کہ آفتاب غروب ہوتے لگے یہاں تک کہ وہ ڈوب جائے۔ (مسلم)

واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تینوں اوقات ممنوعہ میں نماز پڑھنے سے جو منع فرمایا ہے یہ ممانعت مطلقاً ہے یعنے کسی زمانہ یا جگہ اور کسی خاص نماز سے متعلق نہیں، اس لیے ہر زمانہ اور ہر مقام میں تمام فرض اور نفل نمازیں خواہ ادا ہوں یا قضاء، نماز جنازہ ہو یا سجدۂ تلاوت، ان سب کا ادا کرنا تینوں اوقات میں ناجائز ہوگا، اور اسی مطلقاً ممانعت کی وجہ سے مکہ معظمہ میں بھی ان تینوں وقتوں میں ان تمام مذکورہ عبادات کا ادا کرنا ایسا ہی ممنوع ہوگا جیسا کہ اور جگہوں میں ان عبادات کا ممنوعہ اوقات میں ادا کرنا منع ہے۔ اب رہا یہ کہ بعض حدیثوں سے مکہ معظمہ میں ممنوعہ اوقات میں نمازوں کے پڑھنے کا جائز ہونا جو ثابت ہوتا ہے تو واضح رہے کہ یہ حدیثیں شاذ ہیں اور شروع کی وہ حدیث جس میں تین اوقات میں نمازوں کا ادا کرنا ممنوع ہے وہ مشہور حدیث ہے اور مشہور حدیث کے مطلق حکم کو شاذ حدیث سے مقید کر کے مکہ معظمہ کو مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔

شروع کی اس حدیث کے مطابق حکم کی وجہ سے جمعہ کے دن بھی نصف النہار کے وقت نوافل اور مذکورہ عبادات ویسے ہی ممنوع ہیں جیسے اور دنوں میں نصف النہار کے وقت نوافل اور مذکورہ عبادات ممنوع ہیں جس کی تائید ان دو ذیل حدیثوں سے ہوتی ہے۔ جن کو صاحب بنایہ نے بیان کیا ہے وہ حدیثیں یہ ہیں۔ ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن نصف النہار کے وقت ہم کو نماز پڑھنے سے منع کیا جاتا تھا اور سعید مقبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعہ کے دن نصف النہار کے وقت لوگوں کو نماز پڑھنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔
(زجاجۃ الآثار، مرقات، ہدایہ، رد المحتار)

۱۴۱۰ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَقَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ حِيْنَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو میں مدینہ طیبہ پہنچکر خدمت اقدس میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ارشاد ہو کہ وہ اوقات کیا ہیں جن میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ اور یہ بھی ارشاد ہو کہ وہ اوقات کونسے ہیں جن میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا (اچھا سنو) فجر کی نماز سنت اور فرض جب اس کے مستحب وقت میں پڑھو تو پھر نفل نماز اس وقت تک نہ پڑھنا کہ سورج نکل کر (ایک نیزہ برابر) اونچا نہ ہو جائے[1] کیونکہ سورج جب

[1] سورج نکلنے کے وقت ایک نفل ہی کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اس وقت تو کل نمازیں، سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ بھی ممنوع ہیں۔

لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ
الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ
حِيْنَ يَسْتَقِلُّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ
ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ
حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَاِذَا
اَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَاِنَّ
الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ
حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ
عَنِ الصَّلٰوةِ

حَتّٰى تَغْرُبَ
الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ
قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ
لَهَا الْكُفَّارُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ
اللّٰهِ فَالْوُضُوْءُ حَدِّثْنِيْ عَنْهُ
قَالَ مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ
وُضُوْءَهٗ فَيُمَضْمِضُ وَيَسْتَنْشِقُ
فَيَسْتَنْثِرُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا
وَجْهِهٖ وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهٖ ثُمَّ
اِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ كَمَا اَمَرَهُ

نکلتا ہے تو شیطان کے سر کے دونوں جانبوں کے درمیان سے نکلتا ہے، یہ ایسا شیطانی وقت ہے جس میں کفّار سورج کو سجدہ کیا کرتے ہیں[1] پھر جب سورج نیزہ برابر اونچا ہو جائے[2] تو ان اوقات میں فرشتے حاضر ہوا کرتے ہیں اور اس وقت تم جو نمازیں ادا کرو گے فرشتے اس پر گواہ رہیں گے[3] کیونکہ اس وقت دوزخ کی آگ دھکائی جاتی ہے، پھر جب سایہ ڈھل جائے یعنے زوال ہو جائے تو اس وقت ظہر اور نوافل جو چاہو پڑھو (کیونکہ زوال کے بعد مقبولیت کا وقت شروع ہوتا ہے) اس لیے اس وقت بھی فرشتے حاضر ہوا کرتے ہیں اور اس وقت تم جو نمازیں پڑھو گے فرشتے اس پر گواہ رہیں گے۔ پھر جب تم نمازِ عصر پڑھو تو نفل نماز سے رک جاؤ۔ یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے[4] کیونکہ سورج جب ڈوبتا ہے تو شیطان کے سر کے دونوں جانبوں کے درمیان ڈوبتا ہے (اور یہ ایسا شیطانی وقت ہے) جس میں کفار سورج کو سجدہ کیا کرتے ہیں[5] پھر عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (نماز کے ممنوعہ اوقات تو معلوم ہو گئے!) اب کچھ وضوء کی فضیلت بیان فرمایئے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سنو عمرو! جب تم میں سے کوئی شخص (وضوء کی نیت سے) وضو کا پانی لے کر بیٹھے (بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے) پہونچوں

[1] اور سورج کی یہ پرستش حقیقت میں شیطان ہی کی پرستش ہے اور چونکہ اس وقت عبادت کرنے سے کفار کے فعل سے مشابہت ہوتی ہے، اس لیے تمام مذکورہ عبادتوں سے منع کیا گیا۔

[2] اشراق اور چاشت اور ان کے سوا جو نفل نماز چاہے پڑھو اس لیے کہ یہ مقبولیت کا وقت ہے۔

[3] یہ مقبولیت کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب کہ سایہ نیزہ کے قدم میں غائب ہو جائے، یعنے ٹھیک دوپہر ہو جائے تو اس وقت نہ کوئی نماز پڑھنا اور نہ سجدۂ تلاوت ادا کرنا اور نہ نمازِ جنازہ پڑھنا چاہیے۔

[4] سورج ڈوبتے وقت ایک نفل ہی کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اس وقت تمام نمازیں، سجدۂ تلاوت اور نمازِ جنازہ بھی ممنوع ہے۔

[5] اور سورج کی یہ پرستش حقیقت میں شیطان ہی کی پرستش ہے اور چونکہ اس وقت عبادت کرنے سے کفّار کے فعل سے مشابہت ہوتی ہے اس لیے تمام مذکورہ عبادتوں سے منع کیا گیا)

اللّٰهُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا
وَجْهِهٖ مِنْ اَطْرَافِ لِحْيَتِهٖ
مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ
اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ
خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ
مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَاْسَهٗ
اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَاْسِهٖ
مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ
الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ
اِلَى الْكَعْبَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا
رِجْلَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ
الْمَآءِ فَاِنْ هُوَ قَامَ
فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى
عَلَيْهِ وَمَجَّدَهٗ بِالَّذِىْ
هُوَ لَهٗ اَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهٗ
لِلّٰهِ اِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ
كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ وَلَدَتْهُ
اُمُّهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

تک ہاتھ دھو کر منھ اور ناک میں پانی ڈال کر منھ دھوتا ہے تو منھ کے گناہ (مثلاً ناجائز کھانا کھاتے اور ناجائز کلام کرنے سے ہوئے ہوں) اس کے منھ کے پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں ایسا ہی ناک کے گناہ[1] اس کے ناک کے پانی کے ساتھ جھڑ جائیں، پھر جب وہ چہرے کے ظاہری حصّہ کو دھوتا ہے جس کے دھونے کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے تو اس کے چہرہ کے گناہ (مثلاً آنکھوں کے گناہ) اس کی داڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لیتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں کے گناہ اس کی انگلیوں کے سروں سے نکل کر پانی کے ساتھ بہہ کر کہنیوں سے ہوتے ہوئے گر جاتے ہیں پھر جب وہ سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ پانی کی تری کے ساتھ اس کے سر کے بالوں کے کناروں سے گر جاتے ہیں[2] پھر جب وہ اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھو لیتا ہے تو دونوں پاؤں کے گناہ پاؤں کی انگلیوں کے سروں سے نکل کر پانی کے ساتھ بہہ کر ایڑیوں سے ہوتے ہوئے گر جاتے ہیں۔ (اور اس طرح کے وضو سے ظاہری طہارت حاصل ہو جاتی ہے) پھر جب نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اور (نماز میں) خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اسی کی عظمت بیان کرتا ہے جس کا وہ سزاوار ہے اور حتی الامکان حضور قلب کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے (جس سے اس کو باطنی طہارت حاصل ہو جاتی ہے) پھر جب وہ اس طرح نماز ختم کرتا ہے تو ان دونوں ظاہری و باطنی طہارتوں کی وجہ سے وہ گناہوں سے) اس طرح پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت گناہوں سے پاک و صاف تھا۔ (مسلم)

---

[1] مثلاً حرام پیسہ سے خریدی ہوئی خوشبو سونگھتا ہے۔
[2] اسی طرح کانوں کا مسح کرتے وقت کانوں کے گناہ بھی پانی کی تری کے ساتھ کانوں سے گر جاتے ہیں۔

١٤١١ وَعَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ قَالَ
٥
صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُخَمَّصِ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهٖ صَلَاةٌ عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوْهَا فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهٗ أَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ وَالشَّاهِدُ النَّجْمُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقام مخمص میں ہم کو عصر کی نماز پڑھائی نماز کے بعد حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ عصر کی نماز سابقہ اُمتوں (یہود اور نصاریٰ) پر بھی پیش کی گئی تھی تو انہوں نے اس کو جیسا چاہیئے تھا ویسا پابندی کے ساتھ ادا نہیں کیا تو جو شخص اس نماز عصر کو پابندی سے پڑھے گا اس کو دوہرا ثواب ملے گا[1] اور نماز عصر کے بعد کوئی نفل نماز نہیں ہوتی[2] اور یہ نفل کی ممانعت اس وقت تک ہے جب تک کہ ستارہ نکل کر غروب آفتاب کا پتہ نہ دے[3] (مسلم)

١٤١٢ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ
٦
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی نماز کے بعد آفتاب کے (ایک نیزہ بلند ہونے تک) کوئی نفل نماز نہیں ہوتی[4] اور نماز عصر کے بعد بھی آفتاب کے ڈوب جانے تک کوئی نفل نماز نہیں ہوتی[1]

(بخاری اور مسلم)

١٤١٣ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدَ
٧
عِنْدِيْ رِجَالٌ مَّرْضِيُّوْنَ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِيْ عُمَرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ یوں تو سب صحابہ کرام ثقہ اور عادل ہیں ان میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو شان ہے وہ

لہ ایک ثواب تو نماز پڑھنے کا اور دوسرا ثواب کاروبار چھوڑ کر اس کو پابندی سے پڑھنے کا ملے گا)

ٹہ اس لیے کہ اس وقت نفل نماز مکروہ تحریمی ہے، البتہ قضاء نمازیں، نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت عصر کے بعد سے غروب کے پہلے تک ادا کر سکتے ہیں)

ٹہ اور جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو یہ مغرب کے فرض کا وقت ہے، اس لیے مغرب کے فرض سے پہلے بھی نفل نہیں پڑھنا چاہیئے۔

ٹہ اس لیے کہ اس وقت نفل نماز مکروہ تحریمی ہے، ہاں قضا نمازیں، نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت نماز فجر کے بعد سے طلوع کے پہلے تک ادا کر سکتے ہیں۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَفِيْ جَامِعِ الْاٰثَارِ شَمَلَ بِاِطْلَاقِهٖ سُنَّتَيِ الْفَجْرِ وَاِذَا دَرَكَ الْجَمَاعَةَ بَعْدَ الْفَرَاغِ۔

مخفی نہیں ہے حضرت عمر اور دوسرے بعض صحابہ سے میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد آفتاب ایک نیزہ بلند ہونے تک نفل نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، اور اسی طرح عصر کے بعد سے آفتاب کے غروب ہونے تک بھی نفل نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری اور مسلم)

جامع الآثار میں لکھا ہے کہ مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فجر اور عصر کے فرض کے بعد کوئی نفل نماز نہیں پڑھنا چاہیئے اس لیے کوئی شخص فجر کے سنت پڑھے بغیر فجر کی جماعت میں شریک ہو گیا اور سنتوں کو ادا نہ کر سکا تو وہ ان سنتوں کو فجر کے فرض کے بعد آفتاب کے ایک نیزہ بلند ہونے تک نہ پڑھے اس لیے کہ یہ سنتیں بھی نفل ہی کی قسم سے ہیں جن کے ادا کرنے سے منع کیا گیا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص فجر یا عصر کی فرض نماز پڑھ چکا ہے اور اس کو یہ نمازیں دوبارہ جماعت سے مل جائیں تو اب یہ ان میں شریک نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ یہ نمازیں نفل ہی ہوں گی اور فجر اور عصر کے فرض کے بعد نفل نماز کا ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے ۱۲۔

۱۲۱۴ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ بَيْتِيْ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْتَ صَلٰوةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا قَالَ قَدِمَ عَلَيَّ مَالٌ فَشَغَلَنِيْ عَنْ رَكْعَتَيْنِ كُنْتُ اُصَلِّيْهِمَا بَعْدَ الظُّهْرِ فَصَلَّيْتُهُمَا الْاٰنَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَنَقْضِيْهِمَا اِذَا فَاتَتَا قَالَ لَا۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز پڑھا کر میرے حجرے میں تشریف لائے کیا دیکھتی ہوں کہ آپ نے (خلاف عادت) دو رکعت نماز ادا فرمائی، میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ نے آج عصر کے فرض کے بعد جو دو رکعت ادا فرمائے ہیں، اس سے پہلے آپ کو اس طرح کی نماز پڑھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، سنو، ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے پاس مال آگیا تھا، میں اس مال کو اس کے مستحقین پر تقسیم کرنے میں ایسا مشغول ہو گیا کہ

ظہر کے بعد جو دو رکعت سنت پڑھی جاتی ہے ان کو میں نہ پڑھ سکا، ایسے میں عصر کی نماز کا وقت آگیا، عصر پڑھا دی ، ظہر کی جو دو سنتیں رہ گئی تھیں اب عصر کے فرض کے بعد ان کی قضاء کی ہے، میں نے عرض کی کہ اگر ہم سے بھی ایسے ہی ظہر کے فرض کے بعد دو سنتیں کسی وجہ سے چھوٹ جائیں تو کیا ہم عصر کے فرض کے بعد ادا کر سکتے ہیں؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، نہیں[1] (طحاوی)

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِلدَّارَقُطْنِيِّ دَخَلَ عَلَيْهَا بَعْدَ الْعَصْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَحَدَثَ بِالنَّاسِ شَيْءٌ؟ قَالَ لَا إِلَّا أَنَّ بِلَالًا عَجَّلَ الْإِقَامَةَ فَلَمْ أُصَلِّ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ فَأَنَا أَقْضِيهِمَا الْآنَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَنَقْضِيهِمَا إِذَا فَاتَتَا قَالَ لَا۔

اور دارقطنی کی ایک روایت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ، عصر کی نماز پڑھا کر میرے پاس تشریف لائے اور (خلاف عادت) دو رکعت نماز ادا فرمائے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عصر کے بعد نفل پڑھنے کے متعلق لوگوں کے لیے کیا کوئی نیا حکم آگیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا نہیں صرف اتنی بات ہوگئی کہ بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عصر کے فرض کے لیے جلدی اقامت کہدی، جس کی وجہ سے میں آج عصر سے پہلے جو دو سنتوں کو پڑھنا چاہتا تھا، نہ پڑھ سکا، اب میں نے ان کو قضا کر کے پڑھا ہے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر ہم سے بھی ایسے ہی عصر کے پہلے کی دو سنتیں چھوٹ جائیں تو کیا ہم بھی عصر کے فرض کے بعد ان کو ادا کر سکتے ہیں، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ام سلمہ! نہیں

ف: اس حدیث شریف میں عصر کے فرض کے پہلے جو دو سنتوں کے پڑھنے کا ذکر ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ

---

[1] تمہارے لیے عصر کے فرض کے بعد نفل پڑھنے کا حکم نہیں ہے، عصر کے فرض کے بعد فوت شدہ سنتوں کو ادا کرنا میرا خاصہ ہے۔

عصر کے فرض کے پہلے صرف دو سنت ہی غیر مؤکدہ ہیں، بلکہ حدیثوں میں عصر کے فرض کے پہلے دو سنتوں کا بھی ذکر ہے اور چار سنتوں کا بھی مگر افضل یہ ہے کہ چار سنتیں پڑھی جائیں (ہدایہ ملتقی) ۱۲)

۱۴۱۵ وَعَنْ ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْعَصْرِ وَيَنْهٰى عَنْهَا وَيُوَاصِلُ وَيَنْهٰى عَنِ الْوِصَالِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلدَّارَقُطْنِيِّ كَانَ يُصَلِّيْ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَيَنْهٰى عَنْهَا۔

حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے حدیث بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عصر کے فرض کے بعد خود نفل نماز پڑھا کرتے تھے اور دوسروں کو اس سے منع فرماتے تھے، اسی طرح آپ خود صوم وصال رکھا کرتے تھے اور دوسروں کو اس سے منع فرمایا کرتے تھے (ابوداؤد) دارقطنی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عصر کے فرض کے بعد دو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے اور اس سے دوسروں کو منع فرمایا کرتے تھے۔

ف: صوم وصال یہ ہے کہ جس طرح دن میں روزہ رکھتے ہیں اسی طرح رات کو بھی بغیر افطار و سحر کے روزہ رکھے، اسی طرح کئی کئی دن مسلسل روزہ رکھتے رہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی، لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صوم وصال رکھنے سے اپنی امت کو منع فرمایا ہے۔ ۱۲)

۱۴۱۶ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ إِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلَاةً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيْهِمَا وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آپ لوگ عصر کے فرض کے بعد دو رکعتیں نماز پڑھتے ہیں حالانکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اقدس میں رہے ہیں اور کبھی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری شریف)

ف: واضح ہو کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عصر کے فرض کے بعد کسی وقت بھی نفل نماز ادا فرماتے ہوئے نہیں دیکھا اور اس حدیث سے پہلے والی حدیثیں جو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصر کے فرض کے بعد نفل نماز پڑھی ہے، بظاہر ان حدیثوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں تعارض نہیں ہے اس لیے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس بات سے انکار کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں یا باہر عصر کے فرض کے بعد نفل نماز نہیں پڑھی ہے جس کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھنے کا موقع نہیں ملا، اب رہا حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد فرمانا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے عصر کے فرض کے بعد نفل نماز پڑھی ہے وہ اس لحاظ سے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے گھروں میں یہ نماز پڑھی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا اس نفل کو مسجد میں یا باہر ادا نہ فرمانا اس غرض سے تھا کہ امت اس بارے میں آپ کی اقتدا نہ کرے اور گھر میں ادا فرمانے پر بھی یہ شبہ ہوا کہ کہیں امت اقتدا کرے گی، اس لیے حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ، کی حدیث میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عصر کے فرض کے بعد نفل نماز پڑھنے سے منع فرمایا کرتے تھے ۱۲

۱۴۱۷ وَعَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِیْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ مَعَ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالْاِمَامُ یُصَلِّیْ فَاَمَّا ابْنُ عُمَرَ فَدَخَلَ فِی الصَّفِّ وَاَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْاِمَامِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ قَعَدَ ابْنُ عُمَرَ مَکَانَہٗ حَتّٰی طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ۔

حضرت ابو مجلز رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں صبح کی نماز کے لیے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا، اس وقت فجر کی جماعت ہو رہی تھی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تو فوراً (بغیر سنت پڑھے) جماعت میں شریک ہو گئے لیکن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فجر کی سنتیں پڑھ کر جماعت میں شرکت کی، اور جب امام نے سلام پھیر دیا تو ابن عمر اپنی جگہ آفتاب طلوع ہونے تک بیٹھے رہے اور جب آفتاب کچھ بلند ہو گیا تو آپ اٹھے اور فجر کی دو سنت جو رہ گئیں تھیں ان کو ادا فرمایا۔ (طحاوی)

۱۴۱۸/۱۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص نے فجر کے فرض تو پڑھ لیے لیکن وہ سنتیں ادا نہ کر سکا تو وہ فجر کی ان سنتوں کو (فرض کے بعد نہ پڑھے بلکہ) آفتاب بلند ہونے کے بعد پڑھے۔ (ترمذی)

ف۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے فجر کے فرض تو پڑھ لیے لیکن کسی وجہ سے فجر کی سنتیں نہ پڑھ سکا تو وہ ان سنتوں کو فجر کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے نہ پڑھے بلکہ جب آفتاب طلوع ہو کر ایک نیزہ بلند ہو چکے اس کی قضا کرے، اس لیے کہ فجر کی دو سنتیں فوت ہو گئیں ہیں اس کی حیثیت نفل کی ہو گئی ہے اور فجر کے فرض کے بعد نفل نماز کا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ۱۲

۱۴۱۹/۱۳ وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ طَافَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ فَلَمْ یُصَلِّ وَخَرَجَ مِنْ مَکَّۃَ حَتّٰی نَزَلَ بِذِیْ طُوًی فَصَلّٰی بَعْدَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوٰی مَالِكٌ وَالطَّحَاوِیُّ نَحْوَہٗ وَرَوَاہُ الْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت عمر نے نماز فجر کے بعد طواف کیا اور طواف کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ ان کو آپ نے ادا نہیں کیا، جب مکہ معظمہ سے باہر نکلے اور مقام ذی طوی میں پہونچ کر اترے تو آپ نے سورج نکلنے کے بعد طواف کے بعد کی رکعتوں کو اب ادا فرمایا (ترمذی) اور امام مالک

اور امام طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے، اور امام بخاری نے بھی اس کی روایت تعلیقاً کی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ میں بھی شل دیگر مقامات کے فجر کے فرض کے بعد نفل نماز کا ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے اب رہا یہ شبہ کہ طواف کے بعد کی رکعتوں کو واجب ہونے کی وجہ سے ان کو فجر کے فرض کے بعد ادا کیا جا سکتا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ طواف کے بعد کی دو رکعتیں بندہ کے طواف کرنے سے اس پر واجب ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ پر نہیں جیسا کہ وتر اللہ تعالےٰ کی طرف سے واجب ہے، اس لیے فوت شدہ وتر کو فجر کے فرض کے بعد قضاء کر سکتے ہیں لیکن طواف کی رکعتوں کو اس لیے ادا نہیں کر سکتے کہ یہ بندہ کے فعل سے واجب ہوتی ہیں اس لیے ان کی حیثیت نفل جیسی ہے، اور فجر کے فرض کے بعد نفل نماز کا ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے، اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طواف کی رکعتوں کو فجر کے فرض کے بعد ادا نہیں فرمایا ۱۲

۱۲۳۰ ۱۳ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اِذَا اَرَدْتَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ اَوِ الْعَصْرِ فَطُفْ وَاَخِّرِ الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ اَوْحَتّٰى تَطْلُعَ فَصَلِّ لِكُلِّ اُسْبُوْعٍ رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ اگر تم میں سے کوئی نماز فجر یا نماز عصر کے بعد بیت اللہ کا طواف کرنا چاہے طواف تو کر لے لیکن طواف کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں ان کو اس وقت ادا نہ کرے بلکہ طلوع اور غروب کے بعد ان رکعتوں کو پڑھ لے بیت اللہ کے سات چکر لگانے ہیں اور اس کے بعد دو رکعت پڑھنے کو ایک طواف کہتے ہیں۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے سند حسن کے ساتھ کی ہے

بَابُ الْجَمَاعَةِ وَفَضْلِهَا

یہ باب جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت اور اس کے احکام اور آداب کے بیان میں ہے۔

ف واضح ہو کہ پنجگانہ نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا شعائر اسلام سے ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ یہ اس دین حنیف کی ایک عظیم الشان خصوصیت ہے، ایسی خصوصیت کہ سابقہ ادیان میں کسی دین کے لیے مشروع نہیں کی گئی اور جو چیز شعائر اسلام میں داخل ہوتی ہے اس کا اظہار ضروری ہوتا ہے۔

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح حدیثیں بکثرت وارد ہوئی ہیں، ان احادیث شریفہ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازوں کے لیے جماعت کا قائم کرنا واجب ہے اور عامۂ فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی قول راجح ہے چنانچہ صاحب بحر، بدائع، مجتبیٰ، غایۃ، منیہ اور تحفہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے رد المحتار میں صاحب نہر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بارے میں فقہاء امت کے مختلف اقوال ہیں

ان سارے اقوال میں جماعت سے نماز پڑھنے کو واجب کہنا ایسا قول ہے جو افراط اور تفریط سے پاک ہے۔
ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے مرقات میں لکھا ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو واجب کہنا ہمارے مذہب حنفی میں قول مختار ہے۔

احادیث شریفہ میں تارک جماعت پر شدید وعیدیں وارد ہوئی ہیں، ایک حدیث میں ارشاد ہے "نماز با جماعت سے تو منافق ہی پیچھے رہتا ہے" ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے "مومن کے نفاق اور ناکامی کے لیے یہ بات کافی ہے کہ مؤذن کو نماز کا اعلان کرتے ہوئے سنے اور جماعت میں حاضر نہ ہو" ایک اور حدیث میں ارشاد ہے "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرا ارادہ تھا کہ اول لکڑیاں جمع کروں، پھر اذان دینے کا حکم دوں، اذان کے بعد کسی کو امامت کے لیے مقرر کر کے ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور جا کر ان کے مکانات کو آگ لگا دوں۔"
یہ اور اس قسم کی بکثرت وعیدیں تارک جماعت پر وارد ہوئی ہیں، ان سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے صراحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے لیکن اس کی نوعیت ان واجبات سے جدا ہے جو افعال نماز میں داخل ہیں یعنی جماعت نماز کے لیے ایسی واجب نہیں جیسے مثلاً وتر میں دعاء قنوت کا پڑھنا واجب ہے کہ اگر دعاء قنوت چھوڑ دی جائے تو نماز ناقص ہو جاتی ہے اور نماز کا اعادہ ضروری ہو جاتا ہے اس کے برخلاف اگر نماز جماعت سے نہ پڑھی جائے تو نماز صحیح ہو گی اور اس کا اعادہ (لوٹانا) ضروری نہیں ہو گا۔ اور اس سے نماز میں ایسی خرابی پیدا ہو گی جیسے واجبات نماز کے ترک سے نماز میں خرابی ہوتی ہے بلکہ جماعت سے نماز کا پڑھنا اپنی نوعیت کا ایک مستقل واجب ہے اگر بغیر عذر کے جماعت ترک کر دی گئی تو گناہ کبیرہ ہو گا۔
یہ بھی واضح رہے کہ جیسے نماز پنجگانہ کے لیے جماعت واجب ہے، ایسا ہی جماعت کا مسجد ہی میں قائم کرنا بھی واجب ہے، چنانچہ اشعۃ اللمعات میں بدائع کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "ہر بالغ عاقل مرد پر جو معذور نہ ہو واجب ہے کہ وہ جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں حاضر ہوا کرے۔"
اسی بارے میں اعلاء السنن میں مذکور ہے کہ اگر کوئی نماز کے لیے مسجد کے بجائے گھر میں جماعت قائم کرے تو اس نے جماعت سے نماز پڑھنے کے واجب کو تو ادا کیا لیکن جماعت کو مسجد میں قائم کرنے کے واجب کو ترک کر دیا اس لیے اس نے بہت برا کیا اور گنہگار ہوا۔
ابھی آپ نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے نہ آئیں "میرا ارادہ تھا کہ ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دوں اس ارشاد مبارک سے دو الگ الگ حکم ثابت ہو رہے ہیں" (۱) نماز کو جماعت سے پڑھنا جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے (۲) جماعت کو مسجد میں قائم کرنا اور اس حدیث شریف میں جو وعید مذکور ہے اس سے ان دونوں چیزوں کا وجوب ثابت ہو رہا ہے یعنی جماعت کو قائم کرنے کے لیے مسجد میں آنا ایسا ہی واجب ہے جیسے خود نماز کے لیے جماعت کا قائم کرنا واجب ہے اگر نماز کے لیے صرف جماعت کا قائم کر لینا ہی واجب ہوتا اور جماعت کے لیے مسجد میں آنا واجب نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگانے کا ارادہ نہ فرماتے جو جماعت کے

لیے مسجد میں نہ آتے ہوں، اس لیے کہ وہاں اس بات کا احتمال ہے کہ وہ لوگ گھروں میں جماعت قائم کرکے نماز پڑھتے ہوں، اس احتمال کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسجد کی جماعت میں شریک نہ ہونے والوں کے گھروں کو آگ لگانے کا ارادہ فرمانا اس وعید سے صراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ جماعت کا مسجد ہی میں قائم کرنا واجب ہے (عمدۃ القاری، فتح القدیر، ہدایہ، بنایہ، ردالمحتار، شرح وقایہ، عمدۃ الرعایۃ، مرقات، اشعۃ اللمعات، نفع المفتی والسائل اعلاء السنن) ۱۲

شریعت کا یہ عام قاعدہ ہے کہ اوامر و نواہی مردوں کو دیئے جاتے ہیں اور چونکہ عورتیں مردوں کے تابع ہیں اس لیے سارے احکام عورتوں سے بھی متعلق ہو جاتے ہیں، البتہ کسی مسئلہ میں عورتوں سے کوئی خاص حکم متعلق ہو تو مردوں کے حکم کے ساتھ ساتھ عورتوں کے حکم کی علیحدہ صراحت کر دی جاتی ہے۔

چنانچہ آیت، وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ کے تحت اور ان احادیث کے پیش نظر جن سے نمازوں کو مسجد کی جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا وجوب ثابت ہے مردوں پر جماعت میں شریک ہونے کے لیے مسجدوں کو آنا واجب کر دیا گیا تو صدر کے عام قاعدہ کے لحاظ سے عورتیں بھی اس حکم میں شامل ہو جاتی تھیں اس لیے کو ذیل کی احادیث سے مسجد کی جماعت میں شرکت سے منع کیا گیا۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت کی نماز اس کے حجرے میں بہترین ہے اس نماز سے جو اس کے صحن میں ہو، اور اس کی نماز جو اس کے صحن میں ہو بہتر ہے۔ اس نماز سے جو اس کے احاطہ میں ہو، اور اس کی نماز اس کے احاطہ میں بہتر ہے اس نماز سے جو اس کے محلہ کی مسجد میں ہو، اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں عمدہ سند سے کی ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت کسی کی امام نہ بنے، اعلاء السنن میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو مطلق ارشاد مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت میں امامت کی صلاحیت ہی نہیں ہے یعنی وہ نہ تو مردوں کی امامت کی اہل ہے اور نہ عورتوں کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس مطلق ارشاد کو مقید کرنے والی کوئی دلیل نہیں ہے۔

اب رہا بعض حدیثوں میں جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عورتوں کی جماعت کو امام بن کر نماز پڑھانے کا ذکر ہے، اس کے بارے میں اعلاء السنن میں لکھا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں کو نماز سکھلانے کے لیے عورتوں کی جماعت کی امامت فرمائی اور یہ بھی ہمیشہ کا عمل نہیں اس لیے ان امہات المومنین کے اتفاقیہ عمل کو حجت بنا کر عورتوں کے باہم مل کر جماعت قائم کرنے کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ۱۲۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ؛
وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۂ بقرہ پ ع ۵ میں)
اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو، یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرو (اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے، تفسیرات احمدیہ)

١٢٢١ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِئُ اِسْتَدَلَّ بِهٖ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمَالِكٌ عَلٰى سُنِّيَّةِ الْجَمَاعَةِ ۔

١٢٢٢ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الصُّبْحَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اَشَاهِدٌ فُلَانٌ قَالُوْا لَا قَالَ اِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلٰوتَيْنِ اَثْقَلُ الصَّلَوٰتِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَيْتُمُوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ وَاِنَّ الصَّفَّ الْاَوَّلَ عَلٰى مِثْلِ صَفِّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيْلَتُهٗ لَابْتَدَرْتُمُوْهُ وَاِنَّ صَلٰوةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ اَزْكٰى مِنْ صَلٰوتِهٖ وَحْدَهٗ وَصَلٰوتُهٗ مَعَ الرَّجُلَيْنِ اَزْكٰى مِنْ صَلٰوتِهٖ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تنہا نماز پڑھنے والے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ثواب جماعت سے نماز پڑھنے والے کو ملتا ہے (بخاری اور مسلم) ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک اس حدیث سے با جماعت نماز کے سنت ہونے پر دلیل پکڑتے ہیں ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ایک دن فجر کی نماز پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو دریافت فرمایا کہ کیا فلاں شخص حاضر ہے صحابہ نے عرض کیا حضور! وہ موجود نہیں ہے، پھر آپ نے دوسرے شخص کا نام لے کر پوچھا کیا فلاں شخص حاضر ہے، صحابہ نے عرض کیا، حضور! وہ بھی موجود نہیں ہے آپ نے ارشاد فرمایا، یہ دو نمازیں یعنی عشا اور فجر منافقوں پر نمازوں سے زیادہ گراں گذرتی ہیں، اگر تمہیں معلوم ہوجائے کہ ان دو نمازوں کا کس قدر ثواب ہے تو تم ان دونوں نمازوں کے لیے اگر بیمار بھی ہوں اور نہ چل سکتے ہوں تو گھٹنوں کے بل چل کر آیا کرو۔ اور نماز کی پہلی صف (فضیلت میں) فرشتوں کی صف کے مانند ہے، اگر تم کو صف اول کا ثواب معلوم ہوجائے تو تم پہلی صف میں شریک ہونے کے لیے جلدی کر کے ایک دوسرے پر سبقت کرتے، ایک آدمی کے ساتھ جماعت کرکے نماز پڑھنے والے کو تنہا نماز پڑھنے والے سے زیادہ ثواب ملتا ہے، اور اسی طرح دو آدمیوں کے ساتھ جماعت کرکے نماز پڑھنے والے کو ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنے والے سے زیادہ ثواب ملتا ہے (اسی طرح جماعت میں جس قدر نمازی زیادہ ہوتے جائیں گے نمازی کو اسی قدر زیادہ ثواب ملتا جائے گا، اسلیے جماعت میں جس قدر نمازی زیادہ ہوں اسی قدر اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی

زیادہ ہوتی جاتی ہے (ابو داؤد اور نسائی) ۱۲

ف: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جماعت میں نہ آنے والوں کو منافق فرمایا، اس سے جماعت کا وجوب ثابت ہوا اور نماز کے لیے مسجد میں آنے کا وجوب بھی اس سے ظاہر ہو رہا ہے کیوں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی غیر حاضری مسجد پر ہی یہ سخت وعید فرمائی۔ اگر گھر کی جماعت کافی ہوتی تو مسجد میں نہ آنے پر یہ وعید نہ ہوتی۔

۱۴۲۳ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ سُلَیْمَانَ بْنِ اَبِیْ حَثْمَۃَ قَالَ اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدَ سُلَیْمَانَ بْنَ اَبِیْ حَثْمَۃَ فِیْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ وَاِنَّ عُمَرَ غَدَا اِلَی السُّوْقِ وَ مَسْکَنُ سُلَیْمَانَ بَیْنَ الْمَسْجِدِ وَالسُّوْقِ فَمَرَّ عَلَی الشِّفَاءِ اُمِّ سُلَیْمَانَ فَقَالَ لَهَا لَمْ اَرَ سُلَیْمَانَ فِی الصُّبْحِ فَقَالَتْ اِنَّهٗ بَاتَ یُصَلِّیْ فَغَلَبَتْهُ عَیْنَاهُ فَقَالَ عُمَرُ لِاَنْ اَشْهَدَ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ فِیْ جَمَاعَۃٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَقُوْمَ لَیْلَۃً۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

حضرت ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے نماز صبح کی جماعت میں میرے والد سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو موجود نہ پایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار جا رہے تھے راستہ میں سلیمان کا گھر واقع تھا، سلیمان کی والدہ جن کا نام شفاء تھا۔ ان سے ملاقات ہوئی تو دریافت فرمایا کہ شفاء! تمہارے فرزند سلیمان کہاں ہیں؟ آج صبح کی نماز میں نظر نہیں آئے شفاء نے عرض کیا امیر المؤمنین! سلیمان بہت دیر تک نماز تہجد پڑھتے رہے، آخر رات میں ان پر نیند کا غلبہ ہو گیا اس سے نماز صبح کی جماعت میں حاضر نہ ہو سکے (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ارشاد فرمایا۔[1] اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

۱۴۲۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُنَا وَمَا یَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوۃِ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهٗ اَوْ مَرِیْضٌ اِنْ کَانَ الْمَرِیْضُ لَیَمْشِیْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ حَتّٰی یَاْتِیَ الصَّلٰوۃَ وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰی اَلصَّلٰوۃُ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُؤَذَّنُ فِیْهِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ مَنْ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے وقت یاد ہے کہ (مساجد میں) جماعت کی نماز سے سوائے کھلے ہوئے منافق یا مریض کے اور کوئی غیر حاضر نہ ہوتا تھا اگر کوئی بیمار ایسا ہوتا کہ دو آدمیوں کے سہارے سے پاؤں پر چل کر نماز میں آکر شریک ہو سکتا تھا) وہ بھی آتا تھا اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ بھی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم کو ہدایت کے تمام طریقے سکھا دیئے ہیں، ہدایت کے انہی طریقوں

[1] میرا فجر کی نماز میں حاضر ہو جانا ساری رات کھڑے رہنے سے مجھے زیادہ پیارا ہے (نماز تہجد بڑی فضیلت کی نماز ہے اس کے لیے جاگنا ایسے شخص کے لیے بہترین عبادت ہے جس کی فجر کی جماعت نہ جاتی ہو اگر کوئی تہجد میں جاگ کر فجر کی جماعت کھو دیتا ہے تو میرے نزدیک تہجد کی نماز سے فجر کی جماعت میں شریک ہونا بہتر ہے۔

سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُّسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ
عَلٰى هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ
يُنَادٰى بِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ
سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ
الْهُدٰى وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِىْ بُيُوْتِكُمْ
كَمَا يُصَلِّىْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِىْ بَيْتِهٖ
لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ
سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ
يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَعْمِدُ
اِلٰى مَسْجِدٍ مِّنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا
كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَّخْطُوْهَا
حَسَنَةً وَّرَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ
عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا
يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَّعْلُوْمُ
النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ
يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِى
الصَّفِّ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہیں سے یہ بات بھی ہے کہ جس مسجد میں اذان ہوتی ہو،
اس میں نماز پڑھی جائے (گھر میں نہ پڑھی جائے) ایک
اور روایت میں یوں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما
نے فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ کل (قیامت میں) اللہ
تعالیٰ سے سچا مسلمان بن کر ملاقات کرے تو اس کو چاہیئے
کہ وہ ان پانچوں نمازوں کو ان مساجد میں (جماعت سے)
پابندی کے ساتھ ادا کرے، جہاں ان کے لیے اذان
دی جاتی ہو، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے پیغمبر
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہدایت کے تمام طریقے
مقرر فرما دیئے ہیں اور مسجدوں میں ان نمازوں کو
(جماعت سے) ادا کرنا بھی ہدایت کے طریقوں میں
سے ایک طریقہ ہے۔ اگر تم اپنے اپنے گھروں میں نماز
پڑھ لیا کرو گے (خواہ جماعت سے ہی کیوں نہ ہو) جیسا
کہ یہ منافق اپنے گھر میں نماز پڑھا کرتے ہیں تو تم سنت نبوی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلاف ورزی کر دگے اور سنت نبوی
کو ترک کر دگے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، پس جو شخص (سنن و
مستحبات کے ساتھ) اچھی طرح وضوء کر کے مسجد کو جاتا ہے
تو اللہ تعالیٰ ہر قدم پر اس کے واسطے ایک نیکی لکھتے ہیں، ایسے
قرب کے درجوں میں ایک درجہ بلند کرتے ہیں، اور اس
کا ایک ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں مجھے وہ وقت یاد ہے جب کہ مساجد
میں جماعت کی نماز سے سوائے کھلے ہوئے منافق کے
اور کوئی نہ رہ جاتا تھا، بعض مریضوں کو دو آدمی سہارا
دے کر لاتے تھے اور لا کر جماعت کے ساتھ کھڑا کر
دیتے تھے، (مسلم شریف)

ف اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نمازوں کو جماعت سے ادا کرنا اور جماعت کو مسجد میں قائم کرنا واجب ہے۔

۱۴۲۵ وَعَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ قَالَتْ دَخَلَ
عَلَىَّ اَبُو الدَّرْدَآءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ
مَآ اَغْضَبَكَ قَالَ وَاللّٰهِ مَآ اَعْرِفُ مِنْ

حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت
ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک روز ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
میرے پاس تشریف لائے اس وقت آپ کچھ غصہ میں تھے

آمُرَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ جَمِيْعًا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۴۲۶ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى رِجَالٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ)

وَفِي الْمِرْقَاتِ قَالَ الْقَاضِيُّ الْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى وُجُوْبِ الْجَمَاعَةِ وَظَاهِرُ نُصُوْصِ الشَّافِعِيِّ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهَا مِنْ فُرُوْضِ الْكِفَايَةِ قُلْتُ ظَاهِرُ الْحَدِيْثِ يَرُدُّ عَلَيْهِ فَإِنَّهٗ لَوْ كَانَ كِفَايَةً لَمَا اسْتَحَقَّ بَعْضُ التَّارِكِيْنَ التَّعْذِيْبَ انْتَهٰى قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهَمَّامِ لَا شَكَّ فِيْ أَنَّهَا كَانَتْ تُقَامُ عَلٰى عَهْدِهٖ عَلَيْهِ

میں نے عرض کیا، غصہ کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا خدا کی قسم! میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس شریعت پر تھے اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا ہے مگر نماز کو جماعت سے پڑھنے میں لوگ سستی کر رہے ہیں (حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے) اسلیے مجھے غصہ آیا ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میرا ارادہ تھا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، جب لکڑیاں جمع ہو جائیں تو نماز کی تیاری کا حکم دوں، پھر اذان کے ذریعہ سے نماز کا اعلان کرا دوں کسی کو امامت کرنے کا حکم دوں اور میں خود نماز میں شریک نہ ہو کر جماعت میں نہ آنیوالوں کی طرف چلا جاؤں اور ان کے مکانات کو آگ لگا دوں، قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جماعت نماز میں شریک نہ ہونے والوں کو آخرت کے ثواب کا یقین نہیں، دنیا ہی دنیا ان کے پیش نظر ہے۔ اگر ایک حقیر ہڈی یا معمولی تیر بن مسجد میں دیئے جاتے کا ان کو علم ہوتا تو یہ دنیا کے بندے نماز عشاء کی جماعت میں ضرور آتے[1]۔ اس کی روایت بخاری شریف نے کی ہے، اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ نماز با جماعت میں شریک نہ ہونے والوں

[1] اور جماعت میں تو شریک ہو کر ریاء کر کے مخلوق کا حسن ظن حاصل کر سکتے ہیں، اس لیے دن کی جماعتوں میں کبھی آ بھی جاتے ہیں لیکن عشاء کی نماز کو جماعت سے ادا کرنے کا آخرت میں جو ثواب ملنے والا ہے ان کو اس کا یقین نہیں، اس لیے وہ عشاء کی جماعت میں نہیں آتے ہیں۔

السَّلَامُ فِيْ مَسْجِدِهٖ وَمَعَ ذٰلِكَ قَالَ
فِي الْمُتَخَلِّفِيْنَ مَا قَالَ وَهَمَّ بِتَحْرِيْقِهِمْ
وَلَمْ يَصْدُرْ مِثْلُهٗ عَنْهُ فِيْمَنْ تَخَلَّفَ
عَنِ الْجَنَائِزِ مَعَ اِقَامَتِهَا بِغَيْرِهِمْ اِنْتَهٰى
وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ وَيَدُلُّ عَلٰى
وُجُوْبِهَا صَلٰوةُ الْخَوْفِ اِذْ فِيْهَا
اَعْمَالٌ مُّنَافِيَةٌ لِّلصَّلٰوةِ وَلَا يُحْتَمَلُ ذٰلِكَ
لِاَجْلِ فَرْضِ كِفَايَةٍ وَّلَا سُنَّةٍ اِنْتَهٰى ۔

کے مکانات کو آگ لگا دوں، ابن قیم نے کہا ہے کہ اس قسم کی یہ وعید ظاہر ہے کہ صغیرہ گناہ پر نہیں ہوتی اس لیے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد کی جماعت کا ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شروع سے اپنی وفات تک جماعت پر مواظبت فرمائی اور جماعت کے ترک کی اجازت نہ دی، اگرچہ کہ اذان سننے والا نابینا ہو، اس سے بھی ثابت ہے کہ جماعت کا مسجد میں ادا کرنا واجب ہے۔ (مرقات، ابن ہمام اور عینی) ۱۲

۱۴۲۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا مَا فِي الْبُيُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّيَّةِ اَقَمْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ وَاَمَرْتُ فِتْيَانِيْ يُحْرِقُوْنَ مَا فِي الْبُيُوْتِ بِالنَّارِ ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نماز عشاء کی جماعت قائم کرنے کا ارادہ کرتا اور اپنے نوجوان صحابہ کو حکم دیتا کہ عشاء کی جماعت میں حاضر نہ ہونے والوں کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دیں اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو عشاء کی جماعت میں حاضر نہ ہونے والوں کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دینے کا حکم دیتا" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز کا جماعت سے ادا کرنا عورتوں اور بچوں پر واجب نہیں ہے، اگر عورتوں اور بچوں کے گھروں میں ہوتے ہوئے نماز میں نہ آنے والوں کی وجہ سے گھر جلا دیئے جاتے تو ان کے ساتھ یہ بے قصور بھی جن پر جماعت واجب نہ تھی جل جاتے، اسی وجہ سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گھروں کے جلانے کا ارادہ ترک فرما دیا۔ ۱۲۔

ف: اس حدیث شریف میں نماز با جماعت میں شرکت کے لیے مسجد میں حاضر نہ ہونے والوں کے بارے میں ارشاد ہے اُمِرْتُ فِتْيَانِيْ يُحْرِقُوْنَ مَا فِي الْبُيُوْتِ بِالنَّارِ (میں اپنے نوجوان صحابہ کو حکم دیتا کہ عشاء کی جماعت میں حاضر نہ ہونے والے بے عقلوں کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دیں) یہاں ان لوگوں کے لیے حرف "مَنْ" کی بجائے "مَا" کا استعمال فرمایا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حرف "مَا" کا استعمال غیر ذوی العقول کے لیے ہوتا ہے اور "مَن" کا استعمال ذوی العقول کے لیے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذوی العقول کے لیے حرف "مَا" کا استعمال فرمانا اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسجد کی نماز با جماعت میں شریک نہ ہونے والے واقعۃً بے عقل ہیں۔ (مرقات) ۱۲۔

۱۴۲۸ وَعَنْهُ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْمٰى فَقَالَ يَا رَسُوْلَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَجِبْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کئے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے ہاتھ پکڑ کر مسجد کی طرف لانے والا کوئی نہیں ملتا، اس لیے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے اپنے گھر ہی میں نماز پڑھ لینے کی اجازت دیجئے (یہ سن کر) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں اس کی اجازت دیدی، جب وہ واپس ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں بلا کر ارشاد فرمایا، کیا تمہیں اذان کی آواز (اپنے گھر میں) سنائی دیتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، پھر تو تم کو مسجد کی طرف کسی طرح بھی آنا ہوگا۔ (مسلم شریف)

ف: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز کا مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرنا واجب ہے، اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نابینا صحابی کے اجازت طلب کرنے کے باوجود بھی ترک جماعت کی اجازت نہیں دی، اب رہی یہ بات کہ نابینائی جماعت میں حاضر ہونے کے لیے عذر ہے، تو اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ عذر دو قسم کے ہیں، ایک وہ عذر کہ جن کی وجہ سے جماعت میں آنا تو ممکن ہے، لیکن آنے میں مشقت اور سخت تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے اس لیے اس صورت میں جماعت میں حاضر ہونے کا وجوب تو باقی رہتا ہے اگر تکلیف اور مشقت کی وجہ سے جماعت میں حاضر نہ ہوں تو رخصت اور اجازت ہے۔

چنانچہ عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت میں حاضر نہ ہونے کی جو اجازت دی ہے وہ اس لیے ہے کہ نابینائی عذر ہے، اگر کوئی نابینا ہونے کی وجہ سے حاضر جماعت نہ ہو تو اس کے لیے رخصت ہے لیکن وجوب باقی ہے اور مشقت اور تکلیف کے باوجود جماعت میں حاضر ہو تو اس کے لیے عزیمت ہے، یعنی بڑی ہمت کی بات ہے تو ثواب کثیر کے حصول کا باعث ہے اور نابینا کے جماعت میں حاضر ہونے کی عزیمت پر صدر کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نابینا صحابی کو اجازت طلب کرنے کے باوجود بھی ترک جماعت کی اجازت نہیں دی۔

اب رہا جماعت میں حاضر نہ ہونے کے عذر کی دوسری قسم وہ عذر ہے جس کی وجہ سے جماعت میں حاضر ہونا ممکن ہی نہیں ہے جیسے فالج وغیرہ۔ اس عذر میں عذر والے سے جماعت میں شریک ہونے کا وجوب بھی ساقط ہو جاتا ہے، اور جماعت میں نہ آنے سے اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (مرقات، رد المحتار)

۱۴۲۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ وَأَنَا ضَرِيرُ الْبَصَرِ

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں موذی جانور اور درندے بہت

فَهَلْ تَجِدُ لِيْ مِنْ رُخْصَةٍ قَالَ هَلْ تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ نَعَمْ فَحَيَّ هَلًا وَلَمْ يُرَخِّصْ۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ)

ہیں اور میں ہوں نابینا، تو کیا مجھے جماعت میں نہ آکر گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت مل سکتی ہے! حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کی آواز سنتے ہو تو عبد اللہ نے عرض کیا، جی ہاں، سنتا ہوں! تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سنو عبد اللہ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ سے تم کو جماعت میں حاضر ہونے کی ندا دی جا رہی ہے، اور حاضر ہونے پر خوشخبری سنائی جا رہی ہے، اس لیے تم کو اس ارشاد کی تعمیل کرنا ضروری ہے (تمہارے لیے عزیمت یہی ہے کہ تم مسجد آکر جماعت میں شریک ہوا کرو) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرما کر ان کو اجازت نہیں دی، (اس حدیث سے بھی نماز با جماعت کے لیے مسجد میں آنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے) (ابو داؤد و نسائی)

۱۲۳۰ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِيْ قَرْيَةٍ وَّلَا بَدْوٍ وَلَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلٰوةُ إِلَّا وَقَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی بستی میں یا کسی جنگل میں (کثیر تعداد میں لوگ ہوں تو ان پر جماعت واجب ہی ہے) اگر تین مرد بھی ہوں (تو ان کو ہر نماز جماعت سے پڑھنا واجب ہے) اگر جماعت سے نماز نہیں پڑھیں گے تو شیطان ان پر مسلط ہو جائے گا[1] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جماعت سے نماز پڑھنے کو لازم کر لو، کیونکہ بھیڑیا اسی بکری کو پھاڑ کھاتا ہے جو گلہ سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ اس کی روایت امام احمد، ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے۔

[1] (حدیث شریف میں جو تین شخصوں کا ذکر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ گو دو شخصوں سے بھی جماعت قائم ہو جاتی ہے مگر ہیئت جماعت کا کمال تین سے شروع ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک امام بنے اور دو مقتدی ہو کر اس کے پیچھے کھڑے رہیں، اس لیے حدیث شریف میں تین مردوں کا ذکر ہے۔)

وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ ظَاهِرُهٗ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْجَمَاعَةَ فَرْضُ عَيْنٍ اَوْ وَاجِبٌ عَلٰى مُخْتَارِ مَذْهَبِنَا وَلَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهَا فَرْضُ كِفَايَةٍ وَاِنَّمَا لَمْ يَقُلْ اَئِمَّتُنَا بِفَرْضِيَّتِهٖ بَلْ بِوُجُوْبِهٖ لِاَنَّ الدَّلِيْلَ ظَنِّيٌّ اِنْتَهٰى وَقَالَ عُلَمَاۤؤُنَا فَيُسْتَفَادُ مِنْ هٰذِهِ الْاَخْبَارِ كُلِّهَا اَنَّ الْجَمَاعَةَ سُنَّةٌ مُّؤَكَّدَةٌ غَايَةُ التَّاكِيْدِ اَيْ تَشْبِيْهَ الْوَاجِبِ فِي الْقُوَّةِ كَمَا فِيْ مَجْمَعِ الْاَنْهُرِ وَالْجَوَاهِرِ الْمُنِيْفَةِ۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کا ظاہر نماز با جماعت کے فرض عین یا واجب ہونے پر دلالت کرتا ہے ہمارے مذہب مختار پر ہمارے آئمہ نے با جماعت نماز کو فرض نہیں کہا بلکہ واجب کہا ہے کیونکہ اس کی دلیل بھی ظنی ہے۔ ہمارے علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس قسم کی تمام احادیث سے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ جماعت سنت مؤکدہ ہے تاکید شدید کے ساتھ جو کہ قوت میں واجب کے مشابہ ہے۔

اس حدیث سے بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

۱۴۳۱/۱۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنِ اتِّبَاعِهٖ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ صَلّٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مؤذن کی اذان سنے کہ وہ اس کو نماز کے لیے بلا رہا ہے اور کوئی عذر اس کو مؤذن کے بلانے کی تعمیل سے روکنے والا نہیں ہے، باوجود اس کے وہ جماعت کے لیے نہ آئے اور تنہا نماز پڑھے تو فرض تو اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا مگر اس کی نماز قبول نہ ہوگی اور اس کو نماز کا ثواب نہیں ملے گا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عذر سے کیا مراد ہے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جان، عزت اور مال کے جانے کا خوف ہو، یا ایسی بیماری جس کی وجہ سے جماعت میں آنا ممکن نہ ہو۔ (یا جماعت میں آ تو سکتے ہیں مگر اس کے لیے بڑی تکلیف اور مشقت اٹھانا پڑتا ہے۔ (ابوداؤد اور دار قطنی)

وَفِي الْمِرْقَاتِ مَعْنٰى عَدَمِ قُبُوْلِ الصَّلٰوةِ اَنْ لَّا ثَوَابَ لَهٗ فِيْهَا وَاِنْ كَانَتْ مُجْزِئَةً فِيْ سُقُوْطِ الْفَرْضِ عَنْهُ كَالصَّلٰوةِ فِي الدَّارِ الْمَغْصُوْبَةِ تَسْقُطُ الْفَرْضَ وَلَا ثَوَابَ فِيْهَا اِنْتَهٰى۔

مرقات میں لکھا ہے کہ نماز کے قبول نہ ہونے کا معنی یہ ہے کہ اسے ثواب نہیں ہوگا، اگرچہ اس کے ذمے سے فرض ساقط ہو جائے گا جیسا کہ نماز کسی مغصوبہ جگہ میں کہ اس سے بھی فرض ساقط ہو جاتا ہے اور اس میں کوئی ثواب نہیں ہوتا۔

۱۱۳۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِيْحٍ ثُمَّ قَالَ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَّمَطَرٍ يَقُوْلُ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نماز کے لیے اذان دی اور چونکہ اس رات سردی بھی تھی اور ہوا بھی، اس لیے اذان کے بعد آپ نے فرمایا، لوگو! اپنے اپنے مقام پر نماز پڑھ لو، پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا (یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی سردی یا بارش کے وقت میں مؤذن کو اذان کے بعد یہ کہنے کا حکم دیتے تھے کہ لوگو! اپنے اپنے مقام پر نماز پڑھ لو۔ (بخاری اور مسلم)

وَفِي التَّعْلِيْقِ الْمُمَجَّدِ تَرْكُ الْجَمَاعَةِ فِي الْبَرْدِ وَالرِّيْحِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ رُخْصَةٌ لِلتَّرْفِيَةِ مِنَّا مِنْ صَاحِبِ الشَّرْعِ وَاِخْتِيَارُ الْعَزِيْمَةِ اَفْضَلُ لِوُرُوْدِ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَحَادِيْثِ بِالتَّشْدِيْدِ فِيْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ وَالتَّرْغِيْبِ الْبَالِغِ اِلَيْهَا اِنْتَهٰى۔

تعلیق مجد میں مذکور ہے کہ سردی اور ہوا اور اسی قسم کی چیزوں کے پیش آنے پر جماعت میں نہ آنے کی رخصت و اجازت ہے اور یہ رخصت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے ہم کو آرام اور سہولت پہنچانے کے طور پر ہے لیکن نماز کے لیے جماعت میں آنے کا وجوب باقی ہے اس لیے کوئی شخص تکلیف اور مشقت کے باوجود جماعت میں آئے تو یہ اس کے لیے عزیمت ہے اور بڑے ثواب کا باعث ہے اس لیے کہ بہت سی حالتوں میں جماعت میں آنے کی فضیلت اور جماعت میں نہ آنے کی وعید یں وارد ہوئی ہیں۔ ۱۲

۱۱۳۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِكُمْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

لہ گو تمہارے ذمہ سے نماز کے لیے جماعت میں آنے کا وجوب ساقط نہیں ہوا ہے، مگر مشقت اور تکلیف کی وجہ سے تم کو یہ اجازت دی جا رہی ہے۔

وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَؤُا بِالْعِشَاءِ وَلَا يُعَجِّلُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوْضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَيُقَامُ الصَّلٰوةُ فَلَا يَأْتِيْهَا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَاِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

نے ارشاد فرمایا اگر شام کا کھانا سامنے لا کر رکھ دیا گیا ہو! اور ادھر نماز کی اقامت ہو رہی ہو تو[۱] پہلے کھانا کھالو، اور کھانے سے فارغ ہونے تک نماز کے ساتھ جلدی نہ کرو[۲]، اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عمل درآمد تھا کہ آپ کے سامنے کھانا آجاتا تھا اور نماز کی تکبیر ہوتی رہتی تھی اور آپ امام کی قرأت سنتے تو جب تک کھانے سے فارغ نہ ہوتے نماز کو نہ آتے اور کھانے سے فارغ ہو کر جماعت میں شریک ہو جاتے[۳]

(بخاری و مسلم)

۱۴۳۴ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر کھانا سامنے رکھ دیا گیا ہو[۴] بغیر کھائے نماز میں شریک ہو جائے، تو نماز ناقص ہو گی کامل نہیں ہو گی[۵]

(مسلم)

---

[۱] چونکہ نماز کے لیے جماعت میں آنے کا وجوب باقی ہے مگر شدید بھوک کی وجہ سے حضور قلب نہیں رہتا۔ [۲] تاکہ حضور قلب کے ساتھ نماز ادا ہو، بشرطیکہ ایسا طویل کھانا نہ ہو جس سے جماعت ہی فوت ہو جاتی ہو۔ [۳] اگر کوئی کھانا نہ کھا کر جماعت میں شریک ہو جائے تو یہ اس کے لیے عزیمت ہے۔ اور بڑے ثواب کی بات ہے، چنانچہ بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "لَا تُؤَخِّرُوا الصَّلٰوةَ لِطَعَامٍ وَلَا لِغَيْرِهٖ" کھانے کی وجہ سے یا کسی اور ضرورت سے نماز کی جماعت کو مؤخر نہ کرو (اسی عزیمت پر عمل کرتے ہوئے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دست کا گوشت تناول فرما رہے تھے اتنے میں آپ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ نے چھری پھینک دی اور نماز کے لیے تشریف لے گئے[۴] تو چونکہ نماز کے لیے جماعت میں آنے کا وجوب باقی ہے مگر شدید بھوک کی وجہ سے حضور قلب باقی نہیں رہتا [۵] اس لیے پہلے کھانا کھالے پھر نماز میں شریک ہو جائے اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ بھوک کی وجہ سے اس کے حضور قلب میں کوئی فرق نہیں آتا ہے تو اس کے لیے عزیمت یہ ہے کہ وہ پہلے نماز پڑھ لے اور بعد میں کھانا کھالے تو ایسے شخص کے لیے نماز ناقص نہیں ہو گی بلکہ کامل ہی رہے گی) اور اگر کسی کو پیشاب یا پاخانہ (یا ریح) کا ایسا سخت تقاضہ ہو جو ناقابل برداشت ہے وہ اس تقاضے کے باوجود نماز پڑھے تو (حضور قلب کے بالکل باقی نہ رہنے کی وجہ سے) اس کی نماز ناقص ہو گی، کامل نہیں ہو گی (اس لیے نماز کی حالت میں پیشاب یا پاخانہ کا سخت تقاضہ ہو جائے تو ایسے شخص کو چاہیئے کہ وہ نماز توڑ کر بعد فراغت، نماز پڑھے اور اگر نماز شروع نہیں کی ہے اور اس کو سخت تقاضہ ہو رہا ہے تو وہ نماز شروع نہ کرے بلکہ پیشاب یا پاخانہ سے فارغ ہو کر نماز پڑھے اس لیے کہ پیشاب یا پاخانہ کے تقاضہ کے باوجود نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے)

۱۴۳۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ وَوَجَدَ اَحَدُکُمُ الْخَلَاءَ فَلْیَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوٰی مَالِكٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ نَحْوَہٗ۔
۱۵

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اگر نماز کی اقامت ہو رہی ہو اور تم میں سے کسی کو پیشاب یا پاخانہ کا دا لیا سخت تقاضا ہو رہا ہے (جو نا قابل برداشت ہے گو جماعت فوت ہو رہی ہو اُدھر بھی) پہلے پیشاب یا پاخانہ سے فارغ ہو جائے (اور پھر نماز ادا کرے) اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام مالک، ابو داؤد اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۴۳۶ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّفْعَلَهُنَّ لَا یَؤُمُّ رَجُلٌ قَوْمًا فَیَخُصُّ نَفْسَہٗ بِالدُّعَاءِ دُوْنَهُمْ فَاِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا یَنْظُرُ فِیْ قَعْرِ بَیْتٍ قَبْلَ اَنْ یَّسْتَاْذِنَ فَاِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا یُصَلِّ وَھُوَ حَقِنٌ حَتّٰی یَتَخَفَّفَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَلِلتِّرْمِذِیِّ نَحْوَہٗ۔
۱۶

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ کسی کو نہ کرنی چاہییں ایک تو یہ کہ جب کوئی شخص کسی جماعت کا امام بنے، صرف اپنے لیے دعا کرے اور مقتدیوں کے لیے دعا نہ کرے، اگر اس نے ایسا کیا تو گویا مقتدیوں کی خیانت کی[۱]، دوسرے یہ کہ کسی کے گھر کے اندر بغیر اجازت نہ جھانکے، اگر کسی نے ایسا کیا تو گویا اس نے گھر والوں سے خیانت کی[۲] اگر ایسا کیا تو اور اس طرح جھانک کر ان کی خیانت کی تیسرے (پاخانہ یا) پیشاب کی حاجت کے وقت نماز نہ پڑھے جب تک کہ ان سے فارغ ہو کر ان کے دباؤ سے ہلکا نہ ہو جائے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۴۳۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
۱۷

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ

---

[۱] اس لیے کہ جب وہ ان کا امام بنا ہے اور ان کی نمائندگی کر رہا ہے تو دعا میں بھی ان کو شریک کرے اور اس طرح خدا کے حضور میں نمائندگی کا حق بجا لائے، چنانچہ ردالمحتار میں لکھا ہے کہ قعدۂ اخیرہ کی دعا میں اپنے والدین، اساتذہ اور عامۃ المسلمین کو بھی شریک کرے۔

[۲] کیونکہ اجازت صرف اسی لیے رکھی گئی ہے کہ گھر والوں کی ناقابل دید حالت یا بے پردگی میں ان پر نظر نہ پڑے۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُؤَخِّرُوا الصَّلٰوۃَ لِطَعَامٍ وَّلَا لِغَیْرِہٖ رَوَاہُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ وَقَالَ ابْنُ الْمَلِکِ یَحْمِلُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَلٰی مَا اِذَا کَانَ مُتَمَاسِکًا فِیْ نَفْسِہٖ لَا یُزْعِجُہُ الْجُوْعُ اَوْ کَانَ الْوَقْتُ ضَیِّقًا یَّخَافُ فَوْتَہٗ تَوْفِیْقًا بَیْنَ الْاَحَادِیْثِ اِنْتَھٰی۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کھانے کی وجہ سے یا کسی اور ضرورت سے نماز کی جماعت کو مؤخر نہ کرو۔ اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنۃ میں کی ہے ۔

۱۴۳۸/۸ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا صَلٰوۃَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ اِلَّا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ وَفِیْہِ حَجَّاجٌ وَعَبَّادٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز کی اقامت ہو جائے تو سوائے اس فرض کے جس کے لیے اقامت کہی گئی کوئی اور نماز نہ پڑھی جا ہیئے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ فجر کی سنت اس حکم سے مستثنیٰ ہے (اگر فجر کے فرض کی تکبیر کہی جائے اور نماز بھی ہو رہی ہو تو پھر بھی فجر کی سنت کچھ دور ہٹ کر پڑھ لے اور جماعت میں شریک ہو جائے) اس کی روایت بیہقی نے کی ہے، اور اس کے راویوں میں حجاج اور عباد ہیں۔

قَالَ الْعَلَّامَۃُ الْعَیْنِیُّ قَالَ یَعْقُوْبُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ سَاَلْتُ ابْنَ مُعِیْنٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ نُصَیْرٍ الْفَسَاطِیْطِیِّ الْبَصَرِیِّ فَقَالَ صَدُوْقٌ وَذَکَرَہُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ وَعَبَّادُ بْنُ کَثِیْرٍ کَانَ مِنَ الصَّالِحِیْنَ اِنْتَھٰی۔

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ یعقوب بن ابی شیبہ نے کہا کہ میں نے ابن معین سے حجاج بن نصیر فساطیطی بصری کے بارے میں سوال کیا تو ابن معین نے کہا وہ صدوق ہیں، ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے اور عباد بن کثیر صالحین میں سے ہے ۔

۱۴۳۹/۱۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْہِ حِیْنَ دَعَاھُمْ سَعِیْدُ بْنُ الْعَاصِ

حضرت عبداللہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے

لہ یہ عزیمت ہے اور بڑے ثواب کی بات ہے اور بعض حدیثوں میں پہلے کھانا کھانے اور اس کے بعد جماعت میں شریک ہونے کا جو ذکر ہے وہ رخصت اور اجازت پر محمول ہے، پس دونوں قسم کی حدیثوں میں تعارض نہ رہا)

دَعَا اَبَا مُوْسٰی وَحُذَیْفَۃَ وَعَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَبْلَ اَنْ یُّصَلِّیَ الْغَدَاۃَ ثُمَّ خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِہٖ وَقَدْ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَجَلَسَ عَبْدُ اللّٰہِ اِلٰی اِسْطِوَانَۃٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَصَلَّی الرَّکْعَتَیْنِ ثُمَّ دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ۔

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

ہیں کہ ایک دن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضرت ابو موسیٰ، حضرت حذیفہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایسے وقت بلایا جب کہ ان حضرات نے ابھی فجر کی نماز ادا نہیں کی تھی، پھر یہ حضرات سعید بن العاص کے پاس سے ملاقات کر کے ایسے وقت نکلے کہ نماز فجر کی اقامت ہو رہی تھی تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسجد کے ایک ستون کی طرف بڑھے اور اس کو آڑ بنا کر فجر کی دو سنتیں ادا کیں، پھر جماعت میں شریک ہو گئے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

وَقَالَ فَھٰذَا عَبْدُ اللّٰہِ قَدْ فَعَلَ ھٰذَا وَمَعَہٗ حُذَیْفَۃُ وَاَبُوْ مُوْسٰی لَا یُنْکِرَانِ ذٰلِکَ عَلَیْہِ فَدَلَّ ذٰلِکَ عَلٰی مُوَافَقَتِہِمَا اِیَّاہُ۔ اِنْتَھٰی۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جس شان کے صحابی ہیں وہ تو سب کو معلوم ہے تو ایسے جلیل القدر صحابی کا نماز فجر کے فرض کی اقامت ہوتے اور امام کی قراءت شروع کرنے کے باوجود فجر کی سنتوں کو جماعت سے دور ہٹ کر ادا کرنا اور پھر جماعت میں شریک ہونا، اس سے معلوم ہوا کہ سابق کی حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے، اس میں فجر کی سنتوں کو جو مستثنیٰ کیا گیا ہے، انہوں نے اسی پر عمل کیا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ یعنی اِلَّا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ حدیث مرفوع ہی کا ٹکڑا ہے اس کے علاوہ حضرت حذیفہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان دونوں حضرات نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل کو دیکھا اور اس پر انکار نہیں فرمایا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں حضرات ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے اس عمل سے موافقت رکھتے تھے ورنہ خاموش نہیں رہتے۔

۱۱۴۰/۲۰ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّہٗ کَانَ یَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِی

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نماز فجر کے فرض کے لیے جماعت

صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَیُصَلِّی الرَّکْعَتَیْنِ فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِی الصَّلٰوۃِ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ۔

صف بستہ کھڑی ہوئی ہوتی اور ایسے وقت جب کبھی ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فجر کی سنتیں ادا فرماتے پھر لوگوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جاتے۔ (امام طحاوی)

۱۴۴۱ وَعَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ قَالَ کُنَّا نَاْتِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبْلَ اَنْ نُصَلِّیَ الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ وَهُوَ فِی الصَّلٰوۃِ فَنُصَلِّی الرَّکْعَتَیْنِ فِیْ اٰخِرِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ نَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِیْ صَلٰوتِهِمْ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ۔

حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر پڑھانے ہوتے اور ہم جب کبھی فجر کی سنتیں پڑھے بغیر مسجد آجاتے تو ہم مسجد کے آخری حصہ میں فجر کی سنتیں پڑھ لیتے پھر جماعت میں شریک ہو جاتے اور ہم پر کوئی روک ٹوک نہ ہوتی تھی) (امام طحاوی)

۱۴۴۲ وَعَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ وَلَمْ تُصَلِّ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَصَلِّهِمَا وَاِنْ کَانَ الْاِمَامُ یُصَلِّیْ ثُمَّ ادْخُلْ مَعَ الْاِمَامِ۔ (رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی وقت تم مسجد کی طرف فجر کی سنتیں پڑھے بغیر آجاؤ گو اس وقت امام نماز پڑھا رہا ہو، پھر بھی تم فجر کی سنتیں پہلے پڑھ لو، پھر امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جاؤ۔ (امام طحاوی)

۱۴۴۳ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الْمَرْاَۃِ فِیْ بَیْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِیْ حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتُهَا فِیْ مَخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِیْ بَیْتِهَا۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت کے لیے کمرہ میں نماز پڑھنا دالان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اس کے لیے تہ خانہ میں نماز پڑھنا کمرہ میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے (ابو داؤد)

ف۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت جتنا اندر گھر میں چھپ کر نماز پڑھے اتنا اس کے لیے بہتر ہے، اس لیے کہ عورت پردہ کی چیز ہے اور لفظ "عورت" کے معنی اور مفہوم میں چھپنا داخل ہے ۱۲۔

۱۴۴۴ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاۗءِ قَعْرُ بُیُوْتِهِنَّ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے لیے نماز پڑھنے کی بہترین جگہیں گھروں کے اندرونی حصے ہیں۔ (امام احمد)

لہ خلاف عادت دیر سے مسجد تشریف لاتے تو پھر آپ پہلے مسجد کی ایک جانب (صفوں سے علیحدہ)

۱۲۲۵/۲۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ انْهَوْا نِسَاءَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّيْنَةِ وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسَاجِدِ فَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ لَمْ يُلْعَنُوْا حَتّٰى لَبِسَ نِسَاءُهُمُ الزِّيْنَةَ وَتَبَخْتَرُوْا فِي الْمَسَاجِدِ۔

(رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ بِسَنَدِهٖ فِي التَّمْهِيْدِ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! تم اپنی عورتوں کو مسجدوں میں زیب و زینت کے ساتھ آنے سے منع کرو (کہ اس میں خوف فتنہ کا ہے) اور مردوں کو چاہیئے کہ مسجدوں میں اتراتے ہوئے نہ چلیں، اس لیے کہ بنی اسرائیل پر اسی وقت لعنت نازل ہوئی جب کہ عورتیں مسجدوں میں زیب و زینت کے ساتھ آنے لگیں اور مرد مسجدوں میں اتراتے ہوئے چلنے لگے اس کی روایت ابن عبد البر نے اپنی سند سے تمہید میں کی ہے۔

۱۲۲۶/۲۶ وَعَنْهَا لَوْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى مَا اَحْدَثَتِ النِّسَاءُ بَعْدَهٗ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں۔ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرماتے کہ آپ کے بعد عورتوں نے جو نئی نئی باتیں پیدا کر لی ہیں[2] تو آپ ان کو مسجد میں آنے سے ضرور روک دیتے، جس طرح کہ بنی اسرائیل کی عورتیں (مسجدوں میں آنے سے) روک دی گئی تھیں[2] (مسلم شریف)

۱۲۲۷/۲۷ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَاِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِيْ زَانِيَةً۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَلِاَبِيْ دَاوٗدَ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ شہوت سے کسی نامحرم پر نظر ڈالے تو وہ آنکھ کا زنا ہے۔ اور اگر کوئی عورت خوشبو لگا کر مردوں کی مجلس سے گزرے تو وہ عورت ایسی ویسی ہے یعنی زنا کا میلان رکھتی ہے[3] اس کی روایت ترمذی نے کی ہے

[1] مثلاً زیب و زینت کا لباس پہن کر اور خوشبو لگا کر باہر نکلنا شروع کر دیا ہے۔
[2] کہ اس طرح عورتوں اور مردوں کا ایک مکان میں پانچ وقت کی یکجائی بہت خطرناک ہوتی ہے اور اس سے نہ مٹنے والے فتنے کھڑے ہو جاتے ہیں اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاص طور پر مسجد کی حاضری سے عورت کو منع فرما دیتے۔
[3] اور اپنی خوشبو سے مردوں کو آنکھ کے زنا کی طرف مائل کرتی ہے۔ اس لیے سمجھی جائے گی کہ وہ زانیہ ہے۔

النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ ۔

اور ابوداؤد اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۴۲۸ / ۲۸ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا يَخْرُجْ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم دیا ہے۔ کہ جب تم مسجد کے اندر ہو[1] اور ایسے میں نماز کے لیے اذان ہو جائے تو تم کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھے بغیر مسجد سے نہ نکلنا چاہیئے[2]۔
(امام احمد)

۱۴۲۹ / ۲۹ وَعَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا اُذِّنَ فِيْهِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوالشعثاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم (ایک دن) مسجد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں موذن نے اذان دی، اذان سن کر ایک شخص مسجد سے باہر جانے لگا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اس کے پیچھے نظر دوڑائی اور جب وہ مسجد سے بالکل باہر چلا گیا تو فرمایا کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے خلاف کیا۔
(مسلم)

۱۴۵۰ / ۳۰ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَهُ الْاَذَانُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَهُوَ لَا يُرِيْدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ ۔
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد کے اندر ہو اور اذان ہوئی پھر وہ شخص مسجد سے نکل گیا اور کسی ضروری کام کے لیے نہیں نکلا اور وہ دوبارہ مسجد میں واپس ہونے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے تو وہ منافق ہے اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱۴۵۱ / ۳۱ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو شخص اور جو ان سے زیادہ ہوں

---

[1] اور کہیں کے امام نہ ہوں اور نماز پڑھے ہوئے بھی نہ چاہیئے۔
[2] اور اگر ایسا شخص کہیں کا امام ہو، یا نماز پڑھ چکا ہو تو وہ اذان کے بعد مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

جماعت ہے[1] (اس طرح کہ دو میں سے ایک امام بنے اور دوسرا مقتدی)، اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابُ تَسْوِیَۃِ الصَّفِّ

یہ باب نماز میں صفوں کے سیدھا کرنے اور برابر رکھنے کے بیان میں ہے

ف۔ واضح ہو کہ نماز میں صفوں کو سیدھا کرنے اور برابر رکھنے کی تاکید پر اور نہ کرنے کی وعید میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں اس لیے نمازی جب صف بستہ کھڑے ہونے لگیں تو چاہیئے کہ آپس میں اس طرح متصل کھڑے رہیں کہ ایک دوسرے کے درمیان میں جگہ نہ رہنی چاہیئے اور آگے پیچھے بھی نہ کھڑے رہیں اور اگر کئی صفیں ہوں تو ایک صف دوسری صف کے متوازی اور برابر رہنی چاہیئے، اور صفوں کے قائم کرنے میں ایسا نہ کیا جائے تو ظاہر باطن میں بھی اتفاق نہ رہے گا۔ (اشعۃ اللمعات)

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ : اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا باندھ کر، گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی۔ (سورۃ الصف ۴) یعنی ایک سے دوسرا ملا ہوا، ہر ایک اپنی اپنی جگہ جما ہوا دشمن کے مقابلہ میں سب کے سب مثل شیئ واحد کے۔

ف۔ واضح ہو کہ صدر میں سورۃ صف کی اس آیت کو صف کی تعریف بیان کرنے کی غرض سے لایا گیا ہے۔ گویا آیت میں میدان جہاد کی صف کا ذکر ہے اور باب میں نماز کی صف کا بیان ہے، کوئی بھی صف ہو مگر صف کیسی ہونی چاہیئے اس آیت میں "کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ" کہہ کر بیان فرمایا گیا ہے یعنی صف، سیسا پلائی ہوئی دیوار کی طرح سیدھی اور چیدہ ہونی چاہیئے۔ صاحب مرقات نے بھی اسی وجہ سے اس باب کے صدر میں اس آیت کو بیان فرمایا ہے۔ ۱۲۔

۱۳۵۲ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَوِّیْ صُفُوْفَنَا حَتّٰی کَاَنَّمَا یُسَوِّیْ بِھَا الْقِدَاحَ حَتّٰی رَاٰی اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْہُ ثُمَّ خَرَجَ یَوْمًا فَقَامَ حَتّٰی کَادَ اَنْ یُّکَبِّرَ فَرَاٰی

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہماری صفوں کو ایسا سیدھا کرتے تھے کہ گویا صفوں کے سیدھے پن سے تیروں کو سیدھا کیا جائے گا[2] حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

[1] یعنی جماعت کا ادنیٰ درجہ دو شخص ہیں پس دو شخصوں کے باہم نماز پڑھنے سے جماعت کا ثواب مل جائے گا۔

[2] اس میں مبالغہ ہے، چاہیئے تو یہ تھا کہ تیر سے صف کو سیدھا کرنے کا بیان ہوتا اس کی بجائے یہ مذکور ہے کہ صف ایسی سیدھی بناتے تھے کہ صف کے سیدھے پن سے تیر سیدھے کر سکیں۔

رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادُ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

نماز کے پہلے صفوں کو ہمیشہ سیدھا فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ جب آپ کو یہ معلوم ہوگیا کہ صفوں کو سیدھا کرنے کے حکم کو ہم سمجھ چکے ہیں، اور اس کی تعمیل کر رہے ہیں[۱] ایک دن کا ذکر ہے، کہ آپ تشریف لائے اور نماز پڑھانے کے لیے (مصلّٰی) پر کھڑے ہوئے، قریب تھا کہ تکبیر تحریمہ کہیں کہ اتفاقاً ایک شخص پر نظر پڑ گئی جس کا سینہ صف کے باہر نکلا ہوا تھا[۲] ارشاد فرمایا، صاحبو! صف میں باہم مل کر ایک دوسرے سے نزدیک نزدیک رہا کرو، آگے پیچھے ہو کر اختلاف پیدا نہ کرو، اگر ایسا کرو گے تو تمہارے دلوں میں بھی ایک دوسرے سے مخالفت پیدا ہوگی، ملاپ نہ رہے گا، پھوٹ اور نا اتفاقی پیدا ہو جائے گی جس کے اثر سے ایک دوسرے سے منھ موڑے ہوئے رہوگے، (مسلم)

۱۲۵۳/۲ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا اِذَا قُمْنَا اِلَى الصَّلٰوةِ فَاِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو صفوں کے درست کرنے اور سیدھا کرنے میں خاص اہتمام تھا، جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہماری صفوں کو سیدھا کرتے[۳] تھے جب ہماری صفیں ٹھیک ٹھیک سیدھی ہو جاتیں تو اس وقت آپ تکبیر تحریمہ فرماتے۔ (ابو داؤد)

۱۲۵۴/۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار نماز کی تکبیر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور صفوں میں چسپیدہ ہو کر کھڑے رہو (تم سمجھتے ہو گے کہ) میں سامنے ہی سے دیکھتا ہوں،

---

[۱] تو پھر آپ سیدھا کرنے کے لیے جو تشریف لایا کرتے تھے اس کو ترک فرما دیا۔
[۲] اس شخص کو مخاطب بناتے تو ان کی دل شکنی ہوتی تھی، اس لیے عام طور پر خطاب فرماتے ہوئے)
[۳] اپنے ہاتھ سے یا زبان سے کہہ کر یا اشارہ فرما کر

وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْہِ قَالَ اَتِمُّوا الصُّفُوْفَ فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاۗءِ ظَھْرِیْ۔

ایسا نہیں بلکہ میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں، جیسے کہ سامنے سے (اس پیرے میں دیکھ لیتا ہوں کہ تمہاری صفیں سیدھی ہوئی یا نہیں) اس کی روایت بخاری نے کی ہے، اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں ہے کہ تم صفوں کو پورا کر لیا کرو۔ یعنے پہلی صف کو پورا کر کے پھر دوسری صف شروع کیا کرو۔

ف اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے مقام غور وفکر ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرح ہی کے بشر وانسان ہیں معاذ اللہ! جیسے ہم کھاتے پیتے، دیکھتے سنتے، چلتے پھرتے اور سوتے جاگتے ہیں، ویسے ہی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ اس حدیث پاک اور اس طرح کی دوسری احادیث سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری طرح کے بشر وانسان قطعًا نہیں ہیں، ہم تو اپنی آنکھوں سے صرف اپنے آگے کی اشیاء کو ہی دیکھ سکتے ہیں وہ بھی محدود فاصلے تک جب کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف اپنی اگلی جانب وہ بھی لامحدود یعنے اپنے پیچھے سے بھی دیکھ سکتے ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے جیسا کہنے والے بھی تو یہ دعوی کر کے دکھائیں کہ ہم بھی اپنے پیچھے سے دیکھ سکتے ہیں جس طرح اپنے آگے سے دیکھ سکتے ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ سے فرمایا تم میں سے کون میری مثل ہے مجھ جیسا ہے۔ حالانکہ تمام انبیاء کے بعد نسل انسانی میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں یا سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ترین انسانوں سے فرما رہے ہیں کہ تم میں سے کون میری طرح کا انسان ہے، کسی صحابی رسول نے یہ نہ کہا کہ میں آپ کی طرح کا انسان ہوں۔ مگر بڑے افسوس کی بات ہے آج چودہ سو سال بعد دعوائے مسلمانی کرنے والے، انبیاء مرسلین خصوصًا سید الانبیاء، خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان بڑھانے کی بجائے، تنقیص رسالت وگستاخی رسول کرنے والے نجدیوں کے لیے ذخیرۂ احادیث میں مقام غور وفکر ہے۔ عظمت صحابہ کی رٹ لگانے والے عقائد صحابہ کو بھی قبول کریں، ان کی سیرت وکردار کا مطالعہ کر کے ان کے نظریات پر بھی ایمان لائیں۔

۱۴۵۵ وَعَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِسْتَوُوْا اِسْتَوُوْا اِسْتَوُوْا فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِّنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرَاکُمْ مِّنْ بَیْنِ یَدَیَّ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جماعت کھڑی ہوتی تو تکبیر تحریمہ کے پہلے یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے صاحبو! صفیں سیدھی کرو! باہم مل کر ایک دوسرے سے نزدیک کھڑے رہو (پھر کہتا ہوں)

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

صفیں سیدھی کرو، باہم مل کر ایک دوسرے سے نزدیک کھڑے رہو، (میرے) قبلہ رخ رہنے سے تم سمجھتے ہو گے کہیں تم کو نہیں دیکھ رہا ہوں اس مبارک ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم کو اپنے پیچھے سے ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا تم کو سامنے سے دیکھتا ہوں، اس لیے صفوں میں تمہارے آگے پیچھے کھڑے ہونے کو اور صفوں کے بیچ میں تمہارے جگہ خالی چھوڑنے کو برابر دیکھتا رہتا ہوں۔ (ابوداؤد)

۱۴۵۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا اَنَّ عِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنی صفوں کو سیدھا کرو، باہم مل کر ایک دوسرے سے نزدیک کھڑے رہو، اس لیے کہ صفوں کو سیدھا کرنا ان چیزوں میں سے ہے جن سے نماز کی اصلاح ہوتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

۱۴۵۷ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَنْ يَمِيْنِهٖ اِعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَعَنْ يَسَارِهٖ اِعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (جب جماعت کھڑی ہوتی تو تکبیر تحریمہ سے پہلے) اپنی دائیں طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کرتے تھے "اِعْتَدِلُوْا" صف میں امام کے دونوں جانب برابر برابر کھڑے رہو، یعنی ایک طرف زیادہ اور دوسری طرف کم نہ رہو، "سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ" اپنی صفیں سیدھی کرلو، باہم مل کر ایک دوسرے سے نزدیک کھڑے رہو، ایسا ہی بائیں جانب متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کرتے تھے "اِعْتَدِلُوْا" صف میں امام کے دونوں جانب برابر برابر کھڑے رہو، یعنی ایک طرف زیادہ اور دوسری طرف کم نہ رہو "سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ" اپنی صفیں سیدھی کرلو، باہم مل کر ایک دوسرے سے نزدیک کھڑے رہو۔ (ابوداؤد)

۱۴۵۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُصُّوْا صُفُوْفَکُمْ وَقَارِبُوْا بَیْنَھَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرَی الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ کَاَنَّھَا الْحَذَفُ ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی صفوں میں خوب مل کر (اس طرح) چپسیدہ کھڑے رہا کرو (کہ ایک دوسرے کے درمیان میں جگہ خالی نہ رہنے پائے) اور ایک صف دوسری صف سے قریب رکھو اور گردنوں کو ایک دوسرے کے برابر رکھو یعنی آگے پیچھے نہ ہوں، اُس مبارک ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں دیکھتا ہوں کہ شیطان بکری کے بچہ کی طرح بن کر صف کی خالی جگہ میں داخل ہوا کرتا ہے اس لیے تم صف میں جگہ خالی نہ چھوڑو اور چپسیدہ رہا کرو) (ابوداؤد)

۱۳۵۹/۸ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَاٰنَا حَلَقًا فَقَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ عِزِیْنَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا فَقَالَ اَلَا تَصُفُّوْنَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلٰٓئِکَۃُ عِنْدَ رَبِّھَا فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تَصُفُّ الْمَلٰٓئِکَۃُ عِنْدَ رَبِّھَا قَالَ یُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰی وَیَتَرَاصُّوْنَ فِی الصَّفِّ ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ملاحظہ فرمائے کہ ہم علیحدہ علیحدہ حلقے بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں ارشاد فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو الگ الگ حلقوں میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ (یعنی اس طرح نہ بیٹھنا چاہیئے کہ یہ نا اتفاقی کی علامت ہے) اس کے بعد پھر (ایک بار) ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا تم (نماز میں) ایسی صف بندی کیوں نہیں کرتے، جیسا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے صف بندی کیا کرتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرشتے اپنے رب کے سامنے کس طرح صف بندی کیا کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ پہلے صف اوّل کو پورا کرتے ہیں، پھر صف ثانی کو اور اس کے بعد دیگر صفوں کو (یعنی جب تک ایک صف پوری نہ ہو، اس کے بعد کی دوسری صف کو شروع نہیں کرتے) اور صفوں میں باہم خوب مل کر چپسیدہ کھڑے ہوا کرتے ہیں۔ (مسلم)

۱۳۶۰/۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتِمُّوا الصُّفُوْفَ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِیْ یَلِیْہِ فَمَا کَانَ مِنْ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پہلی صف کو پورا کرو پھر اس کو جو اس کے قریب

تَعَصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ۔
(رَوَاهُ أَبُوْدَاؤدَ)

ہو پھر جو کچھ کمی رہے تو اخیر صف میں رہے۔
(ابو داؤد)

۱۴۶۱ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُوْنَ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللهُ فِي النَّارِ۔
(رَوَاهُ أَبُوْدَاؤدَ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ بے پرواہی کرکے یا بعد کی صفوں میں راحت و آرام کے خیال سے پہلی صف کو ترک کرنے کی عادت کر لیتے ہیں تو جیسے یہ صفوں کے پچھلے حصوں کو پسند کر لیتے ہیں، ایسا ہی اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ کی نہ میں جو دوزخ کا پچھلا حصہ ہے ڈالدیں گے
(ابو داؤد)

ف واضح ہو کہ نمازی کے صف اوّل میں کھڑے ہونے کی بہت بڑی فضیلت ہے لیکن صف اوّل میں کھڑے ہونا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور اس پر تمام آئمہ کرام کا اتفاق ہے، یہ فتاوی عالمگیر یہ میں قنیہ سے منقول ہے۔

اب رہی وہ وعید جو صدر کی اس حدیث میں مذکور ہے تو وہ ایسے اشخاص سے متعلق ہے جو نیکیوں اور فضیلت کے کاموں کے حاصل کرنے میں سستی اور غفلت کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں اور اُن کے دلوں میں نیکیوں کی رغبت نہیں رہتی اور خواہ مخواہ صف اوّل کو چھوڑ بیٹھتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (لوگو! تم نیک کاموں کی طرف دوڑو) ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ سَابِقُوْا إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ (لوگو! اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف دوڑو اور ایسی جنّت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمان اور زمین دونوں کی وسعت کے برابر ہے)

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں نیکیوں کے کرنے کی رغبت اور نیکیوں کا خیال رہنا چاہئے اور یہ واجب ہے اگر کسی کے دل سے نیکیوں کی رغبت اور نیکیوں کا خیال نکل جائے اور نیکیوں کے کرنے سے بے پرواہی کرے تو یہ دل کا گناہ ہے اور ایسا کرنے سے واجب ترک ہوتا ہے تو ایسے شخص کا صف اوّل میں شریک نہ ہونا اور اس سے بے پرواہی کرنا واجب کو ترک کرتا ہوا، اس لیے گناہ کا کام ہوا۔ اور اسی وجہ سے اس وعید کا مستحق ہوگا۔ جو صدر کی حدیث میں مذکور ہے۔ بخلاف اس کے اگر کسی کے دل میں نیکیوں کی رغبت ہے۔ اور نیکیوں کے کرنے کا خیال جما ہوا ہے اور باوجود اس سے یہ صف اوّل میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکا تو وہ اس وعید کا مستحق نہ ہوگا۔

یہ بھی واضح رہے کہ صدر کی حدیث میں جو وعید مذکور ہے وہ اس شخص سے بھی متعلق ہوگی جو اولاً صف اوّل میں جگہ حاصل کرے پھر فرض نماز ادا کرنے سے پہلے کسی دنیوی غرض سے مثلاً نماز کے بعد مسجد سے جلد نکلنے کے خیال سے گرمی کے موسم میں راحت حاصل کرنے کے لیے اندرون مسجد سے نکل کر صحن مسجد میں آجائے،

ظاہر ہے کہ ایسے شخص کا ان اغراض کے لیے صف اوّل کو چھوڑ کر پچھلی صفوں میں پہنچ جانا حصول تقریب سے اعراض ہوا، اس لیے ایسا شخص اس وعید کا مستحق ہوا۔ البتہ صف اوّل میں احتراماً کسی اہل علم کو یا اپنے سے زیادہ عمر والے صاحب کو جگہ دینے کے لیے پچھلی صف میں منتقل ہونیوالا اس وعید کا مستحق نہ ہوگا۔ اس لیے کہ یہ شرعاً مطلوب ہے۔ ۱۲

۱۲۶۲ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَصْحَابِهٖ تَاَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ تَقَدَّمُوْا وَائْتَمُّوْا بِیْ وَلْیَأْتَمَّ بِکُمْ مَنْ بَعْدَکُمْ لَایَزَالُ قَوْمٌ یَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اصحاب کو (صف اوّل سے) پیچھے ہٹتے دیکھا تو ارشاد فرمایا! آگے بڑھو اور صف اوّل میں رہا کرو، اس سے تم کو ان اعمال کے دیکھنے کا موقع ملے گا جن کو میں نماز میں کیا کرتا ہوں جیسے میں کرتا ہوں ویسے ہی تم کر سکو گے پھر تمہارے بعد والے تمہارے اعمال نماز کو دیکھ کر ویسے ہی اعمال کیا کرینگے۔ ایسا نہ کرے کہ جو لوگ (بے پروائی سے) صف اوّل میں نہ رہ کر پچھلی صفوں میں رہا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو ہر کار خیر سے پیچھے رکھیں گے، یعنی خیر کی توفیق نہیں دیں گے۔ (مسلم)

۱۲۶۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقِیْمُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَیْنَ الْمَنَاکِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِیْنُوْا بِاَیْدِیْ اِخْوَانِکُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتِ الشَّیْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَهٗ قَطَعَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَرَوَی النَّسَائِیُّ مِنْهُ قَوْلَهٗ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا اِلٰی اٰخِرِهٖ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور اپنے مونڈھوں کو ایک دوسرے کے برابر رکھو (یعنی آگے پیچھے نہ ہو) اور صف کے شگافوں کو بند کرو[۱] اور صف میں شیطان کے لیے خالی جگہ نہ چھوڑو اور جو شخص صف کو ملا دے (یعنی صف کی خالی جگہ میں جا کر کھڑا ہو جائے) تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو اپنے فضل و رحمت سے ملا لیں گے (یعنی اس سے خاص تعلق رکھیں گے) اور جو شخص صف کو قطع کرے (یعنی صف کی خالی جگہ میں کھڑا نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے قطع تعلق کر لیں گے (یعنی اپنی رحمت سے اس کو دور کر دیں گے) اس کی روایت

[۱] یعنی کوئی مونڈھے پر ہاتھ رکھ کر صف میں برابر کرے تو اس کا کہنا مانو، یا صف میں گنجائش ہو اور کوئی آنا چاہے تو اس کو آنے دو اور اپنے بازوؤں کو نرم رکھو اور مزاحمت نہ کرو، یا کوئی اکیلا شخص صف کے آخری شخص کو دوسری صف میں لانے کے لیے مونڈھے پر ہاتھ رکھے تو یہ شخص اس کا کہا مانے اور پیچھے ہٹ کر صف ثانی میں اس کے ساتھ نماز ادا کرے مگر شرط یہ ہے کہ صف اوّل سے صف ثانی میں صرف ایک یا دو قدم ہی آجائے)

ابو داؤد نے کی ہے۔ اور نسائی نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی ہے۔

۱۲۶۴ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ۱۳ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَلُوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰى وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ خُطْوَةٍ يَمْشِيْهَا يَصِلُ بِهَا صَفًّا۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں، جو اگلی صفوں کو درست کرتے ہیں (یعنی) ہر پچھلی صف والے اپنے سے اگلی صف میں کھلی ہوئی جگہ کو خود پُر کرتے ہیں اور دوسروں کو اس کے پُر کرنے کی رغبت دلاتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کے پاس وہ قدم سب سے زیادہ پسندیدہ ہے جو صف کی خالی جگہ کو پُر کرنے کے لیے اُٹھایا جاتا ہے۔ (ابو داؤد)

۱۲۶۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ ۱۴ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِيَارُكُمْ اَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِي الصَّلٰوةِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں بہترین اخلاق والے وہ ہیں جو نماز میں اپنے مونڈھوں کو نرم رکھتے ہیں[1] (ابو داؤد)

بَابُ الْمَوْقِفِ

باب امام اور مقتدی نماز میں کس طرح کھڑے رہیں اور اس کے احکام اور آداب کیا ہیں)

۱۲۶۶ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ۱ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَاَخَذَ بِيَدِيْ مِنْ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نے اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں رات گذاری، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

لہ یعنی کوئی مونڈھے پر ہاتھ رکھ کر صف میں برابر کرے تو اس کا کہنا مانتے ہیں، یا صف میں گنجائش ہے۔ اور کوئی آنا چاہے تو اس کو آنے دیتے ہیں اور اپنے بازوؤں کو دبائے ہوئے رکھتے ہیں اور مزاحمت نہیں کرتے ہیں یا اپنے مونڈھوں سے اپنے ساتھی کے مونڈھوں کو دھکا نہیں دیتے، بلکہ اپنے بازوؤں کو دبائے ہوئے رکھتے ہیں تاکہ اس کو تکلیف نہ ہو، اور نماز سکون اور وقار سے ادا کرتے ہیں یا کوئی اکیلا شخص صف کے آخری شخص کو دوسری صف میں لانے کے لیے مونڈھے پر ہاتھ رکھے تو اس کا کہا مان کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور اس کے ساتھ صف ثانی میں نماز ادا کرتے ہیں

وَرَآءِ ظَهْرِهٖ فَعَدَلَنِیْ كَذٰلِكَ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ اِلَى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

علیہ وآلہٖ وسلم نماز تہجد کے لیے کھڑے ہوئے تو میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بائیں جانب نماز کے لیے کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی پیٹھ کے پیچھے سے گھما کر مجھے اپنی سیدھی جانب کھڑا کر دیا، (یہ کہہ کر) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ویسے ہی کر کے بتلایا جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا تھا۔
(بخاری و مسلم)

ف. صاحب مرقات نے شرح السنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے کئی مسائل معلوم ہوئے،

مسئلہ ۱، نفل نماز کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس کے لیے اذان اور اقامت نہ دی جائے۔

مسئلہ ۲، امام کی اقتداء اگر صرف ایک مقتدی کر رہا ہو تو وہ امام کے بالکل داہنے جانب اس طرح کھڑے ہو کہ مقتدی کے پیروں کی انگلیاں امام کی ایڑی کے پاس رہیں۔

مسئلہ ۳، اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر گھماتے ہوئے سیدھے جانب کھڑا کر دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ عمل قلیل نماز میں ضرورتاً جائز ہے۔

مسئلہ ۴، اس حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے گھما کر داہنے جانب کھڑا کر دیا۔ حالانکہ سامنے سے گھما کر کھڑا کرنا آسان تھا، اس سے ثابت ہوا کہ مقتدی کا امام کے آگے ہونا جائز نہیں ہے، اسی لیے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے پیچھے سے لائے، سامنے سے نہیں لائے۔

مسئلہ ۵، اس حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے تنہا نماز شروع فرمائی اور بعد میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کی اقتداء کی، اس سے ثابت ہوا کہ ایسے تنہا نماز پڑھنے والے کی اقتداء جائز ہے جس نے امامت کی نیت نہ کی ہو۔ ۱۲

۱۴۶۷ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنَّا ثَلٰثَةً اَنْ يَّتَقَدَّمَنَا اَحَدُنَا۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اگر ہم تین ہوں تو نماز کے لیے ہم میں سے ایک آگے بڑھ کر امام بنے اور باقی دو امام کے پیچھے باہم مل کر کھڑے رہیں۔ (ترمذی)

۱۴۶۸ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ فَجِئْتُ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ایک طویل حدیث میں) مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

حَتّٰی قُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَاَخَذَ بِيَدِیْ فَاَدَارَنِیْ حَتّٰی اَقَامَنِیْ عَنْ يَمِيْنِهٖ ثُمَّ جَآءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ بِيَدَيْنَا جَمِيْعًا فَدَفَعَنَا حَتّٰی اَقَامَنَا خَلْفَهٗ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نماز پڑھنے کھڑے ہوگئے ابھی میں آکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بائیں جانب کھڑا ہوگیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھمایا یہاں تک کہ مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔ پھر جبار بن صخر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم دونوں کے ہاتھوں کو پکڑ کر (عمل قلیل کے ذریعہ) ہٹا دیا، یہاں تک کہ ہم کو اپنے پیچھے کھڑا کر دیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اگر مقتدی ایک ہو تو امام کے دائیں طرف کھڑا رہے اور اگر دو ہوں تو باہم مل کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں۔ (اشعۃ اللمعات) ١٢

١٣٦٩/٤ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِهٖ وَبِاُمِّهٖ اَوْ خَالَتِهٖ قَالَ فَاَقَامَنِیْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَاَقَامَ الْمَرْاَةَ خَلْفَنَا ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے (ایک دفعہ) ان کو اور ان کی ماں یا خالہ کو (ان کے گھر میں نفل) نماز پڑھائی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنی سیدھی جانب کھڑا کیا اور اس عورت کو (جو ہمارے ساتھ نماز میں شریک تھیں) ہمارے پیچھے کھڑا کیا۔ (مسلم)

ف۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اگر امام کے پیچھے صرف ایک مرد اور صرف ایک عورت اقتداء کر رہے ہوں تو مرد امام کے سیدھے جانب کھڑا ہوا اور عورت ان کے پیچھے کھڑی ہو جائے (ردالمحتار) ١٢

١٣٧٠/٥ وَعَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ اَنَا وَيَتِيْمٌ فِیْ بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اور یتیم نامی بچہ نے جو ہمارے گھر میں تھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور (میری ماں حضرت) ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمارے پیچھے نماز پڑھ رہی تھیں۔ (مسلم)

ف۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ مقتدی دو یا زیادہ ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور امام آگے ہو اور عورت ایک ہو تو سب سے پیچھے تنہا کھڑی ہو۔ (ردالمحتار میں بھی ایسا ہی مذکور ہے) ١٢

ف۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر مردوں کے ساتھ صرف ایک بچہ اقتداء کر رہا ہو تو

وہ مردوں کے ساتھ صف میں شریک ہو جائے، اور ردالمحتار میں لکھا ہے کہ اگر بچے ایک سے زائد ہوں تو وہ مردوں کے پیچھے اور عورتوں سے پہلے صف بنا کر کھڑے ہوں اور عورتیں بچوں کی صف کے پیچھے اپنی صف بنالیں۔ ۱۲

۱۲۷۱ وَعَنْهُ اَنَّ جَدَّتَهٗ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَلْنُصَلِّ بِكُمْ قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهٗ بِالْمَآءِ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ عَلَيْهِ اَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَآءَهٗ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَآئِنَا فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی دادی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک خاص قسم کا کھانا تیار کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (تشریف لائے اور) اس میں سے کچھ تناول فرمایا پھر ارشاد فرمایا کھڑے ہو جاؤ میں تم کو نماز پڑھاتا ہوں، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (نماز پڑھنے کے لیے ایک چٹائی اٹھالایا جو دھری رہنے سے اس میں سختی آگئی تھی اور گرد جم کر سیاہ ہو گئی تھی) میں نے اس پر کچھ پانی چھڑک دیا۔ (تاکہ وہ نرم اور صاف ہو جائے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر کھڑے ہو گئے اور اسی چٹائی پر میں اور یتیم نامی بچہ نے باہم مل کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صف بنالی اور بوڑھی دادی ہمارے پیچھے (تنہا) کھڑی ہو گئیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو دو رکعتیں (نفل) پڑھائیں (اور واپس تشریف لے گئے)

(ترمذی)

ف۔ اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دادی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نماز میں سب کے پیچھے علیحدہ تنہا کھڑا کیا، حالانکہ جماعت میں صف کے پیچھے الگ تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو مفسد نماز بھی ہے، اس کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تنہا پیچھے کھڑا کرنے کی بجز اس کے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ عورت کا نماز میں مردوں یا لڑکوں کے ساتھ صف میں برابر کھڑا ہونا مردوں یا لڑکوں دونوں کی نماز کے لیے مفسد ہے، اگر عورت کا صف میں مردوں یا لڑکوں کے برابر کھڑا ہونا جائز ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان بڑھیا کو تنہا کھڑا ہونے سے ضرور منع فرماتے جب کہ اس واقعہ میں ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دادی ہیں۔ اور ان کے ساتھ ایک بچہ ہے اور ظاہر

ہے کہ یہاں کسی قسم کا خطرۂ شہوت بھی نہیں ہے، اس کے باوجود بھی ان بڑھیا کو تنہا کھڑا کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ عورت کا صف میں مردوں یا لڑکوں کے برابر کھڑا ہونا مطلقاً مردوں یا لڑکوں کی نماز کا مفسد ہے۔

۱۴۷۲/۷ وَعَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ هُوَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمُّهٗ وَخَالَتُهٗ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ اَنَسًا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَاُمَّهٗ وَخَالَتَهٗ خَلْفَهُمَا۔ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

وَيُسْتَفَادُ مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ اَنَّ النِّسَاءَ اِذَا صَلَّيْنَ مَعَ الرِّجَالِ يَجُوْزُ وَلٰكِنْ يَقِفْنَ فِيْ اٰخِرِ الصُّفُوْفِ كَذَا قَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اس وقت مکان میں) صرف انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کی والدہ اور ان کی خالہ موجود تھیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی تو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی سیدھی جانب کھڑا کیا اور ان کی ماں اور خالہ کو پیچھے (نسائی)

ف اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اگر امام کے ساتھ ایک مرد اور دو عورتیں اقتداء کر رہے ہوں تو مرد امام کے سیدھے جانب کھڑا ہو اور دونوں عورتیں ان کے پیچھے صف بنا کر کھڑی ہو جائیں۔ ۱۲

۱۴۷۳/۸ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ۔ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (نماز میں) عورتوں (کی صف) کو مردوں (کی صف) سے آخر میں رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی عورتوں کو ہر حیثیت سے آخر میں رکھا ہے[۱] اس کی روایت طبرانی اور عبدالرزاق نے کی ہے۔

۱۴۷۴/۹ وَعَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ خَلْفَهُمُ الْغِلْمَانَ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمْ فَذَكَرَ صَلٰوتَهٗ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا صَلٰوةُ قَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰى لَا اَحْسِبُهٗ اِلَّا قَالَ اُمَّتِيْ۔ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سنو! میں تم سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کرتا ہوں (یہ کہہ کر ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز شروع کرنے کا ارادہ فرمایا تو پہلے مردوں کی صفیں قائم فرمائیں، پھر بچوں کی، پھر ان کو نماز پڑھائی (اور ختم نماز پر) ارشاد فرمایا کہ یہ میری امت کی نماز ہے (اسی طرح ان کو پڑھنا چاہیئے کہ پہلے مردوں کی صفیں ہوں

---

[۱] یعنے پہلے مرد کو پیدا فرمایا، پھر عورت کو، پہلے مردوں کا ذکر فرماتا ہے پھر عورتوں کا، پہلے مردوں کے احکام بیان فرماتا ہے پھر عورتوں کے، اور مرتبہ میں تو عورتوں کا مردوں سے پیچھے ہونا ظاہر ہی ہے۔

١٢٧٥ وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اِجْتَمِعُوْا وَاجْمَعُوْا نِسَآءَكُمْ وَاَبْنَآءَكُمْ حَتّٰى اُرِيَكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَمَعُوْا وَاجْمَعُوْا اَبْنَآءَهُمْ وَنِسَآءَهُمْ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَاَرَاهُمْ كَيْفَ يَتَوَضَّاُ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَفَّ الرِّجَالَ فِيْ اَدْنَى الصَّفِّ وَصَفَّ الْوِلْدَانَ خَلْفَهُمْ وَصَفَّ النِّسَآءَ خَلْفَ الصِّبْيَانِ رَوَاهُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَفِيْ رِوَايَةِ الْحَارِثِ بْنِ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُفُّهُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَيَجْعَلُ الرِّجَالَ قُدَّامَ الْغِلْمَانِ وَالْغِلْمَانَ خَلْفَهُمْ وَالنِّسَآءَ خَلْفَ الْغِلْمَانِ۔

١٢٧٦ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ[1] قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ

پھر بچوں کی) (ابوداؤد)

حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ انھوں نے (ایک دفعہ اپنی قوم سے فرمایا) اے جماعت اشعریین تم سب جمع ہو جاؤ اور (اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی جمع کر لو تاکہ میں تم کو بتلا دوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز کیسی تھی! (یہ سن کر) سب لوگ جمع ہو گئے اور عورتوں اور بچوں کو جمع کیا تو ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے خود وضوء کر کے دکھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس طرح وضو فرمایا کرتے تھے پھر امامت کے لیے ابومالک آگے بڑھے اور (پہلے) مردوں کی صف اپنے قریب بنائی ان کے پیچھے لڑکوں کی صف بندی کی اور لڑکوں کے پیچھے (سب سے آخر میں) عورتوں کی صف رکھی (پھر نماز شروع کی) اس کی روایت امام احمد نے اپنی مسند میں کی ہے اور حارث ابن ابی امامہ کی روایت میں ابومالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ہی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نماز کے لیے صفوں کو خود اس طرح قائم فرمایا کرتے تھے کہ مردوں کی صفوں کو لڑکوں کے آگے رکھتے تھے اور لڑکوں کی صفیں مردوں کے پیچھے ہوتی تھیں اور عورتیں لڑکوں کے پیچھے کھڑی ہوا کرتی تھیں

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم (نماز کے وقت) ہمارے مونڈھوں پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ (صفوں میں) برابر کھڑے ہو جاؤ اور آگے پیچھے نہ ہو (اگر صفوں میں آگے پیچھے کھڑے ہو کر اختلاف پیدا کرو گے تو) تمہارے دلوں میں بھی اختلاف پیدا ہو جائے گا[1] اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

[1] اس کی وجہ یہ ہے کہ اعضاء کو قلب کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے جیسے قلب کی خرابی کا اعضاء پر اثر پڑتا ہے۔ اور اعضاء بھی خراب ہو جاتے ہیں، ایسا ہی اعضاء کی خرابی کا اثر قلب پر پڑتا ہے اور قلب بھی خراب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب صف میں آگے پیچھے کھڑے ہو کر (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ
وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ
ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ
أَبُوْ مَسْعُوْدٍ فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ
أَشَدُّ اخْتِلَافًا۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

١٤٧٧/١٢ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ
وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ
يَلُوْنَهُمْ ثَلَاثًا وَإِيَّاكُمْ
وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

١٤٧٨/١٣ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ
قَالَ بَيْنَا أَنَا فِي الْمَسْجِدِ
فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ
فَجَبَذَنِي رَجُلٌ مِّنْ
خَلْفِي جَبْذَةً فَنَحَّانِي
وَقَامَ مَقَامِي فَوَاللّٰهِ
مَا عَقَلْتُ صَلَاتِي فَلَمَّا
انْصَرَفَ إِذَا هُوَ أُبَيُّ
ابْنُ كَعْبٍ فَقَالَ يَا
فَتٰى لَا يَسُوْءُكَ اللّٰهُ
إِنَّ هٰذَا عَهْدٌ مِّنَ النَّبِيِّ

یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ نماز میں) میرے قریب علماء وعقلاء کھڑے ہوا کریں، پھر وہ جو (علم میں) ان کے قریب ہیں، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔ ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (حدیث بیان کرکے) فرمایا اسی لیے تم میں باہم سخت اختلاف ہے (کہ تم صف میں برابر نہیں کھڑے ہوتے، کیونکہ ظاہر کا باطن پر (اثر پڑتا ہے) (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (نماز میں) میرے قریب علماء وعقلاء کھڑے ہوا کریں پھر وہ جو (علم میں) ان کے قریب ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس آخری جملہ کو تین بار ارشاد فرمایا، (اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ بھی ارشاد فرمایا) کہ تم مسجدوں میں بازاروں کی طرح شور وشغب اور لڑائی جھگڑا کرنے سے بچتے رہو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

حضرت قیس بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں مسجد میں پہلی صف میں کھڑا تھا کہ مجھے پیچھے سے کسی شخص نے کھینچ کر اپنی جگہ سے ہٹا دیا اور خود میری جگہ کھڑا ہو گیا خدا کی قسم (صف اول چھوٹ جانے سے مجھے اس قدر شدید رنج ہوا، اور ایسا غصہ آیا کہ غصہ میں، میں سمجھ نہ سکا کہ میں نے نماز (کس طرح) پڑھی (اور کتنی رکعتیں پڑھیں!) جب وہ صاحب نماز سے فارغ ہو کر پلٹے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ جلیل القدر صحابی ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (جنھوں نے مجھے پیچھے کھینچا تھا) اس طرح پیچھے کھینچنے سے مجھے جو صدمہ ہوا تھا اس کی تسلی کے لیے) ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے نوجوان

(بقیہ حاشیہ صفحہ از ۱۵۵) اختلاف پیدا ہو جائے گا اور تم ایک دوسرے کے موافق نہ رہوگے نا اتفاقی اور پھوٹ پیدا ہو جائے گی۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا أَنْ تَلِيَهُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَقَالَ هَلَكَ أَهْلُ الْعَقْدِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ وَاللهِ مَا عَلَيْهِمْ آسَى وَلٰكِنْ آسَى عَلَى مَنْ أَضَلُّوا قُلْتُ يَا أَبَا يَعْقُوبَ مَا تَعْنِي بِأَهْلِ الْعَقْدِ قَالَ الْأُمَرَاءُ.

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

خدا تم کو کبھی رنج وغم نہ دے، میں نے تمہیں جو پیچھے کھینچا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو وصیت فرمائی ہیں کہ ہم نماز میں امام سے قریب رہا کریں (تو میں نے اس وقت اسی حکم کی تعمیل کی ہے۔ میرے ایسا کرنے سے تمہیں آزردہ نہ ہونا چاہیئے) پھر اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبلہ رو ہو کر فرمایا رب کعبہ کی قسم! امراء ہلاک ہوں (احکام کی پابندی کروانا ان کا کام تھا، ان کے خاموش رہنے سے ہم کو کروانا پڑ رہا ہے) اس طرح آپ نے تین مرتبہ فرمایا، پھر فرمایا مجھے ان امراء پر دکھ نہیں ہو رہا ہے بلکہ ان علماء پر دکھ ہو رہا ہے، جنھوں نے ان امراء کو گمراہ کیا (کہ ان امراء کو احکام نافذ کرنے کے مشورے نہیں دیئے اور خاموش رہے) راوی کا بیان ہے کہ میں نے اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا اے ابو یعقوب! آپ نے جو اہل العقد فرمایا ہے اس سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ نے جواب دیا اہل العقد سے میری مراد امراء ہیں (نسائی)

۱۲۷۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا.

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مردوں کی صفوں میں (فضیلت اور ثواب کے اعتبار سے) سب سے بہتر اگلی صف ہے (کیونکہ یہ امام سے قریب اور عورتوں سے دور ہوتی ہے) اور مردوں کی صفوں میں سب سے بدتر پچھلی صف ہے (اس لیے کہ یہ عورتوں سے قریب اور امام سے دور ہوتی ہے، البتہ جماعت میں عورتوں کی صفیں نہ ہوں بلکہ صرف مردوں ہی کی صفیں ہوں تو ایسی صورت میں مردوں کی آخری صف امام سے دور ہونے کی وجہ سے فضیلت اور ثواب میں سب سے کمتر ہوگی) اور عورتوں کی صفوں میں سب سے بہتر

پچھلی صف ہے کیونکہ یہ مردوں سے دور ہوتی ہے اور عورتوں کی صفوں میں سب سے بدتر اگلی صف اس لیے کہ یہ مردوں سے قریب ہوتی ہے۔ (مسلم)

۱۴۸۰ وَعَنْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ
۵ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلَآئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلَآئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ وَعَلَی الثَّانِیْ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ وَحَاذُوْا مَنَاکِبَکُمْ وَلِیْنُوْا فِیْ اَیْدِیْ اِخْوَانِکُمْ وَسُدُّوا الْخَلَلَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ فِیْمَا بَیْنَکُمْ بِمَنْزِلَۃِ الْحَذَفِ یَعْنِیْ اَوْلَادَ الضَّاْنِ الصِّغَارِ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پہلی صف پر اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں اور فرشتے ان کے لیے دعاء مغفرت کرتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) دوسری صف کے لیے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پہلی صف پر اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں اور فرشتے ان کے لیے دعاء مغفرت کرتے ہیں، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) دوسری صف کے لیے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (تیسری بار بھی یہی) ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ پہلی صف پر اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں اور فرشتے ان کے لیے دعاء مغفرت کرتے ہیں صحابہؓ کرام نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) دوسری صف کے لیے (بھی یہی ارشاد فرما دیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (چوتھی بار) ارشاد فرمایا کہ دوسری صف پر (بھی) اللہ تعالےٰ اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں اور فرشتے ان کے لیے دعاء مغفرت کرتے ہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم اپنی صفیں کو سیدھی کرو، اور مونڈھوں کو ایک دوسرے کے برابر رکھو (یعنی آگے پیچھے نہ ہو) اور نرم ہو جاؤ اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں (یعنی کوئی مونڈھے پر ہاتھ رکھ کر صف میں برابر کرے تو اس کا کہا مانو) اور صف میں شیطان کے لیے خالی جگہ نہ چھوڑو کیونکہ شیطان بکری کے بچہ کی طرح بن کر تمہارے درمیان (صف کی خالی جگہ میں) گھس

۱۲۸۱/۱۶ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

اُم المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں پر اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں جو صفوں میں دائیں جانب ہوتے ہیں، اور فرشتے اِن لوگوں کے لیے دعاء مغفرت کرتے ہیں (بشرطیکہ صفوں کا بایاں جانب خالی نہ رہے) (ابوداؤد)

ف، واضح ہو کہ فقہاء رحمہم اللہ نے صف بندی کا قاعدہ یہ بتلایا ہے کہ اوّل ایک شخص امام کے پیچھے کھڑا ہو، پھر ایک اس کے دائیں طرف ایک بائیں طرف، پھر ایک دائیں طرف ایک بائیں طرف اسی طرح کرتے رہیں تاکہ امام سب کے بیچ میں ہو، پس دائیں جانب میں کھڑا ہونا اس وقت افضل ہے جب کہ دائیں جانب اور بائیں جانب برابر ہو، یا دائیں طرف آدمی کم ہوں ورنہ بائیں طرف کھڑا ہونا افضل ہے۔ (مرقات ۱۲)

۱۲۸۲/۱۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَسَّطُوا الْاِمَامَ وَسُدُّوا الْخَلَلَ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امام کو بیچ میں کھڑا کیا کرو (یعنی صف میں امام کے پیچھے دائیں بائیں آدمی برابر برابر رہیں) اور صف کے شگافوں کو بند کیا کرو (یعنی صف میں جگہ خالی نہ چھوڑو اور چسپیدہ رہا کرو۔ (ابوداؤد)

ف، اس حدیث شریف کے الفاظ "تَوَسَّطُوا الْاِمَامَ" (امام کو بیچ میں کھڑا کیا کرو) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک صف بھر جانے کے بعد دوسری صف امام کے سیدھ میں پیچھے سے شروع کی جائے اور پھر دائیں اور بائیں آدمی برابر برابر کھڑے ہوتے ہیں۔ ۱۲)

۱۲۸۳/۱۸ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّهٗ اِنْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَى الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى اِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ[1] وہ خدمت اقدس میں ایسے وقت پہنچے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم رکوع میں تھے[2] پھر صف تک پہنچنے سے پہلے (دوسری تکبیر کہتے ہوئے)

---

[1] ایک بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں نماز پڑھا رہے تھے اور)

[2] (رکوع میں شریک ہونے کے لیے وہ دوڑتے ہوئے چلے، جس سے ان کی سانس پھول گئی تو وہ صف کے پیچھے کھڑے ہو گئے، نیت کی اور تکبیر تحریمہ ادا کی")

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

دیں رکوع کیا۔ پھر رکوع ہی کی حالت میں ایک یا دو قدم) چل کر صف میں شریک ہو گئے (ختم نماز پر جب) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوبکرہ! اللہ تعالیٰ اسی طرح (نیک کاموں پر) تمہاری حرص بڑھا دے یہ کہہ کر حضور نے فرمایا "لَا تَعُدْ" دوبارہ ایسا نہ کرنا[1]۔

(بخاری)

۱۴۸۴ / ۱۹ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ فَلَا يَرْكَعْ دُوْنَ الصَّفِّ حَتّٰى يَاْخُذَ مَكَانَهٗ مِنَ الصَّفِّ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے آئے تو وہ صف میں شامل ہوئے بغیر صف کے پیچھے رکوع نہ کرے (امام طحاوی)

۱۴۸۵ / ۲۰ وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ ... وَعَنْ عَمَّارٍ اَنَّهٗ اَمَّ النَّاسَ بِالْمَدَائِنِ وَقَامَ عَلٰى دُكَّانٍ يُصَلِّيْ وَالنَّاسُ اَسْفَلَ مِنْهُ فَتَقَدَّمَ حُذَيْفَةُ فَاَخَذَ عَلٰى يَدَيْهِ فَاتَّبَعَهٗ عَمَّارٌ حَتّٰى اَنْزَلَهٗ حُذَيْفَةُ فَلَمَّا فَرَغَ عَمَّارٌ مِّنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ لَهٗ حُذَيْفَةُ اَلَمْ تَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا يَقُمْ فِيْ مَقَامٍ اَرْفَعَ مِنْ

حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ شہر مدائن میں حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھانے کے لیے (تنہا) ایک چبوترہ پر کھڑے ہو گئے اور سارے مقتدی) اس چبوترے کے نیچے صف باندھے کھڑے تھے۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صف سے آگے بڑھے اور عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (چبوترہ سے اتارنے کے لیے ان کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے (تاکہ امام اور مقتدی ایک سطح پر ہو جائیں) عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حذیفہ کی اطاعت کرلی تو حضرت حذیفہ نے ان کو چبوترہ پر سے اتار کر مقتدیوں کی سطح پر کھڑا کر دیا[2] نماز سے فارغ

[1] یعنی نماز کے لیے دوڑ کر نہ چلنا، صف کے پیچھے تنہا نماز شروع نہ کرنا اور پھر صف میں شریک ہونے کے لیے نماز کی حالت میں ایسا نہ چلنا) چونکہ اس واقعہ میں ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا جو مفسد نماز ہو اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو نماز کے اعادہ کا حکم نہیں دیا، اسی لیے ایک اور روایت میں لا تعد آیا ہے جس کے معنی ہیں "نماز کو نہ لوٹاؤ"

[2] چونکہ نماز شروع ہو رہی تھی اس لیے اس وقت حضرت حذیفہ کو کچھ کہنے کا موقع نہیں ملا۔

مَقَامِهِمْ اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ فَقَالَ عَمَّارٌ لِذٰلِكَ اتَّبَعْتُكَ حِيْنَ اَخَذْتَ عَلٰى يَدِىْ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

۱۴۸۶ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّهٗ سُئِلَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ فَقَالَ هُوَ مِنْ اَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهٗ فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانَةَ[1] لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عَمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَكَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهٗ فَقَرَأَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهٗ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ عَادَ اِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ بِالْاَرْضِ[2] هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَفِى الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ نَحْوُهٗ وَقَالَ فِىْ اٰخِرِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوْا بِىْ وَلِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِىْ۔

ہونے کے بعد حضرت حذیفہ نے حضرت عمار سے فرمایا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے نہیں سُنا ہے کہ جب کوئی شخص کسی قوم کو نماز پڑھائے تو وہ مقتدیوں سے بلند مقام پر کھڑا نہ ہو۔ تو عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا (آپ کے ہاتھ پکڑنے سے (وہ حدیث مجھے یاد آگئی اور) میں پیچھے اتر گیا (ابوداؤد)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا منبر شریف کس چیز سے بنا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مدینہ منورہ سے (۹) میل کے فاصلہ پر غابہ نامی ایک جنگل ہے اس جنگل کے جھاؤ نامی درخت کی لکڑی سے منبر شریف بنایا گیا تھا، اس منبر شریف کو عائشہ انصاریہ کے آزاد کردہ غلام بابا قوم رومی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تیار کیا[1] جب منبر شریف تیار ہوا اور (حسب ہدایت مسجد میں) رکھدیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر قبلہ رو ہو کر تکبیر تحریمہ ادا فرمائی اور صحابہ بھی آپ کی اقتداء کرکے) آپ کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ پھر آپ نے قرأت کی، رکوع کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قبلہ سے منہ پلٹائے بغیر پچھلے پیر منبر شریف سے نیچے اترے اور منبر کے بازو زمین پر سجدہ ادا فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل دو قدم میں ہوا اور یہ عمل قلیل ہے۔ اور عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی) پھر سجدہ سے سر اٹھایا اور قبلہ سے پلٹے بغیر) منبر شریف پر تشریف لائے، پھر قرآت کی، رکوع فرمایا اور رکوع سے سر اٹھایا اور قبلہ سے منہ پلٹائے بغیر پچھلے پیر منبر شریف

لہ جن کی تین سیڑھیاں تھیں، ہر سیڑھی کی اونچائی ایک بالشت اور اس کا طول ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ تھا۔
ٹہ صحابہ کو نماز سکھلانے کے لیے منبر شریف کی سب سے نچلی سیڑھی پر کھڑے ہوئے۔

لائے، پھر قرآت کی، رکوع فرمایا اور رکوع سے سر اٹھایا اور قبلہ سے منہ پلٹائے بغیر پچھلے پیر منبر شریف سے نیچے اترے اور منبر شریف کے بازو زمین پر سجدہ فرمایا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا، میں نے یہ جو کچھ کیا ہے صرف اس لیے کہ تم میری نماز دیکھ لو میری اقتداء کرو اور میری نماز سیکھ لو (اور لوگوں کو سکھاؤ) اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ف اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام کو نماز سکھانے کے لیے منبر شریف پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی، اس بارے میں علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ ضرورۃً امام کا مقتدیوں سے بلند مقام پر کھڑا ہونا جائز ہے، ورنہ بلا ضرورت امام مقتدیوں سے بلند مقام پر کھڑے ہو تو یہ مکروہ ہے اس کی تائید حضرت عمار کی امامت والی مذکورہ حدیث اور اسی قسم کی دیگر احادیث سے ہوتی ہے۔ ۱۲

۱۴۸۷ / ۲۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حُجْرَتِهٖ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّوْنَ بِهٖ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجْرَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ[1] آپ نے اس حجرہ میں (تراویح کی نیت سے) نماز پڑھی تو صحابۂ کرام نے اس حجرہ کے باہر آپ کی اقتداء کی[2]۔ (ابوداؤد)

وَفِي الْمِرْقَاتِ الْمُرَادُ بِالْحُجْرَةِ كَمَا قَالُوْهُ الْمَحَلُّ الَّذِيْ اِتَّخَذَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ حِيْنَ اَرَادَ الْاِعْتِكَافَ لَا حُجْرَةَ عَائِشَةَ وَاِلَّا قَالَتْ حُجْرَتِيْ۔

مرقات میں لکھا ہے کہ حجرہ سے مراد مسجد کی وہ جگہ ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چٹائی پر اعتکاف کیا، نہ کہ حضرت عائشہ کے حجرہ میں اعتکاف کیا، اگر حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ میں اعتکاف ہوتا تو ام المومنین صاحبہ اپنی اوپر والی حدیث میں حجرتہ کی بجائے والفاظ حجرتی نہیں معلوم ہوا نبی علیہ السلام کا اعتکاف مسجد میں تھا حجرہ عائشہ میں نہیں تھا۔

ف اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ امام اور مقتدی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اقتداء صحیح ہے بشرطیکہ امام اور مقتدی ایک مکان میں ہوں اور امام کا حال مقتدیوں پر مشتبہ نہ ہو، یہ درمختار میں مذکور ہے۔ چونکہ اس حدیث شریف میں صحابۂ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء ایک ہی مقام میں کی، اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال بھی صحابہ پر مشتبہ نہ تھا اس لیے صحابہ کی اقتداء صحیح تھی۔

---

[1] ان دنوں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف میں تھے اور آپ کے لیے چھپر کا ایک حجرہ بنایا گیا تھا۔

[2] کہ آپ کے جسم مبارک کا اکثر حصہ مقتدیوں کو نظر آرہا تھا جس سے آپ کے افعال نماز مقتدیوں پر مشتبہ نہیں ہوتے تھے۔

خلاصہ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ مکان مختلف ہو یعنی امام اور مقتدی ایک مکان میں نہ ہوں تو اقتدار درست نہیں ہے اگرچہ امام کا حال مقتدیوں پر مشتبہ ہو یا نہ ہو، ایسا ہی اگر امام کا حال مقتدیوں پر مشتبہ ہو تو بھی اقتداء ناجائز ہے اگرچہ امام اور مقتدی کا مکان مختلف ہو یا نہ ہو۔ یہ خلاصہ ردالمحتار سے ماخوذ ہے ۱۲۔

۱۴۸۸/۲۳ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهٗ حَصِيْرٌ يَبْسُطُهٗ بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهٗ بِاللَّيْلِ فَثَابَ اِلَيْهِ نَاسٌ فَصَفُّوْا وَرَآءَهٗ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس ایک حصیر تھی جس کو دن میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم بچھا لیتے تھے اور رات میں اس کو کھڑا کر کے حجرہ کی طرح بنا لیتے تھے[1]، صحابہ نے آپ کو اس میں نماز پڑھتے دیکھا تو آپ کے پیچھے (اقتداء کر کے صف بنا کر نماز پڑھتے کھڑے ہو گئے (بخاری)

۱۴۸۹/۲۴ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فِيْ حُجْرَتِهٖ وَجِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِيْرٌ فَرَاَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اُنَاسٌ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَالْحَائِلُ لَا يَمْنَعُ الْاِقْتِدَاءَ اِنْ لَمْ يَشْتَبِهْ حَالُ اِمَامِهٖ وَلَمْ يَخْتَلِفِ الْمَكَانُ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ آپ حصیر کے اس حجرہ میں رات کی نماز ادا فرماتے تھے[2] (چونکہ) حصیر کے اس حجرہ کی دیواریں چھوٹی تھیں، اس لیے صحابہ نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو اس حجرہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا، تو صحابہ بھی آپ کی اقتداء کر کے نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ (بخاری شریف)

بَابُ الْاِمَامَةِ

یہ باب امامت کے بیان میں ہے یعنی امامت کے مستحق اور لائق کون ہے)

۱۴۹۰/۱ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ مَرَضُهٗ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّهٗ رَجُلٌ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم جب اس مرض سے بیمار ہوئے (جس کے بعد آپ دنیا سے تشریف لے گئے) اور یہ بیماری بہت

[1] رمضان کے دن تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ اور آپ اکاس حجرے کے اندر کھڑے ہو کر رات کی نماز ادا فرماتے تھے)

[2] ان دنوں میں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اعتکاف میں تھے اور آپ کے لیے حصیر کو ایک حجرہ بنایا گیا تھا۔

رَقِيْقٌ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ قَالَ مُرِيْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِيْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ فَأَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فِيْ حَيٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ)

بڑھ گئی[1] تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہو کہ (امام ہوکر) وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (اس پر) امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، حضور! وہ بہت نرم دل (آدمی) ہیں (جب آپ کی جگہ خالی دیکھیں گے تو ان پر ایسی رقت غالب ہو گی کہ) وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوکر (اگر بیرونیکا کی وجہ سے) لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے (یہ سن کر) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا نہیں جی! ابوبکر ہی سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوبارہ وہی عرض کیا جو پہلے عرض کیا تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (پھر) ارشاد فرمایا نہیں! ابوبکر ہی سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، عائشہ! تم تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی عورتوں کی طرح معلوم ہوتی ہو کہ جیسے وہ اپنی بات منوانے اڑی ہوئی تھیں تم بھی اپنی بات منوانے اڑی ہوئی ہو (یہ سن کر امّ المؤمنین خاموش ہو گئیں) اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پیغام پہنچانے والے نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر آپ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام پہنچایا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حکم کی تعمیل کرکے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنیا سے تشریف لے جانے تک لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے (بخاری ومسلم)

قُلْتُ تَبْوِيْبُ الْبُخَارِيِّ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْأَحَقَّ بِالْإِمَامَةِ هُوَ الْأَعْلَمُ حَيْثُ قَالَ بَابُ أَهْلِ

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ امامت کا مستحق اور امامت کے لیے افضل جماعت میں وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ علم والا ہو، اگر جماعت میں سب سے زیادہ قرأت جاننے والا بھی ہو تو عالم کے مقابلہ میں

[1] اور ناتوانی بے حد ہو گئی جس کی وجہ سے آپ باہر نہیں تشریف لا سکتے تھے، اس حالت میں مؤذن نے حاضر ہو کر جماعت کے تیار ہونے کی اطلاع دی)

الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ۔

وَقَالَ عُلَمَاءُ نَا يُسْتَدَلُّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَلٰى تَقَدُّمِ الْاَعْلَمِ عَلَى الْاَقْرَأِ لِاَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ اَعْلَمُهُمْ وَقَدَّمَ عَلٰى اُبَيٍّ كَانَ اَقْرَأُهُمْ دَلِيْلُ الْاَوَّلِ قَوْلُ اَبِيْ سَعِيْدٍ كَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اَعْلَمَنَا وَ دَلِيْلُ الثَّانِيْ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَأُكُمْ اُبَيٌّ وَهٰذَا اٰخِرُ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَكُوْنُ الْمُعَوَّلُ عَلَيْهِ كَذَا فِيْ فَتْحِ الْقَدِيْرِ وَجَامِعِ الْاٰثَارِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْحَاكِمِ وَالدَّارَ قُطْنِيْ فَاَفْقَهُهُمْ فِي الدِّيْنِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْفِقْهِ سَوَآءً فَاَقْرَأُهُمْ

وہ بھی امامت کا مستحق نہیں سمجھا جائے گا اور یہی حنفی مذہب ہے، امام بخاری رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں، اسی لیے انہوں نے صدر کی اس حدیث کو جس باب کے تحت ذکر کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ باب اهل العلم والفضل احق بالامامة۔ (علماء و فضلاء امامت کے زیادہ حقدار ہیں)۔

اس حدیث شریف سے حنفی مذہب اس طرح ثابت ہو رہا ہے کہ صحابۂ کرام میں سب سے زیادہ قاری حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اقرؤکم اُبَیٌّ (تم میں سب سے زیادہ قاری اُبی ہیں) اس لیے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کان ابوبکر اعلمنا (ہم میں سب سے زیادہ علم والے ابوبکر ہیں) اگر قاری امامت کے لیے افضل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امامت کے لیے حضرت اُبی کو منتخب فرماتے، ایسا نہیں ہوا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ علم والا امامت کا سب سے زیادہ مستحق ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے زیادہ عالم کو امامت کا مستحق قرار دیا، اور امامت کے لیے ترجیح دی اور یہ آپ کے آخری زمانہ کا واقعہ ہے، اس لیے اس کے منسوخ ہونے کا بھی احتمال نہیں ہے۔ اس لیے ثابت ہوا کہ امامت کے لیے زیادہ علم والے کی زیادہ قرأت والے پر ترجیح قطعی امر ہے،

اور حاکم اور دار قطنی کی روایت میں اسی طرح ہے کہ امامت کا مستحق اور امامت کے لیے افضل جماعت میں وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ علم والا ہو، اور سب سے زیادہ علم دین کی سمجھ رکھتا ہو، اگر سب کے سب

لِلْقُرْآنِ لَا

علمِ دین کے جاننے میں برابر ہوں تو امامت کے لیے سب سے زیادہ مستحق اور افضل وہ ہے جو سب سے زیادہ قاری ہو قرأت جاننے کے لحاظ سے یا قرآن زیادہ یاد رکھنے کے لحاظ سے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَّلَا يُؤَمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهٖ وَلَا يَقْعُدُ فِيْ بَيْتِهٖ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ إِلَّا بِإِذْنِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى لَهٗ وَلَا يُؤَمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ أَهْلِهٖ۔

اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ (اگر سب کے سب قرأت کے جاننے میں برابر ہوں تو) امامت کے لیے سب سے زیادہ مستحق اور افضل وہ ہے جو گناہوں سے ہجرت کرکے سب سے زیادہ نیکیوں کی طرف آیا ہو، یعنی سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو (اور اگر سب کے سب تقوی میں برابر ہوں تو امامت کے لیے سب سے زیادہ مستحق اور افضل وہ ہے جو ان میں زیادہ عمر رسیدہ اور دوسرے کے حلقہ اثر میں (بغیر اس کی اجازت کے) کوئی امامت نہ کرے (اگرچہ اس سے افضل ہو) اور کسی شخص کے مکان میں اس کے مخصوص بستر وغیرہ پر اس کی بغیر اجازت کوئی نہ بیٹھے اور مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ کسی کے گھر میں (گھر والے کی اجازت کے بغیر) کوئی امامت نہ کرے (اگرچہ کہ یہ اس سے افضل ہے)

۱۲۹۱/۲ وَعَنْ أَبِيْ عَطِيَّةَ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ يَأْتِيْنَا إِلٰى مُصَلَّانَا يَتَحَدَّثُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ يَوْمًا قَالَ أَبُوْ عَطِيَّةَ فَقُلْنَا لَهٗ تَقَدَّمْ فَصَلِّهْ قَالَ لَنَا قَدِّمُوْا رَجُلًا مِّنْكُمْ يُصَلِّيْ بِكُمْ وَسَأُحَدِّثُكُمْ لِمَ لَا أُصَلِّيْ بِكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يَؤُمُّهُمْ وَلْيَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ

حضرت ابو عطیہ عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مالک ابن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری مسجد میں آیا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات بیان فرمایا کرتے تھے اور بھی مسائل کا تذکرہ رہا کرتا تھا، ایک دن کا واقعہ ہے کہ وہ تشریف فرما تھے اور نماز کا وقت آگیا، ہم نے ان سے عرض کیا تشریف لائیے اور نماز پڑھائیے انہوں نے فرمایا تم اپنے لوگوں میں سے کسی کو امام بناؤ جو تمہیں نماز پڑھائے اور میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ میں تمہیں کس لیے نماز نہیں پڑھا رہا ہوں؟ سنو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے

مِنْهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوْدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ اِلَّا اَنَّهٗ اِقْتَصَرَ عَلٰى لَفْظِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جو شخص لوگوں کی ملاقات کو جائے تو ان کا امام نہ بنے، بلکہ انہی لوگوں میں سے کوئی امام بنے (ابو داؤد و ترمذی) اور نسائی نے صرف متن حدیث کی روایت کی ہے۔

ف۔ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "جو شخص لوگوں کی ملاقات کو جائے تو ان لوگوں کا امام نہ بنے، بلکہ انہی لوگوں میں سے کوئی امام بنے"، یہ حکم بظاہر مطلق معلوم ہوتا ہے یعنی خواہ مقامی لوگ اجازت دیں یا نہ دیں کسی حال میں بھی ملاقات کے لیے جانے والے کو امام نہ بننا چاہیے۔

مگر حضرت ابن مسعود اور دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسی قسم کی جو حدیثیں مروی ہیں ان میں اِلَّا بِاِذْنِہٖ کا استثنا صاف موجود ہے یعنی ملاقات کو جانے والا مقامی لوگوں کی اجازت سے ان لوگوں کی امامت کر سکتا ہے، اس لیے صدر کی حدیث جو مالک ابن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ بھی ان حدیثوں میں جو اجازت مروی ہے اس سے مقید ہو جائے گی اس لیے ملاقات کو جانے والا مقامی لوگوں کی اجازت سے ان کی امامت کر سکتا ہے۔

اب رہا مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقامی لوگوں کی اجازت کے باوجود جو امامت نہیں کی تو یہ ان کا اپنا احتیاط تھا کہ انھوں نے اس حدیث شریف کے مطلق حکم کو مطلق رکھا اور باوجود اجازت کے امامت نہیں فرمائی۔ (منتقی، اشعۃ اللمعات)

۱۲۹۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا يَؤُمُّ الْغُلَامُ حَتّٰى يَحْتَلِمَ وَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَفِيْ رِوَايَةِ لِلْاَثْرَمِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَا يَؤُمُّ الْغُلَامُ الَّذِيْ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ الْحُدُوْدُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ لڑکا بالغ ہونے تک نہ امامت کرے اور تمہارے لیے اذان وہ لوگ دیا کریں جو تم میں سب سے زیادہ نیک ہوں، اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے اور اثرم کی سنن میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ ایسا لڑکا امامت نہ کرے جس پر حدود یعنی شرعی سزائیں قائم نہیں ہوتیں۔

وَفِي الْبِنَايَةِ قَالَ الْخَطَّابِيُّ كَانَ الْحَسَنُ يُضَعِّفُ حَدِيْثَ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ وَقَالَ مَرَّةً دَعْهُ لَيْسَ بِشَيْءٍ بَيِّنٍ وَقَالَ اَبُوْدَاوْدَ قِيْلَ لِاَحْمَدَ حَدِيْثُ عَمْرٍو وَقَالَ لَا اَدْرِيْ مَا هٰذَا وَلَعَلَّهٗ لَمْ يَتَحَقَّقْ بَلَغَهُ اَمْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَرَّةً لَا اَدْرِيْ مَا هٰذَا اَفَا نُعْجِبُ اَنَّهُمْ لَمْ يَجْعَلُوْا قَوْلَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَكِبَارِ الصَّحَابَةِ حُجَّةً وَاسْتَدَلُّوْا بِفِعْلِ صَبِيٍّ سِتِّ سِنِيْنَ وَلَا يَعْرِفُ

فرائض الوضوء والصلاۃ فکیف یتقدم فی الامامۃ
ومنعہ احوط فی الدین کذا فی المرقات۔

ف واضح ہو کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ارشاد ہے کہ لڑکا بالغ ہونے تک امامت نہ کرے چونکہ یہ ارشاد مطلق ہے اور اس میں کسی قسم کی قید نہیں ہے، اس لیے نابالغ لڑکا نہ تو فرض نماز میں امامت کرے اور نہ ہی نفل نماز میں، چنانچہ عمدۃ الرعایہ میں لکھا ہے کہ نابالغ لڑکے کے امامت نہ کرنے کا جو مطلق حکم ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ لڑکے کی امامت بالغ مرد اور عورتوں کے لیے تمام نمازوں میں جائز نہیں ہے، فرض نمازوں میں لڑکے کی امامت کے جائز نہ ہونے پر ہمارے جمیع آئمہ احناف رحمہم اللہ متفق ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ لڑکا احکام شرعی کا مکلف نہیں ہوتا، اس لیے اس کی فرض نماز بھی نفل ہی سمجھی جائے گی۔ اور اگر بالغ مرد یا عورتیں اس کی اقتداء کریں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ فرض نماز پڑھنے والے نفل نماز پڑھنے والے کی اقتداء کر رہے ہیں، حالانکہ فرض نماز پڑھنے والوں کی اقتداء بالاتفاق نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے جائز نہیں ہے۔

اب رہا تراویح اور دیگر نفل نمازوں میں نابالغ بچہ کا امام بننا تو اس بارے میں واضح ہو کہ مشائخ بلخ نے تراویح اور نفل نمازوں میں لڑکے کی امامت کو جائز قرار دیا ہے لیکن ہدایہ میں ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ لڑکے کی امامت تمام نمازوں میں خواہ فرض ہو یا تراویح یا نفل جائز نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے کی نفل نماز اور بالغ شخص کی نفل نماز میں بڑا فرق ہے، وہ یہ کہ اگر بالغ شخص نفل نماز شروع کر کے توڑ دے تو اس پر اس نفل کی قضاء لازم ہے۔ اس کے برخلاف اگر نابالغ بچہ نفل نماز شروع کر کے توڑ دے تو بچہ پر اس نفل کی قضاء لازم نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑکے کی نفل نماز بالغ شخص کی نماز کے مقابلہ میں بہت کم درجہ رکھتی ہے، اس لیے نابالغ بچہ جس کی نفل نماز کم درجہ کی ہوتی ہے۔ وہ ایسے نفل نماز پڑھنے والوں کی امامت نہیں کر سکتا جن کی نفل نماز کامل درجہ کی ہوتی ہے۔ ۱۲

(یہ پورا مضمون عمدۃ الرعایہ سے ماخوذ ہے)

۱۰۹۳ وعن انس قال استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم یؤم الناس وھو اعمی رواہ ابو داؤد وروی سعید بن منصور نحوہ —— عن غالب بن الھذیل قال دخلت مع سعید بن جبیر مسجدا فصلی معھم فاذا امامھم اعمی فجعلوا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنی غیر موجودگی میں) ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین بنانے (جب آپ مدینہ سے باہر غزوات میں تشریف لے جایا کرتے تھے) ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام ہو کر لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے حالانکہ وہ نابینا تھے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور سعید بن منصور نے غالب بن ہذیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے، غالب بن ہذیل کہتے ہیں کہ

يَلُوْمُوْنَهٗ، فَقَالَ سَعِيْدٌ مِّنْ ثَمَّ كَرِهَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْاِمَامُ اَعْمٰى وَالْمُؤَذِّنُ اَعْمٰى وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَاَنَسٍ نَحْوَهٗ۔

(ایک دفعہ) میں سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ساتھ ایک مسجد میں داخل ہوا (نماز شروع ہو چکی تھی) تو سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے (مقتدی ہو کر) لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی۔ غالب کہتے ہیں، میں کیا دیکھتا ہوں کہ جو امام بن کر نماز پڑھا رہے تھے وہ نابینا تھے، لوگ امام کو ملامت کرنے لگے (کہ تم نے نابینا ہو کر کیسے امامت کی ہمت کی) سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسی وجہ سے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نابینا امام اور نابینا موذن کو ناپسند فرماتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے بھی سعید بن جبیر اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے۔

ف۔ واضح ہو کہ ابو داؤد کی مذکور الصدر حدیث سے جو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے، معلوم ہوا کہ نابینا کی امامت فی نفسہ جائز ہے، اس لیے کہ ابو داؤد کی اس روایت میں کسی قید کے بغیر نابینا کی امامت کا ذکر ہے۔

اب رہا سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ کی روایت سے نابینا کی امامت کا مکروہ ہونا جو ثابت ہو رہا ہے وہ اس احتمال سے ہے کہ شاید نابینا اپنی نابینائی کی وجہ سے اپنے جسم یا کپڑے کو نجاست سے نہ بچاتا ہو مگر یہ احتمال بہت ضعیف ہے۔ اس لیے اس ضعیف احتمال کی وجہ سے نابینا کی امامت کو مکروہ تنزیہی کہا گیا ہے، اگر نابینا جماعت میں سب سے زیادہ عالم ہو تو اس کمزور احتمال کا لحاظ کئے بغیر نابینا کی امامت کو اولیٰ اور افضل قرار دیا گیا ہے۔ البتہ اگر جماعت میں نابینا سے زیادہ کوئی عالم ہو تو ایسے موقع میں اس ضعیف احتمال کا لحاظ کر کے نابینا کو امام نہ بننا چاہیئے۔

اور سعید بن منصور کی اس روایت میں لوگوں نے نابینا امام کو جو ملامت کی اس کی تائید میں سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا نابینا کی امامت کو پسند نہ فرمانے کا ذکر کیا ہے اور قوم نے امام کو جو ملامت کی اس کی وجہ یہ تھی کہ قوم میں نابینا سے زیادہ عالم موجود ہوتے ہوئے نابینا نے امامت کی تھی (مرقات، رد المحتار، عمدۃ الرعایہ۔)

۱۴۹۴/۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْمَدِيْنَةَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَفِيْهِمْ عُمَرُ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْاَسَدِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت فرمانے سے پہلے آپ کے حکم سے) جو صحابہ ہجرت کر کے سب سے پہلے مدینہ منورہ پہنچے تو ان کی امامت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کیا کرتے تھے جو ابو حذیفہ رضی اللہ

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ لَا بَأْسَ بِاَنْ یَّؤُمَّھُمُ الْاَعْرَابِیُّ وَالْعَبْدُ وَوَلَدُ الزِّنَا اِذَا قَرَءَ الْقُرْاٰنَ رَوَاہُ مُحَمَّدٌ فِی الْاٰثَارِ وَقَالَ بِہٖ نَأْخُذُ اِذَا کَانَ فَقِیْھًا عَالِمًا بِاَمْرِ الصَّلٰوۃِ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ۔

عنہ، کے آزاد کردہ غلام تھے، سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی اقتداء کرنے والوں میں حضرت عمر بن خطاب اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہما بھی تھے، اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔ اور ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ایک روایت میں اس طرح ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس میں حرج نہیں کہ اعرابی (دیہاتی) غلام اور ولد الزنا لوگوں کی امامت کریں جبکہ انہوں نے قرآن پڑھ لیا ہو، اس کی روایت امام محمد نے الآثار میں کی ہے اور امام محمد نے فرمایا ہے کہ ہم بھی اسی کے قائل ہیں جب کہ وہ عالم ہو اور نماز کے احکام جانتا ہو اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

ف۔ واضح ہو کہ بخاری اور کتاب الآثار دونوں کی مذکورہ روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ غلام، دیہاتی اور ولد الزنا تینوں کی امامت فی نفسہ جائز ہے اس لیے کہ بخاری کی روایت میں بغیر کسی قید کے غلام کی امامت کرنے کا ذکر ہے اور کتاب آثار روایت میں جو "لا بأس" کا ذکر ہے اس سے قدرے کراہت کی طرف اشارہ ہوتا ہے وہ اس احتمال سے ہے کہ شاید ان تینوں کو تربیت کا موقع نہ ملا ہو جس کی وجہ سے یہ ان پڑھ رہ گئے ہوں، مگر یہ احتمال بہت ضعیف ہے۔ اس لیے اس ضعیف احتمال کی وجہ سے غلام، دیہاتی اور ولد الزنا کی امامت کو مکروہ تنزیہی کہا گیا ہے اگر یہ جماعت میں سب سے زیادہ عالم ہوں تو اس کمزور احتمال کا لحاظ کئے بغیر ان کی امامت کو اولیٰ اور افضل قرار دیا گیا ہے۔ ۱۲)

۱۲۹۵ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃٌ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُھُمْ اٰذَانَھُمُ الْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰی یَرْجِعَ وَامْرَاَۃٌ بَاتَتْ وَزَوْجُھَا عَلَیْھَا سَاخِطٌ وَاِمَامُ قَوْمٍ وَھُمْ لَہٗ کَارِھُوْنَ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی نماز ان کے کانوں سے بھی آگے نہیں بڑھتی[1] ایک (اپنے آقا سے) بھاگا ہوا غلام کہ اس کی نماز (اپنے مالک) کے پاس واپس ہونے تک) قبول نہیں ہوتی۔ دوسرے اس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی جو ایسی حالت میں رات گذار دے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو[2] تیسرے اس امام کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی جس سے لوگوں کی جماعت

---

[1] یعنے قبول نہیں ہوتی، گو فرض ان کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔
[2] (بشرطیکہ قصور عورت کا ہو، اگر قصور مرد کا ہے تو پھر عورت اس وعید میں داخل نہیں ہوگی۔)

ناراض ہے[1] (ترمذی)

۱۲۹۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلَاتُهُمْ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَرَجُلٌ اَتَى الصَّلٰوةَ دِبَارًا وَالدِّبَارُ اَنْ يَّاْتِيَهَا بَعْدَ اَنْ تَفُوْتَهٗ وَرَجُلٌ اِعْتَبَدَ مُحَرَّرَةً۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤْدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی[2] ایک وہ شخص ہے جو امامت کے لیے آگے بڑھ گیا، باوجودیکہ جماعت اس سے ناراض ہے (اس لیے کہ یہ احکام شرعی کا خلاف کرتا ہے،) دوسرے اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی (جس کو بغیر عذر کے) آخر وقت نماز کے لیے آنے کی عادت ہو تیسرے اس شخص کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی جو اپنے غلام باندی کو آزاد کر کے پھر ان کو غلام باندی بنالے ایسا ہی اگر کوئی شخص کسی حر کو جو غلام باندی نہ ہوں زبردستی غلام باندی بنائے تو ایسے شخص کی بھی نماز قبول نہیں ہوتی، اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱۲۹۷ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُرْفَعُ لَهُمْ صَلَاتُهُمْ فَوْقَ رُءُوْسِهِمْ شِبْرًا رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَاِخْوَانٌ مُتَصَارِمَانِ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی، ایک ایسا شخص جو لوگوں کی امامت کرے باوجودیکہ جماعت اس سے ناراض ہے[3] دوسرے اس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی جو ایسی حالت میں رات گزار دے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہے۔ (بشرطیکہ قصور عورت کا ہو) تیسرے ان دو بھائیوں کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی جو ایک دوسرے سے قطع تعلق کر لیں[4] ایسا ہی ایسے دو مسلمانوں کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی، جو ایک دوسرے

---

[1] کہ وہ شرعی احکام کا خلاف کرتا ہے، اگر جماعت اپنی ذاتی عداوت کی وجہ سے ناراض ہے تو ایسا امام اس وعید میں داخل نہیں ہوگا)

[2] گو فرض تو ان کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے لیکن ثواب نہیں ملتا۔ [3] اس لیے کہ یہ شرعی احکام کا خلاف کرتا ہے۔

[4] سلام و کلام موقوف کر دیتے ہوں۔

سے زائد دن سے زیادہ) قطع تعلق کر کے (سلام و کلام موقوف کر دئے ہوں[1]۔ (ابن ماجہ)

۱۴۹۸
۹
وَعَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّتَدَافَعَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ لَا يَجِدُوْنَ اِمَامًا يُّصَلِّيْ بِهِمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ قَالَ عَلِيُّ نِ الْقَارِيُّ فِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى جَوَازِ اِمَامَةِ الْمَفْضُوْلِ اِنْتَهٰى۔

حضرت سلامۃ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرب قیامت کی نشانیوں میں ایک نشانی یہ بھی ہے کہ (جہالت اور مسائل سے ناواقفی ایسی عام ہو جائے گی کہ) مسجد میں لوگ نماز کے لیے جمع ہوں گے، اور ہر ایک خود نماز نہ پڑھا کر دوسرے کو نماز پڑھانے کا کہے گا (اور نا اہل ہونے کی وجہ سے) کوئی ان کو نماز پڑھانے والا نہیں ملے گا[2]۔ اس حدیث کی روایت امام احمد، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور مسلم کی روایت میں اس طرح ہے کہ تین شخص بھی ہوں تو ان میں کوئی ایک امام بنے (اور ایک دوسرے پر نہ ڈھکیلیں)۔

۱۴۹۹
۱۰
وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَّعَ كُلِّ اَمِيْرٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا وَّاِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ وَالصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا وَّاِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ وَالصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا وَّاِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر امیر کی سرکردگی میں تم پر جہاد فرض ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اور اگرچہ کہ وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو اور تم کو ہر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھ لینا چاہیئے۔ خواہ وہ نیک ہو یا بد اگرچہ وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو[3]۔ اور ہر مسلمان میت پر نماز جنازہ پڑھنا فرض ہے خواہ وہ میت نیک ہو یا بد، اور اگرچہ وہ کبیرہ کا مرتکب ہی کیوں نہ رہا ہو۔ (ابو داؤد)

۱۵۰۰
۱۱
وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ

حضرت عبید اللہ بن عدی بن الخیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] اگر یہ قطع تعلق اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوا ہو تو یہ اس وعید میں داخل نہ ہوں گے)

[2] اس سے معلوم ہوا کہ امامت کی اہلیت رکھنے کے باوجود امامت سے گریز کرنا اور امامت نہ کرنا مکروہ ہے)

[3] (ایسے امام کے پیچھے جماعت کا ثواب ضرور مل جائے گا، اب رہی وہ مقبولیت اور فضیلت جو متقی امام کے پیچھے حاصل ہوتی ہے، وہ ایسے امام کے پیچھے حاصل نہیں ہوگی، اس لئے فقہا نے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے۔)

الْخِیَارِ اَنَّہٗ دَخَلَ عَلٰی عُثْمَانَ وَ هُوَ مَحْصُوْرٌ فَقَالَ اِنَّكَ اِمَامُ عَامَّۃٍ وَنَزَلَ بِكَ مَا تَرٰی وَ یُصَلِّیْ لَنَا اِمَامُ فِتْنَۃٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ الصَّلٰوۃُ اَحْسَنُ مَا یَعْمَلُ النَّاسُ فَاِذَا اَحْسَنَ النَّاسُ فَاَحْسِنْ مَعَهُمْ وَاِذَا اَسَاءُوْا فَاجْتَنِبْ اِسَاءَتَهُمْ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

سے روایت ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے جب کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغیوں میں محصور تھے۔ عبید اللہ نے آپ سے عرض کیا کہ خلیفۃ المسلمین تو آپ ہیں لیکن آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ اس وقت آپ پر کیسی مصیبت آن پڑی ہے فتنہ انگیز باغی ہم کو نماز پڑھا رہے ہیں اور ہم ان کے پیچھے مقتدی ہو کر نماز پڑھنے سے گناہ گار ہو رہے ہیں، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا (ایسا نہیں) نماز سب اعمال میں بہترین عمل ہے، اگر کسی فاسق کے ساتھ مل کر تم نیک عمل کرو تو تم پر اس کے فسق کا کوئی اثر نہ ہوگا اور نہ تم گنہگار نہ ہوگے، ہاں اگر فاسق کے ساتھ اس کے فسق وفتنہ میں تم بھی شریک ہو گے تو اس وقت تم بھی فاسق سمجھے جاؤ گے۔ (بخاری)

بَابُ مَا عَلَى الْاِمَامِ

باب امام کو مقتدیوں کی رعایت کس حد تک کرنی چاہیے۔

۱۵۰۱ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا صَلَّیْتُ وَرَاءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوۃً وَّلَا اَتَمَّ صَلٰوۃً مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنْ كَانَ یَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِیِّ فَیُخَفِّفُ مَخَافَۃَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّہٗ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی امام کے پیچھے مختصر اور کامل نماز نہیں پڑھی، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتے تو نماز مختصر فرما دیتے تھے، تاکہ اس کی ماں (بچہ کے رونے سے) پریشان نہ ہو (اور

لہ ایسا ہی باغی امام پر بغاوت کا گناہ ہوگا چونکہ تم دل سے اس بغاوت کو برا سمجھ رہے ہو، اس لیے باغی کی اقتداء کر کے نماز پڑھنے سے تمہاری نماز میں کوئی خلل نہیں آئیگا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ فاسق امام کے پیچھے بھی نماز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر نیک و بد کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔)

لہ (مختصر اس حیثیت سے کہ طوال مفصل، اوساط مفصل اور قصار مفصل سے زیادہ لمبی قرأت نہیں فرماتے تھے اور کامل اس حیثیت سے کہ رکوع وسجدہ، قومہ اور جلسہ اور قعدہ کے لحاظ سے ہلکی نہیں ہوتی تھی)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۵۰۲ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلٰوةِ وَاَنَا اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلٰوتِیْ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُكَائِهٖ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

۱۵۰۳ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ قَالَ اٰخِرُ مَا عَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ اُمَّ قَوْمَكَ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَجِدُ فِیْ نَفْسِیْ شَيْئًا قَالَ اُدْنُهْ فَاَجْلَسَنِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهٗ فِیْ صَدْرِیْ بَيْنَ ثَدْيَیَّ ثُمَّ قَالَ تَحَوَّلْ فَوَضَعَهَا فِیْ ظَهْرِیْ بَيْنَ كَتِفَیَّ ثُمَّ قَالَ اُمَّ قَوْمَكَ فَمَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَاِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَاِنَّ فِيْهِمْ ذَا الْحَاجَةِ فَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ وَحْدَهٗ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ۔

اس کا دل نماز میں لگا رہے) (بخاری و مسلم)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ قرأت لمبی کروں گا لیکن کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز مختصر قرأت سے پوری کرتا ہوں، اس لیے کہ بچہ کے رونے کی وجہ سے ماں پر کیا گزرتی ہے اس کو میں خوب جانتا ہوں۔ (بخاری)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آخری نصیحت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے یہ کی تھی کہ جب تم کسی قوم کی امامت کرو، نماز مختصر قرأت کے ساتھ ادا کرنا، اس کی روایت مسلم نے کی ہے، اور مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا عثمان! تم اپنی قوم کی امامت کیا کرو، تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) جماعت کا مجھ پر رعب پڑتا ہے، جس کی وجہ سے میں امامت کرنے سے اپنے دل میں جھجھک پاتا ہوں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! عثمان! میرے قریب آجاؤ (جب میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے قریب ہوا تو حضور نے مجھے اپنے پاس بٹھا کر میرے سینہ پر دونوں پستانوں کے درمیان اپنے دست مبارک کو رکھا، پھر ارشاد فرمایا پیٹھ پھیر کر بیٹھ جاؤ (جب میں پیٹھ پھیر کر بیٹھ گیا) تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے میری پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان اپنی ہتھیلی مبارک رکھ دی، پھر ارشاد فرمایا عثمان (جاؤ) امامت کرو (اب تم میں جھجھک نہیں رہے گی مگر تم کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ) جو شخص کسی

قوم کی امامت کرے تو اس کو مختصر قرأت کے ساتھ نماز پڑھانا چاہیے[1] کیونکہ جماعت میں بوڑھے بھی ہوتے ہیں، بیمار بھی، کمزور بھی اور ضرورت مند بھی، ہاں اگر کوئی تنہا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے (قرأت) طویل کرے[2]

۱۵۰۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ السَّقِیْمَ وَ الضَّعِیْفَ وَالْکَبِیْرَ وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْیُطَوِّلْ مَاشَآءَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو اس کو مختصر (قرأت) کے ساتھ نماز پڑھانا چاہیے کیونکہ جماعت میں بیمار، کمزور اور بوڑھے سب ہی طرح کے آدمی ہوتے ہیں، ہاں! اگر کوئی تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو جس قدر چاہے نماز کو طویل کرے (مگر اس قدر طویل نہ کرے کہ نماز کا وقت ہی گذر جائے) (بخاری ومسلم)

۱۵۰۵ وَعَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ اِنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا یُطِیْلُ بِنَا فَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ یَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مِنْکُمْ مُنَفِّرِیْنَ فَاَیُّکُمْ مَا صَلّٰی بِالنَّاسِ فَلْیَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الضَّعِیْفَ وَالْکَبِیْرَ وَذَا الْحَاجَةِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت قیس ابن ابی حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے مجھ کو خبر دی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں فلاں شخص کی وجہ سے نماز صبح کی جماعت میں شریک نہیں ہوا کرتا ہوں کیونکہ وہ ہمیں لمبی (قرأت) سے نماز پڑھاتے ہیں (جس کی میں تاب نہیں لاسکتا) (یہ سنتے ہی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نصیحت کرنے میں اسی دن سے زیادہ غصہ فرماتے ہوئے میں نے کبھی نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا تم میں بعضوں کا ایسا برتاؤ ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو دین کے کاموں سے نفرت ہونے لگتی ہے۔ پس جو شخص لوگوں کا امام بنے، اس کو مختصر (قرأت) سے نماز پڑھانا چاہیے[3] کیونکہ اس کے پیچھے

---

[1] اور جو اذکار اور دعائیں نفل نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں، ان کو فرض میں پڑھ کر فرض کو طویل نہ کرنا چاہیے۔

[2] اور جو اذکار اور دعائیں ماثورہ ہیں ان میں سے بھی جسے چاہے پڑھ سکتا ہے۔

[3] یعنی اس کو تمام نمازوں میں طوال مفصل اوساط مفصل اور قصار مفصل سے زیادہ طویل قرأت نہیں کرنا چاہیے۔

کمزور، بوڑھے اور ضرورت مند سب ہی طرح کے آدمی ہوتے ہیں، (اس لیے اس کو سب کی رعایت کرنا ضروری ہے۔)
(بخاری و مسلم)

۱۵۰۶ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اَللّٰھُمَّ اَرْشِدِ الْاَئِمَّۃَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِیْنَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَ فِیْ اُخْرٰی لَہٗ بِلَفْظِ الْمَصَابِیْحِ وَرُوِیَ اَحْمَدُ مِثْلَہٗ مَرْفُوْعًا وَھٰذَا اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا امام (مقتدیوں کی نماز کا) ضامن ہے[1] اور مؤذن امانت دار ہے[2]، اے اللہ! اماموں کو علم وعمل کی ہدایت فرما اور مؤذنین (کی کوتاہیوں) کو بخش دے، اس کی روایت، ابو داؤد، ترمذی اور امام شافعی نے کی ہے۔ اور مصابیح میں بھی اس کی روایت موجود ہے، اور امام احمد نے بھی مرفوعًا اس کی روایت کی ہے جس کی سند صحیح ہے۔

وَفِی الْبِنَایَۃِ بَیَانُہٗ اَنَّہٗ لَمْ یُرِدْ اَنَّہٗ ضَامِنٌ لِنَفْسِہٖ لِاَنَّ کُلَّ مُصَلٍّ ضَامِنٌ بِصَلَاۃِ نَفْسِہٖ فَتَعَیَّنَ اَنْ یَکُوْنَ الْاِمَامُ ضَامِنًا لِلْقَوْمِ وَلَا یَجُوْزُ اَنْ یَکُوْنَ ضَامِنًا لِلْقَوْمِ وُجُوْبًا وَاَدَاءً لِاَنَّہٗ غَیْرُ مُرَادٍ بِالْاِجْمَاعِ فَتَعَیَّنَ اَنْ یَکُوْنَ صِحَّۃً وَّ فَسَادًا۔

حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ امام (مقتدیوں کی نماز کا) ضامن ہے حالانکہ ہر شخص اپنی نماز کا ضامن ہوا کرتا ہے تو یہاں امام کا مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہونا اس لحاظ سے ہے جب کہ امام اور مقتدی کی نماز وجوب اور اداء کے لحاظ سے متحد ہو تو مقتدی کی ایسی نماز امام کی نماز میں ضم ہو کر ایک ہی سمجھی جائے گی۔

ف اس حدیث شریف کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وجوب اور ادا کو سمجھ لیا جائے وجوب یہ ہے کہ امام اور مقتدی کی نماز واجب ہونے کے لحاظ سے ایک ہو، یعنے امام پر جو نماز واجب ہے۔ مقتدی بھی اسی نماز کو امام کے ساتھ ادا کر رہا ہو مثلاً امام ظہر کے فرض نماز ادا کر رہا ہے تو امام اور مقتدی دونوں کی یہ نماز وجوب کے لحاظ سے متحد ہوئی، اگر امام جمعہ پڑھ رہا ہو اور مقتدی ظہر کی نیت سے اس امام کی اقتداء کرے تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی، اس لیے کہ وجوب کے لحاظ سے امام اور مقتدی کی نماز ایک نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام جمعہ کی نیت سے نماز ادا کر رہا ہے اور مقتدی ظہر کی نیت سے اقتداء کرنا چاہتا ہے تو امام اور مقتدی کے نمازوں کا وجوب جدا جدا ہوتے سے امام اور مقتدی میں جس وجوب کا اتحاد ضروری ہے وہ حاصل نہ ہوا اس لیے اقتداء درست نہ ہوئی۔

---

[1] کہ مقتدیوں کی نماز کی صحت امام کے صحتِ نماز پر منحصر ہے۔
[2] کہ لوگ نمازوں کے پڑھنے اور روزوں کے افطار میں مؤذن پر اعتماد کرتے ہیں)

اب رہی اَدَا تو واضح ہو کہ وجوب کے لحاظ سے جیسے امام اور مقتدی کی نماز میں اتحاد ضروری ہے ایسے ہی یہ بھی ضروری ہے کہ امام اور مقتدی کی نمازوں میں امام کی نماز ادا کی حیثیت سے مقتدی کی ادا کی حیثیت کے برابر ہو یا قوی ہو، امام اور مقتدی کے اداء کی حیثیت برابر ہونے کی مثال یہ ہے کہ امام بھی طاہر ہو اور کسی عذر میں مبتلا نہ ہو، اس طرح دونوں کی اداء ایک ہی حیثیت کی ہوگی امام کے اداء کی حیثیت قوی ہونے کی مثال یہ ہے کہ امام طاہر ہو، اور مقتدی کسی عذر مثلاً سلیل البول وغیرہ میں مبتلا ہو تو چونکہ امام کی حیثیت قوی ہے، اور مقتدی کی حیثیت ضعیف ہے اس صورت میں بھی دونوں کی اداء ایک ہی حیثیت کی سمجھی جائے گی۔ اس کے برخلاف اگر مقتدی طاہر ہو اور کسی عذر میں مبتلا نہ ہو، اور امام کسی عذر میں جیسے سلسل البول وغیرہ میں مبتلا ہو تو چونکہ امام کی حیثیت ضعیف ہے اور مقتدی کی حیثیت قوی ہے، اس لیے دونوں کی اداء ایک نہیں سمجھی جائیگی اور ایسے معذور امام کے پیچھے طاہر مقتدی نماز ادا نہیں کر سکتا۔ وجوب اور اَدَا کو سمجھ لینے کے بعد اصل حدیث کو سمجھئے۔ امام اور مقتدی دونوں کی نماز ایک ہونے پر دلیل یہ ہے کہ امام کے سورۂ فاتحہ پڑھ لینے سے مقتدی کی طرف سے بھی سورۂ فاتحہ کی قرأت ادا ہو جاتی ہے۔

امام اور مقتدی دونوں کی نماز ایک ہونے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ مثلاً اگر امام کسی واجب کے ترک ہونے سے سجدۂ سہو کر رہا ہو تو مقتدی پر بھی سجدہ سہو کرنا ضروری ہے اگرچہ مقتدی سے کوئی واجب ترک نہیں ہوا ہو چونکہ امام اور مقتدی دونوں کی نماز ایک ہی ہے اس لیے مقتدی کو بھی امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے اس کے برخلاف اگر مقتدی سہواً کسی واجب کو چھوڑ دے تو نہ امام پر سجدۂ سہو واجب ہے، اور نہ خود مقتدی پر اس لیے کہ امام کی نماز مقتدی کی نماز میں ضم نہیں ہوئی ہے بلکہ مقتدی کی نماز امام کی نماز میں ضم ہے پس جب امام کی نماز مقتدی کی نماز میں ضم نہیں ہوئی ہے تو مقتدی کے سہو سے امام پر سجدۂ سہو لازم نہیں آئے گا اور چونکہ مقتدی کی نماز میں امام کی نماز میں ضم ہوئی ہے اور اس وجہ سے امام مقتدی کی نماز سہو کے باوجود بھی ناقص نہیں سمجھی جائے گی۔

جب ثابت ہو چکا کہ امام اور مقتدی کی نماز ایک ہی ہے اور امام مقتدی کی نماز کا ضامن ہے تو مقتدی کی صحت نماز امام کی صحتِ نماز پر منحصر ہوگی، اس لیے امام کی نماز صحیح ہوئی تو مقتدی کی نماز بھی صحیح ہوگی اور ایسا ہی مقتدی کی نماز کا فاسد ہونا امام کی نماز کے فاسد ہونے پر موقوف ہے کہ اگر امام کی نماز فاسد ہوئی تو مقتدی کی نماز بھی فاسد ہو جائیگی۔ اگرچہ مقتدی کی نماز میں کوئی فساد واقع نہ ہوا ہو۔

مذکورہ تفصیل سے یہ ثابت ہوا کہ امام اور مقتدی کے وجوب اور اداء ایک ہونے سے مقتدی کی نماز امام کی نماز میں ضم ہو کر ایک ہی نماز سمجھی جائے گی اور امام مقتدی کی ایسی نماز کے صحت اور فساد کا ضامن ہوگا۔ اس کے برخلاف اگر امام اور مقتدی کے وجوب اور اداء ایک نہ ہوں تو مقتدی کی ایسی نماز امام کی نماز میں ضم نہ ہوگی اس لیے امام مقتدی کی ایسی نماز کے صحت اور فساد کا ضامن نہ ہوگا (طحاوی، بنایہ، رد المحتار، عمدۃ الرعایۃ) ۱۲

۱۵۰۷ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

حضرت عثمان بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فِی الرَّجُلِ یُصَلِّیْ بِالْقَوْلِ جُنُبًا قَالَ یُعِیْدُ وَیُعِیْدُوْنَ۔

(رَوَاہُ مُحَمَّدٌ فِی الْاٰثَارِ)

۱۵۰۸/۸ وَعَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صَلّٰی بِالنَّاسِ وَھُوَ جُنُبٌ اَوْ مُحْدِثٌ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ فَاَعَادَ وَاَمَرَھُمْ اَنْ یُّعِیْدُوْا۔

(رَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ)

۱۵۰۹/۹ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ صَلّٰی عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِالنَّاسِ وَھُوَ جُنُبٌ فَاَعَادَ وَلَمْ یُعِدِ النَّاسُ فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ قَدْ کَانَ یَنْبَغِیْ مَنْ صَلّٰی مَعَکَ اَنْ یُّعِیْدُوْا قَالَ فَرَجَعُوْا اِلٰی قَوْلِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

(رَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ)

کے سامنے ایک واقعہ پیش ہوا، عرض کیا گیا ایک شخص نے جنابت کی حالت میں لوگوں کو نماز پڑھائی ہے (تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ارشاد فرمایا[1]، نماز کا اعادہ کرے اور مقتدیوں کو بھی چاہیئے کہ اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں، (اگرچہ کہ مقتدیوں سے نماز کے فساد کی کوئی وجہ پیدا نہیں ہوئی) اس کی روایت امام محمد نے الآثار میں کی ہے۔

حضرت ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ایک مرتبہ یا د نہ رہنے سے) جنابت کی حالت میں یا بغیر وضوء لوگوں کو نماز پڑھادی (جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو یاد آگیا تو) آپ نے خود بھی نماز کا اعادہ فرمایا اور لوگوں کو بھی نماز کے اعادہ کا حکم دیا[2]، اس حدیث کی روایت عبد الرزاق نے کی ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے (ایک مرتبہ بھولے سے) جنابت کی حالت میں لوگوں کو نماز پڑھائی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو جب یاد آیا تو آپ نے اپنی نماز کا اعادہ کر لیا لیکن لوگوں کو (یہ معلوم نہ تھا کہ امام کی نماز کا فساد مقتدی کی نماز کے فساد کا سبب بنتا ہے) اس لیے انہوں نے نماز کا اعادہ نہیں کیا (جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے نماز کا اعادہ نہیں کیا ہے تو) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے فرمایا کہ جن لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی ہے، ان کو بھی نماز کا اعادہ کرنا چاہیئے تھا، ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ارشاد سے لوگوں کو معلوم ہوا کہ امام کی نماز کے فساد کا اثر مقتدی کی نماز پر پڑتا ہے، اس لیے مقتدیوں نے

---

[1] چونکہ امام نے بغیر غسل جنابت کے نماز پڑھائی ہے، اس لیے اس کی نماز فاسد ہوگئی اور امام کی نماز کا فساد مقتدیوں پر بھی اثر کرتا ہے، جیسے امام کی نماز نہیں ہوئی، ایسے ہی مقتدیوں کی بھی نماز نہیں ہوئی۔

[2] اس سے ثابت ہوا کہ امام کی نماز کا فساد مقتدیوں کی نماز کے فساد کا سبب ہوتا ہے۔

۱۵۱۰ وَعَنْ طَاؤُسٍ وَمُجَاهِدٍ فِي إِمَامٍ صَلَّى بِقَوْمٍ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ قَالَا يُعِيْدُ وْنَ الصَّلَاةَ جَمِيْعًا۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ارشاد پر عمل کر کے، اپنی اپنی نمازوں کا اعادہ کر لیا۔ اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے۔

طاؤس اور مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایسے امام کے بارے میں جس نے لوگوں کو بلا وضو نماز پڑھا دی ہو، یہ فرمایا کہ (امام کی نماز کا فساد مقتدیوں کی نماز کے فساد کا سبب بنتا ہے) اس لیے امام اور مقتدی اپنی اپنی نمازوں کا اعادہ کریں (امام طحاوی)

بَابُ مَا عَلَى الْمَأْمُوْمِ مِنَ الْمُتَابَعَةِ وَحُكْمِ الْمَسْبُوْقِ

باب، مقتدی پر امام کی اتباع واجب ہونے اور مسبوق کے حکم کے بیان میں)

۱۵۱۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَادِرُوا الْإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ الْبُخَارِيَّ لَمْ يَذْكُرْ وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّيْنَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ افعال نماز میں امام سے سبقت نہ کرو (بلکہ امام کے ہر فعل کے بعد ہی تم بھی اسی فعل سے ملا ہوا ادا کرو) جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر (اس طرح) کہو[1] اور جب امام سورۂ فاتحہ پڑھے تو مقتدی سنتا رہے) اور جب امام وَلَا الضَّالِّيْنَ۔ پڑھ کر (آمین کہنے کا ارادہ کرے تو (تم مقتدی بھی (امام کی طرح آہستہ سے) آمین کہو، اور جس وقت امام رکوع کرے تو تم بھی امام کے رکوع کے بعد اس کے رکوع سے متصل رکوع کرو، پھر جب امام رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہے مقتدی کو چاہیے کہ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہے (بخاری اور مسلم) مگر بخاری نے وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّيْنَ کے الفاظ کو ذکر نہیں کیا ہے۔

---

[1] کہ امام کے اللہ اکبر کی راء سے مقتدی کے اللہ اکبر کا الف ملا رہے بخلاف اس کے اگر مقتدی امام کی تکبیر تحریمہ سے پہلے خود تکبیر تحریمہ کہہ دے تو مقتدی کی نماز ہی نہ ہوگی۔

[2] تو امام کو چاہیے کہ "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" نہ کہے)

[3] جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" نہ کہے

وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ مَذْهَبُنَا أَنَّ الْمُتَابَعَةَ بِطَرِيقِ الْمُوَاصَلَةِ وَاجِبَةٌ وَالْفَاءُ التَّعْقِيبِيَّةُ تُشِيرُ إِلَيْهِ۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ امام کی اتباع کرنی واجب ہے (امام کے تکبیرات کہنے کے بعد مقتدی تکبیرات اور دوسرے ارکان نماز ادا کرے) کیونکہ فقولوا اور فارکعوا میں جو فاء ہے وہ تعقیبیہ ہے جو اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ امام کے بعد (پہلے نہیں) مقتدی ارکان صلوٰۃ ادا کرے۔

١٥١٢/٢ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي إِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْانْصِرَافِ فَإِنِّي أَرَاكُمْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ختم کی تو ہماری جانب رخ کرکے ارشاد فرمایا! لوگو! میں تمہارا امام ہوں[1]، لہٰذا تم مجھ سے نہ رکوع کرنے میں سبقت کرو اور نہ سجدہ کرنے میں، نہ قیام میں اور نہ سلام پھیرنے میں (اگر سبقت کروگے تو متابعت نہ رہے گی (تم سمجھتے ہوگے کہ) میں سامنے ہی سے دیکھ لیتا ہوں، ایسا نہیں بلکہ میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں، جیسا کہ سامنے سے[2]۔ (مسلم)

١٥١٣/٣ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز میں (مثلاً رکوع یا سجدے سے) امام سے پہلے اپنا سر اُٹھانے والا کیا اس بات سے بے خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو مسخ کرکے گدھے کا سر بنا دے[3] (بخاری و مسلم)

[1] اور امام اسی لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی متابعت کی جائے) [2] اس لیے میں دیکھ لیتا ہوں کہ افعال نماز میں تم میری متابعت کرتے ہو یا مجھ سے سبقت کرتے ہو [3] اس حدیث شریف میں اس طرف اشارہ ہے کہ افعال نماز میں جو امام سے سبقت کرتا ہے وہ حماقت اور بلاوت میں گدھے جیسا ہے کیونکہ امام اس لیے بنایا تھا کہ متابعت کی جائے لیکن متابعت چھوڑ کر امام سے سبقت کرنا امام بنانے کے منشاء کے خلاف ہے، اس لیے یہ گدھے جیسا احمق ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مسخ کا ذکر ہے کہ امام سے سبقت کرنے والے کا سر مسخ ہو کر گدھے کا سر ہو جائے گا۔ واضح رہے کہ یہ مسخ ہونا اس حدیث کے خلاف نہیں ہے جس میں ارشاد ہے کہ اس امت مرحومہ میں مسخ نہیں ہو گا، اس لیے کہ اس حدیث شریف کا منشاء یہ ہے کہ عام مسخ نہ ہوگا۔ یعنے اور امتوں کی طرح یہ تمام امت مسخ میں مبتلا نہ ہو گی، اگر بعضوں کو سزاءً مسخ کر دیا جائے تو اس حدیث شریف کے خلاف نہیں ہے، چنانچہ دمشق کے ایک شخص کا واقعہ ہے کہ وہ اپنا منہ ہمیشہ ڈھانکے رہتا تھا، ایک روز جب اس کا چہرہ نظر آیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کا سر گدھے کا سر ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس نے اس حدیث کو سن کر یہ خیال کیا تھا کہ انسان کا سر گدھے کا سر کیسے ہو سکتا ہے (اور عمداً امام سے پہلے سر اٹھایا تو اس سر کا مسخ ہو کر گدھے کا سر ہو گیا اور اس کو معلوم کروایا گیا کہ مسخ ایسے ہو سکتا ہے "نعوذ باللہ منہ" حدیث شریف سے بے ادبی کرنے، اور حدیث شریف کا انکار کرنے کی یہی سزا ہے دنیا میں، اور آخرت میں جدا عذاب ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حدیث شریف کے انکار سے بچائے آمین (ماخوذ از مرقات) ۱۲

۱۵۱۴ وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ الَّذِیْ یَرْفَعُ رَأْسَهٗ وَیَخْفِضُهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ فَاِنَّمَا نَاصِیَتُهٗ بِیَدِ الشَّیْطَانِ ۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص (مثلاً رکوع اور سجدہ سے) امام سے پہلے اپنے سر کو اٹھاتا ہے اور (ایسا ہی رکوع اور سجدہ میں جانے کے لیے) امام سے پہلے اپنے سر کو جھکاتا ہے تو وہ شیطان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا ہوا ہے [1] اس حدیث کی روایت (امام مالک نے کی ہے۔

۱۵۱۵ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَیْمَنُ فَصَلّٰی صَلٰوةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّیْنَا وَرَاءَهٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا صَلّٰی قَائِمًا فَصَلُّوْا قِیَامًا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار [2] ہوئے گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دایاں پہلو گہرا چھل گیا [3] اس لیے ایک فرض نماز آپ نے بیٹھے ہوئے پڑھائی اور ہم نے بھی آپ کے مقتدی ہو کر بیٹھے ہوئے اس فرض نماز کو ادا کیا، جب آپ سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ

---

[1] کہ شیطان جو چاہتا ہے اس سے کروا رہا ہے، اس لیے وہ افعال نماز میں امام سے سبقت کر کے سنت اور شریعت کی نافرمانی کر رہا ہے۔ [2] کچھ عجیب اتفاق ہوا کہ باوجود شہسوار ہونے کے۔ [3] جس کی وجہ سے آپ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکے۔

حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ۔

ہو کر ارشاد فرمایا،[1] امام اسی لیے بنایا جاتا ہے کہ امام جیسا کرے مقتدی بھی ویسا ہی کریں (یعنی) جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اور جس وقت وہ رکوع کرے تو تم بھی اس کے بعد ہی متصل بلا فصل رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، کہے تو تم رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ، کہو، اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو، اور جب امام (کسی عذر سے) بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

قَالَ الْحُمَیْدِیُّ قَوْلُهٗ اِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا هُوَ فِیْ مَرَضِهِ الْقَدِیْمِ ثُمَّ صَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِیَامٌ لَمْ یَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُوْدِ وَاِنَّمَا یُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَاتَّفَقَ مُسْلِمٌ اِلٰی اَجْمَعُوْنَ وَزَادَ فِیْ رِوَایَةٍ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَیْهِ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا۔

اور امام بخاری اس حدیث کو بیان کر کے لکھتے ہیں کہ ان کے استاد حمیدی نے کہا، وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا، (جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد مرض الموت سے بہت پہلے کا ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرض الموت کا واقعہ اس کا ناسخ ہے، جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیٹھ کر امامت فرمائی اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو کر اقتداء کی اور صحابۂ کرام کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا اس لیے امام کا کسی عذر سے بیٹھ کر امامت کرنا اور مقتدیوں کا بھی بلا عذر بیٹھ کر اقتداء کرنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرض الموت کے واقعہ سے منسوخ ہوگا۔ اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ کسی مسئلہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ابتدائی زمانہ کا فعل ایک ہو اور آخری زمانہ کا فعل دوسرا ہو تو آخری فعل واجب العمل ہوتا ہے، پہلا فعل منسوخ ہوتا ہے۔ اور آخری

[1] صاحبو! تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ امام بنانے کا مقصد کیا ہے!

فعل ناسخ، اس لیے امام کسی عذر سے بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدیوں کو کھڑے ہو کر اقتداء کرنا چاہیئے، یہ بخاری میں مذکور ہے اور مذہب حنفی بھی یہی ہے۔

۱۵۱۶ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامِ ثُمَّ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ اَبُوْ بَكْرٍ حِسَّهٗ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا يَتَاَخَّرَ فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَّسَارِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يُّصَلِّيْ قَائِمًا

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اس مرض سے بیمار ہوئے جس کے سبب سے آپ دنیا سے تشریف لے گئے اور جب آپ کی بیماری بہت بڑھ گئی اور آپ باہر تشریف نہ لے جا سکے تو حسب عادت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر جماعت کے تیار ہونے کی اطلاع دی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہو کہ وہ امام ہو کر لوگوں کو نماز پڑھاتے رہیں (اس اثناء میں ایک نماز کے موقع پر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام بن کر نماز پڑھا رہے تھے کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیماری میں کچھ کمی معلوم ہوئی[1] آپ دو آدمیوں کے کندھوں پر سہارا دے کر جماعت کے لیے باہر تشریف لائے، (ام المومنین فرماتی ہیں کہ اس وقت کا منظر اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (قدم اٹھانے کی قوت نہ ہونے کی وجہ سے) زمین پر اپنے پیر کھینچتے ہوئے تشریف لے جا رہے تھے یہاں تک کہ آپ اسی حالت میں مسجد میں داخل ہوئے، جب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے کی آہٹ محسوس کی اور پیچھے ہٹنے لگے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَاعِدًا يَّقْتَدِيْ اَبُوْ بَكْرٍ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَقْتَدُوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا يُسْمِعُ اَبُوْ بَكْرٍ النَّاسَ التَّكْبِيْرَ۔

---

[1] اور باہر تشریف لانے کی قوت محسوس ہوئی، جماعت کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر اہتمام تھا کہ بیماری میں کچھ کمی معلوم ہوتے کے بعد آپ تنہا نماز پڑھنا مناسب نہیں سمجھے اس لیے مسجد میں تشریف لے آئے)

کہ اپنی جگہ سے پیچھے نہ ہٹیں، اور خود تشریف لے جاکر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے بائیں جانب بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم امام ہوکر عذر کی وجہ سے بیٹھے ہوئے نماز پڑھا رہے تھے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مثل ساری جماعت کے مقتدی ہو کر مکبّر بن کر کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور ساری جماعت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی تکبیر کی آواز پر نماز پڑھ رہی تھی۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکبّر ہونے پر بخاری ومسلم کی یہ دوسری روایت دلالت کرتی ہے جن کے الفاظ یہ ہیں،

ف، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے امامت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منتقل ہوگئی اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سیدھے جانب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تھے جو مقتدی کا مقام ہے اور امامت کے منتقل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے قراءت اسی جگہ سے شروع فرمائی جہاں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے چھوڑی تھی جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں مذکور ہے۔

ف، ید یُسْمِعُ اَبُوْبَکْرٍ النَّاسَ التَّکْبِیْرَ، یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکبیر کی آواز لوگوں کو پہنچا رہے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مکبّر تھے امام نہیں تھے اور خود ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ساری جماعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے اور امامت کا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منتقل ہو جانا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاصہ تھا، اوروں کے لیے ایسے موقع پر یہ ہے کہ جب تک پہلا امام ہٹ کر کہیں اور نہ چلا جائے دوسرا شخص امام نہیں بن سکتا۔ مثلاً اگر امام کو حدث ہو جائے تو وہ وضوء کے لیے چلا جائے گا اور اس جگہ دوسرا شخص امام بن کر نماز پڑھائے گا۔ پہلا امام ہوتے ہوئے دوسرا امام نہیں بن سکتا، دوسری بات اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ کسی عذر سے امام بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے نماز پڑھائے تو جماعت کھڑی ہوئی نماز ادا کرے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا آخری فعل ہونے سے ناسخ ہے اور اسی پر عمل درآمد ہے اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے اور اس سے پہلے کی حدیث میں جو مذکور ہے کہ امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھے تو یہ پہلا فعل ہونے سے منسوخ ہے، جیسا کہ اُوپر کی حدیث میں تفصیل سے ذکر ہو چکا ہے۔) (بخاری ومسلم)

۱۵۱۷ وَعَنْ عَلِیٍّ وَّمُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ

حضرت علی اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں

الصَّلٰوةَ وَالْإِمَامُ عَلٰى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْإِمَامُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔

سے کوئی شخص مسجد کو آئے اور دیکھے کہ جماعت ہو رہی ہے (تو وہ نیّت کر کے کھڑے ہوئے تکبیر تحریمہ ادا کرے) اور امام جس حالت میں ہو اسی حالت میں شریک جماعت ہو جائے اور ویسا ہی کرے جیسا امام کر رہا ہے[1]۔ اس حدیث کی روایت (ترمذی) نے کی ہے)

۱۵۱۸ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ وَنَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوْا وَلَا تَعُدُّوْا شَيْئًا وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ ۔

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز کے لیے مسجد میں آؤ اور دیکھو کہ میں (یا کوئی اور امام) سجدہ میں ہو تو (تم ہمارے قیام میں آنے کا انتظار نہ کر کے) سجدہ میں شریک ہو جاؤ اور سجدہ کے ملنے سے یہ نہ سمجھو کہ رکعت مل گئی ہے، بلکہ رکوع ملنے سے رکعت ملتی ہے۔ (ابوداؤد)

ف:۔ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ"، یعنی جس نے رکوع پالیا تو اس نے رکعت پالی، یہاں رکعۃ کے معنی رکوع کے اس وجہ سے کئے گئے ہیں کہ احادیث شریفہ میں جب لفظ رکعت کے ساتھ سجدہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے رکوع ہی مراد ہوتا ہے چنانچہ اس حدیث شریف میں پہلے سجدہ کا ذکر ہے، اور پھر رکعت کا، اس لیے یہاں رکعۃ سے مراد رکوع ہی ہے نہ کہ پوری رکعت۔

۱۵۱۹ وَعَنْهُ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ السَّجْدَةَ وَمَنْ فَاتَتْهُ قِرَاءَةُ أُمِّ الْقُرْاٰنِ فَقَدْ فَاتَهٗ خَيْرٌ كَثِيْرٌ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص (نیت کرے اور کھڑے ہوئے تکبیر تحریمہ ادا کر کے اس حالت میں رکوع پائے (کہ رکوع میں امام کے ساتھ کم از کم ایک دفعہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" کہنے کا موقع ملا ہو) تو اس

[1] (اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ مسبوق امام کی موافقت کرے خواہ امام قیام میں ہو یا رکوع میں ہو، سجدہ میں ہو یا قعدہ میں اور امام کے قیام کی طرف رجوع کرنے کا انتظار نہ کرے جیسا کہ عوام کیا کرتے ہیں، البتہ رکعت پانے کے لیے امام کے ساتھ رکوع پانا ضروری ہے اور رکوع پانے کی حد یہ ہے کہ امام کے ساتھ کم از کم ایک دفعہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" کہہ لے، اگر امام کے رکوع کرنے کے بعد سجدہ یا قعدہ میں امام کے ساتھ جا ملا ہے تو اس رکعت کا شمار نہیں ہوگا۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

۱۵۲۰/۱۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۵۲۱/۱۱ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مِثْلَ اَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا۔

کو وہ رکعت پوری مل گئی[1] رکوع میں ملنے والے کو گو رکعت تو مل گئی مگر سورۂ فاتحہ کی قرأت نہ ملنے سے وہ خیر کثیر سے محروم رہا[2]۔ (امام مالک)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اخلاص کے ساتھ اللہ ہی کے لیے چالیس دن پانچوں نمازیں جماعت سے اس طرح ادا کی ہوں کہ امام کے تکبیر تحریمہ کہنے کے وقت حاضر تھا اور اس نے امام کی تکبیر تحریمہ کے بعد ہی تکبیر تحریمہ ادا کی ہو تو اس کے لیے دو طرح کی نجات لکھ دی جاتی ہے، ایک نجات دوزخ سے مل جاتی ہے کہ وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا اور دوسری نجات نفاق سے مل جاتی ہے[3]۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سنن اور مستحبات کی پابندی کے ساتھ حضور دل سے) اچھی طرح وضو کرے اور جماعت کے ارادے سے مسجد کو جائے وہاں جا کر کیا دیکھتا ہے کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں[4]

---

[1] اگر وہ شروع سے امام کے ساتھ شریک رہتا تو امام کے سورۂ فاتحہ کی قرأت کرنے سے اس کی طرف سے بھی سورۂ فاتحہ کی قرأت ادا ہو جاتی اور اس کو خیر کثیر حاصل ہو جاتا)

[2] (اس لیے کوشش کرکے شروع سے امام کے ساتھ شریک رہے تاکہ سورۂ فاتحہ ملنے سے اس کو خیر کثیر حاصل ہو جائے)

[3] کہ دنیا منافقوں کے اعمال مثلاً جھوٹ بولنے، وعدہ خلاف کرنے اور نماز کو سستی اور ریاء سے ادا کرنے سے بچا رہے گا اور اہل اخلاص کے اعمال کی اس کو توفیق دی جائے گی اور آخرت میں منافقین کے لیے جو عذاب خاص ہے اس سے بھی بچا لیا جائے گا۔

[4] اس کو جماعت نہ ملنے سے بڑی حسرت ہوئی، چونکہ وہ جماعت کی نیت سے نکلا تھا اور اتفاق سے اس کو جماعت نہیں ملی اس لیے۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ)

اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی (اس کی نیت اور پچھتاوے کی وجہ سے) جماعت میں حاضر ہونے والوں اور جماعت سے نماز پڑھنے والوں کے برابر ثواب عطا فرماتے ہیں[1]۔

(ابو داؤد، نسائی)

۱۵۲۲ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ن الْخُدْرِیِّ قَالَ
۱۲ جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا رَجُلٌ یَتَصَدَّقُ عَلٰی ھٰذَا فَیُصَلِّیْ مَعَہٗ فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلّٰی مَعَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَی الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْاَوْسَطِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب (مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے) ایسے وقت حاضر ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (جماعت سے) نماز پڑھ چکے تھے[2] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (چونکہ ان کو جماعت نہیں ملی ہے اس لیے) کوئی صاحب ان پر احسان کر کے ان کے ساتھ صورۃً جماعت بنا کر نماز ادا کریں[3] یہ سن کر ایک صحابی کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ جماعت بنا کر نماز ادا کی۔

(ترمذی و ابو داؤد)

بعض لوگ جماعت ثانیہ کو رد المحتار کے حوالے سے مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں جب کہ جماعت ثانیہ مسجد میں مکروہ تحریمی نہیں۔ اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی سے جماعت ثانیہ کے متعلق ایک سوال پوچھا گیا کہ بعض لوگ جماعت ثانیہ کی ممانعت پر تشدد برتتے ہیں، اس کے جواب میں فاضل بریلوی، امام اہلسنت نے فتاوی رضویہ (جلد سوم صفحہ ۲۲۰، مطبوعہ دیپا سرائے سنبھل مراد آباد) میں اقوال فقہاء کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ مسجد میں جماعت ثانیہ بلا کراہت جائز ہے، آپ فرماتے ہیں۔

(۱) مسجد اگر شارع عام یا بازار کی ہے جس کے لیے اہل معین نہیں، جب تو بالاجماع اس میں تکرار جماعت باذان جدید وتکبیر جدید جائز، بلکہ یہی شرعاً مطلوب ہے کہ نوبت بہ نوبت جو لوگ آئیں، نئی اذان واقامت سے جماعت

---

[1] اس کو جماعت کا جو اجر و ثواب دیا گیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدر دانی ہے اس کو اجر دینے سے جو جماعت سے نماز پڑھ چکے ہیں، ان کے اجر و ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔

[2] جو لوگ جماعت کے پابند ہوتے ہیں ان کو جماعت نہ ملنے کا بہت رنج ہوتا ہے، یہ محسوس فرما کر جماعت ہونے کے بعد آنے والے صحابی کی تسلی کے لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا!

[3] اس سے جماعت نہ ملنے والے کو جماعت کا جو ثواب ملے گا گو وہ پہلی جماعت کا ثواب تو نہ ہوگا مگر پھر بھی کچھ اجر ملے گا، جو شخص شریک ہو کر ان کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے، سمجھا جائے گا کہ یہ شخص اس پر ثواب خیرات کر رہا ہے۔

کرتے جائیں۔

(۲) اور اگر مسجدِ محلہ ہے تو اگر اس کے غیر اہل جماعت کر گئے ہیں تو اہل محلہ کو تکرار جماعت بلا شبہ جائز۔

(۳) یا اوّل اہل ہی نے جماعت کی مگر بے اذان پڑھ گئے (۴) یا آذان آہستہ دی تو ان کے بعد آنے والے باذان جدید بروجہ سنت اعادۂ جماعت کریں۔ (۵) یا اگر امام میں کسی نقص قرأت وغیرہ یا فسق یا مخالفت مذہب کے باعث جماعت اولیٰ فاسد، یا مطلقاً مکروہ، یا باقی ماندہ لوگوں کے حق میں غیر اکمل واقع ہوئی جب بھی انہیں اعادہ جماعت سے مانع نہیں، یہ سب صورتیں تو قطعی یقینی ہیں۔

اب رہی ایک صورت کہ مسجد مسجدِ محلہ ہے اور اس کے اہل بروجہ مسنون اذان دے کر امام نظیف موافق المذہب کے پیچھے جماعت کر چکے، اب غیر لوگ یا اہل محلہ ہی سے جو باقی رہ گئے تھے، آئے، انہیں بھی اس مسجد میں جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں، یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، ظاہر الروایہ سے حکم کراہت نقل کیا گیا ہے۔ علامہ محقق اجل مولیٰ خسرو نے درر وغرر اور مدقق اکمل علامہ محمد بن علی دمشقی حصکفی نے خزائن الاسرار میں فرمایا کہ اس کراہت کا محل صرف اس صورت میں ہے جب یہ لوگ باذان جدید جماعت ثانیہ کریں ورنہ بالا جماع مکروہ نہیں، اور اسی طرف در مختار میں اشارہ فرمایا، اور ایسے ہی منبع وغیرہ میں تصریح کی اور قول محقق منقح یہ ہے کہ اگر یہ لوگ اذان جدید کے ساتھ اعادۂ جماعت کریں تو مکروہ تحریمی، ورنہ اگر محراب نہ بدلیں تو مکروہ تنزیہی ہے، ورنہ اصلاً کسی طرح کی نہیں، یہی صحیح ہے اور یہی ماخوذ للفتوی، در مختار میں ہے۔

یکرہ تکرار الجماعۃ باذان واقامۃ فی مسجد محلۃ لا فی مسجد طریق او مسجد لا امام لہ ولا مؤذن۔

کہ مسجد محلہ میں اذان اور اقامت کے ساتھ جماعت کا تکرار مکروہ ہے، یہ کراہت راستے کی مسجد یا ایسی مسجد میں امام اور مؤذن نہ ہو، سکے لیے نہیں ہے۔

رد المحتار میں ہے۔

عبارتہ فی الخزائن اجمع مما ھنا ونصھا یکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلۃ باذان واقامۃ الا اذا صلی بھما فیہ اولا غیر اھلہ لکن بمخافتۃ ولو کرر اھلہ بدونھا او کان مسجد طریق جاز اجماعا کما فی مسجد لیس لہ امام ولا مؤذن ویصلی الناس فیہ فوجا فوجا فان الافضل ان یصلی کل فریق باذان واقامۃ علیحدۃ کما فی امالی قاضیخان ونحوہ فی الدرر۔

خزائن الاسرار میں عبارت جس پر اجماع اور نص ہے کہ محلہ کی مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ جماعت ثانیہ مکروہ ہے۔ مگر جب اذان واقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو یا کسی اہل (امام وغیرہ) نے نماز نہ پڑھائی ہو تو اس صورت میں جماعت ثانیہ مکروہ نہیں ہے۔

اور جماعت کا تکرار اس کے اہل نے کیا۔

یا وہ مسجد طریق ہے تو سب کے نزدیک جماعت ثانیہ جائز ہے جیسے وہ مسجد جس کا نہ کوئی امام ہے

والمراد بمسجد المحلۃ ما لہ امام وجماعۃ معلومون کما فی الدرر وغیرھا

قال فی المنبع والتقیید بالمسجد المختص بالمحلۃ احتراز من الشارع، وبالاذان الثانی احتراز مما اذا اصلی فی مسجد المحلۃ جماعۃ بغیر

اور نہ مؤذن اور لوگ جماعت در جماعت اس میں نماز پڑھتے ہیں تو اس میں افضل ہے کہ ہر جماعت اپنی علیحدہ اذان واقامت کہہ کر جماعت کرائے جیسا کہ یہ مسئلہ امالی قاضیخان میں ہے اور اسی طرح درر میں ہے۔ مسجد محلہ سے مراد یہ ہے کہ جس کا کوئی امام مقرر ہو اور وہاں معین وقت پر نماز باجماعت بھی ہوتی ہو جیسا کہ درر وغیرہ میں ہے۔

منبع میں کہا کہ مسجد کی قید یہ مختص ہے مسجد محلہ کے ساتھ، راستے کی مسجد اس میں داخل نہیں ہے اور اذان ثانی کی قید محلہ کی مسجد اس صورت میں ہے کہ جب پہلی جماعت بغیر اذان کے ہوئی ہو (اگر محلہ کی مسجد میں پہلی جماعت اذان واقامت کے ساتھ ہوئی ہے تو دوسری جماعت بغیر اذان واقامت کے ہو اور امامت کی جگہ بدل کر ہو تو درست ہے)

اذان حیث یباح اجماعا اھ ثم قال اعنی الشامی بعد ما نقل الدلیل علی الکراھۃ مقتضی ھذا الاستدلال لاکراھۃ التکرار فی مسجد المحلۃ و لو بدون اذان ویوید ہ ما فی الظھیریۃ لو دخل جماعۃ المسجد بعد ما صلی فیہ اھلہ یصلون وحدانا وھو ظاھر الروایۃ اھ وھذا مخالف لحکایۃ الاجماع المارۃ الخ وقال قبل ھذا فی باب الاذان بعد نقل عبارۃ الظھیریۃ وفی اخر شرح المنیۃ وعن ابی حنیفۃ لو کانت الجماعۃ اکثر من ثلثہ یکرہ التکرار والا فلا۔

وعن ابی یوسف اذا لم تکن علی الھیاۃ الاولی لاتکرہ والا تکرہ وھو الصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الھیاۃ کذا فی البزازیۃ اھ وفی التاتر خانیۃ عن الولوا لجیۃ۔

علامہ شامی نے کراہت جماعت ثانیہ پر دلیل نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس استدلال کا مقتضیٰ یہ ہے کہ محلہ کی مسجد میں تکرار جماعت مکروہ نہ ہو اور اگرچہ جماعت بغیر اذان کے ہوئی ہو۔ اس کی تائید فتاویٰ ظہیریہ سے بھی ہوتی ہے کہ اگر کوئی جماعت مسجد میں اس وقت داخل ہوں جب کہ اہل محلہ نے نماز باجماعت ادا کر لی ہے تو وہ سب کے سب ظاہر الروایۃ کے مطابق اکیلے اکیلے نماز ادا کریں اور یہ بات گذشتہ اجماعی مسئلہ کے خلاف ہے

امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ اگر جماعت میں تین افراد سے زیادہ ہوں تو جماعت کا تکرار مکروہ ہے اور اگر تین سے زیادہ نہ ہوں تو پھر مکروہ نہیں ہے۔

امام ابو یوسف سے ہے کہ اگر جماعت ثانیہ جماعت اولیٰ کی ہیئات پر نہ ہو تو پھر جماعت ثانیہ مکروہ نہیں ہے اور اگر جماعت کی ہیئات وشکل پر جماعت ثانیہ ہو تو پھر مکروہ ہے اور یہی ہے اور جماعت ثانیہ میں محراب کا تبدیل کر لینا

صیئات اولی سے عدول ہے۔ فتاوی بزازیہ میں اسی طرح ہے۔

بالجملہ، جماعت ثانیہ جس طرح عامہ بلاد میں رائج و معمول در ر، ومنیہ، وخزائن شروح معتمدہ کے طور پر تو بالاجماع اور عند التحقیق قول صحیح اور مفتی بہ پر بلا کراہت جائز ہے کہ دوسری جماعت والے تجدید اذان نہیں کرتے اور محراب سے ہٹ کر ہی کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ہم پر لازم کہ آئمہ فتویٰ جس امر کی ترجیح و تصحیح فرما گئے اس کا اتباع کریں، در مختار میں ہے درا ما نحن فعلیتا اتباع ما رجحوہ وما صححوہ کما لو افتونا فی حیاتھم پھر خلاف مذہب. صحیح اختیار کر کے اسے ناجائز و ممنوع بتانا اور اس کے سبب لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو گنہگار ٹھہرانا محض بیجا ہے۔

اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پھر کہتا ہوں، حال زمانہ کی رعایت اور مصلحت وقت کا لحاظ بھی مفتی پر واجب ہے۔ علماء فرماتے ہیں مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اَھْلَ زَمَانِہٖ فَھُوَ جَاھِلٌ۔ جو شخص اہل زمانہ کو نہیں جانتا وہ جاہل ہے،، اب دیکھیے نہ کہ جماعت ثانیہ کی بندش میں کوشش وکاوش ہے، یہ تو نرا کہ عوام جماعت اولیٰ کا التزام تام کر لینے، رہا وہی کہ کچھ آئے اور کچھ نہ آئے، ہاں! یہ ہوا کہ آٹھ آٹھ، دس دس جورہ جاتے ایک مسجد میں، ایک وقت میں اکیلے اکیلے نماز پڑھ کر ناحق روافض سے مشابہت پاتے ہیں۔ حضرات مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں ایسی مشابہت پیدا ہوتا تو در کنار خود جماعت کی برکات عالیہ ظاہر یہ و باطنیہ سے محروم رہنا ایک سخت تازیانہ تھا جس کے ڈر سے عوام خواہی نخواہی جماعت اولیٰ کی کوشش کرتے، اب وہ خود بالائے طاق اور اہتمام التزام معلوم، جماعت کی جو قدر ے وقعت لگا ہوں میں ہے سے کہ اگر تنہا رہ گئے اور تنہا پڑھی، ایک طرح کی خجالت و ندامت ہوتی ہے۔ جب بفتوی مفتیان یہی انداز رہے اور گروہ کے گروہ اکیلے، اکیلے پڑھ لیا کریں، تو ایک ترمرگ انبوہ جشنے دارد، دوسرے شدہ شدہ عادت پڑ جاتی ہے چند روز میں یہ رہی سہی وقعت بھی نظر سے گر جائے اور اس کے ساتھ ہی سستی و کاہلی اپنی نہایت پر آئے گی۔

اب تو یہ خیال بھی ہوتا ہے کہ خیر، اگر پہلی جماعت فوت ہوئی ایسی دیر نہ کیجیے کہ اکیلے ہی رہ جائیں اور تنہا پڑھ کر محرومی وندامت کا صدمہ اٹھائیں، جب یہ ہوگا کہ جماعت تو آخر ہو چکی، اوّل ہو چکی، اب جماعت تو ملنے سے رہی، اپنی اکیلی نماز ہے۔ جب جی میں آیا پڑھ لیں گے، یا پھر مسجد کی بھی کیا حاجت ہے، لاؤ گھر ہی میں سہی یا ھذا۔ آئمہ رحمہم اللہ تبارک وتعالیٰ کچھ سوچ سمجھ کر ترجیح و تصحیح فرمایا کرتے ہیں۔ مَنْ و تو سے ان ان کے علوم وسیعہ، اور عقول رفیعہ لاکھوں درجے بلند و بالا ہیں۔ روایت و درایت، ومصالح شریعت و زمانہ وحالت کو جیسا وہ جانتے ہیں دوسرا کیا جانے۔ پھر ان کے حضور دخل در معقولات کیسا، فاللہ الھادی وولی الایادی۔ اس مسئلہ میں کلام طویل ہے اور عبد ذلیل پر فیض مولانا جلیل۔

تنبیہ:۔ یہ ان کے لیے ہے جو اتفاقاً کسی عذر کے باعث حاضری جماعت اولیٰ سے محروم رہے، نہ یہ کہ جماعت ثانیہ کے بھروسہ پر، قصداً بلا عذرِ مقبولِ شرعی جماعت اولیٰ ترک کریں، یہ بلاشبہ ناجائز ہے

جماعت ثانیہ کے ثبوت اور وضاحت میں فاضل بریلوی نے رسالہ اَلْقُطُوْفُ الدَّانِیَۃُ لِمَنْ اَحْسَنَ الْجَمَاعَۃَ الثَّانِیَۃَ بھی تصنیف فرمایا ہے۔

۱۵۲۳
۱۳ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ مِنْ نَوَاحِی الْمَدِیْنَۃِ یُرِیْدُ الصَّلٰوۃَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا فَمَالَ اِلٰی مَنْزِلِہٖ فَجَمَعَ اَھْلَہٗ فَصَلّٰی بِھِمْ

وَقَالَ الْھَیْثَمِیُّ رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کے اطراف میں کسی مقام پر تشریف لے گئے (وہاں سے واپس ہونے میں دیر ہوگئی) نماز کے لیے جب آپ اپنی مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ جماعت ہو چکی ہے تو آپ اپنے گھر تشریف لے گئے اور گھر والوں کو جمع کر کے ان کے ساتھ (با جماعت) نماز ادا فرمائی اس کی روایت طبرانی نے کبیر اور اوسط میں کی ہے اور ہیثمی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

۱۵۲۴
۱۴ وَعَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ التَّابِعِیِّ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا فَاتَتْہُ الْجَمَاعَۃُ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِہٖ ذَھَبَ اِلٰی مَسْجِدٍ اٰخَرَ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا وَمَا وَرَدَ مِنْ قَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ یَتَصَدَّقُ لَا یَدُلُّ عَلٰی جَوَازِ التَّکْرَارِ الْمُتَکَلَّمِ فِیْہِ وَھُوَ اِقْتِدَاءُ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُفْتَرِضِ اِذِ الثَّابِتُ بِہٖ اِقْتِدَاءُ الْمُتَنَفِّلِ بِالْمُفْتَرِضِ وَلَا یُحْکَمُ بِکَرَاھَتِہٖ بَلْ وَرَدَ فِیْ جَوَازِہٖ حَدِیْثٌ اٰخَرُ مِنْ قَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا صَلَّیْتُمَا فِیْ رِحَالِکُمَا ثُمَّ اَتَیْتُمَا صَلٰوۃَ قَوْمٍ فَصَلِّیَا مَعَھُمْ وَاجْعَلَا صَلٰوتَکُمَا مَعَھُمْ سُبْحَۃً کَمَا ھُوَ ظَاھِرٌ وَمَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا

حضرت اسود بن یزید تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کی گئی ہے کہ جب کبھی ان کو اپنے محلہ کی مسجد میں جماعت نہیں ملتی تو وہ دوسرے محلہ کی مسجد میں (جماعت حاصل کرنے کے لیے) جایا کرتے تھے[1] (ابن ابی شیبہ) بخاری نے بھی اس کی روایت تعلیقاً کی ہے۔

[1] مگر اپنے محلہ کی مسجد میں جماعت اولیٰ کے لیے جانا واجب ہے اور دوسرے محلہ کی مسجد میں جماعت اولیٰ حاصل کرنے کے لیے جانا مستحب ہے، یہ بدائع میں مذکور ہے۔

بَابُ مَنْ صَلّٰی صَلَاةً مَرَّتَيْنِ

۱۵۲۵ عَنْ سُلَيْمٍ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ اَنَّهٗ[1] اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ يَاْتِيْنَا[2] بَعْدَمَا نَنَامُ وَنَكُوْنُ فِيْ اَعْمَالِنَا بِالنَّهَارِ فَيُنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَنَخْرُجُ اِلَيْهِ فَيُطَوِّلُ عَلَيْنَا فَقَالَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَامُعَاذُ لَاتَكُنْ فَتَّانًا اِمَّا اَنْ تُصَلِّيَ مَعِيَ وَاِمَّا اَنْ تُخَفِّفَ عَلٰى قَوْمِكَ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّحَاوِيُّ)

وَقَالَ الْاِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ فَشَرَعَ لَهٗ اَحَدَ الْاَمْرَيْنِ الصَّلَاةَ مَعَهٗ وَلَا يُصَلِّيْ بِقَوْمِهٖ اَوِالصَّلٰوةَ بِقَوْمِهٖ عَلٰى وَجْهِ التَّخْفِيْفِ وَلَا يُصَلِّيْ مَعَهٗ هٰذَا حَقِيْقَةُ اللَّفْظِ اَفَادَ مَنْعَهٗ مِنَ الْاِمَامَةِ اِذَا صَلّٰى مَعَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَمْنَعُ اِمَامَتَهٗ بِالْاِتِّفَاقِ فَعَلِمَ اَنَّهٗ مِنَ الْفَرْضِ اِنْتَهٰى۔

باب ایک نماز کو دو دفعہ پڑھنے والے کے بیان میں ہے

بنی سلمہ کے ایک صاحب جن کا نام سلیم تھا ان سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) معاذ بن جبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (آپ کے ساتھ مقتدی بن کر عشاء کے فرض پڑھ کر) ہمارے سو جانے کے بعد (ہم کو عشاء کی نماز پڑھانے کے لیے) آیا کرتے ہیں اور ہم دن بھر کے کاروبار سے تھکے ہوئے ہوتے ہیں، جب وہ اذان دیتے تو ہم نماز کے لیے (اپنے گھروں سے) نکل آتے ہیں، معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) طویل قراءت سے نماز پڑھایا کرتے ہیں (اس وقت یہ بھی ظاہر ہوا کہ نفل کی نیت سے امام ہوا کرتے ہیں) تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! تم طویل قرأت پڑھ کر لوگوں کو فتنہ میں مت ڈالو میرے ساتھ فرض کی نیت سے نماز پڑھو تو قوم کو پھر دوبارہ نہ پڑھاؤ،

اس کی روایت امام احمد اور امام طحاوی نے کی ہے۔

---

[1] جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نفل کی نیت سے امامت کرتے تھے اور ساری جماعت فرض کی نیت سے اقتداء کرتی تھی) (اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دی گئی تھی) جب معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی یہ شکایت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوئی تو آپ نے انہیں ایسی جماعت کرانے سے منع

[2] اب تک تم نے نفل کی نیت سے جو امامت کی ہے آئندہ کے لیے اس کو منسوخ سمجھو، دو میں سے کوئی ایک کام کرو۔

[3] اگر قوم کو نماز پڑھاتے ہوئے ہو تو اپنی نماز میرے ساتھ نہ پڑھو اور قوم کو طویل قرأت سے نماز نہ پڑھاؤ

وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ وَبِهٖ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَ
الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ وَالنَّخْعِيُّ
وَاَبُوْقِلَابَةَ وَيَحْيٰى بْنُ سَعِيْدِنِ الْاَنْصَارِيُّ وَ
مُجَاهِدٌ وَطَاؤُسٌ وَاَجَابَ الطَّحَاوِيُّ عَنْ
حَدِيْثِ مُعَاذِنِ الَّذِيْ يَدُلُّ عَلٰى صِحَّةِ اِقْتِدَاءِ
الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ بِاَنَّهٗ مَنْسُوْخٌ وَيُسْتَدَلُّ
عَلٰى ذٰلِكَ بِوَجْهٍ حَسَنٍ وَّ ذٰلِكَ اَنَّ اِسْلَامَ
مُعَاذٍ مُتَقَدِّمٌ وَقَدْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ سِنِيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ صَلٰوةَ
الْخَوْفِ غَيْرَ مَرَّةٍ مِّنْ وَجْهٍ وَقَعَ فِيْهِ
مُخَالَفَةٌ ظَاهِرَةٌ بِالْاَفْعَالِ الْمُنَاقِضَةِ
لِلصَّلٰوةِ فَيُقَالُ لَوْجَازَتْ صَلٰوةُ الْمُفْتَرِضِ
خَلْفَ الْمُتَنَفِّلِ لَاَمْكَنَ اِيْقَاعُ الصَّلٰوةِ
مَرَّتَيْنِ عَلٰى وَجْهٍ لَا تَقَعُ فِيْهَا الْمُنَافَاةُ وَ
الْمُفْسِدَاتُ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ الْحَالَةِ وَحَيْثُ
صَلَّيْتُ عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ مَعَ اِمْكَانِ دَفْعِ
الْمُفْسِدَاتِ عَلٰى تَقْدِيْرِ جَوَازِ اِقْتِدَاءِ الْمُفْتَرِضِ
بِالْمُتَنَفِّلِ دَلَّ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ كَذَا فِيْ
عُمْدَةِ الْقَارِيْ ۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ امام کا نفل کی نیت سے قوم کی امامت کرنا اور قوم کا فرض کی نیت سے اقتداء کرنا ہمیشہ کے لیے ناجائز قرار پایا، فرض پڑھنے والے مقتدیوں کا نفل کی نیت سے امام بننا جائز نہ ہونے پر ایک اور دلیل "صلاۃ خوف" ہے جس کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد کئی بار ادا فرمایا ہے۔ پہلے "صلاۃ خوف" کو سمجھئے صلاۃ خوف یہ ہے کہ جب کسی دشمن کا سامنا ہو، اور دشمن کے خوف سے سب لوگ مل کر جماعت سے بیک وقت نماز نہ پڑھ سکتے ہوں! مثلاً نفر نماز ہو رہی ہو تو مسلمانوں کے دو حصے کر دیئے جائیں، ایک حصہ دشمن کے مقابلہ میں رہے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ نماز شروع کر دے، جب امام ایک رکعت ختم کر کے دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے لگے تو پہلا حصہ دشمن کے مقابلہ کے لیے چلا جائے، اور دوسرا حصہ جو دشمن کے مقابل تھا وہاں سے آکر امام کے ساتھ امام کی بقیہ نماز میں شریک ہو جائے اور جب امام ختم نماز پر سلام پھیر دے تو یہ دوسرا حصہ سلام پھیرے بغیر دشمن کے مقابلہ کے لیے چلا جائے اور

پہلا حصہ جو دشمن کے مقابلہ کو گیا تھا پھر واپس ہو کر اپنی بقیہ نماز لاحق کی طرح بغیر قرأت کے تکمیل کرلے، پھر یہ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور دوسرا حصہ واپس ہو کر اپنی نماز قرأت کے ساتھ مسبوق کی طرح تکمیل کرلے اور سلام پھیر دے۔

صلاۃ خوف کو سمجھنے کے بعد حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احوال جو صلاۃ خوف میں ہوئے ہیں ان پر غور کیجئے۔ کہ آپ نے اکثر غزوات میں جو ہجرت کے بعد ہوئے ہیں، مذکورہ صلاۃ خوف کے طریقہ پر نماز ادا فرمائی ہے، اگر امام نفل کی نیت سے فرض نماز پڑھنے والوں کی امامت کرسکتا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نصف فوج کو فرض کی نیت سے پوری نماز پڑھا دیتے اور باقی نصف فوج کو دوبارہ نفل کی نیت سے فرض پڑھاتے اور مقتدی فرض کی نیت سے اقتداء کرتے، اس صورت میں نماز کے منافی کوئی حرکت کرنے کی ضرورت نہ پڑتی، ایسا نہ کرکے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرض کی نیت سے آدھی فوج کو ایک رکعت اور بقیہ نصف کو جو ایک ایک رکعت پڑھائی، جس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ امام نفل کی نیت سے فرض پڑھنے والوں کی امامت نہیں کرسکتا ہے۔ اور یہی مذہب حنفی ہے اور اسی کے قائل امام زہری، حضرت حسن بصری، حضرت سعید بن المسیب، امام نخعی، حضرت ابو قلابہ، حضرت یحییٰ بن سعید انصاری، حضرت مجاہد اور حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں۔

صلاۃ خوف کے واقعات جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے، ہجرت کے بعد آخری زمانہ کے ہیں اور معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت پہلے اسلام قبول فرمایا تھا۔ اور ابتداء زمانہ میں ایک ہی نماز کو ایک مرتبہ فرض کی نیت سے ادا کرکے پھر دوبارہ اسی نماز کو نفل کی نیت سے پڑھاتے اور اقتداء کرنے والے فرض کی نیت سے اقتداء کرتے تھے، چونکہ صلاۃ خوف کے واقعات آخری زمانہ کے ہیں اور حضرت معاذ کا واقعہ ابتدائی زمانہ کا ہے۔ اس لیے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نفل کی نیت سے قوم کو فرض نماز پڑھانے کا منسوخ ہونا صلاۃ خوف سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ (طحاوی، عمدۃ القاری اور ابن ہمام) ۱۲

۱۵۲۶ وَعَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَجُلَیْنِ صَلَّیَا الظُّهْرَ فِیْ بُیُوْتِهِمَا عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا یَرَیَانِ اَنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ اَتَیَا الْمَسْجِدَ وَهُمَا یَرَیَانِ اَنَّ الصَّلٰوۃَ لَا تَحِلُّ لَهُمَا فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُمَا فَاَرْسَلَ اِلَیْهِمَا فَجِیْئَ بِهِمَا وَفَرَائِصُهُمَا تُرْعَدُ مَخَافَةً اَنْ یَّكُوْنَ قَدْ حَدَثَ فِیْ اَمْرِهِمَا شَیْءٌ فَسَاَلَهُمَا فَاَخْبَرَاهُ الْخَبَرَ فَقَالَ اِذَا فَعَلْتُمَا ذٰلِكَ

حضرت اسود بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں (ایک دن کا واقعہ ہے کہ) دو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ظہر کی نماز اپنے اپنے گھر میں اس خیال سے پڑھ لیتے تھے کہ (مسجد میں) لوگ (جماعت سے نماز) پڑھ چکے ہوں گے، پھر یہ دونوں جب مسجد کو آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھا رہے ہیں ان دونوں نے اپنے خیال میں سمجھا کہ ایک دفعہ تنہا نماز پڑھ لینے کے بعد دوبارہ ان کی

فَصَلَّيَا مَعَ النَّاسِ وَاجْعَلَا الْأُوْلٰى هِيَ
الْفَرِيْضَةَ رَوَاهُ إِمَامُنَا أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَ
فِيْ رِوَايَةِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلُوا الْأُوْلٰى فَرِيْضَةً
وَهٰذِهِ نَافِلَةً وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبَيْهَقِيِّ إِذَا
صَلَّيْتُمَا فِيْ رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَتَيْتُمَا الْإِمَامَ
فَصَلِّيَا مَعَهُ فَتَكُوْنَ لَكُمَا نَافِلَةً وَالَّتِيْ
فِيْ رِحَالِكُمَا فَرِيْضَةً وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ
وَأَبِيْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمَا
أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا
كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِيْ رِحَالِنَا قَالَ فَلَا
تَفْعَلَا إِذَا صَلَّيْتُمَا فِيْ رِحَالِكُمَا ثُمَّ
أَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ
فَإِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ۔

نماز کو جماعت سے پڑھنا جائز نہیں ہے، اسی لیے یہ دونوں ایک طرف مسجد میں (نماز میں شریک ہوئے بغیر ہی) بیٹھ گئے، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ان دونوں کو دیکھا کہ (جماعت میں شریک ہوئے بغیر علیحدہ) بیٹھے ہوئے ہیں، اس لیے آپ نے کسی کو بھیجا کہ ان دونوں کو بلائے، وہ دونوں جب خدمت اقدس میں حاضر کئے گئے تو ان دونوں کی حالت یہ تھی کہ وہ خوف وہیبت سے کانپ رہے تھے کہ کہیں ان کے بارے میں کوئی نیا حکم تو نہیں نازل ہوا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے دریافت فرمایا کہ جماعت میں شریک نہ ہو کر علیحدہ بیٹھنے کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے اپنا سارا قصہ کہہ سنایا[1]، حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: سنو! جب تم نے (فرض کی نیت سے) تنہا نماز پڑھ لی ہو اور پھر جماعت میں شریک ہونے کا موقع آئے تو دوبارہ جماعت میں شریک ہو جایا کرو اور پہلے جو نماز پڑھ چکے ہو اس کو ہی فرض سمجھو اور جماعت سے جو نماز پڑھی جائے گی اس کو نفل خیال کرو، اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کی ہے اور بیہقی، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ اور شرح زرقانی میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ فجر عصر اور مغرب اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، اس لیے ان نمازوں کو ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد پھر دوبارہ جماعت سے نہیں پڑھنا چاہیئے۔

۱۵۲۷/۳ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ مِحْجَنٍ عَنْ أَبِيْهِ

حضرت بسر بن محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد

لہ اور ظاہر کیا کہ چونکہ ہم گھروں سے نماز پڑھ کر آئے تھے اس لیے پھر دوبارہ جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھنے کو ناجائز سمجھتے تھے حضور! ہم اسی وجہ سے علیحدہ بیٹھے ہوئے تھے۔

اَنَّهٗ كَانَ فِيْ مَجْلِسٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُذِّنَ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ اَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَقَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِيْ اَهْلِيْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جِئْتَ الْمَسْجِدَ وَكُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَاِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ

(رَوَاهُ مَالِكٌ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت محجن (ایک دفعہ) مسجد کے کسی حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے (اذان تو ہو چکی تھی اور جب) اقامت کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اٹھے، نماز ادا فرمائی اور (نماز سے پہلے) مسجد میں جس جگہ بیٹھے تھے، وہیں تشریف لائے (حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا دیکھتے کہ محجن (جماعت میں شریک ہوئے بغیر ہی وہیں بیٹھے ہوئے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیوں محجن ! مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے تم کو کونسی چیز مانع ہوئی! کیا تم مسلمان نہیں ہو! محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے عرض کیا، حضور ! میں مسلمان ہوں، نماز میں شریک نہ ہونے کی یہ وجہ نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے جماعت میں شریک نہیں ہوا کہ میں اپنے اہل وعیال میں (تنہا) نماز پڑھ کر آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سنو محجن ! جب تم تنہا نماز پڑھ کر مسجد میں آؤ اور دیکھو کہ اقامت ہو رہی ہے تو مسلمانوں کے ساتھ (نفل کی نیت) سے نماز میں شریک ہو جایا کرو اگرچہ تم وہی نماز فرض کی نیت سے پڑھ چکے ہو۔

(امام مالک و نسائی)

ف واضح ہو کہ یہ حدیث اور اس کے بعد کی چند حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تنہا نماز پڑھنے کے بعد مسجد میں جماعت مل جانے سے پانچوں نمازوں کو نفل کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ یہ حکم صرف ظہر اور عشاء سے متعلق ہے، رہا فجر، عصر اور مغرب کو ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد پھر دوبارہ نہ پڑھنے کی حدیثیں دار قطنی، امام مالک اور عبدالرزاق سے آگے آرہی ہیں جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔ ۱۲

۱۵۲۸ وَعَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ يُصَلِّيْ اَحَدُنَا فِيْ مَنْزِلِهِ الصَّلٰوةَ ثُمَّ يَاْتِي الْمَسْجِدَ

قبیلہ اسد بن خزیمہ کے ایک صاحب سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص اپنے مکان میں

وَتُقَامُ الصَّلٰوۃُ فَاُصَلِّیْ مَعَھُمْ فَاَجِدُ فِیْ نَفْسِیْ شَیْئًا مِّنْ ذٰلِکَ فَقَالَ اَبُوْ اَیُّوْبَ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَذٰلِکَ لَہٗ سَھْمُ جَمْعٍ ۔

(رَوَاہُ مَالِکٌ وَاَبُوْدَاؤدَ)

تنہا نماز پڑھ لے پھر وہ مسجد میں آئے اور دیکھے کہ نماز کے لیے اقامت ہو رہی ہے، تو کیا وہ ایسی صورت میں جماعت کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے! مجھے تو اس میں شک ہے (کیا جو صورت بیان کی گئی ہے وہ صحیح ہے!) تو ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا (شک کی ضرورت نہیں) ہم نے اس مسئلہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تحقیق کر لی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسے شخص کو بھی جماعت کا پورا ثواب ملتا ہے؎ اس کی روایت امام مالک اور ابو داؤد نے کی ہے۔

۱۵۲۹ وَعَنْ سُلَیْمَانَ مَوْلٰی مَیْمُوْنَۃَ قَالَ اَتَیْنَا ابْنَ عُمَرَ عَلَی الْبَلَاطِ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ فَقُلْتُ اَلَا تُصَلِّیْ مَعَھُمْ قَالَ قَدْ صَلَّیْتُ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُصَلُّوْا صَلٰوۃً فِیْ یَوْمٍ مَّرَّتَیْنِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَفِی التَّعْلِیْقِ الْمُمَجَّدِ مَعْنَاہُ لَا تُصَلُّوْا عَلٰی وَجْہِ الْاِفْتِرَاضِ بِاَنْ تَجْعَلُوْا کِلْتَیْھِمَا فَرِیْضَۃً بَلِ الْاُوْلٰی فَرِیْضَۃٌ وَالثَّانِیَۃُ نَافِلَۃٌ اِنْتَھٰی ۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مولیٰ سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی کے باہر جو چبوترہ تھا جس کو بلاط کہتے تھے وہاں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیٹھے ہوئے تھے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ادھر مسجد میں جماعت ہو رہی تھی، میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ جماعت میں شریک نہ ہو کر یہاں کیوں بیٹھے ہیں تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، میں ایک بار نماز پڑھ چکا ہوں، اس لیے پھر دوبارہ جماعت میں شریک نہیں ہوا، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ایک ہی دن میں ایک وقت کی نماز کو (فرض) پڑھ کر دوبارہ فرض کی نیت سے نہ پڑھا کرو۔ اس کی روایت امام احمد ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرض کی نیت سے نماز پڑھ چکے تھے اس لیے دوبارہ فرض کی نیت سے شریک جماعت نہیں ہوئے تھے تو ان کو چاہیئے تھا کہ نفل کی نیت

؎ بشرطیکہ فجر، عصر اور مغرب نہ ہوں اس لیے کہ ان نمازوں کو تنہا پڑھ لینے کے بعد دوبارہ ان نمازوں کی جماعتوں میں شریک نہ ہونا چاہیئے اس کی صراحت دار قطنی کی حدیث سے آگے آ رہی ہے۔

سے شریک جماعت ہو جاتے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جماعت کے ساتھ فرض کی نیت سے نماز پڑھ چکے تھے اور جماعت سے نماز پڑھنے والے کو ہی نماز پھر دوبارہ نفل کی نیت سے بھی جماعت میں شریک ہو کر نہ پڑھنا چاہیئے۔ اسی لیے آپ نفل کی نیت سے بھی شریک جماعت نہیں ہوئے۔
(مرقات - ۱۲)

۱۵۳۰ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ أَوِ الصُّبْحَ ثُمَّ أَدْرَكَهُمَا مَعَ الْإِمَامِ فَلَا يَعُدْ لَهُمَا۔
(رَوَاهُ مَالِكٌ)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مغرب یا صبح کے فرض نماز کو (تنہا) پڑھے یا (جماعت سے) پھر یہ نمازیں کہیں جماعت سے پڑھی جارہی ہوں اور اس کو جماعت میں شریک ہونے کا موقع آئے تو ایسے شخص کو دوبارہ ان نمازوں کی جماعت میں شریک نہ ہونا چاہیئے (اس کی روایت امام مالک نے کی ہے)

ف، واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ فجر اور مغرب کے فرض ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد پھر دوبارہ ان نمازوں کو پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اب رہی عصر کی نماز تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کی روایت جو ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے اس میں صبح کے فرض کے بعد جیسے نفل کا جائز نہ ہونا مذکور ہے، ایسے ہی عصر کے فرض کے بعد بھی نفل کے جائز نہ ہونے کا ذکر ہے۔ اس طرح بخاری اور مسلم کی اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان میں صبح کی نماز کے بعد جماعت میں شریک نہ ہونے کی جیسے ممانعت ہے، اب رہی یہ بات کہ صدر کی حدیث میں جو نافع رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے۔ اس میں عصر کی نماز کا کیوں ذکر نہیں؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے فجر اور مغرب کا ذکر آیا تھا اس لیے آپ نے صرف ان دونوں ہی کا حکم بتلایا اور اگر حضرت ابن عمر کے سامنے عصر کا بھی ذکر آتا تو اس کا بھی یہی جواب ارشاد فرماتے۔
اب رہا یہ کہ جب مغرب کے بعد نفل پڑھنے کی ممانعت نہیں ہے تو پھر ایسے شخص کو جس نے مغرب کے فرض پڑھ لئے ہوں اس کو دوبارہ جماعت میں نفل کی نیت سے شریک ہونے سے کیوں منع کیا جارہا ہے؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تین رکعت کا نفل کی نیت سے ادا کرنا تیسرا ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، اگرچہ کہ ایسا شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت کا اضافہ کر کے نماز کو جفت ہی کیوں نہ کرے اس لیے کہ مقتدی پر امام کی متابعت ضروری ہے اور اس صورت میں مقتدی کا امام کی نماز پر زیادتی کرنا لازم آتا ہے اسی وجہ سے نفل کی نیت سے بھی مغرب کی نماز میں دوبارہ شریک ہونا جائز نہیں ہے۔

۱۵۳۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّيْتَ فِي أَهْلِكَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

ثُمَّ اَدْرَكْتَ الصَّلٰوةَ فَصَلِّهَا اِلَّا الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ ۔

فرمایا کہ جب تم نے اپنے گھر میں کوئی فرض نماز پڑھ لی (اس کے بعد مسجد آئے اور جماعت ہو رہی ہو تو) نفل کی نیت سے جماعت میں شریک نہ ہونا چاہیئے اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب تم نے اپنے گھر میں کوئی فرض نماز پڑھ لی اور اس کے بعد مسجد آئے اور جماعت ہو رہی ہو تو (نفل کی نیت سے جماعت میں شریک ہوکر) اس نماز کو دوبارہ پڑھ لیا کرو، فجر اور مغرب میں ایسا موقع آئے تو نفل کی نیت سے بھی اس میں شریک نہ ہونا چاہیئے۔ له

۱۵۳۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ فِيْ اَهْلِكَ ثُمَّ اَدْرَكْتَ الصَّلٰوةَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الْاِمَامِ فَصَلِّ مَعَهٗ غَيْرَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ فَاِنَّهُمَا لَا يُصَلَّيَانِ مَرَّتَيْنِ ۔

(رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ بھی فرمایا کہ (اگر کوئی نفل کی نیت کی بجائے فرض کی نیت سے شریک ہونا چاہے تو بھی وہ شریک جماعت نہیں ہو سکتا اس لیے کہ) فجر ہو یا مغرب (یا ان کی سوا کوئی اور فرض نماز) دن میں دوبارہ (فرض کی نیت سے) نہیں پڑھی جاتی ۔

(عبدالرزاق)

۱۵۳۳ وَعَنْ نَاعِمِ بْنِ اَجِيْلٍ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ اَدْخُلُ الْمَسْجِدَ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَاَرٰى رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسًا

حضرت ناعم بن اجیل جو ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مولیٰ ہیں ان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نماز مغرب کے لیے مسجد میں جایا کرتا تھا تو بعض وقت

له ایسا ہی عصر کی جماعت میں بھی دوبارہ شریک ہونے کا موقع آئے تو فجر اور مغرب کی طرح عصر میں بھی شریک نہ ہونا چاہیئے جیسا کہ اس کی تحقیق ابھی اوپر گذر چکی ہے ۔

فِیْ اٰخِرِ الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ فِیْہِ قَدْ صَلَّوْا فِیْ بُیُوْتِہِمْ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَقَالَ فَہٰؤُلَاءِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانُوْا لَا یُصَلُّوْنَ الْمَغْرِبَ فِی الْمَسْجِدِ لَمَّا کَانُوْا قَدْ صَلَّوْہَا فِیْ بُیُوْتِہِمْ وَلَا یُنْکِرُ ذٰلِکَ عَلَیْہِمْ غَیْرُہُمْ

کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعض صحابہ (کچھ مجبوریوں کی وجہ ضرورت کی حالت میں) گھروں میں مغرب کے فرض پڑھ کر مسجد کے آخری حصہ میں بیٹھے ہیں اور مسجد میں مغرب کی فرض نماز ہو رہی ہے، اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْضًا فَذٰلِکَ دَلِیْلٌ عِنْدَنَا عَلٰی نَسْخِ مَا قَدْ کَانَ تَقَدَّمَہُمْ مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّہٗ لَا یَجُوْزُ اَنْ یَکُوْنَ مِثْلُ ذٰلِکَ مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَہَبَ عَلَیْہِمْ جَمِیْعًا حَتّٰی یَکُوْنُوْا عَلٰی خِلَافِہٖ وَلٰکِنْ کَانَ ذٰلِکَ مِنْہُمْ لِمَا قَدْ ثَبَتَ عِنْدَہُمْ فِیْہِ مِنْ نَسْخِ ذٰلِکَ الْقَوْلِ اِنْتَہٰی۔

یہ باب فرض نمازوں کی تعداد رکعات اور ان کے ثبوت کے بیان میں ہے

ف: شرائط المذہب میں لکھا ہے کہ چاروں ائمہ کرام کے نزدیک نماز پنجگانہ کے دن رات میں سترہ رکعتیں فرض ہیں، فجر کے دو، ظہر کے چار، عصر کے چار، مغرب کے تین، عشاء کے چار ان کے ثبوت میں ذیل کی حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر کے فرض کی چار رکعتیں پڑھائیں اور سفر کرتے ہوئے جب ذوالحلیفہ پہنچے تو ذوالحلیفہ میں عصر کے فرض کی دو رکعتیں (قصر) پڑھائیں۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوحرب بن ابی الاسود الدیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ سے (سفر کی نیت کر کے روانہ ہوئے اور ابھی

لہ اس میں یہ اصحاب فرض بالنفل کی نیت سے شریک جماعت نہیں ہوئے، اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کے فرض پڑھنے کے بعد نفل کی نیت سے شریک جماعت نہیں ہونا چاہیئے۔ ایسا ہی فرض کی نیت سے بھی جماعت میں شریک نہیں ہونا چاہیئے۔ اس لیے کہ ایک فرض نماز دن میں دوبار نہیں پڑھی جاتی۔

آپ آبادی ہی میں تھے) تو آپ نے ظہر کے فرض کی چار رکعتیں پڑھائیں، پھر ارشاد فرمایا اگر ہم اس آبادی سے گزر جائیں تو دو رکعتیں (قصر) ادا کریں گے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور عبدالرزاق نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ عصر کے فرض کی چار رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد آپ نے کوئی نماز ادا نہیں فرمائی۔ (یہاں تک کہ مغرب کا وقت ہوگیا) پھر آپ نے مغرب کے فرض کی تین رکعتیں ادا فرمائیں اور اس کے بعد آپ نے دو رکعتیں (سنت) ادا فرمائیں، پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز مغرب دن کی نماز وتر ہے اور مغرب کی یہ تین رکعتیں ایسی ہیں کہ نہ تو سفر میں اس میں کچھ کمی ہوتی ہے اور نہ حضر میں (اور جب نماز عشاء کا وقت آپہنچا تو) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نماز عشاء کے فرض کی چار رکعتیں پڑھائیں اور اس کے بعد دو سنتیں ادا فرمائیں، اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نمازوں کو (یعنے ان کے حکم کو) اپنی قوم کے پاس (معراج کی صبح) لائے تو آپ نے انھیں چھوڑے رکھا یہاں تک کہ جب آفتاب درمیان آسمان سے ڈھل گیا، تو مسلمانوں میں اعلان کیا گیا کہ نماز کے لیے جمع ہوجاؤ تو سب اس کے لیے تیار ہوکر جمع ہوگئے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کو (ظہر) کی چار رکعتیں پڑھائیں جن میں آپ نے علانیہ قراۃ نہیں فرمائی (بلکہ آہستہ قراءت کی) جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کی اقتداء کر رہے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم آدمیوں کے آگے تھے اور لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم جبرئیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے، پھر آپ نے مسلمانوں کو مہلت دی یہاں تک کہ آفتاب نیچا ہو گیا مگر وہ صاف طور پر روشن تھا (زردی نہ آئی تھی) پھر اعلان کیا گیا کہ نماز کے لیے جمع ہو جائیں، لوگ جمع ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ان کو (عصر) کی چار رکعتیں پڑھائیں جو (طول میں) ظہر کی نماز سے کم تھیں، ان میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے علانیہ قرأت نہیں کی، بلکہ آہستہ پڑھی، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم جبرئیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے، اور لوگ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے، پھر آپ نے لوگوں کو فرصت دی یہاں تک کہ جب آفتاب غروب ہو گیا تو اعلان کیا گیا کہ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔ لوگ جمع ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ان کو مغرب کی تین رکعتیں پڑھائیں اور ان میں جہر سے قرأت فرمائی اور تیسری رکعت میں جہر نہیں فرمائی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم لوگوں کے آگے تھے اور جبرئیل علیہ السّلام آپ کے آگے تھے، لوگ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے اور آپ حضرت جبرئیل علیہ السّلام کی اقتداء کر رہے تھے، یہاں تک کہ جب شفق غائب ہو گئی اور رات اچھی طرح تاریک ہوئی تو پھر اعلان کیا گیا کہ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ان کو نماز عشاء کی چار رکعتیں پڑھائیں، دو رکعتوں میں قرأت جہر سے

سے فرمائی اور آخری دو رکعتوں میں جہر سے قرأت نہیں فرمائی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں کے آگے تھے اور جبرئیل علیہ السلام، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء فرما رہے تھے پھر لوگ رات بھر اسی حالت میں رہے کہ ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ ان کے سوا کوئی اور نماز ہے بھی یا نہیں یہاں تک کہ جب صبح صادق طلوع ہوئی تو اعلان کیا گیا کہ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔ لوگ جمع ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو نماز فجر کی دو رکعتیں پڑھائیں جن میں جہر کے ساتھ قرأت کی اور لمبی قرأت کی۔ جبرئیل علیہ السلام حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے آگے تھے۔ اور آپ لوگوں کے آگے تھے لوگ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے اور آپ جبرئیل علیہ السلام کی اقتداء فرما رہے تھے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں کی ہے اور زیلعی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی دو سندیں مرسل ہیں، ایک حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ایک زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، حافظ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کو ابو داؤد کے واسطہ سے اپنی کتاب الاحکام میں نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ دونوں سندوں کے لحاظ سے یہ حدیث حسن ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ سفر میں (چار رکعت والی نماز میں قصر ہے یعنی) دو رکعت پڑھے جاتے ہیں اور بقر عید کی نماز کے بھی دو رکعتیں ہی واجب ہیں اور عید الفطر کی بھی دو رکعتیں ہی (واجب) ہیں اور نماز جمعہ کے فرض بھی دو رکعت ہی ہیں دونوں عید اور جمعہ کے جو دو دو رکعت ہیں وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

کی زبان مبارک سے اسی طرح فرض ہوئے ہیں اور یہ قصر نہیں ہیں، بلکہ یہ ابتدا سے دو دو رکعت ہی فرض کیے گئے ہیں۔ اس کی روایت نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس کی روایت کی ہے، اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

بَابُ السُّنَنِ وَفَضَائِلِهَا

(یہ باب سنتوں کی تعداد رکعات اور ان کی فضیلتوں کے بیان میں ہے)

ف۔ واضح ہو کہ سنتوں سے وہ نمازیں مراد ہیں جو دن رات میں فرض کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں اور ان میں یہ حکمت رکھی گئی ہے کہ نمازی ان کو ادا کر کے حضور قلب کے ساتھ فرض نماز کے لیے تیار ہو جائے اور غفلت ان کے ذریعہ دور ہو جائے تاکہ فرض نماز کو انتہائی حضوری اور کمال لذت سے شروع کر سکے۔

سنتوں کی دو قسمیں ہیں، ایک رواتب یعنی مؤکدہ یہ وہ سنتیں ہیں جن پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مداومت فرمائی ہے، دوسرے غیر رواتب یعنی غیر مؤکدہ، یہ وہ سنتیں ہیں جن پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مداومت نہیں فرمائی جیسے عصر کی سنتیں وغیرہ (مرقات، اشعۃ اللمعات) ۱۲۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نماز کے بعد (سورہ ق ۳/ ۴۰)

ف۔ یعنی وقت مغرب وعشاء وتہجد، خیال رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تہجد فرض تھی امت پر تہجد سنت مؤکدہ علی الکفایہ کہ اگر پوری بستی میں کوئی نہ پڑھے تو سب سنت کے تارک ہو گئے اور اگر بعض لوگ پڑھ لیں تو سب بری الذمہ ہو گئے جیسے نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔

ف۔ نماز کے بعد تسبیح وتہلیل کرنا بہت بہتر ہے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نماز جماعت کے بعد اس قدر بلند آواز سے ذکر اللہ کرتے تھے کہ تمام محلہ ان کی آواز سے گونج جاتا۔ (تفسیر خزائن العرفان زیر آیت)

وَقَوْلُهٗ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اور کچھ رات میں اس کی پاکی بولو اور تاروں کے پیٹھ دیتے وقت۔ (سورہ طور ۲/ ۴۹)

ف۔ تہجد کی نماز اور سنتیں پڑھو، صوفیاء فرماتے ہیں کہ تہجد کی نماز معراج کی یاد ہے کہ معراج بھی آخر شب میں چپکے سے ہوئی، کہ کسی انسان کو اطلاع نہ دی گئی، تو چاہیئے کہ تہجد پڑھنے والا نہایت خاموشی کے ساتھ بغیر کسی کو جگائے ادا کرے، اور فجر کی سنتیں کچھ اندھیرے میں پڑھے پھر کچھ استغفار اور ذکر الہٰی کرے اجالا ہونے پر فجر کے فرض پڑھے، جیسا کہ ادبار النجوم سے معلوم ہوا ہے۔

۱۵۳۴ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ اِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ اَوْ اِلَّا بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ ۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دن رات میں (فرائض کے ساتھ) بارہ رکعت سنت بھی ادا کرے گا تو اس کے لیے جنت میں ایک گھر تیار کیا جائے گا۔ وہ بارہ رکعتیں یہ ہیں، چار رکعتیں ظہر کے فرض سے پہلے اور دو اس کے بعد، اور دو رکعتیں مغرب کے فرض کے بعد، اور دو رکعتیں عشاء کے فرض کے بعد، اور دو رکعتیں فجر کے فرض سے پہلے اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس طرح مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے کہ جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے (فرائض کے ساتھ) بارہ رکعتیں سنت پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ (اس کے لیے جنت میں) مکان بناتے ہیں۔

ف:۔ یہ اور اسی قسم کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ دن رات میں یہ بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں اس لیے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر مداومت فرمائی ہے اور کبھی ترک نہیں کیا۔ (مرقات) ۱۲

۱۵۳۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِهٖ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَآءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيْهِنَّ الْوِتْرُ وَكَانَ يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيْلًا قَائِمًا وَّلَيْلًا طَوِيْلًا قَاعِدًا وَّكَانَ اِذَا قَرَءَ وَهُوَ قَائِمٌ

حضرت عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (دن رات میں) فرض نمازوں کے علاوہ کتنی سنتیں ادا فرمایا کرتے تھے، ام المومنین نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں ظہر کے فرض سے پہلے چار رکعت سنت ادا فرماتے تھے، پھر باہر تشریف لے جاکر لوگوں کو ظہر کی فرض نماز پڑھاتے، پھر گھر میں تشریف لاکر دو رکعت سنت ادا فرماتے تھے، اور مغرب کی فرض نماز پڑھاکر گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعت سنت

رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَكَانَ
إِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ
وَهُوَ قَاعِدٌ وَكَانَ إِذَا طَلَعَ
الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
وَزَادَ أَبُوْ دَاوُدَ ثُمَّ يَخْرُجُ
فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْفَجْرِ
وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ عَنْ
عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَيَقْرَأُ
وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ
قِرَاءَتِهٖ قَدْرُ مَا يَكُوْنُ
ثَلَاثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ اٰيَةً قَامَ
فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ وَ
سَجَدَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ
الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

ادا فرماتے، پھر عشاء کے فرض پڑھا کر گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعت سنت ادا فرماتے، اور ان کے علاوہ رات میں نو رکعت نماز ادا فرماتے تھے جن میں (۶ رکعات تہجد کے ہوتے اور ۳ رکعت) وتر کے) ہوتے (تہجد کی یہ تعداد رکعات اس روایت کے لحاظ سے ہے اور روایتوں میں جو مختلف تعداد رکعات کا ذکر ہے اس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی) اور کبھی کسی رات میں (طویل قرأت کے ساتھ) تہجد کے لیے کھڑے ہوئے دیر تک ادا فرماتے اور کبھی کسی رات میں دیر تک بیٹھے ہوئے بھی تہجد ادا فرماتے تھے اور جب قیام کی حالت میں قرأت فرماتے تو قیام ہی سے جا کر رکوع اور سجدہ ادا فرماتے تھے اور جب بیٹھے ہوئے قرأت فرماتے تو بیٹھنے ہی کی حالت سے رکوع اور سجدہ میں جاتے تھے، اور جب صبح کی نماز کا وقت ہوتا تو (گھر میں) دو رکعت سنت پڑھتے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے، اور ابو داؤد نے یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر گھر سے نکلتے تھے اور لوگوں کو فجر کے فرض پڑھاتے، اور ترمذی کی روایت میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کبھی بیٹھ کر تہجد پڑھتے تو بیٹھ کر ہی قرأت کرتے اور جب سورۃ کی تقریباً (۳۰ یا ۴۰) آیتوں کی قرأت باقی رہ جاتی تو آپ کھڑے ہو جاتے اور کھڑے کھڑے بقیہ آیات پڑھ کر (قیام سے ہی) رکوع کو جاتے اور سجدہ فرماتے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

ف:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر سے پہلے اور عشاء سے پہلے کی سنتیں سنت مؤکدہ نہیں ہیں لیکن ان کے پڑھنے میں بڑا ثواب ہے، چنانچہ عصر کے پہلے کی چار رکعت سنتوں کے پڑھنے والے کے بارے میں یہ مذکور ہے کہ ان کو پابندی سے پڑھنے والے کا خاتمہ بالخیر ہوگا ان کی اور فضیلتیں آگے آرہی ہیں۔ ۱۲

ف:۔ اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سنتیں گھر میں ادا فرمایا کرتے تھے، در مختار میں لکھا ہے کہ تراویح تو مسجد ہی میں ادا کرنا چاہیئے، اور اسی طرح معتکف کو بھی سنتیں مسجد ہی میں ادا کرنا چاہیئے۔ البتہ تراویح کے سوا جملہ سنتوں کے بارے میں افضل یہ ہے کہ گھر میں ادا کی جائیں، ہاں اگر گھر میں مشغولیت کی وجہ سے سنتوں کا ادا کرنا دشوار ہے تو سنتوں کو مسجد میں ادا کرنا چاہیئے، اور صحیح ترین قول یہ ہے کہ خواہ مسجد میں ہو یا گھر میں جہاں کہیں زیادہ خشوع اور زیادہ اخلاص پیدا ہو وہیں سنتوں کو ادا کرنا چاہیئے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ مرقات میں فرماتے ہیں کہ ابن الملک نے کہا ہے کہ اس حدیث سے سنتوں کا گھر میں ادا کرنا مستحب معلوم ہوتا ہے لیکن علماء سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ ہمارے زمانہ میں سنتِ مؤکدہ کی ادائی مسجد میں ہونی چاہیئے تاکہ لوگوں کو اس کا علم ہو، اور انہیں عمل کرنے کی ترغیب ہو سکے۔ ۱۲

۱۵۳۶ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَاَدْبَارُ السُّجُوْدِ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ۔
۳

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اِدْبَارَ النُّجُوْمِ" سے مراد یہ ہے کہ فجر کے فرض سے پہلے دو رکعت سنت پڑھا کرو اور "اَدْبَارَ السُّجُوْدِ" سے مراد یہ ہے کہ مغرب کے فرض کے بعد دو رکعت سنت پڑھا کرو۔

(ترمذی)

۱۵۳۷ وَعَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَافَظَ عَلٰى اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔
۴

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ظہر کے فرض سے پہلے چار رکعتوں کو (جو سنت مؤکدہ ہیں ایک سلام سے) پڑھے اور فرض کے بعد چار رکعتوں کو پڑھے[1] ان آٹھوں رکعتوں کو جو پابندی سے پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ اس پر حرام کر دیں گے۔ (امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ)

۱۵۳۸ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَرْبَعٌ
۵

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

[1] جن میں سے دو سنت مؤکدہ ہیں اور دو سنت غیر مؤکدہ یعنی مستحب ہیں

قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ فِيْ صَلٰوةِ السَّحَرِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا وَهُوَ يُسَبِّحُ اللّٰهَ تِلْكَ السَّاعَةَ ثُمَّ قَرَأَ يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

واٰلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ آفتاب ڈھل جائے کے بعد ظہر کے فرض سے پہلے جو چار رکعتیں سنت پڑھی جاتی ہیں ان کا ثواب نماز تہجد کے ثواب کے برابر ہے اور اس وقت یعنے زوال کے بعد ہر چیز اللہ تعالےٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے (سورۂ نحل آیت ۴۸/۵) کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ اس کی پرچھائیاں دائیں اور بائیں جھکتی ہیں اللہ کو سجدہ کرتی اور وہ اس کے حضور ذلیل ہیں۔ (کنزالایمان) ترمذی، اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

۱۵۳۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَاُحِبُّ اَنْ يَّصْعَدَ لِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم زوال آفتاب کے بعد ظہر کے فرض سے پہلے چار رکعت سنّت ادا فرماتے اور یہ ارشاد فرماتے تھے کہ یہ ایسا وقت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس وقت کوئی نہ کوئی نیک عمل کروں (چونکہ نماز افضل اعمال صالحہ ہے اس لیے یہ چار رکعت سنّت پڑھتا ہوں) تاکہ یہ آسمان کے دروازوں سے گزر کر اللہ تعالےٰ کے سامنے پیش ہو جائیں۔ (ترمذی)

۱۵۴۰ وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم فرض ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور فرض فجر سے پہلے دو رکعتیں ہمیشہ پڑھتے تھے اور) انھیں

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

کبھی نہ چھوڑتے تھے۔
(بخاری)

۱۵۴۱ / ۸ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ۔

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ظہر کے فرض سے پہلے کی چار رکعت سنتوں کے لیے جن کے درمیان میں سلام نہیں ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔
(ابوداؤد اور ابن ماجہ)

۱۵۴۲ / ۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا لَا يَفْصِلُ فِي شَيْءٍ مِّنْهُنَّ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالطَّبْرَانِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ کے پہلے چار رکعت سنت ادا فرماتے تھے اور ان چار رکعتوں کے درمیان سلام نہیں پھیرتے تھے۔ (بلکہ ان چاروں رکعتوں کو ایک ہی سلام سے ادا فرمایا کرتے تھے
(ابن ماجہ اور طبرانی)

۱۵۴۳ / ۱۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوا أَرْبَعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي أُخْرَى لَهُ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم جمعہ کے فرض کے بعد سنت پڑھو گے تو چار رکعت (سنت مؤکدہ ایک سلام سے) پڑھو اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مسلم کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم جمعہ کے فرض پڑھ لو تو اس کے بعد اس میں چار رکعت (سنت ایک سلام سے) پڑھ لیا کرو (اور یہ سنت مؤکدہ ہیں
(ابن ماجہ اور ترمذی)

ف: واضح ہو کہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ ان حدیثوں سے استدلال کر کے فرماتے ہیں کہ جمعہ کے فرض کے بعد صرف چار رکعت سنت مؤکدہ ایک سلام سے ہیں، اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ آگے آنے والی حدیثوں سے استدلال کر کے فرماتے ہیں کہ جمعہ کے فرض کے بعد (۶) رکعت سنت مؤکدہ اس

طرح ہیں کہ پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ ایک سلام سے پڑھے پھر دو رکعت سنت مؤکدہ ایک سلام سے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کے قول پر عمل درآمد ہے۔ (ملتقی، مرقات) ۱۲

۱۵۲۴ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ عَلَّمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ النَّاسَ أَنْ يُّصَلُّوْا بَعْدَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا فَلَمَّا جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَّمَهُمْ أَنْ يُّصَلُّوْا سِتًّا۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ)

حضرت ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو تعلیم دی تھی کہ وہ جمعہ کے فرض کے بعد چار رکعت سنت (مؤکدہ ایک سلام سے) پڑھا کریں، اور جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کو تعلیم دی کہ جمعہ کے فرض کے بعد ۶ رکعت سنت (مؤکدہ) پڑھا کریں (ابو عبد الرحمٰن کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد ہم کو بہت اچھا معلوم ہوا اور ہم اسی پر عمل کرنا شروع کر دیئے) اس کی روایت امام طحاوی اور سعید بن منصور نے کی ہے۔

۱۵۲۵ وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ سِتًّا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى أَبُوْ دَاؤُدَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ صَلّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ أَرْبَعًا قَالَ الطَّحَاوِيُّ قَالَ أَبُوْ يُوْسُفَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَّبْدَأَ بِالْأَرْبَعِ ثُمَّ يُثَنِّيَ بِالرَّكْعَتَيْنِ لِأَنَّهُ هُوَ أَبْعَدُ مِنْ أَنْ يَّكُوْنَ قَدْ صَلّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ مِثْلَهَا عَلٰى مَا قَدْ نَهٰى عَنْهُ فَإِنَّ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُّصَلِّيَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ مِثْلَهَا إِنْتَهٰى وَقَالَ عَلِيُّ نِ الْقَارِيُّ أَنَّ تَقْدِيْمَ الْأَرْبَعِ أَوْلٰى وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْأَرْبَعَ سُنَّةٌ بِلَا خِلَافٍ فِي الْمَذْهَبِ إِنْتَهٰى۔ ۱۲

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے فرض کے بعد ۶ رکعت سنت (مؤکدہ اس طرح) پڑھا کرو (کہ ۴ رکعت ایک سلام سے پھر دو رکعت ایک سلام سے) اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔ اور ابو داؤد نے بھی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے، ابو داؤد اور ترمذی کی ایک اور روایت میں ایسا ہی منقول ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جمعہ کے فرض کے بعد دو رکعت پڑھ کر پھر چار رکعت سنتیں ادا فرمائیں، مرقات میں لکھا ہے کہ یہ دو رکعت جمعہ کی سنتیں نہیں تھیں، بلکہ جمعہ کے فرض اور اس کی سنتوں کے درمیان بجائے کلام کرنے کے بطور نفل یہ دو رکعت آپ نے ادا فرمائے ہیں، یہ عمل حضرت ابن عمر سے خاص ہے جس پر عمل درآمد نہیں اس کے بعد حضرت ابن عمر سے چار رکعت سنت کا پڑھنا مروی ہے۔ مرقات میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہاں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ چار رکعت

سنت کے بعد حضرت ابن عمر نے اور دو رکعت سنت بھی پڑھے ہوں مگر راوی نے اس کا اس لیے ذکر نہیں کیا کہ حضرت ابن عمر سے جو ایک نئی کیفیت یعنی چار رکعت سنتوں سے پہلے دو رکعت کا پڑھنا منقول ہے اس کو بتایا جائے اور چار رکعت سنت کے بعد پھر دو رکعت سنت کا ادا کرنا چونکہ مشہور تھا اس لیے راوی نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ ۱۲۔

۱۵۴۶
۱۳
وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ إِنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَآهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي مَقْصُورَةٍ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتّٰى تَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِذٰلِكَ أَنْ لَا تُوصِلَ بِصَلَاةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ بِمَكَّةَ تَقَدَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُصَلِّي أَرْبَعًا۔

حضرت سائب بن یزید بن اخت نمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جمعہ کی نماز ان کے مقام حفاظت میں پڑھی اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد (فرض اور سنت کے درمیان فصل کئے بغیر) اسی جگہ کھڑے ہو کر سنتیں پڑھیں جہاں میں نے جمعہ کی فرض نماز ادا کی تھی، تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اندر بلا کر فرمایا کہ دوبارہ ایسا نہ کرنا، جب جمعہ کی نماز پڑھ چکو تو اس کے ساتھ دوسری نماز کو نہ ملانا (فرض وسنت کے درمیان فصل کرنا چاہیئے)، یہ فصل کلام کر کے ہی کیوں نہ ہو (اگرچہ کہ فرض وسنت کے درمیان کلام کرنا مکروہ تنزیہی ہے) فرض وسنت کے درمیان بہتر فصل یہ ہے کہ) جگہ بدل دی جائے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایسا ہی حکم دیا تھا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۵۴۷
۱۴
وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى مَسْجِدَ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَصَلّٰى فِيهِ الْمَغْرِبَ فَلَمَّا قَضَوْا صَلَاتَهُمْ رَآهُمْ يُسَبِّحُونَ بَعْدَهَا فَقَالَ هٰذِهِ صَلٰوةُ الْبُيُوتِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ قَامَ النَّاسُ يَتَنَفَّلُونَ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ایک دفعہ) بنی عبد الاشہل کی مسجد میں تشریف فرما ہوئے (ایسے میں مغرب کا وقت ہو گیا) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (سب کو) اسی مسجد میں نماز مغرب پڑھائی جب لوگ مغرب کے فرض سے فارغ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ مسجد

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِھٰذِہِ الصَّلٰوۃِ فِی الْبُیُوْتِ ۔

ہی میں سنتیں ادا کر رہے ہیں (اس پر) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ سنتیں ایسی نمازیں ہیں کہ ان کو گھروں میں پڑھنا چاہیئے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ ترمذی اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: ان حدیثوں سے استدلال کرتے ہوئے درمختار اور مرقات میں لکھا ہے کہ بجز تراویح کے اور معتکف کی سنتوں کے تمام سنتیں اور نوافل کے بارے میں افضل یہ ہے کہ گھر میں ادا کی جائیں اور بعض آیتوں اور حدیثوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ نماز میں خشوع وخضوع ہونا چاہیئے۔ اگر گھر میں خشوع وخضوع نہ ہونا ہو جیسے اس زمانہ میں مشاہدہ ہے تو خشوع کی آیتوں اور حدیثوں پر عمل کرتے ہوئے مسجدوں ہی میں سنتوں کا ادا کرنا افضل ہے۔ ۱۲۔

۱۵۲۸/۱۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ اِمْرَءً صَلّٰی قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ پر اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں جو عصر کے فرض سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتا ہے (یہ چار رکعت اگرچہ کہ سنت غیر مؤکدہ ہیں، مگر یہ بڑی فضیلت کی نماز ہے) اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۱۵۲۹/۱۶ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ یَفْصِلُ بَیْنَھُنَّ بِالتَّسْلِیْمِ عَلَی الْمَلٰئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَمَنْ تَبِعَھُمْ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عصر کے فرض سے پہلے چار رکعتیں (ایک سلام سے) پڑھا کرتے تھے اور ان کے درمیان دو رکعت کے بعد قعدہ کرتے تھے اور قعدہ میں التحیات پڑھتے جس میں مقربین فرشتوں اور ان کے متبع صالحین مسلمین اور مومنین پر سلام مذکور ہے، اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

١٥٥٠/١٧ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ۔

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کے فرض سے پہلے (کبھی کبھی) دو رکعتیں بھی پڑھی ہیں[1] اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

١٥٥١/١٨ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ لِأَنَّهُ أَتَاهُ مَالٌ فَشَغَلَهُ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَفِي رِوَايَةٍ لِلدَّارَقُطْنِيِّ وَلَمْ أَرَهُ عَادَ لَهُمَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں (ایک دن کا واقعہ ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عصر کے فرض کے بعد دو رکعت ادا فرمائیں، ان دو رکعتوں کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ (اس روز) کچھ مال آگیا تھا۔ (اور اس کو تقسیم کرنا ضروری تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کے فرض کے بعد تقسیم شروع فرمائی تقسیم میں اتنی دیر ہو گئی کہ) ظہر کے بعد کی دو سنتیں آپ ادا نہ کر سکے (یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا، عصر کی جماعت تیار تھی اس لیے آپ نے عصر کے فرض پڑھا دیئے) اور ظہر کے بعد کی جو دو سنتیں رہ گئیں تھیں۔ ان کو آپ نے عصر کے فرض کے بعد ادا فرمایا[2] اسی واسطے دار قطنی نے روایت کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہے کہ پھر کبھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دو رکعت عصر کے فرض کے بعد ادا فرماتے نہیں دیکھا، صدر کی اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

١٥٥٢/١٩ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ أَضْرِبَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر ابن

---

[1] مگر عام طور پر چار رکعت ہی ایک سلام سے پڑھا کرتے تھے، اس لیے عصر کے فرض سے پہلے چار رکعت پڑھنا مستحب ہے۔

[2] پھر اس دن کے سوا عصر کے فرض کے بعد نہ تو یہ سنت ادا فرمائی اور نہ کوئی اور سنت، اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے سنت کی کبھی قضاء نہیں فرمائی ہے، اور نہ عصر کے بعد کوئی نفل نماز پڑھی ہے اور یہ جو دو رکعت سنت عصر کے فرض کے بعد آپ نے ادا فرمائے ہیں یہ آپ کا خاصہ تھا، اس لیے کوئی اور عصر کے بعد سنت یا نفل نماز نہیں ادا کر سکتا۔

مَنْ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْعَصْرِ الرَّكْعَتَيْنِ بِالدِّرَّةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ وَمَالِكٌ نَحْوَهٗ۔

خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ جو بھی عصر کے فرض کے بعد دو رکعت نفل پڑھا کرے اس کو درّے مارا کروں[1]، اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور امام مسلم اور امام مالک نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

١٥٥٣ (٢٠) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَاَلْنَا نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَاَيْتُنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقُلْنَ لَا غَيْرَ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ صَلَّاهَا عِنْدِيْ مَرَّةً فَسَاَلْتُهٗ مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسِيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ فَصَلَّيْتُهُمَا الْاٰنَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے دریافت کیا کہ کیا آپ میں سے کسی نے (مغرب کی اذان کے بعد اس کے) فرض سے پہلے دیکھی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دو رکعت نماز ادا فرماتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا سب امہات المؤمنین نے متفقہ طور پر جواب دیا کہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا ہے۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ایک دفعہ میرے پاس (مغرب کے فرض سے پہلے) دو رکعتیں پڑھی ہیں، میں نے اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یہ کونسی نماز ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج میں عصر کے فرض سے پہلے کی دو رکعتوں کو پڑھنا بھول گیا تھا، انہیں دو رکعتوں کو میں نے اس وقت ادا کیا ہے۔ اس کی روایت طبرانی نے کی ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

١٥٥٤ (٢١) وَعَنْ حَبَّانَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حبان بن عبید اللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ

[1] اس سے معلوم ہوا کہ نماز عصر کے بعد اگر نفل کا پڑھنا جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس طرح کا سخت حکم نہ فرماتے)

وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ اِلَّا الْمَغْرِبَ ۔

(رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ)

تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ اِلَّا الْمَغْرِبَ"، یعنی ہر نماز کی اذان اور اس کی اقامت کے درمیان نماز ہے مگر مغرب کی اذان اور اس کی اقامت کے درمیان کوئی نماز نہیں ہے اس کی روایت بزار نے کی ہے اور اس حدیث کی سند حسن ہے۔

۱۵۵۵/۲۲ وَعَنْ طَاؤُسٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهِمَا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ کیا، (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے زمانہ میں) مغرب کے فرض سے پہلے دو رکعتیں پڑھی جاتی تھیں؟ تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے زمانہ میں کسی کو مغرب کے فرض سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا (ابوداؤد)

۱۵۵۶/۲۳ وَعَنْ حَمَّادٍ قَالَ سَاَلْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَنَهَانِيْ عَنْهَا وَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ لَمْ يُصَلُّوْهَا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ مَّعَ اِرْسَالِهٖ ۔

حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے دریافت کیا کہ مغرب کے فرض سے پہلے کیا کوئی نماز پڑھنی چاہیئے؟ تو حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے مغرب کے فرض سے پہلے نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور کہا (کہ میں تم کو اس لیے منع کر رہا ہوں) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما مغرب کے فرض سے پہلے (کبھی) کوئی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے، اس کی روایت امام محمد نے الآثار میں کی ہے، اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں۔

۱۵۵۷/۲۴ وَعَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَا صَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ وَّلَا عُمَرُ وَلَا عُثْمَانُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ ۔

حضرت منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، (انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ

(رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُسَدَّدٌ)

عنہم میں سے کسی نے بھی کبھی مغرب کے فرض سے پہلے دو رکعت نہیں پڑھی ہیں۔

(عبدالرزاق اور مسدد)

۱۵۵۸/۲۵ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكْعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيْمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عدلن لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ ابْنِ أَبِيْ خَثْعَمٍ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيْلَ يَقُوْلُ هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ وَضَعَّفَهُ جِدًّا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مغرب کے فرض کے بعد چھ رکعتیں پڑھے ان چھ رکعتوں کو اس طرح پڑھے کہ ان کے درمیان کوئی ایسی بات نہ کہے جس سے کسی کا دل دکھے یا اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں تو اس کی ان چھ رکعتوں کے اس طرح پڑھنے سے بارہ سال کی عبادت کا ثواب دیا جائے گا۔

(ترمذی)

۱۵۵۹/۲۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مغرب کے فرض کے بعد بیس[1] رکعت (صلاۃ اوابین اس طرح پڑھا کرے کہ دو رکعت سنت مؤکدہ (۲۰) میں داخل رہیں، تو اس کے صلہ میں) اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک (عالی شان) محل تیار کرتے ہیں (جس میں طرح طرح کی نعمتیں ہوں گی) اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱۵۶۰/۲۷ وَعَنْ مَكْحُوْلٍ يَبْلُغُ بِهٖ أَنَّ رَسُوْلَ

حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ایک صحابی کے

۱؎ ان کو صلاۃ اوابین کہتے ہیں، در مختار اور مرقات میں لکھا ہے کہ مغرب کے بعد کی دو رکعت سنت مؤکدہ ان چھ رکعتوں میں داخل ہیں، پہلے دو رکعت سنت کو ایک سلام سے پڑھے اور بعد کے چار رکعت میں اختیار ہے، خواہ ایک سلام سے پڑھے یا دو سلام سے، صلوۃ اوابین کو پڑھنے کا یہ ایک طریقہ ہے، تلقی میں لکھا ہے کہ مغرب کے فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھ کر اس کے بعد چھ رکعتیں صلاۃ اوابین ادا کرے، رد المحتار میں مذکور ہے کہ ان چھ رکعتوں کو تین سلام سے ادا کرے، تاکہ یہ پوری چھ رکعتیں ایک نہج پر ادا ہو سکیں صلاۃ اوابین کو ادا کرنے کا یہ دوسرا طریقہ ہے۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ قَبْلَ اَنْ یَّتَکَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ رُفِعَتْ صَلٰوتُہٗ فِیْ عِلِّیِّیْنَ مُرْسَلًا وَعَنْ حُذَیْفَۃَ نَحْوَہٗ وَزَادَ فَکَانَ یَقُوْلُ عَجِّلُوا الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فَاِنَّھُمَا تُرْفَعَانِ مَعَ الْمَکْتُوْبَۃِ رَوَاھُمَا رَزِیْنٌ وَرَوَی الْبَیْھَقِیُّ الزِّیَادَۃَ عَنْہُ نَحْوَھَا فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مغرب کے فرض کے بعد بات کرنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھا کرتا ہے (جو سنّت موکدہ ہیں) اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کی یہ نماز اللہ تعالیٰ قبول فرما کر اعلیٰ علیین میں رکھتے ہیں، اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ مغرب کے فرض کے بعد دو رکعت (سنّت موکدہ) ادا کرنے میں جلدی کیا کرو، اس لیے یہ دو رکعتیں یعنی فرض کے ساتھ اٹھالی جاتی ہیں، ان دونوں حدیثوں کی روایت رزین نے کی ہے، اور بیہقی نے بھی صرف اضافہ کو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

١٥٦١ / ٢٨ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُطِیْلُ الْقِرَاءَۃَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ حَتّٰی یَتَفَرَّقَ اَھْلُ الْمَسْجِدِ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ[2] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مغرب کے فرض کے بعد (کبھی) سنّت مؤکدہ (مسجد میں) پڑھتیں اور آپ کی اتباع میں (سب صحابہ نے بھی مسجد میں) سنتیں ادا کیں، اس سنّت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس قدر قرأت طویل فرمائی کہ مسجد کے نمازی اپنی اپنی سنتیں پڑھ کر مسجد سے باہر چلے گئے۔ (ابو داؤد)

١٥٦٢ / ٢٩ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ قَطُّ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

---

[1] جس میں دو تو سنّت مؤکدہ ہیں اور بقیہ (صلاۃ اوابین کی کم سے کم تعداد رکعات) ہے۔

[2] بیان جواز کے لیے یعنی یہ تبلانے کے لیے کہ سنتیں مسجد میں بھی پڑھی جاسکتی ہیں اور سنتوں کو طویل قرأت سے بھی پڑھ سکتے ہیں۔

فَدَخَلَ عَلَیَّ اِلَّا صَلّٰی اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ اَوْسِتَّ رَکْعَاتٍ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم جب کبھی عشاء کے فرض پڑھ کر میرے پاس تشریف لاتے تو دو رکعت (سنت مؤکدہ)، پڑھتے اور دو نفل دیہ آپ کا ہمیشہ کا عمل تھا) اور کبھی دو نفل کے بعد آپ چار اور دو نفل بھی پڑھتے ہیں۔ (ابوداود)

۱۵۶۳ وَعَنْهَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِّنْہُ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ۔
۳۰

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فجر کی دو سنتوں پر جس قدر زیادہ پابندی فرمایا کرتے تھے کہ اس سے بڑھ کر پابندی سنتوں میں سے کسی سنت پر نہیں فرماتے تھے۔

(بخاری و مسلم)

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ تمام ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام سنتوں میں سب سے زیادہ مؤکدہ فجر کی سنتیں ہیں، فجر کی دو سنتوں کے بعد باقی سب سنتوں میں ظہر کی چار سنتیں جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔ نہایت مؤکدہ ہیں، اس لیے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے جو شخص ظہر کی ان چار سنتوں کو ترک کرتا ہے وہ میری شفاعت سے محروم ہوگا۔ فجر اور ظہر کی سنتوں کے علاوہ بقیہ تمام سنتیں مؤکدہ ہونے میں برابر ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ فجر کی سنتیں واجب ہیں اس لیے احتیاط یہ ہے کہ بلا عذر فجر کی سنتوں کو بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں۔ ۱۲۔

۱۵۶۴ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَا الْفَجْرِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا۔
۳۱

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: فجر کے فرض سے پہلے کی دو رکعت سنتیں دنیا سے اور دنیا میں جو کچھ (مال و دولت اور جاہ و ثروت) ہے، ان سب سے کہیں بہتر ہے[1] اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] (یعنی اگر کوئی انھیں خیرات کرے تو ان کے خیرات کرنے کے ثواب سے دو رکعت سنت فجر پڑھنے کا ثواب زیادہ ہوگا۔

بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ

یہ باب رات کی نماز کے بیان میں ہے

اگر نماز عشاء کے بعد کچھ دیر سو کر اُٹھے اور پھر سنتیں و نوافل پڑھے تو یہ تہجد کہلاتی ہے۔ اور سوئے بغیر عشاء کے بعد سے طلوع فجر تک جو سنن اور نوافل پڑھی جاتی ہیں۔ ان کو قیام اللیل کہتے ہیں، علامہ شامی رحمہ اللہ نے ردالمحتار میں حلیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ نماز تہجد اُمت کے حق میں سنت ہے اس لیے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو ہمیشہ پابندی کے ساتھ ادا فرمایا ہے، اسی وجہ سے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ نماز تہجد سنت مؤکدہ ہے اور درمختار میں لکھا ہے کہ تہجد مستحب نماز ہے مسلمانوں کو مستحب کے لفظ سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے اس لیے کہ فرض نمازوں کے بعد رات و دن کی کل نمازوں میں تہجد افضل نماز ہے اور تہجد کا ثواب سب نمازوں سے بڑھ کر ہے ۱۲

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو، یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے۔ (بنی اسرائیل ۱۷/۷۹، ترجمہ کنزالایمان)

۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا۔

رات میں قیام فرمائیں، سوا کچھ رات کے۔ (مزمل ۷۳/۲، کنزالایمان)

۳۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔

اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو گا اتنا پڑھو۔ (مزمل ۷۳/۲۰، کنزالایمان)

۱۵۶۵ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاۤءِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلٰثًا فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَءُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَهٗ فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے لے کر صبح صادق طلوع ہونے تک کی درمیانی رات میں گیارہ رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ ان گیارہ رکعت کی تفصیل یہ ہے کہ عشاء کے بعد آپ آرام فرماتے تھے، پھر تہجد کے لیے بیدار ہو کر پہلے چار رکعت ادا فرماتے تھے تم ان کی خوبی اور درازی تو دریافت ہی نہ کرو کہ وہ کیسی عمدہ اور کس قدر طویل قرأت سے پڑھی جاتی تھیں، پھر اس کے بعد اور چار

الفَجْرُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ فَيَخْرُجَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاؤدَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤَذِّنَهُ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ

رکعتیں پڑھتے تھے، ان کی خوبی اور ان کا طول بھی کچھ نہ نہ پوچھو، (کہ وہ کیسی عمدہ اور کس قدر طویل قرأت سے ادا کی جاتی تھیں) پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم تین رکعت وتر کے ادا فرماتے تھے[1] حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو سجدہ میں جا کر سر اٹھانے تک اتنی دیر ہوتی تھی جتنی دیر تم کو پچاس آیتیں ترتیل کے ساتھ پڑھتے میں ہوا کرتی ہے، پھر جب صبح صادق طلوع کرتی تو (اول وقت) موذن اذان دے کر اذان سے فارغ ہو جاتا اور حضور دیکھ لیتے کہ (افق میں) صبح کی روشنی پھیل گئی ہے تو آپ ہلکی قرأت سے دو رکعت سنت فجر ادا فرماتے اگر میں بیدار رہتی تو مجھ سے (دینی) گفتگو فرماتے اور اگر بیدار نہ رہتی تو حضور سیدھی کروٹ لیٹ جاتے، پھر جب موذن اقامت کی اطلاع دیتے آتا تو آپ فجر کے فرض پڑھانے کے لیے باہر تشریف لے جاتے تھے (بخاری ومسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر) وتر ادا فرمائے اور کروٹ لیٹے رہے جب موذن نے آکر اطلاع دی (کہ جماعت تیار ہے تو) آپ اٹھے اور دو رکعت سنت فجر ادا فرمائی (پھر صبح کی سنت کے بعد دوبارہ لیٹے بغیر) گھر سے نکلے اور فجر کے فرض پڑھائے، اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ (کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر وتر ادا فرماتے) اور کروٹ لیٹے رہتے، جب

[1] ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ تہجد کی ان آٹھ رکعتوں کو جس خوبی سے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم پڑھتے تھے اس کو تو تم نے سن لیا، اب ذرا ان رکعتوں میں جو سجدے ادا کئے جاتے تھے ان کی کیفیت بھی سن لو)

موذن آکر اطلاع دیتا کہ جماعت تیار ہے تو آپ مختصر قرأت سے دو رکعت سنت مجرا دا فرماتے پھر صبح کی سنت کے بعد دوبارہ لیٹے بغیر فجر کے فرض پڑھانے کے لیے نکلتے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ رات میں تہجد کی آٹھ رکعتوں کو چار چار رکعت کر کے ادا کرنا چاہیئے اگر ایسا نہ ہوتا تو ام المومنین یہ ارشاد فرماتیں کہ حضور تہجد کے آٹھ رکعات پڑھتے تھے ایسا نہ کہہ کر ام المومنین کا یہ ارشاد فرمانا کہ چار رکعت پڑھتے پھر چار رکعت پڑھتے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر چار رکعت کو ایک تکبیر تحریمہ اور ایک سلام سے ادا فرماتے تھے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ یہ فتح القدیر میں مذکور ہے، رد المحتار میں لکھا ہے کہ دوسری احادیث کی بنا پر صاحبین کے پاس تہجد کے ۸ رکعت دو دو کر کے چار سلام سے ادا کرنا چاہیئے۔ اور عمل درآمد بھی اسی پر ہے۔ ۱۲

۱۵۶۶ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ إِلَيَّ حَاجَةٌ كَلَّمَنِي وَإِلَّا خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فجر کے دو رکعت سنت پڑھنے کے بعد اگر کوئی ضرورت ہوتی تو مجھ سے دینی کلام کرتے، ورنہ فجر کے فرض کے لیے تشریف لے جاتے (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ف: علامہ عینی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ان مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی تو سنت فجر سے پہلے کروٹ لیٹے ہیں اور کبھی سنت فجر کے بعد بھی کروٹ لیٹے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ نہ تو سنت فجر سے پہلے لیٹے اور نہ سنت فجر کے بعد، ان مختلف احوال سے معلوم ہوا کہ حضور کبھی کبھی صرف استراحت یعنی آرام لینے اور تکان دور کرنے کے لیے لیٹے ہیں اگر آپ ہمیشہ لیٹتے تو اس سے بھی مسئلہ بنتا اور یہ فعل سنت ہوتا۔ ۱۲

۱۵۶۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا رَكَعَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ اضْطَجَعَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا شَأْنُهُ فَقَالَ نَافِعٌ فَقُلْتُ يُفَصِّلُ بَيْنَ صَلَاتِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَيُّ فَصْلٍ أَفْضَلُ مِنَ السَّلَامِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَقَالَ وَبِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَإِسْنَادُهُ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے دیکھا کہ ایک شخص دو رکعت سنت فجر پڑھ کر کروٹ لیٹ گیا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس شخص کو کیا ہوا ہے نافع نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ یہ شخص کروٹ لیٹ کر فجر کے فرض اور سنت کے درمیان فصل پیدا کر رہا ہے اس پر ابن عمر نے فرمایا کہ سلام پھیرنا سنت اور فرض

صَحِيْحٌ ۔

کے درمیان خود فصل ہے) اس سے بہتر اور کیا فصل چاہیئے (اس کو لیٹ کر فصل کرنے کی ضرورت نہیں) اس کی روایت امام محمد نے کی ہے، اور فرمایا ہے کہ ہم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول پر عمل کرتے ہیں، اور یہی قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ فجر کے سنت اور فرض کے درمیان لیٹنے کی ضرورت نہیں، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

۱۵۶۸ / ۴ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا بَالُ الرَّجُلِ إِذَا صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ يَتَمَعَّكُ الدَّابَّةَ وَالْحِمَارَ إِذَا سَلَّمَ فَقَدْ فَصَلَ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص فجر کی دو رکعت سنت پڑھ کر جانور اور گدھے کی طرح زمین پر لوٹا کرتا ہے اس سے اس کی کیا غرض ہے، فجر کی سنت کے ختم پر اس کا سلام پھیرنا خود فصل ہے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

۱۵۶۹ / ۵ وَعَنْ أَبِي الصِّدِّيْقِ النَّاجِيِّ قَالَ رَأَى ابْنُ عُمَرَ قَوْمًا اِضْطَجَعُوْا بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ فَنَهَاهُمْ فَقَالُوْا نُرِيْدُ بِذٰلِكَ السُّنَّةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِرْجِعْ إِلَيْهِمْ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهَا بِدْعَةٌ ۔

(رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ)

حضرت ابوصدیق ناجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چند لوگوں کو دیکھا کہ وہ فجر کی دو رکعت سنت پڑھنے کے بعد کروٹ لیٹے ہوئے ہیں تو حضرت ابن عمر نے کسی کو بھیج کر ان کو طرح لیٹنے سے منع فرمایا (یہ سن کر) ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس طرح لیٹ کر سنت پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ دوبارہ جا کر ان سے کہدو کہ فجر کی سنتوں کے بعد اس طرح لیٹنا (سنت نہیں) ہے، بلکہ بدعت ہے اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

۱۵۷۰ / ۶ وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ هِيَ

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

لہ اگر اس سے وہ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان فصل پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس طرح فصل کرنے کی ضرورت نہیں۔

مَنْجَعَةُ الشَّيْطَانِ۔

(رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ)

۱۱۷۱ وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ لَاَرْقُبَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ وَاَنَا فِيْ سَفَرٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلٰوةِ حَتّٰى اَرٰى فِعْلَهٗ فَلَمَّا صَلّٰى صَلٰوةَ الْعِشَآءِ وَهِيَ الْعَتَمَةُ اِضْطَجَعَ هَوِيًّا مِّنَ اللَّيْلِ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَنَظَرَ فِي الْاُفُقِ فَقَالَ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا حَتّٰى بَلَغَ اِلٰى اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ثُمَّ اَهْوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاسْتَلَّ مِنْهُ سِوَاكًا ثُمَّ اَفْرَغَ فِيْ قَدَحٍ مِّنْ اِدَاوَةٍ عِنْدَهٗ مَآءً فَاسْتَنَّ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى حَتّٰى قُلْتُ قَدْ صَلّٰى قَدْرَ مَا نَامَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى قُلْتُ قَدْ نَامَ قَدْرَ مَا صَلّٰى ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ كَمَا فَعَلَ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ الْفَجْرِ۔

(رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ)

ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا کیسا ہے تو، آپ نے فرمایا کہ (جو لوگ اس طرح لیٹا کرتے ہیں۔ دراصل ان کو شیطان بہکا کر لٹایا کرتا ہے، اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے فرمایا کہ میں (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا (حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہر فعل میری آنکھوں کے سامنے تھا) اس لیے میں نے مصمم ارادہ کر لیا اور دل میں یہ ٹھان لیا تھا کہ آپ کی نماز تہجد کو دیکھوں کہ آپ کس طرح ادا فرماتے ہیں؟ پھر میں اس پر خود بھی عمل کروں، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز ادا فرماچکے بعد دیر تک آرام فرماتے رہے پھر بیدار ہوئے اور افق کی طرف نظر فرمائی (اور تاروں پر اور آسمان پر جب نگاہ مبارک پڑی تو فرمانے لگے۔

اے ہمارے رب! تونے یہ (نظام کائنات) بے کار نہ بنایا، پاکی ہے تجھے، تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے، اے رب ہمارے! بے شک جسے تو دوزخ میں لے جائے، اسے ضرور تو نے رسوائی دی اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں، اے رب ہمارے! ہم نے ایک منادی کی سنی کہ ایمان کے لیے ندا فرماتا ہے، کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے، اے رب ہمارے! تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو فرما دے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر، اے رب ہمارے! اور ہمیں دے وہ جس کا تو نے وعدہ کیا ہے

اپنے رسولوں کی معرفت اور ہمیں قیامت کے دن رسوانہ کرنا، بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا۔
(آل عمران ۳/۱۹۴ تا ۱۹۱، کنز الایمان)

پھر آپ بستر کی طرف جھکے اور بستر کے نیچے سے مسواک کھینچ لی۔ پھر چھاگل میں سے ایک بڑے کٹورے میں پانی ڈالا اور دانتوں پر مسواک رگڑی[له] پھر آپ کھڑے ہوئے اور نماز تہجد شروع فرمائی گیا کہوں کہ آپ نے کس قدر نماز ادا فرمائی؟ جتنی دیر تک آپ آرام فرما رہے تھے، اتنی ہی دیر تک آپ نے نماز ادا فرمائی پھر آپ لیٹ گئے۔ اور جتنی دیر آپ نے نماز پڑھی تھی اتنی ہی دیر آپ آرام فرماتے رہے اور پھر بیدار ہوئے (ابھی آپ نے جو کچھ کہ سُنا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ سب پھر ادا فرمایا اور وہ سب اذکار بھی پڑھے جن کو آپ نے پہلی بار پڑھا تھا، پھر صبح صادق طلوع ہوتے تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تین بار اسی طرح سوتے اور جاگتے رہے اور یہی عمل فرماتے رہے) اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

۱۵۷۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم (کبھی) رات (کے آخری حصہ) میں (بھی تہجد کے لیے اُٹھتے اور) تیرہ رکعت پڑھتے تھے (اس کی تفصیل یہ تھی کہ آٹھ رکعت تہجد کے ہوتے تھے اور تین رکعت) وتر کے (راتنے میں صبح صادق طلوع کرتی تو) آپ فجر کی دو سنتیں ادا فرما لیتے

له اس کے بعد راوی خاموش ہیں، صاحب مرقاۃ کہتے ہیں کہ یہاں دو احتمال ہیں ممکن ہے کہ آپ نے دوبارہ وضو فرمایا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے سابقہ وضو ہی سے تہجد ادا فرمائی ہو اس لیے کہ نیند سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا اور یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔

(اس طرح جملہ تیرہ رکعت ہوتے تھے) اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۵۷۳ وَعَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ عَنْ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَّتِسْعٌ وَّاِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً سِوٰی رَکْعَتِی الْفَجْرِ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم رات میں جو نماز پڑھا کرتے تھے وہ کتنی رکعتیں ہوا کرتی تھیں؟ ام المؤمنین فرماتیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم فجر کی دو سنتوں کے علاوہ سات بھی پڑھتے تھے، نو بھی اور گیارہ بھی[1] اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۱۵۷۴ وَعَنْ کُرَیْبٍ مَّوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ قَالَ بِتُّ عِنْدَہٗ لَیْلَۃً وَھُوَ عِنْدَ مَیْمُوْنَۃَ فَنَامَ حَتّٰی اِذَا ذَھَبَ ثُلُثُ اللَّیْلِ اَوْ نِصْفُہٗ اِسْتَیْقَظَ فَقَامَ اِلٰی شَنٍّ فِیْہِ مَآءٌ فَتَوَضَّاَ وَتَوَضَّاْتُ مَعَہٗ ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِہٖ عَلٰی یَسَارِہٖ فَجَعَلَنِیْ عَلٰی یَمِیْنِہٖ ثُمَّ وَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی رَاْسِیْ کَاَنَّہٗ یَمُسُّ اُذُنِیْ کَاَنَّہٗ یُوْقِظُنِیْ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ قُلْتُ قَرَاَ فِیْھِمَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰی حَتّٰی صَلّٰی اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً بِالْوِتْرِ ثُمَّ نَامَ فَاَتَاہُ بِلَالٌ فَقَالَ الصَّلٰوۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَامَ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی لِلنَّاسِ۔

حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رات کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں بسر کی، اس روز آپ (میری خالہ) ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف فرما تھے آپ (نماز عشا کے بعد اول شب) آرام فرمایا۔ اور جب تہائی یا آدھی رات گذر گئی تو آپ بیدار ہوئے اور ایک مشکیزہ کے پاس تشریف لے جاکر جس میں پانی تھا، وضوء فرمایا۔ میں نے بھی آپ کے ساتھ وضو کیا پھر آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور میں آپ کے بائیں جانب کھڑا ہوگیا تو آپ نے مجھے اپنے دائیں جانب کھڑا کرلیا (یہ میرے بچپن کا زمانہ تھا اور مجھے

[1] اس کی تفصیل یہ ہے کہ کبھی تہجد چار رکعت پڑھتے ہیں اور وتر تین رکعت، اور کبھی تہجد ۶ رکعت ہوتی اور وتر تین، اور اکثر تو تہجد آٹھ رکعت ہوتی اور وتر تین)

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

کچھ غنودگی تھی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو معلوم کر کے) میرے سر پر آپ نے اپنا دست مبارک رکھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرا کان پکڑ کر مجھے نیند سے جگا رہے ہیں اس کے بعد آپ نے دو رکعتیں مختصر قرأت کے ساتھ ادا فرمائیں، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ صرف سورۂ فاتحہ پر ہی اکتفا فرمایا (حالانکہ آپنے مختصر ضم سورہ بھی کیا تھا) پھر آپنے ان دو رکعتوں کو ختم فرما کر سلام پھیر دیا، اس کے بعد آپنے تہجد مع وتر کے گیارہ رکعت ادا فرمائی جس میں آٹھ رکعت تو تہجد کے تھے اور باقی تین رکعت وتر کے، اس کے بعد پھر آپ سو رہے (اور جب صبح صادق طلوع کی اور جماعت کا وقت آگیا تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جماعت تیار ہے تو آپ نے نیند سے بیدار ہو کر دو سنتیں پڑھیں، پھر جا کر لوگوں کو فجر کی فرض نماز پڑھائی۔

(ابو داؤد)

۱۵۷۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّاَ وَهُوَ يَقُوْلُ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّاُ وَيَقْرَاُ هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوُدَ ثُمَّ اَوْتَرَ فَاَتَاهُ بِلَالٌ فَاٰذَنَهٗ بِالصَّلٰوةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس سو گیا تھا۔ (اور حضور بھی سو گئے تھے پھر رات کا ایک حصہ گزرنے پر) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیدار ہو کر مسواک کی اور وضوء کرتے ہوئے ان آیتوں کی تلاوت فرمائی اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ (پارہ سورۃ آل عمران آیات ۱۹۰ تا ۲۰۰) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا قف وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی

حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ
ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ
لِّلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَكَانَ فِيْ دُعَائِهٖ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا
وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَ
عَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا وَفَوْقِيْ نُوْرًا وَتَحْتِيْ
نُوْرًا وَاَمَامِيْ نُوْرًا وَخَلْفِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ
لِّيْ نُوْرًا وَزَادَ بَعْضُهُمْ وَفِيْ لِسَانِيْ
نُوْرًا وَذَكَرَ وَعَصَبِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ
وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا
وَاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا
وَفِيْ اُخْرٰى لِمُسْلِمٍ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ
نُوْرًا۔

بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے، جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں، اے رب ہمارے! تو نے یہ بیکار نہ بنایا، پاکی ہے تجھے، تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے، اے رب ہمارے! بے شک جسے تو دوزخ میں لے جائے اسے ضرور تو نے رسوائی دی، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں، اے رب ہمارے! ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ایمان کے لیے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے، اے رب ہمارے! تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو فرما دے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر، اے رب ہمارے! اور ہمیں دے وہ جس کا تو نے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت، اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا، تو ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ میں تم میں کام کرنے والے کی محنت اکارت نہیں کرتا، مرد ہو یا عورت، تم آپس میں ایک ہو، تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے، اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا، اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں، اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے، اے سننے والے! کافروں کا شہروں میں اہلے گہلے پھرنا تجھے دھوکا نہ دے، تھوڑا برتنا ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہی برا بچھونا ہے، لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں

اللہ کی طرف کی مہمانی اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں
کے لیے سب سے بھلا، اور بے شک کچھ کتابی ایسے
ہیں کہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر جو تمہاری
طرف اترا ان کے دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے،
اللہ کی آیتوں کے بدلے ذلیل دام نہیں لیتے، یہ
وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور
اللہ جلد حساب کرنے والا ہے، اے ایمان والو صبر
کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو، اور سرحد پر
اسلامی ملک کی نگہبانی کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو
اس پر کہ کامیاب ہو۔
روضوء سے فارغ ہو کر) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی جن میں قیام
رکوع اور سجدوں کو حسب عادت مبارک طویل کیا اور
نماز سے فارغ ہو کر سو گئے یہاں تک کہ خراٹے کی آواز
آنے لگی (جو گہری نیند کی علامت ہے) پھر اس طرح
آپ تین بار سوتے اور جاگتے رہے اور ہر دفعہ میں دو
دو رکعت کر کے جملہ (۶) رکعات ادا فرمائے اور جب
نیند سے بیدار ہوتے تو مثل سابق ہر دفعہ مسواک کر کے
وضو فرماتے اور مذکورہ آیات بھی تلاوت فرماتے۔
آخر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین رکعت وتر
کے ادا فرمائے اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور ابوداؤد
کی ایک روایت میں ہے کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے نماز وتر ادا فرمائی اور جب صبح صادق طلوع
کی (اور جماعت کا وقت آگیا) تو بلال رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر (جماعت کے تیار ہونے کی
اطلاع دی تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
فجر کی دو سنتیں پڑھ کر فرض پڑھانے کے لیے باہر
تشریف لے گئے اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں
ہے کہ (جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

فجر کی سنتیں پڑھ کر فرض پڑھانے کے لیے تشریف لے چلے تو) یہ دعا پڑھتے ہوئے مصلے تک پہنچے۔

١٥٧٦ (١٢) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ آج رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز (تہجد) کا مشاہدہ کروں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو مختصر رکعات ادا فرمائیں، پھر دو رکعتیں بہت لمبی، انتہا درجے کی طویل ترین رکعتیں ادا فرمائیں (اس جگہ راوی نے تین مرتبہ طویلتین کہا ہے یعنی طویل ترین رکعات) پھر دو رکعتیں پہلی دو رکعات سے کم لمبی ادا فرمائیں۔ پھر دو رکعتیں پہلی دو رکعات سے کم لمبی ادا فرمائیں پھر دو رکعتیں ان دو سے کم لمبی ادا فرمائیں۔ پھر اس کے بعد تین رکعات وتر ادا فرمائے، اس طرح یہ کل تیرہ رکعات ہوئیں۔

(مسلم شریف)

١٥٧٧ (١٣) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب رات کی نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو دو چھوٹی رکعت سے ابتداء کرتے۔

(مسلم)

١٥٧٨ (١٤) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحِ الصَّلَاةَ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جب کوئی آدمی رات کی نماز کے لیے کھڑا ہو تو وہ دو چھوٹی رکعتوں سے ابتداء کرے (مسلم شریف)

١٥٧٩ (١٥) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِنَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، قدر و منزلت میں ملی جلی سورتوں کے بارے میں مجھے علم ہے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمع فرماتے اور تلاوت

أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلَى تَالِيفِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ سُوْرَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ اٰخِرُهُنَّ حٰمٓ الدُّخَانِ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

فرماتے تھے راوی نے طوالِ مفصل کی بیس سورتوں کو شمار کیا جن کی ترتیب تالیف حضرت عبداللہ بن مسعود نے کی ہے۔ جن میں آخری سورۃ حٰمٓ الدخان اور عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ کی سورتیں ہیں (بخاری و مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي بُجَيْلَةَ يُقَالُ لَهُ نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ إِنِّي أَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لَقَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِنَّ سُوْرَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ۔

اور مسلم شریف کی ایک روایت حضرت شقیق سے ہے کہ قبیلہ بنو بجیلہ کا ایک شخص جس کا نام نہیک بن سنان تھا حضرت عبداللہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں ہر رکعت میں طوالِ مفصل سورت کی تلاوت کرتا ہوں، حضرت عبداللہ نے فرمایا، میں قدر و منزلت میں ملی جلی سورتیں جانتا ہوں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر رکعت میں دو سورتیں ملا کر تلاوت کیا کرتے تھے۔ یہی سمجھے ہو، میں تم کو بتلاتا ہوں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر عمل کیا کرو، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تہجد کی ہر رکعت میں مفصل کی دو دو سورتیں جو مقدار میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہوتیں نہایت ترتیل سے پڑھا کرتے تھے (تم بھی ایسا ہی پڑھا کرو)

ف ردالمحتار میں لکھا ہے کہ فرض کی ہر رکعت میں اگر کوئی دو دو سورتیں جو ایک دوسرے کی متصل ہوں پڑھے تو جائز ہے مگر بخلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی ہے البتہ نوافل اور تہجد کی ہر رکعت میں دو دو سورتوں کو ملا کر پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، خواہ یہ سورتیں متصل ہوں یا غیر متصل ۱۲

۱۵۸۰/۱۶ وَعَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَكَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا ذُو الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں (ایک وقت) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تہجد پڑھتے ہوئے دیکھنے کا موقع ملا، کیا دیکھتے ہیں کہ (دل میں) تہجد کی نیت کر کے آپ تکبیر تحریمہ اس طرح شروع فرمائے۔

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللہ تعالیٰ سب بڑوں سے بڑے ہیں، اللہ تعالیٰ سب بڑوں سے بڑے ہیں اللہ تعالیٰ

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ذُو الْمَلَكُوْتِ سب بڑوں سے بڑے ہیں، دو جہان کے آپ ہی مالک ہیں سب غالبوں پر آپ

وَالْجَبَرُوْتُ وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْعَظَمَةُ　ہی غالب ہیں جن جن کو بڑائی ہے ان میں آپ ہی سب سے بڑے ہیں، آپ کی عظمت اور بزرگی کے سامنے کسی کی عظمت و بزرگی نہیں۔

ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوْعُهٗ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهٖ
فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ
الْعَظِيْمِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ
فَكَانَ قِيَامُهٗ نَحْوًا مِّنْ رُكُوْعِهٖ يَقُوْلُ
لِرَبِّيَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَ سُجُوْدُهٗ
نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهٖ فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِهٖ
سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ
مِنَ السُّجُوْدِ وَكَانَ يَقْعُدُ فِيْمَا بَيْنَ
السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِّنْ سُجُوْدِهٖ وَكَانَ
يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ
قَرَأَ فِيْهِنَّ الْبَقَرَةَ وَاٰلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءَ
وَالْمَآئِدَةَ اَوِ الْاَنْعَامَ شَكَّ شُعْبَةُ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

پھر اس کے بعد آپ نے ثناء پڑھی۔ (اور جب قرأت کا موقع آیا تو سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں) سورۂ بقرہ نہایت ترتیل سے پڑھی۔ پھر رکوع فرمایا، کیا کہوں کیسا رکوع تھا جیسے عادت مبارکہ سے زیادہ معمولی قیام تھا، قیام کی مناسبت سے عادت سے زیادہ رکوع بھی غیر معمولی طویل تھا، حسب عادت شریفہ پورے رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" بار بار پڑھتے جا رہے تھے، پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھا کر قومہ کیا، قومہ بھی رکوع کی طرح عادت سے زیادہ غیر معمولی طویل تھا، قومہ میں (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کے بعد) "لِرَبِّيَ الْحَمْدُ"، بار بار پڑھ رہے تھے یعنی اے میرے رب! حمد کے مستحق صرف آپ ہی ہیں، پھر آپ نے سجدہ فرمایا، کچھ نہ پوچھو کہ سجدہ کیا تھا، سجدہ بھی قومہ کی طرح عادت شریفہ سے زیادہ غیر معمولی طویل تھا حسب عادت شریفہ پورے سجدہ میں آپ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى"، بار بار پڑھ رہے تھے، پھر آپ پہلے سجدہ سے سر اٹھا کر جلسہ میں آ گئے، اور یہ جلسہ بھی سجدہ کی طرح عادت شریفہ سے زیادہ غیر معمولی طویل تھا اور آپ جلسہ میں "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ"، "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ" بار بار پڑھ رہے تھے (یہ پہلی رکعت تھی) اسی طرح آپ نے چار رکعات ادا فرمائیں، ان چار رکعتوں میں جو قرأت آپ فرمائی تھی، اس کی تفصیل یہ تھی، پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ دوسری میں آل عمران، تیسری میں سورۂ نساء، چوتھی میں حضرت شعبہ راوی کو شک ہے کہ مائدہ تھا یا انعام بہر حال ان دو سورتوں میں سے کوئی ایک سورۃ تھی۔　(ابو داؤد)

۱۵۸۱/۱۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ بِعَشْرِ اٰيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ اٰيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ اٰيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِيْنَ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (تہجد یا صلاۃ اللیل میں سورۂ فاتحہ کے سوا دس آیات کے برابر پڑھے تو اس کا نام غافلین کے دفتر میں نہیں لکھا جائے گا اور جو شخص (تہجد یا صلاۃ اللیل میں سوائے سورۂ فاتحہ کے) سو آیتیں پڑھے تو اس کا نام قانتین یعنی خدا کے فرمانبرداروں میں لکھا جائے گا اور جو شخص (تہجد یا صلاۃ اللیل میں) ایک ہزار آیتیں پڑھے (تو کچھ نہ پوچھو کہ اس کا نام کن میں لکھا جائے گا. مُقَنطِرِین یعنی بے گنتی ثواب جمع کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔ (ابو داؤد)

۱۵۸۲
۱۸ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَصْبَحَ بِاٰيَةٍ وَالْاٰيَةُ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں (کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب تہجد کے لیے کھڑے ہوئے (اور اپنی امت اور ان کے گناہ یاد آگئے) تو ذیل کی یہ آیت پڑھتے پڑھتے صبح کر دی اور بار بار یہ فرماتے تھے۔ اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا (المائدہ ۱۱۸/۶) اس کی روایت نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱۵۸۳
۱۹ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ اَنَّهٗ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَاتِهٖ فَقَالَتْ وَمَا لَكُمْ وَصَلَاتَهٗ كَانَ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلّٰى ثُمَّ يُصَلِّيْ قَدْرَ مَا نَامَ ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلّٰى حَتّٰى يُصْبِحَ ثُمَّ نَعَتَتْ قِرَاءَتَهٗ فَاِذَا

حضرت یعلیٰ بن مملک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز کیسی ہوتی تھی! اور اس میں آپ کی قراءت کس طرح ہوا کرتی تھی انہوں نے فرمایا تمہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے کیا نسبت! آپ نماز پڑھتے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے کی

ھِیَ تَنْعَتُ قِرَاءَۃً مُّفَسَّرَۃً حَرْفًا حَرْفًا۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ)

مقدار سو جاتے۔ پھر اٹھ کر نماز پڑھتے اتنی مقدار میں جتنی دیر تک آپ سوئے رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے کی مقدار تک سو جاتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی، پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت کو بیان فرمایا تو وہ ایسی قراءت کرنے لگیں کہ ایک ایک حرف کو علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھتی تھیں۔

(ابوداود، ترمذی اور نسائی)

۱۵۸۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَتْ
۲۰
قِرَاءَۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ یَرْفَعُ طَوْرًا وَیَخْفِضُ طَوْرًا

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رات کی نماز میں قرأت کبھی بلند آواز سے فرماتے اور کبھی آہستہ آواز سے۔

(ابو داؤد شریف)

۱۵۸۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَتْ
۲۱
قِرَاءَۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَدْرِ مَا یَسْمَعُهٗ مَنْ فِی الْحُجْرَۃِ وَهُوَ فِی الْبَیْتِ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی (بلند آواز سے) قرأت کی مقدار اتنی ہوتی تھی کہ کوئی شخص اسے حجرے میں سن سکتا تھا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھر مبارک میں ہوتے تھے۔

(ابو داود شریف)

۱۵۸۶ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ اِنَّ
۲۲
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَیْلَۃً فَاِذَا هُوَ بِاَبِیْ بَکْرٍ یُّصَلِّیْ یَخْفِضُ مِنْ صَوْتِهٖ وَمَرَّ بِعُمَرَ وَهُوَ یُصَلِّیْ رَافِعًا صَوْتَهٗ قَالَ فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَرَرْتُ بِكَ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ تَخْفِضُ صَوْتَكَ قَالَ قَدْ اَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَیْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَالَ لِعُمَرَ مَرَرْتُ بِكَ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ رَافِعًا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک رات باہر تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آہستہ آواز کے ساتھ نماز ادا فرما رہے تھے۔ اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس سے گزرے تو آپ بلند آواز سے نماز ادا فرما رہے تھے، تو جب دونوں حضرات شیخین نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے ابوبکر! میں تیرے

صَوْتَكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَأَطْرُدُ الشَّيْطَانَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا بَكْرٍ اِرْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا وَقَالَ لِعُمَرَ اِخْفِضْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ)

قریب سے گزرا تو تم آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے، عرض کی یا رسول اللہ! میں اس ذات باری تعالیٰ کو سنا رہا تھا جس سے سرگوشی کر رہا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عمر سے فرمایا میں تمہارے قریب سے بھی گزرا تھا اور آپ بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے، عرض کی، یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سونے والوں کو جگا رہا تھا، اور شیطان کو بھگا رہا تھا، تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! اپنی آواز (حالت نماز میں) تھوڑی اونچی رکھا کرو۔ اور اے عمر! تم اپنی آواز کو تھوڑا پست رکھا کرو۔

(ابوداود اور ترمذی)

ف: نماز کی حالت میں نمازی کی آواز قرأت، تسبیحات وتکبیرات اور تشہد میں اتنی ہونی چاہیئے کہ آدمی خود اپنی آواز کو سن سکے، نہ اتنی آہستہ کہ زبان سے تلفظ بھی ادا نہ ہوتے ہوں تو اس صورت میں نماز نہیں ہوتی۔ ہاں خفیہ آواز، جس سے تلفظ کی ادائیگی درست ہو اور اپنی آواز بغیر کسی دوسرے کو سنانے کے، خود سن سکتا ہو تو ایسی صورت میں نماز صحیح ہوتی ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سنانا اور ریاکاری سے بچنے کے لیے آہستگی کے ساتھ ذکر کرنا افضل وبہتر ہے اور اگر سوئے ہوئے لوگوں کو جگانا اور دور دراز کی چیزوں کو سنا کر گواہ بنانا، اور شیاطین اور ان کے شر کو ذکر اللہ کر کے دور بھگانا مقصود ہو جیسا کہ حدیث پاک میں سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مؤذن کی آذان کی آواز سن کر شیطان اتنی دور بھاگ جاتا ہے جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے۔ یہ تو اس صورت میں بلند آواز سے ذکر کرنا افضل وبہتر ہے دونوں کا معاملہ حسن نیت ہے ہے۔

۱۵۸۷ وَعَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ ۲۳ عَائِشَةَ اَيُّ الْعَمَلِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّآئِمُ قُلْتُ فَاَيَّ حِيْنٍ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَقُوْمُ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ۔

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کونسا عمل زیادہ پسند تھا؟ فرماتی ہیں، وہ عمل جو ہمیشہ کیا جائے۔ میں نے عرض کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم رات کس وقت اٹھتے تھے؟ فرماتی ہیں کہ جب آپ کسی آواز

(مُتَّفَقٌ عَلَيْہِ) دینے والے کی آواز سنتے تو اس وقت اٹھتے تھے (بخاری و مسلم)

ف: آواز دینے والے سے مراد مرغ کی آواز ہے رعلماء و محدثین نے کہا ہے کہ مرغ کی عادت یہ ہے وہ نصف شب کے بعد یا اس کے قریب بانگ دیتا ہے، اسی لیے کئی اللہ کے بندے اس کی آواز پر اٹھ جاتے ہیں اور عبادت، نوافل و ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور ہمیشگی کا عمل صالح سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑا پسند تھا۔ اسی لیے آپ ہمیشہ نصف شب کو اٹھ کر عبادت و نوافل میں معروف رہتے تھے اور یہ عمل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بڑا پسندیدہ تھا۔

۱۵۸۸ (۲۴) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا كُنَّا نَشَاءُ اَنْ نَرٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْنَاهُ وَلَا نَشَاءُ اَنْ نَرَاهُ نَائِمًا اِلَّا رَاَيْنَاهُ۔ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے کسی خاص حصہ میں سوتے یا کسی خاص حصہ میں جاگنے کی عادت نہ تھی اس لیے جب) ہم خیال کرتے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نماز نہیں پڑھ رہے ہوں گے مگر (جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے ہیں (ایسا ہی) ہمارا خیال ہوتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نہیں سو رہے ہوں گے مگر (جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت سو رہے ہیں (اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رات میں سونے اور نماز تہجد پڑھنے کی عادت شریفہ مقرر نہ تھی) اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

۱۵۸۹ (۲۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا بَدَّنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَقُلَ كَانَ اَكْثَرُ صَلَاتِهٖ جَالِسًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْہِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ[له] جب آپ زیادہ سن رسیدہ ہو گئے اور آپ پر ضعف پیری کے آثار ظاہر ہونے لگے تو آپ اکثر (نفل) نمازوں کو بیٹھ کر پڑھا کرتے

له میں نے کبھی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

تھے[1] (بخاری و مسلم)

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ

(اس باب میں ان اذکار اور دعاؤں کا ذکر ہے جن کا پڑھنا رات میں اٹھ کر تہجد ادا کرنے والے کے لیے مسنون ہے)

وقول اللہ عزوجل، وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورہ مزمل پ ۲۹ ع میں)
اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (دن میں تو تبلیغ اسلام میں مصروفیت کی وجہ سے آپ کو بہت مشغلہ رہتا ہے اس لیے رات کو اٹھ کر) اپنے پروردگار کا نام لیتے اور اس کو یاد کرتے رہو۔

۱۱۵۹۰ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب رات تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے اٹھتے تو (نماز تہجد شروع کرنے سے پہلے) یہ دعاء پڑھتے۔

اے اللہ! ہر طرح کی تعریف آپ ہی کے لیے سزاوار ہے، آسمانوں زمینوں اور جتنی چیزیں ان کے درمیان میں ہیں آپ ہی ان سب کے سنبھالنے والے اور ان کا انتظام کرنے والے ہیں۔
اور ہر طرح کی حمد آپ ہی کو سزاوار ہے، آسمانوں زمینوں اور جتنی چیزیں ان کے درمیان میں ہیں سب کے اندر کا نور (یعنی ان سب کو عدم کی ظلمت سے نکال کر وجود کا نور عطا کرنے والے آپ ہی ہیں۔

---

[1] اس طرح حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آپ کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی اس لیے کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خصوصیات سے ہے، بخلاف امت کے کہ بلا عذر نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملے گا، ہاں اگر عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھیں تو پورا ثواب ملے گا۔ یہ حکم نفل سے متعلق ہے اگر کوئی شخص فرض نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھے تو نماز ادا نہ ہوگی، اس لیے کہ قیام فرض ہے، ہاں! اگر کسی عذر کی وجہ سے فرض نماز بیٹھ کر پڑھے تو نماز ہو جائے گی اور ثواب بھی پورا ملے گا۔

اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور ہر طرح کی حمد آپ ہی کو سزاوار ہے، اور آسمانوں زمینوں اور جتنی چیزیں ان کے درمیان میں ہیں ان سب کے بادشاہ آپ ہی ہیں (کوئی آپ کی بادشاہت میں شریک نہیں ہے) اور کوئی آپ کی بادشاہت کا انکار کرنے والا نہیں ہے)

اور ہر طرح کی حمد آپ ہی کو سزاوار ہے آپ ہی حق ہیں یعنی آپ ہی موجود اور ثابت ہیں اور آپ کا وجود لازوال ہے کہ کبھی معدوم نہیں ہونے کا اور آپ کے سوا سب معدوم ہیں۔

اور آپ کا وعدہ سچا ہے یعنی آپ نے جو وعدہ اپنے بندگان خاص سے فرمایا ہے، حق ہے اور تیری بات حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ کی آگ حق ہے انبیاء علیہم السلام حق ہیں، اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حق ہیں، اور قیامت حق ہے۔

اے اللہ! میں نے تجھ پر اسلام لایا، اور تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا، اور تیری طرف رجوع کیا اور تیرے بھروسے پر میں کفار سے لڑتا ہوں اور تجھ سے فیصلہ چاہتا ہوں، میرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے، اور چھپے کھلے گناہ بخش دے اور وہ گناہ بھی بخش دے جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، اور تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا تو ہی معبود ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (بخاری ومسلم)

۱۵۹۱/۲ وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ اِفْتَتَحَ صَلَاتَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رات کی نماز (تہجد) کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنی نماز (اس دعا سے) شروع فرماتے! اے اللہ! اے جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمانوں اور زمین کے بنانے والے، چھپے

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اور اعلانیہ کے جاننے والا، تو ہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا جن میں اختلاف کرتے ہیں، اے اللہ مجھے ہدایت دے اپنے فضل سے اس حق سے جس میں اختلاف ہے، تو جسے چاہے سیدھے راستے کی ہدایت دے۔

ف مرأۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے اللھم رب جبرئیل ومیکائیل واسرافیل کے الفاظ نماز تہجد کی تکبیر تحریمہ سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ادا فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ تو ساری مخلوق کا رب ہے پھر خصوصیت سے ان تین فرشتوں کا ذکر ان کے اشرف اور تمام دوسرے فرشتوں سے بزرگ ہونے کی وجہ سے کیا ہے اکثر علماء کا قول ہے کہ تمام فرشتوں میں افضل سیدنا جبرئیل ہیں کیونکہ وہ انبیاء کے خادم اور حامل وحی ہیں، پھر میکائیل کیونکہ رزق جسمانی کا تعلق ان سے ہے، پھر اسرافیل کیونکہ لوح محفوظ اور قیامت صور پھونکنے کے محافظ آپ ہیں اور پھر عزرائیل علیہ السلام کیونکہ ان کی ذمہ داری الارواح کو قبض کرنا ہے۔

١٥٩٢/٢ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَزَادَ اَبُوْدَاوٗدَ بَعْدَ قَوْلِهٖ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثَلَاثًا وَفِیْ اٰخِرِ الْحَدِيْثِ ثُمَّ يَقْرَاُ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رات کے وقت اٹھتے تو تکبیر کہتے پھر کہتے۔

اے اللہ! ہم آپ کی تعریف کرتے ہوئے تمام عیبوں سے آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں آپ کا نام بڑا برکت والا ہے، آپ بہت عالی شان ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود لائق عبادت نہیں۔ پھر اس کے بعد آپ یہ دعا بھی پڑھتے تھے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا۔ اللہ سب بڑوں سے بڑا ہے، ساری بڑائیاں اسی کے لیے ہیں۔ اس کے بعد پھر یہ دعا پڑھتے۔ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں جو سب سے زیادہ سننے والے اور سب سے زیادہ جاننے والے ہیں شیطان مردود کے ہمز سے (یعنی وسوسوں سے جن کو شیطان انسان کے دلوں میں پیدا کرتا ہے) اور نفخ سے (یعنی غرور اور خود پسندی سے جن کو شیطان انسان کے دلوں میں ڈالتا ہے، اور نفث سے (یعنی سحر سے جس کو شیطان انسان سے کرواتا ہے

اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، اور نسائی نے کی ہے اور ابو داؤد کی روایت میں لَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ کے بعد یہ اضافہ ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِہٖ وَنَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد آپ قرأت شروع فرماتے تھے۔

ف: واضح ہو کہ یہ اور اس قسم کی حدیثوں کی وجہ سے ثناء کے بعد نوافل میں مذکورہ دعاؤں اور مسنون اذکار کا اضافہ کر سکتے ہیں۔ حنفی مذہب بھی یہی ہے۔

۱۵۹۳ (۴) وَعَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ عِنْدَ حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ اَسْمَعُهٗ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَقُوْلُ سُبْحَانَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الْهَوِيَّ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ الْهَوِيَّ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَلِلتِّرْمِذِيِّ نَحْوَهٗ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حجرۂ مبارک کے اتنا قریب سویا کرتا تھا کہ حضور اندر جو پڑھا کرتے وہ مجھے سنائی دیا کرتا، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو بہت دیر تک سُبْحَانَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سارے عالموں کا رب سب عیبوں سے پاک ہے) پڑھتے رہتے، پھر اس کے بعد بہت دیر تک "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" (اللہ تعالیٰ کی سب عیبوں سے پاکی بیان کرتے ہوئے میں اس کی تعریف کرتا ہوں) پڑھا کرتے، اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اس طرح روایت کی ہے۔

۱۵۹۴ (۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَاَسْاَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِيْ وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رات کو تہجد کے لیے جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ میں آپ کی تعریف کرتے ہوئے تمام عیبوں سے آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں (امت کو سکھانے کے لیے فرماتے ہیں) اے اللہ اب نادم و شرمندہ ہو کر عرض کرتا ہوں کہ آپ میرے

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

۱۵۹۵ وَعَنْ شَرِیْقِ الْھَوْزَنِیِّ قَالَ
دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَۃَ فَسَاَلْتُھَا بِمَ
کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَفْتَتِحُ اِذَا ھَبَّ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَتْ
سَاَلْتَنِیْ عَنْ شَیْءٍ مَا سَاَلَنِیْ عَنْہُ
اَحَدٌ قَبْلَکَ کَانَ اِذَا ھَبَّ مِنَ اللَّیْلِ
کَبَّرَ عَشْرًا وَقَالَ سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ
عَشْرًا وَقَالَ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ
عَشْرًا وَاسْتَغْفَرَ اللہَ عَشْرًا وَھَلَّلَ
اللہَ عَشْرًا ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ
بِکَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ یَوْمِ
الْقِیَامَۃِ عَشْرًا ثُمَّ یَفْتَتِحُ الصَّلٰوۃَ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

گناہوں کو معاف فرما دیں (اے اللہ) میں ہر طرف سے مایوس ہو گیا ہوں صرف آپ ہی کی رحمت پر بھروسہ ہے۔ آپ مجھ پر رحمت نازل کیجیے، مجھ پر آپ رحم کیجئے، اے اللہ میں کیا اور میرا علم کیا، علم کے تو بیسے صد مراتب ہیں اس لیے دعا کرتا ہوں کہ آپ ہر وقت میرا علم زیادہ فرماتے رہیے، (اے اللہ) ہر گھڑی دل کی حالت بدلتی رہتی ہے ہماری کسی حالت پر بھروسہ نہیں، آپ محض اپنے فضل و کرم سے مجھے ہدایت دیتے رہیئے اور دل کو گمراہی کی طرف جانے نہ دیجئے، میرا بھروسہ آپ ہی کی رحمت پر ہے آپ اپنی رحمت سے مجھے ہدایت پر قائم رکھئے۔ (یہ جو کچھ میں مانگ رہا ہوں، میرے اعتبار سے بہت بڑی چیز ہے، آپ کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں اس لیے کہ آپ بہت عطاء کرنے والے ہیں، آپ کی عطا کی کوئی حد نہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

حضرت شریق ہوزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم رات کو جب تہجد کے لیے بیدار ہوتے تو ابتداء کن اذکار سے فرماتے تھے؟ ام المومنین نے ارشاد فرمایا تم نے مجھ سے وہ بات دریافت کی ہے جس کو آج تک کسی نے مجھ سے دریافت نہیں کیا (اس سے تمہارے طلب علم کا شوق معلوم ہوتا ہے) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے دس بار تکبیر (اللہ اکبر) اور دس بار تحمید (الحمد للہ) اور دس بار سبحان اللہ و بحمدہ اور دس بار سبحان الملک القدوس اور دس بار استغفار اور دس بار تہلیل (کلمہ شریف) پڑھتے پھر دس بار کہتے اے اللہ میں دنیا اور قیامت کی تنگی سے تیری پناہ مانگتا

ہوں، پھر آپ نماز شروع فرماتے۔ (ابوداؤد)

۱۵۹۶ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ اَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا اُسْتُجِيْبَ لَهٗ فَاِنْ تَوَضَّاَ وَصَلّٰى قُبِلَتْ صَلَاتُهٗ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص رات کو بیدار ہو تو کہے (یہ دعا پڑھے) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، پاک ہے اللہ اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اور اللہ کے سوا گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے۔ پھر یہ دعا پڑھے اے میرے رب! مجھے بخشش دے، یا یہ فرمایا کہ پھر دعا مانگے تو قبول ہو گی، پھر اگر وضو کرے اور نماز پڑھے تو وہ نماز قبول کی جائے گی۔

۱۵۹۷ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيْتُ عَلٰى ذِكْرٍ طَاهِرًا فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْاَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کوئی ایسا بندہ نہیں جو پاک صاف ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں رات گذارے، پھر رات کو اٹھے، پس اللہ تعالیٰ سے خیر مانگے، مگر اللہ تعالیٰ اسے وہ دے دیتا ہے۔

بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ

باب، رات کو اٹھنے کی ترغیب کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا۔

اللہ کا فرمان ہے۔
اور بے شک رات کا اٹھنا وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے۔
(المزمل ۷/۷۳)

یعنی رات کو نماز کے لیے سو کر جاگنا دیگر نمازوں سے زیادہ گراں ہے، معلوم ہوا کہ تہجد کی نماز رات کو سونے کے بعد اٹھ کر پڑھنی چاہیئے، تہجد کی نماز بہت اہم اور فائدہ مند ہے، جیسا خضوع وخشوع

اس وقت میں حاصل ہوتا ہے کسی اور نماز کے وقت میں حاصل نہیں ہوتا، تہجد کے وقت میں رب تعالیٰ کی خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں، صوفیاء فرماتے ہیں تہجد کی نماز میں جنت کی لذتیں ہوتی ہیں۔
(نور العرفان ومراۃ)

١٥٩٨ (١) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَةِ رَأْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلٰثَ عُقَدٍ یَضْرِبُ عَلٰی كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَیْكَ لَیْلٌ طَوِیْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَیْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰی انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شیطان تم میں سے کسی کے سر کی گدی کے پیچھے تین گرہیں لگا دیتا ہے جس وقت وہ آدمی سوتا ہے، ہر گرہ پر وہ یہ ڈالتا ہے کہ رات بہت لمبی ہے سو جا، پھر جب وہ بیدار ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر نماز پڑھ لے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے اور وہ خوش دل، پاک نفس صبح کرتا ہے ورنہ پلید طبیعت اور سست صبح پاتا ہے۔
(بخاری ومسلم)

١٥٩٩ (٢) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِیْلَ لَهٗ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰی اَصْبَحَ مَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَقَالَ ذٰلِكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّیْطَانُ فِیْ اُذُنِهٖ اَوْ قَالَ فِیْ اُذُنَیْهِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تذکرہ آیا کہ ایک شخص رات بھر صبح صادق تک سوتا ہے تہجد کی نماز کے لیے نہیں اُٹھتا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے کہ شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے[1] (بخاری اور مسلم)

١٦٠٠ (٣) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ اِسْتَیْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةً فَزِعًا یَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نیند

[1] کہ اس کو خبر ہی نہیں ہوتی کہ رات کتنی گذری اور اس پر غفلت طاری ہو جاتی ہے اور وہ پڑا سویا رہتا ہے اس لیے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ایسا شخص جو رات بھر پڑا سو رہا ہو کان میں انگلی رکھ کر دیکھے تو کان میں پیشاب کی تری محسوس ہوگی۔

اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يُرِيدُ أَزْوَاجَهُ لِكَيْ يُصَلِّينَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

سے گھبرائے ہوئے اٹھے، خود آپ تعجب سے فرمانے لگے "سبحان اللہ" آج کی رات کیا دیکھتا ہوں کہ ان کو بے شمار خزانے دیئے جا رہے ہیں اور کیا دیکھتا ہوں کہ طرح طرح کے فتنے بھی میری امت پر نازل ہو رہے ہیں کوئی ہے کہ میرے حجرے والیوں (ازواج مطہرات) کو جگا دے کہ اب سونے کا وقت نہیں ہے، اٹھو جاگو، خدا سے گڑگڑا کر دعائیں کرو، اور تہجد پڑھو تاکہ اللہ تعالٰی تہجد کی برکت سے مال و دولت اور فساد و خون ریزی کے فتنہ سے ہم کو بچائے[1] اس کی روایت (بخاری) نے کی ہے۔

۱۶۶۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کو تہجد کے لیے اٹھا کرتا تھا لیکن پھر اس نے رات کو تہجد کے لیے اٹھنا چھوڑ دیا[2] (بخاری اور مسلم)

۱۶۶۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر رات

---

[1] مال و دولت کے فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ ہے کہ عورتیں نہایت باریک اور قیمتی لباس پہنیں گی جس سے اندر کا جسم ظاہر ہوگا اور نخوت و غرور پیدا ہوگا جس کے سبب سے یہ قیامت کے دن برہنہ اٹھیں گی، دنیا میں جتنا غرور کرے گی آخرت میں اتنا ہی ذلیل ہوگی، جیسے دنیا میں باریک لباس پہن کر برہنہ تھی، ویسے ہی آخرت میں برہنہ رہے گی۔

[2] اس لیے کہ اللہ تعالٰی کو عبادت پر مداومت کرنا پسند ہے اگرچہ وہ عبادت تھوڑی ہی کیوں نہ ہو، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص رات کو عبادت کرتا ہو، اس کو رات کی عبادت بالکل ترک کر دینا مکروہ ہے۔

اللُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ یَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبُ لَہٗ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَہٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرُ لَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ ثُمَّ یَبْسُطُ یَدَیْہِ وَیَقُوْلُ مَنْ یُّقْرِضُ غَیْرَ عَدُوْمٍ وَّلَا ظَلُوْمٍ حَتّٰی یَنْفَجِرَ الْفَجْرُ۔

جب کہ اس کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، تو ہمارا رب جو بڑی برکت والا اور بڑی شان والا ہے دنیا سے جو قریب آسمان ہے اس پر نزول فرماتا ہے، جس طرح اس کی شان کے لائق ہے، ارشاد فرماتا کوئی ہے جو مجھ سے دُعا کرے اور میں اس کی دُعا قبول کروں! ہے کوئی جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو عطا کروں! ہے کوئی ایسا گنہگار[۱] جو گناہوں کی معافی چاہے تو میں اس کے گناہوں کو معاف کرنے کے لیے تیار رہوں (بخاری اور مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، پھر اللہ تعالٰے اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے اور فرماتا ہے کوئی ایسا شخص جو قرض دے اس ذات کو جو محتاج نہیں ہے (قرض کی ادائگی اس پر بار نہیں) اور نہ وہ ظالم ہے[۲] اس قسم کے طرح طرح کے ارشادات ہوتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ صبح صادق طلوع کرتی ہے۔

ف ۱: نزول فرمانے کے معنی تو معلوم ہیں مگر اس کی کیفیت ہم کو معلوم نہیں، "لَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗٓ اِلَّا اللّٰہُ" کے سوا امت میں سے کوئی اس کی تاویل اور تفسیر کو نہیں جانتا، یہ متشابہات سے ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے، اس کی کیفیت معلوم کرنے کی کھوج کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے ہم ایمان لاتے ہیں کہ بے شک ہمارا رب رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا پر نزول فرما کر نہایت محبت سے ارشاد فرماتا ہے۔

ف ۲: کہ قرض کی ادائگی پر قدرت رکھنے کے باوجود قرض ادا نہ کرے، اے قرض دینے والے ہم تیرے قرض کو دگنا، تگنا اور کئی گنا بڑھا کر پھر تجھ کو دیں گے اس وقت تجھ کو معلوم ہوگا کہ ہم کیسے دینے والے ہیں، قرض بھی ادا کریں گے اور اس کے صلہ میں تجھے وہ وہ نعمتیں دیں گے جن کو نہ تو تیری آنکھوں نے دیکھا اور نہ تیرے کانوں نے سنا ہے! کیا تو سمجھتا ہے کہ ہم تجھ سے جو قرض مانگ رہے ہیں اس سے ہماری مراد کیا ہے؟ ہم چاہتے ہیں کہ خیرات کرے، قرض کا لفظ اس لیے کہہ رہے ہیں کہ تیرا خیرات کرنا، تیرا روپیہ ضائع کرنا نہیں ہے، نہیں، نہیں! اس خیرات کی جو تو ہم کو دے گا

[۱] جو گناہوں کی وجہ سے نادم و شرمندہ ہے، اس کو میری رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔

قرض سمجھ، ہم اس کو بہت بڑھا کر تجھے پھر لوٹا دیں گے اور آخرت میں کئی گنا بڑھا کر اس کا صلہ دیں گے۔

۱۶۰۳ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَّذْكُرُ اللّٰهَ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا۔

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! اللہ تعالیٰ (یوں تو ہر بندے کی رگِ گردن سے زیادہ قریب ہیں مگر) آخری تہائی رات میں اپنے بندہ سے بہت ہی قریب ہو جاتے ہیں[۱] اگر تجھ سے ہو سکے تو اس وقت اللہ کے ذکر کرنے والوں میں سے ہو جا (پھر تو کہاں اور یہ قرب کہاں) (ترمذی)

۱۶۰۴ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ کون سا وقت ہے جس میں دعا تمام اوقات سے زیادہ قبول ہوتی ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: رات کے آخری تہائی حصہ کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے اور ایسا ہی فرض نمازوں کے بعد جو دعا کی جاتی ہے وہ بھی بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱۶۰۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْمَفْرُوْضَةِ صَلٰوةٌ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے فرائض (اور ان کے توابع مؤکدہ سنتوں) کے سوا رات دن کے باقی تمام نوافل سے تہجد جو رات کے آخری تہائی حصہ میں پڑھی جاتی ہے افضل ہے (اس لیے

[۱] کیا کہوں کیسے قریب ہو جاتے ہیں، ایسا قریب ہوتے ہیں جیسا کہ ان کی شان کے سزاوار ہے، یہ بھی متشابہات سے ہے، قریب ہونے کے معنی معلوم ہیں مگر اس کی کیفیت معلوم نہیں، ہم ایمان لائے ہیں کہ رات کے آخری تہائی حصہ میں اللہ تعالیٰ ہم سے بہت ہی قریب ہو جاتے ہیں، اے بندے! اللہ تعالیٰ سے تجھے اس طرح قرب حاصل ہو گیا ہے، اس کو تو غنیمت جان!

کہ تہجد نفس پر بہت شاق ہوتی ہے اور اس میں ریا بھی نہیں ہے) اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: بارہ رکعت سنن مؤکدہ جو دن رات میں فرائض کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، ان کی فضیلت کا کیا کہنا! یہ بارہ رکعت فرائض کے کمالات ہیں اس سے بڑھ کر ان کی اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے؟

١٦٠٦/٩ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيْهَا خَيْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جو مسلمان چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو تو اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہر رات ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس میں ضرور دعاء بھی قبول ہوتی ہے، چاہے دنیا کی بھلائی مانگیں یا آخرت کی۔ (مسلم)

١٦٠٧/١٠ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَانَ لِدَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ يُوْقِظُ فِيْهَا اَهْلَهٗ يَقُوْلُ يَا اٰلَ دَاوٗدَ قُوْمُوْا فَصَلُّوْا فَاِنَّ هٰذِهٖ سَاعَةٌ يَسْتَجِيْبُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهَا الدُّعَاءَ اِلَّا لِسَاحِرٍ اَوْ عَشَّارٍ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ داود نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا رات میں ایک وقت ایسا مقرر تھا جس میں آپ خود بھی عبادت فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اے داؤد کے گھر والو! اٹھو! جاگو! نماز پڑھو (کیا تم کو کچھ معلوم ہے کہ یہ کیسا وقت ہے) اس وقت اللہ تعالیٰ عبادت کرنے والے کی عبادت اور دعا کرنے والے کی دعا قبول فرماتے ہیں (ایسے مبارک وقت کو غفلت میں مت ضائع کر، ہاں ایسے مقبول وقت میں بھی) جادوگر کی دعا اور ظلم سے چنگی وصول کرنے والے کی دعا قبول نہیں فرماتے۔ (یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کو غضب میں لاتی ہیں اور مقبولیت وقت کا بھی ان پر اثر نہیں ہوتا) اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

١٦٠٨/١١ وَعَنْ اَبِي اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّہٗ دَابُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ وَھُوَ قُرْبَۃٌ لَّکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمُکَفِّرَۃٌ لِّلسَّیِّاٰتِ وَمَنْھَاۃٌ عَنِ الْاِثْمِ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! تہجد ضرور پڑھا کرو (تم کو خبر نہیں کہ) تم سے پہلے جو صالحین گذرے ہیں تہجد پڑھنا ان کا طریقہ خاص تھا، اسی سے وہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے تھے (تم تو خیر الامم ہو، تم بھی تہجد ضرور پڑھا کرو) تہجد سے تم کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا اور اسی تہجد کی وجہ سے تم سے برائیاں دور ہوں گی، یہ تم کو گناہوں سے روکے گی۔

(ترمذی)

۱۶۰۹/۱۲ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃٌ یَضْحَکُ اللّٰہُ اِلَیْھِمُ الرَّجُلُ اِذَا قَامَ بِاللَّیْلِ یُصَلِّیْ وَالْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا فِی الصَّلٰوۃِ وَالْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا فِیْ قِتَالِ الْعَدُوِّ۔

(رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا تین طرح کے لوگ ہیں، ان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ ہنستے ہیں، جس طرح ان کی شان کے سزاوار ہے۔ ایک تو وہ شخص ہے جو رات کے وقت تہجد پڑھنے کھڑا ہوا، دوسرے جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ ہنستے ہیں وہ لوگ ہیں جو نماز کے لیے صف بندی کرتے ہیں، تیسرے جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ ہنستے ہیں وہ لوگ ہیں (جو محض اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جان پر کھیل کر) اللہ کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے ان کے مقابلہ میں صف بستہ ڈٹے ہوئے کھڑے رہتے ہیں، اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

فلہ یہ ہنسنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور راضی ہونے کی علامت ہے اللہ تعالیٰ کا ہنسنا بھی متشابہات سے ہے، ہم اس پر ایمان لائے ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ ہنستے ہیں ہنسنے کے معنی تو معلوم ہیں مگر اس کی کیفیت معلوم نہیں، کیسے خوش تقدیر ہیں وہ لوگ جن سے اللہ راضی ہوکر ہنسیں، جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ ہنستے ہیں۔

ف، یہ صف بندی اللہ تعالیٰ کو نہایت پیاری معلوم ہوتی ہے ان کے فعل کو پسند کرکے اور ان سے راضی ہوکر اللہ تعالیٰ ہنستے ہیں۔

۱۶۱۰/۱۳ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَاَيْقَظَ امْرَاَتَهٗ فَصَلَّتْ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَآءَ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَاَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰى فَاِنْ اَبٰى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَآءَ ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَآئِيُّ)

ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت بھیجتا ہے جو خود بھی تہجد کے لیے اُٹھتا ہے اور تہجد پڑھتا ہے بیوی کو جگانے کی کوشش کرتا ہے، وہ بھی اٹھ کر تہجد پڑھنے کے لیے کھڑی ہو جاتی ہے تو بہتر ہے اگر وہ غلبۂ نیند کی وجہ سے نہ جاگے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک کر نیند سے جگاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی اپنی رحمت بھیجتا ہے جو خود بھی تہجد کے لیے اٹھتی ہے اور تہجد پڑھتی ہے خاوند کو جگانے کی کوشش کرتی ہے اگر وہ جاگ گیا اور تہجد پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا تو بہتر ہے اگر وہ غلبۂ نیند کی وجہ سے نہ جاگے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک کر نیند سے جگاتی ہے۔ (ابوداؤد اور نسائی)

ف، ماشاء اللہ کیسا اچھا شوہر اور کیسی اچھی بیوی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں کیسے محبت اور اتفاق سے گزرتی ہے یہ دونوں اللہ کی عبادت کے لیے کیسے آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

۱۶۱۱/۱۴ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْقَظَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا اَوْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا كُتِبَا فِي الذّٰكِرِيْنَ وَالذّٰكِرَاتِ ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص نیند سے تہجد کے لیے خود بھی اٹھتا ہے اور اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتا ہے اور یہ سب مل کر تہجد کے آٹھ یا کم سے کم) دو رکعت ہی پڑھ لیں تو اللہ تعالیٰ مردوں کا نام ذاکرین یعنی ان لوگوں میں جو اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرتے ہیں اور عورتوں کا نام ذاکرات میں یعنی اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والیوں میں لکھ دیتے ہیں۔ (ابوداؤد اور ابن ماجہ)

ف، تہجد کا کیسا مبارک وقت ہے کہ تھوڑی سی عبادت سے بہت عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

۱۶۱۲/۱۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ اَبَاهُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّيْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد حضرت عمر بن خطاب

مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ
مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ أَيْقَظَ أَهْلَهُ لِلصَّلٰوةِ
يَقُوْلُ لَهُمُ الصَّلٰوةَ ثُمَّ يَتْلُوْ هٰذِهِ
الْاٰيَةَ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ
عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ
وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت شریف تھی کہ وہ رات کو تہجد کے لیے بیدار ہوتے اور جتنی رکعتیں اور جتنا وقت مقدر میں لکھا ہوتا اس کو پورا کرتے پھر جب دیکھتے کہ پچھلی رات ہوگئی ہے تو اپنے اہل وعیال کو جگاتے اور فرماتے تم بھی نماز پڑھو، پھر (سورۂ طٰہٰ کی) اس آیت کو تلاوت فرماتے۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت قدم رہ، ہم تم سے روزی نہیں مانگتے اور ہم تجھے روزی دیں گے اور انجام کا بھلا پرہیزگار کے لیے ہے (اس کی روایت امام مالک نے کی ہے)

ف: اٹھو! اٹھو! اب سونے کا وقت نہیں! جاگو! جاگو! رحمت کے خزانے لٹ رہے ہیں۔

۱۲۱۳/۱۶ وَعَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا يُرٰى ظَاهِرُهَا مِنْ
بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا أَعَدَّهَا
اللهُ لِمَنْ أَلَانَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَتَابَعَ
الصِّيَامَ وَصَلّٰى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَرَوَى
التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ
لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جنت میں بالاخانے ہیں (ان کی لطافت وصفائی کیا کہوں ایسے شفاف ہیں) کہ جن کے اندر کی چیزیں باہر سے اور باہر کی چیزیں اندر سے نظر آتی ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ خوش اخلاق ہو، اور شیریں کلام ہو (اس کے نرم لہجہ سے اس کی خوش اخلاقی کا پتہ لگتا ہو) اس کے مزاج میں سخاوت ہو کہ محتاج کو کھانا کھلاتا ہو (اور مہمانوں کی خاطر داری کرتا ہو) اکثر نفل روزے رکھا کرتا ہو (اور کم از کم ایام بیض یعنی ہر ماہ ہلالی کی (۱۳، ۱۴، ۱۵) کے روزے رکھا کرے) اور رات کو اٹھ کر تہجد پڑھا کرتا ہو، نیند کے لیے غلبہ کے وقت میں جب کہ اور لوگ سو رہے ہوں (اور یہ خدا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا ہے) اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے اور ترمذی نے بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: (کسی نے عرض کیا حضور! کیسا خوش تقدیر ہوگا وہ شخص جس کو یہ ملیں گے! اگر یہ کوشش سے مل سکتے

ہیں تو ہم بھی کوشش کریں گے، ارشاد ہو کہ یہ کس کو ملیں گے ؟

ف ۲ ۔ کوئی خاص مرتبہ کے لوگوں کے لیے یہ بالا خانے نہیں ہیں بلکہ ہر ایسے شخص کے لیے ہیں جو ان صفات سے متصف ہو۔

۱۲۱۴/۱۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ فَاِذَا اَصْبَحَ سَرَقَ فَقَالَ اِنَّهٗ سَیَنْهَاهُ مَا تَقُوْلُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اس شخص کو (تم دیکھو گے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ تہجد کی نورانیت) اس سے چوری چھڑا کر رہے گی[۱]، اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

۱۲۱۵/۱۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ۔

(رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں اشراف یعنی بڑے عزت والے[۲] وہ ہیں جو با عمل حافظ ہوں اور تہجد گزار ہوں (اس سے قرآن یاد کرنے کی اور شب بیداری کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔) اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۱۲۱۶/۱۹ وَعَنِ الْمُغِیْرَةِ قَالَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِیْلَ لَهٗ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ[۳] تہجد میں قیام اس قدر طویل ہوتا تھا جس کی وجہ سے قدم مبارک پر ورم آجاتا تھا (آپ کی اس مشقت کو دیکھ کر) صحابہ نے عرض کیا حضور! اس قدر مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ آپ کے اگلے پچھلے گناہ تو معاف کر دیئے گئے ہیں تو حضور انور صلی اللہ

لہ یوں تو ہر نماز آہستہ آہستہ ہر گناہ چھڑا دیتی ہے مگر تہجد میں ایک خاص اثر ہے، تہجد سے دل میں ایک نورانیت پیدا ہونا شروع ہوتی ہے جیسے جیسے یہ نورانیت بڑھتی جاتی ہے ویسے ویسے تہجد پڑھنے والے کے دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

لہ دنیا والوں کے پاس بڑی عزت ان کی ہے جن کے پاس مال دولت ہو، اور حکومت ہو، اور اللہ کے پاس)

لہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تہجد کیا کہوں کیسی تہجد تھی!

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں اس قدر عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں! (بخاری و مسلم)

ف: اللہ تعالیٰ کو بھی آپ کی اس مشقت کی بڑی قدر تھی، اس لیے ارشاد ہوا۔ طٰہٰ ۔ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۔ (سورۃ طٰہٰ پ ۱۶ ع ۱) میرے پیارے نبی (آپ کے جیسا کوئی شخص شکر گذار بندہ نہیں، آپ کا عبادت میں یہ مشقت اٹھانا ہم سے دیکھا نہیں جاتا، ہم آپ پر اس لیے قرآن نہیں اتار رہے ہیں کہ آپ اس قدر مشقت اٹھائیں)

۱۲۱۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ وَاَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت داؤد علیہ السّلام کی نماز تہجد اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھی ایسا ہی حضرت داؤد علیہ السّلام کے نفل روزے بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھے آپ رات کے چھ حصے کرتے، آدھی رات یعنی پہلے تین حصوں میں سو جاتے تھے، اور اس کے بعد کا چوتھا اور پانچواں حصہ تہجد میں گذارتے پھر آخری چھٹے حصہ میں سو جاتے (اب حضرت داؤد علیہ السّلام کے نفل روزوں کی کیفیت سنئے) آپ ایک دن نفل روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے[1]

(بخاری و مسلم)

ف: کہنے کو تو یہ آسان ہے مگر ان پر عمل کر کے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ یہ نفس پر کس قدر شاق ہیں، اب رہی یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسی تہجد کیوں نہیں پڑھتے تھے اور ایسے روزے کیوں نہیں رکھے! اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر عمل کرتے تو اُمت کے لیے یہ سنت ہو جاتا، تہجد پڑھنے والے کو اسی طرح کرنا پڑتا، اور ہر نفل روزہ رکھنے والے کو اسی طرح روزے رکھنے پڑتے۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں، آپ نہیں چاہتے کہ اُمت کو اس طرح مجبور کریں، اور مشقت میں ڈالیں، اس لیے خود اس پر عمل نہ کر کے اُمت کو بتا دیا کہ تم کو

---

[1] کیا گناہوں کی مغفرت ہی کے لیے ریاضت کی جاتی ہے اور مشقت اٹھائی جاتی ہے، مجھ پر اللہ تعالیٰ کے ان گنت احسانات ہیں اور مجھ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر نعمتیں ملی ہیں کہ ان کا شکر اس طرح کی عبادت سے کیا کرتا ہوں)

جس طرح تمہارے لیے نفل روزے رکھنے میں سہولت ہو اسی طرح روزے رکھو بات بات میں آپ نے جو سہولت رکھی ہے۔ اس سے دل چاہتا ہے کہ آپ پر قربان ہو جائیں۔

۱۶۱۸/۳۱ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ تَعْنِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي ثُمَّ إِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى أَهْلِهِ قَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ يَنَامُ فَإِنْ كَانَ عِنْدَ النِّدَاءِ الْأَوَّلِ جُنُبًا وَثَبَ فَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ آدھی رات تک آرام فرماتے تھے) پھر آخری نصف رات میں آپ کی تہجد کے مختلف اوقات تھے تہجد پڑھنے کے بعد اگر جماع کی حاجت ہوتی تو جماع سے فارغ ہو جاتے، پھر رات کے (پچھلے حصہ میں) آرام فرماتے) پھر صبح کی اذان ہوتے ہی آپ فوراً بیدار ہو جاتے اور اگر جنابت کی حالت میں ہوتے تو غسل سے فارغ ہو جاتے اور اگر جنابت کی حالت نہ ہوتی تو وضوء فرماتے اور صبح کی دو سنتیں ادا کر کے فجر کے فرض کے لیے باہر تشریف لے جاتے۔
(بخاری و مسلم)

ف: عشاء کی نماز کے بعد اوراد وظائف سے فارغ ہو کر جن کو آپ عشاء کی نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے

بَابُ الْقَصْدِ فِي الْعَمَلِ

یہ باب اعمال میں میانہ روی اختیار کرنے کے بیان میں ہے۔

(۱) وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (اور میانہ چال چل"
(القمان، ۲۱/ ۱۹)

نہ بہت تیز، نہ بہت سست کہ یہ دونوں باتیں مذموم ہیں، ایک میں شان تکبر ہے اور ایک میں چھچھورا پن حدیث شریف میں ہے کہ بہت تیز چلنا مومن کا وقار کھوتا ہے۔

(۲) وَقَوْلُهُ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، پھر جب تم نماز پڑھ چکو، تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو۔ (النساء ۵/ ۱۰۳)

ف: یعنی ذکر الٰہی کی ہر حال میں مداومت کرو اور کسی حال میں اللہ کے ذکر سے غافل نہ رہو۔ حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر فرض کی ایک حد متعین فرمائی ہے سوائے اللہ کے اس کی کوئی حد نہ رکھی فرمایا ذکر کرو کھڑے بیٹھے، کروٹوں پر لیٹے رات ہو یا دن خشکی ہو یا تری ہر حالت میں ذکر کا حکم ہے۔

۱۶۱۹ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى اَنْ لَّا يَصُوْمَ مِنْهُ شَيْئًا وَّيَصُوْمُ حَتّٰى تَظُنَّ اَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْتَهٗ وَلَا نَائِمًا اِلَّا رَاَيْتَهٗ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم بعض مہینوں میں روزے نہ رکھتے تھے اور اتنے دن ناغہ کرتے کہ ہمارا خیال ہو جاتا کہ اب آپ روزہ نہ رکھیں گے، پھر جب روزے رکھتے تو اتنے رکھتے کہ ہمارا خیال ہو جاتا کہ اب آپ روزہ ترک ہی نہ کریں گے۱ (اب ایک دوسری مثال آپ کے اعتدال پسند ہونے کی سنیئے) حضور کے نماز شب کی کیفیت یہ تھی کہ اگر تم حضور کو نماز شب میں مشغول دیکھنا چاہتے تو دیکھ سکتے تھے اور اگر تم حضور کو سوتے ہوئے دیکھنا چاہتے تو ایسا بھی دیکھ سکتے تھے۲ (بخاری)

ف۱ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے ہر کام میں میانہ روی اور اعتدال ہوتا تھا تم کبھی حضور کو نہیں دیکھو گے کہ آپ کسی کام کو افراط سے کر رہے ہیں یا کسی کام میں تفریط کر رہے ہیں۔

ف۲ اگر آپ کو اعتدال پسند نہ ہوتا تو ہمیشہ نفل روزے رکھتے، جس سے افراط ثابت ہوتا یا ہمیشہ نفل روزے ترک فرماتے جس سے تفریط معلوم ہوتی، ایسا نہ کر کے کبھی روزے رکھتے جب نشاط ہوتا کبھی روزے ترک کرتے، جب روزے ترک کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی۔

ف۳ اگر آپ کو اعتدال پسند نہ ہوتا اور آپ نماز پڑھتے تو تمام رات نماز پڑھتے رہتے اور سوتے تو تمام رات سو یا کرتے، ایسا نہ کر کے آپ رات میں آرام بھی فرماتے اور نمازیں بھی پڑھتے اس لیے صاحبو! حضور کی سنت پر عمل کر کے ہر کام میں میانہ روی اور اعتدال اختیار کرو۔

۱۶۲۰ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہی اعمال اور (وظائف اور نوافل) اللہ تعالیٰ کو نہایت پسندیدہ اور پیارے معلوم ہوتے جن پر ہمیشہ پابندی کی جائے اگرچہ وہ تھوڑے سے ہی کیوں نہ ہوں (بخاری و مسلم)

ف کبھی ان کو بہت زیادہ کرنا اور کبھی ان کو چھوڑ دینا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، اس لیے اوراد و وظائف و نوافل

میں اعتدال چاہیئے تاکہ ہمیشہ کر سکیں، جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔

۱۶۲۱ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ طَاھِرًا وَّذَکَرَ اللّٰہَ حَتّٰی یُدْرِکَہُ النُّعَاسُ لَمْ یَتَقَلَّبْ سَاعَۃً مِّنَ اللَّیْلِ یَسْاَلُ اللّٰہَ فِیْھَا خَیْرًا مِّنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ ذَکَرَہُ النَّوَوِیُّ فِیْ کِتَابِ الْاَذْکَارِ بِرِوَایَۃِ ابْنِ السُّنِّیِّ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا ہے آپ ارشاد فرماتے تھے جب کوئی مسلمان سونے کے لیے باوضو بستر پر جائے اور اللہ کا ذکر دل سے یا زبان سے کرتے ہوئے سو جائے اور رات میں کروٹیں بدلے تو اس وقت دنیا اور آخرت کی بھلائی کی جو بھی دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتا ہے[1] اس کی روایت امام نووی نے کتاب الاذکار میں ابن السنی کی روایت سے کی ہے۔

۱۶۲۲ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اوراد و وظائف ونوافل اپنے اوپر تم اسی قدر لازم کر لو جو تم سے ہمیشہ ہوسکیں اور اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے تھکتے نہیں جب تک تم نہ تھک جاؤ۔ (بخاری ومسلم)

ف (دوامًا ان کو نباہ سکو، اس کا کیا فائدہ کہ چار دن کسی عمل کو کریں اور پھر چھوڑ بیٹھیں، تھوڑا ہی ہو مگر ہمیشہ ہو اس سے قلب میں وہ صفائی پیدا ہوتی ہے جو بہت سے اوراد و وظائف ونوافل شروع کرکے پھر چھوڑ دینے سے نہیں ہوسکتی، دیکھو! پانی کی لوٹ پتھر کی چٹان پر سے گزر جائے تو اس میں کوئی سوراخ نہیں پیدا کرسکتی، اس کے برخلاف اگر پتھر پر پانی کا ایک ایک قطرہ ہمیشہ ٹپکتا رہے تو ایک نہ ایک دن پتھر میں سوراخ کرکے رہے گا۔ اس کو بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ثواب کے بے حد خزانے بھرے ہوئے ہیں)۔

ف: تم نے اپنے اوپر اوراد و وظائف ونوافل مقرر کر لیے جن کو نباہ نہ سکے اور تھک کر چھوڑ بیٹھے (اس سے کیا فائدہ، اسی لیے اوراد و وظائف ونوافل میں اعتدال اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کو بہت پسند ہے۔

[1] دعا قبول ہونے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایک مختصر سا طریقہ بتلاتے ہیں جس پر پابندی بھی ہوسکتی ہے اور اس پر مداومت بھی آسان ہے وہ طریقہ یہ ہے۔

[2] یہ ہے اعتدال کی تعلیم اسی طرح ہر کام کو اعتدال سے کرنا چاہیئے۔

۱۶۲۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهٗ وَاِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نفل نماز پڑھ رہا ہو تو اس کو خیال رہے کہ جب تک دل میں فرحت و نشاط رہے اور پڑھنے کو جی چاہے اس وقت تک تو نماز پڑھتا رہے، جب نفل نمازوں کے پڑھنے سے دل اکتا جائے اور بیزار ہونے لگے تو (زبردستی نفس کو مجبور کر کے نفل نماز نہ پڑھے بلکہ) تھوڑی دیر بیٹھ جائے اور آرام لے لے۔ (بخاری و مسلم)

ف پھر جب نشاط اور فرحت پیدا ہو تو نفل نماز پڑھے (اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو شخص اوراد و وظائف و نوافل افراط سے پڑھ رہا ہو، یعنی اکثر اوقات سے پڑھا کرتا ہے اگرچہ یہ محمود ہے، اس خیال سے کہ کہیں تھک کر یا بیزار ہو کر چھوڑ نہ دے، اس سے اعتدال کا حکم دیا گیا ہے، اسی طرح کوئی شخص اوراد و وظائف و نوافل میں تفریط کر رہا ہے یعنی اس کے نہ اوراد ہیں نہ وظائف ہیں اور نہ نوافل ہیں، تو ایسے شخص کو ابھارا جاتا ہے کہ تیری یہ تفریط مناسب نہیں، تجھے اعتدال سے اوراد و وظائف و نوافل قائم کرنا چاہئیں۔ ایک دن آنے والا ہے کہ جس دن اوراد و وظائف و نوافل پڑھنے والوں کو جو درجات ملیں گے ان کو دیکھ کر یہ پچھتائے گا اور اس وقت پچھتانا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ اب وقت ہے کہ تو اوراد و وظائف و نوافل اعتدال کے ساتھ جاری کر، تو اعتدال کا جو ارشاد ہوا ہے وہ افراط کرنے والے اور تفریط کرنے والے دونوں کے لیے ہے۔

۱۶۲۴ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَعِسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّهٗ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهٗ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص (نفل) نماز پڑھ رہا ہو، اور وہ اونگھنے لگے کیونکہ اگر وہ نماز پڑھتا چلا جائے، تو نہیں معلوم نیند کے غلبہ میں زبان سے کیا نکل جائے، دعا کی بجائے بد دعا کرنے لگے، مثلاً مغفرت کی دعا کرنا چاہتا ہے، اور نیند میں مغفرت مانگنے کی بجائے عذاب مانگ لے

اسی لیے نوافل میں اعتدال کا حکم دیا گیا ہے تاکہ یہ نوبت ہی نہ آئے) (بخاری و مسلم)

۱۲۲۵ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ وَلَنْ یُّشَادَّ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغُدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَیْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا دین بہت آسان ہے[۱] جو شخص دین میں اپنے اوپر سختی اختیار کرے گا یعنی بھاری بھاری عبادتوں کی عادات ڈالے گا اور سخت سخت عبادتیں کر کے دین کو مشکل بنا لے گا[۲] میانہ روی اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کے مقرب بننے کی کوشش کریں[۳] تجھے پورے پورے ثواب کی خوشخبری سناتے ہیں (اور اسے وہ شخص جو نفل عبادات چھوڑے بیٹھا ہے تو کیوں پست ہمتی کر رہا ہے، تو بھی عبادات میں اعتدال کر تجھے بھی خوش خبری دی جاتی ہے کہ تجھ کو بھی وہی ثواب ملے گا جو افراط سے اعتدال پر آنے والے کو ملتا تھا۔ اب ہم تم کو اعتدال کا طریقہ بتاتے ہیں سنو!) نماز فجر کے وقت سے (اشراق کے وقت تک) نفل عبادات اور اوراد و وظائف میں مشغول رہو، اور عصر کے وقت سے مغرب تک کے وقت کو بھی غنیمت جانو! اور اوراد و وظائف میں مشغول رہو (یہ دونوں اوقات قبولیت ہیں، اور مغرب

۱؎ (تم راہبوں کی طرح اپنے کو مشقت میں مت ڈالو اور جو لوگ تفریط میں پڑے ہوئے ہیں کچھ بھی نفل عبادات نہیں کرتے ہیں۔ ان کو کہا جا رہا ہے کہ دین بہت آسان ہے تم ایسی نفلی عبادات کب تک چھوڑے ہوئے رہو گے؟ ترقی کر کے اعتدال پر آجاؤ)

۲؎ بالآخر انھیں نباہ نہ سکے گا۔ اور ہمیشہ نہ کر سکے گا مجبور ہو کر چھوڑ بیٹھے گا، لہٰذا ایسے شخص کو، اور اس شخص کو بھی جو کچھ بھی نفل عبادتیں نہیں کرتا، ان دونوں کو چاہیے کہ۔

۳؎ (اے وہ شخص جو عبادات میں افراط کرنے والا ہے، تجھے جو اعتدال پر لایا جا رہا ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ تیرے ثواب میں کچھ کمی ہو گی نہیں! نہیں!)

کے بعد نماز اوّابین پڑھا کرو، اور آخر شب میں تہجد بھی پڑھ لیا کرو ــــــــ گے تو تمہیں عبادات میں اعتدال حاصل ہو جائے گا)

(بخاری شریف)

۱۶۲۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ رَجُلَیْنِ رَجُلٌ ثَارَ عَنْ وِطَائِهٖ وَلِحَافِهٖ مِنْ بَیْنِ حِبِّهٖ وَاَهْلِهٖ اِلٰی صَلَاتِهٖ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لِمَلٰٓئِکَتِهٖ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ ثَارَ عَنْ فِرَاشِهٖ وَوِطَائِهٖ مِنْ بَیْنِ حِبِّهٖ وَاَهْلِهٖ اِلٰی صَلَاتِهٖ رَغْبَةً فِیْمَا عِنْدِیْ وَشَفَقًا مِّمَّا عِنْدِیْ وَرَجُلٌ غَزَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَانْهَزَمَ مَعَ اَصْحَابِهٖ فَعَلِمَ مَا عَلَیْهِ فِی الْاِنْهِزَامِ وَمَا لَهٗ فِی الرُّجُوْعِ فَرَجَعَ حَتّٰی هُرِیْقَ دَمُهٗ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لِمَلٰٓئِکَتِهٖ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ رَجَعَ رَغْبَةً فِیْمَا عِنْدِیْ وَشَفَقًا مِّمَّا عِنْدِیْ حَتّٰی هُرِیْقَ دَمُهٗ رَوَاهُ صَاحِبُ الْمَصَابِیْحِ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دو شخصوں کو دیکھ کر بہت تعجب کرتے ہیں[۱] ایک تو وہ شخص ہے جو نرم اور گرم بچھونے پر سو رہا تھا، اور اوڑھنے کے لیے بھی لحاف موجود تھا[۲] اور پہلو میں محبوبہ اس کی اہلیہ موجود ہے[۳] اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی فکر اور اس کے عذاب سے بچنے کے خیال نے اس کو بے چین کر دیا ان سب کو چھوڑ کر اٹھا، وضوء کیا اور خدا کے سامنے دیکھو کھڑا ہو گیا اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں، اے میرے مقرب فرشتو! اس میرے بندے کو دیکھو[۴] دوسرا وہ شخص جس پر اللہ تعالیٰ تعجب فرماتے ہیں وہ ہے جو اللہ کے راستہ میں جہاد کر رہا ہے (دشمن) اس کو اور اس کے ساتھیوں کو گھیر لیے ہیں، خدا تعالیٰ کے دشمنوں کے مقابلے طاقت

---

[۱] اللہ تعالیٰ کا تعجب کرنا متشابہات سے ہے، ہم اس پر ایمان لائے، تعجب کے معنیٰ معلوم ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے تعجب کرنے کی کیفیت معلوم نہیں، وہ شخص جن پر اللہ تعالیٰ تعجب کرتے ہیں ان میں)

[۲] رات کا وقت ہے سرد ہوائیں چل رہی ہیں، لوگوں کو دیکھ رہا ہے کہ وہ سو رہے ہیں، اس سے اس کا بھی دل سونے کی رغبت کرتا ہے۔

[۳] نفس تو چاہتا تھا کہ ان سب سے لطف اٹھائے، ایسے میں تہجد کا وقت آ گیا!)

[۴] کیا کیا خواہشات اس کو گھیرے ہوئے ہیں، نرم بچھونا ہے، گرم لحاف ہے، پہلو میں محبوبہ ہے، کسی کا بھی اس کو کچھ خیال نہیں، میرے سے ثواب حاصل کرنے کی رغبت اور عذاب سے بچنے کا خیال سب سے بڑھ کر مجھے راضی کرنے کی دھن میں اپنی ساری خواہشات کو چھوڑ کر کس طرح میرے سامنے آکر کھڑا ہے کبھی سجدہ کر رہا ہے، میرے لیے یہ جو کچھ کر رہا ہے سب میں دیکھ رہا ہوں اور میں اس سے راضی ہو گیا)

نہ ہونے سے) سب کے سب بھاگ گئے[1] آخر خود بھی شہید ہو گیا، ایسے شخص کی حالت فرشتوں کو دکھا کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے مقرب فرشتو! دیکھو اس شخص کو! محض میرے ڈر سے اور مجھے خوش کرنے اور راضی کرنے کے خیال سے اس نے جان دے دی[2] اس حدیث کی روایت صاحب المصابیح نے شرح السنہ میں کی ہے۔

١٦٢٧/٩ وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ اَوْعَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهٗ فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهٗ كَاَنَّمَا قَرَأَهٗ مِنَ اللَّيْلِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا[3]، وہ سو گیا اور اپنا پورا وظیفہ یا وظیفہ کا کچھ حصہ نہ پڑھ سکا (یا تہجد نہ ہو سکی) اور وہ فجر کے وقت سے لے کر زوال تک کے وقت میں (فوت شدہ وظیفہ یا تہجد کو) پڑھ لے تو اس کے لیے ایسا ہی ثواب لکھا جائے گا کہ گویا اس نے رات کو اٹھ کر پڑھا ہے (یہ ہے قدر دانی اللہ تعالیٰ کی) (مسلم)

١٦٢٨/١٠ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ

عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں[4] کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اگر تم فرض نماز پڑھ رہے

---

[1] یہ شخص کافروں کے مقابلہ سے بھاگنے کی وعید کو سوچتا ہے اور یہ خیال بھی آیا کہ کبھی نہ کبھی تو مرنا ہے! کافروں سے بھاگ کر میں کب تک زندہ رہوں گا، ایک دن خدا کو منہ دکھانا ہے جب اس کے سامنے حاضری ہو گی اور وہ پوچھے گا کہ تو کافروں کے سامنے سے کیوں بھاگا تو میں کیا جواب دوں گا۔ یہ خیال آتے ہی) وہ پلٹ کر کفار کے مقابلہ میں آ گیا دجان توڑ کر لڑنا شروع کیا، بہت سے کفار کو قتل کیا۔

[2] میں بڑا ہی قدر داں ہوں تم نے دیکھا میں ان دونوں کو کیا کیا مراتب اور کیسے کیسے درجات دوں گا اس حدیث شریف میں تمام رات جاگنے کی فضیلت نہیں بیان کی گئی ہے بلکہ صرف تہجد کے لیے اٹھنے والوں کی تعریف فرمائی گئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اعتدال پسند ہے۔

[3] جس شخص کی عادت یہ ہو کہ وہ رات میں ہمیشہ اوراد و وظائف یا تہجد بلا ناغہ پڑھا کرتا ہو۔

[4] مجھے بواسیر کا مرض تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ نماز کس طرح ادا کروں)

فَعَلٰی جَنْبٍ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ النَّسَائِیِّ فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَمُسْتَلْقِیًا لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔

ہو تو) کھڑے ہو کر پڑھو[1] اگر کسی عذر سے فرض کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر نماز پڑھو، بیٹھ کر پڑھنے کی بھی طاقت نہ ہو[2] اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے نسائی کی وہ حدیث یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم) کسی عذر سے) بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکو تو قبلہ رو چت لیٹ کر (اس طرح نماز پڑھو[3]۔ "لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا" اللہ تعالیٰ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اسی قدر جس کے اٹھانے کی اس کو طاقت ہو۔

ف۔ صدر کی دونوں حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا، اس کے بارے میں ایک حدیث میں کروٹ لیٹ کر نماز پڑھنے کا ذکر ہے اور دوسری حدیث میں چت لیٹ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے حنفی مذہب میں دونوں طرح سے نماز پڑھنا جائز ہے، چاہیں تو کروٹ لیٹ کر نماز پڑھیں، یا چت لیٹ کر، مگر چت لیٹ کر نماز پڑھنا افضل ہے افضل ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ کروٹ لیٹ کر نماز پڑھنے کا حکم خاص عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کے چت لیٹنے پر قادر نہ ہونے سے دیا گیا تھا چونکہ وہ بواسیر کے مرض سے بیمار تھے اور چت لیٹ کر نماز پڑھنے کا حکم عام طور پر دیا گیا ہے، حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے جو چیز افضل قرار دی گئی ہے اس کو سب بیماروں کے لیے افضل قرار دینا مناسب نہیں، بلکہ چت لیٹ کر نماز پڑھنے کو ترجیح دے کر افضل قرار دینا چاہیئے، اس لیے کہ چت لیٹ کر نماز پڑھتے ہیں جب رکوع اور سجدہ کے لیے اشارہ کا موقع آتا ہے تو قبلہ کی طرف ہی رُخ رہتا ہے، اور کروٹ لیٹ کر نماز پڑھتے ہیں جب رکوع اور سجدہ کے

---

[1] اس لیے کہ فرض نماز میں قیام فرض ہے، بخلاف نفل کے کہ اس میں کھڑے رہنا افضل ہے فرض نہیں ہے، اگر بغیر عذر کے نفل بیٹھ کر پڑھیں بھی تو جائز ہے، مگر کھڑے رہ کر پڑھنے میں جو ثواب ہے نفل بیٹھ کر پڑھنے میں وہ ثواب نہیں بلکہ آدھا ثواب ملے گا۔

[2] قبلہ رو کروٹ لیٹ کر پڑھو (کروٹ لیٹ کر نماز پڑھنا جائز ہے مگر افضل نہیں ہے، بلکہ چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے اس کی تائید ذیل میں نسائی کی حدیث سے ہوتی ہے)

[3] کہ سر مشرق کی طرف ہو اور پیر قبلہ کی طرف سر کے پیچھے تکیہ رکھ کر سر کسی قدر اونچا کیا جائے اور پاؤں کو احترام قبلہ کی وجہ سے پھیلائے نہ رکھیں بلکہ پاؤں کو کھینچ کر گھٹنوں کو اس طرح کھڑا کریں کہ نیچے ایڑھی سمیت زمین پر ٹکے رہیں۔

لیے اشارہ کا موقع آتا ہے رخ ہٹ جاتا ہے، حالانکہ نماز میں استقبال قبلہ فرض ہے، چونکہ کروٹ لیٹ کر نماز پڑھنے میں قبلہ کی جہت باقی نہیں رہتی، اور چت لیٹ کر نماز پڑھنا کروٹ لیٹ کر نماز پڑھنے سے افضل ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔ (مرقات) (۱۲)

۱۶۲۹ وَعَنْهُ اَنَّهُ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا قَالَ اِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم سے دریافت کیا کہ[1] تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ (تکلیف برداشت کرکے) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کو اس کے لیے افضل ہے (اور اس کو پورا ثواب ملے گا) اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو کھڑے رہ کر جو نماز پڑھتا تھا اس کو آدھا ثواب ملے گا (ایسا ہی جو شخص[2] لیٹ کر نماز پڑھے (تو جائز ہے مگر) بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو جو ثواب ملتا ہے اس کا آدھا ثواب لیٹ کر نماز پڑھنے والے کو ملے گا۔ (بخاری)

۱۶۳۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حُدِّثْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلٰوةِ قَالَ فَاَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى رَاْسِهٖ فَقَالَ مَالَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قُلْتُ حُدِّثْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قُلْتَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلٰى نِصْفِ الصَّلٰوةِ وَاَنْتَ تُصَلِّيْ قَاعِدًا قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدٍ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہونچی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص (نفل) نماز (بغیر عذر کے) بیٹھ کر پڑھے تو اس کو کھڑے رہ کر نماز پڑھنے والے کے ثواب کا آدھا ثواب ملے گا (ایک روز) میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ نفل نماز بیٹھے ہوئے پڑھ رہے ہیں[3] میں حضور کے سر پر ہاتھ رکھا تو حضور صلی اللہ

---

[1] ایک شخص فرض نماز پڑھ رہا ہے اس کو کھڑے رہ کر پڑھنے کے لیے ناقابل برداشت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اس کا بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؛ [2] کھڑے ہو کر تو نماز پڑھ ہی نہیں سکتا، البتہ ناقابل برداشت تکلیف اٹھا کر بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے، اگر وہ [3] مجھے بہت تعجب ہوا کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سب کام افضل طریقہ پر ہوا کرتے ہیں، پھر اگر حدیث صحیح ہے تو آپ کیسے بیٹھے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اعرب کا طریقہ ہے کہ جب ان کو کسی بات پر تعجب ہوتا ہے تو جس سے تعجب ہوتا ہے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر دریافت کرتے ہیں اور اس کو خلاف ادب نہیں سمجھتے۔

مِنْكُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کیا ہے عبد اللہ! کس بات پر تم کو تعجب ہو رہا ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ (بغیر عذر کے بیٹھ کر) (نفل) نماز پڑھنے والے کو کھڑے رہ کر نماز پڑھنے کے ثواب کا آدھا ثواب ملتا ہے (اگر یہ صحیح ہے تو پھر آپ سے ترک افضل کیسے ہوا!) اس پر مجھے تعجب ہو رہا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! حدیث صحیح ہے (تم نے جو سنا ہے وہ صحیح ہے کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ) میں تم جیسا نہیں ہوں۔ (مسلم) [۱]

۱۶۳۱ وَعَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ قَالَ قَالَ[۳] رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَةَ لَيْتَنِيْ صَلَّيْتُ فَاسْتَرَحْتُ فَكَاَنَّهُمْ عَابُوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَقِمِ الصَّلٰوةَ يَا بِلَالُ اَرِحْنَا بِهَا۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت سالم بن ابی الجعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ قبیلہ خزاعہ کے ایک صاحب نے کہا کاش! میں نماز پڑھتا تو مجھے راحت ملتی (یہ سن کر) لوگوں نے (ان کے اس کہنے کو اس وجہ سے) برا سمجھا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اکثر فرمایا ہے۔ بلال! نماز کی تکبیر کہو! نماز شروع ہو جائے تو ہم کو نماز میں اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کرتے میں راحت ملتی ہے[۲]۔ (ابوداؤد)

---

[۱] بہت سی چیزیں میرا خاصہ ہیں اور امت اس میں شریک نہیں، منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ مجھے بلا عذر نفل نماز بیٹھ کر ادا کرنے میں بھی ویسا ہی ثواب ہے جیسے کھڑے ہو کر نفل ادا کرنے میں ثواب ملتا ہے، بخلاف امت کے ان کو نفل نماز کھڑے رہ کر پڑھنے میں جو ثواب ملتا ہے بیٹھ کر پڑھنے میں اس کا آدھا ثواب ملتا ہے۔ اسی واسطے قرآن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے فرمایا گیا ہے "وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا"، اے رسول! ہم آپ کو بہت بڑا فضل عطا فرمائے ہیں۔

[۲] کہ وہ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ نماز کو میں ادا کر دیتا تو نماز سے فارغ ہو کر آرام و راحت سے بیٹھتا تو قبیلہ خزاعہ کے ان صاحب نے کہا کہ میرا مطلب وہ نہیں تھا جو تم نے سمجھا ہے بلکہ میرا مطلب یہ تھا کہ نماز شروع ہو جاتی، دنیا کے مشاغل سے بچ جاتے، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز کرنے میں راحت حاصل ہوتی، یہ میرا مطلب تھا، لوگوں نے جو سمجھا ہے وہ غلط سمجھا ہے۔ میں نے جس لحاظ سے کہا تھا اسی لحاظ سے

[۳] اسی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز میں مجھے جو لطف ملتا ہے اس سے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، خزاعہ کے ان صاحب نے جو کہا تھا اس سے ان کی مراد یہی ہے لوگوں نے جو سمجھا ہے وہ مناسب نہیں۔

بَابُ الْوِتْرِ

باب الوتر

اس باب میں یہ بتلایا گیا ہے کہ نماز وتر واجب ہے اور اس کی تین رکعات ایک سلام سے ہیں اور دعاء قنوت اسی میں پڑھی جاتی ہے ۔

۱۔ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے! نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے ۔

اس نگہبانی میں ہمیشہ نماز پڑھنا ، باجماعت پڑھنا ، درست پڑھنا ، صحیح وقت پر پڑھنا حافظوا میں داخل ہیں بیچ کی نماز سے نماز عصر مراد ہے ، اس سے معلوم ہوا نمازیں پانچ فرض ہیں ، کیونکہ بیچ کی نماز وہ کہلائے گی جس کے آس پاس برابر برابر عدد ہوں ، اور عدد کم از کم دو ہیں ایک عدد نہیں ہے ۔ تو نماز پانچ ہوئیں نماز عصر کی تاکید دو وجہ سے ہے ، ایک اس وقت دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں ، دوسرے ان وقت کاروبار چمکتے ہیں ۔ اور سیر و تفریح ہوتی ہے ۔

۲۔ وَقَوْلُهُ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔ اور قسم ہے جفت اور طاق کی ۔

۱۶۳۲ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ماہ رمضان میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز تہجد کی کیفیت اور تعداد رکعات کے بارے میں دریافت کیا ام المؤمنین نے ارشاد فرمایا حضور اقدس تہجد میں گیارہ رکعتوں سے زائد نہ پڑھتے تھے خواہ رمضان ہوتا یا نہ ہوتا ، چار رکعتیں تو ایسی پڑھتے کہ تم ان کی خوبی اور ان کا طول قرأت تو دریافت ہی نہ کرو ، اس کے بعد چار رکعتیں اور پڑھتے تھے ان کی خوبی اور درازی بھی ناقابل دریافت ہے ، پھر اخیر میں آپ تین رکعتیں (وتر) کے پڑھتے تھے (بخاری اور مسلم)

ف اس حدیث میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تہجد کی رکعتوں کی تفصیل بتلا رہی ہیں جس کے آخر میں وتر کا ذکر ہے ، اگر وتر ایک رکعت علیحدہ سلام سے ہوتی تو ام المومنین یوں ارشاد

فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم وتر کی تین رکعتیں دو رکعت ایک سلام سے اور ایک رکعت ایک سلام سے ادا فرماتے تھے، ایسا نہ کہہ کر یہ فرمانا کہ وتر کی تین رکعتیں ادا فرماتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے ادا کرنا چاہیئے۔

۱۶۳۳ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْبُتَيْرَآءِ اَنْ يُّصَلِّیَ الرَّجُلُ وَاحِدَةً يُّوْتِرُ بِهَا۔ رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِی التَّمْهِيْدِ۔

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بتیراء سے منع فرماتے ہیں آدمی وتر کی ایک رکعت پڑھے[1]۔ اس کی روایت ابن عبدالبر نے تمہید میں کی ہے۔

۱۶۳۴ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ قَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِلٰی هٰذَا وَ رَاَوْا اَنْ يُّوْتِرَ الرَّجُلُ بِثَلَاثٍ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم وتر کے تین رکعت (ایک تکبیر تحریمہ اور ایک سلام سے) پڑھا کرتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ علماء صحابہ اور علماء تابعین کا بھی یہی مذہب ہے وہ فرماتے ہیں کہ وتر کے تین رکعات (ایک تکبیر تحریمہ اور ایک سلام سے) پڑھنا چاہیئے۔

۱۶۳۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَيْسٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ بِكَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ قَالَتْ كَانَ يُوْتِرُ بِاَرْبَعٍ وَّثَلَاثٍ وَّسِتٍّ وَّثَلَاثٍ وَّثَمَانٍ وَّثَلَاثٍ وَّعَشْرٍ وَّثَلَاثٍ وَّلَمْ يَكُنْ يُّوْتِرُ بِاَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ وَّلَا بِاَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشَرَةَ

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم وتر کی کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے؛ ام المومنین نے ارشاد فرمایا کہ آپ کبھی تہجد کی چار رکعت پڑھتے تھے، اور تین رکعت وتر کے (ایک تکبیر تحریمہ اور ایک سلام سے) پڑھتے تھے اور کبھی تہجد کے ۶ رکعت پڑھتے تھے اور وتر کے تین رکعت (ایک تکبیر تحریمہ اور ایک سلام سے) اور کبھی تہجد کے آٹھ رکعت پڑھتے

---

[1] یعنی وتر ہو یا کوئی اور نماز صرف ایک رکعت پڑھی جائے جس کو تکبیر تحریمہ سے شروع کر کے سلام پر ختم کرے اور دوسری رکعت اس کے ساتھ نہ ملائے ایسی نماز کی فرض میں کوئی نظیر ملتی ہے نہ نوافل میں اور نہ سنن میں، اس لیے وتر بھی ایک رکعت نہیں پڑھنی چاہیئے۔

پڑھتے تھے اور وتر کے تین رکعت (ایک تکبیر تحریمہ اور ایک سلام سے) اور کبھی تہجد کے دس رکعت پڑھتے تھے اور وتر کے تین رکعات (ایک تکبیر تحریمہ اور ایک سلام سے) اور وتر و تہجد کا مجموعہ سات رکعت سے کم اور تیرہ رکعات سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔ (ابوداؤد)

ف علامہ عینی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث شریف سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وتر کے تین رکعات ہوتے ہیں، اس لیے کہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بار بار وتر کے تین رکعات کا ذکر فرمایا ہے اگر وتر کی ایک رکعت ہوتی تو ام المومنین اس کو ظاہر فرماتیں، ام المومنین کا ایک رکعت کا ذکر نہ فرمانا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر کی تین رکعت ہیں اور وتر ایک رکعت کبھی نہیں پڑھی گئی، اس لیے کہ وہ بتیراء ہے جس کی ممانعت گزر چکی ہے۔ (۱۲)

۱۶۳۶ وَعَنِ الْكُرَخِيِّ قَالَ اَوْتَرَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ بِرَكْعَةٍ فَاَنْكَرَ عَلَيْهِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَقَالَ مَا هٰذِهِ الْبُتَيْرَاءُ الَّتِيْ لَا تَعْرِفُهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ

(رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ)

حضرت کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وتر کی نماز ایک رکعت پڑھی[1] حضرت ابن مسعود نے (ایک رکعت کے ثبوت سے) انکار کیا اور فرمایا یہ کیسی نماز ہے؟[2] ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں اس قسم کی بتیراء نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

۱۶۳۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ صَلَاةِ النَّهَارِ فَاَوْتِرُوْا صَلَاةَ اللَّيْلِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ وَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مغرب کی نماز دن کی نمازوں کی وتر ہے[3] رات کی نماز کو طاق بناؤ (نسائی)، اس حدیث

[1] حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دیکھ رہے تھے کہ وہ ایک رکعت پڑھ رہے ہیں، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو
[2] حضرت ابن مسعود کے اس انکار کی سعد ابن ابی وقاص نے تردید نہیں کی اور خاموش رہے۔
[3] اس سے پہلے جتنی فرض نمازیں ہیں سب کی رکعتیں جفت ہیں، مغرب کے فرض کے تین رکعتوں سے تمام نمازیں طاق ہوگئیں، ایسے ہی رات کی نماز یعنی تہجد جفت ہے، (مثل مغرب کے تین رکعت وتر کو ایک سلام سے پڑھ کر)

هٰذَا السَّنَدُ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ ۔

کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

۱۶۳۸/۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وِتْرُ اللَّیْلِ ثَلَاثٌ کَوِتْرِ النَّهَارِ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ رَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلدَّارِ قُطْنِیِّ عَنْ عَائِشَۃَ نَحْوَہٗ مَرْفُوْعًا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وتر دو ہیں ایک دن کی نمازوں میں وتر ہے اور دوسری رات کی نمازوں میں وتر ہے، دن کی نمازوں میں جو وتر ہے وہ مغرب کے فرض ہیں (جس کے تین رکعت ہیں) ایسا ہی (عشاء اور تہجد) جو رات کی نمازیں ہیں ان میں بھی ایک نماز ہے جس کو وتر کہتے ہیں وہ بھی مثل مغرب کے فرض کے (تین رکعت والی ہے)[1] اس حدیث کی روایت دار قطنی اور بیہقی نے کی ہے اور دار قطنی کی ایک اور روایت میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی طرح مرفوعاً بھی مروی ہے۔

۱۶۳۹/۸ وَعَنْ اَبِیْ خَالِدٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا الْعَالِیَۃِ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ عَلَّمَنَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْوِتْرَ مِثْلُ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ هٰذَا وِتْرُ اللَّیْلِ وَهٰذَا وِتْرُ النَّهَارِ۔

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت ابو خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز وتر کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تعلیم دی ہے کہ نماز وتر مغرب کے فرض کی طرح (تین رکعت والی) ہے (اور واجب ہے)[2] نماز وتر رات کی وتر ہے اور مغرب (کے فرض) دن کی وتر ہے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۱۶۴۰/۹ وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ

[1] اس حدیث شریف میں وتر کو مغرب کے فرض سے تشبیہ دی گئی ہے، اس لیے جیسے مغرب کے فرض کی تین رکعتیں ہیں، ایسے ہی وتر کے بھی تین رکعتیں ہی ہوں گی ۔

[2] اس تشبیہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دن کی وتر جیسے فرض ہے ایسا ہی رات کی وتر بھی واجب ہے ۔

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یُسَلِّمُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ۔

(رَوَاہُ النَّسَائِیُّ)

عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب وتر پڑھا کرتے تو دو رکعت کے بعد (قعدہ کرکے) بغیر سلام کئے کھڑے ہو جاتے تھے[1] (نسائی)

۱۶۴۱ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ وَقَالَ اِنَّهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب وتر پڑھتے تو دو رکعت کے بعد قعدہ کرکے (تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے) اور تیسری رکعت کے ختم پر (مثل مغرب کے فرض کے) آخر میں سلام پھیرتے تھے۔ اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

ف: واضح ہو کہ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وتر کے تین رکعات ایک تکبیر تحریمہ اور ایک سلام سے ہیں، مذہب حنفی بھی یہی ہے۔ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت ابوامامہ، حضرت عمر بن عبد العزیز اور مشہور فقہا سبعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی قول ہے کہ وتر تین رکعت ایک تکبیر تحریمہ اور ایک سلام سے ہے، اور اسی پر ان حضرات کا عملدرآمد رہا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ایسا ہی لکھا ہے۔

۱۶۴۲ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَلَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ وَيَقُوْلُ يَعْنِيْ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ثَلٰثًا۔

(رَوَاہُ النَّسَائِیُّ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وتر (کے تین رکعت ایک تکبیر تحریمہ سے پڑھتے تھے) اس کی پہلی رکعت میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" الخ اور دوسری رکعت میں "قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" الخ اور تیسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" الخ پڑھا کرتے تھے (دوسری رکعت میں قعدہ کے بعد بغیر سلام کے تیسری رکعت کے لیے اٹھ جاتے

[1] پھر تیسری رکعت پڑھ کر ان تینوں رکعتوں کو ایک سلام سے ختم فرمایا کرتے تھے)

تھے) اور سلام صرف ان تینوں رکعتوں کے آخر میں پھیرتے تھے[1] اور وتر کا سلام پھیرنے کے بعد "سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْس" تین مرتبہ فرمایا کرتے تھے (نسائی)

۱۶۴۳ وَعَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَدَّكُمْ بِصَلٰوةٍ هِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ حُمُرِ النَّعَمِ اَلْوِتْرُ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلٰى اَنْ يَّطْلُعَ الْفَجْرُ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم (ایک روز) ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو پانچ فرض نمازوں پر ایک زائد نماز عطا کی ہے اور وہ وتر ہے[2] وتر (بلحاظ ثواب کے) ان سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے[3] اللہ تعالیٰ نے یہ وتر تمہارے لیے عشاء اور صبح صادق کے درمیان رکھے ہیں۔ (ترمذی اور ابو داؤد)

ف: واضح ہو کہ فرض نمازوں کے سوا دن رات میں سنن موکدہ، تہجد اور دیگر نوافل جو پڑھی جاتی ہیں ان کا ذکر اس طرح نہیں کیا گیا جیسے کہ وتر کا ذکر اس حدیث میں کیا گیا ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ پر غور کیجئے وتر کے لیے ارشاد ہوا ہے، فرض نمازوں پر وتر زائد کی جا رہی ہے، جو چیز زیادہ ہوتی ہے اور جس پر زائد ہوتی ہے وہ اسی کی جنس سے ہوتی ہے اسی وجہ سے ۱۲ رکعت سنتوں کو فرائض پر زائد کیا گیا نہیں ارشاد فرمایا گیا، تہجد کو عشاء پر زائد کیا گیا نہیں ارشاد فرمایا گیا، ان کے برخلاف وتر کو پانچ فرضوں پر زائد کیا گیا ارشاد ہوا ہے جس سے معلوم ہوا کہ وتر بھی فرائض کی قسم سے ہے۔ اس لیے وتر واجب ہے۔

۱۶۴۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صبح صادق

---

[1] اس لحاظ سے آپ کی وتر تین رکعات ایک تکبیر تحریمہ اور ایک سلام سے ہوتی ہے۔
[2] صاحبو جانتے ہو کہ وتر کیا ہے؟ تمہارے سمجھانے کے لیے کہا جاتا ہے کہ سرخ اونٹ تمہارے پاس جیسے مرغوب ہیں، اور سارے اموال سے زیادہ قیمتی ہیں ایسے ہی)
[3] (۱۲ رکعت سنت موکدہ جو فرض نمازوں کے تابع ہیں ان کی طرح وتر کسی نماز کے تابع نہیں، بلکہ وتر ایک مستقل اور زائد نماز ہے اور واجب ہے، اس لیے اس کا وقت تم کو بتایا جاتا ہے۔)

کے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔[1] (مسلم)

۱۶۴۵/۱۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ بِثَلَاثٍ صِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے دلی دوست رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھنے کی، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے کی اور اس بات کی نصیحت فرمائی ہے کہ سونے سے پہلے وتر پڑھا کروں۔

(بخاری اور مسلم)

۱۶۴۶/۱۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات میں جو جو نمازیں پڑھا کرتے ہو، ان سب نمازوں کے بعد وتر پڑھا کرو۔[2] (مسلم)

۱۶۴۷/۱۶ وَعَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَرَاَيْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِيْ اَوَّلِ اللَّيْلِ اَمْ فِيْ اٰخِرِهٖ قَالَتْ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِيْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فِيْ اٰخِرِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً قُلْتُ كَانَ يُوْتِرُ اَوَّلَ اللَّيْلِ اَمْ فِيْ اٰخِرِهٖ قَالَتْ رُبَّمَا اَوْتَرَ فِيْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اَوْتَرَ فِيْ اٰخِرِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً قُلْتُ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ اَمْ يَخْفُتُ قَالَتْ رُبَّمَا جَهَرَ

حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ مجھے یہ تو بتایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنابت کا غسل اوّل شب میں کیا کرتے تھے یا آخر شب میں، تو ام المومنین نے ارشاد فرمایا کہ کبھی تو آپ اوّل شب میں غسل فرمایا کرتے تھے اور کبھی آخر میں، میں نے کہا، اللہ اکبر! خدا کا شکر ہے کہ جس نے دین میں آسانی فرمادی، پھر میں نے دریافت کیا، اچھا یہ تو فرمایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اوّل شب میں وتر پڑھا کرتے تھے یا آخر شب میں، ام المومنین نے ارشاد فرمایا کہ کبھی آپ اوّل شب

---

[1] اس لیے کہ صبح صادق ہوتے ہی وتر کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔

[2] اور وتر کو ان سب نمازوں کے بعد پڑھنا مستحب ہے، اگر کوئی وتر کے بعد اور نفل نمازیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے)

بِهٖ وَرُبَّمَا خَفَتَ قُلْتُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سِعَةً ۔

رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ الْفَصْلَ الْاَخِيْرَ ۔

میں وتر پڑھ لیا کرتے تھے[1] اور کبھی آخر شب میں (تہجد کے بعد) وتر پڑھا کرتے تھے، میں نے کہا اللہ اکبر خدا کا شکر ہے جس نے دین میں وسعت عطا فرمائی پھر میں نے دریافت کیا، اچھا یہ بھی بتایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک (تہجد میں) آواز سے پڑھا کرتے تھے یا آہستہ، ام المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ کبھی آپ قرآن پاک (تہجد میں) آواز سے پڑھتے اور کبھی آہستہ، میں نے کہا، اللہ اکبر! خدا کا شکر ہے، جس نے دین میں آسانی کر دی (ابو داؤد) اور ابن ماجہ نے صرف حدیث کے آخری حصہ کو یعنی تہجد میں قرآن پڑھنے کے متعلق جو ذکر ہے صرف اسی کو بیان کیا ہے۔

۱۶۲۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَاَوْسَطِهٖ وَاٰخِرِهٖ وَانْتَهٰى وِتْرُهٗ اِلَى السَّحَرِ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں، کبھی عشاء کے بعد اول شب میں وتر پڑھے ہیں[2] اور کبھی آپ نے رات کے درمیانی حصہ میں بھی وتر پڑھے ہیں اور کبھی آپ نے رات کے آخری حصہ میں بھی وتر پڑھے ہیں[3] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آخر شب میں بیدار ہونے کی عادت تھی، اس لیے آپ کے وتر آخری عمر میں رات کے آخری حصہ میں تہجد کے بعد ہوا کرتے تھے۔ (بخاری اور مسلم)

---

[1] (اور پھر اپنے وقت پر تہجد پڑھا کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ وتر پڑھنے کے بعد اور نمازیں پڑھنا جائز ہے۔)

[2] (اس لیے جس کو آخر شب میں بیدار ہونے کا بھروسہ نہ ہو تو اس کو اول شب میں ہی وتر پڑھ لینا افضل ہے) [3] (اس لیے جس کو آخر شب میں تہجد کے لیے بیدار ہونے کا بھروسہ ہو تو اس کو آخر شب میں وتر پڑھنا ہی افضل ہے)

۱۶۴۹ / ۱۸ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ اَوَّلَهٗ وَمَنْ طَمِعَ اَنْ يَّقُوْمَ اٰخِرَهٗ فَلْيُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَاِنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَّ ذٰلِكَ اَفْضَلُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اندیشہ ہو کہ پچھلی رات میں نہ اٹھ سکے گا تو شروع رات میں (نماز عشاء کے بعد) وتر پڑھ لے[1]، اور جس کو امید ہو کہ پچھلی رات میں اٹھ سکے گا، تو وتر آخر شب میں پڑھے کیونکہ آخر شب کی نماز میں رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور اللہ تعالیٰ بھی آسمان دنیا پر جلوہ افروز رہتے ہیں) اس لیے ایسے شخص کے لیے آخر شب میں وتر پڑھنا افضل ہے۔

(مسلم)

۱۶۵۰ / ۱۹ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ وَصَحَّحَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلدَّارَقُطْنِيِّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ حَقٌّ وَّاجِبٌ وَفِيْ اِسْنَادِ اَبِيْ دَاوٗدَ اَبُو الْمُنِيْبِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ الْبُخَارِيُّ قَالَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ هُوَ صَالِحُ الْحَدِيْثِ وَاَنْكَرَ عَلَى الْبُخَارِيِّ اِدْخَالَهٗ فِي الضُّعَفَاءِ وَقَالَ الْحَاكِمُ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ وتر واجب ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہمارے تابعین میں سے نہیں ہے، وتر واجب ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہمارے تابعین میں سے نہیں ہے وتر واجب ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہمارے تابعین میں سے نہیں ہے[2] اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے، اور حاکم نے بھی اس کی روایت مستدرک میں کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور دارقطنی کی ایک روایت میں ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں

لہ (اس اہتمام سے معلوم ہوا کہ وتر واجب ہے اگر وتر واجب نہ ہوتے تو اس طرح اہتمام نہ کیا جاتا جیسے اور سنتوں کے لیے ایسا اہتمام نہیں کیا گیا۔)

لہ (اس لیے کہ میں پابندی سے وتر پڑھا کرتا ہوں، جو میرا تابع ہے اس کو چاہیئے کہ وتر کو واجب سمجھ کر پابندی سے پڑھا کرے)

وَثَّقَهُ ابْنُ مُعِيْنٍ فَهٰذَا ابْنُ مُعِيْنٍ إِمَامُ هٰذَا الشَّأْنِ وَكَفٰى بِهٖ حُجَّةً فِيْ تَوْثِيْقِهٖ إِيَّاهُ ۔

١٦٥١
٣٠ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَفِيْ رِوَايَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَحْمَدَ عَنْ اَبِيْهِ بِسَنَدِهٖ اِنَّ مُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ قَدِمَ الشَّامَ فَوَجَدَ اَهْلَ الشَّامِ لَا يُوْتِرُوْنَ فَقَالَ لِمُعَاوِيَةَ مَالِيْ اَرٰى اَهْلَ الشَّامِ لَا يُوْتِرُوْنَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ اَوَاجِبٌ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ زَادَنِيْ رَبِّيْ صَلٰوةً وَهِيَ الْوِتْرُ وَوَقْتُهَا مَا بَيْنَ الْعِشَاءِ اِلٰى طُلُوْعِ الْفَجْرِ ۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وتر حق ہے[1] وتر حق ہے یعنی واجب ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وتر ہر مسلمان پر واجب ہے، اس کی روایت بزار نے کی ہے اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل اپنے والد امام احمد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ملک شام کا سفر کیا تھا تو وہاں دیکھا کہ لوگ وتر نہیں پڑھا کرتے ہیں تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ یہاں کے لوگ وتر کیوں نہیں پڑھتے ہیں؟ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ (اس طرح آپ کے حیرت کے ساتھ دریافت کرنے سے مجھے تعجب ہو رہا ہے) کیا وتر واجب ہے؟ کہ جس کے نہ پڑھنے سے آپ اس طرح دریافت کر رہے ہیں، حضرت معاذ نے فرمایا: ہاں بے شک وتر واجب ہے۔ (اس میں کیا شک ہے؟ وتر واجب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میرے رب نے (فرائض پر) ایک اور نماز زیادہ فرمائی اور وہ وتر ہے[2] اس

[1] (حق کے دو معنی ہیں ایک معنی تو ثابت کے ہیں، اور دوسرے معنی واجب کے، یہاں حق کے معنی ثابت کے نہیں ہیں، بلکہ واجب کے ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بطور عطف تفسیری خود ارشاد فرمایا)

[2] (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرائض پر وتر کو زیادہ کیا ہے ثابت ہوتا ہے کہ وتر واجب ہیں اس لیے کہ جو چیز جس پر زیادہ ہوتی ہے وہ اسی کی جنس سے ہوتی ہے، یہاں وتر فرائض پر زیادہ ہو رہے ہیں، اس لیے وتر واجب ہیں اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وتر کو بہت پابندی سے پڑھنا اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وتر واجب ہیں، فرائض کے جیسے اوقات بتلائے گئے ہیں، ایسے ہی وتر کا ابتدائی اور آخری وقت بھی بتایا گیا ہے۔)

کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے شروع ہو کر صبح صادق کے طلوع ہونے تک رہتا ہے (اس سے معلوم ہوا کہ وتر ایک مستقل نماز ہے اور واجب ہے)

١٦٥٢ وَعَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ قَالَ [21] خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِنَّ اللهَ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ هِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوِتْرُ جَعَلَهُ اللهُ لَكُمْ فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ إِلٰى أَنْ يَّطْلُعَ الْفَجْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهِ وَأَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهِ وَالدَّارُقُطْنِيُّ فِيْ سُنَنِهِ وَالطَّبْرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهِ نَحْوَهُ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ فَقَالَ حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ وَسَكَتَ أَبُوْ دَاوُدَ عَنْهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْإِمَامِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ إِنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ وَزَادَكُمُ الْوِتْرَ وَفِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى لَهُ إِنَّ اللهَ زَادَكُمْ صَلٰوةً وَهِيَ الْوِتْرُ فَحَافِظُوْا عَلَيْهَا۔

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ایک روز) ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو پانچ فرض نمازوں پر ایک زائد نماز عطا کی ہے اور وہ وتر ہے[1] وتر (بلحاظ ثواب کے) ان سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے[2] اللہ تعالیٰ نے اس کا وقت تمہارے لیے عشاء اور صبح صادق کے درمیان رکھا ہے (ترمذی اور ابو داؤد) اور اس کی روایت ابن ماجہ نے بھی کی ہے اور حاکم نے مستدرک میں اور امام احمد نے اپنی مسند میں اور دار قطنی نے اپنی سنن میں اور طبرانی نے اپنی معجم میں اس کی روایت اسی طرح کی ہے، اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور ابو داؤد نے اس حدیث کو روایت کر کے سکوت اختیار کیا ہے اور ابو داؤد کا سکوت حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اور ہمارے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ایک روایت میں اس طرح ہے (اللہ تعالیٰ نے تم پر وتر کو فرض کیا ہے (جو ظن سے ثابت ہے جس کا دوسرا نام واجب ہے، اور یقینی پانچ فرض

---

[1] رہا جو اجاتے ہو کہ وتر کیا ہے، تمہارے سمجھانے کے لیے کہا جاتا ہے کہ سرخ اونٹ تمہارے پاس جیسے مرغوب ہیں اور سارے اموال سے زیادہ قیمتی ہیں ایسے ہی،

[2] ۱۲ رکعت سنت مؤکدہ جو فرض نمازوں کے تابع ہیں، ان کی طرح وتر کسی نماز کے تابع نہیں، بلکہ وتر ایک مستقل اور زائد نماز ہے، اور واجب ہے اس لیے اس کا وقت تم کو بتایا جاتا ہے)

نمازوں پر) وتر کو زائد کیا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے سے دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرائض پر ایک اور نماز زیادہ کی ہے اور وہ وتر ہے (جیسے فرائض کی حفاظت کرتے ہو اور ان کو پابندی سے پڑھتے ہو، ایسے ہی) وتر کی بھی حفاظت کرو، اور (اس کو پابندی سے پڑھا کرو۔

۱۶۵۳ وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ
۲۲
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صبح صادق ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو[1]۔ (ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ)

۱۶۵۴ وَعَنْ عَلِىٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
۲۳
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ فَاَوْتِرُوْا يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِىُّ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ وتر ہیں یعنی یکتا ہیں[2] وہ وتر کو پسند فرماتے ہیں[3] مسلمانو! تم وتر پڑھا کرو[4] (ترمذی، ابوداؤد اور نسائی۔

---

[1] (اس لیے کہ صبح صادق طلوع کرتے ہی وتر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

[2] ان کے ذات کے جیسی کسی کی ذات نہیں، ساری مخلوقات اپنی ذات میں قابل تقسیم ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات قابل تقسیم نہیں، ایسے ہی اللہ کی صفات کے جیسے کسی کی صفات نہیں، صفات کے لحاظ سے مخلوقات ایک دوسرے کے مشابہ ہو سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے صفات کے مشابہ کوئی نہیں، اور اسی طرح اللہ کے افعال کے جیسے کسی کے افعال نہیں، مخلوقات کے افعال میں مدد دینے والے اور شریک رہا کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے افعال میں مدد دینے والا اور شریک کوئی نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ وتر ہیں یعنی یکتا ہیں۔

[3] اور چاہتے ہیں کہ ہر چیز وتر یعنی طاق رہے (جیسے اہل توراۃ سے مراد یہود ہیں، اور اہل انجیل سے مراد نصاریٰ ہیں، ایسے ہی اہل قرآن سے مراد مسلمان ہیں، تو گویا یوں ارشاد ہو رہا ہے)

[4] تاکہ تمہاری رات کی نمازیں بھی طاق ہو جائیں، تمہارے وتر پڑھنے سے تمہاری رات کی نمازیں بھی طاق ہو جائیں گی جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، یہ شان جو بیان ہوئی ہے وہ سنت کی نہیں ہوتی، بلکہ واجب ہی کی یہ شان ہوتی ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ وتر واجب ہے)

١٦٥٥
٢٤ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرٍ أَوْ نَسِيَهٗ فَلْيُصَلِّهٖ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَكَرَهٗ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ وَنَقَلَ تَصْحِيْحَهٗ ابْنُ الْحَصَّارِ أَيْضًا وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی نیند کی وجہ سے وتر نہ پڑھ سکے (اور بغیر وتر پڑھے کے صبح صادق ہو گئی تو چونکہ اب وتر کا وقت ختم ہو چکا ہے اس لیے) ایسے شخص کو وتر کی قضا پڑھنا چاہیئے[لہ] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص وتر پڑھنا بھول جائے تو جس وقت یاد آجائے وتر کی قضاء کرے، اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور ابن الحصار نے بھی بیان کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے

١٦٥٦
٢٥ وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهٗ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْوِتْرِ وَاجِبٌ هُوَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُوْنَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ وَعَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُوْنَ۔

(رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّا)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ ان کو یہ روایت (قابل وثوق طریق سے) پہنچی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وتر کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وتر واجب ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ وتر پڑھتے رہے ہیں، اور صحابۂ کرام بھی ہمیشہ وتر پڑھا کرتے تھے، چنانچہ وہ بار بار یہ سوال کرتا تھا کہ آیا وتر واجب ہے اور حضرت ابن عمر یہی جواب دیتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ وتر پڑھتے رہے، اور صحابۂ کرام بھی ہمیشہ وتر پڑھا کرتے تھے۔ اس کی روایت امام مالک نے موطا میں کی ہے۔

ف۔ اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ وتر پڑھتے رہے ہیں اور مسلمان

لہ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک تو یہ کہ وتر کا وقت صبح صادق ہوتے سے ختم ہو جاتا ہے (دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں وتر کی قضاء کا حکم ہے اور وتر کے واجب ہونے کی یہ کھلی دلیل ہے۔

بھی ہمیشہ وتر پڑھتے رہے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ وتر پڑھنا مسلمانوں کا طریقہ ہے، اور جو شخص وتر ترک کرتا ہے تو وہ مسلمانوں کے طریقے سے ہٹ کر دوسرا طریقہ اختیار کرتا ہے، جس پر قرآن میں سخت وعید ہے اور جس کام کے ترک کرنے پر وعید آتی ہے۔ اس کام کا کرنا واجب ہوتا ہے اس لیے وتر واجب ہے اب رہی یہ بات کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے صراحت کے ساتھ سائل کے جواب میں وتر کے واجب ہونے کو کیوں نہیں بیان کیا؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ کہیں سائل پنجگانہ نمازوں کی طرح وتر کو فرض نہ سمجھے، اس لیے کہ واجب اور فرض میں اصطلاح فرق ہے، ورنہ بلحاظ عمل کے فرض و واجب ایک ہی ہیں۔

۱۶۵۷ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ
۲۶ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَاِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوْتِرَ أَيْقَظَنِيْ فَأَوْتَرْتُ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تہجد کی نماز پڑھتے رہتے تھے اور میں آپ کے سامنے بستر اقدس پر لیٹی رہتی تھی، لیکن جب آپ وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے بیدار کر لیتے اور میں بھی وتر پڑھتی تھی، اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف علامہ عینی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث شریف میں وتر کے واجب ہونے کی دلیل ہے دیکھو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب تہجد پڑھتے رہتے تو ام المومنین کو نہیں جگاتے تھے اور جب وتر پڑھنے کا ارادہ ہوتا تو حضرت ام المومنین کو وتر پڑھنے کے لیے بیدار کرتے، اس میں صاف دلیل ہے کہ وتر واجب ہے، اس لیے کہ وتر کے لیے ام المومنین کو بیدار کرتے تھے، اور چونکہ تہجد واجب نہیں، اس لیے تہجد کے لیے نہیں بیدار فرماتے تھے۔

۱۶۵۸ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كَانَ
۲۷ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ تَطَوُّعًا فَاِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوْتِرَ نَزَلَ فَأَوْتَرَ عَلَى الْأَرْضِ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَأَحْمَدُ۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عادت تھی کہ وہ اپنی سواری پر نفل نماز پڑھ لیا کرتے تھے (اس لیے کہ نفل نماز سواری پر جائز ہے) پھر جب وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو سواری سے اتر کر زمین پر وتر ادا فرماتے[1]

[1] اس لیے کہ فرض اور وتر بغیر ضرورت کے سواری پر جائز نہیں، اگر وتر واجب نہ ہوتے تو اور نوافل کی طرح حضرت ابن عمر وتر کو سواری پر ہی ادا فرماتے، سواری پر وتر ادا نہ کر کے زمین پر وتر پڑھنے سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن عمر وتر کو واجب سمجھتے تھے۔

اس حدیث کی روایت دارقطنی اور امام احمد نے کی ہے۔

١٦٥٩ / ٢٨ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَيُوْتِرُ بِالْاَرْضِ وَيَزْعَمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ كَانَ يَفْعَلُ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عادت تھی کہ وہ اپنی سواری پر نفل نماز پڑھا کرتے تھے۔ (اس لیے کہ نفل نماز سواری پر جائز ہے) پھر جب وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو سواری سے اتر کر زمین پر وتر ادا فرماتے تھے (اس لیے کہ فرض اور وتر بغیر ضرورت کے سواری پر جائز نہیں) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقین سے فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح نفل نماز سواری پر اور وتر زمین پر پڑھا کرتے تھے[1] اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے صحیح سند کے ساتھ کی ہے۔

١٦٦٠ / ٢٩ وَعَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِيْ عِمْرَانَ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ عَلٰى مُضَرَ اِذْ جَآءَهٗ جِبْرِيْلُ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ اَنْ اُسْكُتْ فَسَكَتَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْكَ سَبَّابًا وَّلَا لَعَّانًا وَاِنَّمَا بَعَثَكَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ ثُمَّ عَلَّمَهُ الْقُنُوْتَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْضَعُ لَكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّكْفُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخَافُ

حضرت خالد بن ابی عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کتنی ہی تکلیف پہنچے، آپ نے کسی کافر پر بد دعا نہیں فرمائی، قبیلہ مضر کی طرف سے مسلمانوں کو ناقابل برداشت تکالیف پہنچ رہی تھیں، یہ آپ سے نہیں دیکھا گیا، ایک وقت آپ وتر پڑھ رہے تھے (مضر کے ناقابل برداشت تکالیف یاد آگئے) قبیلہ مضر کو بد دعا دینے لگے ایسے میں جبرئیل علیہ السلام آگئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اشارہ سے بد دعا دینے سے منع فرمایا۔ آپ رک گئے، پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا، یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے

[1] حضرت ابن عمر کے اس طرح فرمانے سے حدیث مرفوع ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے بھی وتر کا وجوب ثابت ہو گیا۔

عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ " رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ فِي الْمَرَاسِيْلِ وَ الطَّبْرَانِيُّ وَ رَوَى ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ مَوْقُوْفًا مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نُؤْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَ نُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَ نَشْكُرُكَ وَ لَا نَكْفُرُكَ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ لَكَ نُصَلِّيْ وَ نَسْجُدُ وَ إِلَيْكَ نَسْعٰى وَ نَحْفِدُ وَ نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَ نَخْشٰى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ وَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ الْكَبِيْرِ لَهُ مَوْقُوْفًا مِنْ قَوْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

آپ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے[1] آپ کا کام نہیں (ہم ان کو دیکھ لیں گے) ہم پر چھوڑ دیجئے بجائے بد دعاء کے (وتریں) یہ قنوت یعنی یہ دعاء پڑھا کیجئے ۔

اے اللہ! (آپ کو معلوم ہے کہ کفار ہم کو کیا کیا تکلیفیں دے رہے ہیں) ہم آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں کہ ہم کو کفار کے شر سے بچائیے (ممکن ہے کہ گناہوں کی شامت سے یہ ہو رہا ہو گا) ہم آپ سے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں ۔

ہم آپ کے ہیں آپ پر ایمان لائے ہیں، ہم آپ کے سامنے نہایت عاجزی سے عرض کرتے ہیں (کہ ہم کو ہر شر سے بچائیے)

(ہم کو معلوم ہے کہ کفار آپ کے دشمن ہیں) ہم آپ کے دشمنوں کو آپ ہی کے لیے ترک کرتے ہیں ۔

دلی دوستی ان سے نہیں رکھتے ہیں، دنیوی حیثیت سے ظاہرہ برتاؤ رکھتے ہیں ۔

اے اللہ! آپ کے سوا ہمارا کوئی نہیں، ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، ہم آپ ہی کے لیے ہیں آپ ہی کے سامنے ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے رہ کر اپنی بندگی کا اظہار کرتے ہیں، جب آپ کا عظمت و جلال ہمارے دل پر طاری ہوتا ہے تو ہم بے اختیار ہو کر آپ کے سامنے سجدے میں گرتے ہیں (اس سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ کی شان عالی ہے اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہم نہایت عاجزی سے زمین پر سر رکھے ہوئے ہیں ۔) ہماری ساری کوشش آپ ہی کے

[1] جو عالمین کے لیے رحمت ہو، ان کی شان کے خلاف ہے کہ وہ کسی کو بد دعا دیں، ہم کو معلوم ہے کہ قبیلہ مضر سے مسلمانوں کو کیا کیا تکلیف پہنچ رہی ہے اس کا بدلہ دینا ہمارا کام ہے ۔

لیے ہیں، ہم آپ ہی کی طرف دل سے جھکتے ہیں، (ہم کسی قابل نہیں) اے اللہ! ہم آپ کی رحمت سے بڑی بڑی امیدیں لگائے ہیں۔

(اے اللہ! ہم جانتے ہیں کہ ایمان خوف ورجاء کے درمیان ہے، جیسے ہم آپ کی رحمت کے امیدوار ہیں ایسے ہی) آپ کے عذاب سے ہمارے دل پر دہشت بیٹھی ہوئی ہے، ہم آپ کے عذاب کے خیال سے ڈرے ہوئے سہمے ہوئے ہیں۔

ہم کو معلوم ہے کہ آپ کا یقینی عذاب کفار کے لیے ہے مگر ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں آپ کی شان بے نیازی سے ہم اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار نہ ہو جائیں۔

اس کی روایت ابو داود نے اپنی مراسیل میں کی ہے اور طبرانی نے بھی اس کی روایت کی ہے۔ اور ابن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو موقوفاً روایت کی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ

اے اللہ! (آپ کو معلوم ہے کہ کفار ہم کو کیا کیا تکلیفیں دے رہے ہیں)، ہم آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں کہ (ہم کو کفار کے شر سے بچائیے) ممکن ہے کہ گناہوں کی شامت سے یہ ہو رہا ہوگا)، ہم آپ سے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں۔

وَ نُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَ لَا نَكْفُرُكَ۔

ہم آپ ہی کے ہیں، ہم آپ ہی کی تعریف کرتے ہیں ہم کیا اور ہماری تعریف کیا، آپ ویسے ہی ہیں جیسے آپ اپنی تعریف کئے ہیں، ہم آپ کی ناشکری نہیں کرتے ہیں (آپ کی نعمتیں ہم کو گھیرے ہوئے ہیں ہم ہمیشہ آپ کے شکر گزار ہیں۔

نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ۔

(ہم کو معلوم ہے کہ کفار حقیقی فاجر و فاسق بھی) ہم آپ کے دشمنوں کو آپ ہی کے لیے ترک کرتے ہیں، دلی دوستی ان سے نہیں رکھتے، دنیوی حیثیت سے ظاہرہ برتاؤ رکھتے ہیں،

اے اللہ! آپ کے سوا ہمارا کوئی کام نہیں، ہم

وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ ۔

آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ آپ کے سامنے ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے ہوکر اپنی بندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ جب آپ کا عظمت وجلال ہمارے دل پر طاری ہوتا ہے تو ہم بے اختیار ہوکر آپ کے سامنے سجدے میں گرتے ہیں (اس سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ کی شان عالی ہے۔

اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہم نہایت عاجزی سے زمین پر سر رکھے ہوئے، ہماری ساری کوششیں آپ ہی کے لیے ہیں) ہم آپ ہی کی طرف دل سے جھکتے ہیں، (اے اللہ ہم جانتے ہیں کہ ایمان خوف ورجاء کے درمیان ہے) آپ کے عذاب سے ہمارے دل پر دہشت بیٹھی ہوئی ہے، ہم آپ کے یقینی عذاب کے خیال سے ڈرے ہوئے سہمے ہوئے ہیں۔

الْجِدَّ

وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

اے اللہ ہم کسی قابل نہیں، ہم آپ کی رحمت سے بڑی بڑی امیدیں لگائے ہیں ہم کو معلوم ہے کہ آپ کا یقینی عذاب کفار ہی کے لیے ہے مگر ڈرتے ہیں کہ کہیں آپ کی شان بے نیازی سے ہم اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار نہ ہوجائیں)۔

اور بیہقی نے سنن کبیر میں ابن ابی شیبہ کی اس روایت کو موقوفاً حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۲۶۱/۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقْنُتُ بِالسُّوْرَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ ۔

رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ذیل کی حدیث کو سمجھنے کے لیے اس تمہید کو سن لیجیے: حنفی دعاءِ قنوت کے دو حصے ہیں، ایک حصہ "اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ" سے شروع ہوکر "مَنْ يَّفْجُرُكَ" پر ختم ہوتا ہے اور دوسرا حصہ "اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ" سے شروع ہوکر "بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ" پر ختم ہوتا ہے۔ لہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دو منسوخ التلاوۃ[1] سورتوں کو (وتر میں) بطور دعاءِ قنوت پڑھا کرتے تھے، ایک سورۃ یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ ۔ اور دوسری سورۃ یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ اِنَّ عَذَابَکَ الْجِدَّ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ ۔

اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے کی ہے۔

۱۲۶۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زُرَیْرٍ الْغَافِقِیِّ قَالَ لِیْ عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ مَرْوَانَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا حَمَلَکَ عَلٰی حُبِّ اَبِیْ تُرَابٍ اِلَّا اَنَّکَ اَعْرَابِیٌّ جَافٍ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ لَقَدْ جَمَعْتُ الْقُرْاٰنَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّجْتَمِعَ اَبَوَاکَ وَلَقَدْ عَلَّمَنِیْ مِنْہُ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ سُوْرَتَیْنِ عَلَّمَھُمَا اِیَّاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا عَلِمْتَھُمَا اَنْتَ وَلَا اَبَوَاکَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ

حضرت عبداللہ بن زریر غافقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) عبدالملک بن مروان نے مجھ سے کہا عبداللہ تم گنوار، دیہقانی آدمی ہو، تم کو کچھ خبر ہی نہیں، خواہ مخواہ تم حضرت ابوتراب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتے ہو تو حضرت عبداللہ نے انھیں جواب دیا (تم مجھے گنوار، دیہقانی جو چاہے کہہ لو مگر) میں نے قرآن اس وقت یاد کیا ہے جب کہ تمہارا پتہ بھی نہیں تھا بلکہ تمہارے ماں باپ کا نکاح بھی نہیں ہوا تھا، (پھر میں گنوار کیسے؟) مجھے قرآن کی دو سورتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یاد دلائی ہیں اور یہ وہ دو سورتیں ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد کرائی تھیں، ان دو سورتوں کی نہ تو تم کو خبر ہے اور نہ تمہارے ماں باپ کو (تو گنوار

---

[1] یہ دو حصے قرآن مجید کی دو سورتیں ہیں، جیسے آیت رجم منسوخ التلاوۃ ہے۔ لیکن عمل اس پر جاری ہے ایسے ہی یہ دونوں سورتیں بھی منسوخ التلاوۃ ہیں (یعنی قرآن میں پڑھی نہیں جاتی، مگر ان پر عمل جاری ہے اور وتر میں بطور قنوت پڑھی جاتی ہیں)

(رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الدُّعَاءِ)

میں ہوں یا تم؟) وہ دو سورتیں یہ ہیں: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَ لَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

(یہ دو سورتیں منسوخ التلاوۃ ہیں یعنی قرآن میں نہیں پڑھی جاتیں مگر وتر میں بطور قنوت کے پڑھی جاتی ہیں) اس کی روایت طبرانی نے کتاب الدعائیں کی ہے۔

۱۶۶۳
۳۲
وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَاتٍ اَقُوْلُھُنَّ فِیْ قُنُوْتِ الْوِتْرِ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چند کلمات سکھائے ہیں تاکہ وتر میں جب دعاء قنوت پڑھنے کا وقت آئے تو میں ان کلمات کو پڑھا کروں (وہ کلمات یہ ہیں)

اے اللہ! جن کو آپ نے ہدایت دی ہے اور ان کے عقائد و اعمال کو پسند فرمایا ہے، ان کے ساتھ مجھے بھی ہدایت دیجئے کہ میرے عقائد وہ ہوں جن کو آپ پسند فرمائیں، اور میرے اعمال بھی وہ ہوں جن کو آپ پسند فرمائیں۔

اے اللہ! جن کو آپ بڑی بیماریوں سے، بُرے اخلاق سے، بری خواہشوں سے بچا کر عافیت میں رکھے ہیں مجھے بھی ان سب سے بچائیے کہ میں بھی بُری بیماریوں سے، بُرے اخلاق اور بُری خواہشات سے بچا ہوا عافیت میں رہوں۔

اے اللہ! جن سے آپ محبت کرتے ہیں اور ان کی ہر شر سے حفاظت کرتے ہیں، اور ہر معاملہ میں ان کی مدد کرتے ہیں ان کے ساتھ مجھ سے بھی محبت کیجئے اور اس شر سے بھی میری حفاظت

فرمایئے اور ہر معاملے میں میری مدد فرمایئے۔
اے اللہ! اپنے فضل وکرم سے جو جو چیز مجھے دیں (عمر، مال، علم، اور عمل) ان سب میں برکت دیجئے، اگر آپنے میرے لیے کسی شر کے پہنچنے کا حکم دیا ہے تو آپ مجھے اس شر سے ہمیشہ بچائے رکھئے (اور اپنے اس حکم کو بدل دیجئے)
اس لیے کہ آپ جو چاہیں حکم دے سکتے ہیں اور اپنے دیئے ہوئے حکم کو بدل سکتے ہیں، کوئی نہیں ہے کہ آپ اگر حکم کو بدلنا چاہیں تو اس حکم کو روک سکے۔
جس کے آپ دوست بنیں اور اس کو اپنی حمایت میں لے لیں، وہ کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا۔
اے اللہ! برکت آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے جس کو چاہیں برکت دے سکتے ہیں! آپ بڑے عالی شان ہیں۔

اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف ردالمحتار میں لکھا ہے کہ دعاء سابق "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ" الخ کے ساتھ اس دعاء یعنی اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ" الخ کو بھی ملا کر وتر میں پڑھنا حنفی مذہب میں مستحب ہے اور درمختار میں طحطاوی اور شرح منیۃ کے حوالے سے لکھا ہے کہ قنوت میں ان دونوں دعاؤں کو ملا کر پڑھنا چاہیئے اور ان دعاؤں کے بعد یہ درود شریف پڑھنا بھی مستحب ہے۔
"وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ" ۔ ۱۲

۱۶۶۴ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ اٰخِرِ وِتْرِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ
۳۳

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز وتر سے فارغ ہوتے تو سلام کے بعد یہ دعاء پڑھا کرتے تھے۔
اے اللہ! میں پناہ میں آتا ہوں، آپ کی رحمت کے، جو سبب ہے آپ کی رضامندی کا آپ کے غضب سے بچنے کا۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

اے اللہ! میں پناہ میں آتا ہوں آپ کی شان عفو کے، آپ کے عذاب سے بچا کر۔
اے اللہ! میں پناہ میں آتا ہوں آپ کی ذات کو بھی کے، آپ کی صفت قہاری سے بچا کر۔
میں آپ کی کچھ بھی تعریف نہیں کر سکتا آپ ایسے ہی ہیں جیسے خود آپ نے تعریف فرمائی ہے۔
(ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ)

۱۶۶۵ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ فِي الْوِتْرِ قَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مَرَّاتٍ يُطِيْلُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلنَّسَائِيِّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا سَلَّمَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ثَلَاثًا وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالثَّالِثَةِ۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب نماز وتر ختم فرماتے تو وتر کے سلام کے بعد "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" فرمایا کرتے تھے (یعنی اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے اور ہر طرح کے نقصان سے پاک ہیں اور ان کی بادشاہت لازوال ہے، جن صفتوں میں کمال نہیں اللہ تعالیٰ ان صفتوں سے پاک ہیں یعنی مخلوقات کے سارے صفات سے، اللہ تعالیٰ پاک ہیں (ابوداؤد اور نسائی) اور نسائی نے اس روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" تین بار فرماتے تھے۔ اور تیسری مرتبہ جب "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" فرماتے تو قدوس کی دال اور واؤ کو لمبا کھینچتے تھے، اور نسائی کی ایک اور روایت میں عبدالرحمٰن بن ابزا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وتر کے سلام کے بعد "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" تین مرتبہ فرماتے تھے اور تیسری مرتبہ بہ نسبت پہلے دو کے زیادہ آواز سے بلند فرماتے تھے۔ (اور دارقطنی کی روایت میں "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" کے بعد "رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ" کہنا بھی آیا ہے)

۱۶۶۶ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَاِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ قَدْرَ مَا يَكُوْنُ ثَلَاثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً قَامَ وَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔
۳۵

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ (میں نے کبھی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا) (آپ عمر کے آخری حصہ میں بھی تہجد کو کھڑے ہوئے ہی ادا فرماتے تھے اور جب کچھ رکعتیں باقی رہ جاتیں اور طویل قراءت پڑھنے کی وجہ سے آپ تھک جاتے تو) بیٹھے ہوئے قرأت فرماتے اور جب سورت کی (۳۰ یا ۴۰) آیات باقی رہ جاتیں تو پھر آپ کھڑے ہو جاتے اور کھڑے ہوئے بقیہ آیات پڑھتے اور رکوع میں چلے جاتے پھر سجدہ فرماتے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا فرماتے۔ (مسلم)

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ نفل نماز کی کسی رکعت میں کچھ بیٹھنا اور کچھ کھڑا ہونا جائز ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نفل نماز بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھ رہا تھا پھر کھڑے ہو کر اس کو پورا کرے تو نماز جائز ہے مگر مکروہ ہوگی (عینی ہدایہ، رد المحتار) ۱۲ مرقات میں لکھا ہے کہ باب الوتر کو اس حدیث سے مناسبت یہ ہے کہ وتر سے پہلے تہجد کی آخری رکعتوں میں بیٹھ کر قراءت کر کے کھڑے ہو کر پورا کرنا جائز ہے۔ ۱۲

۱۶۶۷ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَزَادَ ابْنُ مَاجَةَ خَفِيْفَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ مَاجَةَ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيْهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ۔
۳۶

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت (نفل) نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ یہ دو رکعت جو وتر کے بعد پڑھی جاتی تھیں ان میں بہت ہلکی قرأت ہوتی تھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان دو رکعتوں کو بیٹھ کر ادا فرماتے تھے اور ابن ماجہ کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ (وتر کے بعد) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت (نفل) پڑھا کرتے تھے، اور ان دو رکعتوں میں بیٹھ کر قرأت فرمایا کرتے تھے۔ اور جب رکوع کرنے کا ارادہ

فرماتے تو کھڑے ہو جاتے، اور کھڑے ہو کر رکوع میں جاتے۔

۱۲۶۸ / ۳۷ وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هٰذَا السَّهَرَ جُهْدٌ وَثِقَلٌ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَإِلَّا كَانَتَا لَهُ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تہجد کے لیے آخر رات میں اٹھنا بہت شاق اور مشکل ہوتا ہے[1] اگر کوئی تہجد کے لیے نہ اٹھ سکے تو اتنا تو کرے کہ وتر کے بعد دو رکعت پڑھ لے[2] اور اگر وہ نہ اٹھ سکا تو یہ دو رکعت تہجد کے قائم مقام ہو جائے گی۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

۱۲۶۹ / ۳۸ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْهِمَا بَعْدَ الْوِتْرِ وَهُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فِيْهِمَا إِذَا زُلْزِلَتْ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان دو رکعتوں کو جو وتر کے بعد پڑھی جاتی ہیں بیٹھے ہوئے پڑھا کرتے تھے اور ان دو رکعتوں کی پہلی رکعت میں سورۃ «اِذَا زُلْزِلَت» اور دوسری رکعت میں سورۃ «قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْن» کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابُ الْقُنُوْتِ

اس باب میں وتر میں پڑھی جانے والی دعا کے احکام مذکور ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۔

«اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہو» (البقرہ ۲/ ۲۳۸)

آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز میں قیام فرض ہے۔ «قوموا» امر کے صیغہ سے، دوسرے

[1] اگر کوئی سب مشکلات کو برداشت کرکے تہجد کے لیے بیدار ہو تو اس کا کیا کہنا۔ اس کی فضیلتیں سابق کی بہت سی احادیث میں مذکور ہو چکی ہیں)

[2] جس کو تشفیع الوتر کہتے ہیں، اس کے بعد پھر وہ تہجد کے لیے اٹھا تو اس کا کیا کہنا، اس نے بڑی عالی ہمتی سے کام لیا، اور بڑے بڑے ثواب کا مستحق ہوا۔

یہ کہ نماز باجماعت پڑھنی چاہیئے، کیونکہ "قوموا" جمع کا لفظ ہے تیسرے یہ کہ نماز میں کھانا پینا، بات چیت کرنا حرام ہے، جیسا کہ قانتین سے معلوم ہوا، خیال رہے کہ نماز میں گفتگو کرنا اس آیت سے منسوخ ہے اور امام کے پیچھے قرأت کرنا "وَاَنْصِتُوْا" کے صیغہ سے منسوخ ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَقَوْلُهٗ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ۔

اور یہ بات تمہارے ہاتھ، یا انہیں توبہ کی توفیق دے، یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں، (آل عمران، ۳/ ۱۲۸)

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیر معونہ والے کفار کے لیے بد دعا کی، جنہوں نے دھوکہ سے حفاظ صحابہ کرام کو تبلیغ کی غرض سے لے جا کر شہید کر دیا تھا اس کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری، اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بد دعا سے روک دیا گیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر کی دوسری رکعت میں بعد رکوع ان کافروں پر بد دعا کیا کرتے تھے، جسے قنوت نازلہ کہتے ہیں، اس آیت کریمہ سے قنوت نازلہ منسوخ ہوئی۔

۱۶۷۰ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وتر پڑھا کرتے تھے تو وتر کی تیسری رکعت میں) رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھتے تھے اس کی روایت ابن ماجہ نے سند صحیح کے ساتھ کی ہے۔

۱۶۷۱ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ كَانَ يَقْرَاُ فِي الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔
(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وتر کے تین رکعت ادا فرمایا کرتے تھے، پہلی رکعت میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" دوسری رکعت میں "قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ"، اور تیسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھا کرتے تھے اور تیسری رکعت میں) رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھتے (نسائی)

۱۶۷۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ رَوَاهُ الْخَطِيْبُ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وتر کی (تیسری رکعت میں) رکوع سے

فِیْ كِتَابِ الْقُنُوْتِ لَهٗ وَذَكَرَهٗ ابْنُ الْجَوْزِيُّ فِي التَّحْقِيْقِ وَسَكَتَ عَنْهُ۔

پہلے دُعاءِ قنوت پڑھا کرتے تھے اس کی روایت خطیب نے کتاب القنوت میں کی ہے اور ابن الجوزی نے کتاب التحقیق میں اس کو بیان کیا ہے اور سکوت اختیار کیا ہے۔

۱۶۷۳ [۴] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَوْتَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ فَقَنَتَ فِيْهَا قَبْلَ الرُّكُوْعِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وتر کے تین رکعت پڑھا کرتے تھے اور وتر کے تین رکعت میں رکوع سے پہلے دُعاءِ قنوت پڑھتے تھے۔ اس کی روایت ابو نعیم نے حلیۃ میں کی ہے۔

۱۶۷۴ [۵] وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ وَيَجْعَلُ الْقُنُوْتَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وتر کے تین رکعات پڑھا کرتے اور دُعاءِ قنوت کو وتر (کی تیسری رکعت) میں رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔ اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے۔

۱۶۷۵ [۶] وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔

(رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وتر (کی تیسری رکعت) میں رکوع سے پہلے دُعاءِ قنوت پڑھا کرتے تھے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

۱۶۷۶ [۷] وَعَنْهُ قَالَ بِتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنْظُرَ كَيْفَ يَقْنُتُ فِيْ وِتْرِهٖ فَقَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ ثُمَّ بَعَثْتُ اُمِّيْ اُمَّ عَبْدٍ فَقُلْتُ بِيْتِيْ مَعَ نِسَائِهٖ فَانْظُرِيْ كَيْفَ يَقْنُتُ فِيْ وِتْرِهٖ فَاَتَتْنِيْ فَاَخْبَرَتْنِيْ اَنَّهٗ قَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس ارادہ سے رات گذاری کہ دیکھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وتر میں دعاءِ قنوت کب پڑھتے ہیں؟ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (وتر کی تیسری رکعت میں) رکوع سے پہلے دُعاءِ قنوت پڑھتے ہیں۔ پھر میں نے اپنی والدہ ام عبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ عرض کر کے خدمت گرامی میں بھیجا کہ وہ ازواج مطہرات کے ساتھ

رات گزاریں تاکہ دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر میں دعاءِ قنوت کب پڑھتے ہیں؟ وہ واپس آکر مجھ سے کہنے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم (وتر میں دُعاءِ قنوت (رکوع سے پہلے دُعاءِ قنوت پڑھتے ہیں۔ اس کی روایت (دارقطنی) نے کی ہے۔

۱۶۷۷ وَعَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَّ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَقْنُتُوْنَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ
(رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتر (کی تیسری رکعت) میں رکوع سے پہلے دُعاءِ قنوت پڑھا کرتے تھے اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

جوہر نقی میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند مسلم کی شرط کے موافق ہے۔

۱۶۷۸ وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا يَقُوْلُوْنَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ الْوِتْرِ وَكَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ۔
(رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ)

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم وتر کی آخری رکعت میں دُعا قنوت پڑھتے رہے ہیں، اور یہ حضرات خود بھی (وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے) دُعاءِ قنوت پڑھتے تھے، اس کی روایت دارقطنی اور بیہقی نے کی ہے۔

ف واضح ہو کہ ان سب احادیث شریفہ سے ثابت ہوا کہ وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے دُعاءِ قنوت پڑھنے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہمیشہ عمل رہا ہے، یہ امام ابن الہمام رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے۔

۱۶۷۹ وَعَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي الصَّلٰوةِ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا اَنَّهٗ كَانَ بَعَثَ

حضرت عاصم احول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ (دُعا یا نماز

قَبْلَهُ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا اَنَّهُ كَانَ بَعَثَ اُنَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا فَاُصِيْبُوْا فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کے آخری قعدہ میں کی جاتی ہے یا نماز کے بعد) کیا عین نماز کی رکعتوں میں بھی دُعا کی جاتی ہے؟ حضرت انس نے فرمایا: ہاں! وتر کی تیسری رکعت میں بھی دُعا پڑھی جاتی ہے، تو میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد؟ حضرت انس نے فرمایا کہ دعاءِ قنوت (وتر میں ہمیشہ) رکوع سے پہلے پڑھی جاتی ہے[۱] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے تو صرف ایک ماہ تک (نماز صبح میں) رکوع کے بعد دعاءِ قنوت پڑھی ہے۔ ایک ماہ تک (نماز فجر میں رکوع کے بعد) دعاء پڑھنے کی وجہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کچھ صحابہ کو جنھیں قراء کہا جاتا تھا اور وہ ستر کے قریب تھے، مشرکین کی ایک جماعت کی طرف (اسلام کی تبلیغ اور علم دین سکھانے کے لیے) بھیجا (اس قوم میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں معاہدہ تھا لیکن مشرکین نے عہد شکنی کی) اور سب قراء کو قتل کر دیا[۲]۔ ایک ماہ تک نماز صبح میں رکوع کے بعد قاتلوں کو بددُعا دینے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے قنوت پڑھی ہے[۳]۔

(بخاری اور مسلم)

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ تک (نماز صبح میں) رکوع کے بعد (عام مسلمانوں پر مصیبت آنے کی وجہ سے) دعاءِ قنوت پڑھی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ وتر کے سوا کسی اور نماز میں بجز قنوت نازلہ کے دُعاءِ قنوت نہ پڑھی جائے۔ قنوت نازلہ

---

[۱] عاصم نے کہا کہ مجھ سے تو فلاں شخص نے بیان کیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے رکوع کے بعد دُعاء پڑھی ہے تو حضرت انس نے فرمایا ایسا نہیں، اصل واقعہ کو انہوں نے ظاہر نہیں کیا، صحیح بات یہ ہے کہ۔

[۲] صرف کعب بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ان کو بھی مشرکین نے زخمی کر دیا اور سمجھ لیا تھا کہ یہ شہید ہو گئے ہیں مگر ان کی کچھ جان باقی تھی وہ بچ کر واپس آ گئے۔ اس واقعہ سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس قدر غم ہوا کہ ایسا غم کبھی نہیں دیکھا گیا اس لیے۔

[۳] پھر اس کے بعد نماز صبح میں یا کسی اور نماز میں رکوع کے بعد دُعاءِ قنوت کبھی نہیں پڑھی۔

یہ ہے کہ کفار کی طرف سے جب کوئی سخت مصیبت عام مسلمانوں پر آن پڑے تو امام نماز فجر میں رکوع کے بعد دُعاءِ قنوت نازلہ پڑھے، اسی وجہ سے صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی ایسے موقعوں پر قنوت نازلہ پڑھی ہے، امام طحاوی رحمہ اللہ نے یہی فرمایا ہے اور یہی مذہب حنفی ہے اور اسی پر جمہور کا عمل در آمد ہے۔

قنوت نازلہ کو نماز فجر کے سوا اور نمازوں میں پڑھنے کا جو ذکر بعض احادیث میں مروی ہے ایسی حدیثوں کو ائمہ احناف نے منسوخ قرار دیا ہے اس لیے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر کے سواء دیگر نمازوں میں قنوت نازلہ پر کبھی مواظبت اور تکرار نہیں فرمائی، بلکہ قنوت نازلہ کی تکرار اور مواظبت صرف نماز فجر ہی میں ثابت ہے اور اسی وجہ سے احناف نے قنوت نازلہ کو نماز فجر سے مختص کیا ہے، فقہاء نے اس کی بھی صراحت فرمائی ہے کہ منفرد قنوت نازلہ نہ پڑھے، اگر امام قنوت نازلہ آہستہ پڑھ رہا ہو تو مقتدی بھی قنوت کو آہستہ پڑھے۔ اور اگر امام قنوت نازلہ جہر سے پڑھ رہا ہو تو مقتدی خود قنوت نہ پڑھے، بلکہ آمین کہتا جائے۔ یہ پورا مضمون رد المختار سے ماخوذ ہے۔ ۱۲۔

۱۶۸۰ / ۱۱ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقْنُتُ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِلَّا اَنْ یَّدْعُوَ لِقَوْمٍ اَوْ عَلٰی قَوْمٍ۔

(رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب کسی قوم کے لیے دُعا کرنا یا کسی قوم پر بددُعا کرنا چاہتے تو نماز فجر میں (رکوع کے بعد) قنوت (نازلہ) پڑھتے تھے۔ اس کی روایت ابن حبان نے سند صحیح کے ساتھ کی ہے۔

۱۶۸۱ / ۱۲ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا یَقْنُتُ اِلَّا اِذَا دَعَا لِقَوْمٍ اَوْ دَعَا عَلَیْهِمْ رَوَاهُ الْخَطِیْبُ فِیْ كِتَابِ الْقُنُوْتِ وَقَالَ صَاحِبُ تَنْقِیْحِ التَّحْقِیْقِ هٰذَا اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (فجر کی نماز میں دُعا قنوت ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے (البتہ) کسی قوم کے لیے دُعاء کرنے یا کسی قوم پر بددُعا کرنے کی غرض سے قنوت (نازلہ) پڑھتے تھے، اس کی روایت خطیب نے کتاب القنوت میں کی ہے اور صاحب تنقیح التحقیق نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

۱۶۸۲ / ۱۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَقْنُتْ فِی الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَهْرًا وَّاحِدًا لَمْ یُرَ قَبْلَ ذٰلِكَ وَلَا بَعْدَهٗ وَاِنَّمَا قَنَتَ فِیْ ذٰلِكَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بجز ایک مہینہ کے صبح کی نماز میں کبھی قنوت نہیں پڑھے اور کبھی آپ کو (صبح کی نماز میں)

الشَّهْرِ يَدْعُوْ عَلَى النَّاسِ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَوَاهُ إِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهَمَّامِ هٰذَا سَنَدٌ لَا غُبَارَ عَلَيْهِ ۔

اس سے پہلے قنوت پڑھتے نہیں دیکھا گیا، اور اسی طرح اس کے بعد بھی کبھی آپ کو قنوت پڑھتے نہیں دیکھا گیا، اور اس ایک مہینہ میں بھی آپ نے مشرکین میں سے کچھ لوگوں پر بد دعا کرتے ہوئے (قنوت نازلہ) پڑھی ہے (جنھوں نے آپ کے چند صحابہ کو دھوکہ سے شہید کر دیا تھا) اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے کی ہے اور اس حدیث کی سند کے متعلق امام ابن الہمام نے کہا ہے کہ یہ ایسی سند ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں۔

۱۶۸۳ وَعَنْ اَبِيْ مَالِكِ ۣالْاَشْجَعِيِّ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ يَا اَبَتِ اِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ هٰهُنَا بِالْكُوْفَةِ نَحْوًا مِّنْ خَمْسِ سِنِيْنَ اَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ قَالَ اَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۔

حضرت ابو مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ ابا جان! آپ نے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سب کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور یہاں کوفہ میں بھی (۵ا برس حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے۔ آیا یہ حضرات قنوت پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا بیٹا! یہ بدعت ہے، بالکل نئی بات ہے[1]، اس کی روایت ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور ابن ماجہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۶۸۴ وَعَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقْنُتْ وَصَلَّيْتُ خَلْفَ اَبِيْ بَكْرٍ فَلَمْ يَقْنُتْ وَصَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ فَلَمْ يَقْنُتْ وَصَلَّيْتُ خَلْفَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَقْنُتْ وَصَلَّيْتُ

حضرت ابو مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (بلا کسی حادثہ کے فجر کے فرض

---

[1] کیونکہ اس سے پہلے ان حضرات میں سے کسی کو میں نے بلا کسی حادثہ کے فجر میں قنوت پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

خَلْفَ عَلِيٍّ فَلَمْ يَقْنُتْ ثُمَّ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا بِدْعَةٌ ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

میں) کبھی قنوت نہیں پڑھے، اور اسی طرح میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے، حضرت ابوبکر نے بھی (بلا کسی حادثہ کے فجر کے فرض میں) کبھی قنوت نہیں پڑھی، اور ایسا ہی میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے، حضرت عمر نے بھی (بلا کسی حادثہ کے فجر کے فرض میں) کبھی قنوت نہیں پڑھی، اور میں نے حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے، حضرت عثمان نے بھی (بلا کسی حادثہ کے فجر کے فرض میں) کبھی قنوت نہیں پڑھی اور میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے، حضرت علی نے بھی (بلا کسی حادثہ کے فجر کے فرض میں) کبھی قنوت نہیں پڑھی، پھر ان کے والد نے کہا بیٹا! (ہر روز نماز فجر کے فرض میں قنوت پڑھنا) بدعت ہے۔ اور بالکل نئی بات ہے اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

۱۶۸۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ الْقُنُوْتُ
۱۶ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ بِدْعَةٌ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نماز صبح میں قنوت پڑھنا بدعت ہے۔ اس کی روایت دار قطنی اور بیہقی نے کی ہے

۱۶۸۶ وَعَنْ غَالِبِ بْنِ فَرْقَدَ الطَّحَّانُ
۱۷ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَهْرَيْنِ فَلَمْ يَقْنُتْ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ ۔

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

حضرت غالب بن فرقد طحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خدمت میں دو ماہ رہا، تو میں نے آپ کو صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے کبھی نہیں دیکھا اس کی روایت طبرانی نے کی ہے۔

۱۶۸۷ وَعَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ صَحِبَ
۱۸ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَنَتَيْنِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ فَلَمْ يَرَهُ قَانِتًا فِي الْفَجْرِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ هٰذَا

حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ساتھ سفر اور اقامت کی حالت میں (۲) سال تک رہے ہیں، تو انہوں نے

سَنَدٌ لَا غُبَارَ عَلَيْهِ ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز فجر میں قنوت پڑھتے کبھی نہیں دیکھا، اس کی روایت امام محمد نے کی ہے ۔ اور شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ ایسی معتبر سند ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ۔

۱۶۸۸ / ۱۹ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهُ ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (بغیر کسی حادثہ کے فرض نماز میں) ایک ماہ تک قنوت پڑھتے رہے، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرائض میں قنوت پڑھنا ترک فرما دیا (اس سے معلوم ہوا کہ صبح کی فرض ہو یا کوئی اور فرض اس میں دعا قنوت کا پڑھنا منسوخ ہے)، اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے ۔

۱۶۸۹ / ۲۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصُّبْحِ اِلَّا شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهُ لَمْ يَقْنُتْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَزَّارُ ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ایک ماہ تک (بغیر کسی حادثہ کے) صبح کی نماز میں قنوت پڑھی ہے، پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ترک فرما دیا، اور اس ایک ماہ کے پہلے (بلا کسی حادثہ کے) صبح کے نماز میں قنوت نہیں پڑھی اور نہ اس ایک ماہ کے بعد، اس کی روایت طحاوی، طبرانی، ابن ابی شیبہ اور بزار نے کی ہے۔

۱۶۹۰ / ۲۱ وَعَنْهُ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى عُصَيَّةَ وَذَكْوَانَ فَلَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهِمْ تَرَكَ الْقُنُوْتَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالْبَزَّارُ وَاَبُوْ يَعْلَى الْمُوْصِلِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (صبح کے فرض میں) ایک ماہ تک قنوت پڑھتے رہے ہیں، اور قنوت میں قبیلہ عصیّہ اور ذکوان پر بد دعا فرماتے رہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں قبیلوں پر غلبہ حاصل فرما لیا تو آپ نے قنوت پڑھنا

چھوڑ دیا۔ اس کی روایت بیہقی، بزار اور ابویعلی الموصلی نے کی ہے اور طبرانی نے بھی الکبیر میں اس کی روایت کی ہے۔

۱۶۹۱ / ۲۲ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقُنُوْتِ فِى الْفَجْرِ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (بغیر کسی حادثہ کے) فجر کے فرض میں قنوت پڑھنے کو منع فرمادیا ہے اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف واضح رہے کہ ان مذکور الصدر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حدیثیں جن میں بغیر کسی حادثہ کے فرض نمازوں میں قنوت پڑھنے کا ذکر ہے، منسوخ ہیں، اس کو علامہ عینی رحمۃ اللہ نے ذکر فرمایا ہے۔ ۱۲۔

بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

باب، نماز تراویح کے ثبوت میں

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ـ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
"بے شک ہم نے اسے (قرآن کو) برکت والی رات میں اتارا، بے شک ہم ڈرسنانے والے ہیں، اس رات میں ہر حکمت والا کام بانٹ دیا جاتا ہے۔" (الدخان، ۴۴/۴،۳)

آیت کریمہ میں "لیلۃ مبارکۃ" سے مراد مفسرین کا اختلاف ہے۔ شب قدر، یا ستائیسویں رمضان، یا شب معراج، یا شب برأت ہے، اس رات پورا قرآن لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا گیا، پھر وہاں سے تیئیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر اتارا گیا۔

اس رات میں سال بھر کے رزق، موت، زندگی، عزت وذلت، غرض کہ تمام انتظامی امور لوح محفوظ سے فرشتوں کے صحیفوں میں نقل کرکے ان کے سپرد کردیئے جاتے ہیں جیسے ملک الموت کو تمام مرنے والوں کی فہرست وغیرہ، اس آیت سے معلوم ہوا کہ علوم خمسہ پر فرشتوں کو سال بھر پہلے مطلع کردیا جاتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

فصل اوّل

اس باب میں تین فصلیں ہیں۔ فصل اوّل میں یہ مذکور ہے کہ تراویح سنّت مؤکدہ ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تراویح پڑھنے کی ترغیب دلائی ہے اور اس فصل میں جو احادیث شریفہ مذکور ہیں، ان سے تراویح کی فضیلت اور تراویح کا سنّت مؤکدہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ۱۲

۱۲۹۲ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرَغِّبُ النَّاسَ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ بِعَزِيْمَةِ اَمْرٍ فِيْهِ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایسا تاکیدی حکم دیئے بغیر (کہ جس سے تراویح فرض ہوجائے) ایسی ترغیب دینے کے لیے کہ جس سے تراویح سنّت (موکدہ) ثابت ہو، یہ ارشاد فرماتے تھے کہ جو مومن ثواب کی

نیت سے بغیر کسی قسم کی ریاء کے رمضان میں نماز تراویح پڑھے تو اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

۱۶۹۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی مسلمان ثواب کی نیت سے بغیر کسی قسم کی ریاء کے رمضان میں تراویح پڑھا کرے تو اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۱۶۹۴ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فَرَضَ صِیَامَ رَمَضَانَ عَلَیْكُمْ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِیَامَهٗ فَمَنْ صَامَهٗ وَقَامَهٗ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم سب مسلمانوں پر، (قرآن شریف میں) روزے فرض کئے ہیں اور میں (اس حدیث کے ذریعہ سے) تم سب مسلمانوں پر تراویح کو سنت (موکدہ) قرار دیتا ہوں، پس تم میں سے جو کوئی ثواب کی نیت سے بغیر کسی قسم کی ریاء کے رمضان کے روزے رکھے اور تراویح پڑھے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا کہ جس طرح وہ اپنے پیدا ہونے کے دن گناہوں سے پاک تھا۔ اس کی روایت نسائی، بیہقی، ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

۱۶۹۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی مسلمان ثواب کی نیت سے بغیر کسی قسم کی ریاء کے رمضان

(رَوَاهُ النَّسَائِیُّ)

میں تراویح پڑھے تو وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جیسا کہ وہ اپنے پیدا ہونے کے دن گناہوں سے پاک تھا۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

۱۶۹۶/۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ حَتّٰى يَنْسَلِخَ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ (ہمیشہ کی طرح بچھونے پر) اطمینان سے کبھی نہیں سوتے تھے بلکہ کچھ دیر لیٹے رہتے اور پھر رات کا اکثر حصہ عبادت الٰہی میں گزارتے تھے۔ ختم رمضان تک یہی طریقہ رہتا تھا۔ اس کی روایت بیہقی نے کی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

فصل دوّم

فصل دوم میں یہ مذکور ہے کہ پورے رمضان المبارک میں تراویح کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا سنّت مؤکدہ ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رمضان کی چند راتوں میں تراویح کو جماعت کے ساتھ ادا فرمایا ہے۔ تراویح کو ہمیشہ با جماعت پڑھنے سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو تراویح کے فرض ہونے کا خوف نہ ہوتا تو آپ پورا مہینہ جماعت کے ساتھ تراویح پڑھاتے۔ چونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے امت پر فرض ہونے کے خوف سے تراویح با جماعت پر مواظبت نہیں فرمائی ہے۔ اس لیے سمجھا جائے گا حضور کا چند روز تراویح کو با جماعت ادا کرنا تراویح پر مواظبت فرمانے یعنے تراویح کو ہمیشہ ادا کرنے کے حکم میں ہے۔ اس طرح ثابت ہوا کہ تراویح کو رمضان بھر جماعت کے ساتھ ادا کرنا سنّت مؤکدہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد صحابہ کا ہمیشہ تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھنے سے تراویح با جماعت کے امت پر فرض ہونے کا خوف باقی نہ رہا۔ اس لیے خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پورے رمضان میں تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا بلکہ سب کو ایک امام کے پیچھے رمضان بھر باجماعت تراویح پڑھنے کا پابند فرما دیا۔ اس طرح خلفاء راشدین کا تراویح باجماعت کو پسند فرمانا اور اس کو با جماعت پڑھنے کا حکم دینے سے معلوم ہوا کہ پورے رمضان میں تراویح

با جماعت ان حضرات کے نزدیک بھی سنت مؤکدہ تھی۔ اس کی تائید میں ذیل کی حدیثیں آرہی ہیں۔

١٦٩٧ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ صُمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ وَلَمْ يَقُمْ بِنَا حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ مِّنَ الشَّهْرِ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ السَّابِعَةُ خَرَجَ فَصَلّٰى بِنَا حَتّٰى مَضٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ بِنَا السَّادِسَةَ حَتّٰى خَرَجَ لَيْلَةَ الْخَامِسَةِ فَصَلّٰى بِنَا حَتّٰى مَضٰى شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوْ نَفَلْتَنَا فَقَالَ اِنَّ الْقَوْمَ اِذَا صَلَّوْا مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهُمْ قِيَامُ تِلْكَ اللَّيْلَةِ ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ بِنَا الرَّابِعَةَ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الثَّالِثَةِ خَرَجَ وَخَرَجَ بِاَهْلِهٖ فَصَلّٰى بِنَا حَتّٰى خَشِيْنَا اَنْ يَّفُوْتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ۔

رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَى اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رمضان شریف کے روزے رکھے تو آپ نے ہم کو نماز تراویح نہیں پڑھائی یہاں تک کہ مہینہ (کے آخر کے لحاظ سے) سات راتیں باقی رہ گئیں۔[۱] اور جب ۲۳ ویں رات آئی تو آپ باہر تشریف لائے اور رات کا تہائی حصہ گزرنے تک ہم کو تراویح پڑھاتے رہے اور ۲۴ ویں شب کو آپ نے ہمیں تراویح نہیں پڑھائی، پھر جب ۲۵ ویں شب آئی تو آپ پھر باہر تشریف لائے اور آدھی رات گزرنے تک ہم کو تراویح پڑھاتے رہے، ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اگر آپ بقیہ رات بھی ہم کو تراویح پڑھاتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص امام کے فارغ ہونے تک امام کے ساتھ نماز پڑھتا رہے تو اس کے لیے تمام رات نماز پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔[۲] پھر آپ نے ۲۶ ویں شب تراویح نہیں پڑھائی۔ جب ۲۷ ویں شب آئی تو آپ باہر تشریف لائے اور جو آپ کے گھر میں اس وقت تھے امہات المومنین ہوں یا کوئی اور سب کو تراویح میں شریک ہونے کا حکم فرمایا، پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب کے ساتھ تراویح اتنی دیر تک پڑھاتے رہے کہ ہم کو فلاح کے نہ ملنے کا اندیشہ ہو گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں

---

[۱] (اور مہینہ کے آغاز کے لحاظ سے ۲۳ ویں شب تھی۔ یہ حساب رمضان کے ۲۹ ہی راتیں شمار کر کے کیا گیا ہے اس لیے کہ تراویح کے لیے یقینی راتیں ۲۹ ہی ہوتی ہیں اور ۳۰ ویں رات کو تراویح کے ہونے یا نہ ہونے کا احتمال رہتا ہے اسی وجہ سے حدیث شریف میں "سات راتیں" جو مذکور ہیں ان سات میں پہلی رات ۲۳ ویں شب ہوگی۔

[۲] (اگرچہ) تم اب آدھی رات نماز پڑھتے رہے ہو مگر تم کو پوری رات نماز پڑھنے کا ثواب مل گیا۔

نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ فلاح کیا چیز ہے؟ تو ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ فلاح سے مراد سحری کھانا ہے (اس کے بعد بقیہ دنوں میں آپ نے تراویح نہیں پڑھائی) اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور ابو داؤد، ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے

۱۶۹۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اُنَاسٌ فِیْ رَمَضَانَ يُصَلُّوْنَ فِیْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا هٰؤُلَاۤءِ فَقِيْلَ هٰؤُلَاۤءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْاٰنٌ وَاُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّیْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابُوْا وَنِعْمَ مَا صَنَعُوْا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ لَا يُقَالُ هٰذَا الْحَدِيْثُ ضَعِيْفٌ بِمُسْلِمِ بْنِ خَالِدٍ فَاِنَّهٗ ضَعِيْفٌ كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ اَبُوْدَاوٗدَ لِاَنَّا نَقُوْلُ مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ لَيْسَ مُتَّفَقًا عَلٰى تَرْكِهٖ حَتّٰى يُتْرَكَ رِوَايَتُهٗ وَثَّقَهٗ ابْنُ مُعِيْنٍ فِیْ رِوَايَةٍ عَنْهُ وَابْنُ حِبَّانَ وَاَخْرَجَ لَهٗ غَيْرَ حَدِيْثٍ فِیْ صَحِيْحِهٖ وَقَالَ ابْنُ عَدِیٍّ اَرْجُوْ لَا بَاْسَ بِهٖ وَهُوَ حَسَنُ الْحَدِيْثِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (رمضان کی ایک شب) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے، کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ مسجد کے ایک کونہ میں تراویح پڑھ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ حاضرین نے عرض کیا کہ وہ لوگ ہیں جن کو قرآن یاد نہیں ہے، اس لیے اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بنائے) ہیں اور وہ ان کو نماز میں قرآن سنا رہے ہیں (اور یہ لوگ ان کے مقتدی بن کر قرآن سن رہے ہیں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کا نماز پڑھنا اور ان کا نماز پڑھانا بہت مناسب ہے ماشاء اللہ! انھوں نے جو کچھ کیا ہے بہت اچھا کیا ہے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

ف:۔ اس حدیث کو اور اس کے پہلے کی حدیث کو غور سے پڑھیئے تو معلوم ہوتا ہے کہ تراویح کی بناء اس طرح پڑی کہ کچھ راتیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنفس نفیس تراویح پڑھائی ہیں اور ایک مصلحت سے یعنی امت پر فرض ہو جانے کے خوف سے آپ نے اس پر مداومت نہیں فرمائی، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ ہی میں صحابۂ کرام نے تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان کی تراویح باجماعت کو پسند فرما کر ان کی تعریف فرمائی مگر حضور کے زمانہ مبارک میں تراویح کا عام رواج نہیں ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اپنے زمانہ میں اسی مذکورالصدر واقعہ کو اصل بنا کر

تراویح با جماعت کا عام طور پر حکم دیدیا اور حضرت اُبی جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد مبارک میں امام بن کر تراویح پڑھاتے تھے ان ہی کو امام بنایا۔ تاکہ حضور کے زمانے کی تراویح کی پوری پوری اتباع ہو۔ ۱۲۔

۱۶۹۹ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَالطَّیَالَسِیُّ وَالْبَزَّارُ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ مَوْقُوْفًا وَذَکَرَهُ الرَّازِیُّ وَالْعَیْنِیُّ مَرْفُوْعًا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ کارِ خیر جس کا عہد نبوت میں عام رواج نہ تھا اور اس کو قرن اول کے مسلمان (یعنے صحابۂ کرام اور ائمہ مجتہدین عظام) پسند فرمائیں (اور اس پر عمل بھی کریں) تو وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔ اس کو امام احمد، طبرانی طیالسی، بزار اور ابو نعیم نے موقوفاً روایت کی ہے اور امام رازی اور علامہ عینی نے اس کا ذکر مرفوعاً کیا ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ تراویح جس کا عہد نبوت میں عام رواج نہ تھا۔ صحابہ کرام نے اپنے زمانہ میں اس کو پسند فرما کر عام رواج دیدیا تھا، اسی لیے پورے رمضان میں تراویح کو با جماعت قائم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اللہ تعالےٰ کے پاس بھی پسندیدہ ہے۔

اب رہی یہ بات کہ حدیث شریف کے لفظ "مسلمون" سے صحابۂ کرام اور آئمہ مجتہدین مراد لئے گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں لفظ "مسلمون" مطلقاً آیا ہے اور اس کو کسی قید سے مقید نہیں کیا گیا ہے اور یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ اگر مطلق سے فرد کامل کے سوا کوئی اور مراد ہونے کا قرینہ نہ ہو تو مطلق سے فرد کامل ہی مراد ہوتا ہے چونکہ صحابہ اور ائمہ مجتہدین میں صفت اسلام کامل ہے اسی لیے حدیث شریف کے لفظ "مسلمون" سے صحابہ کرام اور مجتہدین ہی مراد ہوں گے۔ ۱۲۔

۱۷۰۰ وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرَی اخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَیْهَقِیُّ۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا تو بہت سے اختلاف اور فتنے دیکھے گا۔ (اگر اس وقت تم صراط مستقیم پر قائم رہنا چاہتے ہو) تو میرے طریقہ اور میرے خلفاء کے طریقہ کو جو سیدھے اور نیک راستہ پر چلنے والے ہیں اختیار کرو (پھر کہتا ہوں کہ) تم میرے خلفاء راشدین کے طریقہ کو مضبوط تھامے رہو اور جیسے کسی چیز کو مضبوطی

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

سے پکڑنے کے لیے دانتوں سے دبائے رہتے ہیں ایسا ہی میرے اور میرے خلفاء راشدین کے طریقہ کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ ذاس سے تم ہدایت پر رہو گے، یاد رکھو اگر تم ایسا نہ کرو گے تو گمراہی میں جا پڑو گے)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا طریقہ سنت ہے، ایسا ہی خلفاء راشدین نے جو فرمایا یا عمل کیا ہو وہ بھی سنت ہے۔ مثال کے طور پر اس کی نظیر تراویح ہے۔ گو تراویح کی بناء عہد نبوت میں ہو چکی تھی، چند راتیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنفس نفیس تراویح پڑھائی ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی تراویح پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ مگر تراویح کا عام رواج نہیں ہوا تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تراویح کا عام رواج ہو گیا اور سب صحابہ تراویح پڑھا کرتے تھے اس لیے تراویح بھی اور سنتوں کی طرح سنت مؤکدہ ہے)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ تم کو چاہیئے کہ نئی باتوں سے بچتے رہو، کیونکہ ہر نئی بات (جو میرے اور میرے صحابہ کے دور میں نہیں ہوئی وہ) بدعت ہے اور ہر (ایسی) بدعت (جو سیئہ ہو وہ) گمراہی ہے۔

اس حدیث شریف میں "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ"، جو ارشاد ہوا ہے اس پر غور کرنا ضروری ہے اس لیے کہ اس سے یہ سمجھا جائے کہ ہر بدعت گمراہی ہے تو پھر مسلم نے جریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت کی ہے اس کا کیا مطلب ہو گا؟ مسلم کی روایت یہ ہے۔

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ"، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کہ اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کرے تو اس شخص کو اس اچھے طریقہ کے ایجاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور اس شخص کو ان لوگوں کا بھی ثواب ملے گا جو اس کے ایجاد کئے ہوئے نیک طریقہ پر عمل کر رہے ہوں اور اس سے اس شخص کے ایجاد کئے ہوئے طریقہ پر عمل کرنے والوں کے ثواب میں کسی قسم کی کمی نہیں ہو گی۔

اور جو شخص کہ اسلام میں کوئی برا طریقہ ایجاد کرے تو اس شخص کو اس برے طریقہ کے ایجاد کرنے کا گناہ ہو گا۔ اور ان لوگوں کا گناہ بھی اس شخص کو اس برے طریقہ کا جنھوں نے اس کے بعد اس کے ایجاد کئے ہوئے طریقہ پر عمل کیا ہو، اور اس سے اس شخص کے ایجاد کئے

ہوئے بُرے طریقہ پر عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی۔ مسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدعت دو طرح پر ہے۔ ایک بدعت حسنہ جس پر ثواب کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ اور دوسری بدعت سیئہ جس سے عذاب کا خوف دلایا گیا ہے۔ اب یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ صدر کی حدیث میں جو "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" (ہر بدعت گمراہی ہے) ارشاد ہے کیا اس سے ہر بدعت، خواہ حسنہ ہو یا سیئہ ہو سب مراد گمراہی ہوگی۔ حالانکہ مسلم کی مذکورہ حدیث سے تو صرف بدعت سیئہ ہی کے گمراہی ہونے کا ثبوت ملتا ہے نہ کہ بدعت حسنہ کے گمراہی ہونے کا۔ اسی وجہ سے علماء نے صراحت کی ہے کہ مسلم کی اس حدیث اور اس طرح کی اور احادیث کی بناء پر "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" اپنے عموم پر باقی نہ رہا، بلکہ اس سے خاص بدعت سیئہ ہی مراد ہوگی

یہاں اس حدیث کے عام کو خاص کرنا ایسا ہی ہے جیسے "تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ" کی آیت میں "كُلَّ شَيْءٍ" کے عام سے خاص مراد لیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ہود علی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم پر نافرمانی کی وجہ سے ہوا کا عذاب نازل کیا گیا۔ اس عذاب کا ذکر سورۂ احقاف پ ۲۶ ع ۳ میں اس طرح مذکور ہے۔ "تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا"۔ یعنی وہ ہوا اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو ہلاک کر رہی تھی حالانکہ ہوا صرف انسانوں اور ان کے مویشیوں ہی کو ہلاک کر رہی تھی جیسا کہ مفسرین نے اس کی صراحت کی ہے۔ تو یہاں جیسے "كُلَّ شَيْءٍ" کے عام سے ہر چیز کی ہلاکت مراد نہیں ہے۔ بلکہ خاص انسانوں اور مویشیوں کی ہی ہلاکت مراد ہے، اسی طرح "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" میں "كُلُّ بِدْعَةٍ" جو بظاہر عام ہے۔ اپنے عموم پر باقی نہیں رہا۔ جیسا کہ مسلم کی مذکورہ حدیث سے ثابت ہو چکا ہے بلکہ اس سے مراد "كُلُّ بِدْعَةٍ سَيِّئَةٍ ضَلَالَةٌ" ہے صرف وہی بدعت گمراہی ہے جو سیئہ ہو۔ ۱۲

عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورالصدر حدیث کی روایت امام احمد ابوداؤد اور بیہقی نے کی ہے۔ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۰/۱۷۱ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد (اگر تم ہدایت پر رہنا چاہتے ہو تو) ابوبکر صدیق اور عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) جو کہیں اور کریں اس کی پیروی کرتے رہو۔ اس حدیث کی روایت

لہ تاکہ تم ہدایت پر رہو، اور کبھی گمراہ نہ ہو سکو، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح باجماعت کو جو رائج فرما دیا اس پر عمل کرنا عین ہدایت ہے اور مثل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے عین مؤکدہ ہے۔

ترمذی، امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا ہے۔ اور ابن حبان اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۲۷۱ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِیْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّأْمُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِیْ خِلَافَةِ اَبِیْ بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰى ذٰلِكَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ایسا) تاکیدی حکم دیئے بغیر (کہ جس سے تراویح فرض ہو جائے (ایسی) ترغیب دینے کے لیے (کہ جس سے تراویح سنت مؤکدہ ثابت ہو) یہ ارشاد فرماتے تھے کہ جو مومن ثواب کی نیت سے بغیر کسی قسم کی ریاء کے رمضان میں نماز تراویح پڑھے تو اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں[1] زہری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک صحابہ کرام اسی طرح عمل کرتے رہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خلافت میں بھی مسلمانوں کا یہی عمل رہا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں بھی تراویح اسی طرح پڑھی جاتی تھی۔

۱۲۷۲ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِیِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّی الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَ يُصَلِّی الرَّجُلُ فَيُصَلِّیْ بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّیْ لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاۗءِ عَلٰى قَارِیٍٔ وَّاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ ثُمَّ

عبدالرحمٰن بن عبد قاری فرماتے ہیں کہ رمضان کی ایک شب میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ساتھ مسجد نبوی کو گیا، ہم کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ جدا جدا اور متفرق ہیں، کوئی تنہا تراویح پڑھ رہا ہے اور کوئی جماعت کے ساتھ، یہ حالت دیکھ کر حضرت عمر نے فرمایا میرا یہ خیال ہوتا ہے کہ میں ان سب کے لیے ایک امام مقرر کر دوں، جس کے پیچھے سب مل کر تراویح پڑھا کریں

[1] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد اور ترغیب سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عام طور پر تنہا یا دو دو چار مل کر کسی کو امام بنا لیتے اور گھروں میں ہوں یا مسجد میں تراویح پڑھا کرتے تھے۔

خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً اُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ تَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ اٰخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ اَوَّلَهٗ ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

تو بہت اچھا ہوگا مزید غور کے بعد حضرت عمر کا یہ خیال پختہ ہوگیا اور آپ نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو امام بنا کر سب کو ان کی اقتداء کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت عمر کے ساتھ پھر مسجد نبوی کو گیا تو دیکھا کہ لوگ سب کے سب جمع ہو کر ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھ رہے ہیں، حضرت عمر نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ سب مسلمانوں کا ایک امام کے پیچھے جمع ہو کر تراویح ادا کرنا کیا ہی اچھی بدعت ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے یہ بھی فرمایا کہ تم اوّل شب تراویح پڑھ کر سو رہتے ہو، حالانکہ اوّل شب سو کر آخر شب تراویح پڑھنا اوّل شب میں تراویح پڑھنے سے افضل ہے اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف:۔ یہاں حضرت عمر نے نفس تراویح کو بدعت نہیں فرمایا، اور نہ تراویح کی جماعت کو کیوں کہ تراویح اور تراویح با جماعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قولاً اور فعلاً ثابت ہے تو حضرت عمر نے مسلمانوں کو مسجد نبوی میں ایک ہی امام کے پیچھے مہینہ بھر تراویح پڑھنے کا جو حکم دیا اور اس کو ہمیشہ کے لیے جاری فرما دیا، اسی کو آپ نے نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ فرمایا، واضح ہو کہ حضرت عمر کے تراویح با جماعت کو ایک ہی امام کے پیچھے جاری کر دینے سے حقیقت میں مسلم کی اس حدیث کی تعمیل ہوئی، جس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جس نے میرے بعد کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اس اچھے طریقہ

لہ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسا ہوا ہے کہ صحابہ کرام نے سب کے سب جمع ہو کر صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے تراویح پڑھی ہے۔

لہ تراویح جس کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ایک امام کے پیچھے سب مسلمانوں کو جمع فرمایا تھا۔ اس کے پڑھنے کے دو وقت ہیں، ایک سونے کے بعد اٹھ کر آخر رات میں تراویح ادا کرنا، دوسرے سونے سے پہلے اوّل رات تراویح ادا کر کے سو رہنا۔ ان دو وقتوں میں سے سونے کے بعد اٹھ کر تراویح پڑھنا افضل ہے۔

لہ مگر آخر شب میں اُٹھ کر تراویح پڑھنے کا بھروسہ نہ ہونے سے اوّل شب تراویح پڑھنے پر عمل درآمد ہے۔

کے ایجاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور جو شخص اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے، ان سب کا بھی ثواب ملتا رہے گا، اسی لیے صاحب مرقاۃ نے فرمایا ہے چونکہ حضرت عمر نے ایک امام کے پیچھے تراویح با جماعت کو قائم کیا، اور اس کا عام رواج دیدیا تو حضرت عمر کو اس کے ایجاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور قیامت تک جو لوگ تراویح پڑھتے رہیں گے، ان سب کا ثواب بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملتا رہے گا۔ اور اس سے تراویح پڑھنے والوں کے ثواب میں کسی قسم کی کمی نہیں ہو گی۔

ف:۔ اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک امام کے پیچھے تراویح با جماعت کو "نعمت البدعۃ بدعۃ حسنہ" فرمایا۔ اس بارے میں ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ تراویح شریعت میں بدعت نہیں ہے، بلکہ تراویح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قول اور عمل کی وجہ سے سنت ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر رمضان کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور میں تم لوگوں پر تراویح کو سنت قرار دیتا ہوں، اور اسی طرح تراویح با جماعت بھی بدعت نہیں ہے، بلکہ تراویح با جماعت بھی شریعت میں سنت ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو یا تین راتیں جماعت کے ساتھ تراویح پڑھائیں اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک نماز پڑھے تو ایسے شخص کے لیے تمام رات نماز پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں یہ بھی مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات اتنی دیر تک تراویح پڑھائی کہ صحابہ کرام کو سحری کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ اس حدیث کی روایت اصحاب سنن نے کی ہے۔ اور اس حدیث میں جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنے کی بھی ترغیب دلائی گئی ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تراویح با جماعت سنت مؤکدہ ہے۔ علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام مسجد نبوی میں مختلف جماعتوں کے ساتھ تراویح با جماعت پڑھا کرتے تھے، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کے اس عمل کو برقرار رکھتے اور ممانعت نہیں فرماتے تھے اور حضور کا صحابہ کے عمل کو برقرار رکھنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سنت ہونے کی دلیل ہے۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح با جماعت کو نعمت البدعۃ یعنی بدعت حسنہ فرمایا تو یہ لغت اور محاورہ کے اعتبار سے ہے نہ کہ حقیقی طور پر۔ اس لیے کہ ہر ایسا عمل جس کا ثبوت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں ہو، اس کو شریعت میں بدعت نہیں کہا جاتا۔ اگرچہ کہ اس کو عام محاورہ یا لغت کے اعتبار سے بدعت کہہ دیا جائے۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہنی چاہیئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" (ہر بدعت گمراہی ہے) سے مراد ہر وہ عمل بدعت نہیں جو نیا ہو، بلکہ اس ارشاد سے

صرف ایسا نیا کام بدعت ہے۔ جو احکام شرعیہ کے خلاف ہو (جیسے معتزلہ اور قدریہ وغیرہ کے عقائد) توجیہ ”کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ“ سے حضور کا منشا معلوم ہو گیا اور یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ صحابۂ کرام تراویح کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دور اقدس میں با جماعت اور تنہا ادا کیا کرتے تھے اور آخری عشرہ دہائی میں تیسری شب یا چوتھی شب صحابہ کرام تراویح پڑھنے کے لیے جمع ہو گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف نہیں لائے۔ اور تشریف نہ لانے کی وجہ یہ فرمائی کہ میں آج محض اس وجہ سے باہر نہیں نکلا کہ کہیں تراویح بھی تم پر فرض نہ ہو جائے، اس لیے تم تراویح کو اپنے اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو۔ یہاں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ حضور کا تیسری یا چوتھی شب تراویح کے لیے باہر تشریف نہ لانا، تراویح کے فرض ہو جانے کے خوف سے تھا، تو اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فرضیت کا انتفاء باقی ہے۔ اور اگر فرضیت کا خوف نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لاتے اور تراویح پڑھاتے، جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا دور خلافت آیا تو آپ نے ایک ہی امام کے پیچھے سب کو تراویح با جماعت کے لیے جمع کر دیا اور مسجد میں روشنی کروائی تو تراویح کی یہ مخصوص صورت یعنی مسجد میں ایک امام کے پیچھے سب کا جمع ہونا اور روشنی کروانا ایسا عمل ہوا جس کو صحابہ کرام نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا، اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عمل کا نام بدعت رکھا، اس لیے کہ یہ لغت اور محاورہ کے لحاظ سے تو بدعت ہے لیکن شریعت میں بدعت نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ از روئے سنت یہ عمل صالح ہے۔ اگر اس سے فرضیت کا اندیشہ دور ہو جائے اور فرضیت کا یہ اندیشہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات مبارک سے باقی نہ رہا۔ اس طرح ثابت ہوا کہ تراویح با جماعت کے سنت ہونے کے معارض اور مانع کوئی چیز نہ رہی، تو تراویح با جماعت قرآن مجید کے جمع کرنے کی طرح بدعت حسنہ قرار پائی۔

۱۲۰۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اُبَيًّا يَقُوْلُ كُنَّا نَنْصَرِفُ فِيْ رَمَضَانَ مِنَ الْقِيَامِ فَنَسْتَعْجِلُ الْخَدَمَ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ فَوْتِ السُّحُوْرِ وَفِيْ اُخْرٰى مَخَافَةَ الْفَجْرِ۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

۱۳

حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ ہم تراویح اوّل شب میں شروع کر کے اتنی دیر تک پڑھتے رہتے تھے کہ جب تراویح پڑھ کر واپس ہوتے تو ہم کو سحری کے فوت ہو جانے کا خوف ہوتا تھا، اس لیے ہم گھر آ کر خادموں سے سحری کا کھانا جلد دینے کا تقاضہ کرتے تھے، تاکہ سحری کا وقت نہ گزر جائے اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

فصل سوم

فصل سوم میں یہ مذکور ہے کہ (۲۰) رکعت تراویح کا ادا کرنا سنّت مؤکدہ ہے اس لیے کہ خلفائے راشدین نے (۲۰) رکعت تراویح پر پابندی فرمائی ہے اور اس کو ہمیشہ ادا کیا ہے۔ اور اس سے پہلے حدیث گزر چکی ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنّت کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خلفاء راشدین کی سنت کی اتباع بھی لازمی ہے اور خلفاء راشدین کی سنّت کا تارک گنہگار ہوگا، چونکہ خلفاء راشدین سے (۲۰) رکعت تراویح ثابت ہے اس لئے (۲۰) رکعت تراویح سنّت مؤکدہ ہے اور اسی پر ہر زمانہ میں عمل در آمد رہا ہے۔

۱۷۰۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً فِيْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ وَالْوِتْرِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَغَوِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَفِيْهِ مَنْعُوْعٌ۔ ۱۴

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم رمضان میں بغیر جماعت کے تنہا (۲۰) رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور نماز وتر ان (۲۰) رکعت کے سوا ہوتی تھی۔ اس کی روایت بیہقی طبرانی، ابن ابی شیبہ، بغوی اور عبد بن حمید نے کی ہے۔

۱۷۰۶ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً رَوَاهُ مَالِكٌ وَقَالَ فِيْ اٰثَارِ السُّنَنِ اِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔ ۱۵

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے زمانہ خلافت میں لوگ رمضان میں ۲۳ رکعت پڑھا کرتے تھے جس میں ۲۰ رکعت تو تراویح کے ہوتے اور ۳ وتر کے۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

۱۷۰۷ وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ ۱۶

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بنا کر سب لوگوں کو ان کے مقتدی کر کے تراویح کے (۲۰) رکعت پڑھانے کا حکم دیتے تھے۔ اس کی

روایت بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

۱۷۰۸ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنَّا نَقُومُ فِي عَهْدِ عُمَرَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ بِالْإِسْنَادِ الصَّحِيحِ قَالَ النَّوَوِيُّ فِي الْخُلَاصَةِ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبَيْهَقِيِّ وَعَلَى عَهْدِ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ مِثْلَهُ۔
۱۷

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ۲۰ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور وتر کی نماز ۲۰ رکعت کے سوا ہوتی تھی۔ اس کی روایت بیہقی نے معرفہ میں سند صحیح کے ساتھ کی ہے۔ اور امام نووی نے خلاصہ میں کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور بیہقی کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد خلافت میں بھی وتر کے سوا تراویح کے ۲۰ رکعت پڑھے جاتے تھے۔

ف: اس حدیث شریف میں سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے زمانہ میں تراویح کے ۲۰ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اس بارے میں علامہ عینی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کسی معاملہ میں یوں فرمائیں کہ "ہم ایسا کرتے تھے" یا "ہم کو ایسا حکم دیا گیا ہے" یا "ہم کو فلاں کام سے منع کیا گیا ہے" تو واضح رہے کہ صحابۂ کرام کا اس طرح فرمانا حقیقت میں وہ حکم یا ممانعت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے سمجھی جائے گی اور صحابۂ کرام کے اس طرح بیان کرنے سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اس چیز کے جواز یا اس کی حلت اور حرمت کو ثابت کیا جائے، اور اس کام کی شرعی حیثیت بیان کی جائے، علماء نے لکھا ہے کہ صحابۂ کرام کے ایسے اقوال مرفوع کے حکم میں ہوتے ہیں۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم دینے یا منع فرمانے کے قائم مقام سمجھے جائیں گے۔ اس اصول سے ثابت ہوا کہ صحابہ کا یہ فرمانا کہ "ہم تراویح کے ۲۰ رکعت پڑھا کرتے تھے"، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کے قائم مقام ہے۔ اس لیے تراویح کے ۲۰ رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ ۱۲۔

۱۷۰۹ وَعَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ۔
۱۸
(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

حضرت شتیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے شاگردوں میں سے تھے، روایت ہے کہ شتیر رمضان میں امامت کرتے تو تراویح کے (۲۰) رکعت پانچ ترویحات کرکے پڑھاتے تھے (اور ہر ترویحہ چار رکعت

کا ہوتا تھا) اس کی روایت بیہقی نے کی ہے۔

ف:۔ اس حدیث شریف میں تراویح کے ۲۰ رکعت پانچ ترویحات کے ساتھ پڑھنے کا ذکر ہے۔ رد المحتار میں قہستانی کے حوالہ سے مذکور ہے کہ ہر ترویحہ یعنی ہر چار رکعت کے بعد یہ تسبیح پڑھنا چاہیئے۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ۔ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ۔

اے اللہ! ہر عیب سے آپ پاک ہیں حقیقی بادشاہت آپ ہی کی ہے اور ساری مخلوق پر آپ ہی کو کامل اختیار ہے۔

پھر عرض کرتا ہوں کہ ساری مخلوقات کے صفات سے آپ پاک ہیں اور ساری عزت آپ ہی کی ہے، آپ ہی بڑی عظمت والے ہیں۔

ہر چیز پر آپ کو قدرت حاصل ہے، آپ جو چاہیں کرتے ہیں، کوئی آپ کو رد کرنے والا نہیں ہر طرح کی بڑائی کے آپ ہی سزاوار ہیں عظمت وجلال کے آپ ہی لائق ہیں۔

اے اللہ! آپ فنا سے پاک ہیں اور ایسے بادشاہ ہیں کہ آپ کی بادشاہت کے سامنے سب کی بادشاہت ہیچ ہے، ہر زندہ کو موت آنے والی ہے اور آپ ایسے زندہ ہیں کہ کبھی آپ کو موت نہیں آئیگی (انسان بھی پاک ہے مگر عارضی) آپ پاک ہیں دائمی، انسانی صفات سے اور انسانی احتیاج سے آپ بالکل پاک ہیں، آپ کی شان کا کیا کہنا فرشتوں اور جبرئیل علیہ السلام کے آپ رب ہیں۔

آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، آپ ہی معبود ہیں، یکتا ہیں کوئی آپ کا شریک نہیں۔

آپ کے ان عالی صفات کو سن کر اپنی عاجزی اور مجبوری یاد آگئی۔

اس لیے عرض کرتے ہیں کہ ہم سراپا قصور ہیں، آپ ہی سے ہم تمام گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں۔

آپ کے صفات عالیہ کا صدقہ ہمارے اعمال کو مت دیکھئے اپنے فضل وکرم سے ہم کو جنت عطا فرمایئے۔

ہم اپنے گناہوں کی وجہ سے ڈرے ہوئے سہمے ہوئے ہیں آپ کے رحم وکرم کا صدقہ دوزخ کی آگ سے ہم کو بچایئے۔

رد المحتار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس تسبیح کو ہر ترویحہ کے بعد تین بار پڑھنا چاہیئے۔

۱۷۱۰/۱۹ وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ اَنَّ عَلِیًّا دَعَا الْقُرَّآءَ فِیْ رَمَضَانَ فَاَمَرَ رَجُلًا بِاَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَّکَانَ عَلِیٌّ یُّوْتِرُبِهِمْ۔

(رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ)

حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ماہ رمضان میں حفاظ کو بلاتے اور ان میں سے ایک حافظ کو حکم دیتے کہ وہ لوگوں کو (۲۰) رکعت تراویح پڑھائے، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، لوگوں کو خود نماز وتر پڑھاتے تھے۔ (بیہقی)

ف، تراویح جیسے مردوں کے لیے سنت مؤکدہ ہے ایسے ہی عورتوں کے لیے بھی (۲۰) رکعت سنت مؤکدہ ہے اس لیے ان کو بھی چاہیئے کہ فرض نمازوں کی طرح اپنے اپنے گھروں میں رمضان میں عشاء کے فرض وسنت اور نفل کے بعد دو دو رکعت کی نیت باندھ کر ۲۰ رکعت تراویح پڑھا کریں، اور جب تراویح کے ۲۰ رکعت ادا کر چکیں تو نماز وتر پڑھیں (طحطاوی)

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ　　فصل چہارم

اس فصل میں شب برات کے فضائل اور اس کے احکام مذکور ہیں۔

۱۷۱۱/۲۰ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً فَاِذَا هُوَ بِالْبَقِیْعِ فَقَالَ اَکُنْتِ تَخَافِیْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْكِ وَرَسُوْلُهٗ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَتَیْتَ بَعْضَ نِسَآئِكَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَنْزِلُ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَی السَّمَآءِ فَیَغْفِرُ لِاَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ شعبان کی پندرھویں شب جس کو شب برات کہتے ہیں میری باری کی رات تھی) اس رات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بچھونے پر نہ پایا[۱] کیا دیکھتی ہوں کہ حضور قبرستان میں کھڑے ہوئے ہیں[۲] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، عائشہ (تمہارا کیا خیال ہے) اللہ تعالےٰ اور میں اس کا رسول ہونے کی وجہ سے کسی پر ظلم نہیں کرتے

---

۱ حضرت کی محبت کی وجہ سے مجھے طرح طرح کے خیالات آنے لگے، غالب گمان میرا یہ ہوا کہ آپ شاید اپنی کسی بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں تو میں آپ کو ڈھونڈتے ہوئے نکلی، مدینہ شریف کے بقیع نامی قبرستان پر میری نظر پڑی)

۲ (اور اموات کے لیے دعاء مغفرت فرما رہے ہیں، مجھ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا اور جو میرا خیال تھا کہ آپ شاید کسی بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں، اس کا حضور پر کشف ہوگیا۔

وَمَرَادَ رَبِّیْ مِمَّنِ اسْتَحَقَّ النَّارَ۔

ہیں۔[1] آج کی رات مغرب ہی سے صبح صادق طلوع ہونے تک آسمانِ دنیا پر برآمد رہتے ہیں دکیا کیا سرفرازیاں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں اس کو کیا کہوں ایک رحمت اور عنایت تو یہ ہے کہ) قبیلہ بنی کلب (جو یہ نسبت اور قبائل عرب کے کثرت سے بکریاں رکھنے میں مشہور تھا) اس قبیلہ کے بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گناہ گاروں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے (تو یہ) روایت کی ہے اور رزین کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جو مسلمان اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ کے مستحق ہو گئے ہیں ان کو بھی اس رات بخش دیا جاتا ہے دیہ ہے اس رات کی خصوصیت! اور یہ ہے اس رات کی عام رحمت! اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکل کر بقیع کے اموات کے لیے دعاء مغفرت فرما رہے تھے۔

۱۲۱۷ وَعَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَدْرِیْنَ مَا فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ یَعْنِیْ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ قَالَتْ مَا فِیْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ فِیْهَا اَنْ یُّكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ فِیْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِیْهَا تُرْفَعُ اَعْمَالُهُمْ وَفِیْهَا تُنْزَلُ اَرْزَاقُهُمْ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ! تم کچھ جانتی ہو کہ آج پندرھویں شعبان کی رات (جو شب برات ہے) کیا ہو رہا ہے؟ ام المؤمنین نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں، فرمایئے یا رسول اللہ! آج کیا ہو رہا ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

---

[1] (تو تمہاری باری کی رات تم پر ظلم کر کے دوسری بیوی کے پاس کیسے جا سکتا تھا؟ مگر تمہارا یہ خیال تھا یہ اللہ کے رسول کی محبت کی وجہ سے تھا اس لیے تم پر کوئی الزام نہیں بلکہ تم اس خیال کی وجہ سے ثواب کی مستحق ہوئیں میں جو گھر سے نکل کر قبرستان میں آگیا ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ عائشہ تم کو خبر نہیں کہ آج کی کیسی مبارک رات ہے؟ اس رات میں کیا ہو رہا ہے! سنو عائشہ! اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری حصہ میں آسمانِ دنیا پر برآمد ہوتے ہیں۔

اللہِ تَعَالٰی فَقَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا بِرَحْمَۃِ اللہِ تَعَالٰی ثَلَاثًا قُلْتُ وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللہِ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی ھَامَتِہٖ فَقَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللہُ مِنْہُ بِرَحْمَتِہٖ یَقُوْلُھَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ۔

(رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِی الدَّعَوَاتِ الْکَبِیْرِ)

فرمایا[1] اس سال بنی آدم جو پیدا ہونے والے ہیں وہ سب لکھے جا رہے ہیں اور اس سال جو بنی آدم مرنے والے ہیں ان کے نام بھی لکھے جا رہے ہیں[2] ان کو بھی آج کی رات لکھ لیا جاتا ہے (اور لوح محفوظ سے مقابلہ کے لیے آسمانوں پر اٹھا لیا جاتا ہے) اور اس رات بنی آدم کے سال بھر کا رزق اتارا جاتا ہے (کہ کس کو کیا ملے گا اور کس قدر ملے گا (ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب سنا کہ سال بھر ہونے والے اعمال صالحہ جو ابھی واقع نہیں ہوئے ہیں، لکھ کر آسمانوں پر اٹھا لئے جاتے ہیں تو) ام المؤمنین (کو شبہ ہوا اس لیے) دریافت فرمایا کہ یارسول اللہ (اعمال صالحہ جو دخول جنت کے موجب ہیں، اپنے وقوع سے پہلے ہی لکھ لئے جاتے ہیں اور آسمانوں پر اٹھا لئے جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ جنت اعمال صالحہ کے بدلہ میں نہیں ہے بلکہ) جس کو اللہ کی رحمت شامل ہو جائے وہی جنت میں جانے کے ظاہری سبب ہیں (مگر حقیقی سبب اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ جس کو جنت میں داخل کرنا چاہتے ہیں، اس کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرماتے ہیں (اس لیے) رحمت الٰہی ہی جنت میں جانے کا سبب حقیقی ہے تین بار اس طرح ارشاد ہوا یہ سن کر میں نے عرض کی یارسول اللہ! (آپ علم و عمل میں کمال رکھتے ہیں کہ کوئی آپ کا ثانی نہیں)

[1] قیامت تک جو جو ہونا ہے وہ تو سب لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے، لیکن اس سال جو ہوتا ہے وہ آج کی رات لوح محفوظ سے نقل کیا جا رہا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ؛

[2] روزانہ کے نیک اعمال کو جیسے آسمانوں پر اٹھا لیا جاتا ہے ایسے ہی وہ اعمال صالحہ جو ابھی نہیں ہوئے ہیں اور اس سال ہونے والے ہیں ۔

کیا آپ بھی بجز رحمتِ الٰہی کے جنت میں نہیں جائیں گے! تو حضور نے (اپنے سر مبارک پر ہاتھ رکھ کر اپنے احتیاج کو ظاہر کر کے) فرمایا کہ میں بھی نہیں جاؤں گا مگر یہ کہ رحمتِ الٰہی مجھے گھیر لے تو میں بھی جنت میں جاؤں گا اس کو بھی آپ نے تین بار فرمایا [1] اس حدیث کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

۱۳۱۷
۲۲ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَیَطَّلِعُ فِیْ لَیْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَفِیْ رِوَایَةٍ اِلَّا اثْنَیْنِ مُشَاحِنٍ وَقَاتِلِ نَفْسٍ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شعبان کی پندرھویں رات جس کو شب برات کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نزول رحمت فرما کر تمام گنہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں، مگر مشرک کو نہیں بخشتے اور اس مسلمان کو بھی نہیں بخشتے جو کسی مسلمان سے (بغیر کسی شرعی وجہ کے کینہ رکھے، اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے، اور اسی حدیث کی روایت امام احمد نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کی ہے اور امام احمد کی ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ شب برات میں تمام گنہگاروں کو بخش دیتے ہیں، مگر دو آدمیوں کو نہیں بخشتے۔ ایک وہ مسلمان جو کسی مسلمان سے (بغیر کسی شرعی وجہ کے) کینہ رکھے اور دوسرے اس مسلمان کو نہیں بخشتے جو کسی کو عمداً (بغیر قصاص کے) ناحق قتل کر دے۔

ف اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ شب برات میں ایسے مسلمان کی بخشش نہیں ہوتی جو کسی مسلمان

---

[1] چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور ہمیشہ مجھ کو رحمت الٰہی گھیرے رہتی ہے اسی لیے میں اعمال صالحہ میں بے حد کوشش کرتا ہوں کہ اعمال ظاہری جو رحمت الٰہی کے سبب ہیں، جنت میں جانے کے باعث بنیں۔

سے کینہ رکھے یا کسی کو ناحق قتل کر دے، اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رات بجز کفر کے تمام حقوق اللہ معاف فرما دیتے ہیں، البتہ حقوق العباد کو معاف نہیں فرماتے یہاں تک کہ وہ توبہ کر لے۔۱۲

۱۷۱۴ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَ صُوْمُوْا يَوْمَهَا فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرُ لَهٗ اَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقُهٗ اَلَا مُبْتَلًى فَاُعَافِيْهِ اَلَا كَذَا اَلَا كَذَا حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات آئے (جس کو شب برأت کہتے ہیں) تو اس رات نماز پڑھو اور عبادت میں گزارو اور اسی رات کے بعد جو دن آرہا ہے یعنی پندرھویں شعبان کو روزہ رکھو اس رات اللہ تعالیٰ مغرب ہی سے آسمان دنیا پر برآمد ہوتے ہیں (دیکھا کہوں کس کس طرح سے اپنی رحمت کو ظاہر فرماتے ہیں، نہایت مہربانی سے) فرماتے رہتے ہیں، اے گنہگار! کہاں ہے؟ آ اپنی مغفرت مانگ اس رات جو مغفرت مانگے، میں اس کی مغفرت کرتا ہوں! کہاں ہے رزق مانگنے والا! آئے مجھ سے رزق مانگے میں اس کو رزق دیتا ہوں! کہاں ہے ایسا شخص جو طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار ہے! آ میں تیری بلاؤں اور مصیبتوں کو دُور کرتا ہوں! کہاں ہے ایسا شخص جو مجھ سے یہ مانگے اور میں اس کو یہ دوں کہاں ہے ایسا شخص جو مجھ سے یہ مصیبت دفع کروانا چاہے اور میں اس کو دفع کر دوں، ایسے ہی طرح طرح کی حاجتیں مانگنے والا مجھ سے اپنی حاجتیں مانگے، میں اس کی تمام حاجتیں پوری کرتا ہوں مگر اے مانگنے والے اپنے ایسے دل سے مانگ جو میرے دینے پر یقین رکھتا ہو، اگر تجھ کو میرے دینے پر شک ہو تو پھر تو محروم رہے گا

لہ رات کے جاگنے سے اور دن کے روزہ رکھنے سے اپنے کو ان رحمتوں کے قابل بناؤ جو اس رات نازل ہوتی ہیں، تم کو معلوم ہے کہ اس رات کیا ہو رہا ہے؟

اس طرح کی ندائیں صبح صادق طلوع ہونے تک ہوتی رہتی ہیں اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الضُّحٰی

باب، اشراق اور چاشت کی نمازوں کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ.

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے "جفت اور طاق کی قسم!" (الفجر، ۸۹/۳)

یعنی جوڑے اور اکیلے کی قسم، مخلوق میں جوڑے ہیں، رب تعالٰی اکیلا ہے مخلوق کی صفات بیں میں جوڑے ہیں علم، جہل، قدرت، ضعف، گناہ، نیکی، زندگی وموت وغیرہ، رب تعالٰی کی صفات اچھی اور بلند ہیں۔ یا چار نمازیں جوڑے ہیں اور نماز مغرب وتر وطاق ہے لہٰذا یہ آیت کریمہ حمد باری تعالٰی بھی ہے اور نعت مصطفٰی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم بھی، خیال رہے کہ اللہ تعالٰی ذات، صفات اور افعال میں وتر ہے۔ اور ہم لوگ شفع ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ذات وصفات میں شفع اور جفت نمازوں سے مراد اشراق اور چاشت ہیں اور طاق سے مراد وتر ہے اور اعمال میں وتر ہیں کہ صرف اچھے کام ہی کرتے ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

۱۲۱۵ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يُصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰى فَقَالَ لَقَدْ عَلِمُوْا أَنَّ الصَّلَاةَ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْأَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ، سے روایت ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ چاشت کی نماز کو چاشت کے اول وقت میں پڑھ رہے تھے (حالانکہ یہ اشراق کی نماز کا وقت تھا چاشت کی نماز کا یہ مستحب وقت نہیں تھا) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ، نے یہ دیکھ کر فرمایا (کہ چاشت کی نماز کا مستحب وقت یہ نہیں ہے) ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ چاشت کی نماز کا مستحب وقت اس کے علاوہ ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ صلاۃ الاوابین یعنی چاشت کی نماز اس وقت ہونی چاہیئے جب کہ اونٹوں کے چھوٹے چھوٹے بچے ریت کی تپش سے گرماتے لگے ہوں[1] اس

[1] اور اس وقت دن کا چوتھائی حصہ ہوتا ہے اور اس وقت کے مستحب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ راحت وآرام اور کاروبار کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت نماز کے لیے کھڑے ہونا نفس پر شاق ہے، اس وقت چاشت کی نماز وہی پڑھے گا جو اوابین میں سے ہو، یعنی جو اپنی راحت وآرام اور کاروبار کو چھوڑ کر خدا کی طرف رجوع کرنے والوں میں ہو۔

کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف۔ واضح باد کہ درمختار میں لکھا ہے کہ چاشت کی نماز بقول صحیح چار رکعت یا اس سے زائد ہے اور اس کا وقت آفتاب کے ایک نیزہ بلند ہونے کے بعد سے شروع ہو کر زوال تک رہتا ہے اور نماز چاشت کا مستحب وقت یہ ہے کہ اس کو دن کا چوتھائی حصہ گزرنے کے بعد ادا کیا جائے۔

منیہ میں کہا ہے کہ نماز چاشت کی کم از کم مقدار دو رکعت ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہے اور اوسط آٹھ رکعت ہے اور آٹھ رکعت ہی افضل ہے جیسا کہ ذخائر اشرفیہ میں مذکور ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز چاشت کے (۸) رکعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قول اور فعل دونوں سے ثابت ہیں اور بارہ رکعت کا ثبوت صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قول سے ملتا ہے عمل سے نہیں۔ ۱۲۔

۱۲۱۶ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِينَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يُسَبِّحَ رَكْعَتَيِ الضُّحٰى لَا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا غُفِرَ لَهٗ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر اشراق کی نماز پڑھنے تک اپنے مصلّی پر بیٹھا رہے، اور سوائے بھلائی کی بات یعنی تلاوت قرآن، ذکر و فکر اور تعلیم و تعلم کے کوئی دنیا کی بات نہ کرے، اور اشراق کی دو رکعتیں پڑھ کر اٹھے تو ایسے شخص کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، اگرچہ اس کے گناہ کثرت میں سمندر کے کف کے برابر ہوں، اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔ ۱۲۔

۱۲۱۷ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا[۱] جب تو صحیح وسالم صبح کرے تو تجھ کو چاہیئے کہ ہر جوڑ کے بدلہ تو صدقہ یعنی خیرات

لہ اے انسان! تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے جسم میں (۳۶۰) جوڑ بنائے ہیں اور ان کو ٹھیک وسالم رکھے ہیں جن سے تو نفع اٹھا رہا ہے۔ کیا خدا کے اس احسان کا تجھ پر شکریہ نہیں ہے! تجھ کو چاہیئے کہ تو اپنے ہر ہر جوڑ کا شکریہ ادا کرے۔

صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

دیئے ہر ہر "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہنے کو ہم نے صدقہ یعنی خیرات کے قائم مقام بنایا ہے۔ اور ہر ہر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہنے کو بھی ہم نے خیرات کے قائم مقام بنایا ہے، اور تیرا ہر بار "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہنا بھی خیرات کے قائم مقام ہے اور تیرا ہر بار "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنا بھی خیرات کے قائم مقام ہے۔ اور نیک کام کا حکم دینا بھی خیرات کے قائم مقام ہے اور بُری بات سے منع کرنا بھی خیرات کے قائم مقام ہے (اگر تو مالی خیرات نہ دے سکے اور اسی طرح قولی خیرات بھی نہ کر سکے تو (اشراق کے کم از کم دو رکعت تو پڑھ لیا کر، یہ دو رکعت تیرے ہر جوڑ کی نعمت کے بدلے میں شکریہ کے قائم مقام بن جائیں گے (اس سے زیادہ اور ہم کیا آسانی کریں[1] اگر تجھے کچھ قدر ہوتی تو ہمارے ہر احسان کا شکریہ ادا کرتا۔ (مسلم)

۱۷۱۸ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الْاِنْسَانِ ثَلٰثُ مِائَةٍ وَسِتُّوْنَ مَفْصَلًا فَعَلَيْهِ اَنْ يَتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصَلٍ مِنْهُ بِصَدَقَةٍ قَالُوْا وَمَنْ يُطِيْقُ ذٰلِكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ النُّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا وَالشَّيْءُ تُنَحِّيْهِ عَنِ الطَّرِيْقِ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ فَرَكْعَتَا

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انسان کے جسم میں (۳۶۰) جوڑ ہیں[2]۔ ہر ایک جوڑ کے بدلہ میں خیرات دی جائے، صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ! ہم محتاج ہیں، اس لیے ہر جوڑ کے بدلہ میں ہم کیسے خیرات دے سکتے ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا (مالی

---

۱ پورا شکریہ تو تو کیا ادا کرتا ہے۔ ہر جوڑ کے بدلہ کچھ تو صدقہ دے کر شکریہ ادا کر! مالی صدقہ تجھ پر مقرر کرتے تو تجھ کو بہت بار ہوتا، یہ بھی ہمارا احسان ہے کہ۔

۲ (ان سے ہر کام میں مدد ملتی ہے اور ان سے ہر کام سہولت سے کیا جاتا ہے اگر یہ (۳۶۰) جوڑ نہ ہوتے تو انسان مثل ایک تختہ کے ہوتا اور کوئی کام نہیں کر سکتا۔ یہ ایسی بڑی نعمت ہے کہ ہر جوڑ کے بدلہ میں شکریہ ادا کرنا چاہیئے اس کا شکریہ اسی طرح ادا ہوگا کہ)۔

الضُّحٰی تُجْزِئُكَ ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

۱۷۱۹/۵ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَافَظَ عَلٰى شُفْعَةِ الضُّحٰى غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

۱۷۲۰/۶ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَاَبِیْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَّهٗ قَالَ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِرْكَعْ لِیْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَكْفِكَ اٰخِرَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ نُّعَيْمِ ابْنِ هَمَّارٍ الْغَطْفَانِيِّ وَاَحْمَدُ عَنْهُمْ ۔

خیرات نہ ہو سکے) اگر تم دیکھو کہ مسجد میں رینٹھ یا بلغم پڑا ہوا ہو تو اس کو دور کر کے جگہ پاک کر دو یا راستہ میں دیکھو کہ) کانٹے یا پتھر پڑے ہوئے ہیں جس سے آنے جانے والوں کو ایذا ہو رہی ہو تو اس کو راستہ سے ہٹا کر راستہ صاف کر دینا بھی خیرات ہے، اسی قسم کے تمام کام جن سے لوگوں کو آرام ملے سب خیرات ہیں) اگر کسی سے یہ نہ ہو سکے تو اشراق کے دو رکعت پڑھ لیا کرے، تو یہ دو رکعت ہر جوڑ کی نعمت کے شکریہ میں خیرات کرنے کے قائم مقام ہوں گے ۔ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اشراق کے دو رکعت کو روزانہ پابندی کے ساتھ پڑھا کرے تو ایسے شخص کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، اگرچہ اس کے گناہ کثرت میں سمندر کے کف کے برابر ہوں (امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ)

حضرت ابو درداء اور ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث قدسی میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اے آدم کی اولاد! اے انسان! تو شروع دن میں خاص میری خوشنودی کے لیے بغیر ریا اور دکھاوے کے اشراق کے چار رکعت پڑھ لیا کر، تو دیکھے گا کہ میں تیری ساری ضرورتوں کو آخر دن تک پورا کرتا رہوں گا اور تیری ساری پریشانیوں کو دور کر دوں گا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابو داؤد اور دارمی نے اس کی روایت نعیم بن ہمار غطفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

کی ہے۔ اور امام احمد نے تینوں صحابہ ابو درداء، ابوذر اور نعیم بن ہمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس حدیث کی روایت کی ہے۔

۱۴۲۱ وَعَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلٰوةَ الضُّحٰى قَالَتْ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللهُ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی نماز کے کتنے رکعت پڑھا کرتے تھے؟ ام المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ آپ چاشت کے چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور کبھی اس سے زیادہ بھی پڑھتے تھے جس قدر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا۔ۓ (مسلم)

۱۴۲۲/۸ وَعَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكْعَاتٍ فَلَمْ أَرَ صَلٰوةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ قَالَتْ فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى وَذٰلِكَ ضُحًى.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن میرے گھر تشریف لائے غسل فرمایا اور چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں مگر آپ نے یہ نماز اس قدر مختصر ادا فرمائی کہ کبھی میں نے آپ کو اتنی مختصر اور ہلکی نماز پڑھتے نہیں دیکھا مگر اس کے رکوع اور سجدے کامل طور پر اطمینان کے ساتھ ادا فرما رہے تھے اور آپ صرف قرائت کو مختصر فرماتے تھے (بخاری اور مسلم)

۱۴۲۳/۹ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّي الضُّحٰى ثَمَانِيَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ لَوْ نُشِرَ لِيْ أَبَوَايَ مَا تَرَكْتُهَا.

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ چاشت کے آٹھ رکعت پڑھا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے چاشت کی نماز میں ایسی لذت ملتی ہے کہ ماں باپ کے زندہ ہوتے میں وہ لذت نہیں۔ۓ

ۓ مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بارہ رکعت سے زیادہ چاشت کی نماز پڑھنا کہیں ثابت نہیں ہے۔

ۓ اگر میرے ماں باپ زندہ ہوں تو اس خوشی اور لذت میں اس چاشت کی نماز کی لذت کو نہیں بھولوں گی، چاشت کی نماز کبھی ناغہ نہیں کروں گی یہ فرما کر ام المؤمنین مسلمانوں کو رغبت دلاتی ہیں کہ کچھ ہو جائے، کیسا ہی اہم کام آ جائے تم چاشت کی نماز کبھی ہرگز نہ چھوڑنا۔

اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

۱۷۲۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی الضُّحٰی ثِنْتَیْ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ قَصْرًا مِّنْ ذَھَبٍ فِی الْجَنَّۃِ۔
(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو چاشت کے بارہ رکعت پڑھا کرے تو اس کے لیے جنّت میں سونے کا محل بنایا جاتا ہے (ترمذی اور ابن ماجہ)

۱۷۲۵ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الضُّحٰی حَتّٰی نَقُوْلَ لَا یَدَعُھَا وَیَدَعُھَا حَتّٰی نَقُوْلَ لَا یُصَلِّیْھَا۔
(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم چاشت کی نماز اس اہتمام سے پڑھتے تھے کہ ہم سمجھتے تھے اب آپ نماز چاشت کو کبھی نہیں چھوڑیں گے، اور پھر چھوڑتے بھی تو اتنے دن چھوڑتے تھے کہ ہم سمجھتے تھے کہ آپ چاشت کی نماز کبھی نہیں پڑھیں گے[1] (ترمذی)

بَابُ التَّطَوُّعِ

اس باب میں نفل نمازوں کا ذکر ہے

۱۷۲۶ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ یَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَہٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّۃِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ اِنِّیْ لَمْ اَتَطَھَّرْ طُھُوْرًا فِیْ سَاعَۃٍ مِّنْ لَیْلٍ وَّلَا نَھَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِکَ الطُّھُوْرِ مَا کُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہو کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے، اے بلال! بتاؤ کہ تم ایسا کون سا عمل کرتے ہو جس سے تم کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل کو قبول کر کے جنت میں مراتب عالیہ عطا کرے گا اس وجہ سے کہ میں نے (معراج کی رات) جنّت میں دیکھا کہ تم میرے آگے آگے ہو، اور میں تمہارے نعلین کی کھڑکھڑاہٹ سن رہا تھا۔ بلال نے عرض کیا (حضور!) میں کیا اور میرا

---

[1] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس طرح اس وجہ سے کرتے تھے، تاکہ یہ نماز امت پر فرض یا واجب نہ ہو جائے۔ اب یہ خطرہ نہیں رہا۔ اسی لیے اس نماز چاشت کو پابندی سے پڑھنا امت پر مستحب ہے)

عمل کیا، سبب حضور کے توجہ عالی کا اثر ہے) کہ مجھے توفیق ہوئی ہے کہ میں رات دن میں جب کبھی وضو کرتا ہوں تو وضوء کے بعد دو رکعت یا جتنے ہو سکے تحیۃ الوضوء پڑھا لیا کرتا ہوں، یہ تو بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت ہے اور

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَمَا اَصَابَنِيْ حَدَثٌ قَطُّ اِلَّا تَوَضَّاْتُ عِنْدَهٗ وَرَاَيْتُ اَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمَا۔

ترمذی کی روایت میں اس طرح ہے کہ بلال نے عرض کی حضور! جب کبھی میں بے وضو ہوتا ہوں تو اس کے ساتھ ہی وضوء کر لیتا ہوں اور میں اپنے او پر لازم سمجھ لیتا ہوں کہ دو رکعت تحیۃ الوضوء پڑھ لیا کروں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا کہ جنت میں تم کو مراتب عالیہ ملنے کی یہی تحیۃ الوضوء باعث ہے (اس تحیۃ الوضو کی وجہ سے تم کو یہ مرتبہ ملا ہے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضوء کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھنا مستحب ہے، اور اس کی بڑی فضیلت ہے۔

۱۲۲۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جس طرح ہم کو قرآن کی سورتوں کی تعلیم دیتے تھے اسی طرح تمام جائز امور میں استخارہ کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی شخص جب کسی ایسے اہم کام کرنے کا ارادہ کرے (جو کبھی کبھی ہوتا ہو، مثلاً سفر، نکاح اور تعمیر وغیرہ اور اس کام کے کرنے یا نہ کرنے میں اس کو تردد ہو، اور کوئی صحیح رائے قائم نہیں ہو رہی ہو، اور اس کام کے انجام کا خیر یا شر ہونا سمجھ میں نہ آرہا ہو) تو اس کو (اس طرح استخارہ کرنا چاہیئے کہ) پہلے وہ دو رکعت

أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مُعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِيْ بِهٖ قَالَ وَ يُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

نفل استخارہ کی نیت سے ادا کرے اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد "قُلْ يَاۤ أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ"، اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد "قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ" پڑھے اور ان دو رکعتوں کے ادا کرنے کے بعد اس طرح دعا کرے۔

اے اللہ! (میں کچھ نہیں جانتا) آپ علام الغیوب ہیں، میرے لیے جو بہتر ہو اس کی طرف میری رہنمائی فرمایئے، اے اللہ! آپ بڑی قدرت والے ہیں اور میں عاجز ہوں اس کام میں جو خیر ہے اس کے کرنے پر مجھے قدرت عطا فرمایئے۔ اے اللہ آپ بڑے فضل و کرم والے ہیں، میں آپ کے فضل و کرم سے مانگتا ہوں کہ آپ میرے اس کام میں جو خیر ہو اس کو معین کیجیے اور اس کے کرنے پر مجھے آسانی عطا فرمایئے، اس کی وجہ سے کہ میں کسی کام کے کرنے کی قدرت نہیں رکھتا ہوں اور آپ ہر طرح کی قدرت رکھتے ہیں (جب آپ کسی کام کا ارادہ فرماتے ہیں تو وہ ہو کے رہتا ہے) اور آپ خوب جانتے ہیں (کہ ہر کام میں شر کیا ہے اور خیر کیا ہے) اور میں کچھ نہیں جانتا (اس لیے اس کام کے شر سے مجھے بچایئے اور اس کام میں جو خیر ہے اس کی طرف میری رہبری فرمایئے اس لیے کہ آپ تمام پوشیدہ چیزوں سے واقف ہیں۔ اے اللہ اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ کام جس کے لیے میں استخارہ کر رہا ہوں، میرے لیے دین و دنیا اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہے تو اس کام کو بنا دیجیے اور اس کام کے لیے آسانیاں پیدا کیجیے، پھر اس میں بڑی برکت عطا فرمایئے اور اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ کام جس کے لیے

میں استخارہ کر رہا ہوں، میرے لیے دین و دنیا اور انجام کے اعتبار سے برا ہے تو اس کو میرے لیے ہونے نہ دیجئے اور مجھے اس خیال سے دور رکھیئے (تاکہ میں اس کام کے نہ ہونے سے پریشان نہ ہو جاؤں) اگر یہ کام جس کے لیے میں استخارہ کر رہا ہوں شر ہے تو بجائے اس کے جو کام میرے لیے خیر ہو اور وہ جس جگہ ہو اور جس وقت ہو اس کو میرے لیے مہیا کیجئے اور اس کو میرے لیے بنا دیجئے (جس کام کے شر ہونے کی وجہ سے مجھے آپ اس کام سے پھیر رہے ہیں اور میں اسی کام کو کرنا چاہتا تھا اور اس کے بجائے اب جو کام آپ میرے لیے مہیا فرمائے میں اس سے میرے دل کو راضی اور مطمئن کر دیجئے۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جہاں جہاں الامر یعنی کام کا لفظ آیا ہے وہاں اپنے مقصد کی نیت کرے یا زبان سے اپنے مقصد کو بیان کرے، اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۱۴۲۸/۳ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْبَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُوْبَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ قَرَأَ وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ إِلَّا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی (کون ابوبکر؟) وہ جن کی صداقت کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے، حضرت ابوبکر نے فرمایا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کسی شخص سے (خواہ مرد ہو یا عورت) کوئی گناہ ہو جائے اور (اسی وقت یا جب کبھی نادم ہو تو اس کو چاہیئے کہ غسل کرے[1] اور نماز کے لیے کھڑا ہو

---

[1] (اگر ٹھنڈے پانی سے غسل کرے تو زیادہ مناسب ہے۔ اگر اس کو ٹھنڈا پانی مضر ہوتا ہو تو گرم پانی سے غسل کرے اگر غسل نہ ہو سکے تو وضو ہی کرے۔

اَنَّ ابْنَ مَاجَةَ لَمْ يَذْكُرِ الْاٰيَةَ .

وصدر میں جو ارشاد ہوا ہے اس کی تائید ہیں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ذیل کی یہ آیت تلاوت فرمائی (سورۂ آل عمران، ۳/ ۱۳۶، ۱۳۵) اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں، اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں، اور گناہ کون بخشے اللہ کے سوا، اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اَڑ نہ جائیں ایسوں کو بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں ان کے نیچے نہریں رواں، ہمیشہ ان میں رہیں اور کاموں کا اچھا اجر ہے۔" اس کی روایت ترمذی نے کی ہے، اور ابن ماجہ نے بھی اس کی روایت کی ہے لیکن ابن ماجہ میں اس آیت کا ذکر نہیں ہے۔

جس کو نماز توبہ یا نماز استغفار کہتے ہیں اور کم سے کم دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے ادا کرے، اس کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد (قل یا ایھا الکافرون) اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد (قل ھو اللہ احد) پڑھے اور تنہائی میں یہ نماز پڑھی جائے تو اس کے لیے بہتر ہے اگر سجدہ میں سر رکھ کر روتے ہوئے یہ دعا کرے تو زیادہ بہتر ہے اور اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنائے اور اپنے تمام گناہوں کو یاد کرتے ہوئے مصمم ارادہ کرے کہ پھر گناہ نہ کروں گا، اور عرض کرے کہ اے اللہ! میں گناہ نہیں کرتا تھا، نفس وشیطان کے دھوکے سے گناہ کیا اور اب آپ کے در پہ آپڑا ہوں، آپ کے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں، اور مجھ عاجز کو آپ کے عذاب کی طاقت نہیں اس لیے آپ کے غصہ سے ڈر رہا ہوں، اپنے گناہوں سے معذرت چاہتے ہوئے عرض کرتا ہوں الٰہی! آپ کا بھاگا ہوا بندہ آپ کے در پہ آپڑا ہے، اگر آپ میرے گناہوں کو نہیں معاف کریں گے تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔ آپ محض اپنے فضل وکرم سے اپنے سخی دربار کے صدقہ سے میرے حال پر بجائے غضب کے رحمت کی نظر فرمایئے! جو ہو گیا ہو گیا، اب گناہ نہ کرنے کا ارادہ کر کے آیا ہوں، آپ مجھے اپنی رحمت سے مایوس نہ کیجئے میرے تمام گناہ کو معاف کر دیجئے، آئندہ مجھ کو گناہوں سے بچائے رکھیئے۔ آپ کا نام غفور وغفار ہے، آپ کی شان کے ہی سزاوار ہے، جب بندہ گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو آپ اس پر نہایت مہربان ہو کر اس کے سب گناہ بخش دیتے ہیں، اس لیے میرے بھی تمام گناہ بخش دیجئے، آپ کے فضل وکرم سے امید لگایا ہوا ہوں، اس لیے آپ میرے تمام گناہ بخش کر گناہوں کی جگہ نیکیاں لکھ دیجئے یہ آپ کے فضل وکرم سے کچھ دور نہیں، جب کوئی گنہگار اس طرح سے نماز پڑھتا اور دعا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ (بڑے رحیم ہیں اس کے تمام گناہ معاف کر دیتے ہیں) اور اس کے گناہوں کے بدلے نیکیاں لکھ دیتے ہیں)

فاحشہ سے مراد وہ گناہ ہے جس کی شریعت میں سزا ہے، جیسے زنا، چوری اور ظلموں سے وہ گناہ مراد ہیں جن کی سزا مقرر نہیں، جیسے نماز چھوڑنا، اور ہر ہر جرم کی توبہ کا علیحدہ علیحدہ طریقہ ہے یا فاحشہ سے مراد گناہ کبیرہ اور ظلم سے مراد گناہ صغیرہ ہیں۔ یا فاحشہ سے مراد وہ گناہ جو دوسروں کی تکلیف کا باعث ہو اور ظلم سے مراد وہ گناہ جو ایسا نہ ہو۔

اس آیت کریمہ میں گناہگاروں کو توبہ کی عام دعوت ہے کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، یاد رکھیں کہ حقوق العباد صاحب حق معاف کرتا ہے مگر یہ معافی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوتی ہے اور ذنب کی معافی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا گناہ بھی قابل معافی ہے۔ رب تعالیٰ سے ناامید نہ ہونا چاہیئے۔

یہ بھی ان آیات سے معلوم ہوا کہ گناہ صغیرہ پر اَڑ (ڈٹ) جانا اسے کبیرہ بنا دیتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کے لیے اصرار مضر ہے کہ توبہ بھی کرتا جائے اور گناہ بھی، بلکہ قبول توبہ کے لیے گذشتہ گناہ پر ندامت اور آئندہ کے لیے ترک کا پختہ ارادہ ضروری ہے۔

آیات کا شان نزول یہ ہے (نبہان خرما (کھجور) فروش کے پاس ایک عورت خرما خریدنے آئی، اس نے کہا کہ یہ کھجوریں اچھی نہیں ہیں، بہترین خرمے گھر میں رکھے ہیں، اور اسے اندر لے گئے وہاں اس کا بوسہ لیا چمٹا لیا، اس عورت نے کہا، اللہ تعالیٰ سے ڈر، یہ سنتے ہی اسے چھوڑ دیا، اور شرمندہ ہو کر بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں عرض کی اس پر یہ آیت اُتری، ایک روایت میں یہ ہے کہ دو شخصوں میں بڑا پیار تھا، ایک جہاد میں گیا اور اپنے اہل خانہ کو دوسرے کے سپرد کر گیا، ایک دن اس انصاری مجاہد کی بیوی نے دوسرے شخص سے گوشت منگوایا، جب اس ثقفی نے مجاہد کی بیوی نے گوشت لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو اس نے ہاتھ چوم لیا، چومتے ہی شرمندگی ہوئی، جنگل میں نکل گیا اپنے منہ پر طمانچے مارے اور سر پر خاک ڈالی، جب وہ مجاہد اپنے گھر واپس آیا تو اس نے عورت سے اپنے ثقفی دوست کا حال پوچھا، عورت بولی، کہ ایسے دوست سے اللہ بچائے، مجاہد ثقفی کو تلاش کیا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لے آئے، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ دونوں واقعات ان آیات کا شان نزول ہوں۔

(تفسیر نور العرفان ترجمہ کنز الایمان)

۱۲۳۹ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کسی مصیبت کی وجہ سے بے چین ہو جاتے یا کسی کام میں مشکلات آنے سے غمگین ہوتے تو اس کا علاج اس طرح کرتے کہ آپ نماز میں مشغول ہو جاتے

۱۲۳۰/۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ اِلَى اللّٰهِ اَوْ اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ بَنِیْ اٰدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيُثْنِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَقُلْ.

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ.

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگ رہا ہو یا کسی شخص سے کچھ چاہتا ہو کہ اس کی یہ حاجت جلد پوری ہو، اور اس کا جو مقصد ہے وہ جلد حاصل ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ سنتوں اور مستحبات کی پابندی کے ساتھ اچھا وضوء کرے اور صلاۃ حاجت کی نیت سے دو رکعت پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف جو اس سے ہو سکے بیان کرے اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے (اگر درود ابراہیمی جو التحیات کے بعد پڑھا جاتا ہے اس کو پڑھے تو بہت بہتر ہے) پھر یہ دعا کرے۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بڑے بردبار ہیں (قصوروں کو دیکھے جاتے ہیں مگر جلد اس کی سزا نہیں دیتے) وہ کریم ہیں کہ بجائے سزا دینے کے اور نعمتیں دیتے جاتے ہیں (تاکہ بندہ اس کے احسانات سے شرمندہ اور نادم ہو کر جو کیا ہے اس سے توبہ کرے۔

اے عظمت والے عرش کے مالک (جو کوئی مانگے اس کو دینا آپ کے پاس کچھ مشکل نہیں) آپ (بخل سے اور ہر عیب سے) پاک ہیں۔ اے تمام جہانوں کے مالک! بندے آپ سے

لہ تاکہ نماز کی وجہ سے یکسوئی حاصل ہو، اور سارے غم غلط ہو جائیں اللہ کی طرف لو لگ جانے سے کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کا کچھ اثر نہیں ہوتا اور نماز شروع کرنے سے "وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ" کے حکم کی تعمیل ہو جاتی ہے۔

جو مانگتے ہیں آپ وہ دیتے ہیں اس لیے آپ کا شکر ادا
کرتا ہوں (شکر کے سوا ہمارے پاس اور ہے ہی کیا کہ
جس سے آپ کے احسانات کا بدلہ ہو سکے)
اے اللہ! مجھ سے وہ کام کروائیے اور وہ بات
کہلوائیے جس کے سبب سے آپ کی رحمت مجھ پر
نازل ہو، اور گناہوں سے میری مغفرت ہو جائے
اے اللہ! (میری روح نفس کے ساتھ جہاد اکبر
میں مصروف ہے یا روح کو فتح دینا آپ کے ہاتھ
ہے، جب روح کو فتح ہو گی تو نفس مغلوب ہو
جائے گا، طرح طرح کی نیکیاں کرنا میں شروع کروں
گا، یہ اس جہاد کا مال غنیمت ہے اس لیے) ہر
قسم کی نیکیاں کرنے کی مجھے توفیق عطا فرمائیے۔
اور جب نفس مغلوب ہو جائے گا تو میں تمام گناہوں
سے محفوظ رہوں گا یہ روح کی فتح کا دوسرا فائدہ
ہے (اس لیے) میں آپ سے تمام گناہوں سے محفوظ
رہنے کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! نفس کے غلبہ
کے وقت میں نے بہت گناہ کئے ہیں، اب روح کو
نفس پر فتح ہو گئی ہے۔ اس لیے تمام گناہوں
سے نادم و شرمندہ ہو کر آپ سے معافی چاہتا ہوں
آپ اپنے فضل و کرم سے میری ایسی مغفرت فرمائیے
کہ میرا کوئی گناہ باقی نہ رہے (اور سب گناہوں کو
نامۂ اعمال سے مٹا دیجئے)
اے اللہ گناہوں کی شامت سے طرح طرح کے
افکارات میں مبتلا ہو گیا تھا، اب آپ نے جب میرے
گناہ معاف فرما دئے ہیں تو (میرے تمام افکارات
اور پریشانیوں کو دور فرما دیجئے۔
(اے اللہ! میں آپ کے سامنے اپنی حاجتیں
پیش کر رہا ہوں، میں کچھ نہیں جانتا آپ علام الغیوب
ہیں، میں اپنی ہر حاجت کو اپنے لیے مفید سمجھتا ہوں

اگر) وہ حاجت میرے لیے مفید ہو، اور آپ اس کا پورا ہونا پسند فرماتے ہوں تو میری ان تمام حاجتوں کو پورا کر دیجئے، اے سب مہربانوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے! مجھ پر رحم کیجئے، میری تمام حاجتوں کو پورا کیجئے۔
اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابُ صَلٰوۃِ التَّسْبِیْحِ

۱۴۳۱ عَنْ اَبِیْ وَهْبٍ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ عَنِ الصَّلٰوۃِ الَّتِیْ یُسَبَّحُ فِیْهَا قَالَ یُکَبِّرُ ثُمَّ یَقُوْلُ "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ" ثُمَّ یَقُوْلُ خَمْسَ عَشْرَۃَ مَرَّۃً سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ ثُمَّ یَتَعَوَّذُ وَیَقْرَاُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَفَاتِحَۃَ الْکِتَابِ وَسُوْرَۃً ثُمَّ یَقُوْلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ

باب صلاۃ التسبیح کا بیان اور اس کے پڑھنے کا طریقہ

حضرت ابو وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلاۃ التسبیح کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا[1] تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا یعنی "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ" پڑھنے کے بعد (۱۵) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ

اس کے بعد "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور ضم سورہ کر کے (۱۰) مرتبہ یہی مذکورہ تسبیح پڑھے، پھر رکوع کرے اور رکوع میں (رکوع کی تسبیح کے بعد) ۱۰ مرتبہ یہی مذکورہ تسبیح پڑھے

---

[1] کہ صلاۃ التسبیح مکروہ اوقات کے سوا جس وقت چاہے اور جس روز چاہے پڑھی جا سکتی ہے اور صلاۃ التسبیح کا جمعہ کے دن زوال سے پہلے پڑھنا مستحب ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ صلاۃ التسبیح کی نیت سے چار رکعت اس طرح پڑھے کہ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاللّٰهُ اَكْبَرُ " ثُمَّ يَرْكَعُ
فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَرْفَعُ
رَاْسَهٗ فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ
يَسْجُدُ فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا
ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ وَيَقُوْلُهَا
عَشْرًا ثُمَّ يَسْجُدُ الثَّانِيَةَ
فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا يُصَلِّيْ
اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ عَلٰى هٰذَا
فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ
تَسْبِيْحَةً فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ
يَبْدَاُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِخَمْسَ
عَشَرَةَ تَسْبِيْحَةٍ ثُمَّ يَقْرَاُ
ثُمَّ يُسَبِّحُ عَشْرًا رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ
فَاِنَّكَ لَوْ كُنْتَ اَعْظَمَ
اَهْلِ الْاَرْضِ ذَنْبًا غُفِرَ لَكَ
بِذٰلِكَ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ مَاجَةَ
فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوْبُكَ مِثْلَ
رَمْلِ عَالِجٍ غَفَرَهَا لَكَ
قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ
لَمْ يَسْتَطِعْ يَقُوْلُهَا فِيْ
يَوْمٍ قَالَ قُلْهَا فِيْ جُمُعَةٍ
فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُلْهَا
فِيْ شَهْرٍ حَتّٰى قَالَ فَقُلْهَا
فِيْ سَنَةٍ .

پھر رکوع سے سر اٹھا کر (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، کہنے کے بعد) قومہ میں (۱۰) مرتبہ یہی مذکورہ تسبیح پڑھے، پھر سجدہ میں جائے اور سجدہ کی تسبیح پڑھنے کے بعد (۱۰) مرتبہ یہی تسبیح پڑھے، پھر سجدہ سے سر اٹھا کر جلسہ میں رَبِّ اغْفِرْلِيْ، پڑھنے کے بعد (۱۰) مرتبہ یہی تسبیح پڑھے، پھر دوسرے سجدہ میں جائے اور سجدہ کی تسبیح پڑھنے کے بعد یہی تسبیح (۱۰) بار پڑھے اس طرح ایک رکعت میں (۷۵) بار یہ تسبیح ہوئی (دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد نہ تو بیٹھے اور نہ مذکورہ تسبیح پڑھے، بلکہ دوسرے سجدہ سے اٹھتے ہی دوسری رکعت کا قیام شروع کرے اور باقی تین رکعتوں کی ہر رکعت میں اسی طرح مذکورہ تسبیح کو (۷۵) بار پڑھا جائے یعنی) ہر رکعت کے شروع میں سورۂ فاتحہ اور ضم سورہ سے پہلے (۱۵) بار اور ضم سورہ کے بعد (۱۰) بار (رکوع میں (۱۰) بار، قومہ میں (۱۰) بار پہلے سجدہ میں (۱۰) بار جلسہ میں (۱۰) بار اور دوسرے سجدہ میں (۱۰) بار اس طرح ہر رکعت میں (۷۵) بار مذکورہ تسبیح پڑھا کرے اور قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ آخرہ میں تسبیح پڑھنے کی ضرورت نہیں، اگر کسی شخص کو صلاۃ تسبیح میں سہو ہو جائے تو وہ سہو کے سجدوں میں اس مذکورہ تسبیح کو نہ پڑھے کیونکہ صلاۃ تسبیح کی مقررہ تعداد میں سہواً کمی ہو جائے تو ہو جائے تو بعد کے کسی رکن میں اس کی تعداد کی تکمیل کرے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اور ابو داؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارے گناہ روئے زمین کے باشندوں کے گناہوں سے بھی

زیادہ ہوں گے تب بھی اللہ تعالیٰ اس نماز کی بدولت تمہارے گناہ بخش دیں گے اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارے گناہ کثرت میں ریت کے ٹیلہ کے برابر بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ اس صلاۃ تسبیح کی برکت سے تمہارے گناہ معاف فرما دیں گے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہ کس میں طاقت ہے کہ روزانہ یہ نماز پڑھ سکے! تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم روزانہ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے تو ہر جمعہ کو پڑھ لیا کرو اور اگر جمعہ کو بھی نہ ہو سکے تو مہینہ میں ایک دفعہ ہی پڑھ لیا کرو (اگر مہینہ میں ایک بار بھی نہ پڑھ سکو تو) آپ نے فرمایا کہ سال میں ایک ہی بار پڑھ لو)

١٧٣١/٢ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلَاتُهٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِیْضَتِهٖ شَیْءٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَیُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِیْضَةِ ثُمَّ یَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ عَلٰی ذٰلِكَ وَفِیْ رِوَایَةٍ ثُمَّ الزَّكٰوةُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْاَعْمَالُ عَلٰی حَسْبِ ذٰلِكَ.

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ رَجُلٍ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت میں اعمال کا حساب لیا جائے گا تو سب اعمال کے حساب سے پہلے نماز کا حساب شروع کیا جائے گا (دیکھا جائے گا کہ اس کی فرض نماز صحیح ہوئی ہے یا نہیں، اگر اس کی فرض) نماز تمام ارکان اور سنتوں کی پابندی کے ساتھ ادا ہوئی ہے تو اس کی نماز قبول ہوگی اور اس کو پورا پورا ثواب دیا جائے گا اور وہ حساب میں کامیاب ہو جائے گا اگر اس کی (فرض) نماز میں کچھ ایسی خرابیاں ہوئی ہوں کہ جس کے سبب سے اس کی نماز ناقص ہوئی ہے تو وہ بڑے خسارہ میں ہوگا (ثواب بھی نہیں ملے گا اور عذاب کا مستحق ہو جائے گا) اللہ تعالیٰ (بڑے کریم ہیں)، اس وقت محض اپنے فضل وکرم سے فرشتوں سے کہیں گے کہ میرے فرشتو دیکھو میرے بندے کے نامۂ اعمال میں فرض کے بعد

کچھ سنن اور نوافل بھی ہیں، تو اس فرض کے نقصان کی تلافی ان سنتوں اور نوافل سے کر دو اور اس کی فرض نماز کا ثواب اس کو پلا پورا دیدو تاکہ وہ عذاب سے نجات پائے)، یہی حال دوسری عبادات کا بھی ہے اگر فرض روزوں میں کچھ نقصان آگیا ہو تو نفل روزوں سے اس نقصان کو دور کر دیں گے، کامل روزوں کا ثواب عطا فرمائیں گے۔ ایسے ہی فرض زکوٰۃ میں کچھ نقصان آگیا ہو تو نفل خیرات سے فرض زکوٰۃ کے نقصان کو پورا کر دیں گے اور وہ کامل زکوٰۃ کے ثواب کا مستحق ہو جائے گا۔ اسی طرح دوسرے اعمال کی بھی یہی کیفیت ہوگی یعنے ان کے فرائض کے نقصان کو نوافل سے پورا کیا جائے گا[1]، اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے، اور امام احمد نے بھی دوسرے راوی سے اس حدیث کی روایت کی ہے۔

۱۲۳۲ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِعَبْدٍ فِیْ شَیْءٍ اَفْضَلَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ یُصَلِّیْھِمَا وَاِنَّ الْبِرَّ لَیُذَرُّ عَلٰی رَاْسِ الْعَبْدِ مَادَامَ فِیْ صَلَاتِہٖ وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ اِلَی اللّٰہِ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْہُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ اَبُوْ نَصْرٍ الرَّاوِیُّ یَعْنِی الْقُرْاٰنَ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا یوں تو اللہ تعالیٰ ہر ذاکر کے ذکر کو سنتے ہیں مگر کم سے کم دو رکعت پڑھنے والا جب اپنی رکعتوں میں قرآن پڑھتا ہے تو اس کے قرآن پڑھنے کو بہت غور اور عنایت و توجہ سے سنتے ہیں (جیسا نماز میں قرآن پڑھنے کو سنتے ہیں ایسا کسی چیز کو توجہ سے نہیں سنتے، تلاوت قرآن کے سوا سب عبادتوں میں نماز اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند ہے کہ جب تک بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز پڑھتا

---

[1] (اس لیے بندہ پر لازم ہے کہ فرض نمازوں کے سوا نفل نمازیں بھی پڑھا کرے۔ اسی طرح فرض روزوں کے سوا نفل روزے بھی رکھا کرے، اور فرض زکوٰۃ کے سوا نفل خیرات بھی دیا کرے تاکہ قیامت کے دن فرضوں میں کچھ نقصان نکلے تو نفل سے وہ نقصان پورا کر دیا جائے۔

ہوا کھڑا رہتا ہے تو اس کے سر پر رحمتیں نازل کرتے رہتے ہیں اور بندہ ہر عبادت سے اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل کرتا ہے لیکن بندہ جب نماز میں قرآن پڑھتا ہے تو اس کو جتنا جتنا قرب اس وقت اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے کسی اور وقت اتنا قرب حاصل نہیں ہوتا۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

بَابُ صَلوٰۃِ السَّفَرِ

اس باب میں سفر کی حالت میں نماز پڑھنے کا بیان ہے

ف: واضح ہو کہ وہ سفر جس کے احکام اس باب میں مذکور ہیں عام سفر نہیں ہے، بلکہ وہ ایسا سفر ہے، بلکہ جس میں تین منزل یا تین منزل سے زیادہ سفر کرنے کا ارادہ ہو، اور تین منزل کے (۴۸) میل ہوتے ہیں، اس طرح کوئی سفر کر رہا ہو تو اس کو چار رکعت والی فرض نماز کو یعنی ظہر وعصر وعشاء کو قصر کر کے دو رکعت ہی پڑھنا چاہیئے، اس لیے کہ قصر کر کے دو رکعت ہی پڑھنا واجب ہے، اگر قصر نہ کرے پوری نماز پڑھے گا تو گنہگار ہوگا۔ فجر اور مغرب کے فرض اور نماز وتر میں قصر نہیں ہے۔ اطمینان ہو اور جلدی نہ ہو تو پوری سنتیں پڑھے اور اگر جلدی ہو اور ساتھیوں سے چھوٹ جانے کا خوف ہو، یا سواری جیسے ریل وغیرہ کے نہ ملنے کا اندیشہ ہو تو پوری سنتوں کو ترک کر سکتا ہے۔

اگر مسافر چار رکعت والی نماز میں کسی مقام پر امام کی اقتدا کر رہا ہے، تو وہ امام کے ساتھ پورے چار رکعت ادا کرے اور قصر نہ کرے، اس کے برخلاف اگر امام مسافر ہو، اور مقتدی مقیم ہوں تو امام قصر کر کے چار رکعت والی نماز میں دو رکعت ادا کر کے سلام پھیر دے اور مقیم مقتدی کو چاہیئے کہ ساتھ پورے چار رکعت ادا کرے اور قصر نہ کرے، اس کے برخلاف اگر امام مسافر ہو، اور مقتدی مقیم ہوں تو امام قصر کر کے چار رکعت والی نماز میں دو رکعت ادا کر کے سلام پھیر دے، اور مقیم مقتدی کو چاہیئے کہ اپنی باقی نماز اُٹھ کر پوری کرے اور اس میں قرأت نہ کرے، بلکہ چپ کھڑا رہے اس لیے کہ وہ لاحق ہے۔ قصر کے مذکورہ احکام اس مسافر سے متعلق ہوں گے جب کہ وہ کسی مقام پر (۱۵) دن سے کم رہنے کا ارادہ رکھتا ہو، اگر اس نے (۱۵) دن یا اس سے زیادہ قیام کرنے کا ارادہ کر لیا تو وہ مقیم ہو جائے گا، اور قصر نہیں کرے گا۔ بلکہ تمام نمازوں کو ہمیشہ کی طرح پورا ادا کرے گا۔

(درمختار)

(۱) وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ:
وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ الْكَافِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
"اور جب تم زمین میں سفر کرو، تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو، اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذاء دیں گے، بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔
(النساء ۴/ ۱۰۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سنت اور نفل میں قصر نہیں ہے، نماز مغرب و فجر و وتر میں بھی قصر نہیں ہے جیسا کہ من الصلوٰۃ کے مِن سے معلوم ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قصر پڑھنے میں گناہ نہیں ہے، نہ پڑھنے سے آیت خاموش ہے، حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر نہ پڑھنے والا ایسا ہی گنہگار ہے، جیسا کہ فجر کے چار فرض پڑھنے والا، قصر نمازیں اللہ کا صدقہ ہے اسے قبول کرو۔ (حاشیہ نور العرفان)

(۲) وَقَوْلُهٗ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔
(النساء ۴/ ۱۰۳)

معلوم ہوا کہ سفر میں دو نمازیں جمع نہیں ہو سکتیں، کیونکہ ہر نماز کے لیے اس کا وقت مقرر ہے قرآن پاک سے ثابت ہے کہ جن احادیث میں دو نمازیں جمع کرنے کا ذکر ہے وہاں جمع صوری مراد ہے یعنی پہلی نماز آخری وقت میں اور دوسری نماز اول وقت میں ادا کی۔

(۳) وَقَوْلُهٗ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، تو تم جدھر منہ کرو، ادھر وجہ اللہ ہے (یعنی خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے)

شان نزول، صحابۂ کرام کی ایک جماعت جو اندھیری رات میں سفر کر رہی تھی، نماز عشاء پڑھنے لگی تو اندھیرے کی وجہ سے سمت قبلہ کا تعین نہ ہوا، جس طرف جس کا دل جما اسی طرف منہ کر کے اس نے نماز پڑھ لی، بعد میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض واقعہ کیا، تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ایسی حالت میں جس طرف دل جمے، ادھر ہی قبلہ ہے یا یہ آیت مسافر کے سواری پر نفل پڑھنے کے متعلق ہے، جیسا کہ مسافر جب سواری پر نفل پڑھے یا خائف جب بھاگتے ہوئے نماز پڑھے تو اس وقت اس آیت پر عمل ہو گا۔

۱۷۳۴ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

اَرْبَعًا وَّصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

علیہ وسلم ظہر کے چار رکعت پڑھائے، (حالانکہ آپ سفر کا ارادہ کرچکے تھے، ظہر کو اس وجہ سے قصر نہیں فرمایا کہ ابھی آپ (آبادی سے باہر نہیں ہوئے تھے) جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ذوالحلیفہ پہنچے (تو عصر کا وقت ہوگیا تھا تو ذوالحلیفہ میں عصر کو قصر کرکے) عصر کی دو رکعت پڑھائی اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱۲۳۵ وَعَنْ اَبِي حَرْبِ بْنِ اَبِي الْاَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ خَرَجَ مِنَ الْبَصْرَةِ فَصَلَّى الظُّهْرَ اَرْبَعًا ثُمَّ قَالَ اِنَّا لَوْ جَاوَزْنَا هٰذَا الْخُصَّ لَصَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَهُ۔

حضرت ابوحرب ابن ابی اسود دیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (سفر کا ارادہ کرکے) بصرہ سے نکلے ظہر کی چار رکعت پڑھائی اور قصر نہیں کی اور فرمایا کہ اگر ہم اس جھونپڑی سے آگے بڑھ جاتے (جو کہ آبادی کا آخری حصہ ہے) تو ہم ظہر کو قصر کرکے دو رکعت پڑھتے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور عبدالرزاق نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۲۳۶ وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ اَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَاٰمَنَهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت حارثہ بن وھب خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (حجۃ الوداع ادا فرما رہے تھے) جب منیٰ میں پہنچے تو (وہاں چار رکعت والی نماز قصر کرکے) دو رکعت پڑھائی، حالانکہ ہماری تعداد حجۃ الوداع میں اس قدر کثیر تھی کہ پہلے کبھی ایسی نہ تھی، اور ہم کو کفار سے بھی کوئی خوف نہیں تھا۔ ہم بہت امن و

۱؎ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا سفر کر رہے تھے، جب مدینہ شریف سے نکل رہے تھے تو وہ ظہر کا وقت تھا تو

۲؎ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی بستی سے باہر ہونے کے بعد نمازوں میں قصر شروع کرنا چاہیئے اور اسی طرح راستہ میں بھی قصر کیا کریں۔

۳؎ ابھی آپ آبادی ہی میں تھے، اور آبادی سے باہر نہیں نکلے تھے کہ ظہر کا وقت ہوگیا باوجود سفر کا ارادہ کرتے کے)

اطمینان سے سمجھے [1] (بخاری اور مسلم)۔

۱۲۳۷ وَعَنْ یَعْلَی بْنِ اُمَیَّۃَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِنَّمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَقَدْ اَمِنَ النَّاسُ قَالَ عُمَرُ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْہُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقَۃٌ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تم کو خوف ہو کہ نماز پڑھنے کی حالت میں کفار تم پر حملہ کر دیں گے تو تم (چار رکعت والی) فرض نمازوں میں قصر کیا کرو، اب (جب کہ کفار کے حملہ کا خوف باقی نہ رہا اور) لوگ امن و چین کی زندگی بسر کر رہے ہیں [2] (یہ سن کر)

---

[1] (باوجود اس کے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہم کو چار رکعت والی فرض نماز کو قصر کر کے دو رکعت پڑھائی، اس سے معلوم ہوا کہ تعداد کا کم ہونا اور کفار سے خوف کا ہونا قصر کی شرط نہیں ہے، بہرحال سفر میں قصر کرنا ضروری ہے، اب رہا یہ کہ آیت کریمہ ہے "وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنَّ الْکَافِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا"

اور جب تم زمین پر سفر کرو، تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذاء دیں گے، بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ (النساء ۴/ ۱۰۱)

اس آیت میں بظاہر قصر کے لیے خوف ہونے کی جو قید معلوم ہو رہی ہے وہ اتفاقی قید ہے، ضروری قید نہیں ہے چونکہ سفر میں اکثر خوف رہا کرتا ہے، اس لیے اتفاقی طور پر آیت کریمہ میں خوف کی قید مذکور ہے اگر قصر کے لیے خوف ضروری ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر باوجود امن کے قصر نہ فرماتے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا حجۃ الوداع کے موقع پر امن کی حالت میں قصر فرمانا اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ قصر کے لیے خوف ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے۔

شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی یا شہر سے باہر جائے سفر کے لیے کوس کا اعتبار نہیں، کہ کوس کہیں چھوٹے ہوتے ہیں کہیں بڑے، بلکہ اعتبار تین منزلوں کا ہے اور خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار ۵۷ ⅜ میل بنتی ہے (ماخوذ از بہار شریعت ۴/ ۶۱)

[2] (تو اس آیت میں قصر کے لیے خوف کی جو قید تھی، باقی نہ رہنے سے قصر کا حکم بھی باقی نہ رہنا چاہیے، پھر نماز قصر سے کیوں پڑھی جا رہی ہے)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے جواب دیا کہ تم جس چیز سے تعجب کر کے مجھ سے پوچھ رہے ہو، میں نے بھی اسی طرح تعجب کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو حضور والا نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ خدائے تعالیٰ کی عنایت اور احسان ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے تم پر آسانی کر رہے ہیں (تم کیوں سختی میں مبتلا ہو رہے ہو) ان کی اس آسانی کو قبول کر لو (سفر میں خوف ہو یا نہ ہو، ہر حال میں قصر کیا کرو) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف۔ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَہٗ" یعنی سفر میں قصر کرنے کی جو اجازت دی گئی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، تم اس احسان کو قبول کر لو، اس ارشاد گرامی میں "فَاقْبَلُوْا" امر کا صیغہ ہے اور عموماً امر وجوب کے لیے ہوتا ہے، تو اس حدیث سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ سفر میں چار رکعت والی فرض نمازوں میں قصر کرنا واجب ہے اور قصر نہ کر کے پورے چار رکعت پڑھنا گناہ ہے، یہ مرقات میں مذکور ہے ۱۲۔

۱۲۳۸/۵ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی مَکَّۃَ فَکَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ قِیْلَ لَہٗ اَقَمْتُمْ بِمَکَّۃَ شَیْئًا قَالَ اَقَمْنَا بِھَا عَشْرًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے لیے مدینہ شریف سے نکل کر مکہ معظمہ پہنچے (مکہ معظمہ سے عرفات مزدلفہ اور منیٰ ہوتے ہوئے پھر مدینہ منورہ واپس ہوئے) اس سفر میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چار رکعت والی فرض نماز کو قصر کر کے دو رکعت ہی پڑھاتے رہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے کسی نے دریافت کیا کہ مکہ معظمہ میں (داخل ہونے کے بعد حج سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے نکلنے تک) کتنے دن کا قیام رہا تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ دس دن (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے اس

قول سے معلوم ہوا کہ اگر کسی مقام پر دس روز کے لیے قیام کیا جائے تو وہ وطنِ اقامت نہیں بنے گا اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ معظمہ میں دس دن اقامت فرمائی اور چار رکعت والی فرض نمازوں کا قصر کرکے دو دو رکعت ہی پڑھتے رہے، اگر یہ وطنِ اقامت بن جاتا تو آپ قصر نہیں کرتے (بخاری اور مسلم)

ف واضح ہو کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حجۃ الوداع کے لیے جب مکہ معظمہ تشریف لائے تو ذوالحجہ کی چوتھی تاریخ تھی، ۵، ۶، ۷، یہ تین دن آپ مکہ معظمہ میں ٹھہرے، آٹھویں کو منیٰ روانہ ہوئے اور نویں کو عرفات پہنچے اور دسویں کو پھر منیٰ میں لوٹ آئے اور گیارھویں بارھویں کو وہاں رہے اور تیرھویں کو پھر مکہ معظمہ لوٹ آئے اور چودھویں کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے، اس سے بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم صرف تین دن مکہ معظمہ میں قیام فرمائے تھے اس لیے نماز قصر کرتے رہے، اگر چار دن مکہ میں رہتے تو نماز قصر نہیں فرماتے بلکہ پوری نماز پڑھتے یہ خیال اس وقت صحیح ہوتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تین دن مکہ میں رہ کر مدینہ کو مکہ ہی سے رخصت ہو جاتے، حالانکہ ایسا نہیں ہوا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ سے رخصت نہیں ہوئے، عرفات جاکر منیٰ میں آئے۔ اور منیٰ سے فرض طواف کے لیے پھر مکہ میں آئے، فرض طواف سے فارغ ہو کر منیٰ میں تشریف لائے، منیٰ سے طواف وداع کے لیے پھر مکہ میں آئے، اور اس کے بعد مکہ سے مدینہ شریف کو روانہ ہوئے، مکہ میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا بار بار تشریف لانا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مکہ سے رخصت نہیں ہوئے، اسی لیے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ مکہ میں آپ کا قیام دس دن رہا، مکہ میں (۴) دن کیا بلکہ (۱۰) دن قیام فرما رہے اور نمازوں کو قصر کرتے رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ (۴) دن ہو یا (۱۰) دن کسی مقام پر رہنے سے وہ مقام وطن اقامت نہیں بنتا، اس لیے قصر پڑھنا چاہیئے۔ چنانچہ اس کے بعد والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کسی مقام پر (۱۵) دن یا (۱۵) دن سے زائد رہنے کی نیت کرنے سے وہ مقام وطن اقامت ہو جاتا ہے۔ اور وہاں نماز قصر نہیں کرنا چاہیئے۔ (مرقات، اشعۃ اللمعات) ۱۲)

۱۲۳۹ وَعَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا جَمَعَ عَلَى إِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا أَتَمَّ الصَّلٰوةَ ۔ (رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (سفر میں) کہیں ۱۵ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لیتے تو آپ (چار رکعت

والی نمازوں کو) قصر نہ کرکے پوری چار رکعت پڑھتے تھے؎ ۔اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

۱۷۴۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا فَوَطَّنْتَ نَفْسَكَ عَلٰى اِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَاَتْمِمِ الصَّلٰوةَ وَاِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِيْ مَتٰى تَظْعَنُ فَاقْصُرْ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ عَنْ اِمَامِنَا اَبِيْ حَنِيْفَةَ قَالَ فِيْ اٰثَارِ السُّنَنِ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب تم سفر کرتے ہوئے کسی مقام پر پہنچو (اور وہاں ۱۵ دن یا اس سے زائد) قیام کی نیت کرلو تو تم چار رکعت والی فرض نمازوں (میں قصر نہ کرو) بلکہ چار رکعت ہی پڑھا کرو، اور اگر تم قیام کی مدت معین نہ کرسکو (اور جہینوں آج کل نکلتے ہیں گزر جائیں) تو تم کو قصر ہی کرنا چاہیئے۔ اس کی روایت امام محمد نے ہمارے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کتاب الآثار میں کی ہے۔ اور آثار السنن میں ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔

۱۷۴۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا اِذَا قَدِمْتَ بَلْدَةً وَاَنْتَ مُسَافِرٌ وَفِيْ نَفْسِكَ اَنْ تُقِيْمَ خَمْسَ عَشَرَةَ لَيْلَةً فَاَكْمِلِ الصَّلٰوةَ بِهَا وَاِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِيْ مَتٰى تَظْعَنُ فَاقْصُرْهَا۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب تم سفر کرتے ہوئے کسی شہر میں پہنچو (اور وہاں ۱۵ دن یا اس سے زائد) قیام کی نیت کرلو تو تم چار رکعت والی فرض نمازوں میں (قصر نہ کرو) بلکہ چار رکعت ہی پڑھا کرو، اگر تم قیام کی مدت معین نہ کرسکو (اور جہینوں آج کل نکلتے ہیں گزر جائیں) تو تم کو قصر ہی کرنا چاہیئے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۱۷۴۲ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَبُوْكَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ۔

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم (رجب غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تو) مقام تبوک میں بیس روز قیام فرمایا اور (چار رکعت والی فرض نمازوں میں) قصر فرماتے رہے؎ اس حدیث کی روایت ابوداؤدؒ

؎ اس سے ثابت ہوا کہ کسی مقام پر ۱۵ دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت کر لینے سے وہ وطن اقامت بن جاتا ہے۔

نے کی ہے۔

۱۷۴۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَرْتَجَ عَلَيْنَا الثَّلْجُ وَنَحْنُ بِاَذْرَبِيْجَانَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فِي غَزَاةٍ فَكُنَّا نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب (ہم جہاد کرتے ہوئے آذربائیجان پہنچے اس وقت آذربائیجان دارالحرب تھا) برف باری شروع ہوئی، جس کی وجہ سے راستے بند ہو گئے چھ مہینے تک ہم کو وہیں رہنا پڑا۔ اور ہم قصر ہی کرتے رہے[۲] اس حدیث کی روایت بیہقی نے معرفۃ میں سند صحیح کے ساتھ کی ہے۔

۱۷۴۴ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ بِالشَّامِ شَهْرَيْنِ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ۔ (رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ عبدالملک بن مروان کے ساتھ ملک شام میں دو مہینے رہے (آپ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کب واپسی ہونی ہے اسی خیال میں دو مہینے گزر گئے، اسی وجہ سے آپ نے اقامت کی نیت نہیں کی اور قصر کر کے چار رکعت والی فرض نمازوں کو) دو دو رکعت پڑھتے رہے۔ اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے۔

۱۷۴۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَصَلَّيْتُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اور میں نے سفر میں ظہر کے فرض دو رکعتیں پڑھیں اور ظہر کے فرض کے بعد کی دو سنتیں بھی پڑھی ہیں اس کی روایت ترمذی نے کی ہے، اور ترمذی کی

---

[۱] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دارالحرب میں بحالت جنگ ۱۵ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا موقع ہو تو بھی وہ وطن اقامت نہیں بنے گا۔ اگرچہ اقامت کی نیت کی گئی ہو، اس لیے کہ دارالحرب محل اقامت اور سکونت نہیں ہے، کیونکہ ہمیشہ یہ احتمال رہتا ہے کہ مسلمانوں کو فتح ہونے سے یا اور ممالک کی فتح کے لیے آگے بڑھ جائیں گے یا پھر مسلمان وہاں سے واپس ہو جائیں گے، اس لیے دارالحرب میں اقامت کی نیت کا اعتبار نہیں، قصر ہی کرتے رہنا چاہیئے۔

[۲] حالانکہ چھ مہینے ایک مقام میں ٹھہرنا ہوا تھا، مگر دارالحرب اور حالت جنگ ہونے کی وجہ سے نہ تو اقامت کا اثر ہوا اور نہ اقامت کی نیت کا اور ہم قصر ہی کرتے رہے۔

مَعَهٗ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَهٗ فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا وَالْمَغْرِبُ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَآءٌ ثَلٰثَ رَكْعَاتٍ وَّلَا يَنْقُصُ فِيْ حَضَرٍ وَّلَا سَفَرٍ وَهِيَ وِتْرُ النَّهَارِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر اور حضر میں رہا ہوں اور میں آپ کے ساتھ نماز پڑھا ہوں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اور میں نے حضر میں ظہر کے فرض چار رکعت پڑھے ہیں اور اس کے بعد دو رکعت سنت بھی ادا کئے ہیں، اور سفر میں ظہر کے فرض حضور نے اور میں نے دو رکعت پڑھے ہیں اور فرض کے بعد دو رکعت سنت بھی ادا کئے ہیں اور سفر میں حضور نے اور میں نے عصر کے فرض دو رکعت پڑھے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عصر کے فرض کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی، اور حضور نے اور میں نے حضر میں اور سفر میں مغرب کے فرض کی تین رکعتیں ہی پڑھی ہیں، مغرب کے فرض میں نہ تو حضر میں کمی ہوئی اور نہ سفر میں، اور یہی دن کی وتر ہے، اور حضور نے اور میں نے مغرب کے فرض کے بعد دو رکعت سنت ادا کئے ہیں۔

۱۲۴۶
۱۳ وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا فَمَا رَاَيْتُهٗ تَرَكَ رَكْعَتَيْنِ اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ۱۸ سفر کئے ہیں میں نے حضور کو زوال کے بعد ظہر سے پہلے زوال کے بعد پڑھی جانے والی دو نفلیں ترک کرتے نہیں دیکھا، اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

ف۔ واضح ہو کہ مسافر سنن موکدہ کا اطمینان ہو، اور جلدی نہ ہو تو بغیر قصر کئے پوری پڑھے اور اگر جلدی ہو، اور اطمینان نہ ہو، یا ساتھیوں کے چھوٹ جانے کا خوف ہو تو پوری سنتوں کو ترک کر سکتا ہے سنن غیر موکدہ کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر جلدی نہ ہو اور اطمینان ہو تو ایسی نفلوں کو بھی پڑھ سکتا ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں زوال کے بعد پڑھی جانے والی، دو نفلوں کو ادا فرمایا ہے، اور اگر جلدی ہو اور اطمینان نہ ہو، یا ساتھیوں سے چھوٹ جانے کا خوف ہو تو غیر مؤکدہ سنتوں کو بھی چھوڑ سکتا ہے (در مختار) ۱۲

۱۴۷۷ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ
۱۴ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَرٰی اِبْنَہٗ عُبَیْدَ اللّٰہِ یَتَنَفَّلُ
فِی السَّفَرِ فَلَا یُنْکِرُ عَلَیْہِ۔

(رَوَاہُ مَالِکٌ)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے فرزند کو جن کا نام عبیداللہ تھا سفر میں نوافل پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے اور ان کو منع نہیں فرماتے تھے۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سفر میں نوافل اگر اطمینان ہو تو پڑھ سکتے ہیں اور اگر جلدی ہو تو چھوڑ سکتے ہیں، بہرحال قصر فرض کے واسطے ہے اور سنن مؤکدہ اور نوافل میں قصر نہیں ہے پڑھیں تو بغیر قصر کے پوری رکعتیں پڑھیں اور اگر نہ پڑھیں تو پوری رکعتیں ترک کر دیں۔ ۱۲۔

۱۴۷۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدْ فَرَضَ
۱۵ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی
الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَّ فِی السَّفَرِ رَکْعَتَیْنِ فَکَمَا
یَتَطَوَّعُ ھٰھُنَا قَبْلَھَا وَمِنْ بَعْدِھَا کَذٰلِکَ
یُصَلِّیْ فِی السَّفَرِ قَبْلَھَا وَبَعْدَھَا۔

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور آپ کی امت کے لیے (ظہر، عصر اور عشاء میں) حضر میں چار رکعت فرض کئے گئے اور سفر میں (ان نمازوں میں ابتداء ہی سے) دو رکعت ہی فرض کئے گئے[1] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضر میں فرض کے پہلے اور فرض کے بعد جو سنت پڑھی جاتی ہیں سفر میں بھی فرض کے بعد کی، اور پہلے کی سنتیں (اگر اطمینان ہو، اور جلدی نہ ہو تو بغیر قصر کئے) پوری رکعتیں پڑھا کرتے تھے (اگر جلدی ہو تو بغیر قصر کئے پوری رکعتوں کے ساتھ سنتوں کو ترک فرماتے تھے) اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۱۴۷۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ
۱۶ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوۃً لِغَیْرِ وَقْتِھَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (نمازوں کے ادا

[1] اس لیے اگر کوئی بحالت سفر ظہر، عصر اور عشاء میں دو رکعت زیادہ کر کے چار رکعت پڑھے تو گنہگار ہوگا۔

اِلَّا بِجَمْعٍ فَاِنَّهٗ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَ الْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي الْغَدِ قَبْلَ وَقْتِهَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَرَوٰى اَبُوْدَاؤدَ وَالطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ

کرنے میں بڑا اہتمام فرماتے تھے) ہر نماز کو اس طرح وقت پر پڑھا کرتے تھے، کبھی کوئی نماز بے وقت ادا نہیں فرماتے تھے[1] صرف مزدلفہ میں مغرب کا وقت گزرنے کے بعد عشاء کے ساتھ ملا کر دونوں نمازیں پڑھی گئیں[2] صرف مزدلفہ میں صبح کے فرض کا مستحب وقت چھوڑ کر صبح صادق ہوتے ہی اوّل وقت "غلس" یعنی اندھیرے میں صبح کے فرض ادا فرمائے[3]

---

[1] اور بے وقت کر کے کسی دوسری نماز کے ساتھ جمع بھی نہیں کرتے تھے، آپ کیسے بے وقت نماز ادا کرتے جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا" (مسلمانوں پر ہر نماز کا وقت مقرر ہے، بے وقت کر کے نہیں پڑھنا چاہیئے) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کیسے خلاف کرتے اسی لیے ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا فرماتے تھے، کبھی نماز کو بے وقت کر کے دوسری نماز کے ساتھ جمع کیا ہے یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ آپ نے ایک نماز کو اس کے اخیر وقت میں ادا فرمایا ہے، اور دوسری نماز کو اس کے شروع وقت میں پڑھا ہے ہر نماز اپنے وقت پر ادا فرماتے، جن حدیثوں سے دو نمازوں کا جمع ہونا معلوم ہوتا ہے اس کا یہ مطلب ہے نہ کہ حقیقی طور پر جمع کرنا، بے وقت کر کے ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ جمع کرنے کی دو قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ ایک نماز کا وقت گزرنے کے بعد دوسری نماز کے ساتھ جمع کر کے پڑھنا۔ کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسی نماز ادا نہیں کی)

[2] حنفی بھی اس پر عمل کر کے اس طرح کا جمع مزدلفہ میں کیا کرتے ہیں، دوسری قسم یہ ہے کہ وقت ہونے سے پہلے ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اس طرح سے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کبھی نماز ادا نہیں فرمائی ہیں صرف عرفات میں عصر کا وقت ہونے سے پہلے عصر کو ظہر کے ساتھ پڑھی ہے حنفی بھی ایسا ہی کر کے عرفات میں دونوں نماز ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھتے ہیں، بجز ان دو موقعوں کے کبھی کوئی نماز آپ نے بے وقت ادا نہیں فرمائی ہیں، بے وقت نماز ادا کرنا تو بڑی چیز ہے کبھی نماز کو اس کے مستحب وقت کے سوا ادا نہیں فرمایا۔

[3] اور منیٰ کی طرف تشریف لے گئے (حنفی بھی ایسا ہی مزدلفہ میں صبح کی نماز کا مستحب وقت چھوڑ کر اوّل وقت "غلس" میں صبح کے فرض ادا کیا کرتے ہیں)

عہ اس حدیث شریف میں مزدلفہ میں مغرب اور عشا کو جمع کرنے کا ذکر ہے اور عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہے مگر راوی نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے چونکہ دوسری احادیث میں ظہر و عصر کو جمع کرنے کا ذکر موجود ہے اس لیے یہاں اس کو بیان کیا گیا۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاَبِیْ دَاؤدَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَہٗ۔

اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور ابو داؤد اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ اور ابو داؤد کی ایک دوسری روایت میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح مروی ہے

۱۷۵۰ / ۱۷ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّہٗ لَیْسَ فِی النَّوْمِ تَفْرِیْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِیْطُ عَلٰی مَنْ لَّمْ یُصَلِّ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی یَجِیْءَ وَقْتُ الصَّلٰوۃِ الْاُخْرٰی۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ فِی النَّوْمِ تَفْرِیْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِیْطُ فِی الْیَقْظَۃِ اَنْ تُؤَخِّرَ صَلٰوۃً حَتّٰی یَدْخُلَ وَقْتُ صَلٰوۃٍ اُخْرٰی وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ نَحْوَہٗ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا خوب یاد رکھو کہ (کسی وقت) نیند کی وجہ سے کسی نماز کا وقت گذر جائے تو کوئی قصور نہیں[1] اتنی دیر کیا کہ دوسری نماز کا وقت ہوگیا تو ایسا شخص قصور وار ہوگیا (اور اس پر اس نماز کی قضا بھی لازم ہوگی اور گنہگار بھی ہوگا) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے اس طرح مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (کسی وقت نیند کی وجہ سے (اگر کسی نماز کا وقت گزر جائے اور نماز قضا ہو جائے تو) کوئی قصور نہیں، قصور تو اس شخص کا ہے جو بیدار رہ کر (سفر کی وجہ سے) کسی نماز کو پڑھنے کے وقت پر نہ پڑھ کر اتنی دیر کرے کہ دوسری نماز کا وقت آجائے[2] اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے بھی اسی طرح کی ہے۔

۱۷۵۱ / ۱۸ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُوْھَبٍ قَالَ سُئِلَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَا التَّفْرِیْطُ

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت

[1] بر وقت نماز نہ پڑھنے کا گناہ تو نہیں ہوگا مگر اس نماز کی قضاء ادا کرنا ضروری ہوگی (البتہ بیداری میں (سفر کی وجہ سے نماز نہ پڑھے گی)

[2] اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مسافر کا ایک نماز کو بروقت نہ پڑھ کر اتنی دیر کرنا کہ دوسری نماز کا وقت آجائے اور دوسری نماز کے ساتھ اس نماز کو ادا کرنا تفریط ہے، اس لیے دونوں نمازوں کو اس طرح جمع کرنا جائز نہیں)

فِي الصَّلٰوةِ قَالَ اَنْ تُؤَخِّرَ حَتّٰى يَجِيْئَ وَقْتُ الْاُخْرٰى ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ (ہر چیز میں تفریط ہوتی ہے) نماز میں تفریط کرنے سے کیا مراد ہے تو ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ نماز میں تفریط کرنا یہ ہے کہ ایک نماز کو (اس کے وقت پر نہ پڑھ کر) اتنی دیر کرنا کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے[۱]، اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

۱۷۵۴ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ
۱۹
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَيُقَدِّمُ الْعَصْرَ وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُقَدِّمُ الْعِشَاءَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَفِيْ رِوَايَةِ اَحْمَدَ وَابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَيُعَجِّلُ الْعَصْرَ وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُعَجِّلُ الْعِشَاءَ فِي السَّفَرِ وَفِيْهِ مُغِيْرَةُ بْنُ زِيَادٍ وَثَّقَهُ ابْنُ مُعِيْنٍ وَاَبُوْ زُرْعَةَ ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر میں ہوتے تو ظہر کو ایسے وقت) پڑھتے کہ وہ ظہر کا اخیر وقت ہوتا تھا۔ اور عصر کا وقت شروع ہوتے ہی عصر ادا فرماتے تھے، اور مغرب ایسے وقت پڑھتے جب کہ مغرب کا آخر وقت ہوتا، اور عشاء کا وقت شروع ہوتے ہی نماز عشاء ادا فرماتے تھے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے اور امام احمد اور حاکم نے کی ہے، اور اس حدیث کی سند حسن ہے، اور امام احمد کی دوسری روایت ابن ابی شیبہ کی روایت۔ جیسی اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر میں ہوتے تو ظہر کو ایسے وقت پڑھتے کہ وہ ظہر کا آخر وقت ہوتا تھا اور عصر کا وقت شروع ہوتے ہی عصر کے فرض کو جلد ادا فرماتے اور مغرب ایسے وقت پڑھتے جب کہ مغرب کا آخر وقت ہوتا، اور عشاء کا وقت شروع ہوتے ہی نماز عشا، جلد ادا فرماتے تھے[۲]۔

---

[۱] اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مسافر کا ایک نماز کو بروقت نہ پڑھ کر اتنی دیر کرنا کہ دوسری نماز کا وقت آجائے اور دوسری نماز کے ساتھ اس نماز کو ادا کرنا تفریط ہے، اس لیے دونوں نمازوں کو اس طرح جمع کرنا جائز نہیں۔ [۲] اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کسی نماز کو بے وقت کرکے دوسری نماز کے ساتھ جمع نہیں فرماتے تھے بلکہ ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا فرما کر صورۃً دو نمازوں کو جمع کئے ہیں، واقعی طور پر ایک نماز کا وقت گزرنے کے بعد یا اس کا وقت ہونے کے پہلے دو نمازوں کو جمع نہیں کئے ہیں۔

۱۲۵۳ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَالِمٌ وَأَخَّرَ ابْنُ عُمَرَ الْمَغْرِبَ وَكَانَ اسْتُصْرِخَ عَلَى امْرَأَتِهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِيْ عُبَيْدٍ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةُ فَقَالَ سِرْ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةُ فَقَالَ سِرْ حَتّٰى سَارَ مِيلَيْنِ أَوْ ثَلٰثَةً ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُقِيْمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيْهَا ثَلٰثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتّٰى يُقِيْمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيْهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ لَيْسَ الْمُرَادُ مِنْهُ أَنْ يُصَلِّيَهُمَا فِيْ وَقْتِ الْعِشَاءِ وَلٰكِنَّ الْمُرَادُ مِنْهُ أَنْ يُؤَخِّرَ الْمَغْرِبَ إِلٰى آخِرِ وَقْتِهَا ثُمَّ يُصَلِّيْهَا ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ وَهُوَ جَمْعٌ بَيْنَهُمَا صُوْرَةً لَا وَقْتًا۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سفر میں تھے اور ان کو خبر پہنچی کہ ان کی بیوی صفیہ بنت ابی عبید کا انتقال ہو گیا ہے[1] سالم کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ نماز کا وقت آ گیا ہے (نماز پڑھ لیجئے) تو آپ نے فرمایا: آگے چلو (کچھ دیر چلنے کے بعد) میں نے پھر عرض کیا کہ نماز کا وقت جا رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا چلے چلو، جب دو تین میل طے کر چکے (اور مغرب کا آخر وقت ہو رہا تھا) تو سواری سے اتر کر مغرب کی نماز پڑھی اس کے بعد فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سفر میں جلدی ہوتی تھی تو اسی طرح کرتے تھے[2] کے الفاظ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کا وقت ختم ہو کر عشاء کا وقت شروع ہونے کا انتظار فرماتے تھے، جس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مغرب کو اس کے وقت پر، اور نماز عشاء کو بھی اس کے وقت میں ادا فرماتے تھے، دو نمازوں کو حضور نے اس طرح جمع کیا ہے نہ کہ ایک نماز کا وقت گزر جانے کے بعد دوسری نماز کے وقت میں، دونوں نمازوں کو جمع فرماتے۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

---

۱ یہ خبر سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہاں جلد پہنچنا چاہتے تھے، ایسے میں نماز مغرب کا وقت آ گیا۔

۲ یعنی مغرب کی اقامت کا حکم دے کر مغرب کے تین رکعت فرض پڑھا کر سلام پھیر دیتے، پھر تھوڑی دیر توقف فرماتے اتنے میں عشاء کا وقت شروع ہو جاتا تھا تو عشاء کی اقامت کا حکم دیتے اور عشاء کو قصر کر کے دو رکعت پڑھاتے اور سلام پھیر دیتے (اس حدیث میں "قَلَّمَا یَلْبَثُ" پھر تھوڑی دیر توقف فرماتے،

۱۷۵۴ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ كَتَبَ[۲۱] فِي الْاٰفَاقِ يَنْهَاهُمْ اَنْ يَّجْمَعُوْا بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ وَيُخْبِرُهُمْ اَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِيْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ كَبِيْرَةٌ مِّنَ الْكَبَائِرِ۔

(رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَصَحَّحَهٗ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے اپنے دور خلافت میں تمام ممالک محروسہ میں یہ ہدایت جاری فرما دی تھی جس کا مضمون یہ تھا کہ مسلمان کو روکا جائے کہ (سوائے عرفات اور مزدلفہ) کے دو نمازیں بیک وقت (ایک نماز کو بے وقت کر کے دوسری نماز کے ساتھ جمع کر کے نہ پڑھا کریں اور ان کو معلوم کروا دیں کہ اس طرح دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا کبیرہ گناہ ہے اس کی روایت امام محمد نے مؤطا میں کی ہے اور اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۷۵۵ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كَانَ ابْنُ[۲۲] عُمَرَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ تَطَوُّعًا فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوْتِرَ نَزَلَ فَاَوْتَرَ عَلَى الْاَرْضِ۔

(رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيْ وَاَحْمَدُ)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ عادت تھی کہ آپ نفل نماز سواری پر ادا فرماتے تھے، جب وتر ادا کرنا چاہتے تو سواری سے اتر کر زمین پر پڑھا کرتے تھے[۱] اس کی روایت دار قطنی اور امام احمد نے کی ہے۔

۱۷۵۶ وَعَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ[۲۳] يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَيُوْتِرُ بِالْاَرْضِ وَيَزْعَمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ كَانَ يَفْعَلُ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عادت تھی کہ وہ اپنی سواری پر نفل نماز پڑھا کرتے تھے (اس لیے کہ نماز سواری پر جائز ہے) پھر جب وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو سواری سے اتر کر زمین پر وتر ادا فرماتے تھے (اس لیے کہ فرض اور وتر بغیر ضرورت کے سواری پر جائز نہیں) حضرت ابن عمر کے اس طرح فرمانے سے حدیث مرفوع ہو گئی

---

[۱] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں نفل نماز پڑھنا ثابت ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر واجب ہے مثل فرض کے وتر کو بھی زمین پر ادا کرنا ضروری ہے، اگر وتر سنت ہوتی تو وتر کو بھی نوافل کی طرح سواری پر ادا کیا جاتا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے بھی وتر کا وجوب اور سفر میں نماز پڑھنے کا ثبوت مل گیا اس کی روایت امام طحاوی نے صحیح سند کے ساتھ کی ہے

۱۷۵۷
۲۴

وَعَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهُ صَحِبَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يُوْمِيْ اِيْمَاءً اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ وَالْوِتْرَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَنْزِلُ لَهُمَا فَسَاَلْتُهٗ عَنْ صَلَاتِهٖ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَجْهُهٗ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ تَطَوُّعًا حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ يُوْمِيْ اِيْمَاءً رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا نَحْوَهٗ۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں (ایک دفعہ) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کا سفر کر رہے تھے، اور میں بھی حضرت ابن عمر کے ساتھ تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ نوافل سواری پر پڑھ رہے ہیں اور رکوع اور سجدہ اشارہ سے (اس طرح) ادا کر رہے ہیں[1] مگر جب آپ فرض اور وتر پڑھتے تو ان نمازوں کو سواری سے اتر کر زمین پر ادا کرتے تھے میں نے حضرت ابن عمر سے دریافت کیا، میں دیکھتا ہوں کہ آپ سواری پر نماز پڑھتے ہیں تو آپ کا رخ قبلہ کی طرف نہیں ہوتا ہے، بلکہ مدینہ منورہ کی طرف ہوتا ہے (حالانکہ قبلہ رو ہونا تو نماز میں ضروری ہے۔ حضرت ابن عمر نے جواب دیا جیسے تم مجھ کو دیکھ رہے ہو کہ قبلہ رخ چھوڑ کر جس طرف سواری چل رہی ہے۔) اسی طرف رخ کر کے نوافل پڑھتا ہوں، ایسا ہی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نفل نماز سواری پر اشارہ سے پڑھا کرتے تھے، خواہ سواری کا رخ کسی بھی سمت ہوتا۔ اس کی روایت ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اور امام محمد نے بھی موطا میں اسی طرح روایت کی ہے۔

ف در مختار میں لکھا ہے کہ نفل نماز اشارہ کے ساتھ سواری پر مسافر اور مقیم دونوں پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ شہر سے باہر ہوں، اور سواری پر نفل نماز پڑھنے کے لیے نہ تو شروع نماز میں قبلہ رو ہونا ضروری

[1] یعنی رکوع کے لیے سر تھوڑا جھکاتے تھے اور سجدہ کے لیے رکوع سے زیادہ سر جھکاتے تھے۔

ہے اور نہ درمیان نماز ہیں۔ ۱۲

۱۷۵۸/۲۵ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ اَخْبَرَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّی التَّطَوُّعَ وَھُوَ رَاکِبٌ فِیْ غَیْرِ الْقِبْلَۃِ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سواری پر نفل نماز پڑھا کرتے تھے اور سواری کا رُخ قبلہ کی طرف نہ ہوتا تھا (نہ شروع نماز میں اور نہ درمیان نماز میں) اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۱۷۵۹/۲۶ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حِیْنَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِیْنَاہُ بِعَیْنِ التَّمْرِ فَرَاَیْتُہٗ یُصَلِّیْ عَلٰی حِمَارٍ وَجْھُہٗ مِنْ ذَا الْجَانِبِ یَعْنِیْ عَنْ یَّسَارِ الْقِبْلَۃِ فَقُلْتُ رَاَیْتُكَ تُصَلِّیْ لِغَیْرِ الْقِبْلَۃِ فَقَالَ لَوْ لَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُہٗ لَمْ اَفْعَلْہُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کی گئی ہے کہ جب وہ شام سے لوٹ کر (بصرہ کو) آرہے تھے تو ہم ان کے استقبال کے لیے نکلے جب ہم مقام عین التمر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ گدھے پر سوار ہیں اور نفل نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ کا رُخ (قبلہ کی طرف نہیں ہے بلکہ) قبلہ سے بائیں سمت کو ہے، میں نے عرض کیا کہ آپ قبلہ کو چھوڑ کر اور طرف رُخ کئے نماز پڑھ رہے تھے، تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا کہ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو (سواری پر) قبلہ کے سوا کسی اور طرف رُخ کر کے نفل نماز پڑھتے نہ دیکھتا تو میں بھی ایسا ہی قبلہ کے سوا کسی اور طرف رُخ کئے ہوئے نماز نہیں پڑھتا۔ (بخاری اور مسلم)

۱۷۶۰/۲۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَاجَۃٍ فَجِئْتُ وَھُوَ یُصَلِّیْ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَیَجْعَلُ السُّجُوْدَ اَخْفَضَ مِنَ الرُّکُوْعِ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے اپنی کسی ضرورت سے بھیجا تھا، جب میں واپس ہوا تو میں نے آپ کو دیکھا کہ اپنی آپ سواری پر مشرق کی جانب رُخ کئے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں (حالانکہ وہ سمت قبلہ کی نہیں تھی) اور آپ کے سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارہ سے کسی

قدر پہنچا ہوتا تھا۔ (ابو داؤد)

۱۷۶۱/۲۸ وَعَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِيْدَ فِيْ صَلٰوةِ الْحَضَرِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ (ابتداءً) سفر اور حضر میں نماز دو رکعت فرض ہوئی تھی، پس سفر کی نماز تو اسی حال پر (دو رکعت ہی) رہی؛ اس لیے کوئی سفر میں چار رکعت پڑھے تو گنہگار ہوگا؛ اور حضر کی نماز کو اور دو رکعت بڑھا کر چار رکعت کر دیا گیا[۱] اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ابتداءً سفر اور حضر میں دو، دو رکعت فرض ہوئے تھے، سفر کی نماز اسی حال پر دو رکعت ہی رہی اور حضر کی نماز کو اور دو رکعت بڑھا کر چار رکعت کر دیا گیا۔

واضح ہو کہ مقیم پر حضر میں صرف اقامت کی وجہ سے چار رکعت فرض کئے گئے ہیں اور اسی طرح مسافر پر صرف سفر کی وجہ سے دو رکعت فرض کئے گئے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ مقیم پر حضر میں چار رکعت فرض ہونے کی علت صرف اقامت کی حالت ہے کوئی اور حالت نہیں، نہ طاقت کی حالت اور نہ گناہ کی حالت یعنی مقیم پر حضر میں اس کے مقیم ہونے کی حیثیت سے چار رکعت فرض ہیں، اس کے مطیع ہونے کی حیثیت سے یا گناہ میں مبتلا ہونے کی حیثیت سے اس پر حضر میں چار رکعت فرض نہیں اسی طرح مسافر پر سفر میں دو رکعت فرض ہونے کی علت صرف سفر کی حالت ہے کوئی اور حالت نہیں ہے، نہ طاقت کی حالت اور نہ گناہ کی حالت یعنی مسافر پر سفر میں اس کے مسافر ہونے کی حیثیت سے دو رکعت فرض ہیں، اس کے مطیع ہونے کی حیثیت سے یا گناہ میں مبتلا ہونے کی حیثیت سے اس پر سفر میں دو رکعت فرض نہیں ہیں، اقامت کی حالت میں مقیم پر چار رکعت فرض ہونے پر سب ائمہ کا اتفاق ہے، البتہ مسافر پر سفر میں جو دو رکعت فرض ہیں اس بارے میں بعض آئمہ کا اختلاف ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اگر مسافر کسی طاعت مثلاً حج کے لیے سفر کر رہا ہو تو اس کے لیے قصر کی اجازت ہونی چاہیئے اور اگر مسافر کسی گناہ جیسے ڈاکہ زنی وغیرہ کے لیے سفر کر رہا ہو تو اس کو پوری نماز پڑھنا چاہیئے اور اس کے لیے قصر کا حکم مناسب نہیں، ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقیم پر صرف اقامت کی وجہ سے جب چار رکعت فرض ہوئے ہیں اور اس چار رکعت کے فرض ہونے میں اقامت کی حالت کے سوا کسی اور حالت طاعت یا گناہ کی حالت کا لحاظ نہیں ہے

[۱] سوائے مغرب کے کہ وہ شروع ہی سے تین رکعت ہیں، اس لیے کہ وہ دن کی وتر ہے، اور اسی لیے مغرب میں قصر نہیں ہے اور ایسا ہی صبح کے فرض ابتداء سے دو رکعت ہی ہیں۔

تو پھر مسافر کے لیے کس بنا پر قصر کرنے کے لیے سفر کی حالت کے سوا طاعت یا گناہ کی حالت کا ہونا ضروری سمجھا جا رہا ہے مسافر پر بھی صرف سفر کی حالت کی وجہ سے ہی دو رکعت کا حکم دیا جانا ضروری ہے اگر قصر کے لیے مسافر پر حالت سفر کے سوا کسی اور حالت یعنی طاعت یا گناہ کی حالت کا لحاظ ضروری سمجھا جائے تو احادیث کے مطلق حکم کے خلاف ہوگا، چنانچہ صدر کی حدیث شریف کے مطلق حکم سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مقیم کے لیے چار رکعت کا حکم اس کی اقامت کی وجہ سے ہے اور مسافر کے لیے دو رکعت کا حکم اس کے سفر کی حالت کی وجہ سے ہے۔ اسی لیے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ سفر خواہ طاعت کے لیے ہو یا گناہ کے لیے ہر دو حالتوں میں قصر کرنا ضروری ہے اس کے بعد آنے والی حدیثوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے (یہ مضمون فتح القدیر اور طحاوی سے ماخوذ ہے۔ ۱۲)

۱۲۶۲/۲۹ وَعَنْهَا قَالَتْ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَتَمَّهَا فِي الْحَضَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيْضَةِ الْاُوْلٰى۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی تو (مغرب کے سوا باقی نمازوں کو سفر اور حضر میں) دو رکعتیں فرض کی تھیں بعد میں حضر کی نماز (سوائے فجر کے) اور دو رکعت بڑھا کر چار رکعت کر دی گئیں، مگر سفر کی نماز جیسے دو رکعت فرض کی گئی تھی ویسے ہی دو رکعت باقی رہی۔ (مسلم)

۱۲۶۳/۳۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَّفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے حضر میں چار رکعت (اس طرح) فرض کئے (کہ پہلے دو رکعت فرض کئے پھر اور دو رکعت بڑھا کر چار رکعت کر دیئے) اور سفر میں دو رکعتیں فرض کئے (اور سفر کے یہ دو رکعت ہمیشہ کے لیے دو رکعت ہی ہے) اور خوف کی حالت میں (نماز اس طرح فرض کی گئی کہ امام کے ساتھ) ایک رکعت (اور تنہا ایک رکعت)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۲۶۴/۳۱ وَعَنْهُ قَالَ اِفْتَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

كَمَا افْتَرَضَ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِي)

وسلم نے سفر میں دو رکعتیں فرض کیں (اور سفر کے یہ دو رکعت ہمیشہ کے لیے دو رکعت ہی رہے) جیسا کہ حضر میں (پہلے دو رکعت فرض کیئے اور پھر دو بڑھا کر) چار رکعت فرض کر دیئے، اس کی روایت طبرانی نے کی ہے۔

۱۷۶۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ ۳۲ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى صَلٰوةَ الْمُسَافِرِ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ ثَمَانَ سِنِيْنَ اَوْ قَالَ سِتَّ سِنِيْنَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُ صَلّٰى فِي السَّفَرِ وَلَمْ يَقُلْ بِمِنًى۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں سفر کی نماز کی طرح (چار رکعت والی فرض نمازوں میں قصر کر کے) دو رکعت پڑھتے رہے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی منیٰ میں مسافر کی نماز کی طرح قصر کر کے دو رکعت ہی پڑھتے رہے، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی منیٰ میں مسافر کی طرح قصر کر کے دو رکعت ہی پڑھتے رہے اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی منیٰ میں (۶) سال یا ۸ سال تک مسافر کی طرح قصر کر کے دو رکعت ہی پڑھتے رہے (اور جب حضرت عثمان نے مکہ معظمہ میں نکاح کر لیا تو آپ منیٰ میں قصر نہیں کرتے تھے، بلکہ چار رکعت پڑھا کرتے تھے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۷۶۶ وَعَنْهُ قَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۳۳ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَصَحِبْتُ اَبَا بَكْرٍ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَصَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَدْ قَالَ تَعَالٰى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا۔ آپ (چار رکعت والی فرض نمازوں کو قصر کر کے) دو رکعت ادا فرماتے اور (اس پر زیادتی نہیں فرماتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دیدی، اور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی رہا ہوں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنی وفات تک سفر میں (چار رکعت والی فرض نمازوں) دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوُدَ نَحْوَهٗ)

تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی رہا ہوں تو حضرت عمر بھی سفر میں (چار رکعت والی فرض نماز کو) دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے پھر میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہا ہوں، آپ بھی اپنے انتقال کے وقت تک (چار رکعت والی فرض نماز کو سفر میں) دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے رہے اس کے بعد حضرت ابن عمر نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۂ احزاب ۲۸/۳۳)

بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے

اس حدیث کی روایت بخاری اور ابن ماجہ نے کی ہے، اور مسلم اور ابو داؤد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی سارے انسانوں کے لیے نمونہ ہے جس میں زندگی کا کوئی شعبہ باقی نہیں رہتا، اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ رب تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا ہے، معلوم ہوا کہ کامیاب زندگی وہی ہے جو ان کے نقش قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جاگنا ان کے نقش قدم پر ہو جائے تو یہ سارے کام عبادت ہیں۔ نمونہ میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں (۱) اسے ہر طرح سے مکمل بنایا جائے، (۲) اسے بیرونی گرد وغبار سے پاک صاف رکھا جائے۔ (۳) اسے چھپایا نہیں جاتا، (۴) اس کی تعریف کرنے والے سے مالک خوش ہوتا ہے (۵) اس میں عیب نکالنے پر ناراض ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ سب باتیں موجود تھیں۔

(نور العرفان حاشیہ کنز الایمان)

ف۔ واضح ہو کہ مذکورہ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم چار رکعت والی فرض نمازوں کو ہمیشہ قصر ہی کرتے تھے اور پورے چار رکعت نہیں پڑھتے تھے، اس کی وجہ یہی تھی کہ سفر میں یہ حضرات پورے چار رکعت پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے، اگر پوری چار رکعت کا پڑھنا عزیمت ہوتا، اور قصر کرنا رخصت ہوتا تو یہ حضرات قصر پر مداومت نہیں فرماتے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سفر میں قصر کرنا واجب ہے اور اگر کوئی قصر نہ کرے تو گنہگار ہوگا۔

۱۲۷۴/۳۴ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ شَفِيٍّ قَالَ جَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ

حضرت سعید بن شفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ لوگ ابن عباس رضی اللہ

الصَّلٰوۃِ فَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنْ اَھْلِہٖ لَمْ یُصَلِّ اِلَّا رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْھِمْ۔

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر میں نماز کس طرح پڑھا کرتے تھے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے اہل وعیال سے رخصت ہو کر بستی سے باہر ہوتے تو چار رکعت والی فرض نماز کو دو رکعت پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ سفر سے واپس ہو کر پھر اہل وعیال کے پاس تشریف لاتے، اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۱۲۶۸/۳۵ وَعَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُسَافِرًا فَلَمْ یَزَلْ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی رَجَعَ۔

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا (ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا) جس وقت آپ گھر سے نکلے، پھر واپس ہونے تک (ہر چار رکعت والی فرض نماز کو قصر کر کے) دو رکعت ہی پڑھتے تھے (میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے فرض چار رکعت پڑھے ہوں) اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۱۲۶۹/۳۶ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ صَلٰوۃُ السَّفَرِ رَکْعَتَانِ وَصَلٰوۃُ الْاَضْحٰی رَکْعَتَانِ وَصَلٰوۃُ الْفِطْرِ رَکْعَتَانِ وَصَلٰوۃُ الْجُمُعَۃِ رَکْعَتَانِ تَمَامٌ غَیْرُ قَصْرٍ عَلٰی لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ نَحْوَہٗ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے میں نے سنا ہے کہ سفر میں چار رکعت والی فرض نماز (ابتداء سے) دو رکعت ہی ہیں جیسے عید الضحیٰ کی نماز بھی (ابتداء ہی سے) دو رکعتیں ہیں۔ ایسا ہی عید الفطر کی نماز بھی (ابتدا ہی سے) دو رکعت ہیں، اور اسی طرح نماز جمعہ کی بھی (ابتداء ہی سے) دو رکعت ہیں۔ یہ چاروں نمازیں اسی طرح دو دو رکعت مقرر کی گئی ہیں، اور یہ پوری نمازیں ہیں۔ اور اتنی ہی فرض کی گئی ہیں۔ ایسا نہیں ہوا کہ پہلے کچھ رکعات زیادہ تھیں

پھر کم کر کے دو دو رکعت کر دیئے گئے اس حدیث کی روایت نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ابن حبان نے اس کی روایت اپنی صحیح میں کی ہے اور امام طحاوی نے بھی اس کی روایت اسی طرح کی ہے

۱۲۷۰ / ۳۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانَا وَنَحْنُ ضُلَّالٌ فَعَلَّمَنَا فَكَانَ فِيْمَا عَلَّمَنَا إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَنَا أَنْ نُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہم طرح طرح کی گمراہیوں میں مبتلا تھے، (اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہم پر ہوا) کہ ہماری ہدایت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہم نے تمام گمراہیوں سے نجات پائی منجملہ آپ کی تعلیمات کے ایک تعلیم یہ بھی تھی کہ آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم دیا کہ سفر میں (چار رکعت والی فرض نماز کو) دو رکعت ہی پڑھا کریں[1] (اگر کوئی رکعتیں زیادہ کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا خلاف کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا) اس حدیث کی روایت نسائی نے کی ہے۔

۱۲۷۱ / ۳۸ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتِمُّ الصَّلٰوةَ فِي السَّفَرِ كَالْمُقَصِّرِ فِي الْحَضَرِ۔

(رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفر میں دو رکعت پڑھنا چاہیئے۔ (اگر) چار رکعت پڑھے تو وہ ایسا ہی ہوگا جیسے حضر میں بجائے چار کے دو رکعت پڑھے[2] اس حدیث کی روایت دار قطنی نے اپنی سنن میں کی ہے۔

۱۲۷۲ / ۳۹ وَعَنْ مُّوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ

حضرت مورق عجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں چار رکعت والی فرض بھی دو رکعت ہی مقرر کئے گئے ہیں (ایسا نہیں ہوا کہ چار رکعت تھے بعد میں دو رکعت کر دئے گئے، اس لیے سفر میں چار رکعت والی نماز کو دو رکعت ہی پڑھنا چاہیئے، اگر چار رکعت پڑھے گا تو گنہگار ہوگا)

[2] گنہگار ہوگا اور خدا اور رسول کے حکم کا خلاف کرنے والا۔

[3] کہ وہ گنہگار ہوگا اور خدا ورسول کے احکام کا خلاف کرنے والا بھی ہوگا)

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ مَنْ خَالَفَ السُّنَّةَ كَفَرَ۔

(رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ)

ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ سفر میں نماز کس طرح پڑھنی چاہیئے تو حضرت ابن عمر نے ارشاد فرمایا (۴ رکعت والی نماز) کو دو دو رکعت ہی پڑھنا چاہیئے[1] جو شخص (باوجودیکہ اس کو معلوم ہوا ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ سفر میں دو رکعت ہی پڑھا کرتے تھے کبھی چار رکعت نہیں پڑھے ہیں، یہ سن کر بھی) حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خلاف کرے گا تو وہ کافر ہو گا اس کی روایت عبد الرزاق نے کی ہے۔

۱۷۷۳ وَعَنْهُ قَالَ سَأَلَ صَفْوَانُ بْنُ مِحْرِزٍ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ أَخْشٰى أَنْ تَكْذِبَ عَلَيَّ رَكْعَتَانِ مَنْ خَالَفَ السُّنَّةَ كَفَرَ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ)

حضرت مورق عجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ صفوان بن محرز نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ سفر میں نماز کس طرح پڑھنی چاہیئے تو حضرت ابن عمر نے ارشاد فرمایا[2] مجھے خوف ہو رہا ہے کہ تم مجھ پر جھوٹ کا الزام لگاؤ گے[3] پھر جو شخص حضرت کے قول و فعل کا قصداً خلاف کرے تو وہ کافر ہو گا۔ اس کی روایت امام طحاوی اور بیہقی نے کی ہے۔

۱۷۷۴ وَعَنْ هَمَّامِ ابْنِ الْحَارِثِ أَنَّ عُمَرَ صَلّٰى بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ مکہ معظمہ آئے اور (چار رکعت والی فرض نماز کو) دو رکعت پڑھائے (جب سلام پھیر چکے تو) فرمایا اے اہل مکہ! آپ لوگ اپنی نماز پوری کر لیں، کیونکہ

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ سفر میں دو رکعت ہی پڑھا کرتے تھے۔

[2] کہ نماز جتنی زیادہ پڑھی جائے بہتر ہے) اگر میں کہوں (کہ سفر میں چار رکعت نہیں پڑھنا چاہیئے صرف دو رکعت ہی پڑھا کریں (یہ سن کر تم کو یقین نہ آئے گا اور تم کہو گے کہ چار رکعت نماز پڑھنے سے روک رہے ہیں)، اس لیے

[3] (ایسا نہیں ہے میں یہ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سفر میں دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا اور حضرت سے سنا بھی ہے کہ سفر میں دو رکعت ہی پڑھنا چاہیئے۔

۱۷۷۵/۴۲ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِبِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ إِلٰى كَمْ تُقْصَرُ الصَّلٰوةُ فَقَالَ أَتَعْرِفُ السُّوَيْدَاءَ قَالَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنِّي قَدْ سَمِعْتُ بِهَا قَالَ هِيَ ثَلٰثُ لَيَالٍ قَوَاصِدَ فَإِذَا خَرَجْنَا إِلَيْهَا قَصَرْنَا الصَّلٰوةَ ۔

(رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ وَقَالَ فِي اٰثَارِ السُّنَنِ إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ)

ہم مسافر ہیں (اسی لیے رد المحتار میں لکھا ہے کہ جب امام مسافر ہو اور مقتدی سب کے سب مقیم ہوں یا تھوڑے ان میں سے مسافر ہوں تو امام کو چاہیئے کہ سلام پھیر کر کہدے کہ تم اپنی نماز پوری کرلو، ہم مسافر ہیں، اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے کی ہے ۱۲

حضرت علی بن ربیعہ والبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ ہم کم از کم کتنی مسافت پر قصر کریں؟ آپ نے فرمایا کیا تم مقام سویداء کو جانتے ہو؟ میں نے کہا دیکھا تو نہیں، ہاں سنا ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ تین متوسط راتوں کی مسافت پر ہے[۱] پس جب ہم (۴۸ میل یا اس سے زیادہ کی مسافت کے ارادے سے نکلتے ہیں تو ہم (چار رکعت والی فرض) نماز کو قصر کرکے دو رکعت پڑھتے ہیں[۲] اس حدیث کی روایت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الآثار میں کی ہے اور آثار السنن میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے ۔

---

[۱] جس کے تین منزل ہوتے ہیں ہر منزل ۸ کوس تو تین منزل کے ۲۴ کوس یعنی ۴۸ میل ہوئے ،

[۲] (اس حدیث میں قصر کے لیے جیسے تین منزل کا اندازہ بتلایا گیا ہے۔ ایسا ہی اور موقعوں پر بھی مسافر کے لیے تین کے عدد کا لحاظ کیا گیا ہے۔ مثلاً عورت تین منزل کا سفر کرنا چاہے تو اس کو محرم کے ساتھ رکھنا ضروری ہے۔ ایسا ہی مسافر کو تین دن میں رات تک موزوں پر مسح کرنے کا حکم ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کے لیے اور موقعوں پر بھی تین دن کا لحاظ رکھا گیا ہے، اس لیے سفر میں قصر کے لیے بھی تین منزل کا اعتبار کیا گیا ہے۔)

بَابُ الْجُمُعَۃِ
یہ باب جمعہ کے فضائل کے بیان میں ہے

ف قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ نماز جمعہ فرض عین اور اعظم شعائر اسلام سے ہے، اس کا منکر کافر اور بے عذر تارک فاسق ہے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں اور اسی واسطے کسی عبادت کی اس قدر سخت تاکید اور فضیلت شریعت مقدس میں وارد نہیں ہوئی، اور اسی وجہ سے پروردگار عالم نے اس عبادت کو اپنے ان غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کے لیے جن کا سلسلہ ابتدائے پیدائش سے آخر وقت تک، بلکہ موت کے بعد اور قبل پیدائش کے بھی منقطع نہیں ہوتا، ہر دن میں پانچ وقت مقرر فرمایا ہے اور جمعہ کے دن چونکہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائز ہوئی ہیں، حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو انسانی نسل کے لیے اصل اوّل ہیں اسی دن پیدا کئے گئے ہیں، لہٰذا اس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا، اور ہم اس سے قبل جماعت کی حکمتیں اور فائدے بھی بیان کر چکے ہیں، اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جس قدر جماعت زیادہ ہو، اسی قدر ان فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلوں کے لوگ اور اس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں اور ہر روز پانچوں وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا، ان سب وجوہ سے شریعت نے ہفتے میں ایک دن ایسا مقرر فرمایا ہے جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں، اور چونکہ جمعہ کا دن تمام دنوں میں افضل و اشرف تھا۔ لہٰذا یہ تخصیص اسی دن کے لیے کی گئی ہے اگلی اُمتوں کو بھی خدائے تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا۔ مگر انھوں نے اپنی بدنصیبی سے اس میں اختلاف کیا، اور اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہے، اور یہ فضیلت بھی اسی امت کے حصہ میں آئی، یہود نے شنبہ کا دن مقرر کیا، اس خیال سے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کی تھی، نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا، اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش کا ہے۔ چنانچہ اب تک یہ دونوں فرقے ان دونوں دنوں میں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام دنیا کے کام چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں، نصرانی سلطنتوں میں اتوار کے دن اسی سبب سے تمام دفاتر میں تعطیل ہو جاتی ہے۔

(۱) ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ سے کرے بنج شنبہ کے دن بعد عصر کے استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کر رکھے، اور خوشبو گھر میں نہ ہو، اور ممکن ہو تو اسی دن لا رکھے، تاکہ پھر جمعہ کے دن ان کاموں میں اس کو مشغول ہونا نہ پڑے۔ بزرگان سلف نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جمعہ کا فائدہ اس کو ملے گا جو اس کا منتظر رہتا ہو، اور اس کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتا ہو، اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جس کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ جمعہ کب ہے

حتیٰ کہ صبح کو لوگوں سے پوچھے کہ آج کونسا دن ہے، اور بعض بزرگ شب جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی میں جاکر رہتے تھے (احیاء العلوم)

۲۔ پھر جمعہ کے دن غسل کرنے، سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرکے اور مسواک کرنا بھی اس دن بہت فضیلت رکھتا ہے (احیاء العلوم)

۳۔ جمعہ کے دن بعد غسل کے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخن وغیرہ بھی کتروائے۔ (احیاء العلوم)

۴۔ جامع مسجد میں بہت سویرے جائے، جو شخص جتنے سویرے جائے گا اسی قدر اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے دروازے پر اس مسجد کے جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہے کھڑے ہوتے ہیں، اور سب سے پہلے جو آتا ہے اس کو ایسا ہی ثواب ملتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اُونٹ قربانی کرنے والے کو، اس کے بعد پھر جیسے گائے کی قربانی کرتے ہیں، پھر جیسے بکرے کی قربانی کرتے ہیں، پھر جیسے اللہ تعالیٰ کے واسطے مرغ کے ذبح کرتے ہیں، پھر جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی کو انڈا صدقہ دیا جائے، پھر جب خطبہ ہونے لگتا ہے تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم شریف و صحیح بخاری شریف)

اگلے زمانہ میں صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستے گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں، تمام لوگ اتنے سویرے سے جامع مسجد جاتے تھے اور سخت اژدہام ہوتا تھا جیسے عید کے دنوں میں، پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو لوگوں نے کہا کہ پہلی بدعت ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی یہ لکھ کر امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کیوں نہیں شرم آتی مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن یعنی یہود شنبہ کو اور نصاریٰ اتوار کو اپنے عبادت خانوں اور گرجا گھروں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبان دنیا کتنے سویرے بازاروں میں خرید و فروخت کے لیے پہنچ جاتے ہیں، پس طالبان دین کیوں پیش قدمی نہیں کرتے؟ (احیاء العلوم) درحقیقت مسلمانوں نے اس زمانے میں اس مبارک دن کی بالکل قدر گھٹا دی، ان کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ آج کونسا دن ہے۔ اور اس کا کیا مرتبہ ہے۔ افسوس! وہ دن جو کسی زمانہ میں مسلمانوں کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فخر تھا، اور جو دن اگلی امتوں کو نصیب نہ ہوا تھا آج مسلمانوں کے ہاتھ سے اس کی ایسی ذلت اور ناقدری ہو رہی ہے خدائے تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہے جس کا وبال ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

(۵) جمعہ کی نماز کے لیے پیدل جانے میں ہر قدم پر ایک سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی شریف)

(۶) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ الٓمٓ سجدہ اور ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ پڑھتے تھے۔ لہٰذا ان سورتوں کو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں مستحب سمجھ کر کبھی کبھی پڑھا کرے کبھی کبھی ترک بھی کر دے تاکہ لوگوں کو وجوب کا خیال نہ ہو۔

(۷) جمعہ کی نماز میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور ھَلْ اَتٰكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ پڑھتے تھے۔

(۸) جمعہ کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے سورۂ کہف پڑھنے میں بہت ثواب ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جو کوئی سورۂ کہف پڑھے اس کے لیے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آوے گا، اور اس جمعہ سے پچھلے جمعہ تک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائیں گے (شرح سفر السعادت)

(۹) جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی لکھا ہے کہ قیامت کے بعد جب اللہ تعالیٰ مستحقین جنت کو جنت میں اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیجدیں گے، اور یہی دن وہاں بھی ہوں گے، اگرچہ وہاں دن رات نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ ان کو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹوں کا شمار تعلیم فرما دے گا پس جب جمعہ کا دن آئے گا اور وہ وقت ہوگا کہ جس وقت مسلمان دنیا میں جمعہ کی نماز کے لیے نکلتے تھے ایک منادی آواز دے گا کہ اے اہل جنت مزید کے جنگل میں چلو وہ ایسا جنگل ہے جس کا طول وعرض سوائے خدائے تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا وہاں مشک کے ڈھیر ہوں گے آسمان کے برابر بلند، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نور کے ممبروں پر بٹھائے جائیں گے اور مومنین یاقوت کی کرسیوں پر، پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں گے حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس سے وہ مشک جسکا وہاں ڈھیر ہوگا اڑے گا، وہ ہوا اس مشک کے لگانے کا طریقہ اس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہے جس کو تمام دنیا کی خوشبوئیں دی جائیں، پھر حق تعالیٰ حاملان عرش کو حکم دے گا کہ عرش کو ان لوگوں کے درمیان میں لیجا کر رکھو، پھر ان لوگوں کو خطاب کر کے فرمائے گا کہ اے میرے بندو! جو غیب پر ایمان لائے ہو، حالانکہ مجھ کو دیکھا نہ تھا، اور میرے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی، اب مجھ سے مانگو، یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنے کا ہے، سب لوگ یک زبان ہو کر کہیں گے کہ اے پروردگار ہم تجھ سے خوش ہیں، تو بھی ہم سے راضی ہو جا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا، اے اہل جنت! میں اگر تم سے راضی نہ ہوتا تو تم کو اپنی بہشت میں نہ رکھتا، اور مانگو، یہ دن مزید انعام دینے کا ہے، تب سب لوگ متفق اللسان ہو کر عرض کریں گے کہ اے پروردگار! ہم کو اپنا جمال دکھا دے کہ ہم تیری مقدس ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں، پس حق سبحانہ پردے اٹھا دے گا اور ان لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا اور اپنے جمال جہاں آرا سے ان کو گھیرے گا۔ اگر اہل جنت کے لیے یہ حکم نہ ہو چکا ہوتا، کہ جنتی کبھی نہ جلیں گے تو بے شک وہ اس نور کی تاب نہ لا سکتے اور جل جاتے، پھر ان سے فرمائے گا کہ اب اپنے

اپنے مقامات پر واپس ہو جاؤ، اور ان لوگوں کا حسن و جمال اس جمال حقیقی کے اثر سے دو گنا ہو گیا ہو گا، یہ لوگ جب اپنی بیویوں کے پاس آئیں گے تو نہ بیبیاں ان کو دیکھیں گی نہ یہ بیویوں کو تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جو ان کو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جائے گا تب یہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے، ان کی بیبیاں کہیں گی جاتے وقت جیسی صورت تمہاری تھی وہ اب نہیں، بلکہ ہزارہا درجہ اس سے اچھی ہے یہ لوگ جواب دیں گے کہ ہاں! یہ اس سبب سے کہ حق تعالٰی نے ذات مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا، اور ہم نے اس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا (شرح سفر السعادت) دیکھئے جمعہ کے دن کتنی بڑی نعمت ملا۔

(۱۱) ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کی جاتی ہے مگر جمعہ کی برکت سے جمعہ کے دن تیز نہیں کی جاتی۔ (احیاء العلوم)

(۱۲) نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک جمعہ کو ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! جمعہ کے دن کو اللہ تعالٰی نے عید مقرر فرمایا ہے۔ پس جمعہ کے دن غسل کرو، اور جس کو میسر ہو خوشبو لگائے اور مسواک کو اس دن لازم کر لو۔ (ابن ماجہ)

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَالْیَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاہِدٍ وَّمَشْہُوْدٍ۔

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے "قسم ہے اس دن کی جس کا وعدہ ہے، اور اس دن کی جو گواہ ہے اور اس دن کی جس میں حاضر ہوتے ہیں"۔ (البروج، ۲،۳/۸۵)

ترمذی کی حدیث میں مرفوعاً مروی ہے کہ یوم موعود قیامت کا دن ہے، اور شاہد جمعہ کا دن ہے، اور مشہود عرفہ کا دن ہے، جمعہ کو شاہد اور عرفہ کو مشہود و شاہد اس لیے فرمایا کہ جمعہ کے دن سب اپنی اپنی جگہ رہتے ہیں، تو گویا یہ دن خود آیا ہے، اور عرفہ کے دن حجاج اپنے اپنے مقامات سے سفر کر کے عرفات میں اس یوم کے قصد سے جمع ہوتے ہیں تو گویا یہ دن مقصود اور دوسرے لوگ حاضری کا قصد کرنے والے ہیں۔

وعدہ کا دن یا قیامت کا دن، یا ہر ایک کی موت کا دن ہے، قیامت میں نظام عالم درہم برہم ہو گا یا عالم ایمان کا نظام قیامت سے وابستہ ہے کہ لوگ اس دن کے خوف سے ایمان و اعمال صالحہ اختیار کرتے ہیں۔ اس لیے اس کی قسم ارشاد ہوئی، قیامت کا وعدہ رب تعالٰی نے اپنے بندوں سے اور نبیوں نے اپنی امتوں سے کیا ہے اس لیے یوم موعود فرمایا گیا، نیز اللہ تعالٰی نے قیامت میں مسلمانوں سے جنت کا اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی اُمت سے شفاعت کبریٰ کا، مقام محمود وغیرہ کا صالحین ابرار سے اپنے مقام قرب کا کفار و فجار سے عذاب کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس لیے "یوم موعود" فرمایا ہے۔

۱۲۷۴ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بَیْدَ اَنَّھُمْ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنَاہُ مِنْ بَعْدِھِمْ ثُمَّ ھٰذَا یَوْمُھُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْھِمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم (دنیا میں) سب سے پیچھے آئے اور قیامت کے دن سب سے پہلے (اس طرح ہوں گے) کہ قبروں سے سب سے پہلے

يَعْنِى الْجُمُعَةَ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ وَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ اَلْيَهُوْدُ غَدًا وَّالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَنَحْنُ اَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ بَيْدَ اَنَّهُمْ وَذَكَرَ نَحْوَهٗ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَفِىْ اُخْرٰى لَهٗ عَنْهُ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ اٰخِرِ الْحَدِيْثِ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا وَالْاَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِىُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ۔

اٹھائے جائیں گے، اور سب سے پہلے پل صراط پر سے گزر جائیں گے اور سب اُمتوں سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا۔ انتظار کی تکلیف نہیں اٹھانا پڑے گی، اور پھر جنت میں داخل ہونے میں سب اُمتوں سے پہلے ہم داخل جنت ہوں گے) ہاں یہ سچ ہے کہ اہل کتاب کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہم کو ان کے بعد کتاب عطا ہوئی[۱]، ان کو جمعہ کا دن مقرر کر کے دیا گیا (مگر اس جمعہ کے دن کی ان کو کچھ قدر نہ ہوئی) انہوں نے جمعہ کے بارے میں اختلاف کر کے جمعہ کو قبول نہیں کیا[۲] خدا کا شکر ہے کہ اللہ نے ہم کو جمعہ کے دن کے اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی، ہم نے جمعہ کو اختیار کیا اور اس دن کے لحاظ سے اہل کتاب ہم سے پیچھے ہو گئے یہود (شنبہ کے دن کو اختیار کر کے) ایک دن پیچھے ہو گئے اور نصارٰی (اتوار کو اختیار کر کے) دو دن پیچھے ہو گئے[۳] (بخاری اور مسلم)

۱۷۷۴ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعہ

[۱] کتاب کے پہلے دینے میں کوئی شرف کی بات نہیں ہے، نفس کتاب کے دینے میں ہم اور وہ مشترک ہیں، مگر قابل غور بات یہ ہے کہ ہماری کتاب ان کی کتابوں کی ناسخ ہے، اور ان کے زمانے میں ان سے جو جو فضیحتیں ہوتی ہیں اُن کو ہماری کتاب ظاہر کرنے والی ہے اور ان پر جو جو عذاب آیا اُن کو ظاہر بیان کرتی ہے اس لحاظ سے ہم کو ان سے عبرت لینے کا موقع حاصل ہے۔ اور ان کی سزاؤں سے نصیحت لینے کا بھی موقع ملتا ہے، ان کے حالات سُنا کر ہم کو ادب دیا گیا ہے، اس لحاظ سے بھی ہمارا آخر میں آنا باعث شرف ہے منجملہ اہل کتاب کی کوتاہیوں کے ایک یہ بھی ہے کہ عبادت کرنے کے لیے کوئی خاص دن مقرر کرنا تھا۔

[۲] اپنی ٹھیرائی ہوئی مصلحتوں سے یہود نے شنبہ کو عبادت کے لیے اختیار کیا، اور نصارٰی نے اتوار کو۔

[۳] یہ جمعہ کی نعمت ہم کو اور دوسری دینی نعمتوں کی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک سے حاصل ہوئی۔

اٰدَمُ فِیْہِ اُدْخِلَ الْجَنَّۃَ وَفِیْہِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

کا دن تھا[1]، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدائش کی تکمیل جمعہ کے دن ہی آپ کے جسم مبارک میں روح ڈالی گئی) پھر آپ کو جمعہ کے دن ہی جنت میں داخل کیا گیا، پھر آپ کو جمعہ کے دن ہی جنت سے باہر لایا گیا[2] اور قیامت (یعنی نفخ ثانی جس سے تمام مخلوق زندہ ہو کر میدان حشر میں آئے گی) جمعہ کے دن ہی ہوگی[3] (مسلم)

۱۲۷۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَرَاَ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الْاٰیَۃَ وَعِنْدَہٗ یَهُوْدِیٌّ فَقَالَ لَوْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَۃُ عَلَیْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِیْدًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّهَا نَزَلَتْ فِیْ یَوْمِ عِیْدَیْنِ فِیْ یَوْمِ جُمُعَۃٍ وَیَوْمِ عَرَفَۃَ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ایک دن یہ آیت پڑھنے (سورۂ مائدہ پ ۶ ع ۱) اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) (مسلمانو!) آج کے دن ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے پسند کر لیا) جب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ آیت پڑھی، تو اس وقت آپ کے پاس ایک یہودی (بیٹھا ہوا) تھا، اس نے کہا اگر یہ آیت ہم پر اترتی تو آپ دیکھتے کہ ہم اس دن کو عید مناتے (مسلمانوں پر افسوس ہے کہ

---

[1] جس دن میں جو واقعات ظاہر ہوتے ہیں، ان واقعات سے اس دن کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ جمعہ کے دن بھی جو واقعات پیش آئے ہیں ایسے واقعات کسی اور دن ظاہر نہیں ہوئے، ایک واقعہ تو یہ ہوا کہ اشرف المخلوقات)

[2] حضرت آدم علیہ السلام کو جنت کے باہر لانے سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت ہے بلکہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت سے نکالنے میں بڑی مصلحت یہ تھی کہ آدم علیہ السلام کو زمین کا خلیفۃ اللہ بنایا گیا تھا اس کا ظہور زمین پر لانے سے ہی ہوا، کتابوں کا نازل کرنا، اور پیغمبروں کا بھیجنا یہ بھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنت سے نکلنے سے ہی ہوا، یہ اور اس طرح کے اور حالات جنت سے نکلنے کی وجہ سے ہوئے، اس لیے جنت سے نکلنا بھی ایک عظیم الشان تھا جو جمعہ کے دن ہوا۔ اس سے بھی جمعہ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

[3] اس سے اہل جنت کو بڑے بڑے مراتب جنت میں ملیں گے، اس کے بعد ہی اسی کی وجہ سے جنت کی نعمتیں بھی ان کو حاصل ہوں گی یہ عظیم کام بھی جمعہ کے دن ہی ہوں گے، اس سے بھی جمعہ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

اس آیت کے اترنے کی کچھ قدر نہیں کی ، یہود سے یہ سُن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تم تو ایک عید مناتے ہو ہم تو اس آیت کی خوشی میں دو عیدیں مناتے ہیں (سالانہ بھی اور ہفتہ واری بھی) تم کو معلوم ہے کہ یہ آیت کب اتری ہے! یہ آیت عرفات میں عصر کے وقت جمعہ کے روز ذی الحجہ کی نویں تاریخ یعنے عرفہ کے روز نازل ہوئی ہے[۱] اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱۷۷۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَجَبٌ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ وَّشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ يَقُوْلُ لَيْلَةٌ اَغَرُّ وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ اَزْهَرُ ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ) ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ وَّشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ" اے اللہ رجب آگیا ہے، رجب اور شعبان میں ہمارے نیک اعمال میں برکت عطا فرما دیجئے (کہ بہت نیکیاں کرکے دل کو رمضان کے قابل بنائیں) پھر ہم کو رمضان تک پہونچا دیجئے[۲]، راوی کہتے ہیں کہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ (اللہ تعالیٰ کے انوار جمعہ میں اس قدر برستے ہیں کہ) جمعہ کی رات نورانی رات ہو جاتی ہے، اور اس کا دن روشن دن ہو جاتا ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

۱۷۸۰ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے روایت

---

[۱] عرفہ کے دن عرفات میں سالانہ عید ہوتی ہے جس میں تمام دنیا کے مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ اور جمعہ کے دن ہفتہ واری عید ہوتی ہے جس میں شہر کے تمام لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اس طرح اس آیت کے اترنے کے دن ہم دو خوشیاں منایا کرتے ہیں۔

[۲] کہ ہم رمضان میں روزے رکھ کر اور تراویح پڑھ کر دل کو خوب جلا دیں اور روشن کر لیں، اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے مستحق بن جائیں۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْیَوْمُ الْمَوْعُوْدُ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ وَالْیَوْمُ الْمَشْهُوْدُ یَوْمُ عَرَفَۃَ وَالشَّاهِدُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ وَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰی یَوْمٍ اَفْضَلَ مِنْهُ فِیْهِ سَاعَۃٌ لَا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ یَدْعُو اللّٰہَ بِخَیْرٍ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰہُ لَهٗ وَلَا یَسْتَعِیْذُ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا اَعَاذَهٗ مِنْهُ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ)

ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (سورۂ بروج کی تفسیر میں) ارشاد فرمایا کہ الیوم الموعود (وہ دن جس کا وعدہ ہے) سے مراد قیامت کا دن ہے اور الیوم المشہود (وہ دن جس دن میں لوگ تمام دنیا سے عرفات میں حاضر ہوتے ہیں) سے مراد عرفہ کا دن ہے، اور شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے (کہ لوگ تو اپنی اپنی جگہ رہتے ہیں، اور جمعہ اُن پر حاضر ہوتا ہے) اور سب دنوں سے افضل دن جمعہ کا دن ہے، جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے کہ جو بندۂ مومن اللہ تعالیٰ سے اس وقت دُعاءِ خیر کرتا ہے تو اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں، اور جس شر سے بچانے کی دُعاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس شر سے بچائے رکھتے ہیں، اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

١٢٨١ وَعَنْ اَبِیْ لُبَابَۃَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰہِ وَهُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ فِیْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰہُ فِیْهِ اٰدَمَ وَاَهْبَطَ اللّٰہُ فِیْهِ اٰدَمَ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْهِ تَوَفَّی اللّٰہُ اٰدَمَ وَفِیْهِ سَاعَۃٌ لَا یَسْاَلُ الْعَبْدُ فِیْهَا شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ مَا لَمْ یَسْاَلْ حَرَامًا وَفِیْهِ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ مَا مِنْ مَلَکٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا اَرْضٍ وَلَا رِیَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا هُوَ

حضرت ابو لبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کا دن سب دنوں کا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس سب دنوں سے زیادہ جمعہ کی عظمت ہے اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ کے نزدیک اس کی عظمت ہے، جمعہ میں پانچ عظیم الشان کام (کچھ ہوئے ہیں اور کچھ ہونے والے ہیں) اس لیے جمعہ کی سب دنوں سے زیادہ عظمت ہے، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی تکمیل جمعہ کے دن ہوئی (جمعہ کے دن ہی آپ کے جسم مبارک میں روح ڈالی گئی) آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن ہی زمین کی طرف اتارا گیا[1] اور جمعہ

---

[1] (جس سے آدم علیہ السلام کے خلیفۃ اللہ ہونے کی تکمیل ہوئی، پیغمبر آئے، کتابیں اتاری گئیں، یہ سب جنت سے اُترنے سے ہی ہوا۔ اس سے بھی جمعہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے

مُشْفِقٌ مِّنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

کے دن ہی حضرت آدم علیہ السلام کا انتقال ہوا اور جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے جو بندۂ مومن اللہ تعالیٰ سے اس وقت دعاء خیر کرتا ہے تو اس کی دعا اللہ تعالےٰ قبول فرما لیتے ہیں، ہاں اس گھڑی میں اگر بندہ کوئی حرام اور ناجائز کام کی دعا کرے تو وہ دعا قبول نہیں ہوگی ۔[۲] قیامت (کے نفخہ ثانی کی طرح نفخ اول بھی) جمعہ کے دن ہوگا، اسی وجہ سے جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو (انسان کے سواء) مقرب فرشتے آسمان و زمین ہوائیں، پہاڑ، دریا سب ڈر سے اور سہمے ہوئے رہتے ہیں[۳] اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

وَرَوَى أَحْمَدُ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْبِرْنَا عَنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ مَاذَا فِيْهِ مِنْ خَيْرٍ قَالَ فِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ وَسَاقَ إِلَى آخِرِ الْحَدِيْثِ ۔

اور امام احمد کی روایت میں سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح مذکور ہے کہ ایک انصاری صحابی حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے عرض کی کہ حضور جمعہ میں کیا کیا خیر و برکات ہیں، ان کو بیان فرمائیے؟ آپ نے اس انصاری کو وہی پانچ باتیں بتلائیں جن کا صدر میں ذکر ہوا ہے ۔

۱۷۸۲/۹ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَّا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ يَّسْأَلُ اللهَ فِيْهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کسی مسلمان کو وہ مل جائے اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے کوئی بھلائی کی دعا کرے تو اللہ تعالےٰ اس کی دعا قبول کرکے وہ بھلائی اس کو عطا فرماتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر

---

[۱] جس سے حضرت آدم علیہ السلام پریشانیوں کے گھر سے نکل کر امن و عافیت کے گھر میں پہونچے، اس سے بھی جمعہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔

[۲] اس میں بندہ کا ہی فائدہ ہے۔ وہ اپنی بے سمجھی سے ناجائز امور کا سوال کر رہا تھا اس لیے اس کی دعا قبول نہیں کی جائے گی۔ اور اس کو اسی دعا کے شر سے بچایا جائے گا۔

[۳] کہ شاید اسی جمعہ کو قیامت قائم ہوجائے، اور ہم تباہ ہوجائیں۔ نفخ اوّل کا یہ عظیم الشان کام بھی جمعہ کے دن ہوگا۔

وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيْفَةٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔

کی ہے اور مسلم میں اتنا اور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبولیت کی وہ ساعت بہت تھوڑی ہے، اور بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ضرور ایک ساعت ایسی ہے اگر ٹھیک اس ساعت میں کوئی مسلمان دعا میں مشغول ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی وہ دعا (اس ساعت کی برکت سے) ضرور قبول فرماتے ہیں۔

۱۲۸۳/۸ وَعَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلٰى أَنْ تُقْضَى الصَّلٰوةُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کو یہ فرماتے سنا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ جمعہ کی وہ ساعت جس میں دعا قبول ہوتی ہے امام کے (پہلے خطبہ کے لیے) منبر پر بیٹھنے کے وقت سے لے کر فرض جمعہ کے ختم ہونے کے درمیان میں کسی وقت آجاتی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جمعہ کی وہ ساعت جس میں دعا مقبول ہوتی ہے وہ امام کے خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھنے کے وقت سے لے کر فرض جمعہ کے ختم تک رہتی ہے حالانکہ خطیب کے خطبہ بیان کرنے کے وقت انصات یعنی چپ رہنے کا حکم ہے اور نماز میں تو بات کر ہی نہیں سکتے پھر دعا کا کیا موقع ملے گا۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے علامہ بلقینی رحمۃ اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دعا کے لیے زبان سے تلفظ شرط نہیں ہے صرف دل میں دعا کا خیال رکھنا کافی ہے۔ ایسا خیال رکھنے سے بھی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ (مرقات ۱۲)

۱۲۸۴/۹ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ إِلَى الطُّوْرِ فَلَقِيْتُ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَهُ فَحَدَّثَنِيْ عَنِ التَّوْرَاةِ وَحَدَّثْتُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثْتُهُ أَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے طور جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں کعب احبار سے ملاقات ہوئی، میں ان کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگا (چونکہ وہ اس زمانہ میں یہودی تھے) اپنی تورات کے کچھ مضامین

اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ یَوْمٍ
طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ
فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ اُھْبِطَ
وَفِیْہِ تِیْبَ عَلَیْہِ وَفِیْہِ مَاتَ
وَفِیْہِ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ وَمَا
مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا وَھِیَ مُصِیْخَۃٌ
یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِنْ حِیْنَ تُصْبِحُ
حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِّنَ
السَّاعَۃِ اِلَّا الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ
وَفِیْہِ سَاعَۃٌ لَّا یُصَادِفُھَا عَبْدٌ
مُّسْلِمٌ وَھُوَ یُصَلِّیْ یَسْاَلُ اللہَ
شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ قَالَ
کَعْبٌ ذٰلِکَ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ یَوْمٌ
فَقُلْتُ بَلْ فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ فَقَرَاَ
کَعْبٌ التَّوْرٰاۃَ فَقَالَ صَدَقَ
رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ لَقِیْتُ
عَبْدَ اللہِ بْنَ سَلَامٍ فَحَدَّثْتُہٗ
بِمَجْلِسِیْ مَعَ کَعْبِ الْاَحْبَارِ وَ
مَا حَدَّثْتُہٗ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ
فَقُلْتُ لَہٗ قَالَ کَعْبٌ ذٰلِکَ
فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ یَوْمٌ قَالَ عَبْدُ اللہِ
ابْنُ سَلَامٍ کَذَبَ کَعْبٌ
فَقُلْتُ لَہٗ ثُمَّ قَرَاَ کَعْبٌ
التَّوْرٰاۃَ فَقَالَ بَلْ ھِیَ فِیْ

سُنانے لگے، میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث سنا رہا تھا، منجملہ ان احادیث کے جو میں ان کو سنا رہا تھا۔ ایک حدیث یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، یوں تو ہر دن آفتاب نکلتا ہے، اور جمعہ کے دن بھی آفتاب نکلتا ہے، مگر جمعہ کے دن آفتاب نکلنے سے جمعہ کا جو ظہور ہوتا ہے۔ اس دن جو خیر و برکات ظاہر ہوتی ہیں، ایسے کسی دن میں ظاہر نہیں ہوتیں، اس لیے جمعہ کا دن سب دنوں میں افضل ہے، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی دن پیدا کئے گئے اور اسی دن (جنت) سے زمین پر اتارے گئے، اور اسی دن اُن کا قصور معاف ہوا، اور اسی دن انہوں نے وفات پائی، اسی دن قیامت قائم ہوگی[1] اس لیے جن و انس کے سوا کوئی جانور ایسا نہیں جو جمعہ کے دن صبح صادق سے طلوع آفتاب تک قیامت قائم ہونے کے خوف سے صور پھونکے جانے کی آواز کی طرف کان نہ لگائے رکھتا ہو، جمعہ کے دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان نماز پڑھ رہا ہو اور اتفاق سے وہ ساعتِ نماز میں آگئی (اور اس کے دل میں دعا کا مضمون حاضر تھا) تو اللہ تعالیٰ اس گھڑی کی برکت سے اس کی دُعا قبول فرما کر جو بھلائی وہ مانگ رہا تھا۔ اس کو عطا فرماتے ہیں (یہ سُن کر) کعب احبار نے فرمایا کہ ہمارے پاس بھی اس کا دخل ہے) یہ ساعت تو ہر جمعہ میں آتی ہے (یہ سن کر) کعب نے تورات کی تلاوت کی اور کہا کہ رسول اللہ

[1] اور پہلی بار صور پھونکا جائے گا جس سے سارا عالم فنا ہو جائے گا جن و انس کے سوا ہر جاندار کو اس کی خبر ہے کہ کہ جب کبھی قیامت آئے گی تو جمعہ کے دن صبح صادق سے طلوع آفتاب کے درمیان ہی آئیگی)

كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ صَدَقَ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَدْ عَلِمْتُ اَيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِهَا وَلَا تَضِنَّ عَلَيَّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ هِيَ اٰخِرُ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُوْنُ اٰخِرُ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ فَهُوَ فِيْ صَلٰوةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ فَهُوَ ذٰلِكَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوٰى اَحْمَدُ اِلٰى قَوْلِهٖ صَدَقَ كَعْبٌ ۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا کہ ہر جمعہ کو وہ مقبول ساعت آتی ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میری ملاقات عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ہوئی تو میری اور کعب احبار کے جمعہ کی مقبول ساعت کے متعلق جو گفتگو ہوئی تھی اس کو میں نے عبداللہ بن سلام کے سامنے دھرایا کہ کعب کہہ رہے تھے کہ یہ مقبول ساعت ہر سال ایک دن میں آتی ہے۔ یہ سن کر عبداللہ بن سلام نے کہا کعب کو یاد نہ رہا ہوگا وہ غلط کہتے ہیں، پھر میں نے عبداللہ بن سلام سے کہا کہ کعب توراۃ پڑھنے لگے ان کو اپنی غلطی کا علم ہوگیا اس لیے پھر کعب نے سچ کہا ہے وہ مقبول ساعت ہر جمعہ میں آتی ہے، عبداللہ بن سلام نے یہ سن کر کہا اب کعب نے سچ کہا، پھر عبداللہ بن سلام نے کہا کہ میں اس ساعت کو جانتا ہوں کہ وہ جمعہ کے دن کس وقت آتی ہے، تو ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن سلام سے کہا کہ مجھے وہ ساعت بتا دیجئے اور مجھ سے اس ساعت کو نہ چھپائیے تو عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ وہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا، وہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت کیسے ہوسکتی ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مسلمان بندہ نماز پڑھتے ہوئے اس ساعت کو پالے حالانکہ (عصر کے بعد) جمعہ کی آخری ساعت میں کوئی نماز نہیں پڑھی جاتی ہے، یہ سن کر عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو تو سمجھا جائے

گا کہ وہ نماز ہی میں ہے، میں نے کہا، ہاں بے شک میں نے سُنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ایسا ہی فرماتے ہیں! تو عبد اللہ بن سلام نے کہا بس اب سمجھ لو کہ نماز پڑھتے ہوئے وہ ساعت پانے سے مطلب یہ ہے کہ جو بندۂ مومن نماز کے انتظار میں ہو تو وہ نماز میں ہی سمجھا جاتا ہے، ایسے نماز کے انتظار کی حالت میں اس کو وہ ساعت ملی تو سمجھا جائے گا کہ نماز میں ہی اس کو وہ ساعت ملی اس وقت وہ جو دُعا کرے قبول ہوتی ہے۔) اس حدیث کی روایت امام مالک، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے کی ہے، اور امام احمد نے بھی اس کے قریب قریب روایت کی ہے۔

۱۷۸۵ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلْتَمِسُوا السَّاعَۃَ الَّتِیْ تُرْجٰی فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلٰی غَیْبُوْبَۃِ الشَّمْسِ ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا! وہ ساعت جس میں دُعا مقبول ہوتی ہے۔ جمعہ کے دن عصر کے بعد سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک کسی وقت آتی ہے اس لیے اس مقبول ساعت کو اس وقت میں تلاش کرو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱۷۸۶ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَیِّ شَیْءٍ سُمِّیَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ قَالَ لِاَنَّ فِیْھَا طُبِعَتْ طِیْنَۃُ اَبِیْكَ اٰدَمَ فِیْھَا الصَّعْقَۃُ وَالْبَعْثَۃُ وَفِیْھَا الْبَطْشَۃُ وَفِیْ اٰخِرِ ثَلَاثِ سَاعَاتٍ مِّنْھَا سَاعَۃٌ مَّنْ دَعَا اللّٰہَ فِیْھَا اُسْتُجِیْبَ لَہٗ ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا گیا کہ حضور جمعہ کے دن کو جمعہ کیوں کہتے ہیں؟ کونسی چیزیں اس بابِ جمع کی گئی ہیں جس کی وجہ سے اس کو جمعہ کہتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! سنو! (اس دن میں بہت سے اہم اور عظیم الشان اُمور جمع ہوتے ہیں) جمعہ میں ایک بات تو یہ ہوئی کہ آدم علیہ السّلام کو بنانے کے لیے مٹی کو خمیر کیا گیا، جمعہ کے دن ہی پہلا صور پھونکا جائے گا (جس سے تمام عالم فنا ہو جائے

گا) اور جمعہ کے دن ہی (دوسرا صور پھونکا جائے گا جس سے) تمام عالم پھر زندہ ہو جائے گا، جمعہ کے دن ہی میدان قیامت (میں وہ ہنگامہ) قائم ہوگا (جس کی دہشت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے) جمعہ کے دن کے آخری حصہ میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس گھڑی میں جو کوئی دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتے ہیں[1] اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۱۷۸۷ وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم جن دنوں کو افضل سمجھتے ہو، منجملہ ان کے جمعہ کا دن بھی ایک افضل دن ہے، جمعہ کے دن ہی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنانے کے لیے مٹی کو خمیر کیا گیا، اور جمعہ کے دن ہی آپ کی وفات ہوئی اور جمعہ کے دن ہی دوسرا صور پھونکا جائے گا۔ (جس سے تمام عالم پھر زندہ ہوگا) اور جمعہ کے دن ہی پہلا صور پھونکا جائے گا۔ (جس سے تمام عالم فنا ہوگا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا کہ (جب تم سن چکے کہ) جمعہ افضل دنوں میں سے ہے تو اس دن (افضل عبادات یعنی) مجھ پر درود کی کثرت کیا کرو کیونکہ جمعہ کے دن درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے[2] جمعہ کے دن ایک خاص کشف کی کیفیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر ہوتی ہے جس کی وجہ سے درود پڑھنے والے کے درود کو حضور بلا واسطہ خود سماعت

سلہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن عصر سے مغرب تک کے درمیان مقبول ساعت آتی ہے اس لیے عصر سے مغرب تک کے وقت کو اور دنیوی امور میں ضائع نہ کریں بلکہ عبادت اور دعا میں مشغول رہیں۔

ملہ (چونکہ جمعہ افضل ایام میں سے ہے تو اس دن میں افضل ایام حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں درود پڑھنا نہایت مناسب ہے، جمعہ کے دن درود شریف کثرت سے پڑھنے کے لیے اس لیے ارشاد ہو رہا ہے کہ اور دنوں میں فرشتوں کے ذریعہ سے حضور کی خدمت میں درود پیش کیا جاتا ہے۔

الدَّعَوَاتِ الْکَبِیْرِ ۔

فرماتے ہیں صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے درود آپ پر کس طرح پیش کئے جائیں گے! (اور آپ کو کیا کشف ہوگا) جب کہ حضور کا جسم مبارک (بعد وصال کے) محفوظ نہ رہے گا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل نے انبیاء کے جسم زمین پر حرام کر دئیے ہیں (کہ مٹی انبیاء کے جسم کو نہیں کھاتی، بلکہ جسم صحیح وسالم رہتے ہیں[۱]۔) اس حدیث کی روایت ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت دعوات کبیر میں کی ہے۔

۱۲۸۸ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ یَشْھَدُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، اس وجہ سے کہ جمعہ کا دن[۲] مشہود بھی ہے، اس لیے کہ جمعہ کے دن رحمت کے

---

[۱] ایسا ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسم مبارک بھی زمین پر حرام کر دیا گیا ہے، اور آپ کے جسم کی کوئی نظیر عالم برزخ میں نہ ہونے سے اسی جسم مطہر میں روح اقدس واپس کر دی گئی ہے، آپ قبر شریف میں زندہ تشریف فرما ہیں، اور کشف جسم مطہر پر ہی ہوتا ہے، اس لیے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا جمعہ کے دن اپنے اُمتی کے درود کو فرشتہ کے واسطے کے بغیر سُن لینا کوئی تعجب کی بات نہیں، جب کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے بھی ایسا واقعہ ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے ایران کے میدان جنگ میں حضرت ساریہ سپہ سالار کو دیکھا اور ان کو صحیح جنگ کرنے کا اعلان کیا اس اعلان کو حضرت ساریہ نے بھی سینکڑوں میل کے فاصلہ سے سُن لیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو جب سینکڑوں میل دُور سے کشف ہوا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر بدرجہ اولیٰ اُمتی کے درود کا خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ سے بھی ہو کشف ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں بلکہ امر یقینی ہے۔

[۲] بہت متبرک دن ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ شاہد ہے، اس لیے کہ لوگ تو اپنی اپنی جگہ رہتے ہیں، جمعہ ان لوگوں کے پاس ان کو فیض پہنچاتے خود حاضر ہوتا ہے، ایسا ہی جمعہ مشہود بھی ہے۔

مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

فرشتے کثرت سے آتے ہیں، اور رحمت پھیلاتے ہیں[1] جمعہ کے دن مجھے ایسا کشف ہو جاتا ہے کہ بغیر فرشتوں کے واسطوں کے تمہارا درود کشف کے ذریعہ سے مجھ پر ظاہر ہو جاتا ہے[2] ابو درداء کہتے ہیں، میں نے عرض کیا حضور یہ کشف ہونا آپ کی زندگی تک ہی ہے یا آپ کے وصال کے بعد بھی ایسا ہی آپ کو جمعہ کے دن درود پڑھے جانے کا کشف ہوتا رہے گا۔ یہ سُن کر حضور نے ارشاد فرمایا سنو، ابو درداء اللہ تعالےٰ نے پیغمبروں کے جسم زمین پر حرام کر دیے ہیں کہ پیغمبروں کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی ہے، وہ اپنے جسموں کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ موجود ہیں[3]، وہاں رزق بھی دیا جاتا ہے[4] اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱۷۸۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مرتا ہے تو اللہ تعالےٰ ہر ایسے مسلمان کو قبر کے عذاب اور سوال سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

---

[1] کسی دن میں ایسی رحمت نازل نہیں ہوتی ہے جیسی جمعہ کے دن نازل ہوتی ہے، صلوٰۃ یعنے درود بھی رحمت ہی ہے اس لیے کثرت سے بھیجا کرو۔ تو تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جمعہ کے دن درود بھیجتے ہیں اور دوسرے دنوں میں درود بھیجنے میں بڑا فرق ہے، اور دنوں میں تم جو درود بھیجتے ہو وہ درود فرشتے میرے پاس لا کر پیش کرتے ہیں۔

[2] میں تمہارے درود کو خود سنتا ہوں اور یہ کشف تمہارا درود پڑھنا ختم ہونے تک باقی رہتا ہے گو کتنی ہی دیر ہو اور کتنی ہی دُور سے پڑھا جائے، یہ بات اور دنوں میں حاصل نہیں ہوتی ہے اس لیے تم کو تاکید سے کہتا ہوں کہ جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو۔ [3] ایسا ہی میں اپنی قبر میں اپنے جسم کے ساتھ زندہ رہوں گا ابو درداء تم سمجھتے ہوں گے کہ صرف روحانی زندگی ہو گی، نہیں نہیں، بلکہ روح جسم کے ساتھ ایسی موجود رہے گی جیسے دنیا میں ہے،

[4] اس لیے میں قبر میں زندہ رہوں گا، اور مجھے کشف بھی ہوتا رہے گا۔ اور میں امتوں کے درود کو خود سنوں گا اس خصوص کی وجہ سے کہتا ہوں کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔

بَابُ وُجُوْبِهَا

باب، نماز جمعہ کا فرض عین ہونا ثابت ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن، تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو، اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے (الجمعہ، ۹/۶۲)

ف یعنی جمعہ کی پہلی اذان، خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں نماز جمعہ کی صرف ایک اذان ہوتی تھی، بوقت خطبہ عہد صدیقی وفاروقی میں یہ ہی رہی، زمانہ عثمانی میں ایک اور اذان بڑھائی گئی، یعنی اذان اوّل۔ صحیح یہ ہے کہ اس پہلی اذان سے تجارت وغیرہ حرام اور تیاری جمعہ واجب ہو جاتی ہے۔

ف ۲: جمعہ کے دن کا نام عربی میں عروبہ تھا، کعب بن لوی نے اس کا نام جمعہ رکھا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بارہویں ربیع الاول دوشنبہ کے دن مدینہ منورہ پہنچے مکۃ المکرمہ سے ہجرت کرکے، جمعرات تک قباء میں قیام فرمایا، جمعہ کے دن شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں بنی سالم بن عوف کی وادی میں نماز جمعہ کا وقت ہو گیا اور وہاں پر ہی آپ نے نماز جمعہ ادا فرمائی۔

ف ۳: یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے مسجد میں آجانا چاہیئے۔ اور خطبہ سننا چاہیئے۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے اذان کے ساتھ ہی نماز کا ذکر فرمایا ہے، خطبہ نہ سننا سخت محرومی ہے۔

۱۲۷۹ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلٰى أَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَّدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہم کو خوب یاد ہے کہ اسی منبر شریف پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے اور ہم سن رہے تھے کہ لوگ جمعہ کی نماز چھوڑنے سے باز آجائیں (اور پابندی سے جمعہ پڑھا کریں) ورنہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ جمعہ کی نماز ترک کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیں گے (جس سے ان کو عبادت کی توفیق نہیں ہوگی)[1] پھر یہ بھی غافلین کے گروہ

[1] دراصل مہر تو کافروں کے دل پر لگائی جاتی ہے۔ جمعہ چھوڑنے والوں کے لیے بھی کافروں کا سا برتاؤ کیا جائے گا کہ ان کے دلوں پر بھی مہر لگائی جائیگی، جس سے ان کے دلوں پر بھی زنگ آئے گا کہ

ہیں شمار کئے جائیں گے (اور کافروں کے جیسے اخلاق ان سے ظاہر ہوں گے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۷۹۱ وَعَنْ اَبِی الْجَعْدِ الضَّمِیْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِہٖ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَاہُ مَالِکٌ عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ سُلَیْمٍ وَاَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ۔

حضرت ابو الجعد ضمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (بغیر عذر کے) محض سستی اور غفلت کی وجہ سے تین نماز جمعہ (متواتر) ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں[۱]، اس حدیث کی روایت ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور امام مالک نے اس کی روایت صفوان بن سلیم سے کی ہے، اور امام احمد نے بھی اس کی روایت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے کی ہے۔

۱۷۹۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ مِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَۃٍ کُتِبَ مُنَافِقًا فِیْ کِتٰبٍ لَا یُمْحٰی وَلَا یُبَدَّلُ وَفِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ ثَلٰثًا۔

(رَوَاہُ الشَّافِعِیُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بغیر کسی ناگزیر ضرورت کے جمعہ کی نماز ترک کر دیتا ہے، وہ منافق لکھ دیا جاتا ہے، ایسی کتاب میں جو تغیر و تبدل سے محفوظ ہے[۲] ایک روایت تو ایسی ہے، اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ جو بغیر کسی ناگزیر ضرورت کے تین جمعہ چھوڑ دے تو اس کا نام منافقوں میں لکھ دیا جاتا ہے، یہ دونوں روایتیں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کی ہیں۔

۱۷۹۳ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت

---

[۱] (جس سے اللہ تعالیٰ کا فیض اس کے دل سے رک جاتا ہے اور جہل، غفلت اور نفاق سے اس کا دل بھر جاتا ہے اور ایمان کا نور اس کے دل سے جاتا رہتا ہے۔

[۲] (یعنی اس کے نفاق کا حکم ہمیشہ رہے گا۔ ہاں! اگر توبہ کرے یا ارحم الراحمین محض اپنی عنایت سے معاف فرما دیں تو یہ دوسری بات ہے)

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحْرِقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جمعہ میں شریک نہ ہونے والے لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا تھا کہ میرا پختہ ارادہ ہوا تھا کہ کسی شخص کو نماز جمعہ پڑھانے پر مامور کر کے خود نماز جمعہ سے غیر حاضر رہنے والے لوگوں کو مکانوں سمیت جلا ڈالوں[1]۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف اس حدیث شریف میں نماز جمعہ میں شریک نہ ہونے والے لوگوں کے متعلق ارشاد ہے کہ کسی شخص کو نماز جمعہ پڑھانے پر مامور کر کے خود جا کر نماز جمعہ سے غیر حاضر رہتے والے لوگوں کو مکانوں سمیت جلا ڈالوں یہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ فرض جمعہ کو ترک کر کے گھروں کے جلانے میں مشغولیت کیسے اختیار کی جائیگی۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ کسی کو قائم مقام بنا کر جانے میں جانے والے سے فرض جمعہ ترک نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ وہ دوسری جگہ جمعہ ادا کر سکتا ہے۔ اور دوسری جگہ جمعہ ادا کرنا اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ شہر میں متعدد جگہ جمعہ ادا ہو رہا ہو، اور جمعہ کا شہر میں متعدد جگہوں پر جائز ہونا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا راجح قول ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ کا قول بھی اسی طرح ہے، اور اسی قول راجح یعنی ایک شہر میں کئی مقامات پر جمعہ کے قائم کرنے پر فتویٰ ہے۔ علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ نے امام سرخسی رحمۃ اللہ کا یہ قول لکھا ہے کہ مذہب حنفی میں فتویٰ اسی پر ہے کہ جمعہ شہر کی دو یا دو سے زائد مسجدوں میں جائز ہے۔ (مرقات۔ در مختار) ۱۲۔

۱۲۹۴ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِيْنَارٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِيْنَارٍ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بغیر کسی عذر کے (سستی اور کاہلی سے) نماز جمعہ ترک کرتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ ایک دینار یا نصف دینار خیرات کرے[2]، اس حدیث کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

---

[1] لیکن حضور رحمۃ للعالمین نے ایسا نہیں کیے۔ اس سے نماز جمعہ کی اہمیت تاکید اور فرضیت معلوم ہوتی ہے کہ جو نماز جمعہ کا تارک ہوگا وہ ایسے عذاب کا مستحق ہوگا)

[2] مال کا خرچ کرنا نفس پر بہت گراں ہوتا ہے، مال کے بچانے کے خیال سے، مال کے خرچ کا بار اس پر نہ پڑنے کے خوف سے بھی وہ جمعہ ترک کرنا چھوڑ دے گا، اس لیے نماز جمعہ ترک نہ کرنے کا ایک یہ بھی علاج بتایا گیا ہے)

تمہید

نماز جمعہ کے واجب ہونے کی شرطیں یہ ہیں ۔
(۱) مقیم ہونا، مسافر پر نماز جمعہ واجب نہیں (۲) تندرست ہونا، مریض پر نماز واجب نہیں ۔
(۳) آزاد یعنی غلام نہ ہونا، غلام پر نماز جمعہ واجب نہیں (۴) مرد ہونا، عورت پر نماز جمعہ واجب نہیں ۔
(۵) عاقل ہونا، دیوانہ پر جمعہ واجب نہیں (۶) بالغ ہونا، بچوں پر جمعہ واجب نہیں ۔
جمعہ واجب ہونے کے لیے یہ شرائط ہیں ۔ ان شرائط کے نہ پائے جانے کے باوجود اگر کوئی شخص نماز جمعہ پڑھ لے، مثلاً مسافر یا مریض جمعہ پڑھ لے تو ان کا جمعہ ادا ہو جائے گا ۔ اور فرض ظہر کی ادائی ان سے ساقط ہو جائے گی ۔
نماز جمعہ کے اداء یعنی صحیح ہونے کی شرطیں یہ ہیں ۔
(۱) مصر (وہ مقام جہاں کے لوگ جمع ہوں تو وہاں کی بڑی مسجد میں نہ سماویں) یا فناء مصر (حدود مصر کے بعد سے ایک فرسخ یعنی تین میل تک کا علاقہ فناء مصر کہلاتا ہے) یا شہر یا قصبہ، کھیڑے یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں ۔
(۲) ظہر کا وقت، وقت ظہر سے پہلے اور ظہر کا وقت نکل جانے کے بعد نماز جمعہ درست نہیں ۔
(۳) خطبہ بغیر خطبہ کے نماز جمعہ نہ ہوگی ۔
(۴) خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا۔ نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہیں ہوگی ۔
(۵) خطبے کا وقت ظہر کے اندر ہونا، وقت ظہر شروع ہونے سے پہلے خطبہ پڑھ لیا جائے تو نماز جمعہ نہ ہوگی ۔
(۶) جماعت یعنی امام کے سوا کم از کم تین آدمیوں کا شروع خطبہ سے پہلی رکعت کے پہلے سجدہ تک موجود ہونا، اگر سجدۂ اولیٰ سے پہلے ان تین آدمیوں میں سے ایک بھی چلا جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر پہلی رکعت کا سجدۂ اولیٰ کرنے کے بعد چلا جائے تو کوئی حرج نہیں ۔
(۷) ایسے مقام پر نماز جمعہ پڑھنا جہاں نماز جمعہ کے لیے آنے کی لوگوں کو عام اجازت ہو، اگر ایسے مقام میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں لوگوں کو آنے کی عام اجازت نہ ہو یا مسجد کے دروازے بند کر کے نماز جمعہ پڑھی جائے تو نماز جمعہ نہ ہوگی، جمعہ کے اداء یعنی صحیح ہونے کے یہ شرائط ہیں، ان شرائط کے نہ پائے جانے کے باوجود اگر کوئی شخص نماز جمعہ پڑھ لے، مثلاً جنگل میں پڑھے تو اس کی نماز جمعہ صحیح نہ ہوگی ۔ اور اس کو فرض ظہر پڑھنا ہوگا ۔ الحاصل جمعہ کے وجوب اور جمعہ کے ادا میں فرق یہ ہے کہ وجوب کے شرائط نہ پائے جانے کے باوجود اگر کوئی نماز جمعہ پڑھ لے تو نماز جمعہ ادا ہو جائے گی، اور ظہر کے فرض اس سے ساقط ہو جائیں گے ۔

اس کے برخلاف اگر کوئی شخص جمعہ کے اداء کے شرائط نہ پائے جانے کے باوجود جمعہ پڑھے تو نماز جمعہ راست نہ ہوگی، اور اس کو فرض ظہر پڑھنا ہوگا (رد المحتار، ہدایہ، شرح وقایہ ملتقی) جمعہ کے وجوب کے شرائط اور جمعہ کے اداء یعنی صحت کے شرائط تو آپ سن چکے مگر عام طور پر ایک غلطی ہو رہی ہے اس کا ازالہ بھی ضروری ہے، عموماً یہ سمجھا جا رہا ہے کہ جمعہ کے شرائط میں دارالاسلام کا ہونا بھی ضروری ہے دارالحرب میں جمعہ قائم کرنا صحیح نہیں ہے، اس بارے میں کوکب دری میں لکھا ہے معلوم نہیں کہ یہ شرط عوام نے کہاں سے نکالی ہے، فقہ میں اس کا کہیں تذکرہ نہیں ہے، دارالحرب ہو یا دارالامن، ان میں جمعہ قائم کرنا صحیح ہے، صحیح ہے، جمعہ ادا ہو جاتا ہے پھر ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں، شاید عوام کو اس سے دھوکا ہو رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظمہ میں جب کہ وہ دارالحرب تھا جمعہ نہیں ادا فرمایا، حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ مکرمہ میں جمعہ نہ پڑھنا دارالحرب ہونے کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس وجہ سے جمعہ نہیں پڑھا گیا کہ کفار جمعہ قائم کرنے ہی نہیں دیتے تھے، اس لیے دارالاسلام کی طرح دارالحرب اور دارالامن میں جمعہ قائم کرنا چاہیئے اور ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اس تمہید کو ذہن نشین رکھ کر ذیل کی احادیث کو پڑھیئے۔

١٢٩٥ وَعَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِىِّ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ عَلِىٌّ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ اِلَّا فِىْ مِصْرٍ جَامِعٍ رَوَاهُ ابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ مَوْقُوْفًا وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْبَيْهَقِىُّ وَاَبُوْ عُبَيْدٍ فِى الْغَرِيْبِ وَالْمَرْوَزِىُّ فِىْ كِتَابِ الْجُمُعَةِ مِثْلَهٗ مَوْقُوْفًا وَالْمَوْقُوْفُ فِىْ مِثْلِ هٰذَا كَالْمَرْفُوْعِ وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِىُّ اِنَّ اَبَا زَيْدٍ زَعَمَ فِى الْاَسْرَارِ اَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَسَنِ قَالَ رَوَاهُ مَرْفُوْعًا مُعَاذٌ وَسُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ثُمَّ قَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِىُّ فَاِنْ قُلْتَ قَالَ النَّوَوِىُّ حَدِيْثُ عَلِىٍّ ضَعِيْفٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى ضُعْفِهٖ وَهُوَ مَوْقُوْفٌ عَلَيْهِ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ مُنْقَطِعٍ قُلْتُ كَاَنَّهٗ لَمْ يَطَّلِعْ اِلَّا

حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ (جمعہ کے اداء کے شرائط میں سے یہ ہے کہ) نماز جمعہ مصر جامع میں ادا کی جائے[1] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ تکبیرات تشریق بھی مصر جامع میں ہی پڑھی جائیں۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ کی ہے، اور عبدالرزاق، بیہقی، اور ابوعبید نے بھی اس کی روایت کی ہے، اور مروزی نے اس کی روایت کتاب الجمعہ میں اسی طرح کی ہے اور علامہ عینی رحمۃ اللہ نے ابوزید رحمۃ اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام محمد بن الحسن رحمہا اللہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی روایت حضرت معاذ اور حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مرفوعاً کی ہے۔

---

[1] کہ اگر وہاں کے لوگ اس مقام کی بڑی مسجد میں جمع ہوں تو اس مسجد میں نہ سما سکیں، مصر سے کم از کم ایسا مقام مراد ہے اور اس سے زیادہ خواہ کتنا ہی بڑا مقام ہو وہ مصر ہی کہلائے گا۔

عَلَى الْاَثَرِ الَّذِيْ فِيْهِ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةٍ وَلَمْ يَطَّلِعْ عَلٰى طُرُقِ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ فَاِنَّهٗ سَنَدٌ صَحِيْحٌ۔

۱۷۹۶ وَعَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ وَلَا صَلٰوةَ فِطْرٍ وَلَا اَضْحٰى اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ اَوْ مَدِيْنَةٍ عَظِيْمَةٍ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ مَوْقُوْفًا وَصَحَّحَهٗ ابْنُ حَزْمٍ۔

حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ (نماز جمعہ کے اداء کے شرائط میں سے یہ ہے کہ) نماز جمعہ (کم سے کم) مصر جامع میں ادا کی جائے (زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں) بڑے سے بڑے شہر میں بھی جمعہ قائم ہوتا ہے۔ (اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ) "تکبیرات تشریق، نماز عید الفطر، اور نماز عید الاضحیٰ بھی (کم از کم) مصر جامع میں ادا کرنا چاہیئے۔ (ان کے لیے بھی زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں) ان نمازوں کو بڑے سے بڑے شہر میں بھی ادا کرنا چاہیئے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور ابن حزم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۷۹۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ اٰوَاهُ اللَّيْلُ اِلٰى اَهْلِهٖ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کوئی وہاں سے نماز جمعہ کے لیے مصر میں آئے تو وہ اطمینان کے ساتھ نماز جمعہ کے بعد اپنے مقام کو رات سے پہلے پہونچ سکے (جس کی مقدار ایک فرسخ یعنی تین میل ہے) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱۷۹۸ وَعَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ قُبَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قباء کے رہنے والوں میں سے ایک شخص اپنے والد سے جو (صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لہ (کہ جمعہ کے اداء کے شرائط میں سے یہ ہے کہ نماز جمعہ مصر میں ادا کی جائے، اگر کوئی جنگل یا کھیڑے میں جمعہ ادا کرے تو اس کا جمعہ صحیح نہیں ہوگا۔ اس کو ظہر پڑھنا پڑے گا۔ اب رہا فناءِ مصر تو فناءِ مصر میں (بھی مصر کی طرح) جمعہ صحیح ہوتا ہے (ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں، فناءِ مصر سے کیا مراد ہے۔ اس کو اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ وہ مقام جس کو فناءِ مصر کہتے ہیں، وہ مصر سے اتنے فاصلہ پر ہو کہ جس کی مقدار ایک فرسخ یعنی تین میل ہے۔

اَنْ تَشْهَدَ الْجُمُعَةَ مِنْ قُبَاءَ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

نے ارشاد فرمایا تھا کہ (وجوب کے طور پر نہیں بلکہ ثواب حاصل کرنے) ہم مسجد نبوی میں جمعہ ادا کرنے کے لیے قبا سے مدینہ منورہ آیا کریں۔[1] اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱۷۹۹ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا إِلَى اللهِ قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ أَنْ تُشْغَلُوْا وَصِلُوا الَّذِيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُرْزَقُوْا وَتُنْصَرُوْا وَتُجْبَرُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِي مَقَامِي هٰذَا فِي يَوْمِي هٰذَا فِي شَهْرِي هٰذَا مِنْ عَامِي هٰذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ تَرَكَهَا فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدِي وَلَهُ إِمَامٌ عَادِلٌ أَوْ جَائِرٌ اسْتِخْفَافًا بِهَا أَوْ جُحُوْدًا لَهَا فَلَا جَمَعَ اللهُ شَمْلَهُ وَلَا بَارَكَ لَهُ فِي أَمْرِهِ أَلَا وَلَا صَلٰوةَ لَهُ وَلَا زَكٰوةَ لَهُ وَلَا حَجَّ لَهُ وَلَا صَوْمَ لَهُ وَلَا بِرَّ لَهُ حَتّٰى يَتُوْبَ فَمَنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا، ارشاد فرمایا کہ لوگو! موت آنے سے پہلے توبہ کر لو ورنہ موت آنے کے بعد توبہ نہ کر سکو گے) اور دوسرے کاموں میں پھنس جانے سے پہلے نیک کاموں کے کرنے میں جلدی کرو تم اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کر لو، اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کے لیے (ایک تو) اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنا چاہیئے (اور دوسرے) علانیہ اور چھپا کر کثرت سے خیرات کیا کرو، کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور خیرات اللہ تعالیٰ سے تمہارے تعلق کو مضبوط کر دیں گے (جب اللہ تعالیٰ سے تمہارا تعلق قوی ہوگا تو تم کو رزق کے فکر کی ضرورت نہیں ہوگی) غیب سے تم کو رزق دیا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے۔ اور تمہاری تائید کی جائے گی۔ اور تمہاری شکستہ حالت کو درست کیا جائے گا اور نماز جمعہ میرے اسی مقام، میرے اسی دن، میرے اسی ماہ اور میرے اسی سال میں تم سب پر قیامت تک کے لیے فرض قرار دی گئی ہے۔ پس میری زندگی میں یا میرے بعد خلیفۂ وقت کے ہوتے ہوئے چاہے وہ عادل ہو یا ظالم کوئی نماز جمعہ کو حقیر سمجھ کر یا جمعہ کا منکر بن کر نماز

---

[1] (اس سے معلوم ہوا کہ فنائے مصر میں جمعہ قائم کرنا صحیح ہے، ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں، اگر کوئی فنائے مصر سے جمعہ ادا کرنے کے لیے مصر آنا چاہے تو یہ اس کے لیے واجب نہیں، بلکہ مستحب ہوگا۔

[2] یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ سے تمہارا تعلق جن امور سے مضبوط ہوتا ہے منجملہ ان کے ایک نماز جمعہ بھی ہے۔

فِی الشُّعَبِ وَالْبَزَّارُ وَرَوَی الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَہٗ۔

جمعہ ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی پریشان حالی کو دور نہ کرے اور اس کے کاموں میں برکت نہ دے گا سنو جب تک کہ وہ توبہ کر کے نماز جمعہ کا پابند نہ ہو جائے۔ اس وقت تک نہ تو اس کی نماز قبول ہو گی اور نہ اس کی زکوٰۃ ادا ہو گی، اور نہ اس کا حج مقبول ہو گا، اور نہ روزہ، اور نہ اس کی کوئی نیکی قبول ہو گی، پھر اگر وہ توبہ کر کے نماز جمعہ پابندی سے پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے (اور اس کی دوسری عبادات بھی قبول فرمائیں گے) اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت سنن میں کی ہے، اور بزار نے بھی اس کی روایت کی ہے اور طبرانی نے اس کی روایت اوسط میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز جمعہ کے ادائے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ نماز جمعہ کو سلطان قائم کرے یا سلطان کے اذن اور اجازت سے قائم ہو، عمدۃ الرعایہ میں میں لکھا ہے کہ فقہا کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ نماز جمعہ کے لیے سلطان کا ہونا یا سلطان کی اجازت کا ہونا الوہیت کے لیے ضروری نہیں ہے خواہ یہ شرط الوہیت کے واسطے ہو، یا ضروری ہو، اب یہ شرط باقی نہیں رہی۔ اس وجہ سے کہ ۹۲۵ھ ہجری میں خلیفہ وقت نے تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیے اذن عام دیدیا ہے کہ نماز ہر امام اور خطیب پڑھا سکتا ہے، اس لیے اب مزید کسی سلطان یا خلیفہ کی اجازت کی ضرورت ہی نہیں، اور درمختار میں لکھا ہے کہ جمیع الانہر نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ ۱۲

۱۸۰۶ وَعَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا عَلٰى اَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ اَوِ امْرَاَةٍ اَوْ صَبِيٍّ اَوْ مَرِيْضٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ کی فرضیت (قرآن وحدیث سے) ثابت ہے اور (نماز جمعہ) ہر مسلمان پر فرض ہے اور (نماز جمعہ کے اداء یعنے صحت کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ نماز جمعہ) جماعت سے پڑھی جائے ایک غلام جو کسی کے ملک میں دوسرے

ے اگر نماز جمعہ جماعت سے نہ پڑھی جائے تو نماز جمعہ صحیح نہ ہو گی، جماعت سے مراد امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں (بقیہ)

عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِیْ وَائِلٍ ۔

عورت، تیسرے بچہ۔ اس کے حکم میں مجنون بھی ہے کہ اس پر بھی جمعہ واجب نہیں۔ چوتھے (دایبا) بیمار (جس کو جامع مسجد تک آنے میں وقت ہو (اسی کے حکم میں مسافر بھی ہے کہ ان سب پر جمعہ واجب نہیں[2]۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور صاحب شرح السنہ نے مصابیح کے الفاظ سے بنو وائل کے ایک صاحب سے اس کی روایت کی ہے۔

۱۸۰۱ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا مَرِيْضٌ اَوْ مُسَافِرٌ اَوْ اِمْرَاَةٌ اَوْ صَبِيٌّ اَوْ مَمْلُوْكٌ فَمَنِ اسْتَغْنٰى بِلَهْوٍ اَوْ تِجَارَةٍ اِسْتَغْنَى اللّٰهُ عَنْهُ وَ اللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۔
۱۲

(رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اللہ پر اور قیامت کے آنے پر ایمان ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز فرض ہے ایک (دایبا) بیمار (جس کو جامع مسجد تک آنے میں دقت ہو اس پر جمعہ فرض نہیں) ایسا ہی مسافر پر، عورت پر یا بچہ پر یا ایسے غلام پر جو کسی کی ملک میں ہے، ان سب پر جمعہ فرض نہیں، جو شخص نماز جمعہ چھوڑ کر لہو و لعب میں مشغول ہو گیا ہو، یا تجارت میں لگا ہوا ہے تو اس کی یہ بے پروائی بتاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بے پروا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پروا ہو جاتے ہیں، نہ دنیا میں اس کی مدد فرمائیں گے اور نہ آخرت میں اس کو نجات دیں گے۔ نماز جمعہ چھوڑنے والو! تم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری پروا نہیں، وہ سب سے بے پروا ہے) سب اسی کے محتاج ہیں، سب اسی کی تعریف

(بقیہ حاشیہ صد) کا ہونا ضروری ہے، صدر میں ہر مسلمان پر جمعہ کا فرض ہونا جو کہا گیا ہے وہ عام حکم نہیں ہے اس سے کئی شخص مستثنیٰ ہیں۔

[1] اور اگر یہ جمعہ کے لیے مسجد میں آجائیں اور جمعہ پڑھ لیں تو ان کا جمعہ ادا ہو جائے گا، اور ان کو ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

[2] اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان پر نماز جمعہ فرض ہے۔ مگر یہ حکم عام نہیں ہے، چند لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

کرتے رہتے ہیں (اے بے نمازی! تیرے نماز نہ پڑھنے کا اللہ کی تعریف نہ کرنے کی اللہ کو کچھ پرواہ نہیں) اس حدیث کی روایت دار قطنی نے کی ہے)

بَابُ التَّنْظِيفِ وَالتَّبْكِيرِ

اس باب میں جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے غسل کرنا، اپنے پاس جو بہترین کپڑا ہے وہ پہننا اور خوشبو لگانا اور گھر سے جہاں تک ہو سکے، نماز جمعہ کے لیے جلد نکلنا مذکور ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
"اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو، اور خرید و فروخت چھوڑ دو"

ف: دوڑنے سے مراد بھاگنا نہیں ہے، بلکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ نماز کے لیے تیاری شروع کر دو اور ذکر اللہ سے جمہور کے نزدیک خطبہ مراد ہے۔

ف: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کی اذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے، اور دنیا کے تمام مشاغل جو ذکر الٰہی سے غفلت کا سبب بنتے ہوں اس میں داخل ہیں۔ اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم ہے۔

مسئلہ: اس آیت سے نماز جمعہ کی فرضیت، اور بیع وغیرہ مشاغل دنیویہ اور سعی یعنی اہتمام نماز کا وجوب ثابت ہوا اور خطبہ سننے کا ثبوت بھی ہے۔

۱۸۰۲ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ وَمَسَّ مِنْ طِيبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَتَخَطَّ أَعْنَاقَ النَّاسِ ثُمَّ صَلَّى مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ إِمَامُهُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ كَانَتْ

حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اور اس کے پاس جو کپڑے ہیں، اور ان میں سے جو اچھے کپڑے ہیں (اور جو شریعت میں ناجائز نہیں ہیں) وہ پہنے اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو اس کو لگایا، پھر نماز جمعہ کے لیے مسجد میں آیا، اور (مسجد میں) لوگوں

كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الَّتِيْ قَبْلَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَحْمَدَ لَا يُؤْذِيْ اَحَدًا فَاِنْ لَّمْ يَجِدِ الْاِمَامَ خَرَجَ صَلّٰى مَا بَدَا لَهٗ وَاِنْ وَجَدَ الْاِمَامَ قَدْ خَرَجَ جَلَسَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ حَتّٰى يَقْضِيَ الْاِمَامُ جُمُعَتَهٗ وَكَلَامَهٗ وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ خَلَا شَيْخِ اَحْمَدَ وَهُوَ ثِقَةٌ قَالَهٗ فِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ ۔

کی گردنوں پر سے پھلانگتے ہوئے نہیں گزرا (بلکہ جہاں جگہ ملی وہیں بیٹھ گیا) پھر جو نماز اس کو پڑھنا ہے پڑھی اور پھر جب امام خطبہ کے لیے اٹھا تو اس وقت سے نماز ختم کرنے تک خاموش رہا، تو ایسے شخص کے وہ سب گناہ جو گزشتہ جمعہ سے اس جمعہ تک ہوئے ہیں، وہ سب بخش دیئے جاتے ہیں، اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور امام طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ ابوداؤد اور امام طحاوی کی روایت میں مذکورۃ الصدر الفاظ تھے۔ اور امام احمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جب مسجد میں آیا تو کسی کو ایذا نہ دی (جہاں جگہ ملی وہیں بیٹھ گیا اور دیکھا کہ) امام ابھی خطبہ کے لیے نہیں نکلا ہے تو جو نماز اس کو پڑھنی ہے، پڑھ لی، اور اگر دیکھا کہ امام خطبہ دینے کے لیے نکل چکا ہے تو (بغیر کوئی نماز پڑھے [illegible] اپنی جگہ) بیٹھ گیا اور خطبہ سنتا رہا، (اگر اس کو ایسی جگہ ملی کہ وہاں اس کو امام کے خطبہ کی آواز نہیں پہونچ رہی ہے تو خاموش رہا (اس کا خاموش رہنا بھی خطبہ سننے کے حکم میں ہے) یہاں تک کہ امام نے خطبہ اور نماز ختم کر لی، اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

۱۸۰۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِلَغْوٍ فَذٰلِكَ حَظُّهٗ مِنْهَا وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِدُعَاءٍ فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا اللّٰهَ اِنْ شَاءَ اَعْطَاهُ وَاِنْ شَاءَ مَنَعَهٗ وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِاِنْصَاتٍ وَسُكُوْتٍ وَلَمْ يَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُؤْذِ اَحَدًا فَهِيَ كَفَّارَةٌ اِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِيْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ کے لیے (مسجد میں) آنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں، ایک تو ایسا شخص ہے کہ (خطبہ ہو رہا ہے) لوگوں کی گردنوں پر سے پھلانگتا ہوا ایذا دیتا ہوا آ رہا ہے پھر بیٹھا بھی ہے تو کچھ باتیں کر رہا ہے یا اشارہ کر رہا ہے، ایسے شخص کو جمعہ سے کوئی حصہ نہیں، دوسرا شخص ایسا

تَلِيْهَا وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

ہے کہ لوگوں کی گردنوں پر سے پھلانگتے ہوئے نہیں آیا اور نہ کسی کو ایذا دی، مگر یہ سمجھ کر کہ دعا کی قبولیت کا وقت ہے (زبان سے) دعا کر رہا ہے۔ (دل میں دعا کا خیال رہنا کافی تھا یہ زبان سے دعا میں مشغول رہنے کی وجہ سے خطبہ برابر نہیں سن رہا ہے، اس وجہ سے اس کو بھی جمعہ کا کامل ثواب نہیں ملے گا، اب رہی دعا تو اللہ کو اس کا اختیار ہے کہ چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ تیسرا شخص وہ ہے کہ خطبہ سے پہلے حاضر ہو کر بغیر کسی کو ایذا دیئے ہوئے بیٹھا ہے۔ یا خطبہ کے وقت آیا تو کسی کو ایذا نہیں دی، جہاں جگہ ملی وہیں بیٹھ گیا، اور بہت توجہ سے خطبہ سن رہا ہے تو یہ شخص جمعہ کی غرض پوری کر رہا ہے اس کو یہ صلہ ملے گا کہ اس جمعہ سے لے کر گذشتہ جمعہ تک کے اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے، چونکہ اس کو اللہ کی رضامندی مقصود تھی اور کوئی غرض نہ تھی، اس لیے نیکیوں کے ثواب کا اللہ تعالیٰ کے پاس جو قاعدہ مقرر ہے کہ ایک نیکی کو دس گنا کر کے دیتے ہیں، اس لیے سات دن کے سوا اور تین دن کے بھی گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

۱۸۰۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَا صَلٰوةَ وَلَا كَلَامَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْإِمَامُ

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ (جمعہ کے دن جہاں تک ہو سکے جلد مسجد پہنچے) اگر کوئی ایسے وقت آیا کہ امام منبر پر بیٹھا ہے تو اس کو چاہیے کہ امام کے خطبہ سے فارغ ہونے تک (خاموش بیٹھا رہے) اور (دونوں خطبوں کے وقت) کوئی نماز نہ پڑھے اور نہ کوئی کلام کرے، اس کی روایت طبرانی نے کی ہے۔

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ جب امام خطبہ شروع کر دے تو حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دور، اور کوئی ایسا فعل کرنا جو خطبہ سننے میں مخل ہو، مکروہ تحریمی ہے، اور کھانا پینا، بات چیت کرنا، چلنا، پھرنا، سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا، سبحان اللہ یا اسی قسم کا کوئی اور وظیفہ پڑھنا، یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا، یا اگر کوئی باتیں کر رہا ہو تو اس کو خاموش رہو کہنا۔ یہ سب چیزیں جیسا کہ حالت نماز میں ممنوع ہیں، ویسا ہی شروع خطبہ سے لے کر دونوں خطبوں کے ختم ہونے تک ممنوع ہیں ۱۲۔

۱۸۰۵ وَعَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ الصَّلٰوةَ وَالْكَلَامَ بَعْدَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ۔

حضرت علی، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی گئی ہے کہ خطیب (جس مصلی پر بیٹھا ہے) خطبہ دینے کے لیے جب اپنے مصلی سے اٹھے تو اس وقت سے دونوں خطبوں کے ختم ہونے تک کسی نماز کے پڑھنے یا کلام کرنے کو یہ سب حضرات مکروہ (تحریمی) سمجھتے تھے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔ اور امام طحاوی نے بھی ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۸۰۶ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَكَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَهُوَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا وَالَّذِيْ يَقُوْلُ لَهٗ اَنْصِتْ لَيْسَ لَهٗ جُمُعَةٌ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص[1] ایسے وقت کہ جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہو، کوئی کلام کرے تو اس کی مثال اس گدھے کی طرح ہے جس پر مسائل کی کتابیں لدی ہوئی ہوں[2]، اور اگر کسی نے خطبہ کی حالت میں باتیں کرنے والے کو (زبان سے کہا) چپ رہو، کہنے والے کو جمعہ کا ثواب نہیں ملے گا۔ اس کی روایت امام احمد نے

---

[1] جس کو معلوم ہے کہ جمعہ کے دونوں خطبوں کے وقت کلام کرنا مکروہ تحریمی ہے باوجود اس کے پھر وہ باتیں کرے۔
[2] کہ اس گدھے کو ان کتابوں سے کوئی فائدہ نہیں، ایسا ہی اس شخص کو جو مسئلہ سے واقف ہونے کے باوجود پھر کلام کرے تو اس مسئلہ کے واقف ہونے سے اس کو کوئی فائدہ نہیں۔

کی ہے۔

۱۸۰۷ وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ اَجْرِ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت اوسؓ بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن بیوی سے جماع کر کے خود بھی غسل کیا، اور بیوی کو بھی غسل کرایا (اور سارے خطرات شہوت سے پاک دل لے کر) مسجد کی طرف چلا، اور بہت سویرے مسجد میں پہنچ گیا، تاکہ خطبہ ابتداء ہی سے اس کو مل سکے[له] مسجد کو پیدل جائے اور سوار نہ جائے اور امام سے قریب بیٹھے۔ (اول وقت جانے کی وجہ سے قریب جگہ مل گئی) اور خطبہ کو بہت دل لگا کر غور سے سنے اور کوئی ایسی حرکت نہ کرے کہ جس سے خطبہ کا ثواب ضائع جائے تو ایسے شخص کو اس کے ہر ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزے اور ایک سال کی شب بیداری کا ثواب ملے گا (یہ ہے خدا کی دین، وہ بڑے قدر داں ہیں، تھوڑی سی عبادت پر بہت بڑا ثواب دیتے ہیں) اس حدیث کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱۸۰۸ وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

حضرت عبید بن سباق تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ حدیث اس طرح پہنچی ہے کہ رسول اللہ

له شروع اسلام میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی مسجد میں جمع ہوتی تھیں، ایسے موقع پر کوئی شخص آنکھوں کو روک سکتا ہے مگر دل کا روکنا اس کے قابو سے باہر ہے نماز میں کھڑا ہے بے اختیار عورت کا خیال آرہا ہے جب اگر بیوی سے جماع کرلے تو شہوت کے وساوس اور خطرات دل سے سب نکل جاتے ہیں، اور یکسوئی دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی یکسوئی کے حاصل کرنے کے بارے میں ارشاد ہے کہ جمعہ کی تیاری میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیوی سے جماع کرلے تاکہ شہوت کے خیالات دل سے نکل جائیں، دل سب خطرات سے پاک ہو جائے

له عذر سے اگر سوار ہو کر جائے تو وہ اور بات ہے، بغیر عذر کے سواری میں چلنے سے غرور اور نخوت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے بھی دل کو پاک وصاف کرنے کے لیے ارشاد ہو رہا ہے کہ

سَلَّمَ فِیْ جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمَعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهٗ أَنْ يَّمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ ۔

رَوَاهُ مَالِكٌ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ وَهُوَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مُتَّصِلًا ۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک جمعہ میں ارشاد فرمایا، مسلمانو! جمعہ کا دن (بڑی) عظمت والا دن ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن کو مسلمانوں کے لیے عید بنایا ہے (عید کے دن تم غسل کیا کرتے ہو، جمعہ بھی عید کا دن ہے) جمعہ کے دن بھی غسل کیا کرو، اگر کسی کے پاس خوشبو موجود ہو تو اس کو چاہیئے کہ خوشبو لگالے اور تم اس دن ضرور مسواک کیا کرو (تاکہ اس سے منہ کی بو باقی نہ رہے، اور طہارت کامل ہو جائے) اس حدیث کی روایت امام مالک نے کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی عبید بن سباق کے واسطے سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے اور حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ہی سُنا ہے۔

۱۸۰۹/۸ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ يَّغْتَسِلُوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلْيَمَسَّ أَحَدُهُمْ مِّنْ طِيْبِ أَهْلِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَالْمَآءُ لَهٗ طِيْبٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ ۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کا غسل ثابت ہے یعنے ہر مسلمان کے لیے مشروع ہے (جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے غسل کرے یہ مستحب ہے) غیروں سے خوشبو مانگنے کی ضرورت نہیں، اپنے پاس یا اپنے گھر والوں کے پاس خوشبو ہو تو اس کو لگالے، اگر خوشبو نہ پائے تو اس کے لیے پانی ہی خوشبو ہے۔[لہ] اس حدیث کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

۱۸۱۰/۹ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اگرچہ غسل کرنا جمعہ کے

لہ (یعنی غسل کرنا ہی خوشبو کے برابر ہے کہ اس سے خوشبو کا مقصد ایک حد تک پورا ہو جائے گا کیونکہ پانی سے میل کچیل اور جسم کی بدبو اور پسینہ دور ہو جاتا ہے۔

اَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

دن مستحب تھا، کسی وجہ سے نہ کرسکا تو خیر) وضو ہی کرے اور وضو کو (گھر ہی سے) مستحبات اور سنن کی پابندی کے ساتھ کیا، پھر جمعہ کے لیے مسجد آیا اور امام کے نزدیک ہو کر بیٹھا ۔ غور سے اور خاموشی کے ساتھ خطبہ سنتا رہا تو اس کو یہ صلہ ملے گا کہ اس جمعہ سے لے کر گزشتہ جمعہ تک کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں (اس کے علاوہ اور تین دن کے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے) اور جو (خطبہ کی حالت میں بجائے دل لگا کر خطبہ سننے کے) کنکریاں الٹ پلٹ کرتا رہا تو اس نے لغو فعل کیا (اور اس لغو فعل کی وجہ سے اس کو خطبہ کا کامل ثواب نہیں ملے گا) اس کی روایت مسلم نے کی ہے ۔

۱۸۱۱/۱۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَآئِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِىْ يُهْدِىْ بُدْنَةً ثُمَّ كَالَّذِىْ يُهْدِىْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے (جامع) مسجد کے ہر دروازہ پر (صبح ہی سے) ٹھہرتے ہیں اور ترتیب وار ہر آنے والے کا نام لکھتے رہتے ہیں، جمعہ کے دن سویرے اوّل وقت جو لوگ مسجد میں آتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو وہ ثواب ملتا ہے جو ثواب مکہ معظمہ کی طرف قربانی کے لیے اونٹ بھیجنے والے کو ملتا ہے ۔ اس کے بعد جو لوگ مسجد میں آتے ہیں ان کو وہ ثواب ملتا ہے جو ثواب کہ مکہ معظمہ کی طرف قربانی کے لیے گائے بھیجنے والے کو ملتا ہے اور اس کے بعد جو لوگ مسجد میں آتے ہیں ان کو وہ ثواب ملتا ہے جو ثواب کہ مکہ معظمہ کی طرف قربانی کے لیے مینڈھا بھیجنے والے کو ملتا ہے اور اس کے بعد جو لوگ مسجد میں آتے ہیں ان کو وہ ثواب ملتا ہے جو ثواب کہ مکہ معظمہ میں خیرات کے لیے

مرغ بھیجنے والے کو ملتا ہے، اور اس کے بعد جو لوگ مسجد میں آتے ہیں، ان کو وہ ثواب ملتا ہے جو ثواب کہ مکہ معظمہ میں خیرات کے لیے انڈا بھیجنے والے کو ملتا ہے (اسی طرح یہ ثواب گھٹتا رہتا ہے)، یہاں تک کہ خطیب خطبۂ جمعہ کے لیے اُٹھتا ہے تو فرشتے اپنے دفتر کو لپیٹ لیتے ہیں[1] اور فرشتے خطبہ سننے کے لیے مسجد میں آجاتے ہیں (اور خطبہ سننے) میں لگ جاتے ہیں (بخاری اور مسلم)

۱۸۱۲ / ۱۱ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُقِيْمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يُخَالِفُ إِلَى مَقْعَدِهٖ فَيَقْعُدُ فِيْهِ وَلٰكِنْ يَقُوْلُ افْسَحُوْا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص جمعہ کے دن اپنے بھائی کو خود اس کی جگہ بیٹھنے کے لیے ہرگز اس کی جگہ سے نہ اٹھائے، بلکہ یہ کہے کہ ذرا ذرا ہٹ کر مجھے بھی جگہ دو۔ (مسلم)

۱۸۱۳ / ۱۲ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقِيْمَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهٖ وَيَجْلِسَ فِيْهِ قِيْلَ لِنَافِعٍ فِي الْجُمُعَةِ قَالَ فِي الْجُمُعَةِ وَغَيْرِهَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھنے سے منع فرمایا ہے، نافع سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ ممانعت صرف جمعہ کے لیے ہے؟ تو حضرت نافع جواب دیا، نہیں، یہ ممانعت جمعہ کے لیے بھی ہے اور جمعہ کے سوا دوسری نمازوں کے لیے بھی ہے[2]۔ (بخاری ومسلم)

۱۸۱۴ / ۱۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے

[1] یعنی امام خطبہ کے لیے اٹھنے کے بعد جو لوگ مسجد میں آتے ہیں ان کا نام فرشتے فہرستوں میں لکھنا بند کر دیتے ہیں۔

[2] ہاں اگر کوئی شخص ایثار کے طور پر خود اُٹھ کر دوسرے کو اپنی جگہ بٹھائے تو اس شخص کا بیٹھنا جائز ہے۔ رد المحتار میں ایسا ہی لکھا ہے، اور مرقات میں لکھا ہے کہ کسی کو اس کی مرضی کے خلاف جگہ سے اُٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھ جانا حرام اور ناجائز ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا عَلٰی اَحَدِکُمْ اِنْ وَجَدَ اَنْ یَّتَّخِذَ ثَوْبَیْنِ لِیَوْمِ الْجُمُعَۃِ سِوٰی ثَوْبَیْ مِھْنَتِہٖ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَاہُ مَالِكٌ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ۔

روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم میں سے کسی کو گنجائش ہے تو وہ اپنے روزانہ استعمال کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لیے ایک جوڑا (خاص) بنائے رکھے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور امام مالک نے اس کی روایت یحییٰ بن سعید سے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں جمعہ کے لیے ایک خاص جوڑا بنائے رکھنے کا جو حکم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی عزت کرے، اور مقدور کے موافق صاف وستھرے عمدہ کپڑے پہنے جیسے کوئی دربار میں جاتا ہے تو کس اہتمام اور شان سے جاتا ہے۔ غرض جمعہ کے دن کیلئے ایک خاص جوڑا بنائے رکھے اور جمعہ کے دن اس کو پہنا کرے۔ (مرقات) ۱۲۔

۱۸۱۵ ۱۴ وَعَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْضُرُوا الذِّکْرَ وَادْنُوْا مِنَ الْاِمَامِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا یَزَالُ یَتَبَاعَدُ حَتّٰی یُؤَخَّرَ فِی الْجَنَّۃِ وَاِنْ دَخَلَھَا۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (جمعہ کے دن مسجد میں اوّل وقت آیا کرو صف اوّل میں بیٹھا کرو) جہاں تک ہو سکے، امام سے قریب رہا کرو (تاکہ تم آسانی سے خطبہ سن سکو) بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ وسیع جگہ ملنے کے لیے امام سے دُور رہا کرتے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ جنت میں داخل تو ہوں گے مگر جنت نے جانے میں ان کو پیچھے رکھا جائے گا، ایسا ہی جنت کے مراتب و درجات کے دیتے میں بھی ان کو پیچھے ہی رکھا جائے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۱۸۱۶ ۱۵ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ لَاَنْ یُّصَلِّیَ اَحَدُکُمْ بِظَھْرِ الْحَرَّۃِ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّقْعُدَ حَتّٰی اِذَا قَامَ الْاِمَامُ جَاءَ یَتَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب امام کھڑا ہو، (جمعہ کا) جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو، ایسے وقت کوئی شخص آیا اور لوگوں کی گردنوں پر سے پھلانگتے ہوئے چلا، ایسا شخص گھر ہی میں بیٹھے رہتا تو اچھا

(رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا)

ہوتا، اس کے بجائے گرم پتھروں پر ہی نماز پڑھ لینا لوگوں کی گردنوں پر پھلانگتے ہوئے آگے جانے سے بہتر تھا۔ اس کی روایت امام مالک نے موطا میں کی ہے۔

۱۸۱۷/۱۶ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَتَخَطَّى النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْلِسْ فَقَدْ اٰذَيْتَ وَاٰنَيْتَ

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب جمعہ کے دن مسجد میں ایسے وقت آئے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، وہ صاحب لوگوں کی گردنوں پر سے پھلانگتے ہوئے آگے بڑھنے لگے (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: وہیں بیٹھ جاؤ، تم تو ایذاء دیتے ہوئے پھلانگ کر آرہے ہو۔ اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱۸۱۸/۱۷ وَعَنْ اَبِي الزَّاهِرِيَّةِ قَالَ كُنَّا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ

ابو الزاہریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن صحابی رسول عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے (وہ ہم کو احادیث سنا رہے تھے) ایک شخص لوگوں کی گردنوں پر سے پھلانگتے ہوئے ہمارے پاس آرہا تھا، اس کو دیکھ کر عبد اللہ

لہ کہ وہ خطبہ کے وقت گردنوں پر سے پھلانگنے کے ناجائز عمل کا مرتکب نہ ہوتا، جب وہ دیر سے آیا تھا تو پھلانگتے ہوئے آگے جانے کی بجائے اس کو چاہیئے تھا کہ گرم پتھروں پر ہی بیٹھتا اور وہیں نماز پڑھتا۔

لہ کیا جمعہ کے لیے آنے کا یہ وقت ہے؟ تم بہت دیر کرکے آئے ہو (خطبہ شروع ہونے کے بعد بغیر ایذاء دیئے کے بھی پھلانگ کر آنا ناجائز ہے۔

لہ یہ تو بہت ہی برا ہے، یوں بھی خطبہ شروع ہونے کے بعد کوئی عمل ہو، ناجائز ہے، پھلانگ کر آنا بھی عمل ہے، اس طرح سے بھی تم ناجائز کام کر رہے ہو، ہاں خطبہ شروع ہونے کے پہلے بغیر کسی کو ایذاء دیئے کہ اگلی صفوں میں خالی جگہ کو پُر کرنے کے لیے پھلانگتے ہوئے جانے میں مضائقہ نہیں، مگر اس کا اندازہ کرنا کہ پھلانگتے ہوئے جانا بغیر ایذاء دیئے کے ہے بہت مشکل ہے، اس لیے پھلانگ کر نہ جائیں بھی تو اچھا ہے۔)

جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطّٰى رِقَابَ
النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ
فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْلِسْ فَقَدْ
اٰذَيْتَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَ
النَّسَائِيُّ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ وَ
فِيْ رِوَايَةِ اَحْمَدَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ
قَالَ اِنَّ الَّذِيْ يَتَخَطّٰى رِقَابَ
النَّاسِ وَيُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ
بَعْدَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ كَالْجَارِّ
قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَفِيْ رِوَايَةٍ
لِّلطَّبْرَانِيِّ نَحْوَهُ وَفِيْهِ
رَاَيْتُكَ تَخَطّٰى رِقَابَ
النَّاسِ وَتُؤْذِيْهِمْ مَنْ
اٰذٰى مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِيْ
وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى
اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔

بن بسر نے فرمایا۔ ایک وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، ایک صاحب ایسا
ہی گردنوں پر سے پھلانگتے ہوئے آرہے تھے، ان کو
دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا[1]
نہیں جہاں جگہ ملی وہیں بیٹھ جاؤ، تمہارے پھلانگ
کر آنے سے لوگوں کو ایذا پہنچتی ہے۔ اس کی
روایت ابو داؤد ونسائی نے کی ہے، اور امام احمد
کی روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب امام اپنی
جگہ سے اٹھ کر جمعہ کا خطبہ دینے کے لیے جا رہا
ہو، اس وقت اگر کوئی شخص لوگوں کی گردنوں پر
سے پھلانگتا ہوا جائے اور (صف میں بیٹھے ہوئے)
دو شخصوں کو چیرتے ہوئے چلے، تو اس کو کچھ خبر ہے
کہ وہ کیسے عذاب کا مستحق ہو رہا ہے یاد رکھو کہ مکہ معظمہ
میں جس شخص نے بت پرستی کا آغاز کیا تھا، وہ دوزخ
میں اپنی آنتیں کھینچنے جیسی سزا پائے گا، ویسے
ہی یہ شخص بھی جو گردنوں پر سے پھلانگتے ہوئے
ایذاء دیتے ہوئے جاتا ہے۔ اس طرح کی سزا پائے
گا۔ اور طبرانی کی ایک روایت میں امام احمد کی صدر کی
روایت کی طرح مذکور ہے۔ مگر طبرانی کی روایت کے
الفاظ اس طرح ہیں کہ[2] سنو کہ جو مسلمانوں کو ایذا دیتا ہے
سمجھ لو کہ وہ مجھے ایذا دے رہا ہے، اور جو مجھے ایذا
دیتا ہے تو اس کو سمجھنا چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ایذا

---

[1] (مجلسوں میں بغیر ایذا دیئے کے پھلانگتے ہوئے اگر کوئی آئے تو یہ جائز ہے، اگر ایذا دیتے ہوئے پھلانگ کر آئے تو ناجائز ہے۔ ان صاحب کے پھلانگتے ہوئے آنے پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کا واقعہ یاد آیا)

[2] کہ خطبہ کی حالت میں تمہارا پھلانگتے ہوئے آنا ہی ناجائز ہے، پھر ایذاء دیتے ہوئے پھلانگ کر آنا اور بھی برا ہے۔

دے رہا ہے۔ اور جو اللہ کو ایذا دیتا ہے اس کا کیا انجام ہوگا تم کو معلوم ہے۔

۱۸۱۹/۱۸ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ شَهِدْتُّ مَعَ مُعَاوِيَةَ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَجَمَّعَ بِنَا فَنَظَرْتُ فَإِذَا جُلُّ مَنْ فِي الْمَسْجِدِ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُمْ مُحْتَبِيْنَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَحْتَبِيْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ ـــــ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَشُرَيْحٌ وَصَعْصَعَةُ بْنُ صُوْحَانَ وَسَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيِّبِ وَإِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِيُّ وَمَكْحُوْلٌ وَإِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَعْدٍ وَنُعَيْمُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ لَا بَأْسَ بِهَا۔

حضرت یعلی بن شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ساتھ بیت المقدس حاضر ہوا حضرت معاویہ نے ہم کو نماز جمعہ پڑھائی، میں نے دیکھا کہ مسجد میں جتنے لوگ ہیں، ان میں سب سے بڑی تعداد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہء کرام کی ہے، میں نے دیکھا کہ امام خطبہ دے رہے تھے اور وہاں جتنے صحابۂ کرام موجود تھے وہ سب احتباء کیے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور ابو داؤد نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن عمر، انس بن مالک شریح، صعصعہ ابن صوحان، سعید بن المسیب، ابراہیم نخعی، مکحول اسماعیل بن محمد بن سعد اور نعیم بن سلامہ یہ سب حضرات امام کے خطبہ دینے کی حالت میں احتباء کئے ہوئے بیٹھا کرتے تھے، اور ابو داؤد نے یہ بھی کہا ہے کہ جمعہ کے دن امام کے خطبہ دینے کے وقت احتباء کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اسی واسطہ عمدۃ الرعایہ میں جامع المضمرات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام کے خطبہ دینے کی حالت میں نمازیوں کے لیے کوئی خاص قسم کا بیٹھنا نہیں ہے چاہیں، تو احتباء کئے ہوئے بیٹھیں، چاہیں چوزانو بیٹھیں، یا جس حالت میں آسانی اور سہولت ہو اس حالت میں بیٹھیں، اب احتباء کے معنیٰ سنئے۔ احتباء یہ ہے کہ مصلی پر اس طرح بیٹھے کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور پیروں کے دونوں تلوے زمین پر جمے ہوئے ہوں، اور دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں کو گھیرے ہوئے ہو، یا کپڑا کمر سے لے کر گھٹنوں سمیت باندھے

اور زمین پر ٹیک کر بیٹھے۔

۱۸۲۰/۱۹ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ذٰلِكَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص جمعہ کے دن ہو اور اس کو نیند آئے اور اونگھنے لگے تو اسے چاہیے کہ اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ جگہ بدل دے[1] اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابُ الْخُطْبَةِ وَالصَّلٰوةِ

اس باب میں خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ کے احکام مذکور ہیں۔

ف: واضح رہے کہ نماز جمعہ کا خطبہ فرض ہے کہ خطبہ کے بغیر نماز جمعہ صحیح نہیں، اور خطبہ کے فرائض دو ہیں:

(۱) وقت یعنی خطبہ زوال کے بعد ہو، اگر زوال سے پہلے خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔
(۲) خطبہ نماز جمعہ سے پہلے ہو، اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

جمعہ کے خطبہ میں (۱۵) سنتیں ہیں۔

(۱) خطیب کا طہارت کی حالت میں خطبہ دینا، جنبی اور بے وضو شخص کا خطبہ دینا مکروہ ہے۔
(۲) خطیب جب خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھ جائے تو اس کے سامنے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر اذان دی جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ مسجد میں امام کے سامنے کھڑے ہو کر اذان دی جائے۔
(۳) پہلا خطبہ ختم کرنے کے بعد دوسرا خطبہ شروع کرنے سے پہلے خطیب تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار بیٹھے۔
(۴) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطیب کا کھڑا رہنا۔
(۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطیب کا رخ لوگوں کی طرف رہنا اور لوگوں کا رخ خطیب کی طرف رہنا۔
*(۶) خطبہ اولیٰ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا۔
(۷) خطبہ کو حمد و ثناء الٰہی سے شروع کرنا اور ایسے الفاظ سے حمد و ثنا کا بیان کرنا جو شان اور

---

[1] تاکہ حرکت سے نیند اچاٹ ہو جائے اور نیند کا غلبہ جاتا رہے۔ بخلاف اس کے کسی کو جمعہ کا خطبہ ہوتے وقت نیند آئے تو اٹھ کر جگہ نہیں بدلنا چاہیے۔ اس لیے کہ خطبہ سنتے وقت کوئی حرکت جائز نہیں ہے۔

عظمت الٰہی کے لائق ہو۔
۸۔ شہادت کے دونوں کلمے یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، کہنا۔
(۹) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنا۔
(۱۰) بُرے کاموں سے بچنے کی نصیحت اور نیک کاموں کے کرنے کی ترغیب ایسے الفاظ میں بیان کرنا جو نہایت مؤثر ہیں۔
(۱۱) قرآن مجید کی آیتوں کا یا کسی سورت کا پڑھنا۔
(۱۲) دوسرے خطبہ میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا، اور بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا۔
(۱۳) دوسرے خطبہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے آل و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصًا خلفاء راشدین اور حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے دُعا کرنا۔
(۱۴) خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا، بلکہ نماز سے کم رکھنا۔
(۱۵) خطیب کا خطبہ کے لیے اپنی جگہ سے اُٹھنے کے وقت سے لے کر نماز شروع کرنے تک نہ تو کسی کو سلام کرنا اور نہ کسی سے کلام کرنا (عینی، ہدایہ)

ف ۲ مسئلہ ۱: کتاب ارکان اربعہ میں مذکور ہے کہ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد حسب عادت دُعاء اذان پڑھنا چاہیئے اور جمعہ کی دوسری اذان جو خطیب کے سامنے خطبہ شروع ہونے سے پہلے دی جاتی ہے، اس اذان کے بعد دُعاء اذان نہ تو خطیب پڑھے نہ نمازی، اس لیے کہ خطیب جب اپنی جگہ سے خطبہ دینے کے لیے اُٹھ جاتا ہے تو نماز شروع کرنے تک، سلام، کلام اور دُعاء سب ناجائز ہے۔ جب کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نام مبارک لیا جائے تو ایک بار درود شریف زبان سے ضرور پڑھے جو نام مبارک سن کر درود شریف نہ پڑھے اس کو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم بخیل فرماتے ہیں، مگر دو خطبوں کے دوران میں نام مبارک آئے بھی تو زبان سے درود نہ پڑھے، ہاں دل سے درود پڑھ لیا کرے، مگر خطیب جب دوسرے خطبہ میں آیت "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" پڑھے تو سب نمازیوں کو چاہیئے کہ آہستہ زبان سے ایک بار درود شریف پڑھیں۔

مسئلہ ۲: دونوں خطبوں کے درمیان جب امام بیٹھے تو اس وقت امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اٹھا کر یا بغیر ہاتھ اُٹھائے زبان سے دُعا مانگنا جائز نہیں۔ (درمختار)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ "اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو"،

۲۔ وَقَوْلُهٗ — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا — اور نہیں خطبہ میں کھڑا چھوڑ گئے۔

ف: ایک بار حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ تجارتی قافلہ مدینہ منورہ آپہنچا، دستور کے مطابق طبل سے اس کا اعلان گیا، تنگی و گرانی کا زمانہ تھا، حاضرین مسجد نے خیال کیا کہ اگر ہم دیر میں پہنچے تو سب مال فروخت ہو جائے گا اور ہم کو مل نہ سکے گا اس خیال سے سب لوگ اٹھ کر چلے گئے، صرف بارہ آدمی رہ گئے، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ف: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبۂ جمعہ کھڑے ہو کر پڑھنا سنت ہے، اور خطبۂ جمعہ کے درمیان بیٹھنا بھی سنت ہے۔

۳۔ وَقَوْلُهٗ: فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ۔ — پھر جب نماز ہو چکے تو زمین پھیل جاؤ۔

ف: نماز جمعہ پڑھ چکنے کے بعد ظہر نہ پڑھے، کیونکہ رب تعالیٰ نے بعد نماز جمعہ پھیل جانے کا حکم دیا ہے جس پر نماز جمعہ فرض ہے اس پر ظہر فرض نہیں، ورنہ چھ نمازیں فرض ہوں گی۔

ف: نماز جمعہ کے بعد لوگوں کے لیے جائز ہے کہ معاش کے کاموں میں مشغول ہوں یا طلب علم، یا عیادت مریض، یا شرکت جنازہ، یا زیارت علماء اور اس کے مثل کاموں میں مشغول ہو کر نیکیاں حاصل کرو۔

١٨٢١/١ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کی نماز آفتاب کے ڈھلنے کے بعد یعنی ظہر کا وقت شروع ہونے کے بعد ہی پڑھا کرتے تھے اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

یہ حدیث امام اعظم علیہ الرحمہ کی قوی دلیل ہے کہ جمعہ آفتاب ڈھلنے سے پہلے جائز نہیں ہے، امام احمد کے نزدیک جمعہ سورج نکلنے سے شروع ہو جاتا ہے، یہ حدیث ان کے خلاف ہے۔

ف: سورج ڈھل جانے کے وقت میں نماز جمعہ پڑھنے کا جو اس حدیث میں ذکر ہے وہ ان دنوں کی بات ہے جب کہ گرمی شدید نہ ہوتی تھی، شدید گرمی میں جمعہ ٹھنڈے وقت میں پڑھتے تھے، جیسا کہ حضرت انس کی دوسری روایت میں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جمعہ زوال سے پہلے نہ پڑھتے تھے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زوال سے پہلے نماز جمعہ جائز نہیں، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ زوال کے بعد نماز جمعہ ادا فرماتے ہیں۔

١٨٢٢/٢ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ کی نماز سے پہلے نہ قیلولہ کرتے، نہ صبح کا کھانا کھاتے (بلکہ یہ کام

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

نماز جمعہ کے بعد کرتے تھے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف:۔ مطلب یہ کہ ہم دوپہر کا کھانا اور دوپہر کا آرام جمعہ کے بعد تک کے لیے مؤخر کر دیتے تھے کیونکہ پہلا وقت ہم تیاری جمعہ میں صرف کر دیتے تھے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جمعہ کی نماز صبح سویرے پڑھ لیتے تھے۔ اور یہ حدیث حنفیوں کے مخالف بھی نہیں ہے۔

۱۸۲۳ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلُهُ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءُ الثَّالِثُ عَلَى الزَّوْرَاءِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد خلافت میں جمعہ کے روز پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی، جب کہ امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا اور دونوں خطبوں کے ختم ہونے کے بعد نماز جمعہ کے پہلے دوسری اذان یعنی (اقامت کہی جاتی تھی) لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب آبادی بڑھ گئی (اور لوگوں کی کثرت ہونے لگی اور لوگ دور دور تک پھیل گئے تو سب کو اطلاع دینے کے لیے آپ نے جمعہ کے روز جمعہ کا وقت شروع ہونے کے بعد) تیسری اذان کا اضافہ فرمایا جو مقام زوراء میں دی جاتی تھی (اور یہ وہی اذان ہے جو جمعہ کا وقت شروع ہونے کے بعد ہی دی جاتی ہے جس کو اب پہلی اذان کہا جاتا ہے، یہ اذان اجماع صحابہ سے ثابت ہوتی ہے اور احکام قرآن اور حدیث کی طرح اجماع سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۱۸۲۴ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهُ قَصْدًا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (جمعہ اور عیدین میں) دو دو خطبے دیا کرتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ آپ دو خطبوں کے

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

درمیان (تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار) بیٹھا کرتے تھے (اور ان دونوں خطبوں کے درمیان حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دعا نہیں فرماتے تھے) دونوں خطبوں میں کچھ قرآن ضرور پڑھتے تھے۔ (اور خطبوں میں حضور لوگوں کو ایسی نصیحت فرماتے تھے[1] اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز بھی متوسط ہوتی تھی، اور خطبہ بھی متوسط ہوتا تھا۔ (نہ زیادہ طویل نہ بہت مختصر) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۸۲۵/۵ وَعَنْ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ طُوْلَ صَلٰوۃِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِہٖ مَئِنَّۃٌ مِّنْ فِقْہِہٖ فَاَطِیْلُوا الصَّلٰوۃَ وَاَقْصِرُوا الْخُطْبَۃَ وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ یقیناً نماز کو طویل اور خطبہ کو مختصر پڑھنا انسان کی دانشمندی کی علامت ہے[2]۔ نماز طویل پڑھا کرو (اس لیے کہ نماز مقصود ہے اور جو چیز مقصود ہوتی ہے، وہی طویل ہونی چاہیئے اور خطبہ (موثر) مختصر دیا کرو، اس لیے کہ بعض بیان جادو کا اثر رکھتے ہیں، اس کی روایت مسلم نے کی ہے

۱۸۲۵/۶ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

[1] جس سے ترغیب و ترہیب ظاہر ہوتی اور خوف اور امید پیدا ہوتی تھی۔

[2] (اس وجہ سے کہ خطبہ میں توجہ الی اللہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور نماز میں توجہ الی اللہ حاصل ہو جاتی ہے، توجہ الی اللہ کی تعلیم مختصراً کافی ہے اور توجہ الی اللہ جب نماز میں حاصل ہو جاتی ہے تو نماز میں جس قدر دیر تک رہے۔ وہ بہتر ہے۔ اس لیے خطبہ مختصر اور نماز طویل ہونی چاہیئے۔ اسی مصلحت سے ارشاد ہو رہا ہے کہ خطبہ مختصر دیا کرو، نہ اتنا کم کہ خطبہ کا مقصود حاصل نہ ہو، نہ اتنا طویل کہ سننے والے اکتا جائیں بلیغ انداز سے ضرورت کے موافق خطبہ دیا کرو، اور جب نماز کی نوبت آئے تو جس قدر ہو سکے توجہ الی اللہ میں رہا کرو، تم کو معلوم ہے کہ بعض بیان جادو کا اثر رکھتے ہیں، اور اگر تم مؤثر اور مختصر خطبہ دیا کرو، تو وہ کافی ہے بے اثر طویل خطبہ دینے سے اس لیے تم کو نصیحت کی جا رہی ہے۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُوْلُ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرُنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دیتے تھے[۱] تو غضب کی جیسی حالت آپ پر طاری ہو جاتی تھی اور آواز بلند ہو جاتی تھی، اور آنکھیں سُرخ ہو جاتی تھیں اس وقت پھر آپ جو تقریر فرماتے تھے اس کا عجیب مؤثر انداز ہوتا تھا، سارے سامعین کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے غنیم چڑھ آنے کی کیفیت سنی جائے کہ وہ صبح یا شام حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے تو جو ہیبت طاری ہوتی تھی[۲]، میرا آنا قیامت کے آنے کی خبر دے رہا ہے، کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی دکھا کر ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد قیامت ہی ہے[۳]، اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۸۲۷ وَعَنْ يَعْلَى ابْنِ أُمَيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دخطبہ میں سورۂ زخرف ۴۳/۷۷) کی یہ آیت منبر پر پڑھتے ہوئے سُنا ہے۔
اور وہ پکاریں گے اے مالک! تیرا رب ہمیں تمام کر چکے۔ (بخاری و مسلم)

ف، دوزخی کل قیامت کے دن جہنم کے داروغہ سے کہیں گے اے مالک! اپنے رب سے کہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں موت عطا فرمادیں۔ مالک جہنم کے داروغہ کا نام ہے۔ منکرین وسیلہ کے لیے مقام غور ہے

---

[۱] کیا کہوں حضور کی اس وقت کیسی حالت ہوتی تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی شانِ قہاریت اور اللہ تعالیٰ کے جلالی صفات آپ کے پیش نظر ہیں اور امت کے قصور اور ان کی کوتاہیوں کا بھی خیال آرہا ہے، اور میدان قیامت اور وہاں کی پریشانیاں حضور کو یاد آرہی ہیں اس لیے۔

[۲] اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب عذاب آتا ہے کہ جب عذاب آتا ہے، چونکہ میدان قیامت بھی خطبہ کے وقت حضور کے پیش نظر رہتا تھا، اس لیے ارشاد فرمارہے ہیں، تم یہ نہ سمجھنا کہ قیامت دور ہے۔

[۳] بیچ میں کوئی اور پیغمبر نہیں، اس لیے قیامت کو دور نہ سمجھنا، اس حدیث سے امت کے خطیبوں کو ارشاد ہو رہا ہے۔ اے خطبائے امت! یہ خطبہ کے آداب ہیں جو اس حدیث سے ظاہر ہو رہے ہیں تم کو خطبہ ایسے انداز سے دینا چاہیئے)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ میں قرآن کی آیتوں کا پڑھنا مسنون ہے (مرقات)

۱۸۲۸ وَعَنْ اُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ مَا اَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اِلَّا عَنْ لِّسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا كُلَّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ اِذَا خَطَبَ النَّاسَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے سورۂ قٓ والقرآن المجید، رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر یاد کرلی، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر جمعہ کو منبر پر خطبہ میں سورۂ قٓ کی تلاوت (اکثر) فرماتے تھے اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر جمعہ کو خطبہ میں سورۂ قٓ پڑھا کرتے تھے۔ اس بارے میں اشعۃ اللمعات اور مرقات میں اس طرح مذکور ہے کہ حضور کا سورۂ قٓ کو ہر جمعہ میں پڑھنا اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ ام ہشام مسجد نبوی میں جمعہ کے لیے حاضر ہوا کرتی تھیں، نہ کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عمر بھر ہمیشہ سورۂ قٓ کو ہر جمعہ میں پڑھتے تھے دوسرے یہ کہ حضور سورۂ قٓ کی پوری سورت ہر جمعہ میں تلاوت نہیں فرماتے تھے، بلکہ ام ہشام کے حاضر ہونے کی مدت میں مختلف خطبوں میں سورۂ قٓ کو تھوڑا تھوڑا کرکے پڑھا کرتے تھے، اس حدیث سے بھی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خطبہ میں قرآن کی آیتوں کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ ۱۲۔

۱۸۲۹ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ كَانَ يَجْلِسُ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى يَفْرُغَ اَرَاهُ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ ثُمَّ يَجْلِسُ وَلَا يَتَكَلَّمُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (جمعہ کے دن) دو خطبے پڑھا کرتے تھے (اس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے) آپ منبر پر تشریف فرما ہوتے تھے اس کے بعد جب مؤذن (آپ کو منبر پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر) اذان کہنے سے فارغ ہوتا تو آپ کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے۔ پھر خطبہ اولیٰ سے فارغ ہوکر بیٹھ جاتے تھے، اور اس وقت کچھ کلام نہیں کرتے تھے، پھر دوبارہ کھڑے ہوکر دوسرا خطبہ دیا کرتے تھے، اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ دیا کرتے تھے، اس بارے میں درمختار میں لکھا ہے کہ ایسے شہر میں جس کو مسلمانوں نے تلوار کے

زور پر فتح کیا ہو، جیسے مکہ معظمہ تو وہاں امام تلوار پر ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرے، اور ایسے شہر میں جہاں کے لوگ برضا ورغبت مسلمان ہوئے ہوں جیسے مدینہ منورہ امام وہاں تلوار پر ٹیک دے کر خطبہ نہ دے، بلکہ ایسے مقام پر عصا پر ٹیک دے کر خطبہ دیا کرے، اور قہستانی نے محیط کے باب العید کے حوالہ سے اس طرح لکھا ہے کہ جیسے امام کو کھڑے ہو کر خطبہ دینا سنت ہے اسی طرح امام کو خطبہ کے وقت عصا پر ٹیک دے کر خطبہ دینا بھی سنت ہے۔ ۱۲ –

۱۸۳۰ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ یَوْمٍ عَلَی الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَہٗ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دینے کے لیے منبر پر تشریف رکھی اور ہم سامعین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رُخ کئے ہوئے بیٹھے رہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف، ملتقی میں لکھا ہے "وَاسْتَقْبَلُوْہُ مُسْتَمِعِیْنَ"، یعنے خطبہ سنتے وقت سننے والے امام کی طرف رُخ کئے ہوئے بیٹھے رہیں، اور بحر میں لکھا ہے "اَنَّ السُّنَّۃَ فِی الْمُسْتَمِعِ اِسْتِقْبَالُ الْاِمَامِ یُخَالِفُ کَمَا عَلَیْہِ عَمَلُ النَّاسِ مِنْ اِسْتِقْبَالِ الْمُسْتَمِعِ لِلْقِبْلَۃِ"، یعنے سنت یہ ہے کہ سامعین خطبہ سنتے وقت امام کی طرف رُخ کئے ہوئے رہیں۔ اور آج کل جو عمل در آمد ہے کہ سامعین قبلہ رُخ رہتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے۔ اور علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری میں ابن المنذر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ خطبہ سنتے وقت سامعین کا امام کی طرف رُخ کئے رہنے پر امام اعظم، امام شافعی، امام احمد بن حنبل امام مالک اور امام اوزاعی وغیرہ اور دوسرے فقہا کا بھی اجماع ہے۔ ۱۲–

۱۸۳۱ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا اسْتَوٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ عَلَی الْمِنْبَرِ قَالَ اِجْلِسُوْا فَسَمِعَ ذٰلِکَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَجَلَسَ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ فَرَاٰہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) جمعہ کے دن خطبہ دینے کے لیے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف رکھے اور (ملاحظہ کیا کہ کچھ لوگ کھڑے ہیں) تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے حضرات سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ حضور انور

له اگرچہ خطبہ کے وقت خطیب کا بات کرنا جائز نہیں ہے مگر امر بالمعروف کرنا جائز ہے، یہاں چونکہ جو صحابہ کھڑے ہوئے تھے ان کا امام کے منبر پر آجانے کے بعد کھڑا رہنا ناجائز تھا، اس لیے حضور نے امر بالمعروف کے لیے بیٹھ جاؤ ارشاد فرمایا۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد جو بیٹھ جانے کے لیے ہوا تھا، اس وقت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کے دروازے کے پاس تھے، یہ ارشاد سنتے ہی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم کی تعمیل کے لیے دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے[1] عبداللہ بن مسعود کو ارشاد ہوا (یہ میرا حکم تم سے متعلق نہیں ہے) تم مسجد میں آجاؤ (ابن مسعود کو بلانا بھی امر بالمعروف تھا) اس حدیث کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

۱۸۳۲ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ اَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جمعہ کے دن سیاہ رنگ کا عمامہ سر پر باندھے خطبہ دیتے اور اس عمامہ کے دونوں کنارے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہوتے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ عمامہ کے دونوں کنارے کندھوں کے درمیان لٹکے ہوئے تھے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ عمامہ کا ایک کنارہ تو معمولاً دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رہتا ہے اور دوسرا کنارہ بھی عمامہ باندھنے کے بعد عمامہ میں اُڑسنے کی بجائے عمامہ میں سے لے کر نیچے اتار دیا جائے جو دونوں کندھوں کے درمیان پہلے کنارہ کے ساتھ لٹکا ہوا رہے۔

۱۸۳۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ صَالِحٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا اِلٰى جَنْبِهٖ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ

حضرت عبداللہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے اور وہ ابوالزاہریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابوالزاہریہ عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ابو الزاہریہ کہتے ہیں کہ میں

[1] دیگر مسجد میں جو لوگ کھڑے ہوئے تھے ان کے بیٹھنے کے لیے حکم ہوا تھا، دروازے کے پاس والے لوگوں کے لیے بیٹھنے کا حکم نہیں ہوا تھا اس لیے۔

الْجُمُعَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْلِسْ فَقَدْ اٰذَيْتَ وَاٰنَيْتَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ نَحْوَهٗ وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ اَفَلَا تَرٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ هٰذَا الرَّجُلَ بِالْجُلُوْسِ وَلَمْ يَاْمُرْهُ بِالصَّلٰوةِ۔

جمعہ کے دن عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پاس بیٹھا ہوا تھا، عبد اللہ بن بسر نے مجھ سے فرمایا کہ ایک شخص لوگوں کی گردنوں پر سے پھلانگتا ہوا آ رہا تھا تو اس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جاؤ۔ (تمہارے پھلانگ کر آنے سے) لوگوں کو ایذا پہنچتی ہے، تم بہت دیر کر کے آئے ہو اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے، اور نسائی اور ابو داؤد نے بھی اسی طرح بہتر بن سند سے اس کی روایت کی ہے، اور امام طحاوی نے کہا ہے، صاحبو! دیکھ رہے ہو کہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پھلانگتے ہوئے آنے والے شخص کو صرف بیٹھ جانے کا حکم فرماتے ہیں، اگر خطبہ کی حالت میں نماز پڑھنا جائز ہوتا تو نماز پڑھ کر بیٹھ جانے کا حکم دیتے صرف بیٹھ جانے کا حکم دینے سے معلوم ہوا کہ خطبہ کی حالت میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

تمہید

حنفی مذہب میں خطبہ کے متعلق دو قول ہیں، صاحبین فرماتے ہیں کہ دونوں خطبے ہوتے وقت صلاۃ و کلام ناجائز ہے، خطبہ شروع ہونے کے پہلے یا خطبہ ختم ہونے کے بعد کلام وغیرہ کر سکتے ہیں، اس وجہ سے کہ خطبہ سننا فرض ہے خطبہ کی حالت میں صلاۃ و کلام ہو تو خطبہ سننے میں خلل پڑتا ہے، بخلاف اس کے اگر خطبہ کے پہلے یا خطبہ کے بعد کلام کیا جائے تو خطبہ سننے میں کوئی خلل نہیں واقع ہوتا۔ اس لیے خطبہ شروع کرنے سے پہلے کلام جائز ہے۔
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خطیب جب اپنی جگہ سے خطبہ دینے کے لیے

لہ ذکر میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کا ایک واقعہ سناتا ہوں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔

اُٹھے جب ہی سے صلاۃ و کلام ناجائز ہے، یہاں تک کہ خطبہ ختم کر کے نماز جمعہ شروع کرے اس لیے کہ بعض وقت کلام طویل ہو جاتا ہے اور خطبہ سننے میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہو جاتا ہے امام زہری کا بھی ایسا ہی قول ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حضرات علی، ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے کہ خطیب کے اپنی جگہ سے خطبہ کے لیے اُٹھنے کے بعد یہ سب حضرات صلاۃ اور کلام کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ ان حضرات کے قول سے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ اس تمہید کو پیش نظر رکھ کر ذیل کی حدیثوں کو پڑھیے۔

۱۸۳۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَآءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ [۱۴] وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَعَدَ سُلَيْكٌ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَقَالَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَارْكَعْهُمَا رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ فِيْ سُنَنِهِ الْكَبِيْرِ وَبَوَّبَ فِيْهِ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالَ بَابُ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سلیک غطفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (جمعہ کے دن مسجد میں) ایسے وقت حاضر ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور ابھی خطبہ شروع نہیں فرمایا تھا تو سلیک نماز پڑھے بغیر بیٹھ گئے، یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم دو رکعت نماز پڑھ چکے ہو؟ انہوں نے عرض کیا، جی نہیں! تو حضور نے ارشاد فرمایا! اٹھو، اور دو رکعت پڑھ لو۔ اس کی روایت نسائی نے سنن کبیر میں کی ہے (اس حدیث سے صاحبین کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے صلاۃ و کلام جائز ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلیک کو اس وقت نماز پڑھنے کا حکم دیا جب کہ آپ نے ابھی خطبہ شروع نہیں فرمایا تھا۔

۱۸۳۵ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ [۱۵] وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَاَمْسَكَ عَنِ الْخُطْبَةِ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں (جمعہ کے دن) ایسے وقت داخل ہو کر بیٹھ گیا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھو دو رکعت پڑھ لو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کے نماز سے فارغ

عَنْ مُعْتَمِرٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَقَالَ یَا فُلَانُ اَصَلَّیْتَ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَصَلِّ ثُمَّ انْتَظَرَہٗ حَتّٰی صَلّٰی۔

ہونے تک خطبہ دینے سے رکے رہے۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور دارقطنی کی ایک اور روایت جو امام احمد بن حنبل رحمہٗ اللہ سے مروی ہے اور وہ معتمر سے روایت کرتے ہیں اور معتمر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، ان کے والد نے کہا کہ ایک شخص (جمعہ کے دن) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خطبہ دینے کی حالت میں مسجد میں آکر بیٹھ گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن سے فرمایا کہ کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے عرض کیا، جی نہیں، اس پر حضور نے ان سے فرمایا اٹھو اور نماز پڑھ لو، پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے نماز سے فارغ ہونے تک انتظار فرمایا۔ یعنی خطبہ دینے سے رکے رہے۔

١٨٣٦ / ١٦ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَیْسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیْثُ اَمَرَہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ اَمْسَکَ عَنِ الْخُطْبَۃِ حَتّٰی فَرَغَ مِنْ رَّکْعَتَیْہِ ثُمَّ عَادَ اِلٰی خُطْبَتِہٖ۔

(رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ)

حضرت محمد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب ان کو دو رکعت نماز پڑھنے کے لیے حکم دیا تھا تو ان کے دو رکعت پڑھ کر فراغت حاصل کرنے تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ دینے سے رُکے رہے اور اس کے بعد خطبہ دینے میں مشغول ہوگئے، اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

ف:۔ ان تینوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ خطبہ کی حالت میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اگر خطبہ کی حالت میں نماز پڑھنا جائز ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ دینے سے رکے ہوئے نہیں رہتے، حضور کا خطبہ دینے سے رکے رہ کر ان سے نماز پڑھوانے سے معلوم ہوا کہ خطبہ کی حالت میں نماز جائز نہیں ہے ۱۲۔

١٨٣٧ / ١٧ وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمِنْبَرِ مَعْصِیَۃٌ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَفِیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ لَہِیْعَۃَ وَثَّقَہٗ اَحْمَدُ وَکَفٰی بِہٖ ذٰلِکَ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب امام (خطبہ دینے کے لیے) منبر پر آجائے تو اس وقت نماز پڑھنا گناہ ہے اس کی روایت امام طحاوی نے

۱۸۳۸ وَعَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ
۱۸ الْقُرَظِيِّ أَنَّ جُلُوْسَ الْإِمَامِ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ)

حضرت ثعلبہ بن ابی مالک قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب امام (خطبہ کے لیے) منبر پر بیٹھ جائے تو اس وقت اگر نماز پڑھی جائے بھی تو نہیں ہوتی۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ امام کے منبر پر بیٹھ جانے کے بعد نماز جائز نہیں اس سے ثابت ہوا کہ عین خطبہ ہوتے وقت نماز بدرجہ اولیٰ جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ نماز پڑھنے سے خطبہ سننے میں خلل واقع ہوتا ہے اور اسی لیے خطبہ ہوتے وقت نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ ۱۲

۱۸۳۹ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ فِي الرَّجُلِ
۱۹ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ قَالَ يَجْلِسُ وَلَا يُسَبِّحُ أَيْ لَا يُصَلِّيْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ فَقَدْ رَوَيْنَا فِي هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ خُرُوْجَ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ صَفْوَانَ جَاءَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ فَجَلَسَ وَلَمْ يَرْكَعْ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَلَا مَنْ كَانَ بِحَضْرَتِهٖ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَابِعِيْهِمْ ثُمَّ قَدْ كَانَ شُرَيْحٌ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ ان سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو جمعہ کے دن ایسے وقت مسجد میں آئے جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو، تو وہ کیا کرے تو ابن شہاب نے جواب دیا کہ وہ شخص بیٹھ جائے اور نماز پڑھے (اس لیے کہ خطبہ ہوتے وقت نماز پڑھنا جائز نہیں ہے) اس کی روایت امام طحاوی نے سند صحیح سے کی ہے اور امام طحاوی نے کہا ہے کہ ہم کو ایسی روایتیں پہنچی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام جب اپنی جگہ سے خطبہ کے لیے نکلے تو ایسے وقت اگر نماز پڑھی جائے تو نماز نہیں ہوتی، اس لیے ایسے وقت نماز پڑھنا جائز نہیں بلکہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہیے امام طحاوی یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس پر میں تم کو صحابہ کے زمانہ کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، ایسے ہی عبد اللہ بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور بغیر نماز پڑھے بیٹھ گئے، عبد اللہ بن صفوان کے نماز پڑھے بغیر بیٹھ جانے کو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا اور اس پر کسی

قسم کا انکار نہیں فرمایا، اور اس وقت وہاں جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیٹھے ہوئے تھے اور جو تابعین وہاں موجود تھے ان سب حضرات نے بھی اس پر انکار نہیں فرمایا (اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ کی حالت میں بغیر نماز پڑھے بیٹھنا چاہیئے، اس لیے کہ اس وقت نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اور قاضی شریح بھی کبھی خطبہ ہوتے وقت مسجد میں آجاتے تو نماز پڑھے بغیر بیٹھ جایا کرتے اور اس وقت نماز پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

١٨٤٢ / ٢٠ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا يَسْعٰى اِلَيْهَا اَحَدُكُمْ وَلٰكِنْ لِيَمْشِ وَعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ صَلِّ مَا اَدْرَكْتَ وَاقْضِ مَا سَبَقَكَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز کے لیے اقامت ہو جائے تو تم میں سے کوئی (نماز میں شریک ہونے کے لیے) دوڑتے ہوئے نہ آئے، بلکہ سکون و اطمینان کے ساتھ آئے، اب نماز کا جتنا حصہ تم کو امام کے ساتھ مل جائے اس کو امام کے ساتھ پڑھ لو اور جتنا حصہ تم کو امام کے ساتھ نہ ملے اس کی قضا کر لو[1] اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

١٨٤٣ / ٢١ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيْتُوا الصَّلٰوةَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَصَلُّوْا مَا اَدْرَكْتُمْ وَاقْضُوْا مَا سَبَقَكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ وَلْيَقْضِ وَرَوٰى اَحْمَدُ عَنْهُ وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوْا وَرَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نماز کے لیے (معمولی رفتار سے) اطمینان کے ساتھ آیا کرو، جو کچھ نماز تمہیں مل جائے (جماعت کے ساتھ) پڑھ لو، اور جو باقی رہ جائے اس کو بعد میں پورا کر لو۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے، اور ابو داؤد کی ایک اور روایت

[1] مثلاً جمعہ کی نماز میں کسی کو دوسری رکعت کا سجدہ یا تشہد ملا تو اس کو سمجھنا چاہیئے کہ مجھے مل گیا، جو نماز ملی ہے اس کو تو امام کے ساتھ پڑھ لے اور جو حصہ چھوٹ گیا ہے، یعنی جمعہ کی دونوں رکعتیں جو امام کے ساتھ اس کو نہیں ملی ہیں، ان کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر ادا کر لے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ وَالْبَیْهَقِیُّ بِسَنَدٍ لَّا بَأْسَ بِهٖ۔

اور امام احمد کی روایت بھی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح ہے، اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی اس کی روایت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے کی ہے۔

۱۸۴۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ۲۲ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَوٰی عَلَی الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلْنَاهُ بِوُجُوْهِنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَفِی الْمَبْسُوْطِ یَسْتَحِبُّ لِلْقَوْمِ اَنْ یَّسْتَقْبِلُوا الْاِمَامَ عِنْدَ الْخُطْبَةِ وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا فَرَغَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ اَذَانِهٖ اَدَارَ وَجْهَهٗ اِلَی الْاِمَامِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (خطبہ دینے کے لیے جب) منبر پر تشریف رکھتے تو ہم (سامعین کسی قدر قبلہ کی طرف سے مڑ کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رُخ کئے ہوئے بیٹھتے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور مبسوط میں مذکور ہے کہ سامعین کے لیے مستحب یہ ہے کہ امام کے خطبہ دیتے وقت سب امام کی طرف رُخ کئے ہوئے رہیں، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کو دیکھا گیا کہ جب موذن اذان سے فارغ ہو جاتا تو آپ امام کی طرف اپنا رُخ کئے ہوئے خطبہ سنتے تھے۔

۱۸۴۳ وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ ثَابِتٍ كَانَ ۲۳ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِذَا خَطَبَ اسْتَقْبَلَهٗ اَصْحَابُهٗ بِوُجُوْهِهِمْ ذَكَرَهُ ابْنُ بَطَّالٍ فِیْ شَرْحِ الْبُخَارِیِّ لٰكِنْ الرَّسْمُ

حضرت علی بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب خطبہ دیا کرتے تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (کسی قدر قبلہ کی طرف سے مڑ کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رُخ کئے ہوئے بیٹھتے تھے ابن بطال نے اس کو شرح بخاری میں ذکر کیا ہے۔

۱۸۴۴ وَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَیْبَةَ اَنَّهٗ ۲۴ رَاٰی بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَی الْمِنْبَرِ رَافِعًا یَدَیْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَیْنِ الْیَدَیْنِ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یَزِیْدُ عَلٰی اَنْ یَّقُوْلَ بِیَدِهٖ هٰكَذَا وَاَشَارَ

حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے بشر بن مروان کو دیکھا کہ (خطبہ دیتے ہوئے لوگوں کو خطبہ کی تفہیم کرنے وقت) دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر اشارہ کر کے خطبہ کی تفہیم کر رہا تھا جیسا کہ اکثر واعظوں کا طریقہ ہے کہ تقریر کے وقت ہاتھوں سے اشارہ

بِاُصْبُعِهِ الْمُسَبِّحَةِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کیا کرتے ہیں، چونکہ بشر کی یہ حرکت سنت کے خلاف تھی، اس لیے عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ناگوار (گزرا) انہوں نے بد دعا دی کہ ان ہاتھوں کا خدا برا کرے (کہ خلاف سنت ان ہاتھوں سے اشارہ ہو رہا ہے) پھر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کر کے کہنے لگے میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بس اس طرح کلمہ کی انگلی سے اشارہ کیا کرتے تھے[1]۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

اس باب میں یہ بیان ہے کہ خوف کے وقت نماز کس طرح پڑھنا چاہیئے)

ف درمختار میں لکھا ہے کہ جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو، خواہ دشمن انسان ہو یا درندہ جانور یا کوئی اژدھا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں، اور سواریوں پر سے اترنے کی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہیئے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں، استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں، ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں، اگر اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں کہ اس وقت نماز پڑھیں، اطمینان کے بعد اس کی قضا پڑھیں، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں، اگرچہ بہت آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں ان کو جماعت نہ چھوڑنا چاہیئے بلکہ اس طریقے پر نماز پڑھیں کہ تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دیئے جائیں ایک حصہ دشمن کے مقابلہ میں رہے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ نماز شروع کر دے، (اگر تین یا چار رکعت والی نماز ہو (جیسے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور یہ قصر نہ کر رہے ہوں) تو جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے لگے تو یہ حصہ دشمن کے مقابلہ میں چلا جاوے اور دوسرا حصہ وہاں سے آ کر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے، امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہیئے، پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو امام سلام پھیر دے اور یہ لوگ سلام پھیرے بغیر دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور پہلے لوگ یہاں آ کر اپنی بقیہ نماز بغیر قرأت کے تمام کر لیں اور سلام پھیر دیں، اس لیے کہ یہ لاحق ہیں، پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں

---

[1] کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے۔

پہلے جائیں، اور دوسرا حصہ یہاں آکر اپنی نماز قرأت کے ساتھ تمام کرلے اور سلام پھیر دے، اس لیے کہ یہ لوگ مسبوق ہیں، بغیر قصر کے صلاۃ خوف کی یہ صورت تھی اور اگر یہ لوگ قصر کرتے ہوں یا دو رکعت والی نماز ہو، جیسے فجر جمعہ، عیدین تو جماعت کا پہلا حصہ امام کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھنے کے بعد دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے اور بقیہ نماز کی تکمیل مذکورہ طریقہ پر کی جائے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ؛

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۔

اور اے محبوب! جب تم ان میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں ان کی امامت کرو، چاہیئے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں پھر جب وہ سجدہ کرلیں تو ہٹ کر پیچھے ہو جائیں، اور اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی، اب وہ تمہارے مقتدی ہوں اور چاہیئے کہ اپنی پناہ اور اپنے سب ہتھیار لیے رہیں، اور کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ تو ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں۔

(النساء، ۴/۱۰۲)

ف: غزوۂ ذات الرقاع میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز صحابہ کے ساتھ باجماعت ادا فرمائی، مشرکوں کو بہت رنج ہوا کہ ہم کو مسلمانوں کے قتل کا بہت اچھا موقع ملا، مگر ہم چوک گئے۔ بعض کفار بولے کہ مت گھبراؤ عنقریب ان کی عصر کی نماز کا وقت آرہا ہے، وہ نماز تو مسلمانوں کو جان و مال اور اولاد اور ماں باپ سے زیادہ پیاری ہے، جب مسلمان اس کے لیے کھڑے ہوں تو تم پوری قوت سے ان پر حملہ کر دینا، تب حضرت جبریل نے نماز خوف پیش کی اور یہ آیات نازل ہوئیں۔

ف: جب جہاد میں دشمن کا خطرہ بڑھ جائے تو آپ نمازیوں کی دو جماعتیں کر دیں، ایک جماعت آپ کے ساتھ ایک رکعت ادا کرے اور دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہے، دوسری رکعت میں پہلی جماعت دشمن کے مقابل چلی جائے اور دوسری جماعت آجائے، پھر وہ اپنی بقیہ ایک ایک رکعت پڑھ لیں۔

ف: یہ وہ لوگ جو آپ کے ساتھ رکعت پڑھ رہے ہیں ہتھیار نہ کھولیں، بلکہ اسلحہ کے ساتھ ہی نماز پڑھیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ نمازی وہ ہتھیار رکھیں جو نماز میں خلل نہ ڈالیں، تو جب نماز میں شریک ہونے والے اپنے ساتھ ہتھیار رکھیں گے تو جو دشمن کے مقابلہ میں ہوں گے وہ بدرجۂ اولیٰ اپنے ساتھ ہتھیار رکھیں۔ لہٰذا دونوں جماعتیں ہتھیار ساتھ ساتھ لئے رہیں۔

ف: معلوم ہوا کہ نماز باجماعت ایسی ضروری چیز ہے کہ ایسی سخت جنگ کی حالت میں بھی کسی پر

معاف نہ کی گئی، افسوس ان مسلمانوں پر جو بلا وجہ نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز خوف میں درمیان نماز میں چلنا پھرنا، اور کعبہ سے سینہ کا پھر جانا سب کچھ معاف ہے۔ وہ شخص نماز ہی میں رہے گا جیسا کہ اگر نمازی کا درمیان نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو اسے وضو کرنے کے لیے جانا پڑتا ہے اور وہ نماز ہی میں رہتا ہے۔

۲۔ وَقَوْلُہٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا — پھر اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے۔ (البقرہ، ۲۳۹)

یعنی نماز کی حالت میں دشمن کا خوف اتنا بڑھ جائے کہ ایک جگہ ٹھہرنا ناممکن ہو جائے تو پھر جس طرح ممکن ہو نماز ادا کر لو، اور اگر نماز پڑھنا ممکن ہو تو پھر اس کے لیے وہ طریقہ ہے جو سورۃ النساء کی آیت ۱۰۲ میں گزرا ہے۔

۱۴۲۵ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَّعَهٗ فَاَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ وَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَّعَهٗ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِيْ لَمْ تُصَلِّ فَجَاءُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَرَوٰى نَافِعٌ نَّحْوَهٗ وَزَادَ فَاِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ اَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى اَقْدَامِهِمْ اَوْ رُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ نَافِعٌ لَا اُرٰى ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ اِلَّا عَنْ رَسُوْلِ

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ (ایک بار) مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا جو نجد کی طرف ہو رہا تھا، جب ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوا تو ہم ان کے مقابلہ میں صف آرا ہوئے (راستے میں نماز کا وقت آگیا) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو (ہماری فوج کے دو حصہ ہوئے) ایک حصہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز میں شریک ہوا، اور دوسرا حصہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا رہا۔ آپ نے اُن صحابہ کو جو آپ کے ساتھ نماز میں شریک تھے ایک رکعت اس طرح پڑھائی کہ اس رکعت کا رکوع اور دو سجدے ادا کر کے دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے، پھر یہ حصہ جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز کی ایک رکعت پڑھ چکا تھا دشمن کے مقابلہ پر جا کھڑا ہوا، اور دوسرا حصہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی تھی اس نے آکر دوسری رکعت

اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء کی تو ان کو بھی حضور نے ایک رکعت پڑھا ئی ،رکوع اور دو سجدے کر کے حضور نے سلام پھیر دیا۔ اس کے بعد ہر حصّہ نے اپنی اس رکعت کو جو رہ گئی تھی، ادا کیا۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَہٗ فَلْیُصَلُّوْا قِیَامًا وَرُکْبَانًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ فَصَلِّ رَاکِبًا اَوْ قَائِمًا تُوْمِیْ اِیْمَاءً

حضرت ابن عمر سے دو روایتیں آئی ہیں ایک سالم نے روایت کی ہے جو ابھی صدر میں مذکور ہوئی ہے دوسری روایت حضرت ابن عمر سے نافع لعینہٖ سالم کی روایت کی طرح روایت کر کے اس میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ اگر اس قدر خوف ہو کہ صدر کے طریقہ کے موافق امام فوج کے دو حصّہ کر کے ایک ایک حصّہ کو لے کر نماز پڑھا سکتا ہے تو مذکورہ طریقہ پر نماز پڑھائے۔ اگر خوف اس سے کہیں زیادہ ہے نافع کی یہ روایت بھی بخاری میں مذکور ہے۔

۱۸۴۶/۲ وَعَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لہ کہ دوسرا حصّہ دشمن کے مقابلہ کے لیے چلا جائے اور پہلا حصّہ دشمن کے مقابلہ سے واپس آ کر لاحق کی طرح بغیر قراءت کے ایک رکعت ادا کرلے اور سلام کے بعد دشمن کے مقابلہ کے لیے چلا گیا اور دوسرا حصّہ جو دشمن کے مقابلہ پر کھڑا تھا، وہ واپس آ کر اپنی دوسری رکعت مسبوق کی طرح قراءت کے ساتھ پوری ادا کر کے سلام پھیر دے، اسی طرح ہر حصّہ کے دو رکعت پورے ہوئے حنفی مذہب میں یہ مشہور روایت ہے۔

ٹہ مثلاً حملہ ہو رہا ہو اور جماعت اور صف نہ کر سکیں، تو ہر شخص اکیلا اکیلا اس طرح نماز پڑھے کہ ایک جگہ کھڑا ہوا ہو یا سواری پر ہو اور رکوع اور سجدہ اشارہ سے کر رہا ہو، خواہ قبلہ رخ رہنے کا موقع ملے یا نہ ملے بہر حال نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ اگر جنگ کی وجہ سے ایک جگہ کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا ہے۔ بلکہ چلتے ہوئے پڑھ سکتا ہے تو چلتے ہوئے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ چلتے ہوئے نماز پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور ایسی صورت میں اطمینان کے بعد اس کی قضاء پڑھ لے۔ بخلاف اس کے سواری پر ہو، اور سواری چل رہی ہے تو ایسے خوف کی حالت میں سواری پر فرض اور واجب نمازیں پڑھنا جائز ہے۔ اس کے بخلاف اگر خوف کی حالت نہ ہو تو سواری پر صرف نفل نمازیں جائز ہیں، فرض اور واجب نمازیں سواری پر جائز نہیں، سواری سے اتر کر زمین پر فرض اور واجب پڑھنا چاہیئے۔

صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الْخَوْفِ فَقَامُوْا صَفًّا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَفٌّ مُسْتَقْبِلَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰی بِھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَۃً ثُمَّ جَآءَ الْاٰخَرُوْنَ فَقَامُوْا مَقَامَھُمْ وَاسْتَقْبَلَ ھٰؤُلَآءِ الْعَدُوَّ فَصَلّٰی بِھِمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَۃً ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ ھٰؤُلَآءِ فَصَلُّوْا لِاَنْفُسِھِمْ رَکْعَۃً ثُمَّ سَلَّمُوْا ثُمَّ ذَھَبُوْا فَقَامُوْا مَقَامَ اُولٰٓئِکَ مُسْتَقْبِلَ الْعَدُوِّ وَرَجَعَ اُولٰٓئِکَ اِلٰی مَقَامِھِمْ فَصَلُّوْا لِاَنْفُسِھِمْ رَکْعَۃً ثُمَّ سَلَّمُوْا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَیْھَقِیُّ وَفِیْہِ اَبُوْعُبَیْدَۃَ اَخْرَجَ لَہُ الْبُخَارِیُّ مُحْتَجًّا فِیْ غَیْرِ مَوْضِعٍ وَرَوٰی لَہٗ مُسْلِمٌ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ کَانَ اَبُوْعُبَیْدَۃَ یَوْمَ مَاتَ اَبُوْہُ ابْنَ سَبْعِ سِنِیْنَ مُمَیِّزًا وَابْنُ سَبْعِ سِنِیْنَ یَحْتَمِلُ السَّمَاعَ وَالْحِفْظَ وَلِھٰذَا یُؤْمَرُ الصَّبِیُّ اِبْنُ ابْنُ سَبْعِ سِنِیْنَ بِالصَّلٰوۃِ تَخَلُّقًا وَتَاْدِیْبًا وَفِیْ اِسْنَادِہٖ خَصِیْفٌ اَیْضًا وَثَّقَہٗ اَبُوْزُرْعَۃَ وَالْعِجْلِیُّ وَابْنُ مُعِیْنٍ وَابْنُ سَعْدٍ وَقَالَ النَّسَآئِیُّ صَالِحٌ۔

سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز خوف پڑھائی تو (فوج کے دو حصے کئے) ایک حصہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نماز میں شریک ہوا، اور دوسرا حصہ دشمن کے مقابلہ پر کھڑا رہا، آپ نے پہلے حصہ کو ایک رکعت نماز پڑھائی، پھر دوسرا حصہ آکر ان کی جگہ کھڑا ہو گیا اور یہ حصہ (جو ایک رکعت پڑھ چکا تھا) دشمن کے مقابلہ میں جاکر کھڑا ہو گیا، دوسرا حصہ جو ابھی کچھ بھی نماز نہیں پڑھا تھا، اس نے دوسری رکعت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس دوسرے حصہ کو ایک رکعت نماز پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ دوسرے حصہ کے لوگ جو حضور کے ساتھ دوسری رکعت پڑھ رہے تھے (دشمن کے مقابلہ پر نہیں گئے) بلکہ وہیں کھڑے ہوئے علیحدہ علیحدہ (مثل مسبوق کی قرأت کے ساتھ) دوسری رکعت پوری ادا کر کے سلام پھیرنے کے بعد دشمن کے مقابلہ پر جاکھڑے ہو گئے اور پہلے حصہ کے لوگ دشمن کے سامنے سے اسی جگہ پر جہاں پہلی رکعت پڑھی تھی، آکر تنہا ہر ایک (مثل لاحق کے بغیر قرأت کے) دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ (شرح نقایہ میں لکھا ہے کہ حنفی مذہب میں اس طرح بھی ایک روایت آئی ہے اس حدیث کی روایت ابو داؤد اور بیہقی نے کی ہے۔

۱۸۴۷/۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِذَا صَلَّی الْاِمَامُ بِاَصْحَابِہٖ فَلْتَقُمْ طَآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ مَّعَ الْاِمَامِ وَطَآئِفَۃٌ اِبَازَآءِ الْعَدُوِّ فَیُصَلِّیْ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ جب امام (خوف کی حالت میں مثلاً میدان جنگ میں) جو اپنے ساتھی فوج کو نماز پڑھانے کا ارادہ کرے (تو فوج

الْإِمَامُ بِالطَّآئِفَةِ الَّذِيْنَ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ تَنْصَرِفُ الطَّآئِفَةُ الَّذِيْنَ صَلَّوْا مَعَ الْإِمَامِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّتَكَلَّمُوْا حَتّٰى يَقُوْمُوْا فِيْ مَقَامِ اَصْحَابِهِمْ وَتَاْتِي الطَّآئِفَةُ الْاُخْرٰى فَيُصَلُّوْنَ مَعَ الْإِمَامِ الرَّكْعَةَ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَنْصَرِفُوْنَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّتَكَلَّمُوْا حَتّٰى يَقُوْمُوْا فِيْ مَقَامِ اَصْحَابِهِمْ وَتَاْتِي الطَّآئِفَةُ الْاُوْلٰى حَتّٰى يُصَلُّوْا رَكْعَةً وُحْدَانًا ثُمَّ يَنْصَرِفُوْنَ فَيَقُوْمُوْنَ مَقَامَ اَصْحَابِهِمْ وَتَاْتِي الطَّآئِفَةُ الْاُخْرٰى حَتّٰى يَقْضُوْا الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ عَلَيْهِمْ وُحْدَانًا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ عَنْ اِمَامِنَا اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔

کے دو حصے کرے) ایک حصہ کو امام اپنے ساتھ نماز میں کھڑا کرے، اور دوسرے حصہ کو دشمن کے مقابلہ میں کھڑا کرے اور امام اس حصہ کو جو اس کے ساتھ نماز میں شریک ہے، ایک رکعت پڑھائے پھر یہ حصہ جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھی ہے۔ بغیر بات کئے دشمن کے مقابلہ پر جا کھڑا ہو اور دوسرا حصہ جس نے امام کے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہے وہ آکر امام کی دوسری رکعت میں اس کی اقتداء کرلے کسی سے کلام کئے بغیر دشمن کے مقابلہ پر چلا جائے اور پہلا حصہ دشمن کے مقابلہ سے واپس آکر اسی جگہ جہاں پہلی رکعت پڑھی ہے کھڑا ہو جائے اور ہر شخص لاحق کی طرح بغیر قرأت کے تنہا علیحدہ علیحدہ (دوسری رکعت پڑھ کر دشمن کے مقابلہ پر چلا جائے، اور دوسرا حصہ دشمن کے مقابلہ سے واپس آکر اسی جگہ کھڑا رہے جہاں پہلی رکعت پڑھی تھی، اور علیحدہ علیحدہ اپنی بقیہ دوسری رکعت کو پڑھ لے (حنفی مذہب میں یہ مشہور روایت ہے) اس کی روایت امام محمد رحمۃ اللہ نے ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کتاب الآثار میں کی ہے۔

١٨٤٨ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِهٰؤُلَاۗءِ صَلٰوةٌ اَحَبُّ اِلَيْهِمْ مِّنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَبْنَآئِهِمْ وَهِيَ الْعَصْرُ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ فَتَمِيْلُوْا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَّاحِدَةً وَاَنَّ جِبْرَئِيْلَ اَتٰى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ (مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان دو مقام ہیں۔ ایک کا نام ضجنان ہے اور دوسرے کا نام عسفان، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہاں کے مشرکین کا محاصرہ کئے تھے) مشرکین آپس میں مشورہ کیا کہ ان مسلمانوں کی ایک نماز ہے جو ان کے پاس ان کے ماں باپ

لہ (اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے، امام تو سلام پھیر دے گا، اور یہ دوسرا حصہ جس نے امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھی ہے۔

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ أَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّيَ بِهِمْ وَتَقُومُ طَائِفَةٌ أُخْرَى وَرَاءَهُمْ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ فَتَكُونَ لَهُمْ رَكْعَةٌ وَّلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ)

اوراولاد سے زیادہ پیاری ہے اور وہ عصر کی نماز ہے۔ (جب یہ نماز شروع کریں تو) تم ان سے لڑنے کا پکا ارادہ کرکے ان پر (ان کی نماز کی حالت میں) یک بارگی حملہ کر دو، (تو یہ بہت بُری طرح سے مارے جائیں گے) کفار کے اس مشورہ کی جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو آکر خبر دی) اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پہنچا یا کہ آپ اپنے صحابہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیجئے اور اس طرح نماز پڑھا یئے کہ ان میں سے تو ایک حصہ کو آپ نماز پڑھائیں، اور دوسرا حصہ ان کو روکنے کے لیے کھڑا رہے) اور چاہیئے کہ اپنے بچاؤ کے سامان اور ہتھیار کو ساتھ رکھیں، تو حضور نے ایک ایک حصہ کو ایک ایک رکعت پڑھائی (جیسا کہ سالم کی روایت میں مذکور ہے) اب رہی دوسری رکعت تو ہر حصہ نے اپنی دوسری رکعت کو اس طرح ادا کیا، جیسا کہ کتاب الآثار میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صراحت فرماتے ہیں جو ابھی اُوپر گزر چکی ہے) اس طرح ہر حصہ کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ ایک ایک رکعت ہوئی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دو رکعتیں ہوئیں، اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابُ صَلٰوةِ الْعِیْدَیْنِ

اس باب میں عید الفطر کی نماز اور عید اضحیٰ کی نماز اور ان کے متعلقات کا بیان ہے

ف: شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید اضحیٰ، یہ دونوں دن اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں ان دونوں دنوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے۔ جمعہ کی نماز کی صحت اور وجوب کے لیے جو شرائط اوپر مذکور ہو چکے ہیں، وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں، سوا خطبہ کے کہ جمعہ کی نماز میں خطبہ فرض اور شرط ہے اور نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے، اور عیدین کی نماز میں شرط یعنی فرض نہیں سنت ہے، اور نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے مگر عیدین کا خطبہ سننا بھی مثل جمعہ کے خطبہ کے واجب ہے یعنی اس وقت بولنا چالنا نماز پڑھنا سب حرام ہے۔

عید الفطر کے دن تیرہ چیزیں مسنون ہیں، شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا یعنے، غسل کرنا، مسواک کرنا عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا، خوشبو لگانا، صبح کو بہت سویرے اٹھنا، عید گاہ میں بہت سویرے جانا، عید گاہ جانے کے قبل کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا، عید گاہ جانے سے قبل صدقہ فطر (فطرہ) دیدینا، عید کی نماز عید گاہ میں جاکر پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا، ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا، پیدل جانا، راستہ میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد آہستہ سے پڑھتے ہوئے جانا۔

عید اضحیٰ میں بھی وہ سب چیزیں مسنون ہیں جو عید الفطر میں ہیں، فرق اس قدر ہے کہ عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے یہاں نہیں، عید الفطر میں راستہ میں آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے، عید الفطر کی نماز دیر کرکے پڑھنا مسنون ہے اور عید اضحیٰ کی سویرے، اور عید اضحیٰ میں صدقہ فطر نہیں بلکہ نماز کے بعد اہل وسعت پر قربانی ہے اذان و اقامت نہ یہاں ہے اور نہ وہاں (نور الایضاح، در مختار) ۱۲

۱۔ وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ۔ — اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی۔ (البقرہ، ۱۸۵)

ف: اس سے نماز عید، اور اس کی خوشی میں اس دن تکبیریں کہنا، عبادت کرنا، رمضان کے روزے رکھنے کی توفیق کی خوشی منانا، سب کچھ ثابت ہوا مگر یہ خوشی رمضان جانے کی نہیں، بلکہ اس میں توفیق خیر ملنے کی ہے۔

۲۔ وَقَوْلُهٗ: — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ — تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو (الکوثر، ۲)

ف: مسلمانو! تمہارے ساتھ کے لوگ اور مسلمان حج کے لیے مکہ معظمہ جاکر مکہ معظمہ میں نمازیں پڑھ رہے ہیں اور منیٰ میں قربانی دے رہے ہیں، تم اس سے محروم اپنے وطن میں ہو، اس سے تم دل شکستہ نہ ہو، عیدگاہ جاکر عید الاضحیٰ کی نماز پڑھو، اس کے بعد قربانی کرو، تو حج میں حجاج جو کر رہے ہیں تم اس کو اپنے وطن میں ادا کر کے حاجیوں کی مشابہت پیدا کرو۔

ف: ان دونوں آیتوں میں عیدین کی نماز کا حکم امر کے صیغہ سے ارشاد ہوا ہے۔ اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے، اس لیے عیدین کی نماز کا پڑھنا واجب ہے، جیسا کہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔ ۱۲

۱۴۲۹ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى اِلَى الْمُصَلّٰى فَاَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَاُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ وَيَاْمُرُهُمْ وَاِنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهٗ اَوْ يَاْمُرَ بِشَيْءٍ اَمَرَ بِهٖ ثُمَّ يَنْصَرِفُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ کو جایا کرتے تھے[1] اور عیدگاہ پہنچنے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پہلا عمل یہ ہوتا کہ آپ نماز عید ادا فرماتے[2] لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے رہتے اور لوگ اپنی صفوں میں خطبہ سننے کے لیے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رُخ کئے بیٹھتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو (خطبہ میں) وعظ و نصیحت فرماتے اور جس کام کی نصیحت کرنی مناسب ہوتی، اُس کی نصیحت فرماتے اور احکام صادر فرماتے تھے اور کہیں لشکر بھیجنا ہوتا تو[3] اس کا حکم دیتے، اس کے بعد (عیدگاہ سے) گھر واپس ہو جاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱؎ اس لیے عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، مسجدوں میں جو عید کی نماز پڑھی جاتی ہے نماز تو ہو جاتی ہے مگر مسجدوں میں بلا عذر عید کی نماز پڑھنے والا تارک سنت مؤکدہ ہے۔

۲؎ نماز عید سے پہلے عیدگاہ میں کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے، اور نہ نماز عید سے پہلے خطبہ ارشاد فرماتے تھے بلکہ پہلے نماز عید سے فارغ ہو کر خطبہ دینے کے لیے!

۳؎ ضرورت کے موافق لشکر کا ایک حصہ علیحدہ فرماتے یا کسی چیز کے متعلق حکم دینے کا ارادہ ہوتا تو اس وقت

۱۸۵۰/۲ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يُهْوِيْنَ إِلٰى آذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ إِلٰى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلٰى بَيْتِهٖ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز عید پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے؟ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا، ہاں[1]! حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکل کر عید گاہ تشریف لائے، پہلے عید کی نماز پڑھائی، پھر نماز کے بعد (دو) خطبے ارشاد فرمائے، حضرت ابن عباس نے اذان اور اقامت کا کچھ ذکر نہیں کیا، عورتیں دُور بیٹھی ہوئی تھیں، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم[2] عورتوں کی صفوں تک تشریف لے گئے، عورتوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور جو عورتوں کے خاص احکام ہیں ان کو بھی ان کے سامنے بیان فرمایا، اور خیرات کرنے کی ترغیب دی، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ عورتیں اپنے کانوں کی بالیاں اور گلوں کے ہار اتار اتار کر حضرت بلال کو دے رہی تھیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت بلال عید گاہ سے گھر واپس ہوئے۔

(بخاری ومسلم)

ف:۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عورتیں اپنے زیورات بغیر شوہر کی اجازت کے خیرات کر رہی تھیں، اس مسئلہ کے متعلق تحقیق یہ ہے، دیکھنا چاہیئے کہ عورت اپنے مال میں سے خیرات کر رہی ہے یا شوہر کے مال میں سے؛ اگر اپنے مال میں سے خیرات کر رہی ہے، جیسے اس حدیث میں مذکور ہے کہ عورتیں اپنا مال خیرات کر رہی تھیں تو عورتوں کو شوہروں کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ اسی لیے اس حدیث شریف میں بغیر شوہروں کی اجازت کے عورتیں اپنا مال خیرات کر رہی ہیں، ہاں! اگر عورتیں راشدہ نہیں ہیں بے سمجھ ہیں، مال کی ان کے پاس قدر نہیں ہے تو ایسی عورتوں کو اپنا مال بھی خیرات کرنے کے لیے شوہروں کی اجازت کی ضرورت ہے، اور اگر شوہر کا مال

[1] میں نے نماز عید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔
[2] خیال ہوا کہ خطبہ کی آواز ان تک نہیں پہنچی ہے اسی لیے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر

ہے اور رواج کے موافق کچھ تھوڑی چیز مثلاً روٹی اور پیسہ دو پیسہ خیرات کر رہی ہے تو اس کے لیے بھی شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں، ایسا ہی اگر شوہر عورت کے ہم خیال ہے عورت کے کسی کام سے ناراض نہیں ہوتا ہے تو ایسی عورت بھی بغیر شوہر کی اجازت کے، شوہر کے مال کو خیرات کر سکتی ہے، شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، اگر شوہر ایسا ہے کہ وہ اپنے مال کی خیرات کرنے سے ناراض ہوتا ہے تو ایسی عورت کو بغیر شوہر کی اجازت کے خیرات کرنا جائز نہیں ہے۔

(مرقات، ملتقی، در مختار) ۱۲

ف۲:۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید گاہ میں عورتوں نے خیرات دی ہے۔ حالانکہ مسجد میں خیرات دینا جائز نہیں، مکروہ ہے۔ پھر عیدگاہ میں یہ خیرات دینا کیسے جائز ہوا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ عید گاہ مثل مسجد کے ہے، صرف جماعت کا ثواب حاصل ہونے میں اس لحاظ سے باقی دوسرے احکام میں عید گاہ مثل مسجد کے نہیں ہے۔ اس لیے عید گاہ میں خیرات دینا جائز ہے۔ دیکھو رد المحتار جلد اول باب مایعد الصلوٰۃ مایکرہ فیھا کا آخری حصہ اور مرقاۃ۔۱۲

۱۸۵۱ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ ۳ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دو مرتبہ نہیں، بلکہ بارہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان و اقامت کے پڑھی ہے۔ (اس سے ثابت ہوا کہ عیدین کی نماز میں اذان و اقامت نہیں ہے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۸۵۲ وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ۴ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْاَضْحٰى ثُمَّ سَاَلْتُهٗ يَعْنِيْ عَطَاءً بَعْدَ حِيْنٍ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَنِيْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنْ لَّا اَذَانَ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِيْنَ يَخْرُجُ الْاِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا اِقَامَةَ وَلَا نِدَاءَ وَلَا شَيْءَ لَا نِدَاءَ يَوْمَئِذٍ وَّلَا اِقَامَةَ۔

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے میں نے سُنا ہے، ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازوں کے لیے اذان نہیں دی جایا کرتی تھی، عطاء کہتے ہیں کہ ایک مدت کے بعد میں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے اس بارے میں سوال کیا تو حضرت جابر نے مجھے یہ حدیث سنائی کہ عیدالفطر کے دن (اور اسی طرح عیدالاضحیٰ کے دن) نماز عید کے لیے کوئی اذان نہیں ہے، نہ امام کے نکلنے کے وقت اذان ہے

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اور نہ نکلنے کے بعد اذان ہے اور نہ نماز عید کے لیے اقامت ہے، اور نہ کسی طرح کی نداء ہے اور نہ کوئی اعلان ہوا کرتا تھا، اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں (نماز عید کے لیے) نہ اذان دی جاتی تھی اور نہ اقامت، اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۸۵۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پہلے عید الفطر کی نماز اور عید اضحیٰ کی نماز ادا فرماتے اور نماز کے بعد عید کے خطبے دیا کرتے تھے۔ (بخاری اور مسلم)

۱۸۵۴ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَاُ بِالصَّلٰوةِ فَاِذَا صَلّٰى صَلٰوتَهٗ قَامَ فَاَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوْسٌ فِيْ مُصَلَّاهُمْ فَاِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهٗ لِلنَّاسِ اَوْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ اَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا وَكَانَ اَكْثَرَ مَنْ يَّتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَرْوَانَ حَتّٰى اَتَيْنَا الْمُصَلّٰى فَاِذَا كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْ بَنٰى مِنْبَرًا مِّنْ طِيْنٍ وَّلَبِنٍ فَاِذَا مَرْوَانُ يُنَازِعُنِيْ يَدَهٗ كَاَنَّهٗ يَجُرُّنِيْ نَحْوَ الْمِنْبَرِ وَاَنَا اَجُرُّهٗ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عید الفطر اور عید اضحیٰ کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (عیدگاہ کو جایا کرتے تھے) سب سے پہلے نماز عید پڑھتے اور جب نماز عید سے فارغ ہو جاتے تو لوگوں کی جانب رُخ کر کے (خطبہ دینے کے لیے) کھڑے ہو جاتے اور لوگ اس وقت اپنی اپنی جائے نماز پر (خطبہ سننے کے لیے) بیٹھے رہتے تھے اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کہیں فوج روانہ کرنے کی حاجت ہوتی تو اس کا تذکرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ سے فرما دیتے یا کوئی اور ضرورت ہوتی تو اس کا حکم دیتے اور فرماتے خیرات کرو، خیرات کرو، اور خیرات کرنے والوں میں سب سے زیادہ تعداد عورتوں کی ہوتی تھی، پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (عیدگاہ سے) واپس ہوتے تھے، مروان بن الحکم کے زمانہ تک یہی عمل رہا

لہ ذکر کہ نماز عید پہلے ہوتی تھی، اور خطبہ بعد دیا جاتا تھا اور خطبہ زمین پر کھڑے ہو کر بعد نماز ہوتا تھا اور عیدگاہ میں منبر نہیں بنایا گیا تھا)

نَحْوَ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا رَاَيْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ قُلْتُ اَيْنَ الْاِبْتِدَاءُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ لَا يَا اَبَا سَعِيْدٍ قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَمُ قُلْتُ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَاْتُوْنَ بِخَيْرٍ مِّمَّا اَعْلَمُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ انْصَرَفَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ابوسعید فرماتے ہیں کہ مروان کے دور حکومت میں مروان کے ساتھ (نہایت اتحاد ظاہر کرنے کے لیے) میں اور مروان ایک دوسرے کی کمر پر ہاتھ رکھے ہوئے عیدگاہ پہنچے، وہاں پہنچنے کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ (ایک بات تو خلاف سنت یہ ہوئی ہے کہ) کثیر بن الصلت نے عیدگاہ میں مٹی اور خام اینٹوں کا ایک منبر بنا رکھا ہے میں اس کو کھینچ کر نماز پڑھانے کے لیے لا رہا تھا اور وہ میرا ہاتھ چھڑا کر منبر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ (مروان کی اس کشمکش کو میں نے دیکھا تو) میں نے مروان سے کہا کہ عید کی نماز پہلے پڑھنا اور خطبہ بعد میں دینا (جو سنت ہے) وہ عمل کہاں گیا۔ مروان نے جواب دیا نہیں، ابوسعید آپ جس بات کو سنت سمجھ رہے ہیں وہ اب متروک ہو گئی ہے، میں نے کہا ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے (میری معلومات کی حد تک تم یہ خیر کا کام نہیں کر رہے ہو) جو مسنون طریقہ مجھے معلوم ہے اس سے بہتر کوئی دوسرا طریقہ تم نہیں پیش کر سکتے (آخر یہ سنت کو اٹھانے والی کونسی چیز ہے، تمہارے نفسانی خواہشات سے سنت متروک نہیں ہو سکتی) میں نے اس جملہ کو (۳) بار دھرایا (اور دیکھا کہ وہ اپنی ہٹ سے باز نہیں آ رہا ہے (تو ہمارا جو اتحاد تھا وہ سب ختم ہو گیا امر بالمعروف جو میرے ذمہ تھا وہ پورا کر کے) میں

لہ خلاف سنت یہ دیکھ کر میں بہت ناراض ہوا، پھر دیکھا کہ نماز سے پہلے خطبہ دینے کے لیے مروان منبر کی طرف جا رہا تھا، اس کا یہ فعل مجھے بہت ناگوار گزرا۔

اپنی نماز پر آکر بیٹھ گیا[1]۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۸۵۵ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعِيْدِ شَيْئًا فَاِذَا رَجَعَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (عید کے دن) عید کی نماز سے پہلے (کوئی نفل) نماز نہ (گھر میں) پڑھا کرتے تھے[2] اور جب نماز عید سے فارغ ہو کر گھر واپس تشریف لاتے تو گھر میں دو رکعت نفل نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے (در مختار اور رد المحتار میں بھی ایسی ہی تفصیل مذکور ہے)۔ ۱۲

اسلام میں نہ کلب تھا، نہ جمع ہونے کے لیے کوئی مقام، لے دے کے صرف مسجد ہی تھی جس میں ابتداءِ اسلام میں مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے جمع ہوتے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث مروی ہے جو ذیل میں اس حدیث کے بعد آ رہی ہے۔ اس حدیث میں عورتوں کو مسجد میں آنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ عورتوں اور مردوں کا ایک جگہ جمع ہونا مصلحت کے خلاف تھا، اس لیے عورتوں کو مسجدوں سے اور عید گاہ سے روک دیا گیا جس پر آج تک عمل درآمد ہے۔ اس لیے اس حدیث کا جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اس طرح ترجمہ کیا جاتا ہے۔

۱۸۵۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنْهَوْا نِسَاءَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّيْنَةِ وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسَاجِدِ فَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ لَمْ يُلْعَنُوْا حَتّٰى لَبِسَ نِسَاؤُهُمُ الزِّيْنَةَ وَالتَّبَخْتُرَ فِي الْمَسَاجِدِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! تم اپنی عورتوں کو زیب و زینت کا لباس پہن کر نازو انداز کے ساتھ گھروں سے باہر نکلنے سے منع کرو (وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ، امہات المومنین حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کو حکم ہو رہا ہے کہ گھروں ہی میں ٹھہرو، باہر مت نکلو، جب رسول اللہ صلی اللہ

[1] (اس کے سوا میں اور کیا کر سکتا تھا، مروان کا یہ فعل مجھے بہت ناگوار گزر رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو اس طرح مٹتے ہوئے مجھ سے نہیں دیکھا جا رہا تھا)

[2] (اور نہ عید گاہ میں اور اسی طرح نماز عید کے بعد بھی عید گاہ میں کوئی نفل نماز نہیں پڑھا کرتے تھے)

رَوَاہُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ بِسَنَدِہٖ فِی التَّمْہِیْدِ۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کو یہ حکم ہو رہا ہے، تو پھر مسلمان عورتیں کس گنتی میں ہیں، ان کو تو ضرور گھروں میں رہنا چاہئے۔ اس لیے مسلمان عورتوں کو چاہیئے کہ گھروں ہی میں رہا کریں، اگر کسی ضرورت سے باہر نکلیں تو میلے کچیلے کپڑے پہن کر برقع اوڑھ کر نکلیں) دیکھو! بنی اسرائیل کی عورتیں زیب وزینت کا لباس پہن کر ناز و انداز سے باہر نکلا کرتی تھیں، تو ان پر لعنت اُتاری گئی، اسی طرح مسلمان عورتوں کو زیب و زینت کا لباس پہن کر ناز و انداز کے ساتھ نکلنے سے روکو! تاکہ وہ بھی لعنت کی مستحق نہ ہو جائیں۔ اس کی روایت ابن عبد البر نے تمہید میں اپنی سند سے کی ہے

۱۸۵۷ وَعَنْہَا لَوْ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی مَا اَحْدَثَتِ النِّسَآءُ بَعْدَہٗ لَمَنَعَہُنَّ الْمَسْجِدَ کَمَا مَنَعَتْ نِسَآءُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرماتے کہ عورتوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کر رکھی ہیں تو بنی اسرائیل کی عورتوں کی طرح ان کو بھی مسجد میں آنے سے ضرور منع فرما دیتے۔ (مسلم)

۱۸۵۸ وَعَنْہَا قَالَتْ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ دَخَلَ عَلَیْہَا وَعِنْدَہَا جَارِیَتَانِ فِیْٓ اَیَّامِ مِنًی تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ تُغَنِّیَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ یَوْمَ بُعَاثٍ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِہٖ فَانْتَہَرَہُمَا اَبُوْبَکْرٍ فَکَشَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ وَّجْہِہٖ فَقَالَ دَعْہُمَا یَا اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّہَا اَیَّامُ عِیْدٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یَا اَبَا بَکْرٍ اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَّ ہٰذَا عِیْدُنَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْبُخَارِیِّ وَلَیْسَتَا بِمُغَنِّیَتَیْنِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ عید اضحیٰ کے دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے میرے پاس دو لڑکیاں دف بجاتے ہوئے وہ اشعار گا رہی تھیں جو جنگ بعاث کے متعلق انصار نے کہے تھے۔ اور بخاری کی ایک روایت ہے کہ یہ لڑکیاں گانے کا پیشہ رکھنے والیاں نہ تھیں، اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چہرہ انور پر کپڑا ڈھانکے ہوئے تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لڑکیوں کو جھڑک دیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر نے

وَقَالَتِ الْحَنَفِيَّةُ اِنَّ الدَّفَّ اَيْضًا حَرَامٌ وَهُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ وَمَا وَرَدَ مِنْ ضَرْبِ الدَّفِّ فَهُوَ مَنْسُوْخٌ وَتَمَامُ تَحْقِيْقِهٖ فِىْ بَابِ اِعْلَانِ النِّكَاحِ فَرَاجِعْهُ

یہ بھی فرمایا کہ شیطان کا گانا بجانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر میں ہوتا تعجب کی بات ہے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چہرۂ مبارک سے کپڑا اٹھا کر فرمایا: ابوبکر! ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دو (یہ چھوٹی لڑکیاں ہیں) اور عید کا زمانہ ہے، یہ اس طرح خوشی کا اظہار کر رہی ہیں اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے، اور یہ ہماری عید ہے۔ (بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث میں جاریہ کا لفظ ہے، جاریہ کہتے ہیں چھوٹی لڑکی کو۔ اسی لیے مرقات میں جاریتان کے ساتھ صغیرتان بیتے دو چھوٹی لڑکیاں مذکور ہے کہ وہ دف بجا کر عید کی خوشی کا اظہار کر رہی تھیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، ان لڑکیوں کو منع کر رہے تھے۔ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق کو ان لڑکیوں کے دف بجانے سے منع کرنے سے روک دیا۔ اس لیے کہ چھوٹی لڑکیاں بلوغ سے پہلے جو کچھ کریں ان کا قول وفعل قابل استدلال نہیں ہوتا۔

اب رہا دف بجانا تو یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ دف کا بجانا منسوخ نہیں ہوا تھا اس کے بعد دف بجانا منسوخ ہو گیا، جس حدیث سے منسوخ ہوا ہے اس کو خطیب نے اس طرح روایت کیا ہے عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ ضَرْبِ الدَّفِّ وَلَعْبِ الصَّنْجِ وَضَرْبِ الزَّمَّارَةِ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوسرے مزامیر کی طرح دف بجانے سے بھی منع فرماتے ہیں۔ اسی واسطے حضرت شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ دف بجانا مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے۔ اور علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتداء اسلام میں دف بجانے کی اجازت تھی، بعد میں اس کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرما دیا، اس لیے ظاہر الروایۃ میں ہے کہ حنفی مذہب میں مثل اور مزامیر کے دف بجانا بھی حرام ہے۔ رد المحتار میں لکھا ہے کہ اِسْتِمَاعُ ضَرْبِ الدَّفِّ وَالْمِزْمَارِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ حَرَامٌ، رد المحتار میں لکھا ہے کہ مزامیر اور دف بجا کر سننا بھی حرام ہے۔ ۱۲

۱۸۵۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیدالفطر کے دن کچھ کھجور کھائے بغیر عید گاہ کو نہیں جاتے تھے اور ان کھجوروں کی تعداد طاق ہوتی تھی، (اس سے معلوم ہوا کہ عیدالفطر میں کچھ کھا کر نماز عید کے لیے جانا مسنون ہے) اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں نماز سے پہلے کھجور کھانے کا جو ذکر ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ کوئی گمان نہ کرے کہ اس دن بھی عید کی نماز تک سوا پہر کا روزہ رکھنا واجب ہے۔ (فتح الباری ۱۲۰)

۱۸۶۰ ۱۲ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْأَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّيَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیدالفطر کے دن کھانا کھا کر عید گاہ جایا کرتے تھے بخلاف اس کے عیدالضحیٰ کے دن بھوکے عید گاہ تشریف لے جاتے، عیدالضحیٰ کی نماز سے واپس آکر (یعنی کچھ نہیں کھاتے تھے قربانی کرکے) قربانی کے گوشت سے کھانے کو شروع کرتے تھے[1]۔ (ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی)

۱۸۶۱ ۱۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن ایک راستہ سے عید گاہ کو تشریف لے جاتے اور دوسرے راستہ سے گھر واپس ہوتے تھے (بخاری)

۱۸۶۲ ۱۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے

[1] (اس میں فقراء کی خاطر منظور تھی کہ عیدالفطر میں فطرہ پہلے دیا جاتا ہے، نماز عید بعد میں ہوتی ہے، فطرہ کو کھا کر فقراء عید گاہ جاتے تھے، اس لیے حضور بھی کچھ کھا کر عید گاہ جاتے۔ بخلاف عیدالضحیٰ کے اس میں قربانی ہونے تک فقراء کو کچھ کھانے کو نہیں ملتا تھا، نماز عید سے واپس آکر قربانی ہونے کے بعد جب قربانی کا گوشت تقسیم ہوتا تو اس وقت فقراء کو کچھ کھانے کو ملتا تھا، اس لیے فقراء کا ساتھ دینے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی صبح سے بھوکے رہتے تھے، نماز عید کے بعد قربانی کرکے قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتداء کرتے تھے۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ فِيْ طَرِيْقٍ رَجَعَ فِيْ غَيْرِهٖ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم عید کے روز عیدگاہ کو تشریف لے جاتے وقت ایک راستہ سے عیدگاہ تشریف لے جاتے اور واپسی میں دوسرے راستہ سے گھر تشریف لاتے تھے
(ترمذی اور دارمی)

۱۸۶۳ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهٖ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُّصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ نُّصَلِّيَ فَإِنَّمَا هُوَ شَاةُ لَحْمٍ عَجَّلَهٗ لِأَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم (عید اضحیٰ کی نماز پڑھائی نماز عید کے بعد خطبہ دے رہے تھے، اثناء خطبہ میں) ارشاد فرمایا کہ یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کے دن دو عبادتیں ہیں۔ ایک نماز عید پڑھنا، دوسرے قربانی کرنا، جو نماز عید پڑھ کر (خطبہ سننے کے بعد) گھر جا کر قربانی کرے تو اس کو قربانی کا ثواب ملے گا، جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت پر عمل کیا۔ بخلاف اس کے جس نے نماز عید کے پہلے قربانی کی (تو اس کو قربانی کا ثواب نہیں ملے گا) سمجھا جائے گا کہ اس نے اپنے اہل وعیال کے لیے گوشت حاصل کرنے کے واسطے ذبح کیا ہے عبادت کا ثواب اس کو نہیں ملے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے

ف حدیث شریف میں نماز عید کے بعد گھر جا کر قربانی دینے کا ذکر اس طرح ہے۔ "أَنْ نُّصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ"، یعنے نماز پڑھی، گھر لوٹا اور قربانی کی،" حالانکہ نماز پڑھنے کے بعد خطبہ بھی ہونا ضرور ہے۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ اس جگہ نماز کے بعد خطبہ کا ذکر اس لیے نہیں ہے کہ خطبہ نماز کے تابع ہے اور نماز کے ساتھ ہی پڑھا جاتا ہے۔ یہاں صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ نماز اور قربانی میں سے نماز پہلے ہونا اور قربانی نماز کے بعد ہونا چاہیئے اسی لیے حدیث میں نماز اور قربانی ان دونوں ہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ ۱۲۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَضْحٰى بَعْدَ الصَّلٰوةِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری کی ایک اور روایت اس طرح ہے کہ عید اضحیٰ کے دن نماز عید پڑھ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ

فَقَالَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهٗ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَلَا نُسُكَ لَهٗ۔

علیہ واٰلہٖ وسلم نے خطبہ دیا (خطبہ میں یہ) ارشاد فرمایا جو شخص ہمارے جیسی نماز عید پڑھے اور (نماز کے بعد) قربانی کرلے تو اس کو قربانی کا ثواب ملے گا اور جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کی تو نماز کے پہلے قربانی ادا کرنے سے اس کو قربانی کا ثواب نہیں ملے گا۔

۱۸۶۴ وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلٰى اِسْمِ اللّٰهِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جندب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے عید اضحیٰ کی نماز سے پہلے قربانی کرلی ہو (اس کی قربانی قبول نہیں ہوئی، نماز عید کے بعد اس کو مکرر) قربانی کرنا چاہیئے اور جس نے نماز عید سے پہلے قربانی نہیں کی تو اس کو چاہیئے کہ نماز عید کے بعد بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر قربانی کرے (بخاری ومسلم)

۱۸۶۵ وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَاَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے عید اضحیٰ کی نماز سے پہلے قربانی کی تو اس نے اپنے لیے (گوشت حاصل کرنے کے واسطے) قربانی کی ہے اور جس نے نماز عید کے بعد قربانی کی تو اس کی قربانی پوری ہوئی، اور نماز کے بعد قربانی کرنا جو مسلمانوں کا طریقہ ہے اس نے اس طریقہ پر صحیح طور سے عمل کیا۔ (بخاری ومسلم)

۱۸۶۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ آپ (نماز عید کے بعد) عید گاہ میں قربانی کیا کرتے تھے[1] اس حدیث

[1] عید گاہ میں قربانی کر کے یہ ظاہر کیا جاتا تھا کہ لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ قربانی کا وقت نماز عید کے بعد ہے اور مجمع عام میں قربانی کرنے سے لوگوں کو قربانی کرنے کی ترغیب بھی ہو جائے)۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں قربانی کرنے کے لیے دو الفاظ لائے گئے ہیں، ایک یذبح دوسرے ینحر، ان کا ترجمہ قربانی کرتا کیا گیا ہے، ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اُونٹ کی قربانی کرنے کو نحر کہتے ہیں، اور اُونٹ کے سوا بکرے اور گائے کی قربانی کرنے کو ذبح کہتے ہیں، کیونکہ ذبح حلق پر ہوتا ہے۔ اور نحر اُونٹ کے سینہ پر ہوتا ہے۔ اُونٹ کے ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اُونٹ کو قبلہ رو کھڑا کر کے اس کے اگلے دونوں پاؤں کے بیچ میں سینہ پر برچھی سے زخم لگاتے ہیں، جس سے خون نکل کر اُونٹ زمین پر گر جاتا ہے اور اس طریقہ سے دم سیال نکل جاتا ہے اور ذبح کرنے کی غرض حاصل ہو جاتی ہے (عمدۃ القاری اور مرقات) ۱۲

۱۳۶۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا فَقَالَ مَا هٰذَانِ الْيَوْمَانِ قَالُوْا كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے) مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ مدینہ والوں کے لیے دو دن مقرر تھے، جن میں وہ عید مناتے تھے اور عید کی خوشی کو، لہو لعب کھیل کود سے ظاہر کرتے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دو دن جن کو تم عید مقرر کئے ہو، ان سے کیا غرض ہے تو مدینہ والوں نے کہا، کہ یہ وہی دن ہیں، کہ زمانہ جاہلیت میں ہم ان میں کھیلا کرتے تھے اور خوشیاں مناتے تھے اگر حضور فرمائیں تو ہم ان دونوں دنوں میں عید منانا چھوڑ دیتے ہیں اور جن دو دنوں میں خوشی منانے کا حکم ہوگا، ان میں خوشی منائیں گے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا[1] اللہ تعالیٰ ان دو دنوں کے بدلہ میں جن میں تم عید مناتے ہو

[1] عید ایسے دنوں میں مقرر کرنا چاہیئے جن میں ہم پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہوتی ہوں کے بدلہ میں عید منا کر شکریہ ادا کرنا چاہیئے جن دنوں میں تم عید مناتے تھے، وہ دن ستاروں کی تحویل کے تھے، مسلمانوں کے پاس ستاروں کی تحویل کوئی چیز نہیں جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے، ستارے اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں آلہ کار ہیں مستقل ان میں کوئی اثر نہیں۔

دوسرے دو دن عید منانے کے لیے مقرر کئے ہیں
ایک تو عید اضحیٰ اور دوسرے عید الفطر[1]

۱۸۶۸
۲۰
وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ ابْنَ الْيَمَانِ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيْرَةً عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ صَدَقَ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى كَذٰلِكَ كُنْتُ أُكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ۔

رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ وَالطَّحَاوِيُّ وَسَكَتَ أَبُوْ دَاؤُدَ عَنْهُ ثُمَّ الْمُنْذِرِيُّ فِيْ مُخْتَصَرِهٖ۔

حضرت سعید بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم عید اضحیٰ اور عید الفطر کی تکبیریں کیسے کہتے تھے، تو حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جنازے پر چار تکبیریں کہتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ابوموسیٰ نے سچ کہا ہے، تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جس وقت میں بصرہ میں ان پر حاکم تھا تو اسی طرح (عیدین) کی تکبیریں کہا کرتا تھا۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور طحاوی نے روایت کیا ہے۔

[1] عید الاضحیٰ تو وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام پر بڑا فضل کیا، کہ ان کے فرزند کو ذبح ہونے سے بچا لیا۔ ہم کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی پیروی کا حکم ہوا ہے جو دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خوشی کا ہے۔ ہم کو بھی ان کی پیروی کرکے اس میں خوشی کرکے عید منانا چاہیئے۔ دوسرا دن عید الفطر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رمضان شریف دے کر نفس اور دل کی اصلاح فرمائی اور روزے پورے ہوگئے، کتنا بڑا احسان ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہم سے پورے روزے کروائے۔ اس نعمت کے شکریہ میں ختم رمضان کے بعد عید الفطر کے دن کو عید مناکر اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکریہ ادا کرتے ہیں، مسلمان ہمیشہ لہو ولعب سے بچا کرتے ہیں۔ اس لیے ان دونوں عیدوں کو بھی کفار کی طرح لہو ولعب اور کھیل کود میں نہ گزاریں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرکے عید کی خوشی منائیں۔

۱۸۶۹ / ۲۱ وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عِیْدٍ فَكَبَّرَ اَرْبَعًا وَّاَرْبَعًا ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ حِیْنَ انْصَرَفَ فَقَالَ لَا تَنْسَوْا كَتَكْبِیْرِ الْجَنَائِزِ وَاَشَارَ بِاَصَابِعِهٖ وَقَبَضَ اِبْهَامَهٗ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَقَالَ فَهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنُ الْاِسْنَادِ)

حضرت ابو عبد الرحمٰن سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ مجھے بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث بیان کی، کہتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عید کے دن نماز پڑھائی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چار چار تکبیریں کہیں، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے جس وقت آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا جنازہ کی تکبیروں کی طرح عید کی تکبیروں کو نہ بھولنا اور آپ نے اپنا انگوٹھا مبارک بند کر کے چار انگلیوں سے اشارہ فرمایا، اس حدیث کو طحاوی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز عید کی تکبیریں کل چھ ہیں اور دو تکبیریں تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع ملا کر کل آٹھ تکبیریں بنتی ہیں اور یہی حنفی مذہب ہے کہ عید کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر تین تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرات رکوع میں جانے سے پہلے تین تکبیریں اور چوتھی تکبیر رکوع کی، تو یہ آٹھ تکبیریں بنتی ہیں جن کو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمل سے، مثال سے اور پھر اپنی مبارک انگلیوں کے اشارہ سے سمجھایا ہے۔

۱۸۷۰ / ۲۲ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ تِسْعُ تَكْبِیْرَاتٍ خَمْسٌ فِیْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عید کی زائد تکبیرات مع

الْأُولٰى وَأَرْبَعٌ فِي الْآخِرَةِ مَعَ تَكْبِيرَةِ الصَّلٰوةِ.

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

وَقَالَ الْإِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَالْمُرَادُ بِالْخَمْسِ تَكْبِيرَةُ الْإِفْتِتَاحِ وَالرُّكُوعِ وَثَلَاثُ زَوَائِدَ وَبِالْأَرْبَعِ بِتَكْبِيرَةِ الرُّكُوعِ.

تکبیرات نماز کے (۹) ہیں، پانچ تکبیرات پہلی رکعت میں اور چار تکبیرات دوسری رکعت میں ہیں اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

فتح القدیر میں اس کی تفصیل اس طرح کی گئی ہے کہ پہلی رکعت کی پانچ تکبیرات اس طرح ہیں کہ پہلی تکبیر تو تکبیر تحریمہ ہے جس کے بعد ثنا پڑھی جاتی ہے، پھر تین تکبیرات عید کی زائد تکبیرات ہیں اور پانچویں تکبیر رکوع ہے، اس طرح پہلی رکعت کے شروع میں پانچ تکبیرات ہوئیں دوسری رکعت میں (۴) تکبیرات اس طرح ہیں کہ تین تکبیرات عید کی زائد تکبیرات ہیں، اور چوتھی تکبیر رکوع کی ہے۔ اس طرح دوسری رکعت میں چار تکبیر ہوئیں

خلاصہ یہ ہے کہ عید کی نماز میں زائد تکبیرات (۶) چھ ہیں۔ پہلی رکعت میں تین تکبیرات عید زاید تکبیرات ہیں اور دوسری رکعت میں بھی عید کی تین زائد تکبیرات ہیں)

۱۸۷۱/۲۳ وَعَنْ حَمْزَةَ أَبِي عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ رَحِمَهُ اللهُ يَقُولُ ثَلٰثًا سِوٰى تَكْبِيرَةِ الصَّلٰوةِ.

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت حمزہ ابو عمارۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سُنا ہے کہ عید کی نماز کی ہر رکعت میں تین تین زائد تکبیرات ہیں جو نماز کی تکبیرات کے علاوہ ہیں۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۱۸۷۲/۲۴ وَعَنْ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ وَعَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اجْتَمَعَ رَأْيُهُمَا فِي تَكْبِيرِ الْعِيدَيْنِ عَلٰى تَكْبِيرَاتٍ خَمْسٌ فِي الْأُولٰى وَأَرْبَعٌ فِي الْآخِرَةِ وَيُوَالِي بَيْنَ الْقِرَاءَتَيْنِ.

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تکبیرات عیدین کے متعلق متفقہ رائے یہ ہے کہ جملہ تکبیرات (۹) نو ہیں پہلی رکعت میں پانچ تکبیرات ہیں (کہ پہلی تکبیر تو تکبیر تحریمہ ہے، جس کے بعد ثناء پڑھی جاتی ہے پھر تین تکبیرات عید کی زائد تکبیرات ہیں، اور پانچویں

تکبیر رکوع کی ہے) اور دوسری رکعت میں چار تکبیرات (اس طرح) ہیں کہ تین تکبیرات عید کی زائد تکبیرات ہیں اور چوتھی تکبیر رکوع کی ہے) اور اس پر بھی دونوں حضرات کی متفقہ رائے ہے کہ پہلی رکعت کی قرأت اور دوسری رکعت کی قرأت میں تکبیرات عید سے فصل نہ ہوگا۔ بلکہ دونوں قرأت پے در پے ہوں گے۔ پہلی رکعت کے شروع میں قرأت سے پہلے تکبیرات عیدین ہونگی۔ اور دوسری رکعت کے آخر میں قرآت کے بعد تکبیرات عیدین ہوں گی) اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۱۸۷۳/۲۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُمْ يَوْمَ عِيْدٍ فَدَعَا الْاَشْعَرِيَّ وَابْنَ مَسْعُوْدٍ وَحُذَيْفَةَ ابْنَ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقَالَ اِنَّ الْيَوْمَ عِيْدُكُمْ فَكَيْفَ اُصَلِّيْ قَالَ حُذَيْفَةُ سَلِ الْاَشْعَرِيَّ وَقَالَ الْاَشْعَرِيُّ سَلْ عَبْدَ اللّٰهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ تُكَبِّرُ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَهُوَ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَةً وَيَفْتَتِحُ بِهَا الصَّلٰوةَ ثُمَّ يَقْرَاُ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَةً يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَقْرَاُ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثَلٰثًا ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَةً يَرْكَعُ بِهَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَهٗ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حضرت عبد اللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کرتے ہیں، ان کے والد قیس نے کہا کہ سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے عید کے دن حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت ابن مسعود اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلوا بھیجا اور ان حضرات سے کہا کہ آج مسلمانوں کی عید کا دن ہے، بتلایئے کہ میں عید کی نماز کس طرح پڑھاؤں؟ حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے پوچھیئے اور حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے دریافت کیجئے تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا کہ تکبیر تحریمہ کہہ کر تم نماز عید شروع کرو (تکبیر تحریمہ کے بعد تم کو کیا کرنا چاہئے اس بارے میں تم کو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم جس طرح نماز عید پڑھائی ہے، میں اس کو

له پہلی رکعت کی قرأت کے ختم پر رکوع و سجدہ ہو، اور دوسری رکعت تکبیرات عید سے شروع نہیں کرنا چاہیئے بلکہ دوسری رکعت کو حسب دستور قرأت سے شروع کریں اور ختم قرأت پر تکبیرات عید کہی جائیں،

نَحْوَهٗ اَيْضًا۔

بعینہ بیان کرتا ہوں (سنو) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہلے تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز عید شروع کرتے پھر (ثناء پڑھتے، ثناء کے بعد) عید کی تین زائد تکبیرات ادا فرماتے، اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور ضم سورہ فرماتے، پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جاتے، پھر سجدہ کرتے، دوسرے سجدہ کے بعد اٹھ کر دوسری رکعت کا قیام کرتے، اس قیام میں دوسری رکعت کو قرأت سے شروع کرتے (تکبیرات عیدین سے ابتداء نہیں فرماتے تھے۔) حسب عادت سورۂ فاتحہ اور ضم سورہ کر کے، ضم سورہ کے بعد عید کی تین زائد تکبیرات فرماتے، تکبیرات عیدین کے بعد اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جاتے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور عبد الرزاق نے بھی اسی طرح روایت کی ہے، اور امام طحاوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مذکور الصدر حدیث کی روایت اسی طرح کی ہے۔

۱۸۷۴ وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ[۲۶] كَانَ يُكَبِّرُ فِى الْعِيْدَيْنِ تِسْعًا اَرْبَعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ وَ فِى الثَّانِيَةِ يَقْرَأُ فَاِذَا فَرَغَ كَبَّرَ اَرْبَعًا ثُمَّ رَكَعَ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَرَوَى التِّرْمِذِىُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ نَحْوَهٗ وَقَالَ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا وَفِىْ رِوَايَةٍ لِابْنِ اَبِىْ شَيْبَةَ نَحْوَهٗ وَقَالَ فِى الْقَدِيْرِ وَهٰذَا اَثَرٌ صَحِيْحٌ قَالَهٗ بِحَضْرَةِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَمِثْلُ هٰذَا يُحْمَلُ عَلَى الرَّفْعِ لِاَنَّهٗ مِثْلُ

حضرت علقمہ اور حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے یہ دونوں حضرات کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما عیدین کی نماز میں (۹) نو تکبیریں کہا کرتے تھے، چار تکبیرات (پہلی رکعت) میں قرأت سے پہلے کہا کرتے تھے (جن میں سے ایک تکبیر تو تکبیر تحریمہ ہوتی۔ اس کے بعد ثناء پڑھتے تھے، ثناء کے بعد تین تکبیر عید کے زائد کہتے تھے، تین تکبیرات کے بعد قرأت یعنی سورۂ فاتحہ اور ضم سورہ کرتے، پھر ضم سورہ کے بعد پانچویں مرتبہ) اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جاتے پھر دوسری رکعت کو (حسب دستور) حضرت ابن مسعود قرأت یعنی سورۂ فاتحہ اور ضم سورہ سے کرتے۔ جب ضم سورہ سے فارغ ہوتے تو

نَقْلِ اَعْدَادِ الرَّكْعَاتِ۔

(اس طرح) چار تکبیر کہتے (کہ تین تکبیر تو عید کے زائد تکبیر ہوتے تھے اور چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے تھے) اس حدیث کی روایت عبد الرزاق نے کی ہے، اور اس حدیث کی سند صحیح ہے، اور ترمذی نے بھی حضرت ابن مسعود سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ حضرت ابن مسعود کی روایت کی طرح متعدد صحابۂ کرام سے بھی ایسی ہی روایتیں آئی ہیں، اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں بھی اسی طرح مروی ہے اور فتح القدیر میں کہا ہے کہ حضرت ابن مسعود کی یہ حدیث صحیح حدیث ہے اور حضرت ابن مسعود نے اس حدیث کو جس میں عید کی زائد تکبیرات کا ذکر ہے۔ صحابۂ کرام کی ایک جماعت کے سامنے بیان کیا اور کسی صحابی نے اس کی تردید نہیں کی، اور صحابہ کے سامنے کوئی حدیث بیان کی جائے اور وہ اس کو رد نہ کریں تو ایسی حدیث مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے، اور جب یہ حدیث بھی صحابہ کے سامنے بیان کی گئی اور کسی صحابی نے انکار نہیں فرمایا تو یہ حدیث بھی مرفوع حدیث کے حکم میں ہوئی۔

١٨٧٥/٢٤ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ قَالَ تَرْفَعُ الْاَيْدِيْ فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فِيْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَفِي التَّكْبِيْرِ لِلْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ وَفِي الْعِيْدَيْنِ اَلْحَدِيْثُ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رفع یدین صرف سات موقعوں پر کیا جاتا ہے۔ (۱) جب نماز شروع کی جاتی ہے تو تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جاتا ہے (۲) دوسرے وتر میں دعاء قنوت کے لیے جب اللہ اکبر کہا جاتا ہے تو اس وقت بھی رفع یدین کرنے کا حکم ہے (۳) تیسرے عیدین کی نماز میں چھ زائد تکبیرات کہتے وقت بھی رفع یدین کرنے کا حکم ہے۔ (۴) حجر اسود کا بوسہ لینے وقت بھی رفع یدین کیا جاتا ہے (ان مذکورہ چار رفع یدین کے وقت ہاتھوں کی پیٹھ اپنے منہ کی طرف ہوتی ہے (۵) پانچواں رفع یدین وہ ہے جو سعی

میں صفا اور مروہ پر کیا جاتا ہے (۶) چھٹا رفع یدین وہ ہے جو مزدلفہ اور عرفات میں کیا جاتا ہے (۷) ساتواں رفع یدین وہ ہے جو منیٰ میں پہلے اور دوسرے جمرہ پر کنکریاں مارتے وقت کیا جاتا ہے۔ آخر کے ان تین رفع یدین میں مثل دعا کے ہتھیلیاں اپنے چہرہ کی طرف رہیں) اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے کی ہے، اور اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

۱۸۷۶ (۲۸) وَعَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْوِلَ يَوْمَ الْعِيْدِ قَوْسًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کسی شخص نے عید کے روز (نماز عید کے بعد) ایک کمان نذر دی تو آپ نے اس پر سہارا دے کر عید کا خطبہ پڑھا، اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

۱۸۷۷ (۲۹) وَعَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَطَبَ يَعْتَمِدُ عَلٰى عَنَزَتِهٖ اِعْتِمَادًا۔

(رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں (ایسا بھی ہوا ہے) کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دیتے وقت چھوٹے نیزہ پر ٹیک لگا کر خطبہ دیتے رہے ہیں۔ (اور اس نیزہ کو جب ضرورت ہوتی تو سترہ کے لیے بھی زمین میں گاڑ دیا جاتا تھا) اس حدیث کی روایت امام شافعی رحمہ اللہ نے مرسلاً کی ہے۔

۱۸۷۸ (۳۰) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ شَهِدْتُ الصَّلٰوةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَبَدَاَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَامَ مُتَّكِئًا عَلٰى بِلَالٍ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلٰى طَاعَتِهٖ وَمَضٰى اِلَى النِّسَاءِ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَاَمَرَهُنَّ بِتَقْوَى اللهِ وَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (یوں تو) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عید کی نمازوں میں رہا ہوں (مگر) ایک عید کا واقعہ ایسا ہوا کہ آپ (حسب عادت) نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھائی، نماز کے بعد خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، خطبہ کے وقت (عصاء وغیرہ پر) ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا (کیا کہوں) وہ خطبہ کیسا تھا؟ اس خطبہ میں آپ نے

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کی اور مرنے کے بعد جو واقعات پیش آنے والے ہیں وہ یاد دلائے اور اطاعت الٰہی کی ترغیب دی، اس کے بعد حضرت بلال کے ساتھ عورتوں کے پاس جاکر ان کو خدا ترسی کا حکم دیا اور وعظ ونصیحت فرمائی۔ اس حدیث کی روایت نسائی نے کی ہے۔

ف: ان احادیث میں مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ دیتے وقت کبھی کمان پر ٹیک دیتے رہے ہیں، اور کبھی عصا پر اور کبھی چھوٹی برچھی اور کبھی ان میں سے کسی چیز کے ساتھ ٹیک نہ لگاتے بلکہ کسی انسان پر ٹیک لگاتے، اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے وقت عصا وغیرہ پر ٹیک لگانا سنت غیر مؤکدہ ہے۔ اگر بغیر عصا ٹیک دیئے خطبہ دیا جائے، تو بھی جائز ہے۔

۱۸۷۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ۔

۳۱

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) عید کے دن بارش ہو رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عید کی نماز مسجد میں پڑھائی اس حدیث کی روایت ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ نماز عید کے لیے عیدگاہ کو تشریف لے جایا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسجد نبوی میں جس کی بڑی فضیلت ہے، صرف ایک مرتبہ عذر کی وجہ سے نماز عید ادا فرمائی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حضرات بلا عذر نماز عید کے لیے عیدگاہ نہیں جاتے اور اپنے محلوں میں الگ الگ مسجدوں میں عید کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ یہ خلاف سنت ہے۔ اگرچہ کہ محلہ کی مسجد میں نماز عید ادا ہو جاتی ہے مگر ایسا کرنے والے تارک سنت مؤکدہ ہیں۔ (عمدۃ الرعایۃ ص۱۲)

۱۸۸۰ وَعَنْ أَبِي الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَهُوَ بِنَجْرَانَ عَجِّلِ الْأَضْحَى وَأَخِّرِ الْفِطْرَ وَذَكِّرِ النَّاسَ۔

۳۲

(رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ)

حضرت ابو الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عمرو بن حزم حاکم نجران کو لکھا کہ عید اضحیٰ کی نماز اول وقت پڑھا کرو (تاکہ لوگوں کو قربانی کرنے کا جلد موقع ملے) اور عید الفطر کی نماز (بہ نسبت عید اضحیٰ کے) دیر کر کے پڑھا کرو اور

لہ تاکہ فطرہ تقسیم ہو جائے اور غربا فطرہ حاصل کر کے اطمینان سے عیدگاہ آسکیں)

خطبہ میں وعظ ونصیحت کہا کرو، اس حدیث کی روایت امام شافعی رحمۃ اللہ نے کی ہے۔

۱۸۸۱/۳۳ وَعَنْ اَبِیْ عُمَیْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عُمُوْمَةٍ لَهٗ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَكْبًا جَاءُوْا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَشْهَدُوْنَ اَنَّهُمْ رَاَوُا الْهِلَالَ بِالْاَمْسِ فَاَمَرَهُمْ اَنْ یُّفْطِرُوْا وَاِذَا اَصْبَحُوْا اَنْ یَّغْدُوْا اِلٰی مُصَلَّاهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ الدَّارُقُطْنِیُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَصَحَّحَهٗ عَبْدُالْحَقِّ وَالْبَیْهَقِیُّ۔

حضرت ابوعمیر بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے کئی چچا تھے اور وہ سب کے سب صحابی ہیں، ان سے ابو عمیر روایت کرتے ہیں کہ ایک سال مدینہ منورہ میں رمضان شریف کی تیسویں شب کو ہلال نظر نہ آیا، اس لیے سب صحابہؓ نے روزہ رکھ لیا (زوال کے بعد) ایک قافلہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آیا جو اونٹوں پر سوار تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے گواہی دی کہ ہم نے تیسویں شب کو ہلال دیکھ کر آ رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب لوگوں کو حکم دیا کہ سب افطار کر لیں، کل صبح سب کے سب عیدگاہ میں آ جائیں، اس حدیث کی روایت ابوداؤد نسائی، دارقطنی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور دارقطنی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے اور عبدالحق اور بیہقی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۸۸۲/۳۴ وَعَنْهُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُمُوْمَتِیْ مِنَ الْاَنْصَارِ اِنَّ الْهِلَالَ خَفِیَ عَلَی النَّاسِ فِیْ اٰخِرِ لَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

حضرت ابوعمیر بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے کئی چچا جو انصار تھے انھوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ایک سال

لہ خصوصاً فطرہ دینے کی اور قربانی کرنے کی ترغیب دلاؤ۔

لہ اس سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک ۲۹ دن میں ہی ختم ہو گئے ہیں آج رمضان کی تیسویں نہیں ہے بلکہ شوال کی پہلی ہے قافلہ کے سب لوگ رویت ہلال کی گواہی دینے کی وجہ سے

لہ کہ ان کا روزہ لاعلمی سے عید کے دن واقع ہوا ہے جو ناجائز ہے، عید کی نماز کا وقت زوال تک ہی ہے، زوال کے بعد عید کی نماز نہیں ہو سکتی، اسی لیے آج عید کی نماز نہ پڑھیں، لہ آج کے بدلہ کل عید کی نماز ادا کی جائے گی اگر کبھی ایسا اتفاق ہو کہ دوسرے دن بھی عیدالفطر کی نماز نہ پڑھ سکیں تو تیسرے دن عیدالفطر کی نماز نہیں پڑھنا چاہیئے، عیدالفطر پڑھنے کا وقت نہ رہا، ہاں عیدالضحٰی کسی وجہ سے دوسرے دن نہ پڑھ سکیں تو تیسرے دن بھی عیدالضحٰی کو پڑھ سکتے ہیں۔

فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْبَحُوْا صِيَامًا فَشَهِدُوْا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ إِنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ اللَّيْلَةَ الْمَاضِيَةَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِالْفِطْرِ فَأَفْطَرُوْا تِلْكَ السَّاعَةَ وَخَرَجَ بِهِمْ مِنَ الْغَدِ فَصَلّٰى بِهِمْ صَلٰوةَ الْعِيْدِ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں (مدینہ منورہ میں) ہلال تیسویں شب کو نظر نہ آیا، اس لیے سب کے سب صحابہ نے روزہ کی نیت کر لی (یہ سمجھ کر کہ یہ رمضان کی تیسویں تاریخ ہے) ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں زوال کے بعد آکر گواہی دی کہ انھوں نے گذشتہ شب جس کو صحابہ رمضان کی تیسویں سمجھ رہے تھے ہلال کو بچشم خود دیکھا ہے اس وجہ سے سب لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ افطار کر لیں (روزہ پورا نہ کریں، آج عید الفطر کا دن ہے، لاعلمی سے روزہ رکھ لیا گیا ہے، عید الفطر کے دن روزہ جائز نہیں ہے) یہ ارشاد سن کر سب صحابہ نے اسی وقت روزہ توڑ دیا، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوسرے دن سب کو لے کر عیدگاہ کی طرف نکلے اور نماز عید الفطر پڑھائی، اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

بَابٌ فِي الْأُضْحِيَةِ

باب، قربانی کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:

"فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو (سورہ کوثر، ۱۰۸/۲)

ف:۔ یعنی نماز پنجگانہ کی پابندی کرو، یا اس عطاء خسروانہ کے شکریہ میں نوافل پڑھو، یا نماز عید بقرہ ادا کرو، اور نماز بقر عید کے بعد قربانی کرو، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ پابندی نماز رب تعالیٰ کی نعمتوں کا بہترین شکریہ ہے، دوسرے یہ کہ قربانی اسلامی شعار ہے اس کے بدلہ میں قیمت وغیرہ نہیں دی جاسکتی، تیسرے یہ کہ قربانی صرف مکہ معظمہ والوں یا حاجیوں کے لیے خاص نہیں جیسا کہ بعض بیوقوفوں نے سمجھا ہے کیونکہ مدینہ پاک میں سرکار کو قربانی کا حکم ہو رہا ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نحر سے مراد مطلقاً ذبح ہے کہ کفار تو بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھا اور آپ رب تعالیٰ کے نام پر ذبح کرو۔

ف :۔ یعنی نماز عید پڑھ کر قربانی کر لو، اگر نماز عید سے پہلے قربانی کروگے تو اس سے قربانی نہ ہوگی پھر تم کو دوبارہ قربانی کرنا پڑے گی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے پہلے "فَصَلِّ" فرمایا ہے۔ یعنی نماز عید پڑھ لو پھر "وَانْحَرْ" فرمایا ہے یعنی نماز عید کے بعد قربانی کر لو، اس آیت میں نماز عید اور قربانی کا حکم امر کے صیغوں کے ساتھ ہوا ہے اور امر کا صیغہ عموماً وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ اس لیے نماز عید اور قربانی واجب ہے۔

وَقَوْلُهٗ ، — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ — تو جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔

(الانبیاء ۳۲/۱۷)

ف : جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے نام سے نامزد ہیں اور دین اسلام میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہی خاص ہیں جیسے قربانی اور قربانی کرنے کے آداب بھی وہ ملحوظ رکھے کہ قربانی میں عیب دار جانور ذبح نہ کرے بلکہ صحیح سالم جانور ذبح کرے تو سمجھا جائے گا کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوں گے اور اس کی قربانی قبول فرمائیں گے۔

ف : معلوم ہوا ظاہری عبادات تو ظاہر جسم کا تقوی ہیں اور دل میں بزرگوں اور ان کے تبرکات کی تعظیم ہونا دلی تقوی ہے، اللہ تعالیٰ نصیب کرے، یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جانور یا پتھر کو عظمت والے سے نسبت ہو جائے وہ شعائر اللہ بن جاتا ہے، قرآن نے ھدی کے جانور کو کعبہ کی نسبت سے اور صفا و مروہ پہاڑ کو کعبہ والی سیدہ ھاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت و برکت سے شعائر اللہ فرمایا ہے۔ تفسیر روح البیان میں فرمایا کہ بزرگوں کی قبریں بھی شعائر اللہ ہی ہیں اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے نسبت ہو جائے وہ سب بھی شعائر اللہ ہیں۔

۱۸۸۳ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ قَالَ رَاَيْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا وَيَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (عید اضحیٰ تھی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دو مینڈھے قربانی دیئے، یہ دو مینڈھے ابلق یعنی چتکبرے تھے ان کا رنگ سفید تھا اور بعض بعض جگہ سیاہ رنگ کے دھبے تھے۔ ان دونوں کے سینگ مڑے ہوئے تھے (میں نے خود دیکھا تھا کہ) حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے دست مبارک سے بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ان کو ذبح کر رہے تھے، حضرت انس فرماتے ہیں

ہیں نے یہ بھی دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پہلوؤں پر قدم مبارک رکھ کر بسم اللہ واللہ اکبر فرماتے ہوئے ذبح فرمایا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف، واضح ہو کہ ذبح کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر واؤ کے ساتھ قدیم سے کہنے کی عادت ہے، اور بعض فقہا کے قول سے معلوم ہوا کہ ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر بغیر واؤ کے کہنا چاہیئے، اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ فقہاء میں سے اکثر فقہاء جیسے امام نقابی علامہ عینی، علامہ اتقانی، صاحب المجمع، علامہ خیر الدین ابلی اور علامہ اترازی وغیرہ نے بسم اللہ واللہ اکبر واؤ کے ساتھ کہنے کو ترجیح دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ذبح کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر واؤ کے ساتھ کہنا چاہیئے۔ لیکن تنہا امام حلوانی بسم اللہ اللہ اکبر بغیر واؤ کے کہنے کو ترجیح دیتے ہیں، اس لیے متقدمین پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ سلف سے خلف تک سب کے نزدیک متداول اور متوارث لفظ بسم اللہ واللہ اکبر واؤ کے ساتھ ہے۔ اس کی تائید احادیث سے بھی ہوتی ہے کہ احادیث میں بھی بسم اللہ واللہ اکبر واؤ کے ساتھ ہے، اور مرفوع احادیث میں مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی اور خصاص بھی بسم اللہ واللہ اکبر واؤ کے ساتھ ہی روایت کئے ہیں، حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی بسم اللہ واللہ اکبر واؤ کے ساتھ کہنے کے قائل ہیں، اسی لیے مرقات میں لکھا ہے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر واؤ کے ساتھ کہنا اولیٰ اور افضل ہے۔

ف۲، ایک ضروری مسئلہ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جانور کے ذبح کرنے والے کا ایک شریک ہوتا ہے اور ایک معین شریک مثلاً ذبح کرنے والے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہے، اور دونوں مل کر ذبح کر رہے ہیں، تو دونوں کو بسم اللہ واللہ اکبر کہنا چاہیئے اور اگر دونوں میں سے ایک نے بسم اللہ واللہ اکبر کہا اور دوسرا نہ کہے تو جانور حلال نہ ہوگا اس لیے دونوں کو ذبح کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر کہنا چاہیئے۔ بخلاف اس کے جو ذبح کرنے والے کا معین ہے، مثلاً بکرے کو گرایا ہے اور اس کو تھام کر ذبح کرنے والے کی مدد کر رہا ہے، تو اس مدد کرنے والے کو بسم اللہ واللہ اکبر کہنا ضروری نہیں ہے۔ ۱۲

۱۸۸۴ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّیْ بِكَبْشٍ اَقْرَنٍ فَحِيْلٍ يَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ وَيَاْكُلُ فِیْ سَوَادٍ وَيَمْشِیْ فِیْ سَوَادٍ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ مینڈھوں میں سے چن کر ایسے مینڈھے کی قربانی کرتے تھے جس کے سینگ مڑے ہوئے ہوتے اور جو موٹا تازہ اور نر ہوتا تھا اور وہ ابلق یعنی چتکبرا ہوتا

وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ)

یعنے اس کا تمام جسم سفید ہونا، اور آنکھوں کے اطراف سیاہی اور منہ سیاہ اور پیر بھی سیاہ ہوتے تھے[1] اس حدیث کی روایت ترمذی، ابوداؤد ونسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱۸۸۵ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَحّٰی بِکَبْشَیْنِ اَشْعَرَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَحَدُھُمَا عَنْ نَّفْسِہٖ وَالْاٰخَرُ عَمَّنْ شَہِدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِنْ اُمَّتِہٖ رَوَاہُ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَرَوَاہُ مُحَمَّدٌ فِی الْاٰثَارِ وَرَوَی الْحَاکِمُ وَابْنُ مَاجَۃَ وَاَحْمَدَ نَحْوَہٗ وَصَحَّحَہُ الْحَاکِمُ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّابْنِ مَاجَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ عَلَیَّ بُدْنَۃً وَاَنَا مُوْسِرٌ بِھَا وَلَا اَجِدُھَا فَاَشْتَرِیْھَا فَاَمَرَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبْتَاعَ سَبْعَ شِیَاہٍ فَیَذْبَحَھُنَّ وَفِیْ رِوَایَۃِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَفِیْ کُلِّ اُضْحِیَّۃٍ شَاۃٌ وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ اَمَّا الْاِشْتِرَاکُ فِی الشَّاۃِ الْوَاحِدَۃِ فِی الْاُضْحِیَۃِ الْوَاجِبَۃِ فَھُوَ مَنْسُوْخٌ وَاَوَّلَہٗ مُحَمَّدٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِلٰی اَنَّہٗ مَحْمُوْلٌ عَلٰی مَا اِذَا کَانَ الرَّجُلُ فَقِیْرًا لَا یَجِبُ عَلَیْہِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (عید اضحیٰ تھی) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو مینڈھے قربانی دیئے جن کے جسم پر کثرت سے بال تھے اور یہ دونوں ابلق یعنے چتکبرے تھے، ان دونوں مینڈھوں میں سے ایک مینڈھا تو اپنی طرف سے قربانی دیا اور دوسرا مینڈھا اپنی تمام اُمت[2] کی طرف سے اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کی ہے اور امام محمد نے بھی کتاب الآثار میں اس کی روایت کی ہے۔ اور حاکم، ابن ماجہ اور امام محمد نے بھی اسی طرح اس کی روایت کی ہے اور حاکم نے اس حدیث کو مسلم کی شرط کے موافق صحیح قرار دیا ہے۔ ابن ماجہ کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہوا۔ عرض کی کہ مجھ پر ایک بدنہ ہے اور میں تنگ دست ہوں اور میں وہ حاصل نہیں کر سکتا آپ مجھے خرید دیں پس آپ نے سات بکریوں کی بیع کا حکم دیا اور انہیں ذبح کیا۔

[1] اس سے معلوم ہوا کہ ایسا نر اور فربہ مینڈھا چن کر قربانی دینا افضل اور سنت ہے

[2] (آپ کی اُمت دو قسم کی ہے، ایک امت دعوت ہے جن میں کفار بھی شامل ہیں تو آپ یہ قربانی امت دعوت کی طرف سے نہیں دی۔ بلکہ امت اجابت کی طرف سے یہ قربانی دی ہے یعنی اس قربانی کا ثواب امت اجابت کو پہنچایا ہے، جو توحید کے اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے قائل ہیں جن کو مسلمان کہتے ہیں)

الْاُضْحِيَةُ يُشْرِكُهُمْ فِي الثَّوَابِ فَذٰلِكَ جَائِزٌ اَمَّا الْاِشْتِرَاكُ فِي الشَّاةِ الْوَاحِدَةِ فِي الْاُضْحِيَةِ الْوَاجِبَةِ فَلَا ۔

ف، واضح ہو کہ بکری کی قربانی کے متعلق مختلف روایتیں آئی ہیں۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو بکریوں کی قربانی کرتے تھے، ایک بکری تو اپنی طرف سے قربانی کی اور دوسری بکری تمام امت کی طرف سے، ایک اور روایت میں اس طرح مروی ہے کہ ایک بکری آپ نے قربانی کی اپنی طرف سے اور تمام گھر والوں کی طرف سے اور عبدالرزاق کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بکری کی قربانی ایک ہی شخص کی طرف سے ہونی چاہیئے۔ اس کی تائید ابن ماجہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ کو سات شخصوں کی طرف سے قربانی کرنی ہے تو میں ایک اونٹ قربانی کرنا چاہتا ہوں اور اس وقت اونٹ نہیں مل رہا ہے کیا کیا جائے؟ تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایا اگر اونٹ نہ مل رہا ہو تو سات بکریاں خرید لو ایک ایک بکری ایک ایک کی طرف سے قربانی کے لیے کافی ہوگی، اگر ایک بکری سارے گھر والوں کی طرف سے کافی ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے اگر اونٹ نہ ملے تو ایک بکری خرید لو، ساتوں کی طرف سے ایک بکری کافی ہو جائے گی ایسا نہ فرما کر سات بکریاں خریدنے کا جو حکم دیا اس سے معلوم ہوا کہ ایک بکری ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی دی جانی چاہیئے۔ ایک سے زیادہ کی طرف سے ایک بکری کی قربانی جائز نہیں ان مختلف روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ قربانی دو قسم کی ہوتی ہے، ایک نفل جو محض ثواب کے لیے کی جاتی ہے اور جو قربانی کرنے والے پر واجب نہیں ہوتی، اور دوسری قربانی وہ ہے جو قربانی کرنیوالے پر صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے واجب ہوتی ہے، تو وہ احادیث جن میں ایک بکری کا سارے گھر والوں کی طرف سے قربانی دیا جانا منقول ہے وہ نفل قربانی سے متعلق ہیں، جو محض ثواب کے لیے کی گئی ہے، واجب کے طور پر نہیں کی گئی۔ بخلاف اس کے جو قربانی واجب ہو اس میں ایک بکرا ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی میں دیا جائے گا، ایک سے زیادہ کی طرف سے نہیں دیا جائے گا۔ اس لیے کہ جس طرح واجب زکوٰۃ کا نصاب مقرر ہے۔ مثلاً اگر کسی کے پاس دوسو درہم ہوں تو اس پر ہر چالیس درہم پر ایک درہم زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ بخلاف نفل خیرات کے اس کے لیے کوئی نصاب مقرر نہیں کہ جس قدر چاہے اور جب چاہے نفل خیرات دے سکتا ہے، ایسا ہی نفل قربانی کے لیے انسانوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں جتنے انسانوں کی طرف سے چاہیں، ایک بکرا قربانی دے کر اس کے ثواب میں ان سب کو شریک کر سکتے ہیں، بخلاف واجب قربانی کے کہ اس کے لیے بھی تعداد مقرر ہے کہ

اونٹ اور گائے سات سات شخصوں کی طرف سے، اور بکرا ایک شخص کی طرف سے واجب قربانی میں دیا جائے، اس سے معلوم ہوا کہ جن حدیثوں سے ایک بکرا سارے گھر والوں کی طرف سے دیا جانا ثابت ہے، وہ نفل قربانی تھی جو محض ثواب کے لیے کی گئی اور سب کو ثواب میں شریک کیا گیا، جیسا کہ امام محمد رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ ایک بکرے کی قربانی سارے گھر والوں کی طرف سے ہوتا اس وقت پر محمول ہے کہ کوئی شخص محتاج ہوتا اور اس پر قربانی واجب نہیں ہوتی تھی، تو وہ اپنی جانب سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکرا قربانی کرتا اور سب کو ثواب میں شریک کر لیتا، اور جن حدیثوں سے ایک بکرا ایک کی طرف سے دیا جانا معلوم ہوتا ہے وہ واجب قربانی ہے، اس لیے ایک سے زیادہ کی طرف سے ایک بکرا قربانی میں نہیں دیا جا سکتا، جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ ایک بکری واجب قربانی میں پورے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے تو ان کا یہ قول اس لیے صحیح نہیں ہے جب کہ سب کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ایک اونٹ یا ایک گائے تو سات شخصوں سے زائد کے لیے کافی نہ ہو، اور ایک بکری پورے گھر والوں کی طرف سے، مثلاً اگر گھر میں بیس آدمی ہوں تو ان کے لیے واجب قربانی میں کافی ہو جائے، یہ خلاف عقل اور نقل ہے۔ ۱۲)

۱۸۸۶ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُّذْكَرَ اسْمُ اِنْسَانٍ مَّعَ اسْمِ اللّٰهِ عَلٰى ذَبِيْحَتِهٖ اَنْ يَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِى الْاٰثَارِ وَ يُؤَيِّدُهٗ مَا قَالَ فِى الْهِدَايَةِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ جَرِّدُوا التَّسْمِيَةَ۔

حضرت ابراہیم نخعی مکروہ کہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کسی انسان کا نام لیا جائے (تحریمی) جانتے تھے اس کی تائید حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے بھی ہوتی ہے جس کو صاحب ہدایہ نے بیان کیا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ذبح کے وقت جو بسم اللہ واللہ اکبر کہا جاتا ہے اس میں کسی انسان کا نام کسی حیثیت سے بھی شریک کرنے سے باز رہو، بلکہ صرف بسم اللہ واللہ اکبر ہی کہا کرو۔

۱۸۸۷ وَعَنْ اَبِىْ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا ضَحّٰى

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

لہ جب کوئی شخص قربانی میں جانور ذبح کرنا چاہے اور ابھی جانور کو ذبح کے لیے لٹایا نہیں ہے تو جو دُعا چاہے پڑھ سکتا ہے، ایسا ہی لٹانے کے بعد بسم اللہ واللہ اکبر کہنے سے پہلے بھی جو دُعا چاہے پڑھ سکتا ہے اور اسی طرح ذبح کے بعد بھی جو دُعا چاہے کر سکتا ہے، جانور کو زمین پر لٹا کر عین ذبح کرنے کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کا نام (بسم اللہ واللہ اکبر) لینا چاہیئے۔ عین ذبح کے وقت، کسی انسان کا نام کسی حیثیت سے بھی درست نہیں چاہے بسم اللہ تقبل من فلاں (اللہ کے نام سے قربانی شروع کر رہا ہوں! اس کو فلاں کی طرف سے قبول فرما) ہی کیوں نہ کہے۔

اِشْتَرٰی کَبْشَیْنِ عَظِیْمَیْنِ اَمْلَحَیْنِ حَتّٰی اِذَا خَطَبَ النَّاسَ وَصَلّٰی اُتِیَ بِاَحَدِھِمَا وَھُوَ قَائِمٌ فِیْ مُصَلَّاہُ فَذَبَحَہٗ بِیَدِہٖ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنْ اُمَّتِیْ جَمِیْعًا مَّنْ شَھِدَ لَکَ بِالتَّوْحِیْدِ وَشَھِدَ لِیْ بِالْبَلَاغِ ثُمَّ یُؤْتٰی بِالْاٰخِرِ فَیَذْبَحُہٗ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَقَالَ فِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ فَاِنْ فَصَلَ صُوْرَۃً وَمَعْنًی کَالدُّعَاءِ قَبْلَ الْاِضْجَاعِ وَالدُّعَاءِ قَبْلَ التَّسْمِیَۃِ اَوْ بَعْدَ الذَّبْحِ لَا بَاْسَ بِہٖ وَقَالَ فِیْ رَدِّ الْمُحْتَارِ اَیْ لَا یُکْرَہُ۔

واٰلہٖ وسلم قربانی کیا کرتے تو وہ بڑے بڑے ابلق مینڈھے خرید فرمایا کرتے تھے، اور نماز عید کے بعد عیدگاہ میں خطبہ دینے سے فارغ ہو جاتے اور آپ عیدگاہ ہی میں کھڑے رہتے، تو اس وقت مذکورہ دو مینڈھوں میں سے ایک مینڈھا لایا جاتا اور حضور جب اس مینڈھے کو ذبح کرنا چاہتے تو ذبح کے وقت کوئی دُعا نہیں پڑھتے تھے (صرف بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتے، ذبح سے فارغ ہونے کے بعد یہ دُعا پڑھتے۔

اے اللہ! یہ قربانی میری اُمت کی طرف سے قبول فرمائیے یعنی میری اُمت میں سے ہر اس شخص کی طرف سے قبول فرمائیے جو آپ کی توحید کی گواہی دیتا ہو، اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہو کہ میں پورے پورے احکام پہنچا رہا ہوں۔

پھر دوسرا مینڈھا آپ کے پاس لایا جاتا تو اس کو بھی بسم اللہ واللہ اکبر کہنے بعد ذبح فرماتے اور یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

اے اللہ تعالیٰ! یہ قربانی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے گھر والوں کی طرف سے ہے۔

اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صدر میں حاکم، ابن ماجہ اور امام احمد، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں "اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ضَحّٰی بِکَبْشَیْنِ اَشْعَرَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَحَدُھُمَا عَنْ نَفْسِہٖ" کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک مینڈھا اپنی طرف سے اپنے لیے قربانی کرتے یہ واجب قربانی تھی جس کو آپ اپنی طرف سے ادا کرتے اور اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم دو بکروں کی قربانی دیتے۔ ایک بکرا تو تمام اُمت کی طرف سے، اور دوسرا بکرا اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی دیتے، آپ اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے جو قربانی دیتے وہ حضرت کے گھر والوں پر واجب قربانی نہیں تھی، بلکہ وہ نفل قربانی تھی کہ سب گھر والوں کو ثواب میں شریک کر لیتے تھے، سب گھر والوں کی طرف سے جو قربانی دی گئی تھی، وہ ایسی ہی قربانی تھی جیسے اُمت کی طرف سے قربانی دی گئی تھی کہ ثواب میں اُمت کو شریک کر لیا گیا تھا، نہ کہ اُمت

کی طرف سے واجب ادا کیا گیا تھا۔ ۱۲

۱۸۸۸ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَقَالَ حِيْنَ وَجَّهَهُمَا وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ ثُمَّ سَمّٰى وَكَبَّرَ وَذَبَحَ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَرَوٰى اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم عید دانفحیٰ کے دن دو مینڈھوں کی قربانی دیتے، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ذبح کرنے کے لیے دونوں بکروں کو قبلہ رخ کرتے تو (پ سورہ انعام ع ۹) یہ دعا پڑھتے۔

میں نے ایک ہی کا ہو کر اپنا رخ اسی ذات پاک کی طرف کر لیا ہے جس نے زمین اور آسمان کو بنایا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ اے اللہ یہ قربانی تیرے ہی لئے ہے محمد اور اس کی امت کی طرف سے اور ابوداؤد کی روایت میں اس دعا کے ساتھ ذیل کی دعا کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

اِنَّ صَلَاتِىْ وَنُسُكِىْ وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

میری نماز میری تمام عبادتیں (اور میری قربانی) میرا جینا اور مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور میں اس کے فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کے بعد یہ دعا بھی پڑھی۔

اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ۔

اے اللہ یہ قربانی آپ ہی کی دی ہوئی ہے اور یہ آپ ہی کی رضا جوئی کے لیے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی امت کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم پھر بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتے، اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے، اور امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۸۸۹ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يَّعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (قربانی میں) مسنّہ ذبح کیا کرو، (مسنّہ

جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

سے کم ذبح کرو گے تو قربانی قبول نہیں ہوگی۔ اور اگر تم کو یہ تینوں قسموں کا ملنا دشوار ہے، اور صرف بکروں میں جذعہ مل سکتا ہے تو (ایک آدمی کی طرف سے) چھ مہینہ کا جذعہ یعنی ایسا دنبہ یا مینڈھا بھی قربانی کر سکتے ہو جو اتنا موٹا تازہ ہو کہ ایک سال بھر کا معلوم ہوتا ہو، اور سال بھر والے دنبوں یا مینڈھوں میں چھوڑ دو تو کچھ فرق نہ معلوم ہو، (اگر چھ مہینہ کا ایسا مینڈھا نہ مل سکے، تو پھر سال بھر کا ہی ہونا چاہیئے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۸۹۰ (۸) وَعَنْ مُجَاشِعٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ الْجَذَعَ يُوَفِّيْ مِمَّا يُوَفِّيْ مِنْهُ الثَّنِيُّ ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت مجاشع جو قبیلہ بنی سلیم میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ چھ مہینہ کا ایسا مینڈھا جو اتنا فربہ ہو کر ایک سال کا معلوم ہوتا ہے) قربانی کے لیے ایسا ہی کافی ہے، جیسا کہ ایک سال کا مینڈھا کافی ہوتا ہے، اس کی روایت ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱۸۹۱ (۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نِعْمَتِ الْاُضْحِيَّةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ چھ مہینہ کا (ایسا فربہ مینڈھا جو ایک سال کا معلوم ہوتا ہو) قربانی کے لیے بہت بہتر ہے اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱۸۹۲ (۱۰) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهٖ ضَحَايَا فَبَقِيَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ بکریاں مجھے عنایت کیں

۱؎ مُسِنّہ یہ ہے کہ اونٹ ہو تو پانچ سال ختم ہو کر چھٹا شروع ہو، اگر گائے ہو تو دو سال ہو کر تیسرا شروع ہو اور مینڈھا یا بکرا ہو تو پورا ایک سال کا ہو۔

۲؎ اگر ایسا نہ ملے تو پھر قربانی کے لیے ایک سال کا مینڈھا ہونا چاہیئے۔

عَتُوْدٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَنِيْ جَذَعٌ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

"تاکہ میں صحابہ میں قربانی کے لیے تقسیم کر دوں، اخیر میں عتود[1] رہ گیا، تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایا سنو عقبہ! سال سے کم جو بکری کا بچہ رہ گیا ہے، اسی کی تم قربانی کرو، اور یہ حکم خاص تمہارے لیے ہے دوسروں کو سال سے کم کا بکرا اگرچہ کہ وہ فربہ ہو قربانی میں جائز نہیں (بخلاف مینڈھے کے اگر وہ سال سے کم کا بھی ہو اور فربہ ہو تو اس کی قربانی سب کے لیے جائز ہے، اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱۸۹۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ آپ (نماز عید کے بعد) عیدگاہ ہی میں قربانی کرتے تھے[2] اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں قربانی کرنے کے لیے دو الفاظ لائے گئے ہیں، ایک یذبح اور دوسرے ینحر، اس کی تحقیق اس بات سے پہلے باب صلاۃ العیدین میں امام بخاری کی حدیث، جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اس کے فائدہ میں گزر چکی ہے۔ ملاحظہ کر لیا جائے۔

۱۸۹۴ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

---

[1] عتود (بکروں اور چھیتوں) میں ایسا ہی ہے جیسے جذعہ مینڈھوں میں کہ جذعہ (۶) مہینہ سے زیادہ اور سال سے کم کا ہوتا ہے اور عتود بھی ایسا ہی بکروں میں (۶) مہینہ سے زیادہ اور سال سے کم کا ہوتا ہے، جذعہ اگر فربہ ہو تو ایک سال سے کم کا بھی ہو قربانی دے سکتے ہیں اور عتود اگرچہ فربہ ہو (۶) مہینہ سے زیادہ اور سال سے کم ہو تو اس کی قربانی نہیں دی جاتی، ایک سال کا ہونا ضروری ہے اس لیے عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے حصہ میں عتود یعنی ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ رہ گیا ہے۔ (اور بکری کا بچہ ایک سال سے کم کا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں) تو میں قربانی کس طرح کروں۔

[2] اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ قربانی کا وقت نماز عید کے بعد ہے، نماز عید سے پہلے قربانی کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی اور یہ بھی لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ قربانی کرنے کی جگہ عیدگاہ ہی ہے، عیدگاہ میں قربانی کرنا افضل و مستحب ہے، اگرچہ گھروں میں قربانی کرنا بھی جائز ہے۔

وَالْجَزُوْرُ عَنْ سَبْعَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوُدَ وَاللَّفْظُ لَهٗ۔

کہ گائے کی قربانی (زیادہ سے زیادہ) سات آدمیوں کی طرف سے اور اونٹ کی قربانی بھی (زیادہ سے زیادہ) سات آدمیوں کی طرف سے ہو سکتی ہے اس حدیث کی روایت مسلم اور ابو داؤد نے کی ہے

۱۸۹۵ (۱۳) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَاَرَادَ بَعْضُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَبَشَرِهٖ شَيْئًا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَا يَاْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يَقْلِمَنَّ ظُفْرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ رَاٰى هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے[1] وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں[2] ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی جو قربانی کرنے والے ہیں وہ حجامت نہ بنوائیں ناخن اور بال قربانی کرنے تک نہ کتروائیں[3]

۱۸۹۶ (۱۴) وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ اَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ وَاَبَا بَكْرِ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَاَبَا بَكْرِ بْنَ سُلَيْمَانَ كَانُوْا لَا يَرَوْنَ بَاْسًا اَنْ يَّاْخُذَ الرَّجُلُ مِنْ شَعْرِهٖ وَيُقَلِّمُ اَظْفَارَهٗ فِيْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

حضرت زید بن عبد اللہ بن قسیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عطاء بن یسار، حضرت ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام اور حضرت ابو بکر بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم تینوں سے روایت کرتے ہیں کہ یہ تینوں حضرات کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی آدمی ذو الحجہ کے پہلے عشرہ میں اپنے بال یا ناخن کٹوائے۔ (طحاوی)

۱۸۹۷ (۱۵) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ رَاٰنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت محمد بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

---

[1] جو مسلمان اپنے وطن میں ہیں ان کو حاجیوں سے مشابہت پیدا کرکے مشابہت کا ثواب دینے کے لیے جیسے حاجی مکہ معظمہ میں نماز پڑھتے ہیں، اور منیٰ میں قربانی کرتے ہیں اسی طرح مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ عیدگاہ میں عید کی نماز پڑھیں اور نماز کے بعد قربانی کریں، اسی طرح حاجیوں سے مشابہت ہو جاتی ہے۔

[2] کہ جو قربانی کرکے حاجیوں سے مشابہت پیدا کرتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ جیسے حاجی صاحب سے احرام باندھتے ہیں حجامت نہیں بنواتے، بال اور ناخن نہیں کترواتے، ایسے ہی حاجیوں سے پوری مشابہت پیدا کرنے کے لیے

[3] تاکہ حاجیوں سے پوری پوری مشابہت ہو جائے اگرچہ حاجیوں کے لیے بال اور ناخن نہ کتروانا فرض ہے بخلاف قربانی کرنے والوں کے ان کو حجامت نہ بنوانا اور بال اور ناخن نہ کتروانا مستحب ہے۔

طَوِيْلُ الشَّارِبِ وَ ذٰلِكَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَ اَنَا عَلٰى نَاقَتِيْ وَ اَنَا اُرِيْدُ الْحَجَّ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَقُصَّ مِنْ شَعْرِيْ فَفَعَلْتُ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

دیکھا کہ مونچھیں لمبی ہیں، اور آپ اس وقت مقام ذوالحلیفہ میں تھے اور میں اونٹنی پر سوار حج کے ارادے سے جا رہا تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے مونچھوں کے بال کتروانے کا حکم دیا، تو میں نے حکم کی تعمیل کی۔

(طحاوی)

1898
16
وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ شَهِدْتُ الْاَضْحٰى يَوْمَ النَّحْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعْدُ اَنْ صَلّٰى وَ فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ يَرٰى لَحْمَ اَضَاحِيَ قَدْ ذُبِحَتْ قَبْلَ اَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهٖ فَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ اَوْ نُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَ كَانَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ اُخْرٰى مَكَانَهَا وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللهِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں عید بقر یعنی قربانی کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا، تو ابھی آپ نماز سے آگے نہ بڑھے تھے اور اپنی نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے اور سلام پھیرا تو اچانک آپ نے قربانی کا گوشت پڑا ہوا دیکھا جیسے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی ذبح کر دیا گیا تھا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز عید سے پہلے یا ہمارے نماز پڑھنے سے پہلے جانور ذبح کیا ہے تو چاہیئے کہ وہ اس کی جگہ پر دوسرا جانور ذبح کرے، اور ایک روایت میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عید قربان کے دن نماز عید پڑھی پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جانور ذبح کیا اور فرمایا: جس شخص نے نماز عید ادا کرنے سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کیا ہے تو چاہیئے کہ وہ اس کی جگہ پر دوسرا جانور ذبح کرے اور جس شخص نے نماز عید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح نہیں کیا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جانور ذبح کرے۔

(بخاری و مسلم)

1899
16
وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشَرَ سِنِيْنَ يُضَحِّيْ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ میں دس سال قیام کے دوران قربانی کرتے رہے۔ (طحاوی، ترمذی)

۱۹۰۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ سِعَةٌ وَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْحَاكِمُ وَاَحْمَدُ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو گنجائش و وسعت ہو اور وہ عید قربان کے موقع پر قربانی کرے تو ایسا شخص ہرگز ہماری عید گاہوں کے قریب نہ آئے، (ابن ماجہ و حاکم، واحمد اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے۔

۱۹۰۱ وَعَنْ مِّخْنَفِ بْنِ سُلَیْمٍ قَالَ كُنَّا وُقُوْفًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰی كُلِّ اَهْلِ بَیْتٍ فِیْ كُلِّ عَامٍ اُضْحِیَةً وَّعَتِیْرَةً هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْعَتِیْرَةُ هِیَ الَّتِیْ تُسَمُّوْنَهَا الرَّجَبِیَّةَ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

وَقَالَ اَبُوْدَاؤدَ وَالْعَتِیْرَةُ مَنْسُوْخَةٌ قَالَ صَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ ضَعِیْفُ الْاِسْنَادِ قَالَ مِیْرَكُ وَلٰكِنْ عِبَارَةُ التِّرْمِذِیِّ هٰكَذَا هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِیْثَ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَوْنٍ وَلَیْسَ فِی التِّرْمِذِیِّ حُكْمُ بِضُعْفِ اِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِیْثِ كَذَا فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ النُّسَخِ الْحَاضِرَةِ وَكَذَا نَقَلَهٗ عَنْهُ صَاحِبُ التَّخْرِیْجِ ۔

حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم (حجۃ الوداع) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ وقوف عرفہ کرکے عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے، میں نے خود حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ لوگو! قربانی واجب ہے ہر گھر والا (جو قربانی اور فطرہ کے نصاب کا مالک ہو) اس کو چاہیئے کہ وہ اپنی طرف سے ہر سال قربانی کیا کرے[1]۔ اس حدیث کی روایت ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

---

[1] یہاں اس کے چھوٹے بچوں کی طرف سے اور جوان بچوں کی طرف سے اور بیوی کی طرف سے قربانی اس پر واجب نہیں ہے، اگر ان سے اجازت لے کر قربانی کرے تو قربانی ان کی طرف سے بھی ادا ہو سکتی ہے

۱۹۰۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِيَوْمِ الْاَضْحٰى عِيْدًا جَعَلَهُ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ قَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِيْحَةً اُنْثٰى اَفَاُضَحِّيْ بِهَا قَالَ لَا وَلٰكِنْ خُذْ مِنْ شَعْرِكَ وَاَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَذٰلِكَ تَمَامُ اُضْحِيَتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو عید منایا کروں، ایک مجھ ہی کو نہیں بلکہ میری ساری امّت کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ دسویں ذی الحجہ کو قربانی کر کے عید منایا کریں، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم سے یہ سُن کر کہ آپ کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے استطاعت تو نہیں ہے کہ قربانی کر سکوں، البتہ مجھے دودھ پینے کے لیے ایک صاحب بکری دے گئے ہیں، ہیں واجب کی ادائیگی کے لیے اسی دی ہوئی بکری کی قربانی کر دیتا ہوں یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سمجھے نہیں، تم جیسے محتاج شخص پر قربانی واجب نہیں ہے، خواہ مخواہ لوگوں کی دی ہوئی بکری بغیر ان کی اجازت کے ذبح کر کے پھر ادا کرنے کا خیال رکھنا، اس طرح حکم نہیں ہے، قربانی اس شخص پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہے، تم کو بال، ناخن دُور کر کے غسل کر کے اور میل کچیل دُور کر کے مسلمانوں کے ساتھ عید کی خوشی منانا ہی کافی ہے اس حدیث کی روایت ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۱۹۰۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَيَّامٍ نِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشْرِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں (کہ ذی الحجہ کے عشرۂ اوّل کی بڑی فضیلت ہے) جس قدر ان دنوں میں نیک عمل کرنے کا ثواب ہے، اتنا ثواب کسی اور دنوں کے نیک عمل کرنے میں نہیں ہے، صحابہ نے عرض کی

لہ د سمجھے کہ قربانی واجب ہے اور ہر ایک کے ذمہ اس کی ادائیگی ضروری ہے۔
ساہ تمہاری نیت قربانی کرنے کی تھی مگر مجبوری سے نہ کر سکے تو تمہاری نیت کی وجہ سے تم کو قربانی کا ثواب دیا جائے گا۔

خَرَجَ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فَلَمْ یَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَیْءٍ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضور! کیا اور دنوں میں جہاد کرنے کے ثواب سے ان دنوں میں نیک عمل کرنے کا ثواب زیادہ ہے؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں! ان دنوں میں نیک عمل کرنے کا ثواب اور دنوں کے جہاد کے ثواب سے بھی زیادہ ہے، مگر ایک ایسا شخص جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے جان و مال لے کر نکلا (اور ایسا دل توڑ کر جہاد کیا) کہ اس کی جان بچی نہ مال (جان اور مال سب اللہ کی راہ میں قربان کر دیا) ایسے شخص کے عمل کا ثواب ذی الحجہ کے عشرۂ اول میں نیک عمل کرنے کے ثواب سے اللہ کے پاس زیادہ محبوب ہے، اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۱۹۰۴
۲۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ وَإِنَّهٗ لَيَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَّقَعَ بِالْأَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ دسویں ذی الحجہ کے دن قربانی کے جانور کا خون بہانا جیسے اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہے، ایسا کوئی نیک عمل اس دن میں ایسا محبوب نہیں ہے اور یہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، اپنے بالوں اپنے کھروں کے ساتھ (صحیح و سالم) آئے گا[1] قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ قربانی کو قبول فرما لیتے ہیں[2] خوشی خوشی سے قربانی کیا کرو، اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ ۱۲

لہ تاکہ قربانی کے ہر عضو کے بدلہ میں قربانی کرنے والے کو ثواب ملے، پل صراط پر سواری کے کام آئے اور میزان میں نیک اعمال کے پلڑے میں قربانی کے جانور کو رکھا جائے تاکہ نیکیوں کا پلڑا اس سے بھاری ہو جائے، (قربانی کے جانور کا خون بہانا اللہ تعالیٰ کو ایسا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

لہ جب تم کو یہ معلوم ہو چکا کہ قربانی اللہ تعالیٰ کو کس قدر محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ سب اعمال خیر سے زیادہ قربانی کو پسند کرتے ہیں، اور بہت جلد قربانی کو قبول فرماتے ہیں تو اب تم پر قربانی کرنا گراں نہیں ہونا چاہیے۔

۱۹۰۵/۲۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَهٗ فِیْهَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّةِ یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِّنْهَا بِصِیَامِ سَنَةٍ وَقِیَامُ کُلِّ لَیْلَةٍ مِّنْهَا بِقِیَامِ لَیْلَةِ الْقَدْرِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں کہ دیوں تو نیک اعمال خواہ کسی مہینہ میں ہوں اللہ تعالیٰ کو نہایت محبوب ہیں، مگر ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں جو نیک اعمال کئے جاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو جتنے محبوب ہیں اور دنوں کے اعمال ایسے محبوب نہیں ہیں[1] نویں تک کا ہر روزہ ثواب میں ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اوران دنوں میں شب بیداری کا ثواب شب قدر کی شب بیداری کے ثواب کے برابر ہے، اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱۹۰۶/۲۴ وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِیُّ قَالَ سُنَّةُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم سے صحابہ کرام نے دریافت کیا یا رسول اللہ قربانی کیا چیز ہے اور اس کی بناء کب سے ہوئی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (قربانی کی بناء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں پڑی اس لیے) قربانی تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے، (حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام شریعتوں میں جاری رہی) پھر شریعت اسلام نے بھی اس کو قائم رکھا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) قربانی کی بناء کب سے ہوئی یہ تو ہم کو معلوم ہو گیا، مگر یہ نہیں معلوم ہوا) کہ قربانی کرنے میں کیا ثواب ہے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، قربانی

---

[1] اس سے آپ کو اندازہ لگے گا کہ ان دنوں کے نیک اعمال اللہ تعالیٰ کو کس قدر محبوب ہیں کہ دسویں ذی الحجہ کے سوا، کہ اس دن کا روزہ تو حرام ہے۔

کے جانور کے ہر بال کے بدلہ میں ایک ایک نیکی ملتی ہے صحابہ نے عرض کیا حضور! شَعْر یعنے بال تو گائے بکروں اور بھیلوں میں ہوتے ہیں ان کے ہر بال کے بدلہ میں ایک ایک نیکی کا ملنا معلوم ہوا، مگر مینڈھے اور اونٹ کو قربانی کرتے ہیں جو ثواب ہے وہ نہیں معلوم ہوا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (مینڈھوں اور اونٹوں کے بال کو صوف یعنی اون کہتے ہیں) اون کے بھی ہر بال کے بدلہ میں ایک ایک نیکی ملتی ہے [1] اس حدیث کو امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۱۹۰۷/۲۵ وَعَنْ حَنَشٍ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا یُضَحِّیْ بِکَبْشَیْنِ فَقُلْتُ لَہٗ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْهُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْهُ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ نَحْوَهٗ)

حضرت حنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو مینڈھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ کر دریافت کیا کہ حضرت آپ یہ دو مینڈھے کیوں ذبح کر رہے ہیں؟ (ایک مینڈھا ایک آدمی کی طرف سے قربانی کے لیے کافی ہے) تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں [2]، اس حدیث کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ف:۔ واضح رہے کہ جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] مسلمانو! سوچو، قربانی کا کیا ثواب ہے ایک ایک بال کے بدلہ ایک ایک نیکی ملتی ہے کس قدر بال ہیں اور کس قدر نیکیاں ملتی ہیں، اس کا کچھ اندازہ کر سکتے ہو، عمر بھر بھی نیکیاں کرو گے تو اتنی نیکیاں نہیں کر سکتے۔ قربانی کرکے اتنی بے شمار نیکیاں بہت آسانی سے حاصل کر لو۔

[2] اس لیے میں ایک بکرا تو اپنی طرف سے قربانی کر رہا ہوں اور دوسرا بکرا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قربانی دے رہا ہوں

کی جانب سے قربانی دی ہے ایسا ہی ہم بھی اپنے مُردوں کی طرف سے قربانی دے سکتے ہیں مگر مردوں کی وصیت کی وجہ سے قربانی دی گئی ہے تواس پوری قربانی کو خیرات کر دینا چاہیئے، خود اس کو نہیں کھانا چاہیئے اور اگر بغیر مُردوں کی وصیت کے خود مُردوں کو ثواب پہنچانے کے لیے قربانی کی گئی ہے، تو اس قربانی کو مثل اپنی قربانی کے خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے۔ (درمختار)

۱۹۰۸ / ۲۶ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذَا يَتَّقِىْ مِنَ الضَّحَايَا فَاَشَارَ بِيَدِهٖ فَقَالَ اَرْبَعٌ اَلْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِىْ لَا تُنْقِىْ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِىُّ وَالطَّحَاوِىُّ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کن کن جانوروں کی قربانی نہ دی جائے یعنی قربانی کے جانوروں میں وہ کون سے عیب ہیں جن کی وجہ سے ان کی قربانی دینا جائز نہیں ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انگلیوں کے اشارے سے فرمایا[1] کہ اُس لنگڑے جانور کی قربانی نہ کی جائے جس کا لنگڑا ہونا اس طرح ظاہر ہو کہ وہ چل نہ سکے (اگر معمولی لنگڑا پن ہو تو کچھ حرج نہیں) اور نہ اس کانے جانور کی قربانی کی جائے جس کا کانا پن ظاہر ہو، یعنے ایک آنکھ سے بالکل دکھائی نہ دے، یا اس ایک آنکھ میں آدھے سے زیادہ بینائی نہ ہو، اور نہ اس بیمار جانور کی قربانی کی جائے جس کا بیمار ہونا (اس طرح) ظاہر ہو (کہ وہ چارہ نہ کھا سکے) اور نہ اس دبلے جانور کی قربانی کی جائے جو اتنا دبلا ہو کہ جس کی ہڈی تک میں گودا نہ ہو۔ (اور اس کی وجہ سے وہ کھڑا نہ رہ سکتا ہو) اس حدیث کی روایت امام مالک، امام احمد، ترمذی، ابو داؤد، نسائی ابن ماجہ، دارمی اور طحاوی نے کی ہے۔ ۱۲

۱۹۰۹ / ۲۷ وَعَنْ اَبِى الضَّحَّاكِ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوْزَ مَوْلٰى بَنِىْ شَيْبَانَ قَالَ قُلْتُ لِلْبَرَاءِ حَدِّثْنِىْ

حضرت ابو الضحاک عبید بن فیروز مولی بنی شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے قربانی

[1] چار عیب ہیں، ان چار عیبوں میں سے جو عیب جس جانور میں پایا جائے اس کی قربانی نہ دیجائے۔

عَمَّا نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَضَاحِيْ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدِيْ اَقْصَرُ مِنْ يَدِهٖ فَقَالَ اَرْبَعٌ لَا يَجْزِيْنَ الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْكَسِيْرَةُ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ قُلْتُ اِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ تَكُوْنَ فِي الْقَرْنِ نَقْصٌ وَاَنْ يَكُوْنَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ قَالَ مَا كَرِهْتَهٗ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلٰى اَحَدٍ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

کے جانوروں کے متعلق حدیث سنا دیجئے کہ کن جانوروں کی قربانی کرنے سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ (حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ایسا ہی دریافت کیا گیا تھا) اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت کھڑے ہو کر آپ اپنی انگلیوں سے اشارہ فرمایا[1]، میرا ہاتھ حضور کے دستِ مبارک کے سامنے چھوٹا اور حقیر معلوم ہو رہا تھا، حضور نے فرمایا کہ (چار عیب ہیں، ان میں سے کوئی عیب جس جانور میں پایا جائے اس کی قربانی نہ دی جائے) ایک اس کانے جانور کی قربانی نہ کی جائے جس کا کانا پن ظاہر ہو، یعنے ایک آنکھ سے بالکل دکھائی نہ دے، یا اس کی ایک آنکھ میں آدھے سے زیادہ بینائی نہ ہو دوسرے اور نہ اس بیمار جانور کی قربانی کی جائے جس کا بیمار ہونا ظاہر ہو کہ وہ چارہ نہ کھا سکے، تیسرے ایسے لنگڑے جانور کی قربانی نہ کی جائے جس کا لنگڑا ہونا ظاہر ہو کہ وہ چل نہ سکے، چوتھے اس دبلے جانور کی بھی قربانی نہ کی جائے جو اتنا دبلا ہو کہ اس کی ہڈی تک میں گودا نہ ہو، جس کی وجہ سے وہ کھڑا نہ رہ سکتا ہو۔ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں قربانی میں ایسے جانور کو بھی ناپسند کرتا ہوں جس کے سینگ میں نقص ہو، یعنے اس کے سینگ ٹوٹ گئے ہوں، اور ایسے جانور کو بھی ناپسند کرتا ہوں جس کے دانتوں میں نقص ہو۔ یعنے اس کے کچھ دانت گر گئے

لہ کیا کہوں حضرت کا دست مبارک کیسا تھا، حضرت کا دستِ مبارک ایسا خوبصورت نظر آ رہا تھا کہ میرا ہاتھ آپ کے سامنے حقیر معلوم ہو رہا تھا۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ مَاجَۃَ قَالَ فَاِنِّیْ اَکْرَہُ اَنْ یَّکُوْنَ نَقْصٌ فِی الْاُذُنِ قَالَ فَمَا کَرِھْتَ مِنْہُ فَدَعْہُ وَلَا تُحَرِّمْہُ عَلٰی اَحَدٍ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ نَحْوَھُمَا۔

ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا دوسروں کو ایسے جانور کے حرام اور ناجائز ہونے کا فتویٰ نہ دو۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے صرف کان کے متعلق روایت کی ہے اور امام طحاوی نے بھی نسائی اور ابن ماجہ دونوں کی طرح روایت کی ہے۔

ف: واضح رہے کہ قربانی کے جانور کے سینگ، دانت اور کان کے متعلق کچھ احکام تو آپ اس حدیث شریف کے ترجمہ میں سن چکے ہیں، باقی احکام اب سنئے:

(۱) جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں اس کی قربانی درست ہے، البتہ جس جانور کے پیدائش سے سینگ تو تھے مگر بعد میں بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے تو اس کی قربانی درست نہیں۔

(۲) جس جانور کے بالکل دانت نہیں، اس کی قربانی بھی درست نہیں۔

(۳) جس جانور کے پیدائش ہی سے دونوں کان نہ ہوں یا صرف ایک کان نہ ہو، اس کی قربانی درست نہیں ہے۔ یا ایسا ہی جس جانور کا ایک کان پورا کٹا ہوا ہو اس کی قربانی بھی درست نہیں، مگر کان تو ہیں لیکن بالکل ذرا ذرا سے چھوٹے چھوٹے ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔ (درالمختار) ۱۲۔

۱۹۱۰/۲۸ وَعَنْ حُجَیَّۃَ بْنِ عَدِیٍّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ الْبَقَرَۃُ عَنْ سَبْعَۃٍ قُلْتُ فَاِنْ وَلَدَتْ قَالَ اذْبَحْ وَلَدَھَا مَعَھَا قُلْتُ وَالْعَرْجَاءُ قَالَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَنْسَکَ فَاذْبَحْ قُلْتُ فَمَکْسُوْرَۃُ الْقَرْنِ قَالَ لَا بَاْسَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَشْرِفَ

حضرت حجیہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک گائے کی قربانی (زیادہ سے زیادہ) سات آدمیوں کی طرف سے ہو سکتی ہے[۲] راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ قربانی کے لیے جو گائے خریدی گئی تھی، وہ گابھن تھی، اگر قربانی سے پہلے وہ بچہ جنے تو اس بچہ کو کیا کیا جائے، یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا

---

[۱] اور جتنے گھسے ہیں ان سے زیادہ باقی ہیں) اور میں ایسے جانور کو بھی قربانی کے لیے پسند نہیں کرتا جس کے کان میں نقص ہو یعنی کان کا کچھ حصہ کٹا ہوا ہو تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواب دیا کہ جس جانور کو تم قربانی میں پسند نہیں کرتے تو تم اس کو چھوڑ دو، اور دوسرا جانور جو ایسا نہ ہو، اس کی قربانی کر لو، یہ تمہارے لیے تقویٰ کی بات ہے۔

[۲] اگر سات آدمیوں سے کم بھی ہوں تو ایک گائے ان کی طرف سے قربانی دی جا سکتی ہے، اگر سات آدمیوں سے زیادہ ہوں اور ایک گائے ان سب کی طرف سے قربانی دی جائے تو سات آدمیوں کی طرف سے تو قربانی ادا ہو جائے گی اور سات آدمیوں سے جو زیادہ ہیں ان کی طرف سے قربانی نہیں ہو گی۔

الْعَيْنَيْنِ وَالْاُذُنَيْنِ ۔

رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَ اَبُوْ دَاؤُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرِكِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۔

(کہ اس بچہ کو تم اپنی ملک نہ سمجھنا تم اپنے تصرف میں نہ لانا) ماں کے ساتھ اس بچہ کو بھی ذبح کر دو[1]۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ اگر قربانی کا جانور لنگڑا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا، بخلاف اس کے کہ وہ لنگڑا ہونے کے باوجود قربانی کی جگہ تک چل سکتا ہے تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے[2] (اس کا ایسا لنگڑا پن قربانی کے لیے مانع نہیں ہے) میں نے پھر عرض کیا کہ جس قربانی کے جانور کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسے سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں[3]، پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم اچھی طرح قربانی کے جانور کی آنکھوں کو اور کانوں کو دیکھ لیا کریں[4]۔ اس حدیث کی روایت، دارمی، نسائی، ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی، ابو داؤد طیالسی اور ترمذی نے کی ہے اور اس کی روایت حاکم نے بھی مستدرک میں کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

---

[1] قربانی کا جانور تو یاں سبھی جائیگی، اس کو تم کھانا، البتہ قربانی کے جانور کی جو عمر بتلائی گئی ہے بچہ اس عمر کا نہ ہوتے سے بچہ کو قربانی کے لیے ذبح نہیں کیا گیا، صرف وہ خالص عبادت ہی ہے اس لیے اس بچہ کا گوشت نہ کھایا جائے، اس کے گوشت کو خیرات کر دیا جائے اگر قربانی کرنے والا اس بچہ کے گوشت سے کچھ کھائے تو جتنا گوشت کھایا ہے اس کی قیمت خیرات کر دے ، عالمگیری اور ردالمحتار میں ایسا ہی ہے۔

[2] قربانی کے جانور میں لنگڑا پن ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے مگر لنگڑا پن سے مراد یہ ہے کہ اس کا لنگڑا پن اس طرح ظاہر ہو کہ وہ چل نہ سکے۔ [3] ہاں اگر سینگ جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو ایسے جانوروں کی قربانی درست نہیں)

[4] اگر آنکھ اور کان اچھے ہوں تو قربانی کریں، ایسا ہی آنکھ میں نصف سے کم خرابی ہو تو اس جانور کی بھی قربانی کر سکتے ہیں، اگر نصف یا نصف سے زیادہ خرابی ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے ، ایسا ہی اگر نصف سے کم کان کٹے ہوئے ہوں تو اس جانور کی قربانی جائز ہے ، ہاں اگر نصف یا نصف سے زیادہ کان کٹے ہوئے ہوں یا پورا کان کٹا ہوا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے ۔

۱۹۱۱ / ۲۹ وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ يَعْنِيْ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مَا الْاَعْضَبُ قَالَ النِّصْفُ فَمَا فَوْقَهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَفِيْ رِوَايَةِ الطَّحَاوِيِّ عَنْ قَتَادَةَ فَقُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مَا عَضْبَاءُ الْاُذُنِ قَالَ اِذَا كَانَ النِّصْفُ فَاَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ مَقْطُوْعًا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ (حدیثوں میں اعضب کی قربانی سے منع کیا گیا ہے) اعضب کس کو کہتے ہیں؟ تو سعید بن المسیب نے فرمایا کہ اعضب وہ جانور ہے جس کا کان یا سینگ آدھا یا آدھے سے زائد کٹا ہوا ہو، اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور ترمذی اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۹۱۲ / ۳۰ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ ابْتَعْنَا كَبْشًا نُضَحِّيْ بِهٖ فَاَصَابَ الذِّئْبُ مِنْ اَلْيَتِهٖ وَاُذُنِهٖ فَسَاَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَنَا اَنْ نُضَحِّيَ بِهٖ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے قربانی دینے کے لیے ایک دنبہ خریدا تھا، تو بھیڑیے نے اس کی دُم کے دونوں حصوں میں سے کچھ اور کان کے بھی کچھ حصہ کو کتر کھایا (جو نصف سے کم تھا) ہم نے اس طرح کے دنبہ کی قربانی کرنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس کی قربانی کریں۔ (ابن ماجہ)

۱۹۱۳ / ۳۱ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ قَالَ الْاُضْحِيَّةُ وَاجِبَةٌ عَلٰى اَهْلِ الْاَمْصَارِ اِلَّا الْحَاجَّ۔

(رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ)

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: قربانی شہر والوں پر واجب ہے حاجیوں کے علاوہ۔ (اسے ہمارے امام ابوحنیفہ نے روایت کیا ہے)

۱۹۱۴ / ۳۲ وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ الْاَضْحٰى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْاَضْحٰى رَوَاهُ مَالِكٌ وَقَالَ وَبَلَغَنِيْ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ مِثْلُهٗ۔

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ قربانی عید قربان کے دو دن بعد تک ہے، اس حدیث کو امام مالک نے روایت کرکے کہا کہ ہمیں یہ حدیث حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل پہنچی ہے۔

۱۹۱۵ / ۳۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْاَضْحٰى ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ وَرَوَاهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قربانی کے کل تین دن ہیں ایک عید کا دن اور دو دن عید کے بعد کے۔ امام طحاوی نے اس

اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ نَحْوَهٗ۔

حدیث کو جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور ہمارے امام ابوحنیفہ نے ابراہیم سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

۱۹۱۶ ۳۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ الذَّبْحُ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ يَوْمَانِ۔ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قربانی کے جانور کا ذبح کرنا عید بقر کے دو دن بعد بھی ہے۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

بَابُ الْعَتِيْرَةِ

اس باب میں عتیرہ کا بیان ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ تو آپ انہیں چھوڑ دو، وہ ہیں اور ان کے افتراء (سورۃ الانعام، ۱۳۷)

ف: اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ انہیں تبلیغ نہ کریں تبلیغ تو انہیں آخر دم تک کی جائے گی مطلب یہ ہے کہ ان کے کفر و شرک پر غم نہ کرو، اپنے دل کو صدمہ نہ پہنچاؤ، یا تم ایسے کام نہ کرو، تو اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہوگا، کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ان سے پہلے ہی بیزار تھے۔

ف: ایام جاہلیت میں مشرکین جو شرک کے کام کیا کرتے تھے منجملہ ان کے ایک فرع ہے، فرع کی تفصیل یہ ہے کہ مشرکین اونٹنی کو جب پہلا بچہ ہوتا تھا اس بچہ کو بتوں کے سامنے بتوں کے نام سے بتوں کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کرتے تھے اور اس فعل کو اونٹنی کی نسل کے واسطے خیر و برکت کا سبب جانتے تھے اور اس مذبوحہ بچہ کا نام فرع تھا، اور دوسرا رسم جاہلیت میں یہ تھا کہ رجب کے پہلے دھے میں جانور کو بتوں کے نام سے بتوں کے تقرب کے لیے قربانی کرتے تھے اور اس کو عتیرہ کہتے تھے جب اسلام کا زمانہ آگیا تو مسلمان بجائے بتوں کے نام سے قربانی کرنے کے، اللہ تعالیٰ کے نام سے فرع اور عتیرہ کیا کرتے تھے، گو اسلام میں اللہ تعالیٰ کے نام سے یہ دونوں رسم کئے جاتے تھے مگر پھر بھی مشرکین سے مشابہت باقی تھی، اس لیے اسلام نے فرع کو اور عتیرہ کو منسوخ کر دیا کہ اللہ کے نام سے بھی فرع اور عتیرہ نہ کئے جائیں تاکہ مشرکین سے مشابہت باقی نہ رہے، فرع اور عتیرہ جن حدیثوں سے منسوخ کیا گیا ہے ان میں پہلی حدیث یہ ہے جس کو ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

۱۹۱۷ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ قَالَ وَالْفَرَعُ اَوَّلُ نِتَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ فرع اور عتیرہ اب باقی نہ

نَّهُمْ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَ
الْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۹۱۸/۲ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ نَسَخَتِ الزَّكٰوةُ كُلَّ صَدَقَةٍ فِي
الْقُرْاٰنِ وَنَسَخَ صَوْمُ رَمَضَانَ كُلَّ
صَوْمٍ وَنَسَخَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ كُلَّ غُسْلٍ
وَنَسَخَتِ الْاَضَاحِيْ كُلَّ ذَبْحٍ رَوَاهُ
الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ اَبُوْدَاوُدَ
وَالْعَتِيْرَةُ مَنْسُوْخَةٌ ۔

رہے، یہ دونوں منسوخ کر دئے گئے ہیں (کوئی مسلمان ان دونوں کو خواہ نیت کیسی ہی خالصۃً للہ ہو، نہ کرے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ (جو صدقہ فطر اور عشر کو بھی شامل ہے) جب یہ فرض ہوئی تو قرآن میں جو جو خیرات زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے واجب تھی ان کا وجوب منسوخ ہو گیا (اب اُن خیرات کا دینا مستحب باقی رہا) اور رمضان کے روزے فرض ہونے کے پہلے دوسرے مہینوں میں جن دنوں کا روزہ رکھنا فرض تھا مثلاً دسویں محرم کا روزہ رمضان کے فرض ہونے سے ایسے سب دنوں کے روزوں کا وجوب منسوخ ہو گیا (اب ان روزوں کا مستحب ہونا باقی رہا) اور غسل جنابت فرض ہونے سے دوسرے غسل مثلاً جمعہ وغیرہ کا وجوب منسوخ ہو گیا (اب دوسرے غسل مستحب رہے) اور قربانی واجب ہونے سے اور جانور جو عبادت کے طور پر ذبح کئے جاتے تھے، مثلاً عقیقہ اور فرع اور عتیرہ کا وجوب بھی منسوخ ہو گیا[1]۔ اس حدیث کی روایت دارقطنی اور بیہقی نے کی ہے۔

لہ (عقیقہ، فرع اور عتیرہ کا مستحب ہونا باقی رہا، عقیقہ کرنے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں تھی اس لیے عقیقہ کرنا مستحب رہا، مگر فرع اور عتیرہ کہ اس میں مشرکین کے ساتھ مشابہت ہو رہی تھی، کہ مشرکین بتوں کے لیے کرتے تھے اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرتے تھے مگر مشرکین کی مشابہت کی وجہ سے فرع اور عتیرہ کا مستحب ہونا بھی منسوخ ہو گیا، اسی وجہ سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات میں فرع اور عتیرہ کا منسوخ ہونا ظاہر کیا ہے اور ابو داؤد نے بھی اپنی سنن میں عتیرہ کا منسوخ ہونا لکھا ہے)

بَابُ صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ

اس باب میں سورج اور چاند گرہن کے متعلق بیان ہو گا۔

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ:
وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيَاتِ إِلَّا تَخْوِيْفًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
اور ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو (سورۂ بنی اسرائیل، ۵۹)

ف: سورج گرہن اور چاند گرہن اور عنقریب اچانک آنے والے عذاب اور منہ مانگے معجزے، رب تعالیٰ کی طرف سے آنے والے عذاب کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔

۱۹۱۹ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْدِيَ إِنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهٗ۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک زمانہ میں (ایک بار) جب سورج گرہن ہوا تو (نماز کے لیے اذان اور اقامت نہیں دی گئی، بلکہ) منادی کو حکم دیا گیا کہ وہ "اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ" (نماز جماعت سے ہو رہی ہے) کہہ کر لوگوں کو (سورج گرہن کی نماز کے لیے) بلایا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور ابو داؤد نے بھی اسی طرح اس کی روایت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام فرائض، سنن اور نوافل میں کوئی نماز ایسی نہیں ہے کہ جس کی ہر رکعت میں متعدد رکوع ہوں، نماز کسوف بھی منجملہ ان نمازوں کے ہے، اس لیے اس کی ہر رکعت میں متعدد رکوع کا ہونا صحیح نہیں ہے، مثل اور نمازوں کے نماز کسوف میں بھی ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہونا چاہیئے،

۱۹۲۰ وَعَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ كَمَا تُصَلُّوْنَ رَكْعَةً وَّسَجْدَتَيْنِ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سورج گرہن کی نماز (کی ہر رکعت کو ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ) ایسا ہی پڑھتے تھے جیسے آپ لوگ (تمام نمازوں کی) ہر رکعت کو ایک رکوع اور دو سجدوں کے

ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اس کی روایت امام طحاوی، ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے ۱۲۔

۱۹۲۱ وَعَنْہُ عَنْ قُبَيْصَةَ الْبَجَلِيِّ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى كَمَا تُصَلُّوْنَ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قبیصہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کرتے ہیں کہ قبیصہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک زمانے میں سورج گرہن ہوا تھا تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز (ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدوں سے پڑھا کرتے ہیں) اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۱۹۲۲ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ اِلَى الْمَسْجِدِ يَجُرُّ رِدَاءَهٗ مِنَ الْعَجَلَةِ وَثَابَ النَّاسُ اِلَيْهِ فَصَلّٰى كَمَا تُصَلُّوْنَ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ سورج گرہن ہوا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلدی سے کھڑے ہوئے، اسی خوف کی حالت میں مسجد کی طرف چلے اس وقت حضور پر ایسا خوف طاری تھا کہ چادر مبارک سنبھالنے کی بھی سدھ نہ تھی (چادر مبارک کو گھسیٹتے ہوئے مسجد کی طرف چلے) اور آپ کے ساتھ سب صحابہ حضور کے خوف کی حالت دیکھ کر خود بھی خوف زدہ ہو کر مسجد میں پہنچ گئے[۱]

[۱] کیا کہوں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کس قدر خوف طاری تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ کسوف عذاب الٰہی کا پیش خیمہ ہے، یا اس کسوف کے ساتھ ہی قیامت قائم ہونے والی ہے۔

[۲] قربان نبی اتی پر کہ کسوف شمس سے خوف زدہ ہو کر ہم کو سینکڑوں برس پہلے وہ بات بتلا دی، جو آج سائنس دان بڑی تحقیق کے بعد کہتے ہیں کہ کسوف شمس کے وقت کشش سیارہ گان متاثر ہونے سے نظام شمسی کے درہم برہم ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے کسوف شمس کے وقت دنیا تباہی کے کنارے پر آجاتی ہے، نظام شمسی میں اگر ایسے ہی خلل پڑ جائے تو سارے گرتے آپس میں ٹکرا جائیں گے اور دنیا ختم ہو جائے گی، پھر جب کسوف شمس کا انجلاء ہونے لگتا ہے تو کشش سیارگان بحال ہو جاتی ہے، اور نظام شمسی اپنے حال پر قائم ہو جاتا ہے اور دنیا تباہی سے بچ جاتی ہے اسی وجہ سے کسوف شمس کے وقت حضور بے حد خوف زدہ تھے

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهٗ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ حَبَّانَ وَقَالَ رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَلَاتِكُمْ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْحَاكِمِ نَحْوَ ابْنِ حَبَّانَ وَقَالَ الْحَاكِمُ اَنَّهٗ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وَاَقَرَّ عَلَيْهِ الذَّهَبِيُّ ۔

راوی کہتے ہیں کہ اسی خوف کی حالت میں نماز کسوف (ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ) ایسے ہی ادا فرمائی جیسے تم اور نمازوں کو (ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدوں سے) ادا کرتے ہو، اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔ امام بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ابن حبان کی ایک روایت میں اور حاکم کی ایک روایت میں ہے کہ کسوف کی نماز حضور نے دو رکعت پڑھائی (اور ہر رکعت کو ایک رکوع اور دو سجدوں سے) پڑھائی جیسے تم دوسری نمازوں کی ہر رکعت کو ایک رکوع اور دو سجدوں سے پڑھتے ہو اور حاکم نے کہا ہے کہ ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے، اگرچہ کہ انھوں نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کی روایت نہیں کی ہے۔ اور امام ذہبی نے بھی اس کا اعتراف اور اقرار کیا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے (اس لیے بخاری اور مسلم کی حدیثوں کی طرح یہ حدیث بھی صحیح ہے)

۳۲۹ / ۵ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ نَحْوًا مِنْ صَلَاتِكُمْ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلنَّسَائِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى حِيْنَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ مِثْلَ صَلَاتِنَا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سورج گہن کی نماز آپ لوگوں کی نماز کی طرح ہر رکعت کو ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ پڑھائی ہے۔ اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے اور نسائی کی ایک اور روایت بھی اسی طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کسوف شمس کے وقت جو نماز کسوف ادا فرمائی ہیں، اس کی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے تھے جیسے ہماری اور نمازوں کی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہوتے ہیں۔

۱۹۲۴ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا كَصَلَاتِكُمْ حَتّٰى تَنْجَلِيَ

(رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جن جن صحابہ اور تابعین سے میں نے ملاقات کی ہے وہ (سورج گہن کے متعلق) فرمایا کرتے تھے کہ جب سورج گہن ہو جائے تو گہن چھوٹ کر سورج صاف ہونے تک تم ہمیشہ جیسے دوسری نمازوں کی (ہر رکعت کو ایک رکوع اور دو سجدوں سے) پڑھا کرتے ہو ایسا ہی سورج گہن کی نماز (ہر رکعت کو ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ ہر رکن کو طویل ادا کرکے) پڑھا کرو اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ کی ہے۔

۱۹۲۵ وَعَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكُوْعًا وَاحِدًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالتِّرْمِذِيُّ فِي الشَّمَآئِلِ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ وَعَطَآءٌ قَالَ اَيُّوْبُ هُوَ ثِقَةٌ۔

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہر نماز (کی ہر رکعت) میں ایک ہی رکوع ہوا کرتا تھا[1] اس کی روایت ابوداؤد نسائی اور حاکم نے کی ہے اور ترمذی نے اس کی روایت شمائل میں کی ہے اور حاکم نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۹۲۶ وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَلَا وَاِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانہ میں سورج گہن ہوا اور اتفاق سے اسی دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی وفات بھی ہوئی تھی، تو لوگوں نے یہ سمجھا کہ آپ کے فرزند حضرت ابراہیم کی وفات کی وجہ سے سورج گہن ہوا ہے، اس پر حضور صلی اللہ

---

[1] متعدد رکوع ہونا نہیں دیکھا گیا اس لیے سورج گہن کی نماز کی ہر رکعت میں بھی متعدد رکوع ہونا ثابت نہیں

كَذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلَى الْمَسَاجِدِ ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ فِيْمَا نَرٰى بَعْضَ الرّٰكِتَابِ ؕ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ اعْتَدَلَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْاُوْلٰى رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ فِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ ـ

تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا سنو! کسی کے مرنے جینے سے چاند یا سورج گہن نہیں ہوتے۔ بلکہ چاند اور سورج خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں[1] جب سورج یا چاند کو گہن لگتے دیکھو تو خوف زدہ ہو جاؤ (کیا معلوم کہ نظام شمسی ختم ہو کر عذاب الٰہی آجائے، یا قیامت برپا ہو جائے اس لیے) گھبرائے ہوئے مسجدوں میں جا کر پناہ لو (خدا کی طرف متوجہ رہو) یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نماز کسوف کے لیے کھڑے ہو گئے اور جہاں تک ہمارا خیال ہے وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے "سورہ الرکتاب"، کا ایک حصہ پڑھا، پھر رکوع کیا اور رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہوئے (اور دوبارہ رکوع کئے بغیر) سجدہ میں چلے گئے اور دو سجدے کئے پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے اور دوسری رکعت کو بھی پہلی رکعت کی طرح (ایک رکوع اور دو سجدوں سے ادا فرما کر نماز ختم کی) اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔ اور اس کی سند حسن ہے اور ھیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

۱۹۲۴ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكَدْ يَرْكَعُ ثُمَّ رَكَعَ فَلَمْ

حضرت عطاء بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک زمانے

[1] جن کی روشنی سلب فرما کر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرایا کرتے ہیں کہ اتنی بڑی اور روشن مخلوق کو ہم یوں سیاہ اور تاریک کر سکتے ہیں، تمہارے گناہوں کے سبب سے تم کو جو کچھ نہ کریں کم ہے۔

يَكَدْ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ وَفَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ۔

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ فِي الشَّمَائِلِ وَالْحَاكِمُ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ وَقَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ وَقَدْ أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ لِعَطَاءٍ مَقْرُوْنًا بِأَبِيْ بِشْرٍ وَقَالَ أَيُّوْبُ هُوَ ثِقَةٌ ۔

میں (ایک دفعہ) سورج گہن ہوا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز کسوف پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے (کیا کہوں کیسی نماز تھی کہ جب) آپ قیام فرماتے تو قیام میں (اس قدر طویل قرأت فرما رہے تھے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اب رکوع ہی نہ کریں گے پھر جب آپ رکوع کرتے تو رکوع میں اس قدر دیر تک رہتے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکوع سے اب سر مبارک اٹھائیں گے ہی نہیں، پھر آپ جب رکوع سے سر اٹھاتے (اور قومہ کرتے) تو قومہ میں اتنی دیر تک رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ سجدہ کو جائیں گے ہی نہیں، پھر آپ (دوسرا رکوع کئے بغیر) سجدہ میں چلے گئے اور اس قدر دیر تک سجدہ میں رہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ سجدہ سے سر اٹھائیں گے ہی نہیں، پھر جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا، اور جلسہ کیا تو جلسہ میں اس قدر دیر تک رہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ دوسرے سجدہ کو جائیں گے ہی نہیں، پھر آپ نے دوسرا سجدہ کیا اور دوسرے سجدہ میں بھی اس قدر دیر تک رہے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ دوسرے سجدہ سے دوسری رکعت کے لیے نہیں اٹھیں گے، پھر آپ سجدہ سے سر مبارک اٹھا کر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت کے بھی ہر رکن کو پہلی رکعت کی طرح طویل فرماتے رہے (اور دوسری رکعت کو بھی پہلی رکعت کی طرح ایک ہی رکوع سے ادا کیے)

اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور ترمذی نے اس کی روایت شمائل میں کی ہے۔ اور حاکم اور طحاوی نے بھی اس

کی روایت کی ہے، اور اس حدیث کی سند حسن ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اگرچہ کہ بخاری اور مسلم نے اس کی روایت نہیں کی ہے لیکن امام ابن الہمام نے اپنی تحقیق سے کہا ہے کہ بخاری نے بھی اسی طرح اس کی روایت کی ہے۔ ۱۲۰

۱۹۲۸ وَعَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ قَبِیْصَۃَ الْہِلَالِیِّ قَالَ کَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَزِعًا یَجُرُّ ثَوْبَہٗ وَاَنَا مَعَہٗ یَوْمَئِذٍ بِالْمَدِیْنَۃِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ فَاَطَالَ فِیْہِمَا الْقِیَامَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَانْجَلَتْ فَقَالَ اِنَّمَا ھٰذِہِ الْاٰیَاتُ یُخَوِّفُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ بِھَا فَاِذَا رَاَیْتُمُوْھَا فَصَلُّوْا کَاَحْدَثِ صَلٰوۃٍ صَلَّیْتُمُوْھَا مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالطَّحَاوِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ قبیصہ ہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کرتے ہیں کہ قبیصہ ہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے میں (ایک دفعہ) سورج گہن ہوا (اس وقت سورج طلوع کر کے دو نیزہ برابر بلند ہوا تھا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سورج گہن سے بے حد خوف زدہ تھے (خوف کی وجہ سے چادر اوڑھنے کی سدھ نہ تھی) چادر گھسیٹتے ہوئے مسجد کی طرف چلے، میں بھی اس وقت حضور کے ساتھ تھا اور یہ واقعہ مدینہ منورہ کا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز سورج گہن کی پڑھائی ان دونوں رکعتوں میں آپ نے بہت طویل قرأت کی۔ پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو کسوف ختم ہو کر آفتاب روشن ہو گیا تھا (نماز کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (صحابہ سنو) شمس و قمر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں (ان کی روشنی سلب کر کے) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرایا کرتے ہیں[1] جب تم سورج یا چاند کو گہن لگا ہوا دیکھو تو تم قریب میں جو

لہ کہ اتنی بڑی روشن مخلوق کو ہم یوں تاریک کر دیتے ہیں تم کس گنتی میں ہو؟ ہم چاہیں تو تم پر بھی ایسا ہی عذاب اتار سکتے ہیں۔

ابھی ابھی فجر کے فرض کی دو رکعتیں (ہر رکعت ایک رکوع سے پڑھ چکے ہو) ایسا ہی گہن کی نماز کو بھی دو رکعت (ہر رکعت ایک رکوع سے) پڑھا کرو اس کی روایت ابوداؤد، طحاوی اور نسائی نے کی ہے اور اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

۱۹۲۹ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَيَسْأَلُ عَنْهَا حَتّٰى انْجَلَتِ الشَّمْسُ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے میں (ایک دفعہ) سورج گہن ہوا تھا تو حضور سورج گہن کی نماز دو دو رکعت پڑھاتے تھے (ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر دوسری دو رکعت کو نئی تکبیر تحریمہ سے شروع کرتے) اور ہر دو رکعت پڑھنے کے بعد لوگوں سے دریافت فرماتے تھے کیا کسوف ختم ہو گیا؟ لوگ عرض کرتے ابھی کسوف باقی ہے یارسول اللہ ابھی کسوف باقی ہے تو آپ اور دو رکعات پڑھاتے جب کسوف کا ختم ہونا معلوم ہوتا تو نماز بھی ختم کر دیتے تھے۔

ف: نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی طریقوں سے نماز کسوف کی روایت آئی ہے ابوداؤد کے دوسرے طریق میں مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت نماز پڑھا کر کسوف ختم ہونے کے بعد دعا فرما رہے تھے، اس کی روایت میں صرف دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے اور حاکم کی روایت میں بھی نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسوف کی نماز دو رکعت پڑھائی، اور حاکم کی اس روایت میں بھی نماز کسوف صرف دو رکعت پڑھانے کا ذکر ہے، دو رکعت نماز کسوف پڑھانے کی روایت کر کے حاکم کہتے ہیں کہ صرف دو رکعت پڑھانے کی روایت صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے، گو بخاری اور مسلم اس کو اپنی کتابوں میں روایت نہیں کرتے ہیں۔ نسائی کی روایت میں بھی نماز کسوف صرف دو رکعت ہونے کو اس طرح بیان کیا ہے کہ فجر کی نماز کی طرح کسوف شمس کی نماز حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت ہی پڑھائی ہے، زیلعی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسوف صرف دو رکعت ہی پڑھے ہیں، یہ سب بذل المجہود سے لیا گیا ہے، اس کے سوا دوسری روایتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کسوف دو رکعت ہی پڑھتے ہیں، اسی لیے رد المحتار میں ظاہر الروایہ سے نقل کرتے ہیں کہ صلوٰۃ کسوف کے دو رکعت ہی ہیں اور ظاہر الروایہ کے سوا دوسری حنفی کتابوں میں مذکور ہے کہ دو دو رکعت صلوٰۃ کسوف کے پڑھ کر چار رکعت یا اس سے زائد پڑھ سکتے ہیں، اس کی تائید صدر کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس کا ترجمہ ابھی کیا گیا ہے۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوٰۃ کسوف کو دو دو رکعت پڑھتے جاتے تھے اور کسوف کے ختم ہونے کو دریافت فرماتے جاتے تھے، اس روایت سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ کسوف دو رکعت سے زیادہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ ۱۲

۱۴۲۴/۱۲ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا وَغُلَامٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ نَرْمِيْ غَرَضَيْنِ لَنَا حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيْدَ رُمْحَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ فِيْ عَيْنِ النَّاظِرِ مِنَ الْاُفُقِ اِسْوَدَّتْ حَتّٰى آضَتْ كَاَنَّهَا تَنُّوْمَةٌ فَقَالَ اَحَدُنَا لِصَاحِبِهٖ انْطَلِقْ بِنَا اِلَى الْمَسْجِدِ فَوَاللّٰهِ لَيُحْدِثَنَّ شَاْنُ هٰذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُمَّتِهٖ حَدَثًا قَالَ فَدَفَعْنَا فَاِذَا هُوَ بَارِزٌ فَاسْتَقْدَمَ فَصَلّٰى فَقَامَ بِنَا كَاَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِيْ صَلٰوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا قَالَ ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَاَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا فِيْ صَلٰوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا قَالَ ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَاَطْوَلِ مَا سَجَدَ بِنَا فِيْ صَلٰوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اور ایک انصاری لڑکا تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے، یہاں تک کہ جب آفتاب (طلوع کر کے) دیکھنے میں افق میں دو یا تین نیزہ کی مقدار بلند ہوا تو آفتاب کو گہن لگا (ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ "تومہ" نامی سیاہ گھاس کی طرح سیاہ ہو گیا ہے (یہ دیکھ کر) ہم نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ مسجد چلو، خدا کی قسم! آفتاب کی یہ حالت ہونے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لیے کوئی نہ کوئی نئے احکام آئیں گے (چلو دیکھیں مسجد میں کیا ہو رہا ہے) سمرہ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی ہم مسجد میں آئے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے ہیں اور آگے بڑھ کر کسوف کی نماز پڑھا رہے ہیں۔ (پہلی رکعت میں) قیام اتنا طویل فرمایا کہ ایسا طویل قیام ہم نے حضور کو کسی نماز میں کرتے نہیں دیکھا اور آپ قراءت (ایسی) آہستہ فرما رہے تھے (جیسے دوسری بڑی نمازوں میں آہستہ قراءت فرمایا کرتے تھے جس کی وجہ سے) ہم حضور کی قراءت نہیں سن سکے سمرہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے رکوع فرمایا اور ایسا طویل رکوع فرمایا جو کسی نماز میں ایسا طویل

قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

رکوع نہیں فرماتے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں جو کچھ پڑھتے تھے ہم اس کو نہیں سن سکے۔ پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ فرمایا اور ایسا طویل سجدہ کسی اور نماز میں نہیں فرمایا تھا اور حضور نے سجدہ میں جو کچھ پڑھا تھا ہم اس کو بھی نہیں سن سکے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوسری رکعت کے ہر رکن کو پہلی رکعت کے ہر رکن کی طرح بے حد طویل ادا فرماتے، سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوسری رکعت پڑھ کر قعدہ میں تھے کہ سورج کا گہن ختم ہو گیا، اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔ اور ترمذی اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے، اور اس کی سند صحیح ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

١٩٣١ وَعَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ[١٣] صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كُسُوْفٍ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا.

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو سورج گہن کی نماز پڑھائی (تو آپ قراءت ایسی آہستہ پڑھ رہے تھے جس کی وجہ سے) ہم کو آپ کی قرأت سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اس کی روایت ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

١٩٣٢ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ اِلٰى[١٤] جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ اَسْمَعْ لَهُ قِرَاءَةً.

رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَرَوٰى اَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس دن سورج گہن ہوا تھا (اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سورج گہن کی نماز پڑھا رہے تھے) تو میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں کھڑا ہوا نماز کسوف پڑھ رہا تھا (حضور قرأت ایسی پڑھ رہے تھے جیسے سری نمازوں میں پڑھا کرتے تھے) اس لیے میں حضرت کی قراءت کو نہیں سن سکا۔ اس کی

اَبُوْ نُعَیْمٍ نَحْوَہٗ۔

روایت طبرانی اور بیہقی نے کی ہے، اور اس حدیث کی سند حسن ہے اور امام احمد، ابو یعلیٰ اور ابو نعیم نے اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ان مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کسوف شمس کی نماز مثل سری نمازوں کے آہستہ قراءت کر کے پڑھتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی نماز کسوف میں سری قراءت کے قائل ہیں مگر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت آئی ہے کہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کسوف شمس کی جو نماز پڑھاتے تو جہری نمازوں کی طرح کسوف کی نمازوں میں جہر سے قراءت ادا فرماتے، حضرت ام المومنین کی اس حدیث کی وجہ سے صاحبین فرماتے ہیں کہ کسوف کی نماز مثل جہری نمازوں کے جہری قراءت سے پڑھنا چاہیئے، اس سے معلوم ہوا کہ حنفی مذہب میں دو قول ہیں۔ ایک قول میں آہستہ قرأت کرنا ہے اور دوسرے قول میں جہری قرأت کرتا آیا ہے۔ در د المختار اور دوسری فقہ کی کتابوں میں ایسا ہی ہے ۱۲ء)

۱۹۳۳ / ۱۵ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فَزِعًا یَخْشٰی اَنْ تَکُوْنَ السَّاعَۃَ حَتّٰی اَتَی الْمَسْجِدَ فَقَامَ یُصَلِّیْ بِاَطْوَلِ قِیَامٍ وَرُکُوْعٍ وَسُجُوْدٍ مَا رَاَیْتُہٗ یَفْعَلُہٗ فِیْ صَلٰوۃٍ قَطُّ ثُمَّ قَالَ اِنَّ ھٰذِہِ الْاٰیَاتِ الَّتِیْ یُرْسِلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ لَا تَکُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیَاتِہٖ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یُرْسِلُھَا یُخَوِّفُ بِھَا عِبَادَہٗ فَاِذَا رَاَیْتُمْ شَیْئًا مِّنْھَا فَافْزَعُوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَدُعَائِہٖ وَاِسْتِغْفَارِہٖ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک زمانہ میں سورج گہن ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خوفزدہ ہو کر کھڑے ہو گئے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہ سمجھ رہے ہیں کہ قیامت قائم ہو جائے، اسی طرح گھبرائے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اور نماز کسوف کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اور اتنے طویل قیام، طویل رکوع اور طویل سجدوں سے نماز پڑھائی کہ اتنے طویل قیام، طویل رکوع اور طویل سجدوں سے آپ کو نماز پڑھاتے میں نے کبھی نہیں دیکھا یہ کسوف شمس و

لے کہ کسوف شمس کی وجہ سے نظام شمسی ختم ہو کر ممکن ہے۔ لہ نماز ایسے وقت ختم ہوئی کہ کسوف شمس کا انجلا ہو گیا تھا اس وقت خطبہ کے طور پر نہیں فرمایا، اس لیے کہ اگر خطبہ کے طور پر تقریر ہوتی تو کسوف کی حالت میں ہوتی، اب کسوف کے انجلاء کے بعد ارشاد فرما رہے ہیں، ان لوگوں کے عقائد کی اصلاح کے لیے جو یہ سمجھ رہے تھے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کی وجہ سے کسوف شمس ہوا ہے اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لوگو سنو یاد تم جو سمجھ رہے ہو کہ کسوف حضرت ابراہیم کی موت کی وجہ سے ہوا ہے ایسا نہیں ہے)۔ اس طرح اعتقاد نہ رکھنا بلکہ

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ نَحْوَهُ)

قمر قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرتے ہیں، یہ کسی کے مرنے جینے سے نہیں ہوتے، بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرانے کے لیے بھیجا کرتے ہیں[1]، جب تم سورج گہن یا چاند گہن ہوتا ہوا دیکھو تم بہت ہی خوف زدہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، اور اسی سے دعا مانگو، (کہ الٰہی ہم کو اپنے عذاب سے بچائیے اور اس کسوف کو ہمارے لیے عذاب کا ذریعہ نہ بنائیے) اور اپنے گناہوں کی اللہ تعالیٰ ہی سے مغفرت مانگو[2]
اس حدیث کی روایت طحاوی نے کی ہے اور بخاری اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَتْ عَائِشَةُ مَارَكَعْتُ رُكُوْعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُّ سُجُوْدًا قَطُّ كَانَ اَطْوَلَ مِنْهُ۔

اور بخاری اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں اس طرح مروی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک زمانہ میں ایک دفعہ سورج گہن ہوا تھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سورج گہن کی نماز ایسی طویل ادا فرمائی کہ میں نے کبھی ایسی طویل نماز جس کا رکوع بے حد طویل ہو، اور سجدہ بے حد طویل ہو، نہ خود پڑھی اور نہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کبھی پڑھی، جیسے کسوف کی نماز کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم طویل رکوع اور طویل سجدوں سے پڑھایا ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے

---

[1] کہ اتنی بڑی مخلوق کو ہم سیاہ کر دیتے ہیں تم کس گنتی میں ہو؟ اگر ہم چاہیں تو تم پر بھی عذاب بھیج سکتے ہیں اس لیے
[2] گناہوں کی مغفرت مانگنے سے اللہ کا غضب رحمت سے بدل جاتا ہے۔

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا۔

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سورج گہن کی نماز سے فارغ ہوئے اور اس وقت کسوف شمس کا انجلاء ہو گیا تھا تو مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا: مسلمانو! سنو! چاند اور سورج خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی (نیک) انسان کے مرنے یا کسی (بُرے) شخص کے پیدا ہونے سے گہن نہیں ہوتے، جب تم شمس و قمر کو گہن ہوتا ہوا دیکھو تو اللہ کی طرف رجوع کرو، اللہ کو یاد کرو (اور سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر) کہا کرو، اور کسوف کی نماز پڑھا کرو اور خیرات کرو (کہ خیرات رد بلا ہوتی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا عَنْ عَائِشَةَ ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهٗ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهٗ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اُمت محمد ﷺ! تم کو جس طرح اپنے کسی غلام یا باندی کے زنا کرنے سے غیرت آتی ہے۔ (اور سخت غصہ آتا ہے) اللہ کی قسم! اس سے بڑھ کر غیرت (اور غصہ) خدائے تعالیٰ کو اس وقت آتا ہے جب اس کا کوئی بندہ یا بندی زنا کے مرتکب ہوں، اے اُمت محمد ﷺ! خدا کی قسم جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم اس کو جانتے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللهَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ

بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سورج گہن کی نماز سے ایسے وقت فارغ ہوئے جب کہ کسوف شمس کا انجلاء ہو گیا تھا (تو) مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا (مسلمانو! سنو!) چاند اور سورج خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی (نیک) انسان کے مرنے یا کسی (بُرے) شخص کے پیدا ہونے سے گہن

مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهُ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَاَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ اَفْظَعَ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوْا بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ۔

نہیں ہوتے، جب تم شمس و قمر کو گہن ہوتا ہوا دیکھو تو (اللہ کی طرف رجوع کرو اور) اللہ کو یاد کرو، صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم نے (ایک عجیب بات) دیکھی (کہ جب آپ نماز سے فارغ ہو کر نصیحت فرما رہے تھے تو اس وقت ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز لے رہے ہیں، پھر تھوڑی دیر کے بعد ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹ رہے ہیں ہم اس کو کچھ نہیں سمجھ سکے)، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نے مجھ کو دیکھا کہ میں ہاتھ بڑھا کر کچھ لے رہا ہوں تو سنو! میرے سامنے اس وقت جنت پیش کی گئی تھی، میں جنت میں سے انگور کا ایک خوشہ لینا چاہ رہا تھا، اگر میں وہ خوشہ لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی، تم اس میں سے کھاتے رہتے (اور وہ کبھی ختم نہ ہوتا)[1]، اور جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے ہٹ رہا ہوں تو اس وقت میرے سامنے دوزخ پیش کی گئی تھی کیا کہوں کہ[2] دوزخ میں کثرت سے عورتیں تھیں، صحابہ نے عرض کی عورتیں ایسا کونسا عمل کرتی ہیں جس کی وجہ سے وہ کثرت سے دوزخ میں تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتیں ناشکری کرنے کی وجہ سے کثرت سے دوزخ میں تھیں، صحابہ نے عرض کی، حضور ناشکری کرنا ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ کیا عورتیں اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی وجہ سے کثرت سے دوزخ میں

---

[1] لیکن اللہ تعالیٰ کو جو منظور ہے کہ تمہارا ایمان بالغیب رہے اور اس سے تمہاری آزمائش ہوتی رہے، جنتی میوہ تم دیکھ لیتے تو تمہارا ایمان بالشھود ہو جاتا، پھر تم کو ایمان بالغیب کا اجر نہیں ملتا تھا۔

[2] وہ کیسا ہیبت ناک منظر تھا کہ ایسا ہیبت ناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا اور دوزخ میں جو جو عذاب ہوا ہے تو وہ سب مجھے دکھائے گئے، مجھے بڑا افسوس تو اس سے ہوا۔

ہوں گی؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، نہیں بلکہ وہ اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں اور شوہروں کے احسان کا انکار کرتی ہیں اس وجہ سے کثرت سے دوزخ میں ہوں گی کیا تم نہیں دیکھتے کہ مرد اپنی عورت سے اگر ہمیشہ بھلائی کرتا رہے، پھر اس کی جانب سے کوئی بات ناگوار پیش آئے، اور اس کے خلاف مرضی ہو۔ (تو وہ سارے احسانوں کو بھول جاتی ہے اور کہنے لگتی ہے کہ میں نے تم سے کبھی کوئی آرام نہیں دیکھا (یہ ہے عورتوں کی ناشکری جو دوزخ میں کثرت سے ہونے کا سبب بنی ہے)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلنَّسَائِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمًا مُسْتَعْجِلًا اِلَی الْمَسْجِدِ وَقَدِ انْکَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰی حَتّٰی انْجَلَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اَھْلَ الْجَاھِلِیَّۃِ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا یَنْخَسِفَانِ اِلَّا لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیَاتِہٖ وَلٰکِنَّھُمَا خَلِیْقَتَانِ مِنْ خَلْقِہٖ یُحْدِثُ اللّٰہُ فِیْ خَلْقِہٖ مَا شَآءَ اللّٰہُ فَاَیُّھُمَا انْخَسَفَ فَصَلُّوْا حَتّٰی یَنْجَلِیَ اَوْ یُحْدِثَ اللّٰہُ اَمْرًا۔

اور نسائی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم بہت جلدی جلدی مسجد میں ایسے وقت تشریف لائے کہ سورج کو گہن لگ گیا تھا، تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم آفتاب روشن ہونے تک نماز کسوف پڑھتے رہے پھر فرمایا سورج گہن ہو یا چاند گہن کسی کے مرنے جینے سے نہیں ہوتے بلکہ سورج اور چاند یہ دونوں اللہ کی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جیسا چاہے تغیر کرتے ہیں تو چاند یا سورج ان میں سے جب کسی کو گہن لگ جائے تو اس وقت گہن ختم ہونے تک نماز پڑھا کرو۔ ہاں! اگر کوئی ایسی بات ظاہر ہو جائے، جس کی وجہ سے نماز نہیں پڑھ سکتے ہیں (جیسے گہن لگا ہوا آفتاب ڈوبنے لگے یا گہن ایسے وقت ہو

لہ نماز کسوف کے بعد خطبہ کے طور پر نہیں، بلکہ اُن لوگوں کے عقائد کی اصلاح کے لیے فرمایا جو جاہلیت کے زمانے میں یہ سمجھا کرتے تھے کہ سورج گہن ہو یا چاند گہن، یہ روئے زمین کی بڑی شخصیتوں میں سے کسی بڑے آدمی کے مرنے کی وجہ سے ہوا کرتا ہے حالانکہ (ایسا نہیں ہے بلکہ)

جب کہ اس وقت نفل نماز پڑھنا جائز نہ ہو تو ایسے وقت نماز نہیں پڑھنا چاہیئے بلکہ انجلاء تک دعا اور استغفار میں مشغول رہے (جیسا کہ رد المحتار میں مذکور ہے)

۱۹۳۴ وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ لَقَدْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِتَاقَةِ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ۔
۱۶

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ (جب کسوف شمس ہو تو کیا معلوم کہ یہی عذاب الٰہی کا ذریعہ بنے اس لیے) حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حکم دیتے ہیں کہ کسوف شمس کے وقت باندی یا غلام آزاد کیا کرو (تاکہ اس کی وجہ سے عذاب الٰہی ٹل جائے) اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ فِيْ سُجُوْدِ الشُّكْرِ — اس باب میں سجدۂ شکر کا بیان ہے

ف. جس شخص کو نئی نعمت ملے یا اس کو مال ملے یا اولاد ہو یا اس سے کوئی مصیبت دور ہو گئی ہو تو اس طرح کی جب نعمتیں ملیں تو اس کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا اس طرح شکریہ ادا کرے کہ بغیر نماز کے صرف ایک ہی سجدۂ شکر ادا کرے، اس طرح کا سجدۂ شکر ادا کرنا حنفی مذہب میں مستحب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، نماز اور سجدۂ تلاوت کے جو شرائط ہیں وہ سارے شرائط سجدۂ شکر کے لیے بھی ہیں، یعنے وضوء کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا، بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، ستر عورت کا ہونا، قبلہ کی طرف رُخ کرنا اور نیت کرنا وغیرہ ہاں نماز میں تکبیر تحریمہ جس کے لیے کان تک ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں وہ سجدۂ تلاوت کے لیے بھی نہیں، اور سجدۂ شکر کے لیے بھی نہیں ہے بلکہ سجدۂ شکر کو با وضو قبلہ رو ہو کر دو قیام اور دو اللہ اکبر کہنے کے بیچ میں ادا کرنا چاہیئے، یعنے پہلے کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ شکر کے لیے سجدہ میں جائے اور سجدہ میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو جائے، یہ ہے سجدۂ شکر اس کے لیے تشہد اور سلام بھی نہیں ہے مراقی الفلاح نور الایضاح، طحطاوی، اور در مختار۔ ۱۲)

۱۹۳۵ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَهٗ اَمْرٌ سُرُوْرًا اَوْ يُسَرُّ بِهٖ خَرَّ سَاجِدًا شَاكِرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى۔
۱

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی خوشی ہوتی یا کہیں سے کوئی خوشی خبری آتی یا کوئی نئی نعمت حاصل

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ)

ہوتی یا کوئی بلاء ٹل جاتی تو اس کا شکر ادا کرنے کے لیے (مثل سجدۂ تلاوت کے) شکر کا سجدہ (اس طرح) ادا فرماتے[1]۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

۱۹۳۶ وَعَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا مِّنَ النُّغَاشِيْنَ فَخَرَّ سَاجِدًا۔

(رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ مُرْسَلًا وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ)

حضرت ابوجعفر (حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو بونا (ناقص الخلقت تھا) اس کو دیکھ کر (اس طرح) آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا کہ اس بونے کو اس کی خبر نہ ہوئی اور آہستہ فرمایا۔ « اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ » الٰہی میں آپ کا کیا شکر ادا کروں کہ جس بلاء میں اس بونے کو مبتلا کیا ہے مجھے آپ نے اس سے بچایا ہے (آہستہ اس لیے کہا تاکہ خبر نہ ہو اور اس طرح کہنے سے اس کی دل شکنی نہ ہو) اس حدیث کی روایت دار قطنی نے کی ہے اور شرح السنہ میں مصابیح کے الفاظ سے اس کی روایت کی گئی ہے۔

تمہید

گزشتہ قوموں پر جو دنیوی عذاب آیا تھا، کوئی مسخ کئے گئے، کوئی غرق کئے گئے کسی کو زمین میں دھنسا یا گیا، کسی پر کچھ دنیوی عذاب آیا، اور کسی پر کچھ، یہ سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیش نظر تھا، اور یہ بھی آپ کو معلوم ہوا کہ کفار دائمی طور پر دوزخ میں رہیں گے۔ آپ سراپا رحمت تھے، چاہتے تھے کہ اپنی امت پر نہ ویسا دنیوی عذاب آئے، نہ اُخروی دوزخ کا دائمی عذاب رہے، ہمیشہ اُمّت آپ کے پیش نظر رہتی تھی، اپنی امت کو اس طرح کے دنیوی اور اخروی دائمی عذاب سے بچانے کی فکر رہتی تھی، اس کی وجہ سے آپ

[1] کہ باوضوء قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جاتے اور سجدہ میں حمد و ثنا کر کے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہو جاتے۔

کبھی رات رات بھر روتے رہتے تھے کہ کسی طرح میں اپنی امت کو اس طرح کے دنیوی عذاب اور اُخروی دائمی عذاب سے بچاؤں۔

۱۹۳۴/۳ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّکَّۃَ نُرِیْدُ الْمَدِیْنَۃَ فَلَمَّا کُنَّا قَرِیْبًا مِّنْ عَزْوَرَآءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ فَدَعَا اللّٰہَ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَکَثَ طَوِیْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَکَثَ طَوِیْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا قَالَ اِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ وَ شَفَعْتُ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّیْ شُکْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَسَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّیْ شُکْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَسَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِی الثُّلُثَ الْاٰخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّیْ شُکْرًا۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف چلے، جب ہم مقام عزوراء میں پہنچے تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو معلوم ہوا کہ رحمت الٰہی اس وقت جوش پر ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم اس وقت کو غنیمت سمجھ کر اپنی سواری سے اتر کر کھڑے ہو گئے اور اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اُٹھا کر بہت دیر تک دعا کرتے رہے، پھر سجدہ میں جا کر طویل سجدہ کیا، اور پھر سجدہ سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کھڑے رہ کر پھر دعا کے لیے دونوں ہاتھ اٹھا کر (بہت دیر تک) دعا کرتے رہے، پھر قیام سے سجدہ میں گئے اور بہت دیر تک سجدہ میں رہے، پھر سجدہ سے اُٹھ کر کھڑے ہوئے اور بہت دیر تک دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے رہے پھر قیام سے سجدہ میں گئے اور بہت دیر تک سجدہ میں رہے، پھر سجدہ سے اُٹھنے کے بعد صحابہ سے ارشاد فرمایا میں نے اس وقت کئی مرتبہ کھڑے ہو کر دعا کی پھر سجدہ میں گیا، پھر دعا کے لیے کھڑا ہوا پھر سجدہ میں گیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت رحمت الٰہی جوش پر تھی، میں نے چاہا کہ اپنی اُمت کے لیے قدیم آرزو پوری کرنے کے لیے دعا کروں میں۔ کھڑے ہو کر دعا کروں میں نے کھڑے ہو کر دعا کی، الٰہی اور قوموں کی طرح میری اُمت کو دنیوی عذاب نہ دینا اور گناہوں کی شامت سے دوزخ میں ڈالیں بھی تو ہمیشہ دوزخ

میں نہ رکھتا، سزا بھگتنے کے بعد دوزخ سے
نجات دیتا تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا میں
تمہاری تہائی امت کے لیے یہ دعا قبول کرتا ہوں
تہائی امت پر یہ دنیوی عذاب نہیں آئے
گا، گناہوں کی شامت سے دوزخ میں جائیں
گے بھی تو ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے، یہ سن
کر میں نے سجدہ شکر ادا کیا، پھر کھڑے ہو کر دعا کی
الٰہی! میری باقی اُمت کو بھی دنیوی عذاب سے بچائیے
گناہوں کی شامت سے دوزخ میں ہمیشہ نہ رکھیے
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا، اچھا میرے محمد (صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) تمہاری اُمت کے دوسرے
تہائی حصّے کو بھی دنیوی عذاب سے بچائے رکھوں
گا۔ گناہوں کی شامت سے اگر دوزخ میں بھی جائیں
گے بھی تو ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے دوزخ
سے ان کو نجات دوں گا، یہ سُن کر میں نے پھر
سجدۂ شکر ادا کیا، سہ بار پھر کھڑے ہو کر عرض کیا
، الٰہی! میری اُمت کے تیسرے حصّہ کو بھی دنیوی
عذاب سے بچائیے گناہوں کی شامت سے
اگر دوزخ میں جائیں بھی تو اُن کو ہمیشہ دوزخ
میں نہ رکھیے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا اچھا میرے
محمد مجھے تمہاری خاطر منظور ہے، تمہاری اُمت
کے تیسرے حصّہ کو بھی دنیوی عذاب سے بچائے
رکھوں گا۔ گناہوں کی شامت سے اگر دوزخ میں
جائیں بھی تو ہمیشہ ان کو دوزخ میں نہ رکھوں گا، تمام
اُمت تمہاری دنیوی عذاب سے بھی محفوظ رہے
گی، اور دوزخ کے ہمیشہ کے عذاب سے بھی محفوظ
رہے گی، کیوں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اب خوش
ہوئے، یہ سُن کر میں نے تیسری بار پھر سجدۂ شکر
ادا کیا، اس کی روایت امام احمد اور ابو داؤد نے

کی ہے۔

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

(اس باب میں استسقاء کا بیان ہے یعنے بارش رک گئی ہو تو بارش ہونے کے لیے دعا کرنا)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا۝ يُرْسِلِ السَّمَاۤءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا۝

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے، تم پر شراٹے کا مینہ بھیجے گا۔
(سورۃ نوح ۷۱ / ۱۰ ، ۱۱)

ف: تم ایمان لاکر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی مانگو، کیونکہ گناہوں کی شامت اور برے اعمال کی وجہ سے جو بارش رک گئی ہے تمہارے استغفار کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے موسلا دھار، شراٹے دار بارش برسائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ پروردگار بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

ف: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بارش رک گئی ہو تو بارش آنے کے لیے صرف توبہ اور استغفار کافی ہے ذیل کی فصل اوّل کی احادیث اور آثار سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اسی لیے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بارش رک گئی ہو تو بارش آنے کے لیے بغیر نماز کے صرف توبہ و استغفار سنت ہے، بعض حدیثوں میں استسقاء کے لیے نماز پڑھنا بھی آیا ہے اگر استسقاء کے لیے نماز پڑھنا سنت ہوتا تو سب حدیثوں میں نماز پڑھنے کا ذکر ہوتا، اکثر حدیثوں اور آیتوں میں نماز پڑھنے کا ذکر نہیں آیا، کبھی استسقاء کے لیے نماز پڑھنا اور کبھی ترک کرنا نماز استسقاء کے سنت ہونے پر دلالت نہیں کرتا، اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ استسقاء کے لیے نماز ناجائز ہے بلکہ وہ صرف یہ فرماتے ہیں کہ استسقاء کے لیے نماز پڑھنا سنت نہیں ہے، بلکہ جائز ہے پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں (عمدۃ القاری) ۱۲

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

فصل اوّل

۱۴۳۸ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

حضرت شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ انس بن مالک

فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِیَۃِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَانْقَطَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِیْ فِی الشَّمْسِ قَالَ شَرِیْکٌ فَسَأَلْتُ اَنَسًا اَھُوَ الرَّجُلُ الْاَوَّلُ قَالَ لَا اَدْرِیْ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

چھوٹا ٹکڑا شل ڈھال کے اٹھا (اور ہم کو دکھائی دیا دیکھتے دیکھتے تمام آسمان پر پھیل گیا اور برسنا شروع کیا اور خوب بارش ہونے لگی اور اتنی بارش ہوتی رہی کہ بخدا ایک ہفتہ تک سورج نظر نہ آیا، اسی طرح پورا ہفتہ گزر گیا اور دوبارہ جمعہ کا دن آیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایسے میں ایک صاحب اسی دروازے سے مسجد میں داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ (کثرت بارش سے) مویشی تباہ ہو گئے اور راستے بھی بند ہو گئے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اب ہم پر بارش نہ ہو (جہاں ضرورت ہو وہاں بارش ہو) حضرت انس فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں کو اٹھایا پھر دعا فرمانے لگے۔

الٰہی ہمارے آس پاس بارش ہو ہم پر نہ ہو الٰہی ٹیلوں پر اور پہاڑوں پر اور پہاڑیوں پر اور نالوں پر اور جہاں درخت پیدا ہوتے ہیں ان مقامات پر پانی برسائیے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دعا فرمانا ہی تھا کہ ابر پھٹ گیا (بارش ختم ہو گئی) اور جب ہم (مسجد سے) واپس ہوئے، ہم دھوپ میں چلتے ہوئے واپس ہوئے شریک جو انس حدیث کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے دریافت کیا کہ یہ بعد میں آنے والے صاحب جو بارش کے بند ہونے کی دعا کروانے آئے ہیں کیا وہی صاحب تھے جو بارش ہونے کی دعا کروانے

مَالِكٍ يَذْكُرُ اَنَّ رَجُلاً دَخَلَ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ
وِجَاهَ الْمِنْبَرِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ
يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا
فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ
الْمَوَاشِيْ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ
فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّغِيْثَنَا قَالَ
فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ
اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا
اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا قَالَ اَنَسٌ
فَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ
مِنْ سَحَابٍ وَّلَا قَزَعَةٍ
وَّلَا شَيْئًا وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ
سَلْعٍ مِّنْ بَيْتٍ وَّلَا دَارٍ
قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَّرَآئِهٖ
سَحَابَةٌ مِّثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا
تَوَسَّطَتِ السَّمَآءَ انْتَشَرَتْ
ثُمَّ اَمْطَرَتْ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا
رَاَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا ثُمَّ دَخَلَ
رَجُلٌ مِّنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي
الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ
يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهٗ قَائِمًا
فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ
الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ
فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّمْسِكَهَا قَالَ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے، انس بن مالک فرماتے ہیں کہ (بارش نہ ہونے سے لوگ بہت پریشان تھے ایسے مواقع پر) جمعہ کے دن ایک صاحب منبر کے سامنے والے دروازے سے مسجد نبوی میں داخل ہوئے اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، یہ آنے والے صاحب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف رخ کرکے کھڑے ہوگئے اور عرض کی یا رسول اللہ! (بارش نہ آنے سے جو قحط پڑا ہے اس کی وجہ سے) مویشی ہلاک ہوگئے (اور اونٹوں کے مرنے کی وجہ سے) آمدورفت کے ذرائع کم ہوگئے، اس لیے راستے بند پڑے ہیں، آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر بارش برسائے (یہ سنتے ہی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کی۔

الٰہی ہم پر بارش برسایئے
الٰہی ہم پر بارش برسایئے
الٰہی ہم پر بارش برسایئے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں خدا کی قسم (حضور کے دعا فرمانے سے پہلے) بارش کے کوئی آثار ظاہر نہ تھے، نہ تو ابر گھرا ہوا تھا نہ ابر کے ٹکڑے اِدھر اُدھر پھر رہے تھے بلکہ آسمان بالکل صاف تھا، کوہ سلع تک ہماری نظر پہنچ رہی تھی، ہمارے اور کوہ سلع کے درمیان میں نہ کوئی مکان تھا اور نہ کوئی عمارت، کوہ سلع اور اس کے پیچھے کا حصہ ہم کو صاف نظر آ رہا تھا اور کہیں ابر کا پتہ نہیں تھا، حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دعا فرماتے ہی، کوہ سلع کے پیچھے سے ابر کا

۱۹۳۹ وَعَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ السِّمْطِ اَنَّهٗ قَالَ لِكَعْبٍ يَا كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ حَدِّثْنَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرْ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَسْقِ اللّٰهَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَرِيْئًا طَبَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ قَالَ فَمَا جَمَعُوْا حَتّٰى اُحْيُوْا قَالَ فَاَتَوْهُ فَشَكَوْا اِلَيْهِ الْمَطَرَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَجَعَلَ السَّحَابُ يَنْقَطِعُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

آئے نہیں تو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

حضرت شرحبیل بن السمط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کعب بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کعب! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہم کو کوئی حدیث سنایئے۔ آپ بہت احتیاط سے وہی الفاظ سنایئے جو حضرت سے آپ نے سنے ہیں، حضرت کعب نے فرمایا (میں وہی سناتا ہوں جو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنے ہیں) ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ بارش رک گئی تھی لوگ بہت پریشان تھے (ایسے موقع) میں ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! بارش نہ ہونے سے لوگ بہت پریشان ہیں، آپ بارش آنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا کے لیے اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو اٹھایا اور یہ دعا فرمانے لگے۔

اے اللہ! ہم پر ایسی بارش برسایئے جس سے ہم کو فائدہ ہی فائدہ ہو، کوئی ضرر نہ ہو، الٰہی ایسی بارش برسایئے جس سے چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ ہو جائے اور ایسی بارش ہو (جو حسب ضرورت ہوتی ہی رہے ایسا نہ ہو کہ ضرورت پر پھر رک جائے، اب دیر نہ کیجئے، جلدی سے بارش برسایئے اس سے زیادہ انتظار نہ کروایئے۔

کعب فرماتے ہیں کہ (یہ جمعہ کا واقعہ ہے) حضور کے دعا کرنے کے بعد لوگ ابھی جمعہ کی نماز سے فارغ

نہیں ہوئے تھے کہ کثرت سے بارش ہونے لگی اور دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی، پھر لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور کثرت بارش کی شکایت کرنے لگے عرض کی (اس کثرت سے بارش ہوئی ہے کہ) مکانات گرنے لگے ہیں پھر حضور دعا کرنے لگے

الٰہی ہمارے آس پاس (جہاں ضرورت ہو وہاں بارش ہو ہم کو اب ضرورت نہیں رہی ہے اس لیے اب) ہم پر بارش نہ ہو۔

کعب کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یہ دعا فرماتے ہی ہم دیکھ رہے تھے کہ ابر پھٹ گیا ہے اور آبادی کے سیدھے جانب یا بائیں جانب چلا جا رہا ہے اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱۴۰۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوَاکِئُ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا مَرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ قَالَ فَاَطْبَقَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ

(رَوَاہُ اَبُوْ دَاوُدَ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ بارش رک گئی تھی اور بارش نہ ہونے سے لوگ بہت پریشان تھے ایسے وقت) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے مبارک ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے یہ دعا فرما رہے تھے۔

اے اللہ ہم پر ایسی بارش برسایئے جو قحط دور کرنے میں ہماری امداد کرے اور جس سے ہم کو فائدہ ہی فائدہ ہو کوئی ضرر نہ ہو، الٰہی ایسی بارش برسایئے جس سے چاروں طرف سرسبزی ہی سرسبزی ہو جائے اب دیر نہ کیجئے جلدی سے بارش برسایئے اس سے زیادہ انتظار نہ کروایئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یہ دعا فرماتے ہی ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ابر اٹھا اور ہمارے

چاروں طرف چھا گیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۱۹۴۱/۴ وَعَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي عِنْدَ اَحْجَارِ الزَّيْتِ قَرِيْبًا مِّنَ الزَّوْرَاءِ قَائِمًا يَدْعُوْ يَسْتَسْقِي رَافِعًا يَدَيْهِ قِبَلَ وَجْهِهٖ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَاْسَهٗ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ)

حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں مقام زوراء کے قریب احجار الزیت ہے اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کھڑے ہوئے استسقاء کی دعا فرماتے ہوئے میں نے دیکھا آپ اس طرح دعا فرمارہے تھے کہ (حسب عادت) آپ کے دونوں دست مبارک سینہ کے مقابل تھے اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں حضور کے چہرے کے سامنے تھیں، اور ہاتھوں کی پشت زمین کی طرف تھی اور میں نے بہت غور سے دیکھا ہے کہ آپ کے دونوں دست مبارک (دعا کے وقت) سر سے اونچے اٹھے ہوئے نہیں تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۹۴۲/۵ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَسْقٰى قَالَ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيْمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ

(رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ نَحْوَهٗ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے فرمایا کہ بارش جب رک جاتی تھی تو بارش آنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

الٰہی (آپ کے بندے اور جانور آپ کی رحمت کے منتظر ہیں اس سے زیادہ ان کو انتظار نہ کرائیے آپ کی رحمت کا صدقہ) ان پر بارش برسائیے اپنی رحمت سب پر عام کیجئے جس کا یہ نتیجہ ہے کہ چاروں طرف سرسبزی ہو جائے دکھیت ہرے بھرے ہو جائیں اور جانوروں کو چارہ ملنے لگے بارش سے) مردہ شہروں کو زندہ کیجئے، یعنی چاروں طرف زمینیں جو

خشک ہوگئی ہیں ان پر بارش برسایئے جس سے سرسبز ہوکر لہلہانے لگیں۔ اس کی روایت امام مالک اور ابو داؤد نے کی ہے اور بیہقی اور طبرانی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۹۴۳ وَعَنْ عَطَآءِ ابْنِ اَبِیْ مَرْوَانَ الْاَسْلَمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یَسْتَسْقِیْ فَمَا زَادَ عَلَی الْاِسْتِغْفَارِ۔

رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَرَوٰی سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِیْ سُنَنِہٖ بِسَنَدٍ جَیِّدٍ نَحْوَہٗ

حضرت عطاء بن ابی مروان اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد کہتے ہیں کہ ہم بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ساتھ تھے (مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بارش آنے کے لیے) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (نماز استسقاء نہیں پڑھی تھی) صرف دعا استغفار پر اکتفا فرماتے تھے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور سعید بن منصور نے بھی اپنی سنن میں جید سند کے ساتھ اسی طرح اس کی روایت کی ہے۔

۱۹۴۴ وَعَنْ اِبْرَاھِیْمَ اَنَّہٗ خَرَجَ مَعَ مُغِیْرَۃَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الثَّقَفِیِّ یَسْتَسْقِیْ قَالَ فَصَلَّی الْمُغِیْرَۃُ فَرَجَعَ اِبْرَاھِیْمُ حَیْثُ رَاٰہُ یُصَلِّیْ۔

(رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ)

ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا یہ واقعہ صحیح سند سے روایت کیا گیا ہے کہ (آپ کے زمانے میں ایک وقت بارش رک گئی تھی، لوگ پریشان تھے) پانی آنے کی دعا کرنے کے لیے آپ مغیرہ بن عبداللہ ثقفی کے ساتھ شہر سے باہر جنگل میں تشریف لے گئے تھے، وہاں جاکر مغیرہ بن عبداللہ ثقفی نے نماز استسقاء پڑھنا شروع کی، جب حضرت ابراہیم نخعی نے دیکھا کہ مغیرہ نے نماز استسقاء پڑھنا شروع کی ہے تو آپ (نماز میں شریک ہوئے بغیر اس وجہ سے) واپس ہوئے (کہ پانی آنے کے لیے صرف دعا اور استغفار سنت ہے نماز پڑھنا سنت نہیں ہے، جب مغیرہ نے سنت کے خلاف کیا تو حضرت ابراہیم نخعی سنت کا خلاف کرتے

لہ (حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے زمانے میں ایک دفعہ بارش رک گئی تھی، لوگ پریشان تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بارش آنے کے لیے دعا کرنے شہر سے باہر نکلے۔

ہوئے نہیں دیکھ سکے اور واپس ہو گئے) اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

۱۹۴۵/۸ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا شَكَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكَ الْمَالِ وَ جَهْدَ الْعِيَالِ فَدَعَا اللّٰهَ يَسْتَسْقِيْ وَ لَمْ يَذْكُرْ اَنَّهٗ حَوَّلَ رِدَآءَهٗ وَلَا اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (بارش رک جانے سے قحط کے آثار ظاہر ہو رہے تھے، ایسے وقت) ایک صاحب نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! بارش رک جانے سے مال یعنی اونٹ (جن پر عرب کی زندگی کا دارومدار ہے) ہلاک ہو رہے ہیں اہل وعیال سخت تکلیف میں ہیں (حضور بارش کے لیے دعا فرمائیں) یہ سن کر بارش آنے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا فرمائی، راوی کہتے ہیں کہ حضرت انس نے اس حدیث میں (دعاء استسقاء کے وقت) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم استقبال قبلہ اور چادر الٹنے کا ذکر نہیں کیا۔

ف، اس سے معلوم ہوا کہ استقبال قبلہ اور چادر الٹنا دعاء استسقاء کے وقت سنت نہیں ہے، اگر یہ دونوں سنت ہوتے تو حضرت انس ان دونوں باتوں کا ضرور ذکر فرماتے، اسی لیے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چادر الٹنا دعا استسقاء میں سنت نہیں ہے اگرچہ بعض حدیثوں میں استسقاء میں چادر الٹنے کا ذکر ہے، اگر چادر الٹنا سنت ہوتا تو سب حدیثوں میں اس کا ذکر آتا، بعض حدیثوں میں چادر الٹنے کا ذکر ہوتا اور بعض میں نہ ہوتا
استسقاء میں چادر الٹنے کے سنت ہونے پر دلالت نہیں کرتا، اب رہا استقبال قبلہ یعنی دعاء استسقاء کے وقت قبلہ رو ہوتا تو اس بارے میں عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ اگر دعاء استسقاء آبادی میں ہو رہی ہو تو استقبال قبلہ اور چادر الٹنا دونوں دعاء استسقاء کے وقت متفقہ طور پر ثابت نہیں ہیں اگر صحرا میں آبادی کے باہر دعا استسقاء ہو رہی ہو تو چادر الٹنا اور استقبال قبلہ صاحبین کے نزدیک سنت ہے (مفتدی طویل رداء الٹا نہ کریں، صرف قبلہ رو ہو کر بیٹھیں اور دعا کے وقت آمین کہتے رہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صحرا میں دعاء استسقاء کرنے کے وقت قبلہ رو ہونے کے متعلق باوجود تحقیق کے کوئی روایت نہیں ملی) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱۹۴۶ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اسْتَسْقٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وَحَوِّلْ رِدَاءَهُ لِيَتَحَوَّلَ الْقَحْطُ۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ۔

واٰلہٖ وسلم (ایک وقت بارش آنے کے لیے دعاء استسقاء فرماتے تھے) اور دعا استسقاء کے وقت اپنی چادر مبارک اس طرح الٹتے تھے[1] اس حدیث کی چادر الٹنے کی وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ جس طرح چادر کا ہر جزء الٹا گیا ہے اسی طرح موجودہ حالت میں انقلاب ہو کر بجائے قحط کے خوش حالی آجائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چادر الٹنا دعا استسقاء کے وقت سنت اور عبادت نہیں ہے بلکہ یہ عرض کرنا ہے کہ الٰہی ہماری حالت میں انقلاب پیدا کر کے خوش حالی لائیے اس سے محض فال نیک لینا مقصود تھا نہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا چادر الٹنے کو سنت اور عبادت بنانے کا ارادہ تھا اس لیے ہر حدیث میں دعاء استسقاء کے وقت چادر الٹنے کا ذکر نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دعا استسقاء کے وقت چادر الٹنے کو سنت ہوتا نہیں فرماتے ہیں) اس حدیث کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے اور صحیح ہے، اگرچیکہ انھوں نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کی روایت نہیں کی ہے۔

۱۹۴۴ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ

حضرت ہشام بن اسحاق بن عبد اللہ بن کنانہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد

[1] دکر اپنے دونوں ہاتھ پیٹھ کی طرف لے جا کر چادر مبارک جو پشت پر لٹکی ہوئی تھی بائیں ہاتھ سے چادر کے نیچے کے سیدھے کنارے کو پکڑے اور سیدھے ہاتھ سے چادر کے نیچے کے بائیں کنارے کو پکڑے اور چادر کے اوپر کے کناروں کو پیٹھ کی طرف سے ہی نیچے گرا کر نیچے کے کناروں کو اوپر لائے جس سے چادر کا ہر جز الٹ گیا، اندر کا حصہ باہر آگیا اور باہر کا حصہ اندر چلا گیا، سیدھے طرف کا حصہ بائیں طرف آگیا اور بائیں طرف کا حصہ سیدھے طرف آگیا، اور نچلا حصہ اوپر آگیا اور اوپر کا حصہ نیچے آگیا، یا سارا عمل ایک ہی حرکت میں ادا کیا گیا (اس سے عملی طور پر یہ بتانا مقصود تھا کہ الٰہی ہماری حالت میں قحط کی وجہ سے بہت بڑا انقلاب آگیا ہے جیسے میں نے چادر کے ہر جزء کو الٹا ہے ویسے ہی ہماری ہر حالت میں انقلاب پیدا کر کے قحط سالی دور فرمایئے، خوش حالی پیدا کر دیجئے)

سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْاِسْتِسْقَآءِ فَقَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا فَجَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَلَمْ یَخْطُبْ خُطْبَتَکُمْ ھٰذِہٖ وَلٰکِنْ لَّمْ یَزَلْ فِی الدُّعَآءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّکْبِیْرِ وَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَمَا کَانَ یُصَلِّیْ فِی الْعِیْدَیْنِ رَوَاہُ النَّسَآئِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

اسحاق بن عبداللہ کہتے ہیں کہ انھوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا (لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز استسقاء بھی پڑھا ئی ہے) آپ بیان فرمائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز استسقاء کیسی تھی تو حضرت ابن عباس نے فرمایا (سنو ایک مرتبہ بارش رک گئی تھی، قحط سالی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے تو) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (دعا کے لیے) نکلے اور عیدگاہ کی طرف چلے بہت معمولی پرانے کپڑے پہنے ہوئے[1] تواضع کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے (عیدگاہ میں تشریف لائے آتے ہی) منبر پر بیٹھ گئے تمہارے خطبہ کی طرح وہ خطبہ نہیں تھا بلکہ دعا تھی[2] جو آپ نے اس وقت فرمائی، بلکہ یہ دعا تھی جو آپ اس وقت بہت گڑگڑاتے ہوئے آہ وزاری کے ساتھ کر رہے تھے اور اللہ اکبر فرماتے جا رہے تھے، اس کے بعد آپ نے دو رکعت نماز عیدین کی نماز کی طرح ادا فرمائی[3] اس حدیث کی روایت نسائی، ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

---

[1] اس وقت آپ کی جو حالت تھی کیا کہوں، بجائے زینت کے کپڑوں کے عجز وانکساری ظاہر کرنے کے لیے

[2] اگر خطبہ ہوتا تو کھڑے ہو کر خطبہ دیتے اس لیے کہ بیٹھ کر خطبہ دینے کی عادت شریفہ نہیں تھی)۔

[3] یہاں نماز عید سے تشبیہ صرف دو رکعت نماز پڑھنے میں ہے، تکبیرات عیدین کہنے میں نہیں ہے۔ اس لیے طبرانی کی روایت میں آیا ہے کہ صلاۃ استسقاء میں صلاۃ عید کی طرح زائد تکبیرات نہیں کہی گئیں۔ اب رہی یہ نماز تو یہ استسقاء نہیں تھی، اگر نماز استسقاء ہوتی تو پہلے نماز استسقاء پڑھی جاتی، اور بعد خطبہ یا دعا کی جاتی، جیسا کہ صاحبین اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہم سے ایسا ہی مروی ہے، اس حدیث میں پہلے دعا کی گئی ہے اور بعد میں نماز پڑھی گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی دعا مقبول ہو گئی، دوسری حدیثوں سے معلوم ہوا کہ دعا کے ساتھ ہی ابر اٹھا اور آثار بارش کے شروع ہو گئے تھے، اس کا شکر یہ آپ نے دو رکعت پڑھ کر ادا فرمایا۔ اسی لیے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ استسقاء صرف دعا ہے نماز اور خطبہ نہیں ہے۔

۱۹۴۸ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ دُعَائِهٖ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ فَاِنَّهٗ يَرْفَعُ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کو رکھتے تھے، کبھی یہ نہیں دیکھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دونوں ہاتھوں کو لمبا کر کے سینے سے اوپر چہرے کے سامنے اس طرح اٹھائے ہوں کہ جس سے بغلوں کی سفیدی نظر آئے مگر استسقاء کی دعاء کے وقت (نہایت الحاح وزاری کرتے ہوئے) ہاتھوں کو سینے سے اونچا کر کے چہرہ کے مقابل ایسا پھیلایا تھا کہ مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱۹۴۹ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَسْقٰى فَاَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ اِلَى السَّمَاءِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب کسی نعمت کے حاصل ہونے کے لیے دعاء فرماتے تو ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کرتے اور ہاتھوں کی پیٹھ زمین کی طرف ہوتی تھی اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

لہ یوں تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک یہ تھی کہ دعا کے وقت سینہ کے مقابل اپنے دونوں۔
لہ اوراس وقت چادر مبارک کاندھوں سے ہٹی ہوئی تھی اسی واسطے حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حدیث نمبر ۱۹۴۲ میں بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں کو کسی دعا کے وقت سر سے اونچا کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا صدر کی یہ حدیث جو حضرت انس سے مروی ہے اس میں بھی یہی تبلایا گیا ہے کہ ہاتھ دعاء کے وقت سر سے اونچے نہیں ہوتے تھے، بلکہ ہاتھوں کو لمبا کر کے چہرے کے مقابل لا کر پھیلا لیتے تھے جس سے بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔ لہ اس کی وجہ یہ تھی کہ قاعدہ ہے کہ مانگنے والا اپنے ہاتھوں کو پھیلاتا ہے اور دینے والا اس کے ہاتھ میں جو دینا ہے ڈال دیتا ہے۔ اس طرح کی دعا میں ہاتھ پھیلا کر ہتھیلیاں آسمان کی طرف کر کے یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ الٰہی ہم فقیر محتاج ہیں اور تو غنی ہے، آپ کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں، ہمیں نعمت مطلوبہ عطا فرمایئے عموماً دعا میں ایسا ہی کیا کرتے تھے اور جب کسی بلا کے دفع ہونے مثلاً قحط دور ہونے کے لیے دعا فرماتے تو ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف ہوتی تھی اور ہتھیلیاں زمین کی طرف (اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ جس طرح کسی موذی چیز سے بچاؤ کرنے کے لیے ہاتھوں کی پشت اپنی طرف کر لیتے ہیں۔ ایسے ہی دعاء استسقاء میں ہاتھوں کی پشت کو اپنی طرف کر کے یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ الٰہی ہم پر بھی یہ بلا اور قحط موذی ہو کر نازل ہوئے ہیں ہم کو اس سے بچایئے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

پہلی فصل میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب بیان کیا گیا اور آپ کے مذہب کی تائید میں جو احادیث آئی تھیں ان کا بھی ذکر کیا گیا اور اس فصل ثانی میں صاحبین کا مذہب بیان کیا جاتا ہے صاحبین کے نزدیک استسقاء کے لیے نماز پڑھنا مسنون ہے عید کی نماز کی طرح بلا اذان واقامت شروع دن میں نماز استسقاء بس دو رکعت بغیر تکبیرات زوائد کے جہری قرأت سے عیدگاہ یا صحراء میں آبادی سے باہر جماعت کے ساتھ ادا کی جائے اور مثل نماز عید کے بعد دو خطبہ پڑھے جائیں، پھر امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرے اور حاضرین آمین کہتے جائیں اور صرف امام اثناء دعاء میں اپنی چادر کو مذکورالصدر طریقہ کے مطابق الٹ دے مقتدیوں کو چادر الٹنا نہیں چاہیئے۔ یہ عمل متواتر تین روز تک کرتے رہیں یہ صاحبین کا مذہب ہے، اور فتوٰی حنفی مذہب میں صاحبین کے قول پر ہی ہے۔ استسقاء کے لیے جب صحراء کی طرف جائیں تو تمام مسلمان مل کر مع اپنے لڑکوں، بوڑھوں اور جانوروں کے پیدل خشوع اور عاجزی کے ساتھ معمولی لباس میں نکلیں، توبہ کی تجدید کریں، اہل حقوق کے حقوق ادا کریں، گناہوں کو یاد کر کے نادم اور شرمندہ رہیں، جانے سے پہلے خیرات کریں اور نکلنے سے پہلے تین دن روزہ رکھیں، اور چوتھے روز نماز استسقاء کے لیے جنگل کی طرف نکلیں (صدریہ، ردالمحتار، اشعۃ اللمعات، کوکب دری) اور اس فصل ثانی میں جو احادیث آئیں گی وہ صاحبین کے مذہب کی تائید میں ہی ہیں۔

۱۹۵۰ ۔۱۳ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِيْ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيْهِمَا بِالْقِرَاءَةِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُوْ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَحَوَّلَ رِدَاءَهٗ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (بارش رک جانے کی وجہ سے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بارش آنے کی دعا کرنے کے لیے صحابہ کرام کو لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے وہاں (پہنچ کر) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھائی اور دونوں رکعتوں میں جہری قرأت فرمائی (نماز کے بعد قبلہ کی طرف رُخ کر کے اپنی چادر مبارک کو (ایک ہی حرکت میں اس طرح) الٹا، (جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے) پھر دعاء کے لیے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعاء فرمائی۔ (بخاری اور مسلم)

1951/14 وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ سَمِعَ عَبَّادُ بْنُ تَمِیْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمُصَلّٰی یَسْتَسْقِیْ وَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ وَ قَلَبَ رِدَآءَهٗ ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ عباد بن تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عباد بن تمیم کے چچا (عبداللہ بن زید) فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ بارش رک جانے کی وجہ سے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بارش آنے کی دعاء کرنے کے لیے عیدگاہ تشریف لے گئے (وہاں پہنچ کر) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبلہ رو ہو کر دو رکعت نماز پڑھائی اور (نماز کے بعد) مذکور الصدر طریقہ پر) چادر مبارک الٹ کر اوڑھ لی (اور دعاء فرمائی) اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

1952/15 وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ شَکَا النَّاسُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُحُوْطَ الْمَطَرِ فَاَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهٗ فِی الْمُصَلّٰی وَ وَعَدَ النَّاسَ یَوْمًا یَخْرُجُوْنَ فِیْهِ قَالَتْ عَآئِشَةُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَکَبَّرَ وَ حَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اِنَّکُمْ شَکَوْتُمْ جَدْبَ دِیَارِکُمْ وَ اسْتِئْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ اِبَّانِ زَمَانِهٖ عَنْکُمْ وَ قَدْ اَمَرَکُمُ اللّٰهُ اَنْ تَدْعُوْهُ وَ وَعَدَکُمْ اَنْ یَّسْتَجِیْبَ لَکُمْ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بارش رک جانے کی شکایت کی (اور اپنی پریشانی کا اظہار کیا، تو آپ نے عیدگاہ میں منبر رکھنے کا حکم فرمایا اور حسب الحکم منبر رکھدیا گیا[ل] (راوی کہتے ہیں کہ) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن مقرر فرمایا اور سب کو اس دن عیدگاہ میں حاضر ہونے کا حکم ہوا، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ (جب وہ مقررہ دن آیا) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آفتاب نکل رہا تھا کہ عیدگاہ تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ گئے اور اللہ اکبر فرما کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اس کے بعد ارشاد ہوا۔ لوگو! تم نے

ل یہ ایک وقت کا واقعہ ہے جو مثل منسوخ کے ہوگیا، پھر کبھی عیدگاہ میں عید کے خطبہ کے لیے یا استسقاء کے خطبہ کے لیے منبر نہیں رکھا گیا، اسی وجہ سے جب مروان نے عید کے خطبہ کے لیے عیدگاہ میں منبر بنایا تو حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروان کی سخت مخالفت کی۔

ثُمَّ قَالَ،

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَآ اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ"

ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يَتْرُكِ الرَّفْعَ حَتّٰى بَدَا بَيَاضُ اِبْطَيْهِ ثُمَّ حَوَّلَ اِلَى النَّاسِ ظَهْرَهٗ وَقَلَبَ وَحَوَّلَ رِدَآءَهٗ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَاَنْشَاَ اللّٰهُ سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ اَمْطَرَتْ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَلَمْ يَاْتِ مَسْجِدَهٗ حَتّٰى سَالَتِ السُّيُوْلُ فَلَمَّا رَاٰى سُرْعَتَهُمْ اِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔

رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَقَالَ

قحط سالی اور بارش بروقت نہ ہونے کی شکایت کی تھی (تم کو یاد نہیں کہ) اللہ تعالیٰ نے حسب ضرورت ہو تو دعاء کرنے کا حکم دیا ہے اور تمہاری دعا قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے[1] پھر حضور اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگے۔

اے اللہ! ہر حال میں سب تعریف آپ ہی کے لیے ہے، آپ سارے عالم کے پرورش فرمانے والے ہیں (آپ ہمارے لیے بارش کو پرورش کا ذریعہ بنائیے اور بارش برسائیے) (آپ کی شان کیا کہوں) آپ کی رحمت عام ہے اور آپ اپنی مخلوق پر ہمیشہ مہربان ہیں (آپ اپنی رحمت کے صدقے میں ہم پر مہربانی فرمائیے اور بارش برسائیے

آپ یوم حساب کے مالک ہیں (سب کے گناہ معاف کرنے والے ہیں، ہمارے گناہوں کی شامت سے بارش رک گئی ہے ہمارے گناہ معاف کیجئے ہم پر بارش برسائیے۔

آپ کے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں، آپ ہی ہمارے معبود ہیں (آپ ہی ہمارے پالنے والے ہیں، آپ سے نہ مانگیں تو پھر کس سے مانگیں، اس لیے آپ کے سامنے گڑگڑا کر ہم بارش آنے کی دعا کر رہے ہیں) آپ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں (آپ کو کوئی روکنے والا نہیں، آپ بارش برسانا چاہیں تو کوئی آپ کو روک نہیں سکتا۔

اس لیے ہم پر بارش برسائیے اور ہم کو قحط سے نجات دلائیے

---

[1] تو تم سب خدا کی طرف متوجہ ہو کر بہت عاجزی اور زاری سے بارش آنے کی گڑگڑا کر دعا کرو، وہ کریم ہیں تمہاری دعا قبول فرمائیں گے

الشَّيْخُ ابْنُ الْهَمَّامِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَّاِسْنَادٌ جَيِّدٌ.

اے اللہ آپ ہی اللہ ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ غنی ہیں ہم محتاج ہیں (اس لیے آپ کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے بارش کی دعا کر رہے ہیں)

اے اللہ (اب دیر نہ کیجئے بارش برسایئے مگر ایسی بارش نہ ہو کہ وہ ہمارے لیے باعثِ ضرر ہو، بلکہ وہ بارش ایسی برسایئے جو ہمارے لیے رزق کا ذریعہ بنے) اور ہم کو ہماری مقررہ مدت حیات تک نفع پہنچاتی رہے۔

پھر (اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے بصد الحاح وزاری کرتے ہوئے (اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرہ کے مقابل اتنے لمبے کیا کہ آپ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آرہی تھی پھر لوگوں کی طرف پیٹھ پلٹائی اور قبلہ رو ہو کر اپنی چادر مبارک (مذکورۃ الصدر طریقہ پر) الٹ کر اوڑھ لی اور اس وقت بھی اپنے ہاتھوں کو ایسے ہی اٹھائے ہوئے تھے، آپ قبلہ رو تھے، پھر لوگوں کی طرف رُخ کر کے منبر سے نیچے اُتر آئے، اور دو رکعت نماز پڑھائی[1] راوی کہتے ہیں کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے ایک ابر بھیجا جو گرجتا اور چمکتا ہوا آیا اور اللہ کے حکم سے برسنے لگا۔ حضور عیدگاہ سے مسجد نبوی تشریف لانے نہ پائے تھے کہ نالے بہہ نکلے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں

[1] اس حدیث میں نماز کے پہلے جو دعا کی گئی ہے وہ بیٹھے ہوئے دُعا کی گئی ہے، تو وہ خطبہ نہیں تھا۔ بلکہ صرف دعا تھی اور یہاں نماز سے پہلے دعا ہوئی ہے۔ حضور کے استسقاء میں مختلف طریقے رہے ہیں کبھی دعا اور خطبہ پہلے اور نماز استسقاء بعد میں ہوئی ہے اور کبھی نماز استسقاء پہلے اور خطبہ و دُعا بعد میں ہوئے ہیں مگر دعا اور خطبہ نماز کے بعد ہونا اور نماز پہلے ہونا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری عمل ہے۔ اس لیے صاحبین فرماتے ہیں کہ استسقاء میں پہلے نماز ہونا چاہیئے اور خطبہ و دعا بعد میں

کو دیکھا کہ لوگ بارش سے بچنے کے لیے سایہ کی طرف بھاگے آ رہے ہیں، یہ دیکھ کر آپ اتنا ہنس پڑے کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے (دعا جلدی قبول ہونے اور بارش کے آنے کو دیکھ کر) حضور فرمانے لگے الٰہی! بے شک آپ ایسی ہی قدرت والے ہیں اور یہ بھی میں کہتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں[1] (اسی لیے اللہ تعالیٰ نے میری دعا جلد قبول فرمائی ہے) اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۱۹۵۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ
۱۶ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَآءَهٗ حِيْنَ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَجَعَلَ عِطَافَهُ الْاَيْمَنَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْاَيْسَرِ وَجَعَلَ عِطَافَهُ الْاَيْسَرَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ دَعَا اللّٰهَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ایک دفعہ) عیدگاہ تشریف لے گئے وہاں جا کر جب بارش آنے کے لیے دعا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس وقت اپنی چادر مبارک کو اس طرح الٹایا[2] چادر کے داہنے کنارے کو بائیں کندھے پر اور بائیں کنارے کو داہنے کندھے پر ڈالا اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے بارش آنے کی دعا فرمائی اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۱۹۵۴ وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ اِسْتَسْقٰى
۱۷ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِيْصَةٌ لَّهٗ سَوْدَآءُ فَاَرَادَ اَنْ يَّاْخُذَ اَسْفَلَهَا فَيَجْعَلَهٗ اَعْلَاهَا فَلَمَّا ثَقُلَتْ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مربع یعنی چوکور سیاہ حاشیہ دار چادر اوڑھے ہوئے بارش آنے کے لیے دعا فرما رہے تھے (اثناء دعا میں) آپ نے قصد فرمایا کہ چادر کو الٹ کر نیچے کے کنارہ کو اوپر

---

[1] بہت جلدی سے ہماری دعا قبول فرما کر بارش بھیج کر ہم کو قحط سالی سے بچایا ہے۔

[2] کہ اپنے دونوں ہاتھ پیٹھ کی طرف لیجا کر چادر مبارک جو پشت پر لٹکی ہوئی تھی، بائیں ہاتھ سے چادر کے نیچے سے سیدھے کنارے کو پکڑ لے سیدھے ہاتھ سے چادر کے نیچے کے بائیں کنارے کو پکڑا۔ اور چادر کے اوپر کے کناروں کو پیٹھ کی طرف سے ہی نیچے گرا کر نیچے کے کناروں کو اوپر لائے، جس سے چادر کا ہر جز الٹ گیا اندر کا حصہ باہر آ گیا اور باہر کا حصہ اندر چلا گیا، سیدھے طرف کا حصہ بائیں آ گیا اور بائیں طرف کا حصہ سیدھے طرف آ گیا، نچلا حصہ اوپر آ گیا اور اوپر کا حصہ نیچے آ گیا، یہ سارا عمل ایک ہی حرکت میں ادا کیا گیا)

قَلْبِهَا عَلٰى عَاتِقِهٖ -

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ)

لائیں، مگر جب آپ کو اس میں کچھ دشواری معلوم ہوئی (اور ایسا نہ الٹا سکے تو صرف) چادر کے اس کنارے کو جو سیدھے کندھے پر تھا پشت کی طرف سے ہی پلٹا کر بائیں کندھے پر لائے اور چادر کا جو کنارہ بائیں کندھے پر تھا اس کو بھی اسی طرح پلٹا کر سیدھے کندھے پر لائے[1] اس حدیث کی روایت امام احمد اور ابو داؤد نے کی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

اس فصل میں استسقاء کے متفرق مسائل کا بیان ہے۔

۱۹۵۵/۱۸ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ فِى الْاِسْتِسْقَاءِ مُتَبَذِّلًا مُّتَوَاضِعًا مُتَخَشِّعًا مُتَضَرِّعًا -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ بارش رک گئی تھی) بارش آنے کی دعا کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (عیدگاہ کی طرف) چلے، کیا کہوں اس وقت آپ کی کیا حالت تھی معمولی پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے، ظاہری حالت آپ کی ایسی تھی کہ جس سے آپ کا احتیاج ظاہر ہو رہا تھا اور باطن میں دل کی بھی وہی خشوع وخضوع کی حالت تھی کہ زبان مبارک سے گڑگڑاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کو لے رہے تھے۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱۹۵۶/۱۹ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَرَجَ نَبِيٌّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت

[1] اس سے معلوم ہوا کہ دعا استسقاء کے وقت چادر کے الٹنے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے

مِنَ الْأَنْبِيَاءِ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي فَإِذَا هُوَ بِنَمْلَةٍ رَافِعَةٍ بَعْضَ قَوَائِمِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ ارْجِعُوا فَقَدِ اسْتُجِيبَ لَكُمْ مِنْ أَجْلِ هٰذِهِ النَّمْلَةِ۔

(رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ)

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام، لوگوں کو لے کر بارش آنے کی دعا کرنے کے لیے جنگل کی طرف نکلے (اشتنا علاہ ہیں)، ایک چیونٹی پر آپ کی نظر پڑی، آپ نے دیکھا کہ وہ اپنے سامنے کے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے دبارش آنے کے لیے دعا کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے الٰہی! آپ کی تمام مخلوقات میں سے ہم بھی ایک مخلوق ہیں، تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا، واپس چلو تمہارے لیے بھی اس چیونٹی کی وجہ سے بارش آنے کی دعا قبول ہوگئی ہے، اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

۱۹۵۷ (۲۰) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بارش رکنے کی وجہ سے صحرا میں جا کر بارش آنے کی دعا فرماتے تھے اور جب دیکھتے تھے کہ دعا قبول ہوگئی ہے اور بارش آرہی ہے تو فرماتے تھے۔ الٰہی (آپ کا کیا شکر ادا کریں آپ نے ہماری دعا قبول کی اور بارش برسا رہے ہیں تو یہ بارش ہمارے لیے ضرر کا ذریعہ نہ بنا، بلکہ اس بارش سے ہم کو نفع ہی نفع پہنچے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۱۹۵۸ (۲۱) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ أَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطَرٌ قَالَ فَحَسَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَهُ حَتّٰى أَصَابَهُ مِنَ الْمَطَرِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے بارش ہونے لگی ہیں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور نے سر مبارک اور پشت مبارک پر سے کپڑا اٹھا دیا ہے اور بارش کو اپنے جسم

لہ: بنی آدم کے گناہوں کی وجہ سے آپ نے بارش کو روک دیا ہے، اس وجہ سے ہم بھی ہلاک ہو رہے ہیں، ہمارے لیے بارش بھیج دیجئے اور بنی آدم کے گناہوں کی وجہ سے ہم کو ہلاکت میں مت ڈالیے۔

صَنَعْتَ هٰذَا قَالَ لِأَنَّهُ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهٖ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

مبارک پر لینے لگے ہیں، ہم نے عرض کی حضور یا آپ اس طرح جسم مبارک سے کپڑا ہٹا کر بارش کیوں اپنے اوپر لیتے ہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اپنے جسم پر اس لیے رہا ہوں کہ اس سے عالم قدس کے خیر و برکات مجھ کو حاصل ہو جائیں [1]۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

---

[1] کہ بارش عالم قدس سے عالم کثیف پر ہو رہی تھی، عالم قدس پر اللہ تعالیٰ کی خاص تجلیات ہوتی رہتی ہیں، یہ بارش عالم قدس سے جب نکلی تو اللہ تعالیٰ کے خیر و برکات بھی لیتے ہوئے نکلی، جب یہ زمین پر گرتی ہے تو گنہگاروں کی وجہ سے وہ خیر و برکات ختم ہو جاتے ہیں، زمین پر گرنے سے پہلے عالم قدس سے آنے والی بارش کو میں حصول خیر و برکات کے لیے اپنی پیٹھ پر لے رہا ہوں۔

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ — چوتھی فصل

(اس زائد فصل میں استسقاء کے وقت توسل کرنے کا بیان ہے)

۱۹۵۹۔ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ اِذَا قُحِطُوْا اِسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ تَسْقِيْنَا وَ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ج ۱ ص ۱۳۷

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے عہد میں جب قحط پڑ جاتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے توسل سے بارش آنے کی (اس طرح) دعا کرتے کہ الٰہی پہلے تو ہم آپ سے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے توسل سے بارش آنے کی دعا کرتے تو آپ ہم پر بارش برساتے تھے[1] اب ہم اپنے نبی کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے توسل سے بارش آنے کی آپ سے دعا کرتے ہیں، آپ ہم پر بارش برسائیے، راوی کہتے ہیں کہ (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے توسل سے دعا کرتے ہی ابر اٹھتا تھا اور بارش برسائی جاتی تھی، اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف، اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل لینا مذکور ہے، اس سے معلوم ہوا کہ توسل لینا جائز ہے اور ثابت ہے، اب رہی یہ بات جیسا کہ بعض لوگوں کو شبہ ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے توسل نہ کر کے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے توسل کرتے اس سے معلوم ہوا کہ زندوں سے توسل کرنا جائز ہے اور جو حضرات دنیا سے چلے گئے ہیں ان سے توسل کرنا کہ اگر جائز ہوتا تو حضرت عمر حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا توسل لیتے۔ جن لوگوں

---

[1] اب بھی ہم آپ کے نبی کے توسل سے دعا کرتے مگر چونکہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے نبی کے چچا ہم میں موجود ہیں، ہمارے دلوں میں ان کی عظمت ہے اس وجہ سے

کو بہ شبہ ہوا ہے وہ صحیح نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تحقیق میں نہیں گئے ہیں تحقیق کرتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ اور حدیثوں میں دنیا سے گئے ہوئے حضرات سے توسل لینا مذکور ہے۔ اس لیے ذیل میں وہ احادیث بیان کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا سے گئے ہوئے حضرات سے ہر معاملہ میں عام طور پر توسل لینا اور بارش کے لیے بھی توسل لینا ثابت ہے اور جائز ہے۔

۱۹۶۵۔ عَنْ مَالِكِ الدَّارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ خَازِنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَجَاءَ رَجُلٌ أَعْنِيْ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمَا فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى لِلْبَيْهَقِيِّ وَابْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ إِلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ اِيْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُ إِنَّهُمْ يُسْقَوْنَ وَقُلْ لَهٗ عَلَيْكَ الْكَيْسَ الْكَيْسَ فَأَتَى الرَّجُلُ عُمَرَ فَأَخْبَرَهٗ فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ يَا رَبِّ مَا اٰلُوْا إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ وَذَكَرَهُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ فِيْ فَتَاوَاهُ وَفِيْ اِقْتِضَاءِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ وَصَحَّحَهٗ وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ۔

مالک دار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خازن تھے، کہتے ہیں کہ مدینہ شریف میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں قحط پڑا تو ایک صاحب جن کا نام بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی قبر شریف کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اپنی امت کے لیے بارش آنے کی دعا کیجئے، وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں، تب ان صاحب کے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم، تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جاؤ اور سلام کہو، اور یہ خوشخبری پہنچاؤ کہ پانی برسے گا، لوگ سیراب ہوں گے اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے یہ کہو جیسے تم اب تک ہوشیاری اور دانائی سے سلطنت کر رہے ہو، ایسا ہی ہمیشہ ہوشیاری اور دانائی سے سلطنت کرتے رہو۔ وہ صاحب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور خواب کا واقعہ بیان کیا (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زار زار رونے لگے اور دعا کرنے لگے الٰہی! جب تک میں عاجز و مجبور نہ ہو جاؤں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے (دانائی سے سلطنت کرنے کے) حکم کی تعمیل میں کبھی کوتاہی نہ کروں گا، اس کی روایت بیہقی اور ابن ابی شیبہ

نے صحیح سند کے ساتھ کی ہے اور ابن تیمیہ نے بھی اپنے فتاوی اور اقتضاء الصراط المستقیم میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور اس کے صحیح ہونے کا اقرار کیا ہے، اور اس پر انکار نہیں کیا۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ توسل، استغاثہ اور عرض مدعا کے لیے صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہوا کرتے تھے، اس لیے دنیا سے گئے ہوئے حضرات سے توسل جائز ہے۔

اس حدیث شریف میں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن کی شان تھی "اَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ" احکام خداوندی کی تعمیل کرتے اور کراتے میں حضرت عمر بہت سخت ہیں "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزار شریف پر جانا اور توسل لینا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دعا کرنا ممنوع اور شرک اور ناجائز ہوتا، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو احکام کی پابندی کرنے اور کرانے میں سخت تھے، اس کو وہ کب جائز رکھتے۔ توسل لینے کے لیے مزار اقدس پر جانے والے صاحب کو باز پرس کرتے اور سخت سزا دیتے۔ بجائے اس کے ان کے حکم لانے کو مان لیا۔ پیشاپ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے قابل نہ سمجھ کر رونے لگے، اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کا مزار شریف پر جانا اور جانے والوں پر انکار نہ کرنا ثابت ہے۔

۱۹۶۱۔ عَنْ اَبِي الْجَوْزَاءِ اَوْسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ قُحِطَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا اِلٰى اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًى اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰى اَنْبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ رَوَاهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ بِسَنَدِهٖ فِي الْبَابِ التَّاسِعِ وَالثَّلَاثِيْنَ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ بِقَبْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

ابو الجوزاء اوس بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) مدینہ شریف میں بہت بڑا قحط پڑا، جس کی شکایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں پیش ہوئی، حضرت صدیقہ نے حکم فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس اور آسمان کے درمیان ایک روزن کر دو کہ چھت حائل نہ ہو، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حکم کی تعمیل کی اور قبر شریف کے عین اوپر چھت میں ایک روزن کر دیا جہاں سے آسمان نظر آتا تھا، ایسا کرتے ہی خوب بارش ہوئی۔ کثرت سے گھاس اُگی اور اونٹ ایسے موٹے تازے ہو گئے کہ چربی سے لد گئے اور

مِنْ كِتَابِهٖ صِفَةِ الصَّفْوَةِ وَرَوَاهُ أَيْضًا الْإِمَامُ تَاجُ الدِّيْنِ السُّبْكِيُّ فِيْ شِفَاءِ السِّقَامِ ـ

چربی کی وجہ سے پھٹے پڑتے تھے، اسی واسطے اس سال کا نام عام الفتق رکھا گیا۔ اس کی روایت علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب صفۃ الصفوۃ کے باب (۳۹) فی الاستسقاء بقبرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم میں اپنی سند سے کی ہے اور امام تاج الدین سبکی نے بھی اس کی روایت شفاء السقام میں کی ہے۔

ف:- اس حدیث شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارش آنے کے لیے قبر شریف کے محاذی چھت میں روزن کھول کر یہ ظاہر فرمایا کہ الٰہی یہ آپ کے نبی کی قبر شریف ہے۔ آپ ہم پر بارش برسایئے، یہ توسل لیتے ہی کثرت سے بارش ہوئی، اگر توسل جائز نہ ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کبھی اس طرح کا توسل کر کے توسل نہ لیتیں اور صحابۂ کرام بھی آپ کے حکم کی تعمیل نہ کرتے، صحابہ کرام کا زمانہ ایسا زمانہ تھا کہ یہ حضرات کسی خلاف سنت کام کو دیکھ کر برداشت نہیں کرتے تھے۔ اگر ام المومنین کا تبلایا ہوا یہ عمل ناجائز ہوتا تو صحابۂ کرام اس سے ضرور اختلاف کرتے صحابہ کرام کے خاموش رہنے اور انکار نہ کرنے سے معلوم ہوا کہ توسل جائز ہے اور اگر اس طرح کا توسل جائز نہ ہوتا تو غضب نازل ہوتا نہ کہ رحمت الٰہی اس توسل سے جوش میں آئی اور بارش ہونے لگی، اس سے معلوم ہوا کہ توسل جائز ہے اور صحابہ کرام بھی دنیا سے گئے ہوئے حضرات سے توسل لیتے رہے ہیں۔

ان مذکورہ احادیث کے سوا اور بھی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ استسقاء کی دعا کے وقت دنیا سے گئے ہوئے حضرات کا توسل لینا جائز ہے، اب وہ احادیث بیان کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر استسقاء کے بھی توسل لینا جائز ہے۔ وہ احادیث یہ ہیں۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے عہد خلافت میں ایک صاحب کو کچھ ضرورت تھی، وہ پوری نہیں ہو رہی تھی، وہ صاحب عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کہنے لگے کہ مجھے ایک ضرورت ہے جس کو حضرت عثمان بن عفان سے کہنا چاہتا ہوں مجھے بتایئے کہ میں کیا کروں؟ جس سے امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری ضرورت پوری کر دیں تو عثمان بن حنیف نے فرمایا کہ اس دعا کو پڑھنے سے میری بینائی واپس آگئی تھی، تم بھی وہ دعا پڑھ کر دعا کرو کہ حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تمہاری ضرورت پوری کر دیں، وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ لِتَقْضِيَ حَاجَتِيْ

اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ ط۔

الٰہی! میں آپ سے مانگتا ہوں اور آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا توسل لے کر آپ سے دعا کرتا ہوں، وہ نبی نبی رحمت ہیں، ان کے توسل سے آپ مجھ پر رحمت نازل کیجئے اور میرے مقصد کو پورا کیجئے یا محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو اپنی حاجت پوری ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتا ہوں، اے میرے نبی! آپ میری شفاعت کرکے اللہ تعالیٰ سے میرا مقصد دلا دیجئے، اے اللہ! میں آپ کے جلیل القدر پیغمبر کی شفاعت لا رہا ہوں، ان کے توسل سے میرا مقصد پورا کیجئے، اور میری دعا قبول فرمائیے۔

حضرت عثمان بن حنیف ان صاحب سے فرماتے ہیں کہ اس دعا کو پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم پہلے اچھی طرح (سنت اور مستحب کی پابندی کے ساتھ) وضوء کرو، اور مسجد میں دو رکعت نماز پڑھو اس کے بعد مذکور الصدر دعا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ سے آخر تک پڑھو اور یہ دعا پڑھنے کے بعد اپنا مقصد حاصل ہونے کی دعا کرو، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسی طرح عمل کیا اور میں نے اس کا عجیب اثر پایا کہ میں جب امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پاس گیا تو حضرت امیر المومنین نے میری طرف خاص توجہ فرمائی اور میری ضرورت پوری کر دی اور یہ بھی فرمایا کہ جب تم کو ضرورت ہو، میرے پاس آجایا کرو۔ طبرانی نے اس کی روایت معجم کبیر میں کی ہے، اور بیہقی نے بھی اس کی روایت ابن ابی شیبہ سے اسی طرح کی ہے اور بیہقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ اور معتبر ہیں۔

ف: اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے توسل کیا گیا ہے اور یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے عہد خلافت کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو حضرات دنیا سے تشریف لے گئے ہیں، ان سے توسل لینا جائز ہے، اگر دنیا سے گئے ہوئے حضرات سے توسل لینا جائز نہ ہوتا تو یہ صحابۂ کرام کا مبارک زمانہ ہے وہ دنیا سے گئے ہوئے حضرات سے توسل لینا ہرگز نہ سکھاتے، اس سے ثابت ہوا کہ دنیا سے گئے ہوئے حضرات سے توسل لینا جائز ہے اور محدثین بھی دنیا سے گئے ہوئے حضرات سے توسل لینے کو جائز سمجھ کر اپنی اپنی کتابوں میں اس قدر حدیث کی روایت کرتے ہیں، اس لیے اب بھی جو صاحب چاہیں اپنے مقصد برآری کے لیے اس مذکورہ طریقہ سے مذکور الصدر دعا اپنا مقصد حاصل ہونے کے لیے کر سکتے ہیں، چنانچہ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس کو علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ نے حصن حصین میں ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور مستدرک سے اس طرح کی ہے۔

وَمَنْ كَانَتْ لَهٗ ضَرُوْرَةٌ فَلْيَتَوَضَّأْ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَدْعُوْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيَ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ۔

حصن حصین کی اس روایت کے ابتدائی حصہ کا ترجمہ بقدر ضرورت حسب ذیل ہے۔

جس کسی کو کوئی ضرورت پیش آئے اللہ تعالیٰ سے ہو یا کسی مخلوق سے، اس کو چاہیئے کہ اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ کر مذکورہ دعا پڑھے اور اپنے مقصد کی دعا کرے۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سابقہ حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا سے گئے ہوئے حضرات کا توسل عام طور پر جائز ہے جس دعا میں چاہیں توسل لے سکتے ہیں اس کی تائید ذیل کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے، یہ واقعہ کسی معمولی شخص کا نہیں ہے، بلکہ یہ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے جو ایک جلیل القدر امام حدیث ہیں، اور صاحب سنن ہیں وہ اپنے خواب کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ امام موصوف نے ایک رات اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کی الٰہی! مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمایئے، جس سے مرتے دم تک ایمان کی حفاظت ہو اور ایمان پر ہی خاتمہ بالخیر ہو، حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ نماز فجر کی سنت اور فرض کے درمیان یہ دُعا پڑھا کرو۔

اِلٰهِيْ بِحُرْمَةِ الْحَسَنِ وَاَخِيْهِ وَجَدِّهٖ وَبَنِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ نَجِّنِيْ مِنَ الْغَمِّ الَّذِيْ اَنَا فِيْهِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَسْاَلُكَ اَنْ تُحْيِيَ قَلْبِيْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

الٰہی میں عاجز و مجبور ہو گیا ہوں، حضرت امام حسن اور ان کے بھائی حضرت امام حسین کا ان کے نانا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا اور ان کے کل معظم اولاد کا ان کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے والد ماجد حضرت علی کا توسل لے کر آپ سے دعا کرتا ہوں کہ جن مصیبتوں اور مشکلات میں گرفتار ہوں، ان سب حضرات کے توسل اور طفیل سے ان مشکلات سے نجات دیجئے اے زندہ سارے عالم کا انتظام کرنے والے! میری بھی مشکلات دور کرکے میری بھی رات کا انتظام کیجئے، اے اللہ! آپ بڑی عظمت والے ہیں اور سب پر احسان کرنے والے ہیں (میری بھی مشکلات دور کرکے) مجھ پر بھی احسان کیجئے۔ مجھ پر بھی آپ کے ان گنت احسان ہیں۔ (مشکلات) دور کرکے مجھ پر اور احسان کیجئے سب سے بڑا احسان یہ کیجئے کہ اپنی معرفت عطا کرکے میری اس مصیبت اور پریشانی کے وقت میری مدد کیجئے۔ اے اللہ! آپ کی رحمت عام ہے آپ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں، مجھ پر بھی آپ رحم کیجئے اور میری دعا قبول فرمایئے۔

(میرے ایمان کو مرتے دم تک سلامت رکھیئے اور میرا خاتمہ بالخیر فرمایئے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز فجر کے فرض و سنت کے درمیان ہمیشہ اس دعا کا ورد رکھتے تھے اور اپنے دوستوں کو اس کے عمل کا شوق دلاتے اور شاگردوں کو اس دعا کو پڑھتے رہنے کی تعلیم اور حکم دیا کرتے تھے، اگر دنیا سے گئے ہوئے حضرات کا توسل ممنوع ہوتا تو اتنے بڑے امام اس کا ورد ہمیشہ کیوں کر رکھتے اور اس عمل کی تعلیم و امر و شوق کس طرح دلاتے حالانکہ یہ امام حدیث

ہیں اور خلق کے مقتدا، خلاصۃ الکلام میں خواب کا یہ واقعہ اسی طرح مذکور ہے اور علامہ سید طاہر بن محمد ہاشم علوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مجمع الاحباب میں سوا نح امام ترمذی میں اس خواب کو اسی طرح بیان کیا ہے، یہ سب مضمون عمران القلوب سے ماخوذ ہے۔

ف، صاحبو! آپ نے یہ خواب سنا۔ یہ خواب حدیث کے امام، محدثین کے مقتدا حضرت امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خواب ہے، جیسے پیغمبروں کے خواب وحی ہوتے ہیں ایسے ہی ان مقدس حضرات کے خواب الہام ہوتے ہیں۔ الہام سے بھی ثابت ہوا کہ دنیا سے گئے ہوئے حضرات کا توسل لینا جائز ہے۔ قطع نظر اس کے قابل غور یہ بات ہے کہ خود اللہ تعالیٰ گئے ہوئے کا توسل لینا سکھاتے ہیں، اس لیے دنیا سے گئے ہوؤں سے توسل لینے میں کوئی شک باقی نہ رہا، جو صاحب چاہیں فجر کے سنت اور فرض کے درمیان اس دعا کو پڑھا کریں، اس لیے کہ امام ترمذی اس کو پڑھا کرتے اور پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ ۱۲۔

بَابٌ فِی الرِّیَاحِ
اس باب میں ہواؤں کا بیان ہے

۱۔ وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
بے شک ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی ایسے وقت میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لیے رہی (سورۃ القمر، ۱۹)

ف، اس سے معلوم ہوا کہ بعض دن منحوس ہوتے ہیں، منحوس دن وہ ہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی یاد نہ ہو، یا عذاب الٰہی آئے، بعض انسان منحوس ہیں، بعض جگہیں منحوس ہیں۔ دراصل جو چیز بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرے وہ منحوس ہے، بعض لوگ مہینے کے آخری بدھ کو منحوس کہتے ہیں اور دلیل میں آیت پیش کرتے ہیں تو یہ غلط ہے۔ اس لیے کہ اس بدھ کی نحوست تو صرف قوم عاد کے لیے ہی تھی۔

۲۔ وَقَوْلُهٗ:
وَفِىْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،
اور عاد میں، جب ہم نے ان پر خشک آندھی بھیجی۔ (سورۃ الذاریات، ۴۱)

ف، قرآن مجید میں ریح غضب کی ہوا اور ریاح رحمت کی ہوا کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۳۔ وَقَوْلُهٗ:
وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بار ور کرنے والیاں۔
(سورۃ الحجر، ۲۲)

ف: جو ہوا بارش لاتے والی ہے وہ بھی افضل ہے کہ رحمت کی پڑوسی ہے، اس لیے ان ہواؤں کے چلتے وقت دعا مانگنا بہتر ہے اور غضب کی ہوا چلتے وقت رب تعالیٰ سے پناہ مانگنا چاہیئے۔ جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔

۴- وَقَوْلُهٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ۔

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ سناتی۔ (سورۃ الروم، ۴۶)

مدینہ شریف میں یہودیوں کی دو قومیں بستی تھیں، جن میں سے ایک بنو نضیر تھے۔ بنو نضیر نے چاروں طرف سے کفار کو ابھار کر بارہ ہزار کی فوج لے کر مدینہ شریف پر حملہ کیا اور مسلمان صرف تین ہزار تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر مدینہ شریف کے اطراف خندق کھود دی تھی تاکہ کفار کی آتی ہوئی فوج کے واسطے روک ہو جائے، کفار کا محاصرہ سخت تھا وہ سمجھ رہے تھے کہ ہماری فتح ہے، ایک مہینہ تک کفار محاصرہ کئے ہوئے تھے، ایک رات اللہ تعالیٰ کی جانب سے صبا جو مشرق کی طرف سے چلتی رہتی ہے مسلمانوں کی مدد کے لیے بھیجی گئی۔ اس وقت کفار کے لشکر کی کیا حالت تھی! کہیں خیمے اکھڑ گئے، گھوڑے چھوٹ گئے، کنکر اور مٹی کفار کے چہروں کو مار رہی تھی، ہانڈیاں الٹ گئیں سارا لشکر برباد ہو گیا، کفار کے دلوں پر ایسا رعب طاری ہوا وہ سمجھ رہے تھے کہ اب ہم ہلاک ہوئے جاتے ہیں، ابوسفیان جو اس وقت کفار کی فوج کے سپہ سالار تھے، وہ پہلے بھاگ گئے اور ان کے پیچھے سارا لشکر عجیب پریشانی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا، میدان خالی ہو گیا۔

۱۹۶۲ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ (غزوۂ خندق میں اس موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے باد صبا کے ذریعہ سے میری مدد فرمائی (جو مسلمانوں کے لیے ذریعہ رحمت بنی جیسے) قوم عاد کے لیے (دبور جو مغرب کی طرف سے چل رہی تھی) تباہی اور بربادی کا ذریعہ بنی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱۹۶۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ فَكَانَ اِذَا رَاٰى غَيْمًا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قہقہہ مار کر آواز سے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ

اَوْ رِيْحًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

١٤٦٤ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيْحُ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ وَإِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَاءُ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَإِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَفَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ فَسَأَلَتْهُ فَقَالَ لَعَلَّهُ يَا عَائِشَةُ كَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا وَفِيْ رِوَايَةٍ وَيَقُوْلُ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ رَحْمَةً ۔

جس سے آپ کا جبڑہ دکھائی دیتا ہو، البتہ کبھی کبھی بعض موقعوں پر زیادہ سے زیادہ حضور اتنا ہنستے ہیں کہ آپ کی کونچلیاں نظر آجاتی نہیں، عموماً آپ مسکرایا کرتے تھے اور جب ابر اٹھتا تھا یا تیز ہوائیں چلتی تھیں تو آپ کے چہرۂ مبارک پر خوف کے آثار ظاہر ہو جاتے تھے[1] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب تیز آندھی چلتی تھی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر خوف طاری ہو جاتا تھا، رہ رہ کر امت کا خیال آتا تھا کہ کہیں قوم عاد کی طرح ان پر یہ آندھی عذاب کا ذریعہ نہ بنے، اس وقت بہت پریشانی کے ساتھ نہایت عاجزی سے امت کا خیال کر کے یہ دعا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ ۔

الٰہی ہم کو مت دیکھئے آپ اپنی رحمت پر نظر کر کے اس آندھی کو ذریعہ خیر بنا دیجئے (اور ہر چیز میں خیر شر ہوا کرتے ہیں) ہم کو اس آندھی میں جو خیر ہے وہ پہنچائیے اگر آپ اس آندھی کو خیر کا ذریعہ بنا کر بھیج رہے ہیں تو وہ خیر ہم کو پہنچائیے، الٰہی

[1] آپ کے سامنے پہلی قوموں کے حالات پیش نظر ہو جاتے تھے، بعض قوموں پر ابر اٹھا ہے وہ خوش ہو رہے تھے کہ اس سے بارش برسے گی بجائے بارش کے عذاب نازل ہوا، جب کبھی تیز ہوائیں چلتی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ان قوموں کی حالت پیش نظر ہو جاتی تھی، جن پر ہواؤں سے عذاب آیا تھا۔ اللہ کا جلال اور عظمت پیش نظر ہوتی تھی۔ کیا معلوم کہ یہ ابر اور ہوا کہیں عذاب کا ذریعہ نہ ہو جائیں، اس لیے آپ پر خوف طاری ہوتا تھا لہٰذا مسلمانو! مقدس اور معصوم نبی کی یہ حالت ہوتی تھی تو ہم گنہگاروں کو کس قدر خوف ہونا چاہیئے، ہماری یہ بے فکری اور اطمینان غفلت کا نتیجہ ہے جو اچھا نہیں ہے

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

میں آپ سے اس آندھی کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اس آندھی کے شر سے ہم کو بچائیے اور اس آندھی میں جو شر ہے اس سے بھی ہم کو بچائیے (اگر یہ آندھی شر کا ذریعہ بنا کر بھیجی گئی ہے تو وہ شر ہم کو نہ پہنچے اور اس شر سے ہم کو بچائیے۔

یہ بھی ام المومنین فرماتی ہیں کہ جب ابر چھا جاتا تھا اور ابھی بارش شروع نہ ہوتی تھی تو خوف سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اتر جاتا تھا، خوف کی وجہ سے آپ کو قرار نہ ہوتا تھا۔ کبھی گھر میں آپ تشریف لے جاتے اور کبھی باہر آتے اور کبھی ادھر آتے اور کبھی اُدھر جاتے اور جب بارش ہونے لگتی تو وہ خوف آپ سے دور ہو جاتا تھا (اور آپ سمجھتے تھے کہ یہ ابر اب ذریعہ عذاب نہیں ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ابر کو دیکھ کر پریشان ہونا۔ اور بارش ہونے سے پریشانی کا دور ہونا، ام المومنین نے اس کا سبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا، ام المومنین سے یہ سُن کر حضرت نے فرمایا سنو! عائشہ! ابر جب امڈا ہوا چلا آتا ہے تو خوف ہوتا ہے کہ کہیں یہ ابر ویسا تو نہیں ہے جیسا قوم عاد اس ابر کو دیکھ کر خوش ہو رہی تھی، کہ یہ ابر بارش برسائے گا خوش حالی ہوگی، افسوس ایسا نہ ہوا قوم عاد پر یہ ابر برسا نہیں، اُن پر عذاب کا ذریعہ بنا اس ابر میں سے تیز ہوائیں نکلیں جو ان کو کئی کئی گز اٹھا کر پٹک رہی تھیں، اس طرح وہ ابر اُن پر عذاب کا ذریعہ ہوا، سب ہلاک ہو گئے اور اُن کے مکان اجڑے پڑے تھے، اے عائشہ! یہ سارا منظر ابر کو دیکھتے ہی میرے سامنے پیش ہو جاتا ہے، جب بارش ہو جاتی ہے تو عذاب آنے کا خوف نہیں رہتا اور عذاب کا اندیشہ مجھ

...سے زائل ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۹۶۵ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرِّیْحُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ تَاْتِیْ بِالرَّحْمَةِ وَ بِالْعَذَابِ فَلَا تَسُبُّوْهَا وَسَلُوا اللّٰهَ مِنْ خَیْرِهَا وَعُوْذُوْا بِهٖ مِنْ شَرِّهَا رَوَاهُ الشَّافِعِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَ الْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے (کہ ہوا بالذات نہ راحت کا سبب ہے نہ عذاب کا بلکہ) ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے اللہ تعالیٰ جو حکم دیتے ہیں اس کی تکمیل کرتی ہے اگر راحت کا حکم دیتے ہیں تو) راحت پہنچاتی ہے اور (اگر عذاب کا حکم دیتے ہیں تو) عذاب کا ذریعہ بنتی ہے (اس لیے اگر ہوا سے تم کو نقصان پہنچے تو) اس کو برا بھلا نہ کہو (ہوا کو برا بولنے کی بجائے) اللہ تعالیٰ سے ہوا کے ذریعہ راحت پہنچنے کا سوال کرو، اور ہوا تکلیف اور عذاب کا ذریعہ نہ بننے کے لیے اللہ سے دعاء مانگو، اس کی روایت امام شافعی، ابوداؤد، اور ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت دعوات کبیر میں کی ہے۔

۱۹۶۶ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّیْحَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَلْعَنُوا الرِّیْحَ فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ وَاِنَّهٗ مَنْ لَعَنَ شَیْئًا لَیْسَ لَهٗ بِاَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَیْهِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دبیٹھا ہوا تھا اس کو ہوا سے کچھ تکلیف ہوئی تو اس نے)، ہوا پر لعنت بھیجی، تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا دیکھو! ہوا پر لعنت نہیں کیا کرو (ہوا کا کیا قصور ہے) ہوا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے، جو حکم اس کو ہوتا اس کی تعمیل کرتی ہے۔ یاد رکھو کہ اگر کوئی شخص ایسی

لہ یوں بھی سوچو تو کوئی چیز لعنت کی مستحق تین وجہ سے ہوتی ہے، یا کفر کی وجہ سے، یا بدعت کی وجہ سے یا فسق و فجور کی وجہ سے یہ تینوں چیزیں ہوا میں نہیں ہیں، پھر ہوا پر لعنت کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟)

چیز پر لعنت کرتا ہے جو لعنت کی مستحق نہیں تو وہ لعنت خود اس لعنت کرنے والے پر لوٹ جاتی ہے[1] اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱۹۶۷ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الرِّيْحَ فَاِذَا رَاَيْتُمْ مَا تَكْرَهُوْنَ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُمِرَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُمِرَتْ بِهٖ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہوا کو بُرا نہ کہا[2]، اگر تم ہوا سے کوئی ناگوار بات دیکھو تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، اور بہت عاجزی سے) اللہ ہی سے دُعا مانگو!

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُمِرَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُمِرَتْ بِهٖ۔

الٰہی! (ہم آپ ہی کے عاجز بندے ہیں!) ہم کو اس ہوا سے خیر پہنچا دیجئے (ہر چیز میں خیر و شر ہوا کرتے ہیں) اس میں جو خیر ہے ہم کو وہ پہنچا دیجئے، اور اگر اس میں ہوا کو کسی شر کا حکم دیا گیا ہے تو اس کو خیر کا حکم بنا دیجئے اور خیر ہی پہنچائیے۔ (الٰہی!) ہم آپ کی پناہ میں آتے ہیں، اس چلتی ہوا کے شر سے ہمیں بچائیے، اور اگر اس ہوا میں شر ہے تو شر میں مبتلا نہ کیجئے بلکہ خیر ہی پہنچائیے، اور اگر اس ہوا کو کسی شر کا حکم

---

[1] اس لیے کسی پر لعنت کریں تو سوچ سمجھ کر لعنت کیا کریں، بہتر تو یہ ہے کہ لعنت کرنے کی عادت ہی نہ رکھے ورنہ خود پر لعنت لوٹ آئے گی۔

[2] لوگوں کی عادت ہے کہ جب ہوا سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہوا کو سخت سست کہا کرتے ہیں مسلمانو سنو! کبھی

[3] اس میں ہوا کا کیا قصور ہے، ہوا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے، جو حکم ہوتا ہے اس کی تعمیل کرتی ہے۔

دیا گیا ہے تو آپ قادر ہیں، اس شر کو خیر سے بدلنے کی قدرت رکھتے ہیں ہم کو خیر ہی پہنچایئے اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱۹۶۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاهَبَّتْ رِيحٌ قَطُّ إِلَّا جَثَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحًا وَلَا تَجْعَلْهَا رِيحًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا(۱) وَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ(۲) وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ(۳) وَأَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ۔

(رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيرِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی آندھی چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم[1] دو زانو ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور گڑگڑا کر یہ دعا فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحًا وَلَا تَجْعَلْهَا رِيحًا۔

الٰہی! (آپ بڑے قدرت والے ہیں، اگر آپ اس آندھی کو عذاب کا ذریعہ نہ بنا کر رحمت کا ذریعہ بنائیں تو کوئی آپ کو روکنے والا نہیں ہے، اس لیے ہم عرض کرتے ہیں کہ) اس آندھی سے راحت اور آرام بھجوایئے اور اس آندھی سے تکلیف اور مصیبت نہ لایئے۔

اس کی روایت امام شافعی نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت دعوات کبیر میں کی ہے۔

۱۹۶۹ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَبْصَرْنَا شَيْئًا مِنَ السَّمَاءِ تَعْنِي السَّحَابَ تَرَكَ عَمَلَهُ وَاسْتَقْبَلَهُ وَقَالَ اللّٰهُمَّ سَقْيًا نَافِعًا۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آسمان کے کنارے سے ابر اٹھتا دیکھتے تو (آپ پر ایسا خوف طاری ہوتا تھا کہ) جو کام آپ اس وقت کر رہے ہوتے اس کو چھوڑ کر ابر کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے تھے۔

---

[1] آپ پر بے حد خوف کی حالت طاری ہو جاتی تھی، اور خوف کی یہ حالت امت کی تعلیم کے لیے بھی ہوتی تھی کہ تم بھی تیز ہوا چلنے وقت ایسی ہی خوف زدہ حالت بناؤ جیسے کہ میں واقعی خوف زدہ ہو جایا کرتا ہوں۔ آندھی اور تیز ہوا چلتے وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالت دیکھنے کے قابل ہوتی تھی، عجز وانکساری ظاہر کرتے کے لیے۔

ابْنُ مَاجَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَ اللَّفْظُ لَهٗ)

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ
اے اللہ! (اور قوموں پر آپ ابر کے ذریعہ عذاب بھیجتے رہے ہیں، اگر اس ابر میں بھی کوئی شر ہے تو) اس ابر کے شر سے ہم کو بچائیے۔
اگر ابر کھل جاتا تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے (کہ معلوم نہیں اس میں کیا شر تھا کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو بچالیا) اور اگر بارش ہوتی تو یہ دعا کرتے:۔
اَللّٰهُمَّ سَقْيًا نَافِعًا
اے اللہ! (آپ بڑی قدرت والے ہیں جس چیز سے ضرر پہنچانا چاہتے ہیں اس سے ضرر پہنچاتے ہیں، بعض قوموں کو بارش کی کثرت سے ضرر پہنچائے ہیں۔ اے اللہ! ہم پر جو یہ بارش ہورہی ہے) اس کو سیراب اور سرسبز کرنے والی نفع رساں بنا دیجئے۔
اس کی روایت امام شافعیؒ کی ہے، اور ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے

۱۹۷۰/۹ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بجلی کی گرج اور گرنے والی بجلی کی طرح کڑک سنتے تو یہ دعاء فرماتے:۔
اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ
الٰہی! ہم آپ کے غضب سے پناہ مانگتے ہیں بہتوں کو بجلی سے ہلاک کیا ہم کو اپنے غضب سے (بجلی گراکر) قتل نہ کیجئے اور اس بجلی کو عذاب کا ذریعہ بنا کر ہم کو ہلاک نہ کیجئے اور (اگر آپ کسی کو بجلی سے ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو) عذاب آنے سے پہلے ہم کو عافیت کی موت دیجئے۔

اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

۱۹۴۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ تَرَكَ الْحَدِيْثَ وَقَالَ سُبْحَانَ الَّذِيْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ آپ کی یہ عادت مبارک تھی کہ جب آپ بجلی کی کڑک سنتے (خوف زدہ ہو جاتے تھے اور) بات چیت چھوڑ دیتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے:۔

سُبْحَانَ الَّذِيْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ۔

اللہ تعالیٰ تمام عیبوں سے پاک ہیں، رعد (نامی فرشتہ جو بادلوں پر مقرر کیا گیا ہے) وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے اور تسبیح اور تقدیس بیان کرتا ہے (بادلوں سے جو ہیبت ناک آواز آتی ہے وہ اسی فرشتہ کی تسبیح اور تحمید کی آواز ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور اس کا جلال تمام فرشتوں پر طاری ہو جاتا ہے کہ) سب فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی (ہیبت اور جلال کی وجہ سے سب کے سب) حمد و ثنا اور تسبیح کرنے لگتے ہیں۔

اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

ف مرقات میں لکھا ہے کہ بادلوں کی گرج اور کڑک کے وقت جو اس دعا کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بجلی گرنے کے ضرر سے محفوظ رکھیں گے۔ ۱۲

۱۹۴۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الْاٰيَةَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (یوں تو غیب کی اہم چیزیں بھی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں مگر غیب کی اہم چیزیں پانچ ہیں انھیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (ہاں اللہ تعالیٰ ہی کسی کو واقف کرائیں تو وہ اور بات ہے) پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ان پانچ چیزوں کی

تفسیر فرمانے کے پیلے یہ آیت تلاوت فرمائی۔
بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی! بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا بتانے والا ہے (سورہ لقمن، ۳۴ ترجمہ کنزالایمان)
اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف:۔ شان نزول:۔ حارث ابن عمرو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو بتایئے کہ قیامت کب قائم ہوگی، میں نے کھیت بو دیا ہے، بتایئے بارش کب ہوگی، میری عورت حاملہ ہے بتایئے بیٹا ہوگا یا بیٹی اور فرمایئے کہ کل میں کیا کروں گا، اور بتایئے کہ میں کہاں مروں گا، اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ف:۔ آیت میں لفظ (تدری) درایت سے بنا ہے جس کا معنی ہے عقل وحساب اور اندازے سے جاننا، یعنی مذکورہ آیت میں یہ وہ پانچ غیب ہیں جو عقل کے حساب سے اندازے سے معلوم نہیں ہو سکتے، بلکہ صرف وحی الٰہی سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں، اور چونکہ اس قسم کی وحی کی اشاعت کرنے کی ضرورت واجازت نہیں اس لیے عوام کو یہ باتیں نہیں بتائی جا سکتی، لہٰذا یہ آیت شان نزول کے بالکل مطابق ہے، کوئی مخالفت نہیں، (تفسیر نور العرفان)

ف:۔ اس آیت کریمہ میں جن پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیت اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ بیان فرمائی گئی ہے انہی کی نسبت سورۂ جن میں ارشاد فرمایا عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ (غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے)
غرض یہ کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں سے جسے چاہے بتائے اور اپنے پسندیدہ رسولوں کو بتانے کی خبر اس نے خود سورۂ جن میں دی ہے۔ خلاصہ یہ کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء واولیاء کو علم غیب اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطریق معجزہ وکرامت عطا ہوتا ہے اور یہ اس اختصاص کے منافی نہیں، اور کثیر آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ بارش کا وقت کیا ہے حمل میں کیا ہے اور کل کوئی کیا کرے گا اور کہاں مرے گا ان امور کی خبریں بکثرت اولیاء وانبیاء نے دی ہیں، اور قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی، حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے

کی، اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں، تو فرشتوں کو بھی معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے۔ اور حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دی تھیں اور ان سب کا جاننا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ تو آیت کے معنی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کوئی نہیں جانتا، اس کے یہ معنی لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور صدہا آیات واحادیث کے خلاف۔ (تفسیر خزائن العرفان)

نوٹ:۔ آج کل کے سائنسی دور میں محکمہ موسمیات والے قبل از وقت ہواؤں کے چلنے اور بارش کے ہونے یا نہ ہونے کی پیشین گوئی کر دیتے ہیں۔ اور عورتوں کے حمل کے بارے میں بھی سائنسی مشینوں کے ذریعے پتہ چل جاتا ہے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی، بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج کل لوگ سائنس کے لیے تو ان باتوں کو مانتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نبیوں ولیوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی نہیں مانتے۔

۱۹۷۳/۱۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَتِ السَّنَةُ بِاَنْ لَّا تُمْطَرُوْا وَلٰكِنِ السَّنَةَ اَنْ تُمْطَرُوْا وَ تُمْطَرُوْا وَ لَا تُنْبِتُ الْاَرْضُ شَیْئًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں (تم سمجھتے ہو کہ بارش نہ ہونے سے قحط ہو جاتا ہے، ایسا بھی ہے مگر بڑا قحط یہ ہے کہ بارش تو خوب ہو (اور تم کو خوشحالی کی امید بھی ہو گئی ہو، پھر بھی کثرت بارش کی وجہ سے) زمین کچھ نہ اگائے، یہ بہت بڑا قحط ہے[1]۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔)

---

[1] اس لیے کہ ساری امیدوں پر پانی پھر جاتا ہے اور قحط کا سامنا ہو جاتا ہے

كِتَابُ الْجَنَائِزِ

اس کتاب میں جنائز یعنی مُردوں کے احوال اور اُن کے احکام کا بیان ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ وَقِيْلَ مَنْ سكتة رَاقٍ وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ اِلْمَسَاقُ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
جب جان گلے کو پہنچ جائے گی اور کہیں گے کہ ہے کوئی (مرنے والے کو) جھاڑ پھونک کرلے اور وہ (مرنے والا) سمجھ لے گا کہ یہ جدائی کی گھڑی ہے، اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی، اور اس دن تیرے رب ہی کی طرف ہانکنا ہے۔
(سورۃ القیامہ، ۲۶ تا ۳۰)

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَ ثَوَابِ الْمَرَضِ

اس باب میں بیمار پرسی کرنے کا بیان ہے اور بیمار کو بیماری کا جو ثواب ملتا ہے اس کا بھی ذکر ہے)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
اِنَّا نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے۔

مَا قَدَّمُوْا سے مراد وہ کام جو اپنے ہاتھ سے کیا اور اٰثَارَهُمْ سے مراد وہ اثر جو اس کام کے سبب پیدا ہوا اور بعد مرگ بھی باقی رہا مثلاً کسی نے کوئی نیک کام کیا اور وہ سبب ہوگیا دوسروں کے لیے ہدایت کا اور کسی نے کوئی برا کام کیا اور وہ سبب ہوگیا دوسروں کی ضلالت کا۔ غرض یہ سب لکھے جا رہے ہیں اور آخرت میں ان سب پر جزا اور سزا مرتب ہو جائیگی منجملہ ان کے عیادت مریض بھی ہے، صاحبو اگر تم سمجھتے ہو گے کہ عیادت مریض سے کیا ثواب ملے گا، نہیں! نہیں! عیادت مریض کا ثواب بھی لکھا جا رہا ہے جو تم کو آخرت میں ملے گا۔
ف جو لوگ صدقات جاریہ یا اچھے بُرے طریقے ایجاد کر گئے، جن پر بعد والے عمل کر رہے

ہیں، اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ اچھی بدعت ایجاد کرنا اچھا ہے، اور بُری بدعت ایجاد کرنا بُرا ہے، اس لیے ان سب کی تحریر ہو رہی ہے، دوسرے یہ کہ جب تک ان رسوم پر عمل ہوتا رہتا ہے، موجد کو ثواب یا عذاب ملتا رہتا ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا، اس آیت کا شان نزول یہ بتایا گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں بنی سلمہ مسجد نبوی شریف سے بہت دور آباد تھے، انہوں نے چاہا کہ اپنا محلہ خالی کر کے مسجد نبوی شریف کے قریب آن بسیں تاکہ نماز با جماعت میں آسانی سے شرکت کر سکیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں رہو، تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔ (تفسیر خزائن ونور العرفان)

وَقَوْلُہٗ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۔ اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے۔

(سورۃ البقرہ، ۲۴۳)

ف :۔ یہ واقعہ شہر واسط کے علاقہ دار روان کا ہے، وہاں کے لوگ طاعون سے بچنے کے لیے بھاگے تھے، اور مر گئے، پھر ایک عرصہ کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہو گئے۔

ف :۔ موت کا ڈر اچھا بھی ہے اور بُرا بھی، اگر موت کے ڈر سے انسان گناہوں سے توبہ کرلے تو اچھا ہے، اور اگر اس کی وجہ سے انسان نیک اعمال چھوڑ دے یا گناہوں پر راغب ہو جائے تو بُرا ہے۔ جیسے بعض لوگ موت کے خوف سے حج یا جہاد سے گھبراتے ہیں شہر دار روان والوں کا خوف دوسری قسم کا تھا۔

اس آیت شریفہ میں حَذَرَ الْمَوْت کے الفاظ قابل غور ہیں، وہ لوگ موت سے بچنے کے لیے طاعون زدہ مقام سے نکلے تھے اس لیے ان پر غضب نازل ہوا اگر وہ یہ اعتقاد کر کے نکلتے کہ موت ہر جگہ آئے گی۔ طاعون زدہ مقام میں رہنے کی صورت میں بھی آسکتی ہے اور وہاں سے نکل جانے کے بعد بھی آسکتی ہے۔ موت کے خوف سے نہیں نکلتے بلکہ تبدیلی مقام کی غرض سے نکلتے تو ان پر غضب الہٰی نازل نہ ہوتا جیسا کہ موت سے بچنے کی غرض سے نکلنے سے غضب الہٰی نازل ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اعتقاد کی خرابی سے طاعون زدہ مقام سے نکلنے کی صورت میں عذاب نازل ہوتا ہے لیکن اگر اعتقاد کی خرابی کے بغیر نکلیں تو عذاب نازل نہیں ہوتا۔ طاعون کے موقع پر تبدیلی مقام کی غرض سے نکلنا جائز ہونے کی تائید حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے ہوتی ہے جو آگے آرہا ہے)۔

وَقَوْلُہٗ، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ تم فرماؤ! ہرگز بھاگنا تمہیں نفع نہ دے گا

مِنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا۔

اگر موت سے یا قتل سے بھاگو اور جب بھی دنیا نہ برتنے دیئے جاؤ گے مگر تھوڑی (سورۃ الاحزاب، ۱۶)

ف: اس بھاگ جانے میں تم پر جہاد سے فرار کا گناہ ہو جائے گا مگر کوئی دنیاوی فائدہ حاصل نہ ہوگا، اگر تمہاری تقدیر میں آج موت یا قتل لکھا ہے تو ضرور پہنچے گا، اور اگر آج تمہاری موت نہیں ہے تو کچھ دن بعد ضرور مرو گے تو تھوڑی سی مہلت اور زندگی کے لیے اتنے بڑے گناہ کا بوجھ کیوں اٹھاتے ہو؟

اے انسان! تیرا کیا خیال ہے، تو سمجھ رہا ہے کہ میں طاعون زدہ مقام سے بھاگ کر موت سے بچ جاؤں گا یا طاعون کا زخم نہ کھا کر اور طاعون سے قتل نہ ہو کر محفوظ رہوں گا یہ تیرا غلط خیال ہے بھاگ کر چند روز بچ بھی گیا تو کیا، آخر تو تجھے موت کا شکار ہونا ہی ہے یا کہیں جہاد ہو رہا ہے زخم کھا کر قتل ہونا ہی پڑے گا، پھر یہ موت کے نہ آنے کے خیال سے طاعون زدہ مقام سے جا رہا ہے، اس سے تجھے کوئی فائدہ نہیں، ہاں! اگر تبدیلی مقام کرنا چاہتا ہے تو وہ اور بات ہے، تجھ کو اس سے نہیں روکا جا رہا ہے

۱۹۷۴ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ[1]، اور بیمار کی پرسی کیا کرو (اس سے بیمار کو تسلی ہوتی ہے) اور اگر کوئی شخص (روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے) قید ہو گیا ہو تو تم روپیہ ادا کر کے اس کو قید سے چھڑاؤ[2]۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۱۹۷۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں

[1] یوں تو بھوکے کو کھانا کھلانا سنت ہے اور اس میں بڑا اجر و ثواب ہے مگر جو شخص ایسا بھوکا ہو کہ بھوک سے اس کی حالت تباہ ہو رہی ہو تو اس کو کھانا کھلانا فرض ہے

[2] یا مثلاً غلام باندی ہے کہ مالک نے ان پر کچھ رقم معین کر دی ہے کہ تم رقم لا دو تو تم کو غلامی سے رہا کر دیا جائے گا، تو تم وہ رقم دے کر اس کو آزاد کرا دو۔

وَ اِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَۃُ الدَّعْوَۃِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(ایک حق تو یہ ہے کہ اگر) کوئی سلام کرے تو اس کا جواب دینا[1] ۲ مسلمان کا مسلمان پر دوسرا حق یہ ہے کہ) جب کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کی جائے اور ۳ (مسلمان کا مسلمان پر تیسرا حق یہ ہے کہ) جب کوئی مسلمان مر جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ چلنا، کندھا دینا اور نماز کے بعد بھی ساتھ جانا اور دفن تک ٹھہرنا[2] ۴ مسلمان کا مسلمان پر چوتھا حق یہ ہے کہ) اگر وہ دعوت دے (اور وہ دعوت کیسی ہی معمولی کھانے کی کیوں نہ ہو) تو اس کی دعوت کو قبول کرے[3]۔ ۵ مسلمان کا مسلمان پر پانچواں حق یہ ہے کہ) جب چھینکنے والا چھینکے تو اس کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللہ کہے[4] بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے ۔

لہ وہاں جو مسلمان ہیں ان پر فرض ہے) اگر کوئی ایک ان میں سے سلام کا جواب دیدے تو سب کے ذمہ سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اس لیے یہ سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے ایسا ہی آنے والے مسلمان پر بیٹھے ہوئے مسلمانوں کا حق ہے کہ یہ آنیوالا ان پر سلام کرے (اور آنے والے کا یہ سلام کرنا سنت ہے، مرقات میں مذکور ہے کہ یہ ایسی سنت ہے جو جواب دینے کے فرض سے افضل ہے اور ثواب میں زیادہ ہے اس لیے کہ سلام کرنے سے تواضع اور انکساری معلوم ہوتی ہے اور تکبر کی نفی ہوتی ہے

سلہ یہ سب ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حق ہیں، اور یہ سب فرض کفایہ ہیں، چند لوگوں کے ادا کرنے سے سب کی طرف سے فرض کی ادائیگی ہو جاتی ہے، کوئی گنہگار نہیں ہوتا، اگر کوئی مسلمان بھی ان کو ادا نہ کرے تو سب مسلمان گنہگار رہوں گے)

سلہ اگر وہ دعوت، ولیمہ کی دعوت ہے تو اس کا قبول کرنا سنت موکدہ ہے ولیمہ کے سوا اور دوسری دعوتوں کا قبول کرنا سنت مستحب ہے، اگر کسی عذر سے کوئی دعوت قبول نہیں کی خواہ ولیمہ کی ہو یا کوئی اور دعوت ہو تو خیر اور بات ہے اور اگر بغیر کسی عذر کے دعوت ولیمہ ہو یا کوئی اور دعوت، اس میں شریک نہ ہوا تو وہ اس وعید کا مستحق ہوگا جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس حدیث شریف میں ارشاد فرمایا ہے ''وَمَنْ لَمْ یُجِبِ الدَّعْوَۃَ فَقَدْ عَصَی اللہَ وَرَسُوْلَہٗ''، جو دعوت قبول نہیں کرتا اور (بلا عذر) دعوت میں نہیں گیا تو اس نے اللہ کی اور اسکے رسول کی نافرمانی کی، اس لیے کہ وہ دعوت میں جاتا تو مسلمان کا دل خوش کرتا۔ دعوت میں نہ جا کر دعوت دینے والے کا دل دکھایا اور اس کی ہتک کی)

سلہ اور آواز سے الحمد للہ کہے اور الحمد للہ کہنا سنت ہے اور دوسرے مسلمان پر (اس کے جواب میں) یَرْحَمُکَ اللہ یا یَرْحَمُکُمُ اللہ کہنا واجب ہے اگر حاضرین میں سے ایک نے بھی جواب میں یرحمک اللہ یا یرحمکم اللہ کہا تو سب کی طرف سے ادائیگی ہو جائے گی) اگر چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے یا ایسا آہستہ کہے سنائی نہ دے تو حاضرین میں سے کوئی اس چھینکنے والے کا جواب یرحمک اللہ یا یرحمکم اللہ سے نہ دے) اگر چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو سنت کی ادائی تو ہو جاتی ہے مگر الحمد للہ کے ساتھ دو کیف الحمد للہ علیٰ کل حال، اور پڑھا الحمد للہ رب العالمین

کہے تو وہ ہمیشہ کے لیے داڑھ اور کان کے درد سے محفوظ رہے گا جیسا کہ مرقات میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ۔

۱۹۷۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِيْلَ مَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان پر مسلمان کے چھ[1] حق ہیں، صحابہ کرام نے عرض کیا حضور! وہ چھ حقوق کون سے ہیں؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سنو! مسلمان کا مسلمان پر ایک حق تو یہ ہے کہ جب کسی مسلمان سے ملاقات ہو اس کو سلام کرے (اگر خود وہ سلام کرے تو تم اس کا جواب دو) مسلمان کا دوسرا حق یہ ہے کہ اگر وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو، اور مسلمان کا تیسرا حق یہ ہے کہ (یوں تو ہر وقت مسلمان کی خیر خواہی کرنا ضروری ہے مگر جب) وہ تم سے مشورہ کرے تو تم (پر واجب ہے کہ تم) اس کو خیر خواہانہ مشورہ دو، اور مسلمان کا چوتھا حق یہ ہے کہ جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو تم پر واجب ہے کہ تم، اس کو یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہہ کر جواب دیدو، اور مسلمان کا پانچواں حق یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان بیمار ہو تو تم اس کی بیمار پرسی کرو، اور مسلمان کا چھٹا حق یہ ہے کہ جب وہ مرجائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جاکر اس کی نماز جنازہ پڑھو، اور دفن تک جنازہ کے ساتھ رہو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۹۷۷ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو سات کام

[1] احادیث میں مسلمانوں کے حقوق کی جو مختلف تعداد مذکور ہوئی ہے وہ حصر کے لیے نہیں ہے، وحی سے جیسے جیسے معلوم ہوتا گیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس تعداد کو ظاہر فرماتے گئے

اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَنَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَالْقَسِّيِّ وَاٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ فَاِنَّهٗ مَنْ شَرِبَ فِيْهَا فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْ فِيْهَا فِي الْاٰخِرَةِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کرنے کا حکم دیا ہے اور سات کام کرنے سے منع فرمایا ہے، جن سات کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ یہ ہیں ۱ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم کو حکم دیتے ہیں کہ ہم بیمار کی بیمارپرسی کیا کریں ۲ اور جب کوئی مسلمان مرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاکر نماز جنازہ ادا کریں اور دفن کرنے میں بھی شریک رہیں تو نہایت مناسب ہے ۳ اور جب چھینکنے والا چھینکے (اور آواز سے الحمد اللہ کہے) تو اس کا جواب یَرْحَمُکَ اللہ سے دیں ۴ جب کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کریں اور اگر وہ سلام کرے) تو اس کے سلام کا جواب دیں ۵ اگر کوئی مسلمان دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کریں ۶ اگر کوئی مسلمان قسم کھائے تو اس کی قسم پوری کرنے کے لیے اس مسلمان کی مدد کریں[۱]، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی حکم دیتے ہیں کہ اگر کسی پر ظلم ہو رہا ہو تو اس کی مدد کرو[۲]، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جن سات کاموں کے کرنے سے منع فرماتے ہیں وہ یہ ہیں ۱ مرد کو چاہیئے کہ) سونے کی انگوٹھی نہ پہنا کرے[۳] ۲ (مرد کو چاہیئے کہ) وہ

---

[۱] مثلاً کوئی شخص قسم کھائے کہ میں یہاں سے نہیں اٹھوں گا جب تک آپ میرا مقصد پورا نہ کردیں اگر اس کا مقصد خلاف شریعت نہ ہو اور کوئی گناہ کا کام نہ ہو تو اس کا مقصد پورا کر دے تاکہ اس کی قسم پوری ہو جائے اگر اس کا مقصد پورا نہ کروگے تو وہ انتظار کر کے اٹھ جائے گا اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور اس کو کفارہ دینا پڑے گا، ورنہ گنہگار ہوگا، اس لیے یہ نوبت نہ آنے دو۔

[۲] اگر زبان سے مدد کی جائے تو اس سے ظلم دور ہو سکتا ہو تو زبان سے مدد کرو، اگر اس مظلوم کا ظلم ہاتھ سے مدد کرنے سے دور ہو سکتا ہو تو ہاتھ سے مدد کرو۔ بہرحال کسی طرح اس مظلوم کو ظلم سے بچاؤ

[۳] اس لیے کہ مرد کو سونا پہننا حرام ہے، ہاں عورتیں سونے کی انگوٹھی پہن سکتی ہیں۔ ان کو سونا پہننے کی اجازت ہے۔

کسی قسم کا ریشمی کپڑا نہ پہنے اور نہ استعمال کرے
جس کا تانا (یعنی کپڑا لمبا تار) اور بانا (یعنی آڑا تار)
ریشم کا ہو۔[۱] ۲۔ استبرق جو ریشم کا بنا ہوا دبیز کپڑا ہوتا
ہے، ایسا ہی دیباج بھی مرد کے لیے حرام ہے جو
باریک ریشمی تاروں کا مہین کپڑا ہوتا ہے (جیسے ریشمی کپڑا
پہننا مرد کو حرام ہے) ایسے ہی زین پوش یعنی
چار جامہ جو ریشم سے بنایا گیا ہو، اس پر بیٹھنا حرام ہے[۲]
۳۔ ایسے ہی مرد کو قسی کا کپڑا پہننا بھی حرام ہے جو
معمولی اور ردی قسم کے ریشم سے بنایا جاتا ہے[۳]
۴۔ سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا بھی حرام ہے
(غرض مرد ہوں یا عورتیں چاندی سونے کے کسی سامان
کو استعمال نہ کریں) جو دنیا میں چاندی یا سونے کے
برتنوں میں کھائے گا پئے گا (تو جب اور مسلمانوں کو
آخرت میں چاندی اور سونے کے برتن ملیں گے) تو
ایسے شخص کو جو دنیا میں چاندی سونے کے برتنوں میں
کھاتا پیتا تھا وہ ان برتنوں سے محروم ہوگا، اس
کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

---

[۱] (ایسا ہی وہ کپڑا بھی نہ پہنے اور نہ استعمال کرے جس کا تانا سوت کا ہو اور بانا ریشم کا ہو، اس لیے کہ کپڑے کی تکمیل بانے سے ہوتی ہے، ہاں اگر تانا ریشم کا ہو، اور بانا سوت کا جیسے مشروع تو یہ مرد کو بھی جائز ہے بخلاف اس کے عورتوں کو ہر قسم کا ریشمی کپڑا پہننا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ ہاں تو مرد کو ہر قسم کا ریشمی کپڑا حرام ہے خاص کر۔

[۲] خواہ کسی رنگ کا ہو، اور حدیث شریف میں سرخ رنگ کا جو ذکر ہے وہ عام رواج کے اعتبار سے ہے، بخلاف اس کے چار جامہ ریشم کا نہ ہو، بلکہ سوت کا ہو تو اس پر بیٹھنا جائز ہے اگر چار جامہ سوت کا ہو مگر سرخ رنگ کا ہو تو اس پر بیٹھنا مکروہ ہے اس وجہ سے کہ عجمیوں کی عادت ہے کہ ریشمی چار جامہ اور سوت کے سرخ چار جامہ پر بیٹھتے ہیں جس سے رعونت اور تکبر ظاہر ہوتا تھا۔ اس وجہ سے اس طرح کے چار جامہ سے بھی منع کیا گیا۔

[۳] عورتیں جس قدر چاہیں سونے اور چاندی کا زیور پہن سکتی ہیں، عورتوں کے لیے سونا اور چاندی پہننا جائز ہے مگر استعمال کا جو سامان ہے مثلاً برتن یا آئینہ یا سرمہ دانی اور سلائی یا پاندان وغیرہ ان کا استعمال کرنا جیسا مردوں کو حرام ہے ایسے ہی عورتوں کے لیے بھی حرام ہے۔

۱۵۷۸ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَقَالَ لَهٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰى اَبِيْهِ وَهُوَ عِنْدَهٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا (ایک دفعہ) وہ بیمار ہو گیا، اس لڑکے کی بیمار پرسی کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے گھر تشریف لے گئے اس بیمار لڑکے کے سرہانے بیٹھے اور ارشاد فرمایا (اے لڑکے تو نے میری بہت خدمت کی ہے میں چاہتا ہوں کہ تو مرنے کے بعد آرام سے رہے اس لیے) تو مسلمان ہو جا، اس وقت لڑکے کا باپ اس کے پاس موجود تھا، لڑکا اپنے باپ کی طرف (مشورہ لینے کے لیے) دیکھنے لگا، باپ نے کہا (اچھا بیٹا) ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو فرما رہے ہیں اس کو تسلیم کرلو اور مسلمان ہو جاؤ، چنانچہ وہ لڑکا مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے گھر سے یہ فرماتے ہوئے باہر نکلے کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس لڑکے کو دوزخ سے بچا لیا، اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف:۔ اس حدیث شریف سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک مسئلہ تو یہ ہے جیسا کہ عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ کافر سے خدمت لینا جائز ہے ایسا ہی نابالغ بچہ سے بھی خدمت لینا جائز ہے، اس حدیث شریف سے دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا جیسا کہ مرقات اور بستان فقیہ ابو اللیث میں مذکور ہے کہ ذمی کافر بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کے لیے جانا جائز ہے اور اس کے جواز پر فتویٰ ہے اور تیسرا مسئلہ یہ ہے جو مرقات میں مذکور ہے کہ بیمار کے پاس بیمار پرسی کے لیے جانیوالے کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ بیمار کے سرہانے بیٹھ کر بیمار پرسی کرے، اس حدیث سے چوتھا مسئلہ یہ معلوم ہوا، جو عمدۃ القاری اور مرقات میں مذکور ہے کہ بچہ کا اسلام لانا صحیح ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کو دوزخ سے نجات ملنے کی خوشخبری دی۔ اگر بچہ کا اسلام لانا صحیح نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کو اسلام لانے کے بعد نجات کی خوشخبری نہ دیتے، بچہ کا اسلام لانا صحیح ہونے کی تائید حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام سے ہوتی ہے کہ آپ نے بھی بچپن ہی میں اسلام قبول فرمایا تھا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مذہب ہے جس کی تائید مذکورہ واقعات سے ہوتی ہے۔ ۱۲۔

۱۹۷۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيفُ الْجُلُوسِ وَقِلَّةُ الصَّخَبِ فِي الْعِيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيضِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَ لَغَطُهُمْ وَ اخْتِلَافُهُمْ قُومُوا عَنِّي۔

(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ بیمار کے پاس جب بیمار پرسی کے لیے جائیں تو بیمار پرسی کے آداب کے منجملہ یہ ہے کہ بیمار کے پاس تھوڑی دیر بیٹھ کر جلد اٹھ جائیں دیر تک بیمار کے پاس نہ بیٹھیں اور بیمار کے پاس شور وغل نہ ہونے دیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آپ لوگ اس وقت میرے پاس سے چلے جائیں۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

۱۹۸۰ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيَادَةُ فَوَاقُ نَاقَةٍ وَفِي رِوَايَةِ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلًا أَفْضَلُ الْعِيَادَةِ سُرْعَةُ الْقِيَامِ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اونٹنی کا جب دودھ دوھتے ہیں تو بہت تھوڑی دیر وقفہ کر کے بقیہ دودھ دوھا کرتے ہیں، اور سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی روایت میں اس طرح مروی ہے کہ بیمار کی بیمار پرسی کے لیے جب بیمار کے پاس جائیں تو افضل یہ ہے کہ کچھ بیٹھے نہ بیٹھے کہ فوراً اٹھ کھڑے ہو جائیں، اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے

لہ اس لیے کہ بیمار بیماری کی تکلیف میں مبتلا رہتا ہے اس کے پاس اس طرح کی حرکات کرنے سے اس کی تکلیف میں اور اضافہ ہو جاتا ہے اور بیمار کو بہت سی ضرورتیں درپیش ہوتی ہیں، زیادہ دیر تک بیمار کے پاس بیٹھنے سے بیمار کو اپنی ضرورتیں روک کے رکھنا پڑتا ہے اس سے بھی اس کو تکلیف ہوتی ہے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیمار تھے اور آپ کی بیماری نے شدت اختیار کی تھی، ایسے وقت میں ایک معاملہ پیش آیا، آہستہ آہستہ گفتگو ہوتی رہی اور جب گفتگو بہت طویل ہوئی، تو

ٹہ آئندہ احتیاط رکھیں کہ بیمار کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھیں اور نہ بیمار کے پاس طویل گفتگو کریں

ٹہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے تو بہت تھوڑی دیر ٹھہر کر فوراً اٹھ جایا کرو، تھوڑی دیر کی مقدار کو اس طرح سمجھو

ٹہ دونوں دودھ دوھنے کے درمیان میں وقفہ چند لمحوں کا ہوتا ہے، بس بیمار کے پاس بیمار پرسی کر کے بقیہ چند لمحے ٹھہرنا چاہیئے، زیادہ دیر ٹھہر کر بیمار کو تکلیف نہ دو۔

۱۹۵۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا فَقَالَ لَہٗ مَا تَشْتَھِیْ قَالَ اَشْتَھِیْ خُبْزَ بُرٍّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ خُبْزُ بُرٍّ فَلْیَبْعَثْ اِلٰی اَخِیْہِ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَھٰی مَرِیْضُ اَحَدِکُمْ شَیْئًا فَلْیُطْعِمْہُ ۔

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایک صاحب کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے تھے، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے فرمایا تمہارا دل کیا کھانا چاہتا ہے تو ان صاحب نے عرض کیا کہ حضور! دل گیہوں کی روٹی کھانا چاہتا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا[1]، اگر کسی کے پاس گیہوں کی روٹی ہو تو وہ اس کو اپنے اس بیمار بھائی کے پاس بھیجدے[2] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تمہارا کوئی بیمار کسی چیز کی خواہش کرے تو تم اس کو وہ چیز کھلا کر اس کی خواہش پوری کرو۔ (اس حدیث کا ترجمہ مرقات اور اشعۃ اللمعات کے موافق کیا گیا ہے) اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱۹۵۲ وَعَنْہُ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ وَجْعِہِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ فَقَالَ النَّاسُ یَا اَبَا الْحَسَنِ کَیْفَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰہِ بَارِئًا ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بیمار تھے یہ وہی بیماری تھی، جس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے باہر تشریف لائے، لوگ آپ کی بیماری کی وجہ

---

[1] اگر میرے پاس گیہوں کی روٹی ہوتی تو میں خود بھیجتا۔ صاحبو! تم میں سے بھی ہر ایک کے پاس گیہوں کی روٹی نہیں ہو گی اس لیے کہ ہماری زاہدانہ زندگی ہے۔

[2] اس لیے کہ اگر کسی مریض کو یقیناً کوئی چیز مضر ہو تو یہ اور بات ہے، خواہ مخواہ مریض کو سخت پرہیز نہیں کرانا چاہئے بعض وقت مریض کو اس کی خواہش کے موافق کھلایا جائے تو یہ اس کی صحت کا ذریعہ ہو جاتا ہے اور بعض وقت مریض قریب المرگ ہوتا ہے اس کو پرہیز کرانے سے کیا فائدہ اس کی خواہش کے موافق کھلا دینا چاہیئے تاکہ موت سے پہلے اس کی خواہش پوری ہو جائے

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

سے بہت بے چین تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے دریافت کیا، اے ابوالحسن! فرمائیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کیسے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیال فرمایا کہ اصلی کیفیت تو طبیب سے کہنا چاہیئے عوام کو کہنے سے کیا فائدہ اس لیے) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (لوگوں سے) فرمایا بہر حال ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمت شامل حال رہتی ہے، الحمد للہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا جو حال ہے وہ بہتر ہے[1]۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۱۹۸۳ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِیْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ایک مسلمان اپنے بھائی مسلمان کی بیمار پرسی کو جاتا ہے تو اس کی بیمار پرسی سے واپس آنے تک (اپنے آپ کو سمجھے کہ میں جنت میں ہوں اور) جنت میں میوہ خوری کر رہا ہوں[2]۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۹۸۴ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِیَ وَاِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جو مسلمان صبح کے وقت کسی مسلمان مریض کی بیمار پرسی کرتا ہے تو اس کے لیے ستر ہزار فرشتے شام تک دعاء مغفرت کرتے رہتے ہیں اور جو

---

[1] ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرما کر تعلیم دے رہے ہیں کہ مریض کی حالت جب دریافت کی جائے تو ایسے ہی بیان کرنا چاہیئے، جیسے میں بیان کر رہا ہوں۔

[2] اس سے مراد یہ ہے کہ بیمار پرسی کرنے والا جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ یہ ہے خدا کی دین کہ ذرا سے نیک کام پر اتنا بڑا ثواب عطا فرماتے ہیں۔

وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

مسلمان شام کے وقت کسی مریض کی بیمار پرسی کرتا ہے تو اس کے لیے صبح ہونے تک ستر ہزار فرشتے دعاء مغفرت کرتے رہتے ہیں، اور بیمار پرسی کرنے والے کے لیے جنت میں ایک باغ تیار کیا جاتا ہے اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۱۹۸۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَهٗ لَوَجَدْتَنِيْ عِنْدَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ اِسْتَسْقَاكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا اَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تھا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی، بندہ عرض کرے گا، پروردگارا میں کیسے آپ کی عیادت کرتا آپ رب العالمین ہیں[1]، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی، اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے ضرور اس کے پاس پاتا (اور میں تجھ پر رحمت کرتا اور تجھ سے راضی ہو جاتا) ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، بندہ عرض کرے گا پروردگار! میں آپ کو کیسے کھانا کھلا سکتا تھا، حالانکہ آپ سارے عالم کے پرورش کرنے والے ہیں[2] اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اور تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا، اگر تو نے اس کو کھانا کھلا دیا ہوتا تو ضرور اس کھانے کا ثواب میرے پاس پاتا، ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا مگر تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ بندہ عرض کرے گا،

لہ ایک لحظ آپ عالم سے غافل نہیں ہو سکتے ہیں، اگر آپ بیمار ہو جائیں تو عالم کی نگرانی نہیں ہو سکتی اس لیے نہ آپ بیمار ہو سکتے اور نہ میں آپ کی بیمار پرسی کر سکتا

۲ہ سب کو آپ ہی کھلاتے ہیں اور آپ نہیں کھاتے ہیں

عِنْدِیْ -

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

پروردگار ایسا میں آپ کو کیسے پانی پلاتا حالانکہ آپ رب العالمین ہیں[1]، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے فلاں بندہ نے مجھ سے پانی مانگا تو نے اس کو پانی نہیں پلایا، سن! اگر تو نے اس کو پانی پلایا ہوتا تو اس پانی پلانے کا ثواب میرے پاس پاتا، اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۹۸۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا نَادٰى مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا -
۱۳

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص (محض ثواب کی نیت سے) کسی بیمار کی بیمار پرسی کرتا ہے تو اس کے لیے آسمان کا ایک فرشتہ یہ ندا دیتا ہے (اے بیمار پرسی کرنے والے) تو بڑا خوش تقدیر ہے[2]، مبارک ہو تجھ کو تو جنت کے مراتب اور درجات طے کرتا چلا گیا ہے، تو نے بیمار پرسی کیا کی ہے کہ بیمار پرسی کے صلہ میں جنت میں تو نے اپنا گھر بنا لیا ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱۹۸۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَعَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ سِتِّيْنَ خَرِيْفًا -
۱۴

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اچھی طرح سنن اور مستحبات کی پابندی کے ساتھ وضوء کرے اور محض ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرے تو وہ شخص (عبادت کی وجہ سے) دوزخ سے بہت دور ہوگا جس کی مسافت ساٹھ سال کی ہوگی۔
اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے -

---

[1] کسی چیز کے آپ محتاج نہیں ہیں، سب آپ ہی کے محتاج ہیں
[2] دنیا میں بھی بیمار پرسی کرنے کی وجہ سے تجھے بھلائی دیجائے گی اور آخرت کا اچھا کیا کہ بہتر سے بہتر بھلائی تیرے لیے رکھی گئی ہے اور بیمار پرسی کے لیے جو قدم تو نے اٹھایا ہے، اس سے تو یہ نہ سمجھنا کہ تو نے دنیا کا رستہ طے کیا ہے بلکہ

ف :- اس حدیث شریف میں وضوء کر کے عیادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے کہ عیادت عبادت ہے اور عبادت وضوء کے ساتھ ہو تو کامل اور افضل ہوتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب عیادت کو جائے گا تو وہاں مریض کے لیے دعا کرے گا اور دعاء با وضو، ہو تو جلد قبول ہوتی ہے، اس لیے با وضوء عیادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی لیے با وضوء عیادت کرنا سنّت ہے۔ (مرقات)

۱۹۸۸/۱۵ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ الرَّحْمَةَ حَتّٰى يَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ اِغْتَمَسَ فِيْهَا۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ وَ اَحْمَدُ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی بیمار کی بیمار پرسی کے لیے چلتا ہے تو وہ بیمار کے پاس جا کر بیٹھنے تک رحمت الٰہی کے دریا میں تیرتا ہوا جاتا ہے اور جب وہ بیمار کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو رحمت الٰہی کے دریا میں غرق ہو جاتا ہے۔ اس کی روایت امام مالک اور امام احمد نے کی ہے۔

۱۹۸۹/۱۶ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى اَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهٗ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ لَهٗ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ كَلَّا بَلْ حُمّٰى تَفُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذًا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے وہ شخص جنگل اور کھیتوں میں رہنے والا تھا (تہذیب اور گفتگو کے آداب سے بے خبر تھا) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب آپ کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ (تم اس بیماری سے گھبراؤ نہیں، یہ بیماری مہلک نہیں ہے بلکہ) تمہارے گناہوں کو پاک کرنے والی ہے، ان شاء اللہ! فرمایا کرتے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حسب معمول اس دیہاتی آدمی سے بھی یہی فرمایا تو وہ کہنے لگا حضور! بخار جسم کا ابال

لہ اس دیہاتی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی کچھ قدر نہ کی، اپنے اکھڑپن سے کہا آپ تو فرماتے ہیں کہ یہ بیماری مہلک نہیں مگر مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیماری اس بڈھے کو قبر میں پہونچا کر رہے گی، دیکھئے ایک بڈھے ناتوان کو کس قدر بخار ہے۔

رہا ہے (آپ فرماتے ہیں کہ یہ بیماری مہلک نہیں ہے مگر) مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیماری اس بڈھے کو قبر میں پہنچا کر رہے گی، دیکھے ایک بڈھے تا اِزان کو کس قدر بخار ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس دیہاتی کو یہ کہتے ہوئے سن کر فرمایا (تم نے خدا کی نعمت کا کچھ شکر ادا نہ کیا) پھر تو اچھا ایسا ہی ہوگا جیسا تم کہہ رہے ہو، اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۱۹۹۰ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَی الْمَرِیْضِ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِیْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَیُطَیِّبُ بِنَفْسِهٖ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی بیمار کی بیماری پرسی کو جاؤ[1] (یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے)[2]، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، کہ تمہارے اس طرح کرنے سے تقدیر الٰہی تو نہیں بدل سکتی (جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا) لیکن اس سے بیمار کا دل خوش ہو جائے گا (اور بعض وقت اس سے اس کی بیماری میں بھی تخفیف ہو جاتی ہے اور بیمار کو بیماری کی تکلیف کم محسوس ہوتی ہے۔ اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱۹۹۱ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَادَ مَرِیْضًا فَقَالَ اَبْشِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ هِیَ نَارِیْ اُسَلِّطُهَا عَلٰی عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ فِی الدُّنْیَا لِتَکُوْنَ حَظَّهٗ مِنَ النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک صاحب کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے (جو بخار میں مبتلا تھے) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا (سنو! بخار کو تم سمجھتے ہو کہ یہ کیا ہے؟) میں تم کو خوش خبری دیتا ہوں، سنو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ بخار میری آگ ہے جس کو میں دنیا ہی میں اپنے

---

[1] (اس سے ایسے الفاظ کہو جن سے اس کا دل خوش ہو جائے، مثلاً یوں کہو)
[2] کوئی فکر کی بیماری نہیں ہے اللہ تعالیٰ تم کو صحت دے، ایسے دل خوش کن الفاظ کہنے سے مریض کا دل خوش ہو جاتا ہے۔

(اَلْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

بندۂ مومن پر مسلّط کر دیتا ہوں تاکہ قیامت کے دن اپنے گناہوں کے بدلے میں آگ میں جھونکے جانے سے بچ جائے[1] اس حدیث کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

۱۹۹۲ ۱۹ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَكٰى مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو حضور اپنا سیدھا ہاتھ اس بیمار پر پھیرتے، اور یہ دعا پڑھتے اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

اے لوگوں کے پروردگار (پرورش بھی آپ ہی کرتے ہیں، صحت بھی آپ ہی دیتے ہیں) آپ ہی شافی ہیں، آپ ہی اس بیمار کی (بیماری کو دور کیجئے، بیماری سے شفاء دیجئے، آپ ہی شافی ہیں، شفاء آپ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے، آپ کے سوا کوئی شفاء دینے والا نہیں، اس مریض کو ایسی شفاء عطا فرمایئے کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱۹۹۳ ۲۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُوْدُ مَرِيْضًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَاُ لَكَ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی مریض کے پاس عیادت

---

[1] دنیا ہی میں یہ بخار جو مثل آگ کے ہے دوزخ کی آگ کا بدلہ ہو جائے اور آخرت میں یہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے۔

عَدُوًّا اَوْ يَمْشِيْ لَكَ اِلٰى جَنَازَةٍ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

کو جائے تو اس کو اس مریض کے پاس یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا اَوْ يَمْشِيْ لَكَ اِلٰى جَنَازَةٍ۔

الٰہی اس بیمار کو آپ شفاء دیجئے تاکہ یہ آپ کے دین کی مدد کرے، آپ کے دین کے مخالف (جو کفار ہیں ان سے جہاد کرے (اور مسلمانوں کی ہمدردی کرے) ان کے جنازے کے ساتھ جائے۔

اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۱۹۹۴ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ اِذَا اشْتَكَى الْاِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ اَوْ كَانَتْ بِهٖ قَرْحَةٌ اَوْجُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِصْبَعِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب کسی شخص کے بدن کے کسی حصہ میں کوئی بیماری لاحق ہو جاتی تو کسی کو پھوڑا ہوتا یا کوئی زخم ہو جاتا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی شہادت کی انگلی پر اپنا مبارک تھوک لیتے اور اس کو زمین پر رکھتے، جس سے تھوک میں مٹی مل جاتی تھی، یہ مٹی ملی ہوئی تھوک کی (انگلی کو (بیمار کی اس جگہ پر) رکھتے (جہاں کوئی درد ہو یا پھوڑا ہو یا زخم ہو، اور اس جگہ پر) ملتے ہوئے یہ دعا پڑھتے۔ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔
اللہ تعالیٰ کے نام (کی برکت) سے ہماری سرزمین کی یہ مٹی ہم میں سے کسی کے تھوک کے ذریعہ ہمارے بیمار پر لگائی اس بیمار کے زخم پر یا اس کے پھوڑے پر جو ملی جا رہی ہے الٰہی اس بیمار کو) آپ کے حکم سے شفا ہو

ف اب رہی یہ بات کہ حدیث شریف میں تھوک کو مٹی سے ملا کر یہ جو علاج کیا گیا ہے وہ ایسے اسرار میں سے ہے جن کا سمجھنا ہماری عقلوں سے باہر ہے جیسے حضور نے عمل کیا ہے، ایسے ہی عمل کرو، اور اللہ تعالیٰ سے شفاء کی امید رکھو جیسا کہ اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے

اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱۹۹۵ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ كُنْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفُثُ وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک یہ تھی کہ جب آپ بیمار ہوتے تو معوذات[1] یعنی سورۂ قل اعوذ برب الفلق، سورۂ قل اعوذ برب الناس (اور ان دونوں کے پہلے) قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد (ان چار سورتوں کو) پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونکتے اور دونوں ہاتھوں کو جہاں تک پہنچ سکتے اپنے جسم پر مل لیتے تھے[2]، حضرت ام المومنین فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اس بیماری سے بیمار ہوئے جس میں آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو میں انہی معوذات کو خود پڑھتی تھی۔ اور حضور کے ہاتھوں پر پھونک کر حضور کے ہاتھوں کو ہی حضور کے جسم پر ملا کرتی تھی[3] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح مذکور ہے ام المومنین فرماتی ہیں کہ جب گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہو جاتا

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَتْ كَانَ إِذَا مَرِضَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ نَفَثَ

[1] حدیث شریف میں معوذات جو جمع کا لفظ کہا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد کو بھی معوذات میں شریک کر کے معوذات جمع کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اگرچہ کہ سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص میں تعوذ کا ذکر نہیں ہے، مگر سورۂ فلق اور سورۂ ناس میں تعوذ کا ذکر ہونے سے ان دونوں سورتوں کو تغلیباً یعنی غالب کر کے سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کو ضمنی طور پر معوذات میں شریک کیا گیا ہے، جیسا کہ عسقلانی سے مرقات میں مذکور ہے

[2] تو حضور کو معلوم ہو گیا کہ آپ اس بیماری ہی دنیا سے تشریف لے جائیں گے۔ اس لیے آپ خود معوذات حسب عادت نہ پڑھتے اور نہ اپنے پر پھونک مارتے مجھے حضور کی صحت کی بے حد فکر تھی اس لیے

[3] تاکہ حضور کے ہاتھوں کی برکت سے اور ان معوذات کے پڑھنے سے حضور کو جلد صحت ہو جائے۔

عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ ۔

۱۹۹۶ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ
۲۳ اَنَّهٗ شَكَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا يَجِدُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِيْ يَأْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ قَالَ فَفَعَلْتُ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِيْ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۹۹۷ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ
۲۴

تو حضور معوذات پڑھ کر بیمار پہ دم کر دیا کرتے تھے[1]

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، حضور! میرے جسم کے فلاں حصہ میں درد رہتا ہے[2] ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے جسم کے جس حصہ میں درد ہو رہا ہے اس حصہ پر ہاتھ رکھ کر تین دفعہ بسم اللہ کہو، اور سات دفعہ "اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ"، بھی کہو (اس دعا کا ترجمہ یہ ہے الٰہی! ہر چیز پر آپ غالب ہیں، کوئی چیز آپ کی قدرت سے باہر نہیں ہے مجھے یہ درد بہت ستا رہا ہے اس لیے میں آپ کی عزت اور قدرت کی پناہ میں آکر دعا کرتا ہوں کہ جس درد کو میں پا رہا ہوں اور ڈر رہا ہوں کہ یہ درد اور زیادہ نہ ہو جائے اس درد کے شر سے مجھے بچایئے اور یہ درد مجھ سے دور کر دیجئے) حضرت عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل کی، کیا کہوں! حضور کے ان سکھلائے ہوئے الفاظ میں کیا اثر تھا جیسے ہی میں نے یہ الفاظ ادا کئے، اللہ تعالیٰ نے میرے سارے درد کو دور کر دیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] مسلم کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ معوذات کو پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے مریض کے جسم پر ملے بغیر صرف مریض کے جسم پر پھونک دینا بھی کافی ہے

[2] حضرت عثمان بن ابی العاص جسم کے جس حصہ میں درد تھا اس کی صراحت نہیں۔ کی۔ اس لیے کہ صراحت کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا

جِبْرِيْلَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُّؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن جبرئیل علیہ السّلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آئے (اور آپ کو کچھ بیمار پایا) تو کہا یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ کا مزاج کیسا ہے، کیا آپ بیمار ہیں، حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہاں! (میں بیمار ہوں) تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے (بیماری دور ہونے کے لیے) یہ دُعا پڑھی

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُّؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ ط۔

اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آپ کے لیے دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر ایذاء دینے والی چیز سے محفوظ رکھے، ہر شخص کے شر سے اور حاسد کی نظر بد سے آپ کو بچائے، اور اللہ تعالیٰ آپ کو ہر شفاء عطاء فرمائے، الٰہی میں آپ کے نام سے پھر دعا کرتا ہوں کہ حضور ہر مرض سے محفوظ رہیں۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱۹۹۸ / ۲۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ وَيَقُوْلُ اِنَّ اَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتے تھے، وہ الفاظ یہ تھے۔

اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ ط

(حسن اور حسین) تم دونوں کو میں اللہ تعالیٰ ...

لہ جب بچے تھے تو ان کی حفاظت کے لیے ذیل کے الفاظ فرما کر ان دونوں صاحبزادوں کی حفاظت کی دعا فرمائی

کے کلمات تامہ (یعنے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور آسمانی کتابیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری گئی ہیں اور جو ہر قسم کے نقصان سے پاک ہیں ان) کی حفاظت میں دیتا ہوں ہر (سرکش ضرر رساں جنات اور انسان اور) شیطان (کے شر) سے اور ہر موذی جانور (کے شر سے بھی اور ہر نظر بد (کے شر) سے بھی (جو طرح طرح کے نقصان پہنچاتی ہے)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے[1] تمہارے باپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام (کی تمام آفات سے حفاظت) کے لیے یہی دعا پڑھا کرتے تھے، اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۱۹۹۹ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا فَيَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ اِلَّا شُفِيَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُهٗ۔
۲۶

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کے لیے جا کر اس کے پاس بیٹھ کر ذیل کی دعا سات مرتبہ پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس بیمار کو ضرور اس بیماری سے شفاء عطاء فرمائیں گے ہاں اگر اس شخص کی موت ہی آ گئی ہو تو وہ اور بات ہے (موت کا وقت ٹل نہیں سکتا) وہ مذکورہ دعاء یہ ہے۔

اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ ط۔

(بیمار کی طرف متوجہ ہو کر کہے) بڑی عظمت والے خدا سے جو عرش عظیم کا رب ہے درخواست

---

[1] بیٹا! حسن و حسین جیسے ہیں تم دونوں کی حفاظت کے لیے مذکور الصدر دعا پڑھا کرتا ہوں،

کرتا ہوں کہ وہ تم کو تمہارے اس مرض سے جلد شفاء دے۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔)

۲۰۹۹/۲۷ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْحُمّٰى وَمِنَ الْاَوْجَاعِ كُلِّهَا اَنْ يَّقُوْلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بخار اور تمام دردوں کے لیے مریض کو اور مریض کی عیادت کرنے والوں کو ذیل کی دعا سکھایا کرتے تھے کہ مریض بھی اور عیادت کرتے والے بھی اس دعا کو پڑھا کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ۔

اگر کوئی بیمار یہ دعا پڑھے تو یہ نیت کرے کہ) میں بڑی شان والے اللہ کے نام کی برکت سے عظمت والے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں (اور اگر کوئی عیادت کرنے والا اس دعا کو پڑھنا چاہے تو وہ اس دعا کو اس نیت سے پڑھے کہ) میں بڑی شان والے اللہ کے نام کی برکت سے اس بیمار کو عظمت والے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں، ہر رگ کے شر سے جس میں خون جوش مار رہا ہو (جو سبب بنتا ہے بخار کا اور سارے دردوں کا اور بخار کی حرارت جو کہ نمونہ ہے) دوزخ کی آگ کا (اس سے اللہ تعالیٰ مریض کو بچائے) (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

۳۰۰۱/۲۸ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اشْتَكٰى مِنْكُمْ شَيْئًا اَوِ اشْتَكَاهُ اَخٌ لَّهٗ فَلْيَقُلْ رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اِسْمُكَ

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ جو شخص خود بیمار ہو، یا اس کا کوئی دوست بیمار ہو گیا ہو تو ذیل کی دعاء خود بیمار

أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْأَرْضِ اِغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ أَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِّنْ شِفَائِكَ عَلَى هٰذَا الْوَجِعِ فَيَبْرَأُ۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاؤدَ)

پڑھے یا بیمار پرسی کے لیے جانے والا بیمار کے پاس بیٹھ کر) پڑھے،

ہمارا پروردگار وہ ہے کہ جس کی بلاشرکت غیرے آسمانوں میں عبادت کی جاتی ہے، ایسا ہی زمین میں بھی اس کی عبادت ہوتی ہے مگر معبودانِ باطلہ بھی زمین پر عبادت میں شریک کر لیے جاتے ہیں اس طرح آسمانوں میں نہیں ہے، اس لیے کہا گیا ہے کہ) ہمارا پروردگار تو وہ ہے جو آسمانوں میں ہے (آپ کی ذات کی طرح) آپ کا نام بھی پاک ہے (کہ جو آپ کا نام لیتا ہے اس کا دل بھی پاک ہو جاتا ہے) آپ کی حکومت جیسے آسمانوں میں ہے، ویسے زمین پر بھی ہے (مگر آسمان والے گناہوں سے پاک ہونے کی وجہ سے آپ کی رحمت خاص انہی پر ہے، اگرچہ زمین والے گناہوں کی وجہ سے آپ کی رحمت کے مستحق نہیں ہیں مگر محض اپنے فضل وکرم سے) آپ زمین والے پر بھی اپنی رحمت نازل کیجئے، ہمارے کبیرہ گناہوں کو اور ہماری خطاؤں کو معاف کر دیجئے (تاکہ ہم آپ کی رحمت کے مستحق ہو جائیں اور گناہ معاف ہونے کی وجہ سے ہمارا شمار بھی پاک لوگوں میں ہو جائے) آپ پاکوں کے پروردگار ہیں اگر ہم پر آپ کا فضل وکرم ہو جائے تو ہم بھی پاک ہو جاتے ہیں، جیسے آپ کی رحمت پاک لوگوں پر ہے ایسا ہی ہم پر بھی! آپ کی رحمتوں میں سے رحمت نازل ہو اور گناہوں کی شامت سے ہم بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ہیں جب آپ ہمارے گناہ معاف کر دیتے ہیں تو آپ جو شفاء نازل فرماتے

ہیں اس میں سے ہمارے مریض کی) اس تکلیف پر بھی شفاء نازل فرمائیے (تا کہ ہمارا مریض صحت یاب ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ) اس طرح (دعا کرنے) سے بیمار کو شفاء ہو جائے گی۔ اس حدیث کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

٢٠٠٢ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ عَادَنِي[29] النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِعَيْنَيَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاؤدَ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ وَالطَّبْرَانِيِّ مَرْفُوْعًا ثَلَاثَةٌ لَيْسَ لَهُمْ عِيَادَةٌ الْعَيْنِ وَالرَّمَدِ وَالضِّرْسِ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) مجھے آشوب چشم ہو گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے آشوب چشم کی وجہ سے میری عیادت فرمائی[1]، اس حدیث کی روایت امام احمد اور ابو داؤد نے کی ہے[2]، اس لیے بیہقی اور طبرانی کی ایک روایت میں مرفوعاً مروی ہے کہ تین بیماریاں ایسی ہیں جن کے لیے عیادت کرنا (سنت مؤکدہ) نہیں ہے[3]۔

٢٠٠٣ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ[30] اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] اگرچہ کہ اور بیماریوں میں عیادت سنت مؤکدہ ہے (جیسا کہ مرقات میں شرعۃ الاسلام کے حوالہ سے مذکور ہے مگر آشوب چشم میں جو عیادت کی گئی تھی وہ سنت مؤکدہ نہیں ہے

[2] آشوب چشم کی وجہ سے حضور جو عیادت فرماتے ہیں وہ نفل اور عبادتوں کے سنت مؤکدہ نہیں تھی

[3] اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ان تین بیماریوں میں عیادت کرنا ممنوع ہے بلکہ ان تین بیماریوں میں کوئی عیادت کرے تو جائز ہے، ہاں سنت مؤکدہ نہیں ہے اسی وجہ سے آشوب چشم کے مرض کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم عیادت فرماتے ہیں وہ تین بیماریاں جن میں عیادت کرنا سنت مؤکدہ نہیں ہے، بلکہ جائز ہے اور ممنوع نہیں ہے وہ یہ ہیں آنکھ میں درد ہو یا آشوب چشم ہو یا داڑھ کا درد ہو، اسی لیے مرقات میں ازہار سے نقل کیا ہے کہ وہ تمام بیماریاں جن میں کوئی خوف کی بات نہ ہو، جیسے سر کا درد یا دنبل وغیرہ ان کی بھی عیادت ممنوع نہیں ہے، سنت مؤکدہ بھی نہیں ہے، بلکہ جائز ہے چاہیں تو کر سکتے ہیں، ان امراض میں بھی عیادت کرنے سے عیادت کا ثواب ملے گا)

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّصَبْ مِنْهُ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (مصیبتیں ہمیشہ گناہوں کی وجہ سے ہی نہیں آیا کرتی ہیں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ) جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس پر مصیبتیں اتارتے ہیں[1] اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۰۴۰ [۳۱] وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّبَّ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا اُخْرِجُ اَحَدًا مِّنَ الدُّنْيَا اُرِيْدُ اَغْفِرُ لَهٗ حَتّٰى اَسْتَوْفِيْ كُلَّ خَطِيْئَةٍ فِيْ عُنُقِهٖ بِسَقَمٍ فِيْ بَدَنِهٖ وَاِقْتَارٍ فِيْ رِزْقِهٖ۔

(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (یہ حدیث قدسی اسی طرح) مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو تمام عالم کا پرورش کرنے والا ہے پاک ہے اور بڑی شان والا ہے وہ قسم کھا کر اس طرح ارشاد فرماتا ہے، (اس سے آئندہ مضمون کی اہمیت کا اندازہ کرو، وہ ارشاد یوں ہو رہا ہے، میری عزت وجلال کی قسم! جب میں کسی بندہ کو کہ جس سے میں راضی ہوتا ہوں اور اس کی مغفرت کرنی چاہتا ہوں تو میں اس کو دنیا سے اس وقت تک نہیں لے جاتا جب تک کہ اس کے جسم میں بیماری دے کر اور اس پر اس کی روزی تنگ کر کے اس کو اس کے گناہوں سے پاک وصاف نہ کر دوں[2] اس حدیث کی روایت رزین نے کی ہے۔

---

[1] کبھی مال کا نقصان ہوتا ہے، کبھی اولاد کی وجہ سے پریشانی آتی ہے اور کبھی خوف پر آفتیں آتی ہیں، اس کی وجہ سے اس کو گناہوں سے پاک کرتے ہیں اور اس کے درجے بلند کرتے ہیں، اے مصیبت زدہ جب تجھ پر مصیبتیں آئیں تو گھبرانا نہیں، بہت استقلال کے ساتھ برداشت کئے جانا، اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ راضی اور خوش رہنا، پھر دیکھ کیسے تجھ پر خدا کی مہربانی ہوتی ہے تجھے گناہوں سے پاک کرتے ہیں اور آخرت میں بڑے درجے دیتے ہیں

[2] اے وہ شخص جو بیماریوں میں مبتلا ہے یا روزی کی وجہ سے پریشان ہے، یہ ارشاد سن کر بہت استقلال کے ساتھ برداشت کئے جانا ان سب مصیبتوں کو اللہ کی مہربانی کا سبب سمجھنا، دنیا چند روز رہے ختم ہو جائے گی ان مصیبتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی اور خوش رہے گا۔

۲۰۰۵
۳۲
وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَّ لَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا اَذًی وَّلَا غَمٍّ حَتَّی الشَّوْکَۃِ یُشَاکُھَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ خَطَایَاہُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں[1] جس مسلمان کو کسی زخم سے یا پھوڑے پھنسی کی وجہ سے تکلیف ہو یا اس کو کوئی دائمی مرض ہو گیا ہو جس سے اس کو تکلیف ہوتی رہتی ہے اور طرح طرح کے افکار سے گھل رہا ہو، یا مرغوب چیز کے نہ ملنے سے رنج ہو، یا کسی سے کوئی ایذا پہنچ رہی ہو یا کسی وجہ سے غمگین ہو (یا چھوٹی سی چھوٹی مصیبت میں مبتلا ہو مثلاً) کانٹا چبھ گیا ہو، اور کھٹک رہا ہو تو[2] اللہ تعالیٰ تیرے گناہ مٹا رہے ہیں[3] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۰۰۶
۳۳
وَعَنْ عَامِرِ الرَّامِ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَسْقَامَ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَصَابَہُ السُّقْمُ ثُمَّ عَافَاہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْہُ کَانَ کَفَّارَۃً لِّمَا مَضٰی مِنْ ذُنُوْبِہٖ وَمَوْعِظَۃً لَّہٗ فِیْمَا یَسْتَقْبِلُ وَاِنَّ الْمُنَافِقَ اِذَا مَرِضَ ثُمَّ اُعْفِیَ کَانَ کَالْبَعِیْرِ

حضرت عامر الرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیماریوں کا ذکر فرما رہے تھے (اثناء ذکر میں بیماریوں کی فضیلت اس طرح بیان فرمائی کہ جب کوئی مسلمان بیمار ہو جاتا ہے اور بیماریوں کی سختی جھیلنے کے بعد اس کو شفاء ہو جاتی ہے تو اس بیماری سے اس کے گزشتہ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کو نصیحت ہوتی

---

[1] مسلمانو! تم سمجھتے ہو گے کہ تم کو جو مصیبت اور تکلیف پہنچتی ہے اس کا کچھ صلہ نہیں ہے! نہیں! تم نے جو خدا کا دین قبول کیا ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے پاس تمہاری بڑی قدر ہے، سنو!

[2] اے مسلمان یہ نہ سمجھنا کہ تیری یہ ساری تکالیف رائیگاں جا رہی ہیں، نہیں! نہیں! تیری ہر تکلیف کے بدلہ میں دوں گا

[3] تجھ کو گناہوں سے پاک وصاف کر کے دنیا سے لے جانا چاہتے ہیں خوب سمجھ لے کہ محبوب کی مار میں بھی لذت ملتی ہے، یہ سب تکالیف خدا کی طرف سے ہو رہی ہیں، سمجھ کر تجھے ان تکالیف میں لذت لینا چاہیئے اگر لذت نہ لے سکے تو یہ تو سمجھنا چاہیئے کہ ان سب تکلیفوں کا تجھے صلہ مل رہا ہے اور گناہ معاف ہو رہے ہیں (تو تجھے صبر کرنا چاہیئے

عُقُلَهٗ اَهْلُهٗ ثُمَّ اَرْسَلُوْهُ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عَقَلُوْهُ وَلِمَ اَرْسَلُوْهُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْاَسْقَامُ وَاللّٰهِ مَا مَرِضْتُ قَطُّ فَقَالَ قُمْ عَنَّا فَلَسْتَ مِنَّا۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

ہے، آئندہ کے لیے[1] بخلاف منافق کے (کہ اس کو اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں) جب وہ بیمار ہو کر اچھا ہو جاتا ہے تو اس کی مثال اس اونٹ کی طرح ہے کہ جس کو اس کے مالک نے باندھ کر پھر چھوڑ دیا ہو، وہ نہیں جانتا کہ اس کو کس لیے باندھا تھا! اور کس لیے اس کو چھوڑ دیا[2]، ایک شخص نے کہا، یا رسول اللہ! (آپ بیماری کی فضیلت تو بیان فرما رہے ہیں مگر) مجھے خبر نہیں کہ بیماری کیا ہے، خدا کی قسم! میں کبھی بیمار نہیں ہوا (حضور کو کشف نبوت سے معلوم ہوا کہ وہ منافق ہے اس لیے ارشاد فرمایا! تم ہمارے پاس سے اٹھ جاؤ، معلوم ہوتا ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو (بیماری کی ہی نے جو فضیلت بیان کی تم اس کا مذاق اڑا رہے ہو، مسلمان کی یہ شان نہیں ہوتی) اس حدیث کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

۲۰۰۷/۳۳ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا جَآءَهُ الْمَوْتُ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ هَنِيْئًا لَهٗ مَاتَ وَلَمْ يُبْتَلَ بِمَرَضٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ مَا يُدْرِيْكَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاهُ بِمَرَضٍ فَكَفَّرَ عَنْهُ مِنْ سَيِّاٰتِهٖ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک صاحب (جو کسی بیماری سے بیمار نہیں تھے) اچانک ان کا انتقال ہو گیا تو (ان کے انتقال کی کیفیت سن کر) ایک صاحب کہنے لگے، واہ، واہ، کیا اچھی موت ہے! بیماری سے کسی قسم کی تکلیف اٹھائے بغیر ان کی موت ہو گئی (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ارے

[1] کہ گناہوں کی شامت سے بیماریاں آئی تھیں اللہ کا شکر ہے کہ بیماری سے شفاء ہو گئی اور گناہ مٹا دیئے گئے۔ آئندہ مجھے گناہ نہ کرنا چاہیئے مسلمان کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے، اس لیے وہ اس طرح کی نصیحت لیتا ہے۔

[2] ایسے ہی منافق کو خبر ہی نہیں کہ کیوں بیمار کیا گیا اور کیوں شفاء دی گئی، نہ گزشتہ گناہوں پر نادم ہوتا ہے اور نہ آئندہ کے لیے اس کو نصیحت ہوتی ہے

(رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا)

افسوس کی بات ہے ! (بغیر بیماری کے مرنے کی تم تعریف کر رہے ہو) تم کو کچھ خبر بھی ہے کہ اگر اللہ تعالٰے ان کو کسی بیماری میں مبتلا کرتے تو بیماری کی وجہ سے ان کے گناہ مٹا دیئے جاتے۔ اس حدیث کی روایت مرسلاً امام مالک نے کی ہے۔

۲۰۰۸ / ۳۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَثُرَتْ ذُنُوْبُ الْعَبْدِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَا يُكَفِّرُهَا مِنَ الْعَمَلِ ابْتَلَاهُ اللهُ بِالْحُزْنِ لِيُكَفِّرَهَا عَنْهُ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی بندہ کے گناہ کثرت سے ہو جاتے ہیں اور اس کا کوئی ایسا نیک عمل نہیں ہوتا کہ جو اس کے گناہوں کو مٹا دے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں کہ جس سے وہ (پریشانی اور رنج اور فکر و) غم میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۰۰۹ / ۳۶ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهُ بِيَدِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلْ إِنِّيْ أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ فَقُلْتُ ذٰلِكَ لِأَنَّ لَكَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سخت بخار چڑھا ہوا ہے، میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہاتھ لگا کر دیکھا اور عرض کیا، یارسول اللہ! آپ کو جب بخار آتا ہے تو بہت سخت بخار آتا ہے۔ رسول اللہ

لہ یہ گناہوں سے پاک ہو کر مرنے، اس نعمت سے بے محروم رہے بغیر بیماری کے مرنے میں تعریف کی کیا بات ہے۔

ٹہ اے مسلمان! اپنا اللہ تعالٰے کس طرح تجھ پر مہربان ہیں، تیرے گناہوں کو مٹا دینے کے لیے کس طرح سامان مہیا کرتے ہیں اے ناشکرے انسان! تجھے اس کی قدر نہیں، جب تجھ پر پریشانی اور رنج اور فکر و غم آجاتے ہیں تو اس کی قدر نہیں کرتا، بلکہ زبان سے یا دل سے، خدائے تعالیٰ کی شکایت کرتا ہے، تجھے خدائے تعالٰے کا شکر کرنا چاہیئے کہ تیرے گناہوں کے مٹانے کے لیے اسباب مہیا کر دیئے ہیں

اَجْرَیْنِ فَقَالَ اَجَلْ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یُصِیْبُہٗ اَذًی مِّنْ مَّرَضٍ فَمَا سِوَاہُ اِلَّا حَطَّ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ سَیِّاٰتِہٖ کَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَۃُ وَرَقَہَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! مجھے بخار (اتنا) ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے میں نے عرض کیا، کہ حضور! کیا اس کی وجہ یہ ہے آپ کو دو شخصوں کے برابر بخار دے کر دگنا اجرو ثواب دیا جاتا ہے، تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایا ہاں! ایسا ہی ہے، پھر حضور نے ارشاد فرمایا (سنو ابن مسعود! اللہ تعالیٰ کی مہربانی کیا کہوں، مجھے تو دوہرا اجروثواب دیتے ہیں مگر) مسلمان کو (اجروثواب دینے کے سوا) جب کسی بیماری کی وجہ سے یا کوئی اور وجہ سے ایذاء اور تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کے گناہ ایسا جھڑاتے ہیں جیسے خزاں میں (تیزی سے) جھاڑ کے پتے جھڑتے رہتے ہیں (پتے جھڑنے کے بعد جھاڑ جیسے ہو جاتا ہے) ایسا ہی مسلمان گناہوں کے جھڑنے سے پاک وصاف ہو جاتا ہے اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۰۱۰ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی مَرِیْضٍ فَمُرْہُ یَدْعُوْ لَکَ فَاِنَّ دُعَاءَہٗ کَدُعَاءِ الْمَلٰٓئِکَۃِ۔

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو بیمار سے کہو کہ وہ تمہارے لیے دعا کرے کیونکہ (بیمار بیماری کی وجہ سے گناہوں سے فرشتوں کی طرح پاک ہو جاتا ہے اور اسی لیے) فرشتوں کی دعا کی طرح بیمار کی دعا قبول ہوتی ہے (ایسی حالت میں تم جب بیمار سے دعا کرواؤ گے تو بیمار کی دعا تمہارے لیے مقبول ہوگی) اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے

۲۰۱۱ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰہُ تَعَالٰی بِعَبْدِہِ الْخَیْرَ عَجَّلَ لَہُ الْعُقُوْبَۃَ فِی الدُّنْیَا وَإِذَا أَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْہُ بِذَنْبِہٖ حَتّٰی یُوَافِیَہٗ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب (کسی بندے کے نیک اعمال اللہ تعالیٰ کو پسند آجاتے ہیں اور وہ اس سے راضی ہو جاتے ہیں اور) اللہ چاہتے ہیں کہ (آخرت میں) اس بندے کے ساتھ بھلائی کی جائے (اور آخرت میں اس کو راحت وآرام سے رکھا جائے) تو (اس کے جو گناہ ہیں ان کی) سزا جلدی کر کے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا ہی میں دیدیتے ہیں[۱]، اور جب کسی بندے (کے برے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور) اللہ چاہتے ہیں کہ پوری سزا دی جائے تو دنیا میں اس کے گناہوں کی سزا نہیں دیتے بلکہ راحت وآرام سے دنیا میں رکھتے ہیں تاکہ) آخرت میں وہ اپنے گناہوں کی پوری پوری سزا پائے اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٠١٢ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِیْ رَبَاحٍ
٣٩
قَالَ قَالَ لِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أُرِیْكَ امْرَأَۃً مِّنْ أَھْلِ الْجَنَّۃِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ ھٰذِہِ الْمَرْأَۃُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ إِنِّیْ أُصْرَعُ وَإِنِّیْ أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰہَ فَقَالَ إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّۃُ وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰہَ أَنْ یُّعَافِیَكِ فَقَالَتْ أَصْبِرُ فَقَالَتْ إِنِّیْ أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰہَ أَنْ لَّا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَھَا.

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھ سے فرمایا عطاء کیا میں تم کو ایک جنتی عورت دکھاؤں میں نے عرض کیا ضرور دکھائیے، تو حضرت ابن عباس نے فرمایا، دیکھو! یہ کالی حبشن عورت ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے عرض کیا تھا، یارسول اللہ! میں مرگی کی بیماری میں مبتلا ہوں جب مجھے مرگی کا دورہ ہوتا ہے تو میں بے ہوش ہو کر گر پڑتی ہوں اور) برہنہ ہو جاتی ہوں[۲]

۱؎ دنیا میں طرح طرح کی پریشانیاں اور بیماریاں اور رنج دے کر اس کے گناہوں کو مٹا کر اس کو پاک و صاف کر کے آخرت میں راحت وآرام سے رکھتے ہیں

۲؎ اور اس سے بہت پریشان ہوتی ہوں۔ کیا کروں اس مرض سے کیسے نجات ملے گی صرف آپ کی دعا کا بھروسہ ہے، اس لیے عرض کرتی ہوں کہ

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

آپ میرے لیے دعاء فرمائیں، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سنو! (اگر تم اس مرض مرگی پر صبر کرو گی تو اس کے بدلہ میں تم کو جنت ملے گی اور اگر تم یہ چاہتی ہو کہ میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعاء کروں کہ اس مرض مرگی سے تمہیں اللہ تعالیٰ شفاء دیں تو دعا کرتا ہوں (اللہ تعالیٰ شافی ہیں وہ تم کو شفا دیدیں گے) اس عورت نے عرض کیا حضورؐ! آپ میرے لیے دعاء فرمائیں کہ (میں جو مرض کی وجہ سے برہنہ ہو جاتی ہوں یہ نوبت نہ آئے اور) میں برہنہ ہو جاؤں تو حضورؐ نے اس کے لیے (برہنہ نہ ہونے کی) دعا فرمائی۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۰۱۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شِخِّیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ ابْنِ اٰدَمَ وَاِلٰی جَنْبِہٖ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ مَنِیَّۃً اِنْ اَخْطَاَتْہُ الْمَنَایَا وَقَعَ فِی الْھَرَمِ حَتّٰی یَمُوْتَ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ایک دن) ارشاد فرمایا کہ انسان کثرت سے مہلک بلاؤں میں گھرا ہوا ہے، جن میں سے ہر ایک موت کا سبب ہوتی ہے اگر ان تمام بلاؤں سے بچ کر نکل بھی گیا تو بڑھاپے میں پھنس جاتا ہے، (جو ساری بلاؤں کا جامع ہے) اور پھر بڑھاپا ایک دن انسان کو موت تک پہنچا کر رہتا ہے اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

لہ کہ اس مرض مرگی سے مجھے شفاء ہو جائے تاکہ میں برہنگی سے بچ جاؤں۔
کہ میں اس بیماری پر صبر کرکے جنت ہی لینا چاہتی ہوں صرف اتنا عرض کرتی ہوں کہ
ٹہ اگر ایک بلاء سے بچ گیا ہو تو کیا ہوا، دوسری بلاء میں گرفتار ہو جاتا ہے، پھر کسی نہ کسی بلاء کی وجہ سے موت کا شکار ہو جاتا ہے
کہ اے غافل انسان! دیکھ یہ تیری زندگی کا خلاصہ ہے کب تک تو غفلت میں رہے گا، ہر وقت تو موت کے لیے تیار رہ اور ہمیشہ سفر آخرت کی تیاری میں لگا رہ۔

۲۰۱۴ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
۴۱ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيِّئُهَا الرِّيَاحُ تَصْرَعُهَا مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا أُخْرٰى حَتّٰى يَأْتِيَ أَجَلُهُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ الْمُجْذِيَةِ الَّتِيْ لَا يُصِيْبُهَا شَيْءٌ حَتّٰى يَكُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَّاحِدَةً۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، مسلمان کی مثال ایسی ہے جیسے (دھان کا) تروتازہ کھیت، جس کی ہوائیں جھونکے دیتی رہتی ہیں کبھی گرا دیتی ہیں، اور کبھی سیدھا کر دیتی ہیں یہاں تک کہ وہ خشک ہو جاتا ہے[1]، اور منافق کی مثال ایسی ہے جیسے صنوبر کا درخت جو اپنی جڑ پر قائم رہتا ہے، ہوائیں اس کو اِدھر اُدھر نہیں جھکا سکتیں اور (آخر کار جب گرتا ہے تو) ایک دم جڑ سے اکھڑ کر گر جاتا ہے[2]۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۰۱۵ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
۴۲ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيْحُ تُمِيْلُهُ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيْبُهُ الْبَلَاءُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْأَرْزَةِ لَا تَهْتَزُّ حَتّٰى تَسْتَحْصِدَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مومن کی مثال ایسی ہے جیسے کھیتی کہ ہوائیں اس کو اِدھر اُدھر جھونکے دیتی رہتی ہیں (کبھی گرا دیتی ہیں اور کبھی سیدھا کر دیتی ہیں) ایسے ہی مسلمان پر بھی تکلیفیں اور بیماریاں آتی رہتی ہیں (تاکہ اس کو گناہوں سے پاک کریں) اور منافق کی مثال ایسی ہے جیسے صنوبر کا درخت جو اِدھر اُدھر ہلتا ہی نہیں، یہاں تک کہ کاٹ دیا جاتا ہے (تو گر پڑتا ہے ایسا ہی منافق اکثر تندرست رہتا ہے اور جب موت آتی ہے تو اچانک مر جاتا ہے، اسی وجہ سے اپنے گناہوں

---

[1] ایسے ہی مسلمان کہ اس پر حوادثات اور طرح طرح کی بیماریاں آتی رہتی ہیں، تاکہ اس کو گناہوں سے پاک کریں، کبھی بیمار پڑ جاتا ہے، اور کبھی تندرست ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے، ایسا ہوتے ہوتے اس کی موت آجاتی ہے۔

[2] ایسا ہی منافق اکثر تندرست رہتا ہے، بیماریاں اس کو کم آتی ہیں، اس وجہ سے وہ گناہوں سے پاک نہیں ہوتا ہے اور آخر کار اس پر ایک دم موت کا حملہ ہوتا ہے اور وہ مر جاتا ہے۔

سے دنیا میں پاک نہیں ہوتا اور آخرت میں اپنے گناہوں کی پوری پوری سزا پاتا ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۰۱۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا الْوَجَعُ عَلَيْهِ أَشَدُّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اُس کو بیماری میں درد اور تکلیف اتنی ہوتی ہو جتنی کہ تکلیف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہوتی تھی[۲] اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے

۲۰۱۷ وَعَنْهَا قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات میری ہنسلی کی ہڈی اور ٹھوڑی کے درمیان ہوئی[۳] میں کسی کے سکرات کی تکلیف کو بُرا نہیں سمجھتی[۴] اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۰۱۸ وَعَنْهَا قَالَتْ مَا أَغْبِطُ أَحَدًا بِهَوْنِ مَوْتٍ بَعْدَ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں

---

[۱] اوروں کو بھی بیماری آتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو بیماری آتی تھی مگر

[۲] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو بیماری میں درد و تکلیف ہر شخص کے درد و تکلیف سے زیادہ ہوتی تھی، تاکہ آپ کے مراتب عالیہ میں آپ کی حیثیت کے مطابق ترقی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیماری میں جو درد و تکلیف ہوتی ہے، اس سے اس کی حیثیت کے موافق اس کے مراتب و درجات میں ترقی ہوتی ہے

[۳] کو وفات کے وقت جو سکرات کی تکلیف ہوئی تھی مجھ سے زیادہ کسی کو اس کی خبر نہیں ہوئی اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات شریف میری گود میں ہوئی تھی۔

[۴] کیوں کہ آپ میرے سینہ پر ٹیک دیئے ہوئے تھے میں سمجھتی تھی کہ سکرات کی تکلیف گناہوں کے سبب سے ہوا کرتی ہے جب سے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سکرات کی تکلیف دیکھی ہے میرا وہ خیال باقی نہ رہا اھ

[۵] کیونکہ سکرات کی تکلیف مراتب و درجات کی ترقی کے لیے بھی ہوتی ہے جیسے حضور کو سکرات کی تکلیف مراتب اور درجات کی ترقی کے لیے ہوئی تھی۔

شِدَّةِ مَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ

کہ میں کسی کی آسان موت پر رشک نہیں کرتی جب کہ میں دیکھ چکی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی موت کی سختی گزر چکی ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

۲۱۹/۴۶ وَعَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْمَوْتِ وَعِنْدَهُ قَدَحٌ فِيْهِ مَآءٌ وَهُوَ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى مُنْكَرَاتِ الْمَوْتِ اَوْسَكَرَاتِ الْمَوْتِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک پیالہ میں پانی رکھا ہوا تھا اور آپ اس پیالہ میں ہاتھ ڈال کر پانی لے کر اپنے چہرہ مبارک پر مل رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

اے اللہ! موت کی سختیوں پر اور موت کی بے ہوشی پر میری مدد فرما دیجئے۔[۲]

اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۲۰/۴۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِظَمَ الْجَزَآءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَآءِ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس قدر مصیبت اور بلاء بڑی ہوگی اجر و ثواب بھی اسی قدر بڑا ملے گا۔ جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوتی ہے ان پر (ہی) بلاء اور مصیبت بھیجتے ہیں۔[۳]

---

[۱] پہلے میں آرزو کرتی تھی کہ موت آسان ہو، اور جان کنی کی سختی نہ ہو کہ شائد یہ بُری علامت ہے لیکن جب میں نے دیکھا کہ حضور پر بھی موت کی سختی اور جان کنی ہوئی ہے تو میں نے سمجھ لیا کہ یہ کوئی بری علامت نہیں ہے، اسی لیے

[۲] مسلمانوں سکرات کی سختیوں کو سنت سمجھ کر برداشت کیا کرنا، اس حالت میں بھی اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش رہ کر دنیا سے جانا اور توجہ الی اللہ میں کچھ فرق نہ آنے دینا۔

[۳] اور جن سے اللہ تعالیٰ ناراض رہتے ہیں ان پر بھی بلاء اور مصیبت بھیجتے ہیں، بلاء اور مصیبت تو دونوں پر آتے ہیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کو کس سے محبت ہے اور وہ کس سے ناراض ہیں، نتیجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ

مَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

اگر بندہ (بلاء اور مصیبت سے) راضی (برضاء الٰہی) رہا تو اس کے لیے (اللہ تعالیٰ کی) خوشنودی ہے[1] اگر (کسی بندہ کو بلاء اور مصیبت پہنچے اور (وہ اللہ تعالیٰ سے) ناراض رہے تو (معلوم ہوتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ (بھی) اس سے ناراض ہیں[2]، اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۰۲۱
۴۸
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ أَوِ الْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ حَتَّى يَلْقَى اللهَ تَعَالَى وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى مَالِكٌ نَحْوَهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر ہمیشہ بلائیں آتی رہتی ہیں، خود اس پر[3] اسی طرح اس کے مال پر بھی (بلائیں آتی رہتی ہیں، کبھی مال ضائع ہو جاتا ہے اور کبھی اس میں نقصان آجاتا ہے)[4] اور اس کی اولاد پر بھی، جب (تمہاری موت آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے گناہوں سے پاک وصاف ہو کر جاتے ہیں[5] اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے، اور امام مالک نے بھی اسی طرح

---

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس بندہ سے محبت ہے اور بندہ کو بھی اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور محبت کی ہی علامت ہے کہ محبوب سے اگر بلاء اور مصیبت پہنچے تو راضی اور خوش رہتا ہے اس لیے محبت کرنے والا بندہ بلاء اور مصیبت میں اللہ سے راضی اور خوش ہے

[2] اس لیے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی بلاء اور مصیبت سے ناراض ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس سے محبت نہیں ہے، اس لیے اس بندہ کو بھی اللہ سے محبت نہیں ہے، اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بلاء اور مصیبت سے ناراض ہے اور اس کو بُرا سمجھ رہا ہے

[3] بلائیں اس طرح آتی ہیں کہ طرح طرح کے درد اور بیماریوں میں اور طرح طرح کی ایذاؤں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

[4] بلائیں آتی رہتی ہیں، کبھی مال ضائع ہو جاتا ہے اور کبھی اس میں نقصان جس سے اس کو سخت صدمہ پہنچتا ہے، مسلمانو! یہ نہ سمجھنا کہ ان سب بلاؤں سے تم کو کچھ فائدہ نہیں، اس سے بڑھ کر اور کیا فائدہ ہونا چاہیئے کہ ان بلاؤں کی وجہ سے تمہارے گناہ مٹائے جاتے ہیں۔ اسی طرح گناہ مٹتے رہتے ہیں پھر۔

[5] تو ساری بلائیں اور مصیبتیں دیکھنے میں تو بلائیں اور مصیبتیں ہیں، حقیقت میں نعمت ہیں کہ تم کو گناہوں سے پاک وصاف اور ستھرا کر کے دنیا سے لے جاتے ہیں

کی روایت کی ہے۔

۲۰۲۲ / ۴۹ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ السُّلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ فِيْ جَسَدِهٖ اَوْ فِيْ مَالِهٖ اَوْ فِيْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَّرَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى يُبْلِغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ)

حضرت محمد بن خالد سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اگر کوئی بندہ ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ایک درجہ عالی جنت میں دینا چاہتے ہیں لیکن اس بندہ کے اعمال صالحہ اس درجہ کو حاصل کرنے کے لیے کافی نہیں ہیں، تو اس بندہ کو اللہ تعالیٰ جسمانی مصیبت یا اس کے مال میں طرح طرح سے خسارے اور نقصان یا اس کی اولاد کو بیماریوں میں مبتلا کرتے ہیں (یا اولاد ہلاک ہونے سے رنج دیتے ہیں۔) پھر ان ساری مصیبتوں پر صبر کرنے کی اس کو توفیق دیتے ہیں اور (ان تمام مصیبتوں پر صبر کرنے کی وجہ سے) اس مرتبۂ عالیہ پر جس کو وہ حاصل نہیں کر سکتا تھا (ان مصیبتوں پر صبر کرنے کی وجہ سے) اس درجہ عالی پر اس کو پہنچا دیتے ہیں۔ اس کی روایت امام احمد اور ابو داؤد نے کی ہے۔

۲۰۲۳ / ۵۰ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوَدُّ اَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ يُعْطٰى

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ دنیا میں

لہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور ایمان کی وجہ سے مسلمان داخل جنت ہوتا ہے، کفار کو ایمان نہ ہونے کی وجہ سے دخول جنت نہ ہوگا۔ اسلام پر ہمیشہ قائم رہنے کی نیت کی وجہ سے مسلمان کو جنت میں ہمیشہ رکھیں گے جیسے کفار کو کفر پر ہمیشہ قائم رہنے کی نیت کی وجہ سے ہمیشہ دوزخ میں رکھیں گے، اور جنت کے مراتب اور درجات اعمال نیک کی وجہ سے ملتے ہیں۔

ٹہ (قیامت میں یہ بھی ایک عجیب منظر ہوگا کہ مصیبت زدہ جو دنیا میں مصیبتوں اور بلاؤں میں مبتلا تھے اور ان پر صبر کرتے تھے جب وہ میدان قیامت میں آئیں گے اور ان کی مصیبت و بلاء پر دنیا میں صبر کرنے کی وجہ سے جو ثواب و اجر ان کو دیا جائے گا۔

اَهْلُ الْبَلَاۤءِ الثَّوَابَ لَوْاَنَّ جُلُوْدَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيْضِ.

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

عافیت اور راحت و آرام میں جو رہنے والے تھے (ان) مصیبت زدہ لوگوں کو کثرت سے اجر و ثواب ملتا ہوا دیکھ کر بڑی حسرت سے آرزو کریں گے کاش[1] ہمارا چمڑا دنیا میں قینچیوں سے کترا جاتا[2]۔
اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱۵۲۴ وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاۤءً قَالَ الْاَنْبِيَاۤءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهٖ فَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَاۤؤُهٗ وَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ رِقَّةٌ هُوِّنَ عَلَيْهِ فَمَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَمْشِيَ عَلَى الْاَرْضِ مَالَهٗ ذَنْبٌ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا، یارسول اللہ! تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخت کس کی آزمائش ہوتی ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ آزمائش پیغمبروں کی ہوتی ہے[3]، پھر پیغمبروں کے بعد سخت آزمائش ان کے درجہ سے قریب والوں (یعنی اولیاء و صالحین اور علماء عاملین کی ہوتی ہے[4]، پھر جو ان کے بعد (یقین اور محبت الٰہی میں) ان کے مشابہ ہوتے ہیں ان کی سخت آزمائش کی جاتی ہے[5] وہ زمین پر (اس طرح) چلنے

لہ ہم پر بھی دنیا میں مصیبتیں اور بلائیں آتیں، یہاں تک کہ؛
لہ تو عافیت میں رہنے سے بہت بہتر ہوتا تاکہ ہم بھی ایسا ہی اجر و ثواب پاتے جیسے ان مصیبت زدہ لوگوں کو اجر و ثواب مل رہا ہے۔
سہ اس لیے کہ پیغمبروں کا یقین کامل ہوتا ہے آزمائش سے وہ ڈگمگا نہیں سکتے ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ پیغمبروں کو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے، اسی لیے آزمائش کو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر بلاء اور مصیبت سے ایسی لذت لیتے ہیں جیسے اور لوگ نعمتوں سے لذت لیتے ہیں اور جاہلوں کے عقائد کی حفاظت کے لیے بھی پیغمبروں کو سخت مصیبت سے آزماتے ہیں تاکہ وہ لوگ پیغمبروں کو اللہ ہی نہ سمجھ لیں۔
کہ اس لیے کہ پیغمبروں کے بعد ان حضرات کو یقین اور محبت الٰہی سب سے زیادہ ہوتی ہے، اسی لیے پیغمبروں کے بعد ان کی سب سے زیادہ آزمائش ہوتی ہے۔
ھہ انسان کو اس کی دینداری کے لحاظ سے مصائب میں مبتلا کیا جاتا ہے، اگر وہ اپنی دینداری میں پکا اور مضبوط ہے تو اس پر جو مصیبت آتی ہے وہ بھی بڑی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ اپنی دینداری میں ویسا پختہ اور مضبوط نہیں ہے تو اس پر جو مصیبت اور بلاء آتی ہے وہ بھی معمولی اور آسان رہتی ہے تاکہ سخت مصیبت کی وجہ سے بے صبری نہ کرے اور بے دین نہ ہو جائے گا) اور مصائب و آفات میں مبتلا رہنے کا سلسلہ باقی رہتا ہے، یہاں تک وہ (بلائیں اور مصیبتیں انسان
کے گناہوں کو مٹاتی رہتی ہیں پھر تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر)

وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

لگتا ہے کہ (گویا) اس پر کوئی گناہ ہی نہیں[1] اس حدیث کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۲۰۲۵ / ۵۲ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَالَكِ تُزَفْزِفِيْنَ قَالَتِ الْحُمّٰى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْ اٰدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ام السائب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم کیوں کانپ رہی ہو؟ ام السائب نے عرض کیا، حضور[2] بخار کا ستیاناس ہو (یہ بہت تکلیف دے رہا ہے) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (ارے! ارے!) بخار کو ایسا برا مت بولو، انسان کے گناہوں کو، بخار جلا کر ایسا صاف کر دیتا ہے جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر کے صاف کر دیتی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۰۲۶ / ۵۳ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ ذُكِرَتِ الْحُمّٰى عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَّهَا رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبَّهَا فَاِنَّهَا تَنْفِي الذُّنُوْبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بخار کا ذکر کیا گیا حاضرین میں سے ایک صاحب بخار کو برا کہنے لگے (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بخار کو برا نہ کہو، اس لیے کہ بخار گناہوں کو دور کر کے (انسان کو) ایسا پاک وصاف کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے کے زنگ کو (جلا کر) لوہے کو پاک کر دیتی ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ

[1] پھر جب وہ خدا سے ملتا ہے تو اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ اے مصیبت زدہ مسلمان دیکھ تجھ پر اللہ تعالیٰ کس قدر مہربان ہیں اس طرح کی مصیبت تجھ پر نازل کر کے تجھ کو گناہوں سے پاک کرتے ہیں اور دنیا سے تجھے پاک کر کے لے جاتے ہیں تو تجھے چاہیئے کہ بلاؤں اور مصیبتوں سے نہ گھبرائے اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھ کر بلاؤں اور مصیبتوں پر صبر کئے جا۔ اور اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش رہ۔

[2] تم جانتی نہیں۔ بخار بھی انسان کے لیے ایک نعمت ہے۔

نے کی ہے۔

۲۰۲۷ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أُمَيَّةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ وَعَنْ قَوْلِهِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ فَقَالَتْ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهِ مُعَاتَبَةُ اللهِ الْعَبْدَ بِمَا يُصِيبُهُ مِنَ الْحُمّٰى وَالنَّكْبَةِ حَتَّى الْبِضَاعَةِ يَضَعُهَا فِي يَدِ قَمِيصِهِ فَيَفْقِدُهَا فَيَفْزَعُ لَهَا حَتَّى أَنَّ الْعَبْدَ لَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَمَا يَخْرُجُ التِّبْرُ الْأَحْمَرُ مِنَ الْكِيرِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت علی بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں، امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو رہا ہے، جو کچھ تمہارے دلوں میں ہو اگرچہ تم اس کو ظاہر کرو یا دلوں میں چھپا ہوا رکھو ہر ایک کا تم سے اللہ تعالیٰ حساب لیں گے ایسا ہی دوسری آیت میں فرمایا دنیا میں جو کچھ برائی کی جائے گی (صغیرہ ہو یا کبیرہ ظاہر میں کئے ہوں یا چھپ کر آخرت میں) اس کی سزا دی جائے گی (اس سے بھی بچنا بہت مشکل ہے۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تھا اس وقت سے آج تک کسی نے مجھ سے ان آیتوں کے متعلق (اپنا شبہ) دریافت نہیں کیا[1] گناہوں کے جو خطرات تمہارے دل میں گذرتے ہیں یا چھوٹی بڑی جو برائی تم کرتے ہو، اس کا بدلہ دنیا ہی میں اس طرح دیا جائے گا کہ بیماریوں میں بخار میں، تکلیف و رنج میں مبتلا ہو گے یا کوئی چیز تم نے جیب میں رکھی تھی (اس کو کسی نے چرا لیا) کہیں گر گئی اس سے جو رنج ہو گا ان سب کی وجہ سے[2] ان کو ایسا پاک کیا جاتا ہے جیسے خالص سرخ سونا بھٹی سے صاف ہو کر نکلتا ہے[3] اس حدیث کی

[1] (آج تم ہی ہو کہ ان آیتوں کے متعلق اپنے شبہ کو مجھ سے دریافت کر رہی ہو، جو جواب مجھ کو حضور دیئے تھے وہ جواب میں تم کو سناتی ہوں سنو! ان دونوں آیتوں کا مصداق تم سمجھ رہی ہو کہ آخرت میں ہو گا، نہیں بھول میں گناہوں کے جو خطرات ہیں یا چھوٹے بڑے جو گناہ ہیں وہ سب ان مذکورہ پریشانیوں سے دنیا ہی میں مٹائے جاتے ہیں اور مذکورہ آیتوں کے جو مصداق ہیں)

[2] (خلاصہ یہ ہے کہ تم سمجھ رہی ہو کہ آخرت میں ان گناہوں کی سزا دی جائے گی، نہیں بلکہ دنیا ہی میں ان کی سزا دے کر پاک وصاف کر دیتے ہیں اور دونوں آیتوں سے یہی مراد ہے۔

روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۲۸/۵۵ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُصِیْبُ عَبْدًا نَکْبَۃٌ فَمَا فَوْقَہَا اَوْ دُوْنَہَا اِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا یَعْفُوْ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَکْثَرُ وَقَرَاَ وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْ عَنْ کَثِیْرٍ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ کو جو چھوٹی یا بڑی مصیبت پہنچتی ہے، وہ کسی گناہ کی وجہ سے پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اکثر گناہ اپنے فضل وکرم سے معاف فرما دیتا ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ لوگو! جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی گناہوں کی وجہ سے پہنچی ہے، اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تم کو مصیبتوں کی وجہ سے گناہوں سے پاک وصاف کر دیں) باقی بہت سے گناہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے معاف کر دیتا ہے (اگر سب گناہوں کی وجہ سے مصیبت اتارتے تو تم اس کی تاب نہ لا سکتے (اس لیے) بہت سے گناہ (اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے معاف فرما دیتا ہے) اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۲۹/۵۶ وَعَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَصَابَ اَحَدَکُمُ الْحُمّٰی فَاِنَّ الْحُمّٰی قِطْعَۃٌ مِّنَ النَّارِ فَلْیُطْفِئْہَا عَنْہُ بِالْمَآءِ

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، تم میں سے جب کسی کو بخار آجائے تو بخار آگ کا ایک ٹکڑا ہے وہ اس کو پانی سے بجھا وے کہ نہر جاری میں اس کی آمد لیعنے

لہ (اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ مصیبت کی وجہ سے بندہ کے گناہوں کو مٹا دیں، مصیبت گو تم کو ناگوار معلوم ہوتی ہے مگر وہ تمہارے فائدہ کے لیے تم کو دی جاتی ہے تاکہ تم گناہوں سے پاک وصاف ہو جاؤ، یوں نہ سمجھنا کہ تمہارے گناہوں کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ مصیبت بھیج رہے ہیں، بلکہ کچھ گناہ تو مصیبت کی وجہ سے مٹاتے ہیں (اگر سب گناہوں کے لحاظ سے مصیبت بھیجتے تو تم اس کی برداشت نہیں کر سکتے تھے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ کچھ گناہ مصیبت سے مٹاتے ہیں باقی اپنے فضل وکرم سے معاف فرما دیتے ہیں اس طرح بندہ کو پاک وصاف کر کے دنیا سے لے جاتے ہیں۔ اس کی تائید ہیں)

لہ ٹھنڈے پانی سے بخار کو کس طرح بجھانا چاہیئے اس کا طریقہ حدیث ذیل میں ارشاد ہو رہا ہے!

فَلْيَسْتَنْقِعْ فِيْ نَهْرٍ جَارٍ وَلْيَسْتَقْبِلْ جِرْيَتَهٗ فَيَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُوْلَكَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلْيَغْمَسْ فِيْهِ ثَلَاثَ غَمَسَاتٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ لَّمْ يَبْرَأْ فِيْ ثَلَاثٍ فَخَمْسٌ فَاِنْ لَّمْ يَبْرَأْ فِيْ خَمْسٍ فَسَبْعٌ فَاِنْ لَّمْ يَبْرَأْ فِيْ سَبْعٍ فَتِسْعٌ فَاِنَّهَا لَا تَكَادُ تُجَاوِزُ تِسْعًا بِاِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

بہاؤ کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہو۔ پھر یہ دعا پڑھے۔ اللہ کے نام سے میں یہ علاج شروع کرتا ہوں الٰہی آپ مجھے بخار سے شفاء دیجئے، آپ کے رسول جو فرماتے ہیں اس کو سچ کر دکھلا دیجئے (اور وہمیوں کے وہم کو باطل کر دیجئے) یہ عمل صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے قبل کرے اور نہر میں تین غوطے لگائیے اور تین دن تک اسی طرح عمل جاری رکھے، اگر تین دن کے اس عمل سے بخار دور نہ ہو تو پانچ دن تک ایسے ہی نہر میں غوطہ لگانا جائے اگر پانچ دن کے اس عمل سے بخار دور نہ ہو تو سات دن تک اسی طرح عمل کرتا رہے اور اگر سات دن کے عمل سے بھی بخار کم نہ ہو تو نو دن تک اسی طرح عمل کرتا رہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے غالبًا بخار نو دنوں تک یہ عمل کرنے سے رک جائے گا اور پھر نہ آئے گا[2]۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۰۳۳ / ۵۷ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْسَافَرَ كُتِبَ لَهٗ بِمِثْلِ مَا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کوئی مسلمان صحت اور تندرستی کے زمانے میں جو عبادات ادا کرتا تھا[3] ان کا ثواب اس

۱ شاید کسی وہمی کو اس علاج سے شبہ ہو، اس کا وہم دور کرنے کے لیے یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ)

۲ اگر ڈاکٹری علاج نکلنے سے پہلے یونانی طبیبوں کے عہد میں سخت بخار کے وقت یہ کہا جاتا کہ سر پر پانی کی پٹی یا برف کی پٹی رکھو تو اس وقت حدیث میں جو گفتگو ہو رہی ہے ویسی ہی اس وقت بھی چہ میگوئیاں ہوئیں مگر اب ڈاکٹری تجربہ سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے بخار کی شدت کے وقت پانی کی یا برف کی پٹی رکھی جائے تو کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ بے حد فائدہ ہوتا ہے ایسا ہی نور نبوت سے مذکورہ جو علاج بتایا گیا ہے اس میں ناتجربہ کار طرح طرح کے شک پیدا کرتے ہیں اگر کوئی یہ عمل کرے اس کا فائدہ خود اس کو معلوم ہو جائے گا۔

۳ نوافل اور وظائف پڑھا کرتا تھا، بیماری کے زمانہ میں گو ان کو ادا نہیں کر سکتا، مگر صحت کے زمانے میں جو اور ادو وظائف پڑھے جاتے تھے

كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

کو ضرور ملتا رہے گا[1] ایسا ہی وطن میں جب مقیم تھا اور جو عبادت[2] ادا کرتا تھا سفر میں ان سب کا ثواب اس کو ملتا رہے گا (اگرچہ وہ سفر کی حالت میں ہونے سے ان کو ادا نہیں کر سکتا[3]) اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۱۳۱-۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا كَانَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ حَسَنَةٍ مِّنَ الْعِبَادَةِ ثُمَّ مَرِضَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ الْمُوَكَّلِ بِهٖ اُكْتُبْ لَهٗ مِثْلَ عَمَلِهٖ اِذَا كَانَ طَلِيْقًا حَتّٰى اُطْلِقَهٗ اَوْ اَكْفِتَهٗ اِلَيَّ۔

(رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان صحت اور تندرستی کے زمانے میں عبادات (نوافل اور وظائف) کا پابند تھا، پھر وہ بیمار ہو گیا نیکیوں کے لکھنے والے فرشتہ کو اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ (میرا بندہ بیماری کی وجہ سے عبادات، نوافل اور وظائف کو نہیں ادا کر رہا ہے مگر) تم اس کے نیک اعمال کے ثواب اسی طرح لکھا کرو، جس طرح اس کی صحت کے زمانے میں نیک اعمال کے ثواب کو لکھا کرتے تھے، یہاں تک کہ میں اس کو صحت دیدوں یا موت دے کر اس کو اپنے پاس بلا لوں۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی گئی ہے۔

۲۰۳۲ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا ابْتَلَى الْمُسْلِمُ بِبَلَاءٍ فِيْ جَسَدِهٖ قِيْلَ لِلْمَلَكِ اُكْتُبْ لَهٗ صَالِحَ عَمَلِهِ الَّذِيْ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، کہ جب کسی مسلمان کے جسم میں کوئی مرض پیدا ہو جاتا ہے تو اس کی نیکیاں لکھنے

[1] اس میں کچھ کمی نہیں ہوگی، اگرچہ بیماری کی وجہ ان اوراد و وظائف کو جاری نہ رکھ سکا ہے[2] وہ وظائف اور نوافل پڑھا کرتا تھا سفر میں اتنا پڑھنا نہیں ہو سکتا ہے مگر اقامت کی حالت میں جو عبادات نوافل[3] ایسا ہی جوانی کی حالت میں جو عبادات نوافل اور وظائف پڑھا کرتا تھا ضعیفی اور بڑھاپے میں اتنی عبادات اور وظائف نہیں ہو سکتے ہیں مگر جوانی میں عبادات اور وظائف پڑھنے کا جو ثواب ملتا ہے وہ برابر ملتا رہے گا، گو بڑھاپے میں ان کو ادا نہ کر سکے۔

[2] بیماری میں بیماری کی وجہ سے حسب عادات عبادات، نوافل اور وظائف ادا نہیں ہو رہے ہیں، ان کا اس کو صدمہ ہے)

كَانَ يَعْمَلُ فَإِنْ شَفَاهُ غَسَلَهُ وَطَهَّرَهُ وَإِنْ قَبَضَهُ غَفَرَ لَهُ وَرَحِمَهُ۔

(رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ)

والے) فرشتے کو حکم دیا جاتا ہے کہ (یہ مسلمان جواب بیمار ہو گیا ہے اس کے نامہ اعمال میں) وہ سب نیک اعمال جن کو وہ صحت کے زمانے میں کرتا تھا تم برابر اس کے نیک اعمال کو لکھتے جاؤ، پھر جب اس بیمار کو شفاء ہو جاتی ہے تو بیماری کی وجہ سے سارے گناہوں سے پاک وصاف کر دیا جاتا ہے (پھر نیکیوں کا ثواب اس کو علیحدہ ملتا رہتا ہے) اگر اس کو موت آگئی تو گناہوں سے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر نازل ہوتی رہتی ہے[1]۔ اس حدیث کی روایت شرح السنہ میں کی گئی ہے۔

۲۰۳۳ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ وَالصُّنَابِحِيِّ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى رَجُلٍ مَرِيضٍ يَعُودَانِهِ فَقَالَا لَهُ كَيْفَ أَصْبَحْتَ فَقَالَ أَصْبَحْتُ بِنِعْمَةِ اللهِ قَالَ شَدَّادٌ أَبْشِرْ بِكَفَّارَاتِ السَّيِّئَاتِ وَحَطِّ الْخَطَايَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِنَّا إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنًا فَحَمِدَنِي عَلَى مَا ابْتَلَيْتُهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الْخَطَايَا وَيَقُولُ

حضرت شداد بن اوس اور صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ دونوں حضرات ایک بیمار کی بیمار پرسی کے لیے گئے تھے، وہاں جا کر اس بیمار سے دریافت کیا، کہو صاحب مزاج کیسا ہے؟ تو بیمار نے کہا (الحمد للہ) خدا کے فضل وکرم سے اچھا ہوں (یہ سن کر) شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سنو! تم کو ایک خوشخبری سناتا ہوں (یا وجود بیمار ہونے کے تم نے جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ہے، اس سے) تمہارے گناہ مٹائے گئے اور (عبادات میں) تم سے جو کوتاہیاں ہوئی تھیں وہ معاف کی گئیں (یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ) میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ اللہ بزرگ و برتر کا ارشاد ہے کہ جب میں اپنے بندوں میں سے کسی بندۂ مومن

[1] دیکھا آپ نے بیماری بھی اللہ تعالیٰ کا ایک فضل وکرم ہے بغیر کئے کہ نیک عمل ملے اور گناہ بھی معاف ہو گئے اور اللہ کی رحمت شامل حال رہی۔ یہ ہے بیماری جس کی یہ فضیلت ہے۔

الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّمَا قَيَّدْتُّ عَبْدِيْ وَابْتَلَيْتُهٗ فَاَجْرُوْا لَهٗ مَا كُنْتُمْ تُجْرُوْنَ لَهٗ وَهُوَ صَحِيْحٌ ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

کو کسی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہوں اور وہ میرا شکر ادا کرتا ہے تو جب وہ صحت یاب ہو کر اپنے بستر سے اُٹھتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہوتا ہے جیسا کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت گناہوں سے پاک وصاف تھا (صرف گناہ ہی نہیں مٹائے جاتے ہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ (اپنے فضل وکرم سے نیکیاں لکھنے والے فرشتے کو) حکم دیتے ہیں کہ اپنے اس بندے کو میں نے ہی بیمار کیا تھا، تم میرے بندے کی نیکیاں کرنے کا ثواب لکھتے جاؤ[1]۔ اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۰۳۴ وَعَنْ شَقِيْقٍ قَالَ مَرِضَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَعُدْنَاهُ فَجَعَلَ يَبْكِيْ فَعُوْتِبَ فَقَالَ اِنِّيْ لَا اَبْكِيْ لِاَجْلِ الْمَرَضِ لِاَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمَرَضُ كَفَّارَةٌ وَاِنَّمَا اَبْكِيْ اَنَّهٗ اَصَابَنِيْ عَلٰى حَالِ فَتْرَةٍ وَلَمْ يُصِبْنِيْ فِيْ حَالِ اِجْتِهَادٍ لِاَنَّهٗ يُكْتَبُ لِلْعَبْدِ مِنَ الْاَجْرِ اِذَا مَرِضَ مَا كَانَ يُكْتَبُ لَهٗ قَبْلَ اَنْ يَمْرَضَ فَمَنَعَهٗ مِنْهُ الْمَرَضُ

حضرت شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بیمار ہوئے ہم بیمار پرسی کے لیے گئے (ہم نے حضرت ابن مسعود کو) دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں[2] ہم کو ناگوار گزرا[3]، تو (حضرت ابن مسعود) فرماتے ہیں میں بیماری کی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں (مرض کی وجہ سے کیسے روتا ہے جب کہ) خود میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے سن چکا ہوں کہ بیماری (بیمار سے اس کے) سارے گناہوں کو مٹا دیتی ہے (اور اس کو گناہوں سے پاک وصاف کر دیتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ سننے کے بعد میں کیسے

[1] (نامہ اعمال میں اس کی صحت کے زمانہ میں جب وہ نیکیاں کرتا تھا نیکیاں لکھتے تھے، اب بیماری کے زمانے میں اس سے نیکیاں نہیں ہو سکتی ہیں تو بغیر نیکیاں کئے کہ، جب تک وہ تندرست ہو کر نیکیاں کرنا شروع نہ کر دے)

[2] ہم سمجھے کہ بیماری کی تکلیف کی وجہ سے اور دنیا کے چھٹنے کے خیال سے آپ رو رہے ہیں۔ آپ کے اس مرتبہ اور شان کے لحاظ سے آپ کا یہ رونا۔

[3] ہم عرض کئے حضرت بیماری کی وجہ سے اور دنیا چھٹنے کے خیال سے آپ بھی روتے ہیں۔ یہ آپ کی شان کے مناسب نہیں ہے۔

اس بیماری کی وجہ سے روتا ہوں[1]، میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ افسوس اب بیماری ضعیفی اور بڑھاپے کے زمانے میں آئی ہے[2] جوانی کے زمانہ میں مجھے بیماری نہیں آئی، اس لیے کہ بندہ جب بیمار ہوتا ہے تو اس کے لیے ان نیک اعمال کا ثواب لکھا جاتا ہے جو بیماری سے پہلے (یعنی صحت کے زمانے میں) لکھا جاتا تھا اور بیماری نے اس کو ان اعمال سے روک دیا تھا۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

۲۰۳۵
۶۲
وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِّكُلِّ مُسْلِمٍ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ طاعون سے جو مسلمان مرتے ہیں، وہ شہید ہوتے ہیں (ان کو شہادت کا ثواب ملتا ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔[3]

۲۰۳۶
۶۳
وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْتَصِمُ الشُّهَدَاءُ

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ان کو ان لوگوں

---

[1] یعنی جب کوئی شخص صحت کے زمانہ میں جو نیک اعمال کیا کرتا ہے اور بیمار ہونے کی وجہ سے حسب عادت جو نیک عمل کیا کرتا تھا وہ اب بیماری میں نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے نیکیاں لکھنے والے فرشتے کو فرماتے ہیں کہ صحت کے زمانہ میں وہ جو نیک اعمال کیا کرتا تھا اور تم جو اس کا ثواب لکھا کرتے تھے، اب اس بیماری میں بغیر اس کے نیک اعمال کئے اس کے نامۂ اعمال میں وہی ثواب لکھو جس کو وہ صحت کے زمانے میں کیا کرتا تھا۔ گو اب وہ بیماری کی وجہ سے نیک اعمال نہیں کر رہا ہے، کیا کہوں میں (یعنی) جوانی میں کثرت سے نیک اعمال کیا کرتا تھا۔ اگر جوانی میں بیمار ہوتا تو بغیر نیک اعمال کئے کثرت سے نیک اعمال کرنے کا ثواب ملتا

[2] بڑھاپے میں صحت کے زمانہ میں کثرت سے نیک اعمال نہیں کر سکتا۔ اب یہ بڑھاپے کی بیماری میں نیک اعمال کا ثواب بھی ویسا ہی کم ملے گا، جیسا کہ بڑھاپے میں نیک اعمال کم کیا کرتا ہوں، جوانی کے زمانہ کے کثرت سے نیک اعمال کرنے کا ثواب اب نہیں ملے گا، اس کا مجھے بڑا افسوس ہے ان نیکیوں کے خسارے کی وجہ سے رو رہا ہوں

[3] طاعون سے جو لوگ مرتے ہیں ان کو شہید سمجھنا چاہیئے یا۔

اَلْمُتَوَفَّوْنَ عَلٰى فُرُشِهِمْ اِلٰى
رَبِّنَا عَزَّ وَجَلَّ فِى الَّذِيْنَ
يُتَوَفَّوْنَ مِنَ الطَّاعُوْنِ فَيَقُوْلُ
الشُّهَدَآءُ اِخْوَانُنَا قُتِلُوْا كَمَا
قُتِلْنَا وَ يَقُوْلُ الْمُتَوَفَّوْنَ
اِخْوَانُنَا مَاتُوْا عَلٰى فُرُشِهِمْ
كَمَا مِتْنَا فَيَقُوْلُ رَبُّنَا اُنْظُرُوْا
اِلٰى جِرَاحَتِهِمْ فَاِنْ اَشْبَهَتْ
جِرَاحُهُمْ جِرَاحَ الْمَقْتُوْلِيْنَ
فَاِنَّهُمْ مِنْهُمْ وَ مَعَهُمْ فَاِذَا
جِرَاحُهُمْ قَدْ اَشْبَهَتْ جِرَاحَهُمْ ـ

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَآئِىُّ)

کی طرح سمجھنا چاہیئے جو اپنے اپنے گھروں میں بستروں پر مرتے ہوں (اس کا فیصلہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) جب اللہ تعالیٰ کے سامنے شہداء اپنا دعویٰ پیش کریں گے کہ طاعون سے مرنے والے ہم میں سے ہیں، یعنی جیسے ہم زخمی ہو کر کفار کے ہاتھوں سے مارے گئے، ویسے ہی یہ طاعون سے مرنے والے بھی جنات کے ہاتھ سے زخمی ہو کر مرے ہیں (اس لیے کہ طاعون کا زخم جنات کی وجہ سے ہوتا ہے) اور جہاد میں گئے بغیر اپنے اپنے گھروں میں بستروں پر مرنے والی جماعت اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گی کہ یہ طاعون سے مرنے والے ہمارے جیسے گھروں میں بستروں پر مرے ہیں (اس لیے یہ طاعون سے مرنے والے لوگ ہمارے ساتھ شامل ہیں) اس پر رب عزّ وجل ارشاد فرمائیں گے کہ طاعون سے مرنے والوں کے زخموں کو دیکھو، اگر ان کے زخم جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہونے والوں کے زخم کے مشابہ ہیں تو ان لوگوں کا شمار بھی جہاد میں مارے جانے والوں میں ہوگا اور یہ انہی کے جیسے سمجھے جائیں گے اور ان کو بھی شہیدوں کا ثواب دیا جائے گا، پھر جب طاعون سے مرنے والوں کے زخموں کو دیکھا جائے گا تو ان کے زخم بھی شہیدوں کے مشابہ ہوں گے) اس حدیث کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے۔

١٥٣٤ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[٦٤]
الشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَ
الْمَبْطُوْنُ وَ الْغَرِيْقُ وَصَاحِبُ
الْهَدَمِ وَ الشَّهِيْدُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ـ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، شہید پانچ قسم کے ہیں (۱) طاعون سے مرنے والے (۲) پیٹ کی بیماری (جیسے پیچش، اسہال، استسقاء اور درد شکم) سے

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

مرنے والا (۳) پانی میں ڈوب کر مرنے والا[1] (۴) دیوار یا چھت کے گرنے سے (ان کے نیچے دب کر) مرنے والا (۵) جہاد ہو رہا ہو، (اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے) خدا کے راستہ میں (کافروں سے) مارا جانے والا[2] اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۰۳۸ [65] وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَهٗ بَطْنُهٗ. لَمْ يُعَذَّبْ فِيْ قَبْرِهٖ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو مسلمان پیٹ کی بیماریوں (جیسے ہیضہ، پیچش، اسہال استسقاء قولنج اور درد شکم) سے مر جائے تو قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا (اور آخرت میں شہیدوں کا ثواب پائے گا) اس حدیث کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

۲۰۳۹ [66] وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيْدٌ وَالْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَصَاحِبُ الْحَرِيْقِ شَهِيْدٌ وَالَّذِيْ يَمُوْتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيْدٌ وَالْمَرْأَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں (حقیقی شہادت تو وہ ہے کہ کوئی شخص جہاد میں کافروں کے ہاتھ سے مارا جائے) اس شہادت فی سبیل اللہ کے سوا اور بھی سات قسم کی شہادتیں ہیں (۱) طاعون سے مرنے والا شہید[1] ہے (۲) وہ شخص (جو اتفاق سے) پانی میں گرا (بچ نہ سکا اور مر گیا یہ شہید ہے (۳) ذات الجنب یعنی نمونیہ کی بیماری سے مرنے والا

---

[1] اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ شخص ہے جو قصداً خودکشی کے لیے پانی میں گر کر اپنے کو مارتا ہے، ایسا شخص شہید نہیں ہے بلکہ اس کو ناجائز موت سے مرنے کی وجہ عذاب ہوگا، پانی میں ڈوب کر مرنے والے کی دوسری قسم یہ ہے کہ پانی میں گر کر مرنا نہیں چاہتا بلکہ اتفاق سے پانی میں گرا اور مر گیا۔

[2] یہ اصلی شہید ہے، ایسا ہی وہ شخص بھی شہید ہے جس کو ناحق ظلم سے اگر کسی نے مار دیا ہے)

[1] اور جو خودکشی کے لیے قصداً پانی میں گر کر مر گیا تو یہ ناجائز موت ہے، ایسا شخص شہید نہیں ہوگا بلکہ

شَهِيْدٌ ۔

بھی شہید ہے (۴) اور پیٹ کی بیماریوں (جیسے ہیضہ، پیچش، اسہال، استسقاء (دنفے) قولنج اور درد شکم) سے مرنے والا بھی شہید ہے،

(رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ)

(۵) جو اتفاقاً جل کر مرے[1] شہید ہے (۶) جو شخص کسی چیز کے نیچے دب کر مرجائے تو وہ بھی شہید ہے (۷) جو عورت کہ اس کے زچگی ہو رہی تھی بچہ پیدا نہ ہو سکا اور پیٹ میں رہ گیا اور وہ عورت مرگئی۔ ایسی عورت شہید ہے[2] اس حدیث کی روایت امام مالک، ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۲۰۴۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ بِالْمَدِيْنَةِ مِمَّنْ وُلِدَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا لَيْتَهٗ مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهٖ قَالُوْا وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهٖ قِيْسَ لَهٗ مِنْ مَوْلِدِهٖ اِلٰى مُنْقَطَعِ اَثَرِهٖ فِي الْجَنَّةِ ۔

(رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا، وہ مدینہ منورہ ہی میں پیدا ہوا (مدینہ منورہ ہی ان کا وطن تھا اور مدینہ منورہ ہی ان کی پیدائش کی جگہ تھی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ارشاد فرمایا: کاش! ان کو سفر میں غربت کی موت نصیب ہوتی (اپنی پیدائش کی جگہ سے دور کہیں سفر میں انتقال کرتے تو اچھا ہوتا) صحابہ نے عرض کی حضور ایسا کیوں ارشاد فرما رہے ہیں؛ حضرت انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان سفر کی حالت میں غربت کی موت مرتا ہے تو مرنے والے[3]

---

[1] جو خودکشی کے لیے قصداً آگ میں جل کر مرے تو وہ شہید نہیں ہے، وہ ناجائز موت سے مرنے والا سمجھا جائے گا

[2] ایسے ہی وہ عورت جس کا بچہ تو پیدا ہو گیا مگر آنول نہ نکل سکی اور اس کا زہر چڑھ گیا اور وہ مرگئی تو وہ شہید ہے ایسا ہی وہ عورت جو زچگی کے بعد زچگی ہی کی وجہ سے مرجائے وہ بھی شہید ہے ایسے ہی جو باکرہ کنواری عورت باکرہ ہی رہ کر یا کسی بھی بیماری سے مرجائے وہ بھی شہید ہے۔

[3] جیسے بعضوں کی قبر تنگ کی جاتی ہے جس سے اس کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر ہو جاتی ہیں برخلاف اس کے کہ سفر کی حالت میں۔

کی قبر کو اتنی مسافت کی مقدار تک وسیع کر دیا جاتا ہے جتنی مسافت اس کی پیدائش کی جگہ سے سفر میں موت کے مقام تک ہوتی ہے، اس حدیث کی روایت نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۰۴۱/۶۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتُ غُرْبَةٍ شَهَادَةٌ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مسلمان سفر کی حالت میں پردیس میں مرتا ہے وہ شہید ہوتا ہے[۱] اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۰۴۲/۶۹ وَعَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ إِلٰى أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقَالَ لَنَا ذَاتَ يَوْمٍ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ تُخِفُّوْا عَنِّيْ فَإِنَّ هٰذَا الطَّاعُوْنَ قَدْ وَقَعَ فِيْ أَهْلِيْ فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَنَزَّهَ فَلْيَتَنَزَّهْ وَاحْذَرُوْا اثْنَتَيْنِ أَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ خَرَجَ خَارِجٌ فَسَلِمَ وَجَلَسَ جَالِسٌ فَأُصِيْبَ لَوْ كُنْتُ خَرَجْتُ لَسَلِمْتُ كَمَا سَلِمَ آلُ فُلَانٍ أَوْ يَقُوْلُ قَائِلٌ لَوْ كُنْتُ جَلَسْتُ لَأُصِبْتُ كَمَا أُصِيْبَ آلُ فُلَانٍ وَإِنِّيْ سَأُحَدِّثُكُمْ مَا يَنْبَغِيْ لِلنَّاسِ

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حدیث سننے جایا کرتے تھے ایک دن انھوں نے ہم سے فرمایا کہ میرے گھر میں طاعون پھوٹ پڑا ہے اس لیے آپ لوگ میرے پاس نہ آیا کریں آپ لوگوں میں سے جو تبدیل آب وہوا کے لیے مقام بدلنا چاہیں وہ جا سکتے ہیں، مگر ایسا اعتقاد رکھ کر مقام نہ بدلیں کہ میں طاعون زدہ مقام سے نکل گیا تھا اس لیے طاعون سے بچ گیا اور فلاں صاحب طاعون زدہ مقام میں مبتلا ہو جاتا، ایسا ہی طاعون زدہ مقام میں جو رہ گیا تھا وہ طاعون میں مبتلا ہو کر یہ نہ کہے کہ میں بھی فلاں صاحب کی طرح طاعون زدہ مقام سے نکل جاتا تو میں بھی

---

[۱] یہ ہے سفر کی حالت میں غربت کی موت مرنے والے فضیلت۔

[۲] (کیوں کہ پردیس میں جب آدمی بیمار ہوتا ہے تو اس کو بہت تکلیف ہوتی ہے، عزیز واقرباء کی جدائی اور تنہائی بہت شاق ہوتی ہے، پس اگر ایسی حالت میں مر جائے تو مرتے وقت اس کو بہت رنج ہوتا ہے، اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی عنایت سے اس کا بدلہ یہ دیا ہے کہ اس کو شہادت کا ثواب عطا فرمایا۔)

فِي الطَّاعُوْنِ اِنِّيْ كُنْتُ مَعَ
اَبِيْ عُبَيْدَةَ وَاِنَّ الطَّاعُوْنَ
قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ وَ اِنَّ
عُمَرَ كَتَبَ اِلَيْهِ اِذَا اَتَاكَ
كِتَابِيْ هٰذَا فَاِنِّيْ اَعْزِمُ
عَلَيْكَ اِنْ اَتَاكَ مُصْبِحًا
لَا تُمْسِيْ حَتّٰى تَرْكَبَ وَاِنْ
اَتَاكَ مُمْسِيًا لَا تُصْبِحُ
حَتّٰى تَرْكَبَ اِلَيَّ فَقَدْ عَرَضَتْ
لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةٌ لَا غِنَا بِيْ
عَنْكَ فِيْهَا فَلَمَّا قَرَاَ
اَبُوْ عُبَيْدَةَ الْكِتَابَ قَالَ
اِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرَادَ
اَنْ يَّسْتَبْقِيَ مَنْ لَيْسَ بِبَاقٍ
فَكَتَبَ اِلَيْهِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ
اِنِّيْ فِيْ جُنْدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ
اِنِّيْ فَرَرْتُ مِنَ الْمَنَاءِ
وَالسَّيْرِ لَنْ اَرْغَبَ بِنَفْسِيْ
عَنْهُمْ وَقَدْ عَرَفْنَا حَاجَةَ
اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَحَلِّلْنِيْ
مِنْ عَزْمَتِكَ فَلَمَّا جَآءَ

بچ جاتا[1]، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ میں تم کو ایک حدیث سناتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ طاعون کے موقع پر لوگوں کو کیا کرنا چاہیئے (ملک شام میں طاعون پھوٹ پڑا تھا اور اس وقت میں ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملک شام کے جہاد میں شریک تھا[2]) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو یہ خط لکھا کہ آپ کو میرا یہ خط ملے تو صبح ہوتے ہی آپ فوراً مدینہ منورہ آنے کے لیے روانہ ہو جائیں، میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ اگر میرا یہ خط آپ کو صبح ملے تو آپ اسی وقت شام ہونے سے پہلے مدینہ منورہ آنے کے لیے روانہ ہوجائیں اور اگر آپ کو میرا یہ خط شام کے وقت ملے تو صبح ہونے کا انتظار نہ کرنا، اسی وقت مدینہ منورہ آنے کے لیے روانہ ہوجانا، اس لیے کہ مجھے ایک اہم ضرورت پیش آئی ہے اور اس میں آپ سے مشورہ لینا ہے اور کام آپ کے مشورہ کے بغیر طے نہیں پا سکتا، جب ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خط کو پڑھ چکے تو فرمایا کہ امیر المومنین ایک ایسے شخص کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں جس کی موت آگئی ہے، یہ کہہ کر ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱؎ اس طرح کا اعتقاد نہ جانے والے کو ہونا چاہیئے نہ رہنے والے کو، بلکہ دونوں یہ سمجھیں کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہوتا ہے بچ گیا بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کے ارادہ سے بچا اور اگر مبتلا ہوگیا بھی تو اللہ ہی کے ارادے سے ہوا، اس میں طاعون زدہ مقام کو چھوڑنے کا اثر ہے اس طرح سمجھنے والے کو طاعون زدہ مقام سے نقل مکان کرنا جائز ہے اور جانے سے بچنا اور رہنے سے مرنا سمجھنا یہ اعتقاد درست نہیں ہے اور ایسے اعتقاد رکھنے والے کو نقل مکان کرنا جائز نہیں ہے۔

۲؎ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس وقت فوج کے سپہ سالار تھے، ملک شام میں طاعون پھوٹ پڑنے کی اطلاع امیر المومنین، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچی تو

عُمَرَ الْكِتَابَ بَكٰى فَقِيْلَ لَهٗ تُوُفِّيَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ قَالَ لَا وَ كَانَ قَدْ كَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ اَنَّ الْاُرْدُنَّ اَرْضٌ عُمْقَةٌ وَ اِنَّ الْجَابِيَةَ اَرْضٌ نُزْهَةٌ فَانْهَضْ بِالْمُسْلِمِيْنَ اِلَى الْجَابِيَةِ فَقَالَ لِيْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ انْطَلِقْ فَبَوِّئِ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْزِلَهُمْ فَقُلْتُ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ فَذَهَبَ لِيَرْكَبَ وَقَالَ لِيْ رَحِّلِ النَّاسَ قَالَ فَاَخَذَهٗ اَخْذَةٌ فَطُعِنَ فَمَاتَ وَانْكَشَفَ الطَّاعُوْنُ وَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ عَسَاكِرٍ وَكَانَ قَدْ كَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ اَنَّ الْاُرْدُنَّ اَرْضٌ وَبِيَّةٌ عَمِقَةٌ وَاَنَّ الْجَابِيَةَ اَرْضٌ نُزْهَةٌ

کے خط کا جواب اس طرح لکھا کہ امیرالمومنین جس ضرورت کے لیے مجھے بلا رہے ہیں میں نے اس کو معلوم کرلیا ہے ضرور حاضر ہوتا لیکن میں اس وقت مسلمانوں کی فوج کا سپہ سالار ہوں، مناسب نہیں سمجھتا ہوں کہ اپنی جان بچاکر چلا آؤں اور مسلمانوں کو موت کے منہ میں دیدوں[1] اور مجھے آنے کے لیے آپ نے جو قسم دی ہے اس لیے مجھے اس کی پابندی سے معاف فرمایئے، جب یہ خط حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو ملا تو آپ (خط دیکھ کر) رونے لگے (آپ کو روتے ہوئے دیکھ کر) لوگوں نے عرض کیا، امیرالمومنین آپ رو رہے ہیں، کیا حضرت ابوعبیدہ کا انتقال ہوگیا ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ارشاد فرمایا نہیں، انتقال تو نہیں ہوا مگر ان کے طرز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انتقال ہونے والا ہے[2] حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو لکھا جاتا ہے کہ اردن ایک پست نشیبی مقام ہے، وہاں کی آب وہوا اچھی نہیں ہے، اس لیے سب فوجوں کو وہاں سے ہٹا کر مقام جابیہ میں لے جاؤ کہ وہ بلند مقام ہے وہاں کی آب وہوا بہت اچھی ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ

لہ نہ وہاں آنے سے موت سے بچ سکتا ہوں نہ یہاں رہنے سے مرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کا جو ارادہ ہے وہ پورا ہوکر رہتا ہے اس لیے مجھے مسلمانوں کے ساتھ ہی رہنے دیجئے۔

لہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو جو نقل مکان کروارہے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اعتقاد صحیح کے ساتھ طاعون میں نقل مکان کرنا جائز ہے، باوجود اعتقاد صحیح کے اگر طاعون میں نقل مکان کرنا جائز نہ ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہرگز نہ بلاتے، اس کی تائید اس خط سے بھی ہوتی ہے جو اس خط سے پہلے حضرت ابوعبیدہ کو لکھا گیا تھا کہ فوج میں صحابہ کرام ہیں، ان کا اعتقاد تو یہ نہیں ہوسکتا کہ نقل مکان کرنے سے طاعون میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں گے سب صحابہ کرام کا یہ اعتقاد تھا کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ہوتا ہے نقل مکان کرنے کو اس میں کچھ دخل نہیں اس لیے۔

فَاَظْهَرَ بِالْمُهَاجِرِيْنَ اِلَيْهَا قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ حِيْنَ قَرَأَ الْكِتَابَ اَمَّا هٰذَا فَنَسْمَعُ فِيْهِ اَمْرَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَنُطِيْعُهٗ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَرْكَبَ وَاُبَوِّئَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ فَطُعِنَ فَتُوُفِّيَ وَانْكَشَفَ الطَّاعُوْنُ۔

تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان دیکھ کر مجھ سے ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا حضرت امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کر کے یہاں سے تمام فوجوں کو منتقل کر کے جابیہ لے جانے کا انتظام کرو، تو حضرت ابو موسیٰ کہنے لگے میں آپ کے حکم کی ضرور تعمیل کرتا مگر میرے گھر میں خود طاعون ہو گیا ہے میں خود پریشان ہوں، اتنا بڑا انتظام (اس وقت) مجھ سے نہیں ہو سکتا یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود انتظام کرنے کا ارادہ کیا اور سوار ہونے لگے اور لوگ بھی جابیہ کی طرف کوچ کرنے لگے، ایسے میں حضرت ابو عبیدہ کو طاعون ہو گیا، اور طاعون ہی سے ان کا انتقال ہو گیا، اور ادھر طاعون بھی ختم ہو گیا[1] اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور ایسا ہی ابن عساکر کی ایک روایت میں بھی اس طرح مروی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اس وقت شام کی فوج کے سپہ سالار تھے اس طرح لکھا کہ افواج میں اکثر صحابہ کرام ہیں، ان کا اعتقاد تو یہ نہیں ہو سکتا کہ طاعون میں نقل مکان کرنے سے طاعون میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں گے۔ سب صحابہ کرام کا یہ اعتقاد تھا کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہوتا ہے، نقل مکان کرنے کو اس میں کچھ دخل نہیں، اس لیے اردن میں طاعون پھیل گیا ہے اور اردن ایک وبائی اور نشیبی زمین ہے، وہاں کی آب و ہوا اچھی نہیں ہے، اس کے برخلاف

---

[1] اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہی پہلے شخص ہیں کہ صحیح اعتقاد کے ساتھ طاعون میں نقل مکان کو جائز قرار دیتے ہیں۔

جابیہ بلند مقام ہے وہاں کی آب و ہوا بہت اچھی ہے، اس لیے سب فوجوں کو اردن سے ہٹا کر جابیہ میں لے جاؤ۔ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے اس فرمان کو پڑھ کر فرمایا کہ ہم امیرالمومنین کے فرمان کی تعمیل کرکے جابیہ کی طرف فوجوں کو لے جاتے ہیں۔ ابوموسیٰ تم فوجوں کو لے کر جابیہ کی طرف چلو اوران کو وہاں اتارنے کا انتظام کرو، ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ ایسے میں میری بیوی طاعون میں مبتلا ہوگئی۔ میں نے حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس واقعہ کی اطلاع دی (اور اپنی مجبوری کا اظہار کیا) تو حضرت ابوعبیدہ خود فوجوں کو جابیہ لے جانے کا انتظام کرنے کا ارادہ کئے (ان کا ارادہ پورا نہ ہوا) خود حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، طاعون میں مبتلا ہوکر انتقال فرما گئے اور ادھر طاعون بھی ختم ہوگیا۔

وَرَوٰی سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ فِیْ جَامِعِہٖ نَحْوَابْنِ عَسَاکِرٍ اَخْصَرَ مِنْہُ وَقَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ فِیْ مَسَائِلِ شَتّٰی مِنْہُ وَاِذَا خَرَجَ مِنْ بَلْدَةٍ بِھَا الطَّاعُوْنُ فَاِنْ عَلِمَ اَنَّ کُلَّ شَیْءٍ بِقَدَرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَلَا بَاْسَ بِاَنْ یَّخْرُجَ وَیَدْخُلَ وَاِنْ کَانَ عِنْدَہٗ اَنَّہٗ لَوْ خَرَجَ نَجَا وَلَوْ دَخَلَ اُبْتُلِیَ بِہٖ کُرِہَ لَہٗ ذٰلِکَ فَلَا

اور سفیان بن عیینہ نے بھی اپنی جامع میں ابن عساکر کی روایت کی طرح روایت کی ہے لیکن وہ ابن عساکر کی روایت کے بہ نسبت مختصر ہے اور شرح معانی الآثار میں یہ بھی مذکور ہے یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ جنھوں نے صحابہ کرام کو یہ حکم دیا کہ طاعون زدہ مقام سے ہٹ کر دوسرے مقام میں منتقل ہوجائیں اور وہاں اس وقت کثیر تعداد میں صحابہ کرام موجود تھے اور کسی صحابی نے بھی آپ کے حکم کے خلاف نہیں کیا، بلکہ سب نے اس کی موافقت فرمائی اور ایسا مبارک زمانہ تھا کہ صحابہ اللہ و رسول اللہ کے حکم کا خلاف ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے تھے، فوراً اعتراض کر دیتے تھے، تمام صحابہ نے بغیر اعتراض کے حضرت عمر

يَدْخُلُ وَلَا يَخْرُجُ صِيَانَةً لِاعْتِقَادِهٖ وَعَلَيْهِ حَمْلُ النَّهْيِ فِي الْحَدِيْثِ الشَّرِيْفِ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حکم کو مان لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا طاعون میں نقل مکان کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ اور رسول کے حکم کے خلاف نہیں تھا اور شرح معانی الآثار میں لکھا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے طاعون زدہ مقام سے ہٹ کر نقل مکانی کرنے کے حکم سے موافقت رکھتی ہے، اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا طاعون زدہ مقام سے ہٹ کر نقل مقام کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے بھی ثابت ہے، اسی لیے صاحب در مختار نے مسائل شتی میں مجمع الفتاوی کے حوالہ سے لکھا ہے جب کسی شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ہوتی ہے، طاعون زدہ مقام سے نکلنے کو بچ جاتے ہیں اور طاعون زدہ مقام میں جانے کو مرتے ہیں کوئی دخل نہیں ہے، جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہیں، نہ کوئی مر سکتا ہے اور نہ کوئی بچ سکتا ہے ایسا صحیح اعتقاد رکھنے والا طاعون زدہ مقام سے نکل کر نقل مکانی کرے یا طاعون زدہ مقام میں داخل ہو تو اس کے لیے کوئی مضائقہ نہیں، ایسے شخص کو طاعون زدہ مقام سے نقل مکانی کرنا جائز ہے، برخلاف اس کے کہ اگر کسی شخص کا یہ خیال ہے کہ طاعون زدہ مقام میں جانے سے طاعون میں مبتلا ہو جائے گا، یا وہ سمجھتا ہے کہ طاعون زدہ مقام سے نکل جاتے ہیں طاعون سے محفوظ رہے گا تو اس کا یہ اعتقاد غلط ہے اور جس کا ایسا اعتقاد ہے اس کو چاہیئے کہ اپنا اعتقاد

درست رکھنے کی خاطر نہ تو طاعون زدہ مقام سے نکلے
اور نہ طاعون زدہ مقام میں جائے اور جس حدیث شریف
میں طاعون زدہ مقام سے نقل مقام کرنے کی ممانعت
آئی ہے وہ ممانعت بھی مذکورہ اعتقاد رکھنے والوں
سے ہی متعلق ہے اور جن کا یہ اعتقاد ہو کہ طاعون
زدہ مقام سے نکل جانے کی وجہ سے بچ جائے گا، تو
ایسا غلط اعتقاد رکھنے والے شخص کو طاعون زدہ
مقام سے نکلنا جائز نہیں ہے (درمختار کی عبارت
یہاں ختم ہوئی)

ف: مذکورہ صحیح اعتقاد رکھنے والے کو طاعون زدہ مقام سے نقل مکان کرنا جائز ہونے کی تائید الاشباہ والنظائر کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو الاشباہ والنظائر نے بزازیہ سے نقل کی ہے، کہ کوئی شخص اپنے گھر میں ہو اور اس وقت زلزلے کے آثار ظاہر ہو رہے ہوں تو ایسے شخص کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ اپنی جان بچانے کے لیے فوری کھلے میدان کی طرف بھاگ جائے اللہ تعالیٰ کا بھی ایسا ہی ارشاد ہے "وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ یعنے تم اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو" جہاں تک ہو سکے اپنی جانوں کو ہلاکت سے بچایا کرو، اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ زلزلہ کے وقت کھلے میدان کی طرف نکل جانا، اور طاعون زدہ مقام سے صحیح اعتقاد رکھ کر نقل مکان کرنا جائز ہے، ورنہ لازم آئے گا کہ زلزلہ سے بھاگ کر اور طاعون زدہ مقام سے نقل مکان نہ کر کے اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں ڈالا جو صریح آیت کا خلاف ہے، اس سے صحیح اعتقاد کے ساتھ طاعون زدہ مقام سے نقل مکان کرنا جائز ہے اور ہلاکت کے موقعوں سے اپنے کو بچانا پیغمبروں کی سنت ہے (الاشباہ والنظائر کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔

۲۰۴۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا فِيْ دَارٍ كَثُرَ فِيْهَا عَدَدُنَا وَ اَمْوَالُنَا فَتَحَوَّلْنَا اِلٰى دَارٍ قَلَّ فِيْهَا عَدَدُنَا وَ اَمْوَالُنَا فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرُوْهَا ذَمِيْمَةً۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم ایک مکان میں رہا کرتے تھے، جہاں ہمارے بہت سے آدمی تھے اور مال بھی افراط سے تھا، اس کے بعد ہم ایک دوسرے مکان میں جا کر رہے تو اس میں ہمارے آدمی بھی کم ہو گئے اور مال میں بھی کمی آ گئی، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ مکان اچھا نہیں ہے تم اس کو

چھوڑ دو اور دوسرے مکان میں منتقل ہو جاؤ) اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۰۴۴ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ فَرْوَةَ بْنَ مُسَيْكٍ يَقُوْلُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدَنَا اَرْضٌ يُقَالُ لَهَا اَبْيَنُ وَهِيَ اَرْضُ رِيْفِنَا وَمِيْرَتِنَا وَاِنَّ وَبَاءَهَا شَدِيْدٌ فَقَالَ دَعْهَا عَنْكَ فَاِنَّ مِنَ الْقَرَفِ التَّلَفُ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

ابوداؤد کی ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے جس کو یحییٰ بن عبداللہ بن بحیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فروہ بن مسیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فروہ بن مسیک فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے پاس ایک زمین ہے جس کو ابین کہتے ہیں، وہ ہمارے کھیت کی ایسی زمین ہے جس میں زراعت بھی ہوتی ہے اور غلہ کا گودام بھی اسی میں ہے (معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ) وہ سخت وبائی زمین ہے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (جہاں کی آب وہوا خراب ہو) وہاں رہنا اچھا نہیں، نقصان کا اندیشہ رہتا ہے تم اس زمین کو چھوڑ دو اور دوسری جگہ منتقل ہو جاؤ)

ف (مناجو!) آپ نے ان دونوں حدیثوں کو سنا، اس میں طب کے ایک مسئلہ کو حل کیا گیا ہے کہ صحت کے لیے آب وہوا کا اچھا ہونا ضروری ہے اور جب آب وہوا خراب ہو جاتی ہے تو صحت بھی بگڑ جاتی ہے ان دونوں حدیثوں میں بہتر بن آب وہوا کے لیے نقل مکان کی اجازت دی گئی ہے، ایسا ہی طاعون کی وجہ سے جب آب وہوا خراب ہو جائے تو صحت باقی رہنے کے لیے نقل مکان کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ایسا ہی فرماتے ہیں۔

۲۰۴۵ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُوْنُ رِجْزٌ اُرْسِلَ عَلٰى طَائِفَةٍ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَوْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَاِذَا سَمِعْتُمْ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ طاعون ایک عذاب ہے، جو تم سے پہلے کی گذری ہوئی قوموں پر (ان کے گناہوں کی وجہ سے) بھیجا گیا تھا[1] تو

---

[1] جب کبھی طاعون کسی مقام میں پھیل جائے تو تم اپنی حالت پر غور کرو اگر تمہارا یہ اعتقاد ہو کہ طاعون زدہ مقام میں چلے جانے سے طاعون میں مبتلا ہو جاؤ گے یا تم سمجھتے ہو کہ طاعون زدہ مقام سے نکل جانے میں طاعون سے

بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

طاعون زدہ مقام میں جانا چاہیئے اور نہ طاعون زدہ مقام سے بھاگنا چاہیئے اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۳۶/۷۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ وَاَنَّ اللّٰهَ جَعَلَهٗ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لَيْسَ مِنْ اَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُهٗ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ شَهِيْدٍ.

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا حضور! طاعون ایک عجیب بیماری ہے اللہ تعالیٰ اس بیماری کو اپنے بندوں پر بھیجتے ہیں، اس میں کیا حکمت ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سنو! عائشہ! (جب بندوں سے نافرمانیاں کثرت سے ہوتی ہیں تو) طاعون کو عذاب بنا کر ان پر بھیجتے ہیں تو، کافروں اور مسلمانوں کی بستی میں طاعون آجائے اور وہ اپنی بستی میں طاعون کے زمانہ میں صبر کرکے ثواب کی نیت سے ٹھہرا رہے اور اس کو یہ یقین کامل ہے کہ مرنا اور جینا دونوں اللہ تعالیٰ ہی کے ارادے سے ہوتے ہیں، تو ایسے شخص کو شہید کا ثواب ملے گا، اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بقیہ صفحہ بچ جاؤں گا تو تمہارا یہ اعتقاد غلط ہے اس لیے کہ عذاب توبہ واستغفار سے ٹل جاتا ہے، بھاگنے سے عذاب نہیں ٹلتا، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں (کہ ایسے شخص کو اپنا اعتقاد درست رکھنے کی خاطر)

لہ بخلاف اس کے اگر تمہارا یہ اعتقاد ہو کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہوتی ہے، طاعون زدہ مقام سے نکلنے کو بچ جانے میں اور طاعون زدہ مقام میں جانے کو مرنے میں کوئی دخل نہیں ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہیں نہ تو کوئی مرسکتا ہے اور نہ کوئی بچ سکتا ہے تو تمہارا یہ اعتقاد درست ہے اور ایسا اعتقاد رکھنے والا طاعون زدہ مقام سے نکل کر نقل مکان کرے یا طاعون زدہ مقام میں داخل ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، ایسے شخص کا طاعون زدہ مقام سے نقل مکان کرنا جائز ہے۔

لہ جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو لوگ طاعون میں رہ کر بچ جاتے ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ موت دینا چاہتے ہیں تو وہ طاعون میں مبتلا ہو کر مرجاتے ہیں، جو یہ صحیح اعتقاد رکھ کر طاعون زدہ بستی میں ٹھہرا رہے۔

۲۰۴۷ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْفَارُّ مِنَ الطَّاعُوْنِ کَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ وَالصَّابِرُ فِیْہِ لَہٗ اَجْرُ شَهِیْدٍ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص[1] طاعون زدہ مقام سے بھاگ کر دوسرے مقام میں چلا گیا تو وہ ایسا ہی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا، جیسے جہاد میں کفار کے مقابلے سے بھاگنے والا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور جو شخص[2] صبر کیا ہوا طاعون زدہ مقام میں رہے (وہ مرے یا نہ مرے ہر حال میں) اس کو (اس صحیح اعتقاد کی وجہ سے) شہید کا ثواب ضرور ملے گا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۰۴۸ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اِذَا ابْتَلَیْتُ عَبْدِیْ بِحَبِیْبَتَیْہِ ثُمَّ صَبَرَ عَوَّضْتُہٗ مِنْهُمَا الْجَنَّۃَ یُرِیْدُ عَیْنَیْہِ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ حدیث قدسی ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب میں کسی بندۂ مومن کی دو آنکھیں جو اس کے پاس نہایت پیاری اور محبوب ہیں چھین کر نابینا بنا دیتا ہوں تو وہ اس پر صبر کر کے (نہ زبان سے خلاف ادب کچھ کہتا ہے، نہ دل سے ناراض ہوتا ہے بلکہ) راضی برضاء الٰہی رہتا ہے تو اس کو میں اس کے بدلے میں[3] جنت دوں گا اور جنت میں نابیناؤں کے لیے جو خاص مقام رکھا ہے، اس مقام پر اس کو پہنچاؤں گا۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

لہ طاعون زدہ مقام میں تھا، وہ یہ سمجھا کہ اگر میں یہاں رہوں گا، تو میں بھی طاعون میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاؤں گا اور یہاں سے بھاگ گیا تو بچ جاؤں گا اس خیال سے وہ۔

ٹہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالٰے کے ارادے کے بغیر کوئی نہیں مرتا، اگر میں اس طاعون زدہ مقام میں رہا اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو تو میں نہیں مر سکتا، اس خیال سے

ٹہ ابتداء نجات پانے والوں میں شریک کر کے گناہوں کی سزا دئے بغیر پہلے پہل جنت میں داخل کروں گا

بَابُ تَمَنِّی الْمَوْتِ وَذِکْرِہٖ

اس باب میں موت کی آرزو کرنے کا اور موت کو یاد کرتے رہنے کی فضیلت کا بیان ہے۔

۲۴۹ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ[۱] اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَّ اِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَّسْتَعْتِبَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی شخص (مصیبتوں یا بیماریوں کی وجہ سے زندگی سے تنگ آکر) موت کی آرزو نہ کرے (تجھے کچھ خبر ہے کہ مرنے سے اعمال ختم ہو جاتے ہیں، پھر تو کچھ کر نہیں سکتا، زندگی کو غنیمت جان) اگر (تو) نیک ہے تو (تیری) نیکیوں میں اضافہ ہو جائے گا، اگر (تو) بُرا ہے تو شاید (تیرا) دل پلٹی کھائے اور) تو توبہ کر کے نیکیاں کرنے لگے[۱] اگر ایسا ہی تجھ کو آرزو کرنا ہے تو ان الفاظ سے موت کی آرزو کرو۔

اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ۔

الٰہی میں نہیں جانتا کہ میرے لیے خیر کیا ہے، آپ ہی کو غیب کی سب خبر ہے، اگر باوجود مصائب اور بیماریوں کے) میرا زندہ رہنا خیر ہے، تو مجھے زندہ رکھ، اور اگر مرنا ہی خیر ہے تو مجھے خیر کے ساتھ موت دے۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۵۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ[۲] اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ وَ لَا یَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَهٗ اَنَّهٗ اِذَا مَاتَ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں (مسلمانو!) تم میں سے کوئی (پریشانیوں کی وجہ سے گھبرا کر دل سے) موت آنے کی آرزو نہ کرے اور دُعا

---

[۱] مرجانے سے پھر یہ موقع کہاں ملتا ہے، اس لیے مرنے کی ہرگز آرزو نہ کرے۔

وَاَنَّهٗ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُهٗ اِلَّا خَيْرًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

زبان سے) موت آنے کی دعا کرے موت آنے سے پہلے[۱] کہ مرنے سے نیک عمل کرنے کا موقع جاتا رہتا ہے بلکہ عمر (کے بڑھنے) سے مسلمان کے لیے نیکیوں کو بڑھانے کا موقع ملتا ہے[۲]، اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۰۵۱/۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ فَاِنَّ هَوْلَ الْمَطْلَعِ شَدِيْدٌ وَاِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ اَنْ يَّطُوْلَ عُمُرُ الْعَبْدِ وَيَرْزُقَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْاِنَابَةَ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ[۱] موت کی آرزو نہ کرو[۲] موت کے بعد جو پیش آنے والے امور ہیں وہ بہت سخت ہیں[۳] بہت خوش نصیب ہے وہ مسلمان جس کی عمر دراز ہو، اور اس کو خدا کی طرف رجوع ہونے کی توفیق ہوئی ہو[۴]، اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۰۵۲/۴ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ جَلَسْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

---

[۱] موت کی آرزو کرکے یا موت آنے کی دعا کرکے کیوں بے صبری کا اظہار کرتے ہو، اگر صبر کرتے تو تم کو اس کا ثواب ملتا، تم کو کچھ خبر ہے۔

[۲] مرنے کے بعد تم بہت آرزو کرو گے مگر نیک عمل کرنے کا موقع پہلے ملے گا زندگی کو غنیمت جانو، جہاں تک ہو سکے نیک اعمال کرنے کی کوشش میں رہو، مسلمان کی زندگی بھی ایک نعمت الٰہی ہے، اس وقت اس کے لیے نیکیاں جمع ہوتی رہتی ہیں، تم موت کی آرزو یا دُعاء ہرگز نہ کرنا۔

[۱] مسلمانو! دنیا کی مصیبتوں اور تکلیفوں کی وجہ سے

[۲] دنیا کی مصیبتیں اور تکلیفیں مرنے کے بعد پیش آنے والی تکلیفوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں۔

[۳] کیا تم ان کو آسان سمجھ گئے ہو! مرنے کے بعد کے مصائب کی ابتداء سکرات سے ہوتی ہے، پھر قبر میں منکر و نکیر کے سوال کے جواب دینا ہے، قبر کے ہولناک امور، قیامت کے ہیبت ناک واقعات یکے بعد دیگرے سب پیش آنے والے ہیں، اس لیے موت کی آرزو کرنے یا موت آنے کی دعا کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، زندگی کو غنیمت سمجھو، آنے والے امور کی آسانی کے لیے دنیا کی زندگی ہی میں تیاری کرو، جو کچھ کرنا ہے دنیا ہی میں کر لو، مرنے کے بعد کچھ نہ کر سکو گے۔

[۴] اور وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرکے موت کے بعد آنے والے امور کی آسانی کے لیے تیاری کرتا ہو۔

وَسَلَّمَ فَذَكَّرَنَا وَرَقَّقَنَا فَبَكَى
سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَاَكْثَرَ
الْبُكَاءَ فَقَالَ يَالَيْتَنِیْ مِتُّ فَقَالَ
النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
يَا سَعْدُ اَعِنْدِیْ تَتَمَنَّى الْمَوْتَ
فَرَدَّدَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ
قَالَ يَا سَعْدُ اِنْ كُنْتَ خُلِقْتَ
لِلْجَنَّةِ فَمَا طَالَ عُمُرُكَ وَحَسُنَ
مِنْ عَمَلِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم کو وعظ نصیحت آمیز اور دل ہلانے والا ہوتا تھا، مگر اس وقت کا وعظ کیا کہوں کیسا تھا[1]! حضرت سعد خوب رو رہے تھے (بے خود ہوکر) کہنے لگے، کاش میں (بچپن ہی میں) مر جاتا (تو گنہگار نہ ہوتا اور عذاب آخرت سے نجات پا جاتا) یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے سعد! کیا تم میرے سامنے موت کی آرزو کرتے ہو[2]، تین بار حضور ایسا ہی فرماتے رہے[3]، اگر تمہارے مقدر میں جنت لکھی گئی ہو تو تو تمہاری عمر کا دراز ہونا، اور نیکیاں کر کے جنت کے مراتب حاصل کرنا (بچپن میں مر جانے سے بہت بہتر تھا[4]، اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۰۵۳/۵ وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ
قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى خُبَابٍ وَقَدِ
اكْتَوٰى سَبْعًا فَقَالَ لَوْلَا اَنِّیْ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

حضرت حارثہ بن مضرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (جو مشہور صحابی ہیں، وہ بیمار تھے میں ان کی عیادت کے لیے اُن) کے پاس گیا[5]

[1] ہمارے دلوں کی عجیب حالت تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آخرت کے سارے احوال اور قیامت کے ہولناک واقعات ہمارے سامنے ہیں، ہر شخص پر ایک رقت کا عالم طاری تھا، حضرت سعد بھی ہمارے ساتھ تھے۔ اسی حالت سے متاثر ہوکر

[2] آخرت کی تمام نعمتوں سے میری صحبت بہترین نعمت ہے، میری صحبت میں رہنا کیا کم ہے کہ پھر تم کیوں میرے سامنے موت کی آرزو کر رہے ہو۔

[3] قطع نظر میری صحبت کے تم کو تو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے تا اگر جنت کی خوشخبری نہ بھی دی جاتی تو تم مسلمان تھے۔

[4] پھر اب تم بچپن میں مرنے کی آرزو کر رہے ہو، یہ تمہاری شان کے لائق نہیں ہے

[5] کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خباب سخت بیمار ہیں۔ ان کو علاج کے طور پر ایک دو جگہ نہیں بلکہ۔

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُهٗ وَلَقَدْ رَاَيْتُنِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَآ اَمْلِكُ دِرْهَمًا وَّ اِنَّ فِيْ جَانِبِ بَيْتِي الْاٰنَ لَاَرْبَعِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ قَالَ ثُمَّ اُتِيَ بِكَفَنِهٖ فَلَمَّا رَاٰهُ بَكٰى وَقَالَ لٰكِنْ حَمْزَةُ لَمْ يُوْجَدْ لَهٗ كَفَنٌ اِلَّا بُرْدَةٌ مَّلْحَآءُ اِذَا جُعِلَتْ عَلٰى رَاْسِهٖ قَلَصَتْ عَنْ قَدَمَيْهِ وَاِذَا جُعِلَتْ عَلٰى قَدَمَيْهِ قَلَصَتْ عَنْ رَّاْسِهٖ حَتّٰى مُدَّتْ عَلٰى رَاْسِهٖ وَجُعِلَ عَلٰى قَدَمَيْهِ الْاِذْخَرُ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

سات جگہ داغ دیا گیا ہے[1]، حضرت خبابؓ فرماتے ہیں، اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم موت کی آرزو کرنے سے منع نہ فرماتے تو میں (اس سخت مرض کو برداشت نہ کر کے) موت کی آرزو کرتا[2] میری حالت تھی کہ ایک درہم بھی میرے پاس نہیں تھا (مگر کبھی میں نے بے صبری کا اظہار نہیں کیا) اور اب میرے گھر کے ایک کونے میں ۴۰ ہزار درہم پڑے ہوئے ہیں، (حارثہ) کہتے ہیں کہ پھر حضرت خبابؓ کا کفن لایا گیا (جو بہت قیمتی تھا) جب (حضرت خبابؓ نے) اس کو دیکھا تو رونے لگے فرمایا (ایک کفن تو یہ ہے اور ایک کفن وہ تھا جو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا گیا، گنجائش نہ ہونے سے تین کپڑوں کی بجائے) ایک دھاری دار چادر ہی میں آپ کو کفنایا گیا[3] سر کو ڈھانکتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں کو ڈھانکتے تو سر کھل جاتا تھا (مجبور ہو کر) اسی کفن سے سر کو ڈھانکا گیا

[1] بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ داغ دے کر علاج نہ کیا جائے، وہ عام طور پر ممانعت نہیں ہے، لوگوں کی عادت تھی کہ معمولی ضرورت پر بھی داغ دیا کرتے تھے، اس سے منع کیا گیا، (اہم ضرورت ہو تو داغ دینا ممنوع نہیں ہے حضرت خبابؓ جیسے صحابی ممنوع چیز ہرگز استعمال نہ کرتے، ایسی ہی اہم ضرورت تھی اسی وجہ سے حضرت خبابؓ داغ دینے سے اپنا علاج کئے تھے۔ اہم ضرورت کا اس سے اندازہ کرو کہ وہ کیسی سخت بیماری ہوگی جس کی برداشت نہ کر کے

[2] مگر میں حضور کے ارشاد کی تعمیل کر کے کیسا ہی مرض ہو، اس میں موت کی آرزو نہیں کرتا ہوں (یہ بیماری کیا چیز ہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کسی ایسے صحابی کو نہیں جانتا جس نے میرے برابر بلائیں مصیبتیں برداشت کی ہوں، ان مصیبتوں کے وقت کبھی بے صبری کا اظہار نہیں کیا اب اس بیماری میں بے صبری کر کے حضور کے ارشاد کا خلاف کر کے موت کی آرزو نہیں کرتا۔ دیکھو اس وقت کیسی گزر کیا کہوں وہ بھی اتنا چھوٹا کفن تھا کہ

[3] اور اسی حالت میں حضرت حمزہ دفن کئے گئے صاحبو! آپ نے دیکھا اس وقت کی زندگی کیسی تکلیف کی زندگی تھی، باوجود اس تکلیف کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جو حکم تھا کہ تکلیف کی وجہ سے موت کی آرزو نہ کرو۔ اس لیے باوجود تکلیف کے کوئی صحابی نہ موت کی آرزو کرتا نہ موت آنے کی دعا کرتا۔ مسلمانو! تم پر بھی کیسی ہی پریشانی آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کر کے کبھی موت کی آرزو نہ کرنا اور نہ موت آنے کی دعا کرنا صبر کر کے صبر کا ثواب حاصل کرتے رہو)

إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ أَتَى بِكَفَنِهِ إِلَى آخِرِهِ .

اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔ اور ترمذی نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی ہے۔

۲۰۵۴ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ .

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی شخص (بدنی یا مالی) مصیبت کی وجہ سے (زندگی سے تنگ آکر) ہرگز موت کی آرزو نہ کرے، اگر تم کو اب اہی موت کی آرزو کرنا ہے تو ان الفاظ سے موت کی آرزو کرنا۔

" اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي "

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

الٰہی! میں نہیں جانتا کہ میرے لیے خیر کیا ہے آپ ہی کو غیب کی سب خبر ہے، اگر باوجود مصائب اور بیماریوں کے) میرا زندہ رہنا خیر ہے تو مجھے زندہ رکھئے اور اگر میرا مرنا ہی خیر ہو تو مجھے خیر کے ساتھ موت دیجئے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۰۵۵ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللهِ وَكَرَامَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند کرتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتے، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، یا رسول اللہ! تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

لے (اپنے الفاظ میں ہرگز نہ کہنا تم اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف کچھ کہہ دو گے، بہتر یہ ہے کہ حدیث کے)

۲ے اللہ تعالیٰ سے ملنے سے مراد اگر موت ہو تو موت کو تو کوئی بھی پسند نہیں کرتا، پھر حضور کا یہ فرمانا کہ بعض موت کو پسند کرتے ہیں اور بعض موت کو نہیں پسند کرتے اس کا مطلب کیا ہے۔

إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ فَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ وَعُقُوبَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَكَرِهَ لِقَاءَ اللهِ وَكَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ عَائِشَةَ وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللهِ۔

واٰلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، عائشہ! تم خدا کے ملنے کو اور موت کو ایک ہی سمجھ رہی ہو ایسا نہیں ہے [1] جب مسلمان کو موت آتی ہے تو دچونکہ وہ توحید اور رسالت کا قائل ہو کر اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیتا ہے) اس کے سامنے فرشتے آکر خوش خبری سُناتے ہیں [2] اس وقت مسلمان کے سامنے اللہ تعالیٰ سے ملنے سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی دچونکہ اس سے راضی ہیں) اس لیے اس سے ملنے کو پسند فرماتے ہیں۔ (اس کے برخلاف) جب کافر کو موت آتی ہے تو [3] فرشتے اس کے سامنے آکر کہتے ہیں تمہارے لیے طرح طرح کے عذاب اور مصائب تیار کر رکھے ہیں، تو اس وقت کافر کے سامنے سے بڑھ کر کوئی چیز ناگوار نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ بھی دچونکہ اس پر غضب ناک ہیں اس لیے وہ اس سے ملنے کو پسند نہیں فرماتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۰۵۲ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ شِئْتُمْ أَنْبَأْتُكُمْ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا (مسلمانو!) تم کو کچھ معلوم ہے [4]

---

[1] (انسانی فطرت کے لحاظ سے تو موت کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ سے ملنا اور موت ایک چیز نہیں ہے بلکہ
[2] کہ چلو اللہ سے ملو، اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہے تمہارے لیے راحت و آرام اور باغ و بہار تیار کیا ہے۔
[3] چونکہ توحید اور رسالت کا انکار کر کے وہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر رکھتا ہے اس لیے
[4] (ایک ضروری بات سنانا چاہتے تھے خاص توجہ کے ساتھ اس کو سننے کے لیے بطور تمہید ارشاد فرمایا۔

مَا اَوَّلُ مَا يَقُوْلُ اللّٰهُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَا اَوَّلُ مَا يَقُوْلُوْنَ لَهٗ قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ اَحْبَبْتُمْ لِقَآئِيْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ يَا رَبَّنَا فَيَقُوْلُ لِمَ يَقُوْلُوْنَ رَجَوْنَا عَفْوَكَ وَمَغْفِرَتَكَ فَيَقُوْلُ قَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ مَغْفِرَتِيْ۔

(رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ)

کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے پہلی بات کیا کریں گے۔ ایسے ہی اس دن مسلمانوں کی پہلی بات اللہ تعالیٰ سے کیا ہوگی، اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں اس کو سناتا ہوں، یہ سن کر صحابہ نے عرض کیا حضور ضرور سنایئے (ہم اس کو سننے کے لیے خاص توجہ کے ساتھ تیار ہیں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، سنو! اللہ تعالیٰ کی (پہلی) بات (مسلمانوں سے متوجہ ہوکر) یہ ہوگی کہ کیا تم کو یقین تھا کہ (تم کو آخرت میں ایک دن آنا ہے اور) اللہ تعالیٰ سے ملنا ہے تو مسلمان عرض کریں گے ہاں! اے ہمارے مالک! ہم یقین سے ایسا ہی سمجھے ہوئے تھے، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا (جب تم کو مجھ سے ملنے کا یقین تھا پھر تم نے گناہ کیسے کئے، مسلمان عرض کریں گے الٰہی! آپ کا کرم، آپ کا رحم، آپ کے علم سے ہم کو جرائت دلائی ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے۔ میں نے تمہارے سب گناہوں کو بخش دیا۔ اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے، اور ابو نعیم نے بھی حلیہ میں اس کی روایت کی ہے۔

۲۰۵۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ
۹

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک نوجوان کی عیادت کے لیے تشریف

لہ ہم نادم اور شرمندہ ہیں، ہم کو گناہ نہیں کرنا چاہیئے۔

لہ ہم یہ سمجھتے ہوئے تھے کہ آپ کی مغفرت ہمارے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے۔ آپ کی مغفرت کے سامنے ہمارے گناہ کیا چیز ہیں۔ ہم بڑی امید آپ سے کئے اس لئے گناہ کرتا تھا کئے

لہ بندہ جیسے میری نسبت خیال کرتا ہے میں ویسا ہی اس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہوں، جب تمہارا میرے ساتھ ایسا خیال تھا تو

كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَرْجُو اللّٰهَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنِّيْ اَخَافُ ذُنُوْبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُوْ وَاٰمَنَهٗ مِمَّا يَخَافُ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

لے گئے اور اس کو ملاحظہ فرمایا کہ سکرات کی حالت میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا (اس وقت تمہارے دل کی) کیا حالت ہے (تمہارے دل میں اس وقت کیسا خیالات آرہے ہیں) اس نوجوان نے عرض کیا، حضور! گناہوں کی وجہ سے خدائے تعالےٰ سے ڈر رہا ہوں[1] بڑی امید بھی ہوتی ہے[2] یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا[3]: ایسے سکرات کے وقت میں[4] تو وہ بندہ جس چیز سے ڈر رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بچا لیتے ہیں اور جس چیز کی امید لگائی ہوئی ہے اس کو عطا فرما کر امن اور راحت میں رکھتے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۰۵۸/۱۰ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِثَلَاثَةِ اَيَّامٍ يَقُوْلُ لَا يَمُوْتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (مجھے خوب یاد ہے) خود میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی وفات شریف سے تین دن پہلے اس طرح ارشاد فرماتے ہیں، تم میں سے ہر ایک کی موت ایسی حالت میں ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھتا

لہ کہ میرے ساتھ معلوم نہیں کیا برتاؤ کیا جاتا ہے، اور ادھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی مغفرت کا خیال آتا ہے تو

لہ کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے سامنے میرے گناہ کیا چیز ہے ضرور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے میرے گناہ معاف فرمائیں گے اور مجھے مرنے کے بعد راحت و آرام نصیب ہوگا۔ اس وقت اس کشمکش میں میرا دل پھنسا ہوا ہے۔

لہ سنو! اے نوجوان یوں تو ہر وقت مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے خوف کرتے ہوئے اور اس سے امید رکھتے ہوئے رہنا چاہئے خاص کر

لہ جس شخص کے دل میں اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے خوف ہو، اور اللہ تعالیٰ کی شان رحمت اس کے پیش نظر ہو جس کی وجہ سے وہ بڑی بڑی امیدیں لگائے ہوا ہے، اللہ کی رحمت ہمیشہ اس کے غضب پر غالب رہتی ہے، ایسے بندہ کی حالت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آتی ہے

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) ہو، اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف:۔ اس حدیث کی تفصیل یہ ہے کہ مسلمان کے دو بازو ہیں، جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا راستہ بہت آسانی سے طے ہوتا ہے۔ ایک بازو تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف رہے جس کی وجہ سے وہ گناہوں سے بچتا رہتا ہے اور دوسرا بازو یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے امید رکھے جس کی وجہ سے مسلمان اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھتا ہے۔ حالت صحت اور زندگی میں خوف خدا غالب رکھے تاکہ گناہوں سے بچتا رہے اور مرتے کے وقت خوف کی ضرورت نہیں رہی، اس لیے کہ وہ وقت گناہ کرنے کا نہیں ہے، بلکہ موت کے وقت خدا کو رحیم، کریم، ستار، غفار جان کر مغفرت کی امید دل میں لیا ہوا رہے، تاکہ خوش خوش خدا کے پاس جانے کے لیے تیار رہے ہرنے سے جی نہ چرائے۔ یعنی مرنے کے وقت اگر خوف کی حالت رہی تو خدا کے سامنے ایسا جائے گا جیسے مالک کے سامنے بھاگا ہوا غلام ڈرتا ہوا جاتا ہے، اس لیے زندگی میں حتی الامکان نیکیاں کرتا رہے، اور مرنے وقت دل میں یہی امید مغفرت کی لیا ہوا رہے گا، تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسا جائے گا جیسے کوئی غلام مالک کے حکم کی تعمیل کر کے مالک کے سامنے بڑی بڑی امیدیں لگائے ہوئے خوش خوش جاتا ہے۔ ۱۲

۲۰۵۹ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيْحٌ اَوْ مُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَاَذَاهَا اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما تھے، آپ کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا، آپ نے اس جنازہ کو دیکھ کر فرمایا یا تو اس کو راحت ہو گئی یا اس سے راحت ہو گئی، صحابہ نے عرض کیا حضور! آپ جو ارشاد فرما رہے ہیں، ہم اس کا مطلب نہیں سمجھے، اس سے کیا مراد ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، سنو! کہ مسلمان بندہ دنیا میں طرح طرح کی مصیبتیں اٹھاتا رہتا ہے۔ مرنے کی وجہ سے وہ ان تمام مصیبتوں سے چھوٹ جاتا ہے اور چونکہ وہ نیکیاں کرتا رہا، اس لیے اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہیں (مرنے سے) وہ راحت الٰہی میں پہنچ جاتا ہے، اور راحت و آرام پاتا ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے

ہیں دکھ ہیں نے دار سے راحت ہو گئی، جو کہا اس کا مطلب یہ ہے) کہ جو ظالم بندہ، انسان تو انسان بلکہ شہر، درخت اور جانور اس کے مرنے سے سب کو راحت ہو جاتی ہے۔ (اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٠٦٠/١٢ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے دونوں مونڈھے پکڑ کر ارشاد فرمایا، ابن عمر سنو (دنیا کو اپنا گھر نہ سمجھنا) تم دنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر (منزل میں رہتا ہے) بلکہ تم اپنے کو سمجھو کہ میں مسافر ہوں راستہ میں چل رہا ہوں، اگر شام ہو تو صبح کا انتظار مت کرو، جب بیمار ہو جاؤ گے تو تم اعمال نیک

١ کہ جس کے ظلم سے سب تنگ تھے طرح طرح سے لوگوں کو ایذا پہنچ رہی تھی، اس کے مرنے کی وجہ سے سب کو راحت مل جاتی ہے۔

٢ اس لیے کہ اس کے ظلم کی وجہ سے سارے عالم میں فساد پھیل گیا تھا، اور اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک تھے اس کے ظلم اور گناہوں کی وجہ سے بارش رک گئی تھی، طرح طرح سے عالم میں خرابیاں ہو رہی تھیں، اس کے مرنے کی وجہ سے یہ ساری خرابیاں دور ہو گئی، بارش کی وجہ سے زمین سرسبز ہو گئی اور زمین پر رہنے والوں کو آرام نصیب ہو گیا اس لیے میں نے اس جنازہ کو دیکھ کر کہا کہ اس کو آرام مل گیا، یا اس سے سب کو آرام مل گیا

٣ کسی چیز سے دل نہ لگاؤ اس لئے کہ ایک دن اس کو چھوڑنا ہے۔ یہاں کی لذتوں سے نفع لینے کی عادت نہ ڈالو، لوگوں سے گہرا تعلق پیدا نہ کرو، ایک دن ان کو چھوڑنا ہے۔ ہاں خدا اور رسول کے حکم کے موافق ان کے حقوق ادا کرتے رہو، ابن عمر! تم یہ نہ سمجھنا کہ میں یہاں ہمیشہ رہنے کے واسطے آیا ہوں، تم ایسے رہو جیسے مشاغل نہ پیدا کرو، تم مسافر ہو، آخرت تمہارا اصلی وطن ہے۔ اصلی وطن میں رہنے کے لیے یہاں سے سامان تیار کر کے چلو، سنو ابن عمر! مسافر منزل میں ایک دو روز تو بھی قیام کرتا ہے لیکن تم کو یہاں ایک دو روز بھی قیام کرنے کی امید نہیں۔

٤ دیکھو مجھے یہاں دنیا میں ایک دن بھی رہنے کی امید نہیں ہے، کیا معلوم کب وقت آتا ہے اور کب چلنا پڑتا ہے۔

٥ کیا معلوم تم صبح تک زندہ رہتے بھی ہو یا نہیں، اور ایسا ہی جب صبح ہو تو شام کا انتظار مت کرو (کیا معلوم کہ تم شام تک زندہ رہتے ہو یا نہیں، ابن عمر! تم موت کی تیاری میں رہو) جو وقت ملے اس کو غنیمت سمجھو، صحت کے زمانہ میں جہاں تک ہو سکے اعمال نیک کرتے رہو۔

وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ .

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

کرنا چاہو گے نہیں کر سکو گے) ایسا ہی زندگی کو غنیمت جانو، جہاں تک ہو سکے اعمال نیک کرتے رہو[۲] اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۰۶۱ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ[۱۳] صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ .

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں (مسلمانو! کب تک غفلت میں رہو گے، غفلت دور کرنے کے لیے) لذتوں کے مٹانے والی کو کثرت سے یاد کیا کرو (دیکھو سمجھو کہ لذتوں کو مٹانے والی کون چیز ہے؟ سنو) وہ موت ہے[۲]، اس حدیث کی روایت ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۰۶۲ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ[۱۴] عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ لِاَصْحَابِهٖ اِسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ قَالُوْا اِنَّا اِنَّا نَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنْ مَنِ اسْتَحْيٰى مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ فَلْيَحْفَظِ الرَّاْسَ وَمَا وَعٰى وَلْيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا حَوٰى وَلْيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى وَمَنْ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) نبی کریم صلی اللہ تعالٰی تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابۂ کرام سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا، صاحبو! اللہ تعالٰی سے ایسا شرماؤ جیسے اس سے شرمانا چاہیے[۳] صحابہ نے عرض کی حضور! اللہ تعالٰی کی نعمتیں اور اس کے احسانات ہم کو یاد ہیں، الحمد للہ! ہم اس کی فرمانبرداری کیے جا رہے ہیں[۴] اس طرح کی فرمانبرداری سے جیسا شرمانا چاہیے ویسا شرمانے کا حق ادا نہیں ہوتا، تم کو اللہ تعالٰی نے جو سر دیا

۱؎ موت کے بعد کا زمانہ جزاء ملنے کا زمانہ ہے، عمل کرنے کا زمانہ نہیں ہے، ہزار تم عمل کرنا چاہو گے مگر عمل نہیں کر سکو گے!

۲؎ موت بھولنے سے غفلت میں پڑے ہوئے ہو، جب موت تمہارے سامنے رہے گی تو تم سفر آخرت کی تیاری میں لگ جاؤ گے اور اعمال نیک کر کے خدا کے سامنے سرخرو ہو جانے کے لیے ہمیشہ کوشش کرو گے۔

۳؎ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے منشاء کو سمجھ گئے کہ حضور یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اللہ کی نعمتوں کو حاصل کر کے اس کے احسانات میں رہ کر پھر اس کی نافرمانی کرنا پڑی تو یہ بے حیائی اور بے شرمی کی بات ہے۔

۴؎ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالٰی کی بے گنتی نعمتوں کے اور کثرت سے احسانات کے مقابلہ میں تمہاری فرمانبرداری کچھ بھی نہیں، اس لیے کہتا ہوں ۵؎ جیسے میں کہتا ہوں اس طرح کرو تو کسی قدر شرمانے کا حق ادا ہو جائے گا، صاحبو! سوچو

أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيٰى مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

اس سے تم کو جو جو نعمتیں مل رہی ہیں، اُن نعمتوں کو یاد کرو، تم کو اللہ تعالیٰ نے جو پیٹ دیا ہے وہ کیسی بڑی نعمت ہے اس سے تم کو کیا فائدے مل رہے ہیں۔ اس کا شکر یہ ہے کہ پیٹ کو حرام غذا سے بچاؤ، ہمیشہ موت کو یاد کرتے رہو، اور دنیا اور دنیا کی زینت کو چھوڑ دو، سمجھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ سے جیسا شرمانا چاہیے ویسا شرما رہے ہیں اس حدیث کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

لہ اس کا شکر یہ ہے کہ غیر خدا کے آگے سر نہ جھکانا جس نے سر دیا ہے اس کے سامنے سر جھکانا چاہیئے، تکبر اور غرور سے سر نہ اکڑانا، اور سر میں برُے خیالات اور عقائد باطلہ نہ جمع کرنا، سر میں تمہارے زبان دی ہے آنکھیں دی ہیں اور کان دیئے ہیں ان میں سے ایک ایک کیا کیسی کیسی نعمت ہے۔ اگر کسی میں بیماری سے نقصان آجائے اس وقت اس نعمت کی قدر ہوتی ہے اس لیے تم ان نعمتوں کو زبان آنکھ اور کان کو خدا کی نافرمانی میں صرف نہ کرنا جس نے یہ نعمتیں دی ہیں اسی کی اطاعت میں رکھنا مثلاً کان سے غیبت، جھوٹ اور فحش باتیں نہ سننا اور آنکھ سے نامحرم کی طرف نہ دیکھنا اور زبان سے جھوٹ غیبت اور بری باتیں نہ کہنا چاہیئے پھر سوچو۔

ٹہ اور پیٹ کے متعلقات میں دل ہے اس میں علم دین اور معرفت حق جمع کرو، اور دل کو ماسوائے اللہ کی محبت سے دور رکھو، سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرو اور پیٹ کے متعلقات میں شرمگاہ ہے ہاتھ پاؤں ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو، ان سب کو اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضامندی کے کاموں میں لگائے رکھو، خلاصہ یہ ہے کہ جسم کو اور سارے اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری میں رکھنے سے سمجھا جائے گا کہ تم اللہ تعالیٰ سے ایسا شرما رہے ہو جیسا کہ شرمانا چاہیئے، جسم کو اور سارے اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمان برداری میں رکھنے کے دو علاج بتاتا ہوں سنو! ایک تو یہ ہے کہ

ٹہ موت کے بعد قبر میں جسم کے سڑنے گلنے کو بھی سوچتے رہو تو تمہارے دل میں رقت پیدا ہو گی، جس کے سبب سے تم جسم کو اور تمام اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری میں رکھو گے اور دوسرا علاج یہ ہے کہ دنیا اور دنیا کی زیب و زینت جن کے پیش نظر رہتی ہے وہ جسم کو اور تمام اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمان برداری میں نہیں رکھ سکتے ہیں اس لیے تم خوب سوچو کہ تم نے دنیا میں ہمیشہ رہنا نہیں ہے ایک دن دنیا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے جانا ہے، اس لیے

ٹہ دنیا میں زاہدانہ زندگی بسر کرو تو تم جسم کو اور تمام اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں رکھ سکو گے، تو

تمہید

اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے " یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ " (اللہ تعالٰی مسلمانوں سے محبت رکھتے ہیں اور مسلمان اللہ تعالٰے سے محبت رکھتے ہیں) ایک اور جگہ ارشاد ہوا ہے " وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ " (مسلمان سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اللہ تعالٰی سے اور اللہ تعالٰی کو مسلمانوں سے محبت کا تعلق ہے، اور یہ قاعدہ ہے کہ دوست دوست کے ساتھ مہربانیاں اور سرفرازیاں کرنا چاہتا ہے لیکن موانعات کی وجہ سے سرفرازی نہیں کر سکتا ہے، جب موانعات اُٹھ جاتے ہیں تو دوست کو سرفراز کرنے کا موقع ملتا ہے، ایسا ہی اللہ تعالٰی کو خاص طور پر مسلمانوں سے مہربانی کرنے کا اور ان کو سرفراز کرنے کا دنیا میں رہنے کی وجہ سے موقع نہیں مل رہا ہے گو دنیا میں بھی ان پر مہربان ہے اور ان کو سرفراز کر رہا ہے مگر آخرت میں جو مہربانیاں اور سرفرازیاں ہوں گی مسلمان کو دنیا میں رہنے کی وجہ سے اللہ تعالٰی نہیں دے رہا ہے، مسلمانوں کو دنیا چھوڑ کر خاص مہربانیاں اور سرفرازیاں حاصل کرنے کے لیے آخرت میں جانا ضرور ہے، اس لیے اللہ تعالٰی موت جو مثل ایک تحفہ اور ہدیہ کے ہے اس کو بھیج کر مسلمان کو سرفراز کرنے کے لیے آخرت میں بلاتے ہیں اس لیے۔

۲۰۶۳ وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ
۱۵
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُحْفَۃُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ۔ (رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان کے لیے موت مثل تحفہ اور ہدیہ کے خوش گوار ہے،[1] اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۰۶۴ وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
۱۶
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ یَمُوْتُ بِعَرَقِ الْجَبِیْنِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان (جب اس کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے تو) مرتے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ آتا ہے[2] اس حدیث کی روایت ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۰۶۵ وَعَنْ عُبَیْدِاللّٰہِ بْنِ خَالِدٍ
۱۷

ابو داؤد کی روایت میں حضرت عبید اللہ

لہ کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالٰے کا قرب نصیب ہوگا طرح طرح کی نعمتیں اور راحت وآرام ملے گا۔
سلہ اس لیے کہ خاتمہ بالخیر ہونے کی یہ بھی ایک علامت ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتُ الْفُجَاءَةِ اَخْذَةُ الْاَسَفِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ اَخْذَةُ الْاَسَفِ لِلْكَافِرِ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِ۔

بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ یکایک اور اچانک مرجانا اللہ تعالیٰ کے لیے غضب کی علامت ہے (کس کے لیے اس وجہ سے کہ بیہقی اور رزین دونوں نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ یکایک مرنا کافر کے حق میں غضب الٰہی کی علامت ہے اور مسلمان کے لیے یکایک مرنا رحمت الٰہی کی علامت ہے۔

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ

باب، جس شخص کو موت آرہی ہو تو اس کے پاس کیا پڑھا جائے۔

ف، موت قریب ہونے کے آثار و علامات یہ ہیں، سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے ٹانگیں ڈھیلی پڑ جائیں کہ ٹانگوں کو کھڑا کیا جائے تو کھڑی نہ ہو سکیں، ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں بیٹھ جائیں جب یہ آثار و علامات ظاہر ہو جائیں تو اس کے سامنے بیٹھ کر زور زور سے کلمہ پڑھو، تاکہ تمہیں پڑھتے سن کر وہ خود بھی کلمہ پڑھنے لگے اور اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کرو، کیونکہ وہ وقت بڑا مشکل ہے، نہ معلوم اس کے منہ سے کیا نکل جاوے اور اس کے پاس بیٹھ کر سورۂ یٰسین اس طرح پڑھو کہ وہ سن سکے۔ سورہ یٰسین پڑھنے سے سکرات کی سختی میں کمی ہوتی ہے اور اس وقت اس کے سامنے ایسی باتیں نہ کرو کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جائے۔ (اشعۃ اللمعات) ۲

۱۔ وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں آج خواری کا عذاب دیا جائے گا۔ (سورۃ الانعام، ۹۳)

ف، فرشتوں کا یہ کلام اظہار غضب کے لیے ہے، ورنہ جان نکالنا خود فرشتوں کا کام ہے نہ کہ کفار کا، اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر کو سختی موت زیادہ ہوتی ہے، جان کنی کی شدت کے عذاب اور دنیا کے چھوٹ جانے کا صدمہ ہوتا ہے۔

وَقَوْلُهٗ، اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ آگ جس پر صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں

وَّعَشِيًّا ۔　(سورۃ المؤمن، ۴۶)

ف:۔ اس طرح کہ ان کی قبروں میں دوزخ کی گرمی تو ہر وقت ہی رہتی ہے، مگر آگ کی پیشی صبح و شام ہوتی رہے گی قیامت تک، تیرے سے مراد عالم برزخ ہے، اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عذاب قبر برحق ہے، دوسرا یہ کہ عذاب قبر جہنم میں داخل ہو کر نہ ہوگا، بلکہ دور سے دوزخ کی گرمی پہنچا کر، تیسرے یہ کہ حساب قبر صرف ایمان کا ہے حساب قیامت میں ایمان و اعمال دونوں کی جانچ ہے، اس لیے کہ اس آیت میں آل فرعون کے لیے دو عذابوں کا ذکر ہوا، جہنم کی آگ پر پیش ہونا قیامت سے پہلے، پھر قیامت میں دوزخ میں عذاب ہونا، ان کو بتلایا جاتا ہے کہ تم قیامت کے روز اس ہولناک عذاب میں داخل کئے جاؤ گے، اگر ایک ہی وقت ان کو دوزخ میں داخل کیا جاتا تو یہ اچھا تھا، اس سے کہ بار بار ان کو دکھایا جائے کہ دوزخ میں ان کا یہ مقام ہے کیونکہ جو پریشانی اور تکلیف اس سے ہوتی ہے وہ اُن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

۳- وَقَوْلُہٗ:　اللہ تعالٰے کا فرمان ہے۔

كَذٰلِكَ يَجْزِى اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

اللہ ایسا ہی صلہ دیتا ہے پرہیزگار لوگوں کو وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ستھرے پن میں یہ کہتے ہوئے کہ سلامتی ہو تم پر، جنت میں جاؤ بدلہ اپنے کئے کا۔ (سورۃ النحل، ۳۲)

ف:۔ معلوم ہوا کہ اعتبار خاتمہ کا ہے، متقی وہ ہے جس کا خاتمہ تقوی پر ہو، یہ بھی معلوم ہوا کہ جان نکالنے کے وقت بہت فرشتے حاضر ہوتے ہیں، ملک الموت اور ان کے خدام بھی، یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فرشتے بیک وقت سارے عالم میں موجود ہوتے ہیں۔

ف:۔ موت کے فرشتے مومن کو سلام کر کے آتے ہیں، اور جنت کی خوشخبری دے کر جان نکالتے ہیں، تاکہ نزع آسان ہو۔

۲۰۶۶ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان دونوں حضرات سے روایت ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کی موت قریب آگئی ہے اور سکرات شروع ہوگئی ہو تو) اس کے سامنے آواز سے کلمہ توحید ”لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ (اس طرح) پڑھے (کہ مرنے والا اس کو

سنے اور کلمہ توحید اسے یاد آجائے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: در مختار میں مذکور ہے کہ اس طرح کی تلقین کرنا مستحب ہے، اور بعض نے اس کو واجب بھی قرار دیا ہے، مرنے والے کو کلمہ توحید پڑھنے کا حکم نہ کرے کہ وہ سکرات کی تکلیف کی وجہ سے کہیں انکار نہ کر دے، اگر مرنے والا ایک دفعہ کلمہ توحید پڑھ لے تو دوبارہ اس کو کلمہ توحید پڑھنے پر اصرار نہ کرے ہاں! اگر وہ کلمۂ توحید پڑھنے کے بعد دنیا کی کوئی بات کیا ہو تو اس کے سامنے پھر کلمۂ توحید پڑھے، تاکہ وہ اس کو سن کر خود بھی کلمۂ توحید پڑھے اور اس کا آخر کلام لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو ایسا ہی دفن کے بعد بھی قبر کے پاس بیٹھ کر کلمہ توحید لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ آواز سے پڑھنا اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز ہے، جیسا کہ جوہرہ میں مذکور ہے، اس لیے کہ مردہ اس کو سنتا ہے اور اس کو فرشتوں کے سوال و جواب دینے میں سہولت ہوتی ہے۔ قبر کے پاس بیٹھ کر تلقین ان الفاظ سے کی جائے۔

يَا فُلَانُ يَا ابْنَ فُلَانٍ اُذْكُرْ مَا كُنْتَ عَلَيْهِ وَقُلْ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا۔

یعنی مردہ کا نام اور اس کے باپ کا نام لے کر یہ کہے کہ دنیا میں جیسے تو توحید اور رسالت کا اقرار کیا کرتا تھا۔ اب بھی فرشتوں کے سامنے توحید و رسالت کا اقرار کر ڈرتا نہیں، کچھ غمزدہ نہیں ہوتا اسی طرح کہنا کہ میں دل سے راضی ہوں کہ اللہ میرا رب ہے، اور دین میرا اسلام ہے اور رسول میرے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

تلقین کرنے والے سے جب مردہ یہ سنتا ہے اور پھر فرشتوں کو جواب دینا چاہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اس کے بھائی نے اس کو سکھا دیا ہے اب اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ایسا ہی درمختار میں مذکور ہے اور امام سیوطی نے اپنے رسالہ میں ایسی ہی تصریح کی ہے اور جوہرہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ قبر میں جن سے سوال نہیں ہوتا ہے، ان کو تلقین نہیں کرنا چاہیئے اور شرح منیہ میں لکھا ہے کہ جس سے قبر میں سوال نہیں ہوتا وہ آٹھ لوگ ہیں۔

آٹھ قسم کے لوگوں پر قبر میں سوال نہیں ہوتا

(۱) پہلا وہ شخص جو اللہ کی راہ میں کافروں کے مقابلہ میں لڑکر شہید ہونے والا۔ (۲) دوسرا وہ شخص

ہے جو سرحد اسلام پر سرحد کی حفاظت کر رہا ہے اور وہ اپنی موت سے مرگیا تو اس سے بھی قبر میں سوال نہیں ہوتا ہے (۳) تیسرا شخص جس سے قبر میں سوال نہیں ہوتا وہ ہے جو طاعون میں مبتلا ہو کر مرے (۴) چوتھا وہ شخص جس سے قبر میں سوال نہیں ہوتا ہے وہ ہے جو طاعون کے زمانہ میں کسی دوسری بیماری میں مبتلا ہو کر مرے بشرطیکہ وہ اس پر صابر اور طالب ثواب رہا ہو (۵) پانچویں وہ لوگ جن سے قبر میں سوال نہیں ہوتا وہ صدیق ہیں، جو انبیاء کرام کی امت میں سب سے زیادہ رتبے کے ہوتے ہیں، جن میں کمال باطنی بھی ہوتا ہے اور جن کو عرف میں اولیاء کہا جاتا ہے (۶) چھٹے نابالغ بچے ہیں جن سے قبر میں سوال نہیں ہوتا ہے (۷) ساتویں وہ لوگ ہیں جو جمعہ کے دن یا شب جمعہ مرے ہوں، ان سے قبر میں سوال نہیں ہوتا۔ (۸) آٹھواں وہ شخص جس سے قبر میں سوال نہیں ہوتا وہ ہے جو ہر رات میں سونے سے پہلے سورہ تبارک الملک پڑھ کر سوتا ہو، اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو اپنے مرض الموت میں سورۃ قل ھو اللہ احد پڑھا ہو، اس سے بھی قبر میں سوال نہیں ہوتا ہے۔ ۱۲

۲۰۶۷ وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ اٰخِرَ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ موت کے وقت جس کا آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جس کا آخری کلام ہو، وہ جنت میں داخل ہو گا۔ مراد لا الٰہ الا اللہ سے پورا کلمۂ طیبہ یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ ایسا ہی ہے جیسے جز کہہ کر کل مراد لیتے ہیں۔ مثلاً کوئی کہے کہ قل ھو اللہ پڑھنے کا یہ ثواب ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پوری سورۂ قل ھو اللہ پڑھنے پر یہ ثواب ملتا ہے، ایسا ہی لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کا جو حکم ہو رہا ہے، جز کہا گیا ہے، مراد پورا کلمہ پڑھنا ہے یعنی جس کا آخر کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو، وہ جنت میں داخل ہو گا اور اس حدیث شریف میں یہ بھی اشارہ ہے کہ مرنے والے کے سامنے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" آواز سے پڑھ کر تلقین کی جائے تاکہ مرنے والا بھی زبان سے یا دل میں "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھے اور اس کلمۂ طیبہ پر اس کا خاتمہ ہو اور وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ ۱۲

۲۰۶۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِلْاَحْيَاءِ قَالَ اَجْوَدُ وَاَجْوَدُ

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کی موت قریب آگئی ہو (اس کو ذیل کے الفاظ کی تلقین کرو[1])

اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑے حلم والے ہیں[2] اور وہ کریم بھی ہے[3] اس کی جو عظمت تمہارے ذہن میں آئے، اس سے وہ پاک ہے اور اس سے زیادہ عظمت والا ہے عرش عظیم کا وہ مالک ہے[4]

(اے اللہ ایک مجھ پر ہی کیا آپ کا فضل وکرم ہو رہا ہے) آپ رب العالمین ہیں (سارے عالم پر آپ کا فضل وکرم ہے، ایسے فضل وکرم والے سے ایسی ہی فضل وکرم کی امید لئے ہوئے آیا ہوں)

یہ سن کر صحابہ کرام نے عرض کی کہ حضور یہ دعا (اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی امیدوار بناتی ہے، زندوں کو بھی تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی ضرورت ہے، اگر ہم یہ دعا زندوں کو سکھائیں تو کیسا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بہت

---

[1] تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات سنے اور اس کے ذہن میں وہ صفات موجود ہوں، اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو جائے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن پیدا ہو، اور وہ اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی امیدیں لگائے ہوئے دنیا سے چل بسے، وہ الفاظ یہ ہیں۔

[2] زندگی میں تم نے جو کوئی قصور کیا ہو تو اس نے تم کو اپنے علم کی وجہ سے سزا نہیں دی، اب مرنے کے بعد بھی ایسا ہی حلم کی وجہ سے وہ تمہارے گناہوں کو درگذر فرمائے گا۔

[3] بے مانگے عطا فرماتا ہے۔ زندگی میں تم کو بڑی بڑی نعمتیں دی تھیں، ایسا ہی مرنے کے بعد بھی اخروی نعمت عطا فرمائے گا۔

[4] جس کی یہ شان ہو، اس کے سامنے تمہارے گناہ کیا چیز ہیں، تم ڈرو مت اس کی رحمت کی امید کئے ہوئے اس کے سامنے جاؤ، وہ تم پر تمہاری امید سے زیادہ رحمت نازل کرے گا، جب تم اس کو اپنے اوپر اس طرح فضل وکرم کرتا ہوا دیکھو گے تو بے اختیار تمہارے منہ سے نکلے گا۔

بہتر ہے (بہت بہتر ہے (زندوں کو بھی تو زندگی میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا امیدوار رہنا چاہئے ضرور یہ دعا زندوں کو بھی سکھائیے) اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۰۶۹ وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَؤُا سُوْرَةَ يٰسٓ عَلٰى مَوْتَاكُمْ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت مَعقِل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کی موت قریب آگئی ہو (اور اس کو سکرات شروع ہو گئی ہو) تو (اس کے نزدیک بیٹھ کر) اس کے سامنے سورۂ یٰسین پڑھا کرو[1] اس حدیث کی روایت امام احمد، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ ۱۲

۲۰۷۰ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ يَمُوْتُ فَقُلْتُ اِقْرَأْ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت محمد بن المنکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا کہ وہ سکرات کی حالت میں تھے، میں نے اُن سے عرض کیا کہ حضرت آپ اب دنیا سے جا رہے ہیں (اور عالم برزخ میں سب سے پہلا کام آپ کا یہ ہوگا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے شرفِ ملاقات حاصل کریں گے۔ تو میرا سلام بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا دیجئے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف:۔ محبانِ رسول کے لیے یہ حدیث شریف بڑی تسلی دلاتی ہے، اگر ابھی وقت نہیں آیا ہو کہ تم حضور کی خدمت اقدس میں پہنچ سکو تو کیا ہوا، تمہارا سلام تو مرنے والے کے ذریعہ سے بھی دربارِ نبوت میں پہنچ جاتا ہے، اس لیے کہ تم اپنے اس سلام کو جس مرنے والے

[1] اس سے مرنے والے پر سکرات آسان ہوتی ہے، دوسری حدیث سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

کو پہنچانے کے لیے کہتے ہیں، اس پر تمہارے سلام کو حضور کی خدمت میں پہنچانا ضروری ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی ردالمحتار میں شرنبلالی کے حوالہ سے کہا ہے۔ ۱۲

۱۶۰۲ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ كَعْبًا الْوَفَاةُ اَتَتْهُ اُمُّ بِشْرٍ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ فَقَالَتْ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنْ لَقِيْتَ فُلَانًا فَاقْرَأْ مِنِّيَ السَّلَامَ فَقَالَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ يَا اُمَّ بِشْرٍ نَحْنُ اَشْغَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَمَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ طَيْرٍ خُضْرٍ تَعَلَّقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى قَالَتْ فَهُوَ ذَاكَ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ)

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت کعب کی وفات کا وقت قریب آیا، توان کے پاس ام بشر بنت براء بن معرور آئیں اور کہنے لگیں کعب! اگر بشر سے تمہاری ملاقات ہو جائے، توان کو میرا سلام پہونچائیے۔ کعب فرماتے ہیں ام بشر تم کیا کہہ رہی ہو! معلوم نہیں وہاں کیا پیش آنا ہے، ہم اپنی حالت میں پریشان رہیں گے (لوگوں کو سلام پہونچانے کا کیسا موقع آئے گا) ام بشر کہنے لگیں کعب تم یہ کیا کہہ رہے ہو! (مسلمان کو وہاں پریشانی نہیں ہے بلکہ امن چین ہے) تم بھی سنتے ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں! حضور کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کی روحیں سبز پرندوں کے خول میں بیٹھے ہوئے جنت کے درختوں میں میوہ خوری کرتی پھریں گی حضرت کعب فرماتے ہیں، ہاں میں نے بھی حضور کو ایسا ہی فرماتے سُنا ہے پھر ام بشر فرمائیں، کہ آپ بھی جنت میں ایسے ہی سیر کرتے پھریں گے اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے، اور بیہقی نے بھی اس کی روایت کتاب البعث والنشور میں کی ہے۔ ۱۲

لہ اب تم دوسرے عالم میں جا رہے ہو، تم جانتے ہو کہ میرے فرزند بشر کا انتقال ہو چکا ہے، مجھے ان کی جدائی کا بڑا صدمہ ہے اپنی تسلی کے لیے کہتی ہوں کہ۔

لہ وہاں پریشانی کا کیا ذکر ہے بلکہ وہاں آپس میں ملاقات ہوتی رہے گی، اسی لیے کہتی ہوں کہ تم میرے فرزند بشر کو میرا سلام پہونچا دیجیے

۲۰۷۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ وَّهُوَ يَبْكِيْ حَتّٰى سَالَ دُمُوْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى وَجْهِ عُثْمَانَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے) کے مرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے روتے ہوئے ان کا بوسہ لیا اور (اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم (اس قدر رو رہے تھے کہ آپ کے) آنسو حضرت عثمان بن مظعون کے چہرہ پر بہہ رہے تھے۔ اس کی روایت ترمذی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف:۔ البحر الرائق میں مجتبیٰ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ میت کو بوسہ دینا جائز ہے، اور عمدۃ القاری میں بھی ایسا ہی مذکور ہے اور مرقات میں لکھا ہے کہ مردہ پر بغیر آواز کے آنسوؤں سے رونا جائز ہے ۱۲۔

۲۰۷۳ وَعَنْهَا قَالَتْ إِنَّ اَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ[1] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی وفات کے بعد[2] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی پیشانی مبارک پر ابوبکر صدیق نے (کئی مرتبہ) بوسہ دیئے[3]، اس حدیث کی روایت، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

---

[1] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے جو محبت تھی وہ سب کو معلوم ہے

[2] جو صدمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو ہوا ہوگا اس کا درد حضرت صدیق کا ہی دل جانتا ہے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے قلب مبارک میں برداشت کی جو قوت تھی اور وہ اوروں کے قلب میں ایسی نہیں تھی، اس لیے حضرت ابوبکر صدیق خود بھی برداشت کر رہے تھے، اور بڑے بڑے صحابۂ کرام کو تسلی بھی دے رہے تھے، اپنی تسلی کے لیے فرطِ محبت سے

[3] اور بار بار کہتے تھے واخلیلاہ! واصفیاہ! انبیاہ! میرے دلی دوست آپ کے بعد مجھے کیسی تسلی آئے گی۔ بجز حضور کی یاد کے کوئی چیز سے تسلی نہیں ہوگی۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی وفات کا غم حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کا سبب بنا

۲۰۷۴/۹ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، جب تم کسی بیمار کے پاس (عبادت کے لیے جاؤ اس کے لیے دعاءِ خیر کرو[۱]، اور اس کو شفا ہو جائے ایسا ہی اگر تم کسی ایسے شخص کے پاس جاؤ کہ جس کی موت قریب آگئی ہے اور وہ سکرات میں مبتلا ہے تو اس کے لیے بھی دعائے خیر کرو[۲]، فرشتے اُس وقت حاضر رہتے ہیں، تم جو دعاء کرتے ہو اُس پر وہ آمین کہتے ہیں[۳]، اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۰۷۵/۱۰ وَعَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِيْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ فَاَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِهٖ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَآ

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ابوسلمہ کے انتقال کے بعد ابوسلمہ کے گھر تشریف لائے اور ملاحظہ فرمایا کہ ابوسلمہ کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں[۴]، تو آپ نے، ان کی آنکھیں بند کیں اور فرمایا روح نکل جانے سے بینائی بھی اس کے ساتھ چلی جاتی ہے[۵]، حضور انور صلی اللہ

---

[۱] اور اس کی شفاء کے لیے دعاء کرو، فرشتے اس وقت حاضر رہتے ہیں اور تم جو کچھ کہو گے اس پر آمین کہتے ہیں۔ مریض کے لیے اچھی دعا کرو تاکہ تمہاری دعاء فرشتوں کے امین کہنے سے قبول ہو جائے

[۲] اور اس کی شفاء کی بھی دعا کرو، اور اس کے سامنے مایوسی کے الفاظ نہ کہو

[۳] (ایسا ہی جب کوئی شخص مرجائے اور تم اس کے ورثاء کو پرسہ دینے کے لیے جاؤ تو مرنے والا گو کیسا ہی برا ہو، اس وقت اس کی برائیاں ظاہر مت کرو، مرنے والے کے لیے مغفرت کی دعاء کرو، فرشتے اس وقت حاضر رہتے ہیں، تم جو کچھ کہو گے اس پر آمین کہتے ہیں۔ تمہاری مغفرت کی دعاء سے شاید اللہ تعالےٰ اس پر رحم کرے اور اس کی مغفرت ہو جائے

[۴] جب روح نکالنے کے لیے فرشتے آتے ہیں تو مرنے والا یہ سماں دیکھتا رہتا ہے۔

[۵] اور اس میں آنکھ بند کرنے کی قوت باقی نہیں رہتی۔ اس لیے آنکھ کھلی کی کھلی رہ جاتی ہے، اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوسلمہ کی آنکھیں بند کر دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مُردے کی آنکھیں بند کر دیا کریں؛

تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَهْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْهِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ سن کر گھر والے سمجھے کہ ابو سلمہ کا انتقال ہو گیا ہے، اس لیے رونا اور چیخنا شروع کیا[1] حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس وقت فرشتے موجود رہتے ہیں، اور جو کچھ تم کہتے ہو اسی پر آمین کہتے رہتے ہیں، پھر اس کے بعد حضور ابو سلمہ کے لیے اس طرح دعاء کرنے لگے الٰہی! ابو سلمہ کی مغفرت فرمایئے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سب سے زیادہ ان کا درجہ بڑھایئے۔ الٰہی! باقی ماندہ لوگوں کو سنبھالنے والا چلا گیا، آپ ابو سلمہ کے خلیفہ ہو کر سب کو سنبھالئے اور ہماری بھی مغفرت فرما، اور ان کی بھی مغفرت فرما، اے تمام عالم کے پروردگار! اور ان کی قبر کو کشادہ کر دے اور ان کی قبر میں نور بھر دے۔

اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۰۷۶ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ تُصِيْبُهٗ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ مَا اَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِيْبَتِیْ

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان پر کوئی مصیبت آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ[2]

---

[1] جب غم زیادہ ہوتا ہے تو اپنے کو کوسنے لگتے ہیں، اور ابو سلمہ کے گھر میں بھی یہ ہی ہو رہا تھا اس لیے (ر) چیخنا، چلّانا بے صبری کی علامت ہے۔ ایسا نہ کرنا چاہیئے اور اپنے کو کوس لینا بھی نہیں چاہیئے اس لیے کہ جب تم اپنے کو کوسنے لگو گے تو فرشتوں کے آمین کہنے سے وہ بددعا تمہارے حق میں بھی قبول ہو جائے گی اس لیے کوسنے سے بچو۔

[2] ہم تو اللہ ہی کے ہیں۔ ہم، ہمارا مال اور ہمارے اہل و عیال سب اللہ ہی کے ملک ہیں، وہ ہم کو جس حال میں رکھے اس کو اختیار ہے اور وہ جو تصرف چاہے کر سکتے ہیں، یہ تصرف ایسا ہی ہے مالک کو اپنے ملک میں تصرف کرنے کا حق ہوتا ہے اگر کوئی نقصان پہنچے تو ہم کو اس نقصان کی وجہ سے نہ کسی شکایت کا حق ہے اور نہ رنج کرنے کا اور پھر پہلے اور بعد کا فرق ہے وہ چیز پہلے گئی ہے اور ہم کو بھی ایسے ہی اس کے بعد اللہ ہی کی طرف جانا ہے، اس لیے کوئی رنج کا موقع نہیں

وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ
اللّٰهُ لَهٗ خَيْرًا مِّنْهَا فَلَمَّا مَاتَ
اَبُوْسَلَمَةَ قُلْتُ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ
مِّنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ اِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ ثُمَّ اِنِّيْ قُلْتُهَا فَاَخْلَفَ اللّٰهُ
لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

یہ مذکورہ آیت پڑھ کر اس طرح کرے۔
الٰہی! (مجھ پر ناقابل برداشت مصیبت آئی ہے میں اس مصیبت پر آپ کے لیے صبر کرتا ہوں) مجھے اس مصیبت پر صبر کرنے کا اجر و ثواب دیجئے اور جو چیز مجھ سے جدا ہو گئی ہے، مجھے اس کا نعم البدل عطا فرمائیے۔

تو اللہ تعالیٰ مصیبت پر اس کو ثواب بھی دیتے ہیں اور جو چیز جدا ہو گئی ہے اس کا نعم البدل بھی ضرور عطا فرماتے ہیں (ام المومنین فرماتی ہیں کہ یہ حدیث مجھے یاد تھی اور) جب (میرے شوہر) ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا انتقال ہو گیا لہ سب سے پہلے یہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے اب ان کا نعم البدل مجھے کون ملے گا، پھر خدائے تعالیٰ نے مجھے اس مذکورہ دعاء کرنے کے ارادہ پر عزم عطاء فرمایا، اور میں نے مذکور الصدر دعاء کی لہ اور میں انتظار کر رہی تھی کہ میرے شوہر کا نعم البدل مجھے کون ملے گا نہ شان نہ گمان کہ) اللہ تعالیٰ نے ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا نعم البدل (مجھے اس طرح) عطاء فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے پیام بھیجا اور مجھ سے نکاح کر لیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۰۷۷ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ
رَسُوْلَ [۱۲] اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد

لہ کیا کہوں اس وقت مجھ پر کیسی مصیبت ٹوٹ پڑی، ایسے وقت مجھے یہ حدیث مذکور یاد آگئی، میں جانتی تھی کہ اس حدیث میں جو دعا مذکور ہے وہ دعا کروں، لیکن میرے دل میں پھر یہ خیال آیا کہ ابوسلمہ بہتر مسلمان تھے، اُن کا کوئی نظیر نہیں،

لہ کہ الٰہی! میں آپ کے نبی کے حکم کی تعمیل کرتی ہوں، میرے شوہر کے انتقال کرنے سے مجھ پر جو مصیبت آئی ہے، مجھے اس کا ثواب دیجئے اور میرے شوہر کا نعم البدل عطاء فرمائیے۔

حِبَرَةٍ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۲۰۷۸/۱۳ وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ وُحْوُحٍ اَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ فَقَالَ اِنِّيْ اَرٰى طَلْحَةَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ بِهِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِيْ بِهٖ وَعَجِّلُوْا فَاِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ لِجِيْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ اَهْلِهٖ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

۲۰۷۹/۱۶ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْمَيِّتُ تَحْضُرُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ فَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قَالُوْا اُخْرُجِيْ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ اُخْرُجِيْ حَمِيْدَةً وَاَبْشِرِيْ بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَلَا تَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى

جسم مطہر پر ایک یمنی دھاری دار چادر اڑھادی گئی تھی اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

حصین بن وحوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ طلحہ بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بیمار ہوئے، ان کی عیادت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے اب معلوم ہو رہا ہے کہ طلحہ کا انتقال ہو جائے گا، جب ان کا انتقال ہو جائے تو تم مجھے خبر دینا (میں ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوں گا) اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا کیونکہ مسلمان کی نعش کو گھر والوں کے سامنے زیادہ دیر تک نہیں رکھنا چاہیئے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی کی موت کا وقت آگیا ہو تو اس کے پاس فرشتے آجاتے ہیں دیکھتے ہیں کہ مرنے والا مسلمان ہے اور اس کی زندگی اکثر نیکیاں کرتے ہوئے گزری ہے تو اس سے فرشتے کہتے ہیں اے پاک روح[1] اپنے پاک جسم سے باہر نکل آ[2]۔ تجھے خوش خبری دی جاتی ہے کہ[3] گل و ریحان تیرے لیے تیار ہیں (سب نعمتوں سے بڑھ کر یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی

لہ توحید و رسالت کے قائل ہونے سے اور نیکیاں کرنے کی وجہ سے تیرا جسم بھی پاک تھا

۲ہ دنیا میں بھی تو نیک نام رہا اور فرشتوں میں بھی تیری تعریف ہو رہی ہے۔

۳ہ تو نے دنیا میں جو پاک زندگی بسر کی ہے اس کی وجہ سے عالم برزخ میں راحت و آرام کا سامان مہیا ہے۔ جنت میں جو تجھے ملے گا، اس کو کچھ نہ پوچھو طرح طرح کی نعمتیں

تَخْرُجَ ثُمَّ يَعْرُجُ بِهَا
إِلَى السَّمَاءِ فَيُفْتَحُ لَهَا
فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا فَيَقُوْلُ
فُلَانٌ فَيُقَالُ مَرْحَبًا
بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ كَانَتْ فِي
الْجَسَدِ الطَّيِّبِ اُدْخُلِيْ
حَمِيْدَةً وَّاَبْشِرِيْ بِرَوْحٍ
وَّرَيْحَانٍ وَّرَبٍّ غَيْرِ
غَضْبَانٍ فَلَا تَزَالُ يُقَالُ
لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى تَنْتَهِيَ إِلَى
السَّمَاءِ الَّتِيْ فِيْهَا اللّٰهُ فَاِذَا
كَانَ الرَّجُلُ السُّوْءُ قَالَ
اُخْرُجِيْ اَيَّتُهَا النَّفْسُ
الْخَبِيْثَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ
الْخَبِيْثِ اُخْرُجِيْ ذَمِيْمَةً
وَّاَبْشِرِيْ بِحَمِيْمٍ وَّغَسَّاقٍ
وَّاٰخَرَ مِنْ شَكْلِهٖ اَزْوَاجٌ
فَمَا تَزَالُ يُقَالُ لَهَا
ذٰلِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ ثُمَّ
يُعْرَجُ إِلَى السَّمَاءِ فَيُفْتَحُ
لَهَا فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا
فَيُقَالُ فُلَانٌ لَا مَرْحَبًا
بِالنَّفْسِ الْخَبِيْثَةِ كَانَتْ
فِي الْجَسَدِ الْخَبِيْثِ
اِرْجِعِيْ ذَمِيْمَةً فَاِنَّهَا
لَا تُفْتَحُ لَكِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ

اور خوش ہیں اور تجھ سے ناراض نہیں ہیں[۱] مرنے والے کی روح کو اس طرح کی خوش خبریاں سُنائی جاتی رہتی ہیں اور روح (یہ خوش خبریاں سُن سُن کر بہت خوش اور شاداں) جسم کو چھوڑ کر باہر نکل آتی ہے، پھر فرشتے اس نیک روح کو لے کر آسمان دنیا کی طرف چڑھتے ہیں پھر آسمان دنیا کا دروازہ کھلایا جاتا ہے تو آسمان کے دربان پوچھتے ہیں کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟ روح لے جانے والے فرشتے کہتے ہیں کہ فلاں نیک شخص کی روح ہمارے ساتھ ہے خوش آمدید کہتے ہیں (اور آسمان اوّل کا دروازہ کھول دیتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں) مرحبا! مرحبا! اے پاک روح تو پاک جسم میں تھی[۱] اور یہاں فرشتوں میں تیری تعریف ہو رہی ہے، آ تجھے خوش خبری دی جاتی ہے کہ طرح طرح کی نعمتیں اور گل و ریحان تیرے لیے تیار ہیں (اور سب نعمتوں سے بڑھ کر یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی اور خوش ہیں اور تجھ سے ناراض نہیں ہیں، ہر آسمان میں اس روح کی اسی طرح آؤ بھگت ہوتی رہتی ہے، یہاں تک کہ یہ نیک روح اُس آسمان تک پہونچتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی خاص تجلیات ہوتی رہتی ہیں اور جب کوئی بُرا آدمی ہو[۲] اور اس مرنے والے سے یہ کہتے ہیں کہ (کفر اور شرک کے عقائد کی وجہ سے) تیری روح نجس تھی اور (کفر و شرک کے اعمال کرنے کی وجہ سے) جسم بھی نجس تھا تو اے نجس روح اس نجس جسم سے باہر نکل آ دیکھ تجھے (فرشتوں میں)، کیا برا سمجھا جا رہا ہے اور تیرے لیے گرم کھولتا پانی اور پیپ و لہو اور قسم قسم

---

۱ اللہ تعالیٰ کی مطیع اور فرمانبردار رہی اسی کے صلہ میں تیری یہ عزت ہو رہی ہے۔
۲ جو نہ توحید کا قائل تھا اور نہ رسالت کا، جب اس کو سکرات شروع ہو جاتی ہے تو فرشتے اس کے پاس آجاتے ہیں!

فَتُرْسِلَ مِنَ السَّمَآءِ ثُمَّ تَصِيْرُ إِلَى الْقَبْرِ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

کے عذاب تیار ہیں اسی طرح سے عذاب کی خبریں جسم سے نکلنے تک اس خبیث روح کو سنائی جاتی ہیں۔

خبیث روح اپنے جسم سے نکلنا تو نہیں چاہتی ہے زبردستی فرشتے اس کو جسم سے نکالتے ہوئے آسمان کی طرف جاتے ہیں اور آسمان کے دروازے پر پہنچ کر آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں، دربان پوچھتے ہیں کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ کس کو تم اندر لانا چاہتے ہو، روح لے جانے والے فرشتے اس بُری روح کا نام اور پتہ بتاتے ہیں تو دربان کہتے ہیں کہ ایسی نجس اور خبیث روح کا آسمانوں میں کیا کام ہے؟ ایسی نجس اور خبیث روح کے لیے آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جاتا، تو پھر اس کو آسمان پر سے پھینک دیا جاتا ہے اور وہ اپنی قبر کی طرف آجاتی ہے اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۰۸۰
۱۵

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَرَجَتْ رُوْحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا قَالَ حَمَّادٌ فَذَكَرَ مِنْ طِيْبِ رِيْحِهَا وَ ذَكَرَ الْمِسْكَ قَالَ وَ يَقُوْلُ أَهْلُ السَّمَاءِ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَ عَلَى جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِيْنَهُ فَيُنْطَلَقُ بِهِ إِلَى رَبِّهِ ثُمَّ يَقُوْلُ انْطَلِقُوْا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب مسلمان کی روح اس کے جسم سے نکلتی ہے تو دو فرشتے اس روح کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اس حدیث کے راوی جو حماد ہیں وہ اپنی روایت میں ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان کی روح میں خوشبو رہتی ہے، اور مشک کی طرح سے وہ مہکتی رہتی ہے، اس روح کو لے جانے والے فرشتے جب اس کو آسمانوں میں لے جاتے ہیں تو ہر آسمان کے فرشتے کہتے ہیں کہ زمین سے آئی ہوئی

لہ کفر و شرک کی وجہ سے یہ بدنام ہے، سب فرشتوں میں اس پر لعنت کی جا رہی ہے۔

بِهٖ إِلٰى آخِرِ الْأَجَلِ قَالَ وَ
إِنَّ الْكَافِرَ إِذَا خَرَجَتْ
رُوْحُهٗ قَالَ حَمَّادٌ وَذَكَرَ
مِنْ نَتْنِهَا وَ ذَكَرَ لَعْنًا ۱
وَيَقُوْلُ أَهْلُ السَّمَاءِ ۲
رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ جَاءَتْ
مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ فَيُقَالُ
انْطَلِقُوْا بِهٖ إِلٰى آخِرِ الْأَجَلِ
قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَرَدَّ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَآلِهٖ وَسَلَّمَ رَيْطَةً كَانَتْ
عَلَيْهِ عَلٰى أَنْفِهٖ هٰكَذَا ۴

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اس پاک روح میں ماشاء اللہ کیا خوشبو ہے، اے روح! تجھ پر اور تیرے اس جسم پر کہ جس میں تو تھی، اللہ تعالےٰ کی رحمتیں نازل ہوئی پھر اس کے بعد فرشتے اس روح کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اس پاک روح کو برزخ کی مدت پوری ہونے تک علیین میں رکھو (تاکہ وہاں راحت و آرام پاتی رہے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کافر کی روح اس کے جسم سے نکلتی ہے، حضرت حماد جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ اپنی روایت میں ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کافر کی روح میں (کفر و شرک کی وجہ سے) بدبو رہتی ہے کہا جائے گا کہ اس خبیث روح کو برزخ کی مدت پوری ہونے تک سجین میں رکھو (تاکہ وہاں کے عذاب میں مبتلا رہے) (راوی کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب کافر کی روح کی بدبو کا ذکر فرمایا، آپ نے اپنی مبارک ناک پر کپڑا رکھ لیا اور حضرت ابو ہریرہ بھی اسی طرح اپنی ناک پر کپڑا رکھ کر (رسول اللہ

لہ دنیا میں تو نے خدا کی اطاعت کرتے ہوئے کیسی اچھی زندگی بسر کی ہے،
۲ہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں
۳ہ اور اس پر لعنت برستی رہتی ہے، اس روح کو لے جانے والے فرشتے جب اس کو آسمانِ دنیا کے دروازے تک لے جاتے ہیں تو آسمان کے فرشتے کہتے ہیں کہ زمین سے آئی ہوئی اس خبیث روح میں کفر و شرک کی وجہ سے، نعوذ باللہ کیا بدبو ہے اللہ تعالےٰ اس روح پر ایسے غضب ناک رہیں گے کہ خود پھر ارشاد نہیں فرمائیں گے فرشتوں ہی کے ذریعہ سے
۴ہ تو آپ پر کشف ہو گیا اور کافر کی روح کی بدبو آپ کو آنے لگی اس لیے

۲۰۸۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ [16]
وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرَ
الْمُؤْمِنَ اَتَتْ مَلَائِكَةُ
الرَّحْمَةِ بِحَرِيْرَةٍ بَيْضَاءَ
فَيَقُوْلُوْنَ اُخْرُجِيْ رَاضِيَةً
مَّرْضِيًّا عَنْكِ اِلٰى رَوْحِ
اللّٰهِ وَرَيْحَانٍ وَ رَبٍّ
غَيْرِ غَضْبَانٍ فَتَخْرُجُ
كَاَطْيَبِ رِيْحِ الْمِسْكِ
حَتّٰى يَاْتُوْا بِهٖ اَبْوَابَ
السَّمَاءِ فَيَقُوْلُوْنَ مَا
اَطْيَبَ هٰذِهِ الرِّيْحَ الَّتِيْ
جَاءَتْكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
فَيَاْتُوْنَ بِهٖ اَرْوَاحَ
الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَهُمْ اَشَدُّ
فَرَحًا بِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ
بِغَائِبِهٖ يُقَدِّمُ عَلَيْهِ
فَيَسْاَلُوْنَهٗ مَاذَا فَعَلَ
فُلَانٌ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ
فَيَقُوْلُوْنَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ناک پر کپڑا رکھنے کو) بتلائے) اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔۱۲

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی مسلمان کی موت کا وقت قریب آجاتا ہے[۱] رحمت کے فرشتے سفید ریشمی لباس لئے ہوئے آکر مرنے والے کے پاس بیٹھتے ہیں اور بڑے ادب سے کہتے ہیں[۲]۔ اللہ سے تو راضی اور تجھ سے اللہ راضی! تیرے لیے رحمت کے سامان مہیا ہیں، طرح طرح کی نعمتیں اور گل وریحان تیار ہیں، دنیا کے مصیبت کدہ کو چھوڑ کر ان نعمتوں کی طرف چلی آ[۳]! اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی اور خوش ہیں، ناراض نہیں ہیں (یہ خوش خبری سن کر) جب روح جسم سے نکلتی ہے تو مشک کی طرح عجیب خوشبو اس کی روح سے نکل کر پھیلتی ہے فرشتے (بڑی تعظیم کے ساتھ) ہاتھوں ہاتھ مسلمان کی روح کو لیے ہوئے یکے بعد دیگرے آسمانوں کے دروازوں تک پہونچتے ہیں[۴]، ہر آسمان کے فرشتے (اس کی روح کی خوشبو کو دیکھ کر بڑے تعجب سے) کہتے ہیں۔ ماشاء اللہ! کیا خوشبودار روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے! پھر (اللہ تعالیٰ کے حکم سے علیین ہیں) جہاں

---

[۱] اور سکرات شروع ہو جاتی ہے تو اس وقت مسلمان کی جو عزت ہوتی ہے وہ سننے کے قابل ہے، جسم تو دیتوی کفن میں لپٹا ہوا قبر میں رہتا ہے اور روح کے لیے خاص اہتمام کیا جاتا ہے وہ اس طرح کہ

[۲] اے پاک روح دنیا میں چند روز اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتی رہی۔ آج اس کا تجھے صلہ مل رہا ہے

[۳] دیکھ تیرے لیے کیا کیا آؤ بھگت کئے جارہے ہیں اور سب سے بڑی نعمت تو تیرے لیے یہ ہے کہ)

[۴] آسمانوں پر اس کی جو عزت ہوتی ہے وہ بھی قابل دید ہے۔)

كَانَ فِيْ غَمِّ الدُّنْيَا يَقُوْلُ
قَدْ مَاتَ اَمَا اَتَاكُمْ
فَيَقُوْلُوْنَ قَدْ ذُهِبَ بِهٖ
اِلٰى اُمِّهٖ الْهَاوِيَةِ وَ
اِنَّ الْكَافِرَ اِذَا حَضَرَ
اَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ
بِمِسْحٍ فَيَقُوْلُوْنَ اُخْرُجِيْ
سَاخِطَةً مَسْخُوْطًا عَلَيْكِ
اِلٰى عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
فَتَخْرُجُ كَاَنْتَنِ رِيْحِ
جِيْفَةٍ حَتّٰى يَاْتُوْنَ بِهٖ
اِلٰى بَابِ الْاَرْضِ فَيَقُوْلُوْنَ
مَا اَنْتَنَ هٰذِهِ الرِّيْحَ
حَتّٰى يَاْتُوْنَ بِهٖ اَرْوَاحَ
الْكُفَّارِ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ)

مسلمانوں کی روحیں جمع ہیں وہ اس نئی آئی ہوئی روح کو لے جاتے ہیں جیسے تم لوگوں سے ایک زمانہ کا بچھڑا ہوا شخص واپس آکر ملتا ہے، تو تم اس کی ملاقات سے کس قدر خوش اور شادمان ہوتے ہو، ویسے ہی (علیین میں جہاں مسلمان روحیں تھیں یہ نئی روح آکر ملنے سے وہ سب ایسے ہی بے حد خوش ہوتے ہیں اور اس نئی آئی ہوئی روح کو پہلے کی روحیں گھیر لیتی ہیں، اور دنیا میں جن جن کو چھوڑ کر گئے ہیں، ان سب کے احوال پوچھتے ہیں، ان ہی میں کی بعض کی روحیں کہتی ہیں نئی روح دنیا چھوڑ کر) سکرات کی تکلیف اٹھا کر آئی ہے، اس کو آرام لینے دو، پہلے کی روحیں پھر اس نئی آئی ہوئی روح سے پوچھتی ہیں، اچھا یہ تو بتاؤ کہ فلاں شخص کو ہم چھوڑ کر آئے تھے وہ کیسا ہے؟ یہ روح کہتی ہے وہ تو میرے پہلے ہی مر گیا ہے کیا وہ یہاں نہیں آیا، تو وہ روحیں کہتی ہیں افسوس! ایسا معلوم ہوتا ہے[1] کہ برزخ کے اس ہاویہ میں اس کو پہنچا دیا گیا ہے، اس لیے وہ ہمارے پاس نہیں آیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کافر کی موت آجاتی ہے[2] عذاب کے فرشتے ٹاٹ لیے ہوئے پہنچتے ہیں تاکہ اس کی روح کو ٹاٹ میں لپیٹ کر لے جائیں، پھر فرشتے کافر کی روح سے

---

[1] بری روحوں کو رکھنے کا جو مقام ہے جیسے دوزخ کو ہاویہ کہتے ہیں ایسے ہی برزخ میں بری روحوں کے رکھنے کی جگہ کو بھی ہاویہ کہتے ہیں۔

[2] (اور سکرات شروع ہوتی ہے تو اس کی اہانت اور ذلت کا سامان اس طرح مہیا کیا جاتا ہے کہ۔

اس طرح کہتے ہیں کچھ بھی ہو، تجھے عذاب کی طرف آنا ہی پڑے گا، آ دیکھ! اللہ تعالیٰ تجھ پر کس قدر غضب ناک ہیں (یہ سن کر) کافر کی روح چاروناچار جسم سے نکلتی ہے اور اس وقت کافر کی روح میں مردار کی بدبو سے زیادہ بدبو ہوتی ہے[۲] زمین پر واپس لاتے ہیں (اس کی بدبو سے) فرشتے (تنگ آکر) کہتے جاتے ہیں، پھر اس کو سجین کی طرف لے جاتے ہیں، جہاں کافروں کی ارواح جمع ہیں (اور سجین میں اس کو رکھتے ہیں جہاں وہ برزخ کے عذاب میں مبتلا رہتی ہے) اس حدیث کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے۔ ۱۲

۲۰۸۲ وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ
۱۷

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک انصاری کے جنازہ کے ساتھ گئے اور قبر تک پہونچے، ابھی قبر کھد کر تیار نہیں ہوئی تھی (قبر تیار ہونے کا انتظار تھا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہو گئے اور ہم بھی آپ کے اطراف (انتہائی ادب اور سکون سے بیٹھ گئے[۳] معلوم ہو رہا تھا کہ سب کے سروں پر پرندے

---

[۱] تو نے دنیا میں کفر و شرک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر رکھا تھا، تو تیرے لیے عالم برزخ میں عذاب مہیا کیا گیا ہے اور تجھے عذاب کی طرف آنا ناگوار ہوگا۔

[۲] پھر اس روح کو فرشتے آسمان دنیا کے دروازہ تک لے جاتے ہیں۔ اس کے لیے آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا ہے اس لیے) (اس بدنصیب روح میں نعوذ باللہ، کس قدر بدبو ہے۔

[۳] کیا کہوں اس وقت صحابہ کی کیا حالت تھی، رعب و ہیبت سب پر چھائی ہوئی تھی، سب کے سب سر جھکائے ہوئے تھے، کوئی ادھر ادھر نہیں دیکھ رہا تھا، ایسے بے حس و حرکت تھے۔

كَانَّ عَلٰى رُؤُسِنَا الطَّيْرُ وَفِيْ يَدِهٖ عُوْدٌ يَنْكُتُ بِهٖ فِي الْاَرْضِ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا كَانَ فِيْ اِنْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَاِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مَلٰٓئِكَةٌ مِّنَ السَّمَآءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِّنْ اَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحَنُوْطٌ مِّنْ حَنُوْطِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَيَقُوْلُ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اُخْرُجِيْ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ قَالَ فَتَخْرُجُ تَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنَ السِّقَآءِ فَيَاْخُذُهَا فَاِذَا اَخَذَهَا

بیٹھے ہوئے ہیں[1] حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں بھی ایک لکڑی تھی، اور آپ اس لکڑی سے زمین کرید رہے تھے، پھر سر مبارک کو اٹھایا اور صحابۂ کرام کی طرف متوجہ ہو کر دو یا تین بار فرمایا (صاحبو! عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو (یہ قبر کسی کے لیے جنت کی کیاری ہے تو کسی کے لیے دوزخ کا گڑھا) پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مسلمان دنیا سے جا رہا ہو، اور آخرت اس کے سامنے ہو گئی ہو تو (اس کی شان اور عزت ظاہر کرنے کے لیے) آسمان سے ایسے فرشتے آتے ہیں جن کے چہرے نورانی ہوتے ہیں، اور جو آفتاب کی طرح چمکتے رہتے ہیں اور ان فرشتوں کے ساتھ جنت کا ریشمی کفن ہوتا ہے اور وہ جنت کی خوشبو دار چیز بس بھی لاتے ہیں (تاکہ اس کو خوشبو میں بسائیں) پھر یہ فرشتے کسی قدر فاصلہ سے اس کے قریب بیٹھ جاتے ہیں[2] پھر ملک الموت اس مرنے والے کے سرہانے آکر بیٹھتے ہیں، اور کہتے ہیں، اے پاک روح (دنیا میں تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار رہی) اب نکل آ (دیکھ اس کا صلہ تجھے یہ ملتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہیں (اور طرح طرح کی نعمتیں تیرے لیے تیار ہیں) اور اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرما دی ہے[3] روح خوش خوش جسم سے ایسے

لہ پرندے کی عادت ہے کہ وہ متحرک چیز پر نہیں بیٹھتا ہے۔ صحابہ بھی ایسے ہی بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے تھے، صحابہ کرام کی تو یہ حالت تھی، اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالت مبارک کیا کہوں! ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ انتہا درجہ کی فکر میں ہیں، جیسے متفکر شخص زمین کریدتا ہے ایسے ہی

لہ اور اس کی روح کے نکلنے کا انتظار کرتے ہیں لہ جب سکرات شروع ہوئی تھی تو اس وقت سکرات کی تکلیف اور شدت رہی تاکہ روح پاک وصاف ہو جائے، پھر ملک الموت سے یہ خوش خبری سنکر

لَمْ يَدَعُوْهَا فِيْ يَدِهٖ
طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى
يَاْخُذُوْهَا فَيَجْعَلُوْهَا
فِيْ ذٰلِكَ الْكَفَنِ وَفِيْ
ذٰلِكَ الْحَنُوْطِ وَيَخْرُجُ
مِنْهَا كَاَطْيَبِ نَفْحَةِ
مِسْكٍ مَاوُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ
الْاَرْضِ قَالَ فَيَصْعَدُوْنَ
بِهَا فَلَا يَمُرُّوْنَ يَعْنِيْ
بِهَا عَلٰى مَلَاٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
اِلَّا قَالُوْا مَا هٰذَا الرُّوْحُ
الطَّيِّبُ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ
ابْنُ فُلَانٍ بِاَحْسَنِ
اَسْمَآئِهِ الَّتِيْ كَانُوْا
يُسَمُّوْنَهٗ بِهَا فِي الدُّنْيَا
حَتّٰى يَنْتَهُوْا بِهَا اِلَى السَّمَآءِ
الدُّنْيَا فَيَسْتَفْتِحُوْنَ
لَهٗ فَيُفْتَحُ لَهُمْ فَيُشَيِّعُهٗ
مِنْ كُلِّ سَمَآءٍ مُقَرَّبُوْهَا
اِلَى السَّمَآءِ الَّتِيْ تَلِيْهَا
حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهٖ اِلَى السَّمَآءِ
السَّابِعَةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ
وَجَلَّ اُكْتُبُوْا كِتَابَ عَبْدِيْ
فِيْ عِلِّيِّيْنَ وَاَعِيْدُوْهُ اِلَى
الْاَرْضِ فَاِنِّيْ مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ
وَفِيْهَا اُعِيْدُهُمْ وَمِنْهَا
اُخْرٰى قَالَ فَتُعَادُ رُوْحُهٗ
فِيْ جَسَدِهٖ فَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ
فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ

جلد نکلتی ہے جیسے مشکیزہ سے پانی کا قطرہ آسانی سے نکلتا ہے، جسم سے نکلی ہوئی یہ روح ملک الموت کے ہاتھ میں بہت دیر تک نہیں رہتی ہے، آسمان سے آئے ہوئے فرشتے پلک جھپکنے تک اس روح کو لے کر (نہایت ادب سے) جنت کا کفن پہناتے ہیں اور جنت کی خوشبو لگاتے ہیں، پھر اس روح سے ایسی خوشبو مہکتی ہے کہ زمین پر تو ایسی خوشبو کبھی نہیں پائی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر فرشتے اس روح کو لیے ہوئے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ راستے میں فرشتوں کی جس جماعت پر سے اس روح کو لے کر یہ فرشتے گزرتے ہیں تو وہ فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ کس شخص کی پاک روح ہے تو ساتھ والے فرشتے جواب دیتے ہیں اور جس نام اور جس صفت سے دنیا میں یہ تعظیم سے پکارا جاتا تھا اسی نام اور اسی صفت کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہیں پھر روح کو لے جانے والے فرشتے اس روح کو لیے ہوئے آسمانِ دنیا تک پہونچتے ہیں، اور اس روح کے لیے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں تو آسمان دنیا کے دروازے کے دربان اس دنیا سے آئی ہوئی روح اور اس کے ساتھ والے فرشتوں کے لیے دروازہ کھول دیتے ہیں (اسی عزت کے ساتھ) اس کو ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پہونچاتے ہیں، ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے ساتھ ساتھ جلو میں چلتے ہیں۔ (تاکہ اس کی شان وشوکت کا اظہار ہوتا رہے) اسی طرح سارے آسمانوں سے گزرتے ہوئے اس روح کو ساتویں آسمان تک پہونچاتے۔

مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ
فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ
فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ
فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا
الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ
فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ
وَسَلَّمَ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ
وَمَا عِلْمُكَ فَيَقُوْلُ
قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ
بِهٖ وَ صَدَّقْتُ فَيُنَادِيْ
مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ
صَدَقَ عَبْدِيْ فَافْرُشُوْهُ
مِنَ الْجَنَّةِ وَ اَلْبِسُوْهُ
مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ
بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ قَالَ
فَيَاْتِيْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَ
طِيْبِهَا فَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْ
قَبْرِهٖ مَدَّ بَصَرِهٖ قَالَ

ہیں[1] ارشاد ہوتا ہے اس (فرماں بردار مسلمان) کی روح کو علیین میں لے جاؤ۔ علیین میں ان کا نامۂ اعمال رکھو، اور اس روح کا اصلی مقام علیین کو بناؤ اور اس روح کا تعلق قبر سے اور اس کے جسم سے (ایسا)[2] رکھو کہ میں نے انسان کو خاک سے پیدا کیا ہے، اور انسان کے جسم کو اگرچہ خاک میں ملایا ہے پھر خاک ہی سے قیامت کے دن اس کو اٹھاؤں گا[3] اس کے خاکی جسم کے ساتھ روح کا تعلق رکھو[4] جب اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل ہو جائے گی اور خاکی جسم سے روح کا تعلق ہو جائے گا تو منکر و نکیر دو فرشتے اس کو آکر بٹھائیں گے اور اس سے دریافت کریں گے مَنْ رَّبُّكَ؟ اچھا یہ تو بتاؤ کہ تمہارا رب کون ہے، تو وہ کہے گا میرا رب تعالیٰ ہے اس کے سوا میرا کوئی رب نہیں ہے پھر منکر و نکیر دریافت کریں گے کہ تمہارا دین کیا ہے؟ (تم کس دین پر رہے ہو تو) یہ کہے گا کہ اللہ کا دین یعنی اسلام میرا دین تھا اور میں اسلام پر رہا تھا پھر اس کی قبر سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف تک ایک راستہ ہو جائے گا

[1] ساتویں آسمان میں اللہ تعالیٰ کی خاص تجلیات ہوتی رہتی ہیں، اُن تجلیات سے)

[2] جیسے آفتاب آسمانوں میں ہے اور اس کا تعلق زمین سے اس طرح ہے کہ زمین پر روشنی اور گرمی پہنچاتا ہے یا یوں سمجھئے کہ سونے والے کی روح جسم میں ہے اور ہر جگہ سیر کر آتی ہے، ایسے ہی مسلمان کی روح رہتی تو علیین میں ہے مگر اس کا تعلق قبر سے اور جسم سے ایسا ہوتا ہے کہ قبر پر آنے والے کو یہ روح پہچان لیتی ہے، قبر سے اور جسم سے ایسا تعلق اس لیے رکھو

[3] کیوں کہ جیسے میں نے انسان کو خاک سے پیدا کر کے اس کی روح کا تعلق خاک سے رکھ کر اس کو چلتا پھرتا انسان بنایا تھا اور جیسا کہ قیامت میں اس کی روح کا خاکی جسم سے تعلق رکھ کر اس کو میدان قیامت میں لا کھڑا کروں گا، ایسا ہی قبر میں بھی

[4] تاکہ قبر پر آنے والوں کو پہچان سکے اور منکر و نکیر جب آئیں تو ان کو جواب دے سکے

وَ يَأْتِيهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الثِّيَابِ طِيبُ الرِّيحِ فَيَقُولُ أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ فَيَقُولُ لَهُ مَنْ أَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالْخَيْرِ فَيَقُولُ أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ فَيَقُولُ رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ حَتّٰى رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ حَتّٰى أَرْجِعَ إِلٰى أَهْلِي وَمَالِي قَالَ وَإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُودُ الْوُجُوهِ مَعَهُمُ الْمُسُوحُ فَيَجْلِسُونَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ

پھر اس سے منکر و نکیر دریافت کریں گے اچھا کہو یہ صاحب کون ہیں، کیا یہ وہی ہیں جو تمہارے پاس پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے؟ وہ کہے گا یہی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں، یہی میرے رسول اور نبی ہیں، پھر منکر و نکیر اس سے دریافت کریں گے کیسے تم کو معلوم ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول اور نبی ہیں؟ تو مسلمان مردہ جواب دے گا ہم مسلمانوں کو قرآن دیا گیا اس سے ہم نے پڑھا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، کسی بشر کا کلام نہیں، اور قرآن میں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رسول اور نبی کہا گیا ہے اس نقلی دلیل سے) میں سمجھا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقیناً نبی اور رسول ہیں پھر اس طرح ندا کی جائے گی کہ میرے بندہ نے سچ کہا اس کا صلہ اس کو دیا جائے (کہ عالم برزخ میں جہاں اس کا مقام ہے) وہاں جنت کا اس کے لیے فرش بچھایا جائے اور اس کو جنت کا لباس پہنایا جائے کہ وہ جنت میں جانے سے پہلے جنت کی نعمتوں کا لطف اٹھاتا رہے

له تو اس شخص پر نور ایمان سے واضح ہو جائے گا اور شعر روحی فداہ! میری جان آپ پر سے قربان آفتاب آمد، دلیل آفتاب آفتاب کے ہونے پر خود آفتاب دلیل ہے، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نبی اور رسول ہونا آفتاب کی طرح بالکل واضح اور ظاہر ہے، اور رسول اللہ اور نبیوں کے نبی ہونے پر جو پاکیزہ اوصاف دلیل تھے وہ سب پاکیزہ اوصاف حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں پائے گئے۔ اس عقلی دلیل سے مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو رسول اور نبی ہیں اور پیغمبروں کو معجزات دیئے گئے کسی کو دو۔ اور کسی کو چار حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے جلیل القدر نبی کو نو معجزات دئے گئے تھے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساڑھے چار ہزار معجزے دیئے گئے تھے، اس سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رسول اور نبی ہونے پر نقلی دلیل بھی ہے سے اور بہت تاکید سے فرمایا گیا کہ اگر کسی سے ہو سکے تو اس کی چھوٹی سورۃ کے جیسا بنا کر لاؤ۔ باوجود عرب فصیح اور بلیغ ہونے قرآن کی چھوٹی سورہ کے جیسی بنانے سے عاجز ہو گئے کوئی نہ بنا سکا۔

ثُمَّ يَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ
حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهٖ
فَيَقُوْلُ اَيَّتُهَا النَّفْسُ
الْخَبِيْثَةُ اُخْرُجِيْ اِلٰى
سَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ قَالَ
فَتَفَرَّقَ فِيْ جَسَدِهٖ
فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ
السَّفُّوْدُ مِنَ الصُّوْفِ
الْمَبْلُوْلِ فَيَأْخُذُهَا وَ
اِذَا اَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا
فِيْ يَدِهٖ طَرْفَةَ عَيْنٍ
حَتّٰى يَجْعَلُوْهَا فِيْ تِلْكَ
الْمُسُوْحِ وَتَخْرُجُ مِنْهَا
كَاَنْتَنِ رِيْحِ جِيْفَةٍ
وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ
الْاَرْضِ فَيَصْعَدُوْنَ
بِهَا فَلَا يَمُرُّوْنَ بِهَا
عَلٰى مَلَاٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
اِلَّا قَالُوْا مَا هٰذَا الرُّوْحُ
الْخَبِيْثُ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ
ابْنُ فُلَانٍ بِاَقْبَحِ اَسْمَآئِهِ
الَّتِيْ كَانَ يُسَمّٰى بِهَا فِي
الدُّنْيَا حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهٖ
اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيُسْتَفْتَحُ
لَهٗ فَلَا يُفْتَحُ لَهٗ ثُمَّ قَرَأَ

اور جنت کی طرف سے اس کے لیے ایک دروازہ
کھولا جائے (تاکہ وہ جنت میں اپنے مقام کو
دیکھ کر بے حد مسرور رہے) رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جنت کی طرف
سے دروازہ کھلنے سے جنت کی ہوا اور جنت
کی خوشبو اس کو آتی رہے گی، جس سے یہ بے
حد محظوظ ہوتا رہے گا۔ تنگی مقام بھی ایک قسم
کی تکلیف کا باعث ہوتا ہے) مسلمان مردے
کے لیے (جب ہر طرح کا قبر میں آرام اور راحت
جمع کر دی گئی ہے تو جہاں تک) اس کی نگاہ
پہونچتی ہے، قبر میں (وہاں تک) اس کا
مقام وسیع کر دیا جاتا ہے[2]، رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں
کہ مسلمان مردہ پھر کیا دیکھتا ہے کہ اس کے پاس
ایک شخص آرہا ہے، کیا کہوں اس کا چہرہ کیسا
ہوتا ہے، ایسا حسین کہ کہیں دیکھنے میں نہیں
آیا۔ اور اس کا لباس بھی نہایت پاکیزہ اور
صاف وستھرا ہے گا۔ اور اس لباس سے نہایت
خوشبو مہک رہی ہوگی۔ ایسا شخص آکر مسلمان
بندہ سے کہے گا۔ تم کو خوش خبری دیتا ہوں
کہ تمہارے لیے ہر قسم کی راحت اور نعمت
تیار ہے جس سے تم نہایت مسرور ہوگے۔ کچھ
تم کو خبر بھی ہے۔ یہ وہی دن ہے جس کی تم
کو دنیا میں خبر دے گئی تھی مسلمان مردہ اس
آنے والے خوب صورت شخص سے پوچھے گا۔

۱ جب مسلمان مردہ یہ کہہ چکے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی اس طرح قدر افزائی کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

۲ تاکہ وسعت مقام کی وجہ سے وہ راحت حاصل کرتا رہے۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ
السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ
فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ فَيَقُوْلُ
اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اُكْتُبُوْا
كِتَابَهٗ فِيْ سِجِّيْنٍ فِي
الْاَرْضِ السُّفْلٰى فَتُطْرَحُ
رُوْحُهٗ طَرْحًا ثُمَّ قَرَءَ
وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا
خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ
الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ
فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ فَتُعَادُ
رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ
مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ
فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ
فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا
اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا
دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ
لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ
مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ
بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هَاهْ

صاحب! تم کون ہو! کیا چہرہ ہے تمہارا! جس سے
بے حد مسرت حاصل ہو رہی ہے تم کو دیکھنے ہی
سے طرح طرح کے خیر و برکات حاصل ہو رہے ہیں
وہ خوب صورت شخص جواب دے گا۔ (تم مجھے
نہیں پہچانتے؟) میں تمہارا نیک عمل ہوں (اس
صورت میں متمثل ہو کر آیا ہوں تاکہ تم کو خوش
خبری دوں) مسلمان مردہ جب سنے گا کہ یہ خود
اس کے ہی نیک عمل ہیں[1] دعا کرے گا، الٰہی!
جلدی قیامت قائم کیجئے۔ تاکہ مجھے میرے نیک
اعمال کا بدلہ جنت ملے، اور مجھے میرے اہل
یعنی حور و غلمان ملیں اور مال یعنی جنت کے
راحت و آرام کا سامان ملے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی
ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کافر کے لیے دنیا چھوڑنے
کا اور آخرت کی طرف چلنے کا وقت آتا ہے تو
اس کے پاس آسمان سے (عذاب کے) فرشتے
آتے ہیں، ان کے سیاہ چہروں سے ہیبت
اور خوف طاری ہوتا ہے اور یہ اپنے ساتھ
ٹاٹ لیتے ہوئے آتے ہیں[2] اسی لیے آکر وہ
دور بیٹھے رہتے ہیں (اور اس کی روح نکلنے
کا انتظار کرتے رہتے ہیں) پھر ملک الموت
آجاتے ہیں اور اس کے سرہانے بیٹھ کر یہ
کہتے ہیں[3] اپنے جسم سے نکل (اے نجس روح) دیکھ

---

[1] تو اس کو ایک امید بندھے گی اور اس کو یاد آجائے گا کہ نیک اعمال سے جنت ملتی ہے، میرے نیک اعمال جب ایسے ہیں تو اب مجھے امید ہو رہی ہے جنت ملنے کی اس لیے

[2] اس مرنے والے کافر پر اللہ تعالیٰ بہت غضب ناک رہتے ہیں۔ اسی لیے فرشتوں کو اس سے نفرت رہتی ہے اور

[3] کہ تو کفر و شرک کر کے دنیا میں کتنی بری زندگی گزار کر اس کے اثر سے تیری روح نجس ہو گئی ہے اب

هَاهْ لَا أَدْرِي فَيُنَادِي
مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ أَنْ
كَذَبَ فَافْرِشُوهُ مِنَ
النَّارِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا
إِلَى النَّارِ فَيَأْتِيهِ مِنْ
حَرِّهَا وَسَمُومِهَا وَيُضَيَّقُ
عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ
فِيهِ أَضْلَاعُهُ وَيَأْتِيهِ
رَجُلٌ قَبِيحُ الْوَجْهِ
قَبِيحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ
الرِّيحِ فَيَقُولُ أَبْشِرْ
بِالَّذِي يَسُوءُكَ هَذَا
يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ
تُوعَدُ فَيَقُولُ مَنْ أَنْتَ
فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ
بِالشَّرِّ فَيَقُولُ أَنَا عَمَلُكَ
الْخَبِيثُ فَيَقُولُ رَبِّ لَا
تُقِمِ السَّاعَةَ وَفِي رِوَايَةٍ
نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ إِذَا
خَرَجَ رُوحُهُ صَلَّى عَلَيْهِ
كُلُّ مَلَكٍ بَيْنَ السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ وَكُلُّ مَلَكٍ
فِي السَّمَاءِ وَفُتِحَتْ لَهُ
أَبْوَابُ السَّمَاءِ لَيْسَ
مِنْ أَهْلِ بَابٍ إِلَّا وَهُمْ

کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر کس قدر غضب ناک ہے۔ ملک الموت اس روح کو جسم سے بہت سختی کے ساتھ اس طرح کھینچ کر نکالتے ہیں جیسے کانٹے دار چیز کو تر کپڑے سے نکالا جائے تو کپڑا تار تار ہو جاتا ہے، جو فرشتے روح نکلنے کے منتظر تھے وہ ملک الموت کے ہاتھ میں اس روح کو ایک پلک مارنے کے برابر (تھوڑی دیر) بھی نہیں رہنے دیتے ہیں فوراً ملک الموت کے ہاتھ سے لے کر (ذلت واہانت ظاہر کرنے کے لیے) ٹاٹ میں لپیٹتے ہیں، اس وقت اس روح سے ایسی بدبو پھیلتی ہے جیسے سڑے ہوئے مردار سے بدبو نکل کر دماغ کو پریشان کر دیتی ہے روئے زمین پر ایسی بدبو کسی میں نہیں ہوگی۔ جیسے بدبو اس روح میں ہوتی ہے اس بدبودار روح کو لیے ہوئے فرشتے آسمان پر چڑھتے ہیں۔ زمین و آسمان کے بیچ میں جہاں جہاں فرشتوں کی جماعت ملتی ہے، اس نجس روح کی بدبو سے متاثر ہو کر یہ کہتے ہیں کہ یہ کس خبیث کی روح ہے؟ تو ساتھ والے فرشتے اس کافر کا نام بہت بری صفت کے ساتھ اس طرح لیتے ہیں جیسے دنیا

لہ اس بُری خبر کے سننے سے روح کو جسم سے نکلنا بہت ناگوار ہوتا ہے، وہ جسم سے نکلنا نہیں چاہتی ہے اور جسم میں چھپتی پھرتی ہے تو

۲ہ ایسے ہی روح کو سختی کے ساتھ نکالنے کی وجہ سے جسم کو ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہے

يَدْعُوْنَ اللّٰهَ اَنْ يَّعْرُجَ بِرُوْحِهٖ مِنْ قِبَلِهِمْ وَتَنْزِعَ نَفْسَهٗ يَعْنِي الْكَافِرُ مَعَ الْعُرُوْقِ فَيَلْعَنُهٗ كُلُّ مَلَكٍ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَكُلُّ مَلَكٍ فِي السَّمَآءِ وَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ لَيْسَ مِنْ اَهْلِ بَابٍ اِلَّا وَهُمْ يَدْعُوْنَ اللّٰهَ اَنْ لَّا يَعْرُجَ رُوْحُهٗ مِنْ قِبَلِهِمْ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ فِيْ سُنَنِهٖ وَالْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالطَّيَالِسِيُّ وَعَبْدٌ فِيْ مُسْنَدَيْهِمَا وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي الزُّهْدِ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَغَيْرُهٗ مِنْ طُرُقٍ صَحِيْحَةٍ وَقَالَ مِيْرَكُ حَدِيْثُ اَحْمَدَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

ہیں کسی بُرے آدمی کا ذکر لوگ بُری صفت سے کرتے ہیں۔ اور فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے (کہ جس نے اپنی ساری عمر کفر و شرک میں گزاری ہے) اس ذلت اور اہانت کے ساتھ) یہ روح ہر مقام سے گزرتی ہوئی آسمان دنیا تک پہونچائی جاتی ہے آسمان دنیا کا دروازہ کھلوایا جاتا ہے مگر آسمان کے دروازے کے دربان دروازہ نہیں کھولتے ہیں[1]، پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم یہ ارشاد فرما کر اس کی تائید میں یہ آیت تلاوت فرمائیے۔

کفار کے لیے آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جائے گا اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ کفار کا جنت میں جانا ایسے ہی محال ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گزرنا (نہ تو اونٹ سوئی کے ناکہ میں سے گزر سکتا ہے، اور نہ کفار جنت میں داخل ہو سکتے ہیں)

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ اس خبیث کا نامۂ اعمال سجین میں رکھو اور سجین ہی کو اس خبیث روح کا مقام بناؤ جو زمین کے سب سے نچلے طبقہ میں ہے (تاکہ وہ وہاں طرح طرح کے عذاب بھگتتی رہے) اس حکم کی تعمیل میں آسمان کے دروازے کے پاس سے اس کافر کی روح کو نہایت ذلت کے ساتھ زمین کی طرف پھینک دیا جائے گا[2] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ ارشاد فرما کر اس کی تائید میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔

---

[1] یہ اس روح کی انتہائی ذلت اور اہانت کا سبب ہوتا ہے۔
[2] اور سجین ہیں اس کا اصلی مقام بنا کر اس کافر کی روح کا تعلق قبر سے یا اس کے جسم کے کسی حصہ سے جہاں کہیں ہو کر دو تاکہ منکر نکیر اس سے سوال کر سکیں

شرک بہت بڑی بلا ہے، آسمان کا دروازہ مشرک کے لیے نہ کھلنا کیا کم ذلت ہے، پھر زمین کی طرف پھینک دیا جانا، اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہوگی۔ راستہ میں جا گرنا اور وہاں طرح طرح کی ایذاء اٹھاتے رہنا یہ انتہائی ذلت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ اس کافر کی روح کا تعلق اس کے جسد سے یا جسم کے کسی حصہ سے کر دیا جائے گا، پھر منکر نکیر اس کے پاس موجود ہوں گے اور بٹھا کر سوال کریں گے بتا تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کافر کہے گا میں نہیں جانتا کہ رب کون ہے! پھر منکر و نکیر دریافت کریں گے، اچھا یہ بتا کہ تیرا دین کیا تھا، کافر مردہ کہے گا، مجھے نہیں معلوم کہ میرا دین کیا تھا، پھر منکر و نکیر دریافت کریں گے کہ تو نے دنیا میں سنا ہوگا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم رسول بن کر تشریف لائے تھے، ان کی نسبت تیرا کیا خیال تھا۔ کہے گا، میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھے؟ یہ جواب ختم ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پکارے گا کہ اس خبیث کافر کو دنیا میں سب کچھ معلوم تھا جھٹلاتا ہی رہا۔ اب بھی باوجود معلوم ہونے کے جھوٹ کہہ رہا ہے۔ اس جھوٹے کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ تاکہ اس کو ایک آن بھی آرام

۱؎ حیران ہوگا کہ کیا جواب دوں۔ جب تک میں دنیا میں رہا، مسلمان جس ذاتِ مبارک کو رب مانتے تھے، میں ان کو جھٹلاتا رہا۔ اب میں کس کو رب کہوں؟ یہاں بھی اسی طرح کہتا ہوں۔

۲؎ تو یہ کافر مردہ سمجھے گا میرا دین تو کفر و شرک سے بھرا ہوا تھا، اگر میں اپنے دین کا نام لوں تو اپنے آپ کو اپنی زبان سے مجرم ٹھہرانا پڑے گا اس لیے۔

۳؎ تو کافر مردہ خیال کرے گا کہ عالم برزخ میں تو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا بول بالا ہے اگر میں ان کی رسالت کا انکار کر دوں تو اپنے منہ سے آپ ملزم ٹھہرتا ہوں اس لیے۔

نہ ملے) اور دوزخ کی طرف سے ایک دروازہ کھول دو[1]۔ دروازہ کھلنے سے ناقابلِ برداشت حرارت اور دوزخ کی آگ کی لو (دوزخ کی بدبو) اس کو پہنچتی رہے گی پھر اس کافر کی قبر ایسی تنگ کی جائے گی کہ جس کے دبوچنے سے کافر کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر ہو جائیں گی[2]، پھر کافر کیا دیکھے گا کہ اس کے پاس ایک شخص آرہا ہے نہایت بدشکل، کپڑے بھی اس کے (اس کی صورت کے جیسے) بدنما ہیں اور بدبو اس سے اس قدر آرہی ہو گی (کہ جس سے دماغ پھٹا جا رہا ہو) ایسا بدشکل شخص آکر کافر مردہ سے کہے گا، طرح طرح کے عذاب کی تجھے خبر دی جاتی ہے (دنیا میں) جس دن سے تجھے ڈرایا جاتا تھا (اور جس کا تو انکار کرتا تھا) دیکھو! آج یہ وہی دن ہے، کافر مردہ کہے گا[3] تو کون ہے! تیری کیا منحوس صورت ہے کہ تیری صورت دیکھنا ہی عذاب معلوم ہوتا ہے! تو وہ بدشکل آنے والا کہے گا تو مجھے نہیں پہچانتا، میں تیرا بُرا عمل ہوں[4] وہ کافر کہے گا خدا کرے کہ قیامت نہ آئے (تاکہ بُرے اعمال کے بدلہ میں دوزخ میں جانا نہ پڑے) ایک روایت تو یہاں ختم ہوئی۔

اور دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے، اور دوسری

---

[1] تاکہ وہ دوزخ میں اپنا مقام دیکھتا رہے اور یہ بھی اس کے لیے تکلیف کا باعث ہوتا رہے اور دوزخ کی طرف سے

[2] تاکہ قبر کے عذاب پر یہ عذاب زیادہ ہو جائے

[3] کافر کے لیے بجائے خود یہ بھی ایک عذاب ہو گا

[4] کہ میں خود عذاب میں ہوں تو اور عذاب کی خبر دینے آیا ہے

[5] کم بخت تو نے دنیا میں کیا کیا کفر و شرک کیے ہیں، اگر کوئی کہتا کہ تجھے یہ دن دیکھنا ہو گا تو تو اس کو مذاق میں اڑاتا رہا، کبھی اس کو غصہ سے جھڑکتا رہا۔ کافر مردہ سمجھے گا کہ میرے اعمال مجھے دکھائے گئے ہیں بُرے اعمال سے دوزخ ملتی ہے۔

روایت میں اس طرح زیادہ ہے کہ جب مسلمان کی روح (اس کے جسم سے) نکلتی ہے تو آسمان اور زمین کے درمیان میں جو ملائکہ ہیں وہ سب اس مسلمان مردہ کے لیے رحمت نازل ہونے کی دعا کرتے ہیں[1] آسمانوں کے دروازے[2] کھلنے جاتے ہیں (اور مسلمان کی روح تمام آسمانوں سے گزر جاتی ہے) (اس مسلمان کی روح کو فرشتے ایسی متبرک سمجھتے ہیں کہ) ہر آسمان کے دروازوں کے فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اس متبرک روح کو ہمارے دروازہ سے گزاریئے (تاکہ ہم اس روح سے برکت حاصل کریں) اور کافر مردہ کی روح کو فرشتے (اس سختی کے ساتھ اس کی روح کو کھینچیں گے کہ جسم کی رگیں تار تار ہو جائیں گی جب اس سختی سے روح نکالی جاتی ہے تو زمین اور آسمان کے درمیان میں جو فرشتے ہیں وہ سب اس کافر کی روح پر لعنت بھیجتے ہیں اور آسمان دنیا کے ہر دروازہ کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ الٰہی! اس خبیث روح کو ہمارے پاس سے نہ گزاریئے[3] اس کے لیے آسمان دنیا کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اس کی روایت امام احمد نے کی ہے، اور اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور بیہقی نے کتاب عذاب القبر میں اور طیالسی نے اپنی مسند میں اور عبید بن حمید نے اپنی مسند میں اور ہناد بن السری نے کتاب الزہد

---

[1] جیسے جیسے مسلمان کی روح آسمانوں کی طرف چڑھتی جاتی ہے

[2] اس کی شان و شوکت دکھانے کے لیے جلدی جلدی

[3] عالم ملکوت سے کچھ تعلق ہی نہیں تھا۔ دنیا ہی میں رات دن پھنسی ہوئی تھی تو اس کو دنیا چھوڑنا بڑا دشوار ہوگا۔ اسی لیے روح تو جسم میں رہنا چاہیئے گی اور فرشتے اس کو کھینچنا چاہیں گے اس کشاکشی میں

[4] تاکہ اس کی خباثت ہم پر اثر نہ کرے، فرشتوں کی دعا قبول ہوتی ہے اور

ہیں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے صحیح طرق سے اس کی روایت کی ہے، اور میرک نے کہا ہے کہ امام احمد کی حدیث حسن ہے۔

روح انسانی عالم ملکوت کی رہنے والی مثل فرشتوں کے ہے۔ جیسے فرشتے ایک ہی وقت میں کئی جگہ دکھائی دے سکتا ہیں، اور جیسے ملک الموت ہر مرنے والے کے پاس دکھائی دیتے ہیں، ایسا ہی روح انسانی بھی کئی جگہ دکھائی دے سکتی ہے مگر جب جسم انسانی میں روح مقید ہوتی ہے، تو اس سے یہ صفت نکل جاتی ہے کئی جگہ نظر نہیں آسکتی مگر اولیاء اللہ کے جسم میں جو روح ہوتی ہے اس روح میں اس کی اصلی صفت پائی جاتی ہے کہ باوجود جسم میں ہونے کے ایک وقت میں کئی جگہ نظر آسکتی ہے۔ جیسے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ہی وقت میں سات دعوتوں میں نظر آئے، جسم سے نکلنے کے بعد روح میں اس کی اصلی صفت لوٹ آتی ہے، کچھ اولیاء اللہ کی تخصیص نہیں، بلکہ ہر مسلمان کی روح ایک وقت میں کئی جگہ رہ سکتی ہے، اسی لیے روح کا اصلی مقام علیین ہے، قبر سے بھی اس کا تعلق رہتا ہے، قبر پر آنے والوں کو پہچانتی اور ان کے سلام کا جواب دیتی ہے۔ اس جسم خاکی کے ساتھ روح جنت میں نہیں جاسکتی، ہاں! قیامت کے بعد جسم خاکی میں ہوکر روح جنت میں داخل ہوگی۔ بغیر جسم خاکی کے اب بھی روح جنت میں جاسکتی ہے۔ جیسے اس حدیث میں۔

۲۰۸۴/۱۸ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَيْرٌ تَعَلَّقُ فِيْ شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَهُ اللّٰهُ فِيْ جَسَدِهٖ يَوْمَ يَبْعَثُهٗ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت کعب سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت کعب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہوا ہے کہ مسلمان کی روح پرندے کے خول میں بیٹھ کر جنت میں سیر کرے گی، اور وہاں میوہ خوری کرے گی، علیین میں بھی رہے گی، اور قبر سے بھی اس کا تعلق رہے گا، پھر جب قیامت قائم ہوگی تو یہی روح انسانی جسم خاکی میں ہو کر جسم خاکی کے ساتھ جنت میں جائے گی۔ اس کی روایت امام مالک اور نسائی نے کی ہے، اور بیہقی نے بھی اس کی روایت کتاب البعث والنشور میں کی ہے۔

بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَتَكْفِيْنِهٖ اس باب میں میت کو غسل دینے کا اور کفن پہنانے کا بیان ہے۔

جب قبر تیار ہو گئی ہو، اور کفن آگیا ہو تو پہلے کسی تخت یا کسی بڑے تختہ کو لوبان یا اگربتی وغیرہ خوشبودار چیز کی دھونی دیدو۔ تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ چاروں طرف دھونی دے کر مردہ کو اس پر لٹا دو، اور کرتہ چاک کر کے نکال لو، اور کوئی کپڑا ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ڈال دو، اس لیے کہ ناف سے لے کر گھٹنے تک جسم کا حصہ چاہے مردہ کا ہو یا زندہ دیکھنا حرام ہے۔ اور پائجامہ وغیرہ اس طرح نکال لو کہ ناف سے گھٹنے تک ڈالا ہوا کپڑا سرک نہ سکے، اگر نہلانے کی کوئی الگ جگہ ہے کہ وہاں سے پانی بہہ کر باہر نکل جاوے گا تو خیر، ورنہ تخت کے نیچے گڑھا کھدوا لو کہ سارا پانی اسی میں جمع رہے۔ اگر گڑھا نہ کھدوایا اور پانی سارے گھر میں پھیلا تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ اس سے صرف غرض یہ ہے کہ پانی کے پھیلنے سے آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو۔

میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مُردہ کے پیشاب اور پاخانہ کی جگہ اس طرح دھو لو کہ رانوں اور پیشاب پاخانہ کی جگہ اپنا ہاتھ نہ لگاؤ اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو، بلکہ اپنے ہاتھ پر کوئی کپڑا لپیٹ لو، اور جو کپڑا میت کی ناف سے لے کر گھٹنوں تک پڑا ہے۔ اس کے اندر کپڑا لپٹا ہوا اپنا ہاتھ ڈال کر دھو دو، پھر اس کو وضوء کرا دو، لیکن نہ کلی کراؤ نہ ناک میں پانی ڈالو، اور نہ پہنچوں تک ہاتھ دھلاؤ بلکہ صرف وضوء کے فرائض ادا کر دو، یعنی پورا چہرہ دھلاؤ، پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت، پھر سر کا مسح کراؤ، پھر دونوں پاؤں دھلا دو، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ مردہ کو بجائے کلی کرانے اور ناک میں پانی ڈالنے کے مردہ کو غسل دینے والا شخص باریک کپڑے کو تر کر کے اپنی انگلی پر لپیٹ کر کپڑے کو تر کرتا جائے اور مردہ کے دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیرتا جائے اور اسی طرح ناک کے دونوں سوراخوں میں تر کپڑے سے لپٹی ہوئی انگلی پھیرے تو یہ جائز ہے ضروری نہیں ہے، اور اگر مردہ کو نہانے کی ضرورت تھی، یا مُردہ حیض و نفاس کی حالت میں مر جائے تو غسل دینے والے کو باریک کپڑے کو تر کر کے اپنی انگلی پر لپیٹ کر کپڑے کو تر کرنا چاہیئے اور مردہ کے دانتوں اور مسوڑوں پر پھیرتا جائے اور اسی طرح ناک کے دونوں سوراخوں میں تر کپڑا لپٹی ہوئی انگلی پھیرے اور یہ ضروری ہے کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا جو جنابت اور حیض و نفاس کے غسل میں فرض ہے، یہ فرض تر کپڑا لپٹی ہوئی انگلی دانتوں اور مسوڑوں پر اور ناک میں پھیرنے سے ادا ہو جاتا ہے۔ اس طرح وضو کرانے کے بعد مردہ کے منہ ناک اور کانوں میں روئی بھر دو تاکہ نہلاتے وقت ناک، منھ اور کانوں میں پانی نہ جائے، پھر مردہ کے سر کو گل خیرو سے یا کسی اور چیز جیسے صابن سے مل کر سر کو دھو دو، پھر مردہ کو بائیں

کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر گرم کیا ہوا نیم گرم پانی تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالو، یہاں تک کہ پانی بائیں کروٹ تک جو تختہ سے ملی ہوئی ہے وہاں تک پہنچ جائے، پھر مردہ کو سیدھی کروٹ پر لٹاؤ اور اسی طرح سر سے پاؤں تک اتنا پانی ڈالو یہاں تک کہ پانی سیدھی کروٹ تک جو تختہ سے ملی ہوئی ہے، پہنچ جائے اس کے بعد مردہ کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھاؤ اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملو اور دباؤ۔ اگر کچھ پاخانہ نکلے تو اس کو پونچھ کر دھو ڈالو، پاخانہ نکلنے سے وضو اور غسل میں کوئی نقصان نہیں آتا، وضوء اور غسل نہ دہراؤ۔ اس لیے کہ پیشاب یا پاخانہ کی جگہ سے کسی چیز کے نکلنے سے زندوں کا وضوء یا غسل ٹوٹتا ہے مردہ کا نہیں ٹوٹتا، پھر مردہ کو دوبارہ بائیں کروٹ پر لٹاؤ اور کافور ملایا ہوا نیم گرم پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالو، مردہ پر تین دفعہ پانی ڈالنے کا جو ذکر آیا ہے وہ مسنون طریقہ ہے، صرف ایک دفعہ پانی ڈالنا واجب ہے، اگر تین دفعہ پانی ڈالنے سے بھی طہارت پوری نہ ہو تو پانچ دفعہ پانی ڈال سکتے ہیں اور اگر ضرورت ہو تو سات دفعہ تک بھی پانی مردہ پر ڈال سکتے ہیں، سات دفعہ سے زیادہ پانی کا ڈالنا جائز نہیں ہے، پھر سارا بدن کسی کپڑے سے پونچھ دو۔

جب مردہ کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو، اور مرد ہو تو ڈاڑھی پر بھی عطر لگا دو، پھر سجدہ کے وقت جو اعضاء زمین پر ٹکتے ہیں، یعنی پیشانی، ناک، دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اور ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں ان سب پر کافور مل دو، اور جو لوگ کفن میں عطر کا پھایا کان میں رکھ دیتے ہیں یہ سب جہالت ہے۔ جتنا شرع میں آیا ہے، اس سے زائد مت کرو اور بالوں میں کنگھی مت کرو۔ اور ناخن بھی نہ کترو، اور کہیں کے بال بھی نہ نکالو، سب اسی طرح رہنے دو، بہتر یہ ہے کہ مردہ کے قریبی رشتہ دار مردہ کو نہلائیں، اگر وہ نہ نہلا سکیں تو کوئی دین دار نہلائے، اگر نہلاتے وقت مردہ میں کوئی عیب دیکھے تو کسی سے نہ کہے، اگر خدا نخواستہ مردہ کا چہرہ بگڑ گیا ہو، اور کالا ہو گیا ہو تو یہ بھی نہ کہے۔ اور بالکل اس کا چرچا نہ کرے، یہ سب ناجائز ہے۔ عالمگیری، درمختار، رد المحتار، عمدۃ الرعایہ، ملتقی اور مرقات۔

مردہ کو تین کپڑوں میں کفنانا سنت ہے۔ ایک[1] ازار، دوسرے[2] قمیص یعنی کفنی، تیسرے لفافہ یعنی چادر ازار سے مراد وہ چادر ہے جو مردہ کے سر سے لے کر پاؤں تک ہو، اور لفافہ سے مراد بھی ایسی چادر ہے جو مردہ کے سر سے لے کر پاؤں تک لمبی ہو لیکن لفافہ ازار سے سر اور پاؤں دونوں جانب اس قدر زیادہ طویل ہو کر ہر دو جانب دھجی سے باندھ دیا جا سکے اور قمیص یعنی کفنی جو بغیر کلی اور آستین کے ہوتی ہے، اور جو مردہ کے کندھے سے لے کر اس کے قدم تک لمبی ہوا کرتی ہے، اس کفنی کے سامنے والا حصہ سینہ سے لے کر قدم تک پہنچتا ہے اس کفنی کے بیچ میں سے اتنا حصہ چاک کر دو کہ جس میں سے مردہ کا سر باہر نکل سکے۔

عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا سنت ہے۔ تین کپڑے تو وہی ہیں جن کا ذکر اوپر مرد کے لیے ہو چکا ہے، یعنی ازار، قمیص یعنی کفنی اور لفافہ اس کے علاوہ عورت کے لیے دو اور کپڑے زیادہ ہیں، سینہ بند اور سر بند یعنی اوڑھنی، سینہ بند وہ کپڑا ہے جو بغل کے نیچے سے لے کر رانوں تک پہنچتا ہے جس میں پستان، پیٹ اور پیٹھ لپیٹی جاتی ہے، اور سر بند وہ کپڑا ہے جو تین ہاتھ لمبا ہو، جو سر پر سے ہوتے ہوئے سینہ پر ڈالا جاتا ہے۔

جب مردہ کو غسل دے چکو اور اس کا جسم کسی کپڑے سے پونچھ دو تو مُردہ کے ستر پر سے بھیگا تہہ بند نکال کر ایک دوسرا سوکھا تہہ بند لپیٹ دو، اور مردہ کو تختہ سے آہستہ اٹھا کر اس تختہ پر لٹا دو، جس پر کفن پہلے ہی سے بچھا دیا گیا ہو، کفن بچھانے کے لیے پہلے کفن کو تین یا پانچ دفعہ لوبان یا عود سے دھونی دیدو، کفن بچھانے کا طریقہ یہ ہے کہ مردہ کو لٹانے سے پہلے تخت پر اول لفافہ بچھا دو، پھر ازار، اور ازار کے اوپر کفنی کا نچلا حصہ بچھا کر کفنی کے بالائی حصہ کو سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دو، اس کے بعد مردہ کو تختہ سے اٹھا کر کفن بچھے ہوئے تخت پر لٹاؤ اور کفنی کے بالائی حصہ کو جس کو چاک کر کے سر کی طرف لپیٹ کر رکھا گیا ہے، اس کو کھول کر سرہانے کی طرف سے اس طرح گلے میں ڈالو کہ کفنی پیروں تک آجائے اور مردہ کا سر کفنی کے چاک کئے ہوئے حصہ سے باہر نکل جائے اور مردہ کے ستر کو ڈھانکنے کے لیے جو دوسرا سوکھا تہہ بند ڈالا گیا تھا، اس کو اب اس طرح نکال دو کہ ستر کھلنے نہ پائے۔ اس کے بعد ازار کا بایاں کنارہ مردہ کے سیدھے طرف ڈال دو، اور ازار کا سیدھا کنارہ مردہ کے بائیں طرف ڈال دو، تاکہ سیدھا کنارہ اوپر آجائے۔ ایسا ہی لفافہ کا بھی بایاں کنارہ مردہ کے سیدھے طرف ڈال دو، اور لفافہ کا سیدھا کنارہ بائیں طرف ڈال دو، اور تین دھجیاں لو، ایک دھجی تو میت کے سر کی طرف جو لفافہ کچھ زائد ہے، اس پر باندھ دو، اور دوسری دھجی سے پیروں کی طرف جو لفافہ زائد ہے، اس کو باندھ دو، اور تیسری دھجی کمر پر باندھ دو، تاکہ راستہ میں کفن کھل نہ جائے۔

عورت کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے لفافہ بچھا دو، پھر ازار، اس کے اوپر قمیص، پھر مردے کو اس کے اوپر لے جا کر رکھو، پہلے مردہ کو قمیص اس طرح پہناؤ کہ قمیص کے چاک کئے ہوئے حصہ سے سر باہر آجائے اور قمیص نیچے اوپر کا حصہ قدموں تک چلا جائے۔ اس کے بعد سر کے بالوں کے دو حصہ کر کے سینہ پر اس طرح ڈالو کہ ایک حصہ سینہ کے دائیں طرف اور دوسرا حصہ سینہ کے بائیں طرف آجائے، اس کے بعد سر بند سر پر اور بالوں پر ڈالو۔ اور سر بند کو نہ تو لپیٹو اور نہ باندھو پھر سینہ بند قمیص کے اوپر سے لپیٹ دو، پھر ازار کا بایاں کنارہ لے کر مردہ کے سیدھے طرف ڈالو، اور ازار کا سیدھا کنارہ لے کر مردہ کے بائیں طرف ڈالو، تاکہ سیدھا کنارہ اوپر کی طرف آجائے ایسا ہی لفافہ کا بھی بایاں کنارہ مردے کے سیدھے طرف ڈالو، اور لفافہ کا سیدھا کنارہ مردہ

کے بائیں طرف ڈالو، اور نیز دھجیاں لو، ایک دھجی تو میت کے سر کی طرف جو لفافہ کچھ زائد ہے اس کو باندھ دو، اور دوسری دھجی سے پاؤں کی طرف جو لفافہ زائد ہے اس کو باندھو۔ اور تیسری دھجی کمر پر باندھ دو، تاکہ راستہ میں کفن کھل نہ جائے۔

۲۰۸۴ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَّابْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا رَاَتْ اِمْرَاَةً يَكُدُّوْنَ رَاْسَهَا بِمِشْطٍ فَقَالَتْ عَلَامَ تَنُصُّوْنَ مَيِّتَكُمْ وَرَوٰى اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْهَا اَنَّهَا رَاَتْ مَيِّتًا يُسَرَّحُ رَاْسُهٗ فَقَالَتْ عَلٰى مَا تَنُصُّوْنَ مَيِّتَكُمْ۔

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا، ہم چند عورتیں ان کو غسل دے رہی تھیں۔ ایسے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ ان کو تین بار یا پانچ بار اور مناسب سمجھو تو زیادہ سے زیادہ (سات بار) بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا نیم گرم پانی سے غسل دینا اور آخری مرتبہ کافور ملے ہوئے پانی سے نہلانا، جب تم غسل دینے سے فارغ ہو جاؤ تو غسل سے فارغ ہونے کی مجھے اطلاع دینا (حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کی تعمیل کر کے) غسل سے فارغ ہونے کی، ہم نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اطلاع کر دی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک کر فرمایا کہ[1] میرے اس تہبند کو ازالہ کے طور پر استعمال کرو[2] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور عبدالرزاق کی روایت میں اس طرح ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملاحظہ فرمائیں کہ چند عورتیں ایک عورت کو غسل دے رہی تھیں اور اس کے سر میں کنگھی کر رہی تھیں تو ام المومنین نے ان عورتوں سے ارشاد فرمایا کہ تم اس مردہ کو

[1] عورتوں کے کفن کے پانچ کپڑے ہوتے ہیں، جن میں سے ایک ازار بھی ہوتی ہے۔

[2] تاکہ میرا یہ تہبند ان کے جسم کو لگا ہوا رہے، اور اس کی برکت شامل حال رہے۔ بزرگوں کی عادت ہے کہ ایک داوتی دیتے ہیں کہ اس کو رکھ چھوڑیں اور کفن میں اس کا استعمال کریں، حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسی فعل سے ماخوذ ہے۔ اس لیے مریدنیوں کو داوتی دینا درست ہے

جو کنگھی کر رہی ہو، اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملاحظہ فرمائیں کہ چند عورتیں ایک عورت کو غسل دے رہی تھیں، اور اس کے سر میں کنگھی کر رہی تھیں تو ام المومنین (ان عورتوں سے ارشاد فرمائیں کہ تم اس عورت کو کیوں کنگھی کر رہی ہو، تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟ جب تک ثابت نہ ہو تم کو کنگھی کرنا جائز نہیں تھا۔

ف: ان دونوں مذکورہ حدیثوں سے ثابت ہوا کہ میت کے بالوں میں کنگھی نہ کی جائے۔ اس لیے کہ بالوں میں کنگھی کرنا زینت کے لیے ہوا کرتا ہے اور میت کو زینت کی ضرورت نہیں یہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے اور مذہب حنفی بھی یہی ہے ۱۲۔

۲۰۸۵ (۲) وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ اَنَّہٗ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَھَا فِیْ کَمْ کُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِیْ ثَلَاثَۃِ اَثْوَابٍ سُحُوْلِیَّۃٍ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا فرمایا تین کپڑوں میں اور یہ کپڑے سحولی تھے یعنی دھلے ہوئے تھے (اس سے ثابت ہوا کہ مرد کو تین کپڑوں میں کفنانا سنت ہے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے ۱۲۔

۲۰۸۶ (۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ ثَلَاثَۃِ اَثْوَابٍ نَجْرَانِیَّۃٍ اَلْحُلَّۃُ ثَوْبَانِ وَقَمِیْصُہُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَسَکَتَ عَنْہُ وَذٰلِکَ دَلِیْلُ رِضَاہُ بِصِحَّتِہٖ وَفِیْ سَنَدِہٖ یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ وَاِنَّ مُسْلِمًا قَدْ اَخْرَجَ لَہٗ فِی الْمُتَابَعَاتِ وَفِی الْکَافِیْ رَوٰی لَہٗ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا تھا جو یمن کے مقام نجران کے تھے، منجملہ تین کپڑوں کے ایک حلہ تھا (حلہ سے مراد دو کپڑے ہیں، ایک چادر اور دوسرے ازار) اور تیسرا کپڑا قمیص تھا جس میں آپ نے انتقال فرمایا تھا، اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور اس پر سکوت اختیار کیا ہے، اور ابوداؤد

ل (تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے) کس بناء پر تم کنگھی کر رہی ہو؟ جب تک ثابت نہ ہو تم کو کنگھی کرنا جائز نہیں تھا۔

قَالَ فِی شَرْحِ الْهِدَايَةِ

۲۰۸۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیٍّ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ حُفْرَتَهٗ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ فَوَضَعَهٗ عَلٰی رُكْبَتَيْهِ فَنَفَثَ فِيْهِ مِنْ رِيْقِهٖ وَاَلْبَسَهٗ قَمِيْصَهٗ قَالَ وَكَانَ كَسَا عَبَّاسًا قَمِيْصًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کا سکوت حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن اُبی (جو منافقوں کا سردار تھا)، جب اس کی نعش قبر میں رکھ دی گئی (تو عبد اللہ بن اُبی کے فرزند جو سچے مسلمان تھے، نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا! حضور میرے والد عبد اللہ بن اُبی دفن کئے جا رہے ہیں، حضور تشریف لے چلیں تاکہ آپ کی برکت سے اس کی مغفرت ہو جائے۔ عبد اللہ بن اُبی کے فرزند کے کہنے سے) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبد اللہ بن اُبی کی قبر پر تشریف لے گئے، عبد اللہ بن ابی کو قبر کے گڑھے میں ڈال دیا گیا تھا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے پھر باہر نکالا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے گھٹنوں کا ٹیکہ دے کر اس کو بٹھلائے اور اپنا مبارک تھوک اس کے منہ میں ڈالے (تاکہ منکر و نکیر کے سوال کے وقت آسانی ہو) پھر عبد اللہ بن اُبی کو اپنی قمیص پہنائی[1]، عبد اللہ بن اُبی نے اپنا کرتہ حضرت عباس کو پہنایا تھا[2] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

---

[1] تاکہ قمیص کی برکت سے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے، قمیص دینے میں ایک یہ بھی حکمت تھی کہ جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر کے بعد سب کافروں کے ساتھ قید ہو کر مدینہ منورہ میں لائے گئے تو حضرت عباس کے جسم پر کرتہ نہیں تھا، حضرت عباس طویل القامت تھے کسی کا کرتہ حضرت عباس کو نہیں آیا، عبد اللہ بن اُبی بھی طویل القامت تھے اس کا کرتہ حضرت عباس کو آیا اس لیے۔

[2] عبد اللہ بن اُبی کا یہ احسان حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یاد تھا۔ اس کا احسان اتارنے کے لیے اپنا کرتہ عبد اللہ بن اُبی کو پہنایا۔ اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ حضرت عبد اللہ بن اُبی کے فرزند جو سچے مسلمان تھے، خوش ہو جائیں یہ تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ کہ سخت سے سخت دشمن کے ساتھ بھی آپ کا یہ کریمانہ اخلاق اور کریمانہ برتاؤ تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا ہے اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ، بے شک اے رسول آپ بڑے حسن داخلاق والے ہیں۔ اس کریمانہ اخلاق کا یہ اثر ہوا کہ ایک ہزار کافر اس کریمانہ برتاؤ کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔

۲۰۸۸ وَعَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُفِنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ قَمِيْصٍ وَاِزَارٍ وَلِفَافَةٍ. (رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ)

حضرت سماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کرتے ہیں حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا تھا اور وہ تین کپڑے یہ تھے ایک قمیص دوسرے ازار اور تیسرے لفافہ۔ اس کی روایت ابن عدی نے کامل میں کی ہے۔

۲۰۸۹ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كُفِنَ فِيْ حُلَّةٍ يَمَانِيَّةٍ وَقَمِيْصٍ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ مُرْسَلًا وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا تھا منجملہ ان تین کپڑوں کے ایک حلہ تھا جو یمن کا تھا (حلہ سے مراد دو کپڑے ہیں ایک چادر یعنی لفافہ اور دوسرے ازار) اور تیسرا کپڑا قمیص تھا اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں مرسلاً کی ہے اور عبد الرزاق نے بھی اس کی روایت اسی طرح اپنی مصنف میں کی ہے۔

ف: ان مذکورہ احادیث سے ثابت ہوا کہ مرد کو تین کپڑوں میں کفنانا سنت ہے جن کا ایک کپڑا قمیص ہونا چاہئے اور مذہب حنفی بھی یہی ہے ۱۲

۲۰۹۰ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهٗ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم اپنے مسلمان بھائی کو کفن دو تو پاک و صاف سفید اور خوشنما ہو، اور سنت طریقہ کے موافق پورا پورا ہو[1]، اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۰۹۱ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ

ـــــــــــــــــــــــ

[1] وہ کفن نہ تو بالکل گھٹیا ہو، اور نہ ریشم اور زر کا ہو بلکہ سوت کا

[2] جیسے آج کل سفید دیا جا رہا ہے جو کفن کے لیے اچھا اور بہتر کپڑا ہے۔

لَا تَغَالَوْا فِی الْکَفَنِ فَاِنَّهٗ یُسْلَبُهٗ سَلْبًا سَرِیْعًا۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مردہ کے لیے قیمتی کفن نہ دیا کرو، کیونکہ کفن جلدی خراب ہو جاتا ہے[1]، اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ ۱۲

۲۰۹۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ وَمِنْ خَيْرِ اَكْحَالِكُمُ الْاِثْمِدَ فَاِنَّهٗ يُنْبِتُ الشَّعْرَ وَيَجْلُو الْبَصَرَ۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ اِلٰی مَوْتَاكُمْ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان (مردوں) کو چاہیئے کہ وہ سفید لباس پہنا کریں[2] کیونکہ سفید بہترین کپڑے ہیں اور مردوں کو کفن بھی سفید ہی دیا کرو اور اثمد جو سرمہ ہے بہترین سرمہ ہے[3]، اس سے پلک کے بال جمتے ہیں اور بینائی بھی تیز ہوتی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے صرف مردوں کو کفن دیا کرو تک روایت کی ہے۔

۲۰۹۳ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَا بِثِيَابٍ جُدُدٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمَيِّتُ يُبْعَثُ

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کا جب وقت آیا تو وہ نئے کپڑے (جو پاک وصاف ستھرے اور خوش نما تھے) منگوا کر پہن لیے[4] حضرت ابوسعید خدری نے انتقال کے وقت

---

[1] پھر قیمتی کپڑا لے کر مال کے اسراف کرنے سے کیا فائدہ اور کفن سے غرض تو مردہ کا ستر ڈھانکنا ہے اور یہ غرض متوسط درجہ کے کفن سے بھی پوری ہو جاتی ہے۔

[2] اس لیے کہ سفید لباس میں ایک قسم کی وجاہت ہونے سے) یہ بہترین لباس ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سفید لباس پسند کرنے سے سفید لباس پہننا مستحب ہے اور اس میں ثواب بھی ہے۔

[3] رات کو سونے وقت اس سرمہ کی تین تین سلائیاں ہر آنکھ میں لگایا کرو، اس طرح سرمہ لگانا سنت ہے

[4] اس لیے کہ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے، ظاہراً نئے ستھرے کپڑے پہننے سے باطن کی بھی طہارت اور صفائی ہو جاتی ہے اسی لیے حضرت ابوسعید خدری آخر وقت میں ظاہر کی صفائی سے باطن کی صفائی کا ارادہ فرمائے، حضرت ابوسعید خدری نے جو کپڑے پہنے یہ ان کا کفن نہیں تھا، انتقال کے بعد یہ کپڑے اتار کر کفن پہنایا گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو ارشاد ہوا ہے کہ مردوں کے لیے پرانے کپڑے کافی ہیں اور نئے کپڑے زندوں کے لیے ہیں، یہ ارشاد کفن کے متعلق ہے، حضرت ابوسعید کا نئے کپڑے پہننا کفن نہیں تھا، اس لیے دونوں حدیثوں میں تعارض نہ رہا

فِيْ ثِيَابِهِ الَّتِيْ يَمُوْتُ فِيْهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَبَوَّبَ عَلَيْهِ مَا يَسْتَحِبُّ مِنْ تَطْهِيْرِ ثِيَابِ الْمَيِّتِ عِنْدَ الْمَوْتِ۔

نئے کپڑے پہن کر یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ میدان حشر میں جب لوگ آئیں گے تو مرتے وقت جن کپڑوں میں تھے وہی کپڑے پہنے ہوئے آئیں گے[1]، اس حدیث کی روایت ابو داؤد نے کی ہے، اور ابو داؤد نے اس حدیث سے جو مسئلہ استنباط کیا ہے ان کو اس حدیث کے باب کے عنوان میں اس طرح لکھا ہے مرتے وقت مرنے والے کے کپڑے پاک وصاف ہونا چاہئیں۔

۲۰۹۲ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا احْتُضِرَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَمَثَّلَتُ بِهٰذَا الْبَيْتِ

اَعَاذِلُ مَا يُغْنِيْ الثَّرَاءُ عَنِ الْفَتٰى
اِذَا حَشْرَجَتْ يَوْمًا وَضَاقَ بِهَا الصَّدْرُ

فَقَالَ لَهَا يَا بُنَيَّةُ لَيْسَ كَذٰلِكَ وَلٰكِنْ قُوْلِيْ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ثُمَّ اَنْظُرُوْا ثَوْبَيَّ هٰذَيْنِ فَاغْسِلُوْهَا ثُمَّ كَفِّنُوْنِيْ فِيْهِمَا فَاِنَّ الْحَيَّ اَحْوَجُ اِلَى الْجَدِيْدِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ فِيْ كِتَابِ الزُّهْدِ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَهٗ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو سکرات شروع ہوئی، (اے ملامت کرنے والے (یہ وقت نہ نصیحت کرنے کا ہے نہ ملامت کرنے کا) مال و دولت کچھ کام نہیں آتا جب سکرات شروع ہوتی ہے اور دم گھٹنے لگتا ہے) یہ شعر سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا! بیٹی عائشہ! میرے مناسب تو یہ آیت ہے۔ اس آیت کو پڑھو (سورہ ق پ۲۶ ع ۲)

(انسان کی فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ سکرات سے بچے رہنا چاہتا ہے (یہ خیال کچھ کام نہیں آتا)

---

[1] اسی لیے میں نئے اور صاف ستھرے کپڑے پہن رہا ہوں، اب رہی دوسری حدیث جس میں مردوں کا قبروں سے برہنہ اٹھنے کا ذکر ہے، تو یہ قبروں سے اٹھنے کے وقت کا واقعہ ہے لیکن جب میدان حشر میں آئیں گے تو انہی کپڑوں میں ہوں گے جن کو مرتے وقت پہنتے تھے، اسی طرح ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہ رہا۔

[2] اس وقت کی حالت کے لحاظ سے عام لوگوں کے احوال کے اعتبار سے آپ کے سامنے

[3] یہ شعر میرے حال کے مناسب نہیں ہے میرے پاس مال و دولت ہی نہیں، پھر یہ کہنا کہ سکرات کے وقت مال و دولت کام نہیں آتا ہے بے موقع ہے۔

آخر سکرات کا وقت آپہونچا،

پھر آپ نے یہ فرمایا کہ[1] نئے کپڑے تو زندوں کے واسطے ہیں[2]، میرے انہی دو کپڑوں کو ذرا دھولو انہی دو کپڑوں کا مجھے کفن دے دو (یہ کفن کفایہ ہے کہ کفن کے لیے دو کپڑے بھی کافی ہو سکے ہیں) اس حدیث کی روایت امام احمد نے کتاب الزھد میں کی ہے، اور عبدالرزاق نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

تمہید

مُحرِم اگر احرام کی حالت میں مرجائے تو وہ آخرت کے لحاظ سے مُحرِم ہی رہے گا، اسی لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ احرام کی حالت میں مرنے والے مُحرِم قیامت کے دن لبیک کہتے ہوئے اپنی قبروں سے اٹھیں گے، مگر ایسے کا احرام دنیوی احکام کے لحاظ سے ختم ہو جاتا ہے، وہ مثل دوسرے مردوں کے بن جاتا ہے، یہی مذہب حنفی ہے۔ مُحرِم کا احرام کی حالت میں مرنے سے دنیوی لحاظ سے اس کا جو احرام ختم ہو جاتا ہے، اس پر کئی دلائل ہیں، پہلی دلیل وہ حدیث ہے جس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ:۔

۲۰۹۵ وَفِیْ رِوَایَۃِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا کَانَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْہُ نَاقَتُہٗ وَھُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِغْسِلُوْہُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَکَفِّنُوْہُ فِیْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں تھا، اونٹنی نے اس کو گرا دیا جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور اس کا انتقال ہو گیا، اس کے لیے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بیری کے پتے میں گرم کیے ہوئے پانی سے اس کو نہلاؤ، اور اسی کے دو کپڑوں میں اس کو کفن

---

[1] ہمیشہ میری زاہدانہ زندگی رہی ہے، اب بھی میں زاہدانہ حالت کے ساتھ قبر میں جانا چاہتا ہوں
[2] مردہ کو اپنا ستر چھپا کر قبر میں جانا ہے، گو مرد کے کفن کے لیے تین کپڑوں کی ضرورت ہے، مگر میری زاہدانہ حالت کے لحاظ سے یہ مناسب ہے کہ

ثَوْبَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلدَّارِ قُطْنِيْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُحْرِمِ يَمُوْتُ خَمِّرُوْهُ وَلَا تَشَبَّهُوْهُ بِالْيَهُوْدِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمَالِكٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِصْنَعُوْا بِهٖ مَا تَصْنَعُوْنَ بِمَوْتَاكُمْ وَفِي رِوَايَةٍ لَهٗ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ لَمَّا مَاتَ ابْنَهٗ وَاقِدٌ وَهُوَ مُحْرِمٌ كَفَّنَهٗ وَخَمَّرَ رَاْسَهٗ وَوَجْهَهٗ وَقَالَ لَوْلَا اِنَّا مُحْرِمُوْنَ لَحَنَّطْنَاكَ يَا وَاقِدُ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ اِذَا مَاتَ

دوم، دار قطنی کی وہ حدیث ہے جس کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مُحرم اگر حالت احرام میں مرجائے تو اس کو (مثل دوسرے مردوں کے) اس محرم کے سر اور چہرہ کو ڈھانکو اور اس کو یہود کے مُردوں کے مشابہ مت بناؤ، امام مالک کی وہ حدیث ہے جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ مُحرم اگر احرام کی حالت میں مرجائے تو (اس کو محرم مت سمجھو۔ اس کا احرام ختم ہو گیا ہے) دوسرے مُردے جو محرم نہیں ہیں، ان کو کفناتے وقت جیسے ان کا سر ڈھانکتے ہیں اور خوشبو لگاتے ہیں ایسا ہی محرم مردہ کا بھی سر ڈھانکو اور اس کو خوشبو لگاؤ، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ انسان جب مرجاتا ہے تو تین چیزوں کے

لہ یہ اس کے لیے کفن کفایہ ہے، اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہوا ہے بیری کے پتے میں گرم کئے ہوئے پانی سے اس کو نہلاؤ، محرم ایسی چیز کا استعمال نہیں کر سکتا کہ جس سے میل کچیل دور ہو، بیری کے پتے میں گرم کئے ہوئے پانی سے میل دور ہوجاتا ہے، اگر احرام کی حالت میں مرنے والے کا احرام باقی رہتا تو حضور اس کو بیری کے پتے میں گرم کئے ہوئے پانی سے نہلانے کا حکم نہیں دیتے، جب آپ نے حکم دیا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کا احرام باقی نہ رہا، مُحرم کے حالات احرام میں مرجانے سے اس کے احرام کے ختم ہوجانے پر دوسری دلیل)

ٹ اس لیے کہ یہود اپنے مردوں کے چہرہ اور سر کو کھلا رکھتے ہیں۔ اس حدیث میں حالت احرام میں مرنے والے محرم کے سر اور چہرہ کو ڈھانکنے کا جو حکم ہوا ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ اس کا احرام ختم ہو گیا اگر احرام باقی رہتا تو اس کے سر اور چہرہ کو ڈھانکنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ اس لیے کہ محرم کا سر اور چہرہ نہیں ڈھانکا جاتا ہے۔

ٹ مُحرم کے حالتِ احرام میں مرجانے سے اس کا احرام ختم ہوجانے پر تیسری دلیل۔

ٹ مُحرم کے حالت احرام میں مرجانے سے اس کے احرام کے ختم ہونے پر چوتھی دلیل) امام مالک ہی کی وہ حدیث ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ان کے فرزند واقد کا جب حالت احرام میں انتقال ہوا تو حضرت ابن عمر اپنے فرزند واقد کو کفناتے وقت ان کے چہرہ اور سر کو ڈھانکا یا اور فرمایا کہ اگر ہم حالتِ احرام میں نہ ہوتے تو اے واقد تم کو خوشبو بھی لگاتے (اس لیے کہ تمہارا احرام ختم ہو گیا ہے اور تم اب محرم نہیں رہے)

ٹ (محرم کے حالت احرام میں مرجانے سے ان کا احرام ختم ہونے پر پانچویں دلیل وہ حدیث ہے جس کو)

ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثٍ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهٗ۔

سوا اس کے تمام اعمال ختم ہو جاتے ہیں مگر وہ تین اعمال جو مرنے سے ختم نہیں ہوتے بلکہ باقی رہ جاتے ہیں، وہ یہ ہیں ایک صدقہ جاریہ[2] جس سے لوگ نفع اٹھاتے رہتے ہیں، اس کا ثواب بھی ملتا رہتا ہے، دوسرا علم دین جو پڑھایا سکھایا جاتا اس کا ثواب بھی ملتا رہتا ہے، تیسرے نیک اولاد جو اس کے لیے دعاء خیر کرتے رہتے ہیں (اور اس کو ثواب ملتا رہتا ہے، یہ ثواب بھی منقطع نہیں ہوتا ہمیشہ باقی رہتا ہے)

۲۰۹۶ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ[3] وَخَيْرُ الْاُضْحِيَةِ الْكَبْشُ

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں (کہ ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے مرد کو ایک کپڑے میں بھی کفنایا جا سکتا ہے مگر ایک کپڑے سے) بہتر کفن حلہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ (یوں تو قربانی ہر اس بکرے کی ہو سکتی ہے جو قربانی کی شرط کے موافق ہو مگر) قربانی کے لیے بہتر سینگ دار ہوا مینڈھا ہے (اس لیے کہ گوشت اس میں زیادہ ہوتا ہے) اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے، اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

۲۰۹۷ وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ هَاجَرْنَا[4] مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى

خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے (وطن چھوڑ کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

---

[1] مثلاً اگر وہ محرم ہے تو اس کا احرام مرنے سے ختم ہو جاتا ہے اس لیے اور مردوں کی طرح کفناتے وقت اس کے سر اور چہرہ کو ڈھانکنا چاہیے اور اس کو خوشبو بھی لگانی چاہیے۔

[2] جیسے رفاہ عام کے لیے مسجد، مدرسہ مسافر خانہ اور پل وغیرہ بنایا، اس صدقہ جاریہ کا ثواب منقطع نہیں ہوتا، اس کو ملتا رہتا ہے دوسرے علم دین، (لوگوں کو سکھایا، یا تصنیف و تالیف کیا)

[3] اور حلہ دو کپڑوں کو کہتے ہیں، ایک چادر اور دوسرے تہہ بند یہ بھی کفن کفایہ ہوگا، پوری سنت کی ادائیگی کے لیے تین کپڑے کفن میں ہونا چاہیے۔)

فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللهِ فَمِنَّا مَنْ مَّضٰى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِّنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَأْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کر کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آئے تو ہماری ہجرت رائگاں نہیں گئی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہم کو (دنیا اور آخرت میں) ہجرت کا اجر دینا اپنے ذمہ لے لیا ہے ہم میں سے بعض حضرات تو ایسے ہوئے کہ جن کے لیے آخرت کا اجر تو تیار رہے مگر وہ دنیا کا کوئی اجر نہیں لے سکے، ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (کہ ان کو دنیا کا کچھ اجر نہ ملا دنیا کا کچھ اجر نہ ملنے کا آپ اس واقعہ سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ) جب حضرت مصعب بن عمیر غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تو ان کو پورا کفن تک نہ ملا۔ کفن کے لیے صرف ایک چادر تھی[1] کیا تھی وہ بھی کیسی تھی، اتنی چھوٹی تھی کہ جب ہم ان کا سر ڈھانکتے تو پاؤں باہر نکل جاتے تھے اور جب پیروں کو ڈھانکتے تو سر کھل جاتا (ہم حیران تھے کہ کیا کریں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ[1] حضرت خباب یہ بھی فرماتے ہیں بعض صحابہ ایسے بھی ہوئے ہیں کہ ان کے لیے آخرت کا اجر کیا کہیں کہ کیسا ہے[2]؛ اس سے ثواب حاصل کر رہے ہیں، اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف شرح منیہ میں کہا ہے کہ مذہب حنفی میں ایک ہی کفن میں دو آدمیوں کو کفنانا جائز نہیں ہے اگر کفن

لہ (سر کی عظمت پیش نظر رکھ کر) سر ڈھانک دو، اب رہے پاؤں تو پیروں کو اذخر (جو خوشبو دار گھاس ہے) اس سے چھپا دو (اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مردہ کے تمام جسم کو چھپانا واجب ہے، اگر تمام جسم چھپانا واجب نہ ہوتا تو پیروں کو گھاس سے چھپانے کی کیا ضرورت تھی، بغیر گھاس سے چھپائے دفن کر سکتے تھے۔ گھاس سے چھپانے کا حکم دینے سے معلوم ہوا کہ مردہ کا تمام جسم چھپانا واجب ہے، اور یہی مذہب حنفی ہے اور اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفن ضرورت کے لیے ایک کپڑے میں کفنانا جائز ہے، اور یہ کفن ضرورت ہے۔

ئے نہ آنکھ دیکھے نہ کان سُنے ایسی ایسی نعمتیں ان کے لیے تیار ہیں، آخرت کی ان نعمتوں کے ساتھ دنیا کی نعمتوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے انھیں سرفراز کیا ہے وہ ان نعمتوں سے نفع اٹھا رہے ہیں، اور ان نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کر سکے)

ایک ہو، اور میت ایک سے زائد ہوں تو ایک ہی کفن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں، اور جتنا حصہ کفن کا جس میت کے حصہ میں آئے اسی میں اس کو کفنایا جائے، اور باقی بدن کا جو حصہ کھلا رہے اس کو گھاس وغیرہ سے چھپایا جائے۔

شرح مینہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مذہب حنفی میں ایک قبر میں ایک سے زائد میت کو دفنانا جائز نہیں ہے، اگر ایسی ہی مجبوری ہو اور ایک ہی قبر میں دو یا دو سے زائد مردوں کو دفنانے کی ضرورت پڑے تو قبر میں دونوں کے درمیان مٹی سے کٹاؤ بنا کر دفن کیا جائے، تاکہ دونوں کے جسم ایک دوسرے سے مل نہ سکیں۔ ۱۲)

۲۰۹۸ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ اُتِيَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ كُفِّنَ فِيْ بُرْدَةٍ اِنْ غُطِّيَ رَاْسُهٗ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَاِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَاْسُهٗ وَاُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ اَوْ قَالَ اُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا اُعْطِيْنَا وَلَقَدْ خَشِيْنَا اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت سعد بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزہ سے تھے، افطار کے وقت آپ کے لیے کھانا لایا گیا (تکلیف کا کھانا دیکھ کر فرمایا ہماری قوم کی تو یہ حالت ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم کو مل رہی ہیں اور ایک مصعب بن عمیر بھی تھے کہ جن کے سامنے نعمتوں کا کھانا آنا تو کیا جب وہ شہید ہوئے تو ان کو کفن تک پورا نہ ملا (پھر کسر نفسی سے فرمانے) حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے۔ (ان کے کفن کی کیا حالت بیان کروں) اتنا چھوٹا کفن تھا کہ جب اس سے سر چھپاتے تو پاؤں باہر ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا، راوی حدیث ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہتے ہیں کہ مجھے خیال پڑتا ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے یہ بھی فرمایا کہ ایسا ہی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا حال تھا کہ جب وہ شہید ہوئے[1]، حالانکہ وہ (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ہونے کے لحاظ سے) مجھ سے بہتر تھے (اب ہماری حالت سنئے) خوب دنیا ملی (جس کی وجہ طرح طرح کے کھانے کھا رہے ہیں) خدا نخواستہ کہیں

[1] تو ان کو بھی پورا کفن نہ ملا، ان کے کفن کی بھی وہی حالت تھی کہ سر چھپاتے تو پیر کفن سے نکل جاتے اور پیر چھپاتے تو سر کھل جاتا تھا تو سر کو چھپا کر پیروں پر گھاس ڈال دی گئی)

ہماری نیکیوں کا بدل تو نہیں ہے ۔ خدا ایسا نہ کرے[1] حضرت عبدالرحمٰن یہ کہہ کر اس درد سے رونے لگے باوجود اس کے کہ روزہ دار تھے، (بھوک تھی) رونے کی وجہ سے کھانا نہ کھا سکے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۰۹۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلٰى أُحُدٍ أَنْ يُنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيْدُ وَالْجُلُوْدُ وَأَنْ يُدْفَنُوْا بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ۔[2]

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں جو صحابہ کرام شہید ہوئے تھے، اُن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہوا کہ ان سے ہتھیار علیحدہ کیے جائیں اور جو سامان چمڑے کا ان کے جسم پر ہے (جیسے پوستین اور موزے وغیرہ) یہ بھی ان سے علیحدہ کیا جائے ان کے خون آلود کپڑوں ہی میں ان کو دفن کیا جائے اس کی روایت ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور حاکم، امام احمد، دار قطنی، طبرانی، بیہقی، ابو داؤد اور ابن ماجہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے احد میں جو صحابہ شہید ہوئے تھے ان پر نماز جنازہ ادا فرمائی تھی۔

---

[1] (یعنی ایسا ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے دنیا کی یہ نعمتیں ہم کو دے رہا ہو، اور آخرت میں سب صحابہ کے ساتھ آخرت کی نعمتیں سرفراز کرے)

[2] (اس سے ثابت ہوا کہ میدان جنگ میں کافروں کے ہاتھ سے جو مسلمان شہید ہوتے ہیں، ان پر نماز جنازہ تو پڑھی جائے مگر غسل نہ دیا جائے اور ان سے ان کے ہتھیار اور چمڑے کا سامان علیحدہ کر کے ان ہی کے خون آلودہ کپڑوں میں ان کو دفن کیا جائے۔

بَابُ الْمَشْيِ بِالْجَنَازَةِ وَالصَّلٰوةِ عَلَيْهَا

(اس باب میں جنازہ کے ساتھ کیسے چلنا اور جنازہ پر نماز کس طرح ادا کرنا چاہیے اس کا بیان ہے۔)

میت اگر بچہ ہو تو اس کو ہاتھوں پر لے جائیں، یعنی بچہ کی میت کو ایک شخص اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھائے، کچھ چلنے کے بعد پھر دوسرا آدمی اس کو اپنے ہاتھوں پر لے لے۔ اسی طرح ایک دوسرے سے اپنے اپنے ہاتھوں پر بدلتے ہوئے لے جائیں اور اگر میت بڑی ہو، اور ہاتھوں پر لے جانے کے قابل نہ ہو تو اس کو چارپائی میں رکھ کر لے جائیں، اور چارپائی کے چاروں کونوں کو چار آدمی اپنے اپنے کندوں پر اٹھا کر لے چلیں، اور چارپائی کو مزدور کی طرح پیٹھ کے بالائی حصہ پر جو گردن کے نیچے ہے مثل مال واسباب کے اٹھا کر لے جانا مکروہ ہے، اسی طرح جنازہ کو بغیر عذر کے کسی گاڑی یا جانور وغیرہ پر رکھ کر لے جانا بھی مکروہ ہے اور اگر عذر ہو، جیسے قبرستان بہت دور ہے تو ایسی صورت میں جنازہ کو کسی سواری پر رکھ کر لے جانا بلا کراہت جائز ہے۔

جنازہ کے ساتھ چلنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ جنازہ کے ساتھ خالی نہ چلیں بلکہ اس کو اس طرح کندھا دیتے چلیں کہ پہلے چارپائی کے سامنے کے سیدھے جانب کے پائے کو اپنے سیدھے کندھے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلیں، اس کے بعد پچھلے حصہ کے سیدھے جانب کے پائے کو اپنے سیدھے کندھے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلیں، پھر چارپائی کے سامنے کے بائیں جانب کے پائے کو اپنے بائیں کندھے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلیں اور پھر چارپائی کے پچھلے حصہ کے بائیں جانب کے پائے کو بائیں کندھے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلیں اسی طرح جنازہ کے ساتھ کم سے کم چالیس قدم چلنا مستحب ہے، جنازہ کو تیز قدم لے جانا مسنون ہے مگر اس قدر تیز بھی نہ چلیں کہ نعش کو حرکت اور اضطراب ہونے لگے۔ جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو چاہیئے کہ جنازہ کندھوں سے اتارنے سے پہلے نہ بیٹھیں، اگر کوئی ضرورت پیش آجائے تو بیٹھنے میں کچھ مضائقہ نہیں، جو لوگ جنازہ کے ساتھ نہ ہوں۔ بلکہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں تو ان کو جنازہ دیکھ کر کھڑا نہ ہونا چاہیئے جو لوگ جنازہ کے ساتھ ہوں، ان کے لیے مستحب ہے کہ وہ جنازے کے پیچھے چلیں، اگرچہ جنازہ کے آگے چلنا بھی جائز ہے، مگر سب کے سب جنازہ کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے، اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے اور جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا مستحب ہے اور کسی سواری پر ہوں تو جنازہ کے پیچھے چلیں، یہ مسائل عالمگیری، بحر الرائق درمختار اور رد المحتار سے ماخوذ ہیں اور بحر الرائق درمختار اور رد المحتار میں یہ بھی لکھا ہے کہ جنازہ کے ساتھ جو لوگ چل رہے ہوں، ان کو بہت خاموش چلنا چاہیئے۔ ان کو ذکر، دعا اور قرآن اور

اشعار نہ تو آواز سے پڑھنا چاہیئے۔ اور نہ آہستہ اور اگر چاہے تو ذکر اور دعاء دل میں کرتے ہوئے چلیں اور یہی مذہب حنفی ہے۔

ارحم الراحمین سے میت کے لیے دعاءِ مغفرت کرنے کے لیے نماز جنازہ مقرر کی گئی ہے اور نمازیں وقت آنے سے جیسے واجب ہو جاتی ہیں ایسا ہی جنازہ کی نماز مرنے والے کے مرنے کی خبر سننے سے واجب ہو جاتی ہے اور جس کو مرنے والے کی موت کی خبر نہ ہو، اس پر نماز جنازہ واجب نہیں ہوتی واجب تو ہر اس شخص پر ہو جاتی ہے جس کو موت کی خبر ہوئی ہو۔ مگر بعض کے ادا کرنے سے بقیہ مسلمانوں کے ذمہ سے نماز جنازہ ساقط ہو جاتی ہے، اور اگر کوئی بھی نماز جنازہ ادا نہ کرے تو سب مسلمان گنہگار ہوں گے۔

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لیے دو قسم کی شرطیں ہیں، ایک تو وہ شرطیں ہیں جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں اور دوسری شرطیں وہ ہیں جن کا میت سے تعلق ہے۔ میت کی نماز پڑھنے والوں سے متعلق جو شرطیں ہیں وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لیے ہیں یعنی طہارت، ستر عورت، استقبال قبلہ اور نیت، مگر اور نمازوں کے لیے وقت مقررہ بھی شرط ہے کہ جس نماز کا جو وقت مقرر ہے اس کو اسی وقت پڑھنا چاہیئے، لیکن نماز جنازہ کے لیے ایسا کوئی وقت مقرر نہیں ہے طلوع، غروب اور استواء کے سوا جیسا جنازہ آجائے اسی وقت نماز جنازہ پڑھ لینا چاہیئے، دوسری نمازوں اور نماز جنازہ میں ایک اور فرق یہ بھی ہے کہ دوسری نمازوں کے فوت ہونے کے خوف سے تیمم کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں بلکہ وضوء کر کے ان نمازوں کی قضاء پڑھنا چاہیئے، بخلاف نماز جنازہ کے کہ اس کے فوت ہونے کا خوف ہو تو باوجود تیمم کے شرائط نہ پائے جانے کے تیمم کر کے نماز جنازہ میں شریک ہو سکتے ہیں اگر نماز جنازہ جنگل میں ہو رہی ہو اور نماز پڑھنے والے جوتہ پہنے ہوئے نماز پڑھ رہے ہوں تو یہ ضروری ہے کہ وہ جگہ جس پر وہ کھڑے ہوں، اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر پاؤں جوتوں سے نکال کر جوتوں پر کھڑے رہ کر نماز پڑھ رہے ہوں تو ایسی صورت میں صرف جوتوں کا پاک ہونا ضروری ہے، اور جو لوگ اس کا خیال نہیں رکھتے ان کی نماز نہیں ہوتی۔

اب دوسری قسم سنیئے :، نماز جنازہ اسی وقت صحیح ہو سکتی ہے جب کہ میت میں یہ شرطیں پائی جائیں۔ ایک شرط تو یہ ہے کہ میت مسلمان ہو، کافر اور مرتد پر نماز جنازہ صحیح نہیں ہے۔ مسلمان اگرچہ کہ فاسق ہو، اس پر نماز جنازہ پڑھنا صحیح ہے۔ ایسا ہی جس مسلمان نے خودکشی کر لی ہو، اس پر بھی نماز جنازہ پڑھنا صحیح ہے اس لیے کہ نماز جنازہ کے لیے میت کا مسلمان ہونا کافی ہے اس کے افعال پر نظر کرنا صحیح نہیں ہے۔ ایک بچہ جس کے ماں باپ کافر تھے پھر اس کے ماں اور باپ دونوں مسلمان ہو گئے یا ان میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو بچہ کو بھی مسلمان سمجھا جائے گا، اور اگر وہ مر جائے تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائیگی جو بچہ مرا ہوا پیدا ہو، اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے، اور جو بچہ زندہ پیدا ہو، اور اس کے زندہ

پیدا ہونے کی علامتیں یہ ہیں کہ پیدا ہو کر روئے یا اس کا کوئی عضو حرکت کرتا ہوا دکھائی دے یا الیسی قسم کی کوئی علامت پائی جائے جو اس کے زندہ پیدا ہونے پر دلالت کرے پھر وہ مرجائے تو اس پر نماز جنازہ ضرور پڑھنی چاہیئے۔

نماز جنازہ صحیح ہونے کے لیے میت سے متعلق دوسری شرط یہ ہے کہ میت کا بدن کفن اور جس جگہ میت کو نماز پڑھانے کے لیے رکھا گیا ہو، یہ سب نجاست حقیقی (پیشاب و پاخانہ) سے پاک ہوں ایسا ہی میت نجاست حکمی۔ جیسے منی اگر مرنے سے نکلی ہو تو اس سے بھی پاک ہو، اسی لیے میت کو غسل دیا جائے تاکہ میت نجاست سے پاک ہو جائے، یوں بھی اگر میت نجاست حقیقی اور نجاست حکمی سے پاک بھی ہو تو میت کو غسل دینا واجب ہے، ہاں اگر غسل دینے کے بعد میت سے نجاست حکمی سے پاخانہ وغیرہ نکل آئے تو پھر اس کو دوبارہ غسل دینا ضروری نہیں ہے، اسی حالت میں نماز جنازہ اس پر جائز ہے نماز جنازہ صحیح ہونے کے لیے میت سے متعلق تیسری شرط یہ ہے کہ میت کا ستر ڈھکا ہوا ہو، اگر میت برہنہ ہو تو اس پر نماز جنازہ درست نہیں۔

نماز جنازہ صحیح ہونے کے لیے میت سے متعلق چوتھی شرط یہ ہے کہ میت نماز پڑھنے والے کے سامنے ہو، اور اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز جنازہ صحیح نہ ہو گی۔

نماز جنازہ صحیح ہونے کے لیے میت سے متعلق پانچویں شرط یہ ہے کہ میت زمین پر ہو اور اگر میت چارپائی میں ہو تو چارپائی زمین پر رکھی ہوئی ہو، اگر میت کو لوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں یا میت کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت میں اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے تو نماز جنازہ صحیح نہ ہو گی۔

نماز جنازہ صحیح ہونے کے لیے میت سے متعلق چھٹی شرط یہ ہے کہ میت نماز پڑھنے والوں کے سامنے موجود ہو، اور اگر میت وہاں موجود نہ ہو کہیں اور ہو، اور لوگ اس پر غائبانہ نماز پڑھ رہے ہوں تو نماز صحیح نہ ہو گی۔ یہی مذہب حنفی ہے۔

نماز جنازہ میں فرض دو ہیں۔ ایک فرض تو یہ ہے کہ نماز جنازہ میں چار مرتبہ اللہ اکبر کہا جائے، نماز جنازہ میں دوسرا فرض قیام ہے یعنی نماز جنازہ پڑھنے والے کھڑے ہو کر نماز ادا کریں، اگر نماز پڑھنے والے بغیر عذر کے بیٹھ کر نماز جنازہ ادا کریں تو نماز صحیح نہ ہو گی، ہاں اگر عذر ہو اور کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا ہے تو بیٹھ کر نماز جنازہ ادا کر سکتا ہے۔

نماز جنازہ میں تین چیزیں سنت ہیں ایک ثنا پڑھنا ۲۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا ۳۔ میت کے لیے، ماثورہ دعاء پڑھنا اگر ماثورہ دعاء کے سوا کوئی اور الفاظ میں دعا کی جائے تو بھی جائز ہے، جیسا کہ عمدۃ الرعایہ میں مذکور ہے۔

نماز جنازہ کے مستحبات یہ ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تین صفیں کی جائیں، اگر تعداد کم بھی ہو تو تب بھی ان کی تین صفیں بنائی جائیں۔ مثلاً نماز پڑھنے والے سات ہوں تو ایک ان میں سے امام بن جائے اور پہلی صف میں تین شخص ہوں، اور دوسری صف میں دو، اور تیسری میں ایک، اس طرح تین

صف بنائے جائیں۔

دوسری نمازوں میں پہلی صف افضل ہے اور اس کا ثواب بھی زیادہ ہے لیکن نماز جنازہ میں تیسری صف افضل ہے، اور اس کا ثواب زیادہ ہے اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو افضل اور مستحب یہ ہے کہ ہر جنازہ کی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کو امام کے سامنے اس طرح رکھیں کہ سب کے سینے امام کے مقابل رہیں اور سب کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تو بھی جائز ہے۔ اگر مختلف جنازے جمع ہوں بعض ان میں مردوں کے بعض عورتوں کے اور بعض بچوں کے ہوں اور ان پر ایک ہی نماز پڑھی جائے تو ان کو اس ترتیب سے رکھا جائے کہ پہلے امام کے سامنے مردوں کے جنازے ہوں، ان کے بعد لڑکوں کو اور اُن کے بعد بالغہ عورتوں اور اُن کے بعد نابالغہ لڑکیوں کو۔

جنازہ کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے جو پنج وقتہ نمازوں یا جمعہ کی نماز کے لیے بنائی گئی ہو، یہی مذہب حنفی ہے، نماز جنازہ پڑھنے کے لیے اگر جنازہ مسجد میں ہو، اور لوگ مسجد ہی میں نماز جنازہ پڑھ رہے ہوں یہ تو ناجائز ہے۔ اور اگر جنازہ مسجد کے باہر میدان میں ہو اور نماز پڑھنے والے کچھ لوگ جنازہ کے ساتھ میدان میں ہوں اور ان کی صف کا کچھ حصہ مسجد میں آگیا ہو تو یہ بھی ناجائز ہے، ہاں جو مسجد قبرستان میں خاص نماز جنازہ پڑھنے کے لیے بنائی گئی ہو، اور اس میں پنج وقتہ نماز وغیرہ نہیں پڑھی جاتی تو اس میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

نماز جنازہ میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے، جنازہ کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن سے اور نمازیں بھی فاسد ہوتی ہیں۔ فرق اس قدر ہے کہ دوسری نمازوں میں بالغ نمازی کے قہقہہ لگانے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے بخلاف نماز جنازہ کے اس میں اگر بالغ نمازی قہقہہ لگائے تو نہ وضوء ٹوٹتا ہے اور نہ نماز جنازہ فاسد ہوتی ہے، اور دوسرا فرق یہ ہے کہ اور نمازوں میں عورت اگر مرد کے محاذی اس طرح ہو کہ مرد کے سیدھے طرف یا بائیں طرف یا سامنے کھڑی ہو جائے، اور محاذاۃ کے تمام شرائط پائے جائیں تو مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ بخلاف نماز جنازہ کے اس میں عورت اس مذکورہ طریقہ سے مرد کے محاذی کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

نماز جنازہ پڑھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینہ کے محاذی کھڑا ہو جائے، اور امام اور مقتدی سب یہ نیت کریں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اللہ کے لیے اور اس میت کی دعاء مغفرت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ تکبیر تحریمہ کے لیے کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہتے ہوئے زیر ناف باندھ لیں۔ اس پہلی تکبیر کے بعد آہستہ آہستہ ثناء پڑھیں اور نماز جنازہ کی مسنون ثناء کے الفاظ یہ ہیں۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

اے اللہ! ہم آپ کی تعریف کرتے ہوئے تمام عیبوں سے، آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں، آپ کا نام بڑا

برکت والا ہے، آپ بہت عالی شان ہیں (مخلوق کی کیسی ہی تعریف کی جائے، آخر وہ مخلوق کی ہی تعریف ہے) آپ کی تعریف سب کی تعریف سے بہت زیادہ عظمت والی ہے، آپ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔
اس کے بعد پھر دوسری بار اللہ اکبر کہیں، مگر اس مرتبہ ہاتھ کانوں تک نہ اٹھائیں، بلکہ ہاتھ ویسا ہی بندھا ہوا زیر ناف رہنے دیں، اس دوسری تکبیر کے بعد درود ابراہیمی آہستہ آہستہ پڑھیں، جو ہر نماز میں تشہید کے بعد پڑھا جاتا ہے، پھر تیسری بار اللہ اکبر کہیں اور ہاتھ کانوں تک نہ اٹھائیں بلکہ ہاتھ ویسے ہی زیر ناف رہنے دیں، اس تیسری تکبیر کے بعد جو ماثورہ دعائیں آئی ہیں ان میں سے کوئی ایک دعا آہستہ پڑھیں، پھر چوتھی بار اللہ اکبر کہیں اور اس بار بھی کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیں، اور بغیر کچھ پڑھے سیدھے اور بائیں طرف سلام پھیر دے۔
اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں ایسے وقت پہونچے کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہیں تو جس قدر تکبیریں ہو چکی ہیں، ان تکبیروں کے لحاظ سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائے گا۔ اور اس کو چاہیئے کہ فوراً آتے ہی مثل اور نمازوں کے تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز میں شریک نہ ہو جائے، بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے، جب امام اللہ اکبر کہے، تو یہ بھی اللہ اکبر کہہ کر شریک نماز ہو جائے یہ اللہ اکبر کہنا اس کے لیے تکبیر تحریمہ ہوگا۔ پھر امام سلام پھیر دے اور یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرلے، اور ان تکبیروں کو جب یہ ادا کرے گا تو ان تکبیروں کے بعد کچھ نہ پڑھے، صرف اللہ اکبر کہنا کافی ہے (در مختار، رد المحتار، ہدایہ، عالمگیری، عمدۃ الرعایہ، ملتقی) ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی: وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ (اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان میں سے کسی کی میت پر نماز نہ پڑھنا۔
(سورۃ التوبہ، ۸۴)

ف: اس آیت سے نماز جنازہ کا ثبوت ہوتا ہے، کیونکہ کافروں کی نماز جنازہ پڑھنے سے روکا گیا ہے، معلوم ہوا کہ مؤمن کا جنازہ پڑھا جاتا ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر کی قبر کی زیارت منع ہے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کی قبر شریف کی زیارت کی اجازت دی گئی کیونکہ وہ مؤمنہ تھیں، ہاں! ان کی مغفرت کی دعا سے روکا، کیونکہ وہ بے گناہ تھیں۔
ف: عبد اللہ ابن ابی رئیس المنافقین جب مرگیا تو اس کے بیٹے عبد اللہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور اس کے باپ پر جنازہ کی نماز پڑھیں اور اپنی قمیص اس کو عطا فرمائیں، کیونکہ وہ یہ وصیت کر گیا تھا اور اس وقت تک منافقوں کی نماز جنازہ سے منع بھی نہیں کیا گیا تھا، نیز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بھی خبر تھی کہ اس سے ایک ہزار کافر ایمان لائیں گے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف رائے دی، مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی میت کو اپنی قمیص بھی دے دی اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اس کے بعد یہ دیکھ کر کہ ایسا مردود آدمی بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لباس مبارک سے برکت چاہتا ہے

اور آپ نے اس پر شفقت بھی فرما دی ہے، ایک ہزار آدمی ایمان لے آئے۔

۲۱۰۰ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِسْرِعُوْا بِالْجَنَازَۃِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَۃً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَیْهِ وَاِنْ تَكُ سِوٰی ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب جنازہ لے کر چلو تو جلدی جلدی قدم بڑھا کر لے چلو، اگر میت نیک اور صالح ہے تو اس کے لیے راحت و آرام کا جو سامان تیار ہے میت کو وہاں جلد پہونچا دینا بہتر ہے اور اگر میت ایسی نہیں ہے (بلکہ بد ہے اور بدی میں اس کی عمر گزری ہے) تو سمجھو کہ ایک بدبودار مردہ ہے، جلد سے جلد اس کو کندھوں سے اتار دینا نہایت مناسب ہے، اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۱۰۱ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ كَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا یَا وَیْلَهَا اَیْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا یَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب جنازہ تیار کر کے رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں، اگر وہ نیک ہوتا ہے تو قبر میں اس کے لیے راحت و آرام کا جو سامان مہیا کیا گیا ہے اس کے پیش نظر ہو جاتا ہے تو مردہ چاہتا ہے کہ جلد سے جلد وہاں پہونچ جائے۔ اس لیے مردہ جنازہ اٹھانے والوں سے کہتا ہے، دوستو! جلدی جلدی مجھے لے چلو، اگر مردہ نیک نہیں ہوتا ہے، اور برائی کرتے ہوئے اس کی عمر گزری ہے تو اس کے سامنے قبر کی تکلیفیں اور مصیبتیں ہو جاتی ہیں، تو جنازہ اٹھانے والوں سے مردہ کہتا ہے، لوگو! مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔

لہ مگر ایسا نہ دوڑو کہ جنازہ کو چارپائی میں حرکت ہونے لگے، جلدی جلدی اس پیسے لے جاؤ کہ)

۲ہ تاکہ میں اپنی قبر میں جو میرے راحت و آرام کا مقام تیار کیا گیا ہے جلد سے جلد وہاں پہونچ جاؤں)

۳ہ ہائے ہائے افسوس مجھے لے جا کر عذاب کے گڑھے میں ڈالنا چاہتے ہو، کیا کروں! کیسے بچوں، مردہ کی اس حسرت ناک اور عبرت ناک آواز کو انسان کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے)

پکار کو انسان کے سوائے سب سنتے ہیں[1]، اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۱۰۲
۳
وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي جَنَازَةٍ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّحَاوِيُّ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہم کو حکم دیا تھا کہ جنازہ آتا ہوا دیکھ کر کھڑے ہو جائیں، ہم ایسا ہی کیا کرتے تھے، پھر رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہم نے بعد میں دیکھا کہ جنازہ آتا ہوا دیکھ کر بیٹھے رہتے تھے اور ہم کو بھی بیٹھے رہنے کا حکم دیتے تھے۔ اس کی روایت امام احمد اور امام طحاوی نے کی ہے،

وَفِيْ رِوَايَةِ مَالِكٍ وَاَبِيْ دَاوُدَ قَالَ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ قَعَدَ بَعْدُ۔

اور امام مالک اور ابوداؤد کی روایت میں بھی ایسا ہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنازہ آتا ہوا دیکھ کر پہلے کھڑے رہتے تھے، پھر بعد میں آپ کی عادت شریفہ یہ رہی کہ جنازہ آتا ہوا دیکھ کر بیٹھے رہتے تھے اور، امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کی

وَفِيْ رِوَايَةِ مُحَمَّدٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا نَرٰى الْقِيَامَ لِلْجَنَازَةِ كَانَ هٰذَا شَيْئًا فَتُرِكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔

روایت میں بھی ایسا ہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنازہ آتا ہوا دیکھ کر پہلے کھڑے ہو جایا کرتے تھے، پھر بعد میں آپ کی عادت شریفہ یہ رہی کہ آپ جنازہ آتا ہوا دیکھ کر بیٹھے رہتے تھے۔ امام محمد اس طرح روایت کرکے فرماتے ہیں کہ ہم اس حدیث کو لیتے ہیں، اور اسی پر ہمارا عمل درآمد ہے کہ جنازہ آتا ہوا دیکھ کر کھڑے نہیں ہونا چاہیئے، بیٹھے رہنا چاہیئے۔ جنازہ آتا ہوا دیکھ کر کھڑے رہنا پہلے کا عمل ہے۔ پھر بعد میں اس کو چھوڑ دیا گیا اور اس پر عمل نہ رہا، اس لیے جنازہ آتا ہوا دیکھ کر کھڑا رہنا منسوخ ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ فتح القدیر میں لکھا ہے

---

[1] انسان اس پکار کو سن لے تو چیخ مار کر بے ہوش ہو کر گر جائے اور دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے)
[2] جب تم کہیں بیٹھے ہوئے ہو اور جنازہ آرہا ہو یا جنازہ سامنے سے گزر رہا ہو تو اس کے متعلق آپ کا ارشاد ہے

کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ ہے رد المختار میں بھی شرح المنیہ کے حوالہ سے ایسا ہی لکھا ہے۔

٢١٠٣ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ اِنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ بِالْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ وَّابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ يَقُمِ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ اَلَيْسَ قَدْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ جَلَسَ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک جگہ تشریف فرما تھے ان دونوں حضرات کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو حضرت حسن بن علی جنازہ آتا ہوا دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور حضرت ابن عباس جنازہ آتا ہوا دیکھ کر کھڑے نہیں ہوئے، بلکہ بیٹھے رہے۔ (حضرت ابن عباس کو بیٹھا ہوا دیکھ کر) حضرت حسن بن علی نے ارشاد فرمایا ابن عباس آپ کیوں کھڑے نہیں ہوئے، کیا آپ کو یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہودی کا جنازہ آتا ہوا دیکھ کر کھڑے ہو گئے تھے[1] تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں آپ جو فرماتے ہیں وہ بالکل سچ ہے[2]، پھر (بعد میں جنازہ آتا ہوا دیکھ کر) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (کھڑے نہیں ہوا کرتے تھے)۔ بیٹھے ہی رہتے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ جنازہ آتا ہوا دیکھ کر کھڑے رہنا منسوخ ہو گیا) اس حدیث کی روایت نسائی نے کی ہے۔

٢١٠٤ وَعَنِ ابْنِ سَخْبَرَةَ قَالَ كُنَّا نَقْعُدُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ نَنْتَظِرُ جَنَازَةً فَمَرَّ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَقُمْنَا فَقَالَ مَا هٰذَا الْقِيَامُ فَقُلْتُ مَا تَاْتُوْنَا

حضرت ابن سخبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ساتھ ایک جنازہ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے تو ہمارے سامنے سے ایک دوسرا جنازہ گزرا اور ہم اس جنازہ کو آتا ہوا دیکھ کر کھڑے ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ

[1] یہ تو مسلمان کا جنازہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع (کر کے آپ کو ضرور کھڑا رہنا چاہیئے تھا)
[2] (یہودی کا جنازہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو کھڑے ہوئے تھے وہ پہلے کا واقعہ ہے)

بِهٖ يَا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْمُوْسٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمْ جَنَازَةً مُسْلِمٍ اَوْ يَهُوْدِيٍّ اَوْ نَصْرَانِيٍّ فَقُوْمُوْا فَاِنَّكُمْ لَسْتُمْ لَهَا تَقُوْمُوْنَ اِنَّمَا تَقُوْمُوْنَ لِمَنْ مَعَهَا مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ اِنَّمَا صَنَعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَرَّةً وَّاحِدَةً كَانَ يَتَشَبَّهُ بِاَهْلِ الْكِتَابِ فِى الشَّيْءِ فَاِذَا نُهِىَ عَنْهُ تَرَكَهٗ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

تعالیٰ عنہ، نے ہم سے فرمایا کہ جنازہ کو آتا ہوا دیکھ کر تم کیوں کھڑے ہو گئے انہوں نے عرض کیا کہ ہماری نظر صحابہ کرام پر رہتی ہے جیسے وہ حضرات کرتے ہیں ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کو ہم نے دیکھا ہے کہ وہ جنازہ کو آتا ہوا دیکھ کر کھڑے ہوا کرتے ہیں، اس لیے ہم بھی کھڑے ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم کسی مسلمان یا یہودی یا نصرانی کے جنازہ کو آتا ہوا دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔ اس لیے کہ تم جنازہ (کی تعظیم) کے لیے نہیں کھڑے ہوئے ہو، بلکہ جنازہ کے ساتھ جو فرشتے رہتے ہیں ان (کی تعظیم) کے لیے کھڑے ہوتے ہو[1] یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرمانے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو ایک مرتبہ جنازہ کو آتا ہوا دیکھ کر کھڑے ہوئے تھے[2] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب تک کسی بارے میں صریح حکم نازل نہ ہو، آپ اہل کتاب کی مشابہت اختیار فرمالیا کرتے تھے اور جس امر میں اہل کتاب کی مشابہت اختیار کرنے سے ممانعت ہو جاتی تھی۔ اس کو آپ ترک فرما دیتے تھے[3]۔ اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۲۱۰۵ وَعَنِ ابْنِ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ

---

[1] (یہ ابوموسیٰ صحابی ہیں، ان کے اس ارشاد کو سن کر ہم کھڑے ہوئے ہیں)

[2] اور جنازہ کو دیکھ کر فرشتوں کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیا تھا۔

[3] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہونا اہل کتاب کی مشابہت سے تھا کہ اہل کتاب جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ پھر جب آپ کو جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کی ممانعت کی گئی تو یا وجودیکہ اس میں فرشتوں کی تعظیم تھی مگر ممانعت کی وجہ سے آپ نے جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہونا ترک فرمایا۔ اس لیے جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا منسوخ ہو گیا۔)

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا تَبِعْتُمُ الْجَنَازَةَ فَلَا تَجْلِسُوْا حَتّٰى تُوْضَعَ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤدَ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ حَتّٰى تُوْضَعَ بِالْأَرْضِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا تَبِعَ جَنَازَةً لَمْ يَقْعُدْ حَتّٰى تُوْضَعَ فِي اللَّحْدِ فَعَرَضَ لَهٗ حَبْرٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ لَهٗ إِنَّا هٰكَذَا نَصْنَعُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَقَالَ خَالِفُوْهُمْ.

تعالیٰ عنہ، سے روایت کرتے ہیں ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم کسی جنازہ کے ساتھ چلو تو جب تک جنازہ کندھوں سے نہ اتار دیں مت بیٹھا کرو، اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ابوداؤد کی دوسری روایت میں ایسا ہے کہ جب تم کسی جنازہ کے ساتھ چلو تو جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھ دیا جائے نہ بیٹھا کرو، اور ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے اسی طرح روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پہلے عادت مبارک یہ تھی کہ آپ جب کسی جنازہ کے ساتھ چلتے تو جب تک کہ جنازہ کندھوں سے اتار کر قبر میں نہ رکھ دیا جاتا تو آپ اس وقت تک زمین پر نہیں بیٹھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک عالم حضرت کے اس عمل کو دیکھ کر کہنے لگا۔ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسے آپ جنازہ کو قبر میں رکھنے تک نہیں بیٹھا کرتے ہیں ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں حضرت عبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہودی عالم سے یہ سن کر[1] بیٹھ جاتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ یہود کی مخالفت کر کے۔ بیٹھنے کے لیے جنازہ قبر میں اتارنے کا انتظار نہ کرو، بلکہ جنازہ کندھوں سے اتار کر زمین پر رکھنے کے بعد ہی بیٹھ جایا کرو[2]۔

٢١٠٦ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

لہ جنازہ قبر میں رکھنے کا انتظار نہیں فرماتے تھے بلکہ جنازہ کندھوں سے اتار کر زمین پر رکھنے کے بعد ہی بیٹھ جاتے تھے۔

لہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جب جنازہ کے ساتھ چلیں تو جنازہ کندھوں سے اتار کر زمین پر رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جنازہ قبر میں اتارنے کا انتظار کر کے کھڑے رہنا بھی مکروہ ہے۔

وَسَلَّمَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا وَيَفْرُغُ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مسلمان کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ ساتھ چلا اور اس سے اس کی کوئی اور غرض نہیں ہے بلکہ صرف ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے، پھر اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی اور اس کے دفن کرنے میں بھی شریک رہا (لوگ اس کے ثواب کی مقدار اُحد کے پہاڑ سمجھتے ہوں گے، انہیں اس کا یہ عمل ایسا ہے کہ جس کا) ثواب اس کو دو قیراط ملتا ہے اور ہر قیراط کے ثواب کی مقدار اُحد پہاڑ کے برابر ہوتی ہے اور اگر کوئی صرف نماز جنازہ پڑھ کر واپس ہو گیا اور دفن میں شریک نہ رہا (تو یہ بھی کچھ کم نہیں) صرف نماز جنازہ پڑھ کر واپس ہونے والے کو ایک قیراط ثواب ملتا ہے جو اُحد کے پہاڑ کے برابر ہوتا ہے اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے ۔

۲۱۰۷ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے[1] شاہ نجاشی کی موت کی خبر صحابہ کرام کو دی اور صحابۂ کرام سے فرمایا کہ شاہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے عیدگاہ چلو، صحابہ کو لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے[2] جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب صحابہ کو لے کر عیدگاہ میں نجاشی کی نماز جنازہ ادا فرما رہے تھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے صفیں درست فرمائیں[3]

لہ ایک روز صحابہ کرام کے ساتھ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے یکایک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کشف ہوا کہ حبشہ کے نجاشی شاہ کا انتقال ہو گیا ہے، اسی وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام،

ٹہ (باوجودیکہ حضور نجاشی کی موت کا کشف ہونے کے وقت مسجد میں تشریف فرما تھے، مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھ کر)

سہ (اور عیدگاہ میں نماز جنازہ ادا فرمائی، اگر نماز جنازہ مسجد میں ادا کرنا جائز ہوتا تو مسجد ہی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نجاشی کی نماز جنازہ ادا فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں نمازِ جنازہ کا ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور یہی مذہب حنفی ہے

کہ (بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ ادا

فرمارہے تھے، حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حضور کو کشف ہو گیا تھا اور نجاشی کا جنازہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آگیا تھا، اور حضور جنازہ کو دیکھ کر نماز پڑھا رہے تھے۔ اب رہا یہ شبہ کہ صحابہ جو مقتدی تھے اُن کو نجاشی کا جنازہ نظر نہیں آرہا تھا تو پھر صحابہ کی نماز جنازہ کیسے ادا ہوئی، اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ امام کے سامنے جنازہ کا ہونا ضروری ہے مقتدیوں کو بھی جنازہ نظر آنا ضروری تھا۔ اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ مقتدیوں کو بھی جنازہ نظر آنا ضروری نہیں ہے، امام کا جنازہ کو دیکھنا کافی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو امام تھے، جنازہ کا نظر آنا کافی تھا، اس لیے نجاشی کی نماز جنازہ غائبانہ نہیں ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نجاشی کا جنازہ نظر نہیں آرہا تھا جو کہا گیا ہے اس پر دلیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وہ روایت ہے جس کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے علامہ واحدی کی کتاب اسباب النزول سے نقل کیا ہے، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے نجاشی کا جنازہ بطور کشف ظاہر ہو گیا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنازہ کو آنکھوں سے دیکھ کر نماز جنازہ ادا فرمائی ہے۔ اور حضور نے غائبانہ نماز جنازہ نہیں ادا فرمائی ہے۔

نجاشی کے جنازہ کا حضور کو جو کشف ہوا تھا، یہ کوئی نئی بات نہیں تھی اور مواقع پر بھی حضور کو ایسا کشف ہوا ہے، جیسا کہ علامہ واقدی نے اپنی مغازی میں لکھا ہے کہ جب ملک شام میں جنگ مُوتہ ہو رہی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو جنگ کے پورے منظر کا کشف ہو گیا تھا۔ آپ منبر پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرما رہے تھے، کہ میں مُوتہ کا میدان جنگ اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ دیکھو زید بن حارثہ اس وقت سپہ سالار ہو گئے ہیں اور پرچم اپنے ہاتھ میں لے لیے ہیں، اور کفار سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ہیں زید بن حارثہ کا جنازہ اس وقت میرے سامنے ہے، یہ فرما کر حضور حضرت زید کی نماز جنازہ پڑھی اور دعاء مغفرت فرمائی اور یہ بھی فرماتے کہ تم بھی ان کی مغفرت کی دعا کرو۔ دیکھو وہ جنت میں داخل ہو چکے ہیں اور خوش خوش جنت میں پھر رہے ہیں، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا دیکھو! اب پرچم کو جعفر بن ابی طالب نے سنبھالا ہے اور بہت گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے وہ بھی کفار سے لڑتے ہوئے کفار کے ہاتھوں شہید ہو گئے ہیں ان کا جنازہ بھی میرے سامنے ہے یہ فرما کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت جعفر کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور ان کے لیے دعاء مغفرت فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ تم بھی ان کے لیے دعاء مغفرت کرو، وہ بھی جنت میں داخل ہو چکے ہیں، اور میدان جہاد میں ان کے جو دونوں بازو کاٹ دیئے گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے ان کو دو بازو عطا فرمائے ہیں، اور ان کے ذریعہ جنت میں وہ جہاں چاہیں اُڑ رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نجاشی کے جنازہ کو دیکھ کر نماز جنازہ ادا فرمانے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ اور بھی صحابہ مثلاً قراء وغیرہ جو دور دراز مقام پر شہید ہوئے یا وفات پائی ان کے جنازوں کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر کشف نہیں ہوا تھا، اس لیے آپ نے ان کی نماز جنازہ ادا نہیں فرمائی اور اگر آپ ان کی نماز جنازہ ادا نہ فرمانے ہیں تو غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے، حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو صحابہ کی نماز جنازہ پڑھنے کا بے حد خیال تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی انتقال کر جائے تو مجھے اس کی اطلاع کرنا اس لیے کہ میرا ان پر نماز جنازہ پڑھنا ان کے لیے رحمت کا باعث

راوی کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صفیں درست فرما چکے تو چار تکبیروں کے ساتھ (نجاشی کی) نماز جنازہ ادا فرمائی۱؎ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَرَوَى ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ تُوُفِّيَ فَقُوْمُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَصَفُّوْا خَلْفَهٗ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَهُمْ لَا يَظُنُّوْنَ إِلَّا أَنَّ جَنَازَتَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ۔

اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں، عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ ارشاد فرماتے ہیں (صاحبو! مجھے کشف سے ظاہر ہوا ہے کہ) تمہارے بھائی نجاشی کی وفات ہوگئی ہے، چلو ان کی نماز جنازہ ادا کریں۔ یہ ارشاد فرما کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اٹھے اور صحابہ کی صفیں درست فرما کر حضور نے چار تکبیرات کے ساتھ نجاشی کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ صحابہ فرماتے ہیں ہم یقین سے کہتے ہیں کہ ہم کو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ نجاشی کا جنازہ حضور کے سامنے رکھا ہوا ہے، اور حضور جنازہ دیکھ کر نماز ادا فرما رہے ہیں۔

وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ عَوَانَةَ فَصَلَّيْنَا خَلْفَهٗ وَنَحْنُ لَا نَرٰى إِلَّا أَنَّ الْجَنَازَةَ قُدَّامَنَا۔

اور ابو عوانہ کی روایت میں اس طرح مروی ہے صحابہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضور کی اقتداء میں نجاشی کی نماز جنازہ ادا کر رہے تھے تو ہم کو ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا کہ (نجاشی کا جنازہ غائب نہیں ہے بلکہ) ہمارے سامنے رکھا ہوا ہے۔

وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهِ الْأَوْسَطِ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِتَبُوْكَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ

اور طبرانی نے اپنی معجم اوسط میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، ابو امامہ فرماتے ہیں ہم غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے (ایک دن) جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں

کا باعث ہے، اس کے باوجود حضور کا ان صحابہ پر جو دور دراز مقام پر وفات پا گئے ہوں، غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھنا اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں، اور یہی مذہب حنفی ہے۔)

۱؎ (اس سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کی چار ہی تکبیریں ہیں یہی مذہب حنفی ہے)

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ مُعَاوِيَةَ الْمُزَنِيَّ مَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ اَتُحِبُّ اَنْ تُطْوٰى لَكَ الْاَرْضُ فَتُصَلِّيَ عَلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَضَرَبَ بِجَنَاحِهٖ عَلَى الْاَرْضِ وَرَفَعَ لَهٗ سَرِيْرَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَ خَلْفَهٗ صَفَّانِ مِنَ الْمَلَآئِكَةِ فِيْ كُلِّ صَفٍّ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَ اَدْرَكَ هٰذَا قَالَ بِحُبِّهٖ سُوْرَةَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقِرَاءَتَهٗ اِيَّاهَا جَائِيًا وَّ ذَاهِبًا وَّ قَائِمًا وَّ قَاعِدًا وَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔

حاضر ہوئے، اور فرمایا کہ یا رسول اللہ! مدینہ منورہ میں معاویہ بن معاویہ مزنی کا انتقال ہو گیا ہے کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ آپ کے لیے زمین سمیٹ دی جائے (اور معاویہ بن معاویہ مزنی کا جنازہ آپ کے سامنے ہو جائے) اور آپ ان کی نماز جنازہ پڑھائیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہت اچھا، تو جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمین پر اپنے پر مارے (اور زمین سمٹ گئی اور معاویہ بن معاویہ مزنی کا) جنازہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے معاویہ مزنی کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے پیچھے (صحابہ کرام کے علاوہ) فرشتوں کی دو صفیں بھی نماز جنازہ میں شریک تھیں، اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت فرمایا کہ معاویہ مزنی کو اتنا بڑا مرتبہ کس وجہ سے ملا۔ تو جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ معاویہ مزنی کو یہ مرتبہ اس وجہ سے ملا ہے کہ وہ سورہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" سے (اس قدر) محبت رکھتے تھے کہ اس سورت کو آتے جاتے اٹھتے بیٹھتے ہر حالت میں پڑھا کرتے تھے (ابن حبان، ابو عوانہ، اور طبرانی کی ان تینوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی دور دراز مقام پر وفات پانے والے صحابہ کی نماز جنازہ ادا فرماتے ہیں تو جنازہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہو جاتا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنازہ کو دیکھ کر نماز جنازہ ادا فرماتے تھے اور ایسے صحابہ جو دور دراز مقام پر وفات پاتے اور ان کا جنازہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے نہ آتا تو آپ ان کی نماز جنازہ غائبانہ نہیں ادا فرماتے تھے)

٢١٠٨ (٩) وَعَنْ سُلْمَانَ الْمُؤَذِّنِ قَالَ تُوُفِّيَ اَبُوْ شَرِيْحَةَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا فَقُلْنَا مَا هٰذَا فَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ .

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

سلمان المؤذن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ جب ابوشریحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی تو ان کی نماز جنازہ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی نماز جنازہ کو چار تکبیرات سے ادا فرمایا، ہم نے دریافت کیا، نماز جنازہ کو آپ چار تکبیرات سے کیوں ادا فرماتے ہیں تو حضرت زید ابن ارقم نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اسی طرح چار تکبیرات کے ساتھ نماز جنازہ ادا فرماتے دیکھا ہے (اور اسی وجہ سے میں بھی چار تکبیرات کے ساتھ نماز جنازہ ادا کرتا ہوں) اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

٢١٠٩ (١٠) وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ عَلَى الْجَنَائِزِ خَمْسًا وَّسِتًّا وَّاَرْبَعًا حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرُوْا كَذٰلِكَ فِيْ وِلَايَةِ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ ثُمَّ وَلِيَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُمْ عُمَرُ اِنَّكُمْ مَعْشَرُ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَتٰى تَخْتَلِفُوْنَ تَخْتَلِفُ النَّاسُ بَعْدَكُمْ وَالنَّاسُ حَدِيْثٌ عَهْدُهُ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَاَجْمِعُوْا عَلٰى شَيْءٍ يَجْمَعُ عَلَيْهِ مَنْ بَعْدَكُمْ فَاَجْمَعَ رَاْيُ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانہ میں) آپ کی وفات تک صحابہ کرام کا یہ عمل رہا ہے کہ بعض صحابہ نماز جنازہ پانچ تکبیرات کے ساتھ ادا فرماتے اور بعض چھ تکبیرات کے ساتھ اور بعض چار تکبیرات کے ساتھ نماز جنازہ ادا فرماتے تھے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے دور خلافت میں بھی اسی طرح اختلاف رہا کہ بعض صحابہ پانچ تکبیرات کے ساتھ بعض صحابہ چھ تکبیرات کے ساتھ اور بعض چار تکبیرات کے ساتھ نماز جنازہ ادا فرماتے تھے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا دور خلافت آیا تو (دور فاروقی میں بھی) اسی طرح اختلاف کے ساتھ نماز جنازہ ادا ہوتی رہی، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور ان سے کہا کہ آپ حضرات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اصحاب

لہ اور لوگوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی پانچ تکبیرات کے ساتھ نماز جنازہ ادا کرتے ہیں، اور کوئی چھ تکبیرات کے ساتھ۔

وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اٰخِرَ جَنَازَةٍ كَبَّرَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى قُبِضَ فَيَاْخُذُوْنَ بِهٖ وَيَرْفُضُوْنَ مَا سِوَاهُ فَنَظَرُوْا فَوَجَدُوْا اٰخِرَ جَنَازَةٍ كَبَّرَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعًا۔

ہیں، اگر آپ نماز جنازہ کی تکبیرات میں اختلاف کرتے رہیں گے تو آپ کے بعد آنیوالے مسلمان بھی اسی طرح نماز جنازہ کی تکبیرات میں اختلاف کرتے رہیں گے، لوگ ابھی ابھی جاہلیت کے دور سے گزر کر اسلام کی روشنی میں آئے ہیں۔ ابھی ان کے ذہنوں میں اختلاف کا اثر باقی ہے[1] اس لیے آپس میں مشورہ کر کے کسی ایک بات پر اتفاق کر لیں، ہمارے بعد آنے والے لوگ بھی ہمارے اتفاق کرنے کی وجہ سے آپس میں اتفاق کر لیں گے۔ آؤ دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے آخری نماز جنازہ کتنی تکبیرات سے ادا فرمائی ہے، اسی کو اختیار کرنا چاہیئے۔ اس کے سوائے پہلے جو عمل رہا ہے اس کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ سب نے مل کر بہت غور کیا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آخری جنازہ پر چار تکبیرات کے ساتھ نماز پڑھلئے ہیں۔

(رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَرَوٰى اَحْمَدُ وَالطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ)

اس حدیث کی روایت امام محمد نے کی ہے، اور امام احمد اور امام طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۲۱۰۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اٰخِرُ مَا كَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَى الْجَنَائِزِ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ وَكَبَّرَ عُمَرُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَرْبَعًا وَكَبَّرَ ابْنُ عُمَرَ عَلٰى عُمَرَ اَرْبَعًا وَكَبَّرَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے آخر میں جن جنازوں پر نماز جنازہ پڑھی ہیں، ان میں چار تکبیرات ہی ادا فرمائے ہیں، پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ ہوئی

---

۱ ایسا ہی ان کو نماز جنازہ کی تکبیرات میں اختلاف کرتا ہوا چھوڑنا مناسب نہیں

۲ جب یہ معلوم ہوا کہ آخری نماز جنازہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم چار تکبیرات کے ساتھ ادا فرماتے ہیں تو سب صحابہ کا اجماع نماز جنازہ میں چار تکبیرات پر ہوا

۳ ہر مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے آخری فعل کو دیکھا جاتا ہے اور اسی پر عمل کیا جاتا ہے۔

اَلْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ عَلٰى عَلِيٍّ اَرْبَعًا وَكَبَّرَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى الْحَسَنِ اَرْبَعًا وَكَبَّرَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى اٰدَمَ اَرْبَعًا۔ (رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ وَالطَّبْرَانِيُّ)

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار تکبیرات ہی سے نماز جنازہ پڑھائی ہے اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی نماز جنازہ ہوئی تو اس میں بھی حضرت ابن عمر نے چار تکبیرات ہی ادا کئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی نماز جنازہ میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار ہی تکبیرات فرمائی ہیں اور اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی نماز جنازہ میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چار تکبیرات ہی ادا فرمائی ہیں اور جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ فرشتوں نے ادا کی تو اس میں بھی فرشتے چار ہی تکبیرات کہے ہیں[1] اس حدیث کی روایت حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں کی ہے، اور طبرانی نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے۔

۲۱۱۰ وَعَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَاُ[2] فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ لَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ فِيْ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ وَقَالَ ابْنُ بَطَّالٍ وَمِمَّنْ كَانَ لَا يَقْرَاُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَيُنْكِرُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَمِنَ التَّابِعِيْنَ عَطَآءٌ وَطَاؤُسٌ وَسَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَسَعِيْدٌ

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز جنازہ میں (سورۃ فاتحہ یا) قرآن کی کوئی سورہ یا کوئی آیت (کسی تکبیرات کے بعد) کبھی نہیں پڑھتے ہیں۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ[2] لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ یا قرآن کی کوئی سورت یا آیت کا پڑھنا مقرر نہیں فرماتے اور ابن بطال نے کہا ہے کہ تابعین میں سے عطاء طاؤس، سعید بن المسیب، ابن سیرین، سعید بن جبیر شعبی اور الحکم یہ سب حضرات بھی نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ یا قرآن کی کوئی سورت یا آیت کا پڑھنا مقرر

---

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں چار تکبیرات کہنے پر سب کا اجماع ہوا ہے)

[2] نمازوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سورۃ فاتحہ یا قرآن کی کوئی سورۃ یا آیت کا پڑھنا مقرر فرماتے ہیں۔

بْنُ جُبَيْرٍ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَكَمُ وَقَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ بِهٖ قَالَ مُجَاهِدٌ وَ حَمَّادٌ وَالثَّوْرِيُّ وَقَالَ مَالِكٌ قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ لَيْسَتْ مَعْمُولًا بِهَا فِيْ بَلَدِنَا فِيْ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ قَالَهٗ فِيْ عُمْدَةِ الْقَارِيْ وَقَالَ فِيْ شَرْحِ النِّقَايَةِ۔

نہیں فرماتے ہیں، اور ابن بطال نے کہا ہے کہ صحابہ کرام میں سے حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ یا قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت نہیں پڑھا کرتے تھے، اور جو کوئی پڑھتا اس پر انکار کیا کرتے اور اس کو ناپسند کیا کرتے تھے۔ اور ابن بطال نے یہ بھی کہا ہے کہ تابعین میں سے عطاء طاؤس، سعید بن المسیب، ابن سیرین، سعید بن جبیر، شعبی اور الحکم یہ سب حضرات بھی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ یا قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت نہیں پڑھا کرتے، اور اگر کوئی پڑھتا تو اس پر انکار کرتے اور اس کو ناپسند کیا کرتے تھے، اور ابن منذر نے کہا ہے کہ اسی کے قائل مجاہد، حماد اور ثوری ہیں اور وہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ یا قرآن کی سورۃ یا کوئی آیت نہ پڑھی جائے اور امام مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے شہر مدینہ منورہ میں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے پر بالکل عمل نہیں ہے (مذہب حنفی یہی ہے) یہ پورہ مضمون عمدۃ القاری میں مذکور ہے اور شرح نقایہ میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔

۲۱۱۱ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ۔
۱۳

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم نماز جنازہ پڑھو تو مردہ کے لیے بہت خلوص سے دعاء مغفرت کرو اس حدیث کی روایت ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۱۱۲ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
۱۴

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

لہ نماز جنازہ میت کی دعاء مغفرت کے لیے ہی ہے، اس میں سورۂ فاتحہ یا قرآن کی کوئی اور سورت کا پڑھنا نہیں ہے جیسے اور نمازوں میں ہے۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ،

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ الْاَشْهَلِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهٗ عِنْدَ قَوْلِهٖ وَاُنْثَانَا وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاؤُدَ فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِيْمَانِ وَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِسْلَامِ وَفِيْ اٰخِرِهٖ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ۔

ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ پڑھاتے تو (تیسری تکبیرات کے بعد) یہ دعا کیا کرتے تھے۔

الٰہیؒ! ہمارے سب زندوں اور مردوں کو آپ بخش دیجئےؔ۔ اور جو حاضر ہیں ان کی بھی اور جو غائب ہیں اُن کی بھی آپ مغفرت فرما دیجئےؔ، ایسے ہی ہمارے چھوٹے اور بڑے یعنی جوان اور بوڑھے سب کی مغفرت فرما دیجئےؔ ہاں جو بالغ مرد ہیں یا عورتیں ہیں (اُن کو بھی اپنی رحمت سے مایوس نہ کیجئے) سب کی آپ مغفرت فرما دیجئےؔ، الٰہی! ہم جب تک زندہ رہیں ہم کو اپنے احکام کا فرماں بردار رکھیئے اور جب ہم مریں تو مومن مریںؔ! الٰہی (اس مردہ کی وجہ سے ہم پر جو مصیبت آئی ہے) ہم (بے صبری کرکے) ثواب سے محروم نہ ہوں، ہم کو صبر کی توفیق دیجئے تاکہ ہم صبر کرکے اس مصیبت کا ثواب پائیں اس مرنے والے کے بعد فتنہ میں نہ پڑ جائیںؔ اس حدیث کی روایت امام احمدؒ، ابو داؤدؒ، ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے کی ہے۔

لہ مُردہ جس کا یہ جنازہ ہے، آپ کے فضل و کرم سے بڑی بڑی امیدیں لگائے ہوئے حاضر ہو رہا ہے، الٰہی! اس کو بھی، ایک اسی کو ہی نہیں بلکہ سب کی مغفرت فرما۔

ٹہ اس لیے کہ آپ کی مغفرت ہمارے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اس لیے آپ کی عام مغفرت چاہیئے سب آپ کی مغفرت پر نظر لگائے ہوئے ہیں۔

سٰہ کسی کو اپنی مغفرت سے محروم نہ کیجئے۔ آپ کریم ہیں آپ کے کرم سے ایسی ہی امید لگائے ہوئے ہیں۔

ٹہ سب کو آپ سے مغفرت کی امید ہے جو بہت چھوٹے ہیں، ان کے تو گناہ ہی نہیں، اس لیے ان کے لیے مغفرت کی دعا نہیں کی گئی۔

ھٰہ یوں تو آپ کی رحمت عام ہے مگر عاجزوں پر خاص طور پر سے آپ رحم فرماتے ہیں، اس وقت یہ مُردہ بہت عاجز ہو کر آپ کے سامنے آ رہا ہے اس پر آپ کی رحمت ہو رہی ہے، اس لیے دل چاہتا ہے کہ ہم آپ کی رحمت سے یہ دعا کریں۔

ٹہ اس وقت عمل کا موقع نہیں اس وقت صرف تصدیق قلبی کی ضرورت ہے اس لیے ہم کو مرتے وقت کامل تصدیق قلبی عطا کیجئے آپ پر آپ کے رسول پر کامل ایمان لے کر آپ کے پاس حاضر ہو جائیں۔

۲۱۱۴/۱۵ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهٖ وَهُوَ يَقُولُ :

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ قَالَ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا ذٰلِكَ الْمَيِّتَ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ کی نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے پڑھا ئی اس دعا کے الفاظ یہ تھے ۔

الٰہی! اس مردہ کی (جس کا یہ جنازہ ہے اس کے گناہوں کو مٹا کر) مغفرت فرما دیجئے (اس کی نیکیاں قبول کرکے) اس پر رحمت نازل فرمایئے۔

(اس کو عذاب سے بچاکر) عافیت میں رکھیئے (اور اس سے جو قصور اور کوتا ہیاں ہوئی ہیں، ان کو نظر انداز کرکے معاف فرمایئے۔ (جیسے کریم مہمان مہمان نوازی کرتا ہے، ایسا ہی آپ تو سب سے زیادہ کریم ہیں) اس کی بہت عزت کے ساتھ مہمان نوازی کیجئے اور اس کی قبر کو بہت وسیع کر دیجئے (الٰہی! جب ہم کسی کپڑے کو پاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کو پانی برف اور اولے سے دھویا کرتے ہیں ایسا ہی) آپ اس کے تمام گناہوں کو قسم قسم کی مغفرت سے بالکل پاک وصاف کر دیجئے۔ جیسے سفید کپڑے کو خاص اہتمام سے دھویا جاتا ہے تاکہ اس میں کوئی دھبہ نہ رہے، ایسا ہی اس کے تمام گناہوں کو صغیرہ ہوں یا کبیرہ، حقوق اللہ ہوں، یا حقوق العباد اپنے فضل وکرم سے ایسا معاف کر دیجئے کہ کوئی گناہ باقی نہ رہے (اب یہ اپنے گھر کو اور اپنے اہل وعیال کو چھوڑکر آپ کے پاس آرہا ہے، تو اس کے گھر سے بہتر آپ اپنے پاس اس کو گھر دیجئے، اور اس کے خادموں سے بہتر اس کو خادم دیجئے اور اس کی

۱؎ اور میں بھی اس وقت حاضر تھا، تیسری تکبیر کے بعد مردہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جو دعا فرماتے سیکھوں وہ کیسی دعا تھی، مجھے خوب یاد ہے)

بیوی سے بہتر اس کو بیوی دیجئے (تاکہ یہ دنیا کی کسی چیز کو یاد نہ کرے، ہم کو آپ کی رحمت سے بڑی امید ہے) اس کو قبر کے اور دوزخ کے عذاب سے بچا کر جنت میں داخل کر دیجئے (تو سب کچھ اس کو مل جاتا ہے)

راوی حدیث عوف بن مالک کہتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا تو میں آرزو کرنے لگا کہ کاش یہ مردہ میں ہوتا تو اچھا تھا (کہ یہ دعا میرے لیے کی جاتی) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔ ۱۲

۲۱۱۴ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ مِّنْ جِوَارِكَ وَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَآءِ وَالْحَقِّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک مسلمان کی نماز جنازہ پڑھا رہے تھے ہم بھی آپ کے ساتھ نماز میں شریک تھے (تیسری تکبیر کے بعد) آپ نے جو دعا پڑھی ہے اس کو میں نے خوب سنا ہے، آپ یہ دعا فرما رہے تھے۔

الٰہی! یہ مردہ جس کا یہ جنازہ ہے فلاں ہے اور فلاں کا بیٹا ہے اور یہ مسلمان ہو کر آپ کی پناہ میں آگیا ہے، اور اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے آپ اس کو امن دیجئے حبل اللہ یعنی قرآن پر ہمیشہ عمل کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے آپ اس کو اپنی حفاظت میں لے لیجئے۔ (اور ہر مسلمان کو قبر کے فتنہ سے اور دوزخ کے عذاب سے بچانے کا آپ نے وعدہ کیا ہے یہ بھی مسلمان ہے) اس کو بھی آپ قبر کے فتنہ اور دوزخ کے عذاب سے بچائیے) آپ جو وعدہ کرتے ہیں پورا کرتے ہیں، اور آپ حق ہیں یعنی سچے ہیں، اور آپ کا ہر وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے (اے اللہ! یہ مردہ نادم اور شرمندہ ہو کر آپ کے سامنے آرہا ہے) آپ اس کی مغفرت فرما دیجئے اور اس پر

رحمت نازل کیجئے (آپ کی کیا شان کہوں آپ کے سامنے جو نادم ہو کر آتا ہے) آپ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں اور آپ اس پر رحمت نازل کرتے ہیں۔ اس کی روایت ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے

۲۱۱۵/۱۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الصَّلٰوةِ عَلَی الْجَنَازَةِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَیْتَهَا اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِیَتِهَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهٗ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز جنازہ میں (تیسری تکبیر کے بعد) اس طرح سے بھی دعاء فرمائی ہے۔

الٰہی! اس (مردہ) کو (جس کا یہ جنازہ ہے) آپ ہی پرورش کرتے رہے ہیں، آپ ہی نے اس کو پیدا کیا (یہ کچھ نہیں تھا آپ ہی نے اس کو وجود دیا) آپ ہی نے اس کو گمراہی سے بچا کر) اسلام کی ہدایت دی، (کیا کیا دیا سب دیا، جب اس کی عمر پوری ہو گئی تو) اس کی روح کو آپ ہی قبض کیا، کوئی چیز اس کی آپ سے چھپی ہوئی نہیں ہے) اس کا ظاہر اور باطن سب آپ پر ظاہر ہے۔ (ہم کیا کہیں سب کچھ آپ کو معلوم ہے (ہم صرف حکم کی تعمیل کر کے) شفیع بن کر آپ کے سامنے (دعاء مغفرت کرنے) آئے ہیں، آپ اس کی مغفرت فرما دیجئے (آپ دعاؤں کو قبول کرنے والے ہیں، آپ حاجتوں کے پورا کرنے والے ہیں آپ اس کے لیے ہماری دعاء قبول کیجئے۔ اس حدیث کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔ ۱۲

۲۱۱۶/۱۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَلَا شَیْءَ لَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاَحْمَدُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں نماز جنازہ پڑھے نماز پڑھنے والے کو نماز جنازہ کا ثواب نہیں ملے گا۔

لہ خواہ جنازہ اور نماز پڑھنے والا دونوں مسجد میں ہوں، یا نماز پڑھنے والا مسجد میں ہو، اور جنازہ مسجد کے باہر ہو یا جنازہ مسجد میں ہو، اور نماز پڑھنے والا مسجد کے باہر ہو، ہر حالت میں)

وَالطَّحَاوِيُّ۔

وَقَالَ فِي الْبِنَايَةِ وَسَكَتَ أَبُوْدَاوُدَ عَنْهُ فَهٰذَا دَلِيْلُ رِضَاهُ بِهٖ وَاِنَّهٗ صَحِيْحٌ عِنْدَهٗ اِنْتَهٰى وَحَقَّقَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِيْ زَادِ الْمَعَادِ وَغَيْرِهٖ اِنَّ سَنَدَهٗ حَسَنٌ مُحْتَجٌّ بِهٖ وَيُؤَيِّدُهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ مِنْ عَادَتِهِ الصَّلٰوةُ عَلَى الْجَنَازَةِ فِيْ مَسْجِدِهٖ مَعَ شَرَفِهٖ بَلْ كَانَ يَخْرُجُ اِلَى الْمُصَلّٰى قَالَهٗ فِيْ عُمْدَةِ الرِّعَايَةِ وَقَالَ فِيْ مُوَطَّاهُ لَا يُصَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ وَكَذٰلِكَ بَلَغَنَا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَمَوْضِعُ الْجَنَازَةِ فِي الْمَدِيْنَةِ خَارِجٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ الْمَوْضِعُ الَّذِيْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلَى الْجَنَازَةِ فِيْهِ۔

دالبتہ نماز جنازہ ادا ہو جائے گی، اس کی روایت ابوداؤد، امام احمد اور طحاوی نے کی ہے۔

اور بنایہ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے حدیث کی روایت کر کے سکوت اختیار کیا ہے، اور یہ حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے، اور ابن ماجہ نے بھی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے "فَلَيْسَ لَهٗ شَيْئٌ"، یعنی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے والے کو کوئی اجر و ثواب نہیں ملتا اور اس حدیث کی سند حسن ہے، اور عنایہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت اس طرح لائے ہیں "فَلَا اَجْرَ لَهٗ" یعنی نماز جنازہ مسجد میں ادا کرنے والے کو نماز کا کوئی اجر نہیں ملے گا یعنی اجر و ثواب کی وجہ سے نماز نماز ہے، اگر اجر و ثواب نہ ملے تو وہ نماز نماز نہیں، اسی لیے طیالسی اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں "فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ" آیا ہے یعنی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے والے کو اجر و ثواب نہیں ملتا اس لیے ایسی نماز نماز ہی نہیں، ہاں نماز جنازہ کی فرضیت جو اس کے ذمہ تھی ادا ہو جائے گی، اگر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہوتا تو نجاشی شاہ حبشہ کے انتقال کا کشف ہونے کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے تو حضور شاہ حبشہ کی نماز جنازہ مسجد ہی میں ادا فرماتے، حضور ایسا نہ کر کے مسجد کے باہر تشریف لے جا کر نجاشی کی نماز جنازہ ادا فرماتے اس سے بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

عمدۃ الرعایۃ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ نماز جنازہ مسجد میں ادا نہیں فرمایا کرتے تھے، حالانکہ مسجد نبوی بہت بڑی فضیلت کی جگہ ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز جنازہ پڑھانے کے لیے مسجد سے باہر ایک خاص مقام پر تشریف لے جا کر نماز جنازہ ادا فرماتے۔

۲۱۱۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِى الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهٗ شَيْءٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَفِىْ رِوَايَةِ الطَّيَالِسِىِّ وَابْنِ اَبِىْ شَيْبَةَ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ۔

اور امام محمد رحمۃ اللہ نے موطا میں فرمایا ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں نہ پڑھی جائے، امام محمد نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم کو ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مدینہ منورہ کا یہ عمل در آمد معلوم ہوا ہے کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے باہر ایک خاص مقام ہے جہاں نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے، اور یہ وہی مقام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ ادا فرمایا کرتے تھے، اسی لیے ہمارے فقہاء نے ان تمام روایتوں سے اخذ کیا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اور یہی مذہب حنفی ہے۔

۲۱۱۸/۱۹ وَعَنْ اَبِىْ غَالِبٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ اَنَسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَامَ حِيَالَ صَدْرِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ فِيْهِ اَبُوْ غَالِبٍ فِىْ فَتْحِ الْقَدِيْرِ اَبُوْ غَالِبٍ الْبَاهِلِىُّ الْخَيَّاطُ الْبَصَرِىُّ قَالَ ابْنُ مُعِيْنٍ صَالِحٌ وَاَبُوْ حَاتِمٍ شَيْخٌ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِى الثِّقَاتِ۔

حضرت ابوغالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ایک جنازہ کی نماز پڑھا رہے تھے میں نے بھی آپ کی اقتداء کی ہوئی تھی میں نے دیکھا کہ حضرت انس میت کے سینہ کے مقابل کھڑے ہوئے تھے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۱۱۹/۲۰ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ يَقُوْمُ الرَّجُلُ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَى الْجَنَازَةِ عِنْدَ صَدْرِهَا۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِىُّ)

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو امام نماز جنازہ پڑھا رہا ہو، اس کو چاہیئے کہ میت اگر عورت ہو تو اس کے سینہ کے مقابل کھڑا رہے اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف ان احادیث سے معلوم ہوا کہ میت مرد ہو یا عورت امام کو چاہیئے کہ اس کے سینہ کے مقابل کھڑا رہے، یہی مذہب حنفی ہے) ۱۲۔

۲۱۲۰/۲۱ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ امْرَاَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ اَوْ شَابٌّ فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عَنْهَا اَوْ عَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ قَالَ اَفَلَا كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِىْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک حبشی عورت (مدینہ منورہ میں رہتی تھی اور) مسجد نبوی کی خدمت کرتی اور مسجد کو جھاڑو دیا کرتی تھی۔ اس کا انتقال ہو گیا، اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع نہ ہو سکی۔ ایک دن حضور اکرم

قَالَ فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوْا أَمْرَهَا أَوْ أَمْرَهٗ فَقَالَ دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى أَهْلِهَا وَإِنَّ اللّٰهَ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِيْ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِمُسْلِمٍ وَرُوِيَ ابْنُ حِبَّانَ نَحْوَهٗ وَقَالَ فِي التَّعْلِيْقِ الْمُمَجَّدِ إِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَى الْجَنَازَةِ بَعْدَ مَا صَلّٰى عَلَيْهِ مِنْ خُصُوْصِيَّاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِاَنَّ صَلٰوتَهٗ عَلٰى أُمَّتِهٖ بَرَكَةٌ وَطُهُوْرٌ كَمَا يُفِيْدُهٗ مَا وَرَدَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو یاد فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ فلاں عورت کہاں ہے؟ صحابہ نے عرض کیا، حضور! اس کا تو انتقال ہو گیا ہے، اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا کہ تم نے مجھے اس کی موت کی اطلاع کیوں نہ دی، صحابہ اس کی موت کے واقعہ کو غیر اہم سمجھ کر حضور کو تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ اس لیے اطلاع نہیں دی اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اچھا مجھے اس کی قبر بتلا دو، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی قبر بتلا دی گئی۔ آپ نے اس کی قبر کے پاس جاکر (اور اس کی قبر کے مقابل) کھڑے ہو کر۔ (دوبارہ) نماز جنازہ ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا، یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں، میری نماز سے ان قبروں میں رہنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ روشنی پیدا کر دیتا ہے اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے، اور اس حدیث کے الفاظ مسلم کی روایت کے موافق ہیں، اور ابن حبان نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ دفن سے پہلے میت پر نماز جنازہ پڑھی گئی ہو، تو پھر اس پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں، اس لیے کہ نماز جنازہ کا ادا کرنا جو فرض ہے، وہ ایک دفعہ کے ادا کرنے سے یہ فرض ادا ہو چکا، اگر پھر دوبارہ نماز جنازہ ادا کی جائے تو وہ نفل ہو گی اور نماز جنازہ میں نفل ثابت نہیں ہے اور یہی مذہب حنفی ہے، ہاں اگر سلطان یعنی بادشاہ وقت یا ولی کو اگر نماز جنازہ نہ ملی ہو، یا بغیر اجازت ولی کے غیر مستحق امام نے نماز پڑھا دی ہو تو ولی یا سلطان دوبارہ نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں، اور اگر کسی وجہ سے نماز جنازہ پڑھائے بغیر دفن کیا گیا ہے، تو میت کے سڑنے سے پہلے جس کی مدت تین دن ہے، قبر پر نماز جنازہ پڑھنا چاہیئے۔ اگر میت کو نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دفن کر دیا گیا ہے تو اس پر کسی کو نماز جنازہ دوبارہ پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ ولی کی اجازت کے بغیر کسی غیر مستحق امام نے نماز جنازہ پڑھا دی اور میت کو دفن بھی کر دیا گیا تو ایسی صورت میں صرف ولی کو دوبارہ قبر پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ نعش پھٹنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اگر ولی کی اجازت کے ساتھ مستحق امام نے کسی میت کی نماز جنازہ پڑھا دی اور میت کو دفن بھی کر دیا گیا تو ایسی صورت میں کسی شخص کو خواہ وہ ولی ہو یا سلطان یعنی بادشاہ وقت ہو قبر پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے، البتہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ حق حاصل ہے کہ آپ ہر حالت میں قبر پر دوبارہ نماز جنازہ ادا فرمائیں اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

نماز اُمّت پر رحمت اور برکت کا سبب ہے، اور قبروں کو نورانی بنانے کا باعث ہے اور یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والٰہ وسلم کی خصوصیات سے ہے، اور صدر کی حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والٰہ وسلم کا دوبارہ قبر پر جو نماز پڑھنے کا واقعہ مذکور ہوا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والٰہ وسلم کی اسی خصوصیت کی وجہ سے ہے (یہ مضمون در مختار، فتاویٰ عالمگیری، ملتقی، شرح وقایہ اور عمدۃ الرعایہ سے ماخوذ ہے) ۱۲

۲۱۲۱/۲۲ وَعَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ مَاتَ لَهُ ابْنٌ بِقُدَيْدٍ اَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ يَا كُرَيْبُ اُنْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَاِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوْا فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ تَقُوْلُ هُمْ اَرْبَعُوْنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَخْرِجُوْهُ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللهُ فِيْهِ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایک صاحبزادہ کا انتقال مقام قدید یا مقام عسفان میں ہوا، تو حضرت ابن عباس نے مجھ سے فرمایا، کریب! باہر جا کر دیکھو کہ (نماز جنازہ کے لیے) کتنے لوگ جمع ہیں، کریب کہتے ہیں کہ میں نے باہر جا کر دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع تھے، میں نے لوگوں کے جمع ہونے کی اطلاع حضرت ابن عباس کو دیدی، حضرت ابن عباس نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے خیال میں (جو لوگ جمع ہیں وہ) چالیس ہوں گے، میں نے عرض کیا جی ہاں (چالیس ہوں گے) یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا اچھا جاؤ میت کو باہر لے آؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والٰہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جب کسی مسلمان کے جنازہ پر ایسے چالیس آدمی نماز پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو جب وہ نماز جنازہ پڑھ کر دعاءِ مغفرت کریں تو ان کی دعاءِ مغفرت اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرما لیتے ہیں[1] اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۱۲۲/۲۳ وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

لہ اسی لیے میں نے لوگوں کے جمع ہونے کو دریافت کیا۔ کیوں کہ ہر چالیس مسلمانوں میں ایک کا ولی ہوا کرتا ہے، جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے!

مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ إِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

٢١٢٣ (٢٤) وَعَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَّا أَوْجَبَ فَكَانَ مَالِكٌ إِذَا اسْتَقَلَّ أَهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوْفٍ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ إِذَا صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَتَقَالَّ النَّاسَ عَلَيْهَا جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ أَوْجَبَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ ۔

٢١٢٤ (٢٥) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِأُخْرٰى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ هٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا أَثْنَيْتُمْ

علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس میت کی نماز جنازہ کثرت سے مسلمان پڑھیں جن کی تعداد (کم از کم چالیس ہو، اور زیادہ سے زیادہ) سَو (یا اس سے زیادہ) ہو سب کے سب اس میت کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے لیے دُعاءِ مغفرت کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعاء قبول فرماتا ہے اور اس میت کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

حضرت مالک بن ھبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جب کسی مسلمان کا انتقال ہو جائے، اور اس کی نماز جنازہ مسلمان تین صف ہو کر ادا کریں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے ذمہ واجب کر لیتے ہیں کہ اس میت کی مغفرت فرما دیں اور اس کو جنت میں داخل کریں۔

اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے کہا ہے کہ اس حدیث پر مالک بن ھبیرہ بہت سختی سے عمل فرماتے تھے، جب کسی میت کی نماز جنازہ آپ پڑھاتے اور نمازی کثرت سے ہوتے تو نمازیوں کو تین صف میں تقسیم کرتے تھے، اور اگر نمازیوں کی تعداد بہت کم ہوتی تو پھر بھی نمازیوں کو تین صف ہی میں بانٹتے تھے تاکہ اس حدیث پر عمل ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ چند صحابہ کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ایک جنازہ) پر سے گزر ہوا (صحابہ کو معلوم ہوا کہ یہ فلاں صاحب کا جنازہ ہے) تو صحابہ میت کی بہت تعریف کرنے لگے (صحابہ کو میت کی تعریف کرتے ہوئے سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا اس میت کے لیے واجب ہو گئی۔ اس کے بعد

عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ
أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ.
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ الْمُؤْمِنُوْنَ
شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ وَرَوَى
الْحَاكِمُ نَحْوَهُ وَفِيْهِ فَقَالَ
نَعَمْ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِلّٰهِ
مَلَائِكَةً تَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ
بَنِيْ آدَمَ بِمَا فِي الْمَرْءِ مِنَ الْخَيْرِ
وَالشَّرِّ وَقَالَ الْحَاكِمُ هٰذَا
حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

صحابہ کا (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ پر سے گزر ہوا (صحابہ کو معلوم ہوا کہ یہ فلاں صاحب کا جنازہ ہے) تو صحابہ اس میت کی برائیاں بیان کرنے لگے (صحابہ کو میت کی برائیاں بیان کرتے ہوئے سن کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس میت کے لیے واجب ہو گئی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سن کر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی[1] کیا چیز واجب ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پہلی میت کی تم جو تعریف کئے ہو (یہ علامت ہے کہ) وہ میت جنت کی مستحق ہے (اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کو جنت دے گا، اس لیے کہ جنت نیکیوں کا بدلہ ہے) اور دوسری میت کی تم جو برائیاں بیان کئے ہو (یہ علامت ہے کہ) وہ میت دوزخ کی مستحق ہے وہ دوزخ میں جائے گی اس لیے کہ برائیوں کا بدلہ دوزخ ہے) صاحبو! تم زمین پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گواہ بنائے گئے ہو[2]، اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے، بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ مسلمان زمین پر اللہ کے گواہ ہیں (اجتماعی طور سے جو ان کے منھ سے نکلتا ہے، وہ حق ہوتا ہے)، اور حاکم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے، اور حاکم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اجتماعی طور پر مسلمان جو کچھ کہتے ہیں، وہ

---

[1] یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ہماری سمجھ میں نہیں آیا حضور دونوں کے لیے واجب ہوئی کیا واجب ہوئی فرمایا)

[2] اجتماعی طور پر جو بات تمہارے دل میں آئے اور جو تمہاری زبان سے نکلے وہ حق ہوتی ہے، اسی لیے میں کہا ہوں کہ پہلے مردہ کی نیکیوں کی وجہ سے تم جو تعریف کی اس سے اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور دوسرے مردے کی تمام جو برائیاں بیان کئے ہو، اس کے لیے دوزخ واجب ہو گئی، اس لیے کہ تم اللہ کے گواہ ہوا)

اس لیے حق ہوتا ہے کہ بظاہر تو مسلمان کہتے ہیں، حقیقت میں فرشتے ان کی زبان سے کہلواتے ہیں (اسی لیے ان کا اجتماعی قول حق ہوتا ہے) اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے موافق صحیح ہے۔

۲۱۲۵
۲۶ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهٗ اَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ قُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْاَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس مسلمان میت کے لیے اس کے نیک ہونے کی چار مسلمان گواہی دیں تو (یہ علامت ہے کہ وہ مسلمان جنت کا مستحق ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے) اس کو جنت دے گا (اس لیے کہ جنت نیکیوں کا بدلہ ہے) حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کی حضور! اگر تین مسلمان میت کے نیک ہونے کی گواہی دیں تو کیا حکم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے کہ وہ بھی جنت کا مستحق ہوگا اور جنت میں داخل کیا جائے گا، پھر ہم عرض کئے یا رسول اللہ کہ اگر دو مسلمان ایسی گواہی دیں (تو اس کا کیا حکم ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تب بھی یہی حکم ہے (کہ وہ مسلمان جنت میں داخل کیا جائے گا) پھر ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ دریافت ہی نہیں کیا کہ اگر مسلمان کسی مسلمان میت کے نیک ہونے پر گواہی دے تو اس کا کیا حکم ہے اس لیے کہ گواہی کا نصاب کم سے کم دو مسلمان ہیں۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۱۲۶
۲۷ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی مردہ کو برا نہ کہو[1] اس کو سزا ہوتی ہے وہ ہو رہی ہے اپنے

[1] تم کو کیا معلوم کہ اگر وہ توبہ کرکے مرا ہے تو وہ توبہ کی وجہ سے جنتی ہو گیا اور تم برا سمجھ کر اس کو برا کہتے ہو یہ بے فائدہ بات ہے اور تم سے اس کا مواخذہ ہوگا اور اگر وہ کفر یا فسق کی حالت میں مرا ہے اور توبہ نہیں کی تو جو اس کو سزا ہونی ہے وہ ہو رہی ہے۔

قَدَّمُوْا۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

کئے کا بدلہ پا رہا ہے[1]، اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۱۲۷/۲۸ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَکُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْھِمْ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے مردوں کی خوبیوں بیان کیا کرو۔ اور ان کی برائیاں بیان نہ کیا کرو۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

ف: یوں تو ہر شخص کو چاہیئے کہ مردوں کی خوبیاں بیان کیا کرے، اور مردوں کی برائیاں بیان کرنے سے رکا رہے۔ خاص کر مردوں کو جو غسل دینے والے ہیں، اگر ان پر مردہ کی اچھی حالت ظاہر ہو مثلاً مردہ کے چہرہ پر نور برس رہا ہو، یا مردہ کے پاس سے خاص خوشبو آرہی ہو، یا بغیر وقت کے مردہ غسل دینے والے کے قابو میں ہو جائے اور غسل دینے والا جو کچھ کرنا چاہے وہ آسانی سے کرسکتا ہو تو اس طرح کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے اور مردہ کی ایسی خوبیاں ظاہر کرنا مستحب ہے، اور اگر غسل دینے والا مردہ کے پاس کوئی برائیاں دیکھے۔ مثلاً مردہ سے بدبو آرہی ہے یا مردہ کا چہرہ یا اس کا جسم سیاہ ہوگیا ہو، یا چہرہ کچھ کا کچھ ہوگیا ہے تو ایسی برائیاں دیکھ کر غسل دینے والا کسی پر ظاہر نہ کرے، مردے کی حالت دیکھنے والا خواہ غسل دینے والا ہو یا اور کوئی اس پر مردہ کی ان برائیوں کو لوگوں پر ظاہر کرنا حرام ہے (یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے) ۱۲

۲۱۲۸/۲۹ وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ الْجُھَنِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلٰی قَتْلٰی اُحُدٍ صَلٰوتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ ذَکَرَہُ الْحَاکِمُ الْمُسْتَدْرَکُ وَقَالَ قَدِ اتَّفَقَا جَمِیْعًا عَلٰی اِخْرَاجِہٖ۔

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم شہداء اُحد پر (چار تکبیرات سے) نماز جنازہ ادا فرمائے اور یہ نماز جنازہ بعینہٖ ایسی تھی جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسرے میتوں پر چار تکبیرات کے ساتھ ہمیشہ نماز جنازہ ادا فرمایا کرتے تھے، اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں ذکر کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ بخاری اور مسلم دونوں نے اس حدیث کی تخریج متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] تمہارے اس کو برا کہنے سے کیا فائدہ ہے، مسلمان کی شان یہ ہے کہ بے فائدہ کام نہ کرے اور بے فائدہ بات نہ کہے۔

۲۱۲۹ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ فِي الْمَرَاسِيْلِ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شہداء اُحد پر نماز جنازہ ادا فرماتے ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے مراسیل میں کی ہے، اس باب میں حاکم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام احمد نے بھی اس حدیث کی روایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے کی ہے، اور دارقطنی نے بھی اس حدیث کی روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کی ہے۔

۲۱۳۰ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ فَقَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَمْزَةَ حِيْنَ فَاءَ النَّاسُ مِنَ الْقِتَالِ فَقَالَ رَجُلٌ رَاَيْتُهٗ عِنْدَ تِلْكَ الشَّجَرَةِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ وَرَاٰى مَا مُثِّلَ بِهٖ شَهِقَ وَبَكٰى فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَرَمٰى عَلَيْهِ بِثَوْبٍ ثُمَّ جِيْئَ بِحَمْزَةَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ بِالشُّهَدَاءِ فَيُوْضَعُوْنَ اِلٰى جَانِبِ حَمْزَةَ فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يُرْفَعُوْنَ وَيُتْرَكُ حَمْزَةُ حَتّٰى صَلّٰى عَلَى الشُّهَدَاءِ كُلِّهِمْ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَمْزَةُ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ (غزوۂ اُحد میں) جب صحابہ کرام میدان جنگ سے واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو واپس ہونے والوں میں (حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نظر نہیں آئے (تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ کو تلاش کرنا چاہا اور دریافت فرمایا کہ دیکھو! حضرت حمزہ کہاں ہیں؟) تو ایک صاحب نے عرض کی کہ میں نے حضرت حمزہ کو فلاں درخت کے پاس دیکھا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام اس درخت کے پاس پہونچے تو وہاں حضرت حمزہ کو کہ مثلہ کئے ہوئے ہیں، ناک، کان اور دوسرے اعضاء کٹے ہوئے ہیں۔ اس منظر کو دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ غم سے بھر آیا اور حضور رونے لگے (حضور کی یہ حالت دیکھ کر) ایک انصاری اٹھے اور حضرت حمزہ کو ایک چادر سے چھپا دیئے (تاکہ وہ منظر دکھائی نہ دے) پھر حضرت حمزہ نماز جنازہ پڑھائے جانے کے لیے) لائے گئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی (اور حضرت حمزہ کو اسی طرح رکھا

عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

(رَوَاہُ الْحَاکِمُ)

گیا، ان پر دوبارہ نماز جنازہ نہیں پڑھائی گئی) دوسرے شہداء کو میدان جنگ سے لا لا کر حضرت حمزہ کے بازو رکھا جانا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر نماز جنازہ ادا فرماتے جانے نماز جنازہ کے بعد یہ جنازہ اٹھائے جاتے اور دوسرے نئے جنازے لاکر حضرت حمزہ کے بازو رکھے جاتے، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر نماز جنازہ ادا فرماتے، یہاں تک کہ تمام شہداء پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نماز جنازہ ادا فرماتے [1] جب سب شہیدوں کی نماز جنازہ ادا ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا (اگرچہ غزوہ اُحد میں اور بھی شہید ہوئے مگر) حضرت حمزہ (جس بے دردی سے شہید کئے گئے اس وجہ سے) میدان قیامت میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سید الشہداء پکارے جائیں گے۔ اس کی روایت حاکم نے کی ہے، اور حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ اگرچہ کہ بخاری اور مسلم نے اس کی روایت کی ہے۔ ۱۲۔

۱۶۳۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُتِیَ بِھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ فَجَعَلَ یُصَلِّیْ عَلٰی عَشَرَۃٍ عَشَرَۃٍ وَ حَمْزَۃُ ھُوَ کَمَا ھُوَ یُرْفَعُوْنَ وَھُوَ کَمَا ھُوَ مَوْضُوْعٌ۔

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں حضرت حمزہ شہید ہوئے تو آپ کے جنازہ کو میدان میں نماز پڑھائے جانے کے لیے لا کر رکھا گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر صحابہ کے ساتھ نماز جنازہ ادا فرماتے اور نماز کے بعد حضرت حمزہ کا جنازہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے اسی طرح رکھا رہا، اس کے بعد شہدائے اُحد کے جنازے دس دس کی تعداد میں حضرت حمزہ کے جنازے

[1] اور اس وقت تک حضرت حمزہ کا جنازہ برابر اسی مقام پر رہا، یہ دیکھ کر راوی سمجھے کہ دوسرے شہداء کے ساتھ حضرت حمزہ کی نماز جنازہ بھی بار بار ادا ہوئی، حالانکہ ایسا نہیں ہوا بلکہ حضرت حمزہ کی نماز ایک ہی مرتبہ ادا ہوئی، اس لیے نماز جنازہ دوبارہ پڑھنا ثابت نہیں، اور یہی مذہب حنفی ہے۔

وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ)

کے بازو کی طرف رکھے جاتے رہے، اور حضور ان شہداء پر نماز پڑھاتے رہے اور نماز کے بعد ان شہداء کے جنازے اٹھائے جاتے اور دوسرے نئے جنازے لاکر حضرت حمزہ کے بازو میں رکھے جاتے، اور حضور ان پر نماز پڑھاتے (اسی طرح اخیر تک) حضرت حمزہ کا جنازہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھا رہا (لیکن حضرت حمزہ پر بار بار نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ صرف ابتداء میں ہی حضرت حمزہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے، اور امام طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ ۱۲)

۲۱۳۲ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ[۳۳] اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ ثُمَّ قَالَ اُهَاجِرُ مَعَكَ فَاَوْصٰى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَعْضَ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَبْيًا فَقَسَّمَ وَقَسَّمَ لَهٗ فَاَعْطٰى اَصْحَابَهٗ مَا قَسَّمَ لَهٗ وَكَانَ يَرْعٰى ظَهْرَهُمْ فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوْهُ اِلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا قِسْمٌ قَسَمَهٗ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَخَذَهٗ فَجَاءَ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالَ قَسَمْتُهٗ

حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ایمان لایا، اور آپ کے ساتھ ساتھ ہمیشہ رہا کرتا تھا پھر عرض کیا (اب میں اپنا وطن چھوڑ کر ہمیشہ اسی طرح آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں) حضور نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ ان کو دینی تعلیم دیا کریں، اور ان کی خبر گیری کرتے رہیں اس اثناء میں ایک غزوہ کا موقعہ آیا (اور وہاں فتح حاصل ہوئی) اور غنیمت ملی، اور غنیمت میں چند غلام باندی ہاتھ آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غلام باندی سب کو تقسیم کردیئے، اور اس اعرابی کا بھی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہا کرتے تھے حصہ نکالا اور اس حصہ کو ان کے ساتھیوں کے حوالے کردیا (یعنی اعرابی کو حصہ دے دیں) وہ اعرابی اپنے ساتھیوں کے جانور چرایا کرتے تھے۔ جب وہ (چراگاہ سے) لوٹے تو ان لوگوں نے ان کا حصہ جو رکھا ہوا تھا ان کے حوالے کردیا، اس اعرابی نے کہا یہ کیا ہے؟ اور سب مجھے یہ کیوں دیا جارہا ہے؟ ان کے ساتھیوں

لہ (اس کی اجازت دیدی) اور چونکہ یہ نووارد تھے اور ابھی ابھی اسلام لائے تھے۔

لَكَ قَالَ مَا عَلٰى هٰذَا اتَّبَعْتُكَ وَلٰكِنِّي اتَّبَعْتُكَ عَلٰى اَنْ اُرْمٰى اِلٰى هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى حَلْقِهٖ بِسَهْمٍ فَاَمُوْتَ فَاَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ اِنْ تَصْدُقْ اللّٰهَ يُصَدِّقْكَ فَلَبِثُوْا قَلِيْلًا ثُمَّ نَهَضُوْا فِيْ قِتَالِ الْعَدُوِّ فَاُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُحْمَلُ قَدْ اَصَابَهٗ سَهْمٌ حَيْثُ اَشَارَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَهُوَ هُوَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ صَدَقَ اللّٰهَ فَصَدَّقَهٗ ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ جُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدَّمَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَكَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِهٖ "اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِيْ سَبِيْلِكَ فَقُتِلَ شَهِيْدًا اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى ذٰلِكَ۔

نے کہا یہ تمہارا حصہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مال غنیمت سے تم کو عطا فرمایا ہے، وہ اعرابی اپنا حصہ لیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور! یہ مجھے دیا گیا ہے! یہ کیا ہے! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارا حصہ ہے۔ جس کو مال غنیمت سے میں نے تمہیں دیا ہے۔ اس اعرابی نے عرض کیا (حضور یہ جو مجھے ملا ہے یہ خادم نوازی ہے مگر) میں حضور کے ساتھ یہ حصہ لینے کے لیے نہیں رہا ہوں! میں اس واسطے حضور کے ساتھ ہوں کہ میرے حلق پر (جہاد میں کفار کی) تیر لگے اور میں شہید ہو کر جنت میں چلا جاؤں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم سچے ہو، اور (یہ دل سے کہہ رہے ہو) تو تمہارے کہنے کو اللہ تعالیٰ سچ کر دکھائے گا۔ چند دن نہیں گزرے کہ پھر جہاد کا موقع آیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ میدان جنگ سے ان اعرابی کی نعش کو اس حالت میں اٹھا کر لائے ہیں (کہ جیسا انھوں کہا تھا ویسا ہی ہوا ہے) حلق پر جہاں انھوں نے اشارہ کیا تھا وہیں تیر لگا (اور وہ شہید ہو گئے ہیں) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا وہی شخص ہے کہ جس نے تیر حلق پر لگ کر شہید ہونے کی تمنا کی تھی صحابہ عرض کیے۔ حضور جی ہاں! یہ وہی شخص ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ہم سے اس نے جو کچھ کہا) پھر اللہ سے بھی وہی کہا تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے کہے کو سچ کر دکھایا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جبہ شریف میں اس کو کفنایا۔ اور اس کو سامنے رکھ کر (صحابہ کے ساتھ) اس پر نماز جنازہ ادا فرمائی (نماز جنازہ میں اس کے لیے آپ نے جو دعائیں فرمائیں ہیں وہ تو آہستہ ہوئیں

(رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِیْحٌ)

منجملہ ان دعاؤں کے) ایک دعا جو ظاہر سنی گئی، وہ یہ تھی اے اللہ یہ آپ کے (مقبول اور مخلص) بندے ہیں، یہ اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت کر کے آپ ہی کے لیے آئے ہیں، اور آپ کے راستہ میں جہاد میں شریک ہوئے ہیں، کفار کے ہاتھ سے مارے جا کر یہ شہید ہوئے ہیں. میں ان کی شہادت پر گواہ ہوں (آپ ان کی شہادت قبول فرمایئے. اس کی دعا کا باقی حصہ پورا کر کے ان کو جنت میں داخل کیجئے.) اس حدیث کی روایت نسائی اور طحاوی نے کی ہے اور اس حدیث کی سند صحیح ہے.

۲۱۳۳ وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ مَكْحُوْلًا یَسْأَلُ عُبَادَةَ بْنَ أَوْفَى النُّمَیْرِیَّ عَنِ الشُّهَدَاءِ یُصَلّٰی عَلَیْهِمْ فَقَالَ عُبَادَةُ نَعَمْ.
۳۴

(رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت سعید بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ انہوں نے عبادہ بن اوفی نمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ شہداء پر نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے (یا نہیں) تو عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ (ہم کو اس میں شک کیوں ہے) شہداء پر نماز جنازہ (ضرور) پڑھنی چاہیئے. اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے.

ف: مذکورہ احادیث سے اور ان کے سوا اور دوسری احادیث سے شہداء کو غسل دینا کہیں ثابت نہیں ہے، اور مذکورہ ہر حدیث سے شہداء پر نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہو رہا ہے. اب ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرام کا کیا عمل رہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ملک شام میں کثرت سے جہاد ہوئے ہیں، وہاں مسلمان شہید ہوئے ان پر نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق صحابہ متفق تھے. رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرام اسی چیز پر عمل کیا کرتے تھے جس پر حضور کے زمانہ میں عمل درآمد رہا ہو. صحابہ کا شہداء پر نماز جنازہ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آخر زمانہ تک برابر شہداء پر نماز جنازہ پڑھی جاتی تھی. اسی وجہ سے صحابہ شہداء پر نماز جنازہ پڑھا کرتے تھے اور مذہب حنفی بھی یہی ہے کہ شہداء پر نماز جنازہ پڑھی جائے یہ مضمون طحاوی سے ماخوذ ہے) ۱۲

۲۱۳۴ وَعَنْ طَاوُسٍ قَالَ مَا مَشٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَاتَ إِلَّا خَلْفَ الْجَنَازَةِ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ
۳۵

حضرت طاوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وفات تک جب کبھی جنازہ کے ساتھ چلے ہیں تو جنازہ کے پیچھے ہی چلے. اس کی روایت عبد الرزاق نے کی

وَإِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ صَحِيْحٌ۔

ہے، اور اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

۲۱۳۵/۳۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْجَنَازَةُ مَتْبُوْعَةٌ وَلَا تَتْبَعُ لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ مَاجِدٍ الرَّاوِيُّ رَجُلٌ مَجْهُوْلٌ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ جُهِلَ الرَّاوِيُّ الْمُتَأَخِّرُ لَا يَضُرُّ لِلْمُجْتَهِدِ حَيْثُ ثَبَتَ الْحَدِيْثُ عِنْدَهٗ وَقَالَ بِهٖ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جنازہ متبوع ہے یعنی جنازہ کے پیچھے پیچھے چلنا چاہیے اس کو تابع نہ بنایا جائے یعنی جنازہ کے آگے آگے نہیں چلنا چاہیے۔ جو شخص جنازہ کے آگے چلتا ہے اس کا شمار جنازہ کے ساتھ چلنے والوں میں نہیں ہوتا (اور اس کو جنازہ کے ساتھ چلنے کا پورا پورا ثواب نہیں ملتا۔ اس حدیث کی روایت ترمذی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے

۲۱۳۶/۳۷ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ فِيْ جَنَازَةٍ فِيْهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعَلِيٌّ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ يَمْشِيَانِ اَمَامَهَا وَعَلِيٌّ يَمْشِيْ خَلْفَهَا يَدِيْ فِيْ يَدِهٖ فَقَالَ عَلِيٌّ اَمَا اِنَّ فَضْلَ الرَّجُلِ يَمْشِيْ خَلْفَ الْجَنَازَةِ عَلَى الَّذِيْ يَمْشِيْ اَمَامَهَا كَفَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ عَلٰى صَلٰوةِ الْفَذِّ وَاِنَّهُمَا لَيَعْلَمَانِ مِنْ ذٰلِكَ مِثْلَ الَّذِيْ اَعْلَمُ وَلٰكِنَّهُمَا سَهْلَانِ يُسَهِّلَانِ عَلَى النَّاسِ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ قَالَهٗ فِيْ اٰثَارِ السُّنَنِ وَذَكَرَ ابْنُ حَجَرٍ فِي الْفَتْحِ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَهُوَ مَوْقُوْفٌ فِيْ حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ)

حضرت عبد الرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک جنازہ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا، اور جنازہ کے ساتھ چلنے والوں میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر جنازہ کے آگے پیدل چل رہے تھے اور حضرت علی جنازہ کے پیچھے چل رہے تھے، اور میرا ہاتھ حضرت علی کے ہاتھ میں تھا۔ حضرت علی نے مجھ سے فرمایا سنو! عبد الرحمٰن جنازہ کے پیچھے چلنے والے کی فضیلت جنازہ کے آگے چلنے والے پر ایسی ہے جیسے باجماعت نماز پڑھنے والے کی فضیلت تنہا نماز پڑھنے والے پر ہوتی ہے۔ یہ دونوں حضرات (یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی جنازہ کے پیچھے چلنے کی فضیلت کو خوب جانتے ہیں جس طرح میں جانتا ہوں، لیکن یہ دونوں حضرات اثر دحام کی وجہ سے) لوگوں میں) سہولت پیدا کرنے کی خاطر (باوجود جنازہ کے پیچھے چلنے کی فضیلت کو جاننے کے پھر بھی جنازہ کے آگے آگے اس لیے چل رہے ہیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جنازہ کے آگے چلنا بھی جائز ہے۔ اگرچہ کہ جنازہ

کے آگے چلتے ہیں گو ویسی فضیلت نہیں ہے۔ جیسے پیچھے چلنے میں ہے۔ اس حدیث کی روایت طحاوی، عبدالرزاق اور ابن شیبہ نے کی ہے، اور اس حدیث کی سند صحیح ہے آثار السنن میں ایسا ہی کہا ہے، اور ابن حجر نے فتح الباری میں بیان کیا ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔

٢١٣٧ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ لَهٗ كُنْ خَلْفَ الْجَنَازَةِ فَاِنَّ مُقَدَّمَهَا لِلْمَلَآئِكَةِ وَخَلْفَهَا لِبَنِيْ اٰدَمَ۔
(٣٨)

(رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اُن کے والد عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ان سے فرمایا ہے کہ جنازہ کے ہمراہ چلتے وقت جنازہ کے پیچھے چلا کرو، کیونکہ فرشتے جنازہ کے آگے چلا کرتے ہیں، اس لیے بنی آدم کو پیچھے چلنا چاہیئے۔ اس کی روایت ابوبکر بن ابی شیبہ نے کی ہے، اور اس کی سند حسن ہے۔

٢١٣٨ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاَنَا مَعَهٗ عَلٰى جَنَازَةٍ فَرَاٰى مَعَهَا نِسَآءً فَوَقَفَ ثُمَّ قَالَ رُدَّهُنَّ فَاِنَّهُنَّ فِتْنَةُ الْحَیِّ وَالْمَيِّتِ ثُمَّ مَضٰى فَمَشٰى خَلْفَهَا فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَيْفَ الْمَشْیُ فِی الْجَنَازَةِ اَمَامَهَا اَمْ خَلْفَهَا فَقَالَ اَمَا تَرَانِیْ اَمْشِیْ خَلْفَهَا۔
(٣٩)

(رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک جنازہ کے ساتھ چلنے کے لیے نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا، حضرت ابن عمر نے دیکھا کہ جنازہ کے ساتھ کچھ عورتیں بھی چل رہی ہیں۔ آپ فوراً ٹھہر گئے، پھر فرمایا کہ ان عورتوں کو جنازہ کے ساتھ چلنے سے روک دو، اس لیے کہ عورتیں زندہ اور مردہ دونوں کے ساتھ فتنہ ہیں (جب عورتیں رک گئیں تو) حضرت ابن عمر چلنا شروع ہو گئے اور جنازہ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ نافع کہتے ہیں، میں نے عرض کیا، حضرت ارشاد فرمایئے۔ جنازہ کے ساتھ کس طرح چلنا چاہیئے کیا جنازہ کے آگے چلیں یا پیچھے؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم مجھے نہیں دیکھ رہے ہو کہ جنازہ کے پیچھے چل رہا ہوں (اس سے تم کو سمجھنا چاہیئے کہ جنازہ کے پیچھے چلنا ہی افضل ہے۔ اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

٢١٣٩ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِیِّ قَالَ
(٤٠)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت

كَانَ الْاَسْوَدُ اِذَا كَانَ مَعَهَا نِسَاءٌ اَخَذَ بِيَدِيْ فَتَقَدَّمْنَا نَمْشِيْ اَمَامَهَا فَاِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهَا نِسَاءٌ مَشَيْنَا خَلْفَهَا۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

ہے وہ فرماتے ہیں کہ ربیعہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ اگر کسی جنازہ کے ساتھ عورتیں ہوتیں تو حضرت اسود میرا ہاتھ پکڑتے اور ہم جنازہ کے آگے آگے چلتے اور جب جنازہ کے ساتھ عورتیں نہ ہوتیں تو ہم جنازہ کے پیچھے چلتے تھے۔ اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۲۱۴۰ (۴۱) وَعَنْهُ قَالَ كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ السَّيْرَ اِمَامَ الْجَنَازَةِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وہ تمام شاگرد جو تابعین تھے جنازہ کے آگے چلنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ جس طرح جنازہ کے آگے چلنے سے جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے، اسی طرح جنازہ کے دائیں اور بائیں جانب چلنے سے جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جس طرح جنازہ کے آگے چل سکتے ہیں، اسی طرح جنازہ کے دائیں جانب اور بائیں جانب بھی چل سکتے ہیں۔ (عمدۃ الرعایہ، طحاوی) ۱۲۔

۲۱۴۱ (۴۲) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّاكِبُ يَسِيْرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص (عذر کی وجہ سے) جنازہ کے ہمراہ سواری پر چل رہا ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ جنازہ کے پیچھے چلے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

۲۱۴۲ (۴۳) وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَاٰى نَاسًا رُكْبَانًا فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ اِنَّ مَلَائِكَةَ اللهِ عَلٰى اَقْدَامِهِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰى ظُهُوْرِ الدَّوَابِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ نَحْوَهٗ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ نکلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملاحظہ فرمایا کہ کچھ لوگ جنازہ کے ساتھ سوار ہیں تو فرمایا کہ کیا نہیں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں سے شرم نہیں آتی کہ فرشتے تو پیدل چل رہے ہیں اور تم لوگ سواریوں پر ہو، اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے، اور ابو داؤد نے بھی

ثَوْبَانَ مَوْقُوْفًا۔ اسی طرح روایت کی ہے۔

ف۔ واضح ہو کہ جنازہ کے ساتھ بغیر عذر کے سواری پر چلنا، خواہ جنازہ سے آگے چلیں یا پیچھے ہر حالت میں مکروہ ہے ہاں اگر عذر ہو تو سواری پر جنازہ کے پیچھے چل سکتے ہیں، آگے نہیں چلنا چاہیئے (در مختار، عالمگیری، مرقات) ۱۲۔

۲۱۴۳ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِفَرَسٍ مَعْرُوْرٍ فَرَكِبَهٗ حِيْنَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِيْ حَوْلَهٗ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ابن دحداح کو دفن کر کے واپس آنے لگے تو ایک گھوڑا بغیر زین کے خدمت میں پیش کیا گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس پر سوار ہو گئے اور ہم حضور کے اطراف میں پیدل چلتے ہوئے آ رہے تھے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ دفن کے بعد سوار ہو کر واپس آ سکتے ہیں) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۱۴۴ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الطِّفْلُ لَا يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَا يَرِثُ وَلَا يُوْرَثُ حَتّٰى يَسْتَهِلَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَلَا يُوْرَثُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ اِنَّهٗ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَرَوَى الْحَاكِمُ نَحْوَهٗ وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی بچہ (مرا ہوا پیدا ہو، اس میں زندگی کے کوئی آثار ظاہر نہ ہوں اور اس نے کوئی آواز نہ نکالی ہو گی) ایسے بچہ کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور نہ کسی کے مال کا وارث ہوگا اور نہ اس کے مال کا کوئی وارث ہوگا۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے، اور ابن ماجہ نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی ہے اور ابن حبان اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق صحیح ہے، اور حاکم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے، اور شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

۲۱۴۵ وَعَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيْرِ

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جنازہ کے ہمراہ چلے اس کو چاہیئے کہ جنازہ

كُلِّهَا فَإِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ وَالطَّيَالِسِيُّ عَنْهُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ نَحْوَهُ وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ حَمَلَ الْجَنَازَةَ بِجَوَانِبِهَا الْأَرْبَعِ فَقَدْ قَضَى الَّذِي عَلَيْهِ۔

کے چاروں طرف کندھا دے۔ اس لیے کہ جنازہ کے چاروں طرف کندھا دیتے ہوئے چلنا سنت ہے، اس کے بعد بھی اگر وہ چاہے تو اسی طرح (چاروں طرف کندھا دیتے ہوئے) چلے (اور یہ مستحب ہے) اور اگر چاہے تو دوسرے کے حوالہ کر کے) علیحدہ ہو جائے۔

اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے، اور اس کی سند مرسل ہے اور جید ہے، اور بیہقی اور طیالسی نے اس کی روایت ابوعبیدہ سے کی ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی روایت اسی طرح کی ہے، اور عبدالرزاق کی روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے جنازہ کے چاروں جانب کندھا دیا، انھوں نے اپنا فرض ادا کیا۔

ف: صدر کی اس حدیث میں اور اس کے بعد آنے والی حدیثوں میں جنازہ کے چاروں طرف کندھا دینے کا ذکر ہے، واضح رہے کہ میت کے چاروں جانب کندھا دینے کی تفصیل اسی باب میں یعنی باب المشی بالجنازۃ والصلاۃ علیہا کے فائدہ میں گزر چکی ہے، ملاحظہ کی جائے۔

۲۱۴۶ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ مِنْ تَمَامِ أَجْرِ الْجَنَازَةِ أَنْ تُشَيِّعَهَا مِنْ أَهْلِهَا وَأَنْ تَحْمِلَ بِأَرْكَانِهَا الْأَرْبَعَةِ وَأَنْ تَحْثُوَ فِي الْقَبْرِ۔ [۴۷]

(رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنازہ کے ساتھ چلنے کا ثواب ہے اس وقت پورا ملتا ہے جب کہ جنازہ کے ساتھ میت کے گھر سے چلیں، اور جب جنازہ کے ساتھ چلیں تو صرف جنازہ کے ساتھ چلنا ہی مسنون نہیں ہے، بلکہ جنازہ کے چاروں کونوں کو کندھا دیتے ہوئے چلنا سنت ہے، اور دفن کے بعد جب قبر پر مٹی ڈالنے کا وقت آئے تو مٹی ڈالنے میں بھی شریک رہے اور سرہانے کی طرف سے تین مٹھی) مٹی ڈالے (یہ مستحب ہے)

اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں کی ہے اور اس حدیث کی سند مرسل اور قوی ہے۔

۲۱۴۷ وَعَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي جَنَازَةٍ فَحُمِلَ [۴۸]

حضرت علی ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

بِجَوَانِبِ السَّرِيْرِ الْاَرْبَعِ۔
(رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ
عَبْدُ الرَّزَّاقِ)

ایک جنازہ کے ساتھ چل رہے تھے ہیں نے آپ کو جنازہ کی چارپائی کے چاروں کونوں پر کندھا دیتے ہوئے دیکھا۔
اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے کی ہے۔

۲۱۴۸/۴۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ جَوَانِبَ السَّرِيْرِ الْاَرْبَعَ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ اَرْبَعِيْنَ كَبِيْرَةً۔
(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی شخص نے جنازہ کے چاروں کونوں کو کندھا دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے چالیس کبیرہ گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اس کی روایت طبرانی نے وسط میں کی ہے۔

۲۱۴۹/۵۰ وَعَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ حَمْلُ الْجَنَازَةِ بِجَوَانِبِ السَّرِيْرِ الْاَرْبَعِ۔
(رَوَاهُ مُحَمَّدٌ)

حضرت منصور بن معتمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ (جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کے لیے) سنت یہ ہے کہ جنازہ کے چار کونوں کو کندھا دیا جائے۔ اس کی روایت امام محمد نے کی ہے۔

۲۱۵۰/۵۱ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَوْلَادُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ جَبَلٍ فِي الْجَنَّةِ يَكْفُلُهُمْ اِبْرَاهِيْمُ وَسَارَةُ حَتّٰى يَرُدُّهُمْ اِلٰى اٰبَائِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی نابالغ اولاد جو کم سنی میں مر جاتی ہے۔ جنت میں ایک پہاڑ ہے جہاں ان نابالغ بچوں کو رکھا جاتا ہے، ان بچوں کی پرورش اور نگرانی حضرت ابراہیم اور حضرت سارا علیہما الصلوٰۃ والسلام فرماتے رہتے ہیں (قیامت تک وہ بچے ایسا ہی پرورش اور نگرانی میں رہیں گے اور جب قیامت قائم ہوگی تو پھر) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان بچوں کو ان کے ماں باپ کے حوالہ کر دیں گے۔
اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، اور اس کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے۔ گو بخاری اور مسلم اپنی صحیح میں اس حدیث کو نہیں بیان کئے ہیں۔

ف:۔ صدر کی حدیث اور اسی قسم کی دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور مسلمانوں کے نابالغ بچے جو کم سنی میں مر جاتے ہیں، ان سے قبر میں منکر و نکیر کا سوال نہیں ہوتا۔ درمختار میں ایسا ہی مذکور ہے

۲۱۵۱/۵۲ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ ذَرَارِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْجَنَّةِ يَكْفُلُهُمْ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی نابالغ اولاد جو کم سنی میں مر جاتی ہے ان کو جنت میں رکھتے ہیں اور ان کی نگرانی اور پرورش حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے رہتے ہیں۔

اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اگر بخاری اور مسلم نے اس کی روایت نہیں کی ہے۔

تمہید

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچے جو مر جاتے ہیں، ان سے قبر میں منکر نکیر کا سوال نہیں ہوتا ہے ان مردہ بچوں کی روحوں کو جنت میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگرانی میں رکھتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کی مغفرت ہو جاتی ہے تو جو دعاء مغفرت بالغ مسلمانوں کے بیلے کی جاتی ہے ان بچوں کے بیلے وہ دعاء کرنے کا موقع اب نہیں رہا، اس بیلے بچوں کے بیلے کوئی دوسری دعاء ان کے مناسب کرنا چاہیئے، اسی بیلے بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کی ہے کہ بچے جب مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ میں (تیسری تکبیر کے بعد) یہ دعاء کہی جائے۔

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ اِذَا كَانَ الْمَيِّتُ طِفْلًا اِسْتَحَبَّ اَنْ يَّقُوْلَ الْمُصَلِّيْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّاَجْرًا۔

اے اللہ! اس مردہ بچے کو ہمارے صبر کا صلہ بنا دیجئے اور اس بچہ کو ہمارے بیلے مقدمۃ الجیش بنا دیجئے تاکہ یہ ہماری شفاعت کر کے ہمارے بیلے جنت میں جانے کا انتظام کرے اور اس بچہ کی وجہ سے ہم کو جو رنج و غم ہوا ہے، یہ بچہ ہم کو اس ثواب دلانے کا ذریعہ بنے۔

اس دعاء کو بخاریؒ تعلیقاً اس طرح روایت کیا ہے۔

وَعَنْ بُخَارِيْ تَعْلِيْقًا وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّذُخْرًا وَّاَجْرًا۔

اے اللہ! اس مردہ کو ہمارے صبر کا صلہ بنا دیجئے اور اس بچہ کو ہمارے بیلے مقدمۃ الجیش بنا دیجئے تاکہ یہ ہماری شفاعت کر کے ہمارے بیلے جنت میں

جانے کا انتظام کرے) اور اس بچہ کو ہمارے لیے ذخیرۂ آخرت بنا دے (جو وہاں ہمارے لیے بروقت کام آئے) اور اس بچہ کی وجہ سے ہم کو جو رنج اور غم ہوا ہے یہ بچہ ہم کو اس کا ثواب دلانے کا ذریعہ بنے۔

۲۱۵۲ وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقُوْمَ الْاِمَامُ فَوْقَ شَیْءٍ وَالنَّاسُ خَلْفَهٗ یَعْنِیْ اَسْفَلَ مِنْهُ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِیُّ فِی الْمُجْتَبٰی فِیْ کِتَابِ الْجَنَائِزِ۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے منع فرماتے ہیں کہ امام (تنہا) کسی اونچی جگہ پر کھڑا ہو، اور مقتدی نیچی جگہ پر رہیں[1] نماز جنازہ میں جنازہ مثل امام کے ہے امام کی طرح جنازہ بھی نہ اونچی جگہ پر ہو اور نہ نیچی جگہ پر[2]، اس حدیث کی روایت دار قطنی نے مجتبیٰ کے کتاب الجنائز میں کی ہے۔

ف: جب معلوم ہوا کہ جنازہ مثل امام کے ہے تو جس طرح امام کا بعض مقتدیوں کے سامنے حاضر رہنا ضروری ہے ایسا ہی جنازہ بھی نماز جنازہ ادا کرنے والوں کے سامنے رہنا ضروری ہے، اگر جنازہ بالکل غائب رہے تو اس پر نماز جنازہ جائز نہیں ہے۔ جیسے امام اور چند مقتدیوں کا ایک سطح پر ہونا ضروری ہے ایسے ہی جنازہ اور نماز جنازہ ادا کرنے والوں میں سے چند کا ایک سطح پر ہونا ضروری ہے اس لیے اگر جنازہ سواری پر ہو، یا لوگوں کے ہاتھوں پر ہو تو ایسی صورت میں نماز جنازہ جائز نہیں۔ اسی طرح اگر نماز جنازہ پڑھنے والے آگے کھڑے ہوں اور جنازہ پیچھے رکھا ہو تو ایسی صورت میں بھی نماز جنازہ جائز نہیں، اس لیے کہ جنازہ مثل امام کے ہے اور جنازہ کا امام کی طرح مقتدیوں کے سامنے رہنا ضروری ہے۔ (یہ پورا مضمون ابن الہمام کے حوالے سے مرقات میں مذکور ہے)

[1] ایسا ہی امام تنہا نیچی جگہ پر کھڑا ہو، اور مقتدی اونچی جگہ پر ہوں، یہ بھی ناجائز ہے بلکہ امام اور مقتدی دونوں کی جگہ یکساں ہو، اونچی نیچی نہ ہو)

[2] بلکہ جنازہ اور جنازہ کی نماز پڑھنے والے سب کے سب یکساں ایک ہی سطح پر رہیں)

بَابُ دَفْنِ الْمَيِّتِ اس باب میں مردوں کے دفن کرنے کا بیان ہے

ف ۔ میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح میت کو غسل دینا اور میت پر نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے اسی طرح جب نماز جنازہ سے فارغ ہو جائیں تو میت کو فوراً دفن کرنے کے لیے جہاں قبر کھودی گئی ہے لے جانا چاہیئے۔

میت کی قبر کم سے کم میت کے نصف قد کے برابر یا ناف سے زیادہ یا میت کے پورے قد کے برابر گہری کھودی جائے اور اس گہرائی کا انداز سطح زمین سے لگایا جائے۔ چبوترے کا لحاظ نہ کیا جائے، اور قبر کی لمبائی میت کے قد کے لحاظ سے رکھی جائے۔ بغلی قبر بہ نسبت صندوقی قبر کے بہتر ہے ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو بغلی قبر نہ کھودی جائے، صندوقی قبر ہی کھودنا بہتر ہے ضرورت کے وقت یہ بھی جائز ہے کہ میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں، خواہ وہ صندوق لکڑی کا ہو، یا پتھر کا، یا لوہے کا ہو۔ مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔ جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اتار دیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو اٹھا کر قبر میں رکھدیں، قبر میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت تعداد میں ہونا مسنون نہیں ہے، میت کو قبر میں اتارتے وقت اتارنے والے یہ دعاء پڑھیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، ہم اللہ کے نام سے قبر میں اتارنا شروع کرتے ہیں گو کسی قوم کا یہ طریقہ ہو یا نہ ہو، ہم اس مردہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت کے موافق قبر میں اتارتے ہیں۔ میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر کروٹ کر کے قبلہ رُخ کر دینا مسنون ہے میت کو قبر میں رکھنے کے بعد وہ گرہیں جو کفن منتشر نہ ہونے کے بعد دی گئی تھیں اُن میں سے سر کی طرف والی اور پیر کی طرف والی گرہیں کھول دی جائیں تاکہ منکر و نکیر کے سوال کے وقت مُردہ آسانی سے بیٹھ سکے۔

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اگر بغلی قبر ہو تو کچی اینٹوں یا بانس سے بند کر دیں۔ پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے۔ ہاں! جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختے رکھ دینا یا صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔ اور اگر صندوقی قبر ہو تو اس کے بیے غور بنا کر پتھر کے ٹکڑیوں سے بند کر دیا جائے، عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے، اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے مرد کے دفن کے وقت پردہ نہ کرنا چاہئے اور اگر پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو، یا دھوپ سخت ہو تو چادر مثل سائبان کے پکڑ سکتے ہیں۔ جب میت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اس کی

قبر سے نکلی ہو، وہی مٹی اس پر ڈال لیں، کسی اور جگہ سے مٹی لا کر ڈالنا مکروہ ہے جب کہ قبر ایک بالشت اونچی ہو رہی ہو، اور اگر بالشت سے کم اونچی ہو تو ایک بالشت اونچی کرنے کے لیے کہیں اور سے مٹی لا کر ڈال سکتے ہیں، قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتداء کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر تین دفعہ قبر میں ڈالے۔ پہلی دفعہ کہے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ (مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور دوسری مرتبہ کہے وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ (اور مرنے کے بعد پھر مٹی ہی میں تم کو لائیں گے) اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (پھر قیامت میں تم کو مٹی ہی سے اٹھائیں گے) دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر کے پاس ٹھہرنا اور میت کے لیے دعاء مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہونچانا مستحب ہے۔

جب قبر پر مٹی ڈال چکیں تو قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے، قبر کا مربع اور مسطح بنانا مکروہ ہے، مستحب یہ ہے کہ قبر اونٹ کے کوہان کی طرح ابھری ہوئی ہو جس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونی چاہیئے۔ قبر پر کوئی چیز بطور یادگار کے لکھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ ضرورت ہو۔ عالمگیری میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنی قبر تیار کر والے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ اس پر ثواب ملے گا۔

یہ سب مسائل درمختار، شامی، عالمگیری، البحر الرائق، ملتقی شرح وقایہ اور عمدۃ الرعایہ سے ماخوذ ہیں) ۱۲۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ۔ — تو اللہ نے ایک کوا بھیجا زمین کریدتا کہ اسے دکھائے کیونکر اپنے بھائی کی لاش چھپائے (سورۃ المائدہ ۳۱)

تمہید

روح المعانی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ابن جریر کے حوالے سے یہ واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی حضرت حوا علیہا السّلام کو ہر بطن سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی توأم پیدا ہوتے تھے، پھر دوسرے بطن سے بھی اسی طرح ایک لڑکا اور ایک لڑکی توأم پیدا ہوتے تھے، دوسرے بطن کے لڑکے کا نکاح پہلے بطن کی لڑکی سے کیا جاتا تھا، اور حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی شریعت میں اس قسم کا نکاح حسب ضرورت وقت جائز رکھا گیا تھا، اور ایک ہی بطن کے لڑکے اور لڑکی میں نکاح جائز نہیں تھا۔ اسی طرح حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو دو بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا نام ہابیل رکھا گیا اور دوسرے کا نام قابیل، اور دونوں کے ساتھ ایک ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی شریعت کے مطابق ہابیل کا نکاح قابیل کی بہن سے اور قابیل کا نکاح

ہابیل کی بہن سے تجویز ہوا، قابیل کی بہن زیادہ حسین تھی تو قابیل نے اپنی بہن سے جو اس کے ساتھ ہی پیدا ہوئی تھی، اسی سے نکاح کرنا چاہا۔ اور یہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کے خلاف تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کو سمجھایا کہ یہ جائز نہیں ہے ایسا نہ کرنا، مگر قابیل نے حضرت آدم کی بات نہ مانی، جو بہن اس کے ساتھ پیدا ہوئی تھی، اسی سے نکاح کرنے پر مصر رہا۔ بالآخر حضرت آدم علیہ السلام نے قطع محبت کے لیے یہ فیصلہ فرمایا کہ دونوں اللہ کے نام کی نذر کرو، جس کی نذر قبول ہو جائے وہ عورت اسی کی رہے گی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی سے کامل یقین تھا کہ ہابیل حق پر ہے اسی کی نذر قبول ہو گی اس لیے مذکورہ فیصلہ فرمایا گیا، تاکہ قابیل کو بحث وتکرار کی گنجائش نہ رہے۔ یہ مطلب نہ تھا کہ قابیل کے لیے وہ عورت حلال ہو جائے گی۔

غرض کہ دونوں نے اپنی اپنی نذر حاضر کی۔ ہابیل تو ایک عمدہ دنبہ لایا، اور قابیل چند خوشے کسی غلہ کے لایا اور رکھ دیا۔ دونوں منتظر تھے دیکھیں کہ کس کی نذر قبول ہوتی ہے اتنے میں آسمان سے ایک آگ آئی اور ہابیل کی نذر کو جلا دیا۔ اور اس وقت نذر قبول ہونے کی علامت یہی تھی، جب قابیل اس فیصلہ میں بھی ہارا تو ہابیل کی جان کے درپے ہوا، یہاں تک کہ ہابیل کو قتل کر ڈالا، لیکن قابیل کو یہ سمجھ نہ آیا کہ اس نعش کو کیونکر چھپاؤں تاکہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی اطلاع نہ ہو، یہاں تک کہ کوے کے ذریعہ سے ہابیل کے دفن کرنے کا طریقہ بتلایا گیا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ (سورۂ مائدہ پ ۶ ع ۵) میں فرماتے ہیں فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَهٗ كَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِیْهِ

پھر آخر اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا وہاں بھیجا کہ وہ (چونچ اور پنجوں سے) زمین کو کھودتا تھا اور کھود کر ایک دوسرے کوّے کو جو مرا ہوا تھا اس گڑھے میں ڈھکیل کر اس پر مٹی ڈالتا تھا تاکہ وہ کوّا قابیل کو سکھائے کہ اپنے بھائی ہابیل کی لاش کو کس طرح چھپا دے، قابیل نے کوّے سے سیکھ کر ہابیل کو اسی طرح دفن کر دیا۔ ہابیل پہلا مردہ ہے جو زمین پر مرا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دفن کا طریقہ کوّے کے ذریعہ سے سکھایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے مرنے کے بعد مردہ کو جن جن طریقوں سے چھپایا جاتا ہے، ان طریقوں سے زمین میں دفن کرنے کا طریقہ فطری اور اللہ تعالیٰ کا پسند کیا ہوا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ، — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ — پھر اسے موت دی، پھر قبر میں رکھوایا۔

(سورہ عبس، ۲۱)

ف: مومن کی موت بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ اس موت کے ذریعہ وہ دنیاوی مصیبتوں سے چھٹکارا پاکر محبوب حقیقی کا وصال حاصل کرتا ہے، مومن کی موت مصیبتوں سے چھوٹنے کا دن ہے اور کافر کی موت اس کی پکڑ وگرفت کا دن ہے۔

۲۱۵۳ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّ سَعْدَ ابْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سعد بن ابی

قَالَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ ھَلَکَ فِیْہِ اِلْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَّانْصُبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا کَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اپنے مرض الموت میں کہا تھا کہ میرے لیے بغلی قبر کو کھودنا اور میری قبر پر (نشانی کے واسطے) کچی اینٹیں رکھ دینا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک کو بغلی کھودا گیا تھا، اور قبر شریف پر کچی اینٹیں جمائی گئی تھیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے

۲۱۵۴ (۲) وَعَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا یَلْحَدُ وَالْاٰخَرُ لَا یَلْحَدُ فَقَالُوْا اَیُّھُمَا جَآءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَہٗ فَجَآءَ الَّذِیْ یَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

(رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوئی تو لوگوں نے آپس میں کہا کہ مدینہ میں دو شخص قبر کھودتے ہیں ایک صاحب بغلی قبر کھودتے ہیں، اور دوسرے صاحب صندوقی (دونوں کو بلاؤ) ان میں سے جو پہلے آجائے وہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف (اپنے طریقہ کے موافق) تیار کرے۔ الغرض دونوں کو اطلاع کی گئی، اتفاق سے بغلی قبر تیار کرنے والے صاحب پہلے آگئے اور آپ کے لیے بغلی قبر تیار کی گئی۔ اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

۲۱۵۵ (۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَیْرِنَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ عَنْ جَرِیْرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ وَقَدْ رَوٰی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ کَرِہَ اَنْ یُّلْقٰی تَحْتَ الْمَیِّتِ فِی الْقَبْرِ شَیْءٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (ہمارے مدینہ کی زمین بہت سخت ہے، بغلی قبر کے قابل ہے، (اس لیے) ہم مدینہ والوں کے لیے (اور جہاں کہیں کی زمین سخت ہو۔ ان کے لیے) بغلی قبر ہی مناسب ہے، (اور ہمارے مدینہ کے سوا جہاں کی زمین نرم ہے جیسے مکہ کی یا اور جگہ کی ان کے لیے) صندوقی قبر ہی مناسب ہے اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور امام احمد نے جریر بن عبد اللہ سے

اس کی روایت کی ہے، اور ترمذی نے کہا ہے کہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبر میں میت کے نیچے (چادر یا) کوئی (اور چیز) بچھانے کو مکروہ سمجھتے تھے[1]

۲۱۵۶ وَعَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ اَنَّهٗ رَاٰى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت سفیان التمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف (ایک بالشت اونچی) کوہان نما ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۱۵۷ وَعَنْهُ دَخَلْتُ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَقَبْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ مُسَنَّمَةً۔

(رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ)

حضرت سفیان التمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں (ایک دفعہ) اس حجرہ شریف میں داخل ہوا کہ جس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف ہے میں نے دیکھا کہ (حجرہ شریف میں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں تینوں کی تینوں (ایک بالشت اونچی) کوہان نما ہیں، اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں کی ہے۔

۲۱۵۸ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (بلا ضرورت) قبر کو پکے سے پختہ کرنے کی ممانعت فرماتے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبر پر بیٹھنے سے بھی منع فرماتے ہیں اس لیے کہ اس میں مردہ کی اہانت اور ذلت ہوتی

---

[1] اس لیے در مختار میں لکھا ہے کہ مردہ زمین پر رہنا چاہیئے، قبر میں مردہ کے نیچے چادر وغیرہ بچھانا مکروہ تحریمی ہے اب رہی یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے مشہور ہے کہ قبر شریف میں چادر بچھائی گئی تھی، یہ حضور کا خاصہ ہے۔ حضور چونکہ حیات النبی لا ندم ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے قبر شریف میں چادر بچھائے جانے سے دوسروں کی قبر میں چادر بچھانے پر دلیل نہیں لی جاسکتی۔

ہے[1] اور مردہ کی اہانت جن کاموں سے ہوتی ہے وہ سب منع فرمائے ہیں) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے

۲۱۵۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰی جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِیَابَهٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِهٖ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی چنگاری پر بیٹھ جائے، اور اس سے اس کے کپڑے جل کر اس کی کھال تک آگ پہونچ جائے تو یہ ایسا مضر نہیں جیسے قبر پر بیٹھنے سے اس کا مضر اثر بیٹھنے والے کے قلب تک پہونچتا ہے، یہ آگ پر بیٹھنے کے ضرر سے زیادہ مضر ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۱۶۰ وَعَنْ اَبِی الْهَیَّاجِ الْاَسَدِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُكَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَهٗ۔

حضرت ابوالہیاج اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں سنو ابوالہیاج مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس کام کے لیے بھیجا تھا، میں اس کام کے لیے تم کو بھی بھیجنا چاہتا ہوں اور وہ کام یہ ہے کہ جہاں کہیں تم کسی جاندار کی تصویر[2] دیکھو

[1] لہذا اگر کوئی ایسی ضرورت ہو مثلاً کسی شے سے قبر کے مسمار کرنے کا خوف ہو، تو قبر کو پکے سے پختہ بنا سکتے ہیں۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے رما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللّٰہ حسن) جس فعل کو صالحین مسلمان اچھا سمجھیں، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے، ضرورت کی وجہ سے قبر کو پکا کرنا صالحین مسلمان پسند کرتے ہیں، اس لیے پکی قبر بنانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبر پر عمارت بنانے سے بھی منع فرماتے ہیں (اگر عمارت سے مراد یہ ہے کہ عین قبر پر ہی کوئی عمارت بنائیں جیسے بعض کفار قبر پر لاٹ بناتے ہیں تو ایسی عمارت بنانا اس حدیث سے ممنوع ہے اور اگر قبر پر عمارت بنانے سے مراد یہ ہے کہ قبر کے اطراف کوئی عمارت مثل گنبد کے بنائی جائے اور وہ بے ضرورت ہو تو یہ بھی جائز نہیں ہے، اور اگر گنبد وغیرہ کسی ضرورت سے بنایا جائے جیسے صالحین مشائخ، علماء اور سادات کے مزار پر گنبد اس غرض سے بناتے جاتے ہیں کہ جو لوگ ان کے مزار پر زیارت کے لیے آتے ہیں وہ دھوپ سے اور بارش سے محفوظ رہیں اور اور اطمینان سے بیٹھ کر ان سے فیض لیا کریں تو یہ جائز ہے، اس لیے کہ صالحین مسلمان اس کو اچھا سمجھتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے)

[2] (خواہ وہ مجسمہ ہو، یا ہاتھ سے کھینچی ہوئی ہو، یا فوٹو ہو)

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

اس کو توڑ دو، مٹا دو (اور باقی نہ رہنے دو) ایسا ہی جہاں تم دیکھو کہ قبر (حد سے زیادہ) اونچی بنائی گئی ہے تو اس کو پست کر کے ایک بالشت کے موافق بلند رہنے دو اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۱۶۱
۹
وَعَنْ اَبِیْ مَرْثَدِ الْغَنَوِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَیْھَا۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ابومرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (قضاءِ حاجت کے لیے) قبروں پر مت بیٹھو تو یہ بھی نہیں کرنا چاہیئے (اس لیے کہ ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے (اس لیے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۱۶۲
۱۰
وَعَنْ ھِشَامِ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ اُحُدٍ اِحْفِرُوْا وَاَوْسِعُوْا وَاَعْمِقُوْا وَاَحْسِنُوْا وَادْفِنُوْا الْاِثْنَیْنِ وَالثَّلٰثَۃَ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ وَقَدِّمُوْا اَکْثَرَھُمْ قُرْاٰنًا۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ اِلٰی قَوْلِہٖ وَاَحْسِنُوْا)

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم جنگ احد کے ختم ہونے کے بعد (جب شہیدوں کو دفن کر رہے تھے اس وقت) ارشاد فرمایا قبریں کھود دو، اور کشادہ کھودو، اور گہری کھودو (کم سے کم قبر کمر کے برابر گہری ہو، جتنی زیادہ گہری کھودو گے بہت اچھا ہے۔ چاہیئے سینہ تک ہو یا قد کے برابر ہو) اور قبر کو پاک وصاف بناؤ (کہ زمین ہموار رہے۔ مٹی اور کوئی چیز اس میں نہ رہے) بہتر تو یہ ہے کہ ایک قبر میں ایک ہی مردہ دفنایا جائے، اگر ضرورت ہو تو) ایک قبر میں دو، دو یا تین تین بھی دفن کرو (مگر دو مردوں کے بیچ میں مٹی یا اینٹوں سے آڑ بنائی جائے[۲]) جس کو قرآن

---

[۱] اس لیے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے، اگر قضا حاجت کے لیے نہیں بلکہ یوں ہی قبروں پر بیٹھا یا قبروں پر پاؤں رکھتا ہوا چلا)

[۲] جب کئی مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنا پڑے تو ان میں سب سے زیادہ جس کا علم وعمل تھا اسی کو قبر میں پہلے اتاریں اور اس کو قبلہ کی طرف پہلے رکھیں، مثلاً

زیادہ یاد ہو، اس کو پہلے قبر میں اتار کر (قبلہ کی طرف پہلے) رکھیں[1]۔ اس حدیث کی روایت امام احمد، ترمذی، ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی اس کے قریب قریب روایت کی ہے۔ ۱۲۔

۲۱۶۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ اُحُدٍ جَاءَتْ عَمَّتِيْ بِاَبِيْ لِتَدْفِنَهٗ فِيْ مَقَابِرِنَا فَنَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رُدُّوا الْقَتْلٰى اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ـ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَلَفْظُهٗ لِلتِّرْمِذِيِّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (غزوۂ اُحد میں میرے والد شہید ہوئے اور ابھی دفن نہیں کئے گئے تھے کہ) میری پھوپھی میرے والد کو وہاں سے منتقل کر کے ہمارے قبرستان میں دفن کرنے کے لیے لے آئیں، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے منادی نے ندا دی کہ شہیدوں کو ان کے شہید ہونے کی جگہ واپس لے جاؤ (تاکہ ان کو وہیں دفن کر دیا جائے) اس حدیث کی روایت امام احمد ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ میت کو جہاں موت آئے اسی مقام کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیئے دوسرے مقام میں اس کو منتقل نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر منتقل کیا بھی تو ایک دو میل سے کم فاصلہ میں منتقل کرنا چاہیئے یہ بھی خلاف اولیٰ ہے، اور ایک دو میل سے زائد دور دفن کے لیے لے جانا مکروہ ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے والد کو جہاں یہ شہید ہوئے تھے وہیں دفن کرنے کا حکم دیا اور دفن کے بعد قبر کو کھود کر میت کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے جانا ہر حالت میں ناجائز ہے۔ ہاں اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ میت کا دفن کے بعد نکالنا جائز ہے، مثلاً وہ زمین جس میں اس کو دفن کیا گیا ہے وہ دوسرے کی ملک ہو، اور وہ اس کے دفن پر راضی نہ ہو۔ (یہ مضمون عالمگیری اور رد المحتار سے لیا گیا ہے) ۱۲

۲۱۶۴ وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ بِالْحُبْشِيِّ وَهُوَ مَوْضِعٌ فَحُمِلَ اِلٰى مَكَّةَ فَدُفِنَ بِهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ اَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (جو مشاہیر تابعین سے ہیں) ان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حبشی مکہ مکرمہ کے اطراف کے مواضعات میں سے ایک موضع ہے، یہاں عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے اور اسی موضع میں ان کا

[1] پھر اس سے کم جس کو قرآن یاد ہو، اس کے بعد اُس کو رکھیں۔ ایسے ہی ترتیب وار مردوں کو ایک قبر میں ضرورۃً رکھ سکتے ہیں)

ابْنِ اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَتْ ؛

وَكُنَّا كَنَدْ مَانِيْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً
مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاَنِّيْ وَمَالِكًا
لِطُوْلِ اِجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا

انتقال ہوگیا، تو ان کا جنازہ مقام حُبشی سے مکہ معظمہ لایا گیا، اور وہ مکہ معظمہ میں دفن کئے گئے جب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حج کے لیے) مکہ معظمہ آئیں تو اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی زیارت کے لیے ان کی قبر پر تشریف لائیں اور (بہت درد کے ساتھ) یہ اشعار پڑھے۔

وَكُنَّا كَنَدْ مَانِيْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً
مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاَنِّيْ وَمَالِكًا
لِطُوْلِ اِجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا

جذیمہ عراق اور عرب کا بادشاہ تھا اس کے دو وزیر تھے۔ ایک کا نام مالک اور دوسرے کا نام عقیل تھا جذیمہ کے یہ دو وزیر چالیس سال تک ایک دوسرے کے ساتھ رہے۔ ان کی آپس میں مدت دراز تک ہم نشینی اور خلوص و محبت کی وجہ سے لوگ کہتے تھے کہ اب یہ ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ لیکن نعمان نے ان کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ کو تمیم بن نویرہ شاعر نے اپنے بھائی مالک بن نویرہ کے مرثیہ میں تشبیہاً اس طرح بیان کیا ہے کہ جس طرح جذیمہ بادشاہ کے دو وزیر چالیس سال تک ایک دوسرے کے ساتھ رہے۔ اسی طرح ہم بھی آپس میں ان دو وزیروں کی طرح ہم نشین اور محبت رکھنے والے تھے۔ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے تھے (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا۔ تمیم بن نویرہ شاعر کہتا ہے کہ اے مالک ہم باوجود ایک مدت دراز تک ساتھ رہنے کے تیرے قتل کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مدت دراز تک خواب تھا، اور ہم اس طرح جدا ہو گئے کہ کبھی ایک ساتھ نہ رہے تھے۔ اب اسی واقعہ کو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے حسب حال

ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَوْحَضَرْتُكَ مَا دُفِنْتَ اِلَّا حَيْثُ مِتَّ وَلَوْ شَهِدْتُكَ مَا زُرْتُكَ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

پاکر اپنے بھائی کے فراق میں مذکورہ دو شعر پڑھیں کہ ،
اے بھائی! ہم اور تم جذیمہ بادشاہ کے ہم نشین وزیروں کی طرح تھے اور آپس میں ایک مدت دراز تک اس طرح رہے کہ لوگ کہتے تھے کہ اب یہ جدا نہ ہوں گے لیکن جب جدائی کا وقت آیا تو باوجود اتنی طویل مدت تک ساتھ رہنے کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم ایک رات بھی ساتھ نہیں رہے ۔

ان اشعار کے پڑھنے کے بعد حضرت ام المومنین فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم! اگر میں تمہاری موت کے وقت تمہارے پاس موجود ہوتی تو تمہیں اسی مقام حُبشی میں دفن کرتی جہاں تمہاری وفات ہوئی تھی) اس لیے جو شخص جہاں انتقال کرے اس کو وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا مسنون ہے) اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بھی فرمایا کہ عام عورتوں کی عدت ان کے شوہروں کی وفات کے بعد (۴) ماہ دس دن ہے ، اسی لیے وہ عدت گزرنے کے بعد کسی سے بھی نکاح کر سکتی ہیں ۔ بخلاف اس کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات کی عدت ان کی وفات تک ہے کہ امہات المومنین کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد تاحیات کسی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے[1] اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے ۔

۲۱۶۵ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ
۱۳
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَخَذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَاسْتَقْبَلَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، سے روایت ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو قبلہ کی جانب سے قبر میں اتار کر رکھا گیا ۔ اس طرح کی

[1] اس لیے اپنے بھائی سے حضرت عائشہ فرما رہی ہیں کہ میں عدت میں ہوں ، اگر میں تمہارے انتقال کے وقت تمہارے جنازہ میں شریک رہتی تو دوبارہ تمہاری زیارت کے لیے نہ آتی کیونکہ زمانہ عدت میں بلا ضرورت شدید کے کہیں جا نہیں سکتے ۔ ہاں ایسی ہی کوئی خاص ضرورت ہو تو جا سکتے ہیں ۔ چونکہ میں تمہارے انتقال کے وقت (تمہارے دیدار سے محروم رہی) اس لیے اب زیارت کے لیے آگئی ہوں (تاکہ یہ آخری دیدار کے قائم مقام ہو جائے ۔)

اِسْتِقْبَالًا ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

قبر کے قبلہ کی جانب جنازہ رکھا گیا اور جنازہ کو لے کر قبر میں رکھنے والوں کا رُخ بھی قبلہ کی طرف تھا (پھر قبر میں) آپ کو سیدھی کروٹ کر کے قبلہ رُخ لٹایا گیا۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۱۶۶ وَعَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اُلْحِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاُخِذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَنُصِبَ عَلَيْهِ اللَّبِنُ نَصْبًا۔

(رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ)

حضرت ابن بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے والد بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے بغلی قبر تیار کی گئی تھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر شریف میں اُتارتے وقت قبلہ کی جانب سے اتارا گیا تھا، اور قبر شریف پر کچی اینٹیں جمائی گئی تھیں۔ اس کی روایت ہمارے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے۔

۲۱۶۷ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اُدْخِلَ الْقَبْرَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَلَمْ يُسَلَّ سَلًّا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ دَاوٗدَ فِي الْمَرَاسِيْلِ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو قبر شریف میں اتارتے وقت قبلہ کی جانب سے اتارا گیا تھا، اور قبر شریف کے پائیتیں جنازہ کو رکھ کر قبر میں سر کی جانب سے نہیں اُتارا گیا ہے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور ابو داؤد نے بھی اس کی روایت مراسیل میں کی ہے۔ ۱۲

۲۱۶۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْخَلَ قَبْرًا لَيْلًا فَاُسْرِجَ لَهٗ سِرَاجٌ فَاَخَذَهٗ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَقَالَ رَحِمَكَ اللّٰهُ اِنْ كُنْتَ لَاَوَّاهًا تَلَّاءً لِلْقُرْاٰنِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ (جب عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو اصحاب صفہ میں سے تھے ان کا انتقال ہوا تو ان کو رات میں دفن کیا گیا) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو دفن کرنے کے لیے قبر میں اُترے (دفن میں سہولت کے لیے) آپ کے واسطے چراغ روشن کیا گیا۔ اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے (میت کو قبر میں) قبلہ کی جانب سے اتارا اور فرمایا (عبداللہ!) اللہ تعالیٰ تم پر رحمت نازل فرمائے تم بڑے نرم دل اور خوف خدا سے بہت رونے والے اور

قرآن شریف کی بہت زیادہ تلاوت کرنے والے تھے۔ اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی نماز جنازہ پڑھی تھی تو چار تکبیرات کے ساتھ نماز ادا فرمائی تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

۲۱۶۹ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرَ يَدْخُلُوْنَ الْمَيِّتَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَفِيْ اَسْنَادِهٖ عَبْدَ اللّٰهِ بْنُ خَرَاشٍ وَثَّقَهُ ابْنُ حَبَّانَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (یہ سب حضرات) میت کو قبر میں اتارتے وقت قبلہ کی جانب سے ادا کرتے تھے۔ اس کی روایت طبرانی نے الکبیر میں کی ہے۔ ۱۲

۲۱۷۰/۱۸ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ اَدْخَلَ يَزِيْدَ بْنَ الْمُكَفَّفِ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ فِي الْمُحَلّٰى۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ جب یزید بن المکفف کو قبر میں اتارتے ہیں تو قبلہ کی جانب سے اتارتے ہیں۔ اس کی روایت عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور ابن حزم نے محلی میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

۲۱۷۱/۱۹ وَعَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ اَنَّهٗ وَلِيَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا وَّاَدْخَلَهٗ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ۔

(رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ)

ابن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نماز جنازہ پڑھانے اور دفن کرنے کے لیے ابن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب انتخاب ہوا تو حضرت ابن الحنفیہ نے حضرت ابن عباس کی نماز جنازہ چار تکبیرات کے ساتھ ادا فرمائی اور ان کو قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔ ۱۲

۲۱۷۲/۲۰ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب میت کو قبر میں اتارا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے "بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ"، ہم اللہ کے نام سے اس میت کو قبر میں اتارنا شروع کرتے ہیں، یا اللہ یہ تنہا آپ کے پاس آرہا ہے، اس لیے ہم اس کو آپ کی پناہ

بیں دے رہے ہیں، آپ اس کی ہر جگہ مدد فرمائیے ہم اس کو رسول اللہ کے دین کے موافق ہی دفن کر رہے ہیں۔ اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۱۷۳ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَثَّى عَلَى الْمَيِّتِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ بِيَدَيْهِ جَمِيْعًا وَاَنَّهٗ رَشَّ عَلٰى قَبْرِ ابْنِهٖ اِبْرَاهِيْمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَى الشَّافِعِيُّ مِنْ قَوْلِهٖ رَشَّ۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے والد امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (سرہانے کی طرف سے) اپنے دونوں دست مبارک کو ملا کر دونوں ہاتھوں سے تین مشت مٹی[1] قبر میں ڈالے ہیں امام احمد کی روایت سے ثابت ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہلی دفعہ مشت سے مٹی ڈالتے وقت مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ (مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا) پڑھے اور دوسری دفعہ مشت سے مٹی ڈالتے وقت فرمایا وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ (اور مرنے کے بعد دوبارہ تم کو ہم مٹی ہی میں لے جائیں گے) اور تیسری دفعہ مشت سے مٹی ڈالتے وقت فرمایا وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (پھر قیامت میں ہم تم کو مٹی، ہی سے اٹھائیں گے) اور راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا جب انتقال ہوا تو) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم (کے دفن کے بعد ان) کی قبر پر (اپنے دست مبارک سے) پانی چھڑکے اور قبر پر اپنے دست مبارک سے کنکریاں جما دیں (تاکہ نشانی رہے) اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے اور امام شافعی نے بھی اس کے قریب قریب روایت کی ہے۔

---

[1] اس نے اپنی زندگی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے موافق بسر کی ہے، (اس لیے اب)

[2] اگر بغلی قبر ہو تو اینٹوں سے بند کرنے کے بعد، اور اگر قبر صندوقی ہو تو کڑیاں رکھنے کے بعد)

۲۱۷۴ / ۲۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ ثُمَّ اَتَی الْقَبْرَ فَحَثٰی عَلَیْهِ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ ثَلَاثًا۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی، پھر میت کے ساتھ قبر تک تشریف لے گئے اور میت کو قبر میں رکھ دیا گیا، اور جب مٹی ڈالنے کا وقت آیا تو) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سرہانے کی جانب سے تین مشت مٹی قبر میں ڈالے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۱۷۵ / ۲۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَكَانَ الَّذِیْ رَشَّ الْمَاۤءَ عَلٰی قَبْرِهٖ بِلَالُ ابْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَةٍ بَدَاَ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ حَتّٰی انْتَهٰی اِلٰی رِجْلَیْهِ۔

(رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَاۤئِلِ النُّبُوَّةِ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر دفن کے بعد پانی چھڑکا گیا تھا، اور پانی چھڑکنے والے بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، انھوں نے اس طرح چھڑکاؤ شروع کیا کہ سر مبارک کی طرف سے شروع کرکے دونوں قدموں تک چھڑکاؤ ختم کیا۔ اس کی روایت بیہقی نے دلائل النبوۃ میں کی ہے۔

۲۱۷۶ / ۲۴ وَعَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ یُّكْتَبَ عَلَیْهَا وَاَنْ تُوْطَاَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبروں کو پکے سے پختہ کرنے کی ممانعت فرماتے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبروں پر لکھنے سے منع فرماتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں پر چلنے سے بھی منع فرمایا ہے اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف یہ حدیث اس زمانہ کی ہے کہ جس زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبروں کی زیارت کرنے سے منع فرماتے تھے جب زیارت قبور سے منع فرمایا گیا تو قبروں کو پکا کرنے سے بھی منع فرمایا گیا تھا، اس لیے کہ جب زیارت قبور ہی جائز نہ تھی تو قبروں کو پکا کرکے پختہ کرنے کی کیا ضرورت تھی، اور جب قبروں کی زیارت کرنے کی ممانعت منسوخ ہو گئی تو حدیث کے دونوں حکم کہ قبروں پر پکا نہ کی جائے اور قبروں پر لکھا نہ جائے بھی منسوخ ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے (زُوْرُوْهَا) یعنی قبروں کی زیارت کرو تو اس سے قبروں کو پکا کرکے پختہ کرنے کی اجازت

بھی مل گئی اور قبروں پر لکھنے اور کتبے لگانے کی بھی اجازت ہو گئی۔ اس لیے کہ کچی قبر چند روز میں زمین کے برابر ہو جاتی ہے اور اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔ اس سے لازم آتا ہے کہ قبروں کو گچ سے پختہ کریں اور اوپر لکھیں یا کتبے لگائیں تاکہ زیارت کی جا سکے یہ قول مبارک ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا، آپ کے فعل سے بھی دلیل ملتی ہے قبروں کو گچ سے پختہ کرنے کی، اس لیے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی قبر پر ایک بڑا پتھر رکھنے کا حکم دیا، صحابی اس کو اٹھا نہ سکے، تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود اٹھا کر قبر پر رکھ دیئے تاکہ قبر یاد رہے اور اس کی زیارت کر سکیں۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ قبروں کو گچ سے پختہ کیا جائے تاکہ لوگ زیارت کر سکیں۔ حدیث مذکور کے یہ دونوں حکم منسوخ ہونے کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ سارے عالم اسلام میں مشرق سے مغرب تک سلف سے خلف تک قبروں کو گچ سے پختہ کیا جاتا رہا ہے اور قبروں پر لکھا جاتا رہا ہے یا ان پر کتبے لکھ کر سرہانے لگائے جاتے رہے ہیں اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث شریف ہے، "مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ"، جس فعل کو صالحین مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔ چونکہ صالحین مسلمان قبروں کو گچ سے پختہ کرتے اور قبروں پر لکھتے اور کتبے یا تختیاں لگانے کو پسند کرتے ہیں، اس لیے قبروں کو گچ سے پختہ بنانا اور قبروں پر لکھنا یا کتبے اور تختیاں لگانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے

حدیث مذکور کا تیسرا جزء کہ قبر کو روندا نہ جائے منسوخ نہیں ہے اس لیے قبروں پر چلنا اور قبروں کو روندنا ناجائز ہے۔ ۱۲۔

۱۷۷۰/۲۵ وَعَنِ ابْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِیْ وَدَاعَۃَ قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ اُخْرِجَ بِجَنَازَتِہٖ فَدُفِنَ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَجُلًا اَنْ یَّاْتِیَہٗ بِحَجَرٍ فَلَمْ یَسْتَطِعْ حَمْلَہَا فَقَامَ اِلَیْہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَحَسَرَ عَنْ

مطلب بن وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو ان کا جنازہ لے جا کر (بقیع میں) دفن کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ ایک بڑا پتھر اٹھا لاؤ صحابی اس کو اٹھا کر نہ لا سکے تو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس پتھر کے لانے کا ارادہ فرمایا اور اپنے دونوں آستینوں کو چڑھا کر اس پتھر کے پاس پہنچے، راوی کہتے ہیں کہ جس صاحب نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے وہ فرماتے

لہ تاکہ قبر پر سرہانے کی طرف رکھا جائے یہ معلوم ہونے کے لیے یہ عثمان بن مظعون کی قبر ہے) وہ پتھر (اس قدر بڑا تھا کہ)

ذِرَاعَيْهِ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِيْ يُخْبِرُنِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَسَرَ عَنْهُمَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَاْسِهٖ وَقَالَ اُعْلِمُ بِهَا قَبْرَ اَخِيْ وَاَدْفِنُ اِلَيْهِ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَهْلِيْ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اس پتھر کے لانے کے لیے اپنے آستین چڑھائے ہیں تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بازوں کی سفیدی اس وقت مجھے جو دکھائی دی اب تک یاد ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پتھر کو اٹھا کر عثمان بن مظعون کی قبر پر سرہانے کی طرف جما دیئے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے (کہ مرور زمانہ سے قبر مٹ کر زمین کے برابر ہو جاتی ہے، اور لوگوں کو معلوم نہیں ہوتا کہ قبر کہاں ہے اس لیے) میں (اس پتھر کو سرہانے کی طرف رکھ کر) لوگوں کو یہ معلوم کروانا چاہتا ہوں کہ (یہاں میرے رضاعی بھائی) عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے (میں یہ نشانی اس وجہ سے بھی رکھ رہا ہوں کہ) ان کے بعد میرے گھرانے میں سے جو بھی وفات پائیں گے، انھیں یہاں دفن کروں گا (اس لیے ہڑ والا قائم کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

۲۱۷۸/۲۶ وَعَنِ الْبَرَآءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ بَعْدُ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَجَلَسْنَا مَعَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ فِيْ اٰخِرِهٖ كَاَنَّ عَلٰى

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک انصاری کے جنازہ کو لیے ہوئے قبرستان میں پہونچے، جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ ابھی قبر تیار نہیں ہوئی ہے (قبر کے تیار ہونے کا انتظار تھا اس لیے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبلہ کی طرف رُخ کر کے بیٹھ گئے اور ہم بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضور کے اطراف میں بیٹھ گئے۔ اس کی روایت ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے، اور اس وقت مجلس پر حضور کے رعب اور عظمت کی وجہ سے ایسا سکون اور ایسی خاموشی طاری تھی کہ سب بے حس وحرکت

رُءُوْسِنَا الطَّيْرَ۔

بیٹھے ہوئے تھے) ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں (کہ حرکت کرنے سے یہ اُڑ جائیں گے)

ف: اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے ساتھ قبرستان تک جانا اور قبر تیار ہونے تک دفن کے انتظار میں بیٹھنا سنت ہے۔ اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے۔ مرقات میں طبرانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بہترین مجلس وہ ہے جس میں قبلہ رو ہو کر بیٹھا جائے۔ ۱۲۔

تمہید

جیسے زندہ کو کچھ ایذاء دی جائے تو وہ متاثر ہوتا ہے اور اس کو تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی مردہ کو اگر ایذاء دی جائے تو وہ بھی متاثر ہوتا ہے۔ اور اس کو بھی تکلیف ہوتی ہے

۲۱۷۹/۲۷ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کسی مردہ کے (اعضاء درست کرنے کے لیے) اس کی ہڈی توڑ دی جائے تو اس سے اس کو اسی طرح تکلیف ہوتی ہے) جیسے کسی زندہ کی ہڈی (اس کی زندگی میں) توڑنے سے اس کو تکلیف پہونچتی ہے۔ اس کی روایت امام مالک، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندہ کو ایذاء پہونچانے سے جیسا گناہ ہوتا ہے ویسے ہی مردہ کو مرنے کے بعد ایذاء دینے سے گناہ ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے کسی آرام دہ کام سے زندہ کو آرام ور لذت ملتی ہے، ایسا ہی کسی مردہ کے ساتھ بھی آرام دہ کام کیا جائے تو مردہ کو آرام اور لذت ملتی ہے اس سے ثابت ہوا کہ جیسے زندگی میں زندہ کی تعظیم کی جائے ایسے ہی مرنے کے بعد مردہ کی بھی تعظیم کی جائے، اس لیے کہ اس سے مردہ کو راحت اور لذت ملتی ہے۔ مرقات۔ اشعۃ اللمعات اور ردالمحتار۔ ۱۲۔

۲۱۸۰/۲۸ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے

قَالَ رَاٰنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا عَلٰی قَبْرٍ فَقَالَ لَا تُؤْذِ صَاحِبَ ھٰذَا الْقَبْرِ اَوْ لَا تُؤْذِہٖ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا کہ میں ایک قبر سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا ہوں (یہ دیکھ کر) ارشاد فرمایا (کہ تمہارے قبر کو ٹیکا لگا کر بیٹھنے سے صاحب قبر کو تکلیف ہو رہی ہے۔ اس طرح بیٹھ کر صاحب قبر کو تکلیف نہ دو۔ (کیونکہ اس میں میت کی اہانت بھی ہے۔) اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۱۸۱/۲۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ شَھِدْنَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تُدْفَنُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَی الْقَبْرِ فَرَاَیْتُ عَیْنَیْہِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ ھَلْ فِیْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ لَمْ یُقَارِفِ اللَّیْلَۃَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَۃَ اَنَا قَالَ فَانْزِلْ فِیْ قَبْرِھَا فَنَزَلَ فِیْ قَبْرِھَا۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کا (جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں) انتقال ہو گیا، ہم ان کے دفن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک تھے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبر کے کنارے تشریف فرما تھے حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہر دو مبارک آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اتنے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، کیا ہم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جس نے آج رات اپنی بیوی سے جماع نہیں کیا ہے ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایسا میں ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ (دفن کرنے کے لیے) ان کی قبر میں تم ہی اترو۔ حسب الحکم ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کو دفن کرنے کے لیے قبر میں اترے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف۔ اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کو دفن کرنے کے لیے قبر میں اُترے، اور حضرت ابو طلحہ اجنبی تھے، حضرت ابو طلحہ کو قبر میں اترنے کا جو حکم دیا گیا اس سے ابن الہمام نے یہ مسائل اخذ کئے ہیں کہ عورتوں کو قبر میں اتارنے کے لیے یا کسی ضرورت پر قبر سے

نکالنے کے لیے مرد ہی قبر میں اتریں، اگرچہ کہ مرد اجنبی ہوں عورتیں قبر میں نہ اتریں، اس لیے کہ ضرورت پر اجنبی مرد کو جس طرح زندگی میں کپڑے وغیرہ کو حائل کر کے ہاتھ لگا سکتا ہے۔ ایسے ہی مرنے کے بعد بھی کپڑے وغیرہ کو حائل کر کے ہاتھ لگا سکتا ہے اور کفن بھی حائل ہو جاتا ہے۔ اگر کسی عورت کی وفات ہو جائے اور اس کے ساتھ اس کے محرم رشتہ دار موجود نہ ہوں تو ایسی صورت میں اس کے پڑوسی کے عمر رسیدہ نیک اور صالح لوگ اس کو دفنا سکتے ہیں اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو نوجوان نیک اور صالح لوگ اس کو دفن کر سکتے ہیں۔ یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے۔ ۱۲ ار

۲۱۸۲ / ۳ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لِابْنِهٖ وَهُوَ فِيْ سِيَاقِ الْمَوْتِ إِذَا أَنَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِيْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ فَإِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ فَشُنُّوْا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ أَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَ مَا يُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَّيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَأَعْلَمَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّيْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان کو سکرات شروع ہوئی تو انہوں نے اپنے فرزند سے ارشاد فرمایا (سنو بیٹا!) جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورتوں کو نہ رکھنا۔ اور نہ میرے جنازے کے ساتھ آگ لے کر چلنا (یہ زمانہ جاہلیت کے رواج ہیں اسلام میں ان کو بُرا سمجھا گیا ہے) حضرت عمرو بن عاص نے پھر فرمایا کہ جب تم میرے دفن کا ارادہ کرو تو بہ سہولت قبر میں مٹی ڈالو، اور دفن کے بعد میری قبر کے اطراف تم لوگ (تلقین یعنی ذکر کرتے اور قرآن پڑھتے ہوئے) اتنی دیر تک ٹھہرے رہو جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکے تاکہ میں (اس عرصہ میں تم لوگوں کو قبر پر تلقین و ذکر کرتے اور قرآن پڑھتے ہوئے کھڑے ہونے سے) انس اور اطمینان حاصل کر سکوں اور تمہارے تلقین کی وجہ سے وہ جواب مجھے یاد آجائے جو مجھے اپنے پروردگار کی طرف سے بھیجے ہوئے فرشتوں کو دینا ہوگا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۱۸۳ / ۳۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَأَسْرِعُوْا بِهٖ إِلٰى قَبْرِهٖ وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَاتِحَةُ الْبَقَرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کی تجہیز و تکفین میں دیر مت کرو (جہاں تک ہو سکے اس کے دفن کا جلد انتظام کرو) اور قبر تک جنازہ جلد جلد لے چلو (مگر جنازہ سے کرایا

الْبَقَرَةِ۔ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَقَالَ وَالصَّحِيْحُ أَنَّهُ مَوْقُوْفٌ عَلَيْهِ)

بھی جلد نہ چلو کہ جس سے مردہ کو حرکت اور اضطراب ہونے لگے اور دفن کے بعد میت کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں الٓمٓ سے اَلْمُفْلِحُوْنَ تک اور میت کے پائنتی سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے اَلْکَافِرِیْنَ تک پڑھیں۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ — باب میت پر رونے کے بیان میں

اس باب میں یہ بیان ہے کہ میت پر کس طرح رونا جائز ہے اور کس طرح کا رونا ناجائز ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو، کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا، یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت، اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ (سورۃ البقرہ، ۱۵۷، ۱۵۶)

ف: حدیث شریف میں ہے مصیبت کے وقت إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا رحمت الٰہی کا سبب ہے اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ مومن کی تکلیف کو اللہ تعالیٰ گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ أَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں، جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھرنا۔ (سورۃ البقرہ، ۴۶، ۴۵)

ف: اپنی حاجتوں میں صبر اور نماز سے مدد چاہو، سبحان اللہ کیا پاکیزہ تعلیم ہے۔ صبر مصیبتوں کا اخلاقی مقابلہ ہے انسان عدل و عزم و حق پرستی پر صبر کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ صبر کی تین قسمیں ہیں (۱) شدت و مصیبت پر نفس کو روکنا (۲) طاعت و عبادت کی مشقتوں میں مشغول رہنا (۳) معصیت کی طرف مائل ہونے سے طبیعت کو باز رکھنا اس آیت میں مصیبت کے وقت نماز کے ساتھ استعانت کی بھی تعلیم فرمائی گئی ہے، کیونکہ وہ عبادت بدنیہ و نفسانیہ کی جامع ہے

اور اس میں قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اہم امور کے پیش آنے پر نماز میں مشغول ہو جاتے۔

۲۱۸۴ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِىْ سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِاِبْرَاهِيْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهٗ وَشَمَّهٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ وَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰى فَقَالَ اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں (ایک دن کا واقعہ ہے) کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابوسیف لوہار کے گھر گئے جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی دایہ کے شوہر تھے۔ حضور دایا کے گھر پہونچ کر اپنے فرزند حضرت ابراہیم کو (گود میں) لیے انہیں پیار کیا اور سونگھا (پھر واپس ہو گئے) چند روز کے بعد ہم (دوبارہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دایا کے گھر گئے۔ اس وقت حضرت ابراہیم سکرات کی حالت میں تھے (بچہ کی یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (حضور کو روتے ہوئے دیکھ کر) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ بھی روتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عوف (نوحہ اور آہ وزاری کرنا منع ہے اور آنکھوں سے آنسو کا جاری ہونا یہ رحمت کی نشانی ہے (اور جائز ہے) اس کے بعد آنکھوں میں آنسو لاکر فرمایا: آنکھ روتی ہے اور دل غمگین ہے، اور ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب کو پسند ہے اور ہم اے ابراہیم! تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۱۸۵ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَرْسَلَتْ اِبْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ اِنَّ ابْنًا لِّىْ قُبِضَ فَاْتِنَا فَاَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خدمت اقدس میں کسی شخص سے یہ کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا سکرات کی حالت میں ہے، آپ ذرا تشریف لائیے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ تم واپس جا کر

اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا هٰذَا فَقَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ فَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ان کو میرا سلام پہونچاؤ، اور کہو کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ لیتا ہے وہ اسی کا ہے اور جو کچھ وہ دیتا ہے وہ بھی اسی کا ہے اور اس کے پاس ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے (وہ وقت ٹل نہیں سکتا) تم کو چاہیئے کہ ثواب کی نیت سے صبر اختیار کریں، حضرت زینب نے پھر دوبارہ کسی کو بھیجا اور قسم دے کر عرض کی آپ ضرور تشریف لائے۔ یہ سُن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، اُبیّ بن کعب اور زید بن ثابت اور دیگر صحابہ بھی حضور کے ساتھ ہوگئے (جب حضور صاحبزادی کے مکان پر پہونچے) تو حضور کے سامنے بچے کو پیش کیا گیا۔ اس وقت بچہ سکرات کی حالت میں تھا، بچہ کی سانس سینہ میں اضطراب کے ساتھ چل رہی تھی۔ یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ حضور کو روتے دیکھ کر حضرت سعد نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ بھی روتے ہیں حضور فرمایا: سعد (کسی کی موت پر نوحہ کرنا چیخنا چلانا، کپڑے پھاڑ لینا اور سر پیٹنا یہ سب حرام اور منع ہیں) البتہ آنکھوں سے (بغیر نوحہ کے) آنسو جاری ہونا، بشریت کا تقاضا ہے اور رحمت ونرم دلی کی نشانی ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرماتا ہے (اس لیے یہ جائز ہے) اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں میں سے انھیں پر رحم فرماتا ہے جو رحم دل ہوتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۱۸۶/۳ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَاتَ مَيِّتٌ مِّنْ اٰلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ يَبْكِيْنَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ يَنْهَاهُنَّ وَيَطْرُدُهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو عورتیں جمع ہوئیں (اور بغیر نوحہ وچیخ وپکار کے آنسوؤں سے) رونے لگیں (حضرت عمر میت پر رونے کو بھی برا سمجھتے تھے اس لیے) اُٹھے

وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دَعْهُنَّ يَا عُمَرُ فَاِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالْقَلْبُ مُصَابٌ وَالْعَهْدُ قَرِيْبٌ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ)

۲۱۸۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوٰى لَهٗ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهٗ فِيْ غَاشِيَةٍ فَقَالَ قَدْ قَضٰى قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَبَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ اَوْ يَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور عورتوں کو رونے سے منع کرنے لگے، اور (باہر سے آئی ہوئی) عورتوں کو ہٹانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا سنو عمر! (نوحہ کرنا اور چیخ و پکار کر رونا منع ہے۔ آنکھوں سے رونا منع نہیں ہے) یہ عورتیں آنکھوں سے آنسو بہا کر رو رہی ہیں۔ ان کے حال پر چھوڑ دو آنکھوں سے بھی کیسے نہ روئیں جب کہ ان کا دل دکھا ہوا ہے اور مصیبت ابھی ابھی آپڑی ہے۔ اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ایک دفعہ) بیمار ہوئے اور ان کی بیماری بہت سخت تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم (ان کی عیادت کے لیے) تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں پہونچے تو ملاحظہ فرمایا کہ گھر والوں نے ان کو چاروں طرف گھیر رکھا ہے (جس طرح کہ میت کو گھیر لیتے ہیں اور ان پر چادر بھی اڑا دی گئی ہے) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا ان کا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا، نہیں حضور! ان کا انتقال نہیں ہوا ہے (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے صحابہ نے جب رسول اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا سنو صاحبو! اللہ تعالیٰ (کسی کے مرنے کی وجہ سے) آنکھوں سے آنسو جاری ہونے اور دل کے غمزدہ ہونے پر عذاب نہیں دیتے، بلکہ زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عذاب دیتے ہیں یا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ رحمت

نازل فرماتے ہیں یعنی اگر مصیبت زدہ زبان سے شکوہ شکایت کرے یا زبان سے اللہ سے ناراضگی کے الفاظ کہے یا نوحہ کرے یا چیخ و پکار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کو عذاب دیتے ہیں بخلاف اس کے اگر مصیبت زدہ نے زبان سے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" کہہ کر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرماتے ہیں اور اگر (جاہلیت کی عادت کے مطابق کسی نے وصیت کی کہ اس کے مرنے کے بعد اس پر نوحہ کیا جائے اور ورثاء اس کی وصیت پوری کریں) تو میت کو (اس طرح کی وصیت کرنے کی وجہ سے) عذاب دیا جائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۱۸۸ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۵

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہوں جس پر نوحہ کیا گیا تو قیامت کے دن اس طرح نوحہ کئے جانے کی وجہ سے اس کو عذاب دیا جائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ آواز کے ساتھ میت پر رونے کو نوحہ کہتے ہیں۔ یا میت کے ایسے اوصاف بیان کرکے رونا جو میت میں نہیں ہیں۔ یا میت کے ایسے اوصاف بیان کرنا جو میت میں تو ہیں مگر ان کو مبالغہ کے ساتھ بیان کرکے رونا، یہ سب نوحہ کہلاتا ہے۔ ۱۲۔

۲۱۸۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَلَهٗ بَابَانِ بَابٌ يَصْعَدُ مِنْهُ عَمَلُهٗ وَبَابٌ يَنْزِلُ مِنْهُ رِزْقُهٗ فَاِذَا مَاتَ بَكَيَا

۶

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (آسمان میں) دو دروازے ہیں کہ ایک دروازے سے نیک اعمال اوپر چڑھتے اور دوسرے دروازے سے روزی اترتی ہے جب کوئی

لہ یہ کہ اگر کوئی شخص جاہلیت کی عادت کے مطابق وصیت کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس پر نوحہ کیا جائے اور ورثاء اس کی وصیت پوری کریں، یا اس کے خاندان میں نوحہ کرنے سے راضی تھا، اس کو کبھی منع نہیں کیا تھا تو اس کے مرنے کے بعد حسب وصیت اس پر اس کے ورثاء نوحہ کریں یا حسب رواج نوحہ کیا گیا۔

عَلَيْهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

مسلمان مرجاتا ہے تو جس دروازے سے اس کے نیک اعمال چڑھتے تھے اور دوسرے جس دروازہ سے مسلمان کی روزی اُترتی تھی، یہ دونوں دروازے اس مرنے والے مسلمان پر روتے ہیں[1]، جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ، یعنے کفار کے مرنے پر زمین و آسمان نہیں روتے۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۱۹۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ شخص ہمارے طریقہ پر نہیں ہے (بلکہ جاہلیت کے طریقہ پر ہے) جو (کسی کے مرنے پر) اپنا منھ پیٹے اور کپڑے پھاڑے یا شملہ سر سے اتار کر پھینک دے یا دیوار پر سر مارے یا بال نوچے) یا (غم میں) ایسے الفاظ کہے جو جاہلیت میں رائج تھے (اور شریعت کے خلاف ہیں، اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے، ۱۲۔

۲۱۹۱ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَاَبِيْ بَرْزَةَ قَالَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَاٰى قَوْمًا قَدْ طَرَحُوْا اَرْدِيَتَهُمْ يَمْشُوْنَ فِيْ قُمُصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عمران بن حصین اور ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ میت کے قرابتدار (اظہار غم کے لیے) چادروں کو رکھ دیئے ہیں

[1] اس وجہ سے کہ ان دونوں دروازوں کو اس مسلمان کی وجہ سے جو خیر و برکات پہونچتے تھے اس کی موت کی وجہ سے بند ہو گئے (بخلاف کافر کے کہ ان دونوں دروازوں کو کافر سے اس کے شرک کی وجہ سے تکلیف پہونچتی تھی، اس لیے یہ دونوں دروازے اس کی موت پر نہیں روتے)

[2] اس زمانہ کے رواج کے مطابق اسلامی شعار اور سنت یہ تھی کہ مسلمان قمیصوں پر چادر اوڑھ کر باہر نکلتے تھے۔)

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَبِفِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ تَأْخُذُوْنَ اَوْ بِصَنِيْعِ الْجَاهِلِيَّةِ تَشَبَّهُوْنَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَدْعُوَ عَلَيْكُمْ دَعْوَةً تُرْجَعُوْنَ فِيْ غَيْرِ صُوَرِكُمْ قَالَ فَاَخَذُوْا اَرْدِيَتَهُمْ وَلَمْ يَعُوْدُوْا لِذٰلِكَ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

اور جاہلیت کے طریقہ کے موافق بغیر چادروں کے صرف قمیصوں کے ساتھ جنازہ کے ساتھ چل رہے ہیں (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا (تم کو کیا ہوا ہے باوجودیکہ اسلام آچکا ہے پھر بھی) تم جاہلیت کے کام کر رہے ہو (زمانہ جاہلیت میں جیسے غم کا اظہار کرتے تھے، تم بھی زمانہ جاہلیت کے طریقہ کی مشابہت کر کے اپنی چادروں کو پھینک کر غم کا اظہار کر رہے ہو)[1] میرا ارادہ ہوا تھا میں تمہارے لیے بددعا کروں کہ تمہاری انسانی صورتیں مسخ ہو کر (غیر انسانی صورتیں ہو جائیں (یہ وعید سن کر میت کے ترا بندار ڈر گئے اور اپنی چادریں لے کر اوڑھ لئے) اور پھر کسی کے غم میں اس طرح) بغیر چادروں کے نہیں نکلے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۱۹۲/۹ وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ اُغْمِيَ عَلٰى اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ فَاَقْبَلَتْ اِمْرَاَتُهٗ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ تَصِيْحُ بِرَنَّةٍ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِيْ وَكَانَ يُحَدِّثُهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِيْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِمُسْلِمٍ)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سخت بیمار ہوئے اور آپ) پر غشی طاری ہو گئی آپ کی زوجہ ام عبد اللہ چیخ مار کر آواز سے رونے لگیں پھر حضرت ابو موسیٰ کو کچھ ہوش آیا (ابھی آپ کی زوجہ چیخ مار کر رو رہی تھیں زوجہ کی یہ حالت دیکھ کر) حضرت ابو موسیٰ فرمانے لگے، کیوں جی تم کو معلوم نہیں میں تم کو بار بار کہتا رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ایسے شخص سے بیزار ہوں جو میت کے غم میں جاہلیت کے طریقہ کے موافق) سر منڈھائے نوحہ کرے اور کپڑے پھاڑے[2]۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

---

[1] (یہ اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے خلاف کر رہے ہو) میرا ارادہ ہوا تھا کہ (جیسے تم اپنی ہیبت کو بدل کر غم کے لیے دوسری ہیبت اختیار کئے ہو۔

[2] اس لیے میں بھی ان سب چیزوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ تم کو چاہیئے کہ ایسی چیزوں سے باز رہا کریں)

۲۱۹۳/۱۰ وَعَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ لَا یَتْرُکُوْنَھُنَّ اَلْفَخْرُ فِی الْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِی الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّیَاحَۃُ وَقَالَ النَّائِحَۃُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِھَا تُقَامُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَعَلَیْھَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں چار خصلتیں (زمانہ جاہلیت میں ہوا کرتی تھیں) میری امت میں بھی وہ باقی رہیں گی (۱) اپنے حسب پر فخر کرنا[1] (۲) دوسروں کے نسب پر طعن کرنا[2]، تیسری بات یہ ہے کہ نجوم کے قواعد کے موافق یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں تارہ فلاں منزل میں آنے سے بارش ہوتی ہے[3]، اور جب اللہ تعالےٰ چاہیں بارش نہیں ہوتی اور چوتھی بات یہ ہے کہ میت پر نوحہ کرنا، نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے (تو چونکہ وہ کپڑے پھاڑتی تھی اور منہ نوچتی تھی) تو اس کے مناسب قیامت میں اس پر یہ عذاب مسلط کیا جائے گا کہ گو انبر (تارکول) کے مثل لباس پہنایا جائے گا (تاکہ دوزخ کی آگ اس پر بہت زیادہ اثر کرے) اور مثل پیراہن کے ناقابل برداشت کھجلی اور خارش اس کے تمام جسم پر مسلط کی جائے گی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۱۹۴/۱۱ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ النَّائِحَۃَ وَالْمُسْتَمِعَۃَ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نوحہ کرنے والے اور نوحہ سننے والے مردوں اور عورتوں پر لعنت فرماتے ہیں اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۱۹۵/۱۲ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ لَمَّا

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

---

[1] یعنی اپنے اور اپنے آباء واجداد کی خوبیوں کو اس طرح بیان کرنا کہ جس سے دوسروں کی حقارت ہو۔
[2] یعنی اپنے نسب کی بڑائی بیان کرکے دوسروں کے نسب کو عیب لگا کر ان کے نسب کی تحقیر کرنا۔
[3] یہ اعتقاد حرام ہے، ہر مسلمان کو یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ تاروں کے لحاظ سے بارش نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بارش ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہیں بارش ہوتی ہے

مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ غَرِيْبٌ وَفِيْ اَرْضِ غُرْبَةٍ لَاَبْكِيَنَّهٗ بُكَاءً يُتَحَدَّثُ عَنْهُ فَكُنْتُ قَدْ تَهَيَّاْتُ لِلْبُكَاءِ عَلَيْهِ اِذْ اَقْبَلَتْ اِمْرَاَةٌ تُرِيْدُ اَنْ تُسْعِدَنِيْ فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُرِيْدِيْنَ اَنْ تُدْخِلِي الشَّيْطَانَ بَيْتًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ وَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَاءِ فَلَمْ اَبْكِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب ام سلمہ کے پہلے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا انتقال ہوا (اور مجھے نوحہ کے ناجائز ہونے کا علم نہیں تھا) تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ ابو سلمہ بے وطن تھے، (ابھی ابھی اپنا وطن چھوڑ کر آئے تھے (یہاں ان کے کوئی قرابت دار بھی نہیں، اگر کوئی ان کے قرابت دار ہوتے تو ان پر نوحہ کرتے) میں ان پر ایسا ماتم اور نوحہ کروں گی جو یادگار رہے، اور لوگ اس کا تذکرہ کرتے رہیں گے، چنانچہ میں نے سیاہ کپڑے پہن کر) ابو سلمہ پر ماتم اور نوحہ کرنے کی تیاری کی) اتنے میں ایک عورت نوحے اور ماتم میں میرا ساتھ دینے کے لیے آرہی تھی کہ (راستہ میں) اس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم مل گئے اس کو (ماتمی لباس میں) دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم چاہتی ہو کہ (نوحہ اور ماتم کر کے) شیطان کو اس گھر میں داخل کر دو، کہ جس گھر سے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو (اسلام لانے کی وجہ سے) نکال دیا تھا (اس عورت کو تنبیہ اور تاکید کرنے کی غرض سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس جملہ کو دو مرتبہ ارشاد فرمایا، ام سلمہ فرماتی ہیں کہ جب مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اس ارشاد کی خبر ملی) تو میں ماتم اور نوحہ کرنے سے رک گئی اور آہ بکا کرنے سے باز آگئی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۱۹۶ (۱۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَبَكَتِ النِّسَاءُ فَجَعَلَ عُمَرُ يَضْرِبُهُنَّ بِسَوْطِهٖ فَاَخَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو عورتیں (جمع ہوئیں اور بغیر نوحہ اور چیخ و پکار کے آنسوؤں سے) رونے لگیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوڑے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ وَقَالَ مَهْلًا يَا عُمَرُ ثُمَّ قَالَ اِيَّاكُنَّ وَنَعِيْقَ الشَّيْطَانِ ثُمَّ قَالَ اِنَّهٗ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطَانِ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

مارنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر کو عورتوں کے پاس سے اپنے دست مبارک سے ہٹایا اور ارشاد فرمایا ٹھہرو عمر! اتنی سختی مت کرو (ابھی تو عورتیں آنکھوں سے رو رہی ہیں گو تم اس کو بُرا سمجھتے ہو، مگر یہ جائز ہے حضرت عمر کو جو خوف تھا کہ کہیں عورتیں روتے روتے نوحہ کرنا شروع کر دیں، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم عورتوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا (قاعدہ ہے کہ رونا بڑھتے نوحہ تک پہونچ جاتا ہے) تم نوحہ کی نوبت نہ آنے دو (اس لیے کہ) نوحہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اس سے بچتے رہنا، پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم (عورتوں سے مخاطب ہو کر) ارشاد فرمایا سنو![1] جب آنکھوں سے آنسو بہا کر غم کیا جائے اور دل غمگین رہے تو یہ اللہ کی مرضی کے موافق ہے اور رحمت کا باعث ہے[2] اور جب (غم کا اظہار) ہاتھ سے ہو (مثلاً منھ پیٹنا، کپڑے پھاڑنا اور بال نوچنا) یا زبان سے ہو[3] یہ سب شیطان کے بہکانے کی وجہ سے ہے (شیطان اس سے خوش ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۱۹۷ (۱۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ تُتْبَعَ جَنَازَةٌ مَعَهَا رَانَّةٌ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ (جنازہ کے ساتھ جانا تو سنت ہے) مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایسے جنازہ کے ساتھ چلنے سے منع فرماتے ہیں جس کے ساتھ پکار کر رونے والی اور نوحہ کرنے والی عورتیں

[1] میت پر صرف آنکھوں سے رونے کو بھی بُرا سمجھتے تھے اس لیے اٹھے اور عورتوں کو رونے سے منع کرنے لگے۔ مگر عورتیں حضرت عمر کے منع کرنے سے نہ رکیں، تو حضرت عمر کو یہ خوف ہوا کہ یہ رونا بڑھتے کہیں نوحہ تک نہ پہونچ جائے، اس لیے۔

[2] کسی کے مرنے پر غم کرنا کئی قسم کا ہوتا ہے بعض جائز ہے اور بعض ناجائز ہے) [3] اللہ تعالیٰ اس طرح غم کا اظہار کرنے سے ناراض نہیں ہوتے ہیں) [4] جیسے چلانا اور بیان کر کے رونا اور ایسے الفاظ کہہ کر رونا جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ) ہوں، اس کی حدیث امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف، در مختار میں لکھا ہے کہ عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا مکروہ تحریمی ہے۔ خاص کر نوحہ کرنے والی اور پکار کر رونے والی عورتوں کو سختی سے روک دیا جائے اور مردوں کو جنازہ کے پیچھے چلنا چاہیئے اگر عورتیں جنازہ کے ساتھ ہوں تو مردوں کو عورتوں کی وجہ سے جنازہ کے ساتھ چلنا ترک نہیں کرنا چاہیئے بلکہ جنازہ کے آگے آگے چلنا چاہیئے۔ ۱۲

۲۱۹۸/۱۵ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اِتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِيْ قَالَتْ إِلَيْكَ عَنِّيْ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِيْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيْلَ لَهَا إِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ (ایک بار) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک عورت کی طرف سے گزرے جو ایک قبر کے پاس (بیٹھی) آواز سے رو رہی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا کہ خدا سے ڈر (اور اس طرح کا نوحہ چھوڑ دے) اور صبر کر (تاکہ تجھے اس صبر کا ثواب ملے)۔ اس عورت نے جواب دیا، جاؤ صاحب اپنا کام کرو (آپ کو میری مصیبت کی کیا خبر) آپ میری جیسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوئے ہیں اس عورت کو بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ جو تمہیں نصیحت فرما رہے تھے (وہ عورت بہت نادم ہوئی) اور وہاں سے اٹھی تو سیدھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دولت خانہ پر پہونچی، وہ سمجھ رہی تھی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دروازے پر دربان ہوں گے، جیسے بادشاہ کے دروازے پر ہوتے ہیں۔ یہاں آکر اس نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہاں نہ تو دربان ہیں اور نہ تو کوئی تکلیف ہے

لہ تو آواز سے رو رہی ہے اور نوحہ کر رہی ہے یہ ناجائز ہے)

لہ یہ عورت جب یہ کہہ رہی تھیں تو اس وقت اس کو معلوم نہیں تھا کہ یہ نصیحت فرمانے والے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ حضور جب وہاں سے تشریف لے گئے تو پھر اس عورت سے کہا گیا کہ تجھے کچھ خبر بھی ہے یہ نصیحت فرمانے والے کون تھے ؟ سنو!

(گھر کے اندر گئی) اور عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کو پہچانی نہیں (میرا قصور معاف کیجئے) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کہ صبر کا ثواب تو ابتداء مصیبت کے وقت ہی ملتا ہے۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۱۹۹ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ابْنَ اٰدَمَ اِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی لَمْ اَرْضَ لَکَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّۃِ۔ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! مصیبت آتے ہی ابتدائے مصیبت کے وقت ثواب کی نیت سے اگر تو صبر کرے، پھر کو جنت ہی عطا کروں گا۔ اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۲۰۰ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَۃٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَیَلِجُ النَّارَ اِلَّا تَحِلَّۃَ الْقَسَمِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے کہ اگر کسی مسلمان کے تین بچے مر جائیں تو وہ جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔ البتہ قسم پوری ہونے کے لئے (دوزخ پر سے بجلی کی طرح فوراً گزر جائے گا) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

لہ اور آخر میں تو خود بخود صبر آجاتا ہے یعنی دراصل صبر وہ ہے جو صدمہ کے شروع وقت کیا جائے، ورنہ بعد میں تو ہر ایک کو صبر خود بخود آ ہی جاتا ہے، لہٰذا شروع مصیبت کے وقت صبر کرنا چاہیئے کیوں کہ اس پر ثواب ملتا ہے۔

لہ جب تجھ پر کوئی مصیبت آئے مثلاً کوئی مرجائے یا ناقابل برداشت رنج کی خبر پہنچے تو)

لہ اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہے اور رونا پیٹنا اختیار نہ کرے اور نہ کوئی ایسی حرکات کرے کہ جس سے بے صبری کا اظہار ہو، اور نہ زبان سے ایسے الفاظ کہے جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہوں تو اسی طرح ابتدائے مصیبت کے وقت صبر کرنے کے بدلہ میں)

لہ داگر تو ابتدائے مصیبت کے وقت رو یا پیٹا اور بعد کو صبر کیا تو اس کا کچھ فائدہ نہیں، کیونکہ روتے پیٹنے کے بعد تو صبر آ ہی جاتا ہے، ہاں صرف آنکھ سے آنسو بہیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

ف: جس آیت میں دوزخ پر سے گزرنے کا ذکر ہے وہ آیت یہ ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۚ (سورۃ مریم پ ۱۶ ع ۵) اور اے اولادِ آدم! تم میں سے کوئی بشر ایسا نہیں جو جہنم پر سے ہو کر نہ گزرے، یعنی ہر انسان پل صراط پر سے جو دوزخ پر رکھی گئی ہے ضرور گزرے گا، یہ ایک قطعی اور فیصل شدہ وعدہ ہے جس کا پورا کرنا تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے، اس آیت کا عطف اس سے پہلے کی آیت "فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ" پر ہے اس لیے یہ آیت بھی پہلے کی آیت کے قسم کے تحت میں ہے، گویا اس آیت کے پہلے قسم کے الفاظ فَوَرَبِّكَ" محذوف ہیں۔ اس لیے یہ آیت بھی قسم کی آیت ہے (مرقات) ۱۲۔

۲۲۰۱ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَّفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ اجْتَمِعْنَ فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِيْ مَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَاَتَاهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ امْرَاَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَّلَدِهَا ثَلَاثَةً اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِ اثْنَيْنِ فَاَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیں، یارسول اللہ مرد لوگ آپ کی احادیث کو آپ سے سن سن کر یاد کرتے جا رہے ہیں، ہم عورتوں کے لیے بھی ایک دن مقرر فرما دیجئے کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان دینی معلومات کو حاصل کریں۔ جنھیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کرایا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فلاں دن فلاں وقت، فلاں جگہ جمع ہو جایا کرو (حسبِ ارشاد) عورتیں وہاں جمع ہوئیں، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور انھیں ان چیزوں کی تعلیم فرمائی جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کرایا، پھر حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت عورت کے تین بچے اس کی زندگی میں مر جائیں تو یہ بچے اس عورت کے لیے آتش دوزخ سے آڑ بن جائیں گے (یعنی یہ بچے اس کو دوزخ میں جانے سے بچائیں گے) یہ سن کر ایک عورت نے عرض کیا، یارسول اللہ اگر کسی کے دو بچے مرے ہوں تو اس کا کیا حکم ہے حضور وحی کے انتظار میں کچھ دیر توقف فرما تھے کہ) اتنے میں وہ عورت اس جملہ کو دوبارہ دہرائی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! ہاں ہاں! اگر کسی کے دو بچے بھی مرے ہوں

تو اس کا بھی یہی حکم ہے اس جملہ کو حضور اور دو مرتبہ دہرائے۔ اس طرح تین دفعہ فرمانے سے اچھی طرح تاکید ہوگئی اور سننے والوں کو کوئی شک باقی نہ رہا)
اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۲۰۲/۱۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا يَمُوْتُ لِاِحْدَاكُنَّ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُهٗ اِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ اَوِ اثْنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَوِ اثْنَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (اتفاق سے) انصار کی چند عورتیں (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھیں) اس سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم عورتوں میں سے کسی عورت کے تین بچے مرجائیں (بالغ ہوں یا نابالغ) اور وہ عورت ثواب ملنے کے لیے (ان کی موت پر) صبر کرے، تو وہ ضرور جنت میں جائے گی۔ ان میں سے ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کسی کے دو بچے مرجائیں (تو اس کا کیا حکم ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں! اگر کسی کے دو بچے بھی مرجائیں (تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهُمَا ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ۔

اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اگر وہ بچے جو مرے ہیں نابالغ ہوں تو ان کا یہ حکم ہے

ف اس روایت میں نابالغ کی قید ضروری نہیں ہے، بلکہ جس روایت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے یہ فرمایا تھا کہ جس عورت کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہوگی، اس وقت وہاں ایسی ہی عورتیں موجود تھیں کہ جن کے نابالغ بچے فوت ہوئے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تسکین اور تسلی کے لیے نابالغ کا ذکر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ کی یہ قید ضروری نہیں، بلکہ اتفاقی ہے۔ اس لیے فوت شدہ بچے بالغ ہوں یا نابالغ سب کا یہی حکم ہے (مرقات) ۱۲

۲۲۰۳/۲۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً مِّنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جس شخص کے تین نابالغ بچے اس کی زندگی میں فوت ہوگئے ہوں تو یہ بچے

كَانُوْا لَهٗ حَصِيْنًا حَصِيْنًا مِنَ النَّارِ فَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ قَالَ وَاثْنَيْنِ قَالَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اَبُو الْمُنْذِرِ سَيِّدُ الْقُرَّآءِ قَدَّمْتُ وَاحِدًا قَالَ وَوَاحِدًا ـ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

اس کو دوزخ سے ضرور بچائیں گے (یہ سن کر) حضرت ابوذر عرض کئے، یا رسول اللہ! میرے دو بچے فوت ہوئے ہیں (اس کا کیا حکم ہے) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے دو بچے فوت ہوئے ہوں تو اس کے دو بچے بھی ضرور اس کو دوزخ سے بچائیں گے، پھر حضرت اُبی بن کعب ابو المنذر سید القراء نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرا تو ایک ہی بچہ فوت ہوا ہے (اس کا کیا حکم ہے) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا جس کا ایک بچہ فوت ہوا ہو تو اس کا یہ ایک بچہ بھی ضرور اس کو دوزخ سے بچائے گا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے ۱۲)

۲۲۰۴ / ۲۱ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمَيْنِ يُتَوَفّٰى لَهُمَا ثَلَاثَةٌ اِلَّا اَدْخَلَهُمَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ اِثْنَانِ قَالَ اَوْ اِثْنَانِ قَالُوْا اَوْ وَاحِدٌ قَالَ اَوْ وَاحِدٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ السَّقْطَ لَيَجُرُّ اُمَّهٗ بِسَرَرِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ اِذَا احْتَسَبَتْهُ ـ

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ قَوْلِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس مسلمان ماں باپ کے تین بچے مرجائیں (اور ثواب کی نیت سے وہ صبر کریں) تو اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت سے ان دونوں کو جنت میں داخل کریں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر کسی کے دو بچے مرجائیں (تو اس کا کیا حکم ہے) تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہاں اگر دو بچے مرجائیں تو بھی (اس کا یہی حکم ہے) صحابہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ! اگر ایک بچہ مرجائے تو اس کا کیا حکم ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر ایک بچہ مرجائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے، پھر حضور ارشاد فرمائے[2] اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر کسی کا حمل گر

---

[1] نابالغ کی قید اتفاقی ہے، اگر بالغ تین بچے بھی فوت ہوئے ہوں تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

[2] تم بار بار سوال کر کے تین، دو اور ایک بچے کے مرنے کا ثواب دریافت کئے ہو یہ تو کامل بچوں کے مرنے کا ثواب ہے کہ ان کے ماں باپ ضرور جنت میں داخل ہوں گے)

جائے اور اس کو ناقص بچہ پیدا ہو (اور حمل گر جانے پر وہ ثواب کی نیت سے صبر کرے تو یہ) ناقص بچہ بھی اپنی ماں کو اپنی آنول کے ذریعہ (جو مثل رسی کے کام دے گی) کھینچتا ہوا جنت میں داخل کرے گا) اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے، اور ابن ماجہ نے بھی اسی کے قریب قریب کی ہے۔

۲۲۰۵/۲۲ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ السِّقْطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهٗ اِذَا اَدْخَلَ اَبَوَيْهِ النَّارَ فَيُقَالُ اَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ اَدْخِلْ اَبَوَيْكَ الْجَنَّةَ فَيَجُرُّهُمَا بِسَرَرِهٖ حَتّٰى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کسی کا حمل گر جائے اور اس کو ناقص بچہ پیدا ہو (اور قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اس بچہ کے ماں باپ کو دوزخ میں داخل کرنے کا ارادہ فرمائیں گے تو یہ بچہ (اپنے ماں باپ کو دوزخ سے بچانے کے لیے بہت کوشش کرے گا اور اڑ جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے اڑنے والے بچہ (ہم کو تیری خاطر منظور ہے) اچھا اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جا تو یہ بچہ اپنے ماں باپ کو اپنی آنول کے ذریعہ (جو مثل رسی کے کام دے گی) کھینچتا ہوا جنت میں داخل کرے گا۔ اس کی روایت ابن ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۲۰۶/۲۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطَانِ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطٌ مِّنْ اُمَّتِكَ قَالَ وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطٌ يَا مُوَفَّقَةُ فَقَالَتْ فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ فَرَطٌ مِّنْ اُمَّتِكَ قَالَ فَاَنَا فَرَطُ اُمَّتِيْ لَنْ يُّصَابُوْا بِمِثْلِيْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت میں سے کسی شخص کے دو نابالغ بچے اس کی زندگی میں انتقال کر گئے ہوں (اور وہ ثواب کی نیت سے اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس شخص کے صبر کی وجہ اور ان کی شفاعت کی وجہ سے) اس شخص کو جنت میں داخل کریں گے (یہ سن کر) حضرت عائشہ صدیقہ اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہ اگر کسی شخص کا ایک نابالغ بچہ فوت ہوا ہو (تو اس کا کیا حکم ہے) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں (جس کا ایک

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

ہی رنا بالغ) بچہ فوت ہوا (تو اس کا بھی یہی حکم ہے) عائشہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ تم کو توفیق دے، تمہارے سوال سے میری امت پر آسانیاں اور زیادہ ہو رہی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوبارہ دریافت کیا یا رسول اللہ! اگر آپ کی امت کے کسی شخص کا ایک بچہ بھی فوت نہ ہوا ہو تو اس کا کیا حکم ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمانے ہیں سنو عائشہ! بچوں کے مرنے سے ان کے والدین کو یہ جو ثواب مل رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بچوں کے مرنے کا ماں باپ کو بے حد صدمہ ہوتا ہے، اس کے صلہ میں جنت ملتی ہے، میرا دنیا سے جانا (امت کے لیے) سب مصیبتوں سے بڑی مصیبت ہے[1]، اس کی روایت ترمذی نے کی ہے (فرط کے معنی قافلہ کے انتظام کے لیے قافلہ سے پہلے منزل پر پہونچنے والے کے ہیں)

۲۲۰۷/۲۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهٗ مَاتَ ابْنٌ لِّيْ فَوَجَدْتُ عَلَيْهِ هَلْ سَمِعْتَ مِنْ خَلِيْلِكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ شَيْئًا يُطَيِّبُ بِاَنْفُسِنَا عَنْ مَّوْتَانَا قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ صِغَارُهُمْ دَعَامِيْصُ الْجَنَّةِ يَلْقٰى اَحَدُهُمْ اَبَاهُ فَيَاْخُذُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ میرا ایک بچہ مرگیا ہے مجھے اس کا بے حد رنج ہے، کیا آپ اپنے دلی دوست حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی حدیث سنتے ہیں جس سے (بچوں کے مرنے پر والدین کو جو ثواب ملتا ہے وہ معلوم ہو تاکہ) ہمارا رنج دور ہو، اور ہمارے دل کو تسکین ہو جائے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے جیسا تم کہہ رہے ہو، میں نے ایسا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمانوں

---

[1] (جیسا میرے دنیا سے جانے کا رنج امت کو ہوگا اس کے مقابلہ میں اس کو کوئی اور رنج نہیں، میرے جانے کے رنج و مصیبت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا فرمائے گا، جیسے بچے ماں باپ کے لیے دو فرط، شفاعت کا ذریعہ ہوتے ہیں اور راحت کا سامان فراہم کرتے ہیں اسی طرح میری امت میں جس کسی کا کوئی بچہ فوت نہ ہوا ہو تو ایسے لوگوں کے لیے میں فرط رہوں گا۔ ان کے لیے راحت کا سامان جمع کروں گا۔ اور ان کی شفاعت کروں گا)

بِنَاحِيَةِ ثَوْبِهٖ فَلَا يُفَارِقُهٗ حَتّٰى يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَحْمَدُ وَاللَّفْظُ لَهٗ)

۲۲۰۸/۲۵ وَعَنْ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَاْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ابْنٌ لَّهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُحِبُّهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَبَّكَ اللّٰهُ كَمَا اُحِبُّهٗ فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا فَعَلَ ابْنُ فُلَانٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَا تُحِبُّ اَنْ لَّا تَاْتِيَ بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَّهٗ يَنْتَظِرُكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهٗ خَاصَّةً اَمْ لِكُلِّنَا قَالَ بَلْ لِكُلِّكُمْ

کے چھوٹے بچے جو مر جاتے ہیں (وہ جنت میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگرانی میں رہتے ہیں اور وہ ہر جگہ جاتے ہیں[۱]، جب یہ چھوٹے بچے اپنے (ماں) باپ کو دیکھیں گے تو (ماں) باپ کا دامن پکڑ کر جنت میں پہونچائے بغیر دم نہیں لیں گے۔ اس کی روایت مسلم اور امام احمد نے کی ہے۔

حضرت قرۃ المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (وہ فرماتے ہیں) کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہمیشہ اپنے بچے کو ساتھ لے کر حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا (بچہ کو تم ہمیشہ ساتھ رکھتے ہو) کیا اس بچہ سے تم کو بہت محبت ہے، تو وہ صاحب عرض کئے یا رسول اللہ کیا کہوں[۲] کہ مجھے اس بچے سے ایسی محبت ہے جیسے اللہ تعالےٰ کو آپ سے محبت ہے، اور اللہ تعالےٰ اپنی محبت کو آپ سے اور زیادہ کرے (جب بچہ کا انتقال ہوگیا تو وہ صاحب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تنہا آنے لگے) ان کو تنہا آتے ہوئے دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ان کے بچہ کو کیا ہوا۔ صحابہ عرض کئے وہ بچہ تو مر گیا یا رسول اللہ! تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بچہ کے والد کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا (گو تم کو رنج بے حد ہوا ہے مگر اخروی خوش خبری سن لو) تمہارا بچہ جنت کے ہر دروازے پر نظر آئے گا اور تمہارا انتظار کرتا رہے گا، جس دروازے سے تم جاؤ گے وہ بچہ

[۱] لیکن ان کو کوئی روکنے والا نہیں، پھر جب قیامت قائم ہوگی تو سب میدانِ قیامت میں جمع ہوجائیں گے، چھوٹے بچے بھی اور ان کے والدین بھی۔

[۲] مجھے اس بچہ سے بے حد محبت ہے، میری محبت اس بچہ سے جیسی ہے اس کو سمجھانے کے لیے عرض کرتا ہوں۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

تمہارا استقبال کر کے تم کو جنت میں لے جائے گا (یہ سن کر) ایک صحابی عرض کئے یا رسول اللہ! یہ خوش خبری صرف انہی کے لیے مخصوص ہے یا سب مسلمانوں کے لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ خوش خبری ہر (اس) مسلمان کے لیے ہے (جس کا بچہ اس کی زندگی میں مرگیا ہے) اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۲۰۹/۲۶ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَلٰٓئِکَتِہٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَۃَ فُؤَادِہٖ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَسَمُّوْہُ بَیْتَ الْحَمْدِ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی مسلمان کا کمسن بچہ مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت کو اور ان کے ساتھ کے فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ کیا تم نے میرے بندہ کے بچہ کی روح نکالی ہے، فرشتے عرض کرتے ہیں جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہیں کہ کیا تم اس لخت جگر کو لے گئے، فرشتے عرض کرتے ہیں، جی ہاں! تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے (بچہ کی موت کے رنج وغم کی حالت میں) کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس نے[1] الحمد للہ کہہ کر شکر ادا کیا اور "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن" بھی کہا[2]، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس نے مصیبت میں صبر اور تسلیم ورضا اختیار کیا ہے اور الحمد للہ کہا ہے، اس کے بدلے میں اس کے لیے جنت میں ایک محل بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

۲۲۱۰/۲۷ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

---

[1] اپنے رنج وغم کے باوجود اس مصیبت پر اس کو صبر کی جو توفیق ملی اس پر۔
[2] اپنی موت کو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کو یاد کیا اور جزع فزع اور بے قراری ظاہر نہیں کی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِی جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّہٗ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ احْتَسَبَہٗ اِلَّا الْجَنَّۃَ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس مسلمان کو کسی مسلمان سے دنیوی تعلقات ہوں اور اس کو اس سے بے حد محبت ہو (جیسے باپ، بیٹا، بھائی، بیوی وغیرہ) اور اس کا انتقال ہو جائے اور وہ ثواب کی نیت سے اس پر صبر کرے تو میں اس کے صلہ میں اس کو ضرور جنت دوں گا[۱]۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۲۰۱
۲۸ وَعَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَّلَا مُسْلِمَۃٍ یُصَابُ بِمُصِیْبَۃٍ فَیَذْکُرُھَا وَاِنْ طَالَ عَھْدُھَا فَیُحْدِثُ لِذٰلِکَ اِسْتِرْجَاعًا اِلَّا جَدَّدَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَہٗ عِنْدَ ذٰلِکَ فَاَعْطَاہُ مِثْلَ اَجْرِھَا یَوْمَ اُصِیْبَ بِھَا۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت پر مصیبت آئے (اور اس سے وہ غمگین رہا اور اس مصیبت پر تھوڑی مدت گزری یا زیادہ) جب کبھی وہ مصیبت یاد آئے اس سے اسی کا غم پھر تازہ ہو گیا ایسے وقت وہ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھ کر صبر کیا، تو شروع مصیبت میں اس کے صبر کی وجہ سے اس کو جو اجر ملا تھا، اس کو دوبارہ مصیبت یاد کر کے صبر کرنے پر ویسے ہی اجر ملے گا۔ (جیسے اس کو پہلی مرتبہ صبر کرنے پر ملا تھا)، اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے، اور بیہقی نے اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۲۰۲
۲۹ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ اَحَدِکُمْ فَلْیَسْتَرْجِعْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ[۲] نعلین کا تسمہ ٹوٹ جائے اور وہ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"

---

[۱] اور اللہ تعالیٰ کے واسطے کسی سے تعلق ہو، اور اُن سے اس کو بے حد محبت ہے جیسے اسناد و مرشد اگر ان کا انتقال ہو جائے اور وہ ثواب کی نیت سے صبر کرے تو اس کی جزاء کا کیا کہنا جنت اور جنت کے اعلیٰ مراتب اس کو دوں گا۔

[۲] جیسے کوئی بڑی مصیبت آئے تو اس پر "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھ کر صبر کرے تو اس پر اجر ملتا ہے۔ ایسے ہی چھوٹی سی بات چھوٹی مصیبت ہو جیسے۔

فَائِتَةٌ مِنَ الْمَصَائِبِ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

پڑھے تو (اس چھوٹی مصیبت کے وقت بھی) ویسے ہی اجر ملے گا جیسا کہ بڑی مصیبت کے وقت "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھنے سے ملا تھا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۲۱۳/۳۰ وَعَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ سَمِعْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ يَا عِيْسٰى اِنِّيْ بَاعِثٌ مِّنْ بَعْدِكَ اُمَّةً اِذَا اَصَابَهُمْ مَّا يُحِبُّوْنَ حَمِدُوا اللّٰهَ وَ اِنْ اَصَابَهُمْ مَا يَكْرَهُوْنَ احْتَسَبُوْا وَصَبَرُوْا وَلَا حِلْمَ وَلَا عَقْلَ فَقَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ يَكُوْنُ هٰذَا لَهُمْ وَلَا حِلْمَ وَلَا عَقْلَ قَالَ اُعْطِيْهِمْ مِّنْ حِلْمِيْ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

حضرت ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی کہ میں ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنی ہوں، ابوالدرداء کہتے تھے کہ میں نے حضرت ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسٰی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا، اے عیسٰی! میں تمہارے بعد ایک ایسی امت پیدا کروں گا کہ جب ان کو کوئی نعمت ملے گی تو وہ الحمد للہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گی اور جب اُن پر کوئی (ناقابل برداشت) مصیبت آئے گی جس سے ان کے ہوش و حواس اڑجائیں گے اور سمجھ باقی نہ رہے تو باوجود اس کے وہ ثواب کی نیت سے اس (مصیبت) پر صبر کریں گے تو حضرت عیسٰی علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار (مصیبت کی وجہ سے) جب ان کے ہوش و حواس اڑجائیں اور سمجھ باقی نہ رہے تو وہ مصیبت پر کیسے صبر کریں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ (انسانی فطرت کے لحاظ سے مصیبت کی وجہ سے ہوش و حواس اور سمجھ نہ رہے گی مگر) میں اپنے پاس سے ان کو علم لدنی اور سمجھ دوں گا (جس سے ان کو مصیبت پر صبر کرنا آسان ہو جائے گا) اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۲۱۴/۳۱ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَجَبٌ لِّلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَهٗ خَيْرٌ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان کا عجب حال ہے (ہر حال میں وہ اللہ ہی کا رہتا ہے) اگر

حَمِدَ اللّٰهَ وَشَكَرَ وَاِنْ اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ حَمِدَ اللّٰهَ وَصَبَرَ وَالْمُؤْمِنُ يُؤْجَرُ فِىْ كُلِّ اَمْرِهٖ حَتّٰى فِى اللُّقْمَةِ يَرْفَعُهَا اِلٰى فِىْ اِمْرَاَتِهٖ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

اس کو بھلائی اور نعمت پہونچتی ہے تو الحمد للہ کہہ کر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور اگر اس کو کوئی بلا اور مصیبت پہونچتی ہے تو اس بلاء اور مصیبت کا ثواب اس کے پیش نظر ہو جاتا ہے، اس وجہ سے وہ الحمد للہ کہتا ہے[لہ]۔ اس کو ہر کام میں اجر و ثواب ملتا ہے[لہ]۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۲۱۵/۳۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰى مُصَابًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان پر کوئی مصیبت آپڑے[لہ] تو جو اس کو تسلی دے اور صبر کی تلقین کرے (جس سے اس کا غم غلط ہو) تو اس تسلی دینے والے کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا کہ مصیبت زدہ کو ملتا ہے۔ اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے

۲۲۱۶/۳۳ وَعَنْ اَبِىْ بَرْزَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰى ثَكْلٰى كُسِىَ بُرْدًا فِى الْجَنَّةِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ

حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی عورت کا بچہ مر گیا اور وہ بہت ہی غم زدہ ہے جو مسلمان اس کی تعزیت کرے اور دلاسا دے تو تعزیت دینے والے کو (اعزاز کے طور پر) جنت میں جنتی خلعت پہنائی جائے گی

لہ یا اس کو یہ خیال آتا ہے کہ یہ بلا اور مصیبت دنیوی امور میں آئی ہے دین کو میرے اللہ نے بچا رکھا ہے اور دین پر کوئی مصیبت نہیں آئی ہے۔ اس لیے الحمد للہ کہتا ہے، یا یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ مجھ پر یہ مصیبت بھیجی۔ اس سے کوئی اور بڑی مصیبت میں مبتلا نہیں کیا، اس لیے الحمد للہ کہتا ہے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر صبر کرتا ہے مسلمان کا جو کام ہوتا ہے وہ اللہ کی خوشنودی اور اس کو راضی کرنے کے لیے ہوتا ہے

لہ مثلاً اگر وہ اپنی بیوی کے منھ میں نوالہ دے دے اور دیتے وقت یہ نیت کرے کہ اس کا حق جو میرے ذمہ ہے، اس کی ادائیگی کے لیے دے رہا ہوں، اگرچہ کہ اس میں اس کو حظ نفس حاصل ہو رہا ہے لیکن وہ زنا کے ذریعہ حظ نفس حاصل نہ کرکے حلال ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اپنی بیوی کے منھ میں نوالہ دے کر حظ نفس حاصل کر رہا ہے، اس لیے اس کو اپنی بیوی کے منھ میں نوالہ دینے سے بھی اجر ملتا ہے

لہ کسی کے مرنے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان ہے، دوسرا مسلمان اس کے پاس جا کر یا خط لکھ کر

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

۲۲۱۷
۳۳
وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ وَاَنَا اَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ تَعْنِيْ شَقَّ الْبَابِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ لَمْ يُطِعْنَهٗ فَقَالَ اِنْهَهُنَّ فَاَتَاهُ الثَّالِثَةَ قَالَ وَاللّٰهِ غَلَبْنَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَزَعَمَتْ اَنَّهٗ قَالَ فَاحْثُ فِيْ اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَقُلْتُ اَرْغَمَ اللّٰهُ اَنْفَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا اَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شہید ہونے کی خبر آئی، اس خبر کے سننے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک پر غم کے آثار ظاہر ہوئے۔ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ میں دروازے کے دراڑ سے دیکھ رہی تھی کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جعفر کے گھر کی عورتیں (نوحہ کرکے اور چیخ و پکار کرکے) رو رہی ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ تم جاؤ اور اُن کو (نوحہ اور چیخ و پکار کرنے سے) منع کرو، وہ شخص چلا گیا اور دوبارہ حاضر ہو کر عرض کیا کہ وہ عورتیں میری بات نہیں مانتی ہیں (اور نوحہ کرکے برابر رو رہی ہیں)۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ اسی شخص کو فرمایا کہ جاؤ اور ان کو (نوحہ کرکے) رونے سے منع کرو تو وہ شخص چلا گیا اور تیسری بار (حاضر ہو کر) عرض کیا کہ حضور! بخدا یہ عورتیں ہمارے قابو سے باہر ہو گئی ہیں (اور نوحہ کرکے رونے سے باز نہیں آرہی ہیں) ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ مجھے خیال پڑتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت اس شخص سے فرمایا تھا کہ جاکر ان کے منہ میں مٹی ڈال دو (اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا) پھر حضرت عائشہ اپنے آپ سے فرماتی ہیں (یہ عجیب شخص ہے) خدا اس کو ذلیل کرے، نہ تو حضور کے حکم کی تعمیل کرکے عورتوں کے نوحہ کرنے سے روک سکا، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کو بار بار عرض کر کے تکلیف دینا بھی نہ چھوڑا۔ اس کی
روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اتفاق سے مسجد میں تشریف فرما تھے جب
کہ حضرت جعفر وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر آئی۔ اسی لیے ردالمحتار میں مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص
کسی کے انتقال پر قصداً مسجد میں یا گھر میں بیٹھے تاکہ لوگ اس کی تعزیت کریں تو یہ مکروہ ہے۔ بلکہ لوگ
جب دفن سے فارغ ہو جائیں تو صاحب میت کے گھر جمع نہ ہوں، بلکہ اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں
اور اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جائیں اور میت کے ورثاء بھی اپنے گھر چلے جائیں اور اپنے کاموں
میں مصروف ہو جائیں۔ ۱۲

۲۲۱۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْ دَاؤدَ)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنے گھر والوں) سے فرمایا: تم جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کر کے بھیجو، کیوں کہ جعفر کی موت سے ان پر ایسی مصیبت آئی ہے جس کی وجہ سے ان کو کھانا تیار کرنے کا موقع نہیں ہے۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ ۱۲۰

۲۲۱۹ وَعَنِ الْبُخَارِيِّ تَعْلِيْقًا قَالَ لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ضَرَبَتْ اِمْرَاَتُهُ الْقُبَّةَ عَلٰى قَبْرِهٖ سَنَةً ثُمَّ رَفَعَتْ فَسَمِعَتْ صَائِحًا يَقُوْلُ اَلَا هَلْ وَجَدُوْا مَا فَقَدُوْا فَاَجَابَهٗ اٰخَرُ

امام بخاری سے تعلیقاً روایت کی گئی ہے کہ جب حسن مثنیٰ ابن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات ہوئی تو آپ کی بیوی آپ کی قبر کے پاس ایک سال تک ڈیرہ لگا کر بیٹھی رہیں[1]، ایک سال کے بعد جب انھوں نے ڈیرہ اٹھایا تو ایک ہاتف غیبی نے یہ ندا دی کہ حسن مثنیٰ کی بیوی ان کی قبر کے پاس ایک سال تک جو بیٹھی رہیں تو کیا حسن مثنیٰ پھر ان کو مل گئے؟ دوسرے ہاتف غیبی

---

[1] میت کو دفن کرنے کے بعد اہل میت کو اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جانا چاہیے، حضرت حسن مثنیٰ کی بیوی ایسا نہ کر کے ایک سال تک قبر کے پاس بیٹھی رہیں تو اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہ آیا، چوں کہ یہ خاندان نبوت سے تعلق رکھتی تھیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو متنبہ کر دیا اور ہاتف غیبی کے ذریعہ ان کا یہ کام ناپسند ہونا ظاہر فرما دیا۔

بَلْ يَئِسُوْا فَانْقَلَبُوْا۔

نے اس کا جواب اس طرح دیا (حسن مثنیٰ ان کو پھر ملے تو نہیں) "یہ خود تھک کر مایوس ہو کر چلی گئی ہیں۔"

بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ زیارت قبور کے آداب

اس باب میں قبروں کی زیارت کا جائزہ ہونا زیارتِ قبور کی فضیلت اور زیارت قبور کے آداب کا بیان ہے۔

ف: قبروں کی زیارت کرنا بالاتفاق مستحب ہے، اور اس لیے کہ قبروں کی زیارت سے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور اس سے موت یاد آتی ہے اور عبرت حاصل ہوتی ہے کہ یہ مردے بھی ہمارے جیسے تھے چلتے پھرتے کھاتے پیتے، دنیا کے سارے کام کرتے تھے۔ آج بے بس ہو کر اپنی اپنی قبروں میں پڑے ہیں ایک دن ہم کو بھی ایسا ہی ہونا ہے، دنیا کا ناپیدار ہونا آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے، زیارت قبور سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جیسے ہم کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح مُردوں کے لیے بھی دعاء مغفرت کا موقع ملتا ہے اور اس سے ادائیگی سنت بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان میں تشریف لے جاتے، مُردوں کو سلام کرتے اور ان کے لیے دعاء مغفرت فرماتے تھے۔

زیارت قبور کے آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ جب زیارت قبور کے لیے جائیں تو میت کے پاؤں کی طرف سے داخل ہوں اور اس طرح کھڑے ہوں کہ اپنا رخ صاحب قبر کے چہرہ کے مقابل ہو، اور پشت قبلہ کی طرف رہے، اور صاحب قبر کو سلام کرے اور قبر کے پاس قرآن پڑھنا جائز ہے اور اسی پر فتوی ہے، اور شیخ ابن الہمام نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔ قبر کے پاس سورۂ ملک یا سورہ اخلاص، بار بار ۱۱ بار پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشیں تو مردوں کی تعداد کے موافق پڑھنے والے کو نیکیاں ملیں گی، اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ، سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور سورۂ قل اعوذ برب الناس اور سورۂ قل ہو اللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب اہل مقابر کو پہونچائیں۔ تو یہ ثواب ان کو پہونچتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قرآن یا قرآن کی کوئی سورہ پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشیں تو یہ ثواب مردوں کو پہونچتا ہے۔

شیخ عبد اللہ یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب روض الریاحین میں لکھتے ہیں کہ شیخ عزالدین عبدالسلام رحمہ اللہ کو ان کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا، وہ فرما رہے تھے کہ ہم دنیا میں کہا کرتے تھے کہ

قرآن کا یا قرآن کے کسی حصہ کا ثواب مردوں بخشا جائے تو مردوں کو بخشنے سے منع کرتے تھے، مرنے کے بعد جب ہم اس عالم میں پہونچے تو معلوم ہوا کہ ہمارا یہ کہنا غلط تھا، قرآن پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشا جائے تو ان کو ضرور پہونچتا ہے۔ (یہ پورا مضمون اشعۃ اللمعات سے لیا گیا ہے)

مرقات میں لکھا ہے کہ خلّال نے اپنی کتاب الجامع میں امام شعبی سے روایت کی ہے کہ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے جب کسی کا انتقال ہو جاتا تو وہ ان کی قبر کی زیارت کے لیے جاتے تو قبر کے پاس قرآن پڑھا کرتے تھے ابوالقاسم سعد بن علی الزنجانی نے اپنی کتاب فوائد میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص قبرستان میں جائے اور سورۂ فاتحہ سورہ قل ھو اللہ احد، سورۂ الھکم التکاثر پڑھ کر اس کا ثواب قبرستان کے مردوں کو پہنچائے تو یہ مردے قیامت میں اس پڑھنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس شفاعت کریں گے۔

قاضی ابوبکر بن عبدالباقی نے اپنی کتاب "مشیخۃ" میں سلمہ بن عبید سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ رات کے وقت حماد مکیؒ مکہ مکرمہ کے قبرستان کو تشریف لے گئے اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گئے، انھوں نے خواب میں دیکھا کہ قبرستان کے مردے کئی حلقے بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں، (میں نے مردوں کو ایسی حالت میں دیکھ کر) ان سے پوچھا کہ کیا قیامت قائم ہو گئی ہے، مردے جواب دیئے کہ نہیں نہیں! قیامت قائم نہیں ہوئی ہے بلکہ ایک شخص نے سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب اس قبرستان کے مردوں کو بخشا ہے اور ہم سب مردے اس کا ثواب ایک سال سے آپس میں بانٹ رہے ہیں۔

عبدالعزیز خلّال نے اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص قبرستان میں جائے اور قبرستان میں سورۂ یٰسین پڑھ کر اس کا ثواب قبرستان کے مردوں کو بخشے تو قبرستان کے جن مردوں پر عذاب ہو رہا ہو تو سورہ یٰسین کا ثواب بخشنے کی وجہ سے ان مردوں سے عذاب اٹھا لیا جاتا ہے اور قبرستان کے مردوں کی تعداد کے موافق پڑھنے والوں کو نیکیاں ملیں گی (مرقات کا مضمون یہاں ختم ہوا)

ان آثار و احادیث سے اور اسی طرح کے اور آثار و احادیث سے ثابت ہوا کہ قرآن اور قرآن کی سورتوں کا ثواب مُردوں کو پہونچتا ہے۔ جیسے حج عن الغیر سے حج کرنے کا ثواب ایک شخص کی طرف سے دوسرے شخص کو پہونچتا ہے بعض حضرات کا خیال ہے کہ قرآن شریف پڑھ کر بخشا جائے تو اس کا ثواب مردوں کو نہیں پہونچتا۔ اور اس کی تائید میں یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

"اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" (سورۂ نجم پ ۲۷ ع ۲) اور اس آیت کے معنی یہ حضرات یوں کرتے ہیں "انسان کو وہی ملے گا کہ جو عمل اس نے کئے ہوں" (دوسرا اگر اس کے

لیے عمل کرے تو ایک کا ثواب دوسرے کو نہیں ملے گا) حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اس واسطے کہ بیان القرآن (جلد ۱۱ صفحہ ۲۷) میں مذکور ہے کہ اس آیت میں سعی سے مراد عمل نہیں، بلکہ ایمان ہے یعنی جو ایمان لایا اسی کو اس کا فائدہ ملے گا۔ یعنے کسی دوسرے کا ایمان اس کے کام نہیں آئے گا۔ ہاں! ایک کا عمل دوسرے کے کام آئے گا جیسا کہ سورہ طور کی اس آیت شریفہ سے ثابت ہوتا ہے (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ط (سورۂ طور پ۲۷ ع) اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان لائی اگرچہ کہ اولاد کے اعمال اپنے آباء کے اعمال کے برابر نہیں ہیں، پھر بھی ہم اُن کے آباء کے اعمال ان کو دے کر ان کو ان کے آباء کے درجہ میں پہنچا دیں گے اور اس سے ان کے آباء کے اعمال کا ثواب کم نہیں کریں گے)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایک کے اعمال کا ثواب دوسرے کو پہونچتا ہے، اسی لیے رد المحتار میں مذکور ہے کہ (ہمارے علماء نے باب الحج عن الغیر میں صراحت کی ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو دے سکتا ہے۔ جیسے نفل نماز، نفل روزہ یا خیرات وغیرہ، ہدایہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے، اور فتاوی تاتارخانیہ کی کتاب الزکاۃ میں محیط سے نقل ہے کہ اس شخص کے لیے جو خیرات کرنا چاہتا ہے) بہتر یہ ہے کہ وہ خیرات کرتے وقت تمام مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کو ثواب پہونچانے کی نیت کرے، اس لیے کہ یہ ثواب اُن کو پہونچتا ہے اور اس سے خیرات کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی (رد المحتار کی عبارت یہاں ختم ہوئی)

علاوہ ازیں مرقات نے ایصال ثواب کے جواز پر متعدد احادیث آثار اور فقہی روایات کے بیان کرنے کے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان بلا اختلاف ہر شہر میں اور ہر زمانہ میں جب کسی کا انتقال ہو جائے تو میت کو پہونچانے کے لیے جمع ہوتے ہیں اور قرآن پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہونچاتے ہیں۔ مسلمانوں کا سالہا سال سے ایصال ثواب کرنے کا یہ عمل اس بات کی دلیل ہے کہ ایصال ثواب کے جائز ہونے پر تمام دنیا کے مسلمانوں کا اجماع ہے (ایصال ثواب کے جواز پر یہ اور اس قسم کی ساری دلیلوں کو حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد المقدسی الحنبلی نے اپنے رسالہ میں بیان کیا ہے جس کو انھوں نے ایصال ثواب کے جواز پر لکھا ہے (یہ پوری عبارت مرقات سے لی گئی ہے)

مذکورہ بالا تفصیلات سے مسلمانوں کا جمع ہو کر ایصال ثواب کے لیے قرآن پڑھنے کا ثبوت مل گیا اب رہا قبر کے پاس انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر قرآن پڑھ کر بخشنا اس بارے میں مرقات ہی میں ذیل کی تقریر مذکور ہے۔

در علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ نہ صرف شافعی حضرات بلکہ دیگر علماء نے بھی قبر کے پاس قرآن پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ شرح المہذب میں فرماتے ہیں کہ جو شخص زیارت قبور کے لیے جائے اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ جس قدر قرآن اس سے ہو سکے تلاوت کر کے اس کا ثواب صاحب قبر کو بخشے اور ان کے لیے دعاء مغفرت کرے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ سے بھی اس بارے میں ایسی ہی صراحت موجود ہے، اور دیگر علماء کا بھی اسی پر اتفاق ہے۔

امام نووی شرح مہذب میں ایک اور مقام پر یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر سب مل کر پورا قرآن قبر کے پاس بیٹھ کر ختم کریں تو یہ افضل ہے۔ (مرقات کی عبارت یہاں ختم ہوئی)

اور اشعۃ اللمعات میں زیارت قبور کے آداب میں یہ بھی لکھا ہے کہ قبروں کی زیارت کسی دن بھی کی جا سکتی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ جمعہ کے دن زیارت کی جائے۔ اس لیے کہ جمعہ کے دن اہل قبور کے حس اور ادراک اور دنوں کی بہ نسبت زیادہ ہو جاتے ہیں۔ ۱۲

۲۲۲۰ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَاءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے تم کو پہلے قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا[1] یہ دونوں حکم مردوں اور عورتوں کے لیے اسلام کے شروع زمانہ کے ہیں، اب یہ دونوں حکم منسوخ ہو گئے ہیں) اس لیے مردوں اور عورتوں دونوں کو یہ حکم ہو رہا ہے "فَزُوْرُوْهَا" مرد ہو یا عورت دونوں کو زیارت قبور کی اجازت ہے[2] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ اب تم کو اجازت ہے کہ تم قربانی کے اپنے حصہ

---

[1] اور عورتوں کے لیے یہ ارشاد ہوا تھا کہ "لَعَنَ اللّٰهُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ" (قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو)

[2] اور یہ مستحب ہے، زیارت قبور سے موت اور آخرت یاد آجاتی ہے اور دنیا سے نفرت ہو جاتی ہے۔ دنیا میں پھنس کر گناہوں میں مبتلا ہوتے تھے۔ زیارت قبور سے دنیا کی ناپائیداری آنکھوں کے سامنے ہو جاتی ہے اس لیے دنیا داری کرتے بھی ہیں تو آخرت کی یاد کے ساتھ۔ عورتوں کو زیارت قبور کی اجازت تو ہو گئی ہے مگر ان کو چاہیئے کہ زیارت قبور کے وقت جزع و فزع اور نوحہ نہ کریں۔ کیونکہ یہ شرعاً ممنوع ہے۔

[3] قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنا مستحب ہے ایک حصہ فقراء کو دینا چاہیئے، اور دوسرا حصہ قرابت داروں کو اور تیسرا حصہ اپنے گھر والوں کے لیے رکھنا چاہیئے۔ ایک زمانہ ایسا گزرا کہ بہت سے فقراء قحط کی وجہ سے مدینہ منورہ میں آ گئے تھے ان کے لحاظ سے ارشاد ہوا کہ وہ تیسرا حصہ جو تمہارا ہے، اس کو گھر کے خرچ کے موافق رکھ کر باقی گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھنا چاہیئے اس کو بھی خیرات کر دینا چاہیئے اب قحط کا زمانہ نہیں رہا اس لیے

كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کو تین دن سے زاید جب تک چاہو رکھ سکتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے پہلے تم کو مشکیزہ کے علاوہ دوسرے برتن (جس میں شراب رکھی جاتی تھی) ان میں نبیذ رکھ کر پینے سے منع کیا تھا[1] اب تم تمام برتنوں میں (خواہ وہ شراب رکھنے اور شراب بنانے کے برتن ہی کیوں نہ ہوں) ان میں نبیذ رکھ کر پی سکتے ہو، ہاں[2]، اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۲۲۱ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے پہلے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا مگر اب میں تم کو قبروں کی زیارت کرنے کی اجازت دیتا ہوں، قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ زیارت قبور دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے اور آخرت کی یاد کرا دیتی ہے۔

(ابن ماجہ)

---

[1] شراب کی حرمت سے پہلے جن برتنوں میں شراب بنائی جاتی اور رکھی جاتی تھی، شراب کی حرمت کے بعد نبیذ یعنی کھجور یا انگور کے شربت کو ان برتنوں میں رکھنے اور پینے سے بھی منع کر دیا گیا تھا۔ شراب کی حرمت کو جب ایک مدت گزر گئی اور شراب کی برائی دلوں میں بیٹھ گئی تو ان برتنوں کے استعمال کی اجازت مل گئی اور ان برتنوں کے استعمال کی ممانعت کا حکم منسوخ ہو گیا اور ارشاد ہوا کہ

[2] اس کا خیال رہے کہ نبیذ شراب نہ ہو جائے، کیونکہ ان برتنوں کے مسامات بند رہنے سے نبیذ جلد شراب ہو جاتی ہے، اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

ف: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ زیارت قبور مستحب ہے، اگرچہ کہ زیارت کے لیے دور دراز مقام پر سفر کرنا پڑے، جیسا کہ لوگوں کی عادت ہے کہ اولیاء اللہ اور بزرگوں کے قبور کی زیارت کے لیے سفر کرتے ہیں۔ لوگوں کا اس طرح بزرگوں کے مزارات کی زیارت کے لیے جانا جائز اور سنت ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شہداء احد کی زیارت کے لیے ہر سال تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حالانکہ احد مدینہ منورہ سے کافی فاصلہ پر واقع ہے۔ (یہ پورا مضمون رد المحتار سے ماخوذ ہے) ۱۲

۲۲۱۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَکٰی وَاَبْکٰی مَنْ حَوْلَهٗ فَقَالَ اسْتَاْذَنْتُ رَبِّیْ فِیْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ یُؤْذَنْ لِیْ وَاسْتَاْذَنْتُهٗ فِیْ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاَذِنَ لِیْ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَکِّرُ الْمَوْتَ نَقَالَ فِیْ رَدِّ الْمُحْتَارِ فِیْ بَابِ الْمُرْتَدِّ اَنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَکْرَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِحَیَاةِ اَبَوَیْهِ لَهٗ حَتّٰی اٰمَنَا بِهٖ کَمَا فِیْ حَدِیْثٍ صَحَّحَهُ الْقُرْطُبِیُّ وَابْنُ نَاصِرِ الدِّیْنِ حَافِظُ الشَّامِ وَغَیْرُهُمَا فَانْتَفَعَا بِالْاِیْمَانِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے (قبر کے پاس صرف آنسو بہاکر) خود بھی روئے اور آس پاس جو صحابہ تھے ان کو بھی رلایا اور ارشاد فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے اپنی والدہ کے لیے دعاء مغفرت کرنے کی اجازت مانگی لیکن مجھے اجازت نہیں ملی، پھر میں نے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی، تم لوگ بھی قبروں کی زیارت کیا کرو۔ کیونکہ قبروں کی زیارت سے (جو موت سے غافل ہیں ان کو) موت یاد آجاتی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف اور اس قسم کی دوسری حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے والدین کے لیے دعاء مغفرت کرنا چاہی تو آپ کو اجازت نہیں ملی تو آپ اس وقت صرف قبر کی زیارت کی اجازت لے کر قبر کی زیارت کو گئے مگر آپ کا اس وقت بہت درد کے ساتھ رونا اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لانے کا سبب بنا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب مبارک پر القا فرمایا کہ آپ اپنے والدین کے دوبارہ زندہ ہونے اور مشرف باسلام ہونے کی دعا فرمائیں، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعاء فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء قبول فرمائی اور آپ کی خوشنودی

لہ (پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمائے کہ قبر کی زیارت کی جو اجازت مجھ کو ملی ہے یہ صرف میرے لیے ہی خاص نہیں ہے بلکہ تم لوگوں کے لیے بھی ہے اس لیے)

کی خاطر بطور معجزہ آپ کی والدہ کو زندہ فرمایا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اگلے پیغمبروں سے بھی مردوں کو زندہ کرنے کے ایسے واقعات ظاہر ہوئے ہیں، چنانچہ سورۂ بقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے مقتول کو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا؛ تاکہ وہ اپنے قاتل کی خبر دے اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بطور معجزہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے بہت سارے مردوں کو زندہ فرمایا ہے اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے سے آفتاب ڈوبنے کے بعد واپس لوٹایا تاکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصر کی نماز پڑھ لیں، تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو ڈوبنے کے بعد دوبارہ لوٹایا تاکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فوت شدہ نماز پڑھ لیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کی وفات کے بعد دوبارہ ان کو زندہ کیا، تاکہ ایمان لانے کا موقع گزر جانے کے بعد بھی پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں، اسی لیے ردالمحتار میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاز میں آپ کے والدین شریفین کو زندہ فرمایا تاکہ وہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کا رنج وغم دور ہو۔ چنانچہ آپ کے والدین زندہ ہوئے اور حضور پر ایمان لائے۔ اس واقعہ کا ذکر ایک حدیث میں آیا ہے اور اس حدیث کو علامہ قرطبی اور علامہ ابن ناصر الدین حافظ الشام اور دیگر حفاظ حدیث نے صحیح قرار دیا ہے۔ اشعۃ اللمعات میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔ ۱۲۔

۲۲۲۳ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ"

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب صحابہ زیارت قبور کے لیے قبرستان کو جانے کا ارادہ کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کو یہ دعا سکھلاتے کہ جب تم قبرستان میں جاؤ تو وہاں یہ دعا پڑھا کرو۔

مسلمانوں کے قبرستان والو! (مومن ہو یا مومنات) تم سب پر سلام ہو (یعنی آخرت کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے) اللہ تعالیٰ تم کو سلامت رکھے، (ایک دن وہ آنا ہے کہ) ہم بھی تم سے انشاء اللہ ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے خیر وعافیت کی دعاء مانگتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۲۲۴ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَيْفَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ

اَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تَعْنِیْ فِیْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ قَالَ قُوْلِیْ "اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ جب میں زیارت قبور کے لیے جاؤں، تو قبرستان کے مردوں کو کس طرح سلام کروں، اور ان کے لیے کیا دعاء کروں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم (زیارت قبور کے لیے جاؤ تو) اس طرح سلام کرکے یہ دعا پڑھا کرو۔ مسلمانوں کے قبرستان والوں! (مومن ہو یا مومنات) تم سب پر سلام ہو (یعنی آخرت کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے) اللہ تعالیٰ تم کو سلامت رکھے (یوں تو ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بے حد ضرورت ہے، اس لیے ہم دعا کرتے ہیں کہ) ہم سے پہلے جو عالم آخرت میں جاچکے ہیں، یا ہمارے بعد جو عالم آخرت میں آنے والے ہیں ان سب پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرمائے تاکہ آخرت کی زندگی آرام سے گزرے (اے اہل قبور ایک دن وہ آنا ہے کہ) ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۲۲۵ وَعَنْھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کُلَّمَا کَانَ لَیْلَتُھَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ اِلَی الْبَقِیْعِ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَتَاکُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ہمیشہ میری باری کی رات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آخر شب مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع کو تشریف لے جاتے اور وہاں پہونچ کر یہ دعا فرماتے: مسلمانوں کے قبرستان والوں! تم سب پر سلام ہو، جس اجر وثواب کا دنیا میں تم سے وعدہ کیا جاتا تھا وہ اب تم کو مل گیا، اور باقی پورا پورا ثواب کل قیامت کے بعد جنت میں ملے گا اور (ایک دن وہ آنا ہے کہ) ہم بھی تم سے ان شاء اللہ ملنے والے ہیں۔ الٰہی! مدینہ کے بقیع قبرستان کے تمام مردوں کی مغفرت فرما دیجئے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۲۲۶ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ایک مرتبہ) مدینہ منورہ کے قبرستان پر سے گزرے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبروں کے پاس اس طرح کھڑے ہوئے کہ آپ کا چہرۂ انور اہل قبور کے چہروں کے مقابل تھا (اور حضور کی پشت مبارک قبلہ کی طرف تھی) اور حضور یہ فرما رہے تھے۔ اے مسلمانوں کے قبرستان والو! تم سب پر سلام ہو (یعنی آخرت کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے) اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے پہلے جا چکے ہو، اور ہم بھی تمہارے بعد آنے والے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۲۲۷ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

محمد بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک صحابی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئی مسلمان ہفتہ میں کسی ایک دن اپنے ماں باپ کی قبروں یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اس کا نام اس دفتر میں لکھا جاتا ہے کہ جس دفتر میں والدین کے فرماں بردار اور خدمت گزار اولاد کا نام لکھا ہوا ہوتا ہے اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں مرسلاً کی ہے

ف: اس حدیث شریف میں والدین کے قبور کی زیارت کرنے کی جو فضیلت آئی ہے وہ عام ہے فرماں بردار اور نافرمان کے لیے ہے لیکن خاص کر بشارت اس اولاد کے لیے ہے۔ جو ماں باپ کی زندگی میں اُن کی نافرمان رہی ہے اور ماں باپ ان سے ناراض رہے۔ اگر وہ نافرمان اولاد ان کے مرنے کے بعد ہفتہ میں ایک بار اپنے ماں باپ کی قبر پر جایا کرے اور ان کی مغفرت کی دعا کرے تو اس کے اپنے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں اور اس کا نام والدین کے خدمت گزار اور فرماں بردار اولاد کے دفتر میں لکھا جاتا ہے۔ ۱۲

۲۲۲۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَالَ قَدْ رَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ هٰذَا كَانَ قَبْلَ اَنْ يُّرَخِّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَلَمَّا رَخَّصَ دَخَلَ فِيْ رُخْصَتِهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّمَا كُرِهَ زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ لِلنِّسَآءِ لِقِلَّةِ صَبْرِهِنَّ وَكَثْرَةِ جَزَعِهِنَّ تَمَّ كَلَامُهٗ۔

۲۲۲۹ وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاِنِّيْ وَاضِعٌ ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهٗ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَآءً مِّنْ عُمَرَ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں پر جانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ اس حدیث کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور یہ بھی کہا کہ بعض اہل علم کا یہ خیال ہے کہ یہ حدیث مردوں اور عورتوں کے زیارت قبور کی رخصت دینے سے پہلے کی ہے۔ تو جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کو زیارت قبور کی اجازت دی تو عورتیں بھی اس رخصت میں شامل ہوگئیں بعض اہل علم نے کہا، کہ زیارت قبور عورتوں کے لیے مکروہ ہے ان کے صبر نہ کرنے اور کثرت سے آہ وبکا کرنے کی وجہ سے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں اپنے حجرے میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دفن ہیں جب جایا کرتی تو اپنی چادر اتار دیا کرتی تھی اور اپنے دل میں کہا کرتی تھی کہ میرے شوہر ہیں اور میرے والد ہیں (اس لیے مجھے اپنی چادر اتار دینے میں کیا مضائقہ ہے) جب میرے اس حجرے میں ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بھی دفن کیے گئے (اور حضرت عمر میرے محرم نہیں تھے، اس لیے) میں اس دن سے جب اپنے اس حجرہ میں جاتی تو بخدا! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے شرما کر کپڑے اوڑھے لپٹے جاتی تھی۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے

ف اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لحاظ فرما کر حجرہ شریف میں چادر اوڑھے لپٹے جایا کرتی تھیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مُردے ان کو پہچانتے ہیں جو ان کے پاس زیارت کے لیے آتے ہیں، اور اپنے پاس آنے والے کو جانتے ہیں، اس لیے زندگی میں ان کا جیسے لحاظ کیا جاتا تھا، مرنے کے بعد بھی ویسا ہی لحاظ کیا جانا چاہیے (مرقات، اشعۃ اللمعات، عالمگیری، ردالمحتار)

۱۲۔

کِتَابُ الزَّکوٰۃِ اس کتاب میں زکوٰۃ کا بیان ہے

ف، واضح ہو کہ زکوٰۃ کے لغوی معنیٰ بڑھنے اور پاک کرنے کے ہیں، چنانچہ ادائیگی زکوٰۃ سے مال بڑھتا ہے اور پاک بھی ہوتا ہے، اور زکوٰۃ ادا کرنے والے کے ثواب میں اضافہ اور اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور زکوٰۃ کے شرعی معنیٰ یہ ہیں کہ مال کے ایک حصّہ کو ایسے فقیر کو جو ہاشمی نہ ہو مالک بنا دیا جائے اور اس میں یہ بات ضروری ہے کہ زکوٰۃ دینے والا کسی حیثیت سے اس دیئے ہوئے مال سے فائدہ نہ اٹھائے اور ادائیگی زکوٰۃ میں یہ بات بھی ضروری ہے کہ مال مالک کے پاس ایک سال رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر (۸۲) جگہ فرمایا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز کے بعد زکوٰۃ ساری عبادتوں میں افضل ہے، زکوٰۃ مدینہ منورہ میں ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئی اور زکوٰۃ کی فرضیت سے شریعت مطہرہ کا مقصود، فقراء کی اعانت اور ان کی دستگیری ہے اور زکوٰۃ دینے والے میں حُبِ مال کی کمی ہو گی، اور باطن میں تواضع پیدا ہو گا جس سے حسد وغیرہ کم ہو جائیں گے۔

زکوٰۃ فریضہ محکمہ ہے، زکوٰۃ کا منکر کافر ہے اور زکوٰۃ روکنے والا لائق قتل ہے اور مال پر پورا سال گزر جائے تو علی الفور زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے اور بغیر عذر زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر سے گناہ ہو گا اور ادائیگی کے وقت نیت لازمی ہے اور اگر نیت نہ کی جائے تو زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔

زکوٰۃ کے واجب ہونے کے شرائط حسب ذیل ہیں۔

(۱) حُریت یعنی زکوٰۃ ادا کرنے والا حُر ہو، غلام نہ ہو (۲) اسلام یعنی کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں (۳) عقل اور بلوغ یعنی بچہ اور مجنون پر زکوٰۃ فرض نہیں (۴) مال نصاب کو پہونچ جائے (۵) ملکیت تامہ یعنی مال قبضہ میں ہو اور اس پر تصرف کا پورا حق حاصل ہو (۶) مال حاجت اصلی سے زائد ہو یعنی سکونتی مکان، کپڑوں گھر کے اسباب، سواری کے جانوروں اور خدمت کے غلاموں اور استعمال کے ہتھیار پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

زکوٰۃ کے مستحقین حسب ذیل ہیں۔

(۱) فقیر ایسا شخص جو صاحب نصاب نہیں اور حاجت مند ہو (۲) مسکین ایسا شخص جس کے پاس کچھ بھی مال نہ ہو (۳) عامل وہ شخص جس کو امیر وصولی زکوٰۃ پر مامور کرے۔ بشرطیکہ وہ ہاشمی نہ ہو (۴) مقروض جو قرض میں مبتلا ہو (۵) فی سبیل اللہ اس میں ایسے لوگ داخل ہیں جو غازی ہوں یا حاجی ہوں اور فقیر ہو چکے ہوں (۶) مسافر، مسافر کو بحالت سفر زکوٰۃ سے صرف اتنا مال لینا جائز ہے جو اس کی ضرورت کے مطابق ہو، (۷) رقاب یعنی غلاموں کے آزاد کرانے پر زکوٰۃ کی رقم استعمال کی جاسکتی ہے (فتاویٰ عالمگیری، رد المختار، حاشیہ موطا، لمعات اور مرقات) ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ؛ — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ — اور زکوٰۃ دو (سورۂ بقرہ، ۴۳)

ف: نماز کے بعد اسلام کا اہم ترین رکن زکوٰۃ ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا اے مسلمانوں اپنے مال میں سے غرباء و فقراء کے لیے زکوٰۃ دیا کرو۔

وَقَوْلُهٗ ؛ — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ — عنقریب وہ (مال) جس میں انہوں نے بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔ (سورۃ ال عمران ۱۸۰)

ف: حدیث شریف میں ہے جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ مال سانپ بن کر قیامت کے دن مالک کے گلے میں پڑے گا اور یہ کہہ کر اسے ڈستا جائے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں۔

وَقَوْلُهٗ ؛ — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔ — اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو، کہ دو تو اس میں سے اور نہیں ملے گا تو نہ لو گے، جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو، اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ سراہا گیا ہے (سورۃ بقرہ، ۲۶۷)

ف: بعض لوگ خراب مال صدقہ میں دیتے تھے، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، مسئلہ صدقہ وصول کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ صدقہ میں متوسط مال لے، نہ بالکل خراب اور نہ سب سے اعلیٰ بعض لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ اگر ہم صدقہ دیں گے تو نادار اور غریب ہو جائیں ان کے رد میں بھی یہ آیت نازل ہوئی۔

ف: تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ عامل زکوٰۃ جب زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے جائے تو درمیانی قسم کے جانور لے، نہ بالکل ناکارہ جانور لے اور نہ عمدہ قسم کے جانور، آیت شریفہ سے فقہاء کے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔ ۱۲۔

۲۲۳۰ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اِنَّكَ تَاْتِيْ قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن (کا حاکم) بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ تم ایک ایسی قوم میں جا رہے ہو جو اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ ہیں پس تم ان کو (اسلام کی) دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ

عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَ اللَّيْلَةِ. فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اگر وہ اس کو مان لیں یعنی اسلام قبول کر لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کیں ہیں، اگر وہ اس بات کو یعنی پنجگانہ نمازوں کے وجوب کو مان لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے ایسے) مالداروں سے لی جائے گی (جو صاحب نصاب ہیں) اور جن کے مال پر زکوٰۃ واجب ہونے کے شرائط پورے اُترتے ہیں) اور ان کے مسلمان) فقراء پر تقسیم کی جائے گی۔ (جو زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں) اگر وہ اس بات کو بھی مان لیں تو ان کا بہترین مال (زکوٰۃ میں) نہ لینا[1] اور نہ بیت المال کیلئے زکوٰۃ کا مال وصول کرنے میں زیادتی اور بدزبانی سے زکوٰۃ دینے والے کو تکلیف نہ دینا اور) ایسے مظلوم کی بددعاء سے خود کو بچائے رکھنا کیونکہ مظلوم کی بدعاء اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا (یعنی مظلوم کی فریاد قبول ہوکر رہتی ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف:۔ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ زکوٰۃ مالداروں سے لی جائے گی۔ مرقات اور عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ حدیث شریف کے لفظ "اَغْنِيَائِهِمْ" سے مراد مکلفین ہیں اور مکلفین سے ایسے صاحب نصاب مراد ہیں جو عاقل و بالغ ہوں۔ اس لیے زکوٰۃ عاقل پر فرض ہوگی۔ مجنون پر فرض نہ ہوگی، اور ایسے ہی زکوٰۃ بالغ پر فرض ہوگی مجنون پر فرض نہ ہوگی، اور ایسے ہی زکوٰۃ بالغ پر فرض ہوگی، نابالغ پر فرض نہ ہوگی۔ اس کی تائید ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تین شخص مرفوع القلم ہیں یعنی ان کے اعمال لکھے نہیں جاتے اور نہ ان کا مواخذہ ہوتا ہے۔ ایک سونے والا جب تک کہ وہ نہ جاگے دوسرا بچہ جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو۔ تیسرا مجنون جب تک کہ اس کا جنون ختم نہ ہو جائے اس حدیث شریف سے بچے اور مجنون کا غیر مکلف ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس بناء پر سفیان ثوری، عبدالرحمٰن بن مبارک، ابووائل سعید بن جبیر، نخعی شعبی حسن بصری رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ یتیم کے مال پر زکوٰۃ واجب

[1] اور اسی طرح ناقص مال بھی نہ لینا بلکہ متوسط مال لینا کہ نہ زکوٰۃ دینے والے کا نقصان ہو۔

نہیں، اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ یتیم کے مال پر زکوٰۃ واجب نہ ہونے کے بارے میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے شاگردوں کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور سعید بن المسیب نے فرمایا ہے کہ جس شخص پر نماز اور روزہ فرض ہے زکوٰۃ بھی اسی شخص پر فرض ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ چونکہ نابالغ اور مجنون پر نماز اور روزہ فرض نہیں ہے، اسی لیے ان پر زکوٰۃ بھی فرض نہ ہوگی اور حمید بن زنجویہ نے بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی یہی مذہب ہے کہ مجنون اور نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے، اور مبسوط میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی قول ہے کہ مجنون اور بچے پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے اور امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد امام محمد باقر رحمۃ اللہ سے یہی روایت کی ہے اور قاضی شریح بھی اسی کے قائل ہیں کہ نابالغ اور مجنون پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے جیسا کہ نسائی نے روایت کی ہے، یہ پورا مضمون بنایہ اور عمدۃ القاری سے ماخوذ ہے ۱۲۔

۲۲۳۱/۲ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَيْسَ فِيْ مَالِ الْيَتِيْمِ زَكٰوةٌ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ وَرَوٰى عَنْ اِبْرَاهِيْمَ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یتیم کے مال پر زکوٰۃ (فرض) نہیں اس کی روایت امام محمد نے الآثار میں کی ہے اور ابراہیم نخعی سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے

۲۲۳۲/۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا يَجِبُ عَلٰى مَالِ الصَّغِيْرِ زَكٰوةٌ حَتّٰى تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ ابْنُ لَهِيْعَةَ اِحْتَجَّ بِهِ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَصَحَّحَ حَدِيْثَهٗ وَحَسَّنَ لَهُ التِّرْمِذِيُّ فَهُوَ مُخْتَلَفٌ فِيْهِ وَالْاِخْتِلَافُ لَا يَضُرُّهٗ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نابالغ کے مال پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ تاوقتیکہ اس پر نماز فرض نہ ہو (جب بالغ ہو جائے گا تو نماز کی طرح زکوٰۃ بھی اس پر فرض ہو جائے گی۔) اس حدیث کی روایت دار قطنی نے کی ہے؛

۲۲۳۳/۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَاُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِيْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا رُدَّتْ اُعِيْدَتْ لَهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو کوئی سونے یا چاندی کا مالک ہو (یعنی صاحب نصاب ہو) اور وہ اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو ایسے شخص کے لیے قیامت کے دن وہ سونا اور چاندی (عذاب کا ذریعہ بن جائے گی اور اس طرح کہ) اس سونے اور چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گے اور ان تختیوں کو آگ میں اس قدر تپایا جائے گا کہ وہ آگ بن جائے گی اور آگ کی

فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیَرٰی سَبِیْلَہٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَالْاِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ اِبِلٍ لَا یُؤَدِّیْ مِنْھَا حَقَّھَا وَمِنْ حَقِّھَا حَلَبُھَا یَوْمُ وِرْدِھَا اِلَّا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ بُطِحَ لَھَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْفَرَ مَا کَانَتْ لَا یَفْقِدُ مِنْھَا فَصِیْلًا وَّاحِدًا تَطَؤُہٗ بِاَخْفَافِھَا وَتَعُضُّہٗ بِاَفْوَاھِھَا کُلَّمَا مَرَّ عَلَیْہِ اُوْلٰھَا رُدَّ عَلَیْہِ اُخْرَاھَا فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیَرٰی سَبِیْلَہٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ۔ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَّا یُؤَدِّیْ مِنْھَا حَقَّھَا اِلَّا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ

ان تختیوں سے اس شخص کے پہلو پیشانی اور پیٹھ کو داغ دیا جائے گا اس عمل سے جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر اُن کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور تپایا جائے گا اور ان سے داغ دیا جاتا رہے گا اور وہ دن جس میں یہ عمل کیا جاتا رہے گا وہ اتنا بڑا ہو گا کہ جس (کی مقدار دُنیا کے) پچاس ہزار برسوں کے برابر ہو گی یہاں تک کہ بندوں کا حساب وکتاب ختم ہو جائے گا۔ اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں بھیج دیئے جائیں گے[۱]۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو زرِ نقد کا حکم تھا اب ارشاد ہو کہ اونٹوں کے متعلق کیا حکم ہے! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اونٹ والے پر دو حق ہیں ایک حق تو اونٹوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا ہے جو فرض ہے دوسرا حق جو مستحب ہے یہ ہے کہ اونٹوں کا دودھ اس دن نکالا جائے جس دن ان کے پانی پینے کی باری ہوتی ہے تاکہ فقراء جو ایسے موقعوں پر جمع ہو جاتے ہیں وہ پی کر دودھ سے شکم سیر ہو سکیں اور یہ حکم مستحب ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اونٹوں کی زکوٰۃ نہ دینے والے شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں منہ کے بل اوندھا ڈالا جائے گا اور اس کے سارے اونٹ وہاں پوری تعداد میں موجود ہوں گے ان میں ایک بچہ بھی کم نہ ہو گا اور

[۱] صاحب مرقات اور اشعۃ اللمعات نے بیان کیا ہے کہ حدیث شریف میں پہلو، پیشانی اور پشت کو داغ دیئے جانے کا جو ذکر آیا ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ تینوں جسم کے اشرف اعضاء ہیں کہ اعضاءِ رئیسہ دل دماغ اور جگر ان ہی میں ہیں۔ ان اعضاء کے داغ دیئے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ان ہی اعضاء کی زیب وزینت کے لیے اس نے مال جمع کیا اور زکوٰۃ دینے سے گریز کیا، ان اعضا کو داغ دینے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ ان ہی اعضاء سے اس نے سائل کو تکلیف پہنچائی۔ پہلو پر اس لیے داغ دیا جائے گا کہ سائل کے سوال پر پہلو تہی کی اور پیشانی اس کو اس لیے داغا جائے گا کہ سائل کو دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ اور پیٹھ کو اس لیے داغا جائے گا کہ حاجت مند سے پیٹ پھیرا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سونے چاندی کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وعید کو سن کر)

بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ
مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ
وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ
تَنْطِحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ
بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ
أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي
يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ
أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ
الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا
إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ
قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ فَالْخَيْلُ
قَالَ فَالْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِيَ
لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ

وہ خوب موٹے تازے ہوں گے، یہ اونٹ اپنے مالک کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور کچلیں گے اور اپنے دانتوں سے کاٹیں گے اور جب ان اونٹوں کی ایک قطار اس طرح روند کر کچل کر اور کاٹ کر گزر جائے گی تو اونٹوں کی دوسری قطار روندنے، کچلنے اور کاٹنے کے لیے آجائے گی، اور اس طرح یہ عمل اس دن ہوتا رہے گا کہ جس کی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار برسوں کے برابر ہوگی، یہاں تک کہ بندوں کا حساب و کتاب ختم ہو جائے گا اور جنتی جنت میں دوزخی دوزخ میں بھیج دیئے جائیں گے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سُن کر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ گائے اور بکریوں کے مالک کا کیا ہوگا (جس نے صاحب نصاب ہونے کے باوجود ان کی زکوٰۃ نہ دی ہو)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گائے اور بکریوں کی زکوٰۃ نہ دینے والے شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں منہ کے بل اوندھا ڈالا جائے گا اور اس کی ساری گائے اور بکریاں وہاں پوری تعداد میں موجود ہوں گی، ان میں ایک بچہ بھی کم نہ ہوگا۔ ان کے سینگ نہ تو مڑے ہوں گے نہ ٹوٹے ہوئے ہوں گے اور نہ وہ بغیر سینگ کے ہوں گے (یعنی سب کے سروں پر سینگ ہوں گے اور سینگ صحیح سالم ہوں گے تاکہ) گائے اور بکریاں ان سینگوں سے اپنے اس مالک کو ماریں (جس نے ان کی زکوٰۃ نہ دی ہو) اور اپنے کھروں سے اس کو کچلیں گے اور روندتے ہوئے گذر جائیں گے اور جب ان گائے اور بکریوں کی ایک قطار اس طرح سینگوں سے مارتی ہوئی اور پاؤں سے کچلتی ہوئی گذر جائے گی تو ان کی دوسری قطار مارنے اور کچلنے کے لیے آجائے گی اور اس طرح یہ عمل اس دن ہوتا رہے گا جس کی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار برسوں کے برابر ہوگی یہاں تک کہ بندوں کا حساب و کتاب ختم ہو جائے گا جنتی

سِتْرٌ وَّهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ فَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَّفَخْرًا وَّنِوَاءً عَلٰى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ لَهٗ وِزْرٌ أَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهٗ سِتْرٌ وَّأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ وَّرَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهٗ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَكُتِبَ لَهٗ عَدَدَ أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ عَدَدَ آثَارِهَا وَأَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيْدُ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا

جنت میں اور دوزخی دوزخ میں بھیج دیئے جائیں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پھر عرض کیا گیا، یارسول اللہ گھوڑوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا سنو! گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ گھوڑے ہیں جو اپنے مالک کے لیے گناہ کا سبب بنتے ہیں دوسرے وہ گھوڑے ہیں جو اپنے مالک کے لیے پردہ ہوتے ہیں، یعنی گھوڑوں کی وجہ سے وہ معزز سمجھا جاتا ہے اور اس کی محتاجی کا گمان کسی کو نہیں ہوتا، اور تیسرے وہ گھوڑے ہیں جو اپنے مالک کے لیے ثواب کا ذریعہ بنتے ہیں وہ گھوڑے جو مالک کے لیے گناہ کا سبب ہوتے ہیں اس شخص کے گھوڑے ہیں جن کو مالک نے فخر و غرور اور ریاء کے لیے باندھ رکھا ہے، یا مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کے لیے رکھ چھوڑا ہے تو ایسے گھوڑے (اس شخص کی ایسی نیت کی وجہ سے) اس کے لیے گنہ کا سبب ہوتے ہیں دوسرے وہ گھوڑے جو اپنے مالک کے لیے پردہ، (عزت) کا سبب ہوتے ہیں، ایسے گھوڑے ہیں جن کو ان کے مالک نے خدا کی راہ میں اطاعت اور بندگی کی غرض سے باندھ رکھا ہے اور جو حقوق گھوڑوں کی پیٹھوں اور گردنوں سے متعلق ہیں ان کو ادا کرنا بھی نہیں بھولا ہے (مثلاً کسی کی ضرورت پر ان کو مستعار دیا کرتا ہے) تو ایسے گھوڑے اپنے مالک کی عزت کا سبب بنتے ہیں تیسرے وہ گھوڑے ہیں جو اپنے مالک کے لیے اجر و ثواب کا سبب ہوتے ہیں، اور یہ اس شخص کے گھوڑے ہوتے ہیں جن کو مالک نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے چراگاہوں اور سبزہ زاروں میں باندھ

لہ (اس حدیث شریف میں کئی بار یہ ذکر آیا ہے کہ قیامت کا دن دنیا کے پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا۔ اس بارے میں صاحب مرقات اور اشعۃ اللمعات لکھا ہے کہ اس دن کی پچاس ہزار برس کے برابر درازی کافروں کے لیے ہے اور گنہگاروں کے لیے اس دن کی درازی ان کے گناہوں کے لحاظ سے ہوگی اور نیکوکار مومنین پر یہ دن اتنی دیر میں گزر جائے گا جتنی دیر میں فجر کی دو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَآ اُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

رکھا ہے، ان چراگاہوں اور سبزہ زاروں میں سے یہ گھوڑے جس قدر کھائیں گے اس سبزہ کی مقدار کے موافق اس کے مالک کے حق میں نیکیاں لکھی جائیں گی اور ان گھوڑوں کی لید اور پیشاب کا شمار بھی نیکیوں میں ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر کوئی گھوڑا اپنی رسی تڑا کر ایک یا دو ٹیلوں پر پھلانگتا ہے تو بھی اللہ تعالیٰ اس گھوڑے کے قدموں کے نشانات کی تعداد کے برابر (اور اس دوڑنے کی حالت میں جو لید کرتا ہے اس کی لید کی مقدار کے موافق اس کے مالک کے حق میں نیکیاں لکھ دیتے ہیں، اگر مالک ان گھوڑوں کو لے کر کسی نہر پر سے گزرے اور مالک کے ان گھوڑوں کو پانی پلانے کے ارادے کے بغیر بھی یہ گھوڑے پانی پی لیں، تو پیئے ہوئے پانی (کے قطرات کی تعداد) کے برابر اللہ تعالیٰ اس کے مالک کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھ دیتے ہیں[1] یہ سن کر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گدھوں کے متعلق کیا حکم ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا گدھوں کے متعلق مجھ پر تو کوئی خاص حکم نازل نہیں ہوا، ہاں یہ جامع آیت موجود ہے۔ جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا، اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا (سورۃ الزلزال، ۸، ۷)

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۳۳۵ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

[1] یہ اس سے معلوم ہوا کہ مالک کی نیت اور ارادہ کے بغیر گھوڑوں کے پانی پی لینے پر جب اتنا بڑا ثواب دیا جاتا ہے تو جب مالک ان کو ارادہ اور نیت کے ساتھ پانی پلاتا ہوگا تو اس ثواب کا کیا پوچھنا!

[2] (صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گدھے کے تعلق سے (اس آیت کو) جو بیان فرمایا ہے اس کا منشا یہ ہے کہ اگر گدھے کو کسی نیک کام میں استعمال کرے گا تو اس کے مالک کو اس کی جزا ملے گی، صاحب مرقات نے یہ بھی لکھا ہے کہ آیت مذکورہ اتنی جامع اور مانع ہے کہ باوجود الفاظ کی کمی کے اپنے معنی اور مطالب کے لحاظ سے ہر عمل نیک و بد پر حاوی ہے۔

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ رَّجُلٍ یَّکُوْنُ لَہٗ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لَا یُؤَدِّیْ حَقَّھَا اِلَّا اُتِیَ بِھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْظَمَ مَا تَکُوْنُ وَاَسْمَنَہٗ تَطَؤُہٗ بِاَخْفَافِھَا وَتَنْطِحُہٗ بِقُرُوْنِھَا کُلَّمَا جَازَتْ اُخْرَاھَا رُدَّتْ عَلَیْہِ اُوْلَاھَا حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی کے پاس اونٹ یا گائے یا بکریاں (بقدر نصاب) ہوں اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن یہ جانور نہایت فربہ اور تنومند ہو کر اس شخص کی طرف آئیں گے اور اس کو اپنے کھروں سے روندیں گے اور سینگوں سے ماریں گے۔ ان جانوروں کی پہلی جماعت جب اسی طرح روند کر گزر جائے گی۔ تو فوراً دوسری جماعت (روندنے اور کچلنے کے لیے) آموجود ہو گی اور (جانوروں کی جماعتیں یکے بعد دیگرے) اسی طرح کرتی رہیں گی، یہاں تک کہ لوگوں کا حساب وکتاب ختم ہو جائے گا (اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں بھیج دیئے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۲۳۵ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِھْزِمَتَیْہِ یَعْنِیْ شِدْقَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ تَلَا وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ اَلْاٰیَۃَ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو مال عطا کیا اور اس نے اس مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی، تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے لیے گنجا سانپ بنا دیا جائے گا (معمر اور زیادہ زہریلا ہونے کی وجہ سے سانپ گنجا رہے گا) اور اس کی آنکھوں پر وہ سیاہ نقطے ہوں گے (اس قسم کا سانپ بھی بہت زہریلا ہوتا ہے) اور یہ سانپ قیامت کے دن طوق کی طرح اس شخص کی گردن میں ڈال دیا جائے گا اور یہ سانپ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑ کر اس کو کاٹے گا اور کہے گا کہ میں تیرا وہ مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں جس پر تو نے زکوٰۃ نہ دی، اس لیے تجھے یہ سزا مل رہی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے (اس کی تائید کی) یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور جو (لوگ) بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں، بلکہ وہ ان کے لیے بُرا ہے، عنقریب وہ جس میں

بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔
(سورۃ آل عمران، ۱۸۰)
اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۲۳۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُلْقِمَهٗ اَصَابِعَهٗ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی نے زکوٰۃ ادا کئے بغیر) مال جمع کر کے رکھا ہو تو اس کا وہ مال قیامت کے دن گنجا اور زہر بھرا سانپ بن جائے گا اور وہ شخص اس سے بھاگے گا اور سانپ اس کا تعاقب کرتا رہے گا (یہاں تک کہ اس کو پالے گا اور اس شخص کا یہ حال ہو گا کہ) وہ اپنی انگلیاں کو خود آپ چبائے گا (جیسا کہ لوگوں کی عادت ہے کہ سانپ وغیرہ سے خوف اور دہشت کے وقت اپنی انگلیاں آپ چبا لیا کرتے ہیں۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں انگلیوں کے چبائے جانے کا جو ذکر ہے اس کے تعلق سے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ مال کے جمع اور خرچ کرتے ہیں ہاتھ کی انگلیوں ہی کو دخل ہوتا ہے۔ ۱۲۔

۲۲۳۷ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ لَا يُؤَدِّيْ زَكٰوةَ مَالِهٖ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ عُنُقِهٖ شُجَاعًا ثُمَّ قَرَءَ عَلَيْنَا مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ "وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ" الْاٰيَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس مال کو سانپ بنا کر اس کی گردن میں لٹکا دیں گے، پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دلیل میں اس آیت کو تلاوت فرمایا۔ "وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ" الخ" (اس کا ترجمہ حدیث ۲۲۳۵ میں دیکھی گزر چکا ہے) اس حدیث کی روایت ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۲۳۸ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِيْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيْلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَالْعَبَّاسُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے) عامل بنا کر روانہ فرمایا، کسی نے رسول اللہ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ فَقِيْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّكُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهٗ وَاَعْتُدَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ اَمَا شَعَرْتَ اِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ابن جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالد ابن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے زکاۃ ادا نہیں کی ہے (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابن جمیل کے زکوٰۃ دینے سے انکار پر حیرت ہے ایک زمانہ میں وہ فقیر تھا اور اب اللہ اور اللہ کے رسول نے اس کو دولت مند بنا دیا (تو وہ اس احسان کا یہی بدلہ دے رہا ہے اور کفران نعمت پر اُتر آیا ہے) اب رہے خالد بن الولید تو تم لوگ ان سے زکوٰۃ طلب کر کے ان پر زیادتی کر رہے ہو، انہوں نے تو اپنی زرہیں (اور دوسرے سامان جنگ تک کو) راہ خدا میں جہاد کے لیے وقف کر دیا ہے (یہاں تک کہ ان کے پاس کچھ بھی نہ رہا کہ اس کی زکوٰۃ ادا کر سکیں) اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی زکوٰۃ وہ تو مجھ پر ہے (جو گذشتہ سال اُن پر واجب ہوئی تھی) اس کو میں ادا کروں گا۔ (اب رہی اس سال کی زکوٰۃ اس کو بھی میں ہی ادا کروں گا) پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے عمر! کیا تم نہیں جانتے ہو کہ چچا دراصل باپ کے مانند ہوتا ہے (جیسا کہ ایک ہی جڑ کے دو تنے ہوتے ہیں) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی زکوٰۃ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا، یعنی حضرت عباس کی دونوں سال کی زکوٰۃ میں ادا کروں گا، ایک تو سالِ حال کی، دوسرے سالِ گزشتہ کی۔ اس بارے میں مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ضرورت پر حضرت عباس سے دو سال کی پیشگی زکوٰۃ حاصل فرمائی تھی، جیسا کہ بیہقی نے روضہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے اس کی روایت کی ہے اور امیر کو اس قسم کا اختیار رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان تفصیلات سے ناواقف تھے عام حکم کی بناء پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی تاکید کے ساتھ زکوٰۃ کا مطالبہ فرمایا اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زکوٰۃ نہ دینے پر تمہاری شدت خلاف واقعہ ہے۔ تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ میرے چچا ہیں، اور یہ باپ کے برابر ہیں۔ ۱۲۔

ف۲: اس حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے، فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اللہ اور اللہ کے رسول نے اس کو

یعنی ابن جمیل کو غنی بنا دیا۔ اس بارے میں اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ غنی بنا دینا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات گرامی کی طرف بھی غنی بنانے کی جو نسبت کی گئی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس اللہ تعالیٰ کی ذات عالی سے نعمتوں اور برکتوں کے حاصل کرنے کا واسطہ ہے (چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والے ہیں، میں تقسیم کرنے والا ہوں) ۱۲۔

۲۲۳۹ وَعَنْهُ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ بَعْدَهٗ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِاَبِيْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا رَاَيْتُ اِنَّ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ ـ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خلیفہ ہوئے تو عرب کے بعض قبیلے (جیسے غطفان فزارہ اور بنوسلیم وغیرہ) زکوٰۃ کا انکار کر کے کافر ہو گئے (اس لیے کہ زکوٰۃ فرض ہے اور فرض کا منکر کافر ہوتا ہے) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں سے جہاد کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضرت صدیق سے فرمایا کہ آپ کس طرح ان منکرین زکوٰۃ سے جہاد کریں گے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ صریح حکم موجود ہے[1]۔ مجھے لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرنے کا حکم ملا ہے جب تک کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) کے قائل نہ ہو جائیں جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا قائل ہو جائے وہ مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان محفوظ رکھ سکے گا۔ ناحق اس کا مال لیا جائے گا اور نہ جان، باقی (باطن کا) حساب تو اللہ لینے والے ہیں (یہ سن کر) حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں تو ہر اس شخص سے جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے (کہ نماز تو ادا کرے اور زکوٰۃ کا انکار کرے اور نہ دے) جب کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ساتھ ساتھ

---

[1] کہ جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا قائل ہو جائے اس کی جان اور مال محفوظ رہیں گے چنانچہ حضور کا ارشاد ہے۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

فرمایا ہے کیونکہ زکوٰۃ (اسی طرح) مالی عبادت ہے) جیسا کہ نماز بدنی عبادت ہے) اللہ کی قسم، اگر وہ لوگ مجھ سے بکری کا ایک کا بچہ بھی روک رکھیں گے جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ یہ سن کر) حضرت عمر نے فرمایا۔ خدا کی قسم! (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عزم دیکھ کر) میں نے یہ رائے قائم کرلی کہ (منکرین زکوٰۃ کے خلاف) جہاد کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شرح صدر فرمایا ہے اور میں سمجھ گیا کہ فیصلہ حق ہے (کہ منکرین زکوٰۃ سے جہاد کیا جائے) یہ ہے شان فاروقی کہ جب حق ظاہر ہو گیا تو اپنی رائے سے رجوع فرمالیا) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا قول ہے کہ "اگر وہ مجھ سے بکری کا ایک بچہ بھی روک رکھیں گے جسے وہ (زکوٰۃ میں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں اُن سے جہاد کروں گا" واضح ہو کہ یہاں بکری کے بچے سے مراد حقیقتاً بکری کا بچہ نہیں ہے کیونکہ بکری کے بچے پر زکوٰۃ واجب نہیں، بلکہ یہاں یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی مثلاً بکری کا بچہ ہی کیوں نہ ہو، یہ پہلے زکوٰۃ میں دیا جاتا تھا، اور اب نہ دیا جائے تو اس کے لیے بھی جہاد کیا جائے گا (زکوٰۃ میں وصول کئے جانے والے جانوروں کے بچوں سے متعلق مسائل آگے اپنے مقام پر آرہے ہیں) (ماخوذ از ہدایہ، رد المختار اور فتح القدیر) ۱۲)

۲۲۲۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ كَبُرَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ اَنَا اُفَرِّجُ عَنْكُمْ فَانْطَلَقَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَبُرَ عَلٰى اَصْحَابِكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب (سورۂ توبہ پ ۱۰ کی) یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنے زکوٰۃ نہیں نکالتے) تو آپ ان کو ایک بڑے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔)

تو مسلمانوں پر یہ آیت بہت شاق گزری حضرت عمر

[1] اس لیے کہ بظاہر اس آیت سے مال کا جمع کرنا ممنوع معلوم ہو رہا تھا یہ سنگی)

الزَّكٰوةَ اِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ وَاِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيْثَ وَ ذَكَرَ كَلِمَةً لِّتَكُوْنَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ فَقَالَ فَكَبَّرَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اَلَا اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ اَلْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تمہاری اس مشکل کو حل کئے دیتا ہوں (یہ کہہ کر) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا نبی اللہ اس پر عمل کرنا صحابہ پر شاق گزر رہا ہے (حضور ارشاد فرمائیں کہ اس کا اصلی منشا کیا ہے اس پر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (اس آیت سے یہ مراد نہیں ہے کہ مال جمع ہی نہ کیا جائے، بلکہ اس آیت کی وعید ان لوگوں سے متعلق ہے جو بغیر زکوٰۃ ادا کئے مال جمع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ تو اسی لیے فرض کی ہے کہ تمہارے باقی مال کو پاک کر دے (زکوٰۃ ادا کر کے مال جمع کرنے پر وعید نہیں ہے، مال جمع کرنے کی تائید میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا (کیا تم نہیں دیکھتے کہ) اللہ تعالیٰ نے میراث اسی لیے فرض فرمائی ہے کہ بعد میں آنے والے (ورثا) کو ان کا حق مل سکے (اگر مال جمع کرنا جائز نہ ہوتا تو وراثت قائم ہی کیسے ہو سکتی تھی، یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر سے ارشاد فرمایا اے عمر! تم کو انسان کا سب سے بہترین خزانہ بتائے دیتا ہوں اور وہ اس کی نیک بخت بیوی ہے جس کے دیکھنے سے مرد کو مسرت حاصل ہو، اور وہ عورت اس حکم کی اطاعت کرے اور اس کا شوہر کہیں باہر چلا جائے تو اس کے غیاب میں اسی کے (مال اور اپنی عصمت کی) حفاظت کرے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ ۱۲

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ" یعنی جو لوگ سونا چاندی بطور خزانہ جمع کر رکھے ہیں اور ان کو راہ خدا میں صرف نہیں کرتے وہ دردناک عذاب کے مستحق ہیں، اور ہر وہ مال جس پر زکوٰۃ ادا نہ کی جائے خواہ وہ زیور ہو یا غیر زیور، وہ کنز ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے اس لیے زیور بھی مال ہی کہلائے گا اور اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی اور یہی مذہب حنفی ہے۔

دیگر۔ یہ کہ زکوٰۃ ادا نہ کرکے مال جمع کرنے والے سے بھی یہی وعید متعلق ہوگی جو صدر کی حدیث میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے اور وعید تو صرف ترک واجب یا ترک فرض پر ہی ہوتی ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ مطلقاً مال پر زکوٰۃ فرض ہے، خواہ وہ زیور ہو یا غیر زیور۔

زیورات پر زکوٰۃ فرض ہونے کی ایک اور دلیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے وَاَدُّوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ طَیِّبَۃً بِھَا اَنْفُسُکُمْ، تم اپنے اموال پر (خواہ وہ سونا چاندی ہوں یا زیورات) خوشی خوشی زکوٰۃ ادا کرو۔ حدیث شریف میں مطلقاً مال کا ذکر ہے اور یہ نہیں فرمایا گیا کہ فلاں مال پر زکوٰۃ ہے اور فلاں مال پر زکوٰۃ نہیں مال خواہ سونا چاندی کی شکل میں ہو یا زیورات یا دوسرے اموال کی شکل میں ہو، سب مال ہی کہلائے گا اور اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ بشرطیکہ وہ نصاب کو پہونچتا ہو۔

زیورات پر زکوٰۃ فرض ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ زیورات حاجت اصلی سے زائد ہوتے ہیں، کیونکہ ان سے زیب و زینت مقصود ہوتی ہے اور یہی دلیل ہے ان کے حاجت اصلی سے زائد ہوتے کی ہے لہٰذا اس زیورات بھی نعمت قرار پائے جو خوش حالی اور فارغ البالی کی دلیل ہیں، لہٰذا اس نعمت کا شکر اس طرح ادا کرنا چاہیئے کہ ان زیورات میں سے حسب نصاب کچھ حصے کو فقراء پر تقسیم کردیا جائے اسی بناء پر زیورات پر بھی زکوٰۃ واجب قرار دی گئی۔ (بدائع) ۱۲

۲۲۴۱ وَعَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ[۱۲] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاکُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْیَصْدُرْ عَنْکُمْ وَھُوَ عَنْکُمْ رَاضٍ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ دینے والوں سے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے پاس عاملین زکوٰۃ آیا کریں تو ان کو (پوری پوری زکوٰۃ دے کر) خوش خوش واپس کیا کرو (اس لیے کہ عاملین زکوٰۃ امام کی طرف سے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں، اور امام کی اطاعت سب پر واجب ہے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۲۴۲ وَعَنْہُ قَالَ جَآءَ نَاسٌ[۱۳] یَعْنِیْ مِنَ الْاَعْرَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ یَاْتُوْنَا فَیَظْلِمُوْنَا فَقَالَ اَرْضُوْا مُصَدِّقِیْکُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنْ ظَلَمُوْنَا قَالَ اَرْضُوْا مُصَدِّقِیْکُمْ وَاِنْ ظُلِمْتُمْ۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ دیہاتی عربوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ عاملین زکوٰۃ جب ہمارے پاس (زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے) آتے ہیں، تو ان میں سے بعض لوگ ہم پر زیادتی کرتے ہیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے کہ تم اپنے زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو خوش رکھا کرو۔ ان لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! (کیا ہم انھیں خوش رکھیں) اگرچہ کہ وہ ہم پر زیادتی کرتے ہوں؟

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہاں! زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو خوش رکھو، اگرچہ کہ وہ (تمہارے خیال میں) زیادتی کرتے ہیں۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ عاملین زکوٰۃ کو خوش رکھا جائے اگرچہ کہ وہ زیادتی کریں۔ اس بارے میں الاشباہ والنظائر کے فن ثالث میں مذکور ہے کہ زیادتی کرنے والا یعنے فاسق شہادت قضاءت، امارت، حکومت اور امامت کی اہلیت رکھتا ہے اسی طرح فاسق، نابالغ اولاد کا ولی اوقاف کا متولی بن سکتا ہے اور فسق کی وجہ سے خود بخود معزول نہیں ہوجاتا، جیسے مذہب امام شافعی میں مذکور ہے۔ اور مذہب حنفی یہ ہے کہ ایسے فاسق کو معزول کر دینا امام یا حاکم کا ہی اختیار ہے، وہ خود بخود معزول نہیں ہوتا۔

۲۲۴۳ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ
۱۴
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَيَأْتِيْكُمْ رُكَيْبٌ مُبْغَضُوْنَ فَإِذَا جَآءُوْكُمْ فَرَحِّبُوْا بِهِمْ وَخَلُّوْا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَبْتَغُوْنَ فَإِنْ عَدَلُوْا فَلِاَنْفُسِهِمْ وَإِنْ ظَلَمُوْا فَعَلَيْهِمْ وَأَرْضُوْهُمْ فَإِنَّ تَمَامَ زَكٰوتِكُمْ رِضَاهُمْ وَلْيَدْعُوْا لَكُمْ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ عنقریب تمہارے پاس زکوٰۃ وصول کرنے والے سوار آئیں گے جن کو تم (اس وجہ سے) ناپسند کرو گے۱، پس جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم خوش ہو کر ان کا استقبال کرو (اور ان کی تعظیم کرو) اور جو کچھ وہ تم سے زکوٰۃ میں طلب کریں اس کو پورا پورا ادا کرو (کسی چیز کو ان کا سے چھپائے نہ رکھو) اگر وہ (زکوٰۃ کی وصولی میں) انصاف سے کام لیں گے تو یہ ان ہی کے فائدے کی چیز ہوگی (اور اس کا ان کو ثواب ملے گا) اور اگر وہ زکوٰۃ کا مال وصول کرنے میں زیادتی کریں (یعنی چن چن کر اچھا مال لیں یا نصاب سے زیادہ لیں) تو اس کا گناہ ان ہی پر ہوگا (اور ان کے ظلم کو برداشت کرنے کا ثواب بھی تم کو ملے گا)، بہرحال جس طرح ممکن ہو تو تم ان کو خوش کر دیا کرو کیونکہ تمہاری زکوٰۃ اسی وقت پورا پورا۲ ہو سکے گا جب کہ تم ان کی خوشی حاصل کرو۳ وہ تمہارے لیے

۱ کہ وہ تمہارا مال لینے آتے ہیں، یہ ناگواری مال کی جدائی کی وجہ سے طبعاً ہوتی ہے شرعاً نہیں۔
۲ نصاب کے موافق زکوٰۃ دینے سے فرض تو ادا ہو جائے گا۔
۳ اس وجہ سے کہ عاملین زکوٰۃ سلطان کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں، اُن کی مخالفت سلطان کی مخالفت ہوگی اور سلطان کی مخالفت فتنہ اور فساد کا سبب ہے اور تم ان کو اپنے حسن سلوک سے اس طرح خوش کرو (کہ)

دعا کریں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۲۳۴ (۱۵) وَعَنْ بَشِيْرِ بْنِ الْخَصَاصِيَّةِ قَالَ قُلْنَا إِنَّ أَهْلَ الصَّدَقَةِ يَعْتَدُوْنَ عَلَيْنَا أَفَنَكْتُمُ مِنْ أَمْوَالِنَا بِقَدْرِ مَا يَعْتَدُوْنَ قَالَ لَا۔
(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا) کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے ہم پر زیادتی کرتے ہیں، تو کیا ہم ان سے اتنا مال چھپائے رکھیں جتنا کہ وہ ہم سے زیادہ لیتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: نہیں ایسا نہ کیا کرو[1] اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۲۳۵ (۱۶) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا تُؤْخَذُ صَدَقَاتُهُمْ إِلَّا فِيْ دُوْرِهِمْ۔
(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد اور دادا کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جَلَب اور جَنَب جائز نہیں ہے، بلکہ زکوٰۃ ان کے گھروں پر (ان ہی کی آبادی میں) وصول کی جائے جہاں وہ ہمیشہ رہتے ہیں[2]۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے

۲۲۳۶ (۱۷) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ فَأَتَاهُ أَبِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ أَبِيْ أَوْفٰى۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگ زکوٰۃ لے کر آتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کے حق میں یہ دعاء فرماتے: اے اللہ! رحمت وبرکت نازل فرما اس شخص پر اور اس کے اہل وعیال پر (راوی کہتے ہیں کہ) (ایک روز) میرے والد (ابواوفی) خدمت اقدس میں زکوٰۃ لے کر پہونچے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا دی، اے اللہ! (ابواوفی) اور ان کے خاندان پر رحمت وبرکت نازل فرما۔ اس کی روایت بخاری

۱؎ بلکہ جس قدر وہ طلب کریں ادا کرو، اگر وہ زائد لیں گے تو خود ذمہ دار ہوں گے۔

۲؎ جَلَب یہ ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا کسی دور دراز مقام پر جا کر ٹھہر جائے اور زکوٰۃ دینے والے سے کہے کہ وہ اپنے اپنے جانور اس کے پاس لے آئے۔ اور جَنَب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا اپنے جانوروں کو لے کر کسی دور مقام کو چلا جائے اور زکوٰۃ لینے والے سے کہے کہ وہ وہاں آکر زکوٰۃ وصول کرے، یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں کہ پہلی صورت میں زکوٰۃ دینے والے کو اور دوسری صورت میں زکوٰۃ لینے کو تکلیف اور مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِذَا اَتَی الرَّجُلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِصَدَقَتِہٖ قَالَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ۔

اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ جب کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں زکوٰۃ پیش کرتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں یہ دعا فرماتے اے اللہ! اس شخص پر رحمت نازل فرما۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم زکوٰۃ لانے والے کے لیے ان الفاظ سے دعاء فرماتے تھے۔ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ فلان" اس بارے میں رد المحتار میں لکھا ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی کے الفاظ سے دعاء کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خصوصیات سے ہے، دوسروں کے لیے جائز نہیں ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی اور پر صلوٰۃ کے لفظ سے دعا کریں، ہاں! امام یا زکوٰۃ وصول کرنے والے کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ دینے والے کے لیے اس طرح دعاء کرے۔

اٰجَرَکَ اللّٰہُ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَبَارَکَ اللّٰہُ فِیْمَا اَبْقَیْتَ

تو نے جو مال (راہ خدا میں) دیا ہے، اللہ اس کا تجھے ثواب دے، (اور جو مال زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد) تیرے پاس رہ گیا ہے اللہ تجھے اس میں برکت دے (خازن، بیان القرآن) ۱۲

۱۷۴۲ / ۱۸ وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ نِ السَّاعِدِیِّ قَالَ اِسْتَعْمَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِ یُقَالُ لَہٗ اِبْنُ اللُّتْبِیَّۃِ عَلَی الصَّدَقَۃِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ ھٰذَا لَکُمْ وَھٰذَا اُھْدِیَ لِیْ فَخَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِّنْکُمْ عَلٰی اُمُوْرٍ مِّمَّا وَلَّانِیَ اللّٰہُ فَیَاْتِیْ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ ھٰذَا لَکُمْ وَھٰذِہٖ ھَدِیَّۃٌ اُھْدِیَتْ لِیْ فَھَلَّا جَلَسَ فِیْ بَیْتِ اُمِّہٖ فَیَنْظُرُ اَیُھْدٰی لَہٗ اَمْ لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَاْخُذُ اَحَدٌ مِّنْہُ شَیْئًا اِلَّا

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبیلہ ازد کے ایک صاحب جن کا نام ابن اللتبیہ تھا۔ عامل زکوٰۃ بنا کر بھیجا، جب وہ زکوٰۃ وصول کر کے (مدینہ منورہ واپس لوٹے تو) حضور نے اُن سے حساب لیا تو وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں زکوٰۃ کا مال پیش کرتے ہوئے) عرض کئے، حضور! یہ مال آپ کا ہے (جو زکوٰۃ میں دیا گیا ہے) اور یہ مال مجھے ہدیۃً ملا ہے (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے (لوگوں کے سامنے منبر پر) خطبہ ارشاد فرمایا (اولاً) اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، پھر فرمایا میں تم میں سے کچھ آدمیوں کو ان امور پر مامور کرتا ہوں جن پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے، پس ان میں سے ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا

جَآءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ اِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَّهٗ رُغَآءٌ اَوْ بَقَرًا لَّهٗ خُوَارٌ اَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهٗ حَتّٰى رَاَيْنَا عُفْرَةَ اِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اگر یہ اپنے بیان میں سچا ہے، تو کیوں نہ اپنے ماں کے یا باپ کے گھر میں بیٹھ گیا کہ دیکھ لیتا کہ وہاں اس کو ہدیہ کا مال آتا ہے یا نہیں، قسم ہے اس ذاتِ عالی کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی شخص بھی کوئی چیز بھی (بغیر استحقاق) لے گا تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ وہ چیز اس کو گردن پر لدی ہوگی اونٹ ہوگا تو بلبلا رہا ہوگا، گائے ہوگی تو چلا رہی ہوگی، اور بکری ہوگی تو منمنا رہی ہوگی، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور اتنا بلند فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغل کی سفیدی ہم کو نظر آنے لگی اور اور فرمایا اے اللہ! میں نے تیرا حکم (تیرے بندوں تک) پہونچا دیا! اے اللہ! میں نے تیرا حکم (تیرے بندوں تک) پہونچا دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَفِيْ قَوْلِهٖ هَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اُمِّهٖ اَوْ اَبِيْهِ فَيَنْظُرُ اَيُهْدٰى اِلَيْهِ اَمْ لَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ كُلَّ اَمْرٍ يُتَذَرَّعُ بِهٖ اِلٰى مَحْظُوْرٍ فَهُوَ مَحْظُوْرٌ هٰكَذَا فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ اِنَّ كُلَّ عَقْدٍ تَوَسَّطَ فِيْ مُعَامَلَةٍ اَخْرَجَهَا عَنِ الْمُعَامَلَةِ الْمُؤَدِّيَةِ اِلَى الرِّبَا جَائِزٌ۔

اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ کیوں نہ اپنے ماں کے یا باپ کے گھر میں بیٹھ گیا کہ دیکھ لیتا کہ وہاں اس کو ہدیہ کا مال آتا ہے یا نہیں خطابی نے کہا ہے کہ اس ارشاد نبوی میں دلیل ہے کہ ہر ایسی چیز جو کسی ممنوع یا ناجائز کام کا ذریعہ اور وسیلہ بنے وہ بھی ممنوع اور ناجائز ہے۔ شرح السنہ میں بھی ایسا ہی مذکور ہے اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقات میں لکھا ہے کہ ایسی چیز جو کسی ناجائز کام کا ذریعہ بنے وہ بھی ناجائز ہے، مذہب حنفی اور مذہب شافعی کے موافق ہے، کیونکہ وسائل کا حکم مقاصد کا ہوتا ہے، جو چیز طاعت کا وسیلہ بنے وہ بھی طاعت ہی ہوگی اور جو چیز معصیت کا ذریعہ بنے وہ بھی معصیت ہی ہوگی۔

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقات میں اسی حدیث شریف کے تحت ایک دوسرا کلیہ یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ ہر ایسا کام جو کسی ناجائز معاملہ سے (مثلاً سود وغیرہ سے) بچنے کے لیے اختیار کیا جائے تو ایسا کام جائز ہوگا۔ چنانچہ خیبر کے عامل زکوٰۃ کو جن کے پاس کچھ ردی کھجور تھے اور وہ ان کو اچھے کھجور سے

بدلنا چاہتے تھے (اور یہ معاملہ یعنی ردی کھجور کو اچھے کھجور سے بدلنا ربا یعنی سود کی تعریف میں آتا تھا) تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو سودی معاملہ سے بچانے کے لیے اس طرح ہدایت فرمائی کہ وہ دو صاع ردی کھجور کو اولاً بیچ دیں اور اس کی قیمت سے ایک صاع اچھے کھجور خرید لیں، چونکہ یہ معاملہ سود سے بچنے کے لیے بطور ذریعہ کے اختیار کیا گیا ہے) اس لیے جائز ہوگا۔ (اس وجہ سے کہ) ایسا وسیلہ جو حرام یا ناجائز کام سے بچنے کے لیے اختیار کیا جائے۔ جائز ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عامل زکوٰۃ کے ہدیہ لینے کو پسند نہیں فرمایا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا ہدیہ جو حکومت کے اثر کی وجہ سے دیا جاتا ہو اس کا قبول کرنا حرام ہے رد المحتار بحوالہ فتح اور صاحب مرقات نے اس کے عدم جواز کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ عامل زکوٰۃ کو صاحب مال اس وجہ سے ہدیہ دیتے ہیں کہ ان کے مال سے زکوٰۃ کا کچھ حصہ چھوڑ دیا جائے جو ناجائز ہے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عامل کو اس کی خدمت کا معاوضہ مقرر ہے اور اس طرح کا ہدیہ بھی معاوضہ ہی متصور ہوگا اور اس صورت میں ایک خدمت کے دو معاوضے ہو جائیں گے جو جائز نہیں ہے ۱۲۔

۲۲۴۸ وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهٗ كَانَ غُلُوْلًا يَاْتِيْ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۹

حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم تم میں سے کسی کو عامل مقرر کرتے ہیں، پھر وہ ہم سے سوئی یا اس سے چھوٹی چیز کو چھپا لیتا ہے (تو یہ خیانت ہے) اور ایسا شخص قیامت کے دن اس چھپائی ہوئی چیز کو لئے ہوئے حاضر ہوگا، اور اس کو اپنے کئے کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۲۴۹ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔
وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ شَهْرًا

۲۰

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسا عامل جو حق اور انصاف کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرے اس کا مرتبہ ایسے غازی کے برابر ہے جو راہ خدا میں جہاد کرے (جس طرح غازی جہاد سے ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ گھر لوٹتا ہے) ایسا ہی عامل زکوٰۃ بھی ثواب اور بیت المال کے لیے مال زکوٰۃ لے کر لوٹتا ہے اور اس کا مال کے ساتھ واپس ہونا قوم کے مالیہ کو مستحکم کرنے کا بڑا اہم سبب ہے اور

تُؤَدُّوْنَ فِيْهِ زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ فَمَا حَدَثَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَا زَكٰوةَ فِيْهِ حَتّٰى يَجِيْءَ رَأْسُ الشَّهْرِ۔

عامل زکوٰۃ کا غازی کے برابر مرتبہ، اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ اپنے گھر واپس نہ لوٹ جائے۔ اس حدیث کی روایت ابو داؤد اور ترمذی نے کی ہے، اور ترمذی کی ایک روایت میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سال میں ایک مہینہ ہے[۱]۔ پھر مال تمہارے پاس آ جائے تو جب تک اس مال پر ایک سال گذر جائے اس وقت تک اس مال پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

ف: ترمذی کی دوسری روایت میں مذکور ہے کہ تم اپنے اموال پر زکوٰۃ دیتے ہو اس بارے میں کوکب دری اور عرف شذی میں لکھا ہے کہ اموال کی تین قسمیں ہیں، ایک وہ مال ہے جو مال تجارت کے منافع کے طور درمیان سال میں حاصل ہوا ہے، جیسے کسی کے پاس کچھ بکریاں ہیں اور درمیان سال میں اور بکریوں کا اضافہ ہوا تو چونکہ اصل اور اضافہ شدہ مال کی جنس ایک ہے، تو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ایسے درمیان سال میں حاصل ہونے والے منافع کو اصل سرمایہ میں شامل کر کے ختم سال پر دونوں مال کی زکوٰۃ ایک ساتھ ادا کی جائے۔

دوسرے وہ مال ہے جو موجودہ اموال کی جنس سے نہ ہو، جیسے کسی کے پاس تجارت کے اونٹ ہیں اور اس کو درمیان سال میں کچھ بکریاں بھی حاصل ہو گئیں تو اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ ختم سال پر وہ صرف اونٹوں کی زکوٰۃ دے بکریوں کو شامل نہ کرے، اس لیے کہ بکریاں غیر جنس سے ہیں۔ ہاں! جب بکریوں پر ایک سال کی مدت گذر جائے تو وہ بکریوں کی علیحدہ زکوٰۃ ادا کرے۔

تیسرے وہ مال ہے جو وراثت یا وصیت کے طور پر درمیان سال میں حاصل ہوا ہو، ایسے مال کے بارے میں امام اعظم اور امام مالک رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ اگر درمیان سال میں حاصل ہونے والا مال اور موجودہ مال دونوں جنس میں ایک ہوں تو اصل مال اور اضافہ شدہ مال دونوں کو ملا کر ختم سال پر دونوں کی زکوٰۃ ایک ساتھ ادا کی جائے اور امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ درمیان سال میں حاصل ہونے والے مال پر بھی جب تک ایک سال پورا نہ گذر جائے زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی خواہ ایسا مال سابقہ مال کے ہم جنس ہو یا نہ ہو۔ ۱۲

۲۲۳۶ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ تَعْجِيْلِ صَدَقَتِهٖ قَبْلَ اَنْ تَحِلَّ فَرَخَّصَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سال گذرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں دریافت فرمایا: تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

[۱] یعنی جس مہینہ میں مال آیا ہے، اس مہینہ سے ملا کر ایک سال گذرنے پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے، خواہ وہ مہینہ کوئی بھی ہو جس میں تم اپنے اموال کی زکوٰۃ دیتے ہو، اس مہینہ کے گذر جانے کے بعد یعنی درمیان سال میں

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ ابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ)

۲۲۵۰ وَعَنْ طَاؤُسٍ قَالَ قَالَ مُعَاذٌ لِاَھْلِ الْیَمَنِ اِئْتُوْنِیْ بِعَرْضٍ ثِیَابٍ خَمِیْصٍ اَوْ لَبِیْسٍ فِی الصَّدَقَۃِ مَکَانَ الشَّعِیْرِ وَالذُّرَۃِ اَھْوَنُ عَلَیْکُمْ وَخَیْرٌ لِاَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَۃِ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

وَفِیْ صَحِیْحِہٖ تَعْلِیْقًا وَتَعْلِیْقُہٗ صَحِیْحٌ وَرَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِیْ مُصَنَّفِہٖ نَحْوَہٗ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلْبُخَارِیِّ عَنْ ثُمَامَۃَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَہٗ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَتَبَ لَہُ الَّتِیْ اَمَرَ اللّٰہُ رَسُوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُہٗ بِنْتَ مَخَاضٍ وَّلَیْسَتْ عِنْدَہٗ وَعِنْدَہٗ بِنْتُ لَبُوْنٍ فَاِنَّھَا تُقْبَلُ مِنْہُ وَیُعْطِیْہِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِیْنَ دِرْھَمًا اَوْ شَاتَیْنِ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلٰی وَجْھِھَا وَعِنْدَہُ ابْنُ لَبُوْنٍ فَاِنَّہٗ یُقْبَلُ مِنْہُ وَلَیْسَ مَعَہٗ شَیْءٌ وَقَدِ احْتَجَّ بِھِمَا مَنْ یَّرٰی تَعَلُّقَ الزَّکٰوۃِ بِالذِّمَّۃِ۔

وآلہ وسلم نے اس کی اجازت دیدی اس وجہ سے کہ ادائیگی زکوٰۃ کی اصل شرط نصاب کا پورا ہونا ہے اور وہ واقع ہو چکی ہے اس لیے احناف اور اکثر آئمہ کے نزدیک سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اس حدیث کی روایت ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، اور دارمی نے کی ہے۔

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل یمن سے فرمایا تھا کہ جو اور جوار کی بجائے تم مجھے زکوٰۃ میں دھاری دار چادریں یا پہننے کے کپڑے لا کر دو، کیونکہ تم پر کپڑوں کا دینا غلہ دینے کی نسبت زیادہ آسان ہے، اور مدینہ منورہ میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کپڑے زیادہ مفید ہیں۔ اس کی روایت امام بخاری نے (کتاب الزکوٰۃ میں) تعلیقاً کی ہے اور ان کی تعلیق بھی حدیث کی روایت کی طرح صحیح ہے اور ابن ابی شیبہ نے بھی اپنی مصنف میں اسی کی روایت ہے، اور بخاری کی ایک اور روایت میں ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ان سے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ اس حکم نامہ میں جس کا خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرمایا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ لکھا تھا کہ اگر کسی کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ اس کی زکوٰۃ میں اس شخص پر ایک سالہ اونٹنی واجب ہوتی ہو اور اس کے پاس ایک سالہ اونٹنی موجود نہ ہو بلکہ دو سالہ اونٹنی موجود ہو تو عامل زکوٰۃ کو چاہیئے کہ ایسے شخص سے دو سالہ اونٹنی لے لے اور دو بکریاں یا بیس درہم اس کو (زائد عمر کے جانور لینے کے معاوضہ میں) واپس کر دے اور اگر اس کے پاس ایک سالہ اونٹنی نہ ہو، اور دو سالہ اونٹ ہو تو زکوٰۃ میں دو سالہ اونٹ کو ہی لے لے مگر واپس کچھ نہ دے (کیونکہ اونٹ ہونے کی وجہ سے وصولی

میں کچھ زائد چیز نہیں آ رہی ہے جس کا معاوضہ دیا جا سکے)

ف: واضح ہو کہ صدر کی دونوں حدیثوں جو حضرت طاؤس اور حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں ان سے امام اعظم رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ زکوٰۃ میں نفس مال کی بجائے دوسری جنس لی جاسکتی ہے جیسے غلہ کی بجائے اسی قیمت کے کپڑے یا جانوروں کی زکوٰۃ میں ایک جانور کی بجائے اسی قیمت کا دوسرا جانور اس کی وجہ یہ ہے کہ ادائیگی زکوٰۃ کا اصلی تعلق صاحب زکوٰۃ سے ہے نفس مال سے نہیں، اسی لیے وہ اس مال کی زکوٰۃ بصورت قیمت بھی ادا کر سکتا ہے اور یہی مذہب حنفی ہے اور اسی طرح صدقہ فطر، کفارہ، عشر، خراج اور نذر میں بھی اصل جنس کی بجائے قیمت کا دینا جائز ہے اور یہی قول حضرت فاروق حضرت ابن عمر، حضرت ابن مسعود حضرت ابن عباس، حضرت معاذ، حضرت ثوری اور امام بخاری کا ہے، ہدایہ فتح القدیر اور اعلاء السنن میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔

بَابُ مَا يَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ

(اس باب میں اُن چیزوں کا بیان ہے جن پر زکوٰۃ دینا واجب ہے)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں میں کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا۔ (سورۃ البقرہ، ۲۶۷)

ف: صدر کی آیت شریفہ کے الفاظ "مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ" سے اموال تجارت پر زکوٰۃ کا وجوب ثابت ہوتا ہے جیسا کہ تفسیرات احمدیہ میں المدارک کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور اسی آیت شریفہ میں "وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ"، بھی ارشاد ہوا ہے اس سے زمین کی تمام پیداوار پر زکوٰۃ کا وجوب ثابت ہوتا ہے، خواہ وہ غلہ ہو یا پھل ہوں یا معدنیات (سونا، چاندی وغیرہ) ان سب پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور یہی قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے عمدۃ القاری میں ایسا ہی مذکور ہے۔

ف۲: یہ آیت امام اعظم قدس سرہ کی دلیل ہے، اس سے معلوم ہوا کہ زمین کی ہر پیداوار میں زکوٰۃ واجب ہے تھوڑی ہو یا زیادہ، اس کا پھل سال بھر رہے یا نہ رہے، کیونکہ یہاں ما عام ہے، اس کی تائید ان روایات سے ہے، جن میں فرمایا گیا کہ جس زمین کو بارش سے سیراب کیا گیا اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ اور جس کو کنویں سے سیراب کیا گیا اس میں بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے، جس روایت میں ہے کہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں اس سے مراد تجارتی زکوٰۃ ہے، نہ کہ پیداوار کی زکوٰۃ، کیونکہ اس زمانہ میں ایک وسق چالیس درہم کا تھا، تو پانچ وسق دو سو درہم کے ہوئے، اور یہ ہی تجارتی زکوٰۃ کا نصاب ہے (تفسیر نور العرفان)

وَقَوْلُهٗ: وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
اور اس کا حق دو جس دن کٹے (سورۃ الانعام، ۱۴۱)

ف : یہ آیت بھی امام صاحب کی قوی دلیل ہے کہ ہر پیداوار میں زکوٰۃ ہے، کم ہو یا زیادہ، اس کے پھل سال تک رہیں یا نہ رہیں کیونکہ رب تعالیٰ نے بغیر قید کے سب پر فرمایا ہے (وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ) کہ اس کا حق دو جس دن کٹے فرما کر بتایا کہ سونے چاندی کی طرح پیداوار کی زکوٰۃ میں سال بھر تک مالک کے پاس رہنا ضروری نہیں، کاٹتے ہی زکوٰۃ دینا واجب ہے، خیال رہے کھیت کے دانے سال بھر تک ٹھہر جاتے ہیں مگر باغوں کے پھل نہیں ٹھہرتے، لیکن ان سب کے متعلق فرمایا کہ ان کی پیداوار کی زکوٰۃ دو۔

ف : صدر کی اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ کھیتی یا پھلوں کے کٹنے کے دن جو حق شرع سے واجب ہے ادا کر دیا کرو، صاحب مدارک نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے اس آیت سے یہ دلیل لی ہے کہ عُشر کا حکم زمین کی تمام پیداوار پر عام ہے۔ اس لیے تمام پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے بجز جلانے کی لکڑی، بانس اور خودرو گھاس کے، معلوم ہونا چاہیئے کہ پیداوار دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ پیداوار جس کی سیرابی آب جاری یا بارش سے ہوئی ہو، ایسی پیداوار کا دسواں حصہ بطور زکوٰۃ کے دیا جائے۔ اس لیے کہ ایسی پیداوار پر محنت اور اخراجات کم ہوتے ہیں۔ پیداوار کی دوسری قسم وہ ہے جس کی سیرابی کسی بھی قسم کے موٹ وغیرہ سے گئی ہو تو ایسی پیداوار کا بیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے اس لیے کہ اس میں اخراجات اور محنت زیادہ ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ ان دونوں قسم کی پیداوار پر سال گزرنے کی شرط نہیں ہے بلکہ جب بھی ان کی فصل کٹ کر تیار ہو جائے اُن پر زکوٰۃ دی جایا کرے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ کے لیے کسی نصاب یا مقدار کی شرط بھی نہیں ہے بلکہ جو چیز جتنی مقدار میں پیدا ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (یہ تفسیرات احمدیہ میں مذکور ہے ۱۲)

وَقَوْلُهٗ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۔

اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی، جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں، یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا، اب چکھو مزا اس جوڑنے کا (سورۃ التوبہ، ۳۵، ۳۴)

ف : یعنی ناجائز طور پر اس طرح کہ اس میں سے زکوٰۃ وصدقات واجبہ ادا نہیں کرتے، اس سے معلوم ہوا کہ مال کا جمع کرنا جائز ہے، جب کہ حقوق مالیہ ادا کئے جائیں

، اگر مال جمع کرنا حرام ہوتا تو زکوٰۃ کیسے واجب ہوتی، زکوٰۃ تو سال بھر تک مال جمع رہنے پر واجب ہوتی ہے نیز حضرت عثمان اور زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہما صحابہ کرام غنی کیونکر ہوتے، اسی لیے مال میں فضول خرچی حرام فرما دی گئی تاکہ اس سے مال برباد نہ ہو۔

ف : دنیا میں کنجوس مالدار شخص فقیر کو دیکھ کر منہ بگاڑتا تھا، پھر اس کی طرف سے کروٹ پھیر لیتا تھا پھر پیٹھ پھیر کر

رکھا کر چل دینا تھا، لہٰذا ان ہی تین اعضاء کو داغا جائے گا۔

ف: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو مال اللہ تعالیٰ کے لیے جوڑ کر رکھا جائے وہ بُرا نہیں، لہٰذا وقف مال میں زکوٰۃ نہیں خواہ وہ لاکھوں روپیہ ہوں۔

ف: صدر کی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سونے اور چاندی پر زکوٰۃ فرض ہے اس لیے کہ ایسی شدید وعید تارکِ فرض کے لیے ہی آتی ہے۔

علاوہ ازیں آیت کے عموم سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ مرد کی طرح عورتوں پر بھی فرض ہے۔ لہٰذا سونے اور چاندی کے زیورات پر بھی زکوٰۃ فرض ہوگی خواہ وہ عورتوں ہی کی ملک کیوں نہ ہو، اور آیت شریفہ میں تارک زکوٰۃ کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغے جانے کا جو ذکر ہے یہ وہی مقامات ہیں جن پر عورتیں زینت کے لیے زیورات پہنتی ہیں، اس سے بھی عورتوں کے زیورات پر زکوٰۃ کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔ (تفسیرات احمدیہ) ۱۲

۲۲۵۱ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُيُوْنُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں جو پیداوار بارش کے پانی (یا چشمہ یا نہر وغیرہ) سے سیراب ہو، یا "عشری" زمین ہو کہ از خود سرسبز اور شاداب رہتی ہو، اور جس کو سیراب کرنے کے لیے محنت کی ضرورت نہ ہو تو ایسے تمام زمینوں کی پیداوار پر زکوٰۃ فرض ہے اور پیداوار کا دسواں حصہ بطور زکوٰۃ دیا جائے برخلاف اس کے جو پیداوار محنت کے ذریعہ اونٹ یا بیل کے ذریعہ کنویں وغیرہ سے سیراب کی جاتی ہے تو ایسی پیداوار میں بطور زکوٰۃ پیداوار کا بیسواں حصہ دینا واجب ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے احناف نے اس بات کی دلیل اخذ کی ہے کہ زمین کی ہر پیداوار خواہ وہ از قسم غلہ ہو یا میوہ ہو، یا ترکاری ان تمام پر زکوٰۃ فرض ہے اس لیے کہ حدیث شریف میں پیداوار کی کوئی تخصیص نہیں اور "وَمَا سَقَتِ السَّمَآءُ" کے الفاظ عام ہیں جو ہر قسم کی پیداوار کو شامل ہیں۔ مرقات)

۲۲۵۲ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

وَسَلَّمَ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ الْاَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُوْرُ وَ فِيْمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو پیداوار (مثلاً سبزی، کھیتی، درخت، دریا اور بارش سے سیراب ہو ایسی پیداوار کا دسواں حصہ (زکوٰۃ میں) واجب ہے اور پیداوار اونٹ وغیرہ کے ذریعہ پانی کھینچ کر سیراب کی جائے تو ایسی پیداوار کا بیسواں حصہ (بطور زکوٰۃ) واجب ہے اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۲۵۳/۳ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰخُذَ مِمَّا سَقَتِ السَّمَآءُ وَمَا سُقِيَ بَعْلًا اَلْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالدَّوَالِيْ نِصْفُ الْعُشْرِ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى اَبُوْدَاؤُدَ نَحْوَهٗ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور مجھے حکم فرمایا کہ میں زمین کی ہر ایسی پیداوار پر جو بارش سے سیراب ہوتی ہو یا ایسی زمین کی پیداوار پر جو پانی کے قریبی مقام پر واقع ہو (اور اس کی سیرابی کے لیے کسی خرچہ کی ضرورت نہ ہو) تو ایسی ہر پیداوار پر دسواں حصہ بطور زکوٰۃ لیا کروں اور جس پیداوار کو موٹ (جانور وغیرہ سے سیراب کیا جاتا ہو (یعنی جس پر خرچہ عائد ہوتا ہو تو) ایسی پیداوار پر بیسواں حصہ (بطور زکوٰۃ) لیا کروں اس کی روایت ابن ماجہ اور طحاوی نے کی ہے اور ابو داؤد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۲۲۵۴/۴ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ الصَّدَقَةُ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ زمین کی جملہ پیداوار (خواہ از قسم غلّہ ہو یا میوہ ہو یا ترکاری) زکوٰۃ واجب ہے اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۲۲۵۵/۵ وَعَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سَاَلْتُهٗ عَنْ زَكٰوةِ الطَّعَامِ فَقَالَ فِيْمَا قَلَّ مِنْهُ اَوْكَثُرَ الْعُشْرُ اَوْ نِصْفُ الْعُشْرِ۔

رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ

حضرت خصیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت مجاہد سے دریافت کیا کہ کیا خورد و نوش کی چیزوں (یعنی غلّہ پھل اور سبزیوں) پر بھی زکوٰۃ (فرض) ہے، تو انھوں نے جواب دیا، ہاں! خورد و نوش کی چیزیں کم ہوں یا زیادہ ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے اگر خورد و نوش کی چیزیں بارش

وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَعَنْ مُجَاهِدٍ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ نَحْوَهٗ۔

کے پانی سے پیدا ہوتی ہوں تو ان کی پیداوار پر دسواں حصہ اور اگر محنت کے ذریعہ مثلاً اونٹ یا بیل کے ذریعہ کنویں وغیرہ سے سیراب کی جاتی ہوں تو ایسی پیداوار پر بیسواں حصہ دینا واجب ہے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے عمر ابن عبدالعزیز اور مجاہد اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے اس طرح روایت کی ہے۔

ف، واضح ہو کہ صدر کی مذکورہ بالا حدیثوں سے ظاہر ہے کہ زمین کی ہر پیداوار پر بلا تعین مقدار زکوٰۃ واجب ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مقدار پیداوار کا لحاظ کئے بغیر اراضی کی جملہ پیداوار پر دسواں یا بیسواں حصہ زکوٰۃ واجب فرمائی ہے، اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے مذکورہ بالا احادیث سے یہ مسئلہ اخذ فرمایا ہے کہ زمین کی جملہ پیداوار پر خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور چاہے اس پر سال گزرے یا نہ گزرے بلا تعین مقدار مدت زکوٰۃ واجب ہے۔

(ماخوذ از عمدۃ القاری، شرح معانی الآثار اور در المختار) ۱۲

۲۲۵۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فِيْ فَرَسِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ لَيْسَ فِيْ عَبْدِهٖ صَدَقَةٌ اِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ فِي التَّعْلِيْقِ الْمُمَجَّدِ لَا خِلَافَ اَنَّهٗ لَيْسَ فِيْ رِقَابِ الْعَبْدِ صَدَقَةٌ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرُوْا لِلتِّجَارَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے کہ وہ خدمت کے لیے ہوں اگر وہ تجارت کے لیے ہوں تو زکوٰۃ واجب ہوگی اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ مسلمان پر اس کے (خدمتی) غلام میں زکوٰۃ واجب نہیں البتہ اس پر اپنے ایسے غلام کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

ف، واضح ہو کہ فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو غلام خدمت کے لیے ہوں اور جو گھوڑا سواری کے لیے ہو اور یہ دونوں تجارت کے لیے نہ ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب نہیں، اور اگر یہ دونوں تجارت کے لیے ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور یہی صاحبین کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

در مختار، فتاویٰ قاضی خان، فتاوی عالمگیری، فتح القدیر، رد المحتار، کافی)

۲۲۵۷ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ
لَهٗ هٰذَا الْكِتٰبَ لَمَّا وَجَّهَهٗ اِلَى الْبَحْرَيْنِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهٖ
فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِىْ فَرَضَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِىْ اَمَرَ اللّٰهُ
بِهَا رَسُوْلَهٗ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَ
مَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِ فِىْ
اَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَمَا
دُوْنَهَا مِنَ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ
شَاةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ
اِلٰى خَمْسٍ وَّثَلَاثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ
مَخَاضٍ اُنْثٰى فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا
وَّثَلَاثِيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَّاَرْبَعِيْنَ
فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اُنْثٰى فَاِذَا بَلَغَتْ
سِتًّا وَّاَرْبَعِيْنَ اِلٰى سِتِّيْنَ فَفِيْهَا
حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْجَمَلِ فَاِذَا بَلَغَتْ
وَاحِدَةً وَّسِتِّيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ
فَفِيْهَا جَذَعَةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّ
سَبْعِيْنَ اِلٰى تِسْعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتَا لَبُوْنٍ
فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰى وَّتِسْعِيْنَ اِلٰى
عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ
طَرُوْقَتَا الْجَمَلِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو (عامل بنا کر) بحرین روانہ کیا تو یہ حکم نامہ لکھ کر اُن کے حوالہ کیا (جس کی عبارت اس طرح تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس حکم نامہ میں اس فرض زکوٰۃ کے احکام ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں پر فرض کیا ہے۔ پس جب کسی (صاحب نصاب) مسلمان سے اس حکم کے مطابق (ادائیگی زکوٰۃ) کا مطالبہ کیا جائے تو وہ اس کو ادا کرے اور جب کسی سے زکوٰۃ میں مقررہ مقدار سے زیادہ کا مطالبہ کیا جائے تو وہ اس کو نہ دے (بلکہ) اتنا ہی ادا کرے جتنا دینا اس پر واجب ہے) اونٹوں کی زکوٰۃ کی تفصیل یہ ہے کہ پانچ اونٹ سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں) جب اونٹ پانچ ہو جائیں تو ان پر ایک بکری زکوٰۃ میں دینا واجب ہے، اسی طرح ہر پانچ پر (۲۴) اونٹوں تک ایک ایک بکری واجب ہے (اس کی تفصیل یہ ہے کہ (۵) اونٹ جو چرنے والے ہیں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو (۹) اونٹ تک ایک بکری زکوٰۃ میں واجب ہے، جب اونٹ دس ہو جائیں تو (۱۴) اونٹوں تک دو بکریاں اور پندرہ سے انیس اونٹ تک تین بکریاں اور بیس سے چوبیس اونٹ تک چار بکریاں زکوٰۃ میں واجب ہیں پس جب اونٹ (۲۵) ہو جائیں تو (۲۵) سے (۳۵) اونٹوں تک ایک مادہ بنت مخاض دی جائے

لہ ایک سال کی اونٹنی زکوٰۃ میں ہے۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

وَرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ فِی الْمَرَاسِیْلِ وَ الطَّحَاوِیُّ فِیْ مُشْکَلِہٖ وَ اِسْحٰقُ بْنُ رَاھَوَیْہِ فِیْ مُسْنَدِہٖ عَنْ عَمْرِوبْنِ حَزْمٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَتَبَہٗ لِجَدِّہٖ فَقَرَأْتُہٗ فَکَانَ فِیْہِ ذِکْرُ مَا یَخْرُجُ مِنْ فَرَآئِضِ الْاِبِلِ فَقَصَّ الْحَدِیْثَ اِلٰی اَنْ تَبْلُغَ عِشْرِیْنَ وَمِائَۃً فَاِذَا کَانَتْ اَکْثَرَ مِنْ عِشْرِیْنَ وَمِائَۃٍ فَاِنَّہٗ یُعَادُ اِلٰی اَوَّلِ فَرِیْضَۃِ الْاِبِلِ وَمَا کَانَ اَقَلَّ مِنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ فَفِیْہِ الْغَنَمُ فِیْ کُلِّ خَمْسِ ذَوْدٍ شَاۃٌ۔

پس جب اونٹ (۳۶) ہوجائیں تو (۳۶) سے (۴۵) اونٹوں تک ایک مادہ بنت لبون[1] دی جائے۔ پس جب اونٹ (۴۶) ہوجائیں تو (۴۶) سے (۶۰) اونٹوں تک ایک حقہ[2] دی جائے اور حقہ ایسی اونٹنی ہوتی ہے جو سواری اور جفتی کے قابل ہوتی ہے اور جب اونٹ (۶۱) ہوجائیں تو (۶۱ سے) (۷۵) اونٹ تک ایک جذعہ[3] دی جائے اور جب اونٹ (۷۶) ہوجائیں تو (۷۶ سے) (۹۰) اونٹ تک دو مادہ بنت لبون[4] دی جائیں اور جب اونٹ (۹۱) ہوجائیں تو (۹۱ سے) (۱۲۰) تک دو حقہ[5] دی جائیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور ابوداؤد نے اس کی روایت مراسیل میں کی ہے اور امام طحاوی نے اپنی مشکل الآثار میں کی ہے اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں عمرو بن حزم سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے جد امجد کو فرمان روانہ فرمایا تھا جس کو میں نے خود پڑھا ہے اس میں اونٹوں کی زکوٰۃ کے تفصیلی احکام درج تھے انھوں نے اپنی حدیث میں (مذکورہ بالا بخاری وغیرہ کی حدیث کے موافق (۱۲۰) ایک سو بیس اونٹوں تک زکوٰۃ کی ایسی ہی تفصیل) بیان کی (اور جب اونٹ (۱۲۰) سے زائد ہوجائیں تو (۱۲۰) سے زائد اونٹوں کی زکوٰۃ کی تفصیل اس طرح بیان کی کہ) جب اونٹ (۱۲۰) سے زائد ہوجائیں تو ان کی زکوٰۃ مذکورہ ابتدائی طریقہ پر ادا کی جائے گی وہ اس طرح سے کہ (۱۲۰) اونٹ پر دو حقے اور اس کے بعد) مزید (۲۵) اونٹوں سے کم یعنی (۲۴) تک ہر پانچ پر ایک ایک بکری زکوٰۃ میں دی جائے۔

[1] یعنی پورے دو سال کی اونٹنی زکوٰۃ میں)
[2] یعنی پورے (۳) سال کی اونٹنی زکوٰۃ میں)
[3] یعنی پورے چار سال کی اونٹنی زکوٰۃ میں)
[4] یعنی پورے دو سالہ دو اونٹنیاں زکوٰۃ میں)
[5] یعنی پورے تین سال کی دو اونٹنیاں جو سواری اور جفتی کے قابل ہوتی ہیں)

وَرُوِیَ النَّسَائِیُّ فِی الدِّیَاتِ نَحْوَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّابْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِذَا زَادَتِ الْاِبِلُ عَلٰی عِشْرِیْنَ وَمِائَۃٍ یَسْتَقْبِلُ بِھَا الْفَرِیْضَۃُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ مِثْلَہٗ۔

اور نسائی نے الدیات میں بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جب اونٹوں کی تعداد (۱۲۰) سے زائد ہو جائے تو اونٹوں کی زکوٰۃ کا شمار از سر نو شروع ہو جاتا ہے اور ابن ابی شیبہ کی ایک اور روایت میں حضرت ابراہیم نخعی سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ ۱۲۔

ف: عمرو بن حزم کی حدیث کی تفصیل از روئے فقہ یہ ہے کہ (۱۲۰) سے (۱۲۴) اونٹوں تک وہی دو حقے زکوٰۃ میں ادا ہوں گے، جب اونٹ (۱۲۵) ہو جائیں گے تو (۱۲۹) تک (۲) حقے اور ایک بکری اور (۱۳۰) سے (۱۳۴) تک دو حقے اور دو بکریاں اور (۱۳۵) سے (۱۳۹) تک، دو حقے اور تین بکریاں اور (۱۴۰) سے ۱۴۴ تک دو حقے اور چار بکریاں (۱۴۵) سے (۱۴۹) تک دو حقے اور ایک بنت مخاض زکوٰۃ میں ادا کی جائیں، اونٹوں کی زکوٰۃ کی یہ تفصیل ہدایہ سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

ف۲: واضح ہو کہ اونٹوں کی زکوٰۃ میں (۱۲۰) اونٹوں کی تعداد تک امام بخاری اور عمرو بن حزم کی حدیثیں متفق ہیں۔ عمرو بن حزم کی حدیث کی روایت ابو داؤد نے مراسیل میں طحاوی نے مشکل الآثار میں اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں اور نسائی نے الدیات میں کی ہے (۱۲۰) سے زائد اونٹوں کی زکوٰۃ میں شوافع اور احناف میں اختلاف ہے، شوافع نے صرف امام بخاری کی روایت پر عمل کیا ہے اور احناف بخاری کی حدیث کے ساتھ ساتھ عمرو ابن حزم کی حدیث پر بھی عمل کرتے ہیں جس کی وجہ سے احناف کا عمل دونوں حدیثوں پر ہو جاتا ہے جیسا کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ ۱۲۔

۲۲۵۸ وَعَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَۃَ قَالَ قُلْتُ لِقَیْسِ بْنِ سَعْدٍ اُکْتُبْ لِیْ کِتَابَ اَبِیْ بَکْرِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ فَکَتَبَہٗ لِیْ فِیْ وَرَقَۃٍ ثُمَّ جَآءَ بِھَا وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ اَخَذَہٗ مِنْ کِتَابِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَتَبَہٗ لِجَدِّہٖ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ ذِکْرِ مَا تَخْرُجُ مِنْ فَرَائِضِ الْاِبِلِ فَکَانَ فِیْہِ اَنَّھَا اِذَا بَلَغَتْ تِسْعِیْنَ فَفِیْھَا حِقَّتَانِ اِلٰی اَنْ تَبْلُغَ عِشْرِیْنَ وَمِائَۃً فَاِذَا کَانَتْ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ

حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے عرض کیا کہ آپ مجھے ابوبکر بن محمد ابن عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تحریر لکھ دیجئے (جس میں اونٹوں کی زکوٰۃ سے متعلق احکام ہیں) تو وہ ایک کاغذ پر پوری تحریر لکھ کر میرے پاس لائے اور کہا کہ اس تحریر کو انھوں نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کی تحریر سے نقل کیا ہے اور یہ بھی بتایا کہ اس تحریر کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کے دادا عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھوا دیا تھا اور اس میں اونٹوں کی زکوٰۃ کے احکام درج تھے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم نامہ میں یہ صراحت

فَفِیْ کُلِّ خَمْسِیْنَ حِقَّۃٌ کَمَا فَضَلَ فَاِنَّہٗ یُعَادُ اِلٰی اَوَّلِ فَرِیْضَۃِ الْاِبِلِ فَمَا کَانَتْ اَقَلَّ مِنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ فَفِیْہِ الْغَنَمُ فِیْ کُلِّ خَمْسِ ذُوْدٍ شَاۃٌ۔

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ فِیْ شَرْحِ مَعَانِی الْاٰثَارِ)

موجود تھی کہ جب کسی کے پاس (۹۰) اونٹ ہو جائیں تو (۹۱) سے لے کر (۱۲۰) اونٹوں تک دو حقے (یعنی تین سال کی دو اونٹنیاں زکوٰۃ میں ادا کرنا) واجب ہے (اور جب اونٹ (۱۲۰) سے بڑھ جائیں تو (۱۲۰) سے (۱۴۹) اونٹوں کی زکوٰۃ کی تفصیل ابھی اوپر عمرو بن حزم کی حدیث کے تحت گزر چکی ہے اور جب اونٹوں کی تعداد بڑھ کر (۱۵۰) ہو جائے تو ہر پچاس پر ایک حقہ کے حساب سے تین حقے زکوٰۃ میں ادا کرنے ہوں گے اور جب اونٹوں کی تعداد (۱۵۰) سے زائد ہو جائے تو اونٹوں کی زکوٰۃ مذکورہ ابتدائی طریقہ پر ادا کی جائے گی وہ اس طرح کہ (۱۵۰) پر تین حقے اور اس کے بعد) مزید (۲۵) اونٹوں سے کم یعنی (۲۴) تک ہر پانچ پر ایک ایک بکری زکوٰۃ میں دیجائے گی۔ اس کی روایت طحاوی نے شرح معانی الآثار میں کی ہے۔

۲۲۵۹/۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ فِیْ فَرَائِضِ الْاِبِلِ اِذَا زَادَتْ عَلٰی تِسْعِیْنَ فَفِیْھَا حِقَّتَانِ اِلٰی عِشْرِیْنَ وَمِائَۃٍ فَاِذَا بَلَغَتِ الْعِشْرِیْنَ وَمِائَۃً اِسْتَقْبَلَتِ الْفَرِیْضَۃُ بِالْغَنَمِ فِیْ کُلِّ خَمْسٍ شَاۃٌ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ فَفَرَائِضُ الْاِبِلِ فَاِذَا کَثُرَتِ الْاِبِلُ فَفِیْ کُلِّ خَمْسِیْنَ حِقَّۃٌ

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

—— وَرَوٰی مُحَمَّدٌ فِی الْاٰثَارِ عَنْہُ نَحْوَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اونٹوں کی زکوٰۃ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس اونٹ (۹۰) سے زیادہ ہو جائیں تو (۹۱ سے لے کر) ۱۲۰ تک دو حقے (یعنی تین تین سال کی دو اونٹنیاں زکوٰۃ میں دینا) واجب ہے، اور جب اونٹ (۱۲۰) سے زائد ہو جائیں تو زکوٰۃ مذکورہ ابتدائی طریقہ پر ادا کی جائے گی، وہ اس طرح کہ ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری زکوٰۃ میں واجب ہو گی اور جب اونٹ (۲۵) ہو جائیں تو اونٹوں کی زکوٰۃ (مذکورہ بالا طریقہ پر ادا ہو گی) یعنی ہر (۲۵) پر ایک مادہ بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی واجب ہے) اور جب اونٹ زیادہ ہو جائیں تو ہر پچاس پر ایک حقہ یعنی (۳) سالہ اونٹنی زکوٰۃ میں واجب ہے اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور امام محمد نے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

الْبُخَارِيِّ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ
إِلَّا أَرْبَعٌ مِّنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ
فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا
فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا فَفِيهَا شَاةٌ
وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الْإِبِلِ
صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ
عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ
فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَ
يَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ
اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِيْنَ
دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ
صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ
الْحِقَّةُ وَعِنْدَهُ الْجَذَعَةُ فَإِنَّهَا
تُقْبَلُ مِنْهُ الْجَذَعَةُ وَيُعْطِيهِ
الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ
شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ
صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ
إِلَّا بِنْتُ لَبُوْنٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ
مِنْهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَيُعْطِيْ شَاتَيْنِ
أَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ
صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَعِنْدَهُ
حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ
وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا
أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ
بِنْتَ لَبُوْنٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَ
عِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا

کتاب الآثار میں اس طرح روایت کی ہے۔ اور بخاری کی روایت میں اس طرح ہے کہ اگر کسی کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو اس پر ان اونٹوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے! ہاں! اگر مالک چاہے تو (بطور نفل) کچھ دے سکتا ہے اور جب اونٹوں کی تعداد پانچ ہو جائے تو ایک بکری زکوٰۃ میں دینی واجب ہے، اور اگر کسی کے پاس (۶۱ سے ۷۵ تک اونٹ موجود ہیں) جس کی وجہ سے ایک جذعہ یعنی چار سالہ اونٹنی واجب ہوتی ہے مگر اس کے پاس جذعہ موجود نہیں ہے بلکہ حقہ یعنی تین سالہ اونٹنی موجود ہے تو ایسی صورت میں حقہ قبول کر لیا جائے گا اور حِقہ کے ساتھ دو بکریاں بھی لی جائیں، اگر اس کے پاس بکریاں موجود ہوں ورنہ (دو بکریوں کے معاوضہ میں) بیس درہم لیے جائیں گے[1] اور اگر کسی کے پاس (۴۶ سے ۶۰ تک) اونٹ موجود ہیں، جس کی وجہ سے اس پر (زکوٰۃ میں) ایک حِقہ یعنی تین سالہ اونٹنی واجب ہوتی ہے، مگر اس کے پاس حِقہ نہیں ہے، بلکہ جذعہ موجود ہے تو ایسی صورت میں جذعہ اس سے قبول کر لیا جائے گا۔ اور عامل زکوٰۃ نے چونکہ حِقہ یعنی تین سالہ اونٹنی کے بجائے جذعہ یعنی چار سالہ اونٹنی قبول کی ہے تو ایک سال زیادہ عمر کی اونٹنی لینے کے معاوضہ میں مالک کو بیس درہم یا دو بکریاں (دو بکریوں کی جو بھی قیمت معین ہو) ادا کرے گا اور اگر کسی کے پاس (۴۶ سے ۶۰ تک) اونٹ موجود ہیں جس کی وجہ سے اس پر (زکوٰۃ میں) ایک حِقہ یعنی تین سالہ اونٹنی واجب ہوتی ہے مگر اس کے پاس حِقہ نہیں ہے بلکہ اس کے پاس بنت لبون یعنی دو

[1] دو بکریوں کے معاوضہ میں بیس درہم لینے کا جو ذکر ہے وہ تعین شرعی نہیں ہے اس لیے کہ قیمتیں ہمیشہ گھٹتی اور بڑھتی رہتی ہیں، اس لیے دو بکریوں کی قیمت جو بھی متعین ہو وہ لی جائے۔

تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ مَخَاضٍ وَّ
يُعْطِي مَعَهَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ
شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ
بِنْتُ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ
وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ فَإِنَّهَا
تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ
عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ
فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ عِنْدَهُ بِنْتُ
مَخَاضٍ عَلٰى وَجْهِهَا وَعِنْدَهُ
ابْنُ لَبُوْنٍ فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَ
لَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ وَفِيْ صَدَقَةِ
الْغَنَمِ فِيْ سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ
أَرْبَعِيْنَ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ
شَاةٌ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ
وَمِائَةٍ إِلٰى مِائَتَيْنِ فَفِيهَا
شَاتَانِ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى مِائَتَيْنِ
إِلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِيهَا ثَلَاثُ
شِيَاهٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلٰثِ
مِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَإِذَا
كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً
مِّنْ أَرْبَعِيْنَ شَاةً وَّاحِدَةً

سالہ اونٹنی موجود ہے[1] تو ایسی صورت میں اس سے بنت لبون قبول کرلی جائے گی اور دو بکریاں یا بیس درہم دیا دو بکریوں کی جو بھی قیمت معین ہو، عامل زکوٰۃ کو بنت لبون کے ساتھ) دے گا اور اگر کسی کے پاس (۳۶ سے ۴۵ تک اونٹ موجود ہیں جس کی وجہ سے اس پر زکوٰۃ ہیں) ایک بنت لبون یعنی دو سالہ اونٹنی واجب ہوتی ہے اور اس کے پاس بنت لبون موجود نہیں ہے بلکہ بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی موجود ہے تو ایسی صورت میں اس سے بنت مخاض قبول کر لی جائے گی اور[2] دو بکریاں یا بیس درہم (یا دو بکریوں کی جو بھی قیمت معین ہو، عامل زکوٰۃ کو بنت مخاض کے ساتھ) دیدے اور جس شخص کے پاس (۲۵ سے ۳۵ تک اونٹ موجود ہوں) جس کی وجہ سے اس پر زکوٰۃ ہیں) بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی واجب ہوتی ہے مگر اس کے پاس بنت مخاض نہیں ہے، بلکہ اس کے پاس بنت لبون یعنی دو سالہ اونٹنی موجود ہے تو اس سے بنت لبون قبول کر لی جائیگی (اور چونکہ مالک نے ایک سال زائد عمر کی اونٹنی دی ہے اس سے) عامل زکوٰۃ مالک کو بیس درہم یا دو بکریاں[3] واجب الادا ہے دینے کے قابل (اس لیے) نہیں ہے[4] بلکہ مالک کے پاس ابن لبون یعنی دو سالہ نر اونٹ موجود ہے، تو ابن لبون ہی (بنت مخاض کے

---

۱ (چونکہ مالک نے حقّہ یعنی تین سالہ اونٹنی کی بجائے بنت لبون یعنی دو سالہ اونٹنی دی ہے تو ایک سال کم عمر کی اونٹنی دینے نے معاوضہ میں مالک دو بکریاں یا بیس درہم دے۔

۲ چونکہ مالک نے بنت لبون یعنی دو سالہ اونٹنی کی بجائے بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی دی ہے تو ایک سال کم عمر کی اونٹنی دینے کے معاوضہ میں

۳ یا دو بکریوں کی جو بھی قیمت معین ہو واپس دیدے اور اگر مالک کے پاس بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی جو (زکوٰۃ ہیں)

۴ (کہ وہ یا تو بہت بیمار یا لاغر ہے یا بہت اعلیٰ درجہ کی ہے اور زکوٰۃ میں متوسط مال دیا جاتا ہے۔

فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا وَلَا تُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَّلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَّلَا تَيْسٌ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا۔

بدلہ ہیں) اس سے قبول کر لیا جائے گا[1] اور مالک سے کچھ اور نہیں لیا جائے گا[2]۔ اور بکریوں کی زکوٰۃ یہ ہے کہ اگر بکریاں چرنے والی ہوں (اور ان پر ایک سال گزر جائے) تو چالیس بکریوں سے ایک سو بیس بکریوں تک (زکوٰۃ میں) ایک بکری دینا واجب ہے اور جب بکریاں (۱۲۰) سے زائد ہو جائیں گی تو (۱۲۱) سے (۲۰۰) تک دو بکریاں اور جب (۲۰۰) سے زائد ہو جائیں تو (۲۰۱) سے (۳۰۰) تک تین بکریاں اور جب بکریاں (۳۰۰) سے زائد ہو جائیں تو ہر سو بکریوں پر ایک بکری واجب ہو گی (یعنی جب بکریاں (۴۰۰) ہو جائیں تو چار بکریاں (زکوٰۃ میں) واجب ہوں گی)، اور اگر کسی شخص کے پاس چرنے والی بکریاں چالیس سے کم ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں! ہاں اگر ان کا مالک چاہے تو (بطور نفل) کچھ دیدے، اور زکوٰۃ میں بوڑھی بکری (جو لاغر اور بیمار ہو) نہ دی جائے اور نہ عیب والی بکری دی جائے اور نہ بوک یعنی بکرا دیا جائے۔ البتہ! عامل زکوٰۃ (کسی مصلحت سے) بوک لینا چاہے (تو کوئی مضائقہ نہیں اور نہ متفرق جانوروں کو اکٹھا کیا جائے (جیسے (۴۰) سے (۱۲۰) بکریوں پر ایک بکری واجب ہے اور دو شخصوں کے پاس علیحٰدہ علیحٰدہ چالیس بکریاں ہیں، تو زکوٰۃ دیتے وقت یہ حیلہ نہ کریں کہ ان دونوں کی بکریوں کو ملا کر ایک شخص کی بتا دیں تاکہ زکوٰۃ میں ایک ہی بکری دینی پڑے، کیونکہ اگر علیحٰدہ علیحٰدہ رہیں تو دو بکریاں زکوٰۃ میں دینا واجب ہو گا) اور زکوٰۃ

---

[1] (بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی کی بجائے دو سالہ نر اونٹ جو لیا جا رہا ہے اس کے معاوضہ میں۔

[2] اور نہ عامل زکوٰۃ مالک کو کچھ واپس کرے گا۔ کیونکہ بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی اور ابن لبون یعنی دو سالہ نر اونٹ کو مساوی سمجھا گیا ہے)

ہونے کے خوف سے اکٹھا جانوروں کو علیحدہ علیحدہ نہ کیا جائے[1] (اگر دو شخص شراکت میں کام کر رہے ہیں تو) جو نصاب شرعی ان دو حصہ داروں کے درمیان واجب ہوگا۔ اس کو یہ دونوں برابر برابر بانٹ لیویں[2] اور چاندی میں دو سو درہم پر، چالیسواں حصہ یعنی (۵) درہم زکوٰۃ میں) واجب ہیں (اور اگر چاندی دو سو درہم سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں) اگر (۱۹۰) درہم بھی ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں، اگر مالک چاہے تو بطور نفل) کچھ دیدے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مَا فِيْ دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذُوْدٍ مِّنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ۔

اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ (۵) اوقیہ سے کم چاندی پر (جس کی قیمت دو سو درہم ہوتی ہے) زکوٰۃ واجب نہیں اور اسی طرح پانچ اونٹوں سے کم پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔

ف: صدر کی حدیث شریف میں مذکور ہے کہ دو بکریوں کے معاوضہ میں بیس درہم لیے جائیں۔ اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ میں جنس کے معاوضہ میں قیمت کا دینا جائز ہے۔ چنانچہ درمختار میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ عشر، خراج، صدقہ فطر، نذر وغیرہ کے معاوضہ میں قیمتوں کا ادا کرنا جائز ہے اور چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ میں قیمتوں کا تعین ادائیگی زکوٰۃ کے دن بازار کے نرخ کے لحاظ سے ہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک صدقۂ فطر نذر وغیرہ میں قیمتوں کا تعین جس دن صدقۂ فطر وغیرہ واجب ہوں، اس دن کے نرخ کے لحاظ سے ہوگا جیسا کہ درمختار میں مذکور ہے۔ ۱۲

۲۲۷۰ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ فَهَاتُوْا صَدَقَةَ الرِّقَّةِ مِنْ كُلِّ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے (ان) گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے) جو تجارت

[1] مثلاً ایک شخص کے پاس چالیس بکریاں ہیں جس پر اسے ایک بکری زکوٰۃ میں دینا واجب ہے تو زکوٰۃ کے وقت ان کو بیس بیس دو شخصوں کے نام پر نہ بتائے تاکہ اس کو زکوٰۃ دینا نہ پڑے۔

[2] (مثلاً دو آدمیوں کی چالیس بکریاں اکٹھی چرتی ہیں بیس ایک کی اور بیس ایک کی، اور ہر ایک اپنی بکریوں کو پہچانتا ہے تو عامل زکوٰۃ نے ایک شخص کی بکریوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ میں لے لی تو دوسرا شخص اپنے شریک کو نصف بکری کی قیمت ادا کر دے)

أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ فِيْ تِسْعِيْنَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ)

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْهُ نَحْوَهُ وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ صَحِيْحٌ مُسْنَدٌ۔
وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلدَّارَمِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَتَبَ مَعَ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ إِلَى شُرَحْبِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ وَنُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ إِنَّ فِيْ كُلِّ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ فَمَا زَادَ فَفِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ۔

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مِثْلَهُ وَقَالَ مُجَوَّدُ الْإِسْنَادِ وَرَوَاهُ جَمَاعَةُ الْحُفَّاظِ مَوْصُوْلًا حَسَنًا وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ أَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ صَحِيْحًا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلنَّسَائِيِّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَفِيْ كُلِّ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَمَا زَادَ فَفِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ شَيْءٌ۔

کے لیے نہ ہوں (بلکہ سواری اور خدمت کے لیے ہوں) اور تم چاندی کی زکوٰۃ ادا کرو، ہر چالیس درہم پر ایک درہم[1] اور ایک سو نوے درہم پر زکوٰۃ واجب نہیں اور جب پورے دوسو درہم ہوجائیں تو اُن پر (ہر چالیس پر ایک درہم کے حساب سے) پانچ درہم واجب ہیں اس کی روایت ترمذی اور ابو داؤد نے کی ہے اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے، اور ابن حزم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح اور متصل السند ہے اور دارمی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسط سے شرحبیل بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال کے پاس یہ فرمان لکھ بھیجا تھا کہ چاندی کے ہر پانچ اوقیہ پر (جس کی قیمت دوسو درہم ہوتی ہے) پانچ درہم (بطور زکوٰۃ) دیئے جائیں اور جب پانچ اوقیہ یعنی دوسو درہم سے زائد ہوجائیں تو اس میں ہر چالیس درہم پر ایک درہم (زکوٰۃ میں) دیا جائے اور بیہقی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور بیہقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد جید ہیں، اور اس کی روایت حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے متصل سند کے ساتھ کی ہے اور یہ سند حسن ہے، اور نسائی ابن حبان اور حاکم (تینوں کی کتابوں) میں یہ روایت مذکور ہے کہ چاندی کے ہر پانچ اوقیہ پر پانچ درہم (زکوٰۃ میں) واجب ہیں اور جب چاندی (پانچ اوقیہ یعنی دوسو درہم سے) زائد ہوجائے تو ہر چالیس درہم پر ایک درہم (زکوٰۃ میں) دیا جائے اور پانچ اوقیہ (یعنی دوسو درہم) سے کم چاندی پر (زکوٰۃ میں) کچھ

[1] بشرطیکہ وہ دوسو درہم یا اس سے زیادہ ہوجائیں اور ان پر ایک سال بھی گزر جائے۔

بھی واجب نہیں، اور عمدۃ القاری میں مذکور ہے کہ صاحب التمہید نے کہا ہے کہ ابن المسیب، حسن بصری، مکحول، عطاؤ طاؤس، عمرو بن دینار، زھری ان سب حضرات کا چاندی کی زکوٰۃ کے بارے میں وہی قول ہے جو ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے، اور امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی بھی اسی کے قائل ہیں اور خطابی کا بیان ہے کہ شعبی بھی (چاندی کی زکوٰۃ کے نصاب ہیں) ان سب حضرات کے مسلک سے متفق ہیں۔

۲۲۶۱/۱۱ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ وَلَّانِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ الصَّدَقَاتِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰخُذَ مِنْ کُلِّ عِشْرِیْنَ دِیْنَارًا نِصْفَ دِیْنَارٍ وَمَا زَادَ فَبَلَغَ اَرْبَعَۃَ دَنَانِیْرَ فَفِیْہِ دِرْھَمٌ وَاَنْ اٰخُذَ مِنْ کُلِّ مِائَتَیْ دِرْھَمٍ خَمْسَۃَ دَرَاھِمَ فَمَا زَادَ فَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ دِرْھَمًا فَفِیْہِ دِرْھَمٌ رَوَاہُ اَبُوْ عُبَیْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَّامٍ فِیْ کِتَابِ الْاَمْوَالِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ: امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا تھا اور مجھے یہ حکم دیا تھا کہ ہر دینار دس درہم کے برابر ہوتا تھا، اس طرح بیس دینار کے دو سو درہم ہوئے اور جو اس سے زیادہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کی مقدار چار دینار (یعنی چالیس درہم) کو پہونچ جائے تو، (زکوٰۃ میں) ایک درہم لیا جائے اور (مجھے) یہ بھی حکم دیا تھا) کہ میں ہر دو سو درہم پر پانچ درہم (زکوٰۃ میں) وصول کیا کروں اور جو اس سے زیادہ ہو جائیں اور چالیس درہم کی مقدار کو پہونچ جائیں تو ہر چالیس درہم پر ایک درہم لیا کروں۔ اس کی روایت ابوعبیدہ قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں کی ہے۔

۲۲۶۲/۲ ۔ وَعَنِ الْبَصْرِیِّ قَالَ کَتَبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِلٰی اَبِیْ مُوْسٰی فَمَا زَادَ عَلَی الْمِائَتَیْنِ فَفِیْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ دِرْھَمًا دِرْھَمٌ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَرَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ فِیْ اَحْکَامِ الْقُرْاٰنِ مِنْ وَجْہٍ اٰخَرَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ عُمَرَ نَحْوَہٗ۔

اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ بھیجا کہ (چاندی کی زکوٰۃ کا نصاب دو سو درہم ہے دو سو درہم سے دو سو درہم چالیس درہم تک جو کسرات ہیں مثلاً (۲۱۰، ۲۱۵، ۲۲۰) وغیرہ ان کسرات پر زکوٰۃ واجب نہیں، البتہ جب درہم دو سو سے بڑھ کر (۲۴۰) ہو جائیں تو ہر چالیس درہم پر ایک درہم

زکوٰۃ ہیں) واجب ہوگا۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور امام طحاوی نے احکام القرآن میں دوسرے طریق سے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت انس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۲۲۶۳ وَعَنْ مُحَمَّدِنِ الْبَاقِرِ مَرْفُوْعًا قَالَ إِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ أَوَاقٍ [۱۳] فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَفِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ۔

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ چاندی کی مقدار جب پانچ اوقیہ (یعنی دوسو درہم کی قیمت) کو پہونچ جائے تو اس پر (زکوٰۃ ہیں) پانچ درہم واجب ہیں اور دو سو درہم سے زائد مقدار میں) ہر چالیس درہم پر ایک درہم (زکوٰۃ میں دیا جائے گا۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَبِيْ دَاؤُدَ وَفِي الْغَنَمِ فِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ شَاةً شَاةٌ إِلَى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَإِنْ زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَشَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ فَإِنْ زَادَتْ فَثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلٰثِمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا تِسْعٌ وَّثَلَاثُوْنَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ فِيْهَا شَيْءٌ وَفِي الْبَقَرِ فِيْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعٌ وَّفِي الْأَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةٌ وَلَيْسَ عَلَى الْعَوَامِلِ شَيْءٌ وَقَالَ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَفِيْمَا زَادَ عَلَى الْأَرْبَعِيْنَ بِحِسَابِهٖ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ عَنِ الْإِمَامِ وَعَنْهُ لَا شَيْءَ فِيْمَا زَادَ إِلَى سِتِّيْنَ فَفِيْهَا ضِعْفُ مَا فِيْ ثَلَاثِيْنَ وَهُوَ قَوْلُهُمَا وَالثَّلَاثَةُ

ابو داؤد کی ایک روایت میں (اس طرح) ہے کہ (جب کسی کے پاس بکریاں چالیس ہو جائیں تو ۱۲۰ سے (۱۲۰) بکریوں تک (زکوٰۃ میں) ایک بکری دینا واجب ہے اور جب بکریاں (۱۲۰) سے زائد ہو جائیں تو (۱۲۱) سے (۲۰۰) تک دو بکریاں اور جب (۲۰۰) سے زائد ہو جائیں تو (۲۰۱) سے (۳۰۰) تک تین بکریاں، اور جب بکریاں (۳۰۰) سے زائد ہو جائیں تو ہر سو بکریوں پر ایک بکری واجب ہو گی اور کسی کے پاس بکریوں (۴۰ سے کم یعنے) (۳۹) ہوں تو (ایسی صورت میں)، تم پر کچھ بھی زکوٰۃ واجب نہیں[ل]۔ ایسی گائیوں میں ہر تیس گائیوں پر (زکوٰۃ میں) تبیع یعنی ایک سالہ بچھڑا (مادہ ہو یا نر) لیا جائے گا اور گائیوں کی تعداد چالیس ہو جائے تو مُسِنّہ یعنی دو سالہ گائے یا بیل (زکوٰۃ میں) لی جائے گی اور ایسے جانور جن سے (کھیتی وغیرہ میں) کام لیا جاتا ہو (اگر چہ کہ وہ نصاب کو پہونچ جائیں تو) ان پر زکوٰۃ نہیں

ل اگر کسی کے پاس دودھ والی گائیں یا بیل ہوں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو

وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى بَحْرٌ عَنِ الْيَنَابِيْعِ وَتَصْحِيْحُ الْقُدُوْرِيِّ اِنْتَهٰى وَفِي الْمُحِيْطِ وَهُوَ اَوْفَقُ الرِّوَايَاتِ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَفِيْ جَوَامِعِ الْفِقْهِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ قَالَهُ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ وَفِي الْبِنَايَةِ وَقَالَ فِيْ عُمْدَةِ الرِّعَايَةِ وَرُوِيَ عَنْهُ اَنَّهُ لَا شَيْءَ فِي الزِّيَادَةِ اِلٰى اَنْ تَبْلُغَ اِلٰى سِتِّيْنَ وَهُوَ قَوْلُهُمَا وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى كَمَا فِي النَّهْرِ وَالْبَحْرِ وَالدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَغَيْرِهَا۔

ہے اور در مختار میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کسی کے پاس چالیس سے زائد گائے بیل ہوں تو چالیس سے لے کر ساٹھ تک زکوٰۃ معاف ہے اور جب گائے بیل ساٹھ ہو جائیں تو اُن پر دو تبیعہ (زکوٰۃ میں) لے جائیں گے اور صاحبین کا بھی یہی قول ہے اور بقیہ تینوں آئمہ یعنی امام شافعی امام مالک اور امام احمد بن حنبل بھی اسی کے قائل ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔ یہ ینابیع اور تصحیح القدوری کے حوالہ سے بحر سے منقول ہے اور محیط میں مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اس بارے میں جو روایات منقول ہیں، ان میں اوفق یہی روایت ہے یہاں اوفق سے مراد یہ ہے کہ آئمہ ثلاثہ اور اکثر فقہا اسی روایت پر متفق ہیں، اور جوامع الفقہ میں لکھا ہے کہ یہی قول مختار ہے اس کو علامہ عینی نے بنایہ میں بیان کیا ہے اور عمدۃ الرعایۃ میں مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ چالیس سے زیادہ گائے بیل پر زکوٰۃ نہیں ہے، یہاں تک یہ ساٹھ ہو جائیں، تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور صاحبین کا بھی یہی قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ نہر، بحر اور در مختار وغیرہ میں مذکور ہے۔

۲۲۶۴ وَعَنْ مُعَاذٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَمَّا وَجَّهَهٗ اِلَى الْيَمَنِ اَمَرَهٗ اَنْ يَّاْخُذَ مِنَ الْبَقَرِ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعًا اَوْ تَبِيْعَةً وَمِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً۔ ۱۴

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جب ان کو یمن روانہ کیا تو انہیں حکم دیا کہ گائے بیل کی زکوٰۃ میں ہر تیس پر ایک سالہ گائے یا ایک سالہ بچھڑا لیا کریں اور ہر چالیس پر ایک مُسِنّہ یعنی دو سالہ گائے (یا دو سالہ بچھڑا زکوٰۃ میں) لیا کریں۔ اس کی روایت ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

۲۲۶۵ وَعَنْ طَاؤُسٍ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اُتِيَ بِوَقْصِ الْبَقَرِ فَقَالَ لَمْ ۱۵

طاؤس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پاس گائے کی زکوٰۃ میں

يَأْمُرُنِي فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ۔

(رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَقَالَ الْوَقْصُ مَالَمْ يَبْلُغِ الْفَرِيْضَةَ)

ان کا وقص پیش کیا گیا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وقص پر زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم نہیں فرمایا ہے۔ اس کی روایت دار قطنی اور امام شافعی نے کی ہے۔ اور امام شافعی نے فرمایا ہے کہ وقص اتنی تعداد کو کہتے ہیں جو زکوٰۃ کے نصاب سے کم ہو۔

۲۲۶۶ [16] وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ اِبِلٍ سَائِمَةٍ مِّنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ اِبْنَةُ لَبُوْنٍ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ)

بھز ابن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے اپنے دادا کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ (۱۲۰ اونٹوں کے بعد) ہر چالیس اونٹوں پر جب کہ وہ چرنے والے ہوں، ایک بنت لبون یعنی دو سالہ اونٹنی زکوٰۃ میں) واجب ہے۔ اس کی روایت نسائی ابو داؤد اور حاکم نے کی ہے، اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

ف: حدیث شریف میں (سائمہ) پر زکوٰۃ واجب ہونے کا ذکر ہے سائمہ ان جانوروں کو کہتے ہیں جن کو جنگلوں میں چرایا جاتا ہے، اور اس سے مقصد دودھ حاصل کرنا اور نسل بڑھانا ہوتا ہے اور سواری یا بار برداری کے لیے استعمال نہ کئے جاتے ہوں، سائمہ کے لیے یہ شرط بھی نہیں کہ وہ پورا سال چرتے ہوں، بلکہ وہ سال کے اکثر حصہ میں پھرا کرتے ہیں۔ در مختار، رد المحتار (۱۲)

۲۲۶۷ [17] وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِي الْعَوَامِلِ صَدَقَةٌ۔

(رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ)

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ جن جانوروں (یعنی گائے بیل، اونٹوں وغیرہ) سے کھیتی باڑی یا بار برداری کا) کام لیا جاتا ہو، ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے اور ابن القطان نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

۲۲۶۸ [18] وَعَنْ طَاؤُسٍ عَنْ مُعَاذٍ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَاْخُذُ مِنَ الْبَقَرِ الْعَوَامِلِ صَدَقَةً۔

حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے گائے بیل

(رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ)

پر زکوٰۃ نہیں لیا کرتے تھے جن سے (کھیتی باڑی یا بار برداری کا) کام لیا جاتا تھا۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے

۲۲۶۹ وَعَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَمُجَاهِدٍ[19] قَالَا لَيْسَ فِي الْبَقَرِ الْعَوَامِلِ صَدَقَةٌ۔

(رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ)

حضرت مغیرہ رحمہ اللہ حضرت ابراہیم نخعی اور مجاہد رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے فرمایا ہے کہ جن گائے بیل سے (کھیتی باڑی یا بار برداری کا) کام لیا جاتا ہو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

۲۲۷۰[20] وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا يُؤْخَذُ مِنَ الْبَقَرِ الَّتِيْ يُحْرَثُ عَلَيْهَا مِنَ الزَّكٰوةِ شَيْءٌ۔

(رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جن گائے بیل سے کھیتی باڑی کا کام لیا جاتا ہو ان پر کچھ بھی زکوٰۃ نہیں لی جائے گی۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

۲۲۷۱[21] وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدَنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر چوپائے سے (کوئی شخص) زخمی یا ہلاک ہو جائے[1] (اس طرح زخمی ہو جانے یا ہلاک ہو جانے کا تاوان مالک پر واجب نہیں بلکہ) معاف ہے[2] اور کنوئیں میں گر کر کوئی مر جائے یا کنواں کھودنے میں کوئی مر جائے تو (کنواں کھدوانے والے پر اس کا تاوان نہ ہوگا بلکہ یہ) معاف ہے[3] اور اگر کان کھودنے میں کوئی مر جائے تو کان کھدوانے والے پر اس کی ذمہ داری عائد نہ ہوگی[4] اور رکاز یعنی کان یا دفینہ میں پانچواں حصہ (زکوٰۃ میں) واجب ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

---

[1] جب کہ اس چوپائے کے ساتھ کوئی چرواہا ہانک لے جانے والا موجود نہ ہو، خواہ دن کا وقت ہو یا رات کا تو

[2] اور اگر چوپائے کے ساتھ چرواہا ہانک لے جانے والا موجود نہ ہو، اور کوئی حادثہ پیش آجائے تو وہ اس حادثہ کا ذمہ دار ہوگا اور اس سے تاوان لیا جائے گا، اس لیے کہ یہ حادثہ اس کی کوتاہی سے ہوا ہے اس وجہ سے وہ نقصان کی تلافی کا ذمہ دار ہے

[3] جب کہ کنواں اس کی مملوکہ زمین میں کھدوایا گیا ہو اگر کنواں عام راستہ پر یا دوسری کی زمین میں بغیر اجازت کے کھدوایا گیا اور اس میں گر کر کوئی مر جائے تو ایسی صورت میں کھدوانے والے پر اس کا تاوان عائد ہوگا، ہاں! اگر اجازت سے کنواں کھدوایا گیا ہے تو کھدوانے والے پر تاوان عائد نہ ہوگا۔

[4] بشرطیکہ کان اس کی مملوکہ زمین میں ہو، یا اس نے حاکم کی اجازت سے کان کھدوائی جب کہ زمین اس کی مملوکہ نہ ہو۔

۲۲۷۲ (۲۲) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْمُعْتَدِيْ فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (زکوٰۃ کی وصولی میں) زیادتی کرنے والا (یعنی ایسا عامل جو معین مقدار سے زیادہ مال لے، یا چن کر اچھا مال لے) اس شخص کی مانند ہے جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والا ہو، یعنی دونوں کا گناہ برابر ہے۔ اس حدیث کی روایت ابو داؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

۲۲۷۳ (۲۳) وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَرْصِ وَقَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ هَلَكَ الثَّمَرُ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ مَالَ اَخِيْهِ بِالْبَاطِلِ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خرص یعنی تخمینہ لگا کر زکوٰۃ وصول کرنے سے منع فرمایا ہے، کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اگر تمہارے بھائی کے پھل تلف ہو جائیں تو تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے مال کو باطل یا حرام طریقہ سے کھائے اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خرص یعنی تخمینہ لگا کر زکوٰۃ وصول کرنے سے منع فرمایا ہے، خرص کی تفصیل یہ ہے کہ جب کھجور یا انگور اور اسی قسم کے اور پھل جن پر زکوٰۃ واجب ہے، پکنے لگیں تو بادشاہ کسی تجربہ کار آدمی کو روانہ کرے کہ وہ کھجور یا انگور وغیرہ کو دیکھ کر بتائے اور اندازہ لگائے کہ یہ پھل سوکھ کر کس قدر ہوں گے، پھر حساب کر کے پھلوں کا دسواں حصہ معین کر دے جس کو زکوٰۃ میں ادا کرنا ہوگا پھر پھلوں کو مالک کے ذمہ چھوڑ دے اور جب پھل پک کر سوکھ جائیں تو اس وقت آکر دسواں حصہ لے لے جس کو پہلے معین کر چکا تھا، اس کی ممانعت امام طحاوی کی مذکور الصدر حدیث سے ثابت ہوتی ہے، ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ پھل کا تخمینہ قائم کر کے اس طرح زکوٰۃ معین کرنا سود کا سبب ہو جاتا ہے، اور خرص کے جواز میں جتنی حدیثیں وارد ہیں وہ درحقیقت اس زمانہ کی بات ہے جس وقت سودی لین دین کی حرمت وارد نہیں ہوئی تھی اور جب سود کی حرمت نازل ہوئی تو اس قسم کے سودی لین دین کی حرمت بھی ہو چکی اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح میں مروی ہے اس میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ سود کی حرمت حجۃ الوداع میں نازل ہوئی ہے۔ (ماخوذ از مرقات ۱۲)

۲۲۷۴ (۲۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعُشْرَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ وَلَمْ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شہد پر (زکوٰۃ میں) دسواں حصہ لیا ہے اس کی روایت ابن ماجہ

يَتَكَلَّمْ اَبُوْدَاؤدَ عَلَيْهِ فَاَقَلُّ حَالَهٗ اَنْ يَكُوْنَ حَسَنًا وَهُوَ حُجَّةٌ۔

نے کی ہے، اور ابو داؤد اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی اور ہدایہ میں مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس شہد کی زکوٰۃ میں عشر واجب ہے، خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اجب کہ وہ عشری زمین میں نکلتا ہو۔

۲۲۷۵
۲۵
وَعَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَاِنَّكُنَّ اَكْثَرُ اَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)
قَالَ مِيْرَكُ وَرِجَالُهٗ مُوَثَّقُوْنَ

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہیں، ان سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا، اے عورتو! تم اپنے مال کی زکوٰۃ نکالو، اگرچہ کہ وہ تمہارے زیورات ہی میں سے ہو کیونکہ تم میں سے قیامت کے دن اکثر (مال) کی محبت میں زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی وجہ سے) دوزخی ہوں گے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور میرک نے کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ اکثر عورتیں زیورات کی زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے دوزخی ہوں گی ظاہر ہے کہ اس قسم کی وعید اسی وقت ہوتی ہے جب کہ کوئی فرض حکم چھوٹ گیا ہو تو اس حدیث شریف میں زیورات کی زکوٰۃ نہ دینے پر جو وعید مذکور ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زیورات پر زکوٰۃ فرض ہے اور یہی مذہب حنفی ہے ۱۲۔

۲۲۷۶
۲۶
وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ امْرَاَةً اَتَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا وَفِيْ يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيْظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهَا اَتُعْطِيْنَ زَكوٰةَ هٰذَا قَالَتْ لَا قَالَ اَيَسُرُّكِ اَنْ يُسَوِّرَكِ اللهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ قَالَ فَخَلَعَتْهُمَا فَاَلْقَتْهُمَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی تھی اور اس کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے کنگن تھے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس خاتون سے دریافت فرمایا کہ کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے جواب دیا جی نہیں، (زکوٰۃ نہیں ادا کرتی ہوں) اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تمہیں پسند ہے کہ قیامت کے دن (زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے سزا کے طور پر) اللہ تعالیٰ تم کو آگ کے دو کنگن پہنا دے، راوی نے کہا (یہ سن کر) ان خاتون

نے دونوں کنگن لڑکی کے ہاتھ سے اتار کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ڈال دیئے اور کہنے لگیں کہ یہ دونوں کنگن اللہ اور اللہ کے رسول کی نذر ہیں۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

۲۲۷۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اَنَّهُ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَرَاٰى فِيْ يَدِيْ فَتَخَاتٍ مِّنْ وَّرِقٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ فَقُلْتُ صَنَعْتُهُنَّ اَتَزَيَّنُ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَتُؤَدِّيْنَ زَكٰوتَهُنَّ قُلْتُ لَا اَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَ هُوَ حَسْبُكِ مِنَ النَّارِ۔
۲۷

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ)
وَاَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ

حضرت عبداللہ بن شداد بن الہاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ فرمانے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ایک مرتبہ) میرے پاس تشریف لائے، تو میرے ہاتھ میں چاندی کی بڑی بڑی انگوٹھیاں دیکھ کر دریافت فرمایا اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے یہ اس لیے بنوائی ہیں تاکہ آپ کے لیے آرائش کر سکوں (یہ سن کر) آپ نے دریافت فرمایا! کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں، یا اس کے علاوہ کچھ اور جواب دیا جو اللہ کو منظور تھا تو اس دریافت پر آپ نے ارشاد فرمایا، تمہیں جہنم میں لے جانے کے لیے بس یہی کافی ہے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور حاکم نے اس کی تخریج اپنی مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق صحیح حدیث ہے لیکن بخاری اور مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

۲۲۷۸ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَلْبَسُ اَوْضَاحًا مِّنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) اَكَنْزٌ هُوَ فَقَالَ مَا بَلَغَ اَنْ تُؤَدِّيَ زَكٰوتَهٗ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ۔
۲۸

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ)

وَاَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں سونے کے زیور پہنا کرتی تھی میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ کنز ہے (یعنی خزانہ ہے کہ جس کی برائی بیان کی گئی ہے) تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مال زکوٰۃ ادا کرنے کی مقدار (نصاب) کو پہونچ جائے اور اس کی زکوٰۃ دیدی جائے تو وہ کنز نہیں۔ اس کی روایت امام مالک اور ابو داؤد نے کی ہے۔ اور حاکم نے اس کی تخریج مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری

وَلَمْ يُخْرِجَاهُ ۔

کی شرط پر صحیح ہے اگرچہ امام بخاری نے اس کی تخریج نہیں کی ہے ۔

ف :۔ واضح ہو کہ مذکورہ بالا احادیث میں سونے چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ نہ دینے کی سخت وعیدیں وارد ہیں اور اس قسم کی وعیدیں اسی وقت وارد ہوتی ہیں جب کہ کوئی فرض چھوٹ رہا ہو تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سونے چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ فرض ہے ۔ ۱۲

۲۲۷۹ / ۲۹ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِيْ نَعُدُّ ۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

حضرت سمرہ بن جُندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں اس سامان میں سے زکوٰۃ نکالنے کا حکم فرمایا کرتے تھے جس کو ہم فروخت اور تجارت کے لیے جمع کرتے تھے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے ۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

صدقۂ فطر کے وجوب کا بیان

ف : صدقۂ فطر ہر ایسے مسلمان پر واجب ہے، جس پر زکوٰۃ واجب ہے یا اس پر زکوٰۃ واجب نہیں لیکن اس کے پاس ضروری اسباب سے زیادہ اتنی قیمت کا مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر عید الفطر کے دن صدقہ دینا واجب ہے خواہ وہ تجارت کا مال ہو یا نہ ہو، اور خواہ اس مال پر سال گزرے یا نہ گزرے اس صدقہ کو شریعت میں صدقہ فطر، فطرہ اور زکوٰۃ بھی کہتے ہیں، صدقہ فطر اپنی طرف سے اور اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے، اگرچہ بیوی اور بالغ بچوں کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں اگر بیوی اور بالغ بچوں کی طرف سے بھی ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا۔

صدقہ فطر میں گیہوں یا گیہوں کا آٹا نصف صاع جس کے اس زمانہ کے پیمانہ کے لحاظ سے دو کیلو ہوتے ہیں دینا چاہیئے اور اگر جو یا جو کا آٹا دیوے تو اس کا دگنا ادا کرنا ہوگا۔ اگر گیہوں اور جو کے سوا کوئی اور اناج جیسے جوار یا چنا دے تو مذکورہ مقدار گیہوں یا جو کی قیمت کا جوار یا چنا دیدے اور اگر گیہوں اور جو نہیں دیئے بلکہ اتنے گیہوں یا جو کی قیمت دیدے تو قیمت دینا بھی جائز ہے۔

ایک آدمی اپنا فطرہ ایک ہی فقیر کو دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دیدے دونوں باتیں جائز ہیں، اور اگر کئی آدمیوں کا فطرہ ایک ہی فقیر کو دیدے تو یہ بھی درست ہے اور فطرہ کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں (ہدایہ، رد المحتار، فتاویٰ عالمگیری ۱۲)۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ؛
قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام

ربِّہٖ فَصَلّٰی ۔ لے کر نماز پڑھی۔ (سورۃ الاعلیٰ، ۱۵،۱۴)

ف: اس سے معلوم ہوا کہ دل کی پاکیزگی کے ساتھ رب تعالیٰ کا نام لینے کی تاثیر کچھ اور ہی ہوتی ہے اولیاء کے ذکر اللہ اور عوام کے ذکر اللہ میں فرق ہے، اسی لیے بزرگوں سے دعا ودم وغیرہ کرواتے ہیں کہ دل کی پاکیزگی جو انہیں حاصل وہ ہمیں حاصل نہیں۔

ف: تفسیر خازن میں مذکور ہے کہ "تزکی" سے مراد صدقہ فطر کا ادا کرنا ہے اور ترغیب و ترھیب میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت صدر کی تفسیر میں مروی ہے کہ "مَنْ تَزَکّٰی" سے وہ شخص مراد ہے جس نے صدقہ فطر ادا کیا۔ ۱۲

۲۲۸۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ ثَعْلَبَۃَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَبْلَ یَوْمِ الْفِطْرِ بِیَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ فَقَالَ اَدُّوْا صَاعًا مِّنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ بَیْنَ اثْنَیْنِ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِیْرٍ عَنْ کُلِّ حُرٍّ وَّعَبْدٍ رَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَقَالَ الشَّیْخُ ابْنُ الْھُمَامِ ھٰذَا سَنَدٌ صَحِیْحٌ وَرَوٰی اَبُوْدَاؤدَ نَحْوَہٗ ۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم عید الفطر سے ایک دو دن پہلے لوگوں کو مخاطب فرمائے کہ ہر دو آدمیوں کی طرف سے ایک صاع گیہوں (صدقہ فطر میں) ادا کرنا واجب ہےلہ نصف صاع کی مقدار واجب ہے۔ گیہوں کے سوا اگر) کھجور یا جو ہوں تو ہر آدمی کی جانب سے ایک صاع کی تعداد ادا کرنا (واجب) ہے۔ اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے اور شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور ابو داؤد نے بھی اس کی روایت اسی کے قریب کی ہے۔

۲۲۸۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَمَرَ صَارِخًا بِبَطْنِ مَکَّۃَ یُنَادِیْ اِنَّ صَدَقَۃَ الْفِطْرِ حَقٌّ وَّاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ یُخْرِجَاہُ بِھٰذِہِ الْاَلْفَاظِ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ معظمہ میں ایک آدمی کو یہ ندا دینے کے لیے روانہ فرماتے تھے کہ ہر مسلمان پر صدقہ فطر واجب ہے۔ اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اگرچہ کہ بخاری اور مسلم نے ان الفاظ سے اس حدیث کی روایت نہیں کی ہے۔

لہ یہاں دو آدمیوں میں ایک صاع کا جو ارشاد ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک آدمی پر (خواہ وہ آزاد ہو یا غلام (عورت ہو یا مرد بچہ ہو یا بڑا۔

۲۲۸۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ عَنِ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِمَّنْ تَمُوْنُوْنَ۔ (رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حکم فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر ہر چھوٹے بڑے آزاد اور غلام کی جانب سے ادا کیا جائے جن کی پرورش کی ذمہ داری تم پر ہے، اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

۲۲۸۳ وَعَنِ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يُخْرِجُ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ اِنْسَانٍ يَعُوْلُ مِنْ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ وَلَوْ كَانَ نَصْرَانِيًّا مُدَّيْنِ مِنْ قَمْحٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ فِيْ مُشْكِلِهٖ)

ابن مبارک ابن لہیعہ سے وہ عبید اللہ ابن ابی جعفر سے اور وہ اعرج سے اور اعرج ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ صدقہ فطر ہر اس شخص کی جانب سے ادا کرتے تھے جو ان کے زیر پرورش ہوتا، چاہے وہ نابالغ ہو یا بالغ، آزاد ہو یا غلام، اگرچہ غلام نصرانی ہی کیوں نہ ہو، اگر گیہوں ہوتے تو دو مد اور اگر کھجور ہوتے تو ایک صاع (ہر ایک کی جانب سے صدقہ فطر میں دیا جاتا تھا اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے مشکل الآثار میں کی ہے۔

ف:۔ مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں صدقہ فطر چھوٹے بچوں کے ساتھ بڑے یعنی بالغ بچوں کی طرف سے بھی ادا کرنے کا ذکر ہے، جب کہ یہ زیر پرورش ہوں۔ رد المحتار میں لکھا ہے کہ باپ پر اپنے بالغ بچہ کی طرف سے اس وقت صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے جب کہ وہ مجنون ہو، اگر بالغ بچہ عاقل بھی ہو تو باپ کے ذمہ ایسی صورت میں صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں، اگر باپ ایسے بچہ کی طرف سے صدقہ فطر ادا کر دے تو استحساناً جائز ہے اور صدقہ فطر ادا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شوہر کے ذمہ بیوی کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں، اگر شوہر بیوی کی طرف سے صدقہ فطر ادا کر دے تو استحساناً جائز ہے اور صدقہ فطر ادا ہو جاتا ہے۔ ۱۲۔

۲۲۸۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يُخْرِجُ الرَّجُلُ الزَّكٰوةَ الْفِطْرَ عَنْ كُلِّ مَمْلُوْكٍ لَّهٗ وَاِنْ كَانَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ وَفِيْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مسلمان اپنے ہر غلام کی طرف سے چاہے وہ یہودی ہو یا نصرانی ہی کیوں نہ ہو صدقہ فطر ادا کرے۔ اس کی روایت عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں کی ہے، اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وَ رِوَایَۃٌ لِلْبُخَارِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَکَانُوْا یُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِیَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ۔

وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ صدقہ فطر نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کر دیا جائے اور بخاری کی ایک اور روایت میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صدقہ فطر عید الفطر کے ایک دن یا دو دن پہلے ادا کر دیا کرتے تھے۔

ف: ردالمحتار میں لکھا ہے کہ مستحب ہے کہ صدقہ فطر عید الفطر کے دن، صبح صادق کے بعد عید گاہ جانے سے پہلے دیدیا جائے، اور اگر عید الفطر کے دن سے پہلے اور بعد میں صدقہ فطر دیدے تو بھی درست ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صدقہ فطر عید الفطر کے پہلے ادا کر دیا کرتے تھے، جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں مذکور ہے۔ صاحب ردالمحتار نے اس بارے میں بصراحت کی ہے کہ صحابہ اس قسم کے کام اسی وقت انجام دیتے جب کہ انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں سُنا ہو، یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے دیکھا ہو۔ ۱۲

۲۲۸۵ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا صَدَقَةَ اِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًی رَوَاهُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَذَکَرَهُ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِهٖ تَعْلِیْقًا فِیْ کِتَابِ الْوَصَایَا وَتَعْلِیْقَاتُهُ الْمَجْزُوْمَةُ لَهَا حُکْمُ الصِّحَّةِ وَرَوَاهُ مَرَّةً مُسْنَدًا بِغَیْرِ هٰذَا اللَّفْظِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر ہر تونگر پر واجب ہے۔ اس کی روایت امام احمد نے اپنی مسند میں کی ہے۔ اور امام بخاری نے اس کو اپنی صحیح میں تعلیقا کتاب الوصایا میں بیان کیا ہے، اور امام بخاری کی تعلیقات کا حکم احادیث صحیحہ کا ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ صدقہ فطر غنی یعنے تونگر پر واجب ہے اور شریعت میں تونگر ایسے شخص کو کہتے ہیں جس پر زکوٰۃ واجب ہو، یا اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، لیکن اس کے پاس ضروری اسباب (جیسے گھر، کپڑے اور گھر کا سامان وغیرہ) سے زیادہ اتنی قیمت کا مال واسباب ہو کہ جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے، خواہ وہ تجارت کا مال ہو یا نہ ہو، اور خواہ اس پر سال گزرے یا نہ گزرے۔ (ہدایہ۔ ردالمحتار)

۲۲۸۶ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَعَثَ صَارِخًا بِمَکَّةَ صَاحَ اِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ حَقٌّ وَاجِبٌ مُدَّانِ مِنْ قَمْحٍ اَوْ صَاعٌ مِنْ شَعِیْرٍ اَوْ تَمْرٍ رَوَاهُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ وَصَحَّحَهُ وَرَوَى الْبَزَّارُ نَحْوَهُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو مکہ معظمہ یہ ندا دینے کے لیے روانہ فرمایا کہ صدقہ فطر اسلام کا (ایک شرعی) حق ہے جس کا ادا کرنا (ہر مسلمان پر) واجب ہے اور جس کی مقدار یہ ہے (گیہوں (دینا چاہے تو

ہر آدمی کی طرف سے) دو مُد اور (اگر) جو یا کھجور دینا چاہیے، تو ایک صاع (دیا جائے) اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے۔ اور اس کو صحیح قرار دیا ہے اور بزار نے بھی اس کی روایت اسی طرح کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں صدقہ فطر بھی مقدار دو مُد گیہوں مقرر فرمائی گئی ہے، واضح ہو کہ اس زمانہ کے پیمانہ کے لحاظ سے دو مد کے دو کیلو ہوتے ہیں اور جو یا کھجور کی مقدار ایک صاع مقرر فرمائی گئی ہے جس کے چار کیلو ہوتے ہیں کیونکہ دو مد نصف صاع کے برابر ہوتے ہیں جس کو امام طحاوی نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور بیہقی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور عبد الرزاق نے حضرات ابن زبیر جابر، ابن عباس، ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد اور دار قطنی کے پاس دو مد نصف صاع کے برابر ہونے کے بارے میں مرفوع حدیثیں بھی مروی ہیں اور اگر گیہوں کی بجائے صدقہ فطر میں کھجور یا جو دی جائے تو ہر آدمی کی طرف سے ایک صاع مقدار کا ادا کرنا ایسی احادیث سے ثابت ہے جس کی روایت سنن کی کتابوں میں صحیح حدیثوں کے ذریعہ کی گئی ہے جیسا کہ عمدۃ الرعایہ میں مذکور ہے۔

۲۲۸۷ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُنَادِيًا يُنَادِي فِي فِجَاجِ مَكَّةَ اِلَّا اِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَفِيْهِ مُدَّانِ مِنْ قَمْحٍ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ایک منادی کو مکہ معظمہ کی گلیوں میں یہ ندا دینے کے لیے روانہ فرمایا کہ صدقہ فطر کا ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور (نداء کے الفاظ میں) یہ بھی (تھا) کہ (اگر گیہوں دیئے جائیں تو) دو مد دیئے جائیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۲۸۸ وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنَّا نُؤَدِّيْ زَكٰوةَ الْفِطْرِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مُدَّيْنِ مِنْ قَمْحٍ بِالْمُدِّ الَّذِيْ تَقْتَاتُوْنَ بِهٖ

(رَوَاهُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے عہد مبارک میں صدقہ فطر میں (ایک ایک آدمی کی طرف سے) دو دو مد گیہوں دیا کرتے تھے یہ وہی مد ہوتا تھا جس کو ہم کھانے پینے (کے اجناس کے ناپ تول) میں استعمال کرتے تھے۔ اس کی روایت امام احمد نے اپنی مسند میں کی ہے۔

۲۲۸۹ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ فِيْ مَرَاسِيْلِهٖ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْهُ نَحْوَهٗ وَقَالَ فِي التَّنْقِيْحِ إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ كَالشَّمْسِ وَكَوْنُهٗ مُرْسَلًا لَا يَضُرُّ فَإِنَّهٗ مُرْسَلُ سَعِيْدٍ وَمَرَاسِيْلُهٗ حُجَّةٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَبِيْ دَاوٗدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ۔

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ فطر (کی مقدار) دو مد مقرر فرمائی ہے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں کی ہے، اور امام طحاوی نے بھی سعید بن المسیب سے اسی طرح روایت کی ہے۔
اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ فطر کو روزہ کی حالت میں ہونے والے بیہودہ کاموں اور فحش باتوں سے پاک کرنے والا قرار دیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (صدقہ فطر کو) اس لیے بھی (واجب) قرار دیا ہے کہ اس سے مساکین کی خوراک کا انتظام ہوتا ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے زَكٰوةُ الْفِطْرِ طُهْرَةٌ لِلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةٌ لِلْمَسَاكِيْنِ (روزہ میں جو لغو کام اور فحش باتیں ہو جائیں صدقہ فطر ان کے لیے کفارہ ہے اور صدقہ فطر سے مساکین کی خوراک کا بھی انتظام ہو جاتا ہے، فقہاء نے بالغ اور مکلف لوگوں پر صدقہ فطر کے وجوب کی علت طُهْرَةٌ لِلصِّيَامِ کو قرار دیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں) اور نابالغ بچوں پر صدقہ فطر کے وجوب کی علت طُعْمَةٌ لِلْمَسَاكِيْنِ، قرار دی گئی ہے اس لیے کہ بچوں پر روزہ فرض نہیں، اس لیے کہ وہ غیر مکلف ہیں تو بچوں پر صدقہ فطر اس لیے واجب ہے کہ ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنے سے مساکین کی خوراک کا انتظام ہو جاتا ہے۔ (یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے) ۱۲۔

بَابُ مَنْ لَّا تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ

اس باب میں ان لوگوں کا بیان ہے جن کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر لینا جائز نہیں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
اے محبوب! ان کے مال سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو۔
(سورۃ التوبہ، ۱۰۳)

ف: اور اپنے دست مبارک سے فقراء کو دو، تاکہ تمہارے ہاتھ شریف کی برکت سے ان کے صدقات

زیادہ قبول ہوں، صحابہ کرام اپنے صدقات حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے خیرات کرواتے تھے اب بھی مسلمان ایصال ثواب کے وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ثواب کا ہدیہ پیش کرتے ہیں، پھر دوسروں کے لیے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پاکیزگی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ کرم سے ملتی ہے۔ عبادات اس نگاہ کرم کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں کیونکہ فرمایا اے محبوب اس صدقہ کے ذریعہ آپ انہیں پاک کردو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے بندوں کو نوازتا ہے۔

۲۔ وَقَوْلُہٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۔ یا خاک نشین مسکین کو۔ (سورۃ البلد، ۱۶)

ت، نہایت تنگ دست، جس کے پاس نہ تو رہنے کے لیے مکان ہو، نہ بچھانے کے لیے بستر، کھلی زمین میں فرش خاک پر گزارہ کرتا ہو، اس میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دلیل ہے کہ مسکین وہ جس کے پاس کچھ نہ ہو اور فقیر وہ جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو، یا خاک نشین سے مراد غازی یا بے وسیلہ مسکین ہے، یا وہ فقیر جو بھیک نہ مانگے اور اپنے فقر کو چھپائے تو ایسے لوگوں کو صدقہ دینا افضل ہے۔

۲۲۹۰
۱
عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّيْ اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم راستہ سے گزر رہے تھے کہ آپ کی نظر ایک کھجور پر پڑی جو راستہ میں پڑی ہوئی تھی، آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا اگر مجھے اس کا اندیشہ نہ ہو تا کہ کہیں یہ صدقہ کا ہو تو میں اس کو کھا لیتا لیکن میں نے اس کو نہیں کھایا، اس خوف سے کہ کہیں یہ صدقہ کا ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۲۹۱
۲
وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْهُ اَهَدِيَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ قِيْلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْا وَلَمْ يَاْكُلْ وَاِنْ قِيْلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهٖ فَاَكَلَ مَعَهُمْ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جب کہیں سے) کھانا پیش کیا جاتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دریافت فرماتے کیا یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر عرض کیا جاتا کہ یہ صدقہ ہے تو آپ (ان) اصحاب سے (جو اہل بیت سے نہ ہوں) فرماتے آپ لوگ کھا لیجئے اور اگر یہ عرض کیا جاتا کہ (یہ کھانا) ہدیہ ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنا دست مبارک بڑھاتے اور اپنے صحابہ کے ساتھ

تناول فرماتے اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۲۹۲ وَعَنْهُ قَالَ اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَخْ كَخْ لِيَطْرَحَهَا ثُمَّ قَالَ اَمَا شَعَرْتَ اِنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زکوٰۃ کے کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر منہ میں ڈال لی دیہ دیکھ کر) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اُن سے کخ کخ (یعنی تھوک دو، تھوک دو) فرمایا تاکہ وہ کھجور منہ سے نکال کر پھینک دیں، اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے (تفہیم) کے لیے فرمایا کیا تم کو نہیں معلوم کہ ہم (بنی ہاشم ہیں) زکوٰۃ اور صدقہ نہیں کھاتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "اِنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ" ہم (بنی ہاشم) زکوٰۃ اور صدقہ نہیں کھاتے ہیں اسی بناء پر درمختار میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ اور صدقہ فطر بنی ہاشم کو نہ دیئے جائیں۔ چنانچہ ظاہر مذہب یہ ہے کہ بنی ہاشم کو صدقہ دینا مطلقًا منع ہے اور علامہ عینی نے فرمایا ہے کہ بنی ہاشم کا کسی بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ بھی ناجائز ہے، جیسا کہ نہر میں مذکور ہے شرح النقایہ میں لکھا ہے کہ امام طحاوی نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے روایت کی ہے کہ بنی ہاشم کو اس زمانہ میں ہر قسم کے صدقات لینا جائز ہے اور صدقات لینے کی حرمت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے عہد مبارک ہی میں تھی، کیونکہ بنو ہاشم کو مال غنیمت میں خمس ملا کرتا تھا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد ساقط ہو گیا جس کی وجہ سے بنو ہاشم کے لیے صدقات کا قبول کرنا جائز ہو گیا۔ امام طحاوی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ زکوٰۃ اور دیگر صدقات بنی ہاشم کو دینا جائز ہے۔ ۱۲۔

۲۲۹۳ وَعَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ صدقات لوگوں کے (اموال کے) میل ہیں (جو لوگوں کو اور ان کے مالوں کو پاک کرتے ہیں اس لیے) نہ تو یہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لیے حلال ہیں نہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی آل کے لیے اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف، اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ صدقات حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے حلال نہیں، اس بارے میں مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ یہاں۔ آل محمد سے مراد اقرباء یعنی بنو ہاشم ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

اولاد حارث بن عبد المطلب، اولاد عباس بن عبد المطلب، اولاد حضرت علی بن ابی طالب، اولاد جعفر بن ابی طالب، اولاد عقیل بن ابی طالب ہدایہ میں بھی ایسا ہی مذکور ہے ۱۲۔

۲۲۹۴ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ إِحْدَى السُّنَنِ أَنَّهَا عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ فِيْ زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَّاُدْمٌ مِّنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ بُرْمَةً فِيْهَا لَحْمٌ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ بریرۃ (جو حضرت عائشہ کی آزاد کردہ باندی تھیں) کی وجہ سے شریعت کے تین احکام معلوم ہوئے (ایک) یہ کہ جب بریرہ آزاد کر دی گئی تو ان کو اپنے شوہر کے نکاح میں رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دیدیا گیا[لہ] (دوسرا حکم یہ تھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے (بریرہ کی آزادی کے موقع پر) ارشاد فرمایا کہ حق ولا اسی کو حاصل ہے جس نے اس کو آزاد کیا (یعنی غلام یا باندی کو کوئی آزاد کر دے اور اس کے بعد ان کے پاس مال ودولت آ جائے پھر وہ مر جائیں اور ان کا کوئی حقیقی وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا ہی ان کا وارث ہوگا اس حق کو حق ولاء کہتے ہیں۔ (تیسرا حکم یہ تھا کہ) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک دفعہ تشریف لائے) اس وقت ہانڈی میں گوشت پک رہا تھا، لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے روٹی) اور گھر کا دوسرا سالن پیش کیا گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کیا میں ہانڈی میں گوشت پکتا ہوا نہیں دیکھ رہا ہوں (یہ مجھے کیوں نہیں دیا جاتا) عرض کیا گیا، کہ جی ہاں

لہ (اس کو خیار عتق کہتے ہیں، خیار عتق یہ ہے کہ باندی جب آزاد کر دی جائے تو وہ مختار ہے کہ چاہے تو وہ اپنے سابقہ نکاح کو فسخ کر دے یا باقی رکھے خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام)

گوشت پک رہا ہے، لیکن یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ کو بطور صدقہ دیا گیا تھا اور آپ چونکہ صدقہ نہیں کھاتے (اس لیے آپ کو نہیں دیا گیا) اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کہ (وہ گوشت) جو بریرہ کو دیا گیا تھا، وہ ان کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے (بریرہ کی جانب سے) ہدیہ ہے۔

(اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز حاجت مند کو بطور زکوٰۃ صدقہ دی جائے اور وہ شخص کسی ایسے شخص کو وہ مال دیدے جس پر زکوٰۃ حرام ہے تو اس کو اس مال کا لے لینا جائز ہے، کیونکہ ملک کی تبدیلی اس چیز کے وصف کی تبدیلی کا سبب ہے۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری نے اس کی روایت مقطعاً یعنی چیدہ چیدہ کی ہے۔

۲۲۹۵ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرمائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے اور ہدیہ کا بدلہ دیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۲۹۶ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَلَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روایت فرماتے ہیں کہ اگر مجھے بکرے کے ایک پایہ کی بھی دعوت دی جائے (اس سے ادنیٰ سے ادنیٰ چیز مراد ہے) تو میں اس کو قبول کروں گا اور اگر میرے پاس بکرے کا ایک دست بھی ہدیۃً بھیجا جائے تو میں اس کو قبول کر لوں گا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۲۹۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روایت فرماتے ہیں کہ حقیقی مسکین وہ نہیں

عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلُ النَّاسَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہے جو ایک ایک دو دو لقموں اور ایک ایک دو دو کھجوروں کے لیے لوگوں کے گرد گھومتا رہے، لیکن (حقیقی) مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اس کی کفایت کرے اور اپنی ضرورت کی تکمیل کے لیے لوگوں سے اس کو بے نیاز کر دے اور (وہ کسی سے سوال نہیں کرتا اس وجہ سے) لوگوں کو اس کی ضرورت کا علم نہیں ہوتا کہ اس کو خیرات دیں اور نہ ہی وہ لوگوں کے پاس جا کر مانگتا پھرتا ہے اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ زکوٰۃ کے مستحق مسکین اور فقیر دونوں ہیں، فقیر ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس تھوڑا سا مال ہو اور مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ مال نہ ہو، اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ (سورۃ البلد پ ۳۰ ع ۱ میں) یا کسی مسکین خاک نشین کو، اس وجہ سے امام اعظم اور امام مالک رحمہما اللہ دونوں کے پاس اور ان کے پاس بھی جنھوں نے ان دونوں آئمہ کی پیروی کی ہے، مسکین فقیر سے زیادہ تنگ حال ہوتا ہے۔ یہ مضمون مرقات، درمختار اور ردالمحتار سے ماخوذ ہے ۱۲)

۲۲۹۸ وَعَنْ اَبِيْ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقَالَ لِاَبِيْ رَافِعٍ اِصْحَبْنِيْ كَيْمَا تُصِيْبُ مِنْهَا فَقَالَ لَا حَتّٰى اٰتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَسْاَلَهٗ فَانْطَلَقَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَاِنَّ مَوَالِي الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی مخزوم کے ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے روانہ فرمایا تو انھوں نے ابورافع سے کہا، تم بھی میرے ساتھ چلو کہ تمہیں بھی اس میں کچھ مل جائے گا تو ابورافع نے فرمایا نہیں (میں تمہارے ساتھ نہیں چل سکتا) تا وقتیکہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر) اس مسئلہ کو دریافت نہ کر لوں، چنانچہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر) اس مسئلہ کو دریافت کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں (اس لیے کہ ہم بنی ہاشم ہیں) اور قوم کے غلام اسی قوم میں شمار ہوتے ہیں (یعنی غلام بھی اپنے آقا کی قوم میں شمار کیے جاتے ہیں اس

لہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں

لیے تم بڑے بھی صدقہ حلال نہیں۔ اس حدیث کی روایت ترمذی ابوداؤد، اور نسائی نے کی ہے۔

۲۲۹۹ وَعَنْ حَبَشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَاَلَ مِنْ غَيْرِ فَقْرٍ فَاِنَّمَا يَاْكُلُ الْجَمْرَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ وَاَبِيْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيِّ وَاَحْمَدَ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ۔

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ جس کسی شخص نے بغیر فقیر واحتیاج کے سوال کیا وہ آگ کھاتا ہے۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے، اور ترمذی ابوداؤد، دارمی، امام احمد نسائی اور ابن ماجہ ان سب کتابوں کی ایک روایت ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس طرح مروی ہے کہ غنی کے لیے صدقہ لینا حلال نہیں ہے۔

ف: صدر کی حدیث میں بغیر فقر واحتیاج کے سوال کرنے کی جو وعید مذکور ہے اس سے مسلک حنفی کی تائید ہوتی ہے کہ سوال اسی وقت کرنا جائز ہے جب کہ کوئی فقیر اور تنگی میں ہو جیسا کہ امام طحاوی نے فرمایا ہے۔ ۱۲

ف: واضح ہو کہ حدیث کے دوسرے حصہ میں ارشاد ہے کہ غنی کے لیے صدقہ لینا حلال نہیں اس بارے میں مرقات میں محیط کے حوالہ سے لکھا ہے کہ غنی یعنی تونگری کی تین قسمیں ہیں، غنی کی ایک قسم یہ ہے کہ جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہو اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص نصاب کا مالک ہو، اور اس پر سال بھی گزرے اور وہ مال نامی یعنی اس میں بڑھنے کی صلاحیت موجود ہو، غنی کی دوسری قسم یہ ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کو صدقہ لینا اس لیے جائز نہیں کہ اس پر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہونے کا نصاب یہ ہے کہ کسی کے پاس اس کے ضروری اسباب سے زیادہ اتنی قیمت کا مال و اسباب موجود ہو کہ اتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے اور غنی کی تیسری قسم یہ ہے کہ جس کی وجہ سے اگر کوئی اس کو صدقہ دیدے تو وہ صدقہ تو لے سکتا ہے لیکن سوال نہیں کر سکتا اور یہ وہ ہے کہ اس کے پاس ایک دن کی خوراک اور اتنا کپڑا موجود ہو جس سے اس کی ستر پوشی ہو جائے۔ مرقات کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔ اور شرح نقایہ میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ اغنیا کو نہ دی جانی چاہیئے۔ وہ جہاد کے لیے جا رہے ہوں یا حج کے لیے اور یہی حنفی مذہب ہے۔ ۱۲۔

۲۳۰۰ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ رَجُلَانِ اَنَّهُمَا[1]

حضرت عبیداللہ بن عدی بن الخیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے دو آدمیوں

لہ اور بغیر استحقاق کے مال حاصل کر لیا تو گویا وہ مال نہیں کھاتا ہے بلکہ)

أَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ يُقَسِّمُ الصَّدَقَةَ فَسَأَلَاهُ مِنْهَا فَرَفَعَ فِيْنَا النَّظَرَ وَخَفَضَهُ فَرَاٰنَا جَلْدَيْنِ فَقَالَ إِنْ شِئْتُمَا أَعْطَيْتُكُمَا وَلَا حَظَّ فِيْهَا لِغَنِيٍّ وَّلَا لِقَوِيٍّ مُّكْتَسِبٍ۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

نے بیان کیا کہ وہ حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ اس وقت زکوٰۃ کا مال تقسیم فرما رہے تھے، انھوں نے بھی آپ سے زکوٰۃ کا مال طلب کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو غور سے دیکھا اور نگاہیں نیچی کر لیں، ہم کو قوی اور تندرست دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تم کو اس میں سے دیدوں لیکن زکوٰۃ میں نہ تو غنی کا حصہ ہے اور نہ ایسے قوی شخص کا حصہ ہے جو کمانے کی طاقت رکھتا ہو۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "وَاِنْ شِئْتُمَا اَعْطَيْتُكُمَا"، اُن دو قوی شخصوں سے جنھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زکوٰۃ کا مال طلب کیا تھا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، "اگر تم دونوں چاہو تو میں تم کو اس (مال زکوٰۃ میں سے) کچھ دیدوں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کے دو جز ہیں (۱) ایک یہ کہ قوی اور کمانے کی طاقت رکھنے والے کا سوال کرنا (۲) دوسرا یہ کہ قوی اور کمانے کی طاقت رکھنے والے کو مال زکوٰۃ کا دینا۔

ان دونوں صورتوں میں امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ قوی اور تندرست شخص کو زکوٰۃ دینا حرام ہے خواہ وہ سوال کرے یا نہ کرے، مسلک حنفی پہلے جزو کے بارے میں یہ ہے کہ قوی اور تندرست شخص کا سوال کرنا حرام ہے۔ کیونکہ اگر کوئی قوی اور تندرست کا سوال کرنا حرام نہ ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُن سے یہ نہ فرماتے کہ اگر تم چاہو یعنی مال طلب کرو، کیونکہ بظاہر تمہارا قوی اور تندرست ہونا اور کمانے کی طاقت رکھنا۔ تمہارے لیے سوال کرنے کی حرمت کا سبب ہے۔ اس سے قوی اور تندرست کے لیے حرمتِ سوال کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ شیخ ابن الہمام اور امام طحاوی نے فرمایا ہے، جس کو صاحب مرقات نے بیان کیا ہے۔

ارشاد مبارک "وَاِنْ شِئْتُمَا اَعْطَيْتُكُمَا"، کے دوسرے جزو قوی اور تندرست کو مال زکوٰۃ کا دینا ہے۔ اس بارے میں مذہب حنفی یہ ہے کہ اور تندرست کو جب کہ وہ سوال کرے مالِ زکوٰۃ کا دینا جائز ہے۔ اس لیے کہ سوال کرنے والے کی حقیقت حال سے دینے والا باخبر نہیں ہوتا۔ اور اگر ایسے شخص کو اگر زکوٰۃ دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یہ فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو (مال زکوٰۃ میں سے) دیدوں اگر ان قوی اور تندرست آدمیوں کا مالِ زکوٰۃ کا لینا حرام ہوتا کہ جس کی وجہ سے زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ہی ادا نہ ہوتی تو حضور ان سے یہ نہ فرماتے کہ میں اس میں سے تم کو دیدیتا ہوں (یہ مضمون ہدایہ سے ماخوذ ہے

اور ابن الہمام اور امام طحاوی اور سندھی نے بھی ایسا ہی کہا ہے) اور اعلاء السنن میں مذکور ہے کہ قوی اور تندرست شخص جو کمانے کی طاقت بھی رکھتا ہو اور اگر وہ فقیر اور تنگ دست ہو تو ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ دینا جائز ہے ۱۲۔

۲۲۳۰۱ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ يَقُوْلُ اَمَّرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى قَوْمِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ مِنْ صَدَقَاتِهِمْ فَفَعَلَ وَكَتَبَ لِيْ بِذٰلِكَ كِتَابًا فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَرْضَ بِحُكْمِ نَبِيٍّ وَّلَا غَيْرِهٖ فِي الصَّدَقَاتِ حَتّٰى حَكَمَ فِيْهَا هُوَ مِنَ السَّمَآءِ فَجَزَّاَهَا ثَمَانِيَةَ اَجْزَآءٍ فَاِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الْاَجْزَآءِ اَعْطَيْتُكَ.

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى اَبُوْدَاؤُدَ نَحْوَهٗ)

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے اپنی قوم کا امیر بنا دیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ان کے صدقات یعنی زکوٰۃ میں سے کچھ مقرر فرما دیجئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے (میرے لیے زکوٰۃ میں سے کچھ حصہ) مقرر فرمایا اور ایک حکم نامہ بھی لکھوا دیا۔ ایک دوسرا شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی زکوٰۃ میں سے کچھ دیدیجئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے متعلق فیصلہ نبی یا غیر نبی کسی کے ہاتھ میں نہیں رکھا، بلکہ اللہ بزرگ و برتر نے اس کے بارے میں آسمان سے حکم نازل فرمایا ہے۔ پس تقسیم کیا اللہ تعالیٰ نے (زکوٰۃ کو) آٹھ حصوں پر (یعنی) آٹھ قسم کے آدمیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو حلال کیا ہے پس اگر تم ان (آٹھ) قسم کے لوگوں میں سے ہو تو میں تم کو زکوٰۃ دیدوں گا۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور ابو داؤد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مستحقین زکوٰۃ کا ذکر ہے ان کو اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے وہ آیت یہ ہے (سورۂ توبہ پ۱۰ ع۸)

زرض صدقات یعنی زکوٰۃ تو صرف غریبوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے وصول کرنے والوں کا اور ان کا (حق ہے) جن کی دل جوئی کرنا منظور ہے، اور غلاموں کو آزاد کرانے میں صرف کرنا اور قرض داروں (کے قرض کی ادائیگی) میں خرچ کرنا اور راہِ جہاد میں صرف کرنا اور مسافروں کو امداد دینا۔
آیت شریف میں زکوٰۃ کے مستحق آٹھ آدمیوں کو قرار دیا گیا ہے جن میں فقراء اور مساکین کی تفصیل حدیث ۷۹ کے فائدہ میں جو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے گذر چکی ہے۔ بقیہ اشخاص کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

(۳) عاملین یعنے محصلین زکوٰۃ جو سلطانِ اسلام کی طرف سے مقرر ہوں ان کو باوجود غنی ہونے کے اسی زکوٰۃ میں بطور اجرت کے دینا جائز ہے مگر عامل بنی ہاشم ہو تو اس کو مال زکوٰۃ میں سے دینا جائز نہیں۔

(۴) مُؤَلَّفَۃِ قُلُوْبُ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ان لوگوں کو بھی زکوٰۃ دی جاتی تھی جو مسلمان نہ ہو مگر ان کے مسلمان ہونے کی امید پر یا ان کے شر اور فتنہ سے بچنے کے لیے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں ان کے زکوٰۃ کے مستحق نہ ہونے پر اجماع ہو گیا اور اب یہ حکم باقی نہ رہا۔

(۵) اَلرِّقَابُ یعنے مکاتب ایسا غلام جس کو اس کے مالک نے کہدیا ہے کہ تو اتنا روپیہ دیدے تو آزاد ہے ایسے غلام کو زکوٰۃ دینی جائز ہے تاکہ وہ اپنے آقا کو وہ رقم دے کر آزاد ہو جائے۔

(۶) اَلْغَارِمِیْنَ، سے مراد ایسے قرضدار ہیں جن پر اتنا قرض ہو کہ قرض کے منہا ہونے کے بعد جو رقم باقی رہ جائے نصاب سے کم ہو تو ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کی رقم دے کر ان کے قرض کو ادا کرنا درست ہے۔

(۷) فِیْ سَبِیْلِ اللہِ۔ ایسے مجاہد اور غازی کو زکوٰۃ کا دینا درست ہے جو اپنا گھر اور مال واسباب تو رکھتا ہے مگر میدان جہاد میں گھر سے جدا ہو کر حاجت مند ہو گیا ہے اور یہاں اس کے پاس کوئی سامان نہیں، یہی حکم حاجی کا ہے۔

(۸) ابْنُ السَّبِیْلِ۔ ایسا مسافر جو اپنے وطن میں مال و دولت رکھتا ہو لیکن مسافرت میں غریب الوطن ہو کر حاجت مند ہو گیا ہے ایسے شخص کو بھی مالِ زکوٰۃ دینا درست ہے۔

ان ساری صورتوں میں شرط یہ ہے کہ جن کو زکوٰۃ دی جائے ان کو اس کا مالک کر دیا جائے بغیر مالک بنائے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

یہ سارے احکام فرض زکوٰۃ سے متعلق ہیں۔ نفل صدقات میں شرائط نہیں ہیں ان تمام مذکورہ بالا صورتوں میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ لینے والا ہاشمی نہ ہو۔ (ہدایہ، تفسیرات احمدیہ، بیان القرآن) ۱۲

۲۳۰۲ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ الْاٰیَۃَ قَالَ فِیْ اَیِّ صِنْفٍ وَضَعْتَہٗ اَجْزَأَکَ۔

(رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ وَرَوَی ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنْ عُمَرَ نَحْوَہٗ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آیت شریف اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاکِیْنِ الخ کی تفسیر میں آپ نے فرمایا کہ اس آیت میں جن لوگوں کو مستحق زکوٰۃ قرار دیا گیا ہے ان میں سے تم کسی کو بھی زکوٰۃ دو گے تمہاری زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اس کی روایت بیہقی نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ مستحقین زکوٰۃ میں سے جس کسی کو زکوٰۃ دی جائے، زکوٰۃ ادا ہو جائیگی اس بارے میں ہدایہ میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کو اختیار ہے کہ چاہے وہ مذکورہ مستحقین زکوٰۃ

بیلہ سے ہر ایک کو دے یا چاہے تو وہ مذکورہ لوگوں میں کسی ایک ہی کو دیدے۔ ہر دو صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور یہی مذہب حنفی ہے۔ ۱۲۔

۲۳۰۳ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَعْوَزَنَا مَرَّةً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعَفَّ أَعَفَّهُ اللّٰهُ وَمَنِ اسْتَغْنٰى أَغْنَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ سَأَلَنَا أَعْطَيْنَاهُ قَالَ قُلْتُ فَلَأَسْتَعِفَّنَّ فَيُعِفُّنِيَ اللّٰهُ وَلَأَسْتَغْنِيَنَّ فَيُغْنِيْنِيَ اللّٰهُ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا كَانَ إِلَّا أَيَّامٌ حَتّٰى إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَسَّمَ زَبِيْبًا فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا مِنْهُ ثُمَّ قَسَّمَ شَعِيْرًا فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا مِنْهُ ثُمَّ سَالَتْ عَلَيْنَا الدُّنْيَا فَغَرَّقَتْنَا إِلَّا مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم کو تنگ دستی لاحق ہوئی تو میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے اس کا تذکرہ کیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے جو شخص (باوجود تنگی کے) سوال کرنے سے بچے (اور اپنی تنگی کا دوسروں سے شکوہ نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ اس کو (دوسروں کا محتاج ہونے سے بچا لیتے ہیں اور جو (دوسروں کے مال سے اپنے دل کو) غنی رکھے، تو اللہ تعالیٰ اس کو غنی بنا دیتے ہیں اور جو ہم سے مانگے، ہم اس کو دیں گے۔ حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں، میں نے اپنے دل میں یہ ٹھان لیا کہ میں اب کسی سے سوال نہیں کروں گا تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے دوسروں کا محتاج بننے سے بچائے اور اپنے (قلب) کو غنی رکھوں گا تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے غنی بنا دے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے اس عزم کے بعد خدا کی قسم! چند ہی روز نہ گذرنے پائے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام میں کشمش تقسیم فرمائی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس میں سے ہمارے لیے بھی حصّہ روانہ فرمایا۔ پھر کیا تھا کہ ہم پر دنیا کا سیلاب اُمنڈ آیا اور (دنیا نے تونگری میں) میں ہم کو ڈبو دیا۔ ہاں! مگر وہی شخص محفوظ رہا جس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے «مَنْ سَأَلَنَا أَعْطَيْنَا» یعنی جو ہم سے مانگے ہم اس کو دیں گے۔ اس بارے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان اپنے صحابہ سے تھا جن میں اکثر و بیشتر صحیح و تندرست تھے ان میں کوئی اپاہج یا مریض نہ تھے ہاں! البتہ تنگدست ضرور تھے، ان کے صحیح و تندرست ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

نے ان کو زکوٰۃ حاصل کرنے سے نہیں روکا، اور یہ نہیں فرمایا کہ ہم اسی کو زکوٰۃ دیں گے جو صحیح اور تندرست نہ ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ لینے کے جائز ہونے کی شرط صحت اور مرض نہیں، بلکہ تنگدستی ہے۔
اس حدیث شریف سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کرنے والے پر اس شخص کو فضیلت دی ہے جو سوال نہ کرتا ہو اور اپنے کو مانگنے سے بچاتا ہو۔ جیسا کہ امام طحاوی نے فرمایا ہے۔ ۱۲۔

۲۳۰۴ / ۱۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكَ تَاْتِیْ قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ اِلٰی شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَیْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَیْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَآءِ هِمْ فَتُرَدُّ فِیْ فُقَرَآءِ هِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِیَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے (یمن کا حاکم بنا کر) بھیجا تو فرمایا کہ تم ایک ایسی قوم میں جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں (یعنی یہود و نصاریٰ ہیں)، پس تم ان کو (اسلام کی) دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں (یعنی حضرت محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں، اگر وہ اس کو مان لیں (یعنی اسلام قبول کر لیں) تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن و رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اگر وہ اس بات کو (یعنی پنجگانہ نمازوں کی فرضیت کو) مان لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں[1] سے لی جائے گی اور ان کے (مسلمان) فقراء پر تقسیم کی جائے گی (جو زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں)، اگر وہ اس بات کو بھی مان لیں تو ان کا بہترین مال (زکوٰۃ میں) نہ لینا[2] اور ایسے مظلوم کی بد دعا سے خود کو بچائے رکھنا۔ اس حدیث کی بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "فَتُرَدُّ فِیْ فُقَرَآءِ هِمْ"، یعنے زکوٰۃ ان ہی کے فقراء پر تقسیم کی جائے گی۔ اس بارے میں اعلاء السنن میں لکھا ہے کہ فرض زکوٰۃ مسلمان فقراء ہی میں تقسیم کی جائے،

---

[1] جو صاحب نصاب ہیں اور جن کے مال پر زکوٰۃ واجب ہونے کے شرائط پورے اترتے ہیں
[2] اور اسی طرح ناقص مال بھی نہ لینا، بلکہ متوسط مالی لینا کہ نہ تو زکوٰۃ دینے والے کا نقصان ہو، اور نہ بیت المال کا اور زکوٰۃ کا مال وصول کرنے میں زیادتی اور بدزبانی سے زکوٰۃ دینے والے کو تکلیف نہ دینا۔

گی۔ اس بارے میں اعلاالسنن میں لکھا ہے کہ فرض زکوٰۃ مسلمان فقراء ہی میں تقسیم کی جائے البتہ نفل صدقات غیر مسلم فقراء کو بھی دے سکتے ہیں۔

حدیث شریف کے مذکورہ بالا ارشاد سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کو اسی مقام کے فقراء میں تقسیم کرنا چاہیئے، اس لیے زکوٰۃ کا ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کرنا درست نہیں، البتہ! اگر دوسرے شہر میں قرابت دار ہوں یا وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہوں تو اس صورت میں زکوٰۃ کا منتقل کرنا درست ہے جیساکہ ہدایہ میں مذکور ہے۔۱۲

۲۳۰۵ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ شَرِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا فَاَعْجَبَهٗ فَسَاَلَ الَّذِيْ سَقَاهُ مِنْ اَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ وَرَدَ عَلٰى مَآءٍ قَدْ سَمَّاهُ فَاِذَا نَعَمٌ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ وَهُمْ يَسْقُوْنَ فَحَلَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا فَجَعَلْتُهٗ فِيْ سِقَائِيْ فَهُوَ هٰذَا فَاَدْخَلَ عُمَرُ يَدَهٗ فَاسْتَقَاءَهٗ۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ایک مرتبہ) دودھ پیا، وہ آپ کو اچھا معلوم ہوا تو آپ نے اس شخص سے جس نے آپ کو یہ دودھ پلایا تھا دریافت کیا کہ یہ دودھ کہاں کا ہے تو انہوں نے کہا کہ پانی کی ایک جگہ پر اُترا تھا جس کا انھوں نے نام بھی بتایا اور کہا کہ) وہاں زکوٰۃ کے کچھ اونٹ آئے ہوئے تھے اور لوگ ان کو پانی پلا رہے تھے تو اونٹ والوں نے ان کا دودھ نچوڑا، یہی دودھ ہے جس کو میں نے اپنے مشکیزہ میں ڈال لیا) اور آپ کو پیش کیا یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (حلق میں) انگلی ڈال کر قے کر دی اور دودھ نکال دیا۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔ اور بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے۔

ف: مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قے کے ذریعے دودھ نکال دیا آپ کا یہ عمل تقویٰ اور پرہیز گاری کی بنا پر تھا، ورنہ اس طرح کا مال جو کسی فقیر کی جانب سے کسی غنی کو بطور ہدیہ دیا جائے اس کا استعمال کرنا درست ہے۔ جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں گزر چکا ہے جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ (ان کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

بَابُ مَنْ لَّاتَحِلُّ لَهُ الْمَسْئَلَةُ وَ مَنْ تَحِلُّ لَهٗ

یہ باب ان لوگوں کے بیان میں ہے کہ جن کا سوال کرنا جائز نہیں ہے اور جن کو سوال کرنا جائز ہے۔

ف:۔ واضح ہو کہ جس شخص کے پاس ایک روز کی خوراک موجود ہو اس کو بے ضرورت سوال کرنا حرام ہے اور ایسے شخص کے لیے بھی سوال کرنا حرام ہے جو کمانے کی طاقت رکھتا ہو اور بھیک مانگنے کو پیشہ بنا لینا بھی حلال نہیں ہے، البتہ ایسے شخص کو سوال کرنا جائز ہے جس کے پاس ایک دن کی خوراک نہ ہو اور ایسے شخص کو بھی سوال کرنا جائز ہے جو کمانے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور ایسے شخص کے لیے بھی سوال جائز ہے جس کے پاس ستر عورت یعنے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں سمیت ڈھانکنے کے لیے کپڑا موجود نہ ہو، اور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بے ضرورت سوال کرنا جائز نہیں ہے، اگر ضرورتاً کوئی سوال کرے تو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ان تین شرائط کا لحاظ کرے۔ ایک یہ کہ خود کو ذلیل نہ کرے، دوسرے یہ کہ سوال کرنے میں آہ وزاری نہ کرے، اور تیسرے یہ کہ جس سے سوال کر رہا ہو اس کو ایذا نہ دے۔

ان مذکورہ شرائط کے ساتھ سوال کرنے میں علما کا اختلاف ہے کہ ایسا سوال کرنا حرام ہے یا کراہت کے ساتھ حلال ہے، البتہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے، کہ اگر مذکورہ شرائط میں سے ایک شرط بھی پوری نہ ہو تو ایسا سوال حرام ہے۔ (اشعۃ اللمعات) ۱۲)

۲۳۰۲ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَسْاَلُهٗ فِيْهَا فَقَالَ اَقِمْ حَتّٰى تَاْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَاْمُرَلَكَ بِهَا ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيْصَةُ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَاتَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدٍ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَ رَجُلٌ اَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اِجْتَاحَتْ مَالَهٗ

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قرضہ[۱] کی ادائیگی کی ضمانت اپنے اوپر لی تھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ رحمت فرمائیے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کچھ دن ٹھیر جاؤ۔ یہاں تک کہ ہمارے پاس زکوٰۃ کا مال آجائے اور ہم اس میں سے تم کو دلوا دیں۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا اے

[۱] جو ایک دیت یعنے خون بہا کے سلسلہ میں تھی، چوں کہ صرف زکوٰۃ میں قرض کی ادائیگی بھی شامل ہے اس لیے

فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ ذَوِي الْحِجَا مِنْ قَوْمِهٖ لَقَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَةِ يَا قُبَيْصَةُ سُحْتٌ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

قبیصہ! (یاد رکھو) سوال کرنا صرف تین آدمیوں کے لیے جائز ہے (ایک) اس شخص کے لیے جو کسی قرضہ کا ضامن ہو تو اس کے لیے اسی حد تک مانگنا جائز ہے کہ اس سے اس قرضہ کی ادائیگی ہو جائے (بشرطیکہ وہ اس کی ادائیگی سے قاصر ہو) اور پھر اس کے بعد نہ مانگے (دوسرے) اس شخص کو سوال کرنا جائز ہے جس کا مال و اسباب کسی آفت ناگہانی کے تحت تباہ و برباد ہو گیا ہو (جیسے کھیتی گھر دار وغیرہ تو ایسے شخص کو) اس حد تک (مانگنا جائز ہے) جس سے اس کے کھانے اور کپڑے کی ضرورت پوری ہو جائے یا اس حد تک کہ وہ اپنا کاروبار سدھار سکے (تیسرے) اس شخص کو (بھی) سوال کرنا جائز ہے جو ایسے فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گیا ہو کہ جس کی تصدیق ایسے تین سمجھ دار آدمی کرتے ہوں جو اس کو جانتے پہچاننے والے ہوں (تو) اس کو اس حد تک مانگنا جائز ہے کہ جس سے اس کی خوراک اور لباس کی ضرورت پوری ہو جائے یا اس حد تک کہ وہ اپنی زندگی کو سنبھال لے سکے۔ اے قبیصہ! ان تینوں کے سواء کسی کو سوال کرنا جائز نہیں ہے (اگر کوئی شخص ان تینوں صورتوں کے سواء سوال کرے گا) تو ایسا سوال اس کے لیے حرام ہو گا اور اس سوال کے ذریعہ سے) وہ حرام مال کھائے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ حاجت مند اپنی ضرورت کی تکمیل کے لیے سوال کر سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کے سوال کرنے کے لیے معذوری اور بیماری شرط نہیں ہے تندرست آدمی جو فقر و فاقہ میں مبتلا ہو اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے سوال کر سکتا ہے، اور یہی مذہب حنفی ہے جیسا کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے۔ ۱۲

۲۳۰۷ وَعَنْ حُبْشِيِّ ابْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ اِلَّا لِذِيْ فَقْرٍ مُّدْقِعٍ

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ غنی کے لیے سوال کرنا جائز نہیں ہے) یعنی ایسے شخص کے لیے جس کے پاس ایک دن کا

أَدْ غُرْمٍ مُّفْظِعٍ وَمَنْ سَأَلَ النَّاسَ لِيُثْرِيَ بِهٖ مَالَهٗ كَانَ خُمُوشًا فِيْ وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَرَضْفًا يَّأْكُلُهٗ مِنْ جَهَنَّمَ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُقِلَّ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُكْثِرْ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

کھانا موجود ہو) اور نہ اس شخص کے لیے (سوال کرنا جائز ہے) جو تندرست اور طاقت ور ہو (اور کمانے پر قادر ہو) ہاں اس شخص کو (سوال کرنا جائز ہے) جس کو فقر و فاقہ نے زمین پر گرا دیا ہو، یا زیادہ قرضدار ہو گیا اور جو شخص اپنے مال کو بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرنا جائز ہے) جس کو فقر و فاقہ نے زمین پر گرا دیا ہو، یا زیادہ قرضدار ہو گیا اور جو شخص اپنے مال کو بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرتا پھرے (تو یہ سوال) قیامت کے دن اس کے چہرہ پر زخم کی صورت میں نمودار گا اور (اس طرح کے سوال سے حاصل کیا ہوا مال قیامت کے (دن) جہنم کے گرم پتھروں کی شکل میں ہو گا جن کو نہ کھایا جائے گا[1] جو چاہے اس کو (یعنی ایسے ناجائز سوال کے عذاب کو) کم کرے اور جو چاہے اس کو بڑھائے اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ غنی کے لیے سوال جائز نہیں ہے، اس بارے میں درمختار میں لکھا ہے کہ جس کسی کے پاس ایک دن کی خوراک موجود ہو تو ایسے شخص کے لیے سوال کرنا جائز نہیں ہے اور اس شخص کے لیے بھی سوال کرنا جائز نہیں ہے جس کے پاس ایک دن کی خوراک تو موجود نہیں، لیکن وہ صحیح اور تندرست ہے اور کمانے پر قادر ہے۔ ۱۲۔

۲۳۰۸ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْمَسَائِلُ كُدُوْحٌ يَّكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهٗ فَمَنْ شَآءَ اَبْقٰى عَلٰى وَجْهِهٖ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَ اِلَّا اَنْ يَّسْاَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ اَوْ فِيْ اَمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا۔

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (لوگوں سے ان کے مال کا) سوال کرنا زخم ہے کہ آدمی سوال کر کے اپنے چہرہ کو زخمی کر لیتا ہے (یعنی انسان سوال کر کے اپنے کو بے آبرو کر لیتا ہے، پس جو شخص چاہے (سوال نہ کر کے اپنی آبرو کو) اپنے چہرہ

[1] (چہرے پر زخم کا عذاب اس وجہ سے ہو گا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف غیر اللہ کی طرف توجہ کی اور سوال کیا کہ ورگرم پتھروں کے کھانے کا عذاب اس وجہ سے ہو گا کہ اس نے اپنی زبان اور منھ سے سوال کر کے اللہ تعالیٰ کی شکایت مخلوق سے کی ہے۔

رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ

پر باقی رکھے اور جو چاہے اس کو چھوڑ دے (یعنی سوال کرکے اپنی عزت اور آبرو کو برباد کردے) البتہ! آدمی حاکم سے (اپنے حق کے لیے) سوال کرے یا کسی ایسے کام کے لیے سوال کرنا ناگزیر ہے[1]۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد، ترمذی، اور نسائی نے کی ہے۔

۲۳۰۹ وَعَنِ ابْنِ الْفِرَاسِیِّ اَنَّ الْفِرَاسِیَّ قَالَ قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَسْاَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا وَاِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَسَلِ الصّٰلِحِیْنَ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ)

حضرت ابن الفراسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والد فراسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میں لوگوں سے سوال کروں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں، (سوال نہ کرو) اور اگر سوال کرنا ضروری ہو تو نیک لوگوں سے سوال کیا کرو۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۲۳۱۰ وَعَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَیَاْتِیَ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلٰی ظَهْرِهٖ فَیَبِیْعَهَا فَیَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی (حاجت مند ہو) اور وہ سوال سے بچنے کے لیے اپنی رسی اپنے ہاتھ میں لے لے اور (جنگل سے) جلانے کی لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لائے اور اس کو بیچ دے اور اس (معاش) کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس کی آبرو کو برقرار رکھیں (اور اس کو سوال کی ذلت سے بچالیں) تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگتا پھرے، خواہ لوگ اسے دیں یا نہ دیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ سائل کو لوگ دیں یا نہ دیں، دونوں صورتیں اس کے لیے بہتر نہیں، سائل کو لوگ اگر دیدیں تو یہ اس لیے بہتر نہیں کہ وہ ان کا احسان مند ہوگا اور اس کو

---

[1] لوگوں سے سوال کرے۔ جیسے کسی کے پاس ایک دن کی بھی خوراک نہ ہو تو ایسا سوال چہرہ پر زخم کا سبب نہ بنے گا۔

[2] اس لیے کہ نیک لوگوں کے پاس حلال رزق ہوتا ہے اور وہ کریم ہوتے ہیں کہ دے کر احسان نہیں جتاتے۔

مانگنے کی عادت ہو جائے گی اور اگر سائل کو لوگ نہ دیں تو چیز اس کے لیے اس وجہ سے بہتر نہیں کہ اس نے سوال کر کے خود کو ذلیل کیا اور سوال کے باوجود اس کو کچھ ملا بھی نہیں (یہ اشعۃ اللمعات سے ماخوذ ہے)

۲۳۱۱ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَسْاَلُهٗ فَقَالَ لَهٗ اَمَا فِيْ بَيْتِكَ شَيْءٌ فَقَالَ بَلٰى حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهٗ وَنَبْسُطُ بَعْضَهٗ وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيْهِ مِنَ الْمَآءِ قَالَ ائْتِنِيْ بِهِمَا فَاَتَاهُ بِهِمَا فَاَخَذَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ وَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْ هٰذَيْنِ قَالَ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ قَالَ مَنْ يَّزِيْدُ عَلٰى دِرْهَمٍ مَّرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَاَعْطَاهُمَا اِيَّاهُ فَاَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ فَاَعْطَاهُمَا الْاَنْصَارِيَّ وَقَالَ اشْتَرِ بِاَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ اِلٰى اَهْلِكَ وَاشْتَرِ بِالْاٰخَرِ قَدُوْمًا فَاْتِنِيْ بِهٖ فَاَتَاهُ بِهٖ فَشَدَّ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عُوْدًا بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ وَلَا اُرِيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَحْتَطِبُ وَيَبِيْعُ فَجَآءَهٗ وَقَدْ اَصَابَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ فَاشْتَرٰى بِبَعْضِهَا ثَوْبًا وَبِبَعْضِهَا طَعَامًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تَجِيْءَ الْمَسْئَلَةُ نُكْتَةً فِيْ وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ ایک انصاری حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کچھ مانگنے لگے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے گھر میں کچھ بھی نہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا جی ہاں! میرے پاس ایک کمبل ہے جس کا ایک حصہ تو ہم اوڑھ لیتے ہیں اور ایک حصہ بچھا لیتے ہیں اور لکڑی کا ایک چھوٹا پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم وہ دونوں چیزیں میرے پاس لاؤ تو وہ انصاری دونوں چیزیں آپ کی خدمت میں لے آئے ان دونوں چیزوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا کہ ان کو کون خریدتا ہے؟ ایک صاحب نے کہا میں ان دونوں کو ایک درہم میں لیتا ہوں، پھر آپ نے فرمایا کہ اس کو ایک درہم سے زیادہ میں کون خریدتا ہے؟ اس کو آپ نے دو یا تین بار فرمایا اس پر ایک صاحب نے کہا کہ میں ان دونوں کو دو درہم میں لیتا ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں چیزوں کو ان کے حوالے فرمایا اور دو درہم لے لیے اور اس کو انصاری کو دے کر ارشاد فرمایا کہ ایک درہم کا تو غلہ لے کر گھر والوں کو دیدو اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ، تو وہ انصاری کلہاڑی خرید کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کلہاڑی میں لکڑی (کا دستہ) اپنے دست مبارک سے لگا دیا، اور فرمایا کہ جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرو، اور پندرہ دن تک تم مجھ سے

لَا تَصْلُحُ اِلَّا لِثَلَاثَۃٍ لِذِیْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ اَوْ لِذِیْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ اَوْ لِذِیْ دَمٍ مُوْجِعٍ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ اِلٰی قَوْلِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ)

نہ ملنا اسی کام میں مشغول رہنا) چنانچہ وہ انصاری چلے گئے (روز انہ لکڑیاں کاٹتے اور فروخت کیا کرتے پھر جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے پاس دس درہم تھے تو انہوں نے اس میں سے کچھ کپڑا خریدا اور کچھ غلہ دیہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان صاحب سے ارشاد فرمایا کہ یہ کام تمہارے مانگنے سے بہتر ہے کہ جس کی وجہ سے قیامت کے دن تمہارے چہرہ پر ایک داغ ہو جائے، کیونکہ مانگنا صرف تین ہی آدمیوں کے لیے جائز ہے (ایک) اس شخص کے لیے جو فقر و فاقہ سے خاک آلودہ ہو چکا ہو یا (دوسرے) اس شخص کے لیے جو بہت (قرضدار ہو، اور، قرض کے بارے) پریشان ہو یا (تیسرے) اس شخص کے لیے جس پر خون بہا واجب ہو، اور (اس کو ادا کر نہ سکنے کی وجہ سے) بہت پریشان ہو، اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی اسی کی قریب قریب روایت کی ہے۔

۲۳۱۲ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ النَّاسَ اَمْوَالَھُمْ تَکَثُّرًا فَاِنَّمَا یَسْاَلُ جَمْرًا فَلْیَسْتَقِلَّ اَوْ یَسْتَکْثِرْ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگوں سے اس غرض سے سوال کرتا ہے کہ وہ خوب مالدار بن جائے تو وہ حقیقت میں (جہنم کے انگارے مانگتا ہے اب اسے اختیار ہے کہ چاہے وہ اپنے لیے آگ کے شعلے کم جمع کرے یا زیادہ (جس میں اسے جلنا ہوگا) اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۳۱۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَسْاَلُ النَّاسَ حَتّٰی یَاْتِیَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لَیْسَ فِیْ وَجْھِہٖ مُزْعَۃُ لَحْمٍ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں سے بغیر (استحقاق کے) مانگتا رہتا ہے تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرہ پر ذرہ برابر بھی گوشت نہیں رہے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے

متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۳۱۴
۹
وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تُلْحِفُوْا فِي الْمَسْئَلَةِ فَوَاللّٰهِ لَا يَسْأَلُنِيْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجُ لَهٗ مَسْئَلَتُهٗ مِنِّيْ شَيْئًا وَّاَنَا لَهٗ كَارِهٌ فَيُبَارَكَ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتُهٗ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مانگنے میں اصرار کرکے زچ مت کرو۔ کیوں کہ خدا کی قسم! اگر کسی کے مانگنے کی وجہ سے بادلِ ناخواستہ کچھ دیدیتا ہوں، تو اس کو میں نے جو مال دیا ہے اس میں برکت نصیب نہ ہوگی، اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۳۱۵
۱۰
وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهٗ وَمَنْ اَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ اَوْشَكَ اللّٰهُ لَهٗ بِالْغِنَاءِ اِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ اَوْ غِنًى اٰجِلٍ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو کوئی فاقہ کشی میں مبتلا ہوگیا ہو یعنے کوئی سخت حاجت درپیش ہوگئی ہو اور اس نے (بطور شکایت) لوگوں پر ظاہر کرکے ان سے حاجت روائی کی خواہش کی ہو تو اس کی حاجت پوری نہیں ہوگی، اور جو اپنی حاجت کو (بجائے مخلوق کے) اللہ تعالیٰ پر پیش کیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت بقدر کفایت جلد پوری فرمادیں گے، وہ اس طرح کہ یا تو اس کو غنی کردیں گے۔ یا اس کو موت سے ہم کنار کردیں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

۲۳۱۶
۱۱
وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ يَّكْفُلُ لِيْ اَنْ لَّا يَسْاَلَ النَّاسَ شَيْئًا فَاَتَكَفَّلُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ ثَوْبَانُ اَنَا فَكَانَ لَا يَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ سے اس بات کا عہد کرے کہ وہ لوگوں سے سوال نہ کرے گا تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوتا ہوں تو ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ یا رسول اللہ میں (اس بات کا عہد کرتا ہوں کہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کروں گا) اس کے بعد حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال رہا کہ کسی سے کبھی کسی چیز کا سوال نہیں کرتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۲۳۱۷
۱۲
وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ دَعَانِيْ رَسُوْلُ

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ

اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَشْتَرِطُ عَلَيَّ اَنْ لَّا تَسْاَلَ النَّاسَ شَيْئًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَلَا سَوْطَكَ اِنْ سَقَطَ مِنْكَ حَتّٰى تَنْزِلَ اِلَيْهِ فَتَاْخُذَهٗ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس بات پر عہد لینے کے لیے بلایا کہ میں لوگوں سے کبھی کسی چیز کے لیے سوال نہ کروں گا میں نے عرض کیا، جی ہاں! (میں اس کا اقرار کرتا ہوں کہ کبھی کسی سے کوئی چیز نہیں مانگوں گا) اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (تاکیداً) ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارے ہاتھ سے چابک بھی گر جائے (تو کسی سے نہ مانگنا) بلکہ سواری سے اُتر کر خود اس کو اٹھا لیا کرنا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۳۱۸ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ يَوْمَ عَرَفَةَ [۱۳] رَجُلًا يَسْاَلُ النَّاسَ فَقَالَ اَفِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَفِيْ هٰذَا الْمَكَانِ تَسْاَلُ مِنْ غَيْرِ اللّٰهِ فَخَفَقَهٗ بِالدِّرَّةِ۔

(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ آپ نے عرفہ کے دن (مقام عرفات میں) ایک شخص کو سوال کرتے ہوئے سُن کر فرمایا کیا اس (مبارک) دن میں اور اس (مبارک) جگہ میں تو غیر اللہ سے سوال کر رہا ہے؟ (یہ فرماتے ہوئے) آپ نے اس کو دُرّہ سے مارا اس لیے کہ اس مبارک مقام میں اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندہ کی دعاء قبول فرماتے ہیں۔ ایسے موقع پر اللہ ہی سے دعا کرنی چاہیے۔ اس حدیث کی روایت رزین نے کی ہے۔

۲۳۱۹ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ تَعَلَّمُنَّ اَيُّهَا [۱۴] النَّاسُ اِنَّ الطَّمَعَ فَقْرٌ وَّاِنَّ الْاِيَاسَ غِنًى وَّاِنَّ الْمَرْءَ اِذَا يَئِسَ عَنْ شَيْءٍ اُسْتُغْنِيَ عَنْهُ۔

(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ لوگو! جان لو کہ لالچ، حقیقت میں محتاجی ہے اور (لوگوں سے اپنے آپ کو) بے پرواہ کر لینا تونگری ہے اور انسان جب کسی چیز (کے حاصل کرنے) سے مایوس ہو جاتا ہے، تو اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

۲۳۲۰ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى [۱۵] اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ (منبر پر تشریف فرما تھے اور اس وقت (صدقہ دینے اور سوال سے باز رہنے کا ذکر فرما رہے تھے (اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے، اس لیے کہ اوپر کا ہاتھ دینے

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

٢٣٢١ (١٦) وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهٗ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا حَكِيْمُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ أَخَذَهٗ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

٢٣٢٢ (١٧) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ إِنَّ أُنَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوْهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ مَا يَكُوْنُ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ

والا ہاتھ ہے اور نیچے کا ہاتھ لینے والا ہاتھ ہے اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے (کچھ مال) مانگا، آپ نے مجھے عطا فرمایا (میں نے دوسری بار) پھر سوال کیا تو آپ نے (دوبارہ بھی) عطا فرمایا (میں نے تیسری بار سوال کیا) تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے حکیم! (دنیا کا) یہ مال ومتاع خوشنما اور لذیذ معلوم ہوتا ہے پس جو کوئی اس کو (بے مانگے) اور بغیر طمع کے حاصل کرے تو اس مال میں اس کو برکت دی جائے گی اور جو کوئی لالچ اور حرص کے ساتھ حاصل کرے تو اس مال میں اس کو برکت نہیں دی جائیگی اور اس کا ایسے شخص کا سا حال ہوگا جو کھائے اور (بے برکتی کے سبب) سیر نہ ہو (اور یہ بھی ارشاد فرمایا) اے حکیم! اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے (یہ سن کر) حکیم کہتے ہیں، کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس ذات عالی کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اب اس کے بعد میں کسی سے سوال نہیں کروں گا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہوجاؤں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ انصار کے چند آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے (کچھ مال) مانگا، تو آپ نے دیدیا، انھوں نے پھر مانگا، آپ نے پھر دیدیا، یہاں تک کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا وہ ختم ہوگیا، اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا، مال میں سے جب چیز میرے پاس ہوگی میں اس کو تم سے (بچاکر) جمع نہ رکھوں گا اور

اللّٰہُ وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً ھُوَ خَیْرٌ وَّاَوْسَعُ مِّنَ الصَّبْرِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

جو سوال کرنے سے بچے، اللہ اس کو بچاتا ہے (اور اس کو کسی کا محتاج نہیں رکھتا) اور جو (لوگوں کے سوال سے) استغنا و ظاہر کرتا ہے اور (اپنے کو سوال سے بے نیاز کر لیتا ہے) اللہ تعالیٰ اس (کے دل) کو غنی بنا دیتے ہیں (اور لوگوں سے بے نیاز کر دیتے ہیں) اور جو شخص (اللہ سے) صبر (کی توفیق) طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر صبر آسان کر دیتے ہیں، اور کسی کو صبر سے بہتر اور وسیع نعمت نہیں دی گئی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۳۲۳ [۱۸] وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُعْطِیْنِی الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِہٖ اَفْقَرَ اِلَیْہِ مِنِّیْ فَقَالَ خُذْہُ فَتَمَوَّلْہُ وَتَصَدَّقْ بِہٖ فَمَا جَآءَکَ مِنْ ھٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَیْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْہُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْہُ نَفْسَکَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے (زکوٰۃ وصول کرنے کا) معاوضہ مرحمت فرماتے تو میں عرض کرتا کہ حضور اس کو مجھ سے زیادہ حاجت مند کو سرفراز فرمائیں، تو آپ فرماتے کہ اس کو لے لو اور اپنے مال میں شامل کر لو اور (اگر تم کو ضرورت نہیں ہے تو) اس کو خیرات کر دو اور (یاد رکھو) کہ جو چیز بغیر سوال اور طمع کے ملے تو تم اس کو لے لو، اور جو چیز اس طرح نہ ملے اس کی خواہش نہ کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۳۲۴ [۱۹] وَعَنِ ابْنِ السَّاعِدِیِّ قَالَ اِسْتَعْمَلَنِیْ عُمَرُ عَلَی الصَّدَقَۃِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْھَا وَاَدَّیْتُھَا اِلَیْہِ اَمَرَنِیْ بِعُمَالَۃٍ فَقُلْتُ اِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰہِ وَاَجْرِیْ عَلَی اللّٰہِ قَالَ خُذْ مَا اُعْطِیْتَ فَاِنِّیْ قَدْ عَمِلْتُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَعَمَّلَنِیْ فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِکَ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اُعْطِیْتَ شَیْئًا مِّنْ غَیْرِ اَنْ تَسْاَلَہٗ فَکُلْ

حضرت ابن الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے عامل زکوٰۃ مقرر فرمایا جب میں (زکوٰۃ وصول کرنے سے) فارغ ہو گیا اور زکوٰۃ کا مال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ کر دیا تو حضرت عمر نے حکم دیا کہ مجھ کو میری خدمت کا معاوضہ دیدیا جائے، تو میں نے عرض کیا کہ میں نے تو یہ کام اللہ کے لیے کیا ہے اور میرا اجر اللہ تعالیٰ دیں گے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جو کچھ تم کو دیا جا رہا ہے وہ لے لو، میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وَتَصَدَّقْ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

وسلم کے زمانہ میں (زکوٰۃ وصول کرنے کی) خدمت انجام دی تھی، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مجھ کو اس کا معاوضہ دیا تو میں نے بھی وہی کہا تھا جو تم نے کہا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جب تم کو کوئی چیز بغیر سوال کے دی جائے تو اس کو لے لو اگر حاجت ہو تو اس کو استعمال کر لو، اور (اگر غنی ہو تو) خیرات کر دو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بیت المال سے عام کاموں کا معاوضہ لینا جائز ہے، جیسے قضات، احتساب اور تدریس، بلکہ امام پر واجب ہے کہ بیت المال سے اس قسم کے کام کرنے والوں کی کفالت کرے۔ ۱۲

۲۳۲۵ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَاَلَ النَّاسَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى فَاِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا ظَهْرُ غِنًى قَالَ اَنْ يَعْلَمَ اَنَّ عِنْدَ اَهْلِهٖ مَا يُغَدِّيْهِمْ وَمَا يُعَشِّيْهِمْ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت سہل بن الحنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس کسی نے (ظہر غنی) تونگری کے باوجود لوگوں سے سوال کیا تو وہ حقیقت میں جہنم کے انگارے سے زیادہ سے زیادہ جمع کر لیتا ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا یارسول اللہ "ظہر غنی" سے مراد کیا ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا ظہر غنی یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کے گھر والوں کے لیے ایک دن کی غذا موجود ہے جو ان کے لیے صبح اور شام کفایت کر سکتی ہے۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

۲۳۲۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ وَعِنْدَهٗ مَا يُغْنِيْهِ فَاِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنَ النَّارِ قَالَ النُّفَيْلِيُّ وَهُوَ اَحَدُ رُوَاتِهٖ فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ وَمَا الْغِنَى الَّذِيْ لَا تَنْبَغِيْ مَعَهُ الْمَسْئَلَةُ قَالَ قَدْرُ مَا يُغَدِّيْهِ وَيُعَشِّيْهِ وَقَالَ فِيْ

حضرت سہل بن الحنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی نے ایسی حالت میں سوال کیا کہ اس وقت اس کے پاس اتنا مال موجود ہے جو اس کو سوال سے بے نیاز کر دیتا ہے (اس کے باوجود وہ سوال کرے تو) وہ حقیقت میں اپنے لیے (جہنم میں) آگ ہی کو زیادہ جمع کر رہا

مَوْضِعِ اٰخَرَ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ شِبْعُ يَوْمٍ اَوْلَيْلَةٍ وَيَوْمٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔ ہے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

ف: محیط میں مذکور ہے کہ غنی یعنی تونگری کی تین قسمیں ہیں، ایک غنی وہ ہے جو آدمی پر زکوٰۃ واجب کرتی ہے یعنی وہ ایسے مال کا مالک ہے جو نصاب کو پہونچتا ہو (ایسے شخص پر سوال کرنا اور دوسروں کی زکوٰۃ لینا حرام ہے)

غنی کی دوسری قسم وہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، البتہ صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے (ایسے شخص پر بھی سوال کرنا اور دوسروں کی زکوٰۃ لینا حرام ہے۔

غنی کی تیسری قسم وہ ہے کہ آدمی کے پاس ایک دن کی خوراک اور اتنا کپڑا موجود ہو جس سے وہ اپنا ستر چھپا لے تو ایسے شخص پر بھی سوال حرام ہے، البتہ وہ دوسروں سے زکوٰۃ اور خیرات لے سکتا ہے۔ یہ مرقات میں مذکور ہے۔

بَابُ الْاِنْفَاقِ وَكَرَاهِيَةِ الْاِمْسَاكِ

(یہ بیان سخاوت کی فضیلت اور بخل کی برائی کے بیان میں ہے)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلُ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اور ہمارے دینے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ کیوں مہلت نہ دی گئی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔ (سورۃ المنافقون ۱۰)

ف اپنے مال میں سے زکوٰۃ اور تمام واجب صدقات وغیرہ نکالو صوفیاء کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہر چیز اور نعمت میں سے اللہ تعالیٰ کے لیے خرچ کرنا چاہیے۔ کچھ سانس اللہ تعالیٰ کے لیے نکلیں، کچھ قدم اللہ تعالیٰ کے لیے چلیں، کچھ نظریں اللہ تعالیٰ کے لیے پڑیں کچھ باتیں اللہ تعالیٰ کے لیے بولی جاویں، حدیث شریف میں ہے کہ تندرستی کی حالت میں صدقہ و خیرات کرنے کا ثواب موت کے وقت صدقہ خیرات کرنے سے دوگنا ہے۔

۲۳۲۷ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِيْ اَنْ لَّا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ اِلَّا شَيْءٌ اَرْصُدُهٗ لِدَيْنٍ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو مجھے یہ بات پسند نہ ہوگی کہ اس پر تین راتیں گزر جائیں اور اس میں سے میرے پاس کچھ باقی رہے، ہاں! صرف اتنا رکھ چھوڑوں گا کہ جس سے قرض ادا ہو جائے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۳۲۸ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهُ اسْتَاْذَنَ عَلٰى

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے

عُثْمَانَ فَاَذِنَ لَهٗ وَ بِيَدِهٖ عَصَاهُ فَقَالَ عُثْمَانُ يَا كَعْبُ اِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ مَالًا فَمَا تَرٰى فِيْهِ فَقَالَ اِنْ كَانَ يَصِلُ فِيْهِ حَقَّ اللّٰهِ فَلَا بَاْسَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ اَبُوْذَرٍّ عَصَاهُ فَضَرَبَ كَعْبًا وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا اُحِبُّ لَوْاَنَّ لِيْ هٰذَا الْجَبَلَ ذَهَبًا اُنْفِقُهٗ وَيُتَقَبَّلُ مِنِّيْ اَذَرُ خَلْفِيْ مِنْهُ سِتَّ اَوَاقِيَّ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ يَا عُثْمَانُ اَسَمِعْتَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ نَعَمْ ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

کہ انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں اجازت دیدی اور حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں (اس وقت) ایک لاٹھی تھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب الاحبار سے (جو اس وقت وہاں موجود تھے) پوچھا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی، جو کثیر مال چھوڑا ہے اس سے ان پر کیا وبال ہوگا) کعب نے (یہ سن کر) جواب دیا کہ (میری رائے میں اگر وہ اس مال سے خدا کا حق یعنی زکوٰۃ نکالتے تھے تو اس سے ان پر کوئی وبال نہ آئے گا (یہ سن کر) حضرت ابوذر (جو وہاں موجود تھے ان کو غصہ آیا اور) انھوں نے اپنی (لاٹھی) سے کعب کو) مارتے ہوئے فرمایا، میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اگر میرے پاس یہ (اُحد) پہاڑ سونے کا بن جائے اور اس کو میں راہ خدا میں خرچ کر دوں اور وہ قبول بھی ہو جائے، تو میں اس بات کو ہرگز پسند نہ کروں گا کہ چھ اوقیہ سونا بھی اس میں سے اپنے پیچھے (بچا کر) چھوڑ جاؤں (یہ کہتے ہوئے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا آپ نے بھی ان کلمات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے نہیں سُنا ہے۔ اور اس سوال کو تین دفعہ دہرایا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا! ہاں! میں نے بھی حضور کو یہ فرماتے سُنا ہے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۳۲۹ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ[۳] وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ

حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ پاک میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز عصر پڑھی آپ نے سلام پھیرا اور فوراً تیزی سے اٹھے اور لوگوں

إِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهِ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَأَى أَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِهِ قَالَ ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْبِسَنِيْ فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُبَيِّتَهُ۔

۲۳۳ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عِنْدِيْ فِيْ مَرَضِهِ سِتَّةُ دَنَانِيْرَ أَوْ سَبْعَةٌ فَأَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنْ أُفَرِّقَهَا فَشَغَلَنِيْ وَجَعُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَنِيْ عَنْهَا مَا فَعَلَتِ السِّتَّةُ أَوِ السَّبْعَةُ قُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ شَغَلَنِيْ وَجَعُكَ فَدَعَا بِهَا ثُمَّ وَضَعَهَا فِيْ كَفِّهِ فَقَالَ مَا ظَنُّ نَبِيِّ اللّٰهِ لَوْ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهٰذِهٖ عِنْدَهٗ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

کی گردنیں پھاندتے ہوئے ازواج مطہرات کے حجروں میں سے ایک کے حجرہ کی طرف تشریف لے گئے، صحابہ کرام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس طرح تیزی سے تشریف لے جانے سے پریشان ہو گئے، جب آپ واپس تشریف لائے اور ملاحظہ فرمایا کہ لوگ آپ کی اس تیزی سے حیران ہیں، تو فرمایا مجھ کو سونے کی ایک چیز یاد آگئی، جو گھر میں رہ گئی تھی تو مجھے برا اچھا نہ معلوم ہوا کہ کہیں یہ مجھے تقرب الٰہی سے روک دے، پس میں نے اس کو تقسیم کر دینے کا حکم دیدیا، اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور بخاری کی ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ گھر میں سونے کا ایک ڈلہ جو زکوٰۃ کا تھا، چھوڑ آیا تھا تو میں نے اس کو برا سمجھا کہ ایک رات بھی اس کو اپنے پاس رکھوں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی علالت کے زمانہ میں چھ یا سات اشرفیاں میرے پاس تھیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں ان اشرفیوں کو لوگوں میں تقسیم کر دوں لیکن آپ کی علالت نے مجھے (ایسا) مشغول رکھا کہ میں ان کو تقسیم نہ کر سکی، پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود ہی مجھ سے دریافت فرمایا کہ ان اشرفیوں کا کیا ہوا، میں عرض کی واللہ! آپ کی علالت نے مجھے (ایسا) مشغول کر دیا کہ میں اُن کو بر وقت تقسیم نہ کر سکی، تو آپ نے ان اشرفیوں کو طلب فرمایا۔ اور اپنے ہاتھ میں لے کر ارشاد فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ کیا فرمائے) اپنے نبی کے متعلق اگر وہ اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتے کہ یہ اشرفیاں ان کے پاس ہوتیں (کیونکہ مال کا چھوڑنا نبوت کے کمال کے منافی ہے۔ اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی

ہے۔

۲۳۳۸ ۵ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْہِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُھُمَا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں صبح کے وقت دو فرشتے (آسمان سے) نہ اترتے ہوں، جن میں سے ایک تو یہ کہتا رہتا ہے کہ اے اللہ! نیک کاموں میں) خرچ کرنے والے (سخی) کو اس کا بدل (دنیا و آخرت میں) عطا کر (اور اس کے مال میں زیادتی کر) اور دوسرا یوں کہتا رہتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کا مال ضائع کر دے اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۳۳۹ ۶ وَعَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا رَجُلٌ بِفَلَاۃٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِیْ سَحَابَۃٍ اَسْقِ حَدِیْقَۃَ فُلَانٍ فَتَنَحّٰی ذٰلِکَ السَّحَابُ فَاَفْرَغَ مَآءَہٗ فِیْ حَرَّۃٍ فَاِذَا شَرْجَۃٌ مِّنْ تِلْکَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِکَ الْمَآءَ کُلَّہٗ فَتَتَبَّعَ الْمَآءَ فَاِذَا رَجُلٌ قَآئِمٌ فِیْ حَدِیْقَتِہٖ یُحَوِّلُ الْمَآءَ بِمِسْحَاتِہٖ فَقَالَ لَہٗ یَا عَبْدَ اللّٰہِ مَا اسْمُکَ قَالَ فُلَانٌ اَلْاِسْمُ الَّذِیْ سَمِعَ فِی السَّحَابَۃِ فَقَالَ لَہٗ یَا عَبْدَ اللّٰہِ لِمَ تَسْاَلُنِیْ عَنْ اِسْمِیْ فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِی السَّحَابِ الَّذِیْ ھٰذَا مَآءُہٗ وَیَقُوْلُ اَسْقِ حَدِیْقَۃَ فُلَانٍ لِاِسْمِکَ فَمَا تَصْنَعُ فِیْھَا قَالَ اَمَّا اِذَا قُلْتَ ھٰذَا فَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَا یَخْرُجُ مِنْھَا فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِہٖ وَاٰکُلُ اَنَا وَعِیَالِیْ ثُلُثًا وَاَرُدُّ فِیْھَا ثُلُثَہٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص جنگل میں کھڑا تھا اس نے ابر میں سے ایک آواز سنی کہ (کوئی کہہ رہا تھا) فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر، تو وہ ابر ایک جانب کو بڑھا اور ایک پتھریلی زمین پر پانی برسایا، وہ پانی چھوٹی چھوٹی نالیوں سے ایک بڑے نالے میں جمع ہو کر آگے بڑھا، وہ شخص (جو اس منظر کو دیکھ رہا تھا، یہ معلوم کرنے کے لیے کہ پانی کہاں جاتا ہے) پانی کے ساتھ ساتھ چلا، ناگہاں اس نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے باغ میں کھڑا ہوا اپنے بیلچہ سے پانی کو ادھر ادھر پھیلا رہا تھا۔ اس شخص نے (باغ والے سے) پوچھا، کہ اے بندۂ خدا! آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس شخص نے (جواب میں) وہی نام بتلایا، جو اس نے ابر میں سے سنا تھا (تو باغ والے نے) اس شخص سے پوچھا کہ تم نے میرا نام کیوں دریافت کیا ہے؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے اس ابر میں سے جس کا یہ پانی ہے۔ یہ آواز سنی تھی کہ فلاں شخص

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

کے باغ کو سیراب کر دیتی) تیرا نام لیا۔ پس بتا کہ تو اپنے باغ میں ایسا کون سا نیکی کا کام کرتا ہے (کہ جس کی وجہ سے تجھ پر یہ مہربانی ہوئی) باغ والے نے جواب دیا (میں نہیں چاہتا تھا کہ اپنے اس راز کو فاش کروں ، لیکن اب جب کہ تم پوچھ ہی رہے ہو تو) تم کو بتلاتا ہوں کہ میرے باغ میں جو کچھ پیداوار ہوتی ہے اس کا ایک تہائی تو میں خیرات کر دیتا ہوں اور ایک تہائی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہوں اور ایک تہائی کو (کاشت کے لیے باغ میں) لگا دیتا ہوں ۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے ۔

ف: تحفۃ الاخیار میں لکھا ہے مستحب یہ ہے کہ منافع میں سے ایک تہائی مال خدا کی راہ میں خرچ کریں اور حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے بحکم الٰہی پانی برساتے ہیں اور یہ حکم نام و نشان کے ساتھ ہوتا ہے کہ فلاں شخص کے کھیت میں پانی برساؤ اور اسی طرح دنیا کے سب کام فرشتے حسب الحکم کرتے ہیں تو مسلمانوں کو چاہیے کہ جو نعمت ان کو ملے خواہ وہ مال کی ہو یا جان کی ، اس پر رب کا شکر ادا کرے اور اس کو اتفاقی نہ سمجھے۔ ۱۲

۲۳۳۳ وَعَنْ اَسْمَآءَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْفِقِيْ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ اِرْضَخِيْ مَا اسْتَطَعْتِ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (اللہ کی خوشنودی میں مال خرچ کرتی جاؤ اور گنتی مت رکھو (کہ کیا دیا اور کتنا دیا) اگر گنتی رکھو گی ، تو آئندہ دینے سے تم رک جاؤ گی اور اللہ تعالیٰ بھی تم کو شمار کر کے دے گا ، اور (فقیر سے مال کو) مت روکو ، کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے (مال کو) روک دے گا ، (کم زیادہ کا خیال مت کرو) تم سے جتنا بھی ہو سکے دیدیا کرو ۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے ۔

۲۳۳۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، (ایک حدیث قدسی میں اس طرح) سے روایت ہے ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے ابن آدم تو خرچ کرتا جا میں ، تجھ کو دیتا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

جاؤں گا، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اس لیے کہ خرچ کرنا مالی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے اور شکر زیادتی نعمت کا سبب ہوتا ہے۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۳۳۵ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى بِلَالٍ وَعِنْدَهٗ صُبْرَةٌ مِّنْ تَمْرٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا بِلَالُ قَالَ شَيْءٌ اَدَّخَرْتُهٗ لِغَدٍ فَقَالَ اَمَا تَخْشٰى اَنْ تَرٰى لَهٗ غَدًا بُخَارًا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنْفِقْ بِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ اِقْلَالًا۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم (ایک دفعہ) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پاس تشریف لائے اس وقت ان کے پاس کھجوروں کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔ (یہ دیکھ کر) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے اے بلال! تو حضرت بلال نے عرض کیا، یہ کھجوریں ہیں جس کو میں نے آئندہ کے لیے جمع کیا ہے (یہ سن کر) آپ نے ارشاد فرمایا اے بلال! کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ یہ (کھجور کا ڈھیر) کل قیامت کے دن دوزخ کی آگ کا دھواں بن کر تم کو آ لپٹے (اور مزید یہ بھی فرمایا) اے بلال! خرچ کرتے جاؤ اور عرش عظیم (کے مالک) سے افلاس اور فقر کا اندیشہ مت رکھو[1]۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۳۳۶ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَّكَ وَاَنْ تُمْسِكَهٗ شَرٌّ لَّكَ وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! اپنی ضرورت سے زائد مال کو خرچ کر دینا، تیرے لیے بہتر ہے اور (ضرورت سے زائد) مال کو جمع رکھنا تیرے لیے برا ہے اور (بقدر ضرورت) مال جمع رکھنے پر تجھے ملامت کا خوف نہیں اور (خرچ کی) ابتداء اپنے اہل وعیال سے کرو (جن کی پرورش تمہارے ذمہ ہے) اس حدیث

[1] یہ ارشاد مقام توکل اور حق سبحانہ وتعالیٰ پر کامل اعتماد کی تعلیم کے لیے ہے، ورنہ اہل وعیال کے لیے ایک سال کا مال جمع کرنا جائز ہے۔

کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف:۔ ردالمحتار میں لکھا ہے کہ جو مال اپنی اور اپنے اہل وعیال کی کفالت سے زائد ہو، اس کا خیرات کرنا مستحب البتہ اگر کسی نے وہ مال خیرات کر دیا جو اس کے اہل وعیال کی پرورش کے لیے تھا، جس سے ان لوگوں کو تکلیف اٹھانی پڑی اور ان کو نقصان ہو تو ایسی خیرات پر وہ شخص گناہ گار ہوگا۔ ۱۲۔

۲۳۳۷ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا۔ ۱۱

(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (بیمار ہونے یا موت سے پہلے) صدقہ دینے میں جلدی کرو، اس کے لیے (صدقہ دینے سے بلا آتی نہیں رہا اگر آئی ہے تو دفع ہو جاتی ہے) اس حدیث کی روایت رزین نے کی ہے۔

۲۳۳۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ اَيْدِيْهِمَا اِلٰى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ اِنْبَسَطَتْ عَنْهُ وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا۔ ۱۲

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے، بخیل اور سخی کی مثال اُن دو آدمیوں جیسی ہے جو لوہے کے دو زرہیں پہنے ہوئے ہوں اور زرہ اس قدر تنگ ہوں) کہ اُن کے دونوں ہاتھ اُن کے سینے اور ہنسلی کی ہڈیوں تک جکڑ گئے ہوں۔ پس جب کبھی سخی خیرات کا ارادہ کرتا ہے اور خیرات دینے لگتا ہے تو اس کے (دونوں جکڑے ہوئے ہاتھ کشادہ ہو جاتے ہیں) اور زرہ کھل جاتی ہے، اور بخیل جب کبھی خیرات کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے (دونوں) ہاتھ (اور) سکڑ جاتے ہیں، اور زرہ کی ہر کڑی اپنی اپنی جگہ تنگ ہو جاتی ہے [1]۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۳۳۹ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ۱۳

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] یعنی سخی جب خیرات کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور وہ خیرات کر دیتا ہے، اس کے برخلاف بخیل جب کسی کو کچھ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ اور تنگ ہو جاتا ہے۔ اور وہ دینے سے رک جاتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِیْ یَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِہٖ اَوْ یُعْتِقُ کَالَّذِیْ یُھْدِیْ اِذَا شَبِعَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ۔

ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی موت کے وقت خیرات کرے یا غلام باندی آزاد کرے، اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کسی کو ایسے وقت تحفہ دے جب کہ دینے والے کا پیٹ بھرا ہوا ہو[1] اس حدیث کی روایت امام احمد، نسائی، دارمی اور ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

۲۲۴۰ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ السَّخَاءُ شَجَرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ فَمَنْ کَانَ سَخِیًّا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْھَا فَلَمْ یَتْرُکْہُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ وَالشُّحُّ شَجَرَۃٌ فِی النَّارِ فَمَنْ کَانَ شَحِیْحًا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْھَا فَلَمْ یَتْرُکْہُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَہُ النَّارَ۔

(رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سخاوت جنت میں ایک درخت (کے مانند) ہے (جس کی شاخیں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں تو جو کوئی سخی ہوگا وہ اس (درخت) کی کسی ایک شاخ کو پکڑے گا اور یہ شاخ اس شخص کو اس وقت تک نہیں چھوڑتی جب تک کہ اس کو جنت میں داخل کرے اور بخل (بھی) دوزخ میں ایک درخت (کے مانند) ہے جس کی شاخیں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں، تو جو کوئی بخیل ہوگا وہ اس (درخت) کی کسی ایک شاخ کو پکڑے گا اور یہ شاخ اس شخص کو اس وقت تک نہیں چھوڑتی جب تک کہ اس کو جنت میں داخل نہ کرے

اس روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۲۴۱ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِتَّقُوْا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

[1] یعنی جس طرح کسی پیٹ بھرے ہوئے کو کھانا دینے سے اتنا ثواب نہیں ہے، جتنا کہ بھوکے کو کھانا کھلانے میں ہے اسی طرح مرتے وقت خیرات کرنے میں اتنا ثواب نہیں ہے جتنا زندگی میں خیر خیرات کرنے سے ثواب ملتا ہے۔

الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ
اِتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ
كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا
دِمَآءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ارشاد فرماتے ہیں کہ ظلم کرنے سے بچتے رہو کہ ظلم قیامت کے روز بہت تاریکیوں کا سبب ہوگا ۔ شح سے بچو کیونکہ شح نے تم سے پہلے کی اُمتوں کو ہلاک کر دیا کہ ان کو خونریزی پر اور حرام کو حلال کرنے پر آمادہ کر دیا تھا اس کی روایت مسلم نے کی ہے ۔

۲۳۴۲
۱۶ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ
فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَاٰنِيْ قَالَ هُمُ
الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْتُ فِدَاكَ
اَبِيْ وَاُمِّيْ مَنْ هُمْ قَالَ الْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا
اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ
بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ
وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں (ایک دفعہ) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور اس وقت حضور کعبۃ اللہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، مجھے دیکھتے ہی فرمایا (اے ابوذر) رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ سخت نقصان اور خسارہ میں ہیں ۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان! وہ کون لوگ ہیں یا رسول اللہ! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زائد مال جمع کرنے والے ۔ مگر وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں جنھوں نے اپنے اموال کی) یوں وادر دہش کر دی ۔ یہ فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے آگے پیچھے دائیں اور بائیں جانب ارشارہ فرمایا اور نیز بھی ارشاد فرمایا کہ) اس طرح دینے والے بہت کم لوگ ہیں ۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے ۔

۲۳۴۳
۱۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ ثَلٰثَةً
مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَبْرَصَ وَ
اَقْرَعَ وَاَعْمٰى فَاَرَادَ اللّٰهُ
اَنْ يَّبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے (ایک) کوڑھی (کوڑھ کے مرض والا) (دوسرا گنجا (تیسرا اندھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمانے کا ارادہ فرمایا (کہ وہ نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں

لہ شح یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کے مال کا ذمہ دار ہو، اور کوشش یہ کرتا ہو کہ اس دوسرے کا مال بھی خرچ نہ ہو اور یہ بخل کی ایک قسم ہے ۔

مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ أَيُّ
شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ
حَسَنٌ وَّجِلْدٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ
عَنِّي الَّذِي قَدْ قَذِرَنِيَ النَّاسُ
قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ
قَذَرُهُ وَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا
وَجِلْدًا حَسَنًا قَالَ فَأَيُّ
الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْإِبِلُ
أَوْ قَالَ الْبَقَرُ شَكَّ إِسْحَاقُ
إِلَّا أَنَّ الْأَبْرَصَ أَوِ الْأَقْرَعَ
قَالَ أَحَدُهُمَا الْإِبِلُ وَقَالَ
الْآخَرُ الْبَقَرُ قَالَ فَأُعْطِيَ
نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ بَارَكَ
اللّٰهُ لَكَ فِيهَا قَالَ فَأَتَى
الْأَقْرَعَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ
أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ
وَيَذْهَبُ عَنِّي هٰذَا الَّذِي
قَدْ قَذِرَنِيَ النَّاسُ قَالَ
فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ
وَأُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا قَالَ
فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ
قَالَ الْبَقَرُ فَأُعْطِيَ بَقَرَةً
حَامِلًا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ
فِيهَا قَالَ فَأَتَى الْأَعْمٰى
فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ
قَالَ أَنْ يَّرُدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ
بَصَرِي فَأُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ
قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ
إِلَيْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَأَيُّ

یا نہیں) چنانچہ ان کے پاس ایک فرشتہ کو (ایک مسکین آدمی کی صورت میں) روانہ کیا۔ فرشتہ پہلے کوڑی کے پاس آیا۔ اور اس سے پوچھا کہ تجھ کو کونسی چیز زیادہ پسند ہے اس نے جواب دیا خوش رنگ اور خوبصورت جلد اور یہ بات بھی بہت پسند ہے کہ یہ میرا مرض بھی دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے کہ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کا کوڑھ جاتا رہا اور اس کو اچھا رنگ اور خوب صورت جلد دیدی گئی فرشتہ نے (پھر) اس سے پوچھا کہ تجھ کو کون سا مال زیادہ پسند ہے تو اس نے جواب دیا اونٹ یا گائے حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کو گابھن اونٹنیاں دیدی گئی اور فرشتہ نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو اس مال میں برکت دے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ تجھ کو کونسی چیز زیادہ پسند ہے تو اس نے جواب دیا خوب صورت بال اور یہ بات کہ یہ گنجاپن دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتے نے اس (کے سر) پر ہاتھ پھیرا اور اس کا گنجاپن جاتا رہا، اور اس کو خوب صورت بال دیدیئے گئے (پھر) فرشتے نے اس سے پوچھا کونسا مال تجھے زیادہ پسند ہے؟ اس نے جوابدیا گائے اس کو حاملہ گائیں عطا کی گئیں، فرشتہ نے (اس سے کہا) اللہ تعالیٰ تم کو اس میں برکت عطا فرمائے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتہ (پھر) نابینا کے پاس پہونچا اور پوچھا کہ تم کو کونسی چیز زیادہ پسند ہے تو اس (نابینا) نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی مجھے دوبارہ عطا

الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ
فَاُعْطِيَ شَاةً وَالِدًا فَاُنْتِجَ
هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ
لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ وَلِهٰذَا
وَادٍ مِّنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا وَادٍ
مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ اِنَّهٗ اَتَى
الْاَبْرَصَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ
فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ قَدِ
انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ
فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ
ثُمَّ بِكَ اَسْاَلُكَ بِالَّذِيْ
اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ
الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا اَتَبَلَّغُ
بِهٖ فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ الْحُقُوْقُ
كَثِيْرَةٌ فَقَالَ اِنَّهٗ كَاَنِّيْ
اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ
يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا
فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَقَالَ
اِنَّمَا وَرِثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا
عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ لَهٗ اِنْ كُنْتَ
كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا
كُنْتَ قَالَ وَاَتَى الْاَقْرَعَ
فِيْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ
مَا قَالَ لِهٰذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ
مِثْلَ مَا رَدَّ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ
اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ
اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ قَالَ وَ
اَتَى الْاَعْمٰى فِيْ صُوْرَتِهٖ
وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ

فرمائیں تاکہ میں بھی لوگوں کو دیکھ سکوں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتہ نے اس (کی آنکھوں) پر ہاتھ پھیرا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی اس کو واپس دیدی پھر فرشتہ نے پوچھا کہ تم کو کونسا مال زیادہ پسند ہے اس نے جواب دیدیا کہ بکریاں تو اس کو بچے دینے والی بکریاں دیدی گئیں، چنانچہ ان دونوں یعنی اونٹ والے کی اونٹنیوں نے اور گائے والے کی گائیوں نے بچے دیئے اور اس بکری والے کی بکریوں نے بھی بچے دیئے، تو (اونٹ والے کی) اونٹنیوں سے ایک وادی اور گائے والے کی گائیوں سے ایک وادی اور بکریوں نے بھی بچے دیئے ایک وادی بھر گئی۔

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر وہی فرشتہ اپنی اسی (پہلی) صورت اور ہیبت میں کوڑی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں ایک مسکین اور نادار شخص ہوں، میرے ذرائع سفر ختم ہو گئے ہیں، اب اللہ کے سوا منزل مقصود تک پہنچنا ممکن نہیں (اور اللہ کے بعد) پھر تیرا ذریعہ ہے پس میں تجھ سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھے اچھا رنگ اور اچھی جلد اور مال دیا ہے، ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں کہ جس کے ذریعہ سے میں اپنا سفر طے کر سکوں، اس کوڑھی نے جواب دیا کہ مجھ پر بہت حقوق ہیں (ان کی موجودگی میں) تجھے کوئی حق نہیں پہونچتا (یہ سن کر) پھر فرشتہ نے کہا، میرا خیال ہے کہ تو وہی کوڑی تو نہیں جس سے لوگ نفرت کرتے تھے اور تو نادار تھا۔ پس اللہ نے تجھے مال دیا، کوڑی نے (اس کے جواب میں کہا) یہ مال مجھے اپنے بڑوں سے نسلاً ملا ہے (یہ سن کر) فرشتہ نے کہا اگر تو (اپنے قول میں) جھوٹا ہے تو اللہ تجھ اپنی پہلی حالت میں پلٹا دے۔ (یعنی تجھے کوڑھی اور نادار کردے)

مِسْكِيْنٌ وَّابْنُ سَبِيْلٍ اِنْقَطَعَتْ
بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ
فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ
ثُمَّ بِكَ اَسْئَلُكَ بِالَّذِيْ رَدَّ
عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ
بِهَا فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ
اَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيَّ بَصَرِيْ
فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا
شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا اَجْهَدُكَ
الْيَوْمَ بِشَيْءٍ اَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ
فَقَالَ اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا
اُبْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ عَنْكَ
وَسَخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے کہ وہ فرشتے اپنی اسی (پہلی) شکل میں گنجے کے پاس پہونچا اور اس سے بھی ایسا ہی سوال وجواب ہوا جیسا کہ کوڑھی سے ہوا تھا، اور اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ جیسا کوڑھی نے جواب دیا تھا (یہ سن کر) فرشتہ نے اس سے کہا اگر تو جھوٹ کہہ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے پھر ویسا ہی (گنجا اور نادار) کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ فرشتہ (اب) نابینا کے پاس اپنی اسی (پہلی شکل) اور حالت میں پہونچا اور اس سے کہا میں ایک مسکین اور مسافر آدمی ہوں، میرا سامان سفر جاتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے سوا منزل مقصود تک پہونچنا ممکن نہیں (یا اللہ کے بعد) پھر تیرا ذریعہ ہے۔ پس میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھے دوبارہ بینائی بخشی ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جس کے ذریعہ سے میں اپنا سفر طے کر سکوں، نابینا نے یہ سن کر کہا بے شک میں نابینا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی بخشی تو جس قدر چاہے مال لے جا اور جس قدر تیرا جی چاہے چھوڑ جا اللہ کے لیے جس قدر مال آج تم لوگے میں تمہیں (اس کی واپسی کی) تکلیف نہیں دوں گا (یہ سن کر) فرشتہ نے کہا، تم اپنا مال اپنے پاس ہی رکھو، تم تین لوگوں کی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ) آزمائش لی گئی تھی، کہ تم سچے ہو یا جھوٹے مخلص ہو یا منافق اور شکر گزار ہو یا ناشکرے) پس اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوا اور تمہارے دونوں ساتھی (کوڑھی اور گنجا) سے ناراض ہوا (کہ ان کو اپنی اصلی حالت پر سزائً لوٹا دیا گیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۳۴۴ وَعَنْ مَوْلًى لِعُثْمَانَ قَالَ
۱۸

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ایک آزاد کردہ

أُهْدِيَ لِأُمِّ سَلَمَةَ بِضْعَةٌ مِّنْ لَحْمٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ اللَّحْمُ فَقَالَتْ لِلْخَادِمِ ضَعِيْهِ فِي الْبَيْتِ لَعَلَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ فَوَضَعَتْهُ فِيْ كُوَّةِ الْبَيْتِ وَجَاءَ سَائِلٌ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ تَصَدَّقُوْا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ فَقَالُوْا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ فَذَهَبَ السَّائِلُ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ أَطْعَمُهُ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ لِلْخَادِمَةِ اِذْهَبِيْ فَأْتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ اللَّحْمِ فَذَهَبَتْ فَلَمْ تَجِدْ فِي الْكُوَّةِ إِلَّا قِطْعَةَ مَرْوَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَإِنَّ ذٰلِكَ اللَّحْمَ عَادَ مَرْوَةً لِمَا لَمْ تُعْطُوْهُ السَّائِلَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ۔

غلام سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پکے ہوئے گوشت کا ایک ٹکڑا تحفتہ بھیجا گیا تھا، چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گوشت پسند تھا، اس لیے ام المومنین نے خادمہ سے کہا کہ اس کو گھر میں رکھ دو، ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کو تناول فرمائیں، تو خادمہ نے اس گوشت کو گھر کے ایک طاقچہ میں رکھ دیا (اس کے بعد) ایک سائل آیا اور دروازہ پر کھڑا ہو کر سوال کیا۔ (گھر والو کچھ) خیرات کرو، اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے گا، گھر والوں نے سائل کو جواب دیا کہ خدا تجھے بھی برکت دے تو (یہ سن کر سائل چلا گیا)، اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور فرمایا ام سلمہ! تمہارے پاس کوئی چیز کھانے کو ہے؟ ام المومنین نے عرض کیا جی ہاں (ہے) اور خادمہ سے کہا کہ جاؤ اور وہ گوشت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لے آؤ۔ خادمہ وہاں گئیں (تو دیکھا) کہ (گوشت کی بجائے) غار کے پتھر کا ایک ٹکڑا وہاں رکھا ہے، (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس واقعہ کا علم ہوا) تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ وہی گوشت غار کا پتھر بن گیا ہے۔ اس لیے کہ تم نے اسے سائل کو نہیں دیا۔ اس کی روایت بیہقی نے دلائل النبوۃ میں کی ہے۔

۲۳۴۵ وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ ١٩ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوْا فَإِنَّهُ يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهٖ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ خیرات کیا کرو[1] کیونکہ آئندہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے، کہ انسان اپنی خیرات کو لے کر پھرے گا، لیکن کوئی اس کو قبول کرنے والا نہ ملے گا ہر شخص اس سے یہی کہے گا اگر تم اس (خیرات) کو کل لاتے

لہ اور خیرات کرنے کو غنیمت جانو، جب تک کہ تمہارے پاس مال موجود ہے اور مستحقین بھی مل جاتے ہوں

لَقَبِلْتُهَا فَاَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِيْ بِهَا۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

تو میں لے لیتا۔ آج مجھے اس کی حاجت نہیں۔ اس روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ وہ زمانہ جس میں خیرات کو قبول کرنے والا نہ ملے، وہ آخری زمانہ ہوگا جس میں حضرت مہدی ہوں گے۔ اور حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں گے ۱۲۔

٢٣٤٦ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ ٢٠ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ اِنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمَلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ! وہ کونسی خیرات ہے جس میں زیادہ اجر ملتا ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ایسی حالت میں خیرات کرے، جب کہ تو تندرست ہو اور تجھے مال جمع کرنے کی حرص ہو اور تو افلاس سے ڈرتا ہو، اور تونگر بننے کی آرزو دل میں رکھتا ہے[1] خیرات کرتے میں اتنی سستی اور دیر نہ لگاؤ کہ تمہاری جان نکلنے کا وقت آپہونچے اور اس وقت تم یہ وصیت کرتے لگو کہ اتنا مال فلاں کے لیے اور اتنا فلاں کے لیے، حالانکہ تم یہ جانتے ہو کہ یہ مال فلاں شخص ہی کو ملے گا (یعنی وارث کو ملے گا) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٣٤٧ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ ٢١ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِيْ حَيَاتِهٖ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِمِائَةٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ۔
(رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان کا اپنی تندرستی کی حالت میں ایک درہم خیرات کرنا مرتے وقت کے سو درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

٢٣٤٨ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ ٢٢ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلسَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِّنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سخی نزدیک ہے اللہ سے، نزدیک ہے جنت سے، اور نزدیک ہے لوگوں سے (یعنی لوگوں میں عزیز تر

[1] تو ایسی حالت میں خیرات کرنے میں بڑا اجر اور ثواب ہے اور حضور یہ بھی ارشاد فرمائے کہ)

النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللهِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ وَالْجَاهِلُ سَخِيٌّ اَحَبُّ اِلَى اللهِ مِنْ عَابِدٍ .

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ہے) اور دور ہوتا ہے دوزخ سے اور بخیل دور ہے اللہ سے، دور ہے جنت سے اور دور ہے لوگوں سے اور نزدیک ہے دوزخ سے۔ اور جاہل سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زائد محبوب ہے بخیل عابد سے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۳۴۹ (۲۳) وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّنَا اَسْرَعُ بِكَ لُحُوْقًا قَالَ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا فَاَخَذُوْا قَصَبَةً يَذْرَعُوْنَهَا وَكَانَتْ سَوْدَةُ اَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدُ اِنَّمَا كَانَ طُوْلُ يَدِهَا الصَّدَقَةَ وَكَانَتْ اَسْرَعَنَا لُحُوْقًا بِهٖ زَيْنَبُ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ .

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعض بیبیوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ (آپ کی وفات کے بعد) ہم میں سے کون سب سے پہلے آپ سے ملیں گے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جن کے ہاتھ سب سے بڑے ہوں تو امہات المومنین ایک لکڑی لے کر اپنے ہاتھوں کو ناپنے لگیں، تو حضرت سودہ کا ہاتھ سب سے بڑا تھا (لیکن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلے انتقال ہوا تو) ہم کو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھوں سے (حضور کی) مراد زیادہ خیرات کرنے والے ہاتھ تھے۔ اور حضرت زینب سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملیں اور ان کو خیرات کرنے سے بہت محبت تھی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۳۵۰ (۲۴) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ .

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مومن میں دو باتیں جمع نہیں ہوتیں (ایک) بخل (دوسرے) بداخلاقی۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ بخل اور بداخلاقی مومن کے شایان شان نہیں۔ اگر کسی مسلمان میں یہ خصلتیں موجود ہوں، تو اس کو چاہئے کہ وہ ریاضت اور مجاہدہ سے ان کو دور کر دے تاکہ مومن کامل کہلانے کا مستحق ہو۔ ۱۲۔

۲۳۵۱ (۲۵) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ قَالَ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خَبٌّ وَّلَا بَخِیْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جنت میں نہ تو دغا باز داخل ہوگا اور نہ بخیل اور دخیرات دے کر) احسان جتانے والا بھی) جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۳۵۲ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ شَرُّ مَا فِی الرَّجُلِ شُحٌّ ھَالِعٌ وَّجُبْنٌ خَالِعٌ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان میں دو خصلتیں بدترین ہیں، ایک ایسا بخل جو انسان کو مال کے حاصل کرنے پر حریص بنا دے اور مال خرچ کرنے کے موقع پر اس کو بے چین کر دے، دوسرے ایسی بزدلی کہ جو اس کو شرکین کے مقابلہ میں لڑنے سے روک دے اور ایسی بزدلی جو اس کو نیک کام کرنے نہ دے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۳۵۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلًا قِیْلَ نَعَمْ قَالَ الَّذِیْ یُسْئَلُ بِاللّٰہِ وَلَا یُعْطِیْ بِہٖ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا میں تم کو ایسا شخص نہ بتاؤں کہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس مرتبہ میں سب سے برا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا گیا، جی ہاں! ضرور بتایئے یا رسول اللہ) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص کہ جس سے اللہ کا واسطہ دے کر سوال کیا جائے راور وہ باوجود دینے کی قدرت رکھنے کے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ سائل واقعی مستحق ہے) اللہ کے نام پر نہ دے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ جو شخص سائل کو دینے کی قدرت رکھتا ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ سائل واقعی محتاج

لہ جب تک بیان برائیوں سے توبہ نہ کرلیں یا ان کی سزا پاکر چھٹکارا نہ پالیں یا پھر اللہ تعالیٰ خود اپنے فضل سے ان کو معاف نہ فرا دیں۔ اس لیے مسلمان کو ان برائیوں سے بچتے رہنا چاہیئے

ہے۔ اور وہ اللہ کا واسطہ دے کر مانگ رہا ہے تو ایسی صورت میں سائل کے سوال کو رد کرنا گناہ کبیرہ ہے اگر مسئول حاجت اصلی سے زیادہ مال نہیں رکھتا تو ایسی صورت میں سائل کے سوال کو رد کرنے سے گنہگار نہ ہو گا۔

الرحمۃ المہداۃ حاشیہ مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ اگر سائل واقعی احتیاج کے بغیر اللہ کا واسطہ دے کر مانگے اور اس کو نہ دیا جائے، ایسا سائل ہی اللہ کے پاس سب سے بدترین شخص ہو گا۔

۲۳۵۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ یَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَةَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ یَدِ زَانِیَةٍ فَاَصْبَحُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَةَ عَلٰى زَانِیَةٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِیَةٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ یَدِ غَنِیٍّ فَاَصْبَحُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَةَ عَلٰى غَنِیٍّ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَزَانِیَةٍ وَغَنِیٍّ فَاُتِیَ فَقِیْلَ لَهٗ اَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ وَاَمَّا الزَّانِیَةُ فَلَعَلَّهَا اَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِیُّ فَلَعَلَّهٗ یَعْتَبِرُ فَیُنْفِقُ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (بنی اسرائیل میں سے) ایک شخص نے (اپنے ساتھیوں سے) کہا (آج کی رات ضرور کچھ خیرات کروں گا[28]۔ چنانچہ وہ اپنی خیرات لے کر چلا اور (اندھیرے میں) ایک چور کے ہاتھ دے آیا، جب صبح ہوئی تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج کی رات چور کو خیرات دی گئی، اس شخص نے (یہ سن کر) کہا اے اللہ! تیرا شکر ہے (اگرچہ کہ میری خیرات) چور کو ملی (اس کے بعد اس نے کہا، آج کی رات پھر) میں ضرور خیرات کروں گا، چنانچہ وہ اپنی خیرات لے کر نکلا اور (اندھیرے میں) ایک زانیہ کے ہاتھ میں دے آیا جب صبح ہوئی تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج کی رات ایک زانیہ کو خیرات دی گئی، جب اس شخص نے سنا تو کہا کہ اے اللہ! تیرا شکر ہے (کہ میری خیرات) زانیہ کو مل گئی اس شخص نے پھر کہا کہ میں (آج کی رات بھی) ضرور خیرات کروں گا۔ چنانچہ وہ اپنی خیرات لے کر نکلا اور (اندھیرے میں) ایک غنی کے ہاتھ دے آیا، جب صبح ہوئی تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج کی رات غنی کو خیرات دی گئی (صدقہ دینے والے نے) کہا اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ میری خیرات (چور، زانیہ اور غنی پر خرچ ہوئی۔ پس اس کو خواب میں دکھایا گیا کہ

---

[28] رات میں خیرات کرنے سے اس شخص کا مقصد چھپا کر خیرات کرنا تھا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ)

تیرے تمام صدقات قبول ہوئے) جو صدقہ تو نے چور کو دیا ممکن ہے وہ اس کو چوری سے باز رکھے اور تو نے جو صدقہ زانیہ کو دیا ہے، ممکن ہے وہ اس کو زنا سے باز رکھے اور جو صدقہ تو نے غنی کو دیا ہے، ممکن ہے اس کو عبرت اور نصیحت ہو اور وہ بھی اس مال میں سے خیرات دینے لگے جو اللہ نے اس کو دیا ہے، اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۳۵۵ وَعَنْ أُمِّ بُجَيْدٍ قَالَتْ قُلْتُ ۲۹ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الْمِسْكِينَ لَيَقِفُ عَلَى بَابِي حَتَّى أَسْتَحْيِيَ فَلَا أَجِدُ فِي بَيْتِي مَا أَدْفَعُ فِي يَدِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ادْفَعِي فِي يَدِهِ وَلَوْ ظِلْفًا مُحَرَّقًا۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ)

حضرت ام بجید رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مسکین میرے دروازے پر (آکر) کھڑا رہتا ہے (اور بار بار سوال کرتا ہے) یہاں تک کہ مجھے شرم آتی ہے، کیونکہ میرے پاس اس کو دینے کے لیے گھر میں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے (ایسی صورت میں میں کیا کروں؛ یہ سن کر) حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اگر تیرے پاس جلا ہوا کھر بھی موجود ہو تو وہی اس کے ہاتھ پر رکھ دے[1] اس کی روایت امام احمد، ابو داؤد اور ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

---

[1] یعنی اس کو معمولی سے معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو دے کر روانہ کر دے، خالی ہاتھ سے واپس نہ کر)

بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَةِ

یہ باب صدقہ اور خیرات کی فضیلت کے بیان میں ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
وَ يُرْبِي الصَّدَقَاتِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
اور (اللہ تعالیٰ) بڑھاتا ہے خیرات کو (سورۃ البقرہ ۲۷۲)

ف: دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، دنیا میں برکت دے کر اور آخرت میں ایک کے بدلے سات سو گنا یا دس سے بھی زیادہ عطا فرما کر مال کو بڑھا دے گا۔

وَقَوْلُهُ:
وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ہاں! اصل نیکی یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر، اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے، رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں، اور راہ گیر اور سائلوں کو، اور گردنیں چھڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے۔ (سورۃ البقرہ، ۱۷۷)

ف: اعمال سے ایمان مقدم ہے، پہلے ایمان لاؤ پھر نیک عمل کرو، کیونکہ جڑ شاخوں سے پہلے ہوتی ہے ایمان جڑ اور اعمال شاخیں ہیں۔

ف: تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ آیت صدر میں "اٰتی المال" سے مراد نفل صدقات اور خیرات ہے۔ ۱۲۔

۲۳۵۶ وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكٰوةِ ثُمَّ تَلَا لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ الْاٰيَةَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ یقیناً مال میں زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی حقوق (اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسان پر) عائد کئے گئے ہیں (جیسے یہ کہ سائل اور قرض خواہ کو محروم نہ کرے اور گھر کے متعلقہ ساز و سامان میں سے مثلاً برتن، دیگ وغیرہ کوئی مستعار مانگے تو ان کو دینے سے انکار نہ کرے۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (استدلال میں) اس آیت کو تلاوت فرمایا لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ اس حدیث کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۲۳۵۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی جائز اور حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی خیرات کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتے ہیں اور اس کو اپنے سیدھے ہاتھ میں سے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ حلال مال ہی میں سے خیرات کو قبول فرماتے ہیں، جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ خیرات بڑھتے بڑھتے پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال مال سے تھوڑی سی خیرات بھی ثواب میں اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول اور بے حساب ہے، اس کے برخلاف اگر حرام مال سے لاکھوں روپیہ بھی خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول نہیں فرماتے اور نہ اس کا کوئی ثواب ہے، اس لیے مسلمانوں کو چاہیئے کہ راہ خدا میں خرچ کرتے وقت حلال مال کا خیال رکھیں۔ تھوڑے بہت کا خیال نہ کریں۔ ۱۲۔

۲۳۵۸ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْذَرٍّ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الصَّدَقَةَ مَاذَا هِيَ قَالَ اَضْعَافٌ مُضَاعَفَةٌ وَعِنْدَ اللّٰهِ الْمَزِيْدُ ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے نبی! مجھے بتلایئے کہ صدقہ کا ثواب اور اس کی فضیلت کیا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کا ثواب کئی گناہ ثواب ہے[1] اور اللہ تعالیٰ کے پاس تو اس سے بھی زیادہ ہے (اور اللہ تعالیٰ چاہیں تو

[1] اور اس زیادتی کی ایک مقدار ہر نیکی پر سات سو گنا تک ہے)

۲۳۵۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ وَّمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَّمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۲۳۶۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ مِنْ شَیْءٍ مِّنَ الْاَشْیَاءِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ دُعِیَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَلِلْجَنَّةِ اَبْوَابٌ فَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّیَّانِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ مَا عَلٰی مَنْ دُعِیَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ یُدْعٰی اَحَدٌ مِّنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ کُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ مِنْهُمْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ہر نیکی پر سات سو گنا سے بھی زیادہ ثواب عطا فرماتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ" اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا (بلکہ اس میں برکت ہوتی ہے) اور (باوجود انتقام کی قدرت رکھنے کے) کسی کا قصور معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اس بندہ کی عزت بڑھاتے ہیں (جس نے کہ قصور معاف کیا) اور جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اور انکساری اختیار کی تو اللہ تعالیٰ اس کا رتبہ بڑھاتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص راہِ خدا میں کسی مال کا جوڑا دے (مثلاً دو کپڑے یا دو گھوڑے یا دو روپیہ) دے تو اس کو جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے کئی دروازے ہیں پس جو شخص نمازی (یعنی زیادہ نوافل پڑھنے والا) ہوگا تو اس کو جنت کے باب الصلوٰۃ (نماز کے دروازے) سے بلایا جائے گا اور جو کوئی شخص جہاد کرنے والا یعنی راہ خدا میں بہت لڑنے والا ہوگا تو اس کو باب الجہاد (جہاد کے دروازے) سے بلایا جائے گا، اور جو شخص بہت خیرات کرنے والا ہوگا تو اس کو باب الصدقہ (صدقہ کے دروازے) سے بلایا جائے گا، اور جو شخص کثرت سے روزے رکھنے والا ہوگا، اس کو باب الریان (پیاس بجھانے والا دروازہ) سے بلایا جائے گا، یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ بظاہر تو اس کی ضرورت نہیں کہ سب دروازوں سے کسی کو بلایا جائے[1] پھر بھی کیا کوئی ایسا

[1] جب کہ اس کو ایک دروازے سے بلایا جا چکا ہو اور وہ جنت میں داخل ہو چکا ہو لیکن؟

شخص ہوگا جس کو جنت کے ان سارے دروازوں سے بلایا جائے گا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ہاں اور مجھے اُمید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہوگے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۳۶۱ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یُنْفِقُ مِنْ کُلِّ مَالٍ لَہٗ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا اسْتَقْبَلَتْہُ حَجَبَۃُ الْجَنَّۃِ کُلُّھُمْ یَدْعُوْہُ اِلٰی مَا عِنْدَہٗ قُلْتُ وَکَیْفَ ذٰلِکَ قَالَ اِنْ کَانَتْ اِبِلًا فَبَعِیْرَیْنِ وَاِنْ کَانَتْ بَقَرًا فَبَقَرَتَیْنِ۔

(رَوَاہُ النَّسَائِیُّ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مسلمان راہ خدا میں اپنے مال سے دو دو چیزیں خرچ کرے تو جنت کے سارے دربان اس کا استقبال کریں گے اور ہر دربان اپنے دروازے والی نعمت کی طرف اس شخص کو دعوت دے گا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی کیا صورت ہوگی، یعنی دو دو چیزیں کس طرح خرچ کی جائیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر اونٹ ہوں تو دو اونٹ اور گائے ہوں تو دو گائے راہ خدا میں خیرات کرے۔ اس حدیث کی روایت نسائی نے کی ہے۔

۲۳۶۲ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ صَائِمًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ جَنَازَۃً قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مِسْکِیْنًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مَرِیْضًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِیْ امْرِئٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام سے دریافت کیا کہ آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے عرض کیا، میں (یا رسول اللہ) پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کون آج جنازہ کے ساتھ گیا (یعنی جنازہ کی نماز پڑھی اور جنازہ کے پیچھے چلا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے عرض کیا، میں (یا رسول اللہ) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھر دریافت فرمایا، تم میں سے آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں (یا رسول اللہ) (اس کے بعد)

لہ بعض ایسے لوگ ہوں گے جن کو کثرت صلوٰۃ، کثرت صوم، کثرت جہاد، کثرت خیرات کی وجہ سے ان کی تعظیم اور تکریم کے لیے ان کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دپھر) دریافت فرمایا کہ تم میں سے آج کس نے بیمار کی عیادت کی، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، میں (نے یا رسول اللہ) دیہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جس کسی شخص میں یہ (چار چیزیں ایک دن میں) جمع ہو جائیں، وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے اور حدیث ۱۲۱ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا کمال اور جنتی ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔ ۱۲۔

ف: اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت فرمانے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اَنَا (میں) کہا ہے، اس بارے میں صاحب مرقات اور صاحب اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے۔ اَنَا (میں) کہنا، دو حیثیتوں سے ہوتا ہے، ایک مذموم (یعنی برا) دوسرے محمود (یعنی اچھا) اَنَا کہنے کی مذموم حیثیت یہ ہے کہ بطور فخر اَنَا کہا جائے جیسے ابلیس کا قول اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ یا اَنَا الْعَالِمُ اَنَا الزَّاھِدُ وغیرہ اور اَنَا کہنے کی حیثیت یہ ہے کہ طلب ثواب کے موقع پر یا بطور انکساری اَنَا کہا جائے، جیسے اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یا اَنَا الْحَبِیْبُ، اَنَا الْعَبْدُ وغیرہ۔ ۱۲۔

۲۳۶۳/۸ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَۃٌ لِجَارَتِھَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاۃٍ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (عورتوں سے) ارشاد فرمایا۔ اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی پڑوسن اپنے پڑوسن کے حقیر تحفہ پر) حقارت نہ کرے، اگرچہ وہ (تحفہ) بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو خواہ وہ تحفہ دینے والی ہو یا لینے والی ہو) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۳۶۴/۹ وَعَنْ جَابِرٍ وَحُذَیْفَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت جابر اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر نیکی (خواہ وہ قولی ہو یا فعلی، جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو) خیرات) کا ثواب رکھتی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کا تعلق صرف مال سے ہی نہیں بلکہ ہر وہ عمل جس سے رضاء الٰہی حاصل ہو،

صدقہ ہے، مثلاً کسی کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا وغیرہ۔ (اشعۃ اللمعات ۱۲۰)

۲۳۶۵ (۱۰) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْہٍ طَلِیْقٍ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی نیکی کو حقیر اور معمولی نہ سمجھو، اگرچیکہ وہ نیکی، یہ ہو کہ تم اپنے (مسلمان) بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرو، اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۳۶۶ (۱۱) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ وَّاِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْہٍ طَلْقٍ وَّاَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِکَ فِیْ اِنَاءِ اَخِیْکَ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر نیک کام (پر) خیرات (کا ثواب ملتا ہے) اور یہ کام بھی یقیناً نیکی میں شامل ہے کہ تم اپنے (مسلمان بھائی) سے خندہ پیشانی سے ملو اور یہ بھی (نیکی میں شامل ہے) کہ تم اپنے ڈول سے اپنے (مسلمان) بھائی کے برتن میں پانی بھر دو۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

۲۳۶۷ (۱۲) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَبَسُّمُکَ فِیْ وَجْہِ اَخِیْکَ صَدَقَۃٌ وَّاَمْرُکَ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ وَّنَھْیُکَ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ وَّاِرْشَادُکَ الرَّجُلَ فِیْ اَرْضِ الضَّلَالِ لَکَ صَدَقَۃٌ وَّبَصَرُکَ الرَّجُلَ الرَّدِیَّ الْبَصَرِ لَکَ صَدَقَۃٌ وَّاِمَاطَتُکَ الْحَجَرَ وَالشَّوْکَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِیْقِ لَکَ صَدَقَۃٌ وَّاِفْرَاغُکَ مِنْ دَلْوِکَ فِیْ دَلْوِ اَخِیْکَ لَکَ صَدَقَۃٌ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ، تمہارا اپنے (مسلمان) بھائی سے مسکراتے ہوئے (ملنا) صدقہ ہے (یعنی اس پر ثواب ملتا ہے)، اور تمہارے نیک کاموں کی تلقین کرنا (بھی صدقہ ہے) اور تمہارا برائی سے منع کرنا (بھی) صدقہ ہے، اور تمہارا کسی راہ بھولے ہوئے شخص کو راہ دکھانا (بھی) تمہارے لیے صدقہ ہے، اور تمہارا کسی نابینا یا کمزور بینائی والے شخص کی رہبری کرنا (بھی) تمہارے لیے صدقہ ہے، اور تمہارا راستہ سے پتھر کانٹا ہڈی (اور اسی قسم کی تکلیف دہ چیزوں کا مٹانا (بھی) تمہارے لیے صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے (مسلمان) بھائی کے ڈول میں پانی بھر دینا (بھی) تمہارے لیے صدقہ ہے (یعنی ان تمام کاموں پر صدقہ کے جیسا ثواب ملتا ہے) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۳۶۸ (۱۳) وَعَنْ اَبِیْ جُرَیٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَیْمٍ قَالَ اَتَیْتُ الْمَدِیْنَۃَ فَرَاَیْتُ رَجُلًا

حضرت ابوجری جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ (جب) میں مدینہ منورہ آیا تو ایک صاحب

يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ لَا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ قَالَ لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ قُلْتُ أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ أَنَا رَسُولُ اللّٰهِ الَّذِي إِنْ أَصَابَكَ ضَرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرٍ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ قُلْتُ اعْهَدْ إِلَيَّ قَالَ لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا قَالَ فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً قَالَ وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ وَإِنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ وَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ فَإِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مِنْهُ حَدِيثَ السَّلَامِ وَفِي رِوَايَةٍ فَيَكُونُ لَكَ أَجْرُ ذٰلِكَ وَوَبَالُهُ عَلَيْهِ۔

کو دیکھا کہ لوگ ان کی رائے پر چلتے ہیں، وہ جو کچھ فرماتے ہیں۔ ان کے ہر ہر حکم) کی پوری تعمیل کرتے ہیں میں نے لوگوں سے) دریافت کیا یہ کون حضرت ہیں؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں! تو میں (آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور) کہا علیک السلام! یا رسول اللہ! اور میں نے دو مرتبہ یہ الفاظ کہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا علیک السلام نہ کہو! (کیونکہ) علیک السلام (کہنا) مُردہ کا سلام ہے (اس لیے) تم السلام علیک کہا کرو (پھر) میں نے عرض کیا آپ ہی اللہ کے رسول ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا، ہاں! میں اس اللہ کا رسول ہوں کہ اگر تم پر کوئی مصیبت آن پڑے اور تم اللہ سے دعا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری اس مصیبت کو دور کر دیں گے اور اگر تم پر قحط سالی آجائے اور تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو وہ تمہارے لیے غلہ اور گھاس پیدا کر دیں گے، اور اگر تم (کسی وقت) کسی بنجر زمین میں یا کسی ایسے جنگل میں، ہو جو آبادی سے دور ہو اور ایسے میں تمہاری سواری گم ہو جائے اور تم اللہ سے دعا کرو تو وہ تمہاری سواری تمہارے پاس واپس بھیج دیں گے (صاحب) اشعۃ اللمعات کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں اس اللہ کا رسول ہوں جس میں یہ صفات ہیں اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ میری بعثت وسیلہ رحمت اور اس اللہ تعالیٰ سے خیر و برکات کے حاصل کرنے کا ذریعہ اور واسطہ ہے جو حاجتوں کا پورا کرنے والا اور مشکلات کا دور کرنے والا ہے) جابر بن سلیم (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے (یہ سن کر) عرض کیا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے کچھ نصیحت فرمائیے! حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم کسی کو گالی نہ دیا کرو! جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے نہ تو کسی آزاد کو نہ غلام کو، نہ اونٹ کو، نہ بکری کو گالی دی (اس کے بعد) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو کسی نیکی کو بھی

حقیر نہ سمجھ (یہاں تک کہ) اگر تو اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے ملے تو یہ بھی نیکی ہے (اور ثواب کا کام ہے) اور تو اپنے آزار (یعنی تہبند اور پاجامہ) کو اپنی نصف پنڈلی تک اونچا رکھ، اگر اتنا اونچا تجھے پسند نہ ہو تو کم سے کم ٹخنوں سے اونچا رکھ اور ازار کو (ٹخنوں سے) نیچا رکھنے سے بچ، اس لیے کہ یہ تکبر کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتے، اور اگر کوئی شخص تجھے گالی دے اور تجھ کو تیرے ایسے عیب سے جو اسے معلوم ہے عار (یعنی شرم) دلائے تو تو (اس کے جواب میں) اس کو اس کے اس عیب سے جس سے تو واقف ہے، عار نہ دلا، اس لیے کہ اس کا وبال اسی پر ہوگا، اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور ترمذی نے صرف سلام کی حد تک کے واقعہ کی روایت کی ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے تجھ کو عار دلانے پر) تیری خاموشی کا ثواب تجھے ملے گا اور اس (عار دلانے) کا وبال اس شخص پر ہوگا۔

ف: اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جابر بن سلیم کو علیک السلام کہنے سے منع فرمایا ہے اس بارے میں مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عربوں کی عادت تھی کہ جب وہ کسی قبر پر سلام کرتے تو علیک سلام کہتے، اسی عام عادت کی بناء پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جابر بن سلیم کو زندوں پر علیک السلام کہنے سے منع فرمایا اور ان کو تعلیم دی کہ جب وہ کسی کو سلام کریں تو السلام علیک کہا کریں ویسے تو مردوں پر السلام علیکم کہنا اور احادیث سے ثابت ہے ۱۲،

۲۳۶۹/۱۴ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَقَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اَوْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفِ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْهُ قَالَ فَيَاْمُرُ بِالْخَيْرِ

حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ کی گوناگوں نعمتوں کا شکریہ ہے) ہر مسلمان پر صدقہ (یعنی خیرات) واجب ہے، صحابہ نے عرض کیا، اگر کسی کے پاس (صدقہ دینے کے لیے) کچھ بھی نہ ہو تو کیا کرے؟) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کہ اپنے ہاتھوں سے کوئی کسب کرے (اور مال حاصل کرے کہ) خود بھی فائدہ حاصل کرے اور خیرات بھی کرے

قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهٗ لَهٗ صَدَقَةٌ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

پھر صحابہ نے عرض کیا (یارسول اللہ) کسی میں اس کی بھی قوت نہ ہو یا ایسا نہ کر سکے (تو وہ کیا کرے) تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے کہ وہ غمگین حاجت مند اور داخزاہ کی (کسی طرح بھی) مدد کرے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پھر عرض کیا کہ اگر کوئی ایسا بھی نہ کر سکے (تو وہ کیا کرے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ (لوگوں کو) نیکی کا حکم کرے، صحابہ کرام نے (پھر) عرض کیا اگر کوئی یہ بھی نہ کر سکے (تو پھر کیا کرے؟) تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (کہ اگر کسی سے یہ سب کچھ نہ ہو سکے تو کم از کم) وہ اپنے آپ کو بُرائی سے بچائے رکھے اور یہی اس کے حق میں خیرات ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۳۴۰/۱۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلٰى دَآبَّتِهٖ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا اَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَّخْطُوْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں (کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر روز جب کہ دن نکلتا ہے انسان پر اس کے بدن میں جتنے جوڑ ہیں ان میں سے ہر ایک کے لیے صدقہ دینا واجب ہے۔ اگر کسی نے دو آدمیوں کے درمیان انصاف کیا تو یہ (بھی) صدقہ ہے اور اگر کسی نے کسی آدمی کو اس کی سواری میں سوار ہوتے میں مدد دی اور اس کو سواری پر سوار کر دیا یا اس کا سامان سواری پر اٹھا کر رکھ دیا یہ (بھی) اس کے لیے خیرات ہے اور (ہر) اچھی بات کہنا (یا سائل کو نرمی سے جواب دینا بھی) اس کے لیے صدقہ ہے اور ہر قدم جو نماز کے لیے (مسجد کی طرف) جانے میں اٹھاتا ہے وہ (بھی) صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دے تو یہ (بھی) صدقہ ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۳۴۱/۱۶ وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ — خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر انسان کو تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا

عَلٰی سِتِّیْنَ وَثَلٰثِمِائَۃِ مَفْصَلٍ فَمَنْ کَبَّرَ اللّٰہَ وَحَمِدَ اللّٰہَ وَھَلَّلَ اللّٰہَ وَسَبَّحَ اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰہَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ شَوْکَۃً اَوْ عَظْمًا اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَھٰی عَنْ مُّنْکَرٍ عَدَدَ تِلْکَ السِّتِّیْنَ وَالثَّلٰثِ مِائَۃِ فَاِنَّہٗ یَمْشِیْ یَوْمَئِذٍ وَّقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَہٗ عَنِ النَّارِ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

کیا گیا ہے (یعنی ہر انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں، اور یہ ضروری ہے کہ ہر جوڑ کے کارآمد ہونے کے شکریہ میں انسان ہر روز کچھ نہ کچھ خیرات کرے)، تو جو کوئی اللہ اکبر کہے، الحمد للہ کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرے سبحان اللہ کہے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور لوگوں کے راستہ سے پتھر یا کانٹا یا ہڈی دور کردے یا کسی کو نیک بات بتائے یا برائی سے روکے، اور یہ سب چیزیں (ہر دن) تین سو ساٹھ ہو جائیں تو (چونکہ اس نے ہر جوڑ کے بدلے میں ایک ایک نیکی کرلی ہے اس لیے) (اس روز وہ گناہوں سے پاک (صاف ہوکر) ایسا چلے گا کہ گویا اس نے اپنے آپ کو دوزخ سے بچالیا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے مسلمان ہر دن ان اعمال کو انجام دیتا رہے تاکہ دوزخ سے اس کی برائت ہر روز لکھی جایا کرے۔ ۱۲۔

۲۳۷۱/۱۷ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَۃٍ عَلٰی ظَھْرِ طَرِیْقٍ فَقَالَ لَاُنَحِّیَنَّ ھٰذَا عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ لَا یُؤْذِیْھِمْ فَاُدْخِلَ بِہِ الْجَنَّۃَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک شخص ایک درخت کی شاخ پر گزرا، جو بڑھ کر درمیان راہ آگئی تھی تو اس نے کہا میں ضرور اس شاخ کو مسلمانوں کے راستہ سے دور کردوں گا، تاکہ یہ انکو تکلیف نہ دے۔ پس وہ شخص اس (کار خیر) کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیا گیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور سے کی ہے۔

۲۳۷/۱۸ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَجُلًا یَتَقَلَّبُ فِی الْجَنَّۃِ فِیْ شَجَرَۃٍ قَطَعَھَا مِنْ ظَھْرِ الطَّرِیْقِ کَانَتْ تُؤْذِی النَّاسَ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے جنت میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ وہاں سیر کرتا پھر رہا تھا (کیونکہ اس نے دنیا میں ایک کار خیر یہ کیا تھا کہ) لوگوں کے (راستہ سے ایک درخت کو کاٹ دیا تھا جو لوگوں کو (راستہ میں ہونے کی وجہ سے) تکلیف دیا کرتا تھا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۳۷۴ وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ قَالَ قُلْتُ یَانَبِیَّ
۱۹
اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَنْتَفِعُ بِہٖ قَالَ
اِعْزِلِ الْاَذٰی عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جس سے مجھے فائدہ حاصل ہو تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا کرو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۳۷۵ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
۲۰
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ بِکُلِّ
تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃٌ وَکُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃٌ
وَکُلِّ تَحْمِیْدَۃٍ صَدَقَۃٌ وَکُلِّ تَھْلِیْلَۃٍ
صَدَقَۃٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ
وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ وَفِیْ بُضْعِ
اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ اَیَاْتِیْ اَحَدُنَا شَھْوَتَہٗ وَیَکُوْنُ
لَہٗ فِیْھَا اَجْرٌ قَالَ اَرَاَیْتُمْ لَوْوَضَعَھَا
فِیْ حَرَامٍ اَکَانَ عَلَیْہِ فِیْہِ وِزْرٌ فَکَذٰلِكَ
اِذَا وَضَعَھَا فِی الْحَلَالِ کَانَ لَہٗ اَجْرٌ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر دفعہ سبحان اللہ کہنے پر اور ہر دفعہ اللہ اکبر کہنے پر اور ہر دفعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے پر اور ہر نیک کام کے بتانے پر اور ہر برے کام سے روکنے پر خیرات کا ثواب ملتا ہے اور (یہاں تک کہ) تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے ہم بستری کرے تو اس پر (بھی) نیکی کا ثواب ملتا ہے (یہ سن کر حیرت سے) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کہ ہم میں سے ایک شخص اپنی خواہش نفس کی تکمیل کرتا ہو اور اس پر بھی اس کو ثواب ملتا ہے! (یہ بات کیسے ممکن ہے!) تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا دیکھو! اگر وہ حرام (یعنی ناجائز) طریقہ پر اپنی خواہش نفس کی تکمیل کرتا تو کیا اس کو عذاب نہ ہوتا؟ چونکہ اس نے (حرام طریقہ سے بچ کر) حلال طریقہ سے اپنی خواہش پوری کی ہے (اور اپنی بیوی کا حق ادا کیا ہے) اس لیے (اس پر خیرات) کا ثواب ملے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ نفس جماع نہ تو صدقہ ہے اور نہ عبادت، البتہ کوئی شخص جماع کے ذریعہ حرام سے بچنے کے لیے اپنے نفس کی نگہداشت کرتا ہے اور اپنی بیوی کا حق بھی ادا کرتا ہے اور نیک اولاد پیدا ہونے کی نیت کرتا ہے، اس لیے اس طرح اپنی بیوی سے جماع کرنے پر مسلمان کو ثواب ملتا ہے۔ ۱۲

۲۳۷۶ وَعَنْ بُھَیْسَۃَ عَنْ اَبِیْھَا قَالَتْ
۲۱
قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الشَّیْءُ الَّذِیْ
لَا یَحِلُّ مَنْعُہٗ قَالَ اَلْمَاءُ قَالَ یَانَبِیَّ

حضرت بہیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد سے روایت کرتی ہیں کہ ان کے والد نے (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے) عرض کیا، یا رسول اللہ! وہ کونسی چیز ہے

اللّٰہِ مَا الشَّیْءُ الَّذِیْ لَا یَحِلُّ مَنْعُہٗ قَالَ الْمِلْحُ قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ مَا الشَّیْءُ الَّذِیْ لَا یَحِلُّ مَنْعُہٗ قَالَ اَنْ تَفْعَلَ الْخَیْرَ خَیْرٌ لَّکَ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

جس سے کسی کو روکنا درست نہیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ وہ پانی ہے) انھوں نے پھر دریافت کیا کہ اے اللہ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) پانی کے بعد) وہ کونسی چیز ہے جس کو دینے سے انکار کرنا منع ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ نمک ہے۔ انھوں نے پھر دریافت کیا، اے اللہ کے نبی! وہ کونسی چیز ہے جس کا انکار کرنا درست نہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس قدر نیک کام تم سے ہو سکے تمہارے لیے بہتر ہے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

۲۳۷۷/۲۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ یَزْرَعُ زَرْعًا فَیَاْکُلُ مِنْہُ اِنْسَانٌ اَوْ طَیْرٌ اَوْ بَھِیْمَۃٌ اِلَّا کَانَتْ لَہٗ صَدَقَۃٌ مُّتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ وَمَا سُرِقَ لَہٗ صَدَقَۃٌ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مسلمان کوئی درخت لگائے یا کھیتی بوئے اور اس میں سے کوئی انسان یا پرندہ یا جانور کچھ کھائے تو (اس کو نقصان پر صبر کرنے کی وجہ سے خیرات کا ثواب ملتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور مسلم کی روایت میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ اگر اس کے (پھل یا کھیتی سے) کچھ چوری ہو جائے تو اس پر بھی اس کو خیرات کا ثواب ملتا ہے۔

۲۳۷۸/۲۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْیَا اَرْضًا مَیْتَۃً فَلَہٗ فِیْھَا اَجْرٌ وَمَا اَکَلَتِ الْعَافِیَۃُ مِنْہُ فَھُوَ لَہٗ صَدَقَۃٌ۔

(رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی نے بنجر زمین کو آباد کیا (یعنی افتادہ زمین میں کھیتی کی)، تو اس میں بھی اس کے لیے ثواب ہے اور کھیتی کا کسی وجہ نقصان ہو جائے (یعنی سیلاب آجائے یا جانور کھا جائے یا انسان لے جائے اور اس پر وہ صبر کرے) تو اس کو خیرات کا ثواب ملتا ہے۔ اس کی روایت نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

۲۳۷۹/۲۴ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نِعْمَ الصَّدَقَۃُ اللِّقْحَۃُ الصَّفِیُّ مِنْحَۃً وَّالشَّاۃُ الصَّفِیُّ مِنْحَۃً تَغْدُوْ بِاِنَاءٍ وَّتَرُوْحُ بِاٰخَرَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بہترین صدقہ زیادہ دودھ دینے والی اونٹنی جو کسی کو مستعار دی جائے (تاکہ وہ اس کے دودھ سے فائدہ حاصل کرنے کے بعد اس کو واپس کر دے) یا بہترین صدقہ) وہ زیادہ دودھ دینے والی بکریاں ہے جو کسی کو مستعار دی جائیں کہ وہ صبح کو برتن بھر کر دودھ دیتی ہو، اور شام کو بھی برتن بھر کر دودھ دیتی ہو اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث میں "مِنْحَۃٌ" کا لفظ مذکور ہے اور "مِنْحَۃ" عطیہ کو کہتے ہیں اور یہ عموماً اونٹ گائے اور بکری میں ہوا کرتا تھا، عرب میں یہ معمول تھا کہ صاحب ثروت جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ وہ دودھ والی اونٹنی گائے یا بکری کسی محتاج کو مستعار دیتا تاکہ وہ دودھ استعمال کرنے کے بعد مالک کو پھر واپس کر دئیے، اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بہت پسند فرمایا اور اس کی تعریف کی ہے۔ مرقات اشعۃ اللمعات۔ ۱۲

۲۳۸۰/۲۵ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ مَّنَحَ مِنْحَۃَ لَبَنٍ اَوْ وَرِقٍ اَوْ ھَدٰی زُقَاقًا کَانَ لَہٗ مِثْلَ عِتْقِ رَقَبَۃٍ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اگر کوئی شخص کسی کو دودھ دینے والا جانور عاریۃً دے یا کچھ رقم بطور قرض دے یا کسی کو گلی کوچہ میں راہ بتا دے (کہ وہ اپنے منزل مقصود تک پہونچ سکے) تو اس کو غلام یا باندی آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۳۸۱/۲۶ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ غُفِرَ لِامْرَاَۃٍ مُّوْمِسَۃٍ مَّرَّتْ بِکَلْبٍ عَلٰی رَاْسِ رَکِیٍّ یَّلْھَثُ کَادَ یَقْتُلُہُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّھَا فَاَوْثَقَتْہُ بِخِمَارِھَا فَنَزَعَتْ لَہٗ مِنَ الْمَآءِ فَغُفِرَ لَھَا بِذٰلِکَ قِیْلَ اِنَّ لَنَا فِی الْبَھَائِمِ اَجْرًا قَالَ فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَطْبَۃٍ اَجْرٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک بدکار عورت کی بخشش (محض) اس بناء پر ہو گئی (کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا) جب کہ وہ راستہ سے گزر رہی تھی تو اس نے ایک کتے کو کنویں کے پاس دیکھا جو (پیاسا کے مارے) اپنی جان باہر نکالے ہوا تھا اور قریب تھا کہ وہ (پیاس کی شدت کے مارے) ہلاک ہو جائے

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۲۳۸۲ / ۲۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عُذِّبَتْ اِمْرَاَةٌ فِيْ هِرَّةٍ اَمْسَكَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ مِنَ الْجُوْعِ فَلَمْ تَكُنْ تُطْعِمُهَا وَلَا تُرْسِلُهَا فَتَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۲۳۸۳ / ۲۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ جِئْتُ فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهٗ عَرَفْتُ اِنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ فَكَانَ اَوَّلُ مَا قَالَ يَااَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارَمِيُّ)

پس اس نے اپنا موزہ نکالا اور اس کو اپنی اوڑھنی سے باندھ کر کنویں سے پانی کھینچا اور کتے کو پلایا۔ اس کام کے صلہ میں اس عورت کو بخش دیا گیا صحابہ کرام نے عرض کیا کہ کیا جانوروں پر احسان کرنے میں بھی ہم کو ثواب ملتا ہے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہاں! ہر جاندار کے ساتھ احسان کرنے میں ثواب ملتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک عورت کو (محض) ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا کہ جس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا، یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی نہ تو وہ اس کو کھلاتی اور نہ کھلا چھوڑتی کہ وہ زمین کے جانور (مثلاً چوہے وغیرہ) کھاتی (اور اپنا پیٹ بھرتی) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں (آپ کی خدمت میں) حاضر ہوا[۱] تو جوں ہی میری نظر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور پر پڑی، تو میں نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ ایسی (نیک) صورت کسی جھوٹے شخص کی نہیں ہو سکتی (مدینہ پاک پہنچنے کے بعد لوگوں کو جمع کرکے) پہلی چیز جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ اے لوگو! سلام کو رواج دو[۲] اور (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو۔ رات میں اس وقت نماز پڑھا

---

۱ تاکہ آپ کے حالات معلوم کرکے دعوائے نبوت کی تصدیق کر دوں اور اسلام لاؤں۔
۲ یعنی کثرت سے سلام کیا کرو اور پکار کر سلام کرو، چاہے وہ اپنا ہو یا پرایا ہو۔

کرو جب کہ لوگ سوتے ہوں (تاکہ تم کو یکسوئی اور دلجمی حاصل ہو) تو تم (ان کاموں کے صلہ میں) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اس کی روایت ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۲۳۸۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ
۲۹
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ بزرگ و برتر کی عبادت کرو جو (جس نے اپنی رحمت سے تم کو قسم قسم کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں) اور (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ اور سلام کو رواج دو[1] تو تم (ان کاموں کے صلہ میں) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۳۸۵ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
۳۰
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور برے خاتمہ سے بچاتا ہے اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات اور اشعۃ اللمعات نے سوء خاتمہ کی دو صورتیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ انسان موت کے وقت غفلت، دھوکے، اور جزع فزع میں مبتلا ہو جائے اور شہادت ایمان پر خاتمہ نہ ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ موت اچانک چلنے، ڈوبنے اور دب کر مرنے سے واقع ہو تو خیرات کرنے سے اللہ تعالیٰ سوء خاتمہ کی ان دونوں صورتوں سے بچاتے ہیں اور دنیا و آخرت کی سلامتی عطا فرماتے ہیں۔ ۱۲

۲۳۸۶ وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ
۳۱
حَدَّثَنِيْ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ ظِلَّ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَدَقَتُهٗ۔

مرثد بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک صحابی نے مجھ سے یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ ان صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن مسلمان کا صدقہ اس کے لیے سایہ کا کام دے گا (یعنی قیامت

[1] یعنی کثرت سے سلام کیا کرو، اور بآواز بلند اپنے اور پرائے بیگانے کو سلام کیا کرو۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

کی گرمی سے راحت وآرام کا سبب ہوگا) اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۳۸۷ / ۳۲ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُمْ ذَبَحُوا شَاةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ مِنْهَا قَالَتْ مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتِفُهَا قَالَ بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت میں سے کسی نے ایک بکری ذبح کی (اور اس کو فقراء اور پڑوسیوں میں تقسیم کیا جب) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (گھر) تشریف لائے تو دریافت فرمایا (کیا) (اس بکری میں تقسیم کے بعد) کچھ باقی رہ گیا ہے؟ تو ام المومنین جواب دیں کہ (صرف ایک دست باقی رہ گیا ہے اس میں) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں پوری بکری باقی ہے، سوائے اس دست کے جو (گھر میں) رہ گیا ہے (یعنی جو کچھ اللہ کی راہ میں دیا گیا، اس کا ثواب اللہ کے پاس باقی ہے اور جو گھر میں بچ گیا وہ فانی ہے) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۳۸۸ / ۳۳ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ يَرْفَعُهُ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللهُ رَجُلٌ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتْلُو كِتَابَ اللهِ وَرَجُلٌ يَتَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ بِيَمِينِهِ يُخْفِيهَا أُرَاهُ قَالَ مِنْ شِمَالِهِ وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَانْهَزَمَ أَصْحَابُهُ فَاسْتَقْبَلَ الْعَدُوَّ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مرفوعًا روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں، ایک وہ شخص جو رات کے وقت (بستر سے) اٹھ کر کلام اللہ (کو نماز یا غیر نماز میں) پڑھا کرتا ہو، دوسرا وہ شخص جو اپنے داہنے ہاتھ سے چھپا کر اس طرح خیرات کرے (کہ) بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہو، تیسرا وہ شخص جو کسی جہاد میں شریک ہو، اور اس کے ساتھیوں کے قدم اکھڑ گئے لیکن وہ (تنہا) دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۳۸۹ / ۳۴ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللهُ وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللهُ

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ فَرَجُلٌ اَتٰى قَوْمًا فَسَاَلَهُمْ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَسْاَلْهُمْ لِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِاَعْيَانِهِمْ فَاَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهٖ اِلَّا اللّٰهُ وَالَّذِيْ اَعْطَاهُ وَقَوْمٌ سَارُوْا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ النَّوْمُ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِمَّا يَعْدِلُ بِهٖ فَوَضَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِيْ وَيَتْلُوْا اٰيَاتِيْ وَرَجُلٌ كَانَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَلَقِيَ الْعَدُوَّ فَهُزِمُوْا فَاَقْبَلَ بِصَدْرِهٖ حَتّٰى يُقْتَلَ اَوْ يُفْتَحَ لَهٗ وَالثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ الشَّيْخُ الزَّانِيْ وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِيُّ الظَّلُوْمُ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ)

ہیں اور تین شخص ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ پس وہ تین آدمی جن سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں ان میں سے ایک وہ ہے (جس نے اللہ کے نام پر مانگنے والے کو صدقہ دیا) جیسا کہ ایک سائل ایک جماعت کے پاس آیا اور اللہ کے نام پر مانگا اور ان لوگوں سے قرابت کا واسطہ دے کر نہیں مانگا، ان لوگوں میں سے کسی نے اس کو کچھ نہیں دیا، انھیں میں سے ایک شخص (چپکے سے اُٹھ کر) باہر آیا اور اس طرح (دعا مانگنے والے) کو اس طرح چھپا کر دیا کہ سوائے خدا کے اور اس شخص کے کہ جس کو دیا گیا کسی کو معلوم نہ ہو سکا[ل]۔ دوسرا وہ شخص ہے جو سب کو رات میں سوتا چھوڑ کر خدا کی عبادت کرتا ہو جب کہ) لوگ رات میں سفر کر رہے ہوں، یہاں تک جب نیند اُن پر غالب آگئی اور وہ سو گئے انھیں میں سے ایک شخص (سب کو سوتا چھوڑ کر) اٹھا (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) اور میرے سامنے گڑگڑانے لگا اور میرے کلام کی تلاوت میں مشغول ہو گیا۔ اور (تیسرا وہ شخص ہے جو کسی لشکر میں (شریک جہاد) تھا اور دشمن سے مقابلہ ہوا، اور اس کے ساتھیوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ (دشمن کے مقابلہ میں سینہ تانے ثابت قدم رہا۔ یہاں تک کہ اپنی جان دیدی یا اس کو فتح حاصل ہوئی ایسا شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہے) اور وہ تین شخص جن پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوتے ہیں وہ یہ ہیں (ایک) زنا کار بوڑھا (دوسرے) تکبر کرنے والا فقیر اور (تیسرے) وہ دولت مند جو ظلم کرتا ہو۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

۲۳۹۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
۲۵

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد

[ل]: یہی وہ سائل کو دینے والا شخص ہے جس سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں۔

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيْدُ فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَقَالَ بِهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمْ اَلْحَدِيْدُ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْحَدِيْدِ قَالَ نَعَمْ اَلنَّارُ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ اَلْمَآءُ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْمَآءِ قَالَ نَعَمْ اَلرِّيْحُ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الرِّيْحِ قَالَ نَعَمْ اِبْنُ اٰدَمَ تَصَدَّقَ صَدَقَةً بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا مِنْ شِمَالِهٖ[1]۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ہلنے لگی، تو (اس کو تھامنے کے لیے) اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پیدا کئے اور پہاڑوں کو زمین پر ٹھہرایا تو زمین کا ہلنا بند ہو گیا اور اس کو قرار حاصل ہو گیا تو فرشتے پہاڑوں کی سختی (کو دیکھ کر) اس سے حیران رہ گئے اور عرض کرنے لگے اے پروردگار کیا آپ کی مخلوق میں پہاڑوں سے بڑھ کر بھی کوئی سخت چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہاں! (وہ) لوہا ہے (جو پہاڑ سے سخت ہے کہ وہ پتھر کو توڑ دیتا ہے فرشتوں نے حیرت سے) پھر پوچھا، اے پروردگار! کیا آپ کی مخلوق میں لوہے سے بھی سخت کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں (وہ) آگ ہے (جو لوہے سے سخت ہے کہ لوہے کو نرم کر دیتی ہے) فرشتوں نے پھر عرض کیا، اے پروردگار! کیا آپ کی مخلوق میں آگ سے بھی سخت کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہاں (وہ) پانی ہے (جو آگ کو بجھا دیتا ہے) فرشتوں نے پھر عرض کیا، اے پروردگار کیا آپ کی مخلوق میں پانی سے بھی سخت تر کوئی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ہاں! (وہ) ہوا ہے (جو پانی پر غالب ہے کہ) پانی کو اڑا لے جاتی ہے تو فرشتوں نے پھر عرض کیا، اے پروردگار! کیا آپ مخلوق میں ہوا سے بھی سخت تر کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ہاں (وہ) انسان ہے (جو سب سے زیادہ سخت اور قوی ہے) کہ جو اپنے سیدھے ہاتھ سے اس طرح چھپا کر خیرات کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱۹۱۰
۳۶
وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّمَا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

[1] (اس لیے کہ اس نے نفس کو ریا　دکھاوے اور شیطانی وسوسوں سے بچایا اور جبلی عادتوں کا مقابلہ کیا اور اخلاص سے خیرات کر کے اللہ کی رضا مندی حاصل کی اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کیا۔

مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلٰى عُرْيٍ كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ خَضِرِ الْجَنَّةِ وَ اَيُّمَا مُسْلِمٍ اَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلٰى جُوْعٍ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَ اَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقٰى مُسْلِمًا عَلٰى ظَمَإٍ سَقَاهُ اللّٰهُ مِنَ الرَّحِيْقِ الْمَخْتُوْمِ ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ)

علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو مسلمان کسی برہنہ مسلمان کو کپڑا پہنا دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سبز لباس پہنائیں گے اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائیں گے اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی مہر لگی ہوئی شراب (طہور) پلائیں گے۔ اس کی روایت ابو داؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

۲۳۹۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ[٣٧] يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا اِلَّا كَانَ فِيْ حِفْظٍ مِّنَ اللّٰهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ مِنْهُ خِرْقَةٌ ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس کسی مسلمان نے کسی کو کوئی کپڑا پہنا دیا تو یہ (پہنانے والا مسلمان اس وقت تک اللہ کی حفاظت (اور امان) میں رہے گا جب تک کہ اس کپڑے کی ایک دھجی بھی اس کے (یعنی پہننے والے کے جسم) پر باقی رہے۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

۲۳۹۳ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ[٣٨] اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ام سعد یعنی میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے (اور میں اس کی روح پر ایصال ثواب کے لیے کچھ خیرات کرنا چاہتا ہوں ارشاد ہو کہ) کونسی خیرات افضل ہے (جس سے ان کو ثواب پہونچے) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانی[١] تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھودا، اور کہا، یہ کنواں ام سعد (پر ایصال ثواب) کے لیے (وقف ہے) اس کی روایت ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۲۳۹۴ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ[٣٩]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

---

[١] بہترین صدقہ ہے، اس لیے تم کنواں کھدواؤ تاکہ سب کو اس سے فائدہ پہونچے۔

مَنْ وَسَّعَ عَلٰى عِيَالِهٖ فِيْ نَفَقَتِهٖ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَائِرَ سُنَتِهٖ قَالَ سُفْيَانُ اَنَا قَدْ جَرَّبْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ كَذٰلِكَ رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْهُ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَجَابِرٍ وَضَعَّفَهٗ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَهٗ طُرُقٌ صَحِيْحٌ بَعْضُهَا وَبَعْضُهَا عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص عاشوراء کے دن اپنے اہل وعیال پر نفقہ میں (یعنی کھانا کھلانے وغیرہ میں) وسعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر سال بھر وسعت کریں گے (یعنی خیر وبرکت نازل کریں گے)۔ حضرت سفیان ثوری (جو اس حدیث کے راویوں میں ہیں) فرماتے ہیں، کہ ہم نے اس کا بارہا تجربہ کیا (اور خوب ہی پایا کہ سال بھر وسعت رہی۔ اس حدیث کی روایت رزین نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابُ اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ

یہ باب بہترین صدقہ کے بیان میں ہے

۲۳۹۵ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَحَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى[1] وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ حَكِيْمٍ وَحْدَهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ اور حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہترین خیرات وہ ہے جو ضرورت سے زائد مال میں سے دی جائے اور خرچ کی ابتداء ان لوگوں سے کرو جو تمہارے زیر پرورش ہوں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے صرف حکیم بن حزام سے روایت کی ہے۔

۲۳۹۶ وَعَنْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ[2] وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کونسی خیرات (ثواب کے اعتبار سے) بہترین ہے؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہترین خیرات یہ ہے کہ (غریب آدمی) وسعت کے لحاظ سے خیرات کرے اور خرچ کی ابتداء ان لوگوں سے کرو جو تمہارے زیر پرورش ہوں۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

۲۳۹۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ[3]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد

---

[1] کہ خیرات کے بعد بھی مال اہل وعیال کی ضرورت کے لیے باقی رہے

[2] محنت اور مشقت کرکے جو مال حاصل کرتا ہے اس سے اپنی

الصَّدَقَةِ اَنْ تُشْبِعَ كَبِدًا جَائِعًا۔
(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

فرماتے ہیں کہ بہترین خیرات یہ ہے کہ تو کسی بھوکے کو (خواہ وہ مسلمان ہو، یا کافر ہو، یا جانور) پیٹ بھر کر کھانا کھلادے اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۳۹۸/۴ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى عِيَالِهٖ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى دَابَّتِهٖ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بہترین دینار (یعنی رقم) وہ دینار ہے جس کو آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے اور (وہ دینار بھی بہترین) ہے جس کو آدمی اپنی جہاد کی سواری پر خرچ کرے اور وہ دینار (بھی بہترین) ہے جس کو آدمی اپنے جہاد کرنے والے ساتھیوں پر خرچ کرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۳۹۹/۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدِيْ دِيْنَارٌ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰى نَفْسِكَ قَالَ عِنْدِيْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰى وَلَدِكَ قَالَ عِنْدِيْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰى اَهْلِكَ قَالَ عِنْدِيْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰى خَادِمِكَ قَالَ عِنْدِيْ اٰخَرُ قَالَ اَنْتَ اَعْلَمُ۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا (یا رسول اللہ!) میرے پاس دینار ہیں، ارشاد فرمائیں کہ میں ان کو کیسے خرچ کروں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (پہلے) تو اس کو اپنی ذات پر خرچ کر، انھوں نے عرض کیا کہ (اس کے بعد بھی) میرے پاس (دینار) رہ جاتے ہیں تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو تو اپنی اولاد پر خرچ کر، انھوں نے (پھر) عرض کیا کہ (اس کے بعد بھی) میرے پاس اور دینار (باقی) رہ جاتے ہیں، تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو اس کو اپنی بیوی پر خرچ کر، انھوں نے (پھر) عرض کیا (اس کے بعد بھی) میرے پاس اور دینار (باقی رہ جاتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو اس کو اپنے خادم پر خرچ کر، انھوں نے (پھر) عرض کیا کہ میرے پاس اور دینار رہ جاتے ہیں، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم خود سمجھ دار ہو،

(اس لیے تم جس کو مستحق سمجھتے ہو اسی کو دیدو) اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۲۴۰۰/۶ وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَۃً عَلٰی اَھْلِہٖ وَھُوَ یَحْتَسِبُھَا کَانَتْ لَہٗ صَدَقَۃٌ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب کوئی مسلمان اپنے اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو اس کو خیرات کا ثواب ملتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۴۰۱/۷ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ فِیْ رَقَبَۃٍ وَّدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِہٖ عَلٰی مِسْکِیْنٍ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ عَلٰی اَھْلِکَ اَعْظَمُھَا اَجْرًا اَلَّذِیْ اَنْفَقْتَہٗ عَلٰی اَھْلِکَ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے کہ (انسان اپنے مال کو کئی طریقوں سے خرچ کرتا ہے) ایک (خرچ تو) وہ دینار ہے جس کو تم راہ خدا میں (یعنی جہاد، یا حج یا طلب علم) میں خرچ کرتے ہو، اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم غلام باندی آزاد کرنے میں خرچ کرتے ہو، اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم مسکین پر خیرات کرتے ہو، اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو[۱]، لیکن وہ دینار جس کو تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہو، وہ ثواب کے اعتبار سے سب سے افضل ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۴۰۲/۸ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلِیَ اَجْرٌ اَنْ اَنْفِقَ عَلٰی بَنِیْ سَلَمَۃَ اِنَّمَا ھُمْ بَنِیَّ فَقَالَ اَنْفِقِیْ عَلَیْھِمْ فَلَکِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَیْھِمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ اگر میں ابوسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بچوں پر جو میرے ہی بطن سے ہیں، خرچ کروں تو کیا مجھے ثواب ملے گا۔ تو حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے کہ تم ان پر خرچ کرتی جاؤ، تم جو کچھ خرچ کروگی اس کا ثواب تم کو برابر ملے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۴۰۳/۹ وَعَنْ مَیْمُوْنَۃَ بِنْتِ الْحَارِثِ

ام المومنین حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ

---

[۱] یوں تو ان میں سے تم کو ہر ایک دینار کے خرچ پر ثواب ملتا ہے۔

أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

تعالیٰ عنہا سے روایت ہے (وہ کہتی ہیں) کہ انھوں نے ایک باندی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں آزاد کی، پھر (بعد میں) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر فرمایا، تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اس (باندی) کو اپنے ماموں کو دے دیتیں (جن کو ایک خادم کی ضرورت تھی) اس کا ثواب (آزاد کرانے سے) زیادہ ہوتا (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلہ رحمی کا ثواب خیرات کرنے سے بڑھ کر ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے ۔

۲۴۰۴ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ
۱۰
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ ۔

حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (اجنبی) مسکین کو خیرات دینے سے (صرف) ایک خیرات کا ثواب ملتا ہے اور (غریب) قرابت دار کو خیرات دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے، ایک تو خیرات کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔ اس کی روایت امام احمد ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے ۔

۲۴۰۵ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ
۱۱
أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهٖ إِلَيْهِ بِيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" وَإِنَّ أَحَبَّ مَالِيْ إِلَيَّ بِيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انصار مدینہ میں کھجوروں کے اعتبار سے بہت مالدار تھے اور ان کو سب سے زیادہ محبوب وہ باغ تھا جس کو بیرحاء کہتے تھے، جو مسجد نبوی کے مقابل واقع تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا عمدہ (اور شیریں) پانی پیا کرتے تھے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ،، (تم خیر کامل کبھی حاصل نہ کر سکو گے، یہاں تک کہ تم اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے) تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کئے، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ،،

أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بَخٍ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور بَیْرُحَاءَ (نامی باغ) مجھ کو اپنے مال میں سب سے زیادہ محبوب ہے اس لیے میں اس کو خدا کے نام پر خیرات کرنا چاہتا ہوں اور اس (کو خیرات کرنے سے) اللہ تعالیٰ کے پاس نیکی اور ذخیرہ (آخرت) کی امید رکھتا ہوں پس یارسول اللہ آپ اس کو جہاں مناسب سمجھیں خرچ کریں (یعنی جس کو چاہیں دیدیں) (یہ سُن کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بخ۔ بخ! (واہ واہ! شاباش شاباش) یہ باغ نہایت نفع دینے والا ہے، تم نے جو کچھ کہا میں نے سُن لیا (یعنی مجھے تمہارا منشا معلوم ہو گیا) اب میری رائے میں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اس کو اپنے (محتاج) قرابت داروں میں تقسیم کردو۔ تاکہ صدقہ کا بھی ثواب حاصل ہو اور صلہ رحمی کا بھی) ابوطلحہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا اور طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس باغ کو اپنے قرابت داروں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کردیا، اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۴۰۶ وَعَنْ رَائِطَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ امْرَأَةِ
۱۲
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَكَانَتِ امْرَأَةً صَنْعَاءَ وَلَيْسَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَالٌ فَكَانَتْ تُنْفِقُ عَلَيْهِ وَعَلٰى وَلَدِهٖ مِنْهَا فَقَالَتْ لَقَدْ شَغَلْتَنِيْ وَاللّٰهِ أَنْتَ وَوَلَدُكَ عَنِ الصَّدَقَةِ فَمَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَتَصَدَّقَ مَعَكُمْ بِشَيْءٍ فَقَالَ مَا أُحِبُّ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَكِ فِيْ ذٰلِكَ أَجْرٌ أَنْ تَفْعَلِيْ فَسَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ هِيَ وَهُوَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي امْرَأَةٌ ذَاتُ صَنْعَةٍ أَبِيْعُ مِنْهَا وَلَيْسَ لِوَلَدِيْ وَلَا لِزَوْجِيْ شَيْءٌ فَيَشْغَلُوْنِيْ فَلَا أَتَصَدَّقُ فَهَلْ لِيْ فِيْهِمْ أَجْرٌ فَقَالَ لَكِ فِيْ ذٰلِكَ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ

حضرت رائطہ بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں اور جو ایک ہنرمند صحابیہ ہوئی ہیں، اُن سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے روزگار تھے تو یہ (اپنے ہنر کی آمدنی کو روزانہ) اُن پر اور ان کی اولاد پر خرچ کیا کرتی تھیں۔ چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ خیرات کیا کریں، (یہ ارشاد سن کر) انھوں نے (اپنے شوہر سے) کہا، خدا کی قسم! تم نے اور تمہارے بچوں نے مجھے خیرات کرنے سے روک رکھا ہے (کہ میرے ہنر کی پوری آمدنی تم پر خرچ ہو جاتی ہے) جس کی وجہ سے میں کچھ بھی خیرات نہیں کر سکتی ہوں (یہ سن کر) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر ہم پر خرچ کرنے کی وجہ سے تم ثواب سے محروم ہو رہی ہو تو مجھے بھی پسند نہیں کہ تم ہم پر خرچ کرو، تو یہ دونوں حضرات (میاں بیوی) رسول اللہ

عَلَيْهِمْ فَأَنْفِقِيْ عَلَيْهِمْ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رائطہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ایک ہنر مند عورت ہوں اور (چیزیں بنا کر) فروخت کرتی ہوں اور (اس وقت) میری اولاد اور میرے خاوند کے پاس کچھ بھی (مال) نہیں ہے (چونکہ میں ان پر خرچ کرتی ہوں) اس لیے میں خیرات نہیں کرسکتی ہوں (حضور انور ارشاد ہو کہ) میری آمدنی ان پر خرچ ہو رہی ہے کیا اس کا مجھے اجر و ثواب ملے گا؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک تم ان پر خرچ کروگی تم کو اس کا (برابر) ثواب ملتا رہے گا۔ اس لیے تم ان پر خرچ کرتی جاؤ۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف:۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رائطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی روزانہ کی کمائی سے اپنے شوہر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور اپنی اولاد پر خرچ کیا کرتی تھیں۔

واضح ہو کہ حضرت رائطہ کا ان پر خرچ کرنا مد زکوٰۃ سے نہ تھا، اس کی دلیل شرح معانی الآثار میں اس طرح مذکور ہے کہ خود حضرت رائطہ فرماتی ہیں کہ میں ایک ہنر مند عورت ہوں اور اپنی دستکاری سے روزانہ جو کچھ بناتی ہوں اور اس کی آمدنی کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خرچ کرتی ہوں، (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ) وہ اپنی روزمرہ کی آمدنی کو ہر روز خرچ کر دیتی تھیں، اس لیے مال پر سال کے نہ گزرنے کی وجہ سے زکوٰۃ کے نصاب کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ لہذا معلوم ہوا کہ ان کا خرچ مد زکوٰۃ سے نہ تھا چنانچہ حضرت رائطہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرا حضرت ابن مسعود اور بچوں پر خرچ کرنا ثواب کا موجب ہے یا نہیں! اس سوال سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سوال نفل خیرات کے ثواب سے متعلق تھا، نہ کہ زکوٰۃ سے۔

حضرت رائطہ کا خرچ مد زکوٰۃ سے نہ ہونے پر شرح معانی الآثار میں دوسری دلیل یہ ہے کہ عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ کے مال کو اپنے بچوں پر خرچ کرے، چونکہ حضرت رائطہ جس مال کو اپنے بچوں پر خرچ کرتی تھیں، اسی مال سے اپنے شوہر پر بھی خرچ کیا کرتی تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ وہ مال جس کو بچوں پر خرچ کرتی تھیں وہ مدِ زکوٰۃ میں سے نہ تھا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو مال حضرت رائطہ اپنے شوہر پر خرچ کرتی تھیں وہ بھی مد زکوٰۃ سے نہ تھا۔ ۱۲

۲۳۰/۱۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ جَارَيْنِ اَيُّهُمَا اُهْدِيْ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

قَالَ اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں ان دو میں کس کو تحفہ دوں، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا دروازہ تمہارے (دروازے) سے قریب ہو (اس کے پاس تحفہ بھیجو) اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں پڑوسی کا ذکر ہے، پڑوسی کے تعین میں آئمہ کے اقوال حسب ذیل ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پڑوسی وہ ہے کہ جس کا گھر تمہارے گھر سے ملا ہوا ہو، اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ وہ ہر شخص جو تمہارے محلہ میں رہتا ہو اور محلہ کی مسجد کا نمازی ہو، وہ پڑوسی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پڑوسی کا شمار اپنے گھر کے ہر جانب سے چالیس گھر تک ہوتا ہے اور منتقی میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہی صحیح معلوم ہوتا ہے اور اسی کی صراحت علامہ قاسم نے بھی کی ہے اور قیاس بھی یہی ہے کہ پڑوسی وہی ہے جس کا گھر تمہارے گھر سے متصل ہو (در منتقی، کی عبارت یہاں ختم ہوئی) پڑوسی کے تعین کے بعد پڑوسی سے متعلق حقوق یہ ہیں کہ اگر پڑوسی نادار ہو تو اس کے کھانے، کپڑے اور اس کی امداد سے غافل نہ ہو، اور اگر پڑوسی کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہو جائے تو اس کے دکھ درد میں شریک رہے اور اپنے گھر میں کھانے وغیرہ کے انتظامات کو نمایاں نہ کرے تاکہ وہ رنجیدہ نہ ہو جیسا کہ تفسیرات احمدیہ، در مختار اور رد المحتار کی کتاب الوصایا میں مذکور ہے۔ ۱۲

۲۴۰۸ ۱۴ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَآءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم (گوشت کا) شوربہ پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ کر دو، تاکہ (تم اس کے ذریعہ سے اپنے پڑوسیوں کی مدد کر سکو) اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۴۰۹ ۱۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ رَجُلٌ مُّمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِالَّذِیْ يَتْلُوْهُ رَجُلٌ مُّعْتَزِلٌ فِیْ غُنَيْمَةٍ لَّهٗ يُؤَدِّیْ حَقَّ اللّٰهِ فِيْهَا اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ رَجُلٌ يُّسْئَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِیْ بِهٖ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا میں تم کو سب سے بہتر آدمی کا پتہ نہ دوں، سنو (سب سے بہتر) آدمی وہ ہے جو (ہر وقت) اپنے گھوڑے کی لگام تھامے جہاد فی سبیل کے لیے تیار رہتا ہے (پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو اس شخص کا پتہ نہ دوں جو درجہ میں) اس کے قریب ہے (سنو یہ) وہ شخص ہے جو چند بکریوں کے ساتھ گوشہ تنہائی اختیار کرے اور ان بکریوں پر جو اللہ تعالیٰ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

کا حق ہے (یعنی زکوٰۃ ہے) اس کو ادا کرتا ہے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا، کیا میں تم کو سب سے بُرے آدمی کی خبر نہ دوں (سنو یہ) وہ شخص ہے جس سے اللہ کے نام کا واسطہ دے کر سوال کیا جائے اور (وہ باوجود قدرت رکھنے کے) نہ دیتا ہو، اس کی روایت ترمذی نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ لوگوں میں سب سے بُرا شخص وہ ہے جس سے سائل اللہ کے نام کا واسطہ دے کر مانگے اور وہ نہ دے، اس بارے میں ابن مبارک کا قول مختارات میں اس طرح مذکور ہے کہ جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر یا اللہ کا حق بتا کر مانگے مجھے یہ بات پسند ہے کہ ایسے سائل کو کچھ نہ دیا جائے، اس لیے کہ اس نے دنیوی مال) جس کو اللہ تعالیٰ نے حقیر فرما دیا ہے (اس کے حاصل کرنے کے لیے) اس نے اللہ کے نام کو جو عظمت اور شان والا ہے (ایسی حقیر چیز کے لیے استعمال کیا، یہ قول اس وقت پر محمول ہے جب کہ معلوم ہو کہ سائل حقیقت میں ضرورت مند نہیں ہے، اسی خصوص میں طبرانی نے قوی سند کے ساتھ ایک حدیث حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ یہ ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ اس شخص پر لعنت ہے جو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہو، اور وہ شخص بھی ملعون ہے جس سے اللہ کے نام کا واسطہ دے کر سوال کیا جائے اور (وہ قدرت رکھنے اور سائل کی ضرورت سے واقف ہونے کے باوجود) سائل کو نہ دے، اگر سائل سوال کرتے وقت برا بھلا کہہ دے تو ایسی صورت میں نہ دینے والا لعنت کا مستحق نہیں ہوگا، اور ابو داؤد اور نسائی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت کی ہے جس کو ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے، اور حاکم نے بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق قرار دیا ہے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس حدیث کو مرفوع یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دے کر مانگے تم اس کو دیدو۔

صاحب درمختار اور ردالمحتار نے حضرت ابو موسیٰ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثوں کو بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ مانگنے والا اور نہ دینے والا، یہ دونوں اس صورت میں لعنت کے مستحق قرار دیئے جائیں گے جب کہ مانگنے والا بے ضرورت اور اپنے مال کو بڑھانے کے لیے سوال کرے اور نہ دینے والا اس وقت ملعون ہوگا جب کہ وہ دینے کی قدرت رکھنے اور سائل کی ضرورت سے واقف ہونے کے باوجود نہ دے۔ ۱۲

۲۴۱۰/۱۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنْكُمْ بِاللّٰهِ فَاَعِيْذُوْهُ وَمَنْ سَاَلَ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَاَجِيْبُوْهُ وَمَنْ صَنَعَ اِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص (بطور فریاد کے کسی کے شر سے) اللہ کے نام پر تم سے پناہ مانگے، تو تم اس کو پناہ دیدو اور جو شخص تم سے سوال کرے اور اللہ کے نام پر زکوٰۃ

تُكَافِئُوْنَهٗ فَادْعُوْا لَهٗ حَتّٰى تَرَوْا اَنْ قَدْ كَافَاْتُمُوْهُ ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَآئِيُّ)

چیز مانگے) تو تم اس کو دیدو اور جو شخص کھانے کی دعوت دے تو تم اس کی دعوت کو قبول کر دو، اور کوئی شخص تمہارے ساتھ احسان کرے تو تم بھی (اس کے احسان) کا بدلہ دو (یعنی اس کے ساتھ کوئی نیکی کرو) اور اگر تم ایسا نہ کر سکو تو اس کے لیے دعا کرتے رہو، یہاں تک کہ تم کو یقین ہو جائے کہ تم نے اس (کے احسان) کا بدلہ چکا دیا۔ اس کی روایت امام احمد ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ احسان کرنے والے کا بدلہ احسان سے نہ کر سکیں تو کم از کم جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا (اللہ تعالیٰ تم کو اس کا بہترین بدلہ دے) کہہ دیں تو یہ دعا اس کے احسان کا بدلہ ہو جائے گی ۱۲۔

۲۳۱۱ / ۱۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يُسْاَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ اِلَّا الْجَنَّةَ ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کی ذات (یا اس کے نام کا واسطہ دے کر نہ اللہ سے نہ اس کے غیر سے) بجز جنت (کے کوئی اور چیز نہ مانگی جائے (یعنی لوگوں سے اللہ کا واسطہ دے کر دنیا کی کوئی چیز نہیں مانگنا چاہیئے۔ اس حدیث کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

۲۳۱۲ / ۱۸ وَعَنْ اُمِّ بُجَيْدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رُدُّوا السَّآئِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالنَّسَآئِيُّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ مَعْنَاهُ ۔

حضرت ام بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سائل کو (خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ، کچھ نہ کچھ ضرور دو) اگرچہ وہ جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی روایت امام مالک نسائی نے کی ہے اور ترمذی اور ابو داؤد نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی ہے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْمَرْأَةِ مِنْ مَّالِ الزَّوْجِ

اس باب میں شوہر کے مال سے بیوی کے خیرات کرنے کا بیان ہے

۲۲۱۳ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بیوی اپنے گھر کے کھانے میں سے راہ خدا میں) کچھ خیرات کرتی ہے اور اس خیرات میں اسراف نہیں ہو رہا ہو، تو اس عورت کو اس خیرات کا ثواب ملتا ہے اور اس کے شوہر کو بھی اس کمائی کا ثواب ملتا ہے (جس مال میں سے خیرات دی گئی ہے) اور اسی طرح اس دارونہ کو بھی (خیرات کا ثواب ملتا ہے جو اپنے مالک کی جانب سے اس کے مال میں سے کچھ خیرات کر دے) تینوں کو برابر پورا پورا ثواب ملتا ہے ایک کا ثواب کم کرکے دوسرے کو نہیں دیا جائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ت: مرقات میں محی السنہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خیرات کرے، خواہ وہ اجازت صراحت کے ساتھ ہو یا اشارۃً ہو، اور اسی طرح خادم کے لیے بھی جائز نہیں کہ اپنے مالک کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خیرات کرے، اب رہا مذکورہ حدیث شریف اور وہ حدیثیں جو بعد میں آرہی ہیں اُن میں بغیر اجازت کے بیوی اور خادم کے خیرات کرنے کا جو ذکر ہے وہ اس بناء پر ہے کہ اہل حجاز کی عام عادت یہ تھی کہ وہ اپنی بیوی اور خادموں کو اجازت دے رکھتے تھے کہ اگر سائل آئے تو دیدیا کریں اور مہمان آئے تو مہمان نوازی کیا کریں، علامہ شریف جرجانی نے بھی مشکوٰۃ کے حاشیہ میں ایسا ہی کہا ہے اور علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں کہا ہے کہ اس بارے میں مختلف حدیثیں آتی ہیں، ان میں تطبیق یعنی اختلاف کو دور کرنے کی صورت یہ ہے کہ بیوی اور خادم کو خیرات کرنے کی اجازت کا انحصار ملک کے رواج شوہر اور مالک کی طبیعت، اور جو چیز خیرات کی جارہی ہے اس کی حیثیت پر ہوگا۔ مثلاً کسی ملک کا رواج یہ ہے کہ شوہر اور مالک کی اجازت کے بغیر وہاں خیرات دیدی جاتی ہو، یا شوہر کی طبیعت یہ ہے کہ وہ اجازت کے بغیر اپنی بیوی کی خیرات پر اور مالک اپنے خادم کی خیرات پر راضی رہتے ہوں، یا جو چیز خیرات دی جارہی ہے وہ معمولی حیثیت کی ہے اور زیادہ مدت تک رکھنے سے خراب ہو جاتی ہے، تو ان تمام صورتوں میں بیوی یا خادم کا بغیر اجازت کے خیرات کرنا جائز ہوگا۔ اس کے برخلاف ملک کا رواج ایسا نہ ہو، یا شوہر اور مالک

کی طبیعت میں بخل ہو، اور وہ اجازت کے بغیر خیرات کو پسند نہ کرتے ہوں، یا جو چیز خیرات دی جارہی ہو، شوہر اور مالک کے پاس اہم ہو تو ان تمام صورتوں میں شوہر یا مالک کی اجازت کے بغیر خیرات کا دینا جائز نہ ہو گا۔۱۲

۲۴۱۴ / ۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَیْرِ اَمْرِهٖ فَلَهَا نِصْفُ اَجْرِهٖ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، کہ جب بیوی اپنے شوہر کے مال سے اس کے حکم کے بغیر کچھ خیرات کرے تو اس کو (پورے ثواب کا) آدھا ثواب ملے گا (اور باقی نصف اس کے شوہر کو ملے گا) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۴۱۵ / ۳ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِهٖ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لَا تُنْفِقُ امْرَاَةٌ شَیْئًا مِّنْ بَیْتِ زَوْجِهَا اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا طَعَامٌ قَالَ ذٰلِكَ اَفْضَلُ اَمْوَالِنَا۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حجۃ الوداع کے خطبہ میں یہ فرماتے سنا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی مال خرچ نہ کرے (اس پر) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا، یا رسول اللہ! کیا کھانے میں سے بھی؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (نہیں کھانا بھی خیرات نہ کرے) کھانا تو ہمارا بہترین مال ہے، اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۴۱۶ / ۴ وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا بَایَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ النِّسَآءَ قَامَتِ امْرَاَةٌ جَلِیْلَةٌ كَاَنَّهَا مِنْ نِّسَآءِ مُضَرَ فَقَالَتْ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اِنَّا كَلٌّ عَلٰی اٰبَآئِنَا وَاَبْنَآئِنَا وَاَزْوَاجِنَا فَمَا یَحِلُّ لَنَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ قَالَ الرَّطْبُ تَاْكُلْنَهٗ وَتُهْدِیْنَهٗ۔

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی تو (ایک قوی اور جسیم عورت کھڑی ہوئی جو غالباً قبیلہ مضر کی عورتوں میں سے تھیں عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم اپنے باپ بیٹے اور شوہروں کے زیر پرورش ہوتی ہیں (ارشاد فرمائیے کہ ان کی اجازت کے بغیران کے مال سے) ہمیں کیا چیز (خیرات کرنا) جائز ہے، (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کچی چیزیں (جو جلد خراب

لہ اجازت کے بغیر بیوی کے لیے خیرات کرنا جائز نہیں ہے، حالانکہ وہ روپیہ پیسہ کے مقابلہ میں معمولی چیز ہے تو)

ہو جاتی ہوں مثلاً سالن، دودھ اور کچا میوہ وغیرہ) تم ان کو کھاؤ اور ہدیہ کے طور پر بھی بھیج سکتی ہو (جس کا عام طور پر رواج بھی ہے) اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

۲۳۱۷/۵ وَعَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى اٰبِي اللَّحْمِ قَالَ اَمَرَنِيْ مَوْلَايَ اَنْ اُقَدِّدَ لَحْمًا فَجَاءَنِيْ مِسْكِيْنٌ فَاَطْعَمْتُهُ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِيْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَدَعَاهُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهٗ فَقَالَ يُعْطِيْ طَعَامِيْ بِغَيْرِ اَنْ اٰمُرَهٗ فَقَالَ الْاَجْرُ بَيْنَكُمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوْكًا فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَتَصَدَّقُ مِنْ مَالِ مَوَالِيَّ بِشَيْءٍ قَالَ نَعَمْ وَالْاَجْرُ بَيْنَكُمَا نِصْفَانِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو ابی اللحم رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، اُن سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) میرے آقا نے مجھے حکم دیا کہ میں گوشت کے کباب بناؤں اتنے میں ایک فقیر آ گیا، تو میں نے اس گوشت میں سے اس کو کچھ کھلا دیا میرے آقا کو (جب) یہ معلوم ہوا تو انھوں نے مجھے مارا، پس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور یہ واقعہ بیان کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے آقا کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ تم نے عمیر کو کیوں مارا ہے انھوں نے عرض کیا کہ میری اجازت کے بغیر یہ میرا کھانا دیدیا کرتا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس قسم کی خیرات کا تم دونوں کو ثواب ملے گا (حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا منشا یہ نہیں کہ غلام مالک کے مال میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے) بلکہ غلام کو مارنے سے منع فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ مالک کو اس بات کی تسلی دی جائے کہ اس قسم کی خیرات سے دونوں کو ثواب ملتا ہے اور اس ثواب کو جو غلام کی خیرات سے مالک کو مل رہا ہے غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ اور ایک دوسری روایت میں اس طرح مروی ہے کہ عمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میں اپنے آقاؤں کے مال سے کچھ خیرات کر سکتا ہوں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں! (خیرات کر سکتے ہو) اور اس کا ثواب تم کو اور تمہارے مالکوں کو برابر برابر ملے گا۔

۲۳۱۸/۶ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِيْنُ الَّذِيْ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ امانت دار مسلمان خزانچی

يُعْطِيْ مَا أَمَرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهٖ نَفْسُهٗ فَيَدْفَعُهٗ إِلَى الَّذِيْ أَمَرَ لَهٗ بِهٖ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

جو اپنے مالک کے حکم سے مطابق بلا کم و کاست خوش دلی سے اس شخص کو خیرات دے کہ جس کو مالک نے دینے کا حکم دیا ہے تو وہ بھی دو خیرات کرنے والوں میں سے ایک ہو گا (یعنی اس کو بھی مالک کی طرح خیرات کرنے کا ثواب ملے گا) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۳۱۹ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّيْ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارِ قُطْنِيْ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ لِيْ أَبَوَانِ أَبَرُّهُمَا حَالَ حَيَاتِهِمَا فَكَيْفَ لِيْ بِبِرِّهِمَا بَعْدَ مَوْتِهِمَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْمَوْتِ أَنْ تُصَلِّيَ لَهُمَا مَعَ صَلٰوتِكَ وَتَصُوْمُ لَهُمَا مَعَ صِيَامِكَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ کا یک انتقال ہو گیا اور اس کو بات چیت کرنے کا موقع ملتا تو میرا خیال ہے کہ ضرور خیرات کرنے کی وصیت کرتی۔ اب اگر میں اس کی جانب سے خیرات دوں تو کیا اس کو اس خیرات کا ثواب ملے گا؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں (اس کو ضرور ثواب ملے گا) اور دار قطنی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ جب زندہ تھے میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرتا تھا، اب دونوں انتقال کر چکے ہیں تو ان کی موت کے بعد کس طرح ان کے ساتھ سلوک کروں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز پڑھتے ہو تو اپنی نمازوں کے ساتھ ساتھ ان کے لیے بھی نفل نماز پڑھ لیا کرو اور (اس کا ثواب ان کی ارواح کو ہدیہ دو) اسی طرح جب تم روزہ رکھتے ہو اپنے روزوں کے ساتھ ساتھ ان کے لیے بھی نفل روزہ رکھ لیا کرو۔ (اور اس کا ثواب بھی) ان کی ارواح کو ایصال کیا کرو۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ میت کو خیرات کا ثواب پہنچتا ہے ہدایہ کے باب الحج عن الغیر میں لکھا ہے کہ ہمارے علماء نے صراحت کی ہے کہ انسان کے لیے یہ جائز ہے کہ اپنے نیک عمل کا تو دوسرے کو ثواب بخشے خواہ وہ نماز ہو، یا روزہ یا خیرات اور اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے کہ اہل سنت وجماعت کا مسلک یہ ہے کہ فرائض کے علاوہ نوافل کا ثواب دوسروں کو پہنچتا ہے، چنانچہ امام عبد اللہ یافعی نے اپنی کتاب روضۃ الریاحین میں لکھا ہے کہ شیخ اجل علامہ عز الدین عبد السلام کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا، فرما رہے تھے کہ ہم دنیا میں ایصال ثواب کے قائل نہ تھے، لیکن یہاں یعنی عالم برزخ میں آنے کے بعد معلوم ہوا کہ میت کو بھیجا ہوا ثواب پہنچتا ہے ۱۲۔

بَابُ مَنْ لَّا يَعُوْدُ فِي الصَّدَقَةِ

یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جس کو خیرات دے کر واپس نہ لینا چاہیئے۔

۱۲۲۰ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِيَهٗ وَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يَبِيْعُهٗ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاكَهٗ بِدِرْهَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو (جو جہاد میں جا رہا تھا اور جس کے پاس گھوڑا نہ تھا) راہِ خدا میں ایک گھوڑا دے دیا اس نے اس گھوڑے کو لاپرواہی سے رکھا اور اس کو دبلا کر دیا، میں نے چاہا کہ اس کو خرید لوں، اور میرا خیال تھا کہ وہ اس کو سستی قیمت پر فروخت کر دے گا، پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا آپ نے فرمایا اس کو نہ خریدو اور اپنے صدقہ کو واپس نہ لو، اگرچہ کہ وہ تمہیں ایک ہی درہم میں کیوں نہ بیچ دے، اس لیے کہ اپنی خیرات کو واپس لینے والا ایسے کتے کی طرح ہے جو اپنی قئے کو پھر چاٹ لے اور ایک، دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ تم اپنی خیرات کو واپس نہ لو، اس لیے کہ اپنی خیرات کو واپس لینے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قئے کو پھر چاٹ لے، اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱۲۲۱ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ تَصَدَّقْتُ عَلٰى اُمِّيْ بِجَارِيَةٍ وَاِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ وَجَبَ اَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيْرَاثُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک خاتون حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں نے اپنی ماں کی خدمت کے لیے ایک باندی دی تھی اور میری والدہ کا انتقال ہو گیا (اور وہ باندی وراثت میں واپس مجھے مل گئی ہے، اب میں اس کو لے سکتی ہوں یا نہیں؟) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (باندی دینے کا) ثواب تو تمہیں مل گیا اور اب وراثت نے اس

(باندی) کو تمہارے پاس واپس کردیا ہے (اس لیے تم اس کو لے لو) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۴۲۲ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ[3] قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنٌ قَالَ فِي الْجَوْهَرِ النَّقِيِّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص انتقال کر جائے اور اس پر ایک مہینہ کے روزے قضاء ہوں تو (اس کے ولی کو) چاہیے کہ ہر روزے کے بدلہ ایک مسکین کو (دو وقت کا) کھانا کھلائے اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور الجوہر النقی میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

۲۴۲۳ وَفِي رِوَايَةٍ لِلطَّحَاوِيِّ عَنْ عَمْرَةَ[4] بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْتُ لِعَائِشَةَ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامُ رَمَضَانَ أَيَصْلُحُ أَنْ أَقْضِيَ عَنْهَا فَقَالَتْ لَا وَلٰكِنْ تَصَدَّقِي عَنْهَا مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ عَلٰى مِسْكِيْنٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِكِ قَالَ فِي عُمْدَةِ الْقَارِيِّ هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ ۔

حضرت عمرہ بنت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے اور ان پر رمضان کے روزے قضاء رہ گئے ہیں کیا میرے لیے ان کی طرف سے روزوں کی قضاء جائز ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، نہیں، بلکہ ان کی طرف سے روزے رکھنے کی بجائے تمہارے لیے بہتر یہ ہے کہ تم ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو خیرات دے دیا کرو (مرقات اور عمدۃ الرعایہ میں مذکور ہے کہ ایک روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو ایک فطرہ کی مقدار غلہ دیا جائے، واضح ہو کہ ایک فطرہ کی مقدار دو کیلو گیہوں ہوتے ہیں) اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے کی ہے، اور عمدۃ القاری میں کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

۲۴۲۴ وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَتْ إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ[5] قَطُّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا ۔

اور مسلم کی ایک روایت میں (بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی، ایک خاتون نے حاضر ہوکر) عرض کیا کہ میری والدہ نے حج نہیں کیا تھا (اور ان کا انتقال ہوگیا ہے) کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں! تم ان کی طرف سے حج کر لو۔

ف: واضح ہو کہ عبادات کی تین قسمیں ہیں، ایک محض مالی جیسے زکوٰۃ دوسرے محض بدنی جیسے نماز، اور تیسرے مالی اور بدنی

مشترک جیسے حج، پہلی قسم کی عبادات (یعنی محض مالی جیسے زکوٰۃ) میں اختیار اور ضرورت دونوں حالتوں میں نیابت درست ہے اس لیے کہ مالی عبادات میں نیابت سے مقصود یہ کہ اللہ کے واسطے مال خرچ کیا جائے تو حاصل ہو جاتا ہے۔

دوسری قسم کی عبادات (یعنی محض بدنی) میں کسی صورت میں (صحت ہو یا مرض) نیابت درست نہیں، اس لیے کہ بدنی عبادات میں اتعاب نفس (یعنی انسان کا اپنے نفس کو مشقت میں ڈالنا) مقصود ہے اور نیابت سے یہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

تیسری قسم کی عبادات یعنی مالی اور بدنی مشترک میں عجز کی صورت میں نیابت درست ہے۔ بشرطیکہ وہ عجز دائمی ہو اور حج فرض ہو چکا ہو، البتہ نفل حج ادا کرنا چاہتا ہو تو قدرت کے باوجود اپنے نائب کے ذریعہ حج بدل کروانا درست ہے۔

نیابت یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی طرف سے اس کی عبادات کو ادا کرے۔ (یہ مضمون ہدایہ سے ماخوذ ہے)

کِتَابُ الصَّوْمِ یہ کتاب روزے کے بیان میں ہے

ف: صوم کے معنی شریعت میں اپنے نفس کو کھانے پینے اور جماع سے نیت کے ساتھ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک روکنے کے ہیں، روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے، مدینہ منورہ میں ہجرت کے ڈیڑھ برس بعد رمضان کے روزے فرض ہوئے اللہ تعالیٰ نے کئی عظیم فائدوں کی وجہ سے روزہ کو فرض کیا ہے منجملہ ان فوائد کے ایک تو نفس امارہ کی اصلاح ہے کیونکہ جب روزہ کی وجہ سے نفس کو بھوکا رکھا جاتا ہے تو تمام اعضاء جسمانی سیر رہتے ہیں۔ ہر عضو اپنی اپنی خواہشات سے رک جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مائل ہو جاتا ہے۔ مثلاً آنکھ دیکھنے کے گناہ سے، زبان بولنے کے گناہ سے اور کان سننے کے گناہ سے اور فرج شہوت کے گناہ سے محفوظ رہتے ہیں، جس سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے اس کے برخلاف جب نفس روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے کھا پی کر سیر رہتا ہے تو سارے اعضاء بھوکے ہو جاتے ہیں اور گناہ کے کاموں پر مائل ہو جاتے ہیں جس سے دل سیاہ ہونے لگتا ہے۔

روزہ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ روزہ رکھنے سے روزہ دار میں غرباء پر شفقت اور مہربانی کرنے کی صفت پیدا ہوتی ہے اس لیے کہ روزہ دار روزہ کی حالت میں بھوک کی جو تکلیف محسوس کرتا ہے تو وہ اس احساس کی وجہ سے غریبوں سے اچھا سلوک کرتا ہے جس کا اجر اس کو اللہ کے پاس مل جاتا ہے۔

روزہ کا ایک اور فائدہ یہ بھی ہے کہ روزہ دار کو روزہ کی وجہ سے فقراء کے حال سے موافقت پیدا ہو جاتی ہے، فقراء تو اکثر بھوکے ہی رہتے ہیں اور بھوک کی تکلیف برداشت کرتے ہیں اور روزہ دار روزہ رکھ کر بھوک کی تکلیف کو برداشت کر کے فقراء کے حال سے مشابہت پیدا کر لیتا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا درجہ بلند ہوتا ہے چنانچہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک شخص سخت سردی کے موسم میں حاضر ہوا۔ اس نے دیکھا کہ آپ کے جسم پر کپڑے نہیں ہیں اور سردی سے کانپ رہے ہیں، انھوں نے دریافت کیا کہ آپ نے ایسی سردی میں اپنے کپڑے کیوں اُتار دیئے ہیں تو حضرت بشر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا بھائی! فقراء بہت ہیں اور میں ان کو کپڑے دے سکتا ہوں تو اس لیے میں کپڑے اُتار کر سردی کو برداشت کر رہا ہوں تاکہ ان کی اس تکلیف میں شریک ہو جاؤں (یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے) ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۔

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ اگلوں پر فرض ہوئے تھے، کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے گنتی کے دن ہیں۔ (سورۃ البقرہ، ۱۸۳)

ف: خیال رہے کہ اسلام میں اولاً صرف عاشوراء کا روزہ فرض تھا یعنی پورے سال میں صرف ایک روزہ، پھر ہر مہینہ میں تین روزے فرض ہوئے، ایام بیض تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں چاند کے، پھر اس آیت کریمہ سے ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے اور پہلے روزوں کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔

وقولہٗ "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ"، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۂ بقر پ۲ ع۲۳ میں) ماہ رمضان وہ (برکت والا مہینہ) ہے جس میں قرآن نازل ہوا، جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل میں فرق کرنے کی کھلی نشانیاں ہیں، تو جو شخص اس مہینہ کو پالے اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہیئے۔

۲۲۲۵ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں[1] اور ایک روایت میں ہے روزہ دار کو ایسے اعمال کی توفیق ہوتی ہے جن سے وہ جنت کا مستحق ہو جاتا ہے) اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں (یعنی روزہ دار تزکیہ نفس کی وجہ سے ایسے گناہ اور ایسے اعمال بد سے بچ جاتا ہے جو دوزخ میں پہنچانے کا باعث ہوتے ہیں) اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے[2] اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں رمضان المبارک کی فضیلت کا بیان ہے کہ مسلمان نے جب روزہ رکھا اور پیٹ خالی ہوا تو اکثر گناہوں سے بچا تو رحمت الٰہی کو جوش ہوا، بہشت کے دروازے کھلے، دوزخ بے کار ہوگئے، شیطان بند ہوگئے کیونکہ انسان پر شیطان کا قابو پیٹ بھرنے پر ہوتا ہے، چنانچہ اکثر بے نمازی بھی رمضان میں روزہ رکھتے ہیں اور نماز شروع کر دیتے ہیں اور یہی دلیل ہے شیطان کے قید ہونے کی، بہرحال رمضان المبارک کی برکت میں کوئی شبہ نہیں۔ ۱۲

۲۲۲۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات آجاتی ہے تو

[1] یعنی اللہ کی رحمت پے درپے نازل ہوتی رہتی ہے، نیک اعمال بغیر کسی رکاوٹ کے آسمان پر اٹھا لئے جاتے ہیں، دعائیں قبول ہوتی ہیں)

[2] جس کی وجہ روزہ دار شیاطین کے وسوسوں اور گناہوں کی ترغیب سے محفوظ ہو جاتا ہے)

الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَۃُ الْجِنِّ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَّیُنَادِیْ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَ لِلّٰهِ عُتَقَآءُ مِنَ النَّارِ وَ ذٰلِكَ كُلَّ لَیْلَۃٍ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَ رَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ رَجُلٍ)

شیاطین اور سرکش جن پابند کئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کا کوئی دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جنت کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایک منادی یہ ندا کرتا ہے ، اے طالب خیر متوجہ ہو جاؤ اور خیر کی جانب آ جا) اور اے شر پسند (گناہوں سے) باز آ جا (کہ یہ گناہوں سے توبہ کرنے کا وقت ہے) اور اللہ تعالیٰ (اس مہینہ میں گناہ گاروں) کو دوزخ سے نجات دیتے ہیں اور (یہ ندا رمضان المبارک میں) ہر رات ہوا کرتی ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے ، اور امام احمد نے بھی اس کی روایت کی ہے۔

ف:۔ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رمضان المبارک میں شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں، اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ شیاطین کو اور سرکش جنوں کو اس لیے قید کیا جاتا ہے تاکہ وہ روزہ داروں کے دلوں میں وسوسے نہ ڈالیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ رمضان المبارک میں اکثر گناہ گار اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور بعض لوگوں کو جو دیکھا جاتا ہے کہ رمضان المبارک میں بھی گناہوں سے توبہ نہیں کرتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ شیاطین کے بہکانے کے پرانے اثرات ان کے دلوں میں جمے رہتے ہیں اور وہ اپنی عادت کے مطابق برائی کرتے رہتے ہیں۔ ۱۲

۲۴۲۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ صِیَامَهٗ تُفْتَحُ فِیْهِ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ تُغْلَقُ فِیْهِ اَبْوَابُ الْجَحِیْمِ وَتُغَلُّ فِیْهِ مَرَدَۃُ الشَّیَاطِیْنِ لِلّٰهِ فِیْهِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَیْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَآئِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارے پاس رمضان کا بابرکت مہینہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں، اس مہینہ میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت پے درپے نازل ہوتی رہتی ہیں) اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں (یعنی روزہ دار تزکیۂ نفس کی وجہ سے ایسے گناہوں سے بچ جاتا ہے جو دوزخ میں پہونچانے کا باعث ہوتے ہیں) اور سرکش شیطانوں کی گردنوں میں طوق ڈالا جاتا ہے (یعنی شب قدر میں عبادت ہے) اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ (کے تجلیات) کی ایک خاص رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے (یعنی شب قدر میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینہ

عبادات کرنے کے برابر ہے) جو شخص اس رات کی نیکی سے محروم رہا وہ یقیناً ہر طرح کی خیر و برکات سے محروم رہا[۱] اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے۔

۲۲۲۵/۴ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَّنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (یہ مبارک) مہینہ تمہارے پاس آگیا ہے، تو تم اس کو غنیمت سمجھو، دن میں روزے رکھا کرو، اور رات میں تراویح پڑھا کرو) اور اس میں ایک ایسی رات ہے (جس میں عبادت کرنا) ہزاروں مہینوں کی راتوں (میں عبادت کرنے) سے بہتر ہے[۲] کہ جو اس (شب قدر) کی بھلائیوں (یعنی اس میں عبادت کرنے کی توفیق) سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا، اور اس کے (برکات سے) وہی محروم رہتا ہے جو بے نصیب ہے اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۲۲۹/۵ وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ماہ شعبان کے آخری دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا اور اس (خطبہ) میں ارشاد فرمایا کہ ایک بڑے مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے جو برکت والا مہینہ ہے، یہ ایک ایسا (مبارک) مہینہ ہے جس میں ایک ایسی رات ہے (جس میں عبادت کرنا) ہزار مہینوں (کی راتوں) میں عبادت (یعنی تراویح پڑھنے) کو سنت (مؤکدہ) قرار دیا ہے، جو شخص اس مہینے میں کسی نیک کام کو بطور نفل کے ادا کرے، اور اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہے تو وہ اس شخص کے برابر ہے جو کسی اور مہینہ میں فرض عبادت ادا کرتا ہے (یعنی اس مہینہ کی نفل عبادت اجر اور ثواب میں دوسرے مہینوں

---

[۱] یعنی جس کو شب بیداری کی توفیق نہ ہوئی یا اول شب یا آخر شب عبادت نہ کی تو وہ شب قدر کی برکات سے محروم رہا۔

[۲] اس لیے تم شب قدر کو اس مہینہ کی ہر رات میں عبادت کر کے تلاش کرو تاکہ تم اس کی برکات کو حاصل کر لو اس لیے)

ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةٌ لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَاُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

کی فرض عبادت کے برابر ہے) اور جو شخص اس (مہینہ) میں فرض عبادت کرے تو (اجر و ثواب پانے میں) وہ اس شخص کی طرح ہے جو کسی دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کرے، یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ (محتاجوں سے) ہمدردی کرنے کا ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کو افطار کرائے تو یہ اس شخص کے گناہوں کی بخشش کا سبب ہے اور دوزخ سے اس کی نجات کا ذریعہ ہے، اور اس شخص کو اس روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب ملتا ہے اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی (راوی نے) کہا کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو اتنی طاقت نہیں کہ روزہ دار کو افطار کرا سکیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو یہ ثواب دیتے ہیں جو کسی روزہ دار کو دودھ کی لسی پلائے یا کھجور کھلا دے یا (کم از کم) پانی کا ایک گھونٹ ہی پلا دے! اور جو شخص کسی روزہ دار کا پیٹ بھر دے گا تو اللہ تعالیٰ میرے حوض (کوثر) سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے کہ وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا اور یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء (یعنی پہلا عشرہ) رحمت ہے اور درمیان (یعنی دوسرا عشرہ) بخشش ہے اور آخر (یعنی تیسرا عشرہ) دوزخ سے نجات اور جو شخص اپنے (روزہ دار) باندی اور غلام سے کم کام لے، تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیں گے اور اس کو دوزخ سے نجات دیں گے اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۴۳۰ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِّنْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جن میں سے ایک دروازے کا نام ریّان (خوب سیراب کرنے والا) ہے اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے

بر جنت میں) داخل ہوں گے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۴۳۱ (۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے عقیدت اور ایمان کے ساتھ (خلوص نیت سے) ثواب حاصل کرنے کے لیے رمضان کے روزے رکھے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو عقیدت اور ایمان کے ساتھ (خلوص نیت سے) رمضان میں عبادت کرے (یعنی تراویح، تلاوت قرآن اور ذکر میں مشغول رہے) تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۴۳۲ (۸) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللهُ تَعَالَى إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان کے ہر نیک عمل کا ثواب زیادہ کیا جاتا ہے اس طرح کہ ایک نیکی (کا ثواب) دس گناہ سے سات سو گناہ تک بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ روزہ کا ثواب اس سے بھی زیادہ ہے کیونکہ روزہ میرے لیے ہے اور روزہ کا بدلہ میں ہی دوں گا کہ روزہ دار میری (خوشنودی) کے لیے اپنی خواہش اور اپنا کھانا چھوڑ دیتا ہے، روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی افطار کے وقت (کہ روزہ پورا ہوا) اور بھوک پیاس کا غلبہ جاتا رہا، اور دوسری خوشی (آخرت میں) اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت (کہ اللہ تعالیٰ سے مل کر روزہ کا ثواب حاصل کرے گا) اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے پاس مشک کی بو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور روزہ ڈھال ہے (کہ روزہ دار اس سے دنیا میں شیطان کے شر سے اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے محفوظ رہتا ہے لہذا تم میں سے جب کوئی روزہ دار ہو تو فحش کلامی نہ کرے اور نہ شور مچائے اور اگر اسے کوئی برا کہے یا اس سے لڑنے کا ارادہ کرے تو

وہ اس سے کہدے کہ میں روزہ دار ہوں (مجھے لڑنا یا گالی
دینا زیب نہیں ہے اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم
نے متفقہ طور پر کی ہے ۔

* * *

ف:۔ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے ۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے کہا ہے کہ اس پر یہ لازم نہیں آتا کہ روزہ دار مسواک کے ذریعہ سے اپنے منہ کی بو کو دور نہ کرے ، جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث شریف سے استدلال کیا ہے کہ روزہ دار کے لیے زوال کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے حالانکہ روزہ دار منہ کی بو کو حدیث شریف میں مشک کی خوشبو سے جو بہتر قرار دیا گیا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ماں) اپنے بچہ کے پیشاب کے بارے میں کہتی ہے کہ میرے بچہ کا پیشاب مجھے عرق گلاب سے زیادہ پسند ہے ، ماں کے اس طرح کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ بچہ کا پیشاب ناپاک نہیں ہے کہ جس کو دھونے کی ضرورت نہیں ، اسی طرح حدیث شریف میں جو ارشاد ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو مجھے مشک سے زیادہ پسند ہے ، اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسواک ہی نہ کرے اور بو کو باقی رہنے دے ، انشاء اللہ اس مسئلہ کی مزید تفصیل "باب تنزیہ الصوم" میں آئے گی ، فقہاء احناف میں صاحب قدوری رحمہ اللہ اور مالکی فقہاء میں ابن العربی رحمہ اللہ نے اور شافعی فقہاء میں ابو عثمان صابونی ، ابو بکر ابن السمعانی وغیرہ نے یقین کے ساتھ کہا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو کے بارے میں حدیث شریف میں جو ذکر ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اظہار خوشنودی اور شرف قبولیت ہے ۔ اور قاضی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ دار کو آخرت میں اس طرح بدلہ دے گا کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو آخرت میں مشک کی خوشبو سے زیادہ مہک اٹھے گی ، اور شیخ تقی الدین ابن الصلاح اور شیخ عز الدین عبد السلام اس بارے میں مختلف الرائے ہیں کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو کا تعلق دنیا سے ہے یا آخرت سے ہے ؟ امام عز الدین عبد السلام کا مسلک یہ ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو آخرت میں ہو گی دنیا میں نہیں جس طرح شہداء کے خون کے بارے میں صراحت ہے اور انھوں نے مسلم کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس کو امام احمد اور نسائی نے عطاء کی سند سے روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "اَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" یعنی روزہ دار کے منہ کی خوشبو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس مشک سے زیادہ خوشبودار ہو گی" ، یہ مضمون عمدۃ القاری میں مذکور ہے اور امام ابن الہمام نے کہا ہے کہ حدیث شریف سے یہ لازم نہیں آتا کہ روزہ دار کے لیے مسواک کرنا مکروہ قرار دیا جائے ۔ اس بناء پر کہ مسواک سے روزہ دار کے منہ کی بو زائل ہو جاتی ہے ، حالانکہ مسواک سے دانتوں کی زردی زائل ہوتی ہے اور منہ کی بو زائل نہیں ہوتی ، جو حقیقت میں خلو معدہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور مسواک سے پیٹ تو نہیں بھرتا کہ خلو معدہ دفع ہو ، اور منہ کی بو زائل ہو جائے ۔

عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ دار کے منہ کی بو کی تعریف اس لیے فرمائی ہے تاکہ لوگ روزہ دار کے منہ کی بو کی وجہ سے کہیں اس سے بات کرنا چھوڑ نہ دیں ، اور اس طرح فرمانے سے یہ مطلب نہیں کہ روزہ دار مسواک نہ کرے ، اور اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کو خوشبو وغیرہ کی احتیاج تو نہیں ، وہ تو ہر چیز سے بے نیاز اور غنی ہیں تو اس طرح یقین کے ساتھ ہم اس نتیجہ پر پہونچ گئے ہیں کہ حدیث شریف کا یہ مفہوم نہیں کہ منہ

کی بو کر باقی رکھا جائے اور مسواک نہ کریں، بلکہ مفہوم یہ ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو کی وجہ سے لوگ اس سے بات کرنے میں کنارہ کشی نہ کریں اور اس سے نفرت نہ کریں، کیونکہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے پاس قیامت کے دن مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہوگی۔ ۱۲۔

۲۴۳۳
۹
وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَىْ رَبِّ اِنِّىْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِىْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِىْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (ماہ رمضان کے) روزے اور قرآن (کی تلاوت) یہ دونوں روزہ دار بندہ کی شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا، اے پروردگار میں نے اس کو دن میں کھانے پینے اور خواہشات کی تکمیل سے روک رکھا تھا۔ پس اس (روزہ دار) کے حق میں میری شفاعت قبول فرما (اور اس کے گناہوں کو بخش دے) اور قرآن کہے گا اے پروردگار میں نے اس (قرآن پڑھنے والے) کو رات کی نیند سے روک رکھا تھا (کہ یہ تراویح اور تہجد میں قرآن پڑھا کرتا تھا) پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول کر (اور اس کو جنت میں بلند درجات عطا فرما) پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۴۳۴
۱۰
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ اُطْلِقُ كُلَّ اَسِيْرٍ وَاُعْطِىَ كُلَّ سَائِلٍ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آجاتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر قیدی کو چھوڑ دیتے، اور ہر سائل کو دیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

ف:۔ اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان میں ہر قیدی کو چھوڑ دیتے تھے، اس بارے میں مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ رمضان المبارک میں بندوں کو دوزخ سے نجات دیتے ہیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اخلاق کی پیروی میں قیدیوں کو جو حقوق اللہ یا حقوق العباد سے ماخوذ ہوں، ان کو چھوڑ دیتے تھے، حقوق اللہ کے بارے میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار تھا کہ قیدیوں کو چاہیں تو چھوڑ دیں اس اختیار کی وجہ سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان میں ہر قیدی کو چھوڑ دیتے تھے۔ اب رہا حقوق العباد تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فریقین کے درمیان تصفیہ فرما کر ایسے قیدیوں کو بھی چھوڑوا دیتے تھے۔ ۱۲۔

۲۴۳۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْجَنَّۃَ تَزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ اِلٰی حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَاِذَا کَانَ اَوَّلُ یَوْمٍ مِّنْ رَمَضَانَ ھَبَّتْ رِیْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ عَلَی الْحُوْرِ الْعِیْنِ فَیَقُلْنَ یَا رَبِّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ عِبَادِکَ اَزْوَاجًا تُقِرُّ بِھِمْ اَعْیُنَنَا وَتُقِرُّ اَعْیُنَھُمْ بِنَا۔

(رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جنت رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے ، ابتداء سال سے آخر سال تک جب رمضان المبارک کا پہلا دن ہوتا ہے تو حور عین پر جنت کے پتوں کی ہوا عرش کے نیچے سے چلتی ہے تو حوریں کہتی ہیں کہ اے رب! اپنے (نیک روزہ دار اور عبادت گزار) بندوں میں سے ہمارے لیے ایسے شوہر عطا فرما جن سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہو ، اور ان کی آنکھوں کو ہم سے مل کر ٹھنڈک حاصل ہو۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۴۳۶ (۱۲) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ یُغْفَرُ لِاُمَّتِہٖ فِیْ اٰخِرِ لَیْلَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَھِیَ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰکِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا یُوَفّٰی اَجْرَہٗ اِذَا قَضٰی عَمَلَہٗ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امت محمدیہ (کے ہر روزہ دار) کی بخشش رمضان کی آخری رات میں کر دی جاتی ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ لیلۃ القدر ہے؟ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ، نہیں! بلکہ کام کرنے والے کو اس کے کام کے ختم پر ہی اس کا پورا معاوضہ دیا جاتا ہے (اسی طرح روزہ دار کو روزوں کے ختم پر بخش دیا جاتا ہے) اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رمضان کی آخری شب ہر روزہ دار کی بخشش کی جاتی ہے ، اس سے مراد عید کی شب ہے کہ اس پر ماہ رمضان کا روزہ ختم ہوتا ہے اور اس کی بڑی فضیلت ہے۔ ۱۲

بَابُ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

چاند دیکھنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ
مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ .

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے.
تم سے (لوگ) نئے چاند کو پوچھتے ہیں، تم فرما دو
وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے (سورۃ البقرہ، ۱۸۹)

شان نزول: یہ آیت حضرت معاذ بن جبل اور اور ثعلبہ بن غنم انصاری کے جواب میں نازل ہوئی، ان دونوں حضرات نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چاند کا کیا حال ہے۔ ابتداء میں بہت باریک نکلتا ہے، پھر روز بروز بڑھتا ہے یہاں تک کہ پورا روشن ہو جاتا ہے، پھر گھٹنے لگتا ہے اور یہاں تک گھٹتا ہے کہ پہلے کی طرح باریک ہو جاتا ہے ایک حالت پر نہیں رہتا اس سوال سے مقصد چاند کے گھٹنے بڑھنے کی حکمتوں کو دریافت کرنا تھا۔

ف: چاند کے گھٹنے بڑھنے کے فوائد اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں کہ وہ وقت کی علامتیں ہیں اور لوگوں کے ہزارہا دینی و دنیوی کام اس سے متعلق ہیں زراعت، تجارت، لین دین کے معاملات، روزے عیدین کے اوقات، عورتوں کی عدتیں، حیض کے ایام، حمل اور دودھ پلانے کی مدتیں اور دودھ چھڑانے کے وقت اور حج کے اوقات اس سے معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ابتداء میں جب چاند باریک ہوتا تو دیکھنے والا جان لیتا ہے کہ یہ ابتدائی تاریخیں ہیں اور جب چاند پورا روشن ہوتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مہینے کی درمیانی تاریخ ہے اور جب چاند چھپ جاتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ مہینہ ختم پر ہے، اسی طرح ان کے مابین ایام میں چاند کی حالتیں دلالت کیا کرتی ہیں، پھر مہینوں سے سال کا حساب ہوتا ہے، یہ وہ قدرتی جنتری ہے جو آسمان کے صفحہ پر ہمیشہ کھلی رہتی ہے اور ہر ملک اور ہر زبان کے لوگ پڑھے بھی اور بے پڑھے بھی سب اس سے اپنا حساب معلوم کر لیتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۲۲۳۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تک (رمضان کا) چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور جب تک (عید کا) چاند نہ دیکھ لو روزہ ختم نہ کرو، اور اگر (ابر کی وجہ سے) تم لوگوں کو چاند نظر نہ آئے تو اندازہ کرو (یعنی رمضان کے دنوں کو گن لو اور تیس دن کی تکمیل کرو) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مہینہ (کبھی) انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے تو

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

تم لوگ اس وقت تک روزہ نہ رکھو۔ جب تک چاند نہ دیکھ لو) اگر (ابر کی وجہ سے، تم چاند نہ دیکھ سکو، تو رمضان کے) پورے تیس دن (کے روزوں کی) تکمیل کیا کرو، اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث میں ارشاد ہے کہ (اگر ابر کی وجہ سے تم چاند نہ دیکھ سکو تو رمضان کے) روزوں کا اندازہ کرو (یعنی رمضان کے دنوں کو گن لو، اور پورے تیس دن کی تکمیل کرلو) اس بارے میں قنیہ میں شمس الائمہ حلوائی سے منقول ہے کہ رمضان کے روزے رکھنے اور چھوڑنے کے لیے شرط یہ ہے کہ رویت ہلال ہو اور اس بارے میں تقویم اور جنتری والوں کے قول کو نہ اختیار کیا جائے اور مجد الائمہ ترجمانی سے بھی منقول ہے کہ بجز شاذ ونادر کے جملہ اصحاب ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا اسی پر اتفاق ہے کہ اس بارے میں حساب دانوں کے قول پر اعتماد نہیں کیا جائے، اور نہ ان کے حساب کا اعتبار ہوگا اگرچہ یہ لوگ ثقہ اور عادل ہوں اور علامہ مازری نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد "فَاقْدِرُوْا لَہٗ"، یعنی دنوں کو گن لو اور تیس دن کی تکمیل کرو) سے مراد یہی ہے کہ تیس دن کی تکمیل کی جائے جیسا کہ دوسری حدیث میں "فَاقْدِرُوْا لَہٗ" کی تفسیر "فَاکْمِلُوا الْعِدَّۃَ ثَلَاثِیْنَ" کے الفاظ سے کی گئی ہے (یعنی چاند دکھائی نہ دینے کی صورت میں رمضان کے پورے تیس دن کی تکمیل کرلو) اس لیے "فَاقْدِرُوْا لَہٗ" سے جنتری اور دوسرے حساب کا مراد لینا درست نہیں، اس لیے کہ لوگوں کو اگر جنتری اور حساب کا مکلف بنایا جائے تو ان پر دشواری ہوگی، کیونکہ حساب اور نجوم سے بہت کم لوگ واقف ہوتے ہیں اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی عام فہم چیزوں کے ذریعے احکام دیتے ہیں۔ جن کے سمجھنے میں کسی کو دقت نہ آئے بلکہ ہر شخص سمجھ سکے، اسی بنا پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کے روزوں کے بارے میں ایک واضح اور فیصلہ کن حکم دیدیا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دو۔ ظاہر ہے کہ اس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے اور اسی کو حجاز، عراق، شام اور مغرب کے فقہاء نے اختیار کیا ہے جن میں امام مالک امام شافعی امام اوزاعی امام ثوری اور امام ابوحنیفہ اور آپ کے جملہ تلامذہ ہیں، اور اسی کو اکثر محدثین نے اختیار کیا ہے (یہ پورا مضمون رد المحتار، در مختار اور عمدۃ القاری سے ماخوذ ہے) ۱۲۔

۲۲۳۸ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوْا عِدَّۃَ شَعْبَانَ ثَلَاثِیْنَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور (عید کا) چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دو، اور اگر (۲۹ ر شعبان کو ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کر لو) اور اسی طرح ۲۹ ر رمضان کو ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو رمضان کے تیس روزے پورے کرلو، اس کے بعد عید کرو) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۴۳۹/۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَا لَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهٖ ثُمَّ يَصُوْمُ لِرُؤْيَةِ رَمَضَانَ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَّ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ صَامَ۔

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ہر سال) شعبان کے مہینے کے دنوں کو ایک ایک کر کے خوب یاد رکھتے تھے کہ دوسرے مہینوں کے دنوں کو اس طرح گن گن کر یاد نہیں رکھتے تھے، اور اگر (شعبان کی تیسویں کو) ابر کی وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہ آتا، تو شعبان کے مہینہ کے تیس دن شمار میں لے لیا کرتے اور پھر رمضان کا روزہ شروع فرماتے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۴۴۰/۴ وَعَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَةَ تَرَاءَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَلَقِيْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا إِنَّا رَأَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَقَالَ أَيَّ لَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوْهُ قُلْنَا لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَدَّهٗ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لِلَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوْهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ أَهْلَلْنَا رَمَضَانَ وَنَحْنُ بِذَاتِ عِرْقٍ فَأَرْسَلْنَا رَجُلًا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ أَمَدَّهٗ لِرُؤْيَتِهٖ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ۔

ابوالبختری رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ (کوفہ سے) عمرہ کرنے کے لیے نکلے، جب ہم مقام بطن نخلہ پر ٹھہرے (جو طائف اور مکہ کے درمیان ہے) تو چاند دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے (چاند دیکھ کر) لوگوں نے کہا یہ تیسری رات کا چاند ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ دوسری رات کا (چاند) ہے، پھر ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جا کر ملے، تو ہم نے کہا کہ (فلاں رات کو) ہم نے چاند دیکھا، بعضوں نے کہا کہ وہ تیسری رات کا ہے اور بعضوں کا خیال تھا کہ وہ دوسری رات کا ہے (یہ سن کر) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دریافت کیا کہ تم نے کس رات میں چاند دیکھا؟ تو ہم نے بتلایا کہ فلاں رات کو (ہم نے چاند دیکھا تھا، یہ سن کر) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (رمضان کو) چاند دیکھنے پر موقوف رکھا ہے، پس جس رات کو تم نے چاند دیکھا تھا (رمضان کو) اسی رات سے شمار کرو (یعنی اگر تم نے ۲۹ ویں کو چاند دیکھا تو ۲۹ کو شمار کرو، اور اگر تیسویں کو چاند دیکھا تو تیسویں کو شمار کرو کیونکہ کہ چاند دیکھنے کی یہی دو تاریخیں ہیں) ایک دوسری روایت میں ابوالبختری سے ہی اسی طرح مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رمضان کا چاند مقام ذات عرق

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہیں دیکھا اور ایک شخص کو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں (مسئلہ) دریافت کرنے کے لیے روانہ کیا (کہ آج چاند کی کونسی تاریخ ہے؟) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (رمضان کے) چاند دیکھنے کی ایک تاریخ (یعنی ۲۹ ویں شعبان) مقرر فرمائی ہے۔ پس اگر چاند (ابر کی وجہ سے) نظر نہ آئے تو (ماہ شعبان کے) تیس دن کو پورے شمار کر لو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٤٤١ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَعَقَدَ الْاِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ ثُمَّ قَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ تَمَامَ ثَلَاثِيْنَ يَعْنِيْ مَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ وَمَرَّةً ثَلَاثِيْنَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم (عرب) قوم اُمّی لوگ ہیں، حساب وکتاب نہیں جانتے (یعنی مہینوں کے شمار کے بارے میں ہمارا عمل نجوم کے قاعدوں پر نہیں ہے، بلکہ یاد رکھو کہ مہینہ ۲۹ دن کا یا تیس دن کا ہوتا ہے۔ اس کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ کر کے فرمایا) مہینہ اتنا اتنا اور اتنا اور اتنا ہوتا ہے (یعنی دو مرتبہ آپ نے دونوں ہاتھوں کی دس انگلیوں کو کھول کر شمار کر کے بتایا) اور تیسری بار (ایک ہاتھ کے) انگوٹھے کو بند کر کے شمار فرمایا (اس طرح پہلی دو مرتبہ بیس کی تعداد اور تیسری بار آخر میں نو کے عدد کو بتلا کر ۲۹ شمار فرمایا

اس کے بعد آپ نے دونوں ہاتھوں کی دس دس انگلیوں کو کھول کر تین دفعہ اشارہ کر کے بتایا اور) فرمایا، کہ مہینہ اتنا اور اتنا ہوتا ہے، پورے تیس دن کا ہوتا ہے یعنی کبھی مہینہ ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے، اس کی

بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۴۴۲ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُوالْحَجَّةِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ عید کے دو مہینے رمضان اور ذوالحجہ ایسے ہیں کہ (فضیلت اور ثواب ہیں کم نہیں ہوتے) اگرچہ کہ وہ ۲۹ دن ہی کیوں نہ ہوں، اس حدیث شریف کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ عید کے دو مہینے (ایسے) ہیں کہ ان (کے) اجر و ثواب) میں کمی نہیں کی جاتی۔ اس بارے میں عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ ابر کی وجہ سے ایام حج کے تعین میں غلطی ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے ایک دن کی کمی یا زیادتی ہوجاتی ہے جس طرح آخری رمضان میں تاریخ عید کے تعین میں غلطی ہوا کرتی ہے۔ ایام حج کے تعین میں غلطی ہوا کرتی ہے۔ ایام حج کے تعین میں غلطی کی صورت یہ ہے کہ ذوالقعدہ کے چاند دیکھنے میں ابر کی وجہ سے غلطی ہوجائے کہ ایک دن بڑھ جائے یا ایک دن گھٹ جائے تو عرفہ، ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو ہو جائے گا اور اگر ایک دن بڑھ جائے تو عرفہ دس ذوالحجہ کو آجائے گا اور حقیقت میں وقوف عرفہ نویں ذوالحجہ کو ہونا چاہیئے تھا، اس وجہ سے وہ لوگ جو غلطی کی وجہ سے آٹھویں ذوالحجہ کو وقوف عرفہ کریں یا دسویں ذوالحجہ کو وقوف عرفہ کریں تو ان کو وقوف عرفہ کا وہی ثواب ملے گا جو ٹھیک نویں ذوالحجہ کو وقوف عرفہ کرنے والوں کو ملتا ہے اور ابن بطال رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اسی طرح رمضان اگر ۲۹ دن ہو جائے تو اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جاتی، بلکہ پورے تیس دن کا ثواب دیا جاتا ہے، اور حضرت عطاء حضرت حسن بصری، امام ابوحنیفہ اور اور امام شافعی رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ ۱۲

۲۴۴۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ أَوْ لِآخَرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص رمضان کے ایک یا دو دن قبل روزہ نہ رکھے، ہاں! مگر وہ شخص رمضان سے قبل روزہ رکھ سکتا ہے جو روزہ رکھنے کا عادی ہو[1] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یا کسی اور صحابی

[1] مثلاً کوئی شخص دوشنبہ یا پنجشنبہ کا روزہ رکھا کرتا ہو، اور اتفاق سے یہ معین دن رمضان سے پہلے آگیا تو ایسا شخص اپنا روزہ رکھ سکتا ہے

اَصُمْتَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ فَاِذَا اَفْطَرْتَ فَصُمْ یَوْمَیْنِ ۔

(رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالطَّحَاوِیُّ اَیْضًا)

سے جو ہر مہینہ کے آخر میں نفل روزہ رکھا کرتے تھے) ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے شعبان کے آخری دنوں کے روزے رکھے انھوں نے جواب دیا جی نہیں (میں نے آپ کے منع فرمانے کی وجہ سے ان دونوں کے روزے نہیں رکھے ہیں) اس پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم (جب رمضان کے) روزے ختم کر لو تو دو روزے رکھ لو اس حدیث کی روایت ابوداؤد، نسائی اور طحاوی نے بھی کی ہے ۔

۲۴۴۴
۸
وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَصُوْمُ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ اِلَّا اَنَّہٗ کَانَ یَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ ۔ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَرَوٰی اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ نَحْوَہٗ ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلطَّحَاوِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقْرِنُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ ۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو متواتر دو مہینے روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھی، لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ماہ شعبان میں مسلسل نفل روزے رکھ کر شعبان (کے نفل روزوں) کو رمضان کے فرض روزوں) سے ملا دیتے تھے۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور طحاوی کی ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم (شعبان میں نفل روزے رکھ کر) شعبان کو رمضان (کے فرض روزوں) سے ملا دیتے تھے)

ف: احادیث مذکورہ بالا میں دو باتوں کا ذکر ہے ایک یہ کہ شعبان کے آخری دنوں میں کوئی روزہ نہ رکھے دوسرے یہ کہ شعبان کے آخری دنوں میں روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ بظاہر ان حدیثوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ حدیثیں باہم معارض نہیں ہیں، اس لیے کہ شعبان کے آخری دنوں میں روزہ رکھنے کی ممانعت اس شخص سے متعلق ہے جو رمضان کی نیت سے شعبان کے آخری دن روزہ رکھ لے۔ کیونکہ شعبان کی تیسویں شب کو ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آنے کی بناء پر تیسویں شعبان کو یوم الشک کہا جاتا ہے اور اس دن رمضان کی نیت سے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اور وہ حدیثیں جن سے آخری شعبان میں روزہ رکھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، وہ ایسے

لہ کیوں کہ شعبان کے آخری دنوں میں روزے رکھنا ان کے لیے ممنوع ہے، جو عادتاً ان دنوں میں روزہ نہ رکھتے ہوں، تم چونکہ اس کے عادی ہو، اس لیے یہ ممانعت تم سے متعلق نہیں اس لیے تم رمضان کے بعد یہ روزے رکھ لو

شخص سے متعلق ہیں جو مطلقاً نفل کی نیت سے روزہ رکھے یا وہ عادتاً آخر ماہ میں روزے رکھا کرتا ہو یا عادتاً ہفتہ کے کسی دن روزہ رکھا کرتا ہو اور یہ دن اتفاق سے آخری شعبان میں آپڑے قضاء روزوں کو رکھنا چاہتا ہو تو ایسا شخص آخر شعبان میں روزہ رکھ سکتا ہے یہ درمختار، ردالمحتار، فتح القدیر، عمدۃ القاری، شرح معانی الآثار سے ماخوذ ہے اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے یوم الشک میں نفل کی نیت سے روزہ رکھ لیا ہو اور بعض تحقیق ہوئی کہ وہ دن رمضان کا ہے تو فرض روزہ ہو جائے گا۔ ۱۲

۲۲۴۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَحْصُوْا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ رمضان (کے چاند کی صحت کی خاطر) شعبان کے چاند (کو دیکھ کر شعبان کے دنوں) کا شمار کرو (تاکہ یہ تحقیق ہو جائے کہ شعبان کا مہینہ ۲۹ دن کا ہے یا تیس دن کا) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۲۴۶ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْهِلَالَ يَعْنِيْ هِلَالَ رَمَضَانَ فَقَالَ اَتَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا بِلَالُ اَذِّنْ فِي النَّاسِ اَنْ يَّصُوْمُوْا غَدًا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ وَذَكَرَ الْبَيْهَقِيُّ اَنَّهٗ جَاءَ مِنْ طُرُقٍ مَوْصُوْلًا مِّنْ طُرُقٍ مُّرْسَلًا وَاِنْ كَانَتْ طُرُقُ الْاِتِّصَالِ صَحِيْحَةً۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تو انھوں نے جواب دیا ہاں! (میں اللہ ہی کے معبود ہونے کی گواہی دیتا ہوں) پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا ہاں! (میں اس کا بھی اقرار کرتا ہوں) تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا کہ اعلان کردو کہ لوگ کل سے روزہ رکھیں۔ اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث مختلف طرق سے آئی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "اَذِّنْ فِي النَّاسِ اَنْ يَّصُوْمُوْا غَدًا" (اعلان کردو کہ لوگ کل سے روزہ رکھیں، اس بارے میں مرقات میں لکھا ہے کہ اگر رمضان کا روزہ مطلقاً صوم کی نیت سے رکھا جائے یعنی

یہ کہا جائے کہ کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں اور یہ نہ کہے کہ کل رمضان کے روزے کی نیت کرتا ہوں، اس طرح مطلق روزہ کی نیت کرنے سے رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا۔ ۱۲۔

۲۲۲۹ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَرَاءَى النَّاسُ الْهِلَالَ فَأَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ فَصَامَ وَاَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ النَّوَوِيُّ اِسْنَادُهٗ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ (رمضان کا) چاند دیکھنے کے لیے جمع ہوئے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اس کی روایت ابو داؤد اور دارمی نے کی ہے اور حاکم نے بھی اس کی روایت کی ہے اور ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام نووی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

ف، مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہلال رمضان کی گواہی ایک شخص بھی دیدے تو اس کی گواہی معتبر ہے۔ اس بارے میں ہدایہ، عالمگیری اور اعلاء السنن میں لکھا ہے کہ آسمان ابر آلود ہونے سے یا کسی اور وجہ سے رمضان کا چاند دکھائی نہ دے، اور ایک عادل یعنی دیندار پرہیزگار اور سچے آدمی نے گواہی دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے تو ایسے شخص کی گواہی قبول کی جائے گی، خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کے برخلاف عید کا چاند مطلع صاف نہ ہونے سے دکھائی نہ دے تو ایسی صورت میں ایک شخص کی گواہی کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ ایسے دو آدمیوں کی گواہی ضروری ہوگی، جو معتبر اور پرہیزگار ہوں اور اگر مطلع بالکل صاف ہو تو ایک یا دو آدمیوں کی گواہی معتبر نہ ہوگی، چاہے وہ رمضان کا چاند ہو یا عید کا، بلکہ ایسی صورت میں ایک بڑی تعداد کا چاند کے دیکھنے کے بارے میں گواہی دینا ضروری ہوگا۔ ۱۲۔

بَابٌ

اس باب میں روزے کے متفرق مسائل کا بیان ہے

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ ،
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔
اور کھاؤ اور پیؤ یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے (پوپھٹ کر) پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔ (سورۃ البقرہ ۱۸۷)

ف: یہ آیت حضرت صرمہ بن قیس صحابی کے حق میں نازل ہوئی، آپ محنتی آدمی تھے، ایک دن بحالت روزہ دن بھر اپنی زمین میں کام کر کے شام کو گھر آئے، بیوی سے کھانا مانگا، وہ کھانے میں مصروف ہوئیں اور یہ تھکے ہوئے تھے، آنکھ لگ گئی، جب کھانا تیار کر کے انہیں بیدار کیا تو انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا، کیونکہ اس زمانہ میں سو جانے کے بعد روزہ دار پر کھانا پینا ممنوع ہو جاتا تھا، اور اسی حالت میں دوسرا روزہ رکھ لیا، ضعف انتہا کو پہنچ گیا تھا، دوپہر کو غشی آ گئی، اس موقع پر ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی، اور رمضان کی راتوں میں ان کے سبب سے کھانا پینا مباح فرمایا گیا، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انابت ورجوع کے باعث قربت حلال ہوئی۔

ف: رات کو سیاہ ڈورے سے اور دن کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی گئی ہے، مطلب یہ ہے کہ تمہارے لیے رمضان شریف کی راتوں میں مغرب سے صبح تک کھانا پینا مباح فرمایا گیا۔

ف: آیت مذکورالصدر میں ارشاد ہے ”ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ“ (یعنی صبح صادق سے) رات تک روزے کو پورا کر لیا کرو۔ اس آیت میں ”ثُمَّ“ کا حرف لایا گیا ہے اور ثُمَّ عربی زبان میں تراخی یعنی مہلت کے لیے آتا ہے، چونکہ حرف ثُمَّ آیت شریف میں اَلْفَجْرِ کے بعد وارد ہوا ہے اور مِنَ الْفَجْرِ سے سحری کے وقت کا ختم ہونا ثابت ہو گیا۔ اب رہا روزہ کی نیت تو اس بارے میں فقہاء حنفیہ حرف ثُمَّ سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر رات ہی میں روزہ کی نیت کر لی جائے تو درست ہے اور اگر رات میں روزہ کی نیت نہیں کی گئی بلکہ دن میں روزہ کی نیت کی گئی تو روزہ درست ہوگا بشرطیکہ زوال سے پہلے تک نیت کر لی جائے۔

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ”سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صوم وصال یعنی بغیر کچھ کھائے پیئے مسلسل دو یا تین روزے رکھنا حرام ہے اس لیے کہ آیت شریف میں رات تک روزہ رکھنے کا حکم ہے اور رات شروع ہوتے ہی روزہ ختم ہو جاتا ہے، اس لیے رات شروع ہونے کے بعد پھر روزہ کی نیت کر لینا حرام ہوگا جیسا کہ کشاف مدارک، اور تفسیرات احمدیہ میں صراحت کی گئی ہے ۱۲۔

۲۴۴۵ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِى السُّحُوْرِ بَرَكَةً۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سحری کا کھانا کھاؤ اس لیے کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے (برکت سے مراد اتباع سنت، ثواب اور روزہ رکھنے کی قوت ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۲۴۹ وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ دَعَانِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَى السَّحُوْرِ فِىْ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلُمَّ اِلَى الْغَدَاۤءِ الْمُبَارَكِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَآئِىُّ)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک مرتبہ) مجھے رمضان میں سحری کھانے کے لیے بلوایا اور ارشاد فرمایا کہ تم (اس) بابرکت کھانے کے لیے آؤ۔ اس کی روایت ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۲۲۵۰ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے روزوں اور اہل کتاب (یعنی یہود ونصاریٰ) کے درمیان فرق سحری کا کھانا ہے، یعنی ہم سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں، اور وہ سحری کھائے ہو بغیر روزہ رکھتے ہیں) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۲۵۱ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نِعْمَ سَحُوْرُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں مسلمان کی بہترین سحری کھجور ہے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

۲۲۵۲ وَعَنْ سَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوا الْفِطْرَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، کہ لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے، جب تک وہ افطار میں جلدی کریں گے (یعنی آفتاب کے غروب ہوتے ہی افطار کریں گے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

۲۲۵۳ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَحَبُّ عِبَادِىْ اِلَىَّ اَعْجَلُهُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

فِطْرًا۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

میرے بندوں میں سے مجھے وہ بندہ سب سے زیادہ پیارا ہے جو (غروب آفتاب کے ساتھ ہی) افطار کرنے میں جلدی کرے اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۲۵۴ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الدِّيْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِاَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى يُؤَخِّرُوْنَ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار کرنے میں جلدی کریں گے، کیونکہ یہود ونصاریٰ (افطار کرنے میں) دیر کرتے ہیں۔ اس کی روایت داؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ یہود اور نصاریٰ افطار کرنے میں دیر کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ان کے اس عمل کی مخالفت کر کے افطار میں جلدی کرنی چاہئے اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ اعداء اسلام کے اعمال کی مخالفت میں اسلام کا غلبہ اور شوکت کا انحصار ہے اور اسی پر دین کا مدار ہے ۱۲۔

۲۲۵۵ وَعَنْ اَبِيْ عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ لَهَا مَسْرُوْقٌ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُوْ عَنِ الْخَيْرِ اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ فَقَالَتْ مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَتْ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو عطیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور مسروق (دونوں) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے دو صحابی ہیں جو نیکی اور بھلائی کے کاموں سے پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں، ان میں سے ایک مغرب کی نماز پڑھنے اور افطار کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور دوسرے صحابی ہیں جو مغرب کی نماز پڑھنے اور افطار کرنے میں تاخیر کرتے ہیں، (یہ سن کر) ام المومنین نے دریافت کیا کہ مغرب کی نماز پڑھنے اور افطار کرنے میں جلدی کرنے والے صحابی کون ہیں؟ مسروق نے جواب دیا کہ وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تو ام المومنین نے ارشاد فرمایا، کہ ہاں! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی مغرب کی نماز پڑھنے اور افطار کرنے میں جلدی فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۲۵۶ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ اَحَدُکُمْ وَالْاِنَآءُ فِیْ یَدِہٖ فَلَا یَضَعْہُ حَتّٰی یَقْضِیَ حَاجَتَہٗ مِنْہُ ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی (فجر کی) اذان سن لے اور وہ سحری کھا رہا ہو اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو، تو وہ اس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی حاجت پوری کر لے، اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف:۔ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ کوئی شخص سحری کھا رہا ہو اور وہ فجر کی اذان سن لے تو وہ اپنے کھانے کو نہ چھوڑے، بلکہ اس کو پورا کرے، اس بارے میں بیہقی نے کہا ہے کہ یہ حکم اس زمانہ سے متعلق ہے جب کہ ایک اذان صبح صادق سے پہلے دی جاتی تھی جیسا کہ مسلم کی ایک روایت میں مذکور ہے۔ اِنَّہٗ یُنَادِیْ یَرْجِعُ قَآئِمُکُمْ وَیُوْقِظُ نَآئِمَکُمْ، کہ (بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس لیے (صبح صادق سے پہلے) اذان دیتے ہیں تاکہ تہجد پڑھنے والا اپنی تہجد کو ختم کر دے، اور سونے والا (نماز فجر کی تیاری کرکے لیے نیند سے) جاگ اٹھے، تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ اس اذان اول کے وقت ابھی سحری کا وقت باقی رہتا تھا تو جو (اس وقت سحری کھا رہا ہو اس کو اپنی سحری پوری کر لینی چاہیئے، کیونکہ روزہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔ کوکب دری میں ایسا ہی مذکور ہے ۱۲

۲۴۵۷ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَآ اَقْبَلَ اللَّیْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس وقت کہ (مشرق کی طرف سے) سیاہی نمودار ہو جائے (اور مغرب کی طرف) دن ختم ہو جائے (یعنی آفتاب ڈوب جائے، تو روزہ دار کو چاہیئے کہ افطار کرلے (کیونکہ اب روزہ ختم ہو چکا ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۴۵۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اِنَّکَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاَیُّکُمْ مِّثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (امت کو) صوم وصال (یعنی افطار یا سحر کے وقت کچھ کھائے پیئے بغیر دو دن یا تین دن لگاتار روزہ رکھنے سے) منع فرمایا ہے (یہ سن کر) ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ خود صوم وصال رکھا کرتے ہیں (اس پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں مجھ جیسا کون ہے، اس لیے کہ میں رات گزارتا ہوں، اور میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اس کی روایت بخاری

اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف:۔ اس حدیث شریف میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے اور خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم صوم وصال رکھا کرتے تھے اس بارے میں جمہور کا مسلک یہ ہے کہ صوم وصال حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خصوصیات سے ہے، اس لیے امت کو صوم وصول رکھنا جائز نہیں ہے۔ صوم وصال میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو جو غذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا کرتی تھی، اس بارے میں علماء کے کئی اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ہر شب جنت سے غذا ملا کرتی تھی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ غذا سے مراد قوت اور توانائی ہے کہ جس کی وجہ سے صوم وصال میں بھوکے اور پیاسے رہنے کے باوجود عبادات میں کوئی فرق نہیں آتا تھا اور قول مختار یہ ہے کہ غذا روحانی مراد ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قلب انور پر معارف اور لذت مناجات اور لطائف الٰہیہ کا فیضان ہوا کرتا تھا جس کی وجہ سے حضور صوم وصال میں سرشار رہتے اور کچھ کھانے پینے کی حاجت ہی نہ ہوتی تھی۔ مرقات اور اشعۃ اللمعات۔ ۱۲

۲۴۵۹/۱۲ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهٗ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّؤَذِّنَ فِي النَّاسِ مَنْ كَانَ لَمْ يَصُمْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ كَانَ اَكَلَ فَلْيُتِمَّ صِيَامَهٗ اِلَى اللَّيْلِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت سلمہ ابن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے قبیلۂ اسلم کے ایک آدمی کو عاشوراء یعنی دسویں محرم کو یہ حکم دے کر روانہ فرمایا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دے کہ جس کسی شخص نے (آج) عاشورہ کے دن روزہ نہیں رکھا ہے (اور کچھ کھایا پیا بھی نہیں ہے) تو وہ اب روزہ کی نیت کرلے) اور روزہ رکھ لے، اور اگر کسی نے (آج) کچھ کھا پی لیا ہے تو وہ شام تک احتراماً کچھ نہ کھائے نہ پئے (یہ حکم اس زمانہ سے متعلق ہے جب کہ رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے اور یوم عاشورا کا روزہ فرض تھا اور فرض روزہ کے دن اگر کوئی شخص صبح کچھ کھا پی لے تو اس کو چاہیئے کہ احتراماً اب شام تک کچھ نہ کھائے نہ پیئے) اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ اَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُوْرَآءَ اِلٰى قُرَى الْاَنْصَارِ مَنْ اَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ اَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ قَالَتْ فَكُنَّا نَصُوْمُهٗ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ

ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ عاشوراء کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انصار کی بستیوں میں آدمی روانہ فرما کر یہ اعلان فرمایا کہ اگر کسی نے روزہ رکھے بغیر صبح کی ہے (یعنی صبح صادق کے بعد کچھ کھا پی لیا) تو وہ آج دن کے باقی حصہ میں کچھ نہ کھائے اور اگر کسی نے آج (صبح

الْعِهْنِ فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّيْ إِذًا صَائِمٌ.

ف: نیت کے اعتبار سے روزے کی تین قسمیں ہیں۔

صادق کے بعد، کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو وہ اب روزہ کی نیت کر کے) روزہ رکھ لے ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس حکم کی بناء پر ہم عاشوراء کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھوایا کرتے تھے (اور بچوں کو عاشوراء کے روزہ کا عادی بنانے کے لیے) ان کے لیے (رنگین) اون کے کھلونے بنا دیا کرتے تھے اور اگر کوئی بچہ کھانے کے لیے رو پڑے تو ہم اس کو یہ (کھلونا) دیدیا کرتے تاکہ وہ (کھلونا) افطار تک اس کے پاس رہے اور وہ کھلونے میں مشغول رہ کر صبر کرے) اور بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ قریش زمانہ جاہلیت میں یوم عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی قبل اسلام یوم عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو خود بھی روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یوم عاشوراء کے روزہ کو (بطور فرض) ترک فرما دیا۔ اب اگر کوئی چاہتا تو (بطور نفل) روزہ رکھتا اور اگر کوئی چاہتا تو روزہ نہ رکھتا۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ کچھ کھانے کو ہے! ہم نے کہا کچھ نہیں ہے یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں تو اب (روزہ کی نیت کر کے) روزہ رکھ لیتا ہوں (ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ چاہے فرض ہو یا نفل، ہر دو صورتوں میں دن میں زوال سے پہلے تک روزہ کی نیت کرنا جائز ہے، رات ہی سے نیت کرنا شرط نہیں)

(۱) ایسا روزہ جو اس خاص دن میں فرض ہو، جیسے ماہِ رمضان کا روزہ، تو ایسے روزے میں جائز ہے کہ نیت رات ہی سے کی جائے یا دن میں قبل از زوال کرنی چاہیئے۔
(۲) نفل روزہ کی اس میں بھی نیت رات ہی سے کرنا شرط نہیں ہے، بلکہ دن میں زوال سے پہلے تک کی جا سکتی ہے۔
(۳) ایسا روزہ جو مذکورہ دونوں، روزوں کے سوا ہو، جیسے کفارہ کا روزہ یا رمضان کی قضا کا روزہ، تو ایسے روزوں میں رات ہی سے نیت کرنا شرط ہے، اگر دن میں نیت کی جائے تو روزہ درست نہ ہوگا۔

۲۴۶۰ ۱۳ وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُوْرٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَلَمْ يَذْكُرْ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ غَيْرُ التِّرْمِذِيِّ فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى۔

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو شخص افطار کرنا چاہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ کھجور سے افطار کرے، اس لیے کہ کھجور برکت (کا سبب ہے اور زیادتی ثواب کا باعث ہے)، اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے افطار کرے اس لیے کہ پانی (معدہ کو پاک کرنے والا ہے) اس کی روایت امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۲۴۶۱ ۱۴ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُّصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٌ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِّنْ مَّاءٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز (مغرب) سے پہلے تازہ کھجوروں سے افطار فرمایا کرتے تھے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے ہی افطار فرما لیا کرتے اور خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی پی لیتے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۴۶۲ ۱۵ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا أَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَمُحْيِ السُّنَّةِ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَقَالَ صَحِيْحٌ۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے یا کسی مجاہد کے لیے اس کے ساز و سامان میں مدد کرے تو ایسے شخص کو (جس کی خدمت اس نے کی ہے) اس کے مثل ثواب ملے گا[1]۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں اور محی السنۃ نے شرح السنۃ میں کی ہے اور محی السنۃ نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

[1] یعنی افطار کرانے والے کو روزہ دار کے ثواب کے برابر اور مجاہد کی امداد کرانے والے کو مجاہد کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا۔

۲۴۶۳ / ۱۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب افطار فرما لیتے تو (یہ دعا) پڑھتے۔
پیاس دور ہوئی اور رگیں تر ہوئیں اور ان شاء اللہ ثواب ضرور ملے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۴۶۴ / ۱۷ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ مُرْسَلًا)

حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب افطار فرما لیتے تو یہ (دعا) پڑھتے۔
اے اللہ میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ تَنْزِيْهِ الصَّوْمِ

یہ باب ان چیزوں کے بیان میں جن سے روزہ کو بچانا ضروری ہے (خواہ وہ مفسدات ہوں یا مکروہات)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ،
اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْاٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا، وہ تمہاری لباس ہیں، اور تم ان کے لباس اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا، تو اب ان سے صحبت کرو، اور طلب کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو، اور کھاؤ اور پیو، یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے (سورۃ البقرہ، ۱۸۷)

ف: پہلی شریعتوں میں افطار کے بعد کھانا پینا اور مجامعت کرنا نماز عشاء تک حلال تھا، نماز عشاء کے بعد یہ سب چیزیں شب میں بھی حرام ہو جاتی تھیں، یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک باقی تھا، بعض صحابہ کرام سے رمضان شریف کی راتوں میں عشاء کے بعد مباشرت وقوع میں آئی، ان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، اس پر

یہ حضرات نادم ہوئے، اور بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہوئے اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بیان کر دیا گیا کہ آئندہ کے لیے رمضان شریف کی راتوں میں مغرب سے لے کر طلوع صادق تک مجامعت کرنا حلال کیا گیا۔

ف: آیتِ صدر میں ارشاد ہے۔ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ الخ یعنی کھاؤ اور پیو اس وقت تک کہ تمہارے لیے سفید خط (صبح صادق کی روشنی) سیاہ خط (صبح کاذب کی سیاہی) سے واضح ہو جائے، اس بارے میں امام محمد رحمہ اللہ نے موطا میں لکھا ہے کہ آیت کریمہ کے الفاظ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ سے مراد حَتّٰى مَطْلِعَ الْفَجْرِ کے ہیں، یعنی طلوع فجر (صبح صادق) تک مسلمان کو اجازت ہے کہ وہ اپنی بیوی سے مجامعت کرے اور کھائے پئے تو ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ غسل جنابت لازمی طور پر صبح صادق کے بعد ہی ہوگا، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ جائز ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہ اور ہمارے فقہاء کا ہے اور قاضی بیضاوی نے کہا ہے کہ چونکہ صبح صادق تک مجامعت جائز ہے اس سے اس بات کی دلیل حاصل ہوتی ہے کہ غسل جنابت میں تاخیر جائز ہے اور صبح صادق کے بعد غسل جنابت کیا جا سکتا ہے، اسی لیے اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں صبح کرے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ جنابت روزہ کے منافی نہیں ہے اور علامہ طیبی نے کہا ہے کہ چونکہ مجامعت صبح صادق تک جائز ہے، اس لیے اگر کسی نے اپنی بیوی سے صبح صادق تک جماع کیا ہو تو اس کے لیے ممکن نہیں کہ وہ صبح صادق سے پہلے غسل کرے گا، تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر جنابت کی حالت میں صبح صادق ہو جائے تو اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

۲۲۶۵ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس (روزہ دار) نے جھوٹ بولنا اور برے کام کرنا نہ چھوڑا[1] تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے[2]۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۲۶۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَمْ مِّنْ صَآئِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الظَّمَاءُ وَكَمْ مِّنْ قَآئِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بہت سے روزہ دار (جو جھوٹ غیبت وغیرہ سے پرہیز نہیں کرتے) ایسے ہیں کہ جن کو ان کے روزے سے سوائے بھوکا پیاسا رہنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا

---

[1] جیسے کفریہ کلام، جھوٹی شہادت، افتراء، غیبت، بہتان، تہمت، گالی گلوچ، لعن طعن کرنا وغیرہ

[2] اس لیے کہ صرف کھانا پینا چھوڑنے سے روزہ کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ نفسانی خواہشات کو زیر نہ کرے اور جو روزہ کا کمال ہے اس لیے روزہ دار کو ایسی برائیوں سے بچنا چاہیے

(رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

اور بہت سے شب بیدار عبادت کرنے والے دجوار کان و آداب نماز کا خیال نہیں رکھتے ہیں) ایسے ہی جن کو شب بیداری سے (سوائے جاگنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا) اس کی روایت دارمی نے کی ہے

٢٣٦٧ (٣) وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُ وَیُبَاشِرُ وَھُوَ صَائِمٌ وَکَانَ اَمْلَکَکُمْ لِاِرْبِہٖ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روزہ کی حالت میں (اپنی بیوی سے) بوسہ لیتے اور بدن سے بدن لگاتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی شہوت پر پوری طرح قادر تھے (اور یہ بات تم لوگوں میں سے کس کو حاصل ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ روزہ دار کا اپنی بیوی سے بوسہ لینا اور بدن سے بدن لگانا اس میں جائز ہے جب کہ اس کو جماع کرنے اور انزال ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو۔ ١٢

٢٣٦٨ (٤) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُبَاشَرَۃِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ لَہٗ وَاَتَاہُ اٰخَرُ فَسَاَلَہٗ فَنَھَاہُ فَاِذَا الَّذِیْ رَخَّصَ لَہٗ شَیْخٌ وَّاِذَا الَّذِیْ نَھَاہُ شَابٌّ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤٗدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی بیوی سے مباشرت (یعنی بوس وکنار کرنے کے) بارے میں دریافت کیا، تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اجازت دیدی، ایک اور صحابی آئے اور انہوں نے بھی یہی سوال کیا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو مباشرت منع فرمایا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جن کو (مباشرت کی) اجازت دی تھی، وہ بوڑھے تھے اور جن کو منع فرمایا تھا وہ جوان تھے۔

٢٣٦٩ (٥) وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُدْرِکُہُ الْفَجْرُ فِیْ رَمَضَانَ وَھُوَ جُنُبٌ مِّنْ غَیْرِ حُلُمٍ فَیَغْتَسِلُ وَیَصُوْمُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رمضان میں (کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا کہ) جنابت کی حالت میں صبح صادق ہو جاتی اور یہ (حالت جنابت) احتلام کی وجہ سے نہ ہوتی (بلکہ جماع کی وجہ سے ہوتی) پس آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جماع کی وجہ سے صبح صادق کے بعد غسل کیا جا سکتا ہے، تو اگر احتلام کی وجہ سے غسل کی حاجت ہو جائے تو اس میں بطریق اولی صبح صادق کے بعد غسل کرنا درست ہوگا بلکہ اگر روزہ کی حالت میں احتلام ہو جائے تو بھی روزہ پر کوئی اثر نہیں۔ (فتاوی عالمگیری) ۱۲

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر جنب صبح صادق کے بعد غسل کرے تو اس کا روزہ درست ہوگا، روزہ خواہ فرض ہو یا نفل، اور نہ تو اس پر قضاء لازم آئے گی نہ کوئی اور چیز۔ ۱۲)

۲۲۷۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم حالت احرام میں پچھنا لگائے اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اس حالت میں بھی پچھنا لگاتے کہ آپ روزہ دار تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وفی روایۃ لامامنا ابی حنیفۃ عن ابی سفیان عن انس قال اِحْتَجَمَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما قال افطر الحاجمُ والمحجوم ھذا حدیث صحیح ابو سفیان ھذا طلحۃُ بْنُ نافع اِحْتَجَّ بہ مسلمٌ وغیرہٗ قال فی المرقات قال الشیخ الامام محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ وَتَأَوَّلَہٗ بعض مَن رخَّصَ فِي الحجَامَۃِ الی تعرُّضًا لِلْاِفطارِ الْمَحْجُوْمِ وَالحاجِمِ لِاَنَّہٗ لا یأْمَنُ من ان یصل شیئ الی جوفہ بمص الملازم۔

ف: واضح ہو کہ پچھنے لگوانا یا سینگی کھچوانا یہ ہے کہ جسم میں خون زیادہ ہو جائے تو نشتر یا نوں کے ذریعہ اس کو خارج کروایا جائے۔ مرقات میں لکھا ہے کہ پچھنے لگوانے میں بہ احتیاط ضروری ہے کہ پچھنے لگوانے والے کا اتنا خون نہ نکال دیا جائے کہ کمزوری کی وجہ سے اس کو روزہ توڑنے کی نوبت آئے اور پچھنوں سے خون چوسنے والا بھی احتیاط کرے کہ کہیں خون اس کے پیٹ میں نہ چلا جائے کہ جس سے اس کا روزہ ٹوٹ جائے۔ ۱۲۔

۲۲۷۱ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ الْحِجَامَةُ وَالْقَيْءُ وَالْاِحْتِلَامُ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو روزہ دار کے روزہ کو نہیں توڑتی ہیں کہ (ایک یہ کہ روزہ کی حالت

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ہیں، پچھنا لگوایا جائے اور (دوسرے) نتھنے (جو خود بخود ہو جائے) اور (تیسرے) احتلام۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

قَالَ هٰذا حديثٌ غَيْرُ محفوظٍ وعبدُ الرحمٰنُ بنُ زيدٍ الرّازيّ يضعّف في الحديث ورواه ابوداؤدَ عن رَجلٍ من اصحاب النّبيّ صلى الله عليه وسلم قال ابوحاتم حديثُ ابوداؤدَ اشبهُ بالصّوابِ وقال ابوزرعة انّه اصحّ ورواه البزار عن ابن عباس قال الشيخ ابنُ الهمّام هٰذا مِنْ اَحْسَنِهَا اِسْنَادًا وَّاَصَحِّهَا۔

۲۲۷۲ وَعَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِلَّا مِنْ اَجْلِ الضُّعْفِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنِ الْبُخَارِيِّ تَعْلِيْقًا قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ حضرات روزہ دار کے لیے پچھنے لگوانے کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانہ میں ناجائز سمجھتے تھے تو آپ نے فرمایا نہیں البتہ ہم روزہ دار کے لیے پچھنا لگوانا اس وقت مکروہ سمجھتے جب کہ روزہ دار کو (پچھنا لگوانے سے) ضعف کا اندیشہ ہو جاتا تھا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور بخاری نے تعلیقاً روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ابتداء میں) روزہ کی حالت میں پچھنا لگوایا کرتے تھے، پھر آپ نے ضعف کی وجہ سے روزہ کی حالت میں ضعف ہو جانے کے خیال سے دن میں پچھنا لگوانا چھوڑ دیا اور رات میں پچھنا لگوایا کرتے تھے

وَعَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ قَالَ كَانَ اَنَسٌ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ وَفِيْ رُوَاتِهٖ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَلَا اَعْلَمُ لَهٗ عِلَّةً۔

اور دار قطنی نے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روزہ کی حالت میں پچھنا لگوایا کرتے تھے اور اس حدیث کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

۲۲۷۳ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَاَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۲۲۷۴ وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى اِمْرَاَتِيْ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ اِجْلِسْ وَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ قَالَ اَنَا قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰى اَفْقَرَ مِنِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيْدُ الْحَرَّتَيْنِ اَهْلُ بَيْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ

ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں بھولے سے کچھ کھا پی لے تو وہ روزہ کی تکمیل کرے (یعنی شام تک نہ کچھ کھائے اور نہ کچھ پیئے) اس لیے کہ (اس نے بھولے سے جو کھایا پیا ہے) اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے[1]۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ہم) ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو ہلاک ہو گیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہوں، اس شخص سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس کوئی غلام ہے کہ (کفارہ میں) تم اس کو آزاد کر دو؟ انہوں نے کہا جی نہیں، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم میں اتنی طاقت ہے کہ تم مسلسل دو مہینے روزے رکھو، تاکہ اس کا کفارہ ادا ہو؟ انہوں نے کہا جی نہیں مجھے اس کی طاقت نہیں! حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر پوچھا کیا تم (اس کفارہ میں) ساٹھ مسکینوں کو (دو وقت کا) کھانا کھلا سکتے ہو، انہوں نے کہا، جی نہیں (مجھے اس کی بھی استطاعت نہیں) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا، اچھا بیٹھ جاؤ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی (خاموش) بیٹھ گئے (گویا کسی کا انتظار فرما رہے ہیں) اور ہم بھی اسی طرح (بیٹھے ہوئے) تھے کہ اتنے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھجوروں کا ایک بڑا تھیلا لایا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ وہ مسئلہ دریافت کرنے والے صاحب کہاں ہیں؟

[1] (اس کا روزہ پورا ہو جائے گا، نہ تو روزہ قضا کرے اور کفارہ دے) اور یہ حکم فرض اور نفل دونوں قسم کے روزوں سے متعلق ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

انھوں نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں، تو حضور نے فرمایا، اس (ٹھیلہ) کو لے لو) اور خیرات کر دو، اُن صاحب نے عرض کیا، کیا اس شخص کو خیرات دوں) جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ اللہ کی قسم (مدینہ منورہ کے دونوں پہاڑیوں کے درمیان (یعنی مدینہ پاک کی آبادی میں) میرے گھر والوں سے زائد کوئی محتاج نہیں ہے (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے، یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اچھا) اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّجْلِسَ فَجَاءَهٗ عِرْقَانِ فِيْهِمَا طَعَامٌ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِهٖ ۔

وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ قَالَ وَصُمْ يَوْمًا مَّكَانَهٗ ۔

اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس طرح مروی ہے کہ اس شخص کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ بیٹھا رہے، اتنے میں حضور کی خدمت میں دو بوری آئے جس میں کچھ کھانے کی چیز تھی حضور نے ان کو اس شخص کو دے کر فرمایا کہ اس کو خیرات کر دو، اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی حدیث میں یہ زائد مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا، کہ اس روزہ کی بجائے ایک روزہ رکھ لینا۔

ف: اور دار قطنی کی ایک روایت میں (ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے، کہ ایک شخص نے رمضان کے روزہ کی حالت میں عمداً) کھانا کھا لیا تو ان صاحب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ کفارہ میں غلام یا باندی آزاد کر دے۔

روزہ کی حالت میں اگر کوئی شخص عمداً کھانا کھانے یا اپنی بیوی سے جماع کرے تو روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ غلام یا باندی آزاد کرے، اگر یہ نہ ہو سکے تو مسلسل دو مہینے کے روزے رکھے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلا دے، روزہ کے کفارہ میں اختیار ہے کہ کفارہ ظہار کی طرح مسلمان غلام آزاد کرے یا کافر غلام، البتہ کفارۂ قتل میں مسلمان غلام کا آزاد کرنا ضروری ہے۔

روزہ کے کفارہ کے بارے میں حدیث شریف میں جو ترتیب مذکور ہے اسی ترتیب کا لحاظ ضروری ہے یعنی کفارہ میں پہلے غلام یا باندی آزاد کرے، اگر غلام یا باندی میسر نہ ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے

اور اگر مسلسل دو ماہ کے روزوں کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلا دے۔

حدیث شریف میں مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن صاحب کو فرمایا کہ یہ کھجور اپنے گھر والوں کو کھلا دو، اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہ اجازت اُن صاحب کے لیے خاص تھی، اس لیے کہ اس وقت وہ کفارہ ادا کرنے سے عاجز تھے اسی وجہ سے ان کو اجازت دیدی گئی کہ وہ کھجور کو اپنے گھر والوں کو کھلا دیں۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کفارہ اُن سے ساقط ہو گیا، بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص فی الفور کفارہ ادا نہ کر سکے تو کفارہ اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا، بلکہ اس پر اس وقت تک کفارہ واجب رہتا ہے جب تک وہ اس کو ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

اب رہا حدیث شریف میں اُن صاحب پر کفارہ کی ادائیگی کے باقی رہنے کا جو ذکر نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اُن صاحب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ کفارہ کی تینوں صورتوں کی ادائیگی سے قاصر ہیں تو اُن کو حکم دیا گیا کہ وہ بیٹھے رہیں، یہاں تک کہ حضور کی خدمت اقدس میں کھجور لائے گئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُن کو دے کر فرمایا کہ ان کھجوروں کو وہ کفارہ میں ادا کریں، اگر تنگ دستی کی وجہ سے کفارہ کی ادائیگی اُن پر سے ساقط ہو جاتی تو اُن کو باوجود فقر و احتیاج کے ان کھجوروں کو کفارہ میں ادا کرنے کا حکم نہ دیا جاتا، اور ان کھجوروں کو ان اہل و عیال پر خرچ کرنے کی اجازت صرف اس لیے دی گئی کہ وہ اس وقت مضطر اور عاجز تھے، اور کفارہ بعد میں بھی ادا کیا جا سکتا تھا، جیسا کہ جمہور اصولیین کے نزدیک جائز ہے کہ کسی حکم کے وجوب کے اظہار کو اس حکم کی ادائیگی پر قدرت رکھنے تک مؤخر کیا جا سکتا ہے۔ عمدۃ القاری، نووی ابو داؤد، ۱۲

واقع ہو کہ ابن ماجہ کی روایت میں مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن صاحب کو یہ بھی فرمایا کہ تم اس روزہ کے عوض ایک اور روزہ رکھ لو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص روزہ کی حالت میں عمداً کھا پی لے یا جماع کرے تو اس پر کفارہ کے علاوہ بعد رمضان اس روزہ کی قضاء بھی واجب ہے عمدۃ القاری، الجوہر النقی، ۱۲۔

۲۲۷۵ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ ذَرَعَهُ الْقَیْءُ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَآءٌ وَّ مَنِ اسْتَقَآءَ عَمَدًا فَلْيَقْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ حَسَنٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص پر روزہ کی حالت میں قے کا غلبہ ہو (یعنی خود بخود قے ہو جائے) تو اس پر روزہ قضا نہیں ہے[1]۔ جو عمداً قے کرے اس پر روزہ کی قضاء واجب ہے، اس لیے کہ عمداً قے کرنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اس حدیث کی روایت ترمذی،

---

[1] کیونکہ خود بخود قے ہونے سے اس کا روزہ فاسد نہیں ہوا اس کے برخلاف۔

يَخْرُجَاهُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَرَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ رُوَاتُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ ثُمَّ قَدْ تَابَعَ عِيسَى ابْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ وَسَكَتَ عَلَيْهِ وَرَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا مَوْقُوفًا عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ مَوْقُوفًا عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَوَقَفَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَلِيٍّ أَيْضًا۔

ابو داؤد ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور حاکم نے اس کی روایت مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق صحیح حسن ہے ، اگرچہ کہ بخاری اور مسلم نے اس کی روایت نہیں کی ہے اور حبان نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور دار قطنی نے بھی اس کی روایت نہیں کی ہے اور دار قطنی نے بھی اس کی روایت کی ہے اور دار قطنی نے کہا ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور امام مالک نے موطا میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور عبد الرزاق نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے ۔

ف ، مرقات میں لکھا ہے کہ ایسے قے جو حلق کے اوپر آگئی ہو ، اور وہ دوبارہ اس کو نگل لے ، تو اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا ۔ اور اسی طرح منھ دھوتے وقت اگر پانی پیٹ میں چلا جائے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا ۔ ۱۲ ۔

۲۲۷۶ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا لَا أُحْصِي يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ -

وَفِي رِوَايَةِ الطَّبْرَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ قَالَ سَأَلْتُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَتَسَوَّكُ وَأَنَا صَائِمٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَيَّ النَّهَارِ أَتَسَوَّكُ قَالَ أَيَّ النَّهَارِ شِئْتَ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً قُلْتُ إِنَّ النَّاسَ يَكْرَهُوْنَهٗ عَشِيَّةً وَيَقُوْلُوْنَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَقَدْ أَمَرَهُمْ بِالسِّوَاكِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهٗ لَا بُدَّ بِفَمِ الصَّائِمِ خُلُوْفٌ وَإِنِ اسْتَاكَ وَمَا

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو روزہ کی حالت میں اتنی بار مسواک کرتے دیکھا ہے جس کو شمار نہیں کر سکتا ۔ اس کی روایت ترمذی اور ابو داؤد نے کی ہے اور طبرانی کی روایت میں عبد الرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، سے دریافت کیا کہ کیا میں روزہ کی حالت میں مسواک کر سکتا ہوں تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں ! (روزہ کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے) پھر میں نے (اُن سے) دریافت کیا کہ (روزہ کی حالت میں) دن کے کس حصہ میں مسواک کر سکتا ہوں ! انھوں نے جواب دیا کہ دن کے جس حصہ میں چاہو صبح ہو یا شام مسواک کرنا جائز ہے ، میں نے پھر کہا کہ بعض لوگ روزہ کی حالت میں) شام کے وقت مسواک کرنے کو مکروہ سمجھتے ہیں اور دلیل میں) کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

كَانَ بِالَّذِي يَأْمُرُهُمْ أَنْ يَتَنَتَّنُوْا أَفْوَاهَهُمْ عَمَدًا مَا فِيْ ذٰلِكَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ بَلْ فِيْهِ شَرٌّ إِلَّا مَنِ ابْتُلِيَ بِبَلَاءٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا۔

وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منھ کی بو اللہ تعالٰی کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے، (یہ سُن کر انھوں نے (یعنی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے تعجب سے) فرمایا، سبحان اللہ! حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو (روزہ کی حالت میں) مسواک کرنے کا حکم دیا ہے اور خود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو یہ معلوم تھا کہ روزہ دار کے منہ میں بو رہتی ہے، اگرچہ مسواک کرے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے یہ توقع نہیں کہ وہ لوگوں کو حکم دیں کہ اپنے منہ کو عمدًا بدبودار رکھیں، جس میں کوئی بھلائی نہیں، بلکہ اس میں خرابی ہے ہاں ہر ایک کو اس مصیبت کو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے جس سے چھٹکارا ممکن نہیں (یعنی مسواک کرنے کے بعد بھی خلو معدہ کی وجہ سے منھ سے جو بدبو آتی ہے۔ اس سے مفر نہیں ہے۔

٢٤٧٧ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ
١٣
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْرِ خِصَالِ الصَّائِمِ السِّوَاكُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْهِ مُجَالِدُ ابْنُ سَعِيْدٍ وَثَّقَهُ النَّسَائِيُّ وَرَوٰى لَهُ مُسْلِمٌ مَقْرُوْنًا بِغَيْرِهٖ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ روزہ دار کے بہترین کاموں میں ایک کام یہ بھی ہے کہ وہ (روزہ کی حالت میں دن کے ہر حصہ میں) مسواک کرتا رہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ دارقطنی اور بیہقی نے کی ہے۔

٢٤٧٨ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى
١٤
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اشْتَكَيْتُ عَيْنِيْ أَفَأَكْتَحِلُ وَأَنَا صَائِمٌ قَالَ نَعَمْ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وَقَالَ لَيْسَ إِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ وَأَبُوْ عَاتِكَةَ الرَّاوِيْ يُضَعَّفُ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میری آنکھوں میں کچھ تکلیف ہے، کیا میں روزہ کی حالت میں سرمہ لگا سکتا ہوں؟ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! روزہ کی حالت میں سرمہ لگا سکتے ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٤٧٩ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
١٥
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اكْتَحَلَ وَهُوَ صَائِمٌ۔
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَبُوْ دَاوٗدَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ

وَالدَّارُ قُطْنِیُّ)

ابو داؤد اور دار قطنی نے کی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث شرح نقایہ میں بھی مذکور ہے۔

۲۴۸۰ / ۱۶ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت عبید اللہ ابن ابی بکر بن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

۲۴۸۱ / ۱۷ وَعَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِنَا يَكْرَهُ الْكُحْلَ لِلصَّائِمِ وَكَانَ اِبْرَاهِيْمُ يُرَخِّصُ اَنْ يَكْتَحِلَ الصَّائِمُ بِالصَّبِرِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ہمعصر علماء میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ روزہ دار کا سرمہ لگانا مکروہ قرار دیتے ہوں اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اجازت دیا کرتے تھے، کہ روزہ دار ایلوا ملا ہوا سرمہ لگا سکتا ہے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

۲۴۸۲ / ۱۸ وَعَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهِ الْمَآءَ وَهُوَ صَائِمٌ مِّنَ الْعَطَشِ اَوْ مِنَ الْحَرِّ۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْدَاوُدَ)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مقام عرج میں دیکھا کہ آپ روزہ کی حالت میں پیاس (کی شدت) یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر مبارک پر پانی ڈال رہے تھے۔ اس کی روایت امام مالک اور ابو داؤد نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں پیاس کی شدت یا گرمی کی وجہ سے روزہ کی حالت میں سر پر پانی ڈالنے کا جو ذکر ہے، وہ بیان جواز کے لیے ہے تاکہ ضعیف لوگوں کے لیے سہولت ہو جائے، اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روزہ کی حالت میں پانی میں اترنے یا تر کپڑے بدن کو لپیٹنا مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ قرار دیا ہے، کیونکہ اس کی عبادت میں تنگی اور ملال ظاہر ہوتا ہے۔ درمختار، رد المحتار اور مرقات۔ ۱۲

۲۴۸۳ / ۱۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِّنْ رَّمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَّلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص بغیر عذر یا بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو ساری عمر کے (نفل) روزے بھی اس کی تلافی نہ کر سکیں گے[1] اس حدیث

---

[1] (یعنی اگر کوئی فرض روزہ بغیر کسی عذر شرعی کے چھوڑ دے تو تمام عمر بھی روزہ رکھ کر اس فرض روزہ کا ثواب حاصل کرنا چاہے تو حاصل نہیں کر سکتا)

وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ وَالْبُخَارِیُّ فِیْ تَرْجُمَۃِ بَابٍ۔

کی روایت امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے، اور بخاری نے بھی اس کی روایت ترجمۃ الباب میں کی ہے۔

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ فرض روزہ کو بلا عذر چھوڑنے پر اس کے بدلہ میں تمام عمر روزہ رکھ کر بھی اس کی تلافی نہیں کی جا سکتی۔ اس بارے میں علامہ طیبی نے کہا ہے کہ نفل روزہ کے ذریعہ سے فرض روزہ کی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی، اور یہ بطور تاکید اور تجدید فرمایا گیا ہے، ورنہ فرض روزہ کی قضاء میں ایک ہی دن کا روزہ رکھنا کافی ہے اور اس سے اس شخص کے ذمہ سے فرض روزہ ساقط ہو جائے گا اور مرقات میں ابن الملک کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر کسی نے رمضان کے کسی ایک روزہ کو بغیر عذر شرعی چھوڑ دیا تو اس بارے میں اجماع یہ ہے کہ اس ایک دن کی بجائے ایک دن بطور قضاء روزہ رکھے۔ ۱۲۔

٢٢٨٤ (٢٠) وَعَنْ عَطَآءٍ قَالَ اِنْ تَمَضْمَضَ ثُمَّ اَفْرَغَ مَا فِیْ فِیْہِ مِنَ الْمَآءِ لَا یَضِیْرُہٗ اَنْ یَّزْدَرِدَ رِیْقَہٗ وَمَا بَقِیَ فِیْ فِیْہِ وَلَا یَمْضَغُ الْعِلْکَ فَاِنِ ازْدَرَدَ رِیْقَ الْعِلْکِ لَآ اَقُوْلُ اِنَّہٗ یُفْطِرُ وَلٰکِنْ یُّنْھٰی عَنْہُ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَرْجُمَۃِ بَابٍ)

حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں) منہ میں پانی لے اور کلی کر دے اور کلی کرنے کے بعد منہ میں پانی کی جو تری رہ جاتی ہے، اس کو نگل لے تو اس سے روزہ میں کچھ حرج نہیں ہوتا، اور کوئی شخص (روزہ کی حالت) میں مصطگی (جو ایک قسم کا گوند ہے) نہ چبائے، اگر مصطگی کو چباتے ہوئے اس کا تھوک پیٹ میں چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، مگر ایسا کرنا منع ہے۔ اس کی روایت بخاری نے ترجمۃ الباب میں کی ہے۔

ف، حدیث شریف میں مذکور ہے کہ مصطگی کو چباتے ہوئے اس کا تھوک پیٹ میں چلا جائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اس بارے میں اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ مصطگی کا تھوک پیٹ میں چلے جانے سے اس وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا کہ مصطگی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کوئی چیز پیٹ میں نہیں جاتی، بلکہ صرف تھوک پیٹ میں جاتا ہے جو مفسد نہیں ہے اور اگر کسی چیز کے چبانے سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پیٹ میں چلے جائیں تو اس سے روزہ

بَابُ صَوْمِ الْمُسَافِرِ

یہ باب مسافر کے روزوں کے بارے میں ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
اور روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بھلا ہے۔
(سورۃ البقرہ، ۱۸۴)

ف، اکثر علماء کا اسی پر اتفاق ہے کہ سفر میں افطار اور روزہ رکھنا دونوں جائز ہیں، خواہ سفر میں اگر تکلیف نہ ہوتی تو روزہ رکھنا بہتر ہے اور اگر تکلیف ہوتی ہو تو روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔ ۱۲

سفر شرعی حنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اپنے مقام سے تین منزل (یعنی ۴۸ میل) کے قصد سے سفر کرے تو یہ مسافر ہو گیا۔ اب منزل پر پہونچ کر اگر پندرہ روز یا زیادہ قیام کا ارادہ کر لیا تو مسافر نہ رہا اور اگر پندرہ روز سے کم کے قیام کا ارادہ کیا، تو پھر بھی مسافر ہے، غرض جو شخص شرعی مسافر ہو تو اس کو جائز ہے کہ باوجود روزہ رکھ سکنے کے روزہ نہ رکھے لیکن ایسی حالت میں افضل یہی ہے کہ روزہ رکھے اور اگر سفر میں رمضان کے روزے نہ رکھے ہوں تو بعد میں قضا کر لے، اگر مسافر نے اس روز کے روزے کی نیت نہ کی ہو تو اس کو روزہ نہ رکھنا درست ہے اور اگر نیت کرلی ہو تو بلا تکلیف شدید روزہ توڑنا جائز نہیں، اور اگر مسافر نے روزہ توڑ دیا تو اس پر قضاء واجب ہے، کفارہ نہیں (ماخوذ از، مرقات واشعۃ اللمعات بیان القرآن اور فتح القدیر) ۱۲

۲۴۸۵ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میں سفر کی حالت میں روزے رکھ سکتا ہوں؟ وہ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا، چاہو تو (سفر کی حالت میں) روزے رکھو، اور چاہو تو نہ رکھو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف، امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہر اس شخص کو سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت دی ہے جو سفر میں روزہ رکھنا چاہتا ہو، تو صدر کی اس حدیث میں رمضان کے روزے رکھنے مسافر کے لیے جائز ہیں۔ ۱۲

۲۴۸۶ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِسِتَّ عَشَرَةَ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ اَفْطَرَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّآئِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّآئِمِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ سولہویں رمضان کو جہاد کے لیے نکلے، ہم میں سے بعض نے (وجہ قوی تھے) روزہ رکھا اور بعض نے (وجوہ کمزور تھے) روزہ نہ رکھا، نہ تو روزہ دار نے غیر روزہ دار کے حق میں نکتہ چینی کی اور نہ غیر روزہ دار نے کسی روزہ دار کے حق میں نکتہ چینی کی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۴۸۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّآئِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ فَسَقَطَ الصَّوَّامُوْنَ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبُوا الْاَبْنِيَةَ وَسَقَوُا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ہم میں سے بعض تو روزہ دار تھے اور بعض نے روزہ نہ رکھا، ہم ایک سخت گرمی کے دن ایک منزل پر اترے، جن لوگوں نے روزہ رکھا تھا وہ ضعف سے نڈھال ہوکر گر پڑے اور جن لوگوں نے روزہ نہ رکھا تھا وہ کھڑے رہے ڈیرے لگائے اور جانوروں کو پانی پلانے لگے (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جن لوگوں نے آج روزہ نہیں رکھا تھا (وہ خدمت کرکے پورا) ثواب حاصل کر گئے اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے، ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ، غیر روزہ داروں نے آج (خدمت کرکے پورا) ثواب حاصل کر لیا اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ یہ حکم وقتی تھا، مطلق اور عام نہیں ہے ۱۲۔

۲۴۸۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَرَفَعَهٗ اِلٰى يَدِهٖ لِيَرَاهُ النَّاسُ فَاَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَفْطَرَ فَمَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ اَفْطَرَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم (فتح مکہ کے موقع پر) مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے (اور یہ رمضان کا مہینہ تھا) آپ نے مقام عسفان تک روزہ رکھا، پھر (مقام عسفان پر پہنچ کر) آپ نے پانی منگوایا اور ہاتھ میں پانی لے کر لوگوں کو دکھانے کے لیے اونچا کیا اور (پانی پی کر) روزہ توڑ دیا اور اسی طرح بغیر روزہ رکھے آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور یہ رمضان کا مہینہ تھا، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (سفر میں) روزہ رکھا بھی ہے اور روزہ نہیں رکھا بھی تو جس کا جی چاہے (سفر میں) روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے روزہ نہ رکھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (اس سفر میں) عصر کے بعد پانی پیا ہے، اور ابو داؤد نے اپنی سنن میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں اس سفر میں (یعنی فتح مکہ سے پہلے بھی اور اس کے (یعنی فتح مکہ کے اس واقعہ کے) بعد بھی سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روزہ رکھا کرتا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ سفر کی حالت میں روزہ رکھنا فتح مکہ کے مذکورہ واقعہ کے بعد بھی جائز ہے (جیسا کہ امام طحاوی نے فرمایا ہے) اور ہمارے

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ شَرِبَ بَعْدَ الْعَصْرِ وَذَكَرَ اَبُوْ دَاؤُدَ فِي سُنَنِهِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ ثُمَّ لَقَدْ رَاَيْتُنِي اَصُوْمُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذٰلِكَ۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کی دوسری تاریخ کو مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے (حالت سفر میں) آپ روزہ رکھتے ہوئے مقام قدید تک پہونچے (قدید مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے، یہاں پہنچنے پر) صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سخت گرمی کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ توڑ دیا اور مکہ پہونچنے تک روزہ نہیں رکھا اور ابن ابی شیبہ اور مسلم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور طحاوی نے ابن عباس اور ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسی طرح روایت ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِاِمَامِنَا اَبِي حَنِيْفَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِلَيْلَتَيْنِ خَلَتَا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى مَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى اَتٰى قُدَيْدًا فَشَكَا النَّاسُ اِلَيْهِ الْجُهْدَ فَاَفْطَرَ فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتّٰى اَتٰى مَكَّةَ وَرَوَى ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَمُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ وَالطَّحَاوِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِي سَعِيْدٍ نَحْوَهٗ۔

۲۲۸۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا اَرَادَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْفِطْرِ فِي السَّفَرِ التَّيْسِيْرِ عَلَيْكُمْ فَمَنْ تَيَسَّرَ عَلَيْهِ الصِّيَامُ فَلْيَصُمْ وَمَنْ تَيَسَّرَ عَلَيْهِ الْفِطْرُ فَلْيُفْطِرْ۔

وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کی سہولت کے لیے سفر کی حالت میں (رمضان کے) روزے نہ رکھنے کی اجازت دی ہے اس لیے (سفر کی حالت میں) جس کو (رمضان کے روزے) رکھنا آسان معلوم ہوتا ہو وہ روزے رکھ لے اور جس کو روزہ نہ رکھنے میں سہولت ہو تو وہ (سفر میں رمضان کے) روزے نہ رکھے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۲۴۹۰ وَعَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ الْكَعْبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُرْضِعِ وَالْحُبْلٰى۔

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کے لیے (چار رکعات والی نمازوں میں، آدھی نماز معاف کر دی ہے اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کے لیے (رمضان میں) روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے، (لیکن ان کے بعد میں روزوں کی قضا لازم ہے) اس حدیث کی روایت ابو داؤد، ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۴۹۱ وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهٗ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمٰى بِيَدِهٖ هٰهُنَا ثُمَّ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے (جب شام ہو گئی تو) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا (سواری سے) اترو، اور میرے لیے ستو کو پانی میں ملا کر لاؤ، انھوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ابھی روشنی موجود ہے۔ (لیکن) آپ نے (پھر یہی) فرمایا کہ اترو اور میرے لیے ستو گھول کر لاؤ، انھوں نے پھر عرض کیا، یا رسول اللہ! ابھی روشنی (باقی) ہے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (پھر بھی یہی) فرمایا اترو اور میرے لیے ستو گھول کر لاؤ تو وہ (حسب الحکم) اتر کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ستو گھول کر لائے تو آپ نے ستو پی لیا۔ اور پھر (مشرق کی طرف) اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا جب تم ادھر (یعنی مشرق کی طرف)

سے سپاہی پھیلتے دیکھو تو روزہ دار روزہ کھول دے،
اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف اور اس کے بعد میں آنے والی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سفر کی حالت میں رمضان المبارک میں روزے رکھنا افضل ہے، بشرطیکہ روزے سے تکلیف نہ ہوتی ہو۔ اور اگر کوئی سفر میں رمضان کے روزے نہ رکھے تو اس کے لیے جائز ہے اور اس سے وہ گنہگار نہ ہوگا۔ البتہ بعد میں وہ روزوں کی قضاء کرے (ماخوذ از ہدایۃ، مختصر طحاوی اور عمدۃ القاری) ۱۲۔

۲۴۹۲ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِہٖ فِیْ یَوْمٍ حَارٍّ حَتّٰی یَضَعَ الرَّجُلُ یَدَہٗ عَلٰی رَاْسِہٖ مِنْ شِدَّۃِ الْحَرِّ وَمَا فِیْنَا صَائِمٌ اِلَّا مَا کَانَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَابْنُ رَوَاحَۃَ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں (جو رمضان میں واقع ہوا تھا) سخت گرمی کے موسم میں نکلے اگرمی کی شدت کی وجہ سے ہر شخص اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا کرتا تھا) اور ہم میں کوئی روزہ دار نہ تھا البتہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ابن رواحہ روزہ سے تھے، اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۴۹۳ وَعَنْ عَاصِمٍ وَھُوَ الْاَحْوَلُ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ عَنْ صَوْمِ شَھْرِ رَمَضَانَ فِی السَّفَرِ فَقَالَ الصَّوْمُ اَفْضَلُ۔

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت عاصم احول رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سفر میں رمضان کے روزے رکھنے کے متعلق دریافت کیا، تو انھوں نے فرمایا کہ (مسافر کے لیے افضل یہ) ہے کہ وہ رمضان کے روزے رکھے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۲۴۹۴ وَعَنْ اَنَسٍ اِنْ اَفْطَرْتَ فَرُخْصَۃٌ وَاِنْ صُمْتَ فَالصَّوْمُ اَفْضَلُ۔

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر تم (سفر کی حالت میں رمضان کے) روزے چھوڑنا چاہتے ہو تو (تم کو اس کی اجازت ہے، اور اگر تم (حالت سفر میں رمضان کے) روزے رکھ لو تو یہ تمہارے لیے افضل ہے، اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۲۴۹۵ وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ الصَّوْمُ اَفْضَلُ وَالْاِفْطَارُ رُخْصَۃٌ یَعْنِیْ فِی السَّفَرِ۔
(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سفر میں (رمضان کے) روزے رکھنا افضل ہے اور روزے چھوڑنا اس کی اجازت اور رخصت ہے

اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۲۴۹۶ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَصُوْمُ فِي السَّفَرِ فِي الْحَرِّ فَقُلْتُ مَا حَمَلَهَا عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّهَا كَانَتْ تُبَادِرُ۔
۱۲

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت یحیٰی بن ابی کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے قاسم بن محمد نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں یہ حدیث بیان کی کہ حضرت عائشہ سفر میں گرمی کی حالت میں بھی (رمضان کے) روزہ رکھا کرتی تھیں میں نے قاسم بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ گرمی کی حالت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا (رمضان کے) روزے رکھنا کس وجہ سے تھا؟ قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (سفر سے) واپسی تک تاخیر کرکے اقامت کی حالت تک رمضان کے روزے رکھنے کے لیے مہلت نہیں لیا کرتی تھیں، بلکہ (سفر ہی میں رمضان کے روزے رکھنے میں جلدی کیا کرتی تھیں اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۲۴۹۷ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ حَمُوْلَةٌ تَاْوِيْ اِلٰى شِبَعٍ فَلْيَصُمْ رَمَضَانَ حَيْثُ اَدْرَكَهٗ۔
۱۳

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت سلمہ ابن محبق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی شخص کے پاس ایسی سواری ہو جو اس کو منزل تک آرام کے ساتھ پہونچا دے تو اس کو چاہیئے کہ (سفر میں) جہاں کہیں بھی رمضان آجائے روزہ رکھے۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر سہولت ہو تو رمضان کے روزے سفر میں لازماً رکھے جائیں اس بارے میں مرقات میں لکھا ہے کہ یہ حکم وجوب کے لیے نہیں ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا واجب ہے، بلکہ یہ امر استحباب پر محمول ہے کہ اس میں اولیٰ اور افضل عمل کی ترغیب دلائی گئی ہے ورنہ بغیر مشقت کے بھی سفر میں رمضان کے روزے نہ رکھنا جائز ہے، جیسا کہ دیگر نصوص شرعیہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے، البتہ بعد میں ان روزوں کی قضاء ضروری ہے۔ ۱۲

بَابُ الْقَضَاءِ

اس باب میں قضاء (روزوں کے) احکام کا بیان ہے۔

ف: واضح ہو کہ روزوں کے قضاء کی تین صورتیں ہیں:

(۱) اگر بھول کر روزہ کی حالت میں کوئی کھائے یا پی لے تو اس پر نہ تو قضاء ہے اور نہ کفارہ، خواہ وہ رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا روزہ۔

(۲) اگر کوئی رمضان میں روزہ کی حالت میں بلا عذر قصداً کھائے پی لے تو اس پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

(۳) اور اگر کوئی رمضان میں روزہ کی حالت میں کسی عذر کی وجہ سے جیسا سفر یا مرض میں روزہ توڑ دے تو اس پر صرف قضاء واجب ہوگی، کفارہ ضروری نہیں۔

کفارہ کا حکم صرف رمضان کے روزوں سے متعلق ہے اور اگر نفل روزے کو کسی وجہ سے توڑ دے تو اس میں کفارہ لازم نہیں، صرف قضاء کر لینا کافی ہے (یہ اشعۃ اللمعات سے ماخوذ ہے) ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ (سورۃ بنی اسرائیل)

ف: یعنی کوئی شخص کسی کی جانب سے نہ تو روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ نماز پڑھ سکتا ہے۔

وَقَوْلُهٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے (سورۃ البقرہ، ۱۸۴)

ف: سفر سے مراد وہ ہے جس کی مسافت تین دن سے کم نہ ہو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مریض و مسافر کو رخصت دی ہے کہ اگر اس کو رمضان مبارک میں روزہ رکھنے سے مرض کی زیادتی یا ہلاک کا اندیشہ ہو یا سفر میں شدت و تکلیف کا تو وہ مرض و سفر کے ایام میں افطار کرے اور بجائے اس کے ایام منہیہ کے سوا اور دنوں میں قضا کرے، ایام منہیہ پانچ دن ہیں جن میں روزہ رکھنا جائز نہیں، دونوں عیدین، اور ذی الحجہ کی گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں تاریخیں۔

ف: واضح ہو کہ رمضان کے روزوں کی قضاء کے بارے میں ہدایہ میں لکھا ہے کہ قضاء کرنے والے کو اس کا اختیار ہے کہ چاہے تو وہ پے در پے روزہ رکھ کر قضاء روزوں کی تکمیل کرے یا متفرق اوقات میں اپنے قضاء روزوں کو پورا کرے، لیکن مستحب یہ ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضاء کو پے در پے رکھ کر ادا کرے تاکہ جو چیز فرض ہے وہ فوری ادا ہو جائے۔ اگر کسی نے قضاء رمضان کے ادا کرنے میں اتنی تاخیر

کی کہ دوسرا رمضان آگیا تو اس کو چاہیئے کہ موجودہ رمضان کے فرض روزوں کو پہلے پورا کرے اور اس مہینہ میں کوئی قضا روزہ نہ رکھے اور رمضان گزرنے کے بعد سابقہ فوت شدہ روزوں کی قضاء کرے اور اس طرح تاخیر سے روزوں کی قضاء کرنے کی وجہ سے اس پر کوئی فدیہ واجب نہیں ہے۔ صرف قضاء روزوں کو ادا کر لینا کافی ہے۔ ۱۲

۲۴۹۸ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ إِذَا فَرَّطَ حَتَّى جَاءَ رَمَضَانُ آخَرُ يَصُومُهُمَا وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ طَعَامًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيقًا وَقَالَ لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ الْإِطْعَامَ إِنَّمَا قَالَ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَوَصَلَهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ مِنْ طَرِيقِ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ وَمِنْ طَرِيقِ الْحَارِثِ الْعُكْلِيِّ۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا ادا کرنے میں اتنی تاخیر کی کہ پہلے موجودہ رمضان کے روزے رکھ لے، پھر اس کے بعد فوت شدہ رمضان کے روزوں کی قضاء کرے اور اس طرح کی تاخیر کی وجہ سے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر کوئی فدیہ طعام لازم نہیں کرتے، اس کی روایت بخاری نے تعلیقاً کی ہے، اور امام بخاری نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کی قضاء کے بارے میں جو آیت نازل فرمائی ہے، اس میں قضاء کے ساتھ کھانا کھلانے کا ذکر نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ، یعنے رمضان کی قضاء دوسرے دنوں میں کر لو۔

۲۴۹۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ وَلَا تَأْذَنُ فِي بَيْتِهٖ إِلَّا بِإِذْنِهٖ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (کوئی نفل) روزہ رکھے اور اسی طرح عورت کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ) شوہر کے گھر میں (کسی غیر مرد یا عورت کو اس کی اجازت کے بغیر آنے دے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف:۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہیں رکھ سکتی اور شوہر کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ہر ایسے روزہ رکھنے سے منع کرے جس کو اس نے اپنے اوپر اپنی جانب سے واجب کر لیا ہے جیسے نذر کا روزہ، اور قسم کا روزہ، لیکن ایسا روزہ جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عورت پر فرض ہے جیسے رمضان کی قضاء کا روزہ تو اس سے شوہر اپنی بیوی کو منع نہیں کر سکتا (یہ درمختار ردالمحتار اور بحر سے ماخوذ ہے)

۲۵۰۰ وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ أَنَّهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ يُصِيبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کیا بات ہے کہ حائضہ عورت تو روزہ کی قضاء کرتی ہے لیکن نماز کی قضاء نہیں کرتی، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں) ہم کو حیض آتا تو ہم کو روزہ کی قضاء کا حکم دیا جاتا اور نمازوں کی قضاء کا حکم نہیں دیا۔ (اس سے معلوم ہوا کہ شارع علیہ السلام نے جو فرمایا اس کی علت پوچھنے کی ضرورت نہیں جو فرمایا اس کو کرنا چاہیئے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۵۰۱ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْيُطْعِمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ وَالصَّحِيْحُ أَنَّهُ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ عُمَرَ قَالَ فِي الْجَوْهَرِ النَّقِيِّ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ مَرْفُوْعًا بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ)

حضرت نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس سے ماہ رمضان کے روزے فوت ہوگئے ہوں کہ ان کی قضاء اس پر واجب تھی) تو اس کی جانب سے (رمضان کے ہر روزے کے بدلہ) ہر دن ایک مسکین کو (دو وقت کا) کھانا کھلایا جائے، (یا ہر روزے کے بدلہ ایک مسکین کو ایک فطرہ دیا جائے اس کی روایت ترمذی نے کی ہے، اور جوہر نقی میں مذکور ہے کہ اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے بھی مرفوعاً صحیح سند کے ساتھ کی ہے۔

۲۵۰۲ وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُوْمُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ أَوْ يُصَلِّيْ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ فَيَقُوْلُ لَا يَصُوْمُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يُصَلِّيْ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّا وَقَالَ وَلَمْ أَسْمَعْ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَلَا مِنَ التَّابِعِيْنَ بِالْمَدِيْنَةِ إِنَّ أَحَدًا مِنْهُمْ أَمَرَ أَحَدًا

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ان کو یہ حدیث پہونچی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ سوال کیا جاتا تھا کہ کیا کوئی شخص دوسرے کی جانب سے (فرض) روزہ رکھ سکتا ہے یا کوئی شخص کسی دوسرے کی جانب سے (فرض) نماز ادا کر سکتا ہے؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جواب دیا کرتے تھے کہ کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے نہ تو (فرض) روزے رکھ

أَنْ يَصُوْمَ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يُصَلِّيَ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ فِيْ كِتَابِ الْوَصَايَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يَصُوْمُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ۔

سکتا ہے اور نہ (فرض) نماز ادا کر سکتا ہے۔ اس کی روایت امام مالک نے موطا میں کی ہے، اور امام مالک نے کہا ہے کہ میں نے کسی صحابی سے اور کسی تابعی سے مدینہ میں یہ نہیں سنا کہ جو یہ کہتے ہوں کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے، یا کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف کے کتاب الوصایا میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا، کہ کوئی شخص نہ تو کسی کی طرف سے روزہ رکھے اور نہ کسی کی طرف سے نماز پڑھے (چنانچہ فتح القدیر میں مذکور ہے کہ اس بارے میں یہی آخری حکم ہے۔

٢٥٠٣
٦
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا يُصَلِّيْ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَّلَا يَصُوْمُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَّلٰكِنْ يُّطْعِمُ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مُدًّا مِّنْ حِنْطَةٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ وَقَالَ فِيْ سُنَنِهٖ وَقَالَ فِي الْجَوْهَرِ النَّقِيِّ هٰذَا سَنَدٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ خَلَا ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى فَإِنَّهٗ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَذَكَرَ فِي الْبِنَايَةِ نَحْوَهٗ وَفِيْهِ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ وَرَوٰى أَبُوْ بَكْرٍ الرَّازِيُّ فِيْ شَرْحِهٖ لِمُخْتَصَرِ الطَّحَاوِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ رَمَضَانُ فَيُطْعِمُ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ نِصْفُ صَاعٍ لِّمِسْكِيْنٍ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کی جانب سے نہ تو روزہ رکھے اور نہ کسی کی جانب سے نماز پڑھے، بلکہ ہر دن یعنی ہر روزہ کے بدلہ (فدیہ میں) ایک ایک مد گیہوں (یعنی نصف صاع یعنی دو کیلو) ایک مسکین کو دیدے (اسی طرح نماز کا بھی حکم ہے کہ میت کی جانب سے ہر نماز کے بدلے میں ایک مسکین کو (نصف صاع گیہوں دے یا دو وقت کا کھانا کھلائے) اس حدیث کی روایت نسائی نے اپنی سنن میں کی ہے اور ابو بکر رازی نے مختصر طحاوی کی شرح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس سے رمضان کے روزے فوت ہوگئے ہوں تو ایسے شخص کی جانب سے ہر روز یعنی ہر روزہ کے بدلہ نصف صاع (گیہوں) ایک مسکین کو دیا جائے۔

٢٥٠٤
٧
وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ لَا يُقْضٰى ذٰلِكَ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ذَكَرَهٗ فِي الْجَوْهَرِ النَّقِيِّ۔

حضرت قاسم بن محمد رحمہما اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کی جانب سے قضاء روزہ نہ رکھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۂ بنی اسرائیل پ۱۵ ع ۲ میں) کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ اس کو الجواہر النقی میں بیان کیا ہے۔

بَابُ صِيَامِ التَّطَوُّعِ

یہ باب نفل روزوں کے بیان میں ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اور اپنے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے۔ (سورۃ المزمل ۲۰)

۲۵۰۵ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ وَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَاَيْتُهٗ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِيْ شَعْبَانَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ وَكَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی نفل) روزے متواتر رکھے چلے جاتے تھے، یہاں تک کہ ہم کہتے تھے کہ آپ اب (نفل) روزے نہیں چھوڑیں گے۔ اور اسی طرح کبھی نفل) روزے چھوڑ دیتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نفل روزے نہیں رکھیں گے[۱] اور حضرت عائشہ) یہ بھی فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کسی ماہ میں بجز رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے رکھتے ہوں، ہاں ماہ رمضان میں پورے روزے رکھا کرتے تھے اور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ماہ شعبان میں جس قدر زائد روزے رکھتے دیکھی ہوں کسی اور مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھتی۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان میں پورے مہینہ کے روزے رکھا کرتے تھے، سوائے چند دنوں کے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان کے پورے روزے رکھا کرتے تھے۔ اس بارے میں فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص شعبان کے پورے روزے رکھ کر ماہ رمضان کے روزوں سے ان کا اتصال کر دے تو بہتر ہے، جن نفل روزوں کی ترغیب دی گئی ہے، ان کی قسمیں یہ ہیں۔

[۱] یعنی نفل روزے رکھنے کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی خاص عادت مبارک نہ تھی۔

(۱) ماہِ محرم میں روزے رکھنا (۲) ماہ رجب میں روزے رکھنا (۳) ماہ شعبان میں روزے رکھنا (۴) اور یوم عاشوراء یعنی دسویں محرم کا روزہ۔ لیکن مسنون یہ ہے کہ دسویں محرم کے ساتھ نویں محرم کو بھی روزہ رکھ لیا جائے۔ یہ فتاویٰ عالمگیریہ میں فتح القدیر اور ظہیریہ کے حوالے سے لکھا ہے اور علامہ عینی رحمہ اللہ نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ شعبان میں جس قدر زیادہ روزے رکھتے ہیں اتنے کسی اور مہینہ میں نہیں رکھتے تو اس پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماہ شعبان میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے پاس پیش کئے جاتے ہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں۔ ۱۲

۲۵۰۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ لِعَائِشَةَ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرًا كُلَّهٗ قَالَتْ مَاعَلِمْتُهٗ صَامَ شَهْرًا كُلَّهٗ إِلَّا رَمَضَانَ وَلَا أَفْطَرَهٗ كُلَّهٗ حَتّٰى يَصُوْمَ مِنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے سوا، کسی اور مہینہ میں پورے مہینہ کے روزے رکھا کرتے تھے؟ تو یہ سن کر ام المومنین نے فرمایا: میں نہیں جانتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے سوا کسی اور مہینہ میں پورے دنوں کے روزے رکھے ہوں لیکن کوئی مہینہ ایسا نہیں ہوتا تھا جس میں آپ بالکل روزے نہ رکھتے ہوں (یعنی ہر مہینہ میں کچھ نہ کچھ روزے رکھا کرتے تھے) اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا آخری عمر تک یہی حال رہا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۵۰۷ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (رمضان کے روزوں کے بعد) جن روزوں کی بڑی فضیلت ہے، وہ ماہ محرم الحرام کے روزے ہیں، جو اللہ کا مہینہ ہے، اور فرض نمازوں کے بعد جس نماز کی فضیلت ہے وہ رات کی نماز یعنی تہجد ہے اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ فرض نمازوں کے بعد جس نماز کی فضیلت ہے وہ رات کی نماز تہجد ہے۔ اس بارے میں جوہرہ اور نور الایضاح میں لکھا ہے کہ دن کی نفل نمازوں میں تہجد افضل ہے اس لیے کہ کئی آیات اور احادیث میں تہجد کی فضیلت اور اس کی ترغیب وارد ہے جیسا کہ بحر میں مذکور ہے، ردالمحتار میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔ ۱۲

۲۵۰۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهٗ عَلٰى غَيْرِهٖ إِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَهٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِيْ شَهْرَ رَمَضَانَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوم عاشورہ کے سوا کسی اور دن کو افضل جانتے ہوئے) اس میں روزہ رکھا ہو، اور اس مہینہ یعنے رمضان کے علاوہ (کسی اور مہینہ کو افضل جانتے ہوئے) اس میں روزے رکھے ہوں، اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: شیخ ابن الہمام نے فرمایا ہے کہ عاشوراء کا روزہ رکھنا مستحب ہے، مگر شرط یہ ہے کہ اس کو واجب نہ قرار دیا جائے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ابتداء اسلام میں جب کہ رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے یوم عاشوراء کا روزہ فرض تھا لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کا روزہ مستحب ہوگیا۔ مرقات اور عمدۃ القاری۔ ۱۲)

۲۵۰۹ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ تَصُوْمُوْنَهٗ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ اَنْجَى اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهٗ فَصَامَهٗ مُوْسٰى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے، تو آپ نے عاشوراء کے دن یہودیوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا، آپ نے اُن سے دریافت کیا کہ (تمہارے نزدیک یہ) کیسا دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو؟ تو یہودیوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس یہ بڑا عظمت والا دن ہے، اسی روز اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکرانہ کے روزہ رکھا تھا۔ اس لیے ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں، (یہ سُن کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ اس بات کے مستحق ہیں کہ بدرجہ اولیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کریں۔ پس آپ نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۵۱۰ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم کو

يَأْمُرُ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ وَيَحُثُّنَا عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهٗ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُ وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیتے اور اس کی ترغیب دلاتے اور (عاشورہ کا دن قریب آجانے پر) ہماری خبرگیری فرماتے (کہ ہم اس کی پابندی کرتے ہیں یا نہیں)، پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے، تو آپ نے نہ تو ہم کو (عاشوراء کا روزہ رکھنے کا) حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا اور نہ اس کے بارے میں ہماری خبرگیری فرمائی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۵۱۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ صُوْمُوْهُ وَصُوْمُوْا قَبْلَهٗ يَوْمًا اَوْ بَعْدَهٗ يَوْمًا وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے یوم عاشوراء کے روزے کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ) عاشوراء کا روزہ رکھو اور عاشوراء کے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ بھی رکھو اور (صرف عاشوراء کا روزہ رکھ کر) یہود سے مشابہت پیدا نہ کرو۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف: شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ یوم عاشوراء کا روزہ رکھنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ عاشوراء کے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھا جائے اور اگر صرف عاشوراء کا روزہ رکھا، تو یہود کی مشابہت کی وجہ سے مکروہ ہوگا، اور امام احمد رحمہ اللہ نے حدیث صدر کو اس طرح روایت کیا ہے کہ "یوم عاشوراء کا روزہ رکھو، اور یہود کی مخالفت (اس طرح) کرو کہ عاشوراء کے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھو" یہ مرقات سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

۲۵۱۲ وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَآئِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَآئِمٍ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهٗ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہیں) سے روایت ہے کہ ان کے پاس (عرفات کے میدان میں) چند آدمیوں نے عرفہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے روزہ دار ہونے سے متعلق اختلاف کیا، کسی نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم روزہ دار ہیں اور کسی نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم روزہ دار نہیں ہیں، (یہ سن کر) میں نے ایک پیالہ دودھ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا اور اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرفات میں اپنے اونٹ پر تشریف فرما تھے، پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہی دودھ

پی لیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یوم عرفہ کا روزہ رکھنا اس شخص کے لیے مستحب ہے جو حج کی حالت میں نہ ہو اور جو شخص حج کی حالت میں ہو، اور روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کو کمزوری لاحق ہوتی ہو اور وقوف عرفہ اور اس دن کی دعاؤں میں اس کو رکاوٹ ہوتی ہو تو ایسے شخص کے لیے بھی مستحب یہ ہے کہ وہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے، اور بعض نے کہا ہے کہ حج کرنے والے کے لیے عرفہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے، لیکن یہ کراہت تنزیہی ہے، کیوں کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے وہ اس دن کی اہم ترین چیز دعاؤں وغیرہ سے عاجز رہ جاتا ہے اور اسی دن دعاؤں میں مشغول رہنا اہم ترین چیز ہے یہ مرقات میں مذکور ہے۔

۲۵۱۳/۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ۔ (رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (حاجیوں کے لیے) عرفات کے میدان میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۵۱۴/۱۰ وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ أَرْبَعٌ لَمْ تَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صِيَامُ عَاشُوْرَاءَ وَالْعَشْرَةِ وَثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ۔ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

ام المومنین حضرت سیدتنا حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ چار چیزیں ایسی تھیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے (ایک) یوم عاشوراء یعنی دسویں محرم کا روزہ رکھنا (دوسرے ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے نو) روزے رکھنا (تیسرے) ہر مہینہ (ایام بیض یعنی ہلالی مہینہ کی (۱۳، ۱۴، ۱۵) کے تینوں دنوں میں (روزہ رکھنا) اور نماز کے پہلے دو رکعت (سنت) کا پڑھنا۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

ف: فتاوی عالمگیریہ میں السراج الوہاج کے حوالہ سے مذکور ہے کہ ذوالحجہ کی پہلی تاریخ سے لے کر نویں تاریخ تک نو روزے رکھنا مستحب ہے۔

۲۵۱۵ وَعَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ تِسْعَةً مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَيَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَخَمِيْسَيْنِ۔

ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ ذوالحجہ کے نو روزے (یعنی پہلی سے نو تک) رکھا کرتے تھے، اور یوم عاشوراء کا روزہ، اور ہر ماہ میں تین روزے رکھا کرتے تھے، جن میں پہلا روزہ دوشنبہ کا ہوتا اور دو روزے پنجشنبہ کے ہوتے۔ اس کی روایت نسائی نے

رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَرَوٰی اَبُوْدَاؤدَ نَحْوَہٗ۔ کی ہے اور ابو داؤد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: ردالمحتار میں لکھا ہے کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے اور نسائی کی ایک اور روایت میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دوشنبہ اور پنجشنبہ کے روزوں کی تفصیل اس طرح مذکور ہے کہ دوشنبہ کے روزے سے مراد ہلالی ماہ کا توچندی دوشنبہ یعنے پہلا دوشنبہ ہے اور پنجشنبہ کے دو روزوں سے مراد توچندی دوشنبہ کے بعد والا پہلا اور دوسرا پنجشنبہ ہے اور نسائی کی ایک اور روایت میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دوشنبہ اور پنجشنبہ کے روزوں کی تفصیل اس طرح مذکور ہے کہ پنجشنبہ کے روزہ سے مراد ہلال ماہ کا پہلا پنجشنبہ ہے اور دوشنبہ کے روزوں سے مراد پہلے پنجشنبہ کے بعد والا پہلا اور دوسرا دوشنبہ ہے علامہ سندی نے لکھا ہے کہ مہینہ کے تین روزے پیر اور جمعرات میں اس طرح رکھے جائیں کہ چاہے ایک پیر اور دو جمعرات ہوں یا ایک جمعرات اور دو پیر آجائیں۔ ۱۲

۲۵۱۶ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ کَیْفَ تَصُوْمُ[۱] فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِہٖ فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ غَضَبَہٗ قَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَمِنْ غَضَبِ رَسُوْلِہٖ فَجَعَلَ عُمَرُ یُرَدِّدُ ھٰذَا الْکَلَامَ حَتّٰی سَکَنَ غَضَبُہٗ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ مَنْ یَّصُوْمُ الدَّھْرَ کُلَّہٗ قَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ اَوْ قَالَ لَمْ یَصُمْ وَلَمْ یُفْطِرْ قَالَ کَیْفَ مَنْ یَّصُوْمُ یَوْمَیْنِ وَیُفْطِرُ یَوْمًا قَالَ وَ یُطِیْقُ ذٰلِکَ اَحَدٌ قَالَ کَیْفَ مَنْ یَّصُوْمُ یَوْمًا وَّ یُفْطِرُ یَوْمًا قَالَ ذٰلِکَ صَوْمُ دَاؤدَ قَالَ کَیْفَ مَنْ یَّصُوْمُ یَوْمًا وَّ یُفْطِرُ یَوْمَیْنِ قَالَ وَدِدْتُّ اَنِّیْ طُوِّقْتُ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ آپ کس طرح روزہ رکھتے ہیں؟ اس شخص کے اس طرح سوال کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غصہ آگیا جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا غصہ دیکھا، تو کہنا شروع کیا۔

ہم اس بات سے خوش ہیں کہ اللہ ہمارا پروردگار ہے اور اس بات سے بھی خوش ہیں کہ اسلام ہمارا دین ہے اور خوش ہیں اس بات سے بھی کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے نبی ہیں، ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، اللہ کے غضب سے اور اللہ کے رسول کے غضب سے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار یہی کہتے رہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا غصہ جاتا رہا کہ جب حضرت عمر نے یہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا ہے) تو خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کے آداب

[۱] کیونکہ اس کو سوال اس طرح کرنا چاہیئے تھا کہ میں روزہ کس طرح رکھوں، نہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس طرح روزہ رکھتے ہیں، اس لیے کہ حضور کے بعض اعمال اسرار اور مصالح پر مشتمل ہیں، جن کی امت میں تاب نہیں

ذٰلِكَ ثُمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّ رَمَضَانَ اِلٰى رَمَضَانَ فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهٗ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اور احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے) اس طرح سوال کرنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ اس شخص کا کیا حال ہے جو ہر روز روزہ رکھتا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا، ایسے شخص نے نہ تو روزہ رکھا اور نہ افطار ہی کیا (یعنی روزہ نہ رکھا) اس لیے کہ ہمیشہ روزہ رکھنے سے وہ روزہ کا عادی ہو جاتا ہے اور ہمیشہ روزہ رکھنے کی وجہ سے روزہ کی مشقت باقی نہیں رہتی اور عبادت نام ہے عادت کو توڑنے کا) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کیا (یا رسول اللہ!) اس شخص کا کیا حال ہے جو دو دن روزہ رکھے اور ایک دن روزہ چھوڑ دے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن روزہ نہ رکھے تو اس کا کیا حال ہے، تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حضرت داؤد پیغمبر علیہ السلام کا روزہ ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص ایک دن روزہ رکھے اور دو دن روزہ چھوڑ دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا میں (دل سے چاہتا ہوں) کہ مجھے اس کی طاقت ملے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (بطور خود مستحب روزوں کی تفصیل اس طرح ارشاد فرمائی کہ) ہر مہینہ میں تین روزے (رکھنا) خواہ (وہ ایام بیض میں ہوں یا دوشنبہ اور پنجشنبہ کے روزے ہوں) اور رمضان کے روزے (رکھنے والے کا حکم) اس شخص کا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے[1] (اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہ فرمایا کہ) اور عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ (اس کی برکت سے) گزرے ہوئے ایک سال کے گناہوں کو

---

[1] اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" (جو ایک نیکی کرے اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ اس طرح ہر مہینہ کے تین روزے گویا ثواب میں تیس روزوں کے برابر ہیں۔

اور آنے والے ایک سال کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے اور عاشورا کے دن روزہ رکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ (اس کی برکت سے) گزرے ہوئے سال کے گناہوں کا کفارہ بنا دیں گے۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۵۱۷ (۱۳) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشَرَةَ وَاَرْبَعَ عَشَرَةَ وَخَمْسَ عَشَرَةَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، اے ابو ذر! جب تم مہینہ کے تین دن کے (نفل) روزے رکھنا چاہو تو (ہلالی ماہ کی) تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں (تاریخ) کو روزہ رکھ لیا کرو (ان کو ایام بیض کہتے ہیں) اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

۲۵۱۸ (۱۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ

فِيْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَاقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوٗدَ صِيَامُ يَوْمٍ وَاِفْطَارُ يَوْمٍ وَاقْرَاْ فِيْ كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً وَلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ نے (ایک روز) مجھ سے فرمایا اے عبد اللہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم (ہر روز) دن میں روزہ رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو، کیا یہ صحیح ہے؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں! یا رسول اللہ! (یہ سن کر) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسا نہ کرو، بلکہ روزہ بھی رکھو اور روزہ ترک بھی کرو، رات کو عبادت بھی کرو اور سویا بھی کرو، اس لیے کہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا، گویا اس نے روزہ ہی نہ رکھا۔ ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا (ثواب میں) ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہے، تم ہر مہینے میں صرف تین روزے رکھ لیا کرو، اور ہر مہینہ میں ایک قرآن پڑھ لیا کرو۔ میں نے

لہ عرفہ کا روزہ کی فضیلت عاشورا کے روزہ پر اس لیے ہے کہ عرفہ کا روزہ شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں مستحب قرار دیا گیا اور عاشورا کا روزہ شریعت موسوی میں تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بطور مستحب کے باقی رکھا)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

عرض کیا (یا رسول اللہ) مجھے اس سے زیادہ عمل کرنے کی طاقت ہے! (یہ سن کر) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تو تم صوم داؤدی رکھا کرو، جو روزوں میں بہترین روزے ہیں، اور صوم داؤدی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن روزہ چھوڑنا ہے اور سات راتوں (یعنی ایک ہفتہ میں) ایک قرآن پڑھا کرو اور (روزوں کے رکھنے اور قرآن کو پڑھنے میں) اس سے زیادہ مشقت نہ اٹھاؤ۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے، اور ترمذی کی ایک روایت میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا، گویا اس نے قرآن نہیں سمجھا (کنز الدقائق میں لکھا ہے کہ کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن میں ایک قرآن ختم کر لینا چاہیے۔

۲۵۱۹ (۱۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يُفْطِرُ اَيَّامَ الْبِيْضِ فِيْ حَضَرٍ وَّلَا سَفَرٍ۔ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایام بیض کے روزے کبھی نہیں چھوڑتے تھے (خواہ آپ گھر میں ہوں یا سفر پر ہوں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

۲۵۲۰ (۱۶) وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُّ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ دوشنبہ کے دن روزہ رکھا کرتے ہیں (اس کا کیا سبب ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں دوشنبہ ہی کو پیدا ہوا ہوں اور مجھ پر دوشنبہ ہی کے دن وحی نازل ہونا شروع ہوئی (اسی کے شکرانہ میں میں روزہ رکھا کرتا ہوں (اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۵۲۱ (۱۷) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (کبھی) پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

۲۵۲۲/۱۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَاُحِبُّ اَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (بندوں کے) اعمال (اللہ تعالیٰ کے دربار میں) پیر اور جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل اس حالت میں پیش ہو کہ میں روزہ سے ہوں اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۵۲۳/۱۹ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَصُوْمُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تَصُوْمُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَقَالَ اِنَّ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ یَغْفِرُ اللّٰهُ فِیْهِمَا لِکُلِّ مُسْلِمٍ اِلَّا ذَا هَاجِرَیْنِ یَقُوْلُ دَعْهُمَا حَتّٰی یَصْطَلِحَا۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا (ہاں) اس لیے کہ پیر اور جمعرات ایسے (فضیلت والے) دن ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان (کے گناہوں) کو بخش دیتے ہیں، بجز ان کے جو آپس میں لڑ کر (قطع تعلق کر لیں) اور اللہ تعالیٰ مغفرت کا سوال کرنے والے فرشتہ سے) فرماتے ہیں کہ ان دونوں کو چھوڑ دو تاوقتیکہ یہ آپس میں مصالحت کرلیں۔ اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۵۲۴/۲۰ وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامِ الدَّهْرِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے مہینہ میں مزید چھ (نفل) روزے رکھے تو گویا اس نے پورے سال بھر کے روزے رکھے اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ستہ شوال رمضان سے متصل متواتر رکھ سکتے ہیں، یا پورے مہینہ میں متفرق چھ روزے رکھ سکتے ہیں۔

۲۵۲۵/۲۱ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ زِیَادِ بْنِ جُبَیْرٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں زیاد بن جبیر سے

قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اِنِّیْ نَذَرْتُ اَنْ اَصُوْمَ یَوْمًا فَوَافَقَ اَضْحٰی اَوْ فِطْرَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَمَرَ اللّٰہُ بِوَفَآءِ النَّذْرِ وَنَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنْ صِیَامِ ھٰذَا الْیَوْمِ۔

مروی ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے ایک دن روزہ رکھنے کی نذر مانی ہے اور وہ دن اتفاق سے عید کے دن یعنی عید قربانی یا عید فطر کے دن آگیا ہے۔ (مجھے کیا کرنا چاہیئے) تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نذر پورا کرنے کا حکم دیا (لہٰذا تم اور کسی دن میں اس کی قضاء کرلو۔ اس لیے کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن یعنی عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۵۲۶ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ ۲۲ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاصَوْمَ فِیْ یَوْمَیْنِ الْفِطْرَ وَ الْاَضْحٰی۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ دو دنوں میں یعنے عید الفطر اور عید الضحیٰ میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۵۲۷ وَعَنْ نُّبَیْشَۃَ الْھُذَلِیِّ قَالَ ۲۳ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ اَیَّامُ اَکْلٍ وَّشُرْبٍ وَّذِکْرُ اللّٰہِ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت نبیشہ ھذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایام تشریق (یعنے ۱۱، ۱۲، ۱۳، ذوالحجہ) کھانے پینے اور اللہ کی یاد کے دن ہیں، اس لیے ان دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: درمختار اور ردالمحتار میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ایام منہیہ یعنے عید الفطر کے روز اور عید الضحیٰ اور ایام تشریق یعنے ذوالحجہ کی گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنے کی نذر کرے یا پورے سال بھر کے روزوں کی نذر مانے تو قول مختار یہ ہے کہ ایسے شخص کی یہ نذر مطلقاً صحیح ہے۔ اس لیے کہ نذر ماننا طاعت ہے لیکن اس کو چاہیئے کہ ان ایام منہیہ میں روزہ رکھنے سے وجوباً پرہیز کرے تاکہ وہ معصیت سے بچ جائے اور ان ممنوعہ ایام میں اس نے روزوں کی جو نذر مانی تھی اور جس کی ادائیگی اس پر واجب ہو چکی ہے۔ ان دونوں کے روزوں کو وہ دوسرے دنوں میں قضا کرے تاکہ نذر ماننے کا وجوب اس سے ساقط ہو جائے اور ممنوعہ ایام میں روزہ رکھنے کے گناہ سے بچ جائے، اسی لیے علمائے احناف نے وضاحت کی ہے کہ ان ممنوعہ ایام میں روزوں کی نذر تو درست ہے مگر ان میں روزہ رکھنا گناہ ہے اور صدر کی مذکورہ احادیث سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے۔ ۱۲

۲۵۲۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ۲۴

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

فَلَمَّا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُفْطِرُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ۔
(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ مِثْلَہٗ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَصَحَّحَہُ ابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَابْنُ حَزْمٍ۔

۲۵۲۹ (۲۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُفْطِرًا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ قَطُّ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَہٗ۔

۲۵۳۰ (۲۶) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ کَتَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ عَشَرَۃَ اَیَّامٍ عَدَدَھُنَّ مِنْ اَیَّامِ الْاٰخِرَۃِ غُرٌّ زُھْرٌ لَا تُشَاکِلُھُنَّ اَیَّامُ الدُّنْیَا رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَقَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ لَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ وَالْفِقْہِ وَمَنْ یُقْتَدٰی بِہٖ نَھٰی عَنْ صِیَامِ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَصِیَامُہٗ حَسَنٌ وَقَدْ رَاَیْتُ بَعْضَ اَھْلِ الْعِلْمِ یَصُوْمُہٗ وَاُرَاہُ کَانَ یَتَحَرَّاہُ۔

روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت کم دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے ہوں (یعنی آپ اکثر جمعہ کا روزہ رکھا کرتے تھے) اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو جمعہ کے دن روزہ چھوڑتے ہوئے نہیں دیکھا اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے، اور ابن ابی شیبہ کی دوسری روایت میں بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسی طرح ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی (مسلمان) نے جمعہ کے دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالٰی اس کے حق میں (ایک دن کے بدلے) دس دن کے روزہ کا ثواب) لکھ دیتے ہیں اور ان میں سے ہر دن آخرت کے دن کے برابر ہوگا اور (آخرت کے دن کی خصوصیات یہ ہیں کہ آخرت کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے (اور یہ دن) نہایت روشن اور چمک دار ہوتا ہے اور (یہ دنیا کے) یہ (کسی طرح) آخرت کے دن کے مشابہ نہیں ہوں گے[1] اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے، اور یحیٰی نے کہا ہے کہ میں نے امام مالک کو یہ کہتے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ اور میں نے کسی عالم اور فقیہ اور کسی ایسے شخص کو جس کی لوگ اقتدار کرتے ہوں جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کرتے ہوئے نہیں سنا اور (امام مالک نے بھی فرمایا کہ جمعہ کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے، بلکہ میں نے خود

[1] جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے دس دنوں کا جو ثواب ملے گا۔ ان میں سے ہر دن مذکورہ بالا خصوصیات کا حامل ہوگا۔

اہل علم کو دیکھا ہے کہ وہ جمعہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔
اس کا اہتمام اور پابندی کیا کرتے تھے۔

ف: واضح ہو کہ فتاوی عالمگیری میں مذکور ہے کہ جس طرح دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ بھی منفرداً رکھنا مستحب ہے۔ اسی طرح علماء احناف کے نزدیک جمعہ کا روزہ بھی منفرداً رکھنا مستحب ہے۔ بحر رائق میں بھی ایسا ہی مذکور ہے اور صدر کی مذکورہ حدیثوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ۱۲۔

۲۵۳۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَخْتَصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ اللَّيَالِيْ ـ
۲۷
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اور راتوں کو چھوڑ کر جمعہ کی رات کو عبادت کے لیے مختص مت کیا کرو (بلکہ ہر رات کو) شب بیداری رکھو اور کچھ نہ کچھ عبادت کیا کرو۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۵۳۱ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللهِ بَعَّدَ اللهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا ـ
۲۸
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی (مسلمان) نے اللہ کی راہ میں (یعنے جہاد وغیرہ میں) ایک دن روزہ کا رکھا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوزخ (کی راہ) سے ستر برس (کے فاصلہ تک) دور کر دیں گے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۵۳۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ بَعَّدَهُ اللهُ مِنْ جَهَنَّمَ كَبُعْدِ غُرَابٍ طَائِرٍ وَهُوَ فَرْخٌ حَتّٰى مَاتَ هَرِمًا ـ
۲۹
(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْصَرَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی (مسلمان) نے اللہ کی خوشنودی کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اس قدر فاصلہ تک دور کر دیں گے جتنی دور تک ایک کوا اپنے بچپن سے لے کر مرنے تک اُڑتا رہے[1] اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت شعب الایمان میں سلمہ بن قیصر سے کی ہے۔

۲۵۳۳ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
۳۰

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے،

[1] کوا سے تشبیہ اس لیے دی گئی ہے کہ کوے کی عمر کہا جاتا ہے کہ ایک ہزار سال کی ہوتی ہے۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی (مسلمان) نے اللہ کی راہ میں[1] ایک دن بھی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے اور دوزخ کے درمیان اتنا فاصلہ حائل فرما دیتے ہیں جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے اس کی روایت ترمذی نے کی ہے ۔

۲۵۳۵ (۳۱) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ عَنْ اُخْتِهِ الصَّمَّآءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَصُوْمُوْا يَوْمَ السَّبْتِ اِلَّا فِيْمَا افْتُرِضَ عَلَيْكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا لِحَآءَ عِنَبَةٍ اَوْ عُوْدَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضَغْهُ ۔

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

حضرت عبد اللہ بن بسر اپنی بہن صماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (صرف) ہفتہ کے دن (نفل) روزہ نہ رکھا کرو، سوائے اس کے کہ تم پر ایسے روزہ کی ادائیگی فرض ہو، اگر تم میں سے کسی کے پاس (کھانے کے لیے) انگور کے درخت کی لکڑی کے سوائے اور کچھ نہ ہو تو اسی کو چبا لو اور ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھو تاکہ یہود سے مشابہت نہ ہو، جو ہفتہ کو مقدس سمجھ کر اس دن روزہ رکھا کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہفتہ کے دن کا منفرداً روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے البتہ ہفتہ کے ساتھ کسی اور دن کو ملا کر روزہ رکھنا مکروہ نہیں ہے اس حدیث کی روایت امام احمد، ابو داود، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے ۔

۲۵۳۶ (۳۲) وَعَنْ عَامِرِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْغَنِيْمَةُ الْبَارِدَةُ الصَّوْمُ فِي الشِّتَآءِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُّرْسَلٌ ۔

حضرت عامر بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جاڑوں کے روزے ٹھنڈی غنیمت ہیں[2] اس حدیث کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے ۔

۲۵۳۷ (۳۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَزَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے[3] اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے ۔

[1] یعنی جہاد میں یا حج اور عمرہ کے دوران میں یا علم دین سیکھنے کے زمانہ میں، یا خالصۃً اللہ کی خوشنودی کے لیے)
[2] کہ روزہ دار کو موسم سرما میں پیاس اور بھوک کی مشقت کے بغیر اس طرح روزے کا ثواب مل جاتا ہے جس طرح کسی کو لڑائی اور جنگ کے بغیر مال غنیمت حاصل ہو جائے [3] کہ جس طرح زکوٰۃ سے مال پاک ہوتا ہے اسی طرح روزہ سے بدن پاک ہوتا ہے ۔

بَابٌ

اس باب میں روزہ کے متفرق مسائل کا بیان ہے۔

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ:
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ۔
اور اپنے عمل باطل نہ کرو (سورۂ محمد، ۳۳)

ف: بعض لوگوں کا خیال تھا کہ جیسے شرک کی وجہ سے تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اسی طرح ایمان کی برکت سے کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا تو ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ مومن کے لیے اطاعت خدا و رسول ضروری ہے گناہوں سے بچنا لازم ہے، مسئلہ اس آیت میں عمل کے باطل کرنے کی ممانعت فرمائی گئی تو آدمی جو عمل شروع کرے خواہ وہ نفل ہی ہو یا نماز یا روزہ یا اور کوئی لازم ہے کہ اس کو باطل نہ کرے۔

ف: عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی نفل عبادت شروع کرے تو اس پر اس عبادت کی تکمیل واجب ہو جاتی ہے اس لیے کہ اس نے اس کو شروع کیا ہے، اگر اس نے اس عبادت کی تکمیل نہیں کی، تو گویا اس نے اس عمل اور عبادت کو باطل کیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ، تم اپنے اعمال کو (ادھورا رکھ کر) باطل نہ کرو، چنانچہ اگر کوئی شخص نفل روزہ رکھ کر کسی وجہ سے اس کو توڑ دے تو اس پر دوسرے دنوں میں اس روزہ کی قضا واجب ہے اور یہی مذہب حنفی ہے، اور اس باب میں ان احادیث کا ذکر ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نفل روزہ رکھ کر کسی وجہ سے توڑ دیا جائے تو اس کی قضاء واجب ہے۔ ۱۲۔

وَقَالَ:
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَرَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰہِ فَمَا رَعَوْھَا حَقَّ رِعَایَتِھَا۔
اور راہب بننا، تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہے ہم نے ان پر مقرر نہ کی، ہاں! یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نباہا جیسا کہ اس کے نباہنے کا حق ہے (سورۂ الحدید، ۲۷)

ف: پہاڑوں، غاروں اور تنہا مکانوں میں خلوت نشین ہونا اور صومعہ بنانا اور اہل دنیا سے مخالطت ترک کرنا اور عبادتوں میں اپنے اوپر زائد مشقتیں بڑھا لینا، تارک ہو جانا، نکاح نہ کرنا، نہایت موٹے کپڑے پہننا، ادنیٰ غذا نہایت کم مقدار میں کھانا۔

ف: دین میں کسی بات کا نکالنا، اگر وہ بات نیک ہو اور اس سے رضائے الٰہی مقصود ہو تو بہتر ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے اور اس کو جاری رکھنا چاہیئے ایسی بدعت کو بدعت حسنہ کہتے ہیں، البتہ دین میں بری بات نکالنا بدعت سیئہ کہلاتا ہے، وہ ممنوع اور ناجائز ہے۔ اور بدعت سیئہ حدیث شریف میں بتائی گئی ہے جو خلاف سنت ہو، اس کے نکالنے سے کوئی سنت اٹھ جائے، اس سے ہزارہا مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں۔ اور اپنی ہوائے نفسانی سے ایسے امور خیر کو بدعت بتا کر منع کرتے ہیں جن سے

دین کی تقویت و تائید ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اخروی فوائد پہنچتے ہیں اور وہ طاعات و عبادات میں ذوق و شوق کے ساتھ مشغول رہتے ہیں ایسے امور کو بدعت بتانا قرآن مجید کی آیت کے صریح خلاف ہے (تفسیر خزائن العرفان) ف، مرقات میں لکھا ہے کہ آیت مذکورہ ان عیسائی راہبوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی عمل کو اپنے طور سے خود پر لازم کر لیا اور اس کو پورا نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل کو باطل ہونے سے بچانا واجب ہے۔ یعنی کسی نفل عبادت کو جب اپنے اوپر فرض کر لیں تو اس کو پورا کرنا واجب ہے، ادھورا چھوڑنے سے وہ عبادت باطل ہو جاتی ہے جس پر وعید وارد ہوئی ہے لہذا نفل روزہ کو شروع کر کے کسی وجہ سے توڑ دیں تو اس کی قضاء واجب ہوگی تاکہ عمل باطل نہ ہو ۱۲۔

واضح ہو کہ آیت مذکورہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے کسی عبادت کو اللہ تعالیٰ کی رضاء کے واسطے اپنے اوپر واجب کر لینا بدعتِ حسنہ ہے جس پر ثواب ملتا ہے جیسے قرآنِ کریم کے پارے اور رکوع مقرر کرنا، علم حدیث اور فقہ مرتب کرنا اور میلاد شریف اور بزرگوں کی فاتحہ کی محفلیں قائم کرنا وغیرہ۔ البتہ بدعت حسنہ ایجاد کر کے اسے نہ نباہنا بُرا ہے جس پر عتاب فرمایا گیا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ ہمارے دین میں رہبانیت یعنی ترک دنیا منع ہے ۱۲۔

۲۵۳۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّيْ إِذًا صَائِمٌ ثُمَّ أَتَانَا يَوْمًا اٰخَرَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ أَرِيْنِيْهِ فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا فَأَكَلَ۔ ۳۴

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

وَقَالَ الشَّمْنِيُّ وَزَادَ النَّسَائِيُّ وَلٰكِنْ أَصُوْمُ يَوْمًا مَكَانَهُ وَصَحَّحَ عَبْدُ الْحَقِّ هٰذِهٖ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟ ہم نے کہا، کچھ نہیں ہے (یارسول اللہ) (یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا) اگر ایسا ہے تو میں روزہ رکھ لیتا ہوں، اسی طرح آپ ہمارے پاس کسی اور دن تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے پاس حیس، ایک قسم کا کھانا جو کھجور، گھی اور ستو سے بنایا جاتا ہے۔ (تحفۃ بھیجا گیا ہے آپ نے فرمایا اچھا مجھے دکھاؤ تو اس لیے کہ میں نے آج صبح روزہ کی نیت کر لی تھی (جب اس کھانے کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا)، تو آپ نے اس میں سے کچھ کھا لیا اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور شمنی نے کہا ہے کہ نسائی نے اس حدیث کو اس اضافہ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اب میں یہ کھا کر روزہ تو توڑ رہا ہوں)

الزِّيَادَةَ۔

لیکن اس روزہ کی بجائے کسی اور دن روزہ رکھ لوں گا اور علامہ عبدالحق نے نسائی کے اس اضافہ کو صحیح قرار دیا ہے اور مرقات اور بنایہ میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "فَإِنِّيْ إِذًا صَائِمٌ" اچھا تو اب میں روزہ رکھ لیتا ہوں) اس ارشاد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نفل روزہ کی نیت دن میں کرنا جائز ہے جیسا کہ مرقات میں ہے اور درمختار میں ایسا ہی لکھا ہے۔١٢

ف: اس حدیث شریف میں یہ بھی مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ کی نیت کر لینے کے بعد "حیس" کو تناول فرمایا۔ اس بارے میں درمختار میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے نفل روزہ شروع کر لیا ہو تو بلا عذر نفل روزہ کو نہ توڑے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ نفل روزہ کو توڑنا اس شرط سے جائز ہے کہ وہ اس نفل روزہ کو قضاء کرنے کی نیت کرے اور کمال اور تاج الشریعۃ اور صدر الشریعۃ نے وقایہ میں اسی کو اختیار کیا ہے۔١٢

٢٥٣٨ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَبَدَرَتْنِيْ إِلَيْهِ حَفْصَةُ وَكَانَتِ ابْنَةَ أَبِيْهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ قَالَ اقْضِيَا يَوْمًا اٰخَرَ مَكَانَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ زُمَيْلٍ مَوْلٰى عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَرَوَاهُ مُحَمَّدٌ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ بِهٰذَا نَأْخُذُ مَنْ صَامَ تَطَوُّعًا ثُمَّ أَفْطَرَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْعَامَّةِ قَبْلَنَا وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ

حضرت زہری، حضرت عروہ سے اور حضرت عروہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں، ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں اور حضرت حفصہ بنت عمر ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں نفل روزہ سے تھیں کہ ہمارے سامنے ایسا کھانا لایا گیا جس کی خوشبو سے ہماری اشتہا بڑھ گئی، تو ہم نے اس میں سے کھا لیا، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ پر سبقت کر کے عرض کیا، یا رسول اللہ! آج ہم دونوں (نفل) روزہ سے تھیں کہ ہمارے سامنے ایسا کھانا لایا گیا جس کی خوشبو سے ہماری اشتہا چاہت بڑھ گئی اور ہم نے اس کو کھا لیا (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم دونوں اس روزہ کی قضاء کسی اور دن کر لو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے، اور ابو داؤد اور نسائی نے اسی حدیث کو زمیل مولیٰ عروۃ سے اسی طرح روایت کی ہے اور امام محمد نے امام مالک کے واسطے سے زہری سے اسی حدیث کی روایت کی ہے اور امام محمد نے فرمایا ہے کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں کہ اگر کسی نے نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ فَرَاَوْا عَلَيْهِ الْقَضَاءَ اِذَا اَفْطَرَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ ـ

تو اس پر اس روزہ کی قضاء واجب ہے ۔ اھ اور یہی قول امام ابو حنیفہ اور ہمارے سلف صالحین حضرت ابو بکر، حضرت عمر حضرت علی، اور حضرت ابن عباس، حضرت جابر بن عبد اللہ حضرت عائشہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے اور حسن بصری اور حضرت سعید بن جبیر اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں جیسا کہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل علم اصحاب اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی اسی حدیث کو اختیار کیا ہے اور ان حضرات نے اس شخص پر جو نفل روزہ رکھ کر توڑ دے تو اس کی قضاء واجب قرار دی ہے اور یہی قول امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ہے ۔ ۱۲۰

۲۵۳۹ / ۳۶ وَعَنِ الْمُزَنِيِّ عَنِ الشَّافِعِيِّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَمَّتِهٖ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا قَدْ خَبَاْنَا لَكَ حَيْسًا فَقَالَ اَمَا اِنِّيْ كُنْتُ اُرِيْدُ الصَّوْمَ وَلٰكِنْ قَرِّبِيْهِ سَاَصُوْمُ يَوْمًا مَكَانَ ذٰلِكَ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ) وَقَالَ صَاحِبُ الْعَرْفِ الشَّذِيِّ وَالسَّنَدُ صَحِيْحٌ غَايَةَ الصِّحَّةِ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهِ الْكَبِيْرِ مِنْ طَرِيْقِ الطَّحَاوِيِّ وَفِيْ كِتَابِهِ الْمَعْرِفَةِ اَيْضًا وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي الْكُبْرٰى وَالدَّارَقُطْنِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ ـ

مزنی امام شافعی سے اور امام شافعی سفیان سے اور سفیان طلحہ بن یحییٰ سے اور طلحہ بن یحییٰ اپنی پھوپھی عائشہ بنت طلحہ سے اور عائشہ بنت طلحہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے آپ ہی کے لیے حیس اٹھا کر رکھا ہے (یہ سن کر) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے (نفل) روزہ کی نیت کر لی تھی ۔ اچھا اس کو لے آؤ (اس کو کھا لیتا ہوں) اور آج کے روزہ کے بدلہ میں کسی دن اس کی قضاء کر لوں گا اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور صاحب العرف الشذی نے کہا ہے کہ اس کی سند نہایت صحیح ہے اور بیہقی نے بھی اس حدیث کو اپنی سنن کبیر اور المعرفۃ میں ان ہی اسناد سے روایت کی ہے جیسا کہ امام طحاوی نے روایت کی ہے اور نسائی نے بھی اس کی روایت کبریٰ میں اور دار قطنی نے اپنی سنن میں اس کی روایت کی ہے ۔

٢٥٤١ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ وَهُمَا صَائِمَتَانِ ثُمَّ خَرَجَ فَرَجَعَ وَهُمَا يَأْكُلَانِ فَقَالَ اَلَمْ تَكُوْنَا صَائِمَتَيْنِ قَالَتَا بَلٰى وَلٰكِنْ اُهْدِيَ لَنَا هٰذَا الطَّعَامُ فَاَعْجَبَنَا فَاَكَلْنَا مِنْهُ فَقَالَ صُوْمَا يَوْمًا مَكَانَهٗ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِيْهِ خَطَّابُ بْنُ الْقَاسِمِ وَخَصِيْفٌ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ خَطَّابٌ ثِقَةٌ قَالَهُ ابْنُ مَعِيْنٍ وَاَبُوْ زُرْعَةَ وَقَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَيَحْيَى ابْنُ مَعِيْنٍ وَاَبُوْ زُرْعَةَ وَالْعِجْلِيُّ خَصِيْفٌ ثِقَةٌ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ صَالِحٌ وَعَنْهُ لَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ۔

٢٥٤٢ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّهٗ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَعَطِشَ عَطَشًا شَدِيْدًا فَاَفْطَرَ فَسَاَلَ عِدَّةً مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَمَرُوْهُ اَنْ يَّقْضِيَ يَوْمًا مَّكَانَهٗ، رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَقَالَ صَاحِبُ الْجَوْهَرِ النَّقِيِّ هٰذَا سَنَدٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ مَا خَلَا النَّيْمِيَّ فَاِنَّهٗ اَخْرَجَ لَهٗ اَصْحَابُ الْاَرْبَعَةِ وَوَثَّقَهٗ ابْنُ سَعْدٍ وَابْنُ سُفْيَانَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَرَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ۔

٢٥٤٣ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَ اَصْحَابَهٗ اَنَّهٗ صَائِمٌ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْهِمْ وَرَاْسُهٗ يَقْطُرُ فَقَالُوْا اَوَلَمْ تَكُ صَائِمًا قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ مَرَّتْ بِيْ جَارِيَةٌ لِّيْ فَاَعْجَبَتْنِيْ فَاَصَبْتُهَا وَكَانَتْ حَسَنَةً هَمَمْتُ بِهَا وَاَنَا قَاضِيْهَا يَوْمًا اٰخَرَ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک روز) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین حضرت حفصہ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تشریف لائے تو اس وقت دونوں روزے سے تھیں، پھر آپ باہر تشریف لے گئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام پھر جب واپس (دوبارہ گھر) لوٹے تو ملاحظہ فرمایا کہ دونوں کھانا کھا رہی ہیں (یہ دیکھ کر) آپ نے فرمایا کہ تم دونوں (آج) روزہ سے نہ تھیں دونوں نے جواب دیا کیوں نہیں (ہم دونوں روزے سے تھیں) لیکن ہم کو یہ کھانا جو تحفۃً آگیا تھا، پسند آگیا اور ہم نے اس کو کھا لیا (یہ سن کر) آپ نے دونوں سے ارشاد فرمایا آج کے روزہ کے بدلہ کسی دن اور روزہ رکھ لو۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے عرفہ کے دن روزہ رکھ لیا، اس سے ان کو سخت پیاس ہونے لگی جس کی وجہ سے انھوں نے روزہ توڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے صحابہ سے دریافت کیا، تو سب نے ان کو یہی حکم دیا کہ آج کے (اس) روزہ کے بدلہ کسی اور دن قضاء کر لیں، اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور صاحب الجواہر النقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند شیخین یعنی بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے، اور امام طحاوی نے بھی اس حدیث کی اسی طرح روایت کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے (ایک دن) اپنے شاگردوں کو اطلاع دی کہ وہ آج روزہ سے ہیں، جب وہ گھر سے نکلے تو ایسی حالت میں نکلے کہ سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ (یہ دیکھ کر) ان کے شاگردوں نے پوچھا کیا آپ آج روزہ سے نہ تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا! ہاں آج میں روزہ سے تھا، لیکن میری ایک باندی جو بہت خوب صورت ہے، میرے سامنے سے گزری، جو مجھے پسندِ خاطر ہوئی اور میں نے اس

۲۵۴۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ صَنَعَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحٰبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابًا لَهٗ فَلَمَّا اُتِيَ بِالطَّعَامِ تَنَحّٰى اَحَدُهُمْ فَقَالَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَالَكَ فَقَالَ اِنِّيْ صَائِمٌ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَكَلَّفَ لَكَ اَخُوْكَ وَصَنَعَ ثُمَّ تَقُوْلُ اِنِّيْ صَائِمٌ كُلْ وَصُمْ يَوْمًا مَّكَانَهٗ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَالطَّيَالِسِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمِّ سُلَيْمٍ فَاَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَّسَمْنٍ فَقَالَ اَعِيْدُوْا سَمْنَكُمْ فِيْ سِقَائِهٖ وَتَمْرَكُمْ فِيْ وِعَائِهٖ فَاِنِّيْ صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى غَيْرَ الْمَكْتُوْبَةِ فَدَعَا لِاُمِّ سُلَيْمٍ وَاَهْلِ بَيْتِهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلٰى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ فَاِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ وَاِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ۔

جماع کر لیا اور میں آج کے روزہ کی قضاء کسی اور دن کر لوں گا اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے کھانا تیار کیا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو دعوت دی، کھانا سامنے آیا تو ایک صحابی ہٹ کر ایک جانب ہو گئے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن سے دریافت کیا تم (کیوں ہٹ گئے) کیا بات ہے! تو انھوں نے عرض کیا (یارسول اللہ آج میں روزہ سے ہوں) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے بھائی نے تمہارے لیے تکلیف اٹھا کر (کھانا) تیار کیا ہے، اور تم کہتے ہو کہ میں روزہ سے ہوں (آج تو) کھالو اور اس کے بدلے کسی اور دن قضاء کر لینا۔ اس کی روایت دار قطنی اور طیالسی نے کی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ایک دفعہ) اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے تو انھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کھجور اور گھی پیش کیا، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، گھی کو مشکیزہ میں اور کھجور کو اس کے برتن میں رکھ دو (میں آج روزے سے ہوں، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر کے ایک گوشہ میں تشریف لے گئے اور نفل نماز پڑھی اور ام سلیم اور ان کے گھر والوں کے لیے دعا فرمائی اور مسلم کی ایک روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر کسی کو تم میں سے کھانے پر بلایا جائے اور تم روزے سے ہو، اور روزہ توڑنا نہ چاہتے ہو تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو وہ اس کو قبول کر لے اگر روزہ سے ہو (اور روزہ توڑنا نہ چاہتے ہو) تو (اس کے

گھر میں نفل) نماز پڑھ کر (دعا کر دو) اگر روزہ سے نہ ہو تو کھانا کھا لے۔

ف ردالمحتار میں نفل روزہ کو توڑنے کے بارے میں حسب ذیل شرائط مذکور ہیں۔
ردالمحتار میں لکھا ہے کہ ضیافت مہمان اور میزبان دونوں کے لیے نفل روزہ کو توڑنے کے لیے عذر ہے، جب کہ میزبان مہمان کے کھانا کھائے بغیر راضی نہ ہوتا ہو، تو ایسی صورت میں مہمان نفل روزہ توڑ سکتا ہے اور اسی طرح اگر مہمان میزبان جو روزہ سے ہو اس کو کھانے میں ساتھ لیے بغیر کھانے پر راضی نہ ہوتا ہو، تو ایسی صورت میں میزبان بھی اپنا نفل روزہ توڑ سکتا ہے اور اگر روزہ توڑے بغیر مہمان یا میزبان راضی ہو جاتا ہو تو میزبان اور مہمان دونوں کو چاہیئے کہ نفل روزہ نہ توڑیں، یہ بھی واضح رہے کہ عذر کی بناء پر نفل روزہ زوال سے پہلے توڑا جا سکتا ہے اور زوال کے بعد ایسے عذر کی بناء پر نفل روزہ نہ توڑے اور کسی وجہ سے بھی نفل روزہ توڑنا دوسرے وقت صحیح ہے جب کہ توڑنے والا اس روزے کی قضاء کی نیت رکھتا ہو، اور یہی مذہب حنفی ہے۔ ۱۲

۲۵۴۵ وَعَنْ اُمِّ عَمَارَةَ بِنْتِ كَعْبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَدَعَتْ لَهٗ بِطَعَامٍ فَقَالَ لَهَا كُلِيْ فَقَالَتْ اِنِّيْ صَائِمَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّائِمَ اِذَا اُكِلَ عِنْدَهٗ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى يَفْرَغُوْا۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ایک دفعہ) اُن کے پاس تشریف لائے، تو انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھانا منگوایا، حضور نے اُن سے فرمایا، تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ تو انھوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ میں روزے سے ہوں، تو (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کے سامنے جب کھانا کھایا جائے تو فرشتے (اس روزہ دار) پر اس وقت تک رحمت بھیجتے ہیں جب تک وہ (کھانے والے کھانے سے فارغ نہ ہو جائیں) اس کی روایت امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۲۵۴۶ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ دَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَغَدّٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْغَدَاءَ يَا بِلَالُ قَالَ اِنِّيْ صَائِمٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَاْكُلُ رِزْقَنَا وَفَضْلُ رِزْقِ بِلَالٍ فِي الْجَنَّةِ اَشَعَرْتَ يَا بِلَالُ اِنَّ الصَّائِمَ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (ایک دفعہ) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جب کہ آپ صبح کا کھانا کھا رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت بلال کو دیکھ کر) فرمایا، آؤ بلال کھانا کھا لو، حضرت بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں روزہ سے ہوں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہم تو اپنا رزق کھاتے ہیں اور بلال کا

يُسَبِّحُ عِظَامَهٗ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مَا اُكِلَ عِنْدَهٗ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

رزق جنت میں ہے، دپھر حضرت بلال سے مخاطب ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا! بلال کیا تم جانتے ہو کہ روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں۔ اور فرشتے اس کے لیے (یعنی روزہ دار کے لیے) اس وقت تک مغفرت کی دعا کرتے ہیں جب تک کہ اس کے سامنے کھایا جاتا رہے اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

یہ باب شب قدر (کی فضیلت) کے بیان میں ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا، اور تم نے کیا جانا کہ شب قدر کیا ہے شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے، وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔ (سورۃ القدر ۱ تا ۵)

ف: شب قدر شریف و برکت والی رات ہے، اس کو شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں سال بھر کے احکام نافذ کئے جاتے ہیں، ملائکہ کو سال بھر کے وظائف و خدمات پر مامور کیا جاتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی شرافت و قدر کے باعث اس کو شب قدر کہتے ہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ چونکہ اس شب میں اعمال صالحہ منقول ہوتے ہیں اور بارگاہ الٰہی میں ان کی قدر کی جاتی ہے اس لیے اس شب کو شب قدر کہتے ہیں۔ احادیث میں اس شب کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں بعض علماء کے نزدیک رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شب قدر ہوتی ہے (تفسیر خزائن العرفان)

ف: حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امم گذشتہ کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو تمام رات عبادت کرتا تھا اور تمام دن جہاد میں مصروف رہتا تھا اس طرح اس نے ہزار مہینے گذارے تھے، مسلمانوں کو اس سے تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمائی اور یہ آیت نازل کی کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (اخرجہ ابن جریر عن طریق مجاہد) یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب پر کرم ہے کہ آپ کے امتی شب قدر کی ایک رات عبادت کریں تو ان کا ثواب پچھلی امت کے ہزار ماہ عبادت کرنے والوں سے زیادہ ہو (تفسیر خزائن العرفان)

۲۵۴۷ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ هِيَ فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ مَرْفُوْعًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں سوال کیا گیا اور میں اس وقت یہ سن رہا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ شب قدر

وَقَالَ رَوَاهُ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ مَرْفُوعًا عَلَى ابْنِ عُمَرَ۔

ہر سال رمضان میں ہوا کرتی ہے اس کی روایت طحاوی نے کی ہے، اور ابوداؤد نے بھی مرفوعًا روایت کی ہے اور ابوداؤد نے یہ بھی کہا ہے کہ اس حدیث کی روایت سفیان اور شعبہ نے ابواسحاق سے موقوفًا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔

ف: شرح معانی الآثار میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر کبھی رمضان کے ابتداء میں اور کبھی درمیان میں اور کبھی آخری حصہ میں بھی آتی ہے اور ابن الملک نے کہا ہے کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرے سے مختص نہیں، بلکہ وہ رمضان کی ہر رات میں ہو سکتی ہے اور درمختار میں لکھا ہے کہ شب قدر تمام رمضان میں دائر ہے ۱۲

۲۵۴۸ (۲) وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى مِنْ أَوَّلِ شَهْرِ رَمَضَانَ إِلٰى اٰخِرِهٖ فِي جَمَاعَةٍ فَقَدْ أَخَذَ بِحَظٍّ مِّنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔

(رَوَاهُ الْخَطِيْبُ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو ابتداء رمضان سے آخر رمضان تک نماز جماعت سے ادا کرے تو اس کو شب قدر کا کچھ نہ کچھ حصہ مل جائے گا۔ اس کی روایت خطیب نے کی ہے۔

۲۵۴۹ (۳) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ حَتّٰى يَنْقَضِيَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَقَدْ أَصَابَ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص پورے رمضان میں مغرب اور عشاء جماعت کے ساتھ ادا کرے تو اس کو شب قدر کا بڑا حصہ مل جاتا ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۵۵۰ (۴) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ فِي جَمَاعَةٍ فِي رَمَضَانَ فَقَدْ أَدْرَكَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوْعًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان میں نماز عشاء جماعت سے ادا کرے تو اس کو شب قدر مل جاتی ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے اور طبرانی نے بھی اس کی روایت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعًا کی ہے۔

۲۵۵۱ (۵) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ إِنِّيْ رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِي رَمَضَانَ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ فَرُفِعَتْ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَبُوْ عَوَانَةَ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس رات کو یعنی شب قدر کو رمضان میں دیکھا، لیکن جب دو آدمیوں نے آپس میں جھگڑا کیا تو میں اس جھگڑے کو چکانے میں مشغول ہو گیا، تو شب قدر

کاتبین مجھ سے) اٹھا لیا گیا۔ اس کی روایت امام مالک، امام شافعی اور امام ابوعوانہ نے کی ہے۔

۲۵۵۲ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنْ يَّقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَاَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَالْاِفْرَادُ وَابْنُ حِبَّانَ نَحْوَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلطَّحَاوِيِّ عَنْهُ قَالَ مَنْ قَامَ السَّنَةَ كُلَّهَا اَصَابَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَّا شُعَاعَ لَهَا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سال بھر کی راتوں کو عبادت اور نوافل میں گزارتا ہے، تو وہ لیلۃ القدر کو پالے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور امام احمد نے بھی اس کی روایت کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت شعب الایمان میں اور دارقطنی نے الافراد میں کی ہے، اور ابن حبان نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور طحاوی کی ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ جس کسی شخص نے سال بھر کی راتوں کو عبادت میں گزارا تو اس نے لیلۃ القدر کو پا لیا اور مسلم کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے لیلۃ القدر کی علامتوں کے بارے میں مروی ہے کہ اس رات یعنی شب قدر کے بعد جو دن آتا ہے۔ اس میں) آفتاب ایسی حالت میں طلوع ہوتا ہے کہ اس کی شعاعیں تیز نہیں ہوتی۔

ف، صدر کی حدیث شریف میں مذکور ہے کہ جو شخص سال بھر کی راتوں کو عبادت اور نوافل میں گزارتا ہو، تو اس کو شب قدر مل جاتی ہے، اس بارے میں ردالمحتار میں مذکور ہے کہ بحر میں قانیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مشہور روایت یہی ہے کہ شب قدر پورے سال میں دورہ کرتی ہے، کبھی رمضان میں آتی ہے اور کبھی غیر رمضان میں، اور قاضی خاں میں بھی یہی لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مشہور روایت یہی ہے کہ شب قدر پورے سال میں دورہ کرتی ہے، اور عمدۃ القاری نے حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے، کہ شب قدر پورے سال میں دورہ کرتی ہے، اور فتوحات مکیہ میں حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح منقول ہے کہ انھوں نے شب قدر کو رمضان اور غیر رمضان میں بھی پایا ہے، اور مسوی میں محلی کے حوالہ سے مذکور ہے کہ مزنی اور ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ شب قدر پورے سال کی راتوں میں دورہ کرتی ہے، اور یہ کہ اس توضیح سے سارے احادیث میں توافق پیدا ہو جاتا ہے، اور عالمگیریہ میں مذکور ہے کہ شب قدر کی جستجو کرنا مستحب ہے۔ ۱۲

۲۵۵۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (رمضان کے) آخری عشرے میں عبادت کرنے میں جس

غَيْرِهٖ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

قدر مشقت اٹھاتے تھے، اتنی مشقت دوسرے دنوں میں نہیں اٹھاتے تھے (تاکہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی برکات حاصل فرمائیں)، اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۵۵۴ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَاَحْيَا لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رمضان المبارک کا جب آخری عشرہ شروع ہوجاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کمر بستہ ہوکر (ہمیشہ سے زائد) عبادت میں مشغول ہوجاتے ہیں اور شب بیدار رہتے (اور نوافل، ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن فرماتے رہتے) اور اپنے گھر والوں کو بھی (ان راتوں میں) جگا دیتے (تاکہ وہ بھی شب بیدار رہ کر آخری عشرہ کی برکتیں حاصل کریں۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۵۵۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَءَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ قُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اگر مجھے شب قدر مل جائے تو اس میں میں کیا دعا پڑھوں تو آپ نے ارشاد فرمایا یہ دعا پڑھو۔ اے اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معافی سے محبت رکھتے ہیں۔ پس آپ مجھے معاف فرما دیجئے۔ اس کی روایت امام احمد ابن ماجہ اور ترمذی نے کی اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

۲۵۵۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فِيْ كَبْكَبَةٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَّذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلٰٓئِكَتَهٗ فَقَالَ يَا مَلٰٓئِكَتِيْ مَا جَزَآءُ اَجِيْرٍ وَفّٰى عَمَلَهٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَآؤُهٗ اَنْ يُّوَفّٰى اَجْرَهٗ قَالَ مَلٰٓئِكَتِيْ عَبِيْدِيْ وَاِمَائِيْ قَضَوْا فَرِيْضَتِيْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ (زمین پر) اترتے ہیں اور ہر اس بندہ پر جو کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر اللہ کی یاد (اور عبادت) میں مشغول رہتا ہو، دعائے مغفرت کرتے ہیں پھر جب مسلمانوں کی عید یعنی عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ان (عبادت گزار بندوں کی وجہ) سے فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! اس مزدور کی کیا اجرت ہے جو اپنا کام پورا کر دے، تو

خَرَجُوْا يُعَجُّوْنَ اِلَى الدُّعَآءِ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكَرَمِيْ وَعُلُوِّيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَاُجِيْبَنَّهُمْ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّاٰتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

فرشتے عرض کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار اس کی اُجرت یہ ہے کہ اس کا پورا پورا معاوضہ دیا جائے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے میرے فرشتو! میرے غلاموں اور میری لونڈیوں نے اس فریضہ کو پورا کیا ہے جس کو میں نے ان پر فرض کیا تھا، پھر جب مسلمان دعاء کرتے ہوئے (عیدگاہ کی طرف) جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری عزت، وعظمت کی اور بخشش وبلندی کی قسم! میں ان کی دعاؤں کو ضرور قبول کر لوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ (اپنے ان بندوں سے) فرماتے ہیں (اے میرے بندو! اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخشش دیا، اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا (یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے) فرمایا کہ وہ (مسلمان) ایسی حالت میں (عیدگاہ سے اپنے گھروں کو) لوٹتے ہیں کہ اُن کے گناہ بخشش دیئے جاتے ہیں۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ

اس باب میں اعتکاف کا بیان ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو۔ (سورۃ البقرہ، ۱۸۷)

ف: اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ اپنے ٹھہرنے کا پابند بنا لینا ہے اور شرع میں عبادت کی نیت سے روزہ کی حالت میں مسجد میں شب و روز رہنے کو اعتکاف کہتے ہیں، اعتکاف کی تین قسمیں ہیں، واجب، سنت اور نفل۔

(۱) واجب اعتکاف یہ ہے کہ کوئی شخص اعتکاف کرنے کی نذر مانے اور اس کو اپنے اوپر واجب کرلے۔

(۲) سنت اعتکاف یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرے میں مسجد میں معتکف رہے اور یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر کوئی شخص بھی محلہ کی مسجد میں معتکف نہ رہے تو سب گنہگار رہیں گے۔

اور ان دونوں کے سوا جب کبھی مسجد میں ٹھہر جائے تو یہ مستحب اعتکاف ہے اور اس کی مقدار کم سے کم ایک ساعت ہے اور مستحب اعتکاف میں بھی احتیاط یہ ہے کہ روزہ رکھے اور اگر ایک دن ایک رات نفل اعتکاف کرے، تو مناسب یہ ہے کہ روزہ بھی رکھ لے۔

اعتکاف صرف ایسی مسجد میں جائز ہے جس میں پانچوں وقت جماعت سے نماز کا اہتمام ہو اور افضل اعتکاف مسجد حرام یعنی کعبۃ اللہ میں اعتکاف کرنا ہے، پھر اس کے بعد مسجد نبوی کا اعتکاف افضل ہے اور جو واجب

اعتکاف غیر رمضان میں ہو، اس میں بھی روزہ شرط ہے، معتکف کو کسی وقت بھی مسجد سے باہر نکلنا درست نہیں البتہ جو کام ناگزیر ہوں جیسے پیشاب پاخانہ یا مجبوری کی صورت میں کھانا لانے کے لیے گھر جانا یا جامع مسجد میں نماز جمعہ کے لیے جانا درست ہے، لیکن گھر میں یا راستہ میں ٹھہرنا درست نہیں۔

اگر عورت اعتکاف کرنا چاہے تو گھر میں جو جگہ اس کے نماز پڑھنے کی ہے اس کے لیے اسی جگہ اعتکاف کرنا درست ہے اور اعتکاف کی حالت میں حیض یا نفاس آجائے تو اعتکاف چھوڑ دے۔

اعتکاف کی حالت میں جماع اور عورت سے بوس وکنار بھی جائز نہیں ہے۔ ۱۲۔

(ہدایہ، عالمگیریہ، ردالمحتار، بیان القرآن)

۲۵۵۷ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا اِعْتِكَافَ اِلَّا فِيْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفَيْهِمَا وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلَهُ۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اعتکاف ایسی مسجد ہی میں جائز ہے جس میں پانچ وقت کی نماز باجماعت ہوتی ہے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے اپنی اپنی مصنف میں کی ہے اور طبرانی نے بھی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۲۵۵۸ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ مَسْجِدٍ لَهُ مُؤَذِّنٌ وَاِمَامٌ فَالْاِعْتِكَافُ فِيْهِ يَصْلُحُ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَقَالَ الضَّحَّاكُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ حُذَيْفَةَ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ہر ایسی مسجد میں جس میں امام اور موذن مقرر ہوں، اعتکاف درست ہے۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

۲۵۵۹ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی، پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے (اپنے اپنے گھروں میں) اعتکاف کیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کی ان نئی نئی چالوں کو دیکھ لیتے جن کو انھوں نے حضور کے بعد اختیار کیا تو ان کو مسجد میں آنے سے اسی طرح

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْهَا لَوْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَاٰى مَا اَحْدَثَتِ النِّسَاءُ بَعْدَهٗ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَرَوَى ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ بِسَنَدِهٖ فِي التَّمْهِيْدِ عَنْهَا

قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ انْهَوْا نِسَآئَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّيْنَةِ وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسَاجِدِ . فَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ لَمْ يُلْعَنُوْا حَتّٰى لَبِسَ نِسَآءُهُمُ الزِّيْنَةَ وَتَبَخْتَرُوْا فِي الْمَسَاجِدِ .

روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا اور ابن عبدالبر نے تمہید میں اپنی سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! اپنی عورتوں کو زیب و زینت کے لباس پہن کر مسجد میں آنے سے اور مسجدوں میں اترا کر کے چلنے سے منع کرو، اس لیے کہ بنی اسرائیل پر اسی وقت لعنت ہوئی جب کہ ان کی عورتیں زیب و زینت کا لباس پہن کر مسجدوں میں آنے لگیں اور مسجدوں میں اتراتے ہوئے چلنے لگیں (مردوں اور عورتوں کا ایک جگہ جمع ہونا فتنہ کا سبب ہوتا ہے۔ اس لیے عورتیں اپنے گھروں میں اعتکاف کریں۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اس بارے میں البذل المجہود میں لکھا ہے کہ معتکف دس راتوں کی تکمیل کے لیے بیسویں رمضان کو غروب آفتاب سے قبل اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے اور چاروں ائمہ کا یہی مذہب ہے۔ ۱۲

ف: اس حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی وفات تک رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آخری عشرے کا اعتکاف منسوخ نہیں ہوا، بلکہ وہ سنت مؤکدہ ہے اور حدیث شریف میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا، اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اعتکاف کا حکم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی باقی رہا اور اعتکاف عورتوں کے لیے بھی سنت ہے، لیکن عورتیں اپنے گھروں کی مسجد میں اعتکاف کریں۔ (عمدۃ القاری۔ فتح القدیر۔ عنایہ) ۱۲

۲۵۶۰ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْمَرْاَةِ فِيْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتُهَا فِيْ مَخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ بَيْتِهَا .

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت کے لیے کمرہ میں نماز پڑھنا دالان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اس کے لیے تہہ خانہ میں نماز پڑھنا کمرہ میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے (اسی طرح جہاں وہ نماز پڑھتی ہیں وہیں اس کو اعتکاف بھی کرنا چاہیئے) اس حدیث کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

۲۵۶۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

أَجْوَدُ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ كَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے اور لوگوں کو نفع پہونچانے کے اعتبار سے) تمام لوگوں میں زیادہ سخی تھے، خصوصاً ماہ رمضان میں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت بہت بڑھ جاتی تھی، حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے رمضان کی ہر رات کو ملاقات کرتے تو آپ (بارش برسانے والی) ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے (اور یہ عموماً رمضان کے آخری عشرے میں ہوتا جب کہ آپ اعتکاف فرماتے تھے۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۵۶۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِينَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِعْتَكَفَ عِشْرِينَ۔

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہر سال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایک مرتبہ قرآن کا دور کیا جاتا تھا[1] اور جس سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوئی اس سال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دو دفعہ قرآن کا دور ہوا، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال (رمضان میں) دس دن اعتکاف فرماتے تھے اور جس سال حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی (اس سال کے رمضان میں) آپ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ہر سال) رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے حضور ایک سال (کسی وجہ سے) اعتکاف نہ فرما سکے، تو جب آئندہ سال (کا رمضان آیا تو) آپ نے اس میں بیس دن اعتکاف فرمایا اس کی روایت ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے۔

ف: صدر کی حدیث جو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے سال رمضان میں بیس دن اعتکاف فرمایا اور اس میں دو دفعہ قرآن کا دور ہوا اس

[1] (یعنی رمضان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت جبرئیل کو پورا قرآن سنایا کرتے تھے۔)

بارے میں صاحب مرقات نے کہا ہے کہ ہر انسان کو چاہیئے کہ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اعمال صالحہ زیادہ کرے تاکہ اللہ تعالیٰ سے سرخروئی کے ساتھ مل سکے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر عشرہ میں قرآن کا ایک دور ختم کرنا چاہیئے ۱ھ اور عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے سال رمضان میں بیس دن جو اعتکاف فرمایا اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ نے اس سے قبل کے رمضان میں حالت سفر میں ہونے کی وجہ سے اعتکاف نہ کیا ہو ۱ھ اور درمختار میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نوافل کی بھی قضاء کرنی چاہیئے اور یہ کہ فرض کی قضاء فرض واجب کی قضا واجب اور نفل کی قضاء نفل ہے ۱۲۔

۲۵۶۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَكَفَ أَدْنٰى إِلَيَّ رَأْسَهٗ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهٗ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اعتکاف فرماتے تو مسجد میں سے بیٹھے بیٹھے میرے حجرے میں جو مسجد سے متصل تھا) میری طرف سر جھکا دیتے اور میں آپ کے سر میں کنگھی کر دیتی تھی، اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انسانی حاجت یعنی پیشاب پاخانہ کے سوا (اعتکاف کی حالت میں) گھر میں تشریف نہیں لاتے تھے اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: فتاویٰ عالمگیریہ میں محیط کے حوالہ سے لکھا ہے کہ معتکف کے لیے منجملہ اور عذروں کے جس کی وجہ سے وہ مسجد سے باہر نکل سکتا ہے یہ بھی ہے کہ وہ پیشاب، یا پاخانہ، یا نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد سے باہر نکلے اور اس کے لیے اس میں بھی حرج نہیں ہے کہ وہ مسجد کو واپس ہوتے ہوئے اپنے گھر کے اندر جائے اور اسی طرح وضو سے فارغ ہو کر گھر کے اندر سے گزرتا ہوا آجائے، البتہ اگر وہ گھر میں ٹھہر جائے تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور اگر وہ گھر میں سے گزرتا ہوا تھوڑی دیر کے لیے بھی ٹھہر جائے تو اس کا اعتکاف امام ابوحنیفہ رہ کے نزدیک فاسد ہو جائے گا

۲۵۶۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ بَعْدَ أَنْ رَجَعَ مِنَ الطَّائِفِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) إِنِّيْ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ يَوْمًا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَكَيْفَ تَرٰى قَالَ اذْهَبْ فَاعْتَكِفْ يَوْمًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طائف سے واپسی کے بعد مقام جعرانہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک دن کا اعتکاف کروں گا، اب (اس بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ (یہ سن کر) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جاؤ اور ایک دن کا اعتکاف کر لو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مسلم کی دوسری

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنْہُ قَالَ لَمَّا قَفَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَیْنٍ سَأَلَ عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنْ نَذْرٍ کَانَ نَذَرَہٗ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ اِعْتِکَافُ یَوْمٍ اَلْحَدِیْثَ۔

روایت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حنین سے واپس ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی نذر کے بارے میں دریافت کیا جس کو انھوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے (کعبۃ اللہ میں) ایک دن اعتکاف کرنے کے لیے کی تھی۔ باقی حدیث کی روایت سابقہ روایت کی طرح ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ اَنَّہٗ جَعَلَ عَلٰی نَفْسِہٖ اَنْ یَّعْتَکِفَ یَوْمًا وَّعِنْدَ اَبِیْ دَاؤدَ وَالنَّسَآئِیِّ وَالطَّبْرَانِیِّ بِزِیَادَۃِ اِعْتَکِفْ وَصُمْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّعْتَکِفَ وَیَصُوْمَ فِیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بَدِیْلٍ قَالَ ابْنُ مُعِیْنٍ صَالِحٌ وَذَکَرَہٗ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ۔

اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نفس پر واجب کر لیا تھا کہ وہ ایک دن کا اعتکاف کریں گے اور ابوداؤد، نسائی اور طبرانی کی روایتوں میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر کو یہ جواب دیا کہ اعتکاف کرو اور (اس دن) روزہ (بھی) رکھو، اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ وہ اعتکاف کریں اور (اس دن) روزہ بھی رکھیں۔

ف: احادیث مذکورہ میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ انھوں نے اسلام لانے سے پہلے کعبۃ اللہ میں ایک دن اعتکاف کرنے کی جو نذر مانی تھی اس کو پورا کریں، اس بارے میں عمدۃ القاری اور مرقات میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حکم بطور استحباب کے تھا، وجوب کے طور پر نہیں، اس لیے کہ کفر کی حالت میں جو نذر مانی جائے وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے نہیں ہوتی بلکہ جن باطل معبودوں کی کافر عبادت کرتا ہے انہی کی رضا جوئی کے لیے ہوتی ہے، اس لیے مسلمان ہونے کے بعد ایسی نذر کا پورا کرنا واجب نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر وہ نذر اسلامی احکام کے مغائر نہ ہو تو اس کا پورا کرنا مستحب ہے اور امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام محمد، امام مالک امام ابراہیم نخعی امام ثوری رحمہم اللہ کا یہی قول ہے اور امام شافعی سے بھی ایک قول اسی طرح مروی ہے اور امام احمد سے بھی ایک روایت اسی طرح آئی ہے ۱۲

۲۵۶۵ وَعَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَھُوَ مُعْتَکِفٌ فَیَمُرُّ کَمَا ھُوَ فَلَا یُعَرِّجُ یَسْأَلُ عَنْہُ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف کی حالت میں (رجب حاجت انسانی کے لیے باہر نکلتے تو) بیمار کی عیادت اس طرح فرماتے کہ بغیر ٹھہرے مزاج پرسی کرتے ہوئے گذر جاتے تھے (وہاں ٹھہرتے نہیں تھے، اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۵۶۶ / ۱۰ وَعَنْهَا قَالَتِ السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَّا يَعُوْدَ مَرِيْضًا وَّلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ الْمَرْأَةَ وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ وَّلَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ۔

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ معتکف کے لیے لازم ہے کہ وہ (ارادۃً) کسی مریض کی عیادت کے لیے اور نماز جنازہ کے لیے باہر نہ نکلے، اور (شہوت کے ساتھ) وہ عورت کو نہ چھوئے اور نہ مباشرت کرے اور معتکف کسی ناگزیر ضرورت (جیسے پیشاب، پاخانہ) کے بغیر (اعتکاف گاہ سے) نہ نکلے اور بغیر روزہ کے اعتکاف درست نہیں اور اعتکاف اسی مسجد میں درست ہے جس میں (پانچوں وقت کی نمازیں) جماعت سے ہوتی ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ معتکف کسی بیمار کی عیادت اور نماز جنازہ کے لیے باہر نہ نکلے، اس لیے کہ بیمار کی عیادت فرض نہیں ہے، بلکہ بیمار پرسی فضائل اعمال میں داخل ہے اور اسی طرح نماز جنازہ فرض عین نہیں ہے، بلکہ فرض کفایہ ہے، کہ معتکف کے سوا دوسروں نے نماز جنازہ پڑھ لی تو نماز جنازہ معتکف سے بھی ساقط ہو جاتی ہے، البتہ معتکف ضرورت انسانی جیسے پیشاب، پاخانہ یا نماز جمعہ کے لیے باہر نکلے اور ضمناً بغیر ٹھہرے ہوئے بیمار کی مزاج پرسی کرے یا نماز جنازہ میں شریک ہو جائے تو اس کے لیے یہ درست ہے جیسا کہ البذل المجہود اور بحرالرائق میں مذکور ہے اور ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر معتکف حاجت انسانی یعنی بول و براز کے لیے نکلے اور اتفاقاً چلتے چلتے کسی مریض کی بیمار پرسی کرے یا نماز جنازہ میں شرکت کرنے اور اپنے راستہ سے نہ ہٹے اور نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد بالکل نہ ٹھہرے اور فوراً واپس ہو جائے تو اس کا اعتکاف باطل نہیں ہوگا، ورنہ اعتکاف باطل ہو جائے گا جیسا کہ مرقات نے طیبی کے حوالہ سے لکھا ہے۔

۲۵۶۷ / ۱۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ طُرِحَ لَهُ فِرَاشُهُ أَوْ يُوْضَعُ لَهُ سَرِيْرُهُ وَرَاءَ أُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اعتکاف فرماتے تو آپ کے لیے (مسجد) میں فرش بچھا دیا جاتا یا ستون توبہ کے پاس آپ کی چارپائی بچھا دی جاتی تھی (ستون توبہ مسجد نبوی کا وہ ستون ہے جس سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو باندھ لیا تھا جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کھول دیا) اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۵۶۸ / ۱۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْتَكِفُ الذُّنُوْبَ وَيَجْرِيْ لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ معتکف اعتکاف کی حالت میں گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اعتکاف کرنے کی وجہ سے جو نیکیاں (مثلاً بیمار کی عیادت اور نماز جنازہ میں شرکت وغیرہ) اس سے رہ جاتی ہے ان کا ثواب (بغیر عمل کے) اسی طرح اس کے لیے (نامہ اعمال میں) لکھا جاتا ہے جس طرح ان نیکیوں کے کرنے والے کے لیے لکھا جاتا ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

مخلوق کو اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ حکمت اور بہترین نصیحت کے ذریعہ

زجاجة المصابيح

مع اردو ترجمہ

نور المصابیح

المعروف

جلد 3

حنفی مشکوٰۃ شریف

تالیف: محدث دکن حضرت علامہ الحاج ابو الحسنات سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: ڈاکٹر محمد حمید الستار خاں سابق ... حیدرآباد دکن (اصلاح شدہ)

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸- اردو بازار لاہور

خوشخبری
علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari
طالب دعا زوہیب حسن عطاری

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا

جس نے رسول کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی، اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا

(النساء: ۸۰)

زجاجة المصابیح

مع اردو ترجمہ

نور المصابیح

المعروف

حنفی مشکوٰۃ شریف (سوم)

کتاب فضائل القرآن، کتاب الدعوات، کتاب أسماء اللہ تعالیٰ، کتاب المناسک، کتاب البیوع، کتاب النکاح، کتاب العتق، کتاب القصاص، کتاب الحدود، کتاب الامارۃ والقضاء، کتاب الجہاد، کتاب الصید والذبائح، کتاب الاطعمۃ، کتاب اللباس، کتاب الطب والرقی، کتاب الرؤیا

تالیف: محدث دکن حضرت علامہ الحاج ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں سابق لیکچرار جامعہ عثمانیہ حیدرآباد۔ دکن (حال امریکہ)

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

تصحیح : حافظ اختر حبیب اختر، حافظ محمد اکرم ساجد
مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز لاہور
الطبع الاوّل : ربیع اوّل 1438ھ / دسمبر 2017ء

Farid Book Stall
Phone No:092-42-37312173-37123435
Fax No.092-42-37224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بُک سٹال ۳۸۔اُردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۳۱۲۱۷۳۔۳۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۲۲۴۸۹۹
ای۔میل : info@faridbookstall.com
ویب سائٹ : www.faridbookstall.com

فہرس

زجاجۃ المصابیح (ترجمہ نورُ المصابیح) (جلد سوم)

باب	عنوان	صفحہ نمبر
	کتاب فضائل القرآن	33
☆	قرآن کا نزول اور اس کی تدوین	33
☆	فضائل قرآن	34
☆	تلاوت کے آداب	35
★	**باب:** تلاوت کے آداب اور اس کے احکام کا بیان	62
★	**باب:** قرأت کی اقسام اور قرآن جمع کرنے کا بیان	71
	کتاب الدعوات	83
★	**باب:** اللہ عزوجل کا ذکر اور اس سے قرب حاصل کرنا	93
☆	ذکر کی اقسام اور اُس کی فضیلت	94
	کتاب اسماء اللہ تعالٰی	107
★	**باب:** "سُبْحَانَ اللّٰهِ" اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" پڑھنے کا ثواب	113
★	**باب:** گناہوں میں مغفرت مانگنے اور توبہ یعنی گناہوں پر پشیمان ہونے اور آئندہ گناہ نہ کرنے پر عہد کرنے کا بیان	123
★	**باب:** رحمت خداوندی کی وسعت کا بیان	138
★	**باب:** ان دعاؤں کا بیان جو صبح شام اور سوتے وقت پڑھی جائیں	145
★	**باب:** ان دعاؤں کا ذکر ہے جن کا مختلف اوقات میں پڑھنا مسنون ہے	157
★	**باب:** ان دعاؤں کا ذکر ہے جن میں اکثر چیزوں سے پناہ مانگنے کا ذکر	169
★	**باب:** ان دعاؤں کا بیان جن میں الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوں	176
	کتاب المناسک	184
☆	قرآن سے حج کی فرضیت کا ثبوت	184
☆	حج عمر بھر میں ایک بار فرض ہے	184
☆	عورت کے لیے محرم کی ضرورت اور اس کے اسباب	184
☆	نابالغ، نادار اور غلام کے حج کرنے کے مسائل	189
☆	سفر مختصر ہو یا طویل عورت بغیر محرم کے نہ جائے	191
☆	حج مبرور کی علامات	192
☆	کون سا عمل کس وقت بہتر ہے؟	192
☆	حج سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور کون سے گناہ معاف نہیں ہوتے؟	193
☆	مجاہد اور دین کا طالب علم بھی حاجی کے حکم میں ہیں	194
☆	پانچ دنوں کے سوا عمرہ تمام سال کیا جاسکتا ہے	195
☆	عمرے ادا کرنے کی فضیلت	195
☆	ہجرت کے دسویں سال حضور ﷺ کے حج ادا کرنے کی وجہ	196
☆	ہر وہ شخص جو میقات سے گزرے، اس پر احرام باندھنا واجب ہے	197
☆	کسی کو دو میقاتیں ملتی ہیں تو وہ دوسری میقات سے بھی احرام باندھ سکتے ہیں	198
☆	عمرہ کی قضاء کا طریقہ	200
☆	عورت احرام کی حالت میں حائضہ ہو جائے تو اس کے احکام	200

باب	عنوان	صفحہ نمبر
☆	احرام کہاں سے باندھنا چاہیے؟ اس کی تحقیق	201
★	باب: احرام باندھنے اور لبیک کہنے کا بیان	201
★	باب: حجۃ الوداع کا بیان	210
☆	اشہرِ حج میں عمرہ کا جواز	221
★	باب: مکہ معظمہ میں داخلہ (کے آداب) اور طواف کرنے کا بیان	222
★	باب: نویں ذوالحجہ کو میدان عرفات میں ٹھہرے کا بیان	234
☆	وقوفِ عرفات کی فرضیت	234
☆	جمرۂ اولیٰ پر کنکریاں مارنے تک لبیک کہتے رہنا چاہیے	234
☆	مکہ معظمہ میں مشرقی جانب سے داخل ہونا افضل ہے	235
☆	حج کی قربانی منیٰ میں افضل ہے اور دیگر قربانیاں اور دم حرم میں جہاں چاہیں دے سکتے ہیں	235
★	باب: عرفات سے مزدلفہ اور مزدلفہ سے منیٰ کو واپسی کا بیان	239
☆	رمی جمار کے لیے کنکریاں جمع کرنا	241
☆	عرفات میں ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھنے کی وجہ اور اس کی تفصیل	243
☆	عرفات میں ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھنے کی شرائط	243
☆	بغیر عذر کے رات میں مزدلفہ سے روانہ ہوں تو دم لازم آئے گا	244
☆	رمی جمار کے اوقات	244
★	باب: جمرات پر کنکریاں مارنے کا بیان	246
☆	پیدل رمی کرنا افضل ہے	246
☆	رمی جمار کے وقت کی ایک مسنون دعاء	248
☆	حرم کی زمین وقف ہے اس کا کوئی مالک نہیں	249
★	باب: حج کی قربانی اور قربانی کے جانوروں کا بیان	249
★	باب: حج یا عمرہ کے موقع پر احرام سے باہر آنے کے لیے سر منڈوانے کا بیان	255
☆	آثار مبارکہ کو بطور تبرک رکھنے کا ثبوت	256
☆	بالوں کو کتروانے کی مقدار اور اس کا طریقہ	257
★	باب: واجبات حج میں تقدیم وتاخیر سے کفارہ کے ساتھ حج درست ہو جانے کا بیان	257
☆	مناسکِ حج کو ترتیب سے ادا کرنا بھی واجب ہے	258
☆	طواف سے پہلے اگر سعی کر لی تو سعی کو لوٹانا ضروری ہے	260
★	باب: منیٰ میں گیارہویں ذوالحجہ کو خطبہ دینے، ایام تشریق میں رمی کرنے اور طوافِ رخصت کا بیان	260
★	باب: ان امور کا بیان جن سے احرام باندھنے کے بعد محرم کا بچنا چاہیے	266
☆	حالت احرام میں عذر کی وجہ سے سر منڈھانے کا فدیہ	266
☆	عورتیں بحالت احرام بغیر خوشبو رنگین کپڑا پہن سکتی ہیں	267
☆	احرام کے کپڑے پر خوشبو نہ لگائی جائے	268
☆	احرام کی حالت میں بالوں کے جھڑنے یا اکھیڑنے سے جو صدقہ لازم آتا ہے، اس کا بیان	268
★	باب: محرم کو شکار کرنے کی ممانعت کا بیان	270
☆	محرم کا کیا ہوا شکار مطلقاً سب کے لیے حرام ہے	272
☆	موذی جانوروں کے اقسام اور ان کے احکام	273
☆	محرم کس صورت میں درندہ کو ہلاک کر سکتا ہے؟	274
★	باب: محرم کے حج یا عمرہ سے روک دیئے جانے پر جو پابندیاں اس پر عائد ہوتی ہیں، ان کا بیان ہے اور کسی وجہ سے حج کے فوت ہونے پر جو مسائل پیدا ہوتے ہیں، ان کا بھی بیان	275
☆	احصار کی تعریف اور اس کے احکام	275

باب	عنوان	صفحہ نمبر
☆	عمرہ کا احرام باندھنے والا احصار کی صورت میں قربانی کے بعد حلق یا قصر کے بغیر احرام کھول سکتا ہے	276
☆	احصار کے اسباب اور محصر ہدی روانہ کیے بغیر احرام نہیں کھول سکتا	278
★	باب: حرم مکہ کی حرمت اور فضیلت کا بیان	279
☆	دار الکفر سے دار الاسلام کی ہجرت کا بیان	281
☆	حرم مکہ کے درختوں اور خودرو جھاڑیوں کے احکام	281
☆	حرم کے لقطہ کے احکام	281
☆	حرم میں قصاص کب جائز ہے؟	283
☆	حرمین شریفین کی فضیلت کا بیان	285
☆	حرمین میں مستقلاً سکونت سے قلت ادب کا احتمال ہے	286
☆	قبر شریف کی زمین فضیلت میں عرش سے بڑھ کر ہے	286
★	باب: مدینہ منورہ کی فضیلتوں کا بیان اللہ تعالیٰ اس ارض پاک کی عظمت کو بڑھائے	286
☆	مدینہ منورہ میں شکار کے جائز ہونے کی تحقیق	287
☆	مدینہ منورہ میں شکار حلال ہونے کی تحقیق	288
	کتاب البیوع	296
★	باب: پاک روزی اور حلال پیشہ کی فضیلت کا بیان	296
☆	ذرائع معاش میں کون سا ذریعہ افضل ہے؟	296
☆	مومن کے تنزل اور ترقی کے ذرائع اور ان کی تفصیل	300
☆	حلال اور حرام غذا کا دل اور جسم پر اثر	301
★	باب: معاملات میں نرمی اور رعایت کرنے کا بیان	307
★	باب: خرید و فروخت میں خریدار کو اختیار دینے کا بیان	309
☆	بیع میں خیار کی صورتیں	309
☆	بغیر شرط کے خیار مجلس کا اعتبار نہیں	309
☆	خیار قبول اور خیار مجلس کا فرق	311
☆	بائع اور مشتری میں تفرق اور جدائی سے کیا مراد ہے؟	311
☆	مال میں عیب رکھ کر بیچ کرنے کی ممانعت	312
☆	مال کو دیکھے بغیر بیچنے کا جواز	314
★	باب: سود کی حرمت کا بیان	315
☆	اسلام کا نظریہ معیشت	315
☆	حنفی مذہب میں سود کی حرمت کی علت	319
★	باب: بیع (خرید و فروخت) کی ان قسموں کا بیان جو منع ہیں	325
★	باب: یہ باب بیع کی ان ممنوعہ اقسام کا تکملہ ہے جس کا ذکر پچھلے باب میں گزر چکا ہے اور ان سے متعلق بعض امور کا بیان	335
☆	مکان یا زمین میں فروخت کرنے کے بعد دفینہ وغیرہ نکلے تو اس کے احکام	339
★	باب: بیع سلم اور رہن کے احکام کا بیان	339
☆	بیع سلم کے جائز ہونے کی صورتیں	340
☆	اُدھار اور رہن کے بعض مسائل	342
☆	رہن سے استفادہ درست نہیں	342
★	باب: قرض دار اور مفلس (کو قرض کی مہلت اور معاف کرنا)	344
☆	مقروض کی حالتوں کے اعتبار سے قرض وصول کرنے کے طریقے	346
☆	مسلمانوں کا باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا مشروع ہے	347
☆	ان مسائل کا بیان جن میں نوافل فرائض پر فضیلت رکھتے ہیں	348
★	باب: معاملات اور کاروبار میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہونے، دوسرے کو اپنے کاروبار کا وکیل بنانے اور ایک کا پیسہ اور دوسرے کی محنت	

باب	عنوان	صفحہ نمبر
	سے کاروبار انجام دینے کا بیان	365
☆	امانت اور خیانت کا بیان	357
★	باب: غصب اور عاریہ کا بیان	359
☆	مال مغصوبہ کی ہیئت بدل جانے کے احکام	361
☆	جلب، جنب اور شغار کی تفصیل	363
☆	جانور یا آگ کے ذریعہ نقصان ہونے پر تاوان یا عدم تاوان کی صورتیں	365
☆	مستعار چیز پر تاوان عائد ہونے کی صورتیں	367
★	باب: شفعہ کا بیان	367
☆	شفعہ کی تعریف اور پڑوسی کے لیے اُس کا ثبوت	367
★	باب: درختوں اور کھیتوں میں بٹائی کا بیان	371
★	باب: اُجرت کے بارے میں بیان	375
☆	انبیاء کرام کے بکریاں چرانے کی حکمتیں	376
☆	تعلیم قرآن پر اُجرت لی جاسکتی ہے	377
☆	ایصال ثواب کے لیے اُجرت پر قرآن پڑھوانا جائز نہیں	378
☆	بکریاں چرانا مہر مقرر ہوسکتا ہے	379
★	باب: ویران زمین کو آباد کرنے اور (کھیتوں اور مویشی کے لیے) پانی کی باری مقرر کرنے کا بیان	380
☆	حاکم کو جاگیر دینے کا اختیار ہے	382
☆	اگر مصلحت عامہ کی چیز ہو تو دی ہوئی جاگیر واپس لی جاسکتی ہے	383
☆	زمین کی اقسام اور اس کے مسائل	383
★	باب: عطایا یعنی وقف، ہبہ اور امراء و سلاطین کے مسائل کا بیان	387
★	باب: العطایا کے متعلقہ امور کا بیان	389
☆	اجنبی کو دیا ہوا ہبہ قبضہ کے بعد بھی واپس لیا جاسکتا ہے	390
☆	ہبہ کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام	390
☆	ریاء اور دکھاوے کی مذمت	393
★	باب: گری ہوئی چیز کے اٹھانے کے مسائل کا بیان	395
☆	لقطہ کے احکام اور مسائل	395
☆	لقطہ کے مسائل اور احکام	397
☆	لقطہ کی قسمیں اور ان کے احکام	399
★	باب: وراثت کے احکام کا بیان	401
☆	ترکہ کے چار مدات ہیں	405
★	باب: وصیتوں کا بیان	411
	كتاب النكاح	416
☆	نکاح کے فوائد	418
☆	ثیبہ پر کنواری عورت کی برتری کی وجہ	422
☆	سفر سے واپسی پر پہلے گھر کو اطلاع دینا	422
☆	حضرت جابر کا ثیبہ عورت سے نکاح کرنا	422
★	باب: منگنی شدہ عورت کو دیکھنے کا بیان اور ان چیزوں کا بیان جن کا چھپانا واجب ہے	423
☆	ستر کی تفصیل	424
★	باب: نکاح میں ولی کا ہونا اور عورت سے اجازت طلب کرنے کا بیان	431
★	باب: نکاح کا اعلان اور اس کی شرائط اور خطبہ کا بیان	436
☆	گانے بجانے کے بارے میں احناف کا مسلک	437
★	باب: ان عورتوں کا بیان جن کا نکاح مردوں پر حرام ہے	442
★	باب: بیویوں سے صحبت کرنے کا بیان	453
★	باب: غلام اور باندی کے مسائل کا بیان	456
★	باب: مہر کا بیان	458
★	باب: ولیمہ کا بیان	460
☆	دعوت کے اقسام اور احکام	462
☆	آرائش جو تکبر کو ظاہر کرے، ممنوع ہے	464

باب	عنوان	صفحہ نمبر
☆	ایسی دعوت جس میں لہو ولعب ہو نہیں جانا چاہیے	464
☆	ہر ایسی دعوت جس کا مقصد دکھاوا ہے' مکروہ ہے	465
☆	آمدنی پر حلال یا حرام کا حکم غالب مال کے اعتبار سے ہوگا	466
★	**باب:** بیویوں کے درمیان باری مقرر کرنے کا بیان	467
☆	قلبی لگاؤ کے سوا باقی امور میں مساوات ضروری ہے	467
☆	ایک سوکن دوسری سوکن کو عارضاً اپنی باری دے سکتی ہے	469
★	**باب:** عورت سے محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنا اور ان میں سے ہر ایک کا حق ادا کرنے کا بیان	471
☆	میاں بیوی کے باہمی حقوق	472
☆	وہ باتیں جن کے انکار پر شوہر بیوی کو مار سکتا ہے	475
☆	چہرہ کی عظمت	475
☆	شوہر عارضی طور پر تادیباً اپنی بیوی سے علیحدگی کر سکتا ہے	475
☆	آیت تخییر کی تفصیل	478
☆	کن چیزوں کے ساتھ مقابلہ جائز ہے؟	481
★	**باب:** خلع اور طلاق کا بیان	486
☆	طلاق بتہ سے کیا ہے؟	493
★	**باب:** تین طلاقیں ایلاء اور ظہار کا بیان	497
☆	حلالہ کے جواز کی شرط	499
★	**باب:** کفارۂ ظہار میں غلام آزاد کرنے کا بیان	503
★	**باب:** لعان کا بیان	505
★	**باب:** عدت کا بیان	515
★	**باب:** باندیوں کے حمل سے ہونے یا نہ ہونے کو معلوم کرنے کا بیان	524
★	**باب:** زوجیت' قرابت اور ملکیت کے اعتبار سے خرچ کرنے اور غلام باندیوں کے حقوق کا بیان	526

باب	عنوان	صفحہ نمبر
☆	اگر کسی حق دار کو اس کا حق نہ ملے تو وہ کیا کرے؟	527
★	**باب:** چھوٹے بچوں کے بالغ ہونے اور ان کی تربیت اور پرورش کا بیان	535
	كتاب العتق	539
★	**باب:** غلام باندی کو آزاد کرنے والے کے لیے دوزخ سے چھٹکارا ہے	539
★	**باب:** مسجد بنانے اور غلام آزاد کرنے اور نیک کاموں کا صلہ	539
★	**باب:** غلام کا آزاد کرنا بھی قاتل کی نجات کا سبب ہے	540
☆	جن گناہوں کی حدود مقرر ہوں' ان کے جاری ہونے کے باوجود توبہ بھی ضروری ہے	540
★	**باب:** جنت میں داخل کرنے والے اعمال کون سے ہیں؟	540
★	**باب:** فضیلت والے اعمال کا بیان	541
★	**باب:** غلامی سے آزاد کرانے کی سفارش کی فضیلت	541
★	**باب:** مشترک غلام کو آزاد کرنے' قرابت دار کو خریدنے اور (مالک کا) اپنی بیماری کی حالت میں غلام آزاد کرنا	542
★	**باب:** مشترکہ غلام کو آزاد کرنے کے مسائل	542
★	**باب:** محرم قرابت دار غلام بن جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا	543
★	**باب:** مدبّر غلام اپنے آقا کے انتقال پر ایک تہائی حصہ کی حد تک آزاد رہے گا	543
★	**باب:** اُم ولد اپنے مالک کے مرنے پر آزاد ہو جائے گی	544
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	544
★	**باب:** غلام کا مال آقا کا ہے	544
	باب: غلام کی خرید وفروخت کے وقت کیا کوئی شرط	

باب	عنوان	صفحہ نمبر
	لگائی جاسکتی ہے؟	545
★	باب: خدمت کی شرط لگا کر غلام کو آزاد کیا جاسکتا ہے	545
★	باب: مکاتب غلام جب تک پوری رقم ادا نہ کرے، آزاد نہیں ہوگا	545
★	باب: میت کی طرف سے غلام آزاد کیا جائے تو اس کو فائدہ پہنچے گا	545
☆	ایصال ثواب کی دلیل	546
★	باب: قسمیں کھانے اور نذریں ماننے کا بیان	546
☆	نذر	547
☆	قسم کھانے کا بیان	547
★	باب: حضور اکثر کن الفاظ سے قسم کھایا کرتے تھے؟	547
☆	کون سی قسم معتبر ہے؟	547
★	باب: قسم میں مبالغہ	548
★	باب: قسم کھانے کا ایک اور طریقہ	548
★	باب: ماں باپ اور بتوں کی قسم کھانے کی ممانعت	548
★	باب: غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے	548
★	باب: لفظ "بِالْاَمَانَہ" سے قسم کھانا اسلامی طریقہ نہیں	548
★	باب: قسم کھانے کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام	549
★	باب: قسم توڑنے پر کفارہ واجب ہے	549
★	باب: خودکشی کرنے، مسلمان پر لعنت بھیجنے اور تہمت لگانے کی وعیدیں	550
★	باب: اپنی قسم کے خلاف بھلائی دیکھے تو کیا کرے؟	550
★	باب: نامناسب قسم جس میں گھر والوں کا نقصان ہو تو توڑ دینی چاہیے	551
★	باب: قسم کھانے یا کھلانے میں کس کی نیت کا اعتبار ہوگا؟	551
★	باب: لغو قسم میں کفارہ نہیں	552
★	باب: وہ پانچ کام جن میں کفارہ نہیں	553
★	باب: قسم کے کفارہ میں مسلسل تین دن روزے رکھنا واجب ہے	553
★	باب: قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہنے سے کفارہ لازم نہیں آتا	553
★	باب: نذروں کے ماننے کا بیان	553
★	باب: نذر ماننے سے تقدیر نہیں بدلتی	554
★	باب: نذر کا کفارہ قسم کے کفارہ کی طرح ہے	554
★	باب: جو نذر صحیح نہ ہو اس پر کفارہ نہیں	554
★	باب: نذر کی دو قسمیں ہیں	554
★	باب: نذر صرف اطاعت کے کاموں میں درست ہے	555
★	باب: نذر کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنا ہے	555
★	باب: پیدل حج کرنے کی نذر مانی اور نذر پوری نہ کی تو قربانی دے دے	556
★	باب: بلاتعیین نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے	557
★	باب: مرحوم کی مانی ہوئی نذر کو وارث پورا کرے	557
★	باب: مرحومین کی طرف سے روزے اور نمازیں قضاء نہ کرے بلکہ فدیہ ادا کرے	558
★	باب: ایسی نذر منع ہے، جس سے خود محتاج ہو جائے	558
★	باب: نذر کا ایک واقعہ	559
★	باب: کسی خاص مقام پر عبادت کی نذر مانے، پھر کسی مقام پر عبادت کرلے تو نذر پوری ہو جائے گی	559
★	باب: اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانے تو اس کا بدلہ میں بکرے ذبح کرے	560

باب	عنوان	صفحہ نمبر
	کتاب القصاص	561
★	باب: وجوب قتل کی تین صورتیں ہیں	562
★	باب: مرتد مرد اور عورت کے احکام	562
★	باب: خونِ ناحق کا وبال	563
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	563
★	باب: قیامت کے روز سب کے لیے خونِ ناحق کا فیصلہ ہوگا	563
★	باب: اللہ تعالیٰ کے پاس خونِ مسلم کی اہمیت	563
★	باب: مسلمان کے خونِ ناحق پر وعید	564
★	باب: شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ مسلمان کا خونِ ناحق ہے	564
★	باب: قیامت کے دن قاتل مقتول کی گرفت میں ہوگا	564
★	باب: قیامت کے دن قاتل کا عذر قبول نہ ہوگا	564
★	باب: آخرت میں مؤمن کا معاونِ قتل بھی مایوسِ رحمت ہوگا	565
★	باب: کافر لڑائی میں کلمہ پڑھ لے تو وہ مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کے قتل پر قصاص لیا جائے گا	565
★	باب: احکامِ شریعت کا تعلق ظاہر پر ہے	565
★	باب: معاہد کا قاتل جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا	566
★	باب: جو شخص جس طرح خودکشی کرے گا، وہ دوزخ میں اسی عذاب میں مبتلا ہوگا	566
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	567
★	باب: اضطراراً خودکشی بھی محرومیِ جنت کا سبب ہے	567
★	باب: ہجرت کی برکت سے خودکشی کی سزا اٹھالی گئی	567
★	باب: قتلِ عمد میں مصالحت ہو تو دیت لی جاسکتی ہے	568
★	باب: دانت کے قصاص اور دیت کا ایک واقعہ	568

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: قتل خطاء کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام	569
☆	قتل کی قسمیں اور ان کے احکام	570
☆	(۱) قتل عمد	570
☆	(۲) قتل شبہ عمد	570
☆	(۳) قتل خطاء	570
☆	(۴) قتل جاری مجریٰ	570
☆	(۵) قتل بسبب	570
★	باب: مسلمان اور ذمی کو حربی کافر کے قصاص میں نہ مارا جائے	570
★	باب: تصفیہ کے بعد انحراف کی وعید	571
★	باب: مسجدوں میں حدود نہ قائم کی جائیں	572
☆	باپ سے بیٹے کا قصاص نہ لیا جائے اور اس کے مسائل	572
★	باب: باپ اور بیٹے کے قصاص کے احکام	572
★	باب: قصاص میں جاہلیت کے طریقہ کی منسوخی	572
★	باب: اپنے غلام کو قتل کرنے کی سزا	573
★	باب: باندی پر تہمت لگانے کا ایک واقعہ اور اس کی سزا	573
★	باب: آقا اپنے غلام کا کوئی عضو کاٹ دے تو غلام آزاد ہے	574
★	باب: بدلہ نہ لینے والے کی جزاء	574
★	باب: ایک شخص کے کئی قاتل ہوں تو سب سے قصاص لیا جائے گا	574
★	باب: معاونِ قتل کی سزا حبس دوام ہے	575
★	باب: دیت کا بیان	575
★	باب: دیت میں چھنگلی اور انگوٹھا برابر ہے	575
★	باب: دیت میں تمام دانت اور تمام انگلیاں برابر ہیں	576
★	باب: دیت میں ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں برابر	

باب	عنوان	صفحہ نمبر
	ہیں	576
★	باب: جنین کی دیت ایک غُرّہ ہے	576
★	باب: دیت کے وارث مقتول کے ورثاء ہوں گے اور دیت قاتل کے خاندان پر واجب ہوگی	576
★	باب: جنین اور مقتولہ کی دیت جدا جدا ہے	577
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	577
★	باب: قتل شبہ عمد میں دیت واجب ہوگی	577
★	باب: غُرّہ کی مقدار پانچ سو درہم ہے	578
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	578
★	باب: ادائیگی دیت کی مدت ایک سال	578
★	باب: قتل شبہ عمد کی دیت	578
★	باب: قتل شبہ عمد کی دیت قتل عمد کی طرح مساوی ہے	579
★	باب: مختلف اعضاء کے کاٹنے اور نقصان پہنچانے کی دیت کے مسائل	579
	الفصل الاول	580
★	باب: کسی قوت کے ناکارہ کرنے پر کامل دیت ہو گی	580
★	باب: دیت میں مسلمان اور ذمی مساوی ہیں	580
★	باب: قتلِ خطاء کی دیت	581
★	باب: ان قصوروں کا بیان جن پر تاوان عائد نہیں ہوتا وہ اموات جن پر تاوان نہیں	582
★	باب: لڑائی میں دانتوں سے کاٹنے والے کے دانت ٹوٹ جائیں تو تاوان نہیں	582
★	باب: جان و مال کی مدافعت وغیرہ میں قتل کرنے والے پر دیت نہیں	583
★	باب: قصداً یا اتفاقاً کسی کے گھر میں جھانکنے کے احکام	583
★	باب: بے سبب کنکر پھینکنے کی ممانعت	584

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: مجمع میں کھلا ہتھیار لے کر پھرنا منع ہے	584
★	باب: کھلے ہتھیار سے کسی کی طرف اشارہ کرنا منع ہے	585
★	باب: ہتھیار سے اشارہ کرنے پر وعید	585
★	باب: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر ہتھیار اُٹھانے کی وعید	585
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	585
★	باب: اُمتِ محمدی پر ناحق تلوار اُٹھانے والا جہنمی ہے	585
★	باب: ننگی تلوار کا لینا اور دینا منع ہے	586
★	باب: کسی چیز کو ہاتھ پر رکھ کر کاٹنا منع ہے	586
★	باب: لوگوں کو ناحق سزا دینے پر وعید	586
★	باب: ظالم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہتے ہیں	586
★	باب: دوزخیوں کے دو گروہ اور ان کی صفات	587
★	باب: چہرہ پر مارنا منع ہے	587
★	باب: قاتل معلوم نہ ہونے کی صورت میں اہل محلّہ سے قسم لینا	587
★	باب: نامعلوم قاتل کے احکام	587
★	باب: مرتد، فسادی اور ڈاکوؤں کو قتل کرنے کا بیان	588
★	باب: مرتد مرد کو قتل کرنے سے پہلے توبہ کی مہلت دی جائے	589
★	باب: مرتد عورت کو قتل کیے بغیر توبہ کی مہلت دینا	590
★	باب: مقتول کا مُثلہ کرنا منع ہے	590
★	باب: ارتداد اور سنگین جرائم کی سزا کا ایک واقعہ	590
★	باب: اکثر عذابِ قبر پیشاب سے نہ بچنے میں ہوتا ہے	591
★	باب: پرندوں اور بے ضرر جانوروں پر مشقت کی ہدایت	591

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	**باب:** آگ سے عذاب دینے کا حق اللہ تعالیٰ ہی کو ہے	591
★	**باب:** باغی کی سزا قتل ہے	592
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	592
★	**باب:** خوارج کا ذکر اور ان کی نشانیاں	592
★	**باب:** بدترین مقتول کون ہیں؟	593
★	**باب:** امامِ وقت کا باغی واجب القتل ہے	594
★	**باب:** خوارج کا قاتل حق پر ہے	594
★	**باب:** حجۃ الوداع کے موقع پر ایک اہم نصیحت	594
★	**باب:** دو مسلمان ناحق لڑ پڑیں تو قاتل اور مقتول دوزخی ہیں	594
★	**باب:** مسلمان کو ڈرانا درست نہیں	595
★	**باب:** ڈاکا ڈالنے والے مجرمین کی مختلف سزائیں	595
★	**باب:** خراجی زمین کی بیع اور شراء فساد نہیں	596
★	**باب:** مسلمانوں کا مشرکین کے ساتھ مل جل کر رہنا منع ہے	596
★	**باب:** اچانک قتل کی ممانعت	597
★	**باب:** دار الحرب کو بھاگے ہوئے غلام کا حکم	597
★	**باب:** شانِ رسالت میں گستاخی کرنے والے ذمی یا اہل کتاب کا حکم	597
★	**باب:** جادوگر کی سزا قتل ہے	598
	كتاب الحدود	599
☆	مسائل	599
★	**باب:** کسی کی پروا کیے بغیر حدود اللہ جاری کیے جائیں	600
★	**باب:** حدود کا جاری کرنا رحمت کا باعث ہے	600
★	**باب:** حدِ قذف کا ایک واقعہ	600
★	**باب:** غیر شادی شدہ زانی کی سزا صرف کوڑے لگانا ہے	601
★	**باب:** بیمار کو حد لگانے میں رعایت	601
★	**باب:** بطورِ خود اعترافِ زنا کی صورت میں حد جاری کرنے کی شرائط	602
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	604
★	**باب:** حضرت ماعز اور غامدیہ کے رجم کا واقعہ	605
★	**باب:** حضرت ماعز کے رجم کی ایک اور حدیث	607
★	**باب:** آیت رجم منسوخ ہے مگر اس کا حکم باقی ہے	609
★	**باب:** جس پر رجم واجب ہو اگر اس کو کوڑے لگائے جائیں تو اس کا شمار نہیں ہوگا	609
★	**باب:** جہاں تک ہو سکے حاکم حدود کو دفع کرے	610
★	**باب:** حفاظت تو اسلام میں ہے، شرک میں نہیں	610
★	**باب:** وہ کام جن کو حاکم قائم کرے گا	611
★	**باب:** حدود کو آپس میں رفع دفع کرنا چاہیے	611
★	**باب:** لغزشوں سے درگزر کرنا چاہیے	611
★	**باب:** زنا بالجبر میں عورت پر حد نہیں اور اس سے متعلقہ مسائل	612
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	613
★	**باب:** زنا اور رشوت کی وعید	613
★	**باب:** لواطت پر وعید اور اس کی سزائیں	613
★	**باب:** لواطت بدترین گناہ ہے	614
★	**باب:** اغلام باز اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے	614
★	**باب:** جانور سے بدفعلی کرنے والے کو قتل کیا جائے	614
★	**باب:** جانور سے بدفعلی کرنے والے کا بیان	614
★	**باب:** چور کے ہاتھ کاٹنے کا بیان	615
★	**باب:** ایک دینار یا دس درہم کے مال چرانے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا	615
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	616
★	**باب:** پھلوں اور کھانے کی چیزیں چرانے میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں	617

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: خائن' لٹیرے اور اچکے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے	617
★	باب: علانیہ لوٹنے والے کی وعید	617
★	باب: سفر میں بھی حدود قائم کیے جائیں	618
★	باب: بار بار چوری کرنے والے کی سزا	618
★	باب: چوری کی سزا کے بعد توبہ کرنی چاہیے	619
★	باب: چور کو عبرت کے لیے زائد سزا دی جاسکتی ہے	619
★	باب: غلام غیر آقا کا مال چرائے تو ہاتھ کاٹا جائے	620
★	باب: غلام اپنے آقا کا مال چرائے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے	620
★	باب: حدود اللہ کے جاری کرنے میں کسی کا لحاظ نہیں	620
★	باب: کفن چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے بلکہ کوئی اور سزا دی جائے	621
★	باب: حدود کے جاری کرنے میں سفارش (نہ) کرنے کا بیان	621
★	باب: حدود میں سفارش کرنے اور اس کے قبول کرنے کی ممانعت	621
★	باب: حدود اللہ میں رکاوٹ پیدا کرنے' مؤمن پر افتراء کرنے' اور لاعلمی میں تائید کرنے پر وعیدیں	622
★	باب: ایک مرتبہ اقرار پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے	623
★	باب: ہاتھ کاٹنے کے بعد چور پر تاوان نہیں	623
★	باب: شراب پینے پر حد لگانے کا بیان	623
★	باب: شراب پینے والے کی حد اسی کوڑے ہیں	623
★	باب: حد اقرار یا گواہی پر ہی جاری ہوگی	625
★	باب: وہ شخص جس پر حد جاری کی گئی ہو اس کو بددعا دینے کا بیان	626
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	626
★	باب: گناہوں کا کفارہ صرف حدود نہیں بلکہ توبہ ہے	627
★	باب: ان سزاؤں کا بیان جو حدود شرعی سے کم ہیں	628
★	باب: تعزیر کی سزا حد کی سزا سے کم ہونی چاہیے	628
★	باب: چہرہ پر مارنے کی ممانعت	629
★	باب: وہ بُرے القاب جن پر تعزیر ہے	629
★	باب: مالِ غنیمت کو چرانے والے کا حکم	629
★	باب: شراب کا بیان اور اس کے پینے والے کی وعید	630
☆	شراب کے حرام ہونے کی دلیلیں	630
★	باب: ہر نشہ والی چیز حرام ہے	630
★	باب: ہر سستی پیدا کرنے والی چیز بھی حرام ہے	632
★	باب: نشہ آور چیز کا پینا کم ہو یا زیادہ' حرام ہے	632
★	باب: نشہ آور چیز کا ایک چلو پینا بھی حرام ہے	632
★	باب: شراب پینے والے پر وعید	633
★	باب: شرابی کی نماز قبول نہیں ہوتی	633
★	باب: شراب پینے پر وعید اور چھوڑنے کی خوش خبری	633
★	باب: دخولِ جنت سے روکنے والے اعمال	634
★	باب: وہ گناہ گار جن پر جنت حرام ہے	634
★	باب: وہ تین شخص جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے	634
★	باب: ہمیشہ شراب پینے والے کا حشر بت پرست کی طرح ہوگا	635
★	باب: شراب کا پینا اور بت کو پوجنا دونوں کا ایک جیسا حکم ہے	635
★	باب: مشروباتِ نبوی کیا تھے؟	635
★	باب: شراب سرکہ بن جائے تو جائز ہے	636
★	باب: شراب کا استعمال بطور دوا بھی منع ہے	637
	كتاب الامارة والقضاء	638

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: اطاعتِ امیر کا لزوم	639
★	باب: امیر کی اطاعت کب تک کی جائے؟	639
★	باب: امراء کی بُرائیوں کی مذمت کی جائے	640
★	باب: امراء کے ناحق فیصلوں کے باوجود ان کی اطاعت کی جائے	640
★	باب: اطاعتِ امیر ہر صورت میں لازم ہے	641
★	باب: وقت واحد میں ایک ہی خلیفہ کی اطاعت کی جائے	641
★	باب: خلیفہ ایک ہی ہوگا	641
★	باب: امت میں پھوٹ ڈالنے والے کو مار ڈالا جائے	642
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	642
★	باب: باغی کی سزا قتل ہے	642
★	باب: امیر اگرچہ عیب دار غلام ہی کیوں نہ ہو اُس کی اطاعت کی جائے	642
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	642
★	باب: حاکم کی اہانت پر وعید	643
★	باب: امیر کو ٹوکنا بہترین جہاد ہے	543
★	باب: قیامت کے دن عرشِ الٰہی کی طرف سبقت کرنے والے کون ہیں؟	543
★	باب: امیر کی اطاعت بقدرِ استطاعت	644
★	باب: امیر کی زیادتیوں پر صبر کی تلقین	644
★	باب: جماعت سے الگ ہونا بے دینی کی موت مرنا ہے	644
★	باب: جماعت میں رہتے ہوئے پانچ باتوں پر عمل کرنے کی تاکید	644
★	باب: جماعت سے نکلنے اور تعصب برتنے پر وعید	645
★	باب: امیر نہ بنانے پر وعید	645
★	باب: بے مانگے حاکم بننے پر اللہ کی مدد ملتی ہے	645
★	باب: حکومت کی حرص ناپسندیدہ اور اس کا انجام ندامت ہے	645
★	باب: حاکم کے لیے اہلیت شرط ہے	646
★	باب: حضرت ابوذر کو چھ باتوں کی وصیت	647
★	باب: حکومت کے طلب گار کو عہدہ نہ دیا جائے گا	647
★	باب: حاکم بننے کے بعد اچھا آدمی بھی بُرا ہو جاتا ہے	647
★	باب: ہر شخص سے اس کے متعلقین کے بارے میں پوچھا جائے گا	648
★	باب: ظلم کرنے والا بدترین حاکم ہے	648
★	باب: خائن حاکم جنت سے محروم ہے	648
★	باب: رعایا کے حقوق کی پامالی جنت کی خوشبو سے محرومی کا سبب ہے	648
★	باب: بدگمان حاکم عوام کے ذہن کو بگاڑ دیتا ہے	648
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	649
★	باب: حاکم کے لیے حضور کی دعا اور بددعا	649
★	باب: قیامت کے دن عادل اور ظالم حاکم کا مرتبہ	649
★	باب: عادل حاکم کی فضیلت	649
★	باب: بہترین حاکم وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ حفاظت کرے	650
★	باب: بھلے اور بُرے حاکم کی پہچان	650
★	باب: عادل حاکم اللہ سے قریب اور ظالم حاکم اللہ سے دور ہے	650
★	باب: بادشاہ کے انصاف پر شکر کریں اور ظلم پر صبر	651
★	باب: ہر حاکم بروز قیامت طوق پہنا ہوا حاضر ہوگا	651
★	باب: حاکم کا عمل ہی باعثِ نجات یا عذاب ہے	651
★	باب: امت کے تعلق سے حضور اکرم کے تین اندیشے	651
★	باب: حاکم بننے سے آسمان اور زمین کے درمیان	

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	لٹکتے رہنا بہتر ہے	651
★	باب: قوم کے لیے سردار کا ہونا ضروری ہے	652
★	باب: اقتدار سے بچے رہنے میں نجات ہے	652
★	باب: حضرت معاویہ کو حضور کی نصیحت	652
★	باب: مسلمان بھائی کو ڈرانے والا بھی ڈرایا جائے گا	653
★	باب: ظالم عامل جنت میں داخل نہیں ہوگا	653
★	باب: قیس بن سعد حضور کے کوتوال تھے	653
★	باب: وہ کون لوگ ہیں جن سے حضور کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے؟	653
★	باب: بادشاہ کے ساتھ رہ کر اس کی بیجا تائید کرنے والا فتنہ میں مبتلا ہوگا	653
★	باب: رعایا جیسی ہوگی ویسا حاکم مقرر کیا جائے گا	654
★	باب: اللہ کا ذکر اور اس سے عاجزی بادشاہوں کے شر سے محفوظ رکھتے ہیں	654
★	باب: عورت حکومت کی اہل نہیں	654
★	باب: بچوں کی حکومت سے پناہ مانگی جائے	655
★	باب: حاکموں پر جو چیزیں لازم ہیں ان میں آسانی ونرمی کرنے کا بیان	655
★	باب: حضور کے قاصدین کو ہدایات	655
★	باب: عہد شکن امیر کا حشر	656
★	باب: قیامت میں عہد شکنی کی رسوائی	656
★	باب: قیامت میں عہد شکن کی شناخت	656
★	باب: جو حاکم رعایا کی ضرورتوں کو پورا نہ کرے، اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضرورتوں کو پورا نہ کریں گے	656
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	657
★	باب: حکام کو تکبر اور تعیشات سے بچنے کی ہدایات	657
★	باب: قاضی بنے، فیصلہ کرنے اور اس کام سے ڈرنے کا بیان	657

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا مکروہ ہے	657
★	باب: حاکم اور مجتہد کے ثواب کی نوعیت	658
★	باب: فیصلہ کرنے کا طریقہ	658
★	باب: قاضیوں میں جنتی کون ہیں اور دوزخی کون؟	659
★	باب: قرآن اور سنت کی روشنی میں فیصلہ کے لیے اجتہاد کی ضرورت	659
★	باب: عہدہ کا طلب گار اللہ کی رحمت سے محروم رہتا ہے	659
★	باب: انصاف کی خاطر عہدہ کی طلب درست ہے	660
★	باب: اللہ تعالیٰ کی تائید امام عادل کے ساتھ ہے	660
★	باب: مسلمان کے مقابلہ میں حضرت عمر کا یہودی کے حق میں فیصلہ	660
★	باب: جس کو قاضی بنایا گیا، وہ بڑی آزمائش میں مبتلا ہوا	661
★	باب: ظالم حاکم کا انجام	661
★	باب: قیامت کے دن عادل قاضی بھی پریشان رہے گا	661
★	باب: حضرت ابن عمر کا قضاء قبول کرنے سے معذرت چاہنا	661
★	باب: حکام کی تنخواہ اور ان کے تحفوں کا بیان	662
★	باب: اللہ تعالیٰ معطی ہے اور حضور قاسم ہیں	662
★	باب: بیجا تصرف کرنے والے کے لیے وعید	663
★	باب: مقررہ معاوضہ سے زیادہ لینا خیانت ہے	663
★	باب: حکام کے لیے تحفہ قبول کرنا خیانت ہے	663
★	باب: عامل وصول شدہ اموال میں اپنی طرف سے تصرف نہیں کرسکتا	663
★	باب: عامل کے ضروری اخراجات بیت المال سے ادا کیے جاسکتے ہیں	664
★	باب: عامل کو معاوضہ دیا جائے	664

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	**باب:** دینی خدمات کا معاوضہ پاکیزہ مال ہے	664
★	**باب:** رشوت لینے والے دینے والے اور دلالی کرنے والے پر لعنت ہے	665
★	**باب:** جھگڑوں کے فیصلے اور گواہیوں کا بیان	665
★	**باب:** مقدمات کے فیصلوں کے بنیادی اُصول	666
★	**باب:** خیر القرون کے بعد جھوٹے گواہوں کی کثرت	667
☆	گواہی کے اُصول	668
★	**باب:** جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے	668
★	**باب:** تبع تابعین کے بعد جھوٹی گواہیوں اور جھوٹی قسموں کی کثرت	669
★	**باب:** جھوٹی قسم کی وعید	669
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	669
★	**باب:** ایضاً تیسری حدیث	669
★	**باب:** جھوٹی قسم کھانے والے پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوتے ہیں	670
★	**باب:** قسم میں معمولی جھوٹ کا بھی وبال ہے	671
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	671
★	**باب:** قسم دلانے کا طریقہ	671
★	**باب:** قسم کے لیے مقام اور وقت کی تخصیص نہیں	671
★	**باب:** گواہوں کی موجودگی اور غیر موجودگی میں فیصلہ کا طریقہ	672
★	**باب:** نزاعی جانور کے فیصلہ میں گواہِ قابض کو ترجیح دی جائے گی	673
★	**باب:** ممنوع الشہادت اشخاص	673
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	673
★	**باب:** حاکم فریقین کے ساتھ برابر کا سلوک کرے	673
★	**باب:** فیصلہ روداد مقدمہ کے مطابق ہوگا	674
★	**باب:** تحقیق کے ضمن میں ملزم کو حراست میں رکھا جاسکتا ہے	674
★	**باب:** اللہ تعالیٰ کا مبغوض ترین شخص	675
★	**باب:** جھوٹے مدعی کا ٹھکانا جہنم ہے	675
★	**باب:** قانون نادان کی مدد نہیں کرتا	675
	کتاب الجہاد	676
★	**باب:** مجاہدین کا مقام جنتِ فردوس ہے	677
★	**باب:** مجاہدین کی جنت کے سو درجے ہیں	677
★	**باب:** اعلانِ جہاد پر نکل پڑنا واجب ہے	678
★	**باب:** شوقِ شہادت	678
★	**باب:** جنت میں شہداء کی تمنا	678
★	**باب:** اللہ کی راہ میں شہید ہونا تمام دنیا کے حاکم ہونے سے بہتر ہے	678
★	**باب:** شہداء کی روحیں عرش کے نیچے قندیلوں میں رہتی ہیں	679
★	**باب:** جنت میں شہداء کی تمنا	680
★	**باب:** شہید کے لیے چھ خصوصی انعامات ہیں	680
★	**باب:** شہید کو قتل کی تکلیف برائے نام ہوتی ہے	681
★	**باب:** شہید تین قسم کے ہوتے ہیں	681
★	**باب:** شہداء کے مدارج	681
★	**باب:** جنت میں شہداء بدر کا مقام	682
★	**باب:** وہ تین جماعتیں جو جنت میں پہلے جائیں گی	682
★	**باب:** جنت میں کون کون جائیں گے؟	683
★	**باب:** ایک انصاری کا شوقِ شہادت	683
★	**باب:** جنت تلواروں کے سایہ میں ہے	683
★	**باب:** مجاہد کے ثواب کی مثال	684
★	**باب:** مخلص مجاہد کے اللہ تعالیٰ ضامن ہیں	684
★	**باب:** قاتل اور مقتول کے جنت میں جانے کی ایک مثال	684

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: مجاہد دوزخ میں نہیں جائے گا	685
★	باب: آخرت میں بندۂ مجاہد کے لیے خصوصی امتیاز	685
★	باب: جہاد میں گرد آلود کو آگ نہیں چھوئے گی	685
★	باب: قیامت کے دن زخمی مجاہد کی نشانی	685
★	باب: جہاد میں تھوڑی سی تکلیف بھی شہادت کا درجہ دلاتی ہے	685
★	باب: قرض کے سوا شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں	686
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	686
★	باب: جہاد (نفل) سے والدین کی خدمت افضل ہے	687
★	باب: اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کی فضیلت	687
★	باب: اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحدوں پر نگرانی کرنے کی فضیلت	687
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	687
★	باب: اسلامی سرحد کے محافظ کے عمل کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا	687
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	688
★	باب: وہ دو آدمی جو دوزخ سے محفوظ رہیں گے	688
★	باب: اسلامی سرحد کا محافظ فاسق اور فاجر ہونے کے باوجود جنتی ہے	688
★	باب: لوگوں میں بہترین شخص مجاہد اور زاہد ہے	689
★	باب: میدانِ جہاد میں کچھ دیر کے لیے بھی ٹھہرنا ستر برس کی نماز سے بہتر ہے	689
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	689
★	باب: مجاہد کی روانگی اور واپسی ثواب میں ہر دو برابر ہیں	690
★	باب: جہاد میں اعانت کرنے والے کو دوگنا ثواب ملتا ہے	690
★	باب: اجرت لے کر جہاد کرنے والا ثواب سے محروم ہے	690
★	باب: مجاہد کا شخصی خادم مالِ غنیمت اور ثواب نہیں پائے گا	691
★	باب: مجاہدین کی غیر موجودگی میں ان کے اہل و عیال کی دیکھ بھال کرنے کی فضیلت	691
★	باب: جہاد میں اعانت نہ کرنے والے کے لیے وعید	691
★	باب: مجاہد اور معینِ مجاہد ثواب میں برابر ہیں	692
★	باب: مجاہدین کی عورتوں کا احترام	692
★	باب: جان و مال اور زبان سے جہاد کی تاکید	692
★	باب: مسلمانوں میں سب سے اعلیٰ مرتبہ مجاہدین کا ہے	692
★	باب: مجاہدین پر خرچ کا ثواب کئی گنا دیا جاتا ہے	692
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	693
★	باب: جہاد میں صدقہ دینے کا ثواب سات سو گنا ہے	693
★	باب: اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہترین صدقات	693
★	باب: جہاد کے علاوہ اور افضل اعمال کا تذکرہ	694
★	باب: سلام، طعام اور جہاد جنت کے وارث بناتے ہیں	694
★	باب: عذر کی وجہ سے جہاد میں عدم شرکت پر بھی ثواب ملتا ہے	695
★	باب: شہادت کی سچی آرزو بھی شہادت کا مرتبہ دلاتی ہے	695
★	باب: جس دل میں جذبۂ جہاد نہ ہو تو اس میں نفاق ہے	695
★	باب: جہاد کے بغیر دین ناقص ہے	695
★	باب: وہ دو قطرے اور دو نشان جو اللہ تعالیٰ کو بے	

باب	عنوان	صفحہ نمبر
	حد پسند ہیں	696
★	باب: دین کی بقاء جہاد پر ہے	696
★	باب: جہاد قیامت تک جاری رہے گا	696
★	باب: شہداء کی قسمیں	696
★	باب: مجاہد کے لیے ہر طرح کی موت شہادت ہے	697
★	باب: سمندری سفر میں بیمار کو شہید کا ثواب ملتا ہے	697
★	باب: حضرت ام حرام کا سمندری جہاد میں شرکت کا اشتیاق	697
★	باب: جہاد میں غازی کو دنیا میں دو تہائی اور شہید کو آخرت میں پورا ثواب ملتا ہے	698
★	باب: مجاہد وہی ہے جو دین کی سربلندی کے لیے لڑے	699
★	باب: جہاد میں حصول مال کی نیت نہ ہو	699
★	باب: جو جہاد حصولِ دنیا کے لیے کیا جائے اس کا ثواب نہیں ملے گا	699
★	باب: نام ونمود کے لیے جہاد کرنے والا ثواب کی بجائے گناہ مول لیتا ہے	699
★	باب: جہاد کے ثواب کا انحصار نیت پر ہے	700
★	باب: نااہل حاکم کو معزول کیا جاسکتا ہے	700
★	باب: جہاد کے اسباب کی تیاری کا بیان	700
★	باب: ہر وقت اسبابِ جہاد فراہم کرنے کا حکم	700
★	باب: ہر حال میں مسلمان کو جنگی مشقیں جاری رکھنا چاہیے	701
★	باب: فنِ حرب سیکھ کر چھوڑنا گناہ ہے	701
★	باب: آلاتِ حرب کا استعمال سیکھنا باعثِ فضیلت ہے	701
★	باب: تیر اندازی میں حضور کی رغبت	701
★	باب: مجاہد کا تیر نشانہ پر لگے تو جنت، ورنہ غلام آزاد کرنے کا ثواب	702
★	باب: تیر اندازی حضرت اسماعیل کی سنت ہے، اس کو جاری رکھیں	702
★	باب: دوڑنے میں مقابلہ کی اجازت	702
★	باب: مسابقت میں کامیابی قابل فخر نہیں	703
★	باب: جہاد کے لیے گھوڑوں کی تربیت اور مسابقت سنتِ نبوی ہے	703
★	باب: گھڑ دوڑ میں جَلَب اور جَنَب منع ہے	704
★	باب: یک طرفہ شرط کا مال لینے کی جائز صورتیں	704
★	باب: جہاد کے لیے گھوڑوں کو رکھنا باعثِ برکت ہے	704
★	باب: جہاد کے لیے گھوڑے رکھنے میں دین ودنیا کی بھلائی ہے	705
★	باب: گھوڑوں کی پیشانی، گردن اور دُم کے بالوں کو کترنا منع ہے	705
★	باب: جہاد کے گھوڑوں کو محبت سے پالنا چاہیے	705
★	باب: جہاد کے گھوڑے پر خرچ شدہ مال باعثِ ثواب ہے	705
★	باب: حضور کی محبوب ترین چیزیں	706
★	باب: گھوڑوں میں شِکال عیب ہے	706
★	باب: عمدہ گھوڑوں کی نشانیاں	706
★	باب: پسندیدہ گھوڑے	706
★	باب: سرخ رنگ کے گھوڑے برکت والے ہوتے ہیں	706
★	باب: جہاد کے لیے گھوڑوں کی نسل کو برقرار رکھنے کی تاکید	706
★	باب: ہتھیار پر چاندی کا استعمال	707
★	باب: جنگ میں دوسری حفاظت مسنون ہے	707
★	باب: اسلامی فوج کے جھنڈوں کا رنگ	708
★	باب: حضور کے جھنڈے کی کیفیت	708

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: فتح مکہ کے وقت حضور کا جھنڈا سفید تھا	708
★	باب: فتح کا مدار ہتھیار پر نہیں اللہ کی نصرت پر ہے	708
★	باب: سفر کے آداب کا بیان	708
★	باب: صبح کے اوقات میں برکت کے لیے حضور کی دعا	709
★	باب: صبح سفر پر روانہ ہونے کی فضیلت	709
★	باب: رات میں سفر کی تاکید	709
★	باب: رات میں سفر کرنا خطرناک ہے	709
★	باب: سفر میں کم از کم تین آدمی ہوں	710
★	باب: سفر اور جنگ میں کس قدر افراد کی تعداد بہتر ہے؟	710
★	باب: سفر میں امیر بنانے کی تاکید	710
★	باب: جماعت کا سردار ہی ان کا خادم ہے	710
★	باب: سفر میں منزل پر مل کر رہنے کی تاکید	710
★	باب: منزل پر زائد جگہ گھیرنے اور راستہ روکنے کی وعید	711
★	باب: رات کے سفر میں آرام کرنے کا مسنون طریقہ	711
★	باب: چیتے کے چمڑے کے استعمال کی ممانعت	711
★	باب: قافلہ کے ساتھ بے ضرورت کتا رکھنا یا گھنٹی باندھنا منع ہے	711
★	باب: گھنٹی شیطان کا باجا ہے	712
★	باب: جانوروں کے گلوں میں پٹہ باندھنا منع ہے	712
★	باب: رات میں سفر کرنے والوں کے لیے ہدایات	712
★	باب: جانوروں پر بے ضرورت بیٹھے رہنے کی ممانعت	712
★	باب: منزل پر پہنچتے ہی سواریوں کا بوجھ اتار دیا جائے	713
★	باب: زائد از ضرورت چیزوں کے حق دار محتاج ہیں	713
★	باب: از راہِ تکبر زائد سواریاں رکھنا اور گھروں کی آرائش کرنا منع ہے	713
★	باب: قافلہ سالار کا پیچھے چلنا مسنون ہے	714
★	باب: سفر سے جلد واپس ہو جانا چاہیے جب کہ مقصد حاصل ہو جائے	714
★	باب: حضور جب سفر سے واپس ہوتے تو اہل بیت کے بچے آپ کا استقبال کرتے	714
★	باب: عورتوں کا پردہ میں محرم کے ساتھ سواری پر بیٹھنے کا جواز	714
★	باب: مالک سواری پر آگے بیٹھنے کا حق دار ہے	715
★	باب: حضور کو سفر میں بھی مساوات اور حصول ثواب کا خیال رہتا تھا	715
★	باب: سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہونے کے اوقات	715
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	715
★	باب: طویل سفر سے واپسی پر بلا اطلاع گھر میں داخل نہ ہوں	716
★	باب: سفر پر جانے سے پہلے گھر میں اور واپسی پر مسجد میں دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے	716
★	باب: سفر سے واپسی پر گھر جانے سے پہلے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے	716
★	باب: مسافر کو گھر لوٹ کر ضیافت کرنا مستحب ہے	716
★	باب: غیر مسلم (بادشاہانِ وقت) کو بذریعہ خطوط اسلام قبول کرنے کی دعوت دینے کا بیان	717
★	باب: شاہِ روم کو اسلام لانے کے لیے حضور کا خط	717
★	باب: شاہِ ایران کو اسلام لانے کے لیے حضور کا خط	717
★	باب: حاکمانِ وقت کے نام حضور کی طرف سے	

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	اسلام کی دعوت	718
★	**باب:** رستم اور سردارانِ ایران کے نام حضرت خالد کی طرف سے اسلام کی دعوت	718
★	**باب:** جہاد کے موقع پر امیرِ لشکر کو رسول اللہ ﷺ کی ہدایت	718
★	**باب:** جنگ کی تمنا نہ کرنے اور لڑائی کے دوران صبر اور استقامت سے رہے	720
★	**باب:** صبح اگر لڑائی کا آغاز نہ ہوتا تو حضور ظہر تک انتظار فرماتے	720
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	720
★	**باب:** اوقاتِ نماز میں لڑائی سے رُک کے رہنے کی حکمت	720
★	**باب:** جہاد کے وقت حضور دشمن کی بستی سے اذان سنتے تو لڑائی سے رُک جاتے	721
★	**باب:** قول یا فعل سے اسلام ظاہر ہو تو لڑائی سے رک جائیں	722
★	**باب:** جہاد میں (کفار سے) لڑنے کی ترغیب اور اس کے ثواب کا بیان	722
★	**باب:** صحابہ کے شوقِ شہادت کی ایک مثال	722
★	**باب:** توریہ کا جواز	722
★	**باب:** جنگ میں مکر جائز ہے	723
★	**باب:** میدانِ جنگ میں خواتین کی خدمات	723
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	723
★	**باب:** میدانِ جہاد میں بڑوں کو قتل کرنے اور چھوٹوں کو زندہ رکھنے کا حکم	723
★	**باب:** جہاد میں روانگی کے وقت حضور کی مجاہدین کو ہدایات	724
★	**باب:** جنگ کے دوران شب خون کے موقع پر عورتیں اور بچے زد میں آجائیں تو کوئی حرج نہیں	724
★	**باب:** لڑائی میں حصہ نہ لینے والے مزدور اور عورتوں کو قتل نہ کیا جائے	724
★	**باب:** دورانِ جہاد دشمنوں کے باغات کا کاٹنا اور جلانا درست ہے	725
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	725
★	**باب:** منکرینِ اسلام پر غفلت میں حملہ کیا جاسکتا ہے	725
★	**باب:** جنگ بدر میں تیر اندازی کے بارے میں حضور کی ہدایات	726
★	**باب:** جنگ میں تلوار استعمال کرنے کا موقع	726
★	**باب:** غزوۂ بدر کے موقع پر حضور کی حکمتِ عملی	726
★	**باب:** شب خون کے موقع پر شِعار مقرر کرنے کی ہدایت	726
★	**باب:** شِعار کے بعض کلمات	727
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	727
★	**باب:** لڑائی میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی بجائے شور و غل مکروہ ہے	727
★	**باب:** جنگِ بدر میں حضرت حمزہ اور حضرت علی کے کارنامے	727
★	**باب:** بغرضِ مصلحت میدانِ جنگ سے لوٹ آنا گناہ نہیں	728
★	**باب:** جہاد کے موقع پر حضور نے منجنیق استعمال فرمائی	728
★	**باب:** (جنگی) قیدیوں کے بارے میں احکام کا بیان	728
★	**باب:** ایمان لانے والے قیدیوں کے جنت میں داخل ہونے کی نوعیت	728
★	**باب:** جاسوسوں کی اقسام اور ان کی سزائیں	729
★	**باب:** جاسوس مقتول کا مال قاتل کو دلانے کا ایک	

باب	عنوان	صفحہ نمبر
	واقعہ	729
★	باب: بنو قریظہ کے بارے میں حضرت سعد ابن معاذ کا ایک تاریخی فیصلہ	730
★	باب: نابالغ قیدی کو قتل نہ کیا جائے	731
★	باب: باغی اور سرکش قیدی کا قتل درست ہے	731
★	باب: حضرت خالد کے غلط اقدام پر حضور کا اظہارِ براءت	731
★	باب: قیدیوں پر احسان کے خوشگوار نتائج	732
★	باب: قیدیوں کے تبادلہ کا جواز	734
★	باب: صلح حدیبیہ سے پہلے مشرکین کے جو غلام حضور کے پاس پہنچے وہ واپس نہیں کیے گئے	734
★	باب: مشرکین مقتولینِ بدر سے حضور کا خطاب	735
★	باب: پناہ دینے کا بیان	736
★	باب: عورتیں بھی پناہ دے سکتی ہیں	736
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	736
★	باب: جاہلیت کے اچھے معاہدوں کے پورا کرنے کی تاکید	737
★	باب: قیامت کے دن بدعہدی پر رسوائی	737
★	باب: اسلام میں معاہدات کی اہمیت	737
★	باب: قاصد کو روکنا منع ہے	738
★	باب: گستاخ قاصد کا قتل بھی منع ہے	738
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	738
★	باب: مالِ غنیمت کی تقسیم اور اس میں خیانت کرنے پر وعید	739
★	باب: مؤمن کے لیے حلال ترین روزی مالِ غنیمت ہے	739
★	باب: مالِ غنیمت کی حلت اُمتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے	739
★	باب: اسلام سے قبل مالِ غنیمت کے احکام	739
★	باب: مالِ غنیمت میں ناحق تصرف کی وعید	740
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	740
★	باب: مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والوں سے حضور کی براءت	741
★	باب: مالِ غنیمت میں معمولی سی چیز کی خیانت بھی رسوائی کا سبب ہوگی	742
★	باب: مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والا دوزخی ہوگا	742
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	742
★	باب: مالِ غنیمت کے خائن کی نمازِ جنازہ حضور نے نہیں پڑھی	743
★	باب: مالِ غنیمت میدانِ جہاد ہی میں تقسیم ہوگا	743
★	باب: خائن کی پردہ پوشی بھی جرم ہے	744
★	باب: اگر امیر اجازت دے تو قاتل مقتول کے کل مال کا حقدار ہوسکتا ہے	745
★	باب: سوار اور پیدل میں مالِ غنیمت کی تقسیم کا قاعدہ	746
★	باب: مالِ غنیمت میں عورتوں اور غلاموں کا کوئی حصہ مقرر نہیں البتہ انعام پا سکتے ہیں	747
★	باب: مالِ غنیمت سے غلام کو انعام دینے کا ایک واقعہ	748
★	باب: مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اشیاءِ خوردنی کو کھانے کی اجازت	748
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	749
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	749
★	باب: دورانِ جہاد دارالحرب سے اشیاءِ خوردنی کھانے اور لانے کی اجازت	749
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	749
★	باب: مالِ غنیمت کا ایسا استعمال جس سے اس میں	

باب	عنوان	صفحہ نمبر
	عیب پیدا ہو جائے، منع ہے	750
★	**باب:** مالِ غنیمت کی خرید و فروخت تقسیم سے پہلے منع ہے	750
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	750
★	**باب:** امیر کو اختیار ہے کہ شرکاء جہاد کے سوا دوسروں کو بھی مالِ غنیمت میں سے حصہ دے	750
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	751
★	**باب:** غزوۂ ذوقرد میں حضرت سلمہ کی غیر معمولی بہادری پر دو حصوں کا دیا جانا	751
★	**باب:** مالِ غنیمت میں خمس اور تنفیل ہے فئی میں نہیں	752
★	**باب:** کسی غازی کو اس کے حصہ سے زیادہ دینے کا امیر کو اختیار ہے	752
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	753
★	**باب:** ایضاً تیسری حدیث	753
★	**باب:** حضور کے بعد کسی امیر کو اپنے لیے کسی چیز کے مختص کرنے کا حق نہیں	753
★	**باب:** خمس کی تقسیم میں حضور اور خلفاء راشدین کا عمل	754
★	**باب:** حضور اپنے خمس کو ذوی القربیٰ کے علاوہ عامۃ المسلمین پر بھی خرچ فرماتے تھے	755
★	**باب:** حضور کبھی تالیفِ قلب کے لیے بھی مال دیا کرتے تھے	756
★	**باب:** مالِ فئی میں سارے مسلمانوں کو اور غنیمت میں صرف مجاہدین کو حصہ ملے گا	757
★	**باب:** ایسی جائیداد کے احکام جس کو دشمن سے دوبارہ حاصل کر لیا جائے	757
★	**باب:** جزیہ کا بیان	758
★	**باب:** اہل کتاب پر جزیہ مقرر کرنے کا بیان	759
★	**باب:** غیر اہل کتاب سے جزیہ لینے کی دلیل	760
★	**باب:** مشرکینِ عرب سے جزیہ نہ لینے کا بیان	761
★	**باب:** غیر اہل کتاب سے بھی جزیہ لینے کی دلیل	761
★	**باب:** مالی اعتبار سے جزیہ کا تعین	762
☆	مفلس ذمیوں پر جزیہ نہیں	763
★	**باب:** ذمی جب اسلام قبول کر لے تو اس پر جزیہ نہیں	763
★	**باب:** بیرونی تاجروں کے مالِ تجارت پر ٹیکس کے قواعد	763
★	**باب:** صلح کا بیان	764
★	**باب:** صلح حدیبیہ کا واقعہ اور اس کے بعض متعلقہ مسائل اور ان کے احکام	765
★	**باب:** صلح حدیبیہ کی تین شرطوں کا بیان	768
★	**باب:** صلح حدیبیہ کی دو شرطوں کے بارے میں حضور کی وضاحت	768
★	**باب:** صلح حدیبیہ کا معاہدہ	769
☆	صلح حدیبیہ کے تفصیلی واقعات	770
★	**باب:** رسول اللہ ﷺ کا عورتوں سے بیعت لینا	772
★	**باب:** عورتوں سے بیعت میں زبان سے کہہ دینا کافی ہے	772
★	**باب:** صلح حدیبیہ کی شرط دس تک تھی	773
★	**باب:** عاملین کو ذمی یا پناہ گزین پر زیادتی کرنے کی وعید	773
★	**باب:** یہود کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کا بیان	774
★	**باب:** جزیرۃ العرب سے یہودیوں اور نصرانیوں کو نکال دیا جانا	775
★	**باب:** رسول اللہ ﷺ کی تین وصیتیں	775
★	**باب:** جزیرۃ العرب میں دو دین نہیں رہیں گے	775

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	**باب:** حضور ﷺ کا یہود کو جلاوطن فرمانے کے عزم	776
★	**باب:** امیر المؤمنین حضرت عمر کا خیبر کے یہودیوں کو جلاوطن فرما دینا	776
★	**باب:** اموالِ فیٔ کے خرچ کی تفصیل کا بیان	777
★	**باب:** اموالِ فیٔ کی تقسیم	778
★	**باب:** حضور ﷺ اموالِ فیٔ کی تقسیم کس طرح فرمایا کرتے تھے؟	779
★	**باب:** اموالِ فیٔ کے بارے میں حضرت عمر کا قولِ فیصل	779
★	**باب:** اموالِ فیٔ کی تقسیم میں حضرت عمر کی دلیل	780
★	**باب:** اموالِ فدک کی تقسیم کے واقعات	781
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	781
★	**باب:** ایضاً تیسری حدیث	781
★	**باب:** ایضاً چوتھی حدیث	782
	کتاب الصید والذبائح	783
★	**باب:** کتے کے شکار کو کھانے یا نہ کھانے کی تفصیل	784
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	784
★	**باب:** ایضاً تیسری حدیث	785
★	**باب:** نصرانیوں کے کھانوں کے بارے میں تفصیل	786
★ ★	**باب:** سدھائے ہوئے کتے کا کون سا شکار حلال ہے؟	787
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	787
★	**باب:** مجوسی کے کتے کے ساتھ شکار کرنا منع ہے	787
★	**باب:** جن جانوروں کا گوشت جائز ہے، ان کے شکار کی تفصیل	788
★	**باب:** زندہ جانور سے جو حصہ کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے، اس کا کھانا منع ہے	788
★	**باب:** کن کن چیزوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے؟	788
★	**باب:** ذبح میں کون سی دو باتیں اہم ہیں؟	789
★	**باب:** ضرورت کے وقت ذبح کی صورت	790
★	**باب:** شریطۂ شیطان کا کھانا منع ہے	791
★	**باب:** مجثمہ کا کھانا منع ہے	791
★	**باب:** خیبر کے روز حضور ﷺ نے کئی چیزوں سے منع فرمایا، اس کی تفصیل	791
★	**باب:** مویشی وغیرہ کو باندھ کر قتل کرنا منع ہے	792
★	**باب:** ذی روح کو نشانہ بنانا ممنوع ہے	792
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	792
★	**باب:** منہ پر مارنا اور داغ لگانا منع ہے	792
★	**باب:** جانور کے چہرہ پر بلا ضرورت داغ لگانا منع ہے	792
★	**باب:** ضرورۃً جانور کو داغ سکتے ہیں	792
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	793
★	**باب:** ہر چیز پر احسان کیا ہے؟	793
★	**باب:** جانور کے پیٹ سے جنین نکلے تو اس کو بھی ذبح کریں	793
★	**باب:** سمندری جانوروں کے احکام	794
★	**باب:** کتے کا بیان	794
★	**باب:** کتوں کے بارے میں مختلف احکام	794
★	**باب:** کتا بے ضرر ہو تو اس کو نہ ماریں	795
★	**باب:** مویشیوں اور پرندوں کو آپس میں لڑانا منع ہے	796
★	**باب:** کن چیزوں کا کھانا حلال ہے اور کن کا حرام؟	796
★	**باب:** کون سا درندہ اور کون سا پرندہ حرام ہے؟	797
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	797
★	**باب:** گورخر حلال ہے	797
★	**باب:** پالتو گدھوں کا گوشت حرام ہے	797

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	797
★	باب: کون سے جانور اور پرندے حرام ہیں؟	798
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	798
★	باب: خرگوش کا گوشت حلال ہے	798
★	باب: گوہ کا کھانا جائز نہیں	798
★	باب: مرغ کا گوشت حلال ہے	799
★	باب: مرغ کو گالی دینا منع ہے	799
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	799
★	باب: ٹڈی کا کھانا جائز ہے	799
★	باب: مچھلی، ٹڈی، جگر اور تلی حلال ہے	799
★	باب: غزوۂ خبط میں ایک عظیم مچھلی کا غیبی انتظام	800
★	باب: مر کر پانی میں تیرنے والی مچھلی کا حکم	800
★	باب: مکھی برتن میں گر جائے تو اس کا حکم	801
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	801
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	801
★	باب: چوہا گھی میں گر کر مر جائے تو اس کا حکم اور اس کی تفصیل	801
★	باب: سانپوں کو مارنے کی اجازت	802
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	803
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	803
★	باب: ایضاً چوتھی حدیث	803
★	باب: ایضاً پانچویں حدیث	804
★	باب: ایضاً چھٹی حدیث	804
★	باب: مدینہ منورہ کا ایک نادر واقعہ	804
★	باب: گھر میں سانپ نمودار ہو تو کیا کیا جائے؟	805
★	باب: جنات تین قسم کے ہیں	805
★	باب: گرگٹ کو مار دیا جائے	806
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	806
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	806

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: چونٹیوں کے بارے میں حکم	806
★	باب: چار جانوروں کو مارنا منع ہے	806
★	باب: بجو کا گوشت جائز ہے	807
★	باب: فضلہ خور جانور کا گوشت، دودھ اور اس پر سواری منع ہے	807
★	باب: بلی کی خرید اور فروخت جائز ہے	807
★	باب: معاہدہ کے خلاف جو مال ہو وہ حلال نہیں	807
★	باب: عقیقہ کا بیان	808
★	باب: عقیقہ مستحب ہے	808
★	باب: رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں نواسوں کا عقیقہ کیا	808
★	باب: نومولود کے بارے میں جاہلیت اور اسلام میں فرق	809
★	باب: نومولود کی تحنیک مستحب ہے	809
★	باب: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن زبیر کی تحنیک فرمائی	809
★	باب: نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے	810
	کتاب الاطعمة	811
★	باب: کھانے میں برکت کا سبب	811
☆	کھانے کے تفصیلی آداب	811
★	باب: کھانے کے بعد کنکریوں سے ہاتھ پونچھنے کا ایک واقعہ	811
★	باب: وضو نماز کے لیے واجب ہے	812
★	باب: ہاتھ کو بغیر دھوئے سونے کی وعید	812
★	باب: کھانے کے آداب کی تفصیل	812
★	باب: کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھنے کی وعید	813
★	باب: ایضاً دوسری حدیث اور ایک واقعہ	813
★	باب: بسم اللہ پڑھنے سے کھانے میں برکت ہوتی	

باب	عنوان	صفحہ نمبر
	ہے	813
★	باب: گھر میں داخلہ کے وقت اللہ کا نام لیں تو شیطان سے حفاظت مل جاتی ہے	814
★	باب: کھانے پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا بھول جائے تو کیا کہے؟	814
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	814
★	باب: بائیں ہاتھ سے نہ کھانے اور پینے کا حکم	814
★	باب: دائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے کا حکم	815
★	باب: حضور تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے	815
☆	کھانا ختم کرنے کے بعد والے ضروری آداب	815
★	باب: کھانے کے بعد کا ایک ضروری ادب	816
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	816
★	باب: پیالہ کو چاٹنے کی فضیلت	816
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	816
★	باب: پیالے میں کھانا کھا رہے ہیں تو اردگرد اور نیچے حصہ سے کھانا چاہیے اور اس کی وجہ	816
★	باب: کھانے کے بارے میں ضروری مسنون آداب	817
★	باب: رسول اللہ ﷺ کے کھانے اور چلنے کا ادب	818
★	باب: کھانا تیار ہو تو جوتے اُتار لیں	818
★	باب: کھانا دستر خوان پر کھایا جائے	818
★	باب: اچھے قسم کے کھانے، مشروبات اور پھلوں کا استعمال درست ہے	819
★	باب: رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ کی معاشرت کی ایک جھلک	819
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	819
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	819
★	باب: ایضاً چوتھی حدیث	820
★	باب: باب: ایضاً پانچویں حدیث	820
★	باب: اُکڑوں بیٹھ کر کھجور کھانے کا ذکر	820
★	باب: کھجور کھانے کا آداب	820
★	باب: گھروں میں کھجوروں کے رکھنے کی فضیلت	820
★	باب: عجوہ کھجور کی فضیلت	821
★	باب: عجوہ اور کماۃ کی فضیلت	821
★	باب: عجوہ علی الصبح کھانے کی فضیلت	821
★	باب: دل کی بیماری کے علاج کی نبوی تجویز	821
★	باب: حضور ﷺ نے تر کھجوریں ککڑی کے ساتھ تناول فرمائیں	822
★	باب: حضور ﷺ تربوز کو تر کھجور کے ساتھ تناول فرماتے اور اس کی وجہ	822
★	باب: حضور ﷺ کو مکھن اور کھجور پسند تھے	822
★	باب: حضور ﷺ نے جَو اور کھجور ملا کر تناول فرمائیں	822
★	باب: کھانے میں پرہیز کا ایک واقعہ	822
★	باب: پرانی کھجوروں سے کیڑے نکال کر کھائیں	823
★	باب: رسول اللہ ﷺ کو کدو پسند تھا	823
★	باب: رسول اللہ ﷺ کو ثرید بے حد پسند تھا	823
★	باب: رسول اللہ ﷺ کے بکری کے دست کھانے کا واقعہ	823
★	باب: مونچھ کو کتروائیں یا منڈوائیں	824
★	باب: پکے ہوئے گوشت کو دانتوں سے نوچنا مستحب ہے	824
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	825
★	باب: رسول اللہ ﷺ کو کھرچن پسند تھا	825
★	باب: رسول اللہ ﷺ کو میٹھی چیز اور شہد پسند تھا	825
★	باب: نمک کی اہمیت	825
★	باب: سرکہ اچھا سالن ہے!	825

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	825
★	باب: زیتون اور اس کے تیل کے استعمال کی تاکید	826
★	باب: رسول اللہ ﷺ نے تبوک میں پنیر قبول فرمایا	826
★	باب: حلال اور حرام کی وضاحت	826
★	باب: نجس کھال میں رکھی چیز نجس ہوتی ہے	826
★	باب: تلبینہ (حریرہ) کے فائدے	827
★	باب: تلبینہ یعنی حریرہ کے فائدہ پر دوسری حدیث	827
★	باب: رسول اللہ ﷺ کا کھانے کے بارے میں مبارک روّیہ	827
★	باب: مسلمان اور کافر کے کھانے کا فرق	827
★	باب: بسیار خوری نحوست ہے	828
★	باب: دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے اور تین کا چار کے لیے کافی ہے	828
★	باب: ایک کا کھانا دو کے لیے، دو کا چار اور چار کا آٹھ کے لیے کافی ہے	828
★	باب: کالے کالے پیلو بہتر ہوتے ہیں	829
★	باب: کھمبی کی فضیلت اور کی شفاء کا بیان	829
★	باب: حضور ﷺ کے آخری کھانے کا بیان	830
★	باب: کھانے کو ٹھنڈا کر کے کھانے میں برکت ہے	830
★	باب: دستر خوان اٹھانے پر دعا	831
★	باب: کھانے سے فارغ ہونے کی دعا	831
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	831
★	باب: اللہ تعالی کھانے یا پینے کس بندہ سے راضی ہوتے ہیں؟	831
★	باب: کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والے کا مرتبہ	831
★	باب: ضیافت اور مہمان نوازی کا بیان مہمانی کی تاکید اور اس کی فضیلت	832

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	832
★	باب: مہمان کا ایک اور حق	832
★	باب: کھانا کھلانے کی جگہ میں برکت	833
★	باب: رسول اللہ ﷺ اور شیخین کا بھوک کی وجہ سے نکلنا اور ایک انصاری کا ضیافت کرنا	833
★	باب: رسول اللہ ﷺ کا شیخین اور راوی حدیث کے ساتھ ایک باغ میں تشریف لے جانا اور وہاں ضیافت کا ذکر	834
★	باب: حضور نے کشمش تناول فرما کر دعا فرمائی	834
★	باب: برائی کا بدلہ نیکی سے دینے کا حکم	835
★	باب: مؤمن کی مثال اور پرہیز گاروں کو کھانا کھلانے کا حکم	835
★	باب: چاشت کے وقت ثرید کھانے کا واقعہ اور حضور کی ہدایتیں	835
★	باب: کھانا اکٹھا کھانے سے سیری اور برکت ہے	836
★	باب: دستر خوان پر کھانے کے آداب	836
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	837
★	باب: بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کریں	837
★	باب: مجبور کے کھانے کا بیان	837
☆	نامزد کرنے سے جانور یا کھانا حرام نہیں ہوتا	837
★	باب: پینے کی چیزوں کا بیان	839
★	باب: پینے کے آداب	839
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	839
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	839
★	باب: ایضاً چوتھی حدیث	839
★	باب: باب: ایضاً پانچویں حدیث	840
★	باب: باب: ایضاً چھٹی حدیث	840
★	باب: کھڑے ہو کر پینا جائز ہے	840
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	841

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: آب زمزم اور وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پئیں	841
★	باب: حضور ﷺ کا ایک انصاری کے گھر تشریف لے جانا اور دودھ نوش فرمانا	842
★	باب: کسی چیز کے دینے میں دائیں جانب والے زیادہ حق دار ہیں	842
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	843
★	باب: سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے کی وعید	843
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	844
★	باب: ٹوٹے پیالہ کو چاندی سے جوڑا جا سکتا ہے	844
★	باب: رسول اللہ ﷺ کو پینے میں کیا چیز پسند تھی؟	845
★	باب: دودھ بہترین غذا ہے	845
★	باب: نقیع اور نبیذ کا بیان	845
★	باب: رسول اللہ ﷺ کے مشروبات	845
★	باب: رسول اللہ ﷺ صبح اور شام نبیذ نوش فرمایا کرتے	845
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	846
★	باب: ممنوعہ برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت چند روز بعد منسوخ کر دی گئی	846
★	باب: پتھر کے پیالہ میں نبیذ بنانے کا ذکر	847
★	باب: ایک برے عمل کا بیان	847
★	باب: برتنوں وغیرہ کو ڈھانپنے کا بیان	847
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	848
★	باب: رات میں برتن کو ڈھانپنے کی تاکید	849
★	باب: سونے لگو تو آگ کھلی نہ چھوڑا کرو	849
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	849
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	849

باب	عنوان	صفحہ نمبر
	کتاب اللباس	850
★	باب: نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ لباس کیا تھا؟	850
★	باب: حضور ﷺ نے قطری چھوٹی چادر اوڑھ کر امامت فرمائی	850
★	باب: ام المؤمنین حضرت عائشہ سے حضور سے آرام دہ لباس کی تجویز	850
★	باب: اُونی چادر کو پھینک دینے کا واقعہ	851
★	باب: نبی کریم ﷺ کا وصال جن کپڑوں میں ہوا تھا ان کا بیان	851
★	باب: رسول اللہ ﷺ کا محبوب ترین لباس	851
★	باب: رسول اللہ ﷺ کی مبارک قمیص کیسی ہوتی تھی؟	851
★	باب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیوں کا بیان	852
★	باب: رسول اللہ ﷺ کے عمامہ باندھنے کا بیان	852
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	852
★	باب: مسلمان اور مشرکوں میں عمامہ باندھنے کا فرق	852
★	باب: حضرت قرہ بن ایاس مزنی کا مہر نبوت کو مَس کرنا	852
★	باب: نبی کریم ﷺ نے رُومی جبہ پہنا	853
★	باب: رسول اللہ ﷺ کے بستر کا بیان	853
★	باب: گھر میں کتنے بستر ہونے چاہئیں؟	853
★	باب: رسول اللہ ﷺ کے مبارک تکیہ کا بیان	853
★	باب: حضور کا گرمیوں میں سر مبارک کو ڈھانپنے کا بیان	853
★	باب: تہ بند اور کرتہ کی مستحب حد اور زیادتی پر وعید	853
★	باب: تکبر سے کپڑا لٹکانے کی وعید	854
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	854
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	854
★	باب: ایضاً چوتھی حدیث	854

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: حضرت ابن عمر کو تہبند اونچا کرنے کی ہدایت	855
★	باب: جتنا تہبند ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے	855
★	باب: از راہِ تکبر تہبند گھسیٹ کر چلنے والے کے لیے سخت ترین وعید	855
★	باب: عورتوں کی تہبند کا بیان	855
★	باب: عورتوں کا کپڑا باریک ہو تو بطور استر دوسرا کپڑا لگائیں تاکہ جسم دکھائی نہ دے	856
★	باب: باریک دوپٹہ اوڑھنے پر ام المومنین نے اس کو پھاڑ دیا	856
★	باب: بالغہ عورت کا لباس کیسا ہو؟	856
★	باب: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سادگی کا بیان	856
★	باب: عورتوں کا دوپٹہ کس طرح ہو؟	857
★	باب: اہم معاشرتی آداب	857
★	باب: قمیص دائیں جانب سے پہنی جائے	858
★	باب: حضور ﷺ کا ایک چادر کو استعمال فرمانا	858
★	باب: دنیا میں ریشم پہننے والے مرد پر وعید	858
★	باب: ریشم اور سونا مردوں پر حرام ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے	858
★	باب: حضور ﷺ کے جبہ مبارک سے شفاء حاصل کرنا	860
★	باب: ریشمی کپڑے کا تانا سوتی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں	860
★	باب: دس کام ممنوع ہیں	860
★	باب: ریشمی زین پوش اور چیتے کی کھال پر سواری ممنوع ہے	860
★	باب: سونے کی انگوٹھی، ریشمی کپڑے اور ریشمی گدوں کا استعمال منع ہے	861
★	باب: چاندی اور سونے کے برتنوں کا استعمال، ریشمی کپڑوں اور گدوں کا بھی استعمال منع ہے	861
☆	سونے اور چاندی سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال ناجائز ہے	861
★	باب: کسم کے رنگے ہوئے کپڑے منع ہیں، یہ کافروں کا لباس ہے	861
★	باب: عورتوں کے لیے رنگین کپڑے جائز ہیں اور خوشبو کے استعمال کا بیان	862
★	باب: حضور ﷺ سرخ دھاری دار جوڑا استعمال فرماتے تھے	862
★	باب: سرخ کپڑے اور سرخ زین پوش منع ہے	863
★	باب: سرخ رنگ کا ریشمی زین پوش منع ہے	863
★	باب: رسول اللہ ﷺ کے گیسوئے مبارک مہندی سے رنگے ہوئے تھے	863
★	باب: سفید کپڑوں کی تاکید	863
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	863
★	باب: نئے کپڑے پہننے کے آداب اور اس کی مسنون دعائیں	864
★	باب: اُس دعا کا بیان جو کھانا کھانے اور کپڑا پہننے کے بعد کی جائے تو سابقہ گناہوں کی معافی ملتی ہے	864
★	باب: کپڑے پہننے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا	864
★	باب: نیا کپڑا پہنے تو کیا دعا کرے؟	864
★	باب: رسول اللہ ﷺ کی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معاشرت کے بارے وصیت	865
★	باب: ایمان کی نشانی کیا ہے؟	865
★	باب: اللہ تعالیٰ کی ایک پسند	866
★	باب: کپڑوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی ایک صحابی کو ہدایت	866

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	866
★	باب: پراگندہ بال اور میلے کچیلے کپڑے منع ہیں	867
★	باب: کھانے اور پہننے میں دو چیزوں سے احتیاط ضروری ہے	867
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	867
★	باب: شہرت کا لباس پہننے پر وعید	867
☆	فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ کے نقال کو نجات مل گئی	868
★	باب: انگوٹھی کا بیان	868
★	باب: حضور ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی جس پر نقش تھا، کلمہ کے دوسرے جز کا	868
★	باب: دائیں دستِ مبارک میں انگوٹھی پہننے کا بیان	868
★	باب: بائیں دستِ مبارک میں انگوٹھی پہننے کا بیان	869
★	باب: جو چیز بڑوں کے لیے حرام ہے، وہ بچوں کے لیے بھی حرام ہے	869
★	باب: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کی سونے کی انگوٹھی کو اتار کر پھینک دیا	869
★	باب: رسول اللہ ﷺ کو دس باتیں ناپسند تھیں	870
★	باب: ریشم اور سونا مردوں کے لیے حرام ہیں	870
★	باب: ناک کٹ جانے پر سونے کی ناک چڑھوانے کا حکم	871
★	باب: تانبے اور پیتل کی انگوٹھی پہننا منع ہے	871
★	باب: رسول اللہ ﷺ کا انگوٹھی بنوانے کا سبب اور اس پر کیا نقش تھا؟	871
★	باب: نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی اور نگینہ دونوں چاندی کے تھے	872
★	باب: انگوٹھی مبارک کا بیان	872
★	باب: مبارک انگشتری کہاں ہوتی تھی؟	872
★	باب: کس انگلی میں انگوٹھی پہننا منع ہے؟	872
★	باب: بچیوں کے پیروں میں گھنگرو باندھنا منع ہے اور اس کا سبب	873
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	873
★	باب: جوتوں کا بیان	873
★	باب: رسول اللہ ﷺ کیسے نعلین مبارک پہنتے تھے؟	873
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	873
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	874
★	باب: جوتے پہننے کی ترغیب	874
★	باب: جوتے پہننے اور اتارنے کا مسنون طریقہ	874
★	باب: آدمی جب بیٹھے تو اپنے جوتے کہاں رکھے؟	874
★	باب: جوتے پہننے کے آداب	874
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	874
★	باب: حضرت نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کے لیے تحفۃً دو سیاہ موزے بھیجے اور آپ نے ان کو پہنا اور وضو فرما کر مسح بھی کیا	875
★	باب: کنگھی کرنے کا بیان	875
★	باب: حائضہ اپنے شوہر کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے	875
★	باب: سر ڈاڑھی کے بالوں کو درست رکھنے کی تاکید	875
★	باب: زلفوں کا احترام اور اس کی توضیح	876
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	876
★	باب: مسلمان کو سادگی اور تواضع سے رہنا چاہیے	877
★	باب: اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی اور سخاوت پسند ہے	877
★	باب: رسول اللہ ﷺ کے گیسوئے مبارک کا بیان	877
★	باب: زلفیں کہاں تک ہوں اور تہبند کہاں تک؟	877
★	باب: رسول اللہ ﷺ کے زلف رکھنے کی تفصیل	878
★	باب: خاندان میں کسی کے انتقال پر سوگ تین دن تک کیا جائے	879

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: عورتیں بےضرورت سر کے بال نہ منڈوائیں	879
☆	عورتوں کے سر کے بال اور مردوں کی ڈاڑھیاں دونوں کی وضع داری ہے	879
★	باب: رسول اللہ ﷺ اہل کتاب کو موافقت کب فرماتے؟	879
☆	سر کے بال میں دو باتیں مسنون ہیں	880
★	باب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کے سر میں مانگ کس طرح نکالتی تھیں؟	880
★	باب: بچے کا سر مونڈنا اور کچھ چھوڑ دینا منع ہے	880
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	880
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	880
★	باب: حضرت انس کے گیسو دراز تھے	881
★	باب: بالوں کے بارے کن عورتوں پر لعنت ہے؟	881
★	باب: کن کن عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے؟	881
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	881
★	باب: نظر بد کا لگنا حق ہے	882
★	باب: سر کے بالوں کو چپکایا جا سکتا ہے	882
★	باب: رسول اللہ ﷺ سر مبارک میں اکثر تیل لگایا کرتے اور ڈاڑھی میں کنگھی فرماتے	882
★	باب: خوشبو کا استعمال سنت ہے	882
★	باب: لوبان اور کافور کی دھونی مسنون ہے	882
★	باب: دائمی سنتیں پانچ ہیں	882
★	باب: ختنہ کرنے والی عورت کو رسول اللہ کی ہدایت	883
★	باب: مسلمانوں کو مشرکین کی مخالفت میں ڈاڑھیاں بڑھانا اور مونچھوں کو پست کرنا چاہیے	883
★	باب: ڈاڑھی کے بارے میں رسول اللہ کا کیا عمل تھا؟	883
★	باب: اوّلیات حضرت ابراہیم علیہ السلام	884
☆	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چند اور اوّلیات	884
★	باب: دائمی سنتوں کی مدت کا بیان	884
★	باب: مونچھوں کو کترنے کی تاکید اور نہ کترنے پر وعید	884
★	باب: خضاب کر کے یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا حکم	884
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	885
★	باب: مہندی اور وسمہ سے خضاب کو رسول اللہ نے پسند فرمایا	885
★	باب: مرد کے لیے زعفرانی رنگ منع ہے	885
★	باب: زرد رنگ رسول اللہ کو بے حد پسند تھا	885
★	باب: رسول اللہ ﷺ کو زردی بے حد پسند تھی	885
★	باب: خضاب میں سیاہ رنگ سے بچنے کی تاکید	886
★	باب: سیاہ خضاب کب مناسب ہے؟	886
★	باب: اسلام میں سفیدی آنے کی فضیلت	886
★	باب: رسول اللہ ﷺ کے خضاب لگانے کے بارے میں تحقیق	887
★	باب: موئے مبارک کی زیارت کا واقعہ	887
★	باب: عورتیں اپنے ہاتھوں کو مہندی سے رنگ لیا کریں	888
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	888
★	باب: مہندی کے خضاب کے بارے میں ام المومنین کا قول	888
★	باب: رسول اللہ کے حکم سے ایک مخنث کو نقیع کی طرف جلاوطن کر دیا گیا	888
★	باب: کن مردوں اور عورتوں پر لعنت ہے؟	889
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	889
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	889
★	باب: ایضاً چوتھی حدیث	889
★	باب: خلوق کے بارے میں حکم	889

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	890
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	890
★	باب: ایضاً چوتھی حدیث	890
★	باب: مردوں اور عورتوں کی خوشبو کی صفت	890
★	باب: رسول اللہ ﷺ کے پاس خوشبو کی ایک کپی تھی	891
★	باب: رسول اللہ ﷺ کی سادگی کا ایک عجیب واقعہ اور اہل بیت کی عملی تربیت	891
★	باب: سوتے وقت سرمہ لگانے کی ترغیب	891
★	باب: علاج کرنے اور سرمہ لگانے کی ترغیب	892
★	باب: حمام میں بغیر حمام داخل ہونا منع ہے	892
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	892
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	893
★	باب: جس دسترخوان پر شراب کا دور چلتا ہو اُس پر بیٹھنے کی ممانعت	893
★	باب: تصویروں کا بیان	893
★	باب: تصویروں کے متعلق احکام	893
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	894
★	باب: پردہ پر تصویریں ہوں تو کیا کیا جائے؟	895
★	باب: جس گھر میں تصویر ہو رحمت کے فرشتے نہیں اُترتے	895
★	باب: تصویر بنانے پر وعید	896
★	باب: ہر تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا	896
★	باب: قیامت کے روز سخت ترین عذاب کس کو ہو گا؟	896
★	باب: قیامت کے روز سب سے سخت عذاب کن کن کو ہو گا؟	897
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	897
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	897

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: ایضاً چوتھی حدیث	897
★	باب: بڑا ظالم کون ہے؟	897
★	باب: تصویریں بنانے والے بدترین مخلوق ہیں	898
★	باب: کتے کی وجہ سے حضور ﷺ ایک گھر میں داخل نہیں ہوئے	898
★	باب: کبوتر کا پیچھا کرنے کی وعید	898
★	باب: پردہ لٹکانے اور نہ لٹکانے کا حکم	899
★	باب: شطرنج کھیلنے کی سخت وعید	899
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	899
★	باب: نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے	899
★	باب: نبی کریم ﷺ نے شراب، جوا اور شطرنج سے منع فرمایا	900
★	باب: شطرنج عجمیوں کا جوا ہے	900
★	باب: شطرنج کھیلنے والا خطاکار ہے	900
★	باب: شطرنج باطل کام ہے	900
	کتاب الطب والرقی	901
★	باب: معدہ کو تندرست رکھنے کی تاکید	901
★	باب: ہر بیماری کی دواء بھی اتاری گئی ہے	901
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	901
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	901
★	باب: ایضاً چوتھی حدیث	901
★	باب: ناپاک دوائی منع ہے	902
★	باب: مینڈک کو قتل نہ کیا جائے	902
★	باب: کلونجی میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے	902
★	باب: اگر کسی بیماری میں موت کا علاج ہوتا تو سناء میں ہوتا	903
★	باب: کھمبی من کی ایک قسم ہے اور عجوہ کھجور جنت سے ہے	903

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب: نبی کریم ﷺ کے حکم سے شہد پلانے سے دست رُک جانے کا واقعہ	903
★	باب: شہد شفاء ہے اس کی تدبیر	904
★	باب: دو شفاء شہد اور قرآن کو لازم کرنے کا حکم	904
★	باب: نمونیہ کے علاج کی تجویز	904
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	904
★	باب: عود ہندی میں سات چیزوں سے شفاء ہے	905
★	باب: نظر لگنے سے عود ہندی کے استعمال کی تجویز	905
★	باب: پچھنے لگوانے اور قسط بحری کے استعمال کی تجویز	905
★	باب: شب معراج میں فرشتوں کی خصوصی گزارش	905
★	باب: درد سر کی شکایت پر پچھنے لگوانے کا اور زخم پر مہندی کا لیپ رکھنے کا حکم	905
★	باب: پچھنے لگوانے کا فائدہ	906
★	باب: بغیر ضرورت پچھنے لگوانے کا نقصان	906
★	باب: موچ کے باعث پچھنے لگوانے کا واقعہ	906
★	باب: رسول اللہ ﷺ کن تاریخوں میں پچھنے لگواتے؟	906
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	907
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	907
★	باب: منگل کے روز پچھنے لگوانا منع ہے	907
★	باب: پچھنے لگوانے کے بارے میں تفصیلات	907
★	باب: پچھنے لگوانے کے بارے میں ایک اور روایت	908
★	باب: بدھ یا ہفتہ کے روز پچھنے لگوانے سے کوڑھ کی بیماری ہوتی ہے	908
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	908
★	باب: تین چیزوں میں شفاء ہے	908
★	باب: بے ضرورت داغ نہ لگوائے	909
★	باب: تیر لگنے داغ لگانے کا بیان	909
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	909
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	909
★	باب: ایضاً چوتھی حدیث	909
★	باب: بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرنے کی تجویز	909
★	باب: بیماروں کو اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے	910
★	باب: ایسے دَم میں کوئی مضائقہ نہیں جس میں شرک نہ ہو	910
★	باب: مغرّب کون ہیں؟	910
★	باب: عمل نُشرہ شیطانی کام ہے	910
★	باب: دَم کرنے کے الفاظ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی	911
★	باب: بچھو کاٹنے کا نبوی علاج	911
★	باب: معوذتین کی فضیلت	911
★	باب: عمل نملہ سکھانے کی اجازت	912
★	باب: نظر لگ جانے سے دَم کروانے کا حکم	912
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	912
★	باب: ایضاً تیسری حدیث	912
★	باب: ایضاً چوتھی حدیث	912
★	باب: ایضاً پانچویں حدیث	913
★	باب: ایضاً چھٹی حدیث	913
★	باب: نظر لگنا حقیقت ہے	913
★	باب: نظر لگنے کا ایک واقعہ اور اس کا دفعیہ	913
★	باب: کسی کو نظر لگ جاتی تو رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک سے شفاء حاصل کی جاتی	914
★	باب: بیماری کے دفع کے لیے رسول اللہ ﷺ کی دعا	914
★	باب: تعویذ کے بارے میں ایک قول	915
★	باب: ایضاً دوسری حدیث	915
★	باب: فال اور شگون کا بیان	915

باب	عنوان	صفحہ نمبر
★	**باب:** فال کیا چیز ہے؟	916
★	**باب:** رسول اللہ ﷺ اچھے نام کو پسند فرماتے	916
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	916
★	**باب:** ایضاً تیسری حدیث	916
★	**باب:** ناپسندیدہ چیز دیکھے تو کیا کہے؟	916
★	**باب:** شگون لینا شرک ہے	917
★	**باب:** کون سی چیزیں بت پرستی کا حصہ ہیں؟	917
★	**باب:** شگون اور بیماری کے بارے میں ہدایات	917
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	918
★	**باب:** ایضاً تیسری حدیث	919
★	**باب:** ایضاً چوتھی حدیث	919
★	**باب:** خراب آب وہوا کے علاقہ کو چھوڑ دینے کا حکم	920
★	**باب:** کہانت کا بیان	921
★	**باب:** زمانۂ جاہلیت کے کام جن سے روک دیا گیا	921
★	**باب:** چند بُرے کاموں کی سخت وعید	921
★	**باب:** نجومی کے پاس جانے کی سخت وعید	921
★	**باب:** کاہن جھوٹے ہوتے ہیں	921
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	922
★	**باب:** ایضاً تیسری حدیث	922
★	**باب:** اللہ تعالیٰ کا نظامِ کائنات	922
★	**باب:** نجومی پر وعید	923
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	923
★	**باب:** اللہ تعالیٰ نے کسی ستارے میں کسی کی زندگی، رزق اور موت نہیں رکھی	923
★	**باب:** بارش کے بارے میں کون مؤمن اور کون کافر ہے؟	924
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	924

باب	عنوان	صفحہ نمبر
	کتاب الرویا	926
★	**باب:** اچھے خواب خوش خبری ہیں	926
★	**باب:** اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے	926
☆	اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہونے کی وجہ	926
★	**باب:** خواب کو دوست یا عقل مند آدمی سے بیان کرے	926
★	**باب:** خواب کتنے قسم کے ہوتے ہیں؟	927
★	**باب:** خوابوں کے آداب کا بیان	927
★	**باب:** ناپسند خواب دیکھے تو کیا کرے؟	928
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	928
★	**باب:** سب سے بڑا بہتان کیا ہے؟	928
★	**باب:** حضرت ورقہ کے جنتی ہونے کی نشانی	928
★	**باب:** نیک عمل کے بدلہ کا بیان	929
★	**باب:** رسول اللہ ﷺ کا ایک خواب اور اس کی تعبیر	929
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	929
★	**باب:** ایضاً تیسری حدیث	929
★	**باب:** رسول اللہ ﷺ کا ایک طویل خواب اور اس کی تعبیریں	930
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	932
★	**باب:** رسول اللہ ﷺ جیسی صورت شیطان اختیار نہیں کرسکتا	933
★	**باب:** ایضاً دوسری حدیث	933
★	**باب:** ایضاً تیسری حدیث	933
★	**باب:** حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کا ایک خواب اور اس کی عملی تعبیر	933

3

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ
قرآن کے فضائل کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ.

(یونس:۵۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے۔

(کنزالایمان)

ف: اس آیت کریمہ میں قرآن کریم کے آنے اور اس کے موعظت وشفاء وہدایت ورحمت ہونے کا بیان ہے کہ یہ کتاب ان فوائد عظیمہ وجلیلہ کی جامع ہے۔ موعظت کے معنی ہیں وہ چیز جو انسان کو مرغوب کی طرف بلائے اور خطرے سے بچائے۔ خلیل نے کہا کہ موعظت نیکی کی نصیحت کرنا ہے۔ جس سے دل میں نرمی پیدا ہو۔ شفاء سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک قلبی امراض کو دُور کرتا ہے۔ دل کے امراض اخلاق ذمیمہ‘ عقائد فاسدہ اور جہالت مہلکہ ہیں۔ قرآن پاک ان تمام امراض کو دُور کرتا ہے۔ قرآن کریم کی صفت میں ہدایت بھی فرمایا‘ کیونکہ وہ گمراہی سے بچاتا اور راہ حق دکھاتا ہے اور ایمان والوں کے لیے رحمت اس لیے فرمایا کہ وہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

قرآن کا نزول اور اس کی تدوین

ف: واضح ہو کہ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال سات ماہ کی ہوئی اور آپ غار حرا میں تھے کہ حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام آپ پر وحی لائے‘ وضو کرایا‘ نماز سکھائی اور سب سے پہلی وحی یہ تھی۔ (سورۂ علق‘ پ ۳۰)

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ۙ اور سب سے آخری وحی یہ ہے (بقرہ‘ پ ۳‘ ع ۳۸) وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ○

قرآن شریف کی موجودہ ترتیب خود حضور انور ﷺ کی قائم کی ہوئی ترتیب ہے۔ مگر ضرورت‘ مقام اور موقع کے لحاظ سے نزول آگے پیچھے ہوتا رہا۔ اس وجہ سے جب کوئی آیت یا کامل رکوع یا سورۃ نازل ہوتی تو حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام ؓ سے فرماتے تھے کہ اس کو قرآن کے اُس مقام میں رکھو اور اسی سلسلہ میں یاد کرو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق یاد کرتے تھے۔ پھر اسی ترتیب کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کو جمع فرمایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اس کی اشاعت فرمائی جو آج ہمارے ہاتھوں میں بجنسہ موجود ہے۔ یہود ونصاریٰ کی تحریف کردہ آسمانی کتابوں کو دیکھ

کہ رسول اللہ ﷺ کو تردد ہوا کہ کہیں میری اُمت قرآن کریم کو ردّ و بدل نہ کر دے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ (حجر، پ ۱۴، ع ۱) "ہم نے قرآن کو اُتارا ہے اور ہم اس کی حفاظت کریں گے"۔

الحمدللہ! یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور آج قرآن کریم کو نازل ہوئے چودہ سو برس ہو رہے ہیں کہ قرآن کریم کے کسی ایک لفظ میں بھی آج تک فرق نہ آیا بلکہ جس رسمِ خط سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں لکھا گیا تھا وہی اب تک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔ جو شخص اِس کے خلاف یہ عقیدہ رکھے کہ قرآن کریم میں ردّ و بدل ہو کر اس کی حفاظت نہیں ہوئی ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے اِس کے برخلاف قرآن کے سوا جتنے آسمانی صحیفے جیسے توراۃ، انجیل وغیرہ نازل ہوئے وہ سب اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں۔ وہ سب تحریف شدہ ہیں، اِسی لیے وہ سب منسوخ ہیں۔ اور یہ اس اُمت مرحومہ کی خوش نصیبی ہے کہ قرآن اپنی اصلی حالت میں محفوظ چلا آ رہا ہے۔

فضائل قرآن

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میری اُمت کی سب سے افضل عبادت قرآن شریف کی تلاوت ہے۔ اہل قرآن خاص اہل اللہ ہیں تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پڑھنے والے کی طرف سب سے بڑھ کر توجہ کرتا ہے۔ جس نے قرآن پڑھا اُسے ہر حرف پر اتنا ثواب ملے گا جو دوسرے اعمال کے ثواب سے دس گنا زیادہ ہوگا۔ تم قرآن پڑھا کرو۔ کیونکہ قرآن قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔ فرمایا کہ دل پر لوہے کی طرح زنگ آ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ اس زنگ کو کیونکر دُور کریں؟ اِرشاد فرمایا کہ قرآن حکیم کی تلاوت اُسے دُور کرتی ہے اور دل کو روشن کرتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز میں بحالتِ قیام کلامِ مجید کی تلاوت کرے اُسے ہر حرف کے بدلے سو نیکیوں کا ثواب اور جو شخص نماز میں بیٹھ کر تلاوت کرے اُسے پچاس نیکیوں کا ثواب جو شخص نماز کے علاوہ باوضو تلاوت کرے اُسے پچیس نیکیوں کا ثواب اور جو شخص بے وضو تلاوت کرے اُسے دس نیکیوں کا ثواب عطا ہوتا ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اُس دل پر عذاب نہیں کرتے جس میں قرآن موجود ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کی ہر آیت جنت کا درجہ رکھتی ہے اور تمہارے گھر کا چراغ ہے جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے وہ گھر نیکیوں سے لبریز ہوتا ہے۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن خواہ معانی سمجھ کر پڑھا جائے خواہ معانی معلوم نہ ہوں، دونوں حالتوں میں تقرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی قرآن پڑھتا ہے تو فرشتے اِس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے ہیں۔

قرآن مجید معنی کے اعتبار سے ایک انتہائی مرتب اور منظم کتاب ہے اور ادب و انشاء کے اعتبار سے بھی انتہائی بلیغ کتاب ہے جس کو جتنی رسائی قرآن کے فہم کی میسر آ جائے بس وہی بندے کے مرتبہ اور عزت کے لیے بہت ہے، کون اِس علام الغیوب اور حکیم مطلق کے کلام کے سارے گوشوں اور پہلوؤں کو اپنے ذہن کی گرفت میں لاسکتا ہے؟ اس لیے کلام اللہ کی شرح اور تفسیر اگلوں اور پچھلوں کے کسی دَور میں بھی آخری نہیں ہوسکتی۔ نئے نئے مسائل پیدا ہوں گے اور نئے نئے جواب کتاب الہدیٰ کے صفحات میں تلاش سے برابر ملتے رہیں گے۔

دوسری طرف یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ قرآن حکیم چلے ہوئے اور اصطلاحی مفہوم میں کوئی علمی یا ادبی یا تحقیقی مقالہ نہیں بلکہ وہ اصلاً محض کتاب ہدایت ہے اور انسانی زندگی کا انفرادی اور اجتماعی دستور العمل ہے۔ اِس کی دُنیا سرتاسر حکمت و اخلاق، روحانیت اور

انسانیت اور عبدیت و انابت کی دُنیا ہے۔ اِس کی فضا اطمینان قلب کی فضاء اور اس کا ماحول تقویٰ اور طہارت کا ماحول ہے اور اس کے مغز تک تقویٰ اور طہارت کسی درجہ میں بہر حال ناگزیر ہے۔

طہارت جسم کی طرح طہارتِ قلب کا ذرا سا بھی اہتمام کیے بغیر محض زبان اور لغت کے بل پر قرآن فہمی کی کوشش سعی لاحاصل ہے۔ آخر ابوجہل اور ابولہب جو خالص قریشی تھے اور اہل زبان بھی۔ لیکن اُن پر قرآن ذرّہ بھر بھی نہ کھل سکا۔ بند کا بند ہی رہا' اس لیے کہ اُنھوں نے اپنی روح کو قرآن کی روحانیت سے بیگانہ رکھا۔ اور اُن کو قرآن فہمی کی سعادت ادنیٰ درجہ میں بھی حاصل نہ ہوئی۔

تلاوت کے آداب

تلاوت کا پہلا ادب یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا باوضو وقار اور ادب کے ساتھ قبلہ رو گردن جھکا کر بیٹھے' تکیہ نہ لگائے' نشست میں نخوت اور غرور کا شائبہ نہ ہو۔ تنہا اس طرح بیٹھے جس طرح اُستاذ کے سامنے شاگرد بیٹھتا ہے۔ قرآن مجید کو رحل یا تکیہ پر رکھنا چاہیے۔ آیاتِ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر' صحیح زیروزبر کے ساتھ اس طرح پڑھے کہ حروف اپنے صحیح مخارج سے ادا ہوں اور ہر لفظ صاف سنائی دے۔ قرآن شریف کی تلاوت میں رونا مستحب اور باعث ثواب ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن کو پڑھو اور گریہ کرو۔ اگر گریہ نہ کر سکو تو رونے کی شکل بناؤ۔ خاص کر آیاتِ عذاب' تہدید' وعید' عہد و میثاق اور امر و نہی کے پڑھتے وقت اپنی کوتاہیوں اور تقصیروں کو یاد کر کے ضرور رونا چاہیے۔ اور دل کو غمگین بنانا چاہیے کہ یہ رحمت الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ ہے۔

جب سجدہ کی آیتوں میں سے کوئی آیت تلاوت میں آجائے تو کمال عجز و فروتنی کے ساتھ سجدہ کرے۔ جب کلام مجید کی تلاوت شروع کرے تو ''أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کہے اور جب تلاوت ختم کرے تو صدق اللہ العلی العظیم کہے۔ تلاوت قرآن خلوصِ نیت کے ساتھ ہونی چاہیے خواہ پکار کر پڑھے خواہ آہستہ پڑھے' اچھی نیت کے ساتھ جو ریا اور نمائش سے پاک ہو' یہ باعث خیر و برکت ہے۔

کلامِ مجید کی تلاوت کے لیے تجوید سیکھ کر ترتیل اور تجوید کا پورا اہتمام رکھنا چاہیے۔ اِسے عام کتابوں اور عبارتوں کی طرح نہ پڑھے بلکہ خاص طور پر پوری خوش آوازی کے ساتھ پڑھے لیکن گانے کا انداز نہ ہو۔ قرآن پاک کو خوش آوازی اور پورے اہتمام کے ساتھ پڑھنا اور بھی باعث ثواب ہے۔

تلاوتِ قرآن مجید کے وقت رموز و علامت اور حرکات و سکنات پر احتیاط سے عمل کرنا چاہیے۔ قرآن مجید میں چند ایسے مقامات ہیں کہ ذرا سی بے احتیاطی سے نادانستہ کلمہ کفر کا اِرتکاب ہو جاتا ہے۔ زیر اور زبر و پیش میں ردّ و بدل کر دینے سے معنیٰ کچھ کے کچھ ہو جاتے ہیں اور دانستہ پڑھنے سے گناہِ کبیرہ بلکہ کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اِس لیے تلاوت میں اِحتیاط ضروری ہے۔

۲۵۶۹ - عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں' تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو قرآن کو خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

۲۵۷۰ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاقْرَؤُهُ فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ تَعَلَّمَ فَقَرَاَ وَقَامَ بِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَّحْشُوٍّ مِسْكًا تَفُوْحُ رِيْحُهٗ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن کو (لفظ اور معنی کے ساتھ) پڑھنا سیکھو' پھر اس کی تلاوت ہمیشہ جاری رکھو۔ کیونکہ جس نے قرآن کو سیکھا' پھر پڑھا اور تہجد میں اس کو پڑھتا رہا۔ اُس کی مثال چمڑے کی اس تھیلی کی طرح ہے

كُلَّ مَكَانٍ وَّمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَرَقَدَ وَهُوَ فِىْ جَوْفِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْكِيَ عَلٰى مِسْكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

جس میں مشک بھرا ہوا ہو اور اس کی خوشبو مکان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ جاتی ہے۔ ۲ اور اُس شخص کی مثال جس نے قرآن کو سیکھا اور اس کو سینہ میں لیے سوتا رہا ۳ اُس تھیلی جیسی ہے جس میں مشک تو بھرا ہوا ہو لیکن اُس کا منہ باندھ دیا گیا ہو۔ (اس کی روایت ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

۱ اور اس کے احکام پر عمل کرتے جاؤ۔
۲ اس کی برکت پڑھنے اور سننے والوں کو حاصل ہو جاتی ہے۔
۳ نہ تو خود دُور کرتا ہے اور نہ دوسروں کو سکھاتا ہے اور نہ اس پر عمل کرتا ہے۔

۲۵۷۱ - وَعَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِىْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِىْ لَايَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِىْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِىْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةِ الْمُؤْمِنُ الَّذِىْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالْاُتْرُجَّةِ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِىْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالتَّمْرَةِ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مسلمان قرآن پڑھتا رہتا ہے اس کی مثال ترنج کے پھل جیسی ہے جس کی خوشبو اچھی ہوتی ہے اور مزہ بھی عمدہ ہوتا ہے ۱ اور اس مسلمان کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ہے کھجور کی طرح ہے کہ اس میں خوشبو نہیں ہوتی لیکن اس کا مزہ شیریں ہوتا ہے ۲ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن کے پھل کی طرح ہے جس میں خوشبو بھی نہیں ہوتی اور اس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔ (منافق کا نہ تو ظاہر اچھا ہے اور نہ باطن) اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے خوشبودار پھول کی طرح ہے کہ خوشبو تو اس کی اچھی ہے لیکن مزہ اس کا کڑوا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ وہ مسلمان جو قرآن پڑھ کر عمل کرتا ہو' وہ ترنج کی طرح ہے اور وہ مسلمان جو قرآن تو نہیں پڑھتا ہے لیکن اس پر عمل کرتا ہے کھجور کی طرح ہے۔

۱ قرآن پڑھنے والے مسلمان کا ظاہر و باطن دونوں اچھے ہوتے ہیں۔
۲ اس کا باطن ایمان کی وجہ سے تو اچھا ہے لیکن قرآن نہ پڑھنے کی وجہ سے ایمان کا اثر اس پر ظاہر نہیں ہے۔

۲۵۷۲ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِى الصُّفَّةِ فَقَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَّغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ اِلٰى بُطْحَانَ اَوِ الْعَقِيْقِ فَيَأْتِىَ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِىْ غَيْرِ اِثْمٍ وَّلَا قَطْعِ رَحِمٍ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّنَا نُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ اَفَلَا يَغْدُوْ اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمَ اَوْ يَقْرَأُ اٰيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلَاثٍ وَّاَرْبَعٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَرْبَعٍ وَّمِنْ اَعْدَادِهِنَّ مِنَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ صفہ پر (جو مسجد نبوی میں ایک سایہ دار چبوترہ ہے) بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ ہر روز بطحان یا عقیق کے بازاروں میں جائے ۱ اور وہاں سے بغیر گناہ اور قطع رحمی کے دو بڑے بڑے کوہان والی اونٹنیاں لائے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سب اس کو پسند کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ایسا ہے تو کیا وجہ ہے کہ پھر تم میں سے کوئی مسجد جا کر قرآن کی دو آیتیں نہیں سکھاتا اور خود نہیں پڑھتا' جو اس کے لیے (دو بڑی) اونٹنیوں سے بہتر ہے اور اسی طرح تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں چار اونٹنیوں کے ملنے

الْاِبِلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

سے بہتر ہیں ۲ وہ اونٹنیوں کی (اُتنی ہی زیادہ) تعداد سے (ثواب و اجر میں) بہتر ہیں' اس لیے کہ قرآن پڑھنے اور پڑھانے کا ثواب دُنیا کے تمام نفیس مال سے بہتر ہے کیونکہ آخرت کا ثواب باقی رہنے والا ہے اور دنیا کا اسباب فنا ہونے والا ہے۔اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱ بطحان اور عقیق دو مقام ہیں جو مدینہ منورہ سے دو یا تین میل کے فاصلے پر ہیں' جہاں اونٹوں کی خرید و فروخت ہوا کرتی تھی۔

۲ بہر حال قرآن کی جتنی زیادہ آیتیں سکھائے گا۔اجر و ثواب زیادہ پائے گا۔

۲۵۷۳ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ اَنْ يَّجِدَ فِيْهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلَاثُ اٰيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جب وہ اپنے گھر واپس جائے تو اس کو تین فربہ گابھن (حاملہ) بڑی اونٹنیاں ملیں۔ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سب اس کو پسند کرتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا نماز میں قرآن کی تین آیتوں کا پڑھنا ثواب اور اجر میں تین فربہ گابھن بڑی اونٹنیوں کے ملنے سے بہتر ہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۵۷۴ - وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ مِّائَةَ اٰيَةٍ لَّمْ يُحَاجَّهُ الْقُرْاٰنُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَمَنْ قَرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ مِّائَتَیْ اٰيَةٍ كُتِبَ لَهٗ قُنُوْتُ لَيْلَةٍ وَّمَنْ قَرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ خَمْسَمِائَةٍ اِلَى الْاَلْفِ اَصْبَحَ وَلَهٗ قِنْطَارٌ مِّنَ الْاَجْرِ قَالُوْا وَمَا الْقِنْطَارُ قَالَ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مرسلاً سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص رات میں کم سے کم قرآن کی سو آیتیں پڑھے تو قرآن اس کے لیے (اپنے حق تلاوت) کے بارے میں جھگڑا نہیں کرے گا۔اور جو شخص ایک رات میں دو سو آیتیں پڑھے تو اس کو رات بھر کی عبادت کا ثواب ملے گا۔اور جو شخص رات بھر میں پانچ سو سے ہزار آیتوں تک کی تلاوت کرے گا تو وہ صبح کو اس طرح اٹھے گا کہ اس کو ایک قنطار ثواب مل چکا ہے۔صحابہ نے کہا' یا رسول اللہ! یہ قنطار کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بارہ ہزار (درہم یا دینار)۔اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

۲۵۷۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِیْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن کا ماہر ۱ اُن مقرب اور معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو لوحِ محفوظ سے کتبِ الٰہیہ کو لکھتے ہیں اور وہ شخص جو قرآن کو ۲ رُک رُک کر پڑھتا ہے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں ۳۔اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱ جو قرآن کے حفظ و تجوید میں مہارت رکھتا ہو اور قرآن کے احکام کا عالم ہو اور اُن پر پوری طرح عمل کرنے والا ہو تو اس کا حشر ان فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔

۲ عدم مہارت کی وجہ سے دشواری کے ساتھ دوہرا دوہرا کر۔

۳ قرآن کی تلاوت کا بھی اجر اور پڑھنے کی مشقت کا بھی اجر' اس حدیث سے مشقت سے قرآن پڑھنے والے کی دلجوئی مقصود

ہے تا کہ وہ قرآن کے سیکھنے میں کم ہمت نہ ہو یوں تو ماہر بالقرآن کی فضیلت ظاہر ہے کہ اس کا حشر ملائکہ مقربین انبیاء اور مرسلین اور صحابہ کرام کے ساتھ ہوگا۔

۲۵۷۶ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاحَسَدَ اِلَّا عَلٰى اِثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ حسد صرف دو شخصوں پر جائز ہے۔ ایک اس شخص پر جس کو اللہ نے قرآن (یعنی ذوق تلاوت) عطا فرمایا ہو اور وہ رات دن اس کی تلاوت میں مشغول رہتا ہو اور دوسرا وہ شخص (جس پر حسد جائز ہے وہ ہے) کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہو اور وہ اس کو (نیک کاموں میں) دن رات خرچ کیا کرتا ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف بہ واضح ہو کہ حسد کی دو قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو نعمتوں میں دیکھ کر اُس کو برداشت نہ کر سکے اور یہ تمنا کرے کہ اُس کی نعمتیں چھن جائیں اور مجھ کو مل جائیں ایسی تمنا حرام ہے اور حسد کی دوسری قسم جس کو غبطہ کہتے ہیں یہ ہے کہ دوسروں کی نعمتوں کو دیکھ کر یہ آرزو کرے کہ خدا ہم کو بھی ایسی ہی نعمتوں سے سرفراز کرے اور دوسرے کی نعمتوں کے زوال کی تمنا نہ کرے اور یہ جائز ہے اور حدیث شریف میں حسد سے مراد یہی غبطہ مراد ہے۔

۲۵۷۷ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کتاب یعنی قرآن پر ایمان لانے اس کی تعظیم کرنے اور اس پر عمل کرنے سے بعضوں (کے مراتب کو) بلند فرماتا ہے[۱] اور بعضوں کو (جو قرآن ریاکاری سے پڑھے اور اس پر عمل نہ کرے) قرآن ہی اسے پست (اور ذلیل) کرتا ہے اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[۱] دنیا میں ان کو حیات طیبہ سے سرفراز فرماتا ہے اور آخرت میں اُن کا حشر انبیاء اور صدیقین کے ساتھ فرمائے گا۔

۲۵۷۸ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَلْقُرْاٰنُ يُحَاجُّ الْعِبَادَ لَهٗ ظَهْرٌ وَّبَطْنٌ وَّالْاَمَانَةُ وَالرَّحْمُ تُنَادِيْ اَلَا مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تین چیزیں عرش کے نیچے ہوں گی۔[۱] قرآن ہے کہ بندوں کے لیے جھگڑے گا[۲] اور قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔[۳] اور دوسری وہ چیز جو عرش کے نیچے ہوگی امانت ہے[۴] تیسری وہ چیز جو عرش کے نیچے ہوگی وہ صلہ رحمی ہے۔[۵] آگاہ ہو جاؤ کہ جو مجھ سے ملا (میرے حقوق کی حفاظت کی) اللہ تعالیٰ بھی اس کو رحمت سے ملائیں گے اور جو مجھ سے ٹوٹا (میرے حقوق کو ضائع کیا) اللہ تعالیٰ بھی اس کو (اپنی رحمت سے) دُور کریں گے۔ اِس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

[۱] جو شخص ان کے حقوق ادا کرے گا اس کے حق میں اور ان کی شفاعت اللہ کے پاس مقبول ہوگی۔ اور جو ان کے حقوق ضائع کرے گا تو اُن کی گرفت سے بچ نہ سکے گا۔ ان میں سے ایک قرآن ہے۔

[۲] اگر انہوں نے اِس کے حقوق کی حفاظت کی ہے اور اِس کے احکام پر عمل کیا ہے تو ان کے فائدے کے لیے اللہ تعالیٰ سے

شفاعت کے لیے اڑ جائے گا اور اگر انھوں نے قرآن کا حق ضائع کیا ہے اور اس کے احکام پر عمل نہیں کیا ہے تو ان کے خلاف حجت قائم کرے گا۔

۳؎ ظاہر قرآن سے مراد تلاوت ہے جس میں سارے مسلمان شریک ہیں اور باطن سے مراد اس کے معانی ہیں۔ اور تدبر وہ ہے جو علمائے اُمت کا حصہ ہے۔

۴؎ اس سے مراد لوگوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کے اموال کی نگہداشت ہے۔

۵؎ یعنی قرابت داروں کے حقوق کی حفاظت ہے اور ان تینوں میں سے ہر ایک قیامت کے روز آواز دے گا۔

۲۵۷۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَؤُهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ النَّسَائِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صاحب قرآن سے ۱؎ کہا جائے گا کہ (قرآن) پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا اور جس طرح تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھتا تھا' اسی طرح ترتیل کے ساتھ پڑھتا جا' اس لیے کہ تیرا انتہائی درجہ جنت میں قرآن کی آخری آیت پر ہوگا جس کو تو پڑھے گا' اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۱؎ جو قرآن کا حافظ ہو اور اس کی تلاوت کرتا ہو اور اس کے احکام پر عمل بھی کرتا ہو جب وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ف: واضح ہو کہ جنت کے درجات قرآن کی آیات کے مطابق ہیں اور صاحب مرقات نے علامہ دانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ قرآن کی متفق علیہ آیتیں چھ ہزار ہیں تو اس طرح جنت کے درجات بھی چھ ہزار ہوں گے۔

۲۵۸۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَيْئٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے دل میں کچھ بھی قرآن نہ ہو (اس کو کچھ بھی قرآن یاد نہ ہو) تو اس کی مثال ویران گھر کی طرح ہے۱؎ اس حدیث کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

۱؎ اس لیے کہ دلوں کی آبادی اور باطن کی زینت ایمان باللہ اور تلاوت قرآن ہے۔

ف: اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں مذکور ہے' جس کے دل میں کچھ بھی قرآن نہ ہو تو اس سے مراد قرآن کا صرف وہ حصہ نہیں جو نمازوں میں پڑھا جاتا ہو' بلکہ اس کے سوا مسلمان کو اور بھی کچھ نہ کچھ قرآن یاد کرنا چاہیے' اگر یاد نہ کر سکتا ہو تو کم از کم ناظرہ ہی پڑھتا رہے۔

۲۵۸۱ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِكْرِيْ وَمَسْئَلَتِيْ اَعْطَيْتُهٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّائِلِيْنَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارَمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ بزرگ اور برتر ارشاد فرماتا ہے کہ جس شخص کو قرآن ۱؎ نے میرے ذکر اور مجھ سے دعا مانگنے سے باز رکھا تو میں ایسے شخص کو مانگنے والوں سے بہتر دوں گا ۲؎ اور اللہ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ عزوجل کی بزرگی اس کی تمام مخلوق پر' اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے۔

الْاِیْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

۱؎ قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے معانی میں تدبر اور اس کے احکام پر عمل کی مشغولیت۔

۲؎ جو شخص دوسرے اذکار و اوراد کو چھوڑ کر صرف قرآن مجید کو اپنا وظیفہ بنائے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی مرادیں صحابہ کے اوراد و اذکار سے بڑھ کر بر لائیں گے کیونکہ یہ اللہ کے کلام کے ساتھ مشغول ہے جو سارے اذکار و اوراد سے افضل ہے، سچ ہے کلام الملوک ملوک الکلام۔

۲۵۸۲ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَّالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِيْمٌ حَرْفٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص اللہ کی کتاب یعنی قرآن کا ایک حرف بھی پڑھ لے تو اس کے لیے ہر حرف کے بدلہ ایک نیکی لکھی جائے گی اور ہر نیکی کا بدلہ کم از کم دس گنا ملتا ہے (زیادہ کی کوئی حد نہیں) میں نہیں کہتا کہ "الٓمٓ" ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے، اور میم ایک حرف ہے ۱؎ اس حدیث کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

۱؎ اس طرح الٓمٓ پڑھنے سے کم از کم تیس (۳۰) نیکیاں ملتی ہیں۔

۲۵۸۳ - وَعَنِ الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ قَالَ مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ يَخُوْضُوْنَ فِي الْاَحَادِيْثِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَوْ قَدْ فَعَلُوْهَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهٗ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِيْ غَيْرِهٖ اَضَلَّهُ اللّٰهُ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ هُوَ الَّذِيْ لَا تَزِيْغُ بِهِ الْاَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْاَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا يَنْقَضِيْ عَجَائِبُهٗ هُوَ الَّذِيْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ اِذْ سَمِعَتْهُ حَتّٰى قَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا

حضرت حارث اعور رحمہ اللہ تعالیٰ جو مشہور تابعی ہیں، سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں کوفہ کی ایک مسجد میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ (تلاوت قرآن کی بجائے) بے فائدہ باتوں (غیر ضروری مباحثوں) میں مشغول ہیں۔ (یہ دیکھ کر) میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا: کیا لوگ (قرآن کی تلاوت کو چھوڑ کر مسجد میں) ایسی خرافات میں مشغول ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں (یا امیر المومنین) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خبردار ہو جاؤ! عنقریب ایک فتنہ برپا ہونے والا ہے۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس (فتنہ) سے محفوظ رہنے کی کیا صورت ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی کتاب (قرآن کے احکام پر عمل کرنا ہی اس فتنہ سے محفوظ رہنا ہے) اس میں تم سے پہلے (کی اُمتوں) کے تذکرے ہیں اور تمہارے بعد (قیامت تک پیش آنے والے واقعات کا بیان ہے اور تمہارے مسائل حلال و حرام وغیرہ) کا ذکر ہے اور وہ یعنی قرآن ہی (حق و باطل کے درمیان) فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور اس میں کوئی بات ناشائستہ نہیں۔ جس سرکش نے اسے چھوڑا اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دے گا اور جس نے ہدایت کو قرآن کے سوا (اُن کتابوں اور علوم

يَهْدِىْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ اُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا اِلَيْهِ هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَالدَّارَمِىُّ.

میں) تلاش کیا (جو کتاب اللہ سے ماخوذ نہیں) تو اللہ تعالیٰ اس کو (ہدایت کے راستہ سے) گمراہ کر دیتے ہیں اور قرآن ہی اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسّی ہے اور قرآن ہی حکمت سے بھری ہوئی نصیحت ہے اور قرآن ہی سیدھا راستہ ہے اور قرآن ہی ایسی کتاب ہے جس کی اتباع کرنے والے کو خواہشات نفس گمراہ نہیں کر سکتیں اور قرآن ایسا کلام ہے جس میں کوئی دوسرا کلام خلط ملط نہیں ہو سکتا۔ا اور علماء اس سے سیر نہیں ہوتے اور بار بار دہرانے کے باوجود یہ پرانا نہیں ہوتا۔اور اس کے عجائب وغرائب ختم نہیں ہوتے۔ہاں! یہ وہی کلام ہے جس کو سنتے ہی (ایک لمحہ بھی توقف) کے بغیر جنات نے یہ کہا: اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِىْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ (الجن:۱) ہم نے قرآن کو سنا جو عجیب وغریب کلام ہے اور جو ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے جس نے قرآن کے مطابق کہا' سچ کہا اور جس نے اس پر عمل کیا' اجر پایا اور جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا انصاف کیا' جس نے (لوگوں کو) قرآن کی طرف بلایا اس کو سیدھی راہ کی ہدایت ملی۔اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

ا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

۲ اس کی تلاوت کی لذت اور شیرینی کم نہیں ہوتی بلکہ ہر وقت اس کی لذت بڑھتی ہی جاتی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے: جس نے قرآن کے سوا کسی اور چیز میں ہدایت تلاش کی تو اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کر دیں گے۔

اس ارشاد سے بہ ظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مسائل کے استنباط اور استدلال کے لیے صرف قرآن ہی کافی ہے۔اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ شیخ ابواسحاق کازرونی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ گمراہ فرقے جیسے خوارج' قدریہ' جبریہ وغیرہ اہل سنت کی طرح قرآن ہی سے استدلال کرتے ہیں۔اس پر علامہ کازرونی نے قرآن کی آیت پڑھی: ''یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا'' (اللہ تعالیٰ قرآن ہی سے اکثر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور قرآن ہی سے اکثر لوگوں کو ہدایت دیتے ہیں) اور علامہ ممدوح نے یہ بھی فرمایا کہ گمراہ فرقے کامل طور پر قرآن سے استدلال نہیں کرتے کیونکہ انھوں نے اُن حدیثوں کو چھوڑ دیا جو حقیقت میں مقاصد قرآنی کی تفسیریں ہیں' حالانکہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''وما آتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا'' (رسول جو کچھ تم کو دیں تم اس کو لے لو اور جس چیز سے تم کو باز رکھیں تم اس سے باز رہو)۔تو ان فرقوں نے قرآن کی معرفت کا حق ادا نہیں کیا اور رسول اللہ ﷺ کی بات نہ مانی جو قرآن کی معرفت میں کامل ہیں جس کے نتیجہ میں انھوں نے احادیث کا انکار کیا۔چنانچہ امام الصوفیاء حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے جو قرآن حفظ نہ کرے اور حدیث نبوی نہ لکھے تو وہ اتباع کے لائق نہیں ہے اور جو ہمارے طریقہ یعنی تصوف میں بغیر علم کے داخل ہوا اور اپنی جہالت پر اڑا رہا تو وہ شیطان کے ہاتھوں میں کھلونا بن جائے گا' کیونکہ ہمارا طریقہ کتاب اور سنت کے ساتھ مقید ہے۔مرقات کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔

قرآن کے ساتھ احادیث نبوی ﷺ مسائل کے استنباط اور استدلال کے لیے حجت اور ماٰخذ قرار دینے کے لیے محدثین کرام

نے اپنی اپنی کتابوں میں متعدد حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے یہاں بہ طور مثال کے ابوداؤد کی ایک حدیث بیان کی جاتی ہے جس کو حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے تخت پر ٹیک لگائے ہوئے یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز حرام کی ہے وہ تو صرف قرآن ہی میں موجود ہے (اب حدیث کی کیا ضرورت ہے) سن رکھو! خدا کی قسم! میں نے جن جن چیزوں (کے کرنے کا) کا حکم دیا ہے اور نصیحت کی ہے اور جن چیزوں سے منع کیا ہے (یعنی میری احادیث) وہ بھی (اپنی نوعیت میں) قرآن کی طرح ہیں بلکہ (بعض صورتوں میں) جہاں قرآن مجمل ہو یا ساکت ہو قرآن سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ الی اخر الحدیث۔

اس سے ثابت ہوا کہ احادیث نبوی سے اعراض کرنے والا منکر اور کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کو انکارِ حدیث کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین!

٢٥٨٤ - وَعَنْ مُعَاذٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اس کے احکام پر عمل کرے تو قیامت کے روز اس کے ماں باپ کو تاج پہنایا جائے گا۔ جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بہتر ہوگی جبکہ یہ فرض کرلیا جائے کہ آفتاب تمہارے گھروں میں روشن ہو۔ پھر بھی تم سمجھ لو کہ (جب ماں باپ کا یہ مرتبہ ہوگا) تو اُس شخص کا کیا مرتبہ ہوگا جس نے قرآن پر عمل کیا۔ اس کی روایت احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "من قرء القرآن" جو قرآن پڑھے اس بارے میں صاحب مرقات نے ابن حجر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہاں "قرء القرآن" سے مراد حفظ قرآن ہے اس سے حافظ قرآن کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

٢٥٨٥ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ جُعِلَ الْقُرْاٰنُ فِيْ اِهَابٍ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ مَا احْتَرَقَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر قرآن کو چمڑے کے اندر بند کیا جائے اور آگ میں ڈالا جائے تو نہیں جلے گا۔ اس حدیث کی روایت دارمی نے کی ہے (جیسا کہ مرقات اور اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے)۔

ف: چمڑے سے مراد جسم انسانی ہے اور آگ سے مراد دوزخ کی آگ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس جسم میں قرآن رہے گا اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی۔ اس حدیث کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٥٨٦ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْهَرَهٗ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهٗ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلِّهِمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس کو حفظ کرلیا اور اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام سمجھا اور اس کے مطابق عمل کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل کریں گے اور اس کے گھر کے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن پر فسق و فجور کی وجہ سے دوزخ واجب ہوگی۔ اس کی روایت امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۲۵۸۷ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرِبُوا الْقُرْاٰنَ وَاتَّبِعُوْا غَرَائِبَهٗ وَغَرَائِبُهٗ فَرَائِضُهٗ وَحُدُوْدُهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (اے علمائے اُمت) قرآن کے معانی ۱؎ کو بیان کیا کرو اور اس کے غرائب کی اتباع کرو اور قرآن کے غرائب اس کے فرائض اور حدود ہیں۔ ۲؎ اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۱؎ اس کے مطالب اس کے الفاظ کی ندرت اور اس کے اعراب کی توجیہات۔

۲؎ فرائض سے مراد قرآن کے اوامر ہیں جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور حدود سے مراد نواہی ہیں جن کی ممانعت کی گئی ہے۔

۲۵۸۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ فِي الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِيْ غَيْرِ الصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ فِيْ غَيْرِ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّسْبِيْحُ اَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصَّدَقَةُ اَفْضَلُ مِنَ الصَّوْمِ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن کا نماز میں پڑھنا غیر نماز میں قرآن پڑھنے یعنی سادہ تلاوت کرنے سے افضل ہے ۱؎ اور غیر نماز میں قرآن پڑھنا تسبیح اور تکبیر ۲؎ سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنا صدقہ سے بہتر ہے۔ ۳؎ اور خیرات کرنا نفل روزہ رکھنے سے بہتر ہے۔ اور روزہ دوزخ کی آگ کے لیے سپر (ڈھال) ہے۔ اس کی روایت نے بیہقی شعب الایمان میں کی ہے۔

۱؎ یعنی زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

۲؎ سبحان اللہ کہنا اور تکبیر اللہ اکبر کہنا۔

۳؎ اس لیے کہ عبادت متعدی جس کا فائدہ غیر کو پہنچے اس عبادت سے افضل ہے جس کا فائدہ صرف کرنے والے کو پہنچے۔

۲۵۸۹ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَوْسٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةُ الرَّجُلِ الْقُرْاٰنَ فِيْ غَيْرِ الْمُصْحَفِ اَلْفُ دَرَجَةٍ وَّقِرَاءَتُهٗ فِي الْمُصْحَفِ تُضَعَّفُ عَلٰى ذٰلِكَ اِلٰى اَلْفَيْ دَرَجَةٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عثمان بن عبداللہ بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ اپنے دادا حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے دادا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ آدمی کا قرآن کو دیکھے بغیر (اپنی یاد اور حفظ سے) پڑھنا ہزار درجہ ثواب رکھتا ہے۔ اور قرآن کو دیکھ کر پڑھنے کا ثواب (زبانی پڑھنے کے ثواب سے) بڑھا کر دو ہزار درجہ تک دیا جاتا ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنے کا ثواب یاد (زبانی) سے قرآن پڑھنے سے زیادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کو دیکھنا بھی عبادت ہے اور قرآن کو دیکھ کر پڑھنے میں قرآن کو اٹھاتے ہیں اور اُس کو مس کرتے ہیں اور اس کے معانی میں تفکر کرتے ہیں، اِن وجوہ سے قرآن کو دیکھ کر پڑھنے کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کو دیکھ کر پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ کے بکثرت دیکھ کر قرآن پڑھنے سے دو قرآن مجید کے اوراق شکستہ ہوئے ہیں۔ (مرقات اور اشعۃ اللمعات ۱۲)

۲۵۹۰ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ دل یقیناً زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح لوہا پانی کے اثر سے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَاؤُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

اُن کو (دلوں کو) روشن کرنے والی چیز کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا: موت کو بکثرت یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت سے (دل روشن ہوتے ہیں)۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۵۹۱ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اُجِبْهُ ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ قَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمُ سُوْرَةً فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةً مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوسعید بن المعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے آواز دے کر) بلایا' میں نے جواب نہیں دیا اس لیے کہ میں نماز میں مشغول تھا' جب نماز سے فارغ ہوا تو پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور (بطور عذر کے) عرض کیا یارسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا اس لیے جواب نہ دے سکا۔ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا ہے: اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ''تم اللہ اور اُس کے رسول کے کہنے کو بجالایا کرو جبکہ رسول تمہیں بلائیں' پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تم کو قرآن کی سب سے بڑھ کر عظمت والی سورت نہ سکھاؤں (قبل اس کے کہ تم مسجد سے باہر جاؤ)۔ یہ کہہ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا (کچھ دیر بعد) جب ہم مسجد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم کو قرآن کی سب سے بڑھ کر عظمت والی سورت سکھاؤں گا تو آپ نے فرمایا (ہاں) وہ سورۃ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (سورۂ فاتحہ ہے) اِس میں سات آیتیں ہیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہی قرآن عظیم ہے۔ جو مجھے عطا کیا گیا ہے' اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شامل ہے کہ آپ کے بلاوے پر حالت نماز میں بھی نمازی آپ کے حکم کی تعمیل کرے۔ (طحطاوی ۱۲)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ کی ابتداء اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے فرمائی ہے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے' سورۂ فاتحہ کی ابتداء نہیں کی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورۂ فاتحہ کا جز نہیں ہے' بلکہ ایک مستقل آیت ہے۔

اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ کو ''اعظم سورة من القرآن'' قرآن شریف کی سب سے عظمت والی سورۃ ارشاد فرمایا ہے)۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ قرآن شریف کی اس سورۃ میں جو جامعیت ہے وہ کسی اور سورۃ میں نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے اس کی ابتداء کی گئی ہے۔ پھر ''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' میں صالحین کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ کے وعدہ کی طرف اشارہ ہے' اس کے بعد ''مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' میں نافرمان بندوں کے لیے آخرت میں سزا اور ان کے لیے وعید کا ذکر ہے۔ پھر عبادت و استعانت کا اللہ تعالیٰ ہی کے لیے مخصوص ہونے کا بیان ہے۔ اس کے بعد بندوں کے لیے سوال کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ ان کا بہترین سوال ہدایت کی طلب ہے اور اُن لوگوں کے راستہ کی طلب ہے جن پر انعام ہو۔ جیسے انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین اور آخر میں گمراہوں اور مغضوبین کے راستہ اور پیروی سے نجات کی طلب کا بھی بیان ہے' اس طرح

سے سورۂ فاتحہ میں سارے سالکین کے سارے معاملات اور منازل کا ذکر ہے۔ اور حدیث شریف میں اس سورۃ کو قرآن عظیم جو فرمایا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو مطالب پورے قرآن میں مفصل مذکور ہیں اُن کا بیان سورۂ فاتحہ میں مجمل موجود ہے۔ (۱۲)

٢٥٩٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ كَيْفَ تَقْرَأُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَرَأَ اُمَّ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا اُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْاِنْجِيْلِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ وَلَا فِي الْقُرْاٰنِ مِثْلُهَا وَاِنَّهَا سَبْعٌ مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ اُعْطِيْتُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ مِنْ قَوْلِهٖ مَا اُنْزِلَتْ وَلَمْ يَذْكُرْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم نماز میں (قرآن) کس طرح پڑھتے ہو تو انھوں نے اُم القرآن "سورۂ فاتحہ" پڑھ کر سنائی تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے ذات باری تعالیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس سورۃ کے مثل نہ تو کوئی سورۃ نازل ہوئی نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن (کے بقیہ حصہ) میں اور یہ "سورۂ فاتحہ" سات آیتیں ہیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں تو اور یہی یعنی سورۂ فاتحہ قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور دارمی نے بھی اِس کی اسی طرح روایت کی ہے۔

٢٥٩٣ - وَعَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ (جو مشہور تابعی اور کوفہ کے قاضی تھے) سے مرسلاً روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاتحہ الکتاب یعنی سورۂ فاتحہ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ سورۂ فاتحہ (کے پڑھنے کے بارے میں لکھ کر لگانے اور لکھ کر پینے) میں ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اِس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

٢٥٩٤ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهٗ مَرْبُوْطَةٌ عِنْدَهٗ اِذَا جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتْ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهٗ يَحْيٰى قَرِيْبًا مِّنْهَا فَاَشْفَقَ اَنْ تُصِيْبَهٗ وَلَمَّا اَخَّرَهٗ رَفَعَ رَأْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ، اِقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَاَشْفَقْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ تَطَأَ يَحْيٰى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا فَانْصَرَفْتُ اِلَيْهِ وَرَفَعْتُ رَأْسِيْ اِلَى السَّمَاءِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیان کیا کہ ایک دفعہ وہ رات میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے کہ اچانک ان کا گھوڑا جو اُن سے قریب ہی بندھا ہوا تھا اُچھلنے اور کودنے لگا تو حضرت اُسید نے قرآن پڑھنا روک دیا تو گھوڑا خاموش ہو گیا جب انھوں نے پھر تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر اُچھلنے بدکنے لگا۔ یہ دیکھ کر انھوں نے تلاوت روک دی تو گھوڑا بھی خاموش کھڑا ہو گیا۔ حضرت اُسید تیسری بار پھر قرآن پڑھنے لگے تو گھوڑے نے پھر بدکنا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت اُسید اِس خوف سے خاموش ہو گئے کہ اُن کا بچہ بھی جو گھوڑے سے قریب ہی سو رہا تھا، کہیں گھوڑا اُس کو زخمی نہ کر دے۔ جب حضرت اُسید نے اپنے بچہ کو سلا دیا تو اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابر کی مانند کوئی چیز سایہ فگن ہے، جس میں چراغوں کی طرح کچھ چیزیں روشن ہیں۔ جب صبح ہوئی تو حضرت اُسید نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر (یہ واقعہ)

فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰى لَا اَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِىْ مَا ذَاكَ قَالَ لَا، قَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَاَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ اِلَيْهَا لَا تَتَوَارٰى مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِىْ وَفِىْ مُسْلِمٍ عُرِجَتْ فِى الْجَوِّ بَدَلْ فَخَرَجْتُ عَلٰى صِيغَةِ الْمُتَكَلِّمِ.

عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ابن حضیر! کاش! تم پڑھتے ہی رہتے' اے ابن حضیر! کاش! تم قرآن پڑھتے ہی رہتے۔ یہ سن کر حضرت اُسید نے عرض کیا یارسول اللہ! میں ڈر گیا تھا کہ تلاوت کو جاری رکھنے کی صورت میں کہیں گھوڑا میرے بچہ یحیٰی کو نہ روند ڈالے جو اس سے قریب ہی سورہا تھا۔ پس میں قرآن کی تلاوت کو روک کر بچہ کے پاس گیا اور آسمان کی طرف اپنا سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی چیز ابر کی طرح سایہ فگن ہے جس میں چراغوں کی مانند کچھ چیزیں روشن ہیں۔ پھر میں باہر نکلا تو دیکھا کہ کچھ بھی نہ تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: سنو! وہ فرشتے تھے (جو لطیف اور نورانی اجسام کی شکل میں تمہاری قراءت سننے کے لیے آئے تھے۔ اگر تم اپنی قراءت جاری رکھتے تو صبح لوگ فرشتوں کو اس طرح دیکھ لیتے کہ وہ فرشتے اُن سے پوشیدہ نہ رہتے' یعنی لوگ فرشتوں کو برملا دیکھ لیتے۔ اس کی روایت متفقہ طور پر بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

٢٥٩٥ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِىْ يَقْرَأُ فِيهِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے گھروں کو مقبروں کی طرح نہ بناؤ یعنی گھروں میں تلاوت قرآن' نفل عبادات اور اذکار وغیرہ کیا کرو' کیونکہ شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: ہر مسلمان کے گھر میں تلاوت قرآن پاک کا ہونا ضروری ہے۔ جہاں تلاوت کلام پاک ہوتی ہے' وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے اترتے ہیں۔ اہل خانہ آفات وبلیات سے محفوظ رہتے ہیں۔ مصائب' تکالیف اور امراض وغیرہ سے بچے رہتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا وغفران کے وہ مستحق ہوتے ہیں اور جہاں تلاوت نہیں ہوتی وہاں خرابی و بربادی ہوتی ہے۔ اور وہ جگہ نحوست ونجاست اور بلاء وامراض کی آماجگاہ ہوتی ہے۔

٢٥٩٦ - وَعَنْ اُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِىْ اَىُّ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَكَ اَعْظَمُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِىْ اَىُّ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَكَ اَعْظَمُ قُلْتُ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ قَالَ فَضَرَبَ فِىْ صَدْرِىْ وَقَالَ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: اے ابوالمنذر (یہ حضرت ابی بن کعب کی کنیت ہے)۔ تمہارے خیال میں اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن کی کون سی آیت سب سے بڑھ کر فضیلت والی ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اُس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے دوبارہ فرمایا: اے ابوالمنذر! قرآن کی کون سی آیت تمہارے خیال میں افضل ہے۔ اب میں نے عرض کیا: ''اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ'' (یعنی پوری آیۃ الکرسی) حضرت اُبی کہتے ہیں کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے شفقت سے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا اور ارشاد فرمایا: اے ابوالمنذر! تم کو تمہارا یہ علم مبارک

ہو۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ قرآن کی بعض سورتوں کو دوسری سورتوں پر اور بعض آیتوں کو دوسری آیتوں پر فضیلت ہے جیسے آیۃ الکرسی وغیرہ اور افضل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ان کے پڑھنے کا ثواب زیادہ ملتا ہے اور افضل ہونے کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ ایسی سورتیں اور آیتیں اپنے معنی اور مضامین کے اعتبار سے دل کو زائد متنبہ کرنے والی ہیں۔اور فضیلت کا یہی مفہوم زیادہ قرین صواب ہے۔یہ جواہر الاخلاطی میں مذکور ہے'اس بارے میں دوسرا قول یہ بھی ہے کہ یوں تو پورا قرآن' کلام اللہ کی حیثیت سے مساوی مرتبہ کا حامل ہے۔اس لیے اس کے کسی جزء کو کسی جزء پر فضیلت ہرگز نہ دی جائے اور یہی مسلک مختار اور مفتی بہ ہے۔

٢٥٩٧ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَّلَنِىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِىْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ وَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّىْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَىَّ عِيَالٌ وَّلِىْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكٰى حَاجَةً شَدِيْدَةً وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اِنَّهٗ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُّهٗ فَجَاءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِىْ فَاِنِّىْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَىَّ عِيَالٌ لَا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكٰى حَاجَةً شَدِيْدَةً وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اِنَّهٗ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُّهٗ فَجَاءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اٰخِرُ ثَلَاثِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے رمضان کی زکوٰۃ یعنی صدقہ فطر کے غلہ کی حفاظت اور نگرانی پر مامور فرمایا۔پس میرے پاس ایک شخص آیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے غلہ سمیٹنے لگا۔میں نے اُس کو پکڑ لیا اور اُس سے کہا' میں ضرور تجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔اُس نے کہا' مجھے چھوڑ دو' میں محتاج ہوں اور صاحب اولاد ہوں جن کا نفقہ میرے ذمہ ہے اور میں سخت ضرورت مند ہوں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اُس کو چھوڑ دیا اور جب صبح ہوئی تو (حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے کچھ کہے بغیر خود ہی مجھ سے دریافت فرمایا: ابو ہریرہ! تمہارا رات والا قیدی کیا ہوا؟ میں نے کہا یارسول اللہ! اُس نے اپنی سخت ضرورت اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھ کو اُس پر ترس آ گیا اور میں نے اُسے چھوڑ دیا (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' یاد رکھو اُس نے تم سے جھوٹ کہا ہے اور کل پھر آئے گا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے پر کہ وہ کل پھر آئے گا' چنانچہ میں اس کی تاک میں رہا۔پس وہ پھر آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ سمیٹنے لگا۔میں نے اُس کو پکڑ لیا اور کہا' میں تجھ کو ضرور آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر کروں گا۔اُس نے پھر کہا' مجھے چھوڑ دو۔میں بہت محتاج ہوں اور بچوں کا سارا بوجھ میری گردن پر ہے۔میں اب پھر نہیں آؤں گا۔مجھے اس پر پھر رحم آ گیا اور میں نے اُس کو چھوڑ دیا اور جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابو ہریرہ! تمہارا رات والا قیدی کیا ہوا' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس نے اپنی سخت ضرورت کی شکایت کی اور بچوں کی ضرورت کا بھی اظہار کیا تو مجھے اُس پر رحم آ گیا۔اور میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس نے تم سے جھوٹ کہا۔وہ پھر آئے گا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے سے کہ پھر وہ آئے گا میں نے یقین کر لیا کہ وہ ضرور دوبارہ آئے گا۔چنانچہ میں اُس کو پکڑنے کے لیے

مَرَّاتٍ اِنَّكَ تَزْعَمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِيْ اُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ زَعَمَ اَنَّهٗ يُعَلِّمُنِيْ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهَا قَالَ اَمَا اِنَّهٗ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ وَّتَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذَاكَ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تاک میں رہا' وہ پھر آیا اور غلہ سمیٹنے لگا۔ میں نے اُس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھ کو ضرور آج رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر کروں گا اور یہ تین دفعہ میں آخری مرتبہ ہے کہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ نہیں آؤں گا اور پھر آ گیا ہے' اُس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تم کو چند کلمے ایسے سکھا دیتا ہوں جن کے ذریعے سے اللہ تمہیں فائدہ دے گا۔ جب تم سونے کے لیے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی "اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم" تا ختم آیت یعنی "وھو العلی العظیم" تک پڑھ لیا کرو تو خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہارا ایک نگہبان یعنی ایک فرشتہ مقرر کیا جائے گا اور (اس کی برکت سے) صبح تک کوئی شیطان اور جن تمہاری ایذا رسانی کے لیے تمہارے قریب نہیں آئے گا تو میں نے اسے پھر چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی اور میں حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا قیدی کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے مجھے چند کلمات ایسے سکھا دیئے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ دیں گے۔ (چنانچہ اُس نے مجھے سوتے وقت یہ آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت بتائی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس نے جو کچھ بتایا ہے سچ بتایا ہے (آیۃ الکرسی کی وہی خاصیت ہے (اگرچہ کہ اور باتوں میں) وہ جھوٹا ہے۔ (ابوہریرہ!) کیا تم کو خبر ہے کہ تین راتوں سے کون تم سے مخاطب تھا' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نہیں' میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا (جو صدقات میں نقص پیدا کرنے اور خیر کے کاموں میں خلل ڈالنے کے لیے آیا کرتا ہے)۔ اِس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٢٥٩٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ نَقِيْضًا مِّنْ فَوْقِهٖ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ هٰذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ اِلَى الْاَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ اُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَاَ بِحَرْفٍ مِّنْهُمَا اِلَّا اُعْطِيْتَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) حضرت جبریل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حضور انور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک حضرت جبریل علیہ السلام نے اُوپر کی جانب سے ایک سخت آواز سنی تو انھوں نے (آسمان کی طرف) اپنے سر کو اُٹھایا اور کہا (یہ آواز آسمان کے ایک دروازے کے کھلنے کی تھی) اور آسمان کا یہ دروازہ آج سے پہلے کبھی کھولا نہیں گیا تھا اور اس دروازہ سے ایک فرشتہ اُترا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: یہ فرشتہ جو زمین پر اُترا ہے آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا ہے۔ اِس فرشتہ نے حضور اقدس ﷺ کی (خدمت میں آ کر) سلام عرض کیا اور کہا: آپ کو خوش خبری ہو کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے دو نور ایسے عطا کیے گئے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیے گئے۔ ایک تو فاتحہ الکتاب یعنی سورۂ فاتحہ ہے اور دوسرے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں ہیں۔

(جو "آمن الرسول" سے شروع ہو کر ختم سورۃ پر ختم ہوتی ہیں) ان میں سے جو حرف آپ پڑھیں گے اس کا ثواب آپ کو دیا جائے گا (اور ان میں جو دُعا ہے وہ قبول ہوگی)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو "نــــــور یــــــن" دو نور فرمایا گیا ہے۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ یہ دونوں پڑھنے والے کے لیے قیامت کے دن روشنی کی صورت میں آگے آگے چلیں گے اور جنت کے راستہ کی رہبری کریں گے۔

۲۵۹۹ - وَعَنْ اَيْفَعِ بْنِ عَبْدِ الْكَلَاعِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ سُوْرَةِ الْقُرْاٰنِ اَعْظَمُ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قَالَ فَاَيُّ اٰيَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ اَعْظَمُ قَالَ اٰيَةُ الْكُرْسِيِّ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ قَالَ فَاَيُّ اٰيَةٍ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ تُحِبُّ اَنْ تُصِيْبَكَ وَاُمَّتَكَ قَالَ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَاِنَّهَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ تَحْتِ عَرْشِهٖ اَعْطَاهَا هٰذِهِ الْاُمَّةَ لَمْ تَتْرُكْ خَيْرًا مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ایفع بن عبدالکلاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی کون سی سورۃ سب سے افضل ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قل هو الله احد[۱]۔ انھوں نے دریافت کیا کہ قرآن کی کون سی آیت سب میں افضل ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آیۃ الکرسی "اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" سے لے کر "هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" تک سب آیتوں میں افضل ہے) اُن صاحب نے پھر عرض کیا، یا نبی اللہ! آپ اپنے لیے اور اپنی اُمت کے لیے کون سی آیت ارشاد فرماتے ہیں[۲] تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں، اس لیے کہ یہ سورت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانوں میں سے ہے جو اس کے عرش کے نیچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو میری اُمت کو عطا کیا ہے اور دُنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی ایسی نہیں ہے جو اس میں شامل نہ ہو۔ اِس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

[۱] یہ سورۂ اخلاص مضامین توحید کے اعتبار سے سب سے افضل ہے۔
[۲] کہ اس کو پڑھ کر اس کا ثواب اور اس کے خیر و برکات زیادہ حاصل ہوں۔

۲۶۰۰ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ خَتَمَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ بِاٰيَتَيْنِ اَعْطَيْتُهُمَا مِنْ كَنْزِهِ الَّذِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَعَلَّمُوْهُنَّ وَعَلِّمُوْهُنَّ نِسَاءَ كُمْ فَاِنَّهَا صَلٰوةٌ وَّقُرْبَانٌ وَّدُعَاءٌ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا.

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کو جن دو آیتوں پر ختم کیا ہے یہ آیتیں مجھ کو اس خزانہ سے عطا کی گئی ہیں جو عرش کے نیچے ہے، پس تم خود ان (آیتوں کو) سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ، اس لیے کہ یہ (دو آیتیں) رحمت ہیں اور قربِ (الٰہی کا ذریعہ ہیں) دُعا ہیں۔ اس کی روایت دارمی نے مرسلاً کی ہے۔

۲۶۰۱ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفَيْ عَامٍ اَنْزَلَ مِنْهُ اٰيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَلَا تُقْرَاٰنِ فِيْ دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل (اپنے فرشتوں کو حکم دے کر) قرآن کریم کو لوحِ محفوظ میں لکھوا دیا تھا اور اسی قرآن کریم کی دو آیتیں آمن الرسول (تا ختم سورہ) ہیں۔ جن پر سورۂ بقرہ کو ختم فرمایا، جس گھر میں دو آیتیں تین رات مسلسل پڑھی

الشَّيْطَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

جائیں تو شیطان اس گھر کے قریب نہ آسکے گا۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

٢٦٠٢ - وَعَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں ایسی ہیں کہ جو شخص اُن کو رات میں پڑھے تو وہ اس کے لیے کافی ہو جاتی ہیں۔[1] (بخاری و مسلم)

[1] یعنی ہر آفت وبلا سے اس کی حفاظت کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

٢٦٠٣ - وَعَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِلَى اللَّيْلِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ (جو مشہور تابعی ہیں) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو جمعہ کے روز سورۂ آل عمران پڑھے تو فرشتے رات تک اس کے لیے دُعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٦٠٤ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ مَنْ قَرَأَ اٰخِرَ اٰلِ عِمْرَانَ فِيْ لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو سورۂ آل عمران کی آخری آیتیں رات میں یعنی ''ان فی خلق السموات والارض'' سے لے کر آخر سورۃ تک پڑھے تو رات بھر عبادت کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٦٠٥ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَإِنَّهُ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِّأَصْحَابِهِ اِقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا يَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ غَيَايَتَانِ أَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا اِقْرَءُوا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَّتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَّلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن پڑھتے رہا کرو[1] اس لیے کہ قرآن اپنے پڑھنے والوں کے لیے جو اس کے حقوق وآداب ادا کرتے ہوں، قیامت کے دن شفیع بن کر آئے گا۔ خصوصاً دو چمک دار اور روشن سورتوں سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کو زیادہ پڑھا کرو اس لیے کہ یہ سورتیں قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے سروں پر اس طرح سایہ فگن ہوں گی اور ایسے آئیں گی کہ گویا وہ ابر کے دو ٹکڑے ہوں[2] یا اس طرح آئیں گی جیسے کہ کوئی دو سایہ کرنے والی چیزیں جس میں سایہ بھی ہو اور روشنی بھی آتی ہو۔[3] یا اس طرح آئیں گی جیسے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہیں (جو پڑھنے والوں پر) صف بستہ سایہ فگن ہیں۔[4] اور یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والوں کی حمایت اور شفاعت کے لیے اللہ تعالیٰ سے جھگڑیں گی اور سورۂ بقرہ کو کثرت سے پڑھا کرو (اس لیے کہ اس کی پابندی سے تلاوت اور اس کے معنی میں تدبر) برکت ہے، اس لیے اس کی پابندی کرو اور اس کو چھوڑ دینا حسرت (اور ندامت) ہے۔ اور اہل باطل یعنی کسلمند (سست) ہی اس کی تلاوت سے محروم رہتے ہیں۔[5] اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] قرآن کی تلاوت کو غنیمت جانو اور اس پر مداومت رکھو۔

[2] تو یہ اس شخص کے لیے ہوگا جو معنی سمجھے بغیر ان کو پڑھے۔

۳؎ یہ اُس شخص کے لیے ہوگا جو معنی کے ساتھ اُن کی تلاوت کرے۔
۴؎ یہ اُس شخص کے لیے ہوگا جو اُن کو خود پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔
۵؎ سورۂ بقرہ کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس کے پڑھنے والے پر جادو اثر نہیں کرتا۔

۲۶۰۶ - وَعَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُؤْتٰى بِالْقُرْاٰنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَ اٰلِ عِمْرَانَ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافٍّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن قرآن کو اور قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والوں کو اس طرح لایا جائے گا کہ قرآن ان کے آگے آگے ہوگا اور سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران اِس حالت میں ہوں گے جیسے ابر کے دو ٹکڑے ہیں یا کوئی دو سایہ دار سیاہ چیزیں ہیں جن میں چمک اور روشنی ہے یا صف بستہ پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہیں جو اپنے پڑھنے والوں کی (حمایت اور شفاعت میں اللہ تعالیٰ سے) جھگڑیں گی۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۶۰۷ - وَعَنْ كَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْرَؤُوْا سُوْرَةَ هُوْدٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن سورۂ ہود پڑھا کرو۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

۲۶۰۸ - وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ اَنْ يَّرْقُدَ يَقُوْلُ اِنَّ فِيْهِنَّ اٰيَةً خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ اٰيَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ مُرْسَلًا وَّقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو سونے سے پہلے مسبحات پڑھا کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ ان سورتوں میں ایک ایسی آیت ہے جو ایک ہزار آیتوں سے افضل ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور دارمی نے اس کی روایت خالد ابن معدان سے مرسلاً کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مسبحات اُن سورتوں کو کہتے ہیں کہ جن کے اوائل میں ''سبحان'' یا ''یسبح'' یا ''سبح'' یا ''سبح'' کے کلمات آئے ہوں اور یہ سات سورتیں ہیں: (۱) سبحان الذی: سورۂ بنی اسرائیل پ ۱۵ (۲) سورۂ حدید: پ ۲۷ (۳) سورۂ حشر: پ ۲۸ (۴) سورۂ صف: پ ۲۸ (۵) سورۂ جمعہ: پ ۲۸ (۶) سورۂ تغابن: پ ۲۸ (۷) سورۂ اعلیٰ ''سبح اسم ربك الاعلیٰ'' پ ۳۰ جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔ اِس حدیث شریف میں جو ارشاد ہے کہ مسبحات میں ایک ایسی آیت ہے جو ایک ہزار آیتوں سے افضل ہے، اِس بارے میں مرقات میں لکھا ہے کہ یہ آیت ''لو انزلنا ھذا القراٰن الی اٰخرہ'' ہے اور ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ آیت ''ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیئی علیم'' ہے۔

۲۶۰۹ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَّقْرَاُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَاِلٰى جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَّرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْا وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رات کے وقت سورۂ کہف پڑھ رہے تھے اور اُن کے قریب ایک طرف ایک گھوڑا دو رسّیوں سے بندھا ہوا تھا، کہ ایک ابر کا ایک ٹکڑا اس پر چھا گیا اور وہ ابر اُترتا اور قریب ہوتا گیا اور گھوڑا یہ دیکھ کر بدکنے لگا جب صبح ہوئی تو وہ صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ تِلْکَ السَّکِیْنَۃُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ یہ سکینہ (رحمت الٰہی ہے) جو اطمینان قلب کے لیے ابر کی صورت میں قرآن پڑھتے وقت نازل ہوتی ہے۔ اس کی روایت بخاری و مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٦١٠ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَشَرَ اٰیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کو زبانی یاد کر لے تو وہ دجال کے فتنہ اور شر سے بچا لیا جائے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٦١١ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ اٰیَاتٍ مِنْ اَوَّلِ الْکَھْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو سورۂ کہف کی ابتدائی تین آیتوں کو تلاوت کرتا رہے تو اس کو دجال کے فتنہ سے بچا لیا جائے گا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ بالا حدیثوں میں بہ ظاہر جو تضاد معلوم ہوتا ہے۔ اس کی تطبیق کے بارے میں مرقات میں مذکور ہے کہ دس آیتوں والی حدیث بعد کی ہے اور تین آیتوں والی پہلے کی ہے۔ لہٰذا جو شخص دس آیتوں کو پڑھے گا وہ تین آیتوں کا بھی عامل ہوگا۔

٢٦١٢ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ اَضَاءَ لَہُ النُّوْرُ مَا بَیْنَ الْجُمُعَتَیْنِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے روز سورۂ کہف کی تلاوت کرتا ہے تو اس کا قلب آنے والے دوسرے جمعہ تک (ہدایت اور نور سے) منور کر دیا جاتا ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

٢٦١٣ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَرَأَ طٰہٰ وَیٰسٓ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ الْقُرْاٰنَ قَالَتْ طُوْبٰی لِاُمَّۃٍ یُّنْزَلُ ھٰذَا عَلَیْھَا وَطُوْبٰی لِاَجْوَافٍ تَحْمِلُ ھٰذَا وَطُوْبٰی لِاَلْسِنَۃٍ تَتَکَلَّمُ بِھٰذَا رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے کے ایک ہزار برس پہلے (ملائکہ کو) سورۂ طٰہٰ اور سورۂ یٰسین پڑھ کر سنائی۔[1] جب ملائکہ نے قرآن کی ان دونوں سورتوں کو سنا تو بے ساختہ کہہ اٹھے مبارک ہے وہ امت جس پر یہ سورتیں اتاری جائیں گی اور مبارک ہیں وہ قلوب جو ان سورتوں کے حامل ہوں گے اور مبارک ہیں وہ زبانیں جو ان کی تلاوت کریں گی۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

[1] اس لیے کہ یہ دونوں سورتیں یعنی سورۂ طٰہٰ اور سورۂ یٰسین نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک سے شروع ہوتی ہیں اور سنانے کا مقصود حضور اقدس ﷺ کی فضیلت کو ملائکہ پر ظاہر کرنا تھا۔

٢٦١٤ - وَعَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ اِقْرَءُوا الْمُنْجِیَۃَ وَھِیَ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ فَاِنَّہٗ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَجُلًا کَانَ یَقْرَأُھَا مَا یَقْرَأُ شَیْئًا غَیْرَھَا وَکَانَ کَثِیْرَ

حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو شام کے مشہور تابعی ہیں) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رات کے ابتدائی حصہ میں "الٓمّٓ تنزیل سجدہ" کو پڑھا کرو جو عذاب قبر اور حشر سے نجات دلانے والی سورۃ ہے

الْخَطَايَا فَنَشَرَتْ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ قَالَتْ رَبِّ اغْفِرْ لَهٗ فَاِنَّهٗ كَانَ يُكْثِرُ قِرَاءَتِيْ فَشَفَّعَهَا الرَّبُّ تَعَالٰى فِيْهِ وَقَالَ اكْتُبُوْا لَهٗ بِكُلِّ خَطِيْئَةٍ حَسَنَةً وَّارْفَعُوْا لَهٗ دَرَجَةً وَّقَالَ اَيْضًا اِنَّهَا تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا فِي الْقَبْرِ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ مِنْ كِتَابِكَ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَاِنْ لَّمْ اَكُنْ مِّنْ كِتَابِكَ فَامْحِنِيْ عَنْهُ وَاِنَّهَا تَكُوْنُ كَالطَّيْرِ تَجْعَلُ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ فَتَشْفَعُ لَهٗ فَتَمْنَعُهٗ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَقَالَ فِيْ تَبَارَكَ مِثْلَهٗ وَكَانَ خَالِدٌ لَّا يَبِيْتُ حَتّٰى يَقْرَاَهُمَا وَقَالَ طَاوٗسٌ فُضِّلَتَا عَلٰى كُلِّ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ بِسِتِّيْنَ حَسَنَةً رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

اس لیے کہ مجھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ ایک شخص اس سورۃ کو بہ طور وظیفہ کے پڑھا کرتا تھا اور اس سورۃ کے سوا کسی اور سورۃ کو بہ طور ورد کے) نہیں پڑھتا تھا اور وہ بہت گناہ گار تھا (جب اس شخص کا انتقال ہوا تو) یہ سورۃ اور اس کا ثواب ایک پرندہ کی شکل اختیار کر کے اپنے بازوؤں کو اس شخص پر پھیلا دیتا اور اس کو بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے اِس طرح عرض کیا: اے پروردگار! اس شخص کو بخش دے کہ یہ مجھے بکثرت پڑھا کرتا تھا' اللہ تعالیٰ نے اُس سورۃ کی شفاعت کو اُس شخص کے حق میں قبول فرما لیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کے ہر ایک گناہ کے بدلہ ایک ایک نیکی لکھ دو اور اس کے درجہ کو بلند کر دو اور راوی نے یہ بھی کہا کہ یہ سورۃ اپنے تلاوت کرنے والے کے لیے قبر میں عذاب کی تخفیف کے لیے اللہ تعالیٰ سے جھگڑتی ہے اور کہتی ہے کہ اے اللہ! اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو میری شفاعت کو اُس شخص کے حق میں قبول فرما اور اگر میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے اس کتاب سے مٹا دے اور راوی نے یہ بھی کہا کہ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کی قبر میں پرندے کی شکل میں اپنے پروں کو پھیلا دے گی اور اِس کی شفاعت کر کے اِس کو عذاب قبر سے بچائے گی۔ اور راوی نے سورۂ تبارک الذی کے بارے میں بھی ایسا ہی کہا ہے کہ یہ سورۃ بھی "الٓمّٓ تنزیل" کی طرح اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے بچا لے گی اور خالد یعنی اِس حدیث کے راوی اِن دونوں سورتوں کو پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے اور طاؤس جو مشہور تابعی ہیں (اور راوی حدیث ہیں) بیان کرتے ہیں۔ یہ دونوں سورتیں یعنی سورۂ "الٓمّٓ تنزیل السجدہ" اور سورۂ "تبارك الذی" قرآن کی ہر سورۃ پر ثواب میں ساٹھ ہزار نیکیوں کی تعداد سے زیادہ اجر رکھتی ہیں۔ اِس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٦١٥ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَاَ الٓمّٓ تَنْزِيْلُ وَتَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَّكَذَا فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْمَصَابِيْحِ غَرِيْبٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات میں سورۂ "الٓمّٓ تنزیل" اور سورۂ "تبارك الذی بید الملك" پڑھے بغیر سویا نہیں کرتے تھے۔ اِس کی روایت امام احمد' ترمذی اور دارمی نے کی ہے اور شرح السنہ میں بھی اِسی طرح مذکور ہے۔

٢٦١٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَّقَلْبُ الْقُرْاٰنِ يٰسٓ وَمَنْ قَرَاَ يٰسٓ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِقِرَاءَةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل یٰسین ہے اور جو سورۂ یٰسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کو دس مرتبہ قرآن تلاوت کرنے کا ثواب

بِهَا قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ عَشَرَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ. عطا فرماتے ہیں۔ (ترمذی اور دارمی)

ف: اس حدیث میں سورۂ یٰسین کو قرآن کا دل کہا گیا ہے۔ اس بارے میں بھی امام نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سورۂ یٰسین میں اُصول ثلاثہ یعنی وحدانیت باری تعالیٰ، رسالت اور حشر کا بیان ہے کہ ان تینوں چیزوں کا تعلق قلب سے ہے۔ اسی وجہ سے سورۂ یٰسین کو قرآن کا قلب قرار دیا گیا۔ اھ اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایمان کی صحت کا انحصار حشر ونشر کے یقین اور اس کے استحضار پر ہے اور اُن کی تفصیل سورۂ یٰسین میں بتمام وکمال مذکور ہے، اسی وجہ سے اس کو قرآن کا دل کہا گیا ہے اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس قول کو احسن قرار دیا ہے، اس لیے کہ سورۂ یٰسین کی تلاوت سے مردہ قلوب زندہ ہو جاتے ہیں اور غفلت سے چونک کر طاعات کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے قریب المرگ کے پاس اس کی تلاوت کی ترغیب وارد ہے۔ یہ مرقات میں مذکور ہے۔

٢٦١٧ - وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَاَ يٰسٓ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهٗ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا.

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے (جو مکہ کے مشہور تابعی ہیں) روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۂ یٰسین کو دن کے ابتدائی حصہ میں پڑھ لے تو اس کی برکت سے اس شخص کی دینی و دنیوی حاجتیں پوری کر دی جاتی ہیں اور اس کی روایت دارمی نے مرسلاً کی ہے۔

٢٦١٨ - وَعَنْ مَّعْقِلِ بْنِ يَسَارِ الْمُزَنِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَاَ يٰسٓ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَاقْرَؤُوْهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۂ یٰسین کو محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پڑھے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، تو تم اُس کو اُن لوگوں کے پاس پڑھا کرو جو قریب المرگ ہوں۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ سورۂ یٰسین کو اخلاص سے پڑھنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور قریب المرگ شخص کے پاس اگر سورۂ یٰسین پڑھی جائے تو وہ اُس کو سنے گا۔ اور اس کا دل متاثر ہوگا اور اس کے گناہ بھی معاف ہوں گے۔ یہ مرقات میں مذکور ہے۔ صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ چونکہ سورۂ یٰسین کی تلاوت گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے، اس لیے قبروں کے پاس بھی اس کو پڑھنا چاہیے۔

٢٦١٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَاَ حٰمٓ الْمُؤْمِنِ اِلٰى اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ وَاٰيَةَ الْكُرْسِيِّ حِيْنَ يُصْبِحُ حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰى يُمْسِيَ وَمَنْ قَرَاَ بِهِمَا حِيْنَ يُمْسِيْ حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰى يُصْبِحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۂ حم المومن کو "اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ" تک "حم تنزيل الكتاب من الله العزيز العليم ○ غافر الذنب وقابل التوب شديد العقاب ذى الطول لا اله الا هو اليه المصير" اور آیۃ الکرسی صبح پڑھ لے تو شام تک محفوظ رہتا ہے اور (اسی طرح) جو ان کو شام کے وقت پڑھ لے تو وہ (ان کے پڑھنے کی برکت سے) صبح ہونے تک محفوظ رہتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

لے ان کے پڑھنے کی برکت سے تمام ظاہری اور باطنی آفات اور بلیات سے۔

۲۶۲۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الدُّخَانَ فِيْ لَيْلَةٍ اَصْبَحَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص رات میں سورۂ دخان حم الدخان (پ ۲۵ میں ہے) پڑھ لے تو صبح تک ۷۰ ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۶۲۱ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الدُّخَانَ فِيْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۂ حم الدخان شب جمعہ پڑھا کرے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۶۲۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا وَّاِنَّ سَنَامَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ لُبَابًا وَّاِنَّ لُبَابَ الْقُرْاٰنِ اَلْمُفَصَّلُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی ایک بلندی ہوتی ہے اور قرآن کی بلندی سورۂ بقرہ ہے اور ہر چیز کا ایک خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن کا خلاصہ مفصل سورتیں ہیں اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں سورۂ بقرہ کو "سنام القراٰن" (قرآن کی بلندی) اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ یہ طویل سورت ہے اور اس میں بہت سارے احکام مذکور ہیں اور اس میں جہاد کا جو حکم موجود ہے اس کی وجہ سے اسلام کو بلندی حاصل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں مفصلات کو لباب القرآن اس لیے کہا گیا کہ ان سورتوں میں اُن چیزوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو قرآن کے دوسرے حصہ میں اجمال کے ساتھ مذکور ہیں۔ اور سورۂ حجرات (پ ۲۶) سے لے کر آخر قرآن تک کی تمام سورتوں کو مفصل کہتے ہیں۔ (یہ پورا مضمون مرقات سے ماخوذ ہے)۔

۲۶۲۳ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِكُلِّ شَيْءٍ عَرُوْسٌ عَرُوْسُ الْقُرْاٰنِ الرَّحْمٰنُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے اور قرآن کی زینت سورۂ رحمٰن لے میں ہے۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

لے کیونکہ سورۂ رحمٰن میں دنیوی نعمتوں کے ساتھ ساتھ اُخروی نعمتوں اور جنت کے حور وغلمان کا ذکر ہے۔

۲۶۲۴ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ لَّمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا وَّكَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَّأْمُرُ بَنَاتَهٗ يَقْرَأْنَهَا فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو سورۂ واقعہ کو ہر شب پڑھے تو وہ کبھی تنگدست اور محتاج نہ ہوگا۔ اور حضرت ابن مسعود اپنی لڑکیوں کو تاکید فرماتے کہ وہ ہر رات اس سورۃ کو پڑھا کریں اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۶۲۵ - وَعَنْ مَّعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ صبح کے وقت تین دفعہ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھ کر سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں (جو

الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَقَرَأَ ثَلَاثَ اٰيَاتٍ مِّنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ مَّاتَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيْدًا وَّمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

''هو الذى لا اله الا هو'' سے شروع ہوکر ''وهو العزيز الحكيم'' پرختم ہوتی ہیں) جو شخص پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ (اس کی برکت سے) ستر ہزار فرشتوں کو مقرر فرمادیتا ہے جو شام تک اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ اُس روز فوت ہوجائے تو وہ شہید مرتا ہے اور جو شخص ان آیتوں کو اسی طرح شام کے وقت پڑھے تو ایسے شخص کو بھی یہی مرتبہ ملے گا۔ (ترمذی اور دارمی)

٢٦٢٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ سُوْرَةً فِي الْقُرْاٰنِ ثَلَاثُوْنَ اٰيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰى غُفِرَ لَهٗ وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن میں ۳۰ آیتوں والی ایک سورۃ ہے جس نے ایک شخص کی شفاعت کی جو اس کو پڑھا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو بخش دیا گیا اور وہ سورۃ ''تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ'' ہے۔ اس کی روایت امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٦٢٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خباءه عَلٰى قَبْرٍ وَّهُوَ لَا يَحْسِبُ اَنَّهٗ قَبْرٌ فَاِذًا فِيْهِ اِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ حَتّٰى خَتَمَهَا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ الْمَانِعَةُ هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيْهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی نے (لاعلمی میں) ایک قبر کی جگہ پر ڈیرہ لگایا اور اُن کو یہ گمان نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ ناگہاں انھوں نے دیکھا کہ اس میں ایک انسان ہے جو سورۃ ''تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ'' پڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ انھوں نے سورہ کو ختم کیا۔ اُن صحابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: کہ یہ سورہ عذاب سے بچانے والی اور پڑھنے والے کو عذاب الٰہی سے نجات دلانے والی ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٦٢٨ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى رَوَاهُ اَحْمَدُ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس سورۃ یعنی ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى'' کو بہت محبوب رکھتے تھے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف میں سورۂ ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى'' کو محبوب رکھنے کا جو ذکر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اِس سورہ میں ارشاد ہے: ''ان هذا لفى الصحف الاولى صحف ابراهيم وموسٰى'' یہ مضامین دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی پائداری، فرماں برداری کی کامیابی وغیرہ جو اس سورہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ اگلے صحیفوں میں بھی مذکور ہیں جیسے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے صحیفوں میں تو گویا سابقہ صحیفوں میں قرآن کی حقانیت کی تصدیق ہوتی ہے اور اسی وجہ سے یہ سورۃ حضور انور ﷺ کو بہت محبوب تھی کہ حضور اکرم ﷺ اس سورہ کو وتر کی پہلی رکعت میں اور سورۂ ''قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' اور ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' کو باقی دو رکعتوں میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ مرقات سے ماخوذ ہے۔

٢٦٢٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا

حضرت ابن عباس اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سورۃ

زُلْزِلَتْ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْاٰنِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَقُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْاٰنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

''اِذَا زُلْزِلَتْ'' کی تلاوت کا ثواب آدھے قرآن کے پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے اور ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' کی تلاوت کا ثواب ایک تہائی قرآن کے پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے اور ''قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' کی تلاوت کا ثواب چوتھائی قرآن کے پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٦٣٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَقْرِئْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اقْرَأْ ثَلَاثًا مِّنْ ذَوَاتِ الٓرٰ فَقَالَ كَبُرَتْ سني وَاشْتَدَّ قَلْبِيْ وَغلظ لِسَانِيْ قَالَ فَاقْرَأْ ثَلَاثًا مِّنْ ذَوَاتِ حٰمٓ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ قَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْرِئْنِيْ سُوْرَةً جَامِعَةً فَاَقْرَاَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زُلْزِلَتْ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَزِيْدُ عَلَيْهِ اَبَدًا ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ الرويجل مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! مجھے کچھ قرآن پڑھایئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اُن تینوں سورتوں کو پڑھ لیا کرو جس کی ابتداء میں الر ہے اور یہ پانچ سورتیں ہیں جن کی تفصیل ذیل میں آ رہی ہے تو انھوں نے بہ طور معذرت عرض کیا یا رسول اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور دل میں سختی آ گئی ہے (حافظہ کمزور ہو گیا ہے) اور زبان موٹی ہو گئی ہے [1] یہ سن کر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو تم تین ایسی سورتوں کو جن کے شروع میں حم ہے پڑھ لیا کرو [2] تو ان صاحب نے پھر وہی عذر پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی مختصر سورۃ پڑھایئے [3] جو جامع ہو تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سورۃ اذا زلزلت پڑھائی [4] یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو گئے۔ پھر اُن صاحب نے عرض کیا اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے' میں ہرگز اُس پر زیادتی نہیں کروں گا' پھر وہ صاحب واپس چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص کامیاب ہو گیا۔ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔ اِس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] جس کی وجہ سے میں ان طویل سورتوں کو پڑھ نہیں سکتا ہوں۔

[2] اور یہ سات سورتیں ہیں جن کی تفصیل ذیل میں آ رہی ہے۔

[3] ثواب اور عذاب اور دینی اور دُنیوی اُمور و مقاصد کی۔

[4] جس میں خیر کی ترغیب اور شر سے بچنے کی ممانعت مذکور ہے۔

ف: واضح ہو کہ قرآن کی جن سورتوں کے شروع میں ''الٓر'' ہے' وہ پانچ ہیں جو سورۂ یونس (پ ۱۱) سے شروع ہو کر سورۂ حجر (پ ۱۴) پر ختم ہوئی ہیں اور اسی طرح جو سورتیں ''حٰم'' سے شروع ہوتی ہیں' ان کی تعداد سات ہے جو حم المومن (ص ۲۴) سے شروع ہو کر حم الاحقاف (پ ۲۶) پر ختم ہوتی ہیں۔

٢٦٣١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدُكُمْ يَقْرَأُ اَلْفَ اٰيَةٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ قَالُوْا وَمَنْ يَّسْتَطِيْعُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک مرتبہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کو اتنی طاقت ہے کہ وہ روزانہ قرآن کی ایک ہزار آیتیں پڑھ لیا کرے' صحابۂ

اَنْ يَقْرَأَ اَلْفَ اٰيَةٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَقْرَأَ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

کرام نے عرض کیا' یارسول اللہ! کون ہے جو ہر روز قرآن کی ایک ہزار آیتیں پڑھ سکے یعنی ہم میں سے کوئی اِس کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ روزانہ سورۂ ''الھٰکم التکاثر'' پڑھے۔[1] اس حدیث کی روایت بیہقی نے کی ہے۔

[1] ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک ہزار آیتوں کی تلاوت کے برابر ہے۔

ف: اِس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ سورۃ ''الھٰکم التکاثر'' کو ایک مرتبہ پڑھنے سے ایک ہزار آیتوں کے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اِس سورۃ میں آخرت کی ترغیب اور دنیا کی بے رغبتی کی تاکید مذکور ہے اور یہ قرآن کے چھ اہم مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ راز ہیں جو بجز شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی پر منکشف نہیں' اس لیے قیاس کو اس میں دخل نہیں ہے۔ یہ مرقات سے ماخوذ ہے۔

٢٦٣٢ - وَعَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَقُوْلُهٗ اِذَا اَوَيْتُ اِلٰى فِرَاشِيْ فَقَالَ اقْرَأْ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ فَاِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِّنَ الشِّرْكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ اُن کے والد نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے کوئی وظیفہ بتادیجیے جس کو میں سونے کے لیے بستر پر جاؤں تو پڑھ لیا کروں تو حضور ﷺ نے فرمایا: سورۂ ''قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' پڑھ لیا کرو اس میں شرک سے بے زاری کا ذکر ہے۔[1] اس حدیث کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

[1] اس لیے تم اِس کو پڑھ کر سوؤ گے تو شرک سے پاک ہو کر سوؤ گے اور مرو گے تو توحید پر مرو گے۔

٢٦٣٣ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّقْرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالُوْا وَكَيْفَ يَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ يَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ رَوَاهُ الْمُسْلِمُ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں' کیا تم میں سے کوئی شخص رات میں ایک تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا؟ صحابۂ کرام ث نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک رات میں تہائی قرآن کس طرح پڑھا جاسکتا ہے؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سورۃ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' کا ایک دفعہ پڑھنا (ثواب میں) ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے اور اس کی روایت بخاری نے ابوسعید سے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ سورۃ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' کا ایک دفعہ پڑھنا ثواب میں ایک تہائی قرآن کی تلاوت کے برابر ہے۔ اس بارے میں مرقات نے لکھا ہے کہ قرآن حکیم تین قسم کے علوم پر مشتمل ہے۔ ایک علم توحید' دوسرے علم الشرائع یعنی حلال وحرام کے احکام کا علم اور تیسرے علم تہذیب الاخلاق اور تزکیہ نفس اور سورہ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پہلی قسم یعنی علم توحید پر مشتمل ہے جو باقی تینوں قسموں کے لیے اصل اور بنیاد کا حکم رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے حضور انور ﷺ نے سورہ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' ایک دفعہ پڑھنے کو ثواب میں تہائی قرآن پڑھنے کے برابر قرار دیا ہے۔

٢٦٣٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ وَّكَانَ يَقْرَأُ لِاَصْحَابِهٖ فِيْ صَلٰوتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجا اور وہ اپنے ساتھیوں کی نماز میں امامت بھی کیا کرتے تھے۔ تو وہ اپنی ہر نماز کی قرأت کو

اللّٰہُ اَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَکَرُوْا ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوْہُ لِاَیِّ شَیْءٍ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ فَسَاَلُوْہُ فَقَالَ لِاَنَّھَا صِفَۃُ الرَّحْمٰنِ وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَھَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبِرُوْہُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

سورۃ ''قل ھو اللّٰہ احد'' پر ختم کیا کرتے تھے۔ جب صحابہ ؓ واپس ہوئے تو ان حضرات نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: انھیں سے دریافت کرو کہ وہ ایسا کیوں کیا کرتے ہیں؟ جب لوگوں نے اُن سے دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا کہ اس سورہ میں رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کی توحید کا ذکر ہے اِس لیے میں اِس کے پڑھنے کو پسند کرتا ہوں (اور بار بار پڑھتا ہوں) جب رسول اللہ ﷺ نے اُن کا جواب سنا تو فرمایا کہ اُن کو مطلع کردو کہ اللہ تعالیٰ بھی اُن سے محبت کرتے ہیں [1] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] اور اس کی برکت سے تم کو اطاعت الٰہی پر استقامت نصیب فرمائیں گے۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ایک صحابی اپنی ہر نماز کی قرأت کو سورۂ اخلاص پر ختم فرمایا کرتے تھے۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے کہا ہے کہ وہ صحابی ہر نماز کی آخری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ اور عالمگیریہ میں لکھا ہے کہ کسی بھی نماز کے لیے قرآن کی کسی ایک سورۃ کو یا کسی ایک حصہ کو معین کر لینا مکروہ ہے۔ امام طحاوی اور اسبیجابی نے کہا ہے کہ یہ کراہت اُس وقت ہوگی جب کہ وہ شخص قرآن کی کسی ایک سورۃ یا کسی ایک حصہ کو نماز میں پڑھنا واجب اور ضروری سمجھے اور اس کے سوا کسی اور سورۃ وغیرہ کو پڑھنا جائز نہ سمجھے' لیکن اگر کسی نے کسی معین سورۃ کو اپنی آسانی کے لیے پڑھا یا حصول برکت کے لیے یہ سمجھ کر پڑھا کہ حضور اقدس ﷺ اس سورۃ کو پڑھا کرتے تھے تو اس میں کوئی کراہت نہیں' لیکن شرط یہ ہے کہ کبھی کبھی دوسری سورۃ کو بھی پڑھ لیا کرے تا کہ ناواقف لوگ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ یہ تبیین میں مذکور ہے۔

٢٦٣٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُحِبُّ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ قَالَ اِنَّ حُبَّکَ اِیَّاھَا اَدْخَلَکَ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ مَعْنَاہُ.

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اِس سورۃ ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ'' سے بڑی محبت ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری اس سورۃ سے محبت تم کو جنت میں داخل کرے گی۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور بخاری نے بھی اِسی طرح روایت کی ہے۔

٢٦٣٦ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا یَّقْرَاُ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فَقَالَ وَجَبَتْ قُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ قَالَ الْجَنَّۃُ رَوَاہُ الْمَالِکُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ.

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو سورہ ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ'' پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس کے لیے واجب ہوگئی' میں نے عرض کیا: (یارسول اللہ) کیا چیز واجب ہو گئی؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا (سورہ ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ'' پڑھنے کے بدلہ میں) اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ اس کی روایت امام مالک' ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

٢٦٣٧ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَاَ کُلَّ یَوْمٍ مِّائَتَیْ مَرَّۃٍ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ مُحِیَ عَنْہُ ذُنُوْبُ خَمْسِیْنَ سَنَۃً اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ عَلَیْہِ دَیْنٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

حضرت انس ؓ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو ہر دن سورۂ ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ'' دو سو مرتبہ پڑھے (تو اِس کی برکت سے) اِس کے گذشتہ پچاس برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ کہ اس پر قرض ہو (تو قرض کا گناہ معاف نہیں ہوگا۔ جبکہ اس نے قرض

وَالدَّارِمِيُّ وَفِي رِوَايَةِ خَمْسِينَ مَرَّةً وَلَمْ يَذْكُرْ إِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ عَلَيْهِ دَيْنٌ.

ادا نہ کیا ہو یا مرنے سے پہلے ادائیگی کی وصیت بھی نہ کی ہو)۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔ اور دارمی ایک روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ جو شخص پچاس مرتبہ سورۃ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" ہر روز پڑھے تو اس کے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس روایت میں قرض کے گناہ کا ذکر نہیں ہے۔

٢٦٣٨ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَنَامَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَرَاَ مِائَةَ مَرَّةٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ يَا عَبْدِيَ ادْخُلْ عَلٰى يَمِيْنِكَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی شخص جب سونے کا ارادہ کرے اور اپنے بستر پر سیدھی کروٹ لیٹ کر ایک سو مرتبہ سورۃ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ اے میرے بندے! تو اپنے سیدھے جانب سے جنت میں داخل ہو جا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص کو فضائل واعمال کے بارے میں کوئی حدیث ملے تو اُس کو چاہیے کہ کم از کم عمر بھر میں ایک مرتبہ اُس پر عمل کرے۔ (مرقات ۱۲)

٢٦٣٩ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَاَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ عَشَرَ مَرَّاتٍ بُنِيَ لَهُ بِهَا قَصْرٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَاَ عِشْرِيْنَ مَرَّةً بُنِيَ لَهُ بِهَا قَصْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَاَهَا ثَلَاثِيْنَ مَرَّةً بُنِيَ لَهُ بِهَا ثَلَاثَةُ قُصُوْرٍ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا لنكثرن قُصُوْرَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَوْسَعُ مِنْ ذٰلِكَ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ مرسلاً رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ جو شخص دس مرتبہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھے تو اس کے لیے جنت میں محل بنا دیا جاتا ہے اور جو بیس مرتبہ اس سورہ کی تلاوت کرے تو اس کے لیے دو محل جنت میں بنا دیے جاتے ہیں اور جو تیس مرتبہ اس سورۃ کو پڑھے تو اس کے لیے تین محل جنت میں بنا دیے جاتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: خدا کی قسم! یا رسول اللہ ہم تو ایسی سورت میں بہت سے محل بنا لیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ وسیع رحمت والے ہیں۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٦٤٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَاَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَاُ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر شب سونے کے لیے جب بستر پر تشریف لے جاتے تو دونوں ہاتھوں کو کھول کر ملا لیتے اور سورہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ"، "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" پڑھ کر دونوں ہاتھوں میں پھونکتے، پھر دونوں ہتھیلیوں کو اپنے پورے جسم پر جہاں تک کہ ہاتھ پہنچتا ہے، مل لیتے کہ ابتداء سر سے فرماتے، پھر چہرہ کو ملتے، پھر جسم کے اگلے حصے کو ملتے (اور اس کے بعد جسم کے پچھلے حصہ کو ملتے) اور یہ عمل یعنی سورتوں کا پڑھنا، ہاتھوں پر دم کرنا اور جسم پر ملنا تین دفعہ فرماتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ

طور پر کی ہے۔

ف: امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ دعاؤں کو دم کر کے پھونکنا مستحب ہے اور اُس کے جواز پر جمہور علماء نے اتفاق کیا ہے۔ اور جمہور صحابہ تابعین اور بعد کے علماء نے دعاؤں کے دم کرنے اور پھونکنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

۲٦٤١ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَ اٰيَاتٍ اُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يَرَ مِثْلَهُنَّ قَطُّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ عجب آیات ہیں جو آج کی رات اُتاری گئی ہیں۔ ان کے مثل (دفع سحر اور حفظ بلیات میں ایسی) اور آیتیں نہیں دیکھی گئیں اور وہ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" کی سورتوں کی آیتیں ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲٦٤٢ - وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْجُحْفَةِ وَالْاَبْوَاءِ اِذْ غَشِيَتْنَا رِيْحٌ وَّظُلْمَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِاَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَاَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ وَيَقُوْلُ يَا عُقْبَةُ تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ جحفہ اور ابواء کے درمیان (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان دو گاؤں ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمرکاب تھا کہ اچانک سخت آندھی اور طوفان و تاریکی نے آ گھیرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" (کی تلاوت) کے ذریعہ (اس طوفان) سے پناہ مانگنے لگے اور یہ فرمانے لگے: اے عقبہ! تم بھی ان دو سورتوں کو پڑھ کر پناہ مانگا کرو۔ کیونکہ جس نے اِن دونوں سورتوں کے ذریعہ پناہ مانگی یقیناً اِس نے بہترین طریقہ سے پناہ مانگی۔ اِس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲٦٤٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ قَالَ خَرَجْنَا فِيْ لَيْلَةٍ مَطَرٍ وَّظُلْمَةٍ شَدِيْدَةٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْرَكْنَاهُ فَقَالَ قُلْ قُلْتُ مَا اَقُوْلُ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُصْبِحُ وَحِيْنَ تُمْسِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک رات بارش اور سخت تاریکی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے نکلے اور ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ میں پالیا۔ ہم کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑھو! میں نے عرض کیا: (یارسول اللہ) کیا پڑھوں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: سورہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" سورہ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" کو صبح اور شام تین تین دفعہ پڑھ لیا کرو تو یہ (وظیفہ) تم کو ہر چیز کے (شر سے) محفوظ رکھے گا۔ اِس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۲٦٤٤ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَاُ سُوْرَةَ هُوْدٍ اَوْ سُوْرَةَ يُوْسُفَ قَالَ لَنْ تَقْرَاَ شَيْئًا اَبْلَغَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (دفع آفات اور حفظ بلیات کے لیے) سورۂ ھود پڑھا کروں یا سورۂ یوسف؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سورۂ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" سے بڑھ کر اور کوئی سورۃ مفید نہیں ہے۔ اس کی روایت امام احمد، نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ اِس حدیث شریف میں دفع بلیات اور حفظ آیات کے لیے سورۂ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ"

کا جوڑ کرہے وہ بطور کفایت کے ہے، ورنہ دوسری حدیثوں کے پیشِ نظر جو ابھی اُوپر گزری ہیں، قرینہ یہ ہے کہ سورۂ فلق کے ساتھ سورۂ الناس بھی پڑھنا چاہیے۔

صدر کی حدیثوں میں "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" کی تلاوت کے لیے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کے پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سورتوں کا جزء نہیں ہے اور یہ حدیثیں حنفی مسلک کی تائید کرتی ہیں کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سورتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے کے لیے نازل کی گئی ہے اور سورتوں کا جزو نہیں ہے۔

بَابٌ تلاوت کے آداب اور اس کے احکام کا بیان

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا. (مزمل: ۴) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ (کنز الایمان)

ف: رعایت وقوف اور ادائے مخارج کے ساتھ اور حروف کو مخارج کے ساتھ تابہ امکان صحیح ادا کرنا نماز میں فرض ہے۔

تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر اس طرح پڑھنا چاہیے کہ حروف الگ الگ ظاہر ہوں، اوقاف کا لحاظ رہے اور حرکات کو اچھی طرح پر ادا کرتے جائیں۔ (تفسیر خزائن العرفان زیر آیت)

وَقَالَ تَعَالٰى فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ. (مزمل: ۲۰) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔ (کنز الایمان)

ف: اِس آیت سے نماز میں مطلق قرأت کی فرضیت ثابت ہوئی۔ مسئلہ: اقل درجہ قرأت مفروض ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں ہیں۔ (خزائن العرفان زیر آیہ)

واضح ہو کہ آیت صدر میں "فاقروا" امر کا صیغہ ہے تو اگر نماز میں قرآن پڑھا جائے تو اِس سے وجوب یعنی فرضیت مراد ہوگی، اِس لیے کہ نماز میں قراءۃ قرآن فرض ہے اور غیر نماز میں قرآن پڑھا جائے تو یہاں امر استحباب کے لیے ہوگا۔ اور یہ مطلب ہوگا کہ قرآن کریم کے جتنے حصے کی تلاوت آسانی سے کر سکتے ہو اس کی تلاوت پابندی سے کیا کرو۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے رات میں قرآن کریم کی ایک سو آیتیں تلاوت کیں تو اس کا نام غافلین کی فہرست میں نہ لکھا جائے گا اور جس نے دو سو آیتیں تلاوت کیں تو اس کا نام "قانتین" اطاعت گزاروں کی فہرست میں لکھ دیا جائے گا۔ یہ تفسیر مدارک میں مذکور ہے اور تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ "فاقروا ما تیسر من القراٰن" سے قرآن کی تلاوت بہ طور استحباب مراد لی جائے تو مقدار تلاوت کے بارے میں علماء نے اختلاف فرمایا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ روزانہ تین آیتوں کی تلاوت مستحب ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ روزانہ ایک سو آیتوں کی تلاوت مستحب ہے اور بعضوں نے کہا کہ دو سو آیتوں کی تلاوت مستحب ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص روزانہ پانچ آیتوں کی تلاوت کرے تو اس کا نام غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جو روزانہ ایک سو آیتوں کی تلاوت کرے تو اس کا نام اطاعت گزاروں میں لکھا جائے گا اور جو شخص روزانہ دو سو آیتوں کی تلاوت کرے گا تو قرآن کریم اس شخص سے قیامت کے روز نہیں جھگڑے گا کہ تم نے میرا حق ادا نہیں کیا اور جو شخص روزانہ پانچ سو آیتوں کی تلاوت کرے تو اس کے لیے اجر و ثواب کا ایک قنطار لکھ دیا جائے گا (قنطار بارہ ہزار درہم یا دینار کو کہتے ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنہ

سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہر ماہ میں پورا قرآن ختم کیا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں تو یہ سن کر حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ہر بیس دن میں پورے ایک قرآن کی تلاوت ختم کرلیا کرو؛ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ پڑھنے کی قوت رکھتا ہوں تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہر دس روز میں ایک قرآن ختم کرلیا کرو تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پھر عرض کیا کہ میں اِس سے بھی زیادہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں کہ تو حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ہر سات روز میں ایک قرآن ختم کرلیا کرو۔ سات دن سے کم میں قرآن ختم مت کیا کرو۔ یہ پوری تفصیل تفسیر حسینی میں مذکور ہے اور اس طرح سات روز میں قرآن ختم کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ کو ختم الاحزاب کہتے ہیں اور اس کی برکت سے بلیات اور آفات دفع ہوتے ہیں اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور یہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے اور اس ختم الاحزاب کی تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ جمعہ کے روز قرآن کی تلاوت سورۂ فاتحہ سے شروع کر کے سورۂ انعام تک کی جائے اور شنبہ کے دن سورۂ انعام سے سورۂ یونس تک تلاوت کرے اور یک شنبہ کے روز سورۂ یونس سے سورۂ طٰہٰ تک تلاوت کرے اور دوشنبہ کے دن سورۂ طٰہٰ سے سورۂ عنکبوت تک تلاوت کرے اور سہ شنبہ کے دن سورۂ عنکبوت سے سورۂ زمر تک تلاوت کرے اور چہارشنبہ کے روز سورۂ زمر سے سورۂ واقعہ تک تلاوت کرے اور پنج شنبہ کے دن سورۂ واقعہ سے آخر قرآن سورۂ الناس تک تلاوت کرے اور سات روز میں قرآن ختم کرنے کے دوسرے طریقہ کو فمی بشوق کہتے ہیں' اس کی تفصیل ہے کہ جمعہ کے دن قرآن کی تلاوت کی ابتداء کی جائے اور سورۂ فاتحہ سے شروع کر کے سورۂ مائدہ تک تلاوت کرے اور ہفتہ کے دن سورۂ مائدہ سے لے کر سورۂ یونس تک تلاوت کرے اور یک شنبہ کے دن سورۂ یونس سے لے کر سورۂ بنی اسرائیل تک تلاوت کرے اور دوشنبہ کے روز بنی اسرائیل سے لے کر سورۂ شعراء تک تلاوت کرے اور سہ شنبہ کے دن سورۂ شعراء سے لے کر سورۂ والصفات تک تلاوت کرے اور چہارشنبہ کے روز سورۂ والصافات سے لے کر سورۂ قٓ تک تلاوت کرے اور پنج شنبہ کے روز سورۂ قٓ سے لے کر آخر قرآن والناس تک کی تلاوت کرے۔ اور فمی بشوق جو کہا گیا ہے اس میں ہر حرف سے ایک ایک سورۂ کی جانب اشارہ ہے۔ چنانچہ ف سے لے کر سورۂ فاتحہ تک (م) سے سورۂ مائدہ (ی) سے سورۂ یونس (ب) سورۂ بنی اسرائیل (ش) سے سورۂ شعراء (و) سے سورۂ والصفات اور (قٓ) سے سورۂ قٓ مراد ہے اور یہ ہمارے زمانہ کے حفاظ کے درمیان معروف اور مشہور ہے کہ اس ترتیب سے پورے سات دن میں قرآن ختم کیا جائے۔ امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ فاقروا ما تیسر من القرآن میں عام حکم ہے اور کوئی مقدار معین نہیں کی گئی ہے' اس لیے جس قدر آسانی سے قرآن پڑھا جا سکتا ہو' پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ اس میں نہ تو وقت کا تعین مذکور ہے نہ جزو کا اور نہ مقدار کا اور احادیث اور آثار جو اس بارے میں مروی ہیں اُن میں بھی مقدار اور وقت کے تعین میں کوئی صراحت مذکور نہیں ہے تو احادیث بھی قرآن کے عام حکم کے خلاف نہیں بلکہ اس کی تائید کرتی ہیں۔ یہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔

٢٦٤٥ - عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیشہ تلاوت کے ذریعے بار بار تکرار کر کے قرآن کی حفاظت کیا کرو تا کہ وہ دلوں سے فراموش نہ ہو جائے۔ اِس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قرآن سینوں سے اِس سے بھی جلد نکل جاتا ہے کہ جتنی جلدی سے اُونٹ اپنی رسّی سے چھوٹ کر نکل بھاگتا ہے۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٦٤٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ارشاد فرمایا ہے کہ حافظ قرآن کی مثال رسّیوں میں بندھے ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے۔ اگر وہ اس کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتا رہا تو وہ اس کو روکے رکھتا ہے اور اگر وہ اس کی رسّی کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن کو پڑھتے رہیں تو یاد رہتا ہے ورنہ وہ تو بھلا دیا جائے گا۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٦٤٧ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ بِعُقُلِهَا.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ کتنی بری بات ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں قرآن کی فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں بلکہ (اس کو یوں کہنا چاہیے) فلاں فلاں آیت بھلا دی گئی اسی لیے قرآن کو یاد کرتے رہو گے کہ ہمیشہ اس کا دور اور تکرار ہونا چاہیے اس لیے کہ وہ انسانوں کے سینوں سے اس سے بھی جلد نکل جاتا ہے کہ جس قدر جلد جانور (رسّی سے چھوٹ کر) نکل جاتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٦٤٨ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِئٍ يَّقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن پڑھے اور تلاوت ترک کرے قرآن کو بھلا دے تو وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں گے (اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کو سیکھ کر بھلا دینا گناہ کبیرہ ہے)۔ ابوداؤد شریف اور دارمی نے اسے روایت کیا ہے۔

٢٦٤٩ - وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب قرآن پڑھنے بیٹھو تو قرآن کی تلاوت اس وقت تک جاری رکھو جب تک کہ اس میں دلجمعی باقی رہے (پڑھتے پڑھتے) طبیعت جب اُکتا جائے تو اور خیالات میں انتشار پیدا ہو تو تلاوت کلام پاک روک دو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٦٥٠ - وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت قتادہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کس طرح پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت مد والی ہوتی تھی۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس طرح "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کو پڑھ کر سنایا کہ "بِسْمِ اللّٰهِ" میں لفظ "اللّٰهِ" کے "ہ" سے پہلے جو الف ہے اس کو ایک الف کی مقدار کھینچ کر پڑھتے اور اس طرح "الرَّحْمٰنِ" میں حرف میم پر جو الف ہے اس کو بھی ایک الف کی مقدار کھینچ کر پڑھتے۔ یہ دونوں اصل مد والی کہلاتے ہیں اور اسی طرح "الرَّحِيْمِ" میں میم سے پہلے جو یاد ہے اس کو

5

بھی کھینچ کر پڑھتے ہیں[1] اِس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

[1] یہ مدعارضی ہے اِس کو ایک الف سے لے کر تین الف کی مقدار تک کھینچ کر پڑھا جا سکتا ہے جیسا کہ قواعد تجوید میں مذکور ہے۔

ف: واضح ہو کہ درمختار اور ردالمحتار میں کتاب الحجر کے حوالے سے لکھا ہے کہ فرض نماز میں قرأت ترتیل سے ہونا چاہیے کہ ہر حرف کو الگ الگ ٹھیر ٹھیر کر صاف صاف پڑھے اور نماز تراویح میں قرأت بین بین یعنی نہ تو ٹھیر ٹھیر کر پڑھے اور نہ بہت تیز بلکہ اعتدال سے قرأت ہونی چاہیے اور رات کی نفل نمازوں میں نمازی کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو قرأت میں جلدی کرے مگر قرأت اِس طرح سے ہو کہ حروف واضح طور پر سمجھ میں آتے ہوں کہ مد کے مقام میں لازماً مد ادا کرے جیسے قراء کرام نے کہا ہے۔ اِس لیے مد کو ترک کرنا حرام ہے اور ترتیل سے قرآن کو پڑھنا شرعاً مامور بہ ہے۔

۲۶۵۱ - وَعَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلُكٍ اَنَّهٗ سَاَلَ اُمَّ سَلْمَةَ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُّفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں اور ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ یعلی بن مملک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہ یعلی بن مملک نے اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کے بارے میں دریافت فرمایا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کیسی ہوتی ہے؟ تو اُم المومنین نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت ایسی ہوتی تھی کہ ایک ایک حرف الگ اور واضح ادا ہوتا تھا کہ حضور اِس طرح قرآن پڑھتے تھے کہ اگر کوئی چاہتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کے حروف کو گنے تو وہ گن سکتا تھا' اس سے مراد یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت ترتیل سے ہوتی اور اس طرح ہوتی جیسی کہ تجوید کے قرأت میں مذکور ہے۔ اِس حدیث کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۲۶۵۲ - وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْطَعُ قِرَاءَتَهٗ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ ثُمَّ يَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ يَقِفُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن جریج ابن ابی ملیکہ رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں اور ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ اُم المومنین فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر آیت کو علیحدہ علیحدہ پڑھا کرتے تھے' چنانچہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' پڑھتے اور وقفہ فرماتے تھے' پھر ''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' پڑھا کرتے اور وقفہ فرماتے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر آیت کو علیحدہ علیحدہ پڑھا کرتے تھے۔ اِس بارے میں صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر آیت پر وقفہ فرمانا آیتوں کے تعین کے لیے ہوا کرتا تھا۔ اِس لیے جمہور علماء نے کہا ہے کہ دو آیتوں میں جہاں لفظی تعلق ہو وہاں وصل کرنا یعنی دو آیتوں کو ملا کر پڑھنا اولیٰ ہے اور اس بارے میں صاحب عرف شذی نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیتوں کو ملا کر پڑھنا بھی ثابت ہے۔

۲۶۵۳ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَفِيْنَا الْاَعْرَابِيُّ وَالْعَجَمِيُّ فَقَالَ اقْرَءُوْا فَكُلٌّ حَسَنٌ وَّسَيَجِيْءُ اَقْوَامٌ يُّقِيْمُوْنَهٗ كَمَا يُقَامُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم اُس وقت قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں (ہمارے سوا) دیہاتی عرب اور عجمی یعنی غیر عرب جیسے ایرانی' رومی اور حبشی بھی تھے' آپ نے ہم کو قرآن پڑھتے دیکھ کر فرمایا تم قرآن پڑھتے جاؤ۔

الْقَدْحُ يَتَعَجَّلُوْنَهٗ وَلَا يَتَاَجَّلُوْنَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

تم میں ہر شخص قرآن اچھا پڑھتا ہے اور ہر ایک کو پورا پورا ثواب مل رہا ہے اس لیے کہ تم تکلف اور تصنع سے دُور ہو لیکن عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کے پڑھنے میں ایسا تکلف اور تصنع کریں گے اور قرآن کے الفاظ اور کلمات کو ایسا سیدھا کرنے کی کوشش کریں گے جیسے کہ تیر کو سیدھا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے (اور ان کی یہ کوشش ریا کاری اور نام و نمود کے لیے ہوگی)۔ اس لیے دُنیا میں تو اس کا فائدہ حاصل کریں گے لیکن آخرت میں ثواب سے محروم رہیں گے۔[1] اِس حدیث کی روایت ابوداوٗد نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

[1] اِس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تجوید اور قرأت کو معاش اور شہرت کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔

٢٦٥٤ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِهَا وَاِيَّاكُمْ وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْعِشْقِ وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ وَسَيَجِيْءُ بَعْدِيْ قَوْمٌ يُرَجِّعُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ تَرْجِيْعَ الْغِنَاءِ وَالنَّوْحِ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ مَفْتُوْنَةٌ قُلُوْبُهُمْ وَقُلُوْبُ الَّذِيْنَ يُعْجِبُهُمْ شَاْنُهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو تکلف اور تصنع کے بغیر عربی لہجوں اور آواز کے ساتھ پڑھا کرو اور قرآن کی تلاوت فاسقوں کے لہجوں یعنی ان کی راگنیوں اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ (جن لحنوں اور راگنیوں) سے اپنی کتابیں پڑھتے ہیں (اُن لحنوں سے) اپنے کو بچاؤ' میرے بعد ایسی قوم آئے گی جو راگ اور نوحہ کی طرح قرآن کو بنا بنا کر پڑھے گی۔ جس کی وجہ سے قرآن اُن کے حلقوں کے نیچے سے نہیں اُترے گا اور دل میں اثر نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ ایسی قرأت کو قبول نہیں کرے گا' ان کے (یعنی اِس طرح راگ کے ساتھ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے قرآن پڑھنے والوں کے) دل فتنہ میں مبتلا ہوں گے اور ان لوگوں کے دل بھی جو ایسی قرأت کو پسند کرتے ہیں اور اُن کی طرف کان دھرتے ہیں' فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔ اِس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے اور رزین نے اُس کی روایت اپنی کتاب میں کی ہے۔

ف: اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ ترجیع یہ ہے کہ آواز کو راگ کی طرح حلق میں پھرایا جائے' اس طرح درمختار میں قرآن پاک کے بارے میں لکھا ہے کہ قرآن اور اذان میں ترجیع خوش الحانی کے ساتھ اس صورت میں پسندیدہ ہے جب کہ قواعد اور تجوید کے حدود میں رہ کر حروف کی ادائیگی اِس طرح کی جائے کہ اُن میں کمی اور بیشی نہ ہو اور اگر ترجیع کے لیے حروف کی ادائیگی میں کمی اور زیادتی کر دے تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔ چنانچہ عالمگیری میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص غلط انداز سے قرآن پڑھ رہا ہو تو اور دوسرا شخص اِس کی اصلاح کر دے۔ اور اگر اصلاح کرنے کی صورت میں انتشار اور فتنہ کا اندیشہ پیدا ہو تو اس کو خاموش رہنا چاہیے۔

٢٦٥٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِيٍّ يَّتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ خوش الحانی کے ساتھ قرآن پڑھنے کو اللہ تعالیٰ جس قدر رحمت اور توجہ کی نگاہ سے دیکھتا اور سنتا ہے' اتنا کسی اور چیز کو نہیں سنتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٦٥٦ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حُسْنَ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کے بلند آواز سے خوش الحانی کے ساتھ قرآن پڑھنے کو اللہ تعالیٰ جس قدر (رحمت اور توجہ کی نگاہ سے دیکھتے سنتے ہیں اُتنا اور کسی چیز کو نہیں سنتے۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٦٥٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ شخص ہمارے طریقہ پر نہیں جو خوش الحانی کے ساتھ قرآن کی تلاوت نہ کرتا ہو۔ اِس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ قرآن کی تلاوت خوش الحانی کے ساتھ مستحب اور مستحسن ہے بہ شرطیکہ تلاوت قواعد تجوید کے مغائر نہ ہو اور اس میں راگ راگنی نہ ہو اور امام طحاوی نے حضرت امام اعظم اور آپ کے تلامذہ سے روایت کی ہے کہ یہ حضرات خوش الحانی کے ساتھ قرآن کی تلاوت کو سنا کرتے تھے' اِس لیے کہ اِس سے دل میں خشیت اور رقت طاری ہوتی ہے اور ذوق وشوق بڑھتا ہے۔

٢٦٥٨ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ خوش آوازی سے (تلاوت کر کے) قرآن کو مزین کرو یعنی ترتیل اور تجوید کے ساتھ قرآن کی تلاوت کیا کرو۔ اِس حدیث کی روایت امام احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

٢٦٥٩ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ لوگو! اپنی خوش آوازی سے قرآن کے حسن و جمال کو بڑھاؤ۔ اس لیے کہ خوش آوازی قرآن کے حسن کو بڑھاتی ہے۔ اِس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٦٦٠ - وَعَنْ طَاؤُسٍ مُّرْسَلًا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَحْسَنُ صَوْتًا لِّلْقُرْاٰنِ وَاَحْسَنُ قِرَاءَةً قَالَ مَنْ اِذَا سَمِعْتَهٗ يَقْرَأُ اَرَاَيْتَ اَنَّهٗ يَخْشَى اللّٰهَ قَالَ طَاؤُسٌ وَّكَانَ طَلْقٌ كَذٰلِكَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون شخص قرآن پڑھنے میں خوش آواز ہے اور باعتبار قرأت کے بہتر ہے۔ تو حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ (وہ شخص خوش آواز اور خوش لحن ہے) کہ جس کو تم قرآن کی تلاوت کرتا ہوا سنو تو تم کو یہ محسوس ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ (راوی حدیث) طاؤس کہتے ہیں کہ طلق بن یمامہ اِس طرح قرآن پڑھتے تھے کہ خشیت الٰہی اُن پر غالب آجاتی اور آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ اِس حدیث کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٦٦١ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى اَتَيْتُ اِلٰى

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے کچھ قرآن سناؤ۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! قرآن تو آپ پر نازل ہوا ہے' میں آپ کو قرآن کیسے سناؤں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں دوسروں سے قرآن سننا زیادہ پسند کرتا ہوں تو میں نے تعمیل ارشاد میں سورۂ نساء پڑھنا شروع کیا

هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا قَالَ حَسْبُكَ الْاٰنَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور جب اِس آیت پر پہنچا (نساء پ ۵ 'ع ٦) "فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا" تو بھلا اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جب کہ قیامت کے دن ہم سب لوگوں کو میدان حشر میں جمع کریں گے۔ اور ہر اُمت پر ایک گواہ لائیں گے اور اے نبی! آپ کو ان سب پر گواہ قرار دیں گے تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: بس کرو جب میں نے حضور اقدس ﷺ کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔[1] اِس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] یہ رقت قیامت کے شدت کے تصور اور حضور ﷺ کی کمالِ رحمت اور شفقت کا نتیجہ تھی۔

ف: الاشباہ کی کتاب الحظر والاباحت میں مذکور ہے کہ دوسرے سے قرآن سننے میں زیادہ ثواب ہے' اِس لیے کہ خود کے پڑھنے کی بجائے دوسرے سے قرآن سننے میں زیادہ دلجمعی اور تاثیر ہوتی ہے۔

۲٦٦۲ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَلَسْتُ فِيْ عُصَابَةٍ مِّنْ ضُعَفَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِّنَ الْعُرْىِ وَقَارِئٌ يَّقْرَأُ عَلَيْنَا اِذْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْنَا فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَتَ الْقَارِئُ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قُلْنَا كُنَّا نَسْتَمِعُ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ اُمِرْتُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَهُمْ قَالَ فَجَلَسَ وَسْطَنَا لِيَعْدِلَ بِنَفْسِهٖ فِيْنَا ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَتَحَلَّقُوْا وَبَرَزَتْ وُجُوْهُهُمْ لَهٗ فَقَالَ اَبْشِرُوْا يَا مَعْشَرَ صَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَاءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَّذٰلِكَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اصحاب صفہ کی ایسی جماعت میں بیٹھ گیا تھا جس میں غرباء مہاجرین تھے اور حالت یہ تھی کہ ان میں سے ایک دوسرے کو آڑ بنا رہے تھے تا کہ ستر پوشی ہو سکے (اور یہ حالت کپڑوں کی کمی کی وجہ سے تھی) اور ایک شخص اِس وقت ہم کو قرآن سنا رہا تھا' اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہوگئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے تو قاری نے آپ کو دیکھ کر ادبا قرأت روک دی۔ حضور ﷺ نے سب کو سلام فرمایا! تو حضور ﷺ نے پوچھا تم یہ کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کیا: قرآن سن رہے تھے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اُس نے میری اُمت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا جن کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے نفس کو اُن کے ساتھ رکھوں (اور اُن کے ساتھ بیٹھا کروں) راوی کا بیان ہے کہ پھر حضور ﷺ ہمارے درمیان بیٹھ گئے تا کہ اپنی محبوب شخصیت کو ہمارے درمیان مساوی رکھیں۔ پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے ارشاد فرمایا کہ (حلقہ بنا کر بیٹھ جائیں) تو سب لوگ حلقہ بنا کر اِس طرح بیٹھ گئے کہ سب کے چہرے حضور ﷺ کے روبرو تھے' اِس طرح کہ حضور ﷺ کی نگاہ مبارک سب پر پڑ رہی تھی۔ اِس کے بعد حضور ﷺ نے ہم کو خطاب کر کے فرمایا: خوشخبری ہو تم کو اے فقراء اور مہاجرین کی جماعت! کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو قیامت کے دن نور کامل کی بشارت دی ہے اور یہ بھی سن لو! کہ تم لوگ دولت مند لوگوں سے نصف یوم پہلے ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور قیامت کا یہ آدھا دن دنیا کے پانچ سو سال کے مساوی ہے۔ اِس کی روایت ابوداؤد

نے کی ہے۔

۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ قرأت قرآن کے وقت سلام نہ کرنا چاہیے۔ جب قاری نے قرآن پڑھنا روک دیا۔

٢٦٦٣ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو قرآن پڑھ کر سناؤں ۱؎ میں نے دریافت کیا یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر حضور کو یہ حکم دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو حضرت ابی نے پھر عرض کیا: اے سارے جہانوں کے پروردگار کی جناب میں میرا ذکر آیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! یہ سن کر حضرت ابی کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اور ایک دوسری روایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سورۃ ''لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا'' پڑھ کر سناؤں تو حضرت ابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا اللہ نے میرا نام لے کر یہ فرمایا ہے) تو حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو یہ سن کر حضرت ابی رونے لگے۔ ۲؎ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱؎ یہ سن کر حضرت ابی بن کعب ص نے تعجب اور اشتیاق کے لہجہ۔

۲؎ حضرت ابی کا یہ اعزاز نتیجہ تھا قرآن سے اُلفت اور حضور ﷺ سے اُلفت کا۔

٢٦٦٤ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسَافِرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ وَمُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لَّا تُسَافِرُوْا بِالْقُرْاٰنِ فَاِنِّيْ لَا اٰمَنُ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ نَهٰى اَنْ يُّسَافِرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے ملک میں قرآن لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ۱؎ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ (حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے) کہ قرآن ساتھ لے کر سفر نہ کرو کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ دشمن قرآن کو چھین لے گا۔ اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دشمن کی سرزمین میں قرآن لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس اندیشہ سے کہ دشمن اس کو چھین لے گا۔

۱؎ جبکہ قرآن کی بے حرمتی اور اُس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔

ف: واضح ہو کہ قرآن کو ساتھ لے کر دشمن کی سرزمین میں سفر کرنے کی ممانعت جو حدیث شریف میں وارد ہے وہ ابتداء اسلام میں تھی جب کہ قرآن اور حفاظ کی تعداد کم تھی اور ضائع ہونے کا اندیشہ اور قرآن کی بے حرمتی کے پیش نظر یہ حکم دیا گیا تھا اور اگر اس قسم کا اندیشہ نہ ہو تو قرآن کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔ (طحاوی، زیلعی)

٢٦٦٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَفْقَهْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جس نے تین روز سے کم میں قرآن کا دور ختم کیا

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیِّ وَالنَّسَائِیِّ عَنْهُ اَنَّهٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ کَمْ یُقْرَاُ الْقُرْاٰنَ قَالَ فِیْ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ قَالَ فِیْ شَهْرٍ ثُمَّ قَالَ فِیْ عِشْرِیْنَ ثُمَّ قَالَ فِیْ خَمْسَ عَشَرَةَ ثُمَّ قَالَ فِیْ سَبْعٍ ثُمَّ لَمْ یَنْزِلْ عَنْ سَبْعٍ وَّفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ عَنْهُ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِیْ شَهْرٍ قُلْتُ اِنِّیْ اَجِدُ قُوَّةً حَتّٰی قَالَ فَاقْرَاْهُ فِیْ سَبْعٍ وَّلَا تَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ.

اُس نے قرآن کو نہیں سمجھا' یعنی قرآن میں جو تدبر کا حق ہے اُس کو ادا نہ کیا۔ اگرچہ تلاوتِ قرآن کا ثواب مل جائے گا۔ اِس کی روایت ابوداؤد' ترمذی اور دارمی نے کی ہے ابوداؤد' ترمذی' نسائی کی ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ قرآن (کا دور) کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہیے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس روز میں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر اس سے کم میں ختم کرنا چاہو تو فرمایا: پھر ایک مہینہ میں۔ پھر فرمایا: اگر اس سے بھی کم میں ختم کرنا چاہو تو سات دن میں۔ پھر حضور ﷺ نے اپنے ارشاد میں سات روز سے کم کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کہ قرآن کا دور ایک ماہ میں کرلیا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: میں اِس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: سات دن میں پڑھ لیا کرو اور (قرآن) اِس سے زائد پڑھ کر جلد ختم نہ کرو۔

ف: عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ اِس حدیث میں سات دن سے کم میں قرآن ختم کرنے کی جو ممانعت وارد ہے وہ حرمت کے لیے نہیں ہے کہ سات دن سے کم میں قرآن ختم کیا جائے تو وہ حرام ہے۔ چنانچہ اس کی وضاحت عالمگیری میں اِس طرح مذکور ہے کہ قرآن کی افضل تلاوت یہ ہے کہ اس کے معنی اور مطالب میں غور کرتے ہوئے قرآن پڑھا جائے' اسی لیے کہا گیا ہے کہ ایک دن میں قرآن ختم کرنا مکروہ ہے اور تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنا آدابِ تلاوت اور قرآن کی تعظیم کے منافی ہے۔

٢٦٦٦ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْاٰنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن کریم کو بلند آواز سے پڑھنے والا اُس شخص کی طرح ہے جو علانیہ خیرات کرے اور قرآن کو آہستہ آواز سے پڑھنے والا اُس شخص کی طرح ہے جو چھپا کر خیرات کرے۔ اِس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قرآن کی تلاوت جو خارج نماز ہو اِس میں افضل یہ ہے کہ جہر سے پڑھے' اس لیے کہ قرآن سننے کے لیے فرشتے آتے ہیں اور شیاطین بھاگتے ہیں جیسا کہ عقد اللآلی سے خزانۃ الروایات میں مذکور ہے اور صاحب عین العلم نے کہا ہے کہ اگر ریاء کا خوف ہو یا کسی کی نمازی کی تشویش کا اندیشہ ہو تو قرآن سر یعنی آہستہ آواز سے پڑھے' ورنہ قرآن جہر سے پڑھے جیسا کہ انفع المفتی والسائل میں مذکور ہے اور عالمگیریہ میں کہا ہے کہ خارج نماز قرآن کی جہر سے یعنی آواز سے تلاوت افضل ہے۔

٢٦٦٧ - وَعَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اٰمَنَ بِالْقُرْاٰنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھتا ہے تو وہ قرآن پر ایمان ہی نہیں لایا۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قرآن کے احکام پر عمل نہ کرنا دو طرح پر ہے۔ ایک تو یہ کہ قرآن کی حرام کی ہوئی چیزوں کو اعتقاداً حلال سمجھے تو یہ کفر ہے' دوسرے یہ کہ قرآن کے محرمات کو حرام ہی سمجھے مگر نفس و خواہشات کی اتباع میں اُن کا مرتکب ہو جائے تو ایسا شخص کامل ایمان والا نہ ہوگا' گنہ گار ہوگا۔ اس لیے کہ قرآن پر ایمان لانے کا حق یہ ہے کہ نواہی یعنی حرام حکم سے بچے اور اوامر پر عمل کرے۔

٢٦٦٨ - وَعَنْ عُبَيْدَةَ الْمُلَيْكِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْاٰنَ وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ مِنْ اٰنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَفْشُوْهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَلَا تَعْجَلُوْا ثَوَابَهٗ فَاِنَّ لَهٗ ثَوَابًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو صحابی رسول تھے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ مت بناؤ[1] قرآن کو رات دن اس کے پورے حقوق اور آداب کے ساتھ پڑھا کرو[2] اور قرآن کی اشاعت کرو[3] اور قرآن کو (قواعد تجوید کا لحاظ کر کے) خوش آوازی سے پڑھا کرو اور قرآن میں جو (کھلی نشانیاں ہیں' اور جو وعدے اور وعیدیں ہیں اور جو اسرار) ہیں اُن میں غور و فکر کیا کرو' تا کہ تم کو فلاح اور کامیابی حاصل ہو اور دنیا میں اس کا بدلہ طلب کرنے میں عجلت نہ کرو' اس لیے کہ آخرت میں قرآن کے حقوق ادا کرنے والوں کو بہت بڑا بدلہ ملنے والا ہے۔

[1] قرآن کو پڑھ کر اُسی کو تکیہ بنا کر مت سو جاؤ' کیونکہ قرآن کو تکیہ بنانا' اس کی طرف پیر پھیلانا' اُس پر کسی چیز کا رکھنا' اس کی طرف پیٹھ کرنا' یہ سب حرام ہیں۔

[2] اس کے الفاظ کی صحیح ادائیگی' اس کے معانی میں غور و تدبر اور اس کے احکام پر عمل کرنے میں اخلاص پیدا کرو اور سستی اور غفلت نہ کرو۔

[3] جہر سے پڑھو' اس کو پڑھاؤ اور تفسیر بیان کرو' اس کی تعظیم کرو اور اس پر عمل کرو۔

بَابٌ قرأت کی اقسام اور قرآن جمع کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ. (مزمل:٢٠)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو' اتنا پڑھو۔ (کنز الایمان)

ف: اس آیت سے نماز میں مطلق قرأت کی فرضیت ثابت ہوئی۔ اور اقل درجہ قرأت مفروض ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں ہیں۔

٢٦٦٩ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حَزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَاَنِيْهَا فَكِدْتُ اَنْ اَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَمْهَلْتُهٗ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهٗ بِرِدَائِهٖ فَجِئْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو ایک دفعہ سورۂ فرقان ایسے طریقہ یعنی قرأت کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا جس طریقہ یعنی قرأت پر میں پڑھا کرتا تھا اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (اس قرأت سے یہ سورۂ فرقان) پڑھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں اس معاملہ میں اُن سے اُلجھ پڑوں لیکن میں نے سکون سے کام لیا اور اُن کو مہلت دی۔ یہاں تک کہ انھوں نے اِس سورۃ کو ختم کر لیا (جونہی انھوں نے اپنی قرأت ختم کی) میں ان کے گلے میں ان کی چادر ڈال کر کھینچتا ہوا رسول

سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانَ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَأْتَنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسِلْهُ اِقْرَأْ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِيْ اِقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.

اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں لے آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ ہشام سورۂ فرقان اس طریقہ کے خلاف پڑھتے ہیں۔ جس طریقہ سے آپ نے مجھے اس کی قرأت سکھائی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: اُن کو چھوڑ دو اور حضرت ہشام سے فرمایا: پڑھو تو انھوں نے سورۂ فرقان کی اس طرح قرأت کی جس طرح میں نے اُن سے پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ حضرت ہشام کی قرأت سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ سورۃ اسی قرأت پر نازل کی گئی ہے' تو پھر حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عمر! اب تم پڑھو تو میں نے اس سورۃ کو اس طریقہ سے پڑھا جس طریقہ سے مجھے حضور ﷺ نے سکھائی تھی تو حضور ﷺ نے مجھ سے سن کر یہی فرمایا کہ یہ سورۃ اسی طرح اُتاری گئی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: سنو! قرآن سات قرأتوں پر نازل کیا گیا ہے' لہٰذا تم کو ان سات متواتر قرأتوں میں سے جس قرأت سے پڑھنا آسان ہو' پڑھ لیا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور اس حدیث کے الفاظ مسلم کے ہیں۔

ف: واضح ہو کہ قرآن کے سات حروف پر نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ قرآن سات قرأتوں پر نازل ہوا ہے اس لیے اہل اصول نے لکھا کہ قرآن شریف سات متواتر قرأتوں' بلکہ دس قرأتوں سے بھی پڑھا جاسکتا ہے' لیکن اولیٰ یہ ہے کہ عوام میں انتشار پیدا ہونے کے خوف سے قرآن ان غیر معروف قرأتوں سے عوام کے سامنے نہ پڑھا جائے' چنانچہ ہمارے اسلاف نے حضرت عاصم کی قرأت کو حضرت ابوعمرو حفص کی روایت میں سے لیا ہے اور یہی عوام میں رائج ہے۔ (ماخوذ از درمختار اور ردالمحتار)

٢٦٧٠ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ خِلَافَهَا فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَلَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اِخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا اور ان کی یہ قرأت رسول اللہ ﷺ کی قرأت سے مختلف تھی جس کو میں نے سنا تھا۔ اس لیے میں نے ان صاحب کو نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارک میں پیش کیا اور اس اختلاف قرأت کی خبر دی' میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے چہرہ پر ناگواری کے آثار ظاہر ہیں' پس حضور ﷺ نے فرمایا: تم دونوں کی قرأت صحیح ہے' اس لیے آپس میں اختلاف نہ کرو' اس لیے کہ تم سے پہلے کی قومیں (یہود و نصاریٰ نے) آپس میں اختلاف کیا اور اللہ کی کتاب کو ضائع کیا جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گئے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٢٦٧١ - وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّيْ فَقَرَأَ قِرَاءَةً اَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ اٰخَرُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهٖ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلٰوةَ دَخَلْنَا

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مسجد میں تھا۔ ایک صاحب آئے اور نماز پڑھنے لگے اور نماز میں قرآن کو ایسی قرأت سے پڑھا جس کو میں نے درست نہیں سمجھا' اتنے میں ایک اور صاحب آئے اور انھوں نے قرآن کو اس طریقہ کے خلاف پڑھا جو پہلے

جَمِيعًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّ هٰذَا قَرَأَ قِرَاءَةً اَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ اٰخَرُ فَقَرَأَ سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهٖ فَاَمَرَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَحَسَّنَ شَأْنَهُمَا فَسَقَطَ فِيْ نَفْسِيْ مِنَ التَّكْذِيْبِ وَلَا اِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ غَشِيَنِيْ ضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ فَفِضْتُ عِرْقًا وَّكَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلَى اللّٰهِ فَرَقًا فَقَالَ لِيْ يَا اُبَيُّ اُرْسِلَ اِلَيَّ اَنْ اَقْرَأَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ اِلَيْهِ اَنْ هَوِّنْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَرَدَّ اِلَيَّ الثَّانِيَةَ اَقْرَأْهُ عَلٰى حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُّ اِلَيْهِ اَنْ هَوِّنْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَرَدَّ اِلَيَّ الثَّالِثَةَ اَقْرَأْهُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ وَّلَكَ بِكُلِّ رِدَّةٍ رَّدَدْتُكَهَا مَسْئَلَةً تَسْاَلُنِيْهَا فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَّرْغَبُ اِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتّٰى اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

صاحب نے پڑھی تھی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم تینوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان صاحب نے ایسی قرأت سے قرآن پڑھا ہے جس کو میں درست نہیں سمجھتا اور دوسرے صاحب نے بھی اِن پہلے صاحب سے بھی مختلف قرأت سے قرآن پڑھا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے اُن دونوں حضرات کو قرآن پڑھنے کا حکم دیا تو ان دونوں نے اپنی اپنی قرأت سے قرآن پڑھا تو حضور ﷺ نے اُن دونوں کی قرأت کی تحسین فرمائی' یہ دیکھ کر میرے دل میں سخت تردد پیدا ہوا کہ گویا میں اس کو جھوٹ سمجھ رہا ہوں اور میرے دل میں غلط قرار دینے کا نشان محسوس ہوا' ایسا غلط گمان پیدا ہوا جو کبھی میرے دل میں دورِ جاہلیت میں بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ جب حضور ﷺ نے میرے اندر کے شیطان کے اس وسوسے کو محسوس کیا تو آپ نے اپنے دستِ اقدس سے میرے سینے کو مارا تو مجھ سے پسینہ جاری ہو گیا اور میری یہ کیفیت ہو گئی کہ گویا میں ڈر اور خوف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے ابن کعب! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں قرآن پاک کو سات حرفوں پر تلاوت کروں اور میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں رجوع کیا کہ یا اللہ میری اُمت کے لیے آسانی پیدا فرما' اللہ تعالیٰ نے دوبارہ وحی بھیجی کہ اے میرے حبیب! قرآن پاک کو دو حرفوں کے مطابق پڑھ' میں نے پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں رجوع کیا کہ یا اللہ میری امت پر آسانی فرما' تو اللہ تعالیٰ نے تیسری بار اس کے جواب میں فرمایا: کہ سات حرفوں کے مطابق قرآن پاک کی تلاوت کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اے میرے حبیب! تیرے لیے ہر بار میرے حضور میں رجوع کرنے پر جو کچھ تو مجھ سے مانگے گا تجھے عطا کیا جائے گا۔ پھر میں نے کہا' اے اللہ! میری اُمت کو بخش دے۔ دوبارہ فرمایا: اے اللہ! میری اُمت کو بخش دے اور تیسری مرتبہ مغفرت مانگنے کو میں نے مؤخر کیا' اس دن کے لیے جس دن ساری مخلوق میری طرف رغبت کرے گی اور مجھ سے شفاعت طلب کرے گی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

۲۶۷۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقْرَأَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهٗ فَلَمْ اَزَلْ اَسْتَزِيْدُهٗ وَيَزِيْدُنِيْ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ بَلَغَنِيْ اَنَّ تِلْكَ السَّبْعَةَ الْاَحْرُفَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے پہلی دفعہ ایک قرأت سے قرآن پڑھایا' میں نے اُن سے کہا کہ وہ بارگاہ الٰہی میں مراجعت کریں اور ایک سے زیادہ قرأت کے لیے درخواست کریں۔ میں اسی طرح ہر دفعہ اُمت کی سہولت کے لیے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے زیادتی

إِنَّمَا هِيَ فِي الْأَمْرِ تَكُونُ وَاحِدًا لَا تَخْتَلِفُ فِيْ حَلَالٍ وَّلَا حَرَامٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قرأت کی درخواست کرتا رہا اور زیادتی کا حکم ملتا رہا۔ یہاں تک کہ سات قرأتوں سے قرآن پڑھنے کی اجازت مل گئی' ابن شہاب جو اس حدیث کی سند کے ایک راوی ہیں' بیان کرتے ہیں کہ یہ ساتوں قرأتیں بلحاظ مقصد حقیقت میں ایک ہی ہیں۔ اگرچہ یہ قرأتیں الفاظ کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ لیکن احکام یعنی حلال و حرام کے اعتبار سے ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اگر کسی قرأت میں ایک آیت سے کسی حکم کی حلت ثابت ہوتی ہے تو دوسری قرأت سے بھی اسی آیت سے حکم کی برابر حلت ہی ثابت ہوگی اور ایک قرأت کے لحاظ سے کسی آیت میں کسی حکم کی حرمت ثابت ہو رہی ہے تو دوسری قرأت سے اسی آیت میں اس حکم کے برابر حرمت ہی ثابت ہوگی' تو مختلف قرأتوں سے مطالب میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے' بلکہ صرف الفاظ اور لہجوں کا فرق ہوا کرتا ہے۔

٢٦٧٣ - وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلَ فَقَالَ يَا جِبْرِيْلُ إِنِّيْ بُعِثْتُ إِلٰى أُمَّةٍ أُمِّيِّيْنَ مِنْهُمُ الْعَجُوْزُ وَالشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْغُلَامُ وَالْجَارِيَةُ وَالرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ يَقْرَأْ كِتَابًا قَطُّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّأَحْمَدَ وَأَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ لَيْسَ مِنْهَا إِلَّا شَافٍ كَافٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لِّلنَّسَائِيِّ قَالَ إِنَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ أَتَيَانِيْ فَقَعَدَ جِبْرِيْلُ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَمِيْكَائِيْلُ عَنْ يَّسَارِيْ فَقَالَ جِبْرِيْلُ إِقْرَأِ الْقُرْاٰنَ عَلٰى حَرْفٍ قَالَ مِيْكَائِيْلُ اسْتَزِدْهُ حَتّٰى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ فَكُلُّ حَرْفٍ شَافٍ كَافٍ.

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام سے ملاقات کی تو فرمایا: اے جبریل! میں ایک ناخواندہ اُمت کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں جس میں بوڑھی عورتیں اور بوڑھے مرد ہیں اور کم سن لڑکے اور کمسن لڑکیاں ہیں اور اُن میں ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی' اس لیے اگر میں ان سب کو ایک ہی قرأت سے قرآن پڑھاؤں تو اُن کے لیے دشواری ہوگی اور پڑھ نہ سکیں گے' یہ سن کر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اُمت کی دشواری کا خیال نہ فرمائیں کیونکہ قرآن لوحِ محفوظ سے بیت العزت پر سات قرأتوں سے نازل ہوا ہے۔ آپ اگر اللہ تعالیٰ سے درخواست فرمائیں تو آپ کو سات قرأتوں سے قرآن پڑھنے کی اجازت مل جائے گی۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام احمدؒ اور ابوداوٗد کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ ان ساتوں قرأتوں میں سے ہر قرأت مسلمانوں کے دلوں کے لیے شفاء اور معجزہ ہے اور ہر قرأت نبوت کی صداقت کے لیے کافی ہے اور اپنے معنی و مفہوم میں ایک اور کامل ہونے کے اعتبار سے حجت ہے۔ اور نسائی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام میرے پاس آئے اور حضرت جبریل میرے سیدھے جانب بیٹھ گئے اور حضرت میکائیل میرے بائیں جانب۔ حضرت جبریل نے مجھ سے فرمایا: آپ قرآن ایک قرأت سے پڑھیے۔ یہ سن کر حضرت میکائیل نے مجھ سے کہا کہ آپ حضرت جبریل سے کہیے کہ وہ اللہ

تعالیٰ سے معروضہ کریں کہ وہ قرآن ایک سے زیادہ قرأت سے پڑھنے کی اجازت دیں۔ چنانچہ حضرت جبریل کے ذریعہ سے یہ معروضہ ہوتا رہا یہاں تک کہ سات قرأتوں سے قرآن پڑھنے کا حکم مل گیا۔ پس ہر قرأت (مسلمانوں کے لیے ہر حیثیت سے) شافی اور کافی ہے۔

٢٦٧٤ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحِمْصٍ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ يُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَا هٰكَذَا اُنْزِلَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَرَأْتُهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ فَبَيْنَا هُوَ يُكَلِّمُهُ اِذْ وَجَدَ مِنْهُ رِيْحَ الْخَمْرِ فَقَالَ اَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتُكَذِّبُ بِالْكِتَابِ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ جو ایک معروف تابعی ہیں؛ سے روایت ہے؛ وہ فرماتے ہیں کہ ہم حمص (جو ملک شام کا ایک شہر ہے) میں تھے۔ ایک روز حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ یوسف تلاوت فرمائی؛ ایک شخص نے عرض کیا یہ سورۃ اس طرح نہیں نازل ہوئی ہے جس طرح آپ نے پڑھا ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس سورۃ کو اسی قرأت سے پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا پڑھا۔ یہ گفتگو جاری تھی کہ اس کے منہ سے شراب کی بو آنے لگی تو آپ نے فرمایا: کہ تو شراب بھی پیتا ہے اور کتاب اللہ کی قرأت کو جھٹلاتا ہے تو پھر آپ نے (بوجہ شراب نوشی) اس پر حد شرعی جاری کی۔ (بخاری ومسلم)

٢٦٧٥ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْبَكْرٍ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَّ عُمَرَ اَتَانِيْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّيْ اَخْشٰى اِنِ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبُ كَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِذٰلِكَ وَرَاَيْتُ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَاٰى عُمَرُ زَيْدٌ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَّانَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلُ عَلَيَّ مِمَّا اَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ کی لڑائی کے بعد مجھے بلا بھیجا۔ جب میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (حضرت) عمر میرے پاس آئے اور کہا کہ یمامہ کی لڑائی میں بہت سے حفاظ قرآن شہید ہو گئے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اسی طرح مختلف جہادوں میں حفاظ قرآن شہید ہو جائیں تو قرآن کا بہت بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا (جسے یہ حفاظ یاد رکھتے ہیں)۔ اس لیے میری یہ رائے ہے کہ قرآن (کو ایک مصحف کی شکل میں) جمع کرنے کا حکم دوں؛ میں نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر) اُن سے کہا کہ تم اُس کام کو کیسے کرو گے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ مسلسل مجھے اس کام کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ تا آنکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرا سینہ بھی کھول دیا جس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے عمر کا سینہ کھولا تھا۔ حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے (اے زید!) تو نوجوان عقلمند آدمی ہے۔ میں یہ کام تم سے لینا چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی لکھا کرتا تھا۔ پس قرآن کی تلاش کر کے اسے جمع کر دیں۔ (حضرت زید کہتے ہیں) اللہ کی قسم! اگر امیر المومنین مجھے اس بات کا حکم دیتے کہ میں پہاڑ کو اس کی جگہ سے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھُوَ وَاللّٰہِ خَیْرٌ فَلَمْ یَزَلْ اَبُوْبَکْرٍ یُّرَاجِعُنِیْ حَتّٰی شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرِیْ لِلَّذِیْ شَرَحَ لَہٗ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُہٗ مِنَ الْعَسَبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰی وَجَدْتُّ اٰخِرَ سُوْرَۃِ التَّوْبَۃِ مَعَ اَبِیْ خُزَیْمَۃَ الْاَنْصَارِیِّ لَمْ اَجِدْھَا مَعَ اَحَدٍ غَیْرَہٗ لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ حَتّٰی خَاتِمَۃِ بَرَاءَ ۃٍ فَکَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ اَبِیْ بَکْرٍ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَیَاتِہٖ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَۃَ بِنْتِ عُمَرَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ہٹا کر دوسری جگہ منتقل کر دوں تو یہ میرے لیے قرآن پاک کے جمع کرنے سے زیادہ آسان تھا۔ حضرت زید کہتے ہیں میں نے کہا کہ تم وہ کام کیسے کرو گے جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے مسلسل توجہ دلاتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی کھول دیا جس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا۔ پس میں نے قرآن پاک کو جمع کرنے کے لیے تلاش شروع کر دی۔ میں نے چمڑے اور ہڈیوں اور مردوں کے سینوں سے قرآن کو جمع کیا۔ یہاں تک کہ سورۃ توبہ کی آخری آیتیں حضرت ابوخزیمہ انصاری کے علاوہ کسی اور صحابی سے نہ مل سکی۔ وہ آیات "لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ" سے لے کر آخر سورۃ توبہ تک تھیں۔ پس وہ تیار شدہ قرآن پاک کا نسخہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات تک ان کے پاس رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ پھر ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس رہا۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

ل یمامہ وہ لڑائی ہے جو مسلیمہ الکذاب اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف خلافت صدیقی میں لڑی گئی تھی جس میں سات سو حفاظ قرآن شہید ہوئے تھے۔

ف: حضرت خزیمہ تنہا وہ صحابی ہیں جن کی گواہی کو رسول اللہ ﷺ نے دو مردوں کے برابر قرار دیا ہے۔ اس لیے سورۃ توبہ کی آخری آیات کے بارے میں ان اکیلے کی گواہی کو دو کے برابر قرار دے کر قرآن پاک میں شامل کیا گیا۔

اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ قرآن کریم کے جمع ہونے کے بعد یہ مرتب صحیفے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہے، اِس سے درمختار اور ردالمحتار نے آدابِ تلاوت قرآن کے بارے میں لکھا ہے کہ قرآن کی تلاوت اِسی ترتیب سے ہونی چاہیے خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں اور اس کے خلاف قرآن کی تلاوت مکروہ ہے اور جب نماز میں قرآن کی تلاوت ختم کی جارہی ہو تو ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخری دو رکعتوں کی پہلی رکعت میں معوذتین پڑھا جائے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ بقرہ کا ابتدائی حصہ پڑھا جائے اور خارج نماز بھی ختم قرآن کے وقت اِسی طرح پڑھنا چاہیے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کو ختم کرنے کے بعد پھر شروع کرنے والا ہو۔

۲۶۷۶ - وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ حُذَیْفَۃَ بْنَ الْیَمَانِ قَدِمَ عَلٰی عُثْمَانَ وَکَانَ یُغَازِیْ اَھْلَ الشَّامِ فِیْ فَتْحِ اِرْمِیْنِیَّۃَ وَاٰذَرْبِیْجَانَ مَعَ اَھْلِ الْعِرَاقِ فَاَفْزَعَ حُذَیْفَۃَ اِخْتِلَافُھُمْ فِی الْقِرَاءَ ۃِ فَقَالَ حُذَیْفَۃُ لِعُثْمَانَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَدْرِکْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ قَبْلَ اَنْ یَّخْتَلِفُوْا فِی الْکِتَابِ اخْتِلَافَ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی فَاَرْسَلَ عُثْمَانُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور حضرت حذیفہ اس وقت جہاد میں شریک تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بحیثیت خلیفہ اہل شام اور اہل عراق کو آرمینیہ اور آذربایجان کی فتح کے لیے تیار کرنے میں مصروف تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی قرأت قرآن میں اختلاف نے (جو ایک دوسرے کی قرأت کے انکار سے پیدا ہو گیا تھا) بہت پریشان کر دیا۔ (اِس صورت حال سے بے چین) ہو کر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین

إِلٰى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِيْ إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلٰى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَّعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ ابْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلٰى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلٰى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِّمَّا نَسَخُوْا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِيْ كُلِّ صَحِيْفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُّحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ اٰيَةً مِّنَ الْأَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ (مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ) فَأَلْحَقْنَاهَا فِيْ سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: امیر المومنین! آپ اُمت کے اِس انتشار کو جو اختلاف قراءت کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے اس سے قبل ہی دفع کر دیجیے کہ وہ کہیں یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ کے بارے میں اختلاف کا شکار نہ ہو جائیں۔ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہلا بھیجا کہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرتب کردہ صحیفے) جو آپ کے پاس محفوظ ہیں' بھیج دیجیے تاکہ ہم اُن کی نقل کر کے پھر اس کی اصل کو آپ کے پاس واپس کر دیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ صحیفے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیے۔ پھر حضرت عثمان نے زید بن ثابت' عبداللہ بن الزبیر' سعید بن العاص اور عبداللہ ابن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہم (جن میں آخری تین حضرات قریشی تھے) کو اس کام پر مامور فرمایا اور ان حضرات نے (اس نسخے کے مطابق) چند نسخے تیار کر لیے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان تینوں قریشی حضرات سے فرمایا کہ قرآن کی کتابت کے وقت تمہارا اور زید بن ثابت کا قرآن کی کسی آیت کی قراءت میں اختلاف ہو تو تم اس کو صرف قریش کی لغت یعنی قراءت کے مطابق لکھو اس لیے کہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے (اگرچہ کہ سات قراءتوں سے قرآن پڑھا جا سکتا ہے) چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا (یعنی پورے قرآن کو قریش کی زبان کے مطابق نقل کیا۔ جب ان حضرات نے اِس طرح پورے صحیفے تیار کر لیے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اصل نسخہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس بھیج دیا۔ پھر حضرت عثمان نے اِن صحیفوں کو (بلادِ اسلامیہ میں) ہر طرف روانہ فرمایا۔[1] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اِس اختلاف اور انتشار کو دُور کرنے کے لیے یہ حکم دیا کہ اِن صحیفوں کے سوا جس کسی کے پاس کوئی اختلافی جزو ہو تو اس کو نذرِ آتش کیا جائے۔ ابن شہاب جو اس حدیث کی سند کے ایک راوی ہیں)۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ خارجہ بن زید بن ثابت نے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے زید بن ثابت کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب ہم ان صحیفوں کو نقل کرنے کے لیے جمع ہوئے تو مجھے سورۂ احزاب کی یہ آیت ''مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ'' الخ' جس کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا' لکھی ہوئی نہیں ملی اور ہم کو یہ آیت حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس مل گئی تو ہم نے اِس آیت کو وہ آیت یہ ہے: ''مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ'' سورۂ احزاب میں شامل کر دیا۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔

[1] اس طرح کہ ایک نسخہ کوفہ' ایک بصرہ' ایک ملک شام کو روانہ فرمایا اور ایک نسخہ مدینہ منورہ میں محفوظ رکھوا دیا۔ پھر اس کے بعد

بحرین، مکہ معظمہ اور یمن کو بھی اس کی نقلیں روانہ کر دی گئیں۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ نے لغت قریش کے مطابق قرآن جمع کرنے کا حکم دیا اور اس سے پہلے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ کی روایت سے مروی جو حدیث گزری ہے اس میں مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے جمع قرآن کا حکم دیا تھا۔ ان دونوں حضرات کے جمع قرآن میں فرق یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے قرآن کو اس اندیشہ سے جمع فرمایا تھا کہ کہیں حفاظ کے شہید ہو جانے کی وجہ سے قرآن کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے اور اس جمع اوّل میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ نے اس بات کا اہتمام فرمایا تھا کہ لغت قریش کے ساتھ ساتھ اور دیگر لغات اور وجوہ قرأت کو بھی جمع کیا جائے لیکن جب اسلام عرب سے نکل کر عجم میں پہنچا اور لوگوں نے وجوہ قرأت کے بارے میں اختلاف کرنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک دوسرے کی قرأت کا انکار کرنے لگے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ نے اس انتشار کو ختم کرنے کے لیے صرف لغت قریش کے مطابق قرآن کی کتابت کروائی' کیونکہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے اور ان نسخوں کو بلادِ اسلامیہ میں روانہ فرما دیا تا کہ انتشار دُور ہو جائے اور اب ان ہی صحائف عثمانی کے مطابق پورے عالم اسلام میں قرآن کی کتابت جاری ہے' یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے۔

واضح ہو کہ ہمارے فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن یا اوراق متبرکہ جن پر اللہ اور اس کے رسول کا نام لکھا ہوا ہے اگر وہ استفادہ کے قابل نہ ہوں اور پارہ پارہ و بوسیدہ ہو جائیں تو ان کو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر ایسے مقام پر دفن کر دیا جائے جو لوگوں کی آمد و رفت سے دُور ہو' تا کہ ان کی بے حرمتی نہ ہو اور قرآن کو جلانا مکروہ ہے۔ اور اگر وہ کسی وجہ سے جل جائے تو اس کی راکھ کو محفوظ کر دینا چاہیے۔ (عمدۃ القاری' رد المحتار)

٢٦٧٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُلْتُ لِعُثْمَانَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ان عمدتم اِلَى الْاَنْفَالِ وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِيْ وَاِلٰى بَرَاءَةٍ وَّهِيَ مِنَ الْمِئِيْنَ فَقَرَنْتُمْ بَيْنَهُمَا وَلَمْ تَكْتُبُوْا سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَوَضَعْتُمُوْهَا فِي السَّبْعِ الطِّوَالِ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ عُثْمَانُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يَاْتِيْ عَلَيْهِ الزَّمَانُ وَهُوَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ السُّوَرَ ذَوَاتُ الْعَدَدِ وَكَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُوْلُ ضَعُوْا هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ فِي السُّوْرَةِ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا فَاِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْاٰيَةُ فَيَقُوْلُ ضَعُوْا هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِي السُّوْرَةِ الَّتِيْ يَذْكُرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا وَكَانَتِ الْاَنْفَالُ مِنْ اَوَائِلِ مَا نَزَلَتْ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَةٌ مِّنْ اٰخِرِ الْقُرْاٰنِ نُزُوْلًا وَّكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيْهَةً بِقِصَّتِهَا فَقُبِضَ رَسُوْلُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے سورۂ انفال کو جس کا شمار مثانی ! میں ہونا چاہیے اس کو سورۂ براءۃ سے ملا دیا جس کو آیتوں کی تعداد کے اعتبار سے مئین ہونا چاہیے [۲] اور آپ نے ان دونوں سورتوں یعنی سورۂ انفال اور سورۂ براءۃ کے درمیان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی' اس طرح آپ نے اُن کو سبع طوال یعنی سات بڑی سورتوں میں شریک کر دیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جیسے جیسے زمانہ گزرتا جاتا مختلف آیتوں والی سورتیں نازل ہوتی رہتیں تو آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جیسے جیسے کوئی وحی نازل ہوتی تو آپ کاتبین وحی کو طلب فرماتے اور حکم دیتے کہ ان آیتوں کو اُن سورتوں میں جن میں فلاں فلاں مضامین کا ذکر ہے' لکھ دو' پھر جب کبھی کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں' جن میں ان مضامین کا ذکر ہے' لکھ دو اور سورۂ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو مدینہ منورہ میں ابتداً نازل ہوئیں اور سورۂ براءۃ نزول کے اعتبار سے قرآن کی آخری وحی میں سے ہے' لیکن ان دونوں سورتوں کے مضامین ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ہم پر یہ واضح نہیں فرمایا کہ سورۂ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا اَنَّهَا مِنْهَا فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ قَرَنْتُ بَيْنَهُمَا وَلَمْ اَكْتُبْ سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَوَضَعْتُهَا فِي السَّبْعِ الطِّوَالِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

براءۃ سورۂ انفال ہی کا حصہ ہے یا نہیں؛ اس وجہ سے میں نے ان دونوں کو ساتھ ساتھ رکھا ہے۔ اور اسی وجہ سے ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اور ترتیب میں ان کو میں نے سبع طوال میں شامل کر دیا ہے۔ اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۱ وہ سورتیں جن کی آیتیں سو سے کم ہیں اور ان میں قصے مکرر بیان کیے گئے ہیں اس لیے ان کو مثانی کہا جاتا ہے۔ اور یہ سورۂ شعراء سے لے کر سورۂ فتح تک کی سورتیں ہیں۔

۲ جن میں سو یا سو سے زیادہ آیتیں ہیں اور یہ سورۂ یونس سے سورۂ فرقان تک کی سورتیں ہیں۔

ف: واضح ہو کہ قرآن مجید کی سورتوں کو اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ سورۂ بقرہ سے سورۂ توبہ تک سبع طوال سات بڑی سورتیں کہا جاتا ہے اور سورۂ یونس سے سورۂ فرقان تک کی سورتوں کو مئین (سو یا سو سے زیادہ آیتوں والی سورتیں) اور سورۂ شعراء سے سورۂ فتح تک کو مثانی سو آیتوں سے کم والی سورتیں جن میں قصے مکرر ہیں اور سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک کی سورتوں کو مفصل کہتے ہیں کہ ان سورتوں کے درمیان بسم اللہ کا فاصلہ قریب قریب ہے۔ پھر مفصل کی تین قسمیں ہیں۔ ایک طوال، دوسری اوساط، تیسری قصار۔ سورۂ حجرات سے سورۂ انشقاق تک کو طوال مفصل یعنی لمبی اور فاصلہ والی سورتیں اور والسماء ذات البروج سے سورۂ لم یکن تک کو اوساط مفصل (درمیانی فاصلہ والی) سورتیں اور یہاں سے آخر قرآن تک کو قصار مفصل (چھوٹے فاصلہ والی) سورتیں کہا جاتا ہے۔

٢٦٧٨ - وَعَنْهُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْرِفُ خَاتِمَةَ السُّوْرَةِ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَاِذَا نَزَلَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عَرَفَ اَنَّ السُّوْرَةَ قَدْ خُتِمَتْ وَاسْتَقْبَلَتْ اَوِ ابْتَدَأَتْ سُوْرَةٌ اُخْرٰى رَوَاهُ الْبَزَّارُ بِاِسْنَادَيْنِ رِجَالُ اَحَدِهِمَا رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب تک آیت "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" نازل نہیں ہوئی آپ اس وقت تک ایک سورۃ کے ختم ہونے کو (اور دوسری سورۃ کے شروع ہونے کو) نہیں جانتے تھے۔ جب "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کی آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ ایک سورۃ ختم ہوئی اور دوسری سورۃ شروع ہوئی۔ اس کی روایت بزار نے دو سندوں سے کی ہے؛ جس میں سے ایک سند کے رجال صحیح بخاری اور مسلم کے راوی ہیں۔

٢٦٧٩ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْرِفُ فَصْلَ السُّوْرَةِ حَتّٰى يُنَزَّلَ عَلَيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے؛ وہ فرماتے ہیں کہ جب تک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی؛ رسول اللہ ﷺ سورتوں کے درمیان فصل نہیں کرتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ ہمارے فقہاء احناف نے فرمایا ہے کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" ایک مستقل آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فصل کے لیے نازل کی گئی ہے اور یہ کسی سورۃ کا جزو نہیں ہے اور صدر کی حدیثوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کا نزول مکرر ہوا ہے۔ (ایک مرتبہ سورۂ نمل: ۳۰ میں "اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" ہے اور دوسری بار سورتوں کے فصل کے لیے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کا نزول ہوا ہے؛ اس لیے بھی اس کی عظمت اور فضیلت معلوم ہوتی ہے جس طرح ایک روایت میں ہے کہ سورۂ فاتحہ بھی دو مرتبہ نازل ہوئی جو اس کی عظمت اور بزرگی پر دلالت کرتی

ہے۔

۲۶۸۰ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ سُوْرَۃً مِّنَ الْقُرْاٰنِ ثَلَاثُوْنَ اٰیَۃً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَلَہٗ وَھِیَ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَّرَوَاہُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَابْنُ حَبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَالْحَاکِمُ فِیْ مُسْتَدْرَکِہٖ وَصَحَّحَہٗ وَرَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کی ایک سورۃ ہے جس کی ۳۰ آیتیں ہیں۔ اس سورۃ نے ایک آدمی کی (جو اس کی پابندی کے ساتھ تلاوت کرتا تھا) سفارش کی۔ یہاں تک کہ اس کے گناہ بخش دیے گئے۔ اور یہ سورۃ ''تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ'' ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور امام احمد نے بھی اس کی روایت اپنی مسند میں کی ہے۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور طبرانی نے اس کی روایت کبیر میں سند صحیح کے ساتھ کی ہے۔

ف: واضح ہو بنایہ میں لکھا ہے کہ اس سورۃ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ میں تیس آیتیں ہیں جس میں ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کا شمار نہیں ہے اور یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کو شامل کیے بغیر اس سورت کی تیس آیتیں ہیں۔ اس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کسی سورت کا جزو نہیں ہے۔

۲۶۸۱ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ قُلْتُ لَہٗ اَلَمْ تَقُلْ لَاُعَلِّمَنَّکَ سُوْرَۃً ھِیَ اَعْظَمُ سُوْرَۃٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ھِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت ابو سعید بن المعلی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے (جس کے آخر میں اس طرح مذکور ہے کہ وہ فرماتے ہیں) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ میں تم کو قرآن کی سب سے بڑھ کر عظمت والی سورۃ سکھلاؤں گا' یہ سن کر حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ہاں! وہ سورۃ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہے۔ یعنی سورۃ فاتحہ ہے اور یہی سبع مثانی ہے اور یہی قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کی گئی ہے۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ وہ عظمت والی سورۃ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہے' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' سورۃ فاتحہ کا جزء نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضور انور ﷺ نے سورۃ فاتحہ کو ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' سے شروع فرمایا ہے۔ یہ تعلیق اعلاء السنن میں مذکور ہے۔

اس حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ یہ سورۃ سبع مثانی ہے سورۃ فاتحہ سات آیتوں والی سورۃ ہے جو سب کے نزدیک مسلم ہے اور ان سات آیتوں میں ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' شامل نہیں ہے' ورنہ پھر اس کی آیتیں آٹھ ہو جائیں گی۔ یہ بنایہ میں مذکور ہے۔

۲۶۸۲ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے (کہ جس میں اس طرح مذکور ہے' وہ فرماتے ہیں) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے صلوٰۃ یعنی سورۃ فاتحہ کو اپنے اور بندے کے درمیان دو حصوں میں برابر تقسیم کر دیا ہے' اس کے ذریعہ سے میرا بندہ مجھ

الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَمِدَنِىْ عَبْدِىْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ اَثْنٰى عَلَىَّ عَبْدِىْ فَاِذَا قَالَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قَالَ مَجَّدَنِىْ عَبْدِىْ وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ اِلَىَّ عَبْدِىْ فَاِذَا قَالَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قَالَ هٰذَا بَيْنِىْ وَبَيْنَ عَبْدِىْ وَلِعَبْدِىْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِىْ وَلِعَبْدِىْ مَا سَاَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

سے جو مانگے گا۔ میں اس کو دوں گا۔ جب بندہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری تعریف کی پھر جب بندہ "الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ نے میری ثناء بیان کی اور جب بندہ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بات میرے اور میرے بندہ کے درمیان ہے (کہ اس آیت میں اللہ اور بندہ کے بارے میں مشترکہ مضمون ہے) اور بندہ مجھ سے جو مانگے گا میں اسے دوں گا۔ پس جب بندہ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندہ کی دعا ہے اور بندہ نے یہ جو سوال کیا ہے میں اسے ضرور دوں گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱؎ جیسا کہ امام نووی نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے اور یہ دلیل بیان کی ہے کہ یہاں صلوٰۃ سے سورۂ فاتحہ مراد ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ حج نام ہے عرفہ کا۔

ف: واضح ہو کہ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ صدر کی یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سورۂ فاتحہ کا جز نہیں ہے اور اس بارے میں اس سے زیادہ واضح کوئی حدیث مجھے نہیں ملی جو نص صریح کا حکم رکھتی ہو اور جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ اس حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے دو برابر حصوں میں سورۂ فاتحہ کی تقسیم فرمائی ہے اور سورۂ فاتحہ کی ابتداء "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" سے کی ہے۔ اور اگر "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سورۂ فاتحہ کا جز ہوتا تو سورۂ فاتحہ کی ابتداء "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سے کی جاتی۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سورۂ فاتحہ کا جز نہ ہونے پر دوسری دلیل میں یہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" کی آیت کو درمیانی قرار دی ہے اور ابتدائی تین آیتیں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں ہیں اور آخری تین آیتیں "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" سے اخیر تک بندہ کی اِستدعا میں ہیں۔ اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کو سورۂ فاتحہ کا جز و نہ قرار دیا جائے ورنہ حدیث قدسی کی مذکورہ تقسیم باطل ہو جائے گی کیونکہ اس صورت میں سورۂ فاتحہ کی آیتیں آٹھ ہو جائیں گی۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسری دلیل یہ بیان فرمائی ہے کہ ابوداؤد اور نسائی نے بھی دو صحیح سندوں کے ساتھ اسی طرح یہ حدیث روایت کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "هؤلاء لعبدی" یعنی یہ آخری تین آیتیں "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" سے اخیر تک بندہ کی اِستدعا میں ہیں اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب کہ جو تین سے کم کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا اور اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کی تقسیم حدیث قدسی کے لحاظ سے سات آیتوں پر اس طرح ہوگی کہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" سے "يَوْمِ الدِّيْنِ" تک تین آیتیں "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" درمیانی آیت اور "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" سے "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" تک آخری تین آیتیں اس طرح جملہ سات آیتیں پوری ہیں جن میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کی آیت شامل نہیں ہے۔ اور اگر اس کے سوا کوئی اور طرح کی تقسیم کی جائے تو حدیث قدسی کے صریحاً خلاف ہوگی۔

۲۶۸۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے (ایک طویل حدیث مروی

فِیْ حَدِیْثِ الْوَحْیِ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ، اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ اَلْحَدِیْثُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

ہے جو) وحی کی ابتدا کے بارے میں ہے' اس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے) کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے لپٹا کر دبوچا اور پھر چھوڑ دیا اور کہا: "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ٥ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ٥ اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ٥ اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ٥ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ" پڑھیے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ نے پوری حدیث بیان فرمائی ہے اور اس حدیث کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" سورۂ فاتحہ کی طرح کسی اور سورۃ کا جزو نہیں ہے' ورنہ حضرت جبریل علیہ السلام اس سورت کو "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ" سے شروع نہیں کرتے بلکہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" سے شروع کرتے۔

٢٦٨٤ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّہٗ مَرَّ عَلٰی قَاصٍ یَقْرَأُ ثُمَّ یَسْاَلُ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَلْیَسْاَلِ اللّٰہَ بِہٖ فَاِنَّہٗ سَیَجِیْءُ اَقْوَامٌ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ یَسْاَلُوْنَ بِہِ النَّاسَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک قاری کے پاس سے گزرے جو قرآن پڑھ رہا تھا اور (قرآن پڑھنے کے بعد لوگوں سے) مانگ رہا تھا' یہ دیکھ آپ نے (ناراضگی کے اظہار کے لیے) "انا للّٰہ وانا الیہ رجعون" پڑھا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو قرآن کو پڑھے' اس کو چاہیے کہ قرآن کو وسیلہ بنا کر اللہ سے مانگے کیونکہ عنقریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھ پڑھ کر لوگوں سے مانگیں گے۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

ف: بحر رائق میں لکھا ہے کہ علماء نے ایسے شخص کو خیرات دینا مکروہ قرار دیا ہے جو بازاروں میں قرآن پڑھ کر لوگوں سے بھیک مانگے تا کہ اس کی تنبیہ ہو اور وہ اس کا اعادہ نہ کرے۔

٢٦٨٥ - وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ یَتَاَکَّلُ بِہِ النَّاسَ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَوَجْہُہٗ عَظْمٌ لَیْسَ عَلَیْہِ لَحْمٌ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو قرآن اس لیے پڑھتا ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کا مال کھائے تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا (ہڈی ہی ہڈی ہوگی اور وہ بڑا رسوا ہوگا) اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الدَّعْوَاتِ

دعاؤں کی فضیلت اور اس کے استحباب کا بیان

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. (البقرہ:۱۸۶) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ (کنز الایمان)

ف: دعا عرض حاجت ہے اور اجابت یہ ہے کہ پروردگار اپنے بندے کی دعا پر لبیك عبدی فرماتا ہے۔ مراد عطا فرمانا دوسری چیز ہے۔ وہ بھی اس کے کرم سے کبھی فی الفور حاصل ہو جاتی ہے کبھی بمقتضائے حکمت کسی تاخیر سے، کبھی بندے کی حاجت دنیا میں روا فرمائی جاتی ہے، کبھی آخرت میں، کبھی بندے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے وہ عطا کی جاتی ہے، کبھی بندہ محبوب ہوتا ہے اس لیے اس کی حاجت روائی میں دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصہ تک دعا میں مشغول رہے، کبھی دعا کرنے والے میں صدق و اخلاص وغیرہ شرائط قبول نہیں ہوتے، اسی لیے اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقبول بندوں سے دعا کرائی جاتی ہے۔

مسئلہ: ناجائز امر کی دعا کرنا جائز نہیں، دعا کے آداب میں سے ہے کہ حضور قلب کے ساتھ قبول کا یقین رکھتے ہوئے دعا کرے اور شکایت نہ کرے کہ میری دعا قبول نہ ہوئی۔ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ نماز کے بعد حمد و ثناء اور درود شریف پڑھے، پھر دعا کرے۔ (تفسیر خزائن العرفان از مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی)

وَقَوْلُهٗ اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ. (المؤمن:٦٠) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور تمہارے ربّ نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ (کنز الایمان)

ف: اللہ تعالیٰ بندوں کی دعائیں اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے اور ان کے قبول کے لیے چند شرطیں ہیں۔ ایک دعا میں اخلاص ہو۔ دوسرا دعا کرتے وقت قلب غیر کی طرف مشغول نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ وہ دعا کسی امر ممنوع پر مشتمل نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین رکھتا ہو۔ پانچویں یہ کہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی قبول نہ ہوئی۔ جب ان شرطوں سے دعا کی جاتی ہے تو قبول ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو اس کی مراد دنیا میں ہی اس کو جلد دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ ہوتی ہے۔ یا اس سے اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے۔ آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور قرآن کریم میں دعا بمعنی عبادت بہت جگہ وارد ہوا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ''الدعاء هو العبادة'' (ابوداؤد و ترمذی) اس تقریر پر آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ تم میری عبادت کرو، میں تمہیں ثواب دوں گا۔ (تفسیر خزائن العرفان، زیر آیت)

صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمام علماء اور اہل فتویٰ کا ہر زمانہ میں ہر مقام پر اس بات پر اجماع رہا ہے کہ دعا کرنا مستحب ہے اور قرآن و حدیث اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات اس کی دلیل ہیں۔

صدر کی دونوں آیتوں میں ارشاد ہے کہ جب بندہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ بندہ کی دعا قبول فرماتا ہے' دعا کی قبولیت سے مراد یہ ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لبیک عبدی" اے بندے! میں نے تیری دعا سن لی ہے۔ اور یہ بات ہر بندۂ مومن کے لیے حاصل ہے جب بھی وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے لیکن مقبولیت دعا کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہر دعا اِس وقت قبول ہو اور اسی کی خواہش کے مطابق ہی پوری ہو جائے' اس لیے کہ بعض اوقات بعض دعا بندہ کے لیے مفید نہیں ہوتی۔ اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ قبولیت دعا کے لیے جو شرائط ہیں وہ پورے نہیں ہوتے اور یا پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے پکارنے کو پسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ دعا کرتا رہے۔ چنانچہ حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا' خداوندا! میں نے کتنی ہی بار آپ کو پکارا لیکن آپ نے میری پکار نہیں سنی اور میری مراد پوری نہیں ہوئی۔ تو اللہ عزوجل نے فرمایا: اے یحییٰ! میں چاہتا ہوں کہ تمہاری پکار کو بار بار سنتا رہوں۔ بہر حال! دعا کی قبولیت کی کئی صورتیں ہیں یا تو بعینہ دعا قبول کرلی جاتی ہے یا اگر وہ دعا بندہ کے لیے مفید نہیں ہوتی تو اس کے معاوضہ میں کوئی دنیوی آفت دُور کردی جاتی ہے یا اُن کو آخرت میں اس کی دعا کے معاوضہ میں اِس کے درجات بلند کیے جاتے ہیں جیسا کہ احادیث صحیحہ میں اس کی صراحت مذکور ہے۔ (یہ مضمون تفسیرات احمدیہ سے ماخوذ ہے)۔

٢٦٨٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهٗ وَاِنِّیْ اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِیْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَهِیَ نَائِلَةٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِیْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّلِلْبُخَارِیِّ اَقْصَرُ مِنْهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (سنت الٰہی ہے کہ) ہر نبی کو (اس کی اُمت کی بھلائی یا مخالفین کی بربادی کے لیے) ایک حق دعا کا دیا گیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہر نبی نے دنیا ہی میں اپنی اس دعا کے کرنے میں جلدی کی[1] (اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی رہی)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اِس مقبول دعا کے حق کو قیامت میں اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے چھپائے (محفوظ) رکھا ہے' ان شاء اللہ میری یہ شفاعت میرے ہر اُمتی کو نصیب ہوگی۔ جو ایمان پر اِس حالت میں وفات پائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری نے مختصر الفاظ میں اِس کی روایت کی ہے۔

[1] جیسا کہ حضرت نوح اور حضرت صالح علیہما السلام نے اپنی اپنی نافرمان اُمت کے لیے بددعا کی تو ایک کو طوفان کے ذریعہ اور دوسری کو صیحہ یعنی چیخ کے ذریعہ ہلاک کردیا گیا۔

ف: واضح رہے کہ اس حدیث میں ارشاد ہے اُمت کی بخشش کی جبکہ وہ ایمان پر وفات پائیں۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت پر بڑی شفقت تھی کہ اپنی مقبول اور خاص دعا کو آپ نے اپنی امت کی شفاعت کے لیے اُٹھا رکھی اور مخالفین کی بربادی کے لیے استعمال نہیں فرمائی' قربان اِس نبی رحیم وکریم پر۔ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وبارك وسلم

٢٦٨٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِيْهِ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَیُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اٰذَيْتُهٗ شتمتهٗ لعنتهٗ جلدتُّهٗ فَاجْعَلْهَا لَهُمْ صَلٰوةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اے اللہ! آپ سے میری ایک درخواست ہے کہ اگر مجھ سے بہ تقاضائے بشریت کسی مومن کو کوئی تکلیف پہنچی ہو کہ میں نے اس کو برا کہا ہو یا لعنت کی ہو یا مارا ہو تو اس مومن کے حق میں رحمت (اور

وَّزَکٰوۃً وَّقُرْبَۃً تَقَرَّبُہٗ بِھَا اِلَیْکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ گناہوں سے) پاکی کا سبب اور قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنا دیجیے۔
مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ. اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ل آپ کی شانِ کریمی سے مجھے امید ہے کہ آپ اس بارے میں مجھے ہرگز نا اُمید نہیں کریں گے یعنی میری درخواست کو ضرور قبول فرمائیں گے کہ میں تو ایک بشر ہوں۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ صدر کی اِس حدیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اگر کسی مسلمان نے اپنے بھائی کے لیے بددعا کی ہو تو وہ اِس کے لیے نیک دعا کردے تاکہ اس بددعا کی تلافی ہو جائے۔

۲۶۸۸ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ اِرْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ اَرْزُقْنِیْ اِنْ شِئْتَ وَلْیَعْزِمْ مَسْئَلَتَہٗ اَنَّہٗ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَلَا مُکْرِہَ لَہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ! اگر آپ چاہیں تو مجھے بخش دیجیے! اگر آپ چاہیں تو مجھ پر رحم فرمائیے۔ اگر آپ چاہیں تو مجھے روزی دیجیے، چونکہ یہ شک کے کلمات ہیں، اس لیے ان الفاظ سے دعا نہ کرے بلکہ عزم بالجزم یعنی پختہ ارادہ کے ساتھ (اللہ تعالیٰ سے اپنے مقاصد کو) طلب کرے (اور ان کی قبولیت پر یقین رکھے) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اُن پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں۔ل
اِس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ل وہ جو کرتے ہیں کہ اپنی خوشی اور مرضی سے ہی کرتے ہیں۔ دعا کرتے وقت شک کے الفاظ کو استعمال کرنا بے پرواہی کو ظاہر کرتا ہے۔ غلام کو تو یہ چاہیے کہ اپنے آقا سے گڑگڑا کر مانگے۔

۲۶۸۹ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ وَلٰکِنْ لِیَعْزِمْ وَلْیُعَظِّمِ الرَّغْبَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَتَعَاظَمُہٗ شَیْءٌ اَعْطَاہُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ! اگر آپ چاہیں تو مجھے بخش دیجیے، بلکہ یقین کے ساتھ دعا کرے اور پوری رغبت اور زاری کے ساتھ دعا کرے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی چیز کا دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے، جبکہ وہ دینا چاہیں۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۶۹۰ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْعُوا اللّٰہَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاہٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنی دعا کی مقبولیت کا یقین رکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو۔ (اللہ تعالیٰ تمہاری دعا ضرور قبول فرمائیں گے) اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ ایسی دعا کو قبول نہیں فرماتے ہیں جو (بغیر اخلاص) کے غفلت والے دل اور بے پروائی کے ساتھ کی جائے (کہ جس میں دلجمعی نہ ہو)۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: فتاویٰ عالمگیریہ میں فتاویٰ قاضی خاں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ دعا کرتے وقت رقت اور دلجمعی پیدا کرے تو بھی افضل ہے اور دعا کرنے کو ترک نہ کرے بلکہ دعا کرتا رہے۔ مرقات میں ہے کہ دعا کے لیے اُن اوقات اور اُن مقامات کو تلاش کرنا چاہیے جن میں مقبولیت دعا کے مواقع مہیا رہتے ہیں۔

٢٦٩١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحْمٍ مَّالَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ قَالَ يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ يُسْتَجَابُ لِيْ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ بندہ کی دعا ہمیشہ قبول کی جاتی ہے۔ بشرطیکہ وہ کسی گناہ کے یا رشتہ توڑنے کی دعا نہ کرے[1] اور دعا کے قبول کرنے میں جلد بازی نہ کرے' عرض کیا گیا' یارسول اللہ! دعا میں جلد بازی کیا ہے تو حضور انور ﷺ نے ارشادفرمایا (دعا میں جلد بازی یہ ہے کہ دعا کرنے والا) یہ کہے کہ میں نے بار بار دعا کی مگر قبول نہیں ہوئی اور مایوس ہو کر بیٹھ جائے اور دعا کرنا چھوڑ دے۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] مثلاً یوں کہے کہ اے اللہ! میرے اور میرے باپ میں جدائی ڈال دے۔

٢٦٩٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُّسْاَلُ فِيْهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ بددعا نہ کیا کرو' نہ اپنی جانوں کے لیے' نہ اپنی اولاد کے لیے اور نہ اپنے اموال کے لیے' کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ تمہاری یہ بددعا ایسے وقت میں ہو جائے کہ جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعا قبول کرتے ہیں (اگر تمہاری بددعا اُس وقت واقع ہو تو) یہ بھی قبول کرلی جائے گی۔[1] اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] اس سے معلوم ہوا کہ بعض نادان غصہ اور مصیبت کے وقت جو بددعا کرتے ہیں وہ درست نہیں ہے' اس لیے کہ اس سے خود ان کو پریشانی لاحق ہوتی ہے۔

٢٦٩٣ - وَعَنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشادفرماتے ہیں: دعا ہی اصل عبادت ہے' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ'' تمہارے پروردگار نے مجھ سے فرمایا ہے کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اِس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا مامور بہ ہے' اللہ تعالیٰ نے بندہ کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور جس چیز کا حکم دیا جاتا ہے' اس کا بجالانا عبادت ہے' لہٰذا دعا عبادت ٹھہری۔

٢٦٩٤ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ دعا عبادت کا مغز اور خلاصہ ہے۔[1] اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

[1] اِس لیے کہ عبادت کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے آگے ذلت اور زاری کا اظہار ہے اور یہ دعا میں بدرجہ اَتم حاصل ہے' اِسی لیے دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔

٢٦٩٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ (اذکار میں) اللہ تعالیٰ کے پاس دعا سے بڑھ کر

عَلَی اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

کوئی چیز افضل نہیں ہے۔ (ترمذی اور ابن ماجہ)

٢٦٩٦ - وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (قضاء معلق) کو کوئی چیز بجز دعا کے نہیں بدل سکتی اور بجز نیکی کے عمر کو کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٦٩٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں دعا ایسی بلاء (کے دفع کرنے) میں نفع بخش ہے جو نازل ہوئی ہو اور ایسی مصیبت کے (دفع کرنے میں بھی) فائدہ مند ہے جو ابھی نازل نہیں ہوئی ہو پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اُوپر لازم کر لو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام احمد نے اس کی روایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ قضاء کی دو قسمیں ہیں: ایک معلق اور دوسرے محکم۔ قضاء معلق یہ ہے کہ کسی چیز سے مشروط ہوتی ہے مثلاً لوح محفوظ میں اسی طرح لکھا ہوا ہوتا ہے کہ اگر فلاں شخص حج نہ کرے یا جہاد نہ کرے تو اس کی عمر چالیس برس ہوگی اور اگر حج یا جہاد کرے تو اس کی عمر ساٹھ برس کی ہوگی۔ تو ایسی قضاء تو دعا سے بدل جاتی ہے اور مصیبت ٹل جاتی ہے۔ قضا کی دوسری قسم قضاء مبرم ہے اور یہ ایسی قضاء ہے جو بدلتی نہ ہو لیکن دعا سے صبر اور اطمینان حاصل ہوتا ہے اور مصیبت گراں نہیں معلوم ہوتی' بلکہ مصیبت اور بلاء میں ایسی لذت حاصل کرتے ہیں جیسے اہل دنیا ہی نعمتوں سے لطف حاصل کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں انسان کو اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ کون سی قضاء معلق ہے اور کون سی مبرم' اس لیے اس کو ہر حالت میں دعا کرتے رہنا چاہیے۔

٢٦٩٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُوْ بِدُعَاءٍ إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ مَا سَأَلَ أَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهُ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو وہ چیز دے دیتے ہیں جس کو وہ مانگتا ہے۔[1] یا پھر وہ چیز اس کے مقدر میں نہیں ہے یا اس میں اس کی بھلائی نہیں ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس سے اس کے کسی رنج یا بلاء کو دُور کر دیتا ہے۔[2] بشرطیکہ وہ کسی گناہ یا رشتہ کے توڑنے کی دعا نہ کرے۔ اس کی روایت ترمذی کی ہے۔

[1] اگر وہ اس کے مقدر میں ہے یا اس میں کوئی بھلائی ہے۔

[2] جس سے اس کو اتنی ہی اور خوشی حاصل ہو جاتی ہے جو اس کے دعا کے قبول ہونے پر حاصل ہو سکتی تھی۔

٢٦٩٩ - وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيْهَا إِثْمٌ وَلَا قَطِيْعَةُ رَحِمٍ إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا إِحْدٰى ثَلَاثٍ إِمَّا أَنْ يُعَجِّلَ لَهُ دَعْوَتَهُ وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَإِمَّا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان کوئی دعا کرے اور اس دعا میں کسی گناہ یا رشتہ توڑنے کی طلب نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس دعا کے بدلہ میں ان تینوں چیزوں میں سے کوئی ایک چیز عطا کر دیتے ہیں! تو اس کی دعا کو قبول فرما کر اسی دنیا میں اس کے مقصد کی تکمیل فرما دیتے ہیں یا پھر اس کے بدلہ میں اس کے

اَنْ یُّصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا فَالُوْا اِذًا نُّکْثِرُ قَالَ اللّٰهُ اَکْثَرُ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

کسی ایسے رنج یا بلا کو دُور کر دیتے ہیں۔ یہ سن کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۲ پھر تو ہم کثرت سے دعا کریں گے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (تم جتنی دعائیں کرو گے) اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ دینے والا پاؤ گے۔۳ اِس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۱ جس سے اُس کو اتنی ہی راحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے جو اُس کی دعا قبول ہونے پر ہو سکتی تھی۔

۲ یارسول اللہ! جب دعا سے اتنے بڑے فوائد ہیں تو اور دعا کرنے والا ہر حیثیت میں بامراد رہتا ہے۔

۳ اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے ختم نہیں ہوتے اور اس کی دین کا کوئی ٹھکانہ نہیں! اور تم زیادہ سے زیادہ مانگ کر اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

۲۷۰۰ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّسْئَلَ وَاَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو (اس لیے کہ وہ بڑا کریم منعم وہاب اور غنی ہے) اور اللہ تعالیٰ اِس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور بہترین عبادت یہ ہے کہ (بلاء اور مصیبت کی غیروں سے شکایت کیے بغیر اللہ تعالیٰ سے) بلاء کے دفع ہونے کا انتظار کیا جائے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۷۰۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَسْاَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال اور دعا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض ہو جاتا ہے۔۱ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱ اس لیے کہ سوال اور دعا کا چھوڑ دینا تکبر اور استغناء ہے جو کہ بندگی کے منافی ہے۔

۲۷۰۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فُتِحَ لَهٗ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا يَّعْنِیْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يُّسْئَلَ الْعَافِيَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھل جائے (یعنی اس کو دعا کی توفیق ملے) تو گویا اِس کے لیے رحمت کے کئی دروازے کھل جاتے ہیں۔۱ اور عافیت (ایمان کی سلامتی اور دنیا کی بھلائی) کا مانگنا اللہ تعالیٰ کے پاس تمام سوالوں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱ کہ کبھی تو بعینہٖ اس کا مقصد دنیا ہی میں پورا ہو جاتا ہے یا اس کے بدلے میں دنیا کی کوئی مصیبت دفع ہو جاتی ہے یا پھر اس کے لیے دعا ذخیرۂ آخرت بنا دی جاتی ہے۔

۲۷۰۳ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِی الرَّخَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ مصیبتوں کے وقت اللہ تعالیٰ اِس کی دعا قبول فرمائے تو اس کو چاہیے کہ فراخی اور خوش حالی میں کثرت سے دعا کیا کرے، اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۷۰۴ - وَعَنْ مَّالِكِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ

حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے کہ رسول اللہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْاَلُوْهُ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْاَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا.

ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال اور دعا کرو تو اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کیا کرو (اس طرح کہ ہتھیلیوں کا رُخ آسمان کی طرف ہو جائے) اور ہتھیلیوں کا ظاہر آسمان کی طرف رکھ کر سوال نہ کرو۔

ف: فتاویٰ عالمگیریہ میں مجموعۃ الفتاویٰ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعا کی چار قسمیں ہیں:

(۱) دعائے رغبت (۲) دعائے رہبت (۳) دعائے تضرع (۴) دعائے خفیہ۔

(۱) دعائے رغبت: بندہ کے اپنے حصولِ مقاصد کے لیے عموماً جو دعا کی جاتی ہے اس کو دعائے رغبت کہتے ہیں۔ اس دعا کے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دعا کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی طرف کیا جائے' جیسا کہ صدر کی حدیث میں مذکور ہے اور افضل یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیوں کو پھیلا کر اس طرح رکھیں کہ آپس میں مل نہ جائیں اور ان دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رہے اور دونوں ہاتھ سینہ کے مقابل رہیں۔

(۲) دعائے رہبت: یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے کسی شر اور بلاء کے دفع کرنے کے لیے استغاثہ کرے۔ اس دعا کے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس طرح انسان دشمن سے بچنے کے لیے اپنے ہاتھوں کی پیٹھ کو' اپنے چہرہ کی طرف کر لیتا ہے' اسی طرح دعا کرنے والا بھی اپنی ہتھیلیوں کو اُلٹ کر اُن کا رخ زمین کی طرف کرے۔ اس طرح کہ اُن کی پیٹھ آسمان کی طرف ہو۔

(۳) دعائے تضرع: الحاح اور زاری کی دعا ہے۔ اس دعا کے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دعا کرنے والا اپنے سیدھے ہاتھ کی شہادت کی اُنگلی آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دعا کرے۔ اس طرح کہ خنصر اور بنصر یعنی سیدھے ہاتھ کی آخری چھوٹی اُنگلی اور اس کے بعد والی اُنگلی کو بند کرے اور انگوٹھے اور تیسری اُنگلی سے حلقہ بنائے رکھے۔

(۴) دعاء خفیہ: یہ وہ پوشیدہ دعا ہے جس کو بندہ اپنے ربّ سے دل ہی دل میں کر لیتا ہے۔

۲۷۰۵ - وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَلُوا اللّٰهَ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْاَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے (ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی طرف رکھ کر) ہاتھوں کو پھیلا رکھ کر دعا کیا کرو اور (ہتھیلیوں کی پیٹھ آسمان کی طرف رکھ کر) دعا نہ کیا کرو اور دعا سے فارغ ہو کر ہتھیلیوں کو اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۷۰٦ - وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّكُمْ حَیِیٌّ كَرِیْمٌ یَّسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْهِ اِلَیْهِ اَنْ یَّرُدَّهُمَا صِفْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْكَبِیْرِ.

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارا پروردگار بڑا حیاء والا اور کریم ہے یعنی بغیر مانگے دینے والا ہے' وہ اپنے بندہ سے شرماتا ہے جبکہ اس کو خالی ہاتھ واپس کرے جبکہ بندہ (دعا میں) اپنے ہاتھوں کو اس کی طرف اُٹھاتا ہے۔[1] اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت دعوات کبیر میں کی ہے۔

[1] اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی دعا خالی نہیں ہوتی یا تو دنیا میں قبول ہو جاتی ہے یا آخرت میں اس کا بدلہ ملے گا۔

۲۷۰۷ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

استسقاء کے موقع پر اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا اونچا کرتے تھے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔ اس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

۲۷۰۸ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يَجْعَلُ اِصْبَعَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ وَيَدْعُوْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (استسقاء کے موقع پر) دعا کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے دونوں شانوں کے برابر اُٹھا کر پھیلاتے تھے۔ اس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

ف: صدر کی دو حدیثوں میں جو بیہقی سے مروی ہیں کہ ایک میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت اپنے ہاتھوں کو اس قدر اونچا کرتے تھے کہ آپ کے بغل کی سفیدی نظر آتی تھی اور دوسری حدیث میں اس طرح مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنے شانے کے برابر اٹھاتے تھے اور ایک روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت ہاتھوں کو سینہ تک اٹھاتے تھے اور اس سے زائد بلند نہیں فرماتے تھے' واضح ہو کہ دعا کے وقت ہاتھ اُٹھانے کے بارے میں جو دو صورتیں حدیثوں میں وارد ہیں' اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ عموماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت ہاتھوں کو سینہ کے برابر اُٹھاتے تھے۔ دوسری صورت ہاتھوں کو شانے کے برابر اُٹھانا یہ استسقاء اور مصائب کے وقت دعا کے موقع پر ہوا کرتا تھا۔ اس طرح دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہ رہا۔

(یہ مرقات سے ماخوذ ہے)

۲۷۰۹ - وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَلْمَسْئَلَةُ اَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ اَوْ نَحْوَهُمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ اَنْ تُشِيْرَ بِاِصْبَعٍ وَّاحِدَةٍ وَّالْاِبْتِهَالُ اَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيْعًا وَّفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ وَالْاِبْتِهَالُ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَجَعَلَ ظُهُوْرَهُمَا مِمَّا يَلِيْ وَجْهَهٗ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ (استسقاء کے موقع پر) دعا کرنے کا ادب یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے شانوں کے برابر یا ان کے قریب قریب اٹھاؤ اور استغفار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم شہادت کی انگلی اُٹھا کر اشارہ کرتے ہوئے استغفار کرو اور دعا میں عاجزی (اور مبالغہ) کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم دونوں ہاتھوں کو ایک ساتھ پھیلا کر دعا مانگو۔ اور ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ آپ نے ابتہال یعنی تضرع اور زاری کی دعا کرنے کا طریقہ یہ بتلایا کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طرح پھیلایا کہ ہاتھوں کی پشت چہرے کی طرف تھی (اور ہتھیلیاں نیچے کی طرف)۔

ف: واضح ہو کہ عالمگیریہ کے باب الاستفتاء میں لکھا ہے کہ دعا کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا آسمان کی طرف بہتر ہے اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ اپنی شہادت کی انگلی سے بھی اشارہ کر دیا تو یہ بھی بہتر ہے اور لوگ بھی دعا میں اپنے ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے ہیں' اس لیے کہ دعا میں دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر پھیلانا سنت ہے' جیسا کہ مضمرات میں مذکور ہے۔

۲۷۱۰ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّ رَفْعَكُمْ اَيْدِيَكُمْ بِدْعَةٌ مَّا زَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا يَعْنِيْ اِلَى الصَّدْرِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرمایا کرتے تھے کہ تمہارا دعاؤں میں عام طور پر ہاتھوں کا بہت اونچا کرنا بدعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے وقت ہاتھوں کو سینہ سے زیادہ اونچا نہیں کرتے تھے (ہاتھوں کو سینہ کے مقابل رکھ کر دعا کرتے تھے)۔ اِس حدیث کی روایت امام احمد نے

کی ہے۔

۲۷۱۱ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ دعا کرتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے ہاتھ اُٹھاتے تو ان کو اپنے چہرے پر ملے بغیر نہیں چھوڑتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۷۱۲ - وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَعَا رَفَعَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت سائب بن یزید اپنے والد حضرت یزید سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر دعا کرتے (اور دعا کے بعد) اپنے ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

ف: صاحب مرقات رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ہاتھوں کو چہرے پر اس لیے پھیرتے تھے کہ دعا کرتے وقت ہتھیلیاں آسمان کی طرف رہتی ہیں اور آسمان دعاؤں کا قبلہ ہے اور دعا مانگتے وقت برکات سماویہ اور انوار الٰہیہ ہاتھوں پر نازل ہوتے ہیں اور دعا سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرنے سے اس کی برکت حاصل ہو جاتی ہے۔ علامہ جزری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حصن حصین میں آداب دعا میں یہ بھی لکھا ہے کہ دعا کرتے وقت آسمان کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے اور یہ کہ دعا سے فارغ ہونے کے بعد دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر پھیر لینا چاہیے۔ علامہ ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ دعا سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرنے میں حکمت یہ ہے کہ دعا کی قبولیت پر یقین کرتے ہوئے بہ طور نیک فالی اللہ تعالیٰ کے انعام وعطیہ کو قبول کرنے کا اظہار ہے۔ اور امام جزری نے اس حدیث کی سند ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ سے بیان کی ہے۔ اور حاکم نے بھی مستدرک میں بیان کی ہے۔ (یہ پورا مضمون مرقات سے ماخوذ ہے)

۲۷۱۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی دعاؤں کو پسند کرتے تھے جو جامع ہوں اور جو جامع نہ ہوں اُن کو چھوڑ کر دیتے تھے[۱]۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[۱] جامع دعائیں وہ ہیں جن کے الفاظ کم ہوں اور معنی زیادہ ہوں اور جو نیک مقاصد اور دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی پر مشتمل ہوں جیسے: "ربنا اتنا" اِلٰی اخر الآیۃ۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دعائیں جامع نہ ہوتیں ان کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس بارے میں مشکوٰۃ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعض حالات میں خصوصی دعائیں مانگنا بھی ثابت ہے۔

۲۷۱٤ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِهٖ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ اٰمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان کی دعا اپنے مسلمان بھائی (کی بھلائی یا دفع شر کے لیے) اس کے غیاب (غیر موجودگی) میں دعا کرنے والے کے سر کے پاس ایک فرشتہ (اللہ تعالیٰ) کی جانب سے مقرر کیا جاتا ہے اور جب بھی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی بھلائی کے لیے (غیاب میں) (دعائے خیر) کرتا ہے تو وہ فرشتہ آمین کہتا جاتا ہے اور دعا کرنے والے کے لیے کہتا ہے)

کہ تمہیں بھی یہی بھلائی نصیب ہو۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف سے ارشاد ہوا کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان بھائی کے لیے غیاب میں دعا کرنا اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو مقرر کر دیتے ہیں جو دعا کرنے والے کے لیے دعا کرتا رہتا ہے۔

٢٧١٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَاءِ اِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِّغَائِبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ بہت جلد قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو ایک غائب دوسرے غائب کے لیے کرے (اس لیے کہ اس میں خلوص ہوتا ہے)۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

٢٧١٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰى يَنْتَصِرَ وَدَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتّٰى يَصْدُرَ وَدَعْوَةُ الْمُجَاهِدِ حَتّٰى يَقْعُدَ وَدَعْوَةُ الْمَرِيْضِ حَتّٰى يَبْرَأَ وَدَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ثُمَّ قَالَ وَاَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعَوَاتِ اِجَابَةً دَعْوَةُ الْاَخِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ دعائیں ایسی ہیں جو یقیناً قبول کی جاتی ہیں (۱) مظلوم کی دعا جب تک کہ وہ ظالم سے انصاف نہ پالے (۲) حاجی کی دعا جب تک کہ وہ حج سے واپس نہ ہو جائے (۳) مجاہد کی دعا جب تک کہ وہ جہاد سے فارغ نہ ہو جائے (۴) بیمار کی دعا جب تک کہ وہ (بیماری سے) صحت یاب نہ ہو جائے (یا اس بیماری میں انتقال نہ کر جائے) (۵) ایک مسلمان بھائی کی غائبانہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لیے (یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا: ان (پانچوں) دعاؤں میں جلد قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے غائبانہ کرے۔ اِس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

٢٧١٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَّا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِيْ لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا کہ تین آدمیوں کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں یعنی ضرور قبول ہوتی ہیں۔ایک روزہ دار کی دعا جبکہ وہ افطار کرتا ہے' دوسرے عدل کرنے والے حاکم کی دعا' تیسرے مظلوم کی دعا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ابر سے اُوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری عزت کی قسم! (اے مظلوم) میں ضرور تیری مدد کروں گا (اور تیرے حق کو ضائع نہ ہونے دوں گا)۔اگرچہ اس میں کچھ تاخیر ہو جائے۔اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٧١٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُّسْتَجَابَاتٌ لَّاشَكَّ فِيْهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تین دعائیں ایسی ہیں کہ جن کی قبولیت کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے ایک والد (یا والدہ) کی دعا یا بددعا اولاد کے لیے) دوسرے مسافر کی دعا خواہ اپنے لیے یا غیر کے لیے) تیسرے مظلوم کی دعا (ظالم کے حق میں یا اُس شخص کے لیے جو اس کی مدد کرے)۔اِس کی روایت ترمذی'

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۷۱۹ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِسْتَاْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ فَاَذِنَ لِيْ وَقَالَ اَشْرِكْنَا يَا اُخَيَّ فِيْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسِنَا فَقَالَ كَلِمَةً مَّا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهُ عِنْدَ قَوْلِهِ وَلَا تَنْسِنَا.

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کی اجازت دے دی اور فرمایا کہ اے میرے بھائی! مجھے اپنی دعا میں شامل رکھنا بھول نہ جانا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا) یہ ارشاد (ایسا اعزاز ہے) کہ ساری دنیا کی (نعمتوں) سے بڑھ کر مجھے پسند ہے[1] اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

[1] اس کے بدلہ میں اگر مجھے ساری دنیا کی نعمتیں بھی مل جائیں تو مجھے اتنی مسرت نہ ہوتی جو اس سرفرازی سے مجھے حاصل ہوئی۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صالحین سے دعا طلب کی جانی چاہیے۔ اور دوسرے یہ کہ دعاؤں میں اپنے اقارب اور احباب کو بھی شریک کرنا چاہیے۔ خصوصاً ایسے مقامات متبرکہ میں جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

۲۷۲۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْاَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْاَلَهٗ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ مُرْسَلًا حَتّٰى يَسْاَلَهُ الْمِلْحَ وَحَتّٰى يَسْاَلَهٗ شِسْعَهٗ اِذَا انْقَطَعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (جب تم میں سے کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو وہ) اپنی حاجت اللہ ہی سے طلب کرے (کیونکہ حاجت روا حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہیں) یہاں تک کہ اگر اپنی جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے، اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۷۲۱ - وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَكَرَ اَحَدًا فَدَعَا لَهٗ بَدَاَ بِنَفْسِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ.

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تم میں سے کسی کو یاد فرماتے اور اس کے لیے دعا کرنے کا ارادہ فرماتے تو دعا میں پہلے اپنی ذات مبارک سے شروع فرماتے۔ پھر اس کے لیے دعا فرماتے مثلاً ''اللھم اغفرلی والفلان''۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالتَّقَرُّبِ اِلَيْهِ

اللہ عزوجل کا ذکر اور اس سے قرب حاصل کرنا

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ. (العنکبوت:۴۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ (کنز الایمان)

ف: کہ وہ افضل طاعات ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمھیں نہ بتاؤں وہ عمل جو تمہارے اعمال میں بہتر ہے اور رب تعالیٰ کے نزدیک پاکیزہ تر، نہایت بلند مرتبہ اور تمہارے لیے سونا چاندی دینے سے بہتر اور جہاد میں لڑنے اور مارے جانے سے بہتر۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا، بے شک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ ترمذی ہی کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کن بندوں کا

درجہ افضل ہے۔ فرمایا: بکثرت ذکر کرنے والوں کا' صحابہ کرام نے عرض کیا اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا' فرمایا: اگر وہ اپنی تلوار سے کفار و مشرکین کو یہاں تک مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون میں رنگ جائے۔ جب بھی ذاکرین ہی کا درجہ اس سے بلند ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یاد کرنا بہت بڑا ہے اور ایک قول اس کی تفسیر میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑا ہے' بے حیائی اور بری باتوں سے روکنے اور منع کرنے میں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. (الرعد:۲۸) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: سن لو! اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ (کنز الایمان)

وَقَوْلُهٗ فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ. (البقرہ: ۱۵۲) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تم میری یاد کرو' میں تمہارا چرچا کروں گا۔ (کنز الایمان)

ف: ذکر تین طرح کا ہوتا ہے: (۱) لسانی (۲) قلبی (۳) بالجوارح

(۱) ذکر لسانی تسبیح' تقدیس اور ثناء وغیرہ بیان کرنا ہے۔ خطبہ' توبہ' استغفار اور دعا وغیرہ اس میں داخل ہیں۔

(۲) ذکر قلبی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا یاد کرنا' اس کی عظمت و کبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا' علماء کا استنباط اور مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔

(۳) ذکر بالجوارح یہ ہے کہ اعضاء طاعات الٰہی میں مشغول ہوں جیسے حج کے لیے سفر کرنا' یہ ذکر بالجوارح میں داخل ہے۔ نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے۔ تسبیح و تکبیر و ثناء تو ذکر لسانی ہے اور خضوع و خشوع و اخلاص و ذکر قلبی اور قیام' رکوع اور سجود وغیرہ ذکر بالجوارح ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم طاعت بجا لا کر مجھے یاد کرو۔ میں تمہیں اپنی امداد کے ساتھ یاد کروں گا۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ قرآن و حدیث میں ذکر کے بہت سے فضائل وارد ہیں اور یہ ہر طرح کے ذکر کو شامل ہے۔ ذکر بالجہر کو بھی اور ذکر بالاخفاء کو بھی۔ (خزائن العرفان زیر آیت)

ذکر کی اقسام اور اُس کی فضیلت

اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے جو کتاب الدعوات میں مذکور ہے کہ ذکر دل سے ہوتا ہے اور زبان سے بھی لیکن افضل یہ ہے کہ ذکر دو زبان اور ہر دو سے ہو اور اگر ذکر صرف ایک ہو تو صرف دل سے جو ذکر ہو گا وہ افضل ہو گا۔ یہ امام نووی نے شرح مسلم میں کہا ہے اور امام نووی نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی دو قسمیں ہیں' ایک ذکر قلب اور دوسرے لسان۔ ذکر قلب کی بھی دو قسمیں ہیں اور اس میں افضل ذکر قلبی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی عظمت و جلال و جبروت کے بارے میں تفکر کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے ارضی و سماوی نشانیوں میں غور و تدبر کیا جائے اور اسی کو ذکر خفی کہتے ہیں اور اسی حدیث شریف میں وارد ہے کہ خیر الذکر الخفی ذکر قلبی کی دوسری قسم یہ ہے کہ اوامر و نواہی کے تذکرہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد دل سے ہو۔ ابو یعلیٰ نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اپنی کتاب میں ایک حدیث بیان کی ہے کہ اُم المومنین فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ذکر خفی کی فضیلت جس کو حفظہ یعنی انسان کی حفاظت کرنے والے فرشتے بھی نہیں سنتے ہیں۔ یہ ہے کہ قیامت کے دن ذکر جلی پر ستر گونہ زائد ثواب ملے گا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کو حساب کے لیے جمع فرمائیں گے اور فرشتے ان اعمال کو پیش فرمائیں گے جن کو انہوں نے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ

فرشتوں سے دریافت فرمائیں گے۔ کیا ان کے حق میں کوئی اور چیز تو نہیں رہ گئی۔ فرشتے عرض کریں گے کہ ہم نے ہر اس چیز کو جس کو جانتے ہیں گن گن کر لکھ دیا ہے اور پیش کر دیا۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرمائیں گے۔ اے بندۂ مومن! تیرا ایک نیک عمل میرے پاس ہے جس کو تو نہیں جانتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور وہ نیک عمل ذکر خفی ہے جس کو تو نے دل میں کیا ہے۔ اس حدیث کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے البدور السافرہ فی احوال الآخرۃ میں بیان کیا ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب موطا میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر حال میں مستحسن ہے۔

٢٧٢٢ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسِیْرُ فِیْ طَرِیْقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلٰی جَبَلٍ یُّقَالُ لَهٗ جُمْدَانُ فَقَالَ سِیْرُوْا هٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ مکہ کے راستہ سے گزر رہے تھے اور مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے۔ جب حضور ﷺ جمدان نامی پہاڑی پر سے (جو مدینہ سے ایک رات کی مسافت پر ہے) گزرے (تو صحابہ کرام سے) ارشاد فرمایا: یہ تو جمدان کی پہاڑیاں آ گئی ہیں (مدینہ قریب ہی ہے۔ ذرا تیز چلو) مفردون سبقت لے گئے۔ یعنی وہ لوگ جو جماعت سے آگے مدینہ کی طرف قربت کی وجہ سے نکل گئے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مفردون کون ہیں؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مفردون وہ مرد اور عورتیں ہیں جو اللہ کو بہت یاد کریں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٧٢٣ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْكُرُ مِثْلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اس شخص کی مثال جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے زندہ انسان کی ہے اور اُس شخص کی مثال جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا۔ مردہ انسان کی طرح ہے۔[1] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] جس شخص کے دل میں خدا کی یاد ہوتی ہے۔ وہ بابرکت اور بارونق ہے۔ اور جس میں خدا کی یاد نہیں ہوتی وہ بے برکت اور ویران ہے۔

٢٧٢٤ - وَعَنْ مَّالِكٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ ذَاكِرُ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِیْنَ كَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّیْنَ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِیْنَ كَغُصْنٍ اَخْضَرَ فِیْ شَجَرٍ یَّابِسٍ وَّفِیْ رِوَایَةٍ مِّثْلُ الشَّجَرَةِ الْخَضْرَاءِ فِیْ وَسْطِ الشَّجَرِ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِیْنَ مِثْلُ مِصْبَاحٍ فِیْ بَیْتٍ مُّظْلِمٍ وَّذَاكِرُ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِیْنَ یریه اللّٰهُ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ حَیٌّ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِیْنَ یَغْفِرُ لَهٗ بِعَدَدِ

حضرت مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرنے والوں پر (غافلوں) میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے شخص کی مثال اُس مجاہد کی طرح ہے جو کفار سے تنہا جہاد کر رہا ہو (اور اس کے ساتھی دشمن کے خوف سے) بھاگ رہے ہوں یا اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل لوگوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا اُس سرسبز درخت کی طرح ہے جو سوکھے درختوں کے درمیان ہو یا غافل انسانوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا اس چراغ کے مانند ہے جو تاریک گھر میں ہو اور (رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا) کہ غافل انسانوں میں اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ اس

كُلِّ فَصِيْحٍ وَّاَعْجَمَ وَالْفَصِيْحُ بَنُوْ اٰدَمَ وَالْاَعْجَمُ الْبَهَائِمُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

کی زندگی میں دنیا ہی میں جنت میں اس کے مقام کو دکھا دیتے ہیں اور غافل انسانوں میں اللہ کی یاد کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ اُس کے گناہوں کو بخش دیتے ہیں، اگرچہ اس کے گناہ انسانوں اور جانوروں کی تعداد کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ اِس کی روایت رزین نے کی ہے۔

٢٧٢٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جہاں کہیں کوئی جماعت بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتوں کی وہ جماعت (جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش میں گشت کرتی رہتی ہے) ان کو گھیر لیتی ہے اور اس جماعت کو اللہ کی رحمت ڈھانک لیتی ہے اور انوار الٰہی چھا جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان پر اطمینان قلب نازل ہوتا ہے (اور حضور قلب بھی حاصل ہوتا ہے) اور اللہ تعالیٰ ان ذکر کرنے والوں کا (بھلائی کے ساتھ) اپنے (ملائکہ مقربین اور انبیاء اور مرسلین کی ارواح کے) سامنے (بطور فخر) فرماتے ہیں اور اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٧٢٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندۂ مومن کے گمان اور خیال کے ساتھ ہوں۔[1] اور جب وہ (زبان یا دل سے) میرا ذکر کرتا ہے تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں بھی اس کو نفس میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میرا ذکر مسلمانوں کی جماعت میں کرتا ہے تو میں بھی اس کا ذکر ایسی جماعت میں کرتا ہوں جو اُن سے بہتر ہے۔[2] اِس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] کہ وہ میری نسبت جیسا خیال کرتا ہے میں بھی اُس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں، اگر وہ مجھ سے معافی کا طالب ہے تو میں اُس کو معاف کر دیتا ہوں، اگر وہ مجھ سے مدد مانگتا ہے تو میں اس کی مدد کرتا ہوں۔

[2] چنانچہ شرح عقائد نسفیہ کے حواشی میں لکھا ہے کہ خواص الملائکہ متوسط درجہ کے بشر سے افضل ہیں۔

٢٧٢٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَّطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش میں پھرتی رہتی ہے (تاکہ اُن سے ملیں اور ان کے ذکر کو سنیں) جب وہ ذاکرین کی جماعت کو سنتے ہیں تو وہ فرشتے اپنے ساتھیوں کو آواز دے کر کہتے ہیں کہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دوڑو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (یہ سن کر فرشتوں کی جماعت ذاکرین کے پاس جمع ہو جاتی ہے) اور اپنے پروں سے

7 وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ
رَأَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ
فَيَقُوْلُ كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْكَ
كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا
وَّاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ فَيَقُوْلُ فَمَا يَسْاَلُوْنِيْ
قَالُوْا يَسْاَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا
فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ
فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَأَوْهَا
كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَّاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا
وَّاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّا يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ
يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ فَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ
يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ
فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا
اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ
فَاُشْهِدُكُمْ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ
مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَّيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَاءَ
لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اُن کو گھیر لیتی ہے اور اُن کا یہ سلسلہ پہلے آسمان تک پہنچ جاتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ (جب یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور میں جاتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ باوجود اس کے کہ فرشتوں سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہے۔ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ کی پاکی' بڑائی' تعریف اور عظمت کے ساتھ آپ کا ذکر کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ کیا اُن لوگوں نے مجھے دیکھا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ آپ کی ذات کی قسم انھوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا ہے۔ یہ سن کر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو آپ کی اور زیادہ عبادت کرتے اور آپ کی اور زیادہ بزرگی اور پاکی بیان کرتے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ سے جنت کے طلب گار ہیں۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ اُن سے دریافت فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ آپ کی ذات کی قسم! انہوں نے جنت نہیں دیکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو جنت کی خواہش طلب اور رغبت زیادہ بڑھ جاتی۔ اللہ تعالیٰ پھر فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ وہ مجھ سے کس چیز کی پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ سے دوزخ کی پناہ چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے۔ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ آپ کی ذات کی قسم انہوں نے دوزخ نہیں دیکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ اگر وہ دوزخ دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ دوزخ دیکھ لیتے تو اس سے بہت زیادہ بھاگتے اور خوف زدہ ہوتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (فرشتوں کو مخاطب کر کے) فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں نے اُن کو بخش دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ (یہ سن کر) ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اُن میں ایک ایسا شخص بھی شامل ہے جو (ذکر کرنے کے لیے حاضر نہیں تھا بلکہ) وہ اپنے کسی کام کے لیے اُس کے پاس آیا تھا' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ ایسے کامل لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہوتا۔ اِس لیے اِس کی بھی بخشش ہو جاتی ہے اور ذاکرین کی صحبت میں

وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضْلًا يَتَتَبَّعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَئُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا إِلَى السَّمَاءِ قَالَ فَيَسْأَلُهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ فِي الْأَرْضِ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيُهَلِّلُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيَسْأَلُوْنَكَ قَالَ وَمَاذَا يَسْأَلُوْنِيْ قَالُوْا يَسْأَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا لَا أَيْ رَبِّ قَالَ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ وَمِمَّا يَسْتَجِيْرُوْنَنِيْ قَالُوْا مِنْ نَارِكَ قَالَ وَهَلْ رَأَوْا نَارِيْ قَالُوْا لَا قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِيْ قَالُوْا يَسْتَغْفِرُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوْا وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ إِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ وَلَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ.

بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا ہے۔اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو زیادہ گشت کیا کرتی ہے اور ذاکرین کی مجالس کی تلاش میں رہتی ہے۔اور جب یہ فرشتے کسی ایسی مجلس کو پالیتے ہیں جس میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہو تو یہ بھی اُن کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں۔یہاں تک کہ وہ ساری فضا جو اس مجلس اور آسمان کے درمیان ہے، فرشتوں سے بھر جاتی ہے اور جب (ذکر کی مجلس برخواست ہوتی ہے) تو یہ فرشتے منتشر ہو کر (ساتویں) آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (فرشتوں کے بارگاہ رب العزت پہنچنے پر) اللہ تعالیٰ اُن سے دریافت فرماتا ہے کہ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے۔تم کہاں سے آرہے ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے اُن بندوں کے پاس سے آرہے ہیں جو زمین پر آپ کی پاکی، بزرگی اور آپ کا کلمہ اور حمد بیان کرنے کے لیے جمع تھے اور آپ سے دست بدعا تھے۔اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ سے آپ کی جنت کا سوال کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اُن سے دریافت فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے، فرشتے عرض کرتے ہیں: اے پروردگار! انہوں نے (آپ کی جنت کو) نہیں دیکھا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا خوب ہوتا اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیتے۔پھر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ سے پناہ مانگتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ کی دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے میری دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے خداوندا! انہوں نے (دوزخ کو) نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا ہی بہتر ہوتا اگر وہ میری دوزخ کو دیکھ لیتے۔فرشتے پھر عرض کرتے ہیں کہ اے خداوندا! وہ آپ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ (تم گواہ رہو) کہ میں نے اُن کی مغفرت کر دی اور جس چیز (یعنی جنت) کو انہوں نے مانگا میں نے وہ چیز انھیں بخش دی اور جس چیز (یعنی دوزخ) سے انہوں نے پناہ مانگی، میں نے اُن کو اس سے پناہ دے دی۔حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر فرشتے پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں، ان میں سے ایک شخص ایسا بھی تھا جو بڑا گنہگار ہے اور ادھر سے گزر رہا تھا۔وہ

اس مجلس میں بیٹھ گیا۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے یہ سن کر فرماتا ہے کہ میں نے اُس شخص کو بھی بخش دیا اس لیے کہ یہ ایسے سعادت مند لوگ ہیں کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا بھی بد بخت اور محروم نہیں ہوتا۔

ف: واضح ہو کہ بخاری اور مسلم کی مذکورہ الصدر حدیث سے حسب ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

من جملہ فوائد کے ایک فائدہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی کے لیے مجالس کا قائم کرنا بڑی اہمیت اور فضیلت کا باعث ہے' دوسرے یہ کہ بنی آدم کا کئی موانعات کے باوجود عالم ناسوت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کو دیکھے بغیر اس کی تسبیح اور تقدیس بیان کرنا' ملائکہ کی تسبیح اور تقدیس سے افضل ہے۔ اس لیے کہ فرشتوں کو مشاہدۂ حق کے سوا وہ موانعات بھی نہیں ہیں جو انسانوں کو حاصل ہوئے ہیں۔ تیسرے یہ کہ جنت کا سوال کرنا مذموم نہیں' البتہ یہ مذموم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف جنت کے شوق اور دوزخ کے خوف سے کی جائے اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت فی نفسہ مطلوب ہے اور اس کی عبادت میں کسی غرض کو وابستہ نہیں کرنا چاہیے۔

آخر میں حدیث میں ارشاد ہے کہ ذاکرین کی صحبت میں بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں ہوتا' اِس میں اِس بات کی ترغیب ہے کہ نیک اور صالحین کی صحبت اختیار کرنی چاہیے' تا کہ ان کی صحبت سے فیوض و برکات حاصل ہوں اور یہ فوائد مرقات سے ماخوذ ہیں۔

۲۷۲۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِىْ اِذَا ذَكَرَنِىْ وَتَحَرَّكَتْ بِىْ شَفَتَاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں (اپنی رحمت' توفیق اور امداد کے ذریعہ) اپنے بندۂ مومن کے ساتھ رہتا ہوں جبکہ وہ میرا ذکر (دل یا زبان سے) کرتا ہے اور میرے ذکر میں اِس کے ہونٹ ملتے ہوں (یعنی حضوریٔ قلب کے ساتھ وہ میرا ذکر زبان سے کرتا ہے)۔ اِس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۷۲۹ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم ریاض الجنۃ یعنی جنت کے باغوں سے گزرو تو خوب میوہ خوری کیا کرو' صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ریاض الجنۃ کیا ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ ریاض الجنۃ ذکر کے حلقے ہیں جہاں مسلمان دنیا میں اللہ کا ذکر کرنے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ذکر کے حلقوں کو ریاض الجنۃ (جنت کے باغ) فرمایا گیا ہے اس لیے کہ آدمی ان کی وجہ سے جنت میں داخل ہوتا ہے' امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مستحب ہے۔ اسی طرح ذکر کے لیے حلقے بنا کر بیٹھنا بھی مستحب ہے۔

۲۷۳۰ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى حَلْقَةٍ فِى الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ اللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ قَالُوْا اَللّٰهُ مَا اَجْلَسَنَا غَيْرَهُ قَالَ اَمَا

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ کچھ لوگ حلقہ بنا کر بیٹھے ہیں (اور ذکر الٰہی میں مشغول ہیں) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز نے یہاں جمع کیا ہے؟ اُن لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ

اَنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَمَا كَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ عَنْهُ حَدِیْثًا مِّنِّیْ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ هٰهُنَا قَالُوْا جِئْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰی مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَیْنَا قَالَ اللّٰهُ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ قَالُوْا اللّٰهُ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِكَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُبَاهِیْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کے ذکر کے لیے جمع ہوئے ہیں' اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن لوگوں سے قسم دے کر پوچھا۔ یہاں بیٹھنے سے تمہاری غرض اللہ کے ذکر کے سوا کوئی اور چیز نہیں ہے تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم کو اللہ کے ذکر کے سوا کسی اور چیز نے یہاں نہیں بٹھایا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے تم کو یہ قسم کسی بدگمانی کی وجہ سے نہیں دی ہے (بلکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں تم کو یہ قسم دی ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا رشتہ جس قدر قریبی ہے اور کسی کا نہیں (کیونکہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبتی برادر ہیں) اس کے باوجود میں احتیاطاً صحابہ میں سب سے کم حدیثیں بیان کیا ہوں (ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک حلقہ میں تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ تم کو یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم یہاں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس کی حمد بیان کر رہے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت دی اور مسلمان بنا کر ہم پر احسان کیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ صرف اللہ کے ذکر ہی نے تم کو یہاں جمع کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: (جی ہاں حضور) اللہ کی قسم! ہم یہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے بیٹھے ہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو کسی بدگمانی کی وجہ سے قسم نہیں دلائی' بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس طرح (حلقے بنا کر) ذکر کرنے سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے (کہ میرے ان بندوں کو دیکھو کہ خواہشات نفس اور شیطان کے غلبہ کے باوجود یہ میرے ذکر میں مشغول ہیں) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۷۳۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ یَذْكُرِ اللّٰهَ فِیْهِ كَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ وَّمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَّا یَذْكُرِ اللّٰهَ فِیْهِ كَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھے اور اس جگہ اللہ کو یاد نہ کرے تو اس کا وہاں اس طرح بیٹھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر وبال ہوگا اور جو شخص اپنی خواب گاہ میں لیٹے اور وہاں بھی اللہ کو یاد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر وبال ہوگا۔[1] اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو ہر حال میں خواب ہو یا بیداری نشست ہو یا برخاست اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی یاد کرتے رہنا چاہیے' خصوصاً جب رات میں سونے کے لیے لیٹے تو ذکر کرتے ہوئے سو جائے۔

۲۷۳۲ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَّمْ یَذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْهِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّهِمْ اِلَّا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب لوگ کسی ایسی مجلس سے اُٹھیں جس میں اللہ کا ذکر نہیں ہوا ہو تو ان کا اس طرح (غافل) اٹھنا ایسا ہے گویا کہ وہ مردار گدھے کا

كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غُفِرَلَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

گوشت کھا کر اٹھے ہیں اور قیامت کے دن ان کے اس طرح خدا کی یاد سے غافل ہو کر (اٹھنا) ان کے لیے حسرت ہوگی۔ (امام احمد، ابوداؤد)

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ مجلسوں میں خدا کی یاد سے غافل اٹھنے کو گدھے کا گوشت کھا کر اٹھنا لکھا ہے۔ ارشاد فرمایا گیا کہ گدھا سارے حیوانات میں کم تر حیوان ہے اور اس کی بے وقوفی ضرب المثل ہے اور گدھے کا لگاؤ شیطان سے ہوتا ہے اور یہ رحمٰن سے دور کرنے والا ہے اس لیے اس کی آواز پر "اعوذ باللّٰہ" پڑھنے کا حکم ہے۔

٢٧٣٣ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ يَّقُوْمُوْنَ مِنْ مَّجْلِسٍ لَّا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِّثْلِ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَّكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہاں اللہ کو یاد نہ کریں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجیں تو یہ مجلس اُن کے حق میں وبال ہو گی، اللہ تعالیٰ چاہیں تو (ان کو ذکر اور وِرد سے غفلت کی پاداش میں) عذاب دیں یا پھر[1] معاف فرما دیں۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

[1] اپنے فضل اور کرم سے ایمان کے بدلہ اُن کے اس قصور کو۔

٢٧٣٤ - وَعَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ كَلَامِ ابْنِ اٰدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهُ اِلَّا اَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهْيٌ عَنْ مُّنْكَرٍ اَوْ ذِكْرُ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان کی ہر بات اس کے اوپر وبال ہے، اس کو نفع دینے والی نہیں ہے سوائے اِس بات کے جس میں کسی نیکی کی ہدایت یا کسی برائی سے روکا گیا ہو یا جس میں اللہ کا ذکر ہو (جیسے تلاوت، درود، تسبیح یا ماں باپ کے لیے دعا وغیرہ) اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٧٣٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِّلْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر کثرت سے کلام نہ کیا کرو۔ اس لیے کہ بغیر ذکر الٰہی کے کثرتِ کلام دل کی سختی کا سبب ہو جاتا ہے اور سخت دل والے لوگ اللہ کی رحمت سے دُور ہو جاتے ہیں۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ دل کی سختی کی علامت یہ ہے کہ انسان حق بات سننے سے اعراض کرے اور لوگوں سے میل جول زیادہ رکھے اور اس میں خوفِ خدا اور خشوع اور گریہ بھی نہ ہو اور آخرت کی یاد سے غافل ہو جائے اور صاحب اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے کہ جس شخص میں یہ باتیں پائی جائیں، اس کا ذکر قبول نہیں ہوتا ہے۔

٢٧٣٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَضْلِ الذِّكْرِ الْخَفِيِّ الَّذِيْ لَا يَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ سَبْعُوْنَ ضِعْفًا اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَمَعَ اللّٰهُ الْخَلَائِقَ لِحِسَابِهِمْ وَجَاءَتِ الْحَفَظَةُ بِمَا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ذکر خفی کی فضیلت جس کو نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتے بھی نہیں سن پاتے۔ (ذکر جلی) پر ۷۰ درجہ زائد ہے۔ جب قیامت ہوگی اور اللہ تعالیٰ مخلوق کو حساب کے لیے جمع فرمائیں گے اور یہ فرشتے ان اعمال کو پیش کریں گے جن کو انہوں نے لکھا اور محفوظ رکھا ہے تو اللہ تعالیٰ اُن

حَفِظُوْا وَكَتَبُوْا قَالَ لَهُمْ اُنْظُرُوْا هَلْ بَقِيَ لَهُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَيَقُوْلُوْنَ مَا تَرَكْنَا شَيْئًا مِّمَّا عَلِمْنَاهُ وَحَفِظْنَاهُ اِلَّا وَقَدْ اَحْصَيْنَاهُ وَكَتَبْنَاهُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِنَّ لَكَ عِنْدِيْ حَسَنًا لَّا تَعْلَمُهٗ وَاَنَا اَجْزِيْكَ بِهٖ وَهُوَ الذِّكْرُ الْخَفِيُّ رَوَاهُ اَبُوْيَعْلٰى وَذَكَرَ السُّيُوْطِيُّ فِي الْبُدُوْرِ السَّافِرَةِ فِيْ اَحْوَالِ الْاٰخِرَةِ.

سے فرمائیں گے کیا اُن ذکرِ خفی کرنے والوں کی کوئی اور نیکی (لکھنے سے) رہ گئی ہے تو فرشتے عرض کریں گے کہ ہم کو جہاں تک معلوم تھا ہم نے سب کچھ لکھ دیا اور اس کی حفاظت کی ہے' یہ سن کر اللہ تعالیٰ ذکرِ خفی کرنے والوں سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے کہ تیری ایک نیکی میرے پاس محفوظ ہے (جس کے مرتبہ) کو تو نہیں جانتا اور اس کی جزاء میں خود تجھے دوں گا اور وہ نیکی تیرا ذکرِ خفی ہے' جس کو دنیا میں کیا کرتا تھا۔ اِس کی روایت ابویعلیٰ نے کی ہے اور علامہ سیوطی نے اس کو البدور السافرہ فی احوال الاخرہ کے بیان میں لکھا ہے۔

٢٧٣٧ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاَزِيْدُ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِّثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَّمَنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً وَّمَنْ لَّقِيَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةً لَّا يُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَّقِيْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص (خالصتاً میرے لیے) کوئی ایک نیکی کرے تو اس کو اس طرح کی دس نیکیوں کا ثواب دیا جائے گا۔ اور اس کے عمل کو صدق اور اخلاص کے لحاظ سے سات سو گنا اور اس سے بھی زیادہ ثواب دوں گا اور جو کوئی ایک گناہ کرے تو اُس کو اس کی سزا اس برائی کے برابر ہی دی جائے گی یا میں چاہوں تو (اپنے فضل سے) اس کو بخش دوں گا اور جو شخص (اطاعت کے ساتھ) مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اپنی رحمت کے ساتھ اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف آہستہ چل کر آتا ہے تو میں تیزی کے ساتھ چل کر اس کی طرف آتا ہوں اور جو کوئی زمین بھر گناہ لے کر مجھ سے ملتا ہے' بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو میں اس سے اتنی ہی مغفرت کے ساتھ ملتا ہوں۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٧٣٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلٰى عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلٰى مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلٰى بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَحْبَبْتُهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ ترددی عَنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس کسی نے میرے کسی ولی کو ایذا پہنچائی تو میں اُس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں اور ایسے بندۂ مومن کے لیے جو میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہو۔ مجھے یہ بات بہت پسند ہے کہ وہ میرے فرائض کی ادائیگی کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرے اور میرا بندہ (فرائض کی تکمیل کے ساتھ) ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ میں اُسے محبوب بنالیتا ہوں اور جب اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ذریعہ وہ سنتا ہے اور میں اُس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ذریعہ وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس کے ذریعہ وہ چلتا ہے اور جب وہ

نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَہُ مَسَاءَتَہٗ وَلَا بُدَّلَہٗ مِنْہُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ چاہے تو میں اُس کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں اور میں جس کام کو کرنا چاہتا ہوں اُس میں توقف اور تردد نہیں کرتا سوائے اس کے کہ مجھے اِس بندۂ مومن کی روح کو قبضہ کرنے میں تردد اور تامل ہوتا ہے جو ابھی موت کو برا سمجھتا ہے۔ اس لیے کہ مجھے اس کی ناخوشی پسند نہیں ۔[1] اس لیے کہ موت سے کسی کو مفر نہیں ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

[1] یہاں تک کہ میں اُس کو آخرت کے انعامات بتلاتا ہوں تا کہ اس کے دل سے موت کا خوف نکل آئے اور آخرت کا شوق بڑھ جائے۔

ف: اِس حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو میرے کسی ولی کو ایذاء پہنچائے تو میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اِس بارے میں صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ ائمہ کرام نے فرمایا ہے کہ گناہوں میں صرف دو گناہ ایسے ہیں جس کے بارے میں ایسی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ ایک تو سودخواری اور دوسرے اولیاء اللہ کو ایذا پہنچانا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں گناہ عظیم خطرہ میں انسان کو پہنچانے والے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ایسے شخص کے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ یقینی ہو جاتا ہے' اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ جس سے جنگ کریں تو پھر اس کو کون بچا سکتا ہے۔

اِس حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے کہ جب بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے تو میں اُس کو محبوب بنالیتا ہوں اور اس کی سماعت اور بصارت بن جاتا ہوں الخ۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ یہاں اُس مقام کا بیان ہے جس کو علم سلوک میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ کہتے ہیں کہ جب بندہ نفل پر مداومت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اِس کے دل اعضاء اور جوارح کا آنکھ' کان' ہاتھ پاؤں کا نگہبان ہو جاتا ہے کہ بندہ کو گناہوں سے بچاتا ہے۔ بعض علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ایسے مقبول بندہ کے آنکھ' کان اور ہاتھ پاؤں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو جاتے ہیں تو ایسا بلند مرتبہ اور قرب الٰہی بغیر عبادت کے حاصل نہیں ہوتا' لہٰذا انسان کو چاہیے کہ عبادت پر کمر باندھے۔

۲۷۳۹- وَعَنْ حَنْظَلَۃَ ابْنِ رَبِیْعِ الْاُسَیْدِیِّ قَالَ لَقِیَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ کَیْفَ اَنْتَ یَا حَنْظَلَۃُ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَۃُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا تَقُوْلُ قُلْتُ نَکُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّۃِ کَاَنَّا رَأْیَ عَیْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّیْعَاتِ نَسِیْنَا کَثِیْرًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَوَاللّٰہِ اِنَّا لَنَلْقٰی مِثْلَ ھٰذَا فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاَبُوْبَکْرٍ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ

حضرت حنظلہ بن ربیع اُسیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی' تو آپ نے دریافت فرمایا: اے حنظلہ! تمہارا کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا: (کیا عرض کروں) حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تعجب سے فرمایا: حنظلہ تم یہ کیا کہہ رہے ہو (تم جیسے مومن کامل کے لیے یہ کیسے ممکن ہے)۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے ہیں اور حضور ہم کو نصیحت فرماتے ہیں اور دوزخ و جنت کا تذکرہ فرماتے ہیں تو اس وقت یہ محسوس ہوتا ہے کہ گویا یہ دونوں ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں اور جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھ کر بیوی' بچوں اور باغوں (وغیرہ کام کاج) میں مشغول ہو جاتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں (اور وہ استحضار اور دلجمعی باقی نہیں رہتی۔ یہ سن کر) حضرت ابوبکر نے فرمایا

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْىَ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادِ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِىْ وَفِى الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِىْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّسَاعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کہ ہمارا بھی یہی حال ہے۔ پھر میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کی خدمت میں (عرض حال کے لیے) پہنچے اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! حنظلہ تو منافق ہوگیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں کیا بات ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! جب ہم آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ہم کو نصیحت فرماتے ہیں اور آپ دوزخ و جنت کا تذکرہ فرماتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ دونوں ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور جب ہم آپ کے پاس سے اُٹھ جاتے ہیں اور بیوی بچوں اور کھیتی باڑی میں مشغول ہوجاتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں (اور وہ استحضار باقی نہیں رہتا ہے' یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! کہ تم میرے پاس سے دُور رہنے کی حالت میں بھی [1] ذکر الٰہی پر مداومت کرتے رہو تو فرشتے تم سے تمہارے گھروں اور راستوں میں (یعنی تمہاری فرصت اور کاروبار کی جگہ تمہاری اس حالت کی عظمت میں تم سے ملاقات اور کاروبار کی جگہ کچھ مصافحہ کیا کرتے۔ اے حنظلہ: [2] تمہارے لیے ایک وقت ہے۔ [3] اور اس جملہ کو حضور ﷺ نے تاکید کے لیے تین بار فرمایا۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] اگر صفائی قلب خوفِ الٰہی واستغراق اور دلجمعی کے ساتھ۔

[2] حضوری کے بعد غفلت کی حالت کو نفاق مت سمجھو یہ نفاق نہیں ہے۔

[3] حقوق اللہ کی ادائیگی کا ایک وقت ہے اور ایک وقت اپنی ضروریات اور حقوق العباد اور اہل وعیال کی خدمت کا ہے۔

۲۷۴۰ - وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِىْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ اَنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّ مَالِكًا وَّقَفَهٗ عَلٰى اَبِى الدَّرْدَاءِ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ سے ایک وقفہ کے بعد ارشاد فرمایا) کیا میں تم کو ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے میں سب سے بہتر اور تمہارے اور پروردگار کے پاس سب سے پاکیزہ اور بلندی درجات کے لیے سب سے اعلیٰ ہے اور وہ ایسا عمل بھی ہے جو سونے اور چاندی کی خیرات سے بھی بہتر ہے اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ تم (خدا کی راہ میں دشمنان اسلام سے جہاد کرو تم اُن کو) قتل کرو اور وہ تمہیں شہید کریں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں [1] تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: (سنو) وہ اعلیٰ ترین عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔ اِس کی روایت امام مالک' امام احمد' امام ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

[1] ضرور ارشاد فرمائیے یارسول اللہ! ہم ایسے عمل کو جاننے کے مشتاق ہیں۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر افضل اعمال میں سے ہے۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ اور عبادتیں جیسے سونے اور چاندی کی خیرات اور دشمنان اسلام سے جہاد وغیرہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذرائع تقرب ہیں لیکن ذکر الٰہی میں

بنفسہ مقصود اور مطلوب ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: فاذکرونی اذکرکم۔ (تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا) اور حدیث قدسی میں یوں ارشاد ہے کہ انا جلیس من ذکرنی (میں اپنے ذاکر کا ہم نشین ہوں)۔ ایک اور جگہ پر ارشاد ہے: وانا معہ اذا ذکرنی میں ذاکر کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرے۔

شیوخ طریقت رحمہم اللہ تعالیٰ نے ذکر کے جو طریقے بتائے ہیں ان کے مطابق ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔

۲۷۴۱ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ نَزَلَتْ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لَوْ عَلِمْنَا اَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ فَنَتَّخِذَهٗ فَقَالَ اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَّقَلْبٌ شَاكِرٌ وَّزَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهٗ عَلٰى اِيْمَانِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ''۱ تو ہم اُس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے (اس آیت کو سن کر) بعض صحابہ ؓ نے عرض کیا یہ آیت سونے اور چاندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔۲ کاش! ہم کو یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ (سونے اور چاندی کے سوا) جمع کرنے کے لیے کون سا مال سب سے زیادہ بہتر ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بہتر مال (جو تم کو نفع دے گا)۔ وہ ذکر الٰہی کرنے والی زبان شکر گزار دل اور ایمان دار بیوی ہے جو شوہر کو اُس کے دین اور ایمان پر مدد کرتی ہو۔۳ اس حدیث کی روایت امام احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱ اور جو لوگ سونا اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور کسی کو قرض نہیں دیتے اور نہ حق داروں کا حق ادا کرتے ہیں تو آپ ان لوگوں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے۔

۲ جس سے ہم کو یہ معلوم ہو گیا کہ ان کے حقوق کو ادا کیے بغیر جمع کرنے کا کیا گناہ ہے۔

۳ اس کو نماز روزہ و دیگر عبادات کی یاد دہانی کراتی ہے۔ اور اس کو زنا اور حرام کاموں سے روکتی ہو۔

۲۷۴۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ فَقَالَ طُوْبٰى لِمَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کون سا آدمی سب سے بہتر ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوش نصیب ہے وہ شخص جس کی عمر دراز ہو اور اُس کے اعمال بھی نیک ہوں۔ یہ سن کر اُس اعرابی نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ (بہترین عمل یہ ہے) کہ تم دنیا سے ایسی حالت میں رخصت ہو کہ تمہاری زبان اللہ کی یاد میں تر ہو۔ اِس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

۲۷۴۳ - وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کے احکام (یعنی فرائض اور نوافل تو مجھے معلوم ہو گئے ہیں اور سارے نوافل کا ادا کرنا اپنی کمزوری کی وجہ سے) مجھ پر گراں گزر رہا ہے تو آپ مجھے کوئی (ایسا مختصر اور جامع عمل) بتائیے جس کو میں (ہر حالت میں چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے) ادا کر سکوں تو حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (ایسا جامع عمل یہ ہے کہ) تیری زبان اللہ کی یاد میں ہمیشہ تر رہے۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٢٧٤٤ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ وَاَرْفَعُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ اَلذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمِنَ الْغَازِىْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهٖ فِى الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا فَاِنَّ الذَّاكِرَ لِلّٰهِ اَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس قیامت کے دن کون سا بندہ سب سے افضل اور ثواب پانے میں سب سے بلند مرتبہ والا ہوگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں قیامت میں یہ درجہ پانے والی ہوں گی۔ پھر عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا (ہمیشہ ذکر کرنے والے کا درجہ) مجاہد فی سبیل اللہ (کے درجہ سے) بھی بڑھ کر ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! دواما ذکر کرنے والے کا درجہ ایسے مجاہد سے بھی بلند ہے جو کفار اور مشرکین سے لڑ رہا ہو۔ یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ لڑتے لڑتے خود شہید ہو جائے۔ اِس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

٢٧٤٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لِكُلِّ شَیْءٍ صِقَالَةٌ وَّصِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اِلَّا اَنْ يَّضْرِبَ بِسَيْفِهٖ حَتّٰى يَنْقَطِعَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز کے لیے ایک صیقل ہے (جس سے اس کی صفائی ہوتی ہے) اور دلوں کی صیقل یعنی جلاء اللہ کی یاد ہے اور ذکر الٰہی سے بڑھ کر کوئی چیز انسان کو اللہ کے عذاب سے بچانے والی نہیں ہے، یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی عذاب الٰہی سے انسان کو بچانے میں اتنا موثر نہیں ہے اگر چہ کہ مجاہد اپنی تلوار سے لڑتے لڑتے خود شہید ہو جائے اور اس کی تلوار ٹوٹ جائے۔ اِس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

٢٧٤٦ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلًا اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ انسان کا کوئی عمل اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے میں ذکر الٰہی سے بڑھ کر موثر نہیں۔ اِس کی روایت امام مالک، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٧٤٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّيْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰى قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ تَعْلِيْقًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ شیطان انسان کے دل سے چمٹا رہتا ہے۔ جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اور جب وہ ذکر الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے تو دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے تعلیقاً کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی سے غفلت ہی شیطان کے وسوسہ کا سبب ہے نہ کہ شیطان کے وسوسہ سے غفلت پیدا ہوتی ہے، اس لیے انسان کو چاہیے کہ ذکر الٰہی پر مداومت کرے تا کہ وسوسوں سے محفوظ رہے۔ یہ مرقات سے ماخوذ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے ناموں کی فضلتیں

ف: واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توفیقی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کو ان ہی اسماء سے یاد کرنا اور پکارنا چاہیے جن کی اجازت شارع علیہ الصلوۃ والسلام سے ثابت ہے جن کا ذکر قرآن اور حدیث میں وارد ہے اس لیے اپنی عقل اور سمجھ سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نام مقرر کر کے پکارنا جائز نہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کی شانِ عالی اور عظمت وجلال کا تقاضا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو عالم کہنا چاہیے نہ کہ عاقل۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو شافی کہنا چاہیے طبیب نہیں کہنا چاہیے۔ (ماخوذ اشعۃ اللمعات)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى. (الحشر: ۲۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اسی (اللہ تعالیٰ) کے ہیں سب اچھے نام۔ (کنز الایمان)

وَقَوْلُهٗ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى. (بنی اسرائیل: ۱۱۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں۔ (کنز الایمان)

ف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک شب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طویل سجدہ کیا اور اپنے سجدہ میں یا اللہ یا رحمٰن کہتے رہے ابوجہل نے سنا تو کہنے لگا کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور اپنے آپ دو کو پکارتے ہیں اللہ اور رحمٰن کو (معاذ اللہ) تو اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اللہ اور رحمٰن دو نام ایک ہی معبود برحق کے ہیں خواہ کسی نام سے پکارو۔

وَقَوْلُهٗ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا. (اعراف: ۱۸۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اللہ ہی کے ہیں بہت نام اچھے۔

ف: حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام جس کسی نے یاد کر لیے وہ جنتی ہوگا۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اسمائے الٰہیہ ننانوے میں منحصر نہیں ہیں۔ حدیث کا مقصود صرف یہ ہے کہ اتنے ناموں کے یاد کرنے سے انسان جنتی ہو جاتا ہے۔

۲۷۴۸ - عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِّائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَّنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِىْ رِوَايَةٍ وَّهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ ایک کم سو۔ جو کوئی بندۂ مومن ان ناموں کو یاد کر لے! تو (ان اسماء کی برکت سے جنت میں داخل ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ یکتا ہے اس کے مشابہ اور مماثل کوئی

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نہیں اور وہ طاق عدد (ایک تین پانچ سات) کو پسند فرماتا ہے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

لے اور اخلاص کے ساتھ ان کے الفاظ اور معانی کا خیال رکھتے ہوئے پڑھا کرے۔

ف: واضح ہو کہ فتاویٰ عالم گیری میں خزانۃ الفتاویٰ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کی تعظیم کا تقاضا ہے کہ جب بھی کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لے تو مستحب یہ ہے کہ صرف اللہ نہ کہے' بلکہ نامِ مبارک کے ساتھ کوئی ایسی صفت لائے جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے جیسے اللہ کے بعد تعالیٰ یا عزوجل یا جل جلالہ وغیرہ بڑھا کر اس طرح سے نام لیا کرے۔اللہ تعالیٰ' اللہ عزوجل واللہ جلالہٗ اللہ جل جلالہٗ چاہے کتنی بار اس نامِ مبارک کو سنے یا یہ نام لے اتنی ہی بار مذکورہ طریقہ پر ادا کرے۔

اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔اِس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام بے شمار ہیں۔اس لیے کہ صفات الٰہی کی کوئی حد نہیں ہے۔چنانچہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ربّ' مولیٰ' نصیر' محیط اور کافی وغیرہ مذکور ہیں۔اور حدیث شریف میں حنان' منان' الدایم' اور الجمیل وغیرہ وارد ہیں' تو مطلب اِس حدیث شریف کا یہ ہوا کہ اسماءِ حسنیٰ انھیں ننانوے ناموں میں منحصر نہیں ہیں' بلکہ انہیں ننانوے ناموں کو یاد کر لینے کی فضیلت اور تاثیر یہ ہے کہ بہشت حاصل ہو جاتی ہے۔

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے نام ہیں ان میں صرف ایک نام اللہ اسم علم یا اسم ذات ہے اور اس نام کے سوا جتنے نام ہیں وہ اسمائے صفات ہیں جو صفات الٰہی کے مظہر ہیں اور یہ جتنے اسماء صفات ہیں ان سب کی نسبت اسم ذات یعنی اللہ کی طرف ہوتی ہے۔ چنانچہ کہا جائے گا کہ اللہ کریم ہے۔یہ نہیں کہا جائے گا کہ کریم اللہ ہے۔اور ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے: "تخلقوا باخلاق الله "اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے میں پیدا کرو' اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو اسماء صفات ہیں جیسے رحیم کریم وغیرہ تو ان صفات کا پرتو بندہ پر پڑتا ہے تو بندہ اِن صفات کا حامل ہو جاتا ہے' البتہ! اسم اللہ ایک ایسا اسم ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی سے خاص ہے۔اِس اسم سے بندہ متخلق نہیں ہو سکتا۔صرف تعلق اور نسبت قائم کر سکتا ہے' اس لیے اسم اللہ کے سوائے جتنے اسماء ہیں وہ تخلیق کے لیے ہیں۔ (مرقات اور اشعۃ اللمعات) اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ اسم اعظم ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جب تم اللہ کہو تو تمہارے دل میں اللہ کے سوا کچھ اور نہ ہو۔ (مرقات ۱۲)

۲۷۴۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مَّنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ هُوَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں (جو کوئی اُن کو یاد کرے گا اور اخلاص کے ساتھ پڑھتا رہے گا وہ دہلہء اول میں شان دار طریقہ پر جنت میں داخل ہوگا۔وہ ننانوے نام یہ ہیں: (۱) اللّٰہ (جل جلالہ) وہ ذات کہ جس کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں (۲) الرحمٰن (جل جلالہ) بڑا مہربان (۳) الرحیم (جل جلالہ) بے حد رحم کرنے والا (۴) الملك (جل جلالہ) بادشاہ حقیقی (۵) القدوس (جل جلالہ) نہایت پاک (۶) السلام (جل جلالہ) بے عیب اور سلامتی دینے والا (۷) المؤمن (جل جلالہ) امان دینے والا (۸) المهيمن (جل جلالہ) نگہبان (۹) العزیز (جل جلالہ) عزت وغلبہ والا (۱۰) الجبار (جل جلالہ) بگڑی کا بنانے والا (۱۱) المتکبر (جل جلالہ) بڑائی اور تکبر کے لائق (۱۲) الخالق

اَلْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ الْوَكِيْلُ الْقَوِيُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِي الْمُمِيْتُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُتَعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوَّ الرَّؤُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِيُّ الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِي الْبَدِيْعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

(ﷻ) مخلوقات کو پیدا کرنے والا (۱۳) المصور (ﷻ) شکل وصورت عطا کرنے والا (۱۴) الغفار (ﷻ) گناہوں کو بخشنے والا (۱۵) القہار (ﷻ) غالب کہ جس کے جلال وغلبہ کے سامنے جن وانس سب عاجز ہیں (۱۶) الباری (ﷻ) پروردگار (۱۷) الوہاب (ﷻ) بغیر بدلہ کے بہت بدلہ دینے والا (۱۸) الرزاق (ﷻ) رزق کا پیدا کرنے والا رزق دینے والا (۱۹) الفتاح (ﷻ) رحمت اور نصرت کے دروازے کھولنے والا (۲۰) العلیم (ﷻ) ظاہر وباطن کا جاننے والا (۲۱) القابض (ﷻ) روزی' دل اور روح کا بند کرنے والا (۲۲) الباسط (ﷻ) روزی' دل اور روح کا کھولنے والا (۲۳) الخافض (ﷻ) مغرور کافر اور متکبرین کو پست کرنے والا (۲۴) الرافع (ﷻ) مومنین اور محسنین کو بلند کرنے والا (۲۵) المعز (ﷻ) عزت کا دینے والا (۲۶) المذل (ﷻ) ذلت کا دینے والا (۲۷) السمیع (ﷻ) ہر چیز کا سننے والا (۲۸) البصیر (ﷻ) ہر چیز کا دیکھنے والا (۲۹) الحکم (ﷻ) حکم کرنے والا کہ جس کے فیصلہ کو کوئی رد نہیں کرسکتا۔ (۳۰) العدل (ﷻ) انصاف کرنے والا (۳۱) اللطیف (ﷻ) اپنے بندوں پر لطف ومہربانی کرنے والا اور باریک بین (۳۲) الخبیر (ﷻ) ہر چیز کی خبر رکھنے والا (۳۳) الحلیم (ﷻ) بردبار اور تحمل کرنے والا (۳۴) العظیم (ﷻ) ایسی بڑائی اور عظمت والا جس کا کوئی ہمسر نہ ہو۔ (۳۵) الغفور (ﷻ) بہت بخشنے والا (۳۶) الشکور (ﷻ) تھوڑے عمل پر بہت ثواب دینے والا قدرداں (۳۷) العلی (ﷻ) بلند وبرتر (۳۸) الکبیر (ﷻ) سب سے بڑا کہ اس سے بڑا کوئی نہیں۔ (۳۹) الحفیظ (ﷻ) آفتوں سے محفوظ رکھنے والا (۴۰) المقیت (ﷻ) اجسام اور ارواح کو غذا دینے والا (۴۱) الحسیب (ﷻ) قیامت کے روز کا حساب بندوں سے لینے والا (۴۲) الجلیل (ﷻ) عظمت وجلال والا (۴۳) الکریم (ﷻ) بڑا سخی کہ جس کے دین کی کوئی انتہا نہیں۔ (۴۴) الرقیب (ﷻ) ظاہر وباطن کی نگہبانی کرنے والا (۴۵) المجیب (ﷻ) دعاؤں کا قبول کرنے والا (۴۶) الواسع (ﷻ) نعمتوں کا بڑھانے والا (۴۷) الحکیم (ﷻ) بڑی حکمتوں والا (۴۸) الودود (ﷻ) نیکیوں کا چاہنے والا (۴۹) المجید (ﷻ) اپنی ذات اور صفات میں بزرگی اور شرف والا (۵۰) الباعث (ﷻ) قیامت میں مردوں کو قبروں سے اٹھانے والا (۵۱) الشہید (ﷻ) ہر چیز کو دیکھنے والا (۵۲) الحق (ﷻ) ایسی ذات جو ثابت ہے اور جس کی ذات وصفات

ہر شک وشبہ سے پاک ہیں (۵۳) الوکیل (عَزَّوَجَلَّ) کارساز حقیقی (۵۴) القوی (عَزَّوَجَلَّ) کامل قوت اور طاقت والا جو ہر قسم کے ضعف وعجز سے پاک ہو (۵۵) المتین (عَزَّوَجَلَّ) وقار اور متانت والا (۵۶) الولی (عَزَّوَجَلَّ) مومنین کا دوست رکھنے والا (۵۷) الحمید (عَزَّوَجَلَّ) ہر قسم کی تعریف کا مستحق (۵۸) المحصی (عَزَّوَجَلَّ) ہر چیز کا احاطہ کرنے والا کہ کوئی چیز اس کے علم اور قدرت سے باہر نہیں (۵۹) المبدئ (عَزَّوَجَلَّ) عالم کو پہلی بار پیدا کرنے والا (۶۰) المعید (عَزَّوَجَلَّ) عالم کو دوبارہ پیدا کرنے والا (۶۱) المحیی (عَزَّوَجَلَّ) زندہ کرنے والا (۶۲) الممیت (عَزَّوَجَلَّ) مارنے والا (۶۳) الحیی (عَزَّوَجَلَّ) ازلی اور ابدی زندگی والا (۶۴) القیوم (عَزَّوَجَلَّ) اپنی ذات اور بات سے قائم رہ کر مخلوقات کو قائم رکھنے والا (۶۵) الواجد (عَزَّوَجَلَّ) ایسا غنی جو کسی چیز میں کسی کا محتاج نہ ہو (۶۶) الماجد (عَزَّوَجَلَّ) صاحب عظمت ومجد (۶۷) الواحد (عَزَّوَجَلَّ) ایسا غنی جو کسی چیز میں کسی کا محتاج نہ ہو (۶۸) الصمد (عَزَّوَجَلَّ) سب سے بے نیاز اور سب اُس کے محتاج (۶۹) القادر (عَزَّوَجَلَّ) کامل قدرت والا (۷۰) المقتدر (عَزَّوَجَلَّ) قدرت کو ظاہر کرنے والا (۷۱) المقدم (عَزَّوَجَلَّ) دوستوں کو آگے بڑھانے والا (۷۲) المؤخر (عَزَّوَجَلَّ) دشمنوں کو پیچھے کر ڈالنے والا (۷۳) الاول (عَزَّوَجَلَّ) وہ ذات جو تمام موجودات میں سب سے پہلے ہے (۷۴) الآخر (عَزَّوَجَلَّ) وہ ذات جو تمام موجودات کے فنا ہونے کے بعد باقی رہنے والی ہے (۷۵) الظاہر (عَزَّوَجَلَّ) اپنے وجود کی نشانیوں سے آشکارا۔ (۷۶) الباطن (عَزَّوَجَلَّ) ایسا پوشیدہ کہ اس سے بڑھ کر کوئی قریب نہیں (۷۷) الوالی (عَزَّوَجَلَّ) سارے کاموں کا بنانے والا (۷۸) المتعالی (عَزَّوَجَلَّ) اعلیٰ صفات والا (۷۹) البر (عَزَّوَجَلَّ) بہت احسان اور بھلائی کرنے والا (۸۰) التواب (عَزَّوَجَلَّ) بہت توبہ کرنے والا (۸۱) المنتقم (عَزَّوَجَلَّ) بدلہ لینے والا اور سرکشوں کو سزا دینے والا (۸۲) العفو (عَزَّوَجَلَّ) درگذر کرنے والا (۸۳) الرؤف (عَزَّوَجَلَّ) نہایت مہربان (۸۴) مالك الملك (عَزَّوَجَلَّ) سارے جہان کا مالک جو چاہے سو کرے (۸۵) ذوالجلال والاکرام (عَزَّوَجَلَّ) بزرگی اور بخشش والا (۸۶) المقسط (عَزَّوَجَلَّ) عدل وانصاف کرنے والا (۸۷) الجامع (عَزَّوَجَلَّ) قیامت میں ساری مخلوقات کو جمع کرنے والا (۸۸) الغنی (عَزَّوَجَلَّ) سب سے بے نیاز (۸۹) المغنی (عَزَّوَجَلَّ) اپنے بندوں میں جس کو چاہے بے نیاز بنادینے والا (۹۰) المانع (عَزَّوَجَلَّ) اپنے بندوں کو نقصان اور ہلاکت سے بچانے والا

(۹۱) الضار (ﷻ) ضرر کی قدرت رکھنے والا (۹۲) النافع (ﷻ) فائدہ پہنچانے والا (۹۳) النور (ﷻ) بذات خود ظاہر اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا (۹۴) الهادی (ﷻ) ہدایت دینے والا (۹۵) البدیع (ﷻ) نادر چیزوں کا پیدا کرنے والا (۹۶) الباقی (ﷻ) ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا (۹۷) الوارث (ﷻ) فناء عالم کے بعد باقی رہنے والا (۹۸) الرشید (ﷻ) عالم کی رہنمائی کرنے والا (۹۹) الصبور (ﷻ) ایسا بردبار جو عذاب دینے میں جلدی نہ کرے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور بیہقی نے دعوات کبیر میں اس کی روایت کی ہے۔

۲۷۵۰ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىٓ اَسْاَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِىْ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى وَاِذَا دُعِىَ بِهٖ اَجَابَ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو (ان الفاظ سے) دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں آپ سے اِس بات کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' آپ یکتا ہیں' بے نیاز ہیں' آپ نے کسی کو اولاد نہیں بنایا اور نہ آپ کسی سے پیدا ہوئے اور نہ کوئی آپ کے ہمسر ہے' تو حضور ﷺ نے اِن کی اس دعا کو سن کر فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کو وسیلہ بنا کر دعا کی ہے اور جو کوئی اس نام کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۷۵۱ - وَعَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ عِشَاءً فَاِذَا رَجُلٌ يَّقْرَاُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَقُوْلُ هٰذَا مُرَاءٍ قَالَ بَلْ مُؤْمِنٌ مُّنِيْبٌ قَالَ وَاَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىُّ يَقْرَاُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِهٖ ثُمَّ جَلَسَ اَبُوْ مُوْسٰى يَدْعُوْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىٓ اُشْهِدُكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَحَدًا صَمَدًا لَّمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَاَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الَّذِىْ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى وَاِذَا دُعِىَ بِهٖ اَجَابَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُخْبِرُهٗ بِمَا سَمِعْتُ مِنْكَ قَالَ نَعَمْ فَاَخْبَرْتُهٗ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عشاء کے لیے مسجد میں داخل ہوا' میں نے دیکھا کہ ایک صاحب بلند آواز سے قرآن پڑھ رہے ہیں (میں نے اس طرح بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے دیکھ کر) عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا آپ ان صاحب کو ریاکار سمجھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ یہ پکے مومن ہیں اور ان میں پوری طرح رجوع الی اللہ اور انابت الٰہی ہے' راوی کہتے ہیں کہ بلند آواز سے اس طرح قرآن پڑھنے والے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی قرأت کو نہایت توجہ سے سن رہے تھے۔ جب حضرت ابوموسیٰ نے تلاوت ختم کی تو پھر بیٹھ کر دعا کرنے لگے: اے اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ آپ ہی ایسے معبود حقیقی ہیں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں جو یکتا اور بے نیاز ہیں' نہ آپ نے کسی کو اولاد بنایا اور نہ آپ کسی سے پیدا ہوئے اور نہ کوئی آپ کا ہمسر ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی یہ دعا سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے اس اسم اعظم کو وسیلہ بنا کر دعا مانگی ہے کہ جب کوئی اِس نام کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اِس کی دعا کو

وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ اَنْتَ الْيَوْمَ لِيْ اَخٌ صِدِّيْقٌ حَدَّثْتَنِيْ بِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

قبول فرما لیتا ہے اور جو مانگتا ہے اُس کو دے دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا میں اُن کے لیے جو خوش خبری آپ سے سنی ہے اُن کو سنا دوں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! سنا دو تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ خوشخبری حضرت ابوموسیٰ کو سنادی۔ تو انہوں نے کہا کہ آج سے تم میرے بھائی ہو کہ تم نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنائی (جس میں قبولیت دعا کی خوشخبری ہے)۔ اِس کی روایت رزین نے کی ہے۔

٢٧٥٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجُلٌ يُّصَلِّيْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَسْاَلُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ اِذَا دُعِيَ بِهٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے (نماز ختم کرنے کے بعد) یہ دعا پڑھی: اے اللہ! میں آپ سے اِس بات کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ ہر قسم کی تعریف آپ ہی کو سزاوار ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' آپ بڑے مہربان اور احسان کرنے والے ہیں' آپ ہی نے بغیر نمونوں کے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے۔ (ان کی یہ دعا سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُس شخص نے اللہ تعالیٰ کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے کہ جب اس کے وسیلہ سے دعا مانگی جائے تو دعا قبول ہوتی ہے اور جب کچھ مانگا جاتا ہے تو دے دیا جاتا ہے۔ اِس کی روایت ترمذی' ابوداوٗد' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٧٥٣ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ فِيْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَفَاتِحَةُ اٰلِ عِمْرَانَ الٓمّٓ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اور سورۃ ال عمران کی پہلی آیت "الٓمّٓ" اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہی ہمیشہ ہمیشہ رہنے اور ساری مخلوقات کو قائم رکھنے والا ہے۔ اِس کی روایت ترمذی' ابوداوٗد' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

٢٧٥٤ - وَعَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ قَالَ اِسْمُ اللّٰهِ الْاَكْبَرُ هُوَ اللّٰهُ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ذَكَرَهُ الطَّحَاوِيُّ فِيْ مُشْكِلِ الْاٰثَارِ وَقَالَ فَهٰذِهِ الْاٰثَارُ قَدْ رُوِيَتْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مُتَّفِقَةٌ فِيْ اِسْمِ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ اَنَّهُ اَللّٰهُ جَلَّ وَعَزَّ وَكَانَ فِيْمَا ذَكَرْنَا مَا قَدْ وَافَقَهُ مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَانْتَفَى الْاِخْتِلَافُ مِنْهُ.

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم کا لفظ اللہ ہی ہے۔ اِس کی روایت امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اور اس کو امام طحاوی نے مشکل الآثار میں بیان کیا ہے اور امام طحاوی نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اسم اعظم کے بارے میں جو حدیثیں مروی ہیں کہ اُن سب میں اِس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لفظ ان تمام روایتوں میں مشترک ہے' لہٰذا یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسم اعظم لفظ اللہ ہی ہے تو معلوم ہوا کہ احادیث نبوی ﷺ سے بھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔

ا؎ عرف شذی میں ابن حاج کی شرح تحریر ابن ہمام کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اسم اعظم صرف لفظ اللہ ہی ہے۔ بشرطیکہ تم اُس کو خلوص دل کے ساتھ اس طرح کہو کہ تمہارا دل غیر اللہ سے پاک ہو صاف ہو۔

۲۷۵۵ - وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ ذِى النُّوْنِ اِذَا دَعَا رَبَّهٗ وَهُوَ فِىْ بَطْنِ الْحُوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ فِىْ شَىْءٍ اِلَّا اسْتَجَابَ لَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ذوالنون یعنی حضرت یونس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کہ جس کو انہوں نے اُس وقت مانگا جب کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تھے۔ یہ تھی: اے اللہ! آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ پاک اور بے عیب ہیں بے شک میں ہی گنہگاروں میں ہوں۔ اس دعا سے جس کسی مسلمان نے کسی مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ کو پکارا تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے اس کی دعا کو قبول فرما لیتے ہیں۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

ف: حاشیہ مشکوٰۃ میں تمام احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کر کے حسب ذیل دعا مرتب کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ اس دعا میں اسم اعظم ضرور ہوگا تو جو کوئی اس دعا کے وسیلہ سے اپنا مطلب اللہ تعالیٰ سے مانگے اُمید ہے کہ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی۔ اوّل و آخر تین بار درود شریف بھی پڑھے مگر سائل کو چاہیے کہ دعا کرتے وقت اس بات کی احتیاط رکھے کہ دعا میں غیر شرعی امور نہ مانگے اور نہ کسی کا نقصان چاہے اور نہ ایسی چیز طلب کرے جو بندوں سے مانگی جاتی ہے وہ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝ الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۝ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۝ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ۝ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى۝ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ۝ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۝ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّىْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اِمَّنَا لَكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْاَحَبِّ اِلَيْكَ الَّذِىْ اِذَا دُعِيْتَ بِهٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِهٖ اَعْطَيْتَ وَاِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهٖ رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ فَرَجْتَ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَدْعُوْكَ اللّٰهُ وَاَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنُ وَاَدْعُوْكَ الرَّحِيْمُ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ يَا رَبِّ يَا رَبِّ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۝ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ۝

بَابُ ثَوَابِ التَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ

''سبحان اللّٰہ'' اور ''الحمدللّٰہ'' اور ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' اور ''اللّٰہ اکبر'' پڑھنے کا ثواب

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا. (الاحزاب:۴۲) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور صبح وشام اس کی پاکی بولو۔ (کنزالایمان)

ف: صبح وشام کے اوقات ملائکہ کے روز وشب کے جمع ہونے کے وقت ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اطراف لیل ونہار کا ذکر کرنے سے ذکر کی مداومت کی طرف اشارہ ہے۔ (خزائن العرفان)

وَقَوْلُہٗ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ. (النصر:۳) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو اپنے رب کی ثناء بیان کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو۔ (کنزالایمان)

ف: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید، تہلیل وتکبیر بیان کرتے رہو یعنی "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ اللہ، اللہ اکبر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" پڑھتے رہنا چاہیے۔ جیسا کہ تفسیر خازن، تفسیر مدارک اور تفسیر حسینی میں مذکور ہے۔

وَقَوْلُہٗ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا. (بنی اسرائیل:۱۱۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو۔ (کنزالایمان)

ف: حدیث شریف میں ہے کہ روز قیامت جنت کی طرف سب سے پہلے وہی لوگ بلائے جائیں گے جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ بہترین دعا "الحمد للہ" ہے اور بہترین ذکر "لا الہ الا اللہ" ہے (ترمذی) مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار کلمے بہت پیارے ہیں: "لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ، والحمد للہ"۔

۲۷۵۶ - عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْکَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَحَبُّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَا یَضُرُّکَ بِاَیِّہِنَّ بَدَاْتَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثواب میں چار کلمے جو قرآن میں موجود ہیں، افضل ہیں۔ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم جس کلمہ سے چاہو ابتداء کر سکتے ہو۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین کلمے چار ہیں: "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ"۔

۲۷۵۷ - وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے ان چار کلموں یعنی "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ" کا کہنا میرے نزدیک اُن تمام چیزوں سے افضل ہے جن پر سورج طلوع کرتا ہے [1]۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] یعنی ان کلمات کا پڑھنا دنیا ومافیہا کو خیرات کرنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

۲۷۵۸ - عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِیْتُ اِبْرَاہِیْمَ لَیْلَۃَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، میں نے معراج کی رات حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ

أُسْرِيَ بِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِقْرَأْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاَنَّهَا قِيعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

والسلام سے (ساتویں آسمان پر) ملاقات کی تو آپ نے فرمایا: اے محمد ﷺ آپ اپنی اُمت کو میرا سلام پہنچا دیجیے۔ ۱ے اور اُن کو یہ خبر سنا دیجیے کہ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے (مشک اور زعفران سے بنی ہوئی ہے) اُس کا پانی نہایت شیریں ہے اور یہ بھی فرما دیجیے کہ وہ چٹیل میدان ہے (جو درختوں سے خالی ہے) اور یہ بھی فرما دیجیے کہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' کا پڑھنا جنت میں پودے لگانا ہے۔ ۲ے اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱ے اِس حدیث کے پڑھنے اور سننے والے کو چاہیے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواباً سلام ان الفاظ میں کہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

۲ے جو شخص اِن کلمات کو پڑھے گا اس کے ثواب میں ایک پودا اس کی جنت میں لگا دیا جائے گا' چونکہ یہ کلمے بہت مختصر ہیں اور ان کا پڑھنا بھی سہل ہے' اس لیے انسان کو چاہیے کہ ہر وقت اُن کو پڑھتا رہے۔ اِس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۷۵۹ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَجَرَةٍ يَّابِسَةِ الْوَرَقِ فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ فَقَالَ اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تَسَاقَطُ ذُنُوْبُ الْعَبْدِ كَمَا يَتَسَاقَطُ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ کسی درخت کے پاس سے گزر رہے تھے جس کے پتے خشک تھے۔ آپ نے عصا سے اس کی ٹہنیوں پر ضرب لگائی تو اس کے پتے گرنے لگے۔ اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہنے سے بندہ کے گناہ اِس طرح گر جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔ اِس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۷۶۰ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْكَلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَا اصْطَفَى اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اذکار میں کون سا ذکر ثواب میں افضل ہے' حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہی ذکر جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے منتخب فرمایا ہے اور وہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' کہنا ہے' اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۷۶۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص دن میں سو مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' پڑھتا ہے تو اس کے گناہ گرائے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ دریا کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری' مسلم)

۲۷۶۲ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَاْتِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت اور شام کے وقت سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہٖ پڑھے تو قیامت کے دن اِس شخص سے بڑھ کر افضل عمل والا

اَحَدٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کوئی نہیں؛ البتہ! وہ شخص جو اس کے مانند یا اس سے زائد پڑھتا رہا ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٧٦٣ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے (اور کہنے میں آسان ہیں) اور اعمال کی ترازو میں (ثواب کے لحاظ سے) بھاری ہیں۔ اور رحمٰن کے پاس بے حد پیارے ہیں؛ وہ یہ ہیں: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں بے حد محبوب ہے۔ (بخاری و مسلم)

٢٧٦٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئی "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ" پڑھے؛ تو اس (کے لیے ہر دفعہ تسبیح پڑھنے) پر جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٧٦٥ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَبَاحٍ يُّصْبِحُ الْعِبَادَ فِيْهِ اِلَّا مُنَادٍ يُّنَادِيْ سَبِّحُوا الْمَلِكَ الْقُدُّوْسَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر روز جب بندے صبح کرتے ہیں کہ ایک فرشتہ یہ ندا دیتا ہے کہ (اے بندگانِ خدا) تم پر لازم ہے کہ اپنے پاک شہنشاہ کی پاکی اور بزرگی بیان کیا کرو۔[1] اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ ایسے چار کلمے جو ہر روز بھاری ہیں۔

[1] "سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" یا "سُبُّوح قدوس رب الملائكة والروح" یا "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" یا "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ" پڑھا کرو۔

٢٧٦٦ - وَعَنْ جُوَيْرِيَّةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ قَالَ مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالَةِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمَ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَاءَ نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اُم المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اُن کے پاس سے صبح کے وقت نماز فجر کے لیے نکلے اور اُس وقت وہ اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اور جب حضور ﷺ چاشت کے وقت یعنی چڑھے دن واپس تشریف لائے تو اُم المومنین اس وقت بھی اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے اُن سے دریافت فرمایا کہ کیا تم اس وقت سے جب کہ میں تم کو چھوڑ کر باہر گیا ہوں؛ اب تک اِس حالت پر (ذکر الٰہی) بیٹھی ہوئی ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! یا رسول اللہ ﷺ (یہ سن کر) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے پاس سے جا کر (نماز فجر پڑھنے کے بعد) یہ چار کلمے تین مرتبہ پڑھے ہیں۔ اگر ان کے ثواب کا مقابلہ تمہارے اس پورے وقت کے ذکر سے کیا جائے (جس میں تم اتنی دیر مشغول رہی ہو) تو ضرور ان چار کلمات کا ثواب (تمہارے سارے وقت کے ذکر کے ثواب سے) بڑھ

جائے گا۔ وہ چار کلمے یہ ہیں ۱؎ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱؎ "سبحان اللّٰہ وبحمدہ عدد خلقه ورضاء نفسه وزنة عرشه ومداد کلماته" میں اللہ تعالیٰ کی پاکی اور اس کی حمد وثناء بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی تعداد کے برابر اور اُس کی مرضی کے موافق اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کی مقدار کے برابر"۔

٢٧٦٧ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّكْسِبَ كُلَّ يَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَاَلَهُ سَائِلٌ مِّنْ جُلَسَائِهٖ كَيْفَ يَكْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهٗ اَلْفُ حَسَنَةٍ اَوْيُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِیْ كِتَابِهٖ فِیْ جَمِيْعِ الرِّوَايَاتِ عَنْ مُّوْسَى الْجُهَنِيِّ اَوْيُحَطُّ قَالَ اَبُوْبَكْرِ الْبَرْقَانِيُّ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ وَاَبُوْعَوَانَةَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُّوْسٰى فَقَالُوْا وَيُحَطُّ بِغَيْرِ الْاَلِفِ هٰكَذَا فِیْ كِتَابِ الْحُمَيْدِیِّ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے (ہم سے مخاطب ہوکر) فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں نہیں کما سکتا۔ یہ سن کر حاضرین میں سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ کس طرح ایک شخص ایک ہزار نیکیاں کما سکتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (کیوں نہیں) کہ وہ سو مرتبہ سبحان اللّٰہ پڑھے تو اس کے (نامۂ اعمال) میں ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی یا اس کے ایک ہزار گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے اور حمیدی نے اپنی کتاب میں اِس طرح روایت کی ہے روزانہ سبحان اللّٰہ پڑھنے سے ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور ایک ہزار گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔

٢٧٦٨ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِیِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ حَجَّةٍ وَّمَنْ حَمِدَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِیِّ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلٰى مِائَةِ فَرَسٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنْ هَلَّلَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِیِّ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِّنْ وَّلَدِ اِسْمٰعِيْلَ وَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِیِّ لَمْ يَاْتِ فِیْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَحَدٌ اَكْثَرَ مِمَّا اَتٰى بِهٖ اِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ اَوْزَادَ عَلٰى مَا قَالَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا (حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے) روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی سو بار صبح اور سو بار شام کو سبحان اللّٰہ پڑھے تو اُس کو سو مرتبہ حج کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا اور جو شخص صبح سو مرتبہ اور شام سو مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" پڑھے تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو خدا کی راہ میں سو مجاہدین کو (جہاد فی سبیل اللہ) کے لیے گھوڑے مہیا کرے اور جو شخص سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام "لا الٰہ الا اللّٰہ" پڑھے تو اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا ثواب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے سو غلاموں کو (جن کو ظلماً قیدی بنالیا گیا ہو) آزاد کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اور جو شخص سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام اللہ اکبر پڑھے تو کوئی شخص قیامت کے روز اس سے بڑھ کر ثواب کا حامل نہ ہوگا۔ مگر وہ شخص جس نے یہ کلمے اتنی ہی بار پڑھے یا اس سے زائد پڑھے ہوں۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٧٦٩ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ان کلمات "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

اَللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَّكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَّمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَّكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' کو دن میں دس مرتبہ پڑھے تو اس کو سو غلاموں کو آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور (نامۂ اعمال میں) ایک سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ اور اُس دن (صبح سے) شام تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اور (قیامت کے دن) کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا مگر جو شخص ان کلمات کو اس سے زیادہ پڑھے۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٧٧٠ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے افضل ذکر ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ہے اور بہترین دعا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' ہے۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٧٧١ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا رَبِّ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَذْكُرُكَ بِهٖ اَوْ اَدْعُوْكَ فَقَالَ يَا مُوْسٰى قُلْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ يَا رَبِّ كُلُّ عِبَادِكَ يَقُوْلُ هٰذَا اِنَّمَا اُرِيْدُ شَيْئًا تَخُصُّنِيْ بِهٖ قَالَ يَا مُوْسٰى لَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَعَامِرَهُنَّ غَيْرِيْ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ وُضِعْنَ فِيْ كَفَّةٍ وَّلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِيْ كَفَّةٍ لَمَالَتْ بِهِنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے پروردگار! مجھے کوئی ایسا ذکر بتا دیجیے جس کے ذریعہ سے میں آپ کو یاد کروں یا دعا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہا کرو تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ''اے میرے پروردگار! یہ تو سارے بندے پڑھا کرتے ہیں' مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے کہ جو میرے لیے مخصوص ہو' اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے موسیٰ! تم پر اس کی اہمیت واضح نہیں ہے یہ وہ کلمہ ہے کہ) اگر ساتوں آسمان اور زمین اور اُن کی ساری آبادی میرے سوا ایک پلڑے میں رکھ دی جائے اور دوسرے پلڑے میں ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کو رکھا جائے تو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا پلڑا ان کے مقابلہ میں بھاری ہو جائے گا اور جھک جائے گا۔ اِس کی روایت بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

ف: حاشیہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سوال حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام کیا تا کہ وہ پوچھیں اور رب العزت اِس کا جواب دیں کہ اِس کلمہ طیبہ کی عظمت اور اہمیت خواص اور عوام سب پر ظاہر ہو اور سب اِس کا ورد ہر وقت اور ہر مقام پر رکھا کریں' اِس لیے کہ اس کا کہنا آسان ہے اور ثواب عظیم ہے۔

٢٧٧٢ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّسْبِيْحُ نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهٗ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰهِ حَتّٰى تَخْلُصَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ''سبحان اللہ'' کا پڑھتے رہنا (نامۂ اعمال کی) نصف ترازو کو بھر دیتا ہے اور ''الحمدللہ'' کا کہتے رہنا بقیہ نصف کو بھر دیتا ہے اور لا الٰہ الا اللہ کا کہنا اس کو اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے اور درمیان

اِلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

میں کوئی پردہ حائل نہیں رہتا' اس سے معلوم ہوا کہ (کلمہ "لا الہ الا اللّٰہ سبحان اللّٰہ" اور "الحمدللّٰہ" سے افضل ہے)۔ اِس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٧٧٣ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ عَبْدٌ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا قَطُّ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰى يُفْضِىَ اِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی بندۂ مومن خلوص دل سے (بغیر دکھاوے کے) "لا الہ الا اللّٰہ" کہتا ہے تو اُس کے (اس کلمہ کے لیے) اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کا کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے (جس کو قبول کرلیا جاتا ہے اوراس کی قبولیت) اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچا رہتا ہے' اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٧٧٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ رَاْسُ الشُّكْرِ مَا شَكَرَ اللّٰهَ عَبْدٌ لَا يَحْمَدُهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ (زبان سے) اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا شکر خداوندی کی اصل ہے۔ جس بندے نے اللہ تعالیٰ کی تعریف (زبان سے) بیان نہیں کی' اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر (بجالانے کا حق) ادا نہ کیا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٢٧٧٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰى اِلَى الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جن کو جنت میں داخل کیا جائے گا' وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے (دنیا میں) غم اور خوشی دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی ہو یعنی ہر موقع میں ("الحمد للّٰہ" کہتے رہے ہیں)۔ اِس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٢٧٧٦ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَجْهَرُوْنَ بِالتَّكْبِيْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ اَرْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا وَّهُوَ مَعَكُمْ وَالَّذِىْ تَدْعُوْنَهٗ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِّنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهٖ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى وَاَنَا خَلْفَهٗ اَقُوْلُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فِیْ نَفْسِیْ فَقَالَ يَا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ایک دفعہ) سفر کر رہے تھے (راستہ میں) چند اصحاب نے بلند آواز سے اللہ اکبر پڑھنا شروع کیا' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! اپنی جانوں پر سختی نہ کرو (اور آہستہ آہستہ ذکر کرو) اس لیے کہ تم جس ذات عالی کو پکار رہے ہو وہ نہ تو کم سننے والا ہے اور نہ تم سے غائب ہے' بلکہ تم جس ہستی کو پکار رہے ہو وہ تو سمیع و بصیر خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے اور وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے (جیسا کہ اُس کی شان کے لائق ہے) اور جس کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری سواری کی گردن سے زیادہ تم سے قریب ہے (تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے) حضرت ابوموسیٰ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فرماتے ہیں کہ میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر تھا اور اپنے دل میں ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: اے عبداللہ ابن قیس! (یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کا نام ہے) کیا میں تم کو ایسا خزانہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا: (سنو) وہ کلمہ ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' ہے۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ حمد اور شکر میں فرق یہ ہے کہ حمد صرف زبان سے کی جاتی ہے اور شکر زبان، دل اور تمام اعضاء سے کیا جاتا ہے تو گویا حمد شاخ ہوئی شکر کی اور اس حدیث شریف میں حمد کو شکر کا سر اس لیے کہا گیا ہے۔ حمد زبان کا فعل ہے اور زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف خوب بیان کی جا سکتی ہے اور زبان سب اعضاء کی نائب ہے۔ وہ اعضاء کی ترجمانی کرتی ہے۔ تو گویا حمد زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنا مجمل شکر ہوا جو مفصل شکر کا جزو اعظم ہے، اسی لیے فرمایا گیا کہ جس بندے نے زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کی تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کیا، اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ صفائی باطن کے ساتھ ساتھ ظاہر کی بھی حفاظت کرے۔

٢٧٧٧ - وَعَنْ مَّكْحُوْلٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ قَالَ مَكْحُوْلٌ فَمَنْ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَنْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ كَشَفَ اللّٰهُ عَنْهُ سَبْعِيْنَ بَابًا مِّنَ الضُّرِّ اَدْنَاهَا الْفَقْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' کثرت سے پڑھا کرو، اس لیے کہ یہ جنت کا خزانہ ہے۔ مکحول فرماتے ہیں کہ جو شخص (برائیوں سے بچنے کی) طاقت (اور نیکیوں کے کرنے کی) قوت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور جگہ پناہ کی نہیں ہے) پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اِس کی تکلیف اور مصیبت کے ستر دروازے بند کر دیتے ہیں اور افلاس اور تنگ دستی ستر مصیبتوں میں سے ایک معمولی ہے (کہ اس کا پڑھنے والا اس جیسی مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے) اِس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٧٧٨ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِّنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَسْلَمَ عَبْدِىْ وَاسْتَسْلَمَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِى الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا میں تم کو ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو عرش کے نیچے سے (اُترا) ہے اور جنت کا ایک خزانہ ہے (اور وہ کلمہ) ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' ہے۔ جس وقت بندہ یہ کہتا ہے تو اس (کے جواب میں) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری اطاعت کی اور اپنے تمام کام میرے سپرد کر دیئے۔ اس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

٢٧٧٩ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ دَوَاءٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' (ظاہری اور باطنی)

مِّنْ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ دَاءً اَيْسَرُهَا الْهَمُّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

ننانوے بیماریوں کی دوا ہے ان میں ایک معمولی بیماری (دین اور دنیا کا) رنج و غم ہے جس سے اس کا پڑھنے والا نجات پاتا ہے۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

ف: صدر کی حدیثوں میں ارشاد ہے کہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" جنت کا ایک خزانہ ہے۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" پڑھنے والا اس دن کا نفع اٹھادے گا کہ جس دن نہ مال نفع دے گا اور نہ اولاد اور حضرت مکحول کی روایت میں ارشاد ہے کہ اس کے پڑھنے والے کے لیے مصائب کے ستر دروازے بند کر دیے جاتے ہیں جس میں ایک معمولی دروازہ فقر ہے۔ اِس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ اس سے مراد دل کا فقر ہے کہ جب دل کا فقر دُور ہو جاتا ہے تو اصل غنا حاصل ہو جاتا ہے جو حاجات سے انسان کو بے نیاز کر دیتا ہے اور اگر ظاہری فقر کو بھی اس سے مراد لیا جائے تو کوئی بات بعید نہیں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ حاجت روائی بھی فرما دیتے ہیں۔

۲۷۸۰ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ صَدَّقَهُ رَبُّهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ يَقُوْلُ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِيْ لَاشَرِيْكَ لِيْ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِيْ وَكَانَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَهَا فِيْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کے (قول کی) تصدیق میں یوں ارشاد فرماتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق فرماتا ہے اور جب بندہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق میں یوں فرماتا ہے کہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِيْ لَاشَرِيْكَ لِيْ"۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں میں یکتا ہوں اور میرا کوئی شریک نہیں۔ اور جب بندہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ" ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق میں یوں فرماتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ" میرے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہت میرے ہی لیے ہے اور ہر قسم کی تعریف بھی میرے ہی لیے ہے اور جب بندہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق میں فرماتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِيْ" میرے سوا کوئی معبود نہیں اور (برائیوں سے بچنے کی قوت اور نیکیوں کے کرنے کی طاقت) بجز میری توفیق کے ممکن نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ جو ان کلمات یعنی "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ" لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کو پڑھے اپنی بیماری میں اور پھر انتقال کر جائے تو ان (کلمات کی برکت سے) آگ اس کو نہ چھوئے گی (وہ دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہے گا)۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۷۸۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ سُبْحَانَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ"

اللّٰهِ هِيَ صَلٰوةُ الْخَلَائِقِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَلِمَةُ الشُّكْرِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تَمْلَاءُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَسْلَمَ وَاسْتَسْلَمَ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

کہنا تمام مخلوقات کی عبادت ہے (ساری مخلوقات اِس کلمہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے) اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنا شکر کا کلمہ ہے اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہنا اخلاص (دوزخ سے نجات کا کلمہ ہے) اور اللہ اکبر کا کہنا (اتنا ثواب رکھتا ہے کہ) زمین اور آسمان کے درمیان جو کچھ ہے اس کو بھر دیتا ہے اور جب بندۂ مومن "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ فرمانبردار ہوا اور خود کو میرے حوالہ کر دیا۔ اِس کی روایت رزین نے کی ہے۔

۲۷۸۲ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلِّمْنِيْ كَلَامًا اَقُوْلُهٗ قَالَ قُلْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ فَقَالَ فَهٰؤُلَاءِ لِرَبِّيْ فَمَا لِيْ فَقَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ شَكَّ الرَّاوِيْ فِيْ عَافِنِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا ذکر بتا دیجیے جس کو میں وظیفہ کے طور پر پڑھتا رہوں تو آپ نے اُن کو یہ کلمات تعلیم فرمائے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ"۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! یہ کلمات تو میرے رب کی ثناء کے لیے ہیں (اِن کو تو میں پڑھتا رہوں گا) اب میرے لیے کوئی دعا بتلائیے جس کو میں پڑھوں تو حضور اکرم ﷺ نے اُن کو یہ دعا تعلیم فرمائی: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ"۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۷۸۳ - وَعَنْهُ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى امْرَاَةٍ وَّبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى اَوْ حَصًى تُسَبِّحُ بِهٖ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا وَاَفْضَلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَّاللّٰهُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک صحابیہ کے پاس گئے (جو اُن کی قرابت دار تھیں) جو اس وقت اپنے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں رکھ کر تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ یعنی ان سے گنتی کر رہی تھیں' یہ دیکھ کر اُن سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم کو تسبیح پڑھنے کا ایسا طریقہ بتاتا ہوں جو آسان بھی ہے اور افضل بھی (تم اس طرح پڑھا کرو)۔ میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہوں مخلوقات سماوی کی تعداد کے برابر' میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہوں مخلوقات ارضی کی تعداد کے برابر' میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہوں کہ مخلوقات آسمان اور زمین کی درمیانی مخلوق کی تعداد کے برابر' میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہوں۔ ان مخلوقات کی تعداد کے برابر جو اب تک پیدا کی جانے والی ہیں۔ اور حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ اکبر کو بھی اس طرح پڑھا جائے: "اللّٰہ اکبر عدد ما خلق فی السماء ... واللّٰہ اکبر عدد ما خلق فی الارض واللّٰہ اکبر عدد ما بین ذٰلک واللّٰہ اکبر عدد ما ھو الخالق" اور پھر "لا الٰہ الا اللّٰہ"

کو بھی اس طرح پڑھا جائے یعنی "لا الٰہ الا اللّٰہ عدد ما خلق فی الارض ولا الٰہ الا اللّٰہ عدد ما بین ذلك ولا الٰہ الا اللّٰہ عدد ما ھو الخالق" اور پھر "ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ" کو بھی اسی طرح پڑھا جائے یعنی "ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ عدد ما خلق فی الارض، ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ عدد ما بین ذلك، ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ عدد ما ھو خالق"۔

اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۷۸۴ - وَعَنْ بُسَيْرَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّقْدِيْسِ وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُسْتَنْطِقَاتٌ وَّلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسِيْنَ الرَّحْمَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت بسیرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جو مہاجر صحابیات میں تھیں، ان سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی ایک جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا: تم تسبیح یعنی "سُبْحَانَ اللّٰهِ" پڑھنے کو، تحلیل یعنی "لا الٰہ الا اللّٰہ" پڑھنے کو، تقدیس یعنی "سبحان الملك القدوس" پڑھنے کو اپنے اوپر لازم کر لو اور انگلیوں کے پوروں پر اُن کو شمار کیا کرو، کیونکہ (اور اعضاء کی طرح) انگلیوں سے بھی قیامت میں سوال ہوگا اور ان سے گواہی لی جائے گی اور (یہ جواب دیں گی) اس لیے تم (اذکار و اوراد کے پڑھنے میں) غفلت نہ برتو، ورنہ رحمت خداوندی تم سے دُور کر دی جائے گی (اور تم محروم ہو جاؤ گی)۔

اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: مذکورہ بالا صدر کی دو حدیثوں میں ایک میں تسبیحات کو شمار کرنے کے لیے کنکریوں اور گٹھلیوں کا ذکر ہے اور دوسری حدیث میں انگلیوں کے پوروں پر تسبیحات کو شمار کرنے کا ارشاد ہے۔ اسی بارے میں صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تسبیح رکھنا جائز ہے، خواہ تسبیح کے دانے کسی ڈوری میں منسلک ہوں یا علیحدہ علیحدہ ہوں، اس وجہ سے جو لوگ تسبیح رکھنے کو بدعت قرار دے دیتے ہیں، ان کی یہ بات مذکورہ حدیثوں کی روشنی میں قابل اعتماد نہیں، چنانچہ علماء کرام اور مشائخ عظام نے تسبیح کو شیطان کے لیے کوڑا قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے درمختار میں لکھا ہے کہ اگر ریاء کاری کا شائبہ نہ ہو تو تسبیح کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور بحر میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔ مرقات میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ڈوری تھی جس میں بہت ساری گرہیں پڑی ہوئی تھیں جس سے تسبیحات کے شمار کا کام لیا کرتے تھے۔ اس سے تسبیح رکھنے کا جواز اور استحباب ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ

گناہوں میں مغفرت مانگنے اور توبہ یعنی گناہوں پر پشیمان ہونے اور آئندہ گناہ نہ کرنے پر عہد کرنے کا بیان

ف: استغفار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی زبان کے ذریعہ طلب کی جائے اور توبہ یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوں۔ استغفار اور توبہ شریعت کے اہم مقاصد ہیں اور سالکین کے مقامات میں پہلا مقام ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کی مغفرت یہ ہے کہ وہ اپنے بندہ کے گناہوں کو دنیا میں دوسروں سے پوشیدہ رکھے اور آخرت میں اس پر مواخذہ نہ کرے۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ توبہ کی تین شرائط ہیں۔ ایک یہ کہ گناہ کو ترک کر دیا جائے اور دوسرے یہ کہ اس پر ندامت ہو اور تیسرے یہ کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرے اور امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توبہ کی ایک شرط یہ بھی بیان کی ہے کہ اگر وہ گناہ کسی انسان کے

حق سے متعلق ہو تو اس کی تلافی کی جائے یا اس سے معافی مانگ لی جائے اور ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ حقوق اللہ ہیں جیسے نمازوں کو قضا کرنا تو نوافل پر ان فوت شدہ نمازوں کی قضاء کو مقدم رکھے اور ان کی قضاء کرنے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ومن لم یتب فاولئك هم الظالمون'' جو توبہ نہ کرے پس وہی ظالم ہیں۔ یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (المزمل:۲۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اللہ سے بخشش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

وَقَوْلُهٗ وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (النور:۳۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (کنزالایمان)

وَقَوْلُهٗ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا. (التحریم:۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔ (کنزالایمان)

وَقَوْلُهٗ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ. (الشوریٰ:۲۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔ (کنزالایمان)

ف: توبہ ہر ایک گناہ سے واجب ہے اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی بدی و معصیت سے باز آئے اور جو گناہ اس سے صادر ہوا اس پر نادم ہو اور ہمیشہ گناہ سے مجتنب رہنے کا پختہ ارادہ کرلے اور اگر گناہ میں کسی بندے کی حق تلفی بھی تھی تو اس حق سے بطریق شرعی عہدہ برآ ہو۔

وَقَوْلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ. (البقرہ:۲۲۲)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو۔ (کنزالایمان)

۲۷۸۵ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں دن میں ۷۰ مرتبہ سے زائد اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اُس کی جناب میں توبہ کرتا ہوں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث میں استغفار اور توبہ کی ترغیب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہونے کے باوجود دن میں ۷۰ بار سے زائد استغفار فرمائیں تو ہم گنہ گاروں کو بہ طریق اولیٰ استغفار اور توبہ کرتے رہنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امن دو چیزوں کی وجہ سے تھا۔ ایک کو تو اللہ تعالیٰ نے اُٹھالیا ہے تم کو چاہیے کہ دوسرے کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کرو۔ ایک امن جو اُٹھالیا گیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور جو امن باقی ہے وہ استغفار ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۂ انفال پ ۹ ع ۵ میں) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (اللہ تعالیٰ ایسا نہ کریں گے کہ (اے نبی!) آپ کے ان میں ہوتے ہوئے ان کو عذاب میں مبتلا کریں اور ایسا بھی نہ کریں گے کہ اُن کو عذاب دیں اس حالت میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔ حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار فرمانے کا جو ذکر ہے اِس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ حضور کا یہ استغفار اُمت کی طرف سے ہوا کرتا تھا جو اُمت کے حق میں آپ کی جانب سے بطور شفاعت کے تھا۔

۲۷۸۶ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک مجلس میں سو مرتبہ ''رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ

يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ مِائَةَ مَرَّةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ'' پڑھ کر استغفار فرمایا کرتے اور ہم آپ کے اس استغفار کو سن کر گن لیا کرتے تھے۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ کے استغفار کرنے کا جو ذکر ہے وہ اُمت کی تعلیم کے لیے تھا۔ ورنہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ سب معاف کر دیئے گئے تھے۔ اس لیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ کا اُمت کو تعلیم دینا مقصود تھا کہ آدمی اپنے مالک کے سامنے تضرع اور عاجزی زیادہ سے زیادہ کرے' اس لیے کہ جو جتنا زیادہ مقرب ہوگا اس کو اتنا ہی زیادہ اپنے مالک سے خوف رہے گا' علاوہ ازیں حضور ﷺ کو اللہ تعالٰی کا جلال اور استغناء بھی ظاہر کرنا منظور تھا کہ بندہ کا کام ہی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے مالک کے آگے اپنی خطاؤں کی معافی مانگتا رہے۔

۲۷۸۷ - وَعَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ وَاِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی شانِ مبارک یہ تھی کہ آپ کو ہر وقت اللہ تعالٰی سے حضوری رہا کرتی تھی۔ بعض وقت اُمت کی تعلیم اور منصب رسالت کی بجا آوری میں آپ کے قلب مبارک پر کچھ حجابات آتے تھے (اور اس یکسوئی اور حضوری میں کچھ فرق آ جاتا تھا) تو آپ فرماتے ہیں کہ میں اس حالت کے لیے اللہ تعالٰی سے دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی۔

۲۷۸۸ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَّهُ قَالَ يَا عِبَادِيْ! اِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا' يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُوْنِيْ اَهْدِكُمْ' يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ اُطْعِمْكُمْ' يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اَكْسُكُمْ' يَا عِبَادِيْ! اِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ اَغْفِرْ لَكُمْ' يَا عِبَادِيْ! لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا' يَا عِبَادِيْ! لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُّلْكِيْ شَيْئًا' يَا عِبَادِيْ!

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک حدیث قدسی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے' اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم حرام کر لیا ہے (میں کسی پر ظلم نہیں کرتا) اور ظلم کو تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے۔ اس لیے آپس میں ایک دوسرے پر ظلم مت کیا کرو۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب گمراہ ہو مگر وہ شخص (گمراہ نہیں) جس کو میں ہدایت دوں' پس تم مجھ سے ہدایت طلب کیا کرو۔ میں تم کو ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو مگر وہ شخص (بھوکا نہیں) جس کو میں کھلاؤں گا۔ پس تم مجھ سے کھانا مانگو۔ میں تم کو کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب برہنہ ہو مگر وہ شخص (برہنہ نہیں) جس کو میں کپڑا دوں۔ پس تم مجھ سے لباس مانگو' میں تم کو لباس دوں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن گناہوں میں مبتلا رہتے ہو اور میں تمہارے گناہ بخشتا رہتا ہوں۔ پس تم مجھ سے (اپنے گناہوں کی) معافی مانگو۔ میں تم کو بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم (نافرمانی کر کے) میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے اور (تم اطاعت کر کے) مجھے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے بلکہ فرماں برداری سے تم ہی کو فائدہ پہنچے گا اور نافرمانی کر کے تم خود ہی اپنا نقصان کرو گے۔ میری ذات اِن سب سے بے نیاز ہے۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب کے سب جن و انس جو

لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ فَسَاَلُوْنِيْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَّسْاَلَتَهٗ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ' يَا عِبَادِيْ! اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا عَلَيْكُمْ ثُمَّ اُوَفِّيْكُمْ اِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَّجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

گزر چکے ہیں اور (جو موجود ہیں) اور جو قیامت تک پیدا ہوں گے' یہ تمام اگر (پرہیزگاری اختیار کر کے) سب سے زیادہ متقی شخص کے دل کی طرح پاک دل ہو جائیں (تو یہ تمہاری پاک دلی) میری مملکت اور بادشاہت میں کسی قسم کی زیادتی نہیں کر سکے گی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب کے سب جن و انس گزر چکے ہیں (اور جو موجود ہیں اور جو (قیامت تک) آنے والے ہیں۔ یہ تمام اگر (برائی کر کے) بدترین سیاہ دل والے کی طرح سیاہ دل یعنی (ابلیس کی طرح ہو جائیں) تو یہ تمہاری (سیاہ دلی) میری مملکت اور بادشاہت میں کسی قسم کی کمی نہیں کر سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب کے سب جن و انس جو گزر چکے ہیں اور جو آئندہ آنے والے ہیں سب کے سب ایک مقام میں جمع ہو جائیں اور یہ سب اپنی اپنی مراد مانگیں اور میں ہر شخص کو اُس کی مراد دے دوں تو میرے پاس جو بھی خزانے ہیں اُن میں (بخشش کی وجہ سے) کسی قسم کی کمی نہ ہوگی۔ (اتنا بھی نہیں جتنا کہ ایک سوئی دریا میں ڈال کر نکالی جائے)۔ تو اس کے پانی میں جتنا کم کر سکتی ہے (اتنی بھی میرے خزانوں میں کمی نہیں ہوگی)۔ اے میرے بندو! صرف یہی نہیں کہ تمہارے نیک و بد اعمال کو جانتا ہوں بلکہ ان کا پورا پورا بدلہ دیتا ہوں۔ پس جو شخص نیک عمل ہو تو وہ (اس نیک توفیق میں) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو شخص بدعمل ہو تو وہ خود اپنی ملامت کرے (اس لیے کہ وہ اپنے نفس کی شرارت کی وجہ سے گمراہی پر باقی ہے)۔ اِس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۷۸۹- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُ فَاسْاَلُوْنِي الْهُدٰى اَهْدِكُمْ وَكُلُّكُمْ فُقَرَاءُ اِلَّا مَنْ اَغْنَيْتُ فَاسْاَلُوْنِيْ اَرْزُقْكُمْ وَكُلُّكُمْ مُذْنِبٌ اِلَّا مَنْ عَافَيْتُ مِمَّنْ عَلِمَ مِنْكُمْ اِنِّيْ ذُوْقُدْرَةٍ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِيْ غَفَرْتُ لَهٗ وَلَا اُبَالِيْ وَلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِيْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَّلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَشْقٰى

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک حدیث قدسی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے' اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر وہ شخص (گمراہ نہیں ہے جس کو میں ہدایت دوں' پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ میں تم کو ہدایت دوں گا اور تم سب محتاج ہو مگر جسے میں بے نیاز کر دوں' پس تم مجھ سے مانگو میں تم کو دوں گا اور تم سب گنہگار ہو مگر وہ جسے میں معاف کر دوں' میں بخشنے پر قدرت رکھنے والا ہوں۔ مجھ سے بخشش مانگو میں اسے بخشش دوں گا۔ اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اس بات کی کہ تمہارا پہلا اور آخری اور زندہ و مردہ اور تمہارے خشک و تر سب اکٹھے ہو جائیں کہ میرے بندوں میں سے کوئی بندہ سب سے زیادہ متقی ہے تو اس عمل سے میری بادشاہی میں مچھر کے پر برابر بھی اضافہ نہ کر سکیں گے اور اگر تمہارا پہلے مرد سے لے کر آخری مرد تک تمہارے زندہ اور تمہارے مردہ اور تمہارے خشک و تر سب اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ میرے بندوں میں سب سے

قَلْبِ عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِيْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُّلْكِيْ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَّلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْكُمْ مَا بَلَغَتْ اُمْنِيَّتُهٗ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ سَائِلٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُّلْكِيْ اِلَّا كَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ مَرَّ بِالْبَحْرِ فَغَمَسَ فِيْهِ اِبْرَةً ثُمَّ رَفَعَهَا ذٰلِكَ بِاَنِّيْ جَوَّادٌ مَّاجِدٌ اَفْعَلُ مَا اُرِيْدُ عَطَائِيْ كَلَامٌ وَّعَذَابِيْ كَلَامٌ اِنَّمَا اَمْرِيْ لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْتُّ اَنْ اَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

زیادہ بدبخت بندے پر تو تب بھی وہ میری بادشاہی میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ اور اگر تمہارے اول و آخر زندہ و مردہ خشک و تر سب ایک جگہ میں اکٹھے ہو جائیں پس ہر زندہ مجھ سے مانگنا شروع کر دے جو بھی ان کی آرزوئیں ہوں تو میں ان کے مطابق ہر سائل کو دے دوں اس کی آرزو کے مطابق تب بھی میری بادشاہی میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا مگر اتنا کہ تم میں سے کوئی سمندر کے پاس سے گزرے پس وہ اس میں غوطہ لگائے پھر اس میں سے باہر نکلے (یعنی سمندر کے پانی میں نہانے کے باوجود اس میں کمی واقع نہیں ہوتی) بے شک میں جواد ہوں بزرگی والا ہوں میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ میری عطا بھی کلام ہے اور میرا عذاب بھی کلام ہے۔ کسی چیز کے بارے میں میرا امر یہ ہے کہ جب میں ارادہ کرتا ہوں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ اس حدیث کو احمد ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

ف: انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں التجاء کے بغیر اس کا کوئی کام نہیں چل سکتا۔ دنیا میں ہدایت کھانا کپڑا اور آخرت میں گناہوں کی مغفرت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر میسر نہیں۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے آگے گڑگڑانا اور دعا کرنا بندہ کے لیے لازم ہے اور اس ذات عالی کی شانِ استغنا کا یہ عالم ہے کہ اگر سارے انسان پیغمبر کی طرح متقی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوتا اور اس کے برخلاف اگر سارے انسان ابوجہل اور فرعون کے برابر ہو جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ کی شانِ عالی میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی۔ پھر آخر حدیث میں اپنی بے حساب عطا کا بیان یوں فرمایا کہ اگر سارے انسان اپنے اپنے سوالات کریں اور اللہ تعالیٰ سب کو اُن کے مطالبات کے مطابق دے دیں تو بھی اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کسی قسم کی کمی نہیں ہو سکتی۔ پھر اپنی عدالت کا بیان فرمایا کہ آخرت کا ثواب اور عذاب کا سبب ان دونوں کے اعمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی پر کوئی ظلم نہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

۲۷۹۰ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا وَّلَا يُبَالِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ يَقُوْلُ بَدَلَ يَقْرَاُ.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا ہے: "يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا" (الزمر پ ۲۴ ع ۴) اے میرے بندو! جنھوں نے گناہ کر کے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید مت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے (اس کی تلاوت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اس بات کی) پرواہ نہیں۔[1] اس حدیث کی روایت امام احمد ترمذی نے کی ہے۔

[1] کہ کافر کفر سے توبہ کرے تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف فرمائیں گے اور مسلمان خواہ توبہ کرے یا نہ کرے اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کے بعد بھی گناہ معاف فرما دیں۔

۲۷۹۱ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا اُحِبُّ اَنَّ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس آیت کے مقابلہ میں میرے

لِیَ الدُّنْیَا بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا الْاٰیَةِ فَقَالَ رَجُلٌ فَمَنْ اَشْرَكَ فَسَكَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِلَّا وَمَنْ اَشْرَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

پاس ساری دنیا اور اس کی لذتیں ہیچ ہیں' وہ آیت یہ ہے: "یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا"......الخ لے یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا (اور وضاحت چاہی) کیا مشرک بھی اس میں شامل ہے (یہ سن کر) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا اور (پھر تھوڑی دیر بعد) پھر ارشاد فرمایا کہ ہاں مشرک بھی اس میں داخل ہے (بشرطیکہ وہ شرک سے توبہ کرلے)' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کو تین بار ارشاد فرمایا۔ اس حدیث کی روایت کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

لے آیت کا ترجمہ اس سے پہلے والی حدیث میں گزر چکا ہے۔

٢٧٩٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰی مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا اُبَالِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عِنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِیْ یَابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ لَوْ لَقِیْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا ثُمَّ لَقِیْتَنِیْ لَا تُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا لَاَتَیْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں۔ پھر تو مجھ سے مغفرت چاہے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر گناہوں کے ساتھ مجھ سے ملے اور تو مجھ سے اس حالت میں ملے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا تو میں بھی زمین بھر مغفرت کے ساتھ تجھ سے ملوں گا۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام احمد اور دارمی نے اس حدیث کو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

٢٧٩٣ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَالَ وَعِزَّتِكَ یَا رَبِّ لَا اَبْرَحُ اُغْوِیْ عِبَادَكَ مَا دَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِیْ اَجْسَادِهِمْ فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان نے (اللہ تعالیٰ سے) عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو جب تک اُن کی روحیں اُن کے جسموں میں رہیں یعنی ان کی زندگی بھر اُن کو گمراہ کرتا رہوں گا (اس کے جواب میں) رب العزت نے ارشاد فرمایا: میری عزت کی قسم اور میری عظمت وجلال کی قسم اور میرے بلند مرتبہ کی قسم! میں اُن کو ہمیشہ بخشتا رہوں گا۔ جب تک کہ وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

٢٧٩٤ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَرَاَ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰی وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ قَالَ قَالَ رَبُّكُمْ اَنَا اَهْلٌ اَنْ اُتَّقٰی فَمَنِ اتَّقَانِیْ فَاَنَا اَهْلٌ اَنْ اَغْفِرَ لَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰی وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ" (مدثر:٥٦) (اس کی شانِ قہاری تو یہ ہے کہ بندوں کو اُس سے ڈرنا چاہیے (اور اس کی شانِ رحیمی یہ ہے کہ) بندوں کے گناہ معاف فرماتا

9 وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ.

ہے۔اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس لائق ہوں کہ لوگ مجھ سے ڈریں تو جو مجھ سے ڈرے گا میں اس لائق ہوں کہ اس کو بخش دوں گا۔ اِس کی روایت ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۲۷۹۵ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُلَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو لے جاوے گا یعنی نیست و نابود کر دے گا اور (پھر تمہاری بجائے) ایسی قوم کو لائے گا جو گناہ کرے گی اور اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) مغفرت چاہے گی۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو بخش دیں گے۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اہل خوف اور گناہ گاران تائب کے لیے بڑا دلاسہ ہے اور اس میں اِس بات کا اشارہ ہے کہ گناہ حکمت الٰہی کے مخالف نہیں' تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور غفاری کی صفت ظاہر ہو۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی اپنے گناہوں سے نڈر ہو جائے کیونکہ یہ تو صریحاً کفر ہے۔ (مشکوٰۃ)

۲۷۹۶ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَكَثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَكَثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اِنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْيَفْعَلْ مَاشَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک بندہ نے گناہ کیا اور پھر عرض کیا: اے میرے رب! میں نے گناہ کیا ہے کہ اِس کو بخش دیجیے تو ربّ العزت نے (فرشتوں سے) فرمایا: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ بھی کرتا ہے۔ پس میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا' یا پھر وہ جب تک اللہ نے چاہا یعنی ایک عرصہ تک (اپنی توبہ پر) قائم رہا۔ پھر اُس نے گناہ کیا اور عرض کیا: اے میرے رب! میں نے (پھر) گناہ کر لیا ہے اس کو بخش دیجیے تو ربّ العزت نے (فرشتوں سے) فرمایا: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے اور پھر اس پر مواخذہ بھی کرتا ہے' پس میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا' پھر جب تک اللہ نے چاہا یعنی ایک مدت تک اپنی توبہ پر قائم رہا۔ پھر گناہ کر دیا اور عرض کیا: اے میرے رب! میں نے گناہ کیا ہے آپ اس کو بخش دیجیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ بھی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا۔ اب وہ جو چاہے کرے۔[1] اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] گناہ کے بعد توبہ کرے تو مغفرت ملے گی اور گناہ کے بعد توبہ نہ کرے تو مواخذہ ہوگا۔

۲۷۹۷ - وَعَنْ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ لَا

حضرت جندب رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک شخص نے کہا' خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ فلاں شخص

يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ وَّاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَاَلّٰى عَلَيَّ اَنِّيْ لَا اَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَاِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ اَوْ كَمَا قَالَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کونہیں بخشے گا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ کون شخص ہے جو مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کونہیں بخشوں گا۔ میں نے تو اُس کو بخش دیا (تجھے ذلیل کرنے کے لیے اور تیرے تکبر کی وجہ سے) تیرے اعمال ضائع کردیئے (کہ اعمال کا ثواب نہیں ملے گا)۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٧٩٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلَيْنِ كَانَا فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ مُتَحَابَّيْنِ اَحَدُهُمَا مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ وَالْاٰخَرُ يَقُوْلُ مُذْنِبٌ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اَقْصِرْ عَمَّا اَنْتَ فِيْهِ فَيَقُوْلُ خَلِّنِيْ وَرَبِّيْ حَتّٰى وَجَدَهٗ يَوْمًا عَلٰى ذَنْبٍ اِسْتَعْظَمَهٗ فَقَالَ اَقْصِرْ فَقَالَ خَلِّنِيْ وَرَبِّيْ اَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيْبًا فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ اَبَدًا وَّلَا يُدْخِلُكَ الْجَنَّةَ فَبَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهِمَا مَلَكًا فَقَبَضَ اَرْوَاحَهُمَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَهٗ فَقَالَ لِلْمُذْنِبِ اُدْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِيْ وَقَالَ لِلْاٰخَرِ اَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تَحْظُرَ عَلٰى عَبْدِيْ رَحْمَتِيْ فَقَالَ لَا يَا رَبِّ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ اِلَى النَّارِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص آپس میں گہرے دوست تھے۔ ان میں سے ایک عبادت میں مشقت اٹھاتا تھا اور دوسرا کہتا کہ میں تو گناہ گار ہوں۔ وہ (عابد گناہ گار سے) کہتا کہ تو جس گناہ میں مبتلا ہے اس کو چھوڑ دے تو گناہ گار کہتا کہ تو مجھے میرے رب کے حوالے کردے (وہ غفور الرحیم ہے) یہاں تک کہ اس عابد نے اس گناہ گار کو ایک بڑا گناہ کرتے پایا تو اُس سے کہا کہ اس گناہ سے باز آ تو اس (گنہ گار) نے پھر وہی کہا مجھے میرے رب کے حوالہ کردے۔ کیا تو مجھ پر داروغہ بنا کر بھیجا گیا ہے تو اس (عابد) نے جواب دیا کہ قسم خدا کی! اللہ تعالیٰ تجھے ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ تجھے جنت میں داخل کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کے پاس (موت کے) فرشتوں کو بھیجا تو اُس نے اُن دونوں کی روح قبض کر لی۔ پس وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے گناہ گار سے کہا تو میری رحمت کے سبب سے جنت میں داخل ہو اور دوسرے سے فرمایا: کیا تو میرے گناہ گار بندہ کو میری رحمت سے محروم کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو اُس نے جواب دیا: نہیں اے میرے رب! تو اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں سے) فرمایا: اِس کو دوزخ کی طرف لے جاؤ (تاکہ وہ اپنے غرور کی سزا بھگتے)۔ اِس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو یقین کے ساتھ دوزخی کہنا درست نہیں اس لیے کہ نجات کا مدار خاتمہ پر ہے اور ہوسکتا ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٢٧٩٩ - وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ قَالَ

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سید الاستغفار یعنی بہترین استغفار یہ ہے کہ تو اس طرح کہے: یاالٰہی! تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میں اپنی حسب استطاعت آپ کے عہد و میثاق اور وعدہ (آخرت پر) قائم ہوں۔ میں اپنے کیے ہوئے گناہوں کی برائی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ آپ کی جو نعمتیں مجھ پر ہیں میں ان کا اقرار کرتا ہوں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں پس آپ مجھے

وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَّوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّمْسِىَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

بخش دیجیے اس وجہ سے کہ آپ کے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس استغفار کو یقین کے ساتھ دن میں پڑھے اور شام ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ جنتی ہے اور جو اس کو رات میں یقین کے ساتھ پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ (بھی) جنتی ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٢٨٠٠ - وَعَنْ بِلَالِ بْنِ يَسَارَ بْنِ زَيْدٍ مَّوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ جَدِّىْ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ غُفِرَلَهٗ وَاِنْ كَانَ قَدْ فَرَّمِنَ الزَّحْفِ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوُدَ لٰكِنَّهٗ عِنْدَ اَبِىْ دَاوُدَ هِلَالِ بْنِ يَسَارٍ وَّقَالَ الْحَافِظُ الْمُنْذِرِىُّ اِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ مُّتَّصِلٌ فَقَدْ ذَكَرَ الْبُخَارِىُّ فِىْ تَارِيْخِهٖ اِنَّ بِلَالًا مَّعَ اَبَاهُ يَسَارًا وَّهُوَ سَمِعَ مِنْ اَبِيْهِ زَيْدٌ مَّوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت بلال بن یسار بن زید رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے مولی یعنی آزاد کردہ غلام ہیں ان سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے میرے دادا سے روایت کی ہے کہ میرے دادا نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو (صدق دل سے) اس استغفار کو پڑھے: میں اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) مغفرت چاہتا ہوں وہ اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندۂ جاوید ہے اور (ساری کائنات کو) سنبھالنے والا ہے اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں تو اس کی بخشش کر دی جاتی ہے۔ اگرچہ کہ وہ (میدان) جہاد سے بھاگا ہوا ہو (جو گناہ کبیرہ ہے)۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت بلال بن یسار کی بجائے ہلال بن یسار ہے۔

٢٨٠١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَّخْرَجًا وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص (گناہ کے بعد یا کسی مصیبت کے بعد) استغفار کو پڑھے (استغفار پر مداومت کرے) تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر تنگی سے نجات دیں گے اور ہر غم سے چھٹکارہ دیں گے۔ اور اس کو ایسی جگہ سے حلال روزی دیں گے جس کا اُس کو گمان بھی نہ ہو۔ اس کی روایت امام احمد ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٨٠٢ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِى الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنّٰى لِىْ هٰذِهٖ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک اللہ بزرگ اور برتر نیک بندہ کے درجہ کو جنت میں بلند فرماتے ہیں تو وہ بندہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار! یہ درجہ مجھے کیونکر ملا؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کرنے کی وجہ سے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

٢٨٠٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِى الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مردہ قبر میں ڈوبنے والے فریادی کی طرح ہے جو اپنے باپ ماں بھائی یا کسی دوست کی دعاؤں کا منتظر ہو۔ اور جب

تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

یہ دعا اُس کو پہنچتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ دعا اُس کے پاس دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یقیناً زمین والوں کی دعاؤں کی وجہ سے اہل قبور کو پہاڑوں جیسا ثواب پہنچاتا ہے یعنی (بے شمار رحمتیں ان پر نازل فرماتا ہے) اور بے شک زندوں کا مردوں کے لیے تحفہ ان کے لیے استغفار کرنا ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٢٨٠٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِمَنْ وَّجَدَ فِيْ صَحِيْفَتِهٖ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ فِيْ عَمَلِ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ.

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خوش حالی اُس شخص کے لیے جو اپنے نامۂ اعمال میں زیادہ استغفار پائے۔ اِس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور نسائی نے اس کی روایت عمل یوم ولیلہ میں کی ہے۔

٢٨٠٥ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ شخص (گناہ پر) اصرار کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا جو (گناہ کے بعد) استغفار کرتا ہو۔ اگر چہ کہ وہ دن میں ۷۰ مرتبہ ایسا کرے۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں پر اصرار کرنے والا وہ شخص ہے جو استغفار نہ کرے اور اپنی بداعمالیوں پر شرمسار نہ ہو' واضح ہو کہ گناہوں پر اصرار برا ہے کیونکہ گناہ صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوتا ہے اور کبیرہ پر اصرار کفر تک پہنچادیتا ہے۔ اِسی لیے ارشاد ہوا ہے کہ جو کوئی استغفار کرتا ہو اور شرمندہ ہو' گناہوں پر خواہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ وہ گناہوں پر اصرار کرنے والا نہیں ہوگا۔

(احادیث مشکوٰۃ)

٢٨٠٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاءُوْا اِسْتَغْفَرُوْا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (یہ دعا بھی فرمایا کرتے تھے) الٰہی! مجھے ان لوگوں میں کر دے کہ وہ جب نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب برائی کریں تو استغفار کریں۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

٢٨٠٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کیا کرو' میں خود بھی دن میں سو بار اللہ کی طرف توبہ کیا کرتا ہوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٨٠٨ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِنْسَانًا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے انسانوں کو قتل کیا تھا' پھر (اپنی توبہ کی قبولیت کے بارے میں لوگوں سے

ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَأَتٰى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ أَلَهُ تَوْبَةٌ قَالَ لَا فَقَتَلَهُ وَجَعَلَ يَسْأَلُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى إِلٰى هٰذِهِ أَنْ تَقَرَّبِيْ وَإِلٰى هٰذِهِ أَنْ تَبَاعَدِيْ فَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوَجَدَ إِلٰى هٰذِهِ أَقْرَبُ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پوچھتے ہوئے نکلا یہاں تک کہ ایک راہب کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا کہ کیا ایسے شخص کی توبہ قبول ہو سکتی ہے (جس نے ننانوے قتل کیے ہوں)' اس نے جواب دیا: نہیں تو اس شخص نے اُس (راہب) کو قتل کر دیا' پھر (اپنی توبہ کی قبولیت کے بارے میں) پوچھنے لگا تو ایک آدمی نے اُس سے کہا تو فلاں بستی میں چلا جا (جہاں نیک لوگوں کی کثرت ہے وہ اس بستی کی طرف چل پڑا اور راستہ میں) اُس کو موت آ گئی۔ تو اُس نے مرتے وقت اپنے سینہ کو اُس بستی کی طرف جھکایا تو رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اس کے بارے میں جھگڑنے لگے (کہ کون اُس کی روح کو لے جائے) اور اللہ تعالیٰ نے (اس بستی والی) زمین کو (جس کی طرف وہ جا رہا تھا) وحی نازل فرمائی کہ تو قریب ہو جا اور (دوسری بستی کو وحی فرمائی کہ تو دُور ہو جا۔ (فرشتوں سے) فرمایا کہ تم دونوں بستیوں کے فاصلہ کو ناپو' تو یہ بستی جس میں یہ نیک لوگ تھے ایک بالشت قریب نکلی اور اس کی بخشش کر دی گئی۔ اِس کی روایت بخاری و مسلم نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ گناہ کبیرہ کے بعد توبہ قبول ہوتی ہے' دوسرے یہ کہ جس جگہ گناہ کیا ہو وہاں سے ہجرت کرنا مستحب ہے۔ اور تیسرے یہ کہ مدعا اور مدعا علیہ کا ردوقدح درست ہے۔ چوتھے یہ کہ رحمت الٰہی کی کوئی حد نہیں۔ ادھر بندہ نے خالص دل سے توبہ کی اور ادھر دریائے رحمت و مغفرت جوش میں آیا۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

۲۸۰۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بندہ جب (گناہوں کا) اعتراف کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اِس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲۸۱۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ عَلِمَ أَنِّيْ ذُوْقُدْرَةٍ عَلٰى مَغْفِرَةِ الذُّنُوْبِ غَفَرْتُ لَهُ وَلَا أُبَالِيْ مَا لَمْ يُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص کو اس بات کا یقین ہو کہ میں گناہوں کو بخشنے پر قدرت رکھتا ہوں' تو میں اُس کو بخش دیتا ہوں اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں جب تک کہ وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ اِس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

۲۸۱۱ - وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنی رحمت کا ہاتھ پھیلا دیتا ہے تا کہ رات کا گناہ گار دن میں توبہ کر لے (بخشش کا یہ سلسلہ) سورج کے مغرب سے نکلنے (قیامت) تک جاری رہے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۸۱۲ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص آفتاب کے مغرب سے نکلنے سے پہلے تک توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۸۱۳ - وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا عَرْضُهٗ مَسِيْرَةُ سَبْعِيْنَ عَامًا لِّلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِهٖ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مغرب کی طرف توبہ کا ایک دروازہ بنایا ہے (جو کھلا ہوا ہے) جس کی چوڑائی ۷۰ برس کی مسافت ہے اور وہ آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے تک بند نہیں کیا جائے گا اور یہ یعنی آفتاب کا طلوع ہونا قبولیت توبہ کو روکنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے (مطابق ہے:) "يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ" جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی شخص کو ایمان لانا نفع نہ دے گا جو اس (نشانی کے ظاہر ہونے سے پہلے ایمان نہ لایا) (الانعام پ ۸ ع ۷)۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۸۱۴ - وَعَنْ مُّعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہجرت[1] توبہ کے منقطع ہونے تک بند نہیں ہوگی اور توبہ (کا دروازہ) بند نہیں ہوگا یہاں تک کہ آفتاب اپنے مغرب سے طلوع کرے۔ اس کی روایت امام احمد ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

[1] کفر سے ایمان کی طرف اور دار کفر سے دار الاسلام کی طرف اور گناہوں سے توبہ کی طرف آنا۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں توبہ کے منقطع ہونے سے توبہ کا قبول ہونا مراد ہے غرض یہ ہے کہ جب تک آفتاب مغرب سے نہیں نکلتا بندہ توبہ کر کے پاک ہو سکتا ہے اور جب آفتاب مغرب سے نکلا تو پھر یہ موقع ہاتھ سے نکل گیا۔

۲۸۱۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے یہاں تک کہ اس کو (موت کا) غرغرہ نہ لگے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۸۱۶ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَغْفِرُ لِعَبْدِهٖ مَالَمْ يَقَعِ الْحِجَابُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْحِجَابُ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ النَّفْسُ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندہ (کے گناہوں) کو بخش دیتا ہے جب تک (بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان) حجاب واقع نہ ہو صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ حجاب کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا (حجاب یہ ہے کہ) آدمی اس حالت میں مرے کہ وہ مشرک تھا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت کتاب البعث والنشور میں کی ہے۔

۲۸۱۷ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يَعْدِلُ بِهٖ شَيْئًا فِي الدُّنْيَا ثُمَّ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ جِبَالٍ ذُنُوْبٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حال میں پیش ہو کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو برابر نہیں قرار دیتا تھا۔ باوجودیکہ اس پر پہاڑوں جیسے گناہ تھے۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں اُس کے گناہوں کو بخش دیں گے۔ اِس کی روایت بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں کی ہے۔

۲۸۱۸ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَتْ رَاحِلَتُهٗ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا قَدْ اَيِسَ مِنْ رَّاحِلَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةٌ عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے جس وقت وہ توبہ کرتا ہے اس شخص کی خوشی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی سواری ایک بے آب و گیاہ جنگل میں بھاگ گئی یعنی گم ہوگئی اور اسی پر اس کا کھانا تھا اور پانی تھا۔ وہ اپنی سواری کو تلاش کرتے کرتے تھک کر مایوس ہوگیا (سواری کے لیے ناامید ہوکر) وہ ایک درخت کے پاس آیا کیا دیکھتا ہے کہ وہ سواری اس کے سامنے کھڑی ہے اور اس نے اس کی مہار (اس کی زبان سے فرط مسرت میں یہ الفاظ نکل پڑے:) اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب (حالانکہ اس کو یہ کہنا چاہیے تھا۔ اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تو میرا رب ہے۔ جس طرح گم شدہ سواری کے ملنے سے اس شخص کو خوشی ہوئی تھی اسی طرح گناہ گار بندہ کے اللہ تعالیٰ سے بچھڑ کر ملنے سے اللہ تعالیٰ کو خوشی ہوتی ہے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۸۱۹ - وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ عَنْ نَّفْسِهٖ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَاَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَّخَافُ اَنْ يَّقَعَ عَلَيْهِ وَاِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى اَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰكَذَا اَيْ بِيَدِهٖ فَذَبَّهٗ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَّجُلٍ نَزَلَ فِيْ اَرْضٍ دَوِيَّةٍ مُّهْلِكَةٍ مَّعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهٗ فَطَلَبَهَا حَتّٰى اِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ اَوْ مَاشَاءَ اللّٰهُ

حضرت حارث بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے (توبہ کے بارے میں) دو حدیثیں بیان کی ہیں۔ ایک حدیث (مرفوع ہے) جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے اور دوسری حدیث (موقوف ہے) جس کی روایت خود حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے اور (اس حدیث موقوف میں) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (بندۂ مومن اپنے گناہوں سے بہت ڈرتا ہے چنانچہ) مومن اپنے گناہوں کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا وہ ایک پہاڑ ہے جس کے نیچے وہ بیٹھا ہوا ہے اور ڈر رہا ہے کہ (نہ معلوم کہ) وہ پہاڑ کب اس پر گر پڑے اور (اس کے برخلاف) فاجر و فاسق اپنے گناہوں کو (اتنا ہلکا) سمجھتا ہے کہ جیسے مکھی کہ وہ اس کی ناک پر بیٹھے اور وہ اس کو ہاتھ کے اشارہ سے اُڑا دے (وہ گناہوں سے بے پرواہ رہتا ہے اور توبہ نہیں کرتا ہے) پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (مرفوع حدیث سنائی) اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ مومن کی توبہ سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ اس شخص

قَالَ ارْجِعْ اِلٰی مَكَانِیَ الَّذِیْ كُنْتُ فِیْهِ فَاَنَامَ حَتّٰی اَمُوْتَ فَوَضَعَ رَأْسَهٗ عَلٰی سَاعِدِهٖ لِیَمُوْتَ فَاسْتَیْقَظَ فَاِذَا رَاحِلَتُهٗ عِنْدَهٗ عَلَیْهَا زَادُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاللّٰهُ اَشَدُّ فَرِحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَاحِلَتِهٖ وَزَادِهٖ رَوٰی مُسْلِمٌ الْمَرْفُوْعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَحَسِبَ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ الْمَوْقُوْفَ عَلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَیْضًا.

(کی خوشی) سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو (سفر میں) ایک لق ودق صحرا میں جہاں ہلاکت کا اندیشہ ہو اتر پڑا اور اس کے ساتھ اس کی سواری ہے جس پر اس کا کھانا اور پانی ہے پس وہ ایک جگہ (پڑاؤ ڈالا) سو گیا جب نیند سے بیدار ہوا تو دیکھا کہ اس کی سواری غائب ہے وہ سواری کی تلاش میں نکلا اور گرمی اور (بھوک) پیاس کی شدت اور رنج وغم میں گرفتار ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھیں (کافی تلاش کے بعد) اس نے کہا کہ اسی جگہ واپس چل کر لیٹ جائیں جہاں میں اترا ہوں اور وہاں اپنے بازو پر سر رکھ کر موت کے انتظار میں سو گیا۔ پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے سامنے کھڑی ہے جس پر اس کا کھانا اور پانی بھی موجود ہے تو اس شخص کو (ایسی حالت میں) اپنی گم شدہ سواری اور توشے کے واپس ملنے کی جو خوشی ہو گی اللہ تعالیٰ کو اپنے بندۂ مومن کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

۲۸۲۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام بنی آدم خطا کار ہیں (ہر انسان سے کچھ نہ کچھ گناہ ہوتا رہے گا) اور گناہ گاروں میں سب سے بہترین وہ لوگ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۲۸۲۱ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفْتِنَ التَّوَّابَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس بندۂ مومن کو (توبہ کرتے رہنے کی وجہ سے) بہت دوست رکھتے ہیں جو گناہوں میں مبتلا رہتا ہے اور توبہ بھی کرتا رہتا ہے اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۸۲۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِلَّا اللَّمَمَ (النجم:۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَغْفِرَ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَاَیُّ عَبْدٍ لَّكَ لَا اَلَمَّا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (النجم:۲) الذین یجتنبون کبائر الاثم و الفواحش الا اللمم (وہ لوگ جو کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں مگر یہ کہ اُن سے چھوٹے چھوٹے گناہ (کبھی کبھار) ہو جاتے ہیں) کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (امیہ ابن ابی الصلت کا یہ شعر بطور مثال کے پڑھا)

ان تغفر اللهم تغفر جما   وای عبد لك لا الما

''اے اللہ! اگر آپ بخشنا چاہیں تو بڑے بڑے گناہوں کو بخش دیں۔ اور آپ کا وہ کون سا بندہ ہے جس نے چھوٹے گناہ بھی نہ کیے ہوں''۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۸۲۳ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِيْ قَلْبِهٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صَقَلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهٗ فَذٰلِكُمُ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (المطففين) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ آ جاتا ہے پھر جب وہ (اپنے گناہوں سے) توبہ اور استغفار کرتا ہے تو (وہ دھبہ ڈھل جاتا ہے اور) اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ گناہوں پر اصرار کرتا رہے (اور توبہ نہ کرے) تو یہ دھبہ بڑھتا ہی جاتا ہے یہاں تک کہ وہ سارے دل پر چھا جاتا ہے اور یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مطففین، پ ۳۰، ع ۱ میں) فرمایا ہے: ''كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ'' (ایسا نہیں ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے جن کو وہ کیا کرتے تھے زنگ بیٹھ گیا ہے) اس حدیث کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۸۲۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ وَّحَسَّنَهُ ابْنُ حَجَرٍ بِشَوَاهِدِهٖ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

وَقَالَ تَفَرَّدَ بِهِ النَّهْرَانِيُّ وَهُوَ مَجْهُوْلٌ قَالَ ابْنُ حَجَرَ مَعَ هٰذَا لَا يَضُرُّ لِاَنَّ الْحَدِيْثَ الضَّعِيْفَ يُعْمَلُ بِهٖ فِي الْفَضَائِلِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ رَوَاهُ الْقُشَيْرِيُّ فِي الرِّسَالَةِ وَابْنُ النَّجَّارِ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ وَّفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ رَوٰى عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَّوْقُوْفًا قَالَ النَّدَمُ تَوْبَةٌ وَّالتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ.

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص (صدق دل سے) توبہ کر لیتا ہے تو وہ اس شخص کی طرح (پاک وصاف کر دیا جاتا ہے) جس نے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے تائب پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا)۔ اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور طبرانی نے اس کی روایت کبیر میں کی ہے اور امام بیہقی نے اس روایت کو شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

اور (جرح کرتے ہوئے) فرمایا: اس روایت میں نہرانی متفرد ہے اور یہ مجہول ہے (اس پر تعاقب کرتے ہوئے) علامہ ابن حجر نے فرمایا: نہرانی کے متفرد اور مجہول ہونے کے باوجود یہ سند حدیث کو مُضر نہیں ہے کیونکہ حدیث ضعیف فضائل میں قابل غور ہوتی ہے، اور (اس حدیث کی مضبوطی پر مزید تائیدات یہ ہیں کہ) اس باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جسے امام قشیری نے ''الرسالۃ'' میں اور ابن نجار نے روایت کیا اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام حاکم نے بیان کیا، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کو ابن عساکر نے بیان کیا اور ''شرح السنۃ'' میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو موقوفاً روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: گناہ پر ندامت کا آ جانا توبہ ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس کا کوئی گناہ ہی نہ ہو۔

۲۸۲۵ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِيْ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَهٗ اَبِيْ اَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ فَقَالَ نَعَمْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ اپنے والد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے والد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (گناہوں پر) ندامت ہی توبہ ہے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا

ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے (کہ ندامت ہی توبہ ہے) اِس حدیث کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ندامت ہی توبہ ہے۔ اس لیے کہ جو شخص اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے تو توبہ کے دوسرے اجزا یعنی گذشتہ گناہوں کو چھوڑ دینا اور آیندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرنا اور تیسرے یہ کہ جن کے حقوق تلف ہوئے ہوں ان کے حقوق کو ادا کرنا ان سب پر آمادہ ہو جاتا ہے' اسی لیے ارشاد ہوا کہ ندامت ہی توبہ ہے۔

بَابٌ

رحمت خداوندی کی وسعت کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ. (الانعام: ۵۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تمہارے ربّ نے اپنے ذمۂ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے۔ (کنز الایمان)

۲۸۲۶ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ غَلَبَتْ غَضَبِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کرنے کا فیصلہ فرمایا تو ایک کتاب (لوح محفوظ) لکھی جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے اور اس میں لکھا ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲۸۲۷ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِ فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا وَاَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ سَلْمَانَ نَحْوَهٗ وَفِيْ اٰخِرِهٖ قَالَ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ اَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سو حصے ہیں' ان میں سے صرف ایک حصہ کو اللہ تعالیٰ نے (زمین پر) نازل فرمایا ہے جو جن اور انس' چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں میں تقسیم فرمائی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ آپس میں ایک دوسرے سے میل ملاپ رکھتے ہیں اور مہربانی سے پیش آتے ہیں اور اسی رحمت کی وجہ سے) وحشی جانور بھی اپنی اولاد پر مہربانی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے (بقیہ) رحمت کے ننانوے حصوں کو (آخرت کے لیے) اٹھا رکھا ہے جن کے ذریعہ سے وہ اپنے (مومن) بندوں پر قیامت کے دن رحم فرمائیں گے (اور جنت میں داخل فرما دیں گے)۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ ننانوے حصوں کی بقیہ رحمت کی تکمیل قیامت کے دن فرمائیں گے۔

۲۸۲۸ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ وَّلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر بندۂ مومن یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس (گناہوں کی کس قدر سخت) سزا اور عذاب ہے تو کوئی بندۂ مومن (اپنے گناہوں کا خیال کر کے) جنت کی تمنا ہی نہ کرے اور بندۂ کافر کو یہ معلوم ہو

مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کس قدر (وسیع) ہے تو کوئی کافر بھی جنت (میں جانے) سے ناامید نہ ہو (اس سے معلوم ہوا کہ بندۂ مومن کو رجاء اور خوف کے درمیان رہنا چاہیے)۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۸۲۹ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِّنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جنت تم میں سے ہر ایک کے اتنا قریب ہے جتنا تم سے تمہاری جوتیوں کا تسمہ قریب ہے اور دوزخ بھی ایسے ہی قریب ہے[1] اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

[1] اس لیے جو شخص جیسا عمل کرے گا اس کے مطابق جنت یا دوزخ پالے گا یعنی اگر ایمان ہے اور نیک عمل ہے تو وہ بہشت سے قریب ہے اور اگر کفر اور گناہ ہیں تو دوزخ سے قریب ہے۔

۲۸۳۰ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ لَّمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ لِاَهْلِهٖ وَفِیْ رِوَايَةٍ اَسْرَفَ رَجُلٌ عَلٰى نَفْسِهٖ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ اَوْصٰى بَنِيْهِ اِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْهُ ثُمَّ اذْرُوْا نِصْفَهٗ فِی الْبَرِّ وَنِصْفَهٗ فِی الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا لَّا يُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِيْنَ فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوْا مَا اَمَرَهُمْ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَاَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَاَنْتَ اَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ (پچھلی اُمتوں میں سے) ایک شخص کا واقعہ ہے جو بہت گناہ گار تھا کہ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو اس کو جلا دیں اور اس کی راکھ کے آدھے حصہ کو جنگل میں اڑا دیں اور آدھے حصہ کو دریا میں بہا دیں (اس نے یہ وصیت اس خوف سے کی کہ) بخدا! اگر اللہ تعالیٰ کو اس پر قابو حاصل ہو جائے تو (اس کے گناہوں کی وجہ سے) اس پر ایسا عذاب نازل کریں گے کہ آج تک دنیا میں کسی کو نہ دیا گیا ہوگا[1] پس جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹوں نے اس کی وصیت پر عمل کیا۔[2] پس اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ اس شخص کے اجزاء کو جمع کر دے اور اسی طرح خشکی کو حکم دیا کہ وہ بھی اس کے اجزاء کو جمع کر دے (جب وہ اس طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوا تو) اللہ تعالیٰ نے اس سے سوال کیا کہ تو نے ایسی حرکت کیوں کی؟ اس نے جواب دیا: خداوندا (میں بہت گناہ گار تھا) تیرے (عذاب کے ڈر سے ایسا کیا ہوں آپ میری نیت سے) باخبر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے (خوف الٰہی اور اپنے گناہوں کے اعتراف کی وجہ سے) اس کو بخش دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] خوف الٰہی نے اس کو اس بات سے بھی غافل کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہیں کہ اس کے منتشر اجزاء کو جمع کر کے اس کا حساب لیں گے۔

[2] اس کو جلا کر اس کی راکھ کو اڑا دیا گیا اور دریا میں بہا دیا گیا۔

۲۸۳۱ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُصُّ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ (الرحمٰن:۴۶) قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرِقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ الثَّانِيَةَ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ الثَّانِيَةَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرِقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ الثَّالِثَةَ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ فَقُلْتُ الثَّالِثَةَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرِقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِنْ رَّغِمَ اَنْفُ اَبِى الدَّرْدَاءِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

کو منبر پر یہ وعظ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے یہ آیت سنائی: جو اپنے پروردگار کے روبرو قیامت کے دن کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے تو اُس کے لیے دو جنتیں ہوں گی (الرحمٰن:۴۶)۔ (یہ سن کر ابودرداء فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ (کیا یہ خوشخبری ایسے شخص کے لیے بھی ہے) جس نے زنا کیا ہو اور چوری بھی کی ہو' تو حضور ﷺ نے دوسری اور تیسری بار پھر یہی آیت پڑھی: ''وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ'' میں نے تیسری بار پھر عرض کیا کہ اگرچہ کہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری بھی کی ہو یارسول اللہ! تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا (ہاں! وہ جنت میں داخل ہوگا) اگرچہ کہ ابودرداء کی ناک خاک آلود ہو (تم کو ناگواری ہو اور تمہاری ذلت ہو) اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۸۳۲- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ السَّبْيِ قَدْ تَحَلَّبَ ثَدْيُهَا تَسْعٰى اِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ اَخَذَتْهُ فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَاَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَّلَدَهَا فِي النَّارِ فَقُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى اَنْ لَّا تَطْرُحَهٗ فَقَالَ اللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارک میں چند قیدی آئے (جن میں کچھ عورتیں اور بچے بھی تھے) ان میں سے ایک عورت ایسی تھی جس کی چھاتی سے دودھ بہہ رہا تھا (اور وہ اپنے بچہ کی تلاش میں) ادھر ادھر دوڑ رہی تھی (تاکہ اس کو دودھ پلائے) قیدیوں میں سے جب وہ کسی بچہ کو دیکھ لیتی تو اس کو اٹھا لیتی اور گود میں لے کر اس کو دودھ پلاتی (یہ دیکھ کر) نبی کریم ﷺ نے ہم سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے خیال میں یہ عورت (جو دوسروں کے بچوں پر اتنی مہربان ہے) اپنے بچہ کو آگ میں ڈال دے گی؟ ہم نے عرض کیا (یارسول اللہ) اگر وہ آگ میں نہ ڈالنے پر قادر ہو تو وہ ہرگز اپنے بچہ کو آگ میں نہ ڈالے گی (یہ سن کر) آپ نے فرمایا (سنو!) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جس قدر یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہے[1] (بخاری و مسلم)

[1] اس حدیث سے ارحم الراحمین کا مطلب سمجھ میں آتا ہے اور رحمت الٰہی کی وسعت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

۲۸۳۳- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ غَزَوَاتِهٖ فَمَرَّ بِقَوْمٍ فَقَالَ مِنَ الْقَوْمُ قَالُوْا نَحْنُ الْمُسْلِمُوْنَ وَامْرَاَةٌ تَحْضُبُ بِقِدْرِهَا وَمَعَهَا ابْنٌ لَهَا فَاِذَا ارْتَفَعَ وَهَجٌ تَنَحَّتْ بِهٖ فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَلَيْسَ اللّٰهُ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ قَالَ بَلٰى قَالَتْ اَلَيْسَ اللّٰهُ اَرْحَمُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور اکرم ﷺ ایک جماعت پر سے گزرے تو اُن سے دریافت فرمایا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں۔ اُن میں ایک عورت ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہی تھی اور اس کا بچہ اس کے قریب تھا۔ جب آگ کا شعلہ بلند ہوتا تو وہ عورت اپنے بچہ کو (آگ کے پاس سے دُور ہٹاتی' پھر وہ عورت (اپنے بچہ کو لے کر) حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دریافت کیا کہ کیا آپ ہی اللہ کے رسول ہیں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس نے عرض کیا: میرے ماں

بِعِبَادِهٖ مِنَ الْاُمِّ بِوَلَدِهَا قَالَ بَلٰى قَالَتْ اِنَّ الْاُمَّ لَا تُلْقِيْ وَلَدَهَا فِي النَّارِ فَاَكَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ اِلَيْهَا فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِهٖ اِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِيْ يَتَمَرَّدُ عَلَى اللّٰهِ وَاَبٰى اَنْ يَّقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

باپ آپ پر سے فدا ہوں! کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین نہیں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں (اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے!) اس نے پھر عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس ماں سے زیادہ مہربان نہیں ہیں جو اپنے بچوں پر بہت مہربان ہوتی ہے۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں (اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر زیادہ مہربان ہے ماں کی بہ نسبت جو اپنے بچوں پر مہربان ہوتی ہے) تو اُس نے پھر عرض کیا کہ ماں تو اپنے بچہ کو آگ میں نہیں ڈالتی (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک کو جھکائے اور رونے لگے' کچھ دیر بعد اپنے سر مبارک کو اُوپر اٹھایا اور فرمایا: (سنو!) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر عذاب نہیں کرتے سوائے اُن کے جو ایمان نہ لائیں اور اللہ تعالیٰ سے سرکشی اور بغاوت کرتے ہوں اور لا الہ الا اللہ کا انکار کرتے ہوں۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٨٣٤ - وَعَنْ عَامِرِ الرَّامِ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهٗ يَعْنِيْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ كِسَاءٌ وَفِيْ يَدِهٖ شَيْءٌ قَدِ الْتَفَّ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَرَرْتُ بِغَيْضَةِ شَجَرٍ فَسَمِعْتُ فِيْهَا اَصْوَاتَ اَفْرَاخِ طَائِرٍ فَاَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِيْ كِسَائِيْ فَجَاءَتْ اُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلٰى رَأْسِيْ فَكَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِكِسَائِيْ فَهُنَّ اُولَاءِ مَعِيَ قَالَ ضَعْهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ وَاَبَتْ اُمُّهُنَّ اِلَّا لُزُوْمَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَعْجَبُوْنَ لِرُحْمِ اُمِّ الْاَفْرَاخِ اَفْرَاخَهَا فَوَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ اُمِّ الْاَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا اِرْجِعْ بِهِنَّ حَتّٰى تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَخَذْتَهُنَّ وَاُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ فَرَجَعَ بِهِنَّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عامر رام رضی اللہ عنہ (تیرانداز) سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک صاحب حاضر ہوئے جو کملی اوڑھے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس کو انہوں نے کملی سے لپیٹ لیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزر رہا تھا کہ مجھے پرندوں کے بچوں کی آوازیں سنائی دیں تو میں نے ان بچوں کو پکڑ لیا اور اُن کو اپنی کملی میں رکھ لیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی ماں آ کر میرے سر پر منڈلانے لگی۔ میں نے جب اس کے سامنے بچوں کو رکھ دیا تو وہ اُن پر آن پڑی تو پھر میں نے اُن سب کو اپنی کملی میں لپیٹ لیا' پس وہ سب میرے ساتھ ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ان کو (زمین پر) رکھ دو تو میں نے ان کو (زمین پر) رکھ دیا (اور کملی ہٹالی) تو اُن بچوں کی ماں (اپنے بچوں کے ساتھ لگی رہی اور) بچوں سے جدا نہ ہوئی (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ کیا تم لوگ ان بچوں کی ماں کو اپنے بچوں پر شفقت اور رحم کرتے دیکھ کر تعجب کرتے ہو؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ان بچوں کی ماں سے زیادہ مہربان اور شفیق ہے (پھر آپ نے ان صاحب سے فرمایا) تم ان بچوں کو لے جاؤ اور جہاں سے لائے تھے' وہیں ان کی ماں کے ساتھ رکھ آؤ' تو وہ صاحب (اسی وقت) ان بچوں کو ماں سمیت اِسی جگہ رکھ آنے کے لیے چلے گئے۔[1] اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] اس وجہ سے کہ وہ اپنی جگہ سے مانوس تھے) اس سے رسول اللہ ﷺ کی شفقت اور رحمت انسانوں کے علاوہ جانوروں پر بھی

ثابت ہوتی ہے۔

۲۸۳۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُّنْجِيَ أَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهُ قَالُوْا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهِ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا بِشَيْءٍ مِّنَ الدَّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی کو اس کا محض نیک عمل نجات دلانے کے لیے ہرگز کافی نہیں ہوگا[1] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (یہ سن کر حیرت سے) دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ (بات) آپ کے لیے بھی ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے مجھے ڈھانک لیا ہے۔ پس تم لوگوں کو چاہیے کہ (اللہ کے فضل پر بھروسہ کر کے اپنے اعمال کو) درست کرتے رہو اور[2] میانہ روی اختیار کریں (اور اپنے اعمال اور اخلاق کو درست کرتے رہیں گے) تو اپنے مقصد کو حاصل کرلیں گے''۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

[1] جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس کے شامل حال نہ ہو اس لیے کہ حقیقت میں نجات کا سبب خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور نیک عمل توفیق الٰہی سے ہوتا ہے۔

[2] افراط و تفریط سے بچ کر اعمال میں میانہ روی اختیار کرو اور صبح و شام اور کچھ رات اللہ تعالیٰ کی عبادت (اور یاد) میں رہا کرو اور دین اور دنیا کے کاموں میں۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ رحمت خداوندی اور فضل الٰہی جب بندہ کے شامل حال ہوتی ہے تو بندہ کو نیک عمل کی توفیق ملتی ہے اور بندہ نیک عمل کرتا ہے اور نجات حاصل کرتا ہے ورنہ محض نیک عمل بطور وجوب باعث نجات نہیں۔ اگر فضل الٰہی شامل حال نہ ہو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی بندہ کا کچھ زور نہیں ہے اور نہ اِس کے حکم کے سامنے کسی کو چون و چرا کی مجال ہے اور اس کی قدرت بے حد و حساب ہے۔ کسی کی کیا طاقت کہ خود کو جنت کا مستحق خیال کرے اور بندہ کے عمل کا یہ حال ہے کہ خواہ وہ کیسا ہی اعلیٰ ہو نقص اور کوتاہی سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے کوئی اپنے نیک عمل پر نہ اتر آئے اور نہ بھروسہ کرے۔ اب رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو اس میں شامل فرمالینا ایک عمومی خطاب کے طور پر ہے جس میں جواب دینے والا اپنے آپ کو شامل کر کے جواب دیتا ہے تا کہ مسئلہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

یہ بات بھی خوب واضح رہے کہ اس حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ عمل کو ترک کر دیا جائے اور اس سے پہلوتہی کی جائے بلکہ یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ عمل اُس وقت کامل اور مقبول ہوگا جب کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس میں شامل ہو۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعتدال اور میانہ روی سے نیک عمل کرتے جاؤ تا کہ اپنے مقصد کو حاصل کرسکو۔ (ماخوذ از مرقات اور اشعۃ اللمعات)

۲۸۳٦ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُدْخِلُ أَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا يُجِيْرُهُ مِنَ النَّارِ وَلَا أَنَا إِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو محض اس کا نیک عمل جنت میں داخل نہیں کر سکتا اور نہ دوزخ سے بچا سکتا ہے اور نہ مجھے بھی (جب تک کہ) اللہ تعالیٰ (کا فضل) اور اس کی رحمت شامل حال نہ ہو۔[1] اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] اس لیے کہ دخول جنت اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے البتہ جنت کے درجات اعمال سے ملتے ہیں۔

۲۸۳۷ - وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرَاتِ قَالَ كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت (فاطر: ۳) پھر ہم نے یہ کتاب یعنی قرآن ان لوگوں (اہل اسلام) کے ہاتھوں میں پہنچائی جن کو ہم نے (ایمان کے اعتبار سے) تمام دنیا جہان کے بندوں میں سے پسند فرمایا' پھر ان میں بعض (تو کچھ گناہ کر کے) اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض میانہ رو ہیں ۱ اور بعض اُن میں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کرتے جاتے ہیں یہ یعنی ۲ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تینوں قسم کے لوگ (جن کا ذکر آیت میں ہے) جنتی ہیں۔ اِس کی روایت بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں کی ہے۔

۱ جو نہ تو گناہ کیا کرتے ہیں اور نہ عبادتوں میں زیادتی کرتے ہیں۔
۲ ایسی کتاب کا ان مذکورہ تینوں قسم کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں پہنچا دینا) جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے وہ ایسے باغات ہیں جن میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں۔

ف: صاحب مرقات نے اس آیت کی توضیح میں کئی اقوال ذکر کیے ہیں' منجملہ ان اقوال کے ایک قول امام جعفر صادق ؒ کا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ میں مسلمانوں کی تین قسمیں بیان فرمائیں اور تینوں کو عبادنا (ہمارے بندے) فرمایا تینوں کی نسبت اپنی طرف کی' اور تینوں کے مراتب میں تفاوت کے باوجود تینوں کو منتخب اور پسندیدہ قرار دیا اور تینوں کے لیے جنت کی یہ خوشخبری دی اور یہ خوشخبری کلمۂ اخلاص ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' کی بدولت اہل اسلام کو دی گئی ہے۔

۲۸۳۸ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهٗ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدَ الْقِصَاصِ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلٰى أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَّالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بندہ اسلام قبول کرے اور اس کا اسلام اچھا ہو (یعنی اس کا ظاہر اور باطن اچھا ہو) تو اللہ تعالیٰ (ایمان لانے کی وجہ سے اس کے قبل ایمان کے) تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اسلام قبول کرنے کے بعد ہر نیکی کا بدلہ اس کو (کم از کم) دس گنا ملتا ہے یہاں تک کہ (اس کے کمال اخلاص کے اعتبار سے اس کو ایک نیکی کا اجر کبھی) سات سو گنا بھی ملتا ہے بلکہ (اللہ تعالیٰ چاہیں تو) اس سے بھی زیادہ (اس کو اجر عطا فرماتے ہیں) لیکن ایک گناہ کا بدلہ ایک ہی دیا جائے گا (اِس میں زیادتی نہیں ہوتی) اور اللہ تعالیٰ چاہیں تو اس گناہ کو معاف بھی فرما دیتے ہیں۔ اِس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۸۳۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ عَشْرَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں سے لوح محفوظ میں ان اعمال کو) لکھوا دیا ہے جن پر (بندۂ مومن کو) نیکیاں ملتی ہیں اور ثواب حاصل ہوتا ہے ۱ پس اگر کوئی بندہ کسی نیکی کا پکا ارادہ کر لیتا ہے اور (کسی عذر) کی وجہ سے اس کو انجام نہ دے سکا تو بھی اللہ تعالیٰ (اس کی نیت کی وجہ سے) اس

حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰی اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کو پوری نیکی کا ثواب عطا فرماتے ہیں اور جو شخص ارادہ کے ساتھ اس نیک عمل کو کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ (اپنے فضل سے) اس کے لیے (نامۂ اعمال میں کبھی) دس اور (کبھی) سات سو اور (کبھی) اس سے زائد بھی (اس کے خلوص کے مطابق) نیکیاں لکھوا دیتے ہیں اور اس کے برخلاف جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرے اور (اللہ تعالیٰ کے ڈر سے) اس کو روبہ عمل نہ لائے تو اللہ تعالیٰ (اس کے خوف کی وجہ سے) اس برائی کے معاوضہ میں پوری نیکی لکھ دیتے ہیں اور جو شخص برائی کا ارادہ کر کے اِس پر عمل بھی کرے تو ایک برائی کے بدلہ ایک ہی گناہ (اس کے نامۂ اعمال میں) لکھا جاتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں ان اعمال کو بھی لکھوا دیا ہے جن کے کرنے پر بندۂ مومن کو گناہ ہوتا ہے اور سزا ملتی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے امام نووی سے نقل کیا ہے کہ سبحان اللہ! اس حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں کا اظہار ہے کہ برائی کے قصد کو نامۂ اعمال میں لکھوایا نہ جائے اور نیکی کے قصد کو بغیر عمل کیے بھی ایک نیکی لکھوا دی جاتی ہے اور برائی کے کرنے کے بعد ایک ہی برائی لکھوائی جائے اور ایک نیکی کے بدلے میں دس گنا، سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ نیکیاں لکھوائی جائیں۔ البتہ! کوئی شخص برائی کا قصد کرے اور بجز خوف خدا کے کسی اور مجبوری سے اس برائی کو نہ کر سکے تو ایسے شخص کے لیے ایک برائی کی نیت کے بدلے ایک گناہ لکھا جائے گا جیسے کسی نے رات کو اپنے دل میں یہ عزم کر لیا کہ فلاں کو قتل کر دوں گا اور اِسی رات کو وہ مر گیا تو اس پر قتل کے قصد کی وجہ سے قتل کا گناہ لکھا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے (سورۂ بنی اسرائیل، پ ۱۵، ع ۴) ان السمع والبصر والفواد کل اولئك كان عن مسئولا "بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی (کہ آنکھ کا استعمال کہاں کیا؟ کان کا استعمال کہاں کیا؟ اور دل میں بے دلیل بات کا کیوں خیال جمایا؟ اور عجب، کبر اور ریاء یہ دل کی بیماریاں ہیں اور ان پر بھی مواخذہ ہے۔ (یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے)

۲۸۴۰ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مَثَلَ الَّذِيْ يَعْمَلُ السَّيِّاٰتِ ثُمَّ يَعْمَلُ الْحَسَنَاتِ كَمَثَلِ رَجُلٍ كَانَتْ عَلَيْهِ دِرْعٌ ضَيِّقَةٌ قَدْ خَنَقَتْهُ ثُمَّ عَمِلَ حَسَنَةً فَانْفَكَّتْ حَلْقَةٌ ثُمَّ عَمِلَ اُخْرٰى فَانْفَكَّتْ اُخْرٰى حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَى الْاَرْضِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس (بندۂ مومن) کی مثال جو برائیوں کے بعد نیکیاں کرنے لگے اس شخص کے مانند ہے جس کے جسم پر ایک تنگ زرہ تھی جس نے اس (کے جسم) کو دبا رکھا تھا۔ اس کے نیکیاں کرنے کی وجہ سے اس (زرہ) کا ایک ایک حلقہ کھلنے لگا، یہاں تک کہ ہر نیکی کے بدلہ میں اس (کی زرہ) کے حلقے کھلتے چلے گئے اور وہ (ڈھیلی ہو کر) زمین پر گر گئی۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ برائی کرنے سے انسان کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے کاموں میں متحیر رہتا ہے اور لوگ اس کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس حالت کو زرہ کی تنگی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس کے برخلاف نیکیاں کرنے سے سینہ کشادہ ہوتا ہے اور کام آسان ہوتے ہیں اور لوگ اس کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حدیث شریف میں اس حالت کو زرہ کے کھلنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (مرقات ۱۲)

10

٢٨٤١ - وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَلْتَمِسُ مَرْضَاةَ اللّٰهِ فَلَا يَزَالُ بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِجِبْرِيْلَ إِنَّ فُلَانًا عِبَادِيْ يَلْتَمِسُ أَنْ يُّرْضِيَنِيْ أَلَا وَإِنَّ رَحْمَتِيْ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ جِبْرِيْلُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى فُلَانٍ وَّيَقُوْلُهَا حَمَلَةُ الْعَرْشِ وَيَقُوْلُهَا مَنْ حَوْلَهُمْ حَتّٰى يَقُوْلَهَا أَهْلُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ ثُمَّ تَهْبِطُ لَهٗ إِلَى الْأَرْضِ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت فرماتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ (مومن مختلف قسم کی عبادتوں کے ذریعہ) اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی کی تلاش میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میرا فلاں بندہ میری خوشنودی کی فکر میں لگا ہوا ہے (جبریل اٹھ) سن لو! کہ میری رحمت (کاملہ) اسی پر نازل ہے۔ یہ سن کر جبریل علیہ السلام فرما دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت فلاں بندہ پر ہے اور اسی (دعاء کے کلمہ) کو حاملین عرش اور ان کے اطراف والے فرشتے کہتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتوں آسمان کے فرشتے اس شخص کے حق میں دعا کرتے ہیں، پھر (اللہ تعالیٰ کی رحمت) اس شخص کے حق میں زمین والوں تک پہنچتی ہے۔[1] اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

[1] اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو پسند فرمایا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہے تو زمین والے بھی اس کو چاہنے لگتے ہیں۔

بَابٌ مَّا يَقُوْلُ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَالْمَنَامِ

ان دعاؤں کے بیان جو صبح شام اور سوتے وقت پڑھی جائیں

٢٨٤٢ - عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمٍ التَّمِيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ أَسَرَّ إِلَيْهِ فَقَالَ إِذَا انْصَرَفْتَ مِنْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمَ أَحَدًا اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ ثُمَّ مُتَّ فِيْ لَيْلَتِكَ كُتِبَ لَكَ جَوَازٌ مِنْهَا وَإِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ كَذٰلِكَ فَإِنَّكَ إِذَا مُتَّ فِيْ يَوْمِكَ كُتِبَ لَكَ جَوَازٌ مِّنْهَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت حارث بن مسلم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد حضرت مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے بطور راز داری کے یہ ارشاد فرمایا کہ جب تم مغرب کی نماز سے فارغ ہو جاؤ اور سلام پھیر دو تو کسی سے بات کیے بغیر سات مرتبہ "اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ" (اے اللہ مجھے دوزخ سے بچا لیجیے) پڑھ لیا کرو۔[1] تم جب اس (دعاء) کو (سات مرتبہ) پڑھو اور اسی رات تمہارا انتقال ہو جائے تو تمہارے لیے دوزخ سے نجات لکھی جائے گی اور اسی طرح فجر کی نماز کے بعد بھی (سات مرتبہ اس دعاء کو) پڑھو اور اگر اسی دن تمہارا انتقال ہو جائے تو تمہارے لیے دوزخ سے نجات لکھی جائے گی۔ اس کی روایت ابوداود نے کی ہے۔

[1] سات کا عدد اس لیے ارشاد ہوا کہ دوزخ کے سات دروازے اور سات درجے ہیں۔

٢٨٤٣ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ يَا أَبَتِ أَسْمَعُكَ تَقُوْلُ كُلَّ غَدَاةٍ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ تُكَرِّرُهَا ثَلَاثًا حِيْنَ تُصْبِحُ وَثَلَاثًا حِيْنَ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ابا جان! ہر روز صبح اور شام میں آپ کو یہ دعائیں تین مرتبہ پڑھتے ہوئے سنتا ہوں (اس کی کیا وجہ ہے) اے اللہ! میرے بدن کو عافیت سے رکھ۔ اے اللہ! آپ میری سماعت میں عافیت دیجیے (تاکہ میں احکام شریعت کو سن کر عمل کرنے کے قابل

تُمْسِیْ فَقَالَ یَا بُنَیَّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ بِهِنَّ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَسْتَنَّ بِسُنَّتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

رہوں) الٰہی! مجھے اپنی بصارت میں عافیت دیجیے (تاکہ میں آپ کی نشانیوں سے عبرت حاصل کرسکوں) آپ اس دعاء کو تین بار صبح اور تین بار شام پڑھا کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو (صبح اور شام) ان دعاؤں کو پڑھتے ہوئے سنا ہے تو میں آپ کی سنت کی پیروی کرنا بے حد پسند کرتا ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف کے آخر میں حضرت ابوبکرہ ؓ نے اپنے فرزند کو اس دعاء کو صبح و شام پابندی کی وجہ دریافت کرنے پر فرمایا کہ مجھے سنت نبوی کی پیروی بے حد پسند ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعاؤں اور اعمال خیر کے انجام دینے میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع مقصود ہو نہ کہ کوئی دنیوی غرض۔ (مشکوٰۃ)

٢٨٤٤ - وَعَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ فِیْ صَبَاحِ کُلِّ یَوْمٍ وَّمَسَاءِ کُلِّ لَیْلَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَیَضُرُّهٗ شَیْءٌ فَکَانَ اَبَانُ قَدْ اَصَابَهٗ طَرَفُ فَالِجٍ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَنْظُرُ اِلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ اَبَانُ مَا تَنْظُرُ اِلَیَّ اِمَّا اَنَّ الْحَدِیْثَ کَمَا حَدَّثْتُكَ وَلٰکِنِّیْ لَمْ اَقُلْهُ یَوْمَئِذٍ لِیُمْضِیَ اللّٰهُ عَلَیَّ قَدَرَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْدَاوُدَ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّمْ تُصِبْهُ فَجَاءَةُ بَلَاءٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَمَنْ قَالَهَا حِیْنَ یُصْبِحُ لَمْ تُصِبْهُ فَجَاءَةُ بَلَاءٍ حَتّٰی یُمْسِیَ.

حضرت ابان بن عثمان ؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو بندہ ہر روز صبح و شام کے ابتدائی حصہ میں تین مرتبہ یہ دعاء پڑھے: "اس اللہ کے نام سے (میں نے صبح کی اور شام کی) کہ جس کے نام سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہی (ہمارے اقوال کو) سننے والا ہے اور (ہمارے احوال کو) جاننے والا ہے"، تو کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ (راوی حدیث) حضرت ابان ؓ کے (جسم کے) ایک حصہ پر فالج کا حملہ ہو چکا تھا تو (حدیث کو سننے والا) شخص آپ کو (تعجب سے) دیکھنے لگا تو حضرت ابانؓ نے اس سے فرمایا: تو مجھے کیا دیکھتا ہے؟ حدیث اسی طرح ہے جیسے کہ میں نے تجھ سے بیان کی ہے، لیکن اس دن میں اس دعاء کو پڑھ نہ سکا تھا تاکہ اللہ تعالیٰ میرے اوپر اپنی تقدیر کو جاری فرما دیں۔ اس کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد نے کی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں یہ (اضافہ) ہے جو شام کے وقت اس دعاء کو پڑھے تو اچانک صبح تک اس کو کوئی بلا نہیں پہنچتی اور جو اس دعا کو صبح کے وقت پڑھے تو شام تک اس کو اچانک کوئی مصیبت نہیں پہنچتی۔

٢٨٤٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ اِلٰی قَوْلِهٖ وَکَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ اَدْرَكَ مَا فَاتَهٗ فِیْ یَوْمِهٖ ذٰلِكَ وَمَنْ قَالَهُنَّ حِیْنَ یُمْسِیْ اَدْرَكَ مَا فَاتَهٗ فِیْ لَیْلَتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت (سورہ روم پ ٢١، ع ٥ کی ان آیتوں کو) پڑھے: "تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو صبح کے وقت اور شام کے وقت بھی اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور نیز سہ پہر کے وقت اور دوپہر کے وقت بھی (اس کی پاکی بیان کرو) وہی زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور وہی مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور وہی زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور تم (قیامت کے روز قبروں سے) اسی طرح نکالے جاؤ گے" تو

اس کو ان کا ثواب مل جائے گا اور وہ اپنے فوت شدہ اوراد کے ثواب سے محروم نہ ہوگا) اور (اسی طرح) جس نے شام کے وقت ان (آیتوں) کی تلاوت کی تو اس کو بھی رات کے فوت شدہ (اوراد و وظائف) کا ثواب مل جائے گا۔
اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

لے ان آیتوں کے تلاوت کرنے کی وجہ سے اس کے دن کے مقررہ اوراد و وظائف چھوٹ گئے ہوں تو۔

٢٨٤٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ اَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ مَا اَصَابَهُ فِيْ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ مِنْ ذَنْبٍ وَّاِنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا اَصَابَهُ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنْ ذَنْبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یاالٰہی! ہم نے صبح کی اِس حال میں کہ گواہ کرتے ہیں آپ کے حاملین عرش کو اور گواہ کرتے ہیں آپ کے فرشتوں کو اور آپ کی ساری مخلوقات کو کہ بے شک آپ ہی اللہ ہیں' آپ کے سوائے کوئی معبود نہیں آپ کی (ذات' صفات اور افعال) میں کوئی شریک نہیں اور (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بندے اور آپ کے رسول ہیں۔ تو (ان کلمات کی برکت سے) اللہ تعالیٰ اس شخص کے گناہ (صغیرہ) کو جو اس دن میں ہوئے ہوں' بخش دیتے ہیں اور (اسی طرح) اگر وہ ان (کلمات) کو شام کے وقت پڑھے تو اس کے وہ گناہ (صغیرہ) جو اُس رات میں ہوئے ہوں' اللہ تعالیٰ ان کو بھی بخش دیتے ہیں۔
اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

٢٨٤٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَنَّامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ فَقَدْ اَدّٰى شُكْرَ يَوْمِهٖ وَمَنْ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حِيْنَ يُمْسِيْ فَقَدْ اَدّٰى شُكْرَ لَيْلَتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن غنام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت (ان کلمات کو) پڑھے: یاالٰہی! (دینی و دنیوی) جو نعمتیں مجھے یا تیری مخلوق میں کسی کو ملی ہیں' وہ آپ ہی اکیلے کی طرف سے ہیں۔ آپ کا کوئی شریک نہیں' پس آپ ہی کے لیے ہر قسم کی تعریف ہے اور آپ ہی کے لیے ہر قسم کا شکر ہے۔ تو اس نے اپنے اس دن کا شکر ادا کر دیا اور اسی طرح جو کوئی شام کے وقت (یہ دعاء) پڑھے تو اپنی اس رات کا شکر ادا کر دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

واضح ہو کہ شام کے وقت جب یہ دعاء پڑھی جائے تو ما اصبح کی بجائے ما امسی پڑھیں۔ حاشیہ مشکوٰۃ میں لمعات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا رب العزت! آپ کی نعمتیں مجھ پر بے شمار ہیں' میں کس طرح ان کا شکر ادا کروں ارشاد ہوا کہ جب تم نے یہ جان لیا کہ ساری نعمتیں میری ہی طرف سے ہیں تو تم نے میرا شکر ادا کر دیا۔

٢٨٤٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ حِيْنَ يُمْسِيْ وَحِيْنَ يُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (دعائیہ) کلمات کو صبح اور شام کبھی نہیں چھوڑا۔ (صبح و شام پابندی سے پڑھا کرتے تھے)۔ یاالٰہی! میں آپ سے آخرت اور دنیا میں عافیت چاہتا ہوں' یاالٰہی! میں آپ سے (اپنے گناہوں کی) معافی اور اپنے دین اور دنیا اور اہل اور اپنے مال میں سلامتی چاہتا ہوں۔ یاالٰہی! آپ میرے

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِيْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ يَعْنِي الْخَسْفَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

عیبوں کو چھپا دیجیے اور خطرات سے مجھے محفوظ رکھیے یا الٰہی! آپ میرے آگے پیچھے داہنے بائیں اور اُوپر سے میری حفاظت فرمائیے اور میں آپ کی عظمت کی پناہ لیتا ہوں۔ اس بات سے کہ میں اپنے نیچے سے ہلاک کر دیا جاؤں زمینی بلاؤں سے (یعنی زلزلہ وغیرہ سے میری ہلاکت نہ ہو)۔ اِس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۸۴۹ - وَعَنْ بَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهَا فَيَقُوْلُ قُوْلِيْ حِيْنَ تُصْبِحِيْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا فَاِنَّهٗ مَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُصْبِحُ حُفِظَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ حُفِظَ حَتّٰى يُصْبِحَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو سکھایا کہ جب تم صبح کرو تو (یہ دعاء پڑھا کرو)۔ میں اس کی پاکی بیان کرتی ہوں اس کی تعریف کے ساتھ اور (حمد وثنا بیان کرنے کی) قوت اللہ تعالیٰ کی (مدد سے) ہی ہے تو جو اللہ چاہیں وہی ہوتا ہے اور جو اللہ نہ چاہیں وہ نہیں ہوتا۔ میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو علم سے گھیرے ہوئے ہوں۔ پس جو شخص ان (کلمات) کو صبح کے وقت پڑھ لیا کرے تو وہ (بلاؤں اور خطاؤں سے) شام تک محفوظ رہتا ہے اور (اسی طرح) جو شخص شام کے وقت اِن (کلمات) کو پڑھے تو صبح تک (بلاؤں اور خطاؤں سے) محفوظ رہتا ہے۔ اِس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۸۵۰ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يَقُوْلُ اِذَا اَمْسٰى وَاِذَا اَصْبَحَ ثَلَاثًا رَّضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّرْضِيَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مسلمان بندہ صبح اور شام (اس دعاء کو) تین مرتبہ پڑھا کرے: ''رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا'' راضی ہوں میں اس بات پر کہ اللہ (میرا) ربّ ہے۔ اسلام (میرا) دین ہے اور حضور اکرم ﷺ (میرے) نبی ہیں تو اللہ پر لازم ہوگا کہ قیامت کے دن اس کو اپنے فضل وکرم سے (اتنا ثواب دیں کہ) وہ راضی ہو جائے۔ اِس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

۲۸۵۱ - وَعَنْ اَبِيْ عَيَّاشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَانَ لَهٗ عَدْلُ رَقَبَةٍ مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَكُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَّحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّاٰتٍ وَّرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَّكَانَ فِيْ حِرْزٍ مِّنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ قَالَهَا اِذَا اَمْسٰى كَانَ لَهٗ مِثْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُصْبِحَ فَرَاٰى رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابوعیاش رضی اللہ عنہ (زید بن صامت انصاری) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے اور ہر قسم کی تعریف بھی اسی کے لیے ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے تو ایسے شخص کے لیے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے (اگر کوئی غلام بنالیا گیا اور اس کو آزاد کر دیا جائے تو) ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور (اس کے علاوہ) اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں دُور کی جاتی ہیں اور دس اس کے درجے بلند کیے جاتے ہیں اور شام ہونے تک وہ شیطان (کے شر) سے حفاظت میں رہتا ہے اور جس نے ان (کلمات) کو شام کے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا عَيَّاشٍ يُحَدِّثُ عَنْكَ بِكَذَا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ أَبُوْ عَيَّاشٍ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

وقت کہا تو وہ بھی (اسی اجر وثواب کا مستحق ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں) صبح ہونے تک رہے گا۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابوعیاش آپ سے (کلمۂ توحید پڑھنے والے کی فضیلت میں) کثیر اجر وثواب بیان کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ابوعیاش نے سچ کہا ہے (اس کی ایسی ہی فضیلت ہے)۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

٢٨٥٢ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمْسٰى قَالَ أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ رَبِّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (رات کے استقبال میں یوں) فرماتے: ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے (بھی) شام کی اور ساری تعریفیں خدا کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اس کی ہے اور تعریف کے لائق وہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے یا الٰہی! میں آپ سے اس رات کی بھلائی اور اس میں جو بھلائی واقع ہونے والی ہے وہ مانگتا ہوں اور آپ کی پناہ میں آتا ہوں اس رات کی برائی سے اور اس برائی سے جو اس رات میں واقع ہونے والی ہے یا الٰہی! میں آپ کی حفاظت میں آتا ہوں سستی بڑھاپے بوڑھے پن کی برائی دنیا کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے اور جب صبح ہوتی تو (صبح کے استقبال میں "امسینا وامسی الملك" کی بجائے) یوں فرماتے: "اصبحنا واصبح الملك" ہم نے صبح کی اور خدا کی ساری کائنات نے (بھی) صبح کی (اور اس کے بعد آپ یہی دعاء آخر تک پڑھتے) اور ایک روایت میں اتنا اور اضافہ ہے: اے میرے پروردگار! میں آپ کی امان میں آتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے (بھی)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٨٥٣ - وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا أَمْسٰى أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ وَالْكُفْرِ وَفِيْ رِوَايَةٍ مِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ وَالْكِبْرِ رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ وَإِذَا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب شام ہوتی تو (رات کے استقبال میں) یوں فرماتے: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ وَالْكُفْرِ" (اس کا ترجمہ پہلی حدیث میں گزر چکا ہے)۔ اور جب صبح ہوتی تو (صبح کے استقبال میں) آپ یوں فرماتے: "أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ" (اور اس کے بعد آپ یہی دعاء آخر تک پڑھتے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔

اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَيْضًا اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ لَمْ يَذْكُرْ مِنْ سُوْءِ الْكُفْرِ.

۲۸۵۴ - وَعَنْ اَبِيْ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهٗ وَنَصْرَهٗ وَنُوْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَهُدَاهُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَمِنْ شَرِّ مَا بَعْدَهٗ ثُمَّ اِذَا اَمْسٰى فَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی صبح کرے تو اس کو چاہیے کہ (صبح کے استقبال میں) یہ (دعاء) پڑھے: ہم نے صبح کی اور ساری کائنات نے (بھی) صبح کی اللہ رب العالمین کے لیے، یا الٰہی! میں اس دن کی بھلائی، اس میں (مقاصد پر) کامیابی اور (دشمن پر) غلبہ اور (علم وعمل کی) روشنی اس کی برکت (یعنی حلال روزی) اور اس کی ہدایت (یعنی خیر پر استقامت) مانگتا ہوں اور اس دن میں جو برائی ہے اور اس کے بعد جو برائی آنے والی ہے (ان سے) میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ پھر جب وہ شام کرے تو اسی طرح یہ دعاء پڑھے[1] اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] البتہ شام کے وقت جب یہ دعاء پڑھے تو "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ" کے بجائے "اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ" سے شروع کرے اور "هذا اليوم" کی بجائے "هذا اللَّيْلِ" پڑھے۔

۲۸۵۵ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصْبَحَ قَالَ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ وَالْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمَا سَكَنَ فِيْهِمَا لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوَّلَ هٰذَا النَّهَارِ صَلَاحًا وَّاَوْسَطَهٗ نَجَاحًا وَّاٰخِرَهٗ فَلَاحًا يَّا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ فِيْ كِتَابِ الْاَذْكَارِ بِرِوَايَةِ ابْنِ السُّنِّيِّ.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صبح ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء پڑھا کرتے تھے: ہم نے اور ساری کائنات نے اللہ تعالیٰ کے لیے صبح کی، ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے، بزرگی ذات کی اور بڑائی صفات کی اللہ ہی کو ہے اور مخلوقات اور ان پر تصرف، اور رات اور دن اور ان دونوں میں جو چیزیں واقع ہیں (جیسے سردی اور گرمی) سب اللہ ہی کی ہیں۔ یا الٰہی! اس دن کی ابتدا کو (دینی اور دنیوی) بھلائی کا اور اس کے درمیان کو (دارین کے مقاصد میں) کامیابی اور اس کے آخر کو (حسن خاتمہ) اور نجات کا ذریعہ بنا دیجیے۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔ اس حدیث کو امام نووی نے ابن السنی کی روایت سے کتاب الاذکار میں بیان کیا ہے۔

ف: واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کے آخر میں "يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ" اس لیے فرمایا کہ اس سے دعاء جلد قبول ہوتی ہے۔

۲۸۵۶ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ اَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یوں فرمایا کرتے تھے: ہم نے دین فطرت یعنی (اسلام) پر اور کلمۂ توحید پر اور ہمارے نبی کے دین پر اور اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام حنیفہ کے طریقہ پر صبح کی (اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى مِلَّةِ اَبِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارَمِيُّ وَقَالَ صَاحِبُ السِّلَاحِ اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ مِنْ طُرُقٍ وَّرِجَالُ اَسْنَادِهٖ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

سارے ادیان باطلہ سے بیزار اور دین حق پر قائم) اور شرک کرنے والوں میں نہ تھے۔ اس کی روایت امام احمد اور دارمی نے کی ہے اور صاحب السلاح نے کہا ہے کہ اس حدیث کی تخریج امام نسائی نے کئی طریق سے کی ہے اور ان کی سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

۲۸۵۷ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصْبَحَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ وَاِذَا اَمْسٰى قَالَ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! (آپ کی حفاظت میں) ہم نے صبح کی ہے اور (آپ ہی کی حفاظت میں) ہم شام کریں گے اور (آپ ہی کے اسم محی پر) ہم زندہ ہیں اور آپ ہی کے (اسم ممیت سے) ہم مریں گے اور آپ ہی (کے حکم سے) آپ کی طرف لوٹنے والے ہیں اور جب شام ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں فرماتے: یاالٰہی! (آپ ہی کی حفاظت میں) ہم نے شام کی اور آپ ہی کی حفاظت میں صبح کریں گے اور آپ ہی سے ہم زندہ ہیں اور آپ ہی سے ہم مریں گے اور (قیامت کے دن) آپ ہی کی طرف اُٹھنے والے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۸۵۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِشَيْءٍ اَقُوْلُهٗ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمليكه اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ قُلْهُ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَيْتَ وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجِعَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالدَّارَمِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا یارسول اللہ! مجھے ایک ایسی دعاء کا حکم دیجیے جس کو میں صبح اور شام (بطور وظیفہ) پڑھا کروں (یہ سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم یہ وظیفہ پڑھا کرو: اے اللہ! (مخلوق سے جو چیزیں) پوشیدہ (ہیں) اور جو (ان پر) ظاہر ہیں ان سب کا جاننے والا (بغیر کسی نمونہ کے) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا! اے ہر چیز کے رب اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اپنے نفس کی شرارتوں سے شیطان کے وسوسوں سے اور اس کے شرک کروانے سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ تم اس دعاء کو صبح اور شام اور سوتے وقت (بستر پر) پڑھا کرو۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

۲۸۵۹ - وَعَنْ شَدَّادِ ابْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّاْخُذُ مَضْجِعَهٗ بِقِرَاءَةِ سُوْرَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكًا فَلَا يَقْرَبُهٗ شَيْءٌ يُّؤْذِيْهِ حَتّٰى يَهُبَّ مَتٰى هَبَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان (بستر پر) سوتے وقت (لیٹے ہوئے) قرآن کی کوئی سورۃ پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو (اس کی نگہبانی کے لیے) متعین فرما دیتا ہے تاکہ کوئی ضرر پہنچانے والی چیز اس کے قریب نہ آئے یہاں تک کہ وہ نیند سے بیدار ہو جائے خواہ وہ (نیند سے) جب کبھی بیدار ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۸۶۰ - وَعَنْ اَبِي الْاَزْهَرِ الْاَنْمَارِيِّ اَنَّ

حضرت ابوازھر انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِيْ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَاَخْسَأْ شَيْطَانِيْ وَفُكَّ رِهَانِيْ وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْاَعْلٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

رات میں بستر پر سونے کے لیے تشریف رکھتے تو یہ دعاء پڑھتے: میں اللہ ہی کے نام سے (سوتا ہوں) اور اُسی کے لیے اپنا پہلو (بستر پر) رکھتا ہوں، یاالٰہی! آپ میرے گناہوں کو بخش دیجیے اور میرے شیطان کو دور کر دیجیے اور میرے نفس کو (حقوق العباد سے) آزاد کر دیجیے اور مجھے آپ ملأ اعلیٰ یعنی مقربین میں شامل فرما دیجیے۔ اِس کی روایت ابوداوٗد نے کی ہے۔

۲۸۶۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَاٰوَانِيْ وَاَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ وَالَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ فَاَفْضَلَ وَالَّذِيْ اَعْطَانِيْ فَاَجْزَلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهُ وَاِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات میں بستر میں سونے کے لیے تشریف رکھتے تو یہ دعا پڑھتے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو میرے لیے کافی ہو گیا اور جس نے مجھے پناہ دی، مجھے کھلایا اور پلایا اور جس نے مجھ پر احسان فرمایا اور مجھے حاجت سے بڑھ کر دیا اور جس نے مجھے (ہر قسم کی نعمتیں) دیں اور کثرت سے دیں (اس لیے) ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اے اللہ! ہر چیز کے پروردگار اور اس کے مالک! اور اے ہر چیز کے معبود! میں دوزخ سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اِس کی روایت ابوداوٗد نے کی ہے۔

۲۸۶۲ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ مَضْجَعِهِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَاْثَمَ اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (رات میں بستر پر) سوتے وقت یہ دعاء پڑھا کرتے تھے: یاالٰہی! میں آپ کی ذاتِ کریم اور آپ کے کامل کلمات یعنی آپ کے اسماء اور صفات کی پناہ میں آتا ہوں، ہر اُس چیز کی برائی سے جس کی پیشانی آپ کے قبضہ (اور قدرت) میں ہے۔ یاالٰہی! قرض کو اور گناہ کو آپ ہی دُور فرماتے ہیں۔ یااللہ! آپ کے لشکر کو شکست نہیں ہوتی اور آپ کا وعدہ خلاف نہیں ہوتا اور دولت مندوں کو اس کی دولت (آپ کے عذاب سے) نہیں بچا سکتی (صرف آپ کا فضل اور رحمت بچا سکتی ہے اس لیے) میں آپ کی تعریف کے ساتھ آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں۔ اِس کی روایت ابوداوٗد نے کی ہے۔

۲۸۶۳ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَنِ الْبَرَاءِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں جب (بستر پر) سونے لگتے تو اپنا (سیدھا) ہاتھ اپنے (سیدھے) رخسار کے نیچے رکھتے۔ پھر یہ دعاء پڑھتے: یاالٰہی! آپ کے نام سے مرتا ہوں اور جیتا ہوں یعنی سوتا اور جاگتا ہوں اور جب آپ نیند سے بیدار ہوتے تو یوں فرماتے: یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہم کو مارنے کے بعد جلایا یعنی سونے کے بعد جگایا اور اس کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔ اِس کی روایت بخاری نے کی ہے اور مسلم نے اس کی روایت حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

٢٨٦٤ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَضَعَ يَدَهٗ تَحْتَ رَاْسِهٖ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ قِنِىْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ اَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنِ الْبَرَاءِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنے (سیدھے) ہاتھ کو اپنے سر کے نیچے رکھتے۔ پھر یہ دعا پڑھتے: یاالٰہی! آپ مجھے (اس دن کے) عذاب سے بچائیے جس دن آپ اپنے بندوں کو جمع کریں گے[1] اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام احمد نے حضرت براء رضی اللہ سے روایت کی ہے۔

[1] "تَجْمَعُ" کی بجائے "تَبْعَثُ" (جس دن آپ اپنے بندوں کو اُٹھائیں گے) بھی آیا ہے۔

٢٨٦٥ - وَعَنْ حَفْصَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ قِنِىْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنے سیدھے ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھتے' پھر یہ دعاء تین بار پڑھتے: یاالٰہی! آپ مجھے (اس دن کے) عذاب سے بچائیے جس دن آپ اپنے بندوں کو اُٹھائیں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٢٨٦٦ - عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَاْوِىْ اِلٰى فِرَاشِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ اَوْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ اَوْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ اَوْ عَدَدَ اَيَّامِ الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص سوتے وقت اپنے بستر پر یہ (استغفار) تین بار پڑھے: میں اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہی زندۂ جاوید اور وہی (کارخانۂ عالم کا) سنبھالنے والا ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں' اگرچہ وہ گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر یا عالج جنگل کی ریت کی گنتی برابر یا درختوں کے پتوں یا دنیا کے دنوں کی تعداد کے برابر ہوں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٨٦٧ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ شَكَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ الْاَرَقِ فَقَالَ نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلِ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّىْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَىَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ يَّبْغِىَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَفِى الْحَصَنِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِىُّ فِى الْاَوْسَطِ وَابْنُ

حضرت بریدہ رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن الولید نے (اپنے بارے میں) نبی کریم ﷺ سے شکایت کی اور عرض کیا یارسول اللہ! میں بے خوابی کی وجہ سے رات میں سو نہیں سکتا ہوں تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم بستر پر سونے کے لیے جاؤ' تو یہ دعاء پڑھا کرو۔ یاالٰہی! اے ساتوں آسمانوں اور ان چیزوں کے رب جن پر (آسمان) سایہ کیے ہوئے ہیں اور زمینوں کے اور ان چیزوں کے ربّ جن کو (زمینیں) اٹھا رہی ہیں' اور اے شیطانوں کے اور ان کے ربّ جن کو (شیطانوں نے) گمراہ کیا ہے۔ آپ اپنی تمام مخلوقات کی برائی سے میرے لیے پناہ دینے والے بن جائیے کہ ان میں سے کوئی مجھ پر زیادتی یا ظلم کرے! جو تیری پناہ میں ہو وہ غالب ہے اور آپ کی تعریف بلند و بالا ہے' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور معبود (حقیقی) تو آپ ہی ہیں''۔ اس کی روایت ترمذی نے

أَبِيْ شَيْبَةَ إِلَّا أَنَّ فِيْهَا وَتَبَارَكَ اسْمُكَ بَدْلُ جَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ قَالَ مِيْرَكُ رَوَاهُ فِي الْكَبِيْرِ أَيْضًا وَّفِيْهِ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

کی ہے اور حصن میں ہے کہ طبرانی نے اس کی روایت اوسط میں اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس طرح روایت کی ہے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ''وَتَبَارَكَ اسْمُكَ'' کی جگہ پر ''جَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ'' ہے۔ میرک نے کہا' اس کو کبیر میں بھی روایت کیا ہے۔ اور اس میں ''عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ'' ہے۔

٢٨٦٨ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهٖ فَإِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ مَا خَلَفَهٗ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهٗ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ لِيَقُلْ بِاسْمِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی سونے کے لیے (بستر پر) جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنا بستر اپنی تہ بند کے اندرونی کنارہ سے جھٹک لے' اس لیے کہ وہ نہیں جانتا ہے کہ اس کے غیاب میں اس (بستر) پر کیا پڑا ہے (لیٹنے کے بعد) پھر یہ دعاء پڑھے: اے میرے رب! میں نے آپ کے نام سے اپنا پہلو (بستر پر) رکھا ہے اور آپ ہی (کے نام) سے اس کو اٹھاؤں گا۔ اگر آپ (اسی حالت میں) میری جان قبض کر دیں تو اس میں رحم فرمایئے اور اگر آپ نے اس کو چھوڑ دیا یعنی زندہ رکھا تو آپ اس کی ایسی حفاظت فرمانا جیسے آپ اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔ ایک اور روایت میں یوں ہے کہ وہ اپنے سیدھے کروٹ پر لیٹے' پھر وہی اُوپر کی دعاء پڑھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم میں متفقہ طور پر کی ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ وہ اپنے بستر کو اپنے کپڑے کے کنارہ سے تین مرتبہ جھٹکے اور ایک روایت میں دعاء میں ''فارحمھا'' کی بجائے ''فاغفرلھا'' (تو اس کو بخش دے) آیا ہے۔

٢٨٦٩ - وَعَنِ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهٖ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ يَّا فُلَانُ إِذَا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر سونے کو تشریف لے جاتے تو اپنے سیدھی کروٹ پر لیٹتے' پھر یہ دعا پڑھتے: یاالٰہی! میں نے اپنی ذات کو تیرے سپرد کر دیا اور اپنا رخ (اور خیال) آپ ہی کی طرف کر لیا اور میں نے اپنے تمام کام (ظاہری و باطنی) سب آپ کے حوالہ کر دیئے اور (ثواب کی) امید اور (عذاب کے) ڈر سے میں نے آپ ہی پر بھروسہ کیا ہے' آپ کے سوا کوئی اور پناہ اور نجات کی جگہ نہیں اور میں آپ کی نازل کردہ کتاب (قرآن) پر اور آپ کے بھیجے ہوئے نبی (ﷺ) پر ایمان لایا ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو ان کلمات کو (سوتے وقت) پڑھے اور اسی رات مر جائے تو وہ اسلام پر مرے گا اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت براء ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: اے فلاں شخص! جب تم (رات میں سونے کے لیے) بستر

اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ اِلٰى قَوْلِهٖ اَرْسَلْتَ وَقَالَ فَاِنْ مِتَّ مِنْ لَّيْلَتِكَ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَيْرًا مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پر جاؤ تو نماز پڑھنے کی طرح وضو کرو۔ پھر اپنی سیدھی کروٹ پر لیٹ کر یہ دعاء پڑھو: "اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ" سے "اَرْسَلْتَ" تک یعنی مذکورہ بالا پوری دعاء پڑھے (پھر) آپ نے فرمایا: اگر تم اسی رات کو انتقال کر جاؤ تو تم اسلام پر مرو گے اور اگر صبح کو (زندہ) اٹھو گے تو بھلائی پاؤ گے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۸۷۰ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَّا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (رات میں سونے کے لیے) جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعاء پڑھتے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور ہمیں پلایا اور ہمارے لیے کافی ہوگیا اور ہمیں ٹھکانا دیا ایسے کتنے ہیں جن کا نہ تو کوئی کفیل ہے نہ ٹھکانہ دینے والا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۸۷۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى مُنْزِلُ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اَقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مَّعَ اخْتِلَافٍ يَّسِيْرٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ (رات میں) بستر پر سونے کے لیے تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! اے آسمانوں کے رب! اے زمین کے رب! اے ہر چیز کے رب! اے دانا اور گٹھلی کے پھاڑنے والے! اے توراۃ، انجیل اور قرآن کے نازل کرنے والے ہر شریر کی برائی سے جس کی پیشانی کے بال آپ کے اختیار میں ہیں، میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں، آپ سب سے پہلے ہیں اور آپ سے پہلے کوئی نہیں، اور آپ ہی سب سے آخر ہیں اور آپ کے بعد کوئی نہیں اور آپ ہی ظاہر ہیں اور آپ کے اوپر کوئی چیز نہیں، اور آپ ہی پوشیدہ ہیں اور آپ سے بڑھ کر پوشیدہ کوئی چیز نہیں۔ آپ میرے قرضہ (حقوق اللہ اور حقوق العباد) کو ادا کر دیجیے اور مجھے (ہر قسم کے) فقر سے بے نیاز کر دیجیے۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور مسلم نے بھی اس کی روایت تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ کی ہے۔

۲۸۷۲ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْا اِلَيْهِ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى وَبَلَغَهَا اَنَّهٗ جَاءَهٗ رَقِيْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ اَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ قَدَمِهٖ عَلٰى بَطْنِيْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَا

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے پاس اپنی مشقت کی شکایت کرنے کے لیے آئیں جو چکی پیسنے کی وجہ ان کے ہاتھوں کو پہنچی تھی۔ (اس لیے کہ) آپ کو یہ اطلاع ملی تھی کہ حضور ﷺ کے پاس غلام آئے ہوئے ہیں (چونکہ اس وقت حضور ﷺ تشریف فرما نہ تھے اس لیے) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آپ سے ملاقات نہ ہوئی تو آپ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ سارا قصہ بیان کر دیا (کہ ان کو خادم کی ضرورت ہے)۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اس قصہ کی خبر دی۔ حضرت علی رض فرماتے ہیں کہ حضور

إِذَا أَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَاحْمِدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور (اس وقت) ہم اپنے بچھونوں پر لیٹے ہوئے تھے ہم نے اُٹھنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے فرمایا: تم اسی حالت پر رہو۔ آپ میرے اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے اپنے پیٹ پر آپ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک محسوس کی۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تم کو اس چیز سے بہتر بات نہ بتلاؤں جو تم نے مانگی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب تم بستر پر (سونے کے لیے) جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمدللہ، ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھا کرو۔ یہ (وظیفہ) تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

٢٨٧٣ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكِ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْ خَادِمٍ تُسَبِّحِيْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدِيْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتُكَبِّرِيْنَ اللّٰهَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّعِنْدَ مَنَامِكِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خادم مانگنے کے لیے تشریف لائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم کو میں ایک ایسی چیز (وظیفہ) نہ بتاؤں جو خادم سے بہتر ہے۔ تم ہر نماز کے وقت اور اپنے سوتے وقت ۳۳ مرتبہ "سبحان اللّٰہ" ۳۳ مرتبہ "الحمد للّٰہ" اور ۳۴ مرتبہ "اللّٰہ اکبر" پڑھ لیا کرو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٨٧٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيْهِمَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ إِلَّا وَهُمَا يَسِيْرٌ وَمَنْ يَّعْمَلُ بِهِمَا قَلِيْلٌ يُّسَبِّحُ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَّيَحْمَدُهٗ عَشْرًا وَّيُكَبِّرُهٗ عَشْرًا قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهٖ قَالَ فَتِلْكَ خَمْسُوْنَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَّخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيْزَانِ وَإِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهٗ يُسَبِّحُهٗ وَيُكَبِّرُهٗ وَيَحْمَدُهٗ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيْزَانِ فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ قَالُوْا وَكَيْفَ لَا نُحْصِيْهَا قَالَ يَأْتِيْ أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَيَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا حَتّٰى يَنْفَتِلَ فَلَعَلَّهٗ أَنْ لَّا يَفْعَلَ وَيَأْتِيْهِ فِيْ مَضْجَعِهٖ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهٗ حَتّٰى يَنَامَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ دو عادتیں ایسی ہیں کہ جو مرد مسلم ان کی حفاظت کرے گا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ سن لو! یہ دونوں (باتیں بہت) آسان ہیں مگر ان پر عمل کرنے والے کم ہیں (ان میں ایک بات یہ ہے) ہر نماز کے بعد ۱۰ مرتبہ سبحان اللہ، ۱۰ مرتبہ الحمدللہ اور ۱۰ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرے (راوی نے) فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ (کی انگلیوں پر ان تسبیحات) کو شمار کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ زبان سے (پانچوں نمازوں کے) ڈیڑھ سو ہوئے اور (قیامت کے دن وزن میں) میزان میں ایک ہزار پانچ سو ہوں گے (اور دوسری بات یہ ہے کہ) جب کوئی (بستر پر) سونے کے لیے جائے تو (۳۳ بار) سبحان اللہ، (۳۳ بار) اللہ اکبر اور (۳۴ بار) الحمدللہ پڑھے (جو) ۱۰۰ بار ہوئے اور یہ زبان سے ۱۰۰ ہوئے اور میزان میں ایک ہزار ہوئے۔ (اس طرح دن رات میں تمہاری ڈھائی ہزار نیکیاں ہوئیں) تو تم میں کون ہے جو دن اور رات میں دو ہزار پانچ سو برائیاں کرتا ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا: (اتنے آسان عمل کی) ہم کس طرح حفاظت نہیں کریں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس نماز کی حالت میں آتا ہے اور (تمہارے دل میں) وسوسہ پیدا

وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوُدَ. وَقَالَ خَصْلَتَانِ اَوْخَلَّتَانِ لَایُحَافِظُ عَلَیْهِمَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَّکَذَا فِیْ رِوَایَتِهٖ بَعْدَ قَوْلِهٖ وَاَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِی الْمِیْزَانِ قَالَ وَیُکَبِّرُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِیْنَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ وَیَحْمَدُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَیُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ فِیْ اَکْثَرِ نُسَخِ الْمَصَابِیْحِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

کرتا ہے کہ فلاں چیز یاد کر فلاں چیز یاد کر! یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جاتا ہے۔اس وجہ سے ممکن ہے کہ وہ ان (تسبیحات) کی حفاظت نہ کر سکے۔ اسی طرح (ہوسکتا ہے کہ) وہ (شیطان) اس کے بستر پر آئے اور اس پر نیند طاری کرتا رہتا ہے یہاں تک (غفلت میں تسبیحات پڑھے بغیر) سو جاتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔اور ابوداؤد میں اسی مفہوم کی ایک اور روایت مروی ہے جس میں کچھ لفظی اختلاف ہے۔

بَابُ الدَّعْوَاتِ الْمُتَفَرِّقَةِ فِی الْاَوْقَاتِ

ان دعاؤں کا ذکر ہے جن کا مختلف اوقات میں پڑھنا مسنون ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ. (آل عمران:۱۹۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔(کنزالایمان)

ف: تمام احوال میں مسلم شریف کی حدیث میں مروی ہے کہ سید عالم ﷺ تمام احیان میں اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے تھے۔بندہ کا کوئی حال یاد الٰہی سے خالی نہ ہونا چاہیے۔حدیث شریف میں ہے جو بہشتی باغوں کی خوشہ چینی پسند کرے اسے چاہیے کہ ذکر الٰہی کی کثرت کرے۔(خزائن العرفان)

واضح ہو کہ جو اذکار اور اوراد شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مختلف اوقات اور خاص حالات میں وارد ہیں اتباع نبوی کی حیثیت سے ان کو پڑھنا ہر ایک کے لیے مسنون ہے خواہ زندگی بھر میں ایک ہی بار کیوں نہ ہو۔(مرقات ۱۲)

۲۸۷۵ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْتِیَ اَهْلَهٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنَّهٗ اِنْ یُّقَدَّرْ بَیْنَهُمَا وَلَدٌ فِیْ ذٰلِكَ لَمْ یَضُرَّهٗ شَیْطَانٌ اَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرنا چاہے اور یہ دعاء پڑھے: ہم اللہ کے نام سے مدد چاہتے ہیں یا الٰہی! ہم کو شیطان سے محفوظ رکھ اور تو ہم کو جو دے گا ہماری اولاد کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ۔تو ان دونوں (میاں بیوی سے جو) اولاد مقدر ہے تو اس بچہ کو شیطان ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گا۔(بخاری ومسلم)

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ بیوی سے صحبت کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے بچہ شیطان کے ضرر سے محفوظ رہتا ہے علماء نے اس حفاظت کی تفصیل میں کہا ہے کہ شیطان بچہ کو کافر نہیں کرسکتا اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا یا اس کو جنون یا مرگی کے مرض میں مبتلا نہیں کرے گا الغرض! بچہ شیطان کے تصرف سے محفوظ رہے گا اور یہ سب ذکر اللہ تعالیٰ کی برکتیں ہیں۔(مرقات ۱۲)

۲۸۷۶ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ الْکَرْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کرب یعنی شدت فکر اور غم میں اس دعاء کو پڑھا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بزرگ اور برتر ہیں اور حلیم ہیں (کہ نافرمانوں سے بدلہ لینے میں جلدی نہیں کرتے) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کے مالک ہیں

الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کے رب ہیں اور عرش کریم کے رب ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ دعاء الکرب سختی اور کرب کے وقت مفید اور مجرب ہے جیسے کوئی درد لاحق ہو یا آگ لگ جاوے یا پانی میں ڈوبنے لگے یا کسی اور بلا میں پھنس جاوے۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث پر توجہ دینی چاہیے اور شدت تکلیف کے وقت اس پر عمل کرنا چاہیے۔ علامہ طبری نے کہا ہے کہ سلف کا اس پر عمل تھا اور وہ بھی اس دعاء کو دعاء الکرب کہتے تھے۔ علامہ ابن بطال نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے ابوبکر رازی نے کہا کہ میں ایک مرتبہ اصبہان میں شیخ ابونعیم کے پاس حدیث لکھا کرتا تھا اور وہاں ایک شیخ رہا کرتے تھے جن کا نام ابوبکر بن علی تھا اور وہ افتاء کا کام کیا کرتے تھے۔ بادشاہ وقت کے پاس کسی نے ان کی شکایت کی تو بادشاہ نے ان کو قید میں ڈال دیا۔ ابوبکر رازی نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے سیدھی جانب میں اور مسلسل بغیر تھکے ہوئے تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ابوبکر بن علی سے کہو کہ وہ صحیح بخاری میں جو دعا الکرب مروی ہے اس کو پڑھے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی مصیبت کو دُور فرما دے۔ میں نے اس خواب کی اطلاع ابوبکر بن علی کو دی اور انہوں نے اس دعاء کو پڑھنا شروع کیا اور تھوڑے دن نہ گزرے تھے کہ قید سے ان کو رہائی مل گئی۔ یہ واقعہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔ اس واقعہ سے اس دعاء کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

٢٨٧٧ - وَعَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَاتُ الْمَكْرُوْبِ اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ غم زدوں کی دعاء یہ ہے: یاالٰہی! میں آپ ہی کی رحمت کا امیدوار ہوں ایک لحہ کے لیے بھی آپ مجھے اپنے نفس کے سپرد نہ کیجیے اور آپ ہی میرے سب کام درست فرما دیجیے۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٢٨٧٨ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا كَرَبَهٗ اَمْرٌ يَقُوْلُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز سے تکلیف پہنچتی تو یوں فرمایا کرتے تھے: ''يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ'' اے زندۂ جاوید! اے (ساری کائنات کے) سنبھالنے والے! میں آپ ہی کی رحمت سے مدد چاہتا ہوں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٨٧٩ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَثُرَ هَمُّهٗ فَلْيَقُلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِيْ قَبْضَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَجِلَاءَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ مَا قَالَهَا عَبْدٌ قَطُّ اِلَّا اَذْهَبَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی کی فکر اور غم بڑھ جائے تو اس کو چاہیے کہ یہ دعاء پڑھے: ''یاالٰہی! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندہ کا بیٹا ہوں اور تیری بندی کا بیٹا ہوں اور میں تیرے قبضہ میں ہوں، میری پیشانی کے بال آپ کے ہاتھ میں ہیں، مجھ پر تیرا ہی حکم جاری ہے۔ تیرا فیصلہ میرے حق میں انصاف ہے، میں تیرے ہر اس نام پاک کے وسیلہ سے مانگتا ہوں جس کو آپ نے اپنی ذات کے لیے موسوم اور مخصوص کیا ہے جس نام کو آپ نے اپنی کتاب میں نازل کیا یا اس نام کو آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا جس نام کو آپ نے اپنے پردۂ غیب میں چھپائے رکھا ہے...... تو قرآن عظیم کو میرے دل کی راحت

اللّٰهُ غَمَّهٗ وَاَبْدَلَهٗ بِهٖ فَرِحًا رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

اور میری فکر اور غم کا دور کرنے والا بنا دے"۔ جب بھی کوئی بندہ اس دعاء کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے غم کو دور فرما دیں گے اور اس کے غم کو خوشی سے بدل دیں گے۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

٢٨٨٠ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ هُمُوْمٌ لَزِمَتْنِيْ وَدُيُوْنٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا اُعَلِّمُكَ كَلَامًا اِذَا قلته اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّكَ وَقَضٰى عَنْكَ دَيْنَكَ قَالَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ قُلْ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَيْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ هَمِّيْ وَقَضٰى عَنِّيْ دَيْنِيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بہت سی فکریں لاحق ہوگئی ہیں اور قرض (کا بوجھ بھی) بڑھ گیا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو ایسا کلام یعنی دعا نہ سکھاؤں جب تم اس کو پڑھا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری فکر کو دُور کر دے گا اور تمہارے قرض کو ادا کر دے گا۔ راوی کا بیان ہے۔ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں (آپ ضرور بتائیں) آپ نے ارشاد فرمایا: تم صبح اور شام اس دعاء کو پڑھا کرو: یاالٰہی! میں فکر اور رنج سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور بے بسی اور سستی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور بخل سے اور بزدلی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور میں قرض کے بوجھ اور لوگوں کے ظلم اور زیادتی سے (بھی) آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اُن صحابی کا بیان ہے کہ میں اس دعا کو صبح اور شام) پڑھتا رہا تو اللہ تعالیٰ نے میری فکر کو دور کر دیا اور مجھ سے میرا قرض ادا کروادیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٢٨٨١ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ جَاءَهٗ مُكَاتِبٌ فَقَالَ اِنِّيْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِيْ فَاَعِنِّيْ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلَ جَبَلٍ كَبِيْرٍ دَيْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ قُلِ اللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ کے پاس ایک مکاتب[1] آیا اور عرض کیا کہ میں کتابت (آزاد ہونے کی مقررہ رقم) ادا کرنے سے عاجز ہو چکا ہوں (اس بارے میں) آپ میری مدد فرمائیے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تم کو وہ کلمات نہ بتاؤں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھایا ہے۔ اگر تمہارے اوپر ایک بڑے پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو (ان کلمات کے پڑھنے سے) اللہ تعالیٰ تمہارے قرض کو ادا کر دے گا' تم (یہ دعاء) پڑھا کرو: یاالٰہی! آپ مجھے حرام سے بچا کر حلال روزی سے میری کفالت کر دیجیے اور آپ اپنی مہربانی سے اپنے سوا دوسروں سے مجھے بے نیاز کر دیجیے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور بیہقی نے دعوات کبیر میں اس کی روایت کی ہے۔

[1] مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کو مالک مقررہ رقم ادا کرنے پر آزاد کر دے۔

٢٨٨٢ - وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ اِسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ جُلُوْسٌ وَّاَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهٗ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ دو شخص ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے تھے اور ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو غصہ کی وجہ سے جس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا بہت برا بھلا کہہ رہا تھا (یہ دیکھ کر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1

وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَۃً لَّوْقَالَھَا لَذَھَبَ عَنْہُ مَا یَجِدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ لَا تَسْمَعُ مَا یَقُوْلُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ مُّتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

میں ایک ایسا (برکت والا) کلمہ جانتا ہوں اگر وہ شخص اس کو کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے (وہ کلمہ یہ ہے): صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شخص سے کہا کہ کیا تو نبی کریم کے ارشاد کو نہیں سن رہا ہے تو اُس شخص نے جواب دیا: میں دیوانہ نہیں ہوں (میں سن رہا ہوں اس پر ضرور عمل کروں گا)۔ (بخاری و مسلم)

۲۸۸۳ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمْ صِیَاحَ الدِّیَکَۃِ فَسَاَلُوا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ فَاِنَّھَا رَاَتْ مَلَکًا وَّاِذَا سَمِعْتُمْ نَھِیْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ فَاِنَّہٗ رَاٰی شَیْطَانًا مُّتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم مرغ کی بانگ سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو اس لیے کہ اس نے فرشتہ کو دیکھا ہے (اور یہ قبولیت دعاء کا وقت ہوتا ہے) اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" پڑھو اس لیے کہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔ اس کی روایت مسلم اور بخاری نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ گدھا شیطان کو دیکھ کر پکارتا ہے اور مرغ فرشتہ کو دیکھ کر بانگ دیتا ہے۔ گدھا حماقت اور زیادہ کھانے کے سبب شیطان سے مناسبت رکھتا ہے اور مرغ سخاوت، شجاعت اور کم خوابی میں فرشتہ سے مناسبت رکھتا ہے۔ فرشتہ کے سامنے دعاء کا حکم اس لیے دیا گیا کہ فرشتہ بھی دعا میں شریک ہو جائے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صالحین کے حضور میں دعاء مستحب ہے اور شیطان کے شر سے بچنے کے لیے استعاذہ مستحب ہے۔

۲۸۸٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْکِلَابِ وَنَھِیْقَ الْحَمِیْرِ مِنَ اللَّیْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ فَاِنَّھُنَّ یَرَیْنَ مَالَا تَرَوْنَ رَوَاہُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جب تم کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے پکارنے کو سنو تو "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" پڑھا کرو کیونکہ یہ اُن چیزوں کو دیکھتے ہو جن کو تم نہیں دیکھتے۔ اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

۲۸۸۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وَدَّعَ رَجُلًا اَخَذَ بِیَدِہٖ فَلَا یَدَعُھَا حَتّٰی یَکُوْنَ الرَّجُلُ ھُوَ یَدَعُ یَدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَقُوْلُ اسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَاٰخِرَ عَمَلِکَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَّخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَفِیْ رِوَایَتِھِمَا لَمْ یَذْکُرْ وَاٰخِرَ عَمَلِکَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص یعنی مسافر کو رخصت فرماتے تو اس کے ہاتھ کو پکڑتے اور (نہایت شفقت اور تواضع اور اظہار محبت میں) اس کا ہاتھ نہیں چھوڑتے تھے اور آپ یوں دعاء دیتے: میں تمہارے دین کو تمہاری امانت کو اور تمہارے آخر عمل (یا خاتمہ بالخیر) کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی اسی کے قریب قریب روایت فرمائی ہے۔

ف: واضح ہو کہ امانت سے مراد اموال، اہل و عیال اور وہ ذمہ داریاں ہیں جو اس کے غیاب میں اس سے متعلق ہیں۔

۲۸۸٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ الْخَطْمِیِّ قَالَ کَانَ

حضرت عبداللہ خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول

11

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ قَالَ اسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

اللہ ﷺ جب (دشمن کے مقابلہ میں) فوج کو رخصت کرنے کا ارادہ فرماتے تو یوں دعاء فرماتے: میں تمہارے دین، تمہاری امانت اور تمہارے انجام کار کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۸۸۷ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اُرِيْدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِىْ فَقَالَ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى قَالَ زِدْنِىْ قَالَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ قَالَ زِدْنِىْ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ قَالَ وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں آپ مجھے کچھ توشہ دے دیجیے (یعنی دعاء فرمائیے کہ میرے سفر میں برکت ہو) تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ اور پرہیزگاری نصیب فرمائے (کہ یہ آخرت میں تجھے کام آئے گی) انہوں نے عرض کیا میرے لیے کچھ اور دعاء فرمائیے! تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف کرے! انہوں نے پھر درخواست کی اور مزید دعاء فرمائیے میرے باپ اور میری ماں آپ پر سے فدا ہو جائیں تو آپ نے فرمایا: تو جہاں بھی جائے اللہ تعالیٰ تیرے لیے (ہر کام میں) آسانی دے۔ اور تجھے دین اور دنیا کی بھلائی کی توفیق دے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص بوقت سفر دعاء کی درخواست کرے تو اس طرح دعاء دینی چاہیے: زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ۔

۲۸۸۸ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ اُرِيْدُ اَنْ اُسَافِرَ فَاَوْصِنِىْ قَالَ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالتَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَطْوِلَهُ الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں، مجھے (کچھ) نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ لازم کرلو اور ہر بلند مقام پر (چڑھو تو) اللہ اکبر کہا کرو جب وہ صاحب (حضور ﷺ کے پاس سے) رخصت ہونے لگے تو (غیاب میں) آپ نے یوں دعاء فرمائی: یاالٰہی! اس کے لیے (سفر کی) دُوری کو کم کردے اور اُس پر سفر آسان فرما۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۸۸۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلَى السَّفَرِ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ فِىْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِلَنَا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہونے کے لیے اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر فرماتے پھر یہ دعاء پڑھتے: ''پاک ہے وہ (ذاتِ عالی) جس نے اِس (سواری) کو ہمارے قابو میں کر دیا ہے اور ہم تو (اس قابل) نہ تھے کہ اس کو اپنے قابو میں کر لیتے اور بے شک ہم کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یاالٰہی! ہم آپ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری مانگتے ہیں اور ایسا عمل جو آپ کو خوش کر دے، یاالٰہی! ہم پر یہ ہمارا سفر آسان کر دے اور اس کی دُوری کو کم کر دے۔ یاالٰہی! سفر میں آپ ہی ہمارے محافظ ہیں اور اہل (وعیال) کے آپ ہی نگہبان ہیں،

فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَاِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

یا الٰہی! میں سفر کی مشقت اور (واپسی پر) اہل اور مال میں میرے منظر اور نقصان کے دیکھنے سے آپ ہی کی پناہ میں آتا ہوں" اور حضور ﷺ جب (سفر سے واپس) تشریف لاتے تو انہی کلمات کو پڑھتے اور (ان کے ساتھ) یہ الفاظ زیادہ فرماتے: (ہم سلامتی کے ساتھ) واپس ہونے والے، توبہ کرنے والے، اپنے پروردگار کی عبادت کرنے والے اور تعریف کرنے والے ہیں۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٨٩٠ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ اُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا وَّاللّٰهُ اَكْبَرُ ثَلَاثًا سُبْحَانَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقِيْلَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ يَقُوْلُ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کی سواری کے لیے ایک جانور لایا گیا۔ جب آپ نے اپنے پاؤں کو رکاب میں رکھا تو "بِاسْمِ اللّٰهِ" کہا اور جب آپ اس کی پیٹھ پر بیٹھ گئے تو فرمایا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" پھر (یہ آیت) پڑھی: "سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" پھر تین مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" اور تین مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" فرما کر (یہ دعاء) پڑھی: میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے، آپ مجھے بخش دیجیے اس لیے کہ گناہوں کو آپ ہی بخشتے ہیں۔ اس دعاء کو پڑھنے کے بعد حضرت علی ص ہنس پڑے تو آپ سے دریافت کیا گیا امیر المؤمنین آپ کیوں ہنسے؟ تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے ایسے ہی کرتے دیکھا جیسا کہ میں نے کیا۔ پھر آپ ہنسے! تو میں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ کو کیوں ہنسی آئی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا رب اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے جب کہ وہ یہ کہے: "اے میرے رب! میرے گناہوں کو بخش دے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (بندہ) جانتا ہے کہ میرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں۔ اِس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

٢٨٩١ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی سفر پر روانہ ہوتے تو سفر کی مشقت، واپسی پر نقصان، بھلائی کے بعد برائی، مظلوم کی بددعاء اور اہل (وعیال) اور مال کی بری حالت دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرماتے تھے۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٨٩٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا اِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم (کسی بلند جگہ) چڑھتے تو "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا کرتے اور جب اترتے تو "سُبْحَانَ اللّٰهِ" پڑھا کرتے۔ اِس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٢٨٩٣ - وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ قَالَتْ

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَقَالَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَّنْزِلِهٖ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جو (حضر یا سفر میں) کسی جگہ قیام کرے اور یہ دعاء پڑھے: میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات یعنی اس کے اسماء اور صفات کی پناہ لیتا ہوں' مخلوقات کی برائی سے' تو اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی' یہاں تک کہ وہ اپنی منزل سے روانہ ہو جائے۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۸۹۴ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَقِيْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَّدَغَتْنِي الْبَارِحَةَ قَالَ اَمَا لَوْ قُلْتَ حِيْنَ اَمْسَيْتَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! ایک بچھو کے کاٹنے سے کل رات مجھے کیا سخت تکلیف پہنچی ہے؟ (میں بتا نہیں سکتا! یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم شام کے وقت "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" پڑھ لیتے تو تم کو بچھو تکلیف نہیں پہنچا سکتا' اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ترمذی کی ایک روایت میں یوں مروی ہے کہ جو کوئی مذکورہ کلمات کو شام کے وقت تین بار پڑھے تو کسی جانور کا زہر اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جو کوئی صبح کے وقت مذکور دعاء کو پڑھے تو وہ دن میں موذی چیزوں سے محفوظ رہتا ہے اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص یہ دعاء پڑھتا ہے تو ۷۰ ہزار فرشتے اس کی مغفرت کی دعاء کرتے ہیں۔ اگر وہ مر جائے تو شہید ہوتا ہے۔ (مرقات ۱۲)

۲۸۹۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ فَاَقْبَلَ اللَّيْلُ قَالَ يَا اَرْضُ رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ وَّمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر تشریف لے جاتے اور رات آ جاتی تو یہ دعا پڑھتے: اے زمین! میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں تیرے شر (جیسے زلزلہ) سے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ میں ہے (جیسے خسف) سے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ میں پیدا کیے گئے اور ان چیزوں کے شر سے جو تجھ پر چلتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں شیر سے' سیاہ سانپ سے اور دوسرے سانپوں اور بچھو سے اور شہروں میں رہنے والوں کے شر سے اور اس کی ذریت کے شر سے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۸۹۶ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ وَّاَسْحَرَ يَقُوْلُ سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر پر ہوتے اور سحر کا وقت ہوتا تو یوں فرماتے: سننے والے نے میرے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے اور اس کی نعمتوں کے اقرار اور اعتراف کو سن لیا۔ اے ہمارے رب! ہماری نگہبانی فرما اور ہم پر احسان فرما (یہ دعا) ہم دوزخ سے اللہ کی پناہ میں آتے ہوئے (کہتے ہیں)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۸۹۷ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی کسی غزوہ سے یا حج سے یا عمرہ سے واپس ہوتے تو (دوران سفر)

اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

زمین کی ہر بلندی پر تین مرتبہ اللہ اکبر فرماتے' پھر یہ دعا پڑھتے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ ایک ہے اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں' اس کی بادشاہت ہے اور تعریف بھی اُسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم (اپنے وطن کی طرف) لوٹتے ہوئے (اللہ کی طرف) رجوع ہوتے ہیں۔ ہم اُس کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہیں اور اپنے ربّ کی ہی تعریف بیان کرتے ہیں (دین کو غالب کر کے) اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو سچ کر دکھایا اور اپنے بندہ (حضور کی) مدد فرمائی (جیسا کہ غزوۂ خندق میں) اللہ تعالیٰ نے سارے قبائل کو تنہا شکست دی۔ (بخاری و مسلم)

۲۸۹۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهزم الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الاحزاب یعنی غزوۂ خندق کے روز مشرکوں پر بددعاء کی اور یوں فرمایا: اے اللہ! قرآن کے نازل کرنے والے' اے حساب کے جلد لینے والے' یاالٰہی! کفار کے لشکر کو شکست دے' اے اللہ (میں پھر دعا کرتا ہوں کہ) ان کو شکست دے اور ان کو منتشر کر دے۔ (مسلم و بخاری)

۲۸۹۹ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا غَزَا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد فرماتے تو یوں دعاء فرماتے: یاالٰہی! تو ہی میرا معین و مددگار ہے۔ آپ (ہی کی مدد سے دشمنوں کے خلاف) میں تدبیر کرتا ہوں اور (اُن پر) آپ ہی کی قوت سے حملہ کرتا ہوں اور (آپ ہی کی مدد سے اُن سے) لڑتا ہوں۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۹۰۰ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَّقُوْلُهٗ فَقَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا قَالَ فَضَرَبَ اللّٰهُ وُجُوْهَ اَعْدَائِهٖ بِالرِّيْحِ وَهَزَمَ اللّٰهُ بِالرِّيْحِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسی دعاء ہے کہ ہم اس کو پڑھیں (اس لیے کہ خوف و دہشت کی وجہ سے) کلیجے منہ کو آ گئے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں (یہ دعاء پڑھو)۔ یاالٰہی! ہمارے عیبوں کو چھپا دے اور ہمارے خوف اور دہشت کو امن سے بدل دے۔ حضرت ابوسعید نے فرمایا کہ (ہم نے یہ دعاء پڑھی اور اس کا اثر یہ ہوا کہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کے چہروں کو تیز ہوا سے مارا اور اس آندھی سے ان کو شکست دی۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ غزوۂ خندق جس کو احزاب بھی کہتے ہیں' اس کا ذکر سورۂ احزاب میں مذکور ہے۔ یہاں مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔ ہجرت کے چوتھے سال یہودی بنی نضیر جن کو مدینہ سے نکالا گیا تھا ہر قبیلہ میں پھرے اور قریش' فزارہ' غطفان اور بنی قریظہ کے بارہ ہزار آدمیوں کو جمع کر کے مدینہ منورہ پر حملہ کیا' مسلمان صرف تین ہزار تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کے مشورہ سے خندق کھدوائی۔ ایک مہینہ تک مشرکین نے محاصرہ کیا لیکن حملہ میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ایک رات اللہ تعالیٰ نے ایک آندھی بھیجی جس کی وجہ

سے دشمنوں کے خیمے اکھڑ گئے' آگ بجھ گئی' گھوڑے بھاگ کھڑے ہوئے' لشکر برباد ہو گیا۔ ناچار سارے قبائل واپس ہو گئے۔

(حاشیہ مشکوٰۃ ۱۲)

۲۹۰۱ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَخَافَ قَوْمًا قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم سے خطرہ لاحق ہوتا تو یہ دعاء فرماتے: یاالٰہی! ہم آپ کو (دشمنوں) کے مقابل کرتے ہیں اور ان کے شر سے آپ کی پناہ میں آتے ہیں۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مرقات میں حصن حصین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دشمن وغیرہ سے خوف کے موقع پر سورۂ لایلاف قریش کا پڑھنا اور اس سے سلامتی کے لیے بھی مجرب ہے۔

۲۹۰۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ فَقَرَّبْنَا اِلَیْهِ طَعَامًا وَّوَطْبَةً فَاَکَلَ مِنْهَا ثُمَّ اُتِیَ بِتَمْرٍ فَکَانَ یَاْکُلُهٗ وَیُلْقِی النَّوٰی بَیْنَ اِصْبَعَیْهِ وَیَجْمَعُ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰی وَفِیْ رِوَایَةٍ فَجَعَلَ یُلْقِی النَّوٰی عَلٰی ظَهْرِ اِصْبَعَیْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰی ثُمَّ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهٗ فَقَالَ اَبِیْ وَاَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهٖ اُدْعُ اللّٰهَ لَنَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِیْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے ہاں بطور مہمان تشریف لائے' ہم نے آپ کی خدمت میں کھانا اور ملیدہ پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا۔ پھر آپ کی خدمت میں خشک کھجور پیش کیے گئے۔ آپ کھجور کھاتے اور اس کی گٹھلیوں کو اپنی دونوں انگلیوں یعنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی میں جمع فرماتے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ گٹھلیوں کو (بائیں ہاتھ کی) شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کی پیٹھ پر رکھتے جاتے' پھر پانی حاضر کیا گیا۔ آپ نے تو پانی نوش فرمایا (پھر جب آپ رخصت ہونے لگے تو میرے والد نے آپ کی سواری کی لگام تھامے ہوئے عرض کیا: آپ ہمارے لیے دعاء فرمائیں! تو آپ نے فرمایا: یاالٰہی! ان کی روزی میں برکت دیجیے اور ان کو بخش دیجیے اور ان کے اوپر رحم فرمائیے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۹۰۳ - وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَاَی الْهِلَالَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَرَوَاهُ الدَّارِمِیُّ وَابْنُ حَبَّانَ وَزَادَ التَّوْفِیْقَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی.

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہلال دیکھتے تو یہ دعاء فرماتے: یاالٰہی! اس چاند کو آپ ہمارے لیے امن' ایمان' سلامتی اور اسلام (پر استحکام کا) سبب بنا دیجیے۔ (اے چاند!) تیرا رب اور میرا رب اللہ ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور دارمی اور ابن حبان نے بھی اس کی روایت کی ہے اور ان دونوں نے اس دعاء میں یہ اضافہ کیا ہے: اور (ہم کو ان کاموں کی) توفیق عطا فرمائیے جو آپ کو پسند ہیں اور آپ جن سے خوش ہیں۔

۲۹۰۴ - وَعَنْ قَتَادَةَ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَاَی الْهِلَالَ قَالَ هِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ هِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ هِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ ثَلَاثَ

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ جب ہلال دیکھتے تو یوں فرماتے: یہ بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے' یہ بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے۔ یہ بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے۔ (میں اُس ذات پر ایمان لایا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا) اور اس کو بھی

مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

تین بار فرماتے، پھر فرماتے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو اس مہینہ کو لے گیا[1] اور یہ مہینہ لایا۔[2] اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

1. یہاں گزرے ہوئے مہینہ کا نام لیا جائے۔
2. یہاں آنے والے مہینہ کا نام لیں۔

٢٩٠٥ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَّجُلٍ رَّاٰى مُبْتَلِيً فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا اِلَّا لَمْ يُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءَ كَائِنًا مَّا كَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ان دونوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کو (دینی، دنیوی یا جسمانی) بلاء میں گرفتار دیکھ کر یہ دعاء پڑھے تو وہ بلاء اور مصیبت اس کو نہ پہنچے گی خواہ وہ کوئی بلاء ہو (دعاء یہ ہے): تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھ کو اس بلاء سے محفوظ رکھا ہے جس میں تو گرفتار ہے اور مجھے بہت ساری مخلوقات پر بڑی فضیلت دی ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اس کی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ بلاء عام ہے خواہ بدنی ہو جیسے برص، جذام اور اندھاپن وغیرہ خواہ بلائے دنیوی ہو جیسے مال اور جاہ کا حصول وغیرہ اور خواہ بلائے دینی جیسے فسق، ظلم، بدعت اور کفر وغیرہ، مختصر یہ کہ ہر قسم کے مبتلاء بلاء کو دیکھ کر یہ دعاء پڑھنا چاہیے، البتہ! علماء نے کہا ہے کہ جو کوئی بیمار کو دیکھے تو آہستہ سے یہ دعاء پڑھے تا کہ وہ آزردہ نہ ہو اور اگر گناہ گار کو دیکھے تو پکار کر پڑھے تا کہ اس کو خبر تو ہو، اگر پکار کر پڑھنے میں فساد کا اندیشہ ہو تو ایسے موقع پر بھی آہستہ سے دعاء پڑھے۔

٢٩٠٦ - وَعَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَّمَحَاعَنْهُ اَلْفَ اَلْفَ سَيِّئَةٍ وَّرَفَعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ وَّبَنٰى لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ مَنْ قَالَ فِيْ سُوْقٍ جَامِعٍ يُّبَاعُ فِيْهِ بَدَلَ مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو بازار میں داخل ہو اور یہ (کلمہ) پڑھے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے اور اس کے لیے تعریف ہے، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ زندۂ جاوید ہے اور موت اس کے لیے ہے نہیں۔ بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے (نامۂ اعمال میں) دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس کے دس لاکھ گناہ (نامۂ اعمال سے) مٹا دیتے ہیں اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور شرح السنہ میں "من دخل السوق" کے بجائے "مَنْ قَالَ فِيْ سُوْقٍ جَامِعٍ يُّبَاعُ فِيْهِ" (یعنی جو اس کلمہ کو صدر بازار میں پڑھے جہاں بڑے پیمانہ پر خرید و فروخت ہوتی ہے) مروی ہے۔

٢٩٠٧ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ السُّوْقَ قَالَ بِسْمِ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بازار میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: میں اللہ کے نام پاک کے ساتھ

اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُصِيْبَ فِيْهَا صَفْقَةً خَاسِرَةً رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

(داخل ہوا) یاالٰہی! میں آپ سے اس بازار کی بھلائی اور بازار والوں کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس بازار کی برائی سے اور بازار والوں کی برائی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ یاالٰہی! میں اس بازار میں نقصان کی تجارت سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اِس کی روایت بیہقی نے دعوات الکبیر میں کی ہے۔

۲۹۰۸ - وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَّدْعُوْ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ تَمَامُ النِّعْمَةِ قَالَ دَعْوَةٌ اَرْجُوْ بِهَا خَيْرًا فَقَالَ اِنَّ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ دُخُوْلُ الْجَنَّةِ وَالْفَوْزُ مِنَ النَّارِ وَسَمِعَ رَجُلًا يَّقُوْلُ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ فَقَالَ قَدِ اسْتُجِيْبَ لَكَ فَسَاَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَّهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الصَّبْرَ فَقَالَ سَاَلْتَ اللّٰهَ الْبَلَاءَ فَاسْاَلْهُ الْعَافِيَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ نَّقَلَهُ مِيْرَكُ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو یوں دعاء کرتے ہوئے سنا: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ" (یاالٰہی! میں آپ سے نعمت تمام مانگتا ہوں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دریافت کیا: "تَمَامَ النِّعْمَةِ" کیا چیز ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ ایسی دعاء ہے جس سے میں امید کرتا ہوں کہ مجھے مالِ کثیر مل جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نعمت تمام تو دخولِ جنت اور دوزخ سے نجات ہے! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک (دوسرے) شخص کو یاذالجلال والاکرام (اے بزرگی اور بخشش کے مالک) کہتے ہوئے سنا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تیرے یہ کلمات قبول ہو گئے (اللہ تعالیٰ تیری طرف متوجہ ہیں) اب (تجھے جو مانگنا ہے) مانگ لے! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور (تیسرے) شخص کو یہ دعاء کرتے سنا: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الصَّبْرَ" (یاالٰہی! میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں) تو آپ نے ارشاد فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ سے مصیبت مانگ لی ہے! تو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگ! اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں یہ مذکور ہے کہ ایک شخص دنیا کو نعمت تمام سمجھ کر اس کے حصول کی دعاء مانگ رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی نعمت فانی ہے اور نعمت تمام کی حقیقت تو دخولِ جنت اور دوزخ سے نجات ہے۔ اور دوسرے شخص نے صبر مانگا تو آپ نے فرمایا: عافیت مانگ اس لیے کہ صبر تو بلاء کے بعد مانگنا چاہیے اور بلاء سے پہلے عافیت مانگنی چاہیے۔ (مرقات ۱۲)

۲۹۰۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا فَكَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اِلَّا غُفِرَلَهٗ مَا كَانَ فِیْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں لغو اور بے فائدہ باتیں بہت ہوں اور وہ وہاں سے اٹھنے سے پہلے یہ (کلمات) پڑھ لے: یاالٰہی! میں آپ کی پاکی اور تعریف بیان کرتا ہوں۔ گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ سے (گناہوں کی) بخشش کا طالب ہوں اور (اس مجلس میں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں) ان سے توبہ کرتا ہوں تو اس مجلس میں اس سے جو کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

۲۹۱۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی مجلس میں تشریف رکھتے یا نماز پڑھتے تو چند

اَوْ صَلّٰی تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فَسَاَلَتْهُ عَنِ الْكَلِمَاتِ فَقَالَ اِنْ تَكَلَّمَ بِخَيْرٍ كَانَ طَابِعًا عَلَيْهِنَّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاِنْ تَكَلَّمَ بِشَرٍّ كَانَ كَفَّارَةً لَّهٗ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

کلمات پڑھتے (ام المومنین فرماتی ہیں کہ) میں نے حضور ﷺ سے ان کلمات (کا فائدہ) دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اگر بھلائی کی بات (کے ختم) پر ان کلمات کو پڑھا گیا تو قیامت تک ان پر مہر ہو جائے گی (یعنی وہ بھلائی ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گئی) اور اگر ان کلمات کو بری بات (کے ختم) پر پڑھا گیا تو یہ کلمات اس (برائی) کا کفارہ ہو جائیں گے۔ (وہ کلمات یہ ہیں) "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ"۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

٢٩١١ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَّزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ وَابْنِ مَاجَةَ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ مَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْتِيْ قَطُّ اِلَّا رَفَعَ طَرْفَهٗ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب گھر سے باہر نکلتے تو یہ دعاء پڑھتے: (میں) اللہ تعالیٰ کے نام سے (نکلتا ہوں اور سارے کاموں میں) میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا! یا الٰہی! ہم لغزشوں سے یا گمراہ ہو جانے سے (یا کسی پر) ظلم کرنے سے یا کسی سے ظلم کیے جانے سے یا جہالت کرنے سے یا ہم پر جہالت کیے جانے سے ہم آپ کی پناہ میں آتے ہیں۔ اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ میرے گھر سے نکلتے تو ضرور آسمان کی طرف اپنی نگاہ مبارک کو اٹھاتے اور یوں دعاء فرماتے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ"۔

٢٩١٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهٖ فَقَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ يُقَالُ لَهٗ حِيْنَئِذٍ هديت وكفيت ووقيت فَيَتَنَحّٰى لَهُ الشَّيْطَانُ وَيَقُوْلُ شَيْطَانٌ اٰخَرُ كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ رَوَى التِّرْمِذِيُّ اِلٰى قَوْلِهٖ لَهُ الشَّيْطَانُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلے یہ دعا پڑھے: "میں اللہ تعالیٰ (کے نام سے) نکلتا ہوں، میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا ہے (گناہوں سے بچنے کی) طاقت اور (عبادت کرنے کی) قوت اللہ تعالیٰ ہی کی (توفیق سے) ہے"۔ تو اس وقت (فرشتہ کی طرف سے یوں) ندا پیدا ہوتی ہے تجھے سیدھا راستہ دکھا دیا گیا اور (سارے کاموں میں) تیری کفایت کی گئی اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے اور دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے: تو اس آدمی پر کیسے قابو پا سکتا ہے جس کو ہدایت دی گئی، کفایت کی گئی اور اس کو بچا لیا گیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی نے "لَهُ الشَّيْطَانُ" (کے الفاظ) تک روایت کی ہے۔

٢٩١٣ - وَعَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَسْاَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِاسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَخَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلٰى اَهْلِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو تو اس کو چاہیے کہ یہ دعا پڑھے: یاالٰہی! میں آپ سے داخل ہونے اور باہر نکلنے کی بھلائی مانگتا ہوں! اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے ہم داخل ہوئے اور (اسی کے نام سے) ہم باہر نکلے تھے اور اللہ تعالیٰ ہی پر جو ہمارا ربّ ہے' ہم نے بھروسہ کیا ہے۔ پھر اپنے گھر والوں پر سلام کرے۔ اِس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ جب انسان اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں پر پہلے سلام کرے پھر بات کرے اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو یوں کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں یعنی فرشتوں پر سلام ہے۔

(ردالمختار اور عالمگیریہ ۱۲)

بعض بزرگ علماء فرماتے ہیں کہ کوئی مومن اپنے گھر میں داخل ہو اور وہاں پر کوئی نہ ہو تو حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ پر صلوٰۃ والسلام پڑھے۔

۲۹۱۴ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَّا الْإِنْسَانُ إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِىْ خَيْرٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی نکاح کرتا تو نبی کریم ﷺ اس کو مبارکباد دیتے اور یوں دعاء فرماتے: اللہ تعالیٰ (یہ عقد) تجھے مبارک کرے اور تم دونوں کو (ہر قسم کی) برکت دے اور تم دونوں کو (ہر قسم کی) بھلائی پر متفق رکھے۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۹۱۵ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ اَحَدُكُمْ اِمْرَاَةً اَوِ اشْتَرٰى خَادِمًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جِبِلَّتِهَا عَلَيْهِ وَإِذَا اشْتَرٰى بَعِيْرًا فَلْيَاْخُذْ بِذَرْوَةِ سَنَامِهٖ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَفِىْ رِوَايَةٍ فِى الْمَرْاَةِ وَالْخَادِمِ ثُمَّ لِيَاْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی کسی عورت سے نکاح کرے یا غلام باندی خریدے تو وہ اس طرح دعاء کرے: یاالٰہی! میں آپ سے اس کی بھلائی اور اس کے اخلاق کو مانگتا ہوں جس پر آپ نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کی برائی سے اُس کے برے اخلاق سے جس پر آپ نے اس کو پیدا کیا ہے' آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اور جب کوئی اونٹ (یا جانور سواری کے لیے) خریدے تو اس کے کوہان کو پکڑ کر اسی طرح دعاء کرے اور ایک روایت میں عورت اور غلام باندی کے بارے میں (بھی آیا ہے کہ) اس کی پیشانی کے بال پکڑے اور برکت کی دعاء کرے۔ اِس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ

ان دعاؤں کا ذکر ہے جن میں اکثر چیزوں سے پناہ مانگنے کا ذکر

۲۹۱۶ - عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ (دینی اور دنیوی) مصائب کی مشقت سے' بدبختی سے' بری تقدیر اور (مصیبتوں میں گرفتار ہونے پر) دشمنوں کے خوش ہوتے

الْاَعْدَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٩١٧ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ مِّنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَسُوْءِ الْعُمَرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ان) پانچ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے: بزدلی سے' بخل سے' اور بڑھاپے کی برائی سے' اور سینہ کے فتنہ (وسوسوں اور بدعقیدگی) سے اور قبر کے عذاب سے۔ اِس کی روایت ابواؤداور نسائی نے کی ہے۔

٢٩١٨ - وَعَنْ مُعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ طَمَعٍ يَّهْدِيْ اِلٰى طَبَعٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِى الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت معاذ رضی اللہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس لالچ سے پناہ مانگو جو تم کو طبع (دینی یا دنیوی) ذلت تک پہنچا دے۔ اِس کی روایت امام احمد اور بیہقی نے دعوات الکبیر میں کی ہے۔

٢٩١٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِسْتَعِيْذِيْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا فَاِنَّ هٰذَا هُوَ الْغَاسِقُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک مرتبہ) چاند کو دیکھا (جب کہ اس کو گہن لگا ہوا تھا) تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! تم اللہ تعالیٰ سے اس کی برائی کی پناہ مانگو' اس لیے کہ یہی غاسق یعنی اندھیرے کو پھیلانے والا ہے (جبکہ اس کو گہن لگ جاوے)۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٩٢٠ - وَعَنِ الْقَعْقَاعِ اَنَّ كَعْبَ الْاَحْبَارِ قَالَ لَوْ لَا كَلِمَاتٌ اَقُوْلُهُنَّ لَجَعَلَتْنِيْ يَهُوْدُ حِمَارًا فَقِيْلَ لَهٗ مَا هُنَّ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ لَيْسَ شَيْءٌ اَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَّبِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت قعقاع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ (میرے اسلام قبول کرنے سے یہود میرے دشمن ہیں) اگر میں چند کلمات کو نہ پڑھا کرتا تو یہود (جادو کر کے) مجھے گدھا بنا دیتے (مجھے گدھے کی طرح بیوقوف اور ذلیل بنا دیتے)۔ اُن سے دریافت کیا گیا کہ وہ کلمات کیا ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: (وہ کلمات یہ ہیں) میں اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کی پناہ میں آتا ہوں جو بزرگ و برتر ہے اور جس سے بڑھ کر عظمت والا کوئی نہیں اور اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات یعنی قرآن کے واسطہ سے (جس کے وعدے اور وعید' ثواب اور عذاب سے) کوئی نیک اور بد خارج نہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں کے واسطے سے جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا' وہ سارے مخلوقات کی برائی سے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا' پھیلایا اور موزوں بنایا۔ اِس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

٢٩٢١ - وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كَانَ اَبِيْ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ فَكُنْتُ اَقُوْلُهُنَّ فَقَالَ اَيْ بُنَيَّ عَمَّنْ اَخَذْتَ هٰذَا قُلْتُ

حضرت مسلم بن ابی بکرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نماز کے بعد یہ دعاء پڑھتے تھے: یاالٰہی! میں کفر سے' فقر سے اور عذاب قبر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ (والد کی اتباع میں) میں بھی ان کلمات کو پڑھا کرتا تھا تو (میرے والد نے) کہا: اے

عَنْكَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ فِيْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِيْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ وَرَوٰى اَحْمَدُ لَفْظَ الْحَدِيْثِ وَعِنْدَهُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ.

میرے بیٹے ! تو نے یہ (دعاء) کس سے سیکھی؟ میں نے جواب دیا: آپ سے! تو (یہ سن کر ان کے والد نے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کو ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔ البتہ! نسائی نے ''دُبُرِ الصَّلٰوةِ'' کے الفاظ کو نہیں بیان کیا اور امام احمد نے صرف الفاظ حدیث (یعنی صرف دعاء) کی روایت کی ہے (اور باپ بیٹے کے درمیان مکالمہ کو نہیں بیان کیا) اور احمد کے پاس ''فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ'' (ہر نماز کے بعد) کے الفاظ مروی ہیں۔

٢٩٢٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِيْ اَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (یہ دعاء بھی) پڑھا کرتے تھے: یا الٰہی! میں تیرا فرمانبردار بن گیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع ہوا اور تیری (مدد) سے (دشمنوں سے) لڑا۔ اے مالک میرے! میں آپ کی عزت کی پناہ میں آتا ہوں۔ آپ کے سوا کوئی (برحق) معبود نہیں۔ اس بات سے کہ آپ مجھے (ہدایت کے بعد) گمراہ کر دیں' آپ ہی وہ زندۂ جاوید ہیں جن کو موت نہیں آتی اور جن و انس تو مرتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٩٢٣ - وَعَنْ قطبة بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء (بھی) فرمایا کرتے تھے: یا الٰہی! میں برے اخلاق (جیسے حسد' بغض وغیرہ) سے اور برے اعمال اور بری خواہشات (برے عقیدہ) سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔

٢٩٢٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء (بھی) فرمایا کرتے تھے: یا الٰہی! میں شقاق (حق کی مخالفت اور باہمی عداوت) سے اور نفاق سے اور برے اخلاق سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

٢٩٢٥ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ (دعا) بھی فرمایا کرتے تھے: یا الٰہی! میں بھوک سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں' اس لیے کہ وہ تکلیف دہ ساتھی ہے اور میں خیانت سے (بھی) آپ کی پناہ میں آتا ہوں' اس لیے کہ یہ پوشیدہ بری خصلت ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٩٢٦ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَظْلِمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا (بھی) فرمایا کرتے تھے: یا الٰہی! میں محتاجی (نیکیوں میں) کمی اور ذلت (لوگوں کی نظر میں حقیر ہونے سے) میں پناہ میں آتا ہوں اور ظالم بننے اور مظلوم بننے سے

اَوْ اُظْلَمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(بھی) آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اِس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۲۹۲۷ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ (دعاء بھی) فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں کوڑھ، جذام، دیوانگی اور (اسی قسم کی دوسری) بری بیماریوں سے (بھی) آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اِس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۲۹۲۸ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ (دعاء بھی) فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں فکر اور غم، عاجزی اور سستی، بزدلی اور بخل، قرض کے بوجھ اور آدمیوں کے غلبہ سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۹۲۹ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْدِلُ الْكُفْرَ بِالدَّيْنِ قَالَ نَعَمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ قَالَ رَجُلٌ وَّيَعْدِلَانِ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ'' (میں کفر سے اور قرض سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں) یہ سن کر ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ کفر کو قرض کے مساوی قرار دیتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! اور ایک روایت میں یوں ہے: آپ نے فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ''۔ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ دونوں (کفر اور فقر) برابر ہیں، آپ نے جواب دیا: ہاں! اِس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

۲۹۳۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعاء فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں (طاعت الٰہی میں) سستی سے، بڑھاپے سے، قرض سے اور گناہوں سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، یاالٰہی! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور دوزخ کی آزمائش سے، قبر کے فتنہ (فرشتوں کے جواب میں پریشانی سے) اور قبر کے عذاب سے اور مال داری کے فتنہ کی برائی (غفلت، غرور اور بخل) سے اور افلاس کے فتنہ کی برائی (دولت مندوں پر حسد اور لالچ) سے اور کانا دجال کے فتنہ کی برائی سے، یاالٰہی! آپ میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دیجیے اور میرے دل کو (برائیوں سے) ایسے پاک کیجیے جیسے سفید کپڑے کو میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر دیجیے جیسا کہ آپ نے مشرق اور مغرب کے درمیان دُوری کر رکھی ہے۔

(بخاری ومسلم)

۲۹۳۱ - وَعَنْ وَاَبِي الْيَسْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَدَمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ التردى وَمِنَ الْغَرْقِ وَالْحَرْقِ وَالْهَدَمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ يَتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ فِيْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَّاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى وَالْغَمِّ.

حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا (بھی) فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! (مکان کے مجھ پر) گرنے سے میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور میں (بلند جگہ سے نیچے) گرنے سے اور (پانی میں) ڈوب جانے سے اور (آگ وغیرہ میں) جل جانے سے اور بڑھاپے (کی برائی جیسے عقل میں فتور وغیرہ) سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور موت کے وقت شیطان کے مجھے مخبوط الحواس بنا دینے سے یعنی پریشان کرنے سے میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور میں آپ کی راہ (جہاد) میں پیٹھ پلٹا کر بھاگنے کی موت سے (بھی) آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور میں سانپ بچھو وغیرہ کے کاٹنے کے سبب سے مرجانے سے (بھی) آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور نسائی کی ایک دوسری روایت میں غم سے بھی پناہ مانگنے کا ذکر ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ناگہانی صورت جیسے دب کر یا اوپر سے گر کر مرجانے یا زہریلے جانور کے ڈسنے وغیرہ سے پناہ مانگی گئی ہے حالانکہ ناگہانی اموات سے شہادت کا درجہ ملتا ہے۔ صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ ناگہانی اموات میں بے انتہا اور شدید تکلیف ہوتی ہے اس لیے اندیشہ لگا رہتا ہے کہ مرنے والا بے صبری کے عالم میں کفریہ کلمات کہہ دے اور نتیجتاً خاتمہ برا ہو جائے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناگہانی اموات سے پناہ مانگنے کی اُمت کو تعلیم دی ہے۔

۲۹۳۲ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسْلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَدَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء (بھی) فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں (طاعت الٰہی اور عبادت میں) معذوری سے اور سستی سے اور بزدلی سے اور بخل سے اور بڑھاپے (کی سزا سے) اور عذاب قبر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں' یاالٰہی! میرے نفس کو پرہیزگار بنادے اور تو اس کو پاکی عطا فرما' آپ ہی سب میں بہتر پاک کرنے والے ہیں' آپ ہی اس کے کارساز اور مالک ہیں' یاالٰہی! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں ایسے علم سے جو فائدہ نہ دے' اور ایسے دل سے جس میں آپ کا ڈر نہ ہو' اور ایسے نفس سے جس میں سیری نہ ہو اور ایسی دعاء سے جو قبول نہ ہو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۹۳۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے "اے اللہ میں چار چیزوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ نفع نہ دینے والے علم سے اور ایسے دل سے جو ڈرتا نہ ہو' اور ایسے نفس سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو سیر نہیں ہوتا اور ایسی دعا سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں جو سنی نہیں جاتی۔ (اس حدیث کو امام احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی و

وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَّالنَّسَائِيُّ عَنْهَا.

نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے۔

لے رسول اللہ ﷺ نے غیر مفید علم سے جس سے انسانیت کی بھلائی نہ ہوتی ہو جس سے دنیا اور آخرت سنورتی نہ ہو پناہ مانگی ہے اور اس دل سے بھی پناہ مانگی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا نہ ہو۔ جو انسان برائیوں میں مبتلا رہتا ہے اس کا دل ذات باری تعالیٰ سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بے خوف ہو جانا دنیا و آخرت میں خسارے کا باعث ہے۔ اسی لیے رسول کریم ﷺ نے ایسے دل سے بھی پناہ مانگی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا نہیں ہے۔

٢٩٣٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی (دعاؤں میں سے) ایک دعاء یہ بھی تھی: یاالٰہی! میں آپ کی (ہر اس) نعمت کے زوال سے (جس کا کوئی بدل نہ ہو) اور عافیت کے (مصیبت) بدل جانے سے اور آپ کے اچانک آنے والے عذاب سے اور آپ کی ہر قسم کی ناراضگی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٩٣٥ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا فَزِعَ اَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو يُعَلِّمُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَّلَدِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِيْ صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَهٰذَا لَفْظُهٗ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے جب کوئی نیند میں ڈر جائے تو اس کو چاہیے کہ یہ کلمات پڑھ لے: میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات یعنی قرآن کے واسطہ سے اس کے غضب سے' اس کے عذاب سے' اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور ان کے مجھ پر حاضر ہونے یعنی مسلط ہونے سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ (تو) شیاطین اس کو (ظاہراً اور باطناً) نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنے بچوں میں سے جو بالغ ہوتے یہ دعاء سکھاتے تھے اور اُن میں جو نابالغ ہوتے' کو اس دعا کو کاغذ کے ایک پرچہ پر لکھ کر اس کے گلے میں لٹکاتے تھے۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور اس حدیث کے الفاظ ترمذی کے ہیں۔

ف: واضح ہو کہ حضرت عبداللہ بن عمرو اس دعا کو کاغذ کے پرچہ پر لکھ کر بچوں کے گلے میں لٹکاتے تھے۔ یہ حدیث تعویذ کے جواز کی دلیل ہے۔ اور روضہ میں لکھا ہے کہ دم کرنے یا کسی پر دعاء پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں' بشرطیکہ اس میں شرک کے الفاظ نہ ہوں اور جن حدیثوں میں تعویذ منع ہے وہ اس بات پر محمول ہے کہ اس میں شرک کے مضامین ہوں' اس پر ایسا بھروسہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جائے' تعویذ کے مختلف طریقے سلف سے مروی ہیں' پانی پر دم کر کے مریض کو پلانا یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اور حضرت مجاہد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ قرآن کی آیتوں کو کسی برتن پر لکھ کر بیمار کو دھو کر پلاویں تو اس میں کوئی قباحت نہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دردزہ میں آیتوں کو دھو کر پلانے کا حکم دیا ہے اور حضرت سعید بن المسیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیتوں کو لکھ کر عورتوں یا بچوں کے گلوں میں لٹکانے میں قباحت نہیں بتائی' بشرطیکہ اس کو چاندی یا چمڑے میں بند کر دیا جائے۔

٢٩٣٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعاء بھی فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں ان کاموں کی برائی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں جن کو میں نے کیا ہے اور ان کاموں کی برائی سے بھی پناہ مانگتا ہوں جن کو میں نے نہیں کیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٩٣٧ - وَعَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ تَعْوِيْذًا تَعَوَّذُ بِهٖ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَشَرِّ بَصَرِيْ وَشَرِّ لِسَانِيْ وَشَرِّ قَلْبِيْ وَشَرِّ مَنِيِّيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت شتیر بن شکل حمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' ان کے والد نے کہا کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے ایک ایسا عمل سکھایئے جس سے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا رہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم یہ دعاء پڑھا کرو: یاالٰہی! میں اپنے کانوں کے برا سننے سے آنکھوں کے برا دیکھنے سے' زبان کے برا بولنے سے' دل کی برائیوں سے اور مادہ منویہ کی برائی (بدنگاہی اور بدفعلی) سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد' ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

٢٩٣٨ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ يَا حُصَيْنُ كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ اِلٰهًا قَالَ اَبِيْ سَبْعَةً ' سِتًّا فِي الْاَرْضِ وَوَاحِدًا فِي السَّمَاءِ قَالَ فَاَيُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ قَالَ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ قَالَ يَا حُصَيْنُ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ قَالَ فَلَمَّا اَسْلَمَ حُصَيْنٌ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَنِيْ فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے والد سے (اُن کے اسلام لانے سے پہلے) دریافت فرمایا: اے حصین! تم دن میں کتنے خداؤں کی عبادت کرتے ہو؟ میرے والد نے جواب دیا: سات (خداؤں کی عبادت کرتا ہوں)۔ چھ زمین والے اور ایک آسمان والا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا: تو ان میں سے کس سے (بھلائی کی) اُمید رکھتا ہے اور ڈرتا ہے۔ میرے والد نے جواب دیا: میں (اُمید اور خوف) آسمان والے سے رکھتا ہوں! (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: اے حصین! اگر تو اسلام قبول کر لیتا تو میں تجھ کو دو ایسے کلمے سکھاتا جو تجھے (دنیا اور آخرت میں) فائدہ دیتے' حضرت عمران نے فرمایا: جب (میرے والد) حصین نے اسلام قبول کیا تو عرض کیا یارسول اللہ! مجھے وہ کلمات سکھایئے جن کا آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا تو آپ نے فرمایا: یوں کہا کرو: یاالٰہی! مجھے ہدایت کی توفیق دیجیے اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچایئے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٩٣٩ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت طلب کرے تو جنت کہتی ہے: "یاالٰہی! تو اس کو جنت میں داخل کر دے" اور جو شخص تین مرتبہ (اللہ تعالیٰ سے) دوزخ کی پناہ مانگے تو دوزخ کہتی ہے: "الٰہی! تو اس کو دوزخ سے پناہ دے"۔ اِس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

وَالنَّسَائِیُّ.

بَابٌ جَامِعِ الدُّعَاءِ

ان دعاؤں کا بیان جن میں الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوں

۲۹۴۰ - عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِيْئَتِیْ وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ وَخَطِئِیْ وَعَمَدِیْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (تعلیم اُمت کے لیے) یہ دعا فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میرے گناہ کو میری نادانی کو اور اعمال کی کوتاہیوں اور ان گناہوں کو جن کو مجھ سے زیادہ آپ جانتے ہیں بخش دیجیے یاالٰہی! ان گناہوں کو بخش دیجیے جو میں نے قصداً کیے اور مذاق سے کیے اور نادانستہ کیے اور بالارادہ کیے اور یہ سارے گناہ مجھ میں ہیں یاالٰہی! میرے ان گناہوں کو بھی بخش دیجیے جو میں نے پہلے کیے ہیں اور جو بعد میں مجھ سے سرزد ہوں گے اور جن کو میں نے چھپ کر کیا اور جن کو علی الاعلان کیا اور جن کو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں (نیکیوں میں) آگے بڑھانے والے بھی آپ ہی ہیں اور پیچھے ہٹانے والے بھی آپ ہی ہیں اور آپ ہی ہر چیز پر قادر ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۲۹۴۱ - وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ اِذَا اَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَمَرَهٗ اَنْ يَّدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد نے بیان کیا ہے کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نماز سکھاتے اور اس کو حکم دیتے کہ وہ ان کلمات کے ساتھ دعاء کرے۔ یاالٰہی! آپ (میرے گناہوں کو) بخش دیجیے اور میرے (عیوب کو چھپا کر) مجھ پر رحم فرمائیے اور مجھے (صراط مستقیم پر) چلائیے اور (اس پر مجھے قائم رکھئے) اور (بلاؤں اور خطاؤں سے) مجھے عافیت دیجیے اور مجھے روزی حلال دیجئے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۹۴۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِيْنِیَ الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْيَایَ الَّتِیْ فِيْهَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِيْهَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّیْ فِیْ كُلِّ خَيْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّیْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء بھی فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میرے دین کو سنوار دیجیے جو میرے تمام کاموں کا محافظ ہے اور آپ میری دنیا کو بھی سنوار دیجیے جس میں میری زندگانی ہے اور میری آخرت کو بھی سنوار دیجیے جہاں مجھے لوٹنا ہے اور میری زندگی کو ہر نیکی میں زیادتی کا سبب بنا دیجیے اور موت کو میرے لیے ہر برائی سے راحت کا سبب بنا دیجیے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۹۴۳ - وَعَنْهُ قَالَ دُعَاءٌ حَفِظْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَدَعُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ اُعَظِّمُ شُكْرَكَ وَاُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَاَتَّبِعُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دعاء یاد کی ہے جس کو (کبھی) نہیں چھوڑتا ہوں (وہ دعاء یہ ہے) یاالٰہی! آپ مجھے بڑا شکر گزار اور بڑا ذاکر بنا دیجیے اور آپ کی نصیحتوں

نُصْحَكَ وَاحْفَظْ وَصِيَّتَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(یعنی حقوق العباد) کو ادا کرنے والا اور آپ کی وصیت (حقوق اللہ) کی حفاظت کرنے والا بنا دیجیے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٩٤٤ - وَعَنْ أُمِّ مَعْبَدٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِيْ مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعاء فرماتے ہوئے سنا: یاالٰہی! آپ میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو دکھاوے اور شہرت سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھوں کو خیانت (بری نگاہ) سے پاک کر دیجیے اس لیے کہ آنکھوں کی خیانت اور دل کے بھیدوں کو آپ ہی جانتے ہیں۔ اس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

٢٩٤٥ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَنِيْفٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُّعَافِيَنِيْ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللّٰهَ وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّتَوَضَّأَ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ وَيَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ لِيُقْضٰى لِيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهِ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیے کہ وہ مجھے عافیت دے (مجھے بینائی عطا کر دے) آپ نے جواب دیا: تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے (تمہارے لیے) دعا کروں یا چاہو تو تم صبر کرو اور صبر تمہارے لیے بہتر ہے (یہ سن کر) انہوں نے جواب دیا: آپ دعاء ہی فرما دیجیے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ وضو کریں اور اچھی طرح وضو کریں اور پھر ان کلمات کے ذریعہ دعاء کریں: یاالٰہی! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے جو نبیءِ رحمت ہیں (اے نبی) میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہوں تا کہ وہ میری اس حاجت کو میرے لیے پوری کر دے یاالٰہی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرمائیے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نابینا صحابی کو جو دعا تعلیم فرمائی ہے وہ یہ ہے: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهِ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ . اس دعا کے عربی الفاظ اور ترجمہ پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خود اپنی ذات (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کا وسیلہ پیش کر کے دعا کرنے کا حکم ارشاد فرما رہے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ نبی رحمت ہیں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو دعا کی جائے اللہ تعالیٰ ضرور اس کو قبول فرماتا ہے۔ اس دعا میں تعلیم اُمت بھی ہے اور ان لوگوں کے لیے لمحۂ فکر یہ بھی ہے جو نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنے کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اُمت کو وسیلہ کی تعلیم دے رہے ہیں اور یہ لوگ اس تعلیم کو شرک و بدعت قرار دے کر اپنے ایمان کو ضائع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ مسلمانوں کے ایمان کو ضائع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان سے بچنا اور دُور رہنا اہل ایمان کے لیے ضروری ہے۔

٢٩٤٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

12/12

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

روایت فرماتے ہیں کہ آپ یہ دعاء بھی فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں آپ سے ہدایت پرہیزگاری (نفس اور دل کی) پاکی اور (مخلوق سے) بے نیازی مانگتا ہوں۔ (مسلم)

۲۹۴۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَاءَ بِالْقَدْرِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء بھی فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں آپ سے صحت (اور عافیت) اور پاک دامنی اور امانت داری اور اچھے اخلاق اور تقدیر پر رضامندی مانگتا ہوں۔ اس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

۲۹۴۸ - وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ صَلٰوةً فَاَوْجَزَ فِيْهَا فَقَالَ لَهُ بَعْضُ الْقَوْمِ لَقَدْ خَفَّفْتَ وَاَوْجَزْتَ الصَّلٰوةَ فَقَالَ اَمَا عَلٰى ذٰلِكَ لَقَدْ دَعَوْتُ فِيْهَا بِدَعَوَاتٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ تَبِعَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ هُوَ اَبِيْ غَيْرَ اَنَّهُ كَنٰى عَنْ نَّفْسِهِ فَسَاَلَهُ عَنِ الدُّعَاءِ ثُمَّ جَاءَ فَاَخْبَرَ بِهِ الْقَوْمَ اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ اَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِّيْ اَللّٰهُمَّ وَاَسْاَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَاَسْاَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ وَاَسْاَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى وَاَسْاَلُكَ نَعِيْمًا لَّا يَنْفَدُ وَاَسْاَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَّا تَنْقَطِعُ وَاَسْاَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ وَاَسْاَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَسْاَلُكَ لَذَّةَ النَّظْرِ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَائِكَ فِيْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَّلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْاِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِيْنَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت عطاء بن سائب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں (ایک مرتبہ) نماز پڑھائی اور آپ نے بہت مختصر نماز پڑھی۔ (قرأت اور تسبیحات زیادہ نہیں پڑھیں) تو (حاضرین میں سے) بعض لوگوں نے (اعتراضاً) کہا کہ آپ نے نماز میں تخفیف کی اور نماز کو بہت مختصر کیا' حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اس تخفیف کا مجھے کچھ افسوس نہیں' اس لیے کہ میں نے اس نماز میں ایسی دعائیں کی ہیں جن کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے تو ایک شخص آپ کے ساتھ ہو گیا اور وہ میرے والد (حضرت سائب) تھے' لیکن انہوں نے (بطور تواضع) اپنے آپ کو ظاہر کیے بغیر اپنے کو شخص کہا اور اس دعاء کو اُن سے پوچھا اور واپس آ کر سب کو وہ دعاء بتائی (اور وہ دعاء یہ ہے): یاالٰہی! آپ کے علم غیب اور مخلوقات پر آپ کی قدرت کا واسطہ آپ مجھے اس وقت تک زندہ رکھئے' جب تک آپ زندگی میرے لیے بہتر جانتے ہیں اور آپ مجھے اس وقت موت دے دیجئے' جب آپ موت کو میرے لیے بہتر جانتے ہوں' یاالٰہی! باطن اور ظاہر میں آپ کا ڈر مانگتا ہوں اور خوشی اور غصہ کی حالت میں حق بولنے کی درخواست کرتا ہوں۔ اور محتاجی و تونگری میں اعتدال مانگتا ہوں اور آپ سے ایسی نعمت مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو (جنت مانگتا ہوں) اور آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک مانگتا ہوں جو زائل نہ ہو اور تقدیر پر رضامندی مانگتا ہوں اور مرنے کے بعد زندگی کی ٹھنڈک مانگتا ہوں۔ اور آپ کے چہرہ کی طرف دیکھنے کی لذت اور آپ سے ملاقات کا شوق مانگتا ہوں (دیدار کی لذت اور ملاقات کا شوق مانگتا ہوں) جو نقصان پہنچانے والا اور گمراہی کے فتنہ میں مبتلا کرنے والا نہ ہو' یاالٰہی! ہم کو زینت ایمانی سے سنوار دیجیے اور ہم کو راہ ہدایت پر چلنے اور چلانے والا بنا دیجیے۔ اِس

کی روایت نسائی نے کی ہے۔

۲۹۴۹ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْكَبِیْرِ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر کے بعد یہ دعاء فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں آپ سے نفع بخش علم اور مقبول عمل اور رزق حلال مانگتا ہوں۔ اس کی روایت امام احمد ابن ماجہ اور بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

۲۹۵۰ - وَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِیْرَتِیْ خَیْرًا مِّنْ عَلَانِیَتِیْ وَاجْعَلْ عَلَانِیَتِیْ صَالِحَةً اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِی النَّاسَ مِنَ الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ غَیْرَ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ دعا سکھائی۔ ارشاد فرمایا: تم یوں دعاء کیا کرو: یاالٰہی! آپ میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر بنا دیجیے اور میرے ظاہر کو (بھی نیکیوں سے) سنوار دیجیے، یاالٰہی! میں آپ سے وہ نیک بیوی اور بہتر مال اور نیک اولاد مانگتا ہوں جو آپ لوگوں کو عطا فرماتے ہیں جو نہ تو (خود) گمراہ ہوں اور نہ (دوسروں کو) گمراہ کرنے والے ہوں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۹۵۱ - وَعَنْ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰی فَقَالَ سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فَاِنَّ اَحَدًا لَّمْ یُعْطَ بَعْدَ الْیَقِیْنِ خَیْرًا مِّنَ الْعَافِیَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ اِسْنَادًا.

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور رونے لگے (اس لیے کہ آپ کو اپنی اُمت کے فتنوں میں گرفتار ہونے کا خیال آیا) اور آپ نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے عفو (گناہوں سے معافی) اور عافیت (دین اور دنیا کی سلامتی) مانگا کرو، اس لیے کہ ایمان کے بعد عافیت سے بہتر کوئی نعمت کسی کو نہیں دی گئی۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۹۵۲ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ قَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ثُمَّ اَتَاهُ فِی الْیَوْمِ الثَّانِیْ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اَتَاهُ فِی الْیَوْمِ الثَّالِثِ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ فَاِذَا اُعْطِیْتَ الْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ فَقَدْ اَفْلَحْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ اِسْنَادًا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سی دعاء (میرے لیے) زیادہ بہتر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے رب سے تندرستی اور دنیا اور آخرت میں عافیت (ایک دوسرے کے شرور سے حفاظت اور نیکیوں میں ایک دوسرے کی مدد) مانگا کرو۔ پھر وہی صاحب آپ کی خدمت میں دوسرے دن حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ (ارشاد ہو کہ) کون سی دعاء (میرے لیے) زیادہ بہتر ہے تو آپ نے اسی دعاء کو پڑھنے کی تلقین فرمائی، وہ صاحب تیسرے دن پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اسی (دعاء) کے کرنے کی تاکید فرمائی اور پھر فرمایا: جب تم کو دنیا اور آخرت کی عافیت اور تندرستی دے دی گئی تو تم کامیاب ہو گئے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۹۵۳ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ وَاذْكُرْ بِالْهُدٰى هِدَايَتَكَ الطَّرِيْقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم یوں دعاء کیا کرو: یاالٰہی! آپ ہدایت پر مجھے ثابت قدم رکھیے اور مجھے راہِ راست پر چلائیے اور (فرمایا) کہ حضوری قلب کے لیے جب تم ہدایت کی دعاء کرو تو سیدھے راستے کا تصور کرو اور راہِ راست کے لیے جب دعاء کرو تو تیر کے سیدھے پن کا تصور کرو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٩٥٤ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَكْثَرُ دُعَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعاء فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! آپ ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی (صحت' رزق اور توفیق) دیجیے اور آخرت میں بھی بھلائی (مراتب عالیہ اور دیدار الٰہی) سے مشرف فرمائیے اور ہم کو (اپنی مغفرت سے) دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔ (بخاری ومسلم)

٢٩٥٥ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَدْ خَفَتَ فَصَارَ مِثْلَ الفرخ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كُنْتَ تَدْعُوْ اللّٰهَ بِشَيْءٍ اَوْ تَسْاَلُهٗ اِيَّاهُ قَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِيْ بِهٖ فِي الْاٰخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِيْ فِي الدُّنْيَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا تُطِيْقُهٗ وَلَا تَسْتَطِيْعُهٗ اَفَلَا قُلْتَ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالَ فَدَعَا اللّٰهُ بِهٖ فَشَفَاهُ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مسلمان صاحب کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جو پرندہ کے بچہ کی طرح کمزور ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز (مصیبت) کی دعاء کی تھی یا اس کو مانگ لیا تھا (جس کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہوگئی ہے) انہوں نے جواب دیا: ہاں! میں اس طرح دعاء کیا کرتا تھا' یاالٰہی! آپ جو عذاب مجھے آخرت میں دینے والے ہیں اس کو دنیا ہی میں فوراً دے دیجیے (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! (تو نے عجیب دعاء مانگ لی ہے) تو نہ تو (دنیا میں) اس کے عذاب کی طاقت رکھتا ہے (نہ آخرت میں) اس کو برداشت کر سکے گا (کیا ہی اچھا ہوتا اگر اس کے بدلہ میں) تو نے یہ دعاء کر لی ہوتی: ''اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ'' راوی کا بیان ہے کہ ان صاحب نے یہی دعاء مانگی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دے دی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٩٥٦ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِيْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يُّذِلَّ نَفْسَهٗ قَالُوْا وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهٗ قَالَ يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيْقُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کو یہ بات مناسب نہیں کہ وہ اپنے آپ کو رسوا کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ (یارسول اللہ) مسلمان اپنے آپ کو کس طرح رسوا کرتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ خود کو ایسی آزمائش اور مشقت میں ڈالے جس کے (پورا کرنے کی) طاقت نہ رکھتا ہو۔ اس کی روایت ترمذی' ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٢٩٥٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ

حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ سے روایت

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهٖ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَّنْفَعُنِيْ حُبُّهٗ عِنْدَكَ اَللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِّيْ فِيْمَا تُحِبُّ اَللّٰهُمَّ مَا زَوَيْتَ عَنِّيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِّيْ فِيْمَا تُحِبُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

فرماتے ہیں کہ حضور یہ دعاء بھی فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! آپ مجھے اپنی محبت نصیب فرمائیے اور اس شخص کی محبت بھی جس کی محبت مجھے آپ کے پاس فائدہ دے' یاالٰہی! آپ نے میری پسندیدہ (نعمتیں) جو مجھے دی ہیں ان کو آپ اپنی خوشنودی (اپنی اطاعت کے کاموں) میں لگا دیجیے' یاالٰہی! آپ نے میری جن خواہشات کو روک رکھا ہے' اُن سے مجھے فارغ کر کے اپنی مرضیات میں مشغول فرما دیجیے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۹۵۸ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوٗدَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ وَمَالِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذُكِرَ دَاوٗدُ يُحَدِّثُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ اَعْبَدَ الْبَشَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یوں دعا فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں آپ سے آپ کی محبت اور آپ کے محبین کی محبت اور وہ عمل مانگتا ہوں جو آپ کی محبت تک پہنچا دے' یاالٰہی! آپ اپنی محبت کو مجھے اپنی جان' اپنے مال' اپنے اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب بنا دیجیے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر فرماتے اور ان کا کوئی واقعہ بیان فرماتے تو ارشاد فرماتے کہ وہ (اپنے زمانے کے) سب سے بڑے عبادت گزار بندے تھے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۹۵۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ مِنْ مَّجْلِسٍ حَتّٰى يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ لِاَصْحَابِهٖ اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مُصِيْبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی کسی مجلس سے اُٹھتے تو اپنے اصحاب کے لیے اکثر ان دعاؤں کو پڑھا کرتے تھے: یاالٰہی! آپ ہمیں اپنی خشیت اس قدر نصیب فرمائیے' جس کی وجہ سے آپ ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائیں اور ہم کو اس قدر اطاعت نصیب فرمائیے جس کی وجہ سے آپ ہم کو اپنی جنت میں پہنچا دیں اور اس قدر یقین نصیب فرمائیے جس کی وجہ سے آپ ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان فرما دیں اور ہماری سماعت کو اور ہماری بصارت کو اور ہماری قوت کو زندگی بھر ہمارے لیے فائدہ مند بنا دیجیے اور اس (انعام) کو ہماری نسل میں جاری و ساری رکھئے اور جنھوں نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ آپ ہی ان سے ہمارا انتقام لے لیجیے اور جنھوں نے ہم سے دشمنی کی ہے' ان کے مقابلہ میں آپ ہماری مدد فرمائیے اور ہماری مصیبتوں کو ہمارے دین میں (کمی) یعنی بدعقیدگی' حرام خوری اور عبادتوں میں کوتاہی کا سبب نہ بنائیے اور آپ دنیا ہی کو ہماری فکر اور ہمارے علم کا سب سے بڑا نصب العین نہ بنائیے اور ایسوں کو ہم پر مسلط نہ فرمائیے جو ہم پر رحم نہ کریں۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۹۶۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَّاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ.

صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء (بھی) فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! آپ نے مجھے جو علم دیا ہے اس کو میرے لیے نافع بنایئے اور مجھے ایسا علم سکھایئے جو (دنیا اور آخرت میں) مجھے نفع دے اور مجھے اور زیادہ علم نصیب فرمایئے، ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور میں دوزخیوں کے حال (اُن کے اعمال سے) میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اِس کی روایت ترمذی، حاکم اور ابن ماجہ نے کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

٢٩٦١ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ سُمِعَ عِنْدَ وَجْهِهٖ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ فَاُنْزِلَ عَلَيْهِ يَوْمًا فَمَكَثْنَا سَاعَةً فَسُرِّيَ عَنْهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا ثُمَّ قَالَ اُنْزِلَ عَلَيَّ عَشْرُ اٰيَاتٍ مَنْ اَقَامَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ ثُمَّ قَرَاَ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى خَتَمَ عَشْرَ اٰيَاتٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جس وقت وحی نازل ہوتی تو آپ کے چہرہ کے پاس شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح ایک آواز سنائی دیتی (ایک دفعہ) دن کے وقت آپ کے اوپر وحی نازل ہوئی تو ہم کچھ دیر انتظار کرتے رہے (تاکہ وحی کی کیفیت آپ پر سے دُور ہو جائے) چنانچہ وہ کیفیت آپ پر سے زائل ہو گئی (ہم نے دیکھا کہ) آپ نے قبلہ کی طرف رخ فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یہ دعاء فرمائی: یاالٰہی (ہماری بھلائیوں اور تعداد میں) اضافہ فرمایئے اور (ان چیزوں میں) کمی نہ کیجیے اور (دنیا وآخرت میں) ہمیں سربلند فرمایئے۔ اور ہمیں (ان میں) ذلیل نہ فرمایئے اور ہم کو سرفراز فرمایئے اور ہمیں محروم نہ کیجیے اور ہم کو (لوگوں پر) غالب رکھئے اور (ان کا) مغلوب نہ بنایئے اور ہم کو راضی رکھئے اور ہم سے راضی ہو جائے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر (ابھی ابھی) دس آیتیں نازل ہوئی ہیں جو شخص ان پر عمل کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر آپ نے (سورۂ مومنون کی نازل شدہ ابتدائی دس آیتوں کی) تلاوت فرمائی (جن کو) "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ" سے (شروع فرما کر) "هم فيها خالدون" پر دس آیتیں ختم فرمائیں۔ اِس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

٢٩٦٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ يَقُوْلُ رَبِّ اَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرِ الْهُدٰى لِيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَاكِرًا لَّكَ ذَاكِرًا لَّكَ رَاهِبًا لَّكَ مِطْوَاعًا لَّكَ مخبتا اِلَيْكَ اَوَّاهًا مُّنِيْبًا رَّبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَاَجِبْ دَعْوَتِيْ وَثَبِّتْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء (بھی) فرمایا کرتے تھے: اے میرے رب! (آپ کے ذکر، شکر اور عبادت کی بجا آوری میں) میری مدد فرمایئے اور (ان کاموں میں میرے لیے رکاوٹ کا جو سبب بنیں) ان کی مدد آپ مت فرمایئے اور (مخالفین پر) مجھ کو غلبہ نصیب فرمایئے اور ان کو مجھ پر غالب نہ فرمایئے اور آپ میرے لیے تدبیریں فرمایئے اور میرے خلاف تدبیریں نہ کیجیے اور مجھے راہِ راست پر چلایئے اور راہِ راست پر چلنا میرے لیے آسان فرما دیجیے اور جو مجھ پر ظلم اور زیادتی کریں ان کے مقابلہ میں میری مدد فرمایئے، اے میرے رب! مجھے

خُجَّتِي وَسَدِّدْ لِسَانِي وَاهْدِ قَلْبِي وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

(نعمتوں پر) آپ کا شکر کرنے والا (ہمیشہ) آپ کو یاد کرنے والا (ہر حال میں) آپ ہی سے ڈرنے والا' آپ کا کامل اطاعت گزار' آپ ہی کے آگے عاجزی کرنے والا' آہ وزاری کے ساتھ آپ ہی کی طرف رجوع ہونے والا (بندہ) بنا دیجیے۔ اے میرے مالک! میری توبہ قبول فرمائیے' مجھے گناہوں سے پاک کر دیجیے۔ میری دعاؤں کو قبول فرمائیے' اور (قبر میں منکر ونکیر کے سوال کے جواب میں) اپنی حجت (یعنی اقرار اور تصدیق پر) مجھے ثابت قدم رکھیے اور میری زبان کو (حق اور صداقت پر) قائم رکھیے اور میرے دل کو (اپنی معرفت کی) راہ دکھائیے اور میرے سینہ سے (وسوسوں کی سیاہی کو) دُور کر دیجیے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۹٦۳ - عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَسْتَفْتِحُ بِصعاليك المهاجرين رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابوامیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ فقراء ومہاجرین کے وسیلہ سے (کفار پر) فتح کی دعاء مانگا کرتے تھے۔ اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

ف: یہ حدیث زجاجۃ المصابیح عربی جلد چہارم کے باب: "فضل الفقراء وما كان من عيش النبي صلى الله عليه وسلم" میں مروی ہے اور اس حدیث کو باب ہذا کے اختتام پر بلحاظ موزونیت درج کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْمَنَاسِكِ

حج کے افعال، احکام اور فضائل کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَّمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ. (آل عمران: ۹۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ (کنزالایمان)

ف: اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے۔ حدیث شریف میں سید عالم ﷺ نے اس کی تفسیر زاد وراحلہ سے فرمائی، زاد یعنی توشہ کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہیے کہ جا کر واپس آنے تک کے لیے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل وعیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہیے۔ راستے کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے استطاعت ثابت نہیں۔

قرآن سے حج کی فرضیت کا ثبوت

تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ صدر کی آیت وللّٰہ علی الناس الخ سے حج کی فرضیت ثابت ہے لیکن مطلقاً نہیں بلکہ اس شخص پر جو کعبۃ اللہ تک پہونچنے پر قادر ہو اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ حج فریضہ محکمہ ہے جس کی فرضیت کتاب اللہ کی آیت شریفہ "وللّٰہ علی الناس حج البیت" الخ سے ثابت ہے۔

حج عمر بھر میں ایک بار فرض ہے

ہدایہ میں لکھا ہے کہ حج تمام عمر میں صرف ایک بار فرض ہے، اس لیے کہ حج کی فرضیت کا سبب بیت اللہ ہے اور وہ ایک ہے اور علم اصول کا قاعدہ ہے کہ جب تک سبب کی تکرار نہ ہو واجب کی تکرار نہیں ہوتی اھ، حج کے عمر بھر میں ایک بار فرض ہونے پر مسلم کی یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے تو تم حج کرو، ایک صاحب نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال ہم پر حج فرض ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا، یہاں تک کہ اس شخص نے تین مرتبہ یہ سوال دہرایا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کہ اگر تمہارے اس سوال پر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال تم پر حج فرض ہو جاتا جس کی تم طاقت نہ رکھتے۔

عورت کے لیے محرم کی ضرورت اور اس کے اسباب

صدر کی آیت میں ارشاد ہے: من استطاع الیہ سبیلا یعنی حج اس شخص پر فرض ہے جو کعبۃ اللہ تک پہونچنے کی قدرت رکھتا ہو۔ فتح القدیر میں لکھا ہے کہ عورتوں سے یہ حکم متعلق نہ ہوگا اگر عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم نہ ہو، اس لیے کہ عورت تنہا سفر کے دوران بغیر کسی سہارے کے سواری وغیرہ پر اتر چڑھ نہیں سکتی جب تک کہ کوئی اس کو سہارا دے کر نہ اتارے اور نہ چڑھائے اور محرم یا

شوہر کے سوا کوئی اس کو نہ سواری پر چڑھا سکتا ہے اور نہ اتار سکتا ہے۔ اس وجہ سے تمام عورتیں محرم یا شوہر کی معیت کے بغیر حج پر قادر نہیں ہو سکیں گی' اگر بعض عورتیں بغیر شوہر یا محرم کے سواری پر اترنے اور چڑھنے پر قادر ہوں تو بھی ایسے موقعوں پر عورت کی ایڑھیاں' پیڑ پنڈلیاں اور کلائیوں کے کھل جانے کا اندیشہ رہتا ہے اور محرم کی ضرورت ایسے ہی موقعوں کے لیے ہے کہ وہ عورت کی ستر پوشی کا خیال رکھے' فتح القدیر کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔

علاوہ ازیں حج کے سفر میں شوہر یا محرم کی ضرورت اس وجہ سے بھی ہے کہ دوران سفر میں اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری اٹھانے اور کھلانے پلانے وغیرہ کا کام سوائے شوہر یا محرم کے غیر شخص نہیں کر سکتا۔ اسی وجہ سے شوہر یا محرم کے بغیر عورت حج کے سفر پر قادر نہیں ہو سکے گی۔

٢٩٦٤ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحَجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَکُلَّ عَامٍ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتَ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ ایک مرتبہ خطبہ کے دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! تم پر (بیت اللہ کا) حج فرض کیا گیا ہے اس لیے تم حج کرو۔ یہ سن کر ایک صاحب نے دریافت کیا' یارسول اللہ! کیا ہم ہر سال حج کیا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس سوال کو سن کر) خاموش رہے' یہاں تک کہ انہوں نے اس سوال کو تین مرتبہ دہرایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (سنو) اگر میں تمہارے سوال پر) ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال تم پر) حج فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہیں رکھتے ہو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (خبردار! جب تک میں خود کسی حکم کو بیان نہ کروں) تم مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو جب تک کہ میں خود تم کو نہ چھوڑ دوں [1] اس لیے کہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے انبیاء سے اختلاف اور کثرت سوال ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئی ہیں۔ لہٰذا میں تم کو جب کسی کام کا حکم دوں تو اپنی قوت کے مطابق اس کو ادا کرو' اور جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] مجھ سے یہ نہ پوچھو کہ یہ فعل کیسا ہے اور کتنی بار ہے؟ جب تک میں تم کو اس کا حکم نہ دوں۔

ف: واضح ہو کہ حج امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک علی الفور فرض ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو حج کا ارادہ کرے اس کو چاہیے کہ حج کرنے میں جلدی کرے' اس لیے کہ کبھی کوئی بیماری آ جاتی ہے اور سواری گم ہو جاتی ہے اور کوئی ضرورت درپیش ہو جاتی ہے اھ یعنی احتمال ہے کہ دیر کرنے میں یہ واقعات درپیش ہوں اور حج نہ کر سکے اور مر جاوے تو گویا وہ ایک فرض کا تارک ہو کر مرا۔ اس لیے جیسے ہی حج فرض ہو تو دوسرے سال تک تاخیر نہ کرے' بلکہ اسی سال حج کرے۔

٢٩٦٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَقَامَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَقَالَ اَفِیْ کُلِّ عَامٍ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَوْ قُلْتُهَا نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوْا بِهَا وَلَمْ تَسْتَطِیْعُوْا وَالْحَجُّ مَرَّةً فَمَنْ زَادَ فَتَطَوَّعَ رَوَاهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے' یہ سن کر اقرع بن حابس ص کھڑے ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دوں تو تم پر (ہر سال حج) واجب ہوتا (اس کا ادا کرنا ہر سال فرض ہو جاتا) اور (ہر سال) حج واجب ہو جائے تو تم (ہر سال) حج نہیں کر سکتے اور اس کی قدرت بھی نہیں

اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ قَالَ ابْنُ الْهُمَّامِ وَرَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ وَالْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وَقَالَ الشُّمُنِیُّ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

رکھ سکتے (یادرکھو!) حج عمر بھر میں (صرف) ایک بار (فرض) ہے اور جو شخص اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہوگا۔ اس کی روایت امام احمدؒ نسائی اور دارمی نے کی ہے اور ابن ہمام نے کہا ہے کہ اس کی روایت دارقطنی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق صحیح ہے اور شمنی نے کہا ہے کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی اس کی روایت کی ہے۔

٢٩٦٦ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْیَعَجِّلْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص حج کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ (حج کے ادا کرنے میں جلدی کرے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ حج علی الفور فرض ہے جیسا کہ بذل المجھود میں مذکور ہے اور مرقات میں لکھا ہے کہ صحیح ترین قول یہ ہے کہ حج علی الفور واجب ہے اور یہ قول امام ابو یوسفؒ اور امام مالک رحمہما اللہ کا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی یہی مروی ہے اور امام ابوحنیفہ کی ایک دوسری روایت یہ ہے کہ حج علی التراخی فرض ہے یعنی فرضیت کے دوسرے سال بھی حج ادا کیا جا سکتا ہے اور امام شافعی بھی علی التراخی فرضیت کے قائل ہیں اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک حج کے فرض ہونے کے بعد اس صورت میں تاخیر جائز ہے جب کہ حج کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو یعنی اگر حج فرض ہونے کے بعد حج ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو وہ گنہگار ہو گا۔

ائمہ کرام کے درمیان حج کی فرضیت علی الفور یا علی التراخی کا جو اختلاف ہے اس کا اثر یہ ہے کہ جن حضرات کے نزدیک حج علی الفور واجب ہے تو فرضیت کے بعد فوراً حج ادا نہ کرنے والا فاسق ہوگا اور اس کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ اس کے برخلاف جن ائمہ کے نزدیک حج علی التراخی واجب ہے ان کے نزدیک فرضیت حج کے بعد تاخیر سے حج ادا کرنے والا فاسق نہ ہوگا اور اس کی گواہی بھی قبول ہوگی۔ لیکن اگر حج کے فرض ہونے کے بعد حج ادا کرنے سے پہلے وہ مر جائے تو بالاتفاق ایسا شخص سب کے نزدیک گنہگار ہوگا۔ یہ تحقیق علامہ شمنی رحمہ اللہ نے بیان فرمائی ہے۔ اھ۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ حج فرض ہونے کے بعد چاہیے کہ حج فوراً ادا کر لیا جائے۔

٢٩٦٧ - وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا السَّبِیْلُ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وَلَمْ یُخْرِجَاهُ وَتَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ ثُمَّ اَخْرَجَهُ كَذٰلِكَ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ وَرَوَاهُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ مِّنْ طَرِیْقٍ اُخْرٰی صَحِیْحَةٍ عَنِ الْحَسَنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ''وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا'' کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ سبیل سے کیا مراد ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ توشہ اور سواری (یعنی آمد و رفت کھانے اور مصارف سفر اور واپسی تک اہل و عیال کا نفقہ) اس کی روایت حاکم نے کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق صحیح ہے اور ان دونوں حضرات نے اس کی تخریج نہیں کی ہے اور حماد بن سلمہ نے بھی قتادہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح اس کی تخریج کی ہے اور حماد بن سلمہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور

مُرْسَلًا وَّفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ مَرْفُوْعًا مِّنْ طُرُقٍ يُّقَوِّيْ بَعْضُهَا بَعْضًا فَتَصْلُحُ لِلْاِحْتِجَاجِ بِهَا وَلِهٰذَا حَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ جَرِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّهٗ قَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا اَلسَّبِيْلُ الصِّحَّةُ.

سعید بن منصور نے بھی صحیح طرق سے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کی ہے اور اس بارے میں حضرات ابن عمر ابن عباس ام المومنین عائشہ جابر عبداللہ بن عمرو بن العاص اور ابن مسعود سے مرفوعا روایتیں کیں ہیں جن سے ایک دوسرے کی تائید ہوتی ہے اور اسی وجہ سے امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے اور ابن جریر کی روایت میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ آیت مبارکہ "مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" میں سبیل سے مراد صحت بدن ہے۔

ف: صدر کی حدیث شریف میں حج کے بارے میں جو آیت مذکور ہے اس میں "مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" ارشاد ہے اس سلسلہ میں تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حج ہر اس شخص پر فرض ہے جس میں استطاعت ہو البتہ استطاعت کے بارے میں ائمہ کرام کے نزدیک اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک استطاعت سے مراد زاد اور راحلہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک استطاعت سے مراد یہ ہے کہ صحت بدن پیدل چلنے پر قدرت اور ایسا ذریعہ معاش جس سے زاد اور راحلہ حاصل ہو سکتا ہو ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک صحت بدن زاد اور راحلہ پر قدرت اور راستہ کا امن استطاعت میں داخل ہیں۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حضور ﷺ نے حدیث شریف میں استطاعت کی تفسیر میں صرف زاد اور راحلہ کا جو ذکر فرمایا ہے وہ اس لیے ہے کہ زاد اور راحلہ اصل ہے اور دوسرے شرائط پر مقدم ہے۔ یہ مضمون بیضاوی تفسیر حسینی مدارک اور تفسیرات احمدیہ سے ماخوذ ہے اھ۔ اور فتح اللہ المعین میں لکھا ہے کہ شرائط حج کی تین قسمیں ہیں (۱) شرائط وجوب (۲) شرائط ادا (۳) شرائط صحت حج۔

(۱) شرائط وجوب میں عقل بلوغ اسلام حریت (یعنی غلام پر حج فرض نہیں ہے) وقت استطاعت اور حج کے فرض ہونے کا علم یہ سب چیزیں داخل ہیں۔

(۲) شرائط ادا میں صحت بدن ہے (یعنی نابینا اپاہج معذور دونوں پیروں کے کٹے ہوئے شخص اور ایسا بوڑھا جو سواری پر نہ بیٹھ سکے پر حج فرض نہیں ہے) ظاہری موانع کا (مثلاً دشمن کا خوف) نہ ہونا اور راستہ کا امن ہے جس میں جان و مال کی سلامتی کا یقین ہو اور عورت کے لیے عدت کا نہ ہونا اور شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا ہے۔

(۳) شرائط صحت حج میں حج کا احرام حج کے مہینے اور کعبۃ اللہ میں حج کے لیے حاضر ہونا ہیں۔

٢٩٦٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُوْجِبُ الْحَجَّ قَالَ اَلزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! حج کب فرض ہوتا ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زاد اور راحلہ (توشہ اور سواری مہیا ہو تو حج فرض ہوتا ہے)۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

٢٩٦٩ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اتنا توشہ (زاد راہ) اور سواری رکھتا ہو کہ بیت اللہ تک ان کے ذریعہ پہنچ سکے اور اس کے باوجود بھی وہ حج نہ کرے تو

يَمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا وَّذٰلِكَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ وَّهِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَجْهُوْلٌ وَّالْحَارِثُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ اللَّخْمِيُّ قَدْ جَاءَ بِاِسْنَادٍ اَصَحَّ مِنْهُ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ قَدْ اَخْطَاَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ بِالْوَضْعِ اِذْ لَا يَلْزَمُ مِنْ جَهْلِ الرَّاوِيِّ وَضْعُ الْحَدِيْثِ وَقِيْلَ قَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ وَالْحَدِيْثُ اِذَا رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَّاِنْ كَانَ ضَعِيْفًا يُّقَوِّيْ عَلَى الظَّنِّ صِدْقَهٗ ذَكَرَ الطِّيْبِيُّ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے میں کچھ حرج نہیں ہے اور یہ (وعید) اس لیے ہے کہ اللہ بزرگ و برتر نے ارشاد فرمایا: "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" (بیت اللہ کا حج لوگوں پر فرض ہے جب کہ وہ مصارف سفر کے مالک ہوں) اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور عراقی نے کہا ہے کہ ابن عدی نے اس کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں حج پر قدرت رکھنے کے باوجود تارک حج کو یہود اور نصاریٰ سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ عرب کے مشرکین شرک کے باوجود حج کیا کرتے تھے اور یہود و نصاریٰ اہل کتاب ہونے کے باوجود حج نہیں کرتے تھے۔ (مرقات)

۲۹۷۰ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا الْحَاجُّ قَالَ الشَّعِثُ التَّفِلُ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْحَجِّ اَفْضَلُ قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا السَّبِيْلُ قَالَ زَادٌ وَرَاحِلَةٌ رَوَاهُ مِنْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ فِيْ سُنَنِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرِ الْفَصْلَ الْاٰخِيْرَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) حاجی کی کیا صفت ہے؟ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غبار آلود سر اور پریشان بال (مناسک حج کی ادائیگی میں جو زینت کو چھوڑے ہوئے ہو) پھر ایک دوسرے صحابی نے عرض کیا' یارسول اللہ! حج میں کونسی باتیں زیادہ ثواب رکھتی ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: بلند آواز کے ساتھ لبیک کہتے رہنا اور قربانی کے خون کا بہانا' پھر ایک اور صحابی نے دریافت کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبیل کے کیا معنی ہیں؟ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: توشہ اور سواری اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے اور ابن ماجہ نے اس کی روایت اپنی سنن میں کی ہے۔ البتہ! ابن ماجہ نے آخری فقرہ کو بیان نہیں کیا۔

۲۹۷۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّوْنَ فَلَا يَتَزَوَّدُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ فَاِذَا قَدِمُوْا مَكَّةَ سَاَلُوا النَّاسَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ یمن کے لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب وہ حج کے لیے آتے تو اپنے ساتھ توشہ نہیں رکھتے تھے اور یوں کہتے کہ ہم تو متوکل ہیں' جب وہ مکہ میں آتے تو لوگوں سے مانگنے لگتے تو اللہ تعالیٰ نے (البقرہ:۲۵) کی یہ آیت نازل فرمائی' جب تم سفر کے لیے گھر سے نکلو تو اپنے ساتھ توشہ (اور تمام مصارف) لے لیا کرو' اس لیے کہ

بہترین توشہ تقویٰ ہے۔[1] (بخاری)

[1] یعنی بہترین تقویٰ یہ ہے کہ لوگوں سے سوال کرنے سے بچو اور برائیوں سے دُور رہو۔

٢٩٧٢ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْسُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْمَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَاءَ یَهُوْدِیًّا وَّاِنْ شَاءَ نَصْرَانِیًّا رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ظاہری حاجت (یعنی زادراہ اور سواری یا ظالم بادشاہ کا خوف) یا مہلک مرض (جیسے فالج یا نابینائی) کی وجہ سے حج کو نہ جا سکے (تو یہ معاف ہے) البتہ! جس شخص کو ان تینوں میں سے کوئی چیز مانع نہ ہو اور (وہ حج کرنے سے پہلے) مر جائے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے۔ یا نصرانی ہو کر مرے' اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٩٧٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِیَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مِنَ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالُوْا مَنْ اَنْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَفَعَتْ اِلَیْهِ امْرَاَةٌ صَبِیًّا فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْحَاكِمِ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا صَبِیٍّ حَجَّ ثُمَّ بَلَغَ الْحِنْثَ فَعَلَیْهِ اَنْ یَّحُجَّ حَجَّةً اُخْرٰی وَاَیُّمَا عَبْدٌ حَجَّ ثُمَّ اُعْتِقَ فَعَلَیْهِ اَنْ یَّحُجَّ حَجَّةً اُخْرٰی قَالَ الْحَاكِمُ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وَلَمْ یَخْرُجَاهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ سے روحاء میں (جو مدینہ منورہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے) ایک قافلہ ملا' حضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم مسلمان ہیں' ان لوگوں نے بھی دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں! پھر قافلہ کی ایک عورت نے اپنے کم سن بچے کو دکھا کر پوچھا (یارسول اللہ ﷺ اگرچہ کہ اس بچہ پر حج فرض نہیں' اگر اس کو حج کرایا جائے تو اس کا حج ادا ہو جائے گا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! (اس کا یہ حج نفل ہوگا اور اس کو نفل حج کا ثواب ملے گا۔ البتہ حج کرانے کا) تم کو بھی ثواب ملے گا' اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور حاکم کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے اس طرح مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی نابالغ بچہ حج کرے اور (حج کرنے کے بعد) بالغ ہو تو اس پر (استطاعت کی صورت میں) فرض ہے کہ پھر دوسری بار حج ادا کرے اور جو کوئی غلام حج کرے اور (حج کرنے کے بعد) اس کو آزادی ملے تو اس پر بھی (بشرط) استطاعت فرض ہے کہ وہ پھر دوسرا حج ادا کرے' حاکم نے اس کی روایت کر کے فرمایا ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور ان دونوں حضرات نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

نابالغ' نادار اور غلام کے حج کرنے کے مسائل

واضح ہو کہ درمختار' عالمگیری اور عمدۃ الرعایہ میں مذکور ہے کہ بچہ یا غلام حج کا احرام باندھ لیں اور حج ادا کرلیں تو ان کا یہ حج نفل ہو گا' فرض حج نہیں ہوگا' اس لیے کہ بچہ اور غلام پر حج فرض نہیں۔ پھر جب بچہ بالغ ہو جائے یا غلام آزاد ہو جائے اور ان میں حج کی

استطاعت ہو تو ان کو حج فرض ادا کرنا ضروری ہوگا اور فقہاء کرام نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ بچہ جب حج کر رہا ہو تو ولی کو چاہیے کہ بچہ کو بھی بڑوں کی طرح میقات سے احرام بندھوائے اور بچہ کی طرف سے ولی لبیک کہے اور بچہ کو ممنوعات احرام سے بچاتا رہے۔ اھ اور اگر نابالغ بچہ وقوف عرفات سے پہلے بالغ ہو جائے اور میقات پر پہنچ کر فرض حج کی نیت سے جدید احرام باندھ لے اور مناسک حج کی تکمیل کرے تو فرض حج اس کے ذمہ سے ادا ہو جائے گا اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی نادار اور مفلس شخص کسی طرح حج کے دنوں میں کعبۃ اللہ پہنچ جائے اور حج کے مناسک ادا کرے تو اس کا فرض حج ادا ہو جائے گا اور بعد ازاں وہ غنی ہو جائے تو اس کو پھر سے حج فرض ادا کرنا ضروری ہوگا اور اگر غلام نے اپنے مالک کے ساتھ نفل حج کی نیت سے احرام باندھا تھا اور وقوف عرفات سے پہلے آزاد ہو گیا تو اس کو چاہیے کہ سابقہ نفل حج کی نیت ہی سے مناسک حج کی تکمیل کرے اور اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ نفل احرام کو توڑ کر میقات سے فرض حج کی نیت سے احرام باندھے' البتہ! بشرط استطاعت اس کو آئندہ فرض حج کی تکمیل کرنا ضروری ہوگا۔

٢٩٧٤ - وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَّا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (یمن کے قبیلہ) بنو خثعم کی ایک خاتون نے دریافت کیا' یارسول اللہ ﷺ میرے باپ پر ایسی حالت میں حج فرض ہوا جب کہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر بیٹھ نہیں سکتے (یعنی سفر کے قابل نہیں ہیں) کیا میں ایسی صورت میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! ایسی صورت میں تم ان کی طرف سے حج کرسکتی ہو۔ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقع پر پیش آیا۔ (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا معذور اور عاجز شخص جو اپنی صحت سے مایوس ہو' اس کی طرف سے حج بدل کرنا درست ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرد کی طرف سے عورت کو اور عورت کی طرف سے مرد کو حج بدل کرنا درست ہے' اور اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایسا شخص جس پر حج واجب ہے اور خود سفر حج کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ دوسرے سے حج بدل کرا سکتا ہے۔ (نہایہ' مرقات' اشعۃ اللمعات)

٢٩٧٥ - وَعَنْهُ قَالَ اَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِيْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَيْنَ اللّٰهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ فِي الْمِرْقَاتِ مَعْنَى الْحَدِيْثِ عِنْدَنَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنَّ الْاِحْجَاجَ يَجِبُ عَلَى الْوَارِثِ اِذَا اَوْصَى الْمَيِّتُ مِنْ ثُلُثِ مَالِهٖ وَاِلَّا فَيَكُوْنُ تَبَرُّعًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور (نذر پوری کرنے سے پہلے) اس کا انتقال ہو گیا (کیا میں اس کی طرف سے حج کی یہ نذر پوری کرسکتا ہوں؟) تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ کیا اگر اس پر قرض ہوتا تو تم اس کو ادا کرتے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! ادا کر دیتا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قرض کو ادا کرو کہ اس کا ادا کرنا زیادہ مناسب ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف: صاحب مرقات نے کہا ہے کہ اس حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ میت کی طرف اس کے تہائی مال سے حج کروانا اس صورت میں میت کے ورثاء پر میت کی طرف سے ضروری نہیں' بلکہ مستحب ہے۔ عمدۃ القاری میں اس بارے میں لکھا ہے کہ امام اعظم

رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس پر حج فرض ہو تو ورثاء پر ضروری نہیں کہ اس کا حج بدل کروائیں' خواہ اس نے حج کروانے کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اگر اس نے حج کروانے کی وصیت کی تھی تو اس کے ایک تہائی مال سے حج کروایا جائے اگر ایک تہائی مال سے حج کروایا جا سکتا ہے تو ورثاء پر واجب ہے کہ میت کی وصیت پوری کریں اور حج بدل کروا دیں۔ اگر ایک تہائی مال سے اس کے وطن سے حج بدل ممکن نہ ہو تو ظاہر ہے کہ اس کی وصیت باطل ہو جائے گی' لیکن مستحب یہ ہے کہ مال جہاں سے بھی کفایت کرے' اس مقام سے اس کا حج بدل کروا دیں اور اگر کسی مقام سے بھی حج بدل کے لیے اس کا تہائی مال کافی نہ ہو تو اس کی وصیت باطل ہو جائے گی اور یہ ایک تہائی مال بھی ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اس لیے کہ حج عبادت ہے اور عبادت میں اختیار اور اس کے ادا کرنے کی نیت ضروری ہے۔

٢٩٧٦ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِاَن تُسَافِرَ سَفَرًا یَّكُوْنُ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ فَصَاعِدًا اِلَّا وَّمَعَهَا اَبُوْهَا اَوْ اِبْنُهَا اَوْ زَوْجُهَا اَوْ اَخُوْهَا اَوْ ذُوْمَحْرَمٍ مِّنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِیْ لَفْظٍ لِّلْبُخَارِیِّ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ وَّفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبَزَّارِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَحُجُّ اِمْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ یَّا نَبِیَّ اللّٰهِ اِنِّیْ اُكْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ كَذَا وَامْرَاَتِیْ حَاجَّةٌ قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَهَا وَرَوَاهُ الدَّارُقُطْنِیُّ اَیْضًا عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ وَّلَفْظُهٗ لَا تَحُجَّنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ وَّرَوَی الطِّبْرَانِیُّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَةٍ اَنْ تَحُجَّ اِلَّا مَعَ زَوْجِهَا اَوْمَحْرَمٍ وَّفِی الْمُتَّفَقْ عَلَیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتُسَافِرُ امْرَاَةٌ مَّسِیْرَةَ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر اس عورت کے لیے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو' جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ مدت کے لیے (تنہا) سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا بیٹا یا شوہر یا بھائی یا کوئی محرم ہو (محرم وہ شخص ہے جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو) اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری کی روایت میں صرف تین دن کا ذکر ہے (تین دن کے سفر پر جائے تو محرم کو ساتھ رکھے) اور بزار کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی عورت بغیر محرم کے حج نہ کرے (یہ سن کر) ایک صحابی نے عرض کیا یا نبی اللہ! میرا نام فلاں غزوہ میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی نے حج کا ارادہ کر لیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو اپنی بیوی کے ساتھ حج کے لیے چلا جا' اور دار قطنی نے بھی ابن جریج سے روایت ان الفاظ کے ساتھ کی ہے کہ کوئی عورت بغیر محرم کے ہرگز حج کے لیے نہ جائے اور طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ حج کے لیے جائے جب کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم نہ ہو' اور بخاری اور مسلم نے بالاتفاق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی عورت ایک دن رات کے سفر پر روانہ ہو جب کہ اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو۔

سفر مختصر ہو یا طویل عورت بغیر محرم کے نہ جائے

بنایہ میں لکھا ہے کہ علامہ محب الدین طبری نے فرمایا ہے کہ سفر میں عورت کے ساتھ محرم یا شوہر کے مشروط ہونے پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرات محدثین کے قول کی موافقت فرمائی ہے اور ان محدثین کرام میں حضرات ابراہیم نخعی' حسن بصری' سفیان ثوری' ابو ثور'

ابن حنبل اسحاق بن راہو یہ رحمہم اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول بھی یہی ہے اور علماء شوافع میں سے امام بغوی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے کہ عورت کے سفر کے لیے محرم کا مشروط قرار دینا زیادہ مناسب ہے۔

علاوہ ازیں صدر کی حدیث میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ساتھ سفر میں محرم کے ساتھ رہنے پر دنوں کی مختلف تعداد ارشاد فرمائی ہے بعض حدیثوں میں تین دن، تین رات، بعض میں ایک دن ایک رات بعض میں ایک دن اور بعض حدیثوں میں صرف ایک رات کا ذکر ہے۔ واضح رہے کہ یہ اختلاف سائلین کے سوال کے لحاظ سے ہے جیسا جس نے سوال کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی جواب ارشاد فرمایا، اسی کے پیش نظر قول راجح یہ ہے کہ خواہ سفر مختصر ہو یا طویل، عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے، چنانچہ شرح اللباب میں یہ صراحت ہے کہ فساد زمانہ کے لحاظ سے اسی پر فتویٰ مناسب ہے۔

٢٩٧٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ (دین اسلام میں) کونسا عمل بہت بہتر ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (دل سے) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا (کہ یہ دل کا عمل ہے) پھر عرض کیا گیا اس کے بعد کونسا عمل (سب سے) بہتر ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ، پھر عرض کی گئی کہ اس کے بعد کون سا عمل سب سے بہتر ہے۔ فرمایا (اس کے بعد) حج مقبول (سب سے بہتر عمل ہے)۔ (بخاری و مسلم)

حج مبرور کی علامات

واضح ہو کہ حج مبرور کے بارے میں درمنثور میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اصبهانی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے، ان سے دریافت کیا گیا کہ حج مبرور کیا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ حج کرنے کے بعد حاجی میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت بڑھ جائے اور حج مبرور کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد حاجی کا حال بدل جائے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور عبادات کی پابندی کرے اور منکرات اور منہیات سے بچتا رہے اور جن گناہوں کو حج سے پہلے کرتا تھا ان کو چھوڑ دے۔ اشعۃ اللمعات میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔

کون سا عمل کس وقت بہتر ہے؟

حج مبرور کے بارے میں صاحب ردالمحتار نے رحمتی کے حوالہ سے ایک بڑی واضح تقریر فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یوں تو ہر عبادت کا الگ الگ ثواب اور مرتبہ متعین ہے، لیکن حالات کے اعتبار سے جس عمل کی ضرورت ہو اور جس کا نفع عام ہو وہی افضل اور اعلیٰ قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ ایک روایت یہ ہے کہ ایک حج دس غزوات سے افضل ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ ایک غزوہ دس حج سے افضل ہے تو اس کا تعلق نفل اعمال سے اور اشخاص کے حالات سے ہوگا مثلاً ایک شخص بڑا بہادر ہے اور جنگوں میں مہارت رکھتا ہے تو ایسے شخص کے لیے نفل حج سے جہاد افضل ہے، اس کے برخلاف ایک ایسا شخص ہے جو دلیر نہیں ہے اور جہاد میں کام نہیں کر سکتا تو اس کے لیے جہاد سے حج کرنا افضل ہے اور سرحدوں پر رباط ضرورت ہے تو صدقات اور نفل حج سے افضل یہ ہے کہ رباط بنائے جائیں اور قوم میں غرباء کی کثرت ہے یا نیک لوگ محتاج ہیں یا سادات کرام غربت میں مبتلا ہیں تو ان حالات میں نفل عمروں اور نفل حج سے بہتر یہ ہے کہ اپنے مال کو ان حضرات پر خرچ کرے۔

13

۲۹۷۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِسْتَاذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُ كُنَّ الْحَجُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد پر جانے کی اجازت طلب کی (کہ اگر آپ حکم دیں تو میں بھی جہاد کے لیے نکلوں) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا کہ تم خواتین کے لیے حج کا سفر ہی جہاد ہے (اس لیے تم عورتوں کو جہاد کے لیے نکلنے کی ضرورت نہیں) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۹۷۹ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے حج کرے اور دوران حج میں (بحالت احرام) اپنی بیوی سے صحبت نہ کرے اور (دوران سفر اپنے ساتھیوں سے) بیہودہ کلام یا لڑائی جھگڑا نہ کرے اور کبائر سے بچتا رہے تو وہ حج کرنے کے بعد (گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے) جیسا کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت پاک وصاف تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

حج سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور کون سے گناہ معاف نہیں ہوتے؟

واضح ہو کہ اس حدیث شریف سے کئی فوائد معلوم ہوتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ سفر حج خالصۃً للہ ہو جس میں دکھاوا اور دوسرے دنیوی اغراض شامل نہ ہوں' البتہ! حج کے سفر میں ضمنی طور پر تجارت کا بھی جواز ہے لیکن اگر مقصد اصلی حج سے تجارت ہے یا حج اور تجارت دونوں مساوی درجہ میں ہیں تو یہ اخلاص کے خلاف ہوگا اور حج کا ثواب کم ہوگا اور اگر مقصد اصلی حج ہے اور تجارت محض تابع ہے تو یہ اخلاص کے خلاف نہ ہوگا اور اگر نیت یہ ہو کہ تجارت نفع سے حج میں اعانت ہوگی تو تجارت میں بھی ثواب ملے گا۔ جیسا کہ بیان القرآن میں مذکور ہے۔

اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ خالصۃ للہ حج کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا وہ اپنی پیدائش کے دن پاک تھا۔

اس بارے میں یہ واضح رہے کہ گناہوں کی دو قسمیں ہیں' ایک صغائر دوسرے کبائر۔ پھر کبائر کی بھی دو قسمیں ہیں' ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد' حج سے صغائر بالاتفاق معاف ہو جاتے ہیں۔ البتہ! کبائر میں حقوق العباد جیسے قرض بغیر ادائیگی کے معاف نہ ہوگا اور اسی طرح حقوق اللہ میں تارک نماز اور تارک زکوٰۃ کو اپنی فوت شدہ نمازیں اور واجب الاداء زکوٰۃ بھی ادا کرنی پڑے گی' البتہ! حج سے نمازوں اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں جو تاخیر ہوئی ہے' اس تاخیر کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

۲۹۸۰ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الْحَاجُّ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ اِنْ دَعَوْهُ اَجَابَهُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَ لَهُمْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حج کو آنے والے اور عمرہ ادا کرنے والے اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور اگر وہ گناہوں کی مغفرت طلب کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخش

دیں گے۔

٢٩٨١ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَفْدُ اللّٰهِ ثَلَاثٌ اَلْغَازِىْ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ رَوَاهُ النَّسَائِىُّ وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مہمان تین شخص ہیں۔ (١) جہاد کرنے والا (٢) حج کرنے والا (٣) عمرہ ادا کرنے والا۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

٢٩٨٢ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم کسی حاجی سے ملو (جو حج سے فارغ ہو کر واپس ہو رہا ہو تو تم اس کے اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے) اس کو سلام کرو اور (از راہ تواضع اور اکرام) اس سے مصافحہ کرو اور اس سے اپنے لیے دعاء مغفرت کی درخواست کرو اس لیے کہ وہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے (راہ خدا کا مسافر ہے) اور وہ گناہوں سے پاک وصاف ہے اور جس کے لیے وہ دعا مغفرت کرے گا۔ اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

مجاہد اور دین کا طالب علم بھی حاجی کے حکم میں ہے

واضح ہو کہ مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ حاجی کے حکم میں عمرہ ادا کرنے والا جہاد کرنے والا اور دین کا طالب علم بھی داخل ہے یہ حضرات بھی اللہ تعالیٰ کی راہ کے مسافر ہیں گھر سے نکل کر گھر واپس ہونے تک سفر کے حکم میں ہوتے ہیں تو یہ حضرات بھی جب ان کاموں سے فارغ ہو کر گھر واپس ہوں تو گھروں میں داخل ہونے سے پہلے ان سے سلام اور مصافحہ کے بعد دعاء مغفرت کروائی جائے اس لیے کہ یہ بھی مغفورین ہیں۔

٢٩٨٣ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ حَاجًّا اَوْمُعْتَمِرًا اَوْغَازِيًا ثُمَّ مَاتَ فِىْ طَرِيْقِهٖ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَ الْغَازِىْ وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلے اور راستہ ہی میں وفات پا جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لیے جہاد حج اور عمرہ کا ثواب لکھ دیتے ہیں (اور دین کا طالب علم بھی اسی حکم میں ہے) اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٢٩٨٤ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِىِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ فِى السَّنَةِ كُلِّهَا اِلَّا اَرْبَعَةَ اَيَّامٍ يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ کرنے کے درمیان جتنے (صغیرہ) گناہ ہوئے ہوں وہ معاف ہو جاتے ہیں اور حج مقبول کا بدلہ جنت ہی ہے بیہقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت اس طرح کی ہے کہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ عمرہ سال تمام میں ہر وقت ادا کیا سکتا ہے سوائے ان چار دنوں کے جو یہ ہیں: نویں دسویں گیارھویں اور بارھویں

ذٰلِكَ وَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّيْنِ فِي الْإِمَامِ رَوٰى نَافِعٌ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ الْبَحْرُ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ خَمْسَةَ اَيَّامٍ يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَثَلَاثَةَ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ اِعْتَمَرَ قَبْلَهَا اَوْبَعْدَهَا مَا شِئْتَ.

ذوالحجہ[1] اور علامہ شیخ تقی الدین نے امام میں کہا ہے کہ حضرت نافع اپنے استاذ حضرت طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ بحر یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا ہے کہ (حاجی کے لیے ان پانچ دنوں میں عمرہ ادا کرنا جائز نہیں ہے) وہ پانچ دن یہ ہیں' نویں' دسویں اور ایام تشریق کے تین دن یعنی گیارھویں' بارھویں اور تیرھویں ذوالحجہ' اور اگر تم عمرہ ادا کرنا چاہو تو ان پانچ دنوں سے پہلے یعنی آٹھویں ذوالحجہ تک یا ان پانچ دنوں کے بعد یعنی تیرھویں ذوالحجہ کے بعد عمرہ ادا کر سکتے ہو۔

[1] ان چار دنوں میں حاجی کے لیے عمرہ ادا کرنا جائز نہیں ہے البتہ! ایسا حاجی جس کا حج فوت ہو چکا ہو' وہ ان دنوں میں بھی عمرہ ادا کر سکتا ہے۔

پانچ دنوں کے سوا عمرہ تمام سال کیا جا سکتا ہے

حدیث شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عمرہ سال تمام میں کسی وقت بھی ادا کیا جا سکتا ہے' سوائے ایام حج کے یعنی نویں سے تیرھویں ذوالحجہ تک' ان پانچ دنوں میں عمرہ ادا کرنا مکروہ ہے' اس لیے کہ یہ مناسک حج کے ایام ہیں۔

عمرے ادا کرنے کی فضیلت

صدر کی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عمر میں کئی عمرے ادا کرنا چاہئیں تا کہ گناہوں سے مسلمان پاک وصاف ہوتا رہے' اس وجہ سے حدیث شریف میں عمرے ادا کرنے کی فضیلت ارشاد فرمائی گئی ہے کہ دو عمروں کے درمیان تمام صغائر معاف ہو جاتے ہیں اور رمضان المبارک میں عمرہ ادا کرنا بڑی فضیلت اور ثواب کا باعث ہے' اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رمضان میں عمرہ ادا کرنے والے کا رتبہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے میرے ساتھ حج ادا کیا۔

٢٩٨٥ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عُمَرَ اِلٰى قَوْلِهٖ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج اور عمرہ کے درمیان متابعت اختیار کرو' اس لیے کہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے' سونے اور چاندی کی کھوٹ دُور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب سوائے جنت کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس حدیث کو ترمذی' نسائی نے روایت کیا ہے اور اس کو روایت کیا ہے احمد اور ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: ''خَبَثَ الْحَدِيْدِ'' تک۔

٢٩٨٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ اِلَّا الَّتِيْ كَانَتْ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَةً مِّنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْجِعِرَّانَةِ

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد چار مرتبہ عمرے کی نیت سے احرام باندھا اور وہ سب کے سب ذوالقعدہ کے مہینہ میں ہوئے' سوائے اس عمرہ کے جس کو آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ذوالحجہ کے مہینہ میں حج کے ساتھ ادا فرمایا (ان عمروں کی تفصیل یہ ہے) پہلے عمرہ کا احرام آپ نے مقام حدیبیہ سے ذوالقعدہ کے

حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَّعَ حَجَّتِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

مہینہ میں باندھا اور دوسرا عمرہ (صلح حدیبیہ) کے بعد والے سال میں ذوالقعدہ کے مہینہ میں بطور قضاء سنہ سات ہجری میں ادا فرمایا۱ تیسرا عمرہ آپ نے مقام جعرانہ سے (سنہ آٹھ ہجری میں) کیا جہاں آپ نے غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرمایا تھا اور یہ عمرہ بھی ذوالقعدہ کے مہینہ میں ہوا اور چوتھا عمرہ آپ نے حجۃ الوداع کے ساتھ (سنہ دس ہجری میں ذوالحجہ کے مہینہ میں) ادا فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۱ جس کو عمرۃ القضاء کہتے ہیں' اس لیے کہ سال گذشتہ آپ کو مقام حدیبیہ پر عمرہ ادا کرنے سے مشرکین نے روک دیا تھا جس کو آپ نے اب ادا فرمایا۔

ف: صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے چار مرتبہ عمرہ کی نیت سے احرام باندھا لیکن تین عمرے پورے ہوئے اس لیے کہ حضور ﷺ نے مقام حدیبیہ سے پہلی مرتبہ عمرہ کی نیت سے جب احرام باندھا تو اہل مکہ نے آپ کو عمرہ ادا کرنے کی اجازت نہیں دی اور آپ نے اس عمرہ کی قضاء دوسرے سال ادا فرمائی' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد اگر کسی عذر سے عمرہ ادا نہ کر سکے تو اس کی قضاء واجب ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔

ہجرت کے دسویں سال حضور ﷺ کے حج ادا کرنے کی وجہ

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر یعنی ہجرت کے دسویں سال حج ادا فرمایا اور اس سے پہلے دو عمرے ادا فرمائے' حضور ﷺ نے حج کے ادا فرمانے میں جو تاخیر فرمائی ہے اس کے بارے میں کنز الدقائق کی شرح میں علامہ عینی رحمہ اللہ نے لکھا ہے جس کی فتح اللہ المعین میں تائید بھی موجود ہے کہ آیت مبارکہ "**وللّٰہ علی الناس حج البیت**" سنہ نو ہجری کے آخر میں نازل ہوئی جس سے حج فرض کیا گیا اور اس کے بعد ہی آئندہ سال بغیر تاخیر کے حضور ﷺ نے حج ادا فرمایا' اسی وجہ سے ذوالقعدہ میں حضور ﷺ نے صرف عمرے ادا فرمائے اور حج ادا نہیں فرمایا' کیوں کہ حج ابھی فرض نہیں ہوا تھا۔

۲۹۸۷ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حُجَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ رمضان کے مہینہ میں عمرہ ادا کرنا (فضیلت اور ثواب میں) حج کے برابر ہے۔۱ (بخاری و مسلم)

۱ اور صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ بعض روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ رمضان میں عمرہ ادا کرنا میرے ساتھ حج ادا کرنے کی فضیلت رکھتا ہے اور رد المحتار میں لکھا ہے کہ سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ رمضان میں عمرہ ادا کرنے کو حج اصغر فرمایا کرتے تھے۔

۲۹۸۸ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعُمْرَةِ اَوَاجِبَةٌ هِيَ قَالَ لَا وَاِنْ تَعْتَمِرَ فَهُوَ اَفْضَلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الصَّغِيْرِ عَنْهُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا عمرہ ادا کرنا واجب ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں (یہ واجب تو نہیں ہے البتہ) تمہارا عمرہ ادا کرنا بڑی فضیلت کی بات ہے (یعنی سنت موکدہ ہے) اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس کی روایت دارقطنی نے بھی کی ہے اور طبرانی

۔ نے بھی اس کی روایت صغیر میں کی ہے۔

۲۹۸۹ - وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْحَجُّ جِهَادٌ وَّالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ حج کرنا جہاد ہے اور عمرہ ادا کرنا سنت ہے اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۹۹۰ - وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلْحَجُّ فَرِيْضَةٌ وَّالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ رَوَاهُ ابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ.

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حج کرنا فرض ہے اور عمرہ ادا کرنا سنت ہے اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

۲۹۹۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ لَهُنَّ اَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهٗ مِنْ اَهْلِهٖ وَكَذَاكَ وَكَذَاكَ حَتّٰى اَهْلَ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر سے حرم میں داخل ہونے والوں کے لیے ان مقامات کو بطور میقات مقرر فرمایا ہے کہ وہ ان مقامات سے بغیر احرام کے حدود حرم میں داخل نہیں ہو سکتے' اس کی تفصیل یہ ہے اہل مدینہ (یعنی مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں) کے لیے ذوالحلیفہ [۱] اہل شام یعنی ملک شام کی طرف سے آنے والوں کے لیے جحفہ (جو مکہ معظمہ سے تین منزل پر ہے) اور اہل نجد (یعنی نجد کی طرف سے آنے والوں) کے لیے قرن المنازل [۲] اور اہل یمن (یعنی یمن کی طرف سے آنے والوں کے) لیے یلملم ہے [۳] پس یہ مقامات ان شہروں سے آنے والوں کے لیے میقات ہیں اور یہ مقامات ان لوگوں کے لیے بھی میقات ہیں جو ان مقامات پر سے گزریں' اگرچہ کہ وہ ان شہروں کے رہنے والے نہ ہوں اور وہ حج یا عمرہ کی نیت سے ان مقامات پر سے گزر رہے ہوں اور جو لوگ ان مقامات (مذکورہ مواقیت) کے اندر رہتے ہوں وہ بھی (جب حج کا ارادہ کریں تو) اپنے گھروں سے احرام باندھیں اور اہل مکہ بھی جب حج کا ارادہ کریں تو وہ بھی مکہ معظمہ سے (یعنی اپنے گھروں ہی سے) احرام باندھیں۔ [۴] (بخاری ومسلم)

[۱] جس کو آج کل بیرعلی کہتے ہیں' یہ مقام مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔

[۲] جو مکہ معظمہ سے دو منزل پر ہے اور یہ تمام میقاتوں میں قریب ترین میقات ہے۔

[۳] جو مکہ معظمہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے اور اسی کی محاذی اہل ہند بھی احرام باندھتے ہیں۔

[۴] البتہ میقات کے اندر رہنے والے عمرہ کرنا چاہیں تو وہ مکہ معظمہ سے باہر جا کر (جیسے تنعیم یا جعرانہ جا کر وہاں سے عمرہ کا احرام باندھیں۔

ہر وہ شخص جو میقات سے گزرے' اس پر احرام باندھنا واجب ہے

واضح ہو کہ غایۃ الاوطار میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ شریف کو بزرگی عطا فرمائی ہے اور اس کو بارگاہ قدسی قرار دیا ہے اور

مسجد حرام کو اپنی جلوہ گاہ قرار دیا اور شہر مکہ کو مسجد حرام کا احاطہ بنایا اور حرم کو اس شہر مبارک کا پیشگاہ ٹھہرایا اور مواقیت کو حرم میں داخلہ کے وقت سلام اور مجرا کا مقام قرار دیا' اس لیے ہر اس شخص پر جو حرم مبارک میں داخل ہونا چاہے وہ درباری پیرہن یعنی احرام باندھ کر داخل بارگاہ ہو' چاہے اس کی نیت حج کی ہو یا عمرہ کی' یا سکونت کی یا ہجرت کی یا تجارت کی' بہر صورت اس پر احرام واجب ہے جو کعبۃ اللہ کے طواف اور سعی بین الصفاء والمروہ کے بعد کھول دیا جاتا ہے' البتہ! وہ لوگ جو میقات کے اندر رہتے ہوں ان پر احرام کی پابندی اس لیے نہیں کہ وہ اپنے کاروبار کے لیے بار بار مکہ معظمہ آتے جاتے رہتے ہیں کہ ان کو حرج ہو۔

٢٩٩٢ - وَعَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَحْسِبُہٗ رَفَعَ الْحَدِیْثَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُھَلُّ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ مِنْ ذِی الْحُلَیْفَۃِ وَالطَّرِیْقُ الْاٰخَرُ الْجُحْفَۃُ وَمُھَلُّ اَھْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ وَّمُھَلُّ اَھْلِ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ وَّمُھَلُّ اَھْلِ الْیَمَنِ مِنْ یَّلَمْلَمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَّجَزَمَ بِرَفْعِہٖ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ وَفِیْ رِوَایَۃِ مُحَمَّدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَّسْتَمْتِعَ بِثِیَابِہٖ اِلَی الْجُحْفَۃِ فَلْیَفْعَلْ۔

حضرت ابوالزبیر حضرت جابر رضی اللہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اہل مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ ہے اور اہل مدینہ دوسرے راستہ سے مکہ معظمہ آئیں جو شام کی طرف سے آتا ہے تو ان کی میقات جحفہ ہوگی (جہاں سے ان کو احرام باندھنا چاہیے) اور اہل عراق کی میقات ذات عرق ہے اور اہل نجد کی میقات قرن ہے اور اہل یمن کی میقات یلملم ہے' اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور امام احمد اور ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو مرفوع قرار دیا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کی روایت میں نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً مروی ہے کہ (اہل مدینہ میں سے) جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ مقام جحفہ تک اپنے لباس میں رہنا چاہے تو اس کو اس بات کا اختیار ہے (وہ مدینہ منورہ سے نکل کر جحفہ تک بغیر احرام کے آسکتا ہے)۔

کسی کو دو میقاتیں ملتی ہیں تو وہ دوسری میقات سے بھی احرام باندھ سکتے ہیں

تعلیق مجد میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ کے راستہ میں کسی شخص کو اگر دو میقاتیں ملتی ہوں تو اس کو اختیار ہے کہ وہ پہلی میقات سے بغیر احرام کے گزر کر دوسری میقات پر احرام باندھے اور پہلی میقات سے بغیر احرام کے گزرنے پر دم لازم نہیں آئے گا' البتہ! پہلی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔

٢٩٩٣ - وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَھْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ کَمَا قَالَہُ النَّوَوِیُّ وَصَحَّحَہُ الْقُرْطُبِیُّ وَقَالَ الذَّھَبِیُّ ھُوَ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ وَّقَالَ وَالَّذِیْ اِسْنَادُہٗ جَیِّدٌ وَّقَالَ الْبَیْھَقِیُّ اِنَّ فِیْ اِسْنَادِہٖ مَنْ ھُوَ غَیْرُ مَعْرُوْفٍ وَّقَالَ صَاحِبُ عُقُوْدِ الْجَوَاھِرِ الْمُنِیْفَۃِ قُلْتُ لَیْسَ فِیْ اِسْنَادِہٖ کَذٰلِکَ فَاِنْ کَانَ فِیْھِمْ مَنْ لَّیْسَ مَعْرُوْفًا عِنْدَہٗ فَھُوَ مَعْرُوْفٌ عِنْدَ غَیْرِہٖ وَقَدْ رَوَاہُ الشَّافِعِیُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ عَنْ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل عراق کے لیے میقات (یعنی احرام باندھنے کی جگہ) ذات عرق مقرر فرمائی ہے' اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے سند صحیح کے ساتھ کی ہے جیسا کہ امام نووی نے فرمایا ہے اور قرطبی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے' اور امام شافعی نے بھی سند حسن کے ساتھ حضرت عطاء سے مرسلاً اس کی روایت کی ہے اور دارقطنی نے بھی اس کی روایت کی ہے اور اس کی سند بھی بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور اس کی روایت ہمارے امام اعظم' طحاوی' ابن عدی' عبدالرزاق اور بزار نے بھی اسی طرح کی ہے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین!

عَطَاءٍ مُرْسَلًا وَّسَكَتَ عَنْهُ اَبُوْدَاوُدَ وَهُوَ صَالِحٌ لِّلْاِحْتِجَاجِ بِهٖ كَمَا تَقَرَّرَ اِنَّ مَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ صَالِحٌ لِّلْاِحْتِجَاجِ بِهٖ وَرَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَسَنَدُهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَرَوٰى اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْبَزَّارُ مِثْلَهٗ.

۲۹۹٤ - وَعَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ اَهْلِ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ وَمُهَلُّ اَهْلِ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ وَّمُهَلُّ اَهْلِ الْمَشْرِقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ ثُمَّ اَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ لِلْاُفُقِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ بِغَيْرِ تَرَدُّدٍ وَّفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجَاوِزُ الْوَقْتَ اِلَّا بِاِحْرَامٍ وَّكَذٰلِكَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَرَوَى الشَّافِعِيُّ عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ اَنَّهٗ رَاَى ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَرُدُّ مَنْ جَاوَزَ الْمِيْقَاتَ غَيْرَ مُحْرِمٍ وَّرَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَيْضًا وَّرَوٰى اِسْحٰقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنْهُ قَالَ اِذَا جَاوَزَ الْوَقْتَ فَلَمْ يُحْرِمْ حَتّٰى دَخَلَ مَكَّةَ رَجَعَ اِلَى الْوَقْتِ فَاَحْرَمَ وَاِنْ خَشِيَ ان رجع اِلَى الْوَقْتِ فَاِنَّهٗ يُحْرِمُ وَيُهْرِيْقُ لِذٰلِكَ دَمًا.

حضرت ابوالزبیر رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اہل مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ ہے اور اہل شام کی میقات جحفہ ہے اور اہل یمن کی میقات یلملم ہے اور اہل نجد کی میقات قرن ہے اور اہل مشرق کی میقات ذات عرق ہے' پھر آپ نے چہرہ مبارک آسمان کی طرف کیا اور یہ دعا کی۔ اے اللہ! یہاں حاضر ہونے والوں کے دلوں کو (اپنی طرف) مائل کر لیجئے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (جو کوئی حج یا عمرہ کی نیت سے کعبۃ اللہ حاضر ہونا چاہے تو) وہ بغیر احرام کے میقات سے نہ گزرے اور طبرانی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور امام شافعی نے ابوالشعثاء سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ اس شخص کو جو بغیر احرام کے میقات پر سے گزرتا تو اس کو واپس فرما دیتے (تاکہ وہ احرام باندھ کر میقات پر سے گزرے) اور ابن ابی شیبہ نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت کی ہے اور اسحاق بن راھویہ نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب کوئی شخص بغیر احرام باندھے میقات پر سے گزر جائے یہاں تک کہ وہ مکہ معظمہ میں داخل ہو جائے تو وہ (دوبارہ) میقات تک واپس جائے اور احرام باندھے اور اگر اس کو اندیشہ ہو کہ اس کا میقات جا کر آنے تک (حج) فوت ہو جائے گا تو ایسی صورت میں وہ وہیں (اندرون میقات) احرام باندھ لے اور (بغیر احرام میقات پر سے گزرنے کی پاداش میں دم دے دے (بکرا ذبح کرے)۔

۲۹۹٥ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَحْلَلْنَا اَنْ نُّحْرِمَ اِذَا تَوَجَّهْنَا اِلٰى مِنًى قَالَ فَاَهْلَلْنَا مِنَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے (عمرہ کرنے کے بعد) احرام کھول دیا' اور پھر (مناسک حج کی ادائیگی کے لیے) منیٰ کا قصد کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو (حج کے لیے) احرام باندھنے

الْاَبْطَحِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَنْطَلِقُوْنَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَّاَنْطَلِقُ بِحَجٍّ فَاَمَرَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنْ يَّخْرُجَ مَعَهَا اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ.

کا حکم دیا۔ حضرت جابر نے فرمایا کہ ہم نے ابطح سے جو مکہ معظمہ اور منی کے درمیان ایک وادی ہے) احرام باندھ کر لبیک کہا اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل حدیث میں حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فوت شدہ عمرہ کے بارے میں اس طرح روایت کی ہے کہ ام المومنین نے فرمایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ حضرات تو حج اور عمرہ دونوں ادا کر کے واپس ہو رہے ہیں اور میں (حائضہ ہونے کی وجہ سے) صرف حج کر سکی ہوں اور میرا عمرہ فوت ہو گیا ہے! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بھائی عبدالرحمن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ مقام تنعیم تک چلیں جہاں سے مجھے عمرہ کا احرام باندھنا تھا (اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے فوت شدہ عمرہ کے بدلہ) حج کے بعد عمرہ کی قضاء کرلوں۔

عمرہ کی قضاء کا طریقہ

اس حدیث شریف سے حسب ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ جو شخص میقات سے تمتع کی نیت سے عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ کی ادائیگی کے بعد احرام کھول دے تو اس کو حج کا احرام باندھنے کے لیے دوبارہ میقات تک جانا ضروری نہیں' بلکہ وہ کعبۃ اللہ ہی سے حج کا احرام باندھ لے' اس کے برخلاف کسی کو نفل یا قضاء عمرہ ادا کرنا ہو تو اس کو چاہیے کہ تنعیم یا جعرانہ تک جائے اور وہاں سے احرام باندھ کر مکہ معظمہ حاضر ہو' اور عمرہ ادا کرے۔

عورت احرام کی حالت میں حائضہ ہو جائے تو اس کے احکام

دوسری بات یہ ہے کہ عورت کو عمرہ احرام باندھنے کے بعد حیض آ جائے تو وہ عمرہ ادا نہ کرے گی۔ اس لیے وہ طواف کعبہ حالت حیض میں ادا نہیں کر سکتی جو عمرہ کا اہم جزو ہے' اس لیے وہ پاکی کا انتظار کرے گی' اور پاک ہونے کے بعد عمرہ ادا کرے گی اور اگر اس کے پاک ہونے تک نویں ذوالحجہ آ جائے تو وہ عمرہ کا احرام توڑ دے گی اس لیے کہ وہ ایام حج میں عمرہ ادا نہیں کر سکتی' اس لیے اب وہ حج کا احرام باندھ لے اور حج کے ارکان جیسے وقوف عرفہ اور رمی جمار وغیرہ ادا کرے۔ البتہ! پاک ہونے تک طواف زیارت ملتوی رکھے اور پاک ہونے پر طواف زیارت کر کے حج کے مناسک پورے کرے اور پھر دوبارہ تنعیم یا جعرانہ جا کر فوت شدہ عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کی قضاء کرلے۔

۲۹۹۶ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ اَوْ عُمْرَةٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى اِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ اَوْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَقَالَ عَلِيٌّ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص بیت المقدس سے حج یا عمرہ کا احرام باندھے اور کعبۃ اللہ حاضر ہو کر حج یا عمرہ کرے تو اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جنت اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے' اس کی روایت ابن ماجہ' بیہقی اور دوسرے محدثین نے بھی کی ہے اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ان حضرات کی یہ روایت حسن ہے اور حاکم

اَلْقَارِیُّ وَمُقْتَضٰی کَلَامِھِمْ اَنَّہٗ حَسَنٌ وَّرَوَی الْحَاکِمُ فِی التَّفْسِیْرِ مِنَ الْمُسْتَدْرَکِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلْمَۃَ الْمُرَادِیِّ قَالَ سُئِلَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ قَوْلِہٖ عَزَّوَجَلَّ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ فَقَالَ اَنْ تُحْرِمَ مِنْ دُوَیْرَۃِ اَھْلِکَ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ.

نے مستدرک کی کتاب التفسیر میں عبداللہ بن سلمہ مرادی سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آیت "وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ" کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ تم (جب حج یا عمرہ کا ارادہ کرو) تو اپنے گھر سے بھی احرام باندھ سکتے ہو اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث امام بخاری اور مسلم کی شروط کے مطابق صحیح ہے۔

احرام کہاں سے باندھنا چاہیے؟ اس کی تحقیق

واضح ہو کہ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ احرام جتنی زیادہ دور سے باندھا جائے گا۔ اتنا ہی زیادہ ثواب کا سبب ہوگا اور احناف کے نزدیک احرام میقات سے پہلے گھر سے باندھنا افضل ہے' لیکن شرط یہ ہے کہ احرام کے ممنوعات سے محفوظ رہ سکتا ہے' ورنہ افضل یہ ہے کہ میقات ہی سے احرام باندھے' البتہ اشہور حج سے پہلے حج کا احرام باندھنا مکروہ ہے' یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے۔

بَابُ الْاِحْرَامِ وَاَلْفَاظُ التَّلْبِیَۃِ احرام باندھنے اور لبیک کہنے کا بیان

واضح ہو کہ مذہب حنفی میں احرام کے لیے دو چیزیں شرط ہیں' ایک نیت' دوسرے لبیک کہنا۔ اور جب تک احرام باندھنے والا احرام کی نیت نہ کرے اور لبیک زبان سے نہ کہے تو اس کا احرام صحیح نہ ہوگا اس لیے کہ لبیک بمنزلہ تکبیر تحریمہ کے ہے اور جب وہ احرام کی نیت کر لے اور زبان سے لبیک کہہ لے تو وہ شرعاً محرم ہو گیا اور اگر صرف احرام کی نیت کی ہے اور زبان سے لبیک نہ کہے تو وہ محرم نہیں ہوگا' اس لیے حاجی کو چاہیے کہ جب وہ احرام کی نیت کر کے احرام باندھ لے تو لبیک کہے۔ بحرالرائق' حاشیہ عینی بکنز الدقائق اور اگر محرم تلبیہ ماثورہ یعنی لبیک کے الفاظ نہیں ادا کر سکتا ہے تو اس کو چاہیے کہ احرام کی نیت کے ساتھ **سبحان اللّٰہ یا الحمد للّٰہ یا لا الٰہ الا اللّٰہ یا اللّٰہ اکبر** کہہ لے تو احرام درست ہو جائے گا اور اگر محرم گونگا ہے تو اپنی زبان کو حرکت دے لے جیسا کہ عالمگیریہ اور ردالمختار میں مذکور ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ. (الحج:۲۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: اے ابراہیم! تم لوگوں میں حج (کے فرض ہونے) کا اعلان کر دو (اس اعلان سے) لوگ تمہارے پاس (تمہاری عمارت مقدسہ کے پاس حج کے لیے) چلے آئیں گے پیادہ بھی (اور سوار بھی) دبلی اونٹنیوں پر (جو سفر کی وجہ سے دبلی ہو گئی ہوں اور یہ آنے والے) دور دراز راستوں سے پہنچیں گے۔

ف: تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو حج کے اعلان کا حکم دیا تو آپ کعبۃ اللہ کی تعمیر کے بعد مقام ابراہیم یا جبل بوقبیس پر کھڑے ہوئے اور یہ نداء دی: اے لوگو! تمہارے پروردگار نے گھر بنایا ہے اور تم کو حج کرنے کا حکم دیا تو تم حج کرو! تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی اس نداء کو ہر بندے تک پہنچایا جو قیامت تک جس کے مقدر میں حج کرنا تھا اور ان لوگوں نے اپنے اپنے اصلاب یا ارحام میں اس نداء کو سنا اور اس کے جواب میں لبیک کہا اور صاحب ہدایہ نے باب

الاحرام میں تلبیہ کے بیان کے بعد جو لکھا ہے کہ لبیک حقیقت میں صرف ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نداء کا جواب ہے' اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ. (البقرۃ:۱۹۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو۔ (کنزالایمان)

ف: ان دونوں (حج وعمرہ) کو ان کے فرائض وشرائط کے ساتھ خاص اللہ تعالیٰ کے لیے بغیر سستی ونقصان کے کامل کرو۔ حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنا اور کعبۃ اللہ کے طواف کا۔ اس کے لیے خاص وقت مقرر ہے۔ جس میں یہ افعال کیے جائیں تو حج ہے۔ حج بقول راجح ۹ھ میں فرض ہوا۔ اس کی فرضیت قطعی ہے۔ حج کے فرائض یہ ہیں: (۱) احرام باندھنا (۲) عرفہ میں وقوف کرنا (۳) طواف زیارت۔ حج کے واجبات یہ ہیں: (۱) مزدلفہ میں وقوف (۲) صفا ومروہ کے درمیان سعی (۳) رمی جمار (۴) آفاقی کے لیے طواف رجوع (۵) حلق یا تقصیر وعمرہ کے رکن طواف اور سعی ہیں اور اس کی شرط احرام وحلق ہے۔ حج وعمرہ کے تین طریقے ہیں: (۱) حج افراد وہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں یا ان سے قبل میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا ان سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور دل سے اس کا قصد کرے خواہ وقت تلبیہ زبان سے اس کا ذکر کرے یا نہ کرے' اور اس کے لیے اشہر حج میں یا اس سے قبل طواف کرے' خواہ اسی سال میں حج کرے یا نہ کرے مگر حج وعمرہ کے درمیان المام صحیح کرے' اسی طرح کہ اپنے اہل کی طرف حلال ہو کر واپس ہو۔ (۲) قِران یہ ہے کہ حج وعمرہ دونوں کو ایک احرام میں جمع کر لے اور وہ احرام میقات سے باندھا ہو یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل اول سے حج وعمرہ دونوں کی نیت ہو خواہ وقت تلبیہ زبان سے دونوں کا ذکر کرے یا نہ کرے' پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے پھر حج کے (۳) تمتع یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور اشہر حج میں عمرہ کرے یا اکثر طواف اشہر حج میں ہوں اور حلال ہو کر حج کے لیے احرام باندھے اور اسی سال حج کرے اور حج وعمرہ کے درمیان اپنے اہل کے ساتھ المام نہ کرے۔

نوٹ مندرجہ بالا آیت سے علماء کرام نے حج قِران ثابت کیا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان زیر آیت)

ف: ہدایہ میں لکھا ہے کہ اس آیت شریفہ سے حج قِران کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اس لیے کہ اس میں حج اور عمرہ کا احرام ایک ساتھ باندھا جاتا ہے اور حج تمتع میں میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھتے ہیں اور عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے' اس کے برخلاف قِران میں حج اور عمرہ ایک ساتھ باندھتے ہیں اور احرام اس وقت نہیں کھولا جاتا جب تک حج کے پورے مناسک ادا نہ ہوں' اسی وجہ سے حج کے بقیہ دونوں قسمیں یعنی تمتع اور اِفراد پر قِران کی فضیلت ہے۔

۲۹۹۷ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام باندھنے سے پہلے جب آپ احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو میں آپ (کے بدن پر) عطر لگاتی اور جب آپ (دسویں ذوالحجہ کو رمی جمار اور حلق کے بعد) احرام کھول دیتے تو طواف زیارت سے پہلے بھی عطر لگاتی اور اس عطر میں مسک ہوتا تھا گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانگ میں اس عطر کی چمک دیکھ رہی ہوں جب کہ آپ حالت احرام میں ہوتے۔[1] (بخاری ومسلم)

[1] احرام باندھنے سے پہلے لگائے ہوئے عطر کا اثر احرام باندھنے کے بعد بھی سر مبارک پر باقی رہتا۔

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے بدن پر عطر لگانا جائز ہے مگر احرام کے کپڑے پر ایسا عطر نہ لگائے جس کا اثر کپڑے پر باقی رہے اور اگر بدن پر احرام باندھنے سے پہلے ایسا عطر لگایا جس کا اثر احرام باندھنے کے بعد باقی رہا تو کوئی حرج نہیں' البتہ! احرام کی حالت میں جسم یا کپڑے پر خوشبو لگانا حرام ہے۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رمی جمار اور حلق کے بعد جب احرام کھولے تو طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگانا مباح ہے اگرچہ کہ طواف زیارت سے پہلے بیوی سے صحبت منع ہے۔

۲۹۹۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُوْلُ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَا يَزِيْدُ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (احرام باندھنے کے بعد) بلند آواز سے تلبیہ پڑھتے سنا ہے اور آپ کے سر مبارک کے بال جمے ہوئے تھے اور آپ اس طرح تلبیہ پڑھ رہے تھے: اے اللہ! میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں' خداوندا! تیرے دربار میں حاضر ہوں! مجھے اقرار ہے کہ آپ کا کوئی شریک نہیں۔ آپ کی سرکار میں حاضر ہوں! بے شک ہر قسم کی تعریف اور بہتری آپ ہی کو سزاوار ہے' میں پھر اقرار کرتا ہوں کہ آپ کا کوئی شریک نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (لبیک کے) ان مذکورہ کلمات پر اضافہ نہیں فرماتے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: صاحب ردالمحتار نے نہر فائق کے حوالہ سے لکھا ہے کہ لبیک کے الفاظ کے درمیان میں اضافہ نہ کیا جائے' البتہ! لبیک کے مذکورہ پورے کلمات کے بعد اس طرح اضافہ کیا جاسکتا ہے: "لبیك! اله الخلق لبیك! غفار الذنوب لبیك! لبیك و سعدیك والخیر کله بیدیك والرغباء الیك"۔

اے مخلوقات کے مالک! میں حاضر ہوں! اے گناہوں کے بخشنے والے میں حاضر ہوں! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں' حاضر ہوں! میری اس حاضری کو مبارک بنادے' اس لیے کہ ہر قسم کی بھلائی آپ ہی کے قبضہ میں ہے' میرا مقصود تیری ہی ذات پاک ہے۔

۲۹۹۹ - وَعَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰمُرَ اَصْحَابِيْ اَنْ يَّرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالْاِهْلَالِ اَوِ التَّلْبِيَةِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارَقُطْنِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّحْرِمَ غَسَلَ رَاْسَهٗ بِخِطْمِيٍّ وَاُشْنَانٍ وَّدَهَنَهٗ بِزَيْتٍ.

حضرت خلاد بن سائب رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے کہا کریں۔ اس کی روایت امام مالک' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔ اور دارقطنی کی روایت میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام (کے لیے غسل) کا ارادہ فرماتے تو اپنے سر مبارک کو خطمی اور اشنان (کے پانی) سے دھوتے اور سر مبارک میں (غسل کے بعد) کوئی تیل بھی لگاتے۔

۳۰۰۰ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ

اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ یہ تھا: "لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ

لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ وَقَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيْدُ فِيْهَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرَ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

"لَاشَرِيْكَ لَكَ" اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس طرح تلبیہ پڑھنے کے بعد ان کلمات کا بھی اضافہ فرماتے تھے: "لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرَ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ"۔

ف: صاحب مرقات نے ابن حاج مالکی کے حوالے سے لکھا ہے کہ تلبیہ نہ تو اتنی بلند آواز سے پڑھیں کہ حلق بیٹھ جائے اور نہ اتنا آہستہ کہ سنائی نہ دے بلکہ اوسط آواز کے ساتھ تلبیہ پڑھنا چاہیے' البتہ! عورتیں آہستہ آہستہ تلبیہ پڑھیں کہ تلبیہ کے الفاظ کو وہ خود سن سکیں تو کافی ہے۔

٣٠٠١ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ التَّلْبِيَةَ مِثْلَ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَالنَّاسُ يَزِيْدُوْنَ اِذَا الْمَعَارِجِ وَنَحْوَهُ مِنَ الْكَلَامِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ فَلَا يَقُوْلُ لَهُمْ شَيْئًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبیہ پڑھا اور حضرت جابر نے تلبیہ کے الفاظ وہی بتائے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں مذکور ہیں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ لوگ (تلبیہ پڑھنے کے بعد) "اِذَا الْمَعَارِجِ" (اے بلندیوں والے پروردگار) اور اسی قسم کے اور الفاظ کا اضافہ کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کو سن رہے تھے اور ان حضرات کو کچھ نہیں فرمایا (اس سے معلوم ہوا کہ تلبیہ کے ماثورہ الفاظ کے بعد اضافہ مباح ہے) اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٠٠٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلَكُمْ قَدْ قَدْ وَلَا تَقُوْلُوْا اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تملكه وما ملك يَقُوْلُوْنَ هٰذَا وَهُمْ يَطُوْفُوْنَ بِالْبَيْتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ مشرکین زمانہ جاہلیت میں اور فتح مکہ سے پہلے حج یا عمرہ اور طواف کرتے تو اس طرح تلبیہ کہتے تھے: "لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تملكه وما ملك" یعنی میں تیری خدمت میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک جو تیری ملک ہے تو اس کا مالک ہے اور وہ تیرا مالک نہیں) مشرکین جب یہ تلبیہ پڑھتے ہوئے: "لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ" کہتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تم پر کس قدر افسوس ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی ذات میں شریک کرتے ہو) تم اپنے تلبیہ کو یہیں یعنی "لَا شَرِيْكَ لَكَ" پر ختم کر دو اس سے آگے "اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تملكه وما ملك" نہ کہو اس لیے کہ یہ شرک ہے) مشرکین طواف بیت اللہ کے وقت یہ تلبیہ پڑھا کرتے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٠٠٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ اَهَلَّ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تشریف لے جاتے اور ذوالحلیفہ پر (جو اہل مدینہ کی میقات ہے احرام باندھ کر) دو رکعت سنت احرام ادا فرماتے اور پھر (روانگی کے لیے) مسجد ذوالحلیفہ کے پاس ناقہ مبارک پر سوار ہو جاتے اور ناقہ مبارک

وَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِمُسْلِمٍ.

آپ کو لے کر اُٹھ جاتی تو ماثورہ تلبیہ پورا پڑھتے اور (اس تلبیہ کے پڑھنے کے بعد) مزید یہ الفاظ بھی پڑھتے: "لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ"۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ البتہ! حدیث کے الفاظ مسلم کے ہیں۔

٣٠٠٤ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ يَّا اَبَا الْعَبَّاسِ عَجِبْتُ لِاخْتِلَافِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اِهْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَوْجَبَ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ النَّاسَ بِذٰلِكَ اِنَّمَا كَانَتْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةٌ وَّاحِدَةٌ فَمِنْ هُنَاكَ اخْتَلَفُوْا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجًّا فَلَمَّا صَلّٰى فِيْ مَسْجِدِهٖ بِذِى الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْهِ اَوْجَبَ فِيْ مَجْلِسِهٖ فَاَهَلَّ بِالْحَجِّ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ رَّكْعَتَيْهِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ مِنْهُ اَقْوَامٌ فَحَفِظْتُهُ عَنْهُ ثُمَّ رَكِبَ فَلَمَّا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ اَهَلَّ وَاَدْرَكَ مِنْهُ ذٰلِكَ اَقْوَامٌ وَّذٰلِكَ اَنَّ النَّاسَ اِنَّمَا كَانُوْا يَاْتُوْنَ اِرْسَالًا فَسَمِعُوْهُ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ يُهِلُّ فَقَالُوْا اِنَّمَا اَهَلَّ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا عَلَا عَلٰى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ اَهَلَّ وَاَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْهُ اَقْوَامٌ فَقَالُوْا اِنَّمَا اَهَلَّ حِيْنَ عَلَا عَلٰى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اَوْجَبَ فِيْ مُصَلَّاهُ وَاَهَلَّ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ وَاَهَلَّ حِيْنَ عَلَا عَلٰى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ فَمَنْ اَخَذَ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَهَلَّ فِيْ مُصَلَّاهُ اِذَا فَرَغَ مِنْ رَّكْعَتَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَّرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ.

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب (حج کا) احرام باندھا اور آپ نے تلبیہ پڑھا تو آپ کے تلبیہ پڑھنے کے موقع پر (کہ آپ نے کب تلبیہ پڑھا؟) اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو اختلاف کیا ہے' اس پر مجھے تعجب ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (تم تعجب کیوں کرتے ہو) میں اس بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں۔! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی حج ادا فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف کی وجہ بھی یہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مدینہ منورہ سے) حج کے لیے نکلے اور (مقام ذوالحلیفہ میں احرام باندھنے کے لیے ٹھہر گئے) جب آپ نے مسجد ذوالحلیفہ میں دو رکعت تحیۃ الاحرام ادا فرمائی تو اسی مجلس میں حج کی نیت کی' اور تحیۃ الاحرام کی دو رکعتوں کے سلام پھیرنے کے بعد تلبیہ پڑھا تو جو لوگ وہاں موجود تھے' انہوں نے اس کو سنا اور خود میں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (آپ کے تلبیہ پڑھنے کو سن کر) یاد رکھ لیا' پھر جب (روانگی کے لیے ناقہ مبارک پر سوار ہوئے تو آپ نے (دوبارہ) تلبیہ پڑھا اور جو لوگ اس وقت وہاں موجود تھے' انہوں نے اس کو یاد رکھ لیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ جوق در جوق چلے آ رہے تھے' تو ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت تلبیہ پڑھتے سنا جب کہ آپ نے ناقۂ مبارکہ پر سوار ہونے کے بعد تلبیہ پڑھا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے روانہ ہوئے اور میدان کو پار کر کے ٹیلہ پر پہنچے تو پھر یہاں بھی آپ نے تلبیہ پڑھا اور اس وقت جو لوگ یہاں موجود تھے (آپ کو تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھ کر) کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدان پار کرنے کے بعد ٹیلہ پر ہی تلبیہ پڑھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا کی قسم! جب آپ نے (مسجد ذوالحلیفہ میں احرام باندھنے کے بعد) اپنے مصلے پر حج کی نیت باندھی تو اسی وقت سے تلبیہ پڑھنا شروع فرما دیا اور پھر جب ناقۂ مبارکہ پر سوار ہوئے تو اس وقت بھی تلبیہ پڑھا اور جب میدان پار کر کے ٹیلہ پر پہنچے تو وہاں بھی تلبیہ پڑھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پر عمل کرتے ہیں تو وہ تحیۃ الاحرام کے بعد اپنے مصلے پر ہی لبیک پکارتے ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور حاکم نے

کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور امام طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ پڑھنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو اختلاف فرمایا ہے اس کی وجہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے صدر کی اس حدیث میں بیان فرمائی ہے اور درحقیقت رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ پڑھنے کی ابتداء دوگانۂ احرام کے سلام کے ساتھ ہی فرمائی ہے' اس وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص احرام کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ دوگانۂ احرام ادا کرنے کے بعد ہی لبیک پکارنا شروع کر دے اور امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ اور مرقات میں ابن القیم کی زاد المعاد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دوگانۂ احرام کے بعد ہی اپنے مصلے پر لبیک کہنا شروع کیا اور پھر ناقۂ مبارکہ پر سوار ہونے کے بعد بھی لبیک فرمایا اور جب آپ میدان پار کر کے ٹیلہ پر پہنچے تو اس وقت بھی آپ نے لبیک پڑھی' اس وجہ سے علماء نے فرمایا ہے: محرم کے لیے مستحب ہے کہ وہ حالات زمانہ اور جگہ کی تبدیلی کے موقعوں پر لبیک کی تکرار کرتا رہے۔ اور مرقات میں یہ بھی لکھا ہے' مستحب یہ ہے کہ جب بھی لبیک کہیں تو تین بار لبیک کہیں اور درمیان میں بات نہ کریں اور یہی مذہب حنفی ہے۔

٣٠٠٥ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُّلَبِّىْ اِلَّا لَبّٰى مَنْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ اَوْ شَجَرٍ اَوْ مَدَرٍ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الْاَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو کوئی مسلمان (احرام باندھنے کے بعد) لبیک پکارتا ہو تو اس کے دائیں اور بائیں جانب کا ہر پتھر' درخت اور ڈھیلہ اس کے ساتھ لبیک کہتے ہیں اور ان چیزوں کے لبیک کہنے کا یہ سلسلہ) اس کے دائیں اور بائیں جانب سے زمین کے آخری کناروں تک پہنچ جاتا ہے (پوری کائنات لبیک کہتی ہے) اس کی روایت' ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٠٠٦ - وَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهٖ سَاَلَ اللّٰهَ رِضْوَانَهٗ وَالْجَنَّةَ وَاسْتَعْفَاهُ بِرَحْمَتِهٖ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الشَّافِعِىُّ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلدَّارَقُطْنِىِّ وَالْبَيْهَقِىِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّىْ عَلٰى نَفْسِهٖ بَعْدَ تَلْبِيَتِهٖ وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارَقُطْنِىُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ قَالَ يَسْتَحِبُّ لِلرَّجُلِ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّلْبِيَةِ۔

حضرت عمارہ بن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے والد خزیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' اور وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تلبیہ کہنے سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے (اس حج اور عمرہ کی قبولیت کا) سوال کرتے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت طلب فرماتے اور اس کی رحمت کے ذریعہ دوزخ سے نجات کا سوال بھی کرتے' اس کی روایت امام شافعی نے کی ہے اور دارقطنی اور بیہقی کی روایت میں اس طرح ہے کہ نبی کریم ﷺ تلبیہ پڑھنے کے بعد اپنی ذات مبارکہ پر درود پڑھتے اور ابوداؤد اور دارقطنی نے قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ قاسم بن محمد نے فرمایا ہے کہ محرم کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ تلبیہ پڑھنے کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے۔

٣٠٠٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ رَدِيْفَ اَبِىْ طَلْحَةَ وَاِنَّهُمْ لَيَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا اَلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی سواری پر پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ) پکار پکار کر حج اور عمرہ کا تلبیہ

پڑھ رہے تھے یعنی قران کی نیت سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج ادا فرمایا' اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۰۰۸ - وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَحُمَيْدٍ وَّيَحْيَى بْنِ اَبِيْ اِسْحَاقَ اَنَّهُمْ سَمِعُوْا اَنَسًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ بِهِمَا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبدالعزیز' حمید اور یحییٰ بن ابی اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' ان تینوں حضرات نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (حجۃ الوداع کے موقع پر) حج اور عمرہ کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے (یعنی رسول اللہ کا حج حج قران تھا)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۰۹ - وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيْعًا يَقُوْلُ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا وَّرَوَى الطَّحَاوِيُّ وَاَبُوْ يُوْسُفَ مِثْلَهٗ وَرَوَى النَّسَائِيُّ عَنْهُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ وَرَوَى الْبَزَّارُ عَنْهُ مِثْلَهٗ.

حضرت ابوداؤد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر حج اور عمرہ کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے کہ آپ اس طرح فرماتے تھے: "لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا" (یعنی عمرہ اور حج کے لیے حاضر ہوں) اور امام طحاوی اور امام ابو یوسف نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر جب ذوالحلیفہ میں) ظہر کی نماز ادا فرمائی تو حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھ کر لبیک فرمایا اور بزار نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۰۱۰ - وَعَنِ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ اَمَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْيَمَنِ الْحَدِيْثَ اِلٰى اَنْ قَالَ فِيْهِ قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ عَلِيًّا فَقَالَ لِيْ كَيْفَ صَنَعْتَ قُلْتُ اَهْلَلْتُ بِاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ الْحَدِيْثَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ فِي الْجَوَاهِرِ النَّقِيِّ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَّاَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَفِيْ سَنَدِهٖ دَاوٗدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارِ وَهُوَ ثِقَةٌ اَخْرَجَ لَهٗ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَبَقِيَّةُ الْكُتُبِ السِّتَّةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَحْمَدَ مِنْ حَدِيْثِ سُرَاقَةَ بِاِسْنَادٍ كُلِّهٖ ثِقَاتٌ قَالَ وَقَرَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یمن پر عامل بنا کر روانہ فرمایا تھا تو میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ حضرت براء نے پوری حدیث بیان فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ (یمن سے حجۃ الوداع کے موقع پر) نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے آپ سے دریافت فرمایا: تم نے کون سا احرام باندھا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے احرام کی طرح (قران کا) احرام باندھا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے قربانی کے جانور لائے ہیں اور قران کی نیت کی ہے۔ الی آخر الحدیث اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور جوہر نقی میں کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور ان کی سند میں ایک راوی داؤد بن عبدالرحمٰن عطار ہیں اور وہ ثقہ ہیں اور بخاری اور مسلم اور بقیہ چاروں اصحاب صحاح یعنی ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی داؤد بن عبدالرحمٰن سے اپنی اپنی کتابوں میں حدیثوں کی تخریج کی ہے اور امام احمد نے اپنی ایک روایت میں سراقہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے

فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

اور اس حدیث کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں اور حضرت سراقہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج قران ادا فرمایا تھا۔

۳۰۱۱ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ لِمُطَرِّفٍ اُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّنْفَعَكَ بِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَّعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتّٰى مَاتَ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ قُرْاٰنٌ يُحَرِّمُهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مطرف رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ میں تم کو ایک حدیث سناتا ہوں' اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ تم کو اس سے فائدہ پہنچائے گا (کہ تم خود اس پر عمل کرو گے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دو گے وہ حدیث یہ ہے) کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) حج اور عمرہ کو جمع فرمایا (یعنی حج قران ادا فرمایا) پھر آپ ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمانے تک اس سے کسی کو نہیں روکا اور قرآن میں بھی اس کی حرمت نازل نہیں ہوئی (یعنی حج قران کا حکم آخر تک باقی رہا) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۱۲ - وَعَنْ مَّرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُثْمَانَ فَسَمِعَ عَلِيًّا يُّلَبِّيْ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ فَقَالَ اَلَمْ تَكُنْ تَنْهٰى عَنْ هٰذَا فَقَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ بِهِمَا جَمِيْعًا فَلِمَ اَدَعُ فِعْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِكَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ نَحْوَهٗ.

حضرت مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حج اور عمرہ کا ایک ساتھ قران کی نیت سے) تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا تو مروان نے کہا: امیر المومنین (آپ تو سب کو قران سے روکتے ہیں) حضرت علی کو کیوں (قران سے) نہیں روکتے ہیں (جب کہ وہ قران کی نیت سے تلبیہ پڑھ رہے ہیں) یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے لیکن میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ کا تلبیہ جمع پڑھتے ہوئے سنا ہے تمہارے کہنے سے میں رسول اللہ ﷺ کے فعل مبارک کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور بخاری اور مسلم نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی ہے۔

۳۰۱۳ - وَعَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيْعًا قَالَ بَكْرٌ فَحَدَّثْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَبّٰى بِالْحَجِّ وَحْدَهٗ فَلَقِيْتُ اَنَسًا فَحَدَّثْتُهٗ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا تَعُدُّوْنَا اِلَّا صِبْيَانًا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ حَجًّا وَّعُمْرَةً مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ بکر کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کی تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کا تلبیہ پڑھا ہے' پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول سنایا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا (تعجب ہے تم پر) تم تو ہم کو بچے سمجھتے ہو (کہ ہم اتنی بات بھی سرکار ﷺ سے سن کر یاد نہیں رکھتے) میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو "لَبَّيْكَ حَجًّا وَّعُمْرَةً" (میں حج اور عمرہ کے لیے حاضر ہوں) فرماتے سنا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۰۱۴ - وَعَنْ مُّجَاهِدٍ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَمْ اِعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَقَدْ عَلِمَ ابْنُ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَمَرَ ثَلَاثًا سِوَى الَّتِيْ قَرَنَ بِحَجَّتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَهٗ وَقَالَ فِي الْجَوْهَرِ النَّقِيِّ اِسْنَادُ حَدِيْثِ اَبِيْ دَاوُدَ صَحِيْحٌ جَلِيْلٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ.

حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے عمرے ادا فرمائے تو انہوں نے جواب دیا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) دو عمرے ادا فرمائے۔ تو یہ سن کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین عمرے (حج سے پہلے) ادا فرمائے ہیں اور (چوتھا) عمرہ وہ ہے جس کو آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر) حج کے ساتھ ملا کر (قِران کی نیت سے) ادا فرمایا (اس طرح جملہ چار عمرے ہوئے) اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور بخاری اور عبدالرزاق نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور الجوہر النقی میں کہا ہے کہ ابوداؤد کی حدیث کی سند صحیح ہے اعلیٰ معیار کی ہے اور بخاری کی شرط کے مطابق ہے۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قِران کی نیت سے حج ادا فرمایا تھا۔

۳۰۱۵ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَهِلُّوْا يَا اٰلَ مُحَمَّدٍ بِعُمْرَةٍ فِيْ حَجٍّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّحَاوِيُّ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (اپنے اہل بیت کو مخاطب کر کے) ارشاد فرماتے سنا ہے اے میرے اہل بیت! تم عمرہ اور حج کا ایک ساتھ احرام باندھو (یعنی قِران کی نیت سے حج کرو کہ یہ افضل ہے) اس کی روایت امام احمد اور امام طحاوی نے کی ہے۔

۳۰۱۶ - وَعَنِ الصُّبَيِّ بْنِ مَعْبَدٍ التَّغْلِبِيِّ قَالَ اَهْلَلْتُ بِهِمَا مَعًا فَقَالَ عُمَرُ هُدِيْتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى مِنْ طُرُقٍ اُخْرٰى وَصَحَّحَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ قَالَ وَاَصَحُّهَا اِسْنَادًا حَدِيْثُ مَنْصُوْرٍ وَّالْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنِ الصُّبَيِّ عَنْ عُمَرَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلطَّحَاوِيِّ عَنْهُ قَالَ اَهْلَلْتُ بِهِمْ جَمِيْعًا فَمَرَرْتُ بِسَلْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَزَيْدِ بْنِ صَوْحَانَ فَعَابَا ذٰلِكَ عَلَيَّ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلٰى عُمَرَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَمْ يَقُوْلَا شَيْئًا هُدِيْتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت صبی بن معبد تغلبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرہ اور حج کا ایک ساتھ احرام باندھا (یعنی قِران کی نیت کی) یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلنے کی توفیق ملی ہے (کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر قِران کی نیت سے احرام باندھا تھا) اس کی روایت ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور یہ حدیث کئی اور صحیح طرق سے بھی مروی ہے اور دارقطنی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور دارقطنی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی صحیح ترین سند وہ ہے جس کی روایت منصور اور اعمش نے ابووائل سے کی ہے اور ابووائل نے صبی کے واسطہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور طحاوی کی روایت میں صبی بن معبد سے اس طرح مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرہ اور حج کا (قِران کی نیت سے) ایک ساتھ احرام باندھا اور میرا گزر سلمان ابن ربیعہ اور زید بن صوحان کے پاس ہوا تو ان دونوں نے میرے اس عمل کو معیوب سمجھا، پھر جب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ان کے کہنے کا تم کچھ خیال نہ کرو تم کو تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر

عمل کرنے کی توفیق ملی ہے (اس لیے کہ حضور ﷺ نے بھی حج قِران ادا فرمایا تھا)۔

۳۰۱۷ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجَرَّدَ لِاِهْلَالِهٖ وَاغْتَسَلَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نے احرام باندھنے کے لیے روزمرہ کے کپڑے اتارے تو غسل فرمایا (اور پھر احرام باندھا) اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ بالا قولی اور فعلی احادیث شریفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج قِران ادا فرمایا تھا' اس وجہ سے مذہب حنفی میں قِران کی نیت سے حج کرنا افضل ہے۔

بَابٌ قِصَّةُ حَجَّةِ الْوَدَاعِ — حجۃ الوداع کا بیان

واضح ہو کہ حجۃ الوداع اس حج کو کہتے ہیں جس کو حضور ﷺ نے حج کی فرضیت کے بعد سنہ ۱۰ ہجری میں ادا فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی معیت میں حج ادا کرنے کی سعادت حاصل فرمائی' اس موقع پر حضور ﷺ نے ایک تاریخی اور معرکۃ الآرا خطبہ ارشاد فرمایا: جس میں اُمت مرحومہ کو احکام کی تعلیم دی اور رخصت بھی کیا اور اس دارِ فانی سے اپنی رحلت کی خبر بھی سنا دی اور احکامِ رسالت کے پہنچانے پر حاضرین کرام کو گواہ بنایا جس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حاضر غائب کو دین پہنچا دے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (الاحزاب:۲۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک تمہیں رسول اللہ (ﷺ) کی پیروی بہتر ہے۔ (کنزالایمان)

ف: ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دین الٰہی کی مدد کرو اور رسول کریم ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑو اور مصائب پر صبر کرو اور رسول کریم ﷺ کی سنتوں پر چلو' یہ بہتر ہے۔

وَقَوْلُهٗ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ. (البقرہ:۱۹۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے' اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے' پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ۔ (کنزالایمان)

ف: جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر (زیادہ ثواب کا) فائدہ حاصل کر رہا ہو (تمتع یا قران کی نیت سے حج کر رہا ہو) تو اس کو چاہیے کہ جو قربانی میسر ہو اس کو ذبح کرے (اور اگر صرف عمرہ کر لے یا صرف حج کیا ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں) پھر (متمتع یا قارن کی بوجہ غربت قربانی کا جانور) میسر نہ ہو تو وہ (قربانی کی بجائے) ایام حج میں تین روزے (اس طرح رکھے کہ تیسرا روزہ نویں ذوالحجہ کو ادا ہو جائے اور بقیہ سات روزے (وطن) واپس ہونے پر رکھ لے۔

۳۰۱۸ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ بِالْمَدِيْنَةِ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ اَذَّنَ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ فِی الْعَاشِرَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ہجرت کے بعد) مدینہ منورہ میں نو برس رہے اور اس عرصہ میں آپ نے حج نہیں کیا' پھر ہجرت کے دسویں سال آپ نے عام منادی کرا دی کہ رسول اللہ ﷺ اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس اعلان کو سن کر

وَسَلَّمَ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ اَنْ يَّاْتَمَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَعْمَلُ مِثْلَ عَمَلِهٖ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا اَتَيْنَا ذَاالْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَصْنَعُ قَالَ اغْتَسِلِيْ وَاسْتَثْفِرِيْ بِثَوْبٍ وَّاَحْرِمِيْ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى اِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ عَلَى الْبَيْدَاءِ نَظَرْتُ اِلٰى مَدِّ بَصَرِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ رَّاكِبٍ وَّمَاشٍ وَّعَنْ يَّمِيْنِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ يَّسَارِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمِنْ خَلْفِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاَهَلَّ بِالتَّوْحِيْدِ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ وَاَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا الَّذِيْ يُهِلُّوْنَ بِهٖ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِّنْهُ وَلَزِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلْبِيَتَهٗ قَالَ جَابِرٌ لَّسْنَا نَنْوِيْ اِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتّٰى اِذَا اَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اِسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَطَافَ سَبْعًا فَرَمَلَ ثَلٰثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ اِلٰى مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَرَاَ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَرَاَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ اِلَى الصَّفَاءِ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَاَ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ فَبَدَاَ بِالصَّفَا فَرَقٰى عَلَيْهِ حَتّٰى رَاَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللّٰهَ وَكَبَّرَهٗ وَقَالَ لَا اِلٰهَ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جوق در جوق مدینہ منورہ آنے لگے اور ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ آپ ﷺ کی اتباع (میں مناسک حج ادا) کریں اور حضور ﷺ کی طرح حج کریں (راوی کہتے ہیں کہ) ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ (حج کے ارادہ سے) نکلے اور مقام ذوالحلیفہ پر پہنچے یہاں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے محمد بن ابی بکر (رضی اللہ عنہ) پیدا ہوئے۔ حضرت اسماء نے رسول اللہ ﷺ کو اس واقعے کی اطلاع دی اور دریافت کروایا کہ اب میں اس صورت میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ غسل کرو اور کسی کپڑے کو (اندام نہانی پر) رکھ کر لنگوٹ باندھو اور احرام باندھ لو (تاکہ طواف کے سوا اور مناسک حج ادا ہوتے رہیں) اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مسجد (ذوالحلیفہ) میں دوگانہ احرام ادا فرمائے اور دوگانہ ادا کرنے کے بعد تلبیہ پڑھا۔ پھر آپ ناقہ مبارک پر سوار ہوئے (تو تلبیہ پڑھے) پھر جب اونٹنی آپ کو لے کر میدان میں پہنچی تو (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے سامنے میری حد نظر تک لوگ ہی لوگ تھے جن میں سوار بھی تھے اور پیدل بھی اور حضور ﷺ کے داہنے طرف بھی یہی حال تھا اور بائیں جانب لوگ اسی طرح جوق در جوق تھے اور پیچھے بھی یہی حال تھا' یہاں بھی رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے اس طرح تلبیہ پڑھا: ''لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ'' اور صحابہ کرام بھی ان ہی الفاظ میں تلبیہ پڑھ رہے تھے اور بعض صحابہ کرام (تلبیہ پڑھنے کے بعد حمد کے بعض الفاظ کا جو اضافہ کر رہے تھے) رسول اللہ ﷺ نے اس اضافہ سے صحابہ کرام کو منع نہیں فرمایا اور خود نبی کریم ﷺ اپنا مذکورہ تلبیہ ہی پڑھ رہے تھے (راوی حدیث) حضرت جابر رض فرماتے ہیں کہ (ایام جاہلیت میں شہور حج میں) ہم صرف حج کی نیت کرتے تھے اور عمرہ کو (حج کے ساتھ ملانے کو) جانتے بھی نہ تھے (اس خیال کی اصلاح کے لیے رسول اللہ ﷺ نے عمرہ اور حج کی ایک ساتھ نیت فرمائی) پھر جب ہم حضور ﷺ کے ساتھ کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے تو حضور ﷺ نے (عمرہ کے مناسک اس طرح ادا فرمائے کہ) آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور (طواف شروع فرمایا اور) سات طواف اس طرح فرمائے کہ پہلے تین پھیروں میں آپ نے رمل فرمایا (ان تین پھیروں کو دوڑتے ہوئے اچھل اچھل کر ادا کیا) اور باقی چار پھیرے (معمولی رفتار سے) چلتے ہوئے ادا فرمائے۔ پھر آپ مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور یہ آیت پڑھی: ''وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى'' (مقام ابراہیم کو تم اپنا مصلی

اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ وَمَشٰى اِلَى الْمَرْوَةَ حَتّٰى انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ ثُمَّ سَعٰى حَتّٰى اِذَا صَعِدَتَا مَشٰى حَتّٰى اَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى اِذَا كَانَ اٰخِرُ طَوَافٍ عَلَى الْمَرْوَةِ نَادٰى وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ وَالنَّاسُ تَحْتَهٗ فَقَالَ لَوْ اَنِّيْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ فَشَبَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابِعَهٗ وَاحِدَةً فِي الْاُخْرٰى وَقَالَ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ لَا بَلْ لِاَبَدِ اَبَدٍ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَاذَا قُلْتَ حِيْنَ فَرَضْتَ الْحَجَّ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُهِلُّ بِمَا اَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُكَ قَالَ فَاِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلَّ قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِيْ قَدِمَ بِهٖ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ وَالَّذِيْ اَتٰى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً قَالَ فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوْا اِلَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوْا اِلٰى مِنًى فَاَهَلُّوْا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيْلًا حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاَمَرَ بِقُبَّةٍ مِّنْ شَعْرٍ تُضْرَبُ لَهٗ بِنَمِرَةٍ

بناؤ) پھر آپ نے یہاں دو رکعت (دوگانہ طواف اس طرح) ادا فرمائے کہ آپ کعبۃ اللہ اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے تھے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ان دو رکعتوں میں آپ نے ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' اور ''قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ'' پڑھی (دوگانہ طواف ادا کرنے کے بعد) آپ زمزم شریف پی کر پھر حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اس کو بوسہ دیا اور (سعی ادا فرمانے کے لیے باب الصفا سے نکل کر صفا پر تشریف لائے۔ جب آپ صفا سے قریب ہوئے تو آیت پڑھی: ''اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ'' (بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں) پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں (سعی کو صفا سے) شروع کرتا ہوں' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صفاء کا ذکر پہلے کیا ہے' آپ نے سعی اس طرح شروع فرمائی کہ آپ صفا پر چڑھ گئے اور وہاں سے کعبۃ اللہ پر نظر ڈالی اور کعبۃ اللہ کی طرف رخ کیا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اس طرح بیان فرمائی کہ آپ نے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اور ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' فرمایا۔ پھر آپ نے یہ کلمات ادا فرمائے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ'' اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی اور ان پورے کلمات کو تین مرتبہ دہرایا' پھر صفاء سے اتر پڑے اور مروہ پہاڑی کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک جب آپ وادی کے درمیان نشیبی حصہ میں (جس کو میلین اخضرین کہتے ہیں) پہنچے تو اس نشیبی حصہ میں دوڑ کر گزر رہے (اور جب وادی کا نشیبی حصہ ختم ہو گیا تو) آپ معمولی رفتار سے مروہ تک پہنچے اور مروہ کے اوپر چڑھ گئے اور مروہ پر آپ نے وہی کیا جو صفاء پر کیا تھا (کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر کے کلمہ توحید جس کا ابھی اوپر ذکر ہوا۔ اس کو پڑھا اور دعا فرمائی اور اس طرح آپ نے یعنی صفاء سے مروہ اور مروہ سے صفاء تک سات پھیرے کئے' یہاں تک کہ آپ جب آخری پھیرا ختم کرنے کے لیے مروہ پر پہنچے تو آپ نے لوگوں کو کھڑے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ابتداء ہی سے میں طے کر لیتا آواز دی اور اس وقت آپ مروہ پہاڑی پر تھے اور سب لوگ (پہاڑی کے) نیچے (کہ مجھے عمرہ ادا کر کے احرام کھول دینا ہے تو) میں اپنے ساتھ ہدی یعنی قربانی کا جانور نہ لاتا اور عمرہ ہی ادا کرتا۔ البتہ تم میں سے جس کے پاس ہدی نہ ہو تو وہ اپنا احرام کھول دے اور اس طواف اور سعی کو عمرے کے مناسک سمجھے (یہ سن کر) سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (مشہور

فَسَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ اِلَّا اَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةٍ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَاَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ اِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِيْ مَوْضُوْعٌ وَّدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَّاِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ مُسْتَرْضِعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ وَّرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَاَوَّلُ رِبًا اَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاِنَّهُ مَوْضُوْعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَّلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَالَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّيْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا اِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا اِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ

حج میں عمرہ ادا کرنے کی اجازت) کیا صرف اسی سال کے لیے ہے؟ یا ہمیشہ کے لیے؟ ہم تو زمانہ جاہلیت میں شہور حج میں عمرہ ادا کرنے کو برا جانتے تھے' رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور ارشاد فرمایا (سنو!) حج (کے مہینوں) میں عمرہ ادا کرنا جائز ہے' اسی بات کو آپ نے دو بار ادا فرمایا اور (یہ بھی ارشاد فرمایا: کہ یہ حکم صرف اسی سال کے لیے نہیں ہے) بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ (جو اس زمانہ میں یمن کے حاکم تھے) یمن سے نبی کریم ﷺ کے لیے قربانی کے واسطے اونٹ لائے تو حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا' تم نے جب حج کا احرام باندھا تو کیا نیت کی تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس طرح کی کہ اے اللہ! آپ کے نبی ﷺ نے جس قسم کے حج کا احرام باندھا ہے میں بھی وہی احرام باندھتا ہوں۔ سے (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چونکہ میرے ساتھ ہدی ہے (اس لیے میں نے احرام نہیں کھولا ہے اور چونکہ تمہارے ساتھ بھی ہدی ہے) اس لیے تم بھی احرام نہ کھولو۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ اونٹ جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے اور وہ اونٹ جن کو حضور ﷺ کے اور ان اصحاب میں سے جن کے پاس ہدی تھی (انہوں نے احرام نہیں کھولا) جب یوم ترویہ یعنی آٹھویں ذوالحجہ ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منٰی کے لیے روانہ ہوئے اور جن صحابہ نے (عمرہ کر کے احرام کھول دیا تھا) انہوں نے حج کا احرام (کعبۃ اللہ سے) باندھا اور رسول اللہ ﷺ (طلوع آفتاب کے بعد اونٹنی پر سوار ہوئے (اور منٰی پہنچے اور مسجد خیف میں آپ نے پانچ نمازیں ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر اپنے اپنے اوقات میں ادا فرمائیں اور نویں ذوالحجہ کو نماز فجر کے بعد آپ نے تھوڑی دیر قیام فرمایا: یہاں تک کہ سورج نکل آیا اور آپ نے حکم دیا کہ (میدان عرفہ کی) وادی نمرہ میں آپ کے لیے خیمہ کھڑا کیا جائے' پھر رسول اللہ ﷺ بھی عرفات کی بجائے مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس وقوف فرمائیں گے جیسا کہ ایام جاہلیت میں قریش کیا کرتے تھے' لیکن رسول اللہ ﷺ (مزدلفہ سے) آگے بڑھ گئے اور عرفات (کے میدان میں) پہنچ گئے اور وادی نمرہ میں جہاں آپ کے لیے خیمہ نصب کیا گیا' اس میں اتر گئے اور اس میں قیام فرمایا' یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا تو آپ نے اپنی اونٹنی قصواء کو تیار کرنے کا حکم دیا' جب اونٹنی حاضر کی گئی اور زین کس دیا گیا تو آپ اس پر سوار ہوئے اور وادی نمرہ میں تشریف لائے اور صحابہ کرام کو جہاں آج مسجد نمرہ ہے اس میں خطبہ ارشاد فرمایا (حضور

نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ اِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرُبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيْلًا حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَفَضْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ حَتّٰى اَتَيْنَا جَمْعًا فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ انْصَرَفَ فَقَالَ هٰكَذَا صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

ﷺ نے منجملہ اور امور کے یہ ارشاد فرمایا لوگو! آگاہ ہو جاؤ) تمہارے خون اور تمہارے مال (ایک دوسرے پر) اسی طرح حرام ہیں جیسے تم آج کے دن (نویں ذوالحجہ) کو اور ماہ ذوالحجہ کو اور اس شہر یعنی مکہ مکرمہ میں قتل غارت گری کو حرام سمجھتے ہو۔ ۲؎ خبردار! ایام جاہلیت کی ہر چیز یعنی ہر رسم اور ہر طریقہ میرے دونوں قدموں کے نیچے ہے (یعنی وہ پامال ہے اور اب اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں!) (یہ بھی سن لو! کہ) زمانہ جاہلیت میں کئے گئے تمام خون معاف کر دیئے گئے۔ اب ان کا نہ تو قصاص ہوگا' نہ خون بہا اور نہ کفارہ اور پہلا خون اپنے خاندان کا جس کو میں معاف کرتا ہوں' وہ ایاس بن ربیعۃ بن الحارث کا خون ہے کہ وہ قبیلہ بنوسعد میں شیر خوار تھے (بنوسعد اور ہذیل کی لڑائی میں ہذیل کا ایک پتھر ان کو لگا) اس طرح ہذیل نے ان کو ہلاک کر دیا اور زمانہ جاہلیت کا سود معاف کر دیا اور اپنے خاندان کے سود میں پہلا سود جس کو میں معاف کرتا ہوں' حضرت عباس بن عبدالمطلب ص کا سود ہے' اب اس کو معاف کر دیا گیا ۔اس کا اب دعوی ناجائز ہے' ہاں! اصل رقم بطور قرض حسنہ رہے گی جو واپس لی جائے گی جو واپس لی جائے گی (پھر حضور ﷺ نے تاکیداً یہ بھی فرمایا: اے لوگو!) عورتوں ۵؎ کے حقوق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو ۶؎ اس لیے کہ تم نے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے (نرمی اور حسن معاشرت کا) اور تم نے ان کی شرمگاہوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے لیے حلال کیا ہے اور عورتوں پر تمہارے حقوق یہ ہیں کہ جن سے تم ناراض ہو' ان کو وہ گھروں میں نہ آنے دیں (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں) اگر وہ اس معاملہ میں تمہارا کہنا نہ مانیں) (یعنی ایسے لوگوں کو گھر میں آنے دیں) تو تم ان کو تادیباً مار سکتے ہو' مگر زیادہ سخت سزا نہ دو' اور عورتوں کے تم پر حقوق یہ ہیں کہ تم ان کو کھانا اور کپڑا اپنی مقدور کے مطابق دیا کرو (اے لوگو!) میں تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے تھامے رہو گے (یعنی اپنا عقیدہ اور عمل اس کے مطابق رکھو گے) تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے اور یہ چیز اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید ہے (اس کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو!) تم سے (قیامت کے روز) میری بابت سوال کیا جائے گا (کہ میں نے تمہیں دین پہنچایا یا نہیں) تو تم کیا جواب دو گے' حاضرین نے عرض کیا: ہم بے شک اس امر کی شہادت دیں گے کہ آپ نے (احکام دین) ہم تک پہنچائے اور امانت کی تکمیل فرما دی اور ہماری خیر خواہی فرمائی (یہ سن کر) پھر آپ نے اپنی شہادت کی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا اور لوگوں کی طرف جھکا کر فرمایا: الٰہی! آپ (اس بات پر) گواہ رہیے' رسول

اللہ ﷺ نے اس کلمہ کو تین بار ارشاد فرمایا' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی' پھر اقامت کہی اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پھر دوسری بار اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی اور آپ نے ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی (سنت یا نفل) نماز نہیں پڑھی' پھر آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور اس مقام تک تشریف لائے جہاں آپ کو ٹھہرنا تھا اور اپنی قصواء نامی اونٹنی کا رخ جبل رحمت کے پاس ان پتھروں کی طرف کیا جن کا رنگ کالا تھا اور وہ چھوٹے چھوٹے تھے اور پگڈنڈی کو اپنے سامنے کیا اور قبلہ رو ہو کر اونٹنی پر بیٹھے رہے اور دعا میں مشغول رہے۔ ے یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا اور زردی میں کچھ کمی ہوئی اور پھر آفتاب غائب ہو گیا تو آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے (اونٹنی پر) بٹھایا (اور نماز مغرب پڑھے بغیر مزدلفہ کی طرف روانہ ہو گئے) اور مسلم کی ایک روایت میں جو سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اس طرح ہے کہ ہم عرفات سے غروب آفتاب کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے' یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچے اور آپ نے ہم کو (مزدلفہ میں) مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھائی' پھر وہاں سے واپس ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی مقام (مزدلفہ) میں اسی طرح نماز مغرب اور عشاء کو ایک اذان اور ایک ہی امامت کے ساتھ ہم کو پڑھائی تھیں اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ا اللہ تعالیٰ نے (دین کی اشاعت کا) وعدہ پورا فرمایا اور اپنے بندہ یعنی حضور کی مدد فرمائی اور کافروں کے گروہ کو تنہا شکست دی۔

۲ اور احرام کھول دیتا' اب چونکہ ہدی میرے ساتھ ہے اس لیے میں حج قران ادا کر رہا ہوں احرام نہیں کھولتا۔

۳ اس سے معلوم ہوا کہ اگر یوں احرام باندھے کہ یا اللہ! میرا احرام وہی ہے جو فلاں شخص کا احرام ہے تو یہ جائز ہے۔

۴ یعنی تمہارے اوپر ایک دوسرے کا ناحق خون کرنا اور ناحق ایک دوسرے کا مال لینا ہر جگہ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔

۵ عورتوں کے حقوق جو تم پر ہیں ان کو ادا کرتے رہو۔

۶ اگر عورتوں کے حقوق ضائع کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا۔

۷ حجاج کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے جبل رحمت کے قریب قیام کرے' اس لیے کہ یہ مقام برکتوں اور قبولیت دعا کا ہے اس لیے یہاں ٹھہرنا افضل ہے۔

۳۰۱۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَّالْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ لَهٗ مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَالَ صَلَّيْتُهُمَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن مالک بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے (مزدلفہ میں ایک ہی اقامت سے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مغرب کی نماز تین رکعتیں اور عشاء کی نماز دو رکعتیں (بطور قصر) پڑھیں تو آپ نے ان کو ایک ہی اقامت سے ادا فرمایا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ بِاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

نے جواب دیا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس مقام یعنی مزدلفہ میں ان نمازوں کو ایک اذان اور ایک ہی اقامت کے ساتھ پڑھا ہے' اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۰۲۰ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءِ جَمَعَ بِاَذَانٍ وَّاحِدٍ وَّاِقَامَةٍ وَّلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور ایک ہی اقامت سے ادا فرمائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل نماز نہیں پڑھی' اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور ایک ہی اقامت سے ادا فرمائی۔

۳۰۲۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بِاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ رَوَاهُ اَبُو الشَّيْخِ وَفِيْ حَدِيْثِ جَابِرِ الطَّوِيْلِ عِنْدَ مُسْلِمٍ ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى اَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى اِسْفَرَّ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَاَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ حَتّٰى اَتٰى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيْلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيْقَ الْوُسْطٰى الَّتِيْ تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى حَتّٰى اَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِّنْهَا مِثْلَ حِصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَّسِتِّيْنَ بُدْنَةً بِيَدِهٖ ثُمَّ اَعْطٰى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَاَشْرَكَهٗ فِيْ هَدْيِهٖ ثُمَّ اَمَرَ مِنْ كُلِّ بُدْنَةٍ بِبِضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِيْ قِدْرٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدلفہ میں نماز مغرب اور عشاء ایک اذان اور ایک ہی اقامت سے ادا فرمائی (اور یہی مذہب حنفی ہے) اس کی روایت ابوالشیخ نے کی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں جس کو مسلم نے روایت کیا ہے (مزدلفہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مغرب اور عشاء کی نماز) ایک اذان اور ایک اقامت سے ادا فرمائیں اور ذکر ودعا میں رات گزاری۔ ۱؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (تھوڑی دیر) آرام فرمایا یہاں تک کہ صبح صادق طلوع ہوئی تو آپ نے اول وقت ہی تاریکی میں ۲؎ ایک اذان اور ایک امامت کے ساتھ فجر کی نماز ادا فرمائی' پھر آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور مشعر حرام کے پاس تشریف لائے۔ (جو مزدلفہ میں ایک پہاڑی ہے) آپ یہاں قبلہ رو ہو کر کھڑے ہوئے اور دعا کی اور ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اور ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' کا ورد فرماتے رہے یہاں تک کہ صبح کی روشنی خوب پھیل گئی' پھر آپ آفتاب نکلنے سے پہلے یہاں سے روانہ ہوئے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو سواری پر پیچھے بیٹھایا اور وادی محسر میں داخل ہوئے اور وادی محسر سے تیزی سے گزر گئے' اس لیے کہ اسی وادی میں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا اور وہ ہلاک کر دیئے گئے' پھر آپ بیچ کے راستے سے (جو عرفات کو جاتے وقت کے راستہ سے سوا تھا) جمرۂ کبریٰ پر تشریف لائے' جہاں اس وقت ایک درخت تھا اور آپ نے اس جمرہ پر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہا یہ کنکریاں اتنی چھوٹی تھیں کہ ان کو

فَطُبِخَتْ فَاَكَلَا مِنْ لَّحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَّرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَفَاضَ اِلَى الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَاَتٰى عَلٰى بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُوْنَ عَلٰى زَمْزَمَ فَقَالَ انْزِعُوْا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْ لَا اَنْ يَّغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوْهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ.

انگوٹھے پر رکھ کر شہادت کی انگلی سے مارا جا سکتا تھا (گویا وہ مٹر کے دانہ کے برابر تھیں) آپ نے ان کنکریوں کو وادی کے نشیبی حصہ میں کھڑے رہ کر) پھینکا' اس کے بعد آپ قربانی کی جگہ تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے (منجملہ ایک سو اونٹ کے) ۶۳ اونٹوں کو (جو آپ کی عمر شریف کی تعداد میں تھے) ذبح فرمایا' [3] پھر بقیہ (۳۷ اونٹوں) کو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ذبح کروایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (قربانی کے ثواب میں) شریک فرمایا: پھر آپ نے حکم دیا کہ قربانی کے ہر جانور سے تھوڑا سا گوشت لے لیا جائے' چنانچہ گوشت لایا گیا اور اس کو ہانڈی میں ڈال کر پکایا گیا تو آپ نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس گوشت کو تناول فرمایا اور اس کا شوربہ بھی پیا (اس لیے کہ یہ قربانی شکرانہ کی ہے) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف افاضہ کے لیے کعبۃ اللہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور طواف فرض ادا فرمایا اور حج کی واجب سعی ادا فرمائی' پھر نماز ظہر کعبۃ اللہ میں ادا فرمائی' پھر حضرت عبدالمطلب کی اولاد یعنی بنو عباس کے پاس تشریف لائے جو لوگوں کو زمزم پلا رہے تھے' آپ نے ان سے فرمایا: اے بنی عبدالمطلب (چاہ زمزم سے) پانی کھینچو اور لوگوں کو پلاؤ۔ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ (میرے پانی کھینچنے کی وجہ سے) تم پر ٹوٹ پڑیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی کھینچنے میں شریک ہو جاتا۔ پھر ان حضرات نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھرا ہوا ایک ڈول دیا' آپ نے اس کو نوش فرمایا۔ [4]

[1] صاحب نہر نے فتویٰ دیا ہے کہ مزدلفہ میں قیام کی رات شب قدر سے افضل ہے' اس لیے حجاج کو چاہیے کہ اس رات کو ذکر اور دعا میں گزاریں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں یہیں قبول ہوئی تھیں۔

[2] مزدلفہ میں نماز فجر اول وقت ادا کرنا مذہب حنفی ہے۔

[3] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے بعد حلق فرمایا جس کا ذکر آگے مستقل باب میں آ رہا ہے۔

[4] پھر آپ نے اس ڈول سے تھوڑا پانی نوش فرمایا اور ڈول میں کلی کی تو باقی بچے ہوئے پانی کو ان لوگوں نے کنویں میں لوٹا دیا۔ جیسا کہ مسند امام احمد میں مروی ہے۔

۳۰۲۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ اَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے' ہم میں سے بعض نے تو صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا' ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ اُم المومنین فرماتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو حج اور عمرہ ایک ساتھ ادا کرنا چاہے تو وہ ایسا ہی (حج قران ادا) کرے اور اگر کوئی

وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ قَالَتْ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّلَمْ يُهْدِ فَلْيُحْلِلْ وَمَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَّاَهْدٰى فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَايُحِلُّ حَتّٰى يُحِلَّ مِنْهُمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَا يُحِلُّ حَتّٰى يُحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهٖ وَمَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهٗ قَالَتْ فَحِضْتُ وَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمْ اَزَلْ حَائِضًا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ اُهْلِلْ اِلَّا بِعُمْرَةٍ فَاَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَنْقُضَ رَاْسِيْ وَاَمْتَشِطَ وَاُهِلَّ بِالْحَجِّ وَاَتْرُكَ الْعُمْرَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ حَتّٰى قَضَيْتُ حَجِّيْ بَعَثَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّاَمَرَنِيْ اَنْ اَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

صرف حج ہی کرنا چاہے تو وہ ایسا ہی کرسکتا ہے (اور جو کوئی پہلے) صرف عمرہ کرنا چاہے تو صرف عمرہ کی نیت کرسکتا ہے۔۱ ام المومنین فرماتی ہیں کہ جب ہم مکہ میں داخل ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو عمرہ کا احرام باندھے اور اس کے ساتھ قربانی کا جانور بھی ہو تو وہ حج اور عمرہ کا ایک ساتھ (قِران کی نیت سے) احرام باندھ لے۔۲ اور وہ اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک کہ وہ (عمرہ اور حج کے سارے مناسک پورے نہ کرلے' اور جب دونوں کے مناسک پورے ہو جائیں تو) وہ اب دونوں کا احرام کھول سکتا ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ایسا محرم جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو) وہ (عمرہ کر کے) احرام نہیں کھول سکتا جب تک وہ (دسویں ذوالحجہ کو) حج کی قربانی ذبح نہ کرے۳ اور جو شخص صرف حج (افراد) کا احرام باندھے تو وہ ہر حالت میں اپنا احرام نہ کھولے یہاں تک کہ وہ اپنا حج پورا کرلے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے تمتع کی نیت سے عمرہ کا احرام باندھا تھا لیکن) میں ابھی (عمرہ کا) طواف نہ کرسکی تھی اور نہ مروہ اور صفا کے درمیان سعی کی تھی کہ مجھے حیض ۴ آ گیا اور میں حالت حیض میں رہی' یہاں تک کہ عرفہ کا دن آ گیا اور میں تو صرف عمرہ ہی کا احرام باندھی تو نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں (عمرہ کا احرام کھول دوں یعنی) سر کے بال کھول دوں اور کنگھی کروں (تاکہ اس عمرہ کا احرام ختم ہو جائے) اور حج کا احرام باندھ لوں اور عمرہ کو ملتوی کردوں۔۵ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ (حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ) تم عمرہ کو چھوڑ دو تو میں نے ایسا ہی کیا' یہاں تک کہ جب میں نے اپنا حج پورا کرلیا تو آپ نے میرے ساتھ (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے فوت شدہ عمرہ کی بجائے مقام تنعیم جا کر (عمرہ کا احرام باندھوں اور میں عمرہ کی قضاء کرلوں (چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا)۔ (بخاری ومسلم)

۱ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے حج کی تینوں قسموں یعنی قِران' تمتع اور افراد کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔

۲ اس سے حج قِران کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

۳ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور ہو' اس کا حج' حج قِران ہوگا اور وہ تمتع کی نیت سے حج ادا نہیں کرسکتا اور یہی مذہب حنفی ہے۔

۴ اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ کا کعبۃ اللہ میں داخل ہونا جائز نہیں ہے' اسی وجہ سے حائضہ طواف کعبہ نہیں کرسکتی اور چونکہ سعی بین الصفا والمروہ تابع طواف ہے' اس لیے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نہ تو طواف کیا اور نہ سعی ادا کی۔

۵ اس سے معلوم ہوا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حج' حج تمتع تھا' اس لیے آپ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا

اور حیض آنے کی وجہ ہے اور عرفہ کا دن شروع ہو جانے کے سبب سے آپ نے عمرہ کا احرام توڑ دیا اور حج کا احرام باندھ لیا' اس لیے کہ مناسکِ حج مثلاً توقف عرفہ' وقوف مزدلفہ' منی و رمی جمار وغیرہ کی ادائیگی میں حیض سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی۔ البتہ! وہ طواف زیارت کو پاک ہونے کے بعد ادا کرے' اگر چہ کہ اس نے حیض کی وجہ سے بارہویں ذوالحجہ کے بعد ہی کیوں نہ پاک ہو۔

اگر کسی عورت کو جس نے تمتع کی نیت سے احرام باندھا تھا اور حیض یا کسی وجہ سے عمرہ کے افعال ادا کیے بغیر اس نے عمرہ کے احرام کو توڑ دیا تو چوں کہ اس نے قصداً عمرہ کے احرام کو توڑا' اس لیے ایسی عورت پر بعد میں عمرہ کی قضاء کے ساتھ احرام توڑنے کی وجہ سے دم بھی لازم آئے گا اور یہی مذہب حنفی ہے۔

۳۰۲۳ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ طَوَافَيْنِ وَسَعٰى سَعْيَيْنِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَلِيًّا وَّابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا فِي الْقِرَانِ يَطُوْفُ طَوَافَيْنِ وَيَسْعٰى سَعْيَيْنِ قَالَ فِي الْجَوْهَرِ النَّقِيِّ وَرِجَالُ هٰذَا السَّنَدِ ثِقَاتٌ وَّزِيَادُ بْنُ مَالِكٍ ذَكَرَهُ ابْنُ حَبَّانَ فِي الثِّقَاتِ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) دو طواف ادا فرمائے اور دو مرتبہ سعی ادا فرمائی۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت یاد بن مالک سے اس طرح مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قارن دو طواف کرے گا اور دو سعی کرے گا۔ جوہرنقی میں کہا ہے کہ اس حدیث کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

۳۰۲۴ - وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ طُفْتُ مَعَ اَبِيْ وَقَدْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافَيْنِ وَسَعٰى لَهُمَا سَعْيَيْنِ وَحَدَّثَنِيْ اِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَعَلَ ذٰلِكَ وَحَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِيْ سُنَنِهِ الْكُبْرٰى.

حضرت ابراہیم بن محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے (حج کے موقع پر) اپنے والد (محمد بن الحنفیہ) کے ساتھ طواف کیا اور انہوں نے حج اور عمرہ کی ایک ساتھ (یعنی قران کی) نیت کی تھی تو آپ نے حج اور عمرہ کے لیے دو طواف کیے اور دو مرتبہ سعی بھی ادا کی اور پھر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (حجۃ الوداع کے موقع پر) ایسا ہی کیا تھا۔ اس کی روایت نسائی نے اپنی سنن کبریٰ میں کی ہے۔

۳۰۲۵ - وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِذَا اَهْلَلْتَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَطُفْ لَهُمَا طَوَافَيْنِ وَاسْعَ لَهُمَا سَعْيَيْنِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ مَنْصُوْرٌ فَلَقِيْتُ مُجَاهِدًا وَّهُوَ يُفْتِيْ بِطَوَافٍ وَّاحِدٍ لِّمَنْ قَرَنَ فَحَدَّثْتُهُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ لَمْ اُفْتِ اِلَّا بِطَوَافَيْنِ وَاَمَّا بَعْدَهُ فَلَا اُفْتِيْ اِلَّا بِهِمَا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ وَذَكَرَ اَبُوْ عُمَرَ فِيْ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا: جب تم حج اور عمرہ کا (قران کی نیت سے) ایک ساتھ احرام باندھو تو تم دو طواف کرو اور دو مرتبہ سعی بین الصفا والمروہ ادا کرو۔ منصور کہتے ہیں کہ میں مجاہد سے ملا تو (دیکھا کہ) وہ قارن کے لیے ایک ہی طواف کا فتویٰ دے رہے تھے تو میں نے ان سے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی) یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا: کہ اگر میں نے اس حدیث کو پہلے سن لیا ہوتا تو (قارن کے لیے) دو طواف کا فتویٰ دیتا' اب (جب کہ مجھے معلوم ہو چکا ہے) اس لیے آئندہ سے (قارن کے لیے) دو طواف اور سعی کا فتویٰ دوں گا۔ اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں

التَّمْهِيْدِ حَدِيْثُ اَبِيْ نَصْرٍ عَنْ عَلِيٍّ ثُمَّ قَالَ وَرَوَى الْاَعْمَشُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَمَالِكِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اُذَيْنَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَلِيًّا فَذَكَرَهُ وَهٰذَا اَيْضًا اِسْنَادٌ جَيِّدٌ.

کی ہے اور امام طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ابوعمر نے التمہید میں اس حدیث کو ابونصر کے واسطہ سے حضرت علی سے بیان کیا ہے اور ابوعمر نے یہ بھی کہا ہے کہ اعمش نے اس حدیث کو ابراہیم نخعی سے اور مالک بن حارث نے عبدالرحمٰن بن اذینہ سے روایت کیا ہے اور عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو آپ نے ایسا ہی بیان کیا (کہ قارن کو دو طواف اور دو سعی ادا کرنے چاہئیں اور یہ سند بھی جید ہے۔

ا ایک طواف اور ایک سعی عمرہ کی اور اسی طرح دوسرا طواف حج کا طواف زیارۃ اور حج کی سعی۔

٣٠٢٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافَيْنِ وَسَعٰى سَعْيَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ كَمَا صَنَعْتُ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حج اور عمرہ کو (قران کی نیت سے) جمع کیا اور دو طواف اور دو سعی ادا کیے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذہب حنفی میں قارن کے لیے چار طواف ہیں (۱) طواف عمرہ (جو عمرہ ادا کرنے والے کے لیے فرض ہے) (۲) طواف قدوم' یہ طواف قارن اور مفرد کے لیے سنت ہے جب کہ یہ پہلی دفعہ کعبۃ اللہ میں داخل ہوں (۳) طواف زیارۃ' یہ طواف ہر حاجی پر فرض ہے اور اس کا وقت دسویں ذوالحجہ کی فجر سے لے کر بارھویں ذوالحجہ کی مغرب تک ہے۔ (۴) طواف وداع' اس کو طواف رخصت بھی کہتے ہیں۔ یہ طواف ہر آفاقی پر واجب ہے' خواہ وہ مفرد ہو یا قارن ہو یا متمتع' اس کا وقت طواف زیارۃ کے بعد ہے اور مکہ معظمہ سے رخصت ہونے سے پہلے تک ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر قران کی نیت سے حج ادا فرمایا اور تین طواف ادا فرمائے تھے۔ پہلا طواف آپ نے عمرہ کا چوتھی ذوالحجہ کو ادا فرمایا جب کہ آپ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ دوسرا طواف آپ نے دسویں ذوالحجہ کو ادا فرمایا جو طواف زیارۃ تھا اور تیسرا طواف آپ نے ۱۴ ویں ذوالحجہ کو ادا فرمایا جو طواف وداع تھا۔ رہا طواف قدوم جو قارن کے لیے سنت ہے وہ طواف عمرہ جس کو آپ نے پہلی دفعہ ادا فرمایا اس میں ادا ہو گیا جیسے ایک شخص مسجد میں باوضو داخل ہو اور فوراً کوئی سنت پڑھ لے تو تحیۃ المسجد کی ادائیگی بھی اس میں ہو جاتی ہے۔ رہا یہ کہ صدر کی احادیث شریفہ میں دو طواف اور دو سعی کا ذکر ہے' ان دو طوافوں سے مراد ایک عمرہ کا مستقل طواف ہے اور دوسرے حج کا' فرض طواف اور دو سعی سے مراد ایک عمرہ کی مستقل سعی اور دوسرے حج کی مستقل سعی ہے اور ہر دو طواف اور ہر دو سعی کا علیحدہ علیحدہ ادا کرنا قارن کے لیے ضروری ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔

اور فتح القدیر میں لکھا ہے کہ قارن کے لیے (طواف وداع کے سوا دو مستقل طواف اور دو مستقل سعی کی روایت اکابر صحابہ جیسے حضرت عمر' حضرت علی' حضرت ابن مسعود اور حضرت عمران بن حصین ث سے ثابت ہے اور یہ بہرحال قابل ترجیح ہے۔

٣٠٢٧ - وَعَنْ قُتَيْبَةَ الْهُذَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لِّلطَّحَاوِيِّ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ

حضرت قتیبہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایام تشریق یعنی گیارہ بارہ اور تیرھویں ذوالحجہ کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور طحاوی کی ایک روایت میں اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اُنَادِيَ اَيَّامَ مِنٰى اِنَّهَا اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّبِعَالٍ فَلَا صَوْمَ فِيْهَا يَعْنِيْ اَيَّامَ التَّشْرِيْقِ.

سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت سعد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں منٰی کے دنوں میں یہ ندا کروں کہ یہ دن کھانے پینے اور (اپنی بیویوں سے) جماع کرنے کے دن ہیں اس لیے کہ طواف زیارۃ کے بعد عورتیں اپنے شوہروں کے لیے حلال ہو جاتی ہیں) تو ان دنوں یعنی ایام تشریق میں روزے نہ رکھو (عنایہ میں بھی اس بارے میں ایک روایت اس طرح ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! ان دنوں یعنی ایام تشریق میں روزے نہ رکھو۔ (عنایہ میں بھی اس بارے میں ایک روایت اس طرح ہے کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! ان دنوں یعنی ایام تشریق میں روزے نہ رکھو۔

شہور حج میں عمرہ کا جواز

ایام جاہلیت میں عرب شہور حج میں عمرہ ادا کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے اس لیے حضور اقدس ﷺ نے حجۃ الوداع کے دن جاہل رسم کو ختم کرنے کے لیے حکم دیا کہ جس شخص نے صرف حج کا احرام باندھا ہے اور وہ اس احرام کو فسخ کر دے اور عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کرے پھر اس کے بعد حج کا احرام باندھ لے۔ یہ حکم نامہ زمانۂ جاہلیت کے اس عقیدہ کو توڑنے کے لیے دیا گیا تھا اور یہ صرف اسی سال کے لیے تھا اور یہ حکم رسول اللہ ﷺ سے خاص تھا۔ اب کوئی شخص حج کا احرام باندھ کر اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔ ذیل کی حدیثیں اسی کی تائید میں آ رہی ہیں۔

۳۰۲۸ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ مَنْ حَجَّ ثُمَّ فَسَخَهَا بِعُمْرَةٍ لَّمْ يَكُنْ ذٰلِكَ اِلَّا لِلرَّكْبِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ عَنْهُ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ نَّحْوَهٗ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حج کی نیت سے احرام باندھ کر اس کو عمرہ سے فسخ کرنا صرف انہی سواروں کے لیے تھا جو (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے (تاکہ زمانۂ جاہلیت کی رسم کو مٹا دیا جائے) اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی نے بھی سند صحیح کے ساتھ اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۰۲۹ - وَعَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ فَسْخُ الْحَجِّ فِي الْعُمْرَةِ لَنَا خَاصَّةٌ اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةٌ فَقَالَ بَلْ لَنَا خَاصَّةٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! حج کو عمرہ سے فسخ کرنا صرف ہمارے ہی لیے خاص تھا یا (قیامت تک) سب لوگوں کے لیے عام رہے گا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ صرف ہمارے ہی لیے خاص تھا (تاکہ تم کو غلط عقیدے سے باز رکھا جائے، آئندہ کوئی شخص حج کو عمرہ سے فسخ نہیں کر سکتا) اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۳۰۳۰ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَاَلَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشَمِ الْمُدْلَجِيِّ قَالَ يَا

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم نے (اس سال شہور حج میں) جو عمرہ ادا کیا ہے۔ اس کی اجازت

رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنَا عَنْ عُمْرَتِنَا ھٰذِہِ الْعَامِنَا ھٰذَا اَمْ لِلْاَبَدِ فَقَالَ لِلْاَبَدِ رَوَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِیْ کِتَابِ الْاٰثَارِ فِیْ بَابِ التَّصْدِیْقِ بِالْقَدْرِ.

کیا صرف اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (شہور حج میں عمرہ کرنے کی اجازت) قیامت تک کے لیے ہے۔ (اب آئندہ جو شخص چاہے تمتع کی نیت سے پہلے عمرہ کرے پھر حج ادا کرے) اس کی روایت امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار کے باب التصدیق بالقدر میں کی ہے۔

بَابُ دُخُوْلُ مَکَّۃَ وَالطَّوَافُ

مکہ معظّمہ میں داخلہ (کے آداب) اور طواف کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ. (الحج:۲۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔ (کنزالایمان)

ف: اس آیت میں طواف زیارہ جو کہ فرض ہے کی طرف اشارہ ہے جو ۱۰ ' ۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ میں سے کسی دن بھی کیا جاسکتا ہے۔

وَقَوْلُہٗ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی. (البقرہ:۱۲۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ف: مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظّمہ کی بنا فرمائی اور اس میں آپ کے قدم مبارک کا نشان تھا۔ اس کو نماز کا مقام بنانے کا امر استحباب کے لیے ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کی دو رکعتیں مراد ہیں۔

فتح القدیر میں مذکور ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ (طواف کے بعد) مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے تو دوگانہ طواف ادا کرنے سے پہلے یہ آیت شریفہ "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی" تلاوت فرمائی تا کہ یہ واضح فرما دیا جائے گا کہ یہ دوگانہ طواف تعمیل حکم میں ہے اور اس لیے اس کا ادا کرنا واجب ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔ اسے اور بنایہ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (طواف کے بعد ایک مرتبہ) دوگانہ طواف ادا کرنا بھول گئے تو آپ نے اس دوگانہ طواف کو مقام ذوطوی میں ادا فرمایا تو فوت شدہ دوگانہ طواف کو قضاء کرنے سے بھی اس کا وجوب ثابت ہوتا ہے' اس لیے مذہب حنفی میں ہر طواف کے بعد دوگانہ طواف کا کرنا واجب ہے۔

وَقَوْلُہٗ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا. (البقرہ:۱۵۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔ (کنزالایمان)

ف: صفا اور مروہ مکہ مکرمہ کے دو پہاڑ ہیں جو کعبہ معظّمہ کے مقابل جانب شرق میں واقع ہیں۔ مروہ شمال کی طرف مائل اور صفا جنوب کی طرف جبل ابوقبیس کے دامن میں ہے۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ان دونوں پہاڑوں کے قریب اس مقام پر جہاں چاہ زمزم ہے' بحکم الٰہی سکونت اختیار فرمائی۔ اس وقت یہ مقام سنگلاخ بیابان تھا' نہ یہاں سبزہ تھا' نہ پانی' نہ خورد و نوش کا کوئی سامان۔ رضائے الٰہی کے لیے ان مقبول بندوں نے صبر کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام بہت خرد سال تھے۔ تشنگی سے جب ان کی جان بلبی کی حالت ہوئی تو حضرت ہاجرہ بیتاب ہو کر کوہ صفا پر تشریف لے گئیں' وہاں بھی پانی نہ پایا تو اتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں' اس طرح سات مرتبہ گردش ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان اللہ مع الصابرین کا جلوہ اس طرح ظاہر فرمایا کہ غیب سے ایک چشمہ

زمزم نمودار کیا اور ان کے صبر و اخلاص کی برکت سے ان کے اتباع میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے والوں کو مقبول بارگاہ کیا اور ان دونوں مقامات کو محل اجابت دعا بنالیا۔

شعائر اللہ سے دین کے اعلام یعنی نشانیاں مراد ہیں خواہ وہ مکانات ہوں جیسے کعبہ شریف، عرفات، مزدلفہ، جمار ثلثہ، صفا، مروہ، منٰی، مساجد یا ازمنہ مراد ہوں جیسے رمضان شریف، حرمت والے مہینے، عید فطر، عید الضحیٰ، جمعہ، ایام تشریق یا دوسرے علامات مراد ہوں جیسے اذان، اقامت، نماز باجماعت، نماز جمعہ، نماز عیدین، ختنہ یہ سب شعائر دین ہیں۔

زمانۂ جاہلیت میں صفا و مروہ پر دو بت رکھے تھے۔ صفا پر جو بت تھا اس کا نام اساف تھا اور مروہ پر جو بت تھا اس کا نام نائلہ تھا۔ کفار جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تو ان بتوں پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے۔ عہد اسلام میں یہ بت توڑ دیئے گئے لیکن چونکہ کفار یہاں مشرکانہ فعل کرتے تھے اس لیے مسلمانوں کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا گراں ہوا کہ اس میں کفار کے مشرکانہ فعل کے ساتھ کچھ مشابہت ہے' اس آیت میں ان کا اطمینان فرمادیا گیا کہ چونکہ تمہاری نیت خالص عبادت الٰہی کی ہے۔ تمہیں اندیشۂ مشابہت نہیں اور جس طرح کعبہ کے اندر زمانۂ جاہلیت میں کفار نے بت رکھے تھے اب عہد اسلام میں بت اٹھادیئے گئے اور کعبہ معظمہ کا طواف درست رہا اور وہ شعائر دین میں سے رہا' اسی طرح کفار کی بت پرستی سے صفا و مروہ کے شعائر دین ہونے میں کچھ فرق نہیں آیا۔

(ماخوذ از تفسیر خزائن العرفان)

۳۰۳۱ - عَنْ نَّافِعٍ قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يُقَدِّمُ مَكَّةَ اِلَّا بَاتَ بِذِيْ طَوٰى حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلُ وَيُصَلِّيْ فَيَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَّاِذَا نَفَرَ مِنْهَا مَرَّ بِذِيْ طَوٰى وَبَاتَ بِهَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَذْكُرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ جب بھی آپ مکہ معظمہ تشریف لاتے تو مکہ معظمہ میں فوراً داخل ہونے کے بجائے) آپ مقام ذوطوی میں (جو مکہ معظمہ کے قریب ایک موضع کا نام ہے اور جو داخل حرم ہے) رات گزارتے اور جب صبح ہو جاتی تو غسل فرماتے اور دوگانہ شکرانہ) ادا فرماتے اور دن کی روشنی میں بیت اللہ میں داخل ہو جاتے (تاکہ اس کے دیدار سے مشرف ہوں اور دعا کرسکیں) اسی طرح جب مکہ معظمہ سے واپس ہوتے تو مقام ذوطوی میں رات گزارتے اور وہیں صبح تک رہتے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ بھی فرمایا کرتے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ بھی ایسی ہی تھی کہ حضور بھی مکہ معظمہ کو آتے اور جاتے وقت مقام ذوطوی میں قیام فرماتے اور حرم شریف کی تعظیم کے لیے ایسا ہی اہتمام فرماتے تھے۔ اس کی روایت بخاری و مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں جو مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں دن کے وقت داخل ہوتے تھے اور یہ استحبابا ہے' اس لیے کہ نسائی میں ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ معظمہ میں دن میں داخل ہوتے اور عمرہ کے موقع پر رات کے وقت مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ اس لیے نہایہ میں لکھا ہے کہ حاجی چاہے تو مکہ معظمہ دن کے وقت داخل ہو یا رات میں۔ یہ مراعات میں مذکور ہے' صاحب مرقات نے حرم مکہ کی تعظیم میں ابن حبان کی یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حرم مکہ میں برہنہ پا اور پیادہ ہوتے۔ طواف اور دیگر مناسک کو پیادہ اور برہنہ پا ہی ادا فرماتے تھے اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک لاکھ ستر ہزار اشخاص جب حج کے لیے آتے تو مقام تنعیم کے پاس

اپنے جوتوں کو رکھ دیتے اور کعبۃ اللہ کی تعظیم میں وہاں سے برہنہ پا داخل ہوتے۔ یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے۔

۳۰۳۲- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَ اِلٰى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ اَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ اَسْفَلِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر جب کہ مکہ معظمہ تشریف لائے تو مکہ معظمہ اس راستے سے داخل ہوئے جو بلندی سے (جنت المعلیٰ کی طرف سے) آتا ہے (اور یہ مقام ذوطوی کی جانب ہے) اور جب آپ مکہ معظمہ سے واپس ہوئے تو اُس راستہ سے واپس ہوئے جو نشیب کی طرف جاتا ہے جس کو مسفلہ کہتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

ف: بحر الرائق میں لکھا ہے کہ آدابِ حرم میں مستحب یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں باب المعلیٰ سے داخل ہو' تاکہ داخلہ کے وقت کعبۃ اللہ کے دروازہ کا سامنا ہو' اور جب مکہ معظمہ سے نکلیں تو مسفلہ کے راستہ سے واپس ہوں جو نشیب کی طرف ہے۔

۳۰۳۳- وَعَنِ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّيِّ قَالَ سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا كُنْتُ اَرٰى اَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا اِلَّا الْيَهُوْدَ قَدْ حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنْ يَفْعَلُهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایسا شخص جو کعبۃ اللہ کو دیکھے تو کیا وہ (دعا کے موقع پر) ہاتھ اٹھائے یا نہیں) یہ سن کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے یہود کے سوا کسی کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا' ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۰۳۴- وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَدْ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ اِنَّ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهٖ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ اَبُوْبَكْرٍ فَكَانَ اَوَّلُ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ مِثْلَ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حجۃ الوداع ادا فرمایا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ تشریف لائے تو سب سے پہلے وضو فرمایا پھر طواف (عمرہ) ادا فرمایا' اس لیے کہ آپ قارن تھے۔ پھر مناسک حج ادا فرمانے تک آپ نے اور کوئی عمرہ ادا نہیں فرمایا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج ادا فرمایا' تو آپ نے سب سے پہلے (عمرہ کا) طواف ادا فرمایا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا اور ایسا ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی' (سب سے پہلے عمرہ کا طواف) کیا اور مناسکِ حج ادا فرمانے تک کوئی اور عمرہ ادا نہیں فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۳۰۳۵- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلَ الصَّلٰوةِ اِلَّا اِنَّكُمْ تَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ اِلَّا بِخَيْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارَمِيُّ وَذَكَرَ التِّرْمِذِيُّ جَمَاعَةً وَّقَفُوْهُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' بیت اللہ شریف کا طواف (ثواب میں) نماز کے مانند ہے مگر فرق یہ ہے کہ تم طواف کے درمیان بات کر سکتے ہو' اس لیے اگر کوئی شخص دوران طواف بات کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ نیکی کی بات کرے' ورنہ بہتر یہ ہے کہ خاموش رہے) اس کی روایت ترمذی' نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ طواف کے دوران نیکی کی بات مثلاً کسی کو مسئلہ بتانا' سلام کا جواب دینا جائز ہے' دنیوی باتیں نہ کریں اور دین کی بات بھی اس طرح نہ کرے کہ جس سے طواف کرنے والوں کو حرج ہو۔ (مرقات)

۳۰۳۶ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْ اٰدَمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حجر اسود جنت سے اتارا گیا (جس وقت وہ جنت سے اتارا گیا تھا تو) وہ دودھ سے زیادہ سفید اور روشن تھا) اور بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔[1] اس حدیث کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

[1] جب کہ وہ اثناء طواف اس کو چھوتے اور بوسہ دیتے رہے اور یہ ان کے گناہوں کو جذب کرتا رہا۔

ف: واضح ہو کہ حجر اسود ایک جنتی پتھر تھا اور جنت کی برکتیں اور کمالات اس میں موجود تھے' چونکہ یہ انسانوں کے گناہوں کو جذب کرتا رہا اور اس کی روشنی اور سفیدی ختم ہوتی گئی۔

یہاں ایک بات قابل عبرت یہ ہے کہ گناہ جب جمادات کو بھی متغیر کر دیتے ہیں تو دلوں کا کیا حال ہوگا۔ علامہ فاسی رحمہ اللہ نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے ۵۷۹ھ میں حجر اسود میں ایک سفید نقطہ کو دیکھا تھا اور فقیہ سلیمان عقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مناسک میں لکھا ہے کہ ۷۰۸ھ میں انھوں نے حجر اسود میں تین جگہ سفیدی دیکھی تھی اور ہر وقت اس کی روشنی اور سفیدی میں کمی کو بھی محسوس کیا تھا۔ (مرقات اور اشعۃ اللمعات)

۳۰۳۷ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْحَجَرِ وَاللّٰهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهٗ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَّنْطِقُ بِهٖ يَشْهَدُ عَلٰى مَنِ اسْتَلَمَهٗ بِحَقٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ مُّسْلِمٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کی شان میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے یہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے یہ بات کرے گا اور (سچائی کے ساتھ) اس شخص کی تائید میں گواہی دے گا (اور اس کا رقیب اور حافظ ہوگا) جس نے اس کو ایمان' صدق دل اور یقین کے) ساتھ چوما ہو' اس کا استلام کیا ہو۔ اس کی روایت ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۳۰۳۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ يَاقُوْتَتَانِ مِنْ يَّاقُوْتِ الْجَنَّةِ طَمَسَ اللّٰهُ نُوْرَهُمَا وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُوْرَهُمَا لَاَضَاءَ اِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم[1] یہ دونوں پتھر جنت کے دو یاقوت ہیں (اور یہ دونوں بے حد روشن تھے) اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے نور کو ماند کر دیا (تاکہ ایمان بالغیب باقی رہے) اگر اللہ تعالیٰ ان کے نور کو ماند نہ کرتے تو ان کا نور مشرق اور مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کر دیتا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام احمد نے اپنی مسند میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بھی اس کی روایت کی ہے۔

[1] وہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدمِ مبارک کے نشان ہیں اور جس پر کھڑے ہو کر آپ نے کعبۃ اللہ شریف کی تعمیر کی۔

۳۰۳۹ - وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنَيْنِ زِحَامًا مَّا رَاَيْتُ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُزَاحِمُ عَلَيْهِ قَالَ اَنْ اَفْعَلْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مَسْحَهُمَا كَفَّارَةٌ لِّلْخَطَايَا وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ اُسْبُوْعًا فَاَحْصَاهُ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ وَّسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَا يَضَعُ قَدَمًا وَّلَا يَرْفَعُ اُخْرٰى اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَّكَتَبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَحْمَدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَهُ اِنَّكَ رَجُلٌ قَوِيٌّ لَّا تُزَاحِمُ عَلَى الْحَجَرِ فَتُؤْذِيَ الضَّعِيْفَ اِنْ وَجَدْتَّ خَلْوَةً فَاسْتَلِمْهُ وَاِلَّا فَاسْتَقْبِلْهُ وَكَبِّرْ وَهَلِّلْ.

حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ (جو مشہور تابعی اور قاضی مکہ تھے) سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بڑے جوش اور ولولہ کے ساتھ آگے بڑھ کر دونوں رکنوں (یعنی حجر اسود اور رکن یمانی پر بوسہ دینے اور چھونے کے لیے لوگوں کے مجمع) میں گھس جاتے تھے (اس طرح کہ لوگوں کو اذیت نہ ہو) راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ (دونوں رکنوں تک پہنچنے کے لیے آپ جس جوش وخروش کا اظہار کرتے ہیں) میں نے کسی صحابی کو ایسا اہتمام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: سنو! اگر میں ایسا کرتا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اُن کو چھونا گناہوں کا کفارہ ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اس گھر یعنی بیت اللہ شریف کے سات چکر (اس کے واجبات، سنن اور آداب کا خیال رکھ کر) کرے تو اس کا ایسا کرنا (ثواب میں) ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب بھی وہ (طواف کی حالت میں) ایک قدم رکھتا ہے اور ایک قدم اٹھاتا ہے تو (ہر قدم پر) اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ معاف کرتے ہیں اور ایک نیکی (اس کے نامۂ اعمال میں) لکھ دیتے ہیں اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام احمد کی ایک روایت میں جو سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: (اے عمر!) تم ایک طاقتور آدمی ہو[1] حجر اسود کو چھولو ورنہ اس کی طرف رخ کر کے تکبیر اور تہلیل یعنی اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا کرو۔[2]

[1] دورانِ طواف میں تم اس بات کا خیال رکھو کہ حجر اسود تک پہنچنے میں تمہاری طرف سے کسی کمزور کو ایذا نہ پہنچے اور تکلیف نہ ہو اگر بھیڑ نہ ہو اور راستہ مل جائے تو حجر اسود کا بوسہ لے لو۔

[2] اس لیے عمل بھی استلام کے قائم مقام ہے اس سے معلوم ہوا کہ حجر اسود کے استلام کے لیے لوگوں کو ایذا پہنچانا منع ہے۔

۳۰۴۰ - وَعَنْ يَّعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ مُضْطَبِعًا بِبُرْدٍ اَخْضَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ شریف کا طواف حالت اضطباع میں فرمایا اور آپ کے جسم اطہر پر ایک سبز چادر تھی۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

ف: اضطباع یہ ہے کہ چادر کے بیچ کے حصہ کو داہنی بغل میں دبا لیں اور چادر کے ایک حصہ کو سینہ کے اُوپر سے لے کر اور دوسرے حصہ کو پیٹھ کی طرف سے لا کر بائیں کاندھے پر ڈال لیں اس میں سیدھا کندھا کھلا رہے گا۔ اس صورت میں آدمی بہت چاق و چوبند اور بہادر معلوم ہوتا ہے۔ اضطباع اور رمل ہر اس طواف میں مسنون ہیں جس کے بعد سعی ہو البتہ! رمل صرف ابتدائی تین چکروں میں ہوگا

اور پورے سات چکر اضطباع کی حالت میں ہوں گے۔ (مرقات اور اشعۃ اللمعات)

۳۰۴۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ اِعْتَمَرُوْا مِنَ الْجِعِرَّانَةِ فَرَمَلُوْا بِالْبَيْتِ ثَلَاثًا وَّجَعَلُوْا اَرْدِيَتَهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ ثُمَّ قَذَفُوْهَا عَلٰى عَوَاتِقِهِمُ الْيُسْرٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ حنین سے واپسی کے موقع پر) اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ مقام جعرانہ (جو مکہ سے طائف کے راستہ پر ایک منزل ہے) سے عمرہ ادا فرمایا۔ (عمرہ کا احرام باندھ کر جب بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو) پہلے تین چکروں میں رمل فرمایا[1] احرام کی چادروں کو اپنے بغلوں کے نیچے سے نکال کر اپنے بائیں کندھوں میں ڈال لیا۔ اس طرح کہ سیدھے کندھے کھلے رہے اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] پہلوانوں کی طرح قدموں کو قریب قریب ڈال کر اچھلتے ہوئے دُل کی چال سے طواف کیا تا کہ مشرکین پر رعب طاری ہو۔ رمل تو پہلے تین چکروں میں ہوا' لیکن ساتوں چکر اضطباع کی حالت میں کیے۔

۳۰۴۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (طواف کے دوران دونوں رکنوں یعنی حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان یہ دعا فرماتے ہوئے سنا ہے: اے ہمارے پروردگار! آپ ہمیں دنیا میں ہر قسم کی بھلائی اور آخرت میں بھی ہر قسم کی بھلائی عطا فرمایئے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: منتقی میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ طواف کرنے والے کو دورانِ طواف قرآن نہیں پڑھنا چاہیے۔ البتہ! وہ اللہ کا ذکر' تسبیح' تحمید اور تکبیر کہہ سکتا ہے اور ردالمحتار میں لکھا ہے کہ صدر کی حدیث میں جو آیت مذکور ہے' اس کا پڑھنا اس لیے مسنون ہے کہ یہ آیت دعائیہ ہے اور مرقات میں مذکور ہے کہ آیت شریفہ میں پہلے حسنہ سے مراد علم و عمل یا عفو و عافیت اور اچھی روزی یا حیات طیبہ یا قناعت یا نیک اولاد ہے اور دوسرے حسنہ سے مراد مغفرت' جنت یا انبیاء کرام کی صحبت یا دیدار الٰہی ہے اور شیخ ابوالحسن بکری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آیت شریفہ لفظ حسنہ کی تفسیر میں کوئی ستر قول مذکور ہیں اور سب میں بہتر قول یہ ہے کہ پہلے حسنہ سے مراد اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دوسرے حسنہ سے مراد خوشنودی مولیٰ تعالیٰ ہے۔

۳۰۴۳ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وُكِّلَ بِهٖ سَبْعُوْنَ مَلَكًا يَّعْنِى الرُّكْنَ الْيَمَانِىَّ فَمَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالُوْا اٰمِيْنَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رکن یمانی کے پاس ستر فرشتے ہمیشہ متعین رہتے ہیں اور جو کوئی یہ دعا کرتا ہے تو وہ سب (اس کی دعا پر) آمین کہتے ہیں (وہ دعا یہ ہے): "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ رکن یمانی کے پاس کئی اور دعائیں ماثورہ ہیں جن کا ذکر مختلف حدیثوں میں موجود ہے۔ ان میں سے ایک حدیث یہ ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں جب کبھی (طواف کے دوران رکن یمانی کے پاس

پہنچا تو وہاں حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پایا اور حضرت جبرئیل نے فرمایا: اے محمد! (ﷺ) یہاں یہ دعا کیجیے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: کون سی دعا پڑھوں تو حضرت جبرئیل نے فرمایا: یہ دعا پڑھو:

''اللھم انی اعوذبك من الكفر والفاقة ومواقت الخزی فی الدنیا والاخرة ''۔ ''الٰہی! میں کفر اور فاقہ سے اور دنیا اور آخرت میں رسوائی کے حالات میں مبتلا ہونے سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں' آپ مجھے کفر فاقہ اور دارین کی رسوائی سے بچائیے''۔

اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان ستر ہزار فرشتے متعین ہیں اور جب بندہ یہ مذکور دعا پڑھتا ہے تو وہ سب آمین کہتے ہیں (حدیث ختم ہوئی) یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جب کوئی شخص دعا کرے اور فرشتے اس پر آمین کہیں تو وہ دعا قبول ہو کر رہتی ہے' اس لیے حجاج کرام کو چاہیے کہ کعبۃ اللہ شریف کی حاضری کو غنیمت جان کر طواف کے دوران یہاں مذکورہ دعاء کریں تا کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل ہو۔

٣٠٤٤ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ سَبْعًا وَّلَا یَتَکَلَّمُ اِلَّا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مُحِیَتْ عَنْهُ عَشَرُ سَیِّاٰتٍ وَّکُتِبَ لَهٗ عَشَرُ حَسَنَاتٍ وَّرُفِعَ لَهٗ عَشَرَ دَرَجَاتٍ وَّمَنْ طَافَ فَتَکَلَّمَ وَهُوَ فِیْ تِلْكَ الْحَالِ خَاضَ فِی الرَّحْمَةِ بِرِجْلَیْهِ کَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَیْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص بیت اللہ شریف کے سات چکر کرے اور (دوران طواف) صرف یہی کلمات پڑھتا رہے: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' تو اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور (جنت میں) اس کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں (اس کے علاوہ) دوران طواف ان مذکورہ کلمات کو پڑھنے والا اپنے پیروں سے رحمت الٰہی میں ایسا ڈوب جاتا ہے جیسے پانی میں ڈوبنے والا اپنے پاؤں کے بل پانی میں ڈوبتا ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں سبحان اللہ الٰی آخرہ کے دوران طواف پڑھنے والے کو دو قسم کے فائدے حاصل ہوتے ہیں: ایک غیر حسّی اور دوسرے حسّی۔ غیر حسّی فائدہ: حدیث شریف کے پہلے حصہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ایسے شخص کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور درجے بلند ہوتے ہیں اور حدیث شریف کے آخری حصہ میں حسّی فائدہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وہ رحمت الٰہی میں پاؤں کے بل ڈوب جاتا ہے' جس طرح کوئی شخص پاؤں کے بل پانی میں ڈوب جاتا ہے۔

٣٠٤٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَافَ فِی الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اَوَّلُ مَا یَقْدَمُ سَعٰی ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ وَّمَشٰی اَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ یَطُوْفُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حج یا عمرہ کا طواف فرماتے تو طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل فرماتے (یعنی تیز قدمی سے اُچھل اُچھل کر چلتے تھے) اور باقی چار چکر معمولی چال سے ادا فرماتے' پھر مقام ابراہیم میں دوگانہ طواف ادا فرماتے' پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرماتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٠٤٦ - وَعَنْهُ قَالَ رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَجَرِ اِلَی الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَّمَشٰی اَرْبَعًا وَّکَانَ یَسْعٰی بِبَطْنِ الْمَسِیْلِ اِذَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حج یا عمرہ کا طواف فرمایا تو آپ نے طواف کی ابتداء حجر اسود سے فرمائی اور آپ نے حجر اسود سے حجر اسود تک (ابتدائی) تین چکروں میں رمل فرمایا اور باقی چار

طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

چکر معمولی رفتار سے ادا فرمائے اور جب آپ سعی کے لیے تشریف لے گئے تو صفا اور مروہ کے درمیان نشیبی حصہ میں پہنچے جس کو میلین اخضرین کہا جاتا ہے تو (اپنے پنجوں کے بل) دوڑتے ہوئے گزرے۔ (میلین اخضرین میں دوڑنا سعی کے ہر چکر میں مسنون ہے)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٠٤٧ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ مَكَّةَ فَاَقْبَلَ اِلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ اَتَى الصَّفَا فَعَلَاهُ حَتّٰى يَنْظُرَ اِلَى الْبَيْتِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَذْكُرُ اللّٰهَ مَاشَاءَ وَيَدْعُوْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حج یا عمرے کے لیے) مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور حجر اسود کو بوسہ دیا' پھر بیت اللہ شریف کا طواف فرمایا پھر (سعی کے لیے صفا پر تشریف لائے اور اس پر چڑھ گئے اور جب کعبۃ اللہ پر نظر پڑی تو اس کی طرف دیکھ کر) دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اللہ کا ذکر یعنی تسبیح اور تحمید فرمائی اور دعاء فرماتے رہے (اور مروہ پر بھی چڑھ کر یہی عمل فرمایا)[1] اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] جیسا کہ مسلم کی روایت میں مذکور ہے۔

٣٠٤٨ - وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ اَخْبَرَتْنِىْ بِنْتُ اَبِىْ تَجْرَاةٍ قَالَتْ دَخَلْتُ مَعَ نِسْوَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ دَارَ اٰلِ اَبِىْ حُسَيْنٍ نَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَرَاَيْتُهُ يَسْعٰى وَاِنَّ مِئْزَرَهُ لَيَدُوْرُ مِنْ شِدَّةِ السَّعْىِ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْىَ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوٰى اَحْمَدُ مَعَ اِخْتِلَافٍ.

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ مجھے بنت ابی تجراۃ نے خبر دی کہ وہ چند قریشی خواتین کے ساتھ آل ابوالحسین کے گھر گئیں تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرماتے ہوئے دیکھیں' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سعی فرماتے ہوئے دیکھا کہ آپ (میلین اخضرین میں) ایسی تیزی سے دوڑ رہے تھے کہ جس کی وجہ سے مئزر یعنی وہ چادر[1] جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے' تیز دوڑنے کی وجہ سے پھر رہی تھی اور میں نے آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے بھی سنا (لوگو!) سعی کرو' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی کو واجب کیا ہے۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے اور امام احمد نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی ہے۔

[1] جیسا کہ اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اِسْعَوْا'' (اے لوگو! سعی کرو) یہ صیغہ امر کا ہے اور امر سے وجوب نکلتا ہے' اس لیے اس سے ثابت ہوا کہ سعی واجب ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔ (ہدایہ فتح القدیر)

اس حدیث شریف سے میلین اخضرین میں تیز دوڑنے کا ثبوت ملتا ہے اور بی بی ہاجرہ کی اتباع میں یہ مسنون ہے کہ آپ حضرت اسماعیل کو جب کعبۃ اللہ شریف کے پاس چھوڑ کر پانی کی تلاش میں نکلیں تو وادی کے نشیبی حصہ میں جس کو اب میلین اخضرین کہتے ہیں' تیزی سے دوڑیں تا کہ وادی کے بالائی حصہ پر جلد پہنچ کر اپنے صاحبزادہ کو دیکھ سکیں۔ اور امام احمد رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب مناسکِ حج کا حکم ہوا تو سعی کے موقع پر اسی جگہ یعنی میلین اخضرین کے پاس شیطان نے آپ کو روکنا چاہا لیکن آپ دوڑ کر آگے بڑھ گئے۔

٣٠٤٩ - وَعَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ

حضرت قدامہ بن عبداللہ بن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں

قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلٰى بَعِيْرٍ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا اِلَيْكَ اِلَيْكَ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اژدہام کی وجہ سے اور تعلیم کی خاطر) صفا اور مروہ کے درمیان اُونٹ پر سوار ہو کر سعی فرماتے ہوئے دیکھا ہے (دوران سعی میں) آپ نے اُونٹ کو نہ تو مارا اور نہ ہانکا اور (لوگوں کو ہٹانے کے لیے) ہٹو، بچو، ہٹو، بچو بھی نہیں فرمایا (جیسا کہ بادشاہوں اور امراء کی سواریوں کے آگے کیا جاتا ہے) اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ طواف کی طرح سعی بین الصفا والمروہ بھی پیادہ ادا کرنا واجب ہے، البتہ! اگر کوئی عذر ہو اور پیدل چلنا ممکن نہ ہو تو سواری پر طواف اور سعی ادا کر سکتے ہیں۔

۳۰۵۰ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ اَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ مَشٰى عَلٰى يَمِيْنِهٖ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو (طواف کے وقت) حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اس کو بوسہ دیا اور طواف کی ابتداء اپنے سیدھے ہاتھ سے فرمائی (تا کہ دوران طواف قلب مبارک بیت اللہ کے محاذی رہے) آپ نے (طواف کے دوران) پہلے تین چکروں میں رمل فرمایا اور بقیہ چار چکر معمولی رفتار سے ادا فرمائے، اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۵۱ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت زبیر بن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کو بوسہ دینے کی بابت دریافت کیا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ حجر اسود کا استلام فرماتے (یعنی ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو بوسہ دیتے) اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۰۵۲ - وَعَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُوْلُ: اِنِّىْ لَاَعْلَمُ اِنَّكَ حَجَرٌ مَّا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا اِنِّىْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عابس بن ربیعہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے یوں فرما رہے تھے، میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ تو کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔ (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حجر اسود کے بارے میں یہ ارشاد ہے کہ تو ایک پتھر ہے نہ تو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ الخ

واضح ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا مقصود یہ ہے کہ حجر اسود کا بوسہ محض حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع میں ہے اور حضور انور ﷺ کا حجر اسود کو بوسہ دینا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ہے، جیسا کہ مرقات میں ابن ابی شیبہ کے حوالے سے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ آپ نے حجر اسود کے روبرو کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو بذاتہ نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہے۔ اگر میرا رب مجھے بوسہ کا حکم نہ دیتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز بذات خود نفع یا نقصان کی مالک نہیں۔ اب رہا یہ کہ مشرکین بھی حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور اب مسلمان بھی حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ بظاہر دونوں کا عمل ایک ہے لیکن

حقیقت میں دونوں کی نیت جدا جدا ہوتی ہے۔ مشرکین اس کو بالذات نفع یا نقصان کا مالک سمجھتے تھے' اس کے برخلاف مسلمان صرف اتباع نبوی ﷺ اور تعمیل حکم میں یہ کام کرتے ہیں' اس لیے مسلمان کا حجر اسود کو بوسہ دینا تعمیل حکم اور اتباع نبوی میں ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے ظاہر ہے اور حضور ﷺ کا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مذکورہ ارشاد اس وجہ سے تھا کہ لوگ زمانہ جاہلیت سے قریب تھے' وہ اس فرق کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ (مرقات اور اشعۃ اللمعات)

حجر اسود اور مقام ابراہیم دونوں جنتی پتھر ہیں اور حجر اسود میں گناہوں کے چوسنے کی طاقت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مذکور ہو چکا ہے۔ اس لیے اب یہ پتھر اللہ تعالیٰ کے اذن سے نفع اور نقصان پہنچانے پر قادر ہے۔ یہی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد ہے کہ مشرکین کے عقیدہ کے مطابق بذاتِ خود بغیر اذن الٰہی کے تم نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

٣٠٥٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ اَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ہمیشہ (دوران طواف) صرف دو رکن جو یمن کی طرف ہیں یعنی رکن حجر اسود اور رکن یمانی کا (جو اس سے متصل ہے استلام فرماتے دیکھا ہے' اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ بیت اللہ شریف کے چار ارکان (گوشے) ہیں جن پر بیت اللہ شریف قائم ہے۔ ان میں سے دو رکن حجر اسود اور اس کے بعد کا رکن جو جانب یمن ہے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بنیادوں پر اب تک قائم ہیں برخلاف اس کے کعبۃ اللہ شریف کے بقیہ دو رکن یعنی رکن عراقی اور رکن شامی کی بنیادیں اپنی اصل حالت پر نہیں ہیں۔ اسی لیے حضور ﷺ رکن حجر اسود کو بوسہ بھی دیتے تھے اور ہاتھ بھی لگاتے تھے۔ اس لیے کہ اس میں حجر اسود بھی ہے اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگاتے تھے اور بقیہ دونوں رکنوں کو نہ ہاتھ لگاتے نہ بوسہ دیتے تھے' اس لیے رکن عراقی اور رکن شامی کو ہاتھ لگانا یا بوسہ دینا مکروہ ہے جیسا کہ ردالمحتار میں بحر کے حوالہ سے مذکور ہے۔

٣٠٥٤ - وَعَنْهُ قَالَ مَا تَرَكْنَا اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرَ فِيْ شِدَّةٍ وَّلَا رَخَاءٍ مُنْذُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا قَالَ نَافِعٌ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهٗ وَقَالَ مَا تَرَكْتُهٗ مُنْذُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں رکنوں رکن یمانی اور رکن حجر اسود کا استلام فرماتے دیکھا ہے۔ اس وقت سے ہم نے کبھی ان دونوں رکنوں کے استلام کو نہیں چھوڑا' خواہ ان کے پاس لوگوں کی بھیڑ ہو یا جگہ خالی ہو' اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت نافع فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا) آپ فرماتے تھے کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ میں نے کبھی ان کا استلام ترک نہیں کیا۔

٣٠٥٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيْرٍ يَّسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوٗدَ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اونٹ پر طواف فرمایا اور (دوران طواف اپنی عصا جس کا سرا خمدار تھا حجر اسود کو لگاتے تھے اور اس کو بوسہ دیتے تھے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ وَهُوَ يَشْتَكِي فَطَافَ عَلَى رَاحِلَتِهِ كُلَّمَا اَتَى عَلَى الرُّكْنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ اَنَاخَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر جب مکہ معظمہ تشریف لائے تو آپ بیمار تھے' اس لیے آپ نے سواری پر طواف فرمایا اور دوران طواف جب کبھی رکن حجر اسود کے روبرو تشریف لاتے تو اپنی عصا سے جس کا سرا خمدار تھا حجر اسود کو مس کرتے اور عصا کے اس حصہ کو چوم لیتے تھے' پھر جب آپ طواف سے فارغ ہوئے تو سواری کو بٹھایا اور سواری سے اتر کر دوگانہ طواف ادا فرمایا۔

ف: واضح ہو کہ مذہب حنفی میں طواف اور سعی بین الصفاء والمروۃ واجب ہے' البتہ! کسی نے عذر کی وجہ سے طواف اور سعی سواری پر ادا کی تو یہ جائز ہے اور اس پر دم لازم نہ ہوگا اور اگر کسی نے بغیر عذر طواف اور سعی سواری پر ادا کی تو اس کو چاہیے کہ مکہ معظمہ کے قیام میں طواف اور سعی کا پیدل اعادہ کرے اور اگر ایسا شخص اعادہ کیے بغیر اپنے وطن واپس ہو جائے تو اس پر دم لازم ہوگا۔ (فتح القدیر' ۱۲)

۳۰۵٦- وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي اشْتَكِي فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَاُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں بیمار ہوں' اس لیے میں پیدل طواف نہیں کر سکتی تو حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں سے دُور دُور سواری پر طواف کر لو۔ چنانچہ میں نے (سواری پر) طواف کیا اور (اس وقت) رسول اللہ ﷺ کعبۃ اللہ شریف کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور نماز میں سورہ "وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ" پڑھ رہے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۰۵۷- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِمِحْجَنِهِ لِاَنْ يَّرَاهُ النَّاسُ وَيُشْرِفُ وَيَسْاَلُوْهُ فَاِنَّ النَّاسَ غَشُوْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی سواری پر طواف فرمایا اور (طواف کے دوران) اپنی خمدار سرے والے عصا سے حجر اسود کا استلام فرماتے تھے (سواری پر طواف کا سبب یہ تھا) کہ اونچائی پر ہونے کی وجہ سے لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ سے (مناسک حج کے مسائل دریافت کر سکیں) اس لیے کہ آپ کے گرد لوگ جوق در جوق جمع تھے اور اس وقت آپ کی طبیعت بھی ناساز تھی۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۵۸- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا اَتٰى عَلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِيْ يَدِهٖ كَبَّرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر (کعبۃ اللہ شریف کا) طواف فرمایا اور (دورانِ طواف) جب کبھی حجر اسود کے روبرو تشریف لاتے اور (اژدہام کی وجہ سے لکڑی سے حجر اسود کو چھو نہ سکتے تو) دست مبارک کے عصا سے حجر اسود کی طرف اشارہ فرماتے اور اللہ اکبر فرماتے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۰۵۹- وَعَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَيَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ مَّعَهُ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو طواف فرماتے ہوئے دیکھا اور طواف کے دوران اژدہام کی وجہ سے) آپ اپنے خم دار سرے والے عصا سے حجر اسود کی طرف اشارہ

رَوَاهُ مُسْلِمٌ. فرماتے اور پھر اس عصا کو چوم لیتے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صدر کی حدیثوں میں حجر اسود کے استلام کا ذکر ہے۔دورانِ طواف بہر صورت حجر اسود کا استلام ضروری ہے۔موقع ملے تو حجر اسود کو چوم لے یا لوگوں کا ہجوم ہو تو ہاتھ سے یا کسی چیز سے حجر اسود کو مس کرے اور اس چیز کو چوم لے۔تیسری صورت یہ ہے کہ اگر بھیڑ کی وجہ سے دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں تو حجر اسود کی طرف ہاتھ یا کسی چیز سے اشارہ کر کے اس چیز کو بوسہ دے لے' یہ تینوں صورتیں استلام کہلاتی ہیں۔البتہ! دورانِ طواف رکن یمانی کا صرف ہاتھ سے چھونا مسنون ہے اور اژدہام کی وجہ سے ہاتھ لگانا ممکن نہ ہو تو رکن یمانی کے پاس سے بغیر ہاتھ لگائے گزر جائے یہاں اشارہ کرنا درست نہیں ہے۔

٣٠٦٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَانَذْكُرُ اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفٍ طَمِثْتُ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ ذٰلِكَ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَافْعَلِيْ مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے نکلے اور ہم (اپنے تلبیہ میں) صرف حج کا ذکر کرتے تھے۔اُم المؤمنین فرماتی ہیں کہ جب ہم مقام سَرِف (جو مکہ معظمہ سے ایک مرحلہ کے فاصلہ پر ہے) میں پہنچے تو مجھے حیض آنے لگا تو اس اندیشہ سے کہ حیض کی وجہ سے میرا حج ہی باطل نہ ہو جائے' میں رو رہی تھی کہ میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (یہ دیکھ کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شاید تم حائضہ ہو گئی ہو' میں نے عرض کیا جی ہاں! (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے تسلی دیتے ہوئے) فرمایا (حج کے باطل ہونے کا خوف نہ کرو) حیض تو ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر مقرر کر رکھا ہے تو تم (غسل کر لو' احرام باندھ لو اور) وہ تمام مناسک ادا کرو جس کو ایک حاجی کیا کرتا ہے۔البتہ! حیض سے پاک ہونے تک بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرو' اس لیے کہ ناپاکی کی حالت میں کعبۃ اللہ میں داخل ہونا منع ہے۔اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٠٦١ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ اَمَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِيْ رَهْطٍ اَمَرَهٗ اَنْ يُّؤَذِّنَ فِي النَّاسِ اِلَّا لَايَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے (۹ ہجری میں) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج بنایا (اور مکہ معظمہ روانہ فرمایا)۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے دسویں ذوالحجہ کو ایک جماعت کے ساتھ لوگوں میں یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ اس سال کے بعد یعنی (۱۰ ہجری سے) حج کے لیے (اور نہ عمرہ کے لیے اور نہ سکونت کے لیے حدودِ حرم اور مکہ معظمہ میں) کوئی مشرک داخل نہ ہو اور کوئی (زمانۂ جاہلیت کے مشرکین کی طرح (خانہ کعبہ کا طواف برہنہ نہ کرے) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ درمختار میں لکھا ہے کہ سترِ عورت مرد کے لیے مذہب حنفی میں طواف کے واجبات سے ہے' اس لیے اگر کوئی شخص سترِ عورت (ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک) میں کسی عضو کے چوتھائی حصہ کو کھلا رکھ کر طواف کرے تو اس پر دم لازم آئے گا۔یہ حکم

عورتوں سے متعلق ہے۔ اس لیے کہ عورتوں کو تو طواف کی حالت میں حسب معمول پورا جسم چھپانا ضروری ہے۔

بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ
نویں ذوالحجہ کو میدان عرفات میں ٹھہرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ. (البقرہ:۱۹۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پھر بات یہ ہے کہ اے قریشیو! تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں۔

وقوف عرفات کی فرضیت

ف: واضح ہو کہ زمانہ جاہلیت میں قریش خود کو مجاور حرم سمجھتے اور چونکہ مزدلفہ حدود حرم میں داخل ہے اس لیے نویں ذوالحجہ کو مزدلفہ ہی میں ٹھہر جاتے اور میدان عرفات میں اس لیے نہیں جاتے کہ عرفات خارج حرم ہے اور قریش خود کو عام لوگوں سے برتر سمجھتے' حالانکہ وقوف عرفات حج کا رکن ہے اور وقوف عرفات کے بغیر حج ہی نہیں ہوتا' اس کے برخلاف قریش کے علاوہ سب لوگ عرفات جاتے اور وہاں قیام کرنے کے بعد مزدلفہ لوٹتے۔ صدر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی حکم کو بیان کیا ہے کہ سب لوگ نویں ذوالحجہ کو عرفات میں قیام کریں اور وہاں سے مزدلفہ واپس ہوں۔ (بیان القرآن وتفسیرات احمدیہ)

۳۰۶۲ - عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ اَنَّهٗ سَاَلَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَّهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِّنًى اِلٰى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت محمد بن ابی بکر ثقفی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے دریافت کیا کہ جب کہ یہ دونوں (نویں ذوالحجہ کی صبح) منیٰ سے عرفات جارہے تھے کہ آپ حضرات آج کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کن مشاغل میں گزارتے تھے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم میں سے کوئی لبیک پکارتا تو اس کو اس سے منع نہیں کیا جاتا اور ہم میں سے کوئی اللہ اکبر کہتا تو اس کو بھی اس سے روکا نہیں جاتا تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

جمرۂ اولیٰ پر کنکریاں مارنے تک لبیک کہتے رہنا چاہیے

ف: لمعات میں لکھا ہے کہ صدر کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نویں ذوالحجہ کو حاجی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے جب کہ اس نے احرام باندھنے کے بعد ایک یا دو مرتبہ لبیک پکار لیا ہو' البتہ! فضیلت اس بات کی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ لبیک کہتا رہے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لبیک کو نویں ذوالحجہ کی صبح کے بعد ختم نہ کیا جائے جیسا کہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہنے کو دسویں ذوالحجہ کے دن پہلے جمرے پر کنکریاں مارنے کے بعد ختم کیا اور یہی مذہب حنفی ہے' جیسا کہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔

۳۰۶۳ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحَرْتُ هٰهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوْا فِيْ رِحَالِكُمْ وَوَقَفْتُ هٰهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَّوَقَفْتُ هٰهُنَا وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے (منیٰ کے) اس مقام پر قربانی کی ہے (اور اس مقام کو منحر النبی کہا جاتا تھا جو مسجد خیف کے قریب تھا) اور منیٰ کا پورا میدان قربانی کی جگہ ہے۔ اس لیے تم اپنے اپنے خیموں میں جہاں چاہے قربانی کر سکتے ہو۔ اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ عرفہ کے دن میں اس جگہ (جبل رحمت کے قریب سیاہ پتھروں کے پاس) ٹھہرا ہوں اور سارا میدان عرفات (وادی عرفہ کے سوا) ٹھہرنے کی جگہ ہے اور مزدلفہ میں اس جگہ (مشعر حرام

میں) میں نے شب گذاری کی ہے اور مزدلفہ کا پورا میدان (سوائے وادیٔ محسر کے) شب گذاری کی جگہ ہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ منٰی، عرفات اور مزدلفہ میں جہاں چاہیں حجاج کرام ٹھہر سکتے ہیں اور منٰی میں جہاں چاہے قربانی دے سکتے ہیں، لیکن افضل مقامات وہی ہیں جہاں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی اور قیام فرمایا۔

٣٠٦٤ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وَّكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ وَّكُلُّ الْمُزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ وَّكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيْقٌ وَّمَنْحَرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عرفات کا پورا میدان (سوائے وادیٔ عرفہ کے نویں ذوالحجہ کو حاجیوں کے) ٹھہرنے کی جگہ ہے اور منٰی کا پورا میدان (دسویں ذوالحجہ کو) قربانی کی جگہ ہے (کہ جہاں چاہو قربانی دے سکتے ہو) اور مزدلفہ کا پورا میدان (سوائے وادیٔ محسر کے (دسویں ذوالحجہ کو) شب گزاری کی جگہ ہے (جہاں چاہے ٹھہر سکتے ہیں اور جس راستہ سے چاہیں مکہ معظمہ میں داخل ہو سکتے ہیں اور مکہ معظمہ میں جہاں چاہیں قربانی دے سکتے ہیں۔اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

مکہ معظمہ میں مشرقی جانب سے داخل ہونا افضل ہے

ف: واضح ہو کہ مکہ معظمہ میں جس راستہ سے چاہیں داخل ہو سکتے ہیں لیکن کداء نامی گھاٹی جو مکہ معظمہ کے مشرقی جانب ہے اس طرف سے داخل ہونا افضل ہے اور جب کعبۃ اللہ شریف میں داخل ہوں تو باب السلام سے داخل ہوں جو جانب مشرق واقع ہے۔
(مرقات اور عرف شذی-١٢)

حج کی قربانی منٰی میں افضل ہے اور دیگر قربانیاں اور دم حرم میں جہاں چاہیں دے سکتے ہیں

ف: واضح ہو کہ مکہ معظمہ چونکہ سرزمین حرم ہے اس لیے جہاں چاہیں قربانی دے سکتے ہیں لیکن حج کی قربانی کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ منٰی میں دی جائے اور دیگر قربانیاں جیسے تمتع، نذر اور شکرانہ اور جنایات کی قربانیاں مکہ معظمہ میں جہاں چاہیں دی جائیں تو جائز ہے۔(مرقات اور اشعۃ اللمعات)

٣٠٦٥ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ خَالٍ لَّهُ يُقَالُ لَهُ يَزِيْدُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ كُنَّا فِيْ مَوْقِفٍ لَّنَا بِعَرَفَةَ يُبَاعِدُهُ عَمْرٌو مِّنْ مَّوْقِفِ الْاِمَامِ جِدًّا فَاَتَانَا ابْنُ مُرْبَعٍ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْكُمْ يَقُوْلُ لَكُمْ اِقِفُوْا عَلٰى مَشَاعِرِكُمْ فَاِنَّكُمْ عَلٰى اِرْثٍ مِّنْ اِرْثِ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عمرو بن عبداللہ بن صفوان رحمہ اللہ تعالیٰ (جو تابعین میں سے ہیں) اپنے ماموں سے جن کا نام یزید بن شیبان رضی اللہ عنہ ہے (جو صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں، یزید بن شیبان فرماتے ہیں کہ ہم عرفات میں اس مقام پر ٹھیرے ہوئے تھے، عمرو بن عبداللہ اس جگہ کو امیر حج کی جگہ سے بہت دُور پا رہے تھے (انھوں نے اس دُوری کو اپنے ماموں یزید بن شیبان سے بیان کیا تو) انہوں نے کہا کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں اسی جگہ جو دُور تھی قیام کیے تھے اور چاہتے تھے کہ حضور ﷺ سے قریب ہو جائیں۔ حضور ﷺ کو جب ہمارے اس خیال کی اطلاع ملی تو آپ نے ہمارے اس اشکال کو دُور کرنے کے لیے ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ کو ہمارے پاس بھیجا اور

ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور کہا کہ آپ حضرات کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد ہوں اور یہ پیام لایا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اس وقت جہاں ٹھیرے ہوئے ہو وہیں ٹھیرے رہو (پورا میدانِ عرفات ٹھیرنے کی جگہ ہے) اور تم اپنے اس وقوف میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی میراث یعنی سنت پر ہو۔[2] اس حدیث کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

[1] جو زمانۂ جاہلیت میں ہمارے قبیلہ کے لیے مخصوص تھا اور یہ مقام امام سے بہت دُور تھا تو راوی حدیث حضرت عمرو بن عبداللہ۔
[2] اس لیے امام سے دُوری کے باوجود وقوفِ عرفات کی فرضیت ادا ہو جائے گی۔ اس لیے تم عرفات میں جہاں بھی ٹھہرے ہو، اس کو حقیر مت جانو۔

٣٠٦٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ قُرَيْشٌ وَّمَنْ دَانَ دِيْنَهَا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوْا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ فَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَةَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْتِيَ عَرَفَاتَ فَيَقِفُ بِهَا ثُمَّ يَفِيْضُ مِنْهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ قریش اور ان کے متبعین نویں ذوالحجہ کو عرفات میں قیام کرنے کے بجائے صرف مزدلفہ ہی میں ٹھہرتے، اس زعم میں کہ مزدلفہ حدودِ حرم میں داخل ہے اور عرفات خارجِ حرم ہے، اسی لیے خارجِ حرم قیام کو اپنی شان کے منافی سمجھتے تھے اور اس کو بہادری اور اعزاز قرار دیتے تھے۔ اس کے برخلاف سارے عرب قبائل حسبِ دستورِ قدیم نویں ذوالحجہ کو) عرفات میں قیام کرتے۔ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ (قریش ہوں یا غیر قریش سب) آپ کے ساتھ عرفات آئیں (وہاں سے واپس ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: "ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ" (سورہ بقرہ، پ ۲، ع ۲۳) کا یہی مطلب ہے۔ تم عرفات جا کر وہاں قیام کرو اور وہاں سے سب کے ساتھ واپس ہو۔ (بخاری و مسلم)

٣٠٦٧ - وَعَنْ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلٰى بَعِيْرٍ قَائِمًا فِي الرِّكَابَيْنِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرفہ کے دن میدانِ عرفات میں اُونٹ پر سوار لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ کے دونوں پاؤں رکاب میں تھے (تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ کے خطبہ کو اچھی طرح سن سکیں) اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٠٦٨ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا (عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (فضیلت اور قبولیت کے اعتبار سے) بہترین دعا وہ ہے جو عرفہ کے دن کی جائے اور بہترین کلمات جن کو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے (عرفات میں) پڑھا ہے یہ ہیں: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ

قَدِيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوٰى مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اِلٰى قَوْلِهٖ لَاشَرِيْكَ لَهٗ.

لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' ۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: سوی میں مذکور ہے کہ مستحب یہ ہے کہ عرفات میں ذکر، تہلیل اور دعاؤں میں بے حد مشغول رہے۔

٣٠٦٩ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَّوْمٍ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّهٗ لَيَدْنُوْ ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُوْلُ مَا اَرَادَ هٰؤُلَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن اپنے بندوں کو دوزخ سے اتنی زیادہ نجات دیتا ہے کہ کسی اور دن اتنی زیادہ نجات نہیں دیتا (عرفہ کے دن بے شمار بندوں کو دوزخ سے رہائی اور مغفرت ملتی ہے) اور اللہ تعالیٰ (اس دن اپنی رحمت اور مغفرت کے ساتھ) بندوں سے قریب ہوتے ہیں اور ان پر (عرفات میں حاضری دینے والوں پر) فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس سے ان بندوں [1] کا مقصود کیا ہے؟ [2] اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] انہوں نے میرے لیے اپنے وطن اور گھر بار چھوڑا اور خود کو تھکایا اور مال خرچ کیا ہے اور یہاں جمع ہوئے ہیں۔

[2] یہی وہ بندے جن پر تم نے اے فرشتو! طعنہ دیا تھا کہ یہ زمین میں فساد کریں گے، دیکھو! یہ میری اطاعت میں کس طرح جمع ہیں؟ اور سوائے میری مغفرت کے ان کو اور کچھ درکار نہیں!

٣٠٧٠ - وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كُرَيْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا رُئِيَ الشَّيْطَانُ يَوْمًا هُوَ فِيْهِ اَصْغَرُ وَلَا اَدْحَرُ وَلَا اَحْقَرُ وَلَا اَغْيَظُ مِنْهُ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَمَا ذَاكَ اِلَّا لِمَا يَرٰى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ اِلَّا مَا رُئِيَ يَوْمَ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ قَدْ رَاٰى جِبْرِيْلَ يَزَعُ الْمَلَائِكَةَ رَوَاهُ مَالِكٌ مُّرْسَلًا وَّفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان کو عرفہ کے دن سے زیادہ کسی اور دن اتنا حقیر، ذلیل، پست اور غضب ناک نہیں دیکھا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان اس دن میدان عرفات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو نازل ہوتے ہوئے اور بڑے بڑے گناہوں کی مغفرت ہوتے ہوئے دیکھتا ہے اور غزوۂ بدر کے دن بھی شیطان کو اسی طرح ذلیل، حقیر اور غضب ناک دیکھا گیا جب کہ اس نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کی صفوں کو ترتیب دے رہے تھے (اور اسی دن مسلمانوں کو فتح اور اسلام کو شوکت اور عزت حاصل ہوئی)۔ اس کی روایت امام مالک نے مرسلاً کی ہے اور شرح السنہ میں بھی اسی کے قریب قریب روایت ہے۔

٣٠٧١ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ اِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ اِلَى السَّمَاءِ فَيُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُوْلُ اُنْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِيْ اَتَوْنِيْ شُعْثًا غُبْرًا ضَاجِّيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَيَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ يَا رَبِّ فُلَانٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور (میدان عرفات میں) جمع ہونے والوں پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں (اے فرشتو!) تم میرے بندوں کو دیکھو کہ وہ میری بارگاہ میں پراگندہ بال، گرد آلود چہروں میں دُور دراز، تنگ اور کشادہ راستوں سے چل کر یہاں حاضر ہیں اور تہلیل، تسبیح، ذکر اور تلبیہ کرتے ہوئے

كَانَ يَرْهَقُ وَفُلَانٌ وَّفُلَانَةٌ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرُ عَتِيْقًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

مجھے پکار رہے ہیں (اے فرشتو!) تم گواہ رہو میں نے ان سب کو بخش دیا (یہ سن کر) فرشتے عرض کرتے ہیں پروردگار ان میں فلاں مرد اور فلاں عورت بھی ہے جو گنہگار ہے اور متہم ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ (یہ سن کر) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (سنو) میں نے نیکوں کے ساتھ ان کو بھی بخش دیا (یہ فرما کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی اور دن دوزخ سے اتنے بندوں کی رہائی نہیں ملتی جتنے بندوں کو عرفہ کے دن دوزخ سے رہائی ملتی ہے۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

۳۰۷۲ - وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِاُمَّتِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ بِالْمَغْفِرَةِ فَاُجِيْبَ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ مَا خَلَا الظَّالِمَ فَاِنِّيْ اٰخُذُ الْمَظْلُوْمَ مِنْهُ قَالَ اَيْ رَبِّ اِنْ شِئْتَ اَعْطَيْتَ الْمَظْلُوْمَ مِنَ الْجَنَّةِ وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ فَلَمْ يُجِبْ عَشِيَّتَهُ فَلَمَّا اَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ اَعَادَ الدُّعَاءَ فَاُجِيْبَ اِلٰى مَا سَاَلَ قَالَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ تَبَسَّمَ فَقَالَ لَهُ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اِنَّ هٰذِهٖ لَسَاعَةٌ مَّا كُنْتَ تَضْحَكُ فِيْهَا فَمَا الَّذِيْ اَضْحَكَكَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ قَالَ اِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ اِبْلِيْسَ لَمَّا عَلِمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدِ اسْتَجَابَ دُعَائِيْ وَغَفَرَ لِاُمَّتِيْ اَخَذَ التُّرَابَ فَجَعَلَ يَحْثُوْهُ عَلٰى رَاْسِهٖ وَيَدْعُوْ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ فَاَضْحَكَنِيْ مَا رَاَيْتُ مِنْ جَزْعِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ نَحْوَهُ.

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن شام کے وقت اپنی اُمت کے تمام گنہگاروں کی بخشش کی (اللہ تعالیٰ سے) دعا مانگی تو حضور ﷺ کو یہ خوشخبری دی گئی کہ میں نے آپ کی پوری اُمت کو بخش دیا ہے سوائے ظالم کے (کیونکہ اس نے بندوں کے حقوق تلف کیے ہیں) اور میں اس سے مظلوم کے حقوق دلواؤں گا۔ حضور ﷺ نے (دوبارہ بارگاہ رب العزت میں) عرض کیا: پروردگار! آپ چاہیں تو مظلوم کو اس کے حقوق کے بدلہ میں جنت عطا فرما کر ظالم کو بخش دیں لیکن حضور ﷺ کی یہ دعا عرفہ کی شام تک قبول نہ ہوئی' پھر حضور ﷺ مزدلفہ تشریف لائے اور (شب گزاری کے بعد) صبح پھر اسی دعا کو لوٹایا تو آپ کی (خواہش کے مطابق) یہ دعا قبول کر لی گئی (یعنی ظالم کی مغفرت کی خوشخبری بھی آپ کو دے دی گئی) راوی کا بیان ہے کہ قبولیت دعا کی خوشخبری سن کر) رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے یا مسکرائے (حضور کو مسکراتے دیکھ کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں (یارسول اللہ!) معمولاً ایسے موقع پر آپ ہنسا نہیں کرتے۔ آپ کو کس چیز نے ہنسایا ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے! آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے دشمن ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمالی ہے اور پوری اُمت کو بخش دیا ہے تو اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا اور واویلا کرتا ہوا بھاگ نکلا۔ اس کی یہ پریشانی اور بدحواسی دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے بھی کتاب البعث والنشور میں اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: واضح ہو اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا آلاف التحیۃ والسلام اُمت مرحومہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو چاہیں گے اس کے حقوق العباد بھی معاف کروا دیں گے لیکن شرک معاف نہیں ہوتا' جیسا کہ آیت شریفہ میں ارشاد ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ'' اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشتے لیکن شرک کے سوا جس کو چاہیں

بخش دیتے ہیں) تو حقوق العباد شرک کے سوا ہیں اس لیے ان کی بخشش کی اُمید ہے اس کی تائید میں بخاری کی مرفوع حدیث بھی ہے کہ جو حج کرے اور حج کے دوران فساد اور گناہ نہ کرے تو وہ ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدائش کے وقت گناہوں سے پاک وصاف تھا اور اسی طرح مسلم کی بھی ایک مرفوع حدیث ہے کہ اسلام لانے سے (زمانۂ کفر کے) سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور ہجرت سے بھی (قبل ہجرت کے) سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور حج سے بھی (حج سے پہلے کے) سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ان احادیث شریفہ کی وجہ سے فتح الباری میں علامہ ابن حجر نے حج کی وجہ سے حقوق العباد کے معاف کر دیئے جانے کو ترجیح دی ہے اور شرح السیر الکبیر میں امام سرخسی نے اسی کو اختیار کیا ہے اور امام صدر الشہید بھی اسی کے قائل ہیں البتہ! قاضی عیاض رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اہل السنۃ والجماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ کبائر توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ خواہ حقوق اللہ ہوں جیسے ترک نماز اور ترک زکوٰۃ یعنی ان کو بہر صورت قضاء کرنا پڑے گا۔ ہاں! حج کی وجہ سے تاخیر کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ جب حقوق اللہ کا یہ حال ہے تو حقوق العباد کیسے معاف ہوں گے؟ اسی وجہ سے امام بیہقی نے فرمایا ہے کہ کسی بندۂ مسلم کو اس دھوکہ میں نہ رہنا چاہیے کہ حج سے حقوق العباد بھی معاف ہو جاتے ہیں اس لیے کہ گناہ بدبختی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف بڑی جسارت اور بے باکی ہے ہاں! جس کسی کو حج مبرور اور مقبول نصیب ہو جائے تو اس کی مغفرت کی امید ہے لیکن وہ کون مردِ خدا ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ میرا حج مقبول ہے اگرچہ کہ وہ عالم باعمل ہو اور بڑا نیکوکار ہو جب کہ یہ معلوم ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سواء سارے انسانوں کا مقام خوف اور رجاء کے درمیان ہے۔ اس لیے ہم کو چاہیے کہ گناہوں پر توبہ اور استغفار اور ان کی تلافی کی کوشش کرتے رہیں۔ یہ مضمون درمختار، ردالمحتار، مرقات اور اشعۃ اللمعات سے ماخوذ ہے۔

بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةَ

عرفات سے مزدلفہ اور مزدلفہ سے منیٰ کو واپسی کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِذَا قَضَيْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ. (البقرہ:۱۹۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو جب تم عرفات سے پلٹو تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے ہدایت فرمائی اور بے شک اس سے پہلے تم بھکے ہوئے تھے۔ (کنز الایمان)

ف: عرفات ایک مقام کا نام جو موقف ہے۔ ضحاک کا قول ہے کہ حضرت آدم وحوا جدائی کے بعد ۹ ذی الحجہ کو عرفات کے مقام پر جمع ہوئے اور دونوں میں تعارف ہوا اس لیے اس دن کا نام عرفہ اور اس مقام کا نام عرفات ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ چونکہ اس روز بندے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ اس لیے اس دن کا نام عرفہ ہے۔ مسئلہ: عرفات میں وقوف فرض ہے کیونکہ افاضہ بلا وقوف متصور نہیں۔

مشعر حرام جبل قزح ہے جس پر امام وقوف کرتا ہے۔ مسئلہ: وادیٔ محسر کے سوا تمام مزدلفہ موقف ہے اس میں وقوف واجب ہے بے عذر ترک کرنے سے دم لازم آتا ہے اور مشعر حرام کے پاس وقوف افضل ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

واضح ہو کہ حجاج کرام نویں ذوالحجہ کو منیٰ سے روانہ ہو کر عرفات میں ٹھہرتے ہیں۔ واپسی میں مزدلفہ پڑتا ہے۔ اس دسویں شب کو مزدلفہ میں گزارتے ہیں۔ یہاں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں عشاء کے وقت اکٹھی پڑھتے ہیں اور مغرب وعشاء کا مزدلفہ میں جمع کرنا واجب ہے اور آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا جو حکم وارد ہے اس میں یہ دونوں نمازیں داخل ہیں۔ یہ ذکر تو واجب ہے اور باقی

اذکار مستحب ہیں۔ مشعر حرام اسی مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے۔ آیت شریفہ میں مشعر حرام کے پاس قیام اور ذکر کا جو بیان ہے اس سے سارا مزدلفہ مراد ہے۔ جہاں حجاج کرام کو قیام کی اجازت ہے سوائے وادئ محسر کے کہ اس میں قیام جائز نہیں۔

٣٠٧٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ وَعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ وَرَدِيْفُهُ اُسَامَةُ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِاِيْجَافِ الْخَيْلِ وَالْاِبِلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر نویں ذوالحجہ کو عرفات میں قیام کرنے کے بعد مزدلفہ کے لیے عرفہ سے روانہ ہوئے اور آپ اطمینان اور وقار کے ساتھ چلے اور (اونٹ پر) آپ کے پیچھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو جب کہ وہ اپنی سواریوں کو تیز ہانک رہے تھے' مخاطب کر کے ارشاد فرماتے' اے لوگو! وقار اور اطمینان کے ساتھ چلو' اس لیے کہ (تیز دوڑانے کے لیے) گھوڑوں اور اونٹوں کو مارنا نیکی نہیں ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صدر کی حدیث اور بعد میں آنے والی حدیثوں میں عرفات سے واپسی پر اطمینان اور وقار کے ساتھ روانگی کا جو حکم ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ واپسی میں راستہ کشادہ ہو' اور ہجوم کم ہو تو بغیر کسی کو تکلیف پہنچائے سواری کو تیزی سے چلانا درست ہے' اور ایک قول یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں چونکہ ایذا رسانی کے گناہ سے بچنے کا خیال ہی نہیں رہا ہے' اس لیے سواریوں کو تیز دوڑانا جس سے لازماً لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے' ممنوع ہے۔ (ردالمحتار)

٣٠٧٤ - وَعَنْهُ اَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهُ زَجْرًا شَدِيْدًا وَّضَرْبًا لِّلْاِبِلِ فَاَشَارَ بِسَوْطِهِ اِلَيْهِمْ وَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہوئے' اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیچھے جانوروں کو) تیز ہانکنے اور اونٹوں کو سختی سے مارنے کا شور سنا تو آپ نے اپنے چابک کو حرکت دے کر اشارہ کیا اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: اے لوگو! تم پر اطمینان اور سکون سے چلنا واجب ہے اور تیز دوڑانے کے لیے جانوروں کو مارنا نیکی نہیں ہے' اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣٠٧٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعٍ وَّعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ وَاَمَرَهُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَاَوْضَعَ فِيْ وَادِيْ مُحَسِّرٍ وَّاَمَرَهُمْ اَنْ يَّرْمُوْا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ وَقَالَ لَعَلِّيْ لَّا اَرَاكُمْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا قَالَ صَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ لَمْ اَجِدْ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ اِلَّا فِيْ جَامِعِ التِّرْمِذِيِّ مَعَ تَقْدِيْمٍ وَّتَاْخِيْرٍ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزدلفہ سے (جب منٰی کے لیے) روانہ ہوئے تو آپ وقار اور متانت سے چلے اور لوگوں کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی سکون اور اطمینان سے چلیں' البتہ (جب آپ وادی محسر میں جہاں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا تو) وادی محسر سے تیزی سے گزر گئے اور (جب منٰی میں پہنچے تو) لوگوں کو حکم دیا کہ چنے برابر کنکریوں سے رمی کریں اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا (مناسک حج کو اچھی طرح سمجھ لو اور دریافت کر لو) شاید کہ آئندہ سال میں تم کو نہ دیکھ سکوں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٣٠٧٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّكَانَ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (اپنے بھائی) فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فضل (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةَ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِيْنَ دَفَعُوْا عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَهُوَ كَافٍ نَاقَتَهٗ حَتّٰى دَخَلَ مُحَسِّرًا وَّهُوَ مِنْ مِّنًى قَالَ عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِيْ يَرْمِيْ بِهِ الْجَمْرَةَ وَقَالَ لَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنِ الْفَضْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى بَلَغَ الْجَمْرَةَ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جُمْرَةَ الْعَقَبَةِ بِاَوَّلِ حَصَاةٍ.

کے پیچھے اونٹ پر سوار تھے' جب لوگ (وقوف عرفات کے بعد' مزدلفہ جاتے ہوئے) شام کے وقت اور مزدلفہ میں قیام کے بعد صبح منٰی کے لیے روانہ ہونے لگے (تو تیز دوڑانے کے لیے سواریوں کو مار رہے تھے اور آوازیں بلند کر رہے تھے) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری روک دی اور ارشاد فرمایا (تیزی مت کرو) بلکہ سکون اور اطمینان سے چلو' یہاں تک کہ آپ وادی محسر میں داخل ہو گئے اور آپ نے ارشاد فرمایا: یہاں سے چھوٹی چھوٹی کنکریاں چن لو تا کہ ان سے جمرہ پر رمی کرسکو' راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ (دسویں ذوالحجہ کو جمرہ اولیٰ پر پہلی) کنکری مارنے تک لبیک فرماتے رہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمرۂ (اولیٰ) پہنچنے تک لبیک فرماتے رہے اور بیہقی کی روایت میں عبداللہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ (احرام باندھنے کے بعد) لبیک فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ (اولیٰ) پر دسویں ذوالحجہ کے دن پہلی کنکری ماری اور پہلی کنکری مارنے کے بعد آپ نے لبیک فرمانا بند کر دیا۔

رمی جمار کے لیے کنکریاں جمع کرنا

ف: واضح ہو کہ صاحب اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے کہ مزدلفہ میں قیام کے بعد جب منٰی کو روانہ ہوں تو رمی جمار کے لیے مزدلفہ سے یا راستہ سے کنکریاں لیتے چلیں' البتہ! یہ کنکریاں کسی بڑے پتھر کو توڑ کر نہ بنانا چاہیے اور مستعملہ یعنی رمی کیے ہوئے کنکریوں سے بھی رمی کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کنکریوں کی پاکی میں شبہ ہو تو ان کو دھو لینا چاہیے۔

۳۰۷۷ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلَبِّي الْمُعْتَمِرُ حَتّٰى يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ عمرہ کی نیت سے احرام باندھنے والا (احرام باندھنے کے بعد) حجر اسود کو بوسہ دینے تک لبیک کہتا رہا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۰۷۸ - وَعَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ اَنَّهٗ كَانَ يُمْسِكُ عَنِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ اِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عطاء رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ (کا احرام باندھنے کے بعد طواف) میں حجر اسود کو جب بوسہ دیتے تو تلبیہ کہنا بند فرما دیتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۰۷۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ ادا فرمایا: مغرب

بَجَمْعٍ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَّالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ بِإِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کی نماز تین رکعتیں ادا فرمائیں اور (ان دونوں نمازوں کو ایک اذان اور) ایک ہی اقامت سے ادا فرمایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۸۰ - وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ لَّيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ وَّصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ وَّصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّيْ بِجَمْعٍ كَذٰلِكَ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ عبیداللہ نے ابن شہاب سے بیان کیا کہ ان کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع) کے موقع پر مزدلفہ میں مغرب اور عشاء ایک ساتھ (اس طرح ادا فرمائیں کہ ان دو فرض نمازوں کے درمیان کوئی اور نماز نہیں پڑھی' اور مغرب کی نماز تین رکعتیں اور عشاء کی نماز (مسافر ہونے کی وجہ سے قصر کر کے دو رکعتیں ادا فرمائیں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی (اتباع نبوی ﷺ میں) مزدلفہ میں ایسا ہی (دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھتے تھے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۸۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا لِمِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلَاتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَّصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ قَبْلَ وَقْتِهَا بِغَلَسٍ وَّاَخْرَجَا اَنَّهُ صَلَّى بِجَمْعٍ الصَّلَاتَيْنِ جَمِيْعًا وَّصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز اس کے مقررہ وقت پر ادا فرماتے تھے' خواہ سفر ہو یا حضر اس لیے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ہر نماز اس کے وقت پر ادا فرماتے تھے سوائے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے آپ ان دونوں نمازوں کو ایک ساتھ ادا فرماتے ہیں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھا ہے اور (مزدلفہ ہی میں' میں نے آپ کو دیکھا کہ) آپ نے نماز فجر (وقت شروع ہوتے ہی اندھیرے میں) ادا فرمائی اور یہ آپ کے روزمرہ کے معمول کے وقت سے پہلے تھا (آپ روزانہ فجر کی نماز اسفار یعنی روشنی ہونے کے بعد ادا فرماتے' لیکن اس روز اندھیرے میں فجر کا وقت شروع ہوتے ہی ادا فرمایا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے نماز فجر اندھیرے میں اس کے معمولاً وقت (اسفار) سے پہلے ادا فرمائی ہے اور بخاری اور مسلم نے بالاتفاق یہ بھی روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے مزدلفہ میں یہ دونوں نمازیں (مغرب اور عشاء) ایک ساتھ ادا فرمائی ہیں اور نماز فجر کو صبح صادق شروع ہوتے ہی (اندھیرے میں) ادا فرمایا ہے۔

۳۰۸۲ - وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ الْحَجَّاجَ ابْنَ يُوْسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلٰوةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا کہ حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ نویں ذوالحجہ کو) عرفہ کے دن ہم وقوف عرفات کے موقع پر (ظہر اور عصر کو) کس طرح ادا کریں' یہ اُس سال کا واقعہ ہے جس سال حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کیا تھا (اس

صَدَقَ اِنَّهُمْ کَانُوْا یَجْمَعُوْنَ بَیْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِی السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ اَفَعَلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَالِمٌ وَّهَلْ یَتَّبِعُوْنَ ذٰلِكَ اِلَّا سُنَّةً رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

وقت سالم اپنے والد حضرت ابن عمر کے ساتھ تھے) سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (یہ سن کر حجاج سے) میں نے کہا اگر تو رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو عرفہ کے دن ظہر اور عصر کو (زوال کے بعد) اول وقت ملا کر ادا کر (حضرت سالم کے اس جواب کو سن کر اُن کے والد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سالم نے سچ کہا ہے[1] کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں ظہر اور عصر کو (با جماعت عرفات میں) ملا کر ادا کرتے تھے۔ ابن شہاب کہتے ہیں (یہ سن کر) میں نے حضرت سالم سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کا یہی عمل تھا کہ آپ یہاں ظہر اور عصر کو ملا کر ادا فرماتے ہیں؟ تو حضرت سالم نے جواب دیا کہ صحابہ کرام تو رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہی کرتے ہیں اور اسی اتباع نبوی میں عرفات میں ظہر اور عصر کو با جماعت ایک ساتھ اول وقت میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

[1] اور حجاج جیسے ظالم کے روبرو کلمۂ حق کہہ کر اس کے ظلم سے صحیح وسالم رہا اور اس کی ماں نے اس کا نام جو سالم رکھا' وہ درست ہے۔

عرفات میں ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھنے کی وجہ اور اس کی تفصیل

ف: واضح ہو کہ عرفات میں عرفہ کے دن ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھنا اس دن کی خصوصیت ہے اور یہ جمع بین الظہر والعصر مسافرت کی وجہ سے نہیں ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر اور ان کے صاحبزادے حضرت سالم مقیم تھے اور مقیم ہونے کے باوجود انہوں نے عرفات میں عرفہ کے دن ظہر اور عصر کو حجاج کے ساتھ ملا کر ادا فرمایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جمع بین الصلاتین جمع نسک ہے (منجملہ مناسک حج کے ہے) جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔

عرفات میں ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھنے کی شرائط

واضح ہو کہ عرفہ کے دن عرفات میں ظہر اور عصر کو ملا کر ادا کرنے کے کئی شرائط ہیں:

ایک یہ کہ خلیفۂ وقت یا خلیفہ کا نائب امامت کرے' ورنہ سارے حجاج اپنی اپنی جگہ ظہر اور عصر کو اس کے وقت پر ادا کریں اس لیے کہ پورے میدان عرفات میں سوائے وادی عرفہ کے ٹھہرنا درست ہے۔ اور اگر کوئی شخص تنہا ظہر پڑھے تو وہ عصر بھی تنہا ہی ادا کرے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ: دونوں نمازوں کی ادائیگی کے وقت حج کا احرام ہو۔

تیسری شرط یہ ہے کہ: عرفہ کا دن ہو' اور عرفات کا میدان ہو۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ: جماعت کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہو جس کا امام خلیفہ یا اس کا نائب ہو۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ: زوال کے بعد پہلے ظہر پڑھی جائے اور پھر نماز عصر درمختار فتاویٰ عالمگیری اور ردالمحتار میں مذکور ہے کہ آج کل مذکورہ شرائط مسجد نمرہ میں ہوتی ہیں۔

۳۰۸۳ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّا مِمَّنْ قَدِمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃَ الْمُزْدَلِفَۃِ فِیْ ضَعَفَۃِ اَھْلِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

میں تھا کہ جن کو نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ کی رات اپنے اہل بیت کے ضعیف لوگوں یعنی بچوں اور عورتوں کو منیٰ روانہ فرما دیا تھا تا کہ یہ حضرات سورج نکلنے کے بعد ہی اول وقت رمی جمار سے فارغ ہو جائیں اور اژدھام سے محفوظ رہیں۔ (بخاری و مسلم)

بغیر عذر کے رات میں مزدلفہ سے روانہ ہوں تو دم لازم آئے گا

ف: فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اگر مناسک حج میں سے کوئی واجب عذر کی بناء پر ترک ہو جائے تو اس سے دم لازم نہیں آتا جیسا کہ صدر کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات ہی میں بچوں اور عورتوں کو منیٰ روانہ فرمایا اور ان پر دم بھی نہیں واجب کیا۔ البتہ! بغیر عذر کے کوئی رات ہی میں مزدلفہ سے روانہ ہو جائے تو اس پر دم لازم آئے گا۔ اس لیے کہ وقوف مزدلفہ کا وقت صبح صادق کے بعد سے طلوع آفتاب تک ہے۔

٣٠٨٤ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْمُرُ نِسَاءَہٗ وَثَقَلَہٗ صَبِیْحَۃَ جَمْعٍ اَنْ یُّفِیْضُوْا مَعَ اَوَّلِ الْفَجْرِ بِسَوَادٍ وَّلَا یَرْمُوا الْجَمْرَۃَ اِلَّا مُصْبِحِیْنَ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) حکم دیا تھا کہ عورتوں اور سامان کو مزدلفہ سے صبح صادق کے ساتھ ہی تاریکی میں روانہ کر دیا جائے لیکن وہ رمی جمار طلوع آفتاب کے بعد ہی کریں۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

٣٠٨٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَدِمْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃَ الْمُزْدَلِفَۃِ اُغَیْلِمَۃَ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلٰی حُمُرَاتٍ فَجَعَلَ یَلْطَحُ اَفْخَاذَنَا وَیَقُوْلُ اُبَیْنِیَّ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَۃَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ کی رات بنو عبد المطلب کے بچوں کو پہلے روانہ کر دیا اور ہم گدھوں پر سوار تھے اس وقت رسول اللہ ﷺ نے (ازراہ شفقت) ہماری رانوں پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا: اے میرے بچو! سورج نکلنے سے پہلے جمرہ پر کنکریاں نہ مارو۔ اس کی روایت ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٠٨٦ - وَعَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَدِّمُ ضُعَفَاءَ اَھْلِہٖ بِغَلَسٍ وَّیَاْمُرُھُمْ یَعْنِیْ لَا یَرْمُوْنَ الْجَمْرَۃَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاَصْحَابُ السُّنَنِ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ نَحْوَہٗ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اہل بیت کے ضعیف لوگوں کو (جن میں بچے اور عورتیں تھے) حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ سے منیٰ کو اندھیرے میں روانہ فرما دیئے اور ان کو یہ حکم دیا کہ سورج نکلنے تک جمرات پر کنکریاں نہ ماریں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور اصحاب سنن نے کی ہے اور بخاری نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

رمی جمار کے اوقات

ف: واضح ہو کہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ دسویں ذوالحجہ کو رمی کے چار اوقات ہیں (١) مکروہ (٢) مسنون (٣) مباح (٤) ممنوع۔ صبح صادق کے بعد سے طلوع آفتاب تک کنکریاں مارنا مکروہ ہے اور طلوع آفتاب کے بعد سے زوال تک مسنون ہے اور زوال کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک مباح یعنی جائز ہے اور اگر کسی نے رات میں یعنی صبح صادق سے پہلے کنکریاں ماریں تو درست نہیں اس کو دن میں لوٹانا پڑے گا اب رہا گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو رمی کے اوقات تین ہیں:

(۱) زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک مسنون ہے۔
(۲) غروب آفتاب سے صبح صادق تک مکروہ ہے۔
(۳) طلوع آفتاب سے زوال تک مکروہ ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ دسویں ذوالحجہ کو صرف جمرۂ کبریٰ پر سات کنکریاں مارنا واجب ہے اور بقیہ دودنوں یعنی گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو تینوں جمرات پر کنکریاں مارنا واجب ہے۔

۳۰۸۷ - وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِالْمُزْدَلِفَةِ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى مَعَنَا صَلَاتَنَا هٰذِهٖ هٰهُنَا ثُمَّ اَقَامَ مَعَنَا وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهٗ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاَصْحَابُ السُّنَنِ وَابْنُ حَبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ وَقَالَ وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَلٰى شَرْطِ كَافَّةِ اَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ.

حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایسے وقت پہنچا کہ آپ مزدلفہ میں قیام فرما ہوئے تھے اور نماز کے لیے نکل رہے تھے میں نے عرض کیا کہ دُور دراز سے یعنی طی کی پہاڑیوں سے اس وقت مزدلفہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ کیا میرا حج ہوا یا نہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے یہاں مزدلفہ میں نماز ادا کی اور پھر ہمارے ساتھ وقوف کیا اور اس سے پہلے (نویں ذوالحجہ کو) رات میں یا دن میں (زوال کے بعد سے لے کر دسویں کی صبح صادق تک) عرفات میں تھوڑا سا قیام بھی کر لے تو اس کا حج ادا ہو جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وقوف عرفہ فرض ہے اور وقوف مزدلفہ واجب ہے۔ اس حدیث کی روایت نسائی، اصحاب سنن ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث تمام ائمہ حدیث کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

۳۰۸۸ - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَدْفَعُوْنَ مِنْ عَرَفَةَ حِيْنَ تَكُوْنُ الشَّمْسُ كَاَنَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ فِيْ وُجُوْهِهِمْ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ وَمِنَ الْمُزْدَلِفَةِ بَعْدَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ حِيْنَ تَكُوْنُ كَاَنَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَاِنَّا لَا نَدْفَعُ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَنَدْفَعُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ هَدْيُنَا مُخَالِفٌ لِهَدْيِ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالشِّرْكِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک مرتبہ) خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ لوگ ایام جاہلیت میں عرفات سے اس وقت نکلتے تھے جب کہ سورج غروب سے پہلے ان کے سروں پر عماموں کی طرح دکھائی دیتا تھا (یعنی سورج کا کچھ حصہ غروب ہوتا اور کچھ باہر رہتا تھا) اور مزدلفہ سے بھی ایسے وقت روانہ ہوتے جب کہ سورج نکلتا رہتا اور ان کے چہروں پر عماموں کی طرح دکھائی دینے لگتا، اس کے برخلاف ہم عرفات سے ایسے وقت نکلتے ہیں جب کہ سورج ڈوب چکا ہو اور مزدلفہ سے روانہ ہوتے ہیں) اور ہمارا یہ طریقہ بت پرستوں اور مشرکین کے طریقہ کے خلاف ہے، اس کی روایت بیہقی نے کی ہے۔

۳۰۸۹ - وَعَنْ يَّعْقُوْبَ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ الشَّرِيْدَ يَقُوْلُ اَفَضْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا مَسَّتْ قَدَمَاهُ الْاَرْضَ

حضرت یعقوب بن عاصم بن عروہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ انھوں نے شرید رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات سے مزدلفہ کو واپسی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا (میں نے دیکھا کہ)

حَتّٰی اَتٰی جَمْعًا رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ.

رسول اللہ ﷺ عرفات سے مزدلفہ کو سواری کی حالت میں پہنچے اور کہیں بھی آپ پیدل نہیں چلے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات سے مزدلفہ تک پوری مسافت سواری پر طے فرمائی اور راستہ میں کہیں قیام نہیں فرمایا حتیٰ کہ نماز مغرب بھی راستہ میں نہیں پڑھی۔ اب رہا بخاری میں حضرت اسامہ ؓ سے جو مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے راستہ میں ایک گھاٹی میں اتر کر پیشاب کیا اور وضو فرمایا۔ اس حدیث کے معارض نہیں اس لیے کہ ضرورتاً راستہ میں کہیں رک جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ! کہیں قیام نہ کیا جائے جیسا کہ بذل المجہود میں مذکور ہے۔

بَابُ رَمْیِ الْجِمَارِ
جمرات پر کنکریاں مارنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ لِمَنِ اتَّقٰی. (البقرہ:۱۹۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو جو جلدی کر کے دو دن میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں، پرہیزگار کے لیے۔ (کنز الایمان)

ف: واضح ہو کہ منٰی میں حجاج کرام عرفات سے واپسی کے بعد دس گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو کنکریاں مارنے کے لیے قیام کرتے ہیں۔ آیت صدر میں پہلے دو دنوں میں جلدی کرنے کا جو ذکر ہے اس سے گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کا قیام مراد ہے اور تاخیر کا جو ذکر ہے اس سے مراد تیرھویں ذوالحجہ کا قیام ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ دسویں ذوالحجہ کو صرف پہلے جمرہ پر طلوع آفتاب کے بعد سات کنکریاں ماری جاتی ہیں اور گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو زوالِ آفتاب کے بعد تینوں جمروں میں سے ہر جمرہ پر سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں اور اگر کوئی شخص تیرھویں ذوالحجہ کی صبح تک رہ جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ طلوع آفتاب کے بعد تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مار کر مکہ معظمہ روانہ ہو۔ (ماخوذ از بیان القرآن)

۳۰۹۰ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْمِیْ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ یَوْمَ النَّحْرِ وَیَقُوْلُ لِتَاْخُذُوْا مَنَاسِکَکُمْ فَاِنِّیْ لَآ اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَآ اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِیْ ھٰذِہٖ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ قربانی کے دن یعنی دسویں ذوالحجہ کو جمرۂ اولیٰ پر سواری کی حالت میں کنکریاں مار رہے تھے اور (کنکریاں مارنے کے بعد) آپ نے بھی ارشاد فرمایا: تم لوگ حج کے مناسک مجھے دیکھ کر سیکھ لو، شاید کہ اس حج کے بعد میں دوسرا حج نہ کر سکوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

پیدل رمی کرنا افضل ہے

ف: واضح ہو کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سواری کی حالت میں جو رمی فرمائی ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ کے فعل کو صحابہ کرام ؓ دیکھ سکیں اور رمی کے طریقہ کو آپ سے سیکھ لیں۔ ظہیریہ میں پیدل رمی کرنے کو مطلقاً مستحب قرار دیا ہے، اس لیے کہ اس میں تواضع، خشوع اور انکساری زیادہ ہوتی ہے جو عبادت میں مقصود ہے اور ظہیریہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ اس زمانہ میں پیدل رمی کرنا افضل ہے، اس لیے کہ عامۃ المسلمین پیدل رمی کرتے ہیں اور سب پیدل رمی کریں تو ایذاء اور تکلیف کا اندیشہ نہیں رہتا۔ چنانچہ اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ صحیح احادیث میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ صرف دسویں ذوالحجہ کو بغرض تعلیم سواری پر رمی فرمائی اور بقیہ دنوں میں پیدل رمی فرمائی۔

۳۰۹۱ - وَعَنْ قُدَامَةَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ عَلٰى نَاقَةٍ صَهْبَاءَ لَيْسَ ضَرْبٌ وَّلَا طَرْدٌ وَّلَيْسَ قِيْلَ اِلَيْكَ اِلَيْكَ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت قدامہ بن عبداللہ بن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) دسویں ذوالحجہ کے دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرخ وسفید اونٹنی پر سوار جمرۂ اولیٰ پر کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا' اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے لوگوں کو راستہ سے ہٹانے کے لیے نہ تو لوگوں کو کوئی مارر ہا تھا اور نہ ہٹا رہا تھا اور نہ ہٹو بچو کہا جا رہا تھا (جیسا کہ عام طور پر امراء اور بادشاہوں کے لیے اہتمام کیا جاتا ہے) اس حدیث کی روایت امام شافعیؒ ترمذی' نسائی' ابن ماجہ اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجتماعی عبادتوں کے موقع پر کسی فرد کے لیے ایسا اہتمام جس سے اس کی بڑائی ظاہر ہوتی ہو' اور لوگوں کو ایذا پہنچتی ہو' ممنوع ہے۔

۳۰۹۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةِ بِمِثْلِ حِصَى الْخَذَفِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چنے کے دانوں کے برابر چھوٹی کنکریوں سے جمرہ پر رمی کرتے دیکھا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ رمی جمار کے موقع پر چنے کے دانے کے برابر کنکریوں سے رمی کرنا چاہیے۔ اس سے چھوٹی یا اس سے بڑی کنکریوں سے رمی کرنا مکروہ ہے۔

۳۰۹۳ - وَعَنْهُ قَالَ رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَاَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا انْتَفَخَ النَّهَارُ مِنْ يَّوْمِ النَّفَرِ فَقَدْ حَلَّ الرَّمْيُ وَالصَّدَرُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دسویں ذوالحجہ کو جمرۂ اولیٰ پر چاشت کے وقت یعنی دن چڑھے رمی فرمائی اور اس کے بعد کے دنوں میں آپ نے (تینوں جمرات پر) زوال آفتاب کے بعد رمی فرمائی اور اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بیہقی کی روایت میں ابن عباس سے اسی طرح مروی ہے کہ تیرھویں ذوالحجہ کو اگر کوئی شخص صبح صادق تک ٹھہر جائے تو اس کے لیے آفتاب بلند ہونے کے بعد اس دن بھی تینوں جمرات پر رمی کرنا درست ہے اور وہ منٰی سے واپس ہوسکتا ہے۔

۳۰۹۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ اِنْتَهٰى اِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَّسَارِهٖ وَمِنًى عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَرَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُّكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَمَى الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عبدالرحمٰن بن یزید روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ (دسویں ذوالحجہ کو) جمرہ کبریٰ پر رمی کے لیے پہنچے تو رمی کرتے وقت اس طرح کھڑے رہے کہ بیت اللہ شریف آپ کے بائیں جانب تھا اور منٰی سیدھے جانب (اور جمرہ سامنے تھے) پھر آپ نے جمرے پر سات کنکریاں ماریں' اور کنکری کے پھینکتے وقت آپ اللہ اکبر فرما رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: (میرا یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں ہے) کیونکہ آپ نے بھی اسی طرح رمی فرمائی ہے اور یہ وہی ذات گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی (جس میں مناسک حج تفصیلاً مذکور ہیں۔

(بخاری و مسلم)

رمی جمار کے وقت کی ایک مسنون دعاء

ف: واضح ہو کہ مرقات میں علامہ سیوطی کی درمنثور کے حوالہ سے بیہقی کی سنن سے یہ روایت مذکور ہے کہ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ہر کنکری پھینکتے وقت اس طرح دعا فرمائی:

''اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا مَّشْکُوْرًا'' اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے۔ اے اللہ! میرے حج کو قبول فرما اور میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے عمل کو مقبول فرما۔

حضرت سالم نے فرمایا کہ ان کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر کنکری پھینکتے وقت اسی طرح دعا فرمایا کرتے تھے۔

۳۰۹۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِسْتِجْمَارُ تَوٌّ وَّرَمْیُ الْجِمَارِ تَوٌّ وَّالسَّعْیُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَالطَّوَافُ تَوٌّ وَّاِذَا اسْتَجْمَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَجْمِرْ بِتَوٍّ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ استنجاء کے لیے طاق عدد ڈھیلے لینے چاہئیں اور اسی طرح رمی جمار بھی طاق ہونا چاہیے (ہر جمرہ پر سات سات کنکریاں مارنا چاہیے) اور اسی طرح صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بھی طاق ہے یعنی سات چکر کرنا چاہیے اور طواف کعبہ بھی طاق ہے یعنی بیت اللہ شریف کے گرد سات مرتبہ چکر لگانے چاہئیں اور جب تم میں سے کوئی استنجاء کے لیے ڈھیلے لے تو اس کو چاہیے کہ طاق عدد میں لے (حسب ضرورت تین یا پانچ یا سات لے) اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۹۶ - عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ رَمْیُ الْجِمَارِ وَالسَّعْیُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ لِاِقَامَۃِ ذِکْرِ اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمی جمار اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اللہ تعالیٰ کی یاد (اور دعاء) کے لیے مقرر کیے گئے ہیں اس لیے ہر کنکری کے پھینکتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہیے اور ہر سعی کے وقت دعا کرنی چاہیے۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۰۹۷ - وَعَنْ نَّافِعٍ قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ وُقُوْفًا طَوِیْلًا یُّکَبِّرُ اللّٰہَ وَیُسَبِّحُہٗ وَیَحْمَدُہٗ وَیَدْعُو اللّٰہَ وَلَا یَقِفُ عِنْدَ جَمْرَۃِ الْعَقَبَۃِ رَوَاہُ مَالِکٌ وَّرَوَی الْبُخَارِیُّ نَحْوَہٗ مَرْفُوْعًا وَّفِیْ رِوَایَۃٍ لِّاَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی مِنًی فَمَکَثَ بِھَا لَیَالِیَ اَیَّامَ التَّشْرِیْقِ یَرْمِی الْجَمْرَۃَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ کُلَّ جَمْرَۃٍ

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما (دسویں ذوالحجہ کے بعد والے دنوں میں) جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ پر رمی کے بعد بہت دیر تک ٹھہرتے اور تکبیر تسبیح اور تحمید فرماتے رہتے اور دعا میں مشغول رہتے (اتنی دیر ٹھہرتے جتنی دیر سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اور چونکہ جمرۂ عقبہ کے بعد رمی نہیں ہے وہاں ٹھہرنا اور دعاء کرنا مستحب نہیں ہے اس کی روایت امام مالک نے کی ہے اور بخاری نے بھی مرفوعاً اسی طرح روایت کی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دسویں ذوالحجہ کو طواف زیارت کے

بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ وَّيَقِفُ عِنْدَ الْأُوْلٰى وَالثَّانِيَةِ فَيُطِيْلُ الْقِيَامَ وَيَتَضَرَّعُ وَيَرْمِى الثَّالِثَةَ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا.

بعد مکہ معظمہ سے پھر منیٰ واپس تشریف لائے اور منیٰ میں ایام تشریق کے دنوں میں قیام فرمایا اور (گیارہ وبارہ ذوالحجہ کو) آفتاب ڈھلنے کے بعد تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں اس طرح ماریں کہ ہر کنکری کے پھینکتے وقت اللہ اکبر فرماتے تھے اور پہلے اور دوسرے جمرہ پر رمی کے بعد ٹھہر جاتے اور دیر تک ٹھہرتے اور گڑگڑا کر دعا فرماتے اور تیسرے جمرہ عقبہ پر رمی فرماتے تو رمی کے بعد وہاں نہ ٹھہرتے' اس لیے کہ یہ آخری جمرہ ہے اور اس کے بعد کوئی رمی نہیں ہے۔

۳۰۹۸- وَعَنْهَا قَالَتْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا نَبْنِىْ لَكَ بِنَاءً يُّظِلُّكَ بِمِنٰى قَالَ لَامِنٰى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ ہم نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا منیٰ میں آپ کے قیام کے لیے کوئی سایہ دار عمارت نہ بنا دیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں! منیٰ تو ادائیگی مناسک کی جگہ ہے اور اس شخص کے اونٹ بٹھانے یعنی قیام کرنے کی جگہ ہے جو یہاں پہلے پہنچے۔ اس کی روایت ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

حرم کی زمین وقف ہے اس کا کوئی مالک نہیں

ف: صاحب مرقات نے طیبی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ منیٰ ادائیگی مناسک (رمی)' ذبح حلق وغیرہ عبادتوں کے ادا کرنے کی جگہ ہے۔ اگر یہاں عمارتیں بنائی جائیں تو حجاج کو ادائیگی مناسک میں دشواری ہوگی اور سڑکوں اور بازاروں کا بھی یہی حکم ہے کہ وہاں رہنے کے لیے مکانات نہ بنائے جائیں اور امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حرم کی زمین وقف ہے' اس لیے کوئی شخص اس کا مالک نہیں ہوسکتا اور جب کوئی مالک نہیں ہوسکتا تو تعمیر کیسے کرسکتا ہے!

بَابُ الْهَدْيِ
حج کی قربانی اور قربانی کے جانوروں کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَائِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ. (المائدہ:۲)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! حلال نہ ٹھہرالو اللہ کے نشان اور نہ ادب والے مہینے اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ جن کے گلے میں علامتیں آویزاں ہوں۔ (کنزالایمان)

ف: مناسک حج کو پوری تعظیم واہتمام کے ساتھ ادا کرو اور حدود حرم اور احرام کی حالت میں شکار نہ کرو۔ تفسیر خزائن العرفان میں لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے نشان حلال نہ ٹھہرالو" اس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں اللہ نے فرض کی اور جو منع فرمائیں سب کی حرمت کا لحاظ رکھو۔

عرب کے لوگ قربانیوں کے گلے میں حرم شریف کے اشجار کی چھالوں وغیرہ سے گلوبند بن کر ڈالتے تھے تاکہ دیکھنے والے جان لیں کہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں ہیں اور ان سے تعرض نہ کریں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ' گائے ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں سے کیے' تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے تو ان پر اللہ کا نام لو ایک پاؤں بندھے تین پاؤں کھڑے' پھر ان کی کروٹیں گر

وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ○لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ. (الحج:۳۶-۳۷)

جائیں تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔ ہم نے یونہی ان کو تمہارے بس میں دے دیا کہ تم احسان مانو۔ اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے یونہی ان کو تمہارے بس میں کر دیا کہ تم اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ تم کو ہدایت فرمائی اور اے محبوب! خوشخبری سناؤ نیکی والوں کو۔

(کنزالایمان)

ف: جانوروں کے ذبح کرنے میں اللہ تعالیٰ نے کئی فائدے رکھے ہیں۔ دنیوی فائدہ تو یہ ہے کہ تم جانور کو ذبح کر کے خود بھی کھاتے ہو اور دوسروں کو بھی کھلاتے ہو اور اخروی فائدہ یہ ہے کہ تم کو ذبح کرنے کا اجر و ثواب بھی ملے گا۔

اونٹ کے ذبح کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اس کا ایک پاؤں باندھ کر تین پاؤں پر کھڑا کر کے گردن پر نحر کریں بعد میں ذبح اونٹ کا پہلو زمین پر گرے اور جب اس کی حرکت ساکن ہو جائے تو کھال وغیرہ اتار کر گوشت بنائیں۔

قربانی کرنے والے کی نیت میں اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہونی چاہیے۔ قربانی کرنے والا اخلاص اور شروط تقویٰ کی رعایت سے ہی اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتا ہے۔ زمانہ جاہلیت کے کفار اپنی قربانیوں کے خون سے کعبہ معظمہ کی دیواروں کو آلودہ کرتے تھے اور اس کو سبب تقرب جانتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۳۰۹۹ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْدٰى عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِيْ هَدَايَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَلًا كَانَ لِاَبِيْ جَهْلٍ فِيْ رَاْسِهٖ بُرَّةٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ مِّنْ ذَهَبٍ يَّغِيْظُ بِذٰلِكَ الْمُشْرِكِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے سال ۶ ہجری میں جب کہ صلح حدیبیہ ہوئی اور آپ عمرہ کے لیے تشریف لے گئے تو قربانی کے جانوروں میں ابوجہل کا اونٹ بھی ساتھ لے گئے یہ وہی اونٹ تھا جو غزوۂ بدر کے موقع پر مال غنیمت میں حاصل ہوا تھا اس کی ناک میں چاندی کی اور ایک روایت میں سونے کی نتھنی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اونٹ کو قربانی کے لیے اس لیے ساتھ لائے تا کہ مشرکین اس کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھ کر جلیں کہ ان کے سردار کا اونٹ مسلمانوں کے ہاتھ ذبح ہو رہا ہے اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو قربانیاں دی ہیں وہ نفل اور شکرانہ میں دی گئیں اس لیے کہ عمرہ میں قربانی واجب نہیں ہے۔ (مرقات، اشعۃ اللمعات)

۳۱۰۰ - وَعَنْهُ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهٖ فَاَشْعَرَهَا فِيْ صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْاَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ عَنْهَا وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهٖ عَلَى الْبَيْدَاءِ اَهَلَّ بِالْحَجِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام ذوالحلیفہ پر (جو اہل مدینہ منورہ کی میقات ہے) ظہر کی نماز ادا فرمائی اور اس اونٹنی کو طلب فرمایا (جس کو آپ بطور ہدی قربانی کے لیے لے جانا چاہتے تھے۔ پھر آپ نے اس اونٹنی کے کوہان کے سیدھی جانب کنارے پر (بطور نشانی کے) زخم لگایا (تا کہ لوگ تعرض نہ کریں اور اس کو ایذا نہ پہنچائیں اور زخم کو صاف کیا اور خون کو پونچھ دیا اور اس کے گلے میں دو نعلیں بطور ہار کے ڈالے (تا کہ یہ اور اونٹنیوں میں ممتاز رہے

يُلَبِّيْ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا وَّفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ يَعْلٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْعَرَ بُدْنَهٗ فِيْ شِقِّهَا الْاَيْسَرِ ثُمَّ سَلَتَ الدَّمَ بِاِصْبَعِهٖ.

اور پہچانی جا سکے اور پھر اونٹنی پر سوار ہوئے اور جب اونٹنی آپ کو (ذوالحلیفہ سے لے کر) مقام بیداء میں پہنچی تو آپ نے حج کے لیے لبیک فرمایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے' اور بخاری و مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (حجۃ الوداع کے وقت قِران کی نیت سے) حج اور عمرہ کا ایک ساتھ اس طرح تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے: "عُمْرَةً وَّحَجًّا" اے اللہ! میں عمرہ اور حج کے لیے حاضر ہوں) اور ابو یعلیٰ کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (قربانی کی) اونٹنی کے کوہان کے بائیں جانب اشعار کیا' یعنی ہلکا سا زخم لگایا (تاکہ نشان رہے) پھر (اس زخم کے) خون کو اپنی مبارک انگلی سے پونچھ کر صاف فرمایا۔

٣١٠١ - وَعَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَهْدٰى هَدْيًا مِّنَ الْمَدِيْنَةِ قَلَّدَهٗ وَاَشْعَرَهٗ وَذٰلِكَ فِيْ مَكَانٍ وَّاحِدٍ وَّهُوَ مُوَجِّهٌ لِّلْقِبْلَةِ يُقَلِّدُهٗ بِنَعْلَيْنِ وَيُشْعِرُهٗ مِنَ الشِّقِّ الْاَيْسَرِ ثُمَّ يُسَاقُ مَعَهٗ حَتّٰى يُوْقَفُ بِهٖ مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ ثُمَّ يَدْفَعُ بِهٖ مَعَهُمْ اِذَا دَفَعُوْا فَاِذَا قَدِمَ مِنًى غَدَاةَ النَّحْرِ نَحَرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّحْلِقَ اَوْ يَقْصُرَ وَكَانَ هُوَ يَنْحَرُ هَدْيَهٗ بِيَدِهٖ يَصُفُّهُنَّ قِيَامًا وَّيُوَجِّهُهُنَّ اِلَى الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَاْكُلُ وَيُطْعِمُ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت نافع رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ (جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حج کے لیے روانہ ہوتے تو) وہ مدینہ منورہ سے ہی ہدی یعنی قربانی کے جانور کو ساتھ لے لیتے اور جب ذوالحلیفہ پر جو اہل مدینہ کی میقات ہے) پہنچتے تو ہدی کے گلے میں (بطور نشانی) نعلین ڈالتے اور اس کے کوہان کو اشعار کرتے' یعنی ہلکا سا زخم لگاتے اور اس موقع پر پہلے نعلین گلے میں ڈالتے' پھر اشعار کرتے اور یہ دونوں کام ایک ہی جگہ کرتے اور اس وقت قبلہ رو ہو کر (پہلے) نعلین جانور کے گلے میں ڈالتے اور پھر اس کے کوہان کے بائیں جانب اشعار کرتے' پھر اس ہدی کو اپنے ہمراہ رکھتے یہاں تک اور لوگوں کے ساتھ مقام عرفات میں وقوف کرتے' پھر جب لوگ (عرفات سے مزدلفہ) روانہ ہوتے تو ہدی بھی ان کے ساتھ ہی رہتی۔ پھر جب دسویں ذوالحجہ کی صبح منیٰ پہنچتے تو (رمی کے بعد) حلق یا قصر سے پہلے اس جانور کو ذبح کرتے اور اس جانور کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے' ان جانوروں کو (نحر کرنے کے لیے) کھڑے کرتے تو ان کو قبلہ رخ کھڑا (کر کے نحر) کرتے اور (ان جانوروں کے گوشت کو خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

٣١٠٢ - وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُشْعِرُ بُدْنَتَهٗ فِي الشِّقِّ الْاَيْسَرِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صِعَابًا مُّقْرَنَةً فَاِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْنَهَا اَشْعَرَ مِنَ الشِّقِّ الْاَيْمَنِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّشْعِرَهَا وَجَّهَهَا

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما (جب حج کے لیے تشریف لے جاتے اور ہدی ساتھ ہوتی تو) اپنی اونٹنی کے کوہان کے بائیں جانب ہی اشعار فرماتے' البتہ! اگر کوہان (کا بایاں جانب) اس قابل نہ ہوتا اور اس میں دشواری ہوتی اور بائیں طرف اشعار ممکن

اِلَى الْقِبْلَةِ قَالَ فَاِذَا اَشْعَرَهَا قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَكَانَ يُشْعِرُهَا بِيَدِهٖ وَيَنْحَرُهَا بِيَدِهٖ قِيَامًا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِيْ مُوَطَّاهُ.

نہ ہوتا تو کوہان کے سیدھے جانب اشعار فرماتے اور جب اشعار کا ارادہ فرماتے تو اونٹنی کو قبلہ رو کرتے اور بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر اپنے ہاتھ سے اشعار کرتے (پھر جب نحر کا وقت آتا تو) اونٹنی کو کھڑا کر کے اپنے ہاتھ سے نحر کرتے۔ اس کی روایت امام محمد نے اپنی موطا میں کی ہے۔

۳۱۰۳- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً يَوْمَ النَّحْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) دسویں ذوالحجہ کے دن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ایک گائے ذبح فرمائی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اونٹ یا گائے کی قربانی میں زیادہ سے زیادہ سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور چاہیں تو صرف ایک آدمی کی طرف سے بھی ایک گائے یا اونٹ کی قربانی دی جا سکتی ہے' البتہ! قربانی غیر کی طرف سے دی جا رہی ہو تو اس سے اجازت کے بغیر نہ دی جائے۔ مرقات اور اشعۃ اللمعات اور فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ اگر گائے یا اونٹ کی قربانی ایک شخص کی طرف سے دی جائے تو پوری گائے یا اونٹ کی قربانی ایک ہی کی طرف سے ہوگی۔

۳۱۰۴- وَعَنْهُ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (جب عمرہ کے لیے آئے اور ہم کو عمرہ سے روک دیا گیا تھا تو اس وقت ہم نے اونٹ کی قربانی سات آدمیوں کی طرف سے اسی طرح گائے کی قربانی بھی سات آدمیوں کی طرف سے ادا کی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۱۰۵- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَاَشْعَرَهَا وَاَهْدَاهَا فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ اُحِلَّ لَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اونٹوں کو بطور ہدی (مکہ معظمہ) روانہ فرمایا تھا۔[1] اونٹوں کے قلادہ یعنی ہار کی رسیاں میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بانٹی ہیں' پھر ان رسیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان جانوروں کے گلوں میں ڈالا اور اشعار فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی حلال چیز حرام نہیں ہوئی۔[2] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] اور اپنی طرف سے (حضرت ابوبکر صدیق ص کے ہمراہ ہجرت کے نویں سال مکہ معظمہ بطور ہدی کے روانہ فرمایا اور اس طرح بطور ہدی ان جانوروں کو روانہ کرنے سے۔

[2] ہدی بھیجنے والے پر اگر وہ اپنے مقام پر ہی رہے تو اس پر ہدی بھیجنے کی وجہ سے کوئی پابندی لازم نہیں آتی۔

۳۱۰۶- وَعَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِيْ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ اَبِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ہدی کے جانوروں کے قلادہ کی رسیوں کو اس اون سے جو میرے پاس تھا بانٹی ہے اور ان جانوروں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے نویں سال اپنی طرف سے میرے والد (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے ہمراہ

جب کہ وہ امیر حج مقرر فرمائے گئے تھے (بطور ہدی مکہ معظمہ) روانہ فرمایا تھا۔
اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر ہے۔

۳۱۰۷ - وَعَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ سُئِلَ عَنْ رُكُوْبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِرْكَبْهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَاِذَا اُلْجِئْتَ اِلَيْهَا حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوالزبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہدی یعنی قربانی کے جانور پر بیٹھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس جانور پر احتیاط کے ساتھ سوار ہو (تاکہ اس کو ضرر نہ پہنچے) بشرطیکہ تم اس پر سواری کے لیے مجبور نہ ہو جاؤ، یہاں تک کہ تم کو دوسری سواری مل جائے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۱۰۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ عَشَرَ بُدْنَةً مَّعَ رَجُلٍ وَّاَمَّرَهٗ فِيْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَصْنَعُ بِمَا اَبْدَعَ عَلَيَّ مِنْهَا قَالَ اِنْحَرْهَا ثُمَّ اصْبَغْ نَعْلَيْهَا فِيْ دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهَا عَلٰى صَفْحَتِهَا وَلَا تَاْكُلْ مِنْهَا اَنْتَ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ رِفْقَتِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی (ناجیہ اسلمی ص) کے ہمراہ سولہ اونٹ (بطور ہدی کے نفل قربانی کے لیے مکہ معظمہ) روانہ فرمائے اور ان کو ان جانوروں پر امیر بھی بنایا (تاکہ ان کی نگرانی کریں) تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان میں سے کوئی جانور (تھکن یا بیماری کی وجہ سے چل نہ سکے تو میں اس کے ساتھ کیا کروں؟) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (ایسی صورت میں) تم اس کو ذبح کر دو اس کے نعلین کو (جو بطور قلادہ کے اس کے گلے میں ڈالے گئے ہیں) اس کے خون میں رنگ کر ان کو اس کے کوہان کے اُوپر رکھ دو (تاکہ فقراء اور راہرو اس سے واقف ہو جائیں کہ یہ ہدی کا جانور ہے اور وہ اس کے گوشت کو کھالیں لیکن تم اور تمہارے (تونگر) ساتھی اس کو نہ کھائیں (حضرت ناجیہ اور ان کے ساتھیوں کو اس جانور کے گوشت کھانے سے اس لیے بھی منع کیا گیا کہ ان کو تہمت سے بچایا جائے، کہیں انہوں نے اس کے کھانے کے لیے اس کو ذبح کیا ہے)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۱۰۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ اَنَاخَ بُدْنَتَهٗ يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُّقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ کا گزر ایک شخص پر ہوا جو اپنی اونٹنی کو نحر کرنے کے لیے بٹھائے رکھتا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ اس کو کھڑا کر (اس کا اگلا بایاں پیر) باندھ کر نحر کرنے کا یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف: فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ اونٹوں کو نحر کرنا اور گائے اور بکریوں کو ذبح کرنا افضل ہے، اونٹوں کو کھڑا کر کے نحر کرنا چاہیے۔ اگر چاہے تو اونٹوں کو بٹھا کر بھی نحر کرسکتا ہے لیکن کھڑا کر کے نحر کرنا افضل ہے اور گائے اور بکریوں کو کھڑا کر کے ذبح نہ کرنا چاہیے بلکہ ان کو لٹا کر ذبح کرے۔

۳۱۱۰ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهٖ وَاَنْ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کی

اَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُوْدِهَا وَاَجِلَّتِهَا وَاَنْ لَّا اُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا قَالَ نَحْنُ نُعْطِيْهِ مِنْ عِنْدِنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اونٹنیوں پر نگران رہوں اور (ذبح کے بعد) ان کے گوشت چمڑے اور جھولوں (اوجھڑی بوٹی) کو (غرباء اور فقراء میں) خیرات کروں اور قصاب کو (اُجرت میں اونٹنیوں کی) کوئی چیز (منہا کر کے) نہ دوں۔ حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہم قصائی کی اُجرت اپنے پاس سے ادا کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

۳۱۱۱ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا لَا نَاْكُلُ مِنْ لُحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَرَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا فَاَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں جب تنگی کی وجہ سے لوگوں کو احتیاج تھی تو) ہم اپنی قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھ کر نہیں کھاتے تھے۔ (بلکہ لوگوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے) پھر جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دے دی اور رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اجازت دے دی کہ تم (قربانیوں کے گوشت کو) کھاؤ اور توشہ بناؤ (یعنی تین دن کے بعد بھی گوشت رکھ سکتے ہو) تو ہم نے کھایا اور توشہ بھی بنایا۔ (بخاری و مسلم)

ف: اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ واجب قربانی جیسے تمتع اور قِران کی قربانی کے گوشت کو خود بھی کھا سکتے ہیں اور اغنیاء اور فقراء کو بھی کھلا سکتے ہیں اور اس کا ذخیرہ بھی بنا سکتے ہیں البتہ نفل قربانی اور دم کی قربانی جو بطور جنایات و جرمانہ لازم آئے۔ ایسی قربانیوں کا گوشت خود نہ کھائے بلکہ صرف غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دے۔ ہدایہ میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔

۳۱۱۲ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَّفِيْ بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامَ الْمُقْبِلُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِيَ قَالَ كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَاَرَدْتُّ اَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کہ قحط سالی تھی کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ نہ رکھے (بلکہ غرباء میں تقسیم کر دے) جب دوسرے سال (قحط سالی نہ رہی) تو صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم (قربانیوں کے گوشت کو) گزشتہ سال کی طرح تقسیم کر دیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھاؤ اور کھلاؤ اور (تین دن سے زائد) جمع بھی رکھو (پچھلے سال قحط سالی کی وجہ سے) لوگوں پر فاقہ تھا (اس لیے گوشت کا ذخیرہ بنانے سے میں نے منع کیا تھا) تا کہ تم (گوشت کو تقسیم کر کے غرباء کی) مدد کرو۔ (بخاری و مسلم)

۳۱۱۳ - وَعَنْ نُّبَيْشَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا كُنَّا نَهَيْنَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِهَا اَنْ تَاْكُلُوْهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ لِكَيْ تَسَعَكُمْ جَاءَ اللّٰهُ بِالسَّعَةِ فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَاتَّجِرُوْا اَلَا وَاِنَّ هٰذِهِ الْاَيَّامِ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے تم کو قربانیوں کے گوشت کو تین دن سے زیادہ رکھ کر کھانے سے منع کیا تھا تا کہ تم اس گوشت سے خیرات کرو اور غرباء کو مدد دو اور سب کے لیے کافی ہو جائے اور اب اللہ تعالیٰ نے (تنگی دُور فرما دی ہے اور) خوش حالی مہیا فرما دی ہے (جس سے غرباء کی احتیاج باقی نہیں رہی) اس لیے اب تم قربانی کے گوشت کو کھاؤ جب تک چاہے رکھو اور (خیرات کر کے) اجر حاصل کرو۔ یاد رکھو (منیٰ میں قیام کے) یہ (چاروں) دن کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کے دن ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

1 لیکن اس کو بیچو نہیں اس لیے کہ قربانی کے گوشت کی تجارت جائز نہیں۔

٣١١٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمَ الْقَرِّ قَالَ ثَوْرٌ هُوَ الْيَوْمُ الثَّانِي قَالَ وَقُرِّبَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدْنَاتٌ خَمْسٌ أَوْ سِتٌّ فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ إِلَيْهِ بِأَيَّتِهِنَّ يَبْدَأُ قَالَ فَلَمَّا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ خَفِيَّةٍ لَمْ أَفْهَمْهَا فَقُلْتُ مَا قَالَ قَالَ مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پاس یوم النحر یعنی دسویں ذوالحجہ بڑی فضیلت کا دن ہے پھر فضیلت میں یوم القر ہے (اس حدیث کے راوی) ثور کہتے ہیں کہ یہ دوسرا دن ہے (گیارہویں ذوالحجہ ہے) راوی حدیث حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پانچ یا چھ اونٹ حاضر کیے گئے (تا کہ آپ جس اونٹ کی چاہیں پہلے قربانی فرما دیں) تو وہ اونٹ ایک دوسرے پر سبقت کر کے حضور سے قریب ہونے لگے (کہ حضور ﷺ اپنے دست مبارک سے اس کو پہلے ذبح فرما دیں) راوی کا بیان ہے جب وہ (ذبح کیے گئے اور) پہلو کے بل گر پڑے تو حضور ﷺ نے آہستہ سے کچھ ارشاد فرمایا جس کو میں نہ سن سکا۔ میں نے اُن صاحب سے جو حضور ﷺ سے قریب تھے پوچھا کہ حضور ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ حضور نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو چاہے ان جانوروں کے گوشت کو کاٹ کر لے جائے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ الْحَلْقِ

حج یا عمرہ کے موقع پر احرام سے باہر آنے کے لیے سر منڈوانے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ آمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُؤُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ. (الفتح:٢٧/٤٨)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن وامان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے۔

وَقَوْلُهُ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ. (الحج:٢٩)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پھر اپنا میل کچیل اُتاریں۔

ف: میل کچیل سے مراد مونچھیں کترائیں ناخن ترشوائیں بغلوں اور زیر ناف کے بال دُور کریں۔ یہ سارا عمل حج یا عمرہ کے موقع پر قربانی کے بعد ہو۔

٣١١٥ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر (احرام سے باہر آنے کے لیے) اپنا سر منڈھوایا اور اکثر صحابہ نے بھی سر منڈھوایا اور بعض صحابہ نے بال کتروائے۔ (بخاری و مسلم)

٣١١٦ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر (سر منڈھوانے والوں کے لیے اس طرح دعا فرمائی' اے

الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللہ! سر منڈھوانے والوں پر رحم فرما! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! بال کتروانے والوں کے لیے بھی دعا فرمائیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر (بھی سر منڈھوانے والوں کے لیے ہی) دعا فرمائی۔ اے اللہ! سر منڈھوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ ث نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! بال کتروانے والوں کے لیے بھی دعا فرمائیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! بال کتروانے والوں پر بھی (رحم فرمائیے)۔ (بخاری ومسلم)

۳۱۱۷ - وَعَنْ يَّحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ جَدَّتِهٖ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ دَعَا لِلْمُحَلِّقِيْنَ ثَلَاثًا وَّلِلْمُقَصِّرِيْنَ مَرَّةً وَّاحِدَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت یحییٰ بن حصین رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی دادی اُم الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی دادی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر سر منڈوانے والوں کے لیے تین مرتبہ دعا فرماتے ہوئے اور بال کتروانے والوں کے لیے ایک بار دعا فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۱۱۸ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى مِنًى فَاَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ اَتٰى مَنْزِلَهٗ بِمِنًى وَنَحَرَ نُسُكَهٗ ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ وَنَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهٗ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيَّ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَ الشِّقَّ الْاَيْسَرَ فَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَهٗ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع کے موقع پر) منٰی تشریف لائے اور جمرۂ عقبہ کے پاس پہنچے اور کنکریاں ماریں پھر وہاں سے منٰی میں اپنی قیام گاہ پر (جہاں اب مسجد خیف ہے) تشریف لائے اور اپنی قربانی کے جانوروں کو ذبح فرمایا [1] پھر آپ نے سر مونڈھنے والے کو بلایا اور اپنے سر مبارک کا داہنا جانب آگے بڑھایا تو اس نے اس کو مونڈھ دیا۔ تو آپ نے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو مونڈھے ہوئے بال عطا فرمائے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک کے بائیں حصہ کو آگے کیا اور فرمایا: اس کو بھی مونڈھ دو تو اس نے بایاں حصہ بھی مونڈھ دیا اور ان مبارک بالوں کو بھی آپ نے ابوطلحہ انصاری کو دے دیا اور ارشاد فرمایا کہ ان بالوں کو لوگوں میں تقسیم کر دو تا کہ وہ بطور تبرک رکھ لیں۔ (بخاری ومسلم)

[1] منجملہ ایک سو کے '۶۳' اونٹوں کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے نحر فرمایا اور بقیہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نحر فرمایا۔

آثار مبارکہ کو بطور تبرک رکھنے کا ثبوت

ف: شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک بالوں کے ساتھ ساتھ ناخن مبارک کو بھی ترشوا کر حاضرین میں تقسیم فرما دیا' تا کہ یہ برکات امت میں باقی رہیں۔ چنانچہ آج تک یہ آثار مبارکہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

۳۱۱۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (جسم اطہر پر حج یا عمرہ کے) احرام باندھنے سے

وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. 17

پہلے اور (اسی طرح) دسویں ذوالحجہ کے دن حلق کے بعد (جب کہ آپ احرام کھول دیتے تھے) بیت اللہ شریف کے طواف (زیارت) سے پہلے ایسی خوشبو لگایا کرتی تھی جس میں مشک ہوتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

۳۱۲۰ - وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلطَّحَاوِيِّ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَمَيْتُمْ وَحَلَقْتُمْ فَقَدْ حَلَّ لَكُمُ الطِّيْبُ وَالثِّيَابُ وَكُلُّ شَيْءٍ اِلَّا النِّسَاءَ رَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ نَحْوَهٗ.

اور طحاوی کی ایک روایت اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (دسویں ذوالحجہ کو) جب تم رمی سے فارغ ہو جاؤ اور قربانی کر دو (تو تم نے احرام کھول دیا) اور تمہارے لیے خوشبو لگانا اور کپڑے پہننا اور ہر چیز (ہر وہ پابندی جو احرام کی وجہ سے تم پر عائد تھی) جائز ہو گئی' سوائے عورتوں سے ہم بستری کے (البتہ زیارت کے بعد عورتیں بھی حلال ہو جاتی ہیں) اور دار قطنی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۱۲۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حجۃ الوداع کے موقع پر) دسویں ذوالحجہ کے دن (رمی جمار قربانی اور حلق کے بعد طواف زیارت کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے گئے (اور چاشت کے وقت) طواف زیارت ادا فرمایا۔ پھر (منٰی) واپس تشریف لائے اور منٰی میں نماز ظہر ادا فرمائی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۱۲۲ - وَعَنْ عَلِيٍّ وَّعَائِشَةَ قَالَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلُقَ الْمَرْاَةُ رَاْسَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ (احرام سے باہر آنے کے لیے) عورتوں کو منع فرمایا ہے کہ اپنے سر کو (مردوں کی طرح) منڈھائیں۔ (عام حالات میں بھی عورتوں کو سر منڈھوانا جائز نہیں ہے) اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۱۲۳ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ اِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (احرام سے باہر آنے کے لیے عورتوں کو سر مونڈھانا جائز نہیں' البتہ! عورتیں احرام سے باہر آنے کے لیے اپنے بالوں کو (کناروں سے انگلی کے ایک پور برابر) کتروالیں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

بالوں کو کتروانے کی مقدار اور اس کا طریقہ

ف: واضح ہو کہ عورت احرام سے باہر آنے کے لیے خود اپنے بال آپ نہ کاٹے' بلکہ ایسے محرم سے جو اپنا احرام کھول چکا ہو' بال کتروائے۔ بال کتروانے کی حد یہ ہے کہ چوتھائی حصہ سر کے بالوں سے ایک انگل برابر کتروائیں تو واجب ادا ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

بَابُ جَوَازِ التَّقْدِيْمِ وَالتَّاْخِيْرِ فِيْ بَعْضِ اُمُوْرِ الْحَجِّ

واجبات حج میں تقدیم وتاخیر سے کفارہ کے ساتھ حج درست ہو جانے کا بیان

١٧/١٧

٣١٢٤- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنٰى لِلنَّاسِ يَسْاَلُوْنَهٗ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِىْ فَقَالَ ارم وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِىَ قَالَ اِرْمِ وَلَا حَرَجَ وَاَتَاهُ اٰخَرُ فَقَالَ افضت اِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ اَرْمِىَ قَالَ اِرْمِ وَلَا حَرَجَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر منٰی میں قیام فرما ہوئے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ سے حج کے مسائل دریافت کر رہے تھے۔ چنانچہ ایک صحابی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے لاعلمی میں قربانی سے پہلے سر مونڈ ھالیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب تم قربانی دے دو' تمہارے حج میں کوئی خرابی نہیں ہوگی (البتہ تاخیر کی وجہ سے کفارہ میں ایک اور قربانی دے دو) ایک اور صحابی نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) میں نے لاعلمی سے رمی سے پہلے قربانی کر دی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اب رمی کر لو' تمہارے حج میں کوئی خرابی نہیں ہوگی (البتہ تاخیر سے رمی کرنے کے کفارہ میں قربانی دے دو) بہرحال (واجبات حج میں) تقدیم و تاخیر کے جتنے سوالات حضور سے کیے گئے ان کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (جس کام میں تاخیر ہوگئی ہو' اس کو اب ادا کر لو اور اس کا کفارہ دے دو) تمہارا حج باطل نہیں ہوگا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے رمی سے پہلے طواف زیارت کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اب رمی کر لو تم پر کوئی گناہ نہیں (البتہ تم کفارہ میں قربانی دے دو)۔

٣١٢٥- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا مِّنْ حَجِّهٖ اَوْ اَخَّرَهٗ فَلْيُهَرِقْ لِذٰلِكَ دَمًا رَوَاهُ ابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِىُّ وَمُحَمَّدٌ عَنْ مَّالِكٍ وَّفِى السَّنَدِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ رَّوٰى لَهٗ مُسْلِمٌ وَّفِى الْكَمَالِ رَوٰى لَهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبُخَارِىُّ وَرَوٰى عَنْهُ مِثْلَ الثَّوْرِىِّ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَالْاَعْمَشِ وَاٰخَرُوْنَ فَلَا اِعْتِبَارَ لِذِكْرِ ابْنِ الْجَوْزِىِّ اِيَّاهُ فِى الضُّعَفَاءِ وَرَوَاهُ الطَّحَاوِىُّ مِنْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ لَيْسَ فِيْهِ كَلَامٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مناسک حج کی ادائیگی میں تقدیم و تاخیر کر دے تو وہ اس تقدیم و تاخیر کے کفارہ میں قربانی دے دے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے کی ہے اور امام محمد نے اس کی روایت امام مالک سے کی ہے۔ اس حدیث کی سند میں ابراہیم ابن مہاجر ہیں اور یہ مسلم کے راوی ہیں اور کتاب الکمال میں لکھا ہے کہ بخاری کے سوا محدثین کی ایک بڑی جماعت نے ان سے روایت کی ہے' چنانچہ ان سے روایت کرنے والوں میں ثوری' شعبہ بن الحجاج' اعمش اور دوسرے محدثین ہیں' اور امام طحاوی نے اس کو ایک اور طریق سے روایت کیا ہے جس کی سند میں کسی کو کلام نہیں ہے۔

مناسکِ حج کو ترتیب سے ادا کرنا بھی واجب ہے

ف: واضح ہو کہ یوم النحر یعنی دسویں ذوالحجہ کے دن حاجی کو چار افعال انجام دینے ہوتے ہیں (۱) رمی جمرۂ عقبہ (۲) قربانی (۳) حلق (۴) طواف زیارۃ' پہلے تینوں افعال واجبات حج ہیں اور ان کو اسی ترتیب سے ادا کرنا بھی واجب ہے۔ یہ امام مالک اور امام اعظم

رحمہما اللہ کا مذہب ہے اور اگر ان تینوں افعال کی ادائیگی میں تقدیم وتاخیر ہو جائے تو کفارہ میں قربانی لازم آئے گی جب کہ حاجی قِران یا تمتع کی نیت سے حج ادا کر رہا ہو جیسا کہ صدر کی حدیث جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ البتہ! اگر حاجی مفرد ہو تو اس پر ترتیب صرف رمی جمار اور حلق میں لازم ہے' اس لیے کہ اس پر قربانی واجب نہیں' اب رہا طواف زیارت چونکہ یہ فرض ہے اور اس کا وقت دسویں ذوالحجہ سے بارہ ذوالحجہ تک ہے۔ اس عرصہ میں کسی وقت بھی ادا کریں تو ادا ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک ان افعال میں ترتیب سنت ہے' واجب نہیں۔ اس لیے ان میں اگر تاخیر یا تقدیم ہو جائے تو بغیر کفارہ کے بھی ان حضرات کے نزدیک حج ادا ہو جائے گا۔

۳۱۲۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْئَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنٰى فَيَقُوْلُ لَا حَرَجَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ دسویں ذوالحجہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منٰی میں قیام فرما ہوئے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے مناسکِ حج میں بھول چوک اور لاعلمی کی وجہ سے تقدیم وتاخیر کے بارے میں پوچھا) فرمایا: کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ البتہ! تقدیم وتاخیر کی وجہ سے قربانی لازم آئے گی' چنانچہ ایک صحابی نے دریافت کیا کہ میں نے آج دسویں ذوالحجہ کو) شام ہونے کے بعد رمی کی ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم پر کوئی گناہ نہیں' اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قیام منٰی میں رمی کے چار دن ہیں: ایک یوم النحر یعنی دسویں ذوالحجہ اور ایام تشریق کے تین دن یعنی گیارہ' بارہ اور تیرہ ذوالحجہ۔ پہلے دن یعنی دسویں ذوالحجہ کو رمی کا مستحب وقت طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب تک ہے اور زوال کے بعد سے گیارہ کی صبح صادق کے پہلے تک کراہت کے ساتھ رمی جائز ہے اور کوئی کفارہ لازم نہیں آئے گا' اگر گیارہ ذوالحجہ کی صبح صادق ہو جائے تو رمی کرنے کے بعد تاخیر کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی' اور ایام تشریق یعنی گیارہ' بارہ اور تیرہ کو رمی کا مستحب وقت زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے' اور غروب آفتاب سے دوسرے دن کی صبح صادق کے پہلے تک بھی رمی کر سکتے ہیں مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر دوسرے دن کی صبح صادق طلوع ہو جائے تو فوت شدہ رمی کرنے کے بعد تاخیر کی وجہ سے قربانی دینا لازم ہوگا۔ اور اگر تیرھویں ذوالحجہ کے دن سورج ڈوب جائے تو رمی جمار کے ادا اور قضا دونوں کا وقت ختم ہو جائے گا' اس سے ایک واجب ترک ہو جاتا ہے' اس لیے حاجی رمی جمار کے اوقات کا بہت خیال رکھے۔

۳۱۲۷ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَفَضْتُ قَبْلَ أَنْ أَحْلِقَ قَالَ احْلِقْ أَوْ قَصِّرْ وَلَا حَرَجَ وَجَاءَهُ آخَرُ فَقَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! میں نے طواف افاضہ[1] سر مونڈھانے سے پہلے کر لیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اب سر مونڈھالو یا بال کتروالو (اس تقدیم وتاخیر سے) گناہ نہ ہوگا۔ پھر ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا' اور عرض کیا کہ میں نے رمی جمار سے پہلے قربانی دے دی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: اب تم کنکریاں مارو' اور اس تقدیم وتاخیر سے کوئی گناہ نہیں۔[2] اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

[1] یعنی فرض طواف جو ایام نحر یعنی دس سے بارہ ذوالحجہ کے درمیان کیا جاتا ہے۔

۲ اگر حاجی مفرد ہے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں' البتہ! حاجی اگر قارن یا متمتع ہے تو اس پر کفارہ یعنی قربانی لازم ہوگی۔

۲۱۲۸ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجًّا فَكَانَ النَّاسُ يَاْتُوْنَهُ فَمَنْ قَائِلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَعَيْتُ قَبْلَ اَنْ اَطُوْفَ اَوْ اَخَّرْتُ شَيْئًا اَوْ قَدَّمْتُ شَيْئًا فَكَانَ يَقُوْلُ لَا حَرَجَ اِلَّا عَلٰى رَجُلٍ اِقْتَرَضَ عَرْضَ مُسْلِمٍ وَّهُوَ ظَالِمٌ فَذٰلِكَ الَّذِىْ حَرَجَ وَهَلَكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر حج میں' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا' میں نے دیکھا کہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حج کے مسائل دریافت کرتے' بعض یہ دریافت کرتے کہ یارسول اللہ! میں نے طواف سے پہلے سعی کرلی ہے (اور بعض یہ عرض کرتے کہ) میں نے (سہواً افعال حج کی ادائیگی میں) تقدیم کردی ہے (پہلے ادا کردیا ہے اور بعض کہتے کہ) میں نے تاخیر کردی ہے (ان کے جواب میں) رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے (افعال حج کی سہواً تقدیم و تاخیر سے) کوئی گناہ نہیں (کفارہ کے ساتھ حج ادا ہوجاتا ہے) البتہ! گنہگار تو وہ شخص ہے جو ظالم ہو' اور کسی مسلمان کی (ناحق توہین یا غیبت کر کے) عزت ریزی کرے' ایسا شخص حقیقت میں گنہگار ہے اور (گناہوں کی وجہ سے) ہلاک ہونے والا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

طواف سے پہلے اگر سعی کرلی تو سعی کو لوٹانا ضروری ہے

ف: واضح ہو کہ طواف کے بعد سعی کرنا حج کے واجبات میں ہے۔ اگر کوئی شخص سعی ترک کردے تو ترک واجب کی وجہ سے اس پر کفارہ میں قربانی لازم ہوگی اور قربانی دینے کے بعد اس کا حج پورا ہوجائے گا۔ اور اگر کوئی شخص طواف سے پہلے سعی کرے تو اس کو چاہیے کہ طواف کے بعد پھر سعی کا اعادہ کرلے' اس لیے کہ سعی تابع طواف ہے اور طواف کے بعد سعی کر لینے سے اس کے ذمہ کوئی کفارہ نہیں ہوگا اور اس کا حج پورا ہوجائے گا۔ (درمختار' ردالمحتار' عالمگیری-۱۲)

بَابُ خُطْبَةِ يَوْمِ الرُّؤُسِ وَرَمْيِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَالتَّوْدِيْعِ

منیٰ میں گیارہویں ذوالحجہ کو خطبہ دینے' ایام تشریق میں رمی کرنے اور طواف رخصت کا بیان

ف: واضح ہو کہ مناسک حج جن دنوں میں ادا کیے جاتے ہیں ان کے لیے علیحدہ علیحدہ نام ہیں۔ چنانچہ آٹھویں ذوالحجہ کو یوم الترویہ کہتے ہیں یعنی غور و فکر کا دن' اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آٹھویں ذوالحجہ کی شب خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح فرمارہے ہیں تو آپ نے اس دن کو اس غور و فکر میں گزارا کہ کیا یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ اس لیے آٹھویں ذوالحجہ کو یوم الترویہ کہتے ہیں (۲) نویں ذوالحجہ کو یوم عرفہ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ نویں کی شب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوبارہ یہی خواب دیکھا تو آپ کو یقین ہوگیا اور جان گئے کہ یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے۔ اس شناخت کی وجہ سے نویں ذوالحجہ کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے (۳) دسویں ذوالحجہ کو یوم النحر کہتے ہیں اس لیے کہ اس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو قربانی کے لیے پیش فرمادیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے جنت کا ایک دُنبہ بھیجا جس کی آپ نے قربانی دی' اس لیے دسویں ذوالحجہ کو یوم النحر کہتے ہیں (۴) گیارہویں ذوالحجہ کو یوم الرؤس کہتے ہیں اس لیے کہ اس دن حجاج قربانی کیے ہوئے جانوروں کے سروں کو پکاتے اور کھاتے ہیں اور گیارھویں ذوالحجہ ایام تشریق کا پہلا دن ہے' اور اسی سے ایام تشریق کی ابتداء ہوتی ہے (۵) بارھویں ذوالحجہ کو یوم النفر الاول کہتے ہیں اس لیے کہ حجاج کو اس دن رمی جمار کے بعد اگر وہ چاہیں تو منیٰ سے

روانہ ہونے کی اجازت ہے (۶) تیرھویں ذوالحجہ کو یوم النفر الثانی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ حجاج کے منیٰ میں قیام کا یہ آخری دن ہے اور اس دن حجاج کرام منیٰ سے روانہ ہو جاتے ہیں۔ (عمدۃ القاری ملخصاً الخالق)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى. (البقرۃ: ۲۰۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو جو جلدی کر کے دو دنوں میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں پرہیزگار کے لیے۔

ف: منیٰ میں گیارھویں بارھویں ذوالحجہ کو جو شخص شیطان کو کنکریاں مار کر مکہ مکرمہ میں واپس آنے کی جلدی کرے تو ایسے حاجی پر کوئی گناہ نہیں اور جو تیرھویں رات منیٰ میں گزارے تو وہ صبح کو کنکریاں مار کر مکہ مکرمہ واپس لوٹے۔ زمانہ جاہلیت میں دو دنوں میں منیٰ سے جلدی مکہ مکرمہ لوٹنے والوں کو گناہگار بتاتے تھے اور بعض رہ جانے والوں کو گناہ گار بتاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دونوں ہی گناہگار نہیں۔

۳۱۲۹ - عَنْ سَرَّاءِ بِنْتِ نَبْهَانَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الرُّؤُسِ فَقَالَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ اَلَيْسَ اَوْسَطُ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ وَّقَالَ فِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

حضرت سراء بنت نبہان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو (حجۃ الوداع کے موقع پر) یوم الرؤس یعنی گیارھویں ذوالحجہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا (دورانِ خطبہ میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی دریافت فرمایا: کون سا دن ہے؟ تو ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے پھر ارشاد فرمایا: کیا یہ یعنی گیارھویں ذوالحجہ ایام تشریق میں سب سے زیادہ فضیلت والا دن نہیں ہے؟ اس کی روایت ابوداؤد نے سند حسن کے ساتھ کی ہے اور مجمع الزوائد نے کہا ہے کہ اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں۔

ف: واضح ہو کہ حج کے موقع پر احناف کے نزدیک تین خطبے ہیں: پہلا خطبہ ساتویں ذوالحجہ کے دن دوسرا خطبہ عرفات میں نویں ذوالحجہ کو جس میں وقوف عرفات رمی قربانی حلق اور طواف زیارت کے احکام بیان کیے جاتے ہیں اور تیسرا خطبہ منیٰ میں گیارھویں ذوالحجہ کے دن امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے مگر ان کے تین خطبوں کے علاوہ چوتھا خطبہ بھی ہے اور یہ منیٰ میں دسویں ذوالحجہ کو دیا جاتا ہے۔ (عمدۃ القاری-۱۲)

۳۱۳۰ - وَعَنْ وَّبْرَةَ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مَتٰى اَرْمِي الْجِمَارَ قَالَ اِذَا رَمٰى اِمَامُكَ فَارْمِهْ فَاَعَدْتُ عَلَيْهِ الْمَسْئَلَةَ فَقَالَ كُنَّا نَتَحِيَّنُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا انْتَفَخَ النَّهَارُ مِنْ يَّوْمِ النَّفَرِ فَقَدْ حَلَّ الرَّمْيُ وَالصَّدْرَ.

حضرت وبرہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو جمرات پر میں کب کنکریاں ماروں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ تمہارا امام (یعنی جو شخص تم سے زیادہ مسائل سے واقف ہو) جب رمی کرے تو تم اس وقت رمی کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ مجھے تشفی نہیں ہوئی۔ میں نے دوبارہ اس مسئلہ کو دریافت کیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو) ہم رمی کے لیے (سورج کے ڈھلنے کا) انتظار کرتے۔ پس جب سورج ڈھل جاتا ہے تو ہم (ان دنوں تینوں جمرات پر) رمی کرتے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور بیہقی کی ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ یوم

النفر (تیرھویں ذوالحجہ) کو جب سورج بلند ہو جائے تو قبل زوال رمی کرنا درست ہے اور رمی کے بعد واپس بھی ہو سکتے ہیں۔

٣١٣١ - وَعَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَرْمِيْ جُمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَّاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى اَثَرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يَسْهَلَ فَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ طَوِيْلًا وَّيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطٰى بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَأْخُذُ بِذَاتِ الشِّمَالِ فَيَسْهَلُ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقُوْمُ طَوِيْلًا ثُمَّ يَرْمِيْ جُمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ عِنْدَ كُلِّ حَصَاةٍ وَّلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سالم رحمہ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر (گیارہ اور بارہ ذوالحجہ) کے دن مسجد خیف سے قریبی جمرے (جمرۂ اولیٰ) پر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری مارنے کے بعد اللہ اکبر فرماتے' پھر کچھ آگے بڑھتے اور نرم زمین پر پہنچ کر دیر تک قبلہ رو کھڑے ہوتے (اور اتنی دیر) دعا مانگتے' کہ جتنی دیر میں سورۂ بقر پڑھی جائے اور (دعاء میں) دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے' پھر جمرۂ وسطیٰ پر تشریف لا کر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے پھینکتے وقت اللہ اکبر فرماتے' پھر بائیں جانب بڑھتے اور نرم زمین پر پہنچ کر قبلہ رو کھڑے ہوتے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا فرماتے اور دعا میں دیر تک کھڑے رہتے۔ پھر جمرۂ ذات العقبہ پر (جس کو جمرۂ کبریٰ بھی کہتے ہیں۔ نالہ میں کھڑے ہو کر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر فرماتے (چونکہ اس کے بعد رمی نہیں ہے اس لیے یہاں نہ تو ٹھہرتے اور نہ دعا مانگتے) پھر وہاں سے واپس ہو جاتے (راوی کا بیان ہے کہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣١٣٢ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَاْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنٰى مِنْ اَجْلِ سِقَايَتِهٖ فَاَذِنَ لَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْهُ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يَّنَامَ اَحَدٌ اَيَّامَ مِنٰى بِمَكَّةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی درخواست کی کہ منیٰ کے قیام کے دوران انہیں راتوں کو مکہ معظمہ میں قیام کی اجازت دی جائے' تا کہ وہ لوگوں کو زم زم پلائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اجازت دے دی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی اس طرح مروی ہے کہ وہ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی شخص منیٰ کے قیام کے دنوں میں مکہ معظمہ میں رات گزارے۔

ف: صاحب ردالمحتار نے لباب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حاجی رمی جمار کے دنوں میں رمی کے لیے منیٰ میں رات گزارے' اور یہ مسنون ہے اور اگر منیٰ میں شب نہ گزار سکے تو یہ مکروہ ہے اور اس پر کوئی کفارہ بھی لازم نہیں آتا۔

٣١٣٣ - وَعَنْ اَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرُعَاءِ الْاِبِلِ فِي الْبَيْتُوْتَةِ اَنْ يَّرْمُوْا يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَجْمَعُوْا رمي يَوْمَيْنِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ فَيَرْمُوْهُ فِيْ اَحَدِهِمَا رَوَاهُ مَالِكٌ

حضرت ابوالبداح بن عاصم بن عدی اپنے والد عاصم بن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ چرانے والوں کو اجازت دی تھی کہ (اونٹوں کے گم ہو جانے کے اندیشے سے منیٰ میں) رات گزاریں اور اس کی بھی اجازت دی تھی کہ وہ قربانی کے دن (جمرۂ عقبہ پر) کنکریاں ماریں اور گیارھویں اور بارھویں ذوالحجہ کے کنکریاں مارنے کو کسی

وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ.

ایک دن میں جمع کر لیں یعنی گیارہ ذوالحجہ کو گیارہ اور بارہ کی ایک ساتھ کنکریاں ماریں یا پھر بارہ ذوالحجہ کو گیارہ کی فوت شدہ کنکریاں اور بارہ کی ایک ساتھ کنکریاں ماریں۔ اس کی روایت امام مالک، ترمذی اور نسائی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں اونٹوں کے چرانے والوں کے لیے رمی جمار میں تقدیم یا تاخیر کی جو اجازت ہے وہ مال کے ضائع ہونے کے اندیشے ہیں۔ اس لیے اگر کوئی بلا عذر رمی جمار میں تقدیم یا تاخیر کرے تو اس پر دم واجب ہوگا جیسا کہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے۔ (ہدایہ ۱۲)

٣١٣٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ اِلَی السِّقَایَةِ فَاسْتَسْقٰی فَقَالَ الْعَبَّاسُ یَا فَضْلُ اِذْهَبْ اِلٰی اُمِّكَ فَاْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ مِّنْ عِنْدِهَا فَقَالَ اسْقِنِیْ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ یَجْعَلُوْنَ اَیْدِیَهُمْ فِیْهِ قَالَ اسْقِنِیْ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ اَتٰی زَمْزَمَ وَهُمْ یَسْقُوْنَ وَیَعْمَلُوْنَ فِیْهَا فَقَالَ اِعْمَلُوْا فَاِنَّكُمْ عَلٰی عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا اَنْ تُغْلَبُوْا لَنَزَلْتُ حَتّٰی اَضَعَ الْحَبْلَ عَلٰی هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰی عَاتِقِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمزم کی سبیل پر تشریف لائے اور زمزم طلب فرمایا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ (اپنے صاحبزادے) فضل سے فرماتے تم اپنی ماں کے پاس جاؤ اور ان کے پاس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پینے کے لیے (صاف) پانی لے آؤ (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے یہی زمزم پلاؤ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! لوگ اس میں ہاتھ ڈال دیتے ہیں، اس پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا: مجھے یہی زمزم پلاؤ (تو آپ کو زمزم پیش کیا گیا) اور آپ نے اس کو پی لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمزم کے کنویں پر تشریف لائے اس وقت لوگ (یعنی) اولاد عبدالمطلب لوگوں کو زمزم پلا رہے تھے اور اس کام میں مشقت اٹھا رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا: تم اپنے کام میں مشغول رہو، تم ایک نیک کام کر رہے ہو۔ پھر ارشاد فرمایا: کہ اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ میرے ہاتھ لگاتے ہی لوگ تم پر ٹوٹ پڑیں گے (اور پانی پلانا تمہارے لیے مشکل ہو جائے گا) تو میں (اونٹنی پر سے) اترتا اور رسّی کو کندھے پر رکھتا (اور پانی کھینچتا اور تمہارے اس نیک کام میں شریک ہوتا) اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣١٣٥ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّی الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ اِلَی الْبَیْتِ فَطَافَ بِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ سے مکہ مکرمہ) واپس ہوتے وقت (مقام محصب میں ٹھہر کر) نماز ظہر، عصر، مغرب اور عشاء (اپنے اپنے وقت پر اسی مقام میں ادا فرمائیں اور یہیں محصب میں کچھ دیر آرام فرمایا۔ پھر (اونٹنی پر) سوار ہو کر مکہ معظمہ پہنچ کر طواف وداع فرمایا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣١٣٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِمِنًی نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَیْفِ بَنِیْ كِنَانَةَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ (ہم حجۃ الوداع کے موقع پر) منیٰ میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (منیٰ سے مکہ مکرمہ واپس ہوتے وقت) ہم سے ارشاد فرمایا کہ ہم کل خیف بنی کنانہ یعنی محصب

عَلَی الْکُفْرِ وَذٰلِكَ اَنَّ قُرَیْشًا وَّبَنِیْ کِنَانَةَ حَالَفَتْ عَلٰی بَنِیْ هَاشِمٍ وَّبَنِی الْمُطَّلِبِ اَنْ لَّا یُنَاکِحُوْهُمْ وَلَا یُبَایِعُوْهُمْ حَتّٰی یُسَلِّمُوْا اِلَیْهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْنِیْ بِذٰلِكَ الْمُحَصَّبِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

میں قیام کریں گے (اور یہ وہی مقام ہے) جہاں مشرکین نے اپنے کفر پر قسمیں کھائی تھیں، جس کی تفصیل یہ ہے کہ قریش اور بنو کنانہ نے بنوہاشم اور بنوعبدالمطلب کے خلاف باہم عہد کیا تھا کہ یہ لوگ ان سے (بنوہاشم اور بنوعبدالمطلب سے) نہ تو شادی بیاہ کریں گے اور نہ خرید وفروخت کریں گے جب تک کہ یہ رسول اللہ ﷺ کو مقام محصب میں ان کے حوالہ نہ کر دیں (اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اسی مقام پر حضور ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر فاتحانہ قیام فرما رہے ہیں)۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے کہ حضورانور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مناسکِ حج سے فراغت کے بعد منیٰ سے مکہ معظمہ کو جاتے ہوئے بالا رادہ مقام محصب میں قیام فرمایا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرکین مکہ نے اسی مقام پر حضورانور ﷺ کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا تھا اور جو ہاشم اور بنوعبدالمطلب سے اسی وجہ سے مقاطعہ بھی کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی آرزو کو خاک میں ملا دیا اور رسول اللہ ﷺ کو فتح مبین عطا فرمائی۔ اسی شکرانہ میں حضورانور ﷺ نے اسی مقام محصب میں اپنے اس مبارک سفر حج کے اختتام کے موقع پر یہاں قیام فرمایا اور چاروں نمازیں یہاں ادا فرمائیں اور محصب میں قیام کی مثال ایسی ہے جیسے طواف قدوم میں رمل کیا جاتا ہے، جس سے مقصود کفر پر اسلام کے غلبہ کا اظہار تھا اور یہ عمل آج بھی مسنون ہے، اسی لیے محصب میں قیام حجاج کرام کے لیے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسنون ہے۔

۳۱۳۷ - وَعَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یَرَی التَّحْصِیْبَ سُنَّةً وَّکَانَ یُصَلِّی الظُّهْرَ یَوْمَ النَّفْرِ بِالْحَصْبَةِ قَالَ نَافِعٌ قَدْ حَصَّبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْخُلَفَاءُ بَعْدَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (مناسکِ حج سے فارغ ہونے کے بعد منیٰ سے مکہ معظمہ کو واپسی کے وقت مقام محصب میں ٹھہرنے کو سنت قرار دیتے تھے اور منیٰ سے روانگی کے دن محصب میں نماز ظہر ادا فرماتے تھے۔ نافع فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد خلفاء راشدین نے منیٰ سے واپسی کے وقت مقام محصب میں قیام فرمایا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۱۳۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍ وَّعُمَرَ کَانُوْا یَنْزِلُوْنَ الْاَبْطَحَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی (منیٰ سے واپسی کے وقت) ابطح (مقام محصب) میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۱۳۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَنْصَرِفُوْنَ فِیْ کُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَنْفِرَنَّ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ اٰخِرَ عَهْدِهٖ بِالْبَیْتِ اِلَّا اَنَّهٗ خَفَّفَ عَنِ الْحَائِضِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ لوگ مناسکِ حج سے فارغ ہونے کے بعد منیٰ سے طواف وداع کیے بغیر (اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو جاتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص (جو مکہ کا باشندہ نہ ہو) اس وقت تک ہرگز واپس نہ ہو جب تک کہ وہ بیت اللہ سے اپنے آخری عہد کو پورا نہ کر لے، یعنی طواف وداع نہ کرے۔ البتہ! حیض (یا نفاس) والی عورت کے لیے یہ (طواف وداع معاف

کر دیا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف: صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا ینفرن احد کم (یعنی تم میں سے ہرگز کوئی طواف وداع کیے بغیر نہ نکلے۔ اس لفظ کو نون تاکید سے موکد فرمایا ہے جس سے طواف وداع کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور عنایہ میں لکھا ہے کہ یہ طواف ہر آفاقی (غیر مکی) پر واجب ہے خواہ وہ مفرد ہو متمتع ہو یا قارن اور اگر طواف وداع ترک کر دے تو قربانی واجب ہوگی اور یہی مذہب حنفی ہے۔

۳۱۴۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ فَقَالَتْ مَا اَرَانِيْ اِلَّا حَابِسَتُكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرِيْ حَلْقِيْ اَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قِيْلَ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو (حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ سے واپسی کے وقت) رات میں حیض آ گیا (جب کہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے طواف وداع نہیں کیا تھا اس لیے آپ نے حضور اقدس ﷺ سے) عرض کیا: میرا ایسا خیال ہے کہ میری وجہ سے آپ حضرات رک جائیں گے (اس لیے کہ میرا طواف وداع باقی ہے اور مجھے حیض آ گیا ہے یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا تمہارا بھلا کرے۔ کیا انہوں نے دسویں ذوالحجہ کو طواف زیارۃ (جو فرض ہے) ادا کر لیا ہے تو عرض کیا گیا ہاں! تو حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: (طواف زیارت ادا کرنے سے تمہارا حج پورا ہو گیا اور طواف وداع حائضہ کے لیے معاف ہے اس لیے) مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو جاؤ۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ طواف وداع حیض یا نفاس والی عورت کے لیے معاف ہے البتہ! طواف زیارت جو فرض ہے اس کی ادائیگی کے بغیر حیض یا نفاس والی عورت وطن واپس نہیں ہو سکتی۔

۳۱۴۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْمُلْ فِي السَّبْعِ الَّذِيْ اَفَاضَ فِيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے طواف زیارت کے ساتوں پھیروں میں سے کسی میں بھی رمل نہیں فرمایا۔ اس لیے کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر طواف عمرہ میں رمل فرما لیا تھا) اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ رمل اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی ہو۔ اس لیے اگر کسی ایک طواف میں جس کے بعد سعی ہو رمل کر لیا گیا ہو تو سنت کی ادائیگی ہو جاتی ہے۔ طواف زیارت میں دوبارہ رمل کی ضرورت نہیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے طواف زیارت کے پھیروں میں رمل نہیں فرمایا۔ کیونکہ آپ نے طواف عمرہ کے پھیروں میں رمل فرما لیا تھا۔ (درمختار ردالمختار فتح القدیر)

۳۱۴۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَمَيْتُمْ وَحَلَقْتُمْ فَقَدْ حَلَّ لَكُمُ الطِّيْبُ وَالثِّيَابُ وَكُلُّ شَيْءٍ اِلَّا النِّسَاءَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم نے رمی کر لی اور (قربانی کے بعد سر مونڈھ لیا تو تم پر بیویوں کے سوا خوشبو لگانا اور کپڑے پہننا جائز ہے۔ مگر بیویوں کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتے (البتہ طواف زیارت کے بعد عورتیں بھی حلال ہو جاتی ہیں) اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور دار قطنی نے بھی اسی

طرح روایت کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ صرف رمی کر لینے سے احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوتیں' بلکہ قربانی کے بعد سر منڈھانے سے احرام کی پابندیاں اٹھ جاتی ہیں سوائے بیوی سے صحبت کے جو طواف زیارت کے بعد جائز ہو جاتی ہے۔ (ردالمحتار ۱۲)

بَابٌ مَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ

ان امور کا بیان ہے جن سے احرام باندھنے کے بعد محرم کو بچنا چاہیے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ كَانَ مِنكُمْ مَّرِيضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّأْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ. (البقرہ:۱۹۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو بدلہ دے' روزے یا خیرات یا قربانی کا۔

حالت احرام میں عذر کی وجہ سے سر مونڈھانے کا فدیہ

ف: واضح ہو کہ بیماری کی وجہ سے محرم کو سر مونڈھانے کی جو اجازت ہے اس کے فدیہ کے طور پر تین چیزیں آیت شریفہ میں مذکور ہیں: (۱) تین دن کے روزے (۲) صدقہ۔ چھ مسکینوں میں سے ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں یعنی پونے دو سیر دیئے جائیں تو بھی ایک ہی صدقہ دینا چاہیے اور اگر دو حصہ دیئے جائیں تو بھی ایک ہی صدقہ شمار ہوگا۔ (۳) ایک بکری ذبح کر کے مسکینوں میں تقسیم کی جائے اور یہ ذبح حدود حرم میں ہونا چاہیے۔

۳۱۴۳ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَيَلْبَسُ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَّسَّهٗ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرَسٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ وَّلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْاَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ محرم (احرام کی حالت میں کیا پہنے اور کیا نہ پہنے) تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (تم احرام کی حالت میں دو چادریں اس طرح پہنے رہو کہ ایک کو باندھ لو اور دوسری کو اوڑھ لو۔ ان کے سوا وہ کوئی اور کپڑے نہ پہنے) کرتے نہ پہنو' عمامہ نہ باندھو' پائجامہ نہ پہنو' برساتیاں نہ اوڑھو' ٹوپیاں نہ پہنو' اور موزے بھی نہ پہنو مگر جس شخص کے پاس جوتیاں نہ ہوں' وہ موزے پہن لے مگر موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے (اس طرح) کاٹ دے کہ ٹخنے اور پیر کی اوپر کی ہڈی کھلی رہے) اور ان کپڑوں کو بھی نہ پہنے جس میں زعفران یا ورس (ایک خوشبودار گھاس لگی ہو۔) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ایسی عورت جو حالت احرام میں ہو۔ چہرے پر نقاب نہ ڈالے اور دستانے بھی نہ پہنے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلشَّافِعِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ كَانَ يَاْمُرُ بَنَاتَهٗ بِلُبْسِ الْقُفَّازَيْنِ فِي الْاِحْرَامِ قُلْتُ وَهُوَ قَوْلُ عَلِيٍّ وَّعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

اور امام شافعی نے کتاب الام میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ وہ اپنی صاحبزادیوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ احرام کی حالت میں دستانے پہن سکتی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ احرام کی حالت میں دستانوں کا پہننا عورتوں کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی قول ہے کہ احرام کی حالت میں عورتیں دستانے پہن سکتی ہیں اور مذہب حنفی بھی یہی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف سے حسب ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

(۱) احرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا پہننا مرد کے لیے جائز نہیں ہے' البتہ! سلا ہوا کپڑا جیسے قباء وغیرہ اس طرح کندھوں پر اوڑھ لے کہ اس کی آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے تو کوئی حرج نہیں۔ اس کو عالمگیری میں فتاویٰ قاضی خاں سے بیان کیا ہے۔ اسی طرح موزے یا پائتابے سردی کی وجہ سے پیروں پر ڈال لے تو کوئی حرج نہیں' البتہ! ان کا پہننا ناجائز ہے' اور ردالمحتار نے لباب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ قبا یا عبا کا کندھوں پر اس طرح اوڑھنا کہ ہاتھ آستینوں میں نہ ڈالے جائیں' مکروہ ہے۔

(۲) محرم مرد کو چہرہ اور سر کھلا رکھنا ضروری ہے۔ البتہ! عورتیں سر ڈھانکیں صرف چہرہ کھلا رکھیں اور عورتیں پائتابے پہن سکتی ہیں لیکن خوشبو نہ لگائیں۔

٣١٤٤ - وَعَنْ نَّافِعٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابَ رَاٰى عَلٰى طَلْحَةِ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا وَّهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ مَا هٰذَا الثَّوْبَ الْمَصْبُوْغَ يَا طَلْحَةَ فَقَالَ طَلْحَةُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّمَا هُوَ مَدَرٌ فَقَالَ عُمَرَ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الرَّهْطُ اَئِمَّةٌ يَّقْتَدِيْ بِكُمُ النَّاسُ فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا جَاهِلًا رَاٰى هٰذَا الثَّوْبَ لَقَالَ اِنَّ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَدْ كَانَ يَلْبَسُ الثِّيَابَ الْمُصْبِغَ فِى الْاِحْرَامِ فَلَا تَلْبَسُوْا اَيُّهَا الرَّهْطُ شَيْئًا مِّنْ هٰذِهِ الثِّيَابِ الْمُصْبِغَةِ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے اسلم مولیٰ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ کو احرام کی حالت میں رنگین کپڑے کا احرام باندھے ہوئے دیکھا تو حضرت عمرؓ نے آپ سے فرمایا: اے طلحہ! (احرام کی حالت میں) یہ رنگین کپڑا کیسے استعمال کرتے ہو' حضرت طلحہ نے جواب دیا: امیرالمومنین! میرے پاس اس کے سوا کوئی اور کپڑا نہیں ہے اور' یہ مٹی کے رنگ کا ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم صحابہ کی جماعت ہو (اور قوم کے پیشوا ہو) اور لوگ تمہاری اقتداء کرتے ہیں' اگر کوئی جاہل اور ناواقف شخص تمہارے اس لباس کو دیکھ لے کہ حضرت طلحہ احرام کی حالت میں رنگین کپڑا پہنے ہوئے تھے (تو وہ اس سے یہ سمجھ لے گا کہ احرام کی حالت میں مرد رنگین کپڑے پہن سکتے ہیں) اس لیے تم لوگ ایسے رنگین کپڑے احرام کی حالت میں) مت پہنا کرو۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

عورتیں بحالت احرام بغیر خوشبو رنگین کپڑا پہن سکتی ہیں

ف: واضح ہو کہ احرام کی حالت میں مرد کے لیے رنگین کپڑے کا استعمال ممنوع ہے' البتہ! عورتیں رنگین کپڑا استعمال کر سکتی ہیں جس میں خوشبو نہ ہو' مرد بھی احرام کی حالت میں خوشبو استعمال نہ کرے۔

٣١٤٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوْا ثَوْبًا مَّسَّهٗ وَرَسٌ وَّزَعْفَرَانَ يَعْنِىْ فِى الْاِحْرَامِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ غَسِيْلًا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْعَيْنِيُّ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ احرام کی حالت میں ایسا کپڑا مت پہنو جس کو ورس (ایک قسم کی خوشبودار گھاس) اور زعفران میں بسایا گیا ہو' ہاں! اس کپڑے کو اگر دھو ڈالو تو کوئی حرج نہیں' اس لیے کہ دھونے سے اس کی

خوشبو زائل ہو جاتی ہے) اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

۳۱۴۶- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُّحْرِمَ يَتَطَيَّبُ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ ثُمَّ أَرٰى بِيْضَ الطِّيْبِ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے (تو احرام باندھنے سے پہلے) جو بھی خوشبو حضور کے پاس رہتی (اس کو جسم اطہر پر) لگاتے یہاں تک کہ اس خوشبو کی چمک کو میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک اور ریش مبارک پر دیکھتی تھی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

احرام کے کپڑے پر خوشبو نہ لگائی جائے

واضح ہو کہ حاجی کے لیے مستحب ہے کہ وہ احرام باندھنے سے پہلے اپنے بدن پر خوشبو لگائے اور اس خوشبو کا اثر احرام باندھنے کے بعد جسم پر باقی رہے تو کوئی حرج نہیں، البتہ! احرام باندھنے والا احرام کے کپڑوں پر خوشبو نہ لگائے اور جسم پر ایسی خوشبو نہ لگائے جس کا دھبہ کپڑے پر آ جائے۔ یہ سارے احکام مرد سے متعلق ہیں اور عورتیں مطلقاً خوشبو کا استعمال نہ کریں۔ (ماخوذ از ہدایہ اور بذل المجہود)

۳۱۴۷- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنْهُ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّبَنٰى بِهَا وَهُوَ حِلَالٌ وَّمَاتَتْ بِسَرِفٍ وَقُلْنَا بِأَنَّهٗ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّظَهَرَ أَمْرُ تَزْوِيْجِهَا وَهُوَ حِلَالٌ جَمْعًا بَيْنَ الدَّلَائِلِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے (عمرۃ القضاء کے موقع پر) احرام کی حالت میں عقد فرمایا: اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں عقد فرمایا اور جب عمرہ کے مناسک سے فارغ ہوئے اور احرام کھول دیا تو مقام سرف میں حلال ہونے کے بعد صحبت فرمائی اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی مقام سرف میں ہوا۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت احرام میں عقد کیا جا سکتا ہے، لیکن صحبت حالت احرام میں ممنوع ہے، البتہ! احرام کھول دینے کے بعد صحبت جائز ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔

۳۱۴۸- وَعَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْسِلُ رَأْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام کی حالت میں اپنے سر مبارک کو دھو لیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

احرام کی حالت میں بالوں کے جھڑنے یا اکھیڑنے سے جو صدقہ لازم آتا ہے اس کا بیان

ف: (واضح ہو فتاوی قاضی خاں میں مذکور ہے کہ محرم حالت احرام میں اس طرح اپنے سر کو پانی سے دھو سکتا ہے کہ سر کے بال نہ جھڑیں اور اگر اس نے اپنے سر کو خطمی (خوشبودار گھاس) ملے ہوئے پانی سے دھو لیا تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس پر دم (قربانی) دینا ضروری ہے اور اگر پانی سے دھونے میں یا کھجانے میں سر یا داڑھی کے بال گر جائیں تو صدقہ لازم آئے گا اور اگر محرم سر یا ناک یا داڑھی کے بال اکھیڑے تو ہر بال کے بدلہ ایک مٹھی غلہ صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ یہ پورا مضمون فتاویٰ عالمگیری سے ماخوذ ہے۔

۳۱۴۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِحْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کی حالت میں پچھنے لگوائے ہیں۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: فتاویٰ عالمگیری میں لباب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ احرام کی حالت میں ضرورت پر پچھنے لگانا جائز ہے' بشرطیکہ بال نہ ٹوٹنے پائیں اور اگر پچھنے لگانے میں بال ٹوٹ جائیں تو قربانی لازم ہوگی جیسا کہ ردالمحتار میں لکھا ہے۔

۳۱۵۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلُحْيِ جَمَلٍ مِنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فِيْ وَسَطِ رَأْسِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحالت احرام مقام لحی جمل میں جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان راستہ میں واقع ہے' اپنے سر مبارک کے بیچ میں پچھنے لگوائے۔(بخاری و مسلم)

۳۱۵۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلٰى ظَهْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَّجَعٍ كَانَ بِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم مبارک کی پشت پر درد کی وجہ سے حالت احرام میں پچھنے لگوائے۔اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: صدر کی احادیث شریفہ میں بحالت احرام' پچھنے لگانے کا جو ذکر ہے وہ ضرورت کی وجہ سے ہے' چونکہ پچھنے لگانے میں بال ٹوٹتے ہیں' اس لیے بال ٹوٹنے کی وجہ سے قربانی لازم آئے گی۔(مرقات' عمدۃ القاری)

۳۱۵۲ - وَعَنْ عُثْمَانَ حَدَّثَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ اِذَا اشْتَكٰى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَهَا بِالصَّبْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جس کی آنکھوں میں درد ہو' اور وہ حالت احرام میں ہو' ارشاد فرمایا کہ وہ (ضرورت پر) ایلوے کا لیپ لگا سکتا ہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حالت احرام میں خوشبو کا استعمال کسی صورت میں جائز نہیں۔اگر احرام کی حالت میں ایسا سرمہ لگایا جائے جس میں خوشبو نہ ہو تو کوئی حرج نہیں' اور اگر سرمہ میں ہلکی سی خوشبو ہو تو صدقہ دینا ہوگا اور اگر خوشبو زیادہ ہو تو محرم پر قربانی دینا لازم ہوگا۔ (مرقات' ردالمحتار)

۳۱۵۳ - وَعَنْ اُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ رَاَيْتُ اُسَامَةَ وَبِلَالًا اَحَدُهُمَا اٰخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهٗ يَسْتُرُهٗ مِنَ الْحَرِّ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) دیکھا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے) اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اونٹنی کی مہار تھامے ہوئے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے اوپر کپڑے سے سایہ کیے ہوئے تھے اور اس وقت آپ جمرۂ عقبہ پر کنکریاں مار رہے تھے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ محرم حالت احرام میں کسی چیز کا سایہ لے سکتا ہے' بشرطیکہ سایہ کرنے والی چیز سر کو نہ لگے' اسی طرح ڈیرہ وغیرہ کے سایہ میں بھی بیٹھ سکتا ہے۔(فتاویٰ قاضی خاں اور عالمگیری - ۱۲)

۳۱۵۴ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت کعب کے پاس سے گزرے جب کہ وہ حالت احرام میں مقام حدیبیہ میں تھے

قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّهُوَ يُوْقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَّالْقَمَلُ تَتَهَافَتُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ اَتُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاحْلُقْ رَاْسَكَ وَاَطْعِمْ فِرْقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ وَالْفَرْقُ ثَلَاثَةُ اٰصُعٍ اَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَنْسِكْ نَسِيْكَةً مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ابھی مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوئے تھے اور وہ ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور جوئیں ان کے منہ پر گر رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر حضور انور ﷺ نے دریافت فرمایا: کعب! یہ جوئیں تم کو تکلیف دے رہی ہوں گی تو حضرت کعب نے عرض کی: جی ہاں' یارسول اللہ! تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے سر کو مونڈھوا ڈالو اور فدیہ میں چھ مساکین کو تین صاع مقدار کھانا کھلا دو' یا تین دن کے روزے رکھو' یا پھر (مقدور ہو تو) ایک جانور ذبح کر دو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ عذر کی حالت میں محرم کو سر مونڈھانا جائز ہے اور فدیہ میں مذکورہ بالا تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو اختیار کر سکتا ہے۔ (ہدایہ ۱۲)

۳۱۵۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ فَاِذَا جَاوَزُوْا بِنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَّاْسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَاِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَلِابْنِ مَاجَةَ مَعْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْاَةُ الْمُحْرِمَةُ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں ہوتے (جس کی وجہ سے ہمارے چہرے کھلے رہتے) اور ہمارے قریب سے قافلے جب گزرا کرتے تو ہم میں سے بعض عورتیں اپنی چادروں (کے کناروں) کو سر پر سے چہرہ پر تان لیتیں (اس طرح سے کہ کپڑا چہرہ کو نہ لگے) اور جب قافلے گزر جاتے تو پھر ہم اپنے چہروں کو کھول دیتیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ احرام والی عورت اپنے چہرہ پر نقاب نہ ڈالے۔

ف: واضح ہو کہ احرام کی حالت میں مرد کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ سر کھلا رکھے اور عورت کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ سر ڈھانکے اور نہ صرف چہرہ کھلا رہے اگر عورت اس طرح چہرہ چھپائے کہ کپڑا چہرہ کو نہ لگے تو جائز ہے۔ (مرقات ۱۲)

بَابُ الْمُحْرِمِ يَجْتَنِبُ الصَّيْدَ

محرم کو شکار کرنے کی ممانعت کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا. (المائدہ:۹۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: حلال ہے تمہارے لیے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو' اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو۔ (کنزالایمان)

ف: واضح ہو کہ محرم کے لیے حالت احرام میں ایسے جانور کا شکار جو پانی میں پیدا ہوتے ہوں اور پانی ہی میں رہتے ہوں جائز ہے' البتہ! خشکی کا شکار کرنا محرم کے لیے حرام ہے۔ ہاں! اگر کسی غیر محرم نے شکار کیا ہو تو محرم اس کو ایسی صورت میں کھا سکتا ہے جب کہ محرم نے شکار کرنے میں کسی قسم کی مدد یا اشارہ نہیں کیا ہو' اور اگر محرم نے احرام باندھنے سے پہلے شکار کیا یا کوئی جانور ذبح کیا ہو تو اس کو بھی احرام باندھنے کے بعد کھا سکتا ہے۔ یہی مذہب حنفی ہے اور ابوہریرہ' عطا' مجاہد اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے جیسا کہ تفسیرات احمدیہ میں مذکور ہے۔

وَقَوْلُهٗ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! شکار نہ مارو جب تم احرام میں

وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ. (المائدہ: ۹۵)

ہو اور تم میں جو اسے قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے، تم میں کہ دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں، یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے۔ (کنزالایمان)

ف: محرم پر شکار یعنی خشکی کے کسی وحشی جانور کو مارنا حرام ہے۔ جانور کی طرف شکار کرنے کے لیے اشارہ کرنا یا کسی طرح بتانا بھی شکار میں داخل اور ممنوع ہے۔ حالت احرام میں ہر وحشی جانور کا شکار ممنوع ہے خواہ وہ حلال ہو یا نہ ہو۔ کاٹنے والا کتا' کوا' چیل' بچھو' چوہا' بھیڑیا اور سانپ ان جانوروں کو احادیث میں فواسق فرمایا گیا اور ان کے قتل کی اجازت دی گئی۔ مچھر' پسو' چیونٹی' مکھی اور حشرات الارض اور حملہ آور درندوں کو مارنا معاف ہے۔ حالت احرام میں جن جانوروں کو مارنا ممنوع ہے وہ ہر حال میں ممنوع ہے۔ عمداً ہو یا خطاء۔ عمداً کا حکم تو اس آیت سے معلوم ہوا۔ خطاء کا حدیث شریف سے ثابت ہے۔

ویسا ہی جانور دینے سے مراد یہ ہے کہ قیمت میں مارے ہوئے جانور کے برابر ہو۔ قیمت کا اندازہ اس علاقے کے دو معتبر شخص لگائیں گے جہاں شکار کیا گیا ہے۔ یا اس کے قریب کے مقام کی قیمت معتبر ہوگی۔

کفارہ کے جانور کا حرم شریف سے باہر ذبح کرنا درست نہیں' مکہ مکرمہ میں ہونا چاہیے اور عین کعبہ میں بھی جائز نہیں' اسی لیے کعبہ کو پہنچتی فرمایا کعبہ کے اندر نہ فرمایا۔ کفارہ کھانے یا روزہ سے ادا کیا جائے تو اس کے لیے مکہ مکرمہ میں ہونے کی قید نہیں' باہر بھی جائز ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ شکار کی قیمت کا غلہ خرید کر مساکین کو اس طرح دے کہ ہر مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر پہنچے اور یہ بھی جائز ہے کہ اس قیمت میں جتنے مسکینوں کے ایسے حصے ہوتے ہوں اتنے روزے رکھے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۳۱۵٦ - □ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَخَلَّفَ مَعَ بَعْضِ اَصْحَابِهٖ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَاَوْا حِمَارًا وَّحْشِيًّا قَبْلَ اَنْ يَّرَاهُ فَلَمَّا رَاَوْهُ تَرَكُوْهُ حَتّٰى رَاٰه اَبُوْ قَتَادَةَ فَرَكِبَ فَرَسًا لَّهٗ فَسَاَلَهُمْ اَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا فَتَنَاوَلَهٗ فَحَمِلَ عَلَيْهِ فَعَقَرَهٗ ثُمَّ اَكَلَ فَاَكَلُوْا فَنَدِمُوْا فَلَمَّا اَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلُوْهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ قَالُوْا مَعَنَا رِجْلَهٗ فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهٗ اَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَّحْمِهَا وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ وَّالنَّسَاءِ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (حدیبیہ کے سال) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عمرہ کے لیے) نکلے۔ (راستہ میں قافلہ سے) اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ پیچھے رہ گئے' جب کہ ان کے ساتھی احرام باندھے ہوئے تھے اور یہ احرام میں نہ تھے' ان کے رفقاء نے (راستہ میں ایک گورخر دیکھا جب کہ ابوقتادہ کی نظر اس پر نہیں پڑی تھی (چونکہ وہ سب احرام کی حالت میں تھے' اس لیے اس کو دیکھنے کے باوجود اس کا شکار نہیں کیا اور اس کو چھوڑ دیے لیکن ابوقتادہ نے جب اس گورخر کو دیکھا تو (چونکہ وہ احرام میں نہ تھے اس لیے اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور شکار کے لیے اپنے ساتھیوں سے اپنا چابک مانگا (چونکہ یہ لوگ احرام میں تھے اور محرم کو شکار کرنے میں مدد نہ کرنی چاہیے اس لیے انہوں نے) چابک دینے سے انکار کر دیا۔ ابوقتادہ (گھوڑے سے اترے اور) اپنا چابک لیا اور گورخر پر حملہ کیا اور اس کا شکار کر لیا اور (شکار کے گوشت کو) خود بھی کھایا اور ان کے (محرم) ساتھیوں نے بھی کھایا' پھر (اس خیال سے کہ شاید محرم کو شکار کا گوشت بھی نہیں کھانا چاہیے)۔ پشیمان ہوئے جب یہ سب حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے تو حضور اقدس

هَلْ اَشَرْتُمْ هَلْ اَعَنْتُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا.

ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا (کہ کیا محرم دوسرے کے شکار کا گوشت کھا سکتا ہے) تو حضور انور ﷺ نے (جواب دینے کے بجائے جواز بتانے کے لیے) یہ ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس اس گوشت میں سے کچھ باقی ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور اس کی ران باقی ہے؟ تو حضور اکرم ﷺ نے اس کو لیا اور اسے تناول فرمایا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ جب یہ لوگ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے (اور مسئلہ دریافت کیا) تو حضور ﷺ نے استفسار فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے ابوقتادہ سے کہا تھا کہ وہ گورخر پر حملہ کریں یا پھر کسی نے انہیں اشارہ سے شکار کو دکھایا تھا؟ تو انہوں نے عرض کیا: ہم میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا تو (ایسی صورت میں تم احرام کے باوجود بھی اس کے باقی ماندہ گوشت کو کھالو اور مسلم ونسائی کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ (حضور اقدس ﷺ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا) کیا تم نے شکار کی طرف اشارہ کیا تھا یا شکار کرنے میں ان کی مدد کی تھی تو ان لوگوں نے جواب دیا: نہیں! تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم (شکار کے) گوشت کو کھالو!

محرم کا کیا ہوا شکار مطلقاً سب کے لیے حرام ہے

ف: واضح ہو کہ محرم کا شکار کرنا یا شکار کو دکھانا یا شکار کرنے میں مدد کرنا یہ سب حرام ہے اور اگر ان مذکورہ چیزوں میں سے اس نے کوئی ایک کام بھی کیا تو اس پر فدیہ دینا لازم ہوگا۔ البتہ! اس شکار کے گوشت کے کھانے کے بارے میں تفصیلات ہیں:

(۱) اگر محرم اپنے لیے کوئی شکار کرے یا کوئی اور محرم اپنے لیے یا کسی اور کے لیے شکار کرے تو ایسے شکار کا گوشت سب کے لیے حرام ہے۔

(۲) اگر غیر محرم نے شکار کیا اور محرم کو بطور ہدیہ اس کا گوشت دیا ہو تو محرم ایسا گوشت کھا سکتا ہے۔

(۳) محرم ایسے شکار کا گوشت بھی کھا سکتا ہے جس کا شکار کسی غیر محرم نے اس کے لیے کیا ہو مگر شرط یہ ہے کہ اس نے شکار کرنے میں کسی قسم کی اعانت نہ کی ہو نہ اشارہ کیا ہو اور نہ شکار کا حکم دیا ہو۔ (لمعات-۱۲)

۳۱۵۷ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَنَحْنُ حُرُمٌ فَاُهْدِيَ لَهٗ طَيْرٌ وَّطَلْحَةُ رَاقِدٌ فَمِنَّا مَنْ اَكَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ وَافَقَ مَنْ اَكَلَهٗ قَالَ فَاَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ کے ہمراہ وہ حالت احرام میں تھے۔ آپ کے لیے پرندہ کا (پکا ہوا) گوشت (غیر محرم کی طرف سے) بطور ہدیہ آیا۔ اس وقت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آرام فرما رہے تھے تو ہم میں سے بعض نے وہ گوشت کھایا اور بعض رکے رہے۔ جب حضرت طلحہ بیدار ہوئے تو آپ نے گوشت کھانے والوں کی تائید کی اور یہ بھی فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام

کی حالت میں) ایسا ہی گوشت کھایا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ حضرات عطاء' سعید بن جبیر اور امام احمد رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ ایسا شکار جس کو غیر محرم نے کیا ہو' محرم کے لیے حلال ہے اور یہی مذہب حنفی بھی ہے۔

۳۱۵۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ لَّا جُنَاحَ عَلَيَّ مِنْ قَتْلِهِنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْاِحْرَامِ اَلْفَارَةُ وَالْغُرَابُ وَالْحَدَاَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پانچ ایسے جانور ہیں جن کو حدود حرم میں اور حالت احرام میں مار ڈالنا گناہ نہیں۔ (وہ یہ ہیں) چوہا' کوا' چیل' بچھو' کاٹ کھانے والا کتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۱۵۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقَ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ اَلْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْحُدَيَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ پانچ ایسے موذی جانور ہیں کہ جن کو (ہر حالت میں) ہلاک کیا جا سکتا ہے' خواہ حدود حرم میں ہوں یا حرم سے باہر ہوں (خواہ مارنے والا احرام کی حالت میں ہو یا بغیر احرام کے ہو) وہ جانور یہ ہیں: سانپ' چتکبرا' کوا' چوہا' کاٹ کھانے والا کتا اور چیل۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

موذی جانوروں کے اقسام اور ان کے احکام

ف: واضح ہو کہ خشکی کے شکار کی دو قسمیں ہیں (۱) ایسے جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے (۲) ایسے جانور جن کا گوشت کھایا نہیں جاتا تو ایسے جانور جن کا گوشت حلال ہے محرم کو ان کا شکار کرنا جائز نہیں ہے جیسے ہرن' خرگوش اور ایسے پرندے بھی جن کا گوشت حلال ہے ان کا شکار بھی جائز نہیں۔ خواہ خشکی پر رہنے والے ہوں یا سمندر پر' اس لیے تمام پرندوں کا شکار خشکی کے جانوروں میں ہوتا ہے' اس لیے کہ ان کی پیدائش خشکی پر ہوتی ہے اور وہ صرف غذا کے لیے ضرورتاً سمندر میں جاتے ہیں۔ ایسے جانور جن کا گوشت حرام ہے ان کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) ایسے جانور جو طبعاً موذی ہوں جیسے بھیڑیا' شیر وغیرہ تو محرم ان جانوروں کو ہر حالت میں ہر مقام پر ہلاک کر سکتا ہے' اس لیے کہ بغیر کسی سبب کے اذیٰ کا دفع کرنا واجب ہے' اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ حدیثوں میں ایسے موذی جانور کو ہلاک کرنے کی اجازت دی ہے۔

(۲) موذی جانور کی ایک قسم وہ ہے جو طبعاً موذی نہیں ہوتے بلکہ انسان کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں جیسے لومڑی' چوہا وغیرہ تو آیت شریفہ "لا تقتلوا الصید وانتم حرم" میں ایسے ہی جانوروں کا شکار ممنوع ہے۔ (بدائع' بذل المجہود)

۳۱۶۰ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّيْ اَصَبْتُ جَرَادَاتٍ بِسَوْطِيْ وَاَنَا مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ اَطْعِمْ قُبْضَةً مِّنْ طَعَامٍ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا: امیر المومنین! میں نے احرام کی حالت میں اپنے کوڑے سے ٹڈوں کا شکار کیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ (بطور فدیہ) ایک مٹھی اناج کسی کو خیرات کر دو۔

اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

۳۱۶۱ - وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَاَلَهٗ عَنْ جَرَادَةٍ قَتَلَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ تَعَالَ حَتّٰى نَحْكُمَ فَقَالَ كَعْبٌ دِرْهَمٌ فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ اِنَّكَ لَتَجِدُ الدَّرَاهِمَ لَتَمْرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ جَرَادَةٍ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ.

حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ احرام کی حالت میں اگر کوئی شخص ایک ٹڈے کو مارے تو اس کا کیا حکم ہے؟ حضرت عمر نے کعب احبار ؓ سے فرمایا: آؤ! تا کہ ہم اس مسئلہ پر حکم لگائیں تو حضرت کعب نے فرمایا (ایک ٹڈے کو مارنے کا صدقہ) ایک درہم ہوگا (یہ سن کر) حضرت عمر نے کعب سے فرمایا: تم کو درہم ہر وقت کہاں سے ملیں گے؟ (حقیقت تو یہ ہے کہ) ایک کھجور ایک ٹڈے کے مارنے کے معاوضے میں کافی ہے (یعنی ٹڈا اتنی حیثیت کا نہیں کہ احرام کی حالت میں مارنے پر درہم خیرات کیا جائے' بلکہ ایک کھجور ایک ٹڈے کے معاوضہ میں بہت کافی ہے۔ اس کی روایت امام مالک اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ احرام کی حالت میں جو کوئی ٹڈے کو مارے تو جو چاہے خیرات کر دے' اس لیے کہ اس کا شکار دوسرے جانوروں کی طرح نہیں ہے۔ اس لیے شکار کے لیے کوئی نہ کوئی تدبیر ضروری ہے اور ٹڈے کو مارنا یا پکڑنا بغیر کسی تدبیر کے ممکن ہے' اس لیے ٹڈے کا مارنا عام شکار کی تعریف میں داخل نہیں ہے' اسی لیے احرام کی حالت میں ٹڈے کو مارنے سے کچھ خیرات کر دینا کافی ہے۔ چنانچہ حضرت عمر' حضرت ابن عباس اور حضرت عطاء بن ابی رباح کا یہی قول ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتے ہیں۔

۳۱۶۲ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ السَّبُعَ الْعَادِيَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ محرم (حالتِ احرام میں) حملہ کرنے والے درندوں (جیسے شیر' بھیڑیا' ریچھ وغیرہ) کو ہلاک کر سکتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

محرم کس صورت میں درندہ کو ہلاک کر سکتا ہے؟

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ محرم ایسے درندے کو ہلاک کر سکتا ہے جو حملہ آور ہو' اور جس کو ہلاک کیے بغیر دفع کرنا ممکن نہ ہو۔ اور ایسی صورت میں اس پر کوئی فدیہ واجب نہیں' البتہ! ایسے حملہ آور درندہ کو محرم قتل کیے بغیر دفع کر سکتا تھا اور اس نے اس کو قتل کر دیا تو ایسی صورت میں اس پر فدیہ واجب ہوگا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احرام کی حالت میں ایک دفعہ کسی درندہ کو ہلاک کر دیا' اور اس کے فدیہ میں ایک مینڈھا ذبح کیا جیسا کہ کوکب دری میں مذکور ہے۔

۳۱۶۳ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبُعِ قَالَ هُوَ صَيْدٌ وَّيَجْعَلُ فِيْهِ كَبْشًا اِذَا اَصَابَهُ الْمُحْرِمُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (احرام کی حالت میں) بجو کے شکار کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: وہ بھی شکار ہے (بلاضرورت) اس کو مارا جائے تو اس کے فدیہ میں محرم کو ایک بکرا ذبح کرنا چاہیے۔ اس کی

روایت ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

٣١٦٤ - وَعَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الضَّبُعِ قَالَ اَوْ يَاْكُلُ الضَّبُعَ اَحَدٌ وَّسَأَلْتُهُ عَنْ اَكْلِ الذِّئْبِ قَالَ اَوْ يَاْكُلُ الذِّئْبَ اَحَدٌ فِيْهِ خَيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَيُقَوِّيْهِ رِوَايَةُ ابْنِ مَاجَةَ وَلَفْظُهُ مَنْ يَّاْكُلُ الضَّبُعَ وَيُؤَيِّدُهُ اَنَّهُ ذُوْنَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَقَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّمِنَ الْاَدِلَّةِ مَا رَوَاهُ الزَّيْلَعِيُّ عَنْ مُّسْنَدِ اَحْمَدَ وَسَنَدُهُ قَوِيٌّ وَّفِيْهِ اِنَّ بَعْضَ الْمَشَائِخِ اَفْتٰى بِحُرْمَةِ الضَّبُعِ بَيْنَ يَدَيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَلَمْ يَنْكِرْ عَلَيْهِ ابْنُ الْمُسَيَّبِ.

حضرت خزیمہ بن جزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بجو (کے گوشت) کو کھانے کے بارے میں دریافت کیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حیرت سے ان سے) پوچھا کہ بجو کی طرح کوچلی والے جانور کو کوئی کھائے گا؟ پھر میں نے بھیڑیے (کے گوشت) کو کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (تعجب سے پھر دیا ہی) فرمایا: کیا ایسا شخص جس میں بھلائی ہو (حلال وحرام سے واقف ہو) بھیڑیے کو کھا سکتا ہے؟ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ بھیڑیے کو کون کھائے گا اور مسلم میں اس طرح ہے کہ بجو کوچلی والا درندہ ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس درندہ کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے جس کے دانت کوچلی والے ہیں اور (بجو کے حرام ہونے کی) ایک دلیل زیلعی کی وہ روایت بھی ہے جس کو انہوں نے مسند امام احمد سے بیان کیا ہے اور اس حدیث کی سند قوی ہے اور اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایک شیخ نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے سامنے بجو کی حرمت کا فتویٰ دیا تو حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔

بَابُ الْاِحْصَارِ وَفَوْتُ الْحَجِّ

محرم کے حج یا عمرہ سے روک دیئے جانے پر جو پابندیاں اس پر عائد ہوتی ہیں ان کا بیان ہے اور کسی وجہ سے حج کے فوت ہونے پر جو مسائل پیدا ہوتے ہیں' ان کا بھی بیان

احصار کی تعریف اور اس کے احکام

واضح ہو کہ احصار کا مطلب یہ ہے کہ محرم کو حج کے احرام کے بعد وقوف عرفہ اور طواف زیارۃ جو ارکان حج ہیں دونوں سے ایک ساتھ روک دیا جائے اور اگر محرم نے عمرہ کا احرام باندھا تھا تو اس کو طواف سے روک دیا جائے اور حج کا احرام باندھنے کے بعد اگر محرم کو وقوف عرفہ اور طواف زیارۃ میں سے کسی ایک رکن کی ادائیگی سے روک دیا جائے تو احصار نہیں ہوگا' اس لیے کہ اگر محرم کو صرف وقوف عرفہ سے روک دیا گیا تو وہ اس شخص کی طرح ہو جائے گا جس کا حج فوت ہو گیا ہو' وہ ایسی صورت میں طواف زیارت کے بعد احرام کھول سکے گا اور اگر اس نے وقوف عرفہ کر لیا تھا اور طواف زیارت سے روک دیا گیا ہے تو وقوف عرفہ کی وجہ سے اس کا حج تو ہو گیا اور وہ طواف زیارت ادا کرنے تک احرام نہیں کھولے گا اور اگر وقوف عرفہ کے بعد محرم کو روک دیا گیا یہاں تک کہ ایام تشریق گزر گئے اور اس نے ان ایام کے مناسک ادا نہ کیے ہوں تو اس پر وقوف مزدلفہ کے ترک کرنے پر ایک قربانی' رمی جمار کے ترک کرنے پر ایک قربانی اور حلق اور طواف زیارت کی تاخیر پر ایک قربانی امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک لازم ہوگی اور محرم کسی دشمن کے ڈر سے یا کسی بیماری کی وجہ

سے روک دیا جائے تو اگر اس نے صرف حج کا احرام باندھا تھا یا صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا تو وہ مکہ معظمہ کو ایک قربانی یا اس کی قیمت بھیجے کہ وہاں قربانی خریدی جائے اور وہیں ذبح کر دی جائے اور اگر اس نے قران کی نیت سے احرام باندھا تھا تو احصار کی صورت میں دو قربانیاں روانہ کرے اور قربانیوں کے ذبح ہونے تک وہ احرام نہیں کھول سکے گا' بلکہ اس کو چاہیے کہ وہ ایسی صورت میں قربانیوں کو مکہ معظمہ میں ذبح کرنے کی تاریخ اور وقت مقرر کر دے' اس لیے کہ اس کا احرام کھولنا قربانیوں کے ذبح پر موقوف ہے' اس لیے ان کو قربانیوں کے ذبح کا وقت معلوم ہونا ضروری ہے تا کہ یہ احرام کے ذبح کے بعد کھول سکے اور ایسے شخص پر آئندہ سال فوت شدہ حج ادا کرنا ضروری ہوگا اور اگر احصار کی صورت میں اپنے اندازہ کے مطابق احرام کھول دیا اور بعد میں اس کو علم ہوا کہ قربانیاں احرام کھولنے کے بعد ذبح کی گئیں تھیں تو اس پر جنایت میں ایک اور قربانی ضروری ہوگی' اسی طرح اگر قربانیاں حدودِ حرم کی بجائے یعنی حرم کے باہر ذبح کر دی گئیں تو بھی اس کو جنایت میں ایک اور قربانی ادا کرنی پڑے گی۔ یہ مضمون شرح نقایہ سے ماخوذ ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ. (المائدہ:۱۹۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو' پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے۔ (کنزالایمان)

۳۱۶۵ - عَنِ الْمِسْوَرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ اَنْ يَّحْلِقَ وَاَمَرَ اَصْحَابَهٗ بِذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُحَمَّدٍ وَّالطَّحَاوِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ جَعَلَ الْمُحَصَّرَ بِالْوَجْعِ كَالْمُحَصَّرِ بِالْعَدُوِّ فَسُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ اِعْتَمَرَ فَنَهَشَتْهُ حَيَّةٌ فَلَمْ يَسْتَطِعِ الْمُضِيَّ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَبْعَثُ بِهَدْيٍ وَّيُوَاعِدُ اَصْحَابَهٗ يَوْمَ اَمَارٍ فَاِذَا نُحِرَ عَنْهُ الْهَدْيُ حِلَّ وَكَانَتْ عَلَيْهِ عُمْرَةٌ مَّكَانَ عُمْرَتِهٖ.

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور (موطا) امام محمد اور امام طحاوی کی ایک روایت میں عبداللہ بن مسعود سے اس طرح مروی ہے۔ آپ نے بیماری کی وجہ سے (حج یا عمرہ سے) رک جانے والے کو ویسا ہی قرار دیا جو دشمن کی وجہ سے حج یا عمرہ سے روک دیا جائے۔ پھر آپ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے عمرہ کا احرام باندھا تھا' پھر اس کو سانپ نے کاٹ دیا جس کی وجہ سے وہ عمرہ کے لیے نہ جا سکا تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا: وہ (مکہ معظمہ) قربانی روانہ کرے اور اپنے ساتھیوں سے اس دن کا وعدہ لے جس میں قربانی کے جانور کو اس کی طرف سے ذبح کیا جائے تو جب اس کی طرف سے وہ جانور ذبح کر دیا جائے تو یہ احرام کھول دے اور اس (فوت شدہ) عمرہ کے بدلے میں اس کو ایک عمرہ (بطور قضاء کے) ادا کرنا ہوگا۔

[1] صلح حدیبیہ کے سال آپ کو اور صحابہ کرام کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا گیا تھا' تو آپ نے حدودِ حرم میں قربانی ذبح فرمائی پھر سر منڈھایا (اور احرام کھول دیا)۔

عمرہ کا احرام باندھنے والا احصار کی صورت میں قربانی کے بعد حلق یا قصر کے بغیر احرام کھول سکتا ہے

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے: ''فاذا نحر الهدی حل'' کہ عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد احصار کی صورت میں ایسا شخص اس وقت احرام کھول دے جب اس کی طرف سے حدودِ حرم میں قربانی کا جانور ذبح کر دیا جائے چونکہ یہاں حلق یا قصر کا ذکر نہیں

ہے اس لیے ایسے شخص پر واجب نہیں کہ وہ حلق یا قصر کرنے کے بعد ہی اپنا احرام کھولے بلکہ وہ حلق یا قصر کے بغیر ہی احرام کھول سکتا ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔ یہ ہدایہ میں مذکور ہے۔

صاحب مرقات نے طیبی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جن حضرات کے پاس احصار کی وجہ سے قربانی دینا واجب ہے ان کا یہ قول ہے کہ دم احصار حدودِ حرم میں دیا جائے۔ اسی وجہ سے عمرۃ القضاء کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے وقت جن صحابہ نے خارج حرم قربانی دی بھی ان کو بدلہ میں داخل حرم قربانی دینے کا حکم دیا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو صحابہ آپ کے قریب تھے انہوں نے داخل حرم قربانی دی تھی اس لیے ان حضرات نے اس موقع پر مکرر قربانی نہیں دی اور یہی مذہب حنفی ہے۔

۳۱۶۶ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَمِرِيْنَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدْنَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم (حدیبیہ کے سال) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کے لیے نکلے (اور ہم حدیبیہ کے پاس پڑاؤ ڈالے) تو کفارِ قریش نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طواف کعبہ سے روک دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حدود حرم میں) اپنی اونٹنیوں کو ذبح فرمایا اور اپنا سر بھی منڈایا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۱۶۷ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَصْحَابَهُ اَنْ يُّبَدِّلُوا الْهَدْيَ الَّذِيْ نَحَرُوْا عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِيْ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کو حکم دیا کہ ان جانوروں کے بدلہ میں (جو خارج حرم ذبح کیے گئے تھے) عمرۃ القضاء کے موقع پر اور جانوروں کو ذبح کر دیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حدیبیہ کے سال جب کہ کفارِ قریش نے عمرہ ادا کرنے سے روک دیا تھا تو خارج حرم اپنی اونٹنیوں کو ذبح کر دیا تو اس موقع پر۔

۳۱۶۸ - وَعَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كُسِرَ اَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ قَالَ عِكْرِمَةُ فَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّاَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَا صَدَقَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَزَادَ اَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى اَوْ مَرِضَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَالَ غَيْرُهٗ صَحِيْحٌ وَّقَالَ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَالذَّهَبِيُّ فِيْ تَلْخِيْصِهٖ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يَخْرُجَاهُ وَفِي الْمَصَابِيْحِ ضَعِيْفٌ يَّحْمِلُ عَلٰى سَنَدِهٖ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ ضُعْفِ سَنَدِهٖ ضُعْفُ سَنَدِ التِّرْمِذِيِّ

حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کے حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد اس کا پاؤں ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ مکہ معظمہ ہدی روانہ کرنے کے بعد احرام کھول دے اور آئندہ سال اس عمرہ یا حج کی قضا واجب ہوگی۔ حضرت عکرمہ (راوی حدیث) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے اس بارے میں دریافت کیا تو ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے صحیح روایت کی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ کوئی شخص (احرام باندھنے کے بعد بیماری کی وجہ سے بھی (حج یا عمرہ سے) رک جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے (کہ وہ ہدی بھیج کر احرام کھول دے اور آئندہ سال قضاء کرے) اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور دوسرے محدثین نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح

وَغَيْرُهُ كَمَا لَايَخْفٰى وَعَلٰى تَقْدِيْرِ التَّعَارُضِ يُرَجَّحُ تَحْسِيْنَ التِّرْمِذِيُّ عَلٰى تَضْعِيْفِ الْبَغَوِيُّ.

ہے اور حاکم نے مستدرک میں اور ذہبی نے اپنی تلخیص میں کہا ہے کہ یہ حدیث امام بخاری کی شرائط کی مطابق حدیث صحیح ہے۔

احصار کے اسباب اور محصر ہدی روانہ کیے بغیر احرام نہیں کھول سکتا

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احصار یعنی حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد رُک جانا' دشمن یا بیماری یا عدم نفقہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور احصار کی صورت ضروری ہے کہ محصر مکہ معظمہ کو قربانی روانہ کرے کہ وہ حدودِ حرم میں ذبح کی جائے اور جس شخص کے ذریعہ قربانی بھیجی جارہی ہو' اس سے قربانی کا وقت مقرر تا کہ اندازہ کے مطابق جب حرم میں قربانی دی جائے تو یہ احرام کھول سکے اور آئندہ سال اِس حج کی قضاء کرے اور اگر ہدی کا روانہ کرنا ممکن نہ ہو تو وہ احرام نہیں کھول سکتا۔ اگر چہ کہ احرام میں رہنے سے اس پر کئی جنایات واجب ہو جائیں۔ یہ عرف شذی سے ماخوذ ہے۔

٣١٦٩ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنُ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَّقَفَ بِعَرَفَةَ بِلَيْلٍ فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ وَمَنْ فَاتَهُ عَرَفَاتٌ بِلَيْلٍ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ فَلْيَحِلَّ بِعُمْرَةٍ وَّعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ وَابْنُ عَدِيِّ فِي الْكَامِلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُحَمَّدٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَاَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الَّذِيْ يَفُوْتُهُ الْحَجُّ فَقَالَ يَحِلُّ بِعُمْرَةٍ وَّعَلَيْهِ الْحَجُّ مَنْ قَابَلَ وَلَمْ يَذْكُرْ هَدِيًّا ثُمَّ قَالَ سَاَلْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ عُمَرُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص عرفات میں (کم از کم) رات میں (تھوڑی دیر کے لیے بھی ٹھہر جائے تو اس کو حج مل گیا[1] اور جس کسی کو رات میں بھی وقوف عرفات کا موقع نہ ملے۔ تو اس کا حج فوت ہو گیا تو اس کو چاہیے کہ حج کے بقیہ مناسک چھوڑ دے اور صرف عمرہ کے افعال ادا کر کے (یعنی طواف اور سعی بین الصفاء والمروۃ کے بعد سر منڈھوا کر) احرام کھول دے اور[2] اس کو دار قطنی نے اپنی سنن میں اور ابن عدی نے الکامل میں روایت کیا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کی ایک روایت میں اسود بن یزید رحمہ اللہ سے اس طرح مروی ہے' اسود بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ جس شخص کا حج فوت ہو جائے تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: وہ عمرہ ادا کر کے احرام کھول دے اور اس پر آئندہ سال (فوت شدہ) حج کی قضاء واجب ہوگی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قربانی کا ذکر نہیں فرمایا[3] اسود بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے یہی مسئلہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ہی جواب دیا۔[4]

[1] اگر چہ کہ وقوف عرفہ کا وقت نویں ذوالحجہ کے زوال سے لے کر دسویں ذوالحجہ کی فجر سے پہلے تک ہے۔

[2] اس فوت شدہ حج کی آئندہ سال قضاء کرلے اور اس پر محصر کی طرح قربانی ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

[3] یعنی حج کے فوت ہونے کی صورت میں محرم پر قربانی دینا واجب نہیں جیسا کہ احصار کی صورت میں قربانی دینا واجب ہے۔

[4] چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ جو حج کا احرام باندھے اور اس سے وقوف عرفہ فوت ہو جائے تو اس کا حج فوت ہو گیا اس کو چاہیے کہ طواف کرے' سعی کرے اور احرام کھول دے اور آئندہ سال فوت شدہ حج کی قضاء کرے اور اس پر قربانی دینا واجب نہیں ہے اور یہی

مذہب حنفی ہے۔

۳۱۷۰۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يُنْكِرُ الْاِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُوْلُ أَمَا حَسْبُكُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَشْتَرِطْ فَإِنْ حَبَسَ أَحَدَكُمْ حَابِسٌ فَلْيَأْتِ الْبَيْتَ فَلْيَطُفْ بِهٖ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ لِيَحْلِقْ أَوْ لِيُقَصِّرْ ثُمَّ لِيُحَلِّلْ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ.

حضرت سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر (احرام باندھتے وقت احرام کو) کسی شرط سے مشروط کرنا ناجائز سمجھتے تھے اور یوں فرماتے کہ کیا تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کافی نہیں کہ حضور احرام کو کسی شرط سے مشروط نہیں فرماتے تھے (اور یہ بھی ارشاد فرماتے کہ) کوئی چیز کسی کو (احرام باندھنے کے بعد) حج سے روک دے تو (احرام کھولنے کا طریقہ یہ ہے کہ) وہ کعبۃ اللہ آئے طواف کرے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے سر مونڈھائے یا بال کتروائے پھر احرام کھول دے اور آئندہ سال اس حج کی قضاء کرے۔ اس کی روایت نسائی دارقطنی نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا کہ اہل علم کی ایک جماعت نے حج میں احرام کو مشروط کرنا درست قرار نہیں دیا اور تابعین کی ایک جماعت اور امام مالک کی بھی یہی رائے ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ حج میں احرام باندھتے وقت کوئی شرط لگانا درست نہیں ہے۔

۳۱۷۱۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ الدِّيْلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ أَدْرَكَ عَرَفَةَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ أَيَّامُ مِنًى ثَلَاثَةٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حج عرفہ ہے[1] تو جو کوئی مزدلفہ یعنی دسویں ذوالحجہ کی رات عرفات (میں قیام) کو پالیا تو گویا اس نے حج کو پالیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ منیٰ میں (قیام کے) تین دن ہیں (گیارھویں بارھویں اور تیرھویں ذوالحجہ) تو جو دو دنوں میں جلدی کرلے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو کوئی شخص تیرھویں تک ٹھہر کر تاخیر کرے اور تیرھویں کو کنکریاں مار کر روانہ ہو) تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد نسائی ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

[1] حج کا سب سے بڑا رکن نویں ذوالحجہ کو زوال سے لے کر دسویں کی فجر سے پہلے تک عرفات میں ٹھہرنا فرض ہے۔

بَابُ حَرَمِ مَكَّةَ حَرَّسَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى

حرم مکہ کی حرمت اور فضیلت کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا. (آل عمران: ۹۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جو اس (حدود کعبہ) میں آئے امان میں ہو۔ (کنزالایمان)

ف: یہاں تک کہ اگر کوئی شخص قتل و جنایت کرکے حرم میں داخل ہو تو وہاں پر نہ اس کو قتل کیا جائے اور نہ اس پر حد قائم کی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے والد خطاب کے قاتل کو بھی حرم شریف میں پاؤں تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤں یہاں تک کہ وہ وہاں سے باہر آئے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

واضح ہو کہ حدود حرم بیت اللہ شریف سے مشرق کی جانب چھ میل مغرب کی جانب ۲۴ میل شمال کی جانب ۱۸ میل اور جنوب کی جانب ۲۴ میل ہے۔ اس لیے ان حدود میں جو شخص داخل ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ جاتا ہے اور اس کو ان چیزوں سے امن حاصل ہو جاتا ہے۔ ایک دوزخ کی آگ سے دوسرے موذی امراض جیسے جذام اور برص وغیرہ سے اور تیسرے دشمن کے خلاف اور قتل وقصاص سے اور اگر کوئی قاتل حدودِ حرم میں پناہ لے تو حدودِ حرم میں اس کا قصاص نہیں لینا چاہیے بلکہ اس کا کھانا پانی بند کر دینا چاہیے کہ وہ مجبور ہو کر حدودِ حرم سے باہر آ جائے اور وہاں قصاص لیا جائے۔ اسی طرح حدودِ حرم میں جانوروں کا شکار بھی منع ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ۱۲)

۳۱۷۲ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهٗ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَرَوَيْنَا عَنْ عَمْرٍو ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَائِشَةَ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ ان حكم لُقَطَةِ مَكَّةَ كَحُكْمِ سَائِرِ الْبُلْدَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا (چونکہ مکہ معظمہ آج سے دارالاسلام بن گیا ہے اور قیامت تک دارالاسلام رہے گا۔ اس لیے یہاں سے ہجرت (اب فرض نہیں) لیکن جہاد کی فرضیت (قیامت تک) باقی رہے گی اور (ہر عمل میں) اخلاص نیت (کی اہمیت فضیلت اور ثواب) باقی رہے گی۔ اس لیے جب تم کو جہاد کے لیے بلایا جائے تو تم نکل پڑو اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک شہر کی حرمت کو آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے دن سے ہی قائم فرما دیا ہے اور قیامت تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مقدس سرزمین) کی حرمت قائم رہے گی اور اس کی اس شرعی حرمت کا حکم قیامت تک باقی رہے گا اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سرزمین پر قتال کسی کے لیے مجھ سے پہلے (اور نہ میرے لیے) جائز کیا گیا اور نہیں جائز کیا گیا قتال میرے لیے بھی اس میں مگر ایک ساعت کے لیے (یعنی فتح مکہ کے دن صرف ایک ساعت کے لیے جائز کیا گیا) پھر وہ ساعت (جس میں قتال کی اجازت ملی تھی اٹھا لی گئی اور) قیامت تک اس میں قتال کی حرمت علی حالہ باقی رہے گی (اور کبھی کسی صورت میں منسوخ نہیں ہوگی اس مقدس سرزمین کی حرمت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ) اس سرزمین کی کوئی خاردار جھاڑی بھی (اگرچہ کہ وہ ایذا دے) نہ کاٹی جائے اور اسی طرح حرم کے شکار کو بھی نہ بھگایا جائے (اور نہ اس کا شکار کیا جائے) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے۔ حضرت عباس نے فرمایا: مگر اذخر کو مستثنیٰ رکھا جائے اس لیے کہ وہ لوہاروں کی ضرورت اور گھروں میں استعمال کی چیز ہے تو آپ نے فرمایا: ہاں! اذخر کاٹی جا سکتی ہے اور ابوہریرہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں اور ابن المنذر نے کہا ہے کہ ہم کو حضرت عمر حضرت ابن عباس حضرت عائشہ اور حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہم سے یہ روایت

پہنچی ہے کہ حرم مکہ کے لقطہ یعنی گری پڑی چیز کا حکم بھی وہی ہے جو عام مقامات میں گری ہوئی چیزوں کا حکم ہے۔

دارالکفر سے دارالاسلام کی ہجرت کا بیان

واضح ہو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد ہر اس مسلمان پر جو ہجرت کر سکتا تھا' مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرض تھی لیکن جب مکہ معظمہ فتح ہو گیا تو اس ہجرت کی فرضیت باقی نہیں رہی۔ البتہ! دین کی حفاظت کے لیے دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کا حکم ہمیشہ کے لیے باقی رہ گیا جیسا کہ حدیث شریف کے اس ارشاد ولکن جہاد ونیۃ سے واضح ہے۔

حرم مکہ کے درختوں اور خودرو جھاڑیوں کے احکام

واضح ہو کہ حرم مکہ کے درخت دو طرح کے ہوتے ہیں اور ان کا حکم بھی مختلف ہے۔ پہلی قسم ایسے درختوں کی ہے جن کو انسان بوتے اور لگاتے ہیں' یا تو وہ عام انسانی ضرورت کے ہوں گے یا عام ضرورت کے نہ بھی ہوں لیکن انسان کے ہاتھوں لگائے گئے ہوں تو ایسے تمام درختوں کے کاٹنے یا ان سے نفع اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ایسی صورت میں کوئی تاوان دینا پڑتا ہے۔

حرم کے درختوں کی دوسری قسم وہ ہے جن کو خودرو کہتے ہیں' یا تو وہ کسی کی ملک میں ہوں گے یا کسی کی ملک میں نہ ہوں گے۔ ہر دو صورتوں میں ایسے درختوں کا کاٹنا اکھیڑنا اور ان سے نفع اٹھانا منع ہے' اگر غلطی سے ایسا کر دیا جائے تو اس کا تاوان ادا کرنا پڑے گا اور ان کی قیمت خیرات ادا کرنی پڑے گی۔ حرم کی گھاس کا بھی یہی حکم ہے کہ جانوروں کو بھی اسے چرایا نہ جائے' البتہ! اذخر نامی گھاس اس حکم سے مستثنیٰ ہے' اس لیے کہ وہاں کے باشندوں کی عام ضروریات اس سے پوری ہوتی ہیں اور اس طرح حرم کے ایسے درخت بھی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جو خشک ہو گئے ہوں اور اب ان میں نمو باقی نہ ہو تو ایسی صورت میں ان سے نفع اٹھایا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(ماخوذ از عنایہ اور فتح القدیر)

حرم کے لقطہ کے احکام

واضح ہو کہ حرم کے لقطہ یعنی گری پڑی چیز کا وہی حکم ہے جو عام مقامات کا حکم ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ لقطہ کو اٹھانے کے بعد وہ اس پر ایک یا دو عادل گواہ بنائے' اس کو نہ چھپائے اور غائب بھی نہ کرے اور لقطہ کو وہی شخص اٹھائے جو اس چیز کے اعلان کی ذمہ داری ایک سال تک کے لیے لے سکتا ہو۔ اس لیے جو شخص یہ ذمہ داری نہیں لے سکتا اس کو چاہیے کہ گری پڑی چیز کو نہ اٹھائے' چونکہ حج کے موقع پر لوگ مسافرت میں ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ایسی ذمہ داری اٹھانے کے موقف میں نہیں ہوتے' اس لیے حجاج کو چاہیے کہ وہ گری پڑی چیزوں کو نہ اٹھائیں۔ لقطہ کو اٹھانے والے شخص پر یہ ضروری ہے کہ وہ اس چیز کا اعلان جامع مسجد' میلوں اور عام اجتماعات کے مقامات پر کرے' تاکہ اس چیز کا مالک واقف ہو' اور نشان دہی کر کے اس چیز کو حاصل کر لے' اور اگر مال کے اٹھانے والے نے ایک سال تک اعلان کیا اور مالک کا پتا نہیں چلا تو اس کا حکم یہ ہے کہ لقطہ اٹھانے والا اگر غنی ہے تو وہ اس مال سے استفادہ نہ کرے' بلکہ اس کو خیرات کر دے اور اگر بعد میں مالک آجائے تو اس کی قیمت ادا کر دے اور اگر لقطہ کا اٹھانے والا محتاج ہے تو مدت گزرنے کے بعد اس کو استعمال کر سکتا ہے اور استعمال کے بعد مالک آجائے تو اس محتاج پر لوٹانے کی یا قیمت ادا کرنے کی ذمہ داری نہیں۔

(فتح القدیر' ہدایہ' مرقات)

۳۱۷۳ - وَعَنْ مُّعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اِنَّ امْرَاَةٍ قَدْ   حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے ام-

سَأَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ إِنِّيْ قَدْ أَصَبْتُ ضَالَّةً فِي الْحَرَمِ فَإِنِّيْ قَدْ عَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يَّعْرِفُهَا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ اسْتَنْفِقِيْ بِهَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا.

٣١٧٤ - وَعَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَّهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ إِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِّيْ أَيُّهَا الْأَمِيْرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَّوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهِ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مُّسْلِمٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا يَعْضُدُ بِهَا شَجَرًا فَإِنْ تَرَخَّصَ أَحَدٌ لِّقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهُ إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِرَسُوْلِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَّكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَذَكَرَ صَاحِبُ الْمَدَارِكِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَوْ ظَفِرْتُ فِيْهِ بِقَاتِلِ الْخَطَّابِ مَا مَسِسْتُهُ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْهُ.

المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ مجھے حرم میں کسی کی ایک گمشدہ چیز ملی ہے اور میں اس کا برابر اعلان کرتی رہی ہوں، لیکن اب تک مجھے اس کا کوئی مالک نہیں ملا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم اس کو استعمال کر لو۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔ اور ان دونوں کی ایک روایت میں ہے کہ حرم مکہ کی گھاس نہ کاٹی جائے۔ حضرت عباس ص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذخر گھاس مستثنیٰ فرمادیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذخر گھاس کاٹی جاسکتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے درخت نہ کاٹے جائیں۔

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمرو بن سعید ا مکہ معظمہ کو لشکر بھیجا کرتا تھا اور اس کا یہ عمل مکہ معظمہ کی حرمت کے خلاف تھا، اس موقع پر) حضرت ابوشریح نے عمرو بن سعید سے فرمایا: اے امیر! تم مجھے اجازت دو کہ میں تمہیں اس بارے میں ایک حدیث سناؤں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن خطبہ میں ارشاد فرمایا جس کو میرے ان کانوں نے یاد رکھا ہے اور دل نے محفوظ رکھا ہے اور میری آنکھوں نے جو دیکھا وہ یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ مکہ معظمہ کو عظمت اور بزرگی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور لوگوں نے اس کو یہ عظمت نہیں دی ہے۔ اس شخص کو جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، یہ جائز نہیں ہے کہ اس میں (یعنی حدود حرم میں) خون ریزی کرے اور نہ اس کو یہ جائز ہے کہ وہ حرم کے درختوں کو کاٹے۔ اس کے بعد حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قتال فرمایا تھا اس کو نظیر بنا کر کوئی خود بھی قتال کو جائز سمجھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اجازت دی تھی اور تم کو اجازت نہیں دی ہے (چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آج کے دن کی ایک ساعت میں لڑنے کی اجازت دی اور اس کی عظمت وحرمت کو حسب دستور بحال کر دیا گیا یعنی آج اس کی وہی حرمت ہے جو کل تھی تو جو آج یہاں اس وقت حاضر ہیں ان پر یہ لازم ہے کہ میرا یہ حکم ان کو پہنچادیں جو یہاں حاضر نہیں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور صاحب مدارک نے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر مجھے حرم میں (میرے والد) خطاب کا قاتل بھی مل جائے تو (قصاص میں قتل کرنا تو کجا) اس کو چھوؤں گا بھی نہیں، یہاں تک کہ وہ حرم سے باہر نکل

جائے۔

۱ جو عبدالملک بن مروان کی طرف سے مدینہ منورہ کا امیر تھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑائی کے لیے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جس شخص کو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اس کو جائز نہیں کہ مکہ معظمہ میں خون بہائے۔ امام ابوحنیفہ نے اس ارشاد نبوی سے استدلال فرمایا ہے کہ جو شخص حرم کے باہر قتل کر کے حرم میں پناہ لے اس کو قتل نہ کیا جائے' جیسا کہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔

واضح ہو کہ فتح مکہ کے دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتال کی جو اجازت ملی تھی وہ خصوصیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جیسا کہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔

حرم میں قصاص کب جائز ہے؟

واضح ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ خطاب کا قاتل مجھے حرم میں مل جائے تو میں اس کو حرم سے باہر ہونے تک نہیں چھوؤں گا۔ اس سے احناف نے استدلال کیا ہے جو شخص حرم کے باہر کسی کو قتل کرے اور حرم میں وہ پناہ لے لے تو حرم میں اس کا قصاص جائز نہیں لیکن امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے شخص کا قصاص حرم میں جائز ہے' البتہ! جو شخص حرم میں کسی کو قتل کر دے تو اس کا قصاص حرم میں بالاتفاق سارے ائمہ کے نزدیک جائز ہے۔ (ماخوذ از تفسیرات احمدیہ)

۳۱۷۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِاَحَدِكُمْ اَنْ يَّحْمِلَ بِمَكَّةَ السَّلَاحَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِیْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ فَاَبٰى اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يَّدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ سَلَاحًا اِلَّا فِی الْقِرَابِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کسی کو یہ جائز نہیں کہ بلاضرورت مکہ معظمہ میں ہتھیار باندھ کر داخل ہو' اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (عمرۃ القضاء کے موقع پر) ذوالقعدہ میں عمرہ ادا فرمایا اور ہتھیار کے ساتھ مکہ معظمہ میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا تو) اہل مکہ نے اس طرح داخل ہونے سے منع فرمایا۔ پھر یہ طے ہوا کہ ہتھیار کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں' مگر یہ کہ ہتھیار بند رہیں۔

۳۱۷۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجَاوِزُ الْوَقْتَ اِلَّا بِاِحْرَامٍ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَالطَّبْرَانِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص (بیرون میقات سے داخل حرم ہونا چاہے اور اس کی غرض حج کی ہو یا عمرہ کی یا تجارت کی یا سکونت کی ہر حال میں وہ میقات سے بغیر احرام کے نہ گزرے (البتہ وہ لوگ جو اندرون میقات سکونت رکھتے ہوں' اس حکم سے مستثنیٰ رہیں گے) اس حدیث کی روایت ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ میقات پر سے احرام کے ساتھ گزرنے کے تفصیلی احکام کتاب المناسک کی حدیث نمبر ۱۳۰ میں گزر چکے ہیں جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۳۱۷۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ جَيْشُ الْكَعْبَةِ فَإِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَ اٰخِرِهِمْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَفِيْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَّيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (آخری زمانہ میں قیامت کے قریب) ایک لشکر کعبۃ اللہ پر چڑھائی کرے گا (تا کہ اس کو ڈھادے) جب وہ (اس ارادے سے ایک میدان میں جمع ہوں گے تو اُن سب کو اول سے آخر تک زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اول سے آخر تک ان کو کیسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا جب کہ ان میں کچھ تو بازار والے لوگ ہوں گے اور بعض ایسے بھی ہوں گے جو عقیدہ کے اعتبار سے) ان کے ہم خیال نہ ہوں گے' آپ نے ارشاد فرمایا: اس کے باوجود بھی ان سب کو جو اس لشکر کے ساتھ ہوں گے' زمین میں دھنسا دیا جائے گا البتہ! قیامت کے دن ان کی نیتوں کے مطابق ان کا حشر ہوگا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نیکوں پر بروں کے ساتھ رہنے سے دنیا میں عذاب ہوتا ہے لیکن آخرت میں جیسے نیت ہوگی ویسا بدلہ ملے گا۔

٣١٧٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (قیامت کے قریب جب کہ عبادت گزار بندے نہ رہیں گے تو ایک (ضعیف الخلقت) حبشی آدمی جس کی چھوٹی اور پتلی پنڈلیاں ہوں گی' کعبۃ اللہ شریف کو ڈھادے گا (اس کے بعد ہی قیامت قائم ہوجائے گی)۔ (بخاری ومسلم)۔

٣١٧٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَاَنِّيْ بِهِ اَسْوَدُ اَفْحَجُ يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اس حبشی آدمی کے بارے میں جو قیامت کے قریب کعبہ کو ڈھادے گا) ارشاد فرمایا کہ گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں' وہ کالے رنگ کا ہوگا اور اس کے پاؤں کے پنجے چھوٹے اور سکڑے ہوئے ہوں گے اور ایڑیاں پھیلی ہوئی ہوں گے اور وہ کعبۃ اللہ شریف کے پتھر کو ایک ایک کر کے نکالتا ہوگا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣١٨٠ - وَعَنْ عَيَّاشِ ابْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ بِخَيْرٍ مَّا عَظَّمُوْا هٰذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيْمِهَا فَإِذَا ضَيَّعُوْا ذٰلِكَ هَلَكُوْا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ امت مسلمہ اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک وہ کعبۃ اللہ شریف کی حرمت اور تعظیم پوری طرح کرتی رہے گی جیسا کہ اس کا حق ہے اور پھر جب وہ اس کی تعظیم کو ضائع کر دے گی تو ہلاک ہوجائے گی۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صدر کی یہ حدیث شریف بھی حضور نبی کریم ﷺ کا ایک روشن معجزہ ہے کہ مسلمان جب تک حرمین شریفین کی تعظیم کرتے رہے پوری دنیا پر غالب رہے اور یہ یزید کے پہلے تک کا زمانہ ہے لیکن یزید نے جب مدینہ پاک کی بے حرمتی کی کہ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کو مقام حرہ میں (جو مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے) قتل کیا اور مسجد نبوی شریف میں گھوڑے بندھوائے جو روضۂ اطہر کے قریب لید کرتے تھے اور عبدالملک بن مروان نے اپنے دور حکومت میں حجاج کے ہاتھوں مکہ معظمہ پر حملہ کروایا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ اس وقت سے آج تک تباہی اور خون ریزی کا سلسلہ جاری ہے۔

۳۱۸۱ - وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِحْتِكَارُ الطَّعَامِ فِي الْحَرَمِ اِلْحَادٌ فِيْهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حرم میں غلہ روک کے رکھنا (تا کہ جب وہ کم ہو جائے تو گراں بیچ کر زیادہ فائدہ اٹھائیں) بڑی بے دینی اور کجروی کی بات ہے اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ غلہ کا احتکار یعنی غلہ روکے رکھنا کہ جب وہ کم ہو جائے تو اس کو گراں بیچ کر زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ ہر مقام پر منع ہے اور گناہ کا کام ہے مگر حرم میں یہ گناہ اور شدید اس لیے ہو جاتا ہے کہ سورۂ حج میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حرم میں کوئی بے دینی کا کام کرے تو وہ عذاب الیم کا مستوجب ہو جاتا ہے اس لیے حرم میں احتکار پر سخت وعید ہے جو حرمت و تعظیم حرم کے منافی ہے۔

۳۱۸۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَّةَ مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَّأُحِبَّكِ إِلَيَّ وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِيْ أَخْرَجُوْنِيْ مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ إِسْنَادًا وَّرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَدُوْرُ عَلَى الْحَاجِّ بَعْدَ قَضَاءِ النُّسُكِ بِالدِّرَّةِ وَيَقُوْلُ يَا أَهْلَ الْيَمَنِ يَمَنُكُمْ وَيَا أَهْلَ الشَّامِ شَامُكُمْ وَيَا أَهْلَ الْعِرَاقِ عِرَاقُكُمْ فَإِنَّهٗ أَبْقٰى لِحُرْمَةِ بَيْتِ رَبِّكُمْ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُجُّوْنَ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ وَيَعْتَمِرُوْنَ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ وَلَا يُجَاوِزُوْنَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جب کہ آپ فتح مکہ کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لے جا رہے تھے) مکہ معظمہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تو کتنا اچھا اور پاکیزہ شہر ہے اور تو مجھے کس قدر عزیز ہے اگر میری قوم یعنی قریش مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کہیں اور سکونت اختیار نہ کرتا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حج کے مناسک کے پورے ہو جانے کے بعد حاجیوں میں درہ لیے ہوئے پھرتے اور مختلف مقامات میں ان حضرات سے یوں فرماتے اے یمن والو! تم اپنے ملک یمن کو چلے جاؤ اے شام والو! تم ملک شام کو روانہ ہو جاؤ اور اے عراق والو! تم اپنے ملک عراق کو واپس ہو جاؤ (حج سے فراغت کے بعد تمہارے اپنے اپنے ملکوں کو روانہ ہو جانا) تمہارے دلوں میں کعبۃ اللہ شریف کی عظمت کو باقی رکھنے کا سبب ہوگا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب (دوسرے ملکوں سے مکہ معظمہ) حج کے لیے واپس ہو جاتے اور مکہ معظمہ میں مستقل سکونت اختیار نہیں کرتے تھے تا کہ اشتیاق باقی رہے جو بقاء عظمت کا سبب ہے۔

حرمین شریفین کی فضیلت کا بیان

ف: واضح ہو کہ صدر کی حدیث جس کی روایت ترمذی نے حضرت عباس سے کی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر قریش مکہ معظمہ سے مجھے نہ نکالے ہوتے تو میں مکہ معظمہ کے سوا کہیں اور سکونت نہ اختیار کرتا۔ اس بارے میں لباب اور اس کی شرح میں علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دنیا کے سارے شہروں میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو فضیلت حاصل ہے (اللہ تعالیٰ ان

دونوں پاک شہروں کی عظمت کو زائد فرمائے) البتہ! اختلاف اس بات میں ہے کہ ان دونوں شہروں میں افضلیت کس شہر کو حاصل ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ مکہ معظمہ افضل ہے اور یہ تینوں ائمہ کا مذہب ہے اور بعض صحابہ کرام ث سے یہی مروی ہے اور صدر کی حدیث بھی اس کی دلیل ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مدینہ منورہ افضل ہے اور یہ بعض مالکی اور بعض شافعی حضرات کا قول ہے اور بعض صحابہ کرام ؓ سے بھی یہی منقول ہے اور غالباً مکہ معظمہ پر مدینہ منورہ کی فضیلت اس زمانہ کی بات تھی جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ پاک میں رونق افروز تھے یا مہاجرین کے لیے مکہ معظمہ پر مدینہ منورہ کو فضیلت حاصل تھی۔ یہ ردالمختار میں مذکور ہے۔

حرمین میں مستقلاً سکونت سے قلت ادب کا احتمال ہے

اب رہا یہ سوال کہ حرم مکہ یا حرم مدینہ کی مجاورۃ یعنی یہاں سکونت کا اختیار کرنا تو اس بارے میں بعض شافعی حضرات کا قول یہ ہے کہ مجاورت حرمین ایسے حضرات کے لیے مستحب ہے جن کو اس بات کا یقین ہو کہ یہاں قیام کے دوران وہ کسی برائی کے مرتکب نہیں ہوں گے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ البتہ! امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا قول یہ ہے کہ مجاورت حرمین مطلقاً مکروہ ہے یہ درمختار میں مذکور ہے اور ردالمختار میں یہ لکھا ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حرمین میں سکونت اختیار کرنا اس لیے مکروہ ہے کہ مستقل سکونت سے قلتِ ادب اور بیزارگی کا اندیشہ لگا رہتا ہے اور اس کے علاوہ حرم مبارک کے جو لوازم ہیں اس کی پابجائی مستقلاً رہنے والے پر دشوار ہو جاتی ہے۔ اسی لیے امام اعظم کے علاوہ امت کے محتاط علماء نے حرمین میں سکونت کو مستقلاً مکروہ قرار دیا ہے البتہ! امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ یہاں مستقلاً سکونت کو مباح قرار دیا ہے چنانچہ اس پر لوگوں کا عمل بھی ہے اور علامہ فاسی نے بیان کیا ہے کہ اس بارے میں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ یہ ملتقطات سے ماخوذ ہے۔

۲۱۸۳- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ حَمْرَاءَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا عَلَى الْحَزْوَرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ وَلَوْلَا أَنِّيْ أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام "حزورہ" پر کھڑے ہوئے (مکہ معظمہ کی تعظیم میں) یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: (اے سرزمین کعبہ) بخدا! تو اللہ تعالیٰ کی زمینوں میں بہترین اور اللہ تعالیٰ کے پاس سب سے زیادہ محبوب سرزمین کعبہ ہے۔ اگر مجھے تیرے یہاں سے نہ نکالا جاتا تو میں ہرگز نہ نکلتا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

قبر شریف کی زمین فضیلت میں عرش سے بڑھ کر ہے

ف: اس حدیث شریف میں حضور نبی کریم ﷺ کا مکہ معظمہ کی عظمت کے بارے میں یہ ارشاد ہے (اے سرزمین مکہ) تو اللہ کی زمینوں میں سب سے بہترین سرزمین ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ کو مدینہ منورہ پر فضیلت حاصل ہے اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہے۔ البتہ! وہ بقعہ مبارک یعنی قبر شریف کا وہ حصہ جو حضور نبی کریم ﷺ کے اعضاء مبارک سے مس کیا ہوا ہے مکہ معظمہ بلکہ کعبۃ اللہ شریف اور عرش سے بھی افضل ہے اور اسی پر سب کا اتفاق ہے۔ (مرقات)

بَابُ فَضَائِلِ الْمَدِيْنَةِ زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى شَرَفًا وَّتَعْظِيْمًا

مدینہ منورہ کی فضیلتوں کا بیان اللہ تعالیٰ اس ارض پاک کی عظمت کو بڑھائے

٣١٨٤ - عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِاَبِيْ طَلْحَةَ ابْنٌ مِنْ اُمِّ سُلَيْمٍ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ عُمَيْرٍ وَّكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَاحِكُهٗ اِذَا دَخَلَ وَكَانَ لَهٗ طَيْرٌ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰى اَبَا عُمَيْرٍ حَزِيْنًا فَقَالَ مَا شَاْنُ اَبِيْ عُمَيْرٍ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاتَ نُغَيْرُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَّا فَعَلَ النُّغَيْرُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَقَالَ ابْنُ الْاَثِيْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ قَدْ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فِيْ كِتَابَيْهِمَا وَكَذَا التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک لڑکا تھا جن کو ابوعمیر کہا جاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ہنسی اور دلجوئی کی باتیں فرمایا کرتے تھے جب کبھی وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتے اور ان کے پاس ایک پرندہ ہوتا تھا جس کو انہوں نے پکڑ رکھا تھا) ایک مرتبہ ابوعمیر حاضر ہوئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رنجیدہ پایا تو دریافت فرمایا: ابوعمیر رنجیدہ کیوں ہیں؟ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اُن کا پرندہ نغیر مر گیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوعمیر! تمہارا نغیر کیا ہوا؟ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور ابن الاثیر نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں اس کی روایت کی ہے اور اسی طرح ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے۔

مدینہ منورہ میں شکار کے جائز ہونے کی تحقیق

ف: اس حدیث شریف سے واضح ہو گیا کہ ابوعمیر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ایک پرندہ کو حبس کر رکھا تھا اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف تھے' جس سے ان کو روکا بھی نہیں گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ میں شکار کی جو ممانعت ہے وہ مدینہ منورہ میں نہیں ہے' اگر مدینہ منورہ میں شکار ممنوع ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابوعمیر کو اس کی اجازت نہیں دیتے جیسا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے اور علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر مدینہ منورہ میں شکار حرام ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفیر کے شکار پر سکوت نہ فرماتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں شکار ممنوع نہیں ہے جیسا کہ مکہ معظمہ میں منع ہے اور مذہب حنفی بھی یہی ہے' جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔

٣١٨٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَاَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ قَالُوْا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ فَاَمَرَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصُفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا اور بنونجار کی جس زمین کو پسند فرمایا تو ان سے ارشاد فرمایا کہ تم اس کی قیمت لے لو۔ انہوں نے عرض کیا: ہم اس کی قیمت تو اللہ تعالیٰ ہی سے لیں گے یعنی دنیا میں ہم کو اس کا معاوضہ مطلوب نہیں ہے جب یہاں مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا تو اس زمین میں مشرکین کی قبریں تھیں' ان کو اکھاڑ دیا گیا اور اس میں جو ٹیلے تھے ان کو برابر کیا گیا اور کھجور کے جو پیڑ تھے ان کو کاٹ دیا گیا اور کھجور کے تنوں کو مسجد کے قبلہ کی جگہ جما دیا گیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت اس زمین میں کھجور کے جو پیڑ تھے ان کو کاٹ دیا گیا۔ اس سے

ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں درختوں کو کاٹنے کی اجازت ہے' اس سے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں شکار کرنے اور درختوں کو کاٹنے کی ممانعت ایسی نہیں ہے جیسے مکہ معظمہ میں ہے۔ (ماخوذ از مرقات-۱۲)

٣١٨٦ - وَعَنْ سَلْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ كُنْتَ قُلْتُ فِي الصَّيْدِ قَالَ اَيْنَ فَاَخْبَرْتُهُ بِالنَّاحِيَةِ الَّتِيْ كُنْتُ فِيْهَا فَكَاَنَّهُ كَرِهَ تِلْكَ النَّاحِيَةَ وَقَالَ لَوْ كُنْتَ تَذْهَبُ اِلَى الْعَقِيْقِ لَشَيَّعْتُكَ اِذَا ذَهَبْتَ وَتَلَقَّيْتُكَ اِذَا جِئْتَ فَاِنِّيْ اُحِبُّ الْعَقِيْقَ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ اَيْضًا بِسَنَدٍ حَسَّنَهُ الْمُنْذِرِيُّ.

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ایک مرتبہ دریافت فرمایا: تم کہاں تھے؟ (وہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں شکار کرنے کے لیے باہر نکل گیا تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا: کہاں سے (شکار کر کے آئے ہو) میں نے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے شکار کی جگہ بتائی تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ جگہ زیادہ پسند نہ تھی۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم (شکار کے لیے) عقیق جاتے تو میں بھی تمہارے ساتھ شکار میں رہتا (یا اگر تمہارے ساتھ نہ چل سکتا) اور تم عقیق سے شکار کر کے واپس ہوتے تو تم سے ملتا۔ اس لیے کہ عقیق کی سرزمین مجھے بہت محبوب ہے (اور وہاں کا شکار مجھے بے حد پسند ہے) اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے کی ہے اور طبرانی نے بھی اس کی روایت ایسی سند کے ساتھ کی ہے جس کو امام منذری نے حسن قرار دیا ہے۔

مدینہ منورہ میں شکار حلال ہونے کی تحقیق

ف: واضح ہو کہ صاحب نخبہ نے کہا ہے کہ اس حدیث شریف سے صراحت کے ساتھ واضح ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں شکار جائز ہے۔ اس لیے کہ سرزمین عقیق مدینہ منورہ میں داخل ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عقیق کا شکار اس لیے پسند تھا کہ یہاں کے جانور مدینہ منورہ کی نباتات کھاتے ہیں۔ اس لیے عقیق کے شکار کو دوسرے مقامات کے شکار پر فوقیت ہے جیسے مدینہ منورہ کے پھلوں کو اور مقامات کے پھلوں پر فضیلت حاصل ہے' جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر مدینہ منورہ کا شکار جائز نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقیق میں شکار کرنے کو پسند نہ فرماتے اور اس حدیث شریف سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے کہ مدینہ منورہ میں شکار حلال ہے۔

٣١٨٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدٌ جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ فَاِذَا جِئْتُمُوْهُ فَكُلُوْا مِنْ شَجَرِهٖ وَلَوْ مِنْ عِضَاهِهٖ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَفِيْهِ كَثِيْرُ بْنُ زَيْدٍ وَّثَّقَهُ اَحْمَدُ وَغَيْرُهٗ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ مِثْلَهٗ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوہ اُحد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس لیے جب کبھی تم وہاں یعنی کوہ اُحد کے پاس پہنچو تو اس کی بوٹی اگرچہ کہ خاردار ہو' کھالیا کرو۔ اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے اور طبرانی کی سند میں کثیر بن زید ایک راوی ہیں جس کو امام احمد اور دیگر ائمہ محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ کوہ اُحد کے درختوں کی بوٹیاں کاٹی جاسکتی ہیں اور کوہ اُحد مدینہ منورہ میں واقع ہے' اس

سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کے درختوں کو کاٹا جا سکتا ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔

۳۱۸۸ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَصْبِرُ عَلٰی لَاوَاءِ الْمَدِیْنَةِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ اَوْ شَهِیْدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ لَا یَدَعُهَا اَحَدٌ رَّغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰهُ فِیْهَا مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِّنْهُ وَلَا یَثْبُتُ اَحَدٌ عَلٰی لَاوَائِهَا وَجُهْدِهَا اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا اَوْ شَهِیْدًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت میں سے جو بھی شخص مدینہ منورہ کی سختی اور بھوک' سردی یا گرمی پر صبر کرے گا تو میں اس کے لیے قیامت کے دن شفاعت کروں گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ[1] مدینہ ان کے لیے بہتر ہے' اگر وہ یہاں کے برکات اور یہاں کے قیام کی فضیلتوں کو محسوس کریں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ) اگر کوئی شخص بے رغبتی سے (بلا کسی ضرورت کے) مدینہ منورہ کو چھوڑ دے تو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اور) اللہ تعالیٰ اس سے بہتر شخص کو (وہاں کے قیام کے لیے) اس شخص کی جگہ بسا دے گا اور (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ) جو شخص (مدینہ منورہ میں قیام کرے اور) یہاں کی سختی' مشقت (اور بھوک پیاس کو) برداشت کرے اور ثابت قدم رہے تو قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور (اس کی ثابت قدمی پر) گواہ رہوں گا۔

[1] مدینہ منورہ میں جو لوگ سکونت اختیار کرتے ہیں' دین و دنیا کی بھلائی کے لیے۔

۳۱۸۹ - وَعَنْ سُفْیَانَ بْنِ اَبِیْ زُهَیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یُفْتَحُ الْیَمَنُ فَیَاْتِیْ قَوْمٌ یَّبُسُّوْنَ فَیَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِیْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِیْنَةُ خَیْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ یُفْتَحُ الشَّامُ فَیَاْتِیْ قَوْمٌ یَّبُسُّوْنَ فَیَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِیْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَیُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَیَاْتِیْ قَوْمٌ یَّبُسُّوْنَ فَیَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِیْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِیْنَةُ خَیْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بعد بہت سارے ملک فتح ہوں گے اور مدینہ کے لوگ وہاں جا بسیں گے' چنانچہ پہلے یمن فتح ہوگا اور مدینہ کی ایک جماعت اپنے اہل و عیال اور اپنے ماتحت لوگوں کے ساتھ کوچ کرے گی اور یمن جا بسے گی حالانکہ مدینہ منورہ کا قیام (یہاں کے برکات اور فضائل کے لحاظ سے) اُن کے لیے بہتر تھا' اگر وہ جانتے' پھر اس کے بعد ملک شام فتح ہوگا اور ایک جماعت مدینہ منورہ سے اپنے اہل و عیال اور ماتحتوں کے ساتھ کوچ کرے گی اور وہاں جا بسے گی' حالانکہ مدینہ منورہ کا قیام ان کے لیے بہتر تھا اگر وہ اس کو سمجھتے۔ پھر ملک عراق فتح کیا جائے گا اور اسی طرح مدینہ منورہ سے ایک جماعت اپنے اہل و عیال اور ماتحتوں کے ساتھ وہاں جا بسے گی' حالانکہ مدینہ منورہ کا قیام ان کے لیے (وہاں کی سکونت سے) بدرجہا بہتر تھا' اگر وہ اس کو سمجھ لیتے۔ (بخاری و مسلم)

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند معجزے مذکور ہیں: اول یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن' شام اور عراق کی فتح کی خبر دی اور ایسا ہی ہوا کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر یہ ممالک فتح ہوئے' دوسرے یہ کہ یہ سارے ممالک اسی ترتیب سے فتح ہوئے۔ پہلے یمن' پھر شام اور آخر میں عراق فتح ہوا اور تیسرے یہ کہ مدینہ منورہ سے لوگ ان ملکوں میں جا کر آباد

ہو گئے۔ اس حدیث شریف سے مدینہ منورہ میں سکونت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے اپنی ہمسائیگی چھوڑ نا پسند نہیں فرمایا' اس لیے کہ مدینہ منورہ کی برکات سے محروم ہو جانا' ان لوگوں کے لیے بہتر نہیں۔

۳۱۹۰ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّيْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کسی شخص کے لیے یہ ممکن ہو کہ اس کی وفات مدینہ منورہ میں ہو تو اسے چاہیے کہ وہ مدینہ میں ہی فوت ہو۔ اس لیے کہ جو مدینہ منورہ میں وفات پاتے ہیں میں ان کی خصوصی شفاعت کروں گا۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مدینہ منورہ میں مستقل سکونت اختیار نہ کرے تو مدینہ پاک کی موت حاصل کرنے کے لیے اس کو چاہیے کہ عمر کے آخری حصہ میں یا جب امراض کا ہجوم ہو جائے اور موت کا اندیشہ ہو تو وہ مدینہ منورہ چلا جائے تا کہ وہاں وفات پا سکے' اگر وہ اس نیت سے راستہ میں بھی مر جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو یہی اجر عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ.

الٰہی! تو مجھے اپنی راہ میں شہادت دے اور اپنے رسول کے شہر میں میری موت دے۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ مدینہ منورہ میں وفات پانے والے کو خصوصی شفاعت ملے گی یا اس مبارک شہر میں وفات پانے کے لیے یہ خوش خبری ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔ (ماخوذ از مرقات ۱۲)

۳۱۹۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ اَبُوْبَكْرٍ وَّبِلَالٌ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حِمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد (آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جاڑے سے بخار آنے لگا تو ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (ان حضرات کی بیماری کی) خبر دی تو حضور اقدس ﷺ نے یہ سن کر دعا فرمائی' اے اللہ! جس طرح تو نے مکہ معظمہ کو ہمارے لیے محبوب بنایا تھا' اسی طرح مدینہ منورہ کو بھی ہمارا محبوب بنا' بلکہ اس سے بھی زیادہ عزیز اور (اے اللہ!) مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو ہمارے لیے بہتر اور موافق فرما دے اور مدینہ منورہ کے پیمانوں صاع اور مد میں برکت عطا فرما اور جس وبائی بخار میں اہل مدینہ مبتلا ہیں' اس کو یہاں سے ہٹا دے (اور ان کو شفا دے) اور اس وباء کو جحفہ کی طرف (جہاں یہود آباد ہیں) منتقل فرما دے۔ (بخاری و مسلم)

۳۱۹۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَدِيْنَةِ رَاَيْتُ امْرَاَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ مُهَيْعَةَ فَتَاَوَّلْتُهَا اِنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ایک مبارک خواب کو جس کو حضور انور ﷺ نے مدینہ منورہ کی وباء کے بارے میں دیکھا تھا اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک سیاہ فام عورت کو دیکھا جو پراگندہ بال تھی اور وہ مدینہ منورہ سے نکلی اور

نَقَلَ اِلٰی مُهَیْعَةٍ وَّهِیَ الْجُحْفَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

مھیعہ میں چلی گئی۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ یہ سیاہ فام عورت مدینہ منورہ کی وباء تھی جو مھیعہ یعنی جحفہ میں منتقل ہو گئی ہے اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: صدر کی دونوں حدیثوں سے چند فوائد حاصل ہوتے ہیں ایک یہ کہ جو شخص جس مقام پر رہتا ہو وہاں کی خوش حالی اور امن و سلامتی کی دعا کیا کرے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بلائیں دعاؤں سے ٹل جاتی ہیں اور تیسری بات یہ کہ جو قوم اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ہو یا ظالم اس کے لیے بدعاء کرنا چاہیے۔ (اشعۃ اللمعات ۱۲)

٣١٩٣ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرَةِ جَاؤُا بِهٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَخَذَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّیْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّهٗ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاَنَا اَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهٖ مَعَهٗ ثُمَّ قَالَ يَدْعُوْ اَصْغَرَ وَلِيْدٍ لَّهٗ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت یہ تھی کہ جب (مدینہ منورہ میں) نیا پھل آتا تو اس کو حضور پرنور ﷺ کی خدمت اقدس میں لاتے۔ حضور جب اس کو اپنے دست مبارک میں لیتے تو اس طرح دعا فرماتے' اے اللہ! ہمارے لیے پھلوں میں برکت عطا فرما' اور ہمارے شہر میں بھی خیر و برکت نازل فرما۔ اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے خاص بندے آپ کے دوست اور آپ کے نبی تھے اور میں بھی آپ کا بندہ اور آپ کا نبی ہوں تو جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ میں خیر و برکت کی دعا کی تھی' میں بھی اسی طرح مدینہ منورہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔ راوی حدیث حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ (اس طرح دعاء فرمانے کے بعد) حضور ﷺ اپنے خاندان کے چھوٹے بچوں کو بلاتے اور وہ پھل ان میں تقسیم فرماتے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ پھلوں کو پہلے بچوں میں تقسیم فرمایا کرتے تھے' اس بارے میں صاحب اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا یہ عمل از راہ شفقت تھا اور صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ پھل ابھی شروع ہوئے اور ہر کس و ناکس کو میسر نہیں آسکے' اس لیے کاملین کی یہ عادت مبارک ہوتی ہے کہ میوے میسر آنے پر تقسیم فرماتے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ پھلوں کو پہلے بچوں میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

٣١٩٤ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضعفی مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے لیے اس طرح دعا فرمائی: اے اللہ! تو نے مکہ معظمہ میں جتنی برکت رکھی اس سے دگنی برکت مدینہ منورہ کو عطا فرما۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣١٩٥ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰی يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبَ وَهِیَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِی النَّاسَ كَمَا يَنْفِی الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے ایسی بستی میں ہجرت کا حکم دیا گیا جو ساری بستیوں کو کھا لے گی! لوگ اس بستی کو (زمانہ جاہلیت میں) یثرب کہتے تھے اور (حضور انور ﷺ نے ہجرت کے بعد) اس کا نام مدینہ رکھا اور یہ شہر گنہگاروں

کو اس طرح دُور کر دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو دُور کر دیتی ہے۔

(بخاری و مسلم)

۱؎ سارے شہروں پر غالب آئے گی یعنی سب پر اہل مدینہ غالب اور فاتح رہیں گے اور تمام ان کے تابع رہیں گے۔

۳۱۹۶ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخِرُ قَرْيَةٍ مِّنْ قُرَى الْإِسْلَامِ خَرَابًا الْمَدِيْنَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (قیامت کے قریب جب کہ تمام بلاد اسلامی ویران ہو جائیں گے' مدینہ منورہ آباد رہے گا اور سب سے آخر میں (عین قیامت کے وقت) ویران اور تباہ ہوگا۔۱؎ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱؎ مدینہ منورہ کے آخر وقت آباد اور سرسبز رہنے کا سبب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بابرکت ہے

۳۱۹۷ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصَابَ الْاَعْرَابِيُّ وَعَكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خُبْثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (ہجرت کے بعد آپ کی خدمت اقدس میں رہنے پر) بیعت کی۔ اس اعرابی کو مدینہ منورہ (میں قیام کے دوران) میں بخار آنے لگا (جس پر وہ صبر نہ کر سکا اور) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھر وہی سوال کیا کہ آپ میری بیعت واپس فرما دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انکار فرمایا (دوسری اور تیسری بار) پھر حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بیعت مجھے واپس فرما دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار بھی انکار ہی فرمایا تو وہ اعرابی (بے صبری کی حالت میں بغیر اجازت مدینہ منورہ سے) چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا: مدینہ منورہ کی مثال بھٹی جیسی ہے جس طرح بھٹی میل کچیل کو دُور کر دیتی ہے' اسی طرح مدینہ منورہ برے لوگوں کو دُور کر دیتا ہے اور اچھے لوگوں کو خالص بنا دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۳۱۹۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيَ الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهُمْ كَمَا يُنْفِي الْكِيْرُ خُبْثَ الْحَدِيْدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ مدینہ شریروں (کافرین اور منافقین کو) نکال باہر نہ کرے گا جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو نکال دیتی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۱۹۹ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَاهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ لَيْسَ نَقْبٌ مِّنْ اَنْقَابِهَا اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا فَيَنْزِلُ السَّبْخَةَ فَتَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِاَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ مُّتَّفَقٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے قریب ہر شہر کو دجال پامال کرے گا یعنی ہر شہر میں اس کا عمل دخل ہو جائے گا بجز مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے۱؎ کہ مدینہ منورہ کے ہر راستہ پر فرشتے صف بستہ نگرانی کر رہے ہیں تو دجال (فرشتوں سے دھتکارے جانے کے بعد مدینہ منورہ کے باہر ایک شور زمین پر اتر جائے گا تو اس وقت مدینہ منورہ میں رہنے والوں کو تین مرتبہ جھنجھوڑے گا جس کی وجہ سے

عَلَيْهِ.

ہر کافر اور منافق مدینہ منورہ سے باہر نکل جائے گا اور دجال سے جا ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

ل ان دونوں مبارک شہروں پر دجال کا قابو نہ چلے گا۔ جب دجال مکہ معظمہ میں داخلہ سے مایوس ہو کر مدینہ منورہ کا رخ کرے گا تو دیکھے گا۔

۳۲۰۰ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَّا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنَ وَلَا الدَّجَّالُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے راستوں اور دروازوں پر ہمیشہ فرشتے مقرر ہیں (جو اس پاک شہر کی نگرانی کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے اس میں طاعون نہیں آ سکتا اور (قیامت کے قریب اس میں) دجال بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ طاعون مدینہ منورہ میں نہیں ہوگا۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ چودہ سو برس ہو چکے ہیں اور مدینہ پاک میں ایک مرتبہ بھی طاعون نہیں ہوا اور قیامت تک یہاں طاعون نہیں ہوگا۔

۳۲۰۱ - وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَّلَكَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جب دجال نکلے گا (اور ہر بستی کو تباہ کرے گا لیکن مدینہ منورہ میں (اس کا داخل ہونا تو کجا اہل مدینہ کو) اس کا خوف بھی نہ ہوگا۔ اس لیے کہ مدینہ پاک کے سات دروازوں میں سے ہر دروازہ پر دو دو فرشتے (اس کی نگرانی کے لیے) مامور ہوں گے' اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۲۰۲ - وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكِيْدُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ سے جو شخص بھی مکر و فریب کرے گا تو وہ اس طرح گھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

۳۲۰۳ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ سَمَّى الْمَدِيْنَةَ طَابَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ (پاکیزہ) رکھا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: صاحب اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کا نام اللہ تعالیٰ نے طابہ اس وجہ سے رکھا کہ ساکنانِ مدینہ پاک شرک' کفر اور نفاق کی نجاستوں سے پاک رہتے ہیں' چنانچہ بعض عرفاء نے لکھا ہے کہ مدینہ پاک کے در و دیوار سے خوشبو آتی ہے جس کو ہر صاحب ایمان سونگھ سکتا ہے' البتہ! ایسا شخص جس کا باطن کفر و نفاق اور دیگر خباثتوں سے ملوث ہو' وہ اس سے محروم رہتا ہے۔ کسی نے خوب فرمایا ہے: "بطيب رسول الله طاب نسيمها" کہ مدینہ پاک کی آب و ہوا تاجدار مدینہ کے وجود بابرکت کی وجہ سے معطر ہے۔

۳۲۰۴ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدْرَانِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

جب کسی سفر سے (مدینہ پاک) تشریف لاتے اور مدینہ پاک کے در و دیوار پر نگاہ مبارک پڑتی اور ناقہ پر آپ سوار ہوتے تو ناقہ کو دوڑاتے اور گھوڑے یا خچر پر ہوتے تو) اس سواری کو تیز چلاتے اس لیے کہ آپ کو مدینہ منورہ سے محبت تھی اور آپ جلد پہنچنا چاہتے تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۲۰۵ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کوہ اُحد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ کوہ اُحد کی فضیلت میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس پر رونق افروز تھے تو کوہ اُحد خوشی کے مارے متحرک ہو گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے اُحد پہاڑ! تو ٹھہر جا اس وقت تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس دل میں حضور اکرم ﷺ کی محبت نہیں وہ پتھر سے سخت اور بدتر ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑوں کو بھی شعور اور ادراک ہے۔

۳۲۰۶ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَيَّ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ نَزَلْتَ فَهِيَ دَارُ هِجْرَتِكَ الْمَدِيْنَةَ أَوِ الْبَحْرَيْنِ أَوْ قِنَّسْرِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی (اور اختیار دیا) کہ ان تینوں شہروں میں سے آپ جس شہر کو ہجرت کے لیے منتخب فرمائیں وہی آپ کا دار الہجرۃ ہوگا وہ تین شہر یہ ہیں) ایک مدینہ پاک، دوسرے بحرین جو دریائے عمان میں ایک جزیرہ ہے اور آج تک اسی نام سے معروف ہے۔ تیسرے قنسرین جو ملک شام کا ایک شہر ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ پاک کو دار الہجرہ منتخب فرمایا۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۲۰۷ - وَعَنْ رَجُلٍ مِّنْ آلِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَنِيْ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِيْ جِوَارِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَكَنَ الْمَدِيْنَةَ وَصَبَرَ عَلٰى بَلَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا وَّشَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ مَّاتَ فِيْ أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْآمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص میرے روضہ کی زیارت کے ارادہ سے مدینہ منورہ حاضر ہو تو وہ قیامت کے دن میری پناہ میں ہوگا اور جو شخص مدینہ منورہ کو اپنا وطن بنالے اور وہاں کی سختیوں پر صبر کرے تو میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں گا اور جو شخص دونوں حرم یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں سے کسی ایک میں انتقال کرے تو اس کا حشر قیامت کے دن امن پانے والوں میں ہوگا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۳۲۰۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا مَّنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے پھر میرے بعد میری قبر کی زیارت کرے تو اس کی مثال ایسے شخص کی ہوگی جس

نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے: "من حج فزار قبری" (جو شخص حج کرے پھر میرے روضہ کی زیارت کرے) یہاں لفظ "میں" "ف" تعقیبیہ ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زیارۃ نبوی ﷺ حج کے بعد کی جائے جیسا کہ قواعد شریعت کا اقتضاء ہے کہ فرض کو سنت پر مقدم کیا جائے چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر فرض حج کی ادائیگی کے لیے روانگی ہو تو بہتر یہ ہے کہ عازم حج پہلے حج کرے پھر زیارۃ نبوی ﷺ کے لیے قصد کرے اور اگر حج نفل ادا ہو رہا ہو تو اختیار ہے کہ حج یا زیارت میں جس سے چاہے ابتداء کرے اور ظاہر یہ ہے کہ ہر دو صورتوں میں جمع ہی سے ابتداء کرے جیسا کہ صدر کی حدیث سے مطلقاً پہلے حج کرنا اور بعد میں زیارۃ کرنا ثابت ہوتا ہے اور یہ واضح بات بھی ہے کہ حق اللہ کو مقدم کرنا چاہیے۔ حق نبوی ﷺ پر جیسا مسجد نبوی میں حاضری دی جاتی ہے تو داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد ادا کی جاتی ہے' پھر روضۂ اقدس کے پاس حاضر ہو کر سلام عرض کیا جاتا ہے۔ (ماخوذ از مرقات)

۳۲۰۹ - وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا وَّقَبْرٌ يُّحْفَرُ بِالْمَدِيْنَةِ فَاطَّلَعَ رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ فَقَالَ بِئْسَ مَضْجَعُ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَمَا قُلْتَ قَالَ الرَّجُلُ اِنِّيْ لَمْ اُرِدْ هٰذَا اِنَّمَا اَرَدْتُّ الْقَتْلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مِثْلَ الْقَتْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا عَلَى الْاَرْضِ بُقْعَةٌ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَّكُوْنَ قَبْرِيْ بِهَا مِنْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ مَالِكٌ مُّرْسَلًا.

حضرت یحیٰی بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے (مقبرہ میں) تشریف فرما تھے اور ایک قبر کھودی جا رہی تھی۔ ایک شخص نے قبر میں جھانکا اور کہا قبر مومن کی بہت بری خواب گاہ ہے (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے (اس سے) ارشاد فرمایا: تو نے جو کہا برا کہا۔ اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا منشا یہ نہیں تھا بلکہ میرا منشاء یہ تھا کہ خدا کی راہ میں شہید ہونے سے بہتر کوئی چیز نہیں (اور گھر میں مرنے والے مومن کی قبر اس کے لیے بری خواب گاہ ہے)۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا: یہ صحیح ہے خدا کی راہ میں شہید ہونے کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ (اور یہ بھی یاد رکھو!) زمین کا کوئی حصہ مجھے اتنا محبوب نہیں کہ وہاں میری قبر ہو جتنا کہ مدینہ میں (مدینہ منورہ مجھے ساری دنیا سے زیادہ پسند ہے اور یہیں میں) اپنی قبر پسند کرتا ہوں ان الفاظ کو آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اس کی روایت امام مالک نے مرسلاً کی ہے۔

۳۲۱۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِوَادِي الْعَقِيْقِ يَقُوْلُ اَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتٍ مِّنْ رَّبِّيْ فَقَالَ صَلِّ فِيْ هٰذَا الْوَادِيْ الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ وَّقُلْ عُمْرَةٌ وَّحَجَّةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی عقیق میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آج کی رات ایک فرشتہ میرے پروردگار کی طرف سے آیا اور کہا اس مبارک وادی میں نماز پڑھیے اور یہ فرمائیے کہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب اس عمرہ کے ثواب کے برابر ہے جو حج کے ساتھ کیا جائے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب حج اور عمرہ دونوں کے ثواب کے برابر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الْبُیُوْعِ

خرید وفروخت کے مسائل اور احکام کا بیان

بَابُ الْکَسَبِ وَطَلَبُ الْحَلَالِ — پاک روزی اور حلال پیشہ کی فضیلت کا بیان

واضح ہو کہ امام ابن الھمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حقوق کی دو قسمیں ہیں ایک حقوق اللہ' دوسرے حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں عبادات' عقوبات اور کفارات داخل ہیں۔ اور حقوق العباد میں معاملات' تو کتاب کی ابتداء حقوق اللہ سے کی گئی اور اس کی ساری قسمیں تفصیلات کے ساتھ بیان کر دی گئیں۔ اس کے بعد حقوق العباد کا بیان شروع کیا گیا جس کی ابتداء بیوع (خرید وفروخت) سے کی جارہی ہے۔ (مرقات ۱۲)

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ (المومنون:۵۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پاکیزہ کھاؤ اور اچھا کام کرو۔ (کنز الایمان)

۳۲۱۱- عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ کَرْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِّنْ اَنْ یَّاْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ وَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَاْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے کبھی کوئی کھانا اس کھانے سے بہتر نہیں کھایا جو اس کے اپنے ہاتھ کی محنت سے کمایا ہوا ہو[1] اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھوں کی محنت سے کما کر کھاتے تھے (زرہ بناتے اور اس کو فروخت کر کے روزی پیدا کرتے)۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

[1] یعنی ذاتی کسب اور محنت سے جو روزی حاصل کی جاتی ہے' وہ سب سے بہتر اور پاک ہوتی ہے۔

ذرائع معاش میں کون سا ذریعہ افضل ہے؟

ف: واضح ہو کہ روزی اور معاش کے ذرائع میں سب سے بہتر ذریعہ جہاد ہے جس کے ذریعہ مال غنیمت حاصل ہوتا ہے جو سب سے بہتر کمائی ہے۔ اس کے بعد تجارت' پھر زراعت اور اس کے بعد صنعت وحرفت کے ذریعہ مال کا کمانا ہے۔ یہ "الاختیار فی شرح المختار" میں مذکور ہے۔ عالمگیریہ میں لکھا ہے کہ اکثر ائمہ کے نزدیک زراعت کو تجارت پر فضیلت ہے' اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ صدر کی حدیث سے زراعت اور صنعت وحرفت دونوں کو دیگر ذرائع معاش پر فضیلت حاصل ہے' اس لیے کہ ان دونوں میں ہاتھ کی کمائی کو دخل ہے' البتہ! ان دونوں میں بھی زراعت صنعت وحرفت سے افضل ہے' اس لیے کہ زراعت کا نفع عام ہوتا ہے اور ساری مخلوق غلہ کی محتاج ہوتی ہے۔ جیسا کہ عمدۃ القاری میں صراحت کی گئی ہے۔

۳۲۱۲ - وَعَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَکُلُّ بَیْعٍ مَّبْرُوْرٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سی کمائی سب میں پاکیزہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: (وہ کمائی) جس کو انسان اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے (جیسے زراعت، صنعت اور کتابت وغیرہ) اور ایسی تجارت جو (شریعت میں) مقبول ہو (وہ تجارت جو دھوکہ اور خیانت سے پاک ہو)۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۳۲۱۳ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ اُجْرَۃِ کِتَابَۃِ الْمُصْحَفِ فَقَالَ لَا بَاْسَ اِنَّمَا ھُمْ مُصَوِّرُوْنَ وَاِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ مِنْ عَمَلِ اَیْدِیْھِمْ رَوَاہُ رَزِیْنٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُن سے قرآن مجید کی کتابت پر اُجرت لینے کے بارے میں دریافت کیا گیا (کہ کیا یہ جائز ہے؟) تو اُنھوں نے فرمایا: (کتابت قرآن پر اجرت لینے میں) کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ کاتبین تو (حقیقت میں) الفاظ کی صورت گری کرتے ہیں اور اس طرح سے وہ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے ہیں۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

ف: ہدایہ میں مذکور ہے کہ ہمارے بعض مشائخین نے تعلیم قرآن پر اُجرت لینے کو مستحسن قرار دیا ہے، اس لیے کہ اس زمانہ میں دینی اُمور میں تساہل آ گیا ہے، اس وجہ سے اگر تعلیم قرآن پر اُجرت لینے سے منع کر دیا جائے تو حفظ قرآن ترک ہو جائے گا اور اسی پر فتویٰ ہے اور عالمگیریہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کو قرآن لکھنے کے لیے مامور کرے تو یہ جائز ہے۔ اور شیخ امام خواہرزادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس میں کراہت نہیں جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں مذکور ہے۔

۳۲۱٤ - وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ ابْنِ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ کَانَتْ لِمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ کَرِبَ جَارِیَۃٌ تَبِیْعُ اللَّبَنَ وَیَقْبِضُ الْمِقْدَامُ ثَمَنَہٗ فَقِیْلَ لَہٗ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَتَبِیْعُ اللَّبَنَ وَتَقْبِضُ الثَّمَنَ فَقَالَ نَعَمْ وَمَا بَاْسَ بِذٰلِکَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَّا یَنْفَعُ فِیْہِ اِلَّا الدِّیْنَارَ وَالدِّرْھَمَ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

حضرت ابوبکر ابن ابی مریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ فرماتے ہیں کہ حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی ایک باندی تھی جو (ان کے گھر کے جانوروں کا) دودھ بیچا کرتی تھی اور حضرت مقدام اس کی قیمت لے لیا کرتے تھے۔ آپ سے کہا گیا بڑی حیرت کی بات ہے کہ لونڈی تو دودھ بیچتی ہے[۱] اور آپ قیمت لے لیتے ہیں۔[۲] حضرت مقدام نے فرمایا: ہاں! ہاں! (میں دودھ بیچتا ہوں اور اس کی قیمت بھی لیتا ہوں) اور اس میں کوئی حرج (اور گناہ) نہیں سمجھتا، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب کہ ان کو دینار اور درہم کے سوا کوئی اور چیز فائدہ نہ دے گی۔ اس روایت کو امام احمد نے بیان کیا ہے۔

۱۔ آپ باوجودیکہ صاحب استطاعت ہیں دودھ فروخت کرواتے ہیں اور اس کی قیمت آپ خود رکھ لیتے ہیں۔
۲۔ حالانکہ آپ کے لیے مناسب تو یہ تھا کہ آپ دودھ کو فقراء، احباب اور متعلقین پر خرچ کر دیتے۔

ف: اس حدیث شریف سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں، ایک یہ کہ انسان اپنے موجودہ ذریعہ معاش کو بلا کسی معقول سبب کے موہوم فائدے کی اُمید پر ترک نہ کرے اور دوسرے یہ کہ جمے ہوئے کاروبار کو چھوڑ کر لالچ اور طمع کی خاطر ایسے کاروبار کا ارادہ نہ کرے جس میں اس کو تجربہ نہ ہو اور اس کا فائدہ یقینی نہ ہو۔

۳۲۱۵ - وَعَنْ نَّافِعٍ قَالَ کُنْتُ اُجَھِّزُ اِلَی

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں (اپنے

الشَّامِ وَاِلٰی مِصْرٍ فَجَهَزْتُ اِلَی الْعِرَاقِ فَاَتَيْتُ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كُنْتُ اُجَهِّزُ اِلَی الشَّامِ فَجَهَزْتُ اِلَی الْعِرَاقِ فَقَالَتْ لَا تَفْعَلْ مَالَكَ ولمتجرك فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا سَبَّبَ اللّٰهُ لِاَحَدِكُمْ رِزْقًا مِنْ وَّجْهٍ فَلَا يَدَعْهُ حَتّٰی يَتَغَيَّرَ لَهٗ اَوْ يَتَنَكَّرَ لَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

تجارتی قافلوں کو) ملک شام اور مصر کی طرف بھیجا کرتا تھا۔ پھر میرا ارادہ ہوا کہ (اب آئندہ تجارتی قافلہ کو) عراق کی طرف بھیجوں (مشورہ کے لیے) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اُم المومنین! میں اب تک شام (اور مصر) کی طرف (تجارتی قافلہ) بھیجا کرتا تھا' اب ارادہ ہے کہ عراق کی طرف قافلہ بھیجا کروں (یہ سن کر) اُم المومنین نے فرمایا کہ تم اپنی پچھلی تجارت کے سلسلہ کو کیوں بدل رہے ہو (جب کہ اس میں نفع ہے) سنو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ تمہارے رزق کا کوئی سامان کر دے تو تم اس کو نہ چھوڑو جب تک کہ اس میں کوئی نقصان یا تغیر واقع نہ ہو جائے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۲۱۶ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَّاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَّقَالَ تَعَالٰی يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَی السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَّمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَّمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَّغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک (حلال) چیزوں ہی کو قبول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو انہی چیزوں کا حکم دیا ہے جن کا حکم اپنے انبیاء اور رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ (اپنے کلام پاک میں) ارشاد فرمایا: اے میرے رسولو! پاک (حلال) چیزوں کو کھاؤ اور نیک کام کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''اے ایمان والو! پاک یعنی حلال چیزوں کو کھاؤ جن کو ہم نے تمہیں دیا ہے''۔ پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی (عبادتوں یعنی حج اور جہاد کے لیے) پراگندہ بال اور غبار آلود حالت میں طویل سفر کرتا ہے اور آسمان کی طرف ہاتھوں کو اٹھا کر فریاد کرتا ہے (اور پکارتا ہے) اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے' اس کا پینا حرام ہے' اور لباس حرام ہے اور اس کی پرورش بھی حرام (مال سے) ہوئی ہے تو ایسے شخص کی دعاء کب اور کیسے قبول ہوگی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ بارگاہ خداوندی میں دعاء کی قبولیت کے لیے دو باز و درکار ہیں' ایک اکل حلال' دوسرے صدق مقال یعنی حلال کی روزی کھانا اور سچ بولنا اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی پرورش حرام روزی سے ہوئی لیکن اب حلال روزی کھا رہا ہے تو بھی اس کی دعا قبول نہ ہوگی جب تک صدق دل سے توبہ نہ کرے اور آئندہ کے لیے حلال خوری کا سچا عہد نہ کر لے۔ اس وقت اس کی دعاء قبول ہو سکتی ہے۔

۳۲۱۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالَ حَرَامٍ فَيَتَصَدَّقُ مِنْهُ فَيُقْبَلُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو بندہ مال حرام کمائے اور اس میں سے خیرات کرے اور اس سے وہ خیرات قبول کر لی جائے

مِنْهُ وَلَا يُنْفِقُ مِنْهُ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيهِ وَلَا يَتْرُكُهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ إِلَّا كَانَ زَادَهُ إِلَى النَّارِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْحُو السَّيِّئَ بِالسَّيِّئِ وَلٰكِنْ السَّيِّئَ بِالْحَسَنِ إِنَّ الْخَبِيثَ لَا يَمْحُوا الْخَبِيثَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَكَذَا فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

(ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا) پھر وہ شخص اس (مال حرام) میں سے (اپنی ذات یا اہل وعیال پر) خرچ کرے اوراس میں برکت دی جائے! پھر وہ شخص (اپنی موت کے بعد اس مال حرام کو) اپنے بعد (وارثوں کے لیے) چھوڑ جائے تو وہ مال اس کے لیے دوزخ کا توشہ ہی ہوگا' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعہ دُور نہیں فرماتے (مال حرام سے گناہوں کو نہیں مٹاتے ہیں) بلکہ برائی کو بھلائی کے ذریعہ دُور کرتے ہیں (پاک مال کی خیرات سے گناہ مٹتے ہیں) اس لیے کہ ناپاک مال ناپاکی کو نہیں مٹاتا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور شرح السنہ میں بھی اسی طرح مروی ہے۔

ا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا' یعنی مال حرام کی نہ تو خیرات قبول ہوتی ہے اور نہ اس میں برکت دی جاتی ہے۔

۳۲۱۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى ثَوْبًا بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيهِ دِرْهَمٌ حَرَامٌ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ صَلٰوةً مَّادَامَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَقَالَ صَمَّتَا إِنْ لَّمْ يَكُنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُهُ يَقُولُهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (مثلاً) جو کوئی شخص دس درہم کا ایک کپڑا خریدے اور ان میں ایک درہم حرام کا مال ہو تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز اس وقت تک قبول نہیں فرمائیں گے جب تک کہ وہ کپڑا اُس کے جسم پر ہو (یہ حدیث سنا کر) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے دونوں کانوں میں اپنی انگلیاں داخل کر دیں اور فرمایا: میرے یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں' اگر میں نے یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سنے ہوں! اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

۳۲۱۹ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ أَوْلٰى بِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو (وہ حرام خوری کی سزا پائے بغیر) جنت میں داخل نہ ہوگا اور جو گوشت حرام مال سے پرورش ہوا ہو' وہ دوزخ ہی کے لائق ہے۔ اس کی روایت امام احمد اور دارمی نے کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے۔

۳۲۲۰ - وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِالْحَرَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسا جسم جو حرام مال سے پرورش پایا ہو (نیک لوگوں کے ساتھ وہلۂ اول میں) جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۳۲۲۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حلال روزی کا کمانا (ایسا ہی) فرض ہے (جیسا کہ نماز' روزہ وغیرہ ایمان لانے کے) بعد فرض ہیں۔ا اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۱؎ اس لیے کہ حلال روزی پرہیز گاری کی اصل اور تقویٰ کی بنیاد ہے جس کی فکر مسلمان کو آخری سانس تک رہنی چاہیے۔

۳۲۲۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَّا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان کو اس بات کی پرواہ ہی نہ ہوگی کہ اس کو جو مال ملا ہے وہ حلال ہے یا حرام (اور نہ حلال و حرام کی اس کو تمیز ہوگی)۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۲۲۳ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَلَالُ بَیِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَّبَیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَّا یَعْلَمُهُنَّ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَاَ لِدِیْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَّقَعَ فِی الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ کَالرَّاعِیْ یَرْعٰی حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِكُ اَنْ یَّرْتَعِیَ فِیْهِ اِلَّا وَاِنَّ لِکُلِّ مَلَكٍ حِمًی اَلَا وَاِنَّ حِمَی اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ حلال چیزیں بھی ظاہر ہیں اور حرام چیزیں بھی ظاہر اور ان دونوں کے درمیان میں چند مشتبہ چیزیں بھی ہیں (جو حلال اور حرام دونوں سے میل رکھتی ہیں) ان کو اکثر لوگ (صلاحیت کی کمی کی وجہ سے) نہیں جانتے ہیں تو جو شخص ایسی مشتبہ چیزوں سے دُور رہا تو اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا۱؎ لیکن جو شخص مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہو گیا تو وہ بالآخر حرام میں گرفتار ہو جائے گا (اس کی مثال ایک) چرواہے جیسی (ہے) جو (اپنے جانوروں کو) کھیت کی باڑ کے پاس چراتا ہو تو ہمیشہ یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ (اس کا کوئی جانور) کھیت میں چلا جائے۔ یاد رکھو کہ ہر بادشاہ (کی مملکت) کے کچھ حدود ہوتے ہیں اور سن لو! کہ اللہ تعالیٰ کی حدود اس کے محارم ہیں۲؎ اور یہ بھی یاد رکھو کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب تک وہ ٹھیک رہتا ہے سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ ہے ''دل''۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱؎ کہ اس کی دین داری بھی کامل رہی اور لوگوں کی طعنہ زنی سے بھی بچ رہا۔

۲؎ وہ چیزیں جو حرام ہیں اور جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو روکا ہے مثلاً قتل ناحق' شراب' حرام کاری' سود' جوا' چوری' زنا' دغا بازی اور جھوٹ وغیرہ۔

مومن کے تنزل اور ترقی کے ذرائع اور ان کی تفصیل

ف: اس حدیث شریف میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''الا وان حمی الله محارمه'' خبردار! کہ اللہ تعالیٰ کے حدود اس کے محرمات ہیں' اس کی توضیح میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شیخ کے حوالہ سے 'اشعۃ اللمعات' میں لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں اعمال کے مراتب کی ایک ترتیب اس طرح قائم فرمائی ہے: ضروری' مباح' مکروہ' حرام' کفر۔ اگر انسان اپنی روزی کے سلسلہ میں ضرورت پر اکتفاء اور قناعت کر لے تو وہ مباحات میں نہیں پڑتا جن کے بعد مکروہات کا درجہ ہے اور اس طرح محرمات کے حدود میں داخل ہونے سے بچ جاتا ہے جن کی حدیں مکروہات سے ملتی ہیں اور اگر وہ حرص اور لالچ میں آ کر مکروہات میں گرفتار ہو جائے تو محرمات میں مبتلا ہو جائے گا جس کے بعد کفر کا درجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔

حضرت شاہ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شیخ کے اس بیان کے بعد فرمایا ہے کہ میں نے مومن کی ترقی درجات کے لیے یہ

ترتیب قائم کی ہے: فرض' واجب' سنت' مستحب' آداب۔ اگر کوئی شخص مستحبات کی حفاظت کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ آداب کی پابندی کرے اور اگر سنت کی حفاظت مطلوب ہے تو مستحبات کو ترک نہ کرے۔ اسی طرح واجبات کی حفاظت کے لیے سنت کی پابندی کرے اور فرائض پر استقامت کے لیے واجبات کو نہ چھوڑے۔ اس طرح وہ درجۂ کمال کو پہنچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حلال اور حرام غذا کا دل اور جسم پر اثر

حدیث شریف کے آخری حصہ میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ دل کی بھلائی پر سارے بدن کی بھلائی کا انحصار ہے۔ اس بارے میں حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جسم کی بھلائی اس بات میں ہے کہ جسم کو حلال غذا پہنچائی جائے' جس سے دل کو صالح خون ملتا ہے اور دل صاف اور منور ہو جاتا ہے اور دل کی نورانیت سارے اعضاء بدن پر پڑتی ہے اور جسم سے اعمال صالح صادر ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف لقمہ حرام اگر پیٹ میں جائے تو اس سے فاسد خون پیدا ہوتا ہے اور دل مکدر اور تاریک ہو جاتا ہے اور دل کی ظلمت کا اثر سارے اعضاء بدن پر پڑتا ہے۔ آنکھ نامحرم پر پڑتی ہے' کان غیبت سے لطف اٹھاتے ہیں اور زبان افتراء اور جھوٹ پر چلتی ہے اور ہاتھ پاؤں برے کاموں کی طرف بڑھتے ہیں اور انسان شیطان کا آلۂ کار بن جاتا ہے' نہ اس کو موت کی فکر ہوتی ہے' نہ قیامت کا ڈر۔ صاحب مرقات نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حدیث اپنے مضامین کے اعتبار سے ان تین احادیث میں شمار ہوتی ہے جن پر اسلام کا مدار ہے۔ ایک حدیث تو وہ ہے جس میں نیت کی اہمیت کا ذکر ہے۔ "انما الاعمال بالنیات" کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

دوسری حدیث میں "من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه" (یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضولیات سے بچتا رہے) اور تیسرے صدر کی یہ حدیث ہے جس میں حلال اور حرام کی اہمیت واضح فرمائی گئی ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ ان احادیث شریفہ پر عمل کرتے رہیں اور مشتبہات سے بچتے رہیں تاکہ آخرت کی سرخروئی حاصل کر سکیں۔

٣٢٢٤ - وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ فَاِنَّ الصِّدْقَ طَمَانِيَّةٌ وَّاِنَّ الْكَذِبَ رِيْبَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ الْجُمْلَةَ الْاُوْلٰى فَقَطْ۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ (سے بغیر کسی واسطہ کے) یہ بات یاد رکھی ہے کہ جو چیز تمہیں شک میں ڈالے' اس کو چھوڑ دو اور ایسی چیز کو اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے' اس لیے کہ سچائی (دل کے) اطمینان کے ذریعہ ہے اور جھوٹ شک اور تردد کا سبب ہے۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور نسائی نے کی ہے اور دارمی نے حدیث کے صرف پہلے حصہ کی روایت کی ہے۔

٣٢٢٥ - وَعَنْ وَّابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا وَابِصَةُ جِئْتَ تَسْاَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَجَمَعَ اَصَابِعَهٗ فَضَرَبَ بِهَا صَدْرَهٗ وَقَالَ اِسْتَفْتِ نَفْسَكَ اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ ثَلَاثًا البر ما اطمانت اِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَاَنَّ اِلَيْهِ الْقَلْبُ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ وَاِنْ اَفْتَاكَ النَّاسُ

حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (وہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو) حضور ﷺ نے اُن سے ارشاد فرمایا: اے وابصہ! تم تو یہ دریافت کرنے کے لیے آئے ہو کہ نیکی کیا چیز ہے اور گناہ کیا؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں (اسی لیے حاضر خدمت ہوا ہوں!) راوی کا بیان ہے کہ (یہ سن کر) آپ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کیا اور میرے سینہ پر اُن کو مار کر فرمایا: "اپنے نفس سے پوچھ! اپنے دل سے پوچھ"۔ اس جملہ کو آپ نے تین مرتبہ دہرایا۔ پھر ارشاد فرمایا: نیکی وہ ہے جس سے نفس کو

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ۔

اطمینان حاصل ہو اور جس سے دل کو سکون نصیب ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں خلش پیدا کرے اور دل میں تردد کا سبب بنے۔ اگرچہ اور لوگ (اس چیز کے جواز کا) فتویٰ دیں۔ اس کی روایت امام احمد اور دارمی نے کی ہے۔

۳۲۲۶ - وَعَنْ عَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَالَا بَاْسَ بِهٖ حَذَرًا لِّمَا بِهٖ بَاْسٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ اس وقت تک پرہیزگاروں کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ان چیزوں کو نہ چھوڑ دے جن میں کوئی برائی نہیں ہے تاکہ وہ اس طرح ان چیزوں سے بچ سکے جن میں برائی ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف کی شرح میں حاشیہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ حرام سے بچنے کے لیے مباح کو چھوڑ دینا چاہیے مثلاً اجنبی عورت سے ضرورتاً بات کر سکتے ہیں مگر بات نہ کرے اس ڈر سے کہ بات کرنا کہیں حرام کاری کا ذریعہ نہ بن جائے اور اشعۃ اللمعات میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ہم حلال کے دس حصوں میں سے نو حصوں کو اس اندیشہ سے چھوڑ دیتے ہیں کہ کہیں حرام میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

۳۲۲۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِاَبِيْ بَكْرٍ غُلَامٌ يُّخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يَّاْكُلُ مِنْ خَرَاجِهٖ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَاَكَلَ مِنْهُ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ تَدْرِيْ مَا هٰذَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَّمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْكِهَانَةَ الا انى خَدَعْتُهٗ فَلَقِيَنِيْ فَاَعْطَانِيْ بِذٰلِكَ فَهٰذَا الَّذِيْ اَكَلْتَ مِنْهُ قَالَتْ فَاَدْخَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَهٗ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَقَدْ سَبَقَ حَدِيْثُ شَرِبَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا فِيْ كِتَابِ الزَّكٰوةِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو اپنی کمائی میں سے آپ کو کچھ خراج یعنی مقررہ حصہ دیا کرتا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کو لے لیا کرتے۔ ایک دن اس نے کوئی کھانے کی چیز پیش کی آپ نے اس کو کھا لیا۔ اس غلام نے عرض کیا: آپ کو کچھ معلوم ہے یہ چیز کیا تھی (اور میں نے کہاں سے حاصل کی تھی؟) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو ہی بتا کہ وہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ میں زمانۂ جاہلیت میں (جب کہ کافر تھا) غیب کی باتیں بتاتا (اور اس پر معاوضہ بھی لیتا) اور میں اس میں ماہر بھی نہیں تھا تو ایک شخص کو میں نے غیب کی باتیں بتائیں اور میں نے (عدم مہارت کی وجہ سے) اس کو دھوکہ دیا آج (اتفاق سے) اس سے ملاقات ہوگئی اور اس نے (معاوضہ میں) یہ چیز دی اور میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی اور آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرما لیا۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (حلق میں) انگلیاں ڈالیں اور جو کچھ پیٹ میں تھا اس کو قے کر دیا۔[1] اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور کتاب الزکوٰۃ میں حدیث ''شَرِبَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا'' کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

[1] اور یہ بھی فرمایا: اے اللہ! میرے بس میں جو بھی تھا میں نے اس کو نکال دیا اور جو رہ گیا ہے اس کو معاف فرما دے۔

۳۲۲۸ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ وَالْكَلْبِ اِلَّا كَلْبَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلی اور (وحشی) کتے کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے البتہ شکاری کتے کی قیمت (لی جا

صَیْدٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَهٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ.

سکتی ہے) اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور یہ سند جید ہے۔

۳۲۲۹ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ اِلَّا الْكَلْبَ الْمُعَلَّمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (وحشی) کتے کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے البتہ! (شکار کے لیے) سدھائے ہوئے کتے کی قیمت (لی جاسکتی ہے)۔ اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے۔

۳۲۳۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَمَنِ الْكَلْبِ لِلصَّيْدِ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَهٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ لَيْسَ فِيْ طَرِيْقِهِ الْكُنْدِيّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری کتے کی قیمت لینے کی اجازت دی ہے۔ اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے اور اس کی سند جید ہے۔

۳۲۳۱ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهٗ قَضٰى فِيْ كَلْبِ صَيْدٍ قَتَلَهٗ رَجُلٌ بِاَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا وَّقَضٰى فِيْ كَلْبِ مَاشِيَةٍ بِكَبْشٍ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے دادا نے ایک شکاری کتے کے قتل پر (کتے کے مالک کو قاتل سے) چالیس درہم (معاوضہ میں) دلوائے اور پالتو کتے (کے معاوضہ میں) ایک بکرا (دلانے کا) فیصلہ فرمایا۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۳۲۳۲ - وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَا بَاْسَ بِثَمَنِ الْكَلْبِ السلوقي رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ شکاری کتے کی قیمت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۳۲۳۳ - وَعَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا قُتِلَ الْكَلْبُ الْمُعَلَّمُ فَاِنَّهٗ يُقَوَّمُ قِيْمَتَهٗ فَيَغْرِمُهُ الَّذِيْ قَتَلَهٗ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت زھری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سدھائے ہوئے کتے کو ہلاک کر دیا جائے تو اس کی قیمت مقرر کی جائے اور قاتل پر تاوان لگایا جائے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۳۲۳۴ - وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَا بَاْسَ بِثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ شکاری کتے کی قیمت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

۳۲۳۵ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَضٰى فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّالْبَيْهَقِيُّ وَفِيْهِ اِسْمَاعِيْلُ هُوَ ابْنُ حَسَّاسٍ ذَكَرَهُ ابْنُ حَبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے شکاری کتے (کی قیمت کے معاوضہ) میں چالیس درہم کا فیصلہ فرمایا۔ اس کی روایت امام بخاری نے اپنی تاریخ میں کی ہے اور سعید بن منصور اور بیہقی نے اس کی روایت کی ہے۔ اس حدیث کے راویوں میں اسماعیل ہیں جو حساس کے بیٹے ہیں جن کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور سعید بن منصور اور بیہقی دونوں کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، زنا کی کمائی اور کاہن (آئندہ کی باتوں کا بتانے والا) کی اُجرت سے منع فرمایا ہے اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون

نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغْيِ وَلَعَنَ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كَسْبِ الزَّمَّارَةِ.

کی قیمت (یعنی اس کی خرید وفروخت) کتے کی قیمت کی زنا کار عورت کی کمائی سے منع فرمایا ہے اور حضور ﷺ نے سود کے لینے والے سود کے دینے والے اور جسم کو گدنے والی عورت اور گدوانے والی عورت اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے اور شرح السنہ میں یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغنیہ (گانے) کا پیشہ کرنے والی عورت کی کمائی سے بھی منع فرمایا ہے۔

ف: واضح ہو کہ جن احادیث شریفہ میں کتوں کی قیمت لینے سے منع فرمایا گیا ہے یہ غیر شکاری کتے ہیں' چنانچہ شکاری کتوں کی خرید وفروخت کے جواز کے بارے میں صدر میں کئی احادیث بیان کی گئی ہیں جیسا کہ الجوھر النقی میں مذکور ہے اور تنسیق النظام فی مسند الامام میں لکھا ہے کہ کتوں کی قیمت کی ممانعت اس زمانہ کا واقعہ ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے عام طور پر کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا۔ پھر جب شکاری کتوں کے بارے میں آیت نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور کتوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت مل گئی۔ یہ شرح معانی الآثار میں مذکور ہے۔ حدیث شریف میں مصور پر لعنت کا جو ذکر ہے اس سے وہ مصور مراد ہے جو جان دار کی تصویر اتارے' البتہ! درخت اور نباتات کی تصویر اتارنے والے سے یہ لعنت متعلق نہ ہوگی۔ جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔

۳۲۳۶ - وَعَنْ مُحَيِّصَةَ اَنَّهٗ اسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُجْرَةِ الْحَجَّامِ فَنَهَاهُ فَلَمْ يَزَلْ يَسْتَاْذِنُهٗ حَتّٰى قَالَ اِعْلِفْهُ نَاضِحَكَ وَاَطْعِمْهُ رَقِيْقَكَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سینگھی لگانے کی اُجرت (لینے اور اس کو اپنے استعمال میں کرنے) کی اجازت طلب کی تو حضور انور ﷺ نے ان کو منع فرمایا لیکن وہ حضور انور ﷺ سے برابر اس بارے میں کئی بار اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: (اس کی اُجرت تم خود مت کھاؤ) البتہ اس کو اپنے اُونٹ کے چارہ کے لیے استعمال کرو اور اپنے غلام کو کھلا دو۔ اس کی روایت امام مالک' ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے سینگھی کی اُجرت کے استعمال سے جو منع فرمایا ہے وہ نہی تنزیہی ہے' اس لیے کہ حضور ﷺ کا مقصد مبارک یہ ہے کہ ہلکے پیشوں کے ذریعے معاش نہ بنایا جائے اور اگر یہ کمائی حرام ہوتی تو اس کو لینے اور غلام کو کھلانے کی اجازت نہ دیتے' اس لیے کہ آقا کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ غلاموں کو حرام مال کھلائے۔ جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔

۳۲۳۷ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ حَجَمَ اَبُوْ طَيْبَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ لَهٗ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَّاَمَرَ اَهْلَهٗ اَنْ يُّخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ابوطیبہ نے رسول اللہ ﷺ کے سینگھی لگائی (یعنی فصد کھولی) تو حضور ﷺ نے (اس کے معاوضہ میں) ان کو ایک صاع کھجور دینے کا حکم فرمایا اور (بطور سفارش) ان کے مالکوں کو یہ حکم دیا کہ ان کے خراج (حق غلامی) میں کچھ کمی کر دیں۔ (بخاری ومسلم)

۳۲۳۸ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے سال مکہ معظمہ میں یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب' مردار جانور' خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت کو حرام قرار دیا

وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهٗ تطلى بِهَا السُّفُنَ وَيُدَّهَنَّ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسَ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا اَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَيْتَةِ لَحْمَهَا فَاَمَّا الْجِلْدُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوْفُ فَلَا بَاْسَ بِهٖ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُسْلِمٍ فَقَدْ ذَكَرَهٗ ابْنُ حَبَّانَ فِي الثِّقَاتِ فَلَا يَنْزِلُ الْحَدِيْثَ عَنِ الْحَسَنِ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ اَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا بَاْسَ بِمِسْكِ الْمَيْتَةِ اِذَا دُبِغَ وَلَا بَاْسَ بِصُوْفِهَا وَشَعْرِهَا وَقُرُوْنِهَا اِذَا غُسِلَ بِالْمَاءِ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ يُوْسُفُ بْنُ اَبِى السَّفْرِ وَهُوَ كَانَ كَاتِبُ الْاَوْزَاعِيِّ.

ہے (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ مردار جانوروں کی چربی کے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے کیونکہ وہ کشتیوں (کے تختوں) پر کی جاتی ہے اور اس کے چمڑوں کو چکنا کیا جاتا ہے اور لوگ اس سے (گھروں میں) چراغ جلاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' نہیں (اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے' اس لیے کہ وہ) حرام ہے۔ اس کے بعد پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کر دے' کہ اللہ تعالیٰ نے جب مردار جانور کی چربی کو ان پر حرام فرما دیا تو وہ اس کو پگھلاتے' بیچ دیتے اور اس کی قیمت کو کھا لیتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور دارقطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردار جانور کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے' البتہ! ان کی کھال' بال اور اُون (کے استعمال میں) کوئی حرج نہیں۔ اس حدیث کی سند میں عبدالجبار بن مسلم ہیں جن کو ابن حبان نے اپنی کتاب ثقات میں بیان کیا ہے (اور اس کتاب میں انھیں راویوں کا ذکر ہے جو ثقہ ہیں) اس وجہ سے یہ حدیث حدیث حسن کے مرتبہ سے نہیں گرتی اور دارقطنی ہی نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اسی طرح روایت کی ہے۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' آپ فرمایا کرتے تھے کہ مردار جانور کی کھال کو دباغت دے دی جائے تو (اس کے استعمال میں) کوئی حرج نہیں' اسی طرح مردار جانور کے اُون' بال اور سینگوں کو پانی سے دھولیا جائے تو (ان چیزوں کے استعمال میں بھی) کوئی حرج نہیں۔ اس حدیث کی سند میں یوسف بن ابی السفر ایک راوی ہیں اور وہ امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کاتب تھے۔

٣٢٣٩ - وَعَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کر دے کہ ان پر چربی حرام کر دی گئی تو انھوں نے اس کو پگھلایا اور اس کو بیچا (پھر اس کی قیمت کھالی)۔ (بخاری و مسلم)

٣٢٤٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَاِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيِّ اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهٖ وَاِنَّ وَلَدَهٗ مِنْ كَسْبِهٖ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَحَمَّادُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ زَادَ فِيْهِ اِذَا احْتَجْتُمْ اِنْتَهٰى فَمَثَلُ

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہاری بہترین کمائی وہ ہے جس کو تم خود کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے (ان کی کمائی بھی تم کھا سکتے ہو)۔ اس کی روایت ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ابوداؤد اور دارمی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں' آدمی کی بہترین کمائی وہ ہے جس کو وہ خود کما کر کھائے۔ اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی میں داخل ہیں اور ابوداود نے کہا کہ حماد بن ابی سلیمان کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ (تم اپنی اولاد کی کمائی

هٰذِهِ الزِّيَادَةِ الْغَيْرِ الْمُنَافِيَةِ لِرِوَايَةِ مَنْ هُوَ اَوْثَقُ مِنْهُ نُقْبَلُ لِاَنَّهَا فِيْ حُكْمِ الْحَدِيْثِ الْمُسْتَقِلِّ الَّذِيْ يَتَفَرَّدُ بِهِ الثِّقَةُ.

اس وقت کھاؤ) جب کہ تم ضرورت مند ہو۔

ف: واضح ہو کہ اگر والدین محتاج ہوں تو اُن کا خرچ اولاد پر واجب ہے جب کہ وہ خود کمانے کے قابل نہ ہوں اور اگر محتاج نہ ہوں یا عاجز بھی نہ ہوں تب بھی اولاد کے مال سے کھا سکتے ہیں' اس لیے کہ اولاد کی کمائی والدین کے لیے اُن کی ذاتی کمائی کی طرح ہے۔ (ماخوذ از مرقات وہدایہ)

۳۲۴۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْخَمْرِ عَشَرَةً عَاصِرُهَا وَمُعْتَصِرُهَا وَشَارِبُهَا وَحَامِلُهَا وَالْمَحْمُوْلَةُ اِلَيْهِ وَسَاقِيْهَا وَبَائِعُهَا وَاٰكِلُ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِىْ لَهَا وَالْمُشْتَرِىْ لَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب (کے کاروبار) کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت بھیجی ہے (پھلوں جیسے انگور سے) اس کا نچوڑنے والا' اس کا نچڑوانے والا' اس کا پلانے والا' اس کو اٹھا کر لے جانے والا' اُس شخص پر جس کے لیے شراب لے جائی جا رہی ہو' اس کا پلانے والا' اس کا بیچنے والا' اس کی قیمت کھانے والا (اس کی آمدنی کو استعمال کرنے والا) شراب کا خریدنے والا (بطور دلال کے اگرچہ کہ وہ خود نہیں پیتا ہو) اور وہ شخص جس کے لیے شراب خریدی گئی ہو[1] اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

[1] اس سے معلوم ہوا کہ شراب سے متعلق جتنے کاروبار ہیں وہ سب قابل لعنت ہیں۔

۳۲۴۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پر لعنت فرمائی ہے (اس لیے کہ وہ اُم الخبائث یعنی ساری خرابیوں کی جڑ ہے) اور اسی طرح شراب کے پینے والے اور پلانے والے' اس کے بیچنے والے' اس کے خریدنے والے' اس کے نچوڑنے والے' اس کے نچڑوانے والے' اس کے اٹھانے والے اور اس شخص پر جس کے لیے شراب لے جائی جا رہی ہو' لعنت فرمائی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۲۴۳ - وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيْعُوا الْقَيْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوْهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوْهُنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ وَّفِيْ مِثْلِ هٰذَا اُنْزِلَتْ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّعَلِيُّ بْنُ يَزِيْدَ الرَّاوِيُّ يُضَعَّفُ فِى الْحَدِيْثِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ گانے والی لونڈیوں کو نہ تو بیچو اور نہ خریدو اور نہ ان کو گانا سکھاؤ اور ان کی قیمت (کا استعمال بھی) حرام ہے۔ اور ایسی ہی چیزوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: ''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ'' لوگوں میں بعض ایسے ہیں جو لہو ولعب کی (کھیل تماشے) اور گانے کی چیزوں کو خریدتے ہیں' الحدیث۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ابوامامہ سے ہی یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے والی باندیوں کی خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُغَنِّيَاتِ.

بَابُ الْمُسَاهَلَةِ فِي الْمُعَامَلَةِ

معاملات میں نرمی اور رعایت کرنے کا بیان

٣٢٤٤ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرٰى وَإِذَا اقْتَضٰى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے (جو معاملات میں) نرمی اور رعایت کیا کرتا ہے جب کہ وہ کوئی چیز فروخت کرتا ہے اور جب کہ وہ خریدتا ہے اور (قرض کے مطالبہ میں) تقاضا کرتا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣٢٤٥ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوْحَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ هَلْ عَلِمْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا اَعْلَمُ قِيْلَ لَهُ انْظُرْ قَالَ مَا اَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَاُجَازِيْهِمْ فَاُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَاَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَّحْوَهٗ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّاَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ اللّٰهُ اَنَا اَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ پچھلی اُمتوں میں سے ایک اُمت میں ایک شخص ایسا گزرا ہے کہ اس کے پاس موت کا فرشتہ اُس کی روح قبض کرنے کے لیے آیا تو اس سے سوال کیا کہ کیا تیرے پاس کوئی نیک عمل بھی ہے؟ تو اس نے جواب دیا مجھے تو (کوئی نیک عمل) یاد نہیں! فرشتہ نے اس سے کہا' پھر سوچ لے اور یاد کر لے (سوچنے کے بعد) اس نے جواب دیا: مجھے کوئی نیک عمل یاد تو نہیں' البتہ (ایک عمل مجھے یاد پڑتا ہے اور وہ یہ ہے کہ) دنیا میں' میں لوگوں سے خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تو لوگوں پر (اس طرح) احسان کرتا کہ تقاضے کے وقت خوش حال کو مہلت دیتا (کہ وہ سہولت سے ادا کرے) اور تنگ دست کو معاف کر دیتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اسی نیکی کی بدولت اس کو جنت میں داخل فرمانے کا حکم دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما سے حدیث کے آخری الفاظ اس طرح مروی ہیں کہ (اس شخص کا بیان سن کر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ عفو اور درگزر کے معاملے میں' میں تجھ سے زیادہ معاف کرنے کا مستحق ہوں (اے فرشتو!) میرے اس بندہ سے درگزر کرو!

ف: سبحان اللہ! خداوند کریم کی اپنے بندوں پر کس قدر عنایت ہے کہ ایک ذرا سی نیکی پر اس کے سارے گناہ معاف فرما دیئے۔

٣٢٤٦ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ فَاِنَّهٗ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ خرید و فروخت کے وقت معاملات میں زیادہ قسمیں نہ کھایا کرو (جیسا کہ بازاریوں کی عادت ہے اس لیے کہ قسمیں کھانے سے) چیزیں تو زیادہ بک جاتی ہیں لیکن خیر و برکت مٹ جاتی ہے (اور جھوٹی قسموں کا رواج ہو جاتا ہے)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٢٤٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْحَلْفُ مُنْفِقَةٌ لِّلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِّلْبَرَكَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (معاملات خصوصاً خرید و فروخت میں) قسم کھانے سے سامان تو فروخت ہو جاتا ہے لیکن (اس مال میں) برکت ختم ہو جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

۳۲۴۸ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ اَبُوْذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے بات کریں گے نہ ان کی طرف دیکھیں گے اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کریں گے اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا' ایسے بدبخت اور محروم لوگ کون ہیں یا رسول اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ایک) ٹخنہ سے نیچے تہ بند لٹکانے والا (دوسرا) احسان جتانے والا (تیسرا) جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچنے والا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۲۴۹ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ نہایت سچائی اور دیانت داری سے تجارت کرنے والے (کا حشر) انبیاء' صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ اس کی روایت ترمذی' دارمی اور دارقطنی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی روایت کی ہے۔

۳۲۵۰ - وَعَنْ قَيْسِ ابْنِ اَبِیْ غَرْزَةَ قَالَ كُنَّا نُسَمّٰى فِی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمَاسِرَةَ فمربنا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلْفُ فَشُوْبُوْا بِالصَّدَقَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت قیس ابن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دلالوں کو سماسرہ کہتے تھے' ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہماری طرف ہوا تو آپ نے ہمارا ایسا نام رکھا جو پہلے نام سے بہتر تھا اور ہم کو "مَعْشَرَ التُّجَّارِ" (اے گروہ تاجران) سے خطاب فرمایا (اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تجارت میں دلال کبھی بائع کی طرف ہو جاتا ہے اور کبھی مشتری کی طرف اور اس طرح دیانت سے دُور ہو جاتا ہے اور بعض وقت خود تاجر قسمیں کھا لیتا ہے (اس طرح) تجارت میں بے ہودہ باتیں اور قسمیں شامل ہو جاتی ہے' اس لیے تم (اے تاجرو! ان کے کفارہ میں) خیر خیرات کیا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۲۵۱ - وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلتُّجَّارُ يُحْشَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقٰى وَبَرَّ وَصَدَقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ

حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عام طور پر تاجروں کا حشر قیامت کے دن فاجروں میں ہوگا' سوائے ایسے تاجروں کے (جو معاملات میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے نیکوکار اور سچے ہوں (جھوٹی قسمیں کھانے

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ عَنِ الْبَرَاءِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

والے نہ ہوں)۔اس کی روایت ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَابُ الْخِيَارِ

خرید وفروخت میں خریدار کو اختیار دینے کا بیان

بیع میں خیار کی صورتیں

ف: واضح ہو کہ خرید وفروخت میں خیار کی کئی قسمیں ہیں ان میں مشہور چار صورتیں ہیں:

(۱) خیارِ شرط (۲) خیارِ عیب (۳) خیارِ رؤیت (۴) خیارِ تعیین۔

(۱) خیارِ شرط: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی معاملہ میں ایجاب وقبول کے بعد بیع قطعی ہو جاتی ہے سوائے اس کے کہ فریقین کسی مدت کی شرط لگائیں جس کی زیادہ سے زیادہ مدت تین دن ہے۔اس مدت میں فریقین کو بیع کے فسخ کرنے یا ثابت رکھنے کا اختیار ہے۔اس کو فقہ کی اصطلاح میں خیارِ شرط کہتے ہیں۔

(۲) خیارِ عیب: کسی چیز کے خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب نکل آئے تو اب خریدار کو اختیار ہے کہ اس چیز کو چاہے رکھ لے یا چاہے واپس کر دے۔اس اختیار کو خیارِ عیب کہتے ہیں اور کسی عیب دار چیز کا عیب چھپا کر دھوکہ سے بیچنا حرام ہے۔

(۳) خیارِ رؤیت: اگر کسی نے کوئی چیز بغیر دیکھے خرید لی تو بیع درست ہے مگر اس کو دیکھنے کے بعد وہ چیز پسند نہ آئے اگرچہ کہ اس میں کوئی عیب نہ ہو تو اس کو اختیار ہے کہ اس چیز کو واپس کر دے۔اس اختیار کو خیارِ رؤیت کہتے ہیں۔

(۴) خیارِ تعیین: خریدار دو یا تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو اس شرط پر خریدے کہ ان میں سے کسی ایک چیز کو متعین کر لے گا۔اس اختیار کو خیارِ تعیین کہتے ہیں۔خیار کی اور بھی کئی صورتیں ہیں جو فقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ. (النساء:۲۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو۔ (کنزالایمان)

ف: چوری خیانت غصب جوا سود اور جتنے حرام طریقے ہیں سب ناحق ہیں سب کی ممانعت ہے۔

بغیر شرط کے خیارِ مجلس کا اعتبار نہیں

ف: صاحب مدارک نے فرمایا ہے کہ اس آیت شریفہ میں خیارِ مجلس کی نفی ہے اس لیے کہ خرید وفروخت طے ہو جانے کے بعد مال کے استعمال کی اجازت بغیر کسی قید کے دی جا رہی ہے۔واضح ہو کہ خیارِ مجلس کی ایک صورت بعض ائمہ کے نزدیک یہ ہے کہ خرید وفروخت پوری ہو جانے کے بعد جب تک مجلس نہ بدل جائے بغیر کسی شرط کے اس معاملہ کو فسخ کیا جا سکتا ہے برخلاف اسکے احناف کے نزدیک مجلس کی تعریف یہ ہے کہ کسی مجلس میں خرید وفروخت بغیر کسی شرط کے مکمل ہو جائے تو فریقین کو معاملہ فسخ کرنے کا حق نہیں رہتا جس کی دلیل صدر کی آیت ہے کہ اس میں بغیر کسی قید کے خرید وفروخت مکمل ہو جانے کے بعد مال کے استعمال کی اجازت دی جا رہی ہے۔ہاں اگر فریقین کوئی شرط لگا دیں تو ایسی صورت میں شرط کے مطابق بیع فسخ ہو سکتی ہے۔بغیر کسی شرط کے بیع کو فسخ کرنا نص قرآنی پر زیادتی ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔جیسا کہ تفسیرات احمدیہ میں مذکور ہے۔

وَقَوْلُهٗ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ. (المائدہ:۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔

(کنز الایمان)

ف: ''عُقُوْدِ'' کے معنی میں مفسرین کے چند قول ہیں۔ یہاں ابن جریر نے کہا کہ اہل کتاب کو خطاب فرمایا گیا ہے۔ معنی یہ ہیں کہ اے مومنین اہل کتاب! میں نے کتب متقدمہ میں سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی اطاعت کرنے کے متعلق جو تم سے عہد لیے ہیں، وہ پورے کرو۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ خطاب مومنین کو ہے انہیں عقود کے وفا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان عقود سے مراد ایمان اور وہ عہد ہیں جو حرام و حلال کے متعلق قرآن پاک میں لیے گئے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس میں مومنین کے باہمی معاہدے مراد ہیں۔ (خزائن العرفان)

عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ اس آیت شریفہ میں عہد کو پورا کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور واضح ہو کہ بیع بھی ایک عہد ہے جس کے پورا کرنے کی تاکید ظاہر آیت سے واضح ہے اور اگر دوسرے ائمہ کے مسلک کے لحاظ سے بیع کے عہد کو فسخ کرنے کی اجازت دی جائے تو عہد پورا نہیں ہو سکتا جو آیت صدر کے منشا کے منافی ہے۔

۳۲۵۲ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعُ الْخِيَارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَقَالَ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَتَفْسِيْرُهٗ عِنْدَنَا عَلٰى مَا بَلَغَنَا عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ اَنَّهٗ قَالَ الْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا قَالَ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا عَنْ مَّنْطِقِ الْبَيْعِ اِذَا قَالَ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُكَ فَلَهٗ اَنْ يَّرْجِعَ مَالَمْ يَقُلِ الْاٰخَرُ قَدِ اشْتَرَيْتُ فَاِذَا قَالَ الْمُشْتَرِيْ قَدِ اشْتَرَيْتُ بِكَذَا وَكَذَا فَلَهٗ اَنْ يَّرْجِعَ مَالَمْ يَقُلِ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا اِنْتَهٰى وَيُؤَيِّدُ قَوْلَ النَّخْعِيِّ الْاَحَادِيْثُ الْاٰتِيَةُ بَعْدُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مال کے بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں میں سے ہر ایک کو (بیع کے فسخ کرنے کا) اختیار ہے جب تک کہ وہ (ایجاب و قبول کے اعتبار سے) جدا نہ ہو جائیں[1] البتہ ایسی بیع جس میں (بیچنے والے اور خریدنے والے نے) اختیار (کی شرط) قبول کی ہو[2] اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور اس کی روایت امام محمد رحمہ اللہ نے موطا میں کی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور اس کی تفسیر ہمارے یعنی احناف کے نزدیک حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق یہ ہے کہ بائع اور مشتری جب تک جدا نہ ہو جائیں ان کو (بیع کے فسخ کرنے کا) اختیار ہے۔ اس کی وضاحت میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تک فریقین خرید و فروخت میں اپنے قول یعنی ایجاب و قبول سے جدا نہ ہو جائیں (اس وقت تک ان کو فسخ کرنے کا اختیار ہے یعنی) بیچنے والا جب (خریدار سے) کہہ دے کہ میں نے بیچ دیا تو خریدار کے ''میں نے خرید لیا'' کہنے تک اس کو اپنے قول کے واپس لینے کا اختیار حاصل ہے۔ اسی طرح جب خریدار نے کہہ دیا کہ میں نے اس چیز کو اتنی رقم کے بدلے خرید لیا تو بائع کے ''میں نے بیچ دیا'' کہنے تک خریدار کو اپنے قول کے واپس لینے کا اختیار ہے[3] چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور عامۂ فقہا حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس بارے میں یہی قول ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تائید ذیل میں جو احادیث آ رہی ہیں ان سے بخوبی ہوتی ہے۔

[1] یعنی بیچنے والے نے کہہ دیا کہ میں نے بیچ دیا اور خریدنے والے نے کہہ دیا کہ میں نے خرید لیا تو اب بیع مکمل ہو چکی ہے، اس

لیے اب بیع کو فسخ کرنے کا کسی کو اختیار نہیں اگر چہ کہ وہ مجلس سے جدا نہ ہوئے ہوں۔

۲ کہ ہم اس معاملہ کو مجلس سے جدا ہونے کے بعد بھی فسخ کرسکتے ہیں تو یہ اختیار فسخ باقی رہ سکتا ہے۔

۳ لیکن بائع نے جب کہہ دیا کہ میں نے بیچ دیا اور خریدار نے کہہ دیا کہ "میں نے خرید لیا" تو اس طرح ایجاب اور قبول کے مکمل ہونے کے بعد دونوں میں سے کسی کو بیع کے فسخ کرنے کا اختیار نہیں۔

خیار قبول اور خیار مجلس کا فرق

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے: "المتبائعان كل واحد منهما بالخيار على صاحبه" یعنی بائع اور مشتری دونوں میں سے ہر ایک کو اپنے ساتھی کے قول کے (قبول کرنے یا نہ کرنے کا) اختیار ہے"۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ فریقین میں سے ایک نے اپنی چیز کو بیچنے کے لیے کہہ دیا کہ میں نے بیچ دیا تو خریدار کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ اس معاملہ کو قبول کرے یا نہ کرے اور اسی طرح بائع کو بھی خریدار کے قبول کرنے سے پہلے اس بات کا حق حاصل ہے کہ اپنے قول کو واپس لے لے۔ تو حدیث شریف میں جس خیار کی اجازت دی جارہی ہے وہ خیار قبول ہے۔ یہ وضاحت مرقات میں مذکور ہے اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث سے خیار مجلس کو ثابت کرتے ہیں اور اپنی تائید حدیث کے ان الفاظ سے کرتے ہیں: "المتبائعان بالخيار مالم يتفرقا" (فریقین کو جدا ہونے سے پہلے بیع کے فسخ کرنے یا باقی رکھنے کا اختیار ہے)۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ بیع میں ایجاب وقبول کے بعد فریقین میں سے کسی ایک کو بیع کے فسخ کرنے کی اجازت دینا دوسرے کے حق کو باطل کرنا ہے جو جائز نہیں ہے اس لحاظ سے حدیث شریف سے خیارِ قبول ثابت ہوتا ہے نہ کہ خیارِ مجلس، ہدایہ کی عبارت ختم ہوئی۔

بائع اور مشتری میں تفرق اور جدائی سے کیا مراد ہے؟

اس حدیث شریف میں ارشاد ہے: "مالم يتفرقا" یعنی" بائع اور مشتری کے جدا ہونے سے پہلے (بیع کے فسخ کرنے کا) اختیار ہے"۔ فقہائے اُمت میں اس کی تفسیر میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ یہاں تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہے۔ یہ قول حضرت ابراہیم نخعی کا ہے اور امام سفیان ثوری سے ایک روایت یہی ہے۔ اور امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے کہ جب بائع نے کہا: "میں نے بیچ دیا" اور خریدار نے کہہ دیا: "میں نے خرید لیا" تو دونوں قول کے اعتبار سے جدا ہوگئے جس کے بعد دونوں میں سے کسی کو اب بیع کے فسخ کرنے کا اختیار باقی نہیں، اس لیے کہ بیع اب پوری ہوگئی اور خریدار بیع کو رد نہیں کرسکتا۔ ہاں! اس صورت میں کہ اس نے قبول سے پہلے خیارِ رویت یا خیار عیب یا خیار شرط کی قید لگائی ہو۔

تفرق کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ تفرق سے مراد تفرق بالابدان ہے کہ بائع اور مشتری جب تک اس مجلس سے جدا نہ ہو جائیں ان کو بیع کے فسخ کرنے کا اختیار رہتا ہے اور ان کے جدا ہوئے بغیر بیع پوری نہیں ہوتی اور تکمیل بیع کے لیے لازم ہے کہ فریقین وہاں سے جدا ہو جائیں۔ یہ قول امام شافعی، امام احمد اور اہل ظاہر کا ہے۔

اس قول کے جواب میں شرح معانی الآثار اور فتح القدیر میں یہ لکھا ہے کہ قرآن اور حدیث شریف میں تفرق سے بیشتر صورتوں میں تفرق قول مراد ہے، چنانچہ سورۃ البینۃ (پ ۳۰ میں) ارشاد ہے: "وما تفرق الذين اوتوا الكتب الا من بعد ما جاء تهم البينة" (اور جو لوگ اہل کتاب تھے انہوں نے اس واضح دلیل کے آنے کے بعد (ہی دین سے) اختلاف کیا (اور کافر ہوگئے)۔ اور اسی طرح سورۂ نساء (پ ۵، ع ۱۱۹) کی آیت میں ارشاد ہے: "وان يتفرقا يغن الله كلا من سعته" اگر دونوں (میاں بیوی) جدا ہو جائیں یعنی خلع یا طلاق ہو جائے تو کوئی ان میں سے خواہ مرد ہو یا عورت یوں نہ سمجھے کہ بغیر میرے دوسرے کا کام نہ چلے گا

کیونکہ) اللہ تعالیٰ اپنی وسعت اور قدرت سے ہر ایک کو بے احتیاج کر دے گا''۔

ان دونوں آیتوں میں تفرق سے مراد تفرق قولی ہے یعنی فریقین قول کے اعتبار سے جدا ہوئے ہیں نہ کہ جسم سے۔ اور ایک حدیث شریف میں بھی یوں ارشاد ہے:''افترقت بنو اسرائیل علی ثنتین وسبعین فرقة وستفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقة ''یعنی بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور میری اُمت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی''۔ اس حدیث شریف میں بھی تفرق سے مراد تفرق قولی ہے۔

۳۲۵۳ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ صَفْقَةَ خِيَارٍ وَّلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يُّفَارِقَ صَاحِبَهٗ خَشْيَةَ اَنْ يَّسْتَقِيْلَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَيْرِهِمْ اِلٰى اَنَّ الْفُرْقَةَ بِالْكَلَامِ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ مَّالِكِ بْنِ اَنَسٍ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بیچنے والے اور خریدنے والے میں سے ہر ایک کو بیع کے قطعی ہونے سے پہلے بیع کو فسخ کرنے کا اختیار ہے مگر یہ کہ (بیع میں) خیار شرط کی قید لگائی جائے (تو ایسی صورت میں بیع قطعی نہ ہوگی اور فسخ کرنے کا اختیار باقی رہے گا) اور فریقین میں سے کسی ایک کو یہ بات جائز نہیں کہ بیع کی قطعیت کے بعد اس ڈر سے اپنے بھائی سے جدا ہو جائے (کہ مال کا نقص معلوم ہونے سے) فسخ بیع کا اندیشہ ہو۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ اہل کوفہ کے بعض فقہاء اور دیگر علماء نے اس حدیث میں تفرق سے تفرق بالکلام مراد لیا ہے (ایجاب وقبول کے بعد بیع قطعی ہو جاتی ہے اگر چہ کہ مجلس نہ بدلے) اور امام ثوری کا بھی یہی قول ہے اور مالک بن انس رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت ہے۔

مال میں عیب رکھ کر بیع کرنے کی ممانعت

ف: اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مال میں کچھ عیب رکھ کر بیچنا اور عیب کے ظاہر ہو جانے کے ڈر سے جلد اٹھ جانا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے۔

۳۲۵۴ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَفَرَّقَنَّ اِثْنَانِ اِلَّا عَنْ تَرَاضٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دو شخص یعنی خریدار اور بائع آپس میں راضی ہو کر جدا ہوں[1] اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] ایجاب وقبول کے بعد خریدار چیز لے لے اور بائع قیمت وصول کر لے تا کہ معاملہ کی یکسوئی ہو جائے۔

۳۲۵۵ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ اَعْرَابِيًّا بَعْدَ الْبَيْعِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی کو بیع کے ہو جانے' ایجاب وقبول کے بعد خیار (بیع کے فسخ کرنے) کی اجازت دی تھی۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

ف: علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے واضح طور پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے

کیونکہ ایجاب وقبول کے بعد خیار مجلس کا ثبوت ہوتا تو حدیث شریف میں جس خیار کی اجازت دی گئی ہے اس کی ضرورت نہ تھی۔ یہ مرقات میں مذکور ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیع میں ایجاب وقبول کے بعد بیع پوری ہو جاتی ہے اور تکمیلِ بیع کے لیے مجلس کا بدلنا ضروری نہیں۔

٣٢٥٦ - وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حَزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَتَمَا وَكَذِبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بائع اور مشتری کو ایجاب وقبول سے پہلے بیع کے فسخ کرنے کا اختیار رہتا ہے۔ اگر وہ دونوں سچ کہیں اور چیز کی حقیقت بیان کر دیں تو اُن کے معاملہ میں برکت دی جاتی ہے اور اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو معاملہ کی برکت اُٹھالی جاتی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٢٥٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَاخِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ مُحَمَّدٌ نَّرٰى اِنَّ هٰذَا كَانَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ خَاصَّةً وَّقَدْ رُوِيَ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ اِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْ عقدته ضَعُفَ وَكَانَ يُبَايِعُ وَاَنَّ اَهْلَهٗ اَتَوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُحْجُرْ عَلَيْهِ فَدَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ فَقَالَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ هَا وَلَا خَلَابَةَ وَّرَوَاهُ بَقِيَّةُ اَصْحَابِ السُّنَنِ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ حَسَنٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ خرید وفروخت میں دھوکا کھا جاتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خرید وفروخت کے وقت تم یہ کہہ دیا کرو: کیا اس میں دھوکہ تو نہیں ہے (کہ اگر دھوکا ہوگا تو میں معاملہ کو فسخ کر دوں گا) تو وہ صحابی خرید وفروخت کے وقت ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُن صحابی کو خرید وفروخت میں نقصان کی صورت میں اختیار دینا اُن کے لیے خصوصی حکم تھا اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کا اختیار تھا کہ جس کو چاہیں جس چیز سے خاص فرما دیں۔ اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اس طرح روایت کی ہے کہ ایک صحابی کاروبار میں کمزور تھے' اس کے باوجود وہ برابر خرید وفروخت کیا کرتے تو ان کے گھر والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! ان کو کاروبار کرنے سے روک دیجئے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلایا اور کاروبار سے منع فرمایا تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کاروبار کے بغیر چین نہیں پڑتی تو (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اچھا تو ایسی صورت میں) تم خرید وفروخت کے موقع پر یہ کہا کرو: کیا اس میں دھوکہ تو نہیں۔ اس کی روایت چاروں اصحاب سنن (یعنی ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ اور نسائی) نے کی ہے اور ابن ماجہ نے جید اور حسن سند کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

٣٢٥٨ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ يَشْكُوْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک انصاری کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ شکایت کرتے ہوئے سنا کہ ان کو خرید وفروخت میں اکثر دھوکہ ہو جایا کرتا

وَسَلَّمَ اَنَّهُ يُغْبَنُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ ثُمَّ اَنْتَ بِالْخِيَارِ فِي كُلِّ سِلْعَةٍ اِبْتَعْتَهَا ثَلٰثَ لَيَالٍ وَّرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِي تَارِيْخِهٖ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ وَّرَوٰى ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَهٗ.

ہے تو (یہ سن کر) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم خرید و فروخت کیا کرو تو یوں کہا کرو: کیا اس میں دھوکہ تو نہیں؟ پھر تم کو ہر خرید و فروخت کے معاملہ میں اختیار تین راتوں تک ہے (اس مدت کے اندر تم چاہو تو معاملہ کو ردّ کر دو)۔ اس کی روایت بیہقی نے کی ہے اور بخاری نے اس کی روایت اپنی تاریخ میں صحیح سند سے کی ہے اور ابن ابی شیبہ، دار قطنی اور عبد الرزاق نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی ہے۔

٣٢٥٩ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرٰى شَيْئًا لَّمْ يَرَهُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ اِذَا رَاٰهُ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَاَبُوْ حَنِيْفَةَ وَرَوٰى ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ نَحْوَهٗ مُرْسَلًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی چیز کو بغیر دیکھے خرید لے تو اس کو اس چیز کے دیکھنے کے بعد (پسند نہ ہونے کی صورت میں بیع کے فسخ کرنے کا) اختیار ہے۔ اس کی روایت دار قطنی اور امام ابو حنیفہ نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی اسی کے قریب قریب مرسلا روایت کی ہے۔

٣٢٦٠ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ اشْتَرٰى طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَالًا فَقِيْلَ لِعُثْمَانَ اِنَّكَ قَدْ غُبِنْتَ وَكَانَ الْمَالُ بِالْكُوْفَةِ وَهُوَ مَالُ اٰلِ طَلْحَةَ الْاٰنَ بِهَا فَقَالَ عُثْمَانُ لِيَ الْخِيَارُ لِاَنِّي بِعْتُ مَالَمْ اَرَهُ فَقَالَ طَلْحَةُ لِيَ الْخِيَارُ لِاَنِّي اشْتَرَيْتُ مَالَمْ اَرَهُ فَحَكَّمَا بَيْنَهُمَا جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ فَقَضٰى اَنَّ الْخِيَارَ لِطَلْحَةَ وَلَا خِيَارَ لِعُثْمَانَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت علقمہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کچھ مال خریدا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ کو اس میں نقصان ہوا ہے (اور آپ نے مال کو ارزاں بیچ دیا ہے) اور وہ مال کوفہ میں تھا لیکن (بوجہ خرید و فروخت کے مکمل ہونے کے) وہ اس وقت آل طلحہ کا مال تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے خیار کا حق ملنا چاہیے اس لیے کہ میں نے مال کو (دیکھے بغیر) بیچا ہے اور حضرت طلحہ نے فرمایا: خیار کا حق مجھے ملنا چاہیے اس لیے مال میں نے خریدا ہے اور میں نے اس کو دیکھا نہیں ہے (اس لیے مجھے خیارِ رویت کا حق ہے، معاملہ کی یکسوئی کے لیے) دونوں نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا تو حضرت جبیر رض نے فیصلہ دیا کہ خیار (رویت) کا حق حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خیار کا حق نہیں ہے۔ اس کی روایت امام طحاوی اور بیہقی نے کی ہے۔

مال کو دیکھے بغیر بیچنے کا جواز

ف: ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر خریدار کسی چیز کو بغیر دیکھے خرید لے تو ایسی بیع جائز ہے اور خریدار کو اس بات کا حق ہے کہ دیکھنے کے بعد طے شدہ پوری قیمت دے کر اس چیز کو لے لے یا بیع کو فسخ کر دے اور بیچنے والے کو بغیر دیکھے بیچنے کی صورت میں خیار کا حق نہیں ہے۔ اور فتح القدیر میں یہ صراحت موجود ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے درمیان خیار کا حق حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور آپ کا یہ فیصلہ حضرات صحابہ کے روبرو ہوا اور آپ نے خیار رویت کا حق خریدار کو دیا نہ کہ بائع کو اور اس پر کسی صحابی نے انکار نہیں فرمایا۔ اس لیے ثابت ہوتا ہے کہ خیار رویت کا حق خریدار کو ہے نہ کہ بائع کو اور اس پر اجماع صحابہ ہے۔

بَابُ الرِّبٰوا

سود کی حرمت کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَاءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ. (البقرہ:۲۷۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہے' یہ اس لیے کہ انھوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ تعالیٰ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود' تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا' اور اس کا نام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے' وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔

(کنزالایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: اس آیت کریمہ میں سود کی حرمت اور سود خواروں کی شامت کا بیان ہے۔ سود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں۔ بعض یہ ہیں کہ سود میں جو زیادتی کی جاتی وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل وعوض کے لینا ہے' یہ صریح ناانصافی ہے۔ دوم: سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خوار کو بغیر محنت کے مال حاصل ہوتا ہے اور یہ تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو نقصان پہنچاتی ہے۔ سوم: سود کے رواج سے باہمی مودت کے سلوک کو نقصان وضرر پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہوا تو وہ قرض حسن سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا۔ چہارم: سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سود خوار اپنے مدیون کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی سود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی ممانعت عین حکمت ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سود خوار اور اس کے کار پرداز اور سودی دستاویز کے کاتب اور اس کے گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا: وہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

ف: سود خوار کو آسیب نے مخبوط بنا دیا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جس طرح آسیب زدہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ گرتا' پڑتا چلتا ہے۔ قیامت کے دن سود خوار کا ایسا ہی حال ہوگا کہ سود سے اس کا پیٹ بہت بھاری اور بوجھل ہو جائے گا اور وہ اس کے بوجھ سے گر جائے گا۔ حضرت سعید بن جبیرؓ نے فرمایا: یہ علامت اس سود خوار کی ہے جو سود کو حلال جانے۔ جو شخص سود کو حلال جانتے' وہ کافر ہے' ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیونکہ ہر ایک حرام قطعی کا حلال جاننے والا کافر ہے۔

اسلام کا نظریہ معیشت

صدر کی آیت شریفہ میں ارشاد ہے: ''واحل اللّٰہ البیع وحرم الربوٰا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور ربا (سود) کو حرام قرار دیا ہے۔ واضح ہو کہ بیع کے معنی مبادلۂ مال بامال کے ہیں' خواہ وہ چیز کی صورت میں ہو یا نقد کی۔ اور ربا کے معنی لغت میں زیادتی کے ہیں اور شریعت میں ہر ایسی زیادتی جس کے مقابلہ میں کوئی بدل نہ ہو اس کو ربا کہا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ اسلام عبادت کا ہی نام نہیں بلکہ وہ ایک صالح معاشرہ اور ایسا نظام چاہتا ہے جس میں پاک معیشت حاصل ہو۔ یہ نظام انسانوں میں لوٹ کھسوٹ کی بجائے' بھائی چارگی اور امداد و تعاون کے جذبہ کو فروغ دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے نظام میں ہر وہ چیز جو سرمایہ داری' چور بازاری اور ذاتی منفعت کے جذبہ کو پروان چڑھائے' اسلامی معاشرت کے خلاف ہوگی۔ ظہور اسلام سے قبل ایسا ہی فرسودہ نظام سارے عالم اور خصوصاً مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بھی رائج تھا جس کی بنیاد نفع خوری اور چور بازاری پر تھی' اسی لیے سود کی حرمت کے ساتھ ساتھ خرید و فروخت میں بھی احتیاط رکھنے کی تاکید میں حدیثیں وارد ہیں جن سے ذخیرہ اندوزی اور چور بازاری کی ممانعت کا ثبوت ملتا ہے۔

٣٢٦١ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ قَالَ هُمْ سَوَاءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے پر لعنت فرمائی ہے (کہ یہ لوگوں کو قرض دے کر سود لیتے ہیں) اور سود دینے والے پر اور (سود کی دستاویز) لکھنے والے پر اور گواہوں پر بھی لعنت فرمائی ہے (کہ یہ حرام فعل کے ارتکاب پر اعانت اور امداد کرتے ہیں) اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

لے یعنی سود کا لینے والا اور دینے والا' گواہی دینے والا اور دستاویز لکھنے والا گناہ کے ارتکاب میں یہ سب برابر کے شریک ہیں۔

٣٢٦٢ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے سود کے لینے والے پر' سود کے دینے والے پر اور سود کی دستاویز لکھنے والے (اور حساب جوڑنے والے پر) اور زکوٰۃ نہ دینے والے اور زکوٰۃ دینے والے کو منع کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے (مرنے والے پر) نوحہ کرنے سے (چیخ و پکار کرنے اور بیان کر کے رونے سے) منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

٣٢٦٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يَبْقٰى اَحَدٌ اِلَّا اٰكِلَ الرِّبٰوا فَاِنْ لَّمْ يَاْكُلْهُ اَصَابَهٗ من بخاره وَيُرْوٰى مِنْ غُبَارِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے) ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا کہ کوئی شخص سود کھائے بغیر نہ رہ سکے گا' اگر وہ سود نہ کھاتا ہو تو اس کو کم از کم سود کا اثر ضرور پہنچے گا)۔ اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف کی روشنی میں ہر شخص کو حتی الامکان سودی کاروبار کے پھیلاؤ کی وجہ سے خود کو ایسے کاروبار سے بچانا چاہیے تاکہ اس وعید سے محفوظ رہ سکے۔

٣٢٦٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيْلِ الْمَلَائِكَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمُ رِبٰوا يَاْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّزَادَ وَقَالَ مَنْ نَّبَتَ لَحْمُهٗ مِنَ السُّحْتِ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ.

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے سود کا ایک درہم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھائے چھتیس (٣٦) مرتبہ زنا کرنے (کے گناہ) سے زیادہ برا ہے لے اس حدیث کی روایت امام احمد اور دار قطنی نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے اور اس روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کا گوشت مال حرام سے نشو ونما پائے وہ دوزخ ہی کے لائق ہے۔

لے اس لیے کہ سود کھانا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنا ہے جو زنا کے گناہ سے بڑھ کر ہے۔

٣٢٦٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جُزْأً اَيْسَرُهَا اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ.

ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سود خوری کے (گناہ کے) ۷۰ حصے ہیں اور ان میں سے ایک ادنیٰ (گناہ کا) حصہ یہ ہے کہ وہ سود خوار اپنی ماں سے جماع کر رہا ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

۳۲۶۶ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّبٰوا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنْ عَاقِبَتَهٗ تُصِيْرُ اِلٰى قُلٍّ رَّوَاهُمَا ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَوٰى اَحْمَدُ الْاَخِيْرَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سود اگر چہ کہ اس سے (مال بظاہر) زیادہ ہوتا دکھائی دیتا ہو لیکن انجام کار کمی (اور خسارہ و ذلت ہے جس میں خیر و برکت نہیں ہوتی)۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور امام احمد نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

۳۲۶۷ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِىْ عَلٰى قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيْهَا الْحَيَّاتُ تُرٰى مِنْ خَارِجٍ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ اَكَلَةُ الرِّبٰوا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج ہوئی میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ گھروں کے مانند (بہت بڑے) تھے جن کے پیٹوں میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو ان کے پیٹوں کے باہر سے نظر آ رہے تھے۔ میں نے جبرئیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سود خوار ہیں۔ اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۲۶۸ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اٰخِرَ مَا نَزَلَتْ اٰيَةُ الرِّبٰوا وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ وَلَمْ يُفَسِّرْهَا لَنَا فَدَعُوا الرِّبٰوا وَالرِّيْبَةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِىُّ.

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخری آیت (جو معاملات کے بارے میں) نازل ہوئی وہ سود (کی حرمت) کی آیت ہے اور رسول اللہ ﷺ (دنیا سے) پردہ فرمائے اور (آیت مذکورہ کے محکم اور واضح ہونے سے مزید) تفصیل نہیں فرمائی تو تم سود کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کو بھی چھوڑ دو جن میں سود کا شبہ ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے چھ چیزوں یعنی سونا' چاندی' گیہوں' نمک' کھجور اور جو میں سود کی وضاحت فرما دی اور فقہائے اُمت نے قیاس سے ان چھ چیزوں کے علاوہ اور چیزوں میں بھی سود کو ثابت کیا ہے' اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ احتیاط ملحوظ رکھتے ہوئے فقہاء کرام نے جن چیزوں میں سود کو ثابت کیا ہے ان سے بھی بچنا چاہیے۔

توضیح: ذیل میں سودی معاملات کے بارے میں چند احادیث آ رہی ہیں ان کو سمجھنے کے لیے اس توضیح کو پیش نظر رکھا جائے' ورنہ ذرا سی بے احتیاطی سے بھی معاملہ سودی ہو جائے گا۔ ان حدیثوں میں جہاں کہیں ایک جنس کو اسی جنس سے بدلنے کا ذکر آ رہا ہے وہاں اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ہم جنس اشیاء کی تبدیلی میں: نمبرا: کمی بیشی نہ کی جائے' نمبر ۲: معاملہ نقد ہو' نمبر ۳: چیزوں کا دست بدست تبادلہ ہو اور اگر ان تین صورتوں میں سے ایک صورت بھی نہ پائی جائے تو معاملہ سودی ہو جائے گا جیسے سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بدلنے کا جہاں ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ سونے کو اشرفی سے اور چاندی کو چاندی کے سکہ سے یا سونے کے زیور کو سونے سے یا چاندی کے زیور کو چاندی سے خریدا یا بیچا جا سکتا ہے بشرطیکہ مذکورہ بالا تینوں صورتیں (ہم وزن ہونا' دست بدست

ہونا اور معاملہ نقد ہونا) پائی جا رہی ہوں' ورنہ معاملہ سودی ہو جائے گا۔ اسی طرح اجناس کے تبادلہ کا حال ہوگا۔ اس کی تفصیل ذیل کی احادیث میں آ رہی ہے۔

۳۲۶۹ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ فَاِذَا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الْاَصْنَافُ فَبِيْعُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ اِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ رَّوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةِ الشَّافِعِيِّ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ وَلَا الْبُرَّ بِالْبُرِّ وَلَا الشَّعِيْرَ بِالشَّعِيْرِ وَلَا التَّمْرَ بِالتَّمْرِ وَلَا الْمِلْحَ بِالْمِلْحِ اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ عَيْنًا بِعَيْنٍ يَدًا بِيَدٍ وَّلٰكِنْ بِيْعُوا الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيْرِ وَالشَّعِيْرَ بِالْبُرِّ وَالتَّمْرَ بِالْمِلْحِ وَالْمِلْحَ بِالتَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْتُمْ وَفِيْ رِوَايَةِ الطَّحَاوِيِّ عَنْ اَبِي الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ اَنَّهٗ شَهِدَ خُطْبَةَ عُبَادَةَ اَنَّهٗ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وزنا بِوَزْنٍ وَّالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَّالْبُرَّ بِالْبُرِّ كَيْلًا بِكَيْلٍ وَالشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ وَلَا بَاْسَ بِبَيْعِ الشَّعِيْرِ بِالتَّمْرِ وَالتَّمْرَ اَكْثَرُهُمَا يَدًا بِيَدٍ وَّالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ مَنْ زَادَ اَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ حَنِيْفَةَ نَحْوَهٗ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارُقُطْنِيِّ وَالْبَزَّارِ عَنْ عُبَادَةَ وَاَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَا يُوْزَنُ مِثْلٌ بِمِثْلٍ اِذَا كَانَ مِنْ نَّوْعٍ وَّمَا يُكَالُ مِثْلُهٗ وَاِذَا اخْتَلَفَ النَّوْعَانِ فَلَا بَاْسَ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (کاروبار میں سود سے بچنے کے لیے تم کو چاہیے کہ) سونے کو سونے کے بدلہ' چاندی کو چاندی کے بدلے' گیہوں کو گیہوں کے بدلہ' جو کو جو کے بدلہ' کھجور کو کھجور کے بدلہ اور نمک کو نمک کے بدلہ (اس طرح سے بیچا کرو کہ یہ) (جنس میں) ایک ہوں اور (وزن میں) برابر ہوں اور (معاملہ) دست بدست ہو (اُدھار نہ ہو) البتہ اگر ان میں جنس بدل جائے (یعنی چاندی کے بدلہ سونا یا گیہوں کے بدلہ جو) تو تم کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہو خرید و فروخت کرو بشرطیکہ (معاملہ) دست بدست ہو (اور اُدھار نہ ہو اور ایسی صورت میں ان کا ہم وزن ہونا یا برابر برابر ہونا ضروری نہیں)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہی سے اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سونے کو سونے کے بدلہ' چاندی کو چاندی کے بدلہ' گیہوں کو گیہوں کے بدلہ' جو کو جو کے بدلہ' کھجور کو کھجور کے بدلہ اور نمک کو نمک کے بدلہ بیچا نہ جائے مگر یہ کہ یہ چیزیں برابر برابر ہوں' جنس ایک ہو اور (معاملہ) دست بدست ہو لیکن سونے کو چاندی کے بدلہ اور چاندی کو سونے کے بدلہ اور گیہوں کو جو کے بدلہ اور جو کو گیہوں کے بدلہ اور کھجور کو نمک کے بدلہ اور نمک کو کھجور کے بدلہ جیسا چاہو بیچ سکتے ہو جبکہ ان میں (معاملہ) دست بدست ہو اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں ابوالاشعث صنعانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح مروی ہے کہ وہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے موقع پر حاضر تھے جس میں حضرت عبادہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث اس طرح سنائی کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلہ میں بیچنا درست ہوگا جبکہ) وہ وزن میں برابر ہو (اسی طرح) چاندی کو چاندی کے بدلہ میں (اس وقت درست ہوگا جب کہ) وہ وزن میں برابر ہوں اور گیہوں کو گیہوں کے بدلہ بیچنا جائز ہے' جبکہ وہ ناپ میں برابر ہوں) اس کے برخلاف (مثلاً) جو کو کھجور کے بدلہ بیچنے میں کوئی حرج نہیں جب کہ کھجور (وزن میں) زیادہ ہوں اور جب کہ یہ معاملہ دست بدست ہو رہا ہو اور اگر (ایسا نہ ہو بلکہ) کسی نے (فروخت کے وقت مثلاً) کھجور کو کھجور' نمک کو نمک کے بدلہ زیادہ دیا' یا زیادہ لیا تو اس نے سودی معاملہ کیا اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں

بھی اسی طرح مروی ہے اور دارقطنی اور بزار کی ایک حدیث میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ چیزیں جب ایک جنس کی ہوں اور ان کو ایک دوسرے سے بدلنا ہو تو وزن برابر برابر ہونا چاہیے اور اسی طرح ناپ میں بھی برابر برابر ہونا چاہیے (اگر وہ چیزیں ناپ کر بیچی جاتی ہوں) البتہ اگر جنس بدل جائے تو (خریدنے میں) ان کا ہم وزن یا ناپ میں برابر برابر ہونا ضروری نہیں اس لیے ایسی خرید وفروخت پر کوئی حرج نہیں۔

حنفی مذہب میں سود کی حرمت کی علت

ف: واضح ہو کہ سود کی حرمت کے بارے میں ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مختلف اقوال ہیں۔ امام اعظم کے نزدیک سود کی حرمت کی علت قدر یعنی وزن یا ناپ اور جنس (یعنی سونے کے بدلے سونا) ہے' وہ دو چیزیں جن کو ایک دوسرے سے بدلا جارہا ہو وہ ناپ تول کی چیزیں ہوں تو ایسی صورت میں اچھی اور کم مقدار چیز کو اسی جنس کی ردی اور زیادہ مقدار کی چیزوں سے لینا سود ہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ مذہب سود کی حرمت کے بارے میں جو حدیثیں وارد ہیں' اُن کے مفہوم سے زیادہ مطابق ہے۔

۳۲۷۰- وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ یَدًا بِیَدٍ فَمَنْ زَادَ اَوِاسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰی الْاٰخِذُ وَالْمُعْطِیْ فِیْهِ سَوَاءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سونے کو سونے کے بدلہ' چاندی کو چاندی کے بدلہ' گیہوں کو گیہوں کے بدلہ' جو کو جو کے بدلہ' کھجور کو کھجور کے بدلہ' اور نمک کو نمک کے بدلہ بیچا جا سکتا ہے جبکہ یہ ساری چیزیں (ناپ اور تول میں) برابر برابر ہوں اور (معاملہ) دست بدست ہو (اور اُدھار نہ ہو) تو جس کسی نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو اس نے سود لیا یا سود دیا اور لینے والا اور دینے والا (گناہ میں دونوں) برابر ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۲۷۱- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِیْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ وَّلَا تَبِیْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ وَّلَا تَبِیْعُوْا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ مُّتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَا تَبِیْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سونے کو سونے کے بدلہ نہ بیچو' ہاں! اگر برابر برابر ہو اور کسی ایک کا وزن بھی زائد نہ ہو (تو کوئی حرج نہیں اور اسی طرح) چاندی کو چاندی کے بدلہ نہ بیچو' ہاں! اگر برابر برابر ہو اور کسی ایک کا وزن بھی زائد نہ ہو اور (تبادلہ میں) غائب کو حاضر کے بدلہ نہ بیچو (یعنی دونوں طرف کی چیزیں موجود ہوں اور معاملہ دست بدست ہو)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ سونے کو سونے کے بدلہ اور چاندی کو چاندی کے بدلہ نہ بیچو' مگر یہ کہ وہ ہم وزن ہوں۔

۳۲۷۲- وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًوا

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سونے کو سونے کے بدلہ بیچنا اگر دست بدست

اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْوَرَقُ بِالْوَرَقِ رِبٰوا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبٰوا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبٰوا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبٰوا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نہ ہوتو سود ہو جائے گا اور (اسی طرح) چاندی کو چاندی کے بدلہ بیچنا اگر دست بدست نہ ہوتو سود ہو جائے گا اور (اسی طرح) گیہوں کو گیہوں کے بدلہ بیچنا اگر دست بدست نہ ہوتو سود ہو جائے گا اور (اسی طرح) جوکو جو کے بدلہ بیچنا اگر دست بدست نہ ہوتو سود ہو جائے گا اور (اسی طرح) کھجور کو کھجور کے بدلہ بیچنا اگر دست بدست نہ ہوتو سود ہو جائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ تول اور ناپ کی چیزوں کے بدلنے اور بیچنے میں دوصورتیں ہیں۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ ایک ہی جنس کا بدلنا جیسے چاندی کو چاندی سے یا جوکو جو سے تو اس میں شرط یہ ہے کہ معاملہ دست بدست ہو' اُدھار نہ ہو اور ناپ یا تول میں کمی بیشی نہ ہو اور اگر ناپ یا تول میں کمی بیشی ہوئی یا ایک چیز موجود ہوئی اور دوسری غائب تو سود ہو جائے گا مثلاً سونے کو سونے سے اسی طرح بدلا جائے کہ ایک طرف سونا ہو اور بدلہ میں سونے کا زیور ہو لیکن ان کی مقدار برابر نہ ہو تو یہ معاملہ سودی ہو جائے گا اور اسی طرح اجناس میں اسی قسم کا تبادلہ ناجائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دو مختلف جنس کا باہم تبادلہ ہو جیسے چاندی کا تبادلہ سونے سے یا گیہوں کا تبادلہ جو سے تو اس میں جواز کی صورت یہ ہے کہ معاملہ دست بدست ہو تو وزن یا مقدار میں کمی بیشی بھی ہو تو سود نہیں مثلاً ایک سیر گیہوں کا دو سیر جو سے بدلنا درست ہے بشرطیکہ دونوں اجناس موجود ہوں اور معاملہ اُدھار نہ ہو۔ اس کے برخلاف اگر گیہوں کو آج دیا جائے اور بدلہ میں جو کل لی جائے تو یہ سود ہو جائے گا جو کسی طرح جائز نہیں۔

٣٢٧٣- وَعَنْ اَبِیْ صَالِحِ السَّمَّانِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ سَعِيْدٍ اَنْتَ تَنْهٰى عَنِ الصَّرْفِ وَابْنُ عَبَّاسٍ يَّاْمُرُ بِهٖ فَقَالَ قَدْ لَقِيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِیْ تُفْتِیْ بِهٖ فِی الصَّرْفِ اَشَیْءٌ وَّجَدْتَّهٗ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ اَوْ شَیْءٌ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتُمْ اَقْدَمُ صُحْبَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّیْ وَمَا اَقْرَاُ مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا مَا تَقْرَءُوْنَ وَلٰكِنْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِبٰوا اِلَّا فِی الدَّيْنِ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ الرِّبٰوا فِی النَّسِيْئَةِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلطَّحَاوِیِّ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَّنَزَعَ عَنْهَا ابْنُ عَبَّاسٍ.

حضرت ابوصالح سمان رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ تو (دو مختلف جنس کی چیزوں کے) تبادلہ کو منع فرماتے ہیں حالانکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو اس کا حکم دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملا اور دریافت کیا کہ آپ (دو مختلف جنس کی چیزوں کے) تبادلہ (کے جائز ہونے) کا فتویٰ دیا کرتے ہیں' کیا اس کی صراحت آپ نے کتاب اللہ میں پائی ہے یا اس بارے میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حکم سنا ہے (یہ سن کر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (ابوسعید خدری) کو جواب دیا' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجھ سے زیادہ قدیم صحابی ہیں اور جس قرآن کو آپ پڑھتے ہیں میں بھی اسی کو پڑھتا ہوں لیکن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی کہ (دو مختلف جنس کی چیزوں کے تبادلہ میں) اسی وقت سود ہوگا جب کہ معاملہ اُدھار ہو۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں اسی طرح روایت ہے کہ (رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ دو مختلف جنس کی چیزوں کے تبادلہ میں اس وقت) سود ہوگا جب کہ معاملہ اُدھار ہو (نقد نہ ہو) اور امام طحاوی کی ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ حضرت

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (ایسی چیزوں کے تبادلہ کا جو فتویٰ دیا کرتے تھے) اس سے رجوع فرمالیا (کہ اگر معاملہ اُدھار ہو تو جائز نہ ہوگا جبکہ تبادلہ میں اجناس مختلف ہی کیوں نہ ہوں)۔

٣٢٧٤ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَاءَهٗ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا وَّقَالَ فِي الْمِيْزَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو خیبر کا عامل بنا کر بھیجا۔ وہ صحابی (زکوٰۃ میں) اچھی قسم کی کھجوریں لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہوتی ہیں تو انہوں نے جواب دیا: نہیں یارسول اللہ! (خیبر کی ہر کھجور ایسی نہیں ہوتی) بلکہ ہم کبھی دو صاع معمولی قسم کی کھجوروں کے بدلہ ایک صاع اچھی قسم کی کھجور اور کبھی تین صاع معمولی قسم کی کھجوروں کے بدلہ دو صاع اچھی قسم کی کھجوریں لے لیتے ہیں (یہ سن کر) حضور ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کیا کرو (اس لیے کہ یہ سود کی ایک شکل ہے) بلکہ ساری قسم کی کھجوروں کو (جن میں اچھے اور خراب کھجور شامل ہوں) ان کو درہم کے معاوضہ میں بیچ دو اور ان درہموں سے اچھی قسم کی کھجوریں خرید لو (تاکہ سود سے بچ سکو) اور حضور اقدس ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ (جس طرح دو ہم جنس چیزوں کا ناپ میں برابر ہونا ضروری ہے اسی طرح دو ہم جنس چیزوں کا) تول میں بھی برابر برابر ہونا ضروری ہے۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٢٧٥ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ جَاءَ بِلَالٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَيْنَ هٰذَا قَالَ كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَّدِيٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ اَوَّهْ عَيْنَ الرِّبٰوا عَيْنَ الرِّبٰوا لَا تَفْعَلْ وَلٰكِنْ اِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ اٰخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں برنی کھجور (جو کھجور کی ایک عمدہ قسم ہے) لے کر حاضر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے آپ سے دریافت کیا تم یہ کھجور کہاں سے لائے؟ انہوں نے عرض کیا: ہمارے پاس معمولی قسم کی کھجوریں تھیں ان میں سے میں نے دو صاع کے بدلہ ایک صاع یہ (برنی) کھجوریں خرید لیں ہیں۔ یہ سن کر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: آہ! یہ تو قطعی سود ہے ایسا نہ کرو بلکہ تم جب کبھی اچھی چیز کے بدلہ اسی جنس کی چیز خریدنا چاہو تو (پہلے اپنے پاس کی) معمولی کھجور کو بیچ دو اور پھر اس کی قیمت سے (اچھی کھجوریں) خرید لو۔ (بخاری و مسلم)

٣٢٧٦ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَمْ يَشْعُرْ اَنَّهٗ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهٗ يُرِيْدُهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيْهِ فَاشْتَرَاهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک غلام نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ہجرت کی بیعت کر لی اور حضور ﷺ کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے۔ پھر (کچھ عرصہ کے بعد) اس کا مالک اس کی تلاش کرتا ہوا آیا (اور اس کی واپسی کا مطالبہ کیا) (حضور ﷺ نے

بِعَبْدَيْنِ اَسْوَدَيْنِ وَلَمْ يُبَايِعْ اَحَدًا بَعْدَهٗ حَتّٰى يَسْاَلَهٗ اَعَبْدٌ هُوَ اَوْ حُرٌّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اس کو مناسب نہ سمجھا کہ اس کی ہجرت باطل ہو جائے اس لیے) آپ نے اس کے مالک سے فرمایا: تم اس کو مجھے بیچ دو (چنانچہ وہ صاحب اس پر راضی ہو گئے) تو آپ نے دو سیاہ رنگ کے غلام کے بدلے ان کو خرید لیا اور اس کے بعد آپ نے کسی سے بیعت نہیں لی جب تک آپ ان سے دریافت نہ فرمالیں کہ وہ غلام ہے یا آزاد۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۲۷۷ - وَقَدْ رَوَى التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً وَّقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّرَوَاهُ الْبَزَّارُ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَقَالَ لَيْسَ فِي الْبَابِ اَجَلُّ اِسْنَادًا مِّنْهُ.

اور ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی ان سب محدثین نے حضرت سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جانور کے بدلہ جانور کو اُدھار بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بزار نے اس کی روایت اپنی مسند میں کی ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اس بارے میں جتنی حدیثیں مروی ہیں ان میں اس سے بہتر سند والی حدیث کوئی نہیں۔

۳۲۷۸ - وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا بَاْسَ بِالْحَيَوَانِ وَاحِدًا بِاثْنَيْنِ يَدًا بِيَدٍ وَّكَرِهَهٗ نَسِيْئَةً فِيْهِ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةٍ قَالَ ابْنُ حَبَّانَ هُوَ صَدُوْقٌ يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ.

اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک جانور کے بدلہ دو جانوروں کو خریدنے یا بیچنے میں کوئی حرج نہیں (خواہ وہ ہم جنس ہوں یا نہ ہوں) جب کہ معاملہ دست بدست ہو۔ البتہ حضور ﷺ نے (جانور کے بدلے جانور کی خرید و فروخت میں) اُدھار معاملہ سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی حجاج بن ارطاۃ ہیں۔ ان کے بارے میں ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ صدوق ہیں' ان کی حدیثوں کی روایت درست ہے۔

۳۲۷۹ - وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَوَانُ اِثْنَيْنِ بِوَاحِدَةٍ لَّا يَصْلُحُ نَسِيْئًا وَّلَا بَاْسَ بِهٖ يَدًا بِيَدٍ وَّقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

اور ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک جانور کے بدلہ دو جانوروں کی خرید و فروخت اُدھار درست نہیں' ہاں! دست بدست ہو تو کوئی حرج نہیں اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

۳۲۸۰ - وَرَوَى الشَّافِعِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ مُرْسَلًا عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزْرِيِّ اَنَّ زِيَادَ بْنَ اَبِيْ مَرْيَمَ مَوْلٰى عُثْمَانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُصَدِّقًا لَّهٗ فَجَاءَ بِظَهْرٍ مُسِنَّاتٍ فَلَمَّا نَظَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكْتَ وَاَهْلَكْتَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اَبِيْعُ الْبَكْرَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ بِالْبَعِيْرِ الْمُسِنِّ

اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند میں مرسلاً عبدالکریم جزری سے روایت کی ہے کہ زیاد ابن ابی مریم جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اُنہوں نے عبدالکریم کو یہ واقعہ سنایا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے عامل کو (زکوٰۃ کی وصولی کے لیے) بھیجا تو وہ بڑی عمر کے اُونٹ لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اُن کو دیکھا تو (عامل زکوٰۃ سے) ارشاد فرمایا: تم خود بھی ہلاک ہوئے اور ہلاک بھی کیا' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے دو یا تین کم عمر اُونٹوں کے بدلہ بڑا اُونٹ دست بدست لیا ہے' اس لیے کہ

يَدًا بِيَدٍ وَّعَلِمْتُ مِنْ حَاجَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الظَّهْرِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَاكَ اِذًا.

مجھے اس بات کا علم تھا کہ آپ کو بڑے بڑے اُونٹوں کی ضرورت ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ صورت ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

۳۲۸۱ - وَعِنْدَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ مِنْ طَرِيْقِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ كَرِهَ بَعِيْرًا بِبَعِيْرَيْنِ نَسِيْئَةً وَّكَذَا اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْهُ.

اور عبدالرزاق نے سعید بن مسیّب کے واسطے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک اُونٹ کے بدلہ دو اُونٹ اُدھار لینے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اور ابن ابی شیبہ نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی تخریج کی ہے

۳۲۸۲ - وَاَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ بَعِيْرٍ بِبَعِيْرَيْنِ اِلٰى اَجَلٍ فَكَرِهَهُ.

اور عبدالرزاق نے معمر سے اور معمر نے ابن طاؤس سے اور انہوں نے اپنے والد طاؤس سے روایت کی ہے کہ طاؤس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ کیا ایک اُونٹ کو دو اُونٹ کے بدلہ ایک معین مدت کے لیے لیا جا سکتا ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (نہیں) یہ تو مکروہ ہے۔

۳۲۸۳ - وَرَوٰى مُحَمَّدٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْبَعِيْرِ بِالْبَعِيْرَيْنِ اِلٰى اَجَلٍ وَّالشَّاةِ بِالشَّاتَيْنِ اِلٰى اَجَلٍ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک اُونٹ کو دو اُونٹ کے بدلہ ایک معین مدت کے لیے اور ایک بکری کو دو بکریوں کے بدلہ میں ایک معین مدت کے لیے لینے سے منع فرمایا ہے۔

۳۲۸٤ - وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ اَنْ يَّجْهَزَ جَيْشًا فَنَفِدَتِ الْاِبِلُ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّاْخُذَ فِيْ قِلَاصِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَ يَاْخُذُ الْبَعِيْرَ بِالْبَعِيْرَيْنِ اِلٰى اِبِلِ الصَّدَقَةِ ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ.

اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ لشکر تیار کریں (اس تیاری میں) اُونٹ ختم ہو گئے تو پھر آپ نے اُنہیں حکم دیا کہ وہ اس کام کے لیے زکوٰۃ کی جوان اُونٹنیاں استعمال کریں تو حضرت عبداللہ بن عمرو نے ایک اُونٹ کے بدلہ دو اُونٹنیاں لینا شروع کیا یہاں تک کہ زکوٰۃ کی اُونٹنیاں آجائیں۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

۳۲۸٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيْلَتُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى مِنَ التَّمْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجوروں کے ایک ایسے ڈھیر کو جن کا وزن یا مقدار معلوم نہ ہو ایسے کھجوروں کے بدلہ بیچنے کو جن کا وزن یا پیمانہ معلوم ہو منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۲۸٦ - وَعَنِ الْحَسَنِ اَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَاْسًا اَنْ يُّبَاعَ السَّيْفُ الْمُفَضَّضُ بِالدَّرَاهِمِ بِاَكْثَرَ مِمَّا فِيْهِ تَكُوْنُ الْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالسَّيْفُ بِالْفَضْلِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ وہ ایسی تلوار کو جس پر چاندی کا کام ہو درہم (چاندی کے سکے) کے بدلہ بیچنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جبکہ تلوار کی چاندی کی قیمت اس چاندی کی قیمت سے زیادہ ہو[1] اس حدیث کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

[1] جس کے بدلہ میں خریدی جا رہی ہو چونکہ تلوار میں لوہا غالب ہے اس لیے اس بیع میں دو مختلف جنس کی تجارت ہو رہی ہے جس میں قیمت کی کمی اور زیادتی سے سود کا شائبہ نہیں ہے اور ایسی تجارت جائز ہے۔

۳۲۸۷ - وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ قَالَ فِيْ بَيْعِ السَّيْفِ الْمُحَلّٰى اِذَا كَانَتِ الْفِضَّةُ الَّتِيْ فِيْهِ اَقَلُّ مِنَ الثَّمَنِ فَلَا بَاْسَ بِذٰلِكَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ وہ چاندی مڑی ہوئی تلوار کو (چاندی کے سکے کے بدلہ) بیچنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جبکہ تلوار میں جو چاندی ہے اس کی قیمت چاندی کے سکہ سے (جس کے بدلہ میں تلوار بیچی جارہی ہو) کم ہے۔اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

ف: صدر کی دونوں حدیثوں میں جس تجارت کا ذکر ہے اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ لوہے کو جو غالب عنصر ہے درہم یعنی چاندی کے بدلہ بیچا جارہا ہے اگر چہ کہ چاندی ان دونوں صورتوں میں شامل ہے لیکن چونکہ وہ جنس غالب نہیں ہے اس لیے اس میں حکم لوہے اور چاندی کی تجارت کا ہوگا اور ایسی صورت میں قیمت کی کمی یا زیادتی سے سود نہیں ہوگا۔

۳۲۸۸ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمَرِ نَسِيْئَةً رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارَقُطْنِيْ وَالْحَاكِمُ وَالطَّحَاوِيُّ فِيْ شَرْحِ مُعَانِي الْاٰثَارِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تازہ کھجور کو (ہم وزن خشک) کھجور کے معاوضہ میں اُدھار بیچنے سے منع فرمایا ہے۔[1]

[1] اس لیے کہ اُدھار معاملہ کی وجہ سے یہ سود ہو جاتا ہے البتہ معاملہ دست بدست ہو تو ہم وزن تازہ کھجور کی فروخت خشک کھجور کے بدلہ درست ہے اور یہی امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۳۲۸۹ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَضَ اَحَدُكُمْ قَرْضًا فَاُهْدِيَ اِلَيْهِ اَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّابَّةِ فَلَا يَرْكَبْهُ وَلَا يَقْبَلْهَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ جَرٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص کسی کو قرض دے اور (قرض لینے والا) اس کے پاس کوئی ہدیہ بھیجے یا سواری کے لیے کوئی جانور دے تو وہ (یعنی قرض دینے والا) نہ تو اس سواری پر بیٹھے اور نہ ہدیہ قبول کرے ہاں! ایسی صورت میں جبکہ قرض دینے والے اور لینے والے کے درمیان اس قسم کے تعلقات رہے ہوں (تو جائز ہے)۔اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے۔

۳۲۹۰ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَقْرَضَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلَا يَاْخُذْ هَدِيَّةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ هٰكَذَا فِي الْمُنْتَقٰى.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص جب دوسرے شخص کو قرض دے تو پھر اس سے کوئی ہدیہ قبول نہ کرے۔اس کی روایت بخاری نے اپنی تاریخ میں کی ہے یہ منتقی میں مذکور ہے۔

۳۲۹۱ - وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَقَالَ اِنَّكَ بِاَرْضٍ فِيْهَا الرِّبٰوا فَاشٍ فَاِذَا كَانَ لَكَ عَلٰى رَجُلٍ حَقٌّ فَاَهْدٰى اِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ اَوْ حِمْلَ شَعِيْرٍ اَوْ حَبْلٍ قَتٍّ فَلَا تَاْخُذْهُ فَاِنَّهُ رِبٰوا رَوَاهُ

حضرت ابو بردہ ابن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ آیا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو آپ نے فرمایا کہ تم ایسی سرزمین میں ہو جہاں سود کا رواج عام ہے (یاد رکھو) اگر تمہارا کسی پر قرض ہے اور وہ تمہارے پاس بطور ہدیہ بھوسہ کا یا جو کا ایک تھیلہ یا گھاس کا گٹھا بھیجے تو تم اس کو ہرگز نہ لو اس لیے کہ یہ بھی سود کا حکم رکھتا ہے۔[1] اس کی

اَلْبُخَارِیُّ. روایت بخاری نے کی ہے۔

ف:ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر قرض سے پہلے آپس میں میل جول اور تحفہ تحائف کی راہ ورسم تھی تو اب بھی اس کا قبول کرنا درست ہے اگر قرض سے پہلے ایسی راہ ورسم نہ تھی تو یقیناً اس کا سبب قرض ہی ہے اور ہماری شریعت غراء میں قرض دے کر نفع اٹھانا جائز نہیں ہے۔

قرض دار سے فائدہ نہ اٹھانے کے بارے میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مثالی واقعہ ہے۔ چنانچہ مرقات میں امام اعظم جو اپنے زمانے میں ورع (یعنی پرہیزگاری) میں بھی امام تھے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ امام اعظم قرض کے تقاضے کے لیے ایک شخص کے گھر پہنچے اور اس وقت سخت گرمی تھی۔ اس کے باوجود بھی اس شخص کے گھر کی دیوار کے سایہ میں ٹھہرنا پسند نہیں فرمایا اور اس شخص کے گھر سے نکلنے تک دھوپ ہی میں ٹھہرے رہے اس لیے کہ اس شخص کے گھر کی دیوار کے سایہ میں ٹھہرنا بھی ایک قسم کی منفعت حاصل کرنا تھا جس کو آپ نے جائز نہیں سمجھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرض دار سے کسی طرح کی منفعت حاصل کرنا جائز نہیں ہے چہ جائے کہ سود لینا وغیرہ۔

بَاب المنھی عنھا من البیوع

بیع (خرید وفروخت) کی ان قسموں کا بیان جو منع ہیں

۳۲۹۲ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ اَنْ يَّبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهٖ اِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَّاِنْ كَانَ كَرْمًا اَنْ يَّبِيْعَهٗ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا اَوْ كَانَ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ وَّاِنْ كَانَ زَرْعًا اَنْ يَّبِيْعَهٗ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ يُّبَاعَ مَا فِىْ رُؤُسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِكَيْلٍ مُّسَمًّى اِنْ زَادَ فَلِیَ وَاِنْ نَقَصَ فَعَلَیَّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے (مزابنہ یہ ہے) کہ کوئی شخص اپنے باغ کے تازہ پھلوں کو (خشک پھلوں کے بدلے فروخت کرے (مثلاً) وہ پھل کھجور ہیں تو ان کو اس طرح بیچے کہ خشک کھجوروں کو ناپ لے (یا تول لے) اور تازہ کھجوروں کا اندازہ (جن کے معاوضہ میں ان کو بیچنا ہے) درخت پر کرلے (یہ ناجائز ہے)۔ اسی طرح پھل اگر انگور ہوں تو خشک انگور کو تول لے اور ان تازہ انگور کو (جو درخت پر ہوں ان کا اندازہ کرلے اور ان کے بدلہ) بیچ دے (یہ صورت بھی ناجائز ہے)۔ یہی حکم دوسرے پھلوں کے تبادلہ کا ہے اور مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگر کھیتی ہو تو اس کو بھی اسی طرح بیچنا کہ خشک غلہ کو ناپ یا تول لے اور کھیتی میں جو اناج ہے اس کا اندازہ کر کے تبادلۃً بیچ دے (یہ صورت بھی ناجائز ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا ہے) اور بخاری اور مسلم کی ایک رُوایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور مزابنہ یہ ہے کہ (مثلاً) درختوں کے کھجور کو (نمودار ہونے سے پہلے) معین مقدار خشک کھجور کے بدلہ اس شرط سے بیچے کہ اگر (درخت کے پھل) زیادہ ہوئے تو وہ میرے ہیں اور اگر وہ کم نکلیں تو نقصان میرے ہی ذمہ ہوگا (اس قسم کی بیع چونکہ جوئے سے مماثلت رکھتی ہے اور تبادلہ میں چیزوں کی کمی یا بیشی کا احتمال ہے اس لیے جائز نہیں ہے۔

۳۲۹۳ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةُ اَنْ يَّبِيْعَ الرَّجُلُ الزَّرْعَ بِمِائَةِ فِرَقٍ حِنْطَةٍ وَّالْمُزَابَنَةُ اَنْ يَّبِيْعَ التَّمَرَ فِيْ رُؤُسِ النَّخْلِ بِمِائَةِ فَرَقٍ وَّالْمُخَابَرَةُ كَرَاءُ الْاَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّرَوَى الْجَمَاعَةُ اِلَّا النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ اَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَّا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ اَوْ زَرْعٍ.

نے مخابرہ، محاقلہ اور مزابنہ (ان تینوں قسم کی تجارت) سے منع فرمایا ہے۔ محاقلہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی کھڑی کھیتی کی فصل کو ایک سو فرق (ایک قسم کا پیمانہ) گیہوں کے بدلہ بیچ دے اور مزابنہ یہ ہے کہ کوئی شخص کھجور کو جو درخت پر ہوں ایک سو فرق پیمانہ کھجور کے بدلہ میں بیچ دے اور مخابرہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین کو پیداوار کے تہائی یا چوتھائی حصہ کے معاوضہ میں بٹائی پر کاشت کے لیے دے دے[1] اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ اور ایک جماعت (اصحاب صحاح) نے سوائے نسائی کے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اہل خیبر سے یہ معاہدہ فرمایا کہ کھیتی یا پھلوں کی پیداوار میں سے نصف مقدار بٹائی میں لی جائے گی (نصف حصہ مالک کا ہوگا اور نصف حصہ پیدا کرنے والے کا)۔

[1] یہ تینوں قسم کی بیع چونکہ قیاس اور اندازہ پر ہیں اور ان میں جوئے سے مماثلت ہو جاتی ہے اس لیے منع ہیں۔

٣٢٩٤ - وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَعَنِ الثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّقَالَ الطَّحَاوِيُّ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا فِي النَّخْلَةِ وَالنَّخْلَتَيْنِ تُوْهَبَانِ لِلرَّجُلِ فَيَبِيْعُهُمَا بِخَرْصِهِمَا تَمْرًا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ، معاومہ اور ثنیا سے منع فرمایا ہے اور عرایا کی اجازت دی ہے[1] اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ زید بن ثابت نے فرمایا ہے کہ عرایا میں اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ کھجور کا ایک درخت یا دو درخت کسی (غریب) شخص کو بطور ہبہ کے (پھلوں کے استعمال کے لیے) دے دیئے جائیں، پھر وہ شخص مالک کو (ضرورتاً) اندازہ لگا کر کچھ کھجوروں کے بدلہ بیچ دے۔

فَهٰذَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ اَحَدٌ مِّمَّنْ رُّوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرُّخْصَةُ فِي الْعَرِيَّةِ فَقَدْ اَخْبَرَ اَنَّهَا الْهِبَةُ اِنْتَهٰى وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِيْ مُوَطَّاهُ ذَكَرَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اَنَّ الْعَرِيَّةَ اِنَّمَا تَكُوْنَ اَنَّ الرَّجُلَ يَكُوْنُ لَهُ النَّخْلُ فَيُطْعِمُ الرَّجُلَ مِنْهَا ثَمَرَةَ نَخْلَةٍ اَوْ نَخْلَتَيْنِ يَلْقُطُهَا لِعَيَالِهٖ ثُمَّ يَثْقُلُ عَلَيْهِ دُخُوْلُهُ حَائِطَهُ فَيَسْاَلُهُ اَنْ يَّتَجَاوَزَ لَهُ عَنْهَا عَلٰى اَنْ يُّعْطِيَهُ بِمَكِيْلَتِهَا تَمْرًا عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَهٰذَا كُلُّهُ لَا بَاْسَ بِهٖ عِنْدَنَا لِاَنَّ التَّمَرَ كُلَّهُ كَانَ لِلْاَوَّلِ وَهُوَ يُعْطِيْ مِنْهُ مَاشَاءَ فَاِنْ شَاءَ سَلَّمَ لَهُ تَمَرَ النَّخْلِ وَاِنْ شَاءَ اَعْطَاهَا بِمَكِيْلَتِهَا مِنَ التَّمْرِ

یہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ سے عریہ کے بارے میں خرید و فروخت کی اجازت روایت کی ہے اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ عریہ ہبہ ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی موطا میں کہا ہے کہ مالک بن انس نے بیان کیا ہے کہ عریہ یہ ہے کہ کسی شخص کا کھجور کا باغ ہو اور وہ کسی (غریب اور مستحق) شخص کو ایک درخت یا دو درخت عاریۃً دے دے کہ وہ اس کے کھجور استعمال کر لے، پھر مالک باغ پر یہ بات گراں گزر رہی ہے کہ وہ باغ میں آتا جاتا رہتا ہے اور اس سے مالک کو تکلیف ہوتی ہے (یا آنے والے کو بھی بار بار آنے جانے سے تکلیف ہوتی ہے) تو وہ مالک باغ سے یہ درخواست کرتا ہے کہ عریہ کی بجائے وہ اس کو کھجور کی فصل کے ختم پر ایک معین مقدار کھجور دے دے۔ ایسی صورت جائز ہے، اس لیے کہ یہ بیع نہیں ہے بلکہ مالک بطور ہبہ درخت کے جو کھجور دینا چاہتا تھا، اس کے معاوضہ میں کھجور کی ایک معین مقدار دے رہا ہے۔

لِاَنَّ هٰذَا لَا يَجْعَلُ بَيْعًا وَّلَوْ جَعَلَ بَيْعًا مَّا حَلَّ تَمْرٌ بِتَمْرٍ اِلٰى اَجَلٍ.

۳۲۹۵- وَفِىْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِىِّ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الثُّنْيَا اِلَّا اَنْ يُّعْلَمَ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ السِّنِيْنَ.

اور ترمذی کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثنیا سے منع فرمایا ہے' البتہ! ثنیا میں پھلوں کی مقدار معین کر دی جائے (اور ان کو فروخت سے مستثنیٰ کر دیا جائے تو) جائز ہے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اندازہ سے آئندہ) کئی برس تک کے لیے (درختوں یا کھیتی کو) بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

ل معاومہ یہ ہے کہ درختوں کے پھلوں کو نمودار ہونے سے پہلے ایک سال' دو سال یا تین سال یا زیادہ مدت کے لیے فروخت کر دیا جائے۔ کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ میوہ پیدا ہی نہ ہو یا پیدا ہو تو خراب ہو جائے اور لینے والے کا نقصان ہو۔ اور ثنیا یہ ہے کہ پھل دار درختوں کو بیچ دیا جائے اور پھلوں کی ایک غیر معین مقدار مستثنیٰ کر لی جائے جیسے یوں کہے کہ میں اس میں سے تھوڑے پھل لے لوں گا اور عرایا وہ درخت ہیں جن کو عاریتاً مالک ایک معین مدت کے لیے غرباء کو پھل کھانے کے لیے دے دے۔

۳۲۹۶- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِىِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَايَعُوْنَ الثِّمَارَ فَاِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيْهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ اِنَّهٗ اَصَابَ الثَّمَرَ الدِّمَانُ اَصَابَهٗ مُرَاضٌ اَصَابَهٗ قُشَامٌ عاهات يَحْتَجُّوْنَ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الْخُصُوْمَةُ فِىْ ذٰلِكَ فَاِمَّا لَا فَلَا تَبْتَاعُوْا حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُ الثَّمَرِ كَالْمَشْوَرَةِ يُشِيْرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُوْمَتِهِمْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی شخص تابیر کے بعد کھجور کا باغ بیچ دے تو (موجودہ فصل کے) پھل بیچنے والے کے ہوں گے اور اگر خریدار پھل کے بارے میں شرط کر لے (تو پھل خریدار کے ہوں گے) اس کی روایت مسلم اور بخاری نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں لوگ پھلوں کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے (اور کاروبار خوشگواری سے طے پا جاتے تھے) پھر جب لوگوں کی کثرت ہو گئی اور ان میں انتشار پیدا ہونے لگا اور معاملات پیچیدہ ہونے لگے تو خریدار یوں کہنے لگا: پھلوں کو تو اب کیڑا لگ گیا ہے' ان میں خرابی پیدا ہو گئی ہے' ان میں بعض پھل خشک ہو گئے ہیں' الغرض! اس قسم کے مصائب کے سبب سے احتجاج کرنے لگے' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس قسم کے نزاعات کثرت سے پیش ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ایسی صورت ہو رہی ہے تو فروخت میں جلدی مت کرو' بلکہ پھلوں کی پختگی کے بعد پھلوں کی خرید و فروخت کیا کرو۔ آپ کا یہ ارشاد بطور مشورہ کے تھا تا کہ نزاع نہ بڑھے۔

۳۲۹۷- وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ قَالَ اُصِيْبَ رَجُلٌ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِغُرَمَائِهٖ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں ایک شخص جو پھلوں کی تجارت کیا کرتا تھا (اس کو خسارہ ہوا جس کی وجہ سے) وہ مقروض ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) ارشاد فرمایا: (بطور امداد) تم اس پر خیرات کرو' صحابہ کرام

خُذُوْا مَا وَجَدْتُّمْ وَلَيْسَ لَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رضی اللہ عنہم نے (حسب استطاعت) خیرات دی اس کے باوجود اس کا قرض ادا نہ ہو سکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قرض دہندگان سے ارشاد فرمایا: (فی الحال) تم کو جو بھی ملا ہو لے لو اس لیے کہ اس کے پاس (ادا کرنے کے لیے) کچھ اور نہیں ہے (ہاں اگر وہ آیندہ خوش حال ہو جائے تو تم کو بقیہ قرض وصول کرنے کا حق ہے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۲۹۸ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَتّٰى يَكْتَالَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا حَتّٰى يَقْبِضَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ فِيْ سُنَنِهِ الْكُبْرٰى عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حَزَامٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيْعَنَّ شَيْئًا حَتّٰى تَقْبِضَهُ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئی غلہ خریدے وہ اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ (اس کو قبضہ میں لے کر) پورا پورا نہ تول لے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں اس طرح ہے کہ (اس غلہ کو) تولنے تک (اس کو نہ بیچے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ مسلم اور بخاری کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے (کہ خریدے ہوئے غلہ کو اس وقت تک نہ بیچے) یہاں تک کہ اس کو اپنے قبضہ میں لے لے اور نسائی نے اپنی سنن کبریٰ میں حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم ہرگز کسی چیز کو نہ بیچو یہاں تک کہ تم اس کو اپنے قبضہ میں نہ کر لو اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قبضہ کے بغیر کسی چیز کی خرید و فروخت سے ممانعت کا جو حکم ہے وہ منقولہ اشیاء سے متعلق ہے' مثلاً غلہ وغیرہ۔ البتہ غیر منقولہ اشیاء جیسے مکان یا زمین کی خرید و فروخت میں قبضہ شرط نہیں جیسا کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اس ممانعت کو صرف غلہ سے متعلق قرار دیتے ہیں' اس ممانعت کی علت یہ ہے کہ منقولہ چیز کو قبضہ میں لیے بغیر خرید و فروخت سے اس کے تلف ہو جانے یا اس میں کمی بیشی کا اندیشہ رہتا ہے اور یہ علت غیر منقولہ اشیاء میں پائی نہیں جاتی۔ یہ تنسیق النظام سے ماخوذ ہے۔

۳۲۹۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْكَالِئِ بِالْكَالِئِ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُدھار کو اُدھار کے بدلہ میں بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

ف: اُدھار کو اُدھار کے بدلہ بیچنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید پر عمرو کا ایک کپڑا اُدھار ہے اور بکر کے عمرو پر دس درہم ہیں تو زید بکر کو یوں کہے کہ میں نے اپنا کپڑا تیرے ہاتھ ان دس درہم کے بدلہ بیچ دیا جو عمرو پر تیرے ہیں اور بکر یوں کہے کہ میں نے قبول کیا۔ یہ بیع اس لیے ناجائز ہے کہ یہاں ایسی چیز کی خرید و فروخت ہو رہی ہے جس پر قبضہ نہیں ہے جیسا کہ لمعات میں مذکور ہے۔

۳۳۰۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِبَيْعٍ وَّلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص غلہ لانے والے قافلہ سے آگے جا کر نہ ملے (یعنی شہر میں غلہ آنے سے پہلے ہی اس کو راستہ میں ارزاں لینے کی خاطر جا کر نہ خریدیں) اور تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی بولی پر اپنی بولی نہ

الطَّحَاوِیُّ قَالَ عِیْسَی بْنُ اَبَانَ کَانَ مَا رُوِیَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحُکْمِ فِی الْمُصَرَّاۃِ بِمَا فِی الْاٰثَارِ فِیْ وَقْتٍ مَّا کَانَتِ الْعُقُوْبَاتِ فِی الذُّنُوْبِ یُؤْخَذُ بِھَا الْاَمْوَالُ۔

لگائے ۔۱ رسول اللہ ﷺ نے خرید وفروخت میں بخشش سے منع فرمایا ہے۔۲ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کوئی شہری آدمی دیہاتی آدمی کا مال فروخت نہ کرے۔۳ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ بن ابان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مصراۃ کے بارے میں جو حکم ہے اور جو مختلف حدیثوں میں مروی ہے یہ اس زمانہ سے متعلق ہے جبکہ خرید وفروخت میں دھوکہ ثابت ہو جانے کی صورت میں بطور تاوان کے غلہ دیا جاتا تھا (چونکہ اس قسم کی بیع بالاتفاق حرام قرار دی گئی ہے' اس لیے اب مصراۃ (تاوان میں غلہ دینے کا رواج منسوخ ہونے سے یہ) حکم باقی نہیں رہا۔

۱ دو شخصوں کے درمیان خرید وفروخت کا معاملہ طے ہونے پر تیسرا شخص اس بیع کے مقابلہ میں اس سے کم داموں پر یا اس مال میں عیب نکال کر اپنا مال فروخت نہ کرے۔

۲ بخشش یہ ہے کہ دو شخصوں کے درمیان خرید وفروخت کی گفتگو ہو رہی ہے اور تیسرا شخص اگر اس کی تعریف کرے تاکہ خریدار کو اس کی جانب رغبت زیادہ ہو یا خریدار اس کی قیمت بڑھا دے اور خود اس کو وہ چیز خریدنا منظور نہیں جیسا کہ ہراج میں دلال کیا کرتے ہیں۔

۳ کوئی دیہاتی غلہ لائے تاکہ موجودہ نرخ پر فروخت کرے لیکن شہری اس سے یہ کہے کہ تو غلہ میرے سپرد کر دے میں اس کو زیادہ قیمت پر فروخت کروں' اس قسم کی بیع میں دو قسم کے نقصان ہیں' ایک تو مالک کا' دوسرے اہل شہر کا کہ اگر بازار میں مال آ جاتا تو روز مرہ کے نرخ پر چیزیں مل جاتیں۔

ف: واضح ہو کہ مصراۃ یہ ہے کہ دودھ دینے والے جانور کو فروخت کرتے وقت ایک یا دو دن کا دودھ ان کے تھنوں میں باقی رکھ کر فروخت کیا جاتا تھا تاکہ ان کی قیمت زیادہ آئے اور ایسی بیع کی صورت میں لینے والے کو بیع کے فسخ کرنے کا اختیار بھی رہتا تھا۔ چونکہ ایسی بیع بالاتفاق حرام قرار دی گئی ہے' لہٰذا ایسی صورت میں مصراۃ کا حکم اور خیار بھی باقی نہیں۔ یہی امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے جیسا کہ رحمت الامہ میں مذکور ہے۔

۳۳۰۱- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا نَتَلَقَّی الرُّکْبَانَ فَنَشْتَرِیْ مِنْھُمُ الطَّعَامَ فَنَھَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّبِیْعَہٗ حَتّٰی نَبْلُغَ بِہٖ سُوْقَ الطَّعَامِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَّالطَّحَاوِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَبِیْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ دَعُوا النَّاسَ یَرْزُقُ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ مِنْ بَعْضٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم (غلہ کے) کاروان کو (شہر میں آنے سے پہلے آگے جا کر) مل لیتے اور وہیں اُن سے غلہ خرید لیتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایسی خرید وفروخت سے روک دیا' یہاں تک کہ وہ قافلے غلہ کے بازار تک نہ پہنچ جائیں۔ اس کی روایت مسلم اور طحاوی نے کی ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی شہری آدمی دیہاتی آدمی کا مال فروخت نہ کرے۔ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو تاکہ اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعہ رزق دلوائے ۔۱

۱ دیہاتی لوگوں کو چھوڑ دو' ان سے تعارض نہ کرو' وہ باہر سے غلہ لائیں اور بازار کے نرخ پر فروخت کریں تاکہ شہر میں کافی غلہ

رہے اور لوگ ارزانی سے فائدہ اٹھائیں۔

۳۳۰۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر اپنا مال (کسی دوسرے کو) نہ بیچے [۱] اور (شادی کا معاملہ آپس میں طے ہو جانے کے بعد کوئی (تیسرا) شخص اس جگہ اپنا پیغام نہ بھیجے۔ ہاں! اگر اس کو اس بات کی اجازت دے دی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے (ورنہ اس میں مسلمان کی حق تلفی ہوتی ہے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[۱] طرفین میں خرید وفروخت کا معاملہ طے پا جانے کے بعد کسی تیسرے شخص کو اپنا مال نہ بیچے۔

۳۳۰۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسُمُّ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے مقابلہ میں کسی چیز کے دام نہ لگائے (جبکہ دونوں میں معاملت ہو چکی ہے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فریقین کے درمیان جب معاملہ طے پا جائے تو کوئی تیسرا شخص زائد قیمت دے کر طے شدہ معاملہ کو فسخ کرنے کی کوشش نہ کرے اس لیے کہ اس میں ایک مسلمان بھائی کی حق تلفی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص مداخلت کر کے زائد قیمت پر معاملہ طے کر لے تو بیع تو منعقد ہو جائے گی لیکن ایسا شخص گنہ گار ہوگا۔ امام ابو حنیفہ امام شافعی اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے۔

۳۳۰۴ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِّبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَفِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْاٰخَرِ بِيَدِهٖ بِاللَّيْلِ اَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقَلِّبُهٗ اِلَّا بِذٰلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ اَنْ يَّنْبِذَ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهٖ وَيَنْبِذُ الْاٰخَرُ ثَوْبَهٗ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ بَيْعَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَّلَا تَرَاضٍ وَّاللِّبْسَتَيْنِ اِشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالصَّمَّاءُ اَنْ يَّجْعَلَ ثَوْبَهٗ عَلٰى اَحَدِ عَاتِقَيْهِ فَيَبْدُوْ اَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَّاللِّبْسَةُ الْاُخْرٰى اِحْتِبَاءُهٗ بِثَوْبِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ لَّيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے لباس اور دو طرح کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ بیع میں ملامست اور منابذت سے منع فرمایا ہے (یہ دونوں قسم کی بیع زمانۂ جاہلیت میں رائج تھیں)۔ ملامست یہ ہے کہ بیچنے والے کے کپڑے کو لینے والا شخص رات یا دن میں (کھول کر دیکھے بغیر) ہاتھ لگا دے اور اس کے سوا (مزید تحقیق کے لیے) اُلٹ پلٹ نہ کرے اور منابذت یہ ہے کہ بیچنے والا کپڑے کو اٹھا کر بیچنے والے کی طرف پھینک دے خواہ (فسخ بیع پر فریقین) راضی ہوں یا نہ ہوں (یہ دونوں بیع اس لیے ممنوع ہیں کہ ان میں دھوکہ ہے اور یہ شرط بھی فاسد ہے کہ عیب سے نکلنے پر کسی کو فسخ بیع کا اختیار نہ ہوگا) اور دو قسم کے لباس (جن سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے) ان میں سے ایک اشتمال صماء ہے اور اس کا (ایک) طریقہ یہ ہے کہ کپڑے کو (سر سے پاؤں تک جسم پر اس طرح لپیٹ لیں کہ ہاتھ پاؤں اور چہرہ نظر نہ آئے) کہ کپڑے کو کسی ایک کاندھے پر اس طرح ڈالا جائے (کہ وہ دو معلوم ہوں جیسا کہ آستین میں لپیٹ لگایا کرتے ہیں) اور دوسرا کاندھا بغیر کپڑے کے رہ جائے اور دوسرا لباس (کا طریقہ جس

سے حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے وہ) یہ ہے کہ کپڑے کو جسم پر اس طرح لپیٹ کر بیٹھے کہ شرم گاہ کھلی رہ جائے۔ (بخاری و مسلم)

٣٣٠٥ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِي رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوُدَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع الحصاۃ اور بیع الغرر سے منع فرمایا ہے (یہ دونوں قسم کی بیع زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں، بیع الحصاۃ یہ ہے کہ خریدار بیچنے والے سے یہ کہے کہ جب میں تیرے مال پر کنکری پھینکوں تو بیع پختہ ہو جائے گی یا بیچنے والا خریدار سے یوں کہے کہ جس چیز پر تیری کنکری پڑے وہ تیرے ہاتھ بیع ہے یا تیری کنکری جتنی دُور زمین پر جائے وہ تیرے ہاتھ فروخت ہے اور بیع غرر یہ ہے کہ چیز نہ تو قبضہ میں ہو اور نہ اس پر قدرت حاصل ہو اور اس کو فروخت کر دیا جائے، جیسے دریا کی مچھلیاں اور ہوا میں اڑنے والے پرندے یا بھاگا ہوا غلام وغیرہ)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔ ابوداؤد کی ایک اور روایت میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع المضطر اور بیع الغرر سے منع فرمایا ہے (بیع الغرر کی تعریف بھی اسی حدیث میں اوپر گزر چکی ہے اور بیع مضطر یہ ہے کہ کوئی شخص جبر اور تنگ کر کے کسی کی چیز خرید لے یا ضرورت مند مجبور ہو کر کوئی چیز بیچنا چاہے اور خریدار سستے داموں خرید لے (ایسی صورت میں بیچنے والے کی مدد کرنی چاہیے نہ کہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے)۔

٣٣٠٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ مَعْنَاهُ اِذَا وُلِدَتْ مَا فِيْ بَطْنِهَا وَلَدًا فَقَدْ بَاعَهٗ ذٰلِكَ الْوَلَدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حاملہ جانور کے حمل کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ ابوعبیدہ نے کہا ہے کہ اس کی توضیح یہ ہے کہ ایک شخص نے حاملہ اُونٹنی کو اس شرط پر خریدا تھا کہ جب اس کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوگا تو اس وقت اس اُونٹنی کی قیمت ادا کی جائے گی۔[1]

[1] یہ زمانہ جاہلیت کی ایک بیع تھی، یہ بیع اس لیے منع ہے کہ اس میں مدت مجہول ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پیٹ کا بچہ نر ہوگا یا مادہ اس لیے یہ دھوکہ کی تجارت ہوگی۔

٣٣٠٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نر کو مادہ پر چھوڑنے کی اُجرت لینے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣٣٠٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ وَعَنْ بَيْعِ الْمَاءِ وَالْاَرْضِ لِتُحْرَثَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُونٹ کو اُونٹنی پر (گابھ کرنے کے لیے) چھوڑنے کی اُجرت لینے سے منع فرمایا ہے اور زمین اور پانی کو بٹائی پر دینے سے بھی منع فرمایا ہے۔[1]

لے اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زمین اور زمین سے قریبی پانی کسی کو دے دے اور دوسرے شخص سے یہ کہے کہ بیج اور کھیتی کرنا تیرے ذمہ ہوگا اور پیداوار میں میرا بھی حصہ ہوگا۔اس قسم کا معاملہ ناجائز ہوگا۔

۳۳۰۹ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ كِلَابٍ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ فَنَهَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُطْرِقُ الْفَحْلَ فَنُكْرَمُ فَرَخَّصَ لَهٗ فِي الْكَرَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ کلاب کے ایک شخص نے نر کو مادہ پر (گابھ کرنے کے لیے) چھوڑنے کی اُجرت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے (اُجرت لینے سے) منع فرمایا۔اس نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نر اُونٹوں کو مادہ پر چھوڑنے کے لیے عاریتاً دیتے ہیں پھر وہ لوگ (جانور واپس کرتے وقت بطور انعام) کچھ دے دیتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی۔لے

لے انعام لینے کے جواز کی صورت یہ ہے کہ یہ عادت نہ بن جائے ورنہ مشروط کے حکم میں ہوگی)۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۳۱۰ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ضرورت سے زائد پانی کی فروخت سے منع فرمایا ہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مؤطا میں لکھا ہے کہ جس کا کوئی کنواں ہو تو وہ اپنے کنویں کا پانی انسانوں اور مویشیوں کے لیے نہ روکے' البتہ! کسی دوسرے شخص کی زراعت یا نخلستان کی سیرابی پر اس پانی کی اُجرت لے سکتا ہے۔

۳۳۱۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَاعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُبَاعَ بِهِ الْكَلَأُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (کوئی شخص اپنے کنویں کا) زائد پانی نہ بیچے اس خیال سے کہ اس کے ذریعہ پیدا ہونے والی گھاس فروخت کر سکے۔(بخاری و مسلم)

۳۳۱۲ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ قَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰى يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلہ کے ایک ڈھیر کے قریب سے گزرتے ہوئے اس میں اپنا دست مبارک داخل فرمایا تو اس میں آپ کی انگشت مبارک کو کچھ تری محسوس ہوئی تو آپ نے غلہ کے مالک سے ارشاد فرمایا: یہ تری کیسے ہے؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس پر مینہ برس گیا تھا تو آپ نے فرمایا: تو پھر تر غلہ کو تو نے اُوپر کیوں نہیں رکھا تا کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے (اور دھوکہ نہ کھاتے یاد رکھو) جو شخص فریب یا دھوکہ دے وہ مجھ سے نہیں ہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ دھوکہ دینے والا مجھ سے نہیں ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دھوکہ دینا حرام ہے' اس لیے کہ کئی احادیث شریفہ میں فلیس منی کے الفاظ وارد ہیں جن سے اُمت کو ایسے کاموں سے بچانا اور تنبیہ کرنا مقصود ہے۔

۳۳۱۳ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا (ص) سے روایت کرتے ہیں: ان کے دادا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع

وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

العربان سے منع فرمایا ہے۔اس کی روایت امام مالک ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: بیع عربان کی تفصیل یہ ہے کہ خریدار بیچنے والے کو کسی مال کی خریداری کے لیے بطور بیعانہ کچھ رقم پیشگی دے اور کہے کہ اگر بیع کا معاملہ تمہارے اور میرے درمیان طے ہو گیا تو یہ پیشگی رقم قیمت میں وضع ہو جائے گی اور اگر کسی وجہ سے بیع نہ ہو سکی تو یہ پیشگی رقم میں واپس نہ لے سکوں گا' تیری ہو جائے گی۔ رقم کی یہ ضبطی چونکہ صریح ظلم اور ناجائز ہے' اس لیے خلاف شرع ہے۔

٣٣١٤ - وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حَزَامٍ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَبِيْعَ مَا لَيْسَ عِنْدِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ وَلِاَبِيْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَاْتِيْنِي الرَّجُلُ فَيُرِيْدُ مِنِّي الْبَيْعَ وَلَيْسَ عِنْدِيْ فَابْتَاعَ لَهٗ مِنَ السُّوْقِ قَالَ لَاتَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ قَالَ اَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا يَّشْتَرِيْ بِهٖ اُضْحِيَّةً اَوْشَاةً فَاشْتَرٰى شَاتَيْنِ فَبَاعَ اِحْدَاهُمَا بِدِيْنَارٍ فَاَتَاهُ بِشَاةٍ وَّدِيْنَارٍ فَدَعَا لَهٗ بِالْبَرَكَةِ فِيْ بَيْعِهٖ فَكَانَ لَوِ اشْتَرٰى تُرَابًا لَّرَبِحَ فِيْهِ وَاَخْرَجَا عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حَزَامٍ نَّحْوَهٗ.

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس چیز کے بیچنے سے منع فرمایا ہے جو میرے پاس نہ ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی' ابوداؤد اور نسائی کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: حکیم بن حزام فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس ایک شخص آتا ہے اور مجھ سے ایسی چیز خریدنے کا ارادہ کرتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی ہے تو میں اس کے لیے بازار سے خریدتا ہوں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو چیز تیرے پاس نہ ہو اس کو مت فروخت کر۔ اور ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عروہ بن الجعد بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ اُن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دینار عطا فرمایا جس سے قربانی کے لیے ایک بکرا یا بکری خرید لائیں۔ انہوں نے اس دینار سے دو بکریاں خریدیں اور ان میں سے ایک کو ایک دینار کے بدلہ بیچ دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک دینار اور ایک بکری لے کر حاضر ہوئے۔ (حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے حد خوش ہو کر) ان کے لیے ان کے کاروبار میں برکت کی دعا فرمائی تو (اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی وجہ سے ان کے کاروبار میں ایسی برکت ہوئی کہ) وہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس میں ان کو خاصا نفع ہوتا اور ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو تقریباً انہی الفاظ سے حکیم بن حزام سے بھی روایت کیا ہے۔

٣٣١٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک معاملہ میں دو قسم کی بیع طے کرنے کو منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت امام مالک' ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں دو قسم کی بیع ایک معاملہ میں طے کرنے کا جو ارشاد ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ مثلاً زید ایک گھوڑا سو روپیہ کے عوض بکر کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کرے کہ تو اپنی بھینس پچاس روپے کے بدلہ فروخت کر دے' دوسری صورت یہ ہے کہ گھوڑا دس روپے نقد میں اور بیس روپیہ اُدھار میں فروخت کرتا ہوں۔ یہ دونوں صورتیں اس لیے ناجائز ہیں کہ پہلی صورت میں فروخت کے ساتھ ساتھ شرط بھی ہے جس سے معاملہ فاسد ہو جاتا ہے اور دوسری صورت میں نقد کی قیمت اور ہے اور اُدھار کی قیمت اور' اس لیے یہ صورت بھی ناجائز ہے۔

۳۳۱۶ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِىْ صَفْقَةٍ وَّاحِدَةٍ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے دادا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک معاملہ میں دوقسم کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

۳۳۱۷ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَّبَيْعٌ وَّلَا شَرْطَانِ فِىْ بَيْعٍ وَّلَا رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ وَلَا بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایسی بیع جائز نہیں جو شرط کے ساتھ ہو اور ایسی بیع بھی جائز نہیں جس میں دو شرطیں ہوں اور ایسا نفع بھی جائز نہیں جس میں (معاملہ دار) نقصان کا ذمہ دار نہ ہو اور (حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا) جو چیز تیرے قبضہ میں نہ ہو اس کو مت بیچ۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ایسی بیع جائز نہیں جو اُدھار بھی ہو اور اس کے ساتھ شرط بھی ہو اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی کو اپنا مکان بیچ دے اور یہ شرط کرے کہ وہ بیع کے بعد اس میں ایک مہینہ رہے گا یا مثلاً کسی کو کوئی چیز فروخت کرے اور قرض دے کر اس کی قیمت زیادہ لے۔

اس حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے کہ بغیر نقصان کی ذمہ داری کے صرف نفع حاصل کر لینا جائز نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیشہ نفع نقصان کی ضمانت پر ہوتا ہے کہ وہی شخص نفع اُٹھانے کا مستحق ہے جو نقصان کا بھی ضامن ہو۔

۳۳۱۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَبِيْعُ الْاِبِلَ بِالنَّقِيْعِ بِالدَّنَانِيْرِ فَاٰخُذُ مَكَانَهَا الدَّرَاهِمَ وَاَبِيْعُ بِالدَّرَاهِمِ فَاٰخُذُ مَكَانَهَا الدَّنَانِيْرَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لَا بَاْسَ اَنْ تَاْخُذَهَا بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَیْءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں مقام نقیع میں اُونٹوں کو دینار کے بدلہ فروخت کرتا تھا اور دینار کی جگہ درہم لے لیا کرتا اور کبھی درہم کے عوض بیچتا اور درہم کے بجائے دینار لے لیا کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں' بشرطیکہ تم درہم اور دینار کو اسی دن کے نرخ پر لے لیا کرتے ہو اور تم دونوں یعنی بائع اور مشتری وہاں موجود ہو اور (فروخت شدہ) چیز بھی تمہارے سامنے ہو (اس لیے کہ سونے اور چاندی کے سکہ کے تبادلہ میں معاملہ دست بدست طے ہونا ضروری ہے) اس حدیث کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۳۳۱۹ - وَعَنِ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ اَخْرَجَ كِتَابًا هٰذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى مِنْهُ عَبْدًا وَّاَمَةً لَّا دَاءَ وَّلَا غَائِلَةَ وَّلَا خِبْثَةَ بَيْعُ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ رَوَاهُ

حضرت عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ نے (جو قبیلہ بنو ربیعہ کے ایک فرد تھے اور غزوۂ حنین کے بعد اسلام لائے) روایت ہے کہ انہوں نے ایک تحریر نکالی (جو ایک بیعنامہ کی صورت میں تھی جس کا متن یہ تھا) یہ وہ بیعنامہ ہے جو عداء بن خالد اور حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان طے پایا کہ عداء بن خالد نے رسول اللہ ﷺ سے ایک غلام یا باندی خریدی جس میں نہ تو کوئی

التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

بیماری ہے نہ کوئی برائی اور نہ عیب ہے اور یہ معاملہ ایسا ہے جیسے ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے کرتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۳۲۰ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَاعَ حَلَسًا وَّقَدَحًا فَقَالَ مَنْ یَّشْتَرِیْ هٰذَا الْحَلَسَ وَالْقَدَحَ فَقَالَ رَجُلٌ اٰخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّزِیْدُ عَلٰی دِرْهَمٍ فَاَعْطَاهُ رَجُلٌ دِرْهَمَیْنِ فَبَاعَهُمَا مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک صحابی کا) ٹاٹ یا کمبل اور پیالہ بیچنا چاہا[1] پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمبل اور پیالہ (کو دکھا کر صحابۂ کرام سے) دریافت کیا ان کو کون خریدتا ہے؟ ایک صحابی نے فرمایا: میں ان کو ایک درہم میں خریدتا ہوں' اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ایک درہم سے زائد پر کون خریدنا چاہتا ہے؟ تو ایک صحابی نے دو درہم پیش کیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں چیزوں کو ان کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

[1] جبکہ ان صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ خیرات مانگی' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو بیچ کر تم اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہو؟ تو انہوں نے یہ دو چیزیں پیش کیں۔

ف: واضح ہو کہ بیع کی مذکورہ صورت کو" بیع من یزید "یعنی نیلام یا ہراج کہتے ہیں۔ یہ صورت اس وجہ سے جائز ہے کہ فریقین نے معاملہ کو پہلی بولی پر طے نہیں کیا ہے' اس لیے قیمت کے اضافہ کا جواز ہے۔ (ہدایہ)

۳۳۲۱ - وَعَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَاعَ عَیْبًا لَّمْ یُنَبِّهْ لَمْ یَزَلْ فِیْ مَقْتِ اللّٰهِ اَوْ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِکَةُ تَلْعَنُهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی عیب دار چیز کو بیچے اور اس کے عیب کو خریدار پر ظاہر نہ کرے تو ایسا شخص ہمیشہ غضب الٰہی کا شکار رہتا ہے یا فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

یہ باب بیع کی ان ممنوعہ اقسام کا تکملہ ہے جس کا ذکر پچھلے باب میں گزر چکا ہے اور ان سے متعلق بعض امور کا بیان

۳۳۲۲ - وَرَوٰی مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ شُفْعَةِ الْاَصْلِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنِ اشْتَرٰی اَرْضًا فِیْهَا نَخْلٌ فَالثَّمَرَةُ لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَرَوٰی مُسْلِمٌ فِیْ کِتَابِ الْبُیُوْعِ وَالْبُخَارِیُّ فِیْ کِتَابِ الشِّرْبِ مَرْفُوْعًا وَّمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَّلَهٗ مَالٌ فَمَا لَهٗ لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِیَ الْمُبْتَاعُ.

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الاصل کے باب الشفعہ میں روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی زمین خریدے جس میں کھجور کے درخت ہوں تو ایسی صورت میں درخت بیچنے والے کے ہوں گے سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط لگا دے[1] اور مسلم نے کتاب البیوع میں اور بخاری نے کتاب الشرب میں مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص کوئی غلام خریدے اور اس غلام کے پاس کچھ مال بھی ہو تو وہ مال (غلام کے) بیچنے والے کا ہی ہوگا' سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط لگائے (کہ غلام کے ساتھ اس کا مال بھی میرا ہوگا)۔

[1] کہ درختوں کے ساتھ پھل بھی اسی کے ہوں گے' یہ شرط اس لیے درست ہے کہ اس میں نفس معاملہ کی نفی نہیں ہوتی۔

٣٣٢٣ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ سَفَرٍ وَّكُنْتُ عَلٰى جَمَلٍ فَقَالَ مَالَكَ فِيْ اٰخِرِ النَّاسِ قُلْتُ اَعْيٰى بَعِيْرِيْ فَاَخَذَ بِذَنْبِهٖ فَزَجَرَهٗ فَاِنْ كُنْتُ اِنَّمَا اَنَا فِيْ اَوَّلِ النَّاسِ يُهِمُّنِيْ رَاْسُهٗ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ مَا فَعَلَ الْجَمَلُ بِعْنِيْهِ قُلْتُ لَابَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَابَلْ بِعْنِيْهِ قُلْتُ لَابَلْ هُوَ لَكَ قَالَ لَابَلْ بِعْنِيْهِ قَدْ اَخَذْتُهٗ بِوَقِيَّةٍ اِرْكَبْهُ فَاِذَا قَدِمْتَ الْمَدِيْنَةَ فَاْتِنَا بِهٖ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ جِئْتُهٗ بِهٖ فَقَالَ لِبَلَالٍ زِنْ لَهٗ اَوْقِيَّةً وَّزِدْهُ قِيْرَاطًا قُلْتُ هٰذَا شَيْءٌ زَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُفَارِقْنِيْ فَجَعَلْتُهٗ فِيْ كِيْسٍ فَلَمْ يَزَلْ عِنْدِيْ حَتّٰى جَاءَ اَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ فَاَخَذُوْا مِنَّا مَا اَخَذُوْا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَدْ اَخَذْتُهٗ بِكَذَا اَوْ قَدْ اَعَرْتُكَ ظَهْرَهٗ اِلَى الْمَدِيْنَةِ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اُونٹ پر سفر کر رہا تھا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: کیا بات ہے کہ اور لوگوں میں تم سب سے پیچھے پیچھے چل رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میرا اونٹ تھک گیا ہے (جس کی وجہ سے میں پیچھے ہو گیا ہوں' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اُونٹ کے قریب تشریف لائے) اُس کی دم پکڑی اور اس کو جھڑکایا (پھر تو یہ اُونٹ ایسا تیز چلنے لگا کہ) میں لوگوں میں سب سے آگے ہو گیا (اور اُونٹ کی تیزی کا یہ حال تھا کہ) اس کا سر (اور اُونٹوں سے آگے جا رہا تھا) جس سے مجھے حیرت ہو رہی تھی۔ جب ہم مدینہ منورہ سے قریب ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: جابر! تمہارا اُونٹ اب کیسا ہے؟ وہ مجھے بیچ دو' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ تو آپ ہی کا ہے۔ آپ نے فرمایا (ٹھیک ہے) ایسا نہ کرو بلکہ اس کو مجھے (قیمتاً) بیچ دو' میں نے (دوبارہ) عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو آپ ہی کا مال ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (دوبارہ) ارشاد فرمایا: نہیں! اس کو مجھے (قیمتاً) بیچ دو! میں نے اس کو ایک اوقیہ چاندی کے معاوضہ میں خرید لیا اور تم مدینہ پہنچنے تک اس پر سواری کر سکتے ہو اور جب مدینہ پہنچ جاؤ تو اس اُونٹ کو لے کر ہمارے پاس آ جاؤ۔ چنانچہ جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو اس اُونٹ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال! تم (جابر کو اُونٹ کی قیمت میں) ایک اوقیہ چاندی تول کر دے دو اور ایک قیراط مزید چاندی دے دو۔ میں نے (دل میں) کہا یہ (ایک قیراط چاندی ایسی نعمت ہے جو قیمت کے علاوہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے زائد عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا (میں نے عہد کر لیا کہ یہ زائد چاندی عمر بھر میرے پاس ہی تبرکاً رہے گی اور) جدا نہ ہو گی۔ چنانچہ وہ میرے پاس ہی رہی' یہاں تک کہ یوم حرہ میں جب کہ شامی فوجیں آئیں تو لوٹ مار میں (اور چیزوں کے ساتھ) یہ نعمت بھی ہم سے چھین لی گئی (جس کا مجھے ہمیشہ افسوس رہا) اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔ اور نسائی کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا) میں نے تمہارے اُونٹ کو اتنی چاندی کے معاوضہ میں لے لیا اور (چونکہ تمہارے پاس اور کوئی سواری نہیں ہے اس لیے) عاریتاً تم کو اجازت دیتا ہوں کہ مدینہ منورہ تک تم اس پر سوار ہو کر پہنچو۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ اس بیع میں کوئی شرط شامل نہیں تھی' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر کو بیع کے طے پا جانے کے بعد اُونٹ سے استفادہ کی اجازت عاریتاً دی ہے جو شرائط بیع میں نہیں ہے۔ اس لیے یہ معاملہ مشروط بیع کی تعریف میں نہیں

22

آ تاہ

٣٣٢٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيْرَةُ إِلَيَّ فَقَالَتْ يَا عَائِشَةُ إِنِّيْ قَدْ كَاتَبْتُ أَهْلِيْ عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ أُوْقِيَةٍ فَأَعِيْنِيْنِيْ وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِيْ إِلٰى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوْا أَنْ أُعْطِيَهُمْ ذٰلِكَ جَمِيْعًا وَّيَكُوْنُ وَلَاؤُكِ لِيْ فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ إِلٰى أَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا وَقَالُوْا إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنُ وَلَاؤُكِ لَنَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكَ مِنْهَا ابْتَاعِيْ وَاعْتِقِيْ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ! فَمَا بَالُ نَاسٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ نَحْوَهُ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ میرے پاس بریرہ لونڈی آئیں اور کہنے لگیں: بی بی عائشہ! میں اس شرط پر مکاتب ہوئی کہ میں اپنے مالک کو نو اُوقیہ ادا کر دوں' اس طرح کہ ہر سال ایک اوقیہ دیا کروں گی (ایک اُوقیہ میں چالیس درہم ہوتے ہیں اس طرح نو اُوقیہ کے ٣٦٠ درہم ہوئے) پس آپ اس معاملہ میں میری مدد کیجیے اور بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کتابت کے بارے میں (تفصیلاً) طے نہیں کیا تھا[1] ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم اپنے مالک کے پاس جاؤ اور اگر وہ اس بات کو پسند کریں کہ میں ان کو یکمشت کتابت کا معاوضہ دے دوں تو وہ تمہیں آزاد کریں اور حق ولاء مجھے حاصل ہوگا[2] حضرت بریرہ اپنے مالک کے پاس گئیں اور اُن سے یہ صورت بیان کی تو انہوں نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور کہا تو چاہے تو یکمشت رقم دے کر آزادی حاصل کر لے لیکن حق ولاء ہمیں ہی حاصل رہے گا (یہ سن کر) ام المومنین نے اس واقعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُن لوگوں کے انکار سے تم اس (نیک) کام سے نہ رکو' بلکہ بریرہ کو خرید لو اور پھر (بغیر کسی شرط کے) آزاد کر دو اور حق ولاء تو اسی کا ہے جو آزاد کرتا ہے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان کھڑے ہوئے اور (خطبہ ارشاد فرمایا) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے (یاد رکھو) ہر ایسی شرط جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے وہ باطل ہے' اگرچہ کہ وہ ایسی شرطیں بھی کر لیں اللہ کا فیصلہ ہی برحق ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی شرط مستحکم ہے اور حق ولاء اُسی کو حاصل رہتا ہے جو (غلام یا لونڈی کو) آزاد کر دے۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور بخاری اور مسلم میں اسی کے قریب قریب روایت ہے۔

[1] کتابت یہ ہے کہ غلام یا باندی اپنی آزادی کے تعلق سے اپنے مالک سے کچھ معاوضہ طے کر لے' حضرت بریرہ کی مدد کی درخواست پر۔

[2] حق ولاء یہ ہے کہ غلام یا لونڈی آزاد ہونے کے بعد انتقال کر جائے اور اس کا حقیقی وارث نہ ہو تو اس کا مال اس کے آزاد کرنے والے مالک کو ملتا ہے۔

٣٣٢٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق ولاء کی فروخت یا اس کے ہبہ کرنے (یہ حق دوسروں کو دینے) سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

12/12

٣٣٢٦ - وَعَنْ مَخْلَدِ بْنِ خَفَافٍ قَالَ ابْتَعْتُ غُلَامًا فَاسْتَغْلَلْتُهُ ثُمَّ ظَهَرْتُ مِنْهُ عَلٰى عَيْبٍ فَخَاصَمْتُ فِيْهِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَقَضٰى لِيْ بِرَدِّهٖ وَقَضٰى عَلٰى بِرَدِّ غِلَّتِهٖ فَاَتَيْتُ عُرْوَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَرُوْحُ اِلَيْهِ الْعَشِيَّةَ فَاَخْبَرَهُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْ مِثْلِ هٰذَا اَنَّ الْخِرَاجَ بِالضَّمَانِ فَرَاحَ اِلَيْهِ عُرْوَةُ فَقَضٰى لِيْ اَنْ اٰخُذَ الْخَرَاجَ مِنَ الَّذِيْ قَضٰى بِهٖ عَلَيَّ لَهٗ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت مخلد بن خفاف رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک غلام خریدا اور اس کی کمائی کو اپنے خرچ میں لاتا رہا' پھر میں اس غلام کے ایک عیب سے واقف ہوا اور اس معاملہ کی یکسوئی کے لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا' آپ نے فیصلہ فرمایا کہ میں غلام کو واپس کر دوں اور اس کی کمائی بھی لوٹا دوں (اطمینان مزید کی خاطر) میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور ان کو اس پورے واقعہ سے مطلع کیا' آپ نے فرمایا (تم تھوڑا توقف کرو) میں آج شام حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس جاؤں گا اور اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے آگاہ کروں گا جس کو میں نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا اور اسی قسم کے مقدمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ نفع تاوان کے مقابلہ میں ہے [1] چنانچہ حضرت عروہ شام کو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے اور (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلہ سے اُن کو مطلع فرمایا تو) انہوں نے میرے حق میں یہ فیصلہ فرما دیا کہ (عیب کی وجہ سے غلام کو تو واپس کر دوں' البتہ) غلام کی کمائی کا نفع میں خود لے لوں۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

[1] اگر غلام مر جاتا یا اس میں اور کوئی عیب پیدا ہو جاتا تو بیچنے والے پر اس کا اثر نہ پڑتا۔ اسی طرح جو نفع غلام سے ملا ہے وہ بھی بیچنے والے کو واپس نہ ملنا چاہیے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ خریدار خریدے ہوئے مال میں جیسے نفع کا مالک ہوتا ہے ویسے ہی نقصان کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے' جیسے مذکورہ حدیث میں غلام کے بارے میں یہ ممکن ہے کہ خریداری کے بعد غلام بھاگ جاتا یا فوت ہو جاتا تو خریدار ہی اس نقصان کا ذمہ دار ہوتا۔ لہٰذا نفع کی صورت میں جو اس غلام سے حاصل ہو' خریدار ہی مالک ہوگا۔

٣٣٢٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اخْتَلَفَ الْمُتَبَايِعَانِ وَالسِّلْعَةُ قَائِمَةٌ بِعَيْنِهَا وَلَا بَيِّنَةَ لِاَحَدِهِمَا عَلَى الْاٰخَرِ تَحَالَفَا وَتَرَادَّا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ اَحْمَدَ فِيْ زِيَادَاتِ الْمُسْنَدِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خریدار اور بیچنے والا دونوں میں (اپنے معاملہ میں) اختلاف ہو جائے اور فروخت شدہ چیز جوں کی توں موجود ہو اور فریقین میں سے کسی ایک کے پاس دوسرے کے مقابلہ میں گواہی دینے والا بھی موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں دونوں یعنی بائع اور مشتری قسم کھائیں کہ (وہ حق پر ہے) اور اس کے بعد معاملہ کو ردّ (فسخ) کر دیں (خریدار اپنی رقم لے لے اور بیچنے والا اپنی چیز لے لے) اس حدیث کی روایت دارمی اور طبرانی نے کی ہے اور ابن احمد نے زیادات المسند میں اس کی روایت کی ہے۔

٣٣٢٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَقَالَ مُسْلِمًا اَقَالَ اللّٰهُ عَثْرَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی مسلمان (بھائی) کی بیع کو (جس سے وہ ناخوشی کی وجہ سے فسخ کرنا چاہتا ہے) واپس کر دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے

مَاجَةَ وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِیْحِ عَنْ شُرَیْحِ الشَّامِیِّ مُرْسَلًا.

دن اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور شرح السنہ میں اس کی روایت مصابیح کے الفاظ سے شریح شامی سے روایت کی گئی ہے اور یہ روایت مرسلاً ہے۔

ف: واضح ہو کہ کوئی معاملہ خیارِ شرط کے ساتھ طے کیا جائے اور شرط کی مدت گزر جائے اس کے باوجود ایک فریق کسی وجہ سے بیع سے ناخوش ہے اور فسخ بیع چاہتا ہے اگرچہ کہ فسخ بیع سے فریق ثانی کا نقصان ہوتا ہے' پھر بھی وہ اپنے مسلمان بھائی کی خاطر اس پر راضی ہو جائے اور بیع فسخ کر دے تو بہتر ہے' اس لیے کہ اس میں ثواب ہے اور اپنے بھائی پر احسان ہے اور حدیث میں اس کی ترغیب ہے۔

۳۳۲۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرٰى رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ عِقَارًا مِّنْ رَّجُلٍ فَوَجَدَ الَّذِى اشْتَرَى الْعِقَارَ فِىْ عِقَارِهٖ جَرَّةً فِيْهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِى اشْتَرَى الْعِقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ عَنِّىْ اِنَّمَا اشْتَرَيْتُ الْعِقَارَ وَلَمْ اَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ فَقَالَ بَائِعُ الْاَرْضِ اِنَّمَا بِعْتُكَ الْاَرْضَ وَمَا فِيْهَا فَتَحَاكَمَا اِلٰى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِىْ تَحَاكَمَا اِلَيْهِ اَلَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِىْ غُلَامٌ وَّقَالَ الْاٰخَرُ لِىْ جَارِيَةٌ فَقَالَ اَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے (یعنی حضرت داؤد علیہ السلام) کی اُمت میں ایک شخص نے دوسرے سے ایک زمین خریدی (خریداری کے بعد) اس زمین میں خریدنے والے نے ایک گھڑا پایا جس میں سونا تھا۔ خریدار نے بیچنے والے سے جا کر کہا تمہارا سونا تم لے لو' میں نے تو صرف زمین خریدی تھی' سونا نہیں خریدا۔ بیچنے والے نے کہا میں نے تم کو زمین اور زمین میں جو کچھ تھا فروخت کر دیا (لہٰذا یہ سونا بھی تمہارا ہی ہے) یہ دونوں فیصلہ کے لیے ایک صاحب کو حَکم بنائے (اور وہ ایک روایت کے لحاظ سے حضرت داؤد علیہ السلام ہیں) حَکم نے ان دونوں سے پوچھا تمہاری کوئی اولاد ہے۔ ایک نے کہا میرے ہاں ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا میرے ہاں لڑکی۔ تو آپ نے فیصلہ کیا کہ لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کر دو اور اس سونے کو ان پر خرچ کر دو اور کچھ خیرات بھی کر دو۔ (بخاری و مسلم)

مکان یا زمین میں فروخت کرنے کے بعد دفینہ وغیرہ نکلے تو اس کے احکام

ف: واضح ہو کہ مکان یا زمین کی خرید و فروخت میں یہ مسئلہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مکان کی فروخت میں ہر وہ چیز داخل ہے جو عرف عام میں مکانیت کے لوازم میں شامل جیسے دیوار' چھت' فرش وغیرہ۔ اس لیے یہ تمام چیزیں مکان کے سات متصور ہوں گی' اسی طرح زمین کی فروخت کا بھی معاملہ ہے کہ اس میں ہر وہ چیز داخل ہو گی جو نظر آتی ہو اور عرف عام میں زمین کہلاتی ہے جیسے پتھر' مٹی' ٹیلے وغیرہ۔ اب اگر مکان یا زمین کی فروخت کے بعد ان میں کوئی دفینہ نکل آئے یا زمین میں کوئی کان نکل آئے یا ایسی چیز ہو جو زمین کی جنس سے نہ ہو تو وہ بیچنے والے کی مِلک ہو گی۔ اور اگر بائع دفینہ یا کان وغیرہ کو اپنی مِلک نہ سمجھ کر لینے سے انکار کر دے تو ایسی چیز کا حکم لقطہ کا ہو گا اور وہ لقطہ کی شرائط کے تحت اصل مالک کی مِلک ہو گی۔ (درمختار و ردالمختار)

بَابُ السَّلَمِ وَالرَّهْنِ

بیع سلم اور رہن کے احکام کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى الخ.

(البقرۃ: ۲۸۲)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! جب تم ایک مقررہ مدت تک کسی دین کا لین دین کرو۔ (کنزالایمان)

ف: تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں بیع سلم کا ذکر ہے۔ بیع سلم کی صورت یہ ہے کہ کسی سے اُدھار گیہوں خریدے یا مکان خریدے اور وعدہ یہ قرار پایا کہ ٦ ماہ کے بعد دام دیں گے یا سو روپیہ فی الحال کسی کو دے دیئے اور یہ معاہدہ ہو کہ ٦ ماہ کے بعد فلاں غلہ اتنی مقدار میں لیں گے۔ اس بیع کو اصطلاح شرع میں بیع سلم کہتے ہیں اور یہ دونوں صورتیں شرع میں جائز ہیں۔ اس کی تفصیلی شرائط کتب فقہ میں مذکور ہیں لیکن آیت میں میعاد کی طرف جو اشارہ ہے اس کو پورے طور پر اس طرح متعین کرنا چاہیے کہ اس میں اختلاف اور نزاع باقی نہ رہے مثلاً یہ نہ کہے کہ فلاں فصل کٹنے پر غلہ لوگوں کا بلکہ مثلاً یوں کہے کہ ماہ رمضان کی ۱۵ تاریخ کو رقم دوں گا یا غلہ لوں گا۔

وَقَوْلُهٗ فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ. (البقرة: ۲۸۳) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو گرو ہو قبضہ میں دیا ہوا۔ (کنز الایمان)

ف: یعنی کوئی چیز دائن کے قبضہ میں گروی کے طور پر دے دو۔ اس آیت سے رہن کا جواز اور قبضہ کا شرط ہونا ثابت ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں اپنی زرہ مبارک یہودی کے پاس گروی رکھ کر ۲۰ صاع جو لیے تھے گروی رکھنے کا حکم استحبابی ہے۔ سفر کی قید اتفاقی ہے خود اپنے وطن میں بھی گروی رکھی جا سکتی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان ونور العرفان)

واضح ہو کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رہن جس طرح سفر میں جائز ہے حضر یعنی وطن میں بھی جائز ہے اور آیت میں سفر کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ سفر میں اطمینان کے ذرائع کم رہتے ہیں البتہ! جو چیز رہن رکھی جائے اس پر واقعی راہن کا قبضہ ہونا ضروری ہے ورنہ رہن نہیں ہوگا۔ (بیان القرآن)

۳۳۳۰ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ مَنْ اَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ فَلْيُسْلِفْهُ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جب) مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ پھلوں میں ایک سال دو سال اور تین سال کی مدت کے بیع سلم کیا کرتے تھے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص بیع سلم کرے تو اس کو چاہیے کہ بیع سلم معین پیمانہ معین وزن اور معین مدت کے لیے ہو۔ (بخاری ومسلم)

بیع سلم کے جائز ہونے کی صورتیں

ف: ہدایہ میں لکھا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیع سلم کے صحیح ہونے کی سات شرائط ہیں:

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ جنس معلوم ہو یعنی مطلقاً غلہ کا ذکر نہ ہو بلکہ یوں کہا جائے کہ غلہ میں گیہوں خریدا جائے گا یا جو خریدی جائے گی۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ غلہ کی نوعیت بھی معین ہو مثلاً وہ غلہ آبی فصل کا ہوگا یا تابی فصل کا۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ غلہ کی صفت بھی متعین ہو مثلاً اس بات کی وضاحت کر دی جائے مثلاً گیہوں اچھے ہوں گے یا ناقص ہوں گے۔

(۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ غلہ کا نرخ یعنی ناپ تول بھی متعین ہوگا مثلاً یوں کہے کہ ایک روپیہ کے ۲۰ کیلو لوں گا یا ۲۰ ناپ لوں گا۔

(۵) پانچویں شرط یہ ہے کہ مدت بھی مقرر ہو جائے مثلاً یوں نہ کہے کہ آئندہ فصل پر غلہ دے دوں گا بلکہ یوں کہے کہ مثلاً رمضان کی ۱۵ تاریخ تک غلہ دے دیا جائے گا۔

(۶) چھٹی شرط یہ ہے کہ غلہ کی جملہ مقدار بھی متعین ہو مثلاً یوں کہے کہ کچھ غلہ لوں گا بلکہ یوں کہے کہ ۲۰ من یا کنٹل لوں گا۔

(۷) اور ساتویں شرط یہ ہے کہ فلاں جگہ غلہ پہنچا دوں گا یا فلاں جگہ غلہ دے دوں گا۔

اگر کوئی ایسی چیز ہو جس کے حمل ونقل میں مزدور کی ضرورت نہ ہو جیسے مشک یا موتی وغیرہ تو اس کے لیے جگہ کے تعین کی ضرورت نہیں۔ یہ شرائط ہدایہ میں مذکور ہیں' ان کے علاوہ فقہ کی بعض کتابوں میں اور بھی چند شرائط کا ذکر ہے جو حسب ذیل ہیں:

بیع سلم کی مدت کم از کم ایک ماہ بعد کی ہو اس سے کم کی مدت جائز نہیں' جتنی زائد مدت چاہے مقرر کی جاسکتی ہے' ایک اور شرط یہ بھی ہے کہ بیع کا معاملہ طے کرنے کے بعد سے اس چیز کے حاصل کرنے تک وہ چیز بازار میں دستیاب ہو' نایاب نہ ہو۔ ایک مزید شرط یہ بھی ہے کہ جس چیز کے لیے بیع سلم کی جائے' اگر وہ دستیاب نہ ہو تو بیچنے والے کو کچھ مہلت دی جائے' پھر بھی وہ چیز نہ مل سکے تو اس کے بدلہ کوئی اور چیز لینا جائز نہیں۔ اپنا روپیہ واپس لے لیا جائے۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ بیع سلم جانوروں میں درست نہیں۔

۳۳۳۱ - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَسْلَفَ فِیْ شَیْءٍ فَلَا یَصْرِفْهُ اِلٰی غَیْرِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّقْبِضَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی سے بیع سلم کا معاملہ کرے تو وہ چیز اس کے قبضہ میں آنے سے پہلے اپنی بیع کو دوسرے کی طرف منتقل نہ کرے (مال پر قبضہ ہونے سے پہلے کسی دوسرے شخص سے زبانی اس کا معاملہ نہ کرے) اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۳۳۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ السَّلَفِ فِی الْحَیَوَانِ رَوَاهُ الْحَاکِمُ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَقَالَ الْحَاکِمُ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ یَخْرُجَاهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں میں بیع سلم سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت حاکم اور دارقطنی نے کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

۳۳۳۳ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمِکْیَالُ مِکْیَالُ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَالْمِیْزَانُ مِیْزَانُ اَهْلِ مَکَّةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ پیمانوں میں اہل مدینہ کا پیمانہ اور وزن میں اہل مکہ کا وزن معتبر ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں وزن کے لیے مکہ معظمہ کے اوزان کے معتبر ہونے کا ذکر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مکہ معظمہ تجارتی مرکز ہے اور اعتبار اہل مکہ کے تول کا ہوگا اور چونکہ مدینہ منورہ باغات کا شہر ہے جہاں پھل اور کھجور بہ کثرت ہوتے ہیں اور ان کی خرید و فروخت ناپ کے ذریعہ ہوا کرتی تھی' اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کے ناپ کو معتبر قرار دیا ہے۔

۳۳۳٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِ الْکَیْلِ وَالْمِیْزَانِ اِنَّکُمْ قَدْ وُلِّیْتُمْ اَمْرَیْنِ هَلَکَتْ فِیْهِمَا الْاُمَمُ السَّابِقَةُ قَبْلَکُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناپنے اور تولنے والوں سے ارشاد فرمایا: تمہارے ہاتھ میں دو ایسے کام ہیں (ناپ اور تول میں کمی کرنے سے) تم سے پہلے کی قومیں ہلاک ہو گئیں (جیسے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کہ لینے میں تو پورا تول اور دینے میں کم تول تو لتے)۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو معاشرہ کی اس برائی سے بچا کر ہلاکت سے محفوظ فرمادیا۔

۳۳۳۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں

اشْتَرٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامًا مِّنْ یَّھُوْدِیٍّ اِلٰی اَجَلٍ وَّرَھِنَہٗ دِرْعًا لَّہٗ مِنْ حَدِیْدٍ مُّتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) ایک یہودی سے کچھ غلہ ایک مقررہ مدت کے وعدہ پر (اُدھار) لیا اور اس کے پاس اپنی ایک زرہ جو لوہے کی تھی؛ رہن رکھ دی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

اُدھار اور رہن کے بعض مسائل

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف سے اور اس کے بعد والی حدیث سے فوائد اور مسائل معلوم ہوتے ہیں:

(۱) اُدھار کسی چیز کے خرید و فروخت کا جواز۔ (۲) رہن رکھ کر اُدھار چیز لینے کا جواز۔ (۳) رہن کا معاملہ صرف سفر بلکہ حضر (وطن) میں بھی جائز ہے۔ (۴) بیع اور شراء کے معاملات ذمی اور غیر مسلم کے ساتھ کر سکتے ہیں اگر چہ کہ ان کے معاملات سودی اور غیر شرعی وسائل کے ذریعے ہوا کرتے ہیں اس لیے کہ یہ شرعاً غیر مکلف ہوتے ہیں۔ (۵) مشرکین اگر مسلمانوں سے برسرِ جنگ ہوں تو ایسی صورت میں ان کے ہاتھ اسلحہ فروخت نہیں کیے جا سکتے تاکہ وہ مسلمانوں کے خلاف استعمال نہ ہوں۔ (مرقات)

۳۳۳۶ - وَعَنْھَا قَالَتْ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُہٗ مَرْھُوْنَۃٌ عِنْدَ یَھُوْدِیٍّ بِثَلَاثِیْنَ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی حالت میں وصال فرمایا کہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس ۳۰ صاع جو کے بدلہ رہن تھی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۳۳۷ - عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ لَا یُنْتَفَعُ مِنَ الرَّھْنِ بِشَیْءٍ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ.

شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رہن کی چیز سے کسی قسم کا فائدہ نہ اُٹھایا جائے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

رہن سے استفادہ درست نہیں

ف: واضح ہو کہ جب کوئی چیز رہن رکھ کر قرض لیا جائے تو قرض ادا کیے بغیر اپنی چیز مانگنے اور لینے کا حق نہیں ہے۔ جو چیز کسی کے پاس رہن رکھی جائے تو رہن رکھنے والے پر یہ لازم ہے کہ مال سے کسی طرح کا خود نفع نہ اُٹھائے اگر باغ کا پھل یا زمین کا غلہ نکلے تو وہ اصل مالک کا ہوگا۔ اسی طرح رہن کے گھر میں رہ کر رہن لینے والے کو ایسے گھر میں رکھ کر اس سے فائدہ اٹھانا بھی درست نہیں۔ اور اگر کوئی جانور مثلاً بکری یا گائے وغیرہ رہن رکھی گئی ہو تو وہ بھی اصل مالک ہی کے ہوں گے ان کا دودھ بچہ وغیرہ جو کچھ بھی ہو وہ اصل مالک کے ہوں گے اور ان کو لینا درست نہیں البتہ! دودھ بیچ کر دودھ کے دام رہن میں شامل کرے اور جب وہ تمہارا قرض ادا کر دے تو رہن کی یہ چیزیں اور دودھ وغیرہ کے دام سب اصل مالک کو واپس کر دے البتہ! کھلائی کے پیسے وضع کر لے۔

۳۳۳۸ - وَعَنْ عَطَاءٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّھْنُ بِمَا فِیْہِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ مَرَاسِیْلِہٖ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ مُرْسَلٌ صَحِیْحٌ وَّرَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ عَنْ اَنَسٍ مُّسْنَدًا وَّرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ مَرَاسِیْلِہٖ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ رَجُلًا رَّھَنَ فَرَسًا فَنَفَقَ فِیْ یَدِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْمُرْتَھِنِ ذَھَبَ حَقُّکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ رہن کی چیز (رہن رکھنے والے کے پاس بطور ضمانت) امانت رہتی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں کی ہے اور ابن القطان نے کہا ہے کہ یہ حدیث مرسل صحیح ہے اور اس کی روایت دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسناداً یعنی صحیح سند کے ساتھ کی ہے اور ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں حضرت عطاء ہی سے روایت کی ہے کہ ایک صحابی نے کسی صاحب کے پاس اپنا گھوڑا رہن رکھا اور وہ راہن کے پاس ہلاک ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے رہن رکھنے والے سے ارشاد فرمایا کہ اب تمہارا حق جاتا رہا۔ یعنی رہن رکھنے والے کو اس کا

مال ملے گا اور نہ قرض دینے والے کو اس کی رقم ملے گی۔

۳۳۳۹ - عَنْ مَّعْمَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت معمر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص غلہ کو گراں بیچنے کے خیال سے روک رکھے، وہ گنہ گار ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ احتکار یعنی غلہ کو روکنے اور بند رکھنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ فصل میں ارزانی کے وقت غلہ کو بھر لے اور گرانی کے وقت فروخت کرے۔ یہ صورت جائز ہے، حرام نہیں ہے اور اسی طرح غلہ کا ذخیرہ اپنی گھریلو ضرورت کے لیے کرے تاکہ گرانی کے وقت کام آسکے تو یہ صورت بھی جائز ہے اور اسی طرح غلہ بیرون شہر سے لائے اور ذخیرہ کر کے گرانی کے وقت فروخت کرے تو یہ بھی ناجائز نہیں ہے۔ اور احتکار کی دوسری صورت جو حرام ہے وہ یہ ہے کہ غلہ کو گرانی کے وقت خرید کر ذخیرہ کر لے اور اس خیال سے کہ اور گراں ہوگا تو زیادہ دام پر بیچوں گا تو یہ صورت ناجائز ہے اور حرام ہے۔ اسی طرح اگر جانوروں کے چارہ کو بھی ذخیرہ کیا جائے تاکہ گراں فروخت کیا جا سکے تو ایسا کرنا بھی ناجائز ہے، جبکہ عوام کو اس سے نقصان پہنچتا ہو۔ یہ بھی واضح رہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک احتکار کا اطلاق ہر اس چیز پر ہے جس کا تعلق عوام کی ضروریات سے ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذخیرہ اندوزی کی حرمت صرف غلہ سے متعلق ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (رد المحتار، نیل الاوطار، ہدایہ)

۳۳۴۰ - وَعَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَّالْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تاجر کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) روزی ملتی ہے اور (اس کے باوجود) غلہ کو (گراں بیچنے کی خاطر) روکنے اور بند کرنے والا ملعون ہے (اس لیے کہ اس سے عوام کی معیشت میں تنگی پیدا ہوتی ہے)۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۳۳۴۱ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ طَعَامَهُمْ ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالْجُذَامِ وَالْإِفْلَاسِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص (گرانی کے انتظار میں) غلہ روک کر مسلمانوں کے ہاتھ زیادہ قیمت پر غلہ بیچتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جذام اور افلاس میں مبتلا فرما دیتے ہیں[1]۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔ اس کی روایت شعب الایمان میں اور رزین نے اپنی کتاب میں کی ہے۔

[1] اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی مسلمان کو نقصان یا ضرر پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مالی اور بدنی آفتوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

۳۳۴۲ - وَعَنْ مُّعَاذٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِئْسَ الْعَبْدُ الْمُحْتَكِرُ اَرْخَصَ اللّٰهُ الْاَسْعَارَ حَزِنَ وَاِنْ اَغْلَاهَا فَرِحَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ وہ بندہ بہت ہی برا ہے جو غلہ کو گرانی کے خیال سے روک رکھے کہ اگر اللہ تعالیٰ (اپنے فضل سے غلہ بکثرت پیدا فرما کر غلہ کے) نرخوں کو سستا فرما دیتے ہیں تو (نفع خوری کا موقع نہ ملنے سے) ایسا شخص رنجیدہ ہو جاتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ (بندوں کی نافرمانی سے غلہ کی پیداوار

کم کر دیں اور اس طرح) نرخوں کو گراں فرما دیں (چونکہ ایسے شخص کو نفع خوری کے مواقع مل جاتے ہیں) تو اور وہ خوش ہو جاتا ہے۔اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔اور رزین نے اپنی کتاب میں اس کی روایت کی ہے۔

٣٣٤٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا يُرِيْدُ بِهِ الْغَلَاءَ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللّٰهِ وَبَرِئَ اللّٰهُ مِنْهُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَّاَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص گراں فروشی کے ارادہ سے غلہ کو ۴۰ دن تک روکے رکھے تو اس نے اپنے عہد کو (جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور خلق خدا پر شفقت سے متعلق تھا) توڑ دیا اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص سے دست بردار ہو جاتے ہیں (اور اپنا ذمہ اٹھا لیتے ہیں جو اس کی حفاظت اور عنایات سے متعلق تھا)۔اس کی روایت رزین نے کی ہے اور امام احمد نے اس کی روایت اپنی مسند میں کی ہے۔

٣٣٤٤ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهٖ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كَفَّارَةٌ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص غلہ کو ۴۰ دن تک روکے رکھے پھر اس کو خیرات کر دے تو یہ صدقہ ذخیرہ اندوزی کے گناہ کا کفارہ نہ ہوگا۔اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

٣٣٤٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ غَلَا السِّعْرُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَعِّرْ لَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّزَّاقُ وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَلْقٰى رَبِّيْ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ يَطْلُبُنِيْ بِمَظْلِمَةٍ بِدَمٍ وَّلَا مَالٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک عہد میں (ایک دفعہ) غلہ کا نرخ گراں ہو گیا تو لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے آپ غلہ کے نرخ مقرر فرما دیجیے (تاجروں کو پابند فرما دیجیے کہ وہ آپ کے مقرر کردہ نرخ پر غلہ بیچا کریں) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی غلہ کے نرخ مقرر فرماتے ہیں وہی روزی تنگ کرتے ہیں اور کشادہ کرتے ہیں اور رزق عطا فرماتے ہیں (اس طرح گھٹانا اور بڑھانا ہوتا ہے) اور میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ مجھ پر کسی کے خون یا مال کا مطالبہ نہ ہو۔اس کی روایت ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے مال پر اس کی مرضی کے بغیر تصرف اس پر ظلم ہے اور اگر حاکم جبراً اور قہراً ایسے احکام نافذ کر دے تو تاجر غلہ کو چھپا کر مصنوعی قحط پیدا کر سکتے ہیں۔اس لیے اسلام میں تالیف قلب کے ذریعہ تاجروں کی اصلاح کی جاتی ہے کہ وہ انصاف اور مخلوق پر شفقت کے ذریعے کے ساتھ اپنے کاروبار انجام دیں۔(اشعۃ اللمعات)

بَابُ الْاِفْلَاسِ وَالْاِنْظَارِ

قرض دار اور مفلس (کو قرض کی مہلت اور معاف کرنا)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ. (البقرہ:۲۸۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اگر قرض دار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک۔(کنزالایمان)

ف: قرض دار اگر تنگ دست یا نادار ہو تو اس کو مہلت دینا یا قرض کا جز ویا کل معاف کر دینا سبب اجر عظیم ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کیا اللہ تعالیٰ اس کو اپنا سایۂ رحمت عطا فرمائے گا جس روز اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (خزائن العرفان از حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی)

۳۳۴٦ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّمَا رَجُلٍ بَاعَ سَلْعَةً فَاَدْرَكَ سَلْعَتَهٗ بِعَیْنِهَا عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ اَفْلَسَ وَلَمْ یَكُنْ قَبَضَ مِنْ ثَمَنِهَا شَیْئًا فَهِیَ لَهٗ وَاِنْ كَانَ قَبَضَ مِنْ ثَمَنِهَا شَیْئًا فَهُوَ اُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ فِیْ اِسْنَادِهٖ ابْنُ عَیَّاشٍ قَدْ وَثَّقَهٗ اَحْمَدُ وَهُوَ مُرْسَلٌ وَّالْمُرْسَلُ عِنْدَنَا حُجَّةٌ وَّرَوَی الطَّحَاوِیُّ نَحْوَهٗ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُسْنَدًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی شخص کسی کے ہاتھ کچھ مال (اُدھار) فروخت کر دے اور (ادائیگی سے پہلے) وہ شخص یعنی قرض دار مفلس ہو جائے اور (بیچنے والا) اپنا مال خریدار کے پاس موجود پائے تو ایسی صورت میں وہ مال بیچنے والے ہی کا ہوگا (اور وہ اس کو حاصل کر لے) [1] اور کچھ رقم حاصل کر لے (اور ادائیگی سے پہلے خریدار مفلس ہو جائے) تو ایسی صورت میں بائع یعنی بیچنے والا بھی ان قرض خواہوں میں شامل ہو جائے گا (جن کو اس مفلس شخص سے رقم وصول طلب ہے) اور اس کا حصہ بھی دوسرے قرض خواہوں کے حصہ کے برابر برابر ہوگا۔ [2] اس کی روایت دار قطنی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ابن ماجہ کی سند میں ابن عیاش ہیں جن کو امام احمد نے ثقہ قرار دیا ہے' یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے اور امام طحاوی نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی ہے اور عبد الرزاق نے اس کی روایت اپنی سند کے ساتھ کی ہے۔

[1] اور اگر کوئی شخص اپنا مال کسی کے ہاتھ کچھ نقد اور کچھ اُدھار فروخت کر کے کچھ رقم باقی رکھے۔
[2] جتنی رقم اس کے پاس سے حاصل ہو وہ سب قرض خواہوں میں مساوی تقسیم کی جائے گی۔

۳۳۴۷ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ اُصِیْبَ رَجُلٌ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ثِمَارٍ اِبْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَیْنُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوْا عَلَیْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَیْهِ فَلَمْ یَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءِ دَیْنِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِغُرَمَائِهٖ خُذُوْا مَا وَجَدْتُّمْ وَلَیْسَ لَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں ایک شخص (جو پھلوں کی تجارت کیا کرتا تھا) کو (ایک باغ کے) پھلوں پر جن کو اس نے خریدا تھا (کسی وجہ سے) سخت نقصان ہوا جس کی وجہ سے وہ بے حد مقروض ہو گیا (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: اس شخص پر کچھ خیرات کرو (تا کہ اس کی مدد ہو جائے)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (حسب استطاعت اس کو) خیرات دی۔ اس کے باوجود بھی (اس رقم سے) ان کا قرض پورا ادا نہ ہو سکا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے دام داروں سے ارشاد فرمایا: (سر دست) تم کو جو بھی ملا ہے لے لو۔ اس لیے کہ اس کے پاس (ادائیگی کے لیے) کچھ اور نہیں ہے[1] اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] ہاں! آئندہ اگر وہ خوشحال ہو جائے تو تم کو اپنا بقیہ قرض وصول کرنے کا حق ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تنگ حال کو مہلت دینا واجب ہے اور مسلم معاشرہ پر ایسے شخص کی امداد

واجب ہے اور مہلت سے قرض کی ادائیگی ساقط نہیں ہوتی' بلکہ آئندہ خوش حالی پر دین دار کو چاہیے کہ اپنا قرض واپس کر دے اور قرض دہندہ کو بھی اپنی بقیہ رقم لینے کا حق رہتا ہے۔ (مرقات)

۳۳۴۸ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ شَابًّا سَخِيًّا وَّكَانَ لَايُمْسِكُ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ يَدَّانُ حَتّٰى اَغْرَقَ مَالَهٗ كُلَّهٗ فِي الدَّيْنِ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهٗ لِيُكَلِّمَ غُرَمَاءَهٗ فَلَوْ تَرَكُوْا لِاَحَدٍ لَتَرَكُوْا لِمُعَاذٍ لِاَجَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَاعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ مَالَهٗ حَتّٰى قَامَ مُعَاذٌ بِغَيْرِ شَيْءٍ رَّوَاهُ سَعِيْدٌ فِيْ سُنَنِهٖ مُرْسَلًا وَّرَوٰى اَنَّ مُعَاذًا كَانَ يَدَّانُ فَاَتٰى غُرَمَاءُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَهٗ كُلَّهٗ فِيْ دِيْنِهٖ حَتّٰى قَامَ مُعَاذٌ بِغَيْرِ شَيْءٍ مُّرْسَلٌ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَلَمْ يُوْجَدْ فِي الْاُصُوْلِ اِلَّا فِي الْمُنْتَقٰى وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهٗ وَعُقُوْبَتَهٗ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يُحِلُّ عِرْضَهٗ يُغْلِظُ لَهٗ وَعُقُوْبَتَهٗ يُحْبَسُ لَهٗ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارَقُطْنِيِّ وَابْنِ عَدِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ الْيَدُ وَاللِّسَانُ.

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک نوجوان اور سخی آدمی تھے اور اپنے پاس کوئی چیز نہ رکھتے تھے (دوسروں کو دے دیا کرتے تھے) اس وجہ سے ہمیشہ مقروض رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کا تمام تر سرمایہ (قرض کی ادائیگی میں) ختم ہو گیا۔ (اس کے باوجود بھی قرض باقی رہ گیا تو) یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے تاکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم قرض خواہوں سے گفتگو فرمائیں۔[1] اگر وہ کسی کو معافی دینے کے موقف میں ہوتے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا قرض ضرور چھوڑ دیتے۔ (یہ حالت دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا رہا سہا سامان بھی بکوا دیا' یہاں تک کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بالکل خالی ہاتھ رہ گئے۔ یہ حدیث مرسل ہے اور یہ الفاظ مصابیح کے ہیں لیکن یہ حدیث اصول یعنی صحاح ستہ میں نہیں ہے' البتہ! منتقی میں موجود ہے اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مال دار (جو شخص قرض ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہے لیکن ادائیگی قرض میں) دیر کرتا ہے اور ٹال مٹول کرتا ہے تو (قرض دینے والے کے لیے یہ جائز ہو جاتا ہے کہ) اس کو بے آبرو کرے یا سزا دے۔ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ بے آبرو کا مطلب یہ ہے کہ (اس کو شرم دلانے کے لیے) سخت سست کہا جائے اور سزا سے مراد یہ ہے کہ اس کو قید کروایا جائے اور دارقطنی اور ابن عدی کی روایت میں اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ صاحب حق یعنی قرض دینے والے کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ (قرض لینے والے کے) خلاف اپنے ہاتھ اور اپنی زبان کو استعمال کرے۔

[1] تاکہ وہ یا تو پورا قرض معاف کر دیں یا اس میں سے کچھ حصہ چھوڑ دیں' چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہوں سے گفتگو فرمائی تو پتہ چلا کہ قرض خواہ اس موقف میں نہیں ہیں۔

مقروض کی حالتوں کے اعتبار سے قرض وصول کرنے کے طریقے

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ مقروض مال دار ہونے کے باوجود قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرے تو اس کی بے آبروئی کرنا اور اس کو سزا دینا جائز ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مقروض باوجود استطاعت کے قرض ادا کرنے میں دیر کرے تو اس کو قید کروایا جا سکتا ہے۔ ہاں! اگر مقروض مال دار نہ ہو اور تنگ دست ہو تو اس کی بے آبروئی کرنا اور اس کو سزا دلوانا درست نہیں' بلکہ

اس کو مہلت دینا چاہیے اور مالدار مقروض کو قرض کی ادائیگی کی وجہ سے قید کروانا احناف اور حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما کے نزدیک جائز ہے اور جمہور ائمہ کا قول یہ ہے کہ حاکم وقت مقروض کی جائداد کو فروخت کر دے جیسا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو صدر میں گزری ہے ثابت ہوتا ہے اور ایسا مقروض جو تنگ دست ہو تو اس بارے میں جمہور ائمہ کا قول یہ ہے کہ اس کو قید نہ کروایا جائے' لیکن حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ایسے مقروض کے ساتھ ساتھ قرض دینے والا لگا رہے اور زبان سے تقاضا کرتا رہے' چنانچہ مذکورہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد لصاحب الحق الید واللسان سے یہی مراد ہے۔ (نیل الاوطار' ہدایہ)

٣٣٤٩ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلٰى رَجُلٍ حَقٌّ فَمَنْ اَخَّرَهُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کا کسی پر کوئی حق ہو (جیسے قرض وغیرہ اور وہ اس (کی وصولی) میں (قرض دار کی حالت کے اعتبار سے) اس کو مہلت دے تو ہر دن (اس مہلت کے بدلہ) صدقہ ہوگا (ہر دن اس مہلت کے معاوضہ میں اس کو نیکیاں ملتی رہیں گی)۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

مسلمانوں کا باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا مشروع ہے

ف: مذکورہ احادیث شریفہ میں قرض دار کو مہلت دینے والے کو جس اجر اور فضیلت کی خوشخبری دی گئی ہے' اس بارے میں صاحب نیل الاوطار نے فرمایا ہے کہ قرآن اور احادیث کی رُو سے مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کی ضرورت کا رفع کرنا' حاجت کو پورا کرنا' تکلیف کا دفع کرنا اور فاقہ میں کھانا کھلانا مشروع ہے اور ان چیزوں کا ثواب ہے' اس لیے کہ ان کی فضیلت میں جابجا قرآن میں ترغیب اور احادیث شریفہ میں تاکید وارد ہوئی ہے۔

٣٣٥٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے کارندہ سے کہا کرتا تھا کہ جب تم (قرض وصول کرنے) کسی تنگدست کے پاس جاؤ تو (ناداری کی وجہ سے) اس سے درگزر کیا کرو' ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ (اس کی وجہ سے) ہم سے درگزر فرمائے۔ اس شخص کا انتقال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل (کی برکت) سے اس سے درگزر فرما دیا (یعنی گناہوں کو معاف فرما دیا)۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو مخلوق پر رحم کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم فرماتا ہے۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٣٥١ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُّعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی سختیوں سے بچائے تو اس کو چاہیے کہ ایسے مقروض کو جو تنگدست ہو' مہلت دے (وصولی قرض میں جلدی نہ کرے) یا پھر اس کو (قرض کی ادائیگی سے

جزوی یا کلی طور سے) معاف کر دے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٣٥٢ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَنْجَاهُ اللّٰهُ مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص (قرض کے وصول کرنے میں) مفلس کو مہلت دے یا (جزاً یا کلاً اس کے قرض کو) معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو روز قیامت کی سختیوں سے بچائے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٣٥٣ - وَعَنْ اَبِي الْيَسَرِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو یسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی مفلس کو مہلت دے یا (جزاً یا کلاً اس کے قرض کو) معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے (عرش کے) سایہ میں جگہ دے گا (جس دن کوئی اور سایہ نہ ہوگا)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ان مسائل کا بیان جن میں نوافل فرائض پر فضیلت رکھتے ہیں

ف: واضح ہو کہ فرائض نوافل پر ۷۰ درجہ فضیلت رکھتے ہیں' لیکن بعض مسائل ایسے بھی ہیں جن میں نوافل فرائض پر فضیلت رکھتے ہیں۔ مثلاً مفلس کو جزوی یا کلی طور پر قرض سے معافی دے دینا مستحب ہے اور قرض کی ادائیگی میں مہلت دینا واجب ہے۔ اگر کوئی شخص مقروض کو معافی دے دے تو یہ امر مستحب فضیلت رکھتا ہے مہلت دینے پر جو واجب ہے۔ (۲) سلام کی ابتداء مستحب ہے اور سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ یہاں بھی سلام میں پہل کرنا افضل ہے جواب دینے پر' حالانکہ سلام کا جواب دینا فرض ہے' اس لیے کہ سلام میں پہل کرنا تواضع کی علامت ہے اور جو تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرماتے ہیں۔ (۳) وقت نماز سے پہلے وضوء کرنا مستحب ہے اور جب نماز کا وقت شروع ہو جائے تو وضو کرنا فرض ہے۔ یہاں بھی نماز کے وقت سے پہلے وضو کرنا افضل ہے' وقت نماز کے شروع ہونے پر وضو کرنے سے جو فرض ہے۔ مذکورہ بالا تینوں امور میں نوافل اور مستحبات فرائض اور واجبات پر فضیلت رکھتے ہیں۔ (مرقات)

٣٣٥٤ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ اَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَشَفَ سَجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَشَارَ بِيَدِهِ اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی میں ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا تقاضا کیا اور (گفتگو میں) دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں' یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ان آوازوں کو سن لیا جب کہ آپ اپنے حجرۂ مبارکہ میں تھے۔ اس میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے حجرۂ شریفہ سے باہر آنے کا ارادہ فرمایا اور پردہ ہٹا کر کعب بن مالک کو آواز دی' کعب نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں! تو حضور انور ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ اپنا آدھا قرض معاف کردو' کعب نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے معاف کر دیا (اور آپ کے حکم کی تعمیل کر دی) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا کہ تم بقیہ قرض فوراً ادا کر دو! (بخاری ومسلم)

ف: اس حدیث شریف سے حسب ذیل مسائل معلوم ہوتے ہیں: (۱) قرض کے تقاضے میں شدت نہیں کرنا چاہیے۔ (۲) اپنے حق سے قرض دار کی حالت کے اعتبار سے جزاً یا کلاً دستبردار ہونا چاہیے۔ (۳) ایسے امور میں سفارش جائز ہے جو غیر شرعی نہ ہو۔

(مرقات اور اشعۃ اللمعات)

۳۳۵۵- وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اس حالت میں وفات پائے کہ وہ کبر اور غرور سے بری ہو (کبر یہ ہے کہ حق کو قبول نہ کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے) اور خیانت سے اس کا دامن پاک ہو اور وہ کسی کا قرض دار نہ ہو تو ایسا شخص جنت میں داخل ہوگا۔ (اس سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں صفات دخول جنت سے مانع ہیں)۔ اس حدیث کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۳۳۵۶- وَعَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ اسْتَسْلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنْ رَّجُلٍ دَرَاهِمَ ثُمَّ قَضٰى خَيْرًا مِّنْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ هٰذِهٖ خَيْرٌ مِّنْ دَرَاهِمِي الَّتِيْ اَسْلَفْتُكَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتُ وَلٰكِنْ نَّفْسِيْ بِذٰلِكَ طَيِّبَةٌ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِيْ مُوَطَّاهُ وَقَالَ وَبِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اِذَا كَانَ مِنْ غَيْرِ شَرْطٍ اُشْتُرِطَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک صاحب سے چند درہم قرض لیے اور مقروضہ درہم سے زیادہ واپس کیے۔ اُن صاحب نے (اس خیال سے کہ کہیں یہ سود نہ ہو جائے) کہا میں نے جتنے درہم قرض دیے تھے یہ تو اُن سے زائد ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بھی اس کو جانتا ہوں لیکن میں یہ اضافہ درہم تم کو (بلا شرط) بخوشی دے رہا ہوں۔ اس کی روایت امام محمد نے اپنی موطا میں کی ہے اور کہا ہے کہ ہم حضرت ابن عمر کے قول کو اختیار کرتے ہیں اور یہ (قرض کی رقم سے زائد رقم واپس دینا جب کہ بغیر شرط کے ہو۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے۔

۳۳۵۷- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا تَقَاضٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَغْلَظَ لَهٗ فَهَمَّ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَّاشْتَرُوْا لَهٗ بَعِيْرًا فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ قَالُوْا لَا نَجِدُ اِلَّا اَفْضَلَ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ اشْتَرُوْهُ فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے (جس سے رسول اللہ ﷺ نے ایک اُونٹ قرض لیا تھا) آپ سے تقاضا کیا اور اس میں شدت اور سختی کی (رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں اس کے اس رویہ کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (اس کو مارنے کے ارادہ سے) اُٹھے، حضور ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا: تم لوگ اس کو اس طرح نہ دھمکاؤ، اس لیے کہ حق دار کو سخت سست کہنے کا حق ہے، پھر (حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر) فرمایا: اس کو ایک اُونٹ خرید کر دے دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: (یارسول اللہ! ہم تو دین کے لیے تیار ہیں لیکن) اس وقت ہمارے پاس جو اُونٹ ہیں وہ اس کے (دیئے ہوئے) اُونٹ سے عمر میں بڑے (اور بہتر) ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: (کوئی حرج نہیں) انہیں میں سے ایک اُونٹ خرید کر دے دو (اور یاد رکھو) کہ بہتر آدمی وہی ہے جو (اپنے قرض کو) خوبی کے ساتھ ادا کرے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی

ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس واقعہ سے حضور ﷺ کے کمال خلق اور انصاف پسندی اور عدل کا ثبوت ملتا ہے جو دلیل ہے آپ کے پیغمبر برحق ہونے کی' چنانچہ اس واقعہ سے وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ اس حدیث سے دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ قرض میں لیے ہوئے مال سے اچھا مال دینا مستحب ہے' بلکہ زائد مال بھی دیا جا سکتا ہے بشرطیکہ زیادتی کے لیے کوئی شرط نہ کی گئی ہو ورنہ وہ سود ہو جائے گا۔

۳۳۵۸ - وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جلبت اَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِّنْ هَجَرٍ فَاَتَيْنَا بِهٖ مَكَّةَ فَجَاءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِىْ فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيْلَ فَبِعْنَاهُ وَثَمَّ رَجُلٌ يَزِنُ بِالْاَجْرِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زِنْ وَارْجِحْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ میں اور مخرفہ عبدی مقام ہجر سے (بیچنے کے لیے) کچھ کپڑے لے کر مکہ معظمہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ چلتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے شلوار کا معاملہ فرمایا اور ہم نے اس کو آپ کے ہاتھ بیچ دیا۔ ہمارے ہاں تولنے والا ایک ملازم تھا۔ حضور ﷺ نے اس شلوار کی قیمت کے معاوضہ جو جنس تول میں دی تو فرمایا: (اے تولنے والے) ذرا جھکتا تول (تاکہ فریق ثانی کو فائدہ پہنچے) اس سے معلوم ہوا کہ تولتے وقت جھکتا تولنا چاہیے۔ اس حدیث کی روایت امام احمد' ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۳۵۹ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ لِيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر میرا کچھ قرض تھا (اور جب حضور ﷺ نے ادا کرنا چاہا) تو آپ نے میرا پورا قرض ادا فرما دیا' بلکہ کچھ زائد عطا فرمایا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۳۶۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِىْ رَبِيْعَةَ قَالَ اِسْتَقْرَضَ مِنِّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا فَجَاءَهٗ مَالٌ فَدَفَعَهٗ اِلَيَّ وَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الحمد والاداء رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (غزوۂ حنین کے موقع پر) نبی کریم ﷺ نے مجھ سے چالیس ہزار درہم قرض حاصل فرمائے اور جب آپ کے پاس مال آ گیا تو حضور ﷺ نے میرا قرض ادا فرما دیا اور یہ دعا بھی دی: بارک اللہ تعالی فی اھلک و مالک (اللہ تعالی تیرے اہل و عیال اور مال میں برکت دے) اور یہ بھی فرمایا کہ قرض کا بدلہ شکریہ اور قرض کا ادا کرنا ہے[1] اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] قرض دار کی دعا سننے کے بعد قرض دینے والا یوں جواب دے کہ تم نے میرا پورا قرض ادا کر دیا' اللہ تعالی تم کو پورا پورا حق دے دے۔

۳۳۶۱ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ فَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيْءٍ فَلْيَتْبَعْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مال دار کا (اپنے قرض) کی ادائیگی میں (باوجود استطاعت کے) دیر کرنا ظلم ہے (اور حرام ہے) اور کوئی (تنگ دست) قرض دار (اپنا قرض ادا نہ کر سکے اور) کسی مال دار کا حوالہ دے دے تو قرض دار کو چاہیے کہ (اس حوالہ کو) قبول کر لے۔ اس کی روایت مسلم اور بخاری نے متفقہ

طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حوالہ قبول کرنے کی ایک مثال یہ ہو سکتی ہے کہ زید نے بکر سے قرض لیا اور زید مال دار ہے اور ایک تیسرے شخص نے بکر سے قرض لیا اور بکر نے اپنے قرض کا مطالبہ کیا تو اگر بکر نے قرض کا حوالہ زید پر دیا جس کا وہ مقروض ہے تو ایسی صورت میں تیسرے شخص کو چاہیے کہ وہ اس حوالہ کو قبول کرے بشرطیکہ زید بھی اس حوالہ کو مان لے۔

۳۳۶۲ - وَعَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَقَالَ فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قِيْلَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ اُتِيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کی نماز پڑھ دیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس پر کوئی قرض تو نہیں ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں (یارسول اللہ) یہ سن کر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور جنازہ لایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہی دریافت فرمایا کہ یہ مقروض تو نہیں؟ عرض کیا گیا: جی ہاں! مقروض تو ہے! اس پر آپ نے دریافت فرمایا کہ (ادائیگی قرض کے لیے) کچھ چھوڑ کر مرا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں! تین دینار (چھوڑ کر انتقال کیا ہے!) یہ سن کر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ کچھ دیر بعد ایک اور جنازہ لایا گیا' آپ نے وہی سوال فرمایا کہ یہ مقروض تو نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں! یہ مقروض ہے! آپ نے پھر دریافت فرمایا (ادائیگی قرض کے لیے) اس نے کچھ چھوڑا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: نہیں' یارسول اللہ! یہ سن کر آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم اپنے دوست کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ یہ سن کر ابو قتادہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ دیجیے۔ میں اس کا قرض ادا کر دوں گا۔ یہ سن کر آپ نے اُس کی نماز جنازہ پڑھ دی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مقروض ہو کر مرنا ادائیگی کے لیے کچھ نہ رکھنا بہت برا ہے اور اس کی وعید ہے۔

۳۳۶۳ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلٰى صَاحِبِكُمْ دَيْنٌ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ هَلْ تَرَكَ لَهٗ مِنْ وَفَاءٍ قَالُوْا لَا قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيَّ دَيْنُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَّعْنَاهُ وَقَالَ فَكَّ اللّٰهُ رِهَانَكَ مِنَ النَّارِ كَمَا فَكَكْتَ رِهَانَ اَخِيْكَ الْمُسْلِمِ لَيْسَ مِنْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا تا کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں' آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ عرض کیا گیا: جی ہاں! پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا اس نے اتنا مال چھوڑا ہے جس سے اس کا قرض ادا ہو جائے۔ صحابہ نے عرض کیا: نہیں (یارسول اللہ!) اس پر آپ نے فرمایا: تم ہی اپنے دوست کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ (یہ دیکھ کر) حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس کا قرض ادا کرنا میرے ذمہ ہے! (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے اور اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ ایک اور

عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يَقْضِىْ عَنْ اَخِيْهِ دَيْنَهُ اِلَّا فَكَّ اللّٰهُ رِهَانَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

روایت بھی اسی کے ہم معنی ہے اور اس میں یہ مضمون زیادہ ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! جس طرح تم نے اپنے بھائی کو قرض کے بوجھ سے آزاد کیا ہے' اللہ تعالیٰ تم کو بھی دوزخ کی آگ سے بچائے! پھر فرمایا) جو مسلمان بندہ اپنے بھائی کا قرض ادا کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی سختیوں سے بچائے گا۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

٣٣٦٤ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْاَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهٖ قَضَاءً فَاِنْ حُدِّثَ اَنَّهٗ تَرَكَ وَفَاءً صَلّٰى وَاِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَامَ فَقَالَ اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّىَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَىَّ قَضَاؤُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں جب کبھی کوئی جنازہ لایا جاتا اور وہ مقروض ہوا کرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دریافت فرما لیتے کہ کیا یہ شخص اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ چھوڑ کر مرا ہے! اگر یہ بیان کیا جاتا کہ اس نے اتنا مال چھوڑا ہے جو قرض کی ادائیگی کے لیے کافی ہو تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ لیتے' ورنہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے کہ تم اپنے بھائی کی نماز پڑھ لو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مال غنیمت (کے دروازے) کھول دیئے (اور کشادگی نصیب ہوئی) تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر یوں خطبہ ارشاد فرمایا کہ (سنو!) میں مسلمانوں کے لیے ان کی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں تو جو (نادار) شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس پر قرض ہو تو اس کے قرض کو ادا کرنے کا میں زیادہ ذمہ دار ہوں اور جو شخص متروکہ چھوڑ کر مرے تو وہ مال اس کے وارثوں کا ہوگا۔ ۱ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱ یہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی اُمت پر ایک بڑا احسان اور کرم ہے' جس پر یہ اُمت جتنا فخر کرے' کم ہے۔

ف: اس حدیث میں ارشاد ہے کہ جو نادار شخص مقروض مرے تو میں اس کا کفیل ہوں۔ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث ناسخ ہے' اس حدیث کی جس میں یہ ارشاد فرمایا گیا تھا کہ نادار شخص کی نماز جنازہ تم لوگ ادا کر لو میں نہیں پڑھاؤں گا اور امام بخاری نے بھی ترجمۃ الباب میں اس مضمون کا اشارہ کیا ہے جیسا کہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔

٣٣٦٥ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اَدَاءَهَا اَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ اَخَذَ يُرِيْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو لوگوں سے قرض لے اور اس کے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ (اس کی نیت کی خوبی کی وجہ سے) ادائیگی قرض کا سامان (غیب سے) فرما دیتے ہیں۔ اور جو شخص اس نیت سے قرض لے کر اس کو ادا نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ (اس کی بدنیتی کی وجہ سے) اس کو برباد کر دیتے ہیں ۱ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۱ ادائیگی قرض میں اس کی اعانت نہیں فرماتے جس کی وجہ سے وہ نہ تو قرض ادا کر سکتا ہے اور نہ خوش حال رہ سکتا ہے۔

۳۳۶۶ - وَعَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا مُّقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ يُّكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّىْ خَطَايَاىَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَلَمَّا اَدْبَرَ نَادَاهُ فَقَالَ نَعَمْ اِلَّا الدَّيْنَ، كَذٰلِكَ قَالَ جِبْرِيْلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) ایک صاحب نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں راہ خدا میں ایسی حالت میں شہید ہو جاؤں کہ (میدان جنگ میں) ثابت قدم تھا اور (لڑائی میں) اللہ تعالیٰ ہی سے ثواب کا طالب تھا اور آگے ہی بڑھتا رہا' پیچھے کبھی نہ ہٹا تو کیا ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ میرے سب گناہ معاف فرما دیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں (یہ سن کر) جب وہ صاحب واپس ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو آواز دے کر بلایا اور فرمایا: سنو! ہاں (سارے گناہ تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے) مگر قرض (جو حقوق العباد ہے وہ معاف نہ ہوگا) اور یہی بات مجھ سے جبریل علیہ السلام نے (بطور وحی کے) کہی ہے۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقوق العباد کی ادائیگی کس قدر اہم ہے)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۳۶۷ - وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جَحْشٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا بِفَنَاءِ الْمَسْجِدِ حَيْثُ يُوْضَعُ الْجَنَائِزُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَيْنَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهُ قِبَلَ السَّمَاءِ فَنَظَرَ ثُمَّ طَاْطَاَ بَصَرَهُ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى جَبْهَتِهٖ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا نَزَلَ مِنَ التَّشْدِيْدِ قَالَ فَسَكَتْنَا يَوْمَنَا وَلَيْلَتَنَا فَلَمْ نَرَ اِلَّا خَيْرًا حَتّٰى اَصْبَحْنَا قَالَ مُحَمَّدٌ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا التَّشْدِيْدُ الَّذِىْ نَزَلَ قَالَ فِى الدَّيْنِ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يُقْضٰى دَيْنُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَفِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ نَحْوَهٗ.

حضرت محمد بن عبداللہ جحش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم (یعنی صحابہ کرام) مسجد نبوی کے صحن میں اس مقام پر بیٹھے ہوئے تھے' جہاں جنازے (نماز جنازہ کے لیے) رکھے جاتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے' یکا یک آپ نے اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھائیں اور (آسمان کی طرف کچھ) ملاحظہ فرمایا اور نظریں نیچی فرمالیں اور پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھ کر (بطور حیرت اور استعجاب کے) فرمایا: پاک ہے اللہ! پاک ہے اللہ! آج کس قدر سختی نازل ہوئی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ (یہ سن کر) ہم ایک دن اور ایک رات خاموش رہے (اس انتظار میں کہ دیکھیں کیا سختی پیش آتی ہے؟) لیکن ہم کو بجز بھلائی کے کوئی اور چیز نظر نہ آئی' یہاں تک کہ (دوسرا دن) شروع ہو گیا۔ راوی حدیث محمد بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے جرات کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور! وہ کیا سختی تھی جس کا آپ نے کل ذکر فرمایا تھا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سنو! (وہ سختی) قرض کے بارے میں تھی! (یہ کہہ کر آپ نے فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے (ادائیگی قرض کی اتنی اہمیت ہے کہ) اگر کوئی شخص خدا کی راہ میں مارا جائے پھر زندہ ہو' پھر اللہ کی راہ میں شہید ہو' پھر زندہ ہو' پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے' پھر زندہ ہو' اور اس پر کچھ قرض ہو تو بھی وہ (اتنی بار راہِ خدا میں مارے جانے کے باوجود) اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور شرح السنہ میں بھی اسی طرح مروی ہے۔

٣٣٦٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شہید کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے مگر قرض معاف نہیں کیا جائے گا۔

٣٣٦٩ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهٖ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ رَوَاهُ الشَّافِعِىُّ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِىُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن کی روح معلق رہتی ہے (یعنی جنت میں داخل نہیں کی جاتی) جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ ہو جائے۔ اس کی روایت امام شافعی' احمد' ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

٣٣٧٠ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبُ الدَّيْنِ مَاْسُوْرٌ بِدَيْنِهٖ يَشْكُوْ اِلٰى رَبِّهِ الْوَحْدَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرض دار قیامت تک (اپنے قرض کی وجہ سے) محبوس رہے گا (صالحین اور شفاعت کرنے والوں کی صحبت سے دُور رکھا جائے گا) جس کی وجہ سے وہ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے اپنی تنہائی (کی وحشت) کا شکوہ کرے گا۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

٣٣٧١ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْاَطْوَلِ قَالَ مَاتَ اَخِىْ مَاتَ وَتَرَكَ ثَلَاثُ مِائَةِ دِيْنَارٍ وَّتَرَكَ وَلَدًا صِغَارًا فَاَرَدْتُّ اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَخَاكَ مَحْبُوْسٌ بِدَيْنِهٖ فَاقْضِ عَنْهُ قَالَ فَذَهَبْتُ فَقَضَيْتُ عَنْهُ ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ قَضَيْتُ عَنْهُ وَلَمْ تَبْقِ اِلَّا امْرَاَةً تَدَّعِىْ دِيْنَارَيْنِ وَلَيْسَتْ لَهَا بَيِّنَةٌ قَالَ اَعْطِهَا فَاِنَّهَا صَادِقَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت سعید بن الاطول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی کا انتقال ہو گیا اور انہوں نے تین سو دینار اور چھوٹے بچے چھوڑے' میں نے چاہا کہ اس رقم کو بچوں پر خرچ کر دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اس ارادہ کا علم ہوا تو ارشاد فرمایا: سنو! تمہارا بھائی اللہ کے پاس اس قرض کی وجہ سے قید ہے' لہٰذا (پہلے) قرض ادا کر دو' چنانچہ میں نے جا کر سارا قرض ادا کر دیا۔ پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے اپنے بھائی کا سارا قرض ادا کر دیا ہے' البتہ! ایک عورت باقی رہ گئی ہے جو دو دینار قرض بتاتی ہے لیکن اس کا کوئی گواہ موجود نہیں ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (بنظر احتیاط فرمایا) وہ سچی ہے (وہ دینار) اس کو ادا کر دو۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ میت کا قرض ادا کرنا میراث کی تقسیم پر مقدم ہے۔

٣٣٧٢ - وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ يَّلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِىْ نَهَى اللّٰهُ عَنْهَا اَنْ يَّمُوْتَ رَجُلٌ وَّعَلَيْهِ دَيْنٌ لَّا يَدَعُ لَهٗ قَضَاءً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ممنوعہ کبیرہ گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ اللہ کے پاس یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے کہ اس کا انتقال ایسی حالت میں ہوا ہو کہ اس پر قرض ہو اور اس نے اتنا مال نہ چھوڑا ہو جس سے اس کا قرض ادا ہو جائے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٣٧٣ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِىِّ عَنِ

حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا وَّالْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى شُرُوْطِ اِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْدَاوُدَ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهُ عِنْدَ قَوْلِهٖ شُرُوْطِهِمْ.

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے مگر ایسی صلح نہیں جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دے (مثلاً کوئی مال دار بیوی اپنے مفلس شوہر پر یہ دباؤ ڈالے کہ وہ دوسری شادی نہ کرے اور حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ) مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے شروط یعنی عہد کی پابندی کریں لیکن ایسی شرط ناجائز ہے جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دے۔[1] اس کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] مثلاً کوئی شخص کسی ضرورت مند کو اس شرط پر قرض دے کہ وہ واپسی کے وقت اتنی رقم زائد ادا کرے گا۔

ف: اس حدیث کی مناسبت اس باب سے اس طرح ہے کہ آدمی عموماً غربت اور افلاس کی وجہ سے دب کر خلاف شرع شرائط قبول کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اسی طرح صلح کے وقت بھی ہوا کرتا ہے' لہٰذا دولت مند اور صاحب اقتدار حضرات کو چاہیے فریق مخالف کی کمزوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں اور نہ اس کو خلاف شرع اُمور پر مجبور کریں۔

بَابُ الشِّرْكَةِ وَالْوَكَالَةِ وَالْمُضَارَبَةِ

معاملات اور کاروبار میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہونے' دوسرے کو اپنے کاروبار کا وکیل بنانے اور ایک کا پیسہ اور دوسرے کی محنت سے کاروبار انجام دینے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ. (ص:۲۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور بے شک اکثر ساجھے والے (شرکاء) ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں' مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔ (کنز الایمان)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا. (الکھف:۱۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر شہر میں بھیجو' پھر وہ غور کرے کہ وہاں کون سا کھانا زیادہ ستھرا ہے کہ تمہارے لیے اس میں سے کھانے کو لائے اور چاہیے کہ نرمی کرے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے۔ (کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: مذکورہ دونوں آیتوں میں سے پہلی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ شرکت معاملات میں درست ہے اور دوسری آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ معاملات میں وکالت جائز ہے' جیسا کہ اصحاب کہف نے اپنی طرف سے ایک شخص کو وکیل بنا کر بھیجا تا کہ وہ ان کے لیے حلال کھانا لائے۔

٣٣٧٤ - عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّهٗ كَانَ يَخْرُجُ بِهٖ جَدُّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ اِلَى السُّوْقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ اَشْرِكْنَا فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيُشْرِكُهُمْ فَرُبَّمَا اَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا اِلَى الْمَنْزِلِ وَكَانَ

حضرت زہرہ بن معبد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ان کے دادا حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ ان کو بازار لے جاتے اور غلہ خریدا کرتے۔ وہاں اُن سے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم ملتے اور فرماتے کہ خریداری میں ہم کو بھی شریک کر لو کہ نبی کریم ﷺ نے تمہارے لیے برکت کی دعا فرمائی ہے' چنانچہ وہ ان حضرات کو اپنی خریداری میں شریک کر لیا کرتے (راوی کہتے ہیں کہ میرے دادا کو حضور اقدس ﷺ کی دعا کی برکت سے

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ ذَهَبَتْ بِهٖ اُمُّهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ رَأْسَهٗ وَدَعَا لَهٗ بِالْبَرَكَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کاروبار میں اتنا فائدہ ہوا کہ) وہ کبھی (فائدہ میں) اُونٹ لاد کر (غلہ) اپنے گھر لے جایا کرتے۔ (راوی کہتے ہیں دعا کی برکت کا واقعہ یہ ہے کہ) عبداللہ بن ہشام کو اُن کی والدہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا تو حضور اقدس ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اُن کے لیے برکت کی دعاء فرمائی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کاروبار میں دوسرے کو شریک کرنا جائز ہے۔

۳۳۷۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اِخْوَانِنَا النَّخِيْلَ قَالَ لَا تَكْفُوْنَنَا الْمَؤُنَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں قیام کیا اور رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ کروا دیا جس کے نتیجے میں انصار نے اپنے مال و اسباب یہاں تک کہ اپنی زائد بیویوں کو طلاق دے کر اپنے مہاجرین بھائیوں کے نکاح میں دے دیا)۔ انصار نے (اسی جذبۂ ایثار کے پیش نظر) رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہمارے اور (مہاجرین) بھائیوں کے درمیان کھجور کے درختوں کی بھی تقسیم فرما دیجیے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (یہ لوگ کاشتکاری نہیں جانتے' اس لیے) ان کی محنت تم اپنے ذمہ رکھو یعنی کھیتوں کا پانی دینا اور نگرانی کرنا ان کے ذمہ رہے گا) اور پیداوار میں ہم تمہارے شریک رہیں گے (اور محنت کے اعتبار سے پیداوار کی تقسیم کر دینا۔ انصار کہنے لگے: (یارسول اللہ!) ہم کو یہ ارشاد بہ سروچشم منظور ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فریقین میں ایک کی مِلک یا رقم ہو اور دوسرے کی محنت ہو تو منافع میں فریقین کا حسب معاہدہ شریک ہونا جائز ہے۔

۳۳۷۶ - وَعَنْهُ رَفَعَهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ اَنَا ثَالِثُ الشَّرِيْكَيْنِ مَالَمْ يَخُنْ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ فَاِذَا خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَزَادَ رَزِيْنٌ وَّجَاءَ الشَّيْطَانُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ (کسی کاروبار میں) دو آدمی شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اُن کے ساتھ تیسرا خود ہوتا ہوں (تا کہ ان کے مال کی حفاظت اور اس میں خیر و برکت ہو' یہ اس وقت تک ہے) جب تک کہ اُن میں سے کوئی ایک اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت اور بددیانتی نہ کرے اور اگر ان میں سے کسی ایک نے خیانت کی تو میں ان کے پاس سے ہٹ جاتا ہوں (جس سے معاملہ کی خیر و برکت اور حفاظت ختم ہو جاتی ہے) اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور رزین نے اس روایت کے آخر میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ (جب فریقین کے درمیان خیانت آ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ وہاں سے ہٹ جاتے ہیں) اور شیطان آ جاتا ہے (جس کی وجہ سے نفاق' بے برکتی اور نقصان شروع ہو

جاتا ہے)۔

ف: نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں خیانت سے بچ کر شرکت کے ساتھ معاملات انجام دینے کی ترغیب ہے۔

۳۳۷۷ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَّنْ خَانَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص تم پر اعتماد اور بھروسہ کرے تو تم اس کے اعتماد کو پورا کرو[1] اور جو شخص تمہارے ساتھ خیانت کرے تو (اس کے بدلہ میں تم بھی اس کے ساتھ) خیانت نہ کرو۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

[1] اگر امانت رکھائی ہے تو حفاظت کرو اور مطالبہ پر واپس کرو اور اگر کوئی کام سپرد کرے تو اس کو دیانت کے ساتھ پورا کرو اور حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو تمہارے ساتھ خیانت کرے تم اس کے ساتھ خیانت نہ کرو۔

امانت اور خیانت کا بیان

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جو شخص تمہارے ساتھ خیانت کرے تم اُس کے ساتھ خیانت نہ کرو اس کا مطلب یہ ہے کہ خیانت کا بدلہ خیانت سے نہ دو ورنہ تم بھی خائن ہو جاؤ گے لیکن ایسی صورت میں خیانت ہو گی جب کہ کسی شخص نے تمہارے پاس کچھ امانت رکھائی ہو اور وہ تمہارا مقروض بھی ہو۔ اگر وہ شخص تمہارے قرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرے اور اپنی امانت اس سے لینا چاہے تو تم اپنا حق اس امانت میں سے بجنسہ یا کوئی اور تدبیر سے روک کر باقی مال واپس کر دو تو یہ خیانت نہ ہو گی اس لیے کہ تم نے اپنا حق لیا ہے۔ اس کی تائید حضور اقدس ﷺ کے ارشاد سے ہوتی ہے جب کہ ابوسفیان کی بیوی نے آپ سے شکایت کی کہ ابوسفیان گھر کا خرچ دینے میں بخل سے کام لیتے ہیں تو حضور انور ﷺ نے ابوسفیان کی بیوی سے فرمایا: دستور کے مطابق تم اپنے اور اپنے بچوں کا خرچ اُن کے مال سے جو کفایت کے درجہ میں ہو لے لیا کرو۔ (ماخوذ از مرقات وکوکب دری)

۳۳۷۸ - وَعَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اشْتَرَكْتُ اَنَا وَعَمَّارٌ وَّسَعْدٌ فِيْمَا نُصِيْبُ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ فَجَاءَ سَعْدٌ بِاَسِيْرَيْنِ وَلَمْ اَجِئْ اَنَا وَعَمَّارٌ بِشَيْءٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَهُوَ حُجَّةٌ فِيْ شِرْكَةِ الْاَبْدَانِ.

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے روایت کرتے ہیں: عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں عمار اور سعد (ہم تینوں) نے غزوۂ بدر کے دن مال غنیمت میں شرکت کا معاہدہ طے کر لیا (یعنی جو کچھ ملے گا تینوں میں تقسیم ہو گا) حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ دو قیدی لائے اور مجھے اور عمار کو کچھ بھی نہ ملا (لیکن حسب معاہدہ ہم تینوں اس کی منفعت میں شریک ہوئے)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور یہ حدیث شرکت الابدان کے جواز کی دلیل ہے۔

ف: واضح ہو کہ شرکۃ الابدان (یعنی دو آدمیوں کا مل کر کام کرنا اور نفع اٹھانا) یہ ہے کہ دو کاریگر کسی کام میں شرکت کا معاہدہ کریں اور یہ طے کریں کہ دونوں مساوی حیثیت سے کام کریں گے اور فائدہ بھی مساوی لیں گے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ صنعت مشترک ہو اور امام ابوحنیفہ نے مطلقاً شرکۃ الابدان کو جائز قرار دیا ہے۔ یہ نیل الاوطار سے ماخوذ ہے۔

۳۳۷۹ - وَعَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت صہیب رومی رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ فِيْهِنَّ الْبَرَكَةُ الْبَيْعُ إِلٰى أَجَلٍ وَّالْمُقَارَضَةُ وَإِخْلَاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِيْرِ لِلْبَيْتِ لَا لِلْبَيْعِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ بَعْضِ نُسْخِهِ الْمُفَاوَضَةُ بَدَلُ الْمُقَارَضَةِ.

ﷺ ارشاد فرماتے ہیں' تین چیزوں میں برکت ہے: وعدہ پر مال کا بیچنا[1] اور مضاربت (ایک کا مال ہو اور دوسرے کی محنت ہو اور نفع باہم تقسیم کر لیں) اور گھریلو استعمال کے لیے گیہوں میں جو کو ملانا نہ کہ تجارت کے لیے۔ (کیونکہ یہ گناہ ہے اور گھریلو استعمال کے لیے ایسا کرنا باعث برکت ہے)۔ اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

[1] ایک مقررہ مدت کے وعدہ پر مال کا بیچ دینا کہ خریدار قیمت کو حسب وعدہ سہولت سے ادا کرے۔

۳۳۸۰- وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ دِيْنَارًا لِيَشْتَرِيَ لَهُ شَاةً فَاشْتَرٰى لَهُ شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِيْنَارٍ وَّأَتَاهُ بِشَاةٍ وَّدِيْنَارٍ فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْعِهِ بِالْبَرَكَةِ فَكَانَ لَوِ اشْتَرٰى تُرَابًا لَّرَبِحَ فِيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عروہ بن ابی الجعد بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کو ایک دینار دیا کہ وہ بکری خرید لائیں تو انہوں نے اس ایک دینار میں دو بکریاں خریدیں' پھر ایک بکری کو ایک دینار کے عوض بیچ دیا اور ایک دینار اور ایک بکری حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی خرید و فروخت میں برکت کی دعا فرمائی تو اب ان کا ایسا حال ہو گیا کہ وہ مٹی بھی خریدتے تو ان کو نفع ہوتا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ معاملات میں کسی کو وکیل بنانا جائز ہے اور وکالت کے بعد مالک کے مال میں وکیل جو بھی تصرف کرے تو جائز ہے اور وکالتاً خرید و فروخت بھی درست ہے' بشرطیکہ مالک اس کو اس تصرف کی اجازت دے۔ (مرقات)

۳۳۸۱- وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَهُ بِدِيْنَارٍ لِّيَشْتَرِيَ لَهُ بِهِ أُضْحِيَّةً فَاشْتَرٰى كَبْشًا بِدِيْنَارٍ وَّبَاعَهُ بِدِيْنَارَيْنِ فَرَجَعَ فَاشْتَرٰى أُضْحِيَّةً بِدِيْنَارٍ فَجَاءَ بِهَا وَبِالدِّيْنَارِ الَّذِي اسْتَفْضَلَ مِنَ الْأُخْرٰى فَتَصَدَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالدِّيْنَارِ فَدَعَا لَهُ أَنْ يُّبَارَكَ لَهُ فِيْ تِجَارَتِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک دینار دے کر بھیجا کہ وہ اس سے قربانی کا جانور خرید کر لائیں۔ انہوں نے اس ایک دینار میں ایک دنبہ خریدا اور پھر اس کو دو دینار میں بیچ دیا۔ پھر ایک جانور قربانی کے لیے ایک دینار میں خریدا اور اس کو منافع کے ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور انور ﷺ نے اس منافع کے دینار کو خیرات کر دیا (تاکہ ذخیرۂ آخرت بن جائے) اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے لیے ان کے کاروبار میں برکت کی دعا بھی فرمائی۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۳۸۲- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ أَرَدْتُّ الْخُرُوْجَ إِلٰى خَيْبَرَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ إِنِّيْ أَرَدْتُّ الْخُرُوْجَ إِلٰى خَيْبَرَ فَقَالَ إِذَا أَتَيْتَ وَكِيْلِيْ فَخُذْ مِنْهُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَسْقًا فَإِنِ ابْتَغٰى مِنْكَ آيَةً فَضَعْ يَدَكَ عَلٰى تَرْقُوَتِهِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خیبر جانے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام کرنے کے بعد عرض کیا کہ میرا خیبر جانے کا ارادہ ہے (اجازت کے لیے حاضر ہوا ہوں' یہ سن کر) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (ہاں خیبر جاؤ اور) جب وہاں میرے وکیل سے ملو تو پندرہ وسق کھجوریں میرے لیے لیتے آنا۔ اگر رقم دینے کے لیے وہ کوئی نشانی مانگے تو اس کے حلق پر ہاتھ رکھ دینا (یہ نشانی حضور انور ﷺ نے اپنے وکیل کو پہلے ہی بتلا دی تھی)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے

کی ہے۔

بَابُ الْغَصَبِ وَالْعَارِيَةِ غصب اور عاریہ کا بیان

ف: غصب کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے مال کو ناحق زبردستی چھین لیں اور عاریہ کے معنی یہ ہیں کہ ایسی چیز جس کا طلب کرنا باعث ننگ و عار ہو۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ. (البقرۃ:۱۸۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ (کنزالایمان)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ. (البقرۃ:۱۹۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو اتنی ہی جتنی اس نے کی۔ (کنزالایمان)

۳۳۸۳ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی ظلم سے (ناحق) حاصل کرے گا تو قیامت کے دن اس زمین کے ساتوں طبق اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈالے جائیں گے (تاکہ وہ اُن کو اُٹھاتا پھرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غصب کرنا کس قدر ناقابل برداشت گناہ ہے)۔ (بخاری و مسلم)

۳۳۸۴ - وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سالم اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو شخص کسی زمین کا کچھ حصہ ناحق لے لے تو وہ قیامت کے دن زمین کے ساتوں طبق اندر (بطور سزا) کے دھنسا دیا جائے گا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۳۸۵ - وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَخَذَ اَرْضًا بِغَيْرِ حَقِّهَا كُلِّفَ اَنْ يَّحْمِلَ تُرَابَهَا الْمَحْشَرِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو کسی شخص کی زمین پر ناحق قبضہ کرلے قیامت کے دن اس کو حکم دیا جائے گا کہ اس (ناحق مغصوبہ) زمین کی مٹی کو اپنے سر پر اُٹھالے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۳۳۸۶ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَّحْفِرَهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰخِرَ سَبْعِ اَرْضِيْنَ ثُمَّ يُطَوَّقُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَقْضِيَ بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ایک بالشت بھر زمین بھی کسی کی ظلم سے لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو (موت کے بعد بطور سزا کے) حکم دے گا کہ وہ اس مغصوبہ زمین کو سات طبق تک کھودے پھر وہ زمین طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالی جائے گی اور وہ قیامت تک اسی حال میں رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (اس دن) تمام لوگوں کے معاملات کا فیصلہ فرمادیں۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کا غصب کرنا کس قدر بڑا گناہ ہے کہ بعض کو سزا میں زمین میں

دھنسا دیا جائے گا اور بعض کے گلے میں اس زمین کا طوق بنا کر ڈالا جائے گا اور بعض کو حکم دیا جائے گا کہ اس زمین کو سر پر اٹھا لے اور یہ بروزِ حشر ساری مخلوق کے سامنے ہوگا۔ یہ کتنی بڑی فضیحت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے گناہ سے ہم سب کو بچائے۔ آمین!

۳۳۸۷ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَّاشِيَةَ امْرِیءٍ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تُؤْتٰى مشربته فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهٗ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهٗ وَاِنَّمَا يَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ عَلٰى مَاشِيَةٍ فَاِنْ كَانَ فِيْهَا صَاحِبُهَا فَلْيَسْتَاْذِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهَا فَلْيُصَوِّتْ ثَلَاثًا فَاِنْ اَجَابَهٗ اَحَدٌ فَلْيَسْتَاْذِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ فَلْيَحْتَلِبْ وَيَشْرَبْ وَلَا يَحْمِلْ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَخَلَ حَائِطًا فَلْيَاْكُلْ وَلَا يَتَّخِذْ خُبْنَةً وَّقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ رَّافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا اَرْمِيْ نَخْلَ الْاَنْصَارِ فَاُتِيَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا غُلَامُ لِمَ تَرْمِي النَّخْلَ قُلْتُ اٰكُلُ قَالَ فَلَا تَرْمِ وَكُلْ مِمَّا سَقَطَ فِيْ اَسْفَلِهَا ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَشْبِعْ بَطْنَهٗ.

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی جانور کا دودھ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر نہ دودھے یعنی نہ نچوڑے' کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو گوارا کرے گا کہ کوئی غیر شخص اس کے گودام تک پہنچے اور اس کا قفل توڑ کر غلہ لے جائے۔ (جانور کے تھن کا بھی یہی حال ہے کہ اس کی مثال مال کے گودام کی طرح ہے کہ) جانوروں کے تھن بھی اُن کے مالک کے حق میں (دودھ کے گودام کی طرح) ہیں کہ وہ ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص (بھوک کے مارے بیتاب ہو اور) اس کو (راستہ میں) کوئی دودھ والا جانور مل گیا اور اس کا مالک وہاں موجود ہو تو وہ اس سے اجازت لے (اور دودھ نکال کر پی لے) اور اگر مالک نہ ہو (اور فاقہ کی وجہ سے اس کو ہلاکت کا اندیشہ ہو) تو وہ تین وقت بلند آواز سے پکارے۔ اگر کوئی جواب دے تو اس سے دودھ پینے کی اجازت لے لے اور اگر کوئی جواب نہ دے تو (بقدرِ ضرورت) دودھ نکالے اور پی لے۔ البتہ! (دودھ کو) ساتھ نہ لے جائے اور ترمذی' اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص (حالتِ سفر میں) کسی باغ پر سے گزرے (اور بھوک کی وجہ سے بیتاب ہو تو وہ بقدرِ ضرورت کچھ پھل کھالے) لیکن کپڑے میں ساتھ کچھ نہ لے جائے اور ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور انصار کے کھجوروں کے درختوں پر پتھر پھینکا کرتا تھا (ایک دفعہ انصار) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مجھے لے گئے (اور میری شکایت کی) حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: اے لڑکے! تو درختوں پر پتھر کیوں پھینکتا ہے۔ میں نے عرض کیا: (کھجور گرا کر) کھاتا ہوں (یہ سن کر) آپ نے ارشاد فرمایا: پتھر نہ مارا کرو' البتہ جو کھجور گرے ہوئے مل جائیں ان کو کھا سکتے ہو۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی: اے اللہ! اس (بچہ) کو شکم سیر فرما۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ بالا احادیث شریفہ سے حسبِ ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

(۱) ایک انسان کے لیے دوسرے انسان کے مال کا استعمال بغیر اس کی اجازت کے حرام ہے' خواہ وہ کھانے پینے کی چیز ہو یا کوئی

اور شے ہو' حرمت میں سب برابر ہیں اور یہی حکم استعمال کرنے والے شخص کے متعلق بھی ہے' وہ محتاج ہو یا غیر محتاج۔ البتہ! ایسا شخص جو فاقہ سے بیتاب ہو اور ہلاکت کا اندیشہ ہو تو وہ بقدر ضرورت جان بچانے کے لیے مالک کی اجازت کے بغیر جبکہ اجازت کا موقع حاصل نہ ہو' کھا سکتا ہے' لیکن اس پر لازم ہے کہ مالک کو اس استعمال شدہ چیز کا بدل دے دے۔ علامہ ابن الملک رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کا بھی یہی مذہب ہے اور احناف کا بھی یہی مسلک ہے۔

حضرت رافع بن عمرو غفاری کی حدیث میں گرے پڑے پھل کے کھانے کی اجازت کا جو ذکر ہے وہ بچوں کے حق میں بطور معافی کے ہے' ورنہ اصل یہ ہے کہ گری پڑی چیز کا بھی وہی حکم ہے جو درخت پر ہوتی ہے' اس لیے کہ ہر دو صورتوں میں وہ مال غیر ہے جس کا بغیر اجازت استعمال کرنا حرام ہے۔ (یہ مرقات میں مذکور ہے)

۳۳۸۸ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ اَحْيَا اَرْضًا مَّيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ رَّوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ عُرْوَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّرَوَى الطَّبْرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهِ الْكَبِيْرِ وَالْوَسْطِ عَنْ مُّعَاذٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا لِلْمَرْءِ مَا طَابَتْ بِهٖ نَفْسُ اِمَامِهٖ.

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص مردہ زمین (یعنی غیر مملوکہ بنجر زمین) کو زندہ کرے یعنی اس کو قابل کاشت بنائے یا آباد کرے تو وہ زمین اس کی ہو جائے گی (بشرطیکہ حاکم وقت اس کی اجازت دے دے) اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے) کہ اگر کوئی شخص ظلماً کسی کی زمین غصب کر لے اور اس کو آباد کرے یا اس میں کاشت کرے) تو وہ اس کی ملک قرار نہیں پاتی۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور امام مالک نے اس کی روایت حضرت عروہ سے کی ہے اور طبرانی نے معجم کبیر اور معجم اوسط میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آدمی کے لیے وہی مال اچھا ہے جس کو حاکم خوشدلی سے دے۔

ف: ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی کی زمین غصب کر لی اور اس میں درخت لگائے یا عمارت بنائی تو عمارت گرا دی جائے گی اور درخت بھی نکال دیئے جائیں گے' البتہ! مالک زمین ان کی قیمت ادا کرے اور یہ ملک اصل مالک کی ہی ہوگی۔ یہی مذہب حنفی ہے۔

۳۳۸۹ - وَعَنْ اَبِيْ حُرَّةَ الرُّقَاشِيِّ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا لَا تَظْلِمُوْا اَلَا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَالدَّارُقُطْنِيُّ فِي الْمُجْتَبٰى.

حضرت ابوحرہ رقاشی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے چچا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبردار! کسی پر ظلم نہ کرو اور کسی کا مال اس کی اجازت اور خوشی کے بغیر نہ لو۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان اور دارقطنی نے مجتبیٰ میں کی ہے۔

مال مغصوبہ کی ہیئت بدل جانے کے احکام

ف: نیل الاوطار اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ غاصب نے کسی کی چیز غصب کر لی اور اس کی ہیئت بدل دی تو غاصب اس کا مالک ہو جائے گا اور اصل مالک کی ملکیت سے وہ چیز نکل جائے گی مگر غاصب جب تک اس کا بدل نہ دے دے' اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں' ورنہ وہ گنہ گار ہوگا۔ جیسے کسی نے بکری غصب کر لی اور اس کو ذبح کر دیا ہو یا گیہوں غصب کر لیے اور روٹی بنائی یا لوہا غصب کر لیا اور اس

کی تلوار بنائی' چونکہ مغصوبہ مال کی ہیئت بدل گئی ہے' اس لیے اصل مالک کو تبدیل شدہ چیز کے واپس کرنے سے غصب کی ذمہ داری سے بری نہ ہو سکے گا جب تک اصل مالک کو مغصوبہ چیز کی قیمت ادا نہ کر دے۔ یہی مذہب حنفی ہے۔

۳۳۹۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقَ الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ الَّذِيْ كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰى اُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِّنْ عِنْدِ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ اِلَى الَّتِيْ كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَاَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِيْ بَيْتِ الَّتِيْ كُسِرَتْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دفعہ) اپنی ایک بی بی (ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ کی ایک دوسری بی بی نے ایک رکابی میں آپ کے لیے (خادم کے ذریعہ) کھانا بھیجا۔ یہ دیکھ کر ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے (غیرت کے مارے) خادم کے ہاتھ پر مارا جس سے رکابی گری اور ٹوٹ گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکابی کے ٹکڑوں کو اٹھا کر اکٹھا کیا اور گرے ہوئے کھانے کو اس میں ڈال دیا اور (خادم سے) فرمانے لگے' تمہاری ماں کو غیرت آ گئی (جس کی وجہ سے یہ واقعہ ہو گیا) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خادم کو روکے رکھا اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ایک اور رکابی جو سالم درست تھی (اس کے معاوضہ میں) دے دی اور ٹوٹی ہوئی رکابی رکھ لی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کا مال اپنے ہاتھ سے تلف ہو جائے تو اس کی پابجائی میں اگر اس چیز کا مثل ملے تو ویسی چیز دے دی جائے۔ اور اگر وہ قیمتی چیز ہو تو اس کی قیمت دے دی جائے۔

۳۳۹۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوٰى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَاْسًا بِالنُّهْبِ فِي الْعَرَسَاتِ وَالْوَلَائِمِ وَكَذٰلِكَ الشَّعْبِيُّ وَهٰذَا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ قَالَ الطَّحَاوِيُّ وَقَدْ وَجَدْنَا مِثْلَ ذٰلِكَ قَدْ اَبَاحَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْاَيَّامِ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقُرِّبَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدْنَاتٌ خَمْسًا اَوْ سِتًّا فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ اِلَيْهِ

حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسلمانوں کے مال کو) لوٹ کھسوٹ کرنے سے اور مُثلہ (یعنی کسی کو ہلاک کرنے کے بعد ناک' کان وغیرہ کاٹنے سے) منع فرمایا ہے (البتہ قصاص میں ایسا کرنا حرام نہیں ہے)۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت فرمائی ہے کہ شادی اور ولیمہ کے موقع پر (جو چیزیں لٹائی جاتی ہیں اُن کے) لوٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام شعبہ کا بھی یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ' امام ابویوسف' اور امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم نے احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں اس کا جواز پایا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنوں میں سب سے محبوب دن اللہ تعالیٰ کے پاس یوم النحر یعنی دسویں ذوالحجہ کا دن ہے' پھر اس کے بعد عرفہ کا دن (نویں ذوالحجہ) اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے' پھر میں نے رسول اللہ

بِاَیَّتِهِنَّ یَبْدَأُ فَلَمَّا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا قَالَ کَلِمَةً خَفِیْفَةً لَّمْ اَفْهَمْهَا فَقُلْتُ لِلَّذِیْ کَانَ اِلٰی جَنْبِیْ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَالَ مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ فَلَمَّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ وَاَبَاحَ ذٰلِكَ دَلَّ هٰذَا اَنَّ مَا اَبَاحَهُ رَبُّهُ النَّاسَ مِنْ طَعَامٍ اَوْ غَیْرِهٖ فَلَهُمْ اَنْ یَّاْخُذُوْا مِنْ ذٰلِكَ وَهٰذَا خِلَافُ النُّهْبَةِ الَّتِیْ نَهٰی عَنْهَا فِی الْاَثَرِ الْاَوَّلِ فَثَبَتَ بِمَا ذَکَرْنَا اَنَّ النُّهْبَةَ الَّتِیْ فِی الْاَثَرِ الْاَوَّلِ هِیَ نُهْبَةٌ مَّالَمْ یُؤْذَنْ فِیْهِ وَاَنَّ مَا اُبِیْحَ مِنْ ذٰلِكَ وَاُذِنَ فِیْهِ فَعَلٰی مَا فِیْ هٰذَا الْاَثَرِ الثَّانِیْ۔

ﷺ کی خدمت اقدس میں پانچ یا چھ اُونٹنیاں (قربانی دینے کے لیے) قریب کیں تو وہ اونٹنیاں (ذبح ہونے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ سے قریب ہونے لگیں کہ حضور کس کو پہلے ذبح فرمائیں گے؟ جب ساری اونٹنیاں ذبح ہو گئیں تو حضور اکرم ﷺ نے خفی آواز میں کچھ ارشاد فرمایا جس کو میں نہیں سمجھ سکا تو میں نے اپنے ساتھی سے جو میرے قریب تھا' دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟ اس نے جواب دیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہے (ان اونٹنیوں کے گوشت کو) کاٹ کر لے جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث شریف میں جب فرمادیا کہ جو چاہے (گوشت) کاٹ کر لے جائے (تو اس طرح لوٹ لینے کی) اجازت دے دی' اس سے اس بات پر دلیل مل گئی کہ مالک لوگوں کو کسی قسم کے کھانے یا کسی اور چیز (کے لوٹ لینے) کی اجازت دے دے تو وہ اس کو لے سکتے ہیں اور اس طرح سے (مالک کے لوٹ لینے کی اجازت دینے پر) لوٹ لینا جائز ہے۔ اور یہ لوٹ اس عام لوٹ کھسوٹ سے جدا ہے جو منع ہے اور جس کا ذکر اس حدیث سے پہلے والی حدیث (جس کے راوی عبداللہ بن یزید ہیں) میں کیا گیا ہے تو ثابت ہو گیا کہ پہلی حدیث میں جس لوٹ کا ذکر ہے وہ ایسی لوٹ کھسوٹ ہے جس کی اجازت نہ دی گئی ہو اور جس لوٹ کی اجازت دی گئی ہو اور وہ جائز ہو' یہ وہی اجازت جو اس دوسری حدیث میں مذکور ہے (جو حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے)۔

ف: ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حرام لوٹ وہ ہے جو زمانہ جاہلیت میں عربوں میں رائج تھی کہ دوسروں پر حملہ کرتے اور مال واسباب لوٹ لیتے' چنانچہ حضرت عبادہ ص کی حدیث میں اسی طرح کی لوٹ اور غارتگری نہ کرنے کی بیعت لی گئی ہے' البتہ! بچوں پر اور شادیوں میں جو چیزیں پھینکی جاتی ہیں ان میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام شافعی نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے اور احناف نے اس کو جائز رکھا ہے۔ یہ مضمون عمدۃ القاری اور مرقات سے ماخوذ ہے۔

۳۳۹۲- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِی الْاِسْلَامِ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَیْسَ مِنَّا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں نہ تو جلب جائز ہے اور نہ جنب اور نہ شغار اور جو شخص کسی (مسلمان) کا مال بغیر اجازت کے لوٹے وہ ہم میں سے نہیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

جلب' جنب اور شغار کی تفصیل

ف: واضح ہو کہ گھوڑ دوڑ میں جلب یہ ہے کہ گھوڑا دوڑانے والا اپنے پیچھے گھوڑے پر ایک شخص کو اس غرض سے بٹھا لے کہ وہ گھوڑے کو تیز دوڑانے کے لیے مارے اور ہانکے۔ ایسا عمل جائز نہیں ہے۔ اور جنب یہ ہے کہ گھوڑ دوڑ میں گھوڑا دوڑانے والا ایک زائد

گھوڑے کو اپنے ساتھ رکھے کہ جب پہلا گھوڑا تھک جائے تو دوسرے پر بیٹھ کر اپنے مقابل سے آگے نکل جائے۔ یہ عمل بھی ناجائز ہے۔ اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بہن کا نکاح کسی کے ساتھ اس شرط سے کرے کہ مہر کے بجائے وہ شخص اس کی بہن کا نکاح اس کے ساتھ کر دے گا۔ اس بارے میں امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا ہے کہ ایسا عقد تو ہو جائے گا' البتہ! ایسی شرط فاسد ہے اور فریقین مہر (فریقین کے خاندانی مہر) پانے کے مستحق ہیں۔ واضح رہے کہ حدیث شریف کی تین صورتوں میں عدم جواز کی وجہ یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ سے فریقین کے حقوق تلف ہو رہے ہیں' اسی لیے ان کو ناجائز قرار دیا گیا ہے اور حقوق کو غصب کرنا اسلام میں جائز نہیں ہے۔ (یہ مضمون مرقات اور اشعۃ اللمعات سے ماخوذ ہے)

۳۳۹۳ - وَعَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَّجَدَ عَيْنَ مَالِهٖ عِنْدَ رَجُلٍ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ وَيَتَّبِعُ الْبَيِّعَ مَنْ بَاعَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سُرِقَ لَهٗ مَتَاعٌ اَوْضَاعَ لَهٗ مَتَاعٌ فَوَجَدَهٗ عِنْدَ رَجُلٍ بِعَيْنِهٖ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ وَيَرْجِعُ الْمُشْتَرِيْ عَلَى الْبَائِعِ بِالثَّمَنِ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنا (گم شدہ یا چرایا ہوا یا غصب کیا ہوا) مال کسی شخص کے پاس دیکھے تو وہ اس (کے پانے) کا زیادہ مستحق ہے اور (جس شخص نے ایسے مشتبہ مال کو خرید لیا تھا تو) اس شخص کو چاہیے کہ بیچنے والے (غاصب کا) پیچھا کرے (تلاش کرے اور اس سے اپنی قیمت لے لے' مال تو بہرصورت اصل مالک کا ہو جائے گا) اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور طبرانی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی شخص کا کوئی مال چوری ہو جائے اور وہ شخص اسی چیز کو کسی کے ہاں پائے تو اس کا مستحق یہی شخص (اصل مالک) ہے اور ادا شدہ قیمت (غاصب) بیچنے والے سے (رقم دینے والا) خریدار اپنی قیمت وصول کرے۔[1]

[1] اس سے معلوم ہوا کہ مغصوبہ یا چوری کا مال کسی صورت میں خریدنا نہیں چاہیے اور اگر خرید لے تو مال اصل مالک کو واپس ہو جائے گا اور ادا شدہ قیمت چرا کر بیچنے والے سے وصول طلب ہوگی۔

۳۳۹۴ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَجْمَاءُ جُبَارٌ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَى الْاَئِمَّةُ السِّتَّةُ نَحْوَهٗ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی جانور کے پیر سے اگر کوئی کچلا جائے (اور اس وقت اس جانور کا مالک ساتھ نہ ہو) تو ایسے نقصان کا تاوان نہ ہوگا۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور ائمہ ستہ (صحاح ستہ) میں بھی اسی طرح روایت ہے۔

۳۳۹۵ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرِّجْلُ جُبَارٌ وَّقَالَ النَّارُ جُبَارٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جانور کے پاؤں کا کچلا ہوا معاف ہے اور آگ کا جلایا ہوا بھی معاف ہے (جبکہ آگ جلانے والے کا ارادہ فاسد نہ ہو)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

جانور یا آگ کے ذریعہ نقصان ہونے پر تاوان یا عدم تاوان کی صورتیں

ف: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں جانور یا آگ سے نقصان ہو جانے پر تاوان کا نہ ہونا بطور اطلاق اور عمومیت کے ہے' یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی کا جانور غیر کے مال کو تلف کر دے خواہ دن کا وقت ہو کہ رات کا تو اس جانور کے مالک پر اس تلف شدہ سامان کا تاوان عائد نہ ہوگا بشرطیکہ مالک اپنے جانور کے ساتھ نہ ہو۔ البتہ! مالک ساتھ ہو اور اس کو ہانک رہا ہو تو ایسی صورت میں مالک پر تاوان عائد ہوگا' اسی طرح کوئی شخص اپنی جگہ آگ روشن کرے اور اس کی چنگاری اڑ کر کہیں جا پڑے اور نقصان کر دے' تب بھی تاوان نہیں ہوگا بشرطیکہ آگ جلانے والے کی نیت کسی کو نقصان پہنچانے کی نہ ہو۔ آگ سے نقصان کا تاوان اس صورت میں بھی نہ ہوگا جب کہ آگ جلاتے وقت تیز ہوا نہ چل رہی ہو جس سے آگ کے دوسری طرف پھیلنے کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ البتہ! تیز ہواؤں کے وقت آگ روشن کرنے والے کو اس کی احتیاط رکھنی چاہیے کہ اس کی آگ سے دوسرے کو نقصان نہ پہنچے ورنہ اس سے تاوان لیا جائے گا۔

٣٣٩٦ - وَعَنْ قُبَيْصَةَ الْبَجَلِيِّ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى كَمَا تُصَلُّوْنَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ وَّقَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ تُوْعِدُوْنَهٗ اِلَّا قَدْ رَاَيْتُهٗ فِيْ صَلَاتِيْ هٰذِهٖ لَقَدْ جِيْءَ بِالنَّارِ وَذٰلِكَ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ تَاَخَّرْتُ مَخَافَةَ اَنْ يُّصِيْبَنِيْ مَنْ لفحها وَحَتّٰى رَاَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ وَكَانَ يَسْرِقُ الْحَجَّاجُ بِمِحْجَنِهٖ فَاِنْ فُطِنَ لَهٗ قَالَ اِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِيْ وَاِنْ غَفَلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهٖ وَحَتّٰى رَاَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِيْ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا ثُمَّ جِيْءَ بِالْجَنَّةِ وَذٰلِكَ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ تَقَدَّمْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ وَلَقَدْ مَدَدْتُ يَدِيْ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرَتِهَا لِتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ بَدَا لِيْ اَنْ لَّا اَفْعَلَ.

حضرت قبیصہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں ایک مرتبہ سورج گہن ہوا تو آپ نے نماز کسوف ایسے ہی پڑھائی جیسے اور نمازیں تم پڑھا کرتے ہو۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز کے بعد خطبہ میں ارشاد فرمایا) آج میں نے اس نماز میں ان چیزوں کو دیکھ لیا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے اور وعید بھی سنائی گئی ہے۔ اس نماز میں میرے سامنے دوزخ لائی گئی اور یہ اس وقت ہوا جب کہ تم نے مجھے نماز میں پیچھے ہٹتے دیکھا ہوگا اور میں اس وقت دوزخ کے شعلوں سے بچنے کے لیے پیچھے ہٹ گیا تھا اور میں نے دوزخ میں ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے پاس ایک لکڑی تھی جس کا سرا مڑا ہوا تھا اور یہ شخص اپنی آنتوں کو کھینچتا ہوا چل رہا تھا اور یہ شخص وہی تھا جو اپنی اس لاٹھی سے حاجیوں کی چیزوں کو چرا لیا کرتا تھا' اس کے اس عمل کو کوئی دیکھ لیتا تو کہہ دیتا یہ چیز میری لاٹھی میں الجھ گئی ہوگی اور اگر (صاحب مال) غافل رہتا تو یہ مال لے جاتا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اُس بلی والی عورت کو بھی (دوزخ میں) دیکھا کہ جس نے اپنی بلی کو باندھ رکھا تھا کہ وہ اسے کھانے کو دیتی اور نہ کھول دیتی کہ وہ حشرات الارض کو کھا لیتی' یہاں تک کہ بلی بھوک سے مر گئی۔ پھر میرے سامنے جنت بھی لائی گئی اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ تم نے مجھے نماز میں آگے بڑھتے ہوئے دیکھا' پھر میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا اور ہاتھ بڑھا کر چاہتا تھا کہ جنت کا کوئی پھل توڑ لوں تا کہ تم اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو' پھر مجھے مناسب معلوم نہ ہوا کہ ایسا کروں۔

۱ کیونکہ اس سے ایمان بالغیب باقی نہیں رہتا۔ مذکورہ بالا مسلم کی روایت سے معلوم ہوا کہ کسی کی آزادی کو سلب کر لینا چاہے وہ جانور ہی کیوں نہ ہو اور کسی کے مال کو اڑا لینا یہ دونوں چیزیں بھی دوزخ میں جلنے کا سبب ہے۔

۳۳۹۷ - وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَأْخُذُ اَحَدُكُمْ عَصَا اَخِيْهِ لَاعِبًا جَادًّا فَمَنْ اَخَذَ عَصَا اَخِيْهِ فَلْيَرُدَّهَا اِلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَرِوَايَتُهُ اِلٰى قَوْلِهٖ جَادًّا.

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی (کوئی چیز مثلاً) لکڑی (وغیرہ) ہنسی مذاق کے طور پر بھی نہ لے جبکہ اس کے دل میں یہ نیت ہو کہ (موقع پا کر بچالوں گا) اگر (اتفاقاً) لکڑی (وغیرہ) لے لی ہو تو اس کو واپس کر دے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں صرف جاداً تک ذکر ہے۔

۳۳۹۸ - وَعَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْيَدِ مَا اَخَذَتْ حَتّٰى تُؤَدِّيَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنَيْهِمَا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَوْدِعِ غَيْرَ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ وَّلَا عَلَى الْمُسْتَعِيْرِ غَيْرَ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ وَّرَوَى ابْنُ مَاجَةَ فِيْ سُنَنِهٖ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَوْدَعَ وَدِيْعَةً فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ الْعَارِيَةُ بِمَنْزِلَةِ الْوَدِيْعَةِ لَا ضَمَانَ فِيْهَا اِلَّا اَنْ يَّتَعَدّٰى وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَيْسَ عَلٰى صَاحِبِ الْعَرِيَّةِ ضَمَانٌ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی سے کوئی چیز (عاریتاً یا بطور غصب یا چرا کر) لے لی جائے تو لینے والے پر اس چیز کی ادائیگی تک واپسی کی ذمہ داری رہتی ہے۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، وہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے دادا یعنی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امانت رکھنے والا شخص خائن نہ ہو تو (امانت رکھی ہوئی چیز کے تلف ہو جانے پر) تاوان نہ ہوگا۔ اور (اس طرح) مستعار لینے والا اگر خائن نہ ہو تو (مستعار چیز کے تلف ہو جانے پر بھی) تاوان عائد نہ ہوگا اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص کسی کے پاس کوئی امانت رکھے (اگر وہ امانت تلف ہو جائے) تو امانت دار پر تاوان عائد نہ ہوگا اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: عاریتاً لی ہوئی چیز بہ منزلہ امانتاً کے ہے (تلف ہو جانے کی صورت میں) اس پر تاوان نہ ہوگا، البتہ! عاریتاً لینے والا زیادتی کرے (یعنی اگر وہ خیانت کر جائے تو تاوان عائد ہوگا) اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا کہ (کسی چیز کو) عاریتاً لینے والے شخص پر (اس چیز کے تلف ہو جانے کی صورت میں) تاوان نہ ہوگا۔

مستعار چیز پر تاوان عائد ہونے کی صورتیں

ف: واضح ہو کہ مستعار چیز کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے۔ ہمارے ائمہ احناف فرماتے ہیں کہ مستعار لی ہوئی چیز بہ منزلہ امانت کے ہے اگر وہ بغیر کسی زیادتی کے تلف ہو جائے تو مستعار لینے والے پر تاوان عائد نہ ہو گا۔ حضرت علی حضرت ابن مسعود حضرت حسن بصری امام نخعی امام شعبی امام ثوری حضرت عمر بن عبدالعزیز قاضی شریح امام اوزاعی امام ابن شبرمہ کا یہی قول ہے اور قاضی شریح نے اسی قول پر کوفہ میں ۸۰ برس تک مقدمات کے فیصلے کیے ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ مستعار لی ہوئی چیز کے تلف ہو جانے پر مطلقاً تاوان عائد ہو گا خواہ مستعار کی غفلت کو اس میں دخل ہو یا نہ ہو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صدر کی حیثیت سے استدلال کیا ہے جو حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ حضرت ابن عباس حضرت ابو ہریرہ حضرت عطاء اور امام اسحاق رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے لیکن قابل غور امر یہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو استدلال کیا ہے حقیقت میں اس سے حنفی مسلک کی تائید ہوتی ہے اس لیے کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مستعار چیزوں کی واپسی کا وجوب ثابت ہو رہا ہے نہ کہ تاوان کا لزوم اس کے علاوہ نص قرآنی سے بھی مطلقاً امانت رکھی ہوئی چیز کے واپسی کا وجوب حاصل ہوتا ہے۔ ارشاد ہو رہا ہے: "ان اللّٰہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا" اس طرح ثابت ہوا کہ امانت رکھی ہوئی چیز اگر تلف ہو جائے اور اس چیز کے تلف ہونے میں امانت دار کی غفلت کو دخل نہ ہو تو امانت دار پر تاوان عائد نہ ہو گا۔ (یہ عمدۃ القاری سے ماخوذ ہے)

۳۳۹۹ - وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا مِنْ اَبِيْ طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوْبُ فَرَكِبَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَا رَاَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَّاِنْ وَّجَدْنَاهُ لَبَحْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (ایک دفعہ) مدینہ منورہ میں اس خبر سے اضطراب پیدا ہو گیا کہ کفار کا لشکر کہیں قریب آ گیا ہے (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا (ست رفتاری کی وجہ سے) جس کو مندوب کہا جاتا تھا عاریتاً لیا آپ اس پر سوار ہو کر (تنہا) نکل گئے اور (صورت حال دریافت فرما کر) واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ خوف کی کوئی بات نہیں ہے اور (گھوڑے کی نسبت) فرمایا: ہم نے تو اس کو (اب) کافی تیز رفتار پایا۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی چیز کا مستعار لینا جائز ہے نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی برکت سے ست رفتار گھوڑا آن کی آن میں تیز قدم ہو گیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تنہا لشکر کی طرف چلا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر جری اور شجیع تھے۔

بَابُ الشُّفْعَةِ
شفعہ کا بیان

شُفعہ کی تعریف اور پڑوسی کے لیے اُس کا ثبوت

ف: شفعہ اُس حق کو کہتے ہیں جو پڑوسی کو جائیداد غیر منقولہ جیسے مکان اور زمین وغیرہ کے بیچتے وقت حاصل ہوتا ہے۔ حق شفعہ یہ ہے کہ اس جائیداد کی جو قیمت دوسرا خریدار دے رہا ہو وہی قیمت پڑوسی مالک جائداد کو دے کر اس چیز کو خود لے لے۔

واضح ہو کہ تمام ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زمین میں کسی کا کوئی شریک ہو تو زمین کی تقسیم نہ ہوئے تک شریک کے لیے حق شفعہ ثابت ہے۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ شریک کے نقصان کا دفعیہ ہو جائے اور شفعہ کا ثبوت زمین سے مخصوص ہونے کی وجہ یہ ہے

کہ عموماً نقصانات زبینات کے معاملات میں ہوتے ہیں۔ اور اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ جانوروں، کپڑوں، اسباب اور منقولہ جائیداد میں حق شفعہ ثابت نہیں ہے اور جائیداد کی تقسیم کے بعد بھی شریک کے لیے نفس مبیع (یعنی فروخت شدنی جائیداد) میں شفعہ ثابت ہے اور اسی طرح شریک کے لیے حق المبیع جیسے پانی اور راستہ وغیرہ میں بھی شفعہ کا حق ثابت ہے، البتہ! حق شفعہ میں اختلاف ایسے پڑوسی کے لیے ہے جو جائیداد میں شریک نہ ہو۔ چنانچہ امام اوزاعی، امام لیث، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق، امام ابوثور ان تمام حضرات کے نزدیک ایسے شریک ہی کے لیے جائیداد میں حق شفعہ ثابت ہے جس کی تقسیم عمل میں نہ آئی ہو اور ان حضرات کے نزدیک پڑوسی کے لیے کوئی حق شفعہ ثابت نہیں، اس کے برخلاف حضرت ابراہیم نخعی، قاضی شریح، حضرت سفیان ثوری، امام عمرو بن حریث، امام حسن بن حیی اور حضرت قتادہ اور حسن بصری اور امام حماد بن سلیمان، امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ ان سارے حضرات کا یہ قول ہے کہ حق شفعہ اراضی، رہنے اور باغات میں شریک کے لیے ثابت ہے، خواہ وہ جائیداد تقسیم ہو چکی ہو یا نہ ہوا ور اسی طرح حق شفعہ ایسے پڑوسی کے لیے بھی ثابت ہے جس کی جائیداد اس جائیداد سے متصل ہو۔ اس قول کی تائید اس باب میں آنے والی احادیث سے بخوبی ہوتی ہے۔ علامہ رویانی شافعی نے فرمایا ہے کہ ہمارے بعض اصحاب اس قول پر فتویٰ بھی دیتے ہیں اور علامہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب الاستذکار میں اسی قول کو اختیار فرمایا ہے کہ پڑوسی کے لیے بھی حق شفعہ ثابت ہے اور ابن عیینہ نے اپنی سند سے جس کو حضرت سعد بن ابی وقاص رض تک پہنچایا ہے، روایت کی ہے کہ حضرت عمر رض نے قاضی شریح کو لکھا کہ پڑوسی کے لیے شفعہ کا فیصلہ دیا کرو، چنانچہ وہ اس پر عمل کرتے اور مذہب حنفی بھی اسی طرح ہے۔ (ماخوذ از بنایہ، عمدۃ القاری اور بذل المجہود)

٣٤٠٠ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْضِيْ لَيْسَ لِاَحَدٍ فِيْهَا شِرْكَةٌ وَّلَا قِسْمَةٌ اِلَّا الْجِوَارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهُ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَزَّارِ وَالدَّارُقُطْنِيِّ اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْضِيْ لَيْسَ فِيْهَا لِاَحَدٍ شِرْكٌ وَّلَا قِسْمٌ اِلَّا الْجِوَارَ فَقَالَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَةٍ مَّا كَانَ.

حضرت عمرو بن الشرید رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میری زمین میں نہ تو کوئی شریک ہے نہ حصہ دار، بجز پڑوسی کے (کیا ایسی صورت میں پڑوسی کا کوئی حق ہے) (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (ہاں!) پڑوسی قربت اور (تمہاری زمین سے) متصل ہونے کی وجہ سے (شفعہ کا) حق دار ہے۔ اس کی روایت نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور بزار اور دارقطنی کی روایت میں اسی طرح ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ میری زمین میں نہ کوئی شریک ہے اور نہ حصہ دار، بجز پڑوسی کے، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پڑوسی شفعہ میں زیادہ حق دار ہے، خواہ وہ جیسا بھی ہو۔

٣٤٠١ - وَعَنْ عَلِيٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ قَالَا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ لِلْجِوَارِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَارُ الدَّارِ اَحَقُّ بِدَارِ الْجَارِ اَوِ الْاَرْضِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَاَحْمَدُ نَحْوَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلطَّبْرَانِيِّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَحْمَدُ جَارُ الدَّارِ اَحَقُّ بِشُفْعَةِ الدَّارِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کے لیے شفعہ کے حق کا فیصلہ فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے کی ہے اور ابوداؤد نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ پڑوسی جس کا گھر بازو ہوا اپنے پڑوسی کے گھر کا (شفعہ میں) زیادہ حق دار ہے۔ اسی طرح زمین کا پڑوسی (بھی زمین کا حق دار ہے) اور ترمذی اور امام احمد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور طبرانی، ابن ابی شیبہ اور امام احمد کی ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ گھر کا پڑوسی گھر کے شفعہ

میں زیادہ حق دار ہے۔

٣٤٠٢ - وَعَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَارُ وَالشَّرِيْكُ اَحَقُّ بِالشُّفْعَةِ مَا كَانَ يَاْخُذُهَا اَوْيَتْرُكُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ.

حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ پڑوسی اور شریک شفعہ میں زیادہ حق دار ہے جب تک کہ وہ اس چیز کو خرید لے یا پھر چھوڑ دے (جائیداد جس قیمت پر فروخت کی جارہی ہو اور پڑوسی یا شریک اس جائیداد کو لینا چاہے تو اس قیمت پر اس کو لینے کا زیادہ حق دار ہے اگر یہ نہ لینا چاہیں تو اوروں کو فروخت کر سکتے ہیں) اس کی روایت نسائی ابن ماجہ اور طحاوی نے کی ہے۔

٣٤٠٣ - وَعَنْ شُرَيْحٍ قَالَ اَلْخَلِيْطُ اَحَقُّ مِنَ الشَّفِيْعِ وَالشَّفِيْعُ اَحَقُّ مِنَ الْجَارِ وَالْجَارُ اَحَقُّ مِمَّنْ سِوَاهُ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلطَّحَاوِيِّ عَنْ شُرَيْحٍ اَنَّهُ قَالَ اَلشُّفْعَةُ شُفْعَتَانِ شُفْعَةٌ لِّلْجَارِ وَشُفْعَةٌ لِّلشَّرِيْكِ.

حضرت شریح سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (نفس مبیع یعنی فروخت شدنی جائیداد میں) جو شریک ہو وہ (حق شفعہ میں) شفیع کے مقابلہ میں زیادہ حق دار ہے اور شفیع (یعنی وہ شخص جو حق مبیع یعنی پانی اور راستہ میں ہو) ہمسایہ کے مقابلہ میں زیادہ حقدار ہے اور ہمسایہ (جو جائیداد سے متصل رہتا ہو وہ) دوسروں کے مقابلہ میں (جو متصل نہ ہوں) زیادہ حق دار ہے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور عبدالرزاق اور امام طحاوی نے بھی اس طرح روایت کی ہے اور طحاوی کی ایک اور روایت میں قاضی شریح سے اسی طرح مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ شفعہ کی دو قسمیں ہیں ایک ہمسایہ کا حق شفعہ اور دوسرا شریک (جائیداد) کا حق شفعہ۔

٣٤٠٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَتِهٖ يُنْتَظَرُ بِهَا وَاِنْ كَانَ غَائِبًا اِذَا كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِدًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پڑوسی اپنے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے (شفعہ کے حق کی وجہ سے) اس کا انتظار کیا جائے گا اگر چہ کہ وہ غائب ہو جبکہ دونوں کا راستہ (پانی یا آمد و رفت کا) ایک ہی ہو۔ اس کی روایت امام احمد ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پڑوسی معاملہ کے وقت موجود نہ ہو تو اس کا حق باقی رہے گا اور اُس کو اس سلسلہ میں تین چیزوں کا حق ہے ایک یہ کہ وہ معاملہ کو کالعدم کروا سکتا ہے۔ دوسرے اس کو گواہوں کے طلب کرنے کا بھی حق ہے اور تیسرے اس کو دعویٰ کرنے کا بھی حق ہے۔ یہ عرف شذی میں مذکور ہے اور عنایہ میں لکھا ہے کہ پڑوسی معاملہ کے وقت اگر غائب ہو تو اس کے غائب ہونے سے اس کا حق شفعہ باطل نہ ہوگا۔

٣٤٠٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلشَّرِيْكُ شَفِيْعٌ وَّالشُّفْعَةُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّهُوَ اَصَحُّ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شریک شفعہ کا حق رکھتا ہے اور حق شفعہ ہر چیز (غیر منقولہ جائیداد) میں ثابت ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرسلا روایت کی ہے اور یہ حدیث (اس طرح

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ لَا شُفْعَةَ فِی الْحَیَوَانِ.

سند کے اعتبار سے) صحیح تر ہے اور امام طحاوی نے اس کی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کی ہے انہوں نے (یہ بھی) فرمایا کہ حیوانات (اور اسی طرح کپڑے اور ساز وسامان جو منقولہ جائیداد ہیں ان) میں شفعہ نہیں۔

۱ ایسا شخص جو فروخت شدنی جائیداد جیسے زمین مکان اور باغ وغیرہ میں جو غیر منقولہ ہوں حصہ دار ہو۔

۲ ابن ابی ملیکہ مشاہیر علماء اور ثقات تابعین میں سے ہیں اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قاضی بھی رہے ہیں۔ (مرقات ۱۲)

۳۴۰۶ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا شُفْعَةَ اِلَّا فِیْ رَبْعٍ اَوْحَائِطٍ وَّلَا یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یَّبِیْعَ حَتّٰی یَسْتَاْمِرَ صَاحِبَهٗ فَاِنْ شَاءَ اَخَذَ وَاِنْ شَاءَ تَرَكَ رَوَاهُ الْبَزَّارُ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَاِذَا بَاعَ وَلَمْ یُؤْذِنْهُ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ عَنْهُ قَالَ قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِیْ كُلِّ مَالَمْ یُقْسَمْ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شفعہ صرف ٹیلوں اور باغوں (اور گھروں یعنی غیر منقولہ جائیدادوں) میں ہے۔ اور بائع کو مناسب نہیں کہ وہ (شریک سے) اجازت لیے بغیر (اس جائیداد کو) فروخت کرے اگر وہ چاہے تو خرید لے گا یا چاہے تو چھوڑ دے گا۔ اس کی روایت بزار نے اپنی مسند میں کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اگر بائع نے (جائیداد غیر منقولہ کو) اطلاع دیئے بغیر بیچ دی تو وہ (یعنی شریک) اس (جائیداد) کا زیادہ حق دار ہے اور بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایسی (مشترکہ) جائیداد میں جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو (شریک کے لیے) شفعہ کا حکم دیا ہے۔

۳۴۰۷ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَمْنَعُ جَارٌ جَارَهٗ اَنْ یَّغْرِزَ خَشَبَةً فِیْ جِدَارِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک پڑوسی اپنے دوسرے پڑوسی کو (ضرورت پر) اس کی دیوار میں لکڑی (یا کڑی) نصب کرنے سے منع نہ کرے (بشرطیکہ اس سے اس کی دیوار کو نقصان کا اندیشہ نہ ہو یہ امر مستحب ہے)! اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۴۰۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِی الطَّرِیْقِ جُعِلَ عَرْضُهٗ سَبْعَةَ اَذْرُعٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (کسی ایسی زمین پر) راستہ کے بارے میں تمہارا اختلاف ہو جائے (جس پر لوگوں کی آمدورفت تھی اور مالک زمین اس پر عمارت بنانا چاہتا ہے تو) سات ہاتھ چوڑائی (بطور راستہ کے) چھوڑ دی جائے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں سات ہاتھ راستہ چھوڑنے کے بارے میں جو ارشاد ہے وہ اس صورت میں ہے کہ جب کہ جدید راستہ قائم کیا جا رہا ہو اور اگر راستہ قدیم ہو تو وہ اپنی حالت پر قائم رہے گا اگرچہ کہ اس کی چوڑائی سات ہاتھ سے زیادہ ہو اور زائد حصہ پر کسی کو تصرف کا حق حاصل نہ ہوگا۔ یہ بھی واضح ہو کہ سات ہاتھ راستہ چھوڑنا حد شرعی نہیں ہے بلکہ موقع محل شہر محلہ اور حالات کے لحاظ سے راستہ کا اعتبار ہوگا چنانچہ ایسا کوچہ کہ صرف محلہ کے لوگ اس میں آتے جاتے ہوں تو اس کی اپنی چوڑائی چاہیے

جس میں محلہ والوں کو حرج نہ ہو اور سقہ، حمال، زنانی سواری اور جنازہ جانے کو تنگی نہ ہو ئے، یہ مضمون مشکل الآثار، مرقات، اشعۃ اللمعات، لمعات سے ماخوذ ہے۔

٣٤٠٩ - وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَاعَ مِنْكُمْ دَارًا اَوْ عِقَارًا قَمِنٌ اَنْ لَّا يُبَارَكَ لَهُ اِلَّا اَنْ يَّجْعَلَهُ فِي مِثْلِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت سعید بن حُریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے جس کسی نے گھر یا زمین (بغیر ضرورت) فروخت کی تو وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس (زمین یا گھر بیچنے سے جو رقم حاصل ہو) میں اس کو برکت نہ دی جائے گی، مگر یہ کہ وہ اس (رقم کو) اسی قسم کے کام (گھر یا زمین خریدنے) میں لگائے۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین یا مکان کو بلاضرورت فروخت کر کے حاصل شدہ رقم کو منقولہ جائیداد کی خریداری میں صرف کرنا غیر مستحب ہے۔ اس لیے کہ غیر منقولہ جائیداد کے فائدے منقولہ ساز و سامان کے مقابلہ میں زیادہ ہوتے ہیں اور اُن پر آفتیں بھی کم آتی ہیں کہ وہ چوری اور ڈاکہ سے محفوظ رہتے ہیں، اس لیے مناسب یہ ہے کہ غیر منقولہ جائیداد کو نہ بیچا جائے اور اگر فروخت کرنا ضروری ہو تو حاصل شدہ رقم کو زمین یا گھر کی خریداری میں لگایا جائے۔ (مرقات اور اشعۃ اللمعات)

٣٤١٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللّٰهُ رَاْسَهُ فِي النَّارِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مُخْتَصَرٌ يَعْنِي مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً فِي فَلَاةٍ يَّسْتَظِلُّ بِهَا ابْنُ السَّبِيْلِ وَالْبَهَائِمُ عَبَثًا وَّظُلْمًا بِغَيْرِ حَقٍّ يَّكُوْنُ لَهُ فِيْهَا صَوَّبَ اللّٰهُ رَاْسَهُ فِي النَّارِ.

حضرت عبداللہ بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص بیری کے درخت کو کاٹے گا تو اللہ تعالیٰ سر کے بل اس کو دوزخ میں ڈالیں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی۔ اور ابو داؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث مختصر ہے (جس کی تفصیل اس طرح ہے یعنی) جو شخص جنگل میں کسی بیری کے ایسے درخت کو ناحق ظلم اور زیادتی سے کاٹے جس کے سایہ میں مسافر اور جانور پناہ لیتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو (اس ظلم و زیادتی کی سزا میں) سر کے بل دوزخ میں ڈالیں گے۔

ف: حدیث شریف میں بیری کے درخت کا ذکر اس لیے ہے کہ بیری کا سایہ اور درختوں کے مقابلہ میں زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے، ورنہ ہر سایہ دار درخت کا یہی حکم ہوگا کہ ہر ایسا سایہ دار درخت جس کے سایہ سے انسان اور جانور فائدہ اٹھاتے ہوں، اس کو نہ کاٹا جائے۔ (مرقات)

بَابُ الْمُسَاقَاةِ وَالْمُزَارَعَةِ — درختوں اور کھیتوں میں بٹائی کا بیان

ف: مساقات یہ ہے کہ ایک شخص اپنے درختوں کو دوسرے کے حوالہ کر دے تاکہ وہ ان کی پرورش کرے، جب پھل نکلیں تو اس کو بھی ایک حصہ ان پھلوں میں سے ملے اور مزارعت یہ ہے کہ زمین ایک کی ہو وہ دوسرے کے حوالہ کر دے، وہ اس میں محنت کرے، ہل چلائے اور بیج بوئے اور جو کچھ پیدا ہو اس میں سے ایک حصہ زمین کا مالک لیوے اور ایک حصہ کاشتکار۔ اس زمانہ میں اس کو بٹائی کہتے ہیں۔

٣٤١١ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ اَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے اس بات پر معاملہ فرمایا کہ وہ پھل یا کھیتی کا آدھا دیا کریں۔ اس

يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ اَوْ زَرْعٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ الطَّحَاوِيِّ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ اَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا خَرَجَ مِنَ الزَّرْعِ.

کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور طحاوی کی روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی اس طرح مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے اس بات پر معاملہ فرمایا کہ کھیتی کی پیداوار پر آدھا حصہ دیا کریں۔

٣٤١٢ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اَخَوَانِنَا النَّخِيْلَ قَالَ لَا فَقَالُوْا فَتَكْفُوْنَنَا الْمُؤْنَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِی الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انصار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمارے اور ہمارے (مہاجرین) بھائیوں کے درمیان کھجور کے درخت تقسیم فرمادیجئے (یہ سن کر) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں (یہ مناسب نہیں) انہوں (یعنی انصار) نے عرض کیا تو پھر آپ حضرات یعنی مہاجرین محنت میں ہمارا ساتھ دیں اور ہم آپ حضرات کو پھلوں میں شریک کریں گے تو انہوں نے عرض کیا ہم کو (آپ کا یہ فیصلہ) منظور ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣٤١٣ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعَثَ يَعْلَى بْنَ مُنْبِّهٍ اِلَى الْيَمَنِ فَاَمَرَهُ اَنْ يُّعْطِيَهُمُ الْاَرْضَ الْبَيْضَاءَ عَلٰى اَنَّهُ اِنْ كَانَ الْبَقَرَ وَالْبَذْرَ وَالْحَدِيْدَ مِنْ عُمَرَ فَلَهُ الثُّلُثَانِ وَلَهُمُ الثُّلُثُ وَاِنْ كَانَ الْبَقَرُ وَالْبَذْرُ وَالْحَدِيْدُ مِنْهُمْ فَلِعُمَرَ الشَّطْرَ وَلَهُمُ الشَّطْرُ وَاَمَرَهُ اَنْ يُّعْطِيَهُمُ النَّخْلَ وَالْكَرْمَ عَلٰى اَنَّ لِعُمَرَ ثُلُثَيْنِ وَلَهُمُ الثُّلُثُ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یعلی بن منبہ کو یمن روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اہل یمن کو ارض بیضاء یعنی بنجر زمین اس شرط پر دے دیں کہ اگر بیل (کھیتی میں کام آنے والے جانور) اور بیج اور لوہا (یعنی کھیتی کے اوزار) حضرت عمر کی طرف سے ہوں تو حضرت عمر کو (پیداوار کی) دو تہائی اور اہل یمن کو ایک تہائی (پیداوار ملے گی) اور اگر بیل، بیج اور کھیتی کے اوزاران (اہل یمن) کی طرف سے ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (یعنی حکومت کے بیت المال) کو (پیداوار کا) آدھا حصہ اور اہل یمن کو آدھا حصہ ملے گا اور حضرت عمر ض نے یعلی بن منبہ کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ اہل یمن کو کھجور کے درخت اور انگور کے باغات بھی اس شرط پر دیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (پھلوں کا) دو تہائی حصہ اور اہل یمن کو ایک تہائی ملے گا۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

٣٤١٤ - وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ مَا بِالْمَدِيْنَةِ اَهْلُ بَيْتِ هِجْرَةٍ اِلَّا يَزْرَعُوْنَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَزَارَعَ عَلِيٌّ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَاٰلُ اَبِیْ بَكْرٍ وَّاٰلُ عُمَرَ وَاٰلُ عَلِيٍّ وَّابْنُ سِيْرِيْنَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ كُنْتُ اُشَارِكُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ فِی الزَّرْعِ وَعَامَلَ عُمَرُ النَّاسَ عَلٰى اِنْ جَاءَ

حضرت قیس بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ ابو جعفر یعنی امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے مہاجرین میں سے ہر شخص پیداوار کی تہائی پر یا چوتھائی (حسب معاہدہ) پر زراعت کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت علی ض حضرت سعد بن مالک، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر، حضرت عروہ بن الزبیر اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ان سب کے صاحبزادے اور حضرت ابن سیرین (اسی طرح بٹائی پر) زراعت کیا کرتے تھے اور عبدالرحمٰن ابن الاسود نے کہا کہ میں عبدالرحمٰن بن یزید کے ساتھ زراعت میں شریک رہتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیج ہوں تو

عُمَرُ بِالْبَذْرِ مِنْ عِنْدِهٖ فَلَهُ الشَّطْرُ وَإِنْ جَاءُ وْا بِالْبَذْرِ فَلَهُمْ كَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا.

حضرت عمر کو (پیداوار کا) آدھا حصہ ملے گا اور بیج لوگوں کی طرف سے ہوں تو ان لوگوں کو (حسب معاہدہ تہائی یا چوتھائی) ملے گا۔ اس کی روایت بخاری نے تعلیقا کی ہے۔

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ بٹائی کی حسب ذیل تین صورتیں جائز ہیں۔

(۱) زمین اور بیج ایک کے ہوں اور جانور اور محنت دوسرے کی ہو۔

(۲) زمین ایک کی اور جانور بیج اور محنت دوسرے کی ہو۔

(۳) یا محنت ایک کی اور زمین بیج اور جانور دوسرے کے ہوں۔

آج کل زراعت ٹریکٹروں اور مشینوں کے ذریعے کی جاتی ہے اس لیے جانور کی جگہ پر ٹریکٹر یا مشینری مراد لیں۔ یا جن علاقوں میں جانوروں کے ساتھ زراعت ہوتی ہے وہاں جانور ہی مراد لیں گے۔

۳٤١٥ - وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمَّايَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْاَرْضَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْاَرْبِعَاءِ اَوْشَيْءٌ يَّسْتَثْنِيْهِ صَاحِبُ الْاَرْضِ فَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ فَكَيْفَ هِيَ بِالدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيْرَ فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَاْسٌ وَكَانَ الَّذِيْ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ مَالَوْ نَظَرَ فِيْهِ ذُوالْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِيْزُوْهُ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حنظلہ بن قیس حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے راویت کرتے ہیں، حضرت رافع نے کہا، مجھے میرے دو چچاؤں نے خبر دی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی زمین اس شرط پر دوسروں کو کرایہ پر دیتے تھے کہ پانی کی نالیوں پر جو چیز پیدا ہوگی (وہ مالک زمین کی ہوگی اور باقی پیداوار کرایہ پر لینے والے کی ہوگی) یا مالک زمین کسی قطعہ زمین کو (بٹائی کے لیے) الگ کر دے (اس طرح سے کہ زمین کے اس ٹکڑے پر جو پیداوار ہوگی وہ مالک زمین کی ہوگی اور فلاں ٹکڑے پر جو پیدا ہوگا وہ کرایہ دار کا ہوگا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایسی بٹائی (کے معاملہ) سے منع فرمایا! راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رافع سے دریافت کیا کہ اگر بٹائی کا معاملہ درہم اور دینار کے بدلہ میں ہو تو کیا یہ درست ہے تو حضرت رافع نے جواب دیا اس میں کوئی حرج نہیں تو جس معاملہ میں سے روکا گیا ہے وہ ایسا معاملہ ہے کہ حلال اور حرام میں تمیز رکھنے والے اگر اس میں غور کریں تو خطرہ اور اندیشہ ہے (اور جس بٹائی میں خطرہ نہ ہو وہ جائز ہے) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ل اس وجہ سے کہ اس میں یہ اندیشہ ہے کہ ایک کی زمین میں پیداوار ہو اور دوسرے کے حصہ میں کچھ پیدا نہ ہو تو یہ مجھول معاملہ ہوا جو جھگڑے اور فساد کا موجب ہو سکتا ہے۔

۳٤١٦ - وَعَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا اَكْثَرَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ حَقْلًا وَّكَانَ اَحَدُنَا يُكْرِيْ اَرْضَهٗ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ الْقِطْعَةُ لِيْ وَهٰذِهٖ لَكَ فَرُبَمَا اَخْرَجَتْ ذِهْ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهْ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم (انصار) مدینہ منورہ میں زیادہ تر کھیتی کرتے تھے اور ہم میں سے بعض اپنی زمین کو کرایہ پر (اس شرط سے) دیا کرتے کہ زمین کے اس ٹکڑے کی پیداوار مجھے ملے گی اور اس ٹکڑے کی پیداوار تمہاری ہوگی اور اکثر ایسا ہوا کرتا کہ زمین کے ایک ٹکڑے میں کھیتی ہوتی اور دوسرے ٹکڑے میں نہ ہوتی (اس میں ایک شخص کو

تو پورا مل جاتا اور دوسرے کو کچھ بھی نہیں ملتا' اس خطرہ اور اندیشہ کے پیش نظر) رسول اللہ ﷺ نے (ایسے معاملہ سے) ان لوگوں کو منع فرما دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

٣٤١٧ - وَعَنْ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِطَاوُسٍ لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ قَالَ اَیْ عَمْرُو اِنِّیْ اُعْطِيْهِمْ وَاُغْنِيْهِمْ وَاِنَّ اَعْلَمَهُمْ اَخْبَرَنِیْ يَعْنِی ابْنَ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ اَنْ يَّمْنَحَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّاْخُذَ عَلَيْهِ خَرَجًا مَّعْلُوْمًا مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت طاؤس سے کہا' کیا اچھا ہوتا کہ آپ مخابرہ یعنی بٹائی کے معاملہ کو چھوڑ دیتے کیونکہ اہل علم حضرات کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسے معاملہ میں منع فرمایا تو (یہ سن کر) طاؤس نے عمرو بن دینار سے کہا' میں لوگوں کو زمین (بٹائی پر) دیتا ہوں اور ان کی مدد کرتا ہوں اور (مدینہ کے) سب سے بڑے عالم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے (بٹائی سے) نہیں منع فرمایا ہے' لیکن یوں فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو (کھیتی کرنے کے لیے زمین بطور) عطیہ دے یہ بہتر ہے' اس بات سے کہ وہ اس (زمین پر) مقرر کر کے کچھ معاوضہ لے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اشعتہ اللمعات میں فرمایا ہے کہ مخابرہ یہ ہے کہ ایک چیز کے معاوضہ میں دوسری چیز لی جائے۔ مالک زمین اپنی زمین کو کچھ نقدی لے کر کرایہ پر دے۔ اس میں اندیشہ یہ ہے کہ اگر بارش نہ ہو یا کھیتی کسی وجہ سے خراب ہو جائے تو کرایہ دار کا سراسر نقصان ہو جاتا ہے اور یہ چیز بعض وقت جھگڑے اور فساد کا سبب بن جاتی ہے' اسی وجہ سے حضور ﷺ نے ایسے معاملہ سے منع فرمایا ہے۔ اس کے برخلاف بغیر معاوضہ کے اگر اپنے بھائی کو زمین دے دی جائے تو یہ احسان کی بات ہے اور بہتر ہے۔

٣٤١٨ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ وَرَاٰی سِكَّةً وَّشَيْئًا مِّنْ اٰلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ الذُّلَّ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ہل اور کھیتی کے آلات دیکھے تو کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ چیز جس کسی کے گھر میں داخل ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس گھر میں ذلت داخل کر دیتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گھر میں ذلت داخل کرتے ہیں جس گھر میں کھیتی کے آلات داخل ہوتے ہیں' یعنی جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے اور کھیتی باڑی میں مشغول ہو جاتی ہے تو وہ ذلیل اور خوار ہو جاتے ہیں کہ حاکم ان کو محصول کے واسطے پکڑتا ہے اور ذلیل کرتا ہے۔ حدیث شریف میں اس بات کا ارشاد ہے کہ مسلمان جہاد نہ چھوڑیں اور دنیا کمانے میں مشغول نہ ہوں' ورنہ وہ ذلیل و خوار ہوں گے اور کافر غالب ہو جائیں گے جیسا کہ اس زمانے میں ہو رہا ہے۔

صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ حدیث شریف میں زراعت کرنے کی جو وعید وارد ہے وہ ایسی قوم سے متعلق ہے جن کی سرحدیں دشمن سے قریب ہیں اور وہ صرف کھیتی باڑی میں مشغول رہتے ہیں اور جہاد کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں دشمن ان پر غالب آ جائے گا اور وہ ذلیل و خوار ہوں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس وجہ سے بھی صرف زراعت میں مشغول ہو جانے کی وعید ارشاد فرمائی تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھیتی باڑی اور گھروں کی تعمیر میں مشغول ہو کر جہاد نہ چھوڑ بیٹھیں' جس کے نتیجہ میں کفار غالب ہو جائیں' اس

سے بڑھ کر مسلمان کے لیے اور کیا ذلت ہو سکتی ہے ورنہ زراعت تو مستحب ہے اس لیے کہ زراعت کرنے میں انسانوں کا نفع ہے۔

۳۴۱۹ - وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ اشْتَرَكَ اَرْبَعَةُ نَفَرٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُهُمْ عَلَيَّ الْبَذْرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ عَلَيَّ الْعَمَلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ عَلَيَّ الْاَرْضُ وَقَالَ الْاٰخَرُ عَلَيَّ الْفَدَّانُ فَزَرَعُوْا ثُمَّ حَصَدُوْا ثُمَّ اَتَوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ الزَّرْعَ لِصَاحِبِ الْبَذْرِ وَجَعَلَ لِصَاحِبِ الْعَمَلِ اَجْرًا مَّعْلُوْمًا وَّجَعَلَ لِصَاحِبِ الْفَدَّانِ دِرْهَمًا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّاَلْغَى الْاَرْضَ فِيْ ذٰلِكَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ اَرْسَلَهُ مُجَاهِدٌ وَّمَرَاسِيْلُهُ تُقْبَلُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ.

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں چار حضرات نے (کھیتی میں) شرکت کی۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ بیج میرے ہوں گے دوسرے نے کہا کہ محنت میری ہوگی تیسرے نے کہا زمین میری طرف سے ہوگی اور چوتھے نے کہا کھیتی کے آلات میرے ہوں گے (اس طرح) سب نے زراعت شروع کی اور (کھیتی کے تیار ہونے پر اس کو) کاٹا پھر سب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور تمام تفصیل سنائی) تو آپ نے پیداوار کو بیج والے کو دیا اور محنت کرنے والے کے لیے اُجرت مقرر فرمائی اور جس نے آلات دیئے تھے اس کے لیے روزانہ ایک درہم مقرر فرمایا (چونکہ زمین غصب کی ہوئی تھی اس لیے) زمین والے کے حصہ کو باطل کر دیا۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے جس کی سند جید ہے اور حضرت مجاہد نے اس کو مرسلا روایت کیا ہے اور حضرت مجاہد کی مرسل روایتیں جمہور محدثین کے نزدیک مقبول ہیں۔

بَابُ الْاِجَارَةِ — اُجرت کے بارے میں بیان

ف: اجارہ کے معنی لغت میں اُجرت کے ہیں مزدور کو اُجرت دے کر کام پر لگایا جائے اور شریعت میں اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کام کے بدلہ میں کسی کو اس کے فائدہ کا مالک بنایا جائے۔ (مرقات۔ ۱۲)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ. (الطلاق:۶)

پھر اگر وہ تمہارے لیے بچہ کو دودھ پلائیں تو انہیں اس کی اُجرت دو۔ (کنزالایمان)

ف: بچہ کو دودھ پلانا ماں پر واجب نہیں باپ کے ذمہ ہے کہ اُجرت دے کر دودھ پلوائے لیکن اگر بچہ ماں کے سوا کسی اور عورت کا دودھ نہ پیئے یا باپ فقیر ہو تو اس حالت میں ماں پر دودھ پلانا واجب ہو جاتا ہے۔ بچے کی ماں جب تک اس کے باپ کے نکاح میں ہو یا طلاق رجعی کی عدت میں تو ایسی حالت میں اس کو دودھ پلانے کی اُجرت لینا جائز نہیں بعد عدت جائز ہے۔

کسی عورت کو معین اُجرت پر دودھ پلانے کے لیے مقرر کرنا جائز ہے۔ غیر عورت کی بہ نسبت اُجرت پر دودھ پلانے کی ماں زیادہ مستحق ہے۔ اگر دودھ پلانے والی نے بچے کو اپنی بجائے اپنی بکری کا دودھ پلایا یا کھانے پر رکھا تو وہ اُجرت کی مستحق نہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى حِكَايَةً عَنْ شُعَيْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ. (القصص:۲۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا:) میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت میں کرو۔ (کنزالایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی)

۳۴۲۰ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ زَعَمَ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ثابت

ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَارَعَةِ وَاَمَرَ بِالْمُوَاجَرَةِ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایسی) بٹائی (جس میں دھوکہ ہو) سے منع فرمایا ہے اور اجارہ کا حکم دیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٤٢١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ فَاَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهٗ وَاسْتَعَطَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی اُجرت دی اور پھر ناک میں دوا ڈالی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٤٢٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ وَاَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَرْعٰى عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو نبی بنا کر بھیجا ہے انہوں نے ضرور بکریاں چرائی ہیں، صحابہ کرام نے عرض کیا آپ نے بھی (یارسول اللہ! بکریاں چرائی ہیں) تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! میں بھی چند قیراط پر (بطور اُجرت) اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

انبیاء کرام کے بکریاں چرانے کی حکمتیں

ف: واضح ہو کہ بکریاں چرانے میں حکمت یہ ہے کہ نبی گلہ بانی سیکھیں، جس سے سرداری کی تربیت حاصل ہو اور گلہ بانی کی مشقت سے صبر اور تحمل کی عادت ہو اس وجہ سے کہ سرداری کی حیثیت اپنی قوم کے ساتھ ایسی ہے جیسے چرواہے کی حیثیت بکریوں کے ساتھ۔ انبیاء کے بکریاں چرانے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احسان کو سمجھیں کہ ہم کیا تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کس اعلیٰ مرتبہ پر ہم کو پہنچایا۔

٣٤٢٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوْا بِمَاءٍ فِيْهِمْ لَدِيْغٌ اَوْ سَلِيْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِّنْ رَّاقٍ اَنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَّدِيْغًا اَوْ سَلِيْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَرَاَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى شَاءٍ فَبَرَاَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْا اَخَذْتَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا حَتّٰى قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَصَبْتُمْ اَقْسِمُوْا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کا گزر ایک بستی پر ہوا اُن میں ایک شخص تھا جس کو بچھو نے کاٹ لیا تھا یا سانپ نے ڈس لیا تھا، بستی والوں میں سے ایک شخص صحابہ کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ کیا تم میں کوئی دم پھونک مارنے والا ہے؟ (اس لیے کہ) بستی میں ایک شخص بچھو کا کاٹا ہوا یا سانپ کا ڈسا ہوا ہے، صحابہ میں سے ایک صحابی (بستی میں) گئے (اور وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تھے) انہوں نے بکریوں کے معاوضہ میں اس شخص پر سورۃ فاتحہ پڑھی، وہ شخص اچھا ہو گیا اور وہ (یعنی ابوسعید خدری) بکریوں کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے۔ انہوں نے ان کے اس کام کو ناپسند کیا اور کہا کہ تم نے اللہ کی کتاب پر اُجرت لی ہے، یہاں تک کہ وہ سب مدینہ منورہ پہنچے اور عرض کیا یارسول اللہ! انہوں نے اللہ کی کتاب پر اُجرت لی ہے! تو (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہترین اُجرت تمہارے لیے وہ ہے جس کو تم اللہ کی کتاب پر لیا کرو (اس لیے

وَاضْرِبُوْا لِیْ مَعَکُمْ سَھْمًا۔

کہ تم نے یہ اُجرت بطور عبادت نہیں لی ہے' بلکہ دوا اور علاج کے بدلہ میں لی ہے) اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ (حضور اقدس ﷺ نے فرمایا) تم نے (بطور علاج جو اُجرت لی ہے) وہ اچھا کیا (بکریوں کو) تم آپس میں بانٹ لو اور میرا بھی حصہ مقرر کرو۔

٣٤٢٤ - وَرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَجُلٌ اَھْدٰی اِلَیَّ قَوْسًا مِّمَّنْ کُنْتُ اُعَلِّمُہُ الْکِتَابَ وَالْقُرْاٰنَ وَلَیْسَتْ بِمَالٍ فَاَرْمِیْ عَلَیْھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ اِنْ کُنْتَ تُحِبُّ اَنْ تُطَوَّقَ طَوْقًا مِّنْ نَّارٍ فَاقْبَلْھَا۔

اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) کہ ایک شخص نے مجھے ایک کمان ہدیہ دیا اور میں اس کو کتاب اور قرآن سکھاتا تھا اور کمان تو مال نہیں ہے (کہ بطور اُجرت ایسی چیز کو قرآن پڑھا کر قبول نہ کریں جبکہ وہ ہدیۃً دی گئی ہے) اور میں اس (کمان) سے اللہ کے راستہ میں تیر اندازی کروں گا (یہ سن کر) حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہتے ہو کہ آگ کا ایک طوق تمہیں پہنایا جائے تو اس (کمان) کو قبول کر لو۔

٣٤٢٥ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّاَحْمَدَ وَاَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ خَارِجَۃَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عَمِّہٖ قَالَ اَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْنَا عَلٰی حَیٍّ مِّنَ الْعَرَبِ فَقَالُوْا اِنَّا اُنْبِئْنَا اَنَّکُمْ قَدْ جِئْتُمْ مِّنْ عِنْدِ ھٰذَا الرَّجُلِ بِخَیْرٍ فَھَلْ عِنْدَکُمْ مِّنْ دَوَاءٍ اَوْ رُقْیَۃٍ فَاِنَّ عِنْدَنَا مَعْتُوْھًا فِی الْقُیُوْدِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَجَاءُوْا بِمَعْتُوْہٍ فِی الْقُیُوْدِ فَقَرَاْتُ عَلَیْہِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ غُدْوَۃً وَّعَشِیَّۃً اَجْمَعُ بُزَاقِیْ ثُمَّ اَتْفُلُ قَالَ فَکَاَنَّمَا اُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَاَعْطَوْنِیْ جُعْلًا فَقُلْتُ لَا حَتّٰی اَسْاَلَ النَّبِیَّ فَقَالَ کُلْ فَلَعَمْرِیْ لَمَنْ اَکَلَ بِرُقْیَۃٍ بَاطِلٍ لَقَدْ اَکَلْتَ بِرُقْیَۃٍ حَقٍّ۔

اور امام احمد اور ابوداؤد کی ایک روایت میں خارجہ بن صلت رحمۃ اللہ علیہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے (اپنے وطن کو) روانہ ہوئے (راستہ میں) ہمارا گذر عرب کے ایک قبیلہ پر ہوا' اس قوم نے ہم سے کہا ہم کو یہ معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ حضور اقدس ﷺ کے پاس سے بڑی بھلائی لے کر آ رہے ہو! کیا تمہارے پاس کوئی دواء یا دم پھونک کا عمل ہے' اس لیے کہ ہمارے پاس ایک مجنون شخص بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے' ہم نے کہا' ہاں (ہمارے پاس ایسا عمل ہے) تو وہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے شخص کو لائے تو میں اس شخص پر تین دن صبح اور شام سورہ فاتحہ پڑھتا رہا' اس طرح کہ میں اپنا تھوک (پڑھنے کے دوران منہ میں) جمع کر لیتا اور اس پر تھوک دیتا' راوی کہتے ہیں کہ (اس کا اثر یہ ہوا کہ) وہ بیڑیوں سے رہا ہو گیا (اور اس کا پاگل پن جاتا رہا) ان لوگوں نے مجھے (دم چھو کے بدلہ میں) کچھ اُجرت دی۔ میں نے کہا حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیے بغیر یہ اُجرت نہیں لوں گا (حضور ﷺ سے دریافت پر آپ نے فرمایا: یہ اُجرت) تم کھا لو! لوگ تو باطل منتروں کی اُجرت کھا لیتے ہیں اور تم حق منتر کی اُجرت کھا رہے ہو (اس لیے کہ یہ اُجرت بطور علاج کے لی جا رہی ہے اور یہ جائز ہے)۔

تعلیم قرآن پر اُجرت لی جا سکتی ہے

ف: صدر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو حدیث مروی ہے اس میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے" ان احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ" (بہترین اُجرت تمہاری وہ ہے جس کو تم اللہ کی کتاب پر لیا کرو) قاضی نے کہا ہے کہ اس ارشاد نبوی سے

قرآن کے ذریعہ دم چھو کر کے اُجرت لینے کا جواز ملتا ہے اور اسی طرح تعلیم قرآن پر بھی اُجرت لینے کا جواز معلوم ہوتا ہے' لیکن ایک جماعت نے تعلیم قرآن پر اُجرت لینے کو حرام قرار دیا ہے اور یہ امام زہری' امام ابوحنیفہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا قول ہے اور ان حضرات نے حضرت عُبادہ بن صامت ص کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ اور شرح السنہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں قرآن کے ذریعہ اور اللہ کے نام سے دم چھو کرنے اور اس پر اُجرت لینے کے جواز کی دلیل ہے اور جن حضرات نے قرآن شریف کی خرید وفروخت اور اس کی کتابت پر اُجرت دی ہے وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں' چنانچہ حضرت حسن بصری' حضرت شعبی اور حضرت عکرمہ کا قول یہی ہے اور حضرت سفیان' امام مالک' امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے شاگردوں نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ یہ مرقات میں مذکور ہے۔

اور بذل المجهود میں کہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں قرآن سے دم چھو پر اور علاج کر کے اُجرت لینے کے جواز پر ایک بڑی دلیل ہے جب کہ امام شافعی' امام مالک' امام ابوحنیفہ اور امام احمد' یہ چاروں ائمہ کرام اس کے قائل ہیں اور اسی وجہ سے جمہور نے اسی حدیث کی روشنی میں تعلیم قرآن پر اُجرت کو جائز قرار دیا ہے' البتہ! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعلیم قرآن پر اُجرت کو حرام قرار دیا ہے جیسا کہ ابن رسلان نے کہا ہے۔ البتہ! متاخرین احناف نے بر بناء ضرورت تعلیم قرآن پر اُجرت لینے کی اجازت دی ہے۔ بذل المجهود کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔

اور ردالمحتار میں ہدایہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ہمارے بعض ائمہ فقہ نے اس زمانہ میں تعلیم قرآن پر اُجرت کو درست قرار دیا ہے' اس لیے کہ امور دین میں انحطاط آ چکا ہے اور عوام میں رغبت نہیں ہے' ایسے حالات میں اگر تعلیم قرآن پر اُجرت لینے کی اجازت نہ دی جائے تو معلمین قرآن کی تعلیم چھوڑ دیں گے اور قرآن کا حفظ کروانا بھی رہ جائے گا' اس لیے متاخرین نے تعلیم قرآن کی اُجرت کے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔

ایصال ثواب کے لیے اُجرت پر قرآن پڑھوانا جائز نہیں

اور تاج الشریعۃ نے ہدایہ کی شرح میں کہا ہے کہ قرآن کو اُجرت کے ساتھ میت کے ایصال ثواب کے لیے پڑھوایا جائے تو ثواب نہ پڑھنے والے کو ملے گا اور نہ میت کو اور علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں کہا ہے کہ دنیوی اغراض کے لیے قرآن پڑھنے والے کو اس بات سے روک دینا چاہیے کہ وہ قرآن کو ذریعہ معاش بنائے' اس لیے کہ قرآن پر اُجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گناہگار ہیں' خلاصہ بحث یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں قرآن کے پاروں کو اُجرت سے پڑھنے کا جو رواج ہو گیا ہے وہ جائز نہیں ہے' اس لیے کہ ایک شخص تلاوت قرآن کا حکم دیتا ہے اور پڑھنے والا معاوضہ پر تلاوت قرآن کا ثواب اُس شخص کو دیتا ہے تو جب پڑھنے والے کو نیت کے درست نہ ہونے پر ثواب نہیں ملتا ہے تو اُجرت دینے والے کو ثواب کس طرح ملے گا؟ اور اگر اُجرت نہ ہو تو اس زمانہ میں ایک شخص دوسرے کے لیے قرآن نہیں پڑھے گا! بلکہ لوگوں نے قرآن عظیم کو کمائی کا اور دنیا کے جمع کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے" انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" اور علامہ شیخ خیرالدین رملی نے حجر کے حاشیہ میں کتاب الوقف میں کہا کہ قول مفتی بہ یہ ہے کہ تعلیم قرآن پر اُجرت لی جاسکتی ہے نہ کہ مجرد قرأت قرآن پر یعنی صرف تلاوت قرآن پر' تاتارخانیہ میں بھی اس کی صراحت موجود ہے۔ اس لیے کہ اس قسم کی اُجرت باطل ہے جو بدعت ہے جس کو خلفائے راشدین میں سے کسی نے نہیں کیا۔ اور تعلیم قرآن پر اُجرت کا جو جواز ہے وہ ضرورت کی وجہ سے ہے اور قبر پر اُجرت دے کر قرآن پڑھوانا ضروری نہیں ہے اور زیلعی نے بھی صراحت کی ہے کہ اگر تعلیم قرآن کے لیے اُجرت جائز نہ قرار دی جائے تو قرآن کی تعلیم ہی بند ہو جائے گی' اس ضرورت کے پیش نظر تعلیم قرآن پر اُجرت لینے کو جائز قرار دیا گیا اور اس کو

مناسب سمجھا گیا۔اس لیے تعلیم قرآن اور مجرد تلاوت قرآن کے فرق کو سمجھنا چاہیے۔(ماخوذ از ردالمختار)

٣٤٢٦ - وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ الْمُنْذِرِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ طٰسٓمٓ حَتّٰى بَلَغَ قِصَّةَ مُوْسٰى قَالَ إِنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَجَرَ نَفْسَهُ ثَمَانَ سِنِيْنَ أَوْعَشْرًا عَلٰى عِفَّةِ فَرْجِهٖ وَطَعَامِ بَطْنِهٖ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عتبہ بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طسم (یعنی سورۂ قصص) کی تلاوت فرمائی یہاں تک کہ جب آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ تک پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ نے آٹھ یا دس برس (حضرت شعیب علیہ السلام کی) بطور اُجرت خدمت کی تاکہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت ہو اور کھانا کھائیں۔اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بکریاں چرانا مہر مقرر ہوسکتا ہے

ف:اس حدیث شریف میں روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (حضرت شعیب علیہ السلام کی) اُجرت پر خدمت کی۔ یعنی حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کا مہر بکریاں چرانا مقرر فرمایا تھا جیسا کہ مشہور ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر اپنی کتاب میں بغیر انکار کے فرمایا ہے۔تو اس صورت میں ہماری شریعت میں بھی یہ صورت جائز ہوگی کہ روش زمانہ میں بھی اگر کوئی بکریاں چرانا مہر مقرر کریں تو نکاح درست ہوگا' کیونکہ علم الاصول کا یہ مسلمہ جزو ہے کہ اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سابقہ شریعتوں کے واقعات کو بغیر انکار کے بیان فرمائیں تو وہ احکام بھی ہماری شریعت میں نافذ رہیں گے' البتہ! بکریاں چرانے کے علاوہ منکوحہ کی کوئی اور خدمت بطور مہر کے مقرر کی جائے تو ایسا مہر جائز نہیں ہوگا' ہاں! منکوحہ کے علاوہ کسی اور شخص کی خدمت مہر میں طے کی جائے تو ایسی شرط مہر ہوسکتی ہے۔چنانچہ صاحب ہدایہ نے باب المہر میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آزاد مرد کسی عورت سے اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ مہر میں اس کی ایک سال تک خدمت کرے گا یا اس کو قرآن پڑھائے گا تو اس صورت میں نکاح جائز ہوگا' لیکن اس کو مہر مثل ادا کرنا پڑے گا۔

(ماخوذ از تفسیرات احمدیہ)

٣٤٢٧ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اِسْتَأْجَرَ أَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهٖ أَجْرَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ میں قیامت کے دن اِن سے جھگڑوں گا۔ایک وہ شخص جس نے (کسی معاملہ میں) میرے نام سے عہد کیا (میری قسم کھائی اور میرے نام سے امان دیا) اور اس کو توڑ دیا۔دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا اور اُس سے پورا کام لیا اور پھر اس کی مزدوری نہیں دی۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣٤٢٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوا الْأَجِيْرَ أَجْرَهٗ قَبْلَ أَنْ يَّجِفَّ عِرْقُهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مزدور کو اس کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے قبل دے دیا کرو۔(ابن ماجہ)

٣٤٢٩ - وَعَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَّاِنْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سائل کا حق ہے اگر چہ کہ وہ گھوڑے پر (سوار ہو کر) آئے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ سائل سے بدگمانی مناسب نہیں اور اس کو جھٹلانا نہیں چاہیے۔ اس کی ظاہری حالت سے اس کو نامراد نہیں لوٹانا چاہیے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ تو سوار ہے لیکن اس کا کنبہ بڑا ہے یا قرض کے بوجھ سے وہ بوجھل ہے۔ (مرقات)

بَابُ اَحْيَاءِ الْمَوَاتِ وَالشِّرْبِ

ویران زمین کو آباد کرنے اور (کھیتوں اور مویشی کے لیے) پانی کی باری مقرر کرنے کا بیان

ف: واضح ہو کہ موات ایسی زمین کو کہتے ہیں جس کا کوئی مالک نہ ہو جیسا کہ قاموس میں لکھا ہے اور نہایہ میں لکھا ہے کہ موات وہ زمین ہے جس میں نہ بویا گیا ہو اور نہ اس کو آباد کیا گیا ہو اور نہ وہ کسی کے قبضہ میں آئی ہو اور ایسی زمین کو زندہ کرنا یہ ہے کہ اس کو آباد کرے اور شرب کہتے ہیں پانی کے حصہ کو اور شریعت کی اصطلاح میں کہتے ہیں پانی لینے کی باری کو جو کھیتوں اور چوپایوں کے لیے مقرر ہوتی ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ نَبِّئْھُمْ اَنَّ الْمَاءَ قِسْمَۃٌ بَیْنَھُمْ کُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ. (القمر: ۲۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور انہیں خبر دے دے کہ پانی ان میں حصوں سے ہے، ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: واضح ہو کہ آیت صدر میں جس اونٹنی کا ذکر ہے وہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہے اور حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی ہدایت کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا تھا اور اونٹنی اللہ تعالیٰ کی نشانی تھی۔ چونکہ وہ اونٹنی پورا پانی پی جاتی تھی، اس لیے ایک دن اونٹنی کے لیے اور دوسرا دن جانوروں کے لیے مقرر کیا گیا۔

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی لَھَا شِرْبٌ وَّلَکُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ. (الشعراء: ۱۵۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ایک دن اس کے پینے کی باری اور ایک متعین دن تمہاری باری۔ (کنزالایمان)

ف: اس میں اس سے مزاحمت نہ کرو، یہ ایک اونٹنی تھی جو ان کے معجزہ طلب کرنے پر ان کے حسب خواہش بدعائے حضرت صالح علیہ السلام پتھر سے نکلی تھی، اس کا سینہ ساٹھ گز کا تھا، جب اس کے پینے کا دن ہوتا تو وہ وہاں کا سارا پانی پی جاتی اور جب لوگوں کے پینے کا دن ہوتا تو اس دن نہ پیتی۔ (خزائن العرفان)

۳۴۳۰ - عَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ عَمَّرَ اَرْضًا لَّیْسَتْ لِاَحَدٍ فَھُوَ اَحَقُّ قَالَ عُرْوَۃُ قَضٰی بِہٖ عُمَرُ فِیْ خِلَافَتِہٖ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَرَوَی الطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِہِ الْکَبِیْرِ وَالْوَسْطِ عَنْ مُّعَاذٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا لِلْمَرْءِ مَا طَابَتْ بِہٖ نَفْسُ اِمَامِہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْبُخَارِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی ایسی زمین کو آباد کرے جس کا کوئی مالک نہ ہو تو وہ اس زمین کا (امام یا خلیفہ وقت کی اجازت سے مالک ہونے) کا زیادہ حق دار ہوگا۔ حضرت عروہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کے مطابق فیصلہ دیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور طبرانی نے اپنی معجم کبیر اور معجم وسط میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اسی چیز کا مالک ہوگا (جس کے مالک ہونے پر) حاکم خوش ہو (حاکم نے اس کی اجازت دی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا حِمٰى اِلَّا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

ہو) اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ۲ زمین کو مختص کر سکتے ہیں۔ ۳

۱ کسی شخص کو اپنے مویشیوں کے چارہ اور پانی کے لیے کسی زمین کو مختص کر لینے کا حق نہیں ہے۔ ہاں!

۲ جہاد کے گھوڑوں یا بیت المال کے مویشی یا مسلمانوں کے مصالح عامہ کے لیے۔

۳ زمانہ جاہلیت میں قبیلوں کے سردار بعض سرسبز اور شاداب زمینوں کو اپنے اغراض کے لیے مختص کر لیا کرتے تھے جن سے دوسرے منفعت حاصل نہیں کر سکتے تھے' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرما دیا۔

٣٤٣١ - وَعَنْ طَاؤسٍ مُرْسَلًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحْيَا مَوَاتًا مِّنَ الْاَرْضِ فَهُوَ لَهٗ وَعَادِيُّ الْاَرْضِ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ مِنِّيْ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَرَوٰى فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ الدُّوْرَ بِالْمَدِيْنَةِ وَهِيَ بَيْنَ ظَهْرَانِيْ عِمَارَةِ الْاَنْصَارِ مِنَ الْمَنَازِلِ وَالنَّخْلِ فَقَالَ بَنُوْ عَبْدِ بْنِ زُهْرَةَ نَكِّبْ عَنَّا ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْتَعَثَنِيَ اللّٰهُ اِذًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُقَدِّسُ اُمَّةً لَّا يُؤْخَذُ الضَّعِيْفُ فِيْهِمْ حَقَّهٗ.

حضرت طاؤس (یمانی) رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی بنجر زمین کو آباد کرے وہ (حاکم کی اجازت سے) اس کی ملک ہو گی اور بنجر زمین اللہ کی اور اس کے رسول کی ہے' پھر وہ میری طرف سے تمہاری ہے ۱ اس کی روایت امام شافعی نے کی ہے۔ اور شرح السنہ میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں چند گھر دیدیئے اور وہ انصار کی آبادی میں ان کے مکانوں اور کھجور کے باغات کے درمیان تھے تو بنو عبد بن زہرہ نے کہا کہ ابن ام عبد یعنی ابن مسعود کو ہم سے دور رکھو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کس لیے نبی بنا کر بھیجا ہے؟ (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اس قوم کو پاک نہیں کرتے جس سے کمزور کا حق نہیں لیا جاتا ہو۔

۱ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے افتادہ زمین کو آباد کرنے اور اس کے مالک بننے کے لیے حاکم کی اجازت ضروری ہے۔

٣٤٣٢ - وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَاطَ حَائِطًا عَلَى الْاَرْضِ فَهُوَ لَهٗ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے' وہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو (کسی بنجر اور غیر مملوکہ) زمین کو محصور کرے (تا کہ اس کو آباد کرے) تو وہ اس کی ملکیت ہو جائے گی۔ اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

٣٤٣٣ - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّهٗ كَانَتْ لَهٗ عَضُدٌ مِنْ نَّخْلٍ فِيْ حَائِطِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَ الرَّجُلِ اَهْلُهٗ فَكَانَ سَمُرَةُ يَدْخُلُ عَلَيْهِ فَيَتَاَذّٰى بِهٖ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَطَلَبَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ لِيَبِيْعَهٗ فَاَبٰى فَطَلَبَ اَنْ يُّنَاقِلَهٗ فَاَبٰى قَالَ فَهِبْهُ لَهٗ وَلَكَ كَذَا

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے کھجور کے چند درخت ایک انصاری کے باغ میں تھے اور ان انصاری کے ساتھ ان کے بیوی بچے بھی (اسی باغ میں) رہا کرتے تھے۔ سمرہ اس (باغ) میں آیا کرتے تو ان انصاری کو (سمرہ کے آنے جانے سے) تکلیف ہوا کرتی تھی۔ انصاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر (اپنی تکلیف) بیان کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمرہ کو اپنے پاس بلایا تا کہ وہ (کھجور کے درختوں کو) انصاری کے

اَمَرَ اَرْغَبَہٗ فِیْہِ فَاَبٰی فَقَالَ اَنْتَ مُضَارٌّ فَقَالَ لِلْاَنْصَارِیِّ اِذْھَبْ فَاقْطَعْ نَخْلَہٗ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ہاتھ بیچ دیں۔ سمرہ نے (حضور اقدس ﷺ کی اس تجویز کو) قبول نہ کیا۔ تو حضور انور ﷺ نے ان سے چاہا کہ وہ ان درختوں کے بدلہ میں دوسری جگہ کے درختوں کو لے لیں۔ سمرہ نے اس (دوسری تجویز) کو بھی قبول نہ کیا۔ (اس پر) حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ ان درختوں کو ان انصاری کو ہبہ کر دیں اور تم کو (اس بخشش کے بدلہ میں (بہت سے فوائد حاصل ہوں گے) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لیے بے حد ترغیب دی (اس تجویز کو بھی) انہوں نے نہ مانا تو حضور انور ﷺ نے (سمرہ سے) فرمایا تو تم مؤذی ہو (کہ عاریتی زمین پر درخت لگا کر دوسروں کو تکلیف دینا چاہتے ہو اور کسی تجویز کو تم نہیں مانتے) پھر حضور اقدس ﷺ نے اُن انصاری سے فرمایا: جاؤ ان کے کھجور کے درختوں کو کاٹ دو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں حضور انور ﷺ نے ان انصاری کو سمرہ رضی اللہ عنہ کے کھجور کے درخت کاٹنے کا حکم اس لیے دیا کہ سمرہ کے وہاں آنے جانے سے ان انصاری کو تکلیف پہنچ رہی تھی' جبکہ ان انصاری نے حضرت سمرہ کو زمین عاریۃً دی تھی۔ یہ مرقات میں مذکور ہے اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی زمین عاریۃً لے تا کہ اس میں مکان بنائے یا درخت اُگائے تو جائز ہے اور مالک زمین کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی وقت بھی اپنی ضرورت پر اپنی عاریۃً کو اٹھا لے سکتا ہے اور عاریۃً لینے والے کی تعمیر کو توڑ سکتا ہے اور درخت ہوں تو کاٹ سکتا ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں حضرت سمرہ ص نے حضور اقدس ﷺ کی تینوں تجویزوں کو قبول نہیں کیا۔ اس بارے میں صاحب مرقات اور صاحب اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے کہ حضور انور ﷺ کی تینوں تجویزیں بطور سفارش تھیں' بطور لزوم اور حکماً نہ تھیں' ورنہ حضرت سمرہ ص جیسے جلیل القدر صحابی حضور اقدس ﷺ کے حکم کو ٹال نہیں سکتے تھے۔

٣٤٣٤ - وَعَنْ اَبْیَضَ بْنِ حَمَّالٍ الْمَارِبِیِّ اَنَّہٗ وَفَدَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْطَعَہُ الْمِلْحَ الَّذِیْ بِمَارِبَ فَاَقْطَعَہٗ اِیَّاہُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا اَقْطَعْتَ لَہُ الْمَاءَ الْعِدَّ قَالَ فَرَجَعَہٗ مِنْہُ قَالَ وَسَاَلَہٗ مَاذَا یُحْمٰی مِنَ الْاَرَاکِ قَالَ مَالَمْ تَنَلْہُ اِخْفَافُ الْاِبِلِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت ابیض بن حمال مآربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ وفد بن کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے شہر مآرب (جو یمن کا ایک شہر ہے) کی ایک نمک کی کان کو بطور جاگیر لکھ دینے کی درخواست کی تو حضور انور ﷺ نے ان کو بطور جاگیر (نمک کی کان) لکھ دی۔ جب واپس ہونے لگے تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ان کو ایک تیار پانی کی کان دے دی ہے تو (یہ سن کر) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی زمین گھیری جا سکتی ہے' جس تک اونٹ نہ پہنچتے ہوں (آبادی سے بہت دور ہو اور بستی کے جانور وہاں چرنے کے لیے نہ جاتے ہوں)۔ اس کی روایت ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

حاکم کو جاگیر دینے کا اختیار ہے

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے ابیض بن حمال ص کو نمک کی کان بطور جاگیر دے دی۔ اس حدیث اور

اس باب کی اور حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اور آپ کے بعد آنے والے خلفاء کو اس بات کا حق ہے کہ وہ کانوں کو بطور جاگیر کسی کو دے سکتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ بعض بنجر زمینوں کو جو کسی کی ملک نہ ہوں بعض اشخاص سے مختص کر دیا جائے خواہ وہ کسی چیز کی کان ہو یا زمین ہو مگر شرط یہ ہے کہ وہ ایسی زمین یا کان نہ ہو جو پہلے سے کسی سے مختص ہو اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔ یہ نیل الاوطار سے ماخوذ ہے۔

اگر مصلحت عامہ کی چیز ہو تو دی ہوئی جاگیر واپس لی جاسکتی ہے

ف: اس حدیث شریف میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضور انور ﷺ نے حضرات ابیض کو دی ہوئی جاگیر واپس لے لی اس کی وجہ یہ ہے کہ حاکم ایسی چیز کو بطور جاگیر کسی کو نہیں دے سکتا جس سے مسلمانوں کی ضرورتیں متعلق ہوں جیسے نمک کی کان یا کنویں یا عام ضرورت کی چیزیں کہ جن میں سب کا برابر کا حق ہے۔ یہ تکملۂ بحر الرائق میں مذکور ہے اس لیے اگر حاکم لاعلمی سے ایسی چیز کسی کو بطور جاگیر دے دے تو وہ واپس بھی لے سکتا ہے چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت ابیض کی جاگیر واپس لے لی۔

۳۴۳۵ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَ لِلزُّبَیْرِ نَخِیْلًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ فِیْ اٰخِرِ کِتَابِ الْخُمْسِ مِنْ حَدِیْثِ اَسْمَاءَ اَنَّ النَّبِیَّ اقطع النربیر ارضامن اموال بنی النضیر.

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے چند درخت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بطور جاگیر دے دیئے اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور بخاری نے کتاب الخمس کے آخر میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث اس طرح روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بنوالنضیر کی ایک زمین بطور جاگیر دے دی (اور یہ زمین انصار نے رسول اللہ ﷺ کے حوالہ کی تھی)۔

زمین کے اقسام اور اس کے مسائل

ف: بدائع میں لکھا ہے کہ زمین کی دو قسمیں ہیں (۱) مملوکہ زمین (۲) غیر مملوکہ زمین جو مباح ہے یعنی اس کا استفادہ سب کر سکتے ہیں۔ مملوکہ زمین کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) آباد زمین (۲) بنجر زمین۔ اس طرح غیر مملوکہ مباح زمین کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) ایسی مباح زمین جو اطراف شہر میں ہو جس سے اہل شہر کے حقوق متعلق ہوں جیسے گھاس کے رمنے اور جنگل وغیرہ۔ (۲) ایسی مباح زمین جو شہر سے دور ہو اور بنجر ہو۔

ایسی زمین جو آباد اور مملوکہ ہو اس پر بغیر مالک کی اجازت کے تصرف جائز نہیں اور موات یعنی غیر آباد زمین ایسی زمین ہے جو بنجر ہو اور خارج شہر ہو کسی کی ملک بھی نہ ہو اور کسی کا اس زمین پر کوئی خاص حق بھی متعلق نہ ہو یعنی حاکم نے کسی کو استفادہ کے لیے نہ دیا ہو واضح ہو کہ اندرون شہر کسی زمین کو بنجر زمین نہیں کہا جائے گا اور اسی طرح خارج شہر بھی اس زمین کو بنجر نہیں کہا جائے گا جس سے مصالح عامہ متعلق ہوں۔

حاکم ایسی زمین کو جو بنجر ہو اور خارج شہر ہو اور اس سے مصالح عامہ متعلق بھی نہ ہوں وہ کسی کو بطور جاگیر دے سکتا ہے اور جس کو اس قسم کی زمین بطور جاگیر دی گئی اور اگر وہ شخص ۳ سال تک اس کو ویسے ہی بنجر رکھے اور آباد نہ کرے تو حاکم کو حق ہے کہ وہ کسی دوسرے شخص کو بطور جاگیر دیدے۔

۳۴۳۶ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَ لِلزُّبَیْرِ حَضَرَ فَرَسَهٗ فَاَجْرٰی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو (ایک بنجر زمین) بطور جاگیر دینے کا حکم دیا جس قدر زمین پر ان کا

فَرَسَهٗ حَتّٰی قَامَ ثُمَّ رَمٰی بِسَوْطِهٖ فَقَالَ اَعْطُوْهُ مِنْ حَیْثُ بَلَغَ السَّوْطُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

گھوڑا دوڑ لگائے۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کو دوڑایا یہاں تک کہ وہ ٹھہر گیا' پھر انہوں نے اپنا کوڑا پھینکا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو اس مقام تک زمین دیدو جہاں تک ان کا کوڑا پہنچا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۴۳۷ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَهٗ اَرْضًا بِحَضْرَمَوْتٍ قَالَ فَاَرْسَلَ مَعِیَ مُعَاوِیَةَ قَالَ اَعْطِهَا اِیَّاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو حضر موت (یمن کا ایک شہر) میں ایک زمین بطور جاگیر دے دی' حضرت وائل نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ حضرت معاویہ کو بھیجا اور ان سے فرمایا کہ اُن کو زمین (ناپ کر) دے دو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۴۳۸ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوْا اَفْضَلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوْا بِهٖ فَضْلَ الْكَلَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بچے ہوئے پانی کو (جو تمہاری ضرورت سے زائد ہو) مت روکو اس سے تم زائد گھاس (اگنے سے) روکنے کا سبب بنو گے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ بچے ہوئے پانی کو مت روکو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس زائد پانی ہے تو ایسا شخص اس پانی کو دوسروں کے پینے کے لیے یا کسی کے جانوروں کو پلانے کے لیے نہ روکے۔

۳۴۳۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَّا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی سِلْعَةٍ لَقَدْ اَعْطٰی بِهَا اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطٰی وَهُوَ كَاذِبٌ وَّرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِیَقْطَعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ وَّرَجُلٌ مَّنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ الْیَوْمَ اَمْنَعُكَ فَضْلِیْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَالَمْ تَعْمَلْ یَدَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کریں گے اور نہ ان کی طرف دیکھیں گے۔ (۱) ایک وہ شخص جو کسی سامان پر قسم کھائے کہ جو قیمت اس کو دی گئی ہے اس سے زیادہ دی جاتی (تو اس کے لیے بہتر تھا) حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ (۲) دوسرے وہ شخص جو نماز عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے تا کہ وہ (قسم کھا کر) کسی مسلمان شخص کا مال قسم کے ذریعہ لے لے[1] اور (۳) تیسرے وہ شخص جو (اپنی) ضرورت سے زائد پانی کو (لوگوں سے روکتا ہے) تو اللہ تعالیٰ (روز قیامت) اس سے فرمائیں گے آج کے دن میں تجھ کو اپنے فضل سے روکتا ہوں جیسا کہ تو نے (اپنی ضرورت سے) زائد پانی کو روکا تھا (حالانکہ اس پانی کو) تیرے ہاتھوں نے نہیں نکالا تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] حالانکہ عصر کے بعد دن اور رات کے فرشتے پہرہ بدلنے کے لیے ملتے ہیں اور اس شخص نے اس فضیلت والے وقت کا بھی لحاظ نہیں کیا۔

۳۴۴۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں (کہ ہر ایک کو

فِیْ ثَلَاثٍ فِی الْمَاءِ وَالْکَلَاءِ وَالنَّارِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ. ان سے مفت فائدہ حاصل کرنا درست ہے) پانی' گھاس' اور آگ۔ اس کی روایت ابوداود اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں پانی' گھاس اور آگ میں شرکت کی جو اجازت ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) پانی سے مراد وہ پانی ہے جو دریا یا چشموں کا ہو اور جو بہتا ہو تو ایسے پانی کو کسی مسلمان کے پینے یا جانوروں کو پلانے سے روکنا حرام ہے۔ البتہ! اگر کوئی شخص ایسے پانی کو اپنے برتن میں محفوظ کرے تو ایسے پانی کا بیچنا جائز ہے۔

(۲) گھاس سے مراد ایسی گھاس ہے جو غیر مملوکہ زمین میں خودرو اُگی ہو اور اگر ایسی گھاس کو بھی کسی نے کاٹ کر محفوظ کر لیا تو وہ اس کی ملک ہو گی اور وہ اس کو بیچ سکتا ہے۔

(۳) آگ میں شرکت کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی نے آگ روشن کی تو ہر ایک کو اس بات کا حق ہے کہ اس سے سینکے اور کپڑوں کو سکھائے' البتہ! انگارا لینا چاہے تو آگ سلگانے والے سے اجازت لینا ضروری ہے۔ یہ مضمون فتح القدیر' قدوری اور مرقات سے ماخوذ ہے۔

۳۴۴۱ - وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الشَّیْءُ الَّذِیْ لَا یَحِلُّ مَنْعُہٗ قَالَ اَلْمَاءُ وَالْمِلْحُ وَالنَّارُ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا الْمَاءُ قَدْ عَرَفْنَاہُ فَمَا بَالُ الْمِلْحِ وَالنَّارِ قَالَ یَا حُمَیْرَاءُ مَنْ اَعْطٰی نَارًا فَکَاَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِیْعِ مَا اَنْضَجَتْ تِلْکَ النَّارُ وَمَنْ اَعْطٰی مِلْحًا فَکَاَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِیْعِ مَا طَیَّبَتْ تِلْکَ الْمِلْحُ وَمَنْ سَقٰی مُسْلِمًا شَرْبَۃً مِّنْ مَّاءٍ حَیْثُ یُوْجَدُ الْمَاءُ فَکَاَنَّمَا اَعْتَقَ رَقَبَۃً وَّمَنْ سَقٰی مُسْلِمًا شَرْبَۃً مِّنْ مَّاءٍ حَیْثُ لَا یُوْجَدُ الْمَاءُ فَکَاَنَّمَا اَحْیَاھَا رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ کونسی چیزیں ہیں جن کا منع کرنا جائز نہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (وہ چیزیں یہ ہیں) پانی' نمک اور آگ۔ ام المومنین کہتی ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی (کی ضرورت اور اہمیت) کیا ہے؟ (یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے حمیرا! (یہ ام المومنین بی بی عائشہ کا لقب ہے) (آگ دینے کی فضیلت میں تمہیں بتاؤں کہ) جو کسی کو آگ دیوے تو (اُس کا ثواب اتنا بڑا ہے کہ) گویا اُس نے اُن ساری چیزوں کو خیرات کر دیا جن کو اُس آگ نے پکایا ہے۔ اور جس شخص نے نمک دیا تو گویا اُس نے اُن تمام چیزوں کو خیرات کر دیا جس نمک کی وجہ سے اُن چیزوں میں خوبی یعنی لذت پیدا ہوئی۔ اور (اب پانی پلانے کی فضیلت بھی سن لو) جس نے کسی مسلمان کو ایک مرتبہ ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی (آسانی سے) مل جاتا ہے تو (اس کا اتنا بڑا ثواب ہے کہ) گویا اُس نے ایک غلام آزاد کر دیا اور جس نے کسی مسلمان کو ایک مرتبہ ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہیں ملتا ہے تو گویا اس نے اس کو زندگی بخشی۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۴۴۲ - وَعَنْ اَسْمَرَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَایَعْتُہٗ فَقَالَ مَنْ سَبَقَ اِلٰی مَاءٍ لَّمْ یَسْبِقْہُ اِلَیْہِ مُسْلِمٌ فَھُوَ لَہٗ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ.

حضرت اسمر بن مضرس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی چشمہ پر سب سے پہلے پہنچ کر قبضہ کر لے' اس طرح کہ اس سے پہلے کوئی اور مسلم نہیں پہنچ سکا تو وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ اس کی روایت ابوداود نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی یا کوئی اور مباح چیز جیسے گھاس' لکڑی وغیرہ پر جو کوئی پہلے قبضہ کر لے تو وہ اس

کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ (مرقات)

۳۴۴۳ - وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فِي شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ اِنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ اَسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجُدُرِ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيْحِ الْحُكْمِ حِيْنَ اَحْفَظَهُ الْاَنْصَارِيُّ وَكَانَ اَشَارَ عَلَيْهِمَا بِاَمْرٍ لَهُمَا فِيْهِ سِعَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر اور ایک انصاری کے درمیان (جو منافق تھا) حرہ نامی پہاڑی زمین سے نکلنے والی ایک نہر کے بارے میں جھگڑا ہوا۔[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت زبیر سے) فرمایا: اے زبیر! تم (پہلے اپنی زمین کو) سیراب کرو پھر اپنے پڑوسی کے لیے پانی چھوڑ دو۔ (یہ سن کر) اس انصاری نے کہا کہ آپ نے یہ بات اس لیے فرمائی ہے کہ وہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور متغیر ہوا اور فرمایا: اے زبیر تم (اپنی زمین کو) سیراب کرلو اور پانی کو روک رکھو یہاں تک کہ اس کی سطح منڈیر تک پہنچ جائے (اس لیے کہ یہ تمہارا حق ہے اس سے تم پورا فائدہ حاصل کرو) پھر پانی کو اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑ دو۔ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو حکم صریحی کے ساتھ ان کا پورا حق دلوایا جبکہ اس (منافق) انصاری نے آپ کو غضبناک کر دیا اور اس سے پہلے آپ نے ان دونوں کو ایک ایسی بات کا حکم دیا تھا جس میں دونوں کے لیے سہولت تھی۔[2] اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] یہ نہر حضرت زبیر کی زمین سے گزرتی ہوئی اس منافق کی زمین میں داخل ہوتی تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ قضیہ پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا۔

[2] لیکن جب منافق نے ناشکری اور گستاخی کی تو آپ نے شفقت کا لحاظ نہ فرما کر انصاف کر فیصلہ دیا۔

ف: واضح ہو کہ تکملہ بحرالرائق میں لکھا ہے کہ اگر نہر دو اشخاص کی زمینوں میں سے گزر رہی ہو اور نہر کا رقبہ ان میں مشترک ہو تو دونوں باری باری سے نہر کے پانی سے اپنی اپنی زمینوں کو سیراب کریں اور اگر نہر اس طرح گزرتی ہو کہ جب تک ایک زمین کی سیرابی کو بند نہ کیا جائے تو دوسری زمین کی سیرابی ممکن نہیں تو ایسی صورت میں بالائی زمین کی سیرابی پہلے کی جائے اور بعد میں زیریں زمین کی سیرابی کی جائے اور بالائی زمین والوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ زیریں زمین والوں سے پانی کو روکیں۔

۳۴۴۴ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي السَّيْلِ الْمَهْزُوْرِ اَنْ يُمْسِكَ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ يُرْسِلُ الْاَعْلٰى عَلَى الْاَسْفَلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٖ نَاْخُذُ لِاَنَّهٗ كَانَ كَذٰلِكَ الصُّلْحُ بَيْنَهُمْ لِكُلِّ قَوْمٍ مَّا اصْطَلَحُوْا وَاَسْلَمُوْا عَلَيْهِ مِنْ عُيُوْنِهِمْ وَسُيُوْلِهِمْ وَاَنْهَارِهِمْ وَشُرْبِهِمْ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا (عمرو بن العاص) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بنی قریظہ کی) مہروز نامی وادی کی نہر کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ (اس نہر کے پانی کو بالائی علاقہ والا اپنی زمین کو اس طرح سیراب کرے کہ وہ) پانی کو روک رکھے یہاں تک کہ (پانی کی سطح) ٹخنوں کے برابر ہو جائے پھر بالائی علاقہ والا پانی کو زیریں علاقہ والے کے لیے چھوڑ دے۔[1] اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اس لیے مختلف زمین والوں میں صلح اور آشتی کا یہی طریقہ ہے کہ ہر علاقہ والا چشموں نہروں اور نالوں کے پانی کو باہمی سمجھوتہ سے استعمال کرے کیونکہ اس

قسم کے پانی سے استفادہ میں لوگ برابر کے شریک ہیں جیسا کہ تعلیق مجد میں مذکور ہے۔

ل اور اگر نشیب میں اور بھی زمینات ہوں تو ہر ایک ٹخنوں کے برابر پانی روک کر اپنے بعد والے کے لیے چھوڑ دے۔

بَابُ الْعَطَايَا — عطایا یعنی وقف' ہبہ اور امراء وسلاطین کے مسائل کا بیان

ف: وقف یہ ہے کہ کسی جائیداد کو محفوظ کر دیا جائے اور واقف کے منشاء کے مطابق اس کی آمدنی یا پیداوار کو خرچ کیا جاتا رہے۔ اور اس امر میں سارے ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ واقف اپنی زندگی بھر موقوفہ جائیداد کی آمدنی کو خیر کے کاموں میں خرچ کرے مثلاً کسی نے اپنی زمین یا اپنا گھر وقف کیا تو گھر کا کرایہ اور زمین کی پیداوار کو خیرات کرنا لازم ہے اور یہ چیز بمنزلہ نذر کے ہے اور اس بارے میں بھی سارے ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ اگر قاضی فیصلہ دیدے تو واقف کی ملکیت سے موقوفہ جائیداد نکل جاتی ہے یعنی وہ جائیداد واقف کی ملکیت میں نہیں رہے گی یا پھر واقف یہ کہہ دے کہ وقف میری موت کے بعد بھی جاری رہے گا یعنی واقف کہے کہ اپنے گھر یا زمین کو اس شرط پر وقف کر رہا ہوں یا یوں یہ کہہ دے کہ یہ جائیداد میری زندگی میں وقف ہے اور میری وفات کے بعد صدقہ ہے۔ موقوفہ چیزوں میں زمانہ کے حالات کے لحاظ سے قرآن' کتابیں' برتن' کپڑے' تعمیری اوزار' جانور' ڈولہ' مقبرہ' کنواں وغیرہ شامل ہیں۔

٣٤٤٥ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ اَصَابَ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَصَبْتُ اَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسُ عِنْدِيْ مِنْهُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ بِهٖ قَالَ اِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ اَنَّهٗ لَا يُبَاعُ اَصْلُهَا وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَتَصَدَّقَ بِهَا فِى الْفُقَرَاءِ وَفِى الْقُرْبٰى وَفِى الرِّقَابِ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّعِيْفِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهَا اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ غَيْرَ مُتَاَثِّلٍ مَالًا مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک زمین (مال غنیمت میں) خیبر کے مقام پر ملی۔ (جس میں کھجور کے درخت تھے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے خیبر کے مقام پر ایک ایسی زمین ملی ہے کہ اس سے بہتر مال (یعنی زمین) مجھے اب تک نہیں ملا (کہ اس میں عمدہ کھجور کے درخت ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم چاہو تو اس کی اصل زمین کو وقف کر دو اور (اس کی پیداوار) کو خیرات کیا کرو' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس (کی پیداوار) کو خیرات کر دیا اس شرط پر کہ اس کی اصل زمین نہ تو بیچی جائے' نہ ہبہ کی جائے اور نہ وارث میں تقسیم ہو (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) اس (کی پیداوار کو) بطور خیرات کے مخصوص کر دیا فقراء (مدینہ اور اہل صفہ میں) اور (اپنے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) قرابت داروں میں اور غلاموں کے آزاد کرنے میں اور اللہ کی راہ میں (یعنی غازیوں اور حاجیوں میں) اور مسافروں کے لیے اور مہمانوں کے لیے اور جو اس (زمین) کا متولی ہوگا اس پر کوئی گناہ نہیں کہ اگر وہ دستور کے مطابق کھائے اور اپنے (گھر والوں کو بھی) کھلائے۔ مگر یہ کہ (اس زمین کی آمدنی میں سے) اپنے لیے جمع نہ کرے۔ حضرت ابن سیرین نے فرمایا کہ (اس کا مقصد یہ تھا کہ) وہ (متولی) اس زمین پر روپیہ جوڑنے کی نیت سے تصرف نہ کرے۔ اس کی روایت مسلم اور بخاری نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف سے کئی فوائد معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) یہ کہ موقوفہ جائیداد نہ تو بیچی جاسکتی ہے نہ اس کا ہبہ درست ہے اور نہ وارث میں تقسیم ہوسکتی ہے۔ البتہ واقف کی شرائط کے مطابق اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے اور واقف یا متولی بھی اپنی ذات پر احکام شریعت کے مطابق خرچ کرسکتا ہے۔

(۲) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خیبر غلبہ سے فتح ہوا اور اس کو بطور مال غنیمت غازیوں میں تقسیم کیا گیا۔

(۳) اس حدیث سے صلہ رحمی کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی اس جائیداد کو فقراء مدینہ کے علاوہ اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے قرابتداروں پر وقف کیا۔

(۴) اس حدیث سے حضرت عمرؓ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ سے مشورہ فرمایا' اسی طرح اہل فضیلت اور اصحاب خیر سے اپنے کاموں میں مشورہ لینا چاہیے۔ (یہ فوائد مرقات سے ماخوذ ہیں)۔

۳۴۴۶ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرٰی جَائِزَةٌ مُّتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: عُمریٰ جائز ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ عمریٰ یہ ہے کہ کوئی اپنا گھر کسی کو یہ کہہ کر دے دے کہ یہ گھر میں نے تجھے عمر بھر کے لیے دے دیا۔ اور عمریٰ کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) یہ کہ کوئی یوں کہے میں نے تجھے اپنا گھر عمر بھر کے لیے دیا اور جب تو مر جائے تو وہ تیرے وارثوں کا ہے یہ عمریٰ بغیر اختلاف کے صحیح اور مثل ہبہ کے ہے' اس صورت میں جس کو گھر دیا گیا اس کی وفات کے بعد اس کے وارثوں کا ہوگا' اگر وارث نہ ہوں تو بیت المال میں داخل ہوگا۔ اور عمریٰ کرنے والے کو پھر نہ ملے گا۔ (۲) عمریٰ کی دوسری صورت یہ ہے کہ عمریٰ کرنے والا صرف یوں کہے کہ میں نے اپنا گھر تجھے عمر بھر کے لیے دیا۔ اس صورت میں اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس کا حکم بھی پہلی صورت کی طرح ہو گا۔ (۳) عمریٰ کی تیسری صورت یہ ہے کہ عمریٰ کرنے والا یوں کہے کہ میں نے تجھے اپنا گھر عمر بھر کے لیے دیا اور جب تو مر جائے تو گھر پھر میرا ہوگا یا میرے وارثوں کا۔ اس معاملہ کے صحیح ہونے میں ائمہ کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ معاملہ بھی درست ہے اور اس کا حکم بھی پہلی صورت کا حکم ہے اور شروط فاسدہ لغو ہیں ان کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (یہ مضمون عمدۃ القاری سے ماخوذ ہے)

۳۴۴۷ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعُمْرٰی مِیْرَاثٌ لِّاَهْلِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابرؓ سے روایت ہے' وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ عمریٰ میراث ہے اس شخص کی اولاد کے لیے جس کو عمریٰ دیا گیا ہو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۴۴۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ اُعْمِرَ عُمْرٰی لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَاِنَّهَا لِلَّذِیْ اُعْطِیَهَا لَا تَرْجِعُ اِلَی الَّذِیْ اَعْطَاهَا لِاَنَّهٗ اَعْطٰی عَطَاءً وَّقَعَتْ فِیْهِ الْمَوَارِیْثُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی شخص کو اور اُس کی اولاد کو عمریٰ دیا گیا تو جس شخص کو عمریٰ دیا گیا ہو' وہ اس کا مالک ہو جائے گا اور یہ عمریٰ دینے والے کی طرف نہیں لوٹے گا اس لیے کہ اس نے ایسا (عطیہ) دیا ہے' جس میں وراثت واقع ہو جاتی ہے۔ اس کی روایت مسلم اور بخاری نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۴۴۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكُوْا اَمْوَالَكُمْ عَلَیْكُمْ لَا تُفْسِدُوْهَا فَاِنَّهٗ مَنْ اَعْمَرَ عُمْرٰی فَهِیَ لِلَّذِیْ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنی جائیداد کو اپنی حفاظت میں رکھا کرو اور اس کو خراب نہ کرو' اس لیے کہ جس نے کسی کو عمریٰ دیدیا تو وہ اُس کا مالک ہوگا' زندگی میں

اَعْمَرَ حَيًّا وَّمَيِّتًا وَّلِعَقِبِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

بھی اور مرنے کے بعد بھی اور وہ (جائیداد) اس کے وارثوں ہی کی ہوگی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمری ہبہ کی صحیح صورت ہے اور جس کو عمری دیا جائے گا وہ شخص اس کا مالک ہوگا اور دینے والے کو واپس نہیں ملے گا' اس لیے عمری دینے سے پہلے خوب غور کر لیا جائے' مناسب سمجھیں تو عمری دیں' ورنہ پھر اپنے لیے ہی روک رکھیں اور اس کی حفاظت کریں۔ (مرقات)

٣٤٥٠ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْقُبُوْا وَلَا تُعْمِرُوْا فَمَنْ اَرْقَبَ شَيْئًا اَوْ اَعْمَرَ فَهِيَ بِوَرَثَتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نہ رُقبی دو اور نہ عمری دو' اس لیے کہ جس شخص کو رقبی یا عمری دیا جائے (اس کے مرنے کے بعد) اس کے ورثاء کا ہو جائے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ رقبی یہ ہے کہ کوئی دوسرے شخص سے یوں کہے کہ میں نے یہ مکان تجھے اس شرط پر دیا کہ اگر پہلے میں مر جاؤں تو یہ مکان تیرا ہے اور اگر تو پہلے مر جائے تو مکان میں لوں گا۔ مگر عمری کی طرح رقبی کا بھی یہی حکم ہے کہ کوئی کسی کو مشروط طور پر گھر دیدے تو دینے والے کی ملکیت سے گھر نکل جاتا ہے۔ اس لیے اس حدیث شریف میں منع فرمایا جا رہا ہے کہ اس طرح مشروط طور پر کسی کو گھر نہ دیں اور اگر دیدیں تو وہ ہبہ کی طرح لینے والے کی ملکیت ہو جائے گا۔ (مرقات)

بَابٌ

العطایا کے متعلقہ امور کا بیان

٣٤٥١ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدَّهٗ فَاِنَّهٗ خَفِيْفُ الْمَحْمَلِ طَيِّبُ الرِّيْحِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی شخص کو کوئی خوشبودار پھول دیا جائے تو وہ اس کو رد نہ کرے (بلکہ اس کو قبول کرے) کیونکہ وہ سبک بار اور اچھی بو والی چیز ہے۔[1] اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] یہ ہلکا احسان ہے خوشبودار پھول کوئی بڑا احسان نہیں کہ اس کا عوض دینا کچھ مشکل ہو یا پھر اس کا عوض نہ دینے سے گلہ یا شکوہ کا بھی موقع نہیں تو ایسی چیز کو کیوں رد کرے؟

٣٤٥٢ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو کو رد نہیں فرماتے تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣٤٥٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَّا تُرَدُّ الْوَسَائِدُ وَالدُّهْنُ وَاللَّبَنُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ قِيْلَ اَرَادَ بِالدُّهْنِ الطِّيْبَ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کو رد نہ کیا جائے تکیہ' تیل اور دودھ۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ دُھن سے مراد خوشبو ہے۔

٣٤٥٤ - وَعَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُعْطِيَ اَحَدُكُمُ الرَّيْحَانَ فَلَا يَرُدَّهٗ فَاِنَّهٗ خَرَجَ مِنَ

حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کسی کو خوشبودار پھول دیا جائے تو وہ اس کو رد نہ کرے کیونکہ وہ جنت سے نکلا ہے (یعنی اس کی اصل یعنی خوشبو

الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا.

جنت سے نکلی ہے)۔ اس کی روایت ترمذی نے مرسلاً کی ہے۔

٣٤٥٥ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلُ اَحَقُّ بِهِبَتِهٖ مَالَمْ يُثَبْ مِنْهَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَابْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّرَوَى الْحَاكِمُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي الْمُسْتَدْرَكِ مِثْلَهٗ وَقَالَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يَخْرُجَاهُ وَقَالَ عَبْدُ الْحَقِّ فِي الْاَحْكَامِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ صَحِيْحٌ مَّرْفُوْعًا وَّرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ وَّصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ اَيْضًا وَّفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ لَيْسَ لَنَا مِثْلَ السُّوْءِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہبہ دینے والا شخص اپنے ہبہ (کو واپس لینے) کا زیادہ مستحق ہے جب تک کہ وہ ہبہ دی ہوئی چیز کو (ہبہ لینے والے کے) قبضہ میں (پوری طور پر) نہ دیدے۔ اس کی روایت ابن ماجہ' دار قطنی اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور طبرانی نے اس کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کی ہے۔ اور حاکم نے اس کی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مستدرک میں اسی طرح کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شروط کے مطابق صحیح ہے' اگر چہ کہ ان دونوں حضرات نے اس کی تخریج نہیں کی ہے اور علامہ عبدالحق نے الاحکام میں کہا ہے کہ حضرت ابن عمر کی حدیث صحیح اور مرفوع ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور ابن حزم نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے ہبہ کو لوٹانے والا کتے کی طرح ہے کہ جو اپنی قے کو خود چاٹ لیتا ہے۔ ہمارے لیے بری مثال کی نقل کرنا درست نہیں۔

اجنبی کو دیا ہوا ہبہ قبضہ کے بعد بھی واپس لیا جا سکتا ہے

ف: واضح ہو کہ اگر کوئی شخص کسی اجنبی کو کوئی چیز بطور ہبہ دیدے تو احناف کے نزدیک قبضہ کے بعد بھی رجوع درست ہے' اگر چہ کہ رجوع مکروہ تحریمی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ رجوع مکروہ تنزیہی ہے' جیسا کہ نہایہ میں مذکور ہے۔

٣٤٥٦ - وَعَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتِ الْهِبَةُ لِذِيْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ لَّمْ يَرْجِعْ فِيْهَا رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ فِي الْبُيُوْعِ وَالدَّارُقُطْنِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهِمَا قَالَ الْحَاكِمُ فَحَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يَخْرُجَاهُ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ہبہ ایسے قرابت والے کو دیا گیا ہو جو محرم ہیں (یعنی اصول اور فروع میں) تو ایسا ہبہ رجوع نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی روایت حاکم نے مستدرک کے کتاب البیوع میں کی ہے اور دار قطنی اور بیہقی نے اپنی اپنی سنن میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے' حالانکہ بخاری اور مسلم نے اس کی روایت نہیں کی ہے۔

ہبہ کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام

ف: واضح ہو کہ ھدایہ میں لکھا ہے کہ ہبہ کی کئی صورتیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

ہبہ یا تو مقبوضہ ہوگا یعنی جس کو ہبہ دیا گیا ہو وہ اس پر قابض ہو یا غیر مقبوضہ ہوگا۔ اگر ہبہ غیر مقبوضہ ہو تو ہبہ دینے والا اپنے ہبہ کو واپس لے سکتا ہے اور یہ عمل درست ہے اس لیے کہ غیر مقبوض ہبہ پر لینے والے کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی' چنانچہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ قبضہ کے بغیر ہبہ جائز نہیں' البتہ! صدقہ میں قبضہ شرط نہیں یعنی اگر کسی کو بطور صدقہ کوئی چیز دی جائے

اور لینے والا اس پر قابض نہیں ہوا تو بھی صدقہ واپس نہیں لیا جا سکتا اور اگر ہبہ مقبوضہ ہو تو ایسے ہبہ کی دو صورتیں ہیں' ایک یہ کہ ہبہ محرم رشتہ دار کو دیا گیا ہو جیسے باپ' دادا یا بیٹا پوتا تو اس صورت میں ہبہ کو واپس نہیں لیا جا سکتا' اس لیے کہ ہبہ سے صلہ رحمی مقصود ہے اور وہ حاصل ہو گئی اور اسی طرح شوہر' بیوی میں کوئی ایک کسی کو کوئی چیز ہبہ دے تو ایسی چیز کو بھی واپس لینا درست نہیں جیسا کہ صدر کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

اور اگر ہبہ مقبوضہ ایسے شخص کے پاس ہو جو اجنبی ہو یا غیر محرم قرابت دار جیسے چچا کی اولاد ہو یا رضائی بھائی ہو تو ایسے ہبہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ ان کو کوئی چیز بطور خیرات کے دی گئی جیسے کسی محتاج کو دی جاتی ہے جس کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہوتی ہے تو ایسے ہبہ کو بھی واپس نہیں لیا جا سکتا' اور اگر ہبہ کو بطور خیرات نہیں دیا گیا تو ایسے ہبہ کو واپس لیا جا سکتا ہے' البتہ! ہبہ لینے والے نے ہبہ کے بدلہ کوئی اور چیز اپنی طرف سے ہبہ دینے والے کو دیدی تو ایسا ہبہ واپس نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح حسب ذیل صورتوں میں ہبہ واپس نہیں ہو سکتا۔

(۱) ہبہ لینے والے نے ہبہ میں اضافہ کر دیا جیسے ہبہ دی ہوئی زمین میں درخت لگا دیے یا اس پر تعمیر کر دی۔

(۲) ہبہ لینے والے نے ہبہ کو بیچ دیا یا دوسرے کو ہبہ کر دیا چونکہ اس صورت میں ہبہ کی ہوئی چیز اس کی ملکیت سے نکل جاتی ہے' اس لیے واپسی کا کوئی سوال نہیں۔

(۳) یا ہبہ کی ہوئی چیز تلف ہو جائے یا ہبہ دینے والا یا ہبہ لینے والا دونوں میں سے کوئی ایک مر جائے تو اس صورت میں بھی ہبہ کی واپسی ممکن نہیں۔

اسی طرح باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کر دے تو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ایسا ہبہ بھی کسی صورت میں لائق رجوع نہیں ہے۔ یہ مضمون ہدایہ سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

۳۴۵۷ - وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَالَ عُمَرُ مَنْ وَّهَبَ هِبَةً لِّذِيْ رَحِمٍ فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَّرْجِعَ فِيْهَا وَمَنْ وَّهَبَ هِبَةً لِغَيْرِ ذِيْ رَحِمٍ فَلَهُ اَنْ يَرْجِعَ فِيْهَا اِلَّا يُثَابَ مِنْهَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے قرابت دار کو کوئی چیز بطور ہبہ دے تو اس کو اس ہبہ کے واپس لینے کا حق نہیں اور جو کوئی کسی غیر قرابت دار کو بطور ہبہ کوئی چیز دے تو وہ اس کو (قبضہ سے پہلے) واپس لے سکتا ہے' مگر یہ کہ ہبہ لینے والا اس پر قابض ہو جائے (تو ہبہ قبضہ کے بعد واپس نہیں ہو سکتا)۔

۳۴۵۸ - وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ عَلٰى مِنْبَرِنَا هٰذَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ كَمَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّسْتَوُوْا بَيْنَكُمْ فِي الْبِرِّ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے ہمارے اس منبر (یعنی جامع مسجد کوفہ کے منبر) پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اپنی اولاد میں اپنے عطایا کو برابر برابر دو جس طرح تم چاہتے ہو کہ وہ بھلائی اور نیکی میں ایک دوسرے کے برابر برابر رہیں۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی اولاد کو بطور عطیہ کچھ دے تو لڑکے اور لڑکیوں میں برابری کا خیال رکھے۔ اسی وجہ سے رحمۃ الامت میں لکھا ہے کہ اولاد میں بعض کو بطور ہبہ تخصیص کرنا بالاتفاق مکروہ ہے' اگر کسی نے ہبہ میں اپنی بعض

اولاد کو تخصیص کیا یعنی زیادہ دیا تو تین ائمہ کے نزدیک یہ درست نہیں' البتہ! امام احمد فرماتے ہیں کہ رجوع درست ہے' یہ بھی واضح رہے کہ عطیہ میں وراثت کی طرح لڑکوں اور لڑکیوں کا کوئی حصہ مقرر نہیں بلکہ سب کو برابر دینا چاہیے۔ یہ تعلیق مجد اور مرقات سے ماخوذ ہے۔

۳۴۵۹- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَجَاءَ ابْنٌ لَّهُ فَقَبَّلَهُ وَاَجْلَسَهُ عَلٰى فَخِذِهٖ ثُمَّ جَاءَتْ بِنْتٌ لَّهُ فَاَجْلَسَهَا اِلٰى جَنْبِهٖ قَالَ فَهَلَّا عَدَلْتَ بَيْنَهُمَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب موجود تھے' ان صاحب کا ایک بیٹا آیا تو انہوں نے اس کو پیار کیا اور اپنی ران پر بٹھا لیا' پھر ان ہی صاحب کی ایک بیٹی بھی آئی تو انھوں نے اس کو اپنے بازو پر بٹھا لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ان دونوں میں کیوں انصاف نہیں کیا۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف: امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ بیٹوں اور بیٹیوں میں انصاف اور برابری کا معاملہ رکھنا چاہیے' جیسا کہ عطیہ میں لڑکیوں اور لڑکوں میں مساوات قائم کرنے کا اوپر کی حدیثوں میں ذکر ہے' اس وجہ سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دینی چاہیے۔

۳۴۶۰- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَتْ اِمْرَاَةُ بَشِيْرٍ اِنْحَلْ اِبْنِيْ غُلَامَكَ وَاَشْهِدْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَاَلَتْنِيْ اَنْ تَنْحَلَ اِبْنَهَا غُلَامِيْ وَقَالَتْ اَشْهِدْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَهٗ اِخْوَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَكُلَّهُمْ اَعْطَيْتَهُمْ مِثْلَ مَا اَعْطَيْتَهٗ قَالَ لَا قَالَ فَلَيْسَ يَصْلُحُ هٰذَا وَاِنِّيْ لَا اَشْهَدُ اِلَّا عَلٰى حَقٍّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ فَاَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِيْ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی بیوی (عمرۃ بنت رواحہ) نے (اپنے شوہر سے) کہا کہ آپ میرے بیٹے کو اپنا غلام (بطور عطیہ) دیدیں اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا فلاں کی بیٹی (یعنی عمرۃ بنت رواحہ میری بیوی) نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اس کے بیٹے کو اپنا غلام بطور عطیہ دے دوں اور یہ بھی کہا ہے کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اس لڑکے کے اور بھی بھائی ہیں تو بشیر بن سعد نے جواب دیا' ہاں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا کیا تم نے اس لڑکے کی طرح سب کو ایسا ہی عطیہ دیا ہے تو انھوں نے جواب دیا نہیں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بات مناسب نہیں اور میں حق پر ہی گواہ ہوتا ہوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ تم میرے سوا کسی اور کو گواہ بناؤ۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ عطیہ اور ہبہ میں اپنی اولاد میں یکسانیت قائم رکھنا چاہیے اور کسی کو کسی پر ترجیح دیں تو یہ مکروہ ہے حرام نہیں ہے اور ہبہ درست ہوگا' ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشیر بن سعد سے یہ نہ فرماتے کہ کسی دوسرے کو اس معاملہ میں تم گواہ بنالو۔ (شرح مسلم)

۳۴۶۱- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور (جواب میں اس ہدیہ کا) بدلہ بھی دیتے تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: صاحب توضیح نے کہا ہے کہ ھدیہ کا بدلہ دینا واجب نہیں ہے' البتہ! ہدیہ کا بدلہ دیا جائے تو درست ہے۔

٣٤٦٢ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِبِهِ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ فَاِنَّ مَنْ اَثْنٰى فَقَدْ شَكَرَ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ تَحَلّٰى بِمَا لَمْ يُعْطَ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کو اگر عطیہ دیا جائے اور اس میں بدلہ دینے کی سکت ہے تو اس کو (عطیہ کا) بدلہ دے دینا چاہیے اور اگر اس میں استطاعت نہیں ہے تو (دینے والے کی) تعریف کرنی چاہیے! اس لیے کہ جس نے (اپنے محسن کی) تعریف کی تو اس نے اس کا شکریہ ادا کر دیا اور جس نے (کسی کے احسان کو) چھپائے رکھا تو اس نے کفران نعمت کیا اور کسی کو کچھ نہیں ملا (اس کے باوجود اس نے ظاہر کیا کہ) اسے ملا ہے تو اس نے گویا جھوٹ کے دو کپڑے پہن لیے یعنی دکھاوے سے کام لیا اور دو جھوٹ کہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ریاء اور دکھاوے کی مذمت

ف: حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ "من تحلی بما لم یعط کان کلابس ثوبی زور" (جو شخص کسی چیز کے نہ ملنے پر یہ ظاہر کرے کہ وہ چیز مل گئی ہے تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہن لیے) اس سے مراد وہ شخص ہے جو زاہدین اور صالحین کا لباس پہنے اور حقیقت میں ایسا نہ ہو۔ عرب میں شرفاء کا لباس یہ ہوتا ہے کہ وہ دو کپڑے پہنتے تھے اور لوگ ان کی باتوں پر اعتماد کرتے اور معاشرہ میں وہ باوقار اور قابل احترام سمجھے جاتے تھے۔ بعض جھوٹے لوگ لباس میں شرفاء کی نقل کرتے اور خود کو قابل احترام ظاہر کرنے کے لیے اپنی آستین میں ایک زائد آستین جوڑ دیتے تاکہ یہ معلوم ہو کہ انھوں نے دو کپڑے پہنے ہیں اور ان کا بھی شمار شرفاء میں ہے، اس طرح لوگ ان کی باتوں اور جھوٹی گواہی پر اعتماد کرتے، حدیث شریف میں ایسی ریاکاری اور دکھاوے کی مذمت ہے اور اس سے روکا گیا ہے۔ (لمعات اور مرقات)

٣٤٦٣ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صُنِعَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ اَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص پر احسان کیا جائے اور وہ احسان کرنے والے کو یوں کہے جزاک اللہ خیرا (اللہ تجھے اس کا بہتر بدلہ دے) تو اس نے اس کی تعریف کا حق ادا کر دیا[1] کہ وہ اس کو اس سے اچھا بدلہ دے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

[1] کیونکہ اس نے اس بات کا اعتراف کر لیا کہ وہ بدلہ دینے سے قاصر ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

٣٤٦٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہ کیا، اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی قدر دانی اور شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے پہونچانے میں واسطہ ہیں تو جس نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل نہ کی تو اس نے اللہ عزوجل کا شکر ادا نہ کیا۔ (حاشیہ مشکوۃ ١٢)

٣٤٦٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَتَاهُ الْمُهَاجِرُوْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَاَيْنَا قَوْمًا اَبْذَلَ مِنْ كَثِيْرٍ وَّلَا اَحْسَنَ مُوَاسَاةً مِّنْ قَلِيْلٍ مِّنْ قَوْمٍ نَزَلْنَا بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ لَقَدْ كَفَوْنَا الْمُؤْنَةَ وَاَشْرَكُوْنَا فِي الْمَهْنَاَّ حَتّٰى لَقَدْ خِفْنَا اَنْ يَّذْهَبُوْا بِالْاَجْرِ كُلِّهٖ فَقَالَ لَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ لَهُمْ وَاَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ.

ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مہاجرین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کئے اے اللہ کے رسول! (ﷺ) ہم نے (ان انصار کی طرح) کسی قوم کو نہیں دیکھا کہ ان میں جو مالدار ہیں (ہمارے اوپر) بہت خرچ کرتے ہیں اور ان میں جن کی مالی حالت کمزور ہے وہ بھی ہماری (کسی نہ کسی طرح) اچھی طرح مدد کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں (یعنی انصار) جن کے پاس ہم (اپنا وطن چھوڑ کر) آئے ہیں، یہ ہم کو محنت (کھیتی باڑی) میں تو شریک نہیں کرتے لیکن فائدہ میں شریک کرتے ہیں (ان حضرات کے اس کامل ایثار اور مدد سے) ہم کو یہ اندیشہ ہو گیا ہے کہ یہ لوگ پورا ثواب لے لینے والے ہیں (اور ہم کو کچھ نہیں ملنے والا ہے، یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! (بات ایسی نہیں ہے) جب تک کہ تم ان کے لیے دعاء کرتے رہو گے اور ان (کے احسان) کی تعریف کرتے رہو گے (تم بھی ثواب میں برابر کے شریک رہو گے، اس سے معلوم ہوا کہ محسن کے لیے دعاء اور اس کی تعریف کرنے سے جو ثواب محسن کو اللہ تعالیٰ دیتے ہیں ویسا ہی ثواب اس شخص کو بھی دیتے ہیں جس پر احسان ہوا ہے۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٣٤٦٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَهَادَوْا فَاِنَّ الْهَدِيَّةَ تَذْهَبُ الضَّغَائِنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو تحفہ دیا کرو اس لیے کہ تحفہ دینا کینوں کو دُور کرتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: علامہ طیبی نے فرمایا ہے کہ غصہ اور ناراضگی سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور تحفہ سے خوشنودی پیدا ہوتی ہے اور جب خوشنودی کا سبب ظاہر ہوتا ہے تو ناراضگی دُور ہو جاتی ہے۔ (مرقات ۱۲)

٣٤٦٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَهَادَوْا فَاِنَّ الْهَدِيَّةَ تَذْهَبُ وَحَرَ الصَّدْرِ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِّجَارَتِهَا وَلَوْ شَقَّ فِرْسَنِ شَاةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپس میں تحفہ بھیجا کرو، اس لیے کہ تحفہ سینہ کی کدورت کو دور کرتا ہے اور ایک پڑوسن دوسری پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے اگر چہ کہ (ہدیہ میں) بکری کے کھر کا ٹکڑا ہی (اس کے پاس بھیجا گیا) ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پڑوسیوں کو آپس میں محبت اور الفت قائم رکھنا چاہیے اور یہ محبت آپس میں تحفہ دینے اور لینے سے حاصل ہوتی ہے۔ تحفہ میں تھوڑے اور بہت کا خیال نہ رکھنا چاہیے اور حدیث شریف میں عورتوں کا ذکر اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ عورتوں میں تحمل کم ہوتا ہے اور تھوڑی چیز کو حقیر سمجھ کر واپس کر دیتی ہیں۔ اس سے محبت کے بجائے عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔

(حاشیہ مشکوۃ ۱۲)

٣٤٦٨ - وَعَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِبَاكُوْرَةِ الْفَاكِهَةِ وَضَعَهَا عَلٰى عَيْنَيْهِ وَعَلٰى شَفَتَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب آپ کی خدمت میں (موسم کا) پہلا میوہ لایا جاتا تو اس کو آپ (اللہ تعالیٰ کی تازہ نعمت کی تعظیم اور شکر کے خیال سے) اپنی

كَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهُ فَاَرِنَا اٰخِرَهُ ثُمَّ يُعْطِيْهَا مَنْ يَّكُوْنُ عِنْدَهُ مِنَ الصِّبْيَانِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

مبارک آنکھوں اور شیریں لبوں پر رکھتے (اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت درگاہ حق سے ابھی آئی ہے) اور یوں دعاء فرماتے ہیں کہ اے اللہ! جیسے آپ نے ہم کو اس میوہ کی ابتداء دکھائی ہے اس کی انتہا بھی دکھا دے! پھر اس (میوہ) کو چھوٹے بچوں کو جو آپ کے ہاں موجود ہوتے اُن کو عطا فرماتے[1] اس حدیث کی روایت بیہقی نے الدعوات الکبیر میں کی ہے۔

[1] اس لیے کہ بچے دلوں کا پھل ہیں اور آدمی بھی ابتداء میں بچہ ہی ہوتا اور بچے ایسی چیزوں سے بہت خوش ہوتے ہیں۔

ف: اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسم کے پہلے میوہ کے آنے پر یوں دُعا فرمائی کہ اے اللہ جیسے تو نے ہمیں اس کی ابتداء دکھائی ہے' اس کی انتہا بھی دکھا۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اس میوہ کو زیادہ دونوں تک باقی رکھ' دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ میوہ اور اس قسم کی نعمتوں سے تو ہمیں آخرت میں بھی سرفراز فرما' اس لیے کہ زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے اور دنیا کی نعمتیں تو زائل ہونے والی ہیں۔ (مرقات)

بَابُ اللُّقَطَةِ

گری ہوئی چیز کے اٹھانے کے مسائل کا بیان

٣٤٦٩ - عَنْ عَيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ لُقَطَةً فَلْيُشْهِدْ ذَاعَدْلٍ اَوْ ذَوَىْ عَدْلٍ وَّلَا يَكْتُمْ وَلَا يَغِيْبُ فَاِنْ وَّجَدَ صَاحِبَهَا فَلْيَرُدَّهَا عَلَيْهِ وَاِلَّا فَهُوَ مَالُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَاَخْرَجَ الطَّحَاوِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ فَلْيُشْهِدْ عَلَيْهَا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنْ غَيْرِ شَكٍّ.

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کو کوئی لقطہ یعنی گری پڑی چیز مل جائے تو اس کو چاہیے کہ اس پر ایک صاحب عدل یا دو صاحب عدل کو گواہ بنائے اور لقطہ کو نہ چھپائے اور غائب بھی نہ کرے اور اگر اس کے مالک کو پالے تو اس کو واپس کردے' ورنہ (اگر مالک کو نہ پائے تو) وہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں' اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد' اور دارمی نے کی ہے اور امام طحاوی نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے اور کہا ہے کہ لقطہ پر دو صاحب عدل کو گواہ بنائے' بغیر کسی شک کے۔

لقطہ کے احکام اور مسائل

ف: واضح ہو کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لقطہ کے ملنے پر گواہ بنانا واجب ہے' امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی قول ہے۔ البتہ! گواہ بنانے کی کیفیت کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اجمالاً یوں گواہ بنائے کہ اس کو ایک چیز ملی ہے اس کی تفصیل نہ بتائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ لقطہ کی پوری تفصیل بتائے' اس لیے کہ اگر صاحب لقطہ مر جائے تو اس کے وارثین اس میں تصرف نہ کرسکیں' احناف کے نزدیک لقطہ پر گواہ بنانا اس لیے ضروری ہے کہ لقطہ کی حیثیت امانت کی طرح ہے' اگر صاحب لقطہ گواہ بنالے تو تلف ہونے کی صورت میں صاحب لقطہ پر تاوان عائد نہیں ہوگا۔ اگر صاحب لقطہ نے گواہ نہیں بنایا لیکن مالک لقطہ نے تصدیق کردی کہ اس نے لقطہ مالک کو واپس کرنے کے لیے اٹھایا ہے تو اس صورت میں لقطہ کے تلف ہونے پر اٹھانے والے پر تاوان عائد نہ ہوگا اور اگر مالک جھٹلا دے کہ لقطہ اُٹھانے والے کی نیت ٹھیک نہ تھی اور اس نے گواہ بھی نہیں بنایا تو تلف ہونے کی صورت میں صاحب لقطہ پر تاوان عائد ہوگا۔

لقطہ اٹھانے والے پر یہ ضروری ہے کہ ایک سال تک لقطہ کا اعلان کرتا رہے' خصوصاً ایسے مقاموں پر جہاں پر لوگ جمع ہوا کرتے

ہیں جیسے جامع مسجد، عیدگاہ اور میلے وغیرہ اور اس مدت کے گذر جانے کے بعد اگر لقطہ اُٹھانے والا محتاج ہے تو وہ اس کو استعمال کر سکتا ہے اور اگر وہ غنی ہے تو اس کو خیرات کر دے۔ (ماخوذ از بذل المجہود ۱۲)

٣٤٧٠ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ دَخَلَ عَلٰى فَاطِمَةَ وَحَسَنٍ وَّحُسَيْنٍ يَّبْكِيَانِ فَقَالَ مَا يُبْكِيْهِمَا قَالَتِ الْجُوْعُ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَوَجَدَ دِيْنَارًا بِالسُّوْقِ فَجَاءَ اِلٰى فَاطِمَةَ وَاَخْبَرَهَا فَقَالَتِ اذْهَبْ اِلٰى فُلَانِ الْيَهُوْدِيِّ فَخُذْلَنَا دَقِيْقًا فَجَاءَ اِلَى الْيَهُوْدِيِّ فَاشْتَرٰى بِهٖ دَقِيْقًا فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ اَنْتَ خَتَنُ هٰذَا الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَخُذْ دِيْنَارَكَ وَلَكَ الدَّقِيْقُ فَخَرَجَ عَلِيٌّ حَتّٰى جَاءَ بِهٖ اِلٰى فَاطِمَةَ فَاَخْبَرَهَا فَقَالَتِ اذْهَبْ بِهٖ اِلٰى فُلَانِ الْجَزَّارِ فَخُذْلَنَا بِدِرْهَمٍ لَّحْمًا فَذَهَبَ فَرَهَنَ الدِّيْنَارَ بِدِرْهَمٍ لَّحْمًا فَجَاءَ بِهٖ فَعَجَنَتْ وَنَصَبَتْ وَخَبَزَتْ وَاَرْسَلَتْ اِلٰى اَبِيْهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُمْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَذْكُرُ لَكَ فَاِنْ رَّاَيْتَهٗ لَنَا حَلَالًا اَكَلْنَاهُ وَاَكَلْتَ مَعَنَا مِنْ شَاْنِهٖ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ كُلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فَاَكَلُوْا فَبَيْنَاهُمْ مَكَانَهُمْ اِذَا غُلَامٌ يَّنْشُدُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ الدِّيْنَارَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدُعِيَ لَهٗ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ سَقَطَ مِنِّيْ فِي السُّوْقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ اذْهَبْ اِلَى الْجَزَّارِ فَقُلْ لَّهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَكَ اَرْسِلْ اِلَيَّ بِالدِّيْنَارِ وَدِرْهَمُكَ عَلَيَّ فَاَرْسَلَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَفِيْهِ اَنَّهٗ عَرَّفَهٗ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے (تو آپ نے دیکھا کہ) حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما رو رہے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کس چیز نے ان کو رُلایا ہے؟ بی بی فاطمہ نے فرمایا کہ بھوک (ان کو رُلا رہی ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر نکلے آپ کو بازار میں ایک دینار ملا۔ تو آپ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان کو (دینار کے ملنے کی) خبر دی۔ بی بی فاطمہ نے فرمایا: آپ فلاں یہودی کے پاس جا کر ہمارے لیے آٹا لے آیئے، آپ اس یہودی کے پاس گئے اور (دینار) سے آٹا خریدا۔ اس یہودی نے کہا (کیا) تم ان حضرت کے داماد ہو جو کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! تو اس (یہودی) نے کہا اپنا دینار آپ لے لیجئے اور آٹا بھی (بغیر قیمت کے) آپ کا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس سے نکلے اور آٹا لے کر بی بی فاطمہ کے پاس پہنچے اور ان (یہودی کا واقعہ) سنایا۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس (دینار) کو فلاں قصاب کے پاس لے جاؤ اور ہمارے لیے ایک درہم کا گوشت لاؤ، حضرت علی ص (قصاب کے پاس) پہنچے اور اس دینار کو رہن رکھ کر ایک درہم کا گوشت لائے۔ بی بی فاطمہ نے آٹا گوندھا چولھا سلگایا اور روٹی پکائی اور اپنے ابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، بی بی فاطمہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو (پہلے) پورا واقعہ سناتی ہوں اگر آپ اس (کھانے) کو ہمارے لیے حلال سمجھیں تو ہم بھی کھائیں گے اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیں گے۔ اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے (پھر بی بی فاطمہ نے دینار کے ملنے اور اس کے خرچ کرنے کا پورا واقعہ سنایا، واقعہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بسم اللہ کہو اور کھاؤ۔ سب نے کھانا شروع کیا ابھی سب کھانا کھا رہے تھے کہ اس اثناء میں ایک لڑکا اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر اپنے دینار (کے گم ہو جانے) کا اعلان کر رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو بلایا جائے اس کو بلایا گیا۔ اس سے آپ نے (دینار کے بارے میں) دریافت کیا تو اس نے جواب دیا (دینار) بازار میں مجھ سے گر گیا تھا تو (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی! اس قصاب کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے یہ فرمایا ہے کہ اس دینار کو میرے پاس

بھیج دیں اور درہم (کا جو گوشت لیا گیا ہے اس کی ادائیگی) میرے ذمہ ہے اس (قصاب) نے دینار بھیج دیا تو رسول اللہ ﷺ نے دیناراس کے مالک کو دیدیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور اس حدیث کی روایت عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں کی ہے اور اس روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ آپ تین دن تک اس (دینار کے ملنے) کا اعلان فرماتے رہے۔

لقطہ کے مسائل اور احکام

٣٤٧١ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ عَرِّفْھَا فَاِنْ جَاءَ اَحَدٌ یُّخْبِرُكَ بِعَدَدِھَا وَوِعَائِھَا وَوِكَائِھَا فَاَعْطِهُ اِیَّاھَا وَاِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِھَا.

اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے (کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) لقطہ کا اعلان کرتے رہو اگر کوئی (ایسا شخص جو اس کا مالک ہو) آئے اور تمہیں اس کی تعداد اور وہ ظرف یا تھیلی جس میں وہ رکھی ہوئی ہو اور سربند (یہ سب تفصیل) بتائے تو تم اس کو دیدو ورنہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

٣٤٧٢ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّاَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ اُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ وَّجَدْتُّ صُرَّۃً فِیْھَا مِائَۃُ دِیْنَارٍ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْھَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُھَا حَوْلًا ثُمَّ اَتَیْتُهٗ فَقَالَ عَرِّفْھَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُھَا حَوْلًا ثُمَّ اَتَیْتُهٗ فَقَالَ عَرِّفْھَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُھَا حَوْلًا ثُمَّ اَتَیْتُهٗ فَقُلْتُ لَمْ اَجِدْ مَنْ یَّعْرِفُھَا فَقَالَ اِحْفَظْ عَدَدَھَا وَوِعَاءَ ھَا وَوِكَاءَ ھَا فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُھَا وَاِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِھَا.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے (راستہ میں) ایک تھیلی پائی جس میں ایک سو دینار تھے میں (اس کو لے کر) نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہو تو میں ایک سال تک اعلان کرتا رہا (مالک نہ ملا) تو میں پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' حضور انور ﷺ نے فرمایا: ایک سال اور اعلان کرتے رہو تو میں ایک سال اور اعلان کرتا رہا (پھر بھی مالک نہ ملا) تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضور اقدس ﷺ نے (تیسری بار) فرمایا: ایک سال اور اعلان کرتے رہو تو میں (تیسرے) سال پھر اعلان کرتا رہا (مالک نہ ملا) تو میں نے حضور انور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ (یا رسول اللہ!) ان (دیناروں) کو پہچان کر لینے والا نہ ملا تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ان کی تعداد' تھیلی اور سربند (سب) یاد رکھو اور اگر ان کا مالک آ جائے (تو اس کو دیدو) ورنہ ان کو (استعمال کرو) اور فائدہ اٹھاؤ۔

٣٤٧٣ - وَرَوَی الْبَزَّارُ وَالدَّارُقُطْنِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ اللُّقَطَۃِ فَقَالَ لَا یَحِلُّ اللُّقَطَۃُ شَیْئًا فَلْیُعَرِّفْهُ سَنَۃً فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهٗ فَلْیَرُدَّهٗ اِلَیْهِ وَاِنْ لَّمْ یَاْتِ فَلْیَتَصَدَّقْ بِهٖ فَاِنْ جَاءَ فَیُخَیِّرُهٗ بَیْنَ الْاَجْرِ وَبَیْنَ الَّذِیْ لَهٗ.

اور بزار اور دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے لقطہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا (بغیر اعلان کے) لقطہ میں سے کوئی چیز (کا استعمال) جائز نہیں تو ایک سال تک اس کا اعلان کرنا چاہیے۔ اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کو واپس کر دے اگر وہ نہ آئے تو اس کو خیرات کر دے اور (خیرات کرنے کے بعد مالک) آئے تو اس کو اختیار دیدے کہ وہ (خیرات کا) ثواب لے لے یا اپنا حق لے لے۔

لیوے۔

٣٤٧٤ - وَرَوٰی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ يَتَصَدَّقُ بِهَا الْغَنِیُّ وَلَا يَنْتَفِعُ بِهَا وَلَا يَتَمَلَّكُهَا.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ (اگر مالک لقطہ نہ آئے اور لقطہ اٹھانے والا) غنی ہے تو اس کو خیرات کر دے اور اس سے فائدہ نہ اٹھائے اور اس کو اپنی ملکیت میں بھی نہ رکھے۔

٣٤٧٥ - وَفِیْ رِوَایَةٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ اللُّقْطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ جَاءَ بَاغِيْهَا فَاَدِّهَا اِلَيْهِ اِلَّا فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَ هَا ثُمَّ كُلْهَا فَاِنْ جَاءَ بَاغِيْهَا فَاَدِّهَا اِلَيْهِ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے لقطہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہو اگر اس کا تلاش کرنے والا آ جائے تو اس کو دیدو ورنہ پھر اس کی تھیلی اور سر بند کو یاد رکھو پھر اس کو کھا لو (استعمال کر لو) اس کے بعد اس کا تلاش کرنے والا آئے تو اس کو (اس کا بدل) دے دو۔

٣٤٧٦ - وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقْطَةِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ اعْرِفْ وِكَاءَ هَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ لَّمْ تَعْرِفْ فَاسْتَنْفِقْهَا وَلْتَكُنْ وَدِيْعَةً عِنْدَكَ فَاِنْ جَاءَ طَالِبُهَا يَوْمًا مِّنَ الدَّهْرِ فَاَدِّهَا اِلَيْهِ.

اور بخاری و مسلم کی روایتوں میں حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ لقطہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اگر وہ سونے اور چاندی کی چیزیں ہوں (تو کیا کیا جائے) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ان کے سر بند اور تھیلی کو اچھی طرح پہچان لو پھر ایک سال تک ان کا اعلان کرتے رہو اور اگر تم کو (مالک) نہ ملے تو ان کو خرچ کر لو اور وہ تمہارے پاس بطور امانت کے ہوں گے، پھر اس کا طالب آئندہ کسی وقت بھی آ جائے تو تم اس کو اس کے (درہم یا دینار) دے دو۔

ف: واضح ہو کہ لقطہ کے ملنے پر اعلان کرنے کے بارے میں احادیث شریفہ میں مختلف مدتوں کا ذکر ہے۔ ایک حدیث میں ایک سال، ایک اور حدیث میں تین سال دوسری حدیث میں تین دن اعلان کرتے رہنے کا ذکر ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لقطہ ملنے پر اعلان کی کوئی مقررہ مدت نہیں بلکہ لقطہ اٹھانے والے کی رائے پر اس کا انحصار ہے، لقطہ اٹھانے والا اتنی مدت تک اعلان کرتا رہے، یہاں تک کہ اس کو گمان غالب ہو جائے کہ اب لقطہ کا مالک اس کو طلب نہیں کرے گا۔ شمس الائمہ سرخسی نے اسی کو اختیار کیا ہے اور جامع المضمرات اور جوہرہ میں اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے۔

(یہ شرح وقایہ، عمدۃ الرعایہ اور لمعات سے ماخوذ ہے ۱۲)

٣٤٧٧ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْعَصَا وَالسَّوْطِ وَالْحَبْلِ وَاَشْبَاهِهٖ يَلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ يَنْتَفِعُ بِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اجازت دی ہے کہ لاٹھی، کوڑا، رسی اور اسی طرح کی دوسری (معمولی) چیزیں بطور لقطہ کے مل جائیں تو آدمی ان چیزوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ معمولی چیز اگر لقطہ میں مل جائے تو اس کا اعلان ضروری نہیں ہے، معمولی چیز کی حد میں علماء کا اختلاف ہے اور تحقیق یہ ہے کہ دس درہم یا دینار یا اس سے کم مالیتی چیز معمولی چیز میں شمار ہوگی۔ (لمعات ۱۲)

لقطہ کی قسمیں اور ان کے احکام

ف ۲: امام سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لقطہ میں جو چیزیں ملتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں (۱) ایسی چیزیں جو معمولی ہوں اور ان کا مالک ان کو طلب نہ کرے جیسے انار کے چھلکے (یا اور پھلوں کے چھلکے) اور پھلوں کی گٹھلیاں تو ایسی چیزیں اٹھائی جاسکتی ہیں اور ان سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے' اگر مالک ان کو اٹھالینے کے بعد یہ کہے کہ میں نے ان کو کسی ضرورت کے لیے ڈال رکھا ہے تو اس کو حق ہے کہ واپس لے لے۔ اس وجہ سے ایسی چیزوں کو مباحات کہتے ہیں کہ ان کو اٹھالیا جاسکتا ہے لیکن اٹھانے سے اٹھانے والا ان کا مالک نہیں بن سکتا' کیونکہ ایسی چیزوں کا شمار مجہولات میں ہے اور مجہول چیز کی ملکیت درست نہیں' ان کا مالک اصل شخص ہی ہوگا' اس لیے دوسروں کے لینے کے بعد بھی وہ اپنی چیز کو واپس لے سکتا ہے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو اپنا مال مل جائے تو وہ اس کا زیادہ مستحق ہے۔ البتہ! دوسروں کے لیے ایسی چیزوں سے استفادہ کرنا درست ہے جبکہ مالک کو دوسروں کے استفادہ سے انکار نہ ہو۔ چنانچہ لاٹھی' کوڑا اور رسی وغیرہ اسی قسم کی چیزیں معمولی چیزوں میں شمار کی جاتی ہیں' ان کے ملنے پر اعلان ضروری نہیں اور ان سے استفادہ بھی درست ہے اور ان کے مالک کو ان کے واپس لینے کا اختیار ہے۔

اور لقطہ کی دوسری قسم ایسی چیزیں ہیں جن کو مالک طلب کرتا ہے' ان کے بارے میں ان کی قیمت کے اعتبار سے ان کا اعلان ضروری ہے جیسا کہ سابق میں ان کے مسائل اور احکام بیان کیے گئے ہیں۔

۳۴۷۸ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّيْ اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْهِ اِبَاحَةُ الْمُحْقِرَاتِ فِي الْحَالِ وَاَيْضًا فِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْاِبِلُ قَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاءُ هَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَاكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (ایک مرتبہ) راستہ میں (پڑے ہوئے) ایک کھجور کے پاس سے گذرے (اس کو دیکھ کر) آپ نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ وہ صدقہ کا ہے تو میں اس کو ضرور کھالیتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ معمولی چیزیں جو (راستہ میں) گری پڑی رہتی ہیں' ان سے فائدہ اٹھانا جائز ہے' اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ (ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا کہ گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا: وہ تو تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا پھر وہ بھیڑیئے کی ہے۔ (ان صحابی نے پھر رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا (ارشاد ہو) کہ گم شدہ اونٹوں کا کیا حکم ہے؟ تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: تم کو اس کی کیوں فکر ہے؟ اس کے ساتھ اس کی مشک ہے اور اس کے ساتھ اس کے موزے ہیں (یعنی اس کے تلوے مضبوط ہیں کہ چلنے سے گھستے نہیں) وہ پانی پینے کے لیے (کہیں بھی) پہنچ سکتا ہے اور درخت (کے پتوں) کو کھاسکتا ہے' یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پالے۔

۳۴۷۹ - وَلِمَالِكٍ فِي الْمُوَطَّا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ كَانَتْ ضَوَالُّ الْاِبِلِ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِبِلًا مُّؤَبَّلَةً تَتَنَاتَجُ لَا يُمْسِكُهَا

اور امام مالک نے موطأ میں ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ گم شدہ اونٹ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آزادانہ چھٹے ہوئے رہتے تھے اس حالت میں کہ ان کے بچے بھی ہوجاتے تھے اور ان کو کوئی نہیں پکڑتا تھا'

اَحَدٌ حَتّٰی اِذَا کَانَ عُثْمَانُ اَمَرَ بِمَعْرِفَتِهَا ثُمَّ تُبَاعُ فَاِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا اَعْطٰی ثَمَنَهَا وَرَوٰی مُحَمَّدٌ فِیْ مُوَطَّاهُ نَحْوَهٗ وَقَالَ مُرْسَلَةٌ بَدَلَ مُؤْبَلَةٌ.

یہاں تک کہ جب امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے حکم دیا کہ ان کا اعلان کیا جاوے پھر ان کو بیچا جاتا' پھر ان کا مالک آتا تو اس کو ان کی قیمت دیدی جاتی اور امام محمد نے اپنی موطا میں اسی طرح روایت کی ہے۔

ا اس کا مطلب یہ ہے کہ بکری پکڑے نہ چھوڑے اگر مالک آ جاوے تو اس کے حوالہ کر دے' نہیں تو اپنے کام میں لا دے' اگر چھوڑ دے گا تو اندیشہ ہے کہ بھیڑیا اس کو پھاڑ ڈالے یا کوئی جانور اس کو ہلاک کر دے' بہر حال مسلمان کے مال کو ضائع نہ کرے۔

۲ یعنی اس کے پیٹ میں پانی بھرا رہتا ہے اور وہ کئی دن تک پیاس کا متحمل ہو سکتا ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں گم شدہ اونٹوں کو نہ پکڑنے کی اجازت اس لیے تھی کہ ان کے تلف ہونے کا خوف نہیں تھا۔ چنانچہ امام شافعی' امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے گم شدہ گائے' اونٹ اور گھوڑوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ ان کو چھوڑے رکھنا افضل ہے' ہمارے ائمہ احناف اور دوسرے فقہاء نے کہا ہے کہ یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جبکہ نیک لوگوں کی کثرت تھی اور خیانت کا ذہن نہ تھا اور اس زمانہ میں خیانت کا ذہن عام ہو چکا ہے تو ایسی صورت میں ان جانوروں کا پکڑ رکھنا ان کی حفاظت ہے اور یہی بہتر ہے۔ امام ابن الہمام نے اس مسئلہ میں کافی بحث کی ہے اور ہمارے فقہاء کی رائے کی تائید کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایسے جانوروں کو پکڑ لینے کا حکم اور ان کا اعلان انقلاب زمانہ کی وجہ سے تھا کہ لوگ خیانت نہ کر بیٹھیں' پھر آپ ان کو بکوا دیتے اور ان کی قیمت کو مالکین کے لیے بیت المال میں محفوظ کروا دیتے تھے۔

۳۴۸۰ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰوٰى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَّا لَمْ يَعْرِفْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوٰى مُحَمَّدٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَحْوَهٗ وَقَالَ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَاِنَّمَا يَعْنِيْ بِذٰلِكَ مَنْ اَخَذَهَا لِيَذْهَبَ بِهَا فَاَمَّا مَنْ اَخَذَهَا لِيَرُدَّهَا اَوْ لِيُعَرِّفَهَا فَلَا بَاْسَ بِهٖ.

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی بھٹکے ہوئے جانور کو پناہ دے تو وہ خود گمراہ ہے جب تک کہ وہ اس کا اعلان نہ کرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور کہا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یعنی جو شخص بھٹکے ہوئے جانور کو (اپنے گھر میں بغیر کسی اعلان کے) لے جائے (وہ گمراہ ہے) البتہ! جو ایسے جانور کو اس لیے پکڑے کہ اس کو (اس کے مالک) کے حوالہ کر دے گا یا اس کا اعلان کرتا رہے گا تو ایسے شخص کے لیے کوئی حرج نہیں۔

۳۴۸۱ - وَعَنِ الْجَارُوْدِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرْقُ النَّارِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت جارود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان کی گم شدہ چیز (کو بغیر اعلان کے رکھ لینے کی نیت سے لے لینا) آگ کا شعلہ ہے۔ اس کی روایت دارمی کی ہے۔

۳۴۸۲ - وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ اِنِّيْ اَصَبْتُ ضَالَّةً فِي الْحَرَمِ وَاِنِّيْ عَرَّفْتُهَا فَلَمْ اَجِدْ اَحَدًا يَّعْرِفُهَا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ اسْتَنْفِعِيْ بِهَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ میں نے حرم میں ایک گم شدہ چیز (گری ہوئی) پائی اور میں نے اس کا اعلان بھی کیا مگر میں نے کسی کو نہیں پایا جو اس چیز کو پہچانتا ہو (یعنی اس کا مالک ہو) تو ام المومنین حضرت

26

وَقَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَرَوَيْنَا مِثْلَهُ عَنْ عَمْرٍو ابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنُ الْمُسَيَّبِ.

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جواب دیا کہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور ابن المنذر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ایسی ہی حدیث میں ہمیں حضرت عمرؓ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہم سے ملی ہے۔

بَابُ الْفَرَائِضِ

وراثت کے احکام کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَا اَوْ دَيْنٍ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا○ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَّصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ. (النساء: ۱۲-۱۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر' تو ان کو ترکہ دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا' اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا' اگر میت کے اولاد ہو۔ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی' پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دین کے' تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے' تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا؟ یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے' بیشک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔ اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے' اور اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور دین نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو' پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں جو وصیت تم کر جاؤ اور دین نکال کر' اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا' پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں میت کی وصیت اور دین نکال کر' جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو' یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے۔

(ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی)

ف: واضح ہو کہ فرائض جمع ہے فریضہ کی' عربی زبان میں فرض کے معنی کسی چیز کے مقرر کرنے کے ہیں اور شریعت میں اس حصہ کو کہتے ہیں جو کتاب اللہ میں وارثوں کے لیے مقرر ہے' پھر وراثت کے مسائل کے علم کو علم فرائض قرار دیا گیا۔ (اشعۃ اللمعات ۱۲)
مسائل فرائض کئی قسم کے ہیں' اصحاب فرائض' یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے حصے مقرر ہیں۔ مثلاً بیٹی ایک ہو تو آدھے مال کی وارث'

زیادہ ہوں تو سب کے لیے دو تہائی۔ پوتی' پر پوتی اور اس سے نیچے کی پر پوتی اگر میت کے اولاد نہ ہو تو بیٹی کے حکم میں ہے اور اگر میت 6/6
نے ایک بیٹی چھوڑی ہو تو اس کے ساتھ چھٹا پائے گی اور اگر میت نے بیٹا چھوڑا تو ساقط ہو جائے گی' کچھ نہ پائے گی اور اگر میت نے دو بیٹیاں چھوڑیں تو بھی پوتی ساقط ہو گی لیکن اگر اس کے ساتھ یا اس کے نیچے درجہ میں کوئی لڑکا ہو گا تو وہ اس کو عصبہ بنا دے گا۔ سگی بہن میت کے بیٹا یا پوتا نہ چھوڑنے کی صورت میں بیٹیوں کے حکم میں ہے۔ علاتی بہنیں جو باپ میں شریک ہوں اور ان کی مائیں علیحدہ علیحدہ حقیقی میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں اور بیٹے اور پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے اور باپ کے ساتھ ساقط اور امام صاحب کے نزدیک دادا کے ساتھ بھی محروم ہیں۔ سوتیلے بھائی بہن جو فقط ماں میں شریک ہوں ان میں سے ایک ہو تو چھٹا' اور زیادہ ہوں تو تہائی' اور ان میں مرد و عورت برابر حصہ پائیں گے اور بیٹے' پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے باپ دادا کے ہوتے ہوئے ساقط ہو جائیں گے' باپ چھٹا حصہ پائے گا۔ اگر میت نے بیٹا یا پوتا یا اس سے نیچے کے پوتے چھوڑے ہوں۔ اور اگر میت نے بیٹی یا پوتی یا اور نیچے کی کوئی پوتی چھوڑی ہو تو باپ چھٹا اور وہ باقی بھی پائے گا۔ جو اصحاب فرائض کو دے کر بچے' دادا یعنی باپ کا باپ۔ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں مثل باپ کے ہے سوائے اس کے کہ ماں کو ثلث ماقبی کی طرف رد نہ کر سکے گا۔ ماں کا چھٹا حصہ ہے اگر میت نے اپنی اولاد یا اپنے بیٹے یا پوتے یا پر پوتے کی اولاد یا بہن بھائی میں سے دو چھوڑے ہوں' خواہ وہ بھائی سگے ہوں یا سوتیلے اور اگر ان میں سے کوئی نہ چھوڑا تو ماں کل مال کا تہائی پائے گی اور اگر میت نے زوج یا زوجہ اور ماں باپ چھوڑے ہوں تو ماں کو زوج یا زوجہ کا حصہ دینے کے بعد جو باقی رہے گا اس کا تہائی ملے گا اور جدہ کا چھٹا حصہ ہے' خواہ وہ ماں کی طرف سے ہو یعنی نانی' یا باپ کی طرف سے ہو یعنی دادی' ایک ہو یا زیادہ ہوں' اور قریب والی دور والی کے لیے حاجب ہو جاتی ہے اور ماں ہر ایک جدہ کو محجوب کرتی ہے اور باپ کی طرف کی جدات باپ کے ہونے سے محجوب ہوتی ہیں' اس صورت میں کچھ نہ ملے گا' زوج چہارم (حصہ) پائے گا اگر میت نے اپنی یا اپنے بیٹے' پوتے' پر پوتے وغیرہ کی اولاد چھوڑی ہو اور اگر اس قسم کی اولاد نہ چھوڑی ہو تو شوہر نصف پائے گا' زوجہ میت کی اور اس کے بیٹے پوتے ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ پائے گی اور نہ ہونے کی صورت میں چوتھائی' عصبات وہ وارث ہیں جن کے لیے کوئی حصہ معین نہیں' اصحاب فرض سے جو باقی بچتا ہے وہ پاتے ہیں' ان میں سے سب سے اولی بیٹا ہے' پھر اس کا بیٹا' پھر اس کا بیٹا اور نیچے کے پوتے' پھر باپ' پھر دادا' پھر آبائی سلسلہ میں جہاں تک کوئی پایا جائے۔ پھر حقیقی بھائی' پھر سوتیلا یعنی باپ شریک بھائی' پھر سگے بھائی کا بیٹا' پھر باپ شریک بھائی کا بیٹا' پھر چچا' پھر باپ کے چچا' پھر دادا کے چچا' پھر آزاد کرنے والا' پھر اس کے عصبات ترتیب وار۔ اور جن عورتوں کا حصہ یا دو تہائی ہے وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں اور جو ایسی نہ ہوں وہ نہیں' ذوی الارحام کون ہیں؟ اصحاب فرض اور عصبات کے سوا جو اقارب ہیں وہ ذوی الارحام میں داخل ہیں اور ان کی ترتیب عصبات کے مثل ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ. (النساء:۱۷۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے محبوب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں' تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہو گا اگر بہن کی اولاد نہ ہو' پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ترکہ میں ان کا دو تہائی' اور اگر بھائی' بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ اللہ تمہارے لیے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

ف: کلالہ اس کو کہتے ہیں جو اپنے بعد نہ باپ چھوڑے نہ اولاد۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیمار تھے تو

حضور نبی کریم ﷺ مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عیادت کے لیے تشریف لائے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ بے ہوش تھے۔ حضرت نے وضو فرما کر آب وضو ان پر ڈالا انہیں افاقہ ہوا' آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضور انور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ میں اپنے مال کا کیا انتظام کروں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (بخاری ومسلم) ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے جابر! میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری سے نہیں ہے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ بزرگوں کا آب وضو تبرک ہے اور اس کو حصول شفاء کے لیے استعمال کرنا سنت ہے۔ مسئلہ مریضوں کی عیادت سنت ہے۔ سید عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علوم غیب عطا فرمائے ہیں' اس لیے نبی کریم ﷺ کو معلوم تھا کہ حضرت جابر رض کی موت اس مرض سے نہیں ہے۔ (حاشیہ خزائن العرفان از مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ. (الاحزاب:۶) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں۔ (کنزالایمان)

ف: مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اولوا الارحام ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں کوئی' اجنبی دینی برادری کے ذریعہ سے وارث نہیں ہوتا۔ میراث نسبی قرابت داروں کو ملے گی۔ (خزائن العرفان ونورالعرفان)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ. (النساء:۳۳) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا' انہیں ان کا حصہ دو۔ (کنزالایمان)

ف: اس سے عقد موالات مراد ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مجہول النسب شخص دوسرے سے یہ کہے کہ تو میرا مولیٰ ہے' میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور میں کوئی جنایت کروں تو تجھے دیت دینی ہوگی۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا' اس صورت میں یہ عقد صحیح ہو جاتا ہے اور قبول کرنے والا وارث بن جاتا ہے اور دیت بھی اس پر آ جاتی ہے اور دوسرا بھی اسی طرح مجہول النسب ہو اور ایسا ہی کہے اور یہ بھی قبول کر لے تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کا وارث اور اس کی دیت کا ذمہ دار ہوگا۔ یہ عقد ثابت ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے قائل ہیں۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا. (النساء:۱۴۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔ (کنزالایمان)

ف: کافر نہ مسلمانوں کو مٹا سکیں گے نہ حجت میں غالب آ سکیں گے۔ علماء نے اس آیت سے چند مسائل مستنبط کیے ہیں۔ کافر مسلمان کا وارث نہیں۔ کافر مسلمان کے مال پر استیلاء پا کر مالک نہیں ہو سکتا' کافر مسلمان غلام کے خریدنے کا مجاز نہیں۔ ذمی کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جائے گا۔ (خزائن العرفان)

کسی مسلمان کے خلاف کافر کی گواہی جائز نہیں۔ مسلمان عورت کا کسی کافر مرد سے نکاح حلال نہیں۔ (نورالعرفان)

۳۴۸۳ - عَنْ عُمَرَ قَالَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَزَادَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّالطَّلَاقَ وَالْحَجَّ قَالَا فَاِنَّهٗ مِنْ دِيْنِكُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ فرائض (یعنی وراثت کے مسائل اور احکام) سیکھو اور حضرت ابن مسعود رض نے اتنا زیادہ اور فرمایا کہ طلاق اور حج (کے مسائل اور احکام) سیکھو اور ان دونوں حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ یہ (علوم) دین (کے ضروریات اور اہم چیزوں) میں سے ہیں۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں علم فرائض کی ترغیب اس وجہ سے ارشاد فرمائی کہ وہ شریعت کے علم کا آدھا حصہ ہے کیونکہ اس میں

بہت تفصیل ہے اور بہت مسائل ہیں اور اس میں ذہن ثاقب' رائے صائب اور علم حساب کی ضرورت ہے اور حدیثوں میں یہ بھی ارشاد ہے کہ یہ علم بھلا دیا جائے گا اور سب سے پہلے یہ علم چھین لیا جائے گا' یعنی قیامت سے پہلے جب لوگ علم دین کا حاصل کرنا چھوڑ دیں گے تو فرائض ہی کے علم سے سب سے پہلے ناواقف ہوں گے' اور علوم بھی ان سے جاتے رہیں گے۔

٣٤٨٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَّلَمْ يَتْرُكْ وَفَاءً فَعَلٰى قَضَاءُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَفِىْ رِوَايَةٍ مَّنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَلْيَاْتِنِىْ فَاَنَا مَوْلَاهُ وَفِىْ رِوَايَةٍ مَّنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَاِلَيْنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں مسلمانوں پر خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں [1] پس جو شخص مر جائے اور وہ مقروض ہو اور اس نے اتنا مال نہ چھوڑا کہ قرض ادا ہو سکے تو اس کی ادائیگی مجھ پر ہے اور جس شخص نے مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے اور ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جو شخص قرض یا عیال (یعنی چھوٹے بچے) چھوڑ جائے تو وہ میرے ہیں' میں ان کا کفیل ہوں' ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ جو شخص مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے اور جو شخص عیال چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئے (میں ان کا کفیل ہوں) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے باپ ہیں' اس لیے مسلمانوں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کا لحاظ اپنی جانوں سے زیادہ کرنا چاہیے۔

٣٤٨٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِىَ فَهُوَ لِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میراث کے حصے حصہ داروں کو پہنچا دو (میراث کی تقسیم کے بعد) اگر مال بچ جائے تو (بچا ہوا مال) اس شخص کو ملے گا جو مرد ہو اور میت سے اس کی قرابت قریبہ ہو (یعنی عصبہ کو ملے گا اور عصبہ وہ قریبی وارث ہے جس کا حصہ کتاب اللہ میں مذکور نہیں جیسے بیٹا' باپ اور میت کا اگر بیٹا یا باپ نہ ہو تو چچا' بھائی وغیرہ)۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ وَّاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَاَنَّ اَعْيَانَ بَنِى الْاُمِّ يَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِى الْعَلَّاتِ الرَّجُلُ يَرِثُ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ دُوْنَ اَخِيْهِ لِاَبِيْهِ.

اور ترمذی اور ابن ماجہ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا تم اس آیت کو پڑھتے ہو "مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ" (وراثت کی تقسیم) وصیت کی (تعمیل) جس کی تم نے وصیت کی ہے یا قرض (کی ادائیگی کے بعد) ہوگی' حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت (کی تعمیل سے) پہلے (میت کے) قرض کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ) حقیقی بھائی وارث ہوں گے' نہ کہ علاتی بھائی کیونکہ حقیقی موجود ہوں تو علاتی بھائی محروم ہوں گے اور حقیقی بھائی وارث ہوں گے اور آدمی وارث ہوگا اپنے حقیقی بھائی کا' نہ کہ علاتی بھائی کا۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ الدَّارِمِیِّ قَالَ الْاِخْوَۃُ مِنَ الْاُمِّ یَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِی الْعَلَّاتِ اَلَخْ.

اور دارمی کی روایت میں (بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے) آپ نے فرمایا کہ (حقیقی اور علاتی دونوں بھائی موجود ہوں تو) حقیقی بھائی وارث ہوتے ہیں، نہ کہ علاتی بھائی۔تا آخر حدیث۔

ف(۱): حدیث شریف میں ارشاد ہے "فما بقی فھولا ولی رجل ذکر" (میراث کی تقسیم کے بعد) اگر مال بچ جائے تو (بچا ہوا مال) اس شخص کو ملے گا جو مرد ہو اور میت سے اس کی قرابت قریبہ ہو۔ اس کی وضاحت میں سارے فقہاء کا اتفاق ہے کہ میراث کی تقسیم کے بعد جو مال بچ جائے تو وہ عصبات کو ملے گا اور میت کے قریب ترین قرابت دار کو اور قرابت داروں پر ترجیح رہے گی تو قریبی عصبہ کی موجودگی میں قرابت بعیدہ والا عصبہ وارث نہ ہوگا اور دو رشتہ رکھنے والا ایک رشتہ رکھنے والے پر مقدم ہوگا۔ چاہے وہ رشتہ دار مرد ہو یا عورت، چنانچہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو جو ایک ہی باپ اور ماں سے ہوں، کو ترجیح رہے گی، علاتی بھائیوں اور بہنوں پر۔ یہ مضمون مرقات، سراجی، شریفیہ سے ماخوذ ہے۔

ترکہ کے چار مدات ہیں

ف(۲): حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے: "وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِالدَّیْنِ قَبْلَ الْوَصِیَّۃِ" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت (کی تعمیل) سے پہلے (میت کے) قرض کی ادائیگی کا حکم دیا ہے، اس بارے میں علماء نے فرمایا ہے کہ میت کے ترکہ سے چار حقوق متعلق ہیں جن کی ترتیب یہ ہے:

(۱) میت کی تجہیز و تکفین اسراف اور تنگی کے بغیر کی جائے۔

(۲) تجہیز و تکفین کے بعد جو مال بچ رہے، اس میں سے میت کا قرض ادا کیا جائے۔

(۳) ادائیگی قرض کے بعد جو مال باقی بچ رہے، اس میں سے ایک تہائی کی حد تک میت کی وصیت کی تعمیل کی جائے۔

(۴) ان تینوں مدات کے بعد جو مال بچ جائے اس کو وارثوں میں قرآن و حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں تقسیم کیا جائے۔

(سراجی ۱۲)

۳۴۸۶ - وَعَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ الْکَافِرَ وَلَا الْکَافِرُ الْمُسْلِمَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو الشَّیْبَانِیِّ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّہٗ جَعَلَ مِیْرَاثَ الْمُسْتَوْرَدِ لِوَرَثَتِہٖ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنْ قَتَادَۃَ اَنَّ الْحَسَنَ قَالَ مِیْرَاثُہٗ لِوَارِثِہٖ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِذَا ارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ وَرَوَیْنَا مِثْلَہٗ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور نہ کافر مسلمان (کا وارث ہوتا ہے) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور امام طحاوی نے ابوعمرو شیبانی کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے مستورد (جو مرتد ہو جانے سے قتل کر دیا گیا) کی وراثت کو اس کے مسلمان وارثوں میں تقسیم فرما دیا اور امام طحاوی کی ایک روایت میں جو قتادہ سے مروی ہے، اس میں یہ مذکور ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کوئی اسلام سے مرتد ہو جائے تو اس کی وراثت اس کے مسلمان وارثوں کو ملے گی اور امام طحاوی نے یہ بھی فرمایا کہ اسی قسم کی روایتیں ہم کو حضرت ابن مسعود اور حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم سے بھی ملی ہیں۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا اور اسی طرح مرتد بھی مسلمان کا

وارث نہیں ہوگا' البتہ! مرتد کی مسلمان اولاد اس کی وارث ہوگی' امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مرتد ارتداد کے بعد جو کماوے اس کے قتل کے بعد اس کی جائیداد بیت المال کی ہوگی اور مرتد نے حالت اسلام میں جو کمایا تھا اس کی مسلمان اولاد ایسے مال کی وارث ہوگی۔ چنانچہ حضرت علی نے ارتداد کی وجہ سے جب مستورد عجلی کو قتل کیا تو اس کا مال اس کے مسلمان وارثوں میں تقسیم فرما دیا۔

۳۴۸۷ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ الْمُشْرِكُوْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ لَّا نَرِثُهُمْ وَلَا يَرِثُوْنَا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَقَالَ بِهٖ نَاْخُذُ الْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ يَّتَوَارَثُوْنَ بِهٖ وَاِنِ اخْتَلَفَ مِلَلُهُمْ يَرِثُ الْيَهُوْدِيُّ النَّصْرَانِيَّ وَالنَّصْرَانِيُّ الْيَهُوْدِيَّ وَلَا يَرِثُهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَلَا يَرِثُوْنَهُمْ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا.

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ مشرکین آپس میں ایک دوسرے کے ولی ہیں' نہ تو ہم ان کے وارث ہوں گے اور نہ وہ ہمارے وارث ہوں گے۔ اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور فرمایا ہے کہ ہمارا اسی پر عمل ہے۔ کفر ایک قوم ہے' یہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اگرچہ کہ ان کے مذاہب میں اختلاف ہو تو یہودی نصرانی کا اور نصرانی یہودی کا وارث ہوگا اور مسلمان ان کے وارث نہیں ہوں گے اور یہ بھی (یہودی اور نصرانی) مسلمانوں کے وارث نہیں ہوں گے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور عامہ فقہاء کا یہی قول ہے۔

۳۴۸۸ - وَعَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحُوزُ الْمَرْاَةُ ثَلَاثَ مَوَارِيْثَ عَتِيْقَهَا وَلَقِيْطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِيْ لَاعَنَتْ عَنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورت تین شخصوں کی وارث ہوتی ہے۔ (۱) اپنے آزاد کیے ہوئے غلام کی (بشرطیکہ اس کا عصبہ نسبی نہ ہو) (۲) اپنے پالکڑے کی (جبکہ اس کا کوئی وارث نہ ہو) (۳) اس لڑکے کی (بھی وارث ہوگی) جس کے بارے میں شوہر نے اپنا بچہ ہونے سے انکار کیا ہو (اس صورت میں ایسے بچہ کا باپ وارث نہ ہوگا' البتہ! ماں اور بیٹا ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ عورت اپنے پالکڑے کی وارث ہوتی ہے' اس بارے میں وضاحت یہ ہے کہ لقیط کی وراثت بیت المال میں داخل ہوتی ہے' اگر لقیط کا مربی فقیر ہو تو حاکم لقیط کا مال اس کے مربی کو دے سکتا ہے۔ (مرقات)

۳۴۸۹ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قوم کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) اسی قوم میں شمار ہوگا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مولیٰ سے آزاد کردہ غلام مراد ہے اور اگر مولیٰ مر جائے اور اس کا کوئی عصبہ نسبی نہ ہو تو اس کا مالک جس نے اس کو آزاد کیا ہے' وہ اس کا وارث ہوگا' البتہ! غلام آقا کا وارث نہیں ہوگا۔

۳۴۹۰ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِثُ الْوَلَاءَ مَنْ يَّرِثُ الْمَالَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مال کا وارث ہوتا ہے' وہ ولاء کا بھی وارث ہوگا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ولاء کے معنی ایسی وراثت کے ہیں جو مولیٰ (یعنی آزاد کردہ غلام) کے مرجانے پر اس کے مال کو حاصل ہوتی ہے

جبکہ مولی کا کوئی شرعی وارث نہ ہو البتہ! عورت کو ایسی وراثت اس وقت حاصل ہوگی جبکہ غلام اسی کا آزاد کردہ ہو۔ (مرقات)

۳۴۹۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قوم (یعنی خاندان) کا بھانجا (خاندان ہی کا) ایک فرد ہوگا (میت کے ذوی الفروض اور عصبہ نہ ہوں تو وہ میت کا وارث ہوگا) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۴۹۲ - وَعَنِ الْمِقْدَامِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيْعَةً فَاِلَيْنَا وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَاَنَا مَوْلٰى مَنْ لَّا مَوْلٰى لَهٗ اَرِثُ مَالَهٗ وَاَفُكُّ عَانَهٗ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَّا وَارِثَ لَهٗ يَرِثُ مَالَهٗ وَيَفُكُّ عَانَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّاَنَا وَارِثُ مَّنْ لَّا وَارِثَ لَهٗ اَعْقِلُ عَنْهُ وَاَرِثُهٗ وَالْخَالُ وَارِثُ مَّنْ لَّا وَارِثَ لَهٗ يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں ہر مسلمان پر خود اس کی جان سے زیادہ حق رکھتا ہوں تو جو کوئی قرض چھوڑے یا اولاد چھوڑے تو ان کی ذمہ داری ہم پر ہے اور جو مال چھوڑے (تو قرض کی ادائیگی اور اجرائی وصیت کے بعد) اس کے وارثوں کا ہوگا اور جس کا کوئی وارث نہ ہو میں اس کا وارث ہوں گا' اس کا مال لوں گا (اور بیت المال میں داخل کر دوں گا) اور اس کے قیدیوں کو (فدیہ دے کر) چھڑاؤں گا اور ماموں اس شخص کا وارث ہوگا جس کا کوئی وارث نہ ہو کہ وہ اس کا مال وراثت میں پائے گا اور اس کے قیدیوں کو چھڑائے گا اور ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے' میں اس کا وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہیں' اس کی طرف سے خون بہا ادا کروں گا اور اس کا مال لے کر (بیت المال میں) داخل کروں گا اور ماموں اس شخص کا وارث ہوگا جس کا کوئی وارث نہیں' وہ اس کا خون بہا ادا کرے گا اور اس کا مال وراثت میں پائے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۴۹۳ - وَعَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ وَحَلِيْفُ الْقَوْمِ مِنْهُمْ وَابْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ يُسْلِمُ عَلٰى يَدَيْ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ هُوَ اَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهٖ.

کثیر بن عبد اللہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا (حضرت عمرو بن مزنی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' ان کے دادا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قبیلہ کا مولی یعنی آزادہ کردہ غلام ان ہی میں کا ایک فرد سمجھا جائے گا اور (اسی طرح) قوم کا حلیف (ایسے دو شخص جو ایک دوسرے کی جان و مال کی حفاظت کے لیے معاہدہ کریں) بھی ان ہی میں کا ایک فرد سمجھا جائے گا اور خاندان کا بھانجا بھی ان ہی میں کا ایک فرد سمجھا جائے گا۔[1] اس حدیث کی روایت دارمی نے کی ہے اور تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایسے مشرک شخص کا جو ایک مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لا چکا ہو اس (کی وراثت) کا کیا حکم ہے؟ (جب کہ وہ اپنا کوئی شرعی وارث نہ چھوڑے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ وہ ایسا شخص (جس کے ہاتھ پر اس نے اسلام قبول کیا ہے) لوگوں میں اس کی زندگی اور موت (کے بعد بھی) اس کا زیادہ حقدار ہے۔[2]

لے یہ تینوں میت کے شرعی وارث نہ ہونے کی صورت میں وراثت پاسکیں گے۔

لے زندگی میں اس کی دیکھ بھال کرے گا اور مرنے کے بعد اس کی نماز جنازہ پڑھائے گا اور اگر اس کا کوئی شرعی وارث نہ ہو تو معاہدہ ہونے کی صورت میں وہ شخص اس کا وارث بھی ہوگا۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں حلیف کا ذکر ہے' حلیف سے مراد ایسے دو شخص ہیں جن میں سے ایک دوسرے سے کہے کہ تو میرا مولی ہے میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور اگر میں کسی کو قتل کر دوں تو تو خون بہا ادا کرے گا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا۔ ایسا عہد اور عقد عقد الولاء کہلاتا ہے اور ایسے قائل کو بھی مولی کہتے ہیں اور یہ بھی میت کی وراثت کا حقدار ہوگا جبکہ میت کے وارث شرعی نہ ہوں۔ (مرقات اور طحاوی ۱۲)

٣٤٩٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاتِلُ لَا يَرِثُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَرِثُ قَاتِلٌ فَمِنْ قَتَلَ خَطَأً اَوْ عَمَدًا وَلٰكِنْ يَّرِثُهٗ اَوْلَى النَّاسِ بِهٖ بَعْدَهٗ وَكَذَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْاٰثَارِ عَنْهُ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ فِي الْمَرَاسِيْلِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ نَحْوِهٖ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قاتل (مقتول کا) وارث نہیں بن سکتا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ قاتل مقتول کا وارث نہیں بن سکتا' خواہ اس نے غلطی سے قتل کیا ہو یا بالارادہ' البتہ! مقتول کا وارث قاتل کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوگا۔ امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار میں اسی طرح روایت کی ہے اور بیہقی نے بھی اور ابوداؤد نے مراسیل میں سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح روایت کی ہے اور نسائی' ابن ماجہ اور دارقطنی نے عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کی ہے۔

٣٤٩٥ - وَعَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ سُفْيَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلَيْهِ اِنْ وَّرِثْ امْرَاَةِ شيم الضبابى مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ضحاک بن سفیان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا (اور حکم دیا) کہ اشیم ضبابی کی بیوی کے شوہر (جو سہواً قتل ہوئے تھے) کی دیت (خون بہا اور تاوان سے) میراث دی جائے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ف: واضح ہو کہ جو شخص سہواً قتل کر دیا گیا ہو اس کی دیت اس کے متروکہ میں شامل ہو جائے گی' اس لیے اس سے اس کا قرض ادا ہوگا' اس کی وصیت جاری ہوگی اور اس سے وارثوں کو حصے بھی ملیں گے۔ (شرح الفرائض للسید)

٣٤٩٦ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ اِذَا لَمْ تَكُنْ دُوْنَهَا اُمٌّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نانی کا (وراثت میں) چھٹا حصہ مقرر فرمایا ہے جب کہ (میت کی) ماں زندہ نہ ہو۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

٣٤٩٧ - وَعَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ اِلٰى اَبِیْ بَكْرٍ تَسْاَلُهٗ مِيْرَاثَهَا فَقَالَ

حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ (ایک میت کی) نانی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور آپ سے اپنی وراثت طلب

لَهَا مَالَكِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَّمَالَكِ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ فَارْجِعِيْ حَتّٰى اَسْاَلَ النَّاسَ عَنْ ذٰلِكَ فَسَاَلَ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيْرَةُ فَاَنْفَذَهُ لَهَا اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْاُخْرٰى اِلٰى عُمَرَ تَسْاَلُهُ مِيْرَاثَهَا فَقَالَ هُوَ ذٰلِكَ السُّدُسُ فَاِنِ اجْتَمَعْتُمَا فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَاَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهٖ فَهُوَ لَهَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

کی تو حضرت ابوبکر نے اس سے فرمایا (جہاں تک مجھے علم ہے) کتاب اللہ میں تیرا کوئی حصہ مقرر نہیں اور (اسی طرح) رسول اللہ ﷺ کی سنت سے بھی تیرا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے اب تو چلی جا یہاں تک کہ میں تیری (وراثت کے بارے میں) لوگوں سے پوچھ لوں۔ آپ نے (صحابہ سے اس بارے میں) دریافت کیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھا تو آپ نے نانی کو چھٹا حصہ دلوایا' پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے ان سے دریافت کیا کہ اس (واقعہ کے) وقت تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھے؟ تو حضرت محمد بن مسلمہ نے بھی حضرت مغیرہ کے قول کے مطابق کہا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے اس کی (یعنی نانی کی) میراث جاری کروادی۔ پھر (اسی میت کی) دادی (حضرت عمر رضی اللہ کے دور خلافت میں) حضرت عمر رضی اللہ کے پاس آئی اور اپنی وراثت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ وہی چھٹا حصہ ہے' اگر تم دونوں جمع ہو جاؤ (تم دونوں میں) برابر برابر تقسیم ہوگا اور اگر تم دونوں میں سے کوئی ایک رہ جائے تو اس کو وہ پورا (چھٹا) حصہ ملے گا۔ اس کی روایت امام مالک' امام احمد' ترمذی' ابوداؤد' دارمی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٤٩٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوَرِثَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ اَرَى الْعُطَاسَ اسْتِهْلَالًا.

حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب بچہ پیدائش کے وقت آواز کرے[1] تو اس پر نماز (جنازہ) پڑھی جائے گی اور اس کو وراثت میں حصہ دیا جائے گا۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔ اور زہری نے کہا ہے کہ میں چھینک کو بھی زندگی کی علامت سمجھتا ہوں۔

[1] یا روئے یا چیخے یا چھینکے یا زور سے سانس لے یہ سب زندگی کی علامتیں ہیں۔

ف: واضح ہو کہ نومولود بچہ کے زندہ پیدا ہو کر مر جانے پر وراثت کا مستحق ہوگا اور اس کے انتقال کی وجہ سے اس کے وارث حصہ پائیں گے اور اگر مردہ پیدا ہو تو وہ وارث نہ ہوگا اور نہ اس کے ورثاء کو حصہ ملے گا۔ (حاشیہ مشکوۃ)

٣٤٩٩ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ عَاهَرَ بِحُرَّةٍ اَوْ اَمَةٍ فَالْوَلَدُ وَلَدُ زِنَا لَا يَرِثُ وَلَا يُوْرَثُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی آزاد عورت سے (لونڈی باندی نہ ہو) یا کسی لونڈی سے زنا کرے (اور اس سے بچہ پیدا ہو) تو وہ ولد زنا ہوگا اور ایسا بچہ نہ خود وارث ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کی میراث لی جا سکتی ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ ولد الزنا کا نسب مرد زانی سے ثابت نہیں ہوتا'

البتہ! ماں سے اس کا نسب ثابت ہوتا ہے اس لیے وہ اپنی ماں کا وارث ہوگا اور ماں اس کی وارث ہوگی۔

۳۵۰۰ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ قُتِلَ أَبُوْهُمَا مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيْدًا وَّإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ مَالَهُمَا وَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا وَّلَا تُنْكَحَانِ إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ قَالَ يَقْضِي اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَمِّهِمَا فَقَالَ أَعْطِ لِابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ وَأَعْطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ کی بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کو جو سعد بن الربیع سے تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دونوں سعد بن الربیع کی بیٹیاں ہیں ان کے باپ غزوۂ احد میں آپ کے ساتھ (شریک) تھے اور شہید ہوئے اور ان کے چچا نے ان کا پورا مال (جاہلیت کے طریقہ پر) لے لیا ہے اور ان دونوں بچیوں کے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا اور ان دونوں کی شادیاں مال کے بغیر نہیں ہو سکتیں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (انتظار کرو) اللہ تعالیٰ خود اس بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔ پس میراث کی آیت نازل ہوئی (اس کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (لڑکیوں) کے چچا کے پاس ایک شخص کو اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ سعد کی دونوں بیٹیوں میں دو تہائی حصہ اور لڑکیوں کی ماں کو آٹھواں حصہ دو اور جو بچ جائے وہ تیرے لیے ہیں۔ اس کی روایت امام احمد ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ایام جاہلیت میں عورت کو میراث نہیں دی جاتی تھی اسی وجہ سے حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ کی شہادت کے بعد ان کے بھائی نے ان کا پورا مال لے لیا تو سعد بن الربیع کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تا کہ لڑکیوں کو وراثت میں حصہ مل سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ کی بیوی سے فرمایا کہ حکم الٰہی کا اس بارے میں انتظار کرو تو آیت میراث ''یوصیکم اللّٰہ فی اولاد کم الی اٰخرھا'' (سورہ نساء پ ۴ ع ۲) نازل ہوئی۔ جس کی وجہ سے حضرت سعد کی دونوں بیٹیوں میں دو تہائی یعنی کل مال کے ۲۴ حصہ کیے گئے ۱۶ حصے دونوں بیٹوں کو اور تین حصے بیوی کو اور پانچ حصے حضرت سعد کے بھائی کو ملے۔

(مرقات حاشیہ مشکوٰۃ)

۳۵۰۱ - وَعَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ سُئِلَ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ ابْنَةٍ وَّبِنْتِ ابْنٍ وَّأُخْتٍ فَقَالَ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِلْأُخْتِ النِّصْفُ وَائْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَابِعُنِيْ فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ "لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ" أَقْضِيْ فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الْابْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ فَأَتَيْنَا أَبَا مُوْسٰى فَأَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا تَسْأَلُوْنِيْ مَادَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيْكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ہزیل بن شرحبیل رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ سے ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک بہن (کی وراثت کے حصوں) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ بیٹی کو آدھا اور بہن کو آدھا ملے گا (یہ کہہ کر سائل سے کہا کہ تم) ابن مسعود رضی اللہ کے پاس جاؤ وہ (بھی میری اس تقسیم سے) اتفاق کریں گے (اس پر وہ سائل حضرت ابن مسعود کے پاس پہنچا اور (اس مسئلہ میں) حضرت ابن مسعود سے دریافت کیا) اور حضرت ابو موسیٰ نے جو (اس بارے میں) کہا تھا اس کو بھی بتایا تو (حضرت ابن مسعود نے یہ سن کر) کہا (کہ اگر میں حضرت ابو موسیٰ کی رائے سے اتفاق کر لوں) تو میں گمراہ ہو گیا اور راہ حق پر نہ رہوں گا اور میں وہ فیصلہ دوں گا جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے (یعنی) بیٹی کو آدھا اور پوتی کا چھٹا دو تہائی کے تکملہ میں اور بہن کو (متروکہ کا) بقیہ حصہ ملے گا (سائلین کہتے ہیں

کہ) ہم پھر حضرت ابو موسیٰ کے پاس پہنچے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فیصلہ سنایا تو حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا: جب تک یہ عالم تم میں موجود ہو تم مجھ سے (ایسے مسائل) نہ دریافت کیا کرو۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں وراثت کی تقسیم کا جو مسئلہ ہے وہ چھ حصوں میں ہوگا۔ تین حصے بیٹی کو، ایک حصہ پوتی کو اور دو حصے بہن کو ملیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک لڑکی کے ساتھ پوتیاں ہوں یا ایک ہی پوتی ہو تو ان سب کو ایک حصہ اور نصف بیٹی کو مل کر دو تہائی کا تکملہ ہو جائے گا اور بہنیں بیٹیوں کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں یعنی بیٹیوں کے حصے سے جو بچ رہے وہ بہنوں کو مل جاتا ہے، جمہور علماء کا اس مسئلہ میں حضرت ابن مسعود کے فتویٰ پر عمل ہے۔ (حاشیہ مشکوۃ)

۳۵۰۲ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ ابْنِيْ مَاتَ فَمَالِيْ مِنْ مِّيْرَاثِهٖ قَالَ لَكَ السُّدُسُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ قَالَ لَكَ سُدُسٌ اٰخَرُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ قَالَ إِنَّ السُّدُسَ الْاٰخَرَ طُعْمَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک صاحب حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میرا پوتا مر گیا ہے، اس کی وراثت میں میرا کیا حصہ ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارے لیے چھٹا حصہ ہے۔ جب وہ لوٹنے لگے تو آپ نے انہیں بلایا اور فرمایا: تمہارے لیے ایک اور چھٹا حصہ ہے جب وہ دوبارہ واپس ہونے لگے تو انہیں پھر بلایا اور فرمایا: کہ یہ دوسرا چھٹا حصہ تمہارے لیے (عصبہ بن جانے سے) بمنزلہ رزق کے ہے۔ اس کی روایت ترمذی، امام احمد اور ابو داؤد نے کی ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص دو بیٹیاں اور ایک دادا چھوڑ کر مر گیا۔ اس کے ترکہ کے چھ حصے ہوں گے۔ چار حصے دونوں بیٹیوں کو ملیں گے اور دو حصے دادا کو ملیں گے۔ دادا کے دو حصوں میں ایک حصہ ترکہ کا ہے اور دوسرا حصہ عصبہ بننے کی وجہ سے ہے۔ (مرقات، حاشیہ مشکوۃ)

۳۵۰۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ مِنْ مِّيْرَاثٍ قُسِّمَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلٰى قِسْمَةِ الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا كَانَ مِنْ مِّيْرَاثٍ اَدْرَكَهُ الْاِسْلَامُ فَهُوَ عَلٰى قِسْمَةِ الْاِسْلَامِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو وراثت زمانہ جاہلیت (جاہلیت کے طریقہ پر) میں تقسیم کی گئی ہو وہ (زمانہ اسلام میں بھی) جاہلیت کے طریقہ پر ہی برقرار رہے گی۔ اور جس میراث نے اسلام کو پایا وہ اسلام کے (مقرر کردہ) طریقہ پر تقسیم ہوگی۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر قانون کے نفاذ کے بعد سے جو مقدمات پیدا ہوں ان نئے مقدمات پر اس قانون کا نفاذ ہوتا ہے اور جو مقدمات نفاذ قانون سے پہلے تصفیہ پا چکے ہوں ان میں بعد والے قانون کے نفاذ سے کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ (حاشیہ مشکوۃ)

بَابُ الْوَصَايَا

وصیتوں کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ. (النساء:۱۲)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نہ نقصان پہنچایا ہو۔ (کنز الایمان)

ف: میت کسی کے بارے میں اگر کوئی وصیت کرے تو وہ نافذ ہوگی بشرطیکہ دوسرے وارثوں کی حق تلفی نہ ہوتی ہو۔ اگر میت ناجائز وصیت کر کے فوت ہوا تو وہ وصیت جاری نہ کی جائے گی اور اس کا اثر میراث کے حصوں پر نہ پڑے گا۔ ناجائز وصیت کی تین صورتیں ہیں: (۱) ایک یہ کہ وارث کو وصیت کرے۔ (۲) دوسرے یہ کہ کسی کو تہائی سے زیادہ کی وصیت کرے تو تہائی درست ہوگی اور باقی غیر درست (۳) تیسرے یہ کہ حرام کام میں خرچ کرنے کی وصیت کرے کہ میرے بعد نوحہ والیوں کو اتنا دینا' فلاں مندر یا گرجے میں اتنا دینا کہ مسلمان کے لیے یہ حرام ہے اور یہ وصیت بالکل جاری نہ ہوگی۔ (نور العرفان)

۳۵۰٤ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَقُّ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ لَّهٗ شَیْءٌ يُّوْصٰى فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عُمَرَ فِيْ مَرَضِ مَوْتِهٖ اِلَّا تُوْصِیْ قَالَ اَمَّا مَالِیْ فَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا كُنْتُ اَصْنَعُ فِيْهِ وَاَمَّا رُبَاعِیْ فَلَا اُحِبُّ اَنْ يُّشَارِكَ وَلَدِیْ فِيْهَا اَحَدٌ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی مسلمان مرد پر ضروری ہے کہ اس کے پاس وصیت نامہ دو راتیں گذرے بغیر لکھا رہے' اس چیز کے بارے میں جس کے لیے وصیت لازمی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور ابن المنذر نے نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کے مرض الموت میں دریافت کیا گیا کہ آپ وصیت کیوں نہیں کرتے تو آپ نے جواب دیا کہ (میری جائیداد میں مال اور زمینات ہیں) رہا مال (کا معاملہ) تو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ میں اس میں کیا کرنے والا ہوں' اور رہے زمینات تو میں نہیں چاہتا کہ ان میں میری اولاد کے ساتھ کوئی شریک رہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں وصیت کی جو تاکید وارد ہے اس کی دو حیثیتیں ہیں (۱) وجوب کی اور (۲) مستحب کی۔

وصیت اس وقت واجب ہے جب کہ مرنے والے پر قرض ہو یا کسی کی امانت اس کے پاس رکھی ہوئی ہو' ورنہ عام حالات میں وصیت مستحب ہے۔ اور حدیث شریف میں وصیت کی جو تاکید وارد ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو علم نہیں کہ وہ کب مرنے والا ہے' اس لیے وصیت اس کے پاس لکھی رہنی چاہیے۔ (مرقات' حاشیہ مشکوٰۃ)

۳۵۰۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ عَلٰى وَصِيَّةٍ مَّاتَ عَلٰى سَبِيْلٍ وَّسُنَّةٍ وَّمَاتَ عَلٰى تُقًى وَّشَهَادَةٍ وَّمَاتَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص (انتقال کے وقت) وصیت کرے تو اس کا انتقال (دین کے) راستہ پر اور (پسندیدہ) طریقہ پر ہوا اور اس کی موت تقویٰ اور شہادت پر ہوئی (جو اس کے حسن خاتمہ کی خوشخبری ہے) اور اس کی موت بخشش کی حالت پر واقع ہوئی۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں مرتے وقت وصیت کرنے والے کے لیے شہادت کی جو خوشخبری دی گئی ہے اس کے کئی پہلو ہیں ایک یہ کہ اس کو شہادت کا ثواب ملے گا' دوسرے یہ کہ فرشتے اس کے ایمان اور تقویٰ کی گواہی دیں گے' تیسرے یہ کہ اس کی موت کے وقت اس پر عالم برزخ کھلا ہوا ہوگا اور اس کے ہوش و حواس درست رہیں گے جس کی وجہ سے وہ دیگر امور بھی بیان کرے گا۔ چوتھے یہ کہ اس کی موت حضور مع اللہ پر ہوگی' یعنی وہ تجلیات الٰہیہ کا مشاہدہ کرتا ہوگا اور اس کو اتنی یکسوئی حاصل ہوگی کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوگا۔ (مرقات' اشعۃ اللمعات' حاشیہ مشکوٰۃ۔ ۱۲)

۳۵۰٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ سِتِّيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ ثُمَّ قَرَأَ أَبُوْهُرَيْرَةَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ إِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

فرمایا ہے کہ مرد اور عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں' پھر ان کو موت آتی ہے اور وہ وصیت کرنے میں ضرر پہنچاتے ہیں' ان کے لیے دوزخ واجب ہو جاتی ہے' پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (آیت میراث کی تلاوت کی' سورۂ نساء پ ۴ ع ۲) (یہ حصے بھی) میت کی وصیت (کی تعمیل) اور (ادائے) قرض کے بعد (دیئے جائیں گے) بشرطیکہ میت نے (کسی کو) نقصان نہ پہنچانا چاہا ہو (یہ) فرمان الٰہی ہے اور اللہ (سب کچھ) جانتا (اور لوگوں کی نافرمانیوں پر) برداشت کرتا ہے۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلے گا (آخرت میں) اللہ تعالیٰ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی (اور وہ) ان میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اس کی روایت امام احمدؒ' ترمذیؒ' ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۵۰۷ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَطَعَ مِيْرَاثَ وَارِثِهٖ قَطَعَ اللّٰهُ مِيْرَاثَهُ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی اپنے وارث کو میراث سے محروم کرے تو اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس کو جنت کی وراثت (یعنی نعمتوں) سے محروم فرما دیں گے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں جنت کی وراثت کا جو ذکر ہے وہ سورۃ الزخرف: ۷۲ میں ارشاد ہے "وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ" اور جنت کی میراث جو تم کو ملی ہے ان (نیک اعمال) کے بدلہ میں (ملی) ہے جو تم (دنیا میں) کرتے رہے ہو اور قرآن مجید کی کئی آیتوں میں مذکور ہے' مثلاً سورۃ الاعراف: ۴۳ میں ارشاد ہے "ونودوا ان تلكم الجنة التي اورثتموها بما كنتم تعملون" اور (اہل جنت سے) پکار کر کہا جائے گا' یہی جنت ہے جس کے تم (نیک) اعمال کی بدولت وارث قرار دیئے گئے ہو جن کو تم (دنیا میں) کرتے تھے اور سورۂ مریم (آیت ۶۳) میں ارشاد ہے: "تلك الجنة التي نورث من عبادنا من كان تقيا" یہی وہ جنت ہے کہ ہمارے بندوں سے جو پرہیزگار ہوگا ہم اسے اس کا وارث بنائیں گے۔ اور سورۃ المومنون: ۱۱ میں ارشاد ہے: "اولئك هم الوارثون الذين يرثون الفردوس هم فيها خالدون" یہی لوگ (حضرت آدم کے اصلی) وارث ہیں جو بہشت بریں کی میراث پائیں گے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان آیات کریمہ سے مومن کا وارث جنت ہونا ثابت ہے' اگر کوئی شخص اپنے وارثوں کو ان کی وراثت سے محروم کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی نعمتوں سے محروم فرما دیں گے جو اس کو وراثت میں ملنے والی تھیں۔ (حاشیہ مشکوۃ)

۳۵۰۸ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا اشفيت عَلَى الْمَوْتِ فَأَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ مَالًا كَثِيْرًا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جس سال مکہ فتح ہوا اس سال میں (سخت) بیمار ہوا یہاں تک کہ مجھے موت کا اندیشہ ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میری عیادت کے لیے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس بہت سا مال ہے اور سوائے

وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي أَفَأُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میری بیٹی کے میرا کوئی وارث نہیں تو کیا میں اپنے پورے مال کی (فقراء پر خیرات کے لیے) وصیت کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں! پھر میں نے عرض کیا' کیا اپنے دو تہائی (مال کی وصیت کر دوں) حضور ﷺ نے فرمایا (یہ بھی) نہیں! میں نے پھر عرض کیا کیا آدھے (مال) کی (وصیت کر دوں) حضور انور ﷺ نے فرمایا: (یہ بھی) نہیں! میں نے پھر عرض کیا' کیا ایک تہائی (مال) کی (وصیت کر دوں) تو حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا (ہاں) تہائی (مال) کی (وصیت کر سکتے ہو) اور تہائی مال بھی بہت زیادہ ہے۔ تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑو یہ بہتر ہے اس بات سے کہ تم ان کو (نہ دے کر) محتاج چھوڑ دو کہ وہ لوگوں سے مانگتے پھریں' بے شک تم جو بھی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرو گے' اس کا اجر ملے گا یہاں تک کہ اس لقمہ کا بھی جو اپنی بیوی کو کھلاتے ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ وصیت ایک تہائی مال کی حد تک جائز ہے مگر ایک تہائی سے کم کی وصیت بہتر ہے جیسا کہ مرقات اور ہدایہ میں مذکور ہے اور رحمۃ الامۃ میں یہ لکھا ہے کہ جس شخص کے لیے ایک تہائی مال کی حد تک وصیت بالاتفاق جائز ہے اور اس کے لیے وارثوں کی اجازت ضروری نہیں ہے' البتہ! اگر ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنا چاہتا ہو تو وارثین کی اجازت ضروری ہے۔ البتہ! امام اعظم اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک وارثین کو رجوع کا حق حاصل ہے۔ اور عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ اگر وصیت کرنے والے کے وارثین نہ ہوں تو وصیت ایک تہائی مال سے بھی زیادہ حد تک کی جا سکتی ہے۔

۳۵۰۹ - وَعَنْهُ قَالَ عَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيضٌ فَقَالَ أَوْصَيْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكَمْ قُلْتُ بِمَالِي كُلِّهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ فَمَا تَرَكْتَ لِوَلَدِكَ قُلْتُ هُمْ أَغْنِيَاءُ بِخَيْرٍ فَقَالَ أَوْصِ بِالْعُشْرِ فَمَا زِلْتُ أُنَاقِصُهُ حَتَّى قَالَ أَوْصِ بِالثُّلُثِ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے جبکہ میں بیمار تھا' مجھ سے دریافت فرمایا کیا تم نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! (پھر) دریافت فرمایا کس قدر (مال کی) میں نے عرض کیا اپنے پورے مال کی اللہ کی راہ میں (وصیت کرنے کا ارادہ کیا ہے؟) آپ نے (پھر) دریافت فرمایا' تو تم نے اپنی اولاد کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے جواب دیا وہ سب مالدار ہیں' آپ نے ارشاد فرمایا (اللہ کی راہ میں) دسویں (حصہ کی حد تک) وصیت کرو' میں (اس مقدار کو) کم سمجھتا رہا (اور حضور اقدس ﷺ اضافہ فرماتے رہے) یہاں تک کہ فرمایا تم (اللہ کی راہ میں) ایک تہائی کی وصیت کرو اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۵۱۰ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے ارشاد فرماتے سنا ہے' آپ حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ میں بار بار یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے (وراثت میں) ہر حق دار کا حق

حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تجوز وَصِيَّةٌ لِوَارِثٍ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ الْوَرَثَةُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ اِلَّا اَنْ يُّجِيْزَ الْوَرَثَةُ.

مقرر فرما دیا ہے اس لیے وارث کے لیے (علیحدہ) وصیت کی ضرورت نہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور ترمذی نے (اپنی روایت میں) یہ اضافہ کیا ہے کہ (شادی شدہ عورت اگر زنا کرے تو اس سے جو) بچہ (ہوگا وہ اس عورت کے) شوہر کی طرف منسوب ہوگا اور زانی کو تو پتھر ہے (یعنی اس کو سنگسار کیا جائے گا) اور ان کا حساب تو اللہ ہی پر ہے (اور قیامت میں ہر شخص اپنے کیے کی سزا پائے گا) اور دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہیں مگر یہ کہ خود وارث (وصیت) چاہیں اور دار قطنی ہی کی ایک روایت میں عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وارث کے لیے وصیت (جائز) نہیں مگر یہ کہ خود وارث (وصیت کی) اجازت دے دیں۔

۳۵۱۱ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ اَوْصٰى اَنْ يُّعْتِقَ عَنْهُ مِائَةَ رَقَبَةٍ فَاَعْتَقَ اِبْنُهُ هِشَامٌ خَمْسِيْنَ رَقَبَةً فَاَرَادَ اِبْنُهُ عَمْرٌو اَنْ يَّعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِيْنَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ اَوْصٰى اَنْ يُّعْتِقَ عَنْهُ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَّاَنَّ هِشَامًا اَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِيْنَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةً اَفَاُعْتِقُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْتَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے (جو کافر تھا) وصیت کی تھی کہ (اس کے مرنے کے بعد) ایک سو غلام یا باندی آزاد کئے جائیں تو اس کے بیٹے ہشام رضی اللہ عنہ نے پچاس غلام آزاد کر دیے اور اس کے (دوسرے) بیٹے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بقیہ پچاس غلاموں کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا، پھر (اپنے دل میں یا اپنے بھائی یا دوستوں سے) کہا کہ میں (بقیہ غلاموں کو آزاد نہیں کروں گا) یہاں تک کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کر لوں (کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟) پھر وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ! میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے (مرنے کے بعد) سو غلام آزاد کیے جائیں اور (میرے بھائی) ہشام رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے ہیں اور بقیہ پچاس غلام آزاد کرنا باقی ہیں، کیا میں اس کی طرف سے (بقیہ پچاس غلاموں کو) آزاد کر دوں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا خیرات کرتے یا اس کا حج بدل کرتے تو (ان سب اعمال کا ثواب) اس کو پہنچتا۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر اگر کسی خیر خیرات کے کام کی وصیت کرے تو اس کو اس کار خیر کا ثواب نہیں ملے گا، اس لیے کہ اس میں کفر مانع ہے، اسی طرح کسی کافر کے مسلم قرابتدار اس کی طرف سے صدقہ دیں یا حج بدل کریں یا غلام باندی آزاد کریں تو ان کاموں کا ثواب اس کافر کو نہیں ملے گا، خواہ اپنے کام کافر کا مسلمان لڑکا کرے یا کوئی اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی کافر ایسی وصیت کرے تو اس کافر کے مسلمان قرابتداروں پر واجب نہیں کہ اس کی وصیت کو نافذ کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ النِّکَاحِ

نکاح کے احکامات

ف: نکاح کے معنی لغت میں ضم اور جمع یعنی پیوند لگانے کے ہیں اور اصطلاح میں وطئ یعنی مرد اور عورت کی مباشرت کو کہتے ہیں اور نکاح ایک حیثیت سے معاملہ ہے اور دوسری حیثیت سے عبادت ہے' عبادت اس وجہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''تناکحوا تکثروا'' (تم نکاح کرو اور اپنی تعداد کو بڑھاؤ) اور اصطلاح شریعت میں اس معاہدہ کو کہتے ہیں جو مرد اور عورت میں بالارادہ مباشرت سے متعلق ہے' واضح ہو کہ نکاح کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ایک سنت موکدہ ہے ایسے شخص کے لیے جو مہر نفقہ اور مباشرت پر قادر ہو' اس لیے اگر ایسی حالت میں وہ اس سنت کو ترک کر دے تو گنہگار ہوگا اور اگر اپنی حفاظت اور اولاد کی نیت سے نکاح کرے تو ثواب پائے گا' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ''النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی'' نکاح میری سنت ہے جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میرے (طریقہ) پر نہیں ہے' اسی لیے صرف عبادات میں مشغول رہنے سے نکاح کرنا افضل ہے' چنانچہ ارشاد نبوی ہے کہ بندہ جب شادی کر لیتا ہے تو اس کا آدھا دین پورا ہو جاتا ہے۔

(۲) نکاح کی دوسری قسم واجب ہے جبکہ عورت کا شدید اشتیاق ہو' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تناکحوا توالدوا تکثروا فانی باهی بکم الامم یوم القیامة'' (تم نکاح کرو تا کہ صاحب اولاد بنو اور تمہاری تعداد بڑھے کیونکہ میں تمہاری (کثرت تعداد) کی وجہ سے قیامت کے دن دوسری امتوں پر فخر کروں گا) اس حدیث میں نکاح کا امر وجوب کے لیے آیا ہے اور وجوب شدت اشتیاق سے متعلق ہے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا: ''یا معشر الشباب'' (اے نوجوانو!) اس لیے کہ نوجوانوں میں عورتوں سے شدید اشتیاق ہوتا ہے۔

(۳) نکاح کی تیسری قسم مکروہ ہے جب کہ مرد کو عورت پر ظلم کا اندیشہ ہو اور فرائض اور سنتوں کے ترک ہو جانے کا بھی ڈر ہو' اس لیے کہ نکاح کئی مصلحتوں پر موقوف ہے اور اگر کوئی شخص ظلم اور زیادتی کا خوگر ہے اور مصالح شرعیہ کی تکمیل نہیں کر سکتا تو نکاح ایسے شخص کے لیے مکروہ ہے۔

اوپر نکاح کے بارے میں جو تفصیل گزری اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نکاح ایسی صورت میں فرض ہو جاتا ہے جبکہ شدت اشتیاق ناقابل برداشت ہو اور زنا میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو اور ایسا شخص مہر اور نفقہ پر قادر ہو' اس لیے اس صورت میں نکاح نہ کرے تو ایسا شخص گنہگار ہوگا' امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نکاح بیع اور شراء کی طرح ایک معاملہ ہے اور ہمارے ائمہ احناف کا صحیح ترین قول یہ ہے کہ نکاح سنت موکدہ ہے۔ (یہ مضمون بعد مختلف مرقات' بدائع اور اشعۃ اللمعات سے ماخوذ ہے)

۳۰۱۱ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں جو کوئی جماع اور اس کے اسباب (مہر اور نفقہ) پر قدرت رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ نکاح کرلے اس لیے کہ نکاح نظر کو نیچا رکھتا ہے (اجنبی عورتوں سے) اور شرمگاہ کی (حرام کاری سے) حفاظت کرتا ہے اور جو نکاح کے اسباب پر قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ روزہ رکھے اس لیے کہ روزہ شہوت کو دفع کرتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں روزہ رکھنے سے مقصود شہوت کو دفع کرنا ہے اس لیے ایسے روزہ میں چاہیے کہ کم کھائیں، پانی زیادہ پئیں اور ایسی غذائیں استعمال کریں جن سے شہوانی قوت پیدا نہ ہو۔ (مرقات)

٣٥١٣ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب بندہ نکاح کر لیتا ہے تو وہ (اپنے) آدھے دین کی تکمیل کر لیتا ہے۔ اب اس کو چاہیے کہ وہ اپنے بقیہ (امور) دین میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)۔

ف: امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دین کا فساد خرج اور بطن کی وجہ سے ہوتا ہے اس لیے انسان جب شادی کر لیتا ہے تو فرج کے فساد سے محفوظ ہو جاتا ہے اور نکاح کی وجہ سے انسان کی شہوت ٹوٹ جاتی ہے اور شیطان اس کو بھٹکا نہیں سکتا اور جب انسان کی نگاہ محفوظ ہو جاتی ہے تو شرمگاہ کی حفاظت بھی اس کو حاصل ہو جاتی ہے۔ (مرقات)

٣٥١٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَرَ لِلْمُتَحَابَّيْنَ مِثْلَ النِّكَاحِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے (اے مخاطب) تو نے نکاح کے مثل دو محبت کرنے والے نہیں دیکھے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)

٣٥١٥ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَفَرًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَأَلُوْا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَمَلِهِ فِي السِّرِّ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا آكُلُ اللَّحْمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا أَنَامُ عَلَى فِرَاشٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنِّيْ أُصَلِّيْ وَأَنَامُ وَأَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے شادی نہ کرنے کے ارادہ کو روک دیا اور اگر رسول اللہ ﷺ آپ کو (نکاح نہ کرنے کی) اجازت دے دیتے تو ہم سب خصی ہو جاتے (تاکہ عورتوں کی حاجت نہ رہے اور ہم کو زہد کامل نصیب ہو جائے) اس حدیث کی روایت بخاری نے اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت نے (امہات المومنین) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے رسول اللہ ﷺ کے پوشیدہ اعمال یعنی تنہائی کی عبادت کے بارے میں دریافت کیا، ان میں سے ایک نے کہا (اب) میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا، اور ان میں سے دوسرے نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور ان میں سے تیسرے نے کہا (اب) میں بستر پر نہیں سوؤں گا (یعنی رات بھر عبادت کرتا رہوں گا) ان کے یہ (فیصلے) حضور انور ﷺ

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَرَوٰی عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ عَلٰی دِیْنِیْ وَدِیْنِ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ وَاِبْرَاهِیْمَ فَلْیَتَزَوَّجْ اِنْ وَّجَدَ اِلَی النِّکَاحِ سَبِیْلًا وَّاِلَّا فَلْیُجَاهِدْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنِ اسْتَشْهَدَ یُزَوِّجُهُ اللّٰهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ یَسْعٰی عَلٰی وَالِدَیْهِ اَوْ فِیْ اَمَانَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَیْهِ.

تک پہنچ گئے تو حضور اقدس ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی ویسی باتیں کر رہے ہیں لیکن میں تو نمازیں پڑھتا اور سوتا بھی ہوں اور روزہ رکھتا ہوں اور روزہ چھوڑتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں تو جو کوئی میری سنت سے اعراض کرے گا وہ میرا (طریقہ) نہیں ہے۔ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو میرے دین پر ہو اور حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہو تو اس کو چاہیے کہ نکاح کرے بشرطیکہ نکاح کے اسباب اس کے پاس موجود ہوں، ورنہ اس کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے (یعنی قتال فی سبیل اللہ میں شریک ہو جائے) اور اگر وہ شہید ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا نکاح بڑی آنکھوں والی حور سے کر دیں گے، ہاں! اگر وہ والدین کی خدمت میں لگا ہوا ہے یا لوگوں کی امانتیں (اس کے پاس ہیں اور وہ) ان کی حفاظت میں مشغول ہے (تو وہ انہی کاموں میں لگا رہے)۔

ل جب ان کو آپ کی تنہائی کی عبادت کی خبر دی گئی تو انہوں نے اس کو کم سمجھا اور کہنے لگے، ہم کہاں اور حضور اقدس ﷺ کہاں؟ حضور انور ﷺ تو نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے ہیں۔

نکاح کے فوائد

صدر کی حدیث جو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں مذکور ہے کہ حضور انور ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو نکاح نہ کرنے کے ارادہ سے منع فرمایا۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ نکاح احناف کے نزدیک عبادات میں داخل ہے، یہاں تک کہ محض عبادت میں مشغول ہو کر رہبانیت کی حالت اختیار کر لینے سے نکاح کی مشغولیت افضل ہے، اسی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بہ تاکید نکاح نہ کرنے کے ارادہ سے روک دیا۔ نکاح کرنے کی فضیلت میں ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی وفات تک نکاح کو قائم رکھا اور حضور ﷺ کے احوال اشرف احوال ہیں، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے، نکاح کیا کرو کیونکہ اس امت میں بہترین وہ شخص ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔ اس کے علاوہ نکاح پر اگر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ نکاح سے اخلاق کی تہذیب، معاشرہ میں تحمل اور برداشت اور بچوں کی تربیت، قرابتداروں پر خرچ اور اپنی بیوی کی عفت اور اس کو نماز اور دیگر فرائض کی ترغیب دینا یہ سارے امور سے ظاہر ہے کہ تنہا زندگی گذارنے سے بہتر ہیں۔

٣٥١٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُنْکَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِّمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں سے نکاح چار (خصلتوں کی وجہ) سے کیا جاتا ہے (ایک) اس کے مال کی وجہ سے (دوسرے) اس کے خاندانی خوبیوں کی وجہ سے (تیسرے) اس کی خوبصورتی کی وجہ سے (چوتھے) اس کی دینداری کی وجہ سے تو، تو دیندار کو ترجیح دے۔ تیرے دونوں ہاتھ خاک آلودہ ہوں

(کہ تو دیندار کو کم ہی ترجیح دے گا' اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۵۱۷ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوْهُ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب تمہارے پاس ایسے شخص کی طرف سے نکاح کا پیغام آئے جس کی دینداری اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو تم (اس پیغام کو قبول کر کے) نکاح کر دو' اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو زمین میں فتنہ وفساد برپا ہوگا۔ (ترمذی)

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے' شادی کے پیغام میں عموماً دینداری اور اخلاق کو پیش نظر رکھنا چاہیے' ورنہ بہت زیادہ شرائط کا خیال رکھیں تو اندیشہ ہے کہ لڑکیاں کنواری رہ جائیں' یا پھر اولیاء کی مرضی کے بغیر شادی ہو جائے اور خاندان پر عار ہو یا پھر فتنہ وفساد یعنی زنا میں مبتلا ہو جائیں' اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ محض حسب ونسب کو بنیاد بنا کر لڑکیوں کو ان بیاہی رکھنا فتنہ کا سبب بن سکتا ہے۔ (ماخوذ از مرقات' اشعۃ اللمعات اور کوکب دری)

۳۵۱۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَّخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا تمام ایک عارضی فائدہ کی جگہ ہے اور دنیا کا بہترین فائدہ نیک بیوی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۵۱۹ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ يَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللّٰهِ خَيْرًا لَّهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَيْهَا اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِيْ نَفْسِهَا وَمَالِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرنے کے بعد بندۂ مومن کو جو بہترین چیز ملی ہے وہ "نیک بیوی" ہے' کہ اگر وہ اس کو حکم دے تو وہ اس کی بات کو مان لے' اگر وہ اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کرے' اگر وہ (کسی معاملہ میں) اس کو قسم دے تو وہ اس کو پورا کرے اور اگر وہ (گھر میں) موجود نہ ہو تو وہ اپنی عصمت اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۵۲۰ - وَعَنْ مَّعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے دینے والی عورت سے شادی کرو' اس لیے کہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں محبت کرنے والی اور زیادہ بچے دینے والی عورت سے شادی کرنے کی ترغیب مذکور ہے' ان چیزوں کا پتہ لڑکی کے خاندان سے معلوم ہوگا یا پھر عورت بیوہ ہو تو سابق شوہر سے اس کے تعلقات کی بناء پر ان چیزوں کا پتہ معلوم ہوگا۔
(مرقات' اشعۃ اللمعات)

۳۵۲۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے پاک اور پاکیزہ حالت میں ملنا

طَاهِرًا مُّطَهَّرًا فَلْيَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ آزاد عورتوں سے (جو باندی نہ ہوں) نکاح کرے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)۔

ف: حدیث شریف میں آزاد عورتوں سے نکاح کی جو ترغیب ارشاد فرمائی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آزاد عورتیں لونڈیوں کی نسبت زیادہ لطیف اور پاک ہوتی ہیں اور بچوں کی تربیت آزاد عورتیں لونڈیوں کے مقابلہ میں زیادہ بہتر طریقہ سے کرسکتی ہیں۔ (مرقات اور حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٥٢٢ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہترین عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں یعنی عرب عورتیں قریش کی نیک عورتیں ہیں کہ وہ اپنے بچوں پر ان کے بچپن میں زیادہ مہربان ہوتی ہیں اور شوہر کے مال کی زیادہ محافظ ہوتی ہیں جو ان کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)۔

ف: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں حق کے غلبہ کی وجہ سے عورتوں کا فتنہ دبا رہا اور آپ کے بعد باطل کے غلبہ کی وجہ سے عورتوں کا فتنہ ظاہر ہو گیا۔ (اشعۃ اللمعات)

اور مرقات میں لکھا ہے کہ عورت مرد کے لیے اس لیے فتنہ ہے کہ طبیعتیں عورتوں کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے جس کی وجہ سے مرد حرام کاری میں گرفتار ہو جاتا ہے اور اکثر عداوت کا سبب بن جاتی ہیں اور عورتوں کا کم از کم فتنہ تو یہ ہے کہ مرد کو دنیا پر راغب کر دیتی ہے اور حب دنیا برائی کی جڑ ہے۔

٣٥٢٣ - وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے اپنے بعد عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں کے لیے تکلیف دہ ہو۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)۔

ف: واضح ہو کہ اجنبی عورت کے پاس کسی مرد کا رہنا اور خلوت کرنا حرام ہے خواہ رات ہو یا دن اور خواہ عورت کنواری ہو یا بیاہی یا بیوہ، عورت کا اپنے خاوند یا محرم کے سوا کسی کے ساتھ تنہا ہونا اس لیے حرام ہے کہ اس میں بڑے بڑے فساد واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ محرم وہ مرد ہے جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح کبھی بھی درست نہ ہو جیسے باپ، بھائی، حقیقی یا رضاعی، چچا، بھتیجا، بھانجا، بیٹا، نواسہ اور پوتا۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٥٢٤ - وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيْلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا شیریں ہے (کہ دلوں میں اس کی لذت اتر جاتی ہے اور دیکھنے میں) تر و تازہ ہے (کہ آنکھوں میں اس کا منظر بیٹھ جاتا ہے) اور اللہ تعالیٰ تم کو (پچھلی قوموں کا) جانشین بنانے والا ہے تاکہ (تم کو) دیکھے کہ تم کیسے کام کرو گے (اور سابقہ امتوں کے حالات سے تم کیا عبرت لو گے) تو تم دنیا (کی برائیوں سے) بچو اور عورتوں (کے فتنوں) سے (بھی) بچو اس لیے کہ بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ جو کھڑا ہوا وہ عورتوں کی وجہ سے ہوا۔ اس

کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں دنیا سے ڈرایا گیا ہے تو دنیا سے ڈرنا یہ ہے کہ دنیوی جاہ اور مال کے دھوکے سے احتیاط کی جائے' اس لیے کہ جاہ و مال دونوں جلد ختم ہونے والے ہیں اور دنیا سے جو کچھ بھی حاصل ہو اس پر قناعت کرنی چاہیے تا کہ انجام بخیر ہو' کیونکہ حلال پر حساب ہے اور حرام پر عذاب۔ اس حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل کا اولین فتنہ عورتوں سے ہوا۔ اس بارے میں مرقات میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے اپنے بھتیجے یا اپنے چچازاد بھائی سے خواہش کی کہ وہ اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دے' اس نے انکار کر دیا تو اس شخص نے نکاح کرنے کی خاطر اس کو قتل کر دیا' چنانچہ سورۂ بقرہ کا جو قصہ ہے وہ اسی بارے میں ہے۔

٣٥٢٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشُّؤْمُ فِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ اَلشُّؤْمُ فِيْ ثَلَاثَةٍ فِي الْمَرْاَةِ وَالْمَسْكَنِ وَالدَّابَّةِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ نحوست یعنی بے برکتی عورت' گھر اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے' ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ نحوست (بے برکتی) تین چیزوں میں ہوتی ہے۔ عورت میں' گھر میں اور سواری میں۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ عورت کی نحوست یعنی اس کا مبارک نہ ہونا یہ ہے کہ عورت بانجھ ہو یا اس کا مہر حد سے زیادہ ہو اور وہ بداخلاق ہو' اور گھر کی نامبارکی یہ ہے کہ گھر تنگ ہو اور پڑوسی برے ہوں' اور گھوڑے کی نامبارکی یہ ہے کہ وہ سرکش ہو اور اس پر جہاد نہ ہوتا ہو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک سے مقصود یہ ہے کہ اگر گھر میں رہائش ناگوار ہو اور بیوی کے ساتھ معاشرت دشوار ہو' اور گھوڑا پسند نہ ہو تو ان چیزوں کو چھوڑ دینا چاہیے کہ ایسے گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جائے اور بیوی کو طلاق دیدے اور گھوڑے کو بیچ دیں۔

علامہ خطابی نے فرمایا ہے کہ مذکورہ بالا تین چیزوں میں جو نحوست یا نامبارکی کا ذکر ہے ان کا ہونا نحوست بذات خود نہیں ہوتی' بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تقدیر الٰہی سے ہوتا ہے اور ان تین چیزوں کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ یہ تینوں چیزیں ضروریات زندگی میں داخل ہیں اور انسان ان سے متعلق رہتا ہے' اسی وجہ سے بطور خاص ان کی برکت اور بے برکتی کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

٣٥٢٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً اَيْسَرُهُ مُؤْنَةً رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑی برکت والا نکاح وہ ہے جو شفقت (زیرباری' مہر اور اخراجات) کے لحاظ سے کم ہو یعنی قناعت سے نکاح انجام پایا ہو' اور قناعت ایسا خزانہ ہے جو ختم ہونے والا نہیں۔ (اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)۔

٣٥٢٧ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيْبًا مِّنَ الْمَدِيْنَةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبِكْرٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھے' جب ہم واپس ہوئے اور مدینہ شنے جواب دیا' ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: کنواری عورت سے یا بیوہ عورت سے؟ میں نے جواب دیا بیوہ عورت سے تو (یہ سن کر) حضور انور

اَمْ ثَيِّبٌ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ فَهَلْ قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى نَدْخُلَ لَيْلًا اَیْ عِشَاءً كَیْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے کنواری عورت سے نکاح کیوں نہیں کیا کہ تم اس سے دل لگی کرتے اور وہ تم سے دل لگی کرتی۔ جب ہم نے (مدینہ منورہ میں) داخل ہونا چاہا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم (کچھ دیر) ٹھہر جاؤ کہ ہم (گھروں میں) رات کے وقت پہنچیں تا کہ عورتیں (جن کے سر کے بال پراگندہ ہوں) کنگھی کر لیں اور عورت اپنے زیر ناف کے بال صاف کر لے جس کا شوہر غائب تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ثیبہ پر کنواری عورت کی برتری کی وجہ

ف: (۱) اس حدیث شریف میں ثیبہ عورت پر باکرہ عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب وارد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ثیبہ عورت کا دل اپنے سابق شوہر سے متعلق رہتا ہے اس وجہ سے اس کی محبت کامل نہیں ہو سکتی۔ اس کے برخلاف باکرہ عورت کی محبت کامل ہوتی ہے کیونکہ باکرہ عورت سے صحبت اور مخالطت میں تکلف کا کوئی موقع نہیں رہتا۔

سفر سے واپسی پر پہلے گھر کو اطلاع دینا

ف: (۲) اس حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ سے واپسی پر صحابہ کرام کو روکا کہ وہ فوراً اپنے گھروں میں داخل نہ ہوں تا کہ عورتیں اپنے شوہروں کی آمد کی اطلاع پا کر اپنا بناؤ سنگھار کر لیں اس لیے مسافر کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ اپنے گھر اس وقت پہنچے جب کہ اس کے آنے کی خبر اس کے گھر پہنچ چکی ہے۔ (مرقات اور اشعۃ اللمعات)

حضرت جابر کا ثیبہ عورت سے نکاح کرنا

ف: (۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ثیبہ عورت سے جو عقد کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد کا انتقال ہو چکا تھا اور ان کی کم عمر بہنیں موجود تھیں تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ثیبہ عورت سے اس لیے عقد کیا کہ بہنوں کی تربیت ہو اور گھر کے کاروبار بھی ٹھیک طور پر چلیں جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت میں یہ صراحت موجود ہے۔

۳۵۲۸ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَالِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ عُوَيْمِ ابْنِ سَاعِدَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالْاَبْكَارِ فَاِنَّهُنَّ اَعْذَبُ اَفْوَاهًا وَّاَنْتَقُ اَرْحَامًا وَّاَرْضٰى بِالْيَسِيْرِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ مُرْسَلًا وَّالْبَيْهَقِيُّ مُتَّصِلًا.

حضرت عبدالرحمٰن بن سالم بن عتبہ بن عویم بن مساعدۃ انصاری رضی اللہ عنہم اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ان کے دادا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم کنواری عورتوں سے نکاح کیا کرو اس لیے کہ وہ شیریں زبان زیادہ بچہ دینے والیاں اور تھوڑے پر خوش ہو جانے والی ہوتی ہیں۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے مرسل اور بیہقی نے متصل میں بیان کی ہے۔

۳۵۲۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمُ الْمُكَاتِبُ الَّذِیْ يُرِيْدُ الْاَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِیْ يُرِيْدُ الْعِفَافَ وَالْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تین شخص ایسے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ لازمی طریقہ پر مدد فرماتے ہیں: (۱) مکاتب غلام وہ (غلامی سے چھٹکارا پانے کے لیے) معاوضہ ادا کرنا چاہتا ہو۔ (۲) وہ شخص جو اپنے آپ کو زنا سے بچانے کے لیے شادی کرتا ہو۔ (۳) خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو۔ اس کی روایت ترمذی

نسائی اور ابن ماجہ نے بیان کی ہے۔

بَابُ النَّظْرِ اِلَى الْمَخْطُوْبَةِ وَبَيَانُ الْعَوْرَاتِ

منگنی شدہ عورت کو دیکھنے کا بیان اور ان چیزوں کا بیان جن کا چھپانا واجب ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ. (النساء:۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آ ئیں۔ (کنزالایمان)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ. (الاحزاب:۵۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالیں رہیں' یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں۔ (کنزالایمان)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ. (النور:۳۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں۔ (کنزالایمان)

۳۵۳۰ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّ فِيْ اَعْيُنِ الْاَنْصَارِ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میں ایک انصاری خاتون سے شادی کا ارادہ رکھتا ہوں (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اس کو دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ خلل ہوتا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ علماء میں اس بارے میں اختلاف ہے' کہ جس عورت سے شادی کا ارادہ ہو اس کو دیکھنا جائز ہے' چنانچہ امام اوزاعی' امام سفیان ثوری' امام ابوحنیفہ' امام شافعی' امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کی بناء پر مطلقاً ایسی عورت کے دیکھنے کو جس سے شادی کا ارادہ ہو جائز قرار دیا' خواہ وہ عورت اجازت دے یا نہ دے۔ البتہ! امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی اجازت سے دیکھنے کو جائز قرار دیا ہے' ایک دوسری روایت میں امام مالک سے مطلقاً منع بھی مروی ہے' ان اختلافات سے بچنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ کسی عورت کو اگر بھیج دیں جو واپس آ کر اس عورت کا حال بیان کر دے تو مناسب ہے۔

یہ مضمون مرقات اور لمعات سے ماخوذ ہے' البتہ! درمختار میں لکھا ہے کہ شادی سے پہلے عورت کو دیکھ لیا جا سکتا ہے۔ ۱۲

صاحب مرقات نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر لڑکی پسند نہ ہو تو جن حضرات نے پیام بھیجا تھا' ان کے اپنے اعتبار سے ناپسند ہونے کو شہرت نہ دیں تا کہ لڑکی اور لڑکی والوں کو ایذا نہ پہنچے۔

۳۵۳۱ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَاَةً فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَظَرْتَ اِلَيْهَا قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهُ اَحْرٰى اَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو پیام شادی بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم نے اس کو دیکھ لیا ہے' میں نے عرض کیا نہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اس کو دیکھ لو کیونکہ یہ چیز تمہارے درمیان میں محبت اور موافقت کا بہترین سبب بنے گی۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی

نے کی ہے۔

٣٥٣٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْاَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى مَا يَدْعُوْهُ إِلٰى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو شادی کا پیام بھیجے اور اگر وہ کسی ایسی بات کو دیکھ سکتا ہے جو اس میں نکاح کی رغبت پیدا کرے تو وہ ایسا کرے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ شادی کا پیام بھیجنا ہو تو شادی کے داعیات یعنی مرغوبات کو دیکھ لے۔ اس ارشاد سے یہ مراد ہے کہ وہ سارے امور اور مناسبات جو شادی کے سلسلہ میں ضروری ہو سکتے ہیں۔ ان پر غور کر لے مثلاً مال' خاندان' جمال اور دینداری ان ساری چیزوں کا لحاظ کرے تاکہ بعد میں کسی وجہ سے رشتہ غیر مناسب معلوم ہو تو ندامت اٹھانی نہ پڑے۔

٣٥٣٣ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرِ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَاَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی عورت کسی عورت سے مباشرت نہ کرے یعنی اپنے بدن کو اس کے بدن سے نہ ملائے' پھر اس عورت کا حال اپنے شوہر سے اس انداز سے بیان کرے گویا کہ وہ اس (اجنبی عورت) کو دیکھ رہا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک عورت دوسری عورت کے بدن سے لپٹنے اور چمٹنے کی وجہ سے وہ اس عورت کے جسمانی کیفیات بیان کرنے کے قابل ہو جاتی ہے' خصوصاً شادی شدہ عورت اگر ایسا کرے اور اپنے شوہر سے اس عورت کے جسمانی کیفیات کو بیان کرے تو اس کا ایسا بیان شوہر کے لیے اس اجنبی عورت کو دیکھ لینے کے برابر ہے جس سے اندیشہ ہے کہ شوہر اس اجنبیہ عورت کی طرف مائل ہو جائے۔ اسی وجہ سے حدیث شریف میں ایسے کام سے منع فرمایا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ شریعت میں اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اور سفر ممنوع ہے۔

٣٥٣٤ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَةُ إِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ وَلَا يَفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَّلَا تَفْضِي الْمَرْاَةُ إِلَى الْمَرْاَةِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (ایک) مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ برہنہ ہو کر ایک ہی چادر میں نہ لیٹے اور ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ برہنہ ہو کر ایک چادر میں نہ لیٹے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ستر کی تفصیل

ف: واضح ہو کہ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے سمیت ہے' خواہ نماز میں ہوں یا غیر نماز کی حالت میں اور محرم عورت کا ستر پورا جسم ہے جس میں سر کے بال اور چوٹی بھی داخل ہے بجز چہرے' ہتھیلیاں اور پاؤں کے' اور باندی کا ستر مرد کے ستر کے برابر ہے' البتہ! اس کا پیٹ اور پیٹھ بھی ستر میں داخل ہے۔

فتاویٰ عالمگیری' مرقات میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول مذکور ہے کہ مرد کا اجنبی عورت کے جسم کے کسی حصہ کو دیکھنا' اور عورت

کا مرد کو دیکھنا شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت کے' اور مرد یعنی بالغ بے ریش لڑکا جو خوبصورت ہو اس کو دیکھنا' یہ ساری چیزیں حرام ہیں۔اسی طرح فحش تصاویر کو دیکھنا بھی حرام ہے۔

۳۵۳۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا لَا يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ اِمْرَاَةٍ ثَيِّبٍ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ نَاكِحًا اَوْ ذَا مَحْرَمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے خبردار! ہرگز کوئی مرد کسی ثیبہ عورت یعنی بیوہ یا مطلقہ عورت کے ساتھ رات نہ گذارے مگر یہ کہ اس کا شوہر ہو یا محرم ہو۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۵۳۶ - وَعَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرماتے ہیں کہ جب بھی کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں رہتا ہے تو ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے (کہ وہ شہوت پر ابھار کر دونوں کو زنا میں مبتلا کر دیتا ہے) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اجنبی عورت کے پاس کسی مرد کا رہنا اور خلوت کرنا حرام ہے' خواہ رات ہو یا دن اور خواہ عورت کنواری ہو یا بیاہی یا بیوہ' عورت کا اپنے خاوند یا محرم کے سوا کسی کے ساتھ تنہا ہونا اس لیے حرام ہے کہ اس میں بڑے بڑے فساد (واقع ہونے کا اندیشہ ہے' محرم وہ مرد ہے جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح کبھی بھی درست نہ ہو جیسے باپ' بھائی' حقیقی یا رضاعی چچا' بھتیجا' بھانجا' بیٹا' نواسہ اور پوتا۔(حاشیہ مشکوۃ)

۳۵۳۷ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلِجُوْا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنْ اَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ قُلْنَا وَمِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَمِنِّيْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ عورتیں جن کے خاوند غائب ہوں ان کے پاس تم نہ جایا کرو اس لیے کہ شیطان (کا وسوسہ اور مکروفریب) تم میں خون کی طرح جاری و ساری رہتا ہے۔ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا (ہاں!) میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے میری اس کے خلاف مدد فرمائی تو وہ (میرا) مطیع ہو گیا (اس لیے میں اس کے شر سے بچا رہتا ہوں)۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

ف: واضح ہو کہ ساری نامحرم عورتوں سے تنہائی اور خلوت ناجائز ہے اور حدیث شریف میں ان عورتوں کے ساتھ جن کے شوہر غائب ہوں یعنی خصوصی طور پر ذکر فرمایا گیا کہ وہ صحبت کی مشتاق ہوتی ہیں اور یہیں فتنہ کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے۔

۳۵۳۸ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کے پاس (بے تکلفی سے) آیا جایا نہ کرو' ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جیٹھ اور دیور کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا: دیور اور جیٹھ تو موت ہے۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے)۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند کے رشتہ داروں جیسے دیور جیٹھ کو خلوت میں عورت کے پاس رہنا اور پردہ کے

بغیر آنا جانا درست نہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

۳۵۳۹ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اِسْتَاْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجَامَةِ فَاَمَرَ اَبَا طَيْبَةَ اَنْ يَّحْجِمَهَا قَالَ حَسِبْتُ اَنَّهٗ كَانَ اَخَاهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ مَالَمْ يَحْتَلِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سینگھی کھچوانے (یعنی فاسد یا زائد خون کو نکلوانے) کی اجازت چاہی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطیبہ کو حکم دیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو سینگھی لگائیں' حضرت جابر رض فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ ابوطیبہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ علاج کے لیے عورت کے سارے بدن کو دیکھنا جائز ہے' جیسے قاضی اور گواہ کو عورت کا دیکھنا درست ہے' اسی طرح طبیب کو اس مقام کا دیکھنا درست ہے جہاں علاج کے لیے دیکھنے کی ضرورت ہو۔ ہدایہ میں بھی یہی مذکور ہے اور ہدایہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ کسی عورت کو اس بات کی تعلیم دینی چاہیے کہ وہ عورتوں کے علاج کے قابل بن جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو عورت کے دوسرے غیر متعلق اعضاء کو چھپا کر مرض کی جگہ طبیب کو دکھائی جاسکتی ہے اور مرقات میں یہ بھی صراحتاً مذکور ہے کہ نامحرم ضرورت پر فصد کھول سکتا ہے' سینگھی لگا سکتا ہے' ختنہ بھی کرسکتا ہے۔

۳۵۴۰ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظْرِ الْفُجَاءَةِ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اجنبی عورت پر) اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنی نگاہ کو پھیر لوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۵۴۱ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے علی! (بغیر قصد کے کسی اجنبی عورت پر تمہاری نظر پڑ جائے تو پہلی) نظر کے بعد (دوبارہ پھر) نظر مت ڈالو' کیونکہ پہلی (بار نظر) تمہارے لیے معاف ہے' لیکن دوسری نظر معاف نہیں۔ (اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور دارمی نے کی ہے)

۳۵۴۲ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّنْظُرُ اِلٰى مَحَاسِنِ امْرَاَةٍ اَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰهُ لَهٗ عِبَادَةً يَّجِدُ حَلَاوَتَهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کی نظر (اچانک) پہلی بار کسی حسین عورت پر پڑ جائے' پھر وہ اپنی نگاہ کو نیچی کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک نئی عبادت (کی توفیق) عطا فرمائیں گے جس کی وہ حلاوت پائے گا۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

ف: اس حدیث شریف میں کسی حسین عورت پر بلا قصد نظر پڑ جائے اور ایسا شخص اپنی نظر کو نیچی کرے تو اللہ تعالیٰ جزاء میں اس شخص کو ایک نئی عبادت کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور اس شخص کو اس عبادت کی حلاوت بھی نصیب ہوتی ہے۔ حقیقت میں یہ بدلہ ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کا اور اس تلخی پر صبر کرنے' اور اس لذت سے منہ موڑنے کا جو اس عورت کو دیکھنے سے حاصل ہو رہی تھی' چنانچہ اس کا اشارہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں فرمایا "قرة عيني في الصلاة" میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (مرقات)

۳۵۴۳ - وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے مرسلاً مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے تاکنے والے اور تکے جانے والے پر۔ (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)۔

۳۵۴۴ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں' آپ نے ارشاد فرمایا: عورت (تمام تر) ستر ہے (اس کو پردہ میں اور حجاب میں رہنا چاہیے) جب وہ (بغیر حجاب) باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کے حسن کو دوبالا کر کے دکھاتا ہے (جس سے فتنہ کا اندیشہ ہوتا ہے)۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

۳۵۴۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاَۃَ تَقْبَلُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ وَّتَدْبَرُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ اِذَا اَحَدُکُمْ اَعْجَبَتْہُ الْمَرْاَۃُ فَوَقَعَتْ فِیْ قَلْبِہٖ فَلْیَعْمَدْ اِلٰی اِمْرَاَتِہٖ فَلْیُوَاقِعْھَا فَاِنَّ ذٰلِکَ یَرُدُّ مَا فِیْ نَفْسِہٖ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے[1] اس لیے تم میں سے کسی کو کوئی (اجنبی) عورت اچھی معلوم ہو اور اس کے دل میں (اس کی محبت یا شہوت) بیٹھ جائے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ اپنی بیوی کی طرف قصد کرے اور اس سے صحبت کرے' اس لیے کہ اس سے اس کے دل میں جو چیز بیٹھ گئی ہے (یعنی جماع کی خواہش) نکل جائے گی۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

[1] کیونکہ عورت کو دیکھنے سے جماع کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور وہ شیطان کا اثر ہے۔

ف: واضح ہو کہ اجنبی عورت کی اگر دل میں محبت بیٹھ جائے تو اس کا کامل علاج یہی ہے کہ اپنی بیوی سے صحبت کر لے' اس سے اجنبی عورت کا خیال دفع ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص بیوی نہ رکھتا ہو تو اس کو چاہیے کہ استغفار کرے۔ (ماخوذ از مرقات)

۳۵۴۶ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ امْرَاَۃً فَاَعْجَبَتْہُ فَاَتٰی سَوْدَۃَ وَّھِیَ تَصْنَعُ طِیْبًا وَّعِنْدَھَا نِسَاءٌ فَاَخْلَیْنَہٗ فَقَضٰی حَاجَتَہٗ ثُمَّ قَالَ اَیُّمَا رَجُلٍ رَاٰی اِمْرَاَۃً تُعْجِبُہٗ فَلْیَقُمْ اِلٰی اَھْلِہٖ فَاِنَّ مَعَھَا مِثْلَ الَّذِیْ مَعَھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک عورت پر نظر پڑ گئی اور وہ اچھی معلوم ہوئی تو آپ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور وہ (اس وقت) خوشبو تیار کر رہی تھیں اور ان کے پاس چند عورتیں بھی تھیں (آپ کی آمد پر) وہ عورتیں چلی گئیں تو آپ نے حضرت سودہ سے اپنی حاجت پوری فرمائی۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کی کسی عورت پر نظر پڑ جائے اور وہ عورت اس کو پسند آئے تو وہ اپنی بیوی سے صحبت کر لے کیونکہ اس کی بیوی کے پاس وہی چیز ہے جو اس عورت کے پاس ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو ایک اجنبی عورت خوش لگی۔ یہ بات بر بناء مقتضاء طبیعت تھا جو انسان کی بشریت ہے اور حضور کی یہ پہلی نظر تھی جو اچانک پڑ گئی اور یہ معاف ہے اور اس عورت پر آپ کی نظر کا پڑ جانا ایک شرعی حکم کا سبب بنا' جیسے نماز میں آپ سے سہو کا ہو جانا' یہ اس لیے تھا کہ امت کے لیے ایک راہ نکالی جائے' چنانچہ سہو کے بارے میں آپ نے

ارشاد فرمایا ہے میں بھولتا ہوں یا بھولایا جاتا ہوں تا کہ اپنی امت کے لیے ایک راہ پیدا کروں اور عام لوگوں کا بھولنا شیطان کے غلبہ سے ہوتا ہے کہ شیطان ان کو خدا سے غافل کر دیتا ہے' اس کے برخلاف حضور اقدس ﷺ پر شیطان کا کچھ اثر نہ تھا' اس لیے اللہ تعالیٰ کا آپ پر بھول کا طاری فرمانا اس میں حکمت یہ تھی کہ امت کو سہو کے مسائل معلوم ہو جائیں' آپ کو بھول نہ ہوتی تو امت کو سہو کے مسائل معلوم نہ ہوتے اور امت کے لیے یہ راہ نہ کھلتی۔ (مرقات' اشعۃ اللمعات' حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٥٤٧ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا زَوَّجَ اَحَدُكُمْ عَبْدَهٗ اَمَتَهٗ فَلَا يَنْظُرَنَّ اِلٰى عَوْرَتِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلدَّارَقُطْنِيِّ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا زَوَّجَ اَحَدُكُمْ اَمَتَهٗ عَبْدَهٗ اَوْ اَجِيْرَهٗ فَلَا يَنْظُرْ اِلٰى مَا دُوْنَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ فَاِنَّ مَا تَحْتَ السُّرَّةِ اِلَى الرُّكْبَةِ مِنَ الْعَوْرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلرُّكْبَةُ مِنَ الْعَوْرَتِ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ضَرَبَ اَمَةً لِاٰلِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَاٰهَا مُتَقَنِّعَةً فَقَالَ اِكْشِفِيْ رَاْسَكِ لَا تَتَشَبَّهِيْ بِالْحَرَائِرِ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' ان کے دادا (حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) حضور کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے غلام کا نکاح اپنی باندی سے کر دے تو اپنی باندی کے ستر کو نہ دیکھے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)۔ اور دارقطنی کی ایک روایت میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام یا اپنے خادم سے کر دے تو اس باندی کی ناف سے لے کر گھٹنہ تک کے اعضاء کو نہ دیکھے' اس لیے کہ ناف سے لے کر گھٹنہ تک ستر (میں داخل) ہے اور دارقطنی کی ایک اور روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ گھٹنہ ستر (میں داخل) ہے اور عبدالرزاق نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آلِ انس رضی اللہ عنہم کی ایک لونڈی کو گھونگھٹ ڈالے ہوئے دیکھا تو اس کو مارا اور فرمایا: اپنے ستر کو کھول دے اور حرہ عورتوں سے اپنے کو مشابہ نہ کر۔

٣٥٤٨ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةَ اِذَا اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ يَّلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَاِمَّا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ دُوْنَكُمْ يَا بَنِيْ اَرْفِدَةَ حَتّٰى اِذَا مَلَلْتُ قَالَ لِيْ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہ وہ اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا (دونوں) حضور اقدس ﷺ کے پاس تھیں کہ اچانک حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے (ان دونوں سے) فرمایا کہ تم دونوں ان سے پردہ کرو (ام سلمہ فرماتی ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ کیا وہ نابینا نہیں ہیں کہ ہم کو نہیں دیکھ سکتے؟ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟ (اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے)۔ اور بخاری نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ ایک عید کے دن حبشی لوگ ڈھال اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے (اس موقع پر) یا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے خواہش ظاہر کی یا آپ نے فرمایا کہ (اس کھیل کود کو) کیا تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا' ہاں! تو آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کیا (اس طرح سے کہ) میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا اور آپ فرما رہے تھے اے

فَاذْهَبِيْ. بنوارفدہ (اے حبشہ والو!) تم دور رہو! یہاں تک کہ جب میں اکتا گئی تو آپ نے دریافت فرمایا: کیا تمہارے لیے (اتنا تماشہ دیکھنا) کافی ہے؟ میں نے جواب دیا' ہاں! تو آپ نے ارشاد فرمایا: تو تم (گھر میں) چلی جاؤ۔

ف: واضح ہو کہ صدر کی دونوں حدیثیں جو حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں' ان دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے کہ پہلی حدیث سے عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا ممنوع اور دوسری حدیث سے جائز معلوم ہوتا ہے۔ اس بارے میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ عورت مرد کے ستر کو چھوڑ کر اجنبی مرد کو غیر شہوت کے ساتھ دیکھ سکتی ہے' اس کی قوی دلیل یہ ہے کہ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانہ میں نمازوں کے لیے مسجد نبوی میں آیا کرتی تھیں' ظاہر ہے کہ اس صورت میں لازماً عورتوں کی نگاہیں مردوں پر پڑ جاتی تھیں' اگر یہ جائز نہ ہوتا تو عورتوں کو مسجد اور عیدگاہ میں حاضر ہونے سے روک دیا جاتا' یوں بھی عورتوں کو اجنبی مردوں سے پردہ کرنے کا حکم ہے' اس کے برخلاف مردوں کو عورتوں سے پردہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ یہ مرقات میں مذکور ہے اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ عورت شہوت کے بغیر مرد کو ستر کے علاوہ دیکھ سکتی ہے' البتہ! اگر عورت کے دل میں شہوت ہے یا گمان غالب یا شک ہے کہ دیکھنے سے شہوت پیدا ہوگی تو اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ اپنی نگاہ نیچی کر لے۔

٣٥٤٩ - وَعَنْ جُرْهُدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جرہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں جانتے ہو کہ ران ستر (میں داخل) ہے؟ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٥٥٠ - وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَعْمَرٍ وَّفَخِذَاهُ مَكْشُوْفَتَانِ قَالَ يَا مَعْمَرُ غَطِّ فَخِذَيْكَ فَاِنَّ الْفَخِذَيْنِ عَوْرَةٌ رَوَاهُ الْبَغْوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت محمد بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معمر رضی اللہ عنہ پر سے گذرے جبکہ ان کی دونوں رانیں کھلی ہوئی تھیں (یہ دیکھ کر) آپ نے فرمایا: اے معمر! تم اپنی دونوں رانوں کو ڈھانک لو' اس لیے کہ دونوں رانیں ستر (میں داخل) ہیں۔ اس کی روایت بغوی نے شرح السنۃ میں کی ہے۔

٣٥٥١ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا عَلِيُّ لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰى فَخِذِ حَيٍّ وَّلَا مَيِّتٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم اپنی ران کو مت ظاہر کرو اور نہ کسی زندہ کی ران کو دیکھو اور نہ کسی مردہ کی۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٥٥٢ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّيَ فَاِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَّا يُفَارِقُكُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِيْنَ يُفْضِي الرَّجُلُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاسْتَحْيُوْهُمْ وَاَكْرِمُوْهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم برہنہ ہونے سے بچو' اس لیے کہ تمہارے ساتھ وہ (یعنی کراماً کاتبین اور حفاظت کرنے والے فرشتے) ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتے مگر رفع حاجت کے وقت یا اس وقت جب آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہو تو تم ان سے شرم و حیاء کرو اور ان کی تعظیم کیا کرو (یعنی بلاضرورت ستر کو مت کھولو) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٣٥٥٣ - وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا

جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْفِظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَاَيْتَ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ خَالِيًا قَالَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَسْتَحْيِيَ مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّابْنِ مَاجَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا نَظَرْتُ اَوْ مَا رَاَيْتُ فَرْجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ.

سے روایت کرتے ہیں کہ (ان کے دادا نے) کہا ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی شرمگاہ کو سوائے بیوی اور باندی کے سب سے پوشیدہ رکھو۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! جب آدمی تنہا ہو اس صورت میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ (یہ سن کر آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ اس سے شرم کی جائے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی شرمگاہ کو کبھی نہیں دیکھا' نہ کبھی میری نگاہ آپ کی شرم گاہ پر پڑی۔

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی اور باندی کی شرمگاہ کو دیکھا جا سکتا ہے اور درمختار میں بھی لکھا ہے کہ آدمی اپنی بیوی اور لونڈی کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھ سکتا ہے' لیکن اولی یہ ہے کہ نہ دیکھے کیونکہ اس سے بھول پیدا ہوتی ہے اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ شوہر اور بیوی دونوں ایک دوسرے کی شرمگاہ کو نہ دیکھیں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے تو جہاں تک ہو سکے پردہ کرے اور گدھوں کی طرح بے ہودہ نہ ہو جائیں' اس لیے کہ اس سے انسان میں بھول پیدا ہوتی ہے اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آپ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ مرد اگر اپنی بیوی کی شرمگاہ کو چھو لے اور بیوی اپنے شوہر کی شرمگاہ کو چھو لے تاکہ بیوی میں شہوت پیدا ہو تو کیا اس میں کوئی گناہ ہے؟ یہ سن کر امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: نہیں! بلکہ مجھے امید ہے کہ اس میں زیادہ اجر ملے گا۔ (ذخیرہ)

٣٥٥٤ - وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ حَمَلْتُ حَجَرًا ثَقِيْلًا فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَقَطَ عَنِّيْ ثَوْبِيْ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَخْذَهٗ فَرَاٰنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلَا تَمْشُوْا عُرَاةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نے ایک بھاری پتھر اٹھا لیا اور جس وقت میں چلنے لگا تو میرا کپڑا (تہ بند میرے بدن سے) گر پڑا اور (بوجھ کی وجہ سے) میں اس کو پکڑ نہ سکا' میری اس حالت کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: اپنا کپڑا یعنی تہ بند لے لو (اور باندھ لو) اور برہنہ مت چلو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٥٥٥ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ لَا يَغُرَّنَّكُمُ الْاٰيَةُ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اِنَّمَا عُنِيَ بِهِ الْاِمَاءُ وَلَمْ يعن بِهِ الْعَبِيْدُ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَحَمَلَ الشَّيْخُ اَبُوْ حَامِدٍ حَدِيْثَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَلٰى اَنَّ الْعَبْدَ كَانَ صَغِيْرًا لِّاِطْلَاقِ لَفْظِ الْغُلَامِ وَلِاَنَّهَا وَاقِعَةُ حَالٍ.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (سورہ نور پ ١٨ ع ٤ کی آیت ٣١ کے یہ کلمات) "اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ" (تم کو دھوکہ میں نہ ڈالیں) کہ اس سے مراد کنیزیں ہیں (کہ یہ اپنی مالکہ کا بناؤ سنگار دیکھ سکتی ہیں) اور (آیت کے ان کلمات سے) مراد غلام نہیں ہیں۔[1] اس حدیث کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور شیخ ابو حامد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ والی حدیث (جس میں غلام سے پردہ نہ کرنے کا ذکر ہے) اس بات پر محمول کیا ہے کہ اس حدیث میں لفظ غلام کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکا کم عمر یعنی نابالغ تھا اور یہ واقعہ ایک اتفاقی واقعہ تھا (جس سے مالکہ اور غلام میں بے پردگی پر دلیل نہیں لی جا سکتی)۔

[1] کیونکہ وہ اپنی مالکہ کے مواضع زینت کو نہیں دیکھ سکتے کہ ان کی حیثیت اجنبی مرد جیسی ہے۔

ف: (۱) واضح ہو کہ حدیث فاطمہ سے مراد وہ حدیث ہے جس کو ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غلام سے پردہ فرمانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غلام سے پردہ نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ صدر کی حدیث جس کے راوی حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ حدیث جس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں دونوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے اس تعارض کو حافظ ابو احمد جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح دور فرمایا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ والی حدیث میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "ھو غلامك" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نابالغ لڑکا تھا اس لیے بچوں سے گوشہ نہیں یا پھر یہ ایک اتفاقی واقعہ تھا جس سے غلام اور مالکہ میں بے پردگی کے ثبوت پر دلیل نہیں لی جا سکتی جیسا کہ نیل الاوطار میں صراحت ہے۔

(۲) صدر کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غلام کی حیثیت مالکہ کے لیے اجنبی مرد جیسی ہے اس لیے کہ غلام گھر کے کاموں کے لیے کثرت سے گھر میں آیا جایا کرتا ہے اور اسی وجہ سے فتنہ کا اندیشہ رہتا ہے اسی لیے اس کا حکم مالکہ کے لیے اجنبی مرد کا ہے جیسا کہ حضرت حسن بصری اور حضرت ابن جبیر رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ البتہ! ضرورۃ مالکہ کے چہرے اور ہاتھوں پر اس کی نظر پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں اور ضرورۃ وہ گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہو سکتا ہے البتہ! مالکہ کے ساتھ سفر نہیں کر سکتا۔

یہ خلاصہ میں مذکور ہے اور امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے فرمایا ہے کہ غلام کی حیثیت مالکہ کے لیے محرم جیسی ہے۔ (ماخوذ از درمختار اور ردالمختار)

٣٥٥٦ - وَعَنْ اُمِّ سَلْمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مَخَنَّثٌ وَّقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اُمَيَّةَ اَخِيْ اُمِّ سَلْمَةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَكُمْ غَدًا الطَّائِفَ فَاِنِّيْ اَدُلُّكَ عَلٰى ابْنَةِ غَيْلَانَ فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَّتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں تھے اور گھر میں ایک مخنث تھا تو اس نے عبد اللہ بن ابی امیہ جو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے ان سے کہا اے عبداللہ! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے لیے طائف فتح کر دے تو میں تم کو غیلان کی بیٹی بتاؤں گا (وہ ایسی بھاری بھرکم عورت ہے کہ) وہ آتی ہے تو چہار (شکن) کیساتھ اور جاتی ہے تو آٹھ (شکن) کے ساتھ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسے (مخنث) لوگ تمہارے گھر نہ آیا کریں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ خصی اور مخنث کا حکم جو جماع پر قدرت نہیں رکھتے، اجنبی عورت کے دیکھنے کے بارے میں صحیح اور سالم مرد کی طرح ہے۔

بَابُ الْوَلِيِّ فِي النِّكَاحِ وَاسْتِئْذَانِ الْمَرْاَةِ

نکاح میں ولی کا ہونا اور عورت سے اجازت طلب کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. (البقرة: ٢٣٠)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (کنز الایمان)

ف: تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو جاتی ہے اب نہ اس سے رجوع ہو سکتا ہے نہ دوبارہ نکاح جب تک کہ حلالہ نہ ہو یعنی بعد عدت دوسرے مرد سے نکاح اور وہ بعد صحبت طلاق دے پھر عدت گذرے (تو پہلے شوہر کے لیے حلال ہو سکتی

ہے)۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ. (البقرہ:۲۳۲)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: انہیں نہ روکو اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں۔ (کنزالایمان)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ. (البقرہ:۲۳۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو ان پر کوئی مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں۔ (کنزالایمان)

ف: واضح ہو کر صدر کی مذکورہ بالا آیتوں میں نکاح کرنے کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے نکاح کا فیصلہ خود کرسکتی ہے اس لیے کہ نکاح ایک ایسا تصرف ہے جو عورت کی ذات سے متعلق ہے اور جب وہ عاقل اور بالغ ہے تو وہ اپنے بارے میں فیصلہ کرسکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ عورت کو اموال میں تصرف کرنے اور شوہر کے انتخاب کرنے کا اختیار بالاتفاق حاصل ہے۔

۳۵۵۷ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَزُفَّتْ اِلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ وَلُعَبُهَا مَعَهَا وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِيْ عَشْرَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ثیبہ عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور (اسی طرح) باکرہ عورت کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کی اجازت کیسے معلوم ہو؟ آپ نے فرمایا: اس کا خاموش رہنا (اس کی اجازت ہے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک روایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا: جب کہ وہ سات برس کی تھیں اور جب ان کی رخصتی ہوئی تو وہ نو برس کی تھیں اور ان کے کھلونے ان کے ساتھ تھے اور جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو وہ اٹھارہ برس کی تھیں۔

۳۵۵۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّالْبِكْرُ يَسْتَاْذِنُهَا اَبُوْهَا فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ثیبہ عورت (نکاح میں) اپنے ولی کے مقابلہ میں اپنے نفس کے بارے میں زیادہ اختیار رکھتی ہے اور کنواری لڑکی سے (بھی نکاح کے بارے میں) اجازت لی جائے اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے اور ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ کنواری لڑکی (سے نکاح کے بارے میں) اس کا باپ اس سے اجازت لے اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

ف: ان احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کنواری لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کردیا جائے تو ایسا نکاح درست نہیں۔ امام اوزاعی، امام ثوری اور سارے ائمہ احناف کا یہی قول ہے اور امام ترمذی نے بھی اکثر اہل علم سے اسی قول کو بیان کیا ہے۔

۳۵۵۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَتِيْمَةُ تُسْتَاْمَرُ فِيْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے یتیم لڑکی (جو باکرہ ہو نکاح کے بارے میں) اس سے اجازت لی

نَفْسِهَا فَإِنْ صَمَتَتْ فَهُوَ إِذْنُهَا وَإِنْ اَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى.

جائے (اجازت لینے پر وہ سکوت اختیار کرے تو) اس کا خاموش رہنا اس کی اجازت ہے اور اگر وہ انکار کردے تو اس پر جبر نہیں۔ اس کی روایت ترمذی' ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے اور دارمی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

٣٥٦٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَاءَتْ فَتَاةٌ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ اَبِيْ زَوَّجَنِيْ ابْنَ اَخِيْهِ لِيَرْفَعَ بِيْ خَسِيْسَتَهٗ قَالَ فَجَعَلَ الْاَمْرَ اِلَيْهَا فَقَالَتْ قَدْ اَجَزْتُ مَا صَنَعَ اَبِيْ وَلٰكِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اُعَلِّمَ النِّسَاءَ اَنْ لَّيْسَ اِلَى الْاٰبَاءِ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ بُرَيْدَةَ.

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں: ان کے والد نے کہا کہ ایک جوان لڑکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کرا دیا ہے' تا کہ میرے ذریعہ سے اپنا فقر و فاقہ دور کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار دیدیا (کہ وہ چاہے تو نکاح فسخ کرا سکتی ہے) اس نے عرض کیا میرے والد نے جو کیا ہے میں اس پر راضی ہوں لیکن (اس حاضری سے) میرا مقصد یہ ہے کہ میں عورتوں میں اس بات کا اعلان کردوں کہ (شادی کے معاملہ میں) والدین کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور امام احمد اور نسائی نے حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کی ہے۔

٣٥٦١ - وَعَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَمِثْلِيْ يُصْنَعُ بِهٖ هٰذَا وَيُفْتَاتُ عَلَيْهِ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ عَنِ الْمُنْذِرِ فَقَالَ الْمُنْذِرُ اِنَّ ذٰلِكَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا كُنْتُ اَرُدُّ اَمْرًا قَضَيْتِيْهِ فَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَهٗ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا مِثْلَهٗ.

ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہ آپ نے (اپنی بھتیجی) حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا نکاح (اپنے بھانجے) منذر بن الزبیر کے ساتھ کر دیا اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (اس وقت) ملک شام میں تھے جب عبدالرحمٰن (شام سے مدینہ منورہ) واپس ہوئے تو کہا کہ میرے ساتھ ایسا کیا جاتا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منذر سے اس بارے میں گفتگو کی تو منذر نے جواب دیا کہ (حقیقت میں نکاح کا برقرار رکھنا) حضرت عبدالرحمٰن ہی کے ہاتھ میں ہے (یہ سن کر) حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا: کہ آپ نے (یعنی حضرت عائشہ نے) جس کام کو طے کیا ہے میں اس کو رد کرنے والا نہیں' تو حفصہ ان کی منذر کی زوجیت میں رہیں اور طلاق کی صورت واقع نہیں ہوئی۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور امام مالک نے موطا میں اس کی روایت اس طرح کی ہے۔

٣٥٦٢ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاةِ اَبِيْ سَلَمَةَ فَخَطَبَنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنْ اَوْلِيَائِيْ شَاهِدًا فَقَالَ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْهُمْ شَاهِدٌ وَّلَا غَائِبٌ يَّكْرَهُ ذٰلِكَ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہ (میرے شوہر) ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے عقد کر لینے کے لیے مجھے پیام دیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت میرا کوئی ولی موجود نہیں (یہ سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ (تمہارا کوئی ولی) ان میں سے جو حاضر ہو یا غائب اس بات کو ناپسند نہیں کرے

قَالَتْ قُمْ يَا عُمَرُ فَزَوِّجِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَزَوَّجَهَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

گا (اس پر) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (اپنے بیٹے عمر سے کہا) اے عمر! اٹھو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (میرا عقد) کر دو تو انہوں نے ان کا عقد کر دیا۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

٣٥٦٣ - وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ قَالَ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّاَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ الْمَرْاَةِ الْحَامِلِ يَتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذْ وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ فَدَخَلَ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاتِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا شَابٌّ وَّالْاٰخَرُ كَهْلٌ فَحَطَّتْ اِلَى الشَّابِّ فَقَالَ الْكَهْلُ لَمْ تَحِلَّ بَعْدَ وَكَانَ اَهْلُهَا غُيَّبًا وَّرَجَا اِذَا جَاءَ اَهْلُهَا اَنْ يُّؤْثَرَ وَبِهٖ فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِيْ مَنْ شِئْتِ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا.

حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے' ان کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی حاملہ عورت (کی عدت) کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کا شوہر انتقال کر چکا ہو تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (ایسی عورت کی عدت) وہ ہوگی جو دو مدتوں میں (یعنی وضع حمل یا چار ماہ دس دن) سے جو مدت آخر میں ختم ہو اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی عورت کو جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کو (دوسرے نکاح کا حق) جائز ہوگا (یہ سن کر) ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن' ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئے اور اس مسئلہ کو آپ سے دریافت کیا تو ام سلمہ نے فرمایا: کہ سبیعہ اسلمیہ کو اپنے شوہر کی وفات کے پندرہ دن بعد بچہ پیدا ہوا اور ان کو دو آدمیوں نے اپنے نکاح کا پیام بھیجا ان میں ایک نوجوان تھا اور دوسرا ادھیڑ' تو انہوں نے اپنا رجحان جوان کی طرف کیا تو ادھیڑ شخص نے کہا (تمہارا عقد کیونکر ہوگا جبکہ) تم نے تو عدت ہی پوری نہیں کی ہے؟ اور ان کے گھر والے (یعنی ان کے ولی) موجود نہیں تھے اور اس (ادھیڑ شخص) کو امید تھی کہ اس خاتون کے گھر والے آ جائیں تو (نکاح کے لیے) اس کو ترجیح دیں گے۔ وہ خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور پورا واقعہ سنایا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اپنی عدت پوری کر لی ہے تو تم جس سے چاہو عقد کر لو۔ اس کی روایت امام مالک نے موطا میں کی ہے۔

٣٥٦٤ - وَعَنْ خَنْسَاءَ قَالَتْ اَنْكَحَنِيْ اَبِيْ وَاَنَا كَارِهَةٌ وَّاَنَا بِكْرٌ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَنْكِحْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلدَّارَقُطْنِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ نِكَاحَ بِكْرٍ وَّثَيِّبٍ اَنْكَحَهُمَا اَبُوْهُمَا وَهُمَا كَارِهَتَانِ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِكَاحَهُمَا.

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میرے والد نے میرا نکاح کر دیا جو مجھے ناپسند تھا اور میں باکرہ تھی' میں نے اس کا شکوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے (میرے والد سے) فرمایا: جب ان کو ناگوار ہے تو تم ان کا نکاح نہ کرو۔ اس کی روایت نسائی نے اپنی سنن میں کی ہے اور دارقطنی کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کنواری لڑکی اور ایسی ثیبہ عورت جن کا نکاح ان کے باپ نے ان کی ناراضگی کے باوجود کر دیا تھا' رد فرما دیا۔

٣٥٦٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ جَارِيَةً بِكْرًا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک کنواری لڑکی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہا کہ میرے والد

فَذَكَرَتْ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

نے میرا عقد کر دیا ہے جو مجھے ناگوار ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اختیار دے دیا (کہ وہ چاہے تو اس نکاح کو باقی رکھے یا چاہے تو فسخ کر دے)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٥٦٦ - وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنْ اِسْمَهُ وَاَدَّبَهُ فَاِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُهُ عَلٰى اَبِيْهِ.

حضرت ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کے گھر لڑکا پیدا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو ادب سکھائے (یعنی شریعت اور معیشت کے احکام جو دین و دنیا میں مفید ہوں بتائے) پھر جب وہ بالغ ہو تو اسکا نکاح کر دے اور اگر (بالغ ہونے پر) اس نے نکاح نہ کیا اور وہ کسی گناہ کا مرتکب ہو تو اس کا گناہ باپ پر ہوگا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٣٥٦٧ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوْبٌ مَّنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُهُ اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَّلَمْ يُزَوِّجْهَا فَاَصَابَتْ اِثْمًا فَاِثْمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، یہ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ جس کسی شخص کی لڑکی بارہ سال (کی عمر) کو پہنچ جائے اور اس شخص نے اس کی شادی نہیں کی اور اس سے کوئی گناہ ہوگیا تو یہ گناہ اس (باپ) پر ہوگا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٣٥٦٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَغَايَا اللَّاتِيْ يَنْكِحْنَ اَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ وَّالْاَصَحُّ اَنَّهُ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زانی وہی عورتیں ہیں جو اپنا نکاح بغیر گواہ کے کرتی ہیں اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر ہی موقوف ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ نکاح بغیر دو گواہوں کے منعقد نہ ہوگا اور یہ دونوں گواہ حر ہوں یا ایک مرد اور دو حرہ عورتیں ہوں اور یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں گواہ ایک ہی مجلس میں ایجاب اور قبول کو سن کر رہے ہوں اور ایجاب و قبول اسی زبان میں ہو جس کو گواہ سمجھتے ہوں اور حدیث شریف میں اسی وجہ سے جو عورتیں بغیر گواہ کے اپنا نکاح کرتی ہیں ان کو زانی کہا گیا ہے، اس وجہ سے کہ زنا پوشیدہ ہوتا ہے اور نکاح علی الاعلان اور گواہی میں دوسری بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں بھی پوشیدہ ہیں جو سابق پڑنے پر ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

٣٥٦٩ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ اِذْنِ سَيِّدِهِ فَهُوَ عَاهِرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَفِي الْبَابِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ بِغَيْرِ اِذْنِ مَوْلَاهُ فَنِكَاحُهُ فَاسِدٌ وَاِنْ اَذِنَ لَهُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ فَنِكَاحُهُ ثَابِتٌ رَوَاهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ زانی ہے، اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے اور اس مسئلہ میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طرح مروی ہے کہ جب غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح فاسد ہے، ہاں! اگر نکاح کے بعد مالک اجازت دیدے تو اس کا نکاح درست ہوگا۔ اس کی روایت امام محمد نے

مُحَمَّدٌ فِی الْاٰثَارِ وَقَالَ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَاِنَّمَا يَعْنِیْ بِقَوْلِهٖ اِنْ اَذِنَ لَهٗ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ بِقَوْلٍ اِنْ اَجَازَ مَا صَنَعَ فَهُوَ جَائِزٌ وَّهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ.

کتاب الآثار میں کی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں کہ اگر مالک غلام کے نکاح کر لینے کے بعد اجازت دیدے تو نکاح جائز ہوگا اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے۔

بَابُ اِعْلَانِ النِّكَاحِ وَالْخُطْبَةِ وَالشَّرْطِ

نکاح کا اعلان اور اس کی شرائط اور خطبہ کا بیان

۳۵۷۰- عَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَهَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضَرْبِ الدَّفِّ وَلَعِبِ الصَّنْجِ وَضَرْبَ الزَّمَّارَةِ رَوَاهُ الْخَطِيْبُ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ اَبُوْبَكْرٍ وَّعِنْدِیْ جَارِيَتَانِ تَلْعَبَانِ بِدُفٍّ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَبِمَزْمُوْرِ الشَّيْطَانِ فِیْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَقَلَ الشَّيْخُ الْاَجَلُّ السُّهْرَوَرْدِیّ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ قَالَ لَيْسَ الدُّفُّ مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالَ التُّوْرِبُشْتِیْ اِنَّ الدَّفَّ حَرَامٌ عَلٰى قَوْلِ اَكْثَرِ الْمَشَائِخِ وَمَا وَرَدَ مِنْ ضَرْبِ الدَّفِّ فِی الْعُرْسِ كِنَايَةً عَنِ الْاِعْلَانِ لَا حَقِيْقَتَهٗ اَوْ يَسْتَدِلُّ بِحَدِيْثِ عَلٰى عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجَازَهُمْ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ مَنَعَهُمْ لِاَنَّ ضَرْبَ الدَّفِّ مَا ثَبَتَ فِیْ نِكَاحِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا فِیْ نِكَاحِ اَصْحَابِهٖ عُمُوْمًا وَّلَوْ ثَبَتَ سُنَّةً جَارِيَةً مَا تَرَكُوْهُ قَطُّ لِشَغَفِهِمْ عَلٰى اِتِّبَاعِ سُنَّةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِی الْمَسَاجِدِ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دف بجانے' چنگ کھیلنے اور سارنگی بجانے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت خطیب نے کی ہے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' ام المومنین فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے (اس وقت) میرے ہاں دو لڑکیاں دف بجا کر کھیل رہی تھیں' یہ (دیکھ کر) حضرت ابوبکر نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں یہ شیطانی باجے (بجائے جا رہے ہیں) اور شیخ اجل حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل فرمایا ہے کہ دف بجانا مسلمانوں کا طریقہ نہیں۔ اور علامہ توربشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ دف بجانا اکثر مشائخ فقہاء کے قول کے مطابق حرام ہے اور شادی کے موقع پر دف بجانے کا جو جواز آیا ہے' اس سے اعلان مراد ہے نہ کہ حقیقتاً دف بجانا یا' امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو (نکاح کے موقع پر دف بجانے کی) اجازت دی تھی پھر منع فرما دیا' اس لیے کہ عام طور پر دف کا بجانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی نکاح میں ثابت ہے اور نہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نکاح میں اور اگر یہ سنت جاریہ ثابت ہوتی تو صحابہ کرام اس کو ترک نہ فرماتے' اس لیے کہ ان حضرات صحابہ کرام کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا شغف تھا۔ اور ترمذی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نکاح (کو گواہوں کے ذریعہ علی الاعلان) ظاہر کیا کرو اور نکاح کو مسجدوں میں منعقد کیا کرو۔

ف: (۱) علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عقد نکاح مسجد میں منعقد کیا جائے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح عبادت ہے اور بہتر یہ ہے کہ عقد نکاح جمعہ کے دن ہو۔

گانے بجانے کے بارے میں احناف کا مسلک

ف: صدر کی حدیث شریف جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ارشاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دف بجانے سے منع فرمایا ہے اسی وجہ سے احناف نے صراحت کی ہے کہ دف بھی حرام ہے اور یہ ظاہر الروایۃ ہے اور رد المحتار میں لکھا ہے کہ دف کی آواز اور مزمار کا سننا حرام ہے اور شرح نقایہ میں لکھا کہ دف کی آواز مزمار اور گانوں کا سننا یہ سب حرام ہیں اور علامہ ابوالمکارم نے فرمایا ہے کہ دف کا بجانا اور مزمار کا سننا یہ از قسم لہو اور لعب ہیں جو مکروہ تحریمی ہے اور فتاوی بیہقی میں ہے کہ گانا اور گانوں کو سننا اور دف بجانا اور اسی قسم کے دوسرے لہو ولعب کی چیزیں یہ سب حرام ہیں۔ فتاوی عزیزیہ میں یہی مذکور ہے اور نہایہ میں لکھا ہے کہ گانا' طنبور' بربط اور دف اور اس قسم کے گانے بجانے سب حرام ہیں' مالا بدمنہ میں مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کف الرعاع میں محرمات اللھو والسماع میں فرمایا ہے چوتھی قسم دف کے بیان میں' ہمارے مذہب میں قول معتمد یہ ہے کہ دف کا بجانا شادی اور ختنہ کے موقع پر بلا کراہت جائز ہے لیکن اس کا ترک کرنا افضل ہے اور ان دو موقعوں کے سوا دوسری تقریبات (جیسے عید کے دن' کسی غائب کی آمد پر ولیمہ' عقیقہ' لڑکے کی پیدائش اور حفظ قرآن کے ختم پر) فتاوی عزیزیہ میں بھی اس کا یہی حکم ہوگا اس طرح صحیح ترین قول اباحت اور جواز پر ہوگا اور منہاج اور شوافع کی دوسری کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ ہمارے تمام اصحاب شوافع نے فرمایا ہے کہ شادی اور ختنہ کی تقریب کے سواء دوسری تقریبات میں دف کا بجانا حرام ہے اور شیخ سہروردی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عوارف المعارف میں فرمایا ہے کہ دف اور گانا اگرچہ شادی اور ختنہ میں مذہب شافعی میں اجازت ہے مگر اس کا ترک کرنا اولیٰ ہے اور یہی احتیاط کا پہلو ہے اور اس میں اختلاف سے حفاظت ہے۔

اس مسئلہ کی تفصیل امداد الفتاوی کے پانچویں حصہ میں مذکور ہے جو اس مسئلہ میں تفصیل سے واقف ہونا چاہے اس کو دیکھے' اس لیے کہ اس مسئلہ میں بڑی عمدہ تحریر ہے اور بحر میں ذخیرہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شادی میں دف بجانے کے بارے میں اختلاف ہے جیسا کہ رد المحتار میں مذکور ہے اور تفسیرات احمدیہ میں آیت شریفہ "ومن الناس من یشتری لھو الحدیث" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فتاوی حمادیہ اور عوارف میں مذکور ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ شریفہ "واستفزز من استطعت منھم بصوتك" (اور تو اپنی آواز سے جس جس کو بہکا سکتا ہے بہکا) گانے کی حرمت پر دلیل ہے' اسی لیے کہ لفظ استفزز سے ابلیس لعنۃ اللہ علیہ کو خطاب فرمایا ہے جس کے معنی ہیں جہاں تک تجھ سے ہو سکے انسانوں کو اپنی آواز سے (برائیوں کی) ترغیب دے یہ آواز ہے گانوں' مزامیر اور دف وغیرہ کی ہے۔

اس مسئلہ میں تمام تر تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے باب البیان والشعر میں آئے گی اس کو دیکھئے اس لیے کہ یہ اس مسئلہ میں بڑی عمدہ تحریر ہے اور اس سے بہتر میں نے کبھی نہیں دیکھی۔

٣٥٧١ - وَعَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَوَّالَ وَبَنٰى بِيْ فِيْ شَوَّالَ فَاَيُّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَحْظٰى عِنْدَهٗ مِنِّيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ماہ شوال میں نکاح کیا اور شوال ہی میں مجھے اپنے گھر لائے (اب تم ہی غور کرو کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں مجھ سے زیادہ کون نصیبہ والی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ماہ شوال میں نکاح اور رخصتی کا ذکر اس وجہ سے فرمایا کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں حج کے مہینوں میں نکاح کرنے کو منحوس سمجھتے تھے۔

۳۵۷۲ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تَوَفُّوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (نکاح کی) تمام شرطوں (یعنی مہر نفقہ اور حسن معاشرہ) میں زیادہ مناسب شرط جس کو تمہیں پورا کرنا ہے وہ مہر ہے جس کی وجہ سے تم نے (عورتوں کی) شرمگاہوں کو حلال کیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں نکاح کی شروط کو پورا کرنے کا حکم ہے۔ صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ یہاں شروط سے مراد مہر ہے اس لیے کہ مہر عقد اور استفادۂ وطی کے بدلہ میں واجب ہوتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ شروط میں وہ تمام چیزیں داخل ہیں جن کا استحقاق نکاح کی وجہ سے بیوی کو حاصل ہے جیسے مہر نفقہ حسن معاشرہ لباس اور گھر وغیرہ اس لیے کہ عقد کی وجہ سے شوہر بیوی کے ان مذکورہ حقوق کی پابندی کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے تو گویا یہ چیزیں بطور شرط کے ہیں اور اسی طرح بیوی کی جانب سے یہ ضروری ہے کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے اور نہ نفل روزے رکھے اور نہ کسی کو گھر میں آنے کی اجازت دے اور اس کے مال میں بے جا تصرف نہ کرے۔

۳۵۷۳ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خُطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ اَوْ يَتْرُكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ لَمَّا حَلَلْتُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهٗ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِیْ سُفْيَانَ وَاَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَبُوْ جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهٖ وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهٗ وَلٰكِنْ اَنْكِحِیْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَتْ فَكَرِهْتُهٗ ثُمَّ قَالَ اَنْكِحِیْ اُسَامَةَ فَنَكَحْتُهٗ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا وَّاغْتُبِطْتُّ بِهٖ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کے پیام شادی پر اپنا پیام نہ بھیجے یہاں تک وہ نکاح کر لے یا (اس پیام کو) چھوڑ دے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ (اپنے پہلے شوہر سے طلاق کے بعد میری عدت پوری ہوگئی اور عقد ثانی) جب میرے لیے جائز ہو گیا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ معاویہ ابن ابی سفیان اور ابوجہم ان دونوں نے مجھے شادی کا پیام بھیجا ہے (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوجہم تو اپنے کندھے سے لکڑی ہٹاتے ہی نہیں (یعنی بیویوں کو مارتے ہیں) اور رہے معاویہ وہ تو نادار ہیں ان کے پاس مال نہیں! لیکن تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو وہ فرماتی ہیں کہ مجھے یہ بات ناگوار گذری تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر (دوبارہ) ارشاد فرمایا: تم اسامہ سے نکاح کر لو میں نے ان سے نکاح کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس (نکاح) میں بھلائی رکھی اور لوگ اس نکاح کی وجہ سے مجھ پر رشک کرنے لگے۔

ف: واضح ہو کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کی وجہ سے احناف کا مسلک یہ ہے کہ شادی کی نسبت طے پا جانے کے بعد کسی کو طے شدہ پیام پر پیام کی نسبت بھیجنا منع ہے البتہ! نسبت طے نہیں ہوئی ہو تو ایسی صورت میں پیام پر پیام بھیجا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں فرمایا ہے۔

۳۵۷۴ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْاَلُ الْمَرْاَةُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت (کسی مرد سے جس نے اس کے پاس اپنی

طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحَ فَإِنَّ لَهَا مَا قُدِرَ لَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

شادی کا پیام بھیجا ہو) یہ مطالبہ نہ کرے کہ (وہ مرد اپنی پہلی بیوی) کو طلاق دیدے جو (حقیقت میں) اس کی (دینی) بہن ہے اس لیے کہ وہ اس کے حصہ کا پیالہ خود اپنے لیے انڈیل لے (یعنی حظ نفس اور مال اور جائیداد سے تنہا استفادہ کرے) تا کہ یہ عورت اس کے خاوند سے نکاح کرے کیونکہ اس کو وہی ملے گا جو اس کے مقدر میں ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۵۷۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ يُّزَوِّجَ الرَّجُلُ اِبْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ اِبْنَتَهٗ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صُدَاقٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ لَا شِغَارَ فِي الْاِسْلَامِ وَقَالَ عَطَاءٌ وَّعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ وَّالزُّهْرِيُّ وَمَكْحُوْلٌ وَّالثَّوْرِيُّ عَقْدُ النِّكَاحِ عَلَى الشِّغَارِ جَائِزٌ وَّلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا صُدَاقٌ مِّثْلُهَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے اور نکاح شغار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے اس شرط پر کرے کہ دوسرا شخص بھی اپنی بیٹی کا نکاح اس شخص سے کر دے اور ان دونوں نکاح میں کوئی مہر نہ ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اسلام میں نکاح شغار (جائز) نہیں اور عطاء عمرو بن دینار زہری مکحول ثوری ان سب حضرات نے فرمایا ہے کہ نکاح شغار جائز تو ہے مگر دونوں پر مہر مثل واجب ہوگا۔

۳۵۷۶ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُّتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے موقع پر عورتوں سے نکاح متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)

ف: واضح ہو کہ متعہ ایک مقررہ مدت کے لیے نکاح کرنے کو کہتے ہیں مثلاً ایک ماہ دو ماہ یا سال دو سال یا زیادہ یا کم مدت کے لیے کسی عورت سے نکاح کیا جائے تو یہ متعہ ہے جنگ خیبر سے پہلے یہ حلال تھا پھر خیبر ہی میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کر دیا پھر فتح مکہ کے سال آپ نے دوبارہ حلال کر دیا پھر تین دن کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہمیشہ کے لیے قطعی طور پر حرام کر دیا چنانچہ متعہ سارے علماء اور ائمہ اربعہ کے نزدیک حرام ہے۔ (مرقات)

۳۵۷۷ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ اَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قَدْ كُنْتُ اَذِنْتُ لَكُمْ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيْلَهٗ

حضرت سلمہ اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اوطاس کے موقع پر تین دن کے لیے (نکاح) متعہ کی اجازت دی پھر (ہمیشہ کے لیے) اس سے منع فرمایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ اور مسلم کی ایک اور روایت میں سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ (حجۃ الوداع کے سال) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں کے ساتھ (نکاح) متعہ کی اجازت دی تھی (وہ اجازت ختم ہو گئی) اور (اب بیشک اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے اس کو حرام فرما دیا ہے۔ پس جس کسی کے پاس ایسی عورتوں میں سے کوئی

وَلَا تَأْخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا وَّرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْبَلْدَةَ لَيْسَ لَهٗ بِهَا مَعْرِفَةٌ فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْاَةَ بِقَدْرِ مَا يَرٰى اَنَّهٗ يُقِيْمُ فَتَحْفَظُ لَهٗ مَتَاعَهٗ وَتُصْلِحُ لَهٗ شَيَّهٗ حَتّٰى اِذَا اُنْزِلَتِ الْاٰيَةُ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَكُلُّ فَرْجٍ سِوَاهُمَا فَهُوَ حَرَامٌ.

(عورت) ہو تو وہ اس کو چھوڑ دے اور تم نے جو کچھ اس کو دیا ہو' واپس نہ لو اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: آپ نے فرمایا کہ (نکاح) متعہ ابتداء اسلام میں (جائز) تھا (اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ) ایک شخص (نئے) شہر میں جاتا جہاں لوگوں سے شناسائی نہ ہوتی تھی تو وہ کسی عورت سے اتنے دنوں کے لیے شادی کرتا جتنے دن وہ ٹھہرنا چاہتا۔ وہ عورت اس کے سامان کی حفاظت کرتی اور اس کا کھانا پکاتی یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی "اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ" (یعنی مرد صرف اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے صحبت کر سکتے ہیں' اس کی تفسیر میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ ہر شرمگاہ جو ان دونوں کے سوا ہو حرام ہے۔

۳۵۷۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّشَهُّدَ فِي الصَّلٰوةِ وَالتَّشَهُّدَ فِي الْحَاجَةِ قَالَ اَلتَّشَهُّدُ فِي الصَّلٰوةِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَالتَّشَهُّدُ فِي الْحَاجَةِ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَيَقْرَاُ ثَلَاثَ اٰيَاتٍ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ بَعْدَ قَوْلِهٖ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَبَعْدَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز کا تشہد اور حاجت کا تشہد سکھایا۔ (حضرت ابن مسعود نے) فرمایا کہ نماز میں تشہد یہ ہے: زبان' جسم و جان اور مال کی تمام عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور حاجت (نکاح اور دیگر معاہدات) کا تشہد یہ ہے: کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سزاوار ہیں ہم (سارے کاموں میں مدد) اسی سے مانگتے ہیں اور (عبادتوں میں کوتاہی اور طاعتوں میں تاخیر کی) اسی سے مغفرت چاہتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں اپنے نفسوں کی شرارتوں سے' اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہ کرے تو اس کا کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور بس گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر یہ تین آیتیں پڑھا کرے: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم اسلام کی حالت پر ہی مرو۔ (آل عمران: پ ۴' ع ۲) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس (کے نام پاک) کا واسطہ دے کر تم آپس میں ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہو اور قرابت داروں (کے حقوق ضائع کرنے سے بھی) بچو' بے شک اللہ تعالیٰ کو تمہاری ہر ہر حالت کی خبر ہے۔ (النساء: پ ۴' ع ۱۲) اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور جامع ترمذی میں سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں آیتوں

قَوْلِهٖ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَالدَّارِمِيُّ بَعْدَ قَوْلِهٖ عَظِيْمًا ثُمَّ يَتَكَلَّمُ بِحَاجَتِهٖ وَرَوٰى فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِيْ خُطْبَةِ الْحَاجَةِ مِنَ النِّكَاحِ وَغَيْرِهٖ.

کو بیان فرمایا ہے اور ابن ماجہ نے ان "اَلْحَمْدَ لِلّٰهِ" کے "نَحْمَدُهٗ" کا اضافہ اور "مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا" کے بعد "مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا" کا اضافہ اور دارمی نے "فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا" کے بعد یہ روایت کی ہے کہ (اگر خطبہ نکاح ہو تو ایجاب وقبول کروائے) پھر اپنی حاجت بیان کرے اور شرح السنہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اتنا زیادہ کیا ہے کہ نکاح اور غیر نکاح میں آپ اسی خطبہ کو پڑھتے۔

۱ واضح ہو کہ تشہد اپنے ایمان اور یقین کی گواہی کے اظہار کو کہتے ہیں اس طرح تشہد ایمان کی لذت کا اقرار ہے اور مرتبہ احسان میں اپنی حضور اور بندگی کا ادراک ہے۔

۲ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آیت مذکورہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے مصحف میں ایسے ہی مکتوب ہے، حالانکہ قرآن میں یہ آیت: یا ایھا الناس اتقوا ربکم (الی آخرہ) سے شروع ہوتی ہے، لیکن قاریِ خطبۂ نکاح میں اس آیت کو قراۃ متواتر کے مطابق پڑھے جس کی ابتدا یوں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا.

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت اور اس کے برے انجام) سے ڈرتے رہو اور سیدھی بات کہا کرو (اس سے) اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سنوار دیگا (تمہیں نیکیوں کی توفیق دے گا اور ان کو قبول کرے گا) اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور جو شخص (احکام پر چل کر اور برائیوں سے بچ کر) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ بڑی کامیابی حاصل کرے گا۔

يا ايها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها و بث منهما رجالا كثيرا و نساء او اتقوا الله الذى تساء لون به والارحام ان الله كان عليكم رقيبا.

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو! جس نے تم کو اکیلی جان (حضرت آدم سے) پیدا کیا اور (اس طرح کہ پہلے) ان سے ان کی بی بی (حضرت حواء) کو پیدا کیا اور ان دو (میاں بیوی) سے بہت سے مرد اور عورت (دنیا میں) پھیلا دیئے جس کا واسطہ دلا کر تم آپس میں ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہو اور قرابت داروں (کے حقوق ضائع کرنے سے بھی) بچتے رہو۔ (مرقات، اشعۃ اللمعات)

۳۵۷۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيْهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر اچھا کام (جس کا اہتمام کیا جاتا ہے) اس کو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے نہ شروع کیا جائے تو وہ بے برکت ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۵۸۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَّا يُبْدَاُ فِيْهِ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ

اور ابوداؤد کی روایت میں اسماعیل بن ابراہیم سے مروی ہے وہ (قبیلہ) بنی سلیم کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے بیان کیا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں امامتہ بنت عبدالمطلب سے نکاح کرنے

رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوُدَ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ قَالَ خَطَبْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمَامَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاَنْکَحَنِیْ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّتَشَهَّدَ.

کے لیے پیام بھیجا تو آپ نے تشہد پڑھے بغیر (ان سے) میرا نکاح کر دیا۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں ہر اچھے کام کو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے شروع کرنے کی فضیلت کا ذکر ہے۔ بعض دوسری روایتوں میں ہے کہ حمد کی بجائے اللہ کا ذکر یا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی پڑھا جا سکتا ہے جیسا کہ مرقات اور اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے۔

۳۵۸۱ - وَعَنْ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّمَا اِمْرَاَةٍ زَوَّجَهَا وَلِیَّانِ فَهِیَ لِلْاَوَّلِ مِنْهُمَا وَمَنْ بَاعَ بَیْعًا مِّنْ رَّجُلَیْنِ فَهُوَ لِلْاَوَّلِ مِنْهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت کا نکاح (اس کے) دو ولیوں نے کر دیا ہو تو وہ ان دونوں میں پہلے ولی کی ہوگی (پہلے ولی کا کیا ہوا نکاح صحیح ہوگا) اور جس کسی نے کسی چیز کو دو آدمیوں کے ہاتھ بیچا تو وہ ان میں سے پہلے آدمی کے لیے (پہلا خریدار مالک بنے گا)۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ امام ترمذی نے اس حدیث کی روایت کے بعد فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور علماء کے نزدیک اسی پر عمل ہے ہم نہیں جانتے کہ علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے جب ایک ولی نے دوسرے ولی سے پہلے نکاح کیا تو پہلے کا نکاح جائز اور دوسرے کا نکاح فسخ ہے (جس ولی نے پہلے نکاح کیا ہے وہ جائز رہے گا اور دوسرے کا کیا ہوا نکاح فسخ ہوگا) اور جب دونوں ولیوں نے ایک ساتھ ہی کیا تو دونوں کا نکاح فسخ ہے۔ امام سفیان ثوری امام احمد اور امام اسحاق کا یہ قول ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔

بَابُ الْمُحَرَّمَاتِ
ان عورتوں کا بیان جن کا نکاح مردوں پر حرام ہے

ف: واضح ہو کہ شریعت میں عورت حسب ذیل اسباب کی وجہ سے مرد پر حرام ہوتی ہے:

(۱) نسب: انسان پر اس کے اصول یعنی ماں نانی دادی اسی طرح اوپر تک اور فروع یعنی بیٹی پوتی نواسی اسی طرح نیچے تک حرام ہے۔

(۲) سسرال: بیوی کی ماں دادی نانی وغیرہ اور اسی طرح بیوی کی بیٹی پوتی نواسی وغیرہ۔

(۳) رضاعت: کسی عورت کا دودھ پینے کی وجہ سے جس طرح نسب کی وجہ سے حرمت واقع ہے رضاعت کی وجہ سے بھی حرمت واقع ہو گی۔

(۴) جمع بین المحارم: جیسے دو بہنیں پھوپھی اور بھتیجی کو ایک وقت میں ایک ہی شخص کے عقد میں جمع کرنا۔

(۵) حق الغیر: وہ عورت جو دوسرے شخص کے عقد میں ہو وہ عورت جس کی عدت باقی ہو اور حاملہ عورت جب تک وضع حمل نہ ہو۔

(۶) عدم الدین: جیسے مشرکہ عورت مجوسی عورت۔ یہ مرقات سے بحوالہ امام ابن الہمام ماخوذ ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَنْکِحُوْا مَا نَکَحَ اٰبَاءُکُمْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَاءَ سَبِیْلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّهَاتُکُمْ وَبَنَاتُکُمْ وَاَخَوَاتُکُمْ وَعَمّٰتُکُمْ وَخٰلٰتُکُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اپنے باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو مگر جو ہو گزرا وہ بے شک بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بری راہ ہے۔ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں

وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ.

(النساء:۲۲-۲۳)

ان بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہوتو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہوتو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہارے نسلی بیٹوں کی بیبیاں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہوگزرا' بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آ جائیں' یہ اللہ کا نوشتہ ہے تم پر۔ (کنزالایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا)

ف: (۱) اس آیت میں ارشاد ہے' ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم '' یعنی اپنے باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو۔ تفسیرات احمدیہ میں تفسیر مدارک کے حوالہ سے لکھا ہے کہ نکاح سے مراد وطئی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ کی موطوءہ یعنی جس سے اس نے صحبت کی ہے خواہ نکاح کر کے یا بطریق زنا یا وہ باندی ہو'ان میں سے ہر صورت میں بیٹے کا اس سے نکاح حرام ہے۔

باپ کی بیوی بمنزلہ ماں کے ہے اور نکاح سے وطئی (ہم بستری) مراد ہے' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ کی موطوءہ یعنی جس سے اس نے صحبت کی ہو خواہ نکاح کر کے یا بطریق زنا یا وہ باندی ہو اور باپ اس کا مالک ہو۔ ان میں سے ہر صورت میں بیٹے کا نکاح اس سے حرام ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

(۲) اس آیت شریف میں یہ بھی ارشاد ہے' وامھاتکم اللاتی ارضعنکم و اخواتکم من الرضاعة '' یعنی تمہاری رضاعی مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور تمہاری رضاعی بہنیں بھی (تم پر حرام ہیں) واضح ہو کہ دودھ کے رشتہ شیر خواری کی مدت میں تھوڑا دودھ پیا جائے یا زیادہ' اس کے ساتھ حرمت متعلق ہوتی ہے۔ شیر خواری کی مدت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک تیس ماہ ہے اور صاحبین کے نزدیک دو سال ہے' شیر خواری کی مدت کے بعد جو دودھ پیا جائے اس سے حرمت متعلق نہیں ہوتی۔ البتہ! اللہ تعالیٰ نے رضاعت (شیر خواری) کو نسب کے قائم مقام کیا ہے اور دودھ پلانے والی کو شیر خوار کی ماں اور اس کی لڑکی کو شیر خوار کی بہن فرمایا' اسی طرح دودھ پلانے والی کا شوہر شیر خوار کا باپ اور اس کا باپ شیر خوار کا دادا اور اس کی بہن اس کی پھوپھی اور اس کا ہر بچہ جو دودھ پلانے کے سواء اور کسی عورت سے بھی ہو خواہ قبل شیر خواری کے پیدا ہو' یا اس کے بعد یہ سب اس کے سوتیلے بھائی بہن ہیں اور دودھ پلانے والی کی ماں شیر خوار کی نانی اور اس کی بہن اس کی خالہ اور اس شوہر سے اس کے جو بچے پیدا ہوں وہ شیر خوار کے رضاعی بھائی بہن اور اس شوہر کے علاوہ دوسرے شوہر سے جو ہوں وہ اس کے سوتیلے بھائی بہن ہیں۔ اس میں اصل یہ حدیث ہے کہ رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں' اس لیے شیر خوار پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان کے نسبی اور رضاعی اصول و فروع سب حرام ہیں۔ (ماخوذ از حاشیہ تفسیر مولانا نعیم الدین مراد آبادی)

(۳) صدر کی آیت شریفہ میں یہ بھی ارشاد ہے'' ان تجمعوا بین الاختین '' یعنی دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا بھی حرام ہے۔ اس بارے میں تفسیرات احمدیہ میں یہ تفصیل مذکور ہے کہ حدیث شریف میں پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا بھی حرام فرمایا گیا اور ضابطہ یہ ہے کہ نکاح میں ہر دو ایسی عورتوں کا جمع کرنا حرام ہے جن میں سے ایک کو مرد فرض کرنے سے دوسری اس کے لیے حلال نہ ہو جیسے پھوپھی' بھتیجی اگر پھوپھی مرد فرض کیا جائے تو چچا ہوا اور بھتیجی اس پر حرام ہے اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کیا جائے تو بھتیجا ہوا

پھوپھی اس پر حرام ہے۔ حرمت دونوں طرف سے ہے اور اگر ایک طرف سے ہو تو جمع حرام نہ ہوگی جیسے کہ عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی جو دوسری بیوی سے ہو ان دونوں کو جمع کرنا حلال ہے کیونکہ شوہر کی لڑکی کو مرد فرض کیا جائے تو اس کے لیے تو باپ کی بیوی حرام رہتی ہے مگر دوسری طرف سے یہ بات نہیں ہے یعنی شوہر کی بیوی کو اگر مرد فرض کیا جائے تو یہ اجنبی ہوگا اور ان میں کوئی رشتہ نہ رہے گا۔ (حاشیہ تفسیر خزائن العرفان مولانا نعیم الدین مراد آبادی)

(۴) صدر کی آیت شریفہ میں یہ بھی ارشاد ہے "الا ما ملکت ایمانکم" اس کی تفسیر حدیث اوطاس حدیث میں جو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جو آگے آ رہی ہے اس میں بیان ہوگی۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ. (البقرہ: ۲۳۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس اس کے لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے۔ (کنز الایمان)

ف: اگر طلاق والی عورت کی گود میں شیر خوار بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا طریقہ ہوگا اس لیے یہ قرین حکمت ہے کہ بچوں کی پرورش کے متعلق ماں باپ پر جو احکام ہیں وہ اس موقعہ پر بیان فرما دیے جائیں' لہٰذا یہاں ان مسائل کا بیان ہوا۔

مسئلہ: ماں خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچہ کو دودھ پلانا واجب ہے' بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ بلوانے کی قدرت و استطاعت نہ ہو' یا کوئی دودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا کسی اور عورت کا دودھ قبول نہ کرے۔ اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچہ کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں' بلکہ مستحب ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان از مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا. (الاحقاف: ۱۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔ (کنز الایمان)

ف: اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے کیونکہ جب دودھ چھڑانے کی مدت دو سال ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "حولین کاملین" تو حمل کے لیے چھ ماہ باقی رہے' یہ قول ابو یوسف اور امام محمد کا ہے اور امام صاحب کے نزدیک رضاعت کی مدت ڈھائی سال ہے جو مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہے۔

ف: واضح ہو کہ شیر خواری کی مدت کے تعین میں امام اعظم اور صاحبین و امام شافعی کے درمیان اختلاف ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رضاعت ڈھائی برس اور صاحبین اور امام شافعی (رحمہم اللہ) کے نزدیک صرف دو برس ہے اور امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین برس ہے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں دلیل سورۂ احقاف کی یہ آیت ہے: "وحمله وفصاله ثلثون شهرا" یعنی بچہ کو پیٹ میں لیے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ (میں پورا ہوتا) ہے' اور صاحبین اور امام شافعی کی دلیل اس آیت کے ساتھ ساتھ یہ آیت بھی ہے: "والوالدات يرضعن اولادهن حولين كاملين" یعنی مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں' اس طرح صحیح ترین قول صاحبین کا ہے اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور امام بیضاوی نے بھی یہی کہا ہے۔ اس طرح صاحبین کے نزدیک مدت رضاعت دو سال ہے' اس لیے دو سال کے بعد اگر دودھ پلایا جائے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا' البتہ! دو سال سے پہلے چاہیں تو دودھ چھڑایا جا سکتا ہے۔ (یہ تفسیرات احمدیہ اور تعلیق مجد سے ماخوذ ہے)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو' نہ یہ انہیں حلال' نہ وہ انہیں حلال۔ (کنز الایمان)

وَلَاهُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ. (الممتحنۃ:۱۰)

ف: عورت اگر مسلمان ہے تو کافر مرد کی زوجیت میں نہیں آ سکتی۔ اگر عورت نے اسلام قبول کر لیا ہے اور مرد نے نہیں کیا تو عورت کافر مرد کی زوجیت سے نکل گئی۔

۳۵۸۲ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَرَامٌ مِّنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَّمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَأَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ اَلْاٰيَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نسب کی وجہ سے سات (عورتوں) سے نکاح حرام کر دیا گیا اور مصاہرت (سسرالی رشتہ) کی وجہ سے بھی سات (عورتوں) سے نکاح حرام کر دیا گیا' پھر آپ نے (اپنے قول کی تائید میں یہ آیت آخر تک) پڑھی: "حرمت علیکم امھاتکم" الخ۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ نسب سے جو سات عورتیں حرام ہیں۔ یہ ہیں: ماں' بیٹی' بہن' پھوپھی' خالہ' بھتیجی اور بھانجی اور سسرالی رشتہ کی وجہ سے جو سات عورتیں حرام ہیں وہ یہ ہیں۔ سسرالی رشتہ کی وجہ سے چار عورتیں ابدی حرام ہیں' وہ یہ ہیں:
(۱) ساس اور ساس کی ماں' نانی' یا دادی وغیرہ (۲) بہو بیٹے کی بیوی ہو یا پوتے کی نیچے تک (۳) علاتی ماں اور علاتی دادی اوپر تک (۴) سوتیلی بیٹیاں جن کی ماؤں سے صحبت ہو چکی ہے۔
اور تین ایسی عورتیں ہیں جو سسرالی رشتہ کی وجہ سے وقتی طور پر حرام ہیں۔ یہ ہیں: بیوی کی موجودگی میں اس کی بہن' اس کی پھوپھی اور اس کی خالہ کا جمع کرنا۔

۳۵۸۳ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ اِمْرَاَةً فَدَخَلَ بِهَا فَلَا يَحِلُّ لَهٗ نِكَاحُ اِبْنَتِهَا وَاِنْ لَّمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلْيَنْكِحْ اِبْنَتَهَا وَاَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ اِمْرَاَةً فَلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّنْكِحَ اُمَّهَا دَخَلَ بِهَا اَوْ لَمْ يَدْخُلْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور اس سے ہم بستری کی تو اس کے لیے اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرنا حلال نہیں اور اگر اس عورت سے ہم بستری نہیں کی (اور اس عورت کو طلاق دیدی ہو) تو اس عورت کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے اور جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس کے لیے اس عورت کی ماں سے نکاح کرنا حلال نہیں' خواہ اس عورت سے ہم بستری کی ہو یا نہ کی ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۵۸۴ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (نکاح میں) عورت اور اس کی پھوپھی کو (اوپر تک اور ایسے ہی نیچے تک) جمع نہ کیا جائے اور (اسی طرح) عورت اور اس کی خالہ کو (اوپر تک اور ایسے ہی نیچے تک) جمع نہ کیا جائے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

۳۵۸۵ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کسی عورت کا نکاح اس کی پھوپھی پر یا پھوپھی کا نکاح اس کی بھتیجی پر

اَوِ الْعَمَّةُ عَلٰى بِنْتِ اَخِيْهَا وَالْمَرْاَةُ عَلٰى خَالَتِهَا اَوِ الْخَالَةُ عَلٰى بِنْتِ اُخْتِهَا لَا تُنْكَحُ الصُّغْرٰى عَلَى الْكُبْرٰى وَلَا الْكُبْرٰى عَلَى الصُّغْرٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرِوَايَتُهُ اِلٰى قَوْلِهٖ بِنْتُ اُخْتِهَا.

کیا جائے یا کسی عورت کا نکاح اس کی خالہ پر یا خالہ کا نکاح اس کی بھانجی پر کیا جائے' نہ چھوٹی کا نکاح بڑی پر اور نہ بڑی کا نکاح چھوٹی پر کیا جائے (چھوٹی سے مراد بھانجی بھتیجی اور بڑی سے مراد خالہ اور پھوپھی ہے۔) اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد' دارمی اور نسائی نے کی ہے اور نسائی کی روایت ''بنت اختها'' پر ختم ہو جاتی ہے (یعنی چھوٹی کا نکاح بڑی پر سے آخر تک نسائی کی روایت میں مذکور نہیں ہے)۔

۳۵۸۶ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يُحَرِّمُ مِنَ الْوِلَادَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دودھ پینے سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت (نسب) کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۵۸۷ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِيْ بِنْتِ عَمِّكَ حَمْزَةَ فَاِنَّهَا اَجْمَلُ فَتَاةٍ فِيْ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَةَ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا آپ اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی سے نکاح کرنے کو پسند فرماتے ہیں' اس لیے کہ وہ قریش کی لڑکیوں میں نہایت خوبصورت نوجوان لڑکی ہیں (یہ سن کر) آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت حمزہ میرے رضاعی بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رضاعت سے وہی رشتے حرام کیے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۵۸۸ - وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ كَتَبْنَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ يَزِيْدَ النَّخَعِيِّ نَسْاَلُهُ عَنِ الرِّضَاعِ فَكَتَبَ اَنَّ شُرَيْحًا حَدَّثَنَا اَنَّ عَلِيًّا وَابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَا يَقُوْلَانِ يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ قَلِيْلُهُ وَكَثِيْرُهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو لکھ کر دریافت کیا کہ دودھ پلائی کے احکام کیا ہیں تو انہوں نے (جواب میں) لکھا کہ قاضی شریح نے ہم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ دودھ کم پیا جائے یا زیادہ اس سے رشتہ (رضاعت قائم ہوتا ہے اور نکاح) حرام ہو جاتا ہے۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

۳۵۸۹ - وَرَوَى الْاِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحَرِّمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يُحَرِّمُ مِنَ النَّسَبِ قَلِيْلُهُ وَكَثِيْرُهُ كَذَا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَبُوْ يُوْسُفَ عَنْهُ وَحَكَى اَبُوْبَكْرٍ الرَّازِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ قَوْلُهُ لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ وَالرَّضْعَتَانِ كَانَ ذٰلِكَ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَالرَّضْعَةُ الْوَاحِدَةُ تُحَرِّمُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ

اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دودھ پینے سے وہ رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں' خواہ دودھ تھوڑا (پیا جائے) یا زیادہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے ایسی ہی روایت کی ہے اور ابوبکر رازی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک چسکی دودھ کی یا دو چسکی سے رشتہ کا حرام نہ ہونا پہلے زمانہ کا واقعہ ہے اور اب تو صرف ایک چسکی بھی رشتہ کو حرام کر دیتی ہے اور ترمذی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چند اہل علم صحابہ اور ان کے

الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يُحَرِّمُ قَلِيْلُ الرِّضَاعِ وَكَثِيْرُهٗ اِذَا وَصَلَ اِلَى الْجَوْفِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَالْاَوْزَاعِيِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعٍ وَّاَهْلِ الْكُوْفَةِ.

علاوہ دیگر حضرات نے فرمایا ہے کہ دودھ تھوڑا ہو یا بہت جب پیٹ میں پہنچ جائے تو رشتہ کو حرام کرتا ہے اور امام سفیان ثوری امام مالک بن انس امام اوزاعی اور امام عبداللہ بن المبارک اور امام وکیع اور دیگر (فقہاء) اہل کوفہ ان سب حضرات کا یہی قول ہے (کہ دودھ تھوڑا پیا جائے یا زیادہ رشتہ کو حرام کرتا ہے)۔

۳۵۹۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَاَنَّهٗ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اِنَّهٗ اَخِيْ فَقَالَ انْظُرْنَ مِنْ اِخْوَانِكُنَّ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيِّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِضَاعَ بَعْدَ فِصَالٍ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس تشریف لائے اور اس وقت آپ کے پاس ایک شخص موجود تھا (اس آدمی کا رہنا) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ میرے (رضاعی) بھائی ہیں۔ (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم غور کرو (اور یاد کرو) کہ (واقعی) یہ تمہارے (وہ) بھائی ہیں (جنھوں نے ایام رضاعت میں دودھ پیا ہے) اس لیے کہ رضاعت تو (اس وقت ثابت ہوتی ہے) جب کہ صرف دودھ ہی اس کی غذا ہو (اور یہ مدت دو سال ہے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور ابوداؤد طیالسی کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ دودھ چھڑائی کی مدت کے بعد (اگر پھر دودھ پلایا جائے تو اس سے) رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

۳۵۹۱ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَرِّمُ مِنَ الرِّضَاعِ اِلَّا مَا فَتَقَ الْاَمْعَاءَ فِي الثَّدْيِ وَكَانَ قَبْلَ الْفِطَامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا اَعِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِنَّ الرَّضَاعَةَ لَا تُحَرِّمُ اِلَّا مَا كَانَ دُوْنَ الْحَوْلَيْنِ وَمَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ الْكَامِلَيْنِ فَاِنَّهٗ لَا يُحَرِّمُ شَيْئًا.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دودھ پینے سے حرمت (رشتہ اور نکاح) اسی وقت ثابت ہوتی ہے جب کہ (بچہ کی) آنتیں صرف پستانوں کے دودھ کی وجہ سے کھلیں (صرف دودھ ہی اس کی غذا ہو) اور (یہ واقعہ اندرون دو سال) دودھ چھڑائی سے پہلے ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اور ترمذی نے یہ بھی کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں اکثر اہل علم ان حضرات کے سوا دوسرے حضرات کا اسی پر عمل ہے کہ وہ دودھ پلائی جو دو سال کے اندر ہو وہی (رشتہ اور نکاح کو) حرام کرتی ہے اور جو دو سال کے بعد ہو وہ (رشتہ اور نکاح کو) حرام نہیں کرتی۔

ف: واضح ہو کہ شیر خواری کی مدت دو سال ہے اس لیے اگر کوئی بچہ دو سال کے اندر دودھ پینا چھوڑ دے اور غذا کھانے لگے اور دو سال کے اندر پھر دودھ پی لے تو اس دوبارہ اندرون مدت دودھ پینے کی وجہ سے رشتہ اور نکاح کی حرمت ثابت ہوگی۔

۳۵۹۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا رِضَاعَ اِلَّا مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَقَالَ لَمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیر خواری کی مدت (رشتہ اور نکاح کی حرمت کے لیے) وہی معتبر ہے جو دو سال کے اندر ہو۔ اس کی روایت دار قطنی نے کی

يَسْنُدُهُ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ غَيْرَ الْهَيْثَمِ بْنِ جَمِيْلٍ وَهُوَ ثِقَةٌ حَافِظٌ.

ہے۔

٣٥٩٣ - وَعَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اُتِيَ فِي امْرَاَةٍ شَهِدَتْ عَلٰى رَجُلٍ وَّامْرَاَتِهٖ اَنَّهَا اَرْضَعَتْهُمَا فَقَالَ لَا حَتّٰى يَشْهَدَ رَجُلَانِ اَوْ رَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ.

حضرت عکرمہ بن خالد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ کی خدمت میں ایک عورت کو لایا گیا جس نے ایک مرد اور اس کی بیوی کے بارے میں گواہی دی تھی کہ میں نے ان دونوں کو (بچپن میں) دودھ پلایا ہے' حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا: نہیں (میں اس بارے میں ایک عورت کی گواہی کو قبول نہیں کرتا) یہاں تک کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دے دیں (تو گواہی قبول ہوگی)۔ اس کی روایت بیہقی نے اپنی سنن میں کی ہے اور سعید بن منصور نے بھی اس کی روایت کی ہے۔

٣٥٩٤ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمْ يَاْخُذْ بِشَهَادَةِ امْرَاَةٍ فِيْ رِضَاعٍ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ دودھ پلائی کے بارے میں (تنہا) ایک عورت کی گواہی کو قبول نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے۔

٣٥٩٥ - وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلًا وَّامْرَاَتَهٗ اَتَيَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَاءَتِ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ اِنِّيْ اَرْضَعْتُهُمَا فَاَبٰى عُمَرُ اَنْ يَّاْخُذَ بِقَوْلِهَا وَقَالَ دُوْنَكَ امْرَاَتَكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ.

حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک مرد اور اس کی بیوی (دونوں) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور (ان کے ہمراہ) ایک عورت بھی آئی اور اس نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے تو حضرت عمر نے اس کے قول کو قبول کرنے سے انکار فرمایا اور (اس شخص سے) فرمایا: تو اپنی بیوی کو (اپنے ساتھ) لے جا۔ اس کی روایت بیہقی نے سنن میں کی ہے۔

٣٥٩٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَاْذَنَ عَلَيَّ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَاْذَنِيْ لَهٗ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِي الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ سے روایت ہے' کہ میرے رضاعی چچا (حضرت افلح رضی اللہ) آئے اور مجھ سے (اندر آنے کی) اجازت چاہی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیے بغیر ان کو اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ (اس اثناء میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام سے اجازت مانگی تو آپ نے ارشاد فرمایا: وہ تو تمہارے چچا ہیں ان کو (اندر آنے کی) اجازت دے دو! فرماتی ہیں' پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے' مرد نے نہیں پلایا (اس پر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے چچا ہیں' انہیں اندر آنے دو اور یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جبکہ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٥٩٧ - وَعَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ الْاَسْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُذْهِبُ عَنِّيْ

حجاج بن حجاج اسلمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' کہ ان کے والد نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دودھ پلائی کا حق مجھ سے کس طرح ادا ہو

مُذَمَّۃَ الرِّضَاعِ فَقَالَ غُرَّۃٌ عَبْدٌ اَوْ اَمَۃٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

سکتا ہے؟ (یہ سن کر) حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خادم (دینے سے دودھ پلائی کا حق ادا ہوسکتا ہے خواہ وہ) غلام ہو یا باندی۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد' نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

ف: صاحب نیل الاوطار نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ دودھ چھڑائی کے وقت مستحب یہ ہے کہ دودھ پلانے والی کو کچھ عطیہ بھی دیا جائے۔

۳۵۹۸ - وَعَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ الْغَنَوِیِّ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَتِ امْرَاَۃٌ فَبَسَطَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رِدَاءَہٗ حَتّٰی قَعَدَتْ عَلَیْہِ فَلَمَّا ذَھَبَتْ قِیْلَ ھٰذَا اَرْضَعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوالطفیل غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک خاتون آئیں تو نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھائی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں' جب وہ چلی گئیں تو کہا گیا یہی وہ خاتون ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ یہ خاتون جن کی تعظیم میں رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر اپنی چادر بچھائی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تھیں' جنہوں نے آپ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا اور یہ واقعہ غزوۂ حنین کے دن پیش آیا۔ اس واقعہ سے حضور انور ﷺ کا کمال تواضع معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رضاعی ماں کی تعظیم سگی ماں کی طرح کرنی چاہیے۔

۳۵۹۹ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ بَعَثَ جَیْشًا اِلٰی اَوْطَاسٍ فَلَقُوْا عَدُوًّا فَقَاتَلُوْھُمْ فَظَھَرُوْا عَلَیْھِمْ وَاَصَابُوْا لَھُمْ سَبَایًا فَکَانَ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحَرَّجُوْا مِنْ غَشْیَانِھِنَّ مِنْ اَجْلِ اَزْوَاجِھِنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ ذٰلِکَ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اَیْ فَھُنَّ لَھُمْ حَلَالٌ اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُھُنَّ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر (غزوۂ حنین کے بعد) ایک لشکر (ابو عامر اشعری کی سرکردگی میں) مقام اوطاس کی طرف بھیجا (اوطاس مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام ہے) مسلمانوں کا جب دشمنوں سے مقابلہ ہوا تو لڑائی ہوئی اور مسلمان ان پر غالب آئے اور مسلمانوں کے ہاتھ لونڈیاں آئیں' (جب لونڈیوں کی تقسیم ہوئی تو) بعض صحابہ نے ان لونڈیوں سے صحبت کرنے سے گریز کیا کیونکہ ان کے مشرک شوہر موجود تھے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ'' (حرام ہیں تم پر) شوہر دار عورتیں مگر وہ عورتیں (جو کافروں سے لڑائی میں قید ہو کر) تمہارے قبضہ میں آئی ہوں یعنی یہ (لونڈیاں) حلال ہیں' ان کی عدت کے گزرنے کے بعد (حائضہ ہو تو ختم حیض کے بعد اور اگر آیسہ ہو تو ایک مہینہ گزرنے کے بعد اور اگر حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۶۰۰ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ مَرَّ بِیْ خَالِیْ اَبُوْ بُرْدَۃَ بْنِ نِیَارٍ وَّمَعَہٗ لِوَاءٌ فَقُلْتُ اَیْنَ تَذْھَبُ قَالَ بَعَثَنِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میرے ماموں ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گذرے اور ان کے ساتھ ایک جھنڈا تھا' میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کہاں جارہے ہیں؟ انہوں نے

9/9

اِلٰى رَجُلٍ تَزَوَّجَ اِمْرَاَةَ اَبِيْهِ اٰتِيَهٗ بِرَاْسِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ وَلِلنَّسَائِيِّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ وَاٰخُذَ مَالَهٗ وَفِيْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ قَالَ عَمِّيْ بَدْلُ خَالِيْ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ مُّعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَدَّ مُعَاوِيَةَ اِلٰى رَجُلٍ عَرَسَ بِامْرَاَةِ اَبِيْهِ اَنْ يَّضْرِبَ عُنُقَهٗ وَيُخَمِّسَ مَالَهٗ وَقَالَ اَحَادِيْثُ الْبَابِ حُجَّةٌ لِّلْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ لَا مُخَالِفَ لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَتَلَهٗ وَلَمْ يَحُدَّ عَلَيْهِ.

جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک شخص پر مامور فرما کر بھیجا ہے کہ میں اس کا سر کاٹ کر لے آؤں' کیونکہ اس نے اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) سے نکاح کر لیا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور ابوداؤد کی ایک اور روایت اور نسائی' ابن ماجہ اور دارمی کی روایتوں میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کی گردن کاٹ دوں اور اس کا مال بھی لے آؤں اور اس روایت میں ماموں کے بجائے چچا کا ذکر ہے اور امام طحاوی نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے معاویہ بن قرہ کے دادا کو ایک شخص کے پاس بھیجا جس نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کیا تھا کہ اس کی گردن کاٹ دی جائے اور اس کا مال بیت المال کے لیے لیا جائے اور امام طحاوی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ حدیثیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے حجت ہیں اور ان کے خلاف نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور اس پر (زنا کی) حد جاری نہیں فرمائی۔

ف: واضح ہو کہ جو شخص جان بوجھ کر محرم عورت سے نکاح کرے وہ کافر ہوگا اور اس پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے' اس لیے کہ اس نے حرام کو حلال سمجھا ہے' اس کو قتل کیا جائے گا اور اس کا مال بیت المال کے لیے لے لیا جائے گا اور جس شخص کو اس بات کا علم نہ ہو کہ محرم عورت سے نکاح جائز نہیں اور وہ نکاح کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا اور جو شخص جانتا ہو کہ محرم عورت سے نکاح حرام ہے اور حرمت کا علم ہونے کے باوجود نکاح کرے تو یہ فسق ہے اور ایسے نکاح کے بعد دونوں میں تفریق کرائی جائے گی اور اس کو سزا بھی دی جائے گی یہ اس صورت میں ہوگا جبکہ دخول نہ ہوا اور اگر علم کے باوجود اس نے ایسی حرکت کی ہے تو وہ زانی ہے اور زنا کے احکام جاری ہوں گے اور اگر وہ ناواقف تھا تو وہ بر بناء شبہ جماع کرنے والا ہوگا' اس پر مہر مثل واجب ہوگا اور نسب بھی اس سے ثابت ہوگا اور صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جو اس پر حرام ہو جیسے ماں یا بیٹی اور پھر جماع بھی کرے تو امام اعظم' سفیان ثوری اور امام زفر رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس پر حد نہیں' بلکہ اس پر قتل جیسی سخت سزا واجب ہوگی اور اس کا مال بیت المال کے لیے لیا جائے گا' اس لیے کہ اس نے حرام کو حلال سمجھا جس سے وہ مرتد ہو گیا۔

۳۶۰۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلْمَةَ الثَّقَفِيَّ اَسْلَمَ وَلَهٗ عَشْرُ نِسْوَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاَسْلَمْنَ مَعَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ اَرْبَعًا وَّفَارِقْ سَائِرَهُنَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ يَاْخُذُ الْاُوْلٰى وَالثَّانِيَةَ وَالثَّالِثَةَ وَالرَّابِعَةَ وَهُوَ قَوْلُ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہ غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ان کے (نکاح میں) جاہلیت کے زمانہ میں یعنی اسلام لانے سے پہلے دس عورتیں تھیں اور ان عورتوں نے بھی ان کے ساتھ اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ وہ (ان میں سے) چار کو (نکاح میں) رکھ لیں اور بقیہ کو (طلاق دے کر) چھوڑ دیں۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا ہے کہ پہلی بیوی' دوسری' تیسری اور چوتھی کو (نکاح میں) رکھ لے اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ

تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام لانے سے پہلے کا نکاح صحیح ہے اور اسلام لاتے وقت تجدید نکاح کی ضرورت نہیں بشرطیکہ اس نکاح میں شرعاً کوئی حرج نہ ہو' مثلاً دو بہنوں سے بیک وقت نکاح یا سوتیلی ماں سے نکاح ہوا ہو وغیرہ۔ (حاشیہ ترمذی)

٣٦٠٢ - وَعَنْ نَّوْفَلَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ اَسْلَمْتُ وَتَحْتِيْ خَمْسُ نِسْوَةٍ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَارِقْ وَاحِدَةً وَّاَمْسِكْ اَرْبَعًا فَعَمِدْتُّ اِلٰى اَقْدَمِهِنَّ صُحْبَةً عِنْدِيْ عَاقِرٌ مُّنْذُ سِتِّيْنَ سَنَةً فَفَارَقْتُهَا رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ (جب) میں نے اسلام قبول کیا تو میری پانچ بیویاں تھیں' اس بارے میں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ (ان میں سے) ایک کو چھوڑ دے اور چار کو رکھ لے تو میں نے اپنی سب سے پہلی بیوی کو جو بانجھ تھی اور ساٹھ برس سے میرے ساتھ رہتی تھی اس کو میں نے چھوڑ دیا۔ اس کی روایت بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

٣٦٠٣ - وَعَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ فَيْرُوْزَ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْلَمْتُ وَتَحْتِيْ اُخْتَانِ قَالَ اِخْتَرْ اَيَّتَهُمَا شِئْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ضحاک بن فیروز دیلمی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد (فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اسلام قبول کیا ہے اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں میں سے جس کو چاہے رکھ لے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٦٠٤ - وَعَنْ دَاوٗدَ ابْنَ كَرْدَوْسَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَّا مِنْ بَنِيْ تَغْلُبَ نَصْرَانِيٌّ تَحْتَهُ امْرَاَةٌ نَّصْرَانِيَّةٌ فَاَسْلَمَتْ فَرُفِعَتْ اِلٰى عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ اَسْلِمْ وَاِلَّا فَرَّقْتُ بَيْنَكُمَا فَقَالَ لَهٗ لَمْ اَدَعْ هٰذَا اِلَّا اِسْتِحْيَاءً مِّنَ الْعَرَبِ اَنْ يَّقُوْلُوْا اَنَّهٗ اَسْلَمَ عَلٰى بُضْعِ امْرَاَةٍ قَالَ فَفَرَّقَ عُمَرُ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت داؤد بن کردوس رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ بنو تغلب کا ایک شخص جو نصرانی تھا اور اس کی بیوی جو نصرانیہ تھی' انہوں نے اسلام قبول کیا اور اپنے معاملہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس (نصرانی کافر) سے فرمایا کہ تم بھی اسلام قبول کر لو ورنہ میں تم دونوں میں تفریق کر دوں گا تو اس (نصرانی کافر) نے کہا کہ میں اپنے (اس مذہب) کو عربوں سے شرما کر نہیں چھوڑتا ہوں کہ وہ کہنے لگیں کہ اس نے ایک عورت کو اپنے نکاح میں رکھنے کی خاطر اسلام قبول کیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں میں تفریق کر دی۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اسلام لانے کی وجہ سے میاں بیوی میں تفریق تین امور میں سے کسی ایک امر کی وجہ سے ہوگی۔

(۱) عدت کا گذر جانا (۲) میاں بیوی میں ایک اسلام قبول کرے تو دوسرے پر اسلام پیش کیا جائے گا' انکار کرنے پر تفریق ہو جائے گی (۳) میاں بیوی میں سے کوئی ایک دارالاسلام سے دارالحرب یا دارالحرب سے دارالاسلام منتقل ہو جائے۔

٣٦٠٥ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی (بی بی) زینب

اِبْنَتَهُ عَلٰى اَبِى الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِمَهْرٍ جَدِيْدٍ وَّنِكَاحٍ جَدِيْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْهِ حَجَّاجٌ وَّقَدْ وَثَّقَهُ اَهْلُ النَّقْلِ حَتّٰى اَخْرَجَ لَهُ مُسْلِمٌ وَّفِىْ رِوَايَةِ الطَّحَاوِيِّ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ زَيْنَبَ عَلٰى اَبِى الْعَاصِ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ وَّرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَاَحْمَدُ مِثْلَهُ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الْفُرْقَةَ تَقَعُ بِاخْتِلَافِ الدَّارَيْنِ وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ وَفِىْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا هَاجَرَ اَحَدُهُمَا وَبَقِىَ الْاٰخَرُ فِىْ دَارِ الْحَرْبِ سَلَّمْنَا اَنَّهَا مُتَبَايِنَانِ دَارًا حَقِيْقَةً وَّلٰكِنْ لَّا نُسَلِّمُ اَنَّهَا مُتَبَايِنَانِ حُكْمًا فَاِنَّهُمَا لَمَّا اَسْلَمَا فِىْ دَارِ الْحَرْبِ وَهَاجَرَ اَحَدُهُمَا فَالثَّانِىْ لَيْسَ بِعَازِمٍ عَلَى الْقَرَارِ فِىْ دَارِ الْحَرْبِ بَلْ هُوَ عَازِمٌ عَلَى الْهِجْرَةِ فَهُوَ فِىْ دَارِ الْاِسْلَامِ حُكْمًا فَلَا تَبَيَّنَ اَحَدُهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ لِاَنَّ مَذْهَبَنَا تَبَايُنُ الدَّارَيْنِ حَقِيْقَةً وَّحُكْمًا مُوْجِبٌ لِلْبَيْنُوْنَةِ وَاَمَّا الصَّفْوَانُ بْنُ اُمَيَّةَ فَاسْتَقَرَّتْ عِنْدَهُ زَوْجَتُهُ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ بِالنِّكَاحِ الْاَوَّلِ اَوْ بِنِكَاحٍ مُّجَدَّدٍ فَلَا يَصْلَحُ لِلْاِسْتِدْلَالِ مَعَ عَدَمِ الدَّلَالَةِ عَلٰى حُصُوْلِ تَبَايُنِ الدَّارَيْنِ وَاَمَّا عِكْرِمَةُ فَاِنَّمَا هَرَبَ اِلَى السَّاحِلِ وَهُوَ مِنْ حُدُوْدِ مَكَّةَ فَلَمْ تَتَبَايَنْ دَارُهُمْ.

رضی اللہ عنہا کو (ان کے شوہر) ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ (کے اسلام لانے پر) اور نئے نکاح کے ساتھ لوٹا دیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور اس حدیث کی سند میں حجاج بن ارطاۃ کوفی ہیں جن کو محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے' یہاں تک کہ امام مسلم نے بھی ان سے حدیث روایت کی ہے۔ اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی زینب رضی اللہ عنہا کو (ان کے شوہر) حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ پر نئے نکاح کے ساتھ لوٹا دیا۔ ابن ماجہ اور امام احمد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ اس حدیث شریف میں اس بات کی دلیل ہے کہ (میاں بیوی میں) جدائی اختلاف دارین یعنی دارالاسلام اور دارالحرب کی وجہ سے واقع ہو جاتی ہے اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس قول (سورہ ممتحنہ ع ۲) سے ہوتی ہے: "فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ" (پھر اگر یہ تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو' نہ یہ (مسلمان عورتیں) ان کو حلال اور نہ وہ (کافر مرد) ان کے حلال ہیں)۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس طرح مروی ہے کہ (میاں بیوی) دونوں میں کوئی ایک ہجرت کرے اور دوسرا دارالحرب میں رہ جائے تو ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان دونوں میں فی الحقیقت اختلاف دارین واقع ہوگا' اس لیے کہ میاں بیوی دونوں نے دارالحرب میں اسلام قبول کر لیا اور ان میں سے ایک نے ہجرت کر لی تو دوسرا کیونکر دارالحرب میں رہے گا' بلکہ وہ بھی ہجرت کا ارادہ کرے گا اس اعتبار سے یہ دوسرا جو دارالحرب میں ہے حکم کے اعتبار سے دارالاسلام ہی میں ہے' اس لیے ان دونوں پر اس صورت میں اختلاف دارین کا حکم صحیح نہیں' اسی وجہ سے ہمارا مذہب یہ ہے کہ اختلاف دارین حقیقت کے اعتبار سے اور حکم کے اعتبار سے جدائی اور تفریق کا سبب ہوتا ہے۔ اب رہا صفوان بن امیہ کی بیوی اسلام لا چکی تھیں اور صفوان فتح مکہ کے بعد یمن جانے کے لیے بھاگ نکلے لیکن عمیر بن وہب نے ان کو پا لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امن دینے کا پیام دیا' یہ حاضر خدمت ہوئے اور غزوۂ حنین کے بعد اسلام لائے اور ان کی بیوی نکاح اول ہی پر ان کے عقد میں رہیں' اس لیے کہ اختلاف دارین واقع نہیں ہوا اور حضرت عکرمہ بھی (فتح کے بعد) بھاگ کھڑے ہوئے (لیکن ان کی بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امان لے کر ان کو واپس لائیں اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور ان کی بیوی بھی نکاح اول ہی پر ان کے عقد میں رہیں' اس لیے کہ یہاں بھی اختلاف دارین واقع نہیں ہوا' اس لیے کہ یہ بھی حدود

مکہ ہی میں تھے۔

بَابُ الْمُبَاشَرَةِ
بیویوں سے صحبت کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو۔

(ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: عورتوں کی قربت سے نسل کا قصد کرو کہ قضاء شہوت کا اور جماع سے پہلے بسم اللہ پڑھنا۔

(تفسیر خزائن العرفان از حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی)

٣٦٠٦ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ اِذَا اَتَى الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ مِنْ دُبُرِهَا فِيْ قُبُلِهَا كَانَ الْوَلَدُ اَحْوَلُ فَنَزَلَتْ نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ یہود کہا کرتے تھے کہ اگر آدمی اپنی بیوی سے دُبر کی جانب سے آگے کی شرمگاہ (فرج) میں جماع کرے تو بچہ ترچھی آنکھ والا پیدا ہوگا تو (اس کی تردید میں) یہ آیت نازل ہوئی: "نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ" (تمہاری بیبیاں گویا تمہاری کھیتیاں ہیں تو تم اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ عورتیں کھیتیاں ہیں یعنی اولاد ہونے کے لیے بمنزلہ کھیتیاں ہیں اس لیے جماع کی جگہ صرف پیشاب گاہ ہے اور وہی کھیتی کی جگہ ہے' پاخانہ کی جگہ کھیتی کی جگہ نہیں' اس لیے وہاں جماع حرام ہے' البتہ! لیٹ کر بیٹھ کر یا اُلٹا لٹا کر سامنے کی شرمگاہ میں جماع کرنے کا اختیار ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٠٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَوْحٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَلْاٰيَةُ اَقْبِلْ وَاَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وحی نازل ہوئی "نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ" (اپنی بیوی سے) اگلی طرف سے صحبت کر یا پچھلی طرف سے اور پاخانہ کی جگہ جماع نہ کر اور حیض کے دونوں میں (بھی) صحبت نہ کر۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں دبر میں جماع کرنے سے منع کیا گیا ہے اس لیے کہ دبر نجاست کی جگہ ہے اور اسی طرح قبل یعنی فرج بھی حیض کی حالت میں نجاست کی جگہ ہے' اس لیے دُبر سے ہر وقت اور قُبل سے حیض کی حالت میں پرہیز کرنا چاہیے' اسی لیے سارے ائمہ اس کی حرمت پر متفق ہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٠٨ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّعْزَلَ عَنِ الْحُرَّةِ اِلَّا بِاِذْنِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ عَزْلِ الْحُرَّةِ اِلَّا بِاِذْنِهَا وَرَوَى

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آزاد عورت کی اجازت کے بغیر عزل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی اور عبد الرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے آزاد عورت کی اجازت کے بغیر عزل سے منع فرمایا ہے اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے

الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ تَعْزِلُ الْاَمَةَ وَتَسْتَاْذِنُ الْحُرَّةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ عُمَرَ مِثْلَهٗ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ تَسْتَاْمِرُ الْحُرَّةَ وَتَعْزِلُ عَنِ الْاَمَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ كَانَ يَعْزِلُ عَنْ اَمَتِهٖ.

روایت کی ہے کہ لونڈی سے عزل کیا جاسکتا ہے اور آزاد عورت سے اجازت لی جائے گی اور بیہقی کی ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آزاد عورت سے (عزل کی) اجازت لی جائے گی اور لونڈی سے (بغیر اس کی اجازت کے) عزل کیا جاسکتا ہے۔ اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ وہ اپنی لونڈی سے عزل کیا کرتے تھے۔

ف: عزل کے معنی یہ ہیں کہ بیوی سے اس طرح جماع کرے کہ انزال کے وقت عضو مخصوص کو باہر نکال لے اور منی باہر گرائے تاکہ حمل نہ ٹھہرنے پائے، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا کیا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کرنے سے منع نہیں فرمایا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عزل جائز ہے اور بعض روایتوں سے ممانعت بھی ثابت ہوتی ہے یہ ممانعت تنزیہی ہے یعنی جواز مع الکراہت ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

۳۶۰۹- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَنْهَنَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے نزول کے زمانہ میں ہم عزل کیا کرتے تھے[1] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم نے اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ (ہمارے اس عزل) کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتی رہی اور آپ نے ہمیں منع نہیں فرمایا۔

[1] یعنی اگر عزل جائز نہ ہوتا تو ہم کو وحی سے اس کی ممانعت کر دی جاتی۔

۳۶۱۰- وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لِيْ جَارِيَةً هِيَ خَادِمَتُنَا وَاَنَا اَطُوْفُ عَلَيْهَا وَاَكْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ فَقَالَ اعْزِلْ عَنْهَا اِنْ شِئْتَ فَاِنَّهٗ سَيَاْتِيْهَا مَا قُدِّرَ لَهَا فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَبِلَتْ فَقَالَ قَدْ اَخْبَرْتُكَ اَنَّهٗ سَيَاْتِيْهَا مَا قُدِّرَ لَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُوْنُ الْوَلَدُ وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَّمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میری ایک لونڈی ہے اور ہماری خدمت بھی کرتی ہے اور میں اس سے صحبت کرتا ہوں اور مجھے یہ بات پسند نہیں کہ وہ حاملہ ہو جائے (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر تم چاہو تو عزل کرو، اس لیے کہ جو چیز یعنی اولاد اس کے مقدر میں ہوگی وہ ہو کر رہے گی، وہ شخص کچھ مدت (اس باندی سے عزل) کرتا رہا، پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ وہ باندی حاملہ ہو چکی ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے تو تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ جو کچھ اس کے مقدر میں ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: کہ منی کے ہر قطرہ سے بچہ پیدا نہیں ہوتا، لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ان کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

۳۶۱۱- وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اِنَّ رَجُلًا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے

جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّىْ اَعْزِلُ عَنِ امْرَاَتِىْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ الرَّجُلُ اَشْفِقُ عَلٰى وَلَدِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ ذٰلِكَ ضَارًّا ضَرَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّرَوَى الطَّحَاوِىُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْاِغْتِيَالِ ثُمَّ قَالَ لَوْ ضَرَّ اَحَدًا لَضَرَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰى عَنِ الْغِيْلَةِ حَتّٰى ذَكَرْتُ اَنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ يَصْنَعُوْنَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ اَوْلَادَهُمْ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَّحْوَهٗ.

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا بیوی کے (شیر خوار) بچہ پر ڈرتا ہوں (کہ کہیں دوسرا حمل نہ ہو جائے اور بچہ کو دودھ پلانا نقصان دہ ہو جائے یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ چیز نقصان دہ ہوتی تو فارس اور روم والوں کو بھی نقصان دیتی اور طحاوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ (ابتداء میں) دودھ پلانے والی عورت سے صحبت کرنے سے منع فرماتے تھے پھر (اجازت دے دی) فرمایا: اگر یہ چیز نقصان دہ ہوتی تو فارس اور رُوم والوں کو بھی نقصان دیتی اور مسلم کی ایک اور روایت میں جدامہ بنت وھب رضی اللہ عنہا سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا ارادہ تھا کہ دودھ پلانے والی عورت سے صحبت کرنے سے منع کر دوں پھر مجھے یاد آیا کہ فارس اور رُوم والے ایسا کرتے ہیں اور یہ چیز ان کے بچوں کو نقصان نہیں دیتی اور مسلم کی ایک اور روایت میں اسی طرح ہے۔

٣٦١٢ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ الْاَمَانَةِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَفِىْ رِوَايَةٍ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يَفْضِىْ اِلٰى اِمْرَاَتِهٖ وَتَفْضِىْ اِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بڑی امانت اور ایک روایت میں (یوں ہے) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا وہ انسان ہے جو اپنی بیوی سے ہم بستر ہو اور بیوی بھی اس کی طرف راغب تھی پھر وہ اپنی بیوی کی مباشرت کی باتوں کو لوگوں میں ظاہر کرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ مباشرت کے وقت میاں بیوی کی باتیں اور حرکات امانت ہیں اس لیے ایسی چیزوں کو لوگوں میں ظاہر کرنا خیانت ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔

٣٦١٣ - وَعَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِىْ مِنَ الْحَقِّ لَا تَاْتُوا النِّسَاءَ فِىْ اَدْبَارِهِنَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِىُّ.

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق بات کے فرمانے میں شرم نہیں کرتا (اور میں بھی نہیں شرماتا) عورتوں سے لواطت نہ کیا کرو۔ اس کی روایت امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

٣٦١٤ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰى اِمْرَاَتَهٗ فِىْ دُبُرِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو اپنی بیوی سے لواطت کرے اس پر خدا کی پھٹکار ہے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٦١٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِىْ يَاْتِىْ اِمْرَاَتَهٗ فِىْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی سے لواطت کرتا ہے اللہ تعالیٰ

دُبُرِهَا لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

اس پر نظر رحمت نہیں کرتا۔ اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

٣٦١٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلٍ اَتٰى رَجُلًا اَوْ اِمْرَاَةً فِي الدُّبُرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مرد یا کسی عورت سے لواطت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت نہیں کرتا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

غلام اور باندی کے مسائل کا بیان

٣٦١٧ - عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عَائِشَةَ اِشْتَرَتْ بَرِيْرَةَ لِتُعْتِقَهَا فَاشْتَرَطَ اَهْلُهَا وِلَاءَ هَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ لِاُعْتِقَهَا وَاِنَّ اَهْلَهَا يَشْتَرِطُوْنَ وَلَاءَ هَا فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّمَا الْوِلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ اَوْ قَالَ اَعْطَى الثَّمَنَ قَالَ فَاشْتَرَتْهَا فَاَعْتَقَتْهَا قَالَ وَخُيِّرَتْ نَفْسَهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَقَالَتْ لَوْ اُعْطِيْتُ كَذَا وَكَذَا مَا كُنْتُ مَعَهُ قَالَ الْاَسْوَدُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ اُخْرٰى لَهُ عَنْهُ نَحْوَهُ وَفِيْهَا قَالَ الْحَكَمُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا وَرَوٰى مُسْلِمٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ لِلْعِتْقِ فَاشْتَرَطُوْا وَلَاءَ هَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا وَاَعْتِقِيْهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ وَاُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمٌ فَقَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ وَّخُيِّرَتْ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ سَاَلْتُهُ عَنْ زَوْجِهَا فَقَالَ لَا اَدْرِيْ وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ حُرًّا

حضرت اسود رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدا، تا کہ ان کو آزاد کر دیں تو ان کے مالک نے شرط لگائی کہ ولی ہم ہی رہیں گے (یعنی وراثت کا حق ہمیں ہی رہے گا) تو ام المومنین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لیے خریدا ہے اور ان کے مالک اپنی ولایت برقرار رکھنے کے لیے شرط لگا رہے ہیں (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان کو آزاد کر دو ولی تو آزاد کرنے والا ہی ہوگا یا آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا (ولی وہی ہو گا) جس نے قیمت ادا کی ہو، راوی کا بیان ہے ام المومنین نے ان کو خریدا اور آزاد کر دیا اور راوی یہ بھی کہتے ہیں (کہ آزاد ہو جانے کے بعد) ان کو (شوہر کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا) اختیار دیا گیا تو انہوں نے اپنے اختیار کو استعمال کیا (اپنے شوہر سے جدائی اختیار کر لی) اور کہا کہ مجھے اتنا مال دیا جائے تو میں ان کے (یعنی شوہر کے) ساتھ نہیں رہوں گی، حضرت اسود فرماتے ہیں کہ ان کے شوہر آزاد تھے۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے اور بخاری کی ایک اور روایت میں بھی اسی طرح مروی ہے اور اس روایت میں بھی اس طرح مروی ہے اور اس روایت میں یوں ہے کہ حکم نے کہا کہ ان کے شوہر آزاد تھے۔ اور مسلم نے شعبہ سے روایت کی ہے اور وہ عبدالرحمٰن بن قاسم سے روایت کرتے ہیں اور عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت قاسم کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کرتے ہوئے سنا کہ ام المومنین نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لیے خریدنے کا ارادہ فرمایا تو ان کے مالک نے اپنی حق ولایت کی شرط لگائی، ام المومنین نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم ان کو خرید لو اور ان کو آزاد کر دو، اس لیے کہ ولایت کا حق اسی کو حاصل ہے جو (غلام یا باندی کو) آزاد کرتا ہے

حِيْنَ اُعْتِقَتْ وَاِنَّهَا خُيِّرَتْ فَقَالَتْ مَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُ وَاِنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَتْ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ حُرًّا فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَعْتَقَتْ بَرِيْرَةَ فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَهَا زَوْجٌ حُرٌّ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ طَاؤُسٍ اَنَّهُ قَالَ لِلْاَمَةِ الْخِيَارُ اِذَا اعْتَقَتْ وَاِنْ كَانَتْ تَحْتَ قُرَشِيٍّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ لَهَا الْخِيَارُ فِي الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ وَالشَّعْبِيِّ نَحْوَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنْ مُّجَاهِدٍ اَنَّهُ قَالَ لَهَا الْخِيَارُ وَلَوْ كَانَتْ تَحْتَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ.

اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو حاضرین نے حضور انور ﷺ سے عرض کیا کہ یہ بریرہ کو صدقہ میں دیا گیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے لیے یہ صدقہ ہے اور ہمارے لیے یہ ہدیہ ہے اور ان کو (بریرہ کو آزادی کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا) اختیار دیا گیا اور عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ان کے شوہر آزاد تھے' شعبہ نے کہا کہ میں نے عبدالرحمٰن سے ان کے شوہر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا۔ اور ابوداؤد نے حضرت اسود سے اور انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ بریرہ کے شوہر اس وقت آزاد تھے جس وقت بریرہ کو آزاد کیا گیا اور پھر ان کو (شوہر کے ساتھ نکاح قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار دیا گیا تو بریرہ نے کہا کہ (میں اپنا نکاح کیوں قائم رکھوں) میں نہیں چاہتی کہ شوہر کے ساتھ (نکاح میں) رہوں مجھے تو (نکاح توڑنے سے) ایسی ایسی سہولتیں حاصل ہیں۔ اور ترمذی کی روایت میں اس طرح ہے: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ (جس وقت بریرہ آزاد ہوئیں تو) بریرہ کے شوہر آزاد تھے اور رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو (شوہر کے ساتھ نکاح قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار دیا۔ اور ابن ماجہ اور نسائی نے حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے اور وہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین نے بریرہ کو آزاد کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو (نکاح کے قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار دیا اور اس وقت ان کے شوہر آزاد تھے اور امام طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا ہے باندی جب آزاد ہو جائے تو اس کو (نکاح قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار ہے' اگرچہ کہ وہ کسی قریشی کے نکاح ہی میں کیوں نہ ہو۔ اور انہی دونوں طحاوی اور ابن ابی شیبہ کی ایک اور روایت میں حضرت طاؤس سے ہی مروی ہے کہ باندی کو (نکاح قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار ہے خواہ (شوہر) آزاد ہو یا غلام ہو۔ اور ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین اور شعبی سے اسی طرح روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ کی ایک اور روایت میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے' انہوں نے فرمایا کہ باندی کو (جب وہ آزاد ہو جائے تو) اختیار ہے کہ (اپنا نکاح قائم رکھے یا نہ رکھے) اگرچہ کہ وہ امیر المومنین کے نکاح میں ہو۔

۳۶۱۸- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ بَرِيْرَةَ عُتِقَتْ وَهِيَ عِنْدَ مُغِيْثٍ فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہ بریرہ جب آزاد ہوئیں تو حضرت مغیث کے نکاح میں تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے بریرہ

وَسَلَّمَ وَقَالَ لَهَا اِنْ قَرُبَكِ فَلَاخِيَارَ لَكِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

کو(نکاح قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار دیا اور یہ بھی ارشاد فرمایا (بریرہ!) اگر وہ (مغیث) تم سے ہم بستر ہو جائیں تو تمہارا اختیار باقی نہیں رہے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

باب الصداق

مہر کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ. (النساء:۲۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور ان کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو۔ (کنزالایمان امام احمد رضا بریلوی)

ف: اس آیت شریفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ (۱) نکاح میں مہر ضروری ہے۔ (۲) اگر مہر مقرر نہ کیا جائے تو تب بھی واجب ہوتا ہے۔ (۳) مہر مال ہی ہوتا ہے نہ کہ خدمت اور تعلیم وغیرہ کیونکہ یہ مال نہیں ہیں۔ (۴) اتنا تھوڑا مال جس کو مال نہ کہا جائے وہ مہر ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا (۵) مہر کی ادنیٰ مقدار دس درہم ہے اس سے کم مہر نہیں ہوگا۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ اَزْوَاجِهِمْ. (الاحزاب:۵۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی بیبیوں کا حق۔ (کنزالایمان)

ف: واضح ہو کہ بیویوں کے حق میں مہر کے علاوہ نکاح کے وقت گواہوں کا ہونا اور ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو باری کا واجب ہونا اور چار حرہ عورتوں کی حد تک نکاح میں لانا یہ سب شامل ہیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً مہر کی مقدار اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرر ہے اور وہ دس درہم ہے جس سے کم کرنا ممنوع ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَاٰتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا. (النساء:۲۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور تم اسے (بیوی کو) ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔

ف: تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس آیت سے گراں مہر مقرر کرنے کا جواز ملتا ہے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے منبر پر فرمایا: عورتوں کے مہر گراں مقرر نہ کرو ایک عورت نے کہا امیر المومنین! ہم آپ کی بات مانیں یا اللہ تعالیٰ کی بات مانیں؟ اور اس نے یہ آیت پڑھی: "واتیتم احداهن قنطارا" اس پر امیر المومنین نے اپنے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے عمر! تجھ سے ہر شخص زیادہ سمجھ دار ہے تم لوگ جو چاہو مہر مقرر کرو! سبحان اللہ! خلیفہ رسول کا شان انصاف اور نفس شریف کی پاکیزگی اللہ تعالیٰ ہم کو آپ کی اتباع نصیب فرمائے آمین!

۳۶۱۹ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مَهْرَ اَقَلَّ مِنْ عَشْرَةٍ مِّنَ الْحَدِيْثِ الطَّوِيْلِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَّقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ اَنَّهُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ حَسَنٌ كَمَا فِيْ فَتْحِ الْقَدِيْرِ فِيْ بَابِ الْكَفَاءَةِ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهِمَا عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مہر دس درہم سے کم نہ ہو جیسا کہ ایک طویل حدیث میں مروی ہے۔ اس کی روایت ابن ابی حاتم نے کی ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ روایت اس سند کے ساتھ حسن ہے جیسا کہ فتح القدیر کے باب الکفاءۃ میں مذکور ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے اپنی اپنی سنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی مہر دس درہم سے کم نہ ہو اور ان ہی دونوں یعنی دارقطنی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مَهْرَ دُوْنَ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوْفًا وَّلَا يَكُوْنَ الْمَهْرُ اَقَلُّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَرَوٰى سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِيْ سُنَنِهٖ عَنْ اَبِى النُّعْمَانَ الْاَزْدِيُّ قَالَ زَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةً عَلٰى سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ قَالَ لَا يَكُوْنُ لِاَحَدٍ بَعْدَكَ مَهْرًا وَّفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِىْ دَاوٗدَ عَنْ مَّكْحُوْلٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ بَعْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور بیہقی کی ایک اور روایت میں حضرت علی رضی اللہ سے موقوفاً مروی ہے کہ کوئی مہر دس درہم سے کم نہ ہو اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ابوالنعمان ازدی رضی اللہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا نکاح قرآن کی ایک سورۃ (کی تعلیم) کے معاوضہ میں کر دیا پھر ارشاد فرمایا: کہ ایسا مہر تمہارے بعد کسی کے لیے نہیں ہوگا اور ابوداؤد کی ایک روایت مکحول رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے وہ کہا کرتے تھے کہ یہ (قرآن کی سورۃ کی تعلیم کا مہر مقرر کرنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے درست نہیں۔

٣٦٢٠- وَعَنْ اَبِىْ سَلْمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ صُدَاقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ صُدَاقُهٗ لِاَزْوَاجِهٖ ثِنَتَىْ عَشَرَةَ اَوْقِيَةً وَّنَشٌّ قَالَتْ اَتَدْرِىْ مَا النَّشُّ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ اَوْقِيَةٍ فَتِلْكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّنَشٌّ بِالرَّفْعِ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَفِيْ جَمِيْعِ الْاُصُوْلِ وَرَوَى النَّسَائِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ فَمَاتَ بِاَرْضِ الْحَبْشَةِ فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمْهَرَهَا عَنْهُ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَبَعَثَ بِهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ شُرَحْبِيْلَ ابْنِ حَسَنَةَ.

حضرت ابوسلمہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کی بیبیوں) کا مہر کیا ہوا کرتا تھا۔ ام المومنین نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا۔ ام المومنین نے (ابوسلمہ) سے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ نش کسے کہتے ہیں (ابوسلمہ) کہتے ہیں میں نے جواب دیا نہیں تو ام المومنین نے فرمایا (نش) آدھے اوقیہ کو کہتے ہیں تو یہ (ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی کا سکہ) پانچ درہم ہوئے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور شرح السنۃ اور مصابیح کے تمام نسخوں میں نش نون کے پیش سے لکھا ہے اور نسائی نے اور ابوداؤد نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں اور ان کا انتقال حبشہ میں ہوگیا تو نجاشی (شاہ حبش نے عدت گذرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے) آپ کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور (اپنے پاس سے) چار ہزار مہر آپ کو دیا۔ اور ایک روایت میں چار ہزار درہم لکھا ہے اور پھر نجاشی نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ (مدینہ منورہ) روانہ کیا۔

٣٦٢١- وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ اَلَا لَا تَغَالُوْا فِيْ صُدَاقِ النِّسَاءِ وَاَنَّهٗ لَا يَبْلُغُنِىْ عَنْ اَحَدٍ سَاقَ اَكْثَرَ مِنْ شَىْءٍ سَاقَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ سِيْقَ اِلَيْهِ اِلَّا جُعِلْتُ فَضْلَ ذٰلِكَ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ ثُمَّ نَزَلَ فَعَرَضَتْ لَهٗ اِمْرَاَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَتْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

حضرت شعبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا: خبردار! عورتوں کے مہر میں غلو نہ (بڑے بڑے مہر نہ مقرر کرو) کرو۔ سن لو! جس کسی کے بارے میں مجھے یہ اطلاع ملے کہ اس نے مقدار سے زیادہ (مہر) مقرر کیا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا یا کسی کو زیادہ مال دیا گیا ہو تو اس زائد مقدار کو میں بیت المال میں داخل کر دوں گا پھر آپ منبر سے اتر گئے۔ ایک قریشی عورت آپ کے روبرو

لِكِتَابِ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمْ قَوْلُكَ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ فَمَا ذَاكَ قَالَتْ نَهَيْتَ النَّاسَ اٰنِفًا اَنْ يَّتَغَالَوْا فِيْ صُدَاقِ النِّسَاءِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ وَ اٰتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُ كُلُّ اَحَدٍ اَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ لِلنَّاسِ اِنِّيْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ اَنْ تَغَالَوْا فِيْ صُدَاقِ النِّسَاءِ فَلْيَفْعَلْ رَجُلٌ فِيْ مَالِهٖ مَا بَدَا لَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ.

حاضر ہوئی اور کہا امیر المومنین! اللہ تعالیٰ کی کتاب پیروی کے قابل ہے یا آپ کا قول؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی کتاب! واقعہ کیا ہے؟ اس عورت نے کہا کہ آپ نے ابھی (منبر پر) لوگوں کو منع فرمایا کہ عورتوں کے مہر مقرر کرنے میں غلو نہ کرو اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ''وَ اٰتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا'' (اور تم نے اپنی کسی بیوی کو مال کثیر دیا ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو) یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا: ہر شخص عمر سے زیادہ سمجھ رکھتا ہے۔ آپ نے یہ بات دو بار یا تین بار فرمائی' پھر آپ منبر پر لوٹ آئے اور لوگوں سے فرمایا: میں نے ابھی تم کو عورتوں کے مہر مقرر کرنے میں غلو (اور زیادتی) سے روکا ہے۔ ہر شخص اپنے مال میں اپنی پسند کے مطابق کام کرے۔ اس کی روایت بیہقی نے سنن میں کی ہے اور سعید بن منصور نے بھی اس کی روایت کی ہے۔

٣٦٢٢ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ تَزَوَّجَ اِمْرَاَةً وَّلَمْ يَفْرِضْ لَهَا شَيْئًا وَّلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَّهَا مِثْلُ صِدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانَ الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ اِمْرَاَةٍ مِّنَّا وَبِمِثْلِ مَا قَضَيْتُ فَفَرِحَ بِهَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَّوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ.

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں (مسئلہ) دریافت کیا گیا کہ جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے لیے مہر مقرر نہیں کیا اور اس سے صحبت کرنے سے پہلے انتقال کر گیا (یہ سن کر) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی عورت کو اس (کے خاندان) کی عورتوں کے مہر کی طرح (مہر مثل) ملے گا۔ نہ اس میں کمی ہوگی اور نہ زیادتی اور ایسی عورت پر (شوہر کی وفات کی وجہ سے) عدت بھی واجب ہوگی اور اس کو ترکہ بھی ملے گا۔ (یہ سن کر) معقل بن سنان اشجعی ص نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق کے بارے میں جو ہمارے قبیلہ کی ایک خاتون تھیں ایسا ہی فیصلہ فرمایا تھا' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) بیحد خوش ہوئے (اس لیے کہ آپ کا فتویٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق تھا) اس حدیث کی روایت ترمذی' ابو داؤد' نسائی اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔

بَابُ الْوَلِيْمَةِ
ولیمہ کا بیان

ف: واضح ہو کہ ولیمہ اس تقریب کو کہتے ہیں جو شب زفاف کے بعد شوہر کی طرف سے بطور شکرانہ کے منعقد کی جاتی ہے اور یہ دعوت امام شافعی کے نزدیک سنت ہے اور تینوں ائمہ کے نزدیک مستحب ہے اور فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ ولیمہ سنت ہے اور اس میں اجر عظیم ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ آدمی نکاح کے بعد جب اپنی بیوی سے صحبت کرے تو اس کو چاہیے کہ اپنے پڑوسیوں' قرابتداروں اور دوستوں کے لیے جانور ذبح کرے اور ان کو کھانے پر جمع کرے۔

۳٦۲۳ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِسَائِهٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاةٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کا ایسا ولیمہ نہیں کیا جیسا حضرت بی بی زینب رضی اللہ کا کیا' آپ نے (ان کے نکاح میں) ایک بکری (ذبح کر کے) ولیمہ کیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳٦۲٤ - وَعَنْهُ قَالَ اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَنٰى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَاَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَّلَحْمًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا (اور ہم بستر ہوئے تو) ان کے ولیمہ میں لوگوں کو پیٹ بھر گوشت اور روٹی کھلائی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳٦۲۵ - وَعَنْهُ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى وَلِيْمَتِهٖ وَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ وَّمَا كَانَ فِيْهَا اِلَّا اَنْ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاُلْقِيَ عَلَيْهَا التَّمْرُ وَالْاَقِطُ وَالسَّمْنُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْ رَزِيْنَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَفِيَّةَ يَقُوْدُهَا سَبِيَّةً حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَذِرَاعُهَا فِيْ يَدِهٖ فَاَعْتَقَهَا وَخَطَبَهَا وَتَزَوَّجَهَا وَاَمْهَرَهَا رَزِيْنَةَ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ فَعَلَ فِيْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ مِثْلَ مَا فَعَلَهٗ فِيْ صَفِيَّةَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْحُكْمِ اَنَّهٗ يُجَدِّدُ لَهَا صُدَاقًا.

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ بنی قریظہ سے واپسی کے موقع پر) خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان (مقام صہباء میں) تین رات قیام فرمایا' یہاں آپ نے بی بی صفیہ رضی اللہ سے نکاح کر کے شب باشی فرمائی (حضرت انس) فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی دعوت دی' اس میں نہ تو روٹی تھی اور نہ گوشت اور اس میں یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ دسترخوان بچھایا جائے تو دسترخوان بچھایا گیا اور اس پر کھجور' پنیر اور گھی رکھا گیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور بیہقی نے رزینہ رضی اللہ سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ غزوۂ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بی بی صفیہ کو (حالت جنگ میں) قیدی بنا کر لائے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی' بی بی صفیہ کا ہاتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھا' آپ نے ان کو آزاد کیا' نکاح کا پیام دیا اور نکاح فرمایا اور (چونکہ ان کی آزادی مہر تھا اس لیے) رزینہ کو ان کی خدمت میں دے دیا اور امام طحاوی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے بی بی جویریہ بنت الحارث رضی اللہ کو اسی طرح (آزاد فرما کر بلا مہر نکاح) کیا جس طرح بی بی صفیہ کو (آزاد فرما کر بلا مہر نکاح) کیا۔ پھر (حضرت ابن عمر رضی اللہ نے اس روایت کو بیان کرنے کے بعد) فرمایا کہ (بغیر مہر کے نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز تھا جو خصوصیات نبوی میں سے ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی شخص بغیر مہر کے نکاح کرے تو اس کو از سر نو مہر مقرر کرنا چاہیے۔

۳٦۲٦ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَمَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِسَوِيْقٍ وَّتَمْرٍ رَّوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ سے (نکاح کے موقعہ پر) ستو اور کھجور سے ولیمہ کیا۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳٦۲۷ - وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ اَوْلَمَ

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعْضِ نِسَائِہٖ بِمُدَّیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ﷺ نے اپنی بعض بیبیوں کا ولیمہ دو مد (دو سیر) جو سے کیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۶۲۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلَی الْوَلِیْمَۃِ فَلْیَاْتِہَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ فَلْیُجِبْ عُرْسًا کَانَ اَوْ نَحْوَہٗ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اس کو چاہیے کہ (دعوت میں) حاضر ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ دعوت شادی کی ہو یا اسی طرح کی کوئی اور دعوت ہو اس کو قبول کرنا چاہیے اور داعی کے گھر جانا چاہیے (خواہ کھانا کھائے یا نہ کھائے)۔

ف: واضح ہو کہ فتاویٰ عالمگیریہ میں تمرتاشی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دعوت کے قبول کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔

دعوت کے اقسام اور احکام

ف: واضح ہو کہ دعوت کا قبول کرنا عرف عام میں سنت ہے حالانکہ دعوت کا قبول کرنا واجب بھی ہے، سنت بھی ہے، مستحب بھی اور بسا اوقات ممنوع بھی ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں لکھا ہے کہ دعوت کے قبول کرنے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک واجب ہے جس کے ترک کرنے کی کوئی صورت نہیں، عامۂ علماء کے نزدیک سنت ہے اور اگر ولیمہ کی دعوت ہو تو افضل یہ ہے کہ قبول کرے ورنہ اختیار ہے، لیکن دعوت کا قبول کرنا افضل ہے، اس لیے کہ اس سے ایک مومن کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور جب دعوت قبول کر لی تو داعی کے گھر جانا چاہیے، خواہ کھائے یا نہ کھائے، لیکن افضل یہ ہے کہ روزہ دار نہ ہو تو کھالے۔ اور بنایہ میں لکھا ہے کہ دعوت کا قبول کرنا سنت ہے، خواہ ولیمہ ہو یا کوئی اور دعوت اور اختیار میں لکھا ہے کہ ولیمہ کی دعوت کا قبول کرنا قدیم سنت ہے اگر قبول نہ کرے تو گنہگار ہوگا، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس نے دعوت قبول نہیں کی تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ اگر روزہ دار ہو تو دعوت قبول کرے، وہاں جائے اور دعاء کرے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا کھائے اور دعا کرے اور اگر کھانا نہ کھائے اور دعوت بھی قبول نہ کرے تو گنہگار ہوگا اور جفا کار سمجھا جائے گا، اس لیے کہ اس میں داعی کی توہین ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اگر مجھے کھر کھانے کے لیے بھی بلایا جائے تو میں ایسی دعوت کو قبول کروں گا اور رحمۃ الامۃ میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحیح ترین قول یہ ہے کہ دعوت کا قبول کرنا مستحب ہے۔

حاشیہ مشکوٰۃ میں لمعات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ چند ایسے اسباب ہیں جن کی وجہ سے دعوت کا قبول کرنا ساقط ہو جاتا ہے جیسے وہاں شبہ کا کھانا ہو یا وہاں صرف اغنیاء کی دعوت ہو یا وہاں ایسے لوگ ہوں جن کے ساتھ بیٹھنا مناسب نہ ہو یا داعی نے اس کو اس کی وجاہت دنیوی کی وجہ سے بلایا ہو یا اس لیے دعوت دی ہو کہ اس سے باطل میں اعانت لی جائے یا وہاں غیر شرعی امور ہوں جیسے ریشم کا فرش ہو یا گانے بجانے کی محفل ہو۔

۳۶۲۹ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی طَعَامٍ فَلْیُجِبْ فَاِنْ شَاءَ طَعِمَ وَاِنْ شَاءَ تَرَکَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اس کو دعوت قبول کرنا چاہیے (اور مجلس میں جانا چاہیے) اگر اس کی طبیعت چاہے تو

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کھائے اور چاہے تو کھانا ترک کرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٦٣٠ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ولیمہ کا وہ کھانا بدترین کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جاتا ہے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور جو شخص دعوت قبول نہ کرے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ عبارت یہ ہے کہ اکثر شادی کے کھانے میں برادری کے لوگ اور مالداروں کو بلایا جاتا ہے اور غرباء کو نہیں بلایا جاتا' اسی وجہ سے ایسے کھانے کو برا قرار دیا گیا' اگر ایسے موقعوں پر غرباء کو بھی بلایا جائے تو یہ برائی دور ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں دعوت قبول نہ کرنے کی وعید کی وجہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی یہ ہے کہ مسلمان آپس میں محبت اور الفت قائم رکھیں' اور دعوت دینا اور دعوت کا قبول کرنا محبت کا اور محبت کے زیادہ ہونے کا سبب ہے' اس لیے جس نے دعوت قبول نہ کی تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی مرضی چھوڑی۔ اور یہ مسلمانوں کے لیے مناسب نہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٣١ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَّخَرَجَ مُغِيْرًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کسی کو دعوت دی گئی اور اس نے دعوت قبول نہ کی تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور جس کسی نے بغیر دعوت کے کسی کے یہاں جا کر دعوت کھائی وہ چور ہو کر داخل ہوا اور لٹیرا ہو کر واپس ہوا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں حضور ﷺ نے اپنی امت کو اخلاق عالیہ کی تعلیم دی ہے اور ان کو برے اوصاف سے روکا ہے' اس لیے کہ معذرت چاہے بغیر دعوت کا قول نہ کرنا تکبر اور رعونت ہے اور محبت اور الفت کی کمی کی نشانی ہے۔ اور بلا دعوت چلے جانا حرص' دناءت اور کمینہ پن اور ذلت کا سبب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اخلاق حسنہ ہی ان میں اعتدال اور توازن کا سبب ہیں۔ (مرقات)

٣٦٣٢ - وَعَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُكْنٰى اَبَا شُعَيْبٍ كَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَّحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِيْ طَعَامًا يَّكْفِيْ خَمْسَةً لَعَلِّيْ اَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهٗ طُعَيِّمًا ثُمَّ اَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا شُعَيْبٍ اِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَهٗ وَاِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهٗ قَالَ لَا بَلْ اَذِنْتُ لَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری جن کی کنیت ابوشعیب تھی' اپنے غلام سے جو گوشت بیچا کرتا تھا فرمایا کہ تم میرے لیے کھانا تیار کرو جو پانچ آدمیوں کے لیے کافی ہو جائے' میں رسول اللہ ﷺ کو دعوت دینا چاہتا ہوں' ان پانچوں میں ایک نبی کریم ﷺ ہوں گے۔ تو اس نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا' پھر وہ (انصاری) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعوت میں لیجانے لگے تو ان کے ساتھ ایک آدمی بھی چلنے لگا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوشعیب! ایک آدمی (بلا دعوت) ہمارے ساتھ چلا آیا ہے' اگر تم چاہو تو اس کو لے چلو (اور کھانا کھلاؤ) اور چاہو تو اس کو واپس کر دو' ابوشعیب نے کہا' نہیں! بلکہ میں اس کو اجازت دیتا ہوں (یہ بھی چلے اور کھانا کھائے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ

طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جتنے آدمیوں کی دعوت ہوا تنے ہی جاویں' زیادہ نہ جاویں اگر کوئی ساتھ چلا جائے تو داعی کو اطلاع کرنی چاہیے' خواہ وہ آنے دے یا نہ آنے دے۔ (مرقات)

٣٦٣٣ - وَعَنْ سَفِينَةَ اَنَّ رَجُلًا ضَافَ عَلِيَّ ابْنَ اَبِي طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لَوْ دَعَوْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَ مَعَنَا فَدَعَوْهُ فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى عِضَادَتَيِ الْبَابِ فَرَاَى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ فِيْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَدَّكَ قَالَ اِنَّهُ لَيْسَ لِيْ اَوْ لِنَبِيٍّ اَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ ایک شخص حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مہمان ہوا تو آپ نے اس کے لیے کھانا تیار کروایا۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاتے اور آپ ہمارے ساتھ کھانا تناول فرماتے' انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا' آپ تشریف لائے اور دروازہ کے دونوں بازوؤں کی لکڑیوں پر ہاتھ رکھا تو آپ نے دیکھا کہ ایک ادنیٰ نقش باریک پردہ گھر کے ایک کونہ میں لگا ہوا ہے (یہ دیکھ کر) آپ واپس ہو گئے' بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز نے آپ کو لوٹا دیا؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے یا کسی نبی کو سزاوار نہیں کہ وہ ایسے گھر میں داخل ہوں جو (نقش و نگار کر کے) سجایا گیا ہو۔ اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

آرائش جو تکبر کو ظاہر کرے' ممنوع ہے

ف: (۱) واضح ہو کہ علامہ خطابی نے فرمایا ہے کہ دولہن کے کمرہ کی طرح گھروں کے در و دیوار کو نقش و نگار سے آراستہ کرنا رعونت اور انانیت ہے اور یہ متکبرین کا فعل ہے جو مسلمان کے لیے زیبا نہیں' اس لیے ایسی دعوت جس میں ایسے منکرات ہوں قبول نہیں کرنا چاہیے۔ یہ مرقات میں مذکور ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں فقیہ ابو جعفر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر گھر کی دیواروں پر جانوروں کی منقش کھالوں کو چسپاں کیا جائے تاکہ سردی سے حفاظت ہو سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں' البتہ! بطور زینت ایسا کام کیا جائے تو مکروہ ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ہر ایسا کام جو تکبر کی وجہ سے کیا جائے وہ مکروہ ہوگا' البتہ! حاجت اور ضرورت کی وجہ سے ایسا کام کیا جائے تو کراہت نہیں ہوگی۔ قول مختار یہی ہے۔ یہ غیاثیہ میں مذکور ہے۔

ایسی دعوت جس میں لہو ولعب ہو' نہیں جانا چاہیے

ف: (۲) حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں منقش پردہ کو دیکھا تو واپس ہو گئے۔ درمختار میں لکھا ہے کہ ولیمہ کی دعوت میں پہنچنے کے بعد دیکھا گیا کہ وہاں کھیل کود گانا بجانا ہو رہا ہے اگر یہ کام گھر میں ہو رہے ہوں اور دسترخوان پر یہ منکرات نہ ہوں تو وہاں بیٹھا جا سکتا ہے' اگر یہ منکرات دسترخوان پر ہوں تو نہ بیٹھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين" (نصیحت کے بعد ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھیں) ایسے موقعوں پر فقہاء نے دو طریقوں کو بیان کیا ہے۔ ایک یہ کہ اگر عام آدمی ہے تو منع کرے اور اگر منع نہ کر سکتا ہو تو صبر کرے اور اگر قوم کا پیشوا ہو اور وہ منع بھی نہ کر سکتا ہو تو وہاں سے نکل جائے اور نہ بیٹھے اس لیے کہ ایسے آدمی کے بیٹھنے سے دین کی اہانت ہوتی ہے اور اگر پہلے سے اس بات کا علم

30

ہو کہ دعوت میں منکرات ہیں تو عام آدمی یا پیشوائے قوم کسی کو بھی ایسی دعوت میں نہیں جانا چاہیے۔

٣٦٣٤ - وَعَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَاَجِبْ اَقْرَبَهُمَا بَابًا وَّاِنْ سَبَقَ اَحَدُهُمَا فَاَجِبِ الَّذِىْ سَبَقَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب دو دعوت دینے والے ایک ساتھ دعوت دینے کے لیے (تمہارے پاس) آئیں تو ان دونوں میں سے دروازہ کے اعتبار سے جو قریب ہو اس کی دعوت قبول کرو اور ان دونوں میں سے کسی نے پہل کر لی تو اس کی دعوت قبول کرلو۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٦٣٥ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ اَوَّلِ يَوْمٍ حَقٌّ وَّطَعَامُ يَوْمِ الثَّانِىْ سُنَّةٌ وَّطَعَامُ يَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَةٌ وَّمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ فِىْ بَذْلِ الْمَجْهُوْدِ هٰذَا لِاَنَّ الْعَادَةَ كَانَتْ فِيْهِمْ كَذٰلِكَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (ولیمہ میں) پہلے دن کا کھانا حق ہے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا شہرت ہے (اور دکھاوا ہے) اور جو کوئی شہرت کے لیے کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کی ریاء اور دکھاوے کو لوگوں پر ظاہر کر دے گا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور بذل المجہود میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ وضاحت اس لیے فرمائی کہ عربوں میں ایسا رواج تھا۔

ہر ایسی دعوت جس کا مقصد دکھاوا ہے' مکروہ ہے

ف: علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو کسی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے تو اس بندہ پر ضروری ہے کہ شکرانہ ادا کرے' اس لیے شکرانہ میں کھانا کھلانا پہلے دن واجب ہے اور اگر پہلے دن دعوت کا انتظام نہ ہو سکے تو دوسرے دن اس لیے مستحب ہے کہ پہلے دن کا نقصان کی تلافی ہو جائے کیونکہ سنت واجب کی تکمیل کا سبب ہے۔ اب رہا تیسرے دن دعوت کرنا وہ صرف ریاء اور دکھاوا ہے' اس لیے مدعو شخص کے لیے پہلے دن کی دعوت کا قبول کرنا واجب ہے۔ دوسرے دن کی دعوت کا قبول کرنا مستحب ہے اور تیسرے دن کی دعوت کا قبول کرنا مکروہ' بلکہ حرام ہے۔ یہ فتح الباری اور مرقات میں مذکور ہے' البتہ! قاضی خان نے لکھا ہے کہ تین دن تک بغیر کراہت کے دعوت دی جا سکتی ہے اور تین دن کے بعد شادی اور ولیمہ کی دعوت منقطع ہو جاتی ہے جیسا کہ عالمگیریہ اور مجمع البرکات میں مذکور ہے۔ اب رہا تیسرے دن کی دعوت کو جو ریاء اور دکھاوا فرمایا گیا' وہ اس وجہ سے ہے کہ عربوں میں ایسا ہی رواج تھا' ورنہ ہر ایسی دعوت جس کا مقصود ریاء اور دکھاوا ہو مکروہ ہے۔ یہ بذل المجہود اور رد المحتار سے ماخوذ ہے۔

٣٦٣٦ - وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ اَنْ يُّؤْكَلَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ قَالَ مُحْيِى السُّنَّةِ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا.

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو مقابلہ کرنے والوں کی دعوت قبول کرنے اور کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: رد المحتار میں لکھا ہے کہ ہر ایسی دعوت جس میں داعی کا مقصود اپنی بڑائی کا اظہار ہو اور وہ اپنی تعریف کا خواہاں ہے قبول کرنی نہ چاہیے' خصوصاً اہل علم اس میں شریک نہ ہوں۔

٣٦٣٧ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَبَارِیَانِ لَا یُجَابَانِ وَلَا یُؤْکَلُ طَعَامُهُمَا قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ یَعْنِی الْمُتَعَارِضَیْنَ بِالضِّیَافَةِ فَخْرًا وَّرِیَاءً.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو مقابلہ کرنے والوں کی دعوت قبول نہ کی جائے اور نہ ان کا کھانا کھایا جائے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا منشاء مبارک یہ ہے کہ ایسے دو دعوت میں مقابلہ کرنے والے جو ضیافت فخر اور دکھاوے کے لیے کرتے ہوں (یعنی ایک یہ چاہتا ہو کہ میں دوسرے کی نسبت زیادہ سے زیادہ لوگوں کو دعوت دوں اور دوسرا یہ چاہتا ہے کہ میں اس سے بڑھ جاؤں۔

٣٦٣٨ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اِجَابَةِ طَعَامِ الْفَاسِقِیْنَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فاسق لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ف: صاحب اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاسق لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے اس لیے منع فرمایا ہے کہ یہ لوگ کھانے میں احتیاط نہیں کرتے اور حرام کھاتے ہیں اور وہ ظالم بھی ہوتے ہیں اور ظالم کا کھانا بالاتفاق حرام ہے اور ایسے لوگوں کی دعوت سے
مقصود تکبر ہوتا ہے اور ان کا کھانا مشتبہ ہوتا ہے اور اکثر وہاں اغنیاء آتے ہیں اور وہاں رقص و سرود کی محفل ہوتی ہے اس لیے ایسی دعوت کا قبول کرنا ہی ساقط ہو جاتا ہے۔

٣٦٣٩ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمْ عَلٰی اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ فَلْیَاْکُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَلَا یَسْاَلْ وَیَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهٖ وَلَا یَسْاَلْ رَوَی الْاَحَادِیْثَ الثَّلَاثَةَ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَقَالَ هٰذَا اِنْ صَحَّ فَلِاَنَّ الظَّاهِرَ اَنَّ الْمُسْلِمَ لَا یُطْعِمُهٗ وَلَا یَسْقِیْهِ اِلَّا مَا هُوَ حَلَالٌ عِنْدَهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے یہاں جائے تو اس کے پاس جو کھانا ہو وہ کھا لے اور یہ نہ پوچھے (کہ یہ کھانا حلال ہے یا حرام) اور وہ جو پلائے پی لے اور یہ نہ پوچھے کہ (یہ جائز ہے یا ناجائز اس لیے کہ ایسے سوال سے اس کو تکلیف پہنچتی ہے) اور بظاہر واقعہ تو یہی ہے کہ مسلمان اپنے بھائی کو حلال ہی کھلائے گا اور حلال ہی پلائے گا۔ یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہیں۔

آمدنی پر حلال یا حرام کا حکم غالب مال کے اعتبار سے ہوگا

ف: واضح ہو کہ جس شخص کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کے مال کا اکثر حصہ حرام کمائی کا ہے تو ایسے شخص کی دعوت قبول نہ کی جائے ہاں! اگر داعی بتائے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کی کمائی حلال سے ہے تو دعوت قبول کی جا سکتی ہے اس کے برعکس جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کی غالب کمائی حلال سے ہے تو ایسے شخص کی دعوت قبول کی جائے۔

اگر کسی کے سودی کاروبار ہوں یا اس کی کمائی حرام ذرائع سے ہو ایسا شخص ہدیہ دیوے یا دعوت کرے تو ہدیہ قبول نہ کرے اور نہ اس کی دعوت کھائے جب تک کہ وہ بتائے کہ اس نے حلال مال سے یا قرض لے کر یہ انتظام کیا ہے۔

اور اگر کسی کا غالب مال حلال سے ہو ایسے شخص کا ہدیہ بھی قبول کیا جائے اور اس کی دعوت بھی کھائی جائے اس لیے کہ لوگوں کے

اموال میں حرام کچھ نہ کچھ رہتا ہے اس لیے اعتبار غالب مال کا ہوگا اگر غالب مال حلال ہے تو حلال کا حکم لگایا جائے گا اور غالب مال حرام ہے تو حرام کا حکم لگایا جائے گا۔ یہ فتاوی عالمگیریہ سے ماخوذ ہے۔

بَابُ الْقَسَم — بیویوں کے درمیان باری مقرر کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ لَّا تَعُوْلُوْا. (النساء:۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بیویوں کے درمیان مساوات فرض ہے خواہ نئی ہو یا پرانی باکرہ ہو یا ثیبہ مسلمان ہو یا کتابیہ یہ مساوات حرہ بیویوں میں ہوگی۔ اب رہا حرہ اور ایسی باندی جو اس کی منکوحہ ہو لیکن اس کا مالک دوسرا ہو تو ان میں مساوات کا اعتبار تہائی سے ہوگا یعنی دو تہائی حرہ کے لیے اور ایک تہائی باندی کے لیے اور یہ مساوات کپڑے خرچہ گھر اور شب باشی میں ہوگی نہ کہ دل کے لگاؤ میں اس لیے کہ قلبی لگاؤ انسانی بس کی بات نہیں اور نہ مساوات جماع کے لحاظ سے ہوگی کیونکہ جماع محبت پر منحصر ہے اور یہ مساوات سفر میں بھی نہ ہوگی بلکہ سفر کے موقع پر وہ جس بیوی کو چاہے ساتھ رکھے لیکن قرعہ اندازی مناسب ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ. (النساء:۱۲۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو اور چاہے کتنی ہی حرص کرو تو یہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ اور دوسری کو ادھر میں لٹکتی چھوڑ دو۔ (کنزالایمان)

قلبی لگاؤ کے سوا باقی امور میں مساوات ضروری ہے

ف: واضح ہو کہ سورۂ نساء کی ابتداء میں فرمایا گیا کہ بیویوں میں عدل مشروط ہے چنانچہ فرمایا گیا کہ اگر تم کو اندیشہ ہو کہ ایک سے زیادہ بیویوں میں مساوات قائم نہ کر سکو تو ایک ہی بیوی پر اکتفاء کرو اب اس آیت میں یہ بیان ہے کہ قلبی لگاؤ میں عدل شرط نہیں اس لیے کہ انسان اس میں معذور ہے ورنہ عدل کا تقاضا تو یہ ہے کہ قلبی لگاؤ میں بھی عدل ہو چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنی پاک بیویوں کے درمیان خرچہ کپڑا اور گھر ان تینوں میں عدل قائم فرماتے تھے اور پھر فرماتے تھے اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے میری اپنی قدرت کے مطابق تو تو مجھے اس چیز میں گرفت نہ فرما جس کی مجھ میں طاقت نہیں اور یہ محبت قلبی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تمام امہات المومنین کے مقابلہ میں بے حد محبت فرماتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں یہ نہ ہو کہ ایک بیوی کی طرف پورا میلان ہو جائے اور دوسری کو ایسا معلق نہ چھوڑ دیا جائے کہ گویا اس کا شوہر ہی نہیں۔ اور وہ مطلقہ بھی نہیں ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک ہی پر مائل ہو تو قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا رہے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیویوں میں جہاں تک ہو سکے عدل واجب ہے۔

بلکہ یہ ضروری ہے کہ جہاں تک تمہیں قدرت و اختیار ہے وہاں تک یکساں برتاؤ کرو محبت اختیاری شیئ نہیں بات چیت حسن اخلاق کھانے پینے پہننے اور پاس رکھنے اور ایسے امور میں برابری کرنا اختیاری ہے۔ ان امور میں دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنا لازم و ضروری ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۳۶۴۰ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُبِضَ عَنْ تِسْعِ نِسْوَۃٍ وَّکَانَ یُقَسِّمُ مِنْھُنَّ لِثَمَانٍ مُّتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

وصال ہوا تو اس وقت آپ کی نو بیویاں تھیں جن میں سے آپ نے آٹھ کی باری مقرر کر رکھی تھی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حضور اقدس ﷺ کی بوقت وصال نو پاک بیبیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں: (۱) حضرت عائشہ (۲) حضرت حفصہ (۳) حضرت سودہ (۴) حضرت ام سلمہ (۵) حضرت صفیہ (۶) حضرت میمونہ (۷) حضرت ام حبیبہ (۸) حضرت زینب بن جحش (۹) حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن حدیث شریف میں آٹھ امہات المومنین میں باری کے تقسیم کرنے کا جو ذکر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بخوشی اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی کیونکہ یہ بوڑھی ہو چکی تھیں مرقات اور شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ بیویوں کے درمیان باری کے مقرر کرنے میں مساوات واجب ہے۔

٣٦٤١ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ اِمْرَاَتَانِ فَلَمْ یَعْدِلْ بَیْنَھُمَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَشِقُّہٗ سَاقِطٌ رَّوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس نے ان دونوں میں انصاف نہ کیا تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہوگا (مفلوج ہوگا)۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں دو بیویوں کے درمیان انصاف نہ کرنے کی جو سزا ارشاد فرمائی گئی ہے وہ عورتوں سے بے انصافی پر ہی موقوف نہیں بلکہ اگر تین یا چار ہوں گی تو ان کا بھی یہی حکم ہے۔

٣٦٤٢ - وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْسِمُ بَیْنَ نِسَائِہٖ فَیَعْدِلُ وَیَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا قَسْمِیْ فِیْمَا اَمْلِکُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِکُ وَلَا اَمْلِکُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان باری مقرر فرماتے تو ان کے درمیان انصاف فرماتے تھے اور یوں ارشاد فرماتے: الٰہی! یہ میری تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں اور میری ملامت نہ کر اس میں جس کا تو مالک ہے (میلان قلبی کا) جس کا میں مالک نہیں ہوں۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ امہات المومنین کے درمیان باری مقرر فرمانے میں انصاف فرماتے تھے۔ سبحان اللہ! آپ کا یہ کمال انصاف تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دے دیا تھا کہ آپ جس ام المومنین کے پاس جا رہے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب (پ ۲۲ ع ۳) میں ارشاد فرمایا ہے: ''ترجی من تشاء منھن و تؤوی الیک من تشاء'' اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو (اور جتنے دن چاہو) اپنے سے الگ رکھو اور جس کو چاہو (اور جب تک چاہو) اپنے پاس رکھو۔

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے خانیہ کے حوالہ سے رد المحتار میں لکھا ہے کہ ایک سے زائد بیوی رکھنے والے شوہر پر اپنی بیویوں میں باری کے مقرر کرنے اور دوسری چیزوں جیسے خرچہ، کپڑے اور سکونت میں عدل اور مساوات واجب ہے، اس لیے کہ یہ چیزیں انسان کی اختیاری ہیں لیکن رغبت، میلان قلبی اور جماع جو انسان کے لیے غیر اختیاری ہیں، ان میں انسان معذور ہے، اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔

٣٦٤٣ - وَعَنْھَا اَنَّ سَوْدَۃَ لَمَّا کَبِرَتْ قَالَتْ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المومنین

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ جَعَلْتُ يَوْمِيْ مِنْكَ لِعَائِشَةَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَيْنِ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سودہ رضی اللہ عنہا جب بوڑھی ہو گئیں تو عرض کیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی باری کا دن بی بی عائشہ کو دے دیتی ہوں تو (اس کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس دو دن رہنے لگے (اس طرح سے کہ) ایک دن تو حضرت عائشہ ہی کا اور دوسرا دن حضرت سودہ کا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ایک سوکن دوسری سوکن کو عارضاً اپنی باری دے سکتی ہے

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک سوکن دوسری سوکن کو اپنی باری بخش دے تو جائز ہے اور یہ پھر جب چاہے اپنا حق واپس لے سکتی ہے اور اگر شوہر ترغیب اور تحریص سے یہ کام کرنا چاہے تو یہ ناجائز ہے۔ (ماخوذ از ہدایہ)

٣٦٤٤ - وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرِفَ فَقَالَ هٰذِهٖ زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا وَارْفُقُوْا بِهَا فَإِنَّهٗ كَانَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعُ نِسْوَةٍ كَانَ يَقْسِمُ مِنْهُنَّ لِثَمَانٍ وَّلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ قَالَ عَطَاءٌ الَّتِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْسِمُ لَهَا بَلَغَنَا أَنَّهَا صَفِيَّةُ وَكَانَتْ اٰخِرُهُنَّ مَوْتًا مَاتَتْ بِالْمَدِيْنَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ رَزِيْنٌ قَالَ غَيْرُ عَطَاءٍ هِيَ سَوْدَةُ وَهُوَ اَصَحُّ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ حِيْنَ اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَاقَهَا فَقَالَتْ لَهٗ اَمْسِكْنِيْ قَدْ وَهَبْتُ يَوْمِيْ لِعَائِشَةَ لَعَلِّيْ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ نِسَائِكَ فِي الْجَنَّةِ.

حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک ہونے کے لیے مقام سرف پہنچے' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو نہ زیادہ جنبش دو اور نہ زیادہ حرکت دو بلکہ (تعظیماً) آہستہ آہستہ نرمی سے چلو' واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (وصال کے وقت آپ کے) نکاح میں نو بیویاں تھیں' ان میں سے آپ نے آٹھ کی باری مقرر کر رکھی تھی اور ایک کی باری مقرر نہیں فرمائی تھی۔ عطا فرماتے ہیں کہ وہ ام المومنین جن کی باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر نہیں فرمائی' ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ بی بی صفیہ تھیں جن کا انتقال مدینہ منورہ میں (ساری) امہات المومنین کے بعد ہوا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ رزین نے کہا کہ عطاء کے علاوہ دوسرے محدثین نے یوں کہا ہے کہ وہ ام المومنین (جن کی باری مقرر نہیں فرمائی گئی وہ) بی بی سودہ تھیں اور یہی قول صحیح ترین قول ہے۔ بی بی سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی' جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا: انہوں نے عرض کیا: آپ مجھے طلاق نہ دیجئے اپنے نکاح میں رکھئے تاکہ میں جنت میں آپ کی بیویوں میں شامل رہوں اور میں اپنی باری بی بی عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں۔

٣٦٤٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْاَلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَيْنَ اَنَا غَدًا اَيْنَ اَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَاَذِنَ لَهٗ اَزْوَاجُهٗ يَكُوْنُ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا رَوَاهُ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُس بیماری میں جس میں آپ نے وصال فرمایا یہ (بار بار) دریافت فرماتے تھے کہ میں کل کہاں رہوں گا؟ میں کل کہاں رہوں گا؟ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ حضرت عائشہ کی باری کب آئے گی؟ تو امہات المومنین نے (آپ کے مقصد کو سمجھ کر) آپ کو اجازت دے دی کہ آپ جہاں (یعنی

اَلْبُخَارِیُّ.

جس بی بی کے پاس) چاہیں رہیں تو آپ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہے یہاں تک کہ آپ کا وصال وہیں ہوا۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔

ف: حضور ﷺ نے اپنے مرض الموت میں یہ جو ارشاد فرمایا کہ میں کل کہاں رہوں گا؟ اس ارشاد سے امہات المومنین نے سمجھا کہ حضور انور ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ آپ بی بی عائشہ کے گھر رہیں گے اس لیے سب نے خوشی سے اجازت دی کہ آپ حضرت عائشہ کے گھر میں رہیں، ہم نے اپنی باری معاف کی، حضور ﷺ نہایت خوش ہوئے اور وہیں رہے اور یہ مدت قیام باختلاف روایت ایک ہفتہ تھی اور پھر آپ نے وہیں وصال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔ اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(حاشیہ مشکوۃ)

٣٦٤٦ - وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهَمَّامِ قُلْنَا ذٰلِكَ كَانَ اِسْتِحْبَابًا لِتَطْيِيْبِ قُلُوْبِهِنَّ وَهٰذَا لِاَنَّ مُطْلَقَ الْفِعْلِ لَا يَقْتَضِي الْوُجُوْبَ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کرتے اور جس بیوی کا نام قرعہ میں نکل آتا آپ ان کو ساتھ سفر میں لے جاتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ شیخ ابن الہمام نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کا یہ عمل استحباباً تھا تاکہ امہات المومنین خوش رہیں اور یوں بھی مطلقاً کسی کام کا انجام دینا اس کے وجوب کو ثابت نہیں کرتا۔

ف: واضح ہو کہ کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو سفر کی حالت میں باری کا مقرر کروانے کا حق بیویوں کو نہیں پہنچتا، بلکہ شوہر کو اختیار ہے کہ وہ جس بیوی کو چاہے سفر میں اپنے ساتھ رکھے اور بہتر یہ ہے کہ قرعہ ڈالے اور جس بیوی کا نام قرعہ میں نکل آوے اس کے ساتھ رکھے اور سفر کی مدت سفر سے واپسی پر بیویوں میں باری مقرر کرنے کے لیے محسوب نہیں ہوگی۔ یہ ہدایہ میں مذکور ہے اور ردالمحتار میں لکھا ہے کہ سفر میں بیویوں کے درمیان باری مقرر نہ کی جائے، اس لیے کہ شوہر سب کو سفر میں لیجا نہیں سکتا ہے اور اگر سفر میں باری کو لازم کر دیا جائے تو یہ چیز ضرر کا سبب ہوگی۔ اس وجہ سے کہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں بعض سفر کے اہل ہوتی ہیں اور بعض گھر کی حفاظت میں تجربہ رکھتی ہیں، اسی وجہ سے شوہر کو اختیار ہے کہ جس بیوی کو چاہے سفر میں ساتھ رکھے اور اسی وجہ سے سفر میں بیویوں میں سے کسی ایک کو ساتھ رکھنے کے لیے قرعہ ڈالنا مستحب ہے، واجب نہیں ہے۔

٣٦٤٧ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا اِنْ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ سَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَاَبُوْ يَعْلٰى نَحْوَهٗ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ اِسْتَدْلَلْنَا عَلَى التَّسْوِيَةِ بَيْنَ الْجَدِيْدَةِ وَالْقَدِيْمَةِ بِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ سَلَمَةَ اِنْ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ سَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ وَقُلْنَا لَوْ كَانَ الْاَيَّامُ الثَّلَاثَةُ الَّتِيْ هِيَ مِنْ حُقُوْقِ الثَّيِّبِ مُسَلَّمَةً لَهَا مُخْلِصَةً عَنِ الْاِشْتِرَاكِ لَكَانَ مِنْ حَقِّهٖ اَنْ يَدُوْرَ عَلَيْهِنَّ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا (جب کہ بی بی ام سلمہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میرے پہلے شوہر نے جب مجھ سے نکاح کیا تو میرے پاس سات دن رہے) اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات روز رہوں اور سات سات روز دوسری بیویوں کے پاس بھی رہوں (اس لیے کہ خدا کا حکم بیویوں میں عدل کا ہے)۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور امام احمد، بیہقی، طبرانی اور ابو یعلی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات روز رہوں، اس پر ہم نے اس بات پر دلیل کی ہے کہ جدید بیوی ہو یا قدیم باری میں سب کے درمیان مساوات ضروری ہے۔ اس

اَرْبَعًا اَرْبَعًا لِّكَوْنِ الثَّلَاثَةِ حَقًّا لَّهَا فَلَمَّا كَانَ الْاَمْرُ فِي السَّبْعِ عَلٰى مَا ذَكَرَ عَلِمَ اَنَّهٗ فِي الثَّلَاثِ كَذٰلِكَ.

مسئلہ میں ہماری ایک اور دلیل یہ بھی ہے کہ ایک سے زائد بیویاں رکھنے والا شخص ایک اور ثیبہ سے عقد کرے اور بعض فقہاء کے قول کے مطابق شوہر عقد کے بعد تین دن دوسری بیویوں کے پاس نہ جا کر اس ثیبہ کے پاس رہے تو یہ قول حضور ﷺ کے قول کے خلاف ہوگا' کیونکہ حضور انور ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کہ اگر میں تمہارے پاس سات روز رہوں تو اور بیویوں کے پاس بھی سات روز رہوں گا اور یہ نہیں فرمایا کہ میں تین دن تو تمہارا جو حق ہے اس کے مطابق رہا اور مزید چار دن تمہارے پاس رہ کر دوسری بیویوں کے پاس بھی باری باری سے چار چار دن رہوں گا۔

٣٦٤٨ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَةَ وَاَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ قَالَ لَهَا لَيْسَ بِكِ عَلٰى اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَسَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ وَاِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ عِنْدَكِ وَدُرْتُ اَيْ بِالثَّلَاثِ بَيْنَ الْبَقِيَّةِ.

اور مسلم کی ایک روایت میں ابوبکر بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما سے اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا اور دوسرے دن صبح کو ان سے فرمایا (جس وقت ام سلمہ نے عرض کیا کہ میرے پہلے شوہر نے مجھ سے عقد کیا تو میرے پاس سات دن قیام کیا) کہ تمہاری وجہ سے تمہارے قبیلہ کے لیے کوئی ذلت کی بات نہیں کہ اگر میں تمہارے قبیلہ کے دستور کے مطابق تمہارے پاس سات دن نہ رہوں' میں تو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق سب بیویوں میں مساوات قائم کرتا ہوں' اس لیے اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات دن رہوں اور دوسری بیویوں کے پاس بھی سات دن رہوں اور اگر تم چاہو تو تمہارے پاس تین دن رہوں اور تین تین دن اور بیویوں کے پاس باری باری سے رہوں۔

بَابُ عَشَرَةِ النِّسَاءِ وَمَا لِكُلٍّ وَّاحِدٍ مِّنَ الْحُقُوْقِ

عورت سے محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنا اور ان میں سے ہر ایک کا حق ادا کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا. (النساء:١٩)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور ان (بیویوں) سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔ (کنزالایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: اس سے بہت سی اولاد ہو' اور وہ خوبصورت نہ ہو مگر گھر کے انتظام کا خاص سلیقہ رکھتی ہو' یا ہنر مند ہو اور مرد کی کمائی کو اپنی ہنرمندی سے بڑھا سکے۔ اس لیے ناپسندیدہ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ' خاص طور پر یہ کھلانے' پہنانے بات چیت کرنے اور زوجیت کے امور ادا کرنے میں اور اگر وہ بدخلق اور صورتاً ناپسندیدہ ہو تو صبر سے کام لو۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ. (البقرہ:٢٢٨)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

میاں بیوی کے باہمی حقوق

ف: واضح ہو کہ اس آیت شریفہ میں بیوی اور شوہر کے حقوق کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ بیوی پر خاوند کے حقوق میں یہ چیزیں داخل ہیں: خدمت ادب خاوند پر اعتراض نہ کرنا اس کے سارے احکام بجالانا اور ہر چیز میں اس کی اطاعت کرنا اور جب بھی وہ چاہے اس کو ہم بستری سے نہ روکنا بجز لواطت کے اور حیض و نفاس کی حالت میں......

اور اسی طرح خاوند پر بیوی کے حقوق میں یہ چیزیں داخل ہیں: نان و نفقہ کپڑے مہر کی ادائیگی احکام شریعت کی تعلیم۔ اس طرح بیوی اور شوہر حقوق میں ایک دوسرے کے مساوی ہیں لیکن مردوں کو اس لیے فوقیت اور فضیلت حاصل ہے کہ مرد خرچ کرتا ہے اور ملک نکاح طلاق رجعت اور وراثت یہ تمام امور مرد ہی سے متعلق ہیں۔ (یہ تفسیرات احمدیہ سے ماخوذ ہے)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا. (البقرہ: ٣٤)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آ جائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بیشک اللہ بلند ہے۔ (کنز الایمان اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی)

ف: انہیں شوہر کی نافرمانی اور اس کی اطاعت نہ کرنے اور اس کے حقوق کا لحاظ رکھنے کے نتائج سمجھاؤ جو دنیا و آخرت میں پیش آتے ہیں اور اللہ کے عذاب کا خوف دلاؤ اور بتاؤ کہ ہمارا تم پر شرعاً حق ہے اور ہماری اطاعت تم پر فرض ہے اگر اس پر بھی نہ مانیں تو ان کو اپنے بستروں سے الگ کر دو۔

٣٦٤٩ - عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلْعٍ اَعْوَجَ فَاِنَّ اَعْوَجَ شَىْءٍ فِى الضِّلْعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَاِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے (کہ میں عورتوں کے بارے میں تم کو وصیت کر رہا ہوں) تم عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے میں میری وصیت قبول کرو اس لیے کہ عورتیں ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر والی پسلی ہے اور اگر تم اس کو ایک دم سیدھا کرنا چاہو تو اس کو توڑ دو گے اور اگر تم اس پسلی کو اپنی حالت پر چھوڑ دو تو اس کا ٹیڑھا پن باقی رہے گا (میں تم کو پھر تاکید کرتا ہوں کہ ہر صورت میں) تم عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے میں میری وصیت قبول کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٦٥٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعٍ لَّنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَّاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی ٹیڑھی ہوتی ہے) وہ تیرے لیے کبھی بھی سیدھے راستہ پر نہیں چلے گی (بلکہ اس میں تلون رہے گا) اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو اس کے ٹیڑھے پن کی موجودگی میں فائدہ اٹھاتے رہو اور اگر تم اس کو ایک دم سیدھا کرنا چاہو تو اس کو توڑ دو گے اور اس کا توڑنا اس کو طلاق دینا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حضرت حواء علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئیں تو عورت کی اصلی پسلی ٹیڑھی ہے اور پسلی کا بالکل سیدھا ہونا ممکن نہیں' اسی لیے عورت کا بالکل آراستہ ہونا اور اس کی عادتوں کا بدلنا محال ہے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ حکمت سے برتاؤ کرو' بالکل غافل نہ ہو جاؤ کہ ناہموار رہے اور نہ ہر بات میں مواخذہ کرو کہ زندگی تلخ ہو جائے۔ غرض یہ کہ عورتوں کی کجروی اور بدمزاجی پر صبر کرنا ضروری ہے اور ان سے محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہیے' یوں تو تمام لوگوں سے عمدہ سلوک اور اخلاق کے ساتھ پیش آنا چاہیے تاکہ خاص و عام خوش رہیں اور مرتے وقت ہماری تعریف کریں اور دعاء دیویں اور حسن سلوک کے زیادہ مستحق تو بیوی اور بچے ہیں اور اس کے بعد دوسرے اعزاء و اقرباء اور دوست و احباب ہیں۔ اور بعض علماء نے اس حدیث کی توضیح میں یوں لکھا ہے کہ عام طور پر عورتیں ضدی اور بے سمجھ ہوتی ہیں اور بعض وقت خاوند چاہتا ہے کہ اس کی ضد کو دور کرے لیکن وہ اور سخت ضدی ہو جاتی ہیں۔ حضور ﷺ نے بطور تشبیہ کے فرمایا کہ یہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئیں ہیں یعنی ٹیڑھی مزاج کی ہوتی ہیں' اگر تم اپنے مزاج کے مطابق کرنا چاہو گے تو نہیں کر پاؤ گے اور بالآخر طلاق کی نوبت آ جائے گی اور طلاق دینا اس کو توڑ دینا ہے' اس لیے ہر صورت میں عورتوں سے نرمی سے پیش آنا چاہیے' نرمی سے پیش آتے رہو گے تو اس ٹیڑھی چیز سے فائدہ اُٹھاتے رہو گے۔

٣٦٥١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُّؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَّضِيَ مِنْهَا اٰخَرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی مسلمان مرد اپنی بیوی سے بغض و عداوت نہ رکھے (اس لیے کہ) اگر وہ اس کی کسی عادت سے ناخوش ہے تو دوسری عادت سے خوش ہو جائے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو اپنی بیوی کی اچھی عادت سے خوش رہنا چاہیے' اس لیے کہ بیوی میں کچھ برائی ہو تو اس میں کچھ بھلائی بھی ہو گی' اس لیے بھلائی سے اپنے دل کو تسکین دینا چاہیے اور اس سے فائدہ اٹھاتے رہنا چاہیے' اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بیوی کے ذریعہ سے انسان حرام کاری سے بچتا رہتا ہے۔

٣٦٥٢ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰى زَوْجَهَا الدَّهْرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ سڑتا اور حواء نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر کی کبھی خیانت نہ کرتی۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔)

ف: اس حدیث شریف میں دو واقعات کی طرف اشارہ ہے ایک یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی غذا کے لیے من و سلویٰ نازل ہوتا تھا۔ من حلوہ کی طرح ایک شیریں چیز ہوتی تھی اور سلویٰ تیتر بیٹر کی طرح ایک چھوٹا پرندہ ہوتا تھا۔ بنی اسرائیل بغیر محنت اور مشقت کے ان کو کھاتے رہے' ان پر یہ پابندی تھی کہ جتنا چاہیں کھالیں لیکن ذخیرہ نہ بنائیں' وہ بڑے حریص تھے' بچے ہوئے کھانے کو ذخیرہ بنانا شروع کیا تو وہ سڑنے لگا' اسی لیے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: کہ اگر بنی اسرائیل ایسا نہ کرتے تو کبھی گوشت نہ سڑتا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضرت حواء علیہا السلام نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خیانت یہ کی کہ ان کو درخت کے کھانے پر آمادہ کیا جس سے منع کیا گیا تھا اگر وہ درخت نہ کھاتیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننے میں خیانت اور نافرمانی نہ کرتیں تو کوئی عورت اپنے خاوند سے بھی خیانت اور نافرمانی نہ کرتی۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٥٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَّنْ اُعْطِيَهُنَّ فَقَدْ اُعْطِيَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ قَلْبٌ شَاكِرٌ وَّلِسَانٌ ذَاكِرٌ بَدَنٌ عَلَی الْبَلَاءِ صَابِرٌ وَّزَوْجَةٌ لَّا تَبْغِيْهِ خَوْنًا فِيْ نَفْسِهَا وَلَا مَالَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں جس کسی کو دی گئیں تو اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائی دیدی گئی: (۱) نعمتوں پر شکر کرنے والا دل (۲) دکھ سکھ میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والی زبان (۳) ایسا بدن (جو دنیوی) مصیبتوں پر صبر کرنے والا (۴) اور ایسی بیوی جو نہ تو اپنے نفس میں خیانت کرنے والی ہو اور نہ اپنے شوہر کے مال میں۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ خیانت نہ کرنے والی بیوی شوہر کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ ابن ماجہ کی ایک روایت میں یوں ہے کہ بیوی ایسی ہو کہ جو آخرت کے کام میں مدد کرے' عورت کی مدد آخرت کے کام میں یہ ہے کہ وہ بیوی کی وجہ سے گناہوں اور بدنظری سے بچتا ہے اور گھر کے تمام کام عورت انجام دے لیتی ہے جس کی وجہ سے مرد کو عبادت کی فرصت ملتی ہے' اگر بیوی نہ ہو تو گھر کے کاموں کی وجہ سے عبادت کی فرصت کم ملتی ہے۔ بعض عورتیں بڑی نیک اور عابدہ ہوتی ہیں ان کی وجہ سے مرد بھی زاہد اور عابد بن جاتا ہے۔ بعض تو ایسی بھی ہوتی ہیں کہ اپنے شوہر کو تہجد کی نماز کے لیے جگاتی ہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٥٤ - وَعَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُسْاَلُ الرَّجُلُ فِيْمَا ضَرَبَ اِمْرَاَتَهٗ عَلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو (اس کی خطا و قصور) پر مارے تو اس پر مواخذ نہ ہوگا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ بیوی کو شوہر معقول وجہ پر مارے تو اس پر مواخذہ نہ ہوگا' معقول وجہ میں نماز کا نہ پڑھنا' غسل نہ کرنا' شوہر کے لیے بناؤ سنگار نہ کرنا یا بلا وجہ جماع سے انکار کرنا یا شوہر کی بلا اجازت باہر جانا داخل ہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٥٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمْ اِمْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ اٰخِرِ الْيَوْمِ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ اِمْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا فِيْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضِحْكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلام کی طرح نہ پیٹے' پھر دن کے آخری حصہ میں اس سے جماع کرے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ تم میں سے کوئی اس بات کا ارادہ کرتا ہے کہ اپنی بیوی کو غلام کی طرح مارے اور پھر شاید کہ وہ دن کے آخری حصہ میں اس سے ہم بستر ہو' پھر آپ ﷺ نے ان لوگوں کو نصیحت فرمائی جو ہوا کے خارج ہونے پر ہنستے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسے کام (ہوا خارج ہونے) پر کیوں ہنستا ہے جس کو وہ خود کرتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں شوہر کو تاکید ہے کہ بیوی کو غلام کی طرح نہ مارے' اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ شام کو پھر اس سے صحبت کرے' یہ بات شرعاً اور عقلاً مناسب نہیں کہ جس کو اپنے پاس لٹائے اس کو ایسی سخت مار مارے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حتی المقدور بیوی پر ہاتھ نہ اٹھاوے اور اگر ایسا ہی سخت قصور کرے تو زبان سے خفا ہو یا ساتھ سونا چھوڑ دے' اس پر بھی نہ مانے تو

ہلکی مار مارے۔(حاشیہ مشکوٰۃ)

ف: اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے کسی سے ہوا خارج ہونے پر ہنسنے والوں کو اس لیے تنبیہ فرمائی کہ انسان کو ایسے فعل پر جو خود اس سے سرزد ہوتا ہو نہیں ہنسنا چاہیے اس لیے کہ دوسرے پر ہنسنا بے ادبی ہے اور دوسرے کو شرمندہ کرنا ہے اور یہ اخلاق سے بعید بات ہے۔

٣٦٥٦ - وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِي امْرَاَةً فِيْ لِسَانِهَا شَيْءٌ يَعْنِي الْبُذَاءَ قَالَ طَلِّقْهَا قُلْتُ اِنَّ لِيْ مِنْهَا وَلَدًا وَّلَهَا صُحْبَةٌ قَالَ فَمُرْهَا يَقُوْلُ عِظْهَا فَاِنْ يَّكُ فِيْهَا خَيْرٌ فَسَتَقْبَلُ وَعْظَكَ وَلَا تَضْرِبَنَّ ضَعِيْنَتَكَ ضَرْبَكَ اَمَتَكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

لقیط بن صبرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری بیوی کی زبان میں کچھ (خرابی) ہے یعنی وہ بدزبان ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کو طلاق دے دے میں نے عرض کیا اس سے میری اولاد ہے اور عرصہ دراز سے میرے ساتھ ہے (اگر میں اس کو طلاق دوں تو مجھے تکلیف ہوگی) آپ نے فرمایا: تو اس کو نصیحت کر اور سمجھا اس میں اگر بھلائی ہو گی تو وہ اسے قبول کر لے گی لیکن تم اپنی بیوی کو باندی کی طرح نہ مارو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٦٥٧ - وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت حکیم بن معاویہ قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کسی شوہر پر اس کی بیوی کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اس کو بھی پہناؤ اور چہرہ پر مت مارو اور اس کو برا بھلا مت کہو اور (ضرورت ہو تو) اس سے گھر ہی میں علیحدگی اختیار کرو۔ اس کی روایت امام احمد ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

وہ باتیں جن کے انکار پر شوہر بیوی کو مار سکتا ہے

(۱) اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے بیوی کو چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے اس بارے میں فتاویٰ قاضی خان میں یہ وضاحت ہے کہ شوہر بیوی کو چار باتوں پر مار سکتا ہے (۱) شوہر بیوی سے زیب وزینت کی خواہش کرے تو وہ زیب وزینت نہ کرے (۲) بیوی حیض ونفاس سے پاک ہو اور وہ شوہر کی خواہش پر جماع کے لیے آمادہ نہ ہو (۳) نماز کے چھوڑنے پر (۴) شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی گھر سے نکلے۔

یہ مرقات میں مذکور ہے اور تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ بیوی کو مارنے کی اجازت ہے لیکن نہ مارنا افضل ہے۔

چہرہ کی عظمت

(۲) واضح ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرہ پر مارنے سے اس لیے منع فرمایا ہے کہ چہرہ انسان کے اعضاء میں بڑی فضیلت اور عظمت کا عضو ہے اور چہرہ لطیف اعضاء اور شریف اجزاء جیسے آنکھ ناک کان وغیرہ پر مشتمل ہے۔(ماخوذ از مرقات)

شوہر عارضی طور پر تا دیباً اپنی بیوی سے علیحدگی کر سکتا ہے

(۳) اس حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے کہ (ضرورت ہو) تو بیوی سے تا دیباً گھر ہی میں علیحدگی کی جا سکتی ہے اس کا

مطلب یہ ہے کہ کسی وجہ سے شوہر کو بیوی پر کوئی شبہ ہو جائے تو وہ بیوی کو گھر میں رکھ کر بستر چھوڑ دے اور بیوی کو دوسرے گھر میں منتقل نہ کرے لیکن صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ حضور انور ﷺ نے امہات المومنین سے بالکلیہ علیحدگی اختیار فرمائی تھی اور اپنے بالا خانہ پر تشریف لے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "واهجروهن في المضاجع" (بیویوں کو بستر سے جدا کردو) میں اس بات کی قید نہیں ہے کہ بیویوں کو صرف گھر ہی میں جدا رکھا جائے بلکہ ان کو گھر سے بھی علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ حالات کے اعتبار سے علیحدگی کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیوی سے گھر میں علیحدگی اختیار کرنا گھر سے منتقل کر دینے سے سخت ہوتا ہے اور کبھی اس کے برخلاف بھی معاملہ ہوتا ہے بلکہ گھر میں علیحدگی زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے خصوصاً عورتوں کے لیے اس لیے کہ عورتیں کمزور طبیعت کی ہوتی ہیں۔

٣٦٥٨ - وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اٰلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَائِهٖ شَهْرًا وَّكَانَتْ اِنْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَاَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ.

بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات سے ایک مہینہ تک صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی تھی اور آپ کے پاؤں میں (کسی وجہ سے) موچ آ گئی تھی آپ ﷺ نے بالا خانہ پر انتیس رات قیام فرمایا: پھر آپ نیچے تشریف لائے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تو ایک مہینہ کی قسم کھائی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

٣٦٥٩ - وَرَوَى مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَّسْتَاْذِنُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوْسًا بِبَابِهٖ لَمْ يُؤْذَنْ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ قَالَ فَاُذِنَ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ اَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَاْذَنَ فَاُذِنَ لَهٗ فَوَجَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا حَوْلَهٗ نِسَاءُهٗ وَاجِمًا سَاكِتًا قَالَ فَقُلْتُ لَا قُوْلَنَّ شَيْئًا اُضْحِكُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَاَيْتُ بِنْتَ خَارِجَةَ سَاَلَتْنِي النَّفَقَةَ فَقُمْتُ اِلَيْهَا فَوَجَاْتُ عُنُقَهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هُنَّ حَوْلِيْ كَمَا تَرٰى يَسْاَلْنَنِي النَّفَقَةَ فَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ اِلٰى عَائِشَةَ يَجَاُ عُنُقَهَا وَقَامَ عُمَرُ اِلٰى حَفْصَةَ يَجَاُ عُنُقَهَا كِلَاهُمَا يَقُوْلُ تَسْاَلِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَيْسَ عِنْدَهٗ فَقُلْنَ وَاللّٰهِ لَا نَسْاَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا اَبَدًا لَيْسَ عِنْدَهٗ ثُمَّ اعْتَزَلَهُنَّ شَهْرًا اَوْ تِسْعًا

اور مسلم نے (اسی مذکورہ بالا واقعہ کی تفصیل) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے (اس طرح) روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ (کی خدمت میں) حاضر ہونے کی اجازت طلب کی آپ نے لوگوں کو دروازے پر بیٹھے ہوئے پایا اور کسی کو (ملاقات کی) اجازت نہیں دی جا رہی تھی۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اجازت دی گئی اور وہ اندر تشریف لے گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اجازت طلب کی ان کو بھی اجازت مل گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ رنجیدہ اور خاموش تشریف فرما ہیں اور ازواج مطہرات بھی آپ ﷺ کے اطراف میں موجود ہیں راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ضرور ایسی بات کہوں گا جس سے رسول اللہ ﷺ (خوش ہو کر) ہنس پڑیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ خارجہ کی بیٹی (یعنی میری بیوی کو) دیکھتے کہ اگر وہ مجھ سے (میری طاقت سے زیادہ) نفقہ مانگتی تو میں کھڑا ہو کر اس کی گردن مروڑتا (اور اس کی پٹائی کرتا یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: میری بیویاں اس وقت جو میرے اطراف میں جمع ہیں جیسے تم دیکھ رہے ہو مجھ سے (میری حیثیت سے زیادہ) نان ونفقہ طلب کر رہی ہیں (یہ سن کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حضرت عائشہ کی گردن مروڑی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کھڑے

وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ حَتّٰى بَلَغَ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا قَالَ فَبَدَاَ بِعَائِشَةَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَعْرِضَ عَلَيْكِ اَمْرًا اَحَبُّ اَنْ لَّا تَعْجِلِيْ فِيْهِ حَتّٰى تَسْتَشِيْرِيْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ وَمَا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَتَلَا عَلَيْهَا الْاٰيَةَ قَالَتْ اَفِيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْتَشِيْرُ اَبَوَيَّ بَلْ اَخْتَارُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَاَسْاَلُكَ اَنْ لَّا تُخْبِرَ اِمْرَاَةً مِّنْ نِّسَائِكَ بِالَّذِيْ قُلْتُ قَالَ لَا تَسْاَلُنِيْ اِمْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ اِلَّا اَخْبَرْتُهَا اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِيْ مُعَنِّتًا وَّلَا مُتَعَنِّتًا وَّلٰكِنْ بَعَثَنِيْ مُعَلِّمًا مُّيَسِّرًا.

ہوئے اور حضرت حفصہ کی گردن مروڑی اور یہ دونوں حضرات کہہ رہے تھے کہ تم دونوں رسول اللہ ﷺ سے وہ چیز مانگتی ہو جو آپ کے پاس موجود نہیں (یہ سن کر) تمام ازواج مطہرات نے کہا' خدا کی قسم! اب ہم آئندہ رسول اللہ ﷺ سے ایسی چیز نہ مانگیں گی جو آپ کے پاس موجود نہ ہو۔ پھر اس کے بعد آپ نے ازواج مطہرات سے ایک مہینہ یا انتیس دن علیحدگی اختیار فرمائی۔ پھر یہ آیت نازل فرمائی ''يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًاo وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًاo'' (سورۂ احزاب ۳۳/۲۹'۲۸) اے نبی (ﷺ) اپنی بیبیوں سے آپ فرما دیں کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور خوش اسلوبی سے چھوڑ دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت چاہتی ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ تم میں سے جو نیکوکار ہیں ان کے لیے خدا نے بڑے بڑے اجر تیار کر رکھے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا (ان آیتوں کے اترنے کے بعد) سب سے پہلے آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے عائشہ! میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم اس معاملہ میں جلدی نہ کرنا یہاں تک تم اپنے ماں باپ سے مشورہ کر لو۔ حضرت عائشہ نے عرض کی' وہ کون سی بات ہے یا رسول اللہ؟ آپ نے ان کے سامنے آیت مذکورہ کی تلاوت فرمائی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (فوراً) کہا: یا رسول اللہ! میں آپ کے بارے میں کیا اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ بلکہ میں اللہ' اس کے رسول اور دار آخرت کو پسند کرتی ہوں اور آپ سے یہ درخواست بھی کرتی ہوں کہ میں نے آپ کو جو جواب دیا ہے آپ ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کو بھی نہ بتائیے آپ نے ارشاد فرمایا (ایسا نہیں) ازواج مطہرات میں سے جو بھی مجھ سے پوچھیں گی میں ان کو ضرور بتاؤں گا' بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی کو رنج دینے والا اور مشقت میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بھیجا ہے بلکہ مجھے (احکام) سکھانے والا اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات سے ایک ماہ علیحدہ رہنے کے بعد سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لا کر فرمایا: تم چاہو تو دنیا اور اس کی زینت کو اختیار کر دیا چاہو تو اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کرو تو ام المومنین نے فرمایا: میں اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں' اس سے چاروں مذاہب۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی۔ حنفی اور جمہور علماء کے مسلک پر دلیل ملتی ہے کہ جس کسی نے اپنی بیوی کو زوجیت میں رہنے کا اختیار دیا اور بیوی نے اپنے

اختیار سے کہا کہ میں تم کو اختیار کرتی ہوں تو نہ طلاق واقع ہوگی اور نہ جدائی۔ (یہ مرقات میں مذکور ہے)

٣٦٦٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّائِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى " تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ" قُلْتُ مَا أَرٰى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَحَدِيْثُ جَابِرٍ اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ ذُكِرَ فِيْ قِصَّةِ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں ان عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (زوجیت میں قبول کرنے کے لیے) بخش دیا تھا اور (میں تعجب سے) یوں کہتی تھی کہ عورت (جو شرم و حیاء کا پیکر ہے) خود کو کسی (کی بیوی کے لیے) پیش کرتی ہے لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے کہا یا رسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا پروردگار آپ کی خواہش (اور رضا مندی) کو جلد قبول فرما لیتا ہے۔ (سورۂ احزاب:۵۱) (اپنی اپنی ازواج مطہرات میں سے تم جس کو چاہو (اور جتنے دن چاہو) اپنے سے الگ رکھو اور جس کو چاہو (اور جب تک چاہو) اپنے پاس رکھو اور تم نے جن کو (ایک خاص مدت تک) الگ کر دیا تھا ان میں سے کسی کو پھر اپنے پاس بلاؤ تو (اس میں بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور حضرت جابر کی (طویل) حدیث میں ارشاد ہے عورتوں (کے حقوق) کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یہ حدیث قصہ حجۃ الوداع کے باب میں گذر چکا ہے (بوجہ طوالت یہاں اس کا حوالہ دیا گیا ہے تاکہ پوری حدیث کو وہاں دیکھ لیا جائے)۔

آیت تخییر کی تفصیل

ف: واضح ہو کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں سورۂ احزاب کی آیت ترجی من تشاء کا ذکر ہے اس بارے میں ابورزین اور ابن زید نے کہا ہے کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ امہات المومنین میں سے بعض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیرت دلائی اور بعض نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نفقہ طلب کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امہات المومنین سے ایک ماہ تک علیحدگی اختیار فرمائی یہاں تک کہ آیت مذکورہ جس کو آیت تخییر کہتے ہیں نازل ہوئی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو اس بات کا اختیار دیا کہ دنیا کو اختیار کریں یا آخرت کو اور ان میں سے جو دنیا کو اختیار کریں ان کو چھوڑ دیا جائے اور جو اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کریں وہ امہات المومنین برقرار رہیں گی اور ان سے پھر کوئی نکاح نہیں کر سکے گا اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امہات المومنین میں سے جن کو چاہیں جتنے دن چاہیں اپنے پاس رکھ سکیں گے اور جن کو جتنے دن چاہیں الگ رکھ سکیں گے اس پر امہات المومنین نے رضا مندی ظاہر فرمائی خواہ آپ باری مقرر فرمائیں یا نہیں یا آپ باری میں بعض کو ترجیح دیں اس طرح آپ نفقہ میں بھی بعض کو زیادہ عطا فرمائیں بہر حال! اس میں بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکلیہ اختیار دے دیا گیا اور یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شامل ہے اور ان ساری باتوں کو امہات المومنین نے پسند فرما کر آپ کو اختیار فرمایا۔ معالم التنزیل کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۱۳۰ کے فائدہ میں بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکلیہ اختیار ملنے کے باوجود آپ کا کمال انصاف یہ تھا کہ آپ نے تمام امہات المومنین میں باری مقرر فرمائی اور نفقہ بھی مساوات پر قائم فرمایا۔

٣٦٦١ - وَعَنْ إِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ

حضرت ایاس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَضْرِبُوْا اِمَاءَ اللّٰہِ فَجَاءَ عُمَرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلٰی اَزْوَاجِھِنَّ فَرَخَّصَ فِیْ ضَرْبِھِنَّ فَاَطَافَ بِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِسَاءٌ کَثِیْرٌ یَّشْکُوْنَ اَزْوَاجَھُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ طَافَ بِاٰلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ کَثِیْرٌ یَّشْکُوْنَ اَزْوَاجَھُنَّ لَیْسَ اُولٰٓئِکَ بِخِیَارِکُمْ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ.

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کی باندیوں (یعنی اپنی بیویوں) کو نہ مارو' حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ (آپ کے اس ارشاد سے) عورتیں اپنے شوہروں پر دلیر ہوگئیں ہیں (یہ سن کر) آپ نے (شوہروں کو) اجازت دی کہ (وہ تادیباً اپنی بیویوں کو) مار سکتے ہیں (یہ حکم سن کر مردوں نے عورتوں کو خوب مارا پیٹا) تو بہت سی عورتیں اپنے شوہروں کی شکایت کرنے کے لیے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس جمع ہوئیں (اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں شکایت پیش کی) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ازواج مطہرات کے پاس بہت ساری عورتیں اپنے شوہروں (کے مارنے پر) شکایت کرنے کے لیے جمع ہوئیں ہیں (آگاہ ہو جاؤ) تم میں ایسے لوگ اچھے نہیں ہیں (جو اپنی بیویوں کو مارتے پیٹتے ہیں)۔ اس کی روایت ابوداؤد ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شوہروں کو بیویوں کے مارنے سے روکا' غالباً حضور ﷺ کی ممانعت سورہ نساء پ ۵ ع ۳ کی آیت جس میں فاضربوھن مذکور ہے' اس کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے' حضور ﷺ کی ممانعت سے عورتیں دلیر ہوگئیں تو حضور انور ﷺ نے مارنے کی اجازت دیدی اور پھر قرآن میں بھی یہی حکم نازل ہوا' لیکن شوہروں نے جب مار پیٹ میں شدت کی اور حضور انور ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ کہ بیویوں کو ان کی بداخلاقی کی وجہ سے مار پیٹ کی اجازت ہے مگر ان کی بداخلاقی پر صبر اور تحمل افضل اور احسن ہے' یہ تفصیل حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے جو مرقات میں مذکور ہے۔

٣٦٦٢ - وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُکُمْ فَدَعُوْہُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلٰی قَوْلِہٖ لِاَھْلِیْ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے اہل (یعنی اپنی بیوی بچوں خویش واقارب اور اجنبیوں) سے (سلوک) میں بہتر ہو' میں اپنے اہل کے لیے سب سے بہتر ہوں اور تم میں سے جب کسی کا انتقال ہو جائے تو (مرنے کے بعد اس کی برائی اور غیبت کرنی) چھوڑ دو' اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اس کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ''لاھلی'' تک کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ''صاحبکم'' کا لفظ ارشاد فرمایا گیا ہے' اس سے بعض محدثین نے حضور انور ﷺ کو مراد لیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور انور ﷺ یوں فرمارہے' جب میرا وصال ہو تو میرے بعد میرے اہل بیت' میرے صحابہ اور میری امت کو تکلیف دے کر مجھے نہ ستاؤ۔ (مرقات)

٣٦٦٣ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَّخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایمان والوں میں کمال ایمان کے اعتبار سے سب سے بہتر وہ مومن ہے جس کے اخلاق وعادات سب سے اچھے ہوں اور

لِنِسَائِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّرَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ اِلٰى قَوْلِهٖ خُلُقًا.

تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھائی (اور نرمی) کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے اس کی روایت ابوداؤد نے لفظ خلقا تک کی ہے۔

٣٦٦٤- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایمان والوں میں کمال ایمان کے اعتبار سے سب سے بہتر وہ مومن ہے جس کے اخلاق اور عادات (عموماً) سب سے (عامۃ الناس سے حسن سلوک میں) اچھے ہوں اور (خصوصاً) اپنی بیوی بچوں پر زیادہ مہربان ہو۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

٣٦٦٥- وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ يَنقمعن مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ اِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرمائی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس (یعنی آپ کے گھر میں) گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میرے ساتھ چند سہلیاں بھی کھیلا کرتی تھیں' رسول اللہ ﷺ جب (گھر میں) تشریف لاتے تو سہلیاں آپ سے (شرما کر) باہر چلی جاتیں تو آپ ان کو میرے پاس بھیجتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٦٦٦- وَعَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَوْ حُنَيْنٍ وَفِيْ سَهْوَتِهَا سِتْرٌ فَهَبَّتْ رِيْحٌ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِّعَائِشَةَ لُعَبٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ قَالَتْ بَنَاتِيْ وَرَاٰى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَّهٗ جَنَاحَانِ مِنْ رِّقَاعٍ فَقَالَ مَا هٰذَا الَّذِيْ اَرٰى وَسْطَهُنَّ قَالَتْ فَرَسٌ قَالَ وَمَا هٰذَا الَّذِيْ عَلَيْهِ قَالَتْ قُلْتُ جَنَاحَانِ قَالَ فَرَسٌ لَّهٗ جَنَاحَانِ قَالَتْ اَمَا سَمِعْتَ اِنَّ لِسُلَيْمَانَ خَيْلًا لَّهَا اَجْنِحَةٌ قَالَتْ فَضَحِكَ حَتّٰى رَاَيْتُ نَوَاجِذَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک یا غزوۂ حنین سے واپس تشریف لائے تو (آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ) حضرت عائشہ کے گھر کے (ایک گوشہ میں) محراب پر پردہ پڑا ہوا تھا (جس میں کھلونے اور گڑیاں تھیں) جب ہوا چلی تو ہوا نے طاق کے پردہ کے ایک کنارہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کھلونوں اور گڑیوں کو ظاہر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: عائشہ! یہ کیا ہے؟ آپ نے کہا' یہ میری گڑیاں ہیں اور آپ نے ان گڑیوں کے درمیان ایک گھوڑ دیکھا جس کے دو کپڑے کے پر ہیں تو حضور انور ﷺ نے پھر دریافت فرمایا: وہ کیا چیز ہے جو میں ان (گڑیوں) کے درمیان دیکھ رہا ہوں؟ ام المومنین نے جواب دیا یہ گھوڑا ہے آپ نے پھر دریافت فرمایا (کیا) گھوڑے کے بھی دو پر ہوتے ہیں' تو ام المومنین نے جواب دیا کیا آپ نے نہیں سنا کہ سلیمان علیہ السلام کے پاس گھوڑے تھے جن کو پر تھے' ام المومنین نے کہا کہ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے' یہاں تک کہ آپ کی داڑھوں کو میں نے دیکھ لیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں گڑیوں کے کھیلنے کا ذکر ہے' گڑیاں کپڑے کی مورتیاں ہوتی ہیں جن کو لڑکیاں بناتی ہیں' ان شادی کرتی ہیں' یہ بچوں کا کھیل ہے اور ان میں پوری مورت نہیں ہوتی' اس لیے ان پر تصویر کا حکم نہیں اور لڑکیوں کو ان کا کھیلنا

درست رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کم سن تھیں اور رسول اللہ ﷺ کا کمال اخلاق تھا کہ آپ بچوں پر 31
شفقت فرماتے اور کھیل کود سے ان کو منع نہ فرماتے' یہی وجہ ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ کو گڑیاں کھیلنے اور ان کی ہمجولی لڑکیوں کے آنے سے اور کھیلنے سے نہیں روکا۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس کھیل سے لڑکیوں کی تربیت ہوتی ہے۔

اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ شاید گڑیوں کا قصہ تصویروں کے حرام ہونے سے پہلے کا ہو اور پھر جب تصویریں حرام ہو گئیں تو وہ بھی حرام ہو گئیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٦٧ - وَعَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ قَالَتْ فَسَابَقْتُهٗ فَسَبقته عَلٰى رِجْلَىَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهٗ فَسَبَقَنِىْ قَالَ هٰذِهٖ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھیں (خوش طبعی کے طور پر) میں اور رسول اللہ ﷺ دوڑنے لگے (کہ ہم دونوں میں کون آگے بڑھ جاتا ہے) ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے آگے نکل گئی جب میرا بدن بھاری ہو گیا تو (دوسرے موقعہ پر) میں نے حضور انور ﷺ کے ساتھ دوڑ لگائی تو رسول اللہ ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے' اس پر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ اس دوڑ کے بدلہ میں جس میں تم مجھ سے آگے نکل گئیں تھیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

کن چیزوں کے ساتھ مقابلہ جائز ہے؟

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف کی روشنی میں علامہ قاضی خان نے لکھا ہے کہ چار چیزوں میں ایک دوسرے سے مقابلہ کی اجازت ہے: (١) اونٹ کی دوڑ پر (٢) گھوڑے کی دوڑ پر (٣) تیر اندازی میں اور (٤) آدمیوں کی آپس میں دوڑ لگانے پر اور اس میں یکطرفہ شرط جائز ہے' چنانچہ یوں کہے کہ اگر میں تم سے سبقت لے جاؤں تو مجھے اتنا ملے گا اور اگر تم مجھ پر سبقت لے جاؤ تو تمہیں کچھ نہیں ملے گا' اگر دونوں طرف سے شرط لگائی جائے تو حرام ہے' اس لیے کہ یہ جوا ہے' البتہ! طرفین ایک تیسرے شخص کو شریک کر لیں ایک کہے کہ تو مجھ پر سبقت کرے تو تجھے اتنا ملے گا اور اگر میں سبقت کروں تو مجھے اتنا ملے گا اور اگر تیسرا شخص سبقت کرے تو اسے کچھ نہیں ملے گا اس طرح کی شرط جائز ہے اور جو انعام ملے گا وہ حلال ہے۔

اس سلسلہ میں قابل ذکر چیز یہ ہے کہ مذکورہ بالا شرط جو یک طرفہ ہو' جائز ہے اس سے مراد یہ ہے کہ یہ چیز درست ہے' نہ یہ کہ یکطرفہ شرط سے وہ بدلہ کا مستحق ہو جاتا ہے' اسی طرح بعض امراء کسی دو شخصوں کے بارے میں یوں کہیں کہ تم دونوں میں جو بھی سبقت کرے اس کو اتنا ملے گا۔ مذکورہ بالا چیزوں میں مقابلہ کی اجازت اس لیے جائز ہے کہ اس کا ذکر آثار اور روایتوں میں موجود ہے۔ (یہ مرقات سے ماخوذ ہے)۔

٣٦٦٨ - وَعَنْهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ عَلٰى بَابِ حُجْرَتِىْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِالْحِرَابِ فِى الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِىْ بِرِدَائِهٖ لِاَنْظُرَ اِلٰى لَعِبِهِمْ بَيْنَ اُذُنِهٖ وَعَاتِقِهٖ ثُمَّ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں' اللہ کی قسم! میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ میرے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہیں اور حبشی مسجد (کے صحن) میں چھوٹی برچھیوں سے کھیل رہے ہیں (یعنی جنگی کرتب دکھا رہے ہیں) اور رسول اللہ ﷺ مجھ پر اپنی چادر مبارک سے پردہ فرما رہے تھے' تاکہ میں ان کے کھیل کو آپ کے کان اور مونڈھے پر

يَقُوْمُ مِنْ اَجْلِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّتِيْ اَنْصَرِفُ فَاقْدِرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السن الحريصة عَلَى اللَّهْوِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سے دیکھوں' پھر آپ میری خاطر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں خود (اُکتا کر وہاں سے) ہٹ گئی۔ (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) اس سے تم اندازہ کرو کہ کم عمر لڑکی جو کھیل کود کی شائق ہو' وہ کتنی دیر تک کھڑی رہی ہو گی (اور حضور انور ﷺ میری خاطر آخر تک کھڑے رہے) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ عورتوں کا اجنبی مردوں کو دیکھنا اس بارے میں تفصیلی بحث اس کتاب کی حدیث نمبر ۷ ۳ کے فائدہ میں گذر چکی ہے' ملاحظہ کر لی جائے۔

٣٦٦٩ - وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَّاِذَا كُنْتِ عَلٰى غَضْبٰى فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَّاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اِسْمَكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) مجھ سے فرمایا کہ جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو مجھے اس کا علم ہو جاتا ہے اور (اسی طرح) جب تم مجھ سے ناخوش ہوتی ہو تو تب بھی مجھے معلوم ہو جاتا ہے' میں نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ!) آپ یہ کیسے پہچان لیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو اور اس طرح قسم کھاتی ہو محمد ﷺ کے رب کی قسم! یہ بات ایسی نہیں اور جب تم مجھ سے ناخوش ہوتی ہو تو اس طرح قسم کھاتی ہو' ابراہیم کے رب کی قسم! یہ بات ایسی نہیں ہے (یہ سن کر) میں نے کہا (آپ صحیح فرماتے ہیں) خدا کی قسم! یا رسول اللہ! میں تو صرف آپ کا نام ہی نہیں لیتی (لیکن دل میں محبت باقی رہتی ہے۔) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ناخوشی کا جو ذکر ہے اس سے گھر بار کے معاملات میں دنیوی ناخوشی مراد ہے' نہ کہ دینی ناخوشی' جس سے ایمان میں خلل پیدا ہو اور یہ ناخوشی سوکنوں کی وجہ سے ہوتی ہے جو عورتوں کی فطری بات ہے جس پر شریعت میں گرفت نہیں۔ (مرقات)

٣٦٧٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ اِمْرَاَةً عَلٰى زَوْجِهَا اَوْ عَبْدًا عَلٰى سَيِّدِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کی بیوی کو اس کے شوہر کے خلاف اور کسی کے غلام کو اس کے آقا کے خلاف ورغلائے (اور بھڑکائے) وہ ہمارا نہیں ہے (یعنی ہمارے طریقہ پر چلنے والا نہیں۔) اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

٣٦٧١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو (صحبت کے لیے اپنے) بستر پر بلائے اور وہ (کسی شرعی عذر کے بغیر) انکار کرے اور شوہر رات (اس پر) غصہ میں گذار دے تو (عورت) پر فرشتے صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔ اس کی

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا مِنْ رَّجُلٍ یَّدْعُوْ اِمْرَاَتَہٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَتَاْبٰی عَلَیْہِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَیْھَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْھَا۔

روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور بخاری اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کوئی شخص اپنی بیوی کو (صحبت کے لیے) اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کرتی ہے تو وہ ذات عالی جو آسمان میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس (عورت) پر ناراض رہتے ہیں، یہاں تک شوہر اس سے راضی ہو جائے۔

۳۶۷۲ - وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَہٗ فَلْتَاْتِہٖ وَاِنْ کَانَتْ عَلَی التَّنُّوْرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو اپنی ضرورت (صحبت) کے لیے بلائے تو اس کو فوراً حاضر ہونا چاہیے، اگرچہ کہ وہ تنور پر (روٹی پکا رہی ہو) (خواہ کتنا ہی ضروری کام کیوں نہ کر رہی ہو)۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۶۷۳ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَاَۃٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَہٗ فَقَالَتْ زَوْجِیْ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ یَضْرِبُنِیْ اِذَا صَلَّیْتُ وَیُفَطِّرُنِیْ اِذَا صُمْتُ وَلَا یُصَلِّی الْفَجْرَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ وَصَفْوَانُ عِنْدَہٗ قَالَ فَسَاَلَہٗ عَمَّا قَالَتْ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَّا قَوْلُھَا یَضْرِبُنِیْ اِذَا صَلَّیْتُ فَاِنَّھَا تَقْرَاُ بِسُوْرَتَیْنِ وَقَدْ نَھَیْتُھَا قَالَ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَتْ سُوْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ لَکَفَتِ النَّاسَ قَالَ وَاَمَّا قَوْلُھَا یُفَطِّرُنِیْ اِذَا صُمْتُ فَاِنَّھَا تَنْطَلِقُ تَصُوْمُ وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَا اَصْبِرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُ اِمْرَاَۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِھَا وَاَمَّا قَوْلُھَا اَنِّیْ لَا اُصَلِّیْ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِنَّا اَھْلُ بَیْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاکَ لَا نَکَادُ نَسْتَیْقِظُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ فَاِذَا اسْتَیْقَظْتَ یَا صَفْوَانُ فَصَلِّ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں (اپنے شوہر کی شکایت کے لیے) حاضر ہوئیں اور ہم اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے، اس عورت نے عرض کیا کہ میرے شوہر صفوان ابن معطل ہیں جب نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتے ہیں اور میں جب (نفل) روزے رکھتی ہوں تو افطار کروا دیتے ہیں اور (خود) سورج نکلنے کے بعد نماز فجر پڑھتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ (اس وقت اتفاقاً) صفوان بھی حاضر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یعنی صفوان سے ان (کی بیوی کی شکایتوں) کے بارے میں دریافت کیا۔ تو صفوان نے جواب دیا، یا رسول اللہ! اس کا یہ کہنا کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو وہ مجھے مارتے ہیں (اس کی وجہ یہ ہے کہ) وہ (نفل نماز میں) دو (طویل) سورتیں پڑھتی ہیں اور میں نے اس کو اس سے منع کیا ہے، راوی کہتے ہیں کہ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (سورۂ فاتحہ کے بعد) ایک ہی سورت پڑھی جائے تو (تنہا شخص ہو یا جماعت) سب کے لیے کافی ہو جائے گی۔ (ان کے شوہر صفوان نے) کہا کہ اس کا یہ کہنا کہ جب میں (نفل) روزہ رکھتی ہوں تو وہ افطار کروا دیتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مسلسل (نفل) روزہ رکھا کرتی ہیں اور میں جوان آدمی ہوں (چونکہ رات میں کھیتی باڑی کے کاموں میں مشغول رہتا ہوں، اس لیے دن میں بیوی سے صحبت نہ کرنے پر) صبر نہیں کر سکتا (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت (اپنے شوہر کی موجودگی میں) اس کی اجازت کے بغیر (نفل) روزہ نہ رکھا کرے، اب رہا اس کا یہ کہنا کہ میں

سورج نکلنے کے بعد (فجر کی) نماز پڑھتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم (کھیتی باڑی کے) لوگ ہیں اور یہ چیز معروف ہے کہ (ہم رات بھر پانی سینچتے ہیں) جس کی وجہ سے سورج نکلنے تک اٹھ نہیں سکتے (یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صفوان جب تم نیند سے اٹھو تو نماز پڑھ لیا کرو (ادا ہو یا قضاء)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٦٧٤ - وَعَنْ اَسْمَاءَ اِنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جَنَاحٌ اِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِيْ غَيْرَ الَّذِيْ يُعْطِيْنِيْ فَقَالَ اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطِ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ایک سوکن ہے اگر میں (اس کے سامنے) یہ ظاہر کروں کہ میرے خاوند نے مجھے یہ چیز دی ہے حالانکہ اس نے نہیں دی ہے تو کیا میرے لیے یہ گناہ کی بات ہوگی (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ظاہر کرنے والا اس چیز کا جس کو وہ نہیں ملی ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو جھوٹ اور فریب کے دو کپڑے پہنے ہو (یعنی مکار اور دھوکے باز ہے)۔ (بخاری و مسلم)

٣٦٧٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْاَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہو اور رمضان کے روزے رکھتی ہو اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی رہی ہو اور اپنے خاوند کی اطاعت کرتی رہے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ اس کی روایت ابونعیم نے حلیۃ میں کی ہے۔

٣٦٧٦ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ مَّاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی عورت اس حال میں انتقال کرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٣٦٧٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ قَالَ الَّتِيْ تَسُرُّهُ اِذَا نَظَرَ وَتُطِيْعُهُ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِيْ نَفْسِهَا وَلَا مَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ عورتوں میں کونسی عورت بہتر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ عورت (بہتر ہے) کہ خاوند اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے اور شوہر اس کو کسی کام کا حکم دے تو وہ اس کو بجالائے اور اپنی جان میں اور اس کے مال میں جو شوہر کی ناراضگی کا سبب ہو خلاف نہ کرے۔ اس کی روایت نسائی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٣٦٧٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا رَوَاهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر میں کسی کو (اللہ کے سوا) کسی اور کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اس

التِّرْمِذِيُّ.

کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٣٦٧٩ - وَعَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانَ لَهُمْ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَهُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانَ لَهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ بِاَنْ يُّسْجَدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ اَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهُ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَاءَ اَنْ يَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ حَقٍّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں (جب) حیرہ (جو کوفہ کے قریب ایک قدیم شہر تھا) آیا تو وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے سردار کو سجدہ کر رہے ہیں۔ (یہ دیکھ کر اپنے دل میں) میں نے کہا کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ پھر میں (جب مدینہ منورہ واپس ہوا تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں شہر حیرہ گیا تھا تو وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں' حالانکہ آپ زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے (اس لیے کہ آپ مخلوقات میں سب سے زیادہ بزرگ اور موجودات میں سب سے زیادہ معزز ہیں یہ سن کر) آپ نے فرمایا' بتاؤ کہ (میرے انتقال کے بعد) اگر تم میری قبر پر سے گزرو گے تو کیا میری قبر کو (یا صاحب قبر کو) سجدہ کرو گے تو میں نے عرض کیا کہ نہیں (میں سجدہ نہیں کروں گا) آپ نے فرمایا: کہ تم (میری زندگی میں اور میرے بعد میری قبر کو) سجدہ نہ کرو (پھر آپ نے فرمایا) کہ اگر کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کا حق عورتوں پر زیادہ رکھا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور امام احمد نے اس کی روایت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

٣٦٨٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَجَاءَ بَعِيْرٌ فَسَجَدَ لَهُ فَقَالَ اَصْحَابُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَكَ فَقَالَ اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ وَلَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَلَوْ اَمَرَهَا اَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ اَصْفَرَ اِلٰى جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰى جَبَلٍ اَبْيَضَ كَانَ يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تَفْعَلَهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے، ایک اونٹ آیا اور آپ کے صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو چوپائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں تو ہم زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ (یہ سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (سجدہ عبادت ہے) تو تم اپنے رب (ہی) کی عبادت کرو اور اپنے (مسلمان) بھائی کی تعظیم کرو اور اگر میں کسی کو کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے (اور شوہر کا اتنا بڑا مرتبہ ہے کہ) اگر وہ بیوی کو حکم دے کہ وہ زرد پہاڑ سے پتھر سیاہ پہاڑ پر لے جائے اور (پھر) سیاہ پہاڑ سے سفید پہاڑ کی طرف (لے جائے) تو اس کو چاہیے کہ اس کا حکم بجالائے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

٣٦٨١ - وَعَنْ مُّعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ لَا تُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ يُوْشِكُ اَنْ يُّفَارِقَكِ اِلَيْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو (جنت کی) بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے وہ حور جو اس کی بیوی بنے گی، کہتی ہے اللہ تجھے ہلاک کرے (تو اسے مت ستا) وہ تو تیرے پاس (چند دن کے لیے) مہمان ہے اور وہ بہت جلد تجھے چھوڑ کر (جنت میں) ہمارے پاس آنے والا ہے۔[1] اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

[1] اس سے معلوم ہوا کہ دنیا والوں کے اعمال سے ملاء اعلیٰ واقف رہتے ہیں۔

٣٦٨٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَّا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلٰوةٌ وَّلَا تَصْعَدُ لَهُمْ حَسَنَةٌ اَلْعَبْدُ الْآبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوَالِيْهِ فَيَضَعَ يَدَهُ فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَالْمَرْاَةُ السَّاخِطُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا وَالسَّكْرَانُ حَتّٰى يَصْحُوَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے' کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ان کی کوئی نیکی (آسمان پر) جاتی ہے۔ (۱) بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ اپنے آقاؤں کی طرف آ جائے اور ان کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے دے (یعنی ان کا فرمانبردار بن جائے) (۲) وہ عورت جس پر اس کا شوہر ناراض ہو (۳) نشہ باز یہاں تک کہ وہ اپنے نشہ سے ہوش میں آئے (اور توبہ کر لے)۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابُ الْخُلْعِ وَالطَّلَاقِ — خلع اور طلاق کا بیان

ف: واضح ہو کہ عربی زبان میں خلع کے لفظی معنی بدن سے کپڑا اُتارنے اور کسی چیز کے نکالنے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں مال کے بدلہ میں طلاق دینے کو کہتے ہیں یعنی میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی پیدا ہو جائے اور بیوی کسی صورت میں اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کے لیے تیار نہ ہو تو خاوند کے دیئے ہوئے مہر کو واپس کر دے یا معاف کر دے اور شوہر اس کے عوض طلاق دے دے۔ جس طرح مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی وجہ سے اگر بیوی ناپسند ہے اور نباہ ممکن نہیں تو مرد طلاق دے سکتا ہے' اسی طرح عوت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ اگر شوہر اسے پسند نہیں اور کسی صورت میں نباہ ممکن نہیں تو مال دے کر اپنی خلاصہ کرا سکتی ہے۔ طلاق کے لغوی معنی کھولنے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں نکاح کی گرہ کو کھول دینے اور زوجیت کے رشتہ اور ربط کو توڑ دینے کو طلاق کہتے ہیں۔ جب میاں بیوی میں نااتفاقی پیدا ہو جائے تو دونوں میں انتہائی کوشش کر کے ملاپ کرا دیا جائے' بصورت مجبوری دونوں کو الگ کرا دیا جائے اور اس صورت میں طلاق جائز ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سارے حلال اور جائز کاموں میں ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔ اگر ایک ہی نشست میں تین طلاق دے دے تو عورت ہمیشہ کے لیے اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی۔ اور یہ طریقہ ٹھیک نہیں' اس لیے طلاق دینے کی بہترین صورت یہ ہے کہ ایک ایک مہینے کے فاصلہ سے ایک طلاق دے' پھر دوسرے مہینہ کے ختم پر' پھر تیسرے کے ختم پر' یہ فاصلہ اس لیے رکھا گیا تا کہ دونوں کو سوچنے کا موقع مل جائے جس سے اصلاح کی کوئی صورت نکل آئے' اگر نباہ کی کوئی صورت پیدا نہ ہو تو چھوڑ دینے کا اختیار ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَّلَا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''یہ طلاق دو بار تک ہے' پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ اور تمہیں روا نہیں

یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَیْتُمُوْھُنَّ شَیْئًا اِلَّا اَنْ یَّخَافَا اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ○ فَاِنْ طَلَّقَھَا فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ فَاِنْ طَلَّقَھَا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا اَنْ یَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ یُّقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ وَتِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ یُبَیِّنُھَا لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ○ (البقرۃ:۲۲۹۔۲۳۰)

کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر قائم نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلا دے کر عورت چھٹی لے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں○ پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں۔ اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لیے○ (کنزالایمان)

ف: شانِ نزول: ایک عورت نے سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا اور رجعت کرتا رہے گا ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گزرنے کے قریب ہوگی رجعت کرے گا پھر طلاق دے دے گا اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ طلاق رجعی دو بار تک ہے اس کے بعد طلاق دینے پر رجعت کا حق نہیں ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان از مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی)

جمیلہ بنت عبداللہ ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں اور شوہر سے کمال نفرت رکھتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے شوہر ثابت کی شکایت لائیں اور کسی طرح بھی ان کے پاس رہنے پر راضی نہ ہوئیں تب ثابت نے کہا کہ میں نے ان کو ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کر دیں میں ان کو آزاد کر دوں گا جمیلہ نے اسے منظور کیا ثابت نے باغ لے لیا اور طلاق دے دی اس طرح کی طلاق کو خلع کہتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّکَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْہُ شَیْئًا اَتَاْخُذُوْنَہٗ بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ○ وَکَیْفَ تَاْخُذُوْنَہٗ وَقَدْ اَفْضٰی بَعْضُکُمْ اِلٰی بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْکُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا. (النساء:۲۱۔۲۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اگر تم ایک بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو اور اسے ڈھیروں مال دے دو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو کیا اسے واپس لو گے جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ سے اور کیونکر اسے واپس لو گے حالانکہ تم میں سے ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہو لیا اور وہ تم سے گاڑھا عہد لے چکیں۔ (ترجمہ کنزالایمان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: اس آیت سے گراں مہر مقرر کرنے کے جواز پر دلیل لائی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسر منبر فرمایا: عورتوں کے مہر گراں نہ کرو ایک عورت نے یہ آیت پڑھ کر کہا کہ اے عمر بن خطاب! اللہ تعالیٰ ہمیں دیتا ہے اور تم منع کرتے ہو اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر! تجھ سے ہر شخص زیادہ سمجھ دار ہے اس لیے تم جو چاہے مہر مقرر کرو۔ آپ نے اپنا حکم نامہ واپس لے لیا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○ قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تَحِلَّۃَ اَیْمَانِکُمْ. (التحریم:۲۔۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے غیب بتانے والے! (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام کیے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہے اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے شک اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرما دیا۔ (کنزالایمان)

ف: واضح ہو کہ تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی حلال چیز کا اپنے اوپر حرام کر لینا قسم ہے اور اس پر کفارہ بھی واجب ہے۔ چنانچہ حضرت مقاتل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بی بی ماریہ کو اپنے اوپر جو حرام فرما لیا تھا آپ نے کفارہ میں ایک غلام آزاد فرمایا اور کشاف میں یوں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر وہ حلال چیز جس کو حرام کر لیا جائے وہ قسم ہے مثلاً کھانے کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو گویا اس نے کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی' لونڈی کو حرام کر لیا تو گویا اس نے صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی اور بیوی کو بغیر کسی نیت کے حرام کر لیا' تو گویا اس نے ایلاء کیا (ایلاء کے احکام آگے آ رہے ہیں) اور اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہو گا (ظہار کے احکام بھی آگے آ رہے ہیں) اور اگر بیوی کو حرام کرتے وقت طلاق کی نیت کر لی تو طلاق بائن واقع ہو گی اور بیوی کو حرام کرنے میں نیت کا اعتبار ہو گا یعنی دو طلاق کی نیت کرے تو دو طلاق اور اگر تین کی نیت کرے تو تین طلاق واقع ہوں گی۔ اور اگر یہ کہے کہ میں نے جھوٹ نیت کی ہے تو یہ معاملہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے' قانون کا اس سے تعلق نہیں اور اگر بغیر نیت کے یہ کہے کہ ہر حلال چیز مجھ پر حرام ہے تو اس کی قسم کھانے اور پانی پر ہو گی اور نیت کرنے کی صورت میں نیت کے مطابق قسم ہو گی۔ حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود اور حضرت زید رضی اللہ عنہم ان تمام حضرات سے یہی مروی ہے کہ کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینا قسم ہے۔

۳۶۸۳ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةَ ثَابِتِ بْنَ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَّا اَعْتَبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَّلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبِلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهِمَا عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الْخُلْعَ تَطْلِيْقَةً بَائِنَةً وَّفِي الْبَابِ اٰثَارٌ كَثِيْرَةٌ مَّبْسُوْطَةٌ فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ وَغَيْرِهٖ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے اخلاق اور دین داری پر عیب نہیں لگاتی ہوں اور نہ ان پر غصہ کرتی ہوں لیکن میں اسلام میں ناشکری کو پسند نہیں کرتی ہوں (یعنی میں ان کی نافرمانی سے ڈرتی ہوں اور میں ان کی کماحقہ خدمت نہیں کر سکتی اس لیے آپ مجھے ان سے علیحدہ کرا دیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے تم کو (مہر میں) جو باغ دیا تھا کیا تم اس کو واپس کر دو گی؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں! تو رسول اللہ ﷺ نے (ان کے خاوند سے) فرمایا: تم باغ کو لے لو اور ان کو طلاق دے دو۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے اپنی اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خلع کو طلاق بائن قرار دیا ہے اور اس مسئلہ میں کئی روایتیں وارد ہیں جن کو "درمنثور" اور دوسری کتابوں میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے خلع کی جو خواہش کی اس کی وجہ شارحین حدیث نے یہ بتائی ہے کہ ان کی بیوی بہت خوبصورت تھیں اور ان کے مقابلہ میں ثابت بن قیس بہت بدصورت اور نہایت پست قد تھے اور اس کی وجہ سے ان کی بیوی میں طبعًا ناگواری پیدا ہو گئی تھی اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ زندگی گزارنا نہیں چاہتی تھیں' اس لیے ان کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خلع کی درخواست کی اور حضور اقدس ﷺ نے ان کے اور ان کی بیوی کے درمیان خلع کروا دیا۔

اس حدیث شریف سے خلع کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے کہ بیوی کو خاوند سے ناگواری ہو جائے اور کسی صورت میں وہ اپنے خاوند کے ساتھ زندگی گزارنا نہ چاہے تو وہ اپنا مہر معاف کر کے خلع حاصل کر سکتی ہے جیسا کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے مہر میں دیئے

ہوئے باغ کو واپس کر کے خلع حاصل کر لیا۔

واضح ہو کہ حضور نبی کریم ﷺ نے صدر کی حدیث میں خلع کو طلاق بائن قرار دیا ہے اور صحابۂ کرام میں حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور تابعین میں حضرت حسن بصری، حضرت سعید بن المسیب، حضرت عطاء، حضرت شریح، حضرت شعبی، حضرت قبیصہ بن ذویب، حضرت مجاہد، حضرت ابوسلمہ، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت زہری، حضرت ثوری، امام اوزاعی، حضرت مکحول، امام ابن ابی نجیح، حضرت عروہ، امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ ان سارے حضرات نے خلع کو طلاق بائن ہی قرار دیا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول جدید بھی یہی ہے۔ البتہ! امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق کا قول یہ ہے کہ خلع سے نکاح فسخ ہوتا ہے۔ طلاق واقع نہیں ہوتی، یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ہے اور امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے اور حنفیہ کی دلیل کہ خلع سے طلاق بائن ہوتی ہے صدر کی حدیث اور دوسری احادیث بھی ہیں۔

واضح ہو کہ خلع کے طلاق ہونے سے تین طلاق کا جو حق مرد کو حاصل ہے، اس میں کمی ہو جائے گی اور خلع والی عورت کو مطلقہ عورت کی طرح عدت بھی گزارنی ہوگی، البتہ! خلع فسخ ہونے کی صورت میں طلاق کے احکام متعلق نہ ہوں گے۔

٣٦٨٤ - وَعَنْ نَّافِعٍ عَنْ مَّوْلَاةٍ لِّصَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ اَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِكُلِّ شَيْءٍ لَّهَا فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت نافع سے روایت ہے اور وہ صفیہ بنت ابی عبید کی ایک آزاد شدہ لونڈی سے روایت کرتے ہیں کہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنا پورا مال دے کر اپنے خاوند (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے خلع کیا تو عبداللہ بن عمر نے اس پر (اعتراض کیا اور) نہ انکار کیا۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

٣٦٨٥ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِيْ غَيْرِ مَا بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کسی عورت نے اپنے شوہر سے بغیر کسی (معقول) عذر کے طلاق کا مطالبہ کیا تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے، اس کی روایت امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بیوی اپنے خاوند سے طلاق طلب نہ کرے جب تک کہ وہ بالکلیہ مجبور نہ ہو جائے یعنی جب تک اس کو ایسی تکلیف نہ ہو کہ طلاق کے بغیر کوئی اور علاج نہ ہو اور اگر مجبوری کے بغیر کہ بیوی اپنے شوہر سے طلاق طلب کرے گی تو وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گی اور جنت کی خوشبو چالیس برس کے فاصلہ سے آتی ہے، یعنی ایسی عورت جنت سے اس قدر دور رہے گی۔

٣٦٨٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ شوہروں کی نافرمانی کرنے والی عورتیں اور (بے ضرورت) خلع طلب کرنے والی عورتیں ہی منافق عورتیں ہیں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

٣٦٨٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس حلال چیزوں میں زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ نکاح کا مقصد ازدواجی زندگی میں اتفاق اور زندگی بھر اتحاد اور محبت سے زندگی بسر کرنا اور نسل انسانی میں اضافہ کرنا ہے اس لیے طلاق منع ہے۔ اس کے برخلاف اگر میاں بیوی میں کسی ایک کی طرف سے ایسی زیادتی اور ایذارسانی ہو جس سے زندگی گزارنا دونوں کے لیے دشوار ہو جائے تو ایسی صورت میں طلاق درست ہے۔

٣٦٨٨ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الْعَتَاقِ وَلَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے معاذ! تمام مخلوق الٰہی میں روئے زمین پر (غلاموں کو) آزاد کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں ہے اور روئے زمین پر اللہ تعالیٰ نے طلاق سے بڑھ کر کوئی مبغوض چیز نہیں پیدا کی۔ اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں غلاموں کو آزاد کرنا بے حد پسند ہے اس لیے کہ غلام کو آزاد کرنا حقیقت میں ایک انسان کو دوسرے انسان کی غلامی سے آزاد کرنا ہے جس سے وہ اپنے رب کی بندگی کے حقوق ادا کرنے میں یکسو ہو جاتا ہے اور جس مالک نے اپنے غلام کو آزاد کیا اس کو دوزخ سے رہائی ملتی ہے غلاموں کو آزاد کرنا اپنے جیسے انسانوں کو غلامی کے بندھن سے جو انسان کے لیے عار ہے نکالنا ہے اور غلاموں کی آزادی دوسروں پر رحمت اور شفقت ہے جو دراصل اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس سے اپنے آپ کو متصف کرنا ہے۔ (مرقات)

٣٦٨٩ - وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّهُ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهُ ثَلَاثًا قَالَ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ رَادُّهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَنْطَلِقُ اَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْحَمُوْقَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا وَاِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰهَ فَلَا اَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ اِمْرَاَتُكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ فِيْ سُنَنِهٖ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ.

حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سکوت اختیار فرمایا: تو میں نے گمان کیا کہ شاید آپ اس پر اس کی بیوی کو لوٹا دیں گے (لیکن) آپ نے فرمایا: تم میں ایک شخص حماقت کر بیٹھتا ہے اور پھر (میرے پاس) آتا ہے (یعنی تین طلاقیں دے دیتا ہے جس سے بیوی کو رجوع نہیں کر سکتا اور میرے پاس آ کر کہتا ہے) اے ابن عباس! اے ابن عباس! (بیوی کو رجوع کر لینے کی کوئی صورت نکالیے) اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لیے راستہ نکالتا ہے اور تو اللہ تعالیٰ سے ڈرا نہیں تو میں بھی تیرے لیے کوئی راستہ نہیں نکال سکتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور تیری بیوی (تیرے تین طلاق دینے سے) تجھ سے جدا ہو گئی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی سنن میں صحیح سند کے ساتھ کی ہے۔

٣٦٩٠ - وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالدَّارُ قُطْنِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا قَالَ اِذًا قَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ اِمْرَاَتُكَ.

اور ابن ابی شیبہ اور دار قطنی کی ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کیا فرماتے ہیں اگر میں نے (وقت واحد میں) بیوی کو تین طلاقیں دے دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس صورت میں تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی

اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔

٣٦٩١- وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنَّ عَمِّي طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَقَالَ إِنَّ عَمَّكَ عَصَى اللّٰهَ فَأَثِمَ وَأَطَاعَ الشَّيْطَانَ فَلَمْ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا.

اور امام طحاوی نے مالک بن حارث سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو (وقت واحد میں) تین طلاقیں دے دیں تو (یہ سن کر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تیرے چچا نے (وقت واحد میں تین طلاقیں دے کر) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور گنہگار ہوا اور شیطان کی اطاعت کی اور (بیوی کے رجوع کرنے کا) اس نے کوئی راستہ نہ چھوڑا۔

٣٦٩٢- وَرَوَى النَّسَائِيُّ عَنْ مَّحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ قَالَ أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَّجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعًا فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَقْتُلُهُ.

اور نسائی نے محمود بن لبید سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسے شخص کے بارے میں اطلاع دی گئی جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ساتھ (ایک ہی وقت میں) دے دی تھیں آپ (یہ سن کر) غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے پھر ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیلا جا رہا ہے جب کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں یہاں تک کہ (حاضرین میں سے) ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس کو قتل نہ کر دوں۔

٣٦٩٣- وَفِي رِوَايَةِ مَّالِكٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِائَةَ تَطْلِيْقَةٍ فَمَاذَا تَرٰى عَلَيَّ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلَّقَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَّسَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اتَّخَذْتَ بِهَا اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا.

اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں اس طرح ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک سو طلاقیں دے دی ہیں (میرے اس عمل پر) آپ کیا فرماتے ہیں تو (یہ سن کر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تیری بیوی تین طلاقوں سے تو مطلقہ ہو گئی اور (بقیہ) ۹۷ سے تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات (احکام) کا مذاق اڑایا ہے۔

ف: واضح ہو کہ تابعین میں جمہور علماء اور بعد میں آنے والے فقہاء جیسے امام اوزاعی امام نخعی امام ثوری امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب امام احمد اور آپ کے اصحاب امام اسحاق امام ابوثور اور امام ابوعبید اور دیگر فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ جس کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں (ایک ہی وقت میں) دے دیں تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔ (مرقات۔ ۱۲)

٣٦٩٤- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَةً لَّهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَّمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی ایک بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ابن عمر کی اس حرکت پر) ناراض ہوئے اور فرمایا: وہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیں پھر اس کو اپنے پاس طہر تک روکے رکھیں پھر جب وہ (دوسرے) حیض کے بعد پاک ہو جائے اور یہ چاہیں تو اس کو طہر کی حالت میں صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیں (تاکہ وہ اپنی عدت پوری کر لے) اور یہ وہی عدت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ عورتوں کو (طہر کی حالت میں طلاق دیں) تاکہ وہ اپنی عدت پوری کر

لِــوَ الْمَسَارُ اِلَيْهَا حَالَةُ الْحَيْضِ وَاللَّامُ فِيْ لَهَا لِلْمَالِرَةِ بِمَعْنَى لِلْاِسْتِقْبَالِ كَمَا فِيْ قَوْلِهِمْ تَاَهَّبَ لِلشِّتَاءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا مره فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا اَوْ حَامِلًا.

سکیں۔اس کی روایت مسلم اور بخاری نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٦٩٥ - وَعَنْ مَّالِكٍ عَنْ مُّجَبَّرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ اِذَا نَكَحْتُ فُلَانَةً فَهِيَ طَالِقٌ فَهِيَ كَذٰلِكَ اِذْ اَنْكَحُهَا وَاِنْ كَانَ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً اَوْ اِثْنَتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا فَهُوَ كَمَا قَالَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمَوْطَا وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّهُ قَالَ فِيْ رَجُلٍ قَالَ كُلُّ امْرَاَةٍ تَزَوَّجُهَا فَهِيَ طَالِقٌ وَّكُلُّ اَمَةٍ اَشْتَرِيْهَا فَهِيَ حُرَّةٌ هُوَ كَمَا قَالَ فَقَالَ لَهُ مَعْمَرٌ اَوَلَيْسَ قَدْ جَاءَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ وَّلَا عِتْقٍ اِلَّا بَعْدَ مِلْكٍ قَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ اَنْ يَّقُوْلَ الرَّجُلُ امْرَاَةُ فُلَانٍ طَالِقٌ وَّعَبْدُ فُلَانٍ حُرٌّ وَحَكٰى اَبُوْ بَكْرِ الرَّازِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَوْلُهُ لَا طَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ هُوَ الرَّجُلُ يُقَالُ لَهُ تَزَوَّجَ فُلَانَةً فَيَقُوْلُ هِيَ طَالِقٌ فَهٰذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ فَاَمَّا مَنْ قَالَ اِنْ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةً فَهِيَ طَالِقٌ فَاِنَّمَا طَلَّقَهَا حِيْنَ تَزَوَّجَهَا.

حضرت مالک بن مجبر رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی یہ کہے کہ اگر فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہو جائے گی تو ایسی صورت میں وہ اس عورت سے نکاح کر لے تو اس پر طلاق واقع ہو جائے گی اور طلاق اس کے قول کے مطابق واقع ہوگی (یعنی) اگر وہ ایک طلاق دے تو ایک یا وہ دو طلاق دے تو دو یا تین طلاق دے تو تین طلاقیں واقع ہوں گی۔اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے اور عبدالرزاق نے معمر سے اور انھوں نے زہری سے روایت کی ہے انھوں نے کہا کہ کوئی شخص یوں کہے کہ وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اس پر طلاق ہے اور ہر وہ باندی جس کو میں خریدوں پس وہ آزاد ہے تو یہ (دونوں باتیں) اس کے قول کے مطابق واقع ہو جائیں گی (یہ سن کر) معمر نے زہری سے کہا: (آپ تو یوں کہہ رہے ہیں) اور کیا یہ روایت صحیح نہیں ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور مالک ہونے کے بعد ہی (غلام باندی) آزاد ہوں گے تو زہری نے جواب دیا (تم نے جو روایت سنائی ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ فلاں شخص کی بیوی کو طلاق دیتا ہوں اور فلاں شخص کے غلام کو آزاد کرتا ہوں (تو کیا ایسی طلاق واقع ہوگی اور ایسا غلام آزاد ہوگا) اور ابوبکر رازی نے زہری سے بیان کیا ہے کہ "لا طلاق قبل النکاح" (یعنی نکاح سے پہلے طلاق نہیں)۔ایسے شخص سے متعلق ہے جس کو کسی شخص کے بارے میں کہا جائے کہ اس نے فلاں عورت سے نکاح کیا ہے تو وہ کہہ دے کہ اس کو طلاق ہے تو اس کے اس قول کا کوئی اثر نہیں ہاں! اگر کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے تو گویا اس نے نکاح کے ساتھ ہی طلاق دے دی۔

٣٦٩٦ - وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ سَالِمٍ وَّالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَالشَّعْبِيِّ وَالنَّخْعِيِّ وَالزُّهْرِيِّ وَالْاَسْوَدِ وَاَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَّاَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمَكْحُوْلٍ

اور ابن ابی شیبہ نے سالم، قاسم بن محمد، عمر بن عبدالعزیز، شعبی، نخعی، زہری، اسود، ابوبکر بن عمرو بن حزم، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور مکحول شامی ان سارے حضرات سے روایت کی ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے یا جس دن میں نکاح کروں گا اسی دن طلاق ہوگی یا (یوں کہے) کہ ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں گا اسی

الشَّامِیِّ فِیْ رَجُلٍ قَالَ اِنْ تَزَوَّجْتُ فُلَانَۃً فَھِیَ طَالِقٌ اَوْ یَوْمَ اَتَزَوَّجُھَا فَھِیَ طَالِقٌ اَوْ کُلُّ امْرَاَۃٍ اَتَزَوَّجُھَا فَھِیَ طَالِقٌ فَقَالُوْا ھُوَ کَمَا قَالَ وَفِیْ لَفْظٍ یَجُوْزُ عَلَیْہِ ذٰلِکَ۔

دن طلاق ہوگی یا (یوں کہے) کہ ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اس پر طلاق ہوگی تو ایسے شخص کے بارے میں ان سب حضرات نے کہا ہے کہ ایسے شخص کے قول کے مطابق طلاق واقع ہو جائے گی اور بعض روایتوں میں یوں ہے کہ ایسا کہنا درست ہے۔

ف: مذکورہ بالا روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے۔ یہ قول اس وجہ سے درست ہے کہ اس میں سببیت ملک کی طرف طلاق کی نسبت ہے' اس لیے جب نکاح ہوگا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

٣٦٩٧ - وَعَنْ رُکَانَۃَ بْنِ عَبْدِ یَزِیْدَ اَنَّہٗ طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ سُھَیْمَۃَ الْبَتَّۃَ فَاَخْبَرَ بِذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَاللّٰہِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَۃً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا وَاحِدَۃً فَقَالَ رُکَانَۃُ وَاللّٰہِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَۃً فَرَدَّھَا اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَطَلَّقَھَا الثَّانِیَۃَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ وَالثَّالِثَۃَ فِیْ زَمَانِ عُثْمَانَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ اِلَّا اَنَّھُمْ لَمْ یَذْکُرُوا الثَّانِیَۃَ وَالثَّالِثَۃَ وَقَالَ عَلِیٌّ اَلْقَارِیُّ اَیْ رَدَّھَا بِتَجْدِیْدِ النِّکَاحِ وَیُؤَیِّدُہٗ مَا رَوَاہُ مُحَمَّدٌ فِی الْاٰثَارِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْخَلِیَّۃِ وَالْبَرِیَّۃِ وَالْبَائِنِ وَالْبَتَّۃِ اِنْ نَوٰی طَلَاقًا فَھُوَ مَا نَوٰی وَاِنْ نَوٰی ثَلٰثًا فَثَلٰثٌ وَّاِنْ وَاحِدَۃً فَوَاحِدَۃٌ بَائِنٌ وَّھُوَ خَاطِبٌ وَّاِنْ لَّمْ یَنْوِ طَلَاقًا فَلَیْسَ بِشَیْءٍ۔

حضرت رکانہ بن عبد یزید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق بتہ دے دی' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت قدس میں حاضر ہو کر (آپ) کو واقعہ کی خبر دی اور عرض کیا' خدا کی قسم! میں نے (اس طلاق سے) ایک ہی طلاق کی نیت کی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا بخدا! کیا تم نے ایک ہی کی نیت کی ہے؟ تو رکانہ نے عرض کیا' خدا کی قسم! میں نے ایک ہی کی نیت کی ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی کو ان کی طرف لوٹا دیا' پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں دوسری طلاق دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تیسری طلاق دی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے اس کی روایت کی ہے مگر ان حضرات نے دوسری اور تیسری طلاق کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ پر ان کی بیوی کو لوٹایا تھا' وہ نکاح کی تجدید کے ساتھ تھا اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس کو امام محمد نے "کتاب الآثار" میں حضرت ابراہیم نخعی سے کی ہے کہ طلاق ایسے الفاظ سے دی جائے جس میں کنایہ اور اشارہ ہو جیسے خلیہ (تو نکاح سے خالی ہو گئی) اور بریہ (تو نکاح سے بری ہو گئی) کہا جائے یا طلاق بائن دے دی یا طلاق بتہ دی تو ان تمام صورتوں میں طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا' اگر اس نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر اس نے ایک طلاق بائن کی نیت کی ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

طلاق بتہ سے کیا ہے؟

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں طلاق بتہ کا ذکر ہے۔ بتہ لفظ بت سے ماخوذ ہے اور بت کے معنی کاٹنے کے ہیں اور طلاق میں بتہ کنایہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے جس سے مراد نکاح کا منقطع کرنا یا الفت کا منقطع کرنا ہوتا ہے' اس لیے بتہ کے لفظ سے طلاق دی

جائے تو طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا۔

٣٦٩٨ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَّهَزْلُهُنَّ جِدٌّ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین باتیں ایسی ہیں کہ جن کا سچ تو سچ ہی ہے اور ان کا مذاق بھی سچ ہے: (۱) نکاح (۲) طلاق (۳) رجوع کرنا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے "لمعات" میں فرمایا ہے کہ جس کسی نے نکاح کیا یا طلاق دی یا مطلقہ سے رجوع کیا اور کہا کہ میں نے یہ باتیں بطور مذاق کے کی تھیں اور میرا مقصود ایسا نہ تھا تو اس کا یہ قول معتبر نہ ہوگا' بلکہ طلاق واقع ہو جائے گی' نکاح منعقد ہو جائے گا اور رجوع بھی درست ہوگا' اور یہی حکم دوسرے معاملات جیسے خرید وفروخت اور ہبہ وغیرہ میں نافذ ہوگا اور حدیث شریف میں ان تینوں چیزوں کا ذکر بطور خاص اس لیے ارشاد ہوا کہ ان باتوں کا اہتمام ظاہر ہو اور "عالمگیریہ" میں کہا ہے کہ مذاق سے طلاق دینے والے کی طلاق واقع ہو جائے گی' جیسا کہ درمختار میں صراحت ہے۔

٣٦٩٩ - وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عُمَرَ الطَّائِیِّ اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ تُبْغِضُ زَوْجَهَا فَوَجَدَتْهُ نَائِمًا فَاَخَذَتْ شَفْرَةً وَّجَلَسَتْ عَلٰی صَدْرِهٖ ثُمَّ حَرَّكَتْهُ وَقَالَتْ لَتُطَلِّقَنِّیْ ثَلَاثًا اَوْ لَاَذْبَحَنَّكَ فَنَاشَدَهَا اللّٰهَ فَاَبَتْ فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا قَیْلُوْلَةَ فِیْ لَا طَلَاقِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ بِاِسْنَادِهٖ وَرَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ جَازَ طَلَاقَ الْمُكْرَهِ.

حضرت صفوان بن عمر طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت کو اپنے شوہر سے بغض تھا (ایک دفعہ) اس کو سوتا ہوا پا کر چھری لی اور اس کے سینہ پر بیٹھ گئی اور اس کو ہلایا اور کہا یا تو تو مجھے تین طلاق دے یا پھر میں تجھے ذبح کر دیتی ہوں! اس (کے شوہر) نے اس کو اللہ کی قسم دی (کہ تو ایسا نہ کر) بیوی نے انکار کیا (جس پر شوہر نے) اس کو تین طلاقیں دے دیں۔ پھر وہ شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اس (طلاق دینے) کے بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طلاق دینے کے بعد فسخ نہیں (تمہاری طلاق نافذ ہوگئی)۔ اس کی روایت امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی سند سے بیان کی ہے اور عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے مکرہ یعنی جبر یا زبردستی سے طلاق دی جائے تو اس کو جائز قرار دیا ہے۔

٣٧٠٠ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقُ الْمَعْتُوْهِ وَالْمَغْلُوْبِ عَلٰی عَقْلِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر طلاق واقع ہو جاتی ہے سوائے اس کی طلاق کے جو نیم پاگل ہو یا جس پر جنون غالب ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٣٧٠١ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰی یَبْلُغَ وَعَنِ الْمَعْتُوْهِ حَتّٰی یَعْقِلَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے (یعنی ان کے قول وفعل کا اعتبار نہ ہوگا اور نہ ان پر مواخذہ ہوگا) ایک سونے والا یہاں تک کہ بیدار ہو جائے' دوسرے بچہ یہاں تک کہ بالغ ہو جائے' تیسرے نیم

وَاَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْهُمَا.

پاگل یہاں تک اس کو ہوش آ جائے (یعنی اس حالت میں ان سے جو امور صادر ہوں وہ معاف ہیں ان کا اعتبار نہ ہوگا)۔ (اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے)۔

ف: اس حدیث شریف کی روشنی میں فتح القدیر میں لکھا ہے کہ بچہ کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی اگر چہ وہ عقل مند ہو اور مجنون اور سونے والے کی طلاق بھی واقع نہ ہوگی۔

۳۷۰۲ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُمَا سُئِلَا عَنْ طَلَاقِ السَّكْرَانُ فَقَالَا اِذَا طَلَّقَ السَّكْرَانُ جَازَةَ طَلَاقُهٗ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے' ان دونوں حضرات سے نشہ کی حالت میں طلاق دینے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو ان دونوں نے فرمایا کہ اگر کوئی نشہ کی حالت میں طلاق دے تو وہ واقع ہو جائے گی۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ نشہ کی حالت میں طلاق اس وقت واقع ہوتی ہے جبکہ عقل اور سمجھ باقی ہو' اس کے برخلاف کسی نے شراب اس قدر پی لی کہ اس کو سر کا درد ہوا اور وہ بے ہوش ہو گیا اور اس نے بے ہوشی میں طلاق دے دی تو ایسی طلاق واقع نہ ہوگی۔

۳۷۰۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَلَاقُ الْاَمَةِ تَطْلِيْقَتَانِ وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ باندی کے لیے دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت بھی دو حیض ہیں۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۳۷۰۴ - وَعَنْهَا قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَلَمْ يَعُدْ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا خَيَّرَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ فَلَمْ تَخْتَرِ فِيْ مَجْلِسِهَا ذٰلِكَ فَلَا خِيَارَ لَهَا وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عُمَرَ وَعُثْمَانَ نَحْوًا وَّقَالَ التِّرْمِذِيُّ رَوٰى عَنْ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُمَا قَالَا اِخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَوَاحِدَةٌ بَائِنَةٌ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا ہے (کہ یا تو ہم دنیا اور اس کی زینت کو اختیار کریں یا اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول کو اختیار کریں) تو ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا تو آپ نے ہم پر کسی قسم (کی طلاق کو) شمار نہ کیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور عبدالرزاق نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت جابر نے فرمایا جب آدمی اپنی بیوی کو (ایک مجلس میں طلاق کا) اختیار دے دے اور بیوی نے اس مجلس میں اپنے اختیار کو استعمال نہیں کیا تو (مجلس ختم ہو جانے کے بعد) اس کو طلاق لینے کا اختیار باقی نہیں رہے گا۔ اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا کہ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ (شوہر کی طرف سے طلاق کا اختیار ملنے پر) بیوی اپنے نفس کو اختیار کر لے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں شوہر کی طرف سے بیوی کو طلاق کے اختیار کا ذکر ہے' اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خود

بخود اپنی زبان سے طلاق کا لفظ نہیں کہتا ہے بلکہ بیوی سے کہتا ہے کہ تمہیں اختیار ہے چاہو تو تم اپنے نفس کو اختیار کر لو اور اپنے آپ کو طلاق دے دو اور اگر چاہو تو مجھے یعنی خاوند کو اختیار کر لو اور طلاق مت لو تو اگر بیوی نے مجلس میں یہ کہا کہ میں نے اپنے آپ کو اختیار کر لیا تو اس سے ایک بائن طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر اس نے اپنے خاوند کو اختیار کیا تو طلاق نہیں پڑے گی' اور اگر مجلس ختم ہو جائے اور بیوی نے اپنے اختیار کو استعمال نہیں کیا تو بیوی کا یہ اختیار باقی نہیں رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اختیار دیا تھا تو ازواج مطہرات نے رسول اللہ ﷺ کو اختیار کیا تو طلاق نہیں واقع ہوئی۔

۳۷۰۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا حَرَّمَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ فَهِيَ يَمِيْنٌ يُكَفِّرُهَا وَقَالَ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کر لے تو یہ قسم ہوگی اور ایسے شخص کو اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بھی فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی اس بارے میں اچھی ہے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)۔

ف: واضح ہو کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تو مجھ پر حرام ہے اور نیت طلاق کی کرے تو طلاق واقع ہوگی اور اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہوگا (جس کا بیان آگے آ رہا ہے) اور اگر حرام کر لینے کی نیت کرے تو قسم ہوگی اور قسم توڑنے کی وجہ سے اس کو کفارہ دینا ہوگا اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑا پہنانا یا ایک غلام کا آزاد کرنا ہے۔ اور کوئی شخص کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لے تو وہ اس پر حرام نہیں ہوگی بلکہ وہ بھی قسم ہوگی اور قسم توڑنے پر کفارہ دینا ہوگا۔

۳۷۰۶ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهٗ اَمَةٌ يَطَؤُهَا فَلَمْ تَزَلْ بِهٖ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ حَتّٰى حَرَّمَهَا عَلٰى نَفْسِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ قَالَ حَرَّمَهَا فَكَانَتْ يَمِيْنًا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک باندی تھی جس سے آپ صحبت فرماتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو یہ ناگوار رہتا یہاں تک کہ آپ نے اس باندی کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○" (سورۂ تحریم) اے نبی! جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیں ہیں آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیوں حرام کرتے ہو' اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے○ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور عبدالرزاق نے اس کی روایت قتادہ سے کی ہے کہ حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے "حَرَّمَهَا" کے لفظ جو فرمائے وہ قسم تھی۔

۳۷۰۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ اَنْ اَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ اِنِّيْ لَاَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَدَخَلَ عَلٰى اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ (اپنی بیوی) زینب بنت جحش کے ہاں (تشریف لے جاتے تو) کچھ دیر ٹھہر جاتے اور آپ کے پاس شہد نوش فرماتے (ام المومنین فرماتی ہیں کہ) میں اور بی بی حفصہ نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ طے کر لیا کہ ہم دونوں میں سے جس کے پاس بھی تشریف لائیں تو وہ یوں کہے کہ (یارسول اللہ ﷺ) آپ کے (دہن مبارک) سے مغافیر کی بو آتی ہے تو کیا آپ نے مغافیر کھایا!

بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَّلَنْ أَعُوْدَ لَهُ فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الْآيَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. 32

ہے؟ (اس کے بعد) نبی کریم ﷺ ہم دونوں میں سے کسی ایک کے پاس تشریف لائے تو اس نے یہی کہا (یعنی طے شدہ بات کو دہرا دیا گیا) (یہ سن کر) حضور انور ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ میں نے بی بی زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے۔ (اور اگر تم کو شہد پینے سے بدبو آ رہی ہے) تو آئندہ نہیں پیوں گا' اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ'' اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں مغافیر کا لفظ مذکور ہے' مغافیر یا مغافر ایک پھل ہے جس کا مغز گوند کے مانند ہوتا ہے اور جو میٹھا بھی ہوتا ہے اور بسا اندبھی ایک طرح سے وہ شہد کے مانند ہوتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات-۱۲)

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَّالْإِيْلَاءِ وَالظِّهَارِ

تین طلاقیں ایلاء اور ظہار کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَّتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ. (البقرہ:۲/۲۳۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوئی جب تک کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے، پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں، اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لیے۔ (کنزالایمان اعلیٰ حضرت امام اہل سنت احمد رضا بریلوی)

ف: واضح ہو کہ عورت تیسری طلاق واقع ہونے کے بعد اس پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتی یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور دوسرا شوہر صحبت بھی کرے اگر دوسرا شوہر عنین ہو تو پھر عورت تیسرے شوہر سے نکاح کرے اور وہ صحبت بھی کرے اس کے بعد ہی عورت اپنے پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔ بہر حال! دوسرے یا تیسرے شوہر سے جب تک صحبت اور جماع نہ ہو عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں۔ (تفسیرات احمدیہ ۱۲)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. (البقرۃ ۲/۲۲۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انہیں چار مہینے کی مہلت ہے' پس اس مدت میں پھر آ ئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر وہ طلاق دینے کا ارادہ کریں تو اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ف: واضح ہو کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی بیویوں سے مال طلب کرتے، اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو ایک سال یا دو سال یا تین سال یا اس سے زیادہ عرصہ ان کے پاس نہ جاتے اور صحبت نہ کرنے کی قسم کھا لیتے تھے اور بیوی کو پریشان حال چھوڑ دیتے' اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لیے چار مہینہ کی مدت مقرر فرما دی کہ ایسی صورت میں چار ماہ انتظار کی مہلت ہے' اس عرصہ میں خوب سوچ سمجھ لے کہ عورت کو چھوڑنا اس کے لیے بہتر ہے یا رکھنا، اگر رکھنا بہتر سمجھے اور مدت کے اندر رجوع کر لے تو نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر اس مدت میں رجوع نہ کیا اور قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہو گئی اور اس پر طلاق بائن واقع ہو گئی۔ اگر مرد صحبت پر قادر ہو تو رجوع صحبت ہی سے ہوگا اگر کسی وجہ سے قدرت نہ ہو تو بعد قدرت صحبت کا وعدہ رجوع ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ۱۲)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ○ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ. (المجادلہ: ۳-۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور وہ اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں' پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو ان پر لازم ہے ایک بردہ آزاد کرنا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ پھر جسے بردہ نہ ملے تو لگا تار دو مہینے کے روزے رکھے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، پھر جس سے روزے بھی نہ ہوسکیں، تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا' یہ اس لیے ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو، یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (کنزالایمان از مجدد اکبر امام احمد رضا بریلوی)

ف: واضح ہو کہ ظہار یہ ہے کہ اپنی بیوی کو محرمات نسبی یا رضاعی کے کسی ایسے عضو سے تشبیہہ دی جائے جس کو دیکھنا حرام ہے مثلاً بیوی سے کہے کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے' یا یوں کہے کہ تیرا سر یا تیرا نصف بدن میری ماں کی پیٹھ یا پیٹ یا اس کی ران کے مثل ہے۔ تو ایسا کہنا ظہار کہلاتا ہے' ظہار کے بعض مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) چونکہ آیت شریفہ میں ''نِسَآئِهِمْ'' (بیویوں) کا ذکر ہے' اس لیے باندی سے ظہار نہیں ہوگا۔ اس لیے باندی کو محرمات سے تشبیہہ دے تو ظہار نہیں ہوگا۔

(۲) کفارہ میں غلام باندی آزاد کرنے کا جو حکم ہے اس میں حکم عام ہے یعنی کفارہ میں غلام مومن ہو یا کافر' صغیر ہو یا کبیر' مرد ہو یا عورت سب جائز ہے۔

(۳) کفارہ میں غلام باندی آزاد کی جائے یا روزے رکھے جائیں تو کفارہ دینے سے قبل صحبت' اور اس کے محرکات سب حرام ہیں۔

(۴) کفارہ میں اگر روزے رکھے جائیں تو متصل روزے اس طرح رکھیں جائیں کہ ان دو مہینوں کے درمیان رمضان نہ آئے' نہ اُن پانچ دنوں (دو عیدیں اور ذوالحجہ کی ۱۱' ۱۲' اور ۱۳) میں کوئی دن آئے جن کا روزہ ممنوع ہے اور نہ کسی عذر سے یا بغیر عذر کے درمیان سے کوئی روزہ چھوڑا جائے۔ اگر ایسا ہوا تو از سرِ نو روزے رکھنے پڑیں گے اور یہ بھی ضروری ہے کہ روزوں کے ذریعہ کفارہ دیا جا رہا ہو تو روزے صحبت یا اس کے محرکات سے پہلے ہوں اور جب تک یہ روزے پورے نہ ہوں' خاوند بیوی میں سے کوئی کسی کو ہاتھ نہ لگائے۔ اگر کفارہ میں مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلایا جائے اور کھانا کھلانے کے کفارہ میں شرط نہیں کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے قبل ہو حتیٰ کہ اگر کھانا کھلانے کے درمیان میں شوہر اور بیوی میں قربت واقع ہو جائے تو نیا کفارہ لازم نہ ہوگا۔

خولہ بنت ثعلبہ کے خاوند اوس بن صامت نے کسی بات پر خولہ سے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے' یہ کہنے کے بعد اوس کو ندامت ہوئی کیونکہ یہ کلمہ زمانہ جاہلیت میں طلاق تھا' اوس نے کہا کہ میرے خیال میں تو مجھ پر حرام ہوگئی ہے۔ خولہ نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات عرض کئے' اور عرض کیا کہ میرا مال ختم ہو چکا' ماں باپ گزر گئے' عمر زیادہ ہوگئی' بچے چھوٹے چھوٹے ہیں' ان کے باپ کے پاس چھوڑوں تو ہلاک ہو جائیں' اپنے پاس رکھوں تو بھوکے مر جائیں، کیا صورت ہے کہ میرے اور میرے شوہر کے درمیان جدائی نہ ہو، سید عالم ﷺ نے فرمایا: تیرے بارے میں میرے پاس کوئی حکم نہیں، یعنی ابھی تک ظہار کے متعلق کوئی حکم جدید نازل نہیں ہوا' دستور قدیم یہی ہے کہ ظہار سے عورت حرام ہو جاتی ہے' عورت نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ اوس نے طلاق کا لفظ نہ کہا، وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے بہت پیارا ہے، اسی طرح وہ بار بار عرض کرتی رہی اور جواب حسب خواہش نہ پایا

تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگی، یا اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے اپنی محتاجی، بے کسی اور پریشان حالی کی شکایت کرتی ہوں، اپنے نبی پر میرے حق میں ایسا حکم نازل فرما جس سے میری مصیبت دفع ہو، حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: خاموش ہوجا، دیکھ چہرہ مبارک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آثار وحی ظاہر ہیں، جب وحی پوری ہوگئی، فرمایا: اپنے شوہر کو بلا، اوس حاضر ہوئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مذکورہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۳۷۰۸۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اِمْرَاَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهٗ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَمَا مَعَهٗ اِلَّا مِثْلَ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ اَتُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ میں رفاعہ کی بیوی تھی، انہوں مجھے طلاق دی اور تین طلاقیں دیں۔ ان کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن الزبیر سے عقد کیا اور ان کا آلۂ تناسل تو کپڑے کا پھندنہ ہے (وہ جماع نہیں کرسکتے) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تم (اپنے پہلے خاوند) رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہو؟ تو اُس نے کہا: ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں (جاسکتی) یہاں تک کہ تم اس سے جماع کا مزہ نہ چکھو اور وہ تم سے جماع کی لذت حاصل نہ کرے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

حلالہ کے جواز کی شرط

ف: واضح ہو کہ حلالہ میں دوسرا شوہر دخول سے پہلے مرجائے یا دخول سے پہلے طلاق دے دے تو اس صورت میں بیوی پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں، یہاں تک کہ وہ تیسرے شوہر سے عقد کرے اور پھر دخول بھی ہو، پھر وہ طلاق دے اور عدت گزرے تو ان سارے مرحلوں کے بعد عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہوگی۔ (ماخوذ از عمدۃ الرعایہ ۱۲)

۳۷۰۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنُ عَبَّاسٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔ اور ابن ماجہ نے اس کی روایت حضرت علی اور حضرت ابن عباس اور حضرت اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

۳۷۱۰۔ وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَجَاءَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَسَاَلَهٗ عَنْ رَّجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ تَطْلِيْقَةً اَوْ تَطْلِيْقَتَيْنِ ثُمَّ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا وَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ مَاتَ عَنْهَا اَوْ طَلَّقَهَا ثُمَّ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَاَرَادَ الْاَوَّلُ اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا عَلٰى كَمْ هِيَ فَالْتَفَتَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَّقَالَ مَا تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا

اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار میں سعید جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا تھا، ایک اعرابی آپ کے پاس حاضر ہوا اور دریافت فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دیں، پھر اس کی عدت گزر گئی اور اس عورت نے دوسرے شوہر سے عقد کیا اور اس نے صحبت بھی کی، پھر دوسرا شوہر مرگیا یا اس نے طلاق دے دی، پھر عدت گزر گئی۔ اس کے بعد پہلے شوہر کا ارادہ ہے کہ اپنی (قدیم) بیوی سے پھر نکاح کرے تو بتایئے کہ وہ اس (عورت کو عقد ثانی کے بعد شوہر) کو کتنی طلاقیں دینے کا حق ہوگا، یہ سن کر

فَقَالَ يَهْدِمُ الزَّوْجُ الثَّانِي الْوَاحِدَةَ وَالثِّنْتَيْنِ وَالثَّلٰثَ وَاسْأَلِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ فَلَقِيتُ ابْنَ عُمَرَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ.

حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اس مسئلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ دوسرا شوہر ایک طلاق' دو طلاق یا تین طلاق کو ختم کر دیتا ہے (یعنی سابقہ دی ہوئی طلاقوں کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ اس کو ازسرنو تین طلاقوں کا حق ہوگا) اور (حضرت عبداللہ بن عتبہ نے سائل سے کہا کہ) تم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی (اس بارے میں) دریافت کرو۔ سائل کا بیان ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق ہی کہا۔

٣٧١١ - وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِي مُؤَطَّاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ اسْتَفْتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَةً أَوْ تَطْلِيقَتَيْنِ وَتَرَكَهَا حَتّٰى تَحِلَّ ثُمَّ تَنْكِحُ زَوْجًا غَيْرَهُ فَيَمُوتُ أَوْ يُطَلِّقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا زَوْجُهَا الْأَوَّلُ عَلٰى كَمْ هِيَ قَالَ عُمَرُ هِيَ عَلٰى مَا بَقِيَ مِنْ طَلَاقِهَا.

اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی موطا میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فتویٰ طلب کیا ایک ایسے شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دی ہوں' پھر اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ (عدت گزار کر دوسرے شوہر کے لیے) حلال ہو جائے۔ پھر وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح کرے پھر یہ (دوسرا شوہر) مر جائے یا اس کو طلاق دے دے (پھر عدت گزارنے کے بعد) وہ اپنے پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرے تو اس کو کتنی طلاق کا حق ہوگا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس عورت کو جتنے طلاق باقی رہ گئے ہیں (یعنی ایک یا دو) اتنے ہی طلاق باقی رہیں گے۔[1]

[1] یعنی پہلے شوہر کو عقد ثانی کی وجہ سے ازسرنو تین طلاقیں دینے کا حق ملے گا۔ بلکہ گزشتہ جتنی طلاقیں دی تھیں وہ شمار کر لی جائیں گی اور باقی طلاقوں کا اس کو حق رہے گا اگر ایک طلاق دی تھی تو دو کا حق اور اگر دو طلاقیں دی تھیں تو ایک کا حق باقی رہے گا۔

٣٧١٢ - وَعَنْ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَّابْنِ مَسْعُودٍ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالُوا الْإِيلَاءُ طَلْقَةٌ بَائِنَةٌ إِذَا مَرَّتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ قَبْلَ أَنْ يَّفِيءَ فَهِيَ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ.

امیر المومنین حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت ابن مسعود حضرت زید بن ثابت' حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، ان سب حضرت نے فرمایا ہے کہ ایلاء کے بعد چار مہینے رجوع اور جماع کے بغیر گزر جائیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور عورت کو اپنی ذات کے بارے میں حق حاصل ہوگا (کہ عدت گزرنے کے بعد اگر وہ چاہے تو دوسرا عقد کر سکتی ہے)۔ اس حدیث کی روایت بیہقی اور عبدالرزاق نے کی ہے۔

٣٧١٣ - وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِي مُؤَطَّاهُ بَلَغَنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُمْ قَالُوا إِذَا آلَى الرَّجُلُ مِنِ امْرَأَتِهِ فَمَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ قَبْلَ أَنْ يَّفِيءَ فَقَدْ بَانَتْ بِتَطْلِيقَةٍ بَائِنَةٍ وَّهُوَ

اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہمیں یہ روایت پہنچی ہے، ان سب حضرات نے فرمایا ہے جب کوئی آدمی اپنی بیوی سے ایلاء کرے اور (رجوع اور صحبت کے بغیر چار ماہ کی مدت گزر جائے تو اس پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی (اور اس طرح بغیر رجوع اور صحبت کے چار ماہ گزر جانا) ایک قسم کا خطاب ہے (بیوی سے جدائی کا چنانچہ) یہ سب حضرات چار ماہ گزر جانے کے بعد جدائی

خَاطِبٌ مِّنَ الْخِطَابِ وَكَانُوْا لَا يَرَوْنَ اَنْ يُّوْقَفَ بَعْدَ الْاَرْبَعَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَاءُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَّاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ قَالَ الْفَيْءُ الْجِمَاعُ فِي الْاَرْبَعَةِ الْاَشْهُرِ وَعَزِيْمَةُ الطَّلَاقِ اِنْقِضَاءُ الْاَرْبَعَةِ الْاَشْهُرِ فَاِذَا مَضَتْ بَانَتْ بِتَطْلِيْقَةٍ وَّلَا يُوْقَفُ بَعْدَهَا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اَعْلَمَ بِتَفْسِيْرِ الْقُرْاٰنِ مِنْ غَيْرِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِيِّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِذَا اٰلَى الرَّجُلُ مِنِ امْرَاَتِهٖ فَمَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ فَهِيَ تَطْلِيْقَةٌ بَائِنَةٌ وَّتَعْتَدُّ بَعْدَ ذٰلِكَ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ۔

کے لیے) کسی اور واقعہ کو مناسب نہیں سمجھتے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت: ''لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَاءُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَّاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ'' میں فرمایا ہے کہ ''فَيْءٌ'' کا لفظ جو ارشاد ہوا ہے، اس کے معنی جماع کے ہیں یعنی ایلاء کے بعد شوہر چار ماہ کے اندر صحبت کرے (تو اس کو کفارہ دینا ہوگا) اور طلاق کا ارادہ اس وقت ہوگا جب کہ (بغیر رجوع اور صحبت کے) چار مہینے گزر جائیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور پھر (جدائی کے لیے) کسی اور وقفہ کی ضرورت نہیں ہوگی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کریم کی تفسیر میں بہت بڑے عالم ہیں' اور بیہقی اور عبدالرزاق کی ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی اپنی بیوی سے ایلاء کرے اور اس پر چار ماہ گزر جائیں تو اس پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور وہ تین حیض بطور عدت کے گزارے گی (تاکہ وہ دوسرے شوہر سے عقد کر سکے)۔

ف: واضح ہو کہ ایلاء کی دو قسمیں ہیں: (۱) ایک بغیر قسم کے (۲) دوسری قسم کے ساتھ۔ اگر ایلاء بغیر قسم کے ہو اور چار ماہ کے اندر رجوع کر کے صحبت کر لی جائے تو یہ رجوع درست ہے، اس پر کسی قسم کا کفارہ لازم نہیں، اور اگر ایلاء قسم کے ساتھ ہے اور چار ماہ کے اندر رجوع کر کے صحبت کر لی تو چونکہ قسم توڑ دی ہے، اس لیے قسم کا کفارہ لازم ہوگا کہ دس (۱۰) مساکین کو کھلانا کھلائے یا کپڑا پہنائے یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر ان چیزوں کی استطاعت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے اور اگر یوں قسم کھائی کہ اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو مجھ پر حج لازم ہوگا یا روزہ لازم ہوگا یا طلاق ہو جائے گی یا اسی قسم سے جس چیز کی قسم کھائے تو قسم توڑنے پر وہی چیز لازم آئے گی۔

(ماخوذ از عینی ۱۲)

۳۷۱٤ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَخِفْتُ اَنْ اُصِيْبَ امْرَاَتِيْ فَظَاهَرْتُ مِنْهَا فَانْكَشَفَ لِيْ شَيْءٌ مِّنْهَا لَيْلَةً فَوَقَعْتُ عَلَيْهَا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرِّرْ رَقَبَةً فَقُلْتُ مَا اَمْلِكُ اِلَّا رَقَبَتِيْ قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قُلْتُ وَهَلْ اَصَبْتُ الَّذِيْ اُصِبْتُ اِلَّا مِنَ الصِّيَامِ قَالَ اَطْعِمْ عَرَقًا مِّنْ تَمْرٍ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيِّ فَاَطْعِمْ وَسْقًا مِّنْ تَمْرٍ بَيْنَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا۔

حضرت سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ آ گیا تو مجھے اندیشہ ہوا (کہ کہیں دن میں) اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھوں' اس لیے میں نے (ماہ رمضان کی حد تک) اپنی بیوی سے ظہار کر لیا۔ (عجیب اتفاق کہ) ایک رات اس کے جسم کا ایک حصہ کھل گیا اور اس پر میری نظر پڑ گئی اور میں نے اس سے صحبت کر لی (میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا واقعہ سنایا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ایک غلام آزاد کر دو تو میں نے عرض کیا کہ میری اپنی گردن کے سوا میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو پھر تم دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو۔ میں نے عرض کیا (یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم) روزوں ہی کی وجہ سے تو یہ ہوا ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک تھیلہ کھجور (جس کے پندرہ یا سولہ صاع ہوتے ہیں) ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد

اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ابوداؤد اور دارمی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک وسق یعنی صاع) کھجور ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو۔

۳۷۱۵ - وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَفَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِّنْ تَمَرٍ وَّاَمَرَ النَّاسَ بِذٰلِكَ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَنِصْفُ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ.

اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (ہر مسکین کو) ایک صاع کھجور (کے حساب) سے کفارہ دیا اور لوگوں کو اسی کا حکم دیا اور اگر کسی کو اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر وہ آدھا صاع گیہوں (ہر ایک مسکین کو کفارہ میں) دے دے۔

۳۷۱۶ - وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهٖ عَنْ اَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ثَلٰثِيْنَ صَاعًا قَالَ لَا اَمْلِكُ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ تُعِيْنَنِيْ فَاَعَانَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا وَّاَعَانَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَلَغَ.

اور طبرانی نے اپنی معجم میں اوس بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں کو تیس صاع کھجور کھلا دو تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اس کی قدرت نہیں، ہاں! اگر آپ میری امداد فرمائیں تو نبی کریم ﷺ نے پندرہ صاع کی امداد فرمائی اور دوسرے لوگوں نے بھی ان کی مدد کی۔ یہاں تک کہ (مقدار) پوری ہو گئی۔

۳۷۱۷ - وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ عَنْ سَلِمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيَاضِيِّ اَنَّهٗ جَعَلَ اِمْرَاَتَهٗ عَلَيْهِ كَظَهَرِ اُمِّهٖ حَتّٰى يَمْضِيَ رَمَضَانَ فَلَمَّا مَضٰى نِصْفٌ مِّنْ رَّمَضَانَ وَقَعَ عَلَيْهَا لَيْلًا وَّرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اِمْرَأً اُصِيْبُ مِنَ النِّسَاءِ مَالَا يُصِيْبُ غَيْرِيْ.

اور ترمذی کی ایک روایت میں سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو اپنی ماں کی پیٹھ سے مشابہت دی یعنی ظہار کیا، یہاں تک کہ رمضان گزر جائے اور جب آدھا رمضان گزر گیا تو رات میں صحبت کر لی اور ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے ان سے ہی روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ جتنی میں عورتوں سے صحبت کرتا تھا اتنا کوئی شخص نہ کرتا تھا۔

۳۷۱۸ - وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنْ اِمْرَاَتِهٖ فَغَشِيَهَا قَبْلَ اَنْ يُّكَفِّرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ بَيَاضَ حُجْلَيْهَا فِي الْقَمَرِ فَلَمْ اَمْلِكْ نَفْسِيْ اِنْ وَّقَعْتُ عَلَيْهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَهٗ اَنْ لَّا يَقْرَبَهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَّرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ مُسْنَدًا وَّمُرْسَلًا وَّقَالَ النَّسَائِيُّ اَلْمُرْسَلُ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ.

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا، پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے صحبت کر بیٹھا، پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنا واقعہ سنایا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کس چیز نے تجھے اس پر آمادہ کیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ میں نے اس کی پازیب کی سفیدی چاندنی رات میں (چمکتی) دیکھی، میں بے قابو ہو گیا یہاں تک کہ اس سے صحبت کر لی۔ اس صحابی کے اس بیان سے رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کہ اپنی بیوی سے صحبت نہ کرنا یہاں تک کہ کفارہ ادا کر دے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور ترمذی نے بھی اس کے قریب قریب روایت کی ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی اس کی روایت مسند اور مرسل دونوں طریقوں سے کی ہے۔

۳۷۱۹- وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُظَاهِرِ يُوَاقِعُ قَبْلَ اَنْ يُكَفِّرَ قَالَ كَفَّارَةٌ وَّاحِدَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ظہار کرنے والا شخص کفارہ ادا کرنے سے پہلے (بیوی سے) صحبت کرے تو اس پر ایک ہی کفارہ لازم ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۷۲۰- وَقَالَ مَالِكٌ مَّنْ تَظَاهَرَ مِنْ اِمْرَاَتِهٖ ثُمَّ مَسَّهَا قَبْلَ اَنْ يُكَفِّرَ اَنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا كَفَّارَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّيَكُفُّ عَنْهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ وَ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ قَالَ مَالِكٌ وَّذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْاَصْلِ بَلَغَنَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنْ اِمْرَاَتِهٖ فَوَقَعَ عَلَيْهَا قَبْلَ اَنْ يُكَفِّرَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَلَا يَعُوْدُ حَتّٰى يُكَفِّرَ وَبَلَاغَاتُ مُحَمَّدٍ مُّسْنَدَةٌ وَقَدْ اَسْنَدَهٗ فِي كِتَابِ الصَّوْمِ.

اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو اپنی بیوی سے ظہار کرے پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے صحبت کرے تو اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہے لیکن وہ صحبت سے رکا رہے یہاں تک کفارہ ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اس بارے میں میں نے جتنے اقوال سنے ہیں ان سب میں یہ قول بہترین قول ہے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الاصل میں فرمایا ہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے صحبت کر لی اس کی اطلاع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے دوبارہ صحبت نہ کرے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے بلاغات کی سند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے چنانچہ کتاب الصوم میں امام محمد نے اس روایت کی سند کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے۔

بَابٌ

کفارۂ ظہار میں غلام آزاد کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا اَلْاٰيَةُ. (المجادلۃ: ۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو ان پر لازم ہے ایک بردہ آزاد کرنا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ (کنزالایمان)

۳۷۲۱- وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ سَلْمَانَ بْنَ صَخْرٍ وَّيُقَالُ لَهٗ سَلَمَةُ بْنُ صَخْرٍ الْبَيَاضِيُّ جَعَلَ اِمْرَاَتَهٗ عَلَيْهِ كَظَهْرِ اُمِّهٖ حَتّٰى يَمْضِيَ رَمَضَانَ فَلَمَّا مَضٰى نِصْفٌ مِنْ رَّمَضَانَ وَقَعَ عَلَيْهَا لَيْلًا فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتِقْ رَقَبَةً اَلْحَدِيْثُ ظَاهِرُ الْاٰيَةِ وَالْحَدِيْثُ عَدَمُ اِعْتِبَارِ كَوْنِ الرَّقَبَةِ مُؤْمِنَةً وَّبِهٖ قَالَ عَطَاءٌ

ترمذی نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سلمان بن صخر رضی اللہ عنہ کو سلمہ بن صخر بیاضی بھی کہا جاتا ہے، انہوں نے اپنی بیوی کو ماں کی پیٹھ سے تشبیہ دی یعنی ماہ رمضان کے گزرنے تک ظہار کیا جب ماہ رمضان کا نصف حصہ گزر گیا تو رات میں بیوی سے صحبت کر لی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر واقعہ بیان فرمایا کہ تم ایک غلام آزاد کرو۔ آخر حدیث تک آیت صدر میں اور اس حدیث میں بھی (ظہار کے کفارہ میں) مومن غلام یا مومن باندی کے آزاد کرنے کی شرط نہیں ہے چنانچہ حضرت عطاء حضرت نخعی اور زید بن علی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے اور سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَالشَّخْرسِيّ وَزَيْدُ بْنُ عَلِيّ وَقَالَ الْإِمَامُ السَّرَخْسِيّ فَالْمَنْصُوْصُ اِسْمُ الرَّقَبَةِ وَلَيْسَ فِيْهِ مَا يُنْبِئُ عَنْ صِفَةِ الْإِيْمَانِ وَالْكُفْرِ فَالتَّقْيِيْدُ بِصِفَةِ الْإِيْمَانِ يَكُوْنُ زِيَادَةً وَّالزِّيَادَةُ عَلَى النَّصِّ نَسْخٌ فَلَا يَثْبُتُ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ وَلَا بِالْقِيَاسِ وَاَيْضًا لِلْمُطْلَقِ حُكْمٌ وَهُوَ الْإِطْلَاقُ وَفِيْ حَمْلِهٖ عَلَى الْمُقَيَّدِ اِبْطَالُ حُكْمِهٖ اھ فَالتَّقْيِيْدُ فِيْ اَحَادِيْثِ الْمِشْكٰوةِ بِالْإِيْمَانِ اَمَّا لِمَوَارِدَ مَخْصُوْصَةٍ لَا يَجُوْزُ فِيْهَا اِلَّا الْمُؤْمِنَةُ كَكَفَّارَةِ الْقَتْلِ خَطَأً وَاَمَّا بَيَانًا لِلْاَفْضَلِ وَالْاَكْمَلِ.

ہے کہ نصوص میں صرف غلام کا ذکر ہے اور اس میں غلام صفت مذکور نہیں کہ وہ مؤمن ہو یا کافر ہو تو اس طرح غلام کے مطلق ذکر کی صورت میں غلام کو ایمان کی قید کے ساتھ مقید کرنا نص پر زیادتی ہوگی اور نص پر زیادتی منسوخ ہے، خواہ وہ خبر واحد کے ذریعہ ہو یا قیاس سے۔ مزید یہ کہ مطلق کا اپنا ایک حکم ہے اور وہ اطلاق ہے اس کے برخلاف مطلق کو مقید پر محمول کردیا جائے تو مطلق کا حکم باطل ہو جائے گا' اب رہا مشکوٰۃ شریف میں اس باب کے تحت چند حدیثوں کو بیان کیا گیا ہے جن میں مومن غلام یا باندی کے آزاد کرنے کا حکم ہے تو وہ ایسے کفارے ہیں جن میں مومن غلام یا باندی ہی کا آزاد کرنا ضروری ہے' غیر مومن میں غلام یا باندی ایسے کفارہ میں جائز نہیں جیسے قتل خطاء کا کفارہ کہ اس میں مومن غلام یا باندی کا آزاد کرنا واجب ہے' پھر مشکوٰۃ شریف میں ایسی حدیثوں کا لانا جن میں مومن غلام یا باندی کے آزاد کرنے کا ذکر ہے۔ بر بناء افضلیت ہے کہ کفارہ میں مومن غلام یا باندی کا آزاد کرنا افضل اور اکمل ہے۔

٣٧٢٢ - وَيُؤَيِّدُهُ الْكُبْرٰى مَا رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ عَنْ عُتْبَةَ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَمَةٍ سَوْدَاءَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُّؤْمِنَةً اَفَتُجْزِئُ عَنِّيْ هٰذِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ رَّبُّكِ قَالَتْ اَللّٰهُ رَبِّيْ قَالَ فَمَا دِيْنُكِ قَالَتْ الْاِسْلَامُ قَالَ فَمَنْ اَنَا قَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ لَتُصَلِّيْنَ الْخَمْسَ وَتُقِرِّيْنَ بِمَا جِئْتُ بِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ قَالَتْ نَعَمْ فَضَرَبَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ظَهْرِهَا وَقَالَ اَعْتِقِيْهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَارِيَةٍ لَّهٗ سَوْدَاءَ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَشْهَدِيْنَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اَتَشْهَدِيْنَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اَتُوْقِنِيْنَ بِالْبَعْثِ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

چنانچہ اس کی تائید بیہقی کی روایت سے ہوتی ہے جس کو انہوں سنن کبریٰ میں روایت کیا ہے کہ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سیاہ فام باندی کرلے کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ پر ایک سیاہ فام غلام یا باندی کا آزاد کرنا واجب ہے' کیا اس باندی کو آزاد کرنا کافی ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا: تیرا رب کون ہے؟ اس نے جواب دیا' اللہ میرا رب ہے' آپ نے پھر دریافت فرمایا: تیرا دین کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: اسلام (میرا دین ہے!) آپ نے پھر فرمایا: میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا' آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا: تو تو پانچوں نمازیں ادا کرتی ہے اور میں جو اللہ کے پاس سے لایا ہوں اس کا اقرار کرتی ہے۔ اس نے جواب دیا: جی ہاں! (اقرار کرتی ہوں) (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیٹھ پر تھپکی دی اور جو خاتون اسے لائی تھی اس سے) فرمایا: تم اس کو آزاد کردو! ایک اور روایت میں عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ ایک انصاری اپنی ایک باندی جو سیاہ فام تھی، اس کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر ایک مومن غلام یا باندی کا آزاد کرنا واجب ہے' کیا میں اس کو آزاد کر دوں تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تو گواہی دیتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟ اس نے جواب دیا' جی ہاں! (میں اس کی گواہی دیتی ہوں) پھر ارشاد

فَاَعْتِقْهَا هٰذَا مُرْسَلٌ وَّقَدْ مَضٰى مَوْصُوْلًا بِمَعْنَاهُ.

فرمایا کیا تو گواہی دیتی ہے کہ محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں؟ تو اس نے جواب دیا' جی ہاں! آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ تو مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان رکھتی ہے؟ تو اس نے جواب دیا جی ہاں! (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس کو آزاد کردو۔ یہ مرسل حدیث ہے اور موصول حدیث جو اس کے ہم معنی ہے' گزر چکی ہے۔

بَابُ اللِّعَان — لعان کا بیان

واضح ہو کہ لعان کے معنی لعنت اور دوری کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں اس کو کہتے ہیں کہ خاوند نے اپنی بیوی پر زناء کی تہمت لگائی اور بیوی اس کا انکار کرتی ہے اور دونوں کے پاس سوائے اپنے نفس کے اور کوئی گواہ نہیں تو حاکم ان کو بلا کر دونوں سے چار چار مرتبہ گواہی لے کہ وہ دونوں اپنے بیان میں سچے ہیں اور پانچویں بار خاوند سے یہ کہلایا جائے گا کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر خدا کی لعنت ہے اور پانچویں بار بیوی سے یہ کہلایا جائے گا کہ اگر یہ الزام صحیح ہے تو اس پر خدا کا غضب نازل ہو۔ اس کے بعد دونوں میں ہمیشہ کے لیے تفریق کرادی جائے گی' پھر ان میں ملاپ نہیں ہوسکتا اور نہ دوبارہ نکاح ہی ہوسکتا ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ. (النور:٦۔١٠)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور وہ جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو' اور عورت سے یوں سزا ٹل جائے گی کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں یوں کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو' اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہو' اور یہ کہ اللہ توبہ قبول فرماتا حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان از امام الاکبر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: جب مرد اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو اگر مرد و عورت دونوں شہادت کے اہل ہوں۔ اور عورت اسی پر مطالبہ کرے تو مرد پر لعان واجب ہوجاتا ہے۔ اگر وہ لعان سے انکار کرے' یا اپنے جھوٹ کا مقر ہو اگر جھوٹ کا اقرار کرلے تو اسے حد قذف لگائی جائے اور اگر لعان کرنا چاہے تو اس کو چار مرتبہ اللہ کی قسم کے ساتھ کہنا ہوگا کہ وہ اس عورت پر زنا کا الزام لگانے میں سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہنا ہوگا کہ اللہ کی لعنت مجھ پر اگر میں یہ الزام لگانے میں جھوٹا ہوں، اتنا کرنے کے بعد مرد پر سے حد قذف ساقط ہوجائے گی اور عورت پر لعان واجب ہوگا' انکار کرے گی تو قید کی جائے گی یہاں تک کہ لعان منظور کرلے یا شوہر کے الزام لگانے کی تصدیق کرے' اگر تصدیق کی تو عورت پر زنا کی حد لگائی جائے گی اور اگر لعان کرنا چاہے تو اس کو چار مرتبہ اللہ کی قسم کے ساتھ کہنا ہوگا کہ مرد اس پر زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہے' اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا ہوگا کہ مرد اس پر الزام لگانے میں سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ہو، اتنا کہنے کے بعد عورت سے زنا کی حد ساقط ہوجائے گی اور لعان کے بعد قاضی کے تفریق کرنے سے فرقت واقع ہوگی، بغیر اس کے نہیں، اور یہ تفریق طلاق بائنہ ہوگی اور اگر مرد اہل شہادت میں سے نہ ہو مثلاً غلام ہو یا کافر ہو، اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو تو لعان نہ ہوگا اور تہمت لگانے سے

مرد پر حد قذف لگائی جائے گی اور اگر مرد اہل شہادت میں سے ہو اور عورت میں یہ اہلیت نہ ہو اس طرح کہ وہ باندی ہو یا کافرہ ہو اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو، یا بچی ہو، یا مجنونہ ہو، یا زانیہ ہو اس صورت میں نہ مرد پر حد ہوگی اور نہ لعان۔

شان نزول: یہ آیت ایک صحابی کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ اگر آدمی اپنی عورت کو زنا میں مبتلا دیکھے تو کیا کرے، نہ اس وقت گواہوں کے تلاش کرنے کی فرصت اور نہ بغیر گواہی کے وہ یہ بات کہہ سکتا ہے، کیونکہ اسے قذف کا اندیشہ ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور لعان کا حکم دیا گیا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۳۷۲۳ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ اِنَّ عُوَيْمِرَ الْعَجْلَانِيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَّجَدَ مَعَ اِمْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَيَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَنْزَلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَاْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَسْحَمَ اَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيْمَ الْاَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا اَحْسِبُ عُوَيْمِرَ اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اُحَيْمِرَ كَاَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا اَحْسِبُ عُوَيْمِرَ اِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهٖ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِيْقِ عُوَيْمِرَ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ اِلٰى اُمِّهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ (نے حاضر ہو کر) عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر آدمی کو (زنا کرتا ہوا) پائے ۔کیا وہ اس کو قتل کر دے؟ اور (اگر وہ اس کو قتل کرتا ہے تو مقتول کے وارث) اس کو قتل کر دیں گے! (صرف اسی نے دیکھا اور دوسرا کوئی گواہ نہیں، خاموشی بھی بری بات ہے اور قتل بھی برا ہے اب اس بارے میں) وہ کیا کرے؟ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں آیت نازل کی گئی ہے! جاؤ اور بیوی کو بلا لاؤ' حضرت سہل فرماتے ہیں (دونوں حاضر ہوئے) ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا اور میں بھی (اس وقت) دور سے لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب دونوں (لعان سے) فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا یارسول اللہ ﷺ اگر میں اس عورت کو (زوجیت میں) رکھوں تو جھوٹا ثابت ہوں گا تو عویمر نے اس کو تین طلاقیں دیں' پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دیکھتے رہو اگر یہ عورت سیاہ رنگ کا' کالی آنکھوں والا' موٹے سرین والا' موٹی پنڈلیوں والا بچہ جنے میرا خیال یہ ہے کہ عویمر سچا ہے (عورت جھوٹی ہے) اور اگر وہ عورت ایسا بچہ جنے جو سرخ رنگ والا یا ہمنی سرخ رنگ کے کپڑے کی طرح ہو (جیسے عویمر تھے)۔ تو میرا گمان ہے عویمر جھوٹے ہیں (اور عورت سچی ہے) چنانچہ اس عورت کے ایسا ہی بچہ پیدا ہوا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس سے عویمر (کے الزام) کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس کے بعد اس (بچہ) کا نسب اس کی ماں کی طرف ہونے لگا۔ (البخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوُدَ فَجَاءَتْ بِهٖ كَذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَاْنٌ.

اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ اس عورت کو ویسی ہی شکل وصورت کا بچہ ہوا جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی، پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کتاب اللہ کا حکم پہلے نہ آیا ہوتا تو میرا اور اس کا عجیب معاملہ ہوتا (اگر قرآن مجید میں لعان کا حکم نہ آیا ہوتا تو میں اس عورت کو سنگسار کرا دیتا)۔ (بخاری ومسلم)

ف: بدائع اور بحرالرائق میں لکھا ہے کہ لعان کرنے والے مرد پر واجب ہے کہ وہ عورت کو طلاق دے دے اور اگر مرد طلاق دینے سے رک جائے تو قاضی تفریق کروا دے گا اور یہ تفریق طلاق ہو جائے گی۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ لعان کے بعد حد قائم نہیں ہوگی اور یہ کہ حاکم کو قیافہ اور گمان پر عمل نہیں کرنا چاہیے' بلکہ دلیل اور گواہی سے جو بات ثابت ہو' وہی حکم دینا چاہیے اور حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیافہ حجت شرعیہ نہیں ہے اور قیافہ کے سبب سے کسی پر حد نہیں واقع ہوتی اور قاضی کو چاہیے کہ ظاہر پر حکم کرے' اگرچہ قرینہ اس کے خلاف موجود ہو۔ (لمعات)

٣٧٢٤ - وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تَلَاعَنَا وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ هِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ وَهُوَ اَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فَجَاءَ مِنْ اَرْضِهٖ عِشَاءً فَوَجَدَ عِنْدَ اَهْلِهٖ رَجُلًا فَرَاٰى بِعَيْنَيْهِ وَسَمِعَ بِاُذُنَيْهِ فَلَمْ يَهِجْهُ حَتّٰى اَصْبَحَ ثُمَّ غَدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ جِئْتُ اَهْلِيْ عِشَاءً فَوَجَدْتُ عِنْدَهُمْ رَجُلًا فَرَاَيْتُ بِعَيْنَيَّ وَسَمِعْتُ بِاُذُنَيَّ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَاءَ بِهٖ وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ' الْاٰيَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا فَسُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْشِرْ يَا هِلَالُ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكَ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا قَالَ هِلَالٌ قَدْ كُنْتُ اَرْجُوْ ذَاكَ مِنْ رَّبِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسِلُوْا اِلَيْهَا فَجَاءَتْ فَتَلَاهَا عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَّرَهُمَا وَاَخْبَرَهُمَا اِنَّ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا لَاعِنُوْا بَيْنَهُمَا فَقِيْلَ لِهِلَالٍ اَشْهِدْ فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قِيْلَ يَا هِلَالُ

ابوداؤد نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ دو لعان کرنے والوں کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیکھا ہے جب کہ میری عمر پندرہ برس کی تھی جب ان دونوں نے لعان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں تفریق کروا دی۔ ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ جو ان تین صحابہ میں سے ایک ہیں جن کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی تھی' وہ اپنی زمین سے واپس ہوئے تو اپنی بیوی کے پاس ایک شخص کو پایا اور (زناء کرتے ہوئے) اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا' اس کے باوجود اس شخص کو برا بھلا کچھ نہ کہا' یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سویرے سویرے حاضر ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں رات اپنی بیوی کے پاس آیا تو ایک شخص کو اس کے پاس پایا اور (دونوں کو زناء کرتے ہوئے) اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے بڑی ناگواری ہوئی اور آپ پر (نزول وحی کے وقت جو بوجھ ہوتا تھا) وہ کیفیت طاری ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی: "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ" سے وان اللہ تواب حکیم تک' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر سے (نزول وحی کی حالت) ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے ہلال! تم کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری (مشکل) حل فرما دی اور تمہارے لیے راستہ ہموار کر دیا (یہ سن کر) حضرت ہلال نے عرض کی' میں اللہ تعالیٰ سے ایسی ہی امید لگائے رکھا تھا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس عورت کو بلا لاؤ' وہ آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نازل شدہ (لعان کی) آیتیں ان دونوں پر تلاوت فرمائیں، پھر ان دونوں کو نصیحت کی اور ان دونوں کو آگاہ کیا کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت ہے۔ (یہ سن کر) حضرت ہلال نے عرض کی کہ خدا کی قسم! میں نے اس کے بارے میں سچ ہی کہا ہے۔ اس عورت نے جواب دیا انہوں نے جھوٹ کہا ہے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ان دونوں کے درمیان لعان کراؤ' تو حضرت ہلال سے کہا گیا کہ تم گواہی دو' تو انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر چار مرتبہ گواہی دی کہ وہ

اِتَّقِ اللّٰہَ فَاِنَّ عِقَابَ الدُّنْیَا اَھْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ وَاِنَّ ھٰذِہِ الْمُوْجِبَۃُ الَّتِیْ تُوْجِبُ عَلَیْکَ الْعَذَابَ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَا یُعَذِّبُنِی اللّٰہُ عَلَیْھَا کَمَا لَمْ یَجْلِدْنِیْ عَلَیْھَا فَشَھِدَ الْخَامِسَۃَ اَنَّ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کَانَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ثُمَّ قِیْلَ لَھَا اِشْھَدِیْ فَشَھِدَتْ اَرْبَعَ شَھَادَاتٍ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الْکَاذِبِیْنَ فَلَمَّا کَانَتِ الْخَامِسَۃُ قِیْلَ لَھَا اتَّقِی اللّٰہَ فَاِنَّ عَذَابَ الدُّنْیَا اَھْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ وَاِنَّ ھٰذِہِ الْمُوْجِبَۃُ الَّتِیْ تُوْجِبُ عَلَیْکِ الْعَذَابَ فَتَلَکَّاَتْ سَاعَۃً ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰہِ لَا اَفْضَحُ قَوْمِیْ فَشَھِدَتِ الْخَامِسَۃَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰہِ عَلَیْھَا اِنْ کَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَھُمَا۔

سچے ہیں جب پانچویں گواہی کا موقع آیا تو (حضرت ہلال سے کہا گیا) اے ہلال اللہ سے ڈرو! کیونکہ دنیا کی سزا آخرت کے عذاب سے زیادہ سہل ہے اور یہ (پانچویں گواہی) ایسی فیصلہ کن ہے جو تم پر اللہ کے عذاب کو واجب کر دے گی۔ تو انہوں نے کہا' قسم بخدا! اللہ تعالیٰ اس (پانچویں گواہی پر) مجھے عذاب نہیں دیں گے جس طرح مجھے اس پر کوڑے نہیں لگوائے۔ پھر پانچویں مرتبہ گواہی دی کہ ان پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں ہو! پھر اس عورت سے کہا گیا تم گواہی دو تو اس نے بھی اللہ کی قسم کھا کر چار مرتبہ گواہی دی کہ وہ یعنی ہلال بن امیہ جھوٹے ہیں، جب پانچویں گواہی دینے کا موقع آیا تو اس سے کہا گیا کہ تو اللہ سے ڈر! کیونکہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں آسان ہے' اور بے شک یہ پانچویں گواہی تجھ پر عذاب کو واجب کر دے گی تو وہ تھوڑی دیر کے لیے توقف (اور تردد میں پڑ گئی) پھر کہا قسم بخدا! میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی۔ اور پانچویں مرتبہ گواہی دے دی کہ اس پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ یعنی ہلال بن امیہ سچے ہیں تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں میں تفریق کرادی۔

۳۷۲۵ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلنَّسَائِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ رَجُلًا حِیْنَ اَمَرَ الْمُتَلَاعِنَیْنِ یَتَلَاعَنَا اَنْ یَّضَعَ یَدَہٗ عِنْدَ الْخَامِسَۃِ عَلٰی فِیْہِ وَقَالَ اِنَّھَا مُوْجِبَۃٌ۔

اور نسائی کی ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جب دو لعان کرنے والوں کو لعان کرنے کا حکم دیا تو ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اپنا ہاتھ اس شخص کے منہ پر رکھ دے جبکہ وہ پانچویں مرتبہ گواہی دے رہا ہو (تاکہ وہ اچھی طرح غور کرے) کیونکہ یہ (پانچویں گواہی اللہ تعالیٰ کے عذاب کے لیے) فیصلہ کن ہے۔

۳۷۲۶ - وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْہِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَالِیْ قَالَ لَا مَالَ لَکَ اِنْ کُنْتَ صَدَقْتَ عَلَیْھَا فَھُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِھَا وَاِنْ کُنْتَ کَذَبْتَ عَلَیْھَا فَذَاکَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَکَ مِنْھَا۔

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں یوں ہے کہ (لعان کرنے والے نے یوں) عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ (میں نے مہر میں مال دیا ہے) میرا مال (مجھے مل جانا چاہیے!) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تجھے وہ مال واپس نہیں ملے گا۔ اگر تو نے سچ کہا ہے تو تو نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لیے جائز کر لیا تھا اور اگر تو نے اس پر جھوٹ کہا ہے تو (جھوٹی تہمت لگا کر مال لینا) برا ہے اور بہت برا ہے۔

۳۷۲۷ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مِّنَ النِّسَاءِ لَا مُلَاعَنَۃَ بَیْنَھُنَّ تَحْتَ الْمُسْلِمِ وَالْیَھُوْدِیَّۃُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ وَالْحُرَّۃُ تَحْتَ الْمَمْلُوْکِ وَالْمَمْلُوْکَۃُ تَحْتَ الْحُرِّ رَوَاہُ ابْنُ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار قسم کی عورتوں میں لعان نہیں (۱) وہ عیسائی عورت جو مسلمان کے نکاح میں ہو۔ (۲) یہودن جو مسلمان کے نکاح میں ہو۔ (۳) ایسی آزاد عورت جو غلام کے نکاح میں ہو۔ (۴) وہ باندی جو آزاد مرد کے نکاح میں ہو۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی

مَاجَةَ.

ہے۔

٣٧٢٨ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَّعَ اِمْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفِحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللّٰهِ لَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ وَمِنْ اَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ الْمُنْذِرِيْنَ وَالْمُبَشِّرِيْنَ وَلَا اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ نے کہا کہ اگر میں کسی (اجنبی) مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ (زنا کرتے ہوتے) دیکھوں تو میں اس کو ضرور تیز تلوار سے قتل کردوں گا۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے (صحابہ سے) فرمایا: کیا تم سعد کی کمال غیرت سے تعجب کرتے ہو؟ خدا کی قسم! میں ان سے زیادہ غیرت کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت کرنے والے ہیں اور اسی غیرت ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمام ظاہر اور باطن بے حیائیوں (کی باتوں اور کاموں) کو حرام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو (بندوں کی) عذر خواہی بے حد پسند ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے (برائیوں سے) ڈرنے والے اور (نیک کاموں پر) خوشخبری سنانے والوں کو (یعنی انبیاء کرام کو) بھیجا (تاکہ اللہ تعالیٰ کی حجت پوری ہو) اور اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف بے حد پسند ہے' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے (اپنی تعریف کرنے والوں کو) جنت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٧٢٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ وَجَدْتُّ مَعَ اَهْلِيْ رَجُلًا لَّمْ اَمَسَّهُ حَتّٰى اٰتِيَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ كَلَّا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنْ كُنْتُ لَاُعَاجِلُهُ بِالسَّيْفِ قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمَعُوْا اِلٰى مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ اِنَّهٗ لَغَيُوْرٌ وَّاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو (زنا کرتے ہوئے) پاؤں تو (کیا) میں اس کو یوں ہی (بغیر قتل کئے) چھوڑ دوں گا یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں؟ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! ہاں! (تم کو چار گواہ لانے پڑیں گے) تو انہوں نے کہا ایسا نہیں ہو سکے گا (اس لیے کہ میری طبیعت کے لحاظ سے یہ عمل ناقابل برداشت ہے! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے، میں اس پر (گواہ لانے سے) پہلے ہی تلوار سے اس کو قتل ہی کردوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حاضرین سے) فرمایا: سنو! تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے' یقیناً وہ غیرت مند ہے اور میں اس سے بڑھ کر غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں حضرت سعد کا یہ کہنا کہ میں زانی کو قتل کردوں گا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ تھی، بلکہ ان کا یہ قول ان کی طبعی غیرت کی وجہ سے تھا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس جذبۂ غیرت کو پسند بھی فرمایا' ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت تو کفر ہے۔ (لمعات)

اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بدکاری کے وقت قتل کرنے سے عند اللہ گناہ نہیں لیکن اگر گواہ نہ ہوں گے تو حاکم قصاص لے گا' ایسے مواقع میں بہتر تو یہ ہے کہ آدمی صبر و تحمل سے کام لے کر یا تو گواہ فراہم کرے یا پھر لعان کرے یا طلاق دے دے'

جیسا کہ اوپر کی حدیثوں میں حضرت ہلال بن امیہ اور عویمر عجلانی نے صبر وتحمل سے کام لے کر احکام شریعت کے مطابق لعان کیا۔

۳۷۳۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغَارُ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ لَّا يَاْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ غیرت مند ہے اور مسلمان بھی غیرت مند ہے اور اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ مسلمان اس کام کو نہ کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۳۷۳۱ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ فَاَمَّا الَّتِيْ يُحِبُّهَا اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيْبَةِ وَاَمَّا الَّتِيْ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِيْ غَيْرِ رِيْبَةٍ وَاَنَّ مِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا يُحِبُّ اللّٰهُ فَاَمَّا الْخُيَلَاءَ الَّتِيْ يُحِبُّ اللّٰهُ فَاِخْتِيَالُ الرَّجُلِ عِنْدَ الْقِتَالِ وَاِخْتِيَالُهُ عِنْدَ الصَّدَقَةِ وَاَمَّا الَّتِيْ يُبْغِضُ اللّٰهُ فَاِخْتِيَالُهُ فِي الْفَخْرِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الْبَغْيِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غیرت کی ایک قسم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور دوسری قسم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا' غیرت کی وہ قسم جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے' وہ غیرت ہے جو شک وشبہ کی جگہ ہو (جیسے بیوی یا باندی بناؤ سنگار کر کے اجنبی مردوں کے پاس جائے) اور وہ غیرت جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے' وہ غیرت ہے جو شک وشبہ کی جگہ نہ ہو (یعنی بیوی پر بلاوجہ بدگمان ہو اور وسوسہ میں مبتلا ہو) اور (اسی طرح) تکبر کی ایک قسم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا اور دوسری قسم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے' وہ تکبر جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے آدمی کا فخر کرنا ہے جہاد کے وقت (یعنی جہاد کے وقت دلیری کے ساتھ اپنی شجاعت بیان کرتے ہوئے کفار کی حقارت بیان کرتے ہوئے لڑے) اور (اسی طرح) خیرات کے وقت بھی فخر کرے (یعنی علانیہ خوشدلی کے ساتھ خیرات کیا کرے' تاکہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو)۔ اور وہ تکبر جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے وہ تکبر ہے جو نسب پر کیا جائے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ (اللہ تعالیٰ کو) ظلم اور حسد پر (فخر کرنا پسند نہیں)۔ اس کی روایت امام احمدؒ ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۳۷۳۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا لَيْلًا قَالَتْ فَغِرْتُ عَلَيْهِ فَجَاءَ فَرَاٰى مَا اَصْنَعُ فَقَالَ مَالَكِ يَا عَائِشَةُ اَغِرْتِ فَقُلْتُ وَمَالِيْ لَا يَغَارُ مِثْلِيْ عَلٰى مِثْلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَقَدْ جَاءَكِ شَيْطَانُكِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَعِيَ شَيْطَانٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَمَعَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَلٰكِنْ اَعَانَنِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ حَتّٰى اَسْلَمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے (فرماتی ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جب کہ ان کی باری کا دن تھا) آپ کے پاس سے رات میں (اٹھ کر) باہر تشریف لے گئے۔ اس پر مجھے بڑی غیرت آئی[1] آپ واپس تشریف لائے اور مجھے دیکھا کہ میں بے چینی کی حالت میں پڑی ہوئی ہوں (یہ دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! کیا بات ہے (بے چین کیوں ہو؟) کیا تمہیں غیرت آ گئی۔ میں نے عرض کیا (ہاں!) مجھ جیسی عورت پر[2] غیرت آپ جیسے پر کیوں نہیں آئے گی (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارا شیطان تمہارے پاس آ گیا تھا (اور اس نے تم کو وسوسہ میں ڈال دیا۔ ام المومنین نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں! پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ

ﷺ کے ساتھ بھی (شیطان) ہے (جبکہ آپ سلطان الاصفیاء ہیں)؟ آپ نے فرمایا: ہاں! لیکن اللہ تعالیٰ نے میری اس پر مدد فرمائی ہے اور میں (اس کے وسوسہ سے) محفوظ رہتا ہوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱ شبہ سے کہ کہیں آپ دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں' تھوڑی دیر بعد۔

۲ جس کا تعلق آپ سے ہو اور جبکہ آپ حامل جمال وکمال ہیں۔

۳۷۳۳ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا عَنَ بَیْنَ رَجُلٍ وَّامْرَاَتِهٖ فَانْتَفٰی مِنْ وَّلَدِهَا فَفَرَّقَ بَیْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرد اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کا حکم فرمایا تو اس آدمی نے اس عورت کے لڑکے (کا اپنا بیٹا ہونے) سے انکار کر دیا۔ پھر آپ نے ان دونوں میں تفریق کروا دی اور لڑکے کا نسب عورت سے متعلق کر دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِیْ حَدِیْثِهٖ لَهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَظَهٗ وَذَكَّرَهٗ وَاَخْبَرَهٗ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْیَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ ثُمَّ دَعَاهَا فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَاَخْبَرَهَا اِنَّ عَذَابَ الدُّنْیَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ.

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی کی حدیث میں جو بخاری ومسلم سے مروی ہے' یہ بھی مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (پانچویں قسم کھانے سے پہلے مرد کو نصیحت کی اور اسے (دنیا وآخرت کا عذاب) یاد دلایا اور اُسے بتایا کہ دنیا کا عذاب (یعنی تہمت کی سزا اَسّی کوڑے) آخرت کے عذاب سے آسان ہے' پھر عورت کو بلایا اور اس کو نصیحت کی اور اسے دنیا وآخرت کا عذاب یاد دلایا اور اسے بتایا کہ دنیا کا عذاب یعنی زنا کاری کی سزا سنگساری آخرت کے عذاب سے آسان ہے۔

ف: واضح ہو کہ شرح وقایہ اور تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ لعان کے موقع پر مرد اپنی بیوی پر تہمت لگاتے ہوئے بچہ کے بارے میں اپنا بیٹا ہونے سے انکار کر دے تو قاضی مرد اور عورت میں تفریق کرا دے گا اور لڑکے کو ماں کے حوالہ کر دیگا اور اس کا نسب ماں سے ہو جائے گا۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ لعان کے بعد خود بخود مرد اور عورت میں تفریق نہیں ہوگی، بلکہ حاکم دونوں میں تفریق کرا دے گا۔ اب رہا مرد کا بچہ کے بارے میں انکار کرنا اس وقت قبول ہوگا جبکہ مرد ولادت کے بعد فوراً یا ایک دن یا دو دن بعد انکار کر دے' ورنہ اس کا انکار قبول نہ ہوگا۔ البتہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے لیے کسی وقت کا تعین نہیں فرماتے اور آپ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے انکار کی مدت ایک ہفتہ مقرر فرمائی ہے اور صاحبین نے انکار کی مدت چالیس دن مقرر کی ہے۔

(عمدۃ القاری)

۳۷۳٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اِمْرَاَتِیْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَاِنِّیْ اَنْكَرْتُهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَّكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِیْهَا مِنْ اَوْرَقٍ قَالَ اِنَّ فِیْهَا لورقا قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میری بیوی نے ایک سیاہ لڑکا جنا ہے اور میں نے اس (لڑکے) کا انکار کر دیا ہے (کیونکہ میرا رنگ گورا ہے اور وہ لڑکا کالا ہے) (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے جواب دیا' ہاں! (میرے پاس اونٹ ہیں) آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: ان (اونٹوں) کا کیا رنگ ہے؟ اس نے کہا: سرخ!

فَاَنّٰی تَرٰی ذٰلِكَ جَاءَ هَا قَالَ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ فَلَعَلَّ هٰذَا عِرْقٌ نَزَعَهٗ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهٗ فِي الانتفاء منه متفق عليه

آپ ﷺ نے پھر فرمایا کیا ان اونٹوں میں خاکستری (رنگ کے اونٹ بھی ہیں؟ اس نے جواب دیا' ہاں! ان میں خاکستری رنگ کے اونٹ بھی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: تو اب تیرا کیا خیال ہے کہ یہ رنگ کہاں سے آیا؟ یعنی جب سارے اونٹوں کے رنگ سرخ ہیں تو ان کی اولاد میں خاکستری رنگ والے کیسے پیدا ہوئے؟ تو اس نے کہا' اس کی نسل میں اوپر کسی کا کالا رنگ ہوگا۔ اسی رگ نے اسے کھینچا ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہی حال تیرے اس (بیٹے کا ہے) ممکن ہے کہ کسی رگ نے (اس رنگ کو) کھینچ لیا ہو اور) آپ ﷺ نے اس کو اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے بیٹے کا انکار کرے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بچہ کے رنگ یا نقشہ کے اختلاف کی وجہ سے کسی شخص کو یہ شبہ نہ کرنا چاہیے کہ وہ اس کی اولاد نہیں جب تک کہ دلیل قطعی سے اس کا ثبوت نہ ہو' مثلاً بی بی سے صحبت ہی نہ کی ہو یا لڑکا صحبت کرنے کے بعد چھ ماہ سے پہلے پیدا ہوا ہو۔

٣٧٣٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلٰى اَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ اِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ اَخَذَهٗ سَعْدٌ فَقَالَ اِنَّهُ ابْنُ اَخِيْ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِيْ فَتَسَاوَقَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَخِيْ كَانَ عَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ اِحْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَاٰى مِنْ شِبْهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے (اپنی موت کے وقت) اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی باندی کا بیٹا میرے نطفہ سے ہے' تم اس کو اپنے قبضے میں لے لینا (اور اس کی تربیت کرنا) جس سال مکہ فتح ہوا تو حضرت سعد نے اس لڑکے کو لے لیا اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے لیکن زمعہ کے بیٹے عبد نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے یہ دونوں آپس میں لڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضرت سعد نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے بھائی (عتبہ نے) مجھے اس لڑکے کے بارے میں وصیت کی تھی' یہ لڑکا اس کا ہے، اس لیے میں نے اس کو لے لیا ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے (اس حدیث سے کہ وہ) میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے جو اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے (عبد بن زمعہ سے) فرمایا: یہ لڑکا تم کو ملے گا (سنو) اے عبد بن زمعہ! لڑکا بستر والے کا ہے اور زانی کو سنگسار کیا جائے گا) پھر رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین بی بی سودہ بنت زمعہ سے فرمایا: تم اس لڑکے سے پردہ کرو' اس لیے کہ آپ نے اس بچہ کی صورت عتبہ سے ملتی جلتی دیکھی تو اس لڑکے نے بی بی سودہ کو مرتے دم تک نہیں دیکھا، اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٧٣٦ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلطَّحَاوِيِّ قَالَ اِحْتَجِبِيْ مِنْهُ فَاِنَّهٗ لَيْسَ لَكِ بِاَخٍ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَاْتِيْ جَارِيَةً لَهٗ

اور طحاوی کی ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین بی بی سودہ سے فرمایا: تم اس سے پردہ کرو' اس لیے کہ وہ تمہارا بھائی نہیں ہے اور طحاوی نے عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے

فَحَمَلَتْ فَقَالَ لَيْسَ مِنِّيْ إِنِّيْ أَتَيْتُهَا إِتْيَانًا لَا أُرِيْدُ بِهِ الْوَلَدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَلَدَتْ جَارِيَةٌ لِّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ مِنِّيْ وَإِنِّيْ كُنْتُ أَعْزِلُ عَنْهَا.

ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی ایک باندی سے صحبت کیا کرتے تھے' وہ حاملہ ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کا حمل مجھ سے نہیں' اس لیے میں اس سے اس طرح صحبت کیا کرتا تھا کہ وہ حاملہ نہ ہو اور میرا مقصد اس سے اولاد ہونا نہیں ہے۔ اور طحاوی ہی کی ایک روایت میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ حضرت زید بن ثابت ص کی ایک باندی کو بچہ ہوا تو آپ نے فرمایا : وہ میرا بچہ نہیں : اس لیے کہ میں (صحبت کے وقت) اس سے عزل کیا کرتا تھا۔

٣٧٣٧ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فُلَانًا إِبْنِيْ عَاهَرْتُ بِأُمِّهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا دَعْوَةَ فِي الْإِسْلَامِ ذَهَبَ أَمْرُ الْجَاهِلِيَّةِ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے بیان کیا کہ ایک شخص نے (خدمت اقدس میں) کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ فلاں شخص میرا بیٹا ہے' میں نے زمانہ جاہلیت میں اس کی ماں کے ساتھ زنا کیا تھا (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں ایسے نسب کا دعویٰ ثابت نہیں' جاہلیت کی باتیں ختم ہو گئیں' لڑکا تو بستر والے کا ہے (یعنی لڑکا اسی کا ہوگا جس کی بیوی یا باندی ہو) اور زانی کے لیے سنگساری ہے (یا محرومی)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٧٣٨ - وَعَنْ سِمَاكٍ عَنْ مَّوْلًى لِبَنِيْ مَخْزُوْمَةَ قَالَ وَقَعَ رَجُلَانِ عَلٰى جَارِيَةٍ فِيْ طُهْرٍ وَّاحِدٍ فَعَلَقَتِ الْجَارِيَةُ فَلَمْ يَدْرِ مِنْ أَيِّهِمَا هُوَ فَأَتَيَا عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ فِي الْوَلَدِ فَقَالَ عُمَرُ مَا أَدْرِيْ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ هٰذَا فَأَتَيَا عَلِيًّا هُوَ بَيْنَكُمَا يَرِثُكُمَا وَتَرِثَانِهِ وَهُوَ لِلْبَاقِيْ مِنْكُمَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت سماک رحمہ اللہ تعالیٰ مخزوم کے ایک مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ ایک باندی سے دو آدمیوں نے ایک ہی طہر میں صحبت کی اور اس باندی کو حمل ہو گیا۔ اب یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ یہ نطفہ دونوں میں سے کس کا ہے؟ لڑکے کے بارے وہ دونوں کو جھگڑتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ اس مسئلہ میں کیا فیصلہ ہو؟ تو یہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ص نے فرمایا: وہ (لڑکا) تم دونوں کا ہے۔ وہ تم دونوں کا وارث ہوگا اور تم دونوں (بھی) اس کے وارث ہو گے اور تم دونوں کی وراثت تقسیم ہونے کے بعد جو کچھ بچے رہے گا وہ بھی اسی کو ملے گا۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

٣٧٣٩ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِيِّ أَنَّ رَجُلَيْنِ وَطِئَا جَارِيَةً فِيْ شَهْرٍ وَّاحِدٍ فَجَاءَتْ بِوَلَدِهِ فَارْتَفَعَا إِلٰى عُمَرَ فَجَعَلَهُ عُمَرُ لَهُمَا يَرِثُهُمَا وَيَرِثَانِهِ وَقَالَ الشَّوْكَانِيُّ رَوٰى عَنِ الْإِمَامِ يَحْيٰى أَنَّ حَدِيْثَ الْقَافَةِ مَنْسُوْخٌ.

اور بیہقی کی ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ دو آدمیوں نے ایک باندی سے ایک ہی مہینہ میں صحبت کی اور اس باندی نے لڑکا جنا دونوں نے اپنے مقدمہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس لڑکے کو دونوں کا وارث بنایا اور یہ فیصلہ دیا کہ وہ دونوں بھی اس کے وارث ہوں گے۔ اور قاضی شوکانی نے کہا ہے کہ امام یحییٰ سے یہ روایت ہے کہ قافیہ سے نسب کے ثبوت والی حدیث منسوخ ہے۔

٣٧٤٠ - وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النِّكَاحَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَنْحَاءٍ فَمِنْهُ اَنْ يَّجْتَمِعَ الرِّجَالُ الْعَدَدَ عَلَى الْمَرْاَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَ هَا وَهُنَّ الْبَغَايَا وَكُنَّ يَنْصُبْنَ عَلٰى اَبْوَابِهِنَّ رايات فَيَطَاُهَا كُلُّ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهَا فَاِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جَمَعَ لَهُمُ الْقَافَةَ فَاَيُّهُمْ الحقوه به كَانَ اَبَاهُ وَدُعِيَ اِبْنَهٗ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ ذٰلِكَ النِّكَاحَ الَّذِيْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْهِ ذٰلِكَ الْحُكْمَ وَاَقَرَّ النَّاسُ عَلَى النِّكَاحِ الَّذِيْ لَا يَحْتَاجُ فِيْهِ اِلٰى قَوْلِ الْقَافَةِ وَجَعَلَ الْوَلَدَ لِاَبِيْهِ الَّذِيْ يُدْعِيْهِ فَيَثْبُتُ نَسَبُهٗ بِذٰلِكَ وَنَسَخَ الْحُكْمَ الْمُتَقَدِّمَ الَّذِيْ كَانَ يَحْكُمُ فِيْهِ بِقَوْلِ الْقَافَةِ.

اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بتایا کہ زمانۂ جاہلیت میں نکاح چار طریقہ پر کیا جاتا تھا' نکاح کی ایک قسم یہ ہوتی تھی کہ کئی مرد ایک ہی عورت کے پاس جاتے (اور اس سے صحبت کرتے) اور جو بھی اس کے پاس آئے ، وہ کسی کو بھی نہیں روکتی تھی اور یہ فاحشہ عورتیں ہوتی تھیں جو اپنے دروازوں پر (اپنے فحش کی نشانی کے طور پر) جھنڈے نصب کرتیں تو ان کے پاس جو بھی آتا صحبت کرتا' جو اس کو حمل ہوتا اور بچہ پیدا ہوتا تو قافیہ شناس جمع ہوتے اور مردوں میں سے جس کسی سے وہ بچہ منسوب کرتے ، وہ اسی کا باپ کہلاتا اور وہ بچہ اس کا بیٹا کہلاتا اور کوئی اس میں رکاوٹ نہیں پیدا کر سکتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے نکاح کو باطل قرار دیا' جس میں قافیہ شناسی کی ضرورت واقع ہوتی تھی اور لوگوں کو اس نکاح پر قائم فرمادیا جس میں قافیہ شناس کے قول کی ضرورت نہ ہو اور لڑکے کو باپ کی طرف منسوب فرمادیا جس کا وہ مدعی ہو اور اسی باپ سے بچے کا نسب ثابت ہونے لگا اور آپ نے پہلے حکم کو منسوخ فرمادیا جس میں قافیہ کی بناء پر (نسب کا) حکم لگایا جاتا تھا۔

٣٧٤١ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَّاَبِيْ بَكْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی نسبت غیر باپ کی طرف کرے اور وہ جانتا ہے کہ یہ میرا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٧٤٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ اَبِيْهِ فَقَدْ كَفَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (نسب کے بارے میں) اپنے باپ داداؤں سے اعراض نہ کرو، جو کوئی اپنے باپ سے اعراض کرے (اپنے اصلی باپ ہونے سے انکار کرے) وہ کفر سے قریب ہو گیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے شخص کو اپنا باپ بنائے' یا اپنے باپ سے انکار کرے تو وہ بڑا بدنصیب ہے' اس لیے کہ اگر حلال سمجھ کر کوئی اپنے باپ سے اعراض کرے تو وہ کافر ہو گیا' ورنہ اس نے کفرانِ نعمت ضرور کی ہے۔ بعض لوگ شیخ یا مغل ہونے کے باوجود خود کو سید بتلاتے ہیں' وہ بہت برا کرتے ہیں' وہ بہشت چھوڑ کر دوزخ کی تیاری کرتے ہیں۔

٣٧٤٣ - وَعَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمُلَاعَنَةِ اَيُّمَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت ملاعنہ اتری تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی عورت

اِمْرَاَۃٍ دَخَلَتْ عَلٰی قَوْمٍ مَنْ لَیْسَ مِنْھُمْ فَلَیْسَتْ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ وَّلَنْ یُّدْخِلَھَا اللّٰہُ جَنَّتَہٗ وَاَیُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَہٗ وَھُوَ یَنْظُرُ اِلَیْہِ اِحْتَجَبَ اللّٰہُ مِنْہُ وَفَضَحَہٗ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

(اپنے بچے) کو کسی قوم میں شامل کر لے، حالانکہ وہ اس قوم سے نہیں ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ (کے دین اور اس کی رحمت سے) کچھ نہیں ملے گا' اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا اور جو مرد یعنی باپ اپنے بیٹے کا انکار کرے اور بیٹا (اس کے سامنے کھڑے) اس کو دیکھ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی قیامت کے دن پردہ فرمائیں گے اور ایسے (بے رحم اور سخت دل) شخص کو اگلی پچھلی ساری مخلوق کے سامنے رسوا کریں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد' نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

٣٧٤٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لِیْ اِمْرَاَۃً لَّا تَرُدُّ یَدَ لَامِسٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلِّقْھَا قَالَ اِنِّیْ اُحِبُّھَا قَالَ فَاَمْسِکْھَا اِذًا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ میری ایک بیوی ہے جو کسی چھونے والے کا ہاتھ نہیں ہٹاتی (جو کوئی اس سے بدکاری کا ارادہ کرے اس سے انکار نہیں کرتی) تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس کو طلاق دے دے تو اس نے عرض کیا مجھے اس سے محبت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس کی نگہبانی کرتا رہ (تاکہ وہ بدکاری نہ کرے)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابُ الْعِدَّۃِ
عدت کا بیان

واضح ہو کہ لغت میں عدت کے معنی شمار اور گنتی کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں مطلقہ عورت یا وہ عورت جس کا خاوند مر چکا ہو تو اس عورت کو چند دنوں تک دوسرے نکاح سے رکے رہنے کو عدت کہتے ہیں' اگر کسی عورت کو طلاق دے دی گئی اور اسے حیض آتا ہو تو وہ تین حیض تک عدت گزارے یعنی نکاح کرنے سے رکی رہے اور جب تین حیض کی میعاد گزر جائے تو نکاح کر سکتی ہے' اگر کسی عورت کا شوہر مر جائے تو وہ چار مہینہ دس دن تک زینت کی چیزوں کو چھوڑ کر نکاح سے رکی رہے، جب یہ زمانہ گزر جائے تو وہ نکاح کر سکتی ہے، بہر حال عدت کے زمانہ میں عورت کا کسی سے دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں اور حمل والی عورتوں کی مدت عدت وضع حمل (بچہ جن دینا) ہے یعنی بچہ جننے کے بعد وہ عدت سے فارغ ہو جاتی ہے اور وہ بوڑھی عورتیں جن کا حیض بڑھاپے کی وجہ سے بند ہو چکا ہے یا وہ نابالغ لڑکی جس کو کم سنی کی وجہ سے حیض شروع نہیں ہوا ہو، ان دونوں کو مطلقہ ہونے کی صورت میں بھی تین مہینہ کی عدت گزارنی پڑے گی۔ البتہ وہ عورت جو غیر مدخولہ ہو یعنی نکاح کے بعد خلوت صحیحہ نہیں ہوئی اور طلاق ہو جائے تو اس کے لیے عدت نہیں۔ بلکہ طلاق کے بعد ہی اگر چاہے تو دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر ایسی حالت میں شوہر مر جائے تو اس کو چار مہینہ دس دن کی عدت گزارنی ضروری ہے، عدت کے یہ احکام آزاد عورتوں سے متعلق ہیں، البتہ مطلقہ باندی ہو تو اس کی عدت نصف یعنی دو حیض ہوگی اگر اس کو حیض نہ آتا ہو تو ایسی صورت میں عدت ڈیڑھ مہینہ ہوگی، اور اگر مالک مر جائے تو باندی کی عدت دو مہینہ پانچ دن ہوگی، البتہ باندی حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہی ہوگی۔

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (البقرۃ:۲۴۱)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور طلاق والیوں کے لیے بھی مناسب نان ونفقہ ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان از امام احمد رضا بریلوی)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ. (الطلاق:۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو، اور اپنے رب سے ڈرو، عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی، انہوں نے اپنی بی بی کو عورتوں کے ایام مخصوصہ میں طلاق دی تھی، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ رجعت کریں، پھر اگر طلاق دینا چاہیں تو طہر یعنی پاکی کے زمانہ میں طلاق دیں، اس آیت میں عورتوں سے مدخول بہا عورتیں مراد ہیں (جو اپنے شوہر کے پاس گئیں ہوں)۔

مسئلہ: غیر مدخول بہا پر عدت نہیں ہے، باقی تینوں قسموں کی عورتیں جو ذکر کی گئیں، انہیں ایام نہیں ہوتے تو ان کی عدت حیض سے شمار ہوگی۔ مسئلہ: غیر مدخول بہا کو حیض کے دنوں میں طلاق دینا جائز ہے۔ آیت کریمہ میں جو حکم دیا گیا ہے۔ اس سے مراد ایسی مدخول بہا عورتیں ہیں جن کی عدت حیض سے شمار کی جائے انہیں طلاق دیں جس میں ان سے جماع نہ کیا گیا ہو۔ پھر عدت گزرنے تک ان سے تعریض نہ کریں، اس کو ایک طلاق احسن کہتے ہیں، طلاق حسن غیر موطوءہ عورت یعنی جس سے شوہر نے قربت نہ کی ہو اس کو ایک طلاق دینا طلاق حسن ہے خواہ یہ طلاق حیض میں ہو اور اگر صاحب حیض ہو تو اسے تین طلاقیں ایسے تین طہروں میں دینا جن میں اس سے قربت نہ کی ہو طلاق حسن ہے۔ اور اگر موطوءہ صاحب حسن ہے۔ اور اگر موطوءہ صاحب حیض نہ ہو تو اس کو تین طلاقیں تین مہینوں میں دینا طلاق حسن ہے۔ طلاق بدعی حالت حیض میں طلاق دینا یا ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں قربت کی گئی ہو طلاق بدعی ہے۔ ایسے ہی ایک طہر میں تین یا دو طلاقیں یکبارگی یا دو مرتبہ میں دینا طلاق بدعی ہے۔ اگرچہ اس طہر میں وطی نہ کی گئی ہو۔

مسئلہ: طلاق بدعی مکروہ ہے مگر واقع ہو جاتی ہے اور ایسی طلاق دینے والا گنہگار ہوتا ہے۔

ف: عورت کو عدت شوہر کے گھر میں پوری کرنا لازم ہے، نہ شوہر کو جائز کہ مطلقہ کو عدت میں گھر سے نکالے، نہ عورتوں کو خود وہاں سے نکلنا روا۔ ہاں! اگر ان سے کوئی فسق ظاہر صادر ہو جس پر حد آتی ہے مثل زنا یا چوری کے، تو اس کے لیے انہیں نکلنا ہی ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت فحش بکے اور گھر والوں کو ایذا دے تو اس کو نکالنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ ناشزہ کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: جو عورت طلاق رجعی یا بائن کی عدت میں ہو اس کو گھر سے نکلنا بالکل جائز نہیں اور جو موت کی عدت میں ہو، وہ حاجت پڑے تو دن میں نکل سکتی ہے۔ لیکن شب گزارنا اس کو شوہر کے گھر میں ہی ضروری ہے۔

مسئلہ: جو عورت طلاق بائن کی عدت میں ہو اس کے بعد شوہر کے درمیان پردہ ضروری ہے اور زیادہ بہتر یہی ہے کہ کوئی اور عورت ان دونوں کے درمیان حائل ہو۔ مسئلہ: اگر شوہر فاسق ہو یا مکان بہت تنگ ہو تو شوہر کو اسی مکان سے چلا جانا بہتر ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ. (البقرہ:۲۳۴)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت بھر اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو۔

ف: مطلقہ عورتوں کو عدت گزارنے کے لیے اس مکان میں رہنے دو جہاں خود رہتے ہو، اس لیے کہ طلاق دی ہوئی عورت کو اندرون عدت اپنے حسب حیثیت مکان دینا اور عدت کے دنوں میں نفقہ (کھانے پینے اور لباس کا انتظام) دینا واجب ہے، اس لیے ایسی عورتوں کو ایذا دے کر ایسی صورت پیدا نہ کریں کہ عدت کی مدت سے پہلے گھر سے نکلنے پر مجبور ہو جائیں۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ اَزْوَاجًا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں، وہ چار

يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. (البقرہ:۲۳۴)

مہینے دس دن اپنے آپ کو روکیں رہیں، تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو! تم پر مؤاخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

ف: حاملہ کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ سورۃ طلاق میں مذکور ہے یہاں غیر حاملہ کا بیان ہے، جس کا شوہر مر جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے، اس مدت میں وہ اپنا نکاح کرے اور نہ اپنا مسکن چھوڑے اور نہ بے عذر تیل لگائے۔ نہ خوشبو لگائے، نہ سنگار کرے، نہ رنگین اور ریشمی کپڑے پہنے، نہ مہندی لگائے اور نہ جدید نکاح کی بات چیت کھل کر کرے۔ اور جو طلاق بائن کی عدت میں ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ! جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہو اس کو زینت اور سنگار کرنا مستحب ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. (الطلاق:۴)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور تمہاری عورتیں جنہیں حیض کی امید نہ رہی ہو اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں۔ (کنز الایمان از امام احمد رضا بریلوی)

ف: بوڑھی ہو جانے کی وجہ سے یا وہ سن ایاس کو پہنچ گئیں ہوں، سن ایاس ایک قول کے مطابق پچپن سال اور ایک قول میں ساٹھ سال کی عمر ہے۔ اور اصح یہ ہے کہ جس عمر میں بھی حیض منقطع ہو جائے وہی سن ایاس ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ. (البقرہ:۲۲۸)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک۔ (کنز الایمان)

ف: اس آیت میں مطلقہ عورتوں کی عدت کا بیان ہے۔ جن عورتوں کو ان کے شوہروں نے طلاق دی اگر وہ شوہروں کے پاس نہ گئیں تھیں اور ان سے خلوت صحیحہ نہ ہوئی تھی جب تو ان پر طلاق کی عدت ہی نہیں ہے جیسا کہ آیہ "مالکم علیھن من عدۃ" میں ارشاد ہے۔ اور جن عورتوں کی خرد سالی یا کبر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو، یا جو حاملہ ہو ان کی عدت کا بیان سورۃ طلاق کی آیات میں اوپر گزر چکا ہے، باقی جو آزاد عورتیں ہیں یہاں ان کی عدت وطلاق کا بیان ہے کہ ان کی عدت تین حیض ہے۔

۳۷۴۵ - عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ كُنْتُ مَعَ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ جَالِسًا فِی الْمَسْجِدِ الْاَعْظَمِ وَمَعَنَا الشَّعْبِیُّ فَحَدَّثَ الشَّعْبِیُّ بِحَدِيْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَجْعَلْ لَهَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً ثُمَّ اَخَذَ الْاَسْوَدُ كَفًّا مِنْ حِصًى فَحَصَبَهٗ بِهٖ فَقَالَ وَيْلَكَ تُحَدِّثُ بِمِثْلِ هٰذَا قَالَ عُمَرُ لَا نَتْرُكُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ امْرَاَةٍ لَّا نَدْرِیْ لَعَلَّهَا حَفِظَتْ وَنَسِيَتْ لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَا

حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں اسود بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کوفہ کی) جامع مسجد میں بیٹھا تھا اور ہمارے ساتھ حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تھے۔ شعبی نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی (کہ جب فاطمہ بنت قیس کے شوہر نے یمن سے کسی وکیل کے ذریعہ ان کو تیسری طلاق دے دی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس کے لیے (عدت گزارنے کے دوران) نہ تو گھر دیا اور نہ نفقہ (یہ سن کر) حضرت اسود نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور ان کو شعبی پر پھینکا اور فرمایا: ہم ایک عورت کے قول کو لے کر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو نہیں چھوڑیں گے، ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے (یعنی فاطمہ بنت قیس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سنا تھا) شاید اس کو یاد رکھا یا بھلا دیا (حکم تو یہ ہے

تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّزَادَ التِّرْمِذِيُّ وَكَانَ عُمَرُ يَجْعَلُ لَهَا النَّفَقَةَ وَالسُّكْنٰى.

کہ ہر مطلقہ کے لیے عدت کے دوران اپنے شوہر کا) اور (اس دوران) میں (شوہر اس کا)۔خرچہ بھی (برداشت کرے گا چنانچہ) اللہ بزرگ و برتر نے فرمایا ہے تم ان (یعنی مطلقہ) عورتوں کو اپنے گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود بھی نہ نکلیں مگر یہ کہ کھلم کھلا بے حیائی کا کام کریں (تو تم ان کو گھروں سے نکال سکتے ہو)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ترمذی نے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے (یعنی مطلقہ) عورت کے لیے (اس کے شوہر سے) خرچہ اور سکونت دلایا کرتے تھے۔

٣٧٤٦ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلطَّحَاوِيِّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِلْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا اَلنَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ خَيْرٌ أَنْ تَذْكُرَ هٰذَا يَعْنِيْ قَوْلِهٖ لَا سُكْنٰى لَكِ وَلَا نَفَقَةَ.

اور امام طحاوی اور امام دارقطنی کی ایک روایت میں ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ تین طلاق دی ہوئی عورت کے لیے (اس کے شوہر پر) اس کا خرچہ اور رہنے کا انتظام کرنا واجب ہے۔اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہے کہ فاطمہ (بنت قیس کے لیے یہ کہنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے کہ (ان کے لیے تین طلاق دینے کے بعد شوہر کی طرف سے عدت کے دوران) نہ رہنے کا انتظام کروادیا گیا اور نہ خرچہ (دلوادیا گیا)۔

٣٧٤٧ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ تَعْنِيْ فِيْ قَوْلِهَا لَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ وَّرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُطَلَّقَةُ ثَلٰثًا لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ.

اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ ام المومنین نے فرمایا کہ فاطمہ (بنت قیس) کو کہا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتی ہے یعنی اپنے اس قول کے کہنے میں کہ (عدت کے دوران) ان کو نہ گھر (ملا) اور نہ خرچہ۔اور دارقطنی نے اپنی سنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔حضور نبی کریم نے فرمایا ہے کہ تین طلاق والی عورت کے لیے (شوہر کی طرف سے عدت کے دوران) گھر بھی ہوگا اور خرچہ بھی۔

٣٧٤٨ - وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ تُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ لَهَا اِعْتَدِّيْ فِيْ بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَقُوْلُ كَانَ أُسَامَةُ إِذَا ذَكَرَتْ فَاطِمَةُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا رَمَاهَا بِمَا كَانَ فِيْ يَدِهٖ.

اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر میں عدت گزارو اور محمد بن اسامہ بن زید بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فاطمہ بنت قیس کو جب بھی وہ (اپنی عدت گزارنے کے بارے میں) ان باتوں کو بیان کرتی تو وہ ہاتھ میں جو چیز ہوتی اسے (ناگواری سے) پھینک کر مارتے (اس لیے کہ ان کو عدت کے دوران نہ تو گھر دیا گیا اور نہ خرچہ)۔

٣٧٤٩ - وَفِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ مِّنْ قَوْلِ مَرْوَانَ

اور صحیح مسلم نے مروان (حاکم مدینہ) کا یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم (مطلقہ

سَنَأْخُذُ بِالْعِصْمَةِ الَّتِي وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الْعَمَلَ كَانَ عِنْدَهُمْ عَلٰى خِلَافِ حَدِيْثِ فَاطِمَةَ.

کی عدت کے بارے میں) اس محفوظ قول کو اختیار کرتے ہیں جس پر لوگوں کو عمل کرتے ہوئے ہم نے پایا ہے (یعنی یہ کہ مطلقہ کو عدت کے دوران شوہر کی طرف سے گھر اور خرچہ ملے گا) اور (مروان کے) اس قول میں اسی بات کی دلیل ہے کہ (مطلقہ کی عدت کے بارے میں) صحابہ کا عمل فاطمہ بنت قیس کی حدیث کے خلاف رہا ہے۔

٣٧٥٠ - وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ اَيْنَ تَعْتَدُّ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا فَقَالَ فِي بَيْتِهَا فَقُلْتُ لَهُ اَلَيْسَ قَدْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ اَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَقَالَ تِلْكَ الْمَرْاَةُ اِفْتَتَنَتِ النَّاسَ وَاسْتَطَالَتْ عَلٰى اَحْمَائِهَا بِلِسَانِهَا فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّكَانَ رَجُلًا مَّكْفُوْفَ الْبَصَرِ.

اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ میں نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تین طلاق والی عورت اپنی عدت کہاں گزارے؟ تو انہوں نے جواب دیا' اپنے گھر میں (وہ عدت گزارے' یہ سن کر حضرت میمون فرماتے ہیں کہ) میں نے حضرت سعید بن المسیب سے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو حکم نہیں دیا تا کہ وہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر میں اپنی عدت گزاریں تو حضرت سعید نے جواب دیا کہ اس خاتون نے لوگوں کو فتنہ میں ڈالا اور اپنے دیوروں پر بڑھ زبانی سے کام لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر میں اپنی عدت گزاریں اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تو نابینا تھے۔

٣٧٥١ - وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ اَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَهِيَ اُخْتُ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْئَلُهُ اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهَا فِي بَنِي خُدْرَةَ فَاِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ اَعْبُدٍ لَهُ اَبَقُوْا فَقَتَلُوْهُ قَالَتْ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِيْ فَاِنَّ زَوْجِيْ لَمْ يَتْرُكْنِيْ فِي مَنْزِلٍ يَّمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةٌ فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ اَوْ فِي الْمَسْجِدِ دَعَانِيْ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمْكُثِيْ فِي بَيْتِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُّ فِيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت زینب بنت کعب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فریعہ بنت مالک بن سنان رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں، انہوں نے زینب بنت کعب کو خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں، یہ دریافت کرنے کے لیے کہ وہ اپنے میکہ بنو خدرہ میں منتقل ہو جائیں، اس لیے کہ ان کے شوہر اپنے چند مفرور غلاموں کی تلاش میں نکلے تھے اور ان کو قتل کر ڈالا' وہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ اپنے میکہ میں منتقل ہو جائیں، اس لیے کہ میرے شوہر نے میرے لیے نہ کوئی جگہ چھوڑی ہے جس کے وہ مالک ہوں اور نہ کوئی خرچہ (چھوڑا ہے کہ عدت میں اس سے گزارا کروں) وہ فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! (تم اپنے میکے چلی جاؤ) وہ واپس ہونے لگیں یہاں تک کہ وہ ابھی (آپ کے) حجرہ ہی میں تھیں یا مسجد میں تو آپ نے ان کو واپس بلایا اور فرمایا: تم اپنے (شوہر کے) گھر ہی میں رہو' یہاں تک کہ عدت کی مدت گزر جائے' ان کا بیان ہے کہ میں نے اسی گھر میں عدت کے چار مہینہ دس دن گزاری۔ اس کی روایت امام مالک' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس عورت کا شوہر انتقال کر جائے وہ عدت شوہر کے گھر ہی گزارے کسی اور گھر میں منتقل نہ ہو البتہ اشد ید ضرورت واقع ہو تو وہ دن میں باہر نکل سکتی ہے لیکن رات تو وہ اپنے شوہر کے گھر ہی میں گزارے، البتہ ا مطلقہ عورت عدت کے اندر نہ دن میں گھر سے باہر نکلے اور نہ رات میں۔ (بذل المجہود)

٣٧٥٢ - وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ الْمُطَلَّقَةَ لَا تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا فِيْ حَقٍّ وَّلَا بَاطِلٍ حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا وَإِنَّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا تَخْرُجُ فِيْ حَقِّ الَّذِيْ لَا بُدَّ مِنْهُ وَلٰكِنْ لَّا تَبِيْتُ دُوْنَ مَنْزِلِهَا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ وَحَدِيْثُ جَابِرٍ طَلَّقَتْ خَالَتِيْ اه وَاقِعَةُ حَالٍ لَّا عُمُوْمَ لَهَا وَقَالَ الْإِمَامُ الطَّحَاوِيُّ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ مَا أُمِرَتْ بِهٖ خَالَةُ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ وَالْإِحْدَادُ اِنَّمَا هُوَ فِي الثَّلَاثَةِ الْاَيَّامِ مِنَ الْعِدَّةِ ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ وَجَعَلَ الْإِحْدَادَ فِيْ كُلِّ الْعِدَّةِ.

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ طلاق دی ہوئی عورت اپنے گھر سے (کام) حق ہو یا باطل (کسی صورت میں) نہ نکلے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے اور وہ عورت جس کا خاوند انتقال کر گیا، وہ (دن میں) ضروری کام کے لیے نکل سکتی ہے لیکن وہ اپنے گھر کے سوا کہیں اور رات نہیں گزار سکتی۔ اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے۔ اب رہا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں مذکور ہے کہ ان کی خالہ کو تین طلاقیں دی گئیں تھیں انہوں نے عدت کے اندر ارادہ کیا کہ گھر سے باہر جا کر کھجوروں کو باغ سے توڑ لائیں تو ایک شخص نے ان کو باہر جانے سے منع کیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے ان کو اجازت دے دی۔ یہ اجازت ان کے لیے خصوصی تھی اس کو ہر ایک کے لیے عمومی نہیں کیا جا سکتا۔ اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خالہ کو طلاق کے بعد باہر نکلنے کی جو اجازت دی گئی غالباً اس زمانہ کا واقعہ ہوگا جس میں بیوی کے لیے شوہر کے انتقال پر عدت کے دوران صرف تین دن سوگ منانے کا حکم تھا جو منسوخ ہو گیا اور عورت کے لیے پوری عدت یعنی چار مہینہ دس دن سوگ منانے کا حکم ہوا۔

٣٧٥٣ - وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَتْهُ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے انتقال کے چند دنوں بعد بچہ جنا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نکاح (ثانی) کی اجازت چاہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (نکاح کی) اجازت دے دی تو انہوں نے نکاح کر لیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣٧٥٤ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اِمْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا اَفَنَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری بیٹی کے شوہر کا انتقال ہو چکا ہے اور اس کی آنکھ میں تکلیف ہو گئی ہے۔ کیا ہم (بطور دوا) اس میں سرمہ لگائیں؟ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں (سرمہ نہیں لگا سکتے) اس بات کو آپ نے دو یا تین مرتبہ دہرایا اور ہر بار فرماتے، نہیں! پھر آپ نے ارشاد فرمایا: یہ (عدت) تو صرف چار مہینہ دس دن ہی تو ہیں اور زمانہ جاہلیت میں تم ایسی (عورت تو سال بھر عدت

تَرْمِیْ بِالْبَعْرَۃِ عَلٰی رَأْسِ الْحَوْلِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَرَوَی النَّسَائِیُّ عَنْ اُمِّ حَکِیْمٍ بِنْتِ اُسَیْدٍ عَنْ اُمِّهَا اَنَّ زَوْجَهَا تُوُفِّیَ وَکَانَتْ تَشْتَکِیْ عَیْنَهَا فَتَکْتَحِلُ الْجَلَاءَ فَاَرْسَلَتْ مَوْلَاۃً لَهَا اِلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ فَسَاَلَتْهَا عَنْ کُحْلِ الْجَلَاءِ فَقَالَتْ لَا تَکْتَحِلْ اِلَّا مِنْ اَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ.

گزارتی اور پھر) ایک سال ختم ہونے پر مینگنی پھینکتی تھی (جو زمانہ جاہلیت میں عدت کے اختتام کی علامت تھی)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور نسائی نے ام حکیم بنت اسید سے روایت کی ہے' اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں کہ ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور ان کا آنکھ میں درد تھا تو وہ جلاء (ایک قسم کا سرمہ) لگایا کرتی تھیں۔ پھر انہوں نے اپنی ایک باندی کو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا اور دریافت کیا کہ کیا میں سرمۂ جلاء لگا سکتی ہوں تو ام المومنین نے جواب دیا کہ وہ سرمہ نہ لگائیں مگر جب اس کی شدید ضرورت ہو۔

۳۷۵۵ - وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ الْمُطَلَّقَۃُ ثَلَاثًا وَّالْمُخْتَلِعَۃُ وَالْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا وَالْمُلَاعَنَۃُ لَا یَخْتَضِبْنَ وَلَا یَتَطَیَّبْنَ وَلَا یَلْبَسْنَ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا وَّلَا یَخْرُجْنَ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلنَّسَائِیِّ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهَی الْمُعْتَدَّۃَ عَنِ الْکُحْلِ الدُّهْنِ وَالْخِضَابِ بِالْحِنَاءِ.

اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تین طلاق والی اور خلع لی ہوئی عورت اور بیوہ اور لعان کی ہوئی عورت یہ سب نہ خضاب لگائیں' نہ خوشبو لگائیں' نہ رنگین کپڑا پہنیں اور نہ اپنے گھروں سے باہر نکلیں اور نسائی کی ایک روایت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت گزارنے والی عورت کو سرمہ' تیل اور مہندی کے خضاب لگانے سے منع فرمایا ہے (البتہ طلاق رجعی والی عورت ان چیزوں سے مستثنیٰ ہے) اس لیے امکان ہے کہ شوہر اس سے رجوع کر لے۔

ف: صدر کی حدیث جو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جاہلیت میں عدت گزارنے والی عورت سال بھر کے ختم پر مینگنی پھینکا کرتی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب عورت کا خاوند مر جاتا تو وہ ایک خراب اور تنگ کوٹھری میں چلی جاتی اور برے سے برے کپڑے پہنتی' نہ خوشبو لگاتی' نہ زینت کرتی کامل ایک سال تک' جب سال پورا ہوتا تو اونٹ کی مینگنی لاتے' عورت اس کو پھینک کر عدت سے باہر آتی' حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ جاہلیت میں تو ایسی تکلیف ایک سال تک سہتی تھی' اب صرف چار ماہ دس دن عدت مقرر ہوئی ہے' اس میں زینت سے صبر کرنا کیا مشکل ہے۔

۳۷۵۶ - وَعَنْ اُمِّ حَبِیْبَۃَ وَزَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا یہ دونوں ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی (مسلمان) عورت کے لیے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے' یہ جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے' البتہ! (بیوی اپنے) شوہر (کی وفات) پر چار مہینہ دس دن (سوگ منائے گی)۔ (بخاری و مسلم)

۳۷۵۷ - وَعَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی (مسلمان) عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ وہ کسی (قرابت دار کے) ہلاک ہونے

تَحُدَّ عَلٰى هَالِكٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا تَحُدُّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا وَّلَا ثَوْبَ عَصَبٍ وَّلَا تَكْتَحِلُ بِالْاِثْمِدِ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا عِنْدَ اَدْنٰى طُهْرِهَا اِذَا تَطَهَّرَتْ مِنْ حَيْضِهَا بِنَبْذَةٍ مِّنْ كُسْتٍ اَوْ اَظْفَارٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ.

(یعنی مرنے والے) پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے البتہ (بیوی اپنے) شوہر (کے مرنے پر) چار مہینہ دس دن سوگ منائے گی نہ تو وہ رنگین کپڑا پہنے گی اور نہ رنگین چادر (جیسے شال وغیرہ) استعمال کرے گی اور اثمد یعنی سرمہ نہ لگائے اور (بالوں کو) خضاب نہ لگائے گی اور خوشبو (بھی) نہ استعمال کرے گی البتہ! جب وہ حیض سے فارغ ہو جائے تو کسط (نامی خوشبو) یا اظفار (ایک قسم کی خوشبو) استعمال کر سکتی ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے اپنی سنن میں کی ہے۔

ل کست اور اظفار عود کی قسم ہے جو دھونی کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں جس کا مقصد بدبو کو دور کرنا ہوتا ہے نہ کہ خوشبو لگانا۔

۳۷۵۸ - وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصَبٍ.

اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت میں یوں ہے کہ (بیوہ عورت عدت کے دوران) رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے البتہ! رنگین چادر (شال وغیرہ) استعمال کر سکتی ہے۔

۳۷۵۹ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ اَبُوْسَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلْتُ عَلَيَّ صَبْرًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا اُمَّ سَلَمَةَ قُلْتُ اِنَّمَا هُوَ صَبْرٌ لَيْسَ فِيْهِ طِيْبٌ فَقَالَ اِنَّهٗ يَشُبُّ الْوَجْهَ فَلَا تَجْعَلِيْهِ اِلَّا بِاللَّيْلِ فَتَنْزَعِيْهِ بِالنَّهَارِ وَلَا تَمْتَشِطِيْ بِالطِّيْبِ وَلَا بِالْحِنَّاءِ فَاِنَّهٗ خِضَابٌ قُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ اَمْتَشِطُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِالسِّدْرِ تُغَلِّفِيْنَ بِهٖ رَاْسَكِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ (جو میرے شوہر تھے اور حضور اقدس ﷺ کے رضاعی بھائی تھے) جب ان کا انتقال ہوا (تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے) اور میں نے اپنے چہرے پر ایلوا مل رکھا تھا (یہ دیکھ کر) آپ نے فرمایا: اے ام سلمہ! (عدت کے دوران) تم نے چہرہ پر کیا لگائے رکھا ہے تو میں نے عرض کیا، یہ تو صرف ایلوا ہے جس میں خوشبو نہیں ہوتی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چہرہ کو چمک دار بناتا ہے اگر تم لگانا ضروری سمجھتی ہو تو صرف رات میں لگایا کرو اور دن میں نکال دیا کرو اور خوشبودار تیل لگا کر کنگھی نہ کرو اور نہ بالوں میں مہندی لگاؤ اس لیے کہ وہ خضاب ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں پھر کس چیز سے کنگھی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ بیری کے پتوں کو اپنے سر پر اتنا ڈال لو کہ وہ تمہارے سر کو ڈھانک لے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایسی چیز جس سے زینت مقصود ہو عدت گزارنے والی عورت کے لیے ممنوع ہے۔ چنانچہ وہ کنگھی کرے تو ایسی کنگھی استعمال کرے جس کے دندانے کشادہ ہوں تا کہ زینت حاصل نہ ہو اور اسی طرح ایسی عورت کے لیے مہندی لگانا بھی ممنوع ہے اس لیے کہ مہندی میں لال رنگ ہے اور خوشبو بھی جو سوگ میں منع ہے۔

۳۷۶۰ - وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحُلِيَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ عورت جس کا شوہر انتقال کر گیا ہو تو وہ (عدت کے دوران) کسم کا رنگ ہوا کپڑا اور گیرو کے رنگ کا کپڑا نہ پہنے اور نہ زیور پہنے اور (ہاتھ پیر کو) مہندی نہ لگائے اور نہ بالوں کو خضاب لگائے اور سرمہ بھی نہ لگائے (البتہ ضرورت کے وقت رات میں سرمہ لگایا جا

سکتا ہے)۔اس حدیث شریف کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

٣٧٦١ - وَعَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ فَرَاَتْ اَوَّلَ قَطْرَةٍ مِّنْ دَمٍ مِّنْ حَيْضَتِهَا الثَّالِثَةِ فَلَا رِجْعَةَ لَهٗ عَلَيْهَا قَالَ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ بِالْمَدِيْنَةِ فَبَلَغَنِيْ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَّاَبَا الدَّرْدَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ كَانُوْا يَجْعَلُوْنَ لَهٗ عَلَيْهَا الرَّجْعَةَ حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور وہ عورت (طلاق کے بعد) اپنے تیسرے حیض کے خون کا پہلا قطرہ دیکھے تو شوہر اس کو رجوع نہیں کر سکتا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس قول کے بارے میں مدینہ منورہ کے فقہاء سے دریافت کیا تو مجھے حضرت عمر بن خطاب' حضرت معاذ بن جبل اور حضرت درداء رضی اللہ عنہم سے یہ روایت ملی کہ ان تینوں حضرات کی یہ رائے تھی کہ مطلقہ عورت کو اس کا شوہر اپنی بیوی کے تیسرے حیض سے پاک ہو کر غسل کرنے سے پہلے تک رجوع کر سکتا ہے۔اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

٣٧٦٢ - وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ مُوَطَّئِهٖ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اَبِيْ عِيْسَى الْخَيَّاطُ الْمَدِيْنِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ ثَلٰثَةَ عَشَرَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ قَالُوْا اَلرَّجُلُ اَحَقُّ بِامْرَاَتِهٖ حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنْ حَيْضَتِهَا الثَّالِثَةِ.

اور امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی موطا میں روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عیسیٰ ابن ابی عیسیٰ خیاط مدنی نے بیان کیا کہ حضرت شعبی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیرہ صحابہ سے روایت کی ہے کہ ان سارے حضرات نے فرمایا ہے کہ شوہر کو اس بات کا حق ہے کہ وہ اپنی مطلقہ بیوی کو اس کے تیسرے حیض سے فارغ ہو کر غسل کرنے سے پہلے تک رجوع کر سکتا ہے۔

٣٧٦٣ - وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ وَالطَّحَاوِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فِي الْوَاحِدَةِ وَالثِّنْتَيْنِ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَتْ بَرِيْرَةَ اَنْ تَعْتَدَّ بِثَلَاثِ حِيَضٍ.

اور بیہقی نے اپنی سنن میں اور امام طحاوی نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ شوہر جب اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو شوہر کو بیوی کے تیسرے حیض سے فارغ ہو کر غسل کرنے سے پہلے تک رجوع کا حق ہے' خواہ طلاق پہلی ہے خواہ دوسری۔ اور ابن ماجہ نے حضرت اسود سے روایت کی ہے اور وہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ تین حیض کے ختم تک عدت گزاریں۔

٣٧٦٤ - وَفِيْ رِوَايَةِ اَحْمَدَ وَالدَّارُقُطْنِيْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ بَرِيْرَةَ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ عِدَّةَ الْحُرَّةِ.

اور امام احمد اور دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد شدہ باندی تھیں۔ آزاد کرنے کے بعد اختیار دیا کہ وہ چاہیں تو اپنے قدیم نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کر دے' تو بریرہ نے اپنے نفس کو اختیار کیا (یعنی اپنے نکاح کو فسخ کر دیا) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ حرہ یعنی آزاد عورت کی عدت گزاریں۔

٣٧٦٥ - وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ

اور ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی

عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَلَاقُ الْاَمَةِ تَطْلِيْقَتَانِ وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلدَّارَقُطْنِيِّ طَلَاقُ الْعَبْدِ اثْنَتَانِ وَقُرْءُ الْاَمَةِ حَيْضَتَانِ.

ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ باندی کے لیے دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔ اور دارقطنی کی روایت میں ہے کہ غلام کو دو طلاق کا حق ہے اور باندی کی عدت دو حیض ہیں۔

٣٧٦٦ - وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَلَاقُ الْاَمَةِ اِثْنَتَانِ وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ.

اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ باندی کو دو طلاق کا حق ہے اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔

٣٧٦٧ - وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ قَيْسٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ طَلَاقًا يَّمْلِكُ الرَّجْعَةَ فَحَاضَتْ حَيْضَةً اَوْ حَيْضَتَيْنِ ثُمَّ ارْتَفَعَ حَيْضُهَا عَنْهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ مَاتَتْ فَسَاَلَ عَلْقَمَةُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ هٰذِهٖ اِمْرَاَةٌ حَبَسَ اللّٰهُ عَلَيْكَ مِيْرَاثَهَا فَكُلْهُ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ مَاتَتْ فَجَاءَ اِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَاَلَهُ فَقَالَ حَبَسَ اللّٰهُ عَلَيْكَ مِيْرَاثَهَا فَوَرَثَهُ مِنْهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُحَمَّدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ قَيْسٍ سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَهُ بِاَكْلِ مِيْرَاثِهَا.

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ علقمہ بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بیوی کو طلاق دی جس میں ان کو رجوع کرنے کا حق تھا (طلاق کے بعد) ان کی بیوی کو ایک حیض یا دو حیض آئے' پھر اٹھارہ مہینے تک ان کا حیض بند ہو گیا' پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ علقمہ نے اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ایسی صورت میں اس عورت سے زوجیت کا رشتہ باقی ہے' آپ نے فرمایا: یہ ایسی عورت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس کی وراثت کو روکے رکھا ہے' تم کھالو۔ اس کی روایت امام محمد نے مؤطا میں کی ہے۔ اور بیہقی نے اس کی روایت اپنی سنن میں حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے ہی صحیح سند کے ساتھ کی ہے اور اس میں حیض کے بند ہونے کی مدت کے بارے میں سترہ مہینے یا اٹھارہ مہینے لکھے ہیں' پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ پھر علقمہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس کی میراث کو روکے رکھا ہے تو علقمہ کو اس عورت کی میراث ملی اور امام محمد کی ایک روایت میں شعبی سے مروی ہے کہ علقمہ بن قیس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے بھی ان کو حکم دیا کہ اس عورت کی میراث کھالیں۔

بَابُ الْاِسْتِبْرَاءِ

باندیوں کے حمل سے ہونے یا نہ ہونے کو معلوم کرنے کا بیان

کافروں کی شوہر والی عورتیں جب میدان جہاد میں قیدی بن کر مسلمان غازیوں کے ہاتھ آ جائیں تو ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور تقسیم کے بعد جس کے ملک میں یہ عورتیں آ جائیں تو ایک حیض کے آنے تک ان سے صحبت نہیں کی جا سکتی' ایسی عورتوں کے ایک حیض تک انتظار کرنے کو استبراء کہتے ہیں اور اگر قید کے وقت ایسی عورت حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد یہ صحبت درست ہے' استبراء کا مقصد یہ ہے کہ نسب کا خلط نہ ہو' چنانچہ اجنبی عورت سے خواہ لونڈی ہو' خواہ طلاقی' حیض آئے بغیر صحبت درست نہیں تاکہ نطفہ میں شبہ نہ پڑے۔

٣٧٦٨ - عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَفَعَهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ سَبَايَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتے ہیں کہ آپ نے غزوہ اوطاس کی قیدی عورتوں کے بارے میں فرمایا

اَوْطَاسٍ لَا تُوْطَأُ حَامِلٌ حَتّٰی تَضَعَ وَلَا غَیْرُ ذَاتِ حَمْلٍ حَتّٰی تَحِیْضَ حَیْضَۃً رَّوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارَمِیُّ وَرَوَی الْبَیْہَقِیُّ فِیْ سُنَنِہٖ عَنِ الْحَسَنِ وَعَطَاءٍ وَابْنِ سِیْرِیْنَ وَعِکْرِمَۃَ اَنَّہُمْ قَالُوْا یَسْتَبْرَاُھَا وَاِنْ کَانَتْ بِکْرًا وَّفِیْ رِوَایَۃِ رَزِیْنٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا وَھَبَتِ الْوَلِیْدَۃُ الَّتِیْ تُوْطَأُ اَوْ بِیْعَتْ اَوْ اُعْتِقَتْ فَلْتَسْتَبْرِیٔ رَحِمَھَا بِحَیْضَۃٍ وَّقَالَ الْاِمَامُ النَّوَوِیُّ اِنْ کَانَتِ الْمُسْتَبْرَاَۃُ مِنْ ذَوَاتِ الْاَشْھُرِ فَعِنْدَ الْجَمْھُوْرِ تَسْتَبْرَاُ بِشَھْرٍ لِاَنَّہٗ بَدَلُ قُرْءٍ۔

کہ وضع حمل تک حاملہ عورت سے صحبت نہ کی جائے اور اسی طرح غیر حاملہ عورت سے بھی صحبت نہ کی جائے یہاں تک کہ اس کو ایک حیض آ جائے' اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت حسن بصری' عطاء ابن سیرین اور عکرمہ ان سب حضرات نے فرمایا ہے کہ اگر قیدی عورت باکرہ بھی ہو تو اس کا بھی استبراء ہوگا' یعنی حیض آنے تک اس سے صحبت نہ کی جائے گی اور رزین کی روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی' انہوں نے فرمایا ہے کہ باندی جس سے صحبت کی جاتی ہو' ہبہ کر دی جائے یا آزاد کر دی جائے۔ ایک حیض کے آنے پر اس کے رحم کا استبراء ہوگا یعنی صحبت کرنے کے لیے ایک حیض کے آنے کا انتظار کیا جائے گا اور امام نووی نے فرمایا کہ اگر مستبراء (وہ عورت جس کے حیض کے آنے کا انتظار ہو) اس کو کئی مہینوں سے حیض نہ آیا ہو تو جمہور کے نزدیک ایک مہینہ تک انتظار کیا جائے گا' اس لیے کہ ایک مہینہ حیض آنے کے قائم مقام ہے۔

۳۷۶۹ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِامْرَاَۃٍ مُجِحٍّ فَسَاَلَ عَنْھَا فَقَالُوْا اَمَۃٌ لِفُلَانٍ قَالَ اَیُلِمُّ بِھَا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اَلْعَنَہٗ لَعْنًا یَّدْخُلُ مَعَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ کَیْفَ یَسْتَخْدِمُہٗ وَھُوَ لَا یَحِلُّ لَہٗ اَمْ کَیْفَ یُوَرِّثُہٗ وَھُوَ لَا یَحِلُّ لَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایک حاملہ عورت پر سے ہوا جس کا پیٹ بہت بھاری تھا اور وہ وضع حمل کے قریب تھی آپ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا: یہ لونڈی ہے یا آزاد عورت ہے؟ تو حاضرین نے عرض کیا کہ یہ فلاں شخص کی لونڈی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ شخص اس سے اس حالت میں صحبت کرتا ہے؟ تو ان لوگوں نے جواب دیا' ہاں! تو آپ نے فرمایا: میرا ارادہ ہے کہ میں اس پر ایسی لعنت کروں جو اس کے ساتھ ساتھ قبر میں جائے' بھلا! وہ اس بچہ سے کیسے خدمت لے سکتا ہے جبکہ وہ اس کے لیے حلال نہیں ہے یا وہ اس کو اپنا وارث کیسے بنا سکتا ہے جبکہ یہ بات اس کے لیے درست نہیں' اس لیے کہ وہ اس کا بیٹا نہیں ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں یہ ذکر ہے کہ مالک اپنی حاملہ لونڈی سے جو اس کے حصہ میں آئی تھی صحبت کرتا تھا' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا' اس لیے کہ اس لونڈی کو جو بچہ پیدا ہوگا اگر مالک نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا تو ہو سکتا ہے کہ لونڈی کا حمل اس کے پہلے خاوند کا ہو تو مالک نے کافر کے بیٹے کو اپنا وارث بنایا' حالانکہ کافر اور مسلمان میں وراثت نہیں اور اگر مالک نے اس کو اپنا بیٹا نہ کہا اور شاید یہ نطفہ اسی کا ہو تو اس کو غلام بنانا اور اس سے غلام کی طرح خدمت لینا کسی طرح درست نہیں' اسی واسطے اجنبی عورت سے خواہ طلاقی ہو' حیض آئے بغیر یا حمل ہو تو وضع حمل کے بغیر صحبت کرنا درست نہیں' تا کہ نطفہ میں شبہ نہ پڑے۔

۳۷۷۰ - وَعَنْ رُوَیْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ لَّا یَحِلُّ لِامْرِیءٍ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ

حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ حنین کے دن ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے یہ حلال نہیں کہ اپنے پانی یعنی

الْاٰخِرِ اَنْ یَّسْقِیَ مَاءَہٗ زَرْعَ غَیْرِہٖ یَعْنِیْ اِتْیَانَ الْحُبَالٰی وَلَا یَحِلُّ لِامْرِیءٍ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یَّقَعَ عَلٰی اِمْرَاَۃٍ مِّنَ السَّبْیِ حَتّٰی یَسْتَبْرِئَھَا وَلَا یَحِلُّ لِامْرِیءٍ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یَّبِیْعَ مَغْنَمًا حَتّٰی یُقْسَمَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ اِلٰی قَوْلِہٖ زَرْعَ غَیْرِہٖ.

نطفہ کو دوسرے کی کھیتی میں ڈالے یعنی ایک حاملہ عورت سے صحبت کرے جو غیر شخص سے حاملہ ہو اور جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ بغیر استبراء (حیض) آئے بغیر گرفتار شدہ لونڈی سے جو تقسیم کے بعد اس کے حصہ میں آئی ہو صحبت کرے اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ مال غنیمت میں سے کچھ سامان کو تقسیم ہونے سے پہلے فروخت کرے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی نے زرع غیرہ تک یعنی صرف پہلے فقرہ کی روایت کی ہے۔

بَابُ النَّفَقَاتِ وَحَقُّ الْمَمْلُوْكِ

زوجیت' قرابت اور ملکیت کے اعتبار سے خرچ کرنے اور غلام باندیوں کے حقوق کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَۃٍ مِّنْ سَعَتِہٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّا اٰتٰہُ اللّٰہُ. (الطلاق:۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اللہ نے اسے دیا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی وَعَلَی الْمَوْلُوْدِ لَہٗ رِزْقُھُنَّ وَکِسْوَتُھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. (البقرہ:۲۳۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے حسب دستور۔ (کنزالایمان)

مسئلہ: بچہ کی پرورش اور اس کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ واجب ہے' اس کے لیے وہ دودھ پلانے والی مقرر کرلے' لیکن اگر ماں اپنی رغبت سے بچہ کو دودھ پلائے تو مستحب ہے۔

مسئلہ: شوہر اپنی زوجہ پر بچہ کے دودھ پلانے کے لیے جبر نہیں کرسکتا اور نہ عورت شوہر سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت طلب کرسکتی ہے جب تک کہ اس کا نکاح یا عدت میں رہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو وہ اس سے بچہ کے دودھ پلانے کی اُجرت لے سکتی ہے۔

مسئلہ: اگر باپ نے کسی عورت کو اپنے بچہ کے دودھ پلانے کے لیے بہ اُجرت مقرر کیا اور اس کی ماں اسی اُجرت پر یا بے معاوضہ دودھ پلانے پر راضی ہوئی تو ماں ہی دودھ پلانے کی زیادہ مستحق ہے اور اگر ماں نے زیادہ اُجرت طلب کی تو باپ کو اس سے دودھ پلوانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ المعروف سے مراد یہ ہے کہ حسب حیثیت ہو بغیر تنگی اور فضول خرچی کے۔

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا. (لقمان:۱۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔ (کنزالایمان)

ف: والدین کافر یا مشرک ہوں تو دُنیا میں ان کے ساتھ حسن اخلاق' حسن سلوک اور احسن وتحمل کے ساتھ پیش آؤ۔

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی وَعَلَی الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ. (البقرہ:۲۳۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے۔ (کنزالایمان)

ف: بچہ کے دودھ پلانے کا نان ونفقہ جیسا کہ باپ پر تھا' ایسا ہی باپ کے قائم مقام وارث پر بھی لازم اور ضروری ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ. (الروم:۳۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پس رشتہ دار کو اس کا حق دو۔ (کنز الایمان)

ف: تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ ہر ایسا قرابت دار جو غریب اور محتاج ہو اس کا وہ قریبی رشتہ دار جو تونگر ہو اور اس کی وراثت میں اس غریب رشتہ دار کا نفقہ واجب ہے۔

۳۷۷۱ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَّلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسفیان بڑا بخیل آدمی ہے اور مجھے اتنا خرچ نہیں دیتا ہے جو مجھے اور میرے بال بچوں کو کافی ہو سکے' مگر وہ مال جس کو میں اس کے علم کے بغیر خرچہ کے لیے لے لوں' کیا میرے لیے یہ جائز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دستور کے مطابق (اتنا) لے سکتی ہو جو تم کو اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

اگر کسی حق دار کو اس کا حق نہ ملے تو وہ کیا کرے؟

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: خذی ما یكفيك وولدك بالمعروف یعنی تم دستور کے مطابق (شوہر کی اجازت کے بغیر) اتنا مال لے سکتی ہو جو تم کو اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب ہے اور چھوٹے بچے جو محتاج ہوں ان کا نفقہ واجب بقدر کفایت ہوگا اور اس میں میاں بیوی کی مالی حالت کا بھی اعتبار ہوگا۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک شخص کا کسی دوسرے شخص پر حق ہو اور وہ شخص پہلے شخص کے حق کو ادا نہیں کر سکتا ہے۔ تو پہلا شخص دوسرے شخص کے مال سے اپنے حق کی مقدار کے مطابق حد تک اس کی اجازت کے بغیر لے سکتا ہے۔

اور مرقات میں لکھا ہے کہ چونکہ والد پر بچوں کا نفقہ واجب ہے' اس لیے بچے جب بڑے ہو جائیں تو لڑکوں پر بھی والدین کا نفقہ واجب ہے' اس لیے کہ باپ تعظیم کے اعتبار سے بچوں سے افضل ہے۔

۳۷۷۲ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْطَى اللّٰهُ اَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَاْ بِنَفْسِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تم میں سے کسی کو زیادہ مال دے تو اس کو خرچ کرنے میں ابتداء اپنے گھر اور اپنی ذات (بیوی بچوں) سے کرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۷۷۳ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لِيْ مَالًا وَّاِنَّ وَالِدِيْ يَحْتَاجُ اِلٰى مَالِيْ قَالَ اَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِكُمْ كُلُوْا مِنْ كَسْبِ اَوْلَادِكُمْ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ میرے پاس مال ہے اور میرے والد میرے مال کے ضرورت مند ہیں۔ کیا میں اپنے مال کو اپنے والد پر خرچ کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اور تمہارا مال دونوں تمہارے باپ کے ہیں' کیونکہ تمہاری

رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے' اس لیے کہ بچہ کا وجود باپ کی وجہ سے ہی ہوا ہے۔ تو تم اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ' اولاد کی کمائی سے استفادہ کرنے میں کوئی عار نہیں۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ نفقہ کے وجوب کی تفصیل یہ ہے:

اگر صاحب نفقہ یعنی لڑکا محتاج ہو اور باپ مال دار ہو تو اس بچہ پر باپ کا نفقہ واجب نہیں' اس لیے کہ یہ خود محتاج ہے' البتہ اشوہر تنگدست ہو اور بیوی مال دار ہو تو شوہر پر مال دار بیوی کا نفقہ شوہر کی استطاعت کے لحاظ سے واجب ہے' اس لیے کہ اس نے بیوی کو روکے رکھا ہے' اسی طرح چھوٹے بچوں کا نفقہ بھی ہر حالت میں باپ پر واجب ہے' خواہ باپ مال دار ہو یا تنگدست۔

۳۷۷۴ - وَعَنْ طَارِقِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ يَقُوْلُ يَدُ الْمُعْطِي الْعُلْيَا وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ اُمَّكَ وَاَبَاكَ وَاُخْتَكَ وَاَخَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ وَابْنُ حَبَّانَ مِثْلَهٗ وَصَحَّحَاهُ.

حضرت طارق محاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں جب مدینہ منورہ پہنچا ہوں تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے منبر پر کھڑے لوگوں سے مخاطب ہیں اور آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ دینے والے کا ہاتھ اونچا ہے اور تم خرچ کی ابتداء ان سے کرو جو تمہارے زیر کفالت ہیں یعنی تمہاری ماں تمہارے باپ' تمہاری بہن اور تمہارا بھائی' پھر تمہارا قریبی قرابت دار اور اس کے بعد والا تمہارا قریبی رشتہ دار۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور دار قطنی اور ابن حبان نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور دونوں نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

ف: نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ بیٹا اپنی مالی حالت کے اعتبار سے ماں اور باپ دونوں پر ایک ساتھ خرچ نہیں کر سکتا تو وہ ایسی صورت میں صرف ماں پر خرچ کرے' اس لیے کہ ماں کو باپ پر فضیلت حاصل ہے اور اس پر جمہور کا اتفاق ہے۔

۳۷۷۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهٗ وَكِسْوَتُهٗ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا يُطِيْقُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آقا پر غلام کا کھانا اور کپڑا واجب ہے اور یہ کہ اس کی طاقت سے زیادہ اس پر کام کا بوجھ نہ ڈالا جائے۔

۳۷۷٦ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ اَخَاهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفْهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهٗ فَاِنْ كَلَّفَهٗ مَا يَغْلِبُهٗ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى الْجَمَاعَةُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتَى اَحَدَكُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَاِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهٗ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَيْنِ اَوْ اُكْلَةً

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارا محکوم بنایا ہے تو جس کے بھائی یعنی غلام کو اللہ تعالیٰ اس کا ماتحت بنا دے تو وہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اور اس پر کام کا ایسا بوجھ نہ ڈالے جس کو وہ نہ کر سکے اور اگر اس کی طاقت سے زیادہ کام کا بوجھ ڈالے تو خود بھی اس کام میں اس کی مدد کرے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور محدثین کی ایک جماعت نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں کسی کا خادم اس کا کھانا لائے اور وہ

أَوْ أُكْلَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيَ حَرَّهُ وَعِلَاجَهُ.

اس کو اپنے ساتھ کھانے پر نہ بٹھائے تو وہ اس کو ایک لقمہ یا دو لقمہ دے دے' اس لیے کہ اس نے پکانے میں اس کی گرمی اور پکانے کی مشقت اٹھائی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ خدمت گار کھانا پکانے والے کو کچھ تھوڑا کھانا دینا ضروری ہے' اس لیے کہ یہ بات مروت سے بعید ہے کہ وہ کھانا پکانے میں مشقت اٹھائے اور اس میں سے وہ کچھ بھی نہ کھائے۔

۳۷۷۷ - وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّائَمَكُمْ مِنْ مَّمْلُوْكِيْكُمْ فَأَطْعِمُوْهُ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ وَاكْسُوْهُ مِمَّا تَكْسُوْنَ وَمَنْ لَّا يُلَائِمُكُمْ مِنْهُمْ فَبِيْعُوْهُ وَلَا تُعَذِّبُوْا خَلْقَ اللّٰهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے غلاموں میں کاموں میں جو تمہاری موافقت کرے تم اس کو وہ کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہ پہناؤ جو تم پہنتے ہو اور جو تمہاری موافقت نہ کرے اس کو بیچ دو' اس کو اپنے پاس رکھ کر اللہ کی مخلوق کو مت ستاؤ' اس لیے کہ تم بھی اللہ کی مخلوق ہو۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۷۷۸ - وَعَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّءُ الْمَلَكَةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ أَكْثَرُ الْأُمَمِ مَمْلُوْكِيْنَ وَيَتَامٰى قَالَ نَعَمْ فَأَكْرِمُوْهُمْ كَكَرَامَةِ أَوْلَادِكُمْ وَأَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ قَالُوْا فَمَا يَنْفَعُنَا الدُّنْيَا قَالَ فَرَسٌ تَرْتَبِطُهُ تُقَاتِلُ عَلَيْهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَمْلُوْكٌ يَكْفِيْكَ فَإِذَا صَلّٰى فَهُوَ أَخُوْكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ غلاموں کے ساتھ برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا' صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ نے ہمیں نہیں بتایا کہ اس اُمت کے اکثر آدمی لونڈی' غلام اور یتیم ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم جس طرح اپنی اولاد پر شفقت کرتے ہو اسی طرح ان پر بھی شفقت کرو اور ان کو وہ کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو' صحابہ نے پھر عرض کیا' ایسا عمل بتایئے جو ہم کو دُنیا میں فائدہ پہنچائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک تو وہ گھوڑا جس کو تم باندھ کر رکھتے ہو اور جس پر تم اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہو اور دوسرے تیرا غلام بھی تیرے لیے کافی ہے اور اگر وہ نماز پڑھے تو وہ تیرا بھائی ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۷۷۹ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّءُ الْمَلَكَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ غلاموں کے ساتھ برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ غلاموں سے برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا اس کی توجیہہ یہ ہے کہ ایسا شخص ابتداء میں داخل نہیں ہوگا' البتہ! سزاؤں کو بھگتنے کے بعد اللہ تعالیٰ چاہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۳۷۸۰ - وَعَنْ رَّافِعِ بْنِ مَكِيْثٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُسْنُ الْمَلَكَةِ يُمْنٌ وَسُوْءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَزَادَ عَلَيْهِ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبِرُّ زِيَادَةٌ فِي الْعُمْرِ وَالصَّدَقَةُ تَمْنَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ.

حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنا برکت ہے اور ان کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آنا نحوست اور بے برکتی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ امام احمد اور طبرانی نے اس حدیث کی روایت میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ نیکی کرنا عمر میں زیادتی کا سبب ہے اور صدقہ دینا انسان

کو بری موت سے بچاتا ہے۔

ف: واضح ہو کہ انسان کو موت دو طرح سے آتی ہے۔ ایک بھلی موت' دوسرے بری۔ بھلی موت یہ ہے کہ انسان ہشاش بشاش ذکرِ الٰہی میں دنیا سے رخصت ہوتا ہے اور بری موت یہ ہے کہ انسان بے صبری اور غفلت سے مرتا ہے۔ دفعتہً موت بھی اس لیے بری ہے کہ توبہ یا وصیت بھی نہیں کر سکتا' اللہ تعالیٰ ہم کو بری موت سے بچائے۔ آمین!

۳۷۸۱- وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ يَسَّرَ اللّٰهُ حَتْفَهُ وَاَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ رِفْقٌ بِالضَّعِيْفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَاِحْسَانٌ اِلَى الْمَمْلُوْكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص میں یہ تین خوبیاں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس پر اس کی موت سکرات کو آسان فرما دیں گے اور اس کو اپنی خاص جنت میں داخل کریں گے۔ (۱) کمزوروں کے ساتھ نرمی برتنا (۲) والدین پر شفقت کرنا یعنی ان سے حسن سلوک کرنا اور ان کی ایذا رسانی سے ڈرنا (۳) اور غلام کے ساتھ اچھا برتاؤ۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۷۸۲- وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الصَّلٰوةِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَوَى اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنی بیماری میں یوں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ نماز کو پابندی سے ادا کرتے رہو اور اپنے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے اور امام احمد اور ابوداؤد نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آخری وصیت میں دو باتوں کی بطور خاص تاکید فرمائی' ایک نمازوں کی پابندی اور دوسرے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک۔ اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ لونڈی اور غلام پر ظلم نہ کریں' طاقت سے زیادہ ان سے کام نہ لیں' کھانے پینے اور پہننے میں ان کو تکلیف نہ دیں۔ مختصر یہ کہ اسلام میں لونڈی اور غلاموں کے ساتھ جس برتاؤ کی تاکید کی گئی ہے اس زمانہ میں لوگ اپنے نوکروں اور دوستوں سے بھی نہیں کرتے۔ جو لوگ غلامی کی وجہ سے اسلام پر طعن کرتے ہیں وہ غلامی کی حقیقت سے بے خبر ہیں' حقیقت میں لونڈی اور غلاموں کو اپنی فرزندی میں لینا ہے اور اپنی اولاد کی طرح ایک لاوارث شخص کی پرورش کرنا ہے۔ اس میں عقل کے اعتبار سے بھی کیا قباحت ہے۔ قیدیوں کے گزارے کے لیے اس سے بہتر کوئی اور صورت سمجھ میں نہیں آ سکتی' ہاں! جو ان لوگوں سے وحشیانہ برتاؤ کریں' ان پر طعن کرنا بجا ہے مگر اسلام پر طعن کرنا درست نہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی زندگی کے آخری لمحات میں لونڈی غلاموں سے نیک سلوک کرنے کی تاکید فرماتے رہنا یہاں تک کہ زبان مبارک بے قابو ہو گئی' یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمزوروں پر کتنی بڑی شفقت تھی۔ اللھم صل علیه و اٰله وسلم!

۳۷۸۳- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو جَاءَهُ قَهْرَمَانٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ اَعْطَيْتَ الرَّقِيْقَ قُوْتَهُمْ قَالَ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَاَعْطِهِمْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَفٰى بِالرَّجُلِ اِثْمًا اَنْ يَّحْبِسَ عَمَّنْ يَّمْلِكُ قُوْتَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ كَفٰى

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کا ایک مختار آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم نے غلاموں کو ان کے کھانے پینے کا سامان دے دیا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: تم جا کر ان کے کھانے پینے کا سامان دے آؤ' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کے لیے اتنا گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے غلاموں کی

بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّضِيْعَ مَنْ يَّقُوْتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

خوراک کو روکے رکھے۔ ایک اور روایت میں اس طرح مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: آدمی کے لیے اتنا گناہ کافی ہے کہ جن کی روزی یعنی اہل و عیال لونڈی غلام اس کے ذمہ ہوں وہ ان کی خوراک کو ضائع کر دے (نہ دے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٧٨٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِّمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائے اور وہ غلام اس سے بری ہو تو قیامت کے دن اس کے آقا کو کوڑے لگائے جائیں گے مگر یہ کہ غلام ویسا ہی ہو جیسے کہ آقا نے کہا ہے (یعنی غلام واقعی زانی ہو تو آقا کو قیامت میں یہ سزا نہیں ملے گی)۔ (بخاری و مسلم)

ف: لمعات میں الاشباہ والنظائر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ غلام کو مالک یا مالک کے سوا کوئی اور زنا کی تہمت لگائے تو تہمت لگانے والے پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ صرف تعزیر ہوگی یعنی حاکم حالات کے لحاظ سے چند کوڑے یا سزا تجویز کرے گا۔

٣٧٨٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَّهٗ حَدًّا لَمْ يَاْتِهٖ اَوْ لَطَمَهٗ فَاِنَّ كَفَّارَتَهٗ اَنْ يُّعْتِقَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے غلام کو کسی جرم کی سزا میں حد لگائے حالانکہ وہ غلام اس جرم سے بری تھا یا اس کو طمانچہ مارے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ مالک اس کو آزاد کر دے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ اپنے پیچھے سے میں نے ایک آواز سنی ابو مسعود: خبردار! اللہ تجھ پر تیرے غلام سے بڑھ کر قادر ہے میں پیچھے پلٹا تو دیکھا وہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے والے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ (اب تو) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں آزاد ہے یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سن لے! اگر تو ایسا نہ کرتا تو دوزخ کی آگ تجھے جلا دیتی یا آپ نے یوں فرمایا: دوزخ کی آگ تجھے لگ جاتی۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

٣٧٨٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِشِرَارِكُمُ الَّذِیْ يَاْكُلُ وَحْدَهٗ وَيَجْلِدُ عَبْدَهٗ وَيَمْنَعُ رِفْدَهٗ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کیا میں تم کو ان لوگوں سے آگاہ نہ کروں جو تم میں سب سے برے ہیں؟ ایک وہ جو بخل اور تکبر کی وجہ سے تنہا کھاتا ہو اور دوسرے وہ جو اپنے غلام کو کوڑے مارتا ہو اور تیسرے وہ جو اپنے عطیہ کو لوگوں سے روکتا ہو۔ (اس کی روایت رزین نے کی ہے)

٣٧٨٧ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ضَرَبَ اَحَدُكُمْ خَادِمَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ فَارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ لٰكِنْ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے اور وہ اللہ کا نام لے اور کہے کہ اللہ کے واسطے مجھے معاف کر دو تو تم اس سے اپنا ہاتھ اٹھا لو (یعنی مارنا چھوڑ دو اور اس کو معاف کر دو) البتہ! اگر حد جاری کی جا رہی

عِنْدَهٗ فَلْيُمْسِكْ بِذَلَّ فَارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ.

ہے تو معافی نہیں ہوگی۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اس کے قریب روایت کی ہے۔

٣٧٨٨ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَبَ لِعَلِيٍّ غُلَامًا فَقَالَ لَا تَضْرِبْهُ فَاِنِّيْ نُهِيْتُ عَنْ ضَرْبِ اَهْلِ الصَّلٰوةِ وَقَدْ رَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَفِي الْمُجْتَبٰى لِلدَّارَقُطْنِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضَرْبِ الْمُصَلِّيْنَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (خیبر سے واپسی کے موقع پر) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک غلام دے کر فرمایا: اس کو نہ مارو اس لیے کہ مجھے نمازیوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے اور میں نے اس کو نماز پڑھتے دیکھا ہے یہ مصابیح کے الفاظ ہیں اور دارقطنی کی مجتبی میں اس طرح مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نمازیوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔

٣٧٨٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ نَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ فَسَكَتَ ثُمَّ اَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ فَصَمَتَ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَ اُعْفُوْا عَنْهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ ہم اپنے لونڈی غلام کا قصور کتنی بار معاف کریں؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا۔ اس شخص نے دوبارہ پھر وہی سوال لوٹایا اس پر بھی آپ نے سکوت اختیار فرمایا۔ جب اس نے تیسری بار پھر یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اس کے یعنی لونڈی غلاموں کے قصوروں کو ہر دن میں ستر بار معاف کیا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

٣٧٩٠ - وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَّوَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَحِبَّتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ماں اور بیٹے کے درمیان جب کہ وہ غلام بن کر اس کے حصہ میں آئیں۔ بیچنے میں یا ہبہ کرنے میں جدائی کر دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چاہنے والوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

٣٧٩١ - وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ وَهَبَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامَيْنِ اَخَوَيْنِ فَبِعْتُ اَحَدَهُمَا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مَا فَعَلَ غُلَامُكَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ رُدَّهٗ رُدَّهٗ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ عَنْهُ مُنْقَطِعًا اَنَّهٗ فَرَّقَ بَيْنَ جَارِيَةٍ وَّوَلَدِهَا فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَرَدَّ الْبَيْعَ.

اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو غلام جو آپس میں بھائی تھے عطا فرمائے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: علی! تمہارا دوسرے غلام کا کیا ہوا؟ میں نے اس کو فروخت کرنے کی آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: نہیں بیع فسخ کرو اس کو واپس لے لو! اس کو واپس لے لو تا کہ بھائی بھائی کے درمیان جدائی نہ ہو اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک باندی اور اس کے لڑکے کو فروخت کر کے جدا کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے آپ کو اس سے منع فرمایا تو آپ نے بیع کو فسخ کر دیا۔

٣٧٩٢ - وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ

اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدِ وَوَلَدِهٖ وَبَيْنَ الْاَخِ وَبَيْنَ اَخِيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِالسَّبْيِ اَعْطَى اَهْلَ الْبَيْتِ جَمِيْعًا كَرَاهِيَةً اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَهُمْ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو باپ اور بیٹے اور بھائی کے درمیان (جبکہ یہ سب غلام ہوں) جدائی کر دے۔ اور ابن ماجہ کی روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس (ایک ہی گھر کے) جب قیدی لائے جاتے تو آپ ان سب کو ایک ہی شخص کو دے دیتے اور آپ کو ناپسند تھا کہ ان میں جدائی ڈال دیں۔

٣٧٩٣ - وَرَوَى الْبَزَّارُ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَهْدَى الْمُقَوْقِسُ الْقِبْطِيُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَارِيَتَيْنِ وَبَغْلَةً كَانَ يَرْكَبُهَا فَاَمَّا اِحْدَى الْجَارِيَتَيْنِ فَاسْتَوْلَدَهَا فَوَلَدَتْ لَهٗ اِبْرَاهِيْمَ وَهِيَ مَارِيَةُ اُمُّ اِبْرَاهِيْمَ وَاَمَّا الْاُخْرٰى فَوَهَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهِيَ اُمُّ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَّانَ.

اور بزار نے اپنی مسند میں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ مقوقس قبطی (شاہ مصر) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں دو باندیاں اور ایک خچر (جس کا نام دلدل تھا) بطور ہدیہ بھیجا جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے' ان دو باندیوں میں سے ایک باندی (آپ کے پاس رہیں) ان کو حمل ہوا اور ان کے بطن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے' یہ ماریہ ام ابراہیم تھیں اور دوسری (باندی) کو رسول اللہ ﷺ نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دیا اور یہ حضرت حسان ص کے فرزند عبدالرحمٰن کی والدہ تھیں۔

٣٧٩٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهٖ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ فَلَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی اچھی طرح عبادت کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

٣٧٩٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعِمَّا لِلْمَمْلُوْكِ اَنْ يَّتَوَفَّاهُ اللّٰهُ بِحُسْنِ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَطَاعَةِ سَيِّدِهٖ نِعِمَّا لَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ غلام کے لیے یہ بات بہت اچھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ایسی حالت میں موت دے کہ وہ اپنے رب کی عبادت اچھی کر رہا ہو اور اپنے مالک کی اطاعت بھی اچھی کر رہا ہو (حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ) ایسے غلام کے لیے بڑی بھلائی ہے (کیونکہ اس کی عبادت اور اطاعت سے دونوں خوش رہے)۔ (بخاری و مسلم)

٣٧٩٦ - وَعَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَّوَالِيْهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتّٰى يَرْجِعَ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب غلام اپنے آقا کے پاس سے) بھاگ جاتا ہے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ایک (دوسری) روایت میں حضرت جریر ہی سے اس طرح مروی ہے کہ جو غلام (آقا کے پاس سے دارالحرب میں) بھاگ جائے تو (اسلام کی) ذمہ داری اس پر سے ہٹ جائے گی۔ (یعنی وہ کفر سے

اِلَيْهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قریب ہو جائے گا) (اور اس کا مال اور خون مباح ہو جائے گا) اور ایک (تیسری) روایت میں حضرت جریر ہی سے اس طرح مروی ہے کہ جو غلام اپنے آقاؤں سے (دارالحرب میں) بھاگ جائے تو وہ اس کے پاس واپس آنے تک کافر رہے گا۔

٣٧٩٧ - وَعَنْ سُهَيْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهٗ بِبَطْنِهٖ فَقَالَ اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَّاتْرُكُوْهَا صَالِحَةً رَّوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایسے اونٹ پر ہوا (شدت بھوک اور پیاس کی وجہ سے) اس کا پیٹ پیٹھ سے لگ گیا تھا (یہ دیکھ کر) آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان بے زبان جانوروں (کے حقوق ضائع کرنے میں) اللہ سے ڈرو! ان پر ایسی حالت میں سواری کرو جبکہ وہ سواری کے قابل ہوں اور ان کو (چارہ پانی کے لیے) ایسی حالت میں چھوڑو کہ وہ اچھی حالت میں ہوں (اور تھکے ماندہ نہ ہوں)۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

٣٧٩٨ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَجُلًا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ فَقِيْرٌ لَّيْسَ لِيْ شَيْءٌ وَّلِيْ يَتِيْمٌ فَقَالَ كُلْ مِنْ مَّالِ يَتِيْمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَّلَا مُبَادِرٍ وَّلَا مُتَاَثِّلٍ رَّوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ اَنَّهٗ قَالَ وَالِي الْيَتِيْمِ اِنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَلَا يَاْكُلْ وَاِنْ كَانَ فَقِيْرًا اَخَذَ مِنْ فَضْلِ اللَّبَنِ وَاَخَذَ بِالْقُوْتِ لَا يُجَاوِزُهٗ وَمَا يَسْتُرُ مِنْ عَوْرَتِهٖ فَاِذَا اَيْسَرَ قَضٰى وَاِنْ اَعْسَرَ فَهُوَ فِيْ حِلٍّ وَّقَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَالْاِسْتِعْفَافُ عَنْ مَّالِهٖ عِنْدَنَا اَفْضَلُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں غریب اور محتاج ہوں اور میرے پاس کچھ مال نہیں ہے اور میں ایک یتیم کا متولی اور نگران ہوں (کیا میں اپنی تنگدستی کی وجہ سے حق نگرانی لے سکتا ہوں یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا: تم اپنے یتیم کے مال سے اپنی خدمت کے معاوضہ کی مقدار کے مطابق) کھا سکتے ہو' لیکن تم فضول خرچی نہ کرو اور نہ تم خرچ کرنے میں عجلت سے کام لو اور نہ اپنے لیے (یتیم کے مال سے) مال جمع کرنے والے بنو۔ اس کی روایت ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور بیہقی نے ابن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یتیم کا ولی اگر تونگر ہے تو (یتیم کے مال کے استعمال سے) رکے اور کچھ نہ کھائے اور اگر تنگدست ہے تو (یتیم کا) بچا ہوا دودھ لے لے اور اتنی غذا بھی لے سکتا ہے جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہو اور (اتنا کپڑا بھی لے سکتا ہے) جو اس کی شرمگاہ کو چھپائے۔ پھر جب وہ خوشحال ہو جائے تو (یتیم کے مال سے جو جو استفادہ کیا تھا) اس کو ادا کرے اور اگر تنگ حال ہی رہا تو (یتیم کے مال سے جو لیا تھا) وہ اس کے لیے معاف ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے موطا میں کہا ہے کہ یتیم کے مال سے رکنا ہمارے نزدیک افضل ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور اکثر فقہاء حنفیہ کا یہی قول ہے۔

٣٧٩٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں: ''وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ''

أَحْسَنُ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى هِيَ ظُلْمًا اَلْاٰيَةَ اِنْطَلَقَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ يَتِيْمٌ فَعَزَلَ طَعَامَهُ مِنْ طَعَامِهٖ وَشَرَابَهُ مِنْ شَرَابِهٖ فَاِذَا فَضَلَ مِنْ طَعَامِ الْيَتِيْمِ وَشَرَابِهٖ شَيْءٌ حَبَسَ لَهُ حَتّٰى يَأْكُلَهُ أَوْ يَفْسُدَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ تَعَالٰى وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَّإِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فَخَلَطُوْا طَعَامَهُمْ وَشَرَابَهُمْ بِشَرَابِهِمْ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(یتیم کے مال کے پاس نہ جانا مگر ایسے طریقہ سے جو اس کے حق میں بہتر ہو) ''اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَامٰى هِيَ ظُلْمًا'' (وہ لوگ جو ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں وہ عنقریب دوزخ میں داخل ہوں گے) تو وہ لوگ جن کی نگرانی میں یتیم بچے تھے (انہوں نے بڑی احتیاط برتنی شروع کی) انہوں نے ان بچوں کا کھانا اپنے کھانے سے اور ان کا پینا اپنے پینے سے الگ کر دیا' جب یتیم کا کھانا پینا بچ رہتا تو اس کے لیے رکھ چھوڑتے' یہاں تک کہ اس کو یتیم ہی کھاتا یا پھر خراب ہو جاتا' یہ بات یتیموں کے سرپرستوں پر دشوار گزری تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا' پس اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: ''وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَّاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ'' (آپ سے لوگ یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں تو آپ ان سے یہ فرما دیجئے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے۔ اور اگر تم (ان کا خرچ) اپنے ساتھ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں) اس کے بعد (ان کے سرپرستوں نے نیک نیتی کے ساتھ) ان کے کھانے پینے کے سامان کو اپنے کھانے پینے کے ساتھ ملا لیا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابُ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ وَحِضَانَتِهٖ فِي الصِّغَرِ

چھوٹے بچوں کے بالغ ہونے اور ان کی تربیت اور پرورش کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوْا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ. (النور:۵۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں جیسے ان کے اگلوں نے اذن مانگا۔

(کنز الایمان از اعلیٰ حضرت الامام الاکبر احمد رضا البریلوی)

۳۸۰۰ - عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَفِظْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُتْمَ بَعْدَ اِحْتِلَامٍ وَّلَا صُمَاتَ يَوْمٍ اِلَى اللَّيْلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ بات یاد رکھی ہے کہ (صرف) احتلام کے بعد (ہی بلوغ کی عمر) پوری نہیں ہوتی اور احتلام کے لیے رات یا دن کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت اپنی سنن میں کی ہے۔

۳۸۰۱ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِيِّ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الْغُلَامِ حَتّٰى يَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَفِيْ

اور بیہقی کی ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قلم تین آدمیوں سے اٹھا لیا گیا ہے (ان کے اعمال لکھے نہیں جاتے اور ان پر مواخذہ نہیں) (ایک) سونے والا یہاں تک کہ وہ جاگ اٹھے' لڑکا یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے اور مجنون یہاں

اَلْمُتَّفَقُ عَلَيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ عُرِضْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ اُحُدٍ وَّاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشَرَةَ سَنَةً فَرَدَّنِيْ ثُمَّ عُرِضْتُ عَلَيْهِ عَامَ الْخَنْدَقِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَاَجَازَنِيْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ هٰذَا فَرْقُ مَا بَيْنَ الْمُقَاتِلَةِ وَالذُّرِّيَّةِ.

تک کہ اس کا جنون جاتا رہے اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور اس وقت میری عمر ۱۴ برس کی تھی؛ حضور انور ﷺ نے مجھے رد کر دیا (غزوہ میں شریک ہونے سے روک دیا) اور غزوۂ خندق کے موقع پر مجھے پھر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور اس وقت میری عمر پندرہ برس کی تھی تو حضور انور ﷺ نے مجھے (غزوہ میں شرکت کی) اجازت دے دی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ (پندرہ برس کی عمر) (نابالغ) لڑکوں اور لڑنے والوں کے درمیان فرق کرنے والی ہے (حد فاصل ہے)۔

ف: واضح ہو کہ لڑکے کے بالغ ہونے کی تین علامتیں ہیں۔ ایک احتلام دوسرے احبال (کم سنی میں شادی کے بعد بیوی سے جماع کرنے سے اس کو حمل ٹھہر جائے) اور تیسرے انزال، اگر ان نشانیوں میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو لڑکا اٹھارہ برس پورے ہونے پر بالغ سمجھا جائے گا۔ اور لڑکی کے بلوغ کی بھی تین نشانیاں ہیں ایک حیض، دوسرے احتلام اور تیسرے حمل کا اقرار پانا اور اگر ان تین نشانیوں میں سے کوئی ایک بھی نہ پائی جائے تو لڑکی سترہ برس پورے ہونے پر بالغ ہوگی۔ بلوغ کی یہ نشانیاں لڑکے میں کم سے کم بارہ برس سے اور لڑکی میں ۹ سال سے شروع ہوتی ہیں اور اس عمر سے پہلے اگر بلوغ کی نشانیاں ظاہر ہوں تو اس کا اعتبار نہیں۔

۳۸۰۲ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا كَانَ بَطْنِيْ لَهٗ وِعَاءً وَّثَدْيِيْ لَهٗ سِقَاءً وَّحَجْرِيْ لَهٗ حِوَاءً وَّاِنَّ اَبَاهُ طَلَّقَنِيْ وَاَرَادَ اَنْ يَّنْزِعَهٗ مِنِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتِ اَحَقُّ بِهٖ مَالَمْ تَنْكِحِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے (حاضر ہو کر) عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! یہ میرا بیٹا ہے (حمل کے دوران) میرا پیٹ اس کے لیے برتن تھا اور پیدائش کے بعد میری چھاتیاں اس کے لیے مشکیزہ تھی اور میری گود (اس کے لیے گہوارہ تھیں اور (اب) اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور چاہتا ہے کہ مجھ سے اس بچہ کو چھین لے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو اس کی پرورش کی زیادہ حق دار ہے جب تک کہ تو دوسرے سے نکاح نہ کرے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ پرورش اور تربیت چھوٹے بچہ کا حق ہے اس لیے کہ وہ سرپرست کا محتاج ہے، کبھی تو وہ جسمانی حفاظت کا ضرورت مند ہوتا ہے تو کبھی اپنے مال کی حفاظت کا محتاج ہوتا ہے۔ شریعت نے چھوٹے بچوں کی ان دونوں چیزوں کے لیے اس کو سرپرست بنایا ہے جو ان کے لیے زیادہ مفید ہے" چنانچہ مال کی ولایت باپ اور دادا کے سپرد کی، اس لیے کہ عورتوں کے مقابلہ میں یہ زیادہ سمجھ اور تجربہ رکھتے ہیں اور پرورش کے لیے ولایت عورتوں کو دی گئی کہ وہ بچوں کی حفاظت میں مردوں سے بڑھ کر شفیق ہوتی ہیں اور اس کے لیے بھی کہ وہ گھروں میں رہتی ہیں، چنانچہ باپ کی عدم موجودگی میں بچہ کی پرورش ماں کرے گی جب تک کہ وہ دوسرا عقد کسی اجنبی سے نہ کرے اور اگر ماں پرورش نہیں کر سکتی تو پھر نانی یا ننھیال سے کوئی خاتون ہو اور ننھیال میں کوئی نہ ہو تو پھر دادی اور اگر دادی نہ ہو تو پھر بہنیں اور اگر بہنیں نہ ہوں تو خالہ، پھر پھوپھی، پھر بھتیجی یا بھانجی، پھر ماں کی خالہ یا باپ کی خالہ اسی طرح عصبات اور وراثت کی ترتیب میں جو اقرب ہیں، وہ بچہ کی پرورش کریں گے۔

۳۸۰۳- وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ صَالَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ عَلٰى اَنَّ مَنْ اَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهُ اِلَيْهِمْ وَمَنْ اَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ وَعَلٰى اَنْ يَّدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَّيُقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْاَجَلُ خَرَجَ فَتَبِعَتْهُ اِبْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِيْ يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَّزَيْدٌ وَّجَعْفَرٌ قَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّيْ وَقَالَ جَعْفَرٌ بِنْتُ عَمِّيْ وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ وَقَالَ زَيْدٌ بِنْتُ اَخِيْ فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَقَالَ لِزَيْدٍ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے دن (مشرکوں سے) تین شرطوں پر صلح کی: (۱) جو مشرک مسلمان ہوکر مدینہ منورہ آجائے اس کو مشرکین کے پاس واپس کردیا جائے گا (۲) اور جو مسلمان مشرکوں کے پاس چلا جائے تو مشرکین اس کو واپس نہیں کریں گے اور (۳) یہ کہ آئندہ سال عمرہ کی قضاء کرنے کے لیے مکہ معظمہ داخل ہوسکتے ہیں اور صرف تین دن ٹھہر سکتے ہیں اس صلح کے مطابق جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ تشریف لائے اور مدت گزر گئی تو مدینہ منورہ کی طرف واپس ہونے لگے تو حضرت حمزہ ص کی صاحبزادی آپ کے پیچھے آنے لگی اور میرے چچا! میرے چچا! پکارنے لگیں (یعنی مجھے بھی لیتے چلو) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی سرپرستی میں لینے کے ارادہ سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ تو حضرت علی، حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہم تینوں (ان کی پرورش کے بارے) میں جھگڑنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ان کو پہلے لے لیا ہے اور وہ میری چچازاد بہن ہیں، اس لیے میں ان کی پرورش کا زیادہ حق دار ہوں) اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ بھی میری چچازاد بہن ہیں اور ان کی خالہ میری بیوی تھی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ تو میری بھتیجی ہیں (یہ سن کر) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ فرمایا: ان کی کفیل ان کی خالہ رہیں گی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ خالہ ماں کی طرح ہے اور ان سب کی دل جوئی کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہو اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم ہمارے بھائی اور ہمارے محبّ ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۸۰۴- وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ كَانَتْ عِنْدَ عُمَرَ اِمْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَوَلَدَتْ لَهُ عَاصِمًا ثُمَّ فَارَقَهَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَكِبَ يَوْمًا اِلٰى قُبَاءَ فَوَجَدَ اِبْنَهُ يَلْعَبُ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِعَضُدِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى الدَّابَّةِ فَاَدْرَكَتْهُ جَدَّةُ الْغُلَامِ فَنَازَعَتْهُ اِيَّاهُ فَاَقْبَلَا حَتّٰى اَتَيَا اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ عُمَرُ هٰذَا اِبْنِيْ وَقَالَتِ الْمَرْاَةُ اِبْنِيْ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ خَلِّ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا فَمَا رَاجَعَهُ عُمَرُ الْكَلَامَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمَالِكٌ

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ص کی ایک بیوی قبیلہ انصار کی تھیں، ان سے عاصم پیدا ہوئے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو چھوڑ دیا یعنی طلاق دے دی ایک دن حضرت عمر سواری پر قباء جا رہے تھے تو اپنے بچہ (عاصم) کو صحن مسجد میں کھیلتا ہوا پایا تو اس کا بازو پکڑا اور سواری پر اپنے سامنے بیٹھا لیا تو بچہ کی نانی آپ کے پاس پہنچیں اور بچہ کو واپس لینے کے لیے آپ سے جھگڑنے لگیں، دونوں اس بارے میں فیصلہ کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حضرت عمر نے کہا کہ یہ بچہ میرا ہے، اور عورت نے کہا میرا بچہ ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: بچے کو اس کی ماں کے پاس چھوڑ دو،

فِی الْمُوَطَّا وَزَادَ الْبَیْهَقِیُّ ثُمَّ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُوَلَّهُ وَالِدَةٌ عَنْ وَّلَدِهَا.

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ نے اس بارے میں کچھ نہیں کیا اور بچہ کو چھوڑ دیا۔ اس کی روایت بیہقی اور عبدالرزاق نے کی ہے اور امام مالک نے اس کی روایت موطا میں کی ہے اور بیہقی نے اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ کم سن بچہ کے بارے میں ماں کو پریشان نہ کیا جائے۔

ف: واضح ہو کہ بچہ کی حضانت (پرورش) کی مدت سات برس ہے یہاں تک کہ وہ بذات خود کھانے پینے اور استنجاء کرنے کے قابل ہو جائے اور امام ابوبکر رازی نے حضانت کی مدت کو نو برس قرار دیا ہے لیکن فتویٰ پہلے قول پر ہی ہے اور بچی کی حضانت (پرورش) کی مدت حیض کا آنا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ شہوت کی حد کو پہنچ جائے۔

اور سراجیہ میں لکھا ہے کہ ماں بچہ کی پرورش کر رہی ہو اور نکاح میں نہ ہو یا عدت میں نہ ہو اور دودھ بھی پلاتی ہو تو اس کو رضاعت کی اجرت کے علاوہ حضانت کی اجرت بھی علیحدہ ملے گی۔ (یہ فتاویٰ عالمگیریہ سے ماخوذ ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْعِتْقِ

غلام باندی کو آزاد کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾ (البلد:١١-١٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر وہ (ان نعمتوں کے شکر میں) گھاٹی میں سے ہو کر نہ نکلا۔ (اے پیغمبر ﷺ!) آپ نے کیا سمجھا کہ گھاٹی سے ہماری کیا مراد ہے؟ (گھاٹی سے مراد ہے:) کسی کی گردن کا (غلامی کو قرض کے پھندے سے) چھڑا دینا یا بھوک کے دن یتیم کو کھلانا (خاص کر) جبکہ وہ اپنا رشتہ دار بھی ہو یا محتاج خاک نشین کو کھانا کھلانا۔

ف: روح البیان میں "فَكُّ رَقَبَةٍ" کی تفصیل اس طرح ہے کہ غلامی سے مراد خواہ اس طرح ہو کہ کسی غلام کو آزاد کر دے یا اس طرح کہ غلام مکاتب کو اتنا مال دے، جس سے وہ آزادی حاصل کر سکے، یا اس کو آزاد کرانے میں مدد کرے یا کسی اسیر یا قرض دار کے رہا کرانے میں اعانت کرے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اعمالِ صالحہ اختیار کر کے اپنی گردن کو عذابِ آخرت سے چھڑائے۔ ۱۲

بَابٌ

غلام باندی کو آزاد کرنے والے کے لیے دوزخ سے چھٹکارا ہے

٣٨٠٥ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُّسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهٗ بِفَرْجِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان غلام باندی کو آزاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس غلام باندی کے ہر ہر عضو کے بدلہ میں اس (آزاد کرنے والے) کے ہر ہر عضو کو دوزخ سے آزاد کر دے گا، یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کے بدلہ میں اس کی شرمگاہ کو بھی آزاد کر دے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

مسجد بنانے اور غلام آزاد کرنے اور نیک کاموں کا صلہ

٣٨٠٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِيُذْكَرَ اللّٰهُ فِيْهِ بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ اَعْتَقَ نَفْسًا مُّسْلِمَةً كَانَتْ فِدْيَتَهٗ مِنْ جَهَنَّمَ

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسجد کو اس نیت سے بنائے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو اس کے لیے جنت میں محل بنایا جائے گا اور جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو وہ اس کے لیے دوزخ سے (نجات کا) فدیہ ہوگا۔ اور جو شخص اللہ

وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ صَاحِبُ الْمَصَابِيْحِ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

تعالیٰ کی راہ میں (یعنی جہاد میں یا علم دین کی طلب یا حج میں یا دین کے کاموں میں) بوڑھا ہو گیا تو یہ (بڑھاپا) قیامت کے دن اس کے لیے روشنی کا سبب بنے گا۔ اس کی روایت صاحب المصابیح نے شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

غلام کا آزاد کرنا بھی قاتل کی نجات کا سبب ہے

۳۸۰۷ - وَعَنِ الْغَرِيْفِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ اَتَيْنَا وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ فَقُلْنَا حَدِّثْنَا حَدِيْثًا لَّيْسَ فِيْهِ زِيَادَةٌ وَّلَا نُقْصَانٌ فَغَضِبَ وَقَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَقْرَأُ وَمُصْحَفُهُ مُعَلَّقٌ فِيْ بَيْتِهٖ فَيَزِيْدُ وَيَنْقُصُ فَقُلْنَا اِنَّمَا اَرَدْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَاحِبٍ لَّنَا اَوْجَبَ يَعْنِي النَّارَ بِالْقَتْلِ فَقَالَ اَعْتِقُوْا عَنْهُ يُعْتِقُ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت غریف بن الدیلمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے پاس آئے پس ہم نے کہا: آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیے جس میں کوئی زیادتی اور کمی نہ ہو (یہ سن کر) حضرت واثلہ ناراض ہو گئے اور فرمایا: تم میں سے ہر شخص قرآن مجید پڑھتا ہے اور اس کا قرآن مجید اس کے گھر میں لٹکا ہوا ہے تو (کیا) وہ (قرآن مجید میں) کمی بیشی کر سکتا ہے؟ ہم نے کہا: ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ ہمیں ایک ایسی حدیث سنائیے جس کو خود آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو تو آپ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ایک ایسے دوست کا معاملہ لے کر پیش ہوئے جس نے کسی کو قتل کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس پر دوزخ واجب ہو گئی تھی (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کر دو تو اللہ تعالیٰ اُس کے ہر عضو کے بدلے اِس کے (یعنی قاتل کے) ہر ہر عضو کو دوزخ سے آزاد فرما دیں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

جن گناہوں کی حدود مقرر ہوں ان کے جاری ہونے کے باوجود توبہ بھی ضروری ہے

ایسے گناہ جن پر حد مقرر ہے حد جاری کرنے کے بعد بھی توبہ کی ضرورت ہے صرف حد کا جاری ہو جانا گناہ کے کفارہ کے لیے کافی نہیں۔ اس وجہ سے کہ حد تو گناہ کا شرعی اور قانونی کفارہ ہے اور توبہ اس گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی جو ناراضگی ہوتی ہے اس کے دفع ہونے کا سبب ہے۔ اس وجہ سے بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ گناہ کی حد جاری ہونے کے بعد توبہ نہ کی گئی تو گناہ کا بوجھ باقی رہے گا۔

اوپر جو تصریح کی گئی ہے وہ اس بات سے متعلق ہے کہ وہاں قتل عمد تھا اور اگر کسی نے خودکشی کر لی تو ایسی صورت میں حدیث کا مفہوم واضح ہے کہ خودکشی کرنے والے شخص کے ورثاء اس کی طرف سے غلام آزاد کر دیں تاکہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے۔

(ماخوذ از درمختار، ردالمحتار اور بذل المجہود)

بَابٌ

جنت میں داخل کرنے والے اعمال کون سے ہیں؟

۳۸۰۸ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلِّمْنِيْ عَمَلًا يُّدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ لَئِنْ كُنْتَ اَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ اَعْرَضْتَ الْمَسْئَلَةَ اَعْتِقِ النَّسَمَةَ وَفُكَّ الرَّقَبَةَ قَالَ اَوَ لَيْسَا وَاحِدًا قَالَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ مجھے ایک ایسا عمل بتائیے جس (کے کرنے) سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں آپ نے فرمایا: اگرچہ کہ تو نے مختصر (سوال) بیان کیا ہے لیکن سوال کو بہت پھیلا دیا ہے (یعنی بڑے کام کی بات دریافت کی ہے) تیرے سوال کا

لَا عِتْقُ النَّسَمَةِ اَنْ تَفَرَّدَ بِعِتْقِهَا وَفَكُّ الرَّقَبَةِ اَنْ تُعِيْنَ فِيْ ثَمَنِهَا وَالْمَنْحَةَ الْوَكُوْفَ وَالْفَيْءَ عَلٰى ذِي الرَّحْمِ الظَّالِمِ فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَاَطْعِمِ الْجَائِعَ وَاسْقِ الظَّمْاٰنَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ ۔

جواب یہ ہے کہ) تو کسی جان کو آزاد کرے اور کسی گردن کے چھڑانے میں مدد کرے۔ اس نے کہا: کیا یہ دونوں چیزیں ایک ہی نہیں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں! جان کے آزاد کرنے کا یہ مطلب ہے کہ تو تنہا پورے غلام کو اپنی طرف سے آزاد کرے اور گردن چھڑانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے (آزاد کرانے کی) قیمت میں تو (کسی کی) اعانت کرے (یعنی چند آدمی شریک ہو کر غلام کو آزاد کروائیں اور جنت میں داخل کرانے والا یہ کام بھی ہے کہ) کسی دودھ دینے والے جانور کو کسی محتاج آدمی کو دودھ پینے کے لیے دے دے اور اپنے ظالم رشتہ دار پر احسان اور مہربانی کرے اور اگر تو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو بھوکے کو کھانا کھلا اور پیاسے کو پانی پلا اور نیک بات کا حکم کر اور بُری باتوں سے منع کر اور اس کی بھی اگر تجھ میں طاقت نہ ہو تو اپنی زبان کو روکے رکھ سوائے اچھی بات کے (یعنی اچھی بات بیان کر یا پھر خاموش رہ)۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

فضیلت والے اعمال کا بیان

۳۸۰۹ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهِ قَالَ قُلْتُ فَاَيُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَغْلَاهَا ثَمَنًا وَّاَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تُعِيْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلٰى نَفْسِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کون سی نیکی (ثواب میں) افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے راستہ میں جہاد کرنا' فرماتے ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا کہ کون سا غلام آزاد کرنا سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو اور اس کے مالک کو وہ بہت پسند ہو' میں نے عرض کیا کہ اگر میں یہ کام نہ کر سکوں (تو پھر کون سا کام کروں جس سے میں بڑا درجہ حاصل کر سکوں)؟ تو آپ نے فرمایا: کسی (مسلمان) کاری گر کی مدد کر دیا بے ہنر آدمی کو کام پر لگاؤ' میں نے عرض کیا کہ اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں؟ تو آپ نے فرمایا: تو تم لوگوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ' اس لیے کہ یہ بھی تمہارے لیے صدقہ ہے' جس کو تم اپنے آپ پر کر رہے ہو (یعنی دوسرے کے ساتھ نیکی کرنا خود اپنے ساتھ نیکی کرنا ہے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

غلامی سے آزاد کرانے کی سفارش کی فضیلت

۳۸۱۰ - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ الشَّفَاعَةُ بِهَا تُفَكُّ الرَّقَبَةُ رَوَاهُ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے افضل صدقہ وہ ہے کہ کسی کی گردن کے چھڑانے میں سفارش کی جائے (یعنی کسی غلام کو آزاد کر دیا جائے یا کسی سزا میں

الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

وہ مارا جانے والا تھا تو سفارش کر کے اس کو رہا کرایا جائے)۔اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابُ إِعْتَاقِ الْعَبْدِ الْمُشْتَرَكِ وَشِرَاءِ الْقَرِيْبِ وَالْعِتْقِ فِي الْمَرَضِ

مشترک غلام کو آزاد کرنے' قرابت دار غلام کو خریدنے اور (مالک کا) اپنی بیماری کی حالت میں غلام آزاد کرنا

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا﴾ (النور:۳۳)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تمہارے ہاتھ کی ملک (باندی' غلاموں میں سے) جو یہ چاہیں کہ مال کمانے کی شرط پر انہیں آزادی لکھ دو' تم انہیں لکھ دو' بشرطیکہ تم ان پر بہتری کے آثار پاؤ (یعنی آزادی کے بعد مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچائیں گے)۔

ف: اصطلاح شرع میں مکاتبت یہ ہے کہ غلام اپنے مالک سے یوں کہے کہ میں تم کو محنت مزدوری وغیرہ سے اتنا روپیہ کما دوں گا' وہ رقم لے کر تم مجھے آزاد کر دینا اور مالک اس بات پر راضی ہو جائے' اس کو مکاتبت کہتے ہیں۔۱۲

بَابٌ

مشترکہ غلام کو آزاد کرنے کے مسائل

۳۸۱۱ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانِ ابْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ لَنَا غُلَامٌ قَدْ شَهِدَ الْقَادِسِيَّةَ فَابْلٰى فِيْهَا وَكَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اُمِّيْ وَبَيْنَ اَخِي الْاَسْوَدِ فَاَرَادُوْا عِتْقَهٗ وَكُنْتُ يَوْمَئِذٍ صَغِيْرًا فَذَكَرَ ذٰلِكَ الْاَسْوَدُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَعْتِقُوْا اَنْتُمْ فَاِذَا بَلَغَ عَبْدُ الرَّحْمَانِ فَاِنْ رَّغِبَ فِيْمَا رَغِبْتُمْ اُعْتِقَ وَاِلَّا ضَمَّنَكُمْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ بِاِسْنَادٍ قَوِيٍّ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک غلام تھا' جو قادسیہ (کے غزوہ) میں شریک ہوا اور اس نے (مشرکین کا) خوب جم کر مقابلہ کیا (اور اپنے جوہر دکھائے) اور وہ (غلام) میرے' میری ماں اور میرے بھائی اسود کے درمیان مشترک تھا (یعنی ہم تینوں اس کے مالک تھے) تو ان لوگوں نے (یعنی میری والدہ اور بھائی نے) اس کو آزاد کرنا چاہا اور اس وقت میں چھوٹا تھا۔تو اسود نے اس کا ذکر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کیا تو آپ نے فرمایا: تم (دونوں اس غلام کو) آزاد کر دو اور عبدالرحمٰن جب بالغ ہو جائے اور تمہاری خواہش کی طرح وہ بھی آزاد کرنا چاہے تو وہ آزاد کر دے گا ورنہ اس (کے حصہ کی قیمت) کے بارے میں تم کو ضامن کر دے گا (یعنی تم دونوں کو اس کے حصہ کی قیمت ادا کرنی ہوگی)۔اس کی روایت امام طحاوی نے قوی سند کے ساتھ کی ہے اور بخاری ومسلم کی متفقہ روایت ہے۔

۳۸۱۲ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ شَقِيْصًا مِّنْ مَّمْلُوْكِهٖ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهٗ فِيْ مَالِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوْكُ قِيْمَةً عَدْلٍ ثُمَّ اسْتَسْعٰى غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (کہ غلام کئی مالکوں میں مشترک ہو اور ان میں سے) کوئی ایک غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دے تو اس کو چاہیے کہ (دوسرے مالکوں کے حصہ کی) رقم دے کر اس کو آزاد کر دے اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو غلام (دوسرے مالکوں کی) واجب الاداء قیمت کی ادائیگی کا پابند ہوگا' پھر اس کو (موجودہ مالکوں کی طرف سے) ان کے حصہ کے مطابق

بغیر مشقت کے خدمت لی جائے گی۔

وَرَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِاِسْنَادٍ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ اَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِیْ عَذْرَةَ اَعْتَقَ مَمْلُوْكًا لَهٗ عِنْدَ مَوْتِهٖ وَلَيْسَ لَهٗ مَالٌ غَيْرُهٗ فَاَعْتَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُلُثَهٗ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَّسْعٰى فِی الثُّلُثَيْنِ.

اور عبدالرزاق نے ایک ایسی سند سے روایت کی ہے جس کے راوی ثقہ ہیں کہ قبیلہ بنی عذرہ کے ایک شخص نے اپنے ایک غلام کو اپنی موت کے وقت آزاد کر دیا اور اس کا مال صرف یہی (غلام) تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ایک تہائی کو آزاد کر دیا اور اس کو حکم دیا کہ (بقیہ) دو تہائی کی حد تک خدمت کرتا رہے۔

بَابٌ

محرم قرابت دار غلام بن جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا

٣٨١٣- وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَّلَكَ ذَا رَحِمٍ مَّحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ' حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے محرم قرابت دار کا مالک ہو جائے تو وہ (محرم قرابت دار) آزاد ہو جائے گا (یعنی اس کی ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جاتا ہے خواہ وہ ہبۃً ہو یا وصیۃً ہو یا خریدنے کی وجہ سے ہو)۔ اس حدیث کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْزِیْ وَلَدٌ وَالِدَهٗ اِلَّا اَنْ يَّجِدَهٗ مَمْلُوْكًا فَيَشْتَرِيَهٗ فَيُعْتِقَهٗ.

اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے احسانات کا پورا پورا بدلہ نہیں ادا کر سکتا مگر اس صورت میں جبکہ باپ کو کسی کا غلام پائے اور اس کو خرید کر آزاد کر دے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں جو ارشاد ہے کہ محرم قرابت دار غلام بن جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا' اس کا تعلق صرف ایک ہی واسطہ کی قرابت سے ہے' یعنی بیٹا' باپ' بھائی' چچا اور اسی طرح اصول اور فروع یعنی دادا' پوتا اوپر اور نیچے تک اسی حکم میں داخل رہیں گے' البتہ چچا کا بیٹا اور بیٹی' اور بھائی کا بیٹا اور بیٹی' اور سسرالی رشتہ دار اور اسی طرح رضاعی رشتہ دار اس حکم میں داخل نہیں ہوں گے یعنی غلام بننے پر یہ آزاد نہیں ہوں گے۔ (ماخوذ از شروح الکنز) ١٢

بَابٌ

مدبّر غلام اپنے آقا کے انتقال پر ایک تہائی حصہ کی حد تک آزاد رہے گا

٣٨١٤- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدَبَّرُ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَهُوَ حُرٌّ مِّنَ الثُّلُثِ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مدبّر غلام کو نہ تو بیچا جا سکتا ہے اور نہ ہبہ کیا جا سکتا ہے البتہ وہ (اپنے آقا کے مرنے پر) ایک تہائی حصہ کی حد تک آزاد رہے گا' اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے۔

وَاحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ الْكَرْخِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ وَالرَّازِیُّ وَغَيْرُهُمْ وَهُمْ اَسَاطِيْنُ

اور امام کرخی' امام طحاوی اور امام رازی اور ان کے علاوہ دوسرے فقہاء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور یہ ائمہ حدیث ہیں۔

فِی الْحَدِیْثِ.

ف: مُدبّر وہ غلام ہے جس کے بارے میں مالک یوں کہے کہ میرا غلام میرے مرنے کے بعد آزاد ہے' ایسے غلام کو مدبّر کہتے ہیں۔۱۲

بَابٌ
اُم ولد اپنے مالک کے مرنے پر آزاد ہو جائے گی

۳۸۱۵- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَلَدَتْ اَمَةُ الرَّجُلِ مِنْهُ فَهِيَ مُعْتَقَةٌ عَنْ دُبُرٍ مِّنْهُ اَوْ بَعْدَهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: جس شخص کی لونڈی اپنے مالک سے بچہ جنے تو وہ مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاتی ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ ذُكِرَتْ اُمُّ اِبْرَاهِيْمَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْتَقَهَا وَلَدُهَا.

اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت کی ہے کہ آپ نے کہا کہ اُم ابراہیم (یعنی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا) کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ہوا' تو آپ نے فرمایا: اس کے بیٹے نے اس کو آزاد کیا ہے۔

ف: واضح ہو کہ جس باندی کے بطن سے مالک کے ہاں بچہ پیدا ہو' اس باندی کو اُم ولد کہتے ہیں اور اُم ولد مالک کے انتقال پر آزاد ہو جاتی ہے۔۱۲

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

۳۸۱۶- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ بِعْنَا اُمَّهَاتِ الْاَوْلَادِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ نَهَانَا عَنْهُ فَانْتَهَيْنَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اُم ولد کو بیچا ہے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے ہمیں اُم ولد کو بیچنے سے منع فرمایا تو ہم بیچنے سے رُک گئے۔ اس حدیث کو ابوداود نے روایت کیا ہے۔

وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ بَيْعِ اُمَّهَاتِ الْاَوْلَادِ وَقَالَ لَا يُبَعْنَ وَلَا يُوْهَبْنَ وَلَا يُوْرَثْنَ يَسْتَمْتِعُ بِهَا السَّيِّدُ مَادَامَ حَيًّا وَّاِذَا مَاتَ فَهِيَ حُرَّةٌ.

اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اُم ولد کے بیچنے سے منع فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا کہ اُم ولد نہ تو بیچی جا سکتی ہیں اور نہ تو ان کو ہبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ان کو ترکہ میں تقسیم کیا جا سکتا ہے' البتہ مالک اپنی زندگی میں ان سے فائدہ اٹھاتا رہے گا اور جب وہ مر جائے تو اُم ولد آزاد ہو جائے گی۔

بَابٌ
غلام کا مال آقا کا ہے

۳۸۱۷- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ عَبْدًا وَّلَهُ مَالٌ فَمَالُ الْعَبْدِ لَهُ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ السَّيِّدُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے اپنا غلام آزاد کر دیا اور غلام کے پاس مال ہے تو یہ مال اس کے مالک کا ہے' مگر یہ کہ مالک شرط کر دے (کہ جو مال غلام کے پاس ہے اُسی کا ہے اور آقا کی طرف سے یہ مال غلام کے لیے عطیہ ہو

35

گا)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

غلام کی خرید وفروخت کے وقت کیا کوئی شرط لگائی جاسکتی ہے؟

۳۸۱۸- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرٰى عَبْدًا فَلَمْ يَشْتَرِطْ مَالَهُ فَلَا شَيْءَ لَهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے کسی غلام کو خریدا اور اس نے (بوقت خرید غلام کے کمائے ہوئے مال کو لینے کی) شرط نہیں کی تو (خریدنے والے کو) غلام کے مال سے کچھ نہیں ملے گا۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

خدمت کی شرط لگا کر غلام کو آزاد کیا جاسکتا ہے

۳۸۱۹- وَعَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوْكًا لِأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ أُعْتِقُكَ وَأَشْتَرِطُ عَلَيْكَ أَنْ تَخْدِمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتَ فَقُلْتُ إِنْ لَّمْ تَشْتَرِطِيْ عَلَيَّ مَا فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتُ فَأَعْتَقَتْنِيْ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا غلام تھا ام المؤمنین نے (ایک دن مجھ سے) فرمایا کہ میں تم کو اس شرط پر آزاد کرتی ہوں کہ تم اپنی زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتے رہو میں نے عرض کیا کہ اگر آپ یہ شرط نہ لگائیں تو بھی میں زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہ ہوتا بہر حال ام المؤمنین نے مجھے آزاد کر دیا اور شرط بھی لگا دی (کہ میں زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا رہوں)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

مکاتب غلام جب تک پوری رقم ادا نہ کرے آزاد نہیں ہوگا

۳۸۲۰- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَّا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ مُّكَاتَبَتِهٖ دِرْهَمٌ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِسَنَدٍ حَسَنٍ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں اور ان کے دادا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مکاتب غلام پر جب تک ایک درہم بھی باقی رہے گا تب تک وہ غلام ہی رہے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے سند حسن کے ساتھ کی ہے۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَاتَبَ عَبْدَهٗ عَلٰى مِائَةِ أُوْقِيَةٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشَرَةَ أَوَاقٍ أَوْ قَالَ عَشَرَةَ دَنَانِيْرَ ثُمَّ عَجَزَ فَهُوَ رَقِيْقٌ.

اور ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب ہی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے غلام سے ایک سو اوقیہ پر مکاتبت کی اور غلام نے نوے اوقیہ ادا کر دیئے سوائے دس اوقیہ یا دس دینار کے (جو باقی رہ گئے) پھر ان کے ادا کرنے سے عاجز آ گیا تو وہ (بدستور) غلام ہی رہے گا۔

بَابٌ

میت کی طرف سے غلام آزاد کیا جائے تو اس کو فائدہ پہنچے گا

۳۸۲۱- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أُمَّهٗ أَرَادَتْ أَنْ تُعْتِقَ فَأَخَّرَتْ ذٰلِكَ إِلٰى أَنْ تُصْبِحَ فَمَاتَتْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ أَيَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ نے ایک غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تھا (لیکن آزاد کرنے میں) انہوں نے اتنی دیر کر دی کہ صبح ہوگئی اور ان کا انتقال ہو گیا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد (رحمۃ اللہ علیہ جو مدینہ کے فقہائے سبعہ میں ہیں) سے

عَنْهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ اَتٰی سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمِّيْ هَلَكَتْ فَهَلْ يَنْفَعُهَا اَنْ اُعْتِقَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ رَوَاهُ مَالِكٌ.

دریافت کیا کہ اگر میں اپنی والدہ کی طرف سے اس (غلام) کو آزاد کر دوں تو کیا یہ چیز ان کو فائدہ دے گی؟ تو حضرت قاسم نے فرمایا کہ (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کا ایک ایسا ہی واقعہ سنو) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری والدہ انتقال کر چکی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے غلام آزاد کر دوں تو کیا اس سے اُن کو فائدہ پہنچے گا؟ تو (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (مرنے کے بعد تم ان کی طرف سے غلام آزاد کرو تو ان کو فائدہ پہنچے گا)۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَوْمٍ نَامَهٗ فَاَعْتَقَتْ عَنْهُ عَائِشَةُ اُخْتُهٗ رِقَابًا كَثِيْرَةً.

اور امام مالک ہی کی ایک روایت میں جو یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا انتقال نیند کی حالت میں ہو گیا تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے (ان) بھائی کی طرف سے کئی غلام آزاد کیے۔

ایصالِ ثواب کی دلیل

واضح ہو کہ صدقات کی تمام قسمیں اور مالی اور بدنی عبادتوں کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس کی مغفرت اور درجات کی بلندی کا سبب ہوتا ہے اور اس بارے میں بہت سی روایتیں موجود ہیں، جن کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور اور دوسری کتابوں میں بیان کیا ہے اور مُردوں کے لیے غلاموں کا آزاد کرنا بہترین صدقہ ہے، اس لیے کہ نسائی نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تھے، ہم نے آپ سے عرض کیا کہ ہمارے ایک دوست کا انتقال ہو گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی طرف سے غلام آزاد کرو، اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر ہر عضو کے بدلہ اس شخص کے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے آزاد کریں گے۔ (یہ مضمون تعلیق مجد سے ماخوذ ہے) ۱۲

بَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ — قسمیں کھانے اور نذریں ماننے کا بیان

واضح ہو کہ ''اَیمان''، ''یمین'' کی جمع ہے، ''یمین'' کے معنی لغت میں قوت اور مضبوطی کے ہیں اور شرع میں قسم کو کہتے ہیں، جو اللہ کے نام یا اس کی صفت پر کھائی جائے تاکہ جس بات پر قسم کھائی جا رہی ہے، وہ مضبوط ہو جائے اور سننے والا اس پر اعتبار کر لے۔ قسم کی تین قسمیں ہیں:

(۱) یمین غموس، وہ قسم ہے جو کسی گزری ہوئی بات پر قصداً جھوٹی قسم کھائی جائے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے، اللہ کے پاس اس پر مؤاخذہ ہے اور احناف کے نزدیک اس پر کفارہ نہیں، البتہ توبہ اور استغفار ہے۔

(۲) یمین منعقدہ، وہ قسم ہے جو آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر اللہ کی قسم کھائی جائے، اگر قسم کے مطابق کام کر لیا تو ٹھیک ہے اور اگر خلاف کیا جائے تو کفارہ ہے۔ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنائے یا غلام آزاد کرے اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو تین روزے رکھے۔

(۳) یمین لغو، وہ قسم ہے کہ انسان بلا قصد و ارادہ اپنے خیال کے مطابق قسم کھا لے۔ ایسی قسم معاف ہے اور اس پر مؤاخذہ بھی نہیں ہے۔

نذر

اور نذر یہ ہے کہ انسان کسی ایسی چیز کو جو اس کے اوپر لازم اور ضروری نہ ہو اُس کو اپنے اوپر لازم قرار دے اگر گناہ کی نذر نہیں مانی ہے تو اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وَلْيُوفُوْا نُذُوْرَهُمْ" ان کو اپنی نذریں پوری کرنی چاہئیں۔ اور گناہ کی نذر کا پورا کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ قسم کا کفارہ دے دینا چاہیے اور غیر اللہ کی نذر ماننا حرام ہے۔

قسم کھانے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ (البقرة: ٢٢٥) وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (المائدہ: ٨٩)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ تمہارا مؤاخذہ نہیں کرتے تمہاری ان قسموں پر جو لایعنی ہوں (اور بے ارادہ تمہاری زبان سے نکل جائیں) لیکن ان قسموں پر تم سے ضرور مؤاخذہ کرتے ہیں جن کو تم نے اپنے دلی ارادہ سے یعنی جان بوجھ کر کھایا ہو اور اللہ بخشنے والے اور حلیم (یعنی بردبار) ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ تمہارا مؤاخذہ نہیں کرتے تمہاری ان قسموں پر جو لایعنی ہوں (اور بے ارادہ تمہاری زبان سے نکل جائیں) اور لیکن ان قسموں پر ضرور تمہارا مؤاخذہ کرتے ہیں جس کو تم نے (بالارادہ) پختگی کے ساتھ کھایا ہو پس (ایسی پکی قسم کو توڑنے کا) کفارہ دس مسکینوں کو متوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا (دس مسکینوں کو) کپڑا پہنا دینا ہے یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے جو (ان تین چیزوں میں سے) کچھ نہ پائے تو وہ تین دن کے روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا کر توڑ دو اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو (یعنی انہیں پورا کرو اگر شرعاً کوئی حرج نہ ہو اور قسم کھانے کی عادت نہ ڈالو) اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام تم کو صاف صاف بیان فرماتا ہے تاکہ تم اس کی شکر گزاری کرو۔

بَابٌ

حضور اکثر کن الفاظ سے قسم کھایا کرتے تھے؟

٣٨٢٢- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر ان الفاظ سے قسم کھایا کرتے تھے: "لَا وَمُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ" (یہ بات ایسی نہیں ہے! دلوں کے پھیرنے والے یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم!) اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

کون سی قسم معتبر ہے؟

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی ایک نام کے ساتھ قسم کھائی جائے تو وہ بلاشبہ قسم ہو گی جیسے "بِاللّٰهِ، بِالرَّحْمٰنِ، وَالرَّحِيْمِ" وغیرہ اور اگر اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی کے ساتھ قسم کھائی جائے تو اس مقام کے عرف کا لحاظ ہو گا جو عوام میں قسم کے الفاظ کے لیے مشہور ہیں جیسے "وَعِزَّةِ اللّٰهِ وَجَلَالِهٖ وَكِبْرِيَائِهٖ" وغیرہ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کے ساتھ قسم کھائی جائے تو وہ قسم ہی نہ ہو گی۔ ١٢

بَابٌ
قسم میں مبالغہ

٣٨٢٣ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اجْتَھَدَ فِی الْیَمِیْنِ قَالَ لَا وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِی الْقَاسِمِ بِیَدِہٖ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قسم کھانے میں مبالغہ کرتے تو یوں فرماتے: "لَا وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِی الْقَاسِمِ بِیَدِہٖ" (یہ بات ایسی نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں ابو القاسم کی جان ہے!) اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
قسم کھانے کا ایک اور طریقہ

٣٨٢٤ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَتْ یَمِیْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَلَفَ لَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اس طرح بھی قسم کھایا کرتے تھے: "لَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ" (یہ بات ایسی نہیں! میں لغو قسم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ
ماں باپ اور بتوں کی قسم کھانے کی ممانعت

٣٨٢٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَنْھَاکُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ مَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰہِ اَوْ لِیَصْمُتْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنے باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے اور جس کسی کو قسم کھانی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے یا (پھر) خاموش رہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِیْ وَلَا بِاٰبَائِکُمْ.

اور مسلم کی ایک روایت میں عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نہ بتوں کی قسم کھاؤ اور نہ اپنے باپوں کی۔

وَرَوٰی اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ وَلَا بِاُمَّھَاتِکُمْ وَلَا بِالْاَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوْا بِاللّٰہِ اِلَّا وَاَنْتُمْ صَادِقُوْنَ.

اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم نہ تو اپنے باپوں کی قسم کھاؤ، نہ اپنی ماؤں کی اور نہ بتوں کی اور (جب) اللہ کی قسم کھاؤ تو سچی ہی قسم کھاؤ۔

بَابٌ
غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے

٣٨٢٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ اَشْرَکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ
لفظ "بالامانہ" سے قسم کھانا اسلامی طریقہ نہیں

٣٨٢٧ - وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے لفظ "بالامانة" (جو یہودیوں کا طریقہ ہے) کہہ کر قسم کھائی' وہ ہم میں سے نہیں (یعنی ہمارے طریقہ پر نہیں)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

قسم کھانے کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام

۳۸۲۸ - وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا مُّتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ عُذِّبَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو عمداً اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب پر جھوٹی قسم کھائے (یعنی اگر میں یہ کام کروں تو یہودی یا نصرانی یا ہندو ہو جاؤں گا) تو وہ ویسا ہی ہو جائے گا' جیسا کہ اس نے کہا اور جو اپنے آپ کو کسی ہتھیار سے ہلاک کرے تو اس کو دوزخ کی آگ میں اسی (ہتھیار) سے عذاب دیا جائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۸۲۹ - وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّنَ الْاِسْلَامِ فَاِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَاِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الْاِسْلَامِ سَالِمًا.

اور ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت بُریدہ رضی اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو یوں کہے کہ (اگر میں فلاں کام کروں تو) میں اسلام سے خارج ہوں' اگر وہ اپنے اس قول میں جھوٹا ہو تو وہ ایسا ہی ہے' جیسا اس نے کہا' اور اگر وہ (معاذ اللہ) اپنے اس قول میں سچا ہے تو وہ اسلام میں کامل طور پر ہرگز واپس نہیں ہوگا (یعنی گناہ گار ہوگا اور اس پر قسم کا کفارہ واجب ہوگا اور توبہ بھی ضروری ہوگی)۔

وَقَالَ شَيْخُ الْاِسْلَامِ الْعَيْنِيُّ اِنَّ الْحَالِفَ بِالْيَمِيْنِ الْمَذْكُوْرِ يَنْعَقِدُ يَمِيْنُهٗ وَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ قِيَاسًا عَلٰى تَحْرِيْمِ الْحَلَالِ فَاِنَّهٗ يَمِيْنٌ بِالنَّصِّ وَلِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَوْجَبَ عَلَى الْمُظَاهِرِ الْكَفَّارَةَ وَهُوَ مُنْكَرٌ مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرٌ وَّالْحَلْفُ بِهٰذِهِ الْاَشْيَاءِ مُنْكَرٌ وَّزُوْرٌ.

اور شیخ الاسلام علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مذکورۂ بالا طریقہ پر قسم کھائے تو قسم منعقد ہو جائے گی اور اس پر کفارہ بھی واجب ہوگا' اس قیاس پر کہ اس نے اپنی طرف سے حلال کام کو حرام کیا ہے اور اس کا نص قرآن سے قسم ہونا ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ظہار کرنے والے پر کفارہ واجب کیا ہے' حالانکہ ظہار (بیوی کے کسی عضو کو ماں کے عضو سے مشابہت دینا) ایک بیہودہ اور جھوٹ بات ہے۔ اور اسی طرح ایسی بے ہودہ باتوں سے قسم کھانا بھی بُری اور جھوٹ بات ہے۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِالتَّهَوُّدِ فَهُوَ يَمِيْنٌ.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا ہے کہ جو اس شرط پر قسم کھائے کہ اگر میں فلاں کام کروں یا نہ کروں تو یہودی بن جاؤں گا' وہ قسم منعقد ہو جائے گی۔

بَابٌ

قسم توڑنے پر کفارہ واجب ہے

۳۸۳۰ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جب وہ قسم

يَقُولُ هُوَ يَهُودِيٌّ اَوْ نَصْرَانِيٌّ اَوْ بَرِيْءٌ مِّنَ الْاِسْلَامِ فِي الْيَمِيْنِ يَحْلِفُ عَلَيْهِ فَيَحْنَثُ قَالَ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

کھاتا ہے تو اس طرح قسم کھاتا ہے کہ (اگر وہ فلاں کام کرے یا نہ کرے تو) وہ یہودی ہوگا یا نصرانی ہوگا یا اسلام سے خارج ہوگا' پھر وہ قسم توڑ دیتا ہے تو آپ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا کہ اس کو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اس کی روایت بیہقی نے کی ہے۔

بَابٌ

خودکشی کرنے' مسلمان پر لعنت بھیجنے اور تہمت لگانے کی وعیدیں

۳۸۳۱ - وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى مِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوٰى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا قِلَّةً.

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب پر جھوٹی قسم کھائے (یعنی اگر میں یہ کام کروں تو یہودی یا نصرانی یا ہندو ہو جاؤں گا) تو وہ ویسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ اس نے کہا! اور انسان پر ایسی نذر (کی ادائیگی) واجب نہ ہوگی جس کا وہ مالک نہ ہو' اور جو شخص دنیا میں اپنے آپ کو کسی چیز سے ہلاک کرلے تو قیامت کے دن اس کو اسی چیز سے عذاب دیا جائے گا اور اگر کسی نے (اپنے کسی) مسلمان (بھائی پر) لعنت کی تو گویا اس نے اس کو قتل کر دیا اور جو کسی مسلمان پر کفر کی تہمت لگائے تو گویا اس نے اس کو قتل کر دیا اور جو شخص اپنے مال کو بڑھانے کے لیے جھوٹا دعویٰ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال کو کم ہی کر دے گا۔

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا مَّنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو شخص اپنے ساتھی سے کہے: آؤ! میں تمہارے ساتھ جوا کھیلوں! تو اس کو (بطور کفارہ) صدقہ دینا چاہیے۔

بَابٌ

اپنی قسم کے خلاف بھلائی دیکھے تو کیا کرے؟

۳۸۳۲ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے کسی چیز پر قسم کھائی لیکن اس نے قسم کے خلاف میں بھلائی دیکھی تو وہ اس بھلے کام کو کرلے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور امام احمد نے اس کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کی ہے۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسْئَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ

اور بخاری نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حاکم بننے کی درخواست نہ کرو' اس لیے کہ اگر تم بغیر درخواست کے حاکم بنا دیئے گئے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) تمہاری مدد ہوگی اور اگر (تمہاری) درخواست پر تمہیں حاکم بنایا گیا تو تم کو اسی کے سپرد کر

مَسْئَلَةٍ وُكِّلْتَ اِلَيْهَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ وَيُرْوٰى فَكَفِّرْ بِالْفَاءِ.

دیا جائے گا (اور تمہاری طلب کی وجہ سے ذمہ داری تم پر ہو گی اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے شاملِ حال نہ ہو گی) اور جب تم قسم کھاؤ اور اس کے خلاف کرنے میں بھلائی دیکھو تو جو بہتر ہے اس کام کو کر لو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو اور ("وَّكَفِّرْ" کی جائے) "فَكَفِّرْ" کی روایت بھی کی گئی ہے۔

وَفِىْ رِوَايَةِ النَّسَائِىِّ عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ ابْنَ عَمٍّ لِّىْ اٰتِيْهِ اَسْئَلُهٗ فَلَا يُعْطِيْنِىْ وَلَا يَصِلُنِىْ ثُمَّ يَحْتَاجُ اِلَىَّ فَيَاْتِيْنِىْ فَيَسْاَلُنِىْ وَقَدْ حَلَفْتُ اَنْ لَّا اُعْطِيَهٗ وَلَا اَصِلَهٗ فَاَمَرَنِىْ اَنْ اٰتِىَ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ وَّاُكَفِّرَ عَنْ يَّمِيْنِىْ.

اور نسائی کی روایت میں حضرت ابوالاحوص عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اپنے چچا زاد بھائی کے پاس آتا ہوں اس سے کچھ مانگتا ہوں تو وہ مجھے نہیں دیتا ہے اور میرے ساتھ سلوک بھی نہیں کرتا ہے پھر وہ محتاج ہو کر میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے مانگتا ہے حالانکہ میں نے قسم کھالی ہے کہ نہ تو کچھ اس کو دوں گا اور نہ اس سے کچھ سلوک کروں گا۔ (یہ سن کر) آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس سے اچھا سلوک کروں اور (اپنی قسم توڑ کر) کفارہ دے دوں۔

بَابٌ

نامناسب قسم جس میں گھر والوں کا نقصان ہو توڑ دینی چاہیے

۳۸۳۳ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَاَنْ يَّلِجَّ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ فِىْ اَهْلِهٖ اٰثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ اَنْ يُّعْطِىَ كَفَّارَتَهُ الَّتِىْ افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی اپنے گھر والوں کے بارے میں (نامناسب) قسم کھائے اور (قسم نہ توڑنے پر) اصرار کرے تو اس کا یہ فعل اللہ تعالیٰ کے پاس زیادہ گناہ والا ہے اس مقابلہ میں کہ وہ (قسم کو توڑ کر) کفارہ دے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قسم کا توڑنا گناہ ہے اس لیے کہ قسم کے توڑنے میں اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کی عظمت باقی نہیں رہتی اور اسی طرح سے نامناسب قسم کھانا جس میں گھر والوں کا نقصان ہو اور اس پر قائم رہنا قسم توڑنے سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اس لیے نامناسب قسم کو توڑ کر کفارہ دینے کی ترغیب اس حدیث شریف میں دی گئی ہے۔ ۱۲

بَابٌ

قسم کھانے یا کھلانے میں کس کی نیت کا اعتبار ہو گا؟

۳۸۳۴ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنُكَ عَلٰى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمہاری قسم اسی (نیت) پر ہو گی جس پر تمہارا ساتھی (یعنی قسم کھلانے والا) تمہاری تصدیق کر دے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْيَمِيْنُ عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ قِيْلَ هُوَ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمُسْتَحْلِفِ

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قسم، قسم کھلانے والے کی نیت پر ہو گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قسم کا اعتبار قسم کھلانے والے کی نیت

الْمَظْلُوْمِ.

پر ہوگا' جو مظلوم ہے۔

وَرَوَى اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ سُوَيْدِ ابْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ خَرَجْنَا نُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا وَائِلُ بْنُ حَجَرٍ فَاَخَذَهٗ عَدُوٌّ لَّهٗ فَتَحَرَّجَ الْقَوْمُ اَنْ يَّحْلِفُوْا وَحَلَفْتُ اَنَّهٗ اَخِيْ فَخَلّٰى عَنْهُ فَاَتَيْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اَنْتَ كُنْتَ اَبَرَّهُمْ وَاَصْدَقَهُمْ صَدَقْتَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ وَذَكَرَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ اَلْيَمِيْنُ عَلٰى نِيَّةِ الْحَالِفِ لَوْ مَظْلُوْمًا وَّعَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ لَوْ ظَالِمًا.

اور امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملنے کے لیے نکلے اور ہمارے ساتھ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بھی تھے' ان کو ان کے ایک دشمن نے پکڑ لیا۔ لوگ قسم کھانے میں پس و پیش کرنے لگے اور میں نے قسم کھائی کہ وہ میرے بھائی ہیں' تو اُن کو ان کے دشمن نے چھوڑ دیا' پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ کو یہ واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا: تم ان میں سب سے زیادہ نیک اور سب سے بڑھ کر سچے ہو' تم نے سچ کہا' مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اور حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قسم میں قسم کھانے والا مظلوم ہو تو اسی کی نیت کا اعتبار ہوگا اور ظالم ہو تو قسم کھلانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا۔

بَابٌ

لغو قسم میں کفارہ نہیں

٣٨٣٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَقَالَ رَفَعَهٗ بَعْضُهُمْ عَنْ عَائِشَةَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ یہ آیت "لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ" "اللہ تعالیٰ لغو قسموں پر تمہارا مؤاخذہ نہیں فرمائے گا۔ ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو (بات بات پر بلا قصد و ارادہ قسم کے الفاظ جیسے) "لَا وَاللّٰهِ ' بَلٰى وَاللّٰهِ" کہہ لیا کرتا تھا (یعنی الفاظِ قسم اس کا تکیہ کلام ہوا کرتے تھے)۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔ اور شرح السنہ میں مصابیح کے الفاظ ہیں اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ بعض محدثین نے اس حدیث کو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے مرفوع بیان کیا ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيُّ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهَا عُبَيْدٌ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ﴾ قَالَتْ حَلَفَ الرَّجُلُ عَلٰى عِلْمِهٖ ثُمَّ لَا يَجِدُهٗ عَلٰى ذٰلِكَ فَلَيْسَ فِيْهِ كَفَّارَةٌ.

اور بیہقی کی ایک روایت میں حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں اور عبید بن عمیر لیثی' زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر تھے۔ عبید نے ام المؤمنین سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: "لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ" کے بارے میں دریافت کیا' تو ام المؤمنین نے جواب دیا کہ ایک آدمی اپنی دانست کے مطابق قسم کھائے پھر واقعہ اپنی دانست کے مطابق نہ پائے تو اس میں کفارہ نہیں۔

وَرَوَى ابْنُ جَرِيْرٍ وَّابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ تَفْسِيْرِ الْاٰيَةِ اَنَّ اللَّغْوَ هُوَ

اور ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں فرمایا: لغو قسم یہ ہے کہ جھوٹی قسم

الْحَلْفُ عَلٰی یَمِیْنٍ کَاذِبَۃٍ وَّھُوَ یَرٰی اَنَّہٗ صَادِقٌ وَّالْحَالُ اَنَّ ذٰلِکَ الْاَمْـرَ فِی الْوَاقِعِ خِلَافٌ مَّا ظَنَّہٗ.

اس گمان پر کھائی جائے کہ وہ سچی قسم کھا رہا ہے حالانکہ وہ واقعہ اس کے گمان کے خلاف ہے۔

بَابٌ

وہ پانچ کام جن میں کفارہ نہیں

۳۸۳۶ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ لَیْسَ لَھُنَّ کَفَّارَۃٌ اَلشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّبَھْتُ مُؤْمِنٍ وَّالْفِرَارُ یَوْمَ الزَّحْفِ وَیَمِیْنٌ صَابِرَۃٌ یَقْتَطِعُ بِھَا مَالًا بِغَیْرِ حَقٍّ. رَوَاہُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ پانچ کام ایسے ہیں جن میں کفارہ نہیں: (۱) شرک باللہ (۲) ناحق کسی کو قتل کرنا (۳) کسی مسلمان پر بہتان لگانا (۴) (میدانِ جہاد سے) لڑائی کے دن بھاگ کھڑا ہونا (۵) جان بوجھ کر ناحق کسی کا مال لینے کے لیے جھوٹی قسم کھانا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ بالا گناہ اتنے سخت ہیں کہ ان میں کفارہ نہیں بجز اس کے کہ ان کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا جائے اور ان میں توبہ و استغفار کی جائے۔ ۱۲

بَابٌ

قسم کے کفارہ میں مسلسل تین دن روزے رکھنا واجب ہے

۳۸۳۷ - وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّھُمَا قَرَاَ فَصِیَامُ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ حَکَاہُ اَحْمَدُ وَرَوَاہُ الْاَثْرَمُ بِاِسْنَادِہٖ.

حضرت ابی بن کعب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ دونوں حضرات (کفارہ قسم کی آیتیں اس طرح) پڑھا کرتے: ''فَصِیَامُ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ'' یعنی قسم کے کفارہ میں تین دن مسلسل روزے رکھنا ہے۔ اس کو امام احمد نے بیان کیا ہے اور اثرم نے اس کی روایت اپنی سند سے کی ہے۔

بَابٌ

قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہنے سے کفارہ لازم نہیں آتا

۳۸۳۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَقَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ فَلَا حِنْثَ عَلَیْہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ دے تو اس کی قسم نہیں ٹوٹتی ہے (اور کفارہ بھی لازم نہیں آتا)۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد نسائی ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

وَرَوَی الْبَیْھَقِیُّ فِیْ سُنَنِہٖ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ کُلُّ اِسْتِثْنَاءٍ مَّوْصُوْلٍ فَلَا حِنْثَ عَلٰی صَاحِبِہٖ وَاِنْ کَانَ غَیْرَ مَوْصُوْلٍ فَھُوَ حَانِثٌ. وَرَوَی الدَّارَقُطْنِیُّ عَنْہُ مَوْقُوْفًا نَّحْوَہٗ.

اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ استثناء (اگر قسم سے) متصل ہو تو قسم کھانے والے کی قسم نہیں ٹوٹتی اور اگر (استثناء) غیر متصل ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر سے ہی موقوفاً اسی کی مثل روایت کی ہے۔

بَابٌ فِی النُّذُوْرِ

نذروں کے ماننے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَھُمْ﴾ (الحج:۲۹) وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان کو اپنی نذریں پوری کرنی چاہئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (قیامت کے دن) کوئی بوجھ اٹھانے والا شخص کسی

اُخْرٰی﴾ (الزمر:۷). دوسرے شخص (کے گناہوں) کا بوجھ اپنے اوپر نہیں اٹھائے گا (یعنی ہر ایک کے گناہوں کا بوجھ اسی پر ہوگا)۔

ف: واضح ہو کہ نذر ایک ایسا اقرار ہے جو اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان ہوتا ہے اور بندہ اس اقرار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور قرب حاصل کرتا ہے اور عہد ایسا اقرار ہے جو بندوں کے درمیان ہوا کرتا ہے اور نذر ہو یا عہد دونوں کا پورا کرنا واجب ہے۔ (تفسیرات احمدیہ) ۱۲

بَابٌ

نذر ماننے سے تقدیر نہیں بدلتی

۳۸۳۹ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْذُرُوْا فَاِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِیْ مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا وَّاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ (اس اعتقاد سے) نذر مت مانو (کہ نذر تقدیر کو بدل دے گی) اس لیے کہ نذر تقدیر (کے بدلنے) میں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی البتہ (نذر کی وجہ سے) بخیل کا مال اس سے نکالا جاتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

نذر کا کفارہ قسم کے کفارہ کی طرح ہے

۳۸۴۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْرَ فِیْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَدْ صَحَّحَهُ الطَّحَاوِیُّ وَاَبُوْ عَلِیِّ بْنِ السَّكَنِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: گناہ کے کاموں میں نذر نہ مانی جائے (اور اگر ایسی نذر مانی گئی تو اس کو پوری نہ کرے بلکہ کفارہ دے دے اور) ایسی نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور امام طحاوی اور ابوعلی بن السکن نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

بَابٌ

جو نذر صحیح نہ ہو اس پر کفارہ نہیں

۳۸۴۱ - وَرَوٰی مُسْلِمٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِیْ مَعْصِيَةٍ وَّلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ.

اور مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ گناہ (کے کاموں میں) نذر مانی جائے تو اس کو پورا نہ کرے (بلکہ اس کا کفارہ دے دے) اور ان چیزوں کی بھی نذر صحیح نہیں جن کا انسان مالک نہ ہو۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ.

اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔

بَابٌ

نذر کی دو قسمیں ہیں

وَرَوَى النَّسَائِیُّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور نسائی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ نذر کی دو قسمیں ہیں:

يَقُوْلُ اَلنَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَنْ كَانَ نَذَرَ فِيْ طَاعَةٍ فَذٰلِكَ لِلّٰهِ فِيْهِ الْوَفَاءُ وَمَنْ كَانَ نَذَرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ فَذٰلِكَ لِلشَّيْطَانِ وَلَا وَفَاءَ فِيْهِ وَيُكَفِّرُهُ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِيْنُ.

(۱) جو شخص اطاعت (کے کاموں) کی نذر مانے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور ایسی نذر کو پورا کرنا چاہیے (۲) اور جو شخص گناہ (کے کاموں) کی نذر مانے تو وہ شیطان کے لیے ہے اور ایسی نذر پوری نہ کرے اور قسم کے کفارہ کی طرح اس کا کفارہ دے دے۔

بَابٌ

نذر صرف اطاعت کے کاموں میں درست ہے

۳۸۴۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے اللہ کی اطاعت کی نذر مانی تو اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہیے (اور اس طرح اس کو اپنی نذر پوری کرنی چاہیے) اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی نذر مانی تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے (اور ایسی نذر کو پوری نہ کرے بلکہ کفارہ دے دے)۔ اس حدیث کی بخاری نے روایت کی ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لَّا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ.

اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نذر نہیں۔

بَابٌ

نذر کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنا ہے

۳۸۴۳ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَاَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا اَبُوْ اِسْرَائِيْلَ نَذَرَ اَنْ يَّقُوْمَ وَلَا يَقْعُدُ وَلَا يَسْتَظِلُّ وَلَا يَتَكَلَّمُ وَيَصُوْمُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ نے ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا تو آپ نے اس کے (کھڑے ہونے کے) بارے میں دریافت فرمایا تو لوگوں نے کہا: وہ ابواسرائیل ہیں اور انہوں نے نذر مانی ہے کہ وہ کھڑے رہیں گے' بیٹھیں گے نہیں' نہ کسی چیز کا سایہ لیں گے' بات نہیں کریں گے اور روزہ رکھا کریں گے۔ (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ان کو حکم دو کہ وہ بات کریں' سایہ میں رہیں اور بیٹھا بھی کریں' البتہ وہ اپنے روزہ (کی نذر کو) پورا کریں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَرَوٰى اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نَذْرَ اِلَّا فِيْمَا ابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَوْرَدَهُ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيْصِ وَسَكَتَ عَنْهُ.

اور امام احمد' ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' ان کے دادا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نذر ایسے کاموں میں مانی جائے' جن کاموں سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی طلب کی جائے۔ اور اس حدیث کو حافظ نے تلخیص میں بیان کیا ہے اور اس سے سکوت اختیار کیا ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّاَحْمَدَ وَالطَّبَرَانِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ اِلٰى

اور امام احمد اور طبرانی کی روایت میں اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی کو دھوپ میں کھڑے ہوئے دیکھا اور آپ اس وقت

اَعْرَابِیٌّ قَائِمًا فِی الشَّمْسِ وَھُوَ یَخْطُبُ فَقَالَ مَا شَاْنُكَ قَالَ نَذَرْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْ لَّا اَزَالَ فِی الشَّمْسِ حَتّٰی تَفْرُغَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ ھٰذَا نَذْرًا اِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِیَ بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ.

خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' حضور نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہے (تم دھوپ میں کیوں کھڑے ہو)؟ انہوں نے جواب دیا کہ یارسول اللہ! میں نے نذر مانی ہے کہ آپ کے (خطبہ سے) فارغ ہونے تک دھوپ میں کھڑا رہوں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ نذر نہیں ہے' نذر یہ ہے کہ تم (ایسا کام کرو) جس سے تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہو۔

بَابٌ

پیدل حج کرنے کی نذر ماننی اور نذر پوری نہ کی تو قربانی دے دے

۳۸۴۴- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُخْتَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ اَنْ تَمْشِیَ اِلَی الْبَیْتِ فَاَمَرَھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تَرْكَبَ وَتَھْدِیَ ھَدْیًا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ عَلِیٌّ الْقَارِیُّ اَقَلُّہٗ شَاۃٌ وَّاَعْلَاہُ بُدْنَةٌ فَالشَّاۃُ كَافِیَةٌ وَّالْاَمْرُ بِالْبَدْنَةِ لِلنَّدْبِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے نذر مانی کہ وہ کعبۃ اللہ کو پیدل جائے گی' تو نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ سوار ہو کر جائیں اور (کفارہ میں) ایک جانور کی قربانی دے دیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور ملا علی قاری نے کہا ہے کہ قربانی میں کم سے کم بکری دیں اور زیادہ سے زیادہ اونٹ دیں' اس طرح بکری کافی ہے اور اونٹ یا گائے کی قربانی کا حکم مستحب ہے۔

وَفِیْ لَفْظٍ اَنَّ اُخْتَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ اَنْ تَمْشِیَ اِلَی الْبَیْتِ وَاَنَّھَا لَا تُطِیْقُ ذٰلِكَ فَاَمَرَھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تَرْكَبَ وَتَھْدِیَ ھَدْیًا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ رُوِیَ حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَّا یُطِیْقُہٗ فَكَفَّارَتُہٗ كَفَّارَۃُ یَمِیْنٍ وَّكِیْعٌ وَّغَیْرُہٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ اَبِی الْھِنْدِ اَوْقَفُوْہُ عَلَی ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَسْنَدَہٗ طَلْحَةُ بْنُ یَحْیَی الْاَنْصَارِیُّ فَقَطْ فَتُرَجَّحَ وَقْفُہٗ عَلٰی اِسْنَادِہٖ وَقَالَ الشَّوْكَانِیُّ طَلْحَةُ بْنُ یَحْیٰی ھُوَ مُخْتَلَفٌ فِیْہِ.

اور ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے نذر مانی کہ وہ کعبۃ اللہ کو پیدل جائیں گی اور ان میں اس کی طاقت نہ تھی' تو نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ سوار ہو کر جائیں اور (کفارہ میں) ایک جانور کی قربانی دے دیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور ابوداؤد نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث کہ جو کوئی ایسی نذر مانے جس کے پورا کرنے کی اس میں طاقت نہ ہو تو اس کا کفارہ' قسم کے کفارہ کی طرح ہے۔ حضرت وکیع اور دوسرے محدثین نے حضرت عبداللہ بن سعید بن ابی الہند سے روایت کی ہے اور اس حدیث کو ان حضرات نے حضرت ابن عباس پر موقوف کیا ہے۔ اور صرف طلحہ بن یحییٰ انصاری نے اس حدیث کو مسند بیان کیا ہے' اس لیے ان کی مُسند روایت کے مقابلہ میں موقوف روایت کو ترجیح حاصل ہے اور علامہ شوکانی نے طلحہ بن یحییٰ کے بارے میں کہا ہے کہ ان کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّاَحْمَدَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ نَذَرَتْ اُخْتِیْ اَنْ تَمْشِیَ اِلَی الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنْ مَّشْیِھَا لِتَرْكَبْ وَلْتَھْدِ بُدْنَةً قَالَ

اور امام احمد کی روایت میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میری بہن نے نذر مانی کہ وہ کعبۃ اللہ کو پیدل جائے گی تو (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے پیدل چلنے سے بے نیاز ہے' اس کو چاہیے کہ وہ سوار ہو کر جائے اور (کفارہ میں)

عُلَمَاءُ نَا اَلَا اِنَّهٗ عَمِلْنَا بِاِطْلَاقِ الْهَدْيِ مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنِ بُدْنَةٍ لِقُوَّةِ رِوَايَتِهٖ.

ایک جانور کی قربانی دے دے۔ ہمارے علماء نے کہا ہے کہ چونکہ اس حدیث شریف میں ہدی (قربانی کا جانور) کا لفظ مطلق ہے اور کسی معین جانور کا ذکر نہیں اس لیے قوت روایت کی وجہ سے قربانی میں اونٹنی یا گائے کو مقرر کیا ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا اَحَبُّ اِلَيْنَا مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يَّحُجَّ مَاشِيًا ثُمَّ عَجَزَ فَلْيَرْكَبْ وَلْيَحُجَّ وَلْيَنْحَرْ بُدْنَةً وَّجَاءَ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثٍ اٰخَرَ وَيَهْدِيْ هَدْيًا فَبِهٰذَا نَاْخُذُ يَكُوْنُ الْهَدْيُ مَكَانَ الْمَشْيِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا. وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَحْوَهٗ.

اور امام محمد رحمہ اللہ نے موطأ میں کہا ہے کہ ہم کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایت اس بارے میں زیادہ پسند ہے' آپ نے فرمایا ہے کہ جو نذر مانے کہ وہ پیدل حج کرے گا' پھر (پیدل چلنے سے) عاجز ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ سوار ہو کر جائے اور حج کرے اور ایک اونٹنی قربانی دے دے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری حدیث میں مروی ہے کہ (ایسی صورت میں) ایک جانور ذبح کرے تو ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ پیدل چلنے کے معاوضہ میں ایک جانور ذبح کرے۔ امام ابوحنیفہ اور ہمارے عامۂ فقہاء کا بھی یہی قول ہے اور بیہقی نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ فِيْ رَكْبٍ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ اِذْ بَصُرَ بِخَيَالٍ قَدْ نَفَرَتْ مِنْهُ اِبِلُهُمْ فَاَنْزَلَ رَجُلًا فَنَظَرَ فَاِذَا هُوَ بِامْرَاَةٍ عُرْيَانَةٍ نَاقِضَةٍ شَعْرَهَا فَقَالَ مَالَكِ قَالَتْ اِنِّيْ نَذَرْتُ اَنْ اَحُجَّ الْبَيْتَ مَاشِيَةً عُرْيَانَةً نَاقِضَةً شَعْرِيْ فَاَنَا اَتَكَمَّنُ بِالنَّهَارِ وَاَتَنَكَّبُ الطَّرِيْقَ بِاللَّيْلِ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ اِرْجِعْ اِلَيْهَا فَمُرْهَا فَلْتَلْبَسْ ثِيَابَهَا وَلْتُهْرِقْ دَمًا.

اور بیہقی کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) آدھی رات کے وقت سواروں کے ایک قافلہ میں تشریف لے جا رہے تھے' اچانک آپ نے ایک شبیہ دیکھی جس سے اونٹ بھاگ کھڑے ہوئے' آپ نے (اس کی تحقیق کے لیے ہم میں سے) ایک شخص کو اُتارا تو انہوں نے دیکھا کہ ایک برہنہ عورت ہے' جس کے بال کھلے ہوئے ہیں' تو انہوں نے اس عورت سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں پیدل' برہنہ' بال کھولے ہوئے حج کروں گی تو میں دن میں چھپ جاتی ہوں اور رات میں راستہ سے ہٹ کر (راستہ) طے کرتی ہوں' ان صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس ہو کر اُس کا واقعہ سنایا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم اس عورت کے پاس واپس جاؤ اور اسے حکم دو کہ وہ اپنے کپڑے پہن لے اور (کفارہ میں) قربانی دے دے۔

بَابٌ

بلا تعین نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے

٣٨٤٥ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَّارَةُ النَّذْرِ اِذَا لَمْ يُسَمِّ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ نذر مانتے وقت جب (کسی چیز کا) نام نہ لے تو ایسی نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

بَابٌ

مرحوم کی مانی ہوئی نذر کو وارث پورا کرے

٣٨٤٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اِسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهٗ فَاَفْتَاهُ اَنْ يَّقْضِيَهٗ عَنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک نذر کے بارے میں فتویٰ دریافت کیا' جوان کی ماں پر واجب تھی اور وہ نذر پوری کرنے سے پہلے انتقال کر گئیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فتویٰ دیا کہ وہ اس نذر کو اپنی ماں کی طرف سے پوری کریں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

مرحومین کی طرف سے روزے اور نمازیں قضاء نہ کرے بلکہ فدیہ ادا کرے

وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَنَّ اُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامُ رَمَضَانَ اَيَصْلُحُ اَنْ اَقْضِيَ عَنْهَا فَقَالَتْ لَا وَلٰكِنْ تَصَدَّقِيْ عَنْهَا مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ عَلٰى مِسْكِيْنٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِكِ وَهٰذَا سَنَدٌ صَحِيْحٌ.

اور طحاوی نے حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہا سے روایت کی ہے' حضرت عمرہ فرماتی تھیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کے اوپر رمضان کے روزے باقی رہ گئے' کیا یہ مناسب ہے کہ میں ان (روزوں) کو ان کی طرف سے قضاء کرلوں؟ تو ام المؤمنین نے جواب دیا: نہیں! لیکن تم ان کی طرف سے خیرات کرو اس طرح کہ ہر دن (یعنی ہر روزہ) کے بدلہ ایک مسکین کو (کھانا کھلاؤ)' یہ تمہارے روزے رکھنے سے بہتر ہے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

وَرَوَى النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَّلٰكِنْ يُّطْعِمُ عَنْهُ.

اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے نماز نہ پڑھے لیکن (نمازوں کے بدلہ میں) اس کی طرف سے کھانا کھلا دے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْهُ لَا يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَّلَا يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ.

اور نسائی کی ایک اور روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور کوئی شخص کسی اور کی طرف سے نماز نہ پڑھے۔

وَرَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهٗ.

اور عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے۔

بَابٌ

ایسی نذر منع ہے' جس سے خود محتاج ہو جائے

٣٨٤٧ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَاِنِّيْ اُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهٰذَا طَرَفٌ مِّنْ حَدِيْثٍ

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے سے مجھ پر جو عتاب ہوا اور پھر جس طرح میری توبہ قبول ہوئی تو اسی کے پیش نظر میں نے نذر مانی اور) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (شکرانہ کے طور پر) میں اپنا پورا مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے خیرات کرنا چاہتا ہوں' (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنا کچھ مال (اپنے لیے) رکھو' یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ تو میں نے عرض کیا کہ اپنا خیبر کا حصہ رکھ

مُطَوَّلٍ قَالَ الْاِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ يَنْصَرِفُ ذٰلِكَ اِلٰى كُلِّ مَا يَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ مِنْ عَيْنِهٖ مِنَ الْمَالِ دُوْنَ مَالَا زَكٰوةَ فِيْهِ مِنَ الْعِقَارِ وَالدَّوَابِّ وَنَحْوِهَا۔

لیتا ہوں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے یہ روایت ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی نذر مانے کہ میں اپنا پورا مال اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتا ہوں تو اس میں صرف وہی مال داخل ہوگا' جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے' وہ مال داخل نہ ہوگا جس پر زکوٰۃ واجب نہیں جیسے زمین اور گھریلو جانور وغیرہ۔

بَابٌ

نذر کا ایک واقعہ

۳۸۴۸- وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْحَرَ اِبِلًا بِبُوَانَةَ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ فِيْهَا وَثَنٌ مِّنْ اَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ فِيْهَا عِيْدٌ مِّنْ اَعْيَادِهِمْ قَالُوْا لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ فَاِنَّهٗ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نذر مانی کہ وہ بوانہ کے مقام پر اونٹ ذبح کرے گا' چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس کی اطلاع دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا اس (بوانہ) مقام میں دور جاہلیت میں بتوں میں سے کوئی بت تھا' جس کی پوجا کی جاتی تھی؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں! پھر آپ نے دریافت فرمایا: کیا وہاں کفار کے میلوں میں سے کوئی میلا لگتا تھا؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں! (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی نذر پوری کرو' لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو اور ایسی نذر بھی پوری نہ کرو جس کا انسان مالک نہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

قُلْنَا عُرِفَ مِنَ الشَّرْعِ اَنَّ الْتِزَامَهٗ مَا هُوَ قُرْبَةٌ مُّوْجِبٌ وَّلَمْ يَثْبُتْ عَنِ الشَّرْعِ اِعْتِبَارُ تَخْصِيْصِ الْعَبْدِ الْعِبَادَةَ بِمَكَانٍ بَلْ اِنَّمَا عُرِفَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ تَعَالٰى فَلَا يَتَعَدّٰى لُزُوْمُ اَصْلِ الْقُرْبَةِ بِالْتِزَامِهٖ اِلَى الْتِزَامِ التَّخْصِيْصِ بِمَكَانٍ فَكَانَ مَلْغًى وَّبَقِيَ لَازِمًا بِمَا هُوَ قُرْبَةٌ فَفِي الْحَدِيْثِ اَمْرُ اِبَاحَةٍ۔

ہم کہتے ہیں: واضح ہوا کہ شریعت میں ایسی نذر کا ادا کرنا ضروری ہے جو تقرب الٰہی کا ذریعہ اور عبادت ہو' البتہ کسی شخص کا کسی عبادت کو کسی خاص مقام میں ادا کرنے کی نذر ماننا' شریعت میں ایسی تخصیص کا اعتبار نہیں' اس لیے کہ مقصود تو اللہ تعالیٰ کا تقرب اور عبادت ہے اور وہ حاصل ہے' البتہ اس عبادت کے ساتھ کسی مقام کی تخصیص کو لازم کر لینا' یہ اصل پر زیادتی ہے' جو بے فائدہ ہے۔ اس وجہ سے مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں جو حکم ہے وہ مباح اور جائز ہے (واجب اور لازمی نہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی خاص مقام میں قربانی کرنے یا نماز پڑھنے کی نذر مانے اور اس مقام کے سوا کہیں اور قربانی دے دے اور نماز پڑھ لے تو اس کی نذر پوری ہو جائے گی)۔

بَابٌ

کسی خاص مقام پر عبادت کی نذر مانے' پھر کسی مقام پر عبادت کر لے تو نذر پوری ہو جائے گی

وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ يَا

اور ابوداؤد اور دارمی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک صاحب نے فتح مکہ کے دن کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں

رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَكَّةَ اَنْ اُصَلِّیَ فِیْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ صَلِّ هٰهُنَا ثُمَّ اَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ صَلِّ هٰهُنَا ثُمَّ اَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ شَاْنُكَ اِذًا.

نے اللہ تعالیٰ کی نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ پر مکہ معظمہ فتح کر دے تو (اس کے شکریہ میں) میں بیت المقدس میں دو رکعت نماز ادا کروں گا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم وہ نماز یہیں (بیت اللہ میں) پڑھ لو (تو تمہاری نذر پوری ہو جائے گی) انہوں نے اپنے سوال کا پھر اعادہ کیا' آپ نے پھر فرمایا: تم یہیں نماز پڑھ لو' انہوں نے اپنی بات پھر دہرائی تو آپ نے فرمایا: (تمہارا بیت المقدس جانا ضروری تو نہیں) اب تمہاری مرضی (چاہو تو جا سکتے ہو' چاہو تو اس نماز کو یہیں پڑھ لو)۔

بَابٌ

اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانے تو اس کے بدلہ میں بکرے کو ذبح کرے

٣٨٤٨ - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اِنِّیْ جَعَلْتُ ابْنِیْ نَحِيْرًا وَّمَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ اِذْهَبْ اِلٰی ذٰلِكَ الشَّيْخِ فَاسْاَلْهُ ثُمَّ تَعَالَ فَاَخْبِرْنِیْ بِمَا يَقُوْلُ فَاَتَاهُ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ مَسْرُوْقٌ اِنْ كَانَتْ نَفْسٌ مُّؤْمِنَةٌ تَعَجَّلَتْ اِلَی الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَتْ كَافِرَةٌ عَجَّلْتَهَا اِلَی النَّارِ اِذْبَحْ كَبْشًا فَاِنَّهٗ يُجْزِئُكَ فَاَتَی ابْنَ عَبَّاسٍ فَحَدَّثَهٗ بِمَا قَالَ مَسْرُوْقٌ قَالَ وَاَنَا اٰمُرُكَ بِمَا اَمَرَكَ بِهٖ مَسْرُوْقٌ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِی الْاٰثَارِ.

حضرت محمد بن المنتشر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانی ہے اور اس وقت مسروق بن الاجدع رحمۃ اللہ علیہ بھی مسجد میں تشریف فرما تھے تو حضرت ابن عباس نے اس شخص سے فرمایا کہ تم ان بزرگ کے پاس جاؤ اور ان سے اس مسئلہ کو دریافت کرو' پھر میرے پاس آ کر مجھے بتانا کہ وہ کیا فرماتے ہیں؟ یہ صاحب حضرت مسروق کے پاس آئے اور آپ سے دریافت کیا تو حضرت مسروق نے فرمایا: اگر وہ (تیرا ذبح ہونے والا لڑکا) مؤمن ہے تو وہ جنت میں جلد پہنچ گیا اور اگر وہ کافر ہے تو تو نے اس کو دوزخ میں جلد پہنچا دیا۔ تو (لڑکے کو ذبح کرنے کے بدلہ میں) ایک بکرا ذبح کر دے' یہ تیرے لیے کافی ہے۔ وہ صاحب (یہ سن کر) حضرت ابن عباس کے پاس واپس ہوئے اور حضرت مسروق کا قول سنایا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضرت مسروق نے جو حکم دیا ہے' میں بھی تجھ کو وہی حکم دیتا ہوں۔ اس کی روایت امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الآثار میں کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْقِصَاصِ
قتل اور مار پیٹ کے بدلہ لینے کا بیان

واضح ہو کہ لغت میں ''قَصَص'' اور ''قِصاص'' کے معنی پیچھے پیچھے چلنے کے ہیں اور شریعت میں اگر کوئی کسی کو مار ڈالے تو مقتول کے بدلہ میں قاتل کے مار ڈالنے کو قصاص کہتے ہیں' اس لیے کہ مقتول کا ولی قاتل کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور قصاص کے معنی برابری کے بھی ہیں کہ قصاص میں جان کے بدلہ میں جان لے لی جاتی ہے۔ قصاص لینے سے دنیا میں امن قائم رہتا ہے اور اس سے ہر ایک کی زندگی محفوظ ہو جاتی ہے اور اس سے ایک کو دوسرے کو قتل کرنے کی جرأت نہیں رہتی۔ ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (المائدہ:٤٥).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ہم نے تورات میں ان کو (یعنی یہود کو) تحریری حکم دیا تھا کہ جان کے بدلہ جان' آنکھ کے بدلہ آنکھ' ناک کے بدلہ ناک' دانت کے بدلہ دانت اور زخموں کا بدلہ (ویسے ہی زخم)' پھر جو (مظلوم) بدلہ معاف کر دے تو وہ (اس کے گناہوں کا) کفارہ ہوگا اور جو اللہ کی اُتاری ہوئی (کتاب) کے مطابق حکم نہ دیں تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ صدر کی آیت شریفہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں قصاص کے بارے میں جو احکام جاری تھے' ان کا بیان ہے اور ان پر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے انکار بھی نہیں۔ ایسے احکام کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ پچھلی شریعتوں کے ایسے احکام جن کا بیان اللہ تعالیٰ فرمائیں' یا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہو تو ہمارے لیے بھی واجب العمل ہوں گے اور قصاص میں کلیہ یہ ہے کہ قاتل کو مقتول کے بدلہ میں قتل کیا جائے گا۔ (تفسیرات احمدیہ) ۱۲

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى﴾ (البقرہ: ۱۷۸).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! جو لوگ (تم میں ناحق) مارے جائیں' تم پر فرض ہے کہ ان کے خون کا بدلہ لو۔

ف: اس آیت شریفہ میں ہر عمداً قتل کرنے والے پر قصاص کا وجوب ثابت ہوتا ہے خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو' مسلمان کو یا کافر کو' مرد کو یا عورت کو کیونکہ لفظ ''قَتْلٰی'' ''قتیل'' کی جمع ہے اور وہ سب کو شامل ہے۔ (احکام القرآن) ۱۲

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ﴾ (البقرہ: ۱۹٤).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو تم پر (کسی قسم کی) زیادتی کرے تو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ہے' ویسی ہی زیادتی تم بھی اس پر کرو۔

بَابٌ

٣٨٤٩ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِيْ وَالْمَارِقُ لِدِيْنِهٖ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وجوبِ قتل کی تین صورتیں ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں جو اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں سوائے ان تین اشخاص کے (ایک عمداً کوئی کسی کو قتل کرے تو قصاص میں) جان کے بدلہ جان لی جائے اور (دوسرا اگر) شادی شدہ زنا کرے اور (تیسرا) وہ شخص جو اسلام سے نکل کر جماعت کو چھوڑ دے (یعنی مرتد ہو جائے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهٖ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ حِيْنَ بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ اَيُّمَا رَجُلٍ ارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ فَادْعُهُ فَاِنْ تَابَ فَاقْبَلْ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَتُبْ فَاضْرِبْ عُنُقَهٗ وَاَيُّمَا امْرَاَةٍ ارْتَدَّتْ عَنِ الْاِسْلَامِ فَادْعُهَا فَاِنْ تَابَتْ فَاقْبَلْ مِنْهَا وَاِنْ اَبَتْ فَاسْتَتِبْهَا.

مرتد مرد اور عورت کے احکام

اور طبرانی نے اپنی معجم میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ کو یمن بھیجا تو فرمایا کہ جو کوئی مرد اسلام کو چھوڑ دے تو تم اس کو بلاؤ (اور اس کو سمجھاؤ) اگر وہ توبہ کر لے تو تم اس کی توبہ قبول کر لو اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کی گردن مار دو اور جو کوئی عورت اسلام سے پھر جائے تو تم اس کو (بھی) بلاؤ (اور اس کو سمجھاؤ) اگر وہ توبہ کر لے تو تم اس کی توبہ قبول کر لو اور اگر وہ انکار کر دے تو اس کو قید میں ڈال دو۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمَذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حَنِيْفٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَشْرَفَ يَوْمَ الدَّارِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ زِنًا بَعْدَ اِحْصَانٍ اَوْ كُفْرٍ بَعْدَ اِسْلَامٍ اَوْ قَتْلِ نَفْسٍ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقُتِلَ بِهٖ فَوَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّلَا اِسْلَامٍ وَّلَا ارْتَدَدْتُّ مُنْذُ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا قَتَلْتُ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ فَبِمَ تَقْتُلُوْنَنِيْ.

اور ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوامامہ ابن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے محاصرہ کے دن (گھر کی چھت کے) اوپر تشریف لا کر فرمایا: میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان مرد کا خون بہانا ان تین باتوں میں سے کسی ایک کے سوا جائز نہیں: (۱) شادی شدہ شخص کا زنا کرنا (۲) اسلام کے بعد کافر ہو جانا (۳) ناحق کسی کو قتل کرنے پر اسے (قاتل کو) قتل کر دیا جائے۔ اللہ کی قسم! میں نے نہ جاہلیت میں زنا کیا ہے نہ اسلام میں اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے، دین کو چھوڑا نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس جان کو حرام کیا ہے، میں نے اس کو قتل نہیں کیا ہے، پھر تم کس وجہ سے مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔

ف: واضح ہو کہ شادی شدہ شخص زنا کرے تو امام، حاکم یا خلیفہ ایسے شخص کو رجم کروائے گا، امام کے سوا کسی اور کو اس بات کا حق نہیں کہ وہ ایسے شخص کو رجم کروائے، البتہ غیر شادی شدہ شخص زنا کرے اور اگر وہ آزاد ہے تو اس کو ایک سو کوڑے مارے جائیں گے اور اگر غلام ہے تو اسے پچاس کوڑے مارے جائیں۔ (نیل الاوطار، مرقات) ۱۲

بَابٌ خونِ ناحق کا وبال

۳۸۵۰ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِّنْ دِيْنِهٖ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مؤمن کو اس کے دینی کاموں (کے انجام دینے) میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) شرح صدر ہوتا رہتا ہے تاوقتیکہ وہ خون ناحق نہ کرے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جب تک مؤمن خونِ ناحق سے بچا رہتا ہے اس کو اعمال صالحہ کی توفیق ملتی رہتی ہے اور اس پر نیک کام آسان ہو جاتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اُمیدوار بنا رہتا ہے۔
اور اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ خونِ ناحق ہے جس کی وجہ سے دینی اُمور میں تنگی ہو جاتی ہے اور وہ اعمالِ صالحہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ ۱۲

بَابٌ ایضاً دوسری حدیث

۳۸۵۱ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ مُعْنِقًا صَالِحًا مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا فَاِذَا اَصَابَ دَمًا حَرَامًا بَلَّحَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ مؤمن ہمیشہ نیکیوں کی طرف سبقت کرتا رہتا ہے جب تک کہ خونِ ناحق نہ کرے اور جب خونِ ناحق کا مرتکب ہو جاتا ہے تو (نیکیوں پر سبقت میں) سُست پڑ جاتا ہے (اور یہ خونِ ناحق کا وبال ہے)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ قیامت کے روز سب کے لیے خونِ ناحق کا فیصلہ ہوگا

۳۸۵۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (ناحق) کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قیامت کے دن عبادات میں اوّلین سوال نماز کے بارے میں ہوگا اس لیے کہ حقوق اللہ میں نماز سب پر مقدم ہے اور حقوق العباد میں سب سے مقدم خونِ ناحق کا فیصلہ ہوگا اس لیے کہ دنیا میں مقصودِ اصلی انسان کی حیات ہے اور کشت و خون اس کے مخالف ہے اور اسی وجہ سے سارے گناہ شرک اور کفر کے بعد خونِ ناحق سے کم تر ہیں۔ ۱۲

بَابٌ اللہ تعالیٰ کے پاس خونِ مسلم کی اہمیت

۳۸۵۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مؤمن کے (ظلماً) قتل کر دیے جانے سے دنیا کا فنا ہو جانا زیادہ آسان ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

بَابٌ

مسلمان کے خونِ ناحق پر وعید

٣٨٥٤ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اشْتَرَكُوْا فِیْ دَمِ مُؤْمِنٍ لَاَكَبَّهُمُ اللّٰهُ فِی النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تمام آسمان اور زمین والے ایک مؤمن کے خون (ناحق) بہانے میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو دوزخ میں جھونک دیں گے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

بَابٌ

شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ مسلمان کا خونِ ناحق ہے

٣٨٥٤ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ ذَنْبٍ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّغْفِرَهٗ اِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا اَوْ مَنْ یَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ النَّسَائِیُّ عَنْ مُعَاوِیَةَ .

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے ہر گناہ کو معاف کر دیں مگر جو شرک کی حالت میں مر گیا یا جس نے جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل کر ڈالا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی نے اس کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ف: واضح ہو کہ کسی مسلمان کے قتلِ ناحق کی وعید اس شخص سے متعلق ہے جو کسی مسلمان کو اس وجہ سے ناحق قتل کرے کہ وہ مسلمان ہے۔ ١٢

بَابٌ

قیامت کے دن قاتل مقتول کی گرفت میں ہوگا

٣٨٥٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَجِیْءُ الْمَقْتُوْلُ بِالْقَاتِلِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ نَاصِیَتُهٗ وَرَاْسُهٗ بِیَدِهٖ وَاَوْدَاجُهٗ تَشْخَبُ دَمًا یَقُوْلُ یَا رَبِّ قَتَلَنِیْ حَتّٰی یُدْنِیَهٗ مِنَ الْعَرْشِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن قاتل اپنے مقتول کو اس حالت میں لے آئے گا کہ اس کی پیشانی کے بال اور اس کا سر اس کے ہاتھ میں ہوں گے اور مقتول کی رگوں سے خون بہتا ہوا ہوگا اور وہ (اللہ تعالیٰ سے) یہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! اس نے مجھے قتل کیا ہے اور (اسی طرح کہتے ہوئے اس کو) عرشِ الٰہی تک لے جائے گا۔ اس کی روایت ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

قیامت کے دن قاتل کا عذر قبول نہ ہوگا

٣٨٥٦ - وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَجِیْءُ الْمَقْتُوْلُ بِقَاتِلِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیَقُوْلُ سَلْ هٰذَا فِیْمَ قَتَلَنِیْ فَیَقُوْلُ قَتَلْتُهٗ عَلٰی مُلْكِ فُلَانٍ قَالَ جُنْدُبٌ فَاتَّقِهَا رَوَاهُ النَّسَائِیُّ.

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ فلاں (صحابی) نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو پکڑ لائے گا اور (اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا: رب العزت) آپ اس سے دریافت فرمائیں کہ اس نے مجھے کس وجہ سے قتل کیا؟ قاتل جواب دے گا کہ میں نے فلاں بادشاہ (کے زمانہ میں بادشاہ کی امداد کے لیے) اس کو قتل کیا تھا۔ (یہ حدیث سنا کر) حضرت جندب

(ایک حاکم کو نصیحت فرما رہے تھے کہ ایسی بے جا مدد اور نصرت سے) بچنا رہ۔
اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

آخرت میں مؤمن کا معاونِ قتل بھی مایوسِ رحمت ہوگا

۳۸۵۷ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعَانَ عَلٰی قَتْلِ مُؤْمِنٍ شَطْرِ كَلِمَةٍ لَقِیَ اللّٰهَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ اٰيِسٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی کسی مؤمن کے قتل (ناحق) میں آدھا لفظ (یعنی ''اُقْتُلْ'' کی بجائے ''اُقْ'' کہہ کر قاتل کی) مدد کرے تو وہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سے (اس حالت میں) ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان ''اٰيِسٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ'' (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس) لکھا ہوا ہوگا۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

کافر لڑائی میں کلمہ پڑھ لے تو وہ مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کے قتل پر قصاص لیا جائے گا

۳۸۵۸ - وَعَنِ الْمِقْدَادِ ابْنِ الْاَسْوَدِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ اِحْدٰی يَدَیَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَمِنِّیْ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ.

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا (میرے لیے) کیا حکم ہے کہ اگر میں کسی کافر کے مقابلہ کے لیے نکلوں اور لڑائی میں ہم ایک دوسرے کو مارنے لگیں اس (کافر) نے میرے ایک ہاتھ پر تلوار ماری اور اس کو کاٹ دیا پھر (بھاگ کر) مجھ سے (بچنے کے لیے) ایک درخت کی آڑ میں پناہ لی اور یہ کہنے لگا کہ میں اللہ کے واسطہ اسلام لایا۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ فَلَمَّا اَهْوَيْتُ لِاَقْتُلَهٗ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَاَقْتُلُهٗ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا قَالَ لَا تَقْتُلْهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ قَطَعَ اِحْدٰی يَدَیَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهٗ فَاِنَّهٗ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ وَاِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِیْ قَالَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں یوں ہے (راوی نے کہا) کہ اگر میں اس کے قتل کا ارادہ کروں اور وہ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگے تو کیا اُس کے اِس کلمہ کے کہنے کے بعد میں اس کو قتل کر ڈالوں؟ آپ نے فرمایا: اب تم اس کو قتل نہ کرو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے میرے ایک ہاتھ کو کاٹ دیا ہے (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: اس کو قتل نہ کرو اس لیے کہ اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو وہ تیرے قتل کرنے سے پہلے تجھ جیسا ہو جائے گا (یعنی وہ مسلمان ہوگا اور مسلمان کا خون بہانا حرام ہے) اور تو (ایک مسلمان کو قتل کرنے کی وجہ سے) ایسا ہوگا جیسا وہ اس کلمہ کے کہنے سے پہلے تھا (یعنی قصاص میں تجھے قتل کر دیا جائے گا)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

احکامِ شریعت کا تعلق ظاہر پر ہے

۳۸۵۹ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَی النَّاسِ

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قبیلۂ جُہینہ کے چند لوگوں (سے جہاد کرنے کے لیے)

مِنْ جُهَيْنَةَ فَاَتَيْتُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَذَهَبْتُ اَطْعَنُهٗ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهٗ فَقَتَلْتُهٗ فَجِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَقَتَلْتَهٗ وَقَدْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ تَعَوُّذًا قَالَ فَهَلَّا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

روانہ فرمایا' (لڑائی میں) میرا ایک شخص سے مقابلہ ہوا اور میں نے اس کو نیزہ مارنے کا ارادہ کیا تو اس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا' اس کے باوجود میں نے اس کو نیزہ مارا اور اس کو قتل کر دیا' پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تو نے اس کو قتل کر ڈالا' حالانکہ اس نے لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دی تھی؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے تو صرف اپنی جان بچانے کے لیے یہ کلمہ کہا تھا؟ (یہ سن کر) آپ نے ارشاد فرمایا: تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا (یعنی باطنی حالت تم کو نہیں معلوم' تم کو ظاہر پر بھروسا کرنا چاہیے تھا)۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر روایت کیا ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَهٗ مِرَارًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی روایت میں (یہ بھی ارشاد) ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کیا جواب دو گے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کو' جب یہ کلمہ (قیامت کے دن متشکل ہو کر) آئے گا' اس بات کو آپ بار بار فرماتے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

معاہد کا قاتل جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا

۳۸۶۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی عہد والے کو قتل کرے تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت (یعنی دوری) تک پائی جاتی ہے۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ معاہد عہد والے سے وہ ذمی یا کافر مراد ہے جس کو حاکم نے پناہ دی ہو یا ایسا کافر جو بیرونِ ملک ہو اور اس نے عدمِ جنگ کا عہد کیا ہو۔ ۱۲

بَابٌ

جو شخص جس طرح خودکشی کرے گا' وہ دوزخ میں اسی عذاب میں مبتلا ہوگا

۳۸۶۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيْهَا خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَسَمُّهٗ فِيْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهٗ فِيْ يَدِهٖ يَتَوَجَّاُ بِهَا فِيْ بَطْنِهٖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص (خودکشی کے ارادہ سے) خود کو کسی پہاڑ پر سے گرا دے اور اپنے آپ کو ہلاک کر لے تو وہ دوزخ کی آگ میں اسی طرح ہمیشہ گرتا رہے گا اور وہ ہمیشہ اسی کیفیت میں رہے گا اور جو شخص زہر پی کر اپنے آپ کو ہلاک کر لے تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ دوزخ کی آگ میں اس کو ہمیشہ پیتا رہے گا اور جو اپنے آپ کو کسی دھاری دار لوہے کی چیز (جیسے چھرا' تلوار وغیرہ) سے ہلاک کر لے تو وہی ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور

فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں اسے اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ خودکشی کی سزا میں ایسا شخص دوزخ میں ہمیشہ رہے گا' جس نے خودکشی کو حلال سمجھ کر خودکشی کر لی ہو' اور خودکشی شریعت میں حرام ہے اور حرام چیز کو حلال سمجھنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف جس نے اضطراری حالت میں خودکشی کر لی تو وہ طویل مدت تک دوزخ میں رہے گا اور بالآخر جنت میں داخل ہوگا۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۳۸۶۲- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ یَخْنُقُ نَفْسَهٗ یَخْنُقُهَا فِی النَّارِ وَالَّذِیْ یَطْعَنُهَا یَطْعَنُهَا فِی النَّارِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنا گلا گھونٹ کر خودکشی کرے گا تو وہ دوزخ میں (بطور سزا کے) اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو شخص نیزہ مار کر اپنے آپ کو ہلاک کرے گا تو وہ دوزخ میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

اضطراراً خودکشی بھی محرومی جنت کا سبب ہے

۳۸۶۳- وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِیْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهٖ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَاَخَذَ سِكِّیْنًا فَحَزَّ بِهَا یَدَهٗ فَمَا رَقَاَ الدَّمُ حَتّٰی مَاتَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی بَادَرَنِیْ عَبْدِیْ بِنَفْسِهٖ فَحَرَّمْتُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم سے پہلے کی اُمتوں میں ایک شخص تھا' جس کے ہاتھ میں زخم تھا جس کی وجہ سے وہ (زخم کی تکلیف کو) برداشت نہ کر سکا تو اس نے ایک چھرا لیا اور اس سے اپنے ہاتھ کو کاٹ ڈالا' جس کی وجہ سے خون بند نہیں ہوا' یہاں تک کہ وہ مر گیا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندہ نے (بے صبری سے اپنی ہلاکت میں) عجلت کی اور میں نے (اس کی خودکشی کی وجہ سے) اس پر جنت کو حرام کر دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ہجرت کی برکت سے خودکشی کی سزا اٹھالی گئی

۳۸۶۴- وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ الطُّفَیْلَ ابْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِیَّ لَمَّا هَاجَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ هَاجَرَ اِلَیْهِ وَهَاجَرَ مَعَهٗ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَاَخَذَ مَشَاقِصَ لَهٗ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهٗ فَشَخَبَتْ یَدَاهُ حَتّٰی مَاتَ فَرَاٰهُ الطُّفَیْلُ بْنُ عَمْرٍو فِیْ مَنَامِهٖ وَهَیْئَتُهٗ حَسَنَةٌ وَرَاٰهُ مُغَطِّیًا یَدَیْهِ فَقَالَ لَهٗ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَلِیْ بِهِجْرَتِیْ اِلٰی نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مکہ معظمہ سے) مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے بھی (اپنے وطن سے) مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت طفیل کے ساتھ ان کی قوم کے ایک اور آدمی نے بھی ہجرت کی۔ یہ صاحب (مدینہ منورہ میں) بیمار ہو گئے تو انہوں نے بے صبری اور بے چینی میں چھرا لے کر اپنے ہاتھ کی انگلیوں کے جوڑوں کو کاٹ ڈالا' جس کی وجہ سے ان کے ہاتھوں سے خون بہتا رہا' یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ حضرت طفیل بن عمرو نے ان کو خواب میں دیکھا کہ ان کی حالت اچھی ہے' لیکن ان کے ہاتھوں کو دیکھا کہ وہ ان کو

وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِیْ اَرَاکَ مُغَطِّیًا یَدَیْکَ قَالَ قِیْلَ لِیْ لَنْ نُّصْلِحَ مِنْکَ مَا اَفْسَدْتَ فَقَصَّهَا الطُّفَیْلُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ وَلِیَدَیْهِ فَاغْفِرْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

چھپائے ہوئے ہیں' تو حضرت طفیل نے (خواب ہی میں) ان سے پوچھا کہ تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا' اس وجہ سے کہ میں نے اس کے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی ہے۔ تو انہوں نے ان سے پھر دریافت کیا کہ کیا بات ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو چھپائے ہوئے ہو! انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ جس چیز کو تو نے خود بگاڑ دیا ہے' ہم اس کو درست نہیں کریں گے۔ حضرت طفیل نے اس خواب کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اے اللہ! (جب تو نے اس کو بخش دیا ہے تو) اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے (یعنی اس کے دونوں ہاتھوں کو درست کر دے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

قتلِ عمد میں مصالحت ہو تو دیت لی جا سکتی ہے

٣٨٦٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعَمَدُ قَوَدٌ اِلَّا اَنْ یَّعْفُوَ وَلِیُّ الْمَقْتُوْلِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَالدَّارَ قُطْنِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ وَالطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِهٖ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قتل عمد (یعنی جان بوجھ کر قصداً قتل کرنے) کی سزا قصاص ہے (یعنی مقتول کے بدلہ میں قاتل کو مار ڈالا جائے) مگر یہ کہ مقتول کا ولی معاف کر دے (تو قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ باہمی مصالحت پر عمل ہو گا)۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور دار قطنی نے اپنی سنن میں اور طبرانی نے اپنی معجم میں کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلتِّرْمِذِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ مَرْفُوْعًا وَصَالَحُوْا عَلَیْهِ فَهُوَ لَهُمْ.

اور ترمذی کی ایک روایت میں حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ) اور اگر وہ صلح کر لیں تو اتنا ہی (خون بہا) لیا جائے' جس پر وہ صلح کر لیں۔

بَابٌ

دانت کے قصاص اور دیت کا ایک واقعہ

وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَسَرَتِ الرُّبَیِّعُ وَهِیَ عَمَّةُ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِیَّةَ جَارِیَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَا وَاللّٰهِ لَا تُكْسَرُ ثَنِیَّتُهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَنَسُ کِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رُبیع جو حضرت انس بن مالک کی پھوپھی ہیں' انہوں نے ایک انصاری لڑکی کا دانت توڑ دیا' تو وہ (اس لڑکی کے رشتہ دار) رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے (اور یہ واقعہ بیان کیا) تو آپ نے بدلہ لینے کا حکم صادر فرمایا' تو حضرت انس بن النضر جو حضرت انس بن مالک کے چچا ہیں' نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! (یہ لوگ قصاص میں دانت کے توڑنے پر اصرار کر رہے ہیں اور) میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کا دانت

فَرَضِیَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْاَرْشَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ.

نہیں توڑا جا سکے گا! (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب میں قصاص ہے۔ پھر وہ (اس لڑکی کے رشتہ دار) دیت لینے پر راضی ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ہیں کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھا لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پوری فرما دیتا ہے۔

ف: واضح ہو کہ حضرت انس کی یہ روایت ابن ماجہ میں عمدہ تفصیل کے ساتھ (قتل' قصاص اور دیت کے بیان میں) مروی ہے' جس کو یہاں وضاحت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی پھوپھی حضرت رُبیع نے ایک لڑکی کا دانت توڑ ڈالا' حضرت رُبیع کے رشتہ داروں نے لڑکی کی قوم سے معافی چاہی' لیکن انہوں نے معافی نہیں دی تو ربیع کے لوگوں نے دیت دینا چاہی' انہوں نے دیت لینے سے بھی انکار کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضور نے قصاص کا حکم دیا۔ انس بن النضر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا؟ یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! یہ نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے۔ جب لڑکی کی قوم نے یہ سنا تو وہ دیت لینے پر راضی ہو گئے (اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب میں رحم پیدا کر دیا)' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اس قسم کو سچا فرما دیتا ہے۔ ۱۲

بَابٌ

قتل خطاء کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام

وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ فِیْ عِمِّيَّةٍ فِیْ رَمْیٍ يَكُوْنُ بَيْنَهُمْ بِالْحِجَارَةِ اَوْ جَلْدٍ بِالسِّيَاطِ اَوْ ضَرْبٍ بِعَصًا فَهُوَ خَطَاٌ وَعَقْلُهٗ عَقْلُ الْخَطَاِ وَمَنْ قُتِلَ عَمَدًا فَهُوَ قَوَدٌ وَمَنْ حَالَ دُوْنَهٗ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَغَضَبُهٗ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ.

اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو بلوے میں' پتھراؤ میں یا کوڑے کی مار سے' یا لاٹھیوں (کی مار) سے قتل کر دیا جائے تو وہ قتل خطاء ہے اور اس کا خون بہا قتل خطاء کا خون بہا ہوگا۔ اور جس کو جان بوجھ کر مار ڈالا جائے تو اس پر قصاص ہوگا اور جو شخص قصاص لینے میں رکاوٹ پیدا کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب ہے اور اس کی (عبادت خواہ) فرض ہو یا نفل قبول نہ ہوگی۔

وَفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ وَالْبَزَّارِ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّيْفِ.

اور ابن ماجہ اور بزار کی روایت میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں' آپ نے ارشاد فرمایا کہ قصاص تلوار ہی سے لیا جائے گا۔

وَرَوَى الْبُخَارِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ يَهُوْدِيًّا بِجَارِيَةٍ قَتَلَهَا عَلٰى اَوْضَاحٍ لَّهَا.

اور بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی کو ایک لڑکی کے (قتل کے) بدلہ میں قتل کیا' جس نے اس کو زیور کی وجہ سے قتل کیا تھا۔

قتل کی قسمیں اور ان کے احکام

واضح ہو کہ قتل کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ عمد (۳) قتل خطاء (۴) قتل جاری مجرٰی (۵) قتل بسبب۔

(۱) قتل عمد

کسی کو قتل کرنے کے لیے جان بوجھ کر ایسی چیز سے مارنا کہ اس کے جسم کا عضو علیحدہ ہو جائے خواہ وہ چیز تلوار ہو یا برچھا، تیر ہو یا کوئی اور تیز دھار دار آلہ اس کو قتل عمد کہتے ہیں۔ ایسے قاتلین سے قصاص لیا جائے گا اور ان پر قتل ناحق کا گناہ بھی ہوگا اور مقتول کے ورثاء چاہیں تو قصاص کے بدلہ میں معافی بھی دے سکتے ہیں یا خون بہا بھی لے سکتے ہیں، البتہ اس میں کفارہ نہیں۔

(۲) قتل شبہ عمد

کسی ایسی چیز سے قصداً مارنا جو عام طور پر قتل کے لیے استعمال نہیں کی جاتی (یعنی وہ ہتھیار استعمال نہ کرے جن کا ذکر قتل عمد کے سلسلہ میں کیا گیا ہے) اس طرح قتل سے قاتل گناہ گار ہوگا اور دیت مغلظہ عاقلہ یعنی خاندان والوں پر لازم آتی ہے۔

(۳) قتل خطاء

اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) خطاء بالقصد (۲) خطاء بالفعل۔ (۱) خطاء بالقصد کی مثال یہ ہے: جیسے کسی شخص نے اپنے مقابل حربی کافر کو یا شکار کی غرض سے کسی جانور کو نشانہ بنایا لیکن نشانہ خطاء ہو کر کسی مسلمان کو جالگا (ب) خطاء بالفعل یہ ہے کہ کوئی شخص نشانہ پر (برائے مشق وغیرہ) تیر مارتا تھا لیکن غلطی کے باعث تیر کسی آدمی کو جالگا۔

(۴) قتل جاری مجرٰی

اگر کوئی شخص بحالت نوم (نیند) کسی آدمی پر جا پڑے اور اس کو ہلاک کر دے تو اس کو قتل جاری مجری کہیں گے اور ان دونوں صورتوں (یعنی قتل خطاء اور قتل جاری مجرٰی) میں مجرم گناہ گار ہوگا، اس پر کفارہ لازم آئے گا اور دیت عاقلہ پر واجب ہوگی۔

(۵) قتل بسبب

اگر کسی شخص نے غیر کی مِلک یعنی باغ یا زمین وغیرہ پر حاکم کی اجازت اور اطلاع کے بغیر کنواں کھدوا دیا یا پتھر رکھ دیا اور کوئی شخص اس کنویں میں گر کر یا پتھر سے ٹکرا کر ہلاک ہو جائے تو ایسی ہلاکت کو قتل بسبب کہیں گے، ایسی صورت میں عاقلہ پر دیت ہوگی اور گناہ بھی نہ ہوگا اور کفارہ بھی لازم نہیں آئے گا۔

نوٹ: پہلے چار قسم کے قتل کی صورت میں قاتل کو مقتول کا ورثہ نہیں ملے گا۔ (ماخوذ از مرقات، درمختار، ردالمحتار، ہدایہ، بنایہ، کفایہ، کنز) ۱۲

بَابٌ

مسلمان اور ذمی کو حربی کافر کے قصاص میں نہ مارا جائے

٣٨٦٦ - وَعَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَيَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ وَيَرُدُّ عَلَيْهِمْ اَقْصَاهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ اِلَّا لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ وَّلَا ذُوْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ خون (یعنی قصاص اور دیت کے دینے اور لینے میں) سب مسلمان برابر ہیں، اور ان کا ایک ادنیٰ (مسلمان) بھی (کسی کافر کو) امان دے سکتا ہے (جو سب کے لیے قابل قبول ہوگا) اور (امام مال غنیمت کو لشکر کے) آخری حصہ پر (بھی) لوٹائے (یعنی مال غنیمت میں ان کا بھی حصہ رکھے) اور مسلمان اپنے غیر پر (یعنی کافروں کے مقابلہ میں) ایک ہاتھ (کی

طرح متحد) ہیں' خبردار! کسی مسلمان کو (حربی) کافر (کے قصاص) میں نہ مارا جائے' اور اسی طرح ذمی (کافر) کو جب تک کہ وہ ذمی ہے (حربی کافر کے قصاص میں) نہ مارا جائے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اس کی روایت حضرت ابن عباس سے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلطَّحَاوِیِّ عَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَّادٍ قَالَ انْطَلَقْتُ اَنَا وَالْاَشْتَرُ اِلٰی عَلِیٍّ فَقُلْنَا هَلْ عَهِدَ اِلَیْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا لَمْ یَعْهَدْهُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً قَالَ لَا اِلَّا مَا كَانَ فِیْ كِتَابِیْ هٰذَا فَاَخْرَجَ كِتَابًا مِّنْ قِرَابِ سَیْفِهٖ فَاِذَا فِیْهِ الْمُؤْمِنُوْنَ تَتَكَافَؤُ دِمَاءُ هُمْ وَیَسْعٰی بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ وَهُمْ یَدٌ عَلٰی مَنْ سِوَاهُمْ لَا یُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُوْعَهْدٍ فِیْ عَهْدِهٖ وَمَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلٰی نَفْسِهٖ وَمَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا اَوْ اٰوٰی مُحْدِثًا فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں حضرت قیس بن عُباد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت اُشترنخعی نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خصوصی وصیت فرمائی ہے' جو عامۃ الناس کو نہیں بتائی ہو؟ آپ نے جواب دیا: نہیں! مگر وہ چیز جو میرے اس کاغذ میں (لکھی ہوئی) ہے' پھر آپ نے اپنی تلوار کے نیام میں سے ایک پرچہ نکالا' جس میں یہ تحریر موجود تھی: خون (یعنی قصاص اور دیت کے لینے اور دینے میں) سارے مسلمان برابر ہیں اور ان میں سے ایک ادنیٰ (مسلمان) بھی (کسی کافر کو) امان دے سکتا ہے (جو سب کے لیے قابل قبول ہوگا) اور مسلمان اپنے غیر پر (یعنی کافروں کے مقابلہ میں) ایک ہاتھ (کی طرح متحد) ہیں' کسی (حربی) کافر کے قصاص میں مسلمان کو نہ قتل کیا جائے' اور اسی طرح ذمی (کافر) کو جب تک کہ وہ ذمی ہے (حربی کافر کے قصاص میں) نہ قتل کیا جائے اور جو کوئی (دین میں) نئی بات ایجاد کرے تو اس کا وبال اُسی پر ہوگا اور جو (دین میں) نئی بات نکالے یا کسی بدعتی کو پناہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

وَرَوَی الدَّارُقُطْنِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ مُسْلِمًا بِمُعَاهِدٍ وَقَالَ اَنَا اَكْرَمُ مَنْ وَفٰی بِذِمَّتِهٖ هٰذَا رَوٰی مُسْنَدًا وَ مُرْسَلًا وَفِیْهِ ابْنُ الْبَیْلَمَانِیِّ وَثَقَهٗ ابْنُ حِبَّانَ وَذَكَرَهٗ فِی الثِّقَاتِ وَهُوَ رَجُلٌ مَعْرُوْفٌ مِنَ التَّابِعِیْنَ.

اور دارقطنی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کو ایک ذمی (کے قصاص) میں قتل کر دیا اور یوں ارشاد فرمایا کہ اپنے عہد کو پورا کرنے والوں میں میں سب سے اعلیٰ ہوں۔ یہ حدیث مسند اور مرسل دونوں طریقوں سے مروی ہے۔ اور اس کی سند میں ابن البیلمانی ہیں' جن کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے اور ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے اور وہ تابعین میں معروف شخص ہیں۔

بَابٌ

تصفیہ کے بعد انحراف کی وعید

٣٨٦٧ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا اَعْفِیْ مَنْ قَتَلَ بَعْدَ اَخْذِ الدِّیَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اس شخص کو معاف نہیں کروں گا جو دیت لینے کے بعد (قاتل کو) قتل کر دے (یعنی میں اس قاتل کا لازماً قصاص لوں گا)۔ اس کی

روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةِ الدَّارِمِیِّ فَاِنْ اَخَذَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا ثُمَّ عَدَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ النَّارُ خَالِدًا فِیْهَا مُخَلَّدًا اَبَدًا.

اور دارمی کی روایت میں اس طرح مروی ہے کہ اگر وہ (یعنی مقتول کا ولی تین چیزوں یعنی قصاص دیت معافی میں سے) کسی ایک چیز کو اختیار کر لے اور اس کے بعد اس (اختیار) سے منحرف ہو جائے تو اس کے لیے دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

بَابٌ

مسجدوں میں حدود نہ قائم کی جائیں

٣٨٦٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُقَامُ الْحُدُوْدُ فِی الْمَسَاجِدِ وَلَا یُقَادُ بِالْوَلَدِ الْوَالِدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجدوں میں حدود قائم نہ کی جائیں (اس لیے کہ مسجدیں نماز ذکر اور تعلیم کے لیے ہیں) اور باپ سے بیٹے کا قصاص نہ لیا جائے۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

باپ سے بیٹے کا قصاص نہ لیا جائے اور اس کے مسائل

واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ باپ سے بیٹے کا قصاص نہ لیا جائے اور یہی حکم والدہ دادا دادی نانا اور نانی کا ہے کہ ان میں سے کوئی اپنے پوتے یا نواسے کو قتل کرے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا اس لیے کہ یہ اس کے وجود کا سبب ہیں۔ البتہ باپ بیٹے کو قتل کر دے تو دیت باپ کے مال سے تین سال کے دوران لی جائے گی اس کے برخلاف بیٹا باپ کو قتل کرے تو باپ کا قصاص بیٹے سے لیا جائے گا۔ (ماخوذ از مرقات درمختار) ١٢

بَابٌ

باپ اور بیٹے کے قصاص کے احکام

٣٨٦٩ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقِیْدُ الْاَبَ مِنْ اِبْنِهٖ وَلَا یُقِیْدُ الْاِبْنَ مِنْ اَبِیْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں اور ان کے دادا حضرت سُراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں حضرت سُراقہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہا ہوں (اور دیکھا ہے کہ) آپ بیٹے سے باپ کا قصاص لیتے تھے مگر بیٹے کا باپ سے قصاص نہیں لیتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

قصاص میں جاہلیت کے طریقہ کی منسوخی

٣٨٧٠ - وَعَنْ اَبِیْ رِمْثَةَ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِیْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا الَّذِیْ مَعَكَ قَالَ اِبْنِیْ اِشْهَدْ بِهٖ قَالَ اَمَا اَنَّهٗ لَا یَجْنِیْ عَلَیْكَ وَلَا تَجْنِیْ عَلَیْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ زَادَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ فِیْ اَوَّلِهٖ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰی اَبِی الَّذِیْ بِظَهْرِ

حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوا تو حضور نے دریافت فرمایا کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ میرا بیٹا ہے! آپ اس پر گواہ رہیں! اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے قصور کا بدلہ اس سے نہیں لیا جائے گا اور اس کے قصور کا بدلہ تجھ سے نہیں لیا جائے گا (یعنی جاہلیت کے طریقہ کے مطابق اب عمل نہیں ہوا کرے گا)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔ اور شرح السنہ میں اس حدیث کی ابتداء میں یہ اضافہ ہے: حضرت

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْنِيْ أُعَالِجُ الَّذِيْ بِظَهْرِكَ فَإِنِّيْ طَبِيْبٌ فَقَالَ أَنْتَ رَفِيْقٌ وَاللّٰهُ الطَّبِيْبُ.

ابورمثہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا‘ میرے والد نے رسول اللہ ﷺ کی پشت پر گوشت کا کچھ اُبھرا ہوا حصہ (یعنی مہر نبوت) دیکھا تو عرض کیا: مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کی پشت (مبارک) پر (گوشت کا جو اُبھرا ہوا حصہ ہے) اس کا علاج کروں کیونکہ میں طبیب ہوں‘ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم رفیق ہو اور طبیب تو اللہ تعالیٰ ہیں۔

بَابٌ

اپنے غلام کو قتل کرنے کی سزا

٣٨٧١ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ رَجُلًا قَتَلَ عَبْدَهٗ مُتَعَمِّدًا فَجَلَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَنَفَاهُ سَنَةً وَمَحَا سَهْمَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَمْ يُقِدْهُ بِهٖ وَأَمَرَهٗ أَنْ يُعْتِقَ رَقَبَةً رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ بِإِسْنَادِهٖ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو قصداً قتل کر دیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو ایک سو کوڑے لگائے اور اس کو ایک سال کے لیے جلاوطن کیا اور اس کے حصہ کو مسلمان کے حصہ سے خارج کر دیا اور اس سے قصاص نہیں لیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ اس کی روایت بیہقی نے اپنی سنن میں کی ہے اور دار قطنی نے اپنی سند کے ساتھ اس کی روایت کی ہے۔

بَابٌ

باندی پر تہمت لگانے کا ایک واقعہ اور اس کی سزا

٣٨٧٢ - وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدِيْ اتَّهَمَنِيْ فَأَقْعَدَنِيْ عَلَى النَّارِ حَتّٰى احْتَرَقَ فَرْجِيْ فَقَالَ لَهَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ رَاٰى ذٰلِكَ عَلَيْكِ قَالَتْ لَا قَالَ فَهَلِ اعْتَرَفْتِ لَهٗ بِشَيْءٍ قَالَتْ لَا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَيَّ بِهٖ فَلَمَّا رَاٰى عُمَرُ الرَّجُلَ قَالَ أَتُعَذِّبُ بِعَذَابِ اللّٰهِ قَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اتَّهَمْتُهَا فِيْ نَفْسِهَا قَالَ رَأَيْتَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا قَالَ الرَّجُلُ لَا قَالَ فَاعْتَرَفَتْ لَكَ بِهٖ فَقَالَ لَا قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ أَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يُقَادُ مَمْلُوْكٌ مِنْ مَالِكِهٖ وَلَا وَلَدٌ مِنْ وَالِدِهٖ لَأَقَدْتُهَا مِنْكَ فَبَرَزَهٗ وَضَرَبَهٗ مِائَةَ سَوْطٍ

اور بیہقی کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے‘ وہ فرماتے ہیں کہ ایک باندی امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے آقا نے مجھ پر (زنا کی) تہمت لگائی اور (سزاءً) مجھے آگ پر بٹھایا‘ یہاں تک کہ میری شرمگاہ جل گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اس نے تجھے یہ (فعل) کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں! آپ نے اس سے پھر دریافت فرمایا: کیا تو نے اس کے سامنے کسی بات کا اعتراف کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں! اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کو میرے پاس حاضر کیا جائے! جب (وہ) حاضر ہوا اور) حضرت عمر نے اس کو دیکھا تو فرمایا: کیا تو اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح (آگ کی) سزا دیتا ہے؟ اس نے جواب دیا: امیر المومنین! مجھے اس پر بدگمانی ہوئی‘ آپ نے اس شخص سے پھر دریافت فرمایا: کیا تو اس کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: نہیں! آپ نے اس سے پھر پوچھا: کیا اس عورت نے تیرے سامنے اس (جرم) کا اعتراف کیا؟ اس نے جواب دیا: نہیں! (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری

وَقَالَ لِلْجَارِيَةِ اِذْهَبِيْ فَاَنْتِ حُرَّةٌ لِوَجْهِ اللّٰهِ وَاَنْتِ مَوْلَاةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

جان ہے! اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہ سنا ہوتا کہ مالک سے غلام کا اور باپ سے بیٹے کا قصاص نہ لیا جائے تو میں ضرور تجھ سے اس کا قصاص لیتا' پھر آپ نے اس کو باہر نکالا اور ایک سو کوڑے لگائے اور باندی سے فرمایا: تو چلی جا! اللہ تعالیٰ کے لیے تو آزاد ہے اور (اب) تو اللہ اور اس کے رسول کی باندی ہے۔

بَابٌ

آقا اپنے غلام کا کوئی عضو کاٹ دے تو غلام آزاد ہے

وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مُسْتَصْرِخٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَارِيَةٌ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ وَيْحَكَ مَالَكَ فَقَالَ شَرٌّ اَبْصَرَ لِسَيِّدِهٖ جَارِيَةً لَهٗ فَغَارَ عَلَيْهَا فَجَبَّ مَذَاكِيْرَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ بِالرَّجُلِ فَطُلِبَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبْ فَاَنْتَ حُرٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ نُصْرَتِيْ قَالَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَوْ قَالَ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ.

اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں' راوی (ان کے دادا یعنی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں چلاتا ہوا آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے آقا کی باندی کا ایک واقعہ ہے! آپ نے فرمایا: اللہ تجھ پر رحم کرے! تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ ایک بُرائی ہے جس کو اس کے مالک نے اس کی باندی کے ساتھ کرتے ہوئے (مجھے) دیکھ لیا (یعنی میں باندی کا بوسہ لے رہا تھا)' مالک کو اس پر غیرت آئی اور اس نے میرا آلۂ تناسل کاٹ دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مالک کو لایا جائے' اس کی تلاش کی گئی مگر وہ نہیں ملا تو رسول اللہ ﷺ نے (اس غلام سے) فرمایا: جا تو آزاد ہے! اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری کون مدد کرے گا (اگر میرا مالک پھر مجھے غلام بنا لے)؟ آپ نے فرمایا: (تیری مدد) ہر مسلمان اور ہر مؤمن پر لازم ہے۔

ف: یہ حدیث ابن ماجہ میں بھی حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے "باب القتل والقصاص والدية" میں مروی ہے' جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے۔ ۱۲

بَابٌ

بدلہ نہ لینے والے کی جزاء

۳۸۷۳ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ فِيْ جَسَدِهٖ فَتَصَدَّقَ بِهٖ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهٖ دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ خَطِيْئَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ کسی شخص کو کوئی جسمانی (یا ذہنی) تکلیف پہنچائی گئی اور اس نے اس کو معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ (اس کے بدلہ میں) اس کا ایک درجہ بلند فرماتے ہیں اور اس کا ایک گناہ (بھی) معاف فرما دیتے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

ایک شخص کے کئی قاتل ہوں تو سب سے قصاص لیا جائے گا

۳۸۷٤ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَتَلَ نَفَرًا خَمْسَةً اَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پانچ یا سات آدمیوں کی ایک جماعت کو ایک

وَاحِدٍ قَتَلُوْهُ قَتْلَ غِيْلَةٍ وَقَالَ عُمَرُ لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ اَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيْعًا رَوَاهُ مَالِكٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ.

شخص کے بدلہ میں قتل کیا (اس لیے کہ) ان لوگوں نے (باہم سازش کر کے) اس کو خفیہ قتل کیا تھا اور حضرت عمر نے یہ بھی فرمایا کہ اگر (شہر) صنعاء کے تمام لوگ (بھی) اس شخص کے قتل میں شریک ہوتے تو میں ان سب کو قتل کر دیتا۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے اور امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت کی ہے۔

بَابٌ

معاونِ قتل کی سزا حبس دوام ہے

۳۸۷۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَمْسَكَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ وَقَتَلَهُ الْاٰخَرُ يُقْتَلُ الَّذِيْ قَتَلَ وَيُحْبَسُ الَّذِيْ اَمْسَكَ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِي.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو ایک آدمی پکڑ کر رکھے اور دوسرا اس کو قتل کر ڈالے تو قاتل کو قتل کیا جائے اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے (بشرطیکہ پکڑنے والے کا ارادہ قتل کا نہ ہو)۔ اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے۔

وَرَوَى الشَّافِعِيُّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَضٰى فِيْ رَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا مُتَعَمِّدًا وَاَمْسَكَهُ اٰخَرُ قَالَ يُقْتَلُ الْقَاتِلُ وَيُحْبَسُ الْاٰخَرُ فِي السِّجْنِ حَتّٰى يَمُوْتَ.

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں فیصلہ دیا کہ جس نے ایک شخص کو قصداً قتل کیا تھا اور دوسرے نے اس کو پکڑے رکھا تھا' اور فرمایا کہ قاتل کو قتل کیا جائے اور جو دوسرا شخص ہے (جس نے پکڑے رکھا تھا) اس کو مرنے تک قید میں رکھا جائے۔

بَابُ الدِّيَاتِ

دیت کا بیان

ف: دیت اس تاوان یا جرمانہ کو کہتے ہیں جو قاتل یا زخمی کرنے والے سے لے کر مقتول کے وارثوں کو دیا جاتا ہے۔ ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا﴾ (النساء:۹۲).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور خون بہا مقتول کے ورثاء کے سپرد کیا جائے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں (تو خون بہا دینے کی ضرورت نہیں)۔

ف: واضح ہو کہ دیت مقتول کے ترکہ کے حکم میں ہے' اس سے مقتول کا قرض بھی ادا کیا جائے گا اور وصیت بھی جاری کی جائے گی۔ ۱۲

بَابٌ

دیت میں چھنگلی اور انگوٹھا برابر ہے

۳۸۷٦ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْاِبْهَامَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے (اپنی چھنگلیا اور انگوٹھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا کہ یہ اور یہ (یعنی چھنگلیا اور انگوٹھا دونوں خون بہا میں) برابر ہیں (یعنی چھوٹے اور بڑے کا فرق نہ ہوگا)۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ دونوں ہاتھوں یا دونوں پاؤں کی تمام انگلیوں کو قطع کرنے کی دیت قتل کی دیت ہے' اس لیے کہ اس سے انسان کی منفعت ختم ہو جاتی ہے' البتہ انگلی کی دیت' دیت کا دسواں حصہ ہے اور وہ دس اونٹ ہیں اور اگر کوئی انگلی کا پورا کاٹ ڈالے تو اس میں ایک تہائی دیت لازم آتی ہے اور اس میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں برابر ہیں' البتہ انگوٹھے کا پورا کاٹ ڈالے تو اس میں نصف دیت

لازم آئے گی اس لیے کہ انگوٹھے میں دو ہی جوڑ ہیں۔ (مرقات اشعۃ اللمعات قدوری) ۱۲

بَابٌ

دیت میں تمام دانت اور تمام انگلیاں برابر ہیں

٣٨٧٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَصَابِعُ سَوَاءٌ وَّالْاَسْنَانُ سَوَاءٌ اَلثَّنِيَّةُ وَالضِّرْسُ سَوَاءٌ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ سَوَاءٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (دیت میں) انگلیاں سب برابر ہیں اور (اسی طرح) دانت بھی سب برابر ہیں، (خواہ وہ) اگلے دانت ہوں یا ڈاڑھ ہوں (دیت میں) برابر ہیں، (حضور نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: یہ اور یہ (دیت میں) برابر ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

دیت میں ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں برابر ہیں

٣٨٧٨ - وَعَنْهُ قَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابِعَ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ سَوَاءً رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کی انگلیوں (کی دیت) کو برابر برابر قرار دیا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

جنین کی دیت ایک غُرّہ ہے

٣٨٧٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنِيْنِ امْرَاَةٍ مِنْ بَنِيْ لَحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدًا وَ اَمَةً ثُمَّ اِنَّ الْمَرْاَةَ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَالْعَقْلُ عَلٰى عَصَبَتِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قبیلہ) بنولحیان کی ایک عورت کے جنین (پیٹ کے بچہ) کے بارے میں جو (مارنے کی وجہ سے) مر کر نکل پڑا، ایک غُرّہ یعنی ایک غلام یا ایک باندی (بطور دیت) دینے کا فیصلہ دیا، پھر وہ (قاتلہ) عورت جس پر (دیت میں) غُرّہ کا فیصلہ دیا تھا، انتقال کر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا کہ اس عورت کی میراث اس کے بیٹوں اور اس کے شوہر کو ملے گی اور دیت اس کے عصبات (یعنی خاندان والوں) پر واجب ہوگی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

دیت کے وارث مقتول کے ورثاء ہوں گے اور دیت قاتل کے خاندان پر واجب ہوگی

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْعَقْلَ مِيْرَاثٌ بَيْنَ وَرَثَةِ الْقَتِيْلِ وَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَقْلَ الْمَرْاَةِ بَيْنَ عَصَبَتِهَا وَلَا يَرِثُ الْقَاتِلُ شَيْئًا.

اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں جو حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس کو انہوں نے اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کیا ہے (یوں ہے:) ان کے دادا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک دیت مقتول کے ورثاء کی میراث ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا کہ قاتلہ پر (واجب شدہ) دیت (کی ادائیگی) اس کے خاندان والوں پر واجب ہوگی اور قاتل کسی چیز میں وارث نہیں ہوگا (یعنی محروم الارث ہوگا)۔

بَابٌ

جنین اور مقتولہ کی دیت جدا جدا ہے

وَرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ سُنَنِهٖ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اِنَّ اِمْرَاَتَیْنِ کَانَتَا تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْ هُذَیْلٍ فَضَرَبَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰی بِعَمُوْدٍ فَقَتَلَتْهَا وَقَتَلَتْ جَنِیْنَهَا فَاخْتَصَمَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُ الرَّجُلَیْنِ کَیْفَ تَدٰی مَنْ لَا صَاحَ وَلَا اَکَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا اِسْتَهَلَّ فَقَالَ اَسَجْعٌ کَسَجْعِ الْاَعْرَابِ وَقَضٰی فِیْهِ بِغُرَّةٍ وَجَعَلَهٗ عَلٰی عَاقِلَةِ الْمَرْاَةِ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ (قبیلہ) ہذیل کے ایک شخص کی دو بیویاں تھیں' ان میں سے ایک نے دوسری کو (شامیانہ کی) لکڑی سے مارا' جس کی وجہ سے وہ عورت اور اس کے پیٹ کا بچہ (بھی) مر گیا' تو دو آدمی اس بارے میں لڑتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے (تو آپ نے غرّہ دینے کا فیصلہ دیا)' ان دونوں آدمیوں میں سے ایک نے کہا کہ جو (بچہ) نہ رویا' نہ کھایا' نہ پیا اور نہ آواز کی' اس کی دیت کیونکر دلائی جارہی ہے؟ (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: یہ تو بدویوں کی شاعری کی طرح (بے دلیل) مسجع اور مقفی کلام ہے! اور آپ نے (دیت میں) ایک غُرّہ (یعنی باندی یا غلام کے دینے کا) فیصلہ دیا اور اس کو (قاتلہ) عورت کے کنبہ کے ذمہ کر دیا۔ اور اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ فِی الْجَنِیْنِ غُرَّةً عَنْ عَاقِلَةِ الْقَاتِلَةِ.

اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جنین یعنی پیٹ کے بچہ (کے قتل کی دیت) میں قتل کرنے والی عورت کے خاندان پر ایک غُرّہ مقرر فرمایا۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِقْتَتَلَتْ اِمْرَاَتَانِ مِنْ هُذَیْلٍ فَرَمَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰی بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِیْ بَطْنِهَا فَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ دِیَةَ جَنِیْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدًا وَوَلِیْدَةً وَقَضٰی بِدِیَةِ الْمَرْاَةِ عَلٰی عَاقِلِهَا وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ.

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں ایک نے دوسری کو پتھر سے مار کر اس کو اور اس کے (پیٹ کے) بچہ کو ہلاک کر ڈالا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جنین کی دیت ایک غرہ (یعنی ایک غلام یا ایک باندی) کا فیصلہ فرمایا اور (قتل کرنے والی) عورت کی دیت اس کے خاندان والوں سے دلانے کا فیصلہ فرمایا اور دیت کا حقدار اس کی (یعنی مقتولہ) اولاد اور جو ان کے ساتھ تھے' (یعنی وارثوں) کو بنایا۔

بَابٌ

قتل شبہ عمد میں دیت واجب ہوگی

وَفِیْ رِوَایَةِ مُسْلِمٍ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ضَرَبَتْ اِمْرَاَةٌ ضَرَّتَهَا بِعَمُوْدِ فُسْطَاطٍ وَهِیَ حُبْلٰی فَقَتَلَتْهَا قَالَ وَاِحْدَاهُمَا لِحِیَانِیَّةٌ قَالَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دِیَةَ الْمَقْتُوْلَةِ عَلٰی عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَغُرَّةً لِمَا

اور مسلم کی روایت میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے (اس طرح) مروی ہے' انہوں نے کہا کہ ایک عورت نے اپنی سوکن کو جو حاملہ تھی' خیمہ کی لکڑی سے مار کر ہلاک کر ڈالا۔ حضرت مغیرہ نے کہا کہ ان میں ایک لحیانیہ تھی (اور لحیان' قبیلہ ہذیل کی ایک شاخ ہے)۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے قبیلہ پر واجب کی اور پیٹ کے بچہ کا خون بہا ایک

فِیْ بَطْنِھَا.

غرّہ (یعنی ایک غلام یا باندی) مقرر فرمایا۔

بَابٌ

غرّہ کی مقدار پانچ سو درہم ہے

وَرَوَی الْبَزَّارُ فِیْ مُسْنَدِہٖ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ اِمْرَاَۃً حَذَفَتْ اِمْرَاَۃً فَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ وَلَدِھَا بِخَمْسِ مِائَۃٍ وَنَھٰی عَنِ الْحَذْفِ.

اور بزار نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے ایک دوسری (حاملہ) عورت کو مار کر اس کا حمل گرا دیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بچہ (کی دیت) میں پانچ سو (درہم) کا فیصلہ فرمایا' اور آپ نے اسقاط حمل سے منع فرمایا۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَوَّمَ الْغُرَّۃَ بِخَمْسِیْنَ دِیْنَارًا وَکُلُّ دِیْنَارٍ بِعَشَرَۃِ دَرَاھِمَ.

اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے غُرّہ کی قیمت پچاس دینار مقرر فرمائی اور ایک دینار' دس درہم کا ہوتا ہے۔

وَرَوٰی اَبُوْدَاوُدَ فِیْ سُنَنِہٖ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخْعِیِّ قَالَ الْغُرَّۃُ خَمْسُ مِائَۃٍ یَعْنِیْ دِرْھَمًا.

اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا ہے کہ غرّہ کا تخمینہ پانچ سو درہم ہوتا ہے۔

بَابٌ

ادائیگی دیت کی مدت ایک سال

وَرَوٰی عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَعَلَ عَلَی الْعَاقِلَۃِ سَنَۃً وَقَالُوْا اِنَّ بَلَاغَاتِ مُحَمَّدٍ فِیْ حُکْمِ الْمُسْنَدَۃِ.

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ نے (دیت کی ادائیگی کے لیے قبیلہ پر) ایک سال کی مدت مقرر فرمائی۔ اور محدثین نے کہا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بلاغات مسند کے حکم میں ہیں (بلاغات سے مراد وہ روایتیں ہیں جن کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتی ہے)۔

ف: واضح ہو کہ حاملہ عورت کے پیٹ پر مار کی وجہ سے جنین مردہ حالت میں گر جائے تو دیت میں ایک غرّہ یعنی ایک غلام یا باندی واجب ہوگی۔ اگر جنین زندہ حالت میں پیدا ہو کر بعد میں مر جائے تو ایسے جنین کی دیت غرّہ کی بجائے کامل ہوگی اور اگر حاملہ عورت پیٹ پر مار کی وجہ سے مر جائے اور اس کی موت کے بعد جنین پیٹ سے گر جائے تو ایسے جنین کی دیت میں کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔ (از مرقات' ہدایہ' عنایہ) ۱۲

بَابٌ

قتل شبہ عمد کی دیت

۳۸۸۰ - وَعَنْ عَلْقَمَۃَ وَالْاَسْوَدِ قَالَا قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ فِیْ شِبْہِ الْعَمَدِ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ حِقَّۃً وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جَذَعَۃً وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بَنَاتُ لَبُوْنٍ وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بَنَاتُ مَخَاضٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ وَھُوَ کَالْمَرْفُوْعِ لِاَنَّ الْمَقَادِیْرَ

حضرت علقمہ اور حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہما سے روایت ہے' ان دونوں حضرات نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ شبہ عمد کی دیت میں (جو ایک سو اونٹنیاں واجب ہیں' ان کی تفصیل یہ ہے:) پچیس حِقّہ (یعنی وہ اونٹنی جس کی عمر کا چوتھا سال شروع ہو چکا ہو)' پچیس جَذعہ (وہ اونٹنی جس کا پانچواں سال شروع ہو چکا ہو)' پچیس بنت لبون (وہ اونٹنی جس کا

لَا تُعْرَفُ بِالرَّأْيِ.

تیسرا برس شروع ہو چکا ہو) اور پچیس بنت مخاض (وہ اونٹنی جس کا دوسرا برس شروع ہو چکا ہو)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور یہ حدیث مرفوع حدیث کے حکم میں ہے' اس لیے کہ احکام میں تعداد کا تعین قیاس اور رائے سے نہیں ہو سکتا۔

بَابٌ

قتل شبہ عمد کی دیت قتل عمد کی طرح مساوی ہے

۳۸۸۱ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَقْلُ شِبْهِ الْعَمَدِ مُغَلَّظٌ مِثْلَ عَقْلِ الْعَمَدِ وَلَا يُقْتَلُ صَاحِبُهُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قتل شبہ عمد کی دیت بھی قتل عمد کی دیت کی طرح مغلظ ہے یعنی کامل ہے اور (قتل شبہ عمد میں) قاتل کو (قصاص میں) نہیں مارا جائے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

مختلف اعضاء کے کاٹنے اور نقصان پہنچانے کی دیت کے مسائل

۳۸۸۲ - وَعَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ وَكَانَ فِي كِتَابِهِ أَنَّ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا فَإِنَّهُ قَوَدُ يَدِهِ إِلَّا أَنْ يَرْضٰى أَوْلِيَاءُ الْمَقْتُوْلِ وَفِيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ يُقْتَلُ بِالْمَرْأَةِ وَفِيْهِ فِي النَّفْسِ الدِّيَةُ مِائَةٌ مِّنَ الْإِبِلِ وَعَلٰى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفُ دِيْنَارٍ وَفِي الْأَنْفِ إِذَا أُوْعِبَ جَدْعُهُ الدِّيَةُ مِائَةٌ مِّنَ الْإِبِلِ وَفِي الْأَسْنَانِ وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْبَيْضَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الذَّكَرِ الدِّيَةُ وَفِي الصُّلْبِ وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الرِّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الْمَأْمُوْمَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي كُلِّ إِصْبَعٍ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو ایک فرمان بھیجا' اور اس فرمان میں یہ حکم تھا کہ جو شخص کسی مسلمان کو ناحق قتل کر دے تو وہ شخص اپنے ہاتھوں ہی اپنے اوپر قصاص کو لازم کر لے گا مگر یہ کہ مقتول کے وارث (دیت لینے یا معاف کرنے پر) راضی ہو جائیں (تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا)' اور اس فرمان میں یہ (حکم) بھی تھا کہ مرد (قاتل) کو (مقتولہ) عورت کے بدلہ (قصاص میں) قتل کیا جائے گا۔ اور اس فرمان میں یہ (بھی حکم) تھا کہ جان کے بدلہ میں (قاتل اگر اونٹوں کا مالک ہے تو اس سے دیت میں) ایک سو اونٹ لیے جائیں گے اور جو شخص سونا رکھتا ہو' اس سے (دیت میں) ایک ہزار دینار لیے جائیں گے اور ناک (کی دیت میں) جبکہ وہ پوری کاٹ دی جائے' ایک سو اونٹ لیے جائیں گے۔ اور (اسی طرح) تمام دانتوں کے توڑنے پر کامل دیت ہوگی' اور دونوں ہونٹوں کے کاٹے جانے پر کامل دیت ہوگی' اور دونوں فوتوں کے کاٹے جانے پر (بھی) پوری دیت ہوگی اور آلہ تناسل کے کاٹے جانے پر (بھی) پوری دیت ہوگی اور ریڑھ کی ہڈی کے توڑنے پر (بھی) کامل دیت ہے' اور دونوں آنکھوں کے پھوڑنے (نابینا کرنے) پر بھی پوری دیت ہے' اور ایک پیر کے کاٹنے میں آدھی دیت ہے اور سر کا وہ زخم جو دماغ تک پہنچ جائے' اس پر ایک تہائی دیت ہے' اور پیٹ کے زخم پر ایک تہائی دیت ہے اور ایسی مار جس سے ہڈی سرک جائے (دیت میں)

پندرہ اونٹ ہیں اور ہاتھ اور پیر کی کسی انگلی کے ٹوٹنے پر (دیت میں) دس دس اونٹ ہوں گے اور ہر دانت کے توڑنے پر (دیت میں) پانچ اونٹ ہیں۔ اس کی روایت نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ مَالِکٍ وَفِی الْعَیْنِ خَمْسُوْنَ وَفِی الْیَدِ خَمْسُوْنَ وَفِی الرِّجْلِ خَمْسُوْنَ وَفِی الْمُوْضِحَۃِ خَمْسٌ.

اور امام مالک کی روایت میں یوں ہے کہ ایک آنکھ کے پھوڑنے میں پچاس اونٹ ہیں اور ایک ہاتھ (کے کاٹنے) میں پچاس اونٹ ہیں اور ایک پیر (کے کاٹنے) میں پچاس اونٹ ہیں اور ایسا (گہرا) زخم جس میں ہڈی نظر آئے (اس کی دیت) پانچ اونٹ ہیں۔

وَرَوٰی اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَوَاضِحِ خَمْسًا خَمْسًا مِنَ الْاِبِلِ وَفِی الْاَسْنَانِ خَمْسًا خَمْسًا مِنَ الْاِبِلِ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ.

اور ابوداؤد نسائی اور دارمی نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (گہرے) زخموں (کی دیت میں) جن میں ہڈی نظر آئے پانچ پانچ اونٹ اور دانتوں (کی دیت) میں پانچ پانچ اونٹوں کا فیصلہ فرمایا۔ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے (صرف حدیث کے پہلے حصہ یعنی زخموں کی دیت کی) روایت کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ انسان کے ایسے اعضاء جو طاق ہیں جیسے ناک زبان اور ذکر (آلۂ تناسل) ان کے کاٹ دینے پر کامل دیت لازم ہوگی اسی طرح عقل قوت شامہ قوت ذائقہ زائل کر دینے پر بھی کامل دیت واجب ہوگی۔ (از ردالمحتار) ۱۲

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

فصل اوّل

بَابٌ

کسی قوت کے ناکارہ کرنے پر کامل دیت ہوگی

۳۸۸۳ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَضٰی فِیْ رَجُلٍ ضَرَبَ رَجُلًا فَذَهَبَ سَمْعُهٗ وَبَصَرُهٗ وَنِکَاحُهٗ وَعَقْلُهٗ بِاَرْبَعِ دِیَاتٍ ذَکَرَهٗ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِیْ رِوَایَۃِ اَبِی الْحَارِثِ وَابْنِهٖ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَوٰی اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ نَحْوَهٗ.

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جس نے ایک دوسرے شخص کو (ایسی بری طرح سے) مارا، جس کی وجہ سے اس کی سماعت بصارت قوت مردی اور عقل جاتی رہی آپ نے یہ فیصلہ دیا کہ وہ چار دیتیں ادا کرے۔ اس کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالحارث اور ان کے بیٹے عبداللہ کی روایت میں بیان کیا ہے۔ اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

بَابٌ

دیت میں مسلمان اور ذمی مساوی ہیں

۳۸۸٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَدَی الْعَامِرِیَّیْنِ بِدِیَۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَانَ لَهُمَا عَهْدٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ بنی عامر کے دو اشخاص کو مسلمانوں سے دیت دلوائی اور ان دونوں اشخاص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ تھا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَرَوٰی اَبُوْدَاؤُدَ فِیْ مَرَاسِیْلِهٖ عَنْ سَعِیْدٍ

اور ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے

بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيَةُ كُلِّ ذِيْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهٖ اَلْفُ دِيْنَارٍ.

روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر صاحب عہد یعنی ذمی کی دیت اس کے عہد کے دوران میں ایک ہزار دینار ہو گی۔

وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ اَبِي الْهَيْثَمِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ قَالُوْا دِيَةُ الْمُعَاهِدِ دِيَةُ الْحُرِّ الْمُسْلِمِ.

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں ہیثم بن ابی الہیثم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ان سب حضرات نے فرمایا ہے کہ ذمی کی دیت وہی ہے جو آزاد مسلمان کی ہے۔

بَابٌ

قتلِ خطاء کی دیت

۳۸۸۵ - وَعَنْ خَشْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دِيَةِ الْخَطَاِ عِشْرِيْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرِيْنَ اِبْنَ مَخَاضٍ ذُكُوْرٍ وَعِشْرِيْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَعِشْرِيْنَ جِذْعَةً وَعِشْرِيْنَ حِقَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ.

حضرت خشف بن مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قتل خطاء کی دیت دو سال والی بیس اونٹنیاں اور دو سال والے بیس اونٹ اور بیس اونٹنیاں تیسرے برس والی اور بیس اونٹنیاں پانچویں برس والی اور بیس اونٹنیاں چوتھے برس والی کا فیصلہ فرمایا۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت علی ابن مسعود پر موقوف ہے۔

وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ وَعَلٰى تَقْدِيْرِ تَسْلِيْمِهٖ لَا يَضُرُّهٗ فَاِنَّ مِثْلَ هٰذَا الْمَوْقُوْفِ فِيْ حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ فَاِنَّ التَّقَادِيْرَ لَا تُعْرَفُ مِنْ قِبَلِ الرَّاْيِ مَعَ اَنَّ الْمُقَرَّرَ فِي الْاُصُوْلِ اَنَّهٗ اِذَا كَانَ الْحَدِيْثُ مَرْفُوْعًا وَمَوْقُوْفًا يُعْتَبَرُ الْمَرْفُوْعُ وَخَشْفٌ وَثَّقَهُ النَّسَائِيُّ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَهُوَ رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ فَيَكُوْنُ مَعْرُوْفًا لِاَنَّ اَقَلَّ الْمَعْرُوْفِ اَنْ يُّرْوٰى عَنِ اثْنَيْنِ وَقَالَ الشُّمُنِّيُّ وَاَجَابَ الْاَصْحَابُ عَنِ الَّذِيْ وَدَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ بِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَرَّعَ بِذٰلِكَ وَلَمْ يَجْعَلْهُ حُكْمًا.

اور علامہ علی قاری نے کہا: اگر اسے بالفرض تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی یہ مضر نہیں کیونکہ اس قسم کی موقوف روایت مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کتب اصول میں یہ اصول موجود ہے کہ جب ایک حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طریقوں سے مروی ہو تو مرفوع کا اعتبار کیا جاتا ہے اور خشف کی امام نسائی نے توثیق کی ہے جبکہ ابن حبان نے ثقات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث حضرت ابن مسعود اور عمرو نے اپنے والد سے روایت کی ہے لہٰذا یہ (حدیث) معروف ہوئی کیونکہ معروف وہ حدیث ہوتی ہے جسے کم از کم دو راویوں نے روایت کیا ہو۔

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مِنْ طَرِيْقِ الشَّافِعِيِّ قَالَ

اور بیہقی نے امام شافعی کی سند سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ امام

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بَلَغَنَا عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ فَرَضَ عَلٰى أَهْلِ الذَّهَبِ فِي الدِّيَةِ أَلْفَ دِيْنَارٍ وَمِنَ الْوَرِقِ عَشْرَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ.

محمد بن الحسن نے فرمایا کہ ہم کو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ نے سونا رکھنے والوں کے لیے دیت میں ایک ہزار دینار اور چاندی رکھنے والوں پر دس ہزار درہم مقرر فرمائے۔

٣٨٨٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ فَهُوَ ضَامِنٌ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (طب سے واقف نہ ہو اور) طبیب بن بیٹھے اور وہ علاج میں ماہر بھی نہ ہو (اس نے کسی کا علاج کیا اور مریض کو نقصان پہنچا) تو ایسا طبیب (نقصان کا) ضامن ہوگا (یعنی اگر مریض مر جائے یا اس کا کوئی عضو ناکارہ ہو جائے تو طبیب پر دیت واجب ہوگی)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابُ مَا لَا يُضْمَنُ مِنَ الْجِنَايَاتِ

ان قصوروں کا بیان جن پر تاوان عائد نہیں ہوتا

بَابٌ

وہ اموات جن پر تاوان نہیں

٣٨٨٧ - عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر جانور کسی کو زخمی کر دے (یا مار ڈالے) تو (مالک پر) کوئی تاوان نہیں (بشرطیکہ مالک یا نگران کار ساتھ نہ ہو) اور اگر کوئی شخص معدن (یعنی کان) میں گر کر مر جائے تو اس کا تاوان (بھی) نہیں اور (اسی طرح) کنویں میں گر کر مرنے والے کا (بھی) تاوان نہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

لڑائی میں دانتوں سے کاٹنے والے کے دانت ٹوٹ جائیں تو تاوان نہیں

٣٨٨٨ - وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ وَكَانَ لِيْ أَجِيْرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْاٰخَرِ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوْضُ يَدَهٗ مِنْ فِي الْعَاضِّ فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ فَسَقَطَتْ فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ وَقَالَ أَيَدَعُ يَدَهٗ فِيْ فِيْكَ تَقْضِمُهَا كَالْفَحْلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیش العسرۃ یعنی غزوۂ تبوک میں شریک تھا۔ میرا ایک ملازم تھا وہ ایک آدمی سے لڑ پڑا اور ایک نے دوسرے کا ہاتھ (اپنے دانتوں سے) کتر دیا تو ہاتھ کترے (یعنی زخمی) نے جب اپنا ہاتھ کترنے والے کے منہ سے کھینچا تو کترنے والے کے اگلے دانت گر پڑے۔ تو یہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (دانت گرنے کا تاوان لینے کے لیے) حاضر ہوا تو آپ نے (دانتوں کا بدلہ معاف فرما دیا اور) یوں ارشاد فرمایا کہ کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں چھوڑے رکھتا تا کہ تو اس (کے ہاتھ) کو اونٹ کی طرح چباتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جان و مال کی مدافعت وغیرہ میں قتل کرنے والے پر دیت نہیں

٣٨٨٩ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ أَخْذَ مَالِيْ قَالَ فَلَا تُعْطِهٖ مَالَكَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِيْ قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِيْ قَالَ فَأَنْتَ شَهِيْدٌ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهٗ قَالَ هُوَ فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب (رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر) عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! اگر کوئی شخص میرا مال لوٹنے کے لیے آئے تو آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تو اس کو اپنا مال نہ دے اس نے عرض کیا: اگر وہ مجھ سے لڑنے لگے تو آپ کیا فرماتے ہیں (کہ میں کیا کروں)؟ آپ نے فرمایا: تو (بھی) اس سے لڑائی کر اس نے پھر عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں: اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ تو آپ نے فرمایا: تو شہید ہوگا اس نے پھر عرض کیا: آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں اس کو قتل کر دوں؟ تو آپ نے فرمایا: وہ دوزخی ہوگا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ.

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ أَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ.

اور ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے اور جو شخص اپنی جان کی حفاظت میں مارا جائے وہ (بھی) شہید ہے اور جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے وہ (بھی) شہید ہے اور جو شخص اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ (بھی) شہید ہے۔

بَابٌ

قصداً یا اتفاقاً کسی کے گھر میں جھانکنے کے احکام

٣٨٩٠ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِكَ أَحَدٌ وَلَمْ تَأْذَنْ لَهٗ فَخَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فَالْحَدِيْثُ مَحْمُوْلٌ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ نَظَرَ فِيْ بَابِ دَارِ رَجُلٍ فَفَقَأَ الرَّجُلُ عَيْنَهٗ لَا يَضْمَنُ إِنْ لَمْ يُمْكِنْهُ تَنْحِيَتُهٗ مِنْ غَيْرِ فَقْئِهَا وَإِنْ أَمْكَنَهٗ ضَمِنَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: اگر تمہارے گھر میں کوئی تمہاری اجازت کے بغیر جھانکے اور تم نے کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی تو تم پر اس کا کوئی گناہ نہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص نے کسی شخص کے گھر کے دروازہ میں جھانکا اور گھر والے نے دیکھتے ہی اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی تو گھر والے پر تاوان لازم نہ ہوگا بشرطیکہ گھر والے نے آنکھ پھوڑنے سے پہلے جھانکنے والے کو وہاں سے ہٹ جانے کا موقع نہ دیا ہو اور اگر اس نے اس شخص کو مہلت دی اور پھر اس نے آنکھ پھوڑ ڈالی تو اس صورت میں تاوان لازم ہوگا

(پہلی صورت میں آنکھ پھوڑنے والے پر اس لیے تاوان لازم نہیں آتا کہ اس نے اضطراری حالت میں جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑی ہے اور دوسری صورت میں اس لیے تاوان لازم آئے گا کہ آنکھ پھوڑنے والے نے مہلت دے کر بالقصد اس کی آنکھ پھوڑی ہے)۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهُمَا عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَطْلَعَ فِیْ حِجْرٍ فِیْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًی یَحُكُّ بِهٖ رَاْسَهٗ فَقَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنْتَ تَنْظُرُنِیْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِیْ عَیْنَیْكَ اِنَّمَا جَعَلَ الْاِسْتِئْذَانَ مِنْ اَجَلِ الْبَصَرِ.

اور بخاری اور مسلم کی ایک متفقہ روایت میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے (گھر کے) دروازہ میں جھانکا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس خار دار لکڑی تھی' جس سے آپ اپنے سر مبارک کو کھجلاتے تھے۔ آپ نے (اس شخص سے) فرمایا: اگر میں جانتا کہ تو (قصداً اس سوراخ سے) مجھے دیکھ رہا ہے تو میں ضرور اس لکڑی کو تیری آنکھ میں چبھو دیتا۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ شریعت میں گھر میں داخل ہونے کی اجازت نظر کی وجہ سے لگائی گئی ہے تاکہ غیر محرم پر نگاہ نہ پڑے۔

وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَشَفَ سِتْرًا فَاَدْخَلَ بَصَرَهٗ فِی الْبَیْتِ قَبْلَ اَنْ یُّؤْذَنَ لَهٗ فَرَاٰی عَوْرَةَ اَهْلِهٖ فَقَدْ اَتٰی حَدًّا لَا یَحِلُّ لَهٗ اَنْ یَّاْتِیَهٗ وَلَوْ اَنَّهٗ حِیْنَ اَدْخَلَ بَصَرَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ رَجُلٌ فَفَقَاَ عَیْنَهٗ مَا عَیَّرْتُ عَلَیْهِ وَاِنْ مَرَّ الرَّجُلُ عَلٰی بَابٍ لَا سِتْرَ لَهٗ غَیْرَ مُغْلَقٍ فَنَظَرَ فَلَا خَطِیْئَةَ عَلَیْهِ اِنَّمَا الْخَطِیْئَةُ عَلٰی اَهْلِ الْبَیْتِ.

اور ترمذی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص (کسی کے گھر کا) پردہ اٹھا کر اجازت ملنے سے پہلے گھر میں جھانکے اور اس کے گھر کی عورتوں کو دیکھ لے تو اس نے ایک ایسا فعل کیا ہے جس پر حد لازم آتی ہے اور یہ کام اس کے لیے جائز نہ تھا اور جب وہ جھانک رہا تھا تو (گھر والا) کوئی شخص اس کے سامنے آ جائے اور اس کی آنکھ پھوڑ دے تو میں اس پر کوئی تاوان عائد نہیں کروں گا اور اگر کوئی شخص کسی کے دروازہ پر سے گزرے جس کا دروازہ بند نہ ہو اور اس پر پردہ بھی نہ ہو اور وہ شخص (بغیر ارادہ کے گھر والوں پر) نظر ڈالے تو ایسے شخص پر کوئی گناہ نہیں' گناہ تو گھر والوں کا ہے (کہ انہوں نے نہ تو دروازہ بند رکھا اور نہ ہی اس پر پردہ ڈالا)۔

بَابٌ

بے سبب کنکر پھینکنے کی ممانعت

٣٨٩١ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّهٗ رَاٰی رَجُلًا یَخْذِفُ فَقَالَ لَا تَخْذِفْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ اِنَّهٗ لَا یُصَادُ بِهٖ صَیْدٌ وَّلَا یُنْكَاُ بِهٖ عَدُوٌّ وَّلٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَاُ الْعَیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا' جو کنکر پھینک رہا ہے' آپ نے اس سے فرمایا: (کنکر) مت پھینک' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکر پھینکنے سے منع فرمایا۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس طرح کنکر پھینکنے سے نہ شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ دشمن کو زخمی کیا جاتا ہے' لیکن وہ کبھی کبھی دانت کو توڑتا ہے اور آنکھ کو پھوڑتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

مجمع میں کھلا ہتھیار لے کر پھرنا منع ہے

۳۸۹۲ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ اَحَدُکُمْ فِیْ مَسْجِدِنَا وَفِیْ سُوْقِنَا وَمَعَہٗ نَبْلٌ فَلْیُمْسِكْ عَلٰی نِصَالِھَا اَنْ یُّصِیْبَ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْھَا بِشَیْءٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد اور ہمارے بازار میں سے گزرے اور اس کے ساتھ تیر ہو تو اس کے پھل کو بند رکھے تا کہ اس سے کسی مسلمان کو زخم نہ پہنچے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

کھلے ہتھیار سے کسی کی طرف اشارہ کرنا منع ہے

۳۸۹۳ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُشِیْرُ اَحَدُکُمْ عَلٰی اَخِیْہِ بِالسِّلَاحِ فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ لَعَلَّ الشَّیْطَانَ یَنْزَعُ فِیْ یَدِہٖ فَیَقَعُ فِیْ حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کو بہکائے[۱] اور اس کے ہاتھ سے (وہ ہتھیار) کسی کو جا لگے (جس کی وجہ سے وہ شخص ہلاک ہو جائے اور اس قتلِ ناحق کے سبب) وہ دوزخ کے گڑھے میں گرے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱ یہ ترجمہ ''یَنْزَغُ'' کا ہے جو دوسری روایت میں مذکور ہے۔ ۱۲

بَابٌ

ہتھیار سے اشارہ کرنے پر وعید

۳۸۹۴ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَشَارَ اِلٰی اَخِیْہِ بِحَدِیْدَۃٍ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ تَلْعَنُہٗ حَتّٰی یَضَعَھَا وَاِنْ کَانَ اَخَاہُ لِاَبِیْہِ وَاُمِّہٖ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے بھائی کی طرف کسی ہتھیار سے اشارہ کرے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس کو رکھ دے اگرچہ کہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر ہتھیار اُٹھانے کی وعید

۳۸۹۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَمَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا.

حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے یہ دونوں حضرات حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ جو ہم پر ہتھیار اُٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے اور مسلم نے اتنا اضافہ اور کیا ہے: (آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ) جو ہم کو دھوکہ دے وہ (بھی) ہم میں سے نہیں۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۳۸۹۶ - عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَّ عَلَیْنَا السَّیْفَ فَلَیْسَ مِنَّا رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ہم پر تلوار کھینچے وہ ہم میں سے نہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

اُمتِ محمدی پر ناحق تلوار اُٹھانے والا جہنمی ہے

٣٨٩٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ بَابٌ مِّنْهَا لِمَنْ سَلَّ السَّيْفَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ عَلٰى اُمَّةِ مُحَمَّدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور فرماتے ہیں کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں' جن میں سے ایک دروازہ اس شخص کے لیے ہے جو میری امت پر' یا آپ نے یوں فرمایا: امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر (ناحق) تلوار کھینچے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ننگی تلوار کا لینا اور دینا منع ہے

٣٨٩٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُوْلًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہم ننگی تلوار کے لینے اور دینے سے منع فرمایا ہے (تاکہ اس سے کسی کو ضرب نہ لگے)۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

کسی چیز کو ہاتھ پر رکھ کر کاٹنا منع ہے

٣٨٩٩ - وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّقَدَّ السَّيْرُ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ' حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کو دو انگلیوں کے درمیان (رکھ کر) چیرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

لوگوں کو ناحق سزا دینے پر وعید

٣٩٠٠ - وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ مَرَّ بِالشَّامِ عَلٰى اُنَاسٍ مِّنَ الْاَنْبَاطِ وَقَدْ اُقِيْمُوْا فِي الشَّمْسِ وَصُبَّ عَلٰى رُءُوْسِهِمُ الزَّيْتُ فَقَالَ مَا هٰذَا قِيْلَ يُعَذَّبُوْنَ فِي الْخَرَاجِ فَقَالَ هِشَامٌ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ ملک شام میں نبطیوں کی ایک جماعت پر سے گزرے' جن کو دھوپ میں کھڑا کر کے ان کے سروں پر (گرم) تیل ڈالا جارہا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا: یہ کیا ہو رہا ہے؟ ان سے کہا گیا کہ ٹیکس کی (عدم ادائیگی میں) ان کو سزا دی جارہی ہے' (یہ سن کر) حضرت ہشام نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو (قیامت میں) ایسا ہی عذاب دیں گے جیسا یہ لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ظالم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہتے ہیں

٣٩٠١ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ اَنْ تَرٰى قَوْمًا فِيْ اَيْدِيْهِمْ مِثْلَ اَذْنَابِ الْبَقَرِ يَغْدُوْنَ فِيْ غَضَبِ اللّٰهِ وَيَرُوْحُوْنَ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا کہ اگر تمہاری مدت یعنی عمر دراز ہو جائے تو تم عنقریب ایک ایسی قوم کو دیکھو گے جن کے ہاتھوں میں گائیوں کی دُموں کی طرح (کوڑے) ہوں گے' وہ صبح بھی اس حالت میں ہوں گے کہ اللہ کے غضب میں ہیں اور شام کو بھی اس حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں ہیں۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ وَیَرُوْحُوْنَ فِیْ لَعْنَةِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی لعنت میں شام کرتے ہیں (اس لیے کہ وہ اپنے امیروں کے حکم سے مخلوقِ اللہ پر ظلم کرتے رہتے ہیں)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

دوزخیوں کے دوگروہ اوران کی صفات

۳۹۰۲ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَاِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ دوزخیوں کے دوگروہ ہیں میں نے ان کو نہیں دیکھا ہے (یعنی آئندہ ہوں گے) ایک وہ قوم جن کے ساتھ کوڑے ہوں گے جو گائیوں کی دُموں کی طرح ہوں گے اور وہ ان (کوڑوں) سے لوگوں کو (ازراہِ ظلم و زیادتی) ماریں گے اور (دوسرا گروہ) وہ عورتیں ہیں جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہیں (لوگوں کو) اپنی طرف مائل کرنے والی اور ان کی طرف مائل ہونے والی ہیں ان کے سربختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہلتے رہتے ہیں یہ عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اور اتنی دور (یعنی چالیس برس کے فاصلہ سے) پائی جاتی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

چہرہ پر مارنا منع ہے

۳۹۰۳ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَاِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی کسی سے جھگڑا کرے تو چہرہ (پر مارنے) سے احتیاط کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابُ الْقَسَامَةِ

قاتل معلوم نہ ہونے کی صورت میں اہل محلہ سے قسم لینا

بَابٌ

نامعلوم قاتل کے احکام

۳۹۰۴ - عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْاَزْمَعِ قَالَ قُتِلَ قَتِيْلٌ بَيْنَ وَادِعَةٍ وَحَيٍّ اٰخَرَ وَالْقَتِيْلُ اِلٰى وَادِعَةٍ اَقْرَبُ فَقَالَ عُمَرُ لِوَادِعَةٍ يَحْلِفُ خَمْسُوْنَ رَجُلًا مِّنْكُمْ بِاللّٰهِ مَا قَتَلْنَا وَلَا نَعْلَمُ قَاتِلًا ثُمَّ اَغْرَمُوا الدِّيَةَ فَقَالَ لَهُ الْحَارِثُ نَحْلِفُ وَتُغْرِمُنَا فَقَالَ نَعَمْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت حارث بن ازمع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ وادعہ اور ایک دوسرے قبیلہ کے درمیان ایک شخص کو قتل کر دیا گیا اور مقتول قبیلہ وادعہ (کی بستی) سے زیادہ قریب تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ وادعہ سے فرمایا کہ تم میں سے پچاس آدمی اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم نے قتل نہیں کیا اور نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں پھر ان لوگوں نے خون بہا بھی ادا کیا تو حارث نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ہم تو قسم کھا لیتے ہیں اور (خون بہا لے کر) آپ ہم پر تاوان لگاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں! اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

وَرَوٰى اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْبَیْهَقِیُّ نَحْوَهٗ.

اور ابن ابی شیبہ عبد الرزاق اور بیہقی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلْبَیْهَقِیِّ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ عُمَرَ بَدَاَ بِاَیْمَانِ الْمُدَّعٰی عَلَیْهِمْ فِی الْقِسَامَةِ. وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَکَمَ بِهٖ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَحْضَرٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ مِنْ غَیْرِ اِنْکَارٍ اَحَدٍ مِّنْهُمْ فَصَارَ اِجْمَاعًا وَرَوٰى اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی فِی الْقَسَامَةِ اِنَّ الْیَمِیْنَ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْهِمْ.

اور بیہقی کی ایک روایت میں حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسامت میں مدعیٰ علیہم پر پہلے قسم دی۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کی موجودگی میں یہ حکم دیا اور ان حضرات میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں فرمایا' اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم اجماع امت ہوا۔ اور ابن ابی شیبہ نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسامت میں یہ فیصلہ دیا کہ مدعیٰ علیہم سے قسم لی جائے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ جَاءَتِ الْاَنْصَارُ فَقَالُوْا اِنَّ صَاحِبَنَا یَتَشَحَّطُ فِیْ دَمِهٖ فَقَالَ یَعْرِفُوْنَ قَاتِلَهٗ قَالُوْا لَا اِلَّا اَنَّ یَهُوْدَ قَتَلَتْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَارُوْا مِنْهُمْ خَمْسِیْنَ رَجُلًا فَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ جَهْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ خُذُوا الدِّیَةَ مِنْهُمْ فَفَعَلُوْا وَیُؤَیِّدُهٗ مَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ یُعْطَی النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰی نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَاَمْوَالِهِمْ وَلٰکِنَّ الْیَمِیْنَ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْهِ.

اور ایک روایت میں حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ انصار (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں) حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ہمارا ایک شخص خون میں لت پت ہے' آپ نے فرمایا کہ کیا وہ اس کے قاتل کو پہچانتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں (ہم قاتل کو نہیں پہچانتے ہیں)! مگر یہ کہ یہود نے اس کو قتل کیا ہے! (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے پچاس آدمیوں کا انتخاب کرو اور وہ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں' پھر ان سے خون بہا (بھی) لے لو تو انصار نے ایسا ہی کیا۔ اور اس کی تائید مسلم کی روایت سے بھی ہوتی ہے' جس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو ان کے دعویٰ کرنے کی بناء پر (ان کے مطلوبات) دے دیئے جائیں تو لوگ لوگوں کے خونوں اور ان کے مالوں کا دعویٰ کریں گے' لیکن مدعیٰ علیہ سے قسم لی جائے۔

بَابُ اَهْلِ الرِّدَّةِ وَالسَّعَادَةِ بِالْفَسَادِ

مرتد' فسادی اور ڈاکوؤں کو قتل کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰهُمْ حَتّٰی یُبَیِّنَ لَهُمْ مَا یَتَّقُوْنَ﴾ (التوبہ:١١٥).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ تعالیٰ کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ کسی قوم کو ہدایت کر کے گمراہ کر دے جب تک کہ ان کو یہ صاف نہ بتا دے کہ ان کو کس چیز سے بچنا ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی ﴿تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِکُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ﴾ (ہود:٦٥).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (حضرت صالح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم کی نافرمانی پر فرمایا:) تم لوگ تین دن اور اپنے گھروں میں چین کرو

(اس کے بعد عذاب آیا اور سب ہلاک ہو گئے)۔

وَقَوْلُ تَعَالٰی ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (المائدہ: ٣٤).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کی سزا تو بس یہی ہے کہ وہ (ڈھونڈ ڈھونڈ کر) قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا جلاوطن کر دیئے جائیں' یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہوئی اور (اس کے علاوہ) آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب (تیار) ہے مگر جن لوگوں نے تمہارے ان پر قابو پانے سے پہلے توبہ کر لی تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

بَابٌ

مرتد مرد کو قتل کرنے سے پہلے توبہ کی مہلت دی جائے

٣٩٠٥ - عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ اُتِيَ عَلِيٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَاَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ اَنَا لَمْ اَحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چند زندیق لائے گئے تو آپ نے ان کو جلا دیا۔ یہ خبر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے' (اور فرمایا:) اللہ تعالیٰ کے عذاب جیسا عذاب مت دو اور میں ان کو قتل کرتا' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص (اسلام لانے کے بعد) اپنے دین سے پھر جائے تو اس کو قتل کر دو۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَرَوٰى مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَجُلٌ مِنْ قِبَلِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ فَسَاَلَهٗ عَنِ النَّاسِ فَاَخْبَرَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هَلْ كَانَ فِيْكُمْ مِنْ مُغْرِبَةِ خَبَرٍ فَقَالَ نَعَمْ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ قَالَ فَمَا فَعَلْتُمْ بِهٖ قَالَ قَرَّبْنَاهُ فَضَرَبْنَا عُنُقَهٗ فَقَالَ عُمَرُ اَفَلَا حَبَسْتُمُوْهُ ثَلَاثًا وَاَطْعَمْتُمُوْهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيْفًا وَاسْتَتَبْتُمُوْهُ لَعَلَّهٗ يَتُوْبُ وَيَرْجِعُ اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ عُمَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَمْ اَحْضُرْ وَلَمْ اٰمُرْ وَلَمْ اَرْضَ اِذْ بَلَغَنِيْ.

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن محمد ابن عبداللہ بن عبدالقاری سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک شخص آیا تو آپ نے اس سے لوگوں کے حالات دریافت فرمائے' تو اس نے آپ کو (حالات سے) مطلع کیا' پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تمہارے پاس کسی نادر واقعہ کی خبر ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! ایک شخص نے اسلام لانے کے بعد کفر کیا' آپ نے دریافت فرمایا: تم نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہم نے اس کو طلب کیا اور اس کی گردن مار دی! (اس پر) حضرت عمر نے فرمایا: تم نے اس کو تین دن قید میں کیوں نہ رکھا اور اس کو ہر دن ایک روٹی کیوں نہ کھلائی اور اس سے توبہ کا مطالبہ کیوں نہ کیا' شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ پر رجوع کر لیتا! پھر حضرت عمر نے فرمایا: اے اللہ! میں (وہاں) موجود نہ تھا اور نہ میں نے (اس کے قتل کا) حکم دیا اور جب مجھے اس کی

اطلاع پہنچی تو میں نے اس سے اتفاق بھی نہ کیا۔

بَابٌ

مرتد عورت کو قتل کیے بغیر توبہ کی مہلت دینا

وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهٖ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ حِيْنَ بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ اَيُّمَا رَجُلٍ اِرْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ فَادْعُهُ فَاِنْ تَابَ فَاقْبَلْ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَتُبْ فَاضْرِبْ عُنُقَهٗ وَاَيُّمَا اِمْرَاَةٍ اِرْتَدَّتْ عَنِ الْاِسْلَامِ فَادْعُهَا فَاِنْ تَابَتْ فَاقْبَلْ مِنْهَا وَاِنْ اَبَتْ فَاسْتَتِبْهَا.

اور طبرانی نے اپنی معجم میں سند حسن کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جبکہ اُن کو (حاکم بنا کر) یمن کی طرف روانہ فرمایا تھا کہ جو شخص اسلام سے منحرف ہو جائے تو اس کو طلب کرو اگر وہ توبہ کرے تو اس (کی توبہ) کو قبول کر لو اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کی گردن مار دو اور جو عورت اسلام سے منحرف ہو جائے تو اس کو (بھی) طلب کرو اگر وہ توبہ کرے تو اس (کی توبہ) کو قبول کر لو اور اگر وہ انکار کر دے تو اس سے توبہ کا مطالبہ کرتے رہو (اور اس کو مرد کی طرح قتل نہ کرو)۔

بَابٌ

مقتول کا مُثلہ کرنا منع ہے

٣٩٠٦ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ اَنَسٍ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو صدقہ دینے (یعنی نیکی کرنے اور فقراء و مساکین پر خرچ کرنے) کی ترغیب دیا کرتے تھے اور مُثلہ کرنے (یعنی مقتول کے اعضاء جسمانی کو کاٹنے) سے منع فرماتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی نے اس کی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

بَابٌ

ارتداد اور سنگین جرائم کی سزا کا ایک واقعہ

وَفِى الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنْ عُكْلٍ فَاَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّاْتُوْا اِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا فَارْتَدُّوْا وَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوا الْاِبِلَ فَبَعَثَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَاُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا.

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلۂ عُکل کے چند لوگ حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا' ان کو مدینہ منورہ اور اس کی آب و ہوا پسند نہ آئی اور بیمار ہو گئے' تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ (مدینہ منورہ کے باہر جہاں زکوٰۃ کے اونٹ رکھے جاتے ہیں) چلے جائیں اور ان اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پئیں' انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ تندرست ہو گئے' پھر وہ مرتد ہو گئے اور اونٹوں کے چرواہوں کو مار ڈالا اور اونٹوں کو ہانک لے گئے' (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تعاقب میں چند سوار بھیجے' ان کو پکڑ کر لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ ڈالے اور ان کی آنکھوں کو نکال دیا اور ان کو اسی حالت پر چھوڑے رکھا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَمَّرُوْا اَعْيُنَهُمْ.

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ گرم سیخوں کو ان کی آنکھوں میں پھرایا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَاُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ

اور ایک اور روایت میں یوں ہے کہ سیخوں کو گرم کرنے کا حکم دیا اور پھر ان سیخوں کو ان کی آنکھوں میں پھیرا اور مقامِ حرہ (مدینہ کے اطراف کی

فَمَا يُسْقَوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ هٰذَا الْحَدِيْثُ إِمَّا أَنْ يُّحْمَلَ عَلَى النَّسْخِ كَمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ وَقَتَادَةَ وَبِهٖ قَالَ الشَّافِعِيُّ أَوْ يُحْمَلَ عَلٰى أَنَّهٗ فَعَلَ بِهِمْ مَا فَعَلُوْا بِالرُّعَاءِ.

سنگلاخ زمین) میں ان کو ڈال دیا اور وہ (پیاس کے مارے) پانی مانگتے رہے اور اُن کو پانی نہیں دیا گیا' یہاں تک کہ وہ (اسی حالت میں) مر گئے۔ اور بیہقی نے (اپنی کتاب) المعرفۃ میں کہا ہے کہ اس حدیث کو یا تو منسوخ قرار دیا جائے' جیسا کہ ابن سیرین اور قتادہ سے مروی ہے اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے (کہ یہ حدیث منسوخ ہے) یا پھر اس حدیث کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جیسا کہ انہوں نے چرواہوں کے ساتھ کیا تھا۔

بَابٌ

اکثر عذابِ قبر پیشاب سے نہ بچنے میں ہوتا ہے

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْحَاكِمِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ صَحَابِيٍّ صَالِحٍ ابْتُلِيَ بِعَذَابِ الْقَبْرِ جَاءَ إِلٰى امْرَأَتِهٖ فَسَأَلَهَا عَنْ أَعْمَالِهٖ فَقَالَتْ كَانَ يَرْعَى الْغَنَمَ وَلَا يَتَنَزَّهُ مِنْ بَوْلِهٖ فَحِيْنَئِذٍ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَاتَّفَقَ الْمُحَدِّثُوْنَ عَلٰى صِحَّتِهٖ.

اور حاکم کی ایک روایت میں مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک نیک صحابی کے دفن سے فارغ ہوئے' جو عذابِ قبر میں مبتلا ہوئے تھے' اس کی بیوی کے پاس تشریف لائے اور اس سے اس کے شوہر کے اعمال دریافت فرمائے' اس نے جواب دیا کہ وہ بکریاں چرایا کرتے اور ان کے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتے تھے' (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیشاب سے بچا کرو' اس لیے کہ عذابِ قبر عموماً اسی سے ہوتا ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور محدثین نے اس کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔

بَابٌ

پرندوں اور بے ضرر جانوروں پر مشقت کی ہدایت

٣٩٠٧- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهٖ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرُشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَيْهَا وَرَأٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَا قَالَ مَنْ حَرَّقَ هٰذِهٖ فَقُلْنَا نَحْنُ قَالَ إِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يُّعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایک سفر میں تھے' آپ قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے' ایسے میں ہم کو ایک سرخ چھوٹا پرندہ نظر آیا' جس کے ساتھ اس کے دو بچے (بھی) تھے' ہم نے اس کے دونوں بچوں کو پکڑ لیا' وہ پرندہ آیا اور اپنے پروں کو (زمین پر) بطور فریاد (کے) پھیلانے لگا' اتنے میں حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور (پرندہ کی حالت کو دیکھ کر) فرمایا کہ کس نے اس (کے بچوں کو پکڑ کر اس) کو غمگین کیا ہے۔ اس کے بچے اس کو واپس کر دو۔ اور آپ نے چیونٹیوں کے ایک گھر کو دیکھا' جس کو ہم نے جلا دیا تھا' آپ نے دریافت فرمایا: اس کو کس نے جلایا ہے؟ تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے (جلایا ہے)! آپ نے ارشاد فرمایا کہ آگ سے عذاب دینے کا حق اسی کو ہے جو آگ کا خالق ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

آگ سے عذاب دینے کا حق اللہ تعالیٰ ہی کو ہے

۳۹۰۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا اِلَّا اللّٰهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک آگ سے عذاب دینے کا حق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

باغی کی سزا قتل ہے

۳۹۰۹ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ حِدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ اَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک قوم نکلے گی جو نوجوان اور کم عقل ہوں گے بہترین اقوال (یعنی قرآن وحدیث) بیان کریں گے ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا دین (یعنی امام کی اطاعت) سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے تم ان کو جہاں کہیں پاؤ قتل کر دو اس لیے کہ ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والوں کو قیامت کے دن بڑا ثواب ملے گا (اس لیے کہ یہ باغی ہیں)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۳۹۱۰ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ اِخْتِلَافٌ وَفِرْقَةٌ قَوْمٌ يُحْسِنُوْنَ الْقِيْلَ وَيُسِيْئُوْنَ الْفِعْلَ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يَرْجِعُوْنَ حَتّٰى يَرْتَدَّ السَّهْمُ عَلٰى فُوْقِهٖ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ طُوْبٰى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوْهُ يَدْعُوْنَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَلَيْسُوْا مِنَّا فِيْ شَيْءٍ مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ اَوْلٰى بِاللّٰهِ مِنْهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا سِيْمَاهُمْ قَالَ التَّحْلِيْقُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ دونوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں اختلاف اور گروہ بندی شروع ہو جائے گی ایک ایسا گروہ ہوگا جو اچھی اچھی باتیں کرے گا اور کام بُرے کریں گے قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا وہ دین (یعنی امام کی اطاعت) سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے وہ دین پر نہیں پلٹیں گے یہاں تک کہ تیر اپنی کمان میں پھر واپس آ جائے (یعنی جس طرح تیر کا اپنی کمان میں واپس آنا محال ہے اسی طرح ان کی دین میں واپسی محال ہے) وہ انسانوں اور جانوروں میں بدترین مخلوق ہیں خوش نصیب ہے وہ شخص جو ان کو قتل کرے اور وہ اس کو قتل کریں (اس لیے کہ مارنے والا غازی ہے اور مرنے والا شہید ہے) وہ لوگ قرآن کی طرف بلائیں گے (اور سنت رسول اللہ سے اعراض کریں گے) ہمارا ان سے کسی بات میں تعلق نہیں ہے جو ان سے لڑے وہ اللہ تعالیٰ (کی رحمت اور فضل) سے بہت قریب ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کی نشانی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: (ان کی نشانی) سرمنڈانا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

خوارج کا ذکر اور ان کی نشانیاں

٣٩١١ - وَعَنْ شَرِيْكِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ كُنْتُ اَتَمَنّٰى اَنْ اَلْقٰى رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُهٗ عَنِ الْخَوَارِجِ فَلَقِيْتُ اَبَا بَرْزَةَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقُلْتُ لَهٗ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُذُنِيْ وَرَاَيْتُهٗ بِعَيْنِيْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهٗ فَاَعْطٰى مَنْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهٖ وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَّرَاءَهٗ شَيْئًا فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ وَّرَاءِهٖ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ رَجُلٌ اَسْوَدُ مَطْمُوْمُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَبْيَضَانِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيْدًا وَّقَالَ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُوْنَ بَعْدِيْ رَجُلًا هُوَ اَعْدَلُ مِنِّيْ ثُمَّ قَالَ يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَانَ هٰذَا مِنْهُمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ اٰخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت شریک بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کی آرزو رکھتا تھا کہ نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی سے ملوں اور ان سے خوارج کے متعلق دریافت کروں تو میں ایک عید کے دن حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے ان کے چند ساتھیوں کے ساتھ ملا میں نے اُن سے دریافت کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے خوارج کا ذکر سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے کانوں سے سنا ہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال لایا گیا آپ نے اس کو تقسیم کیا اور دائیں جانب کے لوگوں کو دیا اور بائیں جانب کے لوگوں کو بھی دیا اور جو لوگ پیچھے تھے ان کو نہ دیا آپ کے پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا اس نے کہا: اے محمد! تو نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا! وہ سیاہ رنگ کا تھا اس کے سر کے بال مونڈے ہوئے تھے وہ دو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: اللہ کی قسم! میرے بعد مجھ سے زیادہ منصف تم کسی کو نہ پاؤ گے پھر فرمایا: آخری زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی گویا یہ شخص انہی میں سے ہے! وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے ان کی نشانی سر کا مونڈنا ہے (اس قسم کے لوگ) ہمیشہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری شخص مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا جب تم ان سے ملو (تو جان لو کہ) یہ انسانوں اور جانوروں میں بدترین مخلوق ہیں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

بدترین مقتول کون ہیں؟

٣٩١٢ - وَعَنْ اَبِيْ غَالِبٍ رَاٰى اَبُوْ اُمَامَةَ رُءُوْسًا مَنْصُوْبَةً عَلٰى دَرَجِ دِمَشْقَ فَقَالَ اَبُوْ اُمَامَةَ كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلٰى تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ خَيْرُ قَتْلٰى مَنْ قَتَلُوْهُ ثُمَّ قَرَاَ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ اَلْاٰيَةَ قِيْلَ لِاَبِيْ اُمَامَةَ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ اِلَّا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ

حضرت ابوغالب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے دمشق کے راستہ پر چند سروں کو (سولی پر) لٹکے ہوئے دیکھا حضرت ابوامامہ نے فرمایا: یہ دوزخ کے کتے ہیں آسمان کے نیچے قتل کیے جانے والوں میں بدترین مقتول ہیں اور وہ بہترین مقتول ہے جس کو انہوں نے قتل کیا ہو پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: جس دن چند چہرے روشن ہوں گے اور چند چہرے سیاہ ہوں گے آخر آیت تک (آپ نے پڑھا)۔ حضرت ابوامامہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے اس (بات) کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ تو انہوں

ثَلاثًا حَتّٰى عَدَّ سَبْعًا مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

نے جواب دیا: (ہاں!) اگر میں نے اس کو نہ سنا ہوتا تو ایک بار یا دو بار یا تین بار یہاں تک کہ آپ نے سات بات تک گنا' تو میں تم سے یہ حدیث بیان نہ کرتا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

بَابٌ

امامِ وقت کا باغی واجب القتل ہے

٣٩١٣ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ خَرَجَ يُفَرِّقُ بَيْنَ اُمَّتِيْ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص (امامِ وقت کے خلاف بغاوت کرنے) نکلے تا کہ میری امت میں تفرقہ ڈالے تو اس کی گردن مار دو۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

خوارج کا قاتل حق پر ہے

٣٩١٤ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ اُمَّتِيْ فِرْقَتَيْنِ فَيَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِيْ قَتْلَهُمْ اَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت دو فرقوں میں بٹ جائے گی (ایک فرقہ حضرت علی کا اور دوسرا حضرت معاویہ کا)' پھر ان دونوں میں سے ایک فرقہ (خوارج کا) نکلے گا' ان کو جو والی (یعنی حاکم) قتل کرے گا' وہ حق سے زیادہ قریب ہوگا (اور وہ حضرت علی ہیں)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

حجۃ الوداع کے موقع پر ایک اہم نصیحت

٣٩١٥ - وَعَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ تم میرے بعد کافرانہ روش اختیار نہ کرنا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

دو مسلمان ناحق لڑ پڑیں تو قاتل اور مقتول دوزخی ہیں

٣٩١٦ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ حَمَلَ اَحَدُهُمَا عَلٰى اَخِيْهِ السِّلَاحَ فَهُمَا فِيْ جَوْفِ جَهَنَّمَ فَاِذَا قَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ دَخَلَاهَا جَمِيْعًا.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں لڑ پڑیں' اس طرح سے کہ ان میں ایک اپنے بھائی پر ہتھیار اُٹھائے تو ایسی صورت میں دونوں دوزخ کے کنارے پر ہیں اور جب ایک اپنے ساتھی کو قتل کر دے تو دونوں دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ قُلْتُ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ لِاَنَّهٗ كَانَ

اور ایک اور روایت میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ سے ہی مروی ہے کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں سے لڑ پڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں ہوں گے۔ (حضرت ابوبکرہ فرماتے ہیں:) میں نے عرض کیا: یہ تو قاتل ہے (اس کا

حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تو دوزخی ہونا ظاہر ہے) لیکن مقتول کا کیا معاملہ ہے (کہ وہ دوزخ میں جائے)؟ آپ نے فرمایا کہ (مقتول اس وجہ سے دوزخ میں جائے گا کہ) وہ بھی اپنے ساتھی کے قتل پر حریص تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

مسلمان کو ڈرانا درست نہیں

۳۹۱۷ - وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَسِيْرُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ اِلٰى حَبْلٍ مَعَهٗ فَاَخَذَهٗ فَفَزِعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يُّرَوِّعَ مُسْلِمًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن ابی لیلٰی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضور محمد ﷺ کے اصحاب نے بیان کیا کہ وہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے ان میں سے ایک شخص سو گیا صحابہ میں سے ایک صحابی ان کے پاس پہنچے اور (سونے والے صاحب) کے پاس جو رسی تھا اس کو لے لیا جس کی وجہ سے وہ ڈر گئے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو یہ مناسب نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ڈاکا ڈالنے والے مجرمین کی مختلف سزائیں

۳۹۱۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ وَادَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بُرْدَةَ هَلَالَ بْنَ عُوَيْمِرٍ الْاَسْلَمِيَّ فَجَاءَ اُنَاسٌ يُرِيْدُوْنَ الْاِسْلَامَ فَقَطَعَ عَلَيْهِمْ اَصْحَابُ اَبِيْ بُرْدَةَ الطَّرِيْقَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَدِّ اِنَّ مَنْ قَتَلَ وَاَخَذَ الْمَالَ صُلِبَ وَمَنْ قَتَلَ وَلَمْ يَاْخُذْ قُتِلَ وَمَنْ اَخَذَ مَالًا وَلَمْ يَقْتُلْ قُطِعَتْ يَدُهٗ وَرِجْلُهٗ مِنْ خِلَافٍ وَمَنْ جَاءَ مُسْلِمًا هَدَمَ الْاِسْلَامُ مَا كَانَ مِنْهُ فِي الشِّرْكِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بردہ ہلال بن عویمر اسلمی سے مصالحت فرمائی (کہ وہ حضور ﷺ کی مدد نہیں کرے گا اور نہ آپ کے خلاف کسی کی مدد کرے گا) چند لوگ (بنی کنانہ کے) اسلام قبول کرنے کے ارادے سے (حضور ﷺ کی خدمت میں) آ رہے تھے کہ (راستہ میں) ابو بردہ کے ساتھیوں نے ان پر ڈاکا ڈالا۔ پس حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس اس (ڈاکا) کے بارے میں حدود (کے احکام) لے آئے کہ جس نے (کسی کو) قتل کیا ہو اور اس کا مال بھی لے لیا ہو تو اس کو سولی دی جائے اور جس نے (کسی کو) قتل کیا ہو لیکن مال نہیں لیا اس کو قتل کر دیا جائے اور جس نے (کسی کا) مال لیا ہو اور اس کو قتل نہ کیا ہو تو اس کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پیر کاٹا جائے اور جو کوئی مسلمان ہو کر آئے تو (اس سے) شرک کی حالت میں جو گناہ ہوئے ہوں تو (اسلام لانے کے بعد) اسلام اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ عَطِيَّةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَنْ اَخَافَ الطَّرِيْقَ وَلَمْ يَقْتُلْ وَلَمْ يَاْخُذِ الْمَالَ نُفِيَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ وَرَوَى الشَّافِعِيُّ فِي الْاُمِّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ

اور عطیہ کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو شخص راستہ کو (ڈاکا زنی وغیرہ سے) پُر خطر بنا دے لیکن اس نے (کسی کو) قتل نہ کیا اور نہ (کسی کا) مال لیا تو اس کو قید کیا جائے گا۔ اس کی روایت امام محمد نے امام ابو یوسف سے کی ہے اور امام شافعی نے اس کی روایت کتاب الام میں کی

ابْنُ حُمَيْدٍ وَالْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُمْ نَحْوَهُ وَحَمَلَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَوْلَهُ صُلِبَ عَلٰى اِخْتِصَاصِ الصَّلْبِ بِهٰذِهِ الْحَالَةِ لَا اِخْتِصَاصَ هٰذِهِ الْحَالَةِ بِالصَّلْبِ بِحَيْثُ لَا يَجُوْزُ فِيْهَا غَيْرُهُ بَلْ اَثْبَتَ لِلْاِمَامِ الْخِيَارَ فِي الْاَرْبَعَةِ اِنْ شَاءَ قَطَعَ ثُمَّ قَتَلَ اَوْ صَلَبَ وَاِنْ شَاءَ قَتَلَ اَوْ صَلَبَ مِنْ غَيْرِ قَطْعٍ لِاَنَّ الْجِنَايَةَ تَحْتَمِلُ الْاِتِّحَادَ وَالتَّعَدُّدَ فَتُرَاعٰى كِلْتَا الْجِهَتَيْنِ فِيْهِ.

ہے اور عبدالرزاق' ابن ابی شیبہ' عبدابن حمید' بیہقی اور دوسرے محدثین نے بھی اس کی روایت کی ہے۔ اس بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ ایسے ڈاکو کی سزا صرف سولی ہی نہیں بلکہ امام وقت کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ حالات کے اعتبار سے چاہے تو ڈاکو کے ہاتھ پیر کاٹ کر قتل کر دے یا صرف سولی ہی دے دے یا صرف قتل کر دے یا ہاتھ پیر کاٹے بغیر سولی دے دے' اس لیے کہ جرم میں کئی چیزیں جمع ہیں اور سزا میں بھی مختلف سزائیں جمع کی جا سکتی ہیں۔

ف: اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جو شخص یعنی ڈاکو کسی کو قتل کرے اور اس کا مال بھی لوٹ لے تو ایسے شخص کو سولی دی جائے۔

وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ قَالَ فَاِنْ لَّمْ يَاْخُذِ الْمَالَ وَلَمْ يَقْتُلْ اَوْجَعَ عُقُوْبَةً وَحُبِسَ حَتّٰى يُحْدِثَ خَيْرًا.

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے' انہوں نے فرمایا کہ جو ڈاکو نہ تو کسی کا مال لے اور نہ کسی کو قتل کرے تو اس کو تکلیف دہ سزا دی جائے گی اور اس کو قید میں رکھا جائے گا یہاں تک کہ اس سے بھلائی ظاہر ہو (یعنی وہ توبہ کر لے)۔

بَابٌ

خراجی زمین کی بیع اور شراء فساد نہیں

٣٩١٩ - وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ السُّلَمِيِّ اَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِنِّي اِشْتَرَيْتُ اَرْضًا مِّنْ اَرْضِ السَّوَادِ فَقَالَ عُمَرُ اَنْتَ فِيْهَا مِثْلُ صَاحِبِهَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ فِيْ كِتَابِ الْمَعْرِفَةِ قَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ الْقَوْلُ مَا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اَنَّهُ كَانَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ وَخَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ وَالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَشُرَيْحٍ اَرْضُ الْخَرَاجِ .

حضرت عتبہ بن فرقد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں نے ارضِ سواد یعنی عراق کی ایک خراجی زمین خرید لی ہے' (یہ سن کر) حضرت عمر نے فرمایا: تم اس زمین کے مالک ہی جیسے ہو۔ اس کی روایت بیہقی نے کی ہے۔ اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں کہا ہے کہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قول تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ہے کہ حضرت ابن مسعود' حضرت خباب بن ارت' حضرت حسین بن علی اور حضرت شریح کی زمینیں خراجی تھیں (یعنی یہ سب حضرات خراجی زمینوں کے مالک تھے)۔

بَابٌ

مسلمانوں کا مشرکین کے ساتھ مل جل کر رہنا منع ہے

٣٩٢٠ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً اِلٰى خَثْعَمَ فَاعْتَصَمَ نَاسٌ مِّنْهُمْ بِالسُّجُوْدِ فَاَسْرَعَ فِيْهِمُ الْقَتْلَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ لَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ اَنَا بَرِيْءٌ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعم (جو یمن کا ایک قبیلہ ہے) کی طرف ایک لشکر بھیجا' (لشکر کو دیکھتے ہی) ان میں سے چند لوگ (جو مسلمان تھے) سجدہ میں گر پڑے' (یہ سجدہ سے اپنا اسلام ظاہر کرنا چاہتے تھے) لیکن لشکر نے ان کے قتل کرنے میں عجلت سے کام لیا (اور ان کے سجدہ کا اعتبار نہ کیا)' جب یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو

مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ مُقِيمٍ بَيْنَ اَظْهَرِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ قَالَ لَا تَتَرَاىٰ نَارَاهُمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

آپ نے ان لوگوں کو یعنی لشکر والوں کو نصف دیت کا حکم دیا اور فرمایا کہ میں ہر ایسے مسلمان سے بری الذمہ ہوں' جو مشرکین کے درمیان رہتا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کیوں (ان سے براءت کا اظہار فرما رہے ہیں)؟ آپ نے جواب دیا کہ (مسلمان اور مشرک) دونوں ایک دوسرے کی آگ کو نہ دیکھیں (یعنی مسلمان' مشرکین کی آبادیوں سے بہت دور رہیں تا کہ ایک گھر کی جلائی ہوئی آگ دوسرے کو نظر نہ آئے)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اچانک قتل کی ممانعت

۳۹۲۱- وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاِيْمَانُ قَيْدُ الْفَتْكِ لَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ہے کہ ایمان ناگہانی قتل سے روکتا ہے کہ مسلمان کسی کو اچانک قتل نہ کرے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

دارالحرب کو بھاگے ہوئے غلام کا حکم

۳۹۲۲- وَعَنْ جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ اِلَى الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهٗ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب غلام (دارالاسلام سے) دارالحرب کی طرف بھاگ جائے تو اس کا خون حلال ہے (یعنی اس کے قاتل پر کوئی تاوان نہیں)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

شانِ رسالت میں گستاخی کرنے والے ذمی یا اہل کتاب کا حکم

۳۹۲۳- وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً كَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيْهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰى مَاتَتْ فَاَبْطَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ. وَهٰذَا الْقَتْلُ مَحْمُوْلٌ عَلَى السِّيَاسَةِ وَلَيْسَ فِيْهِ نَقْضُ عَقْدِ الذِّمَّةِ لِمَا رَوَى اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ يَهُوْدِيٌّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ قَالَ اَلسَّامُ عَلَيْكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَقْتُلُهٗ قَالَ لَا اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہتی اور آپ کی مذمت کیا کرتی تھی تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خون معاف کر دیا (یعنی قاتل کو معافی دے دی)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ واضح ہو کہ یہ قتل نظم ونسق کی بناء کے لیے تھا اور اس پر ذمی سے عہد شکنی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ جبکہ امام احمد اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا اور اس نے کہا: ''اَلسَّامُ عَلَيْكَ'' (موت آئے تم کو) (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: ''وَعَلَيْكَ'' (اور تجھ پر بھی!) (یعنی موت آئے)۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ سے) دریافت فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ حضور نے پھر خود فرمایا کہ وہ ''اَلسَّامُ عَلَيْكَ'' کہہ رہا ہے' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں!

وَعَلَيْكُمْ وَقَدْ سَبَقَ اَنَّ ذَا الْخُوَيْصِرَةِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْدِلْ وَاَنَّهُ مَنَعَ مِنْ قَتْلِهِ.

جب اہل کتاب تم پر اس طرح سلام کریں تو تم بھی جواب میں "وَعَلَيْكُمْ" کہہ دو۔ اور اس سے پہلے (واقعہ) گزر چکا ہے کہ ذوالخویصرہ نے کہا تھا: یارسول اللہ! آپ انصاف فرمایئے' (اس گستاخی کے باوجود) آپ نے اس کے قتل سے منع فرمایا۔

بَابٌ

جادوگر کی سزا قتل ہے

٣٩٢٤- وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جادوگر کی سزا تلوار سے مارڈالنا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جادو کا کرنا حرام ہے اور بعض علماء نے کہا کہ ساحر کافر ہے اور سحر کفر ہے اور اس کا سیکھنا اور سکھانا بھی کفر ہے اور ساحر کو قتل کیا جائے۔ البتہ دفع سحر کے لیے قرآنی آیات کے ذریعہ عمل کرنا درست ہے۔
(ردالمختار' مظاہر حق) ۱۲

بسم الله الرحمن الرحيم

كِتَابُ الْحُدُوْدِ

شرعی سزاؤں کا بیان

ف: واضح ہو کہ شرعی سزاؤں کی چار قسمیں ہیں: (۱) حد (۲) تعزیر (۳) عِقاب (۴) عُقوبت۔

(۱) حد: اس سزا کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کر دی گئی ہے۔

(۲) تعزیر: ایسی سزا کو کہتے ہیں جو امامِ وقت حالات کے اعتبار سے کسی جرم پر مقرر کرتا ہے۔

(۳) عِقاب: وہ سزا جو آخرت میں دی جائے گی۔

(۴) عُقوبت: وہ سزا جو دنیا میں دی جائے۔

حد کا نفاذ امامِ وقت یا اس کا نائب کرے گا اور اس کی شرط یہ ہے کہ جس پر حد جاری ہو وہ تندرست ہو مجنون اور بیمار پر حد جاری نہیں ہوگی جب تک ان کو جنون اور بیماری سے افاقہ نہ ہو۔ (شروح الکنز) ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (النور: ۲).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: زانی عورت اور مرد (غیر شادی شدہ) تم ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تم کو اللہ کے دین میں (اس سزا کے دینے میں) نرمی نہ آئے اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود رہے (تاکہ انہیں عبرت حاصل ہو)۔

ف: واضح ہو کہ مذکورۂ بالا آیت میں جو خطاب ارشاد فرمایا گیا ہے وہ حکام کو ہے کہ جس مرد یا عورت سے زنا سرزد ہو اس کی حد یہ ہے کہ اس کو سو کوڑے لگاؤ یہ حد حُر غیر محصن یعنی غیر شادی شدہ کی ہے کیونکہ شادی شدہ حُر کا حکم یہ ہے کہ اس کو رجم کیا جائے جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور محصن وہ آزاد مسلمان ہے جو مکلّف ہو اور نکاح صحیح کے ساتھ صحبت کر چکا ہو خواہ ایک ہی مرتبہ ایسے شخص سے زنا ثابت ہو تو رجم کیا جائے گا اور اگر ان میں سے ایک بات بھی نہ ہو مثلاً حُر نہ ہو یا مسلمان نہ ہو یا عاقل بالغ نہ ہو یا اس نے کبھی اپنی بی بی کے ساتھ صحبت نہ کی ہو یا جس کے ساتھ صحبت کی ہو اس کے ساتھ نکاح فاسد ہوا ہو تو یہ سب غیر محصن میں داخل ہیں اور ان سب کا حکم کوڑے مارنا ہے۔

مسائل

مرد کو کوڑے لگانے کے وقت کھڑا کیا جائے اور اس کے تمام کپڑے اتار دیئے جائیں سوا تہبند کے اور اس کے تمام بدن پر کوڑے لگائے جائیں سوائے سر چہرے اور شرمگاہ کے کوڑے اس طرح لگائے جائیں کہ اذیت گوشت تک نہ پہنچے اور کوڑا متوسط درجہ کا ہو اور عورت کو کوڑے لگانے کے وقت کھڑا نہ کیا جائے نہ اس کے کپڑے اتارے جائیں البتہ اگر پوستین یا روئی دار کپڑے پہنے ہوں تو اتار

دیئے جائیں، یہ حکم حُر اور حُرہ کا ہے یعنی آزاد مرد اور عورت کا اور باندی غلام کی حد اس سے نصف یعنی پچاس کوڑے ہیں جیسا کہ سورۂ نساء میں مذکور ہے۔

ثبوت زنا یا تو چار مردوں کی گواہی سے ہوتا ہے یا زنا کرنے والے کے چار مرتبہ چار مجلسوں میں اقرار کر لینے سے، پھر بھی امام بار بار زانی پر جرح کرے گا اور دریافت کرے گا کہ زنا سے کیا مراد ہے؟ کہاں کیا؟ کس سے کیا؟ کب کیا؟ اگر ان سب کو بیان کر دیا تو زنا ثابت ہو گا اور گواہوں کو صراحۃً اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کرنا ہو گا بغیر اس کے ثبوت نہ ہو گا۔

(تفسیر مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی) ۱۲

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پس جب ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا (تو اے پیغمبر!) ہم نے (قوم لوط کی بستی کے) اوپر کے حصہ کو (اُلٹ کر) اس کے نیچے کا حصہ کر دیا اور اس پر پتھر کے کنکر لگا تار برسائے جن پر تمہارے پروردگار کے ہاں نشان کیا ہوا (نامزد) تھا (کہ یہ اس قوم پر برسیں گے)۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (النور: ٤-٥).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگائیں پھر چار گواہ (چشم دید) نہ لائیں تو (حد قذف میں) ان کو اسی کوڑے لگاؤ اور (آئندہ) ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، فاسق اور گناہ گار تو یہی لوگ ہیں، مگر اس کے بعد جو توبہ کر لیں اور سنور جائیں تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔

بَابٌ

کسی کی پروا کیے بغیر حدود اللہ جاری کیے جائیں

٣٩٢٥ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِي الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ وَلَا تَاْخُذْكُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے حدود کو جاری کرو قریب اور بعید پر (یعنی ہر ایک پر) اور اللہ تعالیٰ (کے احکام کو جاری کرنے اور اس کی حدود کو قائم کرنے) میں تم کو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت مانع نہ ہو۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

حدود کا جاری کرنا رحمت کا باعث ہے

٣٩٢٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقَامَةُ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ مَطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِيْ بِلَادِ اللّٰهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی حدود میں سے کسی ایک حد کا جاری کرنا اللہ کے شہروں میں چالیس راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور نسائی نے اس کی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

بَابٌ

حدِ قذف کا ایک واقعہ

۳۹۲۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَ عُذْرِیْ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَذَکَرَ ذٰلِكَ فَلَمَّا نَزَلَ مِنَ الْمِنْبَرِ اَمَرَ بِالرَّجُلَیْنِ وَالْمَرْاَةِ فَضَرَبُوْا حَدَّهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میرے عذر یعنی میری پاکدامنی کے بارے میں آیتیں جب نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا اور ان آیتوں کا ذکر کیا۔ اور جب آپ منبر سے اترے تو دو مردوں اور ایک عورت کو (حد قذف) لگانے کا حکم دیا اور ان کو سزا دی گئی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

غیر شادی شدہ زانی کی سزا صرف کوڑے لگانا ہے

۳۹۲۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ بَکْرِ بْنِ لَیْثٍ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَرَّ اَنَّهٗ زَنٰی بِامْرَاَةٍ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَجَلَدَهٗ مِائَةً وَکَانَ بِکْرًا ثُمَّ سَاَلَهُ الْبَیِّنَةَ عَلَی الْمَرْاَةِ فَقَالَتْ کَذَبَ وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَجَلَدَ حَدَّ الْفِرْیَةِ ثَمَانِیْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ. قُلْنَا وَلَوْ کَانَ التَّغْرِیْبُ وَاجِبًا لَمَا اَخَلَّ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیُؤَیِّدُهٗ مَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْحَسَنِ فِیْ کِتَابِ الْاٰثَارِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیِّ قَالَ قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَسْبُهُمَا مِنَ الْفِتْنَةِ اَنْ یُّنْفَیَا وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیِّ قَالَ کَفٰی بِالنَّفْیِ فِتْنَةً.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلۂ بنوبکر بن لیث کے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر چار مرتبہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے تو آپ نے اس کو سو کوڑے مارے کیونکہ وہ غیر شادی شدہ تھا' پھر آپ نے اس شخص سے عورت کے زانیہ ہونے پر گواہ طلب فرمایا' تب عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! اس نے جھوٹ کہا' تو اس شخص کو (مزید) حد قذف کے اسّی کوڑے لگائے گئے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ (اس حدیث کی روشنی میں) ہم احناف یہ کہتے ہیں کہ (غیر شادی شدہ شخص زنا کا مرتکب ہو جائے تو اس کی سزا صرف سو کوڑے لگانا ہے' جلاوطنی شرط نہیں) اگر ایسے شخص کے لیے جلاوطنی بھی واجب ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف کوڑوں پر اکتفاء نہ فرماتے۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس کو عبدالرزاق نے اور امام محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی سے نقل کیا ہے' انہوں نے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ (کوڑے لگانے کے بعد) جلاوطنی ان دونوں کے حق میں فتنہ یعنی زیادتی اور اذیت ہے۔ اور امام محمد بن الحسن کی روایت میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ (کوڑے لگانے کے بعد) جلاوطنی (کی سزا) فتنہ یعنی زیادتی کا باعث ہے۔

وَرَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ غَرَّبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ رَبِیْعَةَ بْنَ اُمَیَّةَ بْنِ خَلَفٍ فِی الشَّرَابِ اِلٰی خَیْبَرَ فَلَحِقَ بِهِرَقْلَ فَتَنَصَّرَ فَقَالَ عُمَرُ لَا اُغَرِّبُ بَعْدَهٗ مُسْلِمًا وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِی الْاٰثَارِ نَاْخُذُ بِقَوْلِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ.

اور عبدالرزاق نے حضرت ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ربیعہ بن امیہ بن خلف کو شراب پینے کی سزا میں خیبر کی طرف جلاوطن کر دیا' وہاں یہ ہرقل سے مل کر نصرانی بن گیا' اس پر حضرت عمر نے فرمایا: میں اس کے بعد کسی مسلمان کو جلاوطن نہیں کروں گا۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الآثار میں فرمایا ہے کہ ہم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے (مذکورۂ بالا) قول کو اختیار کرتے ہیں۔

بَابٌ

بیمار کو حد لگانے میں رعایت

۳۹۲۹ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ كَانَ فِي الْحَيِّ مُخْدَجٌ سَقِيْمٌ فَوُجِدَ عَلٰى اَمَةٍ مِّنْ اِمَائِهِمْ يَخْبُثُ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوْا لَهٗ عِثْكَالًا فِيْهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ فَاضْرِبُوْهُ ضَرْبَةً رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ .وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ نَحْوَهٗ.

حضرت سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کو لے آئے جو قبیلہ میں ناقص الخلقت اور بیمار بھی تھا' وہ محلہ کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی سے زنا کرتا ہوا پایا گیا' تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کھجور کا ایک بڑا پھڑا لو جس میں سو چھوٹی شاخیں ہوں' اس سے تم اس کو ایک مرتبہ مار دو (جو سو کوڑوں کی حد کے برابر ہے)۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں بھی اسی طرح ہے۔

ف: واضح ہو کہ شادی شدہ نے زنا کیا ہو اور بیمار بھی ہو تو اس کو رجم کیا جائے گا' البتہ غیر شادی شدہ نے زنا کیا ہو اور وہ بیمار ہو تو اس کو تندرست ہونے تک کوڑے نہیں لگائے جائیں گے اور اگر وہ لاعلاج بیماری میں مبتلا ہو تو اس طرح کوڑے مارے جائیں جن کو وہ برداشت کر سکے اور اگر وہ ضعیف الخلقت ہو یا ایسی بیماری جیسے سل وغیرہ میں مبتلا ہو تو ایسی ٹہنی لی جائے جس میں سو شاخیں ہوں اور اس سے اسے ایک دفعہ مارا جائے اور اس ٹہنی سے اس طرح مارا جائے کہ ساری شاخیں اس کے بدن پر لگیں۔ (درمختار ردالمختار) ۱۲

بَابٌ

بطورِ خود اعتراف زنا کی صورت میں حد جاری کرنے کی شرائط

۳۹۳۰ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ مَاعِزَ ابْنَ مَالِكٍ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْاٰخِرَ قَدْ زَنٰى فَاَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَرَدَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اَتَاهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اِنَّ الْاٰخِرَ قَدْ زَنٰى فَاَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَسَاَلَ عَنْهُ اَصْحَابَهٗ هَلْ تُنْكِرُوْنَ مِنْ عَقْلِهٖ قَالُوْا لَا قَالَ اِنْطَلِقُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ قَالَ فَانْطُلِقَ بِهٖ فَرُجِمَ بِالْحِجَارَةِ فَلَمَّا اَبْطَاَ عَلَيْهِ الْقَتْلُ اِنْصَرَفَ اِلٰى مَكَانٍ كَثِيْرِ الْحِجَارِ فَقَامَ فِيْهِ فَاَتَاهُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَجَمُوْهُ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا خَلَّيْتُمْ سَبِيْلَهٗ فَاخْتَلَفَ النَّاسُ فِيْهِ فَقَالَ قَائِلٌ هٰذَا مَاعِزٌ اَهْلَكَ نَفْسَهٗ وَقَالَ قَائِلٌ اَنَا اَرْجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ تَوْبَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ قَوْمًا طَمِعُوْا

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ماعز ابن مالک رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ اس عاجز نے زنا کیا ہے' آپ اس پر حد جاری فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس کر دیا۔ پھر وہ دوسری بار حاضر ہوئے اور حضور سے وہی عرض کیا (حضور نے ان کو واپس کر دیا)' پھر وہ تیسری بار حاضر ہوئے اور پھر وہی عرض کیا (حضور نے ان کو پھر واپس کر دیا)' پھر وہ چوتھی بار حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس عاجز نے زنا کیا ہے' آپ اس پر حد جاری فرمائیے۔ اس پر حضور نے اپنے صحابہ سے اس کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا تم اس کی عقل میں فتور پاتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں (یہ فاتر العقل نہیں)! تو آپ نے فرمایا: ان کو لے جاؤ اور رجم کر دو! راوی کا بیان ہے کہ ان کو لے جایا گیا اور ان کو پتھروں سے مارا گیا' جب ان کے مرنے میں دیر ہوئی تو وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں بہت پتھر تھے اور وہاں ٹھہر گئے' تو مسلمان بھی ان کے پاس پہنچے اور ان کو پتھروں سے مارا یہاں تک کہ ان کو مار ڈالا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیا۔ (ان کے انتقال کے بعد) لوگ مختلف الخیال ہوئے' ایک کہنے والے نے کہا کہ ماعز نے اپنے آپ کو ہلاک کیا ہے اور دوسرے نے کہا: میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ انہوں نے توبہ کی ہے۔ جب یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ

فِيْهِ فَسَأَلُوْهُ مَا يُصْنَعُ بِجَسَدِهٖ قَالَ اِصْنَعُوْا بِهٖ مَا تَصْنَعُوْنَ بِمَوْتَاكُمْ مِنَ الْكَفْنِ وَالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ وَالدَّفْنِ قَالَ فَانْطَلَقَ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَصَلُّوْا رَوَاهُ اَبُوْحَنِيْفَةَ. وَرَوٰى مُسْلِمٌ نَحْوَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ الْاَسْلَمِيَّ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَزَنَيْتُ وَاِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ تُطَهِّرَنِيْ فَرَدَّهٗ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ زَنَيْتُ فَرَدَّهُ الثَّانِيَةَ وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ قَالَ بُرَيْدَةُ كُنَّا نَتَحَدَّثُ بَيْنَنَا اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ لَوْ جَلَسَ فِيْ رَحْلِهٖ بَعْدَ اعْتِرَافِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يَطْلُبْهُ وَاِنَّمَا رَجَمَهٗ عِنْدَ الرَّابِعَةِ.

انہوں نے ایسی توبہ کی ہے اگر ایسی توبہ لوگوں کی ایک جماعت کرتی تو ان سب کی توبہ قبول کر لی جاتی۔ جب لوگوں کو ان کی توبہ (کی قبولیت) کی اطلاع پہنچی تو اُن کو اِس پر رشک ہوا اور آپ سے دریافت کیا کہ ان کے جسم کو کیا کیا جائے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: تم اپنے مردوں کو جس طرح کفناتے ہو' اور ان پر نماز پڑھتے ہو اور دفن کرتے ہو' ویسا ہی ان کے ساتھ بھی کرو' تو صحابہ ان کو لے گئے اور نماز پڑھی (اور دفن کیا)۔ اس کی روایت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے کی ہے۔ اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے' مگر یہ کہ مسلم نے یوں بیان کیا کہ ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور زنا کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے (رجم کر کے) پاک کر دیں' آپ نے ان کو واپس کر دیا' دوسرے دن وہ پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے' آپ نے دوسری مرتبہ بھی ان کو واپس کر دیا۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے اصحاب باہم یوں گفتگو کرتے تھے کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے (زنا کے) تین مرتبہ اعتراف کے بعد اپنے گھر میں بیٹھ جاتے تو آپ (یعنی رسول اللہ ﷺ) ان کو طلب نہ فرماتے' آپ نے چوتھی مرتبہ (اعتراف) کے بعد ان کو رجم فرمایا۔

وَرَوٰى اَحْمَدُ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتٰى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ وَاَنَا عِنْدَهٗ مَرَّةً فَرَدَّهٗ ثُمَّ جَاءَ فَاعْتَرَفَ وَاَنَا عِنْدَهُ الثَّانِيَةَ فَرَدَّهٗ ثُمَّ جَاءَ فَاعْتَرَفَ وَاَنَا عِنْدَهُ الثَّالِثَةَ فَرَدَّهٗ فَقُلْتُ لَهٗ اِنِ اعْتَرَفْتَ الرَّابِعَةَ رَجَمَكَ قَالَ فَاعْتَرَفَ الرَّابِعَةَ فَحَبَسَهٗ ثُمَّ سَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا لَا نَعْلَمُ اِلَّا خَيْرًا فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ.

اور امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور (زنا کا) اعتراف کیا اور میں اس پہلی مرتبہ حضور کی خدمت میں موجود تھا' حضور نے ان کو واپس کر دیا' وہ دوسری مرتبہ پھر حاضر ہوئے اور پھر (زنا کا) اعتراف کیا اور (حضرت ابوبکر) فرماتے ہیں کہ دوسری مرتبہ بھی میں حاضر تھا اور حضور نے ان کو واپس فرما دیا' (تیسری مرتبہ) وہ پھر حاضر ہوئے اور (گناہ کا) اعتراف کیا اور تیسری مرتبہ میں وہاں موجود تھا' حضور نے ان کو پھر واپس فرما دیا۔ (حضرت ابوبکر فرماتے ہیں:) میں نے ان سے کہا: اگر تم نے چوتھی بار (زنا کا) اقرار کیا تو حضور تم کو رجم کر دیں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے چوتھی مرتبہ بھی اعتراف کر لیا' حضور نے ان کو روکے رکھا اور ان کے بارے میں دریافت فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا: ہم تو ان کو نیک ہی سمجھتے ہیں' پھر آپ نے حکم دیا اور ان کو رجم کیا گیا۔

وَرَوٰى ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ عَنْ اَبِيْ

اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْأَ بْعَدَ زَنٰى فَقَالَ لَهُ وَيْلَكَ وَمَا يُدْرِيْكَ مَا الزِّنَا فَأَمَرَ بِهِ فَطُرِدَ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَأَمَرَ بِهِ فَطُرِدَ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَأَمَرَ بِهِ فَطُرِدَ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَتَاهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ دَخَلْتَ وَأَخْرَجْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُّرْجَمَ وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ وَقَدْ عَمِلَ بِذٰلِكَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ شَرَاحَةَ فَرَدَّهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ.

کہ انہوں نے کہا کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ اس بد بخت نے زنا کیا ہے! تو آپ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے کیا تم جانتے ہو کہ زنا کیا ہے؟ آپ نے حکم دیا کہ ان کو باہر کر دیا جائے تو ان کو باہر نکال دیا گیا۔ وہ دوسری بار پھر حاضر ہوئے اور پہلی مرتبہ کی طرح وہی عرض کیا' آپ نے ان کو پھر ہٹا دینے کا حکم دیا' چنانچہ ان کو باہر کر دیا گیا' پھر وہ تیسری بار حاضر ہوئے اور پھر وہی عرض کیا' آپ نے حکم دیا کہ ان کو ہٹا دیا جائے تو ان کو پھر باہر نکالا دیا گیا' پھر وہ آپ کے پاس چوتھی بار حاضر ہوئے اور پھر وہی عرض کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے (عورت کے ساتھ) دخول اور خروج کا معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! تو آپ نے حکم دیا کہ ان کو رجم کیا جائے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شراحہ کے بارے میں یہی عمل کیا کہ ان کو چار مرتبہ واپس کیا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أَتَى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَنِكْتَهَا لَا يُكَنِّيْ قَالَ نَعَمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهِ.

اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا: شاید تم نے بوسہ لیا ہو گا یا آنکھ سے اشارہ کیا ہو گا یا دیکھا ہو گا؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں! یارسول اللہ! تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تو نے اس سے جماع کیا' جس میں کوئی پردہ نہیں تھا؟ تو اس نے جواب دیا: ہاں! اس موقع پر آپ نے ان کے رجم کا حکم دیا۔

ف: واضح ہو کہ حدود یعنی شرعی سزائیں دنیوی سزائیں ہیں' ان سے اُخروی سزا ساقط نہیں ہو سکتی' اُخروی سزا کی معافی کے لیے توبہ ضروری ہے۔ البتہ زنا کا مجرم جس کو رجم کی سزا دی جا رہی ہو' رجم کے دوران سزا کی جو اذیت وہ برداشت کر رہا ہے' وہ توبہ کے قائم مقام ہے۔ چنانچہ حضرت ماعز کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ توبہ لوگوں کی ایک جماعت کرتی تو ان سب کی توبہ قبول کر لی جاتی۔ ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۳۹۳۱ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور (اس وقت) آپ مسجد میں تھے' اس نے آپ کو پکارا: یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے! تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا تو وہ آپ کے چہرہ کی اُس جانب آیا جس طرف آپ نے اپنا چہرہ پھیر لیا تھا' اور پھر عرض کیا کہ میں نے زنا کیا ہے! حضور نبی کریم ﷺ نے پھر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا' پس جب اس نے

شَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ اَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ حَتّٰى اَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰى مَاتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اس طرح چار مرتبہ (اپنے گناہ کی) گواہی دی (یعنی اقرار کیا) تو نبی کریم ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا: کیا تو دیوانہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا: نہیں! پھر آپ نے دریافت فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! یارسول اللہ! تو آپ نے (صحابہ سے) فرمایا: ان کے لے جاؤ اور رجم کر دو۔ ابن شہاب نے کہا ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے حضرت جابر بن عبداللہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ ہم نے ان کو مدینہ میں رجم کیا پھر جب ان کو (حد کے) پتھر لگے تو وہ بھاگے یہاں تک کہ ہم نے ان کو حرّہ میں جا پایا اور ہم ان کو سنگسار کرتے رہے' یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ جَابِرٍ بَعْدَ قَوْلِهٖ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَاُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَصَلّٰى عَلَيْهِ.

اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ ان کے ہاں کہنے کے بعد حضور نے ان کو (رجم کرنے کا) حکم دیا اور ان کو عیدگاہ میں رجم کیا گیا' جب ان کو پتھر لگے تو وہ بھاگے' پھر سب ان کے پاس پہنچے اور سنگسار کرتے رہے' یہاں تک کہ وہ مر گئے' حضور نبی کریم ﷺ نے (مرنے کے بعد) ان کے لیے بھلائی کی بات کی (یعنی تعریف کی) اور ان کی نماز پڑھائی۔

بَابٌ

حضرت ماعز اور غامدیہ کے رجم کا واقعہ

٣٩٣٢ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ اِلَيْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَ اُطَهِّرُكَ قَالَ مِنَ الزِّنَاءِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِهٖ جُنُوْنٌ فَاُخْبِرَ اَنَّهُ لَيْسَ بِمَجْنُوْنٍ فَقَالَ اَشَرِبَ خَمْرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهُ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيْحَ خَمْرٍ فَقَالَ اَزَنَيْتَ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ فَلَبِثُوْا يَوْمَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! مجھے پاک کر دیجئے! آپ نے ارشاد فرمایا: تم پر افسوس! واپس جاؤ! اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہ کی) معافی مانگو اور توبہ کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ کچھ دور واپس جا کر پھر آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے پاک کر دیجئے' حضور نبی کریم ﷺ نے پھر وہی جواب دیا' یہاں تک کہ (ان کا اقرار) چوتھی بار ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: میں تم کو کس سے پاک کروں؟ انہوں نے جواب دیا: زنا سے (پاک کیجئے)' اس پر رسول اللہ ﷺ نے (حاضرین سے دریافت) فرمایا: کیا یہ دیوانہ ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ یہ دیوانہ نہیں ہے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا: کیا اس نے شراب پی لی ہے؟ پس ایک صحابی کھڑے ہوئے اور اس کے منہ سے بو سونگھی تو انہوں نے ان سے شراب کی بو نہ پائی! پھر آپ نے دریافت فرمایا: کیا تو نے زنا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! پھر آپ نے ان کے بارے میں حکم دیا اور ان کو رجم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ ابْنِ مَالِكٍ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِّمَتْ بَيْنَ اُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ ثُمَّ جَاءَتْهُ اِمْرَاَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنَ الْاَزْدِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِىْ فَقَالَ وَيْحَكِ اِرْجِعِىْ فَاسْتَغْفِرِىْ وَتُوْبِىْ اِلَيْهِ فَقَالَتْ تُرِيْدُ اَنْ تُرَدِّدَنِىْ كَمَا رَدَّدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ اِنَّهَا حُبْلٰى مِنَ الزِّنَاءِ فَقَالَ اَنْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَهَا حَتّٰى تَضَعِىْ مَا فِىْ بَطْنِكِ قَالَ وَكَفَلَهَا رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ حَتّٰى وَضَعَتْ فَاَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ وَضَعَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَ اِذًا لَا نَرْجُمُهَا وَنَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيْرًا لَيْسَ لَهُ مَنْ يُرْضِعُهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اِلَىَّ رَضَاعُهُ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ قَالَ فَرَجَمَهَا.

کیا گیا' پھر صحابہ (رجم کے بعد) دو یا تین دن (خاموشی سے) ٹھہرے رہے' پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ماعز بن مالک کے لیے مغفرت طلب کرو' انہوں نے درحقیقت ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ توبہ ایک جماعت پر تقسیم کر دی جائے تو ان سب کو کفایت کرے۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں قبیلہ غامد' جو ازد کی ایک شاخ ہے' سے ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کی: یارسول اللہ! مجھے آپ پاک کر دیجئے' (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس! واپس چلی جا! اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہ کی) مغفرت مانگ اور توبہ کر اور اسی کی طرف رجوع کر' اس نے عرض کیا کہ مجھ کو بھی آپ ماعز بن مالک کی طرف واپس کرنا چاہتے ہیں' یہ تو زنا سے حاملہ ہے! آپ نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تو (زنا سے) حاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! تو آپ نے فرمایا: تو اپنے وضع حمل تک (انتظار میں) رہ۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک انصاری نے عورت کے وضع حمل تک اس کی دیکھ بھال کا ذمہ لیا۔ (کچھ عرصہ کے بعد) ان انصاری صاحب نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس غامدی عورت کو بچہ ہوا ہے' تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فی الحال ہم اس کو رجم نہیں کریں گے اور نہ ہم اس کے بچہ کو اس حال میں چھوڑیں گے کہ اس کو دودھ پلانے والا کوئی نہ ہو! (یہ سن کر) ایک اور انصاری کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا نبی اللہ! اس لڑکے کی رضاعت کا میں ذمہ لیتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس پر آپ نے اس عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

٣٩٣٣ - وَفِىْ رِوَايَةٍ اَنَّهُ قَالَ لَهَا اِذْهَبِىْ حَتّٰى تَلِدِىْ فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَ اِذْهَبِىْ فَاَرْضِعِيْهِ حَتّٰى تَفْطِمِيْهِ فَلَمَّا فَطَمَتْهُ اَتَتْهُ بِالصَّبِىِّ فِىْ يَدِهٖ كِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَتْ هٰذَا يَا نَبِىَّ اللّٰهِ قَدْ فَطَمْتُهُ وَقَدْ اَكَلَ الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِىَّ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا اِلٰى صَدْرِهَا وَاَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوْهَا فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَاْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا خَالِدُ فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ نے اس عورت سے فرمایا: تو چلی جا! یہاں تک کہ تجھے بچہ پیدا ہو جائے۔ پھر جب اس نے بچہ جنا (اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی) تو آپ نے فرمایا: واپس جاؤ! اور اس کو دودھ پلاؤ' یہاں تک کہ وہ دودھ چھوڑ دے' پھر جب اس نے بچہ کا دودھ چھڑا دیا تو بچہ کو اس حالت میں لے کر حاضر ہوئی کہ اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا' اور عرض کیا: یا نبی اللہ! یہ بچہ ہے اور میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے! اور یہ کھانا بھی کھانے لگا ہے۔ پھر آپ نے اس بچہ کو ایک مسلمان کے حوالہ کر دیا پھر آپ نے حکم دیا کہ اس کے لیے اس کے سینہ تک ایک گڑھا کھودا جائے اور لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے اس کو سنگسار کر دیا۔ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لائے اور اس کے سر پر مارا تو اس کا خون حضرت خالد کے چہرہ پر پڑا تو آپ نے اس عورت کو برا بھلا کہا' تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خالد! چپ رہو! (برا نہ کہو) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ

اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر چنگی (محصول) لینے والا ایسی توبہ کرے تو اس کی بخشش ہو جائے' پھر آپ نے حکم دیا' اس پر آپ نے نماز پڑھی اور اس کو دفن کیا گیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

٣٩٣٤ - وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَيْمِ ابْنِ هَزَّالٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ يَتِيْمًا فِيْ حِجْرِ اَبِيْ فَاَصَابَ جَارِيَةً مِّنَ الْحَيِّ فَقَالَ لَهُ اَبِيْ اِئْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبِرْهُ بِمَا صَنَعْتَ لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ لَكَ وَاِنَّمَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ رَجَاءَ اَنْ يَّكُوْنَ لَهُ مَخْرَجًا فَاَتَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَعَادَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ حَتّٰى قَالَهَا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ قَدْ قُلْتَهَا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَبِمَنْ قَالَ بِفُلَانَةٍ قَالَ هَلْ ضَاجَعْتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ بَاشَرْتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ جَامَعْتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَمَرَ بِهٖ اَنْ يُّرْجَمَ فَاُخْرِجَ بِهٖ اِلَى الْحَرَّةِ فَلَمَّا رُجِمَ فَوَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ فَجَزِعَ فَخَرَجَ يَشْتَدُّ فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُنَيْسٍ وَقَدْ عَجَزَ اَصْحَابُهُ فَنَزَعَ لَهُ بِوَظِيْفِ بَعِيْرٍ فَرَمَاهُ بِهٖ فَقَتَلَهُ ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ هَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ لَعَلَّهُ اَنْ يَّتُوْبَ فَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ماعز کے رجم کی ایک اور حدیث

حضرت یزید بن نعیم بن ہزال (نعیم) رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' ان کے والد کا بیان ہے کہ ماعز بن مالک یتیم تھے اور میرے والد (ہزال) کے زیر پرورش تھے' انہوں نے قبیلہ کی ایک لونڈی سے زنا کیا۔ میرے والد نے ان سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور تم سے جو فعل سرزد ہوا ہے' اس کی اطلاع حضور کو دے دو' اُمید ہے کہ حضور تمہارے لیے استغفار کریں' اس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ ان کے لیے (معافی کی) راہ نکل آئے۔ حضرت ماعز' حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے! آپ مجھ پر کتاب اللہ کا حکم جاری فرما دیجئے! حضور نے ان سے منہ پھیر لیا' وہ پھر سامنے آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے' آپ مجھ پر کتاب اللہ کا حکم جاری فرمایئے' یہاں تک کہ انہوں نے ان کلمات کو چار مرتبہ دہرایا' (اس پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ان (کلمات) کو چار مرتبہ کہا ہے' (اور تمہارے چار مرتبہ اقرار سے زنا ثابت ہو گیا' اب بتاؤ کہ) کس سے (تم نے زنا کیا ہے)؟ انہوں نے جواب دیا کہ فلاں عورت سے! تو آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا تو اس کے ساتھ مل کر سویا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اس کے بدن سے اپنے بدن کو لگایا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے پھر ان سے دریافت فرمایا: کیا تو نے اس سے جماع کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو سنگسار کیا جائے! تو ان کو (مدینہ کے باہر) حرہ (جو پتھریلی زمین ہے' وہاں) لے جایا گیا' جب ان کو سنگسار کیا جا رہا تھا اور انہیں پتھروں کی ایذاء پہنچ رہی تھی تو وہ گھبرا اُٹھے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ان کے سامنے آئے اس حال میں کہ ان کے ساتھی ان کے یعنی حضرت ماعز کے قتل سے عاجز آ گئے تھے۔ تو عبداللہ بن انیس نے اونٹ کے سر کی ایک ہڈی کو اٹھایا اور حضرت ماعز کو اس سے مار کر ان کو ہلاک کر دیا۔ پھر حضرت عبداللہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا:

تم نے ان کو چھوڑ کیوں نہیں دیا' شاید وہ رجوع کر لیتے اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول کر لیتے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٩٣٥ - وَعَنْهُ إِنَّ مَاعِزًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ وَقَالَ لِهَزَّالٍ لَوْ سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَكَ قَالَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ أَنَّ هَزَّالًا أَمَرَ مَاعِزًا أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُخْبِرَهُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

یزید بن نعیم بن ہزال سے روایت ہے کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے چار مرتبہ (اپنے زنا کرنے کا) اقرار کیا' جس پر آپ نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا' اور آپ نے حضرت ہزال سے فرمایا: اگر تم ماعز کی پردہ پوشی کرتے تو بہت اچھا ہوتا۔ اور ابن المنکدر نے بیان کیا ہے کہ ہزال نے حضرت ماعز کو حکم دیا تھا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اس واقعہ کی خبر دیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَمَ الْغَامِدِيَّةَ فَحُفِرَ لَهَا إِلَى الثَّنْدُوَةِ ثُمَّ ذَكَرَ إِسْنَادًا آخَرَ وَزَادَ ثُمَّ رَمَاهَا بِحَصَاةٍ مِثْلَ الْحِمَّصَةِ ثُمَّ قَالَ ارْمُوْا وَاتَّقُوا الْوَجْهَ فَلَمَّا طَفِئَتْ أَخْرَجَهَا وَصَلَّى عَلَيْهَا.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غامدیہ کو رجم کرنے کا حکم دیا تو (ان کو رجم کرنے کے لیے) سینہ تک گڑھا کھودا گیا۔ پھر دوسری روایت بیان کی اور روایت میں یہ اضافہ بیان کیا کہ پھر ان (یعنی غامدیہ) کو کنکریوں سے جو گولیوں کی طرح تھیں' ان سے مارا' پھر فرمایا: سنگسار کرو اور چہرہ (پر مارنے) سے بچو' جب وہ ٹھنڈی ہو گئیں (یعنی مر گئیں) تو ان کو (گڑھے سے) نکالا اور ان پر نماز پڑھی۔

وَرَوَى ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى أَنَّ عَلِيًّا كَانَ إِذَا شَهِدَ عِنْدَهُ الشُّهُوْدُ عَلَى الزِّنَاءِ أَمَرَ الشُّهُوْدَ أَنْ يَرْجُمُوْا ثُمَّ يَرْجِمُ هُوَ ثُمَّ يَرْجِمُ النَّاسُ فَإِنْ كَانَ بِإِقْرَارٍ بَدَأَ هُوَ فَرَجَمَ ثُمَّ رَجَمَ النَّاسُ.

اور ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس زنا کے گواہ حاضر ہوتے (اور رجم کا فیصلہ ہوتا) تو آپ گواہوں کو حکم دیتے کہ (پہلے) وہ سنگسار کریں پھر آپ خود سنگسار فرماتے' پھر (آپ کے بعد) دوسرے لوگ سنگسار کرتے اور اگر (رجم کا فیصلہ) اعتراف کی وجہ سے ہوتا تو آپ سنگساری کی ابتداء فرماتے' پھر دوسرے لوگ رجم کرتے۔

وَرَوَى مُسْلِمٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ أَتَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلٰى مِنَ الزِّنَاءِ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ إِلَى أَنْ قَالَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ تُصَلِّيْ عَلَيْهَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَقَدْ زَنَتْ قَالَ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ عَلٰى سَبْعِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدَتْ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا

اور مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ زنا سے حاملہ تھی' اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھ سے ایسا فعل (یعنی زنا) سرزد ہوا ہے جس سے مجھ پر حد واجب ہو چکی ہے' اس کو مجھ پر جاری فرما دیجئے! حدیث طویل ہے (یہاں اس کو مختصر بیان کیا گیا ہے)۔ یہاں تک کہ راوی نے کہا کہ پھر حضور ﷺ نے ان کو رجم کر دینے کا حکم دیا تو ان کو رجم کیا گیا' پھر آپ نے ان پر نماز پڑھی' اس پر حضرت عمر نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی (ﷺ!) (کیا) آپ ان پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس نے توبہ (بھی) تو کی ہے اور ایسی توبہ کی کہ اگر مدینہ منورہ

39 لِلّٰہِ تَعَالٰی.

کے ستر (۷۰) آدمیوں کی جائے تو ان سب کے لیے کافی ہو جائے اور تم نے اس سے بہتر کون سی توبہ دیکھی ہے کہ اس نے تو اپنی جان ہی اللہ تعالیٰ پر قربان کر دی۔

ف: سبحان اللہ! ایسی عورت کا کیا کہنا! اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے! اس کے درجے بلند کرے! اور اس کے طفیل میں ہم گناہ گاروں کو بھی بخش دے! جو کام اس عورت نے کیا ہے اس وقت کے بڑے بڑے علماء اور درویشوں کے لیے دشوار ہے۔ جان دینا تو بڑا کام ہے ذرا سی بے عزتی یا دنیا کی تکلیف اور سختی بھی دین کے کام کے لیے گوارا نہیں کرتے اور دنیاداروں کی خوشامد اور چاپلوسی میں ایسے غرق ہیں کہ دین کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ (حاشیہ صحیح مسلم) ۱۲

بَابٌ

آیت رجم منسوخ ہے مگر اس کا حکم باقی ہے

۳۹۳۶ - وَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَیْہِ الْکِتَابَ فَکَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اٰیَۃَ الرَّجْمِ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَہٗ وَالرَّجْمُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ حَقٌّ عَلٰی مَنْ زَنٰی اِذَا اَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ اِذَا قَامَتِ الْبَیِّنَۃُ اَوْ کَانَ الْحَبَلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا (جس میں کسی قسم کا شک اور شبہ نہیں ہے) اور آپ کے اوپر کتاب (یعنی قرآن مجید) اُتاری اور جو آیتیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی ان میں آیت رجم بھی تھی (جو منسوخ التلاوۃ تو ہے لیکن اس کا حکم باقی ہے اسی حکم کے تحت) رسول اللہ ﷺ نے رجم فرمایا اور آپ کے بعد ہم نے بھی (آپ کی اتباع میں) رجم کیا۔ اور رجم (کا حکم) اللہ کی کتاب میں ثابت ہے ہر اس شخص پر جو مردوں اور عورتوں میں شادی شدہ ہو اور زنا کرے بشرطیکہ (زنا کی) شہادت ثابت ہو جائے یا (بغیر شوہر کے) حمل ہو جائے یا (زانی یا زانیہ خود) اعتراف کر لے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیُّ وَجَمَاھِیْرُ الْعُلَمَاءِ اَنَّ مُجَرَّدَ الْحَبَلِ لَا یَثْبُتُ بِہِ الْحَدُّ بَلْ لَا بُدَّ مِنَ الْاِعْتِرَافِ اَوِ الْبَیِّنَۃِ وَاسْتَدَلُّوْا بِالْاَحَادِیْثِ الْوَارِدَۃِ فِیْ دَرْءِ الْحُدُوْدِ بِالشُّبُھَاتِ.

امام ابوحنیفہ امام شافعی اور جمہور علماء نے فرمایا ہے کہ محض حمل سے حد ثابت نہیں ہوتی بلکہ حد کے ثابت ہونے کے لیے اعتراف یا گواہی ضروری ہے اور ان حضرات نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں شبہات کی وجہ سے حدود کے دفع ہونے کا بیان ہے۔

وَرَوٰی اَحْمَدُ بْنُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجَمَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ وَلَمْ یَذْکُرْ جَلْدًا.

اور امام احمد نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماعز بن مالک کو رجم (کا حکم) کیا اور اس میں کوڑے مارنے (کی سزا) کا ذکر نہیں ہے۔

بَابٌ

جس پر رجم واجب ہو اگر اس کو کوڑے لگائے جائیں تو اس کا شمار نہیں ہوگا

۳۹۳۷ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا زَنٰی بِامْرَاَۃٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے

فَاَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجُلِدَ الْحَدَّ ثُمَّ اُخْبِرَ اَنَّهُ مُحْصِنٌ فَاَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

زنا کیا تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا اور اس کو کوڑوں کی سزا دی گئی پھر آپ کو خبر دی گئی کہ وہ شادی شدہ ہے تو آپ نے حکم دیا اور اس کو رجم کیا گیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاں تک ہو سکے حاکم حدود کو دفع کرے

۳۹۳۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنْ كَانَ لَهُ مَخْرَجٌ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُ فَاِنَّ الْاِمَامَ اَنْ يُّخْطِئَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يُّخْطِئَ فِي الْعُقُوْبَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ قَدْ رُوِيَ عَنْهَا وَلَمْ يَرْفَعْ وَهُوَ اَصَحُّ هٰذَا لَا يَقْدِحُ لِاَنَّ الْمَوْقُوْفَ فِيْ هٰذَا لَهُ حُكْمُ الْمَرْفُوْعِ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جہاں تک ہو سکے تم مسلمانوں سے حدود کو دفع کرو پس اگر اس کے لیے (چھٹکارے کا) کوئی راستہ نکلے تو اس کو چھوڑ دو اس لیے کہ امام کا غلطی کو معاف کر دینا اس سے بہتر ہے کہ وہ غلطی کی سزا دے دے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور فرمایا کہ آپ (رضی اللہ عنہا) سے غیر مرفوع روایت مروی ہے اور وہ صحیح ترین ہے۔ اور اس میں کوئی خرابی نہیں کیونکہ اس معاملہ میں موقوف حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ دار قطنی اور بیہقی نے اس کی روایت سند حسن کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ کسی مجرم کا مقدمہ حاکم تک لے جانے سے پہلے چھپا ڈالے اور مجرم سے کہے کہ توبہ اور استغفار کر اور خاموش رہ اور حاکم کو چاہیے کہ جب کامل ثبوت مہیا ہو جائے اور کوئی شبہ نہ رہے تو ضرور حد قائم کرے اور اگر ذرا سا بھی شبہ ہو تو حد ساقط کر دے۔ (حاشیہ مشکوۃ) ۱۲

بَابٌ

حفاظت تو اسلام میں ہے شرک میں نہیں

۳۹۳۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُحْصِنٍ رَوَاهُ اِسْحَاقُ بْنُ رَاهِوَيْهِ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَرَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ مَوْقُوْفًا وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ يَحْكُمُ بِرَفْعِهٖ عَلٰى مَا هُوَ الْمُخْتَارُ فِيْ عِلْمِ الْحَدِيْثِ مِنْ اَنَّهُ اِذَا تَعَارَضَ الرَّفْعُ وَالْوَقْفُ حَكَمَ بِالرَّفْعِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیا تو وہ (اسلام کی) حفاظت میں نہیں۔ اس کی روایت اسحاق بن راھویہ نے اپنی مسند میں کی ہے۔ اور دار قطنی نے اپنی سنن میں اس کی روایت موقوفاً کی ہے۔ اور ملا علی قاری فرماتے ہیں: اس پر مرفوع حدیث کا حکم لگایا جائے گا کیونکہ علم حدیث کی اصطلاح میں مختار یہ ہے کہ جب حدیث مرفوع اور موقوف میں تعارض واقع ہو جائے تو وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔

۳۹۴۰ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلدَّارِ قُطْنِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحْصِنُ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَفِيْهِ عَفِيْفُ بْنُ سَالِمٍ الْمَوْصِلِيُّ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ فِيْ كِتَابِهٖ وَهُوَ ثِقَةٌ قَالَهُ ابْنُ مُعِيْنٍ وَاَبُوْ حَاتِمٍ

اور دار قطنی کی ایک اور روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے شرک کرنا کسی قسم کی حفاظت نہیں کرتا (یعنی حفاظت اسلام کی وجہ سے ہوتی ہے شرک کی وجہ سے نہیں ہوتی)۔ اور اس روایت میں ایک راوی عفیف بن سالم موصلی ہیں ابن قطان اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ راوی ہیں۔ یحییٰ بن معین

وَإِذَا رَفَعَهُ الثِّقَةُ لَمْ يَضُرَّهُ وَقْفُ مَنْ وَقَفَهُ.

اور ابوحاتم کہ جب ثقہ اسے مرفوع بیان کرے تو موقوف بیان کرنے والے کا اسے موقوف بیان کرنا' اسے کوئی نقصان نہیں دیتا۔

وَرَوَى الدَّارُ قُطْنِيُّ وَابْنُ شَيْبَةَ وَابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ يَهُودِيَّةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَوَّجْهَا فَإِنَّهَا لَا تُحْصِنُكَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْأَصْلِ لَا يُحْصِنُ الرَّجُلَ الْمُسْلِمَ إِلَّا الْمَرْأَةُ الْمُحْصِنَةُ إِذَا دَخَلَ بِهَا ثُمَّ قَالَ بَلَغَنَا ذٰلِكَ عَنْ عَامِرٍ وَإِبْرَاهِيمَ النَّخْعِيِّ.

اور دارقطنی اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن عدی نے الکامل میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کسی یہودی عورت سے عقد کرنا چاہا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم اس سے عقد مت کرو' اس لیے کہ وہ تمہاری حفاظت نہیں کرے گی اور امام محمد رحمہ اللہ نے الاصل میں فرمایا ہے کہ مسلمان مرد کی حفاظت تو صرف پاک دامن عورت ہی کر سکتی ہے جبکہ وہ اس کے ساتھ شادی کر لے' پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہم کو یہ روایت حضرت عامر اور حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہما سے بھی پہنچی ہے۔

بَابٌ

وہ کام جن کو حاکم قائم کرے گا

٣٩٤١ - وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ يَقُولُ الزَّكٰوةُ وَالْحُدُودُ وَالْفَيْءُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى السُّلْطَانِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَقَالَ لَا نَعْلَمُ لَهُ مُخَالِفًا مِّنَ الصَّحَابَةِ.

حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی فرمایا کرتے تھے: زکوٰۃ' حدود اور فئی (یعنی مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ) اور جمعہ' ان تمام کاموں کو سلطان قائم کرے گا۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور امام طحاوی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم صحابہ میں سے کسی کو اس کا مخالف نہیں جانتے۔

وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَرِيرٍ قَالَ الْجُمُعَةُ وَالْحُدُودُ وَالزَّكٰوةُ وَالْفَيْءُ إِلَى السُّلْطَانِ وَكَذَا عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ.

اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' آپ نے فرمایا ہے کہ جمعہ' حدود' زکوٰۃ اور فئی ان تمام کاموں کو سلطان قائم کرے گا۔ حضرت عطاء خراسانی سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

بَابٌ

حدود کو آپس میں رفع دفع کرنا چاہیے

٣٩٤٢ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَافُوا الْحُدُودَ فِيمَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حدود یعنی ایسے گناہ جن پر حد واجب ہوتی ہو (خواہ اپنی ذات سے متعلق ہوں یا دوسروں سے' پردہ پوشی کر کے) آپس میں رفع دفع کر لو' کیونکہ ایسا گناہ جس پر حد واجب ہو' اگر مجھ تک پہنچے تو اس (پر حد) کا قائم کرنا (مجھ پر) لازم ہو جائے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

لغزشوں سے درگزر کرنا چاہیے

٣٩٤٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقِيلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ إِلَّا الْحُدُودَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شریف اور نیک لوگوں کی لغزشوں سے درگزر کیا کرو بجز حدود کے (اس لیے کہ یہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ہیں)۔ اس کی روایت ابوداؤد

نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ بالا حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی قضیہ کو حاکم تک لے جانے سے پہلے چھپا دینا چاہیے اور مجرم سے کہے کہ وہ توبہ اور استغفار کرے اور خاموشی اختیار کرے' اور حاکم کو چاہیے کہ کسی حد کے قائم کرنے کا ثبوت جب کامل ہو اور اس میں کوئی شبہ نہ رہے تو ضرور حد قائم کرے اور اگر ذرا سا بھی شبہ ہو تو حد ساقط کر دے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ
زنا بالجبر میں عورت پر حد نہیں اور اس سے متعلقہ مسائل

۳۹٤٤ - وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ اُسْتُكْرِهَتْ اِمْرَاَةٌ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَرَاَ عَنْهَا الْحَدَّ وَاَقَامَهُ عَلَى الَّذِيْ اَصَابَهَا وَلَمْ يَذْكُرْ اَنَّهٗ جَعَلَ لَهَا مَهْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت سے جبراً زنا کیا گیا تو آپ نے اس عورت سے حد کو ساقط فرما دیا اور اس شخص پر حد جاری فرما دی جس نے اس عورت سے زنا کیا تھا' اور راوی نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ آپ نے اس عورت کے لیے مہر مقرر فرمایا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ مَنْ كَانَ مِنَ النَّاسِ حُرًّا اَوْ مَمْلُوْكًا غَصَبَ اِمْرَاَةً نَفْسَهَا فَعَلَيْهِ الْحَدُّ وَلَا صُدَاقَ عَلَيْهِ قَالَ وَاِذَا وَجَبَ الصُّدَاقُ دَرَئَ الْحَدُّ وَاِذَا ضُرِبَ الْحَدُّ بَطَلَ الصُّدَاقُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْاَةُ فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا وَعَلٰى مَنِ اسْتَكْرَهَهَا الْحَدُّ فَاِذَا وَجَبَ عَلَيْهِ الْحَدُّ بَطَلَ الصُّدَاقُ وَلَا يَجِبُ الْحَدُّ وَالصُّدَاقُ فِيْ جِمَاعٍ وَاحِدٍ فَاِنْ دَرَئَ عَنْهُ الْحَدَّ بِشُبْهَةٍ وَجَبَ عَلَيْهِ الصُّدَاقُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِيُّ وَالْعَامَّةُ مِنْ فُقَهَائِنَا.

اور امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ لوگوں میں جو کوئی آزاد ہو یا غلام کسی عورت سے جبراً زنا کرے تو اس پر حد لازم ہوگی اور اس پر مہر لازم نہیں ہوگا اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب مہر واجب ہو جائے تو حد ساقط ہو جائے گی اور جب حد جاری کی جائے تو مہر باطل ہو جائے گا۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ عورت سے جب جبراً زنا کیا جائے تو اس عورت پر حد نہیں ہے اور جس شخص نے اس عورت سے جبراً زنا کیا ہے تو اس پر حد لازم ہے اور جب اس پر حد واجب ہوگئی تو مہر باطل ہوگا اور حد اور مہر دونوں ایک جماع میں واجب نہیں ہوتے اور اگر کسی شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہو جائے تو اس پر مہر واجب ہوگا اور یہی قول حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت ابراہیم نخعی اور ہمارے عامۂ فقہاء کا ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ وَاَبِيْ دَاوُدَ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّ اِمْرَاَةً خَرَجَتْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرِيْدُ الصَّلٰوةَ فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ فَتَجَلَّلَهَا فَقَضٰى حَاجَتَهٗ مِنْهَا فَصَاحَتْ وَانْطَلَقَ وَمَرَّتْ عَصَابَةٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَتْ اِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِيْ كَذَا وَكَذَا فَاَخَذُوا الرَّجُلَ فَاَتَوْا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا اِذْهَبِيْ

اور ترمذی اور ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت نماز کے ارادہ سے نکلی' (راستہ میں) ایک شخص سے اس کا آمنا سامنا ہوا تو اس نے اس کو (اپنے کپڑے سے) ڈھانک لیا اور اس سے اپنی حاجت پوری کی (یعنی جبراً زنا کیا) پس وہ چلائی اور وہ مرد جانے لگا' (اسی اثناء میں) مہاجرین کی ایک جماعت گزری تو اس عورت نے (ان سے) کہا کہ اس شخص نے میرے ساتھ ایسا اور ایسا کیا ہے (یعنی کپڑا ڈھانک کر میرے ساتھ جبراً زنا کیا ہے) تو ان لوگوں نے اس شخص کو پکڑ لیا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔

فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِیْ وَقَعَ عَلَيْهَا اِرْجُمُوْهُ وَقَالَ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْتَابَهَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ.

حضور نے اس عورت سے فرمایا: تو چلی جا! اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا اور اس آدمی کے بارے میں جس نے اس سے (جبراً) زنا کیا تھا' فرمایا کہ اس کو رجم کر دو اور حضور نے (یہ بھی) فرمایا کہ اس آدمی نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایسی توبہ اہل مدینہ کریں تو ان سب کی توبہ قبول کر لی جائے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٣٩٤٥ - وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِیْ عُبَيْدٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَبْدًا مِّنْ رَقِيْقِ الْاِمَارَةِ وَقَعَ عَلٰى وَلِيْدَةٍ مِنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتّٰى اِقْتَضَّهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ وَلَمْ يَجْلِدْ هَا مِنْ اَجَلِ اَنَّهُ اِسْتَكْرَهَهَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ بنتِ ابی عبید رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ خلافت کے غلاموں میں سے ایک غلام نے خمس یعنی مالِ غنیمت کی ایک لونڈی سے (جبراً) جماع کیا' یہاں تک کہ اس کی بکارت زائل کر دی تو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو (پچاس) کوڑے مارے اور اس لونڈی کو کوڑے نہیں لگائے' اس لیے کہ غلام نے اس سے جبراً جماع کیا تھا۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

زنا اور رشوت کی وعید

٣٩٤٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الزِّنَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالسَّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الرُّشَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالرُّعْبِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس کسی قوم میں زنا عام ہو جاتا ہے تو وہ قوم قحط سالی میں مبتلا کر دی جاتی ہے اور جس کسی قوم میں رشوت عام ہو جاتی ہے تو اس کو دہشت اور خوف میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

لواطت پر وعید اور اس کی سزائیں

٣٩٤٧ - وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوْا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدَنَا مَحْمُوْلٌ عَلَى التَّعْزِيْرِ وَالسِّيَاسَةِ فَاِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِالْقَتْلِ وَالْقَتْلُ لَيْسَ بِحَدٍّ فَاِنَّ الْحَدَّ الْجَلْدُ اَوِ الرَّجْمُ.

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو تم قومِ لوط کا عمل کرتا ہوا پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اس حدیث سے ہمارے پاس تعزیر اور سیاست (یعنی حالات کے لحاظ میں حاکم کا فیصلہ) مراد ہے' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے کا حکم دیا ہے اور قتل حد نہیں' اس لیے کہ حد یا تو کوڑے لگانا ہے یا رجم کرنا ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِرَزِيْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَلِيًّا اَحْرَقَهُمَا وَاَبَا بَكْرٍ هَدَمَ عَلَيْهِمَا حَائِطًا.

اور رزین کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان (دونوں لواطت کرنے والوں) کو جلا دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر دیوار گرا دی۔

٣٩٤٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو قوم لوط کا عمل کرے وہ ملعون ہے۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ الْقَتْلَ.

اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے بارے میں قتل کا ذکر نہیں فرمایا۔

بَابٌ

لواطت بدترین گناہ ہے

٣٩٤٩ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِيْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے اپنی امت پر جن چیزوں کا خوف ہے ان میں سب سے زیادہ خوف کی چیز حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا عمل (یعنی لواطت) ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ لواطت تمام کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا اور خوفناک اور لعنت خیز گناہ ہے اس گناہ نے حضرت لوط علیہ السلام کی امت کی آبادیوں کو تہ و بالا کیا اور اوپر سے پتھر برسائے تھے پس یہ عمل قوموں کے لیے تباہی خیز ہے۔ (حاشیہ ترمذی) ١٢

بَابٌ

اغلام باز اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے

٣٩٥٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلٰى رَجُلٍ أَتٰى رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرتے جو کسی مرد یا عورت کے مقعد میں بدفعلی کرے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

بَابٌ

جانور سے بدفعلی کرنے والے کو قتل کیا جائے

٣٩٥١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتٰى بَهِيْمَةً فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوْهَا مَعَهُ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا شَأْنُ الْبَهِيْمَةِ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا وَلٰكِنْ أَرَاهُ كَرِهَ أَنْ يُّؤْكَلَ لَحْمُهَا أَوْ يُنْتَفَعَ بِهَا وَقَدْ فُعِلَ بِهَا ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کسی جانور سے بدفعلی کرے تو اس کو قتل کر دو اور اس کے ساتھ اس جانور کو بھی قتل کر دو۔ حضرت ابن عباس سے دریافت کیا گیا کہ اس میں جانور کا کیا قصور ہے (کہ اس کو قتل کیا جائے)؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ نہیں سنا ہے لیکن میرا گمان ہے کہ آپ نے اس کے گوشت کو کھانے اور اس سے فائدہ اٹھانے کو ناپسند فرمایا ہے کیونکہ اس جانور سے یہ فعل بد کیا گیا۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

جانور سے بدفعلی کرنے والے کا بیان

٣٩٥٢ - وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَتٰى بَهِيْمَةً فَلَا حَدَّ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو جانور سے بدفعلی کرے تو اس پر حد نہیں (بلکہ تعزیر ہے کہ حاکم حالات کے

التِّرْمِذِیُّ عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ اَنَّهٗ قَالَ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِیْثِ الْاَوَّلِ وَهُوَ مَنْ اَتٰی بَهِیْمَةً فَاقْتُلُوْهُ وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ.

لحاظ سے سزا تجویز کرے)۔اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے کہ جو کسی جانور سے بدفعلی کرے تو اس کو قتل کردو۔اور اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے۔

بَابُ قَطْعِ السَّرِقَةِ

چور کے ہاتھ کاٹنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَتُوْبُ عَلَیْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (المائدہ:۳۸-۳۹).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور چور مرد ہو یا عورت ان دونوں کے (سیدھے) ہاتھ کاٹ ڈالو ان کے اس کرتوت کے بدلہ میں یہ سزا (ان کے حق میں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے (مقرر) ہے اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والے ہیں پس جو کوئی اپنے قصور کے بعد توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ تعالیٰ (اپنی مہربانی سے) اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے اور بڑے مہربان ہیں۔

ف: واضح ہو کہ چوری خواہ چھوٹے مال ہی کی کیوں نہ ہو اس میں قطع ید ہونی چاہیے مگر شارع علیہ السلام نے دس درہم کے مال چرانے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا مقرر فرمائی ہے۔

اسی طرح چوری میں بچے بڑے سب کا ہاتھ کاٹنا چاہیے مگر شریعت کا حکم یہ ہے کہ بچے اور مجنون پر قطع ید جاری نہیں ہوگا اس لیے کہ تکلیف شرعی یعنی شرعی احکام عقل اور بلوغ پر ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سزا میں ہاتھ کاٹنے کے بعد بھی چوری کے گناہ سے توبہ ضروری ہے اس لیے کہ قطع ید دنیوی سزا ہے اور اُخروی نجات کے لیے توبہ شرط ہے۔۱۲

بَابٌ

ایک دینار یا دس درہم کے مال چرانے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا

۳۹۵۳ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَطْعَ اِلَّا فِیْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ دس درہم سے کم (قیمت کے مال چرانے) پر (ہاتھ) نہ کاٹا جائے۔اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے۔

وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ فِیْ كِتَابِ الْجَامِعِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ لَا قَطْعَ اِلَّا فِیْ دِیْنَارٍ اَوْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَهُوَ مُرْسَلٌ رَوَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَالْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَمْ یَسْمَعْ مِنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ.

اور ترمذی نے کتاب الجامع میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک دینار یا دس درہم سے کم (مال چرانے) میں (ہاتھ) نہ کاٹا جائے۔اور یہ حدیث مرسل ہے۔اس کو قاسم بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے اور قاسم بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابن مسعود سے نہیں سنا۔

وَقَالَ عَلِیُّ الْقَارِیُّ وَهُوَ صَحِیْحٌ لٰكِنَّ فِیْ مُسْنَدِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ الَّذِیْ جَمَعَهُ الْحَصْكَفِیُّ

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ صحیح ہے لیکن مسند امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں جس کو علامہ حصکفی نے جمع کیا ہے اس کی سند یوں ہے: ابن

مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ مُقَاتِلٍ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ يُقْطَعُ الْيَدُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ.

مقاتل روایت کرتے ہیں امام ابوحنیفہ سے' وہ روایت کرتے ہیں قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود سے' وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد کے واسطہ سے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دس درہم (کے مال چرانے) میں ہاتھ کاٹا جاتا تھا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اِنَّمَا كَانَ الْقَطْعُ فِيْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ فَهٰذَا مَوْصُوْلٌ مَرْفُوْعٌ وَلَوْ كَانَ مَوْقُوْفًا لَكَانَ لَهٗ حُكْمُ الرَّفْعِ لِاَنَّ الْمُقَدَّرَاتِ الشَّرْعِيَّةَ لَا دَخَلَ لِلْعَقْلِ فِيْهَا فَالْمَوْقُوْفُ فِيْهَا مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمَرْفُوْعِ.

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ہاتھ صرف دس درہم (کے مال چرانے) ہی میں کاٹا جاتا تھا۔ تو یہ روایت موصول اور مرفوع ہے۔ اگر وہ موقوف بھی ہوتو مرفوع کے حکم میں ہوگی' اس لیے کہ شریعت کی مقرر کردہ تعداد میں عقل کا دخل نہیں' اس لحاظ سے موقوف روایت بھی مرفوع روایت کے حکم میں ہوگی۔

وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَا يُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِيْ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ.

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں حضرت امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے' وہ روایت کرتے ہیں قاسم بن عبدالرحمٰن سے اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے' آپ نے فرمایا کہ چور کا ہاتھ دس درہم سے کم (مال چرانے) میں نہ کاٹا جائے۔

وَرَوٰى اَحْمَدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ مَرْفُوْعًا مِثْلَهٗ.

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے اور انہوں نے اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے اسی کی مثل مرفوعاً روایت کی ہے۔

وَرَوٰى اِبْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ اُتِيَ عُمَرُ بِرَجُلٍ سَرِقَ ثَوْبًا فَقَالَ لِعُثْمَانَ قَوِّمْهُ فَقَوَّمَهٗ ثَمَانِيَةَ دَرَاهِمَ فَلَمْ يَقْطَعْهُ.

اور ابن ابی شیبہ نے حضرت قاسم سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے ایک کپڑا چرایا تھا تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کپڑے (کی قیمت) کا اندازہ لگاؤ' تو انہوں نے اس کی قیمت آٹھ درہم بتائی تو امیر المؤمنین نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٣٩٥٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ رَجُلٍ فِيْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهٗ دِيْنَارٌ اَوْ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ کو ایک ڈھال (چرانے کی سزا) میں کاٹ دیا' جس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَرَوَى النَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ عَنْهُ قَالَ كَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَوَّمُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ.

اور نسائی' بیہقی اور طحاوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' آپ نے فرمایا کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دس درہم مقرر تھی۔

وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ وَقَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.

اور حاکم نے اس کی روایت مستدرک میں ابن اسحاق سے کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اگرچہ کہ ان دونوں (یعنی بخاری اور مسلم) نے اس کی روایت نہیں کی ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِلنَّسَائِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ.

اور نسائی کی ایک روایت میں حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ان کے دادا نے کہا کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دس درہم تھی۔

بَابٌ

پھلوں اور کھانے کی چیزیں چرانے میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں

٣٩٥٥ - وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خُدَيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پھلوں اور گابہ (یعنی کھجور کے پھول چرانے) میں ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ اس کی روایت امام مالک ترمذی ابوداؤد نسائی دارمی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

وَرَوَى أَبُوْدَاوُدَ فِي الْمَرَاسِيلِ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَا أَقْطَعُ فِي الطَّعَامِ وَذَكَرَهُ عَبْدُ الْحَقِّ وَلَمْ يُعِلَّهُ بِغَيْرِ الْإِرْسَالِ وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِعِلَّةٍ عِنْدَنَا فَيَجِبُ الْعَمَلُ بِمُوْجِبِهِ.

اور ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں کھانے (کی چیزوں کے چرانے) میں ہاتھ نہیں کاٹتا ہوں۔ اور اسے عبدالحق نے بیان کیا ہے اور ارسال کے علاوہ اس کی کوئی علت بیان نہیں کی اور آپ جانتے ہیں کہ یہ ہمارے نزدیک کوئی علت نہیں لہٰذا اس پر عمل واجب ہے۔

بَابٌ

خائن لٹیرے اور اچکے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے

٣٩٥٦ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلٰى خَائِنٍ وَلَا مُنْتَهِبٍ وَلَا مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ خیانت کرنے والے لوٹنے والے اور جھپٹا مارنے والے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ اس کی روایت ترمذی نسائی ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

علانیہ لوٹنے والے کی وعید

٣٩٥٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُنْتَهِبِ قَطْعٌ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً مَشْهُوْرَةً فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ. وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهَمَّامِ فِي حَدِيثِ صَفْوَانَ اِضْطِرَابٌ وَالْاِضْطِرَابُ مُوْجِبٌ لِلضُّعْفِ وَقَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ السَّرْخَسِيُّ وَلَمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوٹنے والے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے اور جو علانیہ لوٹ مار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور امام ابن ہمام نے حدیث صفوان کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں اضطراب ہے اور اضطراب ضعف کا باعث ہوتا ہے۔ شمس الائمہ امام سرخسی نے فرمایا: کوئی حدیث مشہور مروی نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد چور کا ہاتھ کاٹا ہو۔

يَرْوِ مَشْهُوْرًا اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ يَدَ السَّارِقِ بَعْدَ حُبَّةِ صَفْوَانَ لَهٗ.

بَابٌ

سفر میں بھی حدود قائم کیے جائیں

۳۹۵۸ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاهِدُوْا النَّاسَ فِيْ اللّٰهِ الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَلَا تُبَالُوْا فِيْ اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِيْ الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ فِيْ مُسْنَدِ اَبِيْهِ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوگوں سے قریب ہوں کہ بعید جہاد کرو اور اللہ کی راہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خیال نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو حضر اور سفر میں قائم کرو۔ اس کی روایت عبداللہ بن احمد نے اپنے والد کی مسند میں کی ہے۔

بَابٌ

بار بار چوری کرنے والے کی سزا

۳۹۵۹ - وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِذَا سَرِقَ السَّارِقُ قُطِعَتْ يَدُهُ الْيُمْنٰى فَاِنْ عَادَ قُطِعَتْ رِجْلُهُ الْيُسْرٰى فَاِنْ عَادَ ضَمِنَهُ السِّجْنُ حَتّٰى يُحْدِثَ خَيْرًا اِنِّيْ لَاَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ اَدَعَهٗ لَيْسَ لَهٗ يَدٌ يَاْكُلُ بِهَا وَيَسْتَنْجِيْ بِهَا وَرِجْلٌ يَمْشِيْ عَلَيْهَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ.

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب چور چوری کرے تو اس کا سیدھا ہاتھ کاٹا جائے اگر وہ (دوبارہ پھر) چوری کرے تو اس کا بایاں پیر کاٹا جائے اگر وہ (تیسری بار) چوری کرے تو اس کو قید خانہ میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہ بھلائی پر آ جائے (یعنی چوری سے توبہ کر لے) میں اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہوں کہ اس شخص کو ایسی حالت میں چھوڑ دوں اس کا ہاتھ نہ ہو کہ وہ کھا سکے اور استنجاء کر سکے اور پیر نہ ہو کہ اس سے چل سکے۔ اس کی روایت امام محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں کی ہے۔

وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ نَحْوَهٗ.

اور عبدالرزاق ابن ابی شیبہ بیہقی اور دار قطنی نے اسی طرح روایت کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ شَيْبَةَ اَنَّ نَجْدَةَ كَتَبَ اِلٰى اِبْنِ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهٗ السَّارِقُ فَكَتَبَ اِلَيْهِ بِمِثْلِ قَوْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ نجدہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو چور کے بارے میں (اس کے احکام) دریافت کرتے ہوئے لکھا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرح جواب دیا۔

وَرَوٰى سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَضَرْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَدْ اُتِيَ بِرَجُلٍ مَقْطُوْعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ قَدْ سَرِقَ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ مَا تَرَوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا اقْطَعْهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ قَتَلْتُهٗ اِذًا وَمَا عَلَيْهِ الْقَتْلُ بِاَيِّ شَيْءٍ يَاْكُلُ

اور سعید بن منصور نے سعید بن ابی سعید مقبری سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کے پاس ایک چور کو لایا گیا جس کا ہاتھ اور پیر کٹا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے اصحاب سے دریافت کیا کہ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اے امیر المؤمنین! (اس کا دوسرا ہاتھ) کاٹ دیجئے آپ نے جواب دیا: تو ایسی صورت میں

الطَّعَامَ بِاَیِّ شَیْءٍ یَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوۃِ بِاَیِّ شَیْءٍ یَغْتَسِلُ مِنْ جَنَابَتِہٖ بِاَیِّ شَیْءٍ یَقُوْمُ عَلٰی حَاجَتِہٖ فَرَدَّہٗ اِلَی السِّجْنِ اَیَّامًا ثُمَّ اَخْرَجَہٗ فَاسْتَشَارَ اَصْحَابَہٗ فَقَالُوْا مِثْلَ قَوْلِھِمُ الْاَوَّلِ وَقَالَ لَھُمْ مِثْلَ مَا قَالَ اَوَّلَ مَرَّۃٍ فَجَلَدَہٗ جَلْدًا شَدِیْدًا ثُمَّ اَرْسَلَہٗ. وَقَالَ الشَّیْخُ ابْنُ الْھُمَامِ وَمَا رُوِیَ یَقْطَعُ ثَالِثًا اَوْ رَابِعًا اِنْ صَحَّ حُمِلَ عَلَی السِّیَاسَۃِ اَوْ نَسَخَ.

(گویا) میں نے اس کو قتل کر دیا حالانکہ اس کو قتل کرنا نہیں ہے! وہ کس چیز سے کھانا کھائے گا؟ وہ کس چیز سے نماز کے لیے وضو کرے گا؟ وہ کس چیز سے جنابت کا غسل کرے گا؟ وہ کس چیز سے اپنی ضرورت پوری کرے گا؟ پھر آپ نے اس کو قید خانہ میں چند دنوں کے لیے بھجوا دیا' پھر اس کو وہاں سے نکالا اور اپنے اصحاب سے مشورہ فرمایا تو انہوں نے اپنا وہی پہلا قول سنایا' اور آپ نے (بھی) پہلی بار جو فرمایا تھا وہی فرمایا' پھر آپ نے اس کو خوب کوڑے لگائے اور چھوڑ دیا۔ اور شیخ ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ چور کا (ہاتھ) تیسری بار اور (پیر) چوتھی بار کاٹنے کی جو روایت ہے' اگر وہ صحیح ہے تو وہ سیاستاً (یعنی از راہِ نظم ونسق) ہے یا پھر وہ روایت منسوخ ہے۔

بَابٌ

چور کو سزا کے بعد توبہ کرنی چاہیے

۳۹۶۰ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِسَارِقٍ سَرَقَ شَمْلَۃً فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَخَالُہٗ سَرَقَ فَقَالَ السَّارِقُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اِذْھَبُوْا بِہٖ فَاقْطَعُوْا ثُمَّ احْسِمُوْہُ ثُمَّ ائْتُوْنِیْ بِہٖ فَقُطِعَ ثُمَّ حُسِمَ ثُمَّ اُتِیَ بِہٖ فَقَالَ تُبْ اِلَی اللّٰہِ قَالَ تُبْتُ اِلَی اللّٰہِ قَالَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْکَ رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک چور حاضر کیا گیا' جس نے ایک (قیمتی) چھوٹی چادر چرائی تھی' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ اس نے (چادر) چرائی ہو! (یہ سن کر) چور نے کہا: کیوں نہیں! ہاں! یا رسول اللہ! (میں نے چرائی ہے)' تو آپ نے فرمایا: اس کو لے جاؤ' اس کا (ہاتھ) کاٹ دو' پھر اس کو داغ دو (تاکہ خون رُک جائے)' پھر اس کو میرے پاس لے آؤ' پس (اس کا ہاتھ) کاٹا گیا پھر داغا گیا اور پھر آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ حضور نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے توبہ کر! اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں' آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول فرمائے۔ اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

وَرَوَی الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ فِیْ قَطْعِ السَّارِقِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْطَعُوْہُ ثُمَّ احْسِمُوْہُ. وَرَوَی الدَّارُقُطْنِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ فِی الْمَرَاسِیْلِ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَغَیْرُھُمْ نَحْوَہٗ.

اور امام بغوی نے شرح السنہ میں چور کے (ہاتھ) کاٹنے کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ (آپ نے فرمایا:) اس کا (ہاتھ) کاٹو' پھر اس کو داغ دے دو۔ اور دار قطنی نے اور ابوداؤد نے مراسیل میں اور عبد الرزاق اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

بَابٌ

چور کو عبرت کے لیے زائد سزا دی جاسکتی ہے

۳۹۶۱ - وَعَنْ فُضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ یَدُہٗ ثُمَّ اَمَرَ بِھَا فَعُلِّقَتْ فِیْ عُنُقِہٖ

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک چور کو لایا گیا' اس کا ہاتھ کاٹا گیا' پھر آپ نے حکم دیا کہ (اس کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے' تو) اس کو اس کی گردن

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ. وَقَالَ النَّسَائِیُّ فِیْهِ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ وَهُوَ ضَعِیْفٌ وَّلَا یُحْتَجُّ بِحَدِیْثِهٖ. وَقَالَ الشَّیْخُ ابْنُ الْهُمَّامِ وَعِنْدَنَا ذٰلِكَ مُطْلَقٌ لِّلْاِمَامِ اِنْ رَّاٰهُ وَلَمْ یَثْبُتْ عَنْهُ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِیْ كُلِّ مَنْ قَطَعَهٗ لِیَكُوْنَ سُنَّةً.

میں لٹکا دیا گیا (تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو)۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور نسائی نے کہا کہ اس (روایت کے راویوں) میں حجاج بن ارطاۃ ہے اور وہ ضعیف ہے' اس کی (روایت کردہ) حدیث کے ساتھ استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ بات یعنی چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن میں لٹکا دینا امام کا اختیار ہے' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے ہر چور کے ہاتھ کاٹنے کے بعد اس کی گردن میں لٹکانے کا حکم دیا ہے تاکہ بطور سنت یہ عمل جاری رہے۔

وَرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَرِقَ الْمَمْلُوْكُ فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ.

اور ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب غلام چوری کرے تو اس کو بیچ دو' اگرچہ کہ (اس کی قیمت) نصف اُوقیہ یعنی بیس درہم ہی کیوں نہ ملے۔

بَابٌ

غلام غیر آقا کا مال چرائے تو ہاتھ کاٹا جائے

٣٩٦٢ - وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ غُلَامًا لِّابْنِ عُمَرَ اَبَقَ فَسَرِقَ فِیْ اِبَاقِهٖ فَاُتِیَ بِهٖ اِبْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عُمَرَ لَنْ یُّنْجِیَكَ اِبَاقُكَ مِنْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ قَالَ فَقَطَعَهٗ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ وَرَوٰی مَالِكٌ نَحْوَهٗ.

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک غلام بھاگ گیا اور اپنے فراری کے زمانہ میں اس نے چوری کی' اس کو حضرت ابن عمر کے پاس لایا گیا تو حضرت ابن عمر نے اس سے فرمایا: تیرا فرار ہو جانا' اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد سے تجھ کو نہیں بچا سکتا۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس کی روایت بیہقی نے اپنی سنن میں کی ہے اور امام مالک نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

بَابٌ

غلام اپنے آقا کا مال چرائے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے

٣٩٦٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی عُمَرَ بِغُلَامٍ لَّهٗ فَقَالَ اقْطَعْ یَدَهٗ فَاِنَّهٗ سَرِقَ مِرْاٰةً لِّامْرَاَتِیْ فَقَالَ عُمَرُ لَا قَطْعَ وَهُوَ خَادِمُكُمْ اَخَذَ مَتَاعَكُمْ رَوَاهُ مَالِكٌ وَزَادَ مُحَمَّدٌ فِیْ رِوَایَتِهٖ سَرِقَ مِرْاٰةً لِّامْرَاَتِیْ ثَمَنُهَا سِتُّوْنَ دِرْهَمًا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے ایک غلام کو لایا اور کہا کہ آپ اس کا ہاتھ کاٹ دیجئے' اس لیے کہ اس نے میری بیوی کا ایک آئینہ چرایا ہے' تو حضرت عمر نے فرمایا: (اس کا ہاتھ) نہ کاٹا جائے' وہ تو تمہارا خادم ہے' اس نے تمہارا سامان لے لیا ہے۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے' اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اس نے میری بیوی کا ایک آئینہ چرایا ہے' جس کی قیمت ساٹھ درہم ہے۔

بَابٌ

حدود اللہ کے جاری کرنے میں کسی کا لحاظ نہیں

٣٩٦٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ فَقَطَعَهُ فَقَالُوْا مَا كُنَّا نَرَاكَ تَبْلُغُ بِهٖ هٰذَا قَالَ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُهَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک چور لایا گیا تو آپ نے (حکم دیا کہ) اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے' صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارا یہ خیال نہیں تھا کہ آپ ایسا فیصلہ فرمائیں گے' (یہ سن کر) آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر (میری بیٹی) فاطمہ (بھی) ہوتیں تو میں ضرور اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

کفن چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے بلکہ کوئی اور سزا دی جائے

۳۹۶۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَيْسَ عَلَى النَّبَّاشِ قَطْعٌ رَوَاهُ ابْنُ شَيْبَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ کفن چور کے لیے (سزا میں) ہاتھ کاٹنا نہیں ہے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أُخِذَ نَبَّاشٌ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَسَأَلَ مَنْ يَحْضُرُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالْفُقَهَاءِ فَأَجْمَعَ رَأْيُهُمْ عَلٰى أَنْ يُضْرَبَ وَيُطَافَ بِهٖ. وَرَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَهُ قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ مِنْ جَوَازِ إِطْلَاقِ الْبَيْتِ عَلَى الْقَبْرِ حَقِيْقَةً أَوْ حُكْمًا أَنْ يَكُوْنَ حِرْزًا أَلَا تَرٰى أَنَّهٗ لَوْ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ بَيْتٍ لَمْ يَكُنْ لَهٗ بَابٌ مُغْلَقٌ أَوْ حَارِسٌ لَمْ يُقْطَعْ بِلَا خِلَافٍ.

اور ابن ابی شیبہ کی ایک اور روایت میں جو حضرت زہری سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک کفن چور پکڑا گیا اور اس وقت مدینہ منورہ پر مروان حاکم تھا' اس نے اس وقت جو صحابہ کرام اور فقہاء وہاں موجود تھے (کفن چور کی سزا کے بارے میں) دریافت کیا تو سب نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ اس کو پیٹا جائے اور اس کی گشت کرائی جائے (تاکہ عبرت ہو)۔ اور عبدالرزاق نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ملا علی قاری نے کہا ہے کہ قبر پر گھر کا اطلاق حقیقۃً ہو یا حکماً' اس پر حرز' یعنی محفوظ ہونا صادق نہیں آتا' کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اگر (چور) ایسے گھر سے کوئی چیز اٹھا لے' جس کا دروازہ بند نہ ہو یا چوکیدار نہ ہو تو بلا اختلاف اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُوْدِ

حدود کے جاری کرنے میں سفارش (نہ) کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿جَزَآءً بِمَا كَسَبَا﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (چور مرد اور چور عورت کا ہاتھ جو کاٹا جاتا ہے' یہ) ان دونوں کی چوری کا بدلہ ہے۔

بَابٌ

حدود میں سفارش کرنے اور اس کے قبول کرنے کی ممانعت

۳۹۶۶ - عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهٗ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو قبیلہ بنو مخزوم کی عورت کے واقعہ نے فکر اور تردد میں ڈال دیا' جس نے چوری کی تھی۔ (اس کے قبیلہ والے) کہنے لگے کہ اس عورت (کی سفارش کے بارے) میں رسول اللہ ﷺ سے کون بات کرے؟ وہ کہنے لگے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے چہیتے ہیں ان کے سوا کوئی اور آپ سے (سفارش کرنے کی) جرأت نہیں کر سکتا۔ تو حضرت اسامہ نے اس بارے میں حضور ﷺ سے بات کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ

ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرِقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرِقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرِقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کی حدود میں ایک حد (کے جاری نہ کرنے کی) سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے کے لوگ صرف اس وجہ سے ہلاک ہوئے کہ ان میں کوئی عزت دار آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب ان میں کوئی کمزور (بے وسیلہ) آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے' (میں) اللہ تعالیٰ کی قسم (کھا کر کہتا ہوں) کہ اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ چوری کرتیں تو میں ان کا بھی ہاتھ کاٹتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَتْ كَانَتِ امْرَاَةٌ مَّخْزُوْمِيَّةٌ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَطْعِ يَدِهَا فَاَتٰى اَهْلُهَا اُسَامَةَ فَكَلَّمُوْهُ فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيْثَ نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ.

اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ قبیلۂ بنو مخزوم کی ایک عورت مستعار سامان لے لیتی اور (واپس کرنے سے) انکار کر دیتی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو اس کے قبیلہ والے حضرت اسامہ کے پاس آئے اور آپ سے (اس بارے میں سفارش کرنے کے لیے) گفتگو کی تو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کی' پھر راوی نے پوری حدیث پہلی روایت کی طرح بیان کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ امام کے پاس سفارش کی جا سکتی ہے جبکہ امام کے پاس قضیہ پیش نہ ہو' بشرطیکہ جس کی سفارش کی جا رہی ہو' وہ موذی اور شریر نہ ہو۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

حدود اللہ میں رکاوٹ پیدا کرنے' مؤمن پر افتراء کرنے' اور لاعلمی میں تائید کرنے پر وعیدیں

۳۹۶۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُوْنَ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ فَقَدْ ضَادَّ اللّٰهَ وَمَنْ خَاصَمَ فِیْ بَاطِلٍ وَّهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ فِیْ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَنْزِعَ وَمَنْ قَالَ فِیْ مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيْهِ اَسْكَنَهُ اللّٰهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس کسی کی سفارش اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے جاری کرنے میں رکاوٹ بن جائے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی' اور جو جان بوجھ کر کسی باطل معاملہ میں جھگڑا کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ اس سے باز آ جائے اور جو کسی مؤمن کے بارے میں ایسی بات کہے جو اس میں نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخیوں کے لہو اور پیپ میں رکھے گا' یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے (یعنی مرنے سے پہلے توبہ کر لے)۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِیِّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مَنْ اَعَانَ عَلٰى خُصُوْمَةٍ لَا يَدْرِیْ اَحَقٌّ اَوْ بَاطِلٌ فَهُوَ فِیْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ.

اور بیہقی کی ایک روایت میں جو شعب الایمان میں مروی ہے' اس طرح ہے کہ جو کسی ایسے جھگڑے میں مدد کرے' جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا ہے کہ وہ حق ہے یا باطل تو وہ اس سے باز آنے تک اللہ تعالیٰ کے غضب میں

رہے گا۔

بَابٌ

ایک مرتبہ اقرار پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے

۳۹٦٨ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِیَ بِسَارِقٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا سَرِقَ فَقَالَ مَا اَخَالُهٗ سَرِقَ فَقَالَ السَّارِقُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْطَعُوْهُ ثُمَّ احْسِمُوْهُ ثُمَّ اِيْتُوْنِیْ بِهٖ قَالَ فَذَهَبَ بِهٖ فَقُطِعَ ثُمَّ حُسِمَ ثُمَّ اُتِیَ بِهٖ فَقَالَ تُبْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ تُبْتُ اِلَى اللّٰهِ فَقَالَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكَ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک چور حاضر کیا گیا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس نے چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ اس نے چوری کی ہو۔ (یہ سن کر) چور نے کہا: کیوں نہیں! ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! (میں نے چوری کی ہے) آپ نے فرمایا: اس کو لے جاؤ' اس کا (ہاتھ) کاٹ دو پھر اس کو داغ دو (تا کہ خون رُک جائے) پھر اس کو میرے پاس لاؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کو لے جایا گیا' اس کا (ہاتھ) کاٹا گیا پھر داغا گیا' پھر اس کو آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ حضور نے اس سے فرمایا: تو اللہ عزوجل سے توبہ کر! اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں! آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول فرمائے۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

بَابٌ

ہاتھ کاٹنے کے بعد چور پر تاوان نہیں

۳۹٦٩ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُغَرَّمُ صَاحِبُ السَّرِقَةِ اِذَا اُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چور پر جب حد جاری کی جائے تو اس سے تاوان نہیں لیا جائے گا۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلدَّارِقُطْنِیِّ لَا غُرْمَ عَلَى السَّارِقِ بَعْدَ قَطْعِ يَمِيْنِهٖ.

اور دارقطنی کی ایک روایت میں ہے کہ ہاتھ کاٹنے کے بعد چور پر تاوان نہیں۔

وَفِیْ رِوَايَةِ الْبَزَّارِ وَالطَّبْرَانِیِّ لَا يَضْمَنُ السَّارِقُ سَرِقَتَهٗ بَعْدَ اِقَامَةِ الْحَدِّ.

اور بزار اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ چور پر حد قائم کرنے کے بعد اس پر چوری کا تاوان لازم نہیں ہوگا۔

وَرَوَى ابْنُ جَرِيْرٍ الطَّبَرِیُّ فِیْ تَهْذِيْبِ الْاٰثَارِ بِسَنَدٍ مُّتَّصِلٍ مُّحْتَجٍّ بِهٖ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اُقِيْمَ الْحَدُّ عَلَى السَّارِقِ فَلَا غُرْمَ عَلَيْهِ.

اور ابن جریر طبری نے تہذیب الآثار میں مستند اور متصل سند سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چور پر جب حد جاری کی جائے تو اس پر تاوان نہیں۔

بَابُ حَدِّ الْخَمْرِ

شراب پینے پر حد لگانے کا بیان

ف: واضح ہو کہ شراب کا پینا کتاب وسنت اور اجماع سے حرام ہے اور اس کی حد جمہور ائمہ کے نزدیک اسی (۸۰) کوڑے مارنا ہے' کوڑے مارنے کی سزا حالت نشہ میں نہ دی جائے بلکہ نشہ اترنے کے بعد سزا دی جائے۔ ۱۲

بَابٌ

شراب پینے والے کی حد اسی کوڑے ہیں

٣٩٧٠ - وَعَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدَّيْلِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِسْتَشَارَ فِى الْخَمْرِ يَشْرَبُهَا الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ نَرٰى اَنْ تَجْلِدَهُ ثَمَانِيْنَ فَاِنَّهُ اِذَا شَرِبَ سَكِرَ وَاِذَا سَكِرَ هَذٰى وَاِذَا هَذٰى افْتَرٰى اَوْ كَمَا قَالَ فَجَلَدَهُ عُمَرُ فِى الْخَمْرِ ثَمَانِيْنَ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت ثور بن زید دیلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے (صحابہ کرام سے) شراب جس کو آدمی پی لیتا ہے اس (کی حد کے) بارے میں مشورہ فرمایا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ اس کو اسّی (٨٠) کوڑے لگائیں' اس لیے کہ جب وہ شراب پی لیتا ہے تو اس کو نشہ آ جاتا ہے اور جب نشہ آتا ہے تو بیہودہ بکتا ہے اور جب بیہودہ بکتا ہے تو بہتان لگاتا ہے یا آپ نے جیسا بھی فرمایا' پھر حضرت عمر نے شراب (کے پینے) میں اس کو اسّی (٨٠) کوڑے لگائے۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

وَوَصَلَهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مَوْصُوْلًا مِّنْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ.

اور دارقطنی' نسائی اور حاکم نے اس کو موصولاً روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور عبدالرزاق نے بھی اس کی دوسرے طریق سے موصولاً روایت کی ہے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِىَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَجَلَدَهُ بِجَرِيْدَتَيْنِ نَحْوَ اَرْبَعِيْنَ قَالَ وَفَعَلَهُ اَبُوْبَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ اِسْتَشَارَ النَّاسَ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَخَفُّ الْحُدُوْدِ ثَمَانُوْنَ فَاَمَرَ بِهٖ عُمَرُ.

اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا' جس نے شراب پی تھی تو آپ نے اس کو دو چھڑیوں سے چالیس (یعنی اسّی) مار مارے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی پر عمل کیا' پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خلیفہ) ہوئے تو آپ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حضرت عبدالرحمٰن (بن عوف) رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حدود کی سزاؤں میں سب سے ہلکی سزا اسّی (کوڑے) ہیں (جو قرآن کے حکم کے مطابق حدِ قذف کی سزا ہے)' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کا حکم دیا۔

وَرَوٰى اَحْمَدُ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ جَلَدَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْخَمْرِ بِنَعْلَيْنِ اَرْبَعِيْنَ فَلَمَّا كَانَ زَمَنُ عُمَرَ جَعَلَ بَدَلَ كُلِّ نَعْلٍ سَوْطًا.

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شراب پینے (کی سزا) میں دو جوتیوں سے چالیس (یعنی اسّی) مار مارے جاتے تھے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ نے ہر جوتی کے بدلہ ایک ایک کوڑا مقرر فرمایا۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَحَسَّنَهُ.

اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

وَرَوٰى اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَتَاهُ رَجُلٌ بِابْنِ اَخٍ لَّهُ نشوان قَدْ ذَهَبَ عَقْلُهُ فَاَمَرَ بِهٖ فَحُبِسَ حَتّٰى اِذَا صَحَا وَاَفَاقَ عَنِ السُّكْرِ دَعَا بِالسَّوْطِ فَقَطَعَ ثَمَرَتَهُ ثُمَّ رَقَّهُ وَدَعَا جَلَّادًا فَقَالَ اَجْلِدْهُ عَلٰى جِلْدِهٖ وَارْفَعْ

اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں' آپ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے بھتیجے کو نشہ کی حالت میں لایا' جس کی عقل جا چکی تھی' آپ نے حکم دیا تو اس کو قید کر دیا گیا' یہاں تک کہ جب اس کے ہوش و حواس واپس آئے اور اس کا نشہ اتر گیا تو آپ نے چھڑی منگوائی اور اس کے پھل کو کاٹ دیا' پھر اس کو باریک کیا اور جلاد کو بلایا اور

40

يَدَكَ فِيْ جَلْدِكَ وَلَا تُبْدِيَا ضَبْعَيْكَ قَالَ وَانْشَاَ عَبْدُ اللّٰهِ يَعُدُّ حَتّٰى اَكْمَلَ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً خَلّٰى سَبِيْلَهٗ فَقَالَ الشَّيْخُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَابْنُ اَخِيْ وَمَالِيْ وَلَدٌ غَيْرُهٗ فَقَالَ شَرُّ الْعَمِّ وَالِي الْيَتِيْمِ اَنْتَ كُنْتَ وَاللّٰهِ مَا اَحْسَنْتَ اَدَبَهٗ صَغِيْرًا وَّلَا سَتَرْتَهٗ كَبِيْرًا.

فرمایا: اس کے جسم پر اس سے مارو اور مارنے میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ اور اپنے بازو کو مت کھولنا یعنی پورا ہاتھ اٹھا کر مت مارو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود (چھڑیوں کی مار کو) گننے لگے یہاں تک کہ جلاد نے جب اسی (۸۰) کی تکمیل کی تو اس کو چھوڑ دیا۔ بوڑھے نے (حضرت ابن مسعود سے) کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! اللہ کی قسم! وہ میرا بھتیجا ہے اور اس کے سوا میرا کوئی بیٹا نہیں' تو آپ نے جواب دیا: ایسا چچا جو یتیم کا وارث ہو' بدترین چچا ہے' اللہ کی قسم! تو نے بچپن میں اس کی تربیت نہیں کی اور بڑے ہونے کے بعد اس (کے عیب) کو نہیں چھپایا۔

۳۹۷۱ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ قَالَ ثُمَّ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فِي الرَّابِعَةِ فَضَرَبَهٗ وَلَمْ يَقْتُلْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ. فَثَبَتَ بِهٰذَا اَنَّ الْقَتْلَ بِشُرْبِ الْخَمْرِ فِي الرَّابِعَةِ مَنْسُوْخٌ. وَقِيْلَ اِنَّهٗ بَاقٍ سِيَاسَةً وَّهُوَ الْاَصَحُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں' آپ نے فرمایا کہ جو شخص شراب پی لے' اس کو (تین مرتبہ پینے تک ہر بار) دُرّے لگاؤ اور اگر وہ چوتھی بار پی لے تو اس کو قتل کر دو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس کے بعد ایک شخص لایا گیا' جس نے چوتھی بار شراب پی تھی تو آپ نے اس کو دُرّے مارے اور اس کو قتل نہیں کیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اور ابوداؤد نے اس کی روایت حضرت قبیصہ بن ذؤیب رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ چوتھی بار شراب پینے پر قتل (کا حکم) منسوخ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ حکم سیاستاً باقی ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوُدَ ثُمَّ قَالَ بَكِّتُوْهُ فَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِ يَقُوْلُوْنَ مَا اتَّقَيْتَ اللّٰهَ مَا خَشِيْتَ اللّٰهَ وَمَا اسْتَحْيَيْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں مذکور ہے: پھر آپ نے فرمایا کہ اس کو تنبیہ کرو' تو صحابہ کرام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہنے لگے: نہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرا' اور نہ تو نے اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے خوف کھایا اور تو نے رسول اللہ ﷺ سے بھی حیاء نہیں کی' حاضرین میں سے بعض لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے! (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: تم لوگ اس طرح مت بددعا کرو اور اس پر شیطان کو مددگار نہ بناؤ (اس لیے کہ شیطان مسلمان کی رسوائی سے خوش ہوتا ہے)' بلکہ یوں دعا کیا کرو: اے اللہ! تو اس کو بخش دے! اے اللہ! تو اس پر رحم فرما!

بَابٌ

حد اقرار یا گواہی پر ہی جاری ہوگی

۳۹۷۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَرِبَ رَجُلٌ فَسَكِرَ فَلُقِيَ يَمِيْلُ فِي الْفَجِّ فَانْطُلِقَ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا حَاذٰى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے شراب پی اور اس کو نشہ ہو گیا اور اس کو راستہ میں اس حالت میں پایا گیا کہ وہ جھوم رہا تھا تو اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جایا جانے لگا' جب وہ

دَارَ الْعَبَّاسِ اِنْفَلَتَ فَدَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ فَالْتَزَمَهُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ وَقَالَ اَفَعَلَهَا وَلَمْ يَأْمُرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے پہنچا تو وہ (لوگوں کے درمیان سے) بھاگ نکلا اور حضرت عباس کے پاس جا کر ان سے چمٹ گیا' اس کا ذکر جب نبی کریم ﷺ سے کیا گیا تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا: کیا اس نے ایسی (حرکت) کی۔ اور آپ نے اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا (اس لیے کہ نہ تو اس کا اقرار ثابت ہوا اور نہ گواہی)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَرَوٰى عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ اَنَّ عَلِيًّا وَّعُمَرَ قَالَا مَنْ مَّاتَ مِنْ حَدٍّ اَوْ قِصَاصٍ فَلَا دِيَةَ لَهٗ اَلْحَقُّ قَتَلَهٗ وَرَوَاهُ بِنَحْوِهٖ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ.

اور عبید بن عمیر نے حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ جو شخص حد میں یا قصاص میں مر جائے تو اس کا خون بہا (کسی پر) واجب نہ ہوگا' اس لیے کہ اس کا قتل واجب تھا۔ اور ابن المنذر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

بَابُ مَا لَا يُدْعٰى عَلَى الْمَحْدُوْدِ

وہ شخص جس پر حد جاری کی گئی ہو اس کو بددعا دینے کا بیان

٣٩٧٣ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَجُلًا اِسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ يُلَقَّبُ حِمَارًا كَانَ يُضْحِكُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهٗ فِي الشَّرَابِ فَاُتِيَ بِهٖ يَوْمًا فَاَمَرَ بِهٖ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا اَكْثَرَ مَا يُؤْتٰى بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جس کا نام عبداللہ تھا اور جس کا لقب حمار تھا' حضور نبی کریم ﷺ کو (اپنی باتوں اور حرکات سے) ہنساتا تھا' اور حضور نبی کریم ﷺ نے شراب پینے کی وجہ سے (حد میں) اس کو کوڑے لگائے تھے' ان کو ایک دن لایا گیا' آپ نے ان کے بارے میں حکم دیا اور ان کو کوڑے لگائے گئے۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! تو اس پر لعنت کر! (کہ شراب پینے کے جرم میں) اس کو بار بار لایا جاتا ہے۔ (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس پر لعنت مت بھیجو' اللہ کی قسم! میں بالیقین جانتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى لَهٗ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ.

اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب وہ واپس ہو گیا تو حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے! تو آپ نے فرمایا: تم ایسا نہ کہو! تم اس پر شیطان کو مددگار نہ بناؤ۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٣٩٧٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ الْاَسْلَمِيُّ اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَنَّهٗ اَصَابَ اِمْرَاَةً حَرَامًا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ يَعْرِضُ عَنْهُ فَاَقْبَلَ فِي الْخَامِسَةِ فَقَالَ اَنِكْتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ حَتّٰى غَابَ ذٰلِكَ مِنْكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت (ماعز) اسلمی رضی اللہ عنہ' نبی اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور چار مرتبہ اپنے آپ پر گواہی دی کہ انہوں نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے! آپ ہر مرتبہ ان کو ٹال دیتے رہے' پانچویں مرتبہ (انہوں نے جب اقرار کیا تو) حضور ان کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا: کیا تم نے اس عورت سے

فِيْ ذٰلِكَ مِنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ كَمَا يَغِيْبُ الْمِرْوَدُ فِي الْمُكْحُلَةِ وَالرِّشَاءُ فِي الْبِئْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا الزِّنَاءُ قَالَ نَعَمْ اَتَيْتُ مِنْهَا حَرَامًا مَا يَاْتِي الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِهٖ حَلَالًا قَالَ فَمَا تُرِيْدُ بِهٰذَا الْقَوْلِ قَالَ اُرِيْدُ اَنْ تُطَهِّرَنِيْ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ فَسَمِعَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِهٖ يَقُوْلُ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اُنْظُرْ اِلٰى هٰذَا الَّذِيْ سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهٗ حَتّٰى رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ فَسَكَتَ عَنْهُمَا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً حَتّٰى مَرَّ بِجِيْفَةِ حِمَارٍ شَائِلٍ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اَيْنَ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَقَالَا نَحْنُ ذَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِنْزِلَا فَكُلَا مِنْ جِيْفَةِ هٰذَا الْحِمَارِ فَقَالَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ يَّاْكُلُ مِنْ هٰذَا قَالَ فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ اَخِيْكُمَا اٰنِفًا اَشَدُّ مِنْ اَكْلٍ مِنْهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهُ الْاٰنَ لَفِيْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْغَمِسُ فِيْهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

جماع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے (پھر) دریافت کیا: یہاں تک کہ تمہارا عضو اس کے عضو (مخصوص) میں غائب ہوا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے (پھر) دریافت فرمایا: کیا جس طرح سلائی' سرمہ دانی میں اور رسّی کنویں میں غائب ہوتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے (پھر) دریافت فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ زنا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! میں نے اس عورت سے ایسا حرام کام کیا ہے جیسا ایک شخص اپنی بیوی سے حلال کام کرتا ہے۔ آپ نے ان سے (پھر) دریافت فرمایا: تم اس بات یعنی اقرار سے کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے (اس گناہ سے) پاک کر دیں۔ آپ نے ان کے بارے میں حکم دیا اور ان کو رجم کر دیا گیا۔ نبی اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے دو آدمیوں کو سنا کہ ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے یوں کہہ رہا ہے: اس شخص کو دیکھو جس (کے عیب) کو اللہ تعالیٰ نے چھپا دیا تھا' اس کے نفس نے اس کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ وہ کتے کی طرح سنگسار کیا گیا' حضور ان دونوں کے بارے میں خاموش رہے' پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے' یہاں تک کہ آپ ایک مردہ گدھے پر سے گزرے' جس کے پیر (پھولنے کی وجہ سے) اوپر اُٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا: فلاں شخص اور فلاں شخص کہاں ہیں؟ ان دونوں نے عرض کیا: ہم دونوں یہاں ہیں' یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: تم دونوں (اپنی سواریوں سے) اترو (اور اِدھر آؤ) اور اس مردار گدھے (کے گوشت) کو کھاؤ' ان دونوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اسے کون کھائے گا؟ آپ نے فرمایا: تم دونوں نے ابھی ابھی اپنے بھائی کی (غیبت کر کے جو) عزت ریزی کی ہے' وہ اس کے کھانے سے بھی بڑھ کر بُرا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ تو اس وقت جنت کی نہروں میں (خوشی خوشی) غوطے لگا رہا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

گناہوں کا کفارہ صرف حدود نہیں بلکہ توبہ ہے

٣٩٧٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَدْرِيَ الْحُدُوْدَ كَفَّارَاتٌ لِّاَهْلِهَا اَمْ لَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ وَالْبَزَّارُ فِيْ مُسْنَدِهٖ مِثْلَهٗ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ عَلٰى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ حدود ان کے لیے جن پر حد جاری کی گئی ہو (آخرت میں ان کے گناہوں کا) کفارہ ہیں یا نہیں! اس کی روایت بیہقی نے اپنی سنن میں کی ہے۔ اور اس کی روایت عبدالرزاق نے اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اور بزار نے اپنی مسند میں اسی طرح کی ہے اور حاکم نے کہا ہے

شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وَالسَّنَدُ قَوِیٌّ بِاعْتِرَافِ الْحَافِظِ وَاَبُوْهُرَیْرَةَ مُتَاَخِّرٌ عَنْ عُبَادَةَ فَالْعِبْرَةُ لَهٗ.

کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شروط کے مطابق صحیح ہے اور حافظ کے اعتراف کی بناء پر اس کی سند قوی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عبادہ سے متاخر ہیں لہٰذا انہی کا اعتبار کیا جائے گا۔

وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اُتِیَ بِسَارِقٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا سَرِقَ فَقَالَ مَا اَخَالُهٗ سَرِقَ فَقَالَ السَّارِقُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْطَعُوْهُ ثُمَّ احْسِمُوْهُ ثُمَّ ائْتُوْنِیْ بِهٖ قَالَ فَذَهَبَ بِهٖ فَقُطِعَ ثُمَّ حُسِمَ ثُمَّ اُتِیَ بِهٖ فَقَالَ تُبْ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ تُبْتُ اِلَی اللّٰهِ فَقَالَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْكَ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' آپ فرماتے ہیں کہ ایک چور کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر کیا گیا' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے چوری کی ہے! حضور نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ اس نے چوری کی ہے! (یہ سن کر) چور نے عرض کیا: کیوں نہیں! ہاں! یارسول اللہ ﷺ! (میں نے چوری کی ہے)' حضور نے فرمایا: اس کو لے جاؤ' اس کا (ہاتھ) کاٹ دو' پھر اس کو داغ دو' پھر اور اس کو میرے پاس لاؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کو لے جایا گیا' (اس کا ہاتھ) کاٹا گیا پھر اس کو داغا گیا' پھر اسے حضور کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے فرمایا: تو اللہ عزوجل سے توبہ کر! اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں' آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول فرمائے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّاَبِیْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیِّ وَابْنِ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیِّ فَاَمَرَ بِهٖ فَقُطِعَ وَجِیْءَ بِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ اِلَیْهِ فَقَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَیْهِ ثَلَاثًا وَّهٰذَا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْحَدَّ لَیْسَ بِكَفَّارَةٍ لِّلذُّنُوْبِ وَالْكَفَّارَةُ هِیَ التَّوْبَةُ.

اور ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور اس کو حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر' اور اس کی طرف رجوع کر' اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں' (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ! تو اس کی توبہ قبول فرما! یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حد یعنی شرعی سزا گناہوں کا کفارہ نہیں (بلکہ دنیوی سزا ہے) اور کفارہ تو توبہ ہی ہے۔

بَابُ التَّعْزِیْرِ

ان سزاؤں کا بیان جو حدودِ شرعی سے کم ہیں.

ف: واضح ہو کہ لغت میں تعزیر تعظیم اور تحقیر دونوں معنی کے لیے آتا ہے۔ اور شریعت میں تعزیر سے مراد وہ سزائیں ہیں جو بطور تادیب اور تہذیب دی جاتی ہیں اور وہ ایسے گناہوں کے لیے ہیں جن میں حدود کفارہ نہیں ہیں' اور یہ حد شرعی سے کم ہوتی ہیں جن کا اختیار امام کو ہے۔ بچوں پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ ان پر تعزیر ہوگی۔ حدود میں سفارش قبول نہیں کی جائے گی' البتہ تعزیر میں سفارش قبول ہوگی۔ حدود شبہ کی وجہ سے جاری نہیں ہوں گی لیکن تعزیر شبہ کی بناء پر بھی واجب ہوگی۔ (درمختار' مرقات) ۱۲

بَابٌ

تعزیر کی سزا حد کی سزا سے کم ہونی چاہیے

۳۹۷۶- عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَ حَدًّا

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو (امام یا قاضی یا حاکم کسی جرم کی سزا پر)

فِیْ غَیْرِ حَدٍّ فَهُوَ مِنَ الْمُعْتَدِیْنَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِیْ کِتَابِ الْاٰثَارِ مُرْسَلًا.

جس میں حد قائم نہیں ہوتی' حد قائم کر دے تو اس کا شمار ظالموں میں ہوگا (یعنی تعزیرات میں سزائیں بہر صورت حدود کی سزاؤں سے کم ہونی چاہیے)۔اس حدیث کی روایت بیہقی نے اپنی سنن میں کی اور اس کو امام محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں مرسلاً روایت کیا ہے۔

بَابٌ
چہرہ پر مارنے کی ممانعت

۳۹۷۷ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا ضَرَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَتَّقِ الْوَجْهَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں' آپ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی کسی (دوسرے) کو مارے تو چہرہ (پر مارنے) سے بچے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
وہ بُرے القاب جن پر تعزیر ہے

۳۹۷۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ یَا یَهُوْدِیُّ فَاضْرِبُوْهُ عِشْرِیْنَ وَاِذَا قَالَ یَا مُخَنَّثُ فَاضْرِبُوْهُ عِشْرِیْنَ وَمَنْ وَّقَعَ عَلٰی ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ. وَهٰذَا زَجْرٌ وَّسِیَاسَةٌ وَّحُکْمُهٗ حُکْمُ سَائِرِ الزُّنَاةِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ایک شخص دوسرے کو اے یہودی! کہے تو اس کو (سزا میں) بیس کوڑے مارو اور جب اے مخنث! کہے تو اس کو بھی بیس کوڑے مرواور جس نے محرم عورت کے ساتھ زنا کیا تو اس کو قتل کر دو۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔اس حدیث میں محرم عورت سے زنا کرنے والے کو قتل کرنے کا جو حکم ہے وہ از راہِ زجر اور سیاست ہے ورنہ ایسے زانی کا حکم اور زانیوں کے حکم کی طرح ہے۔

ف: واضح ہو کہ مرقات میں لکھا ہے کہ ان بُرے القاب سے کسی کو پکارنے پر بھی تعزیر ہوگی جیسے اے فاسق! اے کافر! اے خبیث! اے چور! اے منافق! اے لوطی! اے سودخور! اے دیوث! اے خائن! اے زندیق! اے حرام زادے! وغیرہ البتہ جانوروں کے نام سے کوئی کسی کو پکارے تو ان پر تعزیر نہ ہوگی جیسے اے گدھے! اے کتے! اے بندے! اے سؤر! اے بیل! اے عیار! وغیرہ۔ ۱۲

بَابٌ
مالِ غنیمت کو چرانے والے کا حکم

۳۹۷۹ - وَعَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَجَدْتُّمُ الرَّجُلَ قَدْ غَلَّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاحْرِقُوْا مَتَاعَهٗ وَاضْرِبُوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم کسی شخص کو پاؤ کہ اس نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے (یعنی مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے کچھ مال چرا لیا ہو) تو اس کے (ذاتی) سامان کو جلا دو اور اس کو مارو (یعنی تعزیراً سزا دو اور ہاتھ نہ کاٹو)۔اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ قَالَ الْبُخَارِیُّ وَقَدْ رُوِیَ فِیْ غَیْرِ حَدِیْثٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْغَالِّ وَلَمْ یَاْمُرْ فِیْهِ بِحَرْقِ مَتَاعِهٖ وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ لَوْ صَحَّ الْحَدِیْثُ لَاحْتَمَلَ

اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ امام بخاری نے کہا ہے کہ اس حدیث کے علاوہ اور حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مالِ غنیمت کے چرانے والے کے بارے میں اس طرح مروی ہے کہ آپ نے اس کے سامان کو جلانے کا حکم نہیں دیا اور امام طحاوی نے فرمایا ہے کہ اگر (پہلی) حدیث صحیح ہو تو (مال کو جلانے

اَنْ یَّکُوْنَ حِیْنَ کَانَتِ الْعُقُوْبَةُ بِالْمَالِ.

کا حکم) اس زمانہ کا واقعہ ہو سکتا ہے جب کہ ایسے چور کے ذاتی مال کو جلانے کی سزا جائز تھی (جو بعد میں منسوخ ہو گئی)۔

بَابُ بَیَانِ الْخَمْرِ وَوَعِیْدِ شَارِبِهَا

شراب کا بیان اور اس کے پینے والے کی وعید

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ (المائدہ: ۹۱-۹۲).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! حقیقت یہ ہے کہ شراب اور جوا اور بُت اور پانسے (یعنی جوئے کے تیر) ناپاک شیطانی کام ہیں' ان میں سے ہر ایک سے بچتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ' شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت ڈلوا دے اور تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے روکے رکھے' تو کیا تم (شیطان کے مکر سے واقف ہونے کے بعد بھی اِن بُرے کاموں سے) باز آؤ گے (یا نہیں)۔

شراب کے حرام ہونے کی دلیلیں

واضح ہو کہ پہلی آیت سے صاحبِ کشاف اور صاحبِ مرقات نے شراب کی حرمت پر آٹھ دلیلیں بیان کی ہیں: (۱) شراب کو رجس فرمایا گیا اور رجس' نجس کو کہتے ہیں اور ہر نجس چیز حرام ہے (۲) شراب کے بارے میں فرمایا گیا: ''مِن عمل الشیطان'' اور شیطان کا ہر عمل حرام ہے (۳) فرمایا گیا کہ ''فاجتنبوه'' شراب پینے سے بچو اور اللہ تعالیٰ جس چیز سے بچنے کا حکم دیں' وہ حرام ہے (۴) ''لعلکم تفلحون'' شراب پینے سے بچنے پر تم فلاح پاؤ گے تو ایسی چیز جس سے پرہیز کرنے پر فلاح ملے گی' اس کا ارتکاب حرام ہے (۵) ارشاد ہے: ''انما یرید الشیطان الخ'' یعنی شیطان شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت پیدا کرنا چاہتا ہے تو جو چیز مسلمانوں میں دشمنی اور نفرت پیدا کرے' وہ حرام ہے (۶) ارشاد ہے: ''ویصدکم عن ذکر اللّٰہ وعن الصلٰوة'' یعنی شیطان شراب کے ذریعہ تم کو یادِ الٰہی اور نماز سے روکنا چاہتا ہے اور جو چیز مسلمانوں کو یادِ الٰہی اور نماز سے روکے' وہ حرام ہے (۷) ارشاد ہے: ''فهل انتم منتهون'' یعنی تم شراب پینے سے باز رہو' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جس چیز سے باز رہنے کا حکم دیں' اس کا ارتکاب حرام ہے (۸) آیتِ مقدسہ میں شراب کے ذکر کو بتوں کے ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے اور بت پرستی کفر ہے اور جس کا ذکر کفریات کے ساتھ کیا جائے' وہ بھی حرام ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ شراب پینے والا بت پرست جیسا ہے اور یہ بھی وارد ہے کہ شراب پینے والا لات اور عُزّٰی کی پرستش کرنے والے کی طرح ہے۔ (کشاف اور مرقات) ۱۲

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی ﴿اَعْصِرُ خَمْرًا﴾ (یوسف: ۳۶).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (ایک نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ بادشاہ کے لیے) میں شراب نچوڑ رہا ہوں۔

ف: اس سے معلوم ہوا کہ انگور یا کھجور کے شیرہ کو خوب پکا کر اس میں جوش لایا جائے اور جس سے نشہ پیدا ہو تو یہ مطلقاً حرام ہے' البتہ نبیذ جائز ہے اور نبیذ اس شیرہ کو کہتے ہیں جو منقّی یا کھجور سے تیار ہوتا ہے' اس کی صورت یہ ہے کہ منقّی یا کھجور کو صبح پانی میں بھگوئیں اور شام کو اُن کا شیرہ پیا جائے' اور اگر یہ شیرہ گرم کرنے پر خوب گاڑھا ہو جائے اور اس میں جوش اور کف آ جائے تو یہ بھی حرام ہو جائے گا' اس لیے کہ اس سے نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

بَابٌ

ہر نشہ والی چیز حرام ہے

۳۹۸۰ - عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الْعِنَبِ خَمْرًا وَّاَنْهَاکُمْ عَنْ کُلِّ مُسْکِرٍ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ.

حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ شراب انگور سے (بنائی جاتی) ہے اور حضور نے ہر نشہ لانے والی چیز (کے پینے) سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ بِعَیْنِهَا وَالسُّکْرُ مِنْ کُلِّ شَرَابٍ.

اور امام طحاوی کی ایک روایت میں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' آپ نے فرمایا کہ شراب بالذات حرام ہے (خواہ اس کا ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو' اسی طرح) ہر پیے جانے والی چیز جو نشہ لائے' وہ بھی حرام ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةِ الطَّبْرَانِیِّ وَالدَّارُقُطْنِیِّ نَحْوَهٗ.

اور طبرانی و دارقطنی کی روایتیں بھی اسی طرح ہیں۔

وَرَوَی النَّسَائِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ مِنْ طُرُقٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَلِیْلُهَا وَکَثِیْرُهَا وَالسُّکْرُ مِنْ کُلِّ شَرَابٍ وَّفِیْ رِوَایَةٍ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ بِعَیْنِهَا قَلِیْلُهَا وَکَثِیْرُهَا وَالْمُسْکِرُ مِنْ کُلِّ شَرَابٍ.

اور نسائی نے اپنی سنن میں کئی طُرُق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ شراب تھوڑی اور بہت حرام ہے اور ہر وہ مشروب جو نشہ لائے' وہ بھی حرام ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ شراب بالذات تھوڑی اور بہت حرام ہے اور (اسی طرح) ہر مشروب جو نشہ لائے' وہ بھی حرام ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَلِیْلُهَا وَکَثِیْرُهَا وَمَا اَسْکَرَ مِنْ کُلِّ شَرَابٍ وَّلِلْبَزَّارِ نَحْوَهٗ.

ایک روایت میں یوں ہے کہ شراب تھوڑی اور بہت حرام ہے اور ہر مشروب جو نشہ لائے' وہ بھی حرام ہے۔ اور بزار کی روایت بھی اسی طرح ہے۔

وَقَالَ اَصْحَابُنَا وَالْمُسْکِرُ مِنْ کُلِّ شَرَابٍ هُوَ غَیْرُ الْخَمْرِ فِیْ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ لِاَنَّ الْعَطْفَ یَقْتَضِی الْمُغَایَرَةَ.

اور ہمارے فقہائے احناف نے کہا ہے کہ مذکورہ احادیث جن میں ان مشروبات کا ذکر ہے اور جو نشہ لانے والی ہیں' ظاہر ہے کہ وہ شراب کے سوا ہیں کیونکہ عطف سے مغایرت کا ثبوت ملتا ہے۔

وَرَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو بِسَنَدٍ جَیِّدٍ قَالَ اَمَّا الْخَمْرُ فَحَرَامٌ لَّا سَبِیْلَ اِلَیْهَا وَاَمَّا مَا عَدَاهَا مِنَ الْاَشْرِبَةِ فَکُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ.

اور عبدالرزاق نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے جید سند سے روایت کی ہے' آپ نے فرمایا کہ شراب تو (مطلقاً) حرام ہے' اس کی حلت (کسی صورت میں خواہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو) ثابت نہیں' البتہ شراب کے علاوہ جتنے مشروب ہیں' ان میں ہر نشہ لانے والا حرام ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّاَبِیْ دَاوٗدَ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَالْکُوْبَةِ وَالْغُبَیْرَاءِ وَقَالَ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے شراب' جوئے' کوبہ (یعنی نرد' شطرنج' چوسر کھیلنے اور طبل صغیر' بربط اور رباب بجانے) اور غُبیراء (چنے کی شراب پینے) سے منع فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

وَرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِیَهَا

اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے شراب پر اور اس کے پینے والے پر' اس کے پلانے والے پر' اس کے بیچنے

وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصَرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ.

والے پر اس کے خریدنے والے پر اس کے نچوڑنے والے پر اس کے نچڑوانے والے پر اس کے لانے والے پر اور اس شخص پر جس کے لیے یہ لائی جا رہی ہو۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ وَّمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْیَا فَمَاتَ وَهُوَ یُدْمِنُهَا لَمْ یَتُبْ لَمْ یَشْرَبْهَا فِی الْاٰخِرَةِ.

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو شخص دنیا میں شراب پیتا ہو اور وہ اس حالت میں مر جائے کہ وہ اس کو ہمیشہ پیتا تھا اور اس نے توبہ بھی نہیں کی تو وہ آخرت میں (شراب طہور) نہیں پیے گا۔

ف: واضح ہو کہ شراب کی حرمت قطعی ہے اور دوسرے مشروبات کی حرمت ظنی ہے' اس لیے ان مشروبات کے پینے سے نشہ نہ آئے تو حد واجب نہیں ہوگی۔ (غایۃ الاوطار) ۱۲

بَابٌ

ہر سستی پیدا کرنے والی چیز بھی حرام ہے

۳۹۸۱- وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَّمُفْتِرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ لانے والی اور قوٰی میں سستی پیدا کرنے والی چیز (جیسے افیون اور بھنگ وغیرہ) سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نشہ آور چیز کا پینا کم ہو یا زیادہ' حرام ہے

۳۹۸۲- وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْكَرَ كَثِیْرُهٗ فَقَلِیْلُهٗ حَرَامٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس چیز کا زیادہ پینا نشہ لائے' اس کا تھوڑا پینا بھی حرام ہے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

نشہ آور چیز کا ایک چلّو پینا بھی حرام ہے

وَرَوٰی اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرَقُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ.

اور امام احمد' ترمذی اور ابوداؤد نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس چیز کا ایک فَرَق (یعنی آٹھ سیر) پینا نشہ لائے' اس کا ایک چلّو (پینا) بھی حرام ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ مَا اَسْكَرَ كَثِیْرُهٗ فَقَلِیْلُهٗ حَرَامٌ وَّبِهٖ یُفْتٰی فِیْ زَمَانِنَا لِغَلَبَةِ الْفَسَادِ.

اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جس چیز کا زیادہ پینا نشہ لائے' اس کا تھوڑا پینا بھی حرام ہے' (اور آپ نے فرمایا:) کہ غلبۂ فساد کی وجہ سے ہمارے زمانہ میں اسی پر فتویٰ ہے۔

وَرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ دَیْلَمٍ الْحِمْیَرِیِّ قَالَ قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضٍ بَارِدَةٍ وَّنُعَالِجُ فِیْهَا عَمَلًا شَدِیْدًا وَّاِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا مِّنْ هٰذَا الْقَمْحِ نَتَقَوّٰی بِهٖ عَلٰی اَعْمَالِنَا وَعَلٰی بَرْدِ بِلَادِنَا قَالَ

اور ابوداؤد نے حضرت دیلم حمیری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم ایک سرد علاقے کے (رہنے والے) ہیں اور ہم یہاں سخت کام کرتے ہیں اور ہم اس گیہوں سے شراب بناتے ہیں تاکہ ہم اپنے کاموں پر (قوت حاصل کریں) اور اپنے شہروں کی سردی پر غالب آئیں' آپ نے دریافت فرمایا: کیا وہ (شراب) نشہ

هَلْ يُسْكِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاجْتَنِبُوْهُ قُلْتُ إِنَّ النَّاسَ غَيْرُ تَارِكِيْهِ قَالَ إِنْ لَّمْ يَتْرُكُوْهُ فَاقْتُلُوْهُمْ.

لاتی ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے فرمایا: پھر تو تم سب اس (شراب کے پینے) سے بچو، میں نے عرض کیا: لوگ تو اس کو چھوڑنے والے نہیں ہیں (اس لیے کہ وہ اس کے عادی ہو چکے ہیں)' (یہ سن کر) آپ نے فرمایا کہ اگر وہ (اس کا پینا) نہ چھوڑیں تو ان سے لڑو (تا کہ وہ شراب پینا چھوڑ دیں)۔

بَابٌ

شراب پینے والے پر وعید

۳۹۸۳ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ فَسَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَابٍ يَّشْرَبُوْنَهُ بِاَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ مُسْكِرٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ إِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَهْدًا لِّمَنْ يَّشْرَبُ الْمُسْكِرَ اَنْ يَّسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ قَالَ عِرْقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب یمن سے آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسی شراب کے بارے میں دریافت کیا جس کو وہ لوگ اپنے ملک میں پیتے تھے جو مکئی یا جوار سے بنائی جاتی تھی اور جس کو مزر کہتے تھے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ نشہ لاتی ہے تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! تو آپ نے فرمایا: ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔ بے شک (بطور وعید) اللہ تعالیٰ کا یہ عہد ہے کہ جو شخص شراب پئے گا' اللہ تعالیٰ اس کو طینۃ الخبال پلائیں گے' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! طینۃ الخبال کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: (یہ) دوزخیوں کا پسینہ یا دوزخیوں (کے زخموں) کا پیپ اور لہو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

شرابی کی نماز قبول نہیں ہوتی

۳۹۸۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلٰوةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلٰوةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلٰوةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلٰوةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَقَاهُ مِنْ نَّهْرِ الْخَبَالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص شراب پی لے تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی فجر کی نماز قبول نہیں فرماتے' اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیں گے' اگر وہ دوبارہ پھر (شراب) پی لے تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی فجر کی نماز قبول نہیں فرمائیں گے اور اگر وہ (دوبارہ) توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیں گے' اگر وہ (تیسری بار) پھر پی لے تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی فجر کی نماز قبول نہیں فرمائیں گے اور اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ (تیسری بار بھی) اس کی توبہ قبول فرمالیں گے' اور اگر وہ چوتھی بار پھر پی لے تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی فجر کی نماز قبول نہیں فرمائیں گے اور اگر اب وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں فرمائیں گے اور اس کو دوزخیوں کے پیپ کی نہر سے (پیپ) پلائیں گے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور نسائی' ابن ماجہ اور دارمی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے اس کی روایت ہے۔

بَابٌ

شراب پینے پر وعید اور چھوڑنے کی خوش خبری

۳۹۸۵ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَعَثَنِيْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ وَاَمَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِيْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَاَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَحَلَفَ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ بِعِزَّتِيْ لَا يَشْرَبُ عَبْدٌ مِّنْ عَبِيْدِيْ جُرْعَةً مِّنَ الْخَمْرِ اِلَّا سَقَيْتُهٗ مِنَ الصَّدِيْدِ مِثْلَهَا وَلَا يَتْرُكُهَا مِنْ مَخَافَتِيْ اِلَّا سَقَيْتُهٗ مِنْ حِيَاضِ الْقُدُسِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

ﷺ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہانوں کے لیے رحمت اور سارے جہانوں کے لیے ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب بزرگ و برتر نے مجھے بجانے اور گانے کے آلات اور بتوں اور صلیب اور جاہلیت کے رسوم (جیسے نوحہ خاندانی فخر اور بارش کو کارتیوں سے منسوب کرنا) ان سب کو مٹانے کا حکم دیا ہے اور میرے رب بزرگ و برتر نے قسم کھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پی لے تو میں اس کو اتنا ہی پیپ پلاؤں گا اور جو (بندہ) میرے ڈر سے (شراب پینا) چھوڑ دے گا اس کو پاکیزہ حوضوں سے (شراب طہور) پلاؤں گا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

دخول جنت سے روکنے والے اعمال

٣٩٨٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ وَلَا قَمَّارٌ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّلَا وَلَدُ زِانِيَةٍ بَدَلَ قَمَّارٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جوا کھیلنے والا احسان جتانے والا (قطع رحمی کرنے والا) اور ہمیشہ شراب پینے والا (یہ سب) جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے اور دارمی کی ایک اور روایت میں جوا کھیلنے والے کی بجائے ولدالزنا ہے (یعنی کثرت سے زنا کرنے والا)۔

بَابٌ

وہ گناہ گار جن پر جنت حرام ہے

٣٩٨٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوْثُ الَّذِيْ يُقِرُّ فِيْ اَهْلِهِ الْخُبْثَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تین شخص ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے: (۱) ہمیشہ شراب کا پینے والا (۲) اور والدین کا نافرمان (یعنی انہیں تکلیف دینے والا) (۳) اور دیوث وہ شخص جو اپنے اہل و عیال میں برائی یعنی زنا شراب خوری اور غسل جنابت کے چھوڑنے کو روا رکھے (اور منع نہ کرے)۔ اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

وہ تین شخص جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے

٣٩٨٧ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَّا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَقَاطِعُ الرَّحِمِ وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ تین شخص ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (۱) ہمیشہ شراب کا پینے والا (۲) رشتوں اور ناتوں کا توڑنے والا (۳) جادو کو حلال اور جائز سمجھنے والا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: جیسا کہ مرقات اور اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے۔ ۱۲

بَابٌ
ہمیشہ شراب پینے والے کا حشر بت پرست کی طرح ہوگا

۳۹۸۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ اِنْ مَّاتَ لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى كَعَابِدِ وَّثَنٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ ذَكَرَ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيْخِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ شراب کا پینے والا اگر مر جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو بت پرست کی طرح پیش ہوگا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن عبید اللہ کے والد سے روایت کی ہے اور بیہقی نے کہا ہے کہ امام بخاری نے تاریخ میں اس کو محمد بن عبد اللہ کے والد سے بیان کیا ہے۔

بَابٌ
شراب کا پینا اور بت کو پوجنا دونوں کا ایک جیسا حکم ہے

۳۹۸۹ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَا اُبَالِيْ شَرِبْتُ الْخَمْرَ اَوْ عَبَدْتُ هٰذِهِ السَّارِيَةَ دُوْنَ اللّٰهِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ مَوْقُوْفًا.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ میں شراب پی لوں یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر (پتھر کے) اس ستون کی پوجا کروں۔ اس کی روایت نسائی نے موقوفاً کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شراب کا پینا بت پوجنے کے برابر ہے۔

بَابٌ
مشروبات نبوی کیا تھے؟

۳۹۹۰ - وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلْتُ مَعَ نِسْوَةٍ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلْنَاهَا عَنِ التَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ فَقَالَتْ كُنْتُ اٰخُذُ قَبْضَةً مِّنْ تَمْرٍ وَّقَبْضَةً مِّنْ زَبِيْبٍ فَاُلْقِيْهِ فِيْ اِنَاءٍ فَاَمْرُسُهٗ ثُمَّ اَسْقِيْهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت صفیہ بنت عطیہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ میں قبیلۂ عبد القیس کی چند عورتوں کے ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی ہم نے آپ سے کھجور اور منقیٰ (کے مشروب کے پینے) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ فرماتیں ہیں کہ میں ایک مٹھی کھجور اور ایک مٹھی منقیٰ لیتی اور اس کو ایک برتن میں ڈالتی اور اس کا شربت بناتی اور پھر اس کو حضور نبی کریم ﷺ کو پلاتی تھی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْبَذُ لَهٗ زَبِيْبٌ فَيُلْقٰى فِيْهِ تَمْرٌ اَوْ تَمْرٌ فَيُلْقٰى فِيْهِ زَبِيْبٌ.

وَرَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے منقیٰ کی نبیذ بنائی جاتی تھی اور اس میں کھجور ڈال دیئے جاتے یا کھجور کی نبیذ بنائی جاتی، پھر اس میں منقیٰ ڈال دیا جاتا۔

اور ان دونوں حدیثوں کی روایت بیہقی نے اپنی سنن میں کی ہے۔

وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ فَنَاْخُذُ قَبْضَةً مِّنْ تَمْرٍ اَوْ قَبْضَةً مِّنْ زَبِيْبٍ فَنَطْرَحُهَا فِيْهِ ثُمَّ نَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَنَنْبِذُهٗ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهٗ عَشِيَّةً وَّنَنْبِذُهٗ عَشِيَّةً فَيَشْرَبُهٗ

اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک مشک میں نبیذ تیار کرتے تھے اس طریقہ پر کہ ایک مٹھی کھجور یا ایک مٹھی منقیٰ لیتے اور اس کو اس مشک میں ڈالتے اور پھر اس پر پانی ڈالتے (اگر) ہم صبح یہ نبیذ بناتے تو آپ شام کو نوش فرماتے اور (اگر) ہم شام میں بناتے تو آپ اس کو صبح نوش فرماتے۔ اور یہ جو

مَعْلُوقَةٌ. وَمَا رُوِيَ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهٰى عَنِ الْجَمْعِ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالزَّهْوِ وَالرُّطَبِ وَالرُّطَبِ وَالْبُسْرِ مَحْمُوْلٌ عَلٰى حَالَةِ الشِّدَّةِ وَكَانَ ذٰلِكَ فِي الْاِبْتِدَاءِ فِيْ وَقْتٍ كَانَ لِلْمُسْلِمِيْنَ ضِيْقٌ وَّشِدَّةٌ.

روایت بیان کی گئی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھجور اور منقیٰ، منقیٰ اور شیرہ دار کھجور اور شیرہ دار اور گدر کھجور (کو ملا کر شیرہ بنانے) سے جو منع فرمایا ہے وہ ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے جبکہ مسلمان تنگی اور خشک سالی میں مبتلا تھے۔

بَابٌ

شراب سرکہ بن جائے تو جائز ہے

٣٩٩١ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ لَهَا شَاةٌ تَحْتَلِبُهَا فَفَقَدَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا فَعَلَتِ الشَّاةُ قَالُوْا مَاتَتْ قَالَ اَفَلَا انْتَفَعْتُمْ بِاِهَابِهَا فَقُلْنَا اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ دِبَاغَهَا يُحِلُّهُ كَمَا يُحِلُّ خَلَّ الْخَمْرِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ.

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ کی ایک بکری تھی، جس کا آپ دودھ دوہتی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ پایا تو دریافت فرمایا کہ بکری کیا ہوئی؟ حاضرین نے جواب دیا: وہ تو مر گئی (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس کی کھال سے فائدہ نہیں اٹھایا؟ ہم نے جواب دیا: وہ تو مردار ہے! اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس (کھال) کو دباغت دے دینا اس کو جائز کر دیتا ہے، جیسے شراب سرکہ بننے سے جائز ہو جاتی ہے۔ اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے۔

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ خَيْرُ خَلِّكُمْ خَلُّ خَمْرِكُمْ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ فِيْ مُشْكِلِ الْاٰثَارِ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ اَنَّ اَبَا الدَّرْدَاءِ كَانَ يَاْكُلُ الْمُرْيٰ يَعْنِيْ فِيْهِ الْخَمْرُ وَيَقُوْلُ ذَبَحَتْهُ الشَّمْسُ وَالْمِلْحُ.

اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تمہارے سرکوں میں بہترین سرکہ، شراب کا سرکہ ہے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکل الآثار میں حضرت ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ شراب سے تیار کیے ہوئے سرکہ کو کھاتے اور فرماتے کہ اس کو دھوپ اور نمک نے حلال کر دیا ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْحُجَجِ وَقَدْ بَلَغَنَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ اصْطَبَغَ عَلٰى خَمْرٍ وَّبَلَغَنَا ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّبَلَغَنَا عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّهُ قَالَ اَلَا بَاْسَ بِخَلِّ الْخَمْرِ.

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الحجہ میں فرمایا ہے کہ ہم کو امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے، (آپ فرمایا کرتے تھے کہ) میں شراب سے سرکہ بنا لیتا ہوں۔ اور (اسی طرح) ہم کو حضرت ابن عباس سے اور حضرت ابودرداء (رضی اللہ عنہم) سے بھی یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ شراب کے سرکہ (کے استعمال) میں کوئی حرج نہیں۔

وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْحُجَجِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رِبَاحٍ فِيْ رَجُلٍ وَّرِثَ خَمْرًا قَالَ يُهَرِيْقُهَا قَالَ قُلْتُ اَرَاَيْتَ لَوْ صُبَّ فِيْهَا مَاءٌ فَتَحَوَّلَتْ خَلًّا قَالَ اِنْ تَحَوَّلَتْ فَلَا بَاْسَ بِهٖ اِنْ شَاءَ بَاعَهٗ.

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الحجہ میں حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایسے شخص کے بارے میں جس کو وراثت میں شراب ملی ہو فرمایا کہ وہ شخص اس کو بہا دے۔ امام محمد نے فرمایا کہ میں نے حضرت عطاء سے عرض کیا کہ اگر اس میں پانی ڈال دیا جائے اور وہ سرکہ بن جائے (تو اس میں کیا خرابی ہے)؟ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ سرکہ

میں بدل جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں' اگر وہ چاہے تو اس کو بیچ دے۔

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ اَنَّ اَحَادِيْثَ النَّهْيِ عَنِ التَّخْلِيْلِ مَحْمُوْلَةٌ عَلَى التَّغْلِيْظِ وَالتَّشْدِيْدِ لِاَنَّهُ كَانَ فِيْ اِبْتِدَاءِ الْاِسْلَامِ كَمَا وَرَدَ ذٰلِكَ فِيْ سُوْرِ الْكَلْبِ بِدَلِيْلِ اَنَّهُ وَرَدَ فِيْ بَعْضِ طُرُقِهِ الْاَمْرُ بِكَسْرِ الدِّنَانِ وَتَقْطِيْعِ الزِّقَاقِ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جن احادیث میں شراب سے سرکہ بنانے کی ممانعت ہے' وہ بربناء شدت احتیاط ہے اور یہ ابتداء اسلام کا واقعہ ہے کہ شراب سے جو سرکہ بنایا جاتا تھا' اس کو کتے کے جھوٹے کے حکم میں رکھا گیا اس دلیل کے ساتھ کہ جس طرح شراب کے برتنوں کو توڑنے اور اس کی چھاگلوں کو کاٹ دینے کا حکم دیا (لیکن بعد میں یہ حکم اٹھا لیا گیا (لیکن کتے کے جھوٹے کی نجاست کا حکم باقی رہا)۔

بَابٌ

شراب کا استعمال بطورِ دوا بھی منع ہے

۳۹۹۲ - وَعَنْ وَائِلِ الْحَضْرَمِيِّ اَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ فَقَالَ اِنَّمَا اَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَقَالَ اِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَّلٰكِنَّهُ دَاءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت وائل حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طارق بن سوید رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شراب (کے استعمال) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے شراب (کے استعمال) سے منع فرمایا تو انہوں نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) میں شراب کو دوا کے لیے استعمال کرتا ہوں' تو حضور نے جواب دیا کہ شراب دوا نہیں ہے' بلکہ وہ خود بیماری ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْإِمَارَةِ وَالْقَضَاءِ

حکومت اور اس کے فیصلوں کے نفاذ کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (النساء: ٥٩).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ تعالیٰ کا' حکم مانو رسول اللہ کا اور حکم مانو ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں' پھر اگر کسی امر میں تم (اور حاکمِ وقت) آپس میں اختلاف کریں تو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان لانے کی شرط یہ ہے کہ اس امر میں اللہ اور رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو (کہ) یہ (تمہارے حق میں) بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی (یہی طریقہ) بہت اچھا ہے۔

٣٩٩٣ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ يُّطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَمَنْ يَّعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ وَاِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ يُّقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَاِنَّ لَهٗ بِذٰلِكَ اَجْرًا وَّاِنْ قَالَ بِغَيْرِهٖ فَاِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے میری اطاعت کی' اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی' اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی' اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی' اس نے میری نافرمانی کی۔ اور امام تو ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے سے قتال کیا جاتا ہے اور بچاؤ کیا جاتا ہے' اس لیے اگر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دے اور انصاف کرے (اور ظلم نہ کرے تو)' اس کی وجہ سے اس کو ثواب ملے گا اور اگر وہ اس کے علاوہ یعنی تقویٰ اور انصاف سے ہٹ کر حکم کرے تو اس کا گناہ اسی پر ہوگا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اُحِبُّ وَكَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ.

اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان آدمی پر (امیر کا حکم) سننا اور اس کو ماننا ضروری ہے خواہ وہ (اس حکم کو) پسند کرے یا ناپسند کرے' جب تک اس کو (اللہ اور رسول کی) نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے' اگر اس کو (اللہ اور رسول کی) نافرمانی کا حکم دیا تو وہ اس کو نہ سنے اور نہ مانے۔

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَةَ فِيْ

اور متفق علیہ روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گناہ میں (امیر کی) اطاعت نہیں'

مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ.

اطاعت تو صرف نیک کاموں میں ہے۔

وَرَوَى الْبَغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.

اور بغوی نے شرح السنہ میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خالق کی اطاعت میں مخلوق کی اطاعت نہیں۔

بَابٌ

اطاعتِ امیر کا لزوم

۳۹۹۴ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلَى أَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَعَلَى أَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ حق پرست پر بیعت کی کہ (ہم امیر کی بات) سنیں اور مانیں گے' تنگی اور فراخی' خوشی اور ناخوشی میں اور اس صورت میں بھی کہ ہم (انصار) پر (امراء اور حکام دوسروں کو عہدے وغیرہ میں) ترجیح دیں اور یہ کہ ہم امراء اور حکام سے جھگڑا نہ کریں اور یہ کہ ہم (جہاں بھی ہوں' ہر حال میں) حق بات کہا کریں' اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔

وَفِي رِوَايَةٍ وَّعَلَى أَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ہم امیر کو (اس کی امارت سے) معزول نہ کریں' تاوقتیکہ تم صریحاً کفر دیکھو اور جس پر تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل بھی ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

امیر کی اطاعت کب تک کی جائے؟

۳۹۹۵ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ لَا مَا أَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ لَا مَا أَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ إِلَّا مَنْ وُّلِّيَ عَلَيْهِ وَالٍ فَرَاٰهُ يَأْتِيْ شَيْئًا مِّنْ مَّعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلْيَكْرَهْ مَا يَأْتِيْ مِنْ مَّعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بہترین حاکم وہ ہیں جن سے تم محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت رکھتے ہوں اور تم ان کے لیے دعائیں کرتے ہوں اور وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہوں' اور تمہارے بدترین حاکم وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہوں اور تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایسی صورت میں ہم ان کو معزول نہ کردیں! حضور نے فرمایا: نہیں! (تم ان کو معزول نہ کرو اور ان سے نہ جھگڑو) جب تک کہ وہ تم میں نماز کو قائم کرتے رہیں! (آپ نے مکرر فرمایا) نہیں! (ایسا نہ کرو) جب تک کہ وہ تم میں نماز کو قائم کرتے رہیں! خبردار! (تم سے) کسی پر کوئی حاکم مقرر کیا جائے اور وہ اس کو دیکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی کررہا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی اس نافرمانی

کو بُرا جانے اور اس کی فرماں برداری سے ہاتھ نہ کھینچے (یعنی بغاوت نہ کرے)۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

امراء کی بُرائیوں کی مذمت کی جائے

٣٩٩٦ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اُمَرَآءُ تَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ اَنْكَرَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَّنْ رَّضِيَ وَتَابَعَ قَالُوْا اَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ قَالَ لَا مَا صَلَّوْا اَيْ مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهٖ وَاَنْكَرَ بِقَلْبِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ يَعْنِيْ مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهٖ وَاَنْكَرَ بِلِسَانِهٖ.

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ بعض کاموں) کو تم پسند کرو گے اور (بعض کاموں کو) ناپسند کرو گے تو جو کوئی (زبان سے ان کے بُرے کاموں پر) انکار کرے تو (وہ نفاق اور خوشامد سے) دور رہے گا' اور (جو زبان سے انکار کرنے کی جرأت نہ کر سکے اور) دل میں اس کو بُرا جانے تو وہ (اس کے وبال سے) محفوظ رہے گا' اور لیکن جو (ان کے بُرے کاموں سے) راضی رہا اور اس کی پیروی کی (تو وہ اس کی برائیوں میں شریک رہا اور وبال کا مستحق ہوا)' صحابہ نے عرض کیا کہ (ایسے موقع پر) کیا ہم اُن سے نہ لڑیں؟ آپ نے جواب دیا: نہیں! جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں' یعنی جو (ان کے بُرے اعمال پر قتال نہ کرے بلکہ ان کو) دل سے بُرا جانے اور دل سے انکار کرے (تا کہ وبال سے محفوظ رہے)۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مصابیح کے بعض نسخوں میں اس طرح مروی ہے کہ جو دل سے بُرا جانے اور زبان سے انکار کرے (تو وہ وبال سے محفوظ رہے گا)۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم پر ایسے امیر مقرر ہوں گے کہ ان (کے بعض کاموں) کو تم پسند کرو گے اور (بعض کاموں کو) ناپسند کرو گے تو جو کوئی (زبان سے ان کے بُرے کاموں پر) انکار کرے تو (وہ نفاق اور خوشامد سے) دور رہے گا' اور (جو زبان سے انکار کرنے کی جرأت نہ کر سکے اور) دل میں اس کو بُرا جانے تو وہ (اس کے وبال سے) محفوظ رہے گا' اور لیکن جو (ان کے بُرے کاموں سے) راضی رہا اور اس کی پیروی کی (تو وہ اس کی برائیوں میں شریک رہا اور وبال کا مستحق ہوا)' صحابہ نے عرض کیا کہ (ایسے موقع پر) کیا ہم اُن سے نہ لڑیں؟ آپ نے جواب دیا: نہیں! جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں' یعنی جو (ان کے بُرے اعمال پر قتال نہ کرے بلکہ ان کو) دل سے بُرا جانے اور دل سے انکار کرے (تا کہ وبال سے محفوظ رہے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مصابیح کے بعض نسخوں میں اس طرح مروی ہے کہ جو دل سے بُرا جانے اور زبان سے انکار کرے (تو وہ وبال سے محفوظ رہے گا)۔

بَابٌ

امراء کے ناحق فیصلوں کے باوجود ان کی اطاعت کی جائے

٣٩٩٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَۃً وَّاُمُوْرًا تُنْکِرُوْنَھَا قَالُوْا فَمَا تَامُرُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَدُّوْا اِلَیْھِمْ حَقَّھُمْ وَسَلُوا اللّٰہَ حَقَّکُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ تم میرے بعد دیکھو گے کہ حقوق اور معاملات میں امراء (ناحق ایک کو دوسرے پر) ترجیح دیں گے اور ایسے کاموں کو بھی دیکھو گے جن کو تم ناپسند کرو گے' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم کو آپ (ایسے موقع پر) کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم ان کے حقوق ادا کرتے رہو (یعنی اطاعت کرتے رہو) اور اپنے حقوق کو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
اطاعتِ امیر ہر صورت میں لازم ہے

٣٩٩٧ - وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَاَلَ سَلَمَۃُ بْنُ یَزِیْدَ الْجُعْفِیُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ قَامَتْ عَلَیْنَا اُمَرَاءُ یَسْاَلُوْنَا حَقَّھُمْ وَیَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ اسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا فَاِنَّمَا عَلَیْھِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَیْکُمْ مَا حُمِّلْتُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمہ بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے اوپر ایسے امراء مسلط ہو جائیں جو ہم سے تو اپنے حقوق (یعنی اطاعت اور خدمت) طلب کریں اور ہمارے حقوق یعنی (انصاف اور مالِ غنیمت) کو ہم سے روک دیں تو آپ (اس بارے میں) ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان کی (بات) سنو اور ان کا کہا مانو (ظاہری طور پر بھی اور باطنی اعتبار سے بھی)' اس لیے کہ ان کی ذمہ داریوں کے جواب دِہ وہ ہیں اور تمہاری ذمہ داریوں کے جواب دِہ تم ہو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
وقت واحد میں ایک ہی خلیفہ کی اطاعت کی جائے

٣٩٩٨ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَّاِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَامُرُنَا قَالَ فُوْا بَیْعَۃَ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلُ اَعْطُوْھُمْ حَقَّھُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ سَائِلُھُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاھُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی حکومت انبیاء کیا کرتے تھے' جب کبھی ایک نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرا نبی ان کا جانشین ہوتا' لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ خلفاء (یعنی امراء) ہوں گے جو زیادہ ہوں گے' صحابہ نے عرض کیا: تو آپ ہم کو اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: پہلے جس سے بیعت ہو جائے' اس کی وفاداری کرو' پھر اس کی (وفاداری کرو جو) اس کے بعد خلیفہ ہو' تم ان کو ان کا حق دو (یعنی فرماں برداری کرو' اگرچہ کہ وہ تمہارے حقوق پامال کریں)' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ (روزِ قیامت) رعایا کے (حقوق کے) بارے میں ان سے سوال کریں گے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
خلیفہ ایک ہی ہوگا

٣٩٩٩ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا بُوْیِعَ لِخَلِیْفَتَیْنِ فَاقْتُلُوا الْاٰخِرَ مِنْهُمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

فرماتے ہیں کہ جب دو خلیفوں سے بیعت کی جائے تو ان میں سے بعد والے کو قتل کر دو (اس لیے کہ پہلے خلیفہ کی موجودگی میں بعد والے کی خلافت باطل ہے)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

امت میں پھوٹ ڈالنے والے کو مار ڈالا جائے

۴۰۰۰ - وَعَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّهٗ سَیَكُوْنُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّفَرِّقَ اَمْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهِیَ جَمِیْعٌ فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّیْفِ كَائِنًا مَّنْ كَانَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب (میرے بعد خلافت کے لیے) بکثرت فتنے اور فساد ہوں گے تو جو کوئی اس امت کے اتفاق میں پھوٹ ڈالنا چاہے جبکہ امت باہم متفق ہو تو (ایسی صورت میں) اس کو تلوار سے مار ڈالو خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۴۰۰۱ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَتَاكُمْ وَاَمْرُكُمْ جَمِیْعٌ عَلٰی رَجُلٍ وَّاحِدٍ یُّرِیْدُ اَنْ یَّشُقَّ عَصَاكُمْ اَوْ یُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ تم ایک شخص (کی امارت) پر متفق ہو اور (اس حالت میں) تمہارے پاس کوئی شخص آئے اور چاہے کہ تمہارے اتحاد کو توڑ دے یا تمہاری جماعت میں تفرقہ ڈالے تو تم اس کو قتل کر دو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

باغی کی سزا قتل ہے

۴۰۰۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَایَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ یَدِهٖ وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ فَلْیُطِعْهُ اِنِ اسْتَطَاعَ فَاِنْ جَاءَ آخَرُ یُنَازِعُهٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخَرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے کسی امام سے بیعت کی اور اس کو اپنے ہاتھ کا سودا اور اپنے دل کا میوہ دیا (یعنی اس کی امامت کو ظاہراً اور باطناً تسلیم کر لیا) تو اس کو چاہیے کہ حتی الامکان اس کی اطاعت کرے' پس اگر کوئی دوسرا شخص کھڑا ہو (اس کے مقابلہ میں اپنی امامت کے لیے)' اس سے بغاوت کرے تو (اس) دوسرے شخص (یعنی باغی) کی گردن مار دو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

امیر اگرچہ عیب دار غلام ہی کیوں نہ ہو' اس کی اطاعت کی جائے

۴۰۰۳ - وَعَنْ اُمِّ الْحُصَیْنِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ اُمِّرَ عَلَیْكُمْ عَبْدٌ مُّجَدَّعٌ یَّقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰہِ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِیْعُوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت اُم الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اگر تمہارے اوپر نکٹا اور کن کٹا غلام بھی امیر بنا دیا جائے جو کتاب اللہ کے تحت تمہاری قیادت کرے تو تم اس (کے حکم) کو سنو اور اس کی فرماں برداری کرو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٤٠٠٤ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ سنو اور اطاعت کرو' اگرچہ کہ ایک حبشی غلام ہی تم پر عامل مقرر کیا جائے جس کا سر کشمش کی طرح (چھوٹا اور چپٹا) ہو (یعنی وہ کم عقل اور وجاہت والا نہ ہو)۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

حاکم کی اہانت پر وعید

٤٠٠٥ - وَعَنْ زِيَادِ ابْنِ كُسَيْبٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ اَبِيْ بَكْرَةَ تَحْتَ مِنْبَرِ ابْنِ عَامِرٍ وَّهُوَ يَخْطُبُ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَقَالَ اَبُوْ بِلَالٍ اُنْظُرُوْا اِلٰى اَمِيْرِنَا يَلْبَسُ ثِيَابَ الْفُسَّاقِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرَةَ اُسْكُتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَهَانَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت زیاد بن کسیب عدوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور ابن عامر (حاکم شہر) منبر پر خطبہ دے رہا تھا اور اس نے باریک کپڑے پہن رکھے تھے۔ ابو بلال نے کہا: ہمارے امیر کو دیکھو کہ اس نے فاسقوں کے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ (یہ سن کر) حضرت ابوبکرہ نے فرمایا: چپ رہو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین پر مقرر کردہ حاکم کی اہانت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی اہانت فرماتے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

بَابٌ

امیر کو ٹوکنا بہترین جہاد ہے

٤٠٠٦ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ قَالَ كَلِمَةَ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ بہترین جہاد اس شخص کا ہے جو ظالم بادشاہ کے روبرو حق بات کہے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور امام احمد اور نسائی نے حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کی ہے۔

بَابٌ

قیامت کے دن عرشِ الٰہی کی طرف سبقت کرنے والے کون ہیں؟

٤٠٠٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَنِ السَّابِقُوْنَ اِلٰى ظِلِّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ الَّذِيْنَ اِذَا اُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوْهُ وَاِذَا سُئِلُوْهُ بَذَلُوْهُ وَحَكَمُوْا لِلنَّاسِ كَحُكْمِهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے: کیا تم جانتے ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے (عرش کے) سایہ کی طرف (لوگوں میں) سبقت کرنے والے کون ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں! آپ نے فرمایا کہ (یہ وہ لوگ ہیں کہ) جب انہیں حق بات سنائی جاتی ہے تو وہ اس کو قبول کر لیتے ہیں اور جب اُن سے حق طلب کیا جاتا ہے تو وہ (مانگنے والے کا) حق دے دیتے ہیں اور لوگوں کے لیے ایسا ہی حکم لگاتے ہیں جیسا اپنی ذات کے لیے حکم لگاتے ہیں۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

امیر کی اطاعت بقدرِ استطاعت

۴۰۰۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (آپ کے ارشادات کو) سننے اور اُن پر عمل کرنے کی بیعت کرتے تو آپ ہم سے فرمایا کرتے: جتنا تم سے ہو سکے (عمل کرو)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

امیر کی زیادتیوں پر صبر کی تلقین

۴۰۰۹ - وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ وَأَئِمَّةٌ مِّنْ بَعْدِيْ يَسْتَأْثِرُوْنَ بِهٰذَا الْفَيْءِ قُلْتُ أَمَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ أَضَعُ سَيْفِيْ عَلٰى عَاتِقِيْ ثُمَّ أَضْرِبُ بِهٖ حَتّٰى أَلْقَاكَ قَالَ أَوَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى خَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكَ تَصْبِرُ حَتّٰى تَلْقَانِيْ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میرے بعد ایسے سرداروں کے ساتھ کیا سلوک کرو گے جو اس فَیْ (یعنی خراج اور جزیہ) کو اپنی ذات کے لیے مختص کر لیں گے (حضرت ابوذر فرماتے ہیں:) میں نے عرض کیا: حضور! اس ذاتِ عالی کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں اپنی تلوار کو اپنی گردن پر رکھوں گا پھر اس سے وار کروں گا، یہاں تک کہ آپ سے آملوں! آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں، تم صبر کرو یہاں تک کہ مجھ سے آملو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جماعت سے الگ ہونا بے دینی کی موت مرنا ہے

۴۰۱۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰى مِنْ أَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَكْرَهُهٗ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهٗ لَيْسَ أَحَدٌ يُّفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوْتُ إِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو اپنے امیر میں کوئی ایسی چیز دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو تو اس کو چاہیے کہ صبر کرے اس لیے کہ جو جماعت سے ایک بالشت بھی ہٹ جائے تو وہ جاہلیت کی موت (یعنی بے دینی کی) موت مرے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جماعت میں رہتے ہوئے پانچ باتوں پر عمل کرنے کی تاکید

۴۰۱۱ - وَعَنِ الْحَارِثِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَإِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ إِلَّا أَنْ يُّرَاجِعَ وَمَنْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مِنْ جُثِيِّ جَهَنَّمَ وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ أَنَّهٗ مُسْلِمٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تم کو پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں: (۱) (مسلمانوں کی) جماعت کا ساتھ دینا (یعنی عقیدہ، قول اور عمل میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی پیروی کرنا) (۲) (امیر کی بات) سننا (۳) اور اس کا حکم بجالانا (۴) ہجرت (یعنی دار الکفر سے دار الاسلام کو جانا اور بُرائیوں کو چھوڑنا) (۵) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا، اور یہ کہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی ہٹ جائے تو اس نے اسلام کی رسّی اپنی گردن سے نکال دی مگر یہ کہ وہ (توبہ کر کے) رجوع کر لے اور جو جاہلیت (کے طور طریقوں) پر بلائے تو وہ دوزخیوں

کے گروہ میں ہوگا' اگرچہ کہ وہ روزہ رکھے' نماز پڑھے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

جماعت سے نکلنے اور تعصب برتنے پر وعید

۴۰۱۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً وَّمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَایَةٍ عِمِّیَّةٍ یَغْضَبُ لِعَصَبِیَّةٍ اَوْ یَدْعُوْ لِعَصَبِیَّةٍ اَوْ یَنْصُرُ عَصَبِیَّةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِیَّةٌ وَّمَنْ خَرَجَ عَلٰی اُمَّتِیْ بِسَیْفِهٖ یَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا وَلَا یَتَحَاشٰی مِنْ مُّؤْمِنِهَا وَلَا یَفِیْ لِذِیْ عَهْدٍ عَهْدَهٗ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص (حاکم کی) اطاعت سے نکل جائے اور (مسلمانوں کی) جماعت کا ساتھ چھوڑ دے' پھر مر جائے تو وہ جاہلیت کی موت (یعنی بے دینی کی موت) پر مرے گا' اور جو اندھے جھنڈے کے تلے لڑے (یعنی جس لڑائی کا شرعی ہونا صاف ظاہر نہ ہو) غصہ کر رہا ہو' اپنی قوم کی طرف داری میں (نہ کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے) یا بلاتا ہو قومی عصبیت کی طرف (جس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی نہ ہو) یا تعصب کی وجہ سے کسی کی مدد کرتا ہو' پھر وہ مارا جائے تو اس کا یہ مارا جانا جاہلیت کا مرنا ہوگا' اور جو میری امت پر اپنی تلوار لے کر نکلے اور اس کے نیک اور بد کو مارتا جائے اور مؤمن کو بھی نہ چھوڑے اور جس سے عہد ہوا ہے' اس کا عہد پورا نہ کرے تو نہ وہ میرا ہے اور نہ میں اس کا ہوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

امیر نہ بنانے پر وعید

۴۰۱۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ خَلَعَ یَدًا مِّنْ طَاعَةٍ لَّقِیَ اللّٰهَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ وَمَنْ مَّاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِهٖ بَیْعَةٌ مَّاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو (امیر کی اطاعت سے) ہاتھ چھڑا لے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کے لیے کوئی دلیل نہیں ہوگی (یعنی اس کا عذر قبول نہ ہوگا) اور جو اس حالت میں مر جائے کہ اس کی گردن میں کسی (امیر) کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

بے مانگے حاکم بننے پر اللہ کی مدد ملتی ہے

۴۰۱۴ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْاَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِیْتَهَا عَنْ مَّسْئَلَةٍ وُّكِلْتَ اِلَیْهَا وَاِنْ اُعْطِیْتَهَا مِنْ غَیْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَیْهَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: امارت (یعنی سرداری اور حکومت) مت طلب کرو' اس لیے کہ مانگنے کی وجہ سے اگر تمہیں (حکومت) دی گئی تو تمہیں اسی کے سپرد کر دیا جائے گا (یعنی اللہ کی طرف سے تمہاری مدد نہ ہوگی) اور اگر بے مانگے تمہیں دی گئی تو (اس میں اللہ کی طرف سے) تمہیں اعانت ملے گی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

حکومت کی حرص ناپسندیدہ اور اس کا انجام ندامت ہے

۴۰۱۵- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: عنقریب تم امارت (یعنی سرداری اور حکومت کی طلب) پر حرص کرو گے اور (کل) قیامت کے دن تمہارے لیے (محاسبہ کے وقت یہی) ندامت کا باعث بنے گی پس دودھ پلانے والی عورت اچھی معلوم ہوتی ہے اور دودھ چھڑانے والی بُری لگتی ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں حکومت کے ملنے کو دودھ پلانے سے اور حکومت کے ختم ہو جانے کو دودھ چھڑانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حکومت کی ابتداء بھلی لگتی ہے کہ آدمی عیش اور آرام میں رہتا ہے جس طرح عورت بچہ کو جب تک دودھ پلاتی ہے تو وہ خوش رہتا ہے اور حکومت کا انجام بُرا ہوتا ہے کہ اس کے زوال سے آدمی رنج اور افسوس میں گرفتار ہوتا ہے جیسے دودھ چھڑانے والی عورت لڑکے کو بُری معلوم ہوتی ہے۔

بَابٌ

حاکم کے لیے اہلیت شرط ہے

۴۰۱۶- وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ قَالَ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى مَنْكِبِيْ ثُمَّ قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّكَ ضَعِيْفٌ وَّاِنَّهَا اَمَانَةٌ وَّاِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَّنَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَاَدَّى الَّذِيْ عَلَيْهِ فِيْهَا.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے حاکم کیوں نہیں بناتے ہیں (تا کہ میں انصاف کر کے ثواب حاصل کر سکوں)؟ آپ فرماتے ہیں کہ حضور نے (ازراہِ شفقت) اپنے دست مبارک سے میرے کندھے پر ضرب لگائی پھر فرمایا: اے ابوذر! (تم حکومت کے بوجھ کے اٹھانے میں) کمزور ہو اور وہ تو ایک (بڑی) امانت ہے اور (اگر حاکم ظلم کرے تو) اس کے لیے قیامت کے دن رسوائی اور ندامت ہوگی مگر وہ شخص جو اس کا حق ادا کرے اور اس کی ذمہ داری پوری کرے (تو وہ اس وعید سے محفوظ رہا)۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ لَهٗ يَا اَبَا ذَرٍّ اِنِّيْ اَرَاكَ ضَعِيْفًا وَّاِنِّيْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِيْ لَا تَاَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيْمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور (مسلم کی) ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میں تم کو (حکومت کے سنبھالنے میں) کمزور پاتا ہوں اور میں تمہارے لیے اسی چیز کو پسند کرتا ہوں جس کو میں اپنے لیے پسند کرتا ہوں تم دو آدمیوں پر (بھی) امیر مت بنو اور یتیم کے مال کے متولی (بھی) نہ بنو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حتی المقدور حکومت سے پرہیز کرنا چاہیے اور جس میں حکومت کی اہلیت نہ ہو اس کو قبول نہ کرنی چاہیے۔ البتہ جس میں حکومت کی قدرت ہو اور اس کو انصاف کرنے کا یقین ہو تو ایسا شخص قبول کرے اور سب کا حق ادا کرے اس لیے کہ اس کا ثواب بھی بڑا ہے بہرحال حکومت کھٹکے سے خالی نہیں اسی وجہ سے اکثر بزرگوں نے باوجود میسر ہونے کے حکومت قبول نہیں کی چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عباسی بادشاہ کی سخت قید برداشت کی اور دارالسلطنت کی قضاءت قبول نہیں فرمائی۔ ۱۲

بَابٌ

حضرت ابوذر کو چھ باتوں کی وصیت

٤٠١٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ اَيَّامٍ اِعْقِلْ يَا اَبَا ذَرٍّ مَا يُقَالُ لَكَ بَعْدَ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ السَّابِعُ قَالَ اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فِیْ سِرِّ اَمْرِكَ وَعَلَانِيَتِهٖ وَاِذَا اَسَأْتَ فَاَحْسِنْ وَلَا تَسْاَلَنَّ اَحَدًا شَيْئًا وَّاِنْ سَقَطَ سَوْطُكَ وَلَا تَقْبِضْ اَمَانَةً وَّلَا تَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! تم سوچتے رہو کہ چھ دن کے بعد تم سے کیا کہا جانے والا ہے؟ پھر جب ساتواں دن ہوا تو آپ نے فرمایا: میں تم کو تمہارے ظاہری اور باطنی کاموں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور جب تم سے کوئی بُرا کام سرزد ہو جائے تو (فوراً کوئی) نیک کام کرو (اس لیے کہ نیکیاں بُرائیوں کو مٹا دیتی ہیں) اور کسی (مخلوق) سے کچھ نہ مانگو اگرچہ کہ تمہارا کوڑا (ہی) گر جائے اور کسی امانت کو مت رکھو اور دو شخصوں کے درمیان فیصلہ مت کرو۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

حکومت کے طلب گار کو عہدہ نہ دیا جائے گا

٤٠١٨ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِیْ عَمِّیْ فَقَالَ اَحَدُهُمَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِّرْنَا عَلٰى بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللّٰهُ وَقَالَ الْاٰخَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّیْ عَلٰى هٰذَا الْعَمَلِ اَحَدًا سَاَلَهٗ وَلَا اَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (ایک مرتبہ) میں اپنے دو چچازاد بھائیوں کے ساتھ حاضر ہوا' ان دو میں سے ایک نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمیں حاکم بنائیے (کسی کام کا)' ان کاموں میں سے جن پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو والی بنایا ہے اور دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا۔ (یہ سن کر) آپ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ہم اس کام پر کسی ایسے شخص کو والی نہیں بناتے' جو اس کا سوال کرے اور نہ ایسے شخص کو جو اس کی حرص کرے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک اور روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم اپنے کام پر ایسے شخص کو والی نہیں بناتے جو اس کی خواہش کرے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ہم خواہش کرنے والے شخص کو حاکم نہیں بناتے۔ یہ ایسا عمدہ قاعدہ ہے کہ اگر اس پر زمانہ کے حکام عمل کریں تو ہزاروں خرابیوں سے محفوظ رہیں' اکثر کام اور خدمت کی وہی لوگ درخواست کرتے ہیں جن کو عاقبت کا ڈر بالکل نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کا کام رشوتیں لینا اور خلق اللہ کا ستانا ہوتا ہے۔ اس لیے ایسوں کی سزا یہ ہے کہ ان کو کوئی کام نہ دیا جائے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ

حاکم بننے کے بعد اچھا آدمی بھی بُرا ہو جاتا ہے

٤٠١٩ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ اَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِّهٰذَا الْاَمْرِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم لوگوں میں سب سے بہتر اس شخص کو پاؤ گے جو اس کام (یعنی حکومت) کو سخت بُرا سمجھے' یہاں تک کہ وہ اس میں مبتلا ہو جائے (یعنی حکومت کو اختیار کرنے کے بعد وہ اچھا نہیں رہتا)۔ اس کی روایت بخاری اور

مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
ہر شخص سے اس کے متعلقین کے بارے میں پوچھا جائے گا

٤٠٢٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِىْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِىَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خبردار! تم سب کے سب (ایک دوسرے کے) نگران ہو (یعنی محافظ اور منتظم ہو) اور ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا' پس امام جو لوگوں پر حاکم ہے اس سے اس کی رعیت کے (احوال کے) بارے میں پوچھا جائے گا' اور ہر آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے' اسے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے اور اس سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا اور آدمی کا غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے' اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا' میں (تم کو پھر) آگاہ کرتا ہوں کہ تم سب کے سب (ایک دوسرے کے) نگہبان ہو اور ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
ظلم کرنے والا بدترین حاکم ہے

٤٠٢١ - وَعَنْ عَائِذِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بدترین حاکم وہ ہیں جو (رعیت پر) ظلم کرتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
خائن حاکم جنت سے محروم ہے

٤٠٢٢ - وَعَنْ مَّعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ وَّالٍ يَّلِىَ رَعِيَّةً مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَّهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مسلمان رعیت پر جو حاکم ہو اور وہ اس حالت میں مرے کہ وہ ان پر خائن تھا یعنی ظلم کیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیں گے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
رعایا کے حقوق کی پامالی جنت کی خوشبو سے محرومی کا سبب ہے

٤٠٢٣ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَّسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيْحَةٍ اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس کسی بندہ کو اللہ تعالیٰ رعیت پر حاکم بنائیں اور وہ خیر خواہی کے ساتھ ان کی نگہبانی نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
بدگمان حاکم عوام کے ذہن کو بگاڑ دیتا ہے

٤٠٢٤ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاَمِیْرَ اِذَا ابْتَغَی الرِّیْبَةَ فِی النَّاسِ اَفْسَدَهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ حاکم جب (شک وشبہ کی بناء پر لوگوں کے) عیبوں کی کھوج میں لگا رہے تو وہ لوگوں (کے ذہن) کو بگاڑ دیتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حاکم کے لیے یہ درست ہے کہ وہ بھلائی کے لیے جاسوسی کرے کہ بھیس بدل کر مظلوم یا حاجت مند کی مدد کرے البتہ برائی کی جاسوسی درست نہیں۔ ١٢

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٤٠٢٥ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّكَ اِذَا اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ اَفْسَدْتَّهُمْ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جب تم لوگوں کے پوشیدہ عیوب کی تلاش میں لگ جاؤ گے تو تم ان (کے دنیا اور آخرت کے کاموں) کو بگاڑ دو گے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

حاکم کے لیے حضور کی دعا اور بددعا

٤٠٢٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ مَنْ وَّلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَیْهِ وَمَنْ وَّلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اے اللہ! جو کوئی میری امت پر حاکم بنایا جائے اور وہ ان پر سختی کرے تو' تو بھی اس پر سختی کر اور جو کوئی میری امت کا حاکم ہو اور وہ ان پر نرمی کرے تو' تو بھی اس پر نرمی کر۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

قیامت کے دن عادل اور ظالم حاکم کا مرتبہ

٤٠٢٧ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَفْضَلَ عِبَادِ اللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً یَّوْمَ الْقِیَامَةِ اِمَامٌ عَادِلٌ رَّفِیْقٌ وَّاِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ بِمَنْزِلَةٍ یَّوْمَ الْقِیَامَةِ اِمَامٌ جَائِرٌ خُرُقٌ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس اللہ کے بندوں میں مرتبہ کے اعتبار سے سب سے افضل عادل اور نرمی کرنے والا حاکم ہوگا' اور قیامت کے دن مرتبہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے پاس لوگوں میں بدترین وہ حاکم ہوگا جو ظلم اور سختی کرنے والا ہو۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

عادل حاکم کی فضیلت

٤٠٢٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُقْسِطِیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ عَنْ یَّمِیْنِ الرَّحْمٰنِ وَكِلْتَا یَدَیْهِ یَمِیْنٌ اَلَّذِیْنَ یَعْدِلُوْنَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ انصاف کرنے والے (حاکم قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کے پاس رحمٰن کے دائیں طرف نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں (یعنی بائیں ہاتھ میں دائیں ہاتھ کے

فِیْ حُکْمِهِمْ وَاَهْلِیْهِمْ وَمَا وَلُّوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مقابلہ میں جو کمزوری ہوتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی پاک ہے) (عادل حاکم) وہ لوگ ہیں جو اپنے احکام میں اور اپنے گھر والوں کے ساتھ اور جن پر وہ حاکم ہیں ان کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

بہترین حاکم وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ حفاظت کرے

۴۰۲۹ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِیٍّ وَّلَا اِسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِیْفَةٍ اِلَّا کَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهٗ عَلَیْهِ وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَیْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو نبی بنا کر بھیجا ہے اور (پھر اس کے بعد) جس کسی کو (اس کا) خلیفہ بنایا ہے تو اس کے لیے دو پوشیدہ مشیر (یعنی فرشتہ اور شیطان) ہوتے ہیں ایک مشیر تو اس کو بھلائی کا حکم دیتا ہے اور اس پر ابھارتا ہے اور دوسرا مشیر اس کو برائی کا حکم دیتا ہے اور اس پر اکساتا ہے اور محفوظ تو وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

بھلے اور برے حاکم کی پہچان

۴۰۳۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِالْاَمِیْرِ خَیْرًا جَعَلَ لَهٗ وَزِیْرَ صِدْقٍ اِنْ نَّسِیَ ذَکَّرَهٗ وَاِنْ ذَکَرَ اَعَانَهٗ وَاِذَا اَرَادَ بِهٖ غَیْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهٗ وَزِیْرَ سُوْءٍ اِنْ نَّسِیَ لَمْ یُذَکِّرْهُ وَاِنْ ذَکَرَ لَمْ یُعِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی حاکم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے لیے ایک سچا وزیر مقرر کر دیتے ہیں اگر وہ (کسی حق بات کو) بھول جائے تو وہ اس کو یاد دلاتا ہے اور اگر وہ یاد رکھے تو اس کی مدد کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس (حاکم) کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے لیے برا وزیر مقرر کر دیتے ہیں اگر وہ (کسی حق بات کو) بھول جائے تو وہ اس کو یاد نہیں دلاتا ہے اور اگر وہ یاد رکھتا ہے تو اس کی اعانت نہیں کرتا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

عادل حاکم اللہ سے قریب اور ظالم حاکم اللہ سے دور ہے

۴۰۳۱ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَی اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَقْرَبَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ عَادِلٌ وَّاِنَّ اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَی اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَشَدَّهُمْ عَذَابًا. وَفِیْ رِوَایَةٍ وَّاَبْعَدَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ جَائِرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب اور مرتبہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب انصاف کرنے والا حاکم ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس لوگوں میں سب سے زیادہ مبغوض اور لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب دیا جانے والا ظالم حاکم ہے۔ اور ایک اور روایت میں یوں ہے کہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کے پاس مرتبہ کے اعتبار سے سب سے دور ظالم حاکم ہوگا۔ اس کی روایت

ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

بَابٌ

بادشاہ کے انصاف پر شکر کریں اور ظلم پر صبر

٤٠٣٢ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ السُّلْطَانَ ظِلُّ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ يَاْوِىْ اِلَيْهِ كُلُّ مَظْلُوْمٍ مِّنْ عِبَادِهٖ فَاِذَا عَدَلَ كَانَ لَهُ الْاَجْرُ وَعَلَى الرَّعِيَّةِ الشُّكْرُ وَاِذَا جَارَ كَانَ عَلَيْهِ الْاِصْرُ وَعَلَى الرَّعِيَّةِ الصَّبْرُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے شک بادشاہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے اس کے بندوں میں سے ہر ایک مظلوم اس کی پناہ لیتا ہے اگر وہ انصاف کرے تو اس کو اجر ملے گا اور رعایا پر اس کا شکر واجب ہے اور اگر وہ ظلم کرے تو اس پر گناہ ہے اور رعایا پر صبر کرنا ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

ہر حاکم بروز قیامت طوق پہنا ہوا حاضر ہوگا

٤٠٣٣ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَمِيْرِ عَشَرَةٍ اِلَّا يُؤْتٰى بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَغْلُوْلًا حَتّٰى يَفُكَّ عَنْهُ الْعَدْلُ اَوْ يُوْبِقَهُ الْجَوْرُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی دس آدمیوں پر بھی حاکم ہو تو اس کو قیامت کے دن طوق پہنا کر لایا جائے گا یہاں تک کہ انصاف اس سے طوق کو اتار دے گا یا پھر ظلم اس کو ہلاک کر دے گا۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

حاکم کا عمل ہی باعث نجات یا عذاب ہے

٤٠٣٤ - وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَا مِنْ رَّجُلٍ يَّلِىْ اَمْرَ عَشَرَةٍ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلَّا اَتَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَغْلُوْلًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدَهٗ اِلٰى عُنُقِهٖ فَكَّهٗ بِرُّهٗ اَوْ اَوْبَقَهٗ اِثْمُهٗ اَوَّلُهَا مَلَامَةٌ وَاَوْسَطُهَا نَدَامَةٌ وَّ اٰخِرُهَا خِزْيٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ہے کہ جو شخص دس آدمیوں یا ان سے زیادہ پر حاکم ہو تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس اس حالت میں آئے گا کہ اس کے (گلے میں) طوق پڑا ہوا ہوگا اور اس کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا ہوگا اس کو اس کی نیکی چھڑائے گی یا اس کا گناہ اس کو ہلاک کر دے گا حکومت کی ابتداء ملامت ہے اور اس کا درمیان پشیمانی ہے اور اس کا آخر قیامت کے دن اس کی رسوائی ہے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

امت کے تعلق سے حضور اکرم کے تین اندیشے

٤٠٣٥ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثَلَاثَةٌ اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِى الْاِسْتِسْقَاءُ بِالْاَنْوَاءِ وَحَيْفُ السُّلْطَانِ وَتَكْذِيْبٌ بِالْقَدْرِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت سے تین باتوں کا ڈر ہے (کہ وہ ان سے محفوظ نہ رہ کر گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے) (ایک) بارش کو کارتیوں سے منسوب کرنا (دوسرے) بادشاہ کا ظلم و ستم کرنا اور (تیسرے) تقدیر کا جھٹلانا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

حاکم بننے سے آسمان اور زمین کے درمیان لٹکتے رہنا بہتر ہے

٤٠٣٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیْلٌ لِّلْاُمَرَاءِ وَیْلٌ لِّلْعُرَفَاءِ وَیْلٌ لِّلْاُمَنَاءِ لَیَتَمَنَّیَنَّ اَقْوَامٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِنَّ نَوَاصِیَهُمْ مُعَلَّقَةٌ بِالثُّرَیَّا یَتَجَلْجَلُوْنَ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَاَنَّهُمْ لَمْ یَلُوْا عَمَلًا رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَفِیْ رِوَایَتِهٖ اِنَّ ذَوَائِبَهُمْ کَانَتْ مُعَلَّقَةً بِالثُّرَیَّا یَتَذَبْذَبُوْنَ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَکُوْنُوْا عُمِّلُوْا عَلٰی شَیْءٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ رسوائی ہے حاکم کے لیے رسوائی ہے سرداروں کے لیے رسوائی ہے امینوں کے لیے (جن کے سپرد مالی ذمہ داریاں ہوں)، قیامت کے دن (ایسے) لوگ آرزو کریں گے کہ کاش! ان کی پیشانیوں کے بال (دنیا میں) ثریا سے لٹکا دیئے جائے اور وہ آسمان اور زمین کے درمیان ہلتے رہتے اور ان کو کسی کام پر حاکم نہ بنایا جاتا۔ اس کی روایت شرح السنۃ میں کی ہے۔

اور امام احمد نے بھی اس کی روایت کی ہے اور ان کی روایت میں یوں ہے کہ کاش! ان کی چوٹیاں ثریا سے لٹکا دی جاتیں اور وہ آسمان اور زمین کے درمیان ہلتے رہتے اور ان کو کسی چیز پر حاکم نہ بنایا جاتا۔

بَابٌ

قوم کے لیے سردار کا ہونا ضروری ہے

٤٠٣٧ - وَعَنْ غَالِبِ الْقَطَّانِ عَنْ رَّجُلٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعُرَفَاءَ حَقٌّ وَّلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ عُرَفَاءَ وَلٰکِنَّ الْعُرَفَاءَ فِی النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ.

حضرت غالب قطان رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب سے روایت کرتے ہیں، اور وہ صاحب اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ سرداری حق ہے اور عوام کے لیے سرداروں کا ہونا ضروری ہے، لیکن اکثر سردار (ظلم اور رشوت کی وجہ سے) دوزخ میں ہوں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اقتدار سے بچے رہنے میں نجات ہے

٤٠٣٨ - وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ کَرِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ عَلٰی مَنْکِبَیْهِ ثُمَّ قَالَ اَفْلَحْتَ یَا قُدَیْمُ اِنْ مُتَّ وَلَمْ تَکُنْ اَمِیْرًا وَّلَا کَاتِبًا وَّلَا عَرِیْفًا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ.

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کندھوں پر (بطور شفقت) مارا اور فرمایا: اے قدیم! تمہارے لیے کامیابی ہے، اگر تم اس حالت میں مر جاؤ کہ تم نہ امیر تھے، نہ منشی تھے اور نہ سردار تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضرت معاویہ کو حضور کی نصیحت

٤٠٣٩ - وَعَنْ مُعَاوِیَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا مُعَاوِیَةُ اِنْ وُّلِّیْتَ اَمْرًا فَاتَّقِ اللّٰهَ وَاعْدِلْ قَالَ فَمَا زِلْتُ اَظُنُّ اَنِّیْ مُبْتَلًی بِعَمَلٍ لِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اُبْتُلِیْتُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے معاویہ! اگر تم کو کسی کام پر حاکم بنایا جائے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور انصاف کرو۔ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے میں ہمیشہ یہ خیال کرتا رہا کہ ضرور مجھ پر کسی کام کی ذمہ داری ڈالی جائے گی یہاں تک کہ مجھ پر ذمہ داری ڈال دی گئی (یعنی مجھے حاکم بنایا گیا)۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت دلائل النبوۃ میں کی ہے۔

بَابٌ

مسلمان بھائی کو ڈرانے والا بھی ڈرایا جائے گا

٤٠٤٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَظَرَ اِلٰى اَخِيْهِ نَظْرَةً يُّخِيْفُهٗ اَخَافَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے بھائی کی طرف ڈراؤنی نظر سے دیکھے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی اس کو ڈرائے گا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

ظالم عامل جنت میں داخل نہیں ہوگا

٤٠٤١ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ يَعْنِي الَّذِيْ يَعْشِرُ النَّاسَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگوں سے شرع کے خلاف زائد محصول لینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اس کی روایت امام احمد ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

قیس بن سعد حضور کے کوتوال تھے

٤٠٤٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرْطِ مِنَ الْاَمِيْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کا مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس وہی تھا جس طرح کوتوال کا امیر کے پاس ہوتا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

وہ کون لوگ ہیں جن سے حضور کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے؟

٤٠٤٣ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ مِنْ اِمَارَةِ السُّفَهَاءِ قَالَ وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اُمَرَاءُ سَيَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسُوْا مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلَنْ يَّرِدُوْا عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَّمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ وَاُولٰٓئِكَ يَرِدُوْنَ عَلَيَّ الْحَوْضَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو بے وقوفوں کی سرداری سے (بچے رہنے کے لیے) اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ (بیوقوفوں کی سرداری) کیا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے امیر ہوں گے جو ان کے پاس جائے اور ان کی جھوٹ کی تصدیق کرے اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے تو ایسے لوگ نہ میرے ہیں اور نہ میں ان کا ہوں اور نہ وہ میرے پاس حوض کوثر پر داخل ہوسکیں گے۔ (اس کے برخلاف) جو ان کے پاس نہ جائے اور ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرے اور ان کے ظلم پر ان کی مدد نہ کرے تو ایسے لوگ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں اور یہی لوگ میرے پاس حوض کوثر پر آسکیں گے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

بادشاہ کے ساتھ رہ کر اس کی بیجا تائید کرنے والا فتنہ میں مبتلا ہوگا

٤٠٤٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ سے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَکَنَ الْبَادِیَۃَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّیْدَ غَفَلَ وَمَنْ اَتَی السُّلْطَانَ اِفْتَتَنَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ.

روایت فرماتے ہیں کہ حضور فرماتے ہیں کہ جو جنگل میں سکونت اختیار کر لیتا ہے وہ جاہل رہ جاتا ہے اور جو شکار کے پیچھے پڑا رہتا ہے وہ (جمعہ اور جماعت سے) غافل ہو جاتا ہے اور جو بادشاہ کے پاس آتا رہتا ہے تو وہ فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کی روایت امام احمد ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ مَنْ لَزِمَ السُّلْطَانَ اِفْتَتَنَ وَمَا ازْدَادَ عَبْدٌ مِنَ السُّلْطَانِ دُنُوًّا اِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللّٰہِ بُعْدًا.

اور ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کہ جو بادشاہ کی ملازمت یعنی خدمت میں لگا رہتا ہے وہ فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جو بندہ بادشاہ سے جتنا قریب ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ہی دور ہو جاتا ہے۔

بَابٌ

رعایا جیسی ہوگی ویسا حاکم مقرر کیا جائے گا

٤٠٤٥ - وَعَنْ یَحْیَی بْنِ هَاشِمٍ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا تَکُوْنُوْنَ کَذٰلِکَ یُؤَمَّرُ عَلَیْکُمْ رَوَاہُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت یحییٰ بن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ یونس ابن ابی اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم جیسے ہو گے ویسے ہی تم پر حاکم مقرر کیے جائیں گے (یعنی اگر تم اچھے عمل کرو گے تو تم پر اچھے حاکم ہوں گے اگر برے عمل کرو گے تو تم پر برے حاکم مقرر ہوں گے)۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

اللہ کا ذکر اور اس سے عاجزی بادشاہوں کے شر سے محفوظ رکھتے ہیں

٤٠٤٦ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مَالِکُ الْمُلُوْکِ وَمَلِکُ الْمُلُوْکِ قُلُوْبُ الْمُلُوْکِ فِیْ یَدِیْ وَاِنَّ الْعِبَادَ اِذَا اَطَاعُوْنِیْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَ مُلُوْکِهِمْ عَلَیْهِمْ بِالرَّحْمَۃِ وَالرَّاْفَۃِ وَاِنَّ الْعِبَادَ اِذَا عَصَوْنِیْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَهُمْ بِالسَّخْطَۃِ وَالنِّقْمَۃِ فَسَامُوْهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ فَلَا تَشْغَلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِالدُّعَاءِ عَلَی الْمُلُوْکِ وَلٰکِنِ اشْغَلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِالذِّکْرِ وَالتَّضَرُّعِ کَیْ اَکْفِیَکُمْ مُلُوْکَکُمْ رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جس وقت بندے میری اطاعت کرتے ہیں تو میں ان کے بادشاہوں کے دلوں (کی سختی) کو ان پر نرمی اور شفقت (کے ساتھ) پھیر دیتا ہوں اور جس وقت بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان (بادشاہوں کے) دلوں (کی نرمی) کو خفگی اور ناراضگی سے بدل دیتا ہوں تو وہ ان کو سخت تکلیفیں پہنچاتے ہیں اس لیے تم بادشاہوں کو بددعا کرنے میں اپنے آپ کو مشغول نہ کرو بلکہ تم اپنے آپ کو یاد (الٰہی) اور (اس کے آگے) عجز و انکساری میں مشغول رکھو تاکہ میں تم کو تمہارے بادشاہوں (کے شر سے بچانے) کے لیے کافی ہو جاؤں۔ اس کی روایت ابونعیم نے حلیہ میں کی ہے۔

بَابٌ

عورت حکومت کی اہل نہیں

٤٠٤٧ - وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَهْلَ فَارِسٍ قَدْ مَلَّكُوْا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَاَةً رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی کہ ایرانیوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنے اوپر حاکم بنایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ایسی قوم ہرگز فلاح نہیں پائے گی جو اپنے کاموں پر کسی عورت کو حاکم بنالے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت حکومت اور سرداری کی اہل نہیں اس لیے کہ حکومت کے لیے عقل اور تدبیر چاہیے اور عورت تو ناقص العقل ہے۔ ۱۲

بَابٌ

بچوں کی حکومت سے پناہ مانگی جائے

٤٠٤٨ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ رَّاْسِ السَّبْعِيْنَ وَاِمَارَةِ الصِّبْيَانِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم ستر ہجری کی ابتداء اور بچوں کی حکومت (یعنی مروان کی اولاد اور یزید کی حکومت) سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔ ۱۲

بَابُ مَا عَلَى الْوُلَاةِ مِنَ التَّيْسِيْرِ

حاکموں پر جو چیزیں لازم ہیں ان میں آسانی ونرمی کرنے کا بیان

٤٠٤٩ - عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَعَثَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِیْ بَعْضِ اَمْرِهٖ قَالَ بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں کسی کو کسی کام پر (حاکم بنا کر) بھیجنے کا ارادہ فرماتے تو (نصیحت) فرماتے: (لوگوں کو اطاعت پر اجر وثواب کی) خوش خبریاں سناؤ اور (ظلم وزیادتی کر کے) ان میں نفرت مت پیدا کرو اور (کاموں میں) ان پر آسانی پیدا کرو اور سختی نہ کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٤٠٥٠ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آسانی پیدا کرو سختی نہ کرو اور اطمینان پیدا کرو اور نفرت نہ پیدا کرو۔

بَابٌ

حضور کے قاصدین کو ہدایات

٤٠٥١ - وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَّهٗ اَبَا مُوْسٰى وَمُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن ابی بردہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دادا حضرت ابوموسیٰ (اشعری) اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو (وصیت میں یوں) فرمایا: تم دونوں آسانیاں پیدا کرو اور سختی نہ کرو اور خوش خبری سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ اور باہم مل کر کام کرو اور اختلاف نہ کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
عہد شکن امیر کا حشر

٤٠٥٢ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اِسْتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یُرْفَعُ لَہٗ بِقَدْرِ غَدْرِہٖ اَلَا وَلَا غَادِرٌ اَعْظَمُ غَدْرًا مِّنْ اَمِیْرِ عَامَۃٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر عہد توڑنے والے کی سُرین کے پاس (اظہار ذلت کے لیے) ایک جھنڈا ہوگا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ہر عہد توڑنے والے کے لیے قیامت کے دن (اس کی رسوائی کے لیے) اس کی سُرین کے پاس یعنی اس کی پشت پر ایک جھنڈا ہوگا' جو اس کی عہد شکنی کے مطابق اونچا کیا جائے گا' خبردار! عوام کا امیر ہی سب سے بڑا عہد شکن ہے (جو عوام سے وعدے کرتا ہے اور پورے نہیں کرتا)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ظالم حاکم کو سب سے بڑا دغاباز اس لیے فرمایا گیا کہ جو خلق اللہ کا حاکم بن کر دغابازی کرتا ہے اس سے ایک عالم کو نقصان پہنچتا ہے' اس کے برخلاف رعایا میں سے کوئی ایک شخص دغابازی کرے تو اس کا نقصان ایک یا دو شخصوں ہی کو پہنچتا ہے۔ حاکم کی دغابازی یہ ہے کہ رعیت پر شفقت اور نرمی نہ کرے اور ان کے حقوق تلف کرے۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ
قیامت میں عہد شکنی کی رسوائی

٤٠٥٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغَادِرُ یُنْصَبُ لَہٗ لِوَآءٌ یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُقَالُ ھٰذِہٖ غُدْرَۃُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عہد توڑنے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی کا نشان ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
قیامت میں عہد شکن کی شناخت

٤٠٥٤ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ یُعْرَفُ بِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر عہد توڑنے والے کے لیے ایک جھنڈا ہوگا جس سے اس کی شناخت ہوگی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
جو حاکم رعایا کی ضرورتوں کو پورا نہ کرے' اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضرورتوں کو پورا نہ کریں گے

٤٠٥٥ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّۃَ اَنَّہٗ قَالَ لِمُعَاوِیَۃَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ وَّلَّاہُ اللّٰہُ شَیْئًا مِّنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاحْتَجَبَ دُوْنَ حَاجَتِہِمْ وَخَلَّتِہِمْ وَفَقْرِہِمْ اِحْتَجَبَ اللّٰہُ دُوْنَ حَاجَتِہٖ وَخَلَّتِہٖ وَفَقْرِہٖ

حضرت عمرو بن مُرّہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے کسی کام پر والی بنائے اور وہ ان کی ضرورت' شکایت اور ان کی محتاجی دور کرنے سے رُکا رہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاجت' شکایت اور محتاجی کو دور کرنے سے رُک جائے گا تو حضرت معاویہ نے (یہ سن کر) لوگوں

42

فَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا عَلٰى حَوَائِجِ النَّاسِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ وَلِاَحْمَدَ اَغْلَقَ اللّٰهُ لَهُ اَبْوَابَ السَّمَاءِ دُوْنَ خَلَّتِهِ وَحَاجَتِهِ وَمَسْكَنَتِهِ.

کی ضرورتوں (کو پورا کرنے) کے لیے ایک شخص کو مقرر کر دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

اور ترمذی اور امام احمد کی ایک روایت میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی شکایت' ضرورت اور اس کی محتاجی کے وقت آسمان کے دروازے بند کر دے گا (یعنی اس کی دعا قبول نہ ہوگی)۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٤٠٥٦ - وَعَنْ اَبِي الشَّمَاخِ الْاَزْدِيِّ عَنِ ابْنِ عَمٍّ لَهُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ اَتٰى مُعَاوِيَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا ثُمَّ اَغْلَقَ بَابَهُ دُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَوِ الْمَظْلُوْمِ اَوْذِي الْحَاجَةِ اَغْلَقَ اللّٰهُ دُوْنَهُ اَبْوَابَ رَحْمَتِهِ عِنْدَ حَاجَتِهِ وَفَقْرِهِ اَفْقَرَ مَا يَكُوْنُ اِلَيْهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوالشماخ ازدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک چچا کے بیٹے سے روایت کرتے ہیں' جو حضور نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے ملاقات کی اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس کسی شخص کو لوگوں کے کسی کام پر مامور کیا جائے پھر وہ مسلمانوں پر یا مظلوم پر یا حاجت مند پر اپنا دروازہ بند کر لے (یعنی ان کی حاجتوں کو پورا نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ (بھی) اس کی ضرورت اور حاجت کے وقت جبکہ وہ اس کا زیادہ محتاج ہوگا' اپنی رحمت کے دروازے اس پر بند کر دیں گے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

حکّام کو تکبر اور تعیشات سے بچنے کی ہدایات

٤٠٥٧ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ كَانَ اِذَا بَعَثَ عُمَّالَهُ شَرَطَ عَلَيْهِمْ اَنْ لَّا تَرْكَبُوْا بِرْذَوْنًا وَّلَا تَاْكُلُوْا نَقِيًّا وَّلَا تَلْبَسُوْا رَقِيْقًا وَّلَا تُغْلِقُوْا اَبْوَابَكُمْ دُوْنَ حَوَائِجِ النَّاسِ فَاِنْ فَعَلْتُمْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَقَدْ حَلَّتْ بِكُمُ الْعُقُوْبَةُ ثُمَّ يُشَيِّعُهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ اپنے عاملوں کو بھیجتے تو ان پر شرط لگاتے کہ عجمی گھوڑے پر (بھی بے ضرورت) نہ بیٹھیں (اس لیے کہ سواری تکبر کا سبب ہے) اور میدہ (کی روٹی) نہ کھائیں اور باریک کپڑے نہ پہنیں اور لوگوں کی ضرورتوں کے وقت اپنے دروازوں کو بند نہ کریں' اگر تم ان میں سے کسی ایک چیز کے بھی مرتکب ہوئے تو تم کو (دنیا اور آخرت میں) سزا ملے گی' پھر آپ ان لوگوں کے ساتھ (الوداع کہنے کچھ دور) تشریف لے جاتے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْقَضَاءِ وَالْخَوْفِ مِنْهُ

قاضی بننے' فیصلہ کرنے اور اس کام سے ڈرنے کا بیان

بَابٌ

غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا مکروہ ہے

٤٠٥٨ - عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَقْضِيَنَّ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قاضی دو آدمیوں کے فیصلہ نہ کرے جبکہ وہ غصہ

حُكْمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. کی حالت میں ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حاکم اور قاضی کو غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے لیے عقل اور ہوش چاہیے تاکہ قاضی سچ اور جھوٹ کو پہچانے۔ اسی طرح قاضی جب بہت بھوکا ہو یا اس کا پیٹ بہت بھرا ہو یا اسے کسی بات کا رنج اور فکر ہو یا وہ بہت جاگا ہو تو قاضی اور حاکم کو فیصلہ کرنا درست نہیں کیونکہ ان حالتوں میں ہوش نہیں رہتا جیسا کہ غصہ کے وقت ہوش نہیں رہتا۔ (حاشیہ ابوداؤد) ۱۲

بَابٌ

حاکم اور مجتہد کے ثواب کی نوعیت

٤٠٥٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ وَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ وَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَّاحِدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے' یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب حاکم مقدور بھر سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے اور (فیصلہ میں) اس کی رائے ٹھیک ہوئی تو اس کے لیے دو ثواب ہیں (ایک حق دار کو حق پہنچانے کا' دوسرے اجتہاد کرنے کا) اور جب اس نے خوب سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا لیکن (رائے میں) اس سے غلطی ہوئی تو اس کو ایک ثواب (اجتہاد کا) ملے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ یہاں حاکم سے مراد وہ حاکم ہو' جو اجتہاد کا اہل ہو۔ اصول شریعت سے واقف ہو اور قیاس کے طریقوں کو جانتا ہو' ایسا حاکم مجتہد ہے' اس کی رائے صحیح ہوئی تو دو ثواب اور اگر غلط ہوئی تو اسے ایک ثواب ملے گا۔ اس لیے کہ ایسا اجتہاد عبادت ہے۔ اس کے برخلاف جو اجتہاد کا اہل نہ ہو' اس کو فیصلہ دینا درست نہیں اور اس کو نافذ کرنا بھی مناسب نہیں خواہ وہ حق ہی ہو' اس لیے کہ ایسے شخص کے حکم کا حق ہونا اتفاقی ہے اور وہ گناہ گار ہو گا۔ (مرقات) یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد میں بہرصورت ثواب پاتے ہیں' اس لیے ان مجتہدین اوّلین سے نیک عقیدہ رکھیں اور ان پر طعن نہ کریں اور اس زمانہ میں جو اشخاص اجتہاد کی اہلیت کے بغیر احکام شریعت میں اپنی رائے دیتے ہیں' وہ غلطی پر ہیں اور اس سلسلہ میں ان سے سخت باز پرس ہو گی۔ ۱۲

بَابٌ

فیصلہ کرنے کا طریقہ

٤٠٦٠ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُرْسِلُنِيْ وَأَنَا حَدِيْثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِيْ بِالْقَضَاءِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِيْ قَلْبَكَ وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ إِذَا تَقَاضٰى إِلَيْكَ رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْأَوَّلِ حَتّٰى تَسْمَعَ كَلَامَ الْآخَرِ فَإِنَّهٗ أَحْرٰى أَنْ يَّتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ قَالَ فَمَا شَكَكْتُ فِيْ قَضَاءٍ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا' تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ تو مجھے (قاضی بنا کر) بھیج رہے ہیں حالانکہ میں نوجوان ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کا علم (یعنی تجربہ) نہیں ہے' (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل (کو فیصلہ کرنے) کی رہنمائی کرے گا اور تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا یعنی حق فیصلہ جاری کرے گا' جب دو آدمی تمہارے پاس کوئی معاملہ فیصلہ کے لیے لے کر آئیں تو دوسرے کے کلام کو سننے تک تم پہلے کے لیے فیصلہ نہ کرو۔ یہ چیز تمہارے حق میں فیصلہ کی وضاحت یعنی آسانی کے لیے بہتر ہے۔ حضرت علی کا بیان ہے کہ (حضور کے فرمانے کی اس برکت سے)

اس کے بعد کسی (مقدمہ کے) فیصلہ میں مجھے شک نہیں ہوا۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قاضی کے تقرر کے لیے چند شرائط ہیں' اور وہ یہ ہیں کہ قاضی مرد ہو عورت نہ ہو' آزاد ہو غلام نہ ہو' مجتہد ہو مقلد (وہ شخص جس کی اپنی ذاتی رائے نہ ہو) نہ ہو' بینا ہو نابینا نہ ہو' بالغ ہو بچہ نہ ہو' عادل ہو فاسق نہ ہو۔ (حاشیہ زجاجہ) ۱۲

بَابٌ

قاضیوں میں جنتی کون ہیں اور دوزخی کون؟

٤٠٦١ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَضَاءُ ثَلَاثَةٌ وَّاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ فَاَمَّا الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهٖ وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں' ان میں سے ایک جنت میں ہے اور دو دوزخ میں' وہ شخص (یعنی وہ قاضی) جو جنتی ہے' ایسا شخص ہے جس نے حق پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا اور (دوسرا) وہ شخص جس نے حق پہچانا اور فیصلہ کرنے میں ظلم کیا تو وہ دوزخ میں ہے اور (تیسرا) وہ شخص جو (قضاءت کے بارے میں) نرا جاہل ہو اور لوگوں کے لیے فیصلے کرتا ہو تو وہ بھی دوزخ میں ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

قرآن اور سنت کی روشنی میں فیصلہ کے لیے اجتہاد کی ضرورت

٤٠٦٢ - وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ كَيْفَ تَقْضِيْ اِذَا عُرِضَ لَكَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ اَجْتَهِدُ بِرَاْيِيْ وَلَا اٰلُوْ قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَدْرِهٖ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِمَا يَرْضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آپ کو یمن (کا حاکم اور قاضی بنا کر) بھیجا تو دریافت فرمایا: جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ پیش ہو تو تم کس طرح فیصلہ کرو گے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا' (یہ سن کر) حضور نے دریافت فرمایا: اگر تم کتاب اللہ میں (اس کی صراحت) نہ پاؤ (تو تم کیا کرو گے)؟ تو انہوں نے عرض کیا: (پھر میں) سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق (فیصلہ کروں گا)' حضور نے پھر دریافت فرمایا: اگر تم سنت رسول اللہ میں (بھی اس کی صراحت) نہ پاؤ (تو پھر کیا کرو گے)؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ میں (کتاب وسنت کی روشنی میں) اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور (اس بارے میں) کوئی کوتاہی نہ کروں گا۔ حضرت معاذ کا بیان ہے کہ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ جس نے رسول اللہ کے قاصد کو اس بات کی توفیق بخشی جس سے رسول اللہ راضی ہیں۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

عہدہ کا طلب گار اللہ کی رحمت سے محروم رہتا ہے

٤٠٦٣ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَغَى الْقَضَاءَ وَسَاَلَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص (اپنے دل میں منصب) قضاء کی خواہش رکھے

وُكِّلَ اِلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اُكْرِهَ عَلَيْهِ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مَلَكًا يُسَدِّدُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

اور (پھر) زبان سے اس کو طلب کرے تو اس کو اس کے نفس کے سپرد کر دیا جاتا ہے (یعنی اس کو توفیق خیر اور اللہ کی مدد نہیں ملتی) اور جس کو (خلاف منشاء) جبراً قاضی بنا دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اس کی رہبری کرتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی ' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

انصاف کی خاطر عہدہ کی طلب درست ہے

٤٠٦٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى يَنَالَهٗ ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُهٗ جَوْرَهٗ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ غَلَبَ جَوْرُهٗ عَدْلَهٗ فَلَهُ النَّارُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص (مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور ظالموں کے ظلم کے دفع کرنے کے لیے) مسلمانوں کی قضاءت کو طلب کرے اور اس کو حاصل کر لے ' پھر اس کا انصاف اس کے ظلم پر غالب آ جائے تو اس کے لیے جنت ہے ' (اس کے برخلاف) جس کا ظلم اس کے انصاف پر غالب آ جائے تو اس کے لیے دوزخ ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کی تائید امام عادل کے ساتھ ہے

٤٠٦٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْقَاضِيْ مَا لَمْ يَجُرْ فَاِذَا جَارَ تَخَلّٰى عَنْهُ وَلَزِمَهُ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تک قاضی ظلم نہ کرے ' اللہ تعالیٰ (توفیق اور تائید سے) اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور جب وہ ظلم کرنے لگتا ہے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور شیطان ہمیشہ اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ فَاِذَا جَارَ وَكَّلَهٗ اِلٰى نَفْسِهٖ.

اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں یوں ہے کہ جب وہ (قاضی) ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے نفس کے حوالہ کر دیتے ہیں۔

بَابٌ

مسلمان کے مقابلہ میں حضرت عمر کا یہودی کے حق میں فیصلہ

٤٠٦٦ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ مُسْلِمًا وَّيَهُوْدِيًّا اِخْتَصَمَا اِلٰى عُمَرَ فَرَاَى الْحَقَّ لِلْيَهُوْدِيِّ فَقَضٰى لَهٗ عُمَرُ بِهٖ فَقَالَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَضَيْتَ بِالْحَقِّ فَضَرَبَهٗ عُمَرُ بِالدُّرَّةِ وَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَاللّٰهِ اِنَّا نَجِدُ فِی التَّوْرَاةِ اَنَّهٗ لَيْسَ قَاضٍ يَّقْضِیْ بِالْحَقِّ اِلَّا كَانَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ مَلَكٌ وَّعَنْ شِمَالِهٖ مَلَكٌ يُسَدِّدُانِهٖ وَيُوَفِّقَانِهٖ لِلْحَقِّ مَا دَامَ مَعَ الْحَقِّ فَاِذَا تَرَكَ الْحَقَّ عَرَجَا وَتَرَكَاهُ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی دونوں لڑتے ہوئے (تصفیہ کے لیے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ' آپ نے دیکھا کہ حق یہودی کے ساتھ ہے تو حضرت عمر نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا ' تو یہودی نے آپ سے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ نے حق پر فیصلہ دیا ہے ' تو حضرت عمر نے اس کو ایک کوڑا لگایا (اس لیے کہ حضرت عمر کو خوشامد پسند نہ تھی) اور (پھر اس سے) پوچھا کہ یہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟ تو یہودی نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تورات میں (یوں) پاتے ہیں کہ جو بھی قاضی حق کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے سیدھے جانب ایک فرشتہ اور بائیں جانب ایک فرشتہ ہوتا ہے اور یہ دونوں اس کی رہبری کرتے ہیں اور جب تک وہ حق پر رہتا ہے '

اس کو حق کی توفیق دیتے رہتے ہیں اور جب وہ حق چھوڑ دیتا ہے تو وہ دونوں (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں اور اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

بَابٌ

جس کو قاضی بنایا گیا' وہ بڑی آزمائش میں مبتلا ہوا

٤٠٦٧ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو لوگوں پر قاضی بنایا گیا تو وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا (یعنی جیتے جی وہ مصیبتوں میں گرفتار ہو گیا یا وہ اپنی خواہشات سے محروم ہو گیا' اس لیے کہ اس کو احکام شریعت کے تحت کام کرنا ہے)۔ اس حدیث کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قضاء کا عہدہ حقیقت میں ایک بڑی ذمہ داری کا عہدہ ہے' جس میں آدمی کو انصاف کی خاطر سب سے الگ تھلگ ہو جانا پڑتا ہے' تاکہ صحیح طور پر انصاف کر سکے' اس طرح آدمی اپنی موت آپ مر جاتا ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام کی اس بارے میں رائے یہ ہے کہ قضاوت کا عہدہ فی نفسہٖ برا نہیں' قاضی انصاف کرے تو یہ عہدہ اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر ظلم سے کام لے تو اس کے حق میں برا ہے۔ اسی وجہ سے عامہ مشائخ کا قول یہ ہے کہ قضاء کا قبول کرنا رخصت ہے اور اس سے رکنا عزیمت ہے۔ ۱۲

بَابٌ

ظالم حاکم کا انجام

٤٠٦٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ حَاكِمٍ يَّحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَلَكٌ اٰخِذٌ بِقَفَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ إِلَى السَّمَاءِ فَإِنْ قَالَ أَلْقِهٗ أَلْقَاهُ فِيْ مَهْوَاةٍ أَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر وہ حاکم جو لوگوں کے درمیان (ظالمانہ) فیصلے کرتا ہے' وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ ایک فرشتہ اس کو اس کی گردن سے پکڑے ہوئے لائے گا' پھر وہ فرشتہ اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھائے گا (کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟)' اگر اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ اس کو (دوزخ میں) ڈال دو تو فرشتہ اس کو ایسی خندق میں پھینک دے گا' جس میں وہ چالیس سال تک گرتا رہے گا۔ اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

قیامت کے دن عادل قاضی بھی پریشان رہے گا

٤٠٦٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى الْقَاضِي الْعَدْلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَاعَةٌ يَتَمَنّٰى أَنَّهٗ لَمْ يَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِيْ تَمْرَةٍ قَطُّ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ قیامت کے دن عادل قاضی پر (بھی) ایک ایسا وقت ضرور آئے گا جس میں وہ آرزو کرے گا' کاش! کہ اس نے دو آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کے قضیہ کے بارے میں (بھی) ہرگز تصفیہ نہ کیا ہوتا۔ اس کی روایت امام احمد اور دارقطنی نے کی ہے۔

بَابٌ

حضرت ابن عمر کا قضاء قبول کرنے سے معذرت چاہنا

۴۰۷۰ - وَعَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ اِقْضِ بَيْنَ النَّاسِ قَالَ اَوَ تُعَافِيْنِيْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ وَمَا تَكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ وَقَدْ كَانَ اَبُوْكَ يَقْضِيْ قَالَ لِاَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ قَاضِيًا فَقَضٰى بِالْعَدْلِ فَبِالْحَرِيِّ اَنْ يَّنْقَلِبَ مِنْهُ كِفَافًا فَمَا رَاجَعَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن موہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم (قاضی بن کر) لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو' انہوں نے جواب دیا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ مجھے اس کام سے معاف فرمائیں گے! حضرت عثمان نے دریافت کیا کہ تم اسے کیوں بُرا جانتے ہو' حالانکہ آپ کے والد (حضرت عمر) تو قاضی تھے؟ (یہ سن کر) حضرت ابن عمر نے کہا: مجھے اس لیے (عذر ہے) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو قاضی ہو اور فیصلے انصاف کے ساتھ کرے تو (قیامت کے دن) اس کی بہتری اسی میں ہے کہ اس کا انجام برابر ہو (یعنی اس کے فیصلوں پر اس کو ثواب ملے اور نہ عذاب)' (یہ سن کر) حضرت عثمان نے اس کے بعد اس معاملہ میں ان سے گفتگو نہیں کی۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ رَزِيْنٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ لِعُثْمَانَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا اَقْضِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ قَالَ فَاِنَّ اَبَاكَ كَانَ يَقْضِيْ فَقَالَ اِنَّ اَبِيْ لَوْ اَشْكَلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ اَشْكَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ سَاَلَ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنِّيْ لَا اَجِدُ مَنْ اَسْاَلُهٗ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ عَاذَ بِاللّٰهِ فَقَدْ عَاذَ بِعَظِيْمٍ وَّسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ عَاذَ بِاللّٰهِ فَاَعِيْذُوْهُ وَاِنِّيْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ تَجْعَلَنِيْ قَاضِيًا فَعَفَاهُ وَقَالَ لَا تُخْبِرْ اَحَدًا.

اور رزین کی روایت میں حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر نے حضرت عثمان سے کہا: اے امیر المؤمنین! میں دو شخصوں کے درمیان فیصلہ نہیں کروں گا؟ تو حضرت عثمان نے فرمایا کہ آپ کے والد تو (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ کے قاضی تھے) اور فیصلے کیا کرتے تھے۔ (یہ سن کر) حضرت ابن عمر نے جواب دیا کہ میرے والد کو کوئی مشکل پیش آتی تو رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمالیتے تھے اور اگر رسول اللہ ﷺ کو کوئی مشکل پیش آتی تو آپ حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمالیتے' اور (اب) مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جس سے میں پوچھ سکوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے تو اس نے ایک بڑی ذات کی پناہ مانگی اور میں نے حضور کو یہ بھی فرماتے سنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں' اس بات سے کہ آپ مجھے قاضی مقرر کریں' تو حضرت عثمان نے آپ کو (اس کام سے) معاف فرما دیا اور (یہ بھی) فرمایا کہ اس بات کی کسی کو خبر نہ دو۔

بَابُ رِزْقِ الْوُلَاةِ وَهَدَايَاهُمْ

حکام کی تنخواہ اور ان کے تحفوں کا بیان

بَابٌ

اللہ تعالیٰ معطی ہے اور حضور قاسم ہیں

۴۰۷۱ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُعْطِيْكُمْ وَلَا اَمْنَعُكُمْ اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَيْثُ اُمِرْتُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ نہ میں تم کو دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں (اس لیے کہ دینا اور نہ دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے) میں تو تقسیم کرنے والا ہوں' اُسی کو دیتا

ہوں جس کے لیے حکم ہوتا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

بیجا تصرف کرنے والے کے لیے وعید

٤٠٧٢ - وَعَنْ خَوْلَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بے شک جو لوگ اللہ کے مال (یعنی بیت المال اور مالِ غنیمت میں) ناحق تصرف کرتے ہیں تو ان کے لیے قیامت کے دن آگ ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

مقررہ معاوضہ سے زیادہ لینا خیانت ہے

٤٠٧٣ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا اَخَذَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ غُلُوْلٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ہم کسی کو کسی کام پر عامل بنا دیں اور اس کا معاوضہ مقرر کر دیں اور وہ اس کے بعد (مقررہ معاوضہ سے) زیادہ لے لے تو وہ (مالِ غنیمت میں) خیانت ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حکام کے لیے تحفہ قبول کرنا خیانت ہے

٤٠٧٤ - وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ فَلَمَّا سِرْتُ اَرْسَلَ فِيْ اَثَرِيْ فَرُدِدْتُ فَقَالَ اَتَدْرِيْ لِمَ بَعَثْتُ اِلَيْكَ لَا تُصِيْبَنَّ شَيْئًا بِغَيْرِ اِذْنِيْ فَاِنَّهُ غُلُوْلٌ وَّمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِهٰذَا دَعَوْتُكَ فَامْضِ لِعَمَلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (قاضی بنا کر) یمن بھیجا' جب میں روانہ ہونے لگا تو آپ نے میرے پیچھے (ایک شخص کو) بھیج کر مجھے واپس بلایا' جب میں واپس آیا تو آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے؟ (آپ نے فرمایا: سنو!) میری اجازت کے بغیر تم ہرگز کوئی چیز نہ لو (جیسے تحفہ' ہدیہ وغیرہ)' اس لیے کہ یہ خیانت ہے اور جو شخص (جس چیز میں) خیانت کرے گا تو وہ اس چیز کو قیامت کے دن لے آئے گا اور میں نے تم کو یہی کہنے کے لیے بلایا تھا' اب تم اپنے کام پر روانہ ہو جاؤ۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکام اور قاضیوں کو رعایا کی طرف سے کسی چیز کے قبول کرنے سے اس لیے منع فرمایا کہ حکام دراصل احکامِ شریعت کی اجرائی اور فیصلوں کے نفاذ کے لیے مامور ہوتے ہیں' اگر حکام اپنی رعایا کی طرف سے تحفے' ہدایا اور ضیافتیں قبول کرنے لگیں تو فیصلہ کرنے میں جانب داری اور مروّت کا اندیشہ ہے' اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیداً اس سے ممانعت فرمائی ہے۔

البتہ حاکم وقت اپنی خدمت پر فائز ہونے سے پہلے کسی کے تحفے قبول کیا کرتا تھا اور دعوتوں میں شریک ہوا کرتا تھا تو اسی حد تک یعنی انہی لوگوں سے جو پہلے دعوت دیا کرتے یا تحفے دیا کرتے تھے' حاکم ہونے کے بعد بھی انہی لوگوں کی طرف سے دعوت یا تحفے قبول کر سکتا ہے۔ (خلاصہ حاشیۂ زجاجۃ المصابیح) ۱۲

بَابٌ

عامل وصول شدہ اموال میں اپنی طرف سے تصرف نہیں کر سکتا

٤٠٧٥ - وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ

حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عُمِّلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِنْهُ مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهُ فَهُوَ غَالٌّ يَأْتِي بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْبِلْ عَنِّيْ عَمَلَكَ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا قَالَ وَاَنَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَلْيَأْتِ بِقَلِيْلِهٖ وَكَثِيْرِهٖ فَمَا اُوْتِيَ مِنْهُ اَخَذَهُ وَمَا نُهِيَ عَنْهُ اِنْتَهٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوُدَ وَاللَّفْظُ لَهٗ.

فرمایا: اے لوگو! اگر تم سے کسی شخص کو ہمارے کسی کام پر عامل بنایا جائے اور وہ ہم سے سوئی (برابر) یا اس سے زیادہ مقدار کی کوئی چیز چھپالے تو وہ خائن ہے اور وہ اس چیز کو قیامت کے دن لے کر آئے گا۔ (یہ سن کر) ایک انصاری شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھ سے اپنا کام (واپس) لے لیجیے (یعنی مجھے اس کام سے سبکدوش فرمادیجیے) آپ نے فرمایا: کس لیے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے (بھی) آپ کے ارشادات سن لیے ہیں' آپ نے فرمایا: (ہاں! ہاں!) میں اب بھی وہی کہتا ہوں کہ ہم کسی شخص کو کسی کام پر مامور کریں تو وہ تھوڑے اور زیادہ (مال کو جو بھی وصول ہو) ہمارے پاس پیش کردے اور اس کو جو دیا جائے' وہ لے لے اور جس سے اسے روکا جائے رُک جائے۔ اس کی روایت مسلم اور ابوداؤد نے کی ہے۔ اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

بَابٌ

عامل کے ضروری اخراجات بیت المال سے ادا کیے جاسکتے ہیں

٤٠٧٦ - وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلًا فَلْيَكْتَسِبْ زَوْجَةً فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا.

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ہمارا عامل ہو (تو اس کو اجازت ہے کہ وہ بیت المال سے) اپنی ایک بیوی کا (نفقہ) حاصل کرے اور اگر اس کے پاس خادم نہ ہو تو ایک خادم خرید لے اور اگر اس کے پاس گھر نہ ہو تو (بیت المال سے) ایک گھر خرید لے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ مَّنِ اتَّخَذَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَهُوَ غَالٌّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جو شخص اس سے زیادہ لے گا' وہ خائن ہے۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِيْ اَنَّ حِرْفَتِيْ لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَّؤُنَةِ اَهْلِيْ وَشُغِلْتُ بِاَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَيَأْكُلُ اٰلُ اَبِيْ بَكْرٍ مِّنْ هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ.

اور بخاری نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ سے روایت کی ہے' آپ نے فرمایا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ خلیفہ مقرر کیے گئے تو فرمایا کہ میری قوم اس بات کو جانتی ہے کہ میرا پیشہ (تجارت) میرے اہل (وعیال) کے اخراجات کے لیے کافی تھا اور اب مجھے (خلافت دے کر) مسلمانوں کے کام میں مشغول کر دیا گیا ہے' تو ابوبکر کے عیال اس بیت المال سے کھائیں گے اور خود ابوبکر مسلمانوں کے کام انجام دے گا۔

بَابٌ

عامل کو معاوضہ دیا جائے

٤٠٧٧ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ عُمِّلْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَمَّلَنِيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عامل تھا اور حضور نے مجھے اس (خدمت) کا معاوضہ دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

دینی خدمات کا معاوضہ پاکیزہ مال ہے

٤٠٧٨ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ اَرْسَلَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اَجْمَعَ عَلَیْکَ سَلَاحَکَ وَثِیَابَکَ ثُمَّ ائْتِنِیْ قَالَ فَاَتَیْتُہٗ وَھُوَ یَتَوَضَّأُ فَقَالَ یَا عَمْرُو اِنِّیْ اَرْسَلْتُ اِلَیْکَ لِاَبْعَثَکَ فِیْ وَجْہٍ یُسَلِّمُکَ اللّٰہُ وَیُغْنِمُکَ وَاَرْغَبُ لَکَ زَغْبَۃً مِّنَ الْمَالِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کَانَتْ ھِجْرَتِیْ لِلْمَالِ وَمَا کَانَتْ اِلَّا لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ قَالَ نِعْمَا بِالْمَالِ الصَّالِحِ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ.

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک قاصد کے ذریعہ) یہ پیام بھیجا کہ تم اپنا ہتھیار لگا کر اور کپڑے پہن کر میرے پاس آؤ۔ حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ میں (تیار ہو کر) آپ کے پاس پہنچا' اور اس وقت حضور وضو فرما رہے تھے' آپ نے فرمایا: اے عمرو! میں نے تم کو اس لیے بلا بھیجا ہے کہ تم کو ایک کام پر روانہ کروں' جس سے اللہ تعالیٰ تم کو سلامتی سے لائے گا اور غنیمت دے گا اور میں بھی تم کو کچھ مال دوں گا۔ (یہ سن کر) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ہجرت مال کے لیے نہ تھی اور وہ تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے تھی' آپ نے فرمایا کہ نیک آدمی کے لیے اچھا مال کیا ہی بہتر ہے۔ اس کی روایت شرح السنۃ میں کی ہے۔

وَرَوٰی اَحْمَدُ نَحْوَہٗ وَفِیْ رِوَایَتِہٖ قَالَ نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ.

اور امام احمد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ان کی روایت میں یہ ہے کہ نیک آدمی کے لیے پاکیزہ مال بہتر ہے۔

بَابٌ

رشوت لینے والے' دینے والے اور دلالی کرنے والے پر لعنت ہے

٤٠٧٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْہُ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ ثَوْبَانَ وَزَادَ وَالرَّائِشَ یَعْنِی الَّذِیْ یَمْشِیْ بَیْنَھُمَا.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور ترمذی نے اس کی روایت حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے کی ہے اور امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور بیہقی نے اتنا اور زیادہ بیان کیا ہے کہ رائش یعنی وہ شخص جس نے دونوں (رشوت دینے اور لینے والے) کے درمیان دلالی کی (اس پر لعنت بھیجی ہے)۔

بَابُ الْاَقْضِیَۃِ وَالشَّھَادَاتِ

جھگڑوں کے فیصلے اور گواہیوں کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَاسْتَشْھِدُوْا شَھِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی وَلَا یَاْبَ الشُّھَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا﴾ (البقرہ:٢٨٢).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنے لوگوں میں سے دو مردوں کو گواہ کر لیا کرو' پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو' یہ ایسے گواہ ہوں جن کو تم پسند کرتے ہو' (یہ اس لیے کہ) اگر ان دو عورتوں میں سے ایک بھول جائے گی تو دوسری اس کو یاد دلائے گی اور گواہوں کو (شہادت کے لیے) بلایا جائے تو وہ (حاضر ہونے سے) انکار نہ کریں۔

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰی

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مسلمانو! مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قائم رہو' اللہ کے لیے گواہی دو! اگرچہ کہ (یہ گواہی) تمہارے اپنے نفسوں یا ماں

أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى أَنْ تَعْدِلُوْا وَإِنْ تَلْوُوْا أَوْ تُعْرِضُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾ (النساء:۱۳۵).

باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی (کیوں نہ) ہو' خواہ وہ مال دار ہو یا محتاج ہو' اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر ان دونوں کا خیر خواہ ہے' تم خواہشات کی پیروی نہ کرو کہ تم دونوں کو برابر سمجھو اور اگر تم دبی زبان سے گواہی دو گے یا (سرے سے گواہی دینے سے) پہلو تہی کرو گے تو (جان لو) کہ تم جو کچھ کرتے ہو' اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔

ف: گواہی سے متعلق چند اہم مسائل حسب ذیل ہیں:

(۱) گواہ کا مسلمان ہونا' آزاد ہونا اور بالغ ہونا شرط ہے' کافر کی گواہی صرف کافر کے لیے مقبول ہے۔

(۲) تنہا عورتوں کی شہادت جائز نہیں' خواہ وہ چار کیوں نہ ہوں' مگر جن اُمور پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے جیسے بچہ کا جننا' باکرہ ہونا' عورتوں کے عیوب' ان میں ایک عورت کی گواہی بھی مقبول ہے۔

(۳) حدود اور قصاص میں عورتوں کی شہادت بالکل معتبر نہیں' صرف مردوں کی شہادت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اور معاملات میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت بھی مقبول ہے۔

(۴) اداءِ شہادت فرض ہے' جب مدعی گواہوں کو طلب کرے تو انہیں گواہی کا چھپانا جائز نہیں ہے' یہ حکم حدود کے سوا اور اُمور میں ہے۔ لیکن حدود میں گواہ کو اظہار اور اخفاء کا اختیار ہے' بلکہ اخفاء افضل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی ستاری کرے گا لیکن چوری میں مال لینے کی شہادت دینا واجب ہے تاکہ جس کا مال چوری ہو گیا ہے' اس کا حق تلف نہ ہو' گواہ اتنی احتیاط کر سکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے' گواہی میں یہ کہنے پر اکتفاء کرے کہ یہ مال فلاں شخص نے لیا ہے۔ (حاشیہ تفسیر نعیمی) ۱۲

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ (آل عمران:۷۷).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو حقیر معاوضہ کے بدلے بیچ دیتے ہیں' یہ وہی لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں' اللہ تعالیٰ تو ان سے قیامت کے دن نہ تو بات ہی کرے گا اور نہ ان کو دیکھے گا اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا' اور ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے۔

بَابٌ

مقدمات کے فیصلوں کے بنیادی اُصول

۴۰۸۰ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَّأَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو محض ان کے دعوے کی بناء پر ہی (بغیر گواہی اور ثبوت کے ان کا مطالبہ) دلا دیا جائے تو لوگ یقیناً (بہ کثرت دوسرے) لوگوں کے خون اور مالوں کا دعویٰ کریں گے' یہی وجہ ہے کہ مدعیٰ علیہ سے قسم لی جاتی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِيْ شَرْحِهٖ لِلنَّوَوِيِّ أَنَّهٗ قَالَ وَجَاءَ فِيْ رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ أَوْ صَحِيْحٍ زِيَادَةٌ

اور مسلم کے شارح امام نووی نے کہا ہے کہ بیہقی کی روایت میں اسناد حسن یا صحیح کے ساتھ اتنا اور زیادہ ہے: حضرت ابن عباس سے مرفوعاً مروی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَّرْفُوْعًا لٰكِنَّ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنَ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْاٰثَارِ وَبِهٖ نَاْخُذُ.

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ فَقَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَصْمَيْنِ فَجَعَلَ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنَ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ وَالْقِسْمَةُ تُنَافِي الشِّرْكَةَ وَجَعَلَ جِنْسَ الْاِيْمَانِ عَلَى الْمُنْكِرِيْنَ وَلَيْسَ وَرَاءَ الْجِنْسِ شَيْءٌ وَّحَدِيْثُ الشَّاهِدِ وَالْيَمِيْنِ غَرِيْبٌ وَّمَا رَوَيْنَاهُ مَشْهُوْرٌ تَلَقَّتْهُ الْاُمَّةُ بِالْقَبُوْلِ حَتّٰى صَارَ فِيْ حَيِّزِ التَّوَاتُرِ فَلَا يُعَارِضُهٗ عَلٰى اَنَّ يَحْيَى بْنَ مُعِيْنٍ قَدْ رَدَّهٗ وَرَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْاٰثَارِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ قَالَ الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ وَكَانَ لَا يَرُدُّ الْيَمِيْنَ.

ہے کہ مدعی پر گواہ (کالانا) ہے اور قسم اس شخص پر ہے جو انکار کرے (یعنی مدعی علیہ ہو)۔ اور امام محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں فرمایا ہے کہ ہم اسی (قاعدہ) کو اختیار کرتے ہیں۔

اور ترمذی نے جید سند کے ساتھ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مدعی پر گواہ اور مدعی علیہ پر قسم ہے' تو حضور نبی کریم ﷺ نے فریقین کی دو قسمیں کر دیں' ایک قسم یہ کہ مدعی پر گواہ لانا واجب ہے اور دوسری قسم یہ کہ منکر پر قسم کھانا لازم ہے' اور تقسیم شرکت کے منافی ہے (یعنی مدعی سے قسم نہیں لی جائے گی) اور منکر سے گواہ نہیں طلب کیے جائیں گے اور جنس قسم کو منکرین پر لازم قرار دیا اور جنس کے علاوہ کوئی شے نہیں۔ گواہ اور قسم والی حدیث غریب ہے' اور جسے ہم نے روایت کیا ہے کہ وہ مشہور ہے اور اسے تلقی اُمت کا درجہ حاصل ہے حتیٰ کہ یہ متواتر کے درجہ تک پہنچ گئی ہے' لہٰذا آپ اس کے خلاف یہ دلیل نہیں دے سکتے کہ یحییٰ بن معین نے اس کا رد کیا ہے۔ اور امام محمد بن الحسن نے "کتاب الآثار" میں ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دلیل مدعی کے ذمہ گواہ اور مدعی علیہ پر قسم ہوتی ہے اور قسم کو لوٹایا نہیں جاتا تھا۔ اور امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مدعی پر گواہ لانا ہے اور مدعی علیہ پر قسم ہے اور آپ قسم کو رد نہیں فرماتے تھے۔

ف: واضح ہو کہ یہ حدیث شریف ایک بڑا قاعدہ ہے جس سے ہزاروں جھگڑوں کا فیصلہ کرنا معلوم ہو گیا' جب کوئی دعویٰ کرے اور مدعی علیہ منکر ہو تو مدعی سے گواہ مانگیں گے اور اگر وہ گواہ نہ لا سکے تو مدعی علیہ سے قسم لیں گے' پھر اگر وہ قسم کھائے تو مدعی کا دعویٰ باطل ہو گا اور اگر وہ قسم نہ کھائے تو دعویٰ ثابت ہو گیا۔ (حاشیہ از شرح مسلم نووی) ۱۲

بَابٌ

خیر القرون کے بعد جھوٹے گواہوں کی کثرت

٤٠٨١ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلَا اَدْرِيْ اَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهٖ قَرْنَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ اِنَّ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمًا يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میری امت کا بہترین زمانہ میری صدی ہے (یعنی عہدِ صحابہ)' پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہیں (یعنی تابعین)' پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہیں (یعنی تبع تابعین)' حضرت عمران فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ آپ نے اپنے قرن کے بعد دو قرن فرمائے یا تین' پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب

وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نہ کی جائے گی اور خیانت کریں گے اور امانت دار نہیں ہوں گے اور نذر مانیں گے اور اس کو پورا نہیں کریں گے اور ان (کے جسم) سے موٹاپا ظاہر ہوگا (یعنی وہ سست اور کاہل ہوں گے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ وَمُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيهِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا قَالَ ثُمَّ يَخْلُفُ بِقَوْمٍ يَشْهَدُونَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدُوا.

اور امام احمد اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کا بہترین زمانہ وہ صدی ہے جس میں میں نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں پھر ان لوگوں کا زمانہ جو اس کے بعد ہیں (یعنی تابعین) اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ آپ نے تیسرے (طبقہ) کا ذکر فرمایا یا نہیں پھر فرمایا: پھر ایسے لوگ (اُن کے) جانشین ہوں گے جو گواہی طلب کرنے سے پہلے گواہی دیں گے۔

وَرَوَى مُسْلِمٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا.

اور مسلم نے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ گواہوں میں بہتر گواہ کون ہے؟ یہ وہ ہے جو گواہی طلب کرنے سے پہلے گواہی دے دے۔

گواہی کے اُصول

واضح ہو کہ مذکورہ بالا احادیث میں بظاہر تعارض معلوم ہو رہا ہے چنانچہ ایک حدیث میں یہ ارشاد ہے کہ بہترین گواہ وہ ہے جو گواہی طلب کرنے سے پہلے گواہی دے دے پھر ایسے گواہوں کی مذمت بھی بتائی گئی جو گواہی طلب کرنے سے پہلے گواہی دیں۔ اس بارے میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ گواہی صرف اسی وقت دی جائے جس وقت کہ گواہی طلب کی جائے بلکہ عند الطلب گواہی کا دینا واجب ہے البتہ حدود میں گواہی کا چھپانا افضل ہے۔ اور جس حدیث میں بغیر طلب کے گواہی دینے والے کی جو بہتری بیان کی گئی ہے وہ ایسا گواہ ہے جس کے بارے میں مدعی بے خبر ہے تو وہ مدعی کے حق تلف ہونے کے خیال سے بغیر طلب کے گواہی دے دے نیز یہ گواہی حقوق سے متعلق ہے جیسے زکوٰۃ، کفارات، رؤیۃ الہلال، وقف، وصیتیں اور اسی قسم کے اُمور تو ان میں حاکم کو بغیر طلب کے بھی واقف کرانا ضروری ہے۔ (حاشیہ زجاجہ) ۱۲

بَابٌ

جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے

٤٠٨٢ - وَعَنْ خُرَيْمِ ابْنِ فَاتِكٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْإِشْرَاكِ بِاللّٰهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَرَأَ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ رَوَاهُ

حضرت خُرَیم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) صبح کی نماز پڑھائی، جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر تین بار ارشاد فرمایا: جھوٹی گواہی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک (دونوں) برابر کر دیئے گئے ہیں (یعنی دونوں گناہ میں مساوی ہیں)، پھر آپ نے تلاوت فرمائی: بتوں کی (پرستش کی) گندگی سے بچو اور جھوٹ کہنے سے (بھی) بچو صرف اللہ ہی کے ہو کر رہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک

اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ اَيْمَنِ بْنِ خُرَيْمٍ اِلَّا اَنَّ ابْنَ مَاجَةَ لَمْ يَذْكُرِ الْقِرَاءَةَ.

نہ بناؤ۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور امام احمد اور ترمذی نے اس کی روایت ایمن بن خریم سے کی ہے' البتہ ابن ماجہ نے آیت کی تلاوت کا ذکر نہیں کیا۔

بَابٌ

تبع تابعین کے بعد جھوٹی گواہیوں اور جھوٹی قسموں کی کثرت

٤٠٨٣ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهٗ وَيَمِيْنُهٗ شَهَادَتَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بہترین لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں (جن میں' میں ہوں یعنی صحابہ) پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں (یعنی تابعین) پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں (یعنی تبع تابعین)' پھر (ان کے بعد) ایسے لوگ آئیں گے جن میں سے ایک ایک کی گواہی اس کی قسم سے بڑھ جائے گی اور اس کی قسم اس کی گواہی سے بڑھ جائے گی (یعنی جھوٹی گواہیوں اور جھوٹی قسموں کی کثرت ہو جائے گی)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جھوٹی قسم کی وعید

٤٠٨٤ - وَعَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِّنْ حَضْرَمَوْتَ اِخْتَصَمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَرْضٍ مِّنَ الْيَمَنِ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَرْضِيَ اِغْتَصَبَنِيْهَا اَبُوْ هٰذَا وَهِيَ فِيْ يَدِهٖ قَالَ هَلْ لَّكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اَحْلِفُهٗ وَاللّٰهِ مَا يَعْلَمُ اَنَّهَا اَرْضِيَ اِغْتَصَبَنِيْهَا فَتَهَيَّاَ الْكِنْدِيُّ لِلْيَمِيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْطَعُ اَحَدٌ مَالًا بِيَمِيْنٍ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ اَجْذَمُ فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ اَرْضُهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (قبیلہ) کندہ کا ایک شخص اور حضرموت کا ایک شخص یمن کی ایک زمین کے سلسلہ میں جھگڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضرمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری زمین کو اس کے باپ نے مجھ سے غصب کر لیا تھا اور اب وہ اس کے قبضہ میں ہے! حضور نے (حضرمی سے) دریافت فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی گواہ ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں! لیکن میں اس کو قسم کھلاؤں گا (کہ وہ اس بات کا اقرار کرے) کہ اللہ کی قسم! وہ نہیں جانتا کہ وہ زمین میری ہے جس کو اس کے باپ نے مجھ سے (زبردستی) چھین لیا ہے! کندی حلف لینے کے لیے تیار ہو گیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص (جھوٹی) قسم کھا کر کسی کا مال غصب کر لے تو وہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کے پاس اس حالت میں پیش ہوگا کہ اس کا (ہاتھ) کٹا ہوا ہوگا' (یہ سن کر) کندی نے کہا: (یارسول اللہ!) وہ زمین اسی کی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٤٠٨٥ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِّنْ كِنْدَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا غَلَبَنِيْ عَلٰى اَرْضٍ لِّيْ

حضرت علقمہ بن وائل رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ حضرموت کا ایک شخص اور کندہ کا ایک شخص (دونوں ایک زمین کے جھگڑے میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضرمی نے کہا: یارسول اللہ! اس نے میری ایک

فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ اَرْضِيْ وَفِيْ يَدِيْ لَيْسَ لَهٗ فِيْهَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِيْنُهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِيْ عَلٰى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ اِلَّا ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَدْبَرَ لَئِنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِهٖ لِيَاْكُلَهٗ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ وَهُوَ مُعْرِضٌ عَنْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

زمین ہڑپ کر لی ہے۔ کندی نے کہا: وہ تو میری زمین ہے اور میرے قبضہ میں ہے اور اس میں اس (حضرمی) کا کوئی حق نہیں! (یہ سن کر) حضور نبی کریم ﷺ نے حضرمی سے دریافت فرمایا: کیا تمہارے پاس اس کا کوئی گواہ ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں! آپ نے فرمایا: تو اس (کندی) سے قسم لے! اس (حضرمی) نے جواب دیا: یارسول اللہ! وہ (کندی) تو جھوٹا شخص ہے' وہ کسی چیز پر قسم کھانے کی نہ تو پروا کرتا ہے اور نہ کسی چیز سے پرہیز کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اب تمہارے لیے اس سے (صرف قسم) ہی لینا ہے! (یہ سن کر کندی) قسم کھانے کے لیے آگے بڑھا اور جب وہ (اس مقصد سے) پیچھے پلٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ اس (حضرمی) کے مال کو ناحق کھانے کے لیے قسم کھائے گا تو (قیامت کے دن) وہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس حالت میں پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے منہ پھیر لے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٤٠٨٦ - وَعَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ اَرْضٌ فَجَحَدَنِيْ فَقَدِمْتُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ لِلْيَهُوْدِيِّ اَحْلِفْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا يَحْلِفُ وَيَذْهَبُ بِمَالِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اَلْاٰيَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میرے اور ایک یہودی شخص کے درمیان ایک زمین (مشترک) تھی' اس یہودی نے (میرے حصہ کا) انکار کر دیا۔ تو میں نے اس کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا۔ تو حضور نے (مجھ سے) دریافت فرمایا: کیا تمہارے پاس (اس کا) گواہ ہے' میں نے جواب دیا: نہیں! تو آپ نے یہودی سے فرمایا: (اب) تو قسم کھالے' (یہ سن کر) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ تو قسم کھائے گا اور میرا مال لے جائے گا (اس لیے کہ یہودی کی قسم پر کیا بھروسا' جھوٹی قسمیں کھانا تو ان کی عادت ہے)' پھر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: ''اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا''۔[1] اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

[1] اس آیت کا ترجمہ اور پوری آیت اس باب کے ابتداء میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ

جھوٹی قسم کھانے والے پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوتے ہیں

٤٠٨٧ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ اِنَّ الَّذِيْنَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے تا کہ کسی مسلمان کا مال ہڑپ کر لے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوں گے' پس اللہ تعالیٰ نے (حضور کے) اس قول کی تصدیق (میں) یہ آیت نازل فرمائی: ''اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ

يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا'' تا آخر آیت۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

قسم میں معمولی جھوٹ کا بھی وبال ہے

٤٠٨٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ الشِّرْكَ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ وَالْيَمِيْنَ الْغَمُوْسَ وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ بِاللّٰهِ يَمِيْنَ صَبْرٍ فَاَدْخَلَ فِيْهَا مِثْلَ جَنَاحِ بَعُوْضَةٍ اِلَّا جُعِلَتْ نُكْتَةٌ فِيْ قَلْبِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا' والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی قسم کھانا ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے والا جو جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے اور اس قسم میں مچھر کے پَر کے برابر جھوٹ ملائے (یعنی معمولی جھوٹ ہی کہے) تو اس کے دل میں (سیاہ) نکتہ لگا دیا جاتا ہے' (جس کا اثر) قیامت تک (رہے گا' پھر اس کو اس کی سزا ملے گی)۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٤٠٨٩ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ وَّاِنْ كَانَ شَيْئًا يَّسِيْرًا يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِّنْ اَرَاكٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی مسلمان کا حق قسم کھا کر ہڑپ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ واجب فرمادیتے ہیں اور جنت حرام کر دیتے ہیں' ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر چہ وہ حقیری چیز ہو؟ تو آپ نے فرمایا: اگر چہ کہ وہ درخت پیلو کی ایک شاخ ہی ہو! اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ کسی مسلمان کے حق کو قسم کھا کر ہڑپ کر لینے پر حدیث شریف میں جو وعید مذکور ہے' وہ ایسے شخص سے متعلق ہے' جو اس کام کو حلال جانے اور اسی اعتقاد پر مرے' اس لیے کسی حرام چیز کو حلال جان کر کرنے سے ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے اور کافر ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے۔(حاشیہ مشکوٰۃ)۱۲

بَابٌ

قسم دلانے کا طریقہ

٤٠٩٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ حَلَّفَهٗ اَحْلِفُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مَالَهٗ عِنْدَكَ شَيْءٌ يَّعْنِيْ لِلْمُدَّعِيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو قسم دلائی تو آپ نے اس سے فرمایا: تو اس طرح قسم کھا: میں اس (اللہ تعالیٰ) کی قسم کھاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے! کہ اس کی یعنی مدعی کی میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

قسم کے لیے مقام اور وقت کی تخصیص نہیں

٤٠٩١ - وَعَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَيْنِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا غَطْفَانَ الْمُرِّيَّ يَقُوْلُ اِخْتَصَمَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّابْنُ مُطِيْعٍ فِيْ دَارٍ كَانَتْ بَيْنَهُمَا اِلٰى مَرْوَانَ

حضرت داؤد بن الحصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوغطفان مُرّی کو یہ بیان کرتے سنا کہ حضرت زید بن ثابت اور ابن مطیع ایک (تصفیہ کے لیے) مروان بن حکم کے پاس پہنچے جو (اس وقت) مدینہ کا حاکم تھا' تو مروان

بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَضٰى مَرْوَانُ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِيْنِ عَلَى الْمِنبَرِ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَحْلِفُ لَهُ مَكَانِي فَقَالَ مَرْوَانُ لَا وَاللّٰهِ إِلَّا عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوقِ قَالَ فَجَعَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَحْلِفُ أَنَّ حَقَّهُ لَحَقٌّ وَيَأْبَى أَنْ يَحْلِفَ عَلَى الْمِنبَرِ قَالَ فَجَعَلَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ يَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ مَالِكٌ.

وَذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ تَعْلِيقًا وَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ فَلَمْ يَخُصَّ مَكَانًا دُونَ مَكَانٍ.

نے حضرت زید بن ثابت کو حکم دیا کہ وہ منبر پر قسم کھائیں تو حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ میں (تو) اپنی جگہ (ہی) قسم کھاؤں گا۔ مروان نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! (قسم تو وہیں کھائی جائے) جہاں حقوق کے فیصلے ہوتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت قسم کھانے لگے کہ وہ اپنے حق یعنی دعویٰ میں سچے ہیں اور منبر پر قسم کھانے سے انہوں نے انکار کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ مروان (حضرت زید بن ثابت کے) اس فعل پر تعجب کرتا رہا۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں تعلیقاً (یعنی بغیر سند کے اس جزیہ کو) بیان کیا ہے اور امام بخاری نے یہ بھی کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (مقدمہ کے فیصلہ کے لیے) تمہارے پاس دو گواہ ہوں یا پھر قسم ہو اور حضور نے اس کے لیے کسی جگہ کی تخصیص نہیں فرمائی۔

بَابٌ

گواہوں کی موجودگی اور غیر موجودگی میں فیصلہ کا طریقہ

٤٠٩٢ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا شَاهِدَيْنِ فَقَسَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ وَلِلنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا لَيْسَتْ لِوَاحِدٍ مِّنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَجَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کے بارے میں (اپنی اپنی ملکیت کا) دعویٰ کیا اور دونوں میں سے ہر ایک نے دو دو گواہ (بھی) پیش کیے۔ تو نبی کریم ﷺ نے اس کو دونوں میں آدھا آدھا بانٹ دیا (یعنی اس اونٹ کو دونوں کی مشترکہ ملک قرار دیا)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

اور نسائی، ابن ماجہ اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں (اس طرح) ہے کہ دو شخصوں نے ایک اونٹ کے بارے میں دعویٰ کیا اور ان دونوں میں سے کسی کے پاس کوئی گواہ نہ تھا تو نبی کریم ﷺ نے دونوں کو اس کی ملک قرار دیا۔

وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا فَأَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الْبَيِّنَةَ أَنَّهُ لَهُ فَقَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ بَيْنَهُمَا.

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبَيْهَقِيِّ فِي سُنَنِهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَابَّةٍ لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِّنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَجَعَلَهَا بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ.

اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے حضرت تمیم بن طرفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ دو آدمیوں نے ایک اونٹ کے بارے میں دعویٰ کیا اور دونوں میں سے ہر ایک نے اس پر اس گواہی پیش کی تو نبی کریم ﷺ نے اس پر دونوں کے لیے تصفیہ فرما دیا (یعنی دونوں کی ملک قرار دیا)۔

اور بیہقی کی روایت میں جو ان کی سنن میں ہے حضرت سعید بن ابی بردہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دو شخصوں نے ایک جانور کے بارے میں مقدمہ پیش کیا اور دونوں میں سے کسی کے پاس بھی کوئی گواہ نہ تھا تو حضور نے دونوں کے حق میں اس کو

آدھا آدھا بانٹ دیا (یعنی دونوں کو اس کا مالک بنادیا)۔

وَحَدِيْثُ الْقُرْعَةِ كَانَ فِيْ اِبْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ بَيَّنَهُ الطَّحَاوِيُّ.

اور قرعہ کی حدیث (جس میں قرعہ ڈال کر حلف لینے کا ذکر ہے' وہ) ابتداء اسلام کا واقعہ ہے' جو بعد میں منسوخ کر دیا گیا۔ امام طحاوی نے اس کی وضاحت کی ہے۔

بَابٌ

نزاعی جانور کے فیصلہ میں گواہ قابض کو ترجیح دی جائے گی

٤٠٩٣ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلَيْنِ تَدَاعَيَا دَابَّةً فَاَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الْبَيِّنَةَ اَنَّهَا دَابَّتُهٗ نَتَجَهَا فَقَضٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهٖ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے ایک جانور کے متعلق دعویٰ کیا اور ان میں سے ہر ایک نے اس پر گواہ پیش کیا کہ وہ جانور اس کا ہے اور اسی کے ہاں پیدا ہوا ہے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے حق میں فیصلہ فرمایا' جس کے قبضہ میں (یہ جانور) تھا۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

ممنوع الشہادت اشخاص

٤٠٩٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَّلَا خَائِنَةٍ وَّلَا مَجْلُوْدٍ حَدًّا وَّلَا ذِيْ غِمْرٍ عَلٰى اَخِيْهِ وَلَا ظَنِيْنٍ فِيْ وَلَاءٍ وَّلَا قَرَابَةٍ وَّلَا الْقَانِعِ مَعَ اَهْلِ الْبَيْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (حسب ذیل اشخاص کی) گواہی جائز نہیں (یعنی قابل قبول نہیں): (۱) خائن مرد' (۲) خائن عورت' (۳) کسی حد میں کوڑوں کی سزا یافتہ' (۴) اپنے (مسلم) بھائی کا دشمن (دشمنی کی گواہی دشمن کے مقابلہ میں)' (۵) ایسا غلام جو ولاء متہم ہو یعنی اپنی غلامی کی نسبت اپنے آقا کی بجائے دوسرے آقا کی طرف کرنے والا ہو' (۶) ایسا شخص جو قرابت میں متہم ہو (اپنا رشتہ غیروں سے جوڑنے والا) اور کسی گھر کا پروردہ یعنی خانہ زاد اپنے گھر والوں کے بارے میں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٤٠٩٥ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَّلَا خَائِنَةٍ وَّلَا زَانٍ وَّلَا زَانِيَةٍ وَّلَا ذِيْ غِمْرٍ عَلٰى اَخِيْهِ وَرَدَّ شَهَادَةَ الْقَانِعِ لِاَهْلِ الْبَيْتِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں اور ان کے دادا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ہے کہ (حسب ذیل اشخاص کی) گواہی جائز نہیں (یعنی قابل قبول نہیں): خائن مرد خائن عورت' زانی مرد' زانی عورت' (مسلم) بھائی کا دشمن (دشمن کی گواہی دشمن کے لیے) اور حضور نے گھر کے پروردہ (کی شہادت) کو بھی (گھر والوں کے حق میں) رد فرمایا یعنی قبول نہیں فرمایا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حاکم فریقین کے ساتھ برابر کا سلوک کرے

٤٠٩٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَضٰى

حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول

وَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْخَصْمَيْنِ يُقْعَدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَاكِمِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ فریقین یعنی مدعی یا مدعا علیہ کو حاکم کے روبرو (برابر برابر) بٹھایا جائے (یعنی دونوں میں کسی کے ساتھ جانبداری نہ کی جائے)۔اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

فیصلہ رودادِ مقدمہ کے مطابق ہوگا

٤٠٩٧ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّاِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِيْ لَهٗ عَلٰى نَحْوِ مَا اَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِشَيْءٍ مِّنْ حَقِّ اَخِيْهِ فَلَا يَاْخُذَنَّهٗ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَقَدِ احْتَجَّ بِهٖ مَنْ لَّمْ يَرَ اَنْ يَّحْكُمَ الْحَاكِمُ بِعِلْمِهٖ وَالْفَتْوٰى عِنْدَنَا عَلٰى عَدَمِ الْعَمَلِ بِعِلْمِ الْقَاضِيْ فِيْ زَمَانِنَا.

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں (بھی) انسان ہوں' تم (فیصلہ کے لیے) میرے پاس مقدمے لاتے ہو اور ایسا ہوسکتا ہے کہ تم میں سے ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنی دلیل (یعنی دعویٰ) پیش کرنے میں (اور اس کے ثابت کرنے) زیادہ چرب زبان ہو اور اس سے میں جو کچھ سنوں' اس کے مطابق فیصلہ کردوں' تو جس شخص کے لیے میں کسی چیز کے بارے میں فیصلہ کروں اور وہ اس کے بھائی کا حق ہو (اور حقیقت میں وہ اس کا حق نہ ہو) تو وہ اس کو ہرگز نہ لے' (ایسی صورت میں) گویا کہ میں اس کو آگ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حاکم اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے (بلکہ مقدمہ کی روداد کے مطابق فیصلہ کرے) اور ہمارے (احناف) کے نزدیک اسی قول پر فتویٰ ہے کہ اس زمانہ میں قاضی اپنے علم پر عمل نہ کرے (بلکہ رودادِ مقدمہ پر فیصلہ صادر کرے)۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْاَصْلِ بَلَغَنَا عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَّ رَجُلًا اَقَامَ عِنْدَهٗ بَيِّنَةً عَلَى امْرَاَةٍ اَنَّهٗ تَزَوَّجَهَا فَاَنْكَرَتْ فَقَضٰى لَهٗ بِالْمَرْاَةِ فَقَالَتْ اِنَّهٗ لَمْ يَتَزَوَّجْنِيْ فَاَمَّا اِذَا قَضَيْتَ عَلَيَّ فَجَدِّدْ نِكَاحِيْ فَقَالَ لَا اُجَدِّدُ نِكَاحَكِ الشَّاهِدَانِ زَوَّجَاكِ قَالَ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَيُؤَيِّدُهٗ مَا قَدْ رُوِيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

اور امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الاصل میں فرمایا ہے کہ ہم کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں ایک عورت پر گواہی پیش کی کہ اس سے اس نے عقد کیا ہے لیکن اس عورت نے انکار کیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ وہ عورت اس کی بیوی ہے! اس عورت نے کہا کہ اس شخص نے مجھ سے عقد نہیں کیا ہے اور جب آپ میرے خلاف فیصلہ دے رہے ہیں تو میرے نکاح کی تجدید فرمادیجئے' (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: میں تیرے نکاح کی تجدید نہیں کرتا' ان دونوں گواہوں نے تیرا نکاح کردیا ہے۔امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں (کہ فیصلہ مقدمہ کی ظاہری روداد کے مطابق ہوگا) اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے دو لعان کرنے والوں کے بارے میں ہے۔

بَابٌ

تحقیق کے ضمن میں ملزم کو حراست میں رکھا جاسکتا ہے

٤٠٩٨ - وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَسَ

حضرت بہز بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کسی تہمت (کے

رَجُلًا فِي تُهْمَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ ثُمَّ خَلّٰى عَنْهُ.

الزام) میں حراست میں رکھا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی اور نسائی نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ پھر (جرم کے ثابت نہ ہونے پر) اس کو چھوڑ دیا۔

ف: اس حدیث کی توضیح یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص پر قرض یا کسی گناہ کا الزام لگایا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی تحقیق کے لیے ملزم کو حراست میں رکھا اور جب اس کا جرم ثابت نہ ہوا تو اس کو رہا کر دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایسی صورت میں کسی کو قید رکھنا بھی احکام شریعت میں سے ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کا مبغوض ترین شخص

۵۰۹۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس لوگوں میں وہ شخص سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے جو سخت ترین جھگڑالو دشمن ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جھوٹے مدعی کا ٹھکانا جہنم ہے

۵۰۰۰ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں ہے تو وہ ہم میں سے نہیں اور اس کو چاہیے کہ وہ دوزخ کو اپنا ٹھکانا بنالے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

قانون نادان کی مدد نہیں کرتا

۵۰۰۱ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ الْمَقْضِيُّ عَلَيْهِ لَمَّا اَدْبَرَ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَلُوْمُ عَلَى الْعَجْزِ وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَاِذَا غَلَبَكَ اَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان (ایک معاملہ میں) فیصلہ فرمایا تو جس شخص کے خلاف فیصلہ ہوا تھا جب وہ واپس ہونے لگا تو کہا: "حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" "اللہ تعالیٰ میرے لیے کافی ہے اور وہ میرا بہترین کارساز ہے۔ (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نادانی پر ملامت کرتا ہے لیکن (دوران مقدمہ دلیل پیش کرنے میں) تجھ پر ہوشیاری لازمی تھی پھر جب تجھ پر کوئی معاملہ غالب ہو جائے (یعنی اس کے سلجھانے میں تو عاجز ہو جائے) تو ایسے وقت کہہ: "حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ"۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْجِهَادِ

جہاد کا بیان

ف: واضح ہو کہ جہاد کے معنی لغت میں مشقت کے ساتھ کسی کام کو انجام دینے کے ہیں۔ اور اصطلاحِ شریعت میں ہر ایسی کوشش کو جہاد کہتے ہیں، جس میں لوگوں کو دینِ حق کی طرف دعوت دی جائے خواہ وہ طاقت کے ذریعہ ہو یا مال خرچ کر کے کی جائے یا اپنی رائے اور مشورہ کے ذریعہ ہو، جہاد سے مقصود یہ ہے کہ امن پھیلے، شرارتیں مٹ جائیں اور اللہ کا دین پھیلے۔ مقصود ملک گیری نہیں، بلکہ یہ ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ جہاد، اسلام کا ایک رکن ہے اور اس کی فرضیت میں کسی کو اختلاف نہیں اور وہ فرضِ کفایہ ہے لیکن جب جہاد کا اعلانِ عام ہو جائے تو وہ فرضِ عین ہو جاتا ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ﴾ (التوبہ:٥).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (جب معاہدہ کی مدت ختم ہو جائے اور مشرکین کی طرف سے عہد شکنی ہو تو) تم مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾ (الانفال:٣٩).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ (ملک میں) فساد (باقی) نہ رہے اور اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چلے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ﴾ (البقرہ:٢١٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (اللہ کی راہ میں) لڑنا تم پر فرض کر دیا گیا اگرچہ کہ وہ تم کو پسند نہ ہو۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً﴾ (التوبہ:٣٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (مسلمانو!) تم سب مل کر مشرکین سے لڑو جس طرح وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً وَّكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء:٩٥-٩٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مسلمانوں میں (جہاد کے وقت) بلا عذر بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والے (دونوں) برابر نہیں ہو سکتے، اللہ تعالیٰ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو مرتبہ کے اعتبار سے بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے اور (یوں) تو اللہ تعالیٰ نے سارے (مسلمانوں) سے بھلائی (یعنی جنت) کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر اجرِ عظیم کی فضیلت دی ہے، (ان مجاہدین کے لیے) اللہ تعالیٰ کے پاس بڑے بڑے درجے، بخشش اور رحمت (مقرر) ہے اور اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہیں۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (امیر کے جہاد کے لیے بلانے پر) تم ہلکے

الْاٰيَةَ (التوبہ: ٤١).

ہوں یا بوجھل (لڑنے کے لیے) نکل پڑو اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو اگر (تم جہاد کی مصلحت) جانتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

ف: واضح ہو کہ آیت مذکورہ میں "خِفَافًا وَّثِقَالًا" کے معانی مفسرین کرام نے یوں بیان کیے ہیں: (١) مال دار ہوں یا مفلس (٢) خوشی سے ہو یا ناراضی سے (٣) مسلم ہوں یا غیر مسلم (٤) طاقتور ہوں یا کمزور' غرض یہ ہے کہ امام یا حاکمِ وقت کے بلانے پر جہاد کے لیے نکلنا ضروری ہے۔ ١٢

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (التوبہ: ١١١).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے بدلہ خرید لیا ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا﴾ (آل عمران: ٢٠٠).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو تکلیفیں پہنچیں' ان کو) برداشت کرو اور (مشرکوں کے مقابلہ میں) ہمیشہ تیار رہو۔

بَابٌ

مجاہدین کا مقام جنتِ فردوس ہے

٥٠٠٢ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِيْ اَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا قَالُوْا اَفَلَا نُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پابندی سے نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ نے (از راہِ فضل یہ) ذمہ داری لے رکھی ہے کہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا خواہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے یا اپنے وطن میں' جہاں وہ پیدا ہوا ہو بیٹھا رہے۔ صحابہ نے عرض کیا: ہم یہ خوش خبری لوگوں کو نہ سنا دیں؟ (یہ سن کر) حضور نے جواب دیا: جنت کے ایک سو درجے ہیں' جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کر رکھا ہے' ہر دو درجوں کے درمیان اتنا (فاصلہ) ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے' اس لیے جب تم اللہ تعالیٰ سے (جنت کی) طلب کرو تو (جنت) فردوس مانگو' اس لیے کہ وہ (فردوس) جنت کا اوسط اور اعلیٰ (درجہ) ہے اور اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے اور فردوس ہی سے جنت کی (چاروں) نہریں (پانی' دودھ' شراب اور شہد) پھوٹ نکلتی ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہدین کی جنت کے سو درجے ہیں

٥٠٠٣ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّجَبَتْ لَهُ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص (اس بات پر) خوش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا رب ہے' اسلام اس کا دین ہے اور حضور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم اس کے) رسول ہیں تو جنت اس کے لیے واجب

الْجَنَّةُ فَعَجِبَ لَهَا اَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَالَ اَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعَادَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاُخْرٰى يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ قَالَ وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہو گئی۔ یہ کلمات حضرت ابوسعید کو (بے حد) پسند آئے' اس لیے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کلمات کو آپ میرے لیے پھر فرمایئے' حضور نے ان کلمات کو حضرت ابوسعید کے لیے پھر دہرایا۔ پھر ارشاد فرمایا: (ایک بات) اور بھی ہے! کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس بندہ (یعنی مجاہد) کے لیے جنت میں ایک سو درجے بلند فرماتا ہے جس کے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان۔ حضرت ابوسعید نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایسی (فضیلت والی بات) کیا ہے؟ حضور نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

اعلانِ جہاد پر نکل پڑنا واجب ہے

٥٠٠٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فتح مکہ کے دن فرمایا: مکہ کے فتح ہو جانے کے بعد ہجرت (کی فرضیت) باقی نہیں رہی' (اس لیے کہ مکہ دارالاسلام بن گیا اور مدینہ کو ہجرت کرنا مسلمانوں کے لیے ضروری نہ رہا) البتہ جہاد اور (علم اور عمل میں) اخلاص باقی ہے' اس لیے جب تم کو جہاد کے لیے بلایا جائے تو نکل پڑو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

شوقِ شہادت

٥٠٠٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس ذاتِ عالی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ مجھے اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ مسلمانوں میں سے چند لوگ (ناداری کی وجہ سے) میرے پیچھے رہ جانے سے رنجیدہ ہوں گے اور میں ان کو سواری مہیا نہ کر سکتا تو میں کوئی لشکر نہ چھوڑتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے' اور اس ذاتِ عالی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ مجھے تو یہ بات بے حد پسند ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں' اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر کیا قتل کیا جاؤں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جنت میں شہداء کی تمنا

٥٠٠٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا وَلَهٗ مَا فِي الْاَرْضِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اب کوئی شخص نہیں جو جنت میں داخل ہو اور پھر دنیا میں لوٹنا پسند کرے اگرچہ کہ اس کو دنیا کا ساز و سامان دے دیا جائے سوائے شہید کے' جو

مِنْ شَیْءٍ اِلَّا الشَّهِیْدُ یَتَمَنّٰی اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا یَرٰی مِنَ الْکَرَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس ہو اور پھر (اللہ کی راہ میں) دس مرتبہ قتل کیا جائے (یعنی دنیا میں آ تا جائے اور بار بار قتل ہوتا رہے) یہ اس لیے کہ وہ (شہادت کا) مرتبہ (ثواب اور فضیلت) دیکھ رہا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

اللہ کی راہ میں شہید ہونا تمام دنیا کے حاکم ہونے سے بہتر ہے

۵۰۰۷ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عُمَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَفْسٍ مُسْلِمَةٍ یَقْبِضُهَا رَبُّهَا تُحِبُّ اَنْ تَرْجِعَ اِلَیْکُمْ وَاِنَّ لَهَا الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا غَیْرُ الشَّهِیْدِ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لِیْ اَهْلُ الْوَبَرِ وَالْمَدَرِ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسا کوئی مسلمان شخص نہیں جس (کی روح) کو اس کا رب قبض کر لے اور پھر وہ تمہاری طرف (دنیا میں) لوٹنا پسند کرے اگرچہ کہ اس کو دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے دے دیا جائے سوائے شہید کے (کہ وہ دنیا میں پھر شہادت حاصل کرنے کے لیے لوٹنا پسند کرے گا)۔ حضرت ابن ابی عمیرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میرا اللہ کی راہ میں قتل ہونا مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ خیمہ والے یعنی دیہاتی اور ڈیوڑھی والے یعنی شہر میں رہنے والے (یعنی ساری آبادیاں) میرے محکوم ہو جائیں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

شہداء کی روحیں عرش کے نیچے قندیلوں میں رہتی ہیں

۵۰۰۸ - وَعَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ اَلْاٰیَةَ قَالَ اِنَّا قَدْ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ اَرْوَاحُهُمْ فِیْ اَجْوَافِ طَیْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِیْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَاْوِیْ اِلٰی تِلْکَ الْقَنَادِیْلِ فَاطَّلَعَ اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَیْئًا قَالُوْا اَیَّ شَیْءٍ نَشْتَهِیْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِکَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَمْ یُتْرَکُوْا مِنْ اَنْ یُّسْاَلُوْا قَالُوْا یَا رَبِّ نُرِیْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِیْ اَجْسَادِنَا حَتّٰی نُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِکَ مَرَّةً اُخْرٰی فَلَمَّا رَاٰی اَنْ لَیْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِکُوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے اس آیت کی (تفسیر) دریافت کی: (اے نبی ﷺ!) آپ ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں ہرگز مردہ مت سمجھو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس جیتے (جاگتے موجود) ہیں اور (اس کے خوانِ کرام سے) ان کو روزی ملتی ہے۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا: ہم نے اس کی (تفسیر رسول اللہ ﷺ سے) دریافت کی ہے تو حضور نے فرمایا: اُن (شہداء) کی روحیں سبز پرندوں کے خول ہیں عرش کے نیچے ان کے لیے قندیلیں لٹکائی گئی ہیں اور وہ جنت میں جہاں سے چاہتے ہیں میوہ کھاتے رہتے ہیں پھر اُن قندیلوں میں آ کر رہتے ہیں۔ ایک بار ان کے پروردگار نے ان کو دیکھا اور دریافت فرمایا: کیا تمہاری کوئی خواہش ہے؟ انہوں نے جواب دیا: (اب) ہم کو کس چیز کی خواہش ہو سکتی ہے؟ ہم تو جنت میں جہاں چاہیں میوے کھاتے پھرتے رہتے ہیں! اللہ تعالیٰ نے ان سے تین مرتبہ اسی طرح سوال فرمایا جب انہوں نے دیکھا کہ انہیں پوچھنے سے چھوڑا نہیں جا رہا ہے تو عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے

رَجُلًا فِيْ تُهْمَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ ثُمَّ خَلّٰى عَنْهُ.

الزام) میں حراست میں رکھا۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی اور نسائی نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ پھر (جرم کے ثابت نہ ہونے پر) اس کو چھوڑ دیا۔

ف: اس حدیث کی توضیح یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص پر قرض یا کسی گناہ کا الزام لگایا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی تحقیق کے لیے ملزم کو حراست میں رکھا اور جب اس کا جرم ثابت نہ ہوا تو اس کو رہا کر دیا۔اس سے ثابت ہوا کہ ایسی صورت میں کسی کو قید رکھنا بھی احکام شریعت میں سے ہے۔(حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کا مبغوض ترین شخص

٤٠٩٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس لوگوں میں وہ شخص سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے جو سخت ترین جھگڑالو دشمن ہو۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جھوٹے مدعی کا ٹھکانا جہنم ہے

٥٠٠٠ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں ہے تو وہ ہم میں سے نہیں اور اس کو چاہیے کہ وہ دوزخ کو اپنا ٹھکانا بنالے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

قانون نادان کی مدد نہیں کرتا

٥٠٠١ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ الْمَقْضِيُّ عَلَيْهِ لَمَّا اَدْبَرَ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَلُوْمُ عَلَى الْعَجْزِ وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَاِذَا غَلَبَكَ اَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان (ایک معاملہ میں) فیصلہ فرمایا تو جس شخص کے خلاف فیصلہ ہوا تھا جب وہ واپس ہونے لگا تو کہا: "حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" "اللہ تعالیٰ میرے لیے کافی ہے اور وہ میرا بہترین کارساز ہے۔(یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نادانی پر ملامت کرتا ہے لیکن (دوران مقدمہ دلیل پیش کرنے میں) تجھ پر ہوشیاری لازمی تھی پھر جب تجھ پر کوئی معاملہ غالب ہو جائے (یعنی اس کے سلجھانے میں تو عاجز ہو جائے) تو ایسے وقت کہہ: "حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ"۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْجِهَادِ
جہاد کا بیان

ف: واضح ہو کہ جہاد کے معنی لغت میں مشقت کے ساتھ کسی کام کو انجام دینے کے ہیں۔ اور اصطلاحِ شریعت میں ہر ایسی کوشش کو جہاد کہتے ہیں، جس میں لوگوں کو دینِ حق کی طرف دعوت دی جائے خواہ وہ طاقت کے ذریعہ ہو یا مال خرچ کر کے کی جائے یا اپنی رائے اور مشورہ کے ذریعہ ہو، جہاد سے مقصود یہ ہے کہ امن پھیلے، شرارتیں مٹ جائیں اور اللہ کا دین پھیلے۔ مقصود ملک گیری نہیں، بلکہ یہ ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ جہاد اسلام کا ایک رکن ہے اور اس کی فرضیت میں کسی کو اختلاف نہیں اور وہ فرضِ کفایہ ہے لیکن جب جہاد کا اعلانِ عام ہو جائے تو وہ فرضِ عین ہو جاتا ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ﴾ (التوبہ:٥).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (جب معاہدہ کی مدت ختم ہو جائے اور مشرکین کی طرف سے عہد شکنی ہو تو) تم مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾ (الانفال:٣٩).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ (ملک میں) فساد (باقی) نہ رہے اور اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چلے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ﴾ (البقرہ:٢١٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (اللہ کی راہ میں) لڑنا تم پر فرض کر دیا گیا اگرچہ کہ وہ تم کو پسند نہ ہو۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً﴾ (التوبہ:٣٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (مسلمانو!) تم سب مل کر مشرکین سے لڑو جس طرح وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً وَّكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء:٩٥-٩٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مسلمانوں میں (جہاد کے وقت) بلا عذر بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والے (دونوں) برابر نہیں ہو سکتے، اللہ تعالیٰ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو مرتبہ کے اعتبار سے بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے، اور (یوں) تو اللہ تعالیٰ نے سارے (مسلمانوں) سے بھلائی (یعنی جنت) کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر اجرِ عظیم کی فضیلت دی ہے، (ان مجاہدین کے لیے) اللہ تعالیٰ کے پاس بڑے بڑے درجے، بخشش اور رحمت (مقرر) ہے اور اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہیں۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (امیر کے جہاد کے لیے بلانے پر) تم ہلکے

الْاٰیَۃَ (التوبہ:۴۱).

ہوں یا بوجھل (لڑنے کے لیے) نکل پڑو اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو اگر (تم جہاد کی مصلحت) جانتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

ف: واضح ہو کہ آیت مذکورہ میں "خِفَافًا وَّثِقَالًا" کے معانی مفسرین کرام نے یوں بیان کیے ہیں: (۱) مال دار ہوں یا مفلس (۲) خوشی سے ہو یا ناراضی سے (۳) مسلم ہوں یا غیر مسلم (۴) طاقتور ہوں یا کمزور غرض یہ ہے کہ امام یا حاکمِ وقت کے بلانے پر جہاد کے لیے نکلنا ضروری ہے۔ ۱۲

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی ﴿اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ﴾ (التوبہ:۱۱۱).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے بدلہ خرید لیا ہے۔

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی ﴿وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا﴾ (آل عمران:۲۰۰).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو تکلیفیں پہنچیں ان کو) برداشت کرو اور (مشرکوں کے مقابلہ میں) ہمیشہ تیار رہو۔

بَابٌ

مجاہدین کا مقام جنتِ فردوس ہے

۵۰۰۲- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَصَامَ رَمَضَانَ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ جَاھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ جَلَسَ فِیْ اَرْضِہِ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْھَا قَالُوْا اَفَلَا نُبَشِّرُ بِہِ النَّاسَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ مِائَۃَ دَرَجَۃٍ اَعَدَّھَا اللّٰہُ لِلْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا بَیْنَ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰہَ فَاسْئَلُوْہُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّہٗ اَوْسَطُ الْجَنَّۃِ وَاَعْلَی الْجَنَّۃِ وَفَوْقَہٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْہُ تَفَجَّرُ اَنْھَارُ الْجَنَّۃِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پابندی سے نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ نے (از راہِ فضل یہ) ذمہ داری لے رکھی ہے کہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا خواہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے یا اپنے وطن میں جہاں وہ پیدا ہوا ہو بیٹھا رہے۔ صحابہ نے عرض کیا: ہم یہ خوش خبری لوگوں کو نہ سنا دیں؟ (یہ سن کر) حضور نے جواب دیا: جنت کے ایک سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کر رکھا ہے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا (فاصلہ) ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے اس لیے جب تم اللہ تعالیٰ سے (جنت کی) طلب کرو تو (جنت) فردوس مانگو اس لیے کہ وہ (فردوس) جنت کا اوسط اور اعلیٰ (درجہ) ہے اور اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے اور فردوس ہی سے جنت کی (چاروں) نہریں (پانی دودھ شراب اور شہد) پھوٹ نکلتی ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہدین کی جنت کے سو درجے ہیں

۵۰۰۳- وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّجَبَتْ لَہٗ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص (اس بات پر) خوش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا رب ہے اسلام اس کا دین ہے اور حضور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم اس کے) رسول ہیں تو جنت اس کے لیے واجب

الْجَنَّةُ فَعَجِبَ لَهَا أَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَالَ أَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ وَأُخْرٰى يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہو گئی۔ یہ کلمات حضرت ابوسعید کو (بے حد) پسند آئے اس لیے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کلمات کو آپ میرے لیے پھر فرمائیے' حضور نے ان کلمات کو حضرت ابوسعید کے لیے پھر دہرایا۔ پھر ارشاد فرمایا: (ایک بات) اور بھی ہے! کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس بندہ (یعنی مجاہد) کے لیے جنت میں ایک سو درجے بلند فرماتا ہے جس کے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان۔ حضرت ابوسعید نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایسی (فضیلت والی بات) کیا ہے؟ حضور نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

اعلانِ جہاد پر نکل پڑنا واجب ہے

٥٠٠٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فتح مکہ کے دن فرمایا: مکہ کے فتح ہو جانے کے بعد ہجرت (کی فرضیت) باقی نہیں رہی' (اس لیے کہ مکہ دارالاسلام بن گیا اور مدینہ کو ہجرت کرنا مسلمانوں کے لیے ضروری نہ رہا) البتہ جہاد اور (علم اور عمل میں) اخلاص باقی ہے' اس لیے جب تم کو جہاد کے لیے بلایا جائے تو نکل پڑو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

شوقِ شہادت

٥٠٠٥ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَا أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ أَنْ أُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلَ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلَ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس ذاتِ عالی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ مجھے اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ مسلمانوں میں سے چند لوگ (ناداری کی وجہ سے) میرے پیچھے رہ جانے سے رنجیدہ ہوں گے اور میں ان کو سواری مہیا نہ کر سکتا تو میں کوئی لشکر نہ چھوڑتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے' اور اس ذاتِ عالی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ مجھے تو یہ بات بے حد پسند ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں' اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر کیا قتل کیا جاؤں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جنت میں شہداء کی تمنا

٥٠٠٦ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهٗ مَا فِي الْأَرْضِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اب کوئی شخص نہیں جو جنت میں داخل ہو اور پھر دنیا میں لوٹنا پسند کرے اگرچہ کہ اس کو دنیا کا ساز و سامان دے دیا جائے سوائے شہید کے' جو

مِنْ شَیْءٍ اِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنّٰی اَنْ يَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰی مِنَ الْكَرَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس ہو اور پھر (اللہ کی راہ میں) دس مرتبہ قتل کیا جائے (یعنی دنیا میں آتا جائے اور بار بار قتل ہوتا رہے) یہ اس لیے کہ وہ (شہادت کا) مرتبہ (ثواب اور فضیلت) دیکھ رہا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

اللہ کی راہ میں شہید ہونا تمام دنیا کے حاکم ہونے سے بہتر ہے

۵۰۰۷ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عُمَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَّفْسٍ مُّسْلِمَةٍ يَّقْبِضُهَا رَبُّهَا تُحِبُّ اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْكُمْ وَاَنَّ لَهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا غَيْرُ الشَّهِيْدِ قَالَ ابْنُ اَبِيْ عُمَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لِيْ اَهْلُ الْوَبَرِ وَالْمَدَرِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسا کوئی مسلمان شخص نہیں جس (کی روح) کو اس کا رب قبض کر لے اور پھر وہ تمہاری طرف (دنیا میں) لوٹنا پسند کرے اگرچہ کہ اس کو دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے دے دیا جائے سوائے شہید کے (کہ وہ دنیا میں پھر شہادت حاصل کرنے کے لیے لوٹنا پسند کرے گا)۔ حضرت ابن ابی عمیرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میرا اللہ کی راہ میں قتل ہونا مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ خیمہ والے یعنی دیہاتی اور ڈیوڑھی والے یعنی شہر میں رہنے والے (یعنی ساری آبادیاں) میرے محکوم ہو جائیں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

شہداء کی روحیں عرش کے نیچے قندیلوں میں رہتی ہیں

۵۰۰۸ - وَعَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ الْاٰيَةَ قَالَ اِنَّا قَدْ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ اَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَّهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَاْوِيْ اِلٰی تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا قَالُوْا اَیُّ شَیْءٍ نَشْتَهِيْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَمْ يُتْرَكُوْا مِنْ اَنْ يَّسْاَلُوْا قَالُوْا يَا رَبِّ نُرِيْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا حَتّٰی نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰی فَلَمَّا رَاٰی اَنْ لَّيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی (تفسیر) دریافت کی: (اے نبی ﷺ!) آپ ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں ہرگز مردہ مت سمجھو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس جیتے (جاگتے موجود) ہیں اور (اس کے خوانِ کرام سے) ان کو روزی ملتی ہے۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا: ہم نے اس کی (تفسیر رسول اللہ ﷺ سے) دریافت کی ہے تو حضور نے فرمایا: اُن (شہداء) کی روحیں سبز پرندوں کے خول ہیں عرش کے نیچے ان کے لیے قندیلیں لٹکائی گئی ہیں اور وہ جنت میں جہاں سے چاہتے ہیں میوہ کھاتے رہتے ہیں پھر اُن قندیلوں میں آ کر رہتے ہیں۔ ایک بار ان کے پروردگار نے ان کو دیکھا اور دریافت فرمایا: کیا تمہاری کوئی خواہش ہے؟ انہوں نے جواب دیا: (اب) ہم کو کس چیز کی خواہش ہو سکتی ہے؟ ہم تو جنت میں جہاں چاہیں میوے کھاتے پھرتے رہتے ہیں! اللہ تعالیٰ نے ان سے تین مرتبہ اسی طرح سوال فرمایا جب انہوں نے دیکھا کہ انہیں پوچھنے سے چھوڑا نہیں جا رہا ہے تو عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے

جسموں میں واپس لوٹا دے تاکہ ہم ایک اور مرتبہ تیری راہ میں مارے جائیں! اللہ تعالیٰ نے جب دیکھا کہ ان کی اب کوئی خواہش نہیں ہے تو (ان کو جنت میں اسی حالت میں) چھوڑ دیا گیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جنت میں شہداء کی تمنا

۵۰۰۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ اِنَّهٗ لَمَّا اُصِيْبَ اِخْوَانُكُمْ يَوْمَ اُحُدٍ جَعَلَ اللّٰهُ اَرْوَاحَهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ اَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَاْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَاْوِيْ اِلٰى قَنَادِيْلَ مِنْ ذَهَبٍ مُّعَلَّقَةٍ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِيْبَ مَاْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِيْلِهِمْ قَالُوْا مَنْ يُّبَلِّغُ اِخْوَانَنَا عَنَّا اِنَّا اَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ لِئَلَّا يَزْهَدُوْا فِي الْجَنَّةِ وَلَا يَنْكُلُوْا عَنِ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَاتِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی جب غزوۂ اُحد میں شہید کیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں رکھا جو جنت کی نہروں پر آتے ہیں اور اس کے میوے کھاتے ہیں۔ اور سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں جو عرش کے سایہ کے نیچے لٹکی ہوئی ہیں جب ان شہیدوں نے عمدہ کھانے پینے اور آرام کا مزہ پایا تو کہا: کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت (کے حصول) سے بے رغبت نہ ہوں اور جہاد کے موقع پر سستی نہ کریں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہاری یہ خبر ان کو پہنچاؤں گا، اور اللہ تعالیٰ نے یہ (آیتیں) نازل فرمائیں: ”وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ“ تاختم آیات۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

شہید کے لیے چھ خصوصی انعامات ہیں

۵۰۱۰ - وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ يُّغْفَرُ لَهٗ فِيْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ وَّيُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَاْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ وَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَيُزَوَّجُ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَقْرِبَائِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس شہید کے لیے چھ خصوصی انعامات ہیں (جو کسی اور کے لیے نہیں): (۱) پہلے قطرۂ خون گرنے پر (ہی) اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور (روح نکلنے سے پہلے ہی) جنت میں اس کو اپنا مقام دکھا دیا جاتا ہے (۲) اور وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے (۳) اور (قیامت کے دن) وہ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہتا ہے (۴) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ہر یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا (۵) بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر (۷۲) (حسین) حوروں سے اس کا نکاح کر دیا جائے گا (۶) اور اس کے ستر (۷۰) قرابت دار (اور احباب) کے لیے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی (سبحان اللہ! شہادت کی کیا فضیلت ہے کہ ان میں سے ہر بات ایسی ہے کہ اس کے لیے بے ثبات لاکھوں زندگیاں بھی ہوں تو قربان کر دی جائیں)۔ اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۰۱۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّهِیْدُ لَا یَجِدُ اَلَمَ الْقَتْلِ اِلَّا كَمَا یَجِدُ اَحَدُكُمْ اَلَمَ الْقَرْصَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

شہید کو قتل کی تکلیف برائے نام ہوتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: شہید (اپنے) قتل کی صرف اتنی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی کہ تم میں سے کوئی چٹکی کاٹنے کی تکلیف محسوس کرتا ہو۔ اس کی روایت ترمذی' نسائی اور دارمی نے کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

بَابٌ

۵۰۱۲ - وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْقَتْلٰى ثَلَاثَةٌ مُؤْمِنٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاِذَا لَقِیَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى یُقْتَلَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْهِ فَذٰلِكَ الشَّهِیْدُ الْمُمْتَحِنُ فِیْ خَیْمَةِ اللّٰهِ تَحْتَ عَرْشِهٖ لَا یَفْضُلُهُ النَّبِیُّوْنَ اِلَّا بِدَرَجَةِ النُّبُوَّةِ وَمُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِذَا لَقِیَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى یُقْتَلَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْهِ مُمَصْمِصَةٌ مَحَتْ ذُنُوْبَهٗ وَخَطَایَاهُ اَنَّ السَّیْفَ مَحَّاءٌ لِّلْخَطَایَا وَاُدْخِلَ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ وَمُنَافِقٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَاِذَا لَقِیَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى یُقْتَلَ فَذَاكَ فِی النَّارِ اَنَّ السَّیْفَ لَا یَمْحُو النِّفَاقَ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

شہید تین قسم کے ہوتے ہیں

حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (جہاد میں) مارے جانے والوں کی تین قسمیں ہیں: (ایک) وہ مؤمن (کامل) جو (عمل میں صالح ہو اور) جس نے اپنی جان اور اپنے مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جب دشمن کا سامنا ہوا تو اس سے لڑتے ہوئے مارا گیا' یہ ایسا شہید ہے جس کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ شہید ہے جس کو آزمایا جا چکا ہے' وہ اللہ کے عرش کے نیچے اس کے خیمہ یعنی اس کے حضور میں ہے' (وہ نبیوں کے ساتھ ہوگا لیکن) انبیاء کرام صرف درجۂ نبوت کے اعتبار سے اس پر فضیلت رکھتے ہیں۔ (دوسرے) وہ مؤمن جس نے اچھے عمل کے ساتھ دوسرے بُرے عمل کو ملا دیا' پھر اس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جب دشمن سے ملا تو اس سے لڑا یہاں تک کہ وہ قتل کر دیا گیا' اس کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اس کا اللہ کی راہ میں جان دینا) ایسی حرکت (یعنی ایسا مبارک عمل) ہے جس نے اس کے گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیا ہے' اس لیے کہ تلوار گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور وہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے گا (جنت میں) داخل کیا جائے گا۔ اور (تیسرا) منافق ہے جس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ جہاد کیا اور جس وقت دشمن سے ملا' لڑا یہاں تک کہ وہ قتل کر دیا گیا لیکن یہ دوزخ میں ہے' اس لیے کہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۰۱۳ - وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الشُّهَدَاءُ اَرْبَعَةٌ

شہداء کے مدارج

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے' وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ شہداء

رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْإِيْمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَعْيُنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰكَذَا وَرَفَعَ رَأْسَهُ حَتّٰى سَقَطَتْ قَلَنْسُوَتُهُ فَمَا أَدْرِيْ أَقَلَنْسُوَةُ عُمَرَ أَرَادَ أَمْ قَلَنْسُوَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْإِيْمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ كَأَنَّمَا ضُرِبَ جِلْدُهُ بِشَوْكِ طَلْحٍ مِنَ الْجُبْنِ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ فَهُوَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلًا صَالِحًا وَّآخَرَ سَيِّئًا لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّالِثَةِ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ أَسْرَفَ عَلٰى نَفْسِهِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ فِي الدَّرَجَةِ الرَّابِعَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

(فضیلت اور درجہ کے اعتبار سے) چار قسم کے ہوتے ہیں: (ایک) وہ مردِ مؤمن ہے جو کامل ایمان رکھتا ہے اور اس نے دشمن کا سامنا کیا اور اللہ تعالیٰ (سے کیے ہوئے وعدہ) کو سچ کر دکھایا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا' یہ ایسا شہید ہے (کہ جس کے مرتبہ بلند کو دیکھنے کے لیے) (یہ کہتے ہوئے) لوگ قیامت کے دن اپنی آنکھیں اس کی طرح اٹھائیں گے' پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا یہاں تک کہ آپ کی ٹوپی گر پڑی۔ (راوی کا بیان ہے:) مجھے یاد نہیں پڑتا کہ یہاں حضرت عمر کی ٹوپی مراد ہے یا نبی کریم ﷺ کی کلاہ مبارک' پھر حضور نے فرمایا: اور (دوسرا شہید) وہ مردِ مؤمن ہے جو کامل الایمان ہے' جس نے (ڈرتے ڈرتے) دشمن کا سامنا کیا' اس حالت میں کہ بزدلی کی وجہ سے (خوف کے مارے) اس کے جسم میں کسی خاردار درخت کے کانٹے چبھے جا رہے ہیں (یعنی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں) اور اچانک ایک نامعلوم تیر اس کو آ لگا اور اس کو شہید کر دیا' تو یہ دوسرے درجہ کا (شہید) ہے۔ اور (تیسرا شہید) وہ مردِ مؤمن ہے جس نے اچھے عمل کے ساتھ بُرے عمل بھی ملا لیے پھر (جب) دشمن کا سامنا ہوا تو اللہ تعالیٰ (سے کیے ہوئے وعدہ) کو سچ کر دکھایا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا تو یہ تیسرے درجہ کا (شہید) ہے۔ اور (چوتھا شہید) وہ مردِ مؤمن ہے جس نے اپنے نفس پر زیادتی کی (یعنی بہت گناہ کیے) اور (جب) دشمن کا سامنا ہوا تو اللہ تعالیٰ (سے کیے ہوئے وعدہ) کو سچ کر دکھایا' یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا تو یہ چوتھے درجے کا (شہید) ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے' اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

بَابٌ

جنت میں شہداء بدر کا مقام

٥٠١٤ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تُحَدِّثُنِيْ عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ فَقَالَ يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلٰى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (اپنی پھوپھی) حضرت رُبَیّع بنت بَراء رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں اور یہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں۔ حضرت رُبیّع نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ حارثہ (کا کچھ حال) نہیں بیان فرمائیں گے اور وہ غزوۂ بدر میں ایک نامعلوم تیر کے لگنے سے شہید ہوئے ہیں' اگر وہ جنت میں ہیں تو صبر کر لوں اور اگر وہ (جنت کے سوا) کسی اور جگہ ہیں تو میں ان پر خوب روؤں! (یہ سن کر) حضور نے فرمایا: اے ام حارثہ! جنت میں تو کئی باغات ہیں اور تمہارا بیٹا فردوسِ اعلیٰ پا چکا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

وہ تین جماعتیں جو جنت میں پہلے جائیں گی

٥٠١٥ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَیَّ اَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ شَهِيْدٌ وَّعَفِيْفٌ مُّتَعَفِّفٌ وَّعَبْدٌ اَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَنَصَحَ لِمَوَالِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے روبرو ایسے تین گروہ لائے گئے جو جنت میں پہلے داخل ہوں گے: (۱) شہید (۲) حرام (اور شبہات) سے پرہیز کرنے والا اور سوال سے بچنے والا (۳) اور وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کی اچھی طرح بندگی کرتا ہو اور اپنے آقاؤں کی خیر خواہی یعنی اچھی خدمت کرتا ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

جنت میں کون کون جائیں گے؟

٥٠١٦ - وَعَنْ حَسْنَاءَ بِنْتِ مُعَاوِيَةَ قَالَتْ حَدَّثَنَا عَمِّیْ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فِی الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِیُّ فِی الْجَنَّةِ وَالشَّهِيْدُ فِی الْجَنَّةِ وَالْمَوْلُوْدُ فِی الْجَنَّةِ وَالْوَئِيْدُ فِی الْجَنَّةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت حسناء بنت معاویہ رحمۃ اللہ علیہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے میرے چچا نے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جنت میں کون کون ہوں گے؟ حضور نے فرمایا: نبی جنت میں ہوں گے شہید جنت میں ہوں گے (نابالغ) بچے جنت میں ہوں گے اور زندہ دفن کی گئی بچی (بھی) جنت میں ہوگی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایک انصاری کا شوقِ شہادت

٥٠١٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَبَقُوا الْمُشْرِكِيْنَ اِلٰى بَدْرٍ وَّجَاءَ الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قَالَ عُمَيْرُ بْنُ الْحُمَامِ بَخٍ بَخٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحْمِلُكَ عَلٰى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا رَجَاءَ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِّنْ قَرَنِهٖ فَجَعَلَ يَاْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ لَئِنْ اَنَا حَيِيْتُ حَتّٰى اٰكُلَ تَمَرَاتِیْ اِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيْلَةٌ قَالَ فَرَمٰى بِمَا كَانَ مَعَهٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى قُتِلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ (مدینہ منورہ سے غزوۂ بدر کے لیے) روانہ ہوئے اور مشرکین سے پہلے بدر (کے میدان) میں پہنچ گئے اور مشرکین (بعد میں) پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (ایک ایسے اونچے عمل یعنی جہاد کے ذریعے) جنت کے لیے تیار ہو جاؤ جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے (یہ سن کر) حضرت عُمیر بن حُمام (انصاری) رضی اللہ عنہ نے کہا: خوب! خوب! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان سے) دریافت فرمایا کہ کس چیز نے تم کو خوب! خوب! کہنے پر آمادہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! کوئی اور بات نہیں! یارسول اللہ! مگر یہ کہ میں اس اُمید پر (کہتا) ہوں کہ میں جنتی ہو جاؤں! تو حضور نے (ان سے) فرمایا: تم تو جنتی ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ اپنے ترکش سے چند کھجوریں نکال کر کھانے لگے پھر کہا: اگر میں کھجوروں کے کھانے تک زندہ رہوں تو یہ ایک طویل زندگی ہوگی۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پاس موجود کھجوروں کو پھینک دیا اور دشمنوں سے لڑتے رہے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جنت تلواروں کے سایہ میں ہے

۵۰۱۸ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّۃِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْھَیْئَۃِ فَقَالَ یَا اَبَا مُوْسٰی اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ھٰذَا قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ اِلٰی اَصْحَابِہٖ فَقَالَ اَقْرَأُ عَلَیْکُمُ السَّلَامَ ثُمَّ کَسَرَ جَفْنَ سَیْفِہٖ فَاَلْقَاہُ ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِہٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِہٖ حَتّٰی قُتِلَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہشت کے دروازے تلواروں کے زیر سایہ ہیں۔ (یہ سن کر) ایک خستہ حال صاحب کھڑے ہوئے اور کہا: اے ابوموسیٰ! (کیا) تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! (میں نے ہی سنا ہے) پھر وہ صاحب اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اور ان سے کہا: میں تم کو سلام (رخصت) کرتا ہوں پھر اپنی تلوار کے نیام کو توڑ کر پھینک دیا اور اپنی تلوار کے ساتھ دشمن کی طرف چل پڑے اور اس سے لڑائی کی یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہد کے ثواب کی مثال

۵۰۱۹ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُجَاھِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِاٰیَاتِ اللّٰہِ لَا یَفْتُرُ مِنْ صِیَامٍ وَّلَا صَلٰوۃٍ حَتّٰی یَرْجِعَ الْمُجَاھِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال (اس شخص کی مانند ہے) جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو (رات بھر) نمازیں پڑھتا ہو اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی (کتاب کی) آیتوں کی تلاوت کرتا ہو اور جو روزہ اور نماز سے تھکتا نہ ہو یہاں تک کہ اللہ کی راہ کا مجاہد واپس آئے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

مخلص مجاہد کے اللہ تعالیٰ ضامن ہیں

۵۰۲۰ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْتَدَبَ اللّٰہُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِہٖ لَا یُخْرِجُہٗ اِلَّا اِیْمَانٌ بِیْ وَتَصْدِیْقٌ بِرُسُلِیْ اَنْ اُرْجِعَہٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَۃٍ اَوْ اُدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص جو اللہ کی راہ میں (جہاد پر) نکلے اور اس کو ایمان اور رسولوں کی تصدیق ہی نے نکالا ہو تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ ضامن ہیں کہ (اگر وہ واپس ہو تو) اس کو ثواب اور مالِ غنیمت کے ساتھ واپس کریں اور (اگر وہ شہید ہو جائے تو) اس کو جنت میں داخل کریں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

قاتل اور مقتول کے جنت میں جانے کی ایک مثال

۵۰۲۱ - وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَضْحَکُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی رَجُلَیْنِ یَقْتُلُ اَحَدُھُمَا الْاٰخَرَ یَدْخُلَانِ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُ ھٰذَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلُ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَی الْقَاتِلِ فَیُسْتَشْھَدُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دو شخصوں کو دیکھ کر ہنستا ہے کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہو اور دونوں جنت میں داخل ہو گئے۔ ایک شخص اللہ کی راہ میں لڑا اور شہید ہو گیا اور اس کے قاتل کو اللہ تعالیٰ نے (ایمان کی) توفیق دی پھر وہ (اللہ کی راہ میں لڑ کر) شہید ہوا (اس طرح دونوں جنت میں داخل ہوئے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

مجاہد دوزخ میں نہیں جائے گا

٥٠٢٢ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ كَافِرٌ وَّقَاتِلُهٗ فِي النَّارِ اَبَدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (جہاد میں مارا جانے والا) کافر اور اس کو قتل کرنے والا (مجاہد کبھی بھی دونوں) دوزخ میں جمع نہیں ہوں گے (یعنی مجاہدین کے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

آخرت میں بندۂ مجاہد کے لیے خصوصی امتیاز

٥٠٢٣ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ عَلٰى عَبْدٍ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَزَادَ النَّسَائِيُّ فِيْ اُخْرٰى فِيْ مِنْخَرَيْ مُسْلِمٍ اَبَدًا وَّفِيْ اُخْرٰى لَهٗ فِيْ جَوْفِ عَبْدٍ اَبَدًا وَّلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو اللہ کے خوف سے رودے وہ ہرگز دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جیسا کہ (نچوڑا ہوا) دودھ (پھر) تھنوں میں واپس نہیں ہوتا اور (اسی طرح سے) اللہ کی راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں کسی بندہ (مجاہد) پر جمع نہیں ہوسکتا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اور نسائی کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ (اللہ کی راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں) مسلمان کی ناک میں کبھی جمع نہ ہوگا۔ اور نسائی کی ایک اور روایت ہے کہ (اللہ کی راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں) کسی بندہ (مجاہد) کے پیٹ میں جمع نہیں ہوگا اور بخل اور ایمان (کامل) کسی بندہ (مؤمن) کے دل میں کبھی جمع نہیں ہوتے۔

بَابٌ

جہاد میں گرد آلود کو آگ نہیں چھوئے گی

٥٠٢٤ - وَعَنْ اَبِيْ عَبْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوعبس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس بندہ (مؤمن) کے دونوں قدم اللہ کی راہ یعنی جہاد میں گرد آلود ہوں گے تو اس کو آتشِ دوزخ نہیں چھوئے گی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

قیامت کے دن زخمی مجاہد کی نشانی

٥٠٢٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُكْلَمُ اَحَدٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُّكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِهٖ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهٗ يَثْعَبُ دَمًا اَللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی کیا جاتا ہے اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی کیا جاتا ہے تو ایسا شخص قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا رنگ تو خون ہی کا رنگ ہوگا لیکن (اس کی) بُو مشک کی بُو ہوگی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جہاد میں تھوڑی سی تکلیف بھی شہادت کا درجہ دلاتی ہے

٥٠٢٦ - وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّهٗ سَمِعَ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِيْحُهَا الْمِسْكُ وَمَنْ خَرَجَ بِهٖ خُرَاجٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّ عَلَيْهِ طَابَعَ الشُّهَدَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں تا بحد فواقِ ناقہ (یعنی ایک بار اونٹنی کا دودھ دوہ کر پھر دوسری بار دوہنے تک جو وقت ہوتا ہے) لڑے تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کو ایک زخم لگا اللہ کی راہ میں یا اس نے کوئی چوٹ کھائی تو وہ قیامت کے دن بڑے سے بڑا (تازہ) زخم لے کر آئے گا جیسا کہ وہ دنیا میں تھا' رنگ اس کا زعفران کا ہوگا اور بُو اس کی مشک کی ہوگی' اور جس شخص کو اللہ کی راہ میں کوئی پھوڑا نکل آیا تو (قیامت کے دن اس پر) شہیدوں کی مہر ہوگی (یعنی اس کا شمار شہیدوں میں ہوگا)۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

قرض کے سوا شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں

٥٠٢٧ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِيْهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ اَنَّ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْاِيْمَانَ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ مُّقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَيُكَفِّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ مُّقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ اِلَّا الدَّيْنَ فَاِنَّ جِبْرِيْلَ قَالَ لِيْ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے درمیان (خطاب فرمانے) کے لیے کھڑے ہوئے اور ان سے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا بہترین اعمال ہے۔ (یہ سن کر) ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے یہ بتائیے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو (کیا) میرے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہاں! اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ' اس حالت میں کہ تم صابر تھے' اخلاص کے ساتھ طالبِ ثواب تھے' (دشمن کے مقابلہ میں) پیش قدمی کرنے والے اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پھر دریافت کیا کہ تم نے کیا سوال کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: (میں نے یہ پوچھا تھا کہ) آپ مجھے یہ بتائیے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو (کیا) میرے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (تمہارے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے) بشرطیکہ تم صابر تھے' اخلاص کے ساتھ طالبِ ثواب تھے' (دشمن کے مقابلہ میں) پیش قدمی کرنے والے ہیں اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے نہ تھے سوائے قرض کے (یعنی قرض معاف نہیں ہوگا)' اس لیے کہ حضرت جبریل نے مجھ سے (ابھی) یہ بات کہی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٠٢٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا الدَّيْنَ رَوَاهُ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جانا قرض کے سوا ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

مُسْلِمٌ.

بَابٌ

جہاد (نفل) سے والدین کی خدمت افضل ہے

۵۰۲۹ - وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَهٗ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ اَحَيٌّ وَّالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد (میں شریک ہونے) کی اجازت چاہی (یہ سن کر) حضور نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! تو آپ نے فرمایا: تو تو ان کی خدمت میں (خوب) کوشش کیا کر۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَارْجِعْ اِلٰى وَالِدَيْكَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا.

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ تم اپنے والدین کے پاس لوٹ جاؤ اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے رہو (یعنی ان کی خدمت گزاری کرو اور ان کو خوش رکھو)۔

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کی فضیلت

۵۰۳۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں صبح سے دو پہر تک یا دو پہر سے شام تک چلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

اللہ کی راہ میں سرحدوں پر نگرانی کرنے کی فضیلت

۵۰۳۱ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک دن (بھی) اللہ کی راہ میں (اسلامی سرحدوں کی) نگرانی کرنا دنیا اور دنیا پر جو چیزیں موجود ہیں ان سب سے بہتر ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۰۳۲ - وَعَنْ عُثْمَانَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن (اسلامی سرحدوں کی) نگرانی کرنا ایک ہزار دن تک عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

اسلامی سرحد کے محافظ کے عمل کا ثواب
مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا

۵۰۳۳ - وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ رِبَاطُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَّقِيَامِهٖ وَاِنْ مَّاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُهٗ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک دن اور ایک رات (اسلامی سرحدوں کی) نگرانی کرنا' ایک مہینہ کے روزوں اور ایک مہینہ کی شب بیداری سے بہتر ہے' اور اگر وہ (اس حالت میں) مرجائے تو اس کے اس عمل کا ثواب (اس کی موت کے بعد بھی قیامت تک) جاری رہے گا اور (جنت سے) اس کا رزق جاری کردیا جائے گا اور وہ (عذابِ قبر کے) فتنہ سے بچالیا جائے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٠٣٤ - وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَيِّتٍ يُّخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهٖ اِلَّا الَّذِيْ مَاتَ مُرَابِطًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يُنْمٰى لَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَاْمَنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ.

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ ہر مرنے والے کے عمل پر مہر لگا دی جاتی ہے (یعنی اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں) سوائے اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (اسلامی سرحد کی) نگرانی کرتے ہوئے مرا ہو تو اس کا عمل قیامت کے دن تک بڑھتا رہے گا اور وہ قبر کے فتنہ سے (بھی) محفوظ رہتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور دارمی نے اس کی روایت حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

بَابٌ

وہ دو آدمی جو دوزخ سے محفوظ رہیں گے

٥٠٣٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ دو آنکھیں (ایسی) ہیں جن کو دوزخ کی آگ نہ چھو سکے گی: (ایک) وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رودے اور (دوسری) وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہوئی) بیدار رہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

اسلامی سرحد کا محافظ فاسق اور فاجر ہونے کے باوجود جنتی ہے

٥٠٣٦ - وَعَنِ ابْنِ عَائِذٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةِ رَجُلٍ فَلَمَّا وُضِعَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُصَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ رَاٰهُ اَحَدٌ مِّنْكُمْ عَلٰى عَمَلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَرَسَ لَيْلَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَثٰى عَلَيْهِ التُّرَابَ وَقَالَ اَصْحَابُكَ

حضرت ابن عائذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے جنازہ کے ساتھ نکلے (تاکہ اس کی نماز پڑھائیں)' جب جنازہ رکھا گیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ! آپ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیں' اس لیے کہ یہ تو بڑا گناہ گار شخص ہے! (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم میں سے کسی ایک نے بھی اس کو اسلام کا عمل کرتے دیکھا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا: ہاں! یارسول اللہ! اس نے ایک رات اللہ تعالیٰ کی راہ میں (اسلامی سرحد کی) نگرانی کی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور (دفن کے وقت) اس پر مٹی (بھی) ڈالی اور فرمایا کہ تیرے ساتھیوں کا خیال ہے کہ تو

44 يَظُنُّوْنَ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَقَالَ يَا عُمَرُ اَنَّكَ لَا تُسْاَلُ عَنْ اَعْمَالِ النَّاسِ وَلٰكِنْ تُسْاَلُ عَنِ الْفِطْرَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

دوزخی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تو جنتی ہے!! اور (پھر حضرت عمر سے) فرمایا: اے عمر! تم سے لوگوں کے اعمال کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا بلکہ تم سے (تمہارے) دینِ اسلام کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

لوگوں میں بہترین شخص مجاہد اور زاہد ہے

٥٠٣٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُّمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِى الْقَتْلَ وَالْمَوْتَ مَظَانَّهٗ اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ فِيْ رَاْسِ شَعْفَةٍ مِّنْ هٰذِهِ الشُّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاَوْدِيَةِ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِى الزَّكٰوةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سب لوگوں میں بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کے لیے) اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اس کی پیٹھ پر (سوار ہو کر میدانِ جہاد میں) دوڑتا پھرتا ہو۔ جب بھی وہ ڈر اور فریاد کی (آواز) سنتا ہے تو گھوڑے پر سوار (شہادت کے شوق میں) مارنے اور مرنے کے مقامات کو ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ یا (لوگوں میں بہترین) وہ شخص ہے جو ان پہاڑوں میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر یا ان وادیوں میں سے کسی ایک وادی میں رہتا ہو نمازوں کی پابندی کرتا ہو اور زکوٰۃ دیتا ہو اور اپنی موت آنے تک وہ اپنے رب کی عبادت کرتا ہو، یہی (دو قسم کے) آدمی سب لوگوں میں بہترین ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

میدانِ جہاد میں کچھ دیر کے لیے بھی ٹھہرنا ستّر برس کی نماز سے بہتر ہے

٥٠٣٨ - وَعَنْهُ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةٌ مِّنْ مَّاءٍ عَذْبَةٍ فَاَعْجَبَتْهُ فَقَالَ لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِيْ هٰذَا الشِّعْبِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ مَقَامَ اَحَدِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ سَبْعِيْنَ عَامًا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ اُغْزُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَّجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کا گزر ایک گھاٹی پر ہوا، جس میں میٹھے پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ تھا، ان کو یہ (مقام بے حد) پسند آیا تو وہ کہنے لگے: کاش! میں لوگوں سے جدا ہو کر اس گھاٹی میں رہائش اختیار کر لیتا، پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو کیونکہ تم میں سے کسی کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہنا اپنے گھر میں ستر (٧٠) برس نماز پڑھنے سے بہتر ہے، کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور تم کو جنت میں داخل فرما دے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو، (اس لیے کہ) جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنی دیر بھی لڑے کہ جتنا وقت ایک اونٹنی سے دو مرتبہ دودھ دوہنے کے درمیان ہوتا ہے تو ایسے شخص کے لیے جنت واجب ہو گئی۔

اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

14/14

٥٠٣٩ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَرِیَّةٍ فَمَرَّ رَجُلٌ بِغَارٍ فِیْهِ شَیْءٌ مِّنْ مَّاءٍ وَّبَقْلٍ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ بِاَنْ یُّقِیْمَ فِیْهِ وَیَتَخَلّٰی مِنَ الدُّنْیَا فَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ بِالْیَهُوْدِیَّةِ وَلَا بِالنَّصْرَانِیَّةِ وَلٰكِنِّیْ بُعِثْتُ بِالْحَنِیْفِیَّةِ السَّمْحَةِ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَغَدْوَةٌ اَوْ رَوْحَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا وَلَمَقَامُ اَحَدِكُمْ فِی الصَّفِّ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوتِهٖ سِتِّیْنَ سَنَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لشکر میں نکلے (لشکر کے) ایک شخص کا گزر ایک غار پر سے ہوا جس میں پانی اور سبزی تھی انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر یہاں ٹھہر جائیں پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں اجازت چاہی۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں یہودیت اور نصرانیت (یعنی مشقت اور رہبانیت) دے کر نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ میں دین حنیف دے کر بھیجا گیا ہوں جو آسان ہے اس ذات عالی کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی کا صف (قتال) میں ثابت قدم رہنا ساٹھ برس (تنہائی میں) نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہد کی روانگی اور واپسی ثواب میں ہر دو برابر ہیں

٥٠٤٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (جہاد سے) واپس ہونا (ثواب میں) جہاد میں جانے کے برابر ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد میں اعانت کرنے والے کو دوگنا ثواب ملتا ہے

٥٠٤١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْغَازِیْ اَجْرُهٗ وَلِلْجَاعِلِ اَجْرُهٗ وَاَجْرُ الْغَازِیْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجاہد کو (جہاد کا) اپنا پورا ثواب ملتا ہے اور (مال اور اسباب سے) مجاہد کی مدد کرنے والے کو (دوگنا) ثواب ملتا ہے (ایک ثواب مدد کرنے کا اور دوسرا) غازی کا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اجرت لے کر جہاد کرنے والا ثواب سے محروم ہے

٥٠٤٢ - وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَتُفْتَحُ عَلَیْكُمُ الْاَمْصَارُ وَسَتَكُوْنُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ یُقْطَعُ عَلَیْكُمْ فِیْهَا بُعُوْثٌ فَیَكْرَهُ الرَّجُلُ الْبَعْثَ فَیَتَخَلَّصُ مِنْ قَوْمِهٖ ثُمَّ یَتَصَفَّحُ الْقَبَائِلَ یَعْرِضُ نَفْسَهٗ عَلَیْهِمْ مَنْ اَكْفِیْهِ بَعْثَ كَذَا اَلَا وَذٰلِكَ الْاَجِیْرُ اِلٰی اٰخِرِ قَطْرَةٍ مِّنْ دَمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب تمہارے لیے بڑے بڑے شہر فتح ہوں گے اور (ان شہروں میں) بڑی بڑی منظم فوجیں متعین ہوں گی جن کی (مختلف) ٹکڑیاں ہوں گی (تا کہ دوسرے علاقوں میں ان کو ان کو بھیجا جا سکے) ان میں ایک شخص ایسا بھی ہوگا جو (امام کے حکم پر) اس (غزوہ میں) جانے کو پسند نہ کرے گا پھر وہ اپنی قوم سے الگ ہو جائے گا اور دیگر قبائل کو تلاش کرتا پھرے گا اور ان پر اپنے آپ کو (یہ کہتے ہوئے) پیش کرے گا کہ کون ہے جو مجھے کسی غزوہ میں (اجرت دے کر) روانہ کرے خبردار! یہ وہ شخص ہے جو اپنے

آخری قطرۂ خون تک مزدور ہے (یعنی اگر وہ مارا بھی جائے تو مزدور ہی ہے اور اس کو جہاد کا ثواب نہیں ملے گا)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہد کا شخصی خادم' مال غنیمت اور ثواب نہیں پائے گا

۵۰۴۳ - وَعَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ اَذَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغَزْوَةِ وَاَنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَيْسَ لِيْ خَادِمٌ فَالْتَمَسْتُ اَجِيْرًا يَكْفِيْنِيْ فَوَجَدْتُ رَجُلًا سَمَّيْتُ لَهٗ ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ فَلَمَّا حَضَرَتْ غَنِيْمَةٌ اَرَدْتُّ اَنْ اُجْرِيَ لَهٗ سَهْمَهٗ فَجِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ مَا اَجِدُ لَهٗ فِيْ غَزْوَتِهٖ هٰذِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا دَنَانِيْرَهُ الَّتِيْ تُسَمّٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کے لیے نکلنے کا اعلان فرمایا' میں اس وقت بہت بوڑھا ہو چکا تھا اور میرے لیے کوئی خادم بھی نہ تھا۔ میں ایک مزدور کی تلاش میں گیا تاکہ وہ میری مدد کر سکے' مجھے ایک شخص ملا اور میں نے اس کی (اجرت) تین دینار مقرر کر دی' جب مال غنیمت آیا تو میرا ارادہ ہوا کہ میں اس کے لیے (بھی مال غنیمت سے) حصہ جاری کرواؤں' چنانچہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا: میں دنیا اور آخرت میں اس کے لیے وہی دینار پاتا ہوں جو اس کے لیے اس غزوہ میں (بطور اُجرت) مقرر کیے جا چکے ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہدین کی غیر موجودگی میں ان کے اہل وعیال کی دیکھ بھال کرنے کی فضیلت

۵۰۴۴ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ فَقَدْ غَزَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں لڑنے والے کے لیے سامان (جہاد) مہیا کیا گویا وہ بھی (ثواب پانے میں) مجاہد (کے برابر) ہے' اور جو مجاہد کے (غیاب میں اس کے) اہل وعیال کی دیکھ بھال کرے' وہ بھی (ثواب پانے میں) مجاہد (کے برابر) ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جہاد میں اعانت نہ کرنے والے کے لیے وعید

۵۰۴۵ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَغْزُ لَمْ يُجَهِّزْ غَازِيًا اَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ اَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ وہ شخص جس نے نہ تو جہاد کیا اور نہ مجاہد کی اعانت کی اور نہ مجاہد (کے غیاب میں) اس کے گھر والوں کی دیکھ بھال کی تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو قیامت سے پہلے (دنیا میں) کسی نہ کسی سخت مصیبت میں مبتلا کریں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مجبوری کے باعث خود جہاد میں شریک نہ ہو سکے تو کم از کم مجاہدین کی ساز وسامان اور خرچہ سے مدد کرے' اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو مجاہدین کے غیاب میں ان کے اہل وعیال کی دیکھ بھال کرے اور اگر اتنا بھی نہ کر سکے تو ایسے شخص کے لیے بڑی محرومی اور بدبختی ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ

مجاہد اور معینِ مجاہد ثواب میں برابر ہیں

٥٠٤٦ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا اِلٰی بَنِیْ لِحْیَانَ مِنْ ھُذَیْلٍ فَقَالَ لِیَنْبَعِثَ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ اَحَدُھُمَا وَالْاَجْرُ بَیْنَھُمَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید (خدری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنولحیان کی طرف جو ہذیل کی ایک شاخ ہے' ایک لشکر بھیجا اور فرمایا کہ ہر دو مردوں میں سے ایک مرد نکلے (یعنی ہر قبیلہ سے آدھے آدمی جائیں) اور ثواب دونوں کو برابر برابر ملے گا (ایک کو جہاد کا اور دوسرے کو مجاہد کے گھر بار کی دیکھ بھال کا)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہدین کی عورتوں کا احترام

٥٠٤٧ - وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ حُرْمَۃُ نِسَاءِ الْمُجَاھِدِیْنَ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ کَحُرْمَۃِ اُمَّھَاتِھِمْ وَمَا مِنْ رَّجُلٍ مِّنَ الْقَاعِدِیْنَ یَخْلُفُ رَجُلًا مِّنَ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ اَھْلِہٖ فَیَخُوْنَہٗ فِیْھِمْ اِلَّا وُقِفَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیَاْخُذُ مِنْ عَمَلِہٖ مَا شَاءَ فَمَا ظَنُّکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ قاعدین (یعنی جہاد پر نہ جانے والوں کے لیے) مجاہدین کی عورتیں ماؤں کی طرح محترم ہیں اور جو شخص گھر میں رہ کر کسی مجاہد کے گھر بار کی دیکھ بھال کرے' پھر اس میں خیانت کرے تو وہ قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا (اور مجاہد سے کہا جائے گا) اور وہ اس کے عمل میں سے جو چاہے لے لے' (اب) تم (ہی) سمجھ لو (کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جان و مال اور زبان سے جہاد کی تاکید

٥٠٤٨ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاھِدُوا الْمُشْرِکِیْنَ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَاَلْسِنَتِکُمْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ مشرکین سے تم اپنے مال' جان اور زبان سے جہاد کرتے رہو۔ اس کی روایت ابوداؤد' نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

مسلمانوں میں سب سے اعلیٰ مرتبہ مجاہدین کا ہے

٥٠٤٩ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُوْنَ فِی الدُّنْیَا عَلٰی ثَلَاثَۃِ اَجْزَاءٍ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْ یَاْمَنُہُ النَّاسُ عَلٰی اَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ ثُمَّ الَّذِیْ اِذَا اَشْرَفَ عَلٰی طَمَعٍ تَرَکَہٗ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ رَوَاہُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کی تین قسمیں ہیں: (ایک) وہ جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر (اس میں کسی قسم کا) شک نہ کرے اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے' (دوسرے) وہ مسلمان جس سے اور لوگ اپنے مال اور اپنی جانوں کے تعلق سے امن میں رہیں' پھر (تیسرا) وہ مسلمان جو (دل ہی دل میں کسی جاہ اور مال کی) لالچ میں گرفتار ہو' مگر اللہ بزرگ و برتر (کے خوف) کے لیے اس کو چھوڑ دے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہدین پر خرچہ کا ثواب کئی گنا دیا جاتا ہے

۵۰۵۰ - وَعَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ وَاَبِي اُمَامَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعِمْرَانَ بْنِ حَصِيْنٍ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ اَرْسَلَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَقَامَ فِيْ بَيْتِهِ فَلَهُ بِكُلِّ دِرْهَمٍ بِسَبْعِ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَّمَنْ غَزَا بِنَفْسِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَنْفَقَ فِيْ وَجْهِهِ ذٰلِكَ فَلَهُ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ اَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت علی' حضرت ابوہریرہ' حضرت درداء' حضرت ابوامامہ' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن عمرو' حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے' ان میں سے ہر ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ جو شخص (مجاہدین کے لیے) اللہ کی راہ میں ان کا نفقہ (یعنی خرچہ اور ساز و سامان وغیرہ) بھیجے اور خود گھر پر رہے تو اس کو (خرچ کیے ہوئے) ہر درہم کے بدلہ سات سو درہم (کا ثواب) ملے گا اور جو بذاتِ خود اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور اس میں خرچ بھی کرے تو اس کو ہر درہم کے بدلہ سات لاکھ درہم (کا ثواب) ملے گا۔ پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے جتنا ثواب چاہیں بڑھا دیتے ہیں۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۰۵۱ - وَعَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهُ سَبْعُ مِائَةِ ضِعْفٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت خُریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں (کچھ) خرچ کرے تو اس کے لیے (اس خرچہ کا ثواب) سات سو گنا لکھا جاتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد میں صدقہ دینے کا ثواب سات سو گنا ہے

۵۰۵۲ - وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَّخْطُوْمَةٍ فَقَالَ هٰذِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں) ایک مہار لگی ہوئی اونٹنی کو پیش کیا اور عرض کیا: یہ اللہ کی راہ میں (بطور صدقہ) حاضر ہے' (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس (اونٹنی) کے بدلے تم کو قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ملیں گی' جو سب کی سب مہار والی ہوں گی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہترین صدقات

۵۰۵۳ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمِنْحَةُ خَادِمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہترین صدقات (یہ ہیں:) (۱) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیمہ کے ذریعہ (مجاہدین اور حاجیوں کے لیے) سایہ فراہم کرنا (۲) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خادم کا فراہم کرنا (۳) یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسی اونٹنی کا دینا جو نر کی جفتی کے قابل ہو' (یعنی جوان اونٹنی کا) دینا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے علاوہ اور افضل اعمال کا تذکرہ

٥٠٥٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ طُوْلُ الْقِيَامِ قِيْلَ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ قِيْلَ فَاَيُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قِيْلَ فَاَيُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَالِهٖ وَنَفْسِهٖ قِيْلَ فَاَيُّ الْقَتْلِ اَشْرَفُ قَالَ مَنْ اُهْرِيْقَ دَمُهٗ وَعُقِرَ جَوَادُهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اعمال میں کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ (نماز میں) طویل قیام کرنا' پھر آپ سے پوچھا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تنگ دست کا (اپنی محنت سے کمائے ہوئے مال کا اپنی ضرورت کے باوجود) دینا۔ حضور سے (پھر) دریافت کیا گیا کہ کون سی ہجرت (یعنی کن چیزوں کا ترک کرنا) بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس شخص کی (ہجرت) جس نے اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دیا' حضور سے پھر دریافت کیا گیا کہ کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اس شخص کا جو اپنے مال اور جان سے مشرکین سے جہاد کرے' آپ سے پھر پوچھا گیا کہ جہاد میں کون سی شہادت افضل ہے؟ حضور نے فرمایا کہ جس (مجاہد نے بہادری سے لڑائی کی) یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا اور اس کے گھوڑے کی کونچیں (بھی) کاٹ دی گئیں (یعنی وہ بھی شہید ہوا اور اس کا گھوڑا بھی مارا گیا)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ لَّاشَكَّ فِيْهِ وَجِهَادٌ لَّا غُلُوْلَ فِيْهِ وَحَجَّةٌ مَّبْرُوْرَةٌ قِيْلَ فَاَيُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ قَالَ طُوْلُ الْقُنُوْتِ ثُمَّ اتَّفَقَا فِي الْبَاقِيْ.

اور نسائی کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اعمال میں کون سے عمل افضل ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ایسا ایمان جس میں کوئی شک نہ ہو' اور ایسا جہاد جس (کے مالِ غنیمت) میں خیانت نہ ہو اور ایسا حج جس کو (اللہ کے ہاں) قبول کر لیا گیا ہو' (حضور سے پھر) پوچھا گیا کہ کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے جواب دیا: (خشوع اور خضوع کے ساتھ) طویل قیام والی (نماز) اور بقیہ حدیث میں ابوداؤد اور نسائی متفق ہیں۔

بَابٌ

سلام' طعام اور جہاد جنت کے وارث بناتے ہیں

٥٠٥٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاضْرِبُوا الْهَامَ تَوَرَّثُوا الْجِنَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (آپس میں) سلام کو (زیادہ سے زیادہ) عام کرو اور کھانا کھلایا کرو (خصوصاً غرباء اور مساکین کو) اور (مشرکین کی) کھوپڑیوں کو مارو (یعنی جہاد کرو) تو تم (ان اعمال کی وجہ سے) جنتوں کے وارث بنا دیئے جاؤ گے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں سلام کو عام کرنے کا ارشاد ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مسلمان سلام آشنا' نا آشنا سب پر کیا کریں' ایک دوسرے سے جب بھی ملاقات ہو سلام کرنا چاہیے۔ سلام محبت کی کنجی ہے' اس لیے جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملے تو

سلام کا منتظر نہ رہے بلکہ خود سلام میں پہل کرے خواہ وہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ہو یا ہمسر اور یہی کمالِ ایمان کی نشانی ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ

عذر کی وجہ سے جہاد میں عدم شرکت پر بھی ثواب ملتا ہے

٥٠٥٦ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ اَقْوَامًا مَّا سِرْتُمْ مَسِيْرًا وَّلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ. وَفِيْ رِوَايَةٍ اِلَّا شَرِكُوْكُمْ فِي الْاَجْرِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (جب) غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے اور مدینہ منورہ سے قریب ہوئے تو فرمایا: مدینہ میں چند لوگ ایسے ہیں کہ تم جس راستہ پر بھی چلے ہو یا جس وادی کو بھی پار کیے ہو، وہ تمہارے ساتھ (نیت، ہمت اور دعا سے) شریک تھے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ تو مدینہ میں تھے (وہ کیوں کر ثواب میں شریک ہیں)؟ حضور نے جواب دیا: (ہاں!) وہ مدینہ ہی میں تھے (اور) عذر (یعنی بیماری، سواری کا نہ ہونا اور بے سروسامانی) نے ان کو روک رکھا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے، اور مسلم نے حضرت جابر سے اس کی روایت کی ہے۔

بَابٌ

شہادت کی سچی آرزو بھی شہادت کا مرتبہ دلاتی ہے

٥٠٥٧ - وَعَنْ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص صدق دل (یعنی اخلاص) کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کے مرتبہ تک پہنچا دیتے ہیں اگرچہ کہ وہ اپنے بستر ہی پر مرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جس دل میں جذبۂ جہاد نہ ہو تو اس میں نفاق ہے

٥٠٥٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَغْزُ لَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِفَاقٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے نہ تو کبھی جہاد کیا اور نہ کبھی جہاد کا خیال کیا اور پھر مر گیا تو (گویا) وہ نفاق کے ایک شعبہ پر مرا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے بغیر دین ناقص ہے

٥٠٥٩ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ بِغَيْرِ اَثَرٍ مِّنْ جِهَادٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَفِيْهِ ثُلْمَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اس پر جہاد کا کوئی اثر موجود نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس (کے دین) میں رخنہ پڑا ہوگا (اس لیے کہ جہاد اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور اس میں اس شخص کا کوئی حصہ نہیں ہے)۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

وہ دو قطرے اور دو نشان جو اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہیں

۵۰۶۰ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَاَثَرَيْنِ قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةُ دَمٍ يُّهْرَاقُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْاَثَرَانِ فَاَثَرٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَثَرٌ فِیْ فَرِيْضَةٍ مِّنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ تَعَالٰی رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے بڑھ کر کوئی چیز پسندیدہ نہیں' ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کے ڈر سے (بہے) اور (دوسرا وہ) قطرۂ خون جو اللہ کی راہ میں بہایا جائے' اور رہے دو نشان تو (ایک) وہ نشان جو اللہ کی راہ میں (پہنچے جیسے جہاد میں لگا ہوا زخم وغیرہ) اور (دوسرا) وہ نشان جو اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کسی فرض (کی ادائیگی) میں پہنچے (جیسے پیشانی پر سجدوں کا نشان یا سردیوں میں وضو سے جلد کا تڑکنا وغیرہ)۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

بَابٌ

دین کی بقاء جہاد پر ہے

۵۰۶۱ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّبْرَحَ هٰذَا الدِّيْنُ قَائِمًا يُّقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ دین یعنی اسلام ہمیشہ قائم رہے گا' اِس (دین کی حفاظت) کے لیے مسلمانوں کی ایک جماعت (ہر زمانہ میں) لڑتی رہے گی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اس دین کی حفاظت کے لیے مسلمانوں کی ایک جماعت ہر زمانہ میں لڑتی رہے گی۔ تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہر زمانہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت دین کی حفاظت کے لیے سرگرم عمل رہی ہے۔ چنانچہ عرب جب میدانِ جہاد سے ہٹ گئے تو اہل عجم نے اس کام کو انجام دیا' ان کے بعد ترکوں نے اس کام کو انجام دیا اور اس زمانہ میں افغان اس فرض کو ادا کر رہے ہیں چھ برس یعنی ۱۹۹۷ء سے میدانِ جہاد میں سرگرم عمل ہیں۔ ۱۲

بَابٌ

جہاد قیامت تک جاری رہے گا

۵۰۶۲ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ عَلٰی مَنْ نَاوَاهُمْ حَتّٰی يُقَاتِلَ اٰخِرُهُمُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک جماعت حق (یعنی اعلاء کلمۃ اللہ) کے لیے ہمیشہ لڑتی رہے گی اور اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی' یہاں تک کہ اس امت کا آخری حصہ (یعنی حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ اور ان حضرات کے متبعین) مسیح دجال سے لڑیں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

شہداء کی قسمیں

۵۰۶۳ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَعُدُّوْنَ الشَّهِيْدَ فِيْكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ قَالَ اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَقَلِيْلٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ کرام سے) دریافت فرمایا کہ تم شہید کس کو سمجھتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے! (یہ سن کر) حضور نے فرمایا: (تو ایسی صورت میں) میری امت کے شہداء بہت

مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَّمَنْ مَّاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَّمَنْ مَّاتَ فِی الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَّمَنْ مَّاتَ فِی الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِیْدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تھوڑے ہوں گے' (سنو! یہ لوگ بھی شہید ہیں) جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے' جو اللہ کی راہ میں (اپنی موت سے) مر جائے وہ بھی شہید ہے اور جو طاعون میں مرے' وہ بھی شہید ہے اور جو پیٹ (کی کسی بیماری) سے مرے' وہ بھی شہید ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حقیقی شہید وہی ہے جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اور وہ لوگ' جن کو شہادت کا مرتبہ ملتا ہے' ان کی تعداد علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً تیس بتائی ہے اور ان شہداء کو غسل بھی دیا جائے گا' کفنایا بھی جائے گا جبکہ جہاد کے شہید کو غسل نہیں دیا جاتا اور اس کو انہی کپڑوں میں نماز جنازہ پڑھا کر دفن کیا جاتا ہے اور وہ لوگ جن کا شمار شہیدوں میں ہے' وہ یہ ہیں: ڈوب کر مرنے والا' جل کر مرنے والا' دب کر مرنے والا' طاعون میں مرنے والا' زچگی میں مرنے والی عورت' شب جمعہ کو مرنے والا اور دینی علوم کی طلب میں مرنے والا مسافر' وغیرہ۔ ۱۲

بَابٌ

مجاہد کے لیے ہر طرح کی موت شہادت ہے

٥٠٦٤ - وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ فَصَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَمَاتَ اَوْ قُتِلَ اَوْ وَقَصَهٗ فَرَسُهٗ اَوْبَعِیْرُهٗ اَوْ لَدَغَتْهُ هَامَّةٌ اَوْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِهٖ بِاَیِّ حَتْفٍ شَاءَ اللّٰهُ فَاِنَّهٗ شَهِیْدٌ وَّاِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کی نیت سے) نکلے پھر مر جائے یا مارا جائے یا اس کا گھوڑا یا اس کا اونٹ اس کو (گرا کر) روند ڈالے یا کوئی زہریلا جانور اس کو ڈس دے یا وہ (اپنے خیمہ میں) اپنے بستر پر ایسی موت سے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر کر دی تھی' مر جائے تو وہ شہید ہے اور اس کے لیے جنت ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

سمندری سفر میں بیمار کو شہید کا ثواب ملتا ہے

٥٠٦٥ - وَعَنْ اُمِّ حَرَامٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَائِدُ فِی الْبَحْرِ الَّذِیْ یُصِیْبُهُ الْقَیْءُ لَهٗ اَجْرُ شَهِیْدٍ وَالْغَرِیْقُ لَهٗ اَجْرُ شَهِیْدَیْنِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ام حرام (انصاریہ) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ سمندر (کے سفر) میں جس کا سر چکراتا ہو اور اس کو قے ہوتی ہو تو اس کو ایک شہید کا ثواب ملتا ہے اور (سمندر میں) غرق ہونے والے کو دو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضرت ام حرام کا سمندری جہاد میں شرکت کا اشتیاق

٥٠٦٦ - وَعَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ عَلٰی اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهٗ وَكَانَتْ اُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَاَطْعَمَهٗ

حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا (جو آپ کی رضاعی خالہ تھیں) ان کے پاس تشریف لے جاتے' وہ آپ کو کھانا کھلاتیں اور حضرت ام حرام' حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں' ایک دن (کا ذکر ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو کھانا

وَجَعَلَتْ تَفْلِيْ رَأْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ شَكَّ اِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْاَوَّلِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ ابْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ يَحْيٰى.

کھلایا' اور آپ کے سر کی جوئیں دیکھنے لگیں اور (اسی اثناء میں) رسول اللہ ﷺ کو نیند آ گئی' پھر (کچھ دیر بعد) آپ مسکراتے ہوئے (نیند سے) بیدار ہوئے۔ ام حرام فرماتی ہیں: میں نے آپ سے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا گیا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے اس سمندر کے درمیان[1] (کشتیوں پر اس طرح) سوار ہیں جیسے بادشاہ اپنے تخت پر۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے (بھی) ان میں شامل فرما دے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرما دی' حضور نے پھر سر رکھا (اور سو گئے) پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ میں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے (پھر) مسکرانے کی وجہ کیا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ میری امت کے چند لوگوں کو میرے سامنے لایا گیا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے جا رہے تھے' اور آپ نے وہی کہا' جو پہلے فرمایا تھا' میں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! آپ (پھر) دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے (بھی) ان لوگوں میں شامل فرما دے! آپ نے جواب دیا: تم تو پہلی جماعت میں شامل ہو چکی ہو۔ چنانچہ حضرت ام حرام' حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں (جزیرۂ قبرص کے حملہ کے موقع پر) سمندری سفر پر گئیں اور ساحل پر اترنے کے بعد اپنی ہی سواری سے گریں اور انتقال کر گئیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور مسلم نے اس کی روایت یحییٰ بن یحییٰ سے کی ہے۔

[1] اس جملہ کا ترجمہ بلحاظ روایت بخاری اور ابوداؤد کیا گیا ہے۔ ۱۲

بَابٌ

جہاد میں غازی کو دنیا میں دو تہائی اور شہید کو آخرت میں پورا ثواب ملتا ہے

٥٠٦٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ اِلَّا كَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ اُجُوْرِهِمْ وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّا تَمَّ اُجُوْرُهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی لشکر یا فوج کا ٹکڑا جو جہاد کے لیے نکلے پھر (مال) غنیمت حاصل کرے اور صحیح سلامت واپس آئے تو اس کو (آخرت کے) ثواب میں سے دو تہائی اجر دنیا ہی میں مل گئے اور جو لشکر یا فوج کا ٹکڑا خالی ہاتھ آئے اور نقصان اٹھائے (یعنی زخمی ہو یا مارا جائے) تو ان کو (آخرت میں) پورا ثواب ملے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غازیوں کو دنیا میں دو فائدے ملتے ہیں' ایک سلامتی اور دوسرے مال غنیمت اور رہا تیسرا فائدہ یعنی بہشت' وہ تو قیامت میں ملے گی اور شہیدوں کو تو دنیا میں کچھ فائدہ نہیں تو ان کا ثواب بالکل آخرت پر ہے' اس سے یہ

بھی معلوم ہوا کہ غازی سے شہید افضل ہے۔ (حاشیہ مشکوۃ) ۱۲

بَابٌ

مجاہد وہی ہے جو دین کی سربلندی کے لیے لڑے

۵۰۶۸ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانَهٗ فَمَنْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ایک شخص مالِ غنیمت کے لیے لڑتا ہے اور ایک شخص شہرت کے لیے لڑتا ہے اور ایک شخص اپنی بہادری دکھانے کے لیے لڑتا ہے' (ارشاد ہو کہ حقیقت میں) اللہ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے؟ حضور نے فرمایا کہ جو شخص کلمۂ حق (یعنی دین) کی سربلندی کے لیے لڑتا ہو' وہی اللہ کی راہ میں (لڑنے والا) ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جہاد میں حصولِ مال کی نیت نہ ہو

۵۰۶۹ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَزَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَمْ يَنْوِ اِلَّا عِقَالًا فَلَهٗ مَا نَوٰی رَوَاهُ النَّسَائِیُّ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور اگر اس کے دل میں ایک رسّی (کے حصول) کی نیت تھی تو اس کو وہی ملے گا' جس کی اس نے نیت کی تھی۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

جو جہاد حصولِ دنیا کے لیے کیا جائے اس کا ثواب نہیں ملے گا

۵۰۷۰ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ يُّرِيْدُ الْجِهَادَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَهُوَ يَبْتَغِیْ عَرَضًا مِّنْ عَرَضِ الدُّنْيَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَجْرَ لَهٗ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک شخص اللہ کی راہ میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہے حالانکہ اس کا مقصد دنیا کا مال واسباب تھا؟ (یہ سن کر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا (اس لیے کہ جہاد سے اس کا مقصود صرف دنیا ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نام ونمود کے لیے جہاد کرنے والا ثواب کی بجائے گناہ مول لیتا ہے

۵۰۷۱ - وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ فَاَمَّا مَنِ ابْتَغٰی وَجْهَ اللّٰهِ وَاَطَاعَ الْاِمَامَ وَاَنْفَقَ الْكَرِيْمَةَ وَيَاسَرَ الشَّرِيْكَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ فَاِنَّ نَوْمَهٗ وَنَبْهَهٗ اَجْرٌ كُلُّهٗ وَاَمَّا مَنْ غَزَا فَخْرًا وَّرِيَاءً وَّسُمْعَةً وَّعَصَی الْاِمَامَ وَاَفْسَدَ فِی الْاَرْضِ فَاِنَّهٗ لَمْ يَرْجِعْ بِالْكَفَافِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَبُوْ دَاوٗدَ

حضرت معاذ (بن جبل) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہاد دو قسم کا ہوتا ہے: (ایک) وہ شخص جو (جہاد میں) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہے' امام کی اطاعت کرے' اچھے مال کو خرچ کرے' ساتھی سے نیک سلوک کرے اور فساد سے بچے تو ایسے شخص کا سونا اور جاگنا سب کی سب عبادت ہے اور (دوسرا) وہ شخص جس نے بڑائی دکھاوے اور شہرت کے لیے جہاد کیا' امام کی نافرمانی کی اور زمین پر فساد پھیلایا تو وہ ثواب کے بغیر لوٹے گا۔ اس کی روایت امام مالک' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

وَالنَّسَائِیُّ.

بَابٌ

جہاد کے ثواب کا انحصار نیت پر ہے

٥٠٧٢ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّہٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْجِہَادِ فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو اِنْ قَاتَلْتَ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا بَعَثَکَ اللّٰہُ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا وَّاِنْ قَاتَلْتَ مُرَائِیًا مُّکَاثِرًا بَعَثَکَ اللّٰہُ مُرَائِیًا مُّکَاثِرًا یَّا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو عَلٰی اَیِّ حَالٍ قَاتَلْتَ اَوْ قُتِلْتَ بَعَثَکَ اللّٰہُ عَلٰی تِلْکَ الْحَالِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! مجھے جہاد (کی حقیقت سے) آگاہ فرمایئے آپ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو! اگر تو صبر کے ساتھ ثواب کی اُمید پر جہاد کرے تو (حشر کے دن) تجھے صابر اور ثواب چاہنے والے کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا اور اگر تو دکھاوے اور فخر کے لیے جہاد کرے تو تجھے ریاکار اور مغرور کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔ اے عبداللہ بن عمرو! تو جس حال میں لڑے گا یا مارا جائے گا اللہ تعالیٰ تجھ کو (قیامت کے دن) اسی حال پر اٹھائے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نااہل حاکم کو معزول کیا جاسکتا ہے

٥٠٧٣ - وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَعَجَزْتُمْ اِذَا بَعَثْتُ رَجُلًا فَلَمْ یَمْضِ لِاَمْرِیْ اَنْ تَجْعَلُوْا مَکَانَہٗ مَنْ یَّمْضِیْ لِاَمْرِیْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں کسی شخص کو کسی کام پر مامور کروں اور وہ میرے حکم کی تعمیل نہ کرے تو تم کو کس بات کی مجبوری ہے کہ تم اس کی جگہ کسی ایسے شخص کو مقرر کرو جو میرے حکم کی تعمیل کرے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ اِعْدَادِ اٰلَۃِ الْجِہَادِ

جہاد کے اسباب کی تیاری کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَاَعِدُّوْا لَہُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْہِبُوْنَ بِہٖ عَدُوَّ اللّٰہِ وَعَدُوَّکُمْ﴾ (الانفال: ٦٠).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (مسلمانو! کافروں سے جہاد کے لیے) جہاں تک ہوسکے قوت اور گھوڑے فراہم کرتے رہو تاکہ تم اپنے اور اللہ کے دشمنوں کو ڈرا سکو۔

بَابٌ

ہر وقت اسبابِ جہاد فراہم کرنے کا حکم

٥٠٧٤ - عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَہُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ وَاَعِدُّوْا لَہُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ اَلَا اِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو منبر پر (اس آیت کو) پڑھتے ہوئے سنا ہے: (مسلمانو! کافروں سے جہاد کے لیے) جہاں تک ہوسکے قوت فراہم کرتے رہو۔ خبردار! قوت تیر اندازی ہے! آگاہ رہو! تیر اندازی ہی قوت ہے ہوشیار رہو! تیر اندازی ہی قوت ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث سے تیر اندازی سیکھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اسی پر قیاس کرنا چاہیے ہر ہتھیار کی مشق اور گھوڑے کی سواری اور دوڑ وغیرہ کو۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے مقابلہ کے لیے مسلمانوں کو ہمیشہ اپنی طاقت کو بڑھاتے رہنا چاہیے اور ہر وقت ان کے لیے مستعد رہنا چاہیے معلوم نہیں کہ دشمن کس وقت حملہ کر بیٹھے اور مسلمانوں کی طاقت

کی کمی کی وجہ سے دشمن غالب ہو جائے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ
ہر حال میں مسلمان کو جنگی مشقیں جاری رکھنا چاہیے

۵۰۷۵- وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الرُّوْمُ وَيَكْفِيْكُمُ اللّٰهُ فَلَا يَعْجِزْ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب روم تمہارے ہاتھوں پر فتح ہوگا اور (ان کے مقابلہ میں) اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کافی ہوگا' تاہم تم میں سے کوئی اپنی تیراندازی کے مشغلہ سے ہرگز غافل نہ رہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
فنِ حرب سیکھ کر چھوڑنا گناہ ہے

۵۰۷۶- وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ عَلِمَ الرَّمْىَ ثُمَّ تَرَكَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا اَوْ قَدْ عَصٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے تیراندازی سیکھی' پھر اس کو چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں یا اس نے نافرمانی کی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
آلاتِ حرب کا استعمال سیکھنا باعثِ فضیلت ہے

۵۰۷۷- وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ صَانِعَهٗ يَحْتَسِبُ فِىْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِىَ بِهٖ وَمُنْبِلَهٗ وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا كُلُّ شَىْءٍ يَلْهُوْ بِهِ الرَّجُلُ بَاطِلٌ اِلَّا رَمْيَهٗ بِقَوْسِهٖ وَتَاْدِيْبَهٗ فَرَسَهٗ وَمُلَاعَبَتَهُ امْرَاَتَهٗ فَاِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْىَ بَعْدَ مَا عَلِمَهٗ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا اَوْ قَالَ كَفَرَهَا.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ (جہاد میں کفار پر) ایک تیر پھینکنے کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں: (پہلا) تیر کا بنانے والا جو اپنے پیشہ میں ثواب کی نیت رکھتا ہو' (دوسرا وہ مجاہد جس نے اس تیر کو پھینکا' (تیسرا میدانِ جہاد میں) تیر دینے والا' (اس لیے) تم تیراندازی کیا کرو اور (گھوڑے کی) سواری کیا کرو اور تمہاری تیراندازی مجھے سواری سے زیادہ پسند ہے' ہر لعب اور لہو کا کام جس میں آدمی مشغول ہو' باطل ہے' لیکن تیراندازی کرنا' گھوڑے کو سدھانا اور بیوی سے ہنسی مذاق' یہ (تینوں) چیزیں حق ہیں (جن میں ثواب ہے)۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ابوداؤد اور دارمی نے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ جس نے تیراندازی سیکھنے کے بعد بیزار ہو کر چھوڑ دی تو اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا یا کفرانِ نعمت کیا۔

ف: اس حدیث شریف سے تیراندازی کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے اب تیر کے بدلہ بندوق اور توپ وغیرہ دیگر جدید آلاتِ جنگ ہیں' ہر مسلمان کو بندوق' توپ' مشین گن' راکٹ وغیرہ چلانا سیکھنا اور ان کی مشق کرنا ضروری ہے اور اس کے لیے سفر کرنا جہاد میں داخل ہے۔ (حاشیہ ابوداؤد) ۱۲

بَابٌ
تیراندازی سے حضور کی رغبت

۵۰۷۸ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَبُوْطَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتُرْسٍ وَّاحِدٍ وَّكَانَ اَبُوْطَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ فَكَانَ اِذَا رَمٰى تَشَرَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْظُرُ اِلٰى مَوْضِعِ نَبْلِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ ' حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک ہی ڈھال سے بچاؤ کرتے تھے اور حضرت ابوطلحہ اچھے تیرانداز تھے اور جب حضرت ابوطلحہ تیر چلاتے تو حضور نبی کریم ﷺ اس تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہد کا تیر نشانہ پر لگے تو جنت ورنہ غلام آزاد کرنے کا ثواب

۵۰۷۹ - وَعَنْ اَبِيْ نَجِيْحٍ السُّلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهٗ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ رَّمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهٗ عِدْلٌ مُّحَرَّرٌ وَّمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ الْفَصْلَ الْاَوَّلَ وَالنَّسَائِيُّ الْاَوَّلَ وَالثَّانِيَ وَالتِّرْمِذِيُّ الثَّانِيَ وَالثَّالِثَ.

وَفِيْ رِوَايَتِهِمَا مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَدَلَ فِي الْاِسْلَامِ.

حضرت ابونجیح سلمی رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ کی راہ میں جس کسی کا تیر (نشانہ پر) لگے (یعنی کافر اور دشمن پر لگے) تو اس کو جنت میں ایک بڑا درجہ ملے گا اور جو اللہ کی راہ میں تیر چلائے (اور وہ نشانہ پر نہ لگے) تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جو (اچھے عمل کرتے ہوئے) اسلام میں بوڑھا ہوا تو یہ (بڑھاپا) اس کے لیے قیامت میں نور ہوگا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

اور ابوداؤد نے اس حدیث کے پہلے جزء کی اور نسائی نے پہلے اور دوسرے جزء کی اور ترمذی نے دوسرے اور تیسرے جزء کی روایت کی ہے۔

اور نسائی اور ترمذی کی روایت میں ''فِي الْاِسْلَامِ'' (اسلام میں) کی بجائے ''فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' (اللہ کی راہ میں) مروی ہے۔

بَابٌ

تیراندازی حضرت اسماعیل کی سنت ہے اس کو جاری رکھیں

۵۰۸۰ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ اَسْلَمَ يَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ فَقَالَ ارْمُوْا بَنِيْ اِسْمٰعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَّاَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ لِّاَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ فَاَمْسَكُوْا بِاَيْدِيْهِمْ فَقَالَ مَالَكُمْ قَالُوْا وَكَيْفَ نَرْمِيْ وَاَنْتَ مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ ارْمُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبیلۂ اسلم کی ایک جماعت پر سے گزرے جو سُوق (نامی موضع) پر تیراندازی میں آپس میں مقابلہ کررہے تھے تو آپ نے فرمایا: اے فرزندانِ اسماعیل! تیراندازی (کی مشق) کرتے رہو اس لیے کہ تمہارے باپ (حضرت اسماعیل) بڑے تیرانداز (اور تیر کے موجد) تھے اور میں ان دو جماعتوں میں سے فلاں جماعت کے ساتھ ہوں (یہ سن کر دوسری جماعت نے) ہاتھ روک لیے (یہ دیکھ کر) آپ نے فرمایا: کیا بات ہے (کہ تم رُک گئے)؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم کیسے تیراندازی کریں جبکہ آپ فلاں جماعت کے ساتھ ہیں تو حضور نے فرمایا: تم تیراندازی جاری رکھو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

دوڑنے میں مقابلہ کی اجازت

۵۰۸۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَابَقَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَقْتُهٗ فَلَبِثْنَا حَتّٰى إِذَا اَرْهَقَنِي اللَّحْمُ سَابَقَنِيْ فَسَبَقَنِيْ فَقَالَ هٰذِهٖ بِتِلْكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) میرے ساتھ دوڑنے میں مقابلہ کیا (اس مقابلہ میں) میں آپ سے آگے بڑھ گئی اس کے بعد ہم پر ایک عرصہ گزرا یہاں تک کہ جب مجھ پر موٹاپا آ گیا تو حضور نے (پھر) میرے ساتھ دوڑنے میں مقابلہ کیا اور (مقابلہ میں) مجھ سے آگے بڑھ گئے اور فرمایا: یہ تمہاری (پہلی دوڑ کا) جواب ہے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

مسابقت میں کامیابی قابل فخر نہیں

۵۰۸۲ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتْ نَاقَةٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسَمَّى الْعَضْبَاءُ وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ لَّهٗ فَسَبَقَهَا فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا (وہ اس قدر تیز رفتار تھی کہ) کوئی اونٹ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ ایک اعرابی اپنے ایک (جواں سال) اونٹ پر آیا اور (دوڑ میں) اس اونٹنی یعنی عضباء سے آگے نکل گیا۔ اس بات سے مسلمانوں کو سخت رنج ہوا (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس یہ امر ثابت ہے یعنی یہ سنت اللہ ہے کہ دنیا میں جو چیز بلند ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پست کر دیتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے لیے گھوڑوں کی تربیت اور مسابقت سنتِ نبوی ہے

۵۰۸۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ اُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَاَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ وَبَيْنَهُمَا سِتَّةُ اَمْيَالٍ وَّسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ وَّبَيْنَهُمَا مِيْلٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تربیت یافتہ گھوڑوں کی مسابقت میں حصہ لیا (یہ دوڑ) مقام حفیاء سے شروع ہوئی جو ثنیۃ الوداع پر ختم ہوئی جن کا درمیانی فاصلہ چھ میل تھا اور حضور نے غیر تربیت یافتہ گھوڑوں کی مسابقت میں (بھی) حصہ لیا جو ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زُریق تک ہوئی تھی جس کا درمیانی فاصلہ (صرف) ایک میل تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَرَوَى الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ فَاِنْ كَانَ يُؤْمِنُ اَنْ يَّسْبِقَ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ وَاِنْ كَانَ لَا يُؤْمِنُ اَنْ يَّسْبِقَ فَلَا بَاْسَ بِهٖ.

اور امام بغوی نے شرح السنہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص (مسابقت کے موقع پر) دو گھوڑوں کے درمیان اپنا گھوڑا (بھی دوڑ میں) شریک کر دے اور اس کو یقین ہو کہ (میرا گھوڑا) سبقت کرے گا تو ایسی (شرکت) میں بھلائی نہیں (یعنی یہ شرکت جائز نہیں) اور اگر اس کو ایسا یقین نہ ہو کہ وہ سبقت لے جائے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں یعنی یہ صورت جائز ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ مَنْ اَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ يَعْنِيْ وَهُوَ لَا يُؤْمِنُ اَنْ يَّسْبِقَ

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ہے کہ کوئی شخص (مسابقت کے موقع پر) دو گھوڑوں کے درمیان اپنا گھوڑا (بھی دوڑ میں) شریک کرے اور

فَلَيْسَ بِقِمَارٍ وَمَنْ اَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَقَدْ اٰمَنَ اَنْ يَّسْبِقَ فَهُوَ قِمَارٌ.

اس کو یہ یقین نہ ہو کہ وہ سبقت لے جائے گا تو یہ جوا نہیں ہے (اور یہ جائز ہے) اور جو شخص اپنا گھوڑا دو گھوڑوں کے درمیان داخل کر دے اور یقین رکھتا ہو کہ وہ (گھوڑا) سبقت کر جائے گا تو یہ جوا ہے (یعنی جائز نہیں ہے)۔

ف: واضح ہو کہ گھڑ دوڑ میں شرط اگر ایک طرف سے ہو یا کسی ثالث یا حاکم کی طرف سے ہو تو درست ہے اس کے برخلاف اگر شرط دونوں جانب سے ہو تو حرام ہے۔ ۱۲

بَابٌ
گھڑ دوڑ میں جَلَب اور جَنَب منع ہے

٥٠٨٤ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاجَلَبَ وَلَا جَنَبَ زَادَ يَحْيٰى فِيْ حَدِيْثِهٖ فِي الرِّهَانِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مَعَ زِيَادَةٍ فِيْ بَابِ الْغَصَبِ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (گھڑ دوڑ میں) جلَب اور جنَب نہیں ہے (یعنی منع ہے)۔ یحییٰ نے اپنی حدیث میں ''رِھَان'' کا لفظ زائد روایت کیا ہے (یعنی مشروط مسابقت میں بھی جلَب و جنَب منع ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور ترمذی نے اس کی روایت تھوڑی زیادتی کے ساتھ باب الغصب میں کی ہے۔

ف: جلَب سے مراد یہ ہے کہ گھڑ دوڑ میں سوار اپنے ساتھ ایک اور شخص کو رکھے اور وہ گھوڑے کو شہ دیتا رہے تا کہ گھوڑا آگے بڑھ جائے اور جنَب یہ ہے کہ اپنے گھوڑے کے ساتھ ایک اور کوتل گھوڑا لگا رکھے اور جب اپنی سواری والا گھوڑا تھک جائے تو کوتل گھوڑے پر وہ سوار ہو جائے۔ (حاشیہ ابوداؤد) ۱۲

بَابٌ
یک طرفہ شرط کا مال لینے کی جائز صورتیں

٥٠٨٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا سَبَقَ اِلَّا فِيْ نَصْلٍ اَوْخُفٍّ اَوْ حَافِرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ اَيْ لَا يَحِلُّ اَخْذُ الْمَالِ بِالْمُسَابَقَةِ اِلَّا فِيْ اَحَدِهَا وَاَلْحَقَ فُقَهَائُنَا بِهَا الْمُسَابَقَةَ بِالْاَقْدَامِ لِاَنَّهَا مِنْ اَسْبَابِ الْجِهَادِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (مسابقت میں) شرط کا مال لینا (جائز) نہیں ہے سوائے ان (تین صورتوں) کے: تیراندازی، اونٹ کی دوڑ اور گھڑ دوڑ میں (جب کہ شرط یک طرفہ ہو)۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔ یعنی ان تین صورتوں میں سے ہر ایک میں سابقت کی شرط کا مال لینا جائز ہے اور ہمارے فقہاء نے دوڑ کو بھی ان ہی میں شامل کیا ہے اس لیے کہ یہ سب اسبابِ جہاد ہیں۔

ف: واضح ہو کہ فقہاء نے مذکورہ بالا صورتوں کے ساتھ اُن چیزوں کو بھی جو اسبابِ جہاد میں ہیں جیسے گدھا، خچر، ہاتھی، پتھر پھینکنے کو بھی اسی حکم میں داخل کیا ہے اس کے برخلاف اُن چیزوں کو جو اسبابِ جہاد میں نہیں جیسے کبوتر بازی اور مرغ بازی وغیرہ ان کی مسابقت میں مال لینا جائز نہیں ہے۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ
جہاد کے لیے گھوڑوں کو رکھنا باعثِ برکت ہے

٥٠٨٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَرَكَةُ فِيْ نَوَاصِي الْخَيْلِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ برکت گھوڑوں کی پیشانیوں میں ہے (یہاں پیشانی سے مراد

45 مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

گھوڑا ہے اور گھوڑوں میں برکت اس لیے ہے کہ وہ اسباب جہاد ہیں)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے لیے گھوڑے رکھنے میں دین و دنیا کی بھلائی ہے

٥٠٨٧ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْوِيْ نَاصِيَةَ فَرَسٍ بِإِصْبَعِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَجْرُ وَالْغَنِيْمَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گھوڑے کی پیشانی (کے بال) اپنی انگشت مبارک سے (ازراہ شفقت) بیچ دیتے ہوئے دیکھا اور آپ یوں فرما رہے تھے کہ قیامت تک گھوڑوں کی پیشانی سے برکت وابستہ رہے گی (یعنی آخرت میں) ثواب اور (دنیا میں) مال غنیمت۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

گھوڑوں کی پیشانی، گردن اور دُم کے بالوں کو کترنا منع ہے

٥٠٨٨ - وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَقُصُّوْا نَوَاصِيَ الْخَيْلِ وَلَا مَعَارِفَهَا وَلَا أَذْنَابَهَا فَإِنَّ أَذْنَابَهَا مَذَابُّهَا وَمَعَارِفَهَا دِفَاؤُهَا وَنَوَاصِيَهَا مَعْقُوْدٌ فِيْهَا الْخَيْرُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عتبہ بن عبدالسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانی، گردن اور دُم کے بالوں کو نہ کترو اس لیے کہ دُم کے بال ان کے چنور ہیں (جن سے وہ مکھیاں اُڑاتے ہیں) اور ایال (یعنی ان کی گردن کے بال) ان کو گرمی پہنچاتے ہیں اور ان کی پیشانی کے بالوں سے بھلائی وابستہ ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے گھوڑوں کو محبت سے پالنا چاہیے

٥٠٨٩ - وَعَنْ أَبِيْ وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَبِطُوا الْخَيْلَ وَامْسَحُوْا بِنَوَاصِيْهَا وَأَعْجَازِهَا أَوْ قَالَ أَكْفَالِهَا وَقَلِّدُوْهَا وَلَا تُقَلِّدُوْهَا الْأَوْتَارَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گھوڑوں کو باندھ رکھو (یعنی جہاد کے لیے کھلا پلا کر تیار کرو) اور (محبت سے) ان کی پیشانیوں اور پٹھوں پر ہاتھ پھیرا کرو یا آپ نے ("اعجاز" کی بجائے) "اکفالھا" فرمایا (پھر یہ بھی فرمایا:) تم ان کی گردنوں میں (جو چاہے) ہار مالے ڈالو لیکن ان کی گردنوں میں کمانوں کے چلّے نہ ڈالو (تاکہ بھاگ دوڑ میں ان کو ضرر نہ پہنچے)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے گھوڑے پر خرچ شدہ مال بھی باعثِ ثواب ہے

٥٠٩٠ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَإِنَّ شِبَعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِيْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) خالصۃً اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی صداقت پر یقین رکھتے ہوئے گھوڑا پالے تو اس کا چارہ اور پانی (جو بطور غذا اس کو دیا گیا) اور اس کی لید اور پیشاب (یہ سب بطور ثواب کے) قیامت کے دن اس کے میزان (عمل) میں رکھے جائیں گے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

حضور کی محبوب ترین چیز

۵۰۹۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ النِّسَاءِ مِنَ الْخَيْلِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امہات المومنین کے بعد جو چیز محبوب ترین تھی وہ (جہاد کے) گھوڑے تھے۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

گھوڑوں میں شِکال عیب ہے

۵۰۹۲ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الشِّكَالَ فِي الْخَيْلِ وَالشِّكَالُ اَنْ يَكُوْنَ الْفَرَسُ فِيْ رِجْلِهِ الْيُمْنٰى بَيَاضٌ وَّفِيْ يَدِهِ الْيُسْرٰى اَوْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى وَرِجْلِهِ الْيُسْرٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑوں میں شِکال کو ناپسند فرماتے تھے اور شکال یہ ہے کہ گھوڑے کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا اس کے دائیں ہاتھ اور بائیں پیر میں (سفیدی ہو) اس لیے کہ ایسے گھوڑے تیز رو نہیں ہوتے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

عمدہ گھوڑوں کی نشانیاں

۵۰۹۳ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الْخَيْلِ الْاَدْهَمُ الْاَقْرَحُ الْاَرْثَمُ ثُمَّ الْاَقْرَحُ الْمُحَجَّلُ طَلْقُ الْيَمِيْنِ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ اَدْهَمَ فَكُمَيْتٌ عَلٰى هٰذِهِ الشِّيَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ سب سے بہتر گھوڑا مشکی یعنی کالا گھوڑا ہے جس کی پیشانی اور اوپر کے ہونٹ پر تھوڑی سی سفیدی ہو پھر (دوسرا) پنج کلیان جس کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں لیکن دایاں ہاتھ سفید نہ ہو اور اگر سیاہ گھوڑا نہ (ملے) تو پھر (تیسرا) کُمیت (یعنی گہرے سرخ رنگ کا گھوڑا جو سیاہی مائل ہو) اور جو اوپر بیان کردہ نشانیاں رکھتا ہو۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

پسندیدہ گھوڑے

۵۰۹۴ - وَعَنْ اَبِيْ وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكُلِّ كُمَيْتٍ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ اَوْ اَشْقَرَ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ اَوْ اَدْهَمَ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم اِن (تین گھوڑوں) کو رکھا کرو: (۱) کُمیت گہرے سرخ رنگ کا گھوڑا جس کی پیشانی اور ہاتھ پیر سفید ہوں یا (۲) اشقر یعنی سرخ گھوڑا جس کی پیشانی اور ہاتھ پیر سفید ہوں یا (۳) اِدہم کالا گھوڑا جس کی پیشانی اور ہاتھ پیر سفید ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

سرخ رنگ کے گھوڑے برکت والے ہوتے ہیں

۵۰۹۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمْنُ الْخَيْلِ فِي الشُّقْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ برکت سرخ رنگ والے گھوڑوں میں ہوتی ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے لیے گھوڑوں کی نسل کو برقرار رکھنے کی تاکید

٥٠٩٦ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا مَّأْمُوْرًا مَّا اخْتَصَّنَا دُوْنَ النَّاسِ بِشَيْءٍ إِلَّا بِثَلَاثٍ اَمَرَنَا اَنْ نُّسْبِغَ الْوُضُوْءَ وَاَنْ لَّا نَاْكُلَ الصَّدَقَةَ وَاَنْ لَّا نُنْزِيَ حِمَارًا عَلٰى فَرَسٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مامور بندے تھے (کہ لوگوں کو احکام الٰہی پہنچائیں) اور حضور نے ہم (اہلِ بیت) کو عام لوگوں کے مقابلہ میں کوئی خاص حکم نہیں فرمایا، بجز ان تین باتوں کے وہ یہ کہ (۱) آپ نے حکم دیا کہ کامل وضو کریں (۲) اور ہم زکوٰۃ اور صدقہ (کا مال) نہ کھائیں (۳) اور ہم (نسل کے لیے) گدھے کو گھوڑی سے نہ ملائیں۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيْرَ عَلَى الْخَيْلِ فَكَانَتْ لَنَا مِثْلَ هٰذِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ.

اور ابوداؤد اور نسائی کی ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خچر ہدیۃً بھیجا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ حضرت علی نے فرمایا: اگر ہم بھی گھوڑیوں کو گدھوں سے ملاتے تو ہمارے پاس بھی ایسے ہی (خچر) پیدا ہوتے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کام وہ لوگ کرتے ہیں، جن کو علم نہیں۔

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ اِنَّ النَّهْيَ نَهْيُ اِرْشَادٍ وَّشَفْقَةٍ كَيْلَا يَكُوْنَ تَقْلِيْلُ اٰلَةِ الْجِهَادِ فَاِنَّ الْفَرَسَ يَعْمَلُ مَا لَا يَعْمَلُ الْبَغْلُ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ممانعت ایک مشفقانہ رہنمائی ہے تا کہ (گھوڑے) اسبابِ جہاد میں کم نہ ہو جائیں، اس لیے کہ گھوڑے وہ کام کرتے ہیں جو خچر نہیں کرتے۔

فَالْحَاصِلُ اَنَّ تَحْصِيْلَ الْبِغَالِ لَيْسَ غَيْرُ جَائِزٍ.

حاصل (کلام) یہ ہے کہ خچروں (کی نسل) کا (گھوڑیوں سے) حاصل کرنا ناجائز نہیں ہے۔

بَابٌ

ہتھیار پر چاندی کا استعمال

٥٠٩٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتْ قَبِيْعَةُ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی (اس وجہ سے کہ اس کو ہاتھ نہیں لگتا تھا اور یہ جائز ہے)۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

وَقَالَ التُّوْرِبُشْتِيُّ حَدِيْثُ مَزِيْدَةَ لَا يَقُوْمُ بِهٖ حُجَّةٌ اِذْ لَيْسَ لَهٗ سَنَدٌ يُّعْتَدُّ بِهٖ ذَكَرَ صَاحِبُ الْاِسْتِيْعَابِ حَدِيْثَهٗ وَقَالَ اَسْنَادُهٗ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

اور تورپشتی نے کہا کہ حدیثِ مزیدہ سے اس وقت تک حجت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اس کی کوئی ایسی سند نہ ہو جو اسے تقویت بخشے۔ صاحب الاستیعاب نے حدیث نقل کی اور فرمایا کہ اس کی سند قوی نہیں۔

بَابٌ

جنگ میں دوسری حفاظت مسنون ہے

٥٠٩٨ - وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَيْهِ يَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ قَدْ ظَاهَرَ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ اُحد کے دن دو زرہیں، اوپر نیچے پہنے ہوئے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

مَاجَةَ.

بَابٌ

۵۰۹۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ رَايَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَاءَ لِوَاءُهُ أَبْيَضُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

اسلامی فوج کے جھنڈوں کا رنگ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رایہ (یعنی جھنڈا بڑا اور) سیاہ تھا اور آپ کا لواء (یعنی نشان چھوٹا اور) سفید تھا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۱۰۰ - وَعَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ مَوْلٰى مُحَمَّدِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ بَعَثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ إِلَى الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ يَّسْأَلُهُ عَنْ رَّايَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرَبَّعَةً مِّنْ نَّمِرَةٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

حضور کے جھنڈے کی کیفیت

حضرت موسیٰ بن عبیدہ مولیٰ محمد بن القاسم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد بن القاسم نے مجھے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے (کے رنگ اور اس کی کیفیت) کے بارے میں دریافت کروں۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ اونی دھاری دار چادر کا سیاہ چوکور کپڑا تھا۔ اس کی روایت امام احمد ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۱۰۱ - وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَلِوَاءُهُ أَبْيَضُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

فتح مکہ کے وقت حضور کا جھنڈا سفید تھا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے دن جب) مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو آپ کا جھنڈا سفید تھا۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۱۰۲ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْسٌ عَرَبِيَّةٌ فَرَاٰى رَجُلًا بِيَدِهٖ قَوْسًا فَارِسِيَّةً قَالَ مَا هٰذِهٖ أَلْقِهَا وَعَلَيْكُمْ بِهٰذِهٖ وَأَشْبَاهِهَا وَرِمَاحِ الْقَنَا فَإِنَّهَا يُؤَيِّدُ اللّٰهُ لَكُمْ بِهَا فِى الدِّيْنِ وَيُمَكِّنُ لَكُمْ فِى الْبِلَادِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

فتح کا مدار ہتھیار پر نہیں اللہ کی نصرت پر ہے

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں ایک عربی کمان تھی آپ نے ایک شخص کے ہاتھ میں ایک ایرانی کمان دیکھی تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس کو پھینک دو اور ہمیشہ ایسی اور اسی کے مانند یعنی عربی کمانیں اور برچھوں کو استعمال کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے تمہارے دین میں مدد کرے گا اور شہروں میں تم کو (فاتح بنا کر) جما دے گا۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابُ اٰدَابِ السَّفَرِ

۵۱۰۳ - عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِىْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سفر کے آداب کا بیان

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لیے جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور (سفر کے لیے) جمعرات کے دن نکلنا آپ کو پسند تھا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ
صبح کے اوقات میں برکت کے لیے حضور کی دعا

٥١٠٤ - وَعَنْ صَخْرِ بْنِ وَدَاعَةَ الْغَامِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا وَكَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً اَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا فَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ اَوَّلَ النَّهَارِ فَاَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت صخر بن وداعہ غامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اے اللہ! میری امت کے لیے دن کی ابتدائی ساعتوں کو برکت والا بنا دے! اور حضور جب کوئی لشکر یا فوجی دستہ (کہیں) روانہ کرتے تو (عموماً) دن کی ابتدائی ساعتوں (ہی) میں روانہ فرماتے۔ اور (راوی حدیث) حضرت صخر تاجر تھے اور وہ پنا تجارتی مال دن کی ابتدائی ساعتوں میں بھیجا کرتے تھے' (اس اتباع سنت) کی وجہ سے وہ دولت مند ہو گئے اور ان کے مال میں بھی اضافہ ہو گیا۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ
صبح سفر پر روانہ ہونے کی فضیلت

٥١٠٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَوَافَقَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَغَدَا اَصْحَابُهٗ وَقَالَ اَتَخَلَّفُ وَاُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَلْحَقُهُمْ فَلَمَّا صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَغْدُوَ مَعَ اَصْحَابِكَ فَقَالَ اَرَدْتُّ اَنْ اُصَلِّيَ مَعَكَ ثُمَّ اَلْحَقُهُمْ فَقَالَ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَا اَدْرَكْتَ فَضْلَ غَدْوَتِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا اور یہ واقعہ جمعہ کے دن کا تھا' آپ کے سب ساتھی صبح کے وقت روانہ ہو گئے۔ انہوں نے (اپنے کسی ساتھی سے) کہا: میں ٹھہر جاؤں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (نماز جمعہ) پڑھ کر لشکر سے جا ملوں گا' جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز (جمعہ) پڑھی تو حضور نے ان کو دیکھا تو دریافت فرمایا کہ صبح اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہونے سے تم کو کس چیز نے روکا؟ انہوں نے جواب دیا: کہ میرا ارادہ ہوا کہ میں آپ کے ساتھ نماز (جمعہ) پڑھ لوں' پھر ان سے (یعنی لشکر) سے جا ملوں گا۔ (یہ سن کر) آپ نے فرمایا کہ اگر تم دنیا کی تمام چیزوں کو (بھی اللہ کی راہ میں) خرچ کر دو تو تم ان کے صبح روانہ ہونے کی فضیلت (اور ثواب) کو نہیں پا سکتے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ
رات میں بھی سفر کی تاکید

٥١٠٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ فَاِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (سفر میں) راتوں میں بھی چلا کرو' اس لیے کہ زمین رات میں لپیٹ دی جاتی ہے (یعنی سفر آسان ہوتا ہے اور فاصلہ کم معلوم ہوتا ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ رات کے سفر کے بارے میں ابتدائی اور آخری دونوں حصوں میں سفر کی روایتیں ملتی ہیں۔

بَابٌ
رات میں تنہا سفر کرنا خطرناک ہے

٥١٠٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا اَعْلَمُ مَاسَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَّحْدَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ (رات میں) تنہا سفر کرنے (کے خطرات) سے واقف ہوتے جیسا کہ میں جانتا ہوں تو کوئی سوار رات میں تنہا سفر نہ کرتا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

سفر میں کم سے کم تین آدمی ہوں

۵۱۰۸ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَّالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ (سفر میں تنہا) سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین (سوار) قافلہ ہیں (اور جماعت بھی' اور ان پر اللہ کی رحمت ہے اور یہ شیطان سے محفوظ رہتے ہیں)۔ اس کی روایت امام مالک' ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

سفر اور جنگ میں کس قدر افراد کی تعداد بہتر ہے؟

۵۱۰۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّحَابَةِ اَرْبَعَةٌ وَّخَيْرُ السَّرَايَا اَرْبَعُ مِائَةٍ وَخَيْرُ الْجُيُوْشِ اَرْبَعَةُ الْاٰفٍ وَلَنْ يُغْلَبَ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا مِّنْ قِلَّةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: (سفر میں) چار آدمیوں کا ساتھ رہنا بہتر ہے اور فوجی دستہ جو چار سو کا ہو' وہ بہتر ہوتا ہے اور بہترین لشکر وہ ہے جس میں چار ہزار (سپاہی) ہوں اور بارہ ہزار کا لشکر (تعداد کی) کمی کی وجہ سے (ان شاء اللہ) ہرگز شکست نہیں کھائے گا۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

سفر میں امیر بنانے کی تاکید

۵۱۱۰ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فِيْ سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوْا اَحَدَهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر سفر میں تین آدمی (بھی) ہوں تو ان کو چاہیے کہ اپنے میں سے ایک (جو ان میں افضل ہو) کو امیر مقرر کر لیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جماعت کا سردار ہی ان کا خادم ہے

۵۱۱۱ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْقَوْمِ فِي السَّفَرِ خَادِمُهُمْ فَمَنْ سَبَقَهُمْ بِخِدْمَةٍ لَّمْ يَسْبِقُوْهُ بِعَمَلٍ اِلَّا الشَّهَادَةَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سفر میں جماعت کا سردار وہ ہے جو ان کی خدمت کرتا ہو' تو جو شخص خدمت میں ان میں سب سے آگے بڑھ جائے تو اور لوگ کسی عمل کے ذریعہ اس سے سبقت نہیں لے جا سکتے' البتہ صرف شہید (ہی سبقت لے جا سکتا ہے)۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

سفر میں منزل پر مل کر رہنے کی تاکید

۵۱۱۲ - وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ كَانَ

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام

النَّاسُ اِذَا نَزَلُوْا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوْا فِي الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِيْ هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ اِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِّنَ الشَّيْطَانِ فَلَمْ يَنْزِلُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ مَنْزِلًا اِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ حَتّٰى يُقَالَ لَوْ بُسِطَ عَلَيْهِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(دورانِ سفر میں) کسی جگہ قیام کرتے تو گھاٹیوں اور وادیوں میں پھیل جاتے۔ (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا ان گھاٹیوں اور وادیوں میں (اس طرح) متفرق ہو جانا یہ تو صرف شیطان کی طرف سے ہے (کہ تم کو ایک دوسرے سے جدا کر دے اور دشمن تم پر قابو پا جائے' اس کے بعد) صحابہ جب کبھی کسی جگہ اترتے تو آپس میں اس طرح مل کر رہتے' (کہ ان کو دیکھ کر) کہا جاتا کہ اگر ان پر کوئی کپڑا پھیلا دیا جائے تو سب کو ڈھانک لے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

منزل پر زائد جگہ گھیرنے اور راستہ روکنے کی وعید

۵۱۱۳ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَيَّقَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ وَقَطَعُوا الطَّرِيْقَ فَبَعَثَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُّنَادِيْ فِي النَّاسِ اِنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلًا اَوْ قَطَعَ طَرِيْقًا فَلَا جِهَادَ لَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت سہل بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد کیا۔ بعض لوگوں نے (ضرورت سے زیادہ جگہ گھیر کر دوسروں کے لیے) جگہ تنگ کر دی اور (راستوں پر ٹھہر کر) راستہ کو روک دیا۔ رسول اللہ ﷺ (کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ) نے ایک منادی کو بھیجا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کرے کہ جو (لوگوں کے لیے) جگہ کو تنگ کرے اور راستہ روکے تو اس کو جہاد (کا ثواب) نہیں ملے گا (اس لیے کہ اس نے لوگوں کو تکلیف پہنچائی ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

رات کے سفر میں آرام کرنے کا مسنون طریقہ

۵۱۱۴ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور آخر رات کہیں اُترتے تو اپنی سیدھی کروٹ پر آرام فرماتے اور جب فجر سے کچھ پہلے (کسی مقام پر) ٹھہرتے تو اپنے (سیدھے) ہاتھ کو کھڑا کرتے اور اپنے سر کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر لیٹتے (تاکہ نیند کا غلبہ نہ ہو اور نماز فجر اپنے وقت پر ادا ہو)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

چیتے کے چمڑے کے استعمال کی ممانعت

۵۱۱۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصْحَبُ الْمَلٰئِكَةُ رِفْقَةً فِيْهَا جِلْدُ نَمِرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ فرشتے اُس قافلہ کے ساتھ نہیں رہتے جس میں چیتے کا چمڑا (استعمال کیا جاتا) ہو (اس لیے کہ وہ تکبر کی نشانی ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

قافلہ کے ساتھ بے ضرورت کتا رکھنا یا گھنٹی باندھنا منع ہے

۵۱۱۶ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِکَۃُ رِفْقَۃً فِیْھَا کَلْبٌ وَّلَا جَرَسٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

ﷺ فرماتے ہیں کہ (رحمت کے) فرشتے ایسے قافلہ کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں (بے ضرورت) کتا ہو یا (جانوروں کے گلے میں) گھنٹی باندھی جائے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

گھنٹی شیطان کا باجا ہے

٥١١٧ - وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْجَرَسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ گھنٹی شیطان کا باجا ہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جانوروں کے گلوں میں پٹہ باندھنا منع ہے

٥١١٨ - وَعَنْ اَبِیْ بَشِیْرٍ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّہٗ کَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِہٖ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا لَّا تَبْقَیَنَّ فِیْ رَقَبَۃِ بَعِیْرٍ قِلَادَۃٌ مِّنْ وَّتَرٍ اَوْ قِلَادَۃٌ اِلَّا قُطِعَتْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' رسول اللہ ﷺ نے ایک قاصد کو (قافلہ میں یہ اعلان کرنے کے لیے) روانہ فرمایا کہ جس کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا پٹہ ہو یا (سادہ) پٹہ ہو تو اس کو کاٹ دیا جائے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

رات میں سفر کرنے والوں کے لیے ہدایات

٥١١٩ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَقَّھَا مِنَ الْاَرْضِ وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِی السَّنَۃِ فَاَسْرِعُوْا عَلَیْھَا السَّیْرَ وَاِذَا عَرَّسْتُمْ بِاللَّیْلِ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِیْقَ فَاِنَّھَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَاْوَی الْھَوَامِّ بِاللَّیْلِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم سرسبزی اور شادابی (کے زمانہ) میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین سے ان کا حق دو (یعنی چرنے کے لیے ان کو چھوڑ دیا کرو) اور جب تم قحط سالی میں سفر کرو تو تیز رفتاری سے سفر کرو (تاکہ جانور کے تھکنے سے پہلے تم منزل مقصود تک پہنچ جاؤ) اور جب تم (سفر میں) آخر شب کہیں قیام کرو تو راستوں پر مت ٹھہرو' اس لیے کہ یہ جانوروں (اور انسانوں) کے راہ گزر ہیں اور موذی جانوروں کے رات میں ٹھکانے ہیں۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِذَا سَافَرْتُمْ فِی السَّنَۃِ فَبَادِرُوْا بِھَا نِقْیَھَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب تم قحط سالی میں سفر کرو تو (سفر میں) تیزی کرو تاکہ جانور کی ہڈیوں میں گودا باقی رہے (یعنی وہ کمزور ہونے نہ پائے)۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جانوروں پر بے ضرورت بیٹھے رہنے کی ممانعت

٥١٢٠ - وَعَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَّخِذُوْا ظُھُوْرَ دَوَابِّکُمْ مَنَابِرَ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِنَّمَا سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُبَلِّغَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَکُوْنُوْا بَالِغِیْہِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ اپنی سواریوں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لیے تمہارے تابع کیا ہے کہ وہ تمہیں (ایک شہر سے دوسرے) شہر تک پہنچائیں جہاں پہنچنے کے لیے تم کو (بغیر سواری کے)

وَجَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فَعَلَيْهَا فَاقْضُوْا حَاجَاتِكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

شدید مشقت اٹھانا پڑتی تھی اور تمہارے لیے زمین بنائی تو تم اس پر اپنی ضرورتوں کو پورا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

منزل پر پہنچتے ہی سواریوں کا بوجھ اتار دیا جائے

۵۱۲۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا اِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَا نُسَبِّحُ حَتّٰى نَحِلَّ الرِّحَالَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی منزل پر اترتے تو (نفل) نماز نہ (بھی) پڑھتے یہاں تک کہ کجاووں کو اونٹوں پر سے اتار نہ لیتے (تاکہ سواریوں کو تکلیف نہ ہو)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

زائد از ضرورت چیزوں کے حق دار محتاج ہیں

۵۱۲۲ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ سَفَرٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ فَجَعَلَ يَضْرِبُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلُ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ قَالَ خُذُوْا مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِيْ فَضْلٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک ایک شخص اونٹ پر سوار حضور کے پاس آیا اور اپنی سواری کو (حالت اضطراب میں ایک ضرورت مند کی طرح) دائیں اور بائیں پھرانے لگا (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس زائد سواری ہو اسے چاہیے کہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس زائد توشہ ہو اس کو دے دے جس کے پاس توشہ نہ ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قسم کے اموال کا ذکر فرمایا (جیسے کپڑا، جوتا، مشکیزہ، پانی اور پیسے وغیرہ) یہاں تک کہ ہم یہ محسوس کرنے لگے کہ ہم اپنی زائد چیزوں کے حقدار نہیں ہیں (بلکہ وہ حاجت مندوں کا حق ہے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ازراہِ تکبر زائد سواریاں رکھنا اور گھروں کی آرائش کرنا منع ہے

۵۱۲۳ - وَعَنْ سَعِيْدِ ابْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ اِبِلٌ لِّلشَّيَاطِيْنِ وَبُيُوْتٌ لِّلشَّيَاطِيْنِ فَاَمَّا اِبِلُ الشَّيَاطِيْنِ فَقَدْ رَاَيْتُهَا يَخْرُجُ اَحَدُكُمْ بِنُجَيْبَاتٍ مَّعَهٗ قَدْ اَسْمَنَهَا فَلَا يَعْلُوْ بَعِيْرًا مِّنْهَا وَيَمُرُّ بِاَخِيْهِ قَدِ انْقَطَعَ بِهٖ فَلَا يَحْمِلُهٗ وَاَمَّا بُيُوْتُ الشَّيَاطِيْنِ فَلَمْ اَرَهَا كَانَ سَعِيْدٌ يَقُوْلُ لَا اَرَاهَا اِلَّا هٰذِهِ الْاَقْفَاصَ الَّتِيْ يَسْتُرُهَا النَّاسُ بِالدِّيْبَاجِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت سعید بن ابی ہند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعض اونٹ (یعنی سواریاں) شیطانوں کے لیے ہوتے ہیں اور بعض گھر (بھی) شیطانوں کے لیے ہوتے ہیں۔ رہا شیطانوں کے اونٹ تو میں نے انہیں دیکھ لیا ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنے ساتھ قوی اور تیز رفتار اونٹنیوں کو لے کر نکلتا ہے جن کو اس نے (کھلا پلا کر) موٹا تازہ کیا ہے لیکن ان میں سے کسی پر سوار نہیں ہوتا اور (سفر میں) وہ اپنے (ایک ایسے) بھائی پر سے گزرتا ہے جو تھک کر (چلنے سے) عاجز ہو گیا ہے اس کے باوجود بھی اپنے (اس کمزور بھائی کو) اس (کوتل اونٹ) پر سوار نہیں کراتا، اور اب رہے شیطانوں کے گھر، (حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ) ان کو میں نے تو نہیں دیکھا۔ اور (راوی حدیث) حضرت سعید فرماتے

ہیں کہ میری رائے میں (شیطان کے گھر سے مراد) وہ پنجرے یعنی عماریاں اور ہودج ہیں جن پر لوگ (از راہِ تکبر) ریشم کے پردے ڈالتے ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

قافلہ سالار کا پیچھے چلنا مسنون ہے

٥١٢٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرِ فَيُزْجِي الضَّعِيْفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُوْلَهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (سفر کے دوران قافلہ میں) پیچھے چلا کرتے تھے' کمزور سواری کو آگے بڑھانے (میں مدد فرماتے) اور (پیدل چلنے والے کو) پیچھے سوار کرنے کے لیے اور ان کے لیے دعا فرماتے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

سفر سے جلد واپس ہو جانا چاہیے جب کہ مقصد حاصل ہو جائے

٥١٢٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدُكُمْ نَوْمَهُ وَشَرَابَهُ فَاِذَا قَضٰى نَهْمَتَهُ مِنْ وَّجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ سفر عذاب کی ایک قسم ہے کہ وہ تم کو سونے اور (کھانے) پینے سے روکتا ہے' اس لیے جب سفر کا مقصد پورا ہو جائے تو چاہیے کہ گھر لوٹنے میں جلدی کرے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

حضور جب سفر سے واپس ہوتے تو اہل بیت کے بچے آپ کا استقبال کرتے

٥١٢٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تَلَقّٰى بِصِبْيَانِ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَنَّهٗ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِيْ اِلَيْهِ فَحَمَلَنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِيْءَ بِاَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ فَاَرْدَفَهٗ خَلْفَهٗ قَالَ فَاُدْخِلْنَا الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةً عَلٰى دَابَّةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر سے (واپس) تشریف لاتے تو اہل بیت کے بچوں کے ساتھ آپ کا استقبال کیا جاتا۔ (ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ) آپ ایک سفر سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے مجھے (یعنی راوی حدیث حضرت عبداللہ بن جعفر) کو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے اٹھا لیا اور (سواری پر) اپنے سامنے بٹھا لیا' پھر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دو صاحبزادوں (حضرت حسن یا حضرت حسین) میں سے کسی ایک کو لایا گیا تو آپ نے ان کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ راوی کا بیان ہے کہ (اس طرح) ہم تینوں ایک سواری پر مدینہ میں داخل ہوئے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

عورتوں کا پردہ میں محرم کے ساتھ سواری پر بیٹھنے کا جواز

٥١٢٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ اَقْبَلَ هُوَ وَاَبُوْطَلْحَةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (غزوۂ خیبر) سے (مدینہ) واپس ہوئے اور (اس وقت) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سواری پر آپ

عَلٰی رَاحِلَتِہٖ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھیں۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

مالک سواری پر آگے بیٹھنے کا حق دار ہے

۵۱۲۸- وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ اِذْ جَاءَہٗ رَجُلٌ مَّعَہٗ حِمَارٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِرْکَبْ وَتَاَخَّرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اَنْتَ اَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِکَ اِلَّا اَنْ تَجْعَلَہٗ لِیْ قَالَ جَعَلْتُہٗ لَکَ فَرَکِبَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (کہیں) تشریف لے جارہے تھے۔اس اثناء میں کہ اچانک ایک شخص گدھے پر سوار آپ کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ (اس پر) سوار ہو جایئے اور وہ شخص پیچھے ہٹا' (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں! تو اپنی سواری پر سامنے بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے!البتہ اگر تو مجھے یہ جانور دے دے (تو میں آگے بیٹھوں گا)' اس نے جواب دیا: (یارسول اللہ!) یہ سواری میں نے آپ کو دے دی' تو آپ اس پر سوار ہو گئے۔اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضور کو سفر میں بھی مساوات اور حصولِ ثواب کا خیال رہتا تھا

۵۱۲۹- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنَّا یَوْمَ بَدْرٍ کُلُّ ثَلَاثَۃٍ عَلٰی بَعِیْرٍ فَکَانَ اَبُوْلُبَابَۃَ وَعَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ زَمِیْلَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَکَانَتْ اِذَا جَاءَتْ عُقْبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَا نَحْنُ نَمْشِیْ عَنْکَ قَالَ مَا اَنْتُمَا بِاَقْوٰی مِنِّیْ وَمَا اَنَا بِاَغْنٰی عَنِ الْاَجْرِ مِنْکُمَا رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں (سواریوں کی کمی کی وجہ سے) ہم لوگ ایک ایک اونٹ پر تین تین آدمی سوار تھے۔چنانچہ حضرت ابولبابہ اور حضرت علی ابن ابو طالب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔راوی کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ (کے چلنے) کی باری آتی تو یہ دونوں (یعنی حضرت علی اور حضرت ابولبابہ' حضور سے) عرض کرتے کہ آپ کی طرف سے ہم چلیں گے (اور آپ سوار ہی رہیے)۔حضور فرماتے کہ تم دونوں مجھ سے زیادہ طاقت ور نہیں ہو اور نہ میں تم دونوں کے مقابلہ میں ثواب سے مستغنی ہوں۔اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہونے کے اوقات

۵۱۳۰- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَطْرُقُ اَھْلَہٗ لَیْلًا وَّکَانَ لَا یَدْخُلُ اِلَّا غُدْوَۃً اَوْ عَشِیَّۃً مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (جب کسی طویل سفر سے) رات کے وقت واپس آتے تو گھر میں داخل نہ ہوتے بلکہ صبح یا شام کے وقت گھر میں داخل ہوتے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۱۳۱- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَطَالَ اَحَدُکُمُ الْغَیْبَۃَ فَلَا یَطْرُقْ اَھْلَہٗ لَیْلًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم سے کوئی طویل سفر پر جائے تو (واپس ہونے پر) رات کے وقت (اچانک) اپنے گھر نہ آئے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا دَخَلَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اَوَّلَ اللَّيْلِ.

اور ابوداؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کی ہے وہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص سفر سے واپس آئے تو اس کے لیے اپنے گھر والوں کے پاس آنے کا بہترین وقت اوّل شب ہے۔

بَابٌ

طویل سفر سے واپسی پر بلا اطلاع گھر میں داخل نہ ہوں

٥١٣٢ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ عَلٰى اَهْلِكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم رات کے وقت (سفر سے واپس) لوٹو تو (اسی وقت) اپنے گھر والوں کے پاس نہ جاؤ' تاکہ (بیوی یعنی) جس کا شوہر غائب سفر پر تھا' وہ زیر ناف بال صاف کر لے اور بکھرے ہوئے بالوں میں کنگھی کر لے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

سفر پر جانے سے پہلے گھر میں اور واپسی پر مسجد میں دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے

٥١٣٣ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْدِمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ لِلنَّاسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بالعموم) دن میں چاشت کے وقت سفر سے واپس ہوتے اور پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے' پھر وہاں دو رکعت نماز پڑھتے' اس کے بعد لوگوں سے (ملاقات کے لیے) وہیں تشریف رکھتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَرَوٰى الطَّبْرَانِيُّ عَنْ مَقْطَمِ بْنِ مِقْدَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَفَ اَحَدٌ عِنْدَ اَهْلِهٖ اَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يَرْكَعُهُمَا عِنْدَهُمْ حِيْنَ يُرِيْدُ سَفَرًا.

اور طبرانی نے حضرت مقطم بن مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص سفر پر جانے سے پہلے اپنے گھر میں دو رکعت نماز ادا کر لیتا ہے تو اپنے اہل کے لیے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑتا۔

بَابٌ

سفر سے واپسی پر گھر جانے سے پہلے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے

٥١٣٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ لِيْ اُدْخُلِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا' جب ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو حضور نے مجھ سے فرمایا: تم مسجد میں جاؤ اور دو رکعتیں پڑھ لو۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

مسافر کو گھر لوٹ کر ضیافت کرنا مستحب ہے

٥١٣٥ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ نَحَرَ جَزُوْرًا اَوْ بَقَرَةً رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب (کسی سفر یا غزوہ سے) مدینہ منورہ واپس ہوتے تو ایک اونٹ یا ایک گائے (بطور ضیافت) ذبح فرماتے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابُ الْكِتَابِ اِلَی الْكُفَّارِ وَدُعَائِهِمْ اِلَی الْاِسْلَامِ

غیر مسلم (بادشاہانِ وقت) کو بذریعہ خطوط اسلام قبول کرنے کی دعوت دینے کا بیان

بَابٌ

شاہِ روم کو اسلام لانے کے لیے حضور کا خط

٥١٣٦ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰی قَیْصَرَ یَدْعُوْهُ اِلَی الْاِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلَیْهِ دِحْیَةَ الْكَلْبِیَّ وَاَمَرَهٗ اَنْ یَّدْفَعَهٗ اِلٰی عَظِیْمِ بُصْرٰی لِیَدْفَعَهٗ اِلٰی قَیْصَرَ فَاِذًا فِیْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰی هِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِدَاعِیَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ یُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَیْنِ وَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَعَلَیْكَ اِثْمُ الْاَرِیْسِیِّیْنَ وَیَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر (شاہِ روم) کو خط روانہ فرمایا جس میں اس کو دعوتِ اسلام دی اور آپ نے اس خط کو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ روانہ فرمایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ اس کو حاکم بُصریٰ کے سپرد کر دیں تا کہ وہ قیصر تک پہنچا دے۔ اس خط کا مضمون یہ تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے ہرقل شاہِ روم کے نام! سلامتی ہے اس شخص کے لیے جو ہدایت قبول کرلے بعد ازیں! میں تم کو اسلام لانے کی دعوت دیتا ہوں مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے اسلام قبول کرلو اللہ تعالیٰ تم کو دوہرا ثواب عطا فرمائے گا (ایک ثواب حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے کا اور دوسرا مجھ پر ایمان لانے کا) اور اگر تم انکار کر دو تو رعیت (کے مسلمان نہ ہونے) کا گناہ (بھی) تم پر ہو گا' اے اہل کتاب! ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا رب نہ بنائے' پھر اگر وہ نہ مانیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم (تو بہرحال) مسلمان ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ اِثْمُ الْیَرِیْسِیِّیْنَ وَقَالَ بِدَعَایَةِ الْاِسْلَامِ.

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ اِثْمُ الْیَرِیْسِیِّیْنَ وَقَالَ بِدَعَایَةِ الْاِسْلَامِ"۔

بَابٌ

شاہِ ایران کو اسلام لانے کے لیے حضور کا خط

٥١٣٧ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلٰی كِسْرٰی مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِیِّ فَاَمَرَهٗ اَنْ یَّدْفَعَهٗ اِلٰی عَظِیْمِ الْبَحْرَیْنِ فَدَفَعَهٗ عَظِیْمُ الْبَحْرَیْنِ اِلٰی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خط حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ کسریٰ (شاہِ ایران) کو روانہ فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ اس (خط) کو حاکم بحرین کے حوالہ کر دیں تا کہ حاکم بحرین اس کو کسریٰ کے پاس پہنچا دے' جب اس (کسریٰ) نے اس کو

كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَءَ مَزَّقَهٗ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

پڑھا تو اس کو پھاڑ ڈالا حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر دعائے ضرر فرمائی کہ (جس طرح اس نے خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے' اسی طرح) ان کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں (چنانچہ کسریٰ کے بیٹے نے کسریٰ کو مار ڈالا' پھر چھ ماہ بعد وہ مر گیا اور بالآخر مسلمانوں کے ہاتھوں ایران فتح ہوا)۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

حاکمانِ وقت کے نام حضور کی طرف سے اسلام کی دعوت

٥١٣٨ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰى كِسْرٰى وَاِلٰى قَيْصَرَ وَاِلَى النَّجَاشِىِّ وَاِلٰى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِىِّ الَّذِىْ صَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ (شاہِ ایران)' قیصر (شاہِ روم)' نجاشی (شاہِ حبشہ) اور ہر سرکش حاکم کو اللہ کی طرف بلاتے ہوئے خطوط لکھے۔ اور یہ وہ نجاشی نہیں ہے جس کی نماز جنازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

رستم اور سردارانِ ایران کے نام' حضرت خالد کی طرف سے اسلام کی دعوت

٥١٣٩ - وَعَنْ اَبِىْ وَائِلٍ قَالَ كَتَبَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ اِلٰى اَهْلِ فَارِسٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِيْدِ اِلٰى رُسْتَمَ وَمِهْرَانَ فِىْ مَلَاِ فَارِسٍ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّا نَدْعُوْكُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَبَيْتُمْ فَاَعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّاَنْتُمْ صَاغِرُوْنَ فَاِنْ اَبَيْتُمْ فَاِنَّ مَعِىْ قَوْمًا يُّحِبُّوْنَ الْقَتْلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا يُحِبُّ فَارِسُ الْخَمْرَ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے اہل فارس کے نام (اس طرح خط) لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! خالد بن الولید کی طرف سے رستم اور فارس کے دیگر سرداروں کے نام! سلامتی اس پر جس نے ہدایت قبول کی' بعد ازیں! ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں' اگر تم انکار کرو (یعنی اسلام قبول نہ کرو) تو تم (کھڑے ہو کر) اپنے ہاتھ سے عاجزی کے ساتھ جزیہ ادا کرو' اگر (جزیہ دینے سے بھی) تمہیں انکار ہے تو (تم کو معلوم ہونا چاہیے) کہ میرے ساتھ ایک ایسی قوم ہے جو اللہ کی راہ میں جان دینے کو ایسا پسند کرتی ہے جس طرح ایرانی شراب کو (پسند کرتے ہیں) اور سلامتی تو اسی شخص پر ہے جو ہدایت کو قبول کر لے۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے موقع پر امیرِ لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت

٥١٤٠ - وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّرَ اَمِيْرًا عَلٰى جَيْشٍ اَوْ سَرِيَّةٍ اَوْ صَاهُ فِىْ خَاصَّتِهٖ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ اغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر یا فوجی دستہ پر کسی کو امیر بناتے تو اس کو بطور خاص اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں سے بھلائی کرنے کی تاکید فرماتے۔ پھر فرماتے: اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کرو' اللہ کے منکرین سے جنگ کرو' جہاد کرو' خیانت نہ کرو' عہد شکنی نہ کرو اور

فَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اغْزُوْا فَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا وَإِذَا لَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ إِلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ أَوْ خِلَالٍ فَأَيَّتُهُنَّ مَا أَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ أَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلٰى دَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوْا مِنْهَا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِيْنَ يَجْرِيْ عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِيْ يَجْرِيْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِي الْغَنِيْمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوْا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَإِنْ هُمْ أَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوْكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهٖ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهٖ وَلٰكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ فَإِنَّكُمْ إِنْ تُخْفِرُوْا ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ أَصْحَابِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهٖ وَإِنْ حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوْكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِيْ أَتُصِيْبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيْهِ أَمْ لَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مثلہ نہ کرو (یعنی مقتول کے ہاتھ پاؤں' ناک' کان نہ کاٹو) اور چھوٹے بچوں کو قتل نہ کرو۔ اور جب تو (اے امیر!) اپنے مشرک دشمنوں سے ملے تو ان کو تین چیزوں کی دعوت دے' پھر ان تین باتوں میں سے جس کو وہ مان لیں تو بھی منظور کر لے اور (لڑائی سے باز رہ)۔ پھر ان کو اسلام کی دعوت دے' اگر وہ مان لیں (یعنی اسلام قبول کر لیں) تو تو بھی قبول کر لے اور (لڑائی سے) باز رہ' پھر ان کو اپنے ملک (یعنی دارالحرب) سے دارالمہاجرین (یعنی دارالاسلام یعنی مدینہ منورہ) منتقل ہونے کی دعوت دے اور ان کو یہ بھی بتا دے کہ اگر وہ ایسا کریں (یعنی مدینہ منورہ ہجرت کر کے آ جائیں) تو وہ ان تمام حقوق کے مستحق ہوں گے جو مہاجرین کے لیے ہیں اور ان پر وہ ذمہ داریاں بھی عائد ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں (یعنی جہاد) اور اگر وہ اپنے ملک سے (دارالاسلام یعنی مدینہ منورہ) منتقل ہونے سے انکار کریں تو ان کو آگاہ کر دے کہ ان کا معاملہ دیہاتی مسلمانوں کے مانند ہوگا اور ان پر اللہ تعالیٰ کا وہی حکم جاری ہوگا جو عام مسلمانوں پر جاری ہے اور ان کو مالِ غنیمت اور فیٔ سے کوئی حصہ نہیں ملے گا' تاوقتیکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ رہ کر جہاد نہ کریں' اگر وہ (اسلام قبول کرنے سے) انکار کریں تو ان سے جزیہ طلب کر' اگر وہ تمہاری اس بات کو مان لیں تو تم بھی اس کو منظور کر لو اور (لڑائی سے) باز رہو اور اگر وہ (جزیہ دینے سے بھی) انکار کر دیں تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور لڑو' اور جب تو کسی قلعہ والوں (یا بستی والوں) کا محاصرہ کرے اور وہ تجھ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پناہ چاہیں تو تو انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پناہ نہ دے بلکہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کی پناہ دے' اس لیے کہ تم اور تمہارے ساتھیوں سے عہد شکنی ہو جائے تو بہتر ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پناہ ٹوٹے' اور جب تو کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرے اور وہ تجھ سے چاہیں کہ تو ان کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر باہر نکالے تو تو ان کو اللہ کے حکم پر مت نکال بلکہ تو ان کو اپنے حکم پر نکال' اس لیے کہ تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم (یعنی مرضی) تک تیری رسائی ہوتی ہے یا نہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَقُلْنَا قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِي الْغَنِيْمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ مَنْسُوْخٌ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَإِنَّمَا كَانَ فِيْ أَوَائِلِ الْإِسْلَامِ.

ہم کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ایسے عرب جو جہاد کے موقع پر اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ منورہ ہجرت کر کے نہ آئیں' ان کو مالِ غنیمت اور فیٔ سے حصہ نہیں ملے گا' امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ حکم اب منسوخ ہے (اس لیے کہ اب فتح مکہ کے بعد پورا عرب دارالاسلام بن چکا ہے اور

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ أَيْ لَمْ يَكُوْنُوْا مُرْتَدِّيْنَ وَلَا مُشْرِكِي الْعَرَبِ فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ لَا يُقْبَلُ مِنْهُمْ إِلَّا الْإِسْلَامُ أَوِ السَّيْفُ.

ہجرت ختم ہوگئی) اور یہ حکم اوائلِ اسلام میں تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مشرکین سے اسلام قبول نہ کرنے پر جزیہ لیا جائے لیکن عرب کے مشرکین سے اور اسی طرح مرتدین سے جزیہ نہیں لیا جائے گا' ان کو یا تو اسلام قبول کرنا پڑے گا یا پھر ان کو قتل کر دیا جائے گا۔ اس کی صراحت شیخ ابن الہمام نے کی ہے (اور یہی مذہب حنفی ہے)۔

بَابٌ
جنگ کی تمنا نہ کرنے اور لڑائی کے دوران صبر اور استقامت سے رہے

٥١٤١ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِيْ لَقِيَ فِيْهَا الْعَدُوَّ اِنْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا جن دنوں میں دشمن سے مقابلہ ہوا تو آپ نے (زوالِ آفتاب کا) انتظار فرمایا' یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا' پھر آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی آرزو مت کرو بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو' پھر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو (یعنی استقلال سے لڑو) اور یقین کرو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر حضور نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! قرآن کے اتارنے والے اور بادلوں کے چلانے والے اور (کافروں کی) جماعت کو شکست دینے والے! ان کو شکست دے اور اُن کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
صبح اگر لڑائی کا آغاز نہ ہوتا تو حضور ظہر تک انتظار فرماتے

٥١٤٢ - وَعَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ مُقْرِنٍ قَالَ شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلِ الْقِتَالَ أَوَّلَ النَّهَارِ اِنْتَظَرَ حَتّٰى تَهُبَّ الْأَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلٰوةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک رہا ہوں' اگر حضور دن کی ابتدائی ساعتوں میں لڑائی شروع نہ فرماتے تو انتظار فرماتے یہاں تک کہ ہوائیں چلتیں اور نمازِ ظہر کا وقت آ جاتا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥١٤٣ - وَعَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ اِنْتَظَرَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ وَيَنْزِلَ النَّصْرُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جہاد میں) شریک رہا ہوں' اگر حضور دن کی ابتدائی ساعتوں میں لڑائی شروع نہ فرماتے تو انتظار فرماتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے اور ہوائیں چلیں اور (اللہ تعالیٰ کی) مدد اُترے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
اوقاتِ نماز میں لڑائی سے رُکے رہنے کی حکمت

٥١٤٤ - وَعَنْ قَتَادَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ أَمْسَكَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ قَاتَلَ فَإِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ أَمْسَكَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ قَاتَلَ حَتَّى الْعَصْرِ ثُمَّ أَمْسَكَ حَتّٰى يُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ يُقَاتِلُ قَالَ قَتَادَةُ كَانَ يُقَالُ عِنْدَ ذٰلِكَ تَهِيْجُ رِيَاحُ النَّصْرِ وَيَدْعُو الْمُؤْمِنُوْنَ لِجُيُوْشِهِمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ' حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا ہے' جب صبح صادق ظاہر ہوتی تو آپ (لڑائی سے) رُک جاتے یہاں تک کہ سورج نکل آتا' پھر جب آفتاب بلند ہوتا تو آپ لڑائی کا آغاز فرماتے' پھر جب نصف النہار کا وقت ہوتا تو آپ (لڑائی سے) رُک جاتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا' پھر جب سورج ڈھل جاتا تو آپ لڑائی (شروع کرتے اور) عصر تک جاری رکھتے' پھر (لڑائی سے) رُک جاتے یہاں تک کہ نمازِ عصر سے فارغ ہوتے پھر (نماز کے بعد) لڑائی جاری رکھتے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا تھا (یعنی صحابہ کرام فرماتے تھے) کہ اس میں (حکمت) یہ تھی کہ (ان اوقات میں) نصرت (خداوندی) کی ہوائیں چلتی ہیں اور مسلمان اپنی اپنی نمازوں میں اپنے لشکروں کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے وقت حضور دشمن کی بستی سے اذان سنتے تو لڑائی سے رُک جاتے

٥١٤٥ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا لَمْ يَكُنْ يَغْزُوْ بِنَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ إِلَيْهِمْ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ عَلَيْهِمْ قَالَ فَخَرَجْنَا إِلٰى خَيْبَرَ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ لَيْلًا فَلَمَّا أَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا رَكِبَ وَرَكِبْتُ خَلْفَ أَبِيْ طَلْحَةَ وَإِنَّ قَدَمِيْ لَتَمَسُّ قَدَمَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَخَرَجُوْا إِلَيْنَا بِمَكَاتِلِهِمْ وَمَسَاحِيهِمْ فَلَمَّا رَأَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ فَلَجَئُوْا إِلَى الْحِصْنِ فَلَمَّا رَاٰهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر ہمارے ساتھ جہاد فرماتے تو حملہ نہیں فرماتے تھے' یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور ان کے لیے تامل فرماتے (کہ شاید وہاں مسلمان ہوں)' پس اگر آپ اذان سنتے تو ان سے (لڑنے سے) رُک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو ان پر حملہ کر دیتے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم خیبر کی طرف نکلے اور رات کے وقت ان کے پاس پہنچے' اور جب صبح ہوئی اور حضور نے اذان نہ سنی تو آپ سوار ہوئے اور میں بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار ہو گیا اور (سواریوں کی قربت کی وجہ سے) میرا پیر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سے چھو رہا تھا۔ راوی نے کہا کہ وہ (اہل خیبر) پھاوڑے اور تھیلوں کے ساتھ (اپنے نخلستانوں کو جانے کے لیے) نکلے' جب انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو (حضور کے اچانک پہنچنے پر) کہنے لگے: محمد! اللہ کی قسم! محمد! اور ان کا لشکر (آ پہنچا)' پھر وہ (واپس ہو کر) قلعہ بند ہو گئے' اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن (کا یہ حال) دیکھا تو فرمایا: اللہ اکبر! اللہ اکبر! برباد ہوا خیبر! جب ہم کسی قوم (کے مقابل) میدان میں اترتے ہیں تو (اس قوم کی) صبح ان کے حق میں بڑی منحوس (اور تباہ کن) ہوتی ہے' جن کو قبل ازیں ڈرایا جا چکا ہو (اور ان لوگوں نے نہ مانا جس کی وجہ

46/46

سے ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا)۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ دارالکفر میں کسی قوم کو اذان دیتے ہوئے سنے تو اس پر حملہ نہ کرے اور اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان شعائر اسلام ہے اور اذان جب سے مشروع ہوئی ہے اس وقت سے لے کر حضور ﷺ کی وفات تک کسی وقت ترک نہیں ہوئی اسی وجہ سے کسی علاقہ کے مسلمان اگر اذان ترک کردیں تو سلطان ان سے قتال کرے۔ یہ مرقات میں مذکور ہے اور اشعۃ اللمعات میں امام نووی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دشمن سے مقابلہ کے وقت نعرۂ تکبیر یعنی اللہ اکبر کا کہنا مستحب ہے۔

بَابٌ

قول یا فعل سے اسلام ظاہر ہو تو لڑائی سے رک جائیں

٥١٤٦ - وَعَنْ عِصَامٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمْ مَسْجِدًا أَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُوْا أَحَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عصام مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے (جہاد کے لیے) ایک چھوٹے سے لشکر میں بھیجا اور فرمایا کہ جب تم (دارالکفر میں) مسجد کو دیکھو یا مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو کسی کو قتل نہ کرو۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ الْقِتَالِ فِي الْجِهَادِ

جہاد میں (کفار سے) لڑنے کی ترغیب اور اس کے ثواب کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ (الانفال: ١٥-١٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! میدانِ جنگ میں کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو تم ان سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو اور جو شخص ایسے موقع پر (کافروں کے مقابلہ میں) پیٹھ پھیر کر بھاگے گا تو سوائے اس شخص کے (یعنی یہ وعید اس شخص سے متعلق نہیں ہوگی) جو لڑائی میں کسی مصلحت کی وجہ سے یا اپنی فوج سے ملنے کے لیے پلٹے وہ اللہ کے غضب میں آ گیا اور (آخر کار) اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔

بَابٌ

صحابہ کے شوق شہادت کی ایک مثال

٥١٤٧ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا قَالَ فِي الْجَنَّةِ فَأَلْقٰى تَمَرَاتٍ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد کے موقع پر ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر میں اس جنگ میں مارا جاؤں تو میرا مقام کہاں ہوگا؟ حضور نے ارشاد فرمایا: جنت میں (رہوگے) تو انہوں نے اپنے ہاتھ کی کھجوروں کو پھینک دیا پھر لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

توریہ کا جواز

٥١٤٨ - وَعَنْ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو دوسرے غزوہ سے توریہ فرماتے

إِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ يَعْنِيْ غَزْوَةَ تَبُوْكَ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَّاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَّمَفَازًا وَّعَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ لٰكِنَّ اللَّفْظَ لِلْبُخَارِيِّ.

(توریہ یہ ہے کہ جنگ کے موقع پر جس مقام پر آپ کو جانا ہوتا' اس مقام کی بجائے دوسرے مقام کے حالات دریافت فرماتے جیسے مکہ معظمہ جانا ہوتا تو خیبر کے حالات دریافت فرماتے) یہاں تک کہ جب آپ نے یہ غزوہ یعنی غزوۂ تبوک کا ارادہ فرمایا' سخت گرمی کا موسم تھا اور طویل سفر' بے آب و گیاہ صحرا اور دشمنوں کی کثرت کا سامنا تھا' پس آپ نے مسلمانوں کو اس غزوہ (کے احوال) واضح فرما دیئے' تاکہ صحابہ کرام اپنے اسباب جہاد فراہم کر لیں۔ اسی لیے آپ نے صحابہ کو (قبل ازیں) اپنی منزلِ مقصود سے واقف فرمایا' جدھر کا آپ کا ارادہ تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے' لیکن الفاظ بخاری کے ہیں۔

بَابٌ

جنگ میں مکر جائز ہے

٥١٤٩ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنگ ایک قسم کا مکر ہے (یعنی ایسی خفیہ تدبیر کرنا جس سے دشمن غافل رہے)۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

میدانِ جنگ میں خواتین کی خدمات

٥١٥٠ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ بِاُمِّ سُلَيْمٍ وَّنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ مَعَهٗ اِذَا غَزَا يَسْقِيْنَ الْمَاءَ وَيُدَاوِيْنَ الْجَرْحٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو حضرت اُم سلیم اور انصار کی چند خواتین کو ساتھ لے جاتے اور جب آپ جہاد میں مصروف رہتے تو یہ خواتین (مجاہدین کو) پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥١٥١ - وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَخْلُفُهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ فَاَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَاُدَاوِي الْجَرْحٰى وَاَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں حصہ لیا ہے۔ میں مجاہدین کے ڈیروں میں پیچھے رہتی' ان کے لیے کھانا پکاتی' زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور بیماروں کی دیکھ بھال کرتی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

میدانِ جہاد میں بڑوں کو قتل کرنے اور چھوٹوں کو زندہ رکھنے کا حکم

٥١٥٢ - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْتُلُوْا شُيُوْخَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاسْتَحْيُوْا شَرْخَهُمْ اَيْ صِبْيَانَهُمْ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: (میدانِ جہاد میں) بڑی عمر والے مشرکین (جو قوی اور صاحب رائے ہوں) ان کو قتل کرو اور چھوٹی عمر والے یعنی بچوں کو زندہ

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

رکھو۔اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد پر روانگی کے وقت حضور کی مجاہدین کو ہدایات

٥١٥٣ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ انْطَلِقُوْا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُوْا شَيْخًا فَانِيًا وَّلَا طِفْلًا صَغِيْرًا وَّلَا اِمْرَاَةً وَّلَا تَغُلُّوْا وَضُمُّوْا غَنَائِمَكُمْ وَاَصْلِحُوْا وَاَحْسِنُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صحابہ کرام کو جہاد پر روانہ کرتے تو فرماتے:) اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی توفیق سے اور رسول اللہ کے دین پر (جہاد کے لیے) نکلو (اور آپ نے یہ بھی فرمایا:) شیخ فانی (یعنی ایسے بوڑھے کو جو لڑنے اور رائے دینے کے قابل نہ ہو) اور چھوٹے بچے (جو نابالغ ہوں) اور عورت کو (جو بادشاہ نہ ہو اور صاحب رائے نہ ہو) قتل نہ کرو اور (مال غنیمت میں) خیانت نہ کرو اور اپنے مال غنیمت کو جمع کرو اور (کفار کے مقابلہ میں) اپنے اندرونی جھگڑوں میں صلح کرلو اور نیکی کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جنگ کے دوران شب خون کے موقع پر عورتیں اور بچے زد میں آ جائیں تو کوئی حرج نہیں

٥١٥٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا ہے (بشرطیکہ وہ لڑائی میں حصہ نہ لیں)۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَهْلِ الدِّيَارِ يُبَيَّتُوْنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُصَابُ مِنْ نِّسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ هُمْ مِنْ اٰبَائِهِمْ.

اور بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کے ایسے گھر والوں کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جن پر شب خون مارا جاتا ہے تو اس میں ان کی عورتیں اور بچے بھی مارے جاتے ہیں' تو آپ نے جواب دیا: وہ (عورتیں اور بچے بھی) ان ہی میں شمار ہوتے ہیں۔اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ اپنے باپ دادا کے تابع ہیں۔

ف: واضح ہو کہ شب خون یعنی رات میں مجاہدین کے حملہ کے دوران اگر عورتیں اور بچے زد میں آ جاتے ہوں تو کوئی حرج نہیں' اس لیے کہ یہ بھی دشمنوں میں داخل ہیں' البتہ بالارادہ عورتوں اور بچوں کا قتل جب کہ وہ لڑائی میں حصہ نہ لیتے ہوں' درست نہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ

لڑائی میں حصہ نہ لینے والے مزدور اور عورتوں کو قتل نہ کیا جائے

٥١٥٥ - وَعَنْ رِّبَاحِ ابْنِ الرَّبِيْعِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَرَاَى النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ عَلٰى شَيْءٍ فَبَعَثَ رَجُلًا

حضرت رباح ابن الربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' آپ نے دیکھا کہ ایک چیز پر لوگ جمع ہو رہے ہیں' آپ نے ایک آدمی بھیجا اور فرمایا: دیکھ (آؤ!) وہاں

فَقَالَ اُنْظُرْ عَلٰی مَا اجْتَمَعَ ھٰؤُلَاءِ فَجَاءَ فَقَالَ عَلٰی اِمْرَاَةٍ قَتِیْلٍ فَقَالَ مَا کَانَتْ ھٰذِہٖ لِتُقَاتِلَ وَعَلَی الْمُقَدَّمَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ قُلْ لِخَالِدٍ لَا تَقْتُلْ اِمْرَاَةً وَّلَا عَسِیْفًا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

لوگ کیوں جمع ہیں؟ وہ شخص واپس آیا اور کہا: ایک مقتول عورت پر (جمع ہیں)' آپ نے فرمایا: یہ تو لڑتی نہ تھی (کیوں قتل کر دی گئی)؟ اور (اس وقت) فوج کے اگلے حصہ پر حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سپہ سالار تھے۔ حضور نے ان کے پاس ایک شخص کو روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ خالد سے کہہ دو کہ وہ (جہاد میں) کسی عورت اور مزدور کو قتل نہ کریں (بشرطیکہ یہ لوگ لڑائی میں حصہ نہ لیتے ہوں)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

دورانِ جہاد دشمنوں کے باغات کا کاٹنا اور جلانا درست ہے

٥١٥٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَطَعَ نَخْلَ بَنِی النَّضِیْرِ وَحَرَّقَ وَلَھَا یَقُوْلُ حَسَّانٌ وَّھَانَ عَلٰی سُرَاةِ بَنِیْ لُؤَیٍّ حَرِیْقٌ بِالْبُوَیْرَةِ مُسْتَطِیْرٌ وَفِیْ ذٰلِکَ نَزَلَتْ (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَکْتُمُوْھَا قَائِمَةً عَلٰی اُصُوْلِھَا فَبِاِذْنِ اللّٰہِ) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے کھجوروں کے درخت کاٹنے اور ان کو جلا دینے کا حکم دیا (کیونکہ انہوں نے عہد شکنی کی تھی اور آپ کو ہلاک کرنے کی سازش کی تھی) چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے (شعر) کہا (جس کا ترجمہ یہ ہے): بنو لؤی (یعنی سردارانِ قریش) پر بُوَیرہ کا پھیلا ہوا (نخلستان جو مدینہ کے قریب ایک موضع تھا) اس کا جلانا آسان ہو گیا اور اس بارے میں (آیت) نازل ہوئی: تمہارا درختوں کو کٹانا یا (ان کو کاٹے بغیر) ان کی جڑوں پر چھوڑ دینا (یہ دونوں) اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥١٥٧ - وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اُسَامَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ عَھِدَ اِلَیْہِ قَالَ اَغِرْ عَلٰی اُبْنٰی صَبَاحًا وَّحَرِّقْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تاکید کی تھی کہ وہ مقام اُبنٰی (جو فلسطین میں واقع ہے) صبح کے وقت (جبکہ دشمن غفلت میں ہوں' اچانک) ان پر حملہ کر دے اور (ان کی کھیتیوں' درختوں اور گھروں کو) جلا دے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

منکرینِ اسلام پر غفلت میں حملہ کیا جا سکتا ہے

٥١٥٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَوْنٍ اَنَّ نَافِعًا کَتَبَ اِلَیْہِ یُخْبِرُہٗ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَغَارَ عَلٰی بَنِی الْمُصْطَلِقِ غَارِّیْنَ فِیْ نَعَمِھِمْ بِالْمُرَیْسِیْعِ فَقَتَلَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَی الذُّرِّیَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو تحریراً یہ اطلاع دی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق پر مقام مُرَیسیع میں اس حال میں حملہ کیا' جبکہ وہ لوگ اپنے جانوروں کی دیکھ بھال کی وجہ سے (اس حملہ سے) غافل تھے۔ آپ نے لڑنے کے قابل مردوں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا (اس لیے ان کو پہلے سے دعوتِ اسلام دی جا چکی تھی)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ل مکہ اور مدینہ کے درمیان قدید کے قریب ایک چشمہ تھا۔ ۱۲

بَابٌ
جنگ بدر میں تیر اندازی کے بارے میں حضور کی ہدایات

۵۱۵۹ - وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا یَوْمَ بَدْرٍ حِیْنَ صَفَفْنَا لِقُرَیْشٍ وَّصَفُّوْا لَنَا اِذَا اَکْثَبُوْکُمْ فَعَلَیْکُمْ بِالنَّبْلِ.

حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر کے دن جب ہم (مقابلہ کے لیے) قریش کے سامنے اور قریش ہمارے سامنے صف آراء ہوئے تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ جب وہ تم سے (اتنے) قریب آ جائیں (کہ تمہارے تیر ان پر کارگر ہو سکیں تو) تم ان پر تیر چلاؤ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ اِذَا اَکْثَبُوْکُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَکُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب وہ تمہارے قریب آ جائیں تو ان پر تیر چلاؤ (لیکن اس احتیاط سے کہ) تیر (ختم نہ ہوں) اور تیروں کا ذخیرہ باقی رہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ
جنگ میں تلوار استعمال کرنے کا موقع

۵۱۶۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ بَدْرٍ اِذَا اَکْثَبُوْکُمْ فَارْمُوْهُمْ وَلَا تَسُلُّوا السُّیُوْفَ حَتّٰی یَغْشُوْکُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا کہ (مشرکین) جب تمہارے قریب آ جائیں (اور وہ تیروں کی زد میں ہوں) تو اُن پر تیر چلاؤ اور تلواروں کو اس وقت تک نہ نکالو یہاں تک کہ وہ تمہارے دوبدو ہو جائیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
غزوۂ بدر کے موقع پر حضور کی حکمتِ عملی

۵۱۶۱ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ عَبَّانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِبَدْرٍ لَیْلًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو غزوۂ بدر کے موقع پر (لڑائی کے لیے) رات ہی سے تیار کر دیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ
شب خون کے موقع پر شعار مقرر کرنے کی ہدایت

۵۱۶۲ - وَعَنِ الْمُهَلَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ بَیَّتَکُمُ الْعَدُوُّ فَلْیَکُنْ شِعَارُکُمْ حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت مہلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (غزوۂ خندق کے موقع پر) فرمایا کہ اگر دشمن تم پر شب خون مارے تو تمہارا شعار (یعنی ایک دوسرے کی شناخت) "حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ" ہو (یعنی تم آپس میں شناخت کے لیے یہ الفاظ کہا کرو)۔ اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ جنگ کے موقع پر سپاہی اپنے درمیان ایک بولی مقرر کر لیتے ہیں تا کہ اپنے اور پرایوں میں تمیز ہو سکے، اس کو آج کل فوجی اصطلاح میں Code Word کہتے ہیں۔ چنانچہ اس حدیث شریف میں شعار کا جو لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے یہی مراد ہے۔ ۱۲

بَابٌ

٥١٦٣ - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ شِعَارُ الْمُهَاجِرِيْنَ عَبْدَ اللّٰهِ وَشِعَارُ الْاَنْصَارِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

شِعار کے بعض کلمات

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (جہاد کے ایک موقع پر ایک دوسرے کی پہچان کے لیے) مہاجرین کا شعار عبداللہ اور انصار کا شعار عبدالرحمٰن تھا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

٥١٦٤ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ اَبِىْ بَكْرٍ زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيَّتْنَاهُمْ نَقْتُلُهُمْ وَكَانَ شِعَارُنَا تِلْكَ اللَّيْلَةِ اَمِتْ اَمِتْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ایضاً دوسری حدیث

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہم نے جہاد کیا اور (کافروں پر) شب خون مارا اور ان کو قتل کیا اور اس رات ہمارا شعار کلمہ اَمِتْ اَمِتْ[1] تھا (یعنی خداوند دشمنوں کو مار دے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] یہ شِعار غزوۂ بدر کے دن اختیار کیا گیا تھا۔

بَابٌ

٥١٦٥ - وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُوْنَ الصَّوْتَ عِنْدَ الْقِتَالِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

لڑائی میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی بجائے شور و غل مکروہ ہے

حضرت قیس بن عبادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ لڑائی کے وقت شور و غل کو مکروہ سمجھتے تھے (بلکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

٥١٦٦ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ تَقَدَّمَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَتَبِعَهُ ابْنُهُ وَاَخُوْهُ فَنَادٰى مَنْ يُّبَارِزُ فَانْتَدَبَ لَهُ شَبَابٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ مَنْ اَنْتُمْ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيْكُمْ اِنَّمَا اَرَدْنَا بَنِىْ عَمِّنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ يَا حَمْزَةُ قُمْ يَا عَلِيُّ قُمْ يَا عُبَيْدَةَ ابْنَ الْحَارِثِ فَاَقْبَلَ حَمْزَةُ اِلٰى عُتْبَةَ وَاَقْبَلْتُ اِلٰى شَيْبَةَ وَاخْتَلَفَ بَيْنَ عُبَيْدَةَ وَالْوَلِيْدِ ضَرْبَتَانِ فَاَثْخَنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهُ ثُمَّ مِلْنَا عَلَى الْوَلِيْدِ فَقَتَلْنَاهُ وَاحْتَمَلْنَا عُبَيْدَةَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

جنگِ بدر میں حضرت حمزہ اور حضرت علی کے کارنامے

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے موقع پر (کفار قریش میں سے) عُتبہ بن ربیعہ (مقابلہ کے لیے) آگے بڑھا اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور اس کا بھائی (بھی) نکلا اور عُتبہ نے للکارا کہ کون ہے جو ہمارے مقابلہ میں آئے (یہ سن کر) انصار کے کئی نوجوان (مقابلہ کے لیے میدان میں) نکل آئے عتبہ نے پوچھا: تم کون ہے؟ انہوں نے اس کو جواب دیا: (ہم انصار رسول ہیں) اس نے کہا: ہم کو تمہاری ضرورت نہیں (یعنی ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے) ہم تو اپنے چچا کے بیٹوں سے لڑنا چاہتے ہیں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اٹھو اے حمزہ! کھڑے ہو جاؤ! اے علی! اور اے عبیدہ بن حارث! تم بھی اٹھ جاؤ! حضرت حمزہ عُتبہ کی طرف لپکے (اور اس کو قتل کر دیا)۔ (حضرت علی فرماتے ہیں کہ) میں شیبہ کی طرف بڑھا (اور اس کو قتل کر دیا) اور حضرت عبیدہ اور ولید کے درمیان تلواریں چلیں اور دونوں نے ایک دوسرے کو زخمی کر دیا اور ہم دونوں نے ولید پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ کو (زخمی حالت میں) اٹھا لائے۔ اس کی روایت

امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

بغرضِ مصلحت میدانِ جنگ سے لوٹ آنا گناہ نہیں

٥١٦٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً فَاَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاخْتَفَيْنَا بِهَا وَقُلْنَا هَلَكْنَا ثُمَّ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ الْفَرَّارُوْنَ قَالَ بَلْ اَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ وَاَنَا فِئَتُكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا' لوگ بھاگنے لگے اور ہم مدینہ آ کر (شرم کے مارے) چھپ گئے اور (دل میں) کہنے لگے کہ ہم تو ہلاک ہو گئے' پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ہم بھاگنے والوں میں ہیں' (یہ سن کر) حضور نے فرمایا: (ایسا نہیں!) بلکہ تم تو پیچھے ہٹ کر حملہ کرنے والوں میں سے ہو اور میں تمہارا پشت پناہ ہوں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ وَنَحْوِهٖ وَقَالَ لَا بَلْ اَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ قَالَ فَدَنَوْنَا فَقَبَّلْنَا يَدَهٗ فَقَالَ اَنَا فِئَةُ الْمُسْلِمِيْنَ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اسی طرح مروی ہے کہ حضور نے فرمایا: بلکہ تم پیچھے ہٹ کر حملہ کرنے والوں میں سے ہو۔ راوی نے (یہ بھی) کہا کہ ہم (حضور سے) قریب ہوئے اور آپ کے دست مبارک کو بوسا دیا تو آپ نے فرمایا کہ میں مسلمانوں کا پشت پناہ ہوں۔

بَابٌ

جہاد کے موقع پر حضور نے منجنیق استعمال فرمائی

٥١٦٨ - وَعَنْ ثَوْبَانَ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصَبَ الْمَنْجَنِيْقَ عَلٰى اَهْلِ الطَّائِفِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا.

حضرت ثوبان بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اہل طائف (کے مقابلہ کے موقع) پر منجنیق نصب فرمائی۔ اس کی روایت ترمذی نے مرسلاً کی ہے۔

بَابُ حُكْمِ الْاُسَرَاءِ

(جنگی) قیدیوں کے بارے میں احکام کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مشرکین کو تم جہاں پاؤ قتل کر دو (جبکہ وہ عہد شکنی کریں اور حرمت والے مہینے ختم ہو جائیں)۔

بَابٌ

ایمان لانے والے قیدیوں کے جنت میں داخل ہونے کی نوعیت

٥١٦٩ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ يُقَادُوْنَ اِلَى الْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بے انتہاء خوش ہوتے ہیں' ایسے لوگوں سے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے جنت کی طرف کشاں کشاں لے جائے جائیں گے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث کی توضیح میں علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات میں لکھا ہے کہ غیر مسلم قیدی زنجیروں میں جکڑے ہوئے دارالاسلام میں داخل کیے جاتے ہیں' پھر اللہ تعالیٰ ان کو ایمان نصیب فرماتا ہے اور اسلام کی وجہ سے یہ زنجیروں والے قیدی جنت میں

داخل ہوں گے اور یہ منظر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ ۱۲

بَابٌ

جاسوسوں کی اقسام اور ان کی سزائیں

۵۱۷۰ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ اَصْحَابِهٖ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْلُبُوْهُ وَاقْتُلُوْهُ فَقَتَلْتُهٗ فَنَفَّلَنِيْ سَلَبَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مشرکوں کا ایک جاسوس آیا اور اس وقت آپ سفر میں تھے تو وہ (تھوڑی دیر) آپ کے صحابہ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتا رہا۔ پھر وہ (چپکے سے) کہیں چلا گیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کو ڈھونڈو اور قتل کر دو۔ (حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ) میں نے اس کو (ڈھونڈ کر) قتل کر ڈالا تو حضور نے اس کا پورا سامان (یعنی زرہ سواری اور کپڑے وغیرہ) مجھے دے دیئے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

قُلْنَا هٰذَا التَّنْفِيْلُ وَاقِعَةُ حَالٍ لَيْسَ شَرْعًا عَامًّا لَازِمًا عِنْدَنَا.

ہم کہتے ہیں کہ "تنفیل" یعنی جہاد کے موقع پر قاتل کو مقتول کو پورا سامان دے دینا ایک خصوصی واقعہ ہے ہمارے نزدیک شریعت کا عام اور لازمی حکم نہیں (یعنی یہ احناف کا قول ہے)۔

ف: واضح ہو کہ اگر جاسوس دار الحرب کا کافر ہو تو اس کے قتل پر سارے ائمہ کا اجماع ہے اور اگر جاسوس ذمی ہو یا معاہد تو امام مالک اور امام اوزاعی کا قول ہے کہ چونکہ اس نے عہد شکنی کی ہے اس لیے امام اس کو غلام بنا دے اور اس کا قتل بھی جائز ہے اور جمہور کا قول یہ ہے کہ ایسا جاسوس صرف اس صورت میں عہد شکن ہوگا جبکہ پہلے سے اس قسم کی شرط لگا دی گئی تھی۔

اور اگر جاسوس مسلمان ہو تو امام ابو حنیفہ امام شافعی اور بعض مالکی فقہاء کا قول ہے کہ امام اپنی رائے کے مطابق اس کو سزا دے قتل نہ کرے البتہ علامہ ماجشون کا قول یہ ہے کہ ایسا مسلمان جاسوس جو مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنے کا عادی ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے۔ (عمدۃ القاری) ۱۲

ف: اس حدیث میں "تنفیل" کا ذکر ہے "تنفیل" یہ ہے کہ جہاد میں قاتل کو مقتول کا پورا ساز و سامان دے دیا جائے اس بارے میں عالمگیری میں لکھا ہے کہ "تنفیل" کا استحقاق قاتل کو اس وقت ہوگا جبکہ امام قبل ازیں اس بات کا اعلان کر دے۔ (فتح القدیر اور بنایہ) ۱۲

بَابٌ

جاسوس مقتول کا مال قاتل کو دلانے کا ایک واقعہ

۵۱۷۱ - وَعَنْهُ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَوَازِنَ فَبَيْنَا نَحْنُ نَتَضَحّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ فَاَنَاخَهٗ وَجَعَلَ يَنْظُرُ وَفِيْنَا ضَعَفَةٌ وَّرِقَّةٌ مِّنَ الظَّهْرِ وَبَعْضُنَا مُشَاةٌ اِذْ خَرَجَ يَشْتَدُّ فَاَتٰى جَمَلَهٗ فَاَثَارَهٗ فَاشْتَدَّ بِهِ الْجَمَلُ فَخَرَجْتُ اَشْتَدُّ حَتّٰى اَخَذْتُ بِخِطَامِ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قبیلہ ہوازن سے جہاد پر تھے (یہ آٹھ ہجری کا واقعہ ہے) اس حالت میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صبح کا کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک سرخ اونٹ پر سوار ایک شخص آیا اور اس نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور (ادھر ادھر) دیکھنے لگا یعنی جائزہ لینے لگا اور اس وقت ہم تھکے ماندے تھے اور (ہمارے پاس) سواریاں کم تھیں اور ہم میں بعض پیادہ (بھی) تھے (یہ دیکھ کر) وہ دوڑتا ہوا نکلا اور اپنے اونٹ کے پاس پہنچا (اس پر سوار ہوا اور)

الْجَمَلِ فَأَنَخْتُهُ ثُمَّ اخْتَرَطْتُ سَيْفِيْ فَضَرَبْتُ رَأْسَ الرَّجُلِ ثُمَّ جِئْتُ بِالْجَمَلِ أَقُوْدُهُ عَلَيْهِ رَحْلُهُ وَسِلَاحُهُ فَاسْتَقْبَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ قَالُوْا ابْنُ الْاَكْوَعِ قَالَ لَهُ سَلَبُهُ اَجْمَعُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اونٹ کو کھڑا کر کے تیزی کے ساتھ اونٹ کو دوڑانے لگا۔ (یہ دیکھ کر) میں (اس کے تعاقب میں) دوڑا' یہاں تک کہ اس کے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور اس کو بٹھا دیا' پھر اپنی تلوار کھینچ کر اس آدمی کے سر پر ماری (اور وہ ہلاک ہو گیا) پھر اس اونٹ کو اس کے سامان اور ہتھیار کے ساتھ واپس لایا' (کیا دیکھتا ہوں کہ) حضور ﷺ اور صحابہ بھی (میرے انتظار میں) آگے تشریف لا رہے ہیں۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ اس (جاسوس) شخص کو کس نے قتل کیا ہے؟ صحابہ نے جواب دیا کہ ابن الاکوع (اس کے قاتل ہیں)' حضور نے فرمایا کہ اس کا پورا سامان انہی کا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

بنو قریظہ کے بارے میں حضرت سعد ابن معاذ کا ایک تاریخی فیصلہ

۵۱۷۲ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ فَجَاءَ فَجَلَسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَاِنِّيْ اَحْكُمُ اَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَاَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ قَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيْهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ بِحُكْمِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ بنو قریظہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو تسلیم کرنے (کا وعدہ کر کے قلعہ سے) اترے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد کو بلوایا تو وہ ایک گدھے پر (سوار ہو کر) آئے' (اس لیے کہ ان کا پیر غزوۂ خندق میں زخمی ہو گیا تھا)' جب وہ قریب آئے تو رسول اللہ ﷺ نے (انصار کو) حکم دیا کہ تم اپنے سردار کے (استقبال کے) لیے اٹھو' حضرت سعد آئے اور بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے (ان سے) فرمایا کہ یہ لوگ یعنی بنی قریظہ تمہارے فیصلہ (کو ماننے کا وعدہ کر کے قلعہ سے) باہر آئے ہیں۔ تب حضرت سعد نے فرمایا کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ لڑنے کے قابل لوگوں کو قتل کیا جائے' اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا جائے' (یہ سن کر) حضور نے فرمایا کہ تم نے خدائی فیصلہ کیا ہے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ (تم نے) اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ (بنو قریظہ کا واقعہ ۵ ہجری کا ہے)

ف: ردالمحتار میں لکھا ہے کہ صاحب فضیلت کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے' اور قنیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی صاحب فضیلت مسجد میں آئے تو مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا تعظیماً کھڑا ہونا اور اسی طرح قرآن پڑھنے والے کا بھی صاحب فضیلت کے آنے پر کھڑا ہونا مکروہ نہیں ہے۔

علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حقیقت میں وہ قیام ممنوع ہے کہ ایک شخص بیٹھا رہے اور لوگ اس کے سامنے اس وقت تک کھڑے رہیں جب تک کہ وہ بیٹھا رہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کے معاملہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حَکَم بنایا'

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان اپنے نزاعی معاملات حَکَم یعنی ثالثی کے ذریعہ طے کر سکتے ہیں۔ اس پر سارے علماء کا اتفاق ہے۔

(عمدۃ القاری' ہدایہ) ۱۲

ف: واضح ہو کہ قیدیوں کے بارے میں تمام تر اختیارات امیر کو حاصل رہیں گے: (۱) قیدی اگر اسلام قبول نہ کرے تو امیر چاہے تو اس کو قتل کر سکتا ہے' اس لیے کہ باغی قیدیوں کے قتل سے بغاوت کا مادہ مٹ جاتا ہے (۲) امیر چاہے تو قیدیوں کو غلام بھی بنا سکتا ہے' اس لیے کہ ایسے مفسدین کا قید کرنا مسلمانوں کے لیے امن کا سبب ہوتا ہے (۳) امیر چاہے تو ان کو ذمی رعایا کی حیثیت سے آزاد بھی کر سکتا ہے۔

اور اگر قیدی قید ہونے کے بعد اسلام قبول کر لیں تو ان کو قتل نہیں کیا جائے گا' البتہ ان کو غلام بنایا جا سکتا ہے اور اگر یہ لوگ گرفتاری سے قبل اسلام قبول کر لیں' اُن کو غلام نہیں بنایا جائے گا بلکہ وہ احرار کی حیثیت سے رہیں گے۔ یہ مرقات سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

بَابٌ

نابالغ قیدی کو قتل نہ کیا جائے

۵۱۷۳ - وَعَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ قَالَ كُنْتُ فِي سَبْيِ قُرَيْظَةَ عُرِضْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوْا يَنْظُرُوْنَ فَمَنْ اَنْبَتَ الشَّعْرَ قُتِلَ وَمَنْ لَّمْ يُنْبِتْ لَمْ يُقْتَلْ فَكَشَفُوْا عَانَتِيْ فَوَجَدُوْهَا لَمْ تُنْبِتْ فَجَعَلُوْنِيْ فِي السَّبْيِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عطیہ قُرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں بنو قریظہ کے قیدیوں میں (شامل) تھا اور ہم کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو صحابہ (قیدیوں میں جو لڑکے تھے' ان کو) دیکھنے لگے (کہ کون بالغ ہے)' تو جس کے ناف کے نیچے بال اُگے ہوئے نظر آئے (جو بلوغ کی ایک علامت ہے) تو اس کو قتل کر دیا جاتا اور جس کے (یہ بال) نہ اُگے ہوتے تو اس کو قتل نہ کیا جاتا۔ صحابہ نے میرے ناف کے نچلے حصہ کو کھولا تو دیکھا کہ بال نہیں اُگے ہیں تو انہوں نے مجھ کو (بھی) قیدیوں میں شامل کر دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

باغی اور سرکش قیدی کا قتل درست ہے

۵۱۷٤ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَرَادَ قَتْلَ عُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ قَالَ مَنْ لِلصِّبْيَةِ قَالَ النَّارُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بدر کے قیدیوں میں سے) جب عقبہ ابن ابی معیط (جو بڑا باغی اور حضور کا بدترین دشمن تھا) کے قتل کا ارادہ فرمایا تو اس نے پوچھا کہ بچوں کا کیا ہوگا؟ حضور نے جواب دیا: آگ (یعنی وہ بھی اگر کفر پر مریں گے تو ان کے لیے بھی آگ ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضرت خالد کے غلط اقدام پر حضور کا اظہارِ براءت

۵۱۷۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اِلٰى بَنِيْ جَذِيْمَةَ فَدَعَاهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اَسْلَمْنَا فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَّاْسِرُ وَيَقْتُلُ وَدَفَعَ اِلٰى كُلِّ رَجُلٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو (قبیلہ) بنو جذیمہ کی طرف روانہ فرمایا اور حضرت خالد نے اُن کو اسلام کی طرف دعوت دی تو وہ واضح طور پر نہ کہہ سکے کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں بلکہ وہ ''صَبَأْنَا صَبَأْنَا'' کہنے لگے (یعنی ہم اپنے دین سے نکل کر اسلام میں داخل ہو چکے ہیں' لیکن حضرت خالد (ان کی یہ

مِنَّا اَسِيْرَهٗ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمٌ اَمَرَ خَالِدٌ اَنْ يَّقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا اَسِيْرَهٗ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَقْتُلُ اَسِيْرِىْ وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِىْ اَسِيْرَهٗ حَتّٰى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَبْرَأُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

بات سمجھ نہ سکے اور اُن میں سے (بعض کو) قید کرنے لگے اور (بعض کو) قتل کرنے لگے اور ہم میں سے ہر ایک شخص کو اس کا قیدی حوالہ کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک دن حضرت خالد نے ہم میں سے ہر ایک کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ (حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ) میں نے کہا: اللہ کی قسم! نہ تو میں اپنے قیدی کو قتل کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے گا' یہاں تک کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور (یہ واقعہ) بیان کیا' (حضور نے جب یہ واقعہ سنا) تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور (اللہ کے حضور) عرض کیا: اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا' میں اس سے بَری ہوں۔ (اس بات کو) حضور نے دو مرتبہ فرمایا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

قیدیوں پر احسان کے خوشگوار نتائج

٥١٧٦ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِىْ حُنَيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ سَيِّدُ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِى الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا ذَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِىْ يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌ اِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَادَمٍ وَّاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَّاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتَرَكَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ الْغَدُ فَقَالَ لَهٗ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِىْ مَا قُلْتُ لَكَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَّاِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَادَمٍ وَّاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتَرَكَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ لَهٗ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِىْ مَا قُلْتُ لَكَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَّاِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَادَمٍ وَّاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (٦ ہجری میں) سواروں کے ایک دستہ کو نجد کی طرف (دعوتِ اسلام کے لیے) روانہ فرمایا' تو انہوں نے بنو حنیفہ کے ایک شخص جن کا نام ثمامہ بن اُثال تھا اور جو اہل یمامہ کے سردار تھے' ان کو پکڑ لائے اور ان کو مسجد (نبوی) کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا: اے ثمامہ! (بتاؤ کہ) میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں! تو انہوں نے جواب دیا: اے محمد (ﷺ)! میرا خیال ہے کہ آپ مجھ سے بھلائی کا معاملہ فرمائیں گے! (لیکن) اگر آپ (مجھے) قتل کریں تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کا خون بہانا درست ہے' اور اگر آپ احسان فرمائیں گے (یعنی مجھے چھوڑ دیں گے) تو ایک شکرگزار پر احسان فرمائیں گے اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو فرمایئے آپ کے حسبِ خواہش مال دیا جائے گا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ان کو (اسی حالت پر) چھوڑ دیا' یہاں تک کہ جب دوسرا دن آیا تو آپ نے پھر ان سے دریافت فرمایا: اے ثمامہ! (بتاؤ کہ) میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا: میرے پاس وہی جواب ہے' اگر آپ احسان فرمائیں گے تو ایک شکرگزار پر احسان فرمائیں گے اور اگر آپ قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کا خون بہانا درست ہے اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو فرمایئے' آپ کے حسبِ خواہش مال دیا جائے گا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ان کو (اسی حالت

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ اِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضُ اِلَيَّ مِنْ وَّجْهِكَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُكَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ كُلِّهَا اِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ فَاَصْبَحَ دِيْنُكَ اَحَبَّ الدِّيْنِ كُلِّهٖ اِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَاَصْبَحَ بَلَدُكَ اَحَبَّ الْبِلَادِ كُلِّهَا اِلَيَّ وَاِنَّ خَيْلَكَ اَخَذَتْنِيْ وَاَنَا اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرٰى فَبَشَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَّعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهٗ قَائِلٌ اَصَبَوْتَ فَقَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ اَسْلَمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا وَاللّٰهِ لَا تَاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَاْذَنَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاخْتَصَرَهُ الْبُخَارِيُّ وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ اَنَّ الْمَنَّ عِنْدَنَا مَنْسُوْخٌ وَّقِيْلَ كَانَ خَاصًّا بِسَيِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَرَدَ فِيْ اُسْرٰى بَدْرٍ كُلُّهٗ مَنْسُوْخٌ وَّقَالَ الطَّحَاوِيُّ نَذْرُ الْكَافِرِ اِذَا اَسْلَمَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا وَاَوَّلْنَا الرِّوَايَةَ عَلَى النَّدْبِ.

پر) چھوڑ دیا' یہاں تک کہ جب تیسرا دن آیا تو حضور نے ان سے پھر دریافت فرمایا: اے ثمامہ! (بتاؤ کہ) میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا: میرا وہی جواب ہے کہ اگر آپ احسان فرمائیں گے تو ایک شکر گزار پر احسان فرمائیں گے اور اگر آپ قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کا خون بہانا درست ہے اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو فرمایئے آپ کے حسبِ خواہش مال دیا جائے گا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو رہا کر دو (چنانچہ انہیں رہا کر دیا گیا) تو وہ مسجد نبوی کے ایک قریبی نخلستان میں گئے پھر نہائے اور اس کے بعد مسجد نبوی میں آئے اور (بآوازِ بلند) کہا: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' (پھر حضور سے مخاطب ہو کر عرض کیا:) اے محمد! اللہ کی قسم! میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی شخصیت آپ کی شخصیت سے بڑھ کر مبغوض نہ تھی' اور اب میرے نزدیک آپ کی ذاتِ گرامی تمام اشخاص سے بڑھ کر محبوب ہے اور اللہ کی قسم! میرے نزدیک کوئی دین آپ کے دین سے بڑھ کر بُرا نہ تھا اور اب میرے نزدیک آپ کا دین سب ادیان سے بڑھ کر پسندیدہ ہے' اور اللہ کی قسم! میرے نزدیک کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ بُرا نہ تھا اور اب میرے نزدیک آپ کا شہر (یعنی مدینہ منورہ) سارے شہروں سے زیادہ محبوب ہے' (واقعہ یہ ہے کہ) آپ کے لشکر نے مجھے ایسے وقت گرفتار کیا جبکہ میں عمرہ کرنے کے ارادہ سے نکلا تھا' اب آپ کا کیا حکم ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو (اسلام لانے پر) مبارک دی تھی اور ان کو حکم دیا کہ وہ عمرہ کریں' پھر جب وہ مکہ مکرمہ پہنچے تو کسی کہنے والے نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم نے اپنا دین بدل دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں! بلکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا ہے اور (سن لو) اللہ کی قسم! اب یمامہ سے تمہارے پاس ایک دانہ گیہوں بھی نہ آسکے گا' جب تک کہ رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں گے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری نے اس کو مختصراً روایت کیا ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ''مَنّ'' یعنی قیدیوں کو بلا معاوضہ رہا کر دینا (ہمارے) احناف کے نزدیک منسوخ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ سیّدنا رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات میں ہے اور بدر کے قیدیوں کا حکم بھی منسوخ ہے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کافر بحالتِ کفر کوئی نذر مانے تو اسلام لانے کے بعد اس نذر کا پورا کرنا اس پر واجب نہیں' البتہ اس حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ بطورِ استحباب ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر و مشرک کا مساجد میں داخلہ دشمن ملکوں کی ناکہ بندی اور اسلام لانے سے قبل مشرک کا غسل درست ہے۔ تفصیل اصل کتاب کے حواشی میں ملاحظہ کی جائے۔ ۱۲

بَابٌ

قیدیوں کے تبادلہ کا جواز

۵۱۷۷ - وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَ ثَقِيفُ حَلِيفًا لِبَنِي عُقَيْلٍ فَأَسَرَتْ ثَقِيفُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ فَأَوْثَقُوهُ فَطَرَحُوهُ فِي الْحَرَّةِ فَمَرَّ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فِيمَ أُخِذْتُ قَالَ بِجَرِيرَةِ حُلَفَائِكُمْ ثَقِيفٍ فَتَرَكَهُ وَمَضَى فَنَادَاهُ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَرَحِمَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ قَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ إِنِّي مُسْلِمٌ فَقَالَ لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ قَالَ فَفَدَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالرَّجُلَيْنِ اللَّذَيْنِ أَسَرَتْهُمَا ثَقِيفُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ قبیلۂ ثقیف قبیلۂ بنی عُقیل کے حلیف تھے ثقیف نے رسول اللہ ﷺ کے دو صحابہ کو قید کیا اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے بنی عُقیل کے ایک آدمی کو قید کیا اور اس کو مضبوط باندھ کر حرہ (مدینہ کے باہر پتھریلی زمین) پر ڈال دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا اس پر گزر ہوا تو اس نے آپ کو آواز دی: یا محمد! یا محمد! تو مجھے کس (قصور) میں پکڑا گیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: تمہارے حلیف قبیلۂ ثقیف کے قصور کی وجہ سے! رسول اللہ ﷺ نے اس کو (اسی حالت میں) چھوڑ دیا اور (وہاں سے) تشریف لے جانے لگے تو اس نے پھر آواز دی: یا محمد! یا محمد! رسول اللہ ﷺ کو اس پر ترس آیا اور آپ اس کے پاس واپس تشریف لائے اور پوچھا: کیا بات ہے؟ تو اس نے (قید سے رہائی کے لیے) جواب دیا کہ میں تو مسلمان ہوں (یہ سن کر) حضور نے فرمایا: یہ بات اُس وقت کہتا جبکہ تو اپنے امر کا مالک تھا (یعنی قیدی بننے سے پہلے) تو تو (دنیا اور آخرت دونوں میں) پوری نجات پالیتا۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو (مسلمانوں) کے بدلہ میں جن کو ثقیف نے قید کر لیا تھا اس کو رہا کر دیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

صلح حدیبیہ سے پہلے مشرکین کے جو غلام حضور کے پاس پہنچے وہ واپس نہیں کیے گئے

۵۱۷۸ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجَ عِبْدَانٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ الصُّلْحِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ مَوَالِيهِمْ قَالُوا يَا مُحَمَّدُ وَاللهِ مَا خَرَجُوا إِلَيْكَ رَغْبَةً فِي دِينِكَ وَإِنَّمَا خَرَجُوا هَرَبًا مِنَ الرِّقِّ فَقَالَ نَاسٌ صَدَقُوا يَا رَسُولَ اللهِ رُدَّهُمْ إِلَيْهِمْ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَا أُرَاكُمْ تَنْتَهُونَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ حَتَّى يَبْعَثَ اللهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ عَلَى هٰذَا

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ چند غلام صلح حدیبیہ کے دن صلح سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ پہنچے ان غلاموں کے مالکوں نے (غلاموں کو واپس کرنے کے لیے) حضور کو لکھا اور یہ کہا کہ اے محمد! اللہ کی قسم! یہ غلام آپ کے دین کی رغبت سے نہیں نکلے ہیں بلکہ یہ غلامی (کے بندھن سے) رہائی کے لیے بھاگ نکلے ہیں صحابہ میں سے چند نے کہا کہ یا رسول اللہ! ان کے مالکین سچ کہہ رہے ہیں آپ ان (غلاموں) کو ان کے مالکوں کے پاس واپس بھیج دیجئے رسول اللہ ﷺ (یہ سن کر) غضب ناک ہو گئے اور فرمایا: اے گروہ قریش! میرا گمان ہے کہ تم (اپنی زیادتیوں سے) باز نہیں آؤ گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو تمہارے

وَاَبٰی اَنْ یَّرُدَّھُمْ وَقَالَ ھُمْ عُتَقَاءُ اللّٰہِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

اور بھیجے جو تمہاری ایسی زیادتی پر تمہاری گردنوں کو مارے اور پھر آپ نے ان غلاموں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اور یوں فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ (غلام) ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح سے پہلے اہل مکہ میں سے اسّی ہتھیار بند جوان جبل تنعیم سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے ارادہ سے اترے، مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا، حضور نے ان کو معافی دے دی اور چھوڑ دیا۔ اس طرح خون خرابہ کا جو اندیشہ پیدا ہو گیا تھا، وہ رُک گیا۔ اسی واقعہ کو حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے تفسیر مدارک سے سورۂ فتح کی متعلقہ آیتوں کی تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے، جن میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

وَقَالَ فِی الْمَدَارِکِ وَھُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ اَیْ اَیْدِیَ اَھْلِ مَکَّۃَ وَاَیْدِیَکُمْ عَنْھُمْ عَنْ اَھْلِ مَکَّۃَ یَعْنِیْ قَضٰی بَیْنَھُمْ وَبَیْنَکُمُ الْمُکَافَّۃَ وَالْمُحَاجَزَۃَ بَعْدَ مَا خَوَّلَکُمُ الظَّفَرَ عَلَیْھِمْ وَالْغَلَبَۃَ وَذٰلِکَ یَوْمَ الْفَتْحِ وَبِہٖ اِسْتَشْھَدَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلٰی اَنَّ مَکَّۃَ فُتِحَتْ عَنْوَۃً لَّا صُلْحًا بِبَطْنِ مَکَّۃَ اَیْ بِمَکَّۃَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَکُمْ عَلَیْھِمْ اَیْ اَقْدَرَکُمْ وَسَلَّطَکُمْ وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا.

مدارک میں کہا ہے کہ اور وہ اللہ ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے، یعنی اہل مکہ کے ہاتھ، اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے، یعنی اہل مکہ سے یعنی ان کے اور تمہارے درمیان رکاوٹ پیدا فرما دی (تا کہ ایک دوسرے سے نہ لڑیں) تم کو ان پر فتح اور غلبہ عطا فرمانے کے بعد اور یہ چیز فتح مکہ میں ظاہر ہوئی۔ اور اسی سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل لی ہے کہ مکہ معظمہ قہراً یعنی طاقت سے فتح ہوا نہ کہ صلح سے۔ "بِبَطْنِ مَکَّۃَ" یعنی مکہ میں "مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَکُمْ عَلَیْھِمْ" بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا یعنی تم کو ان پر قدرت اور غلبہ عطا فرما دیا: "وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا" اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

بَابٌ

مشرک مقتولینِ بدر سے حضور کا خطاب

٥١٧٩ - وَعَنْ قَتَادَۃَ قَالَ ذَکَرَ لَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ یَوْمَ بَدْرٍ بِاَرْبَعَۃٍ وَّعِشْرِیْنَ رَجُلًا مِّنْ صَنَادِیْدِ قُرَیْشٍ فَقُذِفُوْا فِیْ طَوِیٍّ مِّنْ اَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِیْثٍ مُّخْبِثٍ وَّکَانَ اِذَا ظَھَرَ عَلٰی قَوْمٍ اَقَامَ بِالْعَرْصَۃِ ثَلَاثَ لَیَالٍ فَلَمَّا کَانَ بِبَدْرٍ اَلْیَوْمُ الثَّالِثُ اَمَرَ بِرَاحِلَتِہٖ فَشُدَّ عَلَیْھَا رَحْلُھَا ثُمَّ مَشٰی وَاتَّبَعَہٗ اَصْحَابُہٗ حَتّٰی قَامَ عَلٰی شَفَۃِ الرَّکِیِّ فَجَعَلَ یُنَادِیْھِمْ بِاَسْمَائِھِمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِھِمْ یَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ یَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ اَیَسُرُّکُمْ اَنَّکُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَھَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے سنائی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر میں چوبیس (مشرک) سردارانِ قریش کی نعشوں کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو بدر کے ایک نجس و ناپاک کنویں میں ڈال دیا جائے (تو ان کو ڈال دیا گیا)۔ حضور ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب کسی قوم پر آپ غلبہ پاتے تو وہاں تین راتیں قیام فرماتے، جب بدر میں تیسرا دن ہوا تو آپ نے اپنی سواری کے کجاوہ کو باندھنے کا حکم دیا اور آپ کی سواری پر کجاوہ باندھا گیا، پھر آپ چلنے لگے تو آپ کے صحابہ بھی آپ کے ساتھ ہو لیے، یہاں تک کہ آپ اس کنویں کے کنارے پر کھڑے ہو گئے (جس میں مشرکینِ مکہ کی نعشیں ڈال دی گئی تھیں) اور اُن کے اور اُن کے باپوں کے نام لے کر آپ یوں آواز دینے لگے: اے فلان بن فلان! اے فلان بن فلان! کیا بہتر ہوتا کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے، اس لیے کہ

رَبُّكُمْ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَّا اَرْوَاحَ لَهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ.

ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو سچا پالیا ہے کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو حق پالیا (جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے تم سے کیا تھا)' (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ بے روح اجسام یعنی مُردوں سے مخاطب ہیں؟ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم اُن سے زیادہ نہیں سن سکتے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ مَّا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لَّا يُجِيْبُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم ان سے بڑھ کر سننے والے نہیں مگر وہ جواب نہیں دیتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابُ الْاَمَانِ

پناہ دینے کا بیان

بَابٌ

عورتیں بھی پناہ دے سکتی ہیں

٥١٨٠ - عَنْ اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَتْ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ اِبْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ اَنَا اُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ قَامَ يُصَلِّيْ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُّلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّيْ عَلِيٌّ اَنَّهٗ قَاتِلٌ رَّجُلًا اَجَرْتُهٗ فُلَانَ بْنَ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَا اُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ اُمُّ هَانِئٍ وَّذٰلِكَ ضُحًى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ام ھانیء بنت ابوطالب رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں فتح مکہ کے سال (اور بروایت ترمذی فتح مکہ کے دن) حاضر ہوئی اور میں نے آپ کو غسل کرتا ہوا پایا اور آپ کی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہ پردہ تھامے ہوئے تھیں میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے دریافت فرمایا: یہ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا: میں ابوطالب کی بیٹی ام ھانیء ہوں۔ (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: خوش آمدید! اُم ھانیء! جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر ایک ہی چادر میں لپٹے ہوئے آپ نے آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی پھر جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا ماں جایا بھائی علی ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتا ہے جس کو میں نے پناہ دی ہے اور وہ ہُبیرہ کا فلاں بیٹا ہے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام ھانیء! جس کو تم نے پناہ دے دی ہے ہم نے بھی اس کو پناہ دی۔ حضرت ام ھانیء فرماتی ہیں کہ اور وہ وقت نماز چاشت کا تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلتِّرْمِذِيِّ قَالَتْ اَجَرْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ اَحْمَائِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اٰمَنَّا مَنْ اٰمَنْتِ.

اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ام ھانیء نے عرض کیا کہ (رسول اللہ!) میں نے اپنے دوسسرالی رشتہ داروں کو پناہ دی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے جن کو امن دیا ہم نے بھی ان کو امن دیا۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥١٨١ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَرْاَةَ لَتَاْخُذُ لِلْقَوْمِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورت بھی مسلمانوں کی طرف سے کسی کو پناہ دے سکتی ہے۔ اس کی

47 يَعْنِىْ تُجِيْزُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ لَا يَصِحُّ اَمَانُ الْعَبْدِ الْمَحْجُوْرِ عَلَيْهِ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَهُ مَوْلَاهُ فِى الْقِتَالِ وَقَالَ مُحَمَّدٌ يَصِحُّ.

روایت ترمذی نے کی ہے۔

شیخ ابن ہمام کہتے ہیں کہ مجور غلام کی امان حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح نہیں ہے لیکن جب دورانِ لڑائی اس اسے کا آقا اجازت دے دے (تو پھر صحیح ہے) اور امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کی امان صحیح ہے۔

بَابٌ

جاہلیت کے اچھے معاہدوں کے پورا کرنے کی تاکید

٥١٨٢ - وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِىْ خُطْبَتِهٖ اَوْفُوْا بِحِلْفِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاِنَّهُ لَا يَزِيْدُهُ يَعْنِى الْاِسْلَامَ اِلَّا شِدَّةً وَّلَا تُحْدِثُوْا حِلْفًا فِى الْاِسْلَامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت کی ایسی قسمیں اور معاہدے (جو نیکی پر مبنی ہوں) ان کو پورا کرو' اس لیے کہ اسلام ایسے معاہدوں کی تکمیل میں زیادہ زور دیتا ہے' اور اسلام میں (آ جانے کے بعد) ایسے نئے معاہدے نہ کرو (جن سے فتنے پیدا ہوتے ہوں)۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

قیامت کے دن بدعہدی پر رسوائی

٥١٨٣ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اٰمَنَ رَجُلًا عَلٰى نَفْسِهٖ فَقَتَلَهُ اُعْطِىَ لِوَاءُ الْغَدْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص کسی کو اس کی جان کی پناہ دے اور پھر اس کو قتل کر ڈالے تو قیامت کے دن اس کو بدعہدی کا نشان دیا جائے گا۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

اسلام میں معاہدات کی اہمیت

٥١٨٤ - وَعَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّوْمِ عَهْدٌ وَّكَانَ يَسِيْرُ نَحْوَ بِلَادِهِمْ حَتّٰى اِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ اَغَارَ عَلَيْهِمْ فَجَاءَ رَجُلٌ عَلٰى فَرَسٍ اَوْ بِرْذَوْنٍ وَّهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَفَاءٌ لَّا غَدْرٌ فَنَظَرُوْا فَاِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ فَسَاَلَهُ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عَهْدًا وَّلَا يَشُدَّنَّهُ حَتّٰى يَمْضِىَ اَمَدُهُ اَوْ يَنْبِذَ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ قَالَ فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت سُلیم بن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ اور رومیوں کے درمیان (ایک مقررہ مدت تک جنگ نہ کرنے کا) معاہدہ تھا' اس کے باوجود حضرت معاویہ (اپنے فوجی دستوں کے ساتھ) اُن کے شہروں کی طرف جایا کرتے تا کہ معاہدہ کی مدت ختم ہوتے ہی اُن پر حملہ کر دیں' ایسے میں ایک شخص عربی یا ترکی گھوڑے پر سوار اللہ اکبر اللہ اکبر معاہدہ پورا کرو' عہد شکنی نہ کرو' کہتے ہوئے آیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے' حضرت معاویہ نے اس بارے میں اُن سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اگر کسی فرد اور قوم کے درمیان کوئی معاہدہ ہو تو اس کو وہ (قبل از وقت) ہرگز نہ توڑے اور اس میں نہ کوئی تبدیلی کرے' یہاں تک کہ اس کی مدت پوری ہو جائے یا برابری پر (یعنی ان کی عہد شکنی سے ان کو آگاہ کر کے) ان کا معاہدہ فسخ

47/47

کر دے۔ راوی کا بیان ہے کہ (یہ سن کر) حضرت معاویہ اپنی فوج کو لے کر واپس ہو گئے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

قاصد کو روکنا منع ہے

٥١٨٥ - وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ بَعَثَنِیْ قُرَیْشٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُلْقِیَ فِیْ قَلْبِیَ الْاِسْلَامُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَا اَرْجِعُ اِلَیْھِمْ اَبَدًا قَالَ اِنِّیْ لَا اَخِیْسُ بِالْعَھْدِ وَلَا اَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلٰکِنِ ارْجِعْ فَاِنْ کَانَ فِیْ نَفْسِکَ الَّذِیْ فِیْ نَفْسِکَ الْاٰنَ فَارْجِعْ قَالَ فَذَھَبْتُ ثُمَّ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمْتُ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ قریش نے مجھے (قاصد بنا کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا' جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام ڈال دیا گیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! (اب) میں (قریش کے پاس) ہرگز واپس نہیں جاؤں گا۔ (یہ سن کر) حضور نے فرمایا: میں نہ تو عہد شکنی کروں گا اور نہ قاصدوں کو روک رکھوں گا' اس لیے تم واپس ہو جاؤ اور اگر تمہارے دل میں وہ چیز (یعنی اسلام) جو اس وقت ہے' قائم رہے تو پھر لوٹ آؤ۔ ابورافع کا بیان ہے کہ میں (قریش کے پاس) واپس ہوا اور پھر (لوٹ کر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کرلیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

گستاخ قاصد کا قتل بھی منع ہے

٥١٨٦ - وَعَنْ نُعَیْمِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلَیْنِ جَاءَ مِنْ عِنْدِ مُسَیْلَمَۃَ اَمَا وَاللّٰہِ لَوْ لَا اَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ اَعْنَاقَکُمَا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت نُعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مسیلمہ کذاب (مدعی نبوت) کی طرف سے دو آدمی (قاصد بن کر) آئے اور (گواہی دی کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے' یہ سن کر) حضور (غضب ناک ہوئے اور) ان سے فرمایا: سنو! اگر قاصدین کو قتل کرنا منع نہ ہوتا تو اللہ کی قسم! میں تم دونوں کی گردن اُڑا دیتا۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥١٨٧ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ ابْنُ النَّوَاحَۃِ وَابْنُ اُثَالٍ رَّسُوْلَا مُسَیْلَمَۃَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَھُمَا اَتَشْھَدَانِ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَا نَشْھَدُ اَنَّ مُسَیْلَمَۃَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَلَوْ کُنْتُ قَاتِلًا رَّسُوْلًا لَقَتَلْتُکُمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ فَمَضَتِ السُّنَّۃُ اَنَّ الرَّسُوْلَ لَا یُقْتَلُ رَوَاہُ اَحْمَدُ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب کے دو قاصد ابن النواحہ اور ابن اُثال' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور نے اُن سے دریافت فرمایا: کیا تم دونوں گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو ان دونوں نے جواب دیا: ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے! (یہ سن کر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اگر میں کسی قاصد کو قتل کرنا روا سمجھتا تو تم دونوں کو ضرور قتل کر دیتا۔ حضرت عبداللہ (بن مسعود) فرماتے ہیں کہ (اس واقعہ کے بعد سے) یہ سنت جاری ہوگئی کہ ایلچی کو قتل نہ کیا جائے (اگرچہ وہ واجب القتل ہی کیوں نہ ہو)۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ وَالْغُلُوْلِ فِيْهَا

مالِ غنیمت کی تقسیم اور اس میں خیانت کرنے پر وعید

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (الانفال: ٤١).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ مال تم غنیمت میں حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے (یعنی اس پانچویں حصہ کی تقسیم اس طرح ہوگی): رسول اللہ کا ہے اور آپ کے قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کا ہے اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اُس (غیبی مدد) پر جس کو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر فیصلہ کے دن (یعنی غزوۂ بدر میں) اُتارا، جس دن دونوں لشکروں (یعنی مسلمانوں اور کافروں کی فوجوں) میں مقابلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے (اور مسلمانوں کی یہ فتح بھی اسی کی قدرت سے ہوئی)۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ﴾ (الانفال: ٦٥).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی (ﷺ)! مسلمانوں کو (کافروں سے) لڑنے کا شوق دلایئے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ (آل عمران: ١٦١).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو شخص خیانت کر کے کوئی چیز چھپائے گا تو اس کو قیامت کے دن اسی چیز کو لانا پڑے گا (جس سے وہ عاجز ہوگا) پھر ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔

بَابٌ

مؤمن کے لیے حلال ترین روزی مالِ غنیمت ہے

٥١٨٨ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ فَضَّلَنِيْ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ اَوْ قَالَ فَضَّلَ اُمَّتِيْ عَلَى الْاُمَمِ وَاَحَلَّ لَنَا الْغَنَائِمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے یا یوں فرمایا کہ میری امت کو دوسری تمام امتوں پر فضیلت دی اور مالِ غنیمت کو ہمارے لیے (یعنی پوری امت کے لیے) حلال کر دیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت کی حلّت اُمتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے

٥١٨٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ مِّنْ قَبْلِنَا ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ رَاٰى ضَعْفَنَا وَعِجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ مالِ غنیمت ہم سے پہلے کسی (امت) کے لیے حلال نہ تھا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے عجز اور کمزوری کو دیکھا تو اس کو ہمارے لیے حلال کر دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

اسلام سے قبل مالِ غنیمت کے احکام

٥١٩٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَقَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (گزشتہ) انبیاء میں سے ایک نبی (یعنی حضرت یوشع بن

لِقَوْمِهٖ لَا يَتْبَعْنِيْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا اَحَدٌ بَنٰى بُيُوْتًا وَّلَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا وَلَا رَجُلٌ اِشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلٰوةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ اِنَّكِ مَاْمُوْرَةٌ وَّاَنَا مَاْمُوْرٌ اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَعْنِي النَّارَ لِتَاْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ اِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَّجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَجَاءُوْا بِرَاْسٍ مِّثْلِ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِّنَ الذَّهَبِ فَوَضَعَهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ قَبْلَنَا ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَاٰى ضَعْفَنَا وَعِجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نون) نے جہاد کا ارادہ کیا تو اپنی قوم میں یہ اعلان کیا کہ ایسا شخص میرے ساتھ نہ چلے جس نے کسی عورت سے عقد کیا ہو اور اس سے ہم بستری کا ارادہ رکھتا ہو اور ابھی اس سے ہم بستر نہ ہوا ہو اور ایسا شخص بھی (میرے ساتھ نہ چلے) جس نے گھر بنائے ہوں اور ان پر چھت نہ ڈالے گئے ہوں اور نہ ایسا شخص بھی جس نے بکریاں یا گابھن اونٹنیاں خریدی ہوں اور ان کے جننے کا منتظر ہو' پھر وہ نبی جہاد کے لیے روانہ ہوئے اور اس بستی سے (ایسے وقت) قریب ہوئے (جہاں ان کو جہاد کرنا تھا) جبکہ عصر کی نماز کا وقت قریب الختم تھا تو انہوں نے آفتاب سے (مخاطب ہو کر) کہا: تو مامور ہے (چلنے پر) اور میں مامور ہوں (غروب سے پہلے فتح کرنے پر)' (پھر یوں دعا کی:) اے اللہ! ہمارے لیے آفتاب کو روک دے تو اس کو ٹھہرا دیا گیا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح دی' پھر انہوں نے غنیمت کا مال جمع کیا' پس آگ آئی تا کہ مالِ غنیمت کو کھا لے لیکن اس کو نہ کھایا۔ (یہ دیکھ کر) نبی نے فرمایا: یقیناً تم میں سے کسی نے (اس مالِ غنیمت میں) خیانت کی ہے۔ پس (نبی نے حکم دیا کہ) ہر قبیلہ میں سے ایک شخص مجھ سے بیعت کرے' (بیعت کے دوران) ایک شخص کا ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چپک گیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارے قبیلہ میں کوئی خائن ہے! تو وہ لوگ سونے کا ایک سر لے آئے جو گائے کے سر کا بنا تھا' انہوں نے اس کو (مالِ غنیمت میں) رکھ دیا تو آگ آئی اور اس کو کھا گئی۔ اور ایک روایت میں (یہ عبارت) زیادہ ہے: (حضور نے فرمایا کہ) مالِ غنیمت ہم سے پہلے کسی (امت) کے لیے حلال نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا' (اس کی وجہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے ہمارے عجز اور کمزوری کو دیکھا تو اس نے ہمارے لیے حلال کر دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت میں ناحق تصرف کی وعید

٥١٩١ - وَعَنْ خَوْلَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ رِجَالًا يَّتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بعض لوگ اللہ کے مال (یعنی مالِ غنیمت اور زکوٰۃ وغیرہ) میں ناحق تصرف کرتے ہیں' ایسے لوگوں کے لیے قیامت کے دن آگ ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥١٩٢ - وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: بے شک یہ اموال (غنیمت اور زکوٰۃ

يَقُوْلُ اِنَّ هٰذِهِ الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَصَابَهٗ بِحَقِّهٖ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِيْمَا شَاءَتْ بِهٖ نَفْسُهٗ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لَيْسَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا النَّارُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

وغیرہ) (بہ ظاہر) تروتازہ اور شیریں ہوتے ہیں (کہ انسان کی طبیعت ان پر للچاتی ہے) تو جو ان کو اپنے حق کے مطابق حاصل کرے تو اس کو ان میں برکت دی جائے گی' اور اللہ اور اس کے رسول کے مال میں (یعنی غنیمت اور زکوٰۃ وغیرہ میں) اپنے نفس کی خواہش کے مطابق بہت سے لوگ بے جا تصرف کرنے والے ہیں تو ان کے لیے قیامت کے دن دوزخ ہی ہے۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والوں سے حضور کی براءت

٥١٩٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهٗ وَعَظَّمَ اَمْرَهٗ ثُمَّ قَالَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ بَعِيْرٌ لَهٗ رُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَرَسٌ لَهٗ حَمْحَمَةٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ نَفْسٌ لَهَا صِيَاحٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَّهُوَ اَتَمُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور (مالِ غنیمت میں) خیانت کا تذکرہ فرماتے ہوئے اُس کو بہت بڑا (گناہ) قرار دیا اور اس کی بڑی بُرائیاں بیان فرمائیں' پھر فرمایا کہ ہرگز ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کو میں اس حال میں آتا ہوا پاؤں کہ اس کی گردن پر بلبلاتا ہوا اونٹ (لدا) ہو' اور وہ شخص یہ کہتا ہوگا: یارسول اللہ! میری فریاد رسی کیجئے (اور اس عذاب سے مجھے بچائیے)' تو میں کہوں گا کہ تیرے بارے میں میرا کوئی اختیار نہیں ہے' میں نے تو تجھے (سارے احکام) پہنچا دیئے تھے۔(اس کے بعد حضور نے فرمایا:) ہرگز ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کو میں اس حال میں آتا ہوا پاؤں کہ اس کی گردن پر ہنہناتا ہوا گھوڑا (سوار) ہو اور وہ شخص یہ کہتا ہوگا: یارسول اللہ! میری مدد فرمایئے (اور اس عذاب سے مجھے بچایئے)' تو میں کہوں گا کہ تیرے بارے میں میرا کوئی اختیار نہیں ہے' میں نے تجھے (سارے احکام) پہنچا دیئے تھے۔(حضور نے پھر فرمایا:) ہرگز ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کو میں اس حال میں آتا ہوا پاؤں کہ اس کی گردن پر میں میں کرتی ہوئی بکری (سوار) ہو اور وہ شخص یہ کہتا ہوگا: یارسول اللہ! میری مدد فرمایئے! (اور اس عذاب سے مجھے بچایئے) تو میں کہوں گا کہ تیرے بارے میں میرا کوئی اختیار نہیں ہے! میں نے تجھے (سارے احکام) پہنچا دیئے تھے۔(حضور نے پھر فرمایا:) ہرگز ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کو میں اس حال میں آتا ہوا پاؤں کہ اس کی گردن پر چیخ و پکار کرتا ہوا کوئی آدمی (سوار) ہو اور وہ شخص یعنی نیچے والا یہ عرض کرتا ہوگا: یارسول اللہ! میری مدد فرمایئے! (اور اس عذاب سے مجھے بچایئے) تو میں کہوں گا کہ تیرے بارے میں میرا کوئی اختیار نہیں! میں نے تو تجھے (سارے احکام) پہنچا دیئے

تھے۔ (اس کے بعد حضور نے فرمایا:) ہرگز ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کو میں اس حال میں آتا ہوا پاؤں کہ اس کی گردن پر کپڑے (لدے ہوئے) لٹک رہے ہوں (جن کو اس نے مالِ غنیمت سے چرایا تھا)' وہ شخص یہ عرض کرتا ہوگا: یارسول اللہ! میری مدد فرمایئے! تو میں کہوں گا: تیرے بارے میں میرا کوئی اختیار نہیں ہے! میں نے تو تجھے (سارے احکام) پہنچا دیئے تھے۔ (اور آخر میں حضور نے فرمایا:) ہرگز ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کو میں اس حال میں آتا ہوا پاؤں کہ اس کی گردن پر سونا اور چاندی لدی ہوئی ہو اور وہ شخص یہ عرض کرتا ہوگا: یارسول اللہ! میری مدد فرمایئے! تو میں کہوں گا: تیرے بارے میں میرا کوئی اختیار نہیں! میں نے تو تجھے (سارے احکام) پہنچا دیئے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے' اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور یہی مکمل ہیں۔

بَابٌ

مالِ غنیمت میں معمولی سی چیز کی خیانت بھی رسوائی کا سبب ہوگی

٥١٩٤ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمَخِيْطَ وَاِيَّاكُمْ وَالْغُلُوْلَ فَاِنَّهُ عَارٌ عَلٰى اَهْلِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ (مالِ غنیمت کا) تاگہ اور سوئی (جیسی حقیر چیز بھی امیر کے) حوالہ کر دو اور اِن میں (بھی) خیانت کرنے سے بچو کیونکہ ان چیزوں میں بھی خیانت کرنے والے کے لیے قیامت کے دن ذلت اور رسوائی ہوگی۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے اور نسائی نے اس کی روایت عمرو بن شعیب کے والد کے واسطہ سے ان کے دادا سے کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والا دوزخی ہوگا

٥١٩٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ كَرْكَرَةُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامان (کی نگرانی) پر ایک شخص مقرر تھا جس کا نام کرکرہ تھا' اس کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے! تو صحابہ رضی اللہ عنہم اس کی وجہ تلاش کرنے لگے تو انہوں نے (اس کے سامان میں) ایک کملی پائی جو اس نے (مالِ غنیمت میں سے خیانت کر کے) چھپا رکھی تھی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥١٩٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ اَقْبَلَ نَفَرٌ مِّنْ صِحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيْدٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (یہ واقعہ) بیان فرمایا کہ غزوۂ خیبر کے دن' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند صحابہ آئے (نام لے لے کر) کہنے لگے کہ فلاں

وَّفُلَانٌ شَهِيْدٌ حَتّٰى مَرُّوْا عَلٰى رَجُلٍ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ فِي النَّارِ فِيْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا اَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ اَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ ثَلَاثًا قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ اَلَا اَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

شہید ہے اور فلاں شہید ہے یہاں تک کہ ان کا گزر ایک (مرے ہوئے) شخص پر سے ہوا تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص (بھی) شہید ہے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں! میں نے اس کو (مالِ غنیمت کی) ایک چادر یا کملی (چرانے کی وجہ سے) دوزخ میں دیکھا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر بن الخطاب! جاؤ اور لوگوں میں تین بار یہ اعلان کر دو کہ (ابتداءً) جنت میں مؤمن (کامل) ہی داخل ہوں گے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نکلا اور تین بار یہ اعلان کیا: (اے لوگو!) سن لو! (ابتداءً) جنت میں مؤمن (کامل) ہی داخل ہوں گے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت کے خائن کی نمازِ جنازہ حضور نے نہیں پڑھی

٥١٩٧ - وَعَنْ يَّزِيْدَ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ يَوْمَ خَيْبَرَ فَذَكَرُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَتَغَيَّرَتْ وُجُوْهُ النَّاسِ لِذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهٗ فَوَجَدْنَا خَرَزًا مِّنْ خَرَزِ يَهُوْدٍ لَّا يُسَاوِيْ دِرْهَمَيْنِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت یزید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کا غزوۂ خیبر کے دن انتقال ہوا تو صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کو (ان کی موت کی) خبر دی' تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھ لو (میں تو نہیں پڑھوں گا)' (یہ سن کر) صحابہ کے چہرے متغیر ہو گئے یعنی ان پر اداسی چھا گئی' (یہ دیکھ کر) حضور نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی نے اللہ کی راہ میں (جو مالِ غنیمت ملا تھا' اس میں) خیانت کی ہے' ہم نے ان کے اسباب کی تلاشی لی' (ان کے سامان میں) یہودیوں کے نگینوں میں سے ایک نگینہ پایا' جس کی مالیت دو درہم کے برابر نہ تھی۔ اس کی روایت امام مالک' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف کے اس واقعہ سے مالِ غنیمت میں خیانت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ معمولی سی چیز میں خیانت پر بھی بڑا گناہ ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ مالِ غنیمت سارے مجاہدین کا حصہ ہوتا ہے اور اس میں چوری کرنا تمام مسلمانوں کی حق تلفی ہے اور سب سے معاف کروانا ممکن نہیں' مقصود یہ ہے کہ خیانت کی رسوائی سن کر لوگ خود کو ایسے عمل سے بچائیں۔ ۱۲

وَقَالَ الْاِمَامُ الطَّحَاوِيُّ وَلَوْ صَحَّ حَدِيْثُ التَّحْرِيْقِ حُمِلَ عَلٰى اَنَّهٗ كَانَ اِذَا كَانَتِ الْعُقُوْبَاتُ فِي الْاَمْوَالِ كَاَخْذِ شَطْرِ الْمَالِ مِنْ مَّانِعِ الزَّكٰوةِ وَضَالَّةِ الْاِبِلِ وَسَارِقِ التَّمْرِ وَكُلُّهٗ مَنْسُوْخٌ.

اور امام طحاوی نے فرمایا کہ حدیثِ تحریق کو اس وقت پر محمول کیا جائے گا جب مالی جرمانہ لیا جاتا تھا جیسا کہ زکوٰۃ نہ دینے والے' اونٹ کو گم کر دینے والے اور کھجور کی چوری کرنے والے سے مال کا کچھ حصہ لیا جانا اور یہ سب منسوخ ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت میدانِ جہاد ہی میں تقسیم ہوگا

٥١٩٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَهْدٰى رَجُلٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا يُّقَالُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک غلام ہدیۃً بھیجا' جس کا نام مِدْعَم تھا'

لَهُ مِدْعَمٌ فَبَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اَنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِىْ اَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ النَّاسُ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ شِرَاكَيْنِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شِرَاكٌ مِّنْ نَّارٍ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(ایک دن) مدعم رسول اللہ ﷺ (کی سواری) کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ اچانک اس کو ایک تیر آ لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ (یہ دیکھ کر) لوگوں نے کہا: اس کو جنت مبارک ہو (اس لیے کہ وہ حضور کی خدمت کرتے ہوئے شہید ہوا ہے)' (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز ایسی بات نہیں ہے! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ چادر جس کو اس نے غزوۂ خیبر کے دن مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے لے لیا تھا' آگ کا شعلہ بن کر اس پر لپک رہی ہے۔ لوگوں نے جب یہ (سخت وعید) سنی تو ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (چپل کا) ایک تسمہ یا دو تسمے حاضر کیے۔ حضور نے (یہ دیکھ کر) فرمایا: یہ آگ کا ایک تسمہ ہے یا آگ کے دو تسمے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصَابَ غَنِيْمَةً اَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰى فِى النَّاسِ فَيَجِيْئُوْنَ بِغَنَائِمِهِمْ فَيُخَمِّسُهٗ وَيُقَسِّمُهٗ فَجَاءَ رَجُلٌ يَوْمًا بَعْدَ ذٰلِكَ بِزِمَامِ شَعْرٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا فِيْمَا كُنَّا اَصَبْنَاهُ مِنَ الْغَنِيْمَةِ قَالَ اَسَمِعْتَ بِلَالًا نَادٰى ثَلَاثًا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا مَنَعَكَ اَنْ تَجِيْءَ بِهٖ فَاعْتَذَرَ قَالَ فَقَالَ كُنْ اَنْتَ تَجِيْءُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَنْ اَقْبَلَهٗ عَنْكَ.

اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (لڑائی میں مسلمان جب فتح یاب ہوئے اور) حضور مالِ غنیمت کو (جمع کر کے تقسیم کا) ارادہ فرماتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو (نداء کرنے کا) حکم دیتے تو وہ لوگوں میں اعلان فرماتے (کہ لوگ مالِ غنیمت لے آئیں تو) لوگ اپنی اپنی غنیمتوں کو لے آتے تو حضور اس میں سے خمس یعنی پانچواں حصہ نکال کر (بقیہ کو مجاہدین میں) تقسیم فرما دیتے۔ ایک شخص (مالِ غنیمت کی تقسیم) کے ایک دن بعد بالوں کی ایک نکیل لایا اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ ہم کو مالِ غنیمت میں ملی تھی۔ حضور نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تو نے بلال کو تین مرتبہ اعلان کرتے سنا تھا؟ اس نے جواب دیا: ہاں! حضور نے پھر اس سے دریافت فرمایا: تجھے (اسی دن) اس کے لانے سے کس چیز نے روکا تھا؟ اس نے کچھ عذر پیش کیا (جس کو حضور نے قبول نہیں فرمایا) اور یوں فرمایا کہ تو اس کو رکھ لے اور قیامت کے دن تو خود اس کو لے کر آنے والا ہوگا' (اب تو) میں اس کو ہرگز قبول نہیں کروں گا۔

بَابٌ

خائن کی پردہ پوشی بھی جرم ہے

٥١٩٩ - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يَكْتُمْ غَالًّا فَاِنَّهٗ مِثْلُهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص (مالِ غنیمت میں) خیانت کرنے والے کی پردہ پوشی کرے تو وہ (گناہ میں) اسی کے برابر ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اگر امیر اجازت دے تو قاتل مقتول کے

٥٢٠٠ - وَعَنْ جُنَادَةَ بْنِ اَبِیْ اُمَيَّةَ قَالَ نَزَلْنَا دَابَقَ وَعَلَيْنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَبَلَغَ حَبِيْبَ بْنَ مَسْلَمَةَ اَنَّ صَاحِبَ قُبْرُصَ خَرَجَ يُرِيْدُ طَرِيْقَ اٰذَرْبَيْجَانَ وَمَعَهُ زُمُرُّدٌ وَّيَاقُوْتٌ وَّلُؤْلُؤٌ وَّغَيْرُهَا فَخَرَجَ اِلَيْهِ فَقَتَلَهُ وَجَاءَ بِمَا مَعَهُ فَاَرَادَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ اَنْ يُّخَمِّسَهُ فَقَالَ لَهُ حَبِيْبُ بْنُ مَسْلَمَةَ لَا تَحْرِمْنِیْ رِزْقًا رَزَقَنِيْهِ اللّٰهُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ السَّلَبَ لِلْقَاتِلِ فَقَالَ مُعَاذٌ يَّا حَبِيْبُ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا لِلْمَرْءِ مَا طَابَتْ بِهٖ نَفْسُ اِمَامِهٖ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِهِ الْكَبِيْرِ وَالْوَسَطِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ لِّتَعَدُّدِ طُرُقِهٖ وَقَدْ يَتَاَيَّدُ بِمَا اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِی الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ يَّمِيْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ فَاِذَا اَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمَا فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ بَيْنَ اَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِیْ اَحَدُهُمَا فَقَالَ اَیْ عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ اَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ فَمَا حَاجَتُكَ اِلَيْهِ يَا ابْنَ اَخِیْ قَالَ اُخْبِرْتُ اَنَّهٗ يَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَئِنْ رَّاَيْتُهٗ لَا يُفَارِقُ سَوَادِیْ سَوَادَهٗ حَتّٰى يَمُوْتَ اِلَّا عَجَّلَ مِنَّا فَقَالَ فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ قَالَ وَغَمَزَنِی الْاٰخَرُ فَقَالَ لِیْ مِثْلَهَا فَلَمْ انشب اَنْ نَظَرْتُ اِلٰى اَبِیْ جَهْلٍ يَّجُوْلُ فِی النَّاسِ فَقُلْتُ اَلَا تَرَيَانِ هٰذَا صَاحِبُكُمُ الَّذِیْ تَسْاَلَانِیْ عَنْهُ قَالَ فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتّٰى قَتَلَاهُ ثُمَّ انْصَرَفَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَاهُ

کل مال کا حق دار ہو سکتا ہے

حضرت جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے (شام کے ایک موضع) دابق میں پڑاؤ ڈالا اور ہمارے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو (جو لشکر میں تھے) یہ اطلاع ملی کہ قبرص کا حاکم آذر بیجان کے ارادہ سے نکلا ہے اور اس کے ساتھ زمرد' یاقوت اور موتی وغیرہ ہیں تو حضرت حبیب بن مسلمہ اس کے پاس پہنچے اور اس کو قتل کر دیا اور اس کے پاس جو کچھ (زر و جواہر) تھا' ان کو اپنے ساتھ لائے۔ حضرت ابوعبیدہ نے چاہا کہ اس (مال میں) سے خمس نکالیں تو حضرت حبیب بن مسلمہ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو مال دیا ہے' آپ مجھے اس سے محروم نہ فرمائیے' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کا مال قاتل کا (حق) قرار دیا ہے۔ (یہ سن کر) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے حبیب بن مسلمہ! میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آدمی کے لیے وہی مال بہتر ہے جس کو اس کا امیر اس کے لیے پسند کرے۔ اس کی روایت طبرانی نے اپنی معجم کبیر اور معجم اوسط میں کی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے' اس لیے کہ یہ متعدد طرق سے مروی ہے۔ اور اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو بخاری اور مسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' آپ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میں (مجاہدین کی) صف میں کھڑا تھا' میں نے اپنے دائیں اور بائیں طرف نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں انصار کے دو نو عمر لڑکوں کے درمیان ہوں' میں نے آرزو کی کہ (ان کے بدلہ) میں دو طاقتور تجربہ کار آدمیوں کے درمیان ہوتا (یعنی ان کو حقیر جانا)' اتنے میں ان میں سے ایک نے مجھے (اپنے ہاتھ سے) ٹوچا اور کہا: اے چچا! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے جواب دیا: ہاں بھتیجے! تمہیں اس سے کیا غرض ہے؟ تو اس لڑکے نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر میں اسے دیکھ لوں تو اس وقت تک اس کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ ہم میں سے کسی ایک کو موت نہ آ جائے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ اس لڑکے کی (اس قدر دلیرانہ) گفتگو پر مجھے بڑی حیرت ہوئی' پھر دوسرے (لڑکے) نے بھی مجھے ٹوچا دیا اور اس نے بھی وہی بات پوچھی' کچھ ہی دیر بعد میں نے ابوجہل کو لوگوں میں گھومتا پھرتا دیکھا تو میں نے (ان لڑکوں سے) کہا: کیا تم اس

فَقَالَ اَيُّكُمَا قَتَلَهٗ فَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اَنَا قَتَلْتُهٗ فَقَالَ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا فَقَالَا لَا فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى السَّيْفَيْنِ فَقَالَ كِلَاكُمَا قَتَلَهٗ وَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَلَبِهٖ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ وَالرَّجُلَانِ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ وَمُعَاذُ بْنُ عَفْرَاءَ.

(گھومتے پھرتے) شخص کونہیں دیکھ رہے ہو جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے تھے (یہی تمہارا مطلوب ابوجہل ہے)۔ حضرت ابن عوف فرماتے ہیں کہ (یہ سنتا ہی تھا کہ) وہ دونوں ابوجہل کی طرف اپنی تلواریں لے کر لپکے اور تلواریں چلانا شروع کیں یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔ پھر دونوں لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کی آپ کو خبر دی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کس نے اس کو قتل کیا ہے؟ ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں نے قتل کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے اپنی (خون آلود) تلواریں صاف کر لی ہیں؟ دونوں نے جواب دیا: نہیں! تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی تلواروں کو دیکھا اور فرمایا: (ہاں!) تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ابوجہل کا سامان معاذ بن عمرو بن الجموح کو دے دیا جائے اور وہ دونوں معاذ بن عمرو بن الجموح اور معاذ بن عفراء تھے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ مَّنْ يَّنْظُرُ لَنَا مَا صَنَعَ اَبُوْ جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهٗ قَدْ ضَرَبَهٗ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتّٰى بَرَدَ قَالَ فَاَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ فَقَالَ اَنْتَ اَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ.

اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن فرمایا کہ ہمیں کون بتائے گا کہ ابوجہل کا کیا حشر ہوا ہے؟ (یہ سن کر) حضرت ابن مسعود وہاں گئے آپ نے اس کو اس حال میں پایا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے اتنا مارا ہے کہ وہ ٹھنڈا (اور قریب المرگ) ہو گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابن مسعود نے اس کی ڈاڑھی پکڑی اور اس سے پوچھا: کیا تو ہی ابوجہل ہے؟ تو اس نے جواب دیا: جن آدمیوں کو تم نے قتل کیا ہے کیا اُن لوگوں میں مجھ سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے (یعنی تم نے قریش کے ایک بڑے سردار کو قتل کیا ہے)۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فَلَوْ غَيْرُ اَكَّارٍ قَتَلَنِيْ.

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ (ابوجہل نے) کہا: کاش! مجھے کسان کی بجائے کوئی اور (بڑے مرتبہ والا شخص) قتل کرتا۔

وَرَوَى الدَّارِمِيُّ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ يَّعْنِيْ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ فَقَتَلَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَوْمَئِذٍ عِشْرِيْنَ رَجُلًا وَّاَخَذَ اَسْلَابَهُمْ.

اور دارمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن یعنی غزوۂ حنین کے دن فرمایا کہ جو شخص (جہاد میں) کسی کافر کو قتل کرے تو اس کا سامان اسی کو ملے گا۔ (چنانچہ) اس دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیس آدمیوں کو قتل کیا اور ان کا اسباب لے لیا۔

بَابٌ

سوار اور پیدل میں مالِ غنیمت کی تقسیم کا قاعدہ

۵۲۰۱ - وَعَنْ مُّجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ قَالَ قُسِمَتْ خَيْبَرُ عَلٰى اَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَسَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ خیبر (کی زمین اور مالِ غنیمت) اہلِ حدیبیہ (یعنی صلح حدیبیہ کے موقع پر شریک ہونے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ سَھْمًا وَّکَانَ الْجَیْشُ اَلْفًا وَّخَمْسَ مِائَةٍ فِیْھِمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ فَارِسٌ فَاَعْطَی الْفَارِسَ سَھْمَیْنِ وَالرَّاجِلَ سَھْمًا رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

والے صحابہ) میں تقسیم کیا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اٹھارہ حصوں پر تقسیم فرمایا اور لشکر میں پندرہ سو آدمی تھے' اُن میں سے تین سو سوار تھے تو حضور نے سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث کے تحت صاحبِ زجاجہ نے ایک علمی بحث تحریر فرمائی ہے' جس کا ترجمہ نہیں کیا گیا' اہل علم اصل متن سے رجوع کریں۔ ۱۲

وَقَالَ الْحَافِظُ شَمْسُ الدِّیْنِ الذَّھَبِیُّ فِیْ تَلْخِیْصِہٖ بَعْدَ التَّخْرِیْجِ الْحَدِیْثُ صَحِیْحٌ وَّقَالَ فِی الْجَوَاھِرِ النَّقِیِّ ھٰذَا الْحَدِیْثُ اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَقَالَ حَدِیْثٌ کَبِیْرٌ صَحِیْحُ الْاَسْنَادِ وَفِیْہِ مُجَمِّعُ بْنُ یَعْقُوْبَ وَھُوَ مَعْرُوْفٌ قَالَ صَاحِبُ الْکَمَالِ رَوٰی عَنْہُ الْقَعْنَبِیُّ وَیَحْیَی الْوَعَاظِیُّ وَاِسْمَاعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ وَّیُوْنُسُ الْمُؤَدِّبُ وَاَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ وَغَیْرُھُمْ وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ تُوُفِّیَ بِالْمَدِیْنَةِ وَکَانَ ثِقَةً وَّقَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ وَّابْنُ مُعِیْنٍ لَیْسَ بِہٖ بَاْسٌ وَّرَوٰی لَہُ النَّسَائِیُّ وَمَعْلُوْمٌ اَنَّ ابْنَ مُعِیْنٍ اِذَا قَالَ لَیْسَ بِہٖ بَاْسٌ فَھُوَ تَوْثِیْقٌ.

اور حافظ شمس الدین ذہبی نے اپنی تلخیص میں اس حدیث کی تخریج کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ "الجواہر النقی" میں فرمایا کہ امام حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کی تخریج کی ہے' اور فرمایا کہ یہ حدیث کبیر صحیح الاسناد ہے۔ اس میں ایک راوی مجمع بن یعقوب ہے اور وہ معروف ہے۔ صاحب الکمال نے فرمایا: القعنبی' یحیٰی الوعاظی' اسماعیل بن ابی اویس' یونس المؤدب اور ابو عامر العقدی وغیرہم' نے اس سے روایت کی ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور آپ ثقہ تھے۔ ابو حاتم اور ابن معین نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور آپ سے امام نسائی نے بھی اس سے روایت لی ہے۔ یہ معلوم ہے کہ جب ابن معین کہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں تو یہ کلمہ کی توثیق ہے۔

وَرَوٰی ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنْ نُعَیْمِ بْنِ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ اَسْھَمَ لِلْفَارِسِ سَھْمَیْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَھْمًا وَّقَالَ الشَّیْخُ ابْنُ الْھَمَّامِ وَلَا شَکَّ اَنَّ نُعَیْمًا ثِقَةٌ وَّابْنَ الْمُبَارَکِ مِنْ اَثْبَتِ النَّاسِ.

اور ابن ابی شیبہ نے نُعیم بن حماد سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن المبارک نے حدیث بیان کی اور انہوں نے عبیداللہ بن عمر سے روایت کی اور انہوں نے نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے (مالِ غنیمت میں) سوار کے لیے دو حصے اور پیدل کے لیے ایک حصہ مقرر فرمایا۔ اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نعیم بلاشک وشبہ ثقہ راوی ہیں اور ابن مبارک بھی ثقہ ترین محدث ہیں۔

بَابٌ

مالِ غنیمت میں عورتوں اور غلاموں کا کوئی حصہ مقرر نہیں' البتہ انعام پا سکتے ہیں

۵۲۰۲ - وَعَنْ یَّزِیْدَ بْنِ ھُرْمُزَ قَالَ کَتَبَ نَجْدَةُ الْحَرُوْرِیُّ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ یَّسْاَلُہٗ عَنِ

حضرت یزید بن ہرمز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نجدہ حروری (رئیس الخوارج) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تحریراً دریافت

الْعَبْدِ وَالْمَرْاَةِ يَحْضُرَانِ الْمَغْنَمَ هَلْ يُقْسَمُ لَهُمَا فَقَالَ لِيَزِيْدَ اُكْتُبْ اِلَيْهِ اَنَّهُ لَيْسَ لَهُمَا سَهْمٌ اِلَّا اَنْ يُّحْذَيَا.

کیا کہ غلام اور عورت (جہاد میں شریک ہوں اور) مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت موجود ہوں تو کیا ان کو (غنیمت میں) حصہ ملے گا؟ تو آپ نے حضرت یزید سے فرمایا: اس کو لکھو کہ (غنیمت میں) ان دونوں کے لیے کوئی حصہ مقرر نہیں ہے' البتہ ان دونوں کو (خدمت کے صلہ میں بطورِ انعام) کچھ دیا جا سکتا ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ كَتَبَ اِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّكَ كَتَبْتَ تَسْاَلُنِیْ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ بِالنِّسَاءِ وَهَلْ كَانَ يَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَقَدْ كَانَ يَغْزُوْبِهِنَّ يُدَاوِيْنَ الْمَرْضٰى وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيْمَةِ وَاَمَّا السَّهْمُ فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ بِسَهْمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (نجدہ حروری کو) لکھا کہ تم نے مجھ سے تحریراً دریافت کیا ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ عورتوں کو جہاد میں اپنے ساتھ شریک رکھتے تھے اور کیا ان کے لیے (مالِ غنیمت میں) حصہ مقرر فرماتے تھے؟ ہاں! حضور عورتوں کو (جہاد میں) شریک رکھتے تا کہ وہ بیماروں کی تیمارداری کریں (اور زخمیوں کی مرہم پٹی کریں) اور (اس لحاظ سے بطورِ صلہ) ان کو (غنیمت میں سے) کچھ دیتے تھے لیکن (مالِ غنیمت میں ان کے لیے) آپ نے کوئی حصہ مقرر نہیں فرمایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت سے غلام کو انعام دینے کا ایک واقعہ

٥٢٠٣ - وَعَنْ عُمَيْرٍ مَّوْلٰى اَبِی اللَّحْمِ قَالَ شَهِدْتُ خَيْبَرَ مَعَ سَادَتِیْ فَكَلَّمُوْا فِیَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمُوْهُ اَنِّیْ مَمْلُوْكٌ فَاَمَرَلِیْ فَقُلِّدْتُ سَيْفًا فَاِذَا اَنَا اَجُرُّهُ فَاَمَرَلِیْ بِشَیْءٍ مِّنْ خُرْثِیِّ الْمَتَاعِ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِ رُقْيَةً كُنْتُ اَرْقِیْ بِهَا الْمَجَانِيْنَ فَاَمَرَنِیْ بِطَرْحِ بَعْضِهَا وَحَبْسِ بَعْضِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ اِلَّا اَنَّ رِوَايَتَهُ اِنْتَهَتْ عِنْدَ قَوْلِهِ الْمَتَاعِ.

حضرت عمیر مولیٰ ابی اللحم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے مالکوں کے ساتھ غزوۂ خیبر کے موقع پر حاضر تھا۔ ان حضرات نے میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی (کہ مجھ سے کوئی کام لیا جائے)' اور حضور ﷺ کو اس بات سے بھی واقف کرایا کہ میں غلام ہوں۔ (یہ سن کر) حضور نے میرے لیے (تلوار دینے کا) حکم دیا اور ایک تلوار میرے گلے میں ڈالی گئی اور میں (اپنی کم عمری اور چھوٹے قد کی وجہ سے) اس کو کھینچتا ہوا (چل رہا) تھا' (پھر جب مالِ غنیمت کی تقسیم کا وقت آیا) تو حضور نے مجھے (گھریلو) معمولی سامان (بطورِ انعام) دینے کا حکم دیا' میں نے حضور کے سامنے ایک منتر پیش کیا جس کو میں دیوانوں پر پڑھا کرتا تھا تو حضور نے مجھے بعض کلمات کے چھوڑ دینے اور بعض کو جاری رکھنے کا حکم دیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابوداؤد نے اس کی روایت (عربی متن کے) ''المتاع'' (یعنی معمولی سامان کے دینے تک) کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اشیاءِ خوردنی کو کھانے کی اجازت

٥٢٠٤ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نُصِيْبُ فِیْ مَغَازِيْنَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ فَنَاْكُلُهُ وَلَا نَرْفَعُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنے غزووں میں جو شہد اور انگور ملتے' ہم ان کو (تقسیم کے لیے) حضور کے پاس پہنچانے سے پہلے (بقدرِ ضرورت) کھا لیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری

نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٢٠٥ - وَعَنْهُ اَنَّ جَيْشًا غَنَمُوْا فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا وَّعَسَلًا فَلَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُمُ الْخُمُسُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک لشکر مالِ غنیمت میں غلہ اور شہد لایا تو (انہوں نے تقسیم سے پہلے جو کھا لیا تھا) اس کو خمس میں شامل نہیں کیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٢٠٦ - وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اَبِى الْمُجَاهِدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى قَالَ قُلْتُ هَلْ كُنْتُمْ تُخَمِّسُوْنَ الطَّعَامَ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَصَبْنَا طَعَامًا يَّوْمَ خَيْبَرَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ فَيَاْخُذُ مِنْهُ مِقْدَارًا مَّا يَكْفِيْهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت محمد بن ابی مجاہد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا آپ حضرات رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں طعام (یعنی غلہ اور پکے ہوئے کھانے) سے خمس نکالا کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم کو غزوۂ خیبر کے دن طعام (غلہ اور پکے ہوئے کھانے) ملے تو ہر شخص آتا اور اس میں سے بقدرِ ضرورت لے لیتا، پھر واپس ہو جاتا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

دورانِ جہاد دارالحرب سے اشیاءِ خوردنی کھانے اور لانے کی اجازت

٥٢٠٧ - وَعَنِ الْقَاسِمِ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنَّا نَاْكُلُ الْجُزُوْرَ فِى الْغَزْوِ وَلَا نُقَسِّمُهٗ حَتّٰى اِذَا كُنَّا لَنَرْجِعُ اِلٰى رِحَالِنَا وَاَخْرِجَتُنَا مِنْهُ مَمْلُوَّةٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت قاسم مولیٰ عبدالرحمٰن بن خالد شامی رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ جہاد میں ہم (ضرورت کے وقت اونٹ ذبح کر کے ان کا) گوشت کھاتے اور اس کو تقسیم نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ جب ہم اپنے ڈیروں کی طرف لوٹتے تو ہماری خُرجیاں اونٹ کے گوشت سے بھری ہوئی ہوتی تھیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٢٠٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ اَصَبْتُ جِرَابًا مِّنْ شَحْمٍ يَّوْمَ خَيْبَرَ فَالْتَزَمْتُهٗ فَقُلْتُ لَا اُعْطِى الْيَوْمَ اَحَدًا مِّنْ هٰذَا شَيْئًا فَالْتَفَتُّ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَسَّمُ اِلَيَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خیبر کے دن مجھے چربی کی ایک تھیلی ملی، میں نے اس کو اٹھا لیا اور کہا کہ آج میں اس (تھیلی میں) سے کسی کو کچھ بھی نہ دوں گا۔ پھر میں نے مُڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ میرے اس کہنے پر مسکرا رہے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت کا ایسا استعمال جس سے اس میں عیب پیدا ہو جائے' منع ہے

۵۲۰۹ - وَعَنْ رُوَيْفِعِ ابْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَرْكَبْ دَابَّةً مِّنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى اِذَا اَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيْهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَلْبَسْ ثَوْبًا مِّنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى اِذَا اَخْلَقَهٗ رَدَّهٗ فِيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' وہ (تقسیم سے پہلے بلاضرورت) مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں سے کسی جانور پر اس طرح سواری نہ کرے کہ اس کو لاغر کر کے مالِ غنیمت میں واپس کر دے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' وہ (تقسیم سے پہلے بلاضرورت) مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں سے کوئی کپڑا اس طرح استعمال نہ کرے کہ اس کو پرانا کر کے مالِ غنیمت میں واپس کر دے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت کی خرید و فروخت تقسیم سے پہلے منع ہے

۵۲۱۰ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتّٰى تُقْسَمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۲۱۱ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ تُبَاعَ السِّهَامُ حَتّٰى تُقْسَمَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے (مالِ غنیمت کی) تقسیم سے پہلے (اپنے اپنے) حصوں کی فروخت سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

امیر کو اختیار ہے کہ شرکاءِ جہاد کے سوا دوسروں کو بھی مالِ غنیمت میں سے حصہ دے

۵۲۱۲ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْنَا فَوَافَقْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَاَسْهَمَ اَوْ قَالَ فَاَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لِاَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا اِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهٗ اِلَّا اَصْحَابَ سَفِيْنَتِنَا جَعْفَرٌ وَّاَصْحَابُهٗ اَسْهَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم (حبشہ سے مدینہ منورہ) آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (ایسے وقت) پہنچے جبکہ خیبر فتح ہو چکا تھا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خیبر کے مالِ غنیمت میں سے) ہمیں (بھی) حصہ دیا یا حضرت ابوموسیٰ نے یوں فرمایا کہ (اموالِ غنیمت میں سے) ہمیں بھی کچھ دیا۔ اور جو لوگ فتح خیبر میں شریک نہ تھے' ان کو (مالِ غنیمت میں سے) کچھ نہ دیا' البتہ آپ کے ساتھ شریک رہنے والوں کو حصہ ملا۔ لیکن ہمارے (ہم سفر) کشتی والے (یعنی) حضرت جعفر طیار

اور اُن کے ساتھیوں کو (فتح خیبر میں شریک نہ ہونے کے باوجود) لشکر کا (برابر) حصہ دیا گیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَقَالَ الْقَاضِيْ وَاِنَّمَا اَسْهَمَ لَهُمْ لِاَنَّهُمْ وَرَدُوْا عَلَيْهِ قَبْلَ حِيَازَةِ الْغَنِيْمَةِ.

اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو اس لیے حصہ دیا کہ وہ مالِ غنیمت کو اکٹھا کرنے سے پہلے آپ کی خدمت میں پہنچ چکے تھے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٢١٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَعْنِيْ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ اِنَّ عُثْمَانَ انْطَلَقَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ وَاِنِّيْ لَاُبَايِعُ لَهٗ فَضَرَبَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمٍ وَّلَمْ يَضْرِبْ لِاَحَدٍ غَابَ غَيْرُهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ بدر کے دن کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول کے کام میں مصروف ہیں (وہ اپنی زوجہ بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لیے حضور کی اجازت سے مدینہ ہی میں تھے) پس میں ان کی طرف سے بیعت کرتا ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ نے (مالِ غنیمت سے) ان کا حصہ مقرر فرمایا اور ان کے سوا (جنگ بدر سے) شریک نہ ہونے والوں میں کسی کو حصہ نہیں دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

غزوۂ ذوقرد میں حضرت سلمہ کی غیر معمولی بہادری پر دو حصوں کا دیا جانا

٥٢١٤ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِهٖ مَعَ رَبَاحٍ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهٗ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا اِذَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْفَزَارِيُّ قَدْ اَغَارَ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلٰى اَكَمَةٍ فَاسْتَقْبَلْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَادَيْتُ ثَلَاثًا يَّا صَبَاحَاهُ ثُمَّ خَرَجْتُ فِيْ اٰثَارِ الْقَوْمِ اَرْمِيْهِمْ بِالنَّبْلِ وَاَرْتَجِزُ اَقُوْلُ اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَمَا زِلْتُ اَرْمِيْهِمْ وَاَعْقِرُ بِهِمْ حَتّٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ بَعِيْرٍ مِّنْ ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا خَلَّفْتُهٗ وَرَاءَ ظَهْرِيْ ثُمَّ اتَّبَعْتُهُمْ اَرْمِيْهِمْ حَتّٰى اَلْقَوْا اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِيْنَ بُرْدَةً وَّثَلَاثِيْنَ رُمْحًا يَّسْتَخِفُّوْنَ وَلَا يَطْرَحُوْنَ شَيْئًا اِلَّا جَعَلْتُ عَلَيْهِ اٰرَامًا مِّنَ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی (بیس) اونٹنیوں کو (رات کے آخری حصہ میں اپنی مقررہ چراگاہ ذوقرد یا ذوغابہ) اپنے غلام حضرت رباح رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ فرمایا۔ حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ اچانک عبدالرحمٰن فزاری، رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیوں کو چھاپہ مار کر لے جا رہا ہے۔ (یہ دیکھ کر) میں ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا، پھر مدینہ منورہ کی طرف رخ کیا اور تین مرتبہ زور سے آواز دی: "یَا صَبَاحَاهُ" (خبردار ہو جاؤ کہ دشمن حملہ کر چکا ہے) پھر میں تیراندازی کرتے ہوئے دشمن کا پیچھا کرتا رہا اور یہ رجز پڑھ رہا تھا: میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن بُرے لوگوں کی ہلاکت کا دن ہے۔ میں مسلسل تیراندازی کرتا رہا اور ان کی سواریوں کی کونچیں زخمی کرتا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی جتنی اونٹنیاں تھیں، میں نے ان سب کو واپس لے لیا، پھر تیراندازی کرتے ہوئے ان کا تعاقب کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ لوگ تیس سے زیادہ چادریں اور تیس نیزے پھینک گئے تا کہ (بھاگنے میں) اُن کا بوجھ ہلکا ہو۔ وہ جس چیز کو بھی پھینکتے تھے، میں اس پر پتھر کی

الْحِجَارَةِ يَعْرِفُهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى رَاَيْتُ فَوَارِسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَحِقَ اَبُوْ قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَتَلَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ اَبُوْ قَتَادَةَ وَخَيْرُ رَجَّالَتِنَا سَلَمَةُ قَالَ ثُمَّ اَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْمَيْنِ سَهْمُ الْفَارِسِ وَسَهْمُ الرَّاجِلِ فَجَمَعَهُمَا لِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ اَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهٗ عَلَى الْعَضْبَاءِ رَاجِعِيْنَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّرَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ كَانَ سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ رَاجِلًا فَاَعْطَاهُ مِنْ خُمُسِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا مِنْ سُهْمَانِ الْمُسْلِمِيْنَ.

نشانی رکھتا جاتا تھا تا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ اُن (چیزوں) کو پہچان لیں، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے سواروں کو (آتے ہوئے) دیکھا اور (یہ بھی دیکھا کہ) حضرت ابوقتادہ انصاری (جن کا لقب) فارسِ رسول اللہ ہے انہوں نے عبدالرحمٰن کو جا پکڑا اور اس کو قتل کر ڈالا (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا شہ سوار آج ابوقتادہ ہے اور بہترین پیدل (فوج میں) سلمہ ہے۔ حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (مالِ غنیمت میں سے) میرے لیے دو حصے مقرر کیے ایک سوار کا حصہ اور دوسرا حصہ پیدل کا اس طرح مجھے دو حصے عطا فرمائے۔ اور مدینہ واپس ہوتے ہوئے مجھے رسول اللہ ﷺ اپنی ناقہ مبارک غضباء پر پیچھے بٹھا لیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور ابن حبان نے بھی اس کی روایت کی ہے اور یوں بیان کیا ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اس غزوہ میں پیدل فوج میں تھے تو حضور نے ان کو خمس میں سے (دو حصے) دیئے نہ کہ مسلمانوں کے حصص میں سے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت میں خُمس اور تنفیل ہے، فئی میں نہیں

٥٢١٥ - وَعَنْ اَبِى الْجُوَيْرِيَةِ الْجَرْمِيِّ قَالَ اَصَبْتُ بِاَرْضِ الرُّوْمِ جَرَّةً حَمْرَاءَ فِيْهَا دَنَانِيْرُ فِيْ اِمْرَةِ مُعَاوِيَةَ وَعَلَيْنَا رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ يُّقَالُ لَهٗ مَعْنُ بْنُ يَزِيْدَ فَاَتَيْتُهٗ بِهَا فَقَسَّمَهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَعْطَانِيْ مِنْهَا مِثْلَ مَا اَعْطٰى رَجُلًا مِّنْهُمْ ثُمَّ قَالَ لَوْ لَا اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا نَفَلَ اِلَّا بَعْدَ الْخُمُسِ لَاَعْطَيْتُكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوالجویریہ جرمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سرزمین روم میں مجھے ایک سرخ ٹھلیا ملی، جس میں دینار تھے، اور (اس وقت) ہمارے حاکم قبیلۂ بنی سُلیم کے ایک شخص تھے جو صحابیٔ رسول اللہ ﷺ تھے اور جن کا نام حضرت معن بن یزید تھا۔ میں اس ٹھلیا کو اُن کے پاس لے آیا تو اُنہوں نے اُن (دیناروں) کو مسلمانوں (یعنی مجاہدین) کے درمیان تقسیم کر دیا اور مجھ کو بھی اس میں سے اتنا ہی دیا، جتنا ہر شخص کو دیا (یعنی سب کے برابر دیا، زیادہ نہ دیا) پھر فرمایا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ (مالِ غنیمت میں سے کسی مجاہد کو) خمس نکالنے کے بعد ہی کچھ زیادہ مال دیا جا سکتا ہے تو میں تم کو ضرور (زیادہ) دیتا (چونکہ یہ فئی ہے جو بغیر لڑائی کے حاصل ہوا ہے، اس لیے اس میں خمس نہیں اور تنفیل یعنی حصہ سے زیادہ دینا بھی نہیں)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

کسی غازی کو اس کے حصہ سے زیادہ دینے کا امیر کو اختیار ہے

٥٢١٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جن فوجی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ یَّبْعَثُ مِنَ السَّرَایَا لِاَنْفُسِہِمْ خَاصَّۃً سِوٰی قِسْمَۃِ عَامَّۃِ الْجَیْشِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

دستوں کو (جہاد پر) روانہ فرماتے' اُن میں سے بعض حضرات کو (اُن کے کارناموں کی وجہ سے اپنی طرف سے) عام مجاہدین کے حصے کے علاوہ خاص طور پر کچھ زیادہ مرحمت فرمادیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۲۱۷ - وَعَنْ حَبِیْبِ بْنِ مَسْلَمَۃَ الْفِہْرِیِّ قَالَ شَہِدْتُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَفَّلَ الرُّبُعَ فِی الْبَدْاَۃِ وَالثُّلُثَ فِی الرَّجْعَۃِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جہاد میں) شریک رہا ہوں۔ آپ (اُن مجاہدین کے اس دستہ کو جو لشکر کے پہنچنے سے پہلے دشمن سے لڑتے تھے' خمس نکالنے کے بعد) ایک چوتھائی حصہ اور (اُن مجاہدین کو جو جہاد سے واپسی کے وقت لڑتے) اُن کو ایک تہائی حصہ زائد دیتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ رسول اللہ ﷺ مجاہدین کے ایسے دستہ کو جو لشکر کے پہنچنے سے پہلے دشمنوں سے جا لڑتے' بطور انعام مالِ غنیمت میں سے خمس نکالنے کے بعد بقیہ چار حصوں میں سے ایک ربع ان مجاہدین کو اور بقیہ تین ربع میں تمام لشکر کو شریک فرماتے اور جہاد سے واپس ہوتے وقت جو مجاہدین دشمن کا پھر مقابلہ کرتے' اُن کو خمس نکالنے کے بعد مالِ غنیمت میں سے تیسرا حصہ بطور انعام دیتے اور باقی دو حصوں میں سارے لشکر کو شریک فرماتے' اس لیے کہ واپس ہوتے وقت لڑائی کرنا بڑا شاق ہوتا ہے' اس لیے ان مجاہدین کا زیادہ انعام مقرر فرمایا۔ (مرقاۃ)

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

۵۲۱۸ - وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُنَفِّلُ الرُّبُعَ بَعْدَ الْخُمُسِ اِذَا قَفَلَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (اُن مجاہدین کو جو لشکر کے پہنچنے سے پہلے دشمن سے لڑیں) خمس نکالنے کے بعد (مالِ غنیمت میں سے) چوتھائی حصہ اور (اُن مجاہدین کو جو واپس ہوتے وقت دشمن سے لڑیں) خمس نکالنے کے بعد تیسرا حصہ زیادہ دیتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضور کے بعد کسی امیر کو اپنے لیے کسی چیز کے مختص کرنے کا حق نہیں

۵۲۱۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَنَفَّلَ سَیْفَہٗ ذَا الْفِقَارِ یَوْمَ بَدْرٍ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ وَھُوَ الَّذِیْ رَاٰی فِیْہِ الرُّؤْیَا یَوْمَ اُحُدٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن (مالِ غنیمت میں سے) ذوالفقار نامی تلوار کو حصہ سے زائد اپنے لیے لے لیا۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی نے یہ زیادہ کیا ہے کہ یہ وہی تلوار ہے جس کے بارے میں حضور نے غزوۂ اُحد کے بارے میں خواب دیکھا تھا۔

وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ سَقَطَ الصَّفِيُّ فَلَا يَصْطَفِي الْإِمَامُ لِنَفْسِهٖ شَيْئًا مِّنَ الْغَنِيْمَةِ وَهٰذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ.

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ صفی یعنی حضور کا حصہ ساقط ہو گیا' اس لیے امام کو اس بات کا اختیار نہیں کہ وہ مال غنیمت میں سے کسی چیز کو اپنے لیے مختص کر لے۔ اس پر سب کا اجماع ہے۔

بَابٌ

خمس کی تقسیم میں حضور اور خلفاء راشدین کا عمل

٥٢٢٠ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ اَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْكَ فَقَالَ اِنَّمَا بَنُوْ هَاشِمٍ وَّبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَّاحِدٌ قَالَ جُبَيْرٌ وَّلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ وَّبَنِيْ نَوْفَلٍ شَيْئًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے غزوۂ خیبر (کے مال غنیمت) کے خمس میں سے بنوالمطلب کو دیا ہے اور ہم کو نظر انداز کر دیا حالانکہ ہم (بنوالمطلب کی طرح قرابت میں) ہم مرتبہ ہیں۔ (یہ سن کر) آپ نے جواب دیا کہ بنو ہاشم اور بنوالمطلب (کفر اور اسلام میں ہر حیثیت سے) ایک ہی چیز (یعنی متحد رہے) ہیں۔ حضرت جبیر فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو شمس اور بنو نوفل کو (غزوۂ خیبر کی غنیمت میں سے) کچھ بھی حصہ نہیں دیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَرَوَى الشَّافِعِيُّ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْمَ ذَوِي الْقُرْبٰى بَيْنَ بَنِيْ هَاشِمٍ وَّبَنِي الْمُطَّلِبِ اَتَيْتُهُ اَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ اِخْوَانُنَا مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ لَّا نُنْكِرُ فَضْلَهُمْ لِمَكَانِكَ الَّذِيْ وَضَعَكَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اَرَاَيْتَ اِخْوَانَنَا مِنْ بَنِي الْمُطَّلِبِ اَعْطَيْتَهُمْ وَتَرَكْتَنَا وَاِنَّمَا قَرَابَتُنَا وَقَرَابَتُهُمْ وَاحِدَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَنُوْ هَاشِمٍ وَّبَنُو الْمُطَّلِبِ فَشَيْءٌ وَّاحِدٌ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ.

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خمس میں سے) ذوی القربیٰ کا حصہ جب بنو ہاشم اور بنوالمطلب میں تقسیم فرمایا تو میں (یعنی حضرت جبیر بن مطعم) اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! یہ بنی ہاشم ہمارے بھائی ہیں' ہم ان کی فضیلت کے منکر نہیں' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُن میں پیدا فرمایا ہے' ارشاد ہو کہ آپ نے تو ہمارے بھائی بنوالمطلب کو (خمس میں سے ذوی القربیٰ کا) حصہ دیا اور ہمیں نظر انداز کر دیا حالانکہ (آپ سے) ہماری اور اُن کی قرابت ایک ہی ہے (اس لیے کہ سب کے جد اعلیٰ عبد مناف ہیں' یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنو ہاشم اور بنوالمطلب (ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ) ایک ہی چیز (کی طرح متحد) رہے ہیں' پھر آپ نے (دونوں ہاتھوں کی) انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر ملایا۔

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيِّ نَحْوُهٗ وَفِيْهِ اَنَا وَبَنُو الْمُطَّلِبِ لَا نَفْتَرِقُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّلَا اِسْلَامٍ وَّاِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ شَيْءٌ وَّاحِدٌ وَّشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَقَالَ عُلَمَاؤُنَا وَفِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ

اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں بھی اسی طرح ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ میں اور بنوالمطلب جاہلیت اور اسلام میں کبھی جدا نہیں ہوئے ہیں اور ہم (ہمیشہ) ایک ہی چیز (یعنی واحد) رہے ہیں اور آپ نے (دونوں ہاتھ کی) انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر (ہاتھوں کو) ملایا۔ ہمارے علماء (احناف) نے

عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلِذِی الْقُرْبٰی قُرْبُ النُّصْرَةِ لَا قُرْبُ الْقَرَابَةِ فَاِذَا ثَبَتَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُمْ لِلنُّصْرَةِ لَا لِلْقَرَابَةِ وَقَدْ اِنْتَهَتِ النُّصْرَةُ اِنْتَهَی الْاِعْطَاءُ لِاَنَّ الْحُكْمَ يَنْتَهِیْ بِانْتِهَاءِ عِلَّتِهٖ.

فرمایا ہے کہ احادیث مذکورہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''وَلِذِی الْقُرْبٰی '' یعنی خمس میں ذوی القربیٰ کا جو حصہ مقرر فرمایا ہے' وہ بوجہ قرابتِ نُصرۃ ہے نہ کہ بوجہ قرابت نسبی۔ اور جب یہ بات ثابت ہوئی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے (بنوہاشم اور بنوالمطلب کو خمس میں سے) بوجہ نصرت دین حصہ مقرر فرمایا نہ کہ بوجہ قرابت اور اب نصرت ختم ہو چکی تو عطاء بھی ختم ہو گئی' اس لیے کہ حکم' علّت کے ختم ہونے سے ختم ہو جاتا ہے۔

وَرَوٰی اَبُوْيُوْسُفَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ الْخُمُسَ كَانَ يُقَسَّمُ عَلٰی عَهْدِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَمْسَةِ اَسْهُمٍ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ سَهْمٌ وَّلِذِی الْقُرْبٰی سَهْمٌ وَّلِلْيَتَامٰی سَهْمٌ وَّلِلْمَسَاكِيْنِ سَهْمٌ وَّلِابْنِ السَّبِيْلِ سَهْمٌ ثُمَّ قَسَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلٰی ثَلَاثَةِ اَسْهُمٍ سَهْمٌ لِّلْيَتَامٰی وَسَهْمٌ لِّلْمَسَاكِيْنِ وَسَهْمٌ لِّابْنِ السَّبِيْلِ.

اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں خمس کے پانچ حصے کیے جاتے تھے: اللہ اور اس کے رسول کا ایک حصہ' ذوی القربیٰ (یعنی بنی ہاشم اور بنی مطلب) کا ایک حصہ' یتامیٰ کا ایک حصہ' مساکین کا ایک حصہ اور مسافر کا ایک حصہ۔ پھر حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے (اپنے اپنے زمانہ میں خمس کو صرف) تین حصوں میں تقسیم فرمایا: ایک حصہ یتیموں کا' ایک حصہ مساکین کا اور ایک حصہ مسافر کا۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلطَّحَاوِیِّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ يَعْنِیْ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ فَقُلْتُ اَرَاَيْتَ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَيْثُ وَلِیَ الْعِرَاقَ وَمَا وَلِیَ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ كَيْفَ صَنَعَ فِیْ سَهْمِ ذَوِی الْقُرْبٰی قَالَ سَلَكَ بِهٖ وَاللّٰهِ سَبِيْلَ اَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح مروی ہے۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوجعفر یعنی حضرت محمد بن علی (یعنی امام باقر) رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب عراق میں خلافت کے کام انجام دیئے اور لوگوں پر احکام جاری فرمائے تو ذوی القربیٰ کے حصوں کے بارے میں کیا کیا؟ تو انہوں نے (یعنی امام باقر رحمۃ اللہ علیہ) نے جواب دیا اللہ کی قسم! کہ اس بارے میں آپ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا مسلک اختیار فرمایا۔

ف: واضح ہو کہ خمس الخمس میں ذوی القربیٰ یعنی بنوہاشم اور بنوالمطلب کا جو ذکر ہے' وہ مصرف کا اظہار ہے نہ کہ استحقاق کا اور یہاں نصرۃ سے مراد بنوہاشم اور بنوالمطلب کی نصرت ہے' جو ہمیشہ حضور ﷺ سے گفتگو اور مصاحبت کی حیثیت سے رہی ہے' اسی وجہ سے بنوہاشم اور بنوالمطلب کی عورتوں کو بھی خمس الخمس میں سے حصہ ملا کرتا تھا' پھر حضور کے وصال کے بعد ان حضرات کا حصہ ساقط ہو گیا' اس لیے کہ وہ علّت بھی ختم ہو گئی۔ (ردّ المحتار) ۱۲

بَابٌ

حضور اپنے خمس کو ذوی القربیٰ کے علاوہ عامۃ المسلمین پر بھی خرچ فرماتے تھے

۵۲۲۱ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا

عَنْ جَدِّهٖ قَالَ دَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعِيْرٍ فَاَخَذَ وَبَرَةً مِّنْ سَنَامِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَنَّهٗ لَيْسَ لِيْ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ شَيْءٌ وَّلَا هٰذَا وَرَفَعَ اِصْبَعَهٗ اِلَّا الْخُمُسَ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ فَاَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمِخْيَطَ فَقَامَ رَجُلٌ فِيْ يَدِهٖ كُبَّةٌ مِنْ شَعْرٍ فَقَالَ اَخَذْتُ هٰذِهٖ لِاُصْلِحَ بِهَا بَرْدَعَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا مَا كَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكَ فَقَالَ اَمَّا اِذَا بَلَغَتْ هٰذِهٖ مَا اَرٰى فَلَا اَرَبَ لِيْ فِيْهَا وَنَبَذَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) سے روایت فرماتے ہیں کہ اُن کے دادا نے فرمایا کہ (ایک دفعہ) حضور نبی کریم ﷺ (مالِ غنیمت کے) ایک اونٹ کے قریب ہوئے اور اس کے کوہان سے کچھ بالوں کو پکڑا' پھر فرمایا: اے لوگو! اس مالِ فَیْ میں سے میں کسی چیز کا مالک نہیں اور نہ اِن بالوں کا' پھر حضور نے اپنی مبارک انگلی کو اٹھایا (اور بتایا کہ اتنی معمولی سی چیز بھی تقسیم سے پہلے کوئی نہیں لے سکتا)' ہاں! خُمس پر (میرا تصرف ہے) اور خُمس بھی (تمہاری مصلحتوں جیسے آلاتِ جنگ' گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کی خریداری پر) خرچ ہوتا ہے' تو تم دھاگا اور سوئی (جیسی حقیر چیزیں) بھی جمع کرا دو۔ (یہ سن کر) ایک شخص کھڑا ہوا' جس کے ہاتھ میں بالوں کی رسّی کا ایک ٹکڑا تھا اور وہ کہنے لگا کہ میں نے یہ اس لیے لیا ہے کہ اس سے اپنے پالان کو درست کروں' اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو چیز میری اور بنی عبدالمطلب کی مِلک ہو' وہ تو تیرے لیے حلال ہے (ہم بخوشی معاف کر دیتے مگر مجاہدین کے حصہ کو تو ہم اپنی طرف سے معاف نہیں کر سکتے' یہ سن کر) اس شخص نے کہا کہ معاملہ جب اس نوبت پر پہنچ گیا جس کو میں دیکھ رہا ہوں تو مجھے اس کی ضرورت نہیں اور اس کو پھینک دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَعِيْرٍ مِّنَ الْمَغْنَمِ فَلَمَّا سَلَّمَ اَخَذَ وَبَرَةً مِّنْ جَنْبِ الْبَعِيْرِ ثُمَّ قَالَ وَلَا يَحِلُّ لِيْ مِنْ غَنَائِمِكُمْ مِثْلَ هٰذَا اِلَّا الْخُمُسَ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ فِيْكُمْ وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَّامِ لَمْ يَخُصَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْقَرَابَةَ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخُمُسِ وَعَمَّ الْمُسْلِمِيْنَ جَمِيْعًا بِقَوْلِهٖ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ فِيْكُمْ فَدَلَّ اَنَّ سَبِيْلَهُمْ سَبِيْلُ سَائِرِ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ يُعْطٰى مَنْ يَّحْتَاجُ مِنْهُمْ كِفَايَةً.

اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت کے ایک اونٹ کو سترہ بنا کر ہمیں نماز پڑھائی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو اونٹ کے پہلو کے بالوں کو (اپنے دستِ مبارک میں) پکڑا' پھر فرمایا کہ تمہاری غنیمتوں میں سے اتنا (حقیر مال بھی) میرے لیے حلال نہیں سوائے خُمس کے اور خُمس (کا مصرف یہ ہے) کہ وہ تمہاری (ہی ضرورتوں میں) خرچ کیا جاتا ہے۔ اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ذوی القربیٰ کے لیے خُمس میں سے کسی چیز کو مخصوص نہیں فرمایا بلکہ اس میں سارے مسلمانوں کو شامل فرمایا' (جیسا کہ اس سے پہلی حدیث میں ارشاد ہے: "وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ فِيْكُمْ" یعنی خُمس تمہاری ضرورتوں میں ہی خرچ کیا جاتا ہے' تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ذوی القربیٰ کی حیثیت سارے فقراء مسلمین کی حیثیت ہے کہ ان میں ضرورت مند کو بقدرِ کفاف دیا جاتا ہے۔

بَابٌ

حضور کبھی تالیفِ قلب کے لیے بھی مال دیا کرتے تھے

۵۲۲۲ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ

اَعْطٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَّاَنَا جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ رَجُلًا هُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ وَّاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمًا ذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ ثَلَاثًا وَّاَجَابَهٗ بِمِثْلِ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهٗ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يُّكَبَّ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو کچھ مال دیا اور میں (اس وقت) بیٹھا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نے اُن میں سے ایک آدمی کو چھوڑ دیا جو (دین داری کے اعتبار سے) مجھے اُن میں بہتر معلوم ہوتا تھا۔ میں کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے فلاں شخص کو نہیں دیا ہے' اللہ کی قسم! میں تو اس کو مؤمن سمجھتا ہوں' (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلکہ (تم یہ کہو کہ) میں اس کو مسلم (سمجھتا ہوں)۔ حضرت سعد نے اسی بات کو تین مرتبہ کہا اور حضور نے بھی تین مرتبہ ویسا ہی جواب دیا۔ پھر آپ نے یوں ارشاد فرمایا: (اے سعد!) میں کسی شخص کو مال دے دیتا ہوں' اس ڈر سے کہ (وہ کچھ نہ ملنے سے ضعفِ ایمان کی وجہ سے کافر ہو جائے اور) وہ دوزخ میں منہ کے بل ڈال دیا جائے حالانکہ دوسرا شخص اس کے مقابلہ میں مجھے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ الْاِسْلَامُ وَالْاِيْمَانُ مُخْتَلِفَانِ بِاعْتِبَارِ اللُّغَةِ وَمُتَّحِدَانِ فِي الشَّرِيْعَةِ.

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اسلام اور ایمان لغت کے اعتبار سے مختلف ہیں اور شرعی اعتبار سے ایک ہی چیز ہیں۔[1]

[1] ایمان اور اسلام کے بارے میں تفصیلی مباحث نور المصابیح حصہ اوّل کی کتاب الایمان میں گزر چکے ہیں۔ ۱۲

بَابٌ
مالِ فئی میں سارے مسلمانوں کو اور غنیمت میں صرف مجاہدین کو حصہ ملے گا

۵۲۲۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا قَرْيَةٍ اَتَيْتُمُوْهَا وَاَقَمْتُمْ فِيْهَا فَسَهْمُكُمْ فِيْهَا وَاَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ خُمُسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی بستی میں (بغیر لڑائی کے) داخل ہو جاؤ (اور بستی والے تم سے صلح کر لیں) اور تم وہاں (قابض کی حیثیت سے) ٹھہر جاؤ (تو وہاں تم کو جو مال ملے گا) اس میں سارے مسلمان حصہ پائیں گے (خواہ وہ مسلمان لڑائی میں شریک ہوں یا نہ ہوں) اور جس بستی والے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریں (اور مسلمان اس بستی کو جنگ کے ذریعہ حاصل کریں) تو اس میں اللہ اور اس کے رسول کا خمس ہوگا اور (خمس کے بعد) بقیہ مال تمہارا یعنی غازیوں کا ہوگا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
ایسی جائیداد کے احکام جس کو دشمن سے دوبارہ حاصل کر لیا جائے

۵۲۲۴ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْمَا اَحْرَزَهُ الْعَدُوُّ فَاسْتَنْقَذَهُ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْهُمْ اِنْ وَجَدَهٗ صَاحِبُهٗ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایسی جائیداد کے بارے میں جس پر دشمن قبضہ کر لے اور پھر مسلمان (دوبارہ) اس کو چھڑا لیں تو حضور نے اس کے بارے میں فرمایا: اگر

قَبْلَ اَنْ يُّقَسَّمَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ وَاِنْ وَجَدَهٗ قَدْ قُسِّمَ فَاِنْ شَاءَ اَخَذَهٗ بِالثَّمَنِ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهِمَا.

صاحبِ مال (غنیمت) تقسیم ہونے سے پہلے اس کو پالے تو وہ اس (کو لینے) کا زیادہ حق دار ہے اور اگر تقسیم ہونے کے بعد (اس کو پہچانے اور) اس کو لینا چاہے تو اس کی قیمت ادا کر کے لے لے۔ اس کی روایت دارقطنی اور بیہقی نے اپنی اپنی سنن میں کی ہے۔

وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ فِي الْمُعْجَمِ الْوَسَطِ نَحْوَهٗ.

اور طبرانی نے معجم اوسط میں (بھی) اسی طرح روایت کی ہے۔

وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِيْمَا اَحْرَزَ الْمُشْرِكُوْنَ فَاَصَابَهُ الْمُسْلِمُوْنَ فَعَرَفَهٗ صَاحِبُهٗ قَالَ اِنْ اَدْرَكَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْسَمَ فَهُوَ لَهٗ وَاِنْ جَرَتْ فِيْهِ السِّهَامُ فَلَا شَيْءَ لَهٗ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قبیصہ بن ذؤیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسی جائیداد جس پر مشرکین قبضہ کر لیں' پھر مسلمان (دوبارہ) اس کو حاصل کر لیں اور صاحبِ جائیداد اپنی چیز کو پہچان (بھی) لے اور تقسیم ہونے سے پہلے اس کو حاصل کر لے تو وہ (جائیداد) اسی کی ہے اور اگر اس میں حصے جاری ہو چکے ہوں تو اس (صاحبِ جائیداد) کو کچھ نہیں ملے گا۔

٥٢٢٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِشْتَرِ سَبْعًا مِّنَ الْغَنَمِ اِنَّ عَلَيَّ نَاقَةً وَقَدْ غَرِبَتْ عَنِّيْ فَقَالَ اِشْتَرِ سَبْعًا مِّنَ الْغَنَمِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَقَالَ اَفَلَا تَرٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِنَّمَا عَدَلَهَا بِسَبْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ مِمَّا يُجْزِئُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ عَنْ رَّجُلٍ وَّلَمْ يَعْدِلْ لَهَا بِعَشْرٍ مِّنَ الْغَنَمِ اه وَقَالَ اَهْلُ الْعِلْمِ فَحَدِيْثُ تَعْدِيْلِ عَشَرَ شِيَاهٍ مَنْسُوْخٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرض کا سوال کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: سات بکریاں خریدو۔ میرے ذمہ ایک اونٹنی تھی جو کہ گم ہو گئی ہے۔ یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ سات بکریاں خریدو۔ اسے امام طحاوی نے روایت کیا ہے۔ اور فرمایا کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث مبارک میں اونٹنی کو سات بکریوں کے برابر ٹھہرایا' جن میں سے ہر ایک ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرے گی اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے دس بکریوں کے برابر نہیں ٹھہرایا۔ اور اہل علم نے فرمایا کہ دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دینے والی حدیث منسوخ ہے۔

بَابُ الْجِزْيَةِ

جزیہ کا بیان

ف: واضح ہو کہ جزیہ' اُس مال کو کہتے ہیں جو مفتوحہ علاقے کے کافروں سے ان کے جان و مال کی حفاظت کے بدلہ میں وصول کیا جائے اور یہ کہ وہ اپنے دین پر قائم رہیں گے اور اسلامی مملکت میں وفادار کی حیثیت سے اپنی زندگی بسر کریں گے۔ جزیہ کا حکم فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں نازل ہوا۔ جزیہ کی آیت غزوۂ تبوک کے موقع پر نازل ہوئی۔ اور اُکید ر حاکم دومۃ الجندل نے جزیہ قبول کر کے صلح کر لی تھی' پھر نجران کے نصاریٰ نے جزیہ دینا قبول کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جزیہ کی وصولی کے تین درجے مقرر فرمائے تھے: (۱) غریبوں سے ایک درہم ماہانہ یا بارہ درہم سالانہ (۲) متوسط لوگوں سے دو درہم ماہانہ یا چوبیس درہم سالانہ (۳) مال دار سے چار درہم ماہانہ یا اڑتالیس درہم سالانہ' بچے' بوڑھے

عورتوں اور معذورین سے جزیہ نہیں لیا جاتا۔ اسی طرح غلام' مکاتب' مدبّر' ام الولد پر بھی جزیہ نہیں' مذہبی پیشوا جو گوشہ نشیں ہوں' اُن پر بھی جزیہ نہیں۔ (مرقاۃ' اصح السیر) ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ (التوبہ:۲۹).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ لوگ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ اور اس کے رسول نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے' اُن کو حرام نہیں سمجھتے اور اہل کتاب میں سے وہ لوگ جو دین حق کو تسلیم نہیں کرتے ان (سب) سے لڑو یہاں تک کہ وہ (خود حاضر ہو کر) ذلت کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَّاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ (الفتح:١٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (سفر حدیبیہ کے موقع پر جو قبیلے جیسے غِفار' جہینہ' دیلم وغیرہ حضور کے ساتھ چلنے سے) پیچھے رہ گئے تھے' اُن دیہاتیوں سے آپ فرما دیجئے کہ عنقریب تم کو ایک سخت لڑائی والی قوم (یعنی فارس اور روم) کے مقابلہ کے لیے بلایا جائے گا' تم اُن سے لڑتے رہو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے' اگر تم (اللہ تعالیٰ کی) اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو اچھا اجر دے گا اور اگر تم نے انحراف کیا جیسے اس سے پہلے (سفرِ حدیبیہ کے موقع پر) انحراف کیا تھا تو تم کو اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دیں گے۔

بَابٌ

اہل کتاب پر جزیہ مقرر کرنے کا بیان

٥٢٢٦ - عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اِلٰى اُكَيْدِرِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ رَجُلٌ مِّنْ كِنْدَةَ كَانَ مَلِكًا عَلٰى دُوْمَةٍ وَّكَانَ نَصْرَانِيًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالِدٍ اِنَّكَ سَتَجِدُهٗ يَصِيْدُ الْبَقَرَ فَخَرَجَ خَالِدٌ حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ حِصْنِهٖ مَنْظَرَ الْعَيْنِ وَفِيْ لَيْلَةٍ مُّقْمِرَةٍ صَافِيَةٍ وَّهُوَ عَلٰى سَطْحٍ وَّمَعَهُ امْرَاَتُهٗ فَاَتَتِ الْبَقَرُ تَحُكُّ بِقُرُوْنِهَا بَابَ الْقَصْرِ فَقَالَتْ لَهٗ امْرَاَتُهٗ هَلْ رَاَيْتَ مِثْلَ هٰذَا قَطُّ قَالَ لَا وَاللّٰهِ قَالَتْ فَمَنْ يَّتْرُكُ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا اَحَدٌ فَنَزَلَ فَاَمَرَ بِفَرَسِهٖ فَاُسْرِجَ وَرَكِبَ مَعَهٗ نَفَرٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ فِيْهِمْ اَخٌ لَّهٗ يُقَالُ لَهٗ حَسَّانُ فَخَرَجُوْا مَعَهٗ بِمَطَارِدِهِمْ فَتَلَقَّاهُمْ خَيْلُ رَسُوْلِ

حضرت یزید بن رومان اور حضرت عبداللہ بن ابی بکر (بن محمد بن عمرو ابن حزم انصاری مدنی) رحمۃ اللہ علیہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو اُکیدر بن عبدالملک کے پاس بھیجا جو قبیلۂ کندہ کا ایک شخص تھا اور وہ دُومہ (نامی علاقہ) کا بادشاہ تھا اور نصرانی بھی تھا۔ (روانگی کے وقت) رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد سے فرمایا کہ جب تم اُکیدر کے پاس پہنچو گے تو اس کو گائے کا شکار کرتا ہوا پاؤ گے۔ چنانچہ حضرت خالد روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب وہ ایسی جگہ پہنچے جہاں سے اس کا قلعہ نظر آ رہا تھا تو اس وقت صاف چاندنی رات تھی اور وہ (اپنے محل کی) چھت پر اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا' اتنے میں ایک (جنگلی) گائے آئی اور اپنے سینگوں سے محل کے دروازہ کو مارنے لگی' (یہ دیکھ کر) اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ کیا تم نے کبھی ایسا موقع پایا ہے (کہ شکار خود دروازہ پر آ موجود ہو)؟ اُکیدر نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں! تو اس کی بیوی نے کہا کہ ایسے شکار کو کون چھوڑے گا؟ اکیدر نے کہا: (بے شک ایسے شکار کو) کوئی نہیں چھوڑ سکتا' چنانچہ وہ (چھت سے) اتر پڑا' اپنے گھوڑے کو لانے کا حکم دیا' اُس پر زین لگائی گئی اور اس کے

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَتْہُ وَقَتَلُوْا اَخَاہُ حَسَّانَ وَکَانَ عَلَیْہِ قُبَاءُ دِیْبَاجٍ مُّخَوَّصٍ بِالذَّھَبِ فَاسْتَلَبَہٗ اِیَّاہُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ فَبَعَثَ بِہٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ قُدُوْمِہٖ عَلَیْہِ ثُمَّ اَنَّ خَالِدًا قَدِمَ بِالْاُکَیْدِرِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَقَنَ لَہٗ دَمَہٗ وَصَالَحَہٗ عَلَی الْجِزْیَۃِ وَخَلّٰی سَبِیْلَہٗ فَرَجَعَ اِلٰی قَرْیَتِہٖ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی السُّنَنِ الْکُبْرٰی وَلِاَبِیْ دَاوٗدَ وَعَنْ اَنَسٍ اَقْصَرَ مِنْہُ۔

ساتھ اس کے چند گھر والے بھی سوار ہو کر نکلے جن میں اس کا بھائی بھی تھا' جس کا نام حسان تھا' یہ سب لوگ اُونی اور ریشمی چادروں (کو اوڑھے ہوئے) نکلے اس اثناء میں رسول اللہ ﷺ کے سواروں کی جماعت ان کو ملی اور انہوں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا جو دیبا کی قباء جس پر زری کا کام تھا' پہنے ہوئے تھا۔ حضرت خالد نے اس کو اس کے جسم سے علیحدہ کر لیا اور اُس قباء کو (مدینہ منورہ) اپنے پہنچنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ پھر خود حضرت خالد اکیدر کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے اس کی جان بخشی فرما دی اور اس پر جزیہ مقرر فرما دیا اور اس کو چھوڑ دیا اور وہ اپنے علاقے کو واپس چلا گیا۔ اس کی روایت بیہقی نے سنن کبریٰ میں کی ہے اور ابوداؤد نے حضرت انس سے مختصراً روایت کیا ہے۔

بَابٌ

غیر اہل کتاب سے جزیہ لینے کی دلیل

۵۲۲۷ - وَعَنْ عُمَرَ اَنَّہٗ لَمْ یَاْخُذِ الْجِزْیَۃَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰی شَھِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَھَا مِنْ مَّجُوْسِ ھَجَرَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے پارسیوں سے (اُس وقت تک) جزیہ نہیں لیا یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر (یمن کا ایک موضع) کے پارسیوں سے جزیہ لیا تھا۔ اس کی روایت امام احمد' بخاری' ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّ عُمَرَ ذَکَرَ الْمَجُوْسَ فَقَالَ مَا اَدْرِیْ کَیْفَ اَصْنَعُ فِیْ اَمْرِھِمْ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَشْھَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سُنُّوْا بِھِمْ سُنَّۃَ اَھْلِ الْکِتَابِ رَوَاہُ الشَّافِعِیُّ۔

اور ایک اور روایت میں (اس طرح مذکور) ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پارسیوں کے بارے میں ذکر کیا اور فرمایا: میں نہیں جانتا کہ (ان سے جزیہ لینے کے بارے) کیا کروں؟ (یہ سن کر) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں اور میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا کہ پارسیوں سے (جزیہ لینے کے بارے میں) اہل کتاب جیسا معاملہ کرو۔ اس کی روایت امام شافعی نے کی ہے۔

وَھُوَ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّھُمْ لَیْسُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ وَاَیْضًا عَلٰی اَنَّ الْجِزْیَۃَ تُؤْخَذُ مِنْ غَیْرِ اَھْلِ الْکِتَابِ لِکَوْنِھِمْ فِیْ مَعْنَاھُمْ وَقَدْ رَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَلْمَجُوْسُ اَھْلُ الْکِتَابِ قَالَ لَا وَقَالَ اَیْضًا اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ سَمِعْتُ الزُّھْرِیَّ سُئِلَ اَتُؤْخَذُ الْجِزْیَۃُ مِمَّنْ لَیْسَ مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ قَالَ نَعَمْ

اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پارسی اہل کتاب نہیں اور اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ جزیہ غیر اہل کتاب سے بھی لیا جائے گا' اس لیے کہ پارسی (بھی) اہل کتاب کے مماثل ہیں۔ اور عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کی ہے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عطاء سے دریافت کیا کہ کیا پارسی اہل کتاب ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں! اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم سے معمر نے بیان کیا کہ میں نے زُہری سے سنا' اُن سے دریافت کیا گیا کہ جو اہل کتاب نہیں ہیں' کیا اُن سے بھی جزیہ لیا جائے؟ تو انہوں نے

اَخَذَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَعُمَرُ مِنْ اَهْلِ السَّوَادِ وَعُثْمَانُ مِنْ بَرْبَرٍ.

جواب دیا: ہاں! رسول اللہ ﷺ نے اہل بحرین (کے مجوس) سے جزیہ لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل عراق سے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بربر سے (جزیہ) لیا۔

بَابٌ

مشرکینِ عرب سے جزیہ نہ لینے کا بیان

٥٢٢٨ - وَعَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَالَحَ عَبَدَةَ الْاَوْثَانِ عَلَى الْجِزْيَةِ اِلَّا مَنْ كَانَ مِنْهُمْ مِنَ الْعَرَبِ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بت پرستوں سے جزیہ لے کر معاہدہ فرمایا' اُن میں جو عرب تھے (اُن سے جزیہ قبول نہیں فرمایا' اس لیے کہ عرب یا تو اسلام قبول کریں گے یا اُنہیں ملک چھوڑنا پڑے گا)۔ اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے۔

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ مِنَ السُّنَنِ الْكُبْرٰى حَدِيْثُ بُرَيْدَةَ اِذَا لَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ اِلٰى اِحْدٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ الْحَدِيْثُ وَفِيْهِ فَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَادْعُهُمْ اِلٰى اِعْطَاءِ الْجِزْيَةِ وَقَالَ اَبُوْ عُمَرَ فَحَدِيْثُ الزُّهْرِيِّ اسْتَثْنَى الْعَرَبَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقْبَلُ مِنْ مُشْرِكِي الْعَرَبِ اِلَّا الْاِسْلَامُ اَوِ السَّيْفُ وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ﴾.

اور بیہقی نے سنن کبریٰ کے اس باب میں حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب تمہارا اپنے دشمن مشرکین سے سامنا ہو تو ان کو تین باتوں میں سے کسی ایک بات (کو قبول کرنے) کی دعوت دو (اسلام قبول کرنے یا جنگ کرنے) اور اس حدیث میں (تیسری بات) یہ ہے کہ اگر وہ (اِن دونوں باتوں کا) انکار کر دیں تو اُن کو جزیہ دینے کی دعوت دو۔ اور امام ابوعمر (ابن عبد البر) نے فرمایا ہے کہ امام زُہری نے جو حدیث روایت کی ہے' اس میں مشرکین عرب کو (جزیہ سے) مستثنیٰ رکھا گیا ہے (یعنی ان سے جزیہ نہیں قبول کیا جائے گا)۔ اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مشرکینِ عرب یا تو اسلام قبول کریں یا (اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں) تلوار یعنی جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم اُن سے لڑو یا وہ (خود) مسلمان ہو جائیں۔

بَابٌ

غیر اہلِ کتاب سے بھی جزیہ لینے کی دلیل

٥٢٢٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا طَالِبٍ وَّعِنْدَهُ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ وَّعِنْدَ رَاْسِهٖ مَقْعَدُ رَجُلٍ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْ جَهْلٍ قَامَ فَجَلَسَ فَقَالَ ابْنُ اَخِيْكَ يَذْكُرُ اٰلِهَتَنَا فَقَالَ اَبُوْ طَالِبٍ مَا شَاْنُ قَوْمِكَ يَشْكُوْنَكَ قَالَ يَا عَمِّ اُرِيْدُهُمْ عَلٰى كَلِمَةٍ يَدِيْنُ لَهُمُ الْعَرَبُ وَتُؤَدِّيْ اِلَيْهِمُ الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ قَالَ مَا هِيَ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوطالب کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اُن کے پاس قریش کے چند لوگ تھے اور اُن کے سرہانے صرف ایک شخص کے بیٹھنے کی جگہ تھی' ابوجہل نے جب حضور کو دیکھا تو اٹھ کھڑا ہوا اور (اُس خالی جگہ پر جا کر) بیٹھ گیا اور (حضرت ابوطالب سے) کہنے لگا کہ آپ کے بھتیجے ہمارے بتوں (کی بُرائی) بیان کرتے ہیں' (یہ سن کر) حضرت ابوطالب نے حضور سے کہا: کیا بات ہے آپ کی قوم آپ کی شکایت کر رہی ہے' حضور نے جواب دیا: اے میرے چچا! میں اُن سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ ایک کلمہ (قبول کر لیں)

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَامُوْا وَقَالُوْٓا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا قَالَ وَنَزَلَ صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِی السُّنَنِ وَرَوَی التِّرْمِذِيُّ مِثْلَهٗ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. وَقَالَ عُلَمَاءُنَا يُؤَيِّدُ مَذْهَبَنَا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَتُؤَدِّیْ اِلَيْهِمُ الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ.

جس کی وجہ سے وہ عرب کے حاکم بن جائیں گے اور عجم اُن کو جزیہ دے دیں۔ انہوں نے پوچھا: وہ کیا کلمہ ہے؟ حضور نے فرمایا: لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینا (یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے)' اس پر وہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: کیا انہوں نے سارے خداؤں کو ایک اللہ بنا دیا؟ (اتنی بہت سی مخلوق کے لیے ایک اللہ کیسے کافی ہو سکتا ہے)۔ راوی کا بیان ہے کہ (اس واقعہ پر) پھر سورۂ ص کی آیتیں "هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ" تک نازل ہوئیں: "صٓ' نامور قرآن کی قسم (جس میں نصیحت ہی نصیحت ہے)! بلکہ کافر غرور اور مقابلہ میں ہیں' ہم نے ان سے پہلے کتنی امتیں (نافرمانی کی وجہ سے) ہلاک کر دیں تو وہ (نزولِ عذاب کے وقت) چلا اٹھے (کہ اِس عذاب سے نجات مل جائے) حالانکہ نجات کا موقع باقی نہ تھا' اور اُن لوگوں نے اس بات سے (بھی) تعجب کیا کہ ان ہی میں سے ایک شخص (اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والا (اللہ کی طرف سے) اُن کے پاس آیا' اور منکرین کہنے لگے: یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے' کیا اس نے ہمارے خداؤں کو ایک اللہ کر دیا؟ یہ تو ہے بڑے تعجب کی بات!"۔ اس کی روایت بیہقی نے سنن میں اور ترمذی نے (بھی) اسی کے قریب قریب روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہمارے علماء (احناف) نے فرمایا کہ اس حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد "وَتُؤَدِّیْ اِلَيْهِمُ الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ" عجم ان کو جزیہ ادا کریں گے' ہمارے مذہب کی تائید کرتا ہے (کہ اہلِ کتاب اور غیر اہلِ کتاب دونوں سے جزیہ لیا جائے)۔

بَابٌ

۵۲۳۰ - وَعَنْ اَبِیْ عَوْنٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ وَضَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِی الْجِزْيَةِ عَلٰی رُؤُسِ الرِّجَالِ عَلَی الْغَنِيِّ ثَمَانِيَةً وَّاَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا وَّعَلَی الْمُتَوَسِّطِ اَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ وَعَلَی الْفَقِيْرِ اِثْنَا عَشَرَ دِرْهَمًا رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَطُرُقُ اِسْنَادِهٖ مُتَعَدِّدَةٌ وَّقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ وَقَدْ جَاءَ فِیْ بَعْضِ طُرُقِهٖ وَعَلَی الْفَقِيْرِ الْمُكْتَسِبِ اِثْنٰی عَشَرَ دِرْهَمًا اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ وَحَدِيْثُ

مالی اعتبار سے جزیہ کا تعین

حضرت ابوعون محمد بن عبیداللہ ثقفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان (سب کے روبرو) جزیہ میں مال دار پر اڑتالیس درہم (سالانہ)' متوسط (طبقہ) پر چوبیس درہم (سالانہ) اور غریب پر بارہ درہم (سالانہ) مقرر فرمایا۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے کی ہے اور بیہقی کے طرق اسناد کئی ہیں۔ اور شیخ ابن الہمام نے فرمایا ہے کہ بیہقی کے بعض طرق میں اس طرح ہے کہ کمانے والے جزء معاش پر بارہ درہم (سالانہ) مقرر فرمایا۔ بیہقی نے اس حدیث کی تخریج کی ہے اور حدیث میں (درہم کی بجائے) دینار کا جو لفظ ہے' وہ بربناء معاہدہ ہے۔

الدِّیْنَارِ مَحْمُوْلٌ عَلَی الصُّلْحِ.

مفلس ذمّیوں پر جزیہ نہیں

واضح ہو کہ حدیث شریف میں غریب سے سالانہ بارہ درہم لینے کا جو ذکر ہے' اس سے ایسا غریب مراد ہے جو کام کرنے اور کمانے پر قادر ہو اور ایسا غریب شخص جو کام کرنے پر قادر نہ ہو' اس سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔ چنانچہ ابن زنجویہ نے کتاب الاموال میں ابوبکر عبسی صلہ بن زفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ذمی شخص کو جو بہت بوڑھا تھا' دیکھا کہ وہ بھیک مانگ رہا ہے' آپ نے اس سے پوچھا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا: میں مفلس ہوں اور مجھ سے جزیہ لیا جاتا ہے' یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا: یہ تو ہمارا انصاف نہیں ہے کہ جوانی میں تو ہم نے تجھ سے جزیہ لیا اور پھر بڑھاپے میں بھی جب کہ تم نادار ہو' جزیہ وصول کریں۔ پھر آپ نے اپنے حکام کو لکھا کہ زیادہ عمر کے بوڑھے جو مفلس ہوں' اُن سے جزیہ نہ لیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح بنجر زمین پر لگان نہیں' اسی طرح نادار ذمی جو کمانے پر قادر نہ ہو' اس پر بھی جزیہ نہیں۔ اس کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل ہے کہ آپ نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو حاکم بنا کر عراق روانہ فرمایا تو آپ نے کمانے والے ذمّیوں پر جزیہ مقرر فرمایا اور اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ آپ نے نہ کمانے والوں پر بھی جزیہ عائد کیا ہو۔ (عمدۃ الرعایۃ' مرقات اور فتح القدیر) ۱۲

بَابٌ

ذمی جب اسلام قبول کر لے تو اس پر جزیہ نہیں

۵۲۳۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصْلَحُ قِبْلَتَانِ فِیْ اَرْضٍ وَّاحِدَةٍ وَّلَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ جِزْیَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ اَبُوْدَاوُدَ سُئِلَ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ تَفْسِیْرِ هٰذَا فَقَالَ اِذَا اَسْلَمَ فَلَا جِزْیَةَ عَلَیْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی خطۂ ارضی میں دو قبلے مناسب نہیں (یعنی دو مذہب یکساں طور پر نشوونما نہ پائیں) اور مسلمان پر جزیہ نہیں (یعنی ایک ذمی جب اسلام قبول کر لے تو اس پر سے جزیہ ساقط ہو جائے گا)۔ اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔ اور ابوداؤد کا بیان ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی تفسیر دریافت کی گئی تو آپ نے جواب دیا کہ (ذمّی) جب اسلام قبول کر لے تو اس پر جزیہ عائد نہیں ہوگا۔

وَرَوَی الطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِهِ الْاَوْسَطِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَسْلَمَ فَلَا جِزْیَةَ عَلَیْهِ.

اور طبرانی نے اپنی معجم اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو (ذمّی) اسلام قبول کر لے' اُس پر جزیہ عائد نہیں ہوگا۔

ف: صدر کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو دین کسی ایک علاقہ میں بطریق مساوات نشوونما نہ پائیں' مسلمان دارالحرب میں کافروں کے درمیان ذلت کے ساتھ سکونت اختیار نہ کریں اور کفار کو دارالاسلام میں بغیر جزیہ کے نہ رہنے دیا جائے اور کفار کو جزیہ کے قبول کرنے کے باوجود بھی سر اٹھانے نہ دیا جائے' اس طرح سے کہ وہ رسوم کفر کا اظہار کریں کیونکہ ان صورتوں میں کفر اور اسلام مساوی ہو جاتے ہیں اور یہ بالکل نامناسب ہے بلکہ مسلمان قوت' عزت اور غلبہ سے رہیں اور کافر ضعیف اور ذلیل بن کر رہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ'' عزت تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی' اس کے رسول کی اور مسلمانوں کی ہے۔ ۱۲

بَابٌ

بیرونی تاجروں کے مالِ تجارت پر ٹیکس کے قواعد

۵۲۳۲ - وَعَنْ زِیَادِ بْنِ جَدِیْرٍ قَالَ بَعَثَنِیْ

حضرت زیاد بن جدیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى عَيْنِ التَّمْرِ مُصَدِّقًا فَأَمَرَنِيْ أَنْ آخُذَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ إِذَا اخْتَلَفُوْا بِهَا لِلتِّجَارَةِ رُبُعَ الْعُشْرِ وَمِنْ أَمْوَالِ أَهْلِ الذِّمَّةِ نِصْفَ الْعُشْرِ وَمِنْ أَمْوَالِ أَهْلِ الْحَرْبِ الْعُشْرَ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ كِتَابِ الْآثَارِ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهِ الْوَسَطِ نَحْوَهٗ مَرْفُوْعًا وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ حَدِيْثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ إِنْ أَبَوْا أَنْ لَّا تَأْخُذُوْا كَرْهًا فَخُذُوْا فِيْ بَدْءِ الْإِسْلَامِ وَالْأَمْرُ بِأَخْذِ مِقْدَارِ الْقِرٰى مِنَ الْمَالِ الْمَنْزُوْلِ بِهٖ كَرْهًا كَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْعُقُوْبَاتِ الَّتِيْ نُسِخَتْ بِوُجُوْبِ الزَّكٰوةِ.

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے عامل بنا کر وصولی زکوٰۃ کے لیے عین التمر (جو عراق کے راستہ پر ایک موضع کا نام ہے) روانہ فرمایا۔ اور مجھے حکم دیا کہ تجارت کی غرض سے آمد و رفت رکھنے والے مسلمانوں کے اموالِ تجارت سے چالیسواں حصہ ذمیوں کے تجارتی مال سے بیسواں حصہ اور حربی کافروں کے تجارتی مال سے دسواں حصہ وصول کروں۔ اس کی روایت امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں کی ہے اور طبرانی نے اس کی روایت اپنی معجم اوسط میں مرفوعاً اسی طرح کی ہے۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو ارشاد ہے کہ اگر وہ (یعنی ذمی لوگ جہاد کر موقع پر تمہاری میزبانی یا) تمہیں غلہ فروخت کرنے سے انکار کریں تو تم جبراً اُن سے اپنی ضرورت کی چیزیں لے لو یہ ابتداء اسلام کا واقعہ ہے اور در آمد شدہ مال سے اپنی ضرورت کے مطابق جبراً کچھ لے لینا ان تعزیرات میں شامل ہے جو زکوٰۃ کے واجب ہو جانے کے بعد منسوخ ہو گئے۔

ف: واضح ہو کہ ابتداء اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پر مسلمانوں کے لشکر روانہ فرماتے اور مجاہدین راستے میں ذمی عرب قبائل پر سے گزرتے، جہاں نہ تو بازار ہوتے اور نہ مجاہدین کے ساتھ توشہ ہوتا، ایسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن ذمی قبیلوں پر ایسے مجاہدین کی ضیافت لازم فرمادی تھی تاکہ جہاد میں رکاوٹ نہ ہو لیکن جب اسلام طاقتور ہو گیا اور لوگوں میں باہم شفقت اور نرمی پیدا ہو گئی تو یہ وجوب ساقط ہو گیا، البتہ اس کا جواز اور استحباب باقی رہ گیا۔ (مرقات) ۱۲

بَابُ الصُّلْحِ — صلح کا بیان

ف: واضح ہو کہ لفظ ''صُلح'' صلاح اور صلوح سے ماخوذ ہے اور یہ حرب کی ضد ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے چھٹے سال کفار مکہ سے اس بات پر صلح فرمائی کہ دس برس تک لڑائی نہیں کی جائے گی لیکن جب تین سال گزرے تو کافروں نے عہد توڑ ڈالا، اس لیے کہ انہوں نے بنی بکر اور خزاعہ کی جب لڑائی ہوئی تو خزاعہ کے خلاف بنی بکر کی مدد کی، حالانکہ خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے اور معاہدہ کی رُو سے کفار کو خزاعہ کے خلاف بنی بکر کی مدد نہیں کرنی چاہیے تھی۔

احادیث شریفہ سے کافروں کے ساتھ حسبِ ضرورت اور مصلحت صلح کا جواز نکلتا ہے۔ اور اس پر سارے علماء کا اتفاق ہے، البتہ صلح کی مدت حاکم کی رائے کے مطابق مقرر ہوگی۔ (مرقات اور حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَإِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اگر (کافر) صلح پر مائل ہو جائیں تو آپ (بھی صلح پر) تیار ہو جایئے (یعنی قبول فرمالیجئے) اور اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھیے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ وَالْآيَةُ إِنْ كَانَتْ مُطْلَقَةً لٰكِنَّ إِجْمَاعَ الْفُقَهَاءِ عَلٰى تَقْيِيْدِهَا بِرُؤْيَةِ مَصْلَحَةٍ لِّلْمُسْلِمِيْنَ فِيْ ذٰلِكَ

شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: اگرچہ آیت میں صلح کا حکم مطلق یعنی عام ہے لیکن فقہاء مسلمانوں کے فائدے کے پیش نظر ایک اور آیت کی وجہ سے اس آیت کے حکم کے مقید یعنی خاص ہونے پر متفق ہیں۔ اللہ

بِـاٰيَةٍ اُخْرٰى هِيَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ فَاَمَّا اِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الْمُوَادَعَةِ مَصْلِحَةٌ فَلَا يَجُوْزُ بِالْاِجْمَاعِ.

تعالیٰ کا ارشاد ہے: (مسلمانو!) تم بزدلی نہ دکھاؤ اور (اپنی طرف سے) صلح کی پیش کش نہ کرو اور (جان لو کہ بالآخر) تم ہی غالب رہو گے۔ اور اگر صلح میں مسلمانوں کا فائدہ نہ ہو تو بالاتفاق صلح جائز نہیں۔

بَابٌ

صلح حدیبیہ کا واقعہ اور اس کے بعض متعلقہ مسائل اور ان کے احکام

٥٢٣٣ - عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ بِضْعَ عَشَرَ مِائَةً مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَاَشْعَرَ وَاَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَّسَارَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِيْ يَهْبِطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ فَقَالَ النَّاسُ حَلْ حَلْ خَلَاتِ الْقَصْوَاءُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَاتِ الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَّلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَسْاَلُوْنِيْ خُطَّةً يُّعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ اِلَّا اَعْطَيْتُهُمْ اِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتّٰى نَزَلَ بِاَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَمَدٍ قَلِيْلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ حَتّٰى نَزَحُوْهُ وَشُكِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَطَشُ فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِهٖ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَجِيْشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتّٰى صَدَرُوْا عَنْهُ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ اِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ خُزَاعَةَ ثُمَّ اَتَاهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ اِلٰى اَنْ قَالَ اِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبْ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَّاللّٰهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا صَدَدْنَاكَ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن الحکم سے روایت ہے' ان دونوں حضرات کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے سال (ذوالقعدہ ۶ ہجری میں) ایک ہزار سے زائد (یعنی تقریباً چودہ سو) صحابہ کے ساتھ (عمرہ کے ارادہ سے مدینہ منورہ سے) روانہ ہوئے' جب آپ ذوالحلیفہ (جس کو آج کل بئر علی کہتے ہیں) پہنچے تو قربانی کے جانور کو قلادہ باندھا اور اِشعار کیا[1] اور یہاں سے عمرہ کے لیے احرام باندھا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب آپ اس ثنیہ (یعنی پہاڑی) پر پہنچے جہاں (مکہ مکرمہ جانے والے) ٹھہرتے ہیں تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی' (یہ دیکھ کر) لوگ کہنے لگے: "حَـلْ حَـلْ" (اونٹ کو اُٹھانے کے لیے یہ الفاظ کہے جاتے ہیں) قصواء (حضور کی اونٹنی کا نام ہے) اَڑ گئی' (یہ سن کر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قصواء نہیں اَڑی اور اَڑ نا اس کی عادت نہیں بلکہ اس کو اسی ذاتِ عالی یعنی اللہ تعالیٰ نے روکا ہے جس نے (ابرہہ کے) ہاتھی کو روکا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا: اُس ذاتِ عالی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ لوگ یعنی قریش اللہ تعالیٰ کے حرم کی تعظیم میں جو تجویز بھی پیش کریں' میں ضرور اس کو قبول کر لوں گا (تا کہ حرم میں جنگ و جدل نہ ہو)' پھر آپ نے اونٹنی کو اٹھایا' وہ تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور آپ (اہل مکہ) کا راستہ بدل کر (حدیبیہ کی طرف) روانہ ہوئے' یہاں تک کہ حدیبیہ کے آخری حصہ میں اُترے' جہاں ایک پرانا کنواں تھا جس میں تھوڑا سا پانی تھا' جس میں سے لوگ تھوڑا تھوڑا پانی لیا کرتے تھے' چنانچہ تھوڑی دیر میں لوگوں نے کنویں کو خالی کر دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں (پانی کے ختم ہو جانے سے) پیاس کی شکایت کی گئی' (یہ دیکھ کر) حضور نے اپنے تَرکش سے ایک تیر نکالا اور صحابہ کو حکم دیا کہ اُس کو کنویں میں ڈال دیں۔ اللہ کی قسم! (تیر ڈالتے ہی) پانی جوش مارتا ہوا نکلا' یہاں تک کہ (پورا لشکر) سیراب ہو گیا اور سب لوگ (خوشی خوشی) واپس ہوئے۔ صحابہ اسی حالت میں تھے کہ اچانک بدیل بن ورقہ خزاعی' قبیلۂ خزاعہ کی ایک جماعت کے ساتھ (صلح کی گفتگو

عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلٰكِنْ اُكْتُبْ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِنْ كَذَّبْتُمُوْنِيْ اُكْتُبْ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَّعَلٰى اَنْ لَّا يَاْتِيَكَ مِنَّا رَجُلٌ وَّاِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ اِلَّا رَدَدْتَهُ عَلَيْنَا فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ قُوْمُوْا فَانْحَرُوْا ثُمَّ احْلِقُوْا ثُمَّ جَاءَ نِسْوَةٌ مُّؤْمِنَاتٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ﴾ الْاٰيَةَ فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يَّرُدُّوْهُنَّ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّرُدُّوا الصَّدَاقَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَهٗ اَبُوْ بَصِيْرٍ رَّجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ وَّهُوَ مُسْلِمٌ فَاَرْسَلُوْا فِيْ طَلَبِهٖ رَجُلَيْنِ فَدَفَعَهٗ اِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهٖ حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ نَزَلُوْا يَاْكُلُوْنَ مِنْ تَمْرٍ لَّهُمْ فَقَالَ اَبُوْ بَصِيْرٍ لِّاَحَدِ الرَّجُلَيْنِ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرٰى سَيْفَكَ هٰذَا يَا فُلَانُ جَيِّدًا اَرِنِيْ اَنْظُرْ اِلَيْهِ فَاَمْكَنَهٗ مِنْهُ فَضَرَبَهٗ حَتّٰى بَرَدَ وَفَرَّ الْاٰخَرُ مِنْهُ حَتّٰى اَتَى الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاٰى هٰذَا ذُعْرًا فَقَالَ قُتِلَ وَاللّٰهِ صَاحِبِيْ وَاِنِّيْ لَمَقْتُوْلٌ فَجَاءَ اَبُوْبَصِيْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلُ اُمِّهٖ مُسْعِرُ حَرْبٍ لَّوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ اَنَّهٗ سَيَرُدُّهٗ اِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى اَتٰى سِيْفَ الْبَحْرِ قَالَ وَانْفَلَتَ اَبُوْ جَنْدَلِ ابْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَّجُلٌ قَدْ اَسْلَمَ اِلَّا لَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ حَتّٰى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فَوَاللّٰهِ مَا يَسْمَعُوْنَ بِعِيْرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ اِلَى الشَّامِ اِلَّا اعْتَرَضُوْا لَهَا فَقَتَلُوْهُمْ

کے لیے) وہاں پہنچا' پھر عروہ بن مسعود (ثقفی) بھی پہنچا۔ اور بخاری نے اس حدیث کو بیان کیا (جس کو صاحب مصابیح نے بربناء اختصار چھوڑ دیا ہے) یہاں تک امام بخاری نے (پھر) بیان کیا کہ جب سہیل بن عمرو (جو اہل مکہ کا نمائندہ تھا) آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے (حضرت علی) سے فرمایا: صلح نامہ اس طرح سے لکھو: یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد رسول اللہ نے مصالحت کی ہے' (یہ سن کر) سہیل نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو ہم آپ کو بیت اللہ (کے طواف) سے نہ روکتے اور نہ آپ سے لڑتے' اس لیے آپ محمد بن عبداللہ لکھیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تو اللہ کا رسول ہوں اگر چہ تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا ہے' (آپ نے حضرت علی سے فرمایا:) محمد بن عبداللہ لکھو' پھر سہیل نے کہا: (یہ شرط بھی لکھو کہ) تمہارے پاس ہمارا کوئی مرد آدمی آئے اگر چہ وہ تمہارے دین پر ہو (یعنی مسلمان ہو) تو تم اس کو ہمارے پاس واپس کر دو گے۔ پھر جب صلح نامہ کی تحریر سے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: اٹھو! اور (قربانی کے جانوروں کو) ذبح کرو' پھر سر منڈاؤ' اس کے بعد چند مسلمان عورتیں (مکہ معظمہ سے) آئیں تو اللہ تعالیٰ نے (اس موقع پر یہ آیت) نازل فرمائی: اے ایمان والو! جب مسلمان عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آیا کریں تو ان (کے ایمان) کی جانچ کر لو' اللہ تعالیٰ ان کے ایمان (کے حال) کو خوب جانتا ہے' پھر اگر تمہیں وہ ایمان دار معلوم ہوں تو انہیں کافروں کے حوالے نہ کرو' نہ وہ کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ کافر ان کے لیے حلال' اور ان کے کافر (شوہروں) نے جو خرچ کیا ہے ان کو دے دو' اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ان عورتوں کا مہر دے کر تم ان سے نکاح کر لو' اور کافر عورتوں کو تم اپنی زوجیت میں نہ رکھو اور تم نے جو خرچ کیا ہے' مانگ لو اور کافروں نے جو خرچ کیا ہے وہ مانگ لیں' یہ اللہ کا حکم ہے جو تمہارے درمیان فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ (بندوں کی مصلحتوں کو) خوب جانتے ہیں اور اپنے بندوں کے لیے (احکام مقرر کرنے میں) بڑی حکمت والے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہجرت کر کے آنے والی مسلمان عورتوں کو (مشرکین کے) حوالے کرنے سے روک دیا اور اس بات کا حکم دیا کہ مہر (ان عورتوں کے مشرک شوہروں کو) واپس کر دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ واپس ہوئے۔ اس کے بعد قریش کے ایک شخص ابوبصیر جو مسلمان تھے' حضور کے پاس پہنچے تو انہوں نے یعنی (کفار قریش) نے دو آدمیوں کو ان کی تلاش میں بھیجا تو حضور نے ابوبصیر کو

وَاَخَذُوْا اَمْوَالَهُمْ فَاَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُنَاشِدُهُ اللّٰهَ وَالرَّحِمَ لَمَّا اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ فَمَنْ اَتَاهُ فَهُوَ اٰمِنٌ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اُن دو آدمیوں کے حوالے کر دیا' وہ دونوں ان کو لے کر نکلے یہاں تک کہ وہ جب ذوالحلیفہ پہنچے اور اپنے ساتھ لائی ہوئی کھجوروں کو کھانے کے لیے ٹھہرے تو ابوبصیر نے اُن دو آدمیوں میں ایک سے کہا: اللہ کی قسم! اے شخص! تمہاری یہ تلوار مجھے اچھی معلوم ہوتی ہے' مجھے بتایئے کہ میں اسے دیکھوں! تو اس شخص نے (دیکھنے کے لیے) ابوبصیر کو تلوار دے دی' تو انہوں نے اس تلوار سے اس پر وار کر دیا جس سے وہ (وہیں) ڈھیر ہو گیا' (یہ دیکھ کر) دوسرا شخص بھاگ کر مدینہ منورہ آیا اور دوڑتا ہوا مسجد نبوی میں داخل ہوا تو (اس کو دیکھ کر) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے خوفناک واقعہ دیکھا ہے' (یہ سن کر) وہ کہنے لگا: اللہ کی قسم! میرا ساتھی مارا گیا اور میں بھی مارا جاتا' اتنے میں ابوبصیر بھی پہنچے تو حضور نے (اُن کو دیکھ کر) فرمایا: بُرا ہو اس کی ماں کا! اس کو (مدد کے لیے کوئی) اور مل جاتا تو یہ جنگ ہی بھڑکا دیتا۔ ابوبصیر نے (حضور کی) یہ بات سنی تو سمجھ لیا کہ حضور ان کو کافروں کے (پھر) حوالے کر دیں گے' اس لیے وہ وہاں سے نکل پڑے اور سمندر کے کنارہ پر جا کر ٹھہر گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ ابوجندل ابن سہیل (کافروں کی قید سے) نکل کر ابوبصیر سے آ ملے۔ (اب حال یہ ہوا کہ) قریش کا جو بھی آدمی مسلمان ہوتا' وہ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ سے آ کر مل جاتا' یہاں تک کہ ان لوگوں کی ایک جماعت تیار ہو گئی۔ اللہ کی قسم! یہ لوگ قریش کے جس قافلہ کے بارے میں سنتے کہ وہ ملک شام کی طرف جا رہا ہے تو اس کا تعاقب کرتے' اُن کو مار ڈالتے اور ان کا مال لے لیتے۔ (بالآخر تنگ آ کر) قریش نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اللہ اور قرابت کا واسطہ دیتے ہوئے (کسی کے ذریعہ) یہ پیام بھیجا کہ آپ (ابوبصیر اور ان کے ساتھیوں کو مدینہ) بلا لیں اور اس طرح (آئندہ) آپ کے پاس (قریش کا جو مسلمان) بھی آئے' وہ امن میں ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے اُن سب کو (مدینہ منورہ) بلا لیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ل قلادہ یہ ہے کہ قربانی کے جانور کے گلے میں کوئی چیز ڈال دی جائے اور اِشعار یہ ہے کہ کوہان کے دونوں جانب سے تھوڑا تھوڑا شق کر کے خون بہاتے ہیں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ قربانی کا جانور ہے۔ ۱۲

وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنِ الْمِسْوَرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالْحُدَيْبِيَةِ خِبَاؤُهُ فِي الْحِلِّ وَمُصَلَّاهُ فِي الْحَرَمِ وَفِي الْمَدَارِكِ عِنْدَ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَاسْاَلُوْا مَا اَنْفَقْتُمْ﴾ هُوَ مَنْسُوْخٌ فَلَمْ يَبْقَ سُؤَالُ الْمَهْرِ

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مسور رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا جب وہاں قیام تھا تو آپ کا خیمہ حِل پر تھا (یعنی اس علاقہ میں تھا' جو حدودِ حرم سے باہر تھا) اور آپ کا مُصلّٰی حدودِ حرم میں تھا (یعنی آپ حدودِ حرم میں نمازیں ادا فرماتے تھے)۔ اور تفسیر مدارک میں قول باری تعالیٰ "وَاسْاَلُوْا مَا اَنْفَقْتُمْ" کے بارے میں لکھا ہے کہ

لَامِنَّا وَلَا مِنْهُمْ.

اس آیت میں جو حکم تھا' وہ (صلح حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ جانے سے) منسوخ ہو گیا' اس لیے اب مہر کا مطالبہ نہ ہم پر ہے نہ اُن پر۔

وَقَالَ عُلَمَاؤُنَا اَمَّا الصُّلْحُ الَّذِیْ وَقَعَ فِی الْقِصَّةِ مَعَ الْمُشْرِکِیْنَ عَلٰی اَنْ یَّرُدَّ اِلَیْهِمْ مِنْ جَاءَ مُسْلِمًا مِّنْ عِنْدِهِمْ اِلٰی بِلَادِ الْمُسْلِمِیْنَ فَهُوَ مَنْسُوْخٌ عِنْدَنَا وَاَنَّ نَاسِخَهٗ حَدِیْثُ اَنَا بَرِیْءٌ مِّنْ کُلِّ مُسْلِمٍ بَیْنَ مُشْرِکِیْنَ.

اور ہمارے علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین کے ساتھ جو معاہدہ ہوا تھا' اس کی ایک شرط یہ تھی کہ جو مسلمان مشرکین کے پاس سے مسلمانوں کے علاقہ میں آ جائے تو اس کو واپس کر دیا جائے گا' یہ شرط بھی احناف کے نزدیک منسوخ ہے اور اس کی ناسخ حدیث ہے: (حضور نے فرمایا:) میں ہر ایسے مسلمان سے بَری ہوں جو مشرکین کے ساتھ رہتا ہو۔

بَابٌ

صلح حدیبیہ کی تین شرطوں کا بیان

٥٢٣٤ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ صَالَحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِکِیْنَ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَةِ عَلٰی ثَلَاثَةِ اَشْیَاءَ عَلٰی اَنَّ مَنْ اَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ رَدَّهٗ اِلَیْهِمْ وَمَنْ اَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ لَمْ یَرُدُّوْهُ وَعَلٰی اَنْ یَّدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَّیُقِیْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ وَّلَا یَدْخُلَهَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ وَالسَّیْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهٖ فَجَاءَ اَبُوْ جَنْدَلٍ یَحْجُلُ فِیْ قُیُوْدِهٖ فَرَدَّهٗ اِلَیْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے دن مشرکین سے تین باتوں پر صلح فرمائی: (۱) یہ کہ اگر کوئی (مسلمان) مشرکین کے پاس سے آپ کے پاس آ جائے تو آپ اس کو واپس کر دیں (۲) اور مسلمانوں کا کوئی شخص مشرکین کے پاس آئے تو وہ لوگ اس کو واپس نہیں کریں گے (۳) اور یہ کہ آپ آئندہ سال (مکہ معظمہ) میں داخل ہوں اور تین دن قیام فرمائیں اور جب آپ مکہ معظمہ میں داخل ہوں تو ہتھیار' تلوار اور کمان غلافوں میں بند ہوں یعنی ایسی حالت میں (آئیں کہ جس سے آپ کا غلبہ معلوم نہ ہو) اسی دوران حضرت ابوجندل پابزنجیر آئے تو حضور نے اُن کو مشرکین کے حوالے کر دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

صلح حدیبیہ کی دو شرطوں کے بارے میں حضور کی وضاحت

٥٢٣٥ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ قُرَیْشًا صَالَحُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَرَطُوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مَنْ جَاءَ نَا مِنْکُمْ لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَیْکُمْ وَمَنْ جَاءَ کُمْ مِنَّا رَدَدْتُّمُوْهُ عَلَیْنَا فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَکْتُبُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ اِنَّهٗ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا اِلَیْهِمْ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَمَنْ جَاءَ نَا مِنْهُمْ سَیَجْعَلُ اللّٰهُ لَهٗ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کفارِ قریش نے حضور نبی کریم ﷺ سے (صلح حدیبیہ کے موقع پر) جب صلح کی تو حضور ﷺ پر یہ شرطیں لگائیں کہ (۱) تمہارا کوئی آدمی ہمارے پاس آئے تو ہم اس کو واپس نہیں کریں گے (۲) اور ہمارا کوئی شخص تمہارے پاس جائے تو تم اس کو ہمارے پاس واپس کرو گے' (یہ سن کر) صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم ان شرائط کو لکھیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں! (لیکن خبردار!) ہمارا کوئی شخص اگر ان کے پاس چلا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دے گا اور اُن کا کوئی آدمی (جو مسلمان ہو) ہمارے پاس آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کشادگی اور (نجات کا) راستہ نکال دے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٢٣٦ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اِعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ فَاَبٰى اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يَّدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ عَلٰى اَنْ يَّدْخُلَ يَعْنِي مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ يُقِيْمُ بِهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوْا هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا لَا نُقِرُّبِهَا فَلَوْ نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا مَنَعْنَاكَ وَلٰكِنْ اَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اَمْحُوْكَ اَبَدًا فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ بِالسِّلَاحِ اِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ وَاَنْ لَّا يَخْرُجَ مِنْ اَهْلِهَا بِاَحَدٍ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّتْبَعَهٗ وَاَنْ لَّا يَمْنَعَ مِنْ اَصْحَابِهٖ اَحَدًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّقِيْمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْاَجَلُ اَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِّصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْاَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

صلح حدیبیہ کا معاہدہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ ذوالقعدہ (چھ ہجری میں دوشنبہ کی صبح) عمرہ کیا (یعنی مکہ معظمہ پہنچے)' اہل مکہ نے اس بات سے انکار کیا کہ آپ کو چھوڑیں (یعنی اجازت دیں) کہ آپ ﷺ مکہ معظمہ میں (عمرہ کے مناسک کی ادائیگی کے لیے) داخل ہوں۔ یہاں تک کہ حضور نے ان (اہل مکہ) سے اس بات پر صلح کی کہ آپ (اس سال تو واپس تشریف لے جائیں گے' البتہ) آئندہ سال (عمرہ کے لیے) مکہ معظمہ میں داخل ہوں گے اور یہاں تین دن تک قیام فرمائیں گے' جب انہوں نے صلح نامہ لکھا (اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ صلح نامہ کے کاتب تھے) تو (اس طرح لکھا:) یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی ہے۔ (یہ سن کر) مشرکین نے کہا: ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے! اگر ہم اس بات کو مان لیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو (عمرہ کے مناسک کی ادائیگی سے) نہ روکتے! لیکن آپ محمد بن عبداللہ ہیں۔ (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبداللہ ہوں! پھر حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: رسول اللہ کے الفاظ مٹا دیں! حضرت علی نے فرمایا: نہیں! اللہ کی قسم! میں ان (الفاظ) کو کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے صلح نامہ پکڑا اور آپ اچھی طرح نہیں لکھ سکتے تھے' پھر آپ نے لکھا: یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے۔ (آئندہ سال جب عمرۃ القضاء کے لیے آئیں گے تو) اس طرح مکہ معظمہ میں داخل ہوں گے کہ (۱) تلواریں نیاموں میں ہوں گی (۲) اور یہاں (مکہ معظمہ میں) رہنے والوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے' اگرچہ کہ وہ ساتھ جانا چاہے گا (۳) اور آپ کے صحابہ میں سے کوئی یہاں (مکہ معظمہ میں) ٹھہرنا چاہے گا' اس کو روکیں گے نہیں۔ جب آپ (آئندہ سال) مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور مقررہ مدت گزرنے لگی تو مشرکین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنے صاحب (ﷺ) سے کہیے کہ ہمارے شہر سے نکل جائیں کیونکہ مدت گزر رہی ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ مکہ معظمہ سے نکل پڑے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: سورۂ فتح' پارہ: ۲۶ کی آیتوں میں صلح حدیبیہ کے کئی واقعات کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے' جیسا کہ اس باب میں بھی! سہولت کی خاطر مختصراً ترتیب کے ساتھ صلح حدیبیہ کے حالات کو بیان کر دینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

صلح حدیبیہ کے تفصیلی واقعات

اور ﷺ نے مدینہ منورہ میں خواب دیکھا کہ آپ مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام کے ساتھ امن وامان کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کر کے حلق اور قصر کیا۔ آپ ﷺ نے یہ خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان فرمایا۔ اگر چہ کہ آپ نے مدت مقرر نہیں فرمائی تھی مگر شدتِ اشتیاق سے اکثر صحابہ کا خیال' اس طرف گیا۔ اس سال یعنی چھ ہجری میں عمرہ کا موقع مل جائے گا اور اتفاقاً آپ نے عمرہ کا بھی قصد فرما لیا۔ چنانچہ حضور ﷺ تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بغرض عمرہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے اور ہَدِی (قربانی کا جانور) بھی آپ کے ساتھ تھا۔ یہ خبر مکہ معظمہ پہنچی تو قریش نے مشرکین کو اکٹھا کر کے اتفاق کر لیا کہ آپ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے نہیں دیں گے' حالانکہ اُن کے ہاں حج اور عمرہ سے دشمن کو بھی روکا نہیں جاتا تھا۔ بہرحال مقام حُدیبیہ پہنچ کر جو مکہ معظمہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے' جس کو آج کل شمیسِیَہ کہتے ہیں' آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی اور کسی طرح اٹھنے کا نام نہیں لیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيل'' (جس ذاتِ عالیٰ نے ابرہہ کے ہاتھی کو روکا تھا' اسی نے اونٹنی کو روک دیا ہے)۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اہل مکہ مجھ سے جس بات کا مطالبہ کریں گے جس میں حُرمات اللہ کی تعظیم قائم رہے' میں منظور کروں گا۔ بالآخر آپ ﷺ نے وہیں قیام فرمایا۔

حضور ﷺ نے اہل مکہ کے پاس قاصد بھیجا کہ ہم لڑنے نہیں آئے' ہم کو آنے دو' عمرہ کر کے چلے جائیں گے۔ جب اس کا کچھ جواب نہ ملا تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو وہی پیام دے کر روانہ فرمایا اور بعض مسلمان مرد اور عورتیں جو مکہ مکرمہ میں مغلوب اور مظلوم تھے' اُن کو بشارت پہنچائی کہ اب عنقریب مکہ میں اسلام غالب ہو جائے گا۔ حضرت عثمان کو مشرکینِ مکہ نے طواف کرنے کی پیش کش کی' آپ نے فرمایا: تم نے تو رسول اللہ ﷺ کو طواف سے روک دیا تو میں بھی طواف نہیں کروں گا۔ اسی نکتہ کو امام بوصیری صاحب القصیدۃ البردہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہمزیہ میں کیا خوب ادا فرمایا ہے:

''أَدَبٌ عِنْدَهُ تَضَاعَفَتِ الْأَعْمَالُ بِالتَّرْكِ حَبَّذَا الْأُدَبَاءُ'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ادب دیکھو کہ طواف جیسی عبادت کو انہوں نے چھوڑ دیا اور اس سے ان کے اعمال کا ثواب کئی گنا ہو گیا' ادب والے لوگ کیا ہی مبارک ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قریش نے روک لیا' آپ کی واپسی میں جو دیر لگی یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان غنی شہید کر دیئے گئے۔ اس وقت حضور ﷺ نے اس خیال سے کہ شاید لڑائی کا موقع ہو جائے' سارے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر جہاد کی بیعت لی' قریش نے جب بیعت کی خبر سنی تو ڈر گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو واپس روانہ کر دیا۔

اس کے بعد مکہ مکرمہ کے رئیس لوگ صلح کی غرض سے حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور صلح نامہ لکھنا قرار پایا۔ اس سلسلہ میں بعض باتوں پر بحث وتکرار بھی ہوئی اور مسلمانوں کو غصہ اور جوش آیا کہ تلوار سے معاملہ ایک طرف کر دیا جائے لیکن حضور ﷺ نے اہلِ مکہ کے اصرار کے موافق سب باتیں منظور فرمالیں اور مسلمانوں نے بھی بے انتہاء ضبط اور تحمل سے کام لیا اور صلح نامہ تیار ہو گیا۔ اس صلح نامہ میں ایک شرط کفار کی طرف سے یہ تھی کہ آپ اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال (سات ہجری میں) غیر مسلح تشریف لا کر عمرہ ادا فرمالیں' اور یہ کہ فریقین میں دس سال تک لڑائی نہ ہوگی' اس مدت میں جو شخص ہمارے ہاں سے تمہارے پاس جائے' اُسے آپ اپنے پاس نہ رکھیں اور جو تمہارا آدمی ہمارے ہاں آئے گا' ہم واپس نہ کریں گے۔ صلح کا تمام معاملہ طے ہو جانے پر آپ نے حدیبیہ میں ہدی کا جانور ذبح کر دیا اور حلق وقصر کر کے احرام کھول دیا اور مدینہ کی طرف واپس ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ سورۃ الفتح نازل ہوئی اور یہ سارا واقعہ اواخر چھ ہجری کا ہے۔ حدیبیہ سے واپس تشریف لا کر حضور ﷺ نے

اوائل سات ہجری میں خیبر فتح کیا' جو مدینہ منورہ سے شمالی جانب چار منزل پر شام کی سمت یہودیوں کا ایک شہر تھا۔ خیبر کی اس فتح میں صرف وہی صحابہ رضی اللہ عنہم شریک تھے جو حدیبیہ میں آپ کے ہمراہ تھے۔ آئندہ سال سات ہجری میں ماہ ذوالقعدہ میں آپ حسب معاہدہ عمرۃ القضاء کے لیے تشریف لے گئے اور امن وامان کے ساتھ مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ ادا فرمایا۔

صلح حدیبیہ کے عہد نامہ میں دس سال تک لڑائی بند رکھنے کی جو شرط تھی' قریش نے اس عہد کو توڑ دیا۔ آپ نے مکہ پر چڑھائی کی اور رمضان آٹھ ہجری میں مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔

حدیبیہ کی صلح بظاہر ذلت اور مغلوبیت کی صلح نظر آتی ہے اور صلح کی شرائط پڑھ کر بظاہر یہی سمجھ میں آتا ہے کہ سارے جھگڑوں کا فیصلہ کفار قریش کے حق میں ہوا' چنانچہ حضرت عمر اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس بارے میں بے حد رنجیدہ تھے۔ ان حضرات کا خیال تھا کہ اسلام کے چودہ پندرہ سو سرفروش سپاہیوں کے سامنے قریش اور ان کی جمعیت کیا چیز ہے! کیوں سارے جھگڑوں کا فیصلہ تلوار سے نہیں کر دیا جاتا' مگر تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک نگاہیں ان احوال اور نتائج کو دیکھ رہی تھیں' جو دوسروں کی آنکھوں سے اوجھل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک سینہ سخت سے سخت ناخوشگوار واقعات پر برداشت کے لیے کھول دیا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے مثال استغناء' توکل اور تحمل کے ساتھ مشرکین مکہ کی ہر شرط قبول فرماتے رہے اور اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو ''اللّٰہ ورسولہ اعلم'' فرما کر تسلی دیتے رہے یعنی اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ یہاں تک کہ سورۃ الفتح نازل ہوئی اور خداوند قدوس نے اس صلح اور فیصلہ کا نام ''فَتْحًا مُّبِیْنًا'' رکھا۔ لوگ اس پر بھی تعجب کرتے تھے کہ یارسول اللہ! کیا یہ فتح ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں! بہت بڑی فتح ہے! حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کی بیعتِ جہاد اور معمولی چھیڑ چھاڑ کے بعد کفار اور مشرکین کا مرعوب ہو کر صلح کی طرف جھکنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنگ اور انتقام پر کافی قدرت رکھنے کے باوجود عفو اور درگزر سے کام لینا اور صرف تعظیمِ بیت اللہ کی خاطر اُن کے بے ہودہ مطالبات پر قطعاً غضب ناک نہ ہونا۔ یہ واقعات ایک طرف اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد اور رحمت کی بارش کی طرح برسنے کا ذریعہ بن رہے تھے تو دوسری طرف دشمنوں کے دلوں پر اسلام کی اخلاقی اور روحانی طاقت اور پیغمبر آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ عالی شان کا سکہ بٹھلا رہے تھے۔ عہد نامہ کے لکھتے وقت اگرچہ ظاہر بینوں کو کافروں کی جیت نظر آ رہی تھی لیکن ٹھنڈے دل سے فرصت میں بیٹھ کر غور کرنے والے خوب سمجھ رہے تھے کہ حقیقت میں تمام تر فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ''فتح مبین'' رکھ کر آگاہ فرما دیا کہ یہ صلح اِس وقت بھی فتح ہے اور آئندہ کے لیے بھی آپ کے حق میں بے شمار ظاہری اور باطنی فتوحات کا دروازہ کھولتی ہے۔ اس صلح کے بعد کافروں اور مسلمانوں کو آپس میں بے تکلف ملنے جلنے کا موقع ہاتھ آیا۔ مشرکین' مسلمانوں سے اسلام کی باتیں سنتے اور ان مقدس مسلمانوں کے احوال اور اطوار کو دیکھتے تو خود بخود ایک کشش اسلام کی طرف ہوتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک یعنی تقریباً دو سال کی مدتِ میں اتنی کثرت سے لوگ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے کہ کبھی اس قدر نہ ہوئے تھے۔ حضرت خالد بن الولید اور حضرت عمرو بن العاص جیسے نامور صحابہ اسی دوران میں اسلام کے حلقہ بگوش بنے' یہ جسموں کی نہیں بلکہ دلوں کی فتح' اسی صلح حدیبیہ کی اعظم ترین برکت تھی۔

ع جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

اب اسلام چاروں طرف اس قدر پھیل گیا اور مسلمانوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ مکہ معظمہ کو فتح کر کے ہمیشہ کے لیے شرک کی گندگی سے پاک کر دینا بالکل سہل ہو گیا۔ حدیبیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ صرف ڈیڑھ ہزار جانباز تھے لیکن دو برس بعد مکہ معظمہ کی فتح عظیم کے وقت دس ہزار کا جرار لشکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ نہ صرف فتح مکہ اور فتح خیبر بلکہ آئندہ کی کل فتوحاتِ اسلامیہ کے لیے صلح حدیبیہ بطور اساس و بنیاد اور سنہری دیباچہ تھی۔ اور اس تحمل و توکل اور تعظیمِ حرماتِ اللہ کی بدولت جو صلح کے سلسلہ میں ظاہر

ہوئی اور جن علوم و معارف قدسیہ اور باطنی مقامات و مراتب کے فتوحات ہوئے ہوں گے' اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے' البتہ تھوڑا سا اجمالی اشارہ حق تعالیٰ نے سورۂ فتح کی مبارک آیتوں میں فرمایا ہے' جس طرح دنیا کے بادشاہ کسی بڑے فاتح جنرل کو خصوصی اعزاز و اکرام سے نوازتے ہیں خداوند قدوس نے اس فتح مبین کے صلہ میں آپ کو چند سرفرازیوں سے نوازا جو"کان فضل اللّٰہ علیك عظیما"(اے میرے حبیب ﷺ! آپ پر اللہ تعالیٰ کی عظیم مہربانی ہے) کا مظہر ہیں۔ان میں پہلی چیز امت کے گناہوں کی عام بخشش ہے' یہ چیز اللہ تعالیٰ نے کسی اور کے لیے نہیں فرمائی۔ اس کے بعد حضور ﷺ اس قدر عبادت فرماتے کہ راتوں کو کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے' دریافت کرنے پر فرمایا:"افلا اکون عبدًا شکورًا"(کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟)۔ دوسری چیز شفاعتِ عامہ ہے' قیامت کے دن جب مخلوق جمع ہو کر انبیاء کرام کی خدمت میں حاضری دے گی تو سب فرمائیں گے کہ خاتم النبیین محمد ﷺ صاحبِ مقامِ محمود ہیں اور دیکھو لواءُ الحمد آپ ہی کے دستِ مبارک میں ہے۔اور وہی مقبول الشفاعۃ ہیں اور یہ منصبِ شفاعتِ عامہ سوائے آپ ﷺ کے کسی کا کام نہیں ہے۔

تیسری چیز یہ ہے کہ لوگ جوق در جوق آپ ﷺ کی ہدایت سے اسلام میں داخل ہوں گے اور انسانوں کے جسموں اور دلوں پر اسلام کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ چوتھی اور بڑی فیصلہ کن چیز یہ تھی کہ مکہ معظمہ (جو گویا زمین پر اللہ تعالیٰ کا دار السلطنت ہے) فتح ہو جائے۔ اس فتح کے بعد سارا جزیرۂ عرب اسلام کا کلمہ پڑھنے لگا اور بعثتِ نبوی ﷺ کا مقصد پورا ہوا' اس طرح دین کی تکمیل اور اتمامِ نعمت پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ ۱۲

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کا عورتوں سے بیعت لینا

۵۲۳۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فِيْ بَيْعَةِ النِّسَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ فَمَنْ اَقَرَّتْ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا يُكَلِّمُهَا بِهٖ وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهٗ يَدَ امْرَاَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ نے عورتوں کی بیعت کے متعلق فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کے تحت اُن کا امتحان لیا کرتے تھے: اے نبی (ﷺ)! جب حاضر ہوں آپ کی خدمت میں مؤمن عورتیں تا کہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ لگائیں گی جھوٹا الزام جو انہوں نے گھڑ لیا ہو' اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں تو (اے میرے محبوب!) انہیں بیعت فرما لیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے مغفرت مانگا کرو' بے شک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ (اس امتحان کے بعد) ان عورتوں میں سے جو اس شرط پر قائم رہیں' اس سے فرماتے کہ میں نے تمہیں بیعت کر لیا' اس کو زبانی اتنا ہی فرماتے' اور اللہ کی قسم! بیعت لیتے وقت آپ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو ہرگز مَس نہیں کیا۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

عورتوں سے بیعت میں زبان سے کہہ دینا کافی ہے

۵۲۳۸ - وَعَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رَقِيْقَةَ قَالَتْ

حضرت اُمیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں

بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ فَقَالَ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنَّا بِاَنْفُسِنَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْنَا تَعْنِيْ صَافِحْنَا قَالَ اِنَّمَا قَوْلِيْ لِمِائَةِ امْرَاَةٍ كَقَوْلِيْ لِامْرَاَةٍ وَّاحِدَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَمَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

نے چند عورتوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے بیعت کی۔ حضور ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ جہاں تک تمہاری استطاعت اور طاقت ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہم پر ہماری ذاتوں سے بھی زیادہ مہربان ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہماری بیعت لیجیے یعنی ہم سے (مردوں کی طرح مصافحہ فرمائیں)' (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا ایک سو عورتوں سے کہہ دینا' اُسی طرح ہے جیسے ایک عورت سے کہنا۔ اس کی روایت ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور امام مالک نے موطاً میں کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

1 حضرت رُقیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ (مرقاۃ) ۱۲

بَابٌ

صلح حدیبیہ کی شرط دس سال تک تھی

٥٢٣٩ - وَعَنِ الْمِسْوَرِ وَمَرْوَانَ اَنَّهُمُ اصْطَلَحُوْا عَلٰى وَضْعِ الْحَرْبِ عَشْرَ سِنِيْنَ يَاْمَنُ فِيْهِنَّ النَّاسُ وَعَلٰى اَنَّ بَيْنَنَا عَيْبَةً مَّكْفُوْفَةً وَّاَنَّهٗ لَا اِسْلَالَ وَلَا اِغْلَالَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ فِيْ اَبْوَابِ قِصَّةِ الْحُدَيْبِيَةِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَمُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ مُرْسَلًا فَذَكَرَ الْقِصَّةَ وَفِيْ اٰخِرِهَا فَكَانَ الصُّلْحُ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ سَنَتَيْنِ وَقَالَ فِي الْعِنَايَةِ فَكَانَتِ الْمُدَّةُ الْمَرْوِيَّةُ وَهِيَ عَشْرُ سِنِيْنَ مِنَ الْمُقَدَّرَاتِ الَّتِيْ لَا تَمْنَعُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ لِاَنَّ الْمُدَّةَ الْمُوَادَعَةَ تَدُوْرُ مَعَ الْمَصْلِحَةِ وَهِيَ قَدْ تَزِيْدُ وَقَدْ تَنْقُصُ.

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان (ان دونوں حضرات) سے روایت ہے کہ انہوں نے (یعنی اہل مکہ نے صلح حدیبیہ کے وقت اس شرط پر) صلح کی کہ دس سال تک لڑائی نہ کی جائے ان (دس برسوں) میں لوگ امن و امان سے رہیں اور یہ بھی شرط تھی کہ ہمارے درمیان بند صندوق ہو (یعنی اس مدت میں کوئی خون خرابہ نہ ہو' اور علانیہ یا پوشیدہ دونوں فریقین کے درمیان کامل امن اور سلامتی رہے' نہ تلوار سونتی جائے اور نہ زرہ پہنی جائے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور بیہقی نے دلائل النبوۃ کے ابواب قصۃ الحدیبیہ میں حضرت عروہ بن زبیر اور موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہم سے مرسلاً روایت کی ہے اور صلح حدیبیہ کا پورا واقعہ بیان کیا ہے اور آخر میں یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان صلح کی مدت دو سال تھی اور عنایہ (شرح ہدایہ) میں لکھا ہے کہ دس سال کی مدت کا جو ذکر ہے' اس میں زیادتی اور کمی ہو سکتی ہے' اس لیے کہ اس قسم کی مدت مصلحت پر موقوف ہے' اور اس میں کمی اور زیادتی ممکن ہے۔

بَابٌ

عاملین کو ذمی یا پناہ گزین پر زیادتی کرنے کی وعید

٥٢٤٠ - وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عِدَّةٍ مِّنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَنْ اٰبَائِهِمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهٗ اَوْ كَلَّفَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَاَنَا

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ کے کئی صاحبزادوں سے اُن کے والدین کے واسطہ سے رسول اللہ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خبردار! جس کسی نے اپنے صاحبِ عہد پر زیادتی کی (خواہ وہ ذمی ہو یا پناہ گزیں ہو) یا (خراج یا جزیہ کی وصولی میں) اس کی طاقت سے زیادہ اسے تکلیف دے یا کوئی چیز اس کی خوشی کے بغیر لے لے تو قیامت

حَجِيْجَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

کے روز اس کی طرف سے میں (تائید میں) جھگڑنے والا ہوں گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ اِخْرَاجِ الْيَهُوْدِ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ

یہود کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اِنْ شَاءَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ (التوبہ: ۲۹).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (اے ایمان والو!) مشرکین تو بڑے ناپاک ہیں' سو اس سال کے بعد (یعنی نو ہجری کے بعد) مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں' اور اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو' تو اللہ تمہیں اگر چاہے گا تو اپنے فضل سے بے نیاز کر دے گا' بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے' بڑی حکمت والا ہے۔

ف: واضح ہو کہ صدر کی آیتِ پاک میں مشرکین کو جو نجس (بڑے ناپاک) فرمایا گیا ہے' اس سے مراد نجاستِ عقائد ہے' جسمانی نجاست نہیں۔ (روح المعانی) اس لیے مشرکین حدودِ حرم کے اندر بہ غرض حج اور عمرہ داخل ہونے نہ پائیں۔ ان کا عام داخلہ حرم یا مسجدوں میں ممنوع نہیں' اہل کتاب بھی اس حیثیت سے مشرکین کے حکم میں داخل ہیں۔ (مدارک) احادیث شریفہ کی روشنی میں تمام جزیرۂ عرب کا یہی حکم ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کی وصیت کے مطابق امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اس حکم کو نافذ کیا۔ اب بطور سکونت کافروں کے یہاں رہنے پر مسلمانوں کو رضامند ہونا جائز نہیں۔ بلکہ جزیرۃ العرب کو ان سے پاک کرنا مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ ہاں احناف کے نزدیک کوئی کافر مسافر کی حیثیت سے عارضی طور پر امام کی اجازت سے وہاں جا سکتا ہے بشرطیکہ امام اتنی اجازت دینا خلاف مصلحت نہ سمجھے' باقی حج یا عمرہ کی غرض سے داخل ہونے کی کسی کافر کو اجازت نہیں' جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے: ''الا لا يحجن بعد العام مشرك'' اس سال یعنی نو ہجری کے بعد کوئی مشرک (یا کافر) ہرگز حج کے لیے نہیں آئے گا۔

حرم میں مشرکین کی آمد و رفت بند کر دینے سے مسلمانوں کو اندیشہ ہوا کہ تجارت وغیرہ کو بڑا نقصان پہنچے گا اور جو سامانِ تجارت یہ لوگ لاتے تھے' وہ نہیں آئے گا۔ اس لیے تسلی فرما دی کہ اس سے مت گھبراؤ' تم کو تونگر بنا دینا صرف اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اگر وہ چاہے تو کچھ دیر نہ لگے گی! چنانچہ یہی ہوا' اللہ تعالیٰ نے سارا ملک مسلمان کر دیا' مختلف ملکوں اور شہروں سے تجارتی سامان آنے لگا' بارشیں خوب ہوئیں' جس سے پیداوار بڑھ گئی' غنیمتوں اور فتوحات کے دروازے اللہ تعالیٰ نے کھول دیئے' اہل کتاب سے جزیہ کی رقمیں وصول ہونے لگیں۔ غرض کئی طریقوں سے حق تعالیٰ نے دولت مندی کے اسباب جمع کر دیئے' بے شک اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں۔

جب مشرکین کا قصہ پاک ہو گیا اور ملکی سطح ہموار ہوئی تو حکم ہوا کہ اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) کی قوت اور شوکت کو توڑ' مشرکین کے وجود سے تو سرزمین عرب کو بالکل پاک کر دینا مقصود تھا' لیکن یہود و نصاریٰ کے متعلق اُس وقت صرف اتنا ہی اہتمام تھا کہ اسلام کے مقابلہ میں زور نہ پکڑیں اور اُس کی اشاعت و ترقی کے راستہ میں حائل نہ ہوں' اس لیے اجازت دی گئی کہ اگر یہ لوگ ماتحت رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں تو کچھ مضائقہ نہیں' قبول کر لو' پھر اسلامی حکومت ان کے جان اور مال کی محافظ ہو گی ورنہ ان کا علاج بھی وہی ہے جو مشرکین کا تھا (یعنی جہاد) کیونکہ ان کے عقائد بھی درست نہیں' اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں' اس کوشش میں رہتے ہیں کہ خداوند قدوس کے روشن کیے ہوئے چراغ کو اپنی پھونکوں سے گل کر دیں' ایسے بد باطن' نالائقوں کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو

ملک میں فتنہ وفساد کفراور سرکشی کے شعلے برابر بھڑکتے رہیں گے۔ ۱۲

بَابٌ

جزیرۃ العرب سے یہودیوں اور نصرانیوں کو نکال دیا جانا

٥٢٤١ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَاُخْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ حَتّٰى لَا اَدَعُ فِيْهَا اِلَّا مُسْلِمًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ کو خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا' یہاں تک کہ یہاں صرف مسلمانوں ہی کو چھوڑے رکھوں گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَئِنْ عِشْتُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَاُخْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ.

اور ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ یہودیوں اور نصرانیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا۔

وَرَوٰى اَحْمَدُ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ اٰخِرُ مَا تَكَلَّمَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْرِجُوْا يَهُوْدَ اَهْلِ الْحِجَازِ وَاَهْلِ نَجْرَانَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ قُلْنَا هٰذَا الْحَدِيْثُ الَّذِيْ فِيْهِ الْاَمْرُ بِالْاِخْرَاجِ مِنَ الْحِجَازِ فِيْهِ الْاَمْرُ بِاِخْرَاجِ اَهْلِ نَجْرَانَ وَلَيْسَ نَجْرَانُ مِنَ الْحِجَازِ فَلَوْ كَانَ لَفْظُ الْحِجَازِ مُخَصِّصًا لِلَّفْظِ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ عَلٰى اِنْفِرَادِهٖ اَوْ دَالًّا عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ الْحِجَازُ فَقَطْ كَمَا قَالَ الشَّافِعِيُّ لَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ اِهْمَالٌ لِبَعْضِ الْحَدِيْثِ وَاِعْمَالٌ لِبَعْضٍ وَاَنَّهٗ بَاطِلٌ.

اور امام احمد نے حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' آپ نے فرمایا کہ آخری بات جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی' یہ تھی کہ اہل حجاز اور اہل نجران کے یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مبارک جس میں حجاز مقدس سے نکالنے کا حکم ہے' اس میں اہل نجران کے نکالنے کا حکم ہے اور نجران حجاز مقدس میں شامل نہیں۔ لہٰذا اگر لفظ ''حجاز'' لفظ ''جزیرۃ العرب'' کا انفرادی طور پر مخصص ہے یا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جزیرہ عرب سے مراد صرف حجاز مقدس ہے جیسا کہ امام شافعی نے فرمایا تو اس سے حدیث کے بعض حصے کا ترک کرنا اور بعض حصے پر عمل کرنا لازم آئے گا جو کہ باطل ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کی تین وصیتیں

٥٢٤٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصٰى بِثَلَاثَةٍ قَالَ اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ قَالَ الْهَرَوِيُّ فِيْ شَرْحِ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ سَكَتَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَ فَاُنْسِيْتُهَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی' فرمایا: (۱) مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو (۲) وفود کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا جیسا میں ان سے کرتا ہوں۔ بخاری اور مسلم نے اس کی بالاتفاق روایت کی ہے۔ ھروی نے شرح مسلم میں بیان کیا کہ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تیسری بات سے خاموش رہے یا یوں فرمایا کہ میں بھلا دیا گیا ہوں۔

بَابٌ

جزیرۃ العرب میں دو دین نہیں رہیں گے

۵۲۴۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اٰخِرُ مَا عَهِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ قَالَ لَا يُتْرَكُ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ دِيْنَانِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ آخری وصیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی' یہ تھی کہ آپ نے فرمایا کہ جزیرۃ العرب دو دین نہ چھوڑ رکھے جائیں (یعنی صرف اسلام ہی رہے)! اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود کو جلاوطن فرمانے کے عزم

۵۲۴۴ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا اِلٰى يَهُوْدٍ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمَدَارِسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدٍ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ فَمَنْ وَّجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمایا: یہود کی طرف چلو تو ہم آپ کے ہمراہ نکلے یہاں تک کہ بیت المدارس (یہود کے مدرسہ میں) پہنچے' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا: اے یہود کی جماعت! اسلام لے آؤ! سلامت رہو گے (دنیا میں ذلت سے اور آخرت میں عذاب سے یا جلاوطنی سے)' جان لو کہ زمین اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے رسول کی ہے! میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس سرزمین سے جلاوطن کر دوں' جو شخص تم میں سے اپنے مال میں کوئی چیز (جیسے زمین یا درخت) پائے وہ اس کو بیچ دے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

امیر المؤمنین حضرت عمر کا خیبر کے یہودیوں کو جلاوطن فرما دینا

۵۲۴۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ عُمَرُ خَطِيْبًا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَامَلَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نُقِرُّكُمْ مَا اَقَرَّكُمُ اللّٰهُ وَقَدْ رَاَيْتُ اِجْلَاءَ هُمْ فَلَمَّا اَجْمَعَ عُمَرُ عَلٰى ذٰلِكَ اَتَاهُ اَحَدُ بَنِيْ اَبِي الْحُقَيْقِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُخْرِجُنَا وَقَدْ اَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ وَّعَامَلَنَا عَلَى الْاَمْوَالِ فَقَالَ عُمَرُ اَظَنَنْتَ اَنِّيْ نَسِيْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكَ اِذَا اُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْ بِكَ قَلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فَقَالَ هٰذِهٖ كَانَتْ هُزَيْلَةً مِّنْ اَبِي الْقَاسِمِ فَقَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ فَاَجْلَاهُمْ عُمَرُ وَاَعْطَاهُمْ قِيْمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ الثَّمَرِ مَالًا وَّاِبِلًا وَّعُرُوْضًا مِّنْ اَقْتَابٍ وَّحِبَالٍ وَّغَيْرِ ذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے ان کے مالوں پر معاملہ فرمایا تھا اور (اس طرح بھی) فرمایا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ تم کو (مدینہ منورہ میں) ٹھہرائے' ہم ٹھہرا رکھیں گے اور میری رائے ہے کہ تم کو جلاوطن کر دوں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا تو (قبیلہ) بنو ابی الحقیق کا ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ ہم کو جلاوطن فرما رہے ہیں جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ٹھہرایا تھا اور ہمارے مالوں پر ہم سے معاملہ فرمایا تھا' (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو یہ سمجھ رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان میں بھول گیا ہوں کہ آپ نے فرمایا تھا کہ تیرا کیا حال ہو گا کہ جب تجھے خیبر سے جلاوطن کیا جائے گا' اس حال میں کہ تیری اونٹنیاں تجھ کو پے در پے راتوں میں دوڑاتی ہوں گی' اس نے جواب دیا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنسی مذاق میں ایسی بات کہی ہو گی' (یہ سن کر) حضرت عمر نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ کے دشمن! تو جھوٹ بولتا ہے' اس کے بعد حضرت عمر نے ان کو جلاوطن فرما دیا اور اُن کو اُن

کے مال و اسباب، پھل، میوے، اونٹ، پالان اور رسیوں وغیرہ کی قیمت ادا فرمادی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابُ الْفَیْءِ اموالِ فیٔ کے خرچ کی تفصیل کا بیان

ف: واضح ہو کہ اسلامی حکومت میں بیت المال کے چار مدات ہیں۔ ہر مد کی ایک مستقل جگہ ہوتی ہے اور ہر ایک کا مصرف ہوا کرتا ہے۔ پہلا مد فیٔ ہے، اس میں خراج اور جزیہ کا مال جمع ہوتا ہے۔ اور حربی لوگ حاکم وقت کو ہدیۃً مال دیتے ہیں اور وہ مال جس کو حربی لوگ بغیر لڑائی کے دیتے ہیں، ان سب کو فیٔ کہتے ہیں۔ احناف کے نزدیک اس میں سے خمس کو الگ نہیں کرتے ہیں۔ فیٔ کے مد میں جمع شدہ مال کا مصرف رفاہِ عامہ کے کام ہیں، جیسے سرحدوں کی حفاظت اور ان پر چوکیوں کا قیام، دریاؤں پر پلوں کی تعمیر، قاضیوں اور عاملین کے مشاہرے، دریاؤں پر پہرہ داروں کا قیام اور اُن کی تنخواہیں اور اسی طرح علماء دین کے نذرانے اور ان کے متعلقین کے خرچے، مسجدوں کی تعمیر اور ترمیم اور ائمہ اور مؤذنین کے مشاہرے۔

بیت المال کا دوسرا مد، زکوٰۃ اور عُشر ہے اور ان کے مصارف کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکے ہیں۔

بیت المال کا تیسرا مد، مالِ غنیمت ہے۔ جو مال کفار سے غلبہ اور لشکر کشی سے حاصل کیا جائے، شریعت میں ایسے مال کو مالِ غنیمت کہتے ہیں لیکن کفار کا وہ مال جو بغیر لڑے ہاتھ آ جائے، اُسے اصطلاحِ شریعت میں فیٔ کہتے ہیں، جس کی تفصیل ابھی اوپر گزر چکی ہے۔ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ الگ کیا جائے گا اور اس کے مصارف یہ ہیں: (۱) کعبہ شریف (۲) حضور ﷺ کے لیے، حضور اس کو اپنی ضرورتوں اور متعلقین پر خرچ فرما سکتے ہیں۔ یہ مصرف رحلت نبوی ﷺ کے بعد ختم ہو گیا (۳) ذوی القربیٰ سے مراد حضور ﷺ کے قریبی رشتہ دار ہیں اور وہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے افراد ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں تصریح فرمائی ہے کہ حضور ﷺ کے رشتہ داروں کا حصہ قیامت تک بحال رہے گا اور اس میں امیر، فقیر، مرد اور عورت سب حق دار ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہلِ بیتِ کرام کو دوسروں سے زیادہ حصہ دیتے اور ان حضرات کی ضرورتوں پر زیادہ امداد فرماتے۔ (تفسیر مظہری)

(۴) یتامیٰ (۵) مساکین (۶) مسافر۔ مالِ غنیمت کے خمس کے یہ مصارف ہیں۔

بیت المال کا چوتھا مد، اللقطات ہیں۔ یہ وہ مال ہے جو لاوارث اموات سے حاصل ہو۔ اسی طرح مقتول کا خون بہا جس کا کوئی ولی نہ ہو۔ اس کا مصرف فقراء ہیں، جن کے ولی نہ ہوں۔ ایسے فقراء کا خرچہ اور دوائیں بھی اس مال سے ادا ہوں گے، اگر وہ مر جائیں تو ان کا کفن دفن اسی میں سے ہوگا اور اگر خون بہا بھی ہو تو اسی رقم سے ادا کیا جائے گا۔

امیر پر یہ ضروری ہے کہ ان مصارف کے مدات کے لیے ہر مصرف کی جگہ مقرر کر دے، البتہ ضرورت پر وہ ایک مد سے دوسرے مد کی رقم سے قرض لے سکتا ہے، جس کو وہ بعد میں ادا کر دے، اور اس سلسلہ میں امیر، اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور ہر مصرف کا خرچہ اسی میں سے ادا کرے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو مال پلٹا دیئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان سے لے کر، نہ تم نے اس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ غلبہ دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

ف: واضح ہو کہ کافروں کے جو اموال مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں، ان کی دو صورتیں ہیں: (۱) کفار کو میدانِ جنگ میں شکست

دینے کے بعد ان کے املاک پر مسلمانوں کا قبضہ ہو (۲) یا بغیر لڑے کفار نے ہار مان لی اور مسلمان ان کے علاقوں کے مالک بن گئے۔ پہلی قسم کے املاک کو غنیمت کہا جاتا ہے اور دوسری قسم کو فئی۔

ان املاک کے احکام اور مصارف بھی مختلف ہیں۔ مالِ غنیمت کے بارے میں تو فرمایا: اس کے پانچ حصے کیے جائیں گے۔ چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جائیں گے اور پانچواں حصہ درج ذیل مصارف میں خرچ ہوگا۔ ارشادِ ربانی ہے: "وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ" (الانفال: ۴۱) لیکن اموالِ فئی میں سے کوئی حصہ بطورِ حق مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا جائے گا' بلکہ نبی کریم ﷺ فئی کا سارا مال اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تقسیم فرمائیں گے۔ (یہ تفسیر ضیاء القرآن سے ماخوذ ہے' تفصیل کے لیے روح المعانی' کتاب الاموال ملاحظہ فرمائیں)

بَابٌ — اموالِ فئی کی تقسیم

٥٢٤٦ - عَنِ ابْنِ الْعَدِیِّ بْنِ عَدِیِّ الْكِنْدِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ كَتَبَ اِلٰی مَنْ سَاَلَهٗ عَنْ مَّوَاضِعِ الْفَیْءِ اَنَّهٗ مَا حَكَمَ بِهٖ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَرَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ عَدْلًا مُّوَافِقًا لِّقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ اللّٰهُ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ فَرَضَ الْاَعْطِیَّةَ وَعَقَدَ لِاَهْلِ الْاَدْیَانِ ذِمَّةً بِمَا فَرَضَ عَلَیْهِمْ مِّنَ الْجِزْیَةِ لَمْ یَضْرِبْ فِیْهَا بِخُمُسٍ وَّلَا مَغْنَمٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ سُنَنِهٖ فِیْ كِتَابِ الْخَرَاجِ.

حضرت ابن العدی بن عدی الکندی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اُن حضرات کو جنھوں نے اموالِ فئی کے مصارف کے بارے میں لکھا تھا' جواب دیا جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے احکام صادر فرمائے تھے اور اس زمانہ میں مسلمانوں نے اس کو عدلِ فاروقی قرار دیا تھا اور یہ حضور نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق کو مقرر فرما دیا۔ آپ نے (صحابہ اور اہل بیت کے) وظیفے مقرر فرما دیئے۔ اور دوسرے اہل مذاہب پر اہل ذمہ کی حیثیت سے جزیہ عائد فرمایا اور ان لوگوں کو خمس اور مالِ غنیمت میں سے کوئی حصہ نہ دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی سنن کے کتاب الخراج میں فرمائی ہے۔

٥٢٤٧ - وَرُوِیَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الْجِزْیَةَ وَكَذَا عُمَرُ وَكَذَا مُعَاذٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَوَضَعَ فِیْ بَیْتِ الْمَالِ وَلَمْ یُخَمِّسْ.

اور ایک روایت یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جزیہ وصول فرمایا' اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی (اپنے دورِ خلافت میں) جزیہ وصول کیا اور اسی طرح حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے (یمن میں) جزیہ وصول کیا اور اس کو بیت المال میں جمع فرمایا اور اس میں سے خمس نہیں نکالا۔

ف: واضح ہو کہ اگر غیر مسلم اسلامی مملکت میں پُرامن شہری بن کر رہنا چاہیں تو وہ جزیہ ادا کر کے رہ سکتے ہیں۔ جزیہ وہ ٹیکس ہے جو کسی مملکت کے شہریوں پر عائد کیا جاتا ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ اس کا آغاز اسلام سے پہلے نوشیروان نے کیا تھا اور عرب کے وہ صوبے جو ایرانیوں کی عملداری میں تھے' اس سے خوب واقف تھے' اس لیے جب یمن کے عیسائی (اہل نجران)' بارگاہِ رسالت (ﷺ) میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اسلام قبول کرنے سے معذرت پیش کی لیکن ساتھ ہی جزیہ ادا کرنے پر آپ سے صلح کر لی۔ چنانچہ تاریخ اسلام میں یہ پہلا جزیہ ہے۔ علماء نے جزیہ عائد کرنے کے مختلف اسباب بیان کیے ہیں۔ یہ بدلہ ہے ان کے قتل نہ کیے جانے کا یا ان کی حفاظت کا اور ان کو فوجی خدمات سے مستثنیٰ کرنے کا معاوضہ ہے اور اسی طرح مملکت اسلامیہ میں انھیں جو مساویانہ حقوق حاصل ہیں' اس کا معاوضہ ہے البتہ عورتیں' بچے' بوڑھے' لنگڑے' اپاہج اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

(یہ مضمون تفسیر ضیاء القرآن سے ماخوذ ہے) ۱۲

ہدایہ اور فتح القدیر میں اس سلسلہ میں مزید وضاحت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے مجوس اور نجران کے نصاریٰ اور اہل یمن پر جزیہ میں ہر بالغ پر ایک دینار عائد فرمایا' البتہ خمس میں مسلمانوں کا حصہ مقرر فرمایا۔

بَابٌ حضور ﷺ اموالِ فئی کی تقسیم کس طرح فرمایا کرتے تھے؟

٥٢٤٨ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً يُّنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (قبیلۂ یہود) بنو نضیر کے اموال ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بطور فئی عنایت فرمایا' جس کے (حاصل کرنے) لیے مسلمانوں نے نہ تو گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔ پس یہ خاص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا' اس میں سے آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو سال بھر کا خرچ دیتے' پھر جو باقی بچتا تو اس کو جہاد کے ہتھیاروں اور سواریوں پر خرچ کرتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: علامہ ابن الہمام علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ بغیر لڑائی کے جو اموال مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں' ان کا مصرف رفاہِ عامہ کے کام ہیں' جس طرح خراج اور جزیۂ رفاہِ عامہ کے کام.......... پلوں کی تعمیر' سرحدوں کے استحکام' نہروں کی کھدوائی' قاضیوں اور معلمین کے مشاہرے وغیرہ پر خرچ ہوتے ہیں امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عمل تھا۔

ف: واضح ہو کہ یہود کے قبیلہ بنی نضیر کی مدینہ طیبہ کے مضافات میں ایک الگ بستی تھی' انہوں نے اپنے گھروں کو قلعہ نما بنایا ہوا تھا۔ کئی گڑھیاں تعمیر کر رکھی تھیں اور سامانِ جنگ کے ذخیرے اکٹھے کر رکھے تھے تاکہ کسی حملہ کے وقت اپنا دفاع کر سکیں۔ اپنی بہادری پر بھی انہیں بڑا ناز تھا۔ انہوں نے کبھی یہ سوچا ہی نہ تھا کہ مٹھی بھر مسلمان ان پر غالب آ سکتے ہیں۔ اسی بناء پر وہ معاہدہ جو ان کے اور حضور نبی کریم ﷺ کے درمیان طے پا چکا تھا' بہت کم احترام کرتے تھے اور جب بھی انہیں موقع ملتا' معاہدہ کی خلاف ورزی سے باز نہ آتے۔

ایک روز حضور سرورِ کائنات ﷺ ایک جھگڑے کے تصفیہ کے لیے ان کے محلّہ میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے دیوار کے قریب حضور کی نشست گاہ بنائی اور ایسی سازش کی کہ حضور جب گفتگو میں مصروف ہوئے تو ایک نابکار کو بھیجا کہ اوپر سے بھاری پتھر حضور پر لڑھکا دے' اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ان کے ناپاک ارادے سے آگاہ فرمایا' حضور وہاں سے اُٹھ گئے اور ان کی یہ سازش ناکام ہو گئی۔ اس معاہدہ کی خلاف ورزی اور غداری کی پاداش میں ان کو دس دن کے اندر مدینہ طیبہ سے نکل جانے کا الٹی میٹم دے دیا گیا۔ اور یہ ایسے مرعوب ہوئے کہ مدت ختم ہونے میں چار دن باقی تھے کہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور جلاوطنی قبول کر لی۔ (ضیاء القرآن) ۱۲

بَابٌ اموالِ فئی کے بارے میں حضرت عمر کا قولِ فیصل

٥٢٤٩ - وَعَنْ مَّالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْمًا الْفَيْءَ فَقَالَ مَا اَنَا اَحَقُّ بِهٰذَا الْفَيْءِ مِنْكُمْ وَمَا اَحَدٌ مِّنَّا بِاَحَقَّ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا اِنَّا عَلٰى مَنَازِلِنَا مِنْ كِتَابِ

حضرت مالک بن اوس بن الحدثان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (اموال) فئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میں (ان اموال) فئی میں تم سے زیادہ حق دار نہیں ہوں اور نہ تم میں سے کوئی ایک دوسرے سے زیادہ حق دار ہے' کیونکہ ہم سب اپنے اپنے درجے پر

اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَقَسْمِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَالرَّجُلُ وَقِدْمَۃُ وَالرَّجُلُ وَبَلَاءُ ہٗ وَالرَّجُلُ وَعِیَالُہٗ وَالرَّجُلُ وَحَاجَتُہٗ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ہیں' اللہ عزوجل کی کتاب اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تقسیم کے مطابق! پس آدمی اور اُس کا قدیم الاسلام ہونا' آدمی اور اس کی مشقت' آدمی اور اُس کے بال بچے' آدمی اور اُس کی حاجت کو دیکھا جائے گا۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث میں امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: "ما انا احق بھذا الفئی منکم" یعنی فئی کے ان اموال میں' میں تم لوگوں سے زیادہ کا حق دار نہیں ہوں۔ یعنی جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اموالِ فئی کے سب سے زیادہ حق دار تھے' ایسے میں حق دار نہیں ہوں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "للفقراء المھاجرین" کے بشمول تین آیتیں اور آیت "والسابقون الاوّلون من المھاجرین والانصار" کے سوا وہ آیتیں جن میں مسلمانوں کے تفاوتِ درجات کا ذکر ہے۔ان آیات کی روشنی میں حضور نبی کریم' بدری صحابہ' اصحاب بیعتِ رضوان اور وہ صحابہ جو حضور کی معیت میں غزوات میں شریک رہے۔ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور عامۃ اصحاب پر فضیلت ہے۔اسی طرح قدیم الاسلام صحابہ اور پریشان حال صحابہ یا ایسے صحابہ جن کی اولاد امجاد کی تعداد زیادہ ہو' ان کے اخراجات کا بھی لحاظ کیا جائے گا۔اموالِ فئی کے ان مصارف کا ذکر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی موجودگی میں کیا اور اس پر کسی صحابی نے انکار نہیں کیا گویا اس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا۔(ماخوذ از مرقات) ۱۲

بَابٌ

اموالِ فئی کی تقسیم میں حضرت عمر کی دلیل

۵۲۵۰ - وَعَنْہُ قَالَ کَانَ فِیْمَا احْتَجَّ بِہٖ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنْ قَالَ کَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ صَفَایَا بَنُو النَّضِیْرِ وَخَیْبَرُ وَفِدْکٌ اَفَاءَ ھَا اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا بَنُو النَّضِیْرِ فَکَانَتْ حُبْسًا لِّنَوَائِبِہٖ وَاَمَّا فِدْکٌ فَکَانَتْ حُبْسًا لِّاَبْنَاءِ السَّبِیْلِ وَاَمَّا خَیْبَرُ فَجَزَّاَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃَ اَجْزَاءٍ جُزْاَ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَجُزْاً نَفَقَۃً لِّاَھْلِہٖ فَمَا فَضَلَ مِنْ نَّفَقَۃِ اَھْلِہٖ جَعَلَہٗ بَیْنَ فُقَرَاءِ الْمُھَاجِرِیْنَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت مالک بن اوس بن الحدثان رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اموالِ فئی کی تقسیم کے بارے میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے بھی دلیل لی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صفایا تھے یعنی بنو نضیر' خیبر اور فدک۔اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لوٹایا' پس بنو نضیر آپ کی ضروریات کے لیے مخصوص تھا' فدک مسافروں کے لیے مخصوص تھا اور خیبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین حصوں میں تقسیم فرما دیا تھا' دو حصے مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے لیے اور ایک حصہ اپنی ازواجِ مطہرات کے خرچ کے لیے اور جو ازواجِ مطہرات کے خرچ سے بچتا' وہ آپ غریب مہاجرین میں تقسیم فرماتے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے: "امّا خیبر فجزّاھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ اجزاء" یعنی خیبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین حصوں میں تقسیم فرما دیا۔الی آخرہ! شرح السنہ میں یہ وضاحت ہے کہ خیبر کے تین حصوں میں تقسیم کی وجہ یہ تھی کہ خیبر کی کئی بستیاں تھیں' ان میں سے بعض بستیاں لڑائی سے فتح ہوئیں اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خمس الخمس کا حصہ تھا' اور بعض بستیاں بغیر لڑائی کے مصالحت سے حاصل ہوئیں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خالص فئی تھا اور ان کو آپ منشاء الٰہی کے تحت اپنی ضرورت اور مسلمانوں کے کاموں میں خرچ فرماتے تھے۔ان ہی حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور فوج میں تقسیم فرمایا' تا کہ تقسیم میں عدل اور انصاف قائم رہے۔یہ تفصیل مرقات سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

بَابٌ

۵۲۵۱ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ اِنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ بَنِيْ مَرْوَانَ حِيْنَ اسْتُخْلِفَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهٗ فَدَكُ فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا وَيَعُوْدُ مِنْهَا عَلٰى صَغِيْرِ بَنِيْ هَاشِمٍ وَّيُزَوِّجُ مِنْهَا اَيِّمَهُمْ وَاَنَّ فَاطِمَةَ سَاَلَتْهُ اَنْ يَّجْعَلَهَا لَهَا فَاَبٰى فَكَانَتْ كَذٰلِكَ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ فَلَمَّا اَنْ وُّلِّيَ اَبُوْبَكْرٍ عَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَيَاتِهٖ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ فَلَمَّا اَنْ وُّلِّيَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ عَمِلَ فِيْهَا بِمِثْلِ مَا عَمِلَا حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ ثُمَّ اقْتَطَعَهَا مَرْوَانُ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَقَالَ فَرَاَيْتُ اَمْرًا مَنَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ وَّاِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ رَدَدْتُّهَا عَلٰى مَا كَانَتْ يَعْنِيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

اموالِ فدک کی تقسیم کے واقعات

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے بنی مروان کو جمع کر کے فرمایا: فدک (کی آمدنی) خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی جس کو آپ بنی ہاشم کے نوعمر لوگوں پر خرچ فرماتے اور اُس سے بیواؤں کا نکاح کرتے اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا سوال کیا تھا کہ اُنہیں دے دیا جائے‘ تو آپ نے انکار فرما دیا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں اسی طرح رہا‘ یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی‘ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکمران بنایا گیا تو آپ نے اسی کے مطابق عمل کیا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حیاتِ مقدسہ میں کیا کرتے تھے‘ یہاں تک کہ انہوں نے بھی وفات پائی۔ پھر جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکمران بنایا گیا تو انہوں نے بھی اسی کے مطابق عمل کیا جیسے پہلے دونوں حضرات نے عمل کیا تھا‘ یہاں تک کہ انہوں نے بھی وفات پائی۔ پھر مروان نے اس کو اپنی جاگیر بنالیا‘ اس کے بعد وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ہوگئی۔ اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے ایسا واقعہ دیکھا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو منع فرما دیا تھا۔ پس (میں نے طے کیا کہ) اس میں میرا حق نہیں ہے اور میں تمہیں گواہ بنا کر اسی حالت پر لوٹاتا ہوں جس پر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم‘ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں تھا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۲۵۲ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَتَاهُ الْفَيْءُ قَسَّمَهٗ فِيْ يَوْمِهٖ فَاَعْطَى الْاٰهِلَ حَظَّيْنِ وَاَعْطَى الْاَعْزَبَ حَظًّا فَدُعِيْتُ فَاَعْطَانِيْ حَظَّيْنِ وَكَانَ لِيْ اَهْلٌ ثُمَّ دُعِيَ بَعْدِيْ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَاَعْطٰى حَظًّا وَّاحِدًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ایضاً دوسری حدیث

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جس روز فئی (کے اموال) آتے‘ ان کو اسی روز تقسیم فرما دیتے۔ بال بچے والوں کو دو حصے اور تنہا کو ایک حصہ دیا کرتے۔ پس مجھے بلایا گیا اور مجھے دو حصے عطا فرمائے کیونکہ میری بیوی بھی تھی۔ اور میرے بعد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بلائے گئے تو انہیں ایک حصہ عطا فرمایا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۲۵۳ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ

ایضاً تیسری حدیث

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے‘ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ مَا جَاءَہٗ شَیْءٌ بَدَأَ بِالْمُحَرَّرِیْنَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

کو دیکھا کہ (اموالِ) فئی میں کوئی چیز آپ کی خدمت میں آتی تو (تقسیم میں) آپ آزاد شدہ (غلاموں) سے ابتداء فرماتے (اس لیے کہ ان لوگوں کا کوئی مستقل دفتر نہیں ہوتا تھا)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ علامہ ابن الملک نے فرمایا کہ معتقین سے ایسے لوگ بھی مراد ہیں جو گوشہ نشین رہ کر اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہتے ہوں۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

ایضاً چوتھی حدیث

۵۲۵۴- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِظُبْیَةٍ فِیْھَا خَرَزٌ فَقَسَّمَھَا لِلْحُرَّةِ وَالْاَمَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ کَانَ اَبِیْ یُقَسِّمُ لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک تھیلا لایا گیا' جس میں نگینے تھے۔ پس آپ نے آزاد عورتوں اور لونڈیوں میں تقسیم فرمائے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے والد ماجد (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) آزاد مرد اور غلاموں میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے وضاحت فرمائی ہے کہ ایسے لوگوں کا حق بیت المال سے متعلق ہوتا ہے' اس لیے تقسیم فئی میں ان کو مقدم رکھا گیا۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ
شکار اور ذبیحہ کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَسْأَلُوْنَكَ مَا ذَآ أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: آپ سے یہ لوگ پوچھتے ہیں: ان کے لیے کیا کیا حلال کیا گیا ہے؟ آپ فرما دیں حلال کی گئی ہیں تمہارے لیے تمام پاک چیزیں اور شکار اُن جانوروں کا (سکھایا ہوا کتا ہو یا پرندہ) جن کو تم نے سکھایا ہو شکار پکڑنے کی تعلیم جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھایا ہے اور جس کو (سکھائے ہوئے) جانوروں نے پکڑے رکھا ہو تمہارے لیے اور لیا کرو اللہ تعالیٰ کا نام اس جانور پر اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ بہت تیز ہیں حساب لینے میں۔

ف: جس شخص نے کتا یا شکرہ وغیرہ کوئی شکاری جانور شکار پر چھوڑا تو اس کا شکار حسب ذیل شرطوں سے حلال ہے:

(۱) شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سکھایا ہوا ہو۔
(۲) اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو۔
(۳) شکاری جانور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو۔
(۴) اگر شکار شکاری کے پاس زندہ پہنچا ہو تو اُسے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے۔

اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو حلال نہ ہوگا۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ (المائدہ:۹٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حلال کیا گیا ہے تمہارے لیے دریائی شکار اور اس کا کھانا فائدہ اٹھاؤ تم اور دوسرے قافلے اور حرام کیا گیا ہے تم پر خشکی کا شکار جب تک تم احرام باندھے ہوئے ہو اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے جس کے پاس تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم جب احرام کھول چکو تو شکار کر سکتے ہو۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حرام کیے گئے ہیں تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے اور گلا گھوٹنے سے مرا ہوا، چوٹ سے مرا ہوا، اوپر سے نیچے گر کر مرا ہوا، اور سینگ لگنے سے مرا ہوا، اور

وَمَا اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ (المائدہ:۳). جسے کھایا ہو کسی درندے نے، سوائے اس کے جسے تم ذبح کر لو۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾. اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور حرام کرتا ہے اُن پر ناپاک چیزیں۔

ف: تفسیرات احمدیہ میں یہ وضاحت ہے کہ اس آیت میں سمندری جانوروں میں مچھلی کے سوا سارے سمندری جانور حرام ہیں، اس لیے کہ باقی سب جانور خبیث ہوتے ہیں اور اس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر رد ہے کیونکہ ان کے پاس سارے سمندری جانور حلال ہیں۔ ۱۲

بَابٌ

کتے کے شکار کو کھانے یا نہ کھانے کی تفصیل

۵۲۵۵ - عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَاَدْرَكْتَهُ حَيًّا فَاذْبَحْهُ وَاِنْ اَدْرَكْتَهُ قَدْ قَتَلَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ وَاِنْ اَكَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ فَاِنْ وَّجَدْتَّ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا غَيْرَهٗ وَقَدْ قَتَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَيُّهُمَا قَتَلَ وَاِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ غَابَ عَنْكَ يَوْمًا فَلَمْ تَجِدْ فِيْهِ اِلَّا اَثَرَ سَهْمِكَ فَكُلْ اِنْ شِئْتَ وَاِنْ وَّجَدْتَّهٗ غَرِيْقًا فِي الْمَاءِ فَلَا تَاْكُلْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جب تم (شکار کے لیے) اپنے کتے کو چھوڑو تو اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لو، اگر وہ تمہارے لیے (شکار کو) روک لے اور زندہ ہو تو اسے ذبح کر لو اور اگر پاؤ کہ مار دیا ہے لیکن اس میں سے کھایا نہیں تو اُسے کھا لو اور اگر کھایا ہے تو نہ کھاؤ کیونکہ اس نے اپنے لیے شکار کیا ہے اور اگر تم اپنے کتے کے ساتھ دوسرا کتا پاؤ اور اس نے شکار کو مار دیا ہو تو اُسے نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ دونوں میں سے کس نے مارا ہے؟ اور جب تم تیر مارو تو اس پر اللہ کا نام لو، اگر وہ ایک روز تم سے غائب رہے اور تم اس میں اپنے تیر کے سوا کوئی نشانہ پاؤ، چاہو تو کھا لو اور اگر اسے پانی میں ڈوبا ہوا پاؤ تو نہ کھاؤ۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَالطَّبْرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهٖ عَنْ اَبِيْ رَزِيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّيْدِ يَتَوَارٰى عَنْ صَاحِبِهٖ قَالَ لَعَلَّ هَوَامَّ الْاَرْضِ قَتَلَتْهُ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَهٗ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا وَّقَالَ عُلَمَاءُ نَا يُحْمَلُ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَلٰى مَا اِذَا قَعَدَ عَنْ طَلَبِهٖ وَالْاَوَّلُ عَلٰى مَا اِذَا لَمْ يَقْعُدْ.

اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور طبرانی نے اپنی معجم میں حضرت ابو رزین رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے، ایسے شکار کے بارے میں جو اپنے شکاری سے چھپ جائے، تو آپ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ زمین کے زہریلے جانوروں نے اس کو مار ڈالا ہو۔ اور عبدالرزاق نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً اسی طرح روایت کی ہے۔ اور ہمارے علماء نے اس حدیث شریف کو اس بات پر محمول کیا ہے، جبکہ شکاری شکار کی تلاش نہ کر کے بیٹھ گیا اور پہلی حدیث اس بات پر محمول ہے کہ وہ بیٹھا نہ رہا (بلکہ تلاش کرتا رہا)۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۲۵۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا اَمْسَكَ عَلَيْكَ كَلْبُكَ اِنْ كَانَ عَالِمًا فَكُلْ فَاِنْ اَكَلَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ جس شکار کو تیرے کتے نے تیرے لیے روک کے رکھا ہے اور وہ سدھایا ہوا ہے تو اس کو

فَلَا تَاْكُلْ مِنْهُ فَاِنَّمَا اَمْسَكَهُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاَمَّا الصَّقْرُ وَالْبَازِیُّ فَكُلْ وَاِنْ اَكَلَ فَاِنَّ تَعْلِيْمَهٗ اِذَا دَعَوْتَهٗ اَنْ يُّجِيْبَكَ وَلَا تَسْتَطِيْعُ ضَرْبَهٗ حَتّٰى تَدَعَ الْاَكْلَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِیْ كِتَابِ الْاٰثَارِ.

کھالے اور اگر اس نے کھالیا ہے تو اس میں سے نہ کھا' کیونکہ اس نے اس کو اپنے لیے روک رکھا ہے۔ اب رہے شکرہ اور باز' ایسے شکار کو کھالے اگرچہ کہ اس نے کھایا ہے اس لیے کہ (شکاری پرندہ کو) تو نے بلایا اور وہ آ گیا اور تو اس کو مار نہیں سکتا یہاں تک کہ وہ کھانا چھوڑ دے۔ اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے۔

وَرَوٰى سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ رَّاشِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَبِيْحَةُ الْمُسْلِمِ حَلَالٌ وَّاِنْ لَّمْ يُسَمِّ اِذَا لَمْ يَتَعَمَّدْ وَقَالَ الْبُخَارِیُّ تَعْلِيْقًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَّنْ نَّسِیَ فَلَا بَاْسَ وَقَالَ اللّٰهُ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَّالنَّاسِیْ لَا يُسَمّٰى فَاسِقًا وَّقَالَ مَالِكٌ رَّحِمَهُ اللّٰهُ حَدِيْثُ عَائِشَةَ اُذْكُرُوْا اَنْتُمُ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا كَانَ فِیْ اِبْتِدَاءِ الْاِسْلَامِ.

اور سعید بن منصور نے راشد بن سعید سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے اگرچہ اس نے بھولے سے (بوقتِ ذبح) بسم اللہ نہیں پڑھی۔ اور امام بخاری نے تعلیقاً روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو بھول جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: جس ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے' اسے نہ کھاؤ اور یہ فسق ہے اور بھولنے والے شخص کو فاسق نہیں کہتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث (ذبیحہ پر نام نہ لیا جانے والا گوشت آ جائے) تو تم اللہ کا نام اس پر لے لو اور کھالو' یہ ابتداء اسلام کا واقعہ ہے۔

ف: ہدایہ میں لکھا ہے کہ ذبح کرنے والا بالارادہ ذبح کے وقت بسم اللہ' اللہ اکبر نہ کہے تو ایسا ذبیحہ مردار ہے' اس کو نہ کھایا جائے اور اگر ذبح کرنے والے نے بھولے سے ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا تو اس کو کھا سکتے ہیں۔ یہ احناف کے نزدیک ہے' البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں کھا سکتے ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں نہیں کھا سکتے۔ اور یہی حکم ہے فقہاء کے نزدیک جبکہ شکرہ اور باز کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام لینا بالارادہ چھوڑ دے' یعنی اس کا کھانا بالاتفاق حرام ہے۔ علامہ عینی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث اور امام بخاری کی تعلیق مذہب حنفی کی تائید کرتی ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول اجماع کے خلاف ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٢٥٧ - وَعَنْ عَدِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْمِی الصَّيْدَ فَاَجِدُ فِيْهِ مِنَ الْغَدِ سَهْمِیْ قَالَ اِذَا عَلِمْتَ اَنَّ سَهْمَكَ قَتَلَهٗ وَلَمْ تَرَ فِيْهِ اَثَرَ سَبُعٍ فَكُلْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَقُلْنَا وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ فِیْ حِلِّهَا شَرْطًا اٰخَرَ وَهُوَ اَنْ لَّا يَقْعُدَ عَنِ الطَّلَبِ قَالَ فِی الْبَدَائِعِ وَقَدْ رُوِیَ اَنَّ رَجُلًا اَهْدٰى اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَيْدًا فَقَالَ لَهٗ مِنْ اَيْنَ لَكَ هٰذَا قَالَ رَمَيْتُهٗ بِالْاَمْسِ وَكُنْتُ فِیْ طَلَبِهٖ حَتّٰى هَجَمَ

حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! میں تیر سے شکار کرتا ہوں اور دوسرے دن اس میں اپنا تیر پاتا ہوں' حضور ﷺ نے جواب دیا: تیرے تیر نے اس کو قتل کیا ہے اور اس میں کسی درندہ کا اثر نہیں ہے تو تو کھالے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور ہم (حنفیہ) نے کہا ہے کہ تم جانتے ہو کہ اس کے حلال ہونے میں ایک اور شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی تلاش میں وہ بیٹھا نہ رہے۔ چنانچہ بدائع میں (اس کی تائید میں) روایت ہے کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شکار ہدیۃً پیش کیا۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ شکار تجھے کس طرح ملا؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے اس پر کل تیر چلایا تھا

عَلَيَّ اللَّيْلُ فَقَطَعَنِي عَنْهُ ثُمَّ وَجَدْتُهُ الْيَوْمَ وَمِزْرَاقِي فِيْهِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّهُ غَابَ عَنْكَ وَلَا أَدْرِي لَعَلَّ بَعْضَ الْهَوَامِّ أَعَانَكَ عَلَيْهِ لَا حَاجَةَ لِي فِيْهِ.

اور اس کو تلاش کرتا رہا' یہاں تک کہ رات آ گئی' میں اس کو نہ پا سکا اور آج میں نے اس کو پایا ہے اور میرا تیر اس میں موجود ہے! (یہ سن کر) حضور ﷺ نے فرمایا: وہ تجھ سے غائب ہو گیا اور شاید کہ کسی جانور نے اس کے قتل میں تیری مدد کی ہو' (ایسے شکار کی) مجھے ضرورت نہیں!

٥٢٥٨ - وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ كُلْ مَا أَصْمَيْتَ وَدَعْ مَا أَنْمَيْتَ قَالَ أَبُوْيُوْسُفَ الْإِصْمَاءُ مَا عَايَنَهُ وَالْإِنْمَاءُ مَا تَوَارٰى عَنْهُ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْإِصْمَاءُ مَا لَمْ يَتَوَارَ عَنْ بَصَرِكَ وَالْإِنْمَاءُ مَا تَوَارٰى عَنْ بَصَرِكَ إِلَّا أَنَّهُ أُقِيْمَ الطَّلَبُ مَقَامَ الْبَصَرِ لِلضَّرُوْرَةِ.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب دیا: جب تک شکار تیری نگاہ سے غائب نہ ہو کھا لے اور اس کو چھوڑ دے اگر وہ تیری نگاہ سے چھپ گیا ہو۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں ''اصماء'' کا جو ذکر ہے' اس کے معنی جب تک تیری نگاہ سے غائب نہ ہو' اور ''انماء'' کے معنی چھپ جانے کے ہیں۔ ہشام نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان ہے کہ ''اصماء'' سے مراد ہے جو آپ کی نگاہ سے غائب نہ ہو جائے جبکہ ''انماء'' سے مراد جو آپ کی نگاہ سے غائب ہو جائے' حتیٰ کہ تلاش کو ضرورتاً نگاہ کے قائم مقام قرار دیا جائے۔

بَابٌ

نصرانیوں کے کھانوں کے بارے میں تفصیل

٥٢٥٩ - وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ أَفَنَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيْدُ بِقَوْسِي وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ فَمَا يَصْلُحُ لِي قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ آنِيَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِنْ وَجَدْتُّمْ غَيْرَهَا فَلَا تَأْكُلُوْا فِيْهَا وَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا وَمَا صِدْتَّ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكٰوتَهُ فَكُلْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم اہل کتاب کی سرزمین میں رہتے ہیں' تو کیا ہم ان کے برتنوں میں کھا لیا کریں؟ اس کے علاوہ شکار کی جگہ میں اپنی کمان اور اپنے بغیر سدھائے کتے اور سدھائے ہوئے کتے سے شکار کر لیتا ہوں' تو (ارشاد ہو) میرے لیے کیا درست ہے؟ فرمایا کہ تم نے جو اہل کتاب کے برتنوں کا ذکر کیا تو تمہیں اُن کے علاوہ ملیں تو اُن میں نہ کھاؤ اور اگر نہ ملیں تو اُنہیں دھو لو اور اُن میں کھا لو اور جب تم اپنی کمان سے شکار کرو اور اس پر اللہ کا نام لیا تو کھا لو اور جو تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے سے شکار کیا تو اس کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا تو کھا لو اور جو شکار تم نے اپنے بغیر سدھائے ہوئے کتے کے ذریعہ کیا اور اس کو ذبح کر سکو تو کھا لو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا أَهْلُ سَفَرٍ نَمُرُّ بِالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمَجُوْسِ فَلَا نَجِدُ غَيْرَ آنِيَتِهِمْ قَالَ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَاغْسِلُوْهَا بِالْمَاءِ ثُمَّ كُلُوْا فِيْهَا

اور ترمذی (میں حضرت ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ) سے بھی روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم مسافر لوگ ہیں ہم یہود و نصاریٰ اور مجوس کے پاس گزرتے ہیں' اور ہم ان کے برتنوں کے علاوہ کوئی برتن استعمال کے لیے نہیں پاتے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس کے علاوہ نہ پاؤ تو ان برتنوں کو

وَاشْرَبُوْا.

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ طَعَامِ النَّصَارٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ سَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ مِنَ الطَّعَامِ طَعَامًا اَتَحَرَّجُ مِنْهُ فَقَالَ لَا يَتَخَلَّجَنَّ فِيْ صَدْرِكَ شَيْءٌ ضَارَعْتَ فِيْهِ النَّصْرَانِيَّةَ.

پانی سے دھولو تو پھر ان میں کھا پی لو۔

اور ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت قبیصہ بن ھلب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے' وہ اپنے والد حضرت ھلب رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں' ان کا بیان ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نصرانیوں کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ایک صحابی نے یہ سوال کیا کہ بعض کھانے ایسے ہیں کہ ان سے میں بچتا ہوں' (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے دل میں ذرا بھی شک پیدا نہ ہو کہ (نصرانیوں کے کھانے سے جن پر وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہو) میں نصرانیت آ گئی ہے۔

بَابٌ

سدھائے ہوئے کتے کا کون سا شکار حلال ہے؟

٥٢٦٠ - وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ قَالَ كُلْ مَا اَمْسَكْنَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَاِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَاِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ اِنَّا نَرْمِيْ بِالْمِعْرَاضِ قَالَ كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَاِنَّهٗ وَقِيْذٌ فَلَا تَاْكُلْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) ہم (شکار کے لیے) سدھائے ہوئے کتے چھوڑتے ہیں' آپ نے (جواب میں) فرمایا: جس (شکار) کو وہ تمہارے لیے روک رکھیں اس کو کھا لو' میں نے (پھر) عرض کیا: اگر وہ (شکار کو) مار ڈالیں؟ آپ نے جواب دیا: (کوئی حرج نہیں) اگر چہ وہ (شکار کو) مار ڈالیں! میں نے پھر عرض کیا: ہم بے پروں کا تیر مارتے ہیں؟ (جواباً) فرمایا کہ پھاڑ دے تو کھا لو اور اگر عرض کی طرف سے لگے اور مار دے تو وہ موقوذہ ہے (یعنی وہ بے دھاری چیز سے مارا گیا) اُسے نہ کھاؤ۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٢٦١ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عَلَّمْتَ مِنْ كَلْبٍ اَوْ بَازٍ ثُمَّ اَرْسَلْتَهٗ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا اَمْسَكَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَاِنْ قَتَلَ قَالَ اِذَا قَتَلَهٗ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَمْسَكَهٗ عَلَيْكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کتے یا باز کو تم نے سِدھایا ہو' پھر تم نے اس کو (شکار پر) چھوڑا اور اس پر اللہ کا نام لیا اور اس نے تمہارے لیے (بغیر کھائے ہوئے) روک رکھا تو اسے کھا لو' میں نے عرض کیا کہ اس نے مار ڈالا؟ تو آپ نے جواب دیا: اگر چہ اس نے مار ڈالا ہو اور اس نے اس میں سے ذرا بھی نہ کھایا تو اس نے وہ تمہارے لیے روک رکھا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

مجوسی کے کتے کے ساتھ شکار کرنا منع ہے

٥٢٦٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نُهِيْنَا عَنْ صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوْسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں مجوسی کے کتے کے ساتھ شکار کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے وضاحت فرمائی ہے کہ مسلمان کے سوا تمام غیر مسلمین کے کتوں سے شکار کرنا منع ہے اس لیے کہ اہل کتاب کے سوا سب لوگ جانوروں پر اللہ کا نام نہیں لیتے ہیں۔ اور اگر اہل کتاب بھی جانور پر حضرت عیسیٰ یا حضرت عزیر علیہما السلام کا نام لیں تو ایسا ذبیحہ بھی حرام ہے۔ ۱۲

بَابٌ
جن جانوروں کا گوشت جائز ہے ان کے شکار کی تفصیل

۵۲۶۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا سَاَلَهُ اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهٖ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ اَنْ يَّذْبَحَهَا فَيَاْكُلَهَا وَلَا يَقْطَعُ رَاْسَهَا فَيَرْمِيْ بِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چڑیا یا کسی دوسرے جانور کو ناحق قتل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو قتل کرنے کے بارے میں اس سے پوچھے گا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا کہ ذبح کر کے اس کو کھالے اور اُس کے سر کو کاٹ کر پھینک نہ دے۔ اس کی روایت امام احمد' نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ نیل الاوطار میں وضاحت ہے کہ چڑیا یا اسی قسم کے جانوروں کو کھیل کے طور پر قتل کرنا حرام ہے۔ درمختار میں بھی یہ صراحت مذکور ہے کہ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے یا ان کی کھال اور بال سے کام لیا جاتا ہے' تو ان کا شکار جائز ہے اور یہ حکم سورۂ مائدہ کی آیت "واذا حللتم فاصطادوا" (اور جب احرام) کھول چکو تو شکار کر سکتے ہو' سے منصوص ہے۔ ۱۲

بَابٌ
زندہ جانور سے جو حصہ کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے' اس کا کھانا منع ہے

۵۲۶۴ - وَعَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَجُبُّوْنَ اَسْنِمَةَ الْاِبِلِ وَيَقْطَعُوْنَ اَلْيَاتِ الْغَنَمِ فَقَالَ مَا يُقْطَعُ مِنَ الْبَهِيْمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ لَا تُؤْكَلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ اونٹ کے کوہان اور دُنبوں کی چکیاں کاٹ لینا پسند کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ زندہ جانور سے جو حصہ کاٹ لیا جائے' وہ مردار ہے' اُسے نہ کھایا جائے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
کن کن چیزوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے؟

۵۲۶۵ - وَعَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ سُئِلَ عَلِيٌّ هَلْ خَصَّكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَالَ مَا خَصَّنَا بِشَيْءٍ لَمْ يَعُمَّ بِهِ النَّاسَ اِلَّا فِيْ قِرَابِ سَيْفِيْ هٰذَا فَاَخْرَجَ صَحِيْفَةً فِيْهَا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ مَّنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَّعَنَ وَالِدَهٗ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کسی چیز سے خاص کیا ہے؟ جواب میں فرمایا: ہمیں کسی چیز کے ساتھ خاص نہیں فرمایا جو لوگوں کو عام نہ دی ہو! مگر جو میری اس تلوار کے میان میں ہے' پھر آپ نے ایک صحیفہ نکالا جس میں تھا کہ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے اور اللہ تعالیٰ اُس پر (بھی) لعنت کرے جو زمین کے نشان چرائے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ جو زمین کے نشانات تبدیل کرے اور جو اپنے باپ پر لعنت کرے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے' اور اللہ تعالیٰ اس پر (بھی)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

لعنت کرے جو دین میں نئی بات کھڑی کرنے والے کو جگہ دے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: درمختار میں ذبح لغیر اللہ کی مثال میں کسی امیر یا حاکم یا کسی بڑی شخصیت کی آمد پر جانور کو ذبح کرنے کو کہا گیا ہے اور یہ حرام ہے۔ البتہ مہمان کی آمد پر ذبح جائز ہے کہ یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور مہمان کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔ ۱۲

بَابٌ

ذبح میں کون سی دو باتیں اہم ہیں؟

٥٢٦٦ - وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَاقُوا الْعَدُوِّ غَدًا وَّلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنُّ وَالظُّفُرُ وَسَاُحَدِّثُكَ عَنْهُ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبْشِ وَأَصَبْنَا نَهْبَ إِبِلٍ وَّغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدُ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهِ هٰكَذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُن کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم صبح دشمن سے ملنے والے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں تو کیا ہم بانس کی لکڑی سے ذبح کر لیں؟ فرمایا کہ جو چیز خون بہا دے اور اللہ کا نام لیا ہو تو (ایسے ذبیحہ کو) کھالو لیکن دانت یا ناخن نہ ہو' اس کے متعلق میں تمہیں بتاتا ہوں کہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ ہمیں غنیمت میں کتنے ہی اونٹ ملے اور بکریاں (بھی) تو اُن میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا' ایک آدمی نے اُسے تیر مار کر روک لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِن اونٹوں میں سے بعض کی عادت وحشی جانوروں جیسی ہوتی ہے' جب اُن میں سے کوئی جانور تم پر غالب آ جائے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٥٢٦٧ - وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ لَهُ غَنَمٌ تَرْعٰى بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَّنَا بِشَاةٍ مِّنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهٖ فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَإِذَا صَلُحَ الْحَجَرُ اٰلَةً لِّلذَّبْحِ بِمَعْنَى الْجَرْحِ فَكَذَا الظُّفُرُ الْمَنْزُوْعُ وَالسِّنُّ الْمَنْزُوْعُ عِنْدَنَا بِخِلَافِ غَيْرِ الْمَنْزُوْعِ فَإِنَّهُ يُوْجِبُ الْمَوْتَ بِالثِّقْلِ مَعَ الْحِدَّةِ فَتَصِيْرُ الذَّبِيْحَةُ فِيْ مَعْنَى الْمُنْخَنِقَةِ نَعَمْ يُكْرَهُ الذِّبْحُ بِالْمَنْزُوْعِ لِمَا فِيْهِ مِنَ الضَّرَرِ بِالْحَيْوَانِ كَمَا لَوْ ذَبَحَ بِشَفْرَةٍ كَلِيْلَةٍ وَّحَدِيْثُ رَافِعٍ يُحْمَلُ عَلَى الْقَائِلَتَيْنِ تَوْفِيْقًا بَيْنَ الْأَحَادِيْثِ وَيُؤَيِّدُهُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ عَنْ أَبِيْ رَجَاءِ الْعَطَارِدِيِّ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا

اور امام بخاری نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان کی بکریاں سلع کے مقام پر چر رہی تھیں' ہماری ایک لونڈی نے دیکھا کہ بکریوں میں سے ایک مر رہی ہے تو اس نے ایک پتھر توڑ کر اس سے ذبح کر دیا۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت فرمایا' آپ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ایسا پتھر جو جانور کے ذبح کے لیے آلہ کا کام دے تو وہ آلۂ ذبح ہے' اسی طرح ناخن جو الگ کیا ہوا ہو اور دانت بھی جو الگ کیا ہوا ہو' آلۂ ذبح کے حکم میں ہے۔ البتہ ناخن اور دانت جو الگ کیا ہوا نہ ہو' وہ آلۂ ذبح کے حکم میں نہیں' کیونکہ یہ بوجھ مع الحدت کی وجہ سے موت کا باعث بنتا ہے' لہٰذا ذبیحہ گلہ دبا کر مارنے کے حکم میں ہوگا۔ ہاں الگ کیے ہوئے دانت یا ناخن سے ذبح کرنا بھی مکروہ ہے کیونکہ اس سے جانور کو اذیت پہنچتی ہے جیسا کہ کسی جانور کو کند چھری سے ذبح کرنے سے پہنچتی ہے۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث کو احادیث کے مابین تطبیق پر محمول کیا جائے گا۔ اس کی تائید امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے ہوتی ہے جس کو انہوں نے حضرت ابو رجاء عطاردی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ان

فَصَارَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَرْنَبًا فَذَبَحَهَا بِظُفُرِهٖ فَشَوَاهَا فَاَكَلُوْهَا وَلَمْ اٰكُلْ مَعَهُمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَعَلَّكَ اَكَلْتَ مَعَهُمْ فَقُلْتُ لَا قَالَ اَصَبْتَ اِنَّمَا قَتَلَهَا خَنِقًا.

کا بیان ہے کہ ہم حج کے سفر پر روانہ ہوئے' ہمارے ایک ساتھی نے ایک ہرن کا شکار کیا اور اس کو اپنے ناخن سے ذبح کیا' پھر اس کو بھونا اور سارے ساتھیوں نے اس کو کھایا اور میں نے اس کو نہیں کھایا۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں دریافت کیا' انہوں نے کہا: غالباً تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کو کھایا' میں نے عرض کیا: میں نے نہیں کھایا' تو آپ نے فرمایا: تو نے صحیح کیا' کیونکہ اس نے اس کا گلہ دبا کر قتل کیا (گلہ دبا کر مار ڈالنا' ایسے جانور کا گوشت کھانا ناجائز ہے)۔

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اَحَدَنَا اَصَابَ صَيْدًا وَّلَيْسَ مَعَهٗ سِكِّيْنٌ اَيَذْبَحُ بِالْمَرْوَةِ وَشِقَّةِ الْعَصَا فَقَالَ اَمْرِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ.

اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی شکار پائے اور اس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا پتھر اور لاٹھی کی پھانس سے ذبح کرلے؟ آپ نے فرمایا کہ جس سے چاہو خون بہادیا کرو اور اللہ کا نام لے لیا کرو۔

وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَارِثَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَرْعٰى لِقْحَةً بِّشِعْبٍ مِّنْ شِعَابِ اُحُدٍ فَرَاٰى بِهَا الْمَوْتَ فَلَمْ يَجِدْ مَا يَنْحَرُهَا بِهٖ فَاَخَذَ وَتَدًا فَوَجَاَ بِهٖ فِيْ لَبَّتِهَا حَتّٰى اَهْرَاقَ دَمَهَا ثُمَّ اَخْبَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ بِاَكْلِهَا.

اور ابوداؤد نے حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے اور وہ بنی حارثہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جبل اُحد کی ایک گھاٹی میں اونٹنی چرا رہے تھے تو اس پر موت دیکھی لیکن کوئی چیز نہ ملی جس سے اس کو ذبح کرسکیں' پس اس نے ایک کیل لی اور اُس کے گلے میں چبھودی' یہاں تک کہ اس کا خون بہہ گیا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو آپ نے اس کو کھالینے کا حکم فرمایا۔

وَرَوٰى مَالِكٌ نَحْوَهٗ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ فَذَكَّاهَا بِشِظَاظٍ.

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ پس اسے تیز دھاری والی لکڑی سے ذبح کیا۔

بَابٌ

ضرورت کے وقت ذبح کی صورت

٥٢٦٨ - وَعَنْ اَبِي الْعُشَرَاءِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا تَكُوْنُ الذَّكٰوةُ اِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ فَقَالَ لَوْ طَعَنْتَ فِيْ فَخِذِهَا لَاَجْزَاَ عَنْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوالعشراء رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ذبح کرنا صرف حلق اور سینے میں ہی ہوتا ہے؟ فرمایا: اگر تم اس کی ران میں نیزہ مارو تب بھی تمہارے لیے کافی ہے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

وَقَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَهٰذَا ذَكٰوةُ الْمُتَرَدِّيْ.

اور ابوداؤد نے کہا کہ یہ کنویں میں گرنے والے کا ذبح ہے۔

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا فِي الضَّرُوْرَةِ.

اور ترمذی نے کہا کہ یہ ضرورت کے وقت ہے۔

ف: ہمارے علماء نے فرمایا ہے: جس جانور کو ذبح نہ کیا جائے وہ حرام ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (جس کا ذکر باب کی

ابتداء میں ہے) اور ضرورتاً زخم کرنا کافی ہے خواہ بدن کے کسی حصہ پر ہو۔ اور جب جانور قابو میں ہو تو حلق اور سینے میں چھری چلانا ہے اور ذبح کرنا ہے گلہ پر جو سانس کی رگ ہے اور غذا اور پانی کی رگ پر اور خون کی رگ پر ان تینوں کو کاٹ دیا جائے تو ذبح ہو جائے گا۔ (مرقات)

بَابٌ

شریطۂ شیطان کا کھانا منع ہے

۵۲۶۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ شَرِيْطَةِ الشَّيْطَانِ زَادَ ابْنُ عِيْسٰى هِيَ الذَّبِيْحَةُ يُقْطَعُ مِنْهَا الْجِلْدُ وَلَا تُفْرٰى الْاَوْدَاجُ ثُمَّ تُتْرَكُ حَتّٰى تَمُوْتَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریطۂ شیطان سے منع فرمایا ہے۔ ابن عیسیٰ نے یہ زیادہ کہا کہ شریطۂ شیطان سے مراد ایسا ذبیحہ ہے جس کی کھال کاٹ دی جائے اور رگیں نہ کاٹی جائیں اور اس کو چھوڑ دیا جائے' یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

مُجثمہ کا کھانا منع ہے

۵۲۷۰ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الْمُجَثَّمَةِ وَهِيَ الَّتِيْ تُصْبَرُ بِالنَّبْلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُجثمہ کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔ مجثمہ ایسا جانور ہے جس کو باندھ کر تیر مارا جائے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے (مرقات میں یہ وضاحت کی ہے کہ یہ ایسا ذبح ہے جو نہ تو اختیاری ذبح میں آتا ہے اور نہ ضرورتاً)۔

بَابٌ

خیبر کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی چیزوں سے منع فرمایا' اس کی تفصیل

۵۲۷۱ - وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَعَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَعَنِ الْخَلِيْسَةِ وَاَنْ تُوْطَاَ الْحَبَالٰى حَتّٰى يَضَعْنَ مَا فِیْ بُطُوْنِهِنَّ.

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز منع فرمایا' کوچلی والے ہر درندہ سے اور پنجوں سے شکار کرنے والے ہر پرندہ سے اور گھریلو گدھوں سے اور مجثمہ سے اور خَلیسہ سے اور حاملہ عورتوں سے صحبت کرنے سے' یہاں تک کہ وہ جن لیں جو اُن کے پیٹوں میں ہے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى سُئِلَ اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ فَقَالَ اَنْ يُّنْصَبَ الطَّيْرُ اَوِ الشَّیْءُ فَيُرْمٰى وَسُئِلَ عَنِ الْخَلِيْسَةِ فَقَالَ الذِّئْبُ وَالسَّبُعُ يُدْرِكُهُ الرَّجُلُ فَيَاْخُذُ مِنْهُ فَيَمُوْتُ فِیْ يَدِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّذَكِّيَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

محمد بن یحییٰ کا بیان ہے کہ ابوعاصم سے مجثمہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: کسی پرندہ وغیرہ کو باندھ کر تیر وغیرہ سے مارا جائے اور خَلیسہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ بھیڑیا یا کوئی درندہ شکار کو پکڑ لے اور کوئی شخص اس کو اُس سے چھڑا لے لیکن اس کے ہاتھوں میں وہ ذبح کرنے سے پہلے مر جائے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ عُلَمَاءِ نَا يَعْنِیْ اِذَا حَصَلَتْ لِشَخْصٍ جَارِيَةٌ حُبْلٰى لَا يَجُوْزُ وَطْؤُهَا حَتّٰى

ہمارے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ کسی شخص کو حاملہ لونڈی ملے تو وضع حمل تک اس سے صحبت کرنا جائز نہیں اور اسی طرح کسی نے زنا کی ہوئی حاملہ عورت

تَضَعَ حَمْلَهَا وَكَذَا إِذَا تَزَوَّجَ حُبْلَى مِنَ الزِّنَا.

سے نکاح کیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

بَابٌ

مویشی وغیرہ کو باندھ کر قتل کرنا منع ہے

٥٢٧٢ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى اَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ اَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مویشی وغیرہ کو باندھ کر قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ذی روح کو نشانہ بنانا ممنوع ہے

٥٢٧٣ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو کسی ذی روح کو نشانہ بنائے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ (اس میں جانور کو ایذاء پہنچانا ہے جو ممنوع ہے۔ مرقات)

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٢٧٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَّخِذُوْا شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی ذی روح چیز کو نشانہ نہ بنایا کرو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

منہ پر مارنا اور داغ لگانا منع ہے

٥٢٧٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پر مارنے اور منہ پر داغ لگانے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ (البتہ لڑائی میں کافر کے منہ پر مار سکتے ہیں جیسا کہ مرقات میں لکھا ہے۔ ۱۲)

بَابٌ

جانور کے چہرہ پر بلاضرورت داغ لگانا منع ہے

٥٢٧٦ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى حِمَارٍ وَّقَدْ وُسِمَ فِيْ وَجْهِهٖ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِيْ وَسَمَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے کے پاس سے گزرے جس کے چہرے پر داغ لگایا گیا تھا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جس نے اس پر داغ لگایا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ضرورۃً جانوروں کو داغ سکتے ہیں

٥٢٧٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ غَدَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ لِيُحَنِّكَهٗ فَوَافَيْتُهٗ فِيْ يَدِهِ الْمِيْسَمَ يَسِمُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبداللہ بن ابوطلحہ کو لے گیا تا کہ آپ اس کی تحنیک فرمادیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے دست مبارک میں داغنے کا آلہ ہے اور

اِبِلَ الصَّدَقَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آپ زکوٰۃ کے اونٹوں کو داغ رہے ہیں (تاکہ ایک دوسرے میں امتیاز رہے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

تحنیک مسنون ہے

نوٹ: تحنیک یہ ہے کہ نومولود بچہ کو کسی بزرگ سے حصولِ برکت کے لیے کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر بچہ کے تالو میں لگائی جائے' یہ مسنون ہے۔(مرقات)۱۲

وَقَالَ فِيْ مَسَائِلِ شَتّٰى مِنَ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَيَجُوْزُ فَصْدُ الْبَهَائِمِ وَكَيُّهَا.

اور فرمایا کہ درمختار میں مسائل شتی میں ہے کہ جانوروں کو فصد لگانا اور انہیں داغنا جائز ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۲۷۸ - وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ مِرْبَدٍ فَرَاَيْتُهُ يَسِمُ شَاءً حَسِبْتُهُ قَالَ فِيْ اٰذَانِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ہشام بن زید رحمۃ اللہ علیہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' حضرت انس نے فرمایا: میں (ایک مرتبہ) حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' جبکہ آپ باڑے میں تھے۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ بکریوں کو داغ رہے تھے۔ میرے خیال میں فرمایا کہ اُن کے کانوں پر۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ہر چیز پر احسان کیا ہے؟

۵۲۷۹ - وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا ضروری قرار دیا ہے' لہٰذا جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو' اور جب کسی کو ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور چاہیے کہ تم اپنی چھری کو اچھی طرح تیز کر لیا کرو اور ذبیحہ کو آرام دیا کرو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جانور کے پیٹ سے جنین نکلے تو اس کو بھی ذبح کریں

۵۲۸۰ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَكٰوةُ الْجَنِيْنِ ذَكٰوةُ اُمِّهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّقَالَ عُلَمَاءُ نَا حَمَلَهُ الْاِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ عَلَى التَّشْبِيْهِ اَيْ كَذَكٰوةِ اُمِّهٖ بِدَلِيْلِ اَنَّهُ رُوِيَ بِالنَّصَبِ وَاِنْ كَانَ مَرْفُوْعًا فَكَذٰلِكَ لِاَنَّهُ اَقْوٰى فِي التَّشْبِيْهِ مِنَ الْاَوَّلِ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ تَقْدِيْمُ ذَكٰوةِ الْجَنِيْنِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پیٹ کے بچے کا ذبح کرنا ایسا ہی ہے جیسے اس کی ماں کا ذبح کرنا ہے (یعنی جیسا ماں کو ذبح کیا ہے' جنین کو بھی ذبح کریں)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے اس کی روایت حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ ہمارے علماء کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے حدیث شریف میں ذبح کرنے کو مشابہت پر محمول فرمایا ہے (یعنی جس طرح ماں کو ذبح کیا گیا' جنین کو بھی ذبح کرو)۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث حکماً نصب کے ساتھ روایت کی گئی ہے اور اگر یہ رفع کے ساتھ بھی ہو تو پھر بھی ایسا ہی ہے کیونکہ یہ تشبیہ کی

صورت میں نصب کی بہ نسبت زیادہ قوی ہے نیز اس موقف پر پیٹ کے بچے کو ذبح کرنے کو پہلے ذکر کرنے پر بھی دلیل ہے۔

......وَيُؤَيِّدُ مَا رُوِيَ فِي مُوَطَّأِ مُحَمَّدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ قَالَ لَا تَكُونُ ذَكْوَةُ نَفْسٍ ذَكْوَةَ نَفْسَيْنِ.

اور اس کی تائید وہ روایت ہے جس کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطأ میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک جانور کا ذبح کرنا دو جانور کے ذبح کرنے کے برابر نہیں (یعنی ہر ایک کو جدا جدا ذبح کرنا چاہیے)۔

نوٹ: اس کی تفصیل کے لیے زجاجۃ المصابیح کا تفصیلی حاشیہ اور اس حدیث شریف کے بارے میں فقہاء کرام کے جو اقوال ہیں ملاحظہ فرمائے جائیں۔ ۱۲

بَابٌ

سمندری جانوروں کے احکام

۵۲۸۱ - وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْحِيتَانُ وَالْجَرَادُ ذَكِيٌّ كُلُّهُ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ.

امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہم اپنے والد حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مچھلیاں اور ٹڈیاں سب پاک ہیں۔ اس کی روایت عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں کی ہے۔

وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَلْقَاهُ الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوهُ وَمَا مَاتَ فِيهِ وَطَفَا فَلَا تَأْكُلُوهُ وَفِيهِ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ أَخْرَجَ لَهُ الشَّيْخَانِ فَهُوَ ثِقَةٌ كَذَا قَالَ ابْنُ مُعِينٍ وَقَالَ الشَّوْكَانِيُّ حَدِيثُ جَابِرٍ مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْبَحْرِ إِلَّا وَقَدْ ذَكَّاهَا اللّٰهُ لِبَنِي آدَمَ فِي سَنَدِهِ ضُعْفٌ.

اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سمندر جس چیز کو پھینک دے یا اس سے ہٹ جائے تو تم اس کو کھالو اور جو اس میں مر جائے اور پانی پر تیرنے لگے اس کو نہ کھاؤ۔ اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن سلیم ہیں۔ بخاری اور مسلم نے ان کی روایت قبول کی ہے پس وہ ثقہ ہیں یہ ابن معین کا قول ہے اور علامہ شوکانی نے کہا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سمندر میں جو کوئی جانور ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے اس کو ذبح کر دیا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ضعف ہے۔

ف: قرآن پاک کی آیت سورۂ اعراف (۱۵۷) میں جو ارشاد ہے: ''وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ'' (اللہ کے نبی حرام کرتے ہیں ان پر ناپاک چیزیں) اس سے سمندری جانوروں میں احناف کے نزدیک مچھلی کے سوا دوسرے تمام جانور حرام ہیں چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دوا کے استعمال سے بھی منع فرمایا ہے جس میں مینڈک استعمال کیا گیا ہو اور حضور کا یہ بھی ارشاد ہے: ہمارے لیے دو خون اور دو مری ہوئی چیزیں حلال کر دی گئیں دو خون سے مراد کلیجی اور پھیپھڑا اور دو مری ہوئی چیزوں سے مراد مچھلی اور ٹڈا ہے۔ (شروح الکنز) تفصیل کے لیے زجاجۃ المصابیح کا حاشیہ ملاحظہ فرمایا جائے۔ ۱۲

بَابُ ذِكْرِ الْكَلْبِ

کتے کا بیان

بَابٌ

کتوں کے بارے میں مختلف احکام

۵۲۸۲ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْ ضَارٍ نُقِصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْ صَيْدٍ اَوْ زَرْعٍ اِنْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ وَّقَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْمُوْطَّا يُكْرَهُ اِقْتِنَاءُ الْكَلْبِ لِغَيْرِ مَنْفِعَةٍ فَاَمَّا كَلْبُ الزَّرْعِ اَوِ الضَّرْعِ اَوِ الصَّيْدِ اَوِ الْحَرْسِ فَلَا بَاْسَ بِهٖ.

فرمایا: جو شخص کتا پالے ماسوائے مویشیوں شکار اور کھیتی باڑی والے کے تو اس کے ثواب سے روزانہ دو قیراط گھٹا دیئے جائیں گے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور بخاری اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مویشیوں کی حفاظت شکار اور کھیتی باڑی کے علاوہ کتا رکھا تو اس کے ثواب سے روزانہ ایک قیراط گھٹا دیا جائے گا۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطاً میں فرمایا ہے کہ کتے کو بغیر کسی فائدہ کے پالنا مکروہ ہے البتہ کھیتی کی حفاظت کا کتا یا شکاری کتا یا نگرانی کا کتا ان کاموں کے لیے پالنے میں کوئی حرج نہیں۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ اِلَّا كَلْبَ الصَّيْدِ.

اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکاری کتے کے سوا کتے کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔

وَرَوَى النَّسَائِيُّ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهٗ وَقَالَ فِي الْجَوَاهِرِ النُّقٰى سَنَدُ النَّسَائِيِّ جَيِّدٌ.

اور نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور الجوہر النقی میں کہا ہے کہ نسائی کی سند جید ہے۔

وَرَوٰى اَبُوْ حَنِيْفَةَ فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنِ الْهَيْثَمِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ وَهٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ فَاِنَّ الْهَيْثَمَ ذَكَرَهُ ابْنُ حَبَّانَ فِي الثِّقَاتِ مِنْ اَثْبَاتِ التَّابِعِيْنَ.

اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حضرت ہیثم سے اور وہ حضرت عکرمہ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکاری کتے کی قیمت لینے کی اجازت دی ہے اور اس حدیث کی سند جید ہے اس لیے کہ ہیثم علیہ الرحمہ کا ذکر ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ راویوں میں کیا ہے اور وہ تابعین کرام کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَضٰى فِيْ كَلْبِ صَيْدٍ قَتَلَهٗ رَجُلٌ بِاَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا وَّقَضٰى فِيْ كَلْبِ مَاشِيَةٍ بِكَبْشٍ.

اور بیہقی کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے شکاری کتے کے قتل پر چالیس درہم کے ادا کرنے کا فیصلہ دیا اور مویشیوں کی حفاظت کے کتے پر ایک مینڈھے کی ادائیگی کا فیصلہ دیا۔

بَابٌ

کتا بے ضرر ہو تو اس کو نہ ماریں

٥٢٨٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَا اَنَّ الْكِلَابَ اُمَّةٌ مِّنَ الْاُمَمِ لَاَمَرْتُ بِقَتْلِهَا كُلِّهَا فَاقْتُلُوْا مِنْهَا كُلَّ اَسْوَدَ بَهِيْمٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارَمِيُّ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَمَا مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ يَّرْتَبِطُوْنَ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ کتے بھی اُمتوں میں سے ایک اُمت ہیں تو میں ان سب کے مارنے کا حکم دیتا لہٰذا تم ہر بالکل سیاہ کتے کو مار دیا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔ اور ترمذی اور نسائی سے اتنی اور زیادہ روایت ہے کہ جو بھی گھر والے کتا پالیں تو اُن کے اعمال سے روزانہ ایک قیراط گھٹا دیا

كَلْبًا إِلَّا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِمْ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ كَلْبَ غَنَمٍ.

جائے گا' سوائے شکاری کتے' کھیتی والے کتے اور بکریوں (کی حفاظت) والے کتے کے۔

وَرَوَى مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى اَنَّ الْمَرْاَةَ تَقْدَمُ مِنَ الْبَادِيَةِ بِكَلْبِهَا فَنَقْتُلُهُ ثُمَّ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا وَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ الْبَهِيْمِ ذِي النُّقْطَتَيْنِ فَاِنَّهٗ شَيْطَانٌ وَقَالَ اِمَامُ الْحَرَمَيْنِ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلًا بِقَتْلِهَا كُلِّهَا ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ اِلَّا الْاَسْوَدَ الْبَهِيْمَ ثُمَّ اسْتَقَرَّ الشَّرْعُ عَلَى النَّهْيِ مِنْ قَتْلِ جَمِيْعِ الْكِلَابِ الَّتِيْ لَا ضَرَرَ فِيْهَا حَتَّى الْاَسْوَدِ الْبَهِيْمِ.

اور مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کتوں کے مارنے کا حکم فرمایا' یہاں تک کہ ایک عورت جنگل سے اپنا کتا لاتی تو ہم اس کو بھی مار دیتے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو مارنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ دو نقطوں والے خالص سیاہ کتے کو مارا کرو کیونکہ وہ شیطان ہے۔ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تمام کتوں کو مارنے کا حکم دیا' پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا سوائے خالص کالے کتے کے' پھر شریعت میں تمام کتوں کو نہ مارنے کا حکم باقی رکھا جبکہ کتے سے کسی قسم کا نقصان نہ ہو یہاں تک کہ خالص کالے کتے کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر یہ بے ضرر ہو تو اس کو بھی نہ مارا جائے۔

بَابٌ

مویشیوں اور پرندوں کو آپس میں لڑانا منع ہے

٥٢٨٤- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مویشیوں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: بذل المجہود نے صراحت کی ہے کہ مویشیوں اور پرندوں اور مرغوں کو لڑانا اس لیے منع ہے کہ یہ کام لہو اور لعب ہے یعنی کھیل تماشا ہے اور اس میں جانوروں کو ایذاء پہنچانا اور ہلاک کرنا بھی ہے اور اگر دونوں جانب سے شرط ہو تو یہ کام جوا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے حفاظت فرمائے' آمین۔ ۱۲

بَابُ مَا يَحِلُّ اَكْلُهٗ وَمَا يَحْرُمُ

کن چیزوں کا کھانا حلال ہے اور کن کا حرام؟

٥٢٨٥- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَاْكُلُوْنَ اَشْيَاءَ وَيَتْرُكُوْنَ اَشْيَاءَ تَقَذُّرًا فَبَعَثَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ وَاَنْزَلَ كِتَابَهٗ وَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ فَمَا اَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَّمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَّمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَّتَلَا ﴿قُلْ لَّا اَجِدُ فِيْمَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً﴾ الْاٰيَةَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں (اسلام سے پہلے) لوگ بعض چیزوں کو کھاتے اور بعض کو نفرت کرتے ہوئے چھوڑ دیتے تھے' پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث فرمایا اور اپنی کتاب کو نازل فرمایا' اس کے حلال کو حلال قرار دیا اور اُس کے حرام کو حرام قرار دیا' پس حلال وہ ہے جس کو اُس نے حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جس کو اُس نے حرام ٹھہرایا اور جس سے سکوت فرمایا' وہ معاف ہے۔ پھر (الانعام: ۱۴۶) تلاوت فرمائی: (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ فرمایئے: میں نہیں پاتا اس (کتاب) میں جو مجھ پر وحی کی گئی ہے کوئی چیز حرام' کھانے والے پر جو کھاتا ہے اسے مگر یہ کہ مُردار ہو یا (رگوں کا) بہتا ہوا خون یا سؤر کا گوشت کیونکہ وہ سخت گندہ ہے یا جو

نافرمانی کا باعث ہو (یعنی) وہ جانور جس پر ذبح کے وقت بلند کیا جائے غیر اللہ کا نام' پھر جو شخص لاچار ہو جائے اور وہ نافرمانی کرنے والا نہ ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو (حدِ ضرورت سے) تو بے شک آپ کا رب بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: صاحبِ مرقات نے صدر کی آیت پاک سے یہ نتیجہ بیان فرمایا کہ کسی چیز کی حرمت وحی الٰہی سے معلوم ہوتی ہے نہ کہ کسی کی خواہش سے۔۱۲

بَابٌ — کون سا درندہ اور کون سا پرندہ حرام ہے؟

٥٢٨٦ - وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلِّ ذِىْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں سے پھاڑ کھانے والے ہر درندے اور پنجوں سے شکار کرنے والے ہر پرندے (کے کھانے) سے منع فرمایا ہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ — ایضاً دوسری حدیث

٥٢٨٧ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ فَاَكْلُهٗ حَرَامٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دانتوں سے پھاڑ کھانے والے ہر درندہ کا کھانا حرام ہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ — گورخر حلال ہے

٥٢٨٨ - وَعَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ رَاٰى حِمَارًا وَّحْشِيًّا فَعَقَرَهٗ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَكُمْ مِّنْ لَّحْمِهٖ شَىْءٌ قَالَ مَعَنَا رِجْلُهٗ فَاَخَذَهَا فَاَكَلَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے ایک گورخر کو دیکھا تو اس کا شکار کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے؟ عرض کیا کہ ہمارے پاس اس کی ران ہے' پس آپ نے لے لی اور اس کو تناول فرمایا۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ — پالتو گدھوں کا گوشت حرام ہے

٥٢٨٩ - وَعَنْ اَبِىْ ثَعْلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کا گوشت حرام قرار دیا ہے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ — ایضاً دوسری حدیث

٥٢٩٠ - وَعَنْ زَاهِرٍ الْاَسْلَمِىِّ قَالَ اِنِّىْ لَاُوْقِدُ تَحْتَ الْقُدُوْرِ بِلُحُوْمِ الْحُمُرِ اِذْ نَادٰى مُنَادِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاكُمْ عَنْ

حضرت زاہر اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں گدھوں کے گوشت کی ہانڈیوں کے نیچے آگ جلا رہا تھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں گدھوں کے گوشت سے منع فرماتے ہیں۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

لُحُوْمِ الْحُمُرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

بَابٌ

کون سے جانور اور پرندے حرام ہیں؟

٥٢٩١ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ الْحُمُرَ الْإِنْسِيَّةَ وَلُحُوْمَ الْبِغَالِ وَكُلَّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلَّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز پالتو گدھوں کا گوشت' خچروں کا گوشت' دانتوں سے پھاڑنے والے ہر درندہ اور پنجوں سے شکار کرنے والے ہر پرندہ کو حرام فرمایا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: شرح السنہ میں یہ وضاحت ہے کہ جس حیوان کا گوشت حلال نہیں' اس جانور کا دودھ بھی جائز نہیں اور جس پرندہ کا گوشت جائز نہیں اس کا انڈا بھی جائز نہیں۔ (بحوالہ مرقات) ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٢٩٢ - وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَ الْحَمِيْرِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَاَذِنَ فِيْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ.

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے' خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ اس کی ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی۔

بَابٌ

خرگوش کا گوشت حلال ہے

٥٢٩٣ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُ بِهَا اَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكِهَا وَفَخِذَيْهَا فَقَبِلَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مرّ الظہران کے مقام پر ہم نے ایک خرگوش کو بھگایا' میں نے اس کو پکڑ لیا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا' انہوں نے اس کو ذبح کیا' اُس کے سُرین اور دونوں رانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھیجیں تو آپ نے قبول فرمائیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

گوہ کا کھانا جائز نہیں

٥٢٩٤ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَسَكَتَ عَلَيْهِ فَهُوَ حَسَنٌ اَوْ صَحِيْحٌ عِنْدَهُ وَقَالَ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَمَا رُوِيَ مِنْ اَكْلِهِ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْاِبْتِدَاءِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ (گوڑ پھوڑ) کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور اس پر سکوت فرمایا' پس یہ حدیث ان کے نزدیک حسن یا صحیح ہے اور درّ مختار میں ہے کہ بعض روایت میں اس جانور کے کھانے کا جو ذکر ہے' وہ ابتداء اسلام کا واقعہ ہے۔

بَابٌ
مرغ کا گوشت حلال ہے

٥٢٩٥ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ لَحْمَ الدَّجَاجِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغ کا گوشت کھاتے دیکھا۔ بخاری اور مسلم نے اس کی بالاتفاق روایت کی ہے۔

بَابٌ
مرغ کو گالی دینا منع ہے

٥٢٩٦ - وَعَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبِّ الدِّیْكِ وَقَالَ اِنَّہٗ یُؤَذِّنُ لِلصَّلٰوۃِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ.

حضرت زید بن خالد رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرغ کو گالی دینے سے منع فرمایا ہے۔ اس لیے کہ وہ نماز کے لیے اذان دیتا ہے۔ اس کی روایت شرح السنہ نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٢٩٧ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الدِّیْكَ فَاِنَّہٗ یُوْقِظُ لِلصَّلٰوۃِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت زید بن خالد رضی اللہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرغ کو گالی نہ دو اس لیے کہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
ٹڈی کھانا جائز ہے

٥٢٩٨ - وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ کُنَّا نَاْکُلُ مَعَہُ الْجَرَادَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسے سات غزوات کیے جن میں ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے رہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: عمدۃ القاری نے وضاحت کی ہے کہ علماء نے بغیر ذبح کے ٹڈی کے کھانے کے جواز پر اتفاق کیا ہے۔ البتہ مالکی حضرات کے نزدیک مشہور ہے کہ اس کا ذبح کرنا مشروط ہے اور اس کو ذبح کرنے میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا سر کاٹ دیا جائے اور ابن وہب نے فرمایا: اس کو پکڑ لینا ہی اس کا ذبح کرنا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس کو زندہ پکڑ لیا جائے اور سر کاٹ دیا جائے اور اس کو بھون کر یا تل کر کھایا جا سکتا ہے۔ اور اگر اس کو زندہ پکڑا گیا اور اس سے غفلت برتی گئی یہاں تک کہ وہ مر گیا تو اس کو نہ کھایا جائے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصید میں بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کی رائے میں ٹڈی کا حکم کیا مچھلی کی طرح ہے کہ اگر یہ مل جائے تو اس کو کھا لیا جائے خواہ اس کو ذبح کریں یا نہ کریں؟ تو آپ نے جواب دیا: ہاں! جہاں کہیں بھی ٹڈی مل جائے' میں اس کو کھا لوں گا' اگرچہ زمین پر مری ہوئی ملے اور اگرچہ بارش نے اس کو مار ڈالا ہو' ٹڈی کو جس حالت میں بھی مل جائے' اس کا کھا لینا جائز ہے۔ یہ تمام تفصیل ہدایہ میں مذکور ہے۔ ١٢

بَابٌ
مچھلی' ٹڈی' جگر اور تلی حلال ہیں

٥٢٩٩ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُحِلَّتْ لَنَا مَیْتَتَانِ وَدَمَانِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے دو مری ہوئی چیزیں اور دو خون حلال کر دیے گئے: دو

اَلْمَیْتَتَانِ اَلْحُوْتُ وَالْجَرَادُ وَدَمَانِ الْکَبِدُ وَالطِّحَالُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارَقُطْنِیُّ.

مری ہوئی چیزیں مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر اور تلی ہیں۔اس کی روایت امام احمدؒ ابن ماجہ اور دار قطنی نے کی ہے۔

بَابٌ

غزوۂ خبط میں ایک عظیم مچھلی کا غیبی انتظام

۵۳۰۰ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْتُ جَیْشَ الْخَبَطِ وَاُمِّرَ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِیْدًا فَاَلْقَی الْبَحْرُ حُوْتًا مَیِّتًا لَمْ نَرَ مِثْلَہٗ یُقَالُ لَہُ الْعَنْبَرُ فَاَکَلْنَا مِنْہُ نِصْفَ شَھْرٍ فَاَخَذَ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِہٖ فَمَرَّ الرَّاکِبُ تَحْتَہٗ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَکَرْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کُلُوْا رِزْقًا اَخْرَجَہُ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ وَاَطْعِمُوْنَا اِنْ کَانَ مَعَکُمْ قَالَ فَاَرْسَلْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْہُ فَاَکَلَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے غزوۂ جیش خبط[1] میں جہاد کیا اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ (جو عشرۂ مبشرہ میں ہیں) ہم پر امیر بنائے گئے تھے' ہمیں سخت ترک بھوک لگی' سمندر نے ایک مُردہ مچھلی ڈال دی' اس جیسی ہم نے دیکھی نہ تھی' اس کو عنبر کہا جاتا تھا' ہم اس میں سے نصف مہینہ تک کھاتے رہے۔حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی لی تو ایک سوار اُس کے نیچے سے نکل گیا۔جب ہم (مدینہ منورہ) واپس ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔فرمایا: وہ رزق کھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف نکالا ہے! اور اگر تمہارے پاس ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ! راوی کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس میں سے بھیجا تو آپ نے اُسے کھایا۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

[1] خبط' پتوں کو کہتے ہیں' اس غزوہ کو جیش خبط اس لیے کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس غزوہ میں بھوک میں پتوں کو کھاتے تھے۔۱۲

وَرَوٰی مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ عَمَّا لَفَظَہُ الْبَحْرُ فَنَھَاہُ عَنْ اَکْلِہٖ ذٰلِکَ قَالَ نَافِعٌ ثُمَّ انْقَلَبَ عَبْدُ اللّٰہِ فَدَعَا بِالْمُصْحَفِ فَقَرَاَ (اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُہٗ مَتَاعًا لَّکُمْ وَلِلسَّیَّارَۃِ) قَالَ نَافِعٌ فَاَرْسَلَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ اِلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ لَا بَاْسَ بِاَکْلِہٖ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ الْاٰخَرَ نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِمَا لَفَظَہُ الْبَحْرُ وَبِمَا حَسَرَ عَنْہُ الْمَاءُ اِنَّمَا یُکْرَہُ مِنْ ذٰلِکَ الطَّافِیْ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَھَائِنَا رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی.

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نافع سے روایت کی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ جس چیز کو سمندر پھینک دے' اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو حضرت ابن عمر نے اس کے کھانے سے منع فرمایا۔حضرت نافع فرماتے ہیں کہ پھر حضرت ابن عمر نے رائے بدل دی اور قرآن پاک منگوا کر (سورۂ مائدہ:۹۶ سے یہ حصہ) تلاوت فرمایا: حلال کیا گیا تمہارے لیے دریائی شکار اور اُس کا کھانا' فائدہ اٹھاؤ تم اور دوسرے قافلے۔حضرت نافع کا بیان ہے کہ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ فرمایا کہ ایسے (سمندری جانور کے) کھانے میں کوئی حرج نہیں۔امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عمر کے دوسرے قول کو اختیار کرتے ہیں کہ سمندر جس کو پھینک دے' اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں' ہاں! ایسے سمندری جانور کا کھانا مکروہ ہے جو سطح آب پر تیر رہا ہو۔امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے عامۂ فقہاء رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی قول ہے۔

بَابٌ

مر کر پانی پر تیرنے والی مچھلی کا حکم

۵۳۰۱ - وَعَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ

حضرت ابوالزبیر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

51 رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَلْقَاهُ الْبَحْرُ وَجَزَرَ عَنْهُ الْمَاءُ فَكُلُوْهُ وَمَا مَاتَ فِيْهِ وَطَفَا فَلَا تَاْكُلُوْهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ مُحْيِيُ السُّنَّةِ الْاَكْثَرُوْنَ عَلٰى اَنَّهُ مَوْقُوْفٌ عَلٰى جَابِرٍ.
وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ لَا يَضُرُّ فَاِنَّ مِثْلَ هٰذَا الْمَوْقُوْفِ فِيْ حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ.

ہیں' حضرت جابر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو سمندر پھینک دے یا پانی اس سے دور ہو جائے تو اُسے کھالو اور جو اس میں مرکر تیرنے لگے اُسے نہ کھاؤ۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے' اور امام محی السنہ نے فرمایا کہ اکثر محدثین کے نزدیک یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔
اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس سے کوئی حرج نہیں کیونکہ ایسی موقوف حدیثیں مرفوع کے حکم میں ہیں۔

ف: امام بغوی نے شرح السنہ میں وضاحت کی ہے کہ سطح سمندر پر مرکر تیرنے والی مچھلی کے جواز کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ایک جماعت اس کے جواز کے قائل ہیں۔ امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما اسی کے قائل ہیں اور دوسری جماعت نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔ حضرت جابر' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور اصحابِ امام ابوحنیفہ علیہم الرحمۃ اسی کے قائل ہیں۔ ۱۲

بَابٌ
مکھی برتن میں گر جائے تو اس کا حکم

۵۳۰۲ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَاِنَّ فِيْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَّفِي الْاٰخَرِ دَاءً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں گر جائے تو اس ساری کو ڈبو دو' پھر اسے پھینک دو کیونکہ اُس کے ایک پَر میں شفاء اور دوسرے میں بیماری ہے۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

۵۳۰۳ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَامْقُلُوْهُ فَاِنَّ فِيْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَّفِي الْاٰخَرِ شِفَاءً فَاِنَّهُ يَتَّقِيْ بِجَنَاحِهِ الَّذِيْ فِيْهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اُسے غوطہ دے لو' کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہے' وہ اپنے اُس پَر کو ڈالتی ہے جس میں بیماری ہے' لہٰذا پوری کو ڈبو دو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً تیسری حدیث

۵۳۰۴ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الطَّعَامِ فَامْقُلُوْهُ فَاِنَّ فِيْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ سَمًّا وَّفِي الْاٰخَرِ شِفَاءً وَّاِنَّهُ يُقَدِّمُ السَّمَّ وَيُؤَخِّرُ الشِّفَاءَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کھانے میں مکھی گر جائے تو اُسے غوطہ دے لو' کیونکہ اس کے ایک پَر میں زہر اور دوسرے میں شفاء ہے' وہ زہر کو آگے اور شفاء کو پیچھے رکھتی ہے۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ
چوہا گھی میں گر کر مر جائے تو اس کا حکم اور اس کی تفصیل

٥٣٠٥ - وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ فَارَةً وَّقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ فِيْ كِتَابَيْهِ الْمُشْكِلِ وَاخْتِلَافِ الْعُلَمَاءِ بِسَنَدٍ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ فَارَةٍ وَّقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ اِنْ كَانَ جَامِدًا فَخُذُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَالْقُوْهُ وَاِنْ كَانَ ذَائِبًا اَوْ مَائِعًا فَاسْتَصْبِحُوْا بِهٖ اَوْ فَاسْتَنْفِعُوْا بِهٖ وَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ صَاحِبُ التَّمْهِيْدِ اَيْضًا.

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا' آپ نے فرمایا: اس کے اردگرد کے گھی کو پھینک دو اور باقی کو کھالو۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دو کتابوں مشکل الآثار اور اختلاف العلماء میں اپنی سند سے جس کے تمام راوی ثقہ ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے ایسے چوہے کے بارے میں دریافت کیا گیا' جو گھی میں گر کر مر گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر گھی جما ہوا ہو تو اس کے اردگرد گھی کو پھینک دو اور اگر وہ مائع بہنے والا ہے تو اس کو (نہ کھاؤ' البتہ دوسرے کاموں میں جیسے صابن وغیرہ کے بنانے میں) کام میں لگاؤ' اور اس سے فائدہ حاصل کرو' اور اس حدیث کو صاحب التمہید نے بھی بیان کیا ہے۔

وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ وَالْبَيْعُ مِنْ بَابِ الْاِنْتِفَاعِ.

اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نفع کے لیے (بتا کر) بیچ سکتے ہیں۔

وَرُوِيَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّهُ قَالَ بِيْعُوْهُ وَبَيِّنُوْا لِمَنْ تَبِيْعُوْنَهُ مِنْهُ وَلَا تَبِيْعُوْهُ مِنْ مُّسْلِمٍ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنِ الْقَاسِمِ وَسَالِمٍ اَنَّهُمَا اَجَازَا بَيْعَهُ وَاَكْلَ ثَمَنِهٖ بَعْدَ الْبَيَانِ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَالْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَقْرَبُوْهُ اَكْلًا وَّطَعْمًا لَّا اِنْتِفَاعًا.

اور حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایسے گھی کو فروخت کر دو اور خریدنے والے کو بتا دو اور کسی مسلمان کو نہ بیچو۔ اور ابن وہب نے حضرت قاسم (بن محمد بن ابوبکر صدیق) اور سالم (بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم) سے روایت کی ہے کہ ان دونوں نے بتانے کے بعد ایسے گھی کو فروخت کرنے اور اس کی قیمت کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں جو ارشاد ہے: ''فَلَا تَقْرَبُوْهُ'' (اس کے نزدیک نہ جاؤ) اس میں کھانے کی ممانعت ہے نہ کہ اس سے فائدہ اٹھانے کی (جس کی تفصیل اوپر گزری ہے)۔

بَابٌ

سانپوں کو مارنے کی اجازت

٥٣٠٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَاقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْاَبْتَرَ فَاِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَيْنَا اَنَا اُطَارِدُ حَيَّةً اَقْتُلُهَا نَادَانِيْ اَبُوْ لُبَابَةَ لَا تَقْتُلْهَا فَقُلْتُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ فَقَالَ اِنَّهُ نَهٰى بَعْدَ ذٰلِكَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سانپوں کو مار دیا کرو اور دو لکیروں والے اور دُم کٹے سانپ کو بھی مار دیا کرو' کیونکہ یہ دونوں بینائی کو ختم کرتے اور حمل کو گرا دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ (ایک دفعہ) میں سانپ کو مارنے کے لیے حملہ کر رہا تھا کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے آواز دی: اسے نہ مارو! میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپوں کو مارنے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں سے منع فرمایا۔

عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ وَهُنَّ الْعَوَامِرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وہ عوامر (یعنی جنّات) ہیں۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَقَالَ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ فِيْهِ الْاَمْرُ بِالْقَتْلِ لِلْاِبَاحَةِ لِاَنَّهٗ مَنْفَعَةٌ لَّنَا فَالْاَوْلٰى تَرْكُ الْحَيَّةِ الْبَيْضَاءِ لِخَوْفِ الْاَذٰى.

درّ مختار میں یہ وضاحت ہے کہ بر بناء جواز سانپوں کو مارنے کا حکم ہے' اس لیے کہ ان کے قتل میں ہماری حفاظت ہے' البتہ سفید سانپ کے بارے میں اولیٰ یہ ہے کہ اس کو نہ مارا جائے' اس لیے کہ اس کے مارنے میں نقصان کا اندیشہ ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٣٠٧ - وَعَنِ الْعَبَّاسِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُرِيْدُ اَنْ نَّكْنُسَ زَمْزَمَ وَاَنَّ فِيْهَا مِنْ هٰذِهِ الْجِنَّانِ يَعْنِي الْحَيَّاتِ الصِّغَارَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهِنَّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عباس (بن عبدالمطلب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم چاہِ زمزم کو صاف کرنا چاہتے ہیں اور اس میں چھوٹے چھوٹے سانپ بہت ہیں' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو مار دینے کا حکم دیا۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٣٠٨ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ كُلَّهَا اِلَّا الْجَانَّ الْاَبْيَضَ الَّذِيْ كَاَنَّهٗ قَضِيْبُ فِضَّةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر قسم کے سانپ کو مار دیا کرو سوائے سفید سانپ کے جو چاند کی چھڑی کی طرح ہوتا ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: ردالمحتار نے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ہر قسم کے سانپ کو مار دیا جائے' اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنّات سے عہد لیا ہے کہ وہ آپ کی امت کے گھروں میں داخل نہ ہوں۔اگر وہ داخل ہوتے ہیں تو وہ اپنا عہد توڑ رہے ہیں' اس لیے اب ان کی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں۔بہتر یہ ہے کہ بطور عذر یوں کہا جائے کہ اللہ کے حکم سے تم یہاں سے نکل جاؤ' اگر وہ انکار کریں تو اُن کو قتل کر دیا جائے۔حِلیہ میں یہ بھی صراحت ہے کہ امام طحاوی کی موافقت کئی فقہاء نے کی ہے' جن میں آخری امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ سانپوں کو مارنا جائز ہے' البتہ جس سانپ میں جنات کی نشانی پائی جائے' ان کو مارنے سے رُک جائے تاکہ دفع ضرر ہو۔١٢

بَابٌ

ایضاً چوتھی حدیث

٥٣٠٩ - وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا رَفَعَ الْحَدِيْثَ اَنَّهٗ كَانَ يَاْمُرُ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ وَقَالَ مَنْ تَرَكَهُنَّ خَشْيَةَ ثَائِرٍ فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ حضرت ابن عباس اس حدیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ سانپوں کو قتل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے اور حضور نے یہ بھی فرمایا کہ جو انہیں حملہ کرنے کے ڈر سے چھوڑ دے' وہ ہم میں سے نہیں۔اس کی روایت شرح السنہ نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۳۱۰ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا سَالَمْنَا هُمْ مُنْذُ حَارَبْنَاهُمْ وَمَنْ تَرَكَ شَیْئًا مِّنْهُمْ خِیْفَةً فَلَیْسَ مِنَّا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ایضاً پانچویں حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے اُن سے صلح نہیں کی' جب سے ہماری اُن کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے اور جو انہیں ڈرتے ہوئے چھوڑ دے' وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۳۱۱ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُقْتُلُوا الْحَیَّاتِ كُلَّهُنَّ فَمَنْ خَافَ ثَارَهُنَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ.

ایضاً چھٹی حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر قسم کے سانپ کو مار دیا کرو' جو اُن کے بدلہ لینے سے ڈرے وہ میرا نہیں ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات علیہ الرحمہ نے یہ وضاحت کی ہے کہ جاہلیت کے دستور کے مطابق یوں کہا جاتا ہے کہ سانپوں کو نہ مارو' اگر تم نے ان کو قتل کیا تو اس کا شوہر آئے گا اور بدلہ میں تم کو کاٹ کھائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قول اور اعتقاد سے منع فرمایا ہے۔ بذل المجہود میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے بعض شہروں میں یہی بات مشہور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع فرمانے کے بعد ایسا قول اور اعتقاد بے حقیقت ہے۔ ۱۲

بَابٌ

۵۳۱۲ - وَعَنْ اَبِی السَّائِبِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ فَبَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ اِذْ سَمِعْنَا تَحْتَ سَرِیْرِهٖ حَرَكَةً فَنَظَرْنَا فَاِذَا فِیْهِ حَیَّةٌ فَوَثَبْتُ لِاَقْتُلَهَا وَاَبُوْسَعِیْدٍ یُصَلِّیْ فَاَشَارَ اِلَیَّ اَنْ اَجْلِسَ فَجَلَسْتُ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَشَارَ اِلٰی بَیْتٍ فِی الدَّارِ فَقَالَ اَتَرٰی هٰذَا الْبَیْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كَانَ فِیْهِ فَتًی مِّنَّا حَدِیْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْخَنْدَقِ فَكَانَ ذٰلِكَ الْفَتٰی یَسْتَاْذِنُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَنْصَافِ النَّهَارِ فَیَرْجِعُ اِلٰی اَهْلِهٖ فَاسْتَاْذَنَهٗ یَوْمًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُذْ عَلَیْكَ سِلَاحَكَ فَاِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْكُمْ قُرَیْظَةَ فَاَخَذَ الرَّجُلُ سِلَاحَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فَاِذَا امْرَاَتُهٗ بَیْنَ

مدینہ منورہ کا ایک نادر واقعہ

حضرت ابوسائب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے ان کے تخت کے نیچے حرکت سنی' ہم نے دیکھا تو سانپ تھا' میں اُسے مارنے کے لیے لپکا اور حضرت ابوسعید نماز پڑھ رہے تھے' انہوں نے میری طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا' پس میں بیٹھ گیا جب فارغ ہوئے تو گھر کی ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: کیا اس گھر کو دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں! فرمایا کہ اس کے اندر ہم میں سے ایک نوجوان تھا' جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ حضرت ابوسعید فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خندق کے لیے نکلے' وہ نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر دوپہر کے وقت اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ آتا (پھر خندق واپس ہو جاتا)' ایک روز اس نے اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے اوپر ہتھیار سجالو کیونکہ تمہارے بارے میں مجھے قریظہ کا ڈر ہے! اُس نے ہتھیار لے لیے اور گھر لوٹا تو اُس کی بیوی دروازے کے درمیان کھڑی تھی۔ پس یہ نیزہ لے کر اُسے مارنے کے لیے آگے بڑھا کیونکہ اُسے غیرت آئی' عورت نے کہا: اپنا نیزہ

الْبَابَيْنِ قَائِمَةٌ فَاَهْوٰى اِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعَنَهَا بِهٖ وَاَصَابَتْهُ غَيْرَةٌ فَقَالَتْ لَهٗ اُكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتّٰى تَنْظُرَ مَا الَّذِيْٓ اَخْرَجَنِيْ فَدَخَلَ فَاِذَا بِحَيَّةٍ عَظِيْمَةٍ مُّنْطَوِيَّةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَاَهْوٰى اِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَانْتَظَمَهَا بِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَرَكَزَهٗ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتْ عَلَيْهِ فَمَا يُدْرٰى اَيُّهُمَا كَانَ اَسْرَعَ مَوْتًا اَلْحَيَّةُ اَمِ الْفَتٰى قَالَ فَجِئْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ وَقُلْنَا اُدْعُ اللّٰهَ يُحْيِيْهِ لَنَا فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِصَاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبُيُوْتِ عَوَامِرَ فَاِذَا رَاَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَحَرِّجُوْا عَلَيْهَا ثَلَاثًا فَاِنْ ذَهَبَ وَاِلَّا فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّهٗ كَافِرٌ وَّقَالَ لَهُمْ اِذْهَبُوْا فَادْفِنُوْا صَاحِبَكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ جِنًّا قَدْ اَسْلَمُوْا فَاِذَا رَاَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَاٰذِنُوْهُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رو کئے اور گھر میں داخل ہو کر دیکھئے کہ مجھے کس چیز نے باہر نکالا ہے! وہ داخل ہوا تو ایک بہت بڑا سانپ بستر پر کنڈلی مارے ہوئے تھا۔ نوجوان نے نیزے سے اُس پر حملہ کیا اور اُسے نیزے پر پرو لیا۔ پھر باہر نکلا اور اُسے گھر میں چبھو دیا' پس سانپ اس سے تڑپ گیا۔ نہیں معلوم کہ دونوں میں سے کون پہلے مرا! سانپ یا نوجوان! راوی کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا آپ سے ذکر کیا۔ اور عرض گزار ہوئے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اسے ہمارے لیے زندہ فرما دے! آپ نے فرمایا کہ اپنے ساتھی کی بخشش کی دعا کرو۔ پھر فرمایا: ان گھروں میں جنّات رہتے ہیں' جب تم انہیں ایسی شکل میں دیکھو تو تین دن اُن پر تنگی کرو' اگر چلا جائے تو فبہا ورنہ اسے قتل کر دو کیونکہ وہ کافر ہے! اور اُن حضرات سے فرمایا کہ جاؤ! اپنے ساتھی کو دفن کرو۔ اور دوسری روایت میں اس طرح ہے' آپ نے فرمایا: مدینہ منورہ میں کچھ جن ہیں جو مسلمان ہو گئے ہیں۔ جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین دن اُسے خبردار کرو (کہ ہم تمہیں حضرت نوح اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا عہد یاد دلاتے ہیں کہ ہم کو نہ ستاؤ)' اگر اس کے بعد بھی تمہیں نظر آئے تو اُسے قتل کر دو' اس لیے کہ وہ شیطان ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٣١٣ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ظَهَرَتِ الْحَيَّةُ فِي الْمَسْكَنِ فَقُوْلُوْا لَهَا اِنَّا نَسْاَلُكَ بِعَهْدِ نُوْحٍ وَّبِعَهْدِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ اَنْ لَّا تُؤْذِيْنَا فَاِنْ عَادَتْ فَاقْتُلُوْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

گھر میں سانپ نمودار ہو تو کیا کیا جائے؟

حضرت عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گھر میں سانپ نمودار ہو تو اس سے کہو: ہم تم سے حضرت نوح اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے عہد کا سوال کرتے ہیں کہ ہمیں تکلیف نہ دو' اگر پھر بھی نظر آئے تو اُسے مار دو۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٣١٤ - وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ يَرْفَعُهٗ اَلْجِنُّ ثَلَاثَةُ اَصْنَافٍ صِنْفٌ لَّهُمْ اَجْنِحَةٌ يَّطِيْرُوْنَ فِي الْهَوَاءِ وَصِنْفٌ حَيَّاتٌ وَّكِلَابٌ وَّصِنْفٌ يَّحُلُّوْنَ وَيَظْعَنُوْنَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

جنّات تین قسم کے ہیں

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جنّات تین قسم کے ہیں' ایک وہ قسم ہے جن کے پَر ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اُڑتے ہیں' دوسری قسم سانپوں اور کتوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور تیسری قسم یہ (گھروں میں) قیام کرتے ہیں اور سفر کرتے ہیں۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ
گرگٹ کو مار دیا جائے

٥٣١٥ - وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزْغِ وَقَالَ كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اُمّ شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پھونکیں مارتا تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَنَقَلَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ الْاِتِّفَاقَ عَلٰى جَوَازِ قَتْلِهٖ كَذَا فِي الْفَتْحِ وَالْعَيْنِيِّ قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا.

علامہ ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے فتح القدیر اور علامہ عینی علیہ الرحمہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ گرگٹ کے مارنے پر سارے فقہاء متفق ہیں اور امام محمد علیہ الرحمہ نے موطأ میں بیان کیا ہے کہ ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ اور ہمارے عامۂ فقہاء کا بھی یہی قول ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٣١٦ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزْغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے مارنے کا حکم فرمایا اور اس کا نام فُوَیسق (یعنی چھوٹا فاسق) رکھا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً تیسری حدیث

٥٣١٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ وَزْغًا فِيْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَّفِي الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ وَفِي الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پہلی ضرب میں گرگٹ کو مار دیا تو اُس کے لیے سو نیکیاں ہیں، دوسری میں اس سے کم اور تیسری میں اس سے کم۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
چیونٹیوں کے بارے میں حکم

٥٣١٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ اِنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِّنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک چیونٹی نے کسی نبی کو کاٹا تو انہوں نے چیونٹیوں کی بستی کو جلا دینے کا حکم فرمایا، پس وہ جلا دی گئی، اللہ تعالیٰ نے اُن پر وحی نازل فرمائی کہ تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹا تھا لیکن تم نے تسبیح بیان کرنے والی ایک پوری امت کو جلا دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے وضاحت فرمائی ہے کہ صدر کی حدیث میں جس نبی کا ذکر ہے، وہ حضرت موسیٰ یا حضرت داؤد علیہما السلام ہیں۔ اب رہا ذی روح کو جلا دینا، اس نبی کی شریعت میں یہ چیز جائز تھی جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف کی شرح میں بیان کیا ہے۔ البتہ ہماری شریعت میں ذی روح کے بارے میں حکم بعد والی حدیث میں آ رہا ہے۔ ١٢

بَابٌ
چار جانوروں کو مارنا منع ہے

٥٣١٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ اَرْبَعٍ مِّنَ الدَّوَابِّ اَلنَّمْلَۃُ وَالنَّحْلَۃُ وَالْھُدْھُدُ وَالصُّرَدُ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ.

چار جانوروں یعنی چیونٹی' شہد کی مکھی' ہُدہُد اور ممولے کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

ف: فتاویٰ عالمگیریہ میں وضاحت ہے کہ چیونٹی اگر ایذاء پہنچائے تو اس کو مار سکتے ہیں اور اگر اس نے ایذاء نہیں پہنچائی تو اس کو مارنا مکروہ ہے۔ البتہ کھٹل کو ہر صورت میں مار سکتے ہیں' جیسا کہ خلاصہ میں صراحت ہے' البتہ ایک چیونٹی کی وجہ سے چیونٹیوں کے گھروں کو جلا دینا ناجائز ہے' جیسا کہ فتاویٰ عتابیہ میں صراحت ہے۔ ۱۲

بَابٌ

بٹیر کا گوشت جائز ہے

۵۳۲۰- وَعَنْ سَفِیْنَۃَ قَالَ اَکَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حُبَارٰی رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ (مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بٹیر کا گوشت کھایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

فضلہ خور جانور کا گوشت' دودھ اور اس پر سواری منع ہے

۵۳۲۱- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَکْلِ الْجَلَّالَۃِ وَاَلْبَانِھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ نَھٰی عَنْ رُّکُوْبِ الْجَلَّالَۃِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضلہ خور جانور کے کھانے اور اُس کے دودھ سے منع فرمایا ہے۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابوداؤد کی ایک رُوایت میں ''جَلَّالَۃِ'' (فضلہ خور جانور) پر سواری کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بَابٌ

بلی کی خرید اور فروخت جائز ہے

۵۳۲۲- وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسِّنَّوْرُ مِنَ السَّبُعِ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ فِیْ مُشْکِلِ الْاٰثَارِ وَرَوَی الْبَیْھَقِیُّ فِی السُّنَنِ الْکُبْرٰی عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَا بَاْسَ بِثَمَنِ السِّنَّوْرِ وَقَالَ الْخَطَّابِیُّ وَمِمَّنْ اَجَازَ بَیْعَ السِّنَّوْرِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّاِلَیْہِ ذَھَبَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ وَابْنُ سِیْرِیْنَ وَالْحَکَمُ وَحَمَّادٌ وَّبِہٖ قَالَ مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ وَّسُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَاَبُوْحَنِیْفَۃَ وَھُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بلی درندہ یعنی چیر پھاڑ کھانے والا جانور ہے۔اس کی روایت امام طحاوی نے مشکل الآثار میں کی ہے اور امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ بلی کی قیمت (کے استعمال) میں کوئی حرج نہیں۔ خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس' حسن بصری' ابن سیرین' حکم' حماد' امام مالک بن انس' سفیان ثوری' امام ابوحنیفہ' امام شافعی' امام احمد اور حضرت اسحاق رحمۃ اللہ علیہم نے بلی کی خرید و فروخت کی اجازت دی ہے۔

بَابٌ

معاہدہ کے خلاف جو مال ہو' وہ حلال نہیں

۵۳۲۳- وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ خَیْبَرَ فَاَتَتِ الْیَھُوْدُ فَشَکَوْا اَنَّ النَّاسَ قَدْ اَسْرَعُوْا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں غزوۂ خیبر میں شرکت کی تو یہودیوں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ لوگوں نے اُن کی

اِلٰى خَضَائِرِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا لَايَحِلُّ اَمْوَالُ الْمُعَاهِدِيْنَ اِلَّا بِحَقِّهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

سبز کھجوروں میں جلدی کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگاہ رہو کہ معاہدہ والوں کا مال حلال نہیں ہے مگر حق کے ساتھ۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ الْعَقِيْقَةِ

عقیقہ کا بیان

بَابٌ

عقیقہ مستحب ہے

٥٣٢٤ - عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِيْ ضَمْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ لَا اُحِبُّ الْعُقُوْقَ وَكَاَنَّهُ اِنَّمَا كَرِهَ الْاِسْمَ وَقَالَ مَنْ وُّلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَّنْسُكَ عَنْ وَّلَدِهٖ فَلْيَفْعَلْ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّبَوَّبَ عَلَيْهِ بَابٌ تُسْتَحَبُّ الْعَقِيْقَةُ وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ فِيْ مُشْكِلِ الْاٰثَارِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى نَحْوَهٗ.

حضرت زید بن اسلم قبیلۂ بنوضمرہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا' آپ نے فرمایا کہ میں عقوق یعنی نافرمانی کو پسند نہیں کرتا' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس لفظ کو پسند نہیں فرمایا اور فرمایا: جس کے گھر بچہ پیدا ہو اور وہ اس کی طرف سے قربانی دینا چاہے تو وہ قربانی دے دے۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے اور آپ نے جو باب باندھا' اس کے الفاظ یہ ہیں: ''بَابٌ تُسْتَحَبُّ الْعَقِيْقَةُ'' (اس باب میں عقیقہ کے مستحب ہونے کا بیان ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔ اور طحاوی نے مشکل الآثار میں اور بیہقی نے السنن الکبریٰ میں اسی طرح کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمَالِكٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَسْتَحِبُّ الْعَقِيْقَةَ وَلَوْ بِعُصْفُوْرٍ وَّفِيْ رِوَايَةِ اَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِيِّ وَاَبِيْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمّٰى وَيُحْلَقُ رَاْسُهٗ وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ فِيْ مُشْكِلِ الْاٰثَارِ يُسْتَدَلُّ عِنْدَنَا بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ عَلٰى اِسْتِحْبَابِ الْعَقِيْقَةِ وَمَا رُوِيَ مِنْ تَوْكِيْدِ اَمْرِهَا مَحْمُوْلٌ عَلَى النَّسْخِ.

اور امام مالک کی دوسری روایت میں محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے روایت ہے' اُن کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے والد کو یہ فرماتے سنا کہ عقیقہ مستحب ہے اگرچہ کہ وہ چڑیا ہی ہو۔ اور امام احمد' ترمذی' ابوداؤد اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ لڑکے کی طرف سے ساتویں دن قربانی دی جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکل الآثار میں بیان کیا ہے کہ ہمارے نزدیک مذکورہ احادیث شریفہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عقیقہ مستحب ہے اور جن روایتوں سے عقیقہ کی تاکید ظاہر ہوتی ہے' وہ منسوخ ہیں۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں نواسوں کا عقیقہ کیا

٥٣٢٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ وَاَبِيْ دَاوُدَ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اَوْ اِنَاثًا وَّرَوٰى مَالِكٌ عَنْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہما) کا عقیقہ ایک ایک دُنبہ سے کیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور ترمذی' نسائی اور ابوداؤد کی روایت میں ہے: اور تمہارے لیے اس میں کوئی حرج نہیں کہ خواہ وہ نر ہوں یا مادہ۔ اور امام مالک نے حضرت نافع سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَسْأَلُهُ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِهٖ عَقِيْقَةً اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهَا وَكَانَ يَعُقُّ عَنْ وَّلَدِهٖ بِشَاةٍ شَاةٍ عَنِ الذُّكُوْرِ وَالْاِنَاثِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ كَانَ يَعُقُّ عَنْ بَنِيْهِ الذُّكُوْرَ وَالْاِنَاثَ بِشَاةٍ شَاةٍ وَّقُلْنَا اِنَّ صَدَقَةَ الْفِضَّةِ قَدْرُ اَشْعَارِ رَاْسِ الْحَسَنِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاقِعَةُ حَالٍ لَا عُمُوْمَ لَهَا عِنْدَنَا.

اُن کے گھر والے عقیقہ کے بارے میں دریافت کرتے تو حضرت ابن عمران کو وہ دے دیتے یعنی اپنے بچوں کی طرف سے (عقیقہ میں) ایک ایک بکری خواہ بچہ ہو یا بچی (دے دیا کرتے)۔ اور امام مالک کی ایک دوسری روایت میں ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ان کے والد حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہم اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی طرف سے ایک ایک بکری (کا عقیقہ) کیا کرتے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے عقیقہ میں سر مونڈھنے کے بعد بالوں کے برابر چاندی کا صدقہ خصوصی عمل ہے۔

ف: اسی وجہ سے تینوں ائمہ اہل السنّت کے نزدیک صدقہ میں بالوں کے وزن کے برابر چاندی یا سونا بھی دیا جا سکتا ہے۔ ردالمحتار، غررالافکار اور مسوّٰی میں اس کی صراحت ہے۔ ۱۲

بَابٌ — نومولود کے بارے میں جاہلیت اور اسلام میں فرق

۵۳۲۶ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنَّا فِى الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا وُلِدَ لِاَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَّلَطَخَ رَاْسَهٗ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاةَ يَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ رَاْسَهٗ وَنَلْطَخُهٗ بِزَعْفَرَانٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَزَادَ رَزِيْنٌ وَّنُسَمِّيْهِ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دورِ جاہلیت میں جب ہم میں سے کسی کے گھر لڑکا پیدا ہوتا تو بکری ذبح کر کے اس کا خون بچے کے سر پر لگاتا۔ جب دورِ اسلام آیا تو ہم ساتویں روز بکری ذبح کرتے ہیں' اُس کا سر مونڈھتے ہیں اور اس پر زعفران لگاتے ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور رزین نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ ہم اُس کا نام رکھتے ہیں۔

بَابٌ — نومولود کی تحنیک مستحب ہے

۵۳۲۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بچے لائے جاتے تو آپ اُن کے لیے دعائے برکت فرماتے اور ان کی تحنیک کیا کرتے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: تحنیک یہ ہے کہ نومولود کو کوئی نیک مرد یا نیک عورت کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈالے تاکہ بچہ کے منہ میں نیک آدمی کا لعاب دہن داخل ہو۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تحنیک سب علماء کے نزدیک مستحب ہے' اگر گھر میں نیک آدمی نہ ہو تو محلّہ کے کسی بزرگ یا نیک مرد کی خدمت میں بچہ کو لے جائیں۔ ۱۲

بَابٌ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابن زبیر کی تحنیک فرمائی

۵۳۲۸ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَوَلَدْتُ بِقُبَاءَ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِىْ حَجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِىْ فِيْهِ ثُمَّ حَنَّكَهٗ ثُمَّ دَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُّلِدَ فِى الْاِسْلَامِ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: مکہ مکرمہ میں حضرت حضرت عبداللہ بن زبیر' حضرت اسماء کے پیٹ میں تھے' فرماتی ہیں کہ قُباء میں میری زچگی ہوئی اور میں انہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کو آپ کی گود میں رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھجور منگوائی اور چبا کر اُن کے منہ میں رکھ دی' پھر اُن کے منہ میں لعاب دہن ڈالا' پھر تحنیک فرمائی اور یہ (عبداللہ بن زبیر) پہلے فرزند تھے جو اسلام میں پیدا ہوئے۔ اس کی

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے

۵۳۲۹ - وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِيْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے کان میں اذان دی نماز کی اذان کی طرح جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں تولد فرمایا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ف: صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ نومولود کے کان میں اذان کا پڑھنا مسنون ہے۔ شرح السنہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ کے گھر جب بچہ پیدا ہوتا تو دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھتے۔ مسند ابویعلیٰ موصلی میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب کسی کے گھر بچہ ہو اور وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھے تو اس بچہ کو اُمّ الصبیان کی بیماری لاحق نہیں ہوگی۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ
کھانوں کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ (البقرہ:۱۷۲).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں اور شکر ادا کیا کرو اللہ تعالیٰ کا' اگر تم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو۔

بَابٌ
کھانے میں برکت کا سبب

۵۳۳۰ - عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَاْتُ فِي التَّوْرَاةِ اَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت سلمان (فارسی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے کی برکت اس کے بعد ہاتھ دھونا ہے' میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھانے کی برکت کا سبب اس کے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کے دھونے میں ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

کھانے کے تفصیلی آداب

فتاویٰ عالمگیری میں وضاحت ہے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھوں کا دھونا مسنون ہے۔ ظہیریہ میں ہاتھوں کے دھونے کے آداب میں یہ صراحت ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھوں کے دھونے میں نوجوانوں سے پہل کریں اور پھر آخر میں بوڑھوں کے ہاتھ دھوئے جائیں' البتہ کھانے کے بعد اس کے برعکس عمل ہو۔ نجم الائمۃ بخاری اور دیگر فقہاء نے وضاحت کی ہے کہ صرف ایک ہاتھ کا دھونا یا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے دھو لینے سے سنت کی تکمیل نہیں ہوگی بلکہ کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا پہنچوں تک دھونا ضروری ہے' جیسا کہ قنیہ میں مذکور ہے اور کھانے سے پہلے ہاتھوں کو دھو کے کپڑے سے نہ پونچھیں تا کہ ہاتھوں کی تری باقی رہے' البتہ کھانے کے بعد دھو کر کپڑے سے پونچھ لیں اور فتاویٰ قاضی خان میں صراحت ہے کہ منہ کو بھی پاک کرنا' ہر حالت میں مستحب ہے۔ ۱۲

بَابٌ
کھانے کے بعد کنکریوں سے ہاتھ پونچھنے کا ایک واقعہ

۵۳۳۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزٍ وَّلَحْمٍ وَّهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَاَكَلَ وَاَكَلْنَا مَعَهٗ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ وَلَمْ نَزِدْ عَلٰى اَنْ مَّسَحْنَا اَيْدِيَنَا بِالْحَصْبَاءِ رَوَاهُ

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت کے ساتھ روٹیاں لائی گئیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے' آپ نے تناول فرمائیں اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ کھائیں۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی اور ہم نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا کہ (نماز میں شریک ہونے کے لیے) کنکریوں سے اپنے ہاتھ

ابْنُ مَاجَةَ.

پونچھ لیے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں کنکریوں سے ہاتھوں کو پونچھ لینے کا ذکر ہے' اس کے بارے میں بعض علماء نے وضاحت کی ہے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھوں کو دھولینا اس وقت مستحب ہے جبکہ ہاتھ کو کھانے میں استعمال کیا گیا ہو اور ہاتھ کو کھانا لگنے سے صاف کرنا ضروری ہو۔ (مرقات)

بَابٌ

وضو نماز کے لیے واجب ہے

٥٣٣٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُدِّمَ اِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوْا اَلَا نَأْتِيْكَ بِوَضُوْءٍ قَالَ اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ اِذَا قُمْتُ اِلَى الصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلے تو آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا' لوگ عرض گزار ہوئے کہ کیا ہم آپ کے وضو کے لیے پانی نہ لائیں؟ فرمایا: مجھے وضو کا حکم دیا گیا ہے جب میں نماز کے لیے کھڑا ہوں۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

بَابٌ

ہاتھ کو بغیر دھوئے سونے کی وعید

٥٣٣٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ وَفِيْ يَدِهٖ غَمَرٌ لَمْ يَغْسِلْهُ فَاَصَابَهٗ شَيْءٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو رات گزارے اور اس کے ہاتھ میں چکنائی لگی ہوئی ہو جسے دھویا نہ گیا ہو' اور اُسے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ اس کی رعایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

کھانے کے آداب کی تفصیل

٥٣٣٤ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں لڑکپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر پرورش تھا' (کھانے کے وقت) میرا ہاتھ پیالہ میں گھوما کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھا کرو' دائیں ہاتھ سے کھایا کرو اور اپنے نزدیک سے کھایا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں جن تین باتوں کا ذکر جمہور علماء نے کیا ہے' وہ مستحب ہیں۔ البتہ بعض علماء نے سیدھے ہاتھ سے کھانا واجب قرار دیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کھانے کی ابتداء پر بسم اللہ کہنے کے مستحب ہونے پر سارے علماء کا اتفاق ہے اور اسی طرح کھانے کے ختم پر الحمد للہ کہنا بھی مستحب ہے۔ اور یہ بھی مستحب ہے کہ بسم اللہ بآوازِ بلند کہا جائے تاکہ دوسرے بھی اس پر آگاہ ہو جائیں۔ اگر ابتداء میں بسم اللہ کہنا بھول جائے تو درمیان میں کہہ لے اور اگر بسم اللہ کے ساتھ الرحمٰن الرحیم کا اضافہ کر دیں تو بے حد مناسب ہے اور سارے کھانے والوں میں ہر ایک بسم اللہ پڑھے اور بسم اللہ پڑھنا' پانی پینے کے علاوہ دودھ اور دواء بلکہ سارے مشروبات کے استعمال کے وقت بھی مستحب ہے۔ یہ صراحت مرقات اور عمدۃ القاری سے ماخوذ ہے۔ اور درمختار اور ردالمحتار میں وضاحت ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا اور کھانے کے بعد الحمد للہ کہنا مسنون ہے' اگر کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ کہنا بھول

جائے تو درمیان میں بسم اللہ علیٰ اوّلہ وآخرہ پڑھ لے۔ ۱۲

حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے کہ اپنے نزدیک سے کھایا کرو۔ علامہ قرطبی نے یہ وضاحت کی ہے کہ صدر کی اگر کھانا ایک ہی قسم کا ہو تو اپنے نزدیک سے کھانا مسنون ہے اس لیے کہ برکت برتن کے درمیان میں اترتی ہے اس کے برخلاف اگر برتن میں کئی قسم کے پھل ہوں تو جو بھی قسم چاہے لے سکتے ہیں۔ (عمدۃ القاری) ۱۲

بَابٌ

کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھنے کی وعید

۵۳۳۵ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان اُس کھانے کو (اپنے لیے) حلال سمجھتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا جاتا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جمہور علماء متقدمین اور متاخرین محدثین فقہاء اور متکلمین فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور اس قسم کی اور احادیث جن میں بسم اللہ نہ پڑھنے پر شیطان کے کھانے کا ذکر ہے حقیقت پر مبنی ہے۔ عقل بھی اس کو تسلیم کرتی ہے اور شریعت نے بھی اس کا انکار نہیں کیا ہے تو اس پر یقین کرنا لازمی ہے۔ ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث اور ایک واقعہ

۵۳۳۶ - وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ يَدَهُ وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَأَنَّهُ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَجَاءَ بِهٰذَا الْأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنَّ يَدَهُ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدِهَا زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ وَأَكَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے پر حاضر ہوتے تو اپنے ہاتھ نہ ڈالتے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء نہ فرماتے پس آپ اپنا دست مبارک ڈالتے۔ ایک دفعہ ہم آپ کے ساتھ کھانے پر حاضر ہوئے تو ایک لڑکی آئی گویا اُسے دھکیلا جا رہا تھا اور وہ کھانے میں ہاتھ ڈالنے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک اعرابی آیا گویا اس کو بھی دھکیلا جا رہا تھا تو آپ نے اُس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اس کھانے کو شیطان اپنے لیے حلال کر لیتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے۔ یہ لڑکی آئی تو اُس نے اس کے ذریعہ حلال کرنا چاہا تو میں نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر یہ اعرابی آیا اور اُس نے اِس کے ذریعہ حلال کرنا چاہا تو میں نے اِس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! اُس کا ہاتھ ان دونوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ ایک روایت میں اتنا اضافہ اور ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور کھایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

بسم اللہ پڑھنے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے

۵۳۳۷ - وَعَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِّبَ طَعَامٌ فَلَمْ أَرَ

حضرت ابوایوب (انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو کھانا پیش کیا گیا ہم نے

طَعَامًا كَانَ اَعْظَمَ بَرَكَةً مِّنْهُ اَوَّلَ مَا اَكَلْنَا وَلَا اَقَلَّ بَرَكَةً فِيْ اٰخِرِهٖ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ هٰذَا قَالَ اِنَّا ذَكَرْنَا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ حِيْنَ اَكَلْنَا ثُمَّ قَعَدَ مَنْ اَكَلَ وَلَمْ يُسَمِّ اللّٰهَ فَاَكَلَ مَعَهُ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

ایسا کھانا نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ برکت والا ہے۔ شروع میں ہم نے کھایا تو آخر تک اس میں برکت کم نہیں ہوئی۔ ہم عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ کیوں؟ فرمایا کہ جب ہم کھانے لگے تو ہم نے اس پر بسم اللہ پڑھ لی پھر ایسا شخص کھانے آ بیٹھا جس نے بسم اللہ نہ پڑھی تو اس کے ساتھ شیطان نے کھایا۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

گھر میں داخلہ کے وقت اللہ کا نام لیں تو شیطان سے حفاظت مل جاتی ہے

٥٣٣٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور کھانا کھاتے وقت (بھی) تو شیطان کہتا ہے: رات کو تمہارے لیے نہ ٹھکانا ہے اور نہ کھانا، اور جب کوئی داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات کا ٹھکانا مل گیا، اور جب کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو (اپنے چیلوں سے) کہتا ہے: تمہیں رات کا ٹھکانا اور کھانا (بھی) مل گیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

کھانے پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا بھول جائے تو کیا کہے؟

٥٣٣٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَنَسِيَ اَنْ يَّذْكُرَ اللّٰهَ عَلٰى طَعَامِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سے کوئی کھائے اور اپنے کھانے پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا بھول جائے تو کہے: "بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ"۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٣٣٩م - وَعَنْ اُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَّاْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ اِلَّا لُقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَاْكُلُ مَعَهٗ فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ اسْتَقَاءَ مَا فِيْ بَطْنِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ایک آدمی کھا رہا تھا اور اُس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی، یہاں تک کہ صرف ایک لقمہ رہ گیا، جب اُسے اپنے منہ کی طرف اٹھایا تو کہا: "بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ"۔ اس پر نبی کریم ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: (بسم اللہ نہ کہنے سے) اس کے ساتھ شیطان متواتر کھاتا رہا اور جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو جو اُس کے پیٹ میں تھا، سارا قے کر کے نکال دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

بائیں ہاتھ سے نہ کھانے اور پینے کا حکم

٥٣٤٠ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَاْكُلَنَّ اَحَدُكُمْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہرگز بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور تم سے کوئی ہرگز بائیں ہاتھ سے

بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نہ پیئے' کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور اسی کے ساتھ پیتا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
دائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے کا حکم

۵۳۴۱ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِيْنِهٖ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّأِ وَبِهٖ نَأْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَأْكُلَ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبَ بِشِمَالِهٖ إِلَّا مِنْ عِلَّةٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب تم میں سے کوئی پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطأ میں فرمایا ہے کہ ہم اوپر کی حدیثوں کے حکم پر عمل کرتے ہیں کہ سیدھے ہاتھ سے کھائیں اور پئیں اور بائیں ہاتھ سے نہ کھائیں اور نہ پئیں مگر کسی بیماری کی وجہ سے۔

بَابٌ
حضور تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے

۵۳۴۲ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلَاثَةِ أَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهٗ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین انگلیوں (یعنی انگوٹھے' پہلی انگلی اور بیچ کی انگلی) سے کھایا کرتے تھے اور دست مبارک پونچھنے سے پہلے چاٹ لیا کرتے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

کھانا ختم کرنے کے بعد والے ضروری آداب

عمدۃ القاری میں صدر کی حدیث کی شرح میں بڑے اچھے فوائد بیان کیے ہیں: (۱) کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لینا' اس لیے مستحب ہے کہ اس میں ہاتھ کی نظافت ہے اور تکبر کی مدافعت ہے' اسی لیے اہل ظاہر نے اس کو واجب قرار دیا ہے۔

امام خطابی کہتے ہیں کہ بعض لوگ انگلیوں کو چاٹنے کو معیوب قرار دیتے ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ مال و دولت کی فراوانی نے ان کی عقلوں کو بگاڑ دیا ہے اور مختلف اقسام کے کھانوں نے ان کی طبیعتوں کو بدل دیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ انگلیوں کا چاٹنا بُرا ہے اور گندگی ہے' ان کو یہ احساس نہیں کہ انگلیوں کو جو غذا لگی ہوئی ہے' اس کو وہی چھوڑتا ہے جس میں تکبر ہے اور جو تارکِ سنت ہے۔

(۲) انگلیوں کو چاٹنے کی حکمت ترمذی کی حدیث شریف میں مذکور ہے' جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو وہ اپنی انگلیوں کو چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ غذا کے کس حصے میں برکت ہے۔ مسلم اور دوسرے ائمۂ حدیث نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اس لیے نہ صرف انگلیوں کو چاٹے بلکہ برتن کو بھی اچھی طرح صاف کرے' اس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قوت ملتی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ برکت سے مراد غذا میں زیادتی اور بھلائی بھی حاصل ہوتی ہے۔

(۳) انگلیوں کو چاٹنے میں ابتداء درمیانی انگلی سے کرے' پھر پہلی انگلی پھر انگوٹھے کو چاٹے جیسا کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں طبرانی کی اوسط کے حوالے سے روایت ہے۔

(۴) کھانے میں سنت یہ ہے کہ تین انگلیوں سے کھائے اور اگر پانچوں انگلیوں سے کھایا جائے تو یہ عمل منع نہیں ہے' مگر کوئی شخص بے ضرورت ایسا کرے تو وہ تارکِ سنت ہے۔

(۵) برتن کو بھی چاٹنا مستحب ہے جیسا کہ طبرانی میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو برتن کو اور اپنی انگلیوں کو چاٹے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت میں سیری نصیب فرمائے گا۔ اور ترمذی میں یہ وضاحت بھی ہے کہ برتن کھانے والے کے لیے استغفار کرتا ہے' چنانچہ بعض روایتوں میں مروی ہے کہ برتن کہتا ہے: جس طرح تو نے مجھے شیطان سے بچایا اور اللہ تعالیٰ بھی تجھے نجات دے۔ یہ پوری تفصیل عمدۃ القاری سے لی گئی ہے۔ ۱۲

بَابٌ
کھانے کے بعد کا ایک ضروری ادب

٥٣٤٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰی يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ نہ پونچھے یہاں تک کہ اُسے چاٹ نہ لے یا کسی کو چٹا نہ دے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٣٤٤ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَيَّةِ الْبَرَكَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور پیالے کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ برکت کس میں ہے؟ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
پیالہ کو چاٹنے کی فضیلت

٥٣٤٥ - وَعَنْ نُبَيْشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ فِیْ قَصْعَةٍ فَلَحِسَهَا اِسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت نُبیشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی پیالے میں کھائے اور پھر اُسے چاٹ لے تو پیالہ اُس کی مغفرت کی دعا کرتا ہے۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٣٤٦ - وَعَنْهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ فِیْ قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحِسَهَا تَقُوْلُ لَهُ الْقَصْعَةُ اَعْتَقَكَ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ كَمَا اَعْتَقْتَنِیْ مِنَ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت نُبیشہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی پیالہ میں کھائے اور پھر اسے چاٹ لے تو پیالہ اس سے کہتا ہے: اللہ تعالیٰ تجھے جہنم سے آزاد کرے جیسے تو نے مجھے شیطان سے آزاد کیا ہے۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

بَابٌ
پیالے میں کھانا کھا رہے ہیں تو اردگرد اور نیچے حصہ سے کھانا چاہیے اور اس کی وجہ

٥٣٤٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ اُتِیَ بِقَصْعَةٍ مِّنْ ثَرِيْدٍ فَقَالَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ثرید (ایک قسم کا کھانا) کا ایک پیالہ پیش کیا گیا' فرمایا کہ اِس کے

كُلُوْا مِنْ جَوَانِبِهَا وَلَا تَأْكُلُوْا مِنْ وَّسْطِهَا فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِيْ وَسْطِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَأْكُلْ مِنْ أَعْلَى الصَّحْفَةِ وَلٰكِنْ يَّأْكُلُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ مِنْ أَعْلَاهَا.

اردگرد سے کھاؤ اور اس کے درمیان سے نہ کھاؤ کیونکہ برکت درمیان سے نازل ہوتی ہے۔اس کی روایت ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو پیالے کے اونچے حصہ سے نہ کھائے بلکہ نچلے حصہ سے کھائے کیونکہ برکت اونچے حصے میں نازل ہوتی ہے۔

٥٣٤٨ - وَعَنْ عِكْرَاشِ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ أُتِيْنَا بِجَفْنَةٍ كَثِيْرَةِ الثَّرِيْدِ وَالْوَذْرِ فَخَبَطْتُ بِيَدِيْ فِيْ نَوَاحِيْهَا وَأَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَقَبَضَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى يَدِي الْيُمْنٰى ثُمَّ قَالَ يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ مَّوْضِعٍ وَّاحِدٍ فَإِنَّهُ طَعَامٌ وَّاحِدٌ ثُمَّ أُتِيْنَا بِطَبَقٍ فِيْهِ أَلْوَانُ التَّمْرِ فَجَعَلْتُ آكُلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَجَالَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّبَقِ فَقَالَ يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ فَإِنَّهُ غَيْرُ لَوْنٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ أُتِيْنَا بِمَاءٍ فَغَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِبَلَلِ كَفَّيْهِ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ وَقَالَ يَا عِكْرَاشُ هٰذَا الْوُضُوْءُ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عکراش بن ذویب سے روایت ہے کہ ہمارے پاس ایک بہت بڑی پلیٹ لائی گئی جس میں بہت زیادہ مقدار میں ثرید اور گوشت کے ٹکڑے تھے۔ میں نے تمام اطراف سے کھانے میں ہاتھ ڈالنا شروع کر دیا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے صرف اپنے سامنے سے کھانا کھایا اور اپنے بائیں دست مبارک سے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے عکراش! ایک طرف سے ہی کھاؤ کیونکہ یہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے' پھر ہمارے پاس ایک بڑی پلیٹ لائی گئی جس میں مختلف اقسام کی کھجوریں تھیں اور میں نے صرف اپنے سامنے سے کھانا شروع کیا جبکہ رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک پلیٹ میں گھوم رہا تھا' پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عکراش! جہاں سے چاہو کھاؤ کیونکہ یہ ایک قسم کا کھانا نہیں ہے۔ پھر ہمارے پاس پانی لایا گیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو دھویا اور اپنی ہتھیلیوں کی تری سے اپنے چہرۂ اقدس' بازو اور سر اقدس کا مسح کیا' اور فرمایا: اے عکراش! جس چیز کو آگ نے متغیر کر دیا ہو یہ اس کا وضو ہے۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ فَقَالَ لَا قَدْ كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الطَّعَامِ إِلَّا قَلِيْلًا فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَّنَا مَنَادِيْلُ إِلَّا أَكُفَّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَأَقْدَامَنَا ثُمَّ نُصَلِّيْ وَلَا نَتَوَضَّأُ.

بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُن سے ایسی چیز کے (کھانے کے) بارے میں دریافت کیا گیا جس کو آگ پر پکایا گیا ہو کہ کیا ایسی چیز (کے کھانے پر) وضوء (یعنی ہاتھوں کا دھونا) ضروری ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں! ہم کو حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں ایسا کھانا (جس کو آگ پر پکایا جائے) کم ہی ملتا تھا' پس جب ایسا کھانا ہمیں مل جاتا تو (ہاتھ پونچھنے کے لیے) ہماری ہتھیلیاں' ہاتھ اور پیر رومال کا کام دیتے تھے' پھر ہم نماز پڑھ لیتے اور ہاتھ نہیں دھوتے تھے۔

بَابٌ

کھانے کے بارے میں ضروری مسنون آداب

٥٣٤٩ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهٖ حَتّٰى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهٖ فَإِذَا سَقَطَتْ مِنْ أَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى ثُمَّ لِيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ فَإِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهٗ فَإِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ فِيْ أَيِّ طَعَامِهٖ يَكُوْنُ الْبَرَكَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

فرماتے ہوئے سنا: شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس ہر کام میں حاضر ہوتا ہے یہاں تک کہ اُس کے کھانے کے وقت بھی حاضر ہوتا ہے جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو جو گندگی اُس میں لگ گئی ہے اُسے دور کر کے کھا لے اور اُسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ اُسے معلوم نہیں کہ کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہو گی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانے اور چلنے کا ادب

٥٣٥٠ - وَعَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اٰكُلُ مُتَّكِئًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَبِيْ دَاوٗدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَا رُؤِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهٗ رَجُلَانِ.

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا ہوں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹیک لگا کر کھاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا اور نہ دو آدمی کے آپ کے پیچھے چلتے (کبھی دیکھے گئے)۔

٥٣٥١ - وَرَوَى ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَعُبَيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ وَّالزُّهْرِيِّ جَوَازَ ذٰلِكَ مُطْلَقًا لِذٰلِكَ قَالَ فِي الْعَالَمْگِيْرِيَّةِ لَا بَأْسَ بِالْأَكْلِ مُتَّكِئًا إِذَا لَمْ يَكُنْ بِالتَّكَبُّرِ وَفِي الظَّهِيْرِيَّةِ هُوَ الْمُخْتَارُ كَذَا فِيْ جَوَاهِرِ الْأَخْلَاطِيْ.

اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس، حضرت خالد بن الولید، حضرت عبیدہ سلمانی، حضرت محمد بن سیرین، حضرت عطاء بن یسار اور حضرت زہری رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اس طرح بیٹھ کر کھانے کی اجازت دی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں بھی یہی قول ہے کہ ٹیک لگا کر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ تکبراً نہ ہو۔ جواہر الاخلاطی نے ظہیریہ کے حوالہ سے اسی کو مختار کہا ہے۔

بَابٌ

کھانا تیار ہو تو جوتے اُتار لیں

٥٣٥٢ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَإِنَّهٗ أَرْوَحُ لِأَقْدَامِكُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کھانا سامنے رکھ جائے تو اپنے جوتے اتار لیا کرو کیونکہ یہ تمہارے پیروں کے لیے راحت ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

کھانا دسترخوان پر کھایا جائے

٥٣٥٣ - وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ وَّلَا

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا اور نہ چھوٹی پیالی میں اور نہ آپ

فِیْ سُکُرُّجَۃٍ وَّلَا خُبِزَ لَہٗ مُرَقَّقٌ قِیْلَ لِقَتَادَۃَ عَلَامَ یَاْکُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

کے لیے پتلی روٹی پکائی گئی۔ حضرت قتادہ سے دریافت کیا گیا کہ وہ کس پر کھاتے تھے: فرمایا کہ دسترخوانوں پر۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ - اچھے قسم کے کھانے' مشروبات اور پھلوں کا استعمال درست ہے

٥٣٥٤ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَعْلَمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَغِیْفًا مُّرَقَّقًا حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰہِ وَلَا شَاۃً سَمِیْطًا بِعَیْنِہٖ قَطُّ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پتلی چپاتی دیکھی ہو' یہاں تک کہ بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوئے اور نہ سالم بھنی ہوئی بکری آپ نے آنکھوں سے دیکھی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زہد دنیوی کی خاطر اور ترکِ تنعّم کے لیے اور ایثارِ الٰہی کی بناء پر اچھے قسم کے کھانے نہیں کھائے۔ فتاویٰ عالمگیری میں صراحت ہے کہ اچھے قسم کے کھانے اور مشروبات جیسے فالودہ وغیرہ اور پھلوں اور میووں کا استعمال درست ہے۔

(حاشیہ زجاجہ)

بَابٌ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک زمانہ کی معاشرت کی ایک جھلک

٥٣٥٥ - وَعَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّقِیَّ مِنْ حِیْنَ ابْتَعَثَہُ اللّٰہُ حَتّٰی قَبَضَہُ اللّٰہُ وَقَالَ مَا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُنْخَلًا مِّنْ حِیْنَ ابْتَعَثَہُ حَتّٰی قَبَضَہُ اللّٰہُ قِیْلَ کَیْفَ کُنْتُمْ تَاْکُلُوْنَ الشَّعِیْرَ غَیْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ کُنَّا نَطْحَنُہٗ وَنَنْفُخُہٗ فَیَطِیْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِیَ ثَرَّیْنَا فَاَکَلْنَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعثت سے (یعنی نبوت ملنے کے بعد) وصالِ مبارک تک میدہ نہیں دیکھا اور (یہ بھی) فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعثت سے وفات تک چھلنی (بھی) نہیں دیکھی۔ دریافت کیا گیا کہ آپ حضرات جَو کس طرح کھاتے تھے؟ فرمایا کہ ہم اُسے پیستے اور اُس میں پھونکیں مارتے تو کچھ بھوسی اُڑ جاتی ہے اور باقی کو پکا کر کھالیا کرتے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ - ایضاً دوسری حدیث

٥٣٥٦ - وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ یَاْتِیْ عَلَیْنَا الشَّہْرُ مَا نُوْقِدُ فِیْہِ نَارًا اِنَّمَا ہُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ اِلَّا اَنْ یُّؤْتٰی بِاللُّحَیْمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے' فرماتی ہیں کہ ہم پر ایسا مہینہ بھی آتا جس میں ہم آگ نہ جلاتے اور ہمارا گزارا کھجوروں اور پانی پر ہوتا سوائے تھوڑے بہت گوشت کے' جو بھیج دیا جاتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ - ایضاً تیسری حدیث

٥٣٥٧ - وَعَنْہَا قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ یَّوْمَیْنِ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ اِلَّا وَاَحَدُہُمَا تَمْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے' فرماتی ہیں کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی متواتر دو دن گندم کی روٹیاں پیٹ بھر کر نہیں کھائیں' بلکہ اُن میں سے ایک روز کھجوریں کھائیں۔ بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔

بَابٌ

٥٣٥٨ - وَعَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ایضاً چوتھی حدیث

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ہم نے دو سیاہ چیزیں (کھجور اور پانی) شکم سیر ہو کر نہیں کھائیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

٥٣٥٩ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اَلَسْتُمْ فِيْ طَعَامٍ وَّشَرَابٍ مَّا شِئْتُمْ لَقَدْ رَاَيْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاُ بَطْنَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ایضاً پانچویں حدیث

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ کیا تم لوگ کھانے پینے میں پھنسے ہوئے نہیں ہو جبکہ میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کو گھٹیا کھجوریں بھی اتنی نہ ملتیں جنہیں شکم سیر ہو کر کھا لیتے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٣٦٠ - وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْعِيًا يَّاْكُلُ تَمْرًا وَّفِيْ رِوَايَةٍ يَّاْكُلُ مِنْهُ اَكْلًا ذَرِيْعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اُکڑوں بیٹھ کر کھجور کھانے کا ذکر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اُکڑوں بیٹھے کھجوریں کھا رہے تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ اُن میں سے جلدی جلدی کھا رہے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٣٦١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقْرِنَ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَاْذِنَ اَصْحَابَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ سَبَبُهٗ اَنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ ضَيْقٍ مِّنَ الْعَيْشِ ثُمَّ نُسِخَ لَمَّا حَصَلَتِ التَّوْسِعَةُ لِمَا رَوَى الْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاِقْرَانِ فِي التَّمْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَسَّعَ عَلَيْكُمْ فَاقْرِنُوْا وَلٰكِنَّ الْاَدَبَ مُطْلَقًا اَلتَّاَدُّبُ فِي الْاَكْلِ وَتَرْكُ الشِّرْهِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مُسْتَعْجِلًا.

کھجور کھانے کے آداب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا کر دو کھجوریں کھانے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل کر لے۔ بخاری اور مسلم نے اس کی روایت کی اس کی وجہ یہ ہے کہ (اسلام کے ابتدائی دور میں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنگی تھی اور جب تنگی دور ہو گئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ بزار نے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو دو کھجور ملا کر کھانے سے منع فرمایا تھا اب چونکہ اللہ تعالیٰ نے معیشت میں وسعت دے دی ہے تو تم دو کھجور ملا کر کھا سکتے ہو لیکن کھانے میں ادب اور سلیقہ کا لحاظ رکھو اور لالچ سے دور رہو ہاں! اگر جلدی مطلوب ہو تو مضائقہ نہیں۔

بَابٌ

٥٣٦٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجُوْعُ

گھروں میں کھجوروں کے رکھنے کی فضیلت

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس گھر والے بھوکے نہیں رہتے جن کے پاس کھجوریں ہوں دوسری

أَهْلُ بَيْتٍ عِنْدَهُمُ التَّمْرُ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

روایت میں فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں' ایسے گھر والے بھوکے ہیں' اس طرح دو یا تین مرتبہ فرمایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
عجوہ کھجور کی فضیلت

۵۳۶۳ - وَعَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَّمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَّلَا سِحْرٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھائے تو اُس روز اسے کوئی زہر یا جادو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے مدینہ منورہ کی فضیلت کے علاوہ مدینہ پاک کی عجوہ کھجوروں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور اس حدیث شریف سے صبح کے وقت سات عجوہ کھجور کھانے کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے' جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور سات عدد کی بھی اہمیت ایسی ہی ہے جیسا نمازوں کی تعداد اور زکوٰۃ کا نصاب وغیرہ۔ یہ مرقات میں مذکور ہے۔

بَابٌ
عجوہ اور کمأۃ کی فضیلت

۵۳٦٤ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيْهَا شِفَاءٌ مِّنَ السَّمِّ وَالْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاءُهَا شِفَاءٌ لِّلْعَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عجوہ جنت (کے میووں) سے ہے اور اُس میں زہر سے شفاء ہے' اور کمأۃ (ایک بوٹی ہے جو بارش میں انڈے یا چتر کی شکل میں زمین سے اُگتی ہے)' مَن وسلویٰ (ترنجبین) کی قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ
عجوہ علی الصبح کھانے کی فضیلت

۵۳٦۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِيْ عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءٌ وَّإِنَّهَا تِرْيَاقٌ أَوَّلِ الْبُكْرَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالیہ کی عجوہ میں شفاء ہے اور علی الصبح ان کا کھانا تریاق ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
دل کی بیماری کے علاج کی نبوی تجویز

۵۳٦٦ - وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ مَرِضْتُ مَرَضًا أَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَهَا عَلٰى فُؤَادِيْ وَقَالَ إِنَّكَ رَجُلٌ مَّفْئُوْدٌ ائْتِ الْحَارِثَ بْنَ كَلْدَةَ أَخَا ثَقِيْفٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَّتَطَبَّبُ فَلْيَأْخُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِّنْ عَجْوَةِ الْمَدِيْنَةِ فَلْيَجَأْهُنَّ بِنَوَاهُنَّ ثُمَّ لِيَلُدَّكَ بِهِنَّ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: میں (فتح مکہ کے موقع پر مکہ معظمہ میں) بیمار ہو گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے اور اپنا دست مبارک میری چھاتیوں کے درمیان رکھا' یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل میں محسوس کی' فرمایا کہ تمہارے دل میں تکلیف ہے۔ تم حارث بن کلدہ ثقفی کے پاس جاؤ جو علاج کرتا ہے' چاہیے کہ مدینہ منورہ کی سات عجوہ کھجوریں لی جائیں' اُنہیں گٹھلیوں سمیت کوٹا جائے' پھر اُن کا شیرہ تمہیں پلایا جائے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
حضور ﷺ نے تر کھجوریں ککڑی کے ساتھ تناول فرمائیں

٥٣٦٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تر کھجوریں ککڑی کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ
حضور ﷺ تربوز کو تر کھجور کے ساتھ تناول فرماتے اور اس کی وجہ

٥٣٦٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ الْبِطِّيْخَ بِالرُّطَبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تربوز کو تر کھجوروں کے ساتھ کھالیا کرتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَزَادَ أَبُوْ دَاوُدَ وَيَقُوْلُ يَكْسِرُ حَرُّ هٰذَا بِبَرْدِ هٰذَا وَبَرْدُ هٰذَا بِحَرِّ هٰذَا وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

اور ابوداؤد کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ اِس کی گرمی اُس کی ٹھنڈک کو توڑتی ہے اور اُس کی ٹھنڈک اِس کی گرمی کو۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

بَابٌ
حضور ﷺ کو مکھن اور کھجور پسند تھے

٥٣٦٩ - وَعَنِ ابْنَيْ بُسْرٍ السُّلَمِيَّيْنِ قَالَا دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدَّمْنَا زُبْدًا وَتَمْرًا وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت بُسر رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادے (عطیہ اور عبداللہ) جو سُلمی ہیں' اُن سے روایت ہے' دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے آپ کو مکھن اور کھجوریں پیش کیں' کیونکہ آپ مکھن اور کھجوریں پسند فرماتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
حضور ﷺ نے جَو اور کھجور ملا کر تناول فرمائیں

٥٣٧٠ - وَعَنْ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ كِسْرَةً مِّنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً فَقَالَ هٰذِهٖ إِدَامُ هٰذِهٖ وَأَكَلَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جَو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اُس پر کھجوریں رکھ کر فرمایا: یہ اُس کا سالن ہے اور تناول فرمائیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف کے راوی حضرت یوسف صاحبزادہ ہیں حضرت عبداللہ بن سلام کے' جو یہودیوں کے عالم تھے' جن کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد و امجاد میں تھے۔ (اسماء الرجال مشکوٰۃ)

وَقَالَ تَاجُ الشَّرِيْعَةِ وَأَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِدَامُ هٰذِهٖ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَإِنَّهٗ مِنْ أَسْمَاءِ الشَّرْعِ وَالْإِيْمَانُ لَا يَتَعَلَّقُ بِهَا.

اور تاج الشریعہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس حدیث میں یہ فرمانا کہ یہ اس کا سالن ہے' یہ شرعی اسماء میں سے ہے' اس کا ایمان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

بَابٌ
کھانے میں پرہیز کا ایک واقعہ

٥٣٧١ - وَعَنْ اُمِّ الْمُنْذِرِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ عَلِيٌّ وَلَنَا دَوَالٍ مُّعَلَّقَةٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ وَعَلِيٌّ مَّعَهٗ يَاْكُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ مَهْ يَا عَلِيُّ فَاِنَّكَ نَاقِهٌ قَالَتْ فَجَعَلْتُ لَهُمْ سِلْقًا وَّشَعِيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مِنْ هٰذَا فَاَصِبْ فَاِنَّهٗ اَوْفَقُ لَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت اُمّ المنذر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) میرے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور ہمارے پاس کھجور کے گچھے لٹکے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ تناول فرمانے لگے اور ساتھ ہی حضرت علی بھی کھانے لگے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! ٹھہرو! تم کمزور ہو (کھجور نہ کھاؤ)۔ اُمّ المنذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اُن کے لیے چقندر اور جَو تیار کیے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی! یہ کھاؤ! یہ (غذا) تمہارے موافق ہے! اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

پرانی کھجوروں سے کیڑے نکال کر کھائیں

٥٣٧٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ عَتِيْقٍ فَجَعَلَ يُفَتِّشُهٗ وَيُخْرِجُ السُّوْسَ مِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پرانی کھجوریں پیش کی گئیں تو آپ انہیں چیرنے اور اُن سے کیڑے نکالنے لگے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کو کدّو پسند تھا

٥٣٧٣ - وَعَنْهُ اَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيْرٍ وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَّقَدِيْدٌ قَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالِي الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمَئِذٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک درزی نے حضور نبی کریم ﷺ کو کھانے پر بلایا، جو اُس نے تیار کیا تھا، میں بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ گیا۔ اُس نے جَو کی روٹیاں اور شوربا پیش کیا جس میں کدّو اور خشک گوشت تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ پیالے کے کنارے سے کدّو تلاش کر رہے تھے۔ پس اُس روز سے میں ہمیشہ کدّو کو پسند کرتا ہوں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کو ثرید بے حد پسند تھا

٥٣٧٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَحَبُّ الطَّعَامِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثَّرِيْدُ مِنَ الْخُبْزِ وَالثَّرِيْدُ مِنَ الْحَيْسِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کھانوں میں روٹی کا ثرید اور حَیس کا ثرید سب سے زیادہ پسند تھا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ (حَیس وہ کھانا ہے جو کھجور، پنیر اور گھی ملا کر تیار کیا جائے)

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کے بکری کے دست کھانے کا واقعہ

٥٣٧٥ - وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ اُمَيَّةَ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ

حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بکری کا دست کاٹ کر کھاتے دیکھا، جو آپ کے دستِ مبارک میں تھی، آپ

شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ نے اُسے رکھ دیا اور چھری کو بھی جس سے آپ کاٹ رہے تھے، پھر نماز پڑھائی اور تازہ وضو نہیں کیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

مونچھ کو کتروائیں یا منڈوائیں

٥٣٧٦ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ضِفْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَمَرَ بِجَنْبٍ فَشُوِيَ ثُمَّ أَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحُزُّ لِيْ بِهَا مِنْهُ فَجَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَأَلْقَى الشَّفْرَةَ فَقَالَ مَالَهُ تَرِبَتْ يَدَاهُ قَالَ وَكَانَ شَارِبُهُ وَفَاءً فَقَالَ لِيْ أَقُصُّهُ لَكَ عَلٰى سِوَاكٍ أَوْ قُصَّهُ عَلٰى سِوَاكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہوا، آپ نے (بکری کے) دست کا حکم دیا تو اُسے بھونا گیا، پھر آپ چھری لے کر اُس میں سے کاٹنے لگے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر آپ کو نماز کی اطلاع دی۔ آپ نے چھری ڈال دی اور فرمایا: اِسے کیا ہو گیا؟ اس کے دونوں ہاتھوں میں مٹی لگے۔ راوی کا بیان ہے کہ اُن کی مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں تو مجھ سے فرمایا: کیا مسواک پر رکھ کر میں کاٹ دوں یا مسواک پر رکھ کر تم کاٹ لو گے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٥٣٧٧ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ قَالَ الطَّحَاوِيُّ أَنَّ الْمُزَنِيَّ وَالرَّبِيْعَ كَانَا يُحْفِيَانِهِ وَيُوَافِقُهُ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَصَاحِبَيْهِ الْإِحْفَاءُ أَفْضَلُ مِنَ التَّقْصِيْرِ وَأَمَّا حَدِيْثُ الْمُغِيْرَةِ فَلَيْسَ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى شَيْءٍ لِأَنَّهُ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ وَلَمْ يَكُنْ بِحَضْرَتِهٖ مِقْرَاضٌ يُقَدِّرُ عَلٰى إِحْفَاءِ الشَّارِبِ.

بخاری کی ایک روایت میں ہے جس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے، آپ نے فرمایا: ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو منڈواؤ۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام مزنی اور امام ربیع رحمۃ اللہ علیہما دونوں مونچھ کو منڈواتے تھے اور یہ عمل امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کے قول کے مطابق ہے کہ ان ائمہ کرام نے فرمایا کہ منڈوانا، کتروانے سے افضل ہے۔ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کسی چیز کی صراحت نہیں ہے (کہ مونچھ کو منڈوایا جائے یا کتروایا جائے)۔ یہ جائز ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ایسا کیا ہے اور اس وقت آپ کے پاس قینچی نہیں تھی کہ آپ اس سے مونچھیں کاٹتے۔

بَابٌ

پکے ہوئے گوشت کو دانتوں سے نوچنا مستحب ہے

٥٣٧٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّيْنِ فَإِنَّهُ مِنْ صُنْعِ الْأَعَاجِمِ وَانْهَسُوْهُ فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَقَالَ فِي الْمِرْقَاتِ فَالْمَعْنٰى لَا تَجْعَلُوا الْقَطْعَ بِالسِّكِّيْنِ دَأْبَكُمْ وَعَادَتَكُمْ كَالْأَعَاجِمِ بَلْ إِذَا كَانَ نَضِيْجًا فَانْهَسُوْهُ وَإِذَا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کیونکہ ایسا عجمی کرتے ہیں بلکہ اُسے دانتوں سے نوچا کرو، کیونکہ یہ لذت دے گا اور جلد ہضم ہو گا۔ اِسے ابوداؤد اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا اور مرقات میں فرمایا کہ عجمیوں کی طرح چھری کے ساتھ کاٹنے کو اپنا طریقہ اور عادت نہ بناؤ بلکہ جب پکا ہوا ہو تو اسے دانتوں سے نوچو اور جب پکا ہوا نہ ہو تو چھری سے کاٹو۔

لَمْ يَكُنْ نَضِيْجًا فَحَزُّوْهُ بِالسِّكِّيْنِ.

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ پکے ہوئے گوشت کو دانتوں سے نوچنا اس لیے مستحب ہے کہ اس میں تواضع ہے اور یہ تکبر کے بھی منافی ہے۔ یہ قول شرح السنہ کے حوالہ سے ابن الملک نے بیان کیا ہے' البتہ بے پکے ہوئے گوشت کو چھری سے کاٹ سکتے ہیں۔ ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٣٧٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور گوشت لایا گیا اور دست آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا جس کو آپ پسند فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے اس میں سے نوچا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کو کُھرچن پسند تھا

٥٣٨٠ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الثُّفْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کُھرچن کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کو میٹھی چیز اور شہد پسند تھا

٥٣٨١ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میٹھی چیز اور شہد کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

نمک کی اہمیت

٥٣٨٢ - وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ اِدَامِكُمُ الْمِلْحُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے سالنوں کا سردار نمک ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

سرکہ اچھا سالن ہے!

٥٣٨٣ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ اَهْلَهُ الْاُدُمَ فَقَالُوْا مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ فَدَعَا بِهٖ فَجَعَلَ يَاْكُلُ بِهٖ وَيَقُوْلُ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن مانگا۔ وہ عرض گزار ہوئے کہ ہمارے پاس سرکہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ نے اُس کو منگوایا اور اُسی کے ساتھ کھانے لگے اور فرماتے جاتے: سرکہ اچھا سالن ہے! سرکہ اچھا سالن ہے! اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٣٨٤ - وَعَنْ اُمِّ هَانِىءٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ

حضرت اُم ھانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعِنْدَکَ شَیْءٌ قُلْتُ لَا اِلَّا خُبْزٌ یَابِسٌ وَّخَلٌّ فَقَالَ هَاتِیْ مَا اَقْفَرَ بَیْتٌ مِّنْ اُدُمٍ فِیْهِ خَلٌّ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ میں عرض گزار ہوئی کہ سوکھی روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ نہیں ہے! فرمایا: لے آؤ! وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

زیتون اور اس کے تیل کے استعمال کی تاکید

٥٣٨٥ - وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُوا الزَّیْتَ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت ابواُسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کی مالش کرو کیونکہ یہ مبارک درخت سے ہے۔ اس کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک میں پنیر قبول فرمایا

٥٣٨٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِجُبْنَةٍ فِیْ تَبُوْكَ فَدَعَا بِالسِّكِّیْنِ فَسَمّٰی وَقَطَعَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تبوک کے مقام پر پنیر پیش کیا گیا، آپ نے چھری منگوائی، بسم اللہ پڑھی اور اُسے کاٹا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حلال اور حرام کی وضاحت

٥٣٨٧ - وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّمْنِ وَالْجُبْنِ وَالْفِرَاءِ فَقَالَ الْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ فِیْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فِیْ كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفٰی عَنْهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِیُّ.

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گھی، پنیر اور نیل گائے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: حلال وہ ہے جو اللہ کی کتاب میں حلال ہے اور حرام وہ ہے جو اللہ کی کتاب میں حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا، وہ اُن چیزوں سے ہے جن سے معاف فرمایا گیا ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ جمہور احناف اور شوافع علیہم الرحمۃ نے فرمایا ہے: "الاصل فی الاشیاء الاباحۃ" چیزوں میں اصل اباحت یعنی جواز ہے جب تک اس چیز سے روکا نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا" (البقرہ: ٢٩) اللہ تعالیٰ نے زمین میں جو کچھ ہے تمہارے ہی لیے پیدا فرمایا۔ تو ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا فرمایا اور بندے اس کی بندگی کے لیے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ" (الذاریٰت: ٥٦) میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔ یہ مضمون مرقات اور رد المحتار سے ماخوذ ہے۔ ١٢

بَابٌ

نجس کھال میں رکھی چیز نجس ہوتی ہے

٥٣٨٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَدِدْتُ اَنَّ عِنْدِیْ خُبْزَةً بَیْضَاءَ مِنْ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَةً بِسَمْنٍ وَّلَبَنٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَاتَّخَذَهٗ فَجَاءَ بِهٖ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس گیہوں کی روٹی ہو، جس کو گھی اور دودھ سے تر کیا ہو۔ حاضرین میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور تیار کر کے لے آیا۔ آپ نے پوچھا: یہ (گھی) کس چیز میں تھا؟ عرض گزار ہوا کہ گوہ (ایک جانور کی کھال)

فَقَالَ فِیْ اَیِّ شَیْءٍ کَانَ هٰذَا قَالَ فِیْ عُکَّةِ ضَبٍّ قَالَ ارْفَعْهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

کی کپی میں۔ آپ نے فرمایا: اسے اُٹھالو! (اس لیے کہ اُس جانور کی کھال نجس ہے) اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

تلبینہ (حریرہ) کے فائدے

۵۳۸۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ التَّلْبِیْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِیْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: تلبینہ (حریرہ جو آٹے اور دودھ سے بناتے ہیں) مریض کے دل کو راحت پہنچاتا ہے اور بعض غموں کو دور کرتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

تلبینہ یعنی حریرہ کے فائدہ پر دوسری حدیث

۵۳۹۰ - وَعَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ اَهْلَهُ الْوَعَكُ اَمَرَ بِالْحَسَاءِ فَصُنِعَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ فَحَسُّوْا مِنْهُ وَکَانَ یَقُوْلُ اِنَّهُ لَیَرْتُوْ فُؤَادَ الْحَزِیْنِ وَیَسْرُوْ عَنْ فُؤَادِ السَّقِیْمِ کَمَا تَسْرُوْ اِحْدَاکُنَّ الْوَسَخَ بِالْمَاءِ عَنْ وَّجْهِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں میں سے جب کسی کو بخار چڑھ جاتا تو آپ حریرہ کا حکم فرماتے، جو بنایا جاتا پھر اُنہیں گھونٹ گھونٹ پینے کا حکم فرماتے اور فرمایا کرتے کہ یہ غمگین کے دل میں طاقت پہنچاتا ہے اور مریض کے دل سے تنگی دور کرتا ہے، جیسے تم میں سے کوئی پانی کے ساتھ اپنے چہرے کا میل دور کرتی ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھانے کے بارے میں مبارک رویہ

۵۳۹۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَکَلَهُ وَاِنْ کَرِهَهُ تَرَکَهُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کھانے کی بُرائی نہیں کی، اگر خواہش ہوتی تو کھا لیتے اور اگر ناپسند فرماتے تو اُسے چھوڑ دیتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کھانے کے آداب میں یہ ہے کہ اس پر عیب نہ لگائے جیسا بعض لوگوں کا عمل ہے کہ یوں کہتے ہیں: کیا ہی کھارا کھانا ہے؟ نمک ہی نہیں ہے! کیا کھٹا کر دیا، برابر پکایا نہیں ہے، بالکل کچھ رکھ دیا، وغیرہ۔ یہ وضاحت عمدۃ القاری سے لی گئی ہے۔ ۱۲

بَابٌ

مسلمان اور کافر کے کھانے کا فرق

۵۳۹۲ - وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلًا کَانَ یَاْکُلُ اَکْلًا کَثِیْرًا فَاَسْلَمَ وَکَانَ یَاْکُلُ قَلِیْلًا فَذُکِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ یَاْکُلُ فِیْ مِعًا وَّاحِدٍ وَّالْکَافِرُ یَاْکُلُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک آدمی بہت کھانا کھایا کرتا تھا، وہ مسلمان ہو گیا تو بہت کم کھانے لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَرَوٰی مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی وَابْنِ عُمَرَ

اور مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے صرف اس کی

اَلْمُسْنَدَ مِنْهُ فَقَطْ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهٗ ضَيْفٌ وَّهُوَ كَافِرٌ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اُخْرٰی فَشَرِبَهٗ ثُمَّ اُخْرٰی فَشَرِبَهٗ حَتّٰی شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ اَنَّهٗ اَصْبَحَ فَاَسْلَمَ فَاَمَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اَمَرَ بِاُخْرٰی فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِیْ مِعًا وَّاحِدٍ وَّالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ.

مسند روایت (یعنی بغیر واقعہ مذکورہ کے) کی ہے۔اور اُسی کی دوسری روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو مہمان بنایا جو کافر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو بکری کا دودھ دوہا گیا اور وہ دودھ پی گیا' پھر دوسری کا حکم دیا تو اُسے بھی پی گیا یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا' صبح ہوئی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو بکری دوہی گئی اور وہ اس کا دودھ پی گیا' پھر آپ نے دوسری کے لیے حکم فرمایا' لیکن وہ اُسے نہ پی سکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

بَابٌ

بسیار خوری نحوست ہے

٥٣٩٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَّشْتَرِیَ غُلَامًا فَاَلْقٰی بَيْنَ يَدَيْهِ تَمْرًا فَاَكَلَ الْغُلَامُ فَاَكْثَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ كَثْرَةَ الْاَكْلِ شُؤْمٌ وَّاَمَرَ بِرَدِّهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غلام کو خریدنے کا ارادہ فرمایا تو اُس کے سامنے کھجوریں ڈال دیں' غلام نے بہت زیادہ کھائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بسیار خوری نحوست ہے اور اُسے واپس کرنے کا حکم فرمایا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے اور تین کا چار کے لیے کافی ہے

٥٣٩٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِیْ الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِیْ الْاَرْبَعَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے کافی ہے اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ایک کا کھانا دو کے لیے' دو کا چار اور چار کا آٹھ کے لیے کافی ہے

٥٣٩٥ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِی الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک کا کھانا دو کے لیے کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لیے کفایت کرتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے کفایت کرتا ہے۔ اس

الْاِثْنَیْنِ یَکْفِی الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ یَکْفِی الثَّمَانِیَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

کالے کالے پیلو بہتر ہوتے ہیں

٥٣٩٦ - وَعَنْهُ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِی الْکَبَاثَ فَقَالَ عَلَیْکُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَاِنَّهُ اَطْیَبُ فَقِیْلَ اَکُنْتَ تَرْعَی الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا رَعَاهَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ہم مرالظہر ان کے مقام پر پیلو چن رہے تھے تو آپ نے فرمایا: کالے کالے چنو' کیونکہ وہ زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ کیا آپ نے بکریاں چرائیں ہیں؟ فرمایا: ہاں! اور کوئی نبی نہیں ہوا مگر اُس نے بکریاں چرائی ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

کھنبی کی فضیلت اور اس کی شفاء کا بیان

٥٣٩٧ - وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْکَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِّلْعَیْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھنبی من سے ہے اور اُس کے پانی میں آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔ اس کی بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر روایت کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ مِّنَ الْمَنِّ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ.

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اُس من سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔

٥٣٩٨ - وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِیَ بِطَعَامٍ اَکَلَ مِنْهُ وَبَعَثَ بِفَضْلِهٖ اِلَیَّ وَاَنَّهُ بَعَثَ اِلَیَّ یَوْمًا بِقَصْعَةٍ لَّمْ یَاْکُلْ مِنْهَا لِاَنَّ فِیْهَا ثُوْمًا فَسَاَلْتُهُ اَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰکِنْ اَکْرَهُهُ مِنْ اَجْلِ رِیْحِهٖ قَالَ فَاِنِّیْ اَکْرَهُ مَا کَرِهْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوایوب (انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جب کھانا پیش کیا جاتا تو آپ اُس میں سے تناول فرمالیتے اور بچا ہوا میری طرف بھیج دیتے۔ ایک روز آپ نے میری طرف پیالہ بھیجا جس میں سے آپ نے تناول نہیں فرمایا تھا کیونکہ اُس میں لہسن تھا۔ میں نے سوال کیا کہ کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا: نہیں! لیکن میں اس کی بدبو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں' پس آپ کے ناپسند فرمانے کی وجہ سے میں بھی اُسے ناپسند کرتا ہوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَکَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْیَعْتَزِلْنَا اَوْ قَالَ فَلْیَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْیَقْعُدْ فِیْ بَیْتِهٖ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِقِدْرٍ فِیْهِ خَضِرَاتٌ مِّنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِیْحًا فَقَالَ قَرِّبُوْهَا اِلٰی بَعْضِ اَصْحَابِهٖ وَقَالَ کُلْ فَاِنِّیْ اُنَاجِیْ مَنْ لَّا تُنَاجِیْ.

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کچا لہسن یا کچی پیاز کھائے وہ ہم سے دور رہے' یا یہ فرمایا کہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے' اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک ہانڈی پیش کی گئی جس میں مختلف سبزیاں تھیں تو اُن میں سے بدبو آئی' فرمایا کہ یہ فلاں صحابی کو دے دو اور ارشاد ہوا کہ کھالو کیونکہ میں اُس ذاتِ عالی سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرتے۔

وَرَوَی اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیٍّ

اور ابوداؤد اور ترمذی نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَکْلِ الثُّوْمِ اِلَّا مَطْبُوْخًا قَالَ مُحَمَّدٌ فِی الْمُوْطَّا اِنَّمَا کُرِہَ ذٰلِکَ لِرِیْحِہٖ فَاِذَا اُمِیْتَ طَبْخًا فَلَا بَاْسَ بِہٖ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لہسن کھانے سے منع فرمایا ہے مگر جبکہ پکالیا ہو۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطأ میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بدبو کی وجہ سے اس کو ناپسند فرمایا اور جب تم نے اس کو پکا کر اس کی بدبو کو مار دیا تو اب اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور امام ابوحنیفہ اور عامۂ احناف رحمۃ اللہ علیہم کا یہی قول ہے۔

ف: صدر کی حدیث جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد ہے کہ جو کچا لہسن یا کچی پیاز کھائے وہ ہماری مسجد سے دور رہے۔ واضح ہو کہ اس سے ساری مسجدیں مراد ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی چیزوں سے جس طرح انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسی ترکاریاں جن میں بدبو ہوتی ہے جیسے پیاز، مولی، گوبھی وغیرہ ان کا استعمال کچے پن کی صورت میں مکروہ ہے اور تمباکو کا بھی یہی حکم ہے کہ اس زمانہ میں ہر شخص اس میں مبتلا ہے اس بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں بعض نے اس کو حرام کہا بعض نے جائز کہا بعض نے مکروہ تحریمی قرار دیا اور بعض نے مکروہ تنزیہی کہا۔ تمباکو کے مسئلہ کو علامہ عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ ''ترویح الجنان بتشریح حکم شرب الدخان'' میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

بَابٌ

حضور ﷺ کے آخری کھانے کا بیان

۵۳۹۹ - وَعَنْ اَبِیْ زِیَادٍ قَالَ سُئِلَتْ عَائِشَۃُ عَنِ الْبَصَلِ فَقَالَ اِنَّ اٰخِرَ طَعَامٍ اَکَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ فِیْہِ بَصَلٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوزیاد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پیاز کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: آخری کھانا جو رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمایا اُس میں (پکی ہوئی) پیاز بھی تھی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۵۴۰۰ - وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ کَرِبَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کِیْلُوْا طَعَامَکُمْ یُبَارَکْ لَکُمْ فِیْہِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے اناج کو ماپ تول لیا کرو کیونکہ تمہارے لیے اس میں برکت ڈالی جائے گی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: مرقات میں اس کی وضاحت علامہ مظہر علیہ الرحمہ کے حوالہ سے یہ بیان کی گئی ہے کہ اناج کے ماپ تول سے غرض یہ ہے کہ انسان ضرورت پر اناج اُدھار لیتا ہے اس کی خرید و فروخت کرتا ہے اور اگر ماپ تول نہ ہو تو خرید و فروخت مجہول ہو جائے گی۔ اسی طرح گھر کے پکوان میں بھی ناپ تول نہ ہو تو کس طرح کفایت کا انتظام ہوگا کبھی کھانا کم ہو جائے گا اور کبھی ضرورت سے زائد پکا دیا جائے گا اور یہ بھی انداز نہ ہوگا کہ سال بھر میں کتنا ذخیرہ کر دیا جائے حالانکہ مسنون یہ ہے کہ سال بھر کا اناج اہل و عیال کے لیے مہیا کر دیا جائے اور سنت نبوی ﷺ کی جو پابندی کرے گا اُسے دنیا میں برکت نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی اجر عظیم حاصل ہوگا۔ ۱۲

بَابٌ

کھانے کو ٹھنڈا کر کے کھانے میں برکت ہے

۵۴۰۱ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّھَا کَانَتْ اِذَا اُتِیَتْ بِثَرِیْدٍ اَمَرَتْ بِہٖ فَغُطِّیَ حَتّٰی تَذْھَبَ فَوْرَۃُ دُخَانِہٖ وَتَقُوْلُ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ھُوَ اَعْظَمُ

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اُن کے پاس ثرید لایا جاتا تو اُس کو ڈھانپ دینے کا حکم فرماتیں یہاں تک کہ اس کی بھاپ کی تیزی جاتی رہتی اور فرماتیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ بہت ہی باعث برکت ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی

لِلْبَرَكَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

ہے۔

بَابٌ

دسترخوان اٹھانے پر دعا

٥٤٠٢ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُهٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دسترخوان اٹھالیا جاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اس طرح) دعا فرمایا کرتے: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، بہت زیادہ تعریفیں، پاکیزہ، جس میں برکت دی گئی، نہ کفایت کیا ہوا، نہ چھوڑا ہوا اور نہ اُس سے بے پروائی کی! اے ہمارے رب! اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

کھانے سے فارغ ہونے کی دعا

٥٤٠٣ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنْ مُّسْلِمِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو (یوں) دعا فرماتے: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٠٤ - وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ وَشَرِبَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوایوب (انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھالیتے یا (کچھ) پی لیتے تو یوں دعا فرماتے: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے کھلایا، پلایا اور حلق سے اتارا اور اُس کے نکلنے کا راستہ بنایا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کھانے یا پینے پر کس بندہ سے راضی ہوتے ہیں؟

٥٤٠٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَيَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّاْكُلَ الْاَكْلَةَ فَيَحْمَدُهٗ عَلَيْهَا اَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهٗ عَلَيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اُس بندے سے راضی ہوتا ہے کہ جب وہ کھانا کھالے تو اُس پر اس کی تعریف کرے یا جب وہ کوئی چیز پیئے تو اس پر اس کی حمد بیان کرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والے کا مرتبہ

٥٤٠٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّابِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ سِنَانِ بْنِ سَنَّةَ عَنْ اَبِيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والا صابر روزہ دار کی طرح ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور دارمی نے سنان بن سَنّہ سے بواسطہ ان کے والد ماجد کے روایت کیا۔ (مرقات میں لکھا ہے کہ شکر کی کم ترین حد یہ ہے کہ انسان جب کھائے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے اور جب فارغ ہو جائے تو

الحمد للہ کہے۔ ۱۲)

بَابُ الضِّيَافَةِ

ضیافت اور مہمان نوازی کا بیان

بَابٌ

مہمانی کی تاکید اور اس کی فضیلت

۵۴۰۷ - عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ وَفِيْ رِوَايَةٍ بَدَلُ الْجَارِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ اور ایک روایت میں ہمسائے کے بدلہ ہے کہ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ضیافت مسنون ہے واجب نہیں پہلے واجب تھی پھر اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ مہمان کی آمد پر خندہ پیشانی سے پیش آنا خوش آمدید کہنا اور اپنی وسعت کے مطابق تین دن تک کھانا کھلانا مہمان کا اکرام ہے۔ اور تین دن کے بعد بغیر تکلف کے ماحضر سے اس کی ضیافت نیکی ہے۔ یہ وضاحت عمدۃ القاری اور مرقات سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۴۰۸ - وَعَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتُهٗ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَّالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَّلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّثْوِيَ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُحْرِجَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن پرتکلف دعوت ہے اور تین دن ضیافت ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ نیکی ہے اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ دوسرے کے پاس اتنا ٹھہرے کہ وہ تنگ آ جائے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

مہمان کا ایک اور حق

۵۴۰۹ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَيْفِهٖ اِلٰى بَابِ الدَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّقَالَ فِيْ اِسْنَادِهٖ ضُعْفٌ قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ لٰكِنَّهٗ يَنْجَبِرُ بِتَعَدُّدِ اَسْنَادِهٖ مَعَ اَنَّهٗ فِيْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنت یہ ہے کہ آدمی اپنے مہمان کے ساتھ گھر کے دروازے تک جائے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس کی اسناد میں ضعف ہے۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا ضعف اسناد کی کثرت کی وجہ سے باقی نہ رہا اس کے علاوہ یہ بھی کہ یہ حدیث فضائل اعمال میں ہے۔

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ حَدِيْثُ عُقْبَةَ فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ وَمَا اَشْبَهَهُ كَانَ فِيْ صَدْرِ الْإِسْلَامِ فَنُسِخَ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت عقبہ کی حدیث میں جو ارشاد ہے: "فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ" ان لوگوں سے مہمان کا حق حاصل کرو۔ یہ اور اس قسم کی حدیثیں ابتداء اسلام میں تھیں جو منسوخ ہو گئیں۔

بَابٌ

کھانا کھلانے کی جگہ میں برکت

٥٤١٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَيْرُ اَسْرَعُ إِلَى الْبَيْتِ الَّذِيْ يُؤْكَلُ فِيْهِ مِنَ الشَّفْرَةِ إِلٰى سَنَامِ الْبَعِيْرِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں کھانا کھلایا جائے' نیکی اس کی طرف کوہان کی طرف جانے والی چھری سے زیادہ تیزی کے ساتھ دوڑتی ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخین کا بھوک کی وجہ سے نکلنا اور ایک انصاری کا ضیافت کرنا

٥٤١١ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْ لَيْلَةٍ فَإِذَا هُوَ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَقَالَ مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَا الْجُوْعُ قَالَ وَاَنَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَخْرَجَنِي الَّذِيْ اَخْرَجَكُمَا قُوْمُوْا فَقَامُوْا مَعَهٗ فَاَتٰى مَعَهُمَا رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَإِذَا هُوَ لَيْسَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ فُلَانٌ قَالَتْ ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَاءِ إِذْ جَاءَ الْاَنْصَارِيُّ فَنَظَرَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا اَحَدٌ الْيَوْمَ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ اَضْيَافًا مِّنِّيْ قَالَ فَانْطَلَقَ فَجَاءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَّتَمْرٌ وَّرُطَبٌ فَقَالَ كُلُوْا مِنْ هٰذِهٖ وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوَوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن یا رات میں باہر نکلے تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی مل گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: تم دونوں کو اس وقت کس چیز نے تمہارے گھروں سے نکالا؟ دونوں نے عرض کیا کہ بھوک نے! (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! مجھے بھی اُسی چیز نے نکالا ہے جس نے تمہیں نکالا' لہٰذا کھڑے ہو جاؤ' سو وہ آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے' پس آپ انصار کے ایک صحابی کے گھر تشریف لے گئے' وہ گھر میں موجود نہ تھے۔ جب ان کی بیوی نے دیکھا تو خوش آمدید اور مرحبا کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: فلاں کہاں ہے! عرض کی: ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ جب وہ انصاری آئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے سمیت دیکھا تو کہا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ آج مجھ سے بڑھ کر عزت والے مہمان کسی کے پاس نہیں! راوی کا بیان ہے کہ وہ گیا اور اُن کے لیے ایک گچھا لے کر حاضر ہوا' جس میں کچی' خشک اور تازہ کھجوریں تھیں' عرض کیا: اس میں سے تناول فرمایئے۔ پھر اُس نے چھری پکڑی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ دودھ والے جانور سے بچنا! پس اُس نے اُن کے لیے (بکری کو) ذبح کیا۔ پس انہوں نے بکری کا گوشت اور اُس گچھے سے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا' جب شکم سیر ہو کر لوٹ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتُسْاَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کے بارے میں پوچھا جائے گا' تمہیں بھوک نے اپنے گھروں سے نکالا اور تم واپس نہیں لوٹے کہ تمہیں یہ نعمتیں مل گئیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کا شیخین اور راویٔ حدیث کے ساتھ ایک باغ میں تشریف لے جانا اور وہاں ضیافت کا ذکر

٥٤١٢ - وَعَنْ اَبِیْ عَسِيْبٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلًا فَمَرَّ بِیْ فَدَعَانِیْ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ ثُمَّ مَرَّ بِاَبِیْ بَكْرٍ فَدَعَاهُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ ثُمَّ مَرَّ بِعُمَرَ فَدَعَاهُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ فَانْطَلَقَ حَتّٰى دَخَلَ حَائِطًا لِّبَعْضِ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لِصَاحِبِ الْحَائِطِ اَطْعِمْنَا بُسْرًا فَجَاءَ بِعِذْقٍ فَوَضَعَهٗ فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ بَارِدٍ فَشَرِبَ فَقَالَ لَتُسْاَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ فَاَخَذَ عُمَرُ الْعِذْقَ فَضَرَبَ بِهِ الْاَرْضَ حَتّٰى تَنَاثَرَ الْبُسْرُ قِبَلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَمَسْئُوْلُوْنَ عَنْ هٰذَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ نَعَمْ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ خِرْقَةٍ لَفَّ بِهَا الرَّجُلُ عَوْرَتَهٗ اَوْ كِسْرَةٍ سَدَّ بِهَا جَوْعَتَهٗ اَوْ جُحْرٍ يَتَدَخَّلُ فِيْهِ مِنَ الْحَرِّ وَالْقَرِّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ باہر نکلے' میرے پاس سے گزرے تو مجھے بلایا' پس میں حاضر خدمت ہو گیا۔ پھر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے گزرے اور انہیں بلایا تو وہ بھی آ گئے' پھر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ کے پاس) سے گزرے اور اُنہیں بلایا تو وہ بھی آ گئے' پس چلے یہاں تک کہ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ باغ والے سے فرمایا کہ ہمیں کچی کھجوریں کھلاؤ۔ وہ ایک گچھا لے آئے اور پیش کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے کھائیں اور آپ کے اصحاب نے بھی' پھر ٹھنڈا پانی مانگا اور پیا۔ فرمایا کہ قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے گچھا لیا اور (اللہ تعالیٰ کے سوال کی ہیبت سے گچھے کو[1]) زمین پر دے مارا یہاں تک کہ کھجوریں رسول اللہ ﷺ کی جانب بکھر گئیں! پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم سے قیامت کے روز ان کے متعلق پوچھا جائے گا؟ فرمایا: ہاں! سوائے تین چیزوں کے' (ایک) وہ کپڑا جس سے آدمی نے اپنا ستر چھپایا یا روٹی کا وہ ٹکڑا جس سے اپنی بھوک کو روکا یا وہ حجرہ جس میں گرمی اور سردی سے بچنے کے لیے داخل ہو۔ اس کی روایت امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

1 یہ قول مرقات سے لیا گیا ہے۔۱۲

بَابٌ

حضور نے کشمش تناول فرما کر دعا فرمائی

٥٤١٣ - وَعَنْ اَنَسٍ اَوْ غَيْرِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَاْذَنَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَ سَعْدٌ وَّعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَلَمْ يُسْمِعِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَلَّمَ ثَلَاثًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یا کسی دوسرے صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی' حضرت سعد نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ (اس طرح) کہا کہ نبی کریم ﷺ کو سنائی نہ دے یہاں تک کہ حضور نے تین دفعہ سلام کیا اور حضرت سعد نے تین دفعہ (اس طرح) جواب دیا کہ آپ نہ سنیں۔ پس نبی کریم ﷺ

وَرَدَّ عَلَيْهِ سَعْدٌ ثَلَاثًا وَّلَمْ يَسْمَعْهُ فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَا سَلَّمْتَ تَسْلِيْمَةً اِلَّا وَهِيَ بِاُذُنِيْ وَلَقَدْ رَدَدْتُ عَلَيْكَ وَلَمْ اُسْمِعْكَ اَحْبَبْتُ اَنْ اَسْتَكْثِرَ مِنْ سَلَامِكَ وَمِنَ الْبَرَكَةِ ثُمَّ دَخَلُوا الْبَيْتَ فَقَرَّبَ لَهٗ زَبِيْبًا فَاَكَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ وَاَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

لوٹ گئے اور حضرت سعد آپ کے پیچھے ہو لیے۔ عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! جتنی دفعہ بھی آپ نے سلام کیا' میرے ان کانوں نے سنا اور میں نے آپ کو جواب دیا' لیکن ایسا کہ آپ نہ سنیں' میں نے یہ چاہا تاکہ آپ زیادہ دفعہ ہم پر سلامتی اور برکت بھیجیں' پھر گھر میں داخل ہوئے اور انہوں نے کشمش پیش کی' تو نبی کریم ﷺ نے تناول فرمائیں۔ جب فارغ ہوئے تو (یوں دعا) فرمائی: تمہارا کھانا نیک بندے کھائیں' فرشتے تمہارے لیے دعاء رحمت کریں اور تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

برائی کا بدلہ نیکی سے دینے کا حکم

٥٤١٤ - وَعَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ مَّرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمْ يَقْرِنِيْ وَلَمْ يُضِفْنِيْ ثُمَّ مَرَّ بِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ اَقْرِيْهِ اَمْ اَجْزِيْهِ قَالَ بَلْ اَقْرِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوالاحوص جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُن کے والد ماجد (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! کیا ارشاد ہے جبکہ میں ایک آدمی کے پاس سے گزروں تو نہ وہ میری مہمانی کرے اور نہ ضیافت' پھر اس کے بعد وہ میرے پاس سے گزرے تو کیا میں اس کی مہمانی کروں یا بدلہ دوں؟ فرمایا کہ اس کی مہمانی کرو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ (مرقات میں وضاحت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد فرمانِ خداوندی کے مطابق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ'' یعنی (برائی کا) بدلہ بھلائی سے دو۔ (حم السجدہ: ۳۴)

بَابٌ

مؤمن کی مثال اور پرہیزگاروں کو کھانا کھلانے کا حکم

٥٤١٥ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلُ الْاِيْمَانِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِيْ اٰخِيَّتِهٖ يَجُوْلُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى اٰخِيَّتِهٖ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْهُوْ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَى الْاِيْمَانِ فَاَطْعِمُوْا اَطْعَامَكُمُ الْاَتْقِيَاءَ وَاَوْلُوْا مَعْرُوْفَكُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مؤمن کی اور ایمان کی مثال گھوڑے جیسی ہے جو اپنی رسّی کے مطابق دوڑتا رہتا ہے' پھر اپنی رسّی کی طرف لوٹ آتا ہے' اور بےشک مومن بھولتا ہے' پھر ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے' لہٰذا تم اپنا کھانا پرہیزگاروں کو کھلاؤ اور اُن لوگوں کو جو ایمان کے لحاظ سے معروف ہوں۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابونعیم نے حلیہ میں کی ہے۔

بَابٌ

چاشت کے وقت ثرید کھانے کا واقعہ اور حضور کی ہدایتیں

٥٤١٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ایک

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يَحْمِلُهَا اَرْبَعَةُ رِجَالٍ يُقَالُ لَهَا الْغَرَّاءُ فَلَمَّا اَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحٰى اُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ وَقَدْ ثُرِدَ فِيْهَا فَالْتَفُّوْا عَلَيْهَا فَلَمَّا كَثُرُوْا جَثَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ مَّا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِيْ عَبْدًا كَرِيْمًا وَّلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا عَنِيْدًا ثُمَّ قَالَ كُلُوْا مِنْ جَوَانِبِهَا وَدَعُوْا ذُرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيْهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ایک بہت بڑا ٹب تھا جس کو چار آدمی اٹھاتے تھے اور اُسے غرّاء کہا جاتا تھا۔ چاشت کے وقت جب سب نمازِ چاشت ادا کر لیتے تو اُس ٹب کو لایا جاتا جس میں ثرید بنایا ہوا ہوتا۔ سب اُس کے گرد جمع ہو جاتے' جب لوگ زیادہ ہوتے تو رسول اللہ ﷺ دوزانو بیٹھتے۔ ایک اعرابی نے کہا: یہ کیسا بیٹھنا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے متواضع بندہ بنایا ہے اور مجھے متکبر اور سرکش نہیں بنایا' پھر فرمایا: اس کے کناروں سے کھاؤ' اس کی بلندی کو چھوڑ دو کیونکہ اس میں برکت ہوتی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

کھانا اکٹھے کھانے میں سیری اور برکت ہے

٥٤١٧ - وَعَنْ وَّحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَاْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ قَالَ فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت وحشی بن حرب اپنے والد ماجد وہ ان کے جدّ امجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے! فرمایا کہ شاید تم الگ الگ کھاتے ہو! (جواباً) عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اپنے کھانے پر اکٹھے ہو جایا کرو اور اللہ کا نام لیا کرو' تمہیں برکتیں دی جائیں گی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٥٤١٨ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ مَاجَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَاَمَّا قَوْلُهٗ تَعَالٰى لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا فَمَحْمُوْلٌ عَلَى الرُّخْصَةِ اَوْ دَفْعًا لِّلْحَرَجِ عَلَى الشَّخْصِ اِذْ كَانَ وَحْدَهٗ.

اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اکٹھے کھاؤ اور الگ الگ نہ ہو کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔ اور ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم اکٹھے کھاؤ یا الگ الگ۔ اس میں اکیلے کھانے کی اجازت ہے جبکہ کوئی شخص تنہا ہے تو وہ تنہا کھا سکتا ہے۔ (مرقات)

بَابٌ

دسترخوان پر کھانے کے آداب

٥٤١٩ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا يَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰى تُرْفَعَ الْمَائِدَةُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَهٗ وَاِنْ شَبِعَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ وَلْيُعْذِرْ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُخْجِلُ جَلِيْسَهٗ فَيَقْبِضُ يَدَهٗ وَعَسٰى اَنْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دسترخوان بچھا دیا جائے تو دسترخوان اٹھانے تک کوئی آدمی کھڑا نہ ہو اور نہ اپنا ہاتھ اُٹھائے اگرچہ شکم سیر ہو گیا ہو' یہاں تک کہ سب فارغ ہو جائیں یا عذر بیان کر دے ورنہ اُس کا ساتھی شرمسار ہوگا اور اپنا ہاتھ روک لے گا' اور ہو سکتا ہے کہ اُسے ابھی کھانے کی ضرورت ہو۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے اور

يَكُونَ لَهُ فِي الطَّعَامِ حَاجَةٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٢٠ - وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ مَعَ قَوْمٍ كَانَ آخِرُهُمْ أَكْلًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہما سے روایت ہے کہ اُن کے والد ماجد (امام زین العابدین) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے تو اُن سے آخر میں کھانا بند کرتے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کریں

٥٤٢١ - وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ فَعَرَضَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا لَا نَشْتَهِيْهِ قَالَ لَا تَجْتَمِعْنَ جُوْعًا وَّكَذِبًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا، آپ نے ہمارے سامنے رکھ دیا، ہم نے عرض کیا: ہمیں تو خواہش نہیں ہے، آپ نے فرمایا: بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابُ أَكْلِ الْمُضْطَرِّ

مجبور کے کھانے کا بیان

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُس نے حرام کیا ہے تم پر صرف مُردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور کہ بلند کیا گیا ہو جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام، لیکن جو مجبور ہو جائے درآں حالیکہ وہ نہ سرکش ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اُس پر (بقدرِ ضرورت کھا لینے میں) کوئی گناہ نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰی ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پس جو لاچار ہو جائے بھوک میں درآں حالیکہ نہ جھکنے والا ہو گناہ کی طرف تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

نامزد کرنے سے جانور یا کھانا حرام نہیں ہوتا

واضح ہو کہ صدر کی اس آیت (البقرہ: ۱۷۲) میں ''وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' کا ترجمہ، وہ جانور جس پر بلند کیا گیا ہو ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام۔ اس ترجمہ میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمہ کا اتباع کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں یہ آیت چار بار آئی ہے اور ہر جگہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے یہی ترجمہ کیا ہے۔ اور ترجمہ میں ''وقتِ ذبح'' کی قید کو ہمیشہ ملحوظ رکھا ہے، چنانچہ حضرت نے یوں ترجمہ فرمایا: ''وآنچہ آواز بلند کردہ در ذبح بغیر اللہ (فتح الرحمٰن)''۔ اور تمام مفسرین کرام علیہم الرحمہ نے اس آیت کا یہی معنی بیان فرمایا ہے، چنانچہ امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''لا خلاف بین المسلمین ان المراد به الذبیحة اذا اهل به لغیر الله عند الذبح'' یعنی سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ (مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ ہوں: تفاسیر قرطبی، مظہری، بیضاوی، روح المعانی، ابن کثیر و کبیر وغیرہا) بعض لوگ ان چیزوں

کو بھی حرام کہہ دیتے ہیں جن کو کسی نبی یا ولی کے نام پر نامزد کیا جائے' خواہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے نام پر ہی ذبح کیا جائے۔ ان کے خیال میں نامزد کرنے میں مشرکانہ عمل سے تشبیہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی اپنے بتوں کے لیے نامزد کرتے تھے۔ لیکن اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے اس عمل کو مشرکین کے عمل سے ظاہری یا باطنی کسی قسم کی مشابہت نہیں۔ کفار جب ایسے جانوروں کو ذبح کرتے تو اپنے بتوں کا نام لے کر ان کے گلے پر چھری پھیرتے' وہ کہتے: "باسم اللات و العزّی" لات اور عزّی کے نام سے ہم ذبح کرتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کا نام لینا گوارا نہیں کرتے۔ اسی لیے ظاہری مشابہت نہ ہوئی۔ نیز کافر ان جانوروں کو ذبح کرتے تو ان بتوں کی عبادت کی نیت سے ان کی جان تلف کرتے' کسی کو ثواب پہنچانا مقصود نہ ہوتا' اور مسلمان کسی غیر اللہ کی عبادت کی نیت سے یا کسی اور کی خاطر ان کی جان تلف نہیں کرتے بلکہ ان کی نیت یہی ہوتی ہے کہ اس جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کرنے کے بعد یا یہ کھانا پکانے کے بعد فقراء اور عام مسلمانوں کو کھلائیں گے اور اس کا جو ثواب ہوگا' وہ فلاں صاحب کی روح کو پہنچے گا۔ بہر حال مسلمانوں کے عمل اور مشرکین کے طریقہ میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے' کسی عالم کو زیب نہیں دیتا کہ طرح طرح کی تاویلات سے مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ دے۔

(یہ مضمون تفسیر ضیاء القرآن از مولانا پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ' جلد اوّل ص ۱۱۶ سے ماخوذ ہے)

علاوہ ازیں حضرت محدث دکن' مصنف زجاجۃ المصابیح جس کا ترجمہ نور المصابیح کے نام سے فرید بک سٹال' لاہور سے شائع ہو رہا ہے اور حضرت مولانا ابوالوفا افغانی شیخ الفقہ' جامعہ نظامیہ' حیدر آباد دکن (بھارت) اور بانیٔ احیاء المعارف النعمانیہ' حیدر آباد ایسے کھانوں میں جواز کے قائل تھے اور شرکت بھی فرمایا کرتے تھے۔ راقم مترجم زجاجۃ المصابیح ان دونوں حضرات علیہما الرحمہ کے اس عمل کا عینی شاہد ہے۔ ۱۲

٥٤٢٢ - عَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَكُوْنُ بِاَرْضٍ فَتُصِيْبُنَا بِهَا الْمَخْمَصَةُ فَمَتٰى يَحِلُّ لَنَا الْمَيْتَةُ قَالَ مَا لَمْ تَصْطَبِحُوْا اَوْ تَغْتَبِقُوْا اَوْ تَحْتَفِئُوْا بِهَا بَقْلًا فَشَانُكُمْ بِهَا مَعْنَاهُ اِذَا لَمْ تَجِدُوْا صَبُوْحًا اَوْ غَبُوْقًا وَّلَمْ تَجِدُوْا بَقْلَةً تَاْكُلُوْنَهَا حَلَّتْ لَكُمُ الْمَيْتَةُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ فِيْهِ دَلِيْلُنَا عَلَى الْاَمْرِ الَّذِيْ يُبِيْحُ لَهُ الْمَيْتَةَ هُوَ الْاِضْطِرَارُ وَلَا يَتَحَقَّقُ ذٰلِكَ مَعَ مَا يَتَبَلَّغُ بِهٖ مِنَ الْغَبُوْقِ وَالصَّبُوْحِ فَيُمْسِكُ الرَّمَقَ وَاَوْرَدَ صَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ فِيْ هٰذِهِ الْبَابِ حَدِيْثَ اَبِيْ دَاوٗدَ لِاِثْبَاتِ مَذْهَبِهِمْ وَاَرَادَ اَنَّ الْاِضْطِرَارَ لَا يَتَوَقَّفُ عَلٰى خَوْفِ الْهَلَاكِ كَمَا كَانَ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ لِاَنَّ ذٰلِكَ الْحَدِيْثَ قَدْ ثَبَتَ فِيْهِ اَنَّ خَوْفَ الْهَلَاكِ لَيْسَ بِمَنَاطٍ لِحَلِّ الْمَيْتَةِ كَيْفَ وَالْمَرْءُ لَيْسَ بَعْدَ

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم ایسے علاقے میں ہوتے ہیں کہ ہمیں بھوک سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے' (ایسی حالت میں) مردار ہمارے لیے کب حلال ہوتا ہے؟ جواباً فرمایا: جب تم صبح یا شام ایک پیالہ دودھ بھی نہ پاؤ اور ساگ سبزی بھی نہ ملے تب' اس کا مطلب یہ ہوا کہ صبح یا شام دودھ کا ایک پیالہ بھی نہ ملے اور نہ ساگ سبزی پاسکو جسے کھالو تو تمہارے لیے (ایسی اضطراری حالت میں) مردار حلال ہو جاتا ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔ اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ مردار کو مباح کرنے والی شے اضطرار ہے' جب صبح شام ایک پیالہ دودھ میسر ہو اور زندگی باقی رہے۔ اور صاحب مشکوٰۃ نے اپنے مذہب کے اثبات کے لیے اس باب کے تحت ابوداود کی حدیث نقل کی ہے' اور ان کی مراد یہ تھی کہ اضطرار ہلاکت کے خوف پر موقوف نہیں جیسا کہ احناف کا موقف ہے کیونکہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مردار کے حلال ہونے کا دارومدار ہلاکت کے خوف پر نہیں۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ کیونکہ صبح شام دودھ کا ایک پیالہ ملنے کے بعد ایسے شخص پر ہلاکت کا خوف کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک پیالہ گھر کے تمام افراد کے لیے ہے نہ یہ کہ فرداً فرداً ہر

اِغْتِبَاقِ الْقَدَحِ وَاَصْطِبَاحِهٖ مِمَّا يُخَافُ عَلَيْهِ الْهَلَاكُ قُلْنَا فَالْجَوَابُ عَنْهُ اَنَّ الْقَدَحَ كَانَ لِكُلِّ اَهْلِ الْبَيْتِ جَمِيْعًا لَا قَدَحًا قَدَحًا لِكُلِّ اَحَدٍ فَاِنَّ بُعْدَ الْقَدَحَيْنِ فِيْ يَوْمٍ لَّا حَاجَةَ فِي الطَّعَامِ فَضْلًا عَنِ الْاِضْطِرَارِ.

ایک کے لیے ایک ایک پیالہ ہو۔

بَابُ الْاَشْرِبَةِ

پینے کی چیزوں کا بیان

بَابٌ

پینے کے آداب

٥٤٢٣ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِي الشُّرْبِ ثَلَاثًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیتے ہوئے تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَزَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَةٍ وَّيَقُوْلُ اِنَّهٗ اَرْوٰى وَاَبْرَاُ وَاَمْرَاُ.

اور مسلم نے ایک روایت میں یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے کہ (تین سانسوں میں پینا) زیادہ سیر کرنے والا' زیادہ صحت بخش اور زود ہضم ہے۔

ف: علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے شمائل کی شرح میں صحیح سند سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین سانسوں میں اس طرح پیتے کہ جب پیالہ کو دہن مبارک سے قریب کرتے تو بسم اللہ فرماتے اور جب ہٹاتے تو الحمد للہ فرماتے' آپ اس عمل کو تین مرتبہ کرتے۔ (مرقات' عالمگیریہ) ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٢٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ وَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوْا اِذَا اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اونٹ کی طرف ایک ہی سانس میں نہ پیے بلکہ دو تین سانسوں میں پیا کرو اور جب پینے لگو تو بسم اللہ کہو اور جب (پیالہ) ہٹاؤ تو الحمد للہ کہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٤٢٥ - وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّتَنَفَّسَ فِي الْاِنَاءِ اَوْ يُنْفَخَ فِيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور اُس میں پھونکیں مارنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ برتن میں پھونکیں مارنے کی وضاحت کے بارے میں مرقات میں لکھا ہے کہ کسی گرم چیز کو ٹھنڈا کرنا مقصود ہو تو صبر کرے اور اگر برتن میں کچرا ہو تو کسی چیز سے نکال دے' انگلی سے نہ نکالے کیونکہ اس سے ناگواری ہوتی ہے۔ ۱۲

بَابٌ

ایضاً چوتھی حدیث

٥٤٢٦ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ النَّفْخِ فِی الشَّرَابِ فَقَالَ رَجُلٌ اَلْقَذَاۃَ اَرَاھَا فِی الْاِنَاءِ قَالَ اَھْرِقْھَا قَالَ فَاِنِّیْ لَا اَرْوٰی مِنْ نَّفَسٍ وَّاحِدٍ قَالَ فَاَبِنِ الْقَدَحَ عَنْ فِیْکَ ثُمَّ تَنَفَّسْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ایک شخص نے عرض کیا کہ میں برتن میں تنکا دیکھتا ہوں' فرمایا کہ اُسے بہا دو' اُس نے عرض کیا کہ میں ایک سانس میں سیر نہیں ہوتا ہوں' فرمایا کہ پیالے کو اپنے منہ سے ہٹا کر سانس لیا کرو۔اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً پانچویں حدیث

٥٤٢٧ - وَعَنْہُ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الشَّرَابِ مِنْ ثُلْمَۃِ الْقَدَحِ وَاَنْ یُّنْفَخَ فِی الشَّرَابِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے سوراخ سے پینے اور پینے کی چیز میں پھونکیں مارنے سے منع فرمایا ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً چھٹی حدیث

٥٤٢٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِی السِّقَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک یا چھاگل کے دہانے کو منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا ہے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّھُمَا عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِیَۃِ زَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ وَّاخْتِنَاثُھَا اَنْ یُّقْلَبَ رَاْسُھَا ثُمَّ یُشْرَبُ مِنْہُ.

اور بخاری اور مسلم نے بالاتفاق حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ مشکیزے کے منہ سے پانی پیا جائے۔اور ایک روایت میں اتنا زیادہ اور ہے کہ اُس کا اُلٹانا یہ ہے کہ اس کے دہانے کو نیچے کر دیا جائے اور اُس سے پیا جائے۔

وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ کَبْشَۃَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِیْ قِرْبَۃٍ مُّعَلَّقَۃٍ قَائِمًا فَقُمْتُ اِلٰی فِیْھَا فَقَطَعْتُہٗ قُلْنَا ھٰذَا الْحَدِیْثُ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ النَّھْیَ عَنْ فَمِ السِّقَاءِ لَیْسَ لِلتَّحْرِیْمِ بَلْ لِلتَّنْزِیْہِ وَالْفِعْلُ لِبَیَانِ الْجَوَازِ.

اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور لٹکے ہوئے مشکیزے کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی نوش فرمایا' پس میں کھڑی ہوئی اور اُس کے منہ کو (بطور تبرک کے) کاٹ کر رکھ لیا (تاکہ شفاء کے کام آئے)۔ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں مشکیزے کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت بطور حرمت نہیں ہے' بلکہ تنزیہہ کے لیے اور آپ کا یہ فعل بیان جواز کے لیے ہے۔

بَابٌ

کھڑے ہو کر پینا جائز ہے

٥٤٢٩ - وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَشْرَبُ قَائِمًا وَّقَاعِدًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا (حضرت ابن اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے دادا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر پیتے ہوئے اور بیٹھے ہوئے بھی (پیتے) دیکھا۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلدَّارِمِیِّ وَابْنِ مَاجَۃَ وَالتِّرْمِذِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا نَاْکُلُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَمْشِیْ وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِیَامٌ.

اور دارمی' ابن ماجہ اور ترمذی کی ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں ہم چلتے ہوئے کھالیا کرتے تھے اور کھڑے ہو کر پی لیا کرتے تھے۔

وَرَوٰی مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ کَانَا لَا یَرَیَانِ بِشُرْبِ الْاِنْسَانِ وَھُوَ قَائِمٌ بَاْسًا.

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ زوجۂ نبی کریم ﷺ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ دونوں انسان کے کھڑے ہو کر پینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنْ مُّخْبِرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کَانُوْا یَشْرَبُوْنَ قِیَامًا قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِھٰذَا نَاْخُذُ لَا نَرٰی بِالشُّرْبِ قَائِمًا بَاْسًا وَّھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَھَائِنَا.

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور روایت میں جو حضرت مخبر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب' حضرت امیر المؤمنین عثمان بن عفان اور امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کھڑے ہو کر پیا کرتے تھے۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں اور کھڑے رہ کر پینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے' اور امام ابو حنیفہ اور ہمارے عامۂ فقہاء (احناف) رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی قول ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٣٠ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ نَھٰی اَنْ یَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی کھڑا ہو کر پانی پیے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِیَ مِنْکُمْ فَلْیَسْتَقِیْءْ ذَکَرَ الطَّحَاوِیُّ وَغَیْرُہٗ اَنَّ النَّھْیَ لِاَمْرٍ طِبِّیٍّ فَاِنَّ فِی الشُّرْبِ وَالْاَکْلِ قَائِمًا اٰفَاتٌ لَّا لِاَمْرٍ شَرْعِیٍّ وَّرَوٰی ھُوَ عَنِ الشَّعْبِیِّ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّمَا اَکْرَہُ الشُّرْبَ قَائِمًا لِاَنَّہٗ دَاءٌ.

اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر نہ پیے' اگر بھول جائے تو قے کر دے۔ امام طحاوی اور دیگر فقہاء نے بیان کیا ہے کہ کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت طبی حکم ہے' اس لیے کہ کھڑے ہو کر کھانے اور پینے میں آفتیں ہیں' اس میں کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں کھڑے ہو کر پینے کو اس لیے بُرا سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بیماری ہے۔

بَابٌ

آبِ زمزم اور وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پئیں

٥٤٣١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءِ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَھُوَ قَائِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آبِ زمزم کا ایک ڈول پیش کیا گیا تو آپ نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِيْ حَوَائِجِ النَّاسِ فِيْ رَحْبَةِ الْكُوْفَةِ حَتّٰى حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ ثُمَّ اُتِيَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَاْسَهٗ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اِنَّ نَاسًا يَّكْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قَائِمًا وَّاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ.

اور بخاری نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نماز ظہر پڑھ لی تو لوگوں کی حاجتوں کے لیے کوفہ کے چبوترے پر بیٹھے' یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا' پھر آپ کی خدمت میں پانی لایا گیا تو آپ نے پیا اور اُس سے منہ ہاتھ دھوئے۔ راوی نے سر اور پیروں کا بھی ذکر کیا۔ پھر کھڑے ہوئے اور بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیا' پھر فرمایا کہ بعض لوگ کھڑے ہو کر پینا ناپسند کرتے ہیں' جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے جیسے میں نے کیا ہے۔

بَابٌ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک انصاری کے گھر تشریف لے جانا اور دودھ نوش فرمانا

٥٤٣٢- وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَهٗ صَاحِبٌ لَّهٗ فَسَلَّمَ فَرَدَّ الرَّجُلُ وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِيْ حَائِطٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِيْ شَنَّةٍ وَّاِلَّا كَرَعْنَا فَقَالَ عِنْدِيْ مَاءٌ بَاتَ فِيْ شَنٍّ فَانْطَلَقَ اِلَى الْعَرِيْشِ فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ مَّاءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَاءَ مَعَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے پاس پہنچے اور آپ کے ساتھ آپ کے ایک ساتھی تھے۔ آپ نے سلام کیا اور اُس نے سلام کا جواب دیا اور وہ باغ کو پانی دے رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہارے پاس مشکیزے میں رات کا باسی پانی ہو تو فبہا ورنہ ہم نالی سے منہ لگا کر پانی لیں گے۔ انہوں نے عرض کیا: میرے پاس مشکیزے میں رات کا باسی پانی ہے' پس وہ جھونپڑے کی طرف گیا' پیالے میں پانی ڈالا' پھر گھر کی پلی ہوئی بکری کا دودھ اُس میں دوہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمالیا' وہ دوبارہ لایا تو اُس آدمی نے پی لیا جو آپ کے ساتھ آیا تھا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَرْنَا عَلٰى بِرْكَةٍ فَجَعَلْنَا نَكْرَعُ فِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْرَعُوْا وَلٰكِنِ اغْسِلُوْا اَيْدِيَكُمْ ثُمَّ اشْرَبُوْا فِيْهَا فَاِنَّهٗ لَيْسَ اِنَاءٌ اَطْيَبَ مِنَ الْيَدِ قَالَ فِيْ فَتْحِ الْبَارِيْ اَلنَّهْيُ فِيْهِ لِلتَّنْزِيْهِ وَالْفِعْلُ لِبَيَانِ الْجَوَازِ وَقِصَّةُ جَابِرٍ قَبْلَ النَّهْيِ اَوِ النَّهْيُ فِيْ غَيْرِ حَالِ الضَّرُوْرَةِ وَالْفِعْلُ كَانَ لِلضَّرُوْرَةِ.

اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ہم ایک حوض پر سے گزرے تو ہم منہ لگا کر پانی پینے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منہ لگا کر پانی نہ پیا کرو بلکہ اپنے ہاتھ دھولو' پھر ہاتھوں سے پانی پیو' اس لیے کہ ہاتھ سے زیادہ صاف کوئی برتن نہیں ہے۔ فتح الباری میں کہا: اس میں "نہی" تنزیہی ہے "فعل" بیان جواز کے لیے ہے' اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قصہ "نہی" سے پہلے کا ہے یا "نہی" اس وقت ہے جب ضرورت نہ ہو اور "فعل" ضرورت کے وقت تھا۔

بَابٌ

کسی چیز کے دینے میں دائیں جانب والے زیادہ حق دار ہیں

٥٤٣٣ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ حُلِبَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ دَاجِنٌ وَّشِيْبَ لَبَنُهَا بِمَاءٍ مِّنَ الْبِئْرِ الَّتِىْ فِىْ دَارِ اَنَسٍ فَاُعْطِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَّعَنْ يَّمِيْنِهٖ اَعْرَابِىٌّ فَقَالَ عُمَرُ اَعْطِ اَبَا بَكْرٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَى الْاَعْرَابِىَّ الَّذِىْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ اَلْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھر میں پالی ہوئی بکری کا دودھ دوہا گیا اور اُس میں اُس کنویں کا پانی ملایا گیا جو حضرت انس کے گھر میں تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا تو آپ نے اس کو نوش فرمایا۔ آپ کے بائیں جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دائیں جانب ایک اعرابی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (بچا ہوا دودھ) حضرت ابوبکر کو دے دیجئے' لیکن آپ نے اعرابی کو عطا فرمایا جو آپ کے دائیں طرف تھا۔ پھر فرمایا: دائیں طرف والا زیادہ حق دار ہے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ اَلْاَيْمَنُوْنَ فَالْاَيْمَنُوْنَ اَلَا فَيَمِّنُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ قَالَ مُحَمَّدٌ فِى الْمُوَطَّا وَبِهٖ نَاْخُذُ.

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے: دائیں جانب والے زیادہ حق دار ہیں! دائیں جانب والے زیادہ حق دار ہیں! لہٰذا دائیں جانب والوں کا زیادہ خیال رکھو! اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔ اور امام محمد علیہ الرحمہ نے موطا میں فرمایا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

ف: عمدۃ القاری میں وضاحت ہے کہ موسمِ گرما میں ٹھنڈے پانی کی طلب میں کوئی حرج نہیں اور حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ پینے کے لیے دودھ میں پانی کا ملانا درست ہے مگر دودھ جب فروخت کیا جائے تو پانی ملا کر بیچنا جائز نہیں۔ ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٣٤ - وَعَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ اُتِىَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ غُلَامٌ اَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْاَشْيَاخُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَقَالَ يَا غُلَامُ اَتَاْذَنُ اَنْ اُعْطِيَهُ الْاَشْيَاخَ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاُوْثِرَ بِفَضْلٍ مِّنْكَ اَحَدًا يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ لایا گیا تو آپ نے اُس میں سے نوش فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب تمام لوگوں سے چھوٹا ایک لڑکا تھا اور بائیں جانب عمر رسیدہ حضرات' حضور نے فرمایا: اے لڑکے! کیا تم اجازت دیتے ہو کہ (بچا ہوا پانی) عمر رسیدہ حضرات کو دے دوں؟ لڑکے نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے پس خوردہ کے بارے میں میں اپنے اوپر کسی چیز کو ترجیح نہیں دوں گا۔ پس آپ نے اسی کو عطا فرمایا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے کی وعید

٥٤٣٥ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِىْ يَشْرَبُ فِىْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِىْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے' وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھڑکاتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّ الَّذِىْ يَاْكُلُ

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو چاندی اور سونے کے برتنوں میں

وَيَشْرَبُ فِي اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ. کھاتے اور پیتے ہیں۔

ف: امام نووی شارح صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے کو مرد اور عورت دونوں کے لیے سب علماء نے حرام قرار دیا ہے اور اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ ایسی چیزوں کا استعمال خواہ کھانے' پینے اور طہارت کے لیے ہو حرام ہے' اسی لیے سونے اور چاندی کے چمچے' عوددان' سیلائی چھوٹا بڑا سب کے لیے حرام ہے۔ اگر کہیں اتفاقاً ایسا موقع آ جائے یعنی سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا اور پانی آ جائے تو ایسے برتنوں سے دوسرے برتنوں میں منتقل کر لے اور اگر تیل کی شیشی سونے یا چاندی کی ہو تو اس سے بائیں ہاتھ میں تیل ڈالیں' پھر اس کو بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ میں ڈالیں اور پھر استعمال کریں اور اسی طرح گھروں اور دکانوں کو سونے اور چاندی سے زینت نہ دیں۔ یہ تفصیل مرقات اور ہدایہ میں مذکور ہے۔ اور علامہ مفتی قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: کھانا' پینا' سونے اور چاندی کے برتنوں میں اور اسی طرح عوددان' سرمہ دان' تیل کی شیشیاں' سرمہ دانیاں' سرمہ کی کاڑی جس سے سرمہ لگاتے ہیں' مردوں اور عورتوں کے لیے بھی ان ساری چیزوں کا استعمال حرام ہے۔ البتہ عورتوں کے لیے سونے اور چاندی کے زیور کے سوا مردوں کی طرح ایسی ساری چیزیں حرام ہیں' البتہ چاندی کی انگوٹھی اور تلوار کے نقروی قبضہ کی اجازت ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٣٦ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوْا فِيْ صِحَافِهَا فَاِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ریشمی اور دیباج کے کپڑے نہ پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتنوں میں پیو اور نہ ان کی تھالیوں میں کھاؤ' کیونکہ ان کے لیے (یعنی کافروں کے لیے) دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے (مسلمانوں کے لیے) آخرت میں ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ٹوٹے پیالہ کو چاندی سے جوڑا جا سکتا ہے

٥٤٣٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ فِيْ اِنَاءِ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ اَوْ اِنَاءٍ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سونے یا چاندی کے برتن میں پئے یا اس برتن میں جس کے اندر یہ لگے ہوئے ہوں تو وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَسَرَ فَاتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَةً مِّنْ فِضَّةٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَحْمَدَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ قَالَ رَاَيْتُ عِنْدَ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ ضَبَّةُ فِضَّةٍ.

اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپ نے ٹوٹی ہوئی جگہ چاندی کی کڑی لگا دی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں حضرت عاصم احول رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا' جس میں چاندی کی کڑی تھی۔

بَابٌ
رسول اللہ ﷺ کو پینے میں کیا چیز پسند تھی؟

٥٤٣٨ - وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ اَحَبُّ الشَّرَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحُلْوُ الْبَارِدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو پینے کی چیزوں میں میٹھی اور ٹھنڈی چیز زیادہ پسند تھی۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٥٤٣٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَعْذَبُ لَهُ الْمَاءُ مِنَ السُّقْيَا قِيْلَ هِيَ عَيْنٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَدِيْنَةِ يَوْمَانِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے میٹھا پانی چشمۂ سقیا سے منگوایا جاتا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ چشمہ مدینۂ منورہ سے دو دن کی مسافت پر ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
دودھ بہترین غذا ہے

٥٤٤٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ وَاِذَا سُقِيَ لَبَنًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ فَاِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُّجْزِئُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اِلَّا اللَّبَنُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو کہے: اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے اور ہمیں اس سے بہتر کھلا نا اور جب دودھ پیے تو کہے: اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے زیادہ دینا کیونکہ جو چیز کھانے اور پینے دونوں کی جگہ کفایت کرے ایسی چیز دودھ کے سوا کوئی نہیں۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ النَّقِيْعِ وَالْاَنْبِذَةِ
نقیع اور نبیذ کا بیان

ف: واضح ہو کہ نقیع ایسا مشروب ہے جو منقی یا کشمش سے بنایا جاتا ہے منقی کو بغیر پکائے ہوئے پانی میں رکھ چھوڑتے ہیں اور نبیذ کھجور، منقی، کشمش، شہد، گیہوں اور جَو وغیرہ سے بنایا جاتا ہے۔ جب تک اس میں مٹھاس رہے اور نشہ نہ آئے جائز ہے۔ نبیذ ایسا مشروب ہے جو قوت بخشتا ہے۔ (مرقات)

بَابٌ
رسول اللہ ﷺ کے مشروبات

٥٤٤١ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِيْ هٰذَا الشَّرَابَ كُلَّهُ الْعَسَلَ وَالنَّبِيْذَ وَالْمَاءَ وَاللَّبَنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اس پیالہ سے رسول اللہ ﷺ کو پینے کی تمام چیزیں پلائی ہیں یعنی شہد، نبیذ، پانی اور دودھ۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے بیان کیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مبارک پیالہ کو بصرہ میں دیکھا اور بطور تبرک اس سے کچھ چیز نوش فرمائی۔ علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ حضرت نضر بن انس کے ورثہ سے اس پیالہ کو اسی ہزار درہم میں خریدا گیا۔ ۱۲

بَابٌ
رسول اللہ ﷺ صبح اور شام نبیذ نوش فرمایا کرتے

٥٣٤٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ يُوْكَا اَعْلَاهُ وَلَهُ عَزْلَاءُ نَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً وَّنَنْبِذُهُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشکیزے میں نبیذ بناتے تو اُسے اوپر کی جانب سے باندھ دیتے اور اُس کا دہانہ تھا۔ صبح کو نبیذ بھگوتے تو شام کو آپ نوش فرما لیتے اور شام کو بھگوتے تو آپ اُسے صبح کو نوش فرما لیتے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٤٤٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْبَذُ لَهُ اَوَّلَ اللَّيْلِ فَيَشْرَبُهُ اِذَا اَصْبَحَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَاللَّيْلَةَ الَّتِيْ تَجِيْءُ وَالْغَدَ وَاللَّيْلَةَ الْاُخْرٰى وَالْغَدَ اِلَى الْعَصْرِ فَاِنْ بَقِيَ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ اَوْاَمَرَ بِهٖ فَصُبَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رات کی ابتداء میں نبیذ بھگویا جاتا تو آپ اُسے اگلے روز صبح کو نوش فرما لیتے یا آنے والی رات میں یا اُس کے بعد دوسری رات میں یا اگلے روز عصر تک۔ اگر اس کے بعد کچھ بچتا تو خادم کو پلا دیتے یا حکم فرماتے تو بہا دیا جاتا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبیذ کو تین دن گزرنے سے پہلے نوش فرما لیتے تھے اس لیے کہ تین دن کے اندر نبیذ میں تغیر نہیں واقع ہوتا اور اگر تین دن گزر جائیں تو اس میں نشہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو جاتا ہے اس لیے اس کو بہا دیتے اور اگر اس میں نشہ کا اندیشہ نہ ہوتا تو اس کو خادم کو پلا دیتے اس لیے کہ مال کا ضائع کرنا حرام ہے۔ یہ وضاحت امام نووی علیہ الرحمہ نے شرح مسلم میں بیان فرمائی ہے۔

بَابٌ
ممنوعہ برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت چند روز بعد منسوخ کر دی گئی

٥٤٤٤ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَاَمَرَ اَنْ يُّنْبَذَ فِيْ اَسْقِيَةِ الْاَدَمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو کے تونبے سبز لاکھی برتن روغنی برتن جڑ کے برتن سے منع فرمایا ہے (کہ اس میں نبیذ نہ بنایا جائے اس لیے کہ اس میں شراب بنائی جاتی ہے) اور حکم فرمایا کہ چمڑے کے مشکیزوں میں نبیذ بنایا جائے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَّبِيْذِ الْجَرِّ الْاَخْضَرِ قُلْتُ اَنَشْرَبُ فِي الْاَبْيَضِ قَالَ لَا.

اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا ہم سفید میں پی لیا کریں؟ فرمایا: نہیں!

وَرَوٰى مُسْلِمٌ عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوْفِ فَاِنَّ ظَرْفًا لَّا يُحِلُّ شَيْئًا وَّلَا يُحَرِّمُهُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

اور مسلم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں بعض برتنوں (کے استعمال سے) منع کیا تھا جبکہ برتن کسی چیز کو حلال کرتے ہیں اور نہ حرام اور نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاَشْرِبَةِ

اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ میں نے تمہیں چمڑے کے برتنوں

إِلَّا فِيْ ظُرُوْفِ الْأَدَمِ فَاشْرَبُوْا فِيْ كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ اَنْ لَّا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا قَالَ عَلِيٌّ اَلْقَارِيُّ وَهُوَ مِنْ بَدِيْعِ الْاَحَادِيْثِ حَيْثُ جَمَعَ بَيْنَ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ.

کے سوا دوسرے برتنوں میں (نبیذ) پینے سے منع کیا تھا' اب تم ہر برتن میں پی سکتے ہو (کیونکہ شراب کی حرمت واقع ہو چکی ہے) لیکن نشہ لانے والی چیز نہ پیو۔ (شارح مشکوٰۃ) علامہ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث بڑی نادر ہے کہ اس حدیث شریف میں ناسخ اور منسوخ دونوں جمع ہیں۔

بَابٌ

پتھر کے پیالہ میں نبیذ بنانے کا ذکر

٥٤٤٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ فَإِذَا لَمْ يَجِدُوْا سِقَاءً يُنْبَذُ لَهٗ فِيْ تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشکیزے میں نبیذ بنایا جاتا اور اگر مشکیزہ نہ ملتا تو پتھر کے بڑے پیالہ میں آپ کے لیے نبیذ بنایا جاتا تھا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایک بُرے عمل کا بیان

٥٤٤٦ - وَعَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا کوئی دوسرا نام رکھ لیں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابُ تَغْطِيَةِ الْاَوَانِيْ وَغَيْرِهَا

برتنوں وغیرہ کو ڈھانپنے کا بیان

بَابٌ

رات آنے پر ہمارے لیے کئی پابندیاں جواز حد ضروری ہیں

٥٤٤٧ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ اَوْ اَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُّغْلَقًا وَّاَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا اٰنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضُوْا عَلَيْهِ شَيْئًا وَاَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رات شروع ہو یا شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک لو کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں' جب ایک گھنٹہ رات گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو' اور اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر لو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا' اور اللہ کا نام لے کر اپنے مشکیزوں کے منہ بند کر دو اور اللہ کا نام لے کر اپنے برتنوں کو ڈھانپ دو' خواہ اُن پر چوڑائی میں ہی کوئی چیز رکھو اور اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ خَمِّرُوا الْاٰنِيَةَ وَاَوْكُوا الْاَسْقِيَةَ وَاَجِيْفُوا الْاَبْوَابَ وَاكْفِتُوْا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْمَسَاءِ فَإِنَّ لِلْجِنِّ اِنْتِشَارًا اَوْ خَطْفَةً وَّاَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ عِنْدَ

اور بخاری کی روایت میں فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ دو' مشکیزوں کے منہ باندھ دو' دروازے بند کر لو' اپنے بچوں کو شام کے وقت روک لو کیونکہ اُس وقت شیطان پھیلتے اور اُچک لیتے ہیں' اور سوتے وقت چراغوں کو بجھا دو کیونکہ بعض اوقات چوہیا بتّی کو کھینچ لیتی ہے اور گھر والوں کو جلا دیتی ہے۔

الرُّقَادِ فَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا اجْتَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَاَحْرَقَتْ اَهْلَ الْبَيْتِ.

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ غَطُّوا الْاِنَاءَ وَاَوْكُوا السِّقَاءَ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاَطْفِئُوا السِّرَاجَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً وَّلَا يَفْتَحُ بَابًا وَّلَا يَكْشِفُ اِنَاءً فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا اَنْ يَّعْرُضَ عَلٰى اِنَائِهٖ عُوْدًا وَّيَذْكُرُ اسْمَ اللّٰهِ فَلْيَفْعَلْ فَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلٰى اَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ.

اور مسلم کی ایک روایت میں فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ دو مشکیزوں کے منہ باندھ دو دروازے بند کر دو چراغ بجھا دو کیونکہ شیطان کے لیے بند مشکیزہ نہیں کھولتا نہ بند دروازے اور برتن کو کھولتا ہے۔ اگر تم کوئی چیز نہ پاؤ تو چوڑائی میں اپنے برتن پر لکڑی ہی رکھ دو اور اللہ کا نام لو اور ضرور ایسا کرو کیونکہ چوہیا گھر والوں پر اُن کے گھر کو بھڑکا دیتی ہے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ لَا تُرْسِلُوْا مَوَاشِيَكُمْ وَصِبْيَانَكُمْ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْعَثُ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ.

اور اسی کی دوسری روایت میں ہے فرمایا: جب سورج غروب ہو جائے تو اپنے مویشیوں اور بچوں کو باہر نہ بھیجو یہاں تک کہ ابتدائی سیاہی جاتی رہے کیونکہ جب سورج غروب ہوتا ہے تو شیطان اس وقت پھیل جاتے ہیں حتیٰ کہ ابتدائی سیاہی جاتی رہے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ غَطُّوا الْاِنَاءَ وَاَوْكُوا السِّقَاءَ فَاِنَّ فِى السَّنَةِ لَيْلَةً يَّنْزِلُ فِيْهَا وَبَاءٌ لَّا يَمُرُّ بِاِنَاءٍ لَّيْسَ عَلَيْهَا غِطَاءٌ اَوْ سِقَاءٌ لَّيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ اِلَّا نَزَلَ فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاءِ.

اور اسی کی ایک اور روایت میں فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ دو مشکیزوں کے منہ باندھ دو کیونکہ سال میں ایک ایسی رات بھی ہے جس میں وباء نازل ہوتی ہے نہیں گزرتی وہ کسی برتن کے پاس سے جس کو ڈھکا نہ ہو اور مشکیزے کے پاس سے جس پر بند نہ ہو مگر وہ وباء اُس میں نازل ہو جاتی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٤٨ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِيْقَ الْحَمِيْرِ مِنَ اللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَاِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَا لَا تَرَوْنَ وَاَقِلُّوا الْخُرُوْجَ اِذَا هَدَاتِ الْاَرْجُلُ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبُثُّ مِنْ خَلْقِهٖ فِىْ لَيْلَتِهٖ مَا يَشَاءُ وَاَجِيْفُوا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا اِذَا اُجِيْفَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَغَطُّوا الْجِرَارَ وَاَكْفِئُوا الْاٰنِيَةَ وَاَوْكُوا الْقِرَبَ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوٰى اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِىْ تَارِيْخِهٖ وَاَبُوْدَاوُدَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رات کے وقت تم جب کتے کے بھونکنے یا گدھے کے رینگنے کی آواز سنو تو ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' کہا کرو کیونکہ وہ اُن چیزوں کو دیکھتے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے اور جب چلنے والے پیر کم ہو جائیں تو باہر کم نکلو کیونکہ اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنی جس مخلوق کو چاہے پھیلا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دروازے بند کر لیا کرو کیونکہ بند دروازے کو شیطان نہیں کھولتا اور جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو نیز گھڑے ڈھک دیا کرو برتنوں کو اُلٹے کر دیا کرو اور مشکوں کا منہ باندھ دیا کرو۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔ اور امام احمد نے بھی اس کی روایت کی ہے اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اسی طرح روایت کی ہے۔

وَابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ عَنْهُ نَحْوَهٗ.

بَابٌ

رات میں برتن کو ڈھانپنے کی تاکید

٥٤٤٩ - وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ اَبُوْ حُمَيْدٍ رَّجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ بِاِنَاءٍ مِّنْ لَّبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَّا خَمَّرْتَهٗ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ سے ہی روایت ہے کہ حضرت ابوحُمید نامی ایک انصاری صحابی رضی اللہ' نبی کریم ﷺ کے لیے ایک برتن میں دودھ لے کر حاضر ہوئے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے اُسے ڈھانپ کیوں نہیں لیا تھا' خواہ اِس کے اُوپر لکڑی ہی رکھ لیتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

سونے لگو تو آگ کھلی نہ چھوڑا کرو

٥٤٥٠ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم سونے لگو تو اپنے گھروں میں آگ کو (کھلی ہوئی) نہ چھوڑا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٥١ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ اِحْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَهْلِهٖ مِنَ اللَّيْلِ فَحُدِّثَ بِشَانِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ اِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ کا ایک گھر رات کے وقت اپنے رہنے والوں سمیت جل گیا۔ نبی کریم ﷺ سے اُس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ آگ تمہاری دشمن ہے' جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٤٥٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ فَارَةٌ تَجُرُّ الْفَتِيْلَةَ فَاَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِيْ كَانَ قَاعِدًا عَلَيْهَا فَاَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ الدِّرْهَمِ فَقَالَ اِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْا سُرُجَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهٖ عَلٰى هٰذَا فَيُحْرِقُكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ایک چوہا بتی کو گھسیٹتا ہوا آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے اُسے چٹائی پر ڈال دیا' جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک درہم کے برابر جگہ جلا دی' فرمایا کہ جب تم سونے لگو تو اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو کیونکہ شیطان انہیں ایسے کام سجھاتا ہے تاکہ تمہیں جلا دیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

54/54

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ اللِّبَاسِ
لباس کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَا بَنِيْ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَّلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ (الاعراف:٢٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے اولادِ آدم! بے شک اُتارا ہم نے تم پر لباس جو ڈھانپتا ہے تمہاری شرم گاہوں کو اور باعثِ زینت ہے' اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ (الاعراف:٣٢).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: آپ فرمایئے کس نے حرام کیا اللہ تعالیٰ کی زینت کو' جو پیدا کی اُس نے اپنے بندوں کے لیے اور (کس نے حرام کیے) لذیذ پاکیزہ کھانے۔

ف: واضح ہو کہ حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنے حاشیہ قرآن موسوم بہ موضح القرآن میں اس بارے میں بہترین وضاحت فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں: دشمن نے جنت کے کپڑے تم سے اُتروائے' پھر ہم نے تم کو دنیا میں تدبیر لباس کی سکھائی' اب وہی لباس پہنو جس میں پرہیزگاری ہو' یعنی مرد لباس ریشمی نہ پہنے اور دامن دراز نہ رکھے اور جو منع ہوا ہے' سو نہ کرے اور عورت بہت باریک نہ پہنے کہ لوگوں کو اس کا بدن نظر آئے اور اپنی زینت نہ دکھائے۔ ۱۲

بَابٌ
نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ لباس کیا تھا؟

٥٤٥٣ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کو کپڑوں میں حِبَرہ (یعنی لکیروں والی یمنی چادر) سب سے زیادہ پسند تھی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
حضور ﷺ نے قطری چھوٹی چادر اوڑھ کر امامت فرمائی

٥٤٥٤ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَاكِيًا فَخَرَجَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى اُسَامَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبُ قِطْرٍ قَدْ تَوَشَّحَ بِهٖ فَصَلّٰى بِهِمْ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طبیعت ناساز تھی تو آپ حضرت اُسامہ کا سہارا لے کر باہر تشریف لائے اور آپ کے اوپر قطر کا کپڑا تھا' جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے' پھر آپ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔ اس کی روایت بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ
ام المؤمنین حضرت عائشہ سے حضور سے آرام دِہ لباس کی تجویز

٥٤٥٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَانِ قِطْرِيَّانِ غَلِيْظَانِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو موٹے قطری کپڑے پہنے ہوئے تھے' جب آپ بیٹھتے تو پسینے

وَكَانَ اِذَا قَعَدَ فَعَرِقَ ثَقُلَا عَلَيْهِ فَقَدِمَ بَزٌّ مِّنَ الشَّامِ لِفُلَانٍ الْيَهُوْدِيِّ فَقُلْتُ لَوْ بَعَثْتَ اِلَيْهِ فَاشْتَرَيْتَ مِنْهُ ثَوْبَيْنِ اِلَى الْمَيْسَرَةِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا تُرِيْدُ اِنَّمَا تُرِيْدُ اَنْ تَذْهَبَ بِمَالِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ قَدْ عَلِمَ اَنِّيْ مِنْ اَتْقَاهُمْ وَاَدَّاهُمْ لِلْاَمَانَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

کے باعث وہ بھاری ہو جاتے۔ پس ملک شام سے فلاں یہودی کا کپڑا آیا' تو میں نے عرض کی: کاش! آپ کسی کو بھیج کر دو کپڑے اُس سے رقم آنے تک اُدھار خرید لیں۔ آپ نے ایک آدمی کو بھیجا تو اُس (یہودی) نے کہا: میں جانتا ہوں جو آپ چاہتے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ میرا مال ہضم کر لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے جبکہ بخوبی جانتا ہے کہ میں اُن میں سب سے پرہیزگار اور سب سے بہتر امانت ادا کرنے والا ہوں۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

اُونی چادر کو پھینک دینے کا واقعہ

٥٤٥٦ - وَعَنْهَا قَالَتْ صُنِعَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَةٌ سَوْدَاءُ فَلَبِسَهَا فَلَمَّا عَرِقَ فِيْهَا وَجَدَ رِيْحَ الصُّوْفِ فَقَذَفَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے' فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے لیے سیاہ چادر بنائی گئی۔ آپ نے اُسے استعمال کیا' جب پسینہ آیا تو اُس میں سے اُون کی بو آئی تو آپ نے اس کو پھینک دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نبی کریم ﷺ کا وصال جن کپڑوں میں ہوا تھا' اُن کا بیان

٥٤٥٧ - وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُّلَبَّدًا وَّاِزَارًا غَلِيْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیوندوں والا کمبل اور ایک موٹا تہبند ہمارے سامنے نکالا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ان دونوں کپڑوں میں وصال ہوا تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کا محبوب ترین لباس

٥٤٥٨ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيْصَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو قمیص سب کپڑوں سے زیادہ پسند تھی۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا وصال پیوند والے کمبل اور موٹے تہبند میں ہوا۔ اس سے سرورِ کائنات ﷺ کے زہد اور دنیوی آسائش کی چیزوں سے بے رغبتی ظاہر ہوتی ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امت کو بھی اسی طرح تواضع کے ساتھ اپنی زندگی گزارنی چاہیے۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کی مبارک قمیص کیسی ہوتی تھی؟

٥٤٥٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ قَمِيْصًا فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ مُسْتَوَى الْكُمَّيْنِ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِهٖ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ نَقَلَهٗ فِيْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسی قمیص پہنا کرتے جس کا (دامن) ٹخنوں سے اوپر ہوتا اور جس کی آستینیں آپ کی مبارک انگلیوں کے سروں کے برابر ہوتیں۔ اس کی روایت ابن حبان نے کی ہے۔ علامہ ملا علی قاری نے کہا ہے کہ اس روایت کو جامع صغیر میں ابن ماجہ

الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ بِرِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْهُ. کی روایت جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے بیان کیا ہے۔

ف: واضح ہو کہ ردالمحتار میں کہا ہے کہ لباس کی ایک قسم فرض ہے اتنا لباس جس سے انسان اپنی شرم گاہ چھپائے اور گرمی اور سردی کو جس سے دفع کر سکے یہ لباس فرض ہے اور بہتر یہ ہے کہ اُون یا کتان یا صوف کا ہو۔ اور اس کا نچلا دامن آدھی پنڈلی تک لمبا ہو آستین انگلیوں کے سروں تک لمبی ہوں اور اس کی چوڑائی ایک بالشت کی مقدار ہو۔ ۱۲

بَابٌ — صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیوں کا بیان

٥٤٦٠ - وَعَنْ اَبِيْ كَبْشَةَ قَالَ كَانَ كِمَامُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُطْحًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ٹوپیاں چپٹی ہوئی تھیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: صدر کی حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیوں کے لیے ''کِمَام'' کا لفظ آیا ہے۔ ''کِمَام'' جمع ہے ''كُمَّةٌ'' کی۔ یہ ٹوپی گول ہوتی ہے اور پورے سر کو گھیر لیتی ہے اور سر پر چپکی ہوئی رہتی ہے۔ اور اس کی وسعت ایک بالشت ہوتی ہے۔ عالمگیری میں وضاحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلنسوہ یعنی لمبی ٹوپی بھی پہنی ہے۔ ۱۲

بَابٌ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ باندھنے کا بیان

٥٤٦١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو شملہ دونوں کندھوں کے درمیان رکھتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ — ایضاً دوسری حدیث

٥٤٦٢ - وَعَنْ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّهَا سِيْمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَاَرْخُوْهَا خَلْفَ ظُهُوْرِكُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمامہ باندھا کرو کیونکہ یہ فرشتوں کی نشانی ہے اور اُن کا شملہ اپنے پیچھے کیا کرو۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

ف: عالمگیری میں وضاحت ہے کہ عمامہ کی دم دونوں مونڈھوں کے درمیان پیٹھ تک چھوڑنا مستحب ہے۔ یہ کنز میں بیان کیا ہے۔ البتہ عمامہ کی دُم کی مقدار کے بارے میں اختلاف ہے بعض فقہاء نے اس کی مقدار ایک بالشت بیان کی ہے اور بعض نے پیٹھ تک اور بعض نے بیٹھنے تک مقدار کا ذکر کیا ہے۔ ذخیرہ میں اسی طرح صراحت ہے۔ ۱۲

بَابٌ — مسلمان اور مشرکوں میں عمامہ باندھنے کا فرق

٥٤٦٣ - وَعَنْ رُكَانَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت رُکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور مشرکوں کے درمیان ٹوپیوں پر عمامے باندھنے کا فرق ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ — حضرت قرہ بن ایاس مزنی کا مہر نبوت کو مَس کرنا

٥٤٦٤ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد ماجد نے

اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ رَھْطٍ مِّنْ مُّزَیْنَۃَ فَبَایَعُوْہُ وَاِنَّہٗ لَمُطْلَقُ الْاَزْرَارِ فَاَدْخَلْتُ یَدِیْ فِیْ جَیْبِ قَمِیْصِہٖ فَمَسَسْتُ الْخَاتَمَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

فرمایا: میں قبیلۂ مُزینہ کے ایک وفد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا' پھر انہوں نے آپ سے بیعت کی اور آپ کی قمیص مبارک کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کی قمیص کے گریبان میں داخل کیا اور مُہرِ نبوت کو مَس کیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نبی کریم ﷺ نے رُومی جبّہ پہنا

٥٤٦٥ - وَعَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَبِسَ جُبَّۃً رُّوْمِیَّۃً ضَیِّقَۃَ الْکُمَّیْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رومی جبہ پہنا' جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کے بستر کا بیان

٥٤٦٦ - وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ یَنَامُ عَلَیْہِ اَدَمًا حَشْوُہٗ لِیْفٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر جس پر آپ سویا کرتے' چمڑے کا تھا جس میں کھجور کا گودا بھرا ہوا تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

گھر میں کتنے بستر ہونے چاہئیں؟

٥٤٦٧ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ فِرَاشٌ لِّلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِّاِمْرَاَتِہٖ وَالثَّالِثُ لِلضَّیْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّیْطَانِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا ایک بستر اپنے لیے' دوسرا اس کی بیوی کے لیے' تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہوتا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کے مبارک تکیہ کا بیان

٥٤٦٨ - وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ وِسَادُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ یَتَّکِئُ عَلَیْہِ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُہٗ لِیْفٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کا تکیہ جس سے آپ ٹیک لگاتے' کھجور کا تھا جس میں گودا بھرا ہوا تھا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

حضور کا گرمیوں میں سر مبارک کو ڈھانپنے کا بیان

٥٤٦٩ - وَعَنْھَا قَالَتْ بَیْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِیْ بَیْتِنَا فِیْ حَرِّ الظَّھِیْرَۃِ قَالَ قَائِلٌ لِّاَبِیْ بَکْرٍ ھٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُّتَقَنِّعًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں دوپہر کے وقت ہم اپنے گھر کے اندر بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سر مبارک کو ڈھانپے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

تہ بند اور کرتہ کی مستحب حد اور زیادتی پر وعید

٥٤٧٠ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جس نے تکبر کی وجہ سے اپنے کپڑے کو گھسیٹا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔ اس کی روایت بخاری او مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: فتاویٰ عالمگیری میں وضاحت ہے کہ تہبند اور کرتہ کو بہت نیچے تک لٹکائے رکھنا بدعت ہے۔ مرد حضرات کو چاہیے کہ تہبند کو ٹخنوں کے اوپر آدھی پنڈلی تک رکھیں اور عورتیں اپنے تہبند کو اتنا لمبا رکھیں کہ ان کے پیر کے پنجے چھپ جائیں۔ البتہ مردوں کے تہبند ٹخنوں سے نیچے اس شرط سے ہوں کہ وہ ازراہِ تکبر نہ ہوں تو اس میں کراہت تنزیہی ہے۔ اور بذل المجہود شرح ابوداؤد میں ہے کہ مستحب یہ ہے کہ تہبند اور کرتہ مرد کے لیے آدھی پنڈلی تک ہو اور ٹخنوں تک لمبائی بغیر کراہت کے جائز ہے اور ٹخنوں سے نیچے ممنوع ہے۔ اور اگر یہ لمبائی ازراہِ تکبر ہے تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہے ورنہ مکروہ تنزیہی ہوگا۔ اور ردالمحتار شرح درالمختار میں لکھا ہے کہ مردوں کے تہبند قدموں کے پنجے پر گر رہے ہوں تو مکروہ ہے۔ ۱۲

بَابٌ — تکبر سے کپڑا لٹکانے کی وعید

۵۴۷۱ - وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهُ خُيَلَاءَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا لٹکائے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا تہبند لٹک جاتا ہے حالانکہ میں اس کا خیال رکھتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ تم اُن میں سے نہیں ہو جو تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ — ایضاً دوسری حدیث

۵۴۷۲ - وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کپڑے کا لٹکانا تہبند، قمیص اور عمامہ میں ہے، جس نے ان میں سے کوئی چیز تکبر سے لٹکائی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ — ایضاً تیسری حدیث

۵۴۷۳ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو اپنے تہبند کو تکبر کی وجہ سے گھسیٹتا ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ — ایضاً چوتھی حدیث

۵۴۷۴ - وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اُن کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مؤمن کا تہبند باندھنا اس کی نصف

يَقُولُ إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ وَمَا أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّلَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

پنڈلیوں تک ہے۔ نیز اس کے اور ٹخنوں کے درمیان ہو تب بھی کوئی مضائقہ نہیں لیکن اُس سے نیچے ہو تو وہ آگ میں ہے۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ قیامت کے روز غرور کے ساتھ تہبند گھسیٹنے والے کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

حضرت ابن عمر کو تہبند اونچا کرنے کی ہدایت

٥٤٧٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ إِزَارِيْ اِسْتِرْخَاءٌ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ارْفَعْ إِزَارَكَ فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ زِدْ فَزِدْتُّ فَمَا زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ إِلَى أَيْنَ قَالَ إِلَى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور میری تہبند میں درازی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! اپنی تہبند کو اونچا کرو، پس میں نے اونچی کرلی۔ پھر فرمایا کہ اور اونچی کرو! میں نے اور اونچی کرلی، اس کے بعد میں ہمیشہ کوشش کرتا رہا، بعض لوگوں نے کہا کہ کہاں تک؟ کہا: نصف پنڈلیوں تک! اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جتنا تہبند ٹخنوں سے نیچے ہو، وہ دوزخ میں ہے

٥٤٧٦ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جتنا تہبند ٹخنوں سے نیچے ہو، وہ آگ (دوزخ میں) ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

از راہِ تکبر تہبند گھسیٹ کر چلنے والے کے لیے سخت ترین وعید

٥٤٧٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی از راہِ تکبر اپنا تہبند گھسیٹ کر چل رہا تھا تو وہ دھنسا دیا گیا۔ پس وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی جائے گا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: صاحبِ مرقات نے لکھا ہے کہ اس حدیث کا واقعہ پچھلی امتوں کا ہے، یہی وجہ ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو باب ذکر بنی اسرائیل، میں بیان کیا ہے۔ ۱۲

بَابٌ

عورتوں کے تہبند کا بیان

٥٤٧٨ - وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ ذَكَرَ الْإِزَارَ فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُرْخِيْ شِبْرًا فَقَالَتْ إِذًا تَنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ فَذِرَاعًا لَّا تَزِيْدُ عَلَيْهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

ام المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئیں، جبکہ آپ نے تہبند کا ذکر فرمایا تو یارسول اللہ! عورتیں! فرمایا کہ ایک بالشت لٹکائیں، عرض کی: جب اس سے ستر کھلے، فرمایا کہ ایک گز سہی اور اس پر اضافہ نہ کرے۔ اس کی روایت امام مالک، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةِ التِّرْمِذِیِّ وَالنَّسَائِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَتْ اِذًا تَنْكَشِفُ اَقْدَامُهُنَّ قَالَ فَيُرْخِيْنَ ذِرَاعًا لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ.

نیز ترمذی اور نسائی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ یہ عرض گزار ہوئیں: جب ان کے قدم کھلیں تو؟ فرمایا: ایک گز لٹکا لیا کریں اور اس پر اضافہ نہ کریں۔

بَابٌ

عورتوں کا کپڑا باریک ہو تو بطور استر دوسرا کپڑا لگائیں تا کہ جسم دکھائی نہ دے

٥٤٧٩ - وَعَنْ دِحْيَةَ ابْنِ خَلِيْفَةَ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبَاطِيَّ فَاَعْطَانِيْ مِنْهَا قُبْطِيَّةً فَقَالَ اِصْدَعْهَا صَدْعَيْنِ فَاقْطَعْ اَحَدَهُمَا قَمِيْصًا وَّاَعْطِ الْاٰخَرَ اِمْرَاَتَكَ تَخْتَمِرُ بِهٖ فَلَمَّا اَدْبَرَ قَالَ وَاْمُرْ اِمْرَاَتَكَ اَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهٗ ثَوْبًا لَّا يَصِفُهَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں قباطی کپڑے لائے گئے۔ آپ نے اُن میں سے ایک قبطی کپڑا مجھے عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اِس کے دو حصے کر لینا' ایک سے اپنی قمیص کٹوا لینا اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دینا کہ اُس کا دوپٹہ بنالے' جب پیٹھ پھیری تو فرمایا کہ اپنی بیوی کو حکم دینا کہ اس کے نیچے (بطور استر) کپڑا رکھیں تا کہ جسم کا پتہ نہ لگے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

باریک دوپٹہ اوڑھنے پر ام المؤمنین نے اس کو پھاڑ دیا

٥٤٨٠ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ اَبِيْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ رَّقِيْقٌ فَشَقَّتْهُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيْفًا رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت علقمہ بن ابی علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اُن کی والدۂ ماجدہ (ام علقمہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن (ابن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم) حاضر ہوئیں' جن کے اوپر ایک باریک دوپٹہ تھا۔ حضرت عائشہ نے (غضب ناک ہو کر) اُسے پھاڑ دیا اور انہیں موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

بَابٌ

بالغہ عورت کا لباس کیسا ہو؟

٥٤٨١ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ يَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَنْ يَّصْلُحَ اَنْ يُّرٰى مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما حاضر ہوئیں اور اُن کے اوپر باریک کپڑا تھا تو آپ نے اُن سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اے اسماء! جس وقت عورت بالغہ ہو جائے تو اُس کے لیے درست نہیں کہ اُس (کے جسم کا) کوئی حصہ نظر آئے ماسوائے اس کے اور اس کے اور آپ نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سادگی کا بیان

٥٤٨٢ - وَعَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ ابْنِ اَيْمَنَ عَنْ اَبِيْهِ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا دِرْعٌ قِطْرِيٌّ ثَمَنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ فَقَالَتْ اِرْفَعْ بَصَرَكَ اِلٰى

حضرت عبدالواحد بن ایمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا: میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا' جن کے اوپر پانچ درہم کی قطری قمیص تھی' فرمایا کہ نگاہیں اٹھاؤ اور میری لونڈی

جَارِيَتِيْ انْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهَا تَزْهٰى اَنْ تَلْبَسَهٗ فِي الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ لِيْ مِنْهَا دَرْعٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا كَانَتِ امْرَاَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِيْنَةِ اِلَّا اَرْسَلَتْ اِلَيَّ تَسْتَعِيْرُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کو دیکھو کہ یہ اسے گھر میں پہننا بھی پسند نہیں کرتی حالانکہ اس کپڑے کی قمیص میرے پاس رسول اللہ ﷺ کے مبارک عہد میں بھی تھی اور جس لڑکی کو مدینہ منورہ میں دُلہن بنایا جاتا تھا' وہ قمیص مجھ سے عاریتاً منگوائی جاتی تھی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے قریبی عہد ہونے کے باوجود معاشرہ میں کس قدر تغیر واقع ہو گیا کہ لوگ سادگی کو چھوڑ کر تکلفات میں مبتلا ہونے لگے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت جو بخاری' امام احمد اور نسائی میں مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تم پر کوئی سال بلکہ کوئی دن ایسا نہیں گزرے گا کہ اس کے بعد والا دن اس پہلے دن سے بدتر ہوگا' یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو۔ اس کا سبب حضور ﷺ سے دوری ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو حُسنِ خاتمہ عطا فرمائے۔ آمین! بحرمة سيد المرسلين وآله الطاهرين واصحابه الاكرمين۔ یہ پورا مضمون مرقات سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

بَابٌ — عورتوں کا دوپٹہ کس طرح ہو؟

٥٤٨٣ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهِيَ تَخْتَمِرُ فَقَالَ لَيَّةً لَا لَيَّتَيْنِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

ام المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اُن کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا' فرمایا کہ ایک پیچ کافی ہے نہ کہ دو پیچ۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں عورتوں کو لباس میں اسراف سے بچنے کی تاکید ہے۔ مردوں کی طرح عورتیں لباس میں بے وجہ اسراف نہ کریں۔ مرقات میں اس کی وضاحت میں یوں لکھا ہے کہ عورتیں اوڑھنی کو سر پر ڈال کر اپنی ٹھوڑی کے نیچے سے ایک ہی پیچ دیں نہ کہ دو پیچ' جس سے اسراف ہوتا ہے اور مردوں سے مشابہت ہوتی ہے کیونکہ مرد عمامہ میں کئی پیچ باندھتے ہیں۔ ۱۲

بَابٌ — اہم معاشرتی آداب

٥٤٨٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهٖ اَوْ يَمْشِيَ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ وَّاَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ اَوْ يَحْتَبِيَ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک جوتا پہن کر چلے یا ایک ہی کپڑے میں لپٹ جائے یا ایک ہی کپڑے کو اس طرح لپیٹ لے کہ شرم گاہ کھلی رہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ اس سلسلہ میں تین قسم کے مسائل ہیں:

(۱) ایسی باتیں جن کا تعلق تعظیم' زینت اور نظافت سے ہے' ان میں مستحب یہ ہے کہ دائیں طرف سے شروع کریں جیسے جوتے' موزہ' پاجامہ' شلوار' سر کا مونڈھنا' کنگھی کرنا' مونچھ کا کترنا' بغل کے بال نکالنا' مسواک کرنا' سرمہ لگانا' ناخنوں کا کترنا' وضوء' غسل' تیمم' مسجد میں داخل ہونا' بیت الخلاء سے باہر آنا اور صدقہ دینا وغیرہ۔

(۲) ایسے کام جو مذکورہ چیزوں کے علاوہ ہیں' ان میں مستحب یہ ہے کہ بائیں طرف سے انجام دیں جیسے جوتا' موزہ' شلوار اتارنا' آستین کا نکالنا' مسجد سے باہر آنا' بیت الخلاء میں داخل ہونا' استنجاء' ناک صاف کرنا اور اسی قسم کے کام وغیرہ۔

(۳) تیسری قسم جیسے ایک جوتے میں یا ایک موزہ میں چلنا' بغیر عذر کے مکروہ ہے۔ اس کی دلیل امام مسلم علیہ الرحمہ کی احادیث شریفہ ہیں۔ علماء نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ یہ کام وقار اور سنجیدگی کے خلاف ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک جوتے میں چلنے سے ایک پیر دوسرے سے اونچا رہتا ہے اور چلنے میں دشواری بھی ہوتی ہے اور بعض اوقات ٹھوکر بھی لگ جاتی ہے۔ ۱۲

بَابٌ
قمیص دائیں جانب سے پہنی جائے

۵۴۸۵ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَبِسَ قَمِيْصًا بَدَاَ بِمَيَامِنِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قمیص پہنتے تو دائیں جانب سے ابتداء فرماتے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک چادر کو استعمال فرمانا

۵۴۸۶ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْتَبٍ بِشَمْلَةٍ قَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلٰى قَدَمَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ایک چادر میں لپٹے ہوئے تھے اور اُس کا پھندنا آپ کے مبارک قدموں پر پڑا ہوا تھا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: ریشم کا استعمال مردوں کے لیے حرام ہے' البتہ عورتوں کے لیے ریشم کا استعمال حلال ہے۔ جس حدیث شریف میں عورتوں کے لیے حلال فرمایا گیا' وہ حدیث کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے' جن میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے' آپ کے ایک ہاتھ میں ریشم اور دوسرے ہاتھ میں سونا تھا اور فرمایا: یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کے لیے حلال ہیں' حرمت میں بچے بھی داخل ہیں' البتہ سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال مردوں اور عورتوں دونوں پر حرام ہے اور چاندی کی انگوٹھی مرد بھی پہن سکتے ہیں۔ (ہدایہ اور مرقات) ۱۲

بَابٌ
دنیا میں ریشم پہننے والے مرد پر وعید

۵۴۸۷ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں ریشم وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ
ریشم اور سونا مردوں پر حرام ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے

۵۴۸۸ - وَعَنْ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَّابْنِ الزُّبَيْرِ وَاَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمر' حضرت انس' حضرت ابن زبیر اور حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص ریشم کو دنیا میں پہنے گا' وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيْرُ لِلْاِنَاثِ مِنْ اُمَّتِيْ وَحُرِّمَ عَلٰى ذُكُوْرِهَا وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا

اور ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ریشم اور سونا میری امت کی عورتوں کے لیے حلال ہے اور میری اُمت کے مردوں پر حرام ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَبَعَثَ بِهَا اِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اَبْعَثْ بِهَا اِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا اِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا اِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ.

اور بخاری اور مسلم نے بالاتفاق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تحفے کے طور پر ایک ریشمی جوڑا پیش کیا گیا‘ آپ نے اس کو میرے لیے بھیج دیا۔ میں نے اُسے پہن لیا تو آپ کے چہرۂ مبارک پر میں نے ناراضگی کے اثرات دیکھے‘ فرمایا کہ میں نے تمہاری طرف پہننے کے لیے نہیں بھیجا تھا‘ میں نے تمہارے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ اسے پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹے بنالو۔

٥٤٨٩ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قُبَاءَ دِيْبَاجٍ اُهْدِيَ لَهٗ ثُمَّ اَوْشَكَ اَنْ نَزَعَهٗ فَاَرْسَلَ بِهٖ اِلٰى عُمَرَ فَقِيْلَ قَدْ اَوْشَكَ مَا انْتَزَعْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَهَانِيْ عَنْهُ جِبْرِيْلُ فَجَاءَ عُمَرُ يَبْكِيْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهْتَ اَمْرًا وَّاَعْطَيْتَنِيْهِ فَمَالِيْ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اُعْطِكَهٗ تَلْبَسُهٗ اِنَّمَا اَعْطَيْتُكَهٗ تَبِيْعُهٗ فَبَاعَهٗ بِاَلْفَيْ دِرْهَمٍ قَالَ فُقَهَاءُ نَا يَجِبُ اَنْ يُّعْلَمَ اَنَّ لُبْسَ الْحَرِيْرِ وَهُوَ مَا كَانَتْ لُحْمَتُهٗ حَرِيْرًا وَّسَدَاهُ حَرِيْرٌ حَرَامٌ لِّهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ عَلَى الرِّجَالِ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ریشمی قباء پہنی جو آپ کو تحفہ میں دی گئی تھی‘ پھر جلدی سے اُسے اتارا اور حضرت عمر کے لیے بھیج دیا‘ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے اُسے بہت جلدی اتار دیا؟ فرمایا کہ حضرت جبرئیل نے مجھے اس سے منع کیا ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! ایک چیز کو آپ ناپسند فرماتے ہیں اور وہ مجھے دے دی‘ میرا کیا حال ہوگا؟ فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کے لیے نہیں دی‘ بلکہ میں نے تمہیں فروخت کرنے کے لیے دی ہے۔ پس انہوں نے وہ دو ہزار درہم میں بیچ دی۔ ہمارے فقہاء کرام نے فرمایا کہ ایسے ریشمی لباس کا پہننا حرام ہے‘ جس کا تانا اور بانا دونوں ریشم کے ہوں‘ ان احادیث کے پیش نظر یہ ہر حالت میں مردوں کے لیے حرام ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

وَمَا رُوِيَ تَرْخِيْصُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ فِي الْحَرْبِ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمَخْلُوْطِ.

اور حضور ﷺ نے جنگ کے موقع پر ریشم کے استعمال کی اجازت دی ہے‘ وہ بھی مخلوط ریشم سے متعلق ہے۔

وَحَدِيْثُ الْحِكَّةِ نَظِيْرُ التَّدَاوِيْ بِالْاَبْوَالِ.

اور خارش (میں ریشمی لباس کی اجازت) والی حدیث (اونٹوں کے) پیشاب سے علاج والی حدیث کی مثل ہے۔

٥٤٩٠ - وَعَنْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا هٰكَذَا وَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةَ وَضَمَّهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے مگر اتنا (فرما کر) رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو مبارک انگلیاں اٹھائیں یعنی درمیانی اور شہادت والی اور دونوں کو ملایا۔

(بخاری اور مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّهٗ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے مگر

عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا مَوْضِعَ اِصْبَعَيْنِ اَوْ ثَلَاثٍ اَوْ اَرْبَعٍ.

جبکہ دو یا تین یا چار انگلیوں کے برابر ہو۔

بَابٌ

حضور ﷺ کے جبہ مبارک سے شفاء حاصل کرنا

٥٤٩١ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا اَخْرَجَتْ جُبَّةً طَيَالِسَةً كِسْرَوَانِيَّةً لَهَا لِبْنَةُ دِيْبَاجٍ وَّفَرْجَيْهَا مَكْفُوْفَيْنِ بِالدِّيْبَاجِ وَقَالَتْ هٰذِهٖ جُبَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى نَسْتَشْفِيْ بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک طیالسی کسروانیہ جبہ نکالا' جس کا گریبان ریشم کا تھا اور اُس کے دونوں دامن ریشم سے سلے ہوئے تھے' فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ مبارک ہے اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ جب وہ فوت ہوگئیں تو میں نے یہ لے لیا۔ اور نبی کریم ﷺ اسے پہنا کرتے تھے اور ہم شفاء حاصل کرنے کے لیے اِسے دھو کر مریضوں کو پلاتے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ریشمی کپڑے کا تانا سوتی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں

٥٤٩٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنَ الْحَرِيْرِ فَاَمَّا الْعَلَمُ وَسَدَى الثَّوْبِ فَلَا بَاْسَ بِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشمی کپڑے سے منع فرمایا ہے لیکن نشان اور تانا سوتی ہو (جو چوڑائی میں ہوتا ہے) تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

دس کام ممنوع ہیں

٥٤٩٣ - وَعَنْ اَبِيْ رَيْحَانَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَشْرٍ عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ وَالنَّتْفِ وَعَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَّمُكَامَعَةِ الْمَرْاَةِ الْمَرْاَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَّاَنْ يَّجْعَلَ الرَّجُلُ فِيْ اَسْفَلِ ثِيَابِهٖ حَرِيْرًا مِّثْلَ الْاَعَاجِمِ اَوْ يَجْعَلَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ حَرِيْرًا مِّثْلَ الْاَعَاجِمِ وَعَنِ النُّهْبٰى وَعَنْ رُكُوْبِ النُّمُوْرِ وَلُبُوْسِ الْخَاتِمِ اِلَّا لِذِيْ سُلْطَانٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابوریحانہ (قرظی انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس کاموں سے منع فرمایا ہے: (۱) دانت پتلے کروانے (جیسا کہ بوڑھی عورتیں کرتی ہیں' کیونکہ یہ تغییر خلق اللہ ہے) (۲) گدوانے (۳) سفید بال اکھاڑنے (یہ بھی عورتوں کی عادت ہے) (۴) مرد کے ساتھ مرد (۵) اور عورت کے ساتھ عورت کا بغیر کپڑوں کے لیٹنا اور (۶) آدمی کا اپنے بیٹھنے کے کپڑوں میں عجمیوں کی طرح ریشم لگانے (۷) عجمیوں کی طرح اپنے کندھوں پر ریشم لگانے (۸) کسی کا مال لوٹ لینا (۹) چیتے کی کھال پر سوار ہونے (۱۰) اور انگوٹھی پہننے سے ماسوائے بادشاہ کے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

ریشمی زین پوش اور چیتے کی کھال پر سواری ممنوع ہے

٥٤٩٤ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلَا النِّمَارَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ریشمی زین پوش اور چیتے کی کھال پر سوار نہ ہوا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ
سونے کی انگوٹھی، ریشمی کپڑے اور ریشمی گدوں کا استعمال منع ہے

٥٤٩٥ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَتْمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِيِّ وَالْمَيَاثِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے قسی (وہ کپڑے جو ریشم سے بنائے جاتے ہیں) پہننے، ارغوانی ریشمی گدوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ اس کی روایت ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ
چاندی اور سونے کے برتنوں کا استعمال، ریشمی کپڑے اور گدوں کا بھی استعمال منع ہے

٥٤٩٦ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّشْرَبَ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَاَنْ نَّاْكُلَ فِيْهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَاَنْ نَّجْلِسَ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چاندی اور سونے کے برتن میں پینے سے منع فرمایا ہے اور اُن میں کھانے سے نیز ریشم اور دیباج پہننے اور اُن پر بیٹھنے سے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ حُرِّمَ تَوَسُّدُ الْحَرِيْرِ وَافْتِرَاشُهٗ وَالنَّوْمُ عَلَيْهِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ كَمَا فِي الْمَوَاهِبِ وَمِثْلُهٗ فِيْ مَتْنِ دُرَرِ الْبِحَارِ وَقَالَ الْعَيْنِيُّ وَالْقُهُسْتَانِيُّ وَبِهٖ اَخَذَ اَكْثَرُ مَشَايِخِنَا كَذَا فِي الْكِرْمَانِيِّ وَنَقَلَ مِثْلَهُ ابْنُ الْكَمَالِ.

اور امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا ہے کہ ریشمی گدّے، تکیے، فرش یعنی ریشمی چادروں کا استعمال اور ان پر سونا حرام ہے۔ اور یہی صحیح مذہب ہے جیسا کہ مواہب میں مذکور ہے، اور اسی کی مثل درر البحار کے متن میں صراحت ہے، علامہ عینی اور قہستانی نے کہا ہے کہ ہمارے اکثر فقہاء مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ کرمانی میں ہے اور اسی کی مثل اور ابن الکمال نے بھی نقل کیا ہے۔ ۱۲

سونے اور چاندی سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال ناجائز ہے

واضح ہو کہ درمختار میں صراحت ہے کہ صدر کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا، پینا مرد اور عورت دونوں کے لیے جائز نہیں ہے، اسی حکم میں چاندی اور سونے کے چمچے، سرمہ دانی، سلائی، آئینہ، قلم اور دوات وغیرہ استعمال کی چیزیں بھی ناجائز ہیں۔ ۱۲

بَابٌ
کُسم کے رنگے ہوئے کپڑے منع ہیں، یہ کافروں کا لباس ہے

٥٤٩٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهُمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قُلْتُ اَغْسِلُهُمَا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے اوپر کسم کے رنگے ہوئے دو کپڑے دیکھے تو فرمایا: یہ کافروں کے کپڑے ہیں، لہٰذا انہیں نہ پہنا کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا: کیا انہیں دھوڈالوں؟ فرمایا کہ انہیں جلادو! اس کی روایت مسلم

قَالَ بَلْ اَحْرِقْهُمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نے کی ہے۔

بَابٌ

عورتوں کے لیے رنگین کپڑے جائز ہیں اور خوشبو کے استعمال کا بیان

وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ عَنْهُ قَالَ رَاٰنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیَّ ثَوْبٌ مَصْبُوْغٌ بِعُصْفُرٍ مُوَرَّدًا فَقَالَ مَا هٰذَا فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ فَانْطَلَقْتُ فَاَحْرَقْتُهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعْتَ بِثَوْبِكَ قُلْتُ اَحْرَقْتُهُ قَالَ اَفَلَا كَسَوْتَهُ بَعْضَ اَهْلِكَ فَاِنَّهُ لَا بَاْسَ بِهٖ لِلنِّسَاءِ.

اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہما سے ہی روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ میرے اوپر کسم کا رنگا ہوا گلابی کپڑا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ فرماتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ میں جان گیا کہ حضور کو یہ ناپسند ہے۔ میں گیا اور اُس کو جلا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے کپڑے کا کیا بنایا؟ میں نے عرض کیا کہ اُسے جلا دیا ہے۔ فرمایا کہ گھر میں کسی عورت کو کیوں نہ پہنایا کیونکہ عورتوں کے لیے اسے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا وَطِيْبُ الرِّجَالِ رِيْحٌ لَّا لَوْنَ لَهٗ وَطِيْبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لَّا رِيْحَ لَهٗ قَالَ سَعِيْدٌ اَلرَّاوِیُّ اَرَاهُ قَالَ اِنَّمَا حَمَلُوْا قَوْلَهٗ فِیْ طِيْبِ النِّسَاءِ عَلٰى اَنَّهَا اِذَا خَرَجَتْ فَاَمَّا اِذَا كَانَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا فَلْتَطَيَّبْ بِمَا شَاءَتْ.

اور ابوداؤد ہی کی ایک روایت میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سن لو! مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو رنگ ہے' جس میں خوشبو نہ ہو۔ اس حدیث کے راویوں میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کی خوشبو کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو ارشاد ہے' وہ اس وقت ہے جبکہ عورت باہر جا رہی ہو' البتہ جب عورت اپنے شوہر کے پاس ہو تو جس قسم کی خوشبو چاہے' استعمال کر سکتی ہے۔

بَابٌ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ دھاری دار جوڑا استعمال فرماتے تھے

٥٤٩٨ - وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا وَّقَدْ رَاَيْتُهٗ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوسط القامت تھے۔ میں نے آپ کو سرخ (دھاری دار) جوڑے میں دیکھا' اور آپ سے بڑھ کر خوب صورت کسی کو نہیں دیکھا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ شَعْرٌ يَّبْلُغُ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ وَرَاَيْتُهٗ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ.

اور ابوداؤد نے حضرت براء رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلف مبارک کے بال آپ نے دونوں مبارک کانوں کی لَو تک پہنچتے تھے اور میں نے آپ کو سرخ (دھاری دار) جوڑے میں دیکھا اور (ایسا دیکھا کہ) پھر کبھی آپ سے بڑھ کر خوب صورت کسی کو نہیں دیکھا۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى يَخْطُبُ عَلٰى بَغْلَةٍ وَّعَلَيْهِ بُرْدٌ اَحْمَرُ وَعَلِیٌّ

اور ابوداؤد ہی کی ایک روایت میں حضرت ھلال بن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ اپنے والد ماجد (عامر مزنی) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منیٰ میں خچر پر خطبہ دیتے ہوئے

اَمَامَهٗ يُعَبِّرُ عَنْهُ.

دیکھا جب کہ آپ کے اوپر سرخ (دھاری دار) چادر تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے (حجاج کے اژدھام کی وجہ سے) ارشاداتِ عالیہ کا مطلب بیان کر رہے تھے۔

بَابٌ
سرخ کپڑے اور سرخ زین پوش منع ہے

۵۴۹۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ رَجُلٌ وَّعَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی گزرا اور اُس کے کپڑے سرخ تھے۔ اُس نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا آپ نے اُسے سلام کا جواب نہ دیا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوُدَ وَقَالَ نَهٰى عَنْ مَّيَاثِرِ الْاَرْجُوَانِ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرخ زین پوش سے منع فرمایا۔

بَابٌ
سرخ رنگ کا ریشمی زین پوش منع ہے

۵۵۰۰ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ رَوَاهُ الْبَغْوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرخ رنگ کے ریشمی زین پوش سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوئے مبارک مہندی سے رنگے ہوئے تھے

۵۵۰۱ - وَعَنْ اَبِيْ رِمْثَةَ التَّيْمِيِّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ وَلَهٗ شَعْرٌ قَدْ عَلَاهُ الشَّيْبُ وَشَيْبُهٗ اَحْمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوُدَ وَهُوَ ذُوْ وَفْرَةٍ وَّبِهَا رَدْعٌ مِّنْ حِنَاءٍ.

حضرت ابورمثہ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ کے اوپر دو سبز کپڑے تھے اور آپ کے بالوں سے بڑھاپا ظاہر ہونے لگا تھا اور آپ کے موئے مبارک سرخ تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کے گیسوئے مبارک تابہ گوش تھے جو مہندی سے رنگ ہوئے تھے۔

بَابٌ
سفید کپڑوں کی تاکید

۵۵۰۲ - وَعَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِلْبَسُوا الثِّيَابَ الْبِيْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور عمدہ ہوتے ہیں اور اپنے مُردوں کو ان کا کفن ہی دیا کرو۔ اس کی روایت امام احمد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

۵۵۰۳ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحْسَنَ مَا زُرْتُمُ اللّٰهَ فِي قُبُوْرِكُمْ وَمَسَاجِدِكُمُ الْبَيَاضُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

نے فرمایا: بہترین لباس جس سے تم اپنی قبروں اور مسجدوں میں اللہ تعالیٰ سے ملو' سفید ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

نئے کپڑے پہننے کے آداب اور اس کی مسنون دعائیں

٥٥٠٤ - وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ عِمَامَةً أَوْ قَمِيْصًا أَوْ رِدَاءً ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيْهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اُس کا نام لیتے جیسے عمامہ' قمیص یا چادر اور پھر دعا کرتے' اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں جیسے تو نے مجھے یہ پہنایا' میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اُس چیز کی بھلائی جس کے لیے یہ بنایا گیا اور میں اس کی بُرائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اُس چیز کی بُرائی سے جس کے لیے یہ بنایا گیا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اُس دعا کا بیان جو کھانا کھانے اور کپڑا پہننے کے بعد کی جائے تو سابقہ گناہوں کی معافی ملتی ہے

٥٥٠٥ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَزَادَ أَبُوْ دَاوُدَ وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ.

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کھانا کھائے' پھر کہے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر مجھے یہ روزی دی تو (اللہ کی اس تعریف کی وجہ سے) اس کے سابقہ گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اور ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ جو کپڑا پہنے اور یوں کہے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں' جس نے مجھے یہ پہنایا اور میری طاقت اور قوت کے بغیر عطا فرمایا تو (اس تعریف خداوندی کی وجہ سے) اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں۔

بَابٌ

کپڑے کے پہننے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دعا

٥٥٠٦ - وَعَنْ أَبِيْ مَطَرٍ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا اشْتَرٰى ثَوْبًا بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ فَلَمَّا لَبِسَهُ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَزَقَنِيْ مِنَ الرِّيَاشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي النَّاسِ وَأُوَارِيْ بِهِ عَوْرَتِيْ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت ابو مطر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین درہم کا کپڑا خریدا' جب اُسے پہنا تو فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے زینت کا لباس عطا فرمایا' جس سے لیں لوگوں میں خوب صورتی حاصل کرتا ہوں اور اپنے ستر کو چھپاتا ہوں' پھر فرمایا کہ اسی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

نیا کپڑا پہنے تو کیا دعا کرے؟

٥٥٠٧ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَوْبًا جَدِیْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ حَیَاتِیْ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِیْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ ثُمَّ عَمِدَ اِلَی الثَّوْبِ الَّذِیْ اَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهٖ كَانَ فِیْ كَنَفِ اللّٰهِ وَفِیْ حِفْظِ اللّٰهِ وَفِیْ سَتْرِ اللّٰهِ حَیًّا وَّمَیِّتًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوامامہ (انصاری اوسی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہنا تو فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں' پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے نیا کپڑا پہنا اور یہ کہا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے لباس پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھپاتا اور اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں۔ پھر اپنے پرانے کپڑے کو لے کر اُسے خیرات کر دے تو وہ زندگی اور موت کے اندر اللہ تعالیٰ کی پناہ' اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ کے پردے میں رہے گا۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معاشرت کے بارے میں وصیت

٥٥٠٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَةُ اِنْ اَرَدْتِّ اللُّحُوْقَ بِیْ فَلْیَكْفِكِ مِنَ الدُّنْیَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَاِیَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْاَغْنِیَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِفِیْ ثَوْبًا حَتّٰی تُرَقِّعِیْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے مسافر سوار کے برابر ہی زادِ راہ لینا' اور امیروں کے پاس بیٹھنے سے بچنا اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھنا جب تک اُس میں پیوند نہ لگا لو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایمان کی نشانی کیا ہے؟

٥٥٠٩ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اِیَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ اَنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بے شک سیدھے سادھے (موٹے ڈھاٹے) کپڑے پہننا' ایمان کی نشانی ہے! بے شک سیدھے سادھے (موٹے ڈھاٹے) کپڑے پہننا ایمان کی نشانی ہے! اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ وَّهُوَ یَقْدِرُ عَلَیْهِ.

اور ابوداؤد ہی کی ایک روایت میں سُوید بن وہب' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی ایک صحابی کے صاحبزادے سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو طاقت رکھنے کے باوجود خوب صورت کپڑا پہننا چھوڑ دے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ تَوَاضُعًا كَسَاهُ اللّٰهُ حُلَّةَ

اور ایک روایت میں ہے کہ تواضع کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ اُسے بزرگی کا

لِكَرَامَةٍ وَمَنْ تَزَوَّجَ لِلّٰهِ تَوَّجَهُ اللّٰهُ تَاجَ الْمَلِكِ.

جوڑا پہنائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے لیے نکاح کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے بادشاہی کا تاج پہنائے گا۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مِنْهُ عَنْ مُّعَاذِ ابْنِ اَنَسٍ حَدِيْثَ اللِّبَاسِ.

اور ترمذی نے لباس کی حدیث کو اِن سے بروایت حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔

ف: مرقات میں یہ وضاحت ہے کہ لباس میں تواضع اور زیب و زینت سے بچنا ایمان والوں کے اخلاق ہیں اور ایمان ہی اس کا سبب ہے اور صاحب ردالمختار نے کہا ہے کہ زیب و زینت کا لباس مکروہ ہے اور اکثر وہ تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ۱۲

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کی ایک پسند

۵۵۱۰ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطے سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اُس کے بندے سے اُس کی نعمت کا اثر ظاہر ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ خوب صورت اور زینت کے کپڑوں کا استعمال مستحب ہے' عیدوں میں اور تقریبات میں ایسے کپڑوں کا استعمال مناسب ہے' البتہ ہمیشہ روزمرہ ایسے کپڑوں استعمال کرنا غرور اور تکبر ہے' اور غریب لوگوں کی دل شکنی کا سبب ہے' یہی وجہ ہے کہ زینت کے لباس سے پرہیز کرنا چاہیے' چنانچہ تکلف کا لباس نامناسب ہے اور یہ عجم کی عادت ہے۔ (مرقات' ردالمختار) ۱۲

بَابٌ

کپڑوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صحابی کو ہدایت

۵۵۱۱ - وَعَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ دُوْنٌ فَقَالَ لِيْ اَلَكَ مَالٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مِنْ اَيِّ الْمَالِ قُلْتُ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ قَالَ فَاِذَا اٰتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرَ اَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَكَرَامَتِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ.

حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے معمولی کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا کہ کون سا مال ہے؟ میں عرض گزار ہوا کہ ہر طرح کا مال اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے! یعنی اونٹ' گائے' بکریاں' گھوڑے اور غلام سے! فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تو اُس کی نعمت اور بخشش کا اثر تمہارے اوپر نظر آنا چاہیے۔ اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے اور شرح السنہ میں مصابیح کے لفظوں میں ہے۔

ف: واضح ہو کہ شرح السنہ میں یہ وضاحت کہ ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ کے والد کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کپڑوں کی صفائی اور عندالضرورت نئے کپڑوں کے بدلنے کے بارے میں ہے' بشرطیکہ کپڑوں میں نرمی اور باریکی نہ ہو اور عجمیوں کی طرح غرور اور تکبر کا اظہار نہ ہو۔ ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۵۱۲ - وَعَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا

حضرت ابورجاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین

عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَّعَلَيْهِ مِطْرَفٌ مِّنْ خَزٍّ وَّقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ نِعْمَةً فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور اُن کے اوپر اُون کی ریشمی نقش و نگار والی چادر تھی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس کو اللہ تعالیٰ کسی نعمت سے نوازے تو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اُس نعمت کا اثر اُس کے بندے سے ظاہر ہو۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

پراگندہ بال اور میلے کچیلے کپڑے منع ہیں

۵۵۱۳ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرًا فَرَاٰى رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهٗ فَقَالَ مَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا مَا يُسَكِّنُ بِهٖ رَاْسَهٗ وَرَاٰى رَجُلًا عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَّسِخَةٌ فَقَالَ مَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا يَغْسِلُ بِهٖ ثَوْبَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دیکھنے کے لیے تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک شخص کے بال بکھرے ہوئے ہیں فرمایا کہ کیا اسے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے سر کو درست کر لے پھر ایک اور آدمی کو دیکھا جس کے کپڑے میلے کچیلے تھے فرمایا کہ کیا اسے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے کپڑے دھو لے۔ اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

کھانے اور پہننے میں دو چیزوں سے احتیاط ضروری ہے

۵۵۱٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا اَخْطَاَتْكَ اِثْنَتَانِ سَرَفٌ وَّمَخِيْلَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَرْجَمَةِ بَابٍ.

وَوَصَلَ هٰذَا التَّعْلِيْقَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: کھاؤ جو چاہو اور پہنو جو چاہو جبکہ دو چیزیں تم سے دور رہیں یعنی فضول خرچی اور شیخی۔ اس کو بخاری نے ترجمۃ الباب میں بیان کیا ہے۔

اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اس تعلیق کو ترجمۃ الباب سے متصل بیان کیا ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۵۱۵ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا مَا لَمْ يُخَالِطْ اِسْرَافٌ وَّلَا مَخِيْلَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد کے واسطہ سے اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیؤ صدقہ کرو اور پہنو جب تک کہ فضول خرچی اور شیخی کی ملاوٹ نہ کرو۔ اس کی روایت امام احمد نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

شہرت کا لباس پہننے پر وعید

۵۵۱٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذِلَّةٍ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا میں شہرت حاصل کرنے کے لیے لباس پہنا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اُسے ذلّت کا لباس پہنائے گا۔ اس کی روایت ترمذی امام احمد ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی ایک دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے

تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ. وہ اُن ہی میں سے ہے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ کے نقال کونجات مل گئی

واضح ہو کہ مرقات میں اس کی توضیح میں لکھا ہے کہ جو شخص مثلاً لباس میں کافروں کی یا فاسقوں اور فاجروں کی مشابہت اختیار کرے یا صوفیاء کرام اور نیک لوگوں کی مشابہت اختیار کرے اس کا شمار ان ہی لوگوں میں ہوگا۔ اس سلسلہ میں صاحب مرقات نے ایک حکایت بیان کی ہے وہ حکایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کیا تو اس نقال کو غرق نہیں فرمایا جو فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نقل اتارتا تھا' جس پر فرعون اور اس کے درباری ہنستے تھے۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ خداوندی میں اس بارے میں عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم دوست کی مشابہت اختیار کرنے والے کو سزا نہیں دیتے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ جب باطل پر اہل حق کی مشابہت اختیار کرنے والوں کو نجات ملتی ہے تو ان حضرات کا کتنا بلند مقام ہوگا' جو اہل حق کی مشابہت ازراہِ تعظیم وتکریم کرتے ہوں۔ عوارف المعارف میں حضرت شہاب الدین قدس سرہ نے اس بارے میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ مرقات کی توضیح ختم ہوئی۔ ۱۲

بَابُ الْخَاتِمِ — انگوٹھی کا بیان

بَابٌ

حضور ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی جس پر نقش تھا' کلمہ کے دوسرے جز کا

۵۵۱۷ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ وَّجَعَلَهُ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ اَلْقَاهُ ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ نُّقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ لَا يَنْقُشَنَّ اَحَدٌ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِيْ هٰذَا وَكَانَ اِذَا لَبِسَهُ جَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِيْ بَطْنَ كَفِّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اُسے دائیں دستِ مبارک میں پہنا' پھر اُسے پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" نقش کروایا اور فرمایا کہ کوئی میری انگوٹھی جیسا نقش نہ کروائے اور جب اُسے پہنتے تو اُس کے نگینے کو ہتھیلی کی جانب رکھتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی مردوں پر حرمت سے پہلے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب موطأ میں فرمایا ہے کہ مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ سونے' لوہے یا پیتل کی انگوٹھی استعمال کرے' مرد صرف چاندی کی انگوٹھی استعمال کریں' البتہ عورتیں سونے کی انگوٹھی استعمال کرسکتی ہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کے لیے سونے کی انگوٹھی کا استعمال اور مردوں کے لیے اس کی حرمت پر سارے فقہاء کا اجماع ہے۔ فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ نے شرح جامع صغیر میں بیان کیا ہے کہ انگوٹھی کا سیدھے یا بائیں ہاتھ میں استعمال برابر ہے' اس لیے کہ اس بارے میں روایتوں میں اختلاف ہے۔ درمختار میں لکھا ہے کہ انگوٹھی پر اپنے نام کا نقش یا اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کا نقش کروایا جاسکتا ہے' البتہ انسان یا پرندہ یا محمد رسول اللہ کا نقش نہ کروایا جائے۔ ۱۲

بَابٌ — دائیں دستِ مبارک میں انگوٹھی پہننے کا بیان

۵۵۱۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ عَلِيٍّ.

دائیں دستِ مبارک میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے اسے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

بَابٌ
بائیں دستِ مبارک میں انگوٹھی پہننے کا بیان

۵۵۱۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَسَارِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَمُسْلِمٌ عَنْ اَنَسٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بائیں دستِ مبارک میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے۔

بَابٌ
جو چیز بڑوں کے لیے حرام ہے' وہ بچوں کے لیے بھی حرام ہے

۵۵۲۰ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِي الرُّكُوْعِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسی اور کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے اور سونے کی انگوٹھی سے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِيْ مُوَطَّئِهٖ اَنَا اَكْرَهُ اَنْ يَّلْبَسَ الْغِلْمَانُ شَيْئًا مِّنَ الذَّهَبِ لِاَنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ فَاَنَا اَكْرَهُ لِلرِّجَالِ الْكَبِيْرِ مِنْهُمْ وَالصَّغِيْرِ.

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موطأ میں فرمایا ہے کہ مجھے بچوں کا سونا پہننا ناپسند ہے' اس لیے کہ یہ بات مجھے (سند سے) پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی کے پہننے سے منع فرمایا ہے' اس لیے میں مرد چھوٹے ہوں یا بڑے' اس کو دونوں کے لیے پسند نہیں کرتا۔

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ بچوں کے لیے سونے کا اور ریشم کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔ اس لیے کہ جس چیز کا پہننا اور استعمال حرام ہے' اس کا پہنانا اور پلوانا بھی حرام ہے۔ ۱۲

بَابٌ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کی سونے کی انگوٹھی کو اتار کر پھینک دیا

۵۵۲۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ يَعْمَدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ خَاتَمَكَ اِنْتَفِعْ بِهٖ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَّقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اُسے اتار کر پھینک دیا۔ پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی آگ کی چنگاری کا قصد کرتا ہے اور اُسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں سے تشریف لے جانے کے بعد اُس آدمی سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی لے لو اور اُس سے نفع حاصل کرو۔ اس نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں اُسے ہرگز نہیں لوں گا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کو دس باتیں ناپسند تھیں

۵۵۲۲ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ عَشَرَ خِلَالٍ اَلصُّفْرَةَ يَعْنِي الْخَلُوْقَ وَتَغْيِيْرَ الشَّيْبِ وَجَرَّ الْاِزَارِ وَالتَّخَتُّمَ بِالذَّهَبِ وَالتَّبَرُّجَ بِالزِّيْنَةِ لِغَيْرِ مَحَلِّهَا وَالضَّرْبَ بِالْكِعَابِ وَالرُّقٰى اِلَّا بِالْمُعَوِّذَاتِ وَعَقْدَ التَّمَائِمِ وَعَزْلَ الْمَاءِ لِغَيْرِ مَحَلِّهٖ وَفَسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرِّمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ قَالَ اَئِمَّتُنَا اِنَّ قَوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَسَادَ الصَّبِيِّ مِنَ الْمَشْهُوْرَاتِ الذَّائِعَةِ عِنْدَ الْعَرَبِ فَاَمَرَ بِهٖ عَلَى الشَّفَقَةِ مِنْهُ عَلٰى اُمَّتِهٖ لَا غَيْرَ ذٰلِكَ فَاِذَا ثَبَتَ اَنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ وَلَا يَبَالُوْنَ بِهٖ ثُمَّ اَنَّهٗ لَا يَعُوْدُ عَلٰى اَوْلَادِهِمْ بِضَرَرٍ فَلَمْ يَنْهَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ دس باتوں کو ناپسند فرماتے تھے: (۱) زردی یعنی خلوق (عورتوں کی خوشبو) استعمال کرنا (۲) بالوں کی سفیدی (کالے خضاب سے) بدلنا (۳) تہبند گھسیٹنا (۴) (مرد کا) سونے کی انگوٹھی پہننا (۵) عورت کا نامناسب جگہ پر زینت ظاہر کرنا (۶) نرد یا پاسے کھیلنا (۷) معوذات (یا مأثورہ دعاؤں) کے سوا (کسی اور چیز سے) دَم کرنا (۸) غیر شرعی تعویذ باندھنا (۹) منی کو غلط جگہ ڈالنا (یعنی حرّ بیوی سے عزل) (۱۰) بچے کی صحت بگاڑنا جبکہ یہ حرام نہیں ہے (شیر خوار بچے کی شیر خواری کی مدت میں بیوی سے صحبت کرنا اگر بیوی کو دوسرا حمل ہو جائے تو دودھ بگڑ جاتا ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔ اور بچے کی صحت کا بگڑنا اہل عرب کے ہاں مشہور اور عام تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اُمت پر محض شفقت کی بناء پر اس کا حکم دیا' لیکن جب یہ ثابت ہو گیا کہ اہل فارس اور روم ایسا کرتے ہیں اور اس میں حرج محسوس نہیں کرتے اور نہ ہی ان کی اولاد کو اس سے نقصان پہنچتا ہے' لہٰذا آپ ﷺ نے اس سے منع نہ فرمایا۔

بَابٌ

ریشم اور سونا مردوں کے لیے حرام ہیں

۵۵۲۳ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ وَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهٗ فِيْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ریشم کو اپنے دائیں دستِ مبارک میں لیا اور سونے کو اپنے دوسرے دستِ کرم میں لیا۔ پھر فرمایا کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

وَاَمَّا مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حُلِيِّ الذَّهَبِ مِنْ تَحْرِيْمِهَا لِلنِّسَاءِ فَذٰلِكَ فِي الزَّمَانِ الْاَوَّلِ ثُمَّ نُسِخَ وَاُبِيْحَ لِلنِّسَاءِ التَّحَلِّيْ بِالذَّهَبِ.

حضور نبی کریم ﷺ نے سونے کے زیور کو جو عورتوں کے لیے حرام قرار دیا تھا' وہ اسلام کے ابتدائی زمانہ کا واقعہ ہے' پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور عورتوں کے لیے سونے کے زیورات جائز کر دیئے گئے۔

۵۵۲۴ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ رُكُوْبِ النُّمُوْرِ وَعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چیتے کی کھال پر (بطور زین) سوار ہونے اور سونا پہننے سے منع فرمایا ہے مگر جبکہ ریزہ ریزہ ہو۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

وَقَالَ فِی الْهِدَایَةِ وَلَا بَأْسَ بِمِسْمَارِ الذَّهَبِ یُجْعَلُ فِیْ حَجَرِ الْفَصِّ اَیْ فِیْ ثَقْبِهٖ لِاَنَّهٗ تَابِعٌ كَالْعَلَمِ فِی الثَّوْبِ فَلَا یُعَدُّ لَابِسًا لَهٗ.

اور ہدایہ میں فرمایا ہے کہ انگوٹھی کے نگینہ (یعنی اس کے سوراخ) میں سونے کی کیل لگانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ اس کے تابع ہے جیسا کہ کپڑے پر نقش و نگار کپڑے کے تابع ہوتے ہیں۔

بَابٌ

ناک کٹ جانے پر سونے کی ناک چڑھوانے کا حکم

۵۵۲۵ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ اَنَّ جَدَّهٗ عَرْفَجَةَ بْنَ اَسْعَدَ قُطِعَ اَنْفُهٗ یَوْمَ الْكُلَابِ فَاتَّخَذَ اَنْفًا مِّنْ وَّرِقٍ فَاَنْتَنَ عَلَیْهِ فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّتَّخِذَ اَنْفًا مِّنْ ذَهَبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن طرفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اُن کے جدامجد حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کی ناک جنگِ کلاب میں کاٹ دی گئی تھی' انہوں نے چاندی کی ناک چڑھوائی تو اُس سے بدبو آنے لگی۔ پس نبی کریم ﷺ نے انہیں سونے کی ناک چڑھوانے کا حکم فرمایا۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: صاحبِ مرقات نے فرمایا ہے کہ اسی طرح ضرورتاً دانتوں کو سونے کے تاروں سے باندھا جا سکتا ہے۔ ۱۲

بَابٌ

تانبے اور پیتل کی انگوٹھی پہننا منع ہے

۵۵۲٦ - وَعَنْ بُرَیْدَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَیْهِ خَاتَمٌ مِّنْ شِبْهٍ مَّا لِیْ اَجِدُ مِنْكَ رِیْحَ الْاَصْنَامِ فَطَرَحَهٗ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَیْهِ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِیْدٍ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰی عَلَیْكَ حِلْیَةَ اَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ اَتَّخِذُهٗ قَالَ مِنْ وَّرِقٍ وَّلَا تُتِمَّهٗ مِثْقَالًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ التُّوْرَبُشْتِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّ النَّكِیْرَ عَنِ التَّخَتُّمِ بِخَاتَمِ الْحَدِیْدِ بَعْدَ قَوْلِهٖ فِیْ حَدِیْثِ سَهْلٍ اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِیْدٍ لِاَنَّ حَدِیْثَ سَهْلٍ كَانَ قَبْلَ اِسْتِقْرَارِ السُّنَنِ وَاسْتِحْكَامِ الشَّرَائِعِ وَحَدِیْثُ بُرَیْدَةَ بَعْدَ ذٰلِكَ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا' جس نے تانبے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی: بات کیا ہے کہ مجھے تم سے بتوں کی بو آ رہی ہے؟ اُس نے وہ پھینک دی اور لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضرِ بارگاہ ہوا' فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تم پر دوزخیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں! اُس نے وہ بھی پھینک دی اور عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! میں کس چیز کی پہنوں؟ فرمایا: چاندی کی اور وہ پورے مثقال کی نہ ہو۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔ اور علامہ تورپشتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوہے کی انگوٹھی کی ممانعت والی حدیث حضرت سہل والی حدیث کے بعد زمانہ کی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا تھا (جس کا نکاح کرنے کا ارادہ تھا) کہ تلاش کرو اگرچہ تمہیں (حق مہر) دینے کے لیے لوہے کی انگوٹھی بھی کیوں نہ ملے' کیونکہ حضرت سہل والی حدیث سنن کے احکام کے جاری ہونے اور شریعت کے احکام کے واضح اجراء سے پہلے کی ہے اور حضرت بریدہ والی حدیث (ممانعت والی) اس کے بعد کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کا انگوٹھی بنوانے کا سبب اور اس پر کیا نقش تھا؟

۵۵۲۷ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ یَّكْتُبَ اِلٰی كِسْرٰی وَقَیْصَرَ وَالنَّجَاشِیِّ فَقِیْلَ اِنَّهُمْ لَا یَقْبَلُوْنَ كِتَابًا اِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ قیصر' کسریٰ اور نجاشی کے لیے خط لکھیں' عرض کیا گیا کہ وہ بغیر مُہر کے خط کو قبول نہیں کرتے' پس رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" نقش کروایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ اور

خَاتَمًا حَلْقَةَ فِضَّةٍ نُقِشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ كَانَ نُقِشَ الْخَاتَمُ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَّرَسُوْلُ سَطْرٌ وَّاللّٰهِ سَطْرٌ.

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ انگوٹھی کا نقش تین سطروں میں تھا' ایک سطر میں لفظ "مُحَمَّدٌ" دوسری میں "رَسُوْلُ" اور تیسری میں "اللّٰهِ" تھا۔

۵۵۲۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتِمًا فَلَبِسَهُ قَالَ شَغَلَنِيْ هٰذَا عَنْكُمْ مُنْذُ الْيَوْمِ إِلَيْهِ نَظْرَةٌ وَإِلَيْكُمْ نَظْرَةٌ ثُمَّ أَلْقَاهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی بنوا کر پہنی اور فرمایا: اس نے آج مجھے تمہاری طرف سے مشغول رکھا کہ میری ایک نظر اس کی طرف اور ایک نظر تمہاری طرف رہی' پھر اُسے پھینک دیا۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

ف: واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی کی حُرمت کے بعد زینت کے طور پر چاندی کی انگوٹھی پہنی' جس پر کوئی نقش نہ تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اتباع سنت میں انگوٹھی پہنی' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی کے پہننے سے (صحابہ کرام میں خُیَلاء) غرور محسوس فرمایا اور اس کو پھینک دیا تو صحابہ کرام نے بھی پھینک دیا۔ پھر خطوط پر مُہر کے لیے انگوٹھی پہننے کی ضرورت ہوئی تو فرمایا: ہم نے ضرورۃً انگوٹھی بنوائی اور اس پر نقش کروایا تو کوئی انگوٹھی پر ہمارا نام نہ نقش کروائے بلکہ اپنے نام نقش کروائے۔ اسی وجہ سے ہمارے ائمہ کرام نے غیر حکام کو انگوٹھی کا پہننا مکروہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ امام احمد' ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاکم کے سوا دوسروں کو انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔ یہ تمام تفصیل مرقات سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

بَابٌ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اور نگینہ دونوں چاندی کے تھے

۵۵۲۹ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَاتَمُهُ مِنْ فِضَّةٍ وَّكَانَ فَصُّهُ مِنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اسی کا نگینہ تھا۔ اس کی روایت بخاری کی ہے۔

بَابٌ

انگوٹھی مبارک کا بیان

۵۵۳۰ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِيْ يَمِيْنِهِ فِيْهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں دست مبارک میں چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اُس میں حبشی نگینہ تھا اور آپ نگینے کو اپنی ہتھیلی کی جانب رکھا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

مبارک انگشتری کہاں ہوتی تھی؟

۵۵۳۱ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهِ وَأَشَارَ إِلَى الْخِنْصَرِ مِنْ يَّدِهِ الْيُسْرٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگشتری اس میں ہوتی تھی اور اپنے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

کس انگلی میں انگوٹھی پہننا منع ہے؟

۵۵۳۲ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ رسول

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَخَتَّمَ فِيْ اِصْبَعِيْ هٰذِهٖ اَوْ هٰذِهٖ قَالَ فَاَوْمَا اِلَى الْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اللہ ﷺ نے مجھے منع فرمایا کہ اس انگلی اور اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں۔ راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنی درمیانی اور اس کے نزدیک والی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

بچیوں کے پیروں میں گھنگرو باندھنا منع ہے اور اس کا سبب

۵۵۳۳ - وَعَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ مَوْلَاةً لَهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِيْ رِجْلِهَا اَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا عُمَرُ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک باندی حضرت زبیر کی ایک لڑکی کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئی جس کے پیروں میں گھنگرو تھے۔ حضرت عمر نے وہ کاٹ دیئے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۵۳٤ - وَعَنْ بُنَانَةَ مَوْلَاةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَيَّانَ الْاَنْصَارِيِّ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ اِذْ دَخَلَتْ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ وَّعَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ فَقَالَتْ لَا تُدْخِلْنَهَا عَلَيَّ اِلَّا اَنْ تَقْطَعْنَ جَلَاجِلَهَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ جَرَسٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن حیان انصاری کی بُنانہ نامی باندی سے روایت ہے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں کہ ایک بچی کو ان کی خدمت میں لایا گیا' جس نے آواز والے گھنگرو پہن رکھے تھے' فرمایا کہ اسے میرے پاس نہ لاؤ مگر اس کے گھنگرو کاٹ کر' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرشتے اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں گھنٹی ہو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ بذل المجہود شرح ابوداؤد میں یہ وضاحت ہے کہ ہر وہ گھنٹی چھوٹی ہو یا بڑی خواہ وہ پیتل' لوہے' سونے یا چاندی سے بنائی جائے اور ہر ایسا زیور جس کی آواز گھنٹی کے حکم میں ہو' اس کا عورتوں کے لیے پہننا اور چھوٹی بچیوں کو پہنانا جائز نہیں ہے۔ ۱۲

بَابُ النِّعَالِ

جوتوں کا بیان

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کیسے نعلین مبارک پہنتے تھے؟

۵۵۳۵ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے نعلین مبارک پہنتے دیکھا جن میں بال نہیں تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۵۳٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی نعلینِ مبارک کے دو تسمے ہوا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی

بَابٌ

۵۵۳۷ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ لِنَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَالَانِ مُثَنًّى شِرَاكُهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ایضاً تیسری حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر نعلِ مبارک کے دو تسمے ہوتے اور ہر تسمہ دُوہرا ہوتا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۵۳۸ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا يَقُوْلُ اِسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَّا انْتَعَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جوتے پہننے کی ترغیب

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک غزوہ کے دوران فرماتے ہوئے سنا: جوتے زیادہ پہنا کرو کیونکہ آدمی سوار کی طرح ہوتا ہے جب تک جوتے پہنے رہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۵۳۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيُمْنٰى وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جوتے پہننے اور اتارنے کا مسنون طریقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جوتے پہنے تو دائیں جانب سے شروع کرے اور جب اُتارے تو بائیں طرف سے ابتداء کرے یعنی پہنتے وقت دایاں پہلے اور اُتارتے وقت آخر میں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

۵۵۴۰ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

آدمی جب بیٹھے تو اپنے جوتے کہاں رکھے؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اس کی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

ف: مرقات میں وضاحت کی ہے کہ جوتوں کو دائیں جانب کی تعظیم کے لیے بائیں جانب رکھے اور قبلہ کی تعظیم میں اپنے سامنے نہ رکھے اور چوری سے حفاظت کے لیے پیچھے نہ رکھے۔ ۱۲

بَابٌ

۵۵۴۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ اَنْ يَّخْلَعَ نَعْلَيْهِ فَيَضَعَهُمَا بِجَنْبِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

جوتے پہننے کے آداب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا سنت یہ ہے کہ جب آدمی بیٹھے تو اپنے جوتے اتار لے اور انہیں اپنے پہلو میں رکھ لے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۵۴۲ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

ایضاً دوسری حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْشِيْ اَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے' چاہیے کہ دونوں جوتے اتار دے یا دونوں جوتے پہن لے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

٥٥٤٣ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ فَلَا يَمْشِ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ حَتّٰى يُصْلِحَ شِسْعَهٗ وَلَا يَمْشِ فِيْ خُفٍّ وَّاحِدٍ وَّلَا يَاْكُلْ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَحْتَبِيْ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا يَلْتَحِفِ الصَّمَّاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو ایک جوتا پہن کر نہ چلے جب تک کہ دوسرے جوتے کا تسمہ درست نہ ہو جائے اور ایک موزہ پہن کر نہ چلے اور بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور ایک ہی کپڑے میں پوٹ نہ بن جائے اور کپڑا اس طرح نہ لپیٹے کہ شرم گاہ کھلی رہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَمَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ رُبَّمَا مَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ اِنْ صَحَّ فَشَيْءٌ نَادِرٌ لَعَلَّهٗ اِتَّفَقَ فِيْ دَارِهٖ بِسَبَبٍ وَّقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيْ قُلْتُ وَعَلٰى تَقْدِيْرِ كَوْنِهٖ بَعْدَ النَّهْيِ يُحْمَلُ عَلٰى حَالِ الضَّرُوْرَةِ اَوْ بَيَانِ الْجَوَازِ وَاَنَّ النَّهْيَ لَيْسَ لِلتَّحْرِيْمِ.

اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی جوتے میں چلے ہیں۔اگر یہ صحیح ہے تو یہ بات نادر ہے اور یہ واقعہ گھر ہی میں کسی سبب سے ہوا ہوگا۔اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر بالفرض ایسا ہوا ہے تو ممانعت کے وارد ہونے کے بعد اس کو ضرورت پر محمول کریں گے یا یہ بیان جواز کے لیے ہے اور ایسا کرنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

بَابٌ

حضرت نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تحفۃً دو سیاہ موزے بھیجے اور آپ نے ان کو پہنا اور وضو فرما کر مسح بھی کیا

٥٥٤٤ - وَعَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّجَاشِيَّ اَهْدٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ اَسْوَدَيْنِ سَاذِجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

حضرت ابن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دو سیاہ موزے تحفۃً بھیجے تو آپ نے وہ پہن لیے۔اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔اور ترمذی نے ابن بریدہ سے بواسطہ اُن کے والد ماجد کے اتنا زیادہ اور روایت کیا ہے کہ پھر آپ نے وضو فرمایا اور دونوں پر مسح کیا۔

بَابُ التَّرَجُّلِ
کنگھی کرنے کا بیان

بَابٌ
حائضہ اپنے شوہر کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے

٥٥٤٥ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَاْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا حَائِضٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کر دیا کرتی تھی' حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ
سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو درست رکھنے کی تاکید

٥٥٤٦ - وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرُ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَأْمُرُهُ بِإِصْلَاحِ شَعْرِهِ وَلِحْيَتِهِ فَفَعَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ ثَائِرُ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ شَيْطَانٌ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے تو ایک آدمی اندر آیا جس کے سر اور ڈاڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے پس رسول اللہ ﷺ نے اُس کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا گویا بالوں کو اور ڈاڑھی کو درست کرنے کا حکم فرما رہے تھے۔ وہ ایسا ہی کر کے واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی سر کے بال یوں بکھیرے رکھے گویا کہ وہ شیطان ہے۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

بَابٌ

زلفوں کا احترام اور اس کی توضیح

٥٥٤٧ - وَعَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لِيْ جُمَّةً أَفَأُرَجِّلُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَأَكْرِمْهَا قَالَ فَكَانَ أَبُوْ قَتَادَةَ رُبَّمَا دَهَّنَهَا فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ مِنْ أَجْلِ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَأَكْرِمْهَا رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے: میرے بال کندھوں تک ہیں کیا پس ان میں کنگھی کر لوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور ان کی عزت کرو! راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں! ان کی عزت کرو فرمانے کے بموجب حضرت ابوقتادہ دن میں دو مرتبہ بھی اُن میں تیل لگا لیتے۔ اس کی روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَبِيْ دَاوُدَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سر کے بال رکھے ہوئے ہوں تو وہ ان کا احترام کرے۔

ف: صاحب مرقات علیہ الرحمۃ نے بالوں کے احترام کرنے کی وضاحت میں لکھا ہے کہ سر کے بالوں کو سنوارے ان کو دھویا کرے ان میں تیل ڈالے اس لیے کہ زلفوں کی نظافت اور ان کا اچھا دکھائی دینا سب کو پسند ہے۔ ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٥٤٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ فِي الْمُسْتَوٰى وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ أَمَّا حَدِيْثُ أَبِيْ قَتَادَةَ فَهُوَ فَهْمٌ فَهِمَهُ مِنْ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكْرِمْهَا وَلَعَلَّ الْمُرَادَ الْإِكْرَامُ الْمَخْصُوْصُ وَهُوَ الْمُتَوَسِّطُ الْمُقْتَصِدُ بَيْنَ الْإِفْرَاطِ فِي التَّنَعُّمِ وَبَيْنَ تَرْكِ التَّنْظِيْفِ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے مگر ایک روز کا ناغہ کر کے۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔ اور مستوی (شرح موطأ) میں کہا ہے کہ اسی پر عمل ہے۔ اب رہا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''واکرمھا'' وہ خصوصی حکم ہے جس سے مراد یہ ہے کہ زلفوں کو افراط اور تفریط سے بچا کر درمیانی صورت اختیار کی جائے۔ یعنی بہت زیادہ سنوارے اور نہ صفائی کو ترک کر دے اور گندی اور پراگندہ حالت اپنائے۔

وَالْهَيْئَةِ الْبَذَّةِ الرَّثَّةِ.

بَابٌ

مسلمان کو سادگی اور تواضع سے رہنا چاہیے

۵۵۴۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ مَالِيْ اَرَاكَ شَعِثًا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَانَا عَنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاِرْفَاءِ قَالَ مَالِيْ لَا اَرٰى عَلَيْكَ حِذَاءً ا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا اَنْ نَّحْتَفِيَ اَحْيَانًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کے بال بکھرے ہوئے کیوں دیکھ رہا ہوں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں زیادہ زیب و زینت سے منع فرمایا ہے۔ پھر کہا کہ میں آپ کے پیروں میں جوتے کیوں نہیں دیکھتا؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں حکم فرماتے کہ کبھی کبھی ننگے پیر بھی رہا کریں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی اور سخاوت پسند ہے

۵۵۵۰ - وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُّحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيْفٌ يُّحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيْمٌ يُّحِبُّ الْكَرَمَ جَوَّادٌ يُّحِبُّ الْجُوْدَ فَنَظِّفُوْا اُرَاهُ قَالَ اَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيْهِ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ نَظِّفُوْا اَفْنِيَتَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا گیا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے' ستھرا ہے نظافت کو پسند فرماتا ہے۔ کریم ہے' کرم کرنے کو پسند فرماتا ہے۔ سخی ہے اور سخاوت کو پسند فرماتا ہے۔ میرے خیال میں یہ بھی فرمایا کہ اپنے صحنوں کو بھی صاف رکھو اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ مہاجر بن مسمار سے میں نے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی عامر بن سعد نے اپنے والد کے واسطے سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح فرمایا اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ اپنے صحنوں کو بھی صاف رکھا کرو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوئے مبارک کا بیان

۵۵۵۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ وَّكَانَ لَهٗ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُوْنَ الْوَفْرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی برتن میں غسل کر لیا کرتے تھے۔ آپ کے گیسوئے مبارک تا بگوش سے زیادہ اور تا بدوش سے کم تھے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

زلفیں کہاں تک ہوں اور تہبند کہاں تک؟

۵۵۵۲ - وَعَنِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْاَسَدِيُّ لَوْ لَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَاِسْبَالُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے حضرت ابن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خریم اسدی بہت اچھا آدمی ہے اگر اس کے سر کے بال تا بگوش سے زیادہ نہ ہوں اور اس کی ازار نیچی نہ رہے۔ یہ بات حضرت خریم تک پہنچی تو انہوں نے سر کے بالوں کو چھری سے

اِزَارِهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَاَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ اِلٰى اُذُنَيْهِ وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

کاٹ کر کانوں تک کر لیا اور اپنی ازار کو نصف پنڈلیوں تک اونچا کر لیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٥٥٥٣ - وَعَنْ وَّائِلِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيْ شَعْرٌ طَوِيْلٌ فَلَمَّا رَاٰنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذُبَابٌ ذُبَابٌ قَالَ فَرَجَعْتُ فَجَزَزْتُهٗ ثُمَّ اَتَيْتُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اَعْنِكَ وَهٰذَا اَحْسَنُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ صَاحِبُ بَذْلِ الْمَجْهُوْدِ هٰذَا اَيْ تَقْصِيْرُ الشَّعْرِ اَحْسَنُ مِنْ اِطَالَتِهٖ وَاِنْ كَانَ الْاِطَالَةُ جَائِزًا.

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ فِيْ مُشْكِلِ الْاٰثَارِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ دَلَّ عَلٰى اَنَّ جَزَّ الشَّعْرِ اَحْسَنُ مِنْ تَرْبِيَتِهٖ وَمَا جَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَحْسَنَ كَانَ لَا شَيْءَ اَحْسَنُ مِنْهُ وَوَجَبَ لُزُوْمُ ذٰلِكَ الْاَحْسَنِ وَتَرْكُ مَا يُخَالِفُهٗ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میرے (سر کے) بڑے لمبے بال تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا: نحوست ہے نحوست ہے! میں وہاں سے واپس ہوا اور بالوں کو کاٹ دیا' پھر دوسرے دن حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا: میرا مقصد یہ نہیں تھا اور یہ زیادہ اچھا ہے (یعنی بالوں کو سنوارنا مشکل ہے تو کتروانا اچھا ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ صاحب بذل المجہود (شارح ابوداؤد) نے فرمایا کہ بالوں کو کتروانا لمبے بال رکھنے سے بہتر ہے اگرچہ لمبے بال رکھنے کی اجازت ہے۔

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکل الآثار میں اس حدیث میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بالوں کو کتروانا ان کے سنوارنے سے بہتر ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو احسن فرما دیا تو پھر کوئی چیز اس سے بڑھ کر احسن نہیں ہو سکتی۔ تو اس احسن پر لزوم واجب ہو گیا اور اس کے خلاف جو چیز ہوگی اس کا ترک کرنا لازم ہو گیا۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زلف رکھنے کی تفصیل

٥٥٥٤ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ فِي الْعَرْفِ الشَّذِيِّ وَفِيْ حَدِيْثِ الْغَدَائِرِ اِشْكَالٌ وَّهُوَ اَنَّ عَادَتَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْاَشْعَارِ الْجُمَّةُ وَاللِّمَّةُ وَالْوَفْرَةُ وَلَمْ يَثْبُتِ الضَّفْرُ وَاَمَّا ثَلٰثُ حِصَصٍ فَلَعَلَّ الرَّاوِيَ رَاٰى تَحْتَ عِمَامَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَتْ ثَلَاثَةٌ بِسَبَبِ الْعِمَامَةِ فِيْ فَتْحِ مَكَّةَ وَمَرَّ الْحَافِظُ عَلٰى هٰذِهِ الرِّوَايَةِ وَلَمْ يَقُلْ بِشَيْءٍ وَّفِي الْفَتَاوَى الْهِنْدِيَّةِ فِيْ بَابِ الْحَظْرِ وَالْاِبَاحَةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلف مبارک (کی لمبائی) آپ کے مبارک کانوں کی لَو تک ہوا کرتی تھی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ العرف الشذی (شرح ترمذی) میں کہا ہے کہ حدیث الغدائر (چوٹیوں والی حدیث) کے بارے میں اشکال ہے۔ وہ یہ ہے کہ زلفوں کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت مبارک تین طرح کی ہے: (۱) الجمہ (۲) لمہ (۳) وفرہ اور ضفرہ یعنی گچھے کے طور پر بال رکھنا' ضفرہ کا ثبوت نہیں ملا رہے تین حصے تو شاید راوی نے آپ سے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمامہ کے نیچے دیکھا اور فتح مکہ میں یہ تین حصے عمامہ کی وجہ سے تھے اور حافظ ابن حجر اس روایت سے یونہی گزر گئے اور کہا: کچھ نہیں' اور فتاوی ہندیہ کے باب الحظر والاباحۃ میں یہ وضاحت موجود ہے کہ چوٹیاں مردوں کے لیے

اَنَّ الضَّفَائِرَ لِلرِّجَالِ مَکْرُوْھَۃٌ وَّاَمَّا الْاِرْسَالُ فَلَمْ اَجِدْ کَرَاھَۃً.

مکروہ ہیں، البتہ بالوں کو کندھوں پر چھوڑنے میں کراہت نہیں ہے۔

بَابٌ

خاندان میں کسی کے انتقال پر سوگ تین دن تک کیا جائے

۵۵۵۵ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمْھَلَ اٰلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ اَتَاھُمْ فَقَالَ لَا تَبْکُوْا عَلٰی اَخِیْ بَعْدَ الْیَوْمِ ثُمَّ قَالَ اُدْعُوْا لِیْ بَنِیْ اَخِیْ فَجِیْءَ بِنَا کَاَنَّا اَفْرُخٌ فَقَالَ ادْعُوْا اِلَی الْحَلَّاقِ فَاَمَرَہٗ فَحَلَقَ رُءُوْسَنَا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پر سوگ کے لیے) آلِ جعفر کو تین دن کی مہلت دی۔ پھر اُن کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر کوئی نہ روئے۔ پھر فرمایا کہ میرے بھتیجوں کو میرے پاس لاؤ! ہمیں لایا گیا گویا کہ ہم چڑیا کے بچے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حجام کو میرے پاس بلا کر لاؤ، پس اُسے حکم فرمایا تو اُس نے ہمارے سر مونڈے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

عورتیں بے ضرورت سر کے بال نہ منڈوائیں

۵۵۵٦ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَۃُ رَاْسَھَا رَوَاہُ النَّسَائِیُّ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت اپنے سر کے بال منڈائے۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

عورتوں کے سر کے بال اور مردوں کی ڈاڑھیاں دونوں کی وضع داری ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت اپنے سر کے بال منڈائے۔ مرقات میں اس بارے میں یہ وضاحت کی ہے کہ عورتوں کا سر کے بال اور چوٹیوں کا رکھنا ایسا ہے جیسا کہ مرد ڈاڑھیاں رکھتے ہیں۔ اس میں دونوں کی اپنی اپنی ہیئت اور خوب صورتی کی وضع داری ہے۔ مردوں کا سر منڈانا مسنون ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا، چنانچہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: تمہیں میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کرنا چاہیے حالانکہ سر مونڈنا حضور کی سنت نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سر نہیں منڈایا کرتے تھے، بجز حج اور عمرہ سے فراغت کے بعد۔ تو ثابت ہوا کہ سر منڈانا رخصت ہے اور سر کے بالوں کا رکھنا افضل ہے۔ عالمگیریہ نے لکھا ہے کہ اگر عورت کسی بیماری کی وجہ سے سر منڈائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر مردوں کی مشابہت میں حلق کروائے تو یہ مکروہ ہے، جیسا کہ کبیری میں مذکور ہے۔ ۱۲

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کب فرماتے؟

۵۵۵۷ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ مُوَافَقَۃَ اَھْلِ الْکِتَابِ فِیْمَا لَمْ یُؤْمَرْ فِیْہِ وَکَانَ اَھْلُ الْکِتَابِ یَسْدِلُوْنَ اَشْعَارَھُمْ وَکَانَ الْمُشْرِکُوْنَ یَفْرُقُوْنَ رُءُوْسَھُمْ فَسَدَلَ النَّبِیُّ نَاصِیَتَہٗ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے، جس کام کے لیے حکم نہ فرما دیا جاتا۔ اہل کتاب اپنے بالوں کو چھوڑے رکھتے تھے جبکہ مشرکین اپنے سروں میں مانگ نکالتے تھے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشانی مبارک کے بال چھوڑے رکھتے، پھر میں ان میں مانگ نکالنے لگے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

سر کے بالوں میں دو باتیں مسنون ہیں

بذل المجہود شرح ابوداؤد میں یہ وضاحت ہے کہ سر کے بالوں میں مانگ نکالنا مسنون ہے' جس کو نبی کریم ﷺ نے اختیار فرمایا اور یہ آپ کے اوپر وحی تھی۔ چنانچہ ردالمحتار اور عالمگیریہ میں لکھا ہے کہ سر کے بالوں میں مسنون یہ ہے کہ اگر زلفیں ہوں تو مانگ نکالی جائے یا پھر سر منڈوایا جائے۔ ۱۲

بَابٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کے سر میں مانگ کس طرح نکالتی تھیں؟

۵۵۵۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِذَا فَرَقْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهٗ صَدَعْتُ فَرْقَهٗ عَنْ يَّافُوْخِهٖ وَأَرْسَلْتُ نَاصِيَتَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤدَ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کے سرِ مبارک میں مانگ نکالتی اور آپ کے تالو مبارک سے مبارک نکالنا شروع کرتی تو پیشانی کے بالوں کو چشمانِ مبارک کے درمیان چھوڑتی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

بچے کا سر مونڈنا اور کچھ چھوڑ دینا منع ہے

۵۵۵۹ - وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الْقَزَعِ قِيْلَ لِنَافِعٍ مَا الْقَزَعُ قَالَ يُحْلَقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِيِّ وَيُتْرَكُ الْبَعْضُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَأَلْحَقَ بَعْضُهُمُ التَّفْسِيْرَ بِالْحَدِيْثِ.

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو قزع سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے! حضرت نافع سے دریافت کیا گیا کہ قزع کیا ہے؟ فرمایا کہ بچے کا کچھ سر مونڈنا اور کچھ چھوڑ دینا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔ بعض نے اس کی تفسیر حدیث سے ملا کر کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۵٦۰ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَأْسِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ احْلِقُوْا كُلَّهٗ وَاتْرُكُوْا كُلَّهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ مونڈا گیا اور کچھ چھوڑ دیا گیا تھا۔ آپ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: سارا مونڈ دو یا سارا چھوڑ دو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ بچہ کا سارا سر منڈایا جائے یا سارا چھوڑ دیا جائے۔ اس ارشاد میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سر منڈوانا حج اور عمرہ کے سوا جائز ہے اور اس میں انسان کو اختیار ہے' البتہ دو عبادتوں کے موقع پر حلق افضل ہے۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

۵۵٦۱ - وَعَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَحَدَّثَتْنِيْ أُخْتِيَ الْمُغِيْرَةُ قَالَتْ وَأَنْتَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ وَّلَكَ قَرْنَانِ أَوْ قُصَّتَانِ فَمَسَحَ رَأْسَكَ وَبَرَّكَ عَلَيْكَ وَقَالَ احْلِقُوْا

حضرت حجاج بن حسان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میری بہن حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تم اُن دنوں لڑکے تھے اور تمہارے دو گیسو یا پیشانی کے دونوں جانب بال تھے تو حضور ﷺ نے تمہارے

هٰذَيْنِ اَوْ قُصُّوْهُمَا فَاِنَّ هٰذَا زِيُّ الْيَهُوْدِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت فرمائی اور فرمایا کہ ان دونوں گیسوؤں کو منڈوا دو یا کٹوا دو' کیونکہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضرت انس کے گیسو دراز تھے

٥٥٦٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتْ لِيْ ذُؤَابَةٌ فَقَالَتْ لِيْ اُمِّيْ لَا اَجُزُّهَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُدُّهَا وَيَاْخُذُهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: میرے گیسو دراز تھے' میری والدۂ محترمہ نے فرمایا کہ میں انہیں نہیں کاٹوں گی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو کھینچتے اور پکڑا کرتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

بالوں کے بارے کن عورتوں پر لعنت ہے؟

٥٥٦٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بالوں کو (دوسرے کے بالوں سے) ملانے والی' ملوانے والی' گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ یہ حدیث مرد اور عورتوں دونوں کے لیے عام ہے۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس بارے میں جو احادیث شریفہ وارد ہیں' اُن سے اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے' البتہ اگر شوہر اجازت دے تو جائز ہے۔ ۱۲

بَابٌ

کن کن عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے؟

٥٥٦٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَجَاءَتْهُ اِمْرَاَةٌ فَقَالَتْ اِنَّهُ بَلَغَنِيْ اِنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ كَيْتَ فَقَالَ مَالِيْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَاْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُّ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَاْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِّيْهِ اَمَا قَرَاْتِ مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والی' گدوانے والی' بال چننے والی' خوب صورتی کے لیے دانت پتلے کروانے والی اور اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو بدلنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ پس ایک عورت اُن کے پاس آئی اور کہا: مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ فلاں فلاں قسم کی عورتوں پر لعنت کرتے ہیں! فرمایا کہ میں کیوں نہ اُس پر لعنت کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہو! وہ عورت کہنے لگی کہ میں نے سارا قرآن مجید پڑھا ہے' لیکن اس میں وہ بات نہیں جو آپ کہتے ہیں' فرمایا: اگر تم غور سے پڑھتیں تو اُسے پالیتیں اور کیا تو نے یہ نہیں پڑھا؟ اور رسول جو تمہیں دیں اُسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اُس سے رُک جاؤ۔ کہنے لگی: کیوں نہیں! فرمایا تو اسی کے ذریعہ آپ نے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٥٦٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لُعِنَتِ الْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ وَالنَّامِصَةُ وَالْمُتَنَمِّصَةُ وَالْوَاشِمَةُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اپنے بالوں میں (دوسرے بالوں کو) ملانے والی' ملوانے والی' بال چننے والی' بال چنوانے

وَالْمُسْتَوْشِمَةُ مِنْ غَيْرِ دَاءٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

والی، گودنے والی اور بغیر کسی بیماری کے گدوانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نظر بد کا لگنا حق ہے

٥٥٦٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَّنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نظر بد کا لگنا حق ہے اور گودنے سے منع فرمایا۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

سر کے بالوں کو چپکایا جا سکتا ہے

٥٥٦٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُلَبِّدًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بال چپکائے ہوئے دیکھا۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر مبارک میں اکثر تیل لگایا کرتے اور ڈاڑھی میں کنگھی فرماتے

٥٥٦٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دَهْنَ رَاْسِهٖ وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهٖ وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ كَاَنَّ ثَوْبَهٗ ثَوْبُ زَيَّاتٍ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر مبارک میں اکثر تیل لگایا کرتے اور ریش مبارک میں کنگھی فرماتے اور اکثر (عمامہ مبارک کے نیچے) کپڑا رکھتے، ایسا معلوم ہوتا کہ وہ کپڑا تیلی کا کپڑا ہے۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

خوشبو کا استعمال سنت ہے

٥٥٦٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَطْيَبِ مَا نَجِدُ حَتّٰى اَجِدَ وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین خوشبو لگاتی جو میسر آ جاتی، یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک آپ کے سرِ اقدس اور ریش مبارک میں پاتی۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

لوبان اور کافور کی دھونی مسنون ہے

٥٥٧٠ - وَعَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اسْتَجْمَرَ اِسْتَجْمَرَ بِالْاَلُوَّةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُوْرٍ يَطْرَحُهٗ الْاَلُوَّةَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب دھونی لیتے تو غیر مخلوط لوبان کی دھونی لیا کرتے یا کافور بھی لوبان کے ساتھ ڈال لیتے اور پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح دھونی لیا کرتے تھے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

دائمی سنتیں پانچ ہیں

٥٥٧١ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْفِطْرَۃُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَرَوٰی اَحْمَدُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ وَّالِدِ اَبِی الْمَلِیْحِ وَالطَّبْرَانِیُّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ وَّعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْخِتَانُ سُنَّۃٌ لِّلرِّجَالِ وَمَکْرُمَۃٌ لِّلنِّسَاءِ.

دائمی سنتیں پانچ ہیں: (۱) ختنہ کرنا (۲) موئے زیرناف صاف کرنا (۳) مونچھیں پست کرنا (۴) ناخن کاٹنا (۵) اور بغلوں کے بال اُکھاڑنا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سندِ حسن کے ساتھ ابوالملیح کے والد سے اور طبرانی نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ختنہ مردوں کے لیے سنت ہے اور عورتوں کے لیے خوبی اور عزت ہے۔

بَابٌ

ختنہ کرنے والی عورت کو رسول اللہ کی ہدایت

۵۵۷۲ - وَعَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ الْاَنْصَارِیَّۃِ اَنَّ اِمْرَاَۃً کَانَتْ تَخْتِنُ بِالْمَدِیْنَۃِ فَقَالَ لَھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُنْھِکِیْ فَاِنَّ ذٰلِکَ اَحْظٰی لِلْمَرْاَۃِ وَاَحَبُّ اِلَی الْبَعْلِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤٗدَ وَقَالَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ ضَعِیْفٌ وَرَاوِیْہِ مَجْھُوْلٌ وَّرَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ.

حضرت اُمّ عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت مدینہ منورہ میں ختنے کیا کرتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کھال زیادہ نہ کاٹا کرو کیونکہ یہ بات عورت کے لیے زیادہ لذت والی اور خاوند کو زیادہ پسند ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا ایک راوی مجہول ہے۔ اور طبرانی نے اس کی روایت صحیح سند کے ساتھ کی ہے۔

بَابٌ

مسلمانوں کو مشرکین کی مخالفت میں ڈاڑھیاں بڑھانا اور مونچھوں کو پست کرنا چاہیے

۵۵۷۳ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ اَوْفِرُوا اللِّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنْھِکُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللِّحٰی مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

وَاَمَّا رِوَایَۃُ قَصِّ الشَّارِبِ فَمَعْنَاھَا اِسْتَاْصِلُوْا شَعْرَ الشَّارِبِ بِالْمِقْرَاضِ لَا بِالْمُوْسٰی فَاِنَّہٗ بِدْعَۃٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مشرکوں کی مخالفت کرو (یعنی) ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ مونچھیں نیچی کرو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

اب رہی قص الشارب والی حدیث، اس کا مفہوم یہ ہے کہ مونچھ کے بال قینچی سے کترو نہ کہ اُسترے سے، اس لیے کہ یہ بدعت ہے۔

بَابٌ

ڈاڑھی کے بارے میں رسول اللہ کا کیا عمل تھا؟

۵۵۷٤ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْخُذُ مِنْ لِحْیَتِہٖ مِنْ عَرْضِھَا وَطُوْلِھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ریش مبارک کی چوڑائی اور لمبائی سے کچھ بال لیا کرتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَرَوٰی مُحَمَّدٌ فِیْ کِتَابِ الْاٰثَارِ عَنِ ابْنِ

اور امام محمد نے کتاب الآثار میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی

عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ ثُمَّ يَقُصُّ مَا تَحْتَ الْقَبْضَةِ وَقَالَ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ہے کہ حضرت ابن عمر اپنی ڈاڑھی کو قبضہ سے پکڑتے اور قبضہ سے نچلے بالوں کو کتر لیتے۔ اور امام محمد نے کہا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

بَابٌ

اوّلیات حضرت ابراہیم علیہ السلام

٥٥٧٥ - وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ اَوَّلَ النَّاسِ ضَيَّفَ الضَّيْفَ وَاَوَّلَ النَّاسِ اِخْتَتَنَ وَاَوَّلَ النَّاسِ قَصَّ شَارِبَهٗ وَاَوَّلَ النَّاسِ رَاَى الشَّيْبَ فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هٰذَا قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَارٌ يَّا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ زِدْنِىْ وَقَارًا رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے فرد ہیں جنہوں نے مہمان کی ضیافت کی اور پہلے انسان ہیں جنہوں نے ختنہ کیا اور پہلے فرد ہیں جنہوں نے اپنی مونچھیں پست رکھیں اور پہلے شخص ہیں جنہوں نے بڑھاپے کی سفیدی دیکھ کر گزارش کی: اے رب! یہ کیا ہے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم! یہ وقار ہے! عرض کی کہ اے رب! میرے وقار کو بڑھا۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چند اور اوّلیات

ف: علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے موطأ کے حاشیہ میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اور اوّلیات کا ذکر بھی کیا ہے: آپ پہلے انسان ہیں جنہوں نے اپنے ناخن کاٹے اور اپنے سر کے بالوں میں مانگ نکالی اور زیر ناف بال مونڈے اور شلوار پہنی اور مہندی اور کتم کا خضاب کیا اور منبر پر خطبہ دیا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور لڑائی میں فوج کو میمنہ' میسرہ' مقدمہ' مؤخرہ اور قلب میں تقسیم کیا اور معانقہ فرمایا اور ثرید بنائی۔ (مرقات)

بَابٌ

دائمی سنتوں کی مدت کا بیان

٥٥٧٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ وُقِّتَ لَنَا فِىْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ لَّا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ ہمارے لیے مدت مقرر کر دی گئی ہے کہ مونچھیں پست کرنے' ناخن کاٹنے' بغلوں کا بال اکھاڑنے اور موئے زیر ناف مونڈنے کو چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے رکھیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

مونچھوں کو کترنے کی تاکید اور نہ کترنے پر وعید

٥٥٧٧ - وَعَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَالنَّسَائِىُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنی مونچھوں سے ذرا نہ لے (یعنی نہ کاٹے) وہ ہم میں سے نہیں۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

خضاب کر کے یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کا حکم

٥٥٧٨ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو۔ اس کی روایت

يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٥٧٩ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيِّرُوْا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالزُّبَيْرِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑھاپے کو بدلو اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور نسائی نے اس کی روایت حضرت ابن عمر اور حضرت زبیر سے کی ہے۔

بَابٌ

مہندی اور وسمہ سے خضاب کو رسول اللہ نے پسند فرمایا

٥٥٨٠ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ الشَّيْبُ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں سے بڑھاپے کو بدلا جا سکتا ہے اُن میں سب سے بہتر مہندی اور وسمہ ہے۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

مرد کے لیے زعفرانی رنگ منع ہے

٥٥٨١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو زعفرانی رنگ کا استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَقَالَ فِي النِّهَايَةِ اَنَّ اَحَادِيْثَ اِبَاحَةِ الزَّعْفَرَانِ لِلرِّجَالِ مَنْسُوْخَةٌ.

نہایہ میں یہ وضاحت کہ وہ احادیث جن میں مردوں کے لیے زعفرانی رنگ کی اجازت کا ذکر ہے وہ منسوخ ہیں۔

بَابٌ

زرد رنگ رسول اللہ کو بے حد پسند تھا

٥٥٨٢ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالصُّفْرَةِ حَتّٰى يَمْتَلِئَ ثِيَابُهُ مِنَ الصُّفْرَةِ فَقِيْلَ لَهُ لِمَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ قَالَ اِنِّیْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا بِهَا ثِيَابَهُ كُلَّهَا حَتّٰى عِمَامَتَهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنی ریش مبارک کو زردی سے رنگا کرتے تھے یہاں تک کہ اُن کے کپڑوں پر زردی لگ جاتی۔ اُن سے پوچھا گیا کہ آپ زردی سے کیوں رنگتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ رنگتے ہوئے دیکھا ہے جبکہ میرے نزدیک اتباع رسول سے پیاری کوئی چیز نہیں اور اِس کے ساتھ آپ کے سب کپڑے بھی رنگے جاتے یہاں تک کہ عمامہ مبارک بھی۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زردی بے حد پسند تھی

٥٥٨٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ مَا اَحْسَنُ هٰذَا قَالَ فَمَرَّ اٰخَرُ قَدْ خَضَبَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا جس نے مہندی کا خضاب کیا ہوا تھا فرمایا کہ یہ کتنا اچھا ہے! پھر دوسرا شخص گزرا جس نے مہندی اور وسمہ سے خضاب کیا ہوا

بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ فَقَالَ هٰذَا اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا ثُمَّ مَرَّ اٰخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ هٰذَا اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا كُلِّهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

تھا' فرمایا: یہ اُس سے بھی اچھا ہے! پھر تیسرا شخص گزرا جس نے زردی سے خضاب کیا ہوا تھا' فرمایا کہ یہ اُن سب سے زیادہ اچھا ہے! اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

خضاب میں سیاہ رنگ سے بچنے کی تاکید

٥٥٨٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اُتِيَ بِاَبِيْ قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَاْسُهٗ وَلِحْيَتُهٗ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ وَّاجْتَنِبُوا السَّوَادَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز حضرت ابوقافہ رضی اللہ کو بارگاہِ نبوت میں حاضر کیا گیا تو اُن کا سر اور ڈاڑھی ثغامہ (سفید بوٹی) کی طرح سفید تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کا رنگ بدل دو لیکن سیاہ رنگ سے بچنا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

سیاہ خضاب کب مناسب ہے؟

٥٥٨٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ قَوْمٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ يَخْضِبُوْنَ بِهٰذَا السَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَجِدُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے' جو اس سیاہ رنگ سے خضاب کریں گے جیسے کبوتروں کے پوٹے' وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنْ صُهَيْبِ الْخَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا اخْتَضَبْتُمْ بِهٖ لَهٰذَا السَّوَادِ اَرْغَبُ لِنِسَائِكُمْ فِيْكُمْ وَاَهْيَبُ لَكُمْ فِيْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمْ.

اور ابن ماجہ نے حضرت صہیب الخیر رضی اللہ سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جو تم سیاہ خضاب کرتے ہو تمہاری بیویوں کے لیے پسندیدہ ہے اور تمہارے دشمنوں کے سینوں میں خوب ہیبت ڈالنے والا ہے۔

ف: صدر کی دو حدیثوں میں پہلی حدیث میں سیاہ خضاب کی نفی ہے اور دوسری حدیث سے اجازت ثابت ہوتی ہے۔ اس بارے میں ذخیرہ میں یہ وضاحت ہے کہ سیاہ خضاب اگر کوئی غازی لگائے تا کہ دشمن پر ہیبت طاری ہو تو اس پر مشائخ فقہاء کا اتفاق ہے اور یہ اچھا کام ہے۔ اس کے برخلاف اگر کوئی اپنی بیویوں کو خوش کرنے کے لیے استعمال کرے تو یہ مکروہ ہے۔ اور عامہ مشائخ کا یہی قول ہے اور بعض فقہاء نے اس کو غیر مکروہ کہا ہے۔ اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس طرح میری بیوی میرے لیے سنورتی ہے اسی طرح مجھے بھی اس کے لیے سنورنا پسند ہے۔ یہ تفصیل عالمگیری اور ردالمحتار میں مذکور ہے۔ ۱۲

بَابٌ

اسلام میں سفیدی آنے کی فضیلت

٥٥٨٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَاِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وَّكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَّرَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' اُن کے دادا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید بال نہ چنو کیونکہ وہ مسلمان کا نور ہے' جس کو اسلام میں سفیدی آئی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے باعث نیکیاں لکھے گا' اس کی وجہ سے اُس کی خطائیں معاف فرمائے گا اور اسی کے سبب اُس کے درجے بلند کرے گا۔ اس

رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۵۵۸۷ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت کعب بن مرّہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اسلام کے اندر سفیدی آئی تو وہ قیامت کے روز اس کے لیے نور ہوگا۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

وَرَوٰى اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ حَمِّرُوْا اَوْ صَفِّرُوْا وَخَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَاِنْ تَرَكَهُ اَبْيَضَ مِنْ غَيْرِ خِضَابٍ فَلَا بَاْسَ.

اور امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انصار کے گروہ! (اپنے بالوں کو) سرخ کرو یا پیلے کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو اور اگر بغیر خضاب کے سفید چھوڑ دو تو کوئی حرج نہیں۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِيْ مُوَطَّئِهٖ لَا نَرٰى بِالْخِضَابِ بِالْوَسْمَةِ وَالْحِنَّاءِ وَالصُّفْرَةِ بَاْسًا وَّاِنْ تَرَكَهُ اَبْيَضَ فَلَا بَاْسَ بِذٰلِكَ كُلُّ ذٰلِكَ حَسَنٌ.

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موطاً میں فرمایا ہے کہ وسمہ' مہندی اور زرد خضاب کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر (بغیر خضاب کے) بالوں کو سفید چھوڑ دے تو بھی کوئی حرج نہیں' یہ ساری باتیں اچھی ہیں۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کے بارے میں تحقیق

۵۵۸۸ - وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِيْ رَاْسِهٖ فَعَلْتُ قَالَ وَلَمْ يَخْتَضِبْ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ وَّقَدِ اخْتَضَبَ اَبُوْ بَكْرٍ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَاخْتَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ بَحْتًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اگر میں حضور کے سر مبارک کے سفید بالوں کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔ فرمایا: اور آپ نے خضاب نہیں لگایا۔ اور ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صرف مہندی کا خضاب کیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: ردالمحتار میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے کے وقت تک آپ کے سرِ مبارک اور ریش مبارک میں بیس سفید موئے مبارک نہیں تھے۔ چنانچہ بخاری اور دوسری حدیث کی کتابوں میں یہ وضاحت موجود ہے کہ آپ کے سر مبارک اور ریش مبارک میں صرف سترہ بال تھے۔ اس بارے میں قولِ صحیح صاحب نہایہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت خضاب لگایا اور اکثر خضاب نہیں لگایا۔ جن صحابہ کرام نے آپ کے سر مبارک اور ریش مبارک کو جس حال میں دیکھا' اس کو بیان کیا اور ہر ایک اپنے اپنے مشاہدہ میں سچا ہے۔ اس طرح مخالف روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ یہ صراحت مرقات میں مذکور ہے۔ ۱۲

بَابٌ

مُوئے مبارک کی زیارت کا واقعہ

۵۵۸۹ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ

قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ فَاَخْرَجَتْ اِلَيْنَا شَعْرًا مِّنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوْبًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

میں حضرت ام المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک بالوں میں سے خضاب کیا ہوا ایک موئے مبارک ہمارے پاس لائیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ
عورتیں اپنے ہاتھوں کو مہندی سے رنگ لیا کریں

۵۵۹۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بَايِعْنِيْ فَقَالَ لَا اُبَايِعُكِ حَتّٰى تُغَيِّرِيْ كَفَّيْكِ فَكَاَنَّهُمَا كَفَّا سَبُعٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں کہ یا نبی اللہ! مجھے بیعت فرمالیجئے' آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک بیعت نہیں لوں گا جب تک تم اپنے ہاتھوں کی رنگت نہ بدل لو' جو درندوں کے ہاتھوں جیسے ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ خاتون ہند کے ہاتھ بغیر مہندی لگے ہوئے تھے گویا وہ مرد کے ہاتھ ہیں اور عورتوں کے لیے تشبہ بالرجال مکروہ ہے۔ جس طرح مردوں کے لیے ہاتھوں کو مہندی لگانا مکروہ ہے کہ اس میں تشبہ بالنساء ہے۔

(مرقات) ۱۲

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

۵۵۹۱ - وَعَنْهَا قَالَتْ اَوْمَتْ اِمْرَاَةٌ مِّنْ وَّرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ مَا اَدْرِيْ اَيَدُ رَجُلٍ اَمْ يَدُ اِمْرَاَةٍ قَالَتْ بَلْ يَدُ اِمْرَاَةٍ قَالَ لَوْ كُنْتِ اِمْرَاَةً لَغَيَّرْتِ اَظْفَارَكِ يَعْنِيْ بِالْحِنَّاءِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اشارہ کیا' جس کے ہاتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خط تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک کھینچ لیا اور فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ عرض کرنے لگی کہ یارسول اللہ! عورت کا! فرمایا: اگر تم عورت ہوتو اپنے ناخنوں کا رنگ مہندی کے ساتھ بدل لو۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ
مہندی کے خضاب کے بارے میں ام المؤمنین کا قول

۵۵۹۲ - وَعَنْ كَرِيْمَةَ بِنْتِ هَمَّامٍ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ خِضَابِ الْحِنَّاءِ فَقَالَتْ لَا بَاْسَ وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُهُ كَانَ حَبِيْبِيْ يَكْرَهُ رِيْحَهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت کریمہ بنت ہمام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مہندی کے خضاب کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن میں اسے ناپسند کرتی ہوں کیونکہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی بو کو ناپسند فرماتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ
رسول اللہ کے حکم سے ایک مخنث کو نقیع کی طرف جلاوطن کردیا گیا

۵۵۹۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک مخنث کو لایا گیا جس کے ہاتھ اور پیر مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کیا حال

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذَا قَالُوْا يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ فَاَمَرَ بِهٖ فَنُفِيَ اِلَى النَّقِيْعِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَقْتُلُهٗ فَقَالَ اِنِّيْ نُهِيْتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّيْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے، پس آپ نے حکم فرمایا تو اُسے نقیع کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں؟ فرمایا کہ مجھے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

کن مردوں اور عورتوں پر لعنت ہے؟

٥٥٩٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی وضع اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی طرح بننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا: ان کو اپنے گھروں سے نکال دو۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٥٩٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٥٩٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ وَالْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں جیسا لباس پہنے اور اُس عورت پر جو مردوں جیسا لباس پہنے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً چوتھی حدیث

٥٥٩٧ - وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ قِيْلَ لِعَائِشَةَ اِنَّ امْرَاَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ فَقَالَتْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ عورت مردوں جیسے جوتے پہنتی ہے۔ فرمایا کہ مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

خلوق کے بارے میں حکم

٥٥٩٨ - وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى عَلَيْهِ خَلُوْقًا فَقَالَ اَلَكَ امْرَاَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اوپر خلوق دیکھی تو فرمایا: کیا تمہاری بیوی ہے؟ عرض کی: نہیں! فرمایا: اسے دھولو! پھر دھولو! پھر اسے نہ لگانا۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٥٩٩ - وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ مِنْ سَفَرٍ وَّقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ فَخَلَّقُوْنِيْ بِزَعْفَرَانَ فَغَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ اِذْهَبْ فَاغْسِلْ هٰذَا عَنْكَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ.

ایضاً دوسری حدیث

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں اپنے سفر سے اپنے گھر والوں کے پاس لوٹا تو میرے دونوں ہاتھ پھٹے ہوئے تھے' تو گھر والوں نے زعفران والی خلوق کا لیپ کر دیا۔ اگلے روز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپ نے جواب نہ دیا اور فرمایا کہ جا کر اسے دھوڑالو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٦٠٠ - وَعَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ جَعَلَ أَهْلُ مَكَّةَ يَأْتُوْنَهٗ بِصِبْيَانِهِمْ فَيَدْعُوْ لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ وَيَمْسَحُ رُؤُوْسَهُمْ فَجِيْءَ إِلَيْهِ وَأَنَا مُخَلَّقٌ فَلَمْ يَمَسَّنِيْ مِنْ أَجْلِ الْخَلُوْقِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ.

ایضاً تیسری حدیث

حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو مکہ والے اپنے بچوں کو آپ کے پاس لاتے۔ آپ اُن کے لیے دعاء برکت فرماتے اور اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرتے' مجھے بھی آپ کی خدمت میں لایا گیا اور مجھ پر خلوق ملی ہوئی تھی تو خلوق کی وجہ سے مجھے آپ نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جو چیز بڑوں کے لیے ناجائز ہے' وہ بچوں کے لیے بھی ناجائز ہے' جیسے لباس جو بڑوں کے لیے جائز نہیں' وہ بچوں کے لیے بھی جائز نہیں جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ یہ وضاحت بذل المجہود میں موجود ہے۔ ۱۲

بَابٌ

٥٦٠١ - وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةَ رَجُلٍ فِيْ جَسَدِهٖ شَيْءٌ مِّنْ خَلُوْقٍ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ.

ایضاً چوتھی حدیث

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس آدمی کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے جسم پر ذرا بھی خلوق لگی ہوئی ہو (اس وجہ سے کہ اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے[1])۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] جیسا کہ مرقات میں صراحت ہے۔ ۱۲

بَابٌ

٥٦٠٢ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طِيْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهٗ وَخَفِيَ لَوْنُهٗ وَطِيْبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِيَ رِيْحُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

مردوں اور عورتوں کی خوشبو کی صفت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی بُو ظاہر اور رنگ چھپا رہے' جبکہ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر اور بُو چھپی رہے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

ف: مرقات میں شرح السنہ کے حوالہ سے یہ وضاحت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں عورتوں کی خوشبو کے بارے میں جو صراحت ہے' وہ اُس وقت ہے جبکہ وہ گھر سے باہر کام کے لیے جائے' اس کے برخلاف جب وہ شوہر کے پاس ہو تو جیسی چاہے خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔ ۱۲

بَابٌ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خوشبو کی ایک کپی تھی

٥٦٠٣ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک کپی تھی جس سے آپ خوشبو لگایا کرتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سادگی کا ایک عجیب واقعہ اور اہل بیت کی عملی تربیت

٥٦٠٤ - وَعَنْ ثَوْبَانَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ كَانَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِاِنْسَانٍ مِّنْ اَهْلِهٖ فَاطِمَةَ وَاَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ عَلَيْهَا فَاطِمَةَ فَقَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ وَّقَدْ عَلَّقَتْ مِسْحًا اَوْ سِتْرًا عَلٰى بَابِهَا وَحَلَّتِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ قُلْبَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَقَدِمَ فَلَمْ يَدْخُلْ فَظَنَّتْ اَنَّ مَا مَنَعَهٗ اَنْ يَّدْخُلَ مَا رَاٰى فَهَتَكَتِ السِّتْرَ وَفَكَّتِ الْقُلْبَيْنِ عَنِ الصَّبِيَّيْنِ وَقَطَعَتْهُ مِنْهُمَا فَانْطَلَقَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيَانِ فَاَخَذَ مِنْهُمَا فَقَالَ يَا ثَوْبَانُ اِذْهَبْ بِهٰذَا اِلٰى اٰلِ فُلَانٍ اِنَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِيْ اَكْرَهُ اَنْ يَّاْكُلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِيْ حَيَاتِهِمُ الدُّنْيَا يَا ثَوْبَانُ اِشْتَرِ لِفَاطِمَةَ قِلَادَةً مِّنْ عَصْبٍ وَّسِوَارَيْنِ مِنْ عَاجٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کرتے تو اپنے گھر والوں میں سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے اور واپسی پر سب سے پہلے حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لاتے' ایک غزوہ سے آپ لوٹے تو انہوں نے دروازے پر ٹاٹ یا پردہ لٹکایا ہوا تھا' نیز حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو چاندی کے کنگن پہنائے ہوئے تھے۔ آپ واپس چلے آئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ وہ جان گئیں کہ اس چیز کے دیکھنے نے آپ کو تشریف لانے سے روکا ہے' لہٰذا پردہ پھاڑ دیا اور دونوں بچوں کے کنگن اتار دیئے اور اُنہیں توڑ ڈالا۔ وہ دونوں روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے تو آپ نے دونوں سے انہیں لے کر فرمایا: اے ثوبان! انہیں لے کر آلِ فلاں کے پاس جاؤ (اور بطور خیرات ان کو دے دو' جن کا فقر وفاقہ معروف ہے۔ مرقات) کہ یہ میرے گھر والے ہیں' میں ناپسند کرتا ہوں کہ یہ اپنی پاکیزہ چیزیں دنیا کی زندگی میں کھالیں (اور اچھا لباس پہنیں) اے ثوبان! بی بی فاطمہ کے لیے عصب کی ہڈی کا ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لاؤ۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مرد کے لیے سونے یا چاندی کا زیور پہننا جائز نہیں ہے۔ البتہ تلوار کا قبضہ چاندی کا ہو تو اس کی اجازت ہے' بشرطیکہ بہ طور زینت نہ ہو۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں کہا ہے کہ بچے کے لیے گھنگرو اور کنگن بھی مکروہ ہیں جیسا کہ سراجیہ میں مذکور ہے۔ ۱۲

بَابٌ
سوتے وقت سرمہ لگانے کی ترغیب

٥٦٠٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِكْتَحِلُوْا بِالْاِثْمِدِ فَاِنَّهٗ يَجْلُوا الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهٗ مُكْحُلَةٌ يَّكْتَحِلُ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلَاثَةً فِيْ هٰذِهٖ وَثَلَاثَةً فِيْ هٰذِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اثمد کا سرمہ لگایا کرو کیونکہ وہ نگاہ کو تیز کرتا اور بال اُگاتا ہے۔ ان کا گمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سرمہ دانی ہوتی تھی' جس سے آپ رات کو تین سلائی اِس آنکھ میں اور تین دوسری آنکھ میں لگایا کرتے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٦٠٦ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَحِلُ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ بِالْاِثْمِدِ ثَلَاثًا فِيْ كُلِّ عَيْنٍ قَالَ وَقَالَ اِنَّ خَيْرَ مَاتَدَاوَيْتُمْ بِهِ اللَّدُوْدُ وَالسَّعُوْطُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِيُّ وَخَيْرُ مَا اكْتَحَلْتُمْ بِهِ الْاِثْمِدَ فَاِنَّهُ يَجْلُوا الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ وَاِنَّ خَيْرَ مَا تَحْتَجِمُوْنَ فِيْهِ يَوْمَ سَبْعَ عَشْرَةَ وَيَوْمَ تِسْعَ عَشْرَةَ وَيَوْمَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ عُرِجَ بِهٖ مَا مَرَّ عَلٰى مَلَاٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ اِلَّا قَالُوْا عَلَيْكَ بِالْحِجَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

علاج کرنے اور سرمہ لگانے کی ترغیب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سونے سے پہلے ہر آنکھ میں اثمد سرمہ تین تین سلائی لگاتے اور فرمایا کہ جو تم علاج کرتے ہو اُن میں بہترین لیپ کرنا، نسوار لینا، پچھنے لگوانا اور جلاب لینا ہے اور جو تم سُرمے لگاتے ہو، اُن میں بہتر اثمد ہے کیونکہ وہ بینائی کو روشن کرتا ہے اور بال اُگاتا ہے اور جن میں تم پچھنے لگواتے ہو اُن میں سترھواں، انیسواں اور اکیسواں روز بہتر ہے اور رسول اللہ ﷺ کو جب معراج ہوئی تو فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا کہ پچھنے لگوانے کو لازمی اختیار کرو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے، اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

بَابٌ

٥٦٠٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنْ دُخُوْلِ الْحَمَّامَاتِ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ اَنْ يَّدْخُلُوْا بِالْمَيَازِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

وَقَالَ فِي الْكَوْكَبِ الدُّرِّيِّ قَوْلُهٗ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ فِي الْمَيَازِرِ تَنْبِيْهٌ عَلٰى عِلَّةِ الْمَنْعِ اَنَّهٗ كَشْفُ الْعَوْرَةِ فَحَيْثُ لَا كَشْفَ لَا نَهْيَ وَبِذٰلِكَ يُعْلَمُ اَنَّ الْحَمَّامَاتِ الَّتِيْ كَانَتْ مُخْتَصَّةً بِالنِّسَاءِ وَلَا يَاْتِيْهَا الرِّجَالُ وَجُمْلَةُ عَمَلَتِهَا وَخَدِمِهَا اِنَّمَا هُنَّ النِّسَاءُ لَا غَيْرُ جَازَ اَنْ يَّدْخُلَهَا النِّسَاءُ وَلَا يَنْكَشِفْنَ فِيْمَا بَيْنَهُنَّ.

حمام میں بغیر تہبند کے داخل ہونا منع ہے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو حماموں میں داخل ہونے سے روکا، پھر مردوں کو اجازت دی کہ تہبند باندھ کر داخل ہو جایا کریں۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

کوکب الدری میں کہا ہے کہ حدیث شریف میں جو ارشاد ہے: "ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ فِي الْمَيَازِ" پھر مردوں کو تہبند کے ساتھ حمام میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر ستر ڈھکا ہوا ہو تو حمام میں داخل ہونا منع نہیں ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے حمام جو عورتوں کے لیے مخصوص ہیں، جن میں مرد داخل نہیں ہوتے اور ان حماموں میں خدمت کرنے والیاں سب عورتیں ہی ہوتی ہیں ان کے علاوہ کوئی نہیں ہوتا تو وہاں عورتوں کا جانا جائز ہے اور ان میں عورتیں ستر کو چھپائے ہوئے داخل ہو سکتی ہیں۔

بَابٌ

٥٦٠٨ - وَعَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ قَالَ قَدِمَ عَلٰى عَائِشَةَ نِسْوَةٌ مِّنْ اَهْلِ حِمْصٍ فَقَالَتْ مِنْ اَيْنَ اَنْتُنَّ قُلْنَ مِنَ الشَّامِ قَالَتْ فَلَعَلَّكُنَّ مِنَ الْكُوْرَةِ الَّتِيْ تَدْخُلُ نِسَاءُ هَا الْحَمَّامَاتِ قُلْنَ بَلٰى قَالَتْ

ایضاً دوسری حدیث

حضرت ابو الملیح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ شہر حمص والوں کی چند عورتیں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں، فرمایا کہ تم کہاں سے ہو؟ عرض گزار ہوئیں کہ ملک شام سے، فرمایا کہ شاید تم اُس علاقے کی عورتیں ہو جہاں عورتیں بھی حماموں میں داخل ہوتی ہیں،

فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَخْلَعُ امْرَاَۃٌ ثِیَابَهَا فِیْ غَیْرِ بَیْتِ زَوْجِهَا اِلَّا هَتَكَتِ السِّتْرَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ رَبِّهَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ فِیْ غَیْرِ بَیْتِهَا اِلَّا هَتَكَتْ سِتْرَهَا فِیْمَا بَیْنَهَا وَبَیْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

انہوں نے کہا: کیوں نہیں! فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو عورت اپنے خاوند کے گھر کے سوا کسی دوسرے گھر میں کپڑے اتارے تو اُس کے اور اُس کے رب کے درمیان جو پردہ ہوتا ہے وہ پردہ پھٹ جاتا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اپنے گھر کے سوا' مگر اس کا پردہ پھٹ جاتا ہے جو اُس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٦٠٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتُفْتَحُ لَكُمْ اَرْضُ الْعَجَمِ وَسَتَجِدُوْنَ فِیْهَا بُیُوْتًا یُّقَالُ لَهَا الْحَمَّامَاتُ فَلَا یَدْخُلَنَّهَا الرِّجَالُ اِلَّا بِالْاُزُرِ وَامْنَعُوْهَا النِّسَاءَ اِلَّا مَرِیْضَۃً اَوْ نُفَسَاءَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم عجمی علاقوں کو فتح کرلو گے اور تم اُن میں ایسے گھر بھی پاؤ گے جن کو حمام کہا جاتا ہے تو مرد اُن میں داخل نہ ہوں مگر تہبند باندھ کر اور عورتوں کو اُن میں داخل کرنے سے منع کرنا ماسوائے مریضہ اور نفاس والی کے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جس دسترخوان پر شراب کا دور چلتا ہو' اس پر بیٹھنے کی ممانعت

٥٦١٠ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَیْرِ اِزَارٍ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُدْخِلْ حَلِیْلَتَهُ الْحَمَّامَ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یَجْلِسْ عَلٰی مَائِدَۃٍ تُدَارُ عَلَیْهَا الْخَمْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ تہبند کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو۔ اور جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ ہونے دے' اور جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہو' وہ اُس دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چلتا ہو۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابُ التَّصَاوِیْرِ

تصویروں کا بیان

بَابٌ

تصویروں کے متعلق احکام

٥٦١١ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَیْمُوْنَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَ یَوْمًا وَّاجِمًا وَّقَالَ اِنَّ جِبْرِیْلَ كَانَ وَعَدَنِیْ اَنْ یَّلْقَانِیَ اللَّیْلَۃَ فَلَمْ یَلْقَنِیْ اَمَ وَاللّٰهِ مَا اَخْلَفَنِیْ ثُمَّ وَقَعَ فِیْ نَفْسِهٖ جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ فُسْطَاطٍ لَّهٗ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ ثُمَّ اَخَذَ بِیَدِهٖ مَاءً فَنَضَحَ مَكَانَهٗ فَلَمَّا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک روز صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ غمگین اٹھے اور فرمایا کہ حضرت جبریل نے مجھ سے اس رات ملنے کا وعدہ فرمایا تھا لیکن ملنے نہ آئے حالانکہ اللہ کی قسم! انہوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ پھر آپ کے دل میں ایک پلّے (کتے کا بچہ) کا خیال آیا جو آپ کے تخت کے نیچے تھا' چنانچہ آپ نے حکم دیا تو اُسے نکال دیا گیا' پھر دستِ مبارک میں پانی لے کر اُس جگہ

اَمْسٰى لَقِيَهٗ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَقَدْ كُنْتَ وَعَدْتَّنِيْ اَنْ تَلْقَانِيَ الْبَارِحَةَ قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ فَاَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى اَنَّهٗ يَاْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيْرِ وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّقَالَ فِي الْمُسَوّٰى كَانَ قَتْلُ الْكِلَابِ فِيْ صَدْرِ الْاِسْلَامِ لِعُمُوْمِ الْبَلْوٰى بِاقْتِنَائِهَا فَكَانُوْا لَا يَتْرُكُوْنَ اِقْتِنَاءَ هَا اِلَّا بِالْقَتْلِ وَقِيْلَ خُصَّتِ الْمَدِيْنَةُ بِقَتْلِ مَا فِيْهَا مِنَ الْكِلَابِ مِنْ حَيْثُ اَنَّ الْمَدِيْنَةَ كَانَتْ مَهْبَطَ الْمَلَائِكَةِ بِالْوَحْيِ وَهُمْ لَا يَدْخُلُوْنَ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ ثُمَّ نُسِخَ۔

پر چھڑکا' جب شام ہوئی تو حضرت جبریل ملاقات کے لیے حاضر ہوئے فرمایا کہ تم نے مجھ سے گزشتہ رات ملنے کا وعدہ کیا تھا' عرض گزار ہوئے: ہاں! لیکن ہم اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو! صبح ہوئی تو اُس روز رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو ماردینے کا حکم فرمایا' یہاں تک کہ آپ چھوٹے باغ کے کتے کو بھی ماردینے کا حکم فرماتے اور بڑے باغ کا کتا چھوڑ دیا جاتا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ اور مسوّی (شرح موطا) میں کہا ہے کہ عموم بلوئی کی وجہ سے صدر اسلام میں کتوں کو قتل کیا جاتا تھا۔ مدینہ منورہ میں کتوں کو اس وجہ سے قتل کیا جاتا تھا کہ مدینہ منورہ نزولِ وحی کی وجہ سے فرشتوں کا مہبط تھا اور فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو' پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِيْرُ۔

اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت ہی میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِيْ بَيْتِهٖ شَيْئًا فِيْهِ تَصَالِيْبُ اِلَّا نَقَضَهٗ قُلْنَا خَبَرُ جِبْرِيْلَ وَمِثْلُهٗ مَخْصُوْصٌ بِغَيْرِ الْمَهَانَةِ كَمَا بَسَطَهُ ابْنُ الْكَمَالِ۔

اور امام بخاری نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے کاشانۂ اقدس میں کوئی تصویر نہ چھوڑتے مگر اُسے توڑ دیتے۔ (محدثین کرام اور فقہاء عظام کے اقوال کی روشنی میں) ہمارا یہ قول ہے کہ حضرت جبریل کی حدیث اور اسی قسم کی اور حدیثیں خاص ہیں (جبکہ تصاویر کی تعظیم کی جاتی ہو) اس کے برخلاف تصویریں ذلّت کی جگہ ہوں (جیسے فرش پر اور پائدان پر تو اس میں کراہت نہ ہوگی) جیسا کہ علامہ ابن کمال علیہ الرحمہ نے وضاحت فرمائی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٦١٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اَكُوْنَ دَخَلْتُ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيْلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ فَمُرْ بِرَاْسِ التِّمْثَالِ الَّذِيْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبریل میرے پاس آئے اور کہا: میں گزشتہ رات آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا' مجھے اندر داخل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی مگر دروازے پر تصویریں تھیں اور گھر کے اندر باریک پردہ تھا' جس میں تصویریں تھیں اور گھر میں ایک کتا تھا' دروازے کی تصویروں کے سر کاٹنے کا حکم فرمائیے تاکہ وہ درخت کی طرح رہ جائیں۔ پردے کو کاٹنے کا حکم فرمائیے کہ اس کے دو

عَلٰی بَابِ الْبَیْتِ فَیُقْطَعُ فَیَصِیْرُ کَھَیْئَۃِ الشَّجَرَۃِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْیُقْطَعْ فَلْیُجْعَلْ وِسَادَتَیْنِ مَنْبُوْذَتَیْنِ تُوْطَآنِ وَمُرْ بِالْکَلْبِ فَلْیُخْرَجْ فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

سرہانے بنائے جائیں جو پھینکے جائیں اور روندے جائیں اور کتے کو نکال دینے کا حکم فرمایئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

پردہ پر تصویریں ہوں تو کیا کیا جائے؟

۵۶۱۳ - وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا کَانَتْ قَدِ اتَّخَذَتْ عَلٰی سَھْوَۃٍ لَّھَا سِتْرًا فِیْہِ تَمَاثِیْلُ فَھَتَکَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَتْ مِنْہُ نُمْرُقَتَیْنِ فَکَانَتَا فِی الْبَیْتِ یَجْلِسُ عَلَیْھِمَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے الماری کے اوپر پردہ ڈالا جس میں تصویریں تھیں تو نبی کریم ﷺ نے اُسے پھاڑ دیا۔ میں نے اُس کے دو تکیے بنا لیے جن پر حضور ﷺ بیٹھا کرتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

جس گھر میں تصویر ہو رحمت کے فرشتے نہیں اُترتے

۵۶۱۴ - وَعَنْھَا اَنَّھَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَۃً فِیْھَا تَصَاوِیْرُ فَلَمَّا رَاٰھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَی الْبَابِ فَلَمْ یَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِیْ وَجْھِہِ الْکَرَاھِیَّۃَ قَالَتْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ ھٰذِہِ النُّمْرُقَۃِ قَالَتِ اشْتَرَیْتُھَا لَکَ لِتَقْعُدَ عَلَیْھَا وَتَوَسَّدَھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ ھٰذِہِ الصُّوَرِ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَیُقَالُ لَھُمْ اَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ فِیْہِ الصُّوْرَۃُ لَا تَدْخُلُہُ الْمَلَآئِکَۃُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے ایک پردہ خریدا جس میں تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اُسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ پس میں نے چہرۂ انور پر ناراضگی کے اثرات پہچان لیے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پردے کا کیا حال ہے؟ میں عرض گزار ہوئی کہ میں نے یہ اس لیے خریدا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس کے ساتھ ٹیک لگائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان تصویروں والوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنائی ہیں ان میں جان ڈالو اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو اُس میں رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

قَالَ الْعَلَّامَۃُ الْعَیْنِیُّ فِیْہِ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْکَرَ عَلٰی عَائِشَۃَ حِیْنَ قَالَتْ لِتَقْعُدَ عَلَیْھَا وَتَوَسَّدَھَا فَدَلَّ ذٰلِکَ عَلٰی کَرَاھَۃِ اِسْتِعْمَالِ السِّتْرِ الَّذِیْ فِیْہِ الصُّوْرَۃُ بَعْدَ اَنْ قُطِعَ وَعُمِلَتْ مِنْہُ الْوِسَادَۃُ وَیُفْھَمُ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الَّتِیْ قَبْلَہٗ خِلَافُہٗ فَقُلْتُ لَا تَعَارُضَ

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث شریف میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر انکار فرمایا جب انہوں نے کہا کہ آپ ان پر بیٹھیں گے اور تکیہ لگائیں گے تو اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ تصویر والے پردوں کو کاٹنے کے بعد ان کے تکیہ بنائے جائیں تو ایسے پردوں کا استعمال مکروہ ہے اور اس سے پہلے کی احادیث میں اس کا خلاف ثابت ہوتا ہے۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ان

بَيْنَهُمَا اَصْلًا لِاَنَّهٗ نَهَى الشَّارِعُ اَوَّلًا عَنِ الصُّوَرِ كُلِّهَا ثُمَّ لَمَّا تَقَرَّرَ نَهْيُهٗ عَنْ ذٰلِكَ اَبَاحَ مَا يُمْتَهَنُ لِاَنَّهٗ يُؤْمِنُ عَلَى الْجَاهِلِ تَعْظِيْمُ مَا يُمْتَهَنُ وَبَقِيَ النَّهْيُ فِيْمَا لَا يُمْتَهَنُ.

حدیثوں میں تعارض نہیں ہے اس لیے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوّلاً ہر قسم کی تصویروں سے منع فرمایا پھر جب تصویروں کو بطور ذلت استعمال کیا جا سکتا ہے تو کراہت باقی نہیں رہی کیونکہ اس طرح جاہل شخص سے بھی امان حاصل ہو گیا کہ وہ بھی جس تصویر کی اہانت ہوتی ہے اس کی تعظیم نہ کرنا۔ البتہ اگر تصویروں کی تعظیم ہوتی ہو تو کراہت بہرصورت باقی رہے گی۔

بَابٌ

تصویر بنانے پر وعید

۵۶۱۵ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اِنِّيْ رَجُلٌ اِنَّمَا مَعِيْشَتِيْ مِنْ صَنْعَةِ يَدِيْ وَاِنِّيْ اَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَاِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهٗ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهِ الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا اَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيْدَةً وَّاصْفَرَّ وَجْهُهٗ فَقَالَ وَيْحَكَ اِنْ اَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهٰذِهِ الشَّجَرَةِ وَكُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سعید بن ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: اے ابن عباس (رضی اللہ عنہما)! میں ہاتھ سے کام کرنے والا آدمی ہوں یعنی میں یہ تصویریں بناتا ہوں (یہ سن کر) حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ میں تم سے حدیث بیان نہیں کرتا مگر وہی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو تصویر بنائے تو اللہ تعالیٰ اُسے عذاب دے گا یہاں تک کہ اس میں جان ڈال دے اور وہ شخص تصویر میں ہرگز جان نہیں ڈال سکتا پس اُس آدمی نے ٹھنڈا سانس لیا اور اس کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا فرمایا کہ تم پر افسوس! اگر تم بنائے بغیر ایک رات گزارو اس درخت کو لازم پکڑ لو اور ہر اُس چیز کو جس میں روح نہیں ہے۔ اس کی بخاری نے روایت کی۔

بَابٌ

ہر تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا

۵۶۱۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهٗ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَيُعَذِّبُهٗ فِيْ جَهَنَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنْ كُنْتَ لَابُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوْحَ فِيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ہر تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا ہر تصویر جو اس نے بنائی ہو گی اُس کا جاندار بنایا جائے گا جو اُسے جہنم میں عذاب دے گا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اگر تجھے بنائے بغیر چارہ نہ ہو تو درختوں وغیرہ چیزوں کی تصویر بنا لو جن میں روح نہیں ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

قیامت کے روز سخت ترین عذاب کس کو ہوگا؟

۵۶۱۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اُن لوگوں کو ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی شانِ تخلیقی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

57

بَابٌ

قیامت کے روز سب سے سخت عذاب کن کن کو ہوگا؟

٥٦١٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا اَوْ قَتَلَهُ نَبِيٌّ اَوْ قَتَلَ اَحَدَ وَالِدَيْهِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَّمْ يَنْتَفِعْ بِعِلْمِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اُس شخص کو ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا جس کو کسی نبی نے قتل کیا یا جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو قتل کیا اور تصویر بنانے والوں کو اور اُس عالم کو جس نے اپنے علم سے فائدہ حاصل نہ کیا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٦١٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٦٢٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَّنْطِقُ يَقُوْلُ اِنِّيْ وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَّكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی دیکھنے والی اور دو کان ہوں گے سننے والے اور ایک بولنے والی زبان ہوگی وہ کہے گا: مجھے تین شخصوں پر مقرر کیا گیا ہے (کہ ان کو دوزخ میں داخل کروں اور کھلم کھلا عذاب دوں) ہر اُس شخص پر جو سرکش اور ظالم ہو ہر اُس شخص پر جو اللہ کے ساتھ دوسروں کی عبادت کرے اور تصویریں بنانے والے پر۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً چوتھی حدیث

٥٦٢١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَّمْ يَرَهُ كُلِّفَ اَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَّفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ اِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ اَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِيْ اُذُنَيْهِ الْاٰنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ اَنْ يَّنْفُخَ فِيْهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو ایسے خواب دیکھنے کا دعویٰ کرے جو اُس نے دیکھا نہ ہو تو وہ جَو کے دو دانوں میں گرہ لگانے کی تکلیف دیا جائے گا اور وہ نہیں کر سکے گا اور جو شخص کان لگا کر ایسے لوگوں کی بات سنے جو اُسے ناپسند کرتے ہوں یا اُس سے بھاگتے ہوں تو قیامت کے روز اُس کے کانوں میں سیسہ ڈالا جائے گا اور جو شخص کوئی تصویر بنائے اُسے عذاب دیا جائے گا اور تکلیف دی جائے گی کہ اُس میں روح پھونکے اور وہ روح نہیں ڈال سکے گا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

بڑا ظالم کون ہے؟

57/57

۵٦۲۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِیْ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً اَوْ شَعِيْرَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُس سے بڑا ظالم کون ہے جو اُسی طرح چیز بنانے لگے جیسی میں نے بنائی' بھلا ایک ذرّہ تو بنائیں' ایک دانہ تو بنائیں' ایک جَو تو بنائیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

تصویریں بنانے والے بدترین مخلوق ہیں

۵٦۲۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ بَعْضُ نِسَائِهٖ كَنِيْسَةً يُقَالُ لَهَا مَارِيَةٌ وَّكَانَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَاُمُّ حَبِيْبَةَ اَتَتَا اَرْضَ الْحَبْشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيْرَ فِيْهَا فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اُولٰٓئِكَ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرِ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو امہات المومنین میں سے کسی نے کنیسہ کا ذکر کیا' جس کو ماریہ کہا جاتا تھا۔ اور حضرت اُمّ سلمہ اور اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہما سرزمین حبشہ سے آئی تھیں' اُنہوں نے اس کی خوبصورتی کا ذکر کیا اور جو تصویریں اُس میں تھیں۔ آپ نے سر مبارک اُٹھا کر فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جب اُن میں کوئی نیک آدمی مر جاتا ہے تو اُس کی قبر پر مسجد بنا لیتے ہیں' پھر اُس میں یہ تصویریں بنا دیتے' وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بدترین ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے وضاحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جس چیز کی عبادت کی جاتی ہو جیسے سورج اور چاند تو ایسی چیزوں کی تصویر بنانا بھی جائز نہیں ہے۔ ۱۲

بَابٌ

کتے کی وجہ سے حضور ﷺ ایک گھر میں داخل نہیں ہوئے

۵٦۲٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِیْ دَارَ قَوْمٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَدُوْنَهُمْ دَارٌ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَاْتِیْ دَارَ فُلَانٍ وَّلَا تَاْتِیْ دَارَنَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّ فِیْ دَارِكُمْ كَلْبًا قَالُوْا اِنَّ فِیْ دَارِهِمْ سِنَّوْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسِّنَّوْرُ سَبُعٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے' اُن کے ساتھ ایک گھر تھا تو اُن پر یہ گراں گزرتا۔ وہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ فلاں کے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور ہمارے غریب خانہ پر جلوہ افروز نہیں ہوتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے گھر کتا ہے' عرض گزار ہوئے کہ اُن کے گھر بلی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بلی تو درندوں سے ہے۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

بَابٌ

کبوتر کا پیچھا کرنے کی وعید

۵٦۲۵ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَّتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ شَيْطَانٌ يَّتْبَعُ شَيْطَانَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کبوتر کا پیچھا کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: شیطان شیطانہ کا پیچھا کر رہا ہے۔ اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان

وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

میں کی ہے۔

بَابٌ

پردہ لٹکانے اور نہ لٹکانے کا حکم

٥٦٢٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ غَزَاةٍ فَاَخَذْتُ نَمَطًا فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَاَى النَّمَطَ فَجَذَبَهُ حَتّٰى هَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَاْمُرْنَا اَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ کے لیے نکلے تو میں نے ایک کپڑا لے کر دروازہ پر اس کا پردہ لٹکا دیا۔ جب آپ تشریف لائے اور آپ نے وہ کپڑا دیکھا تو اُسے کھینچا اور پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم نہیں فرمایا' ہم (زینت کے لیے) پتھروں اور مٹی کو لباس پہنچائیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح السیر میں کہا ہے کہ بطور زینت پردوں کا لٹکانا مکروہ ہے۔ ذخیرہ میں وضاحت ہے کہ سردی سے بچاؤ کے لیے پردہ لٹکانا اور گرمی سے بچاؤ کے لیے ایسا کام کرنا مکروہ نہیں ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔ ۱۲

بَابٌ

شطرنج کھیلنے کی سخت وعید

٥٦٢٧ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيْرِ فَكَاَنَّمَا صَبَغَ يَدَهٗ فِيْ لَحْمِ خِنْزِيْرٍ وَدَمِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شطرنج کھیلا گویا اُس نے اپنے ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں رنگے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف اور بعد میں آنے والی احادیث میں شطرنج کھیلنے کی وعید پر علماء کا اتفاق ہے کہ شطرنج کھیلنا حرام ہے۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٦٤٩ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شطرنج کھیلے اُس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے

٥٦٢٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوْبَةَ وَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ قِيْلَ الْكُوْبَةُ الطَّبْلُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ. وَقَالَ بَعْضُ الشُّرَّاحِ مِنْ عُلَمَاءِ نَا الْكُوْبَةُ النَّرْدُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب' جُوا اور کُوبہ حرام فرمایا ہے اور فرمایا کہ نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے۔ کہا گیا کہ کُوبہ' طبلے کو کہتے ہیں۔ بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے۔ بعض شارحین محدثین نے فرمایا ہے کہ کوبہ سے شطرنج مراد ہے۔

بَابٌ

نبی کریم ﷺ نے شراب، جوا اور شطرنج سے منع فرمایا

٥٦٢٩ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكُوْبَةِ وَالْغُبَيْرَاءِ وَالْغُبَيْرَاءُ شَرَابٌ تَعْمَلُهُ الْحَبْشَةُ مِنَ الذُّرَّةِ يُقَالُ لَهَا السُّكُرْكَةُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شراب، جوا، کوبہ اور غُبیراء سے منع فرمایا ہے۔ غُبیراء ایک شراب ہے جس کو حبشی لوگ چنوں سے بناتے ہیں اور اُسے سُکرکہ کہا جاتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

شطرنج عجمیوں کا جوا ہے

٥٦٣٠ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ الشِّطْرَنْجُ هُوَ مَيْسِرُ الْاَعَاجِمِ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرمایا کرتے کہ شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔

بَابٌ

شطرنج کھیلنے والا خطا کار ہے

٥٦٣١ - وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ قَالَ لَا يَلْعَبُ بِالشِّطْرَنْجِ اِلَّا خَاطِئٌ.

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرمایا کہ شطرنج خطا کار ہی کھیلے گا۔

بَابٌ

شطرنج باطل کام ہے

٥٦٣٢ - وَعَنْهُ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ لَعِبِ الشِّطْرَنْجِ فَقَالَ هِيَ مِنَ الْبَاطِلِ وَلَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْبَاطِلَ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ اُن سے شطرنج کھیلنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: یہ باطل کاموں میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ باطل کو پسند نہیں فرماتا۔ ان تینوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الطِّبِّ وَالرُّقٰى

طِب اور جھاڑ پھونک کا بیان

بَابٌ
معدہ کو تندرست رکھنے کی تاکید

٥٦٣٣ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمِعْدَةُ حَوْضُ الْبَدَنِ وَالْعُرُوْقُ اِلَيْهَا وَارِدَةٌ فَاِذَا صَحَّتِ الْمِعْدَةُ صَدَرَتِ الْعُرُوْقُ بِالصِّحَّةِ وَاِذَا فَسَدَتِ الْمِعْدَةُ صَدَرَتِ الْعُرُوْقُ بِالسَّقَمِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معدہ جسم کا حوض ہے اور رگیں اس کی طرف آنے والی نالیاں ہیں جب معدہ تندرست ہو تو رگیں تندرستی لے کر لوٹتی ہیں اور جب معدہ میں فساد ہو تو رگیں بیماری لے کر لوٹتی ہیں۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں ہے۔

بَابٌ
ہر بیماری کی دواء بھی اتاری گئی ہے

٥٦٣٤ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اُتاری مگر اس کے لیے شفاء بھی نازل فرمائی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٦٣٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَاِذَا اُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَاَ بِاِذْنِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بیماری کے لیے دواء ہے جب دواء بیماری تک پہنچ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ تندرست ہو جاتا ہے۔

بَابٌ
ایضاً تیسری حدیث

٥٦٣٦ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَنَتَدَاوٰی قَالَ نَعَمْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ تَدَاوَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَهٗ شِفَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَّاحِدٍ اَلْهَرَمِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ لوگ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! کیا ہم علاج کروایا کریں؟ فرمایا: ہاں! اے اللہ کے بندو! علاج کروایا کرو! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں رکھی مگر اس کی شفاء بھی مقرر فرمائی ہے سوائے بڑھاپے کی بیماری کے۔ اس کی روایت امام احمد ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً چوتھی حدیث

٥٦٣٧ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے بیماری اور علاج دونوں کو نازل فرمایا اور ہر بیماری کا علاج رکھا' پس تم علاج کروایا کرو اور حرام چیزوں کے ساتھ علاج نہ کیا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حرام چیزوں سے اس وقت علاج منع نہیں ہے جبکہ کوئی اور دواء جو پاک چیزوں سے تیار کی جاتی ہو' موجود نہ ہو۔ جس طرح پیاسے کے لیے شراب کی اجازت ہے۔ حاوی میں یہ صراحت موجود ہے۔ ۱۲

قَالَ فِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ اُخْتُلِفَ فِی التَّدَاوِیْ بِالْمُحَرَّمِ وَظَاهِرُ الْمَذْهَبِ اَلْمَنْعُ کَمَا فِیْ رِضَاعِ الْبَحْرِ لٰکِنْ نَقَلَ الْمُصَنِّفُ ثَمَّةَ وَهُنَا عَنِ الْحَاوِیْ وَقِیْلَ یُرَخَّصُ اِذَا عَلِمَ فِیْهِ الشِّفَاءَ وَلَمْ یَعْلَمْ دَوَاءً اٰخَرَ کَمَا رُخِّصَ الْخَمْرُ لِلْعَطْشَانِ وَعَلَیْهِ الْفَتْوٰی وَحَدِیْثُ الْبَابِ لَا تَدَاوَوْا بِالْمُحَرَّمِ مَحْمُوْلٌ عَلٰی عَدَمِ الْحَاجَةِ بِاَنْ یَّکُوْنَ هُنَاکَ دَوَاءٌ غَیْرُهٗ یُغْنِیْ عَنْهُ وَیَقُوْمُ مَقَامَهٗ مِنَ الطَّاهِرَاتِ.

درمختار میں فرمایا کہ حرام اشیاء سے علاج کرانے میں اختلاف ہے۔ ظاہر مذہب کے مطابق یہ منع ہے جیسا کہ رضاع البحر میں ہے' لیکن مصنف نے اسے یقینی طور پر بیان کیا ہے۔ یہاں حاوی سے منقول ہے' اور کہا گیا ہے کہ اس کی اُس وقت اجازت ہے جب شفاء کا یقین ہو اور کسی دوسری دوا کا علم نہ ہو جیسا کہ پیاسے کے لیے (اضطرابی حالت میں) شراب کی اجازت ہے اور اسی پر فتویٰ ہے' اور اس باب کی حدیث ہے کہ حرام اشیاء سے علاج نہ کرو' اس بات پر محمول ہے کہ جب اس لحاظ سے اس کی حاجت نہ ہو جبکہ علاج کے لیے کوئی دوسری دوا موجود ہو' لہٰذا وہ پاک شے کے قائم مقام ہو گی۔

بَابٌ

ناپاک دوائی منع ہے

٥٦٣٨ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِیْثِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ. وَقَدْ جَاءَ تَفْسِیْرُهٗ فِیْ رِوَایَةِ التِّرْمِذِیِّ بِالسَّمِّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ناپاک دوائی سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور اس کی تفسیر ترمذی کی روایت میں زہر سے کی گئی ہے۔

بَابٌ

مینڈک کو قتل نہ کیا جائے

٥٦٣٩ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ طَبِیْبًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ یَّجْعَلُهَا فِیْ دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی طبیب نے نبی کریم ﷺ سے دواء میں مینڈک ڈالنے کے بارے میں پوچھا تو نبی کریم ﷺ نے اُس کے قتل کرنے سے منع فرمایا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

کلونجی میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے

٥٦٤٠ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِی الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سیاہ دانے میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے۔ ابن شہاب نے فرمایا: ''السَّام'' سے موت اور سیاہ دانے سے کلونجی مراد ہے۔

شِهَابٍ اَلسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّوْنِيْزُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

اگر کسی چیز میں موت کا علاج ہوتا تو سناء میں ہوتا

۵٦٤١ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَهَا بِمَا تَسْتَمْشِيْنَ قَالَتْ بِالشِّبْرَمِ قَالَ حَارٌّ جَارٌّ قَالَتْ ثُمَّ اسْتَمْشَيْتُ بِالسَّنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ شَيْئًا كَانَ فِيْهِ الشِّفَاءُ مِنَ الْمَوْتِ لَكَانَ فِي السَّنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے پوچھا: تم کس چیز کے ساتھ جلاب لیتی ہو؟ عرض گزار ہوئی: شبرم سے فرمایا: گرم گرم! عرض گزار ہوئیں کہ پھر میں سناء سے جلاب لیتی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی چیز میں موت سے شفاء کا علاج ہوتا تو سناء میں ہوتا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

کھمبی منّ کی ایک قسم ہے اور عجوہ کھجور جنت سے ہے

۵٦٤٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْاَةُ جُدَرِيُّ الْاَرْضِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاءُهَا شِفَاءٌ لِّلْعَيْنِ وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِّنَ السَّمِّ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَاَخَذْتُ ثَلَاثَةَ اَكْمُؤٍ اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا فَعَصَرْتُهُنَّ وَجَعَلْتُ مَاءَهُنَّ فِيْ قَارُوْرَةٍ وَّكَحَلْتُ بِهٖ جَارِيَةً لِّيْ عَمْشَاءَ فَبَرَأَتْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ اَرَادَ الْحَدِيْثَ بِكَمَالِهٖ وَاِلَّا فَجُمْلَةُ الْكَمْاَةِ مِنَ الْمَنِّ وَمَاءُهَا شِفَاءٌ لِّلْعَيْنِ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالشَّيْخَانِ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَّكَذَا اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّجَابِرٍ وَّاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَنْ عَائِشَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام میں سے بعض حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ کُمْاۃ یعنی کھمبی زمین کی چیچک ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کھمبی، منّ کی ایک قسم ہے اور اُس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء بخش ہے اور عجوہ کھجور جنت سے ہے اور اس میں زہر سے شفاء ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تین یا پانچ یا سات کھمبیاں لیں، انہیں نچوڑا اور اُن کا پانی ایک شیشی میں رکھا اور اپنی ایک ضعیف البصر لونڈی کی آنکھ میں ڈالا تو وہ شفایاب ہوگئی۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور اس سے مراد پوری حدیث ہے اور رسول اللہ کا یہ ارشاد: کھمبی، منّ کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے، صحیح ہے۔ اس کی روایت امام احمد، بخاری اور مسلم اور ترمذی نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ اور اسی طرح امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے اور ابونعیم نے طب میں حضرت ابن عباس اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔

بَابٌ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے شہد پلانے سے دست رُک جانے کا واقعہ

٥٦٤٣ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخِیْ اِسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ سَقَیْتُهُ فَلَمْ یَزِدْهُ اِلَّا اِسْتِطْلَاقًا فَقَالَ لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَقَالَ لَقَدْ سَقَیْتُهُ فَلَمْ یَزِدْهُ اِلَّا اِسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِیْكَ فَسَقَاهُ فَبَرَاَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میرے بھائی کا پیٹ چل رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُسے شہد پلاؤ' اُس نے پلایا' پھر حاضرِ بارگاہ ہو کر عرض کیا: میں نے اُسے پلایا لیکن دست اور زیادہ ہونے لگے۔ تین مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔ پھر چوتھی مرتبہ آ کر عرض گزار ہوا تو فرمایا کہ اُسے شہد پلاؤ۔ عرض گزار ہوا کہ میں نے اُسے پلایا لیکن دست اور زیادہ آنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے۔ پس اُس نے پھر پلایا تو وہ تندرست ہو گیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

شہد شفاء ہے' اس کی تدبیر

٥٦٤٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَعِقَ الْعَسَلَ ثَلَاثَ غَدَوَاتٍ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ لَمْ یُصِبْهُ عَظِیْمٌ مِّنَ الْبَلَاءِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے' اُسے کوئی بڑی بیماری نہیں پہنچے گی۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور بیہقی نے کی ہے۔

بَابٌ

دو شفاء شہد اور قرآن کو لازم کرنے کا حکم

٥٦٤٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْكُمْ بِالشِّفَاءَیْنِ الْعَسَلِ وَالْقُرْاٰنِ رَوَاهُمَا ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَقَالَ وَالصَّحِیْحُ اَنَّ الْاَخِیْرَ مَوْقُوْفٌ عَلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّلَعَلَّ الْبَیْهَقِیَّ لَهُ اَسْنَادَانِ وَالصَّحِیْحُ اَسْنَادُ الْمَوْقُوْفِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو شفاؤں کو اپنے اوپر لازم کر لو یعنی شہد اور قرآن کو۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔ اور کہا کہ صحیح یہ ہے' بیہقی نے یہ حدیث موقوفاً روایت کی ہے' حضرت ابن مسعود سے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیہقی سے یہ حدیث دو سندوں سے مروی ہو اور صحیح یہی ہے کہ یہ اسناد موقوف ہیں۔

بَابٌ

نمونیہ کے علاج کی تجویز

٦٧٤٦ - وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْعَتُ الزَّیْتَ وَالْوَرْسَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمونیہ میں روغن زیتون اور ورس تجویز فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٦٤٧ - وَعَنْهُ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَدَاوٰی مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ نمونیہ کا علاج ہم قسط بحری اور روغن زیتون سے کیا کریں۔

بِالْقُسْطِ الْبَحْرِيِّ وَالزَّيْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

عود ہندی میں سات چیزوں سے شفاء ہے

٥٦٤٨ - وَعَنْ اُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا تَدْغَرْنَ اَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ مِّنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم گلے آنے پر اپنی اولاد کے گلے کیوں دباتی ہو بلکہ اس عود ہندی کو استعمال کیا کرو اس میں سات چیزوں سے شفاء ہے جن میں سے نمونیہ بھی ہے گلے کی تکلیف میں نسوار لی جائے اور نمونیہ میں لیپ کیا جائے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

نظر لگنے سے عود ہندی کے استعمال کی تجویز

٥٦٤٩ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے بچوں کو گلے دبا کر عذاب نہ دیا کرو بلکہ قسط یعنی عود ہندی استعمال کیا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

پچھنے لگوانے اور قسط بحری کے استعمال کی تجویز

٥٦٥٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں کے ساتھ تم علاج کرتے ہو اُن میں پچھنے لگوانا اور قسط بحری بے مثل ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

شب معراج میں فرشتوں کی ایک خصوصی گزارش

٥٦٥١ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةٍ اُسْرِيَ بِهٖ اَنَّهٗ لَمْ يَمُرَّ عَلٰى مَلَاءٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ اِلَّا اَمَرُوْهُ مُرْ اُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ جس رات آپ کو معراج کروائی گئی تو فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرے اُس نے یہی گزارش کی کہ اپنی اُمت کو پچھنے لگوانے کا حکم دیجئے گا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

دردِ سر کی شکایت پر پچھنے لگوانے کا اور زخم پر مہندی کا لیپ رکھنے کا حکم

٥٦٥٢ - وَعَنْ سَلْمٰى خَادِمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا كَانَ اَحَدٌ يَّشْتَكِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب بھی کسی نے دردِ سر کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ پچھنے لگوائے اور پیروں میں درد کے لیے کہا جاتا تو فرماتے: اسی پر لیپ

فِیْ رَأْسِهٖ إِلَّا قَالَ احْتَجِمْ وَلَا وَجْعًا فِیْ رِجْلَیْهِ إِلَّا قَالَ اخْتَضِبْهُمَا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

کرو۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلتِّرْمِذِیِّ عَنْهَا قَالَتْ مَا کَانَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْحَةٌ وَّلَا نَكْبَةٌ إِلَّا أَمَرَنِيْ أَنْ أَضَعَ عَلَيْهَا الْحِنَّاءَ.

اور ترمذی کی ایک روایت میں انہوں نے ہی فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی زخم آتا یا خراش لگتی تو آپ مجھے اُس پر مہندی رکھنے کا حکم فرماتے۔

ف: مرقات میں یہ وضاحت موجود ہے' چونکہ مہندی عورتیں استعمال کرتی ہیں' اس لیے تشبہ بالنساء (عورتوں سے مشابہت) سے بچنے کی خاطر ضرورت پر مرد صرف ہتھیلیوں پر مہندی کا لیپ لگائیں' ناخنوں پر لگانے سے احتراز کریں۔۱۲

بَابٌ

پچھنے لگوانے کا فائدہ

٥٦٥٣ - وَعَنْ أَبِیْ كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِمُ عَلٰى هَامَتِهٖ وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ مَنْ أَهْرَاقَ مِنْ هٰذِهِ الدِّمَاءِ فَلَا يَضُرُّهٗ أَنْ لَّا يَتَدَاوٰى بِشَيْءٍ لِّشَيْءٍ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک اور دونوں کندھوں کے درمیان پچھنے لگوایا کرتے اور فرماتے کہ جس نے ان دو جگہوں کا خون بہا دیا تو اُسے یہ بات نقصان نہیں دے گی کہ کسی بیماری کا کوئی علاج نہ کروائے۔اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

بغیر ضرورت پچھنے لگوانے کا نقصان

وَرَوٰى رَزِيْنٌ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ عَلٰى هَامَتِهٖ مِنَ الشَّاةِ الْمَسْمُوْمَةِ قَالَ مَعْمَرٌ فَاحْتَجَمْتُ أَنَا مِنْ غَيْرِ سَمٍّ كَذٰلِكَ فِيْ يَافُوْخِيْ فَذَهَبَ حُسْنُ الْحِفْظِ عَنِّيْ حَتّٰى كُنْتُ أُلَقَّنُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فِي الصَّلٰوةِ.

اور رزین نے حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زہریلی بکری کے (گوشت کھانے کے) باعث سر مبارک پر پچھنے لگوائے۔معمر کا بیان ہے کہ میں نے زہر (کے استعمال) کے بغیر اُسی طرح اپنے سر میں پچھنے لگوالیے تو میرا حافظہ جاتا رہا' یہاں تک کہ مجھے نماز کے اندر سورۂ فاتحہ میں بھی لقمہ دیا جاتا۔

بَابٌ

موچ کے باعث پچھنے لگوانے کا واقعہ

٥٦٥٤ - وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ عَلٰى وَرِكِهٖ مِنْ وَّثْءٍ كَانَ بِهٖ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے کولہے پر پچھنے لگوائے' اُس موچ کے سبب جو آپ کو ہو گئی تھی۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کن تاریخوں میں پچھنے لگواتے؟

٥٦٥٥ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ گردن کی دونوں رگوں اور کندھوں کی رگ میں پچھنے لگواتے۔اس کی روایت ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور آپ ﷺ سترہ' انیس یا اکیس تاریخ کو پچھنے لگواتے۔

وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ.

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٦٥٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَحِبُّ الْحِجَامَةَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سترہ اُنیس اور اکیس تاریخ کو پچھنے لگوانا پسند فرماتے تھے۔ اس کی شرح السنہ میں روایت کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٦٥٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ كَانَ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو سترہ اُنیس یا اکیس تاریخ کو پچھنے لگوائے تو اسے ہر بیماری سے شفاء ہوگی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

منگل کے روز پچھنے لگوانا منع ہے

٥٦٥٨ - وَعَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ اَبَاهَا كَانَ يَنْهٰى اَهْلَهُ عَنِ الْحِجَامَةِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَيَزْعَمُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ يَوْمُ الدَّمِ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَّا يَرْقَاُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت کبشہ بنت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے والدِ ماجد اپنے گھر والوں کو منگل کے روز پچھنے لگوانے سے منع کرتے اور بتاتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ منگل خون کا روز ہے اور اس میں ایک ساعت ہے جس میں خون نہیں رُکتا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

پچھنے لگوانے کے بارے میں تفصیلات

٥٦٥٩ - وَعَنْ نَّافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ يَا نَافِعُ يَنْبُغُ بِيَ الدَّمُ فَاْتِنِيْ بِحَجَّامٍ وَّاجْعَلْهُ شَابًّا وَّلَا تَجْعَلْهُ شَيْخًا وَّلَا صَبِيًّا قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحِجَامَةُ عَلَى الرِّيْقِ اَمْثَلُ وَهِيَ تَزِيْدُ فِي الْعَقْلِ وَتَزِيْدُ فِي الْحِفْظِ وَتَزِيْدُ الْحَافِظَ حِفْظًا فَمَنْ كَانَ مُحْتَجِمًا فَيَوْمَ الْخَمِيْسِ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْاَحَدِ فَاحْتَجِمُوْا يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الثُّلَثَاءِ وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ فَاِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِيْ اُصِيْبَ بِهٖ اَيُّوْبُ

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے نافع! میرا خون جوش مار رہا ہے، لہٰذا کسی حجام (پچھنے لگانے والا) کو میرے پاس لاؤ جو جوان ہو، بوڑھے یا بچے کو نہ بلانا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ نہار منہ پچھنے لگوانا بہتر ہے کیونکہ یہ عقل اور حفظ میں اضافہ کرتا ہے اور حافظ کے حافظے کو بڑھاتا ہے، پس جو پچھنے لگوائے تو اللہ کا نام لے کر جمعرات کو لگوائے لیکن جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو پچھنے لگوانے سے اجتناب کرے بلکہ پیر یا منگل کے روز پچھنے لگواؤ اور بدھ کے روز پچھنے لگوانے سے بچنا کیونکہ اسی روز حضرت ایوب علیہ السلام بیماری میں مبتلا ہوئے تھے، نیز کوڑھ اور برص کی بیماری بھی بدھ کے دن یا رات میں ہی شروع ہوتی ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

فِي الْبَلَاءِ وَمَا يَبْدُوْ جُذَامٌ وَّلَا بَرَصٌ إِلَّا فِيْ يَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ اَوْ لَيْلَةِ الْاَرْبَعَاءِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

بَابٌ

پچھنے لگوانے کے بارے میں ایک اور روایت

٥٦٦٠ - وَعَنْ مَّعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحِجَامَةُ يَوْمَ الثُّلٰثَاءِ لِسَبْعَ عَشَرَةَ مِنَ الشَّهْرِ دَوَاءٌ لِّدَاءِ السَّنَةِ رَوَاهُ حَرْبُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْكَرْمَانِيُّ صَاحِبُ اَحْمَدَ وَلَيْسَ اَسْنَادُهُ بِذَاكَ هٰكَذَا فِي الْمُنْتَقٰى وَرَوٰى رَزِيْنٌ نَّحْوَهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منگل کے روز مہینہ کی سترہ تاریخ کو پچھنے لگوانا سال بھر کی بیماری کا علاج ہے۔اس کی روایت حرب بن اسماعیل کرمانی صاحب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔اس حدیث کی اسناد قوی نہیں ہے۔جیسا کہ منتقٰی میں ہے۔لیکن رزین نے اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

بَابٌ

بدھ یا ہفتہ کے روز پچھنے لگوانے سے کوڑھ کی بیماری ہوتی ہے

٥٦٦١ - وَعَنِ الزُّهْرِيِّ مُرْسَلًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَجَمَ يَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ اَوْ يَوْمَ السَّبْتِ فَاَصَابَهُ وَضَحٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ وَقَدْ اُسْنِدَ وَلَا يَصِحُّ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيْ لٰكِنْ حَصَلَ بِهِ الْاِعْتِضَادُ عَلٰى اَنَّ الْمُرْسَلَ حُجَّةٌ عِنْدَنَا وَعِنْدَ جَمْهُوْرِ النُّقَّادِ.

حضرت زُہری رحمۃ اللہ علیہ سے مُرسلاً روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بدھ یا ہفتہ کے روز پچھنے لگوائے اور اُسے کوڑھ کی بیماری ہو جائے تو وہ ملامت نہ کرے مگر اپنی جان کو۔اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔اور کہا کہ اس کی روایت مسنداً بھی ہے مگر وہ درجۂ صحت پر فائز نہیں۔ البتہ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ روایت اس طرح قوی ہو جاتی ہے کہ نہ صرف ہمارے نزدیک بلکہ تمام ناقدینِ حدیث کے پاس مرسل حدیثیں حجت ہیں۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٦٦٢ - وَعَنْهُ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَجَمَ اَوْ اِطَّلٰى يَوْمَ السَّبْتِ اَوِ الْاَرْبَعَاءِ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ فِي الْوَضَحِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے ہی مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو پچھنے لگوائے یا لیپ کرے ہفتہ یا بدھ کے روز تو کوڑھ ہونے پر ملامت نہ کرے مگر اپنی جان کو۔اس کی روایت شرح السنہ نے کی ہے۔

بَابٌ

تین چیزوں میں شفاء ہے

٥٦٦٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشِّفَاءُ فِيْ ثَلَاثٍ فِيْ شِرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ شِرْبَةِ عَسَلٍ اَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ وَاَنَا اَنْهٰى اُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شفاء تین چیزوں میں ہے: پچھنے لگانے والے کے نشتر میں شہد کے گھونٹ میں اور آگ کے داغ میں لیکن میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ وَالنَّهْيُ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ دَاعِيَةٍ اِلَيْهِ وَبِذٰلِكَ

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داغنے سے منع فرمانا بغیر ضرورت سے متعلق ہے۔اس طرح دونوں قسم کی روایتوں میں اختلاف

تُجْمَعُ الرِّوَايَاتُ وَيَصِحُّ اِكْتِوَاءُ الْاَصْحَابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَاِلَّا فَكَيْفَ يُتَصَوَّرُ عَنْهُمْ مُخَالَفَةُ اَمْرِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

دور ہو جاتا ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے داغنے پر عمل کیا ہے تو ایسی صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کس طرح کر سکتے ہیں۔

بَابٌ
بے ضرورت داغ نہ لگوائے

٥٦٦٤ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اكْتَوٰى اَوِ اسْتَرْقٰى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے (بے ضرورت) داغ لگوایا یا دَم کروایا تو وہ توکل سے لاتعلق ہو گیا۔اس کی روایت امام احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ
تیر لگنے سے داغ لگانے کا بیان

٥٦٦٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رُمِيَ اُبَيٌّ يَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلٰى اَكْحَلِهٖ فَكَوَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب کے روز حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی رگِ حیات پر تیر لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں داغ دیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٦٦٦ - وَعَنْهُ قَالَ رُمِيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِيْ اَكْحَلِهٖ فَحَسَمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ بِمِشْقَصٍ ثُمَّ وَرِمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رگِ حیات پر تیر مارا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے انھیں تیر کے پیکان سے داغ دیا' پھر ورم آ گیا تو آپ نے انھیں دوبارہ داغ دیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً تیسری حدیث

٥٦٦٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوٰى اَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ مِنَ الشَّوْكَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو شوکہ کی بیماری کے باعث داغ دیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً چوتھی حدیث

٥٦٦٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ طَبِيْبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا ثُمَّ كَوَاهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف ایک طبیب کو بھیجا تو اُس نے آپ کی ایک رگ کاٹی اور اُس پر داغ دیا۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرنے کی تجویز

٥٦٦٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بخار جہنم کے جوش سے ہے' لہٰذا اسے

فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پانی سے ٹھنڈا کیا کرو۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

بیماروں کو اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے

٥٦٧٠ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكْرِهُوْا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيْهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کیا کرو کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے۔اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

ایسے دَم میں کوئی مضائقہ نہیں جس میں شرک نہ ہو

٥٦٧١ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا نَرْقِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَاْسَ بِالرُّقٰى مَالَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ دورِ جاہلیت میں ہم دَم کیا کرتے تھے' پس ہم عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! آپ کا اِس بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ اپنے دم کرنے کے الفاظ مجھے سنا دیا کرو کیونکہ اُس دم میں کوئی مضائقہ نہیں جس میں شرک نہ ہو۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهِيَ تَشْتَكِيْ وَيَهُوْدِيَّةٌ تُرْقِيْهَا فَقَالَ اِرْقِيْهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ. قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِالرُّقٰى بِمَا كَانَ فِي الْقُرْاٰنِ وَبِمَا كَانَ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاَمَّا مَا كَانَ لَا يُعْرَفُ مِنَ الْكَلَامِ فَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّرْقٰى.

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور وہ بیمار تھیں اور ایک یہودی خاتون آپ پر دَم کر رہی تھی۔تو حضرت ابوبکر نے فرمایا: کتاب اللہ سے دَم کرو۔امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطاً میں فرمایا ہے یہی ہماری دلیل ہے کہ قرآن پاک سے دم کرنا اور اسی طرح ذکر اللہ سے دم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔اب رہا ایسا کلام جو غیر معروف ہو تو ایسے کلام سے دَم نہیں کرنا چاہیے۔

بَابٌ

مغرّب کون ہیں؟

٥٦٧٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رُاِيَ فِيْكُمُ الْمُغَرِّبُوْنَ قُلْتُ وَمَا الْمُغَرِّبُوْنَ قَالَ الَّذِيْنَ يَشْتَرِكُ فِيْهِمُ الْجِنُّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: تم میں مغرّبون دکھائی دیتے ہیں؟ میں عرض گزار ہوئی کہ مغرّبون کون ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو جنّات میں شریک ہو جائیں۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: مرقات میں یہ وضاحت ہے کہ جو لوگ بیوی سے ہم بستری کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے تو اس وقت جن اس فعل میں شریک ہو جاتے ہیں اور ایسے وقت میں نطفہ قرار پا جائے تو ایسے لڑکے کو مغرّب کہتے ہیں۔اور علماء نے فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ جو بے دین ہیں اُس کی وجہ سے ایسے لوگ بے بسم اللہ کی اولاد ہیں' اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائے۔امین! بحرمۃ سیّد المرسلین' و آلہ الطاھرین و اصحابہ الاکرمین. ١٢

بَابٌ

عمل نُشرہ شیطانی کام ہے

٥٦٧٣ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّشْرَةِ فَقَالَ هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نُشرہ نامی عمل کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ شیطانی کاموں سے ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: زمانۂ جاہلیت میں جس کسی شخص پر جن وارد ہوتا تو کوئی عمل پڑھتے' اس کو نُشرہ کہا جاتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس امت مرحومہ کو معوذتین' سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی دی ہے۔ ایسے موقعوں پر ہم کو ان چیزوں سے دَم کرنا چاہیے۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

دَم کرنے کے الفاظ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی

٥٦٧٤ - وَعَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقٰى فَجَاءَ اٰلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ كَانَتْ عِنْدَنَا رُقْيَةٌ نَرْقِيْ بِهَا مِنَ الْعَقْرَبِ وَاَنْتَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقٰى فَعَرَضُوْهَا عَلَيْهِ فَقَالَ مَا اَرٰى بِهَا بَأْسًا مَّنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دَم کرنے سے منع فرمایا تو آلِ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہم حاضرِ بارگاہ ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ہمارے پاس دَم کرنے کے الفاظ ہیں جن کے ذریعہ ہم بچھو کے کاٹے پر دَم کرتے ہیں اور آپ نے دم کرنے سے منع فرمایا ہے! انہوں نے آپ کے سامنے وہ الفاظ دہرائے تو آپ نے فرمایا کہ میں اِن میں کوئی مضائقہ نہیں دیکھتا! لہٰذا جو تم میں اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکے تو ضرور پہنچائے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

بچھو کاٹنے کا نبوی علاج

٥٦٧٥ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ يُّصَلِّيْ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْاَرْضِ فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَنَاوَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْلِهِ فَقَتَلَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَّلَا غَيْرَهُ اَوْ نَبِيًّا وَّغَيْرَهُ ثُمَّ دَعَا بِمِلْحٍ وَّمَاءٍ فَجَعَلَهُ فِيْ اِنَاءٍ ثُمَّ جَعَلَ يَصُبُّهُ عَلٰى اِصْبَعِهِ حَيْثُ لَدَغَتْهُ وَيَمْسَحُهَا وَيَعُوْذُ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

امیرالمؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے دست مبارک زمین پر رکھا تو آپ کو ایک بچھو نے ڈس لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے جوتے سے مارا اور جان سے مار دیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے! نہ نمازی کو چھوڑتا ہے اور نہ دوسرے کو یا نبی کو اور غیر نبی کو' پھر نمک اور پانی منگایا تو انہیں ایک برتن میں ڈالا' پھر اُسے اُس انگلی پر ڈالنے لگے جس پر اس نے کاٹا تھا اور اُسے ملتے رہے اور سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر دَم کرتے رہے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

معوذتین کی فضیلت

٥٦٧٦ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْاِنْسَانِ حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتْ اَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسان کی نظر سے (دعاؤں کے ذریعہ) پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس نازل ہوئیں تو انہیں لے لیا اور ان دونوں کے سوا باقی (دعاؤں) کو چھوڑ دیا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٦٧٧ - وَعَنِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ اَلَا تُعَلِّمِيْنَ هٰذِهٖ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيْهَا الْكِتَابَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

عمل نملہ سکھانے کی اجازت

حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے اور میں ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی' فرمایا کہ تم انہیں نملہ کا دم کیوں نہیں سکھاتیں جیسے تم نے انہیں لکھنا سکھایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٦٧٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسْتَرْقٰى مِنَ الْعَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نظر لگ جانے سے دَم کروانے کا حکم

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ نظر لگ جانے سے ہم دَم کروالیا کریں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَ اُمِّ سَلَمَةَ وَفِي الْبَيْتِ صَبِيٌّ يَّبْكِيْ فَذَكَرُوْا اَنَّ بِهِ الْعَيْنَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَلَا تَسْتَرْقُوْنَ لَهٗ مِنَ الْعَيْنِ. قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّاِ وَبِهٖ نَاْخُذُ لَا نَرٰى بِالرُّقْيَةِ بَاْسًا اِذَا كَانَتْ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ' ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے تو ایک بچہ رو رہا تھا۔ گھر والوں نے بتایا کہ اُس کو نظر لگ گئی ہے تو (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نظر لگنے سے دَم نہیں کرواتے ہو۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اسی قول کو اختیار کرتے ہیں کہ ہم دم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے بشرطیکہ دَم کرنا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہو۔

بَابٌ

٥٦٧٩ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ بَيْتِهَا جَارِيَةً فِيْ وَجْهِهَا سَفْعَةٌ تَعْنِيْ صُفْرَةً فَقَالَ اِسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ایضاً دوسری حدیث

ام المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے کاشانۂ اقدس میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر زرد رنگ کی پرچھائیں تھیں تو آپ نے فرمایا کہ اس پر دَم کراؤ کیونکہ اس کو نظر لگ گئی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

٥٦٨٠ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ حُمَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ. وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ بُرَيْدَةَ.

ایضاً تیسری حدیث

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دَم کرنا نہیں ہے مگر نظر لگنے یا زہریلے جانور کے کاٹے کا۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اس کی روایت حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

بَابٌ

٥٦٨١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ

ایضاً چوتھی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں دم کرنا مگر نظر لگنے یا زہریلے جانور کے کاٹے کا یا نکسیر کا۔ اس

حُمَةٍ اَوْ دَمٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ. 58

کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً پانچویں حدیث

٥٦٨٢ - وَعَنْهُ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظر لگنے ڈس جانے اور نملہ بیماری میں دَم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے (جب کہ اس میں جاہلیت کے الفاظ نہ ہوں)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً چھٹی حدیث

٥٦٨٣ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ يُسْرَعُ اِلَيْهِمُ الْعَيْنُ اَفَاَسْتَرْقِيْ لَهُمْ قَالَ نَعَمْ فَاِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدْرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت اسماء بنت عُمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! حضرت جعفر کے لڑکوں کو نظر بہت جلد لگ جاتی ہے' کیا میں اُن پر دم کروالیا کروں؟ فرمایا: ہاں! کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاتی تو وہ نظر ہوتی۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

نظر لگنا حقیقت ہے

٥٦٨٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدْرِ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَاِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نظر لگنا حقیقت ہے' اگر تقدیر پر کوئی چیز سبقت لے جانے والی ہوتی تو وہ نظر ہوتی اور جب تم سے اعضاء دھونے کے لیے کہا جائے تو تم دھولیا کرو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

نظر لگنے کا ایک واقعہ اور اس کا دفعیہ

٥٦٨٥ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ رَاٰى عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَغْتَسِلُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخَبَّاَةٍ قَالَ فَلُبِطَ سَهْلٌ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِيْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَّاللّٰهِ مَا يَرْفَعُ رَاْسَهُ فَقَالَ هَلْ تَتَّهِمُوْنَ لَهُ اَحَدًا فَقَالُوْا نَتَّهِمُ عَامِرَ بْنَ رَبِيْعَةَ قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِرًا فَتَغَلَّظَ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلَامَ يَقْتُلُ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ اِلَّا بَرَّكْتَ اِغْتَسِلْ فَغَسَلَ لَهُ عَامِرٌ وَّجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَاَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَدَاخِلَةَ اِزَارِهِ فِيْ قَدَحٍ ثُمَّ صُبَّ عَلَيْهِ

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سہل بن حُنیف کو نہاتے ہوئے دیکھا تو کہا: اللہ کی قسم! نہ میں نے آج جیسا دن دیکھا اور نہ ایسی خوب صورت کھال! راوی کا بیان ہے کہ حضرت سہل گر پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دی اور عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! سہل بن حنیف کے لیے چارہ فرمائیے کہ اللہ کی قسم! وہ سر بھی نہیں اٹھاتے' آپ نے فرمایا: کیا تمہارا کسی پر نظر لگانے کا شبہ ہے؟ عرض گزار ہوئے: ہمارا حضرت عامر بن ربیعہ پر شبہ ہے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عامر کو بلایا اور سخت الفاظ کہے اور فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرے بلکہ دعائے برکت کرے' اِن کے لیے دھودو' پس حضرت عامر نے اُن کے لیے اپنے چہرے' ہاتھوں' گھٹنوں' دونوں پیروں کی اطراف اور تہبند کا داخلی حصہ ایک پیالہ میں دھودیا' پھر اُن پر چھڑک دیا گیا تو وہ لوگوں کے ساتھ یوں چلنے لگے جیسے انہیں کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی تھی۔ اس کی

58/58

فَرَاحَ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ لَهُ بَأْسٌ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَفِي رِوَايَتِهِ قَالَ إِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ تَوَضَّأْ لَهُ فَتَوَضَّأَ لَهُ.

روایت شرح السنہ میں کی ہے۔ اور امام مالک نے بھی اس کی روایت کی ہے اور آپ نے اپنی روایت میں فرمایا کہ نظر کا لگنا حق ہے، تم اُن کے لیے وضوء کرو تو انہوں نے وضو کیا۔

بَابٌ

کسی کو نظر لگ جاتی تو رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک سے شفاء حاصل کی جاتی

٥٦٨٦ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَةً فَأَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُمْسِكُهُ فِي جُلْجُلٍ مِنْ فِضَّةٍ فَخَضْخَضَتْهُ لَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ قَالَ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرَاءَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موہب رحمۃ اللہ علیہم سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ گھر والوں نے مجھے ام المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پانی کا پیالہ دے کر بھیجا کیونکہ جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور تکلیف ہوتی تو بڑا پیالہ دے کر ان کی طرف بھیجا جاتا، پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک نکالے، جو چاندی کی ڈبیہ میں رکھے ہوئے تھے، وہ اُس میں ہلائے جاتے اور اُس پانی سے پلایا جاتا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اُس ڈبیہ میں جھانکا تو چند سرخ موئے مبارک دیکھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

بیماری کے دفع کے لیے رسول اللہ ﷺ کی دعا

٥٦٨٧ - وَعَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَاٰى فِي عُنُقِي خَيْطًا فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ خَيْطٌ رُقِيَ لِي فِيْهِ قَالَتْ فَأَخَذَهُ فَقَطَعَهُ ثُمَّ قَالَ أَنْتُمْ اٰلُ عَبْدِ اللّٰهِ لَأَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ فَقُلْتُ لِمَ تَقُوْلُ هٰكَذَا لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلٰى فُلَانٍ الْيَهُوْدِيِّ فَإِذَا رَقَاهَا سَكَنَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّمَا ذٰلِكَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخُسُهَا بِيَدِهِ فَإِذَا رُقِيَ كَفَّ عَنْهَا إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكِ أَنْ تَقُوْلِي كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود کی اہلیہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ نے میری گردن میں دھاگا دیکھ کر فرمایا: یہ کیا ہے؟ میں عرض گزار ہوئی کہ اس چیز پر میرے لیے دَم کیا گیا ہے! اُن کا بیان ہے کہ انہوں نے پکڑ کر اُسے کاٹ دیا اور فرمایا: آلِ عبد اللہ کو شرک کی ضرورت نہیں ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دم، تعویذات اور جادو شرک ہیں، میں عرض گزار ہوئی: آپ یہ کس طرح فرماتے ہیں جبکہ میری آنکھ میں تکلیف ہوتی تو میں فلاں یہودی کے پاس جاتی، وہ اس پر پڑھ کر دَم کرتا تو تکلیف رفع ہو جاتی۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ یہ شیطان کا کام ہے کہ وہ اپنا ہاتھ چبھوتا ہے اور جب دَم پڑھا جاتا تو ہٹا لیتا۔ تمہارے لیے یہی کہنا کافی ہے جو رسول اللہ ﷺ کہا کرتے تھے: ''أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ'' لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دے! اور شفاء دے کیونکہ شفاء دینے والا تو ہے، نہیں ہے شفاء مگر تیری شفاء، ایسی شفاء جو بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

قَالَ فِی الْمُسَوّٰی اِخْتَلَفَ الْاَحَادِیْثُ فِی الْاِسْتِرْقَاءِ وَوَجْهُ الْجَمْعِ اَنْ یُّحْمَلَ عَلَی الْاَحْوَالِ الْمُتَغَایِرَةِ. فَالْمَنْهِیُّ مِنَ الرُّقٰی مَا كَانَ فِیْهِ شِرْكٌ اَوْ كَانَ یُذْكَرُ فِیْهِ مَرَدَّةُ الشَّیَاطِیْنِ اَوْ مَا كَانَ مِنْهَا بِغَیْرِ لِسَانِ الْعَرَبِ وَلَا یَدْرِیْ مَا هُوَ وَلَعَلَّهٗ یَدْخِلُ فِیْهِ سِحْرًا وَكُفْرَ وَاَمَّا مَا كَانَ بِالْقُرْاٰنِ وَبِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَاِنَّهٗ مُسْتَحَبٌّ.

مسوّی (شرح موطأ تالیف حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ) میں یہ وضاحت ہے کہ دم جھوکر کرنے کے بارے میں احادیث میں اختلاف ہے اور ان احادیث میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ مختلف حالات میں مختلف احکام دیئے گئے ہیں۔ ایسی پھونک اور دم منع ہے جس میں شرک ہو یا جس میں شیاطین کا ذکر ہو یا غیر عربی زبان میں وہ منتر ہو جس کے معنی واضح نہ ہوں' ہو سکتا ہے کہ وہ اس میں جادو کو داخل کر دے اور کافر ہو جائے' اس کے برخلاف جو قرآنی آیات یا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہو تو ایسا ورد مستحب ہے۔

ف: چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پانی پر قرآنی آیات دَم کر کے بیماری کا علاج کیا جائے تو ایسے علاج کی اجازت دیا کرتی تھیں' اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک کی آیت کو برتن پر لکھ کر اور اسے دھو کر مریض کو پلایا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو حکم دیا کہ قرآن کی دو آیتیں لکھ کر زچگی کی سہولت کے لیے ان کو دھو کر پلایا جائے' اور حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کاغذ پر قرآن کی کوئی آیت لکھ کر بطور تعویذ بچوں اور عورتوں کے گلے میں لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے' جبکہ مرفوع احادیث میں دَم کرنے کی اجازت ہے۔ یہ ساری تفصیل مسوّی سے ماخوذ ہے۔

بَابٌ
تعویذ کے بارے میں ایک قول

٥٦٨٨ - وَعَنْ عِیْسَی بْنِ حَمْزَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُكَیْمٍ وَّبِهٖ حَمْرَةٌ فَقُلْتُ اَلَا تُعَلِّقُ تَمِیْمَةً فَقَالَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّقَ شَیْئًا وُّكِلَ اِلَیْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

وَقَالَ فِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَفِی الْمُجْتَبٰی اَلتَّمِیْمَةُ الْمَكْرُوْهَةُ مَا كَانَ بِغَیْرِ الْعَرَبِیَّةِ.

حضرت عیسیٰ بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سرخ بادہ نکل آئی تھی۔ میں نے کہا کہ آپ تعویذ کیوں نہیں لٹکاتے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کوئی چیز لٹکائی تو وہ اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

واضح ہو کہ درمختار میں مجتبیٰ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایسے تعویذ کا استعمال مکروہ ہے جو غیر عربی ہو۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٦٨٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا اُبَالِیْ مَا اَتَیْتُ اَنْ اَنَا شَرِبْتُ تِرْیَاقًا اَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِیْمَةً اَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِیْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میں یہ کام کرنے مناسب نہیں سمجھتا کہ تریاق پیوں یا تعویذ لٹکاؤں یا خود بنا کر شعر کہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ الْفَاْلِ وَالطِّیَرَةِ
فال اور شگون کا بیان

ف: واضح ہو کہ بطور نیک شگون کوئی کسی سے اچھی بات سن لے جیسے کوئی شخص کسی چیز کو ڈھونڈ رہا ہو تو دوسرے شخص نے کہا: اے

واجد (پانے والے)! اے روزی دینے والے! یا سالم (اے درست آدمی)! اسی طرح کسی ضرورت پر جانے والے کو کہا جائے: اے غازی! اے حاجی! اے نیک! تو یہ اسی قسم کے کلمات مناسب ہیں' اس کو نیک شگون کہتے ہیں' اس کے برخلاف کسی سے شگون بد سنے تو اسے قبول نہ کرے۔ (عمدۃ القاری' مرقات)

بَابٌ — فال کیا چیز ہے؟

٥٦٩٠ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ قَالُوْا وَمَا الْفَأْلُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُن کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ شگون کوئی چیز نہیں ہے اور بہتر فال ہے' لوگ عرض گزار ہوئے کہ فال کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ اچھا لفظ جو تم سے کوئی سنے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچھے نام کو پسند فرماتے

٥٦٩١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَفَاءَلُ وَلَا يَتَطَيَّرُ وَكَانَ يُحِبُّ الْاِسْمَ الْحَسَنَ رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ بِسَنَدٍ حَسَنٍ وَالْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فال لیتے لیکن بدشگونی نہ لیا کرتے اور آپ اچھے نام کو پسند فرمایا کرتے۔ اس کی روایت امام احمد نے اپنی مسند میں سند حسن کے ساتھ کی ہے اور بغوی نے اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ — ایضاً دوسری حدیث

٥٦٩٢ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهٗ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَةٍ اَنْ يَّسْمَعَ يَا رَاشِدُ يَا نَجِيْحُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی حاجت کے لیے نکلتے تو یا راشد! یا نجیح! سننا پسند فرماتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ — ایضاً تیسری حدیث

٥٦٩٣ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ مِنْ شَیْءٍ فَاِذَا بَعَثَ عَامِلًا سَاَلَ عَنْ اِسْمِهٖ فَاِذَا اَعْجَبَهٗ اِسْمُهٗ فَرِحَ بِهٖ وَرُوِیَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِیْ وَجْهِهٖ وَاِنْ كَرِهَ اِسْمَهٗ رُوِیَ كَرَاهِيَّةُ ذٰلِكَ فِیْ وَجْهِهٖ وَاِذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَاَلَ عَنِ اسْمِهَا فَاِنْ اَعْجَبَهٗ اِسْمُهَا فَرِحَ بِهٖ وَرُوِیَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِیْ وَجْهِهٖ وَاِنْ كَرِهَ اِسْمَهَا رُوِیَ كَرَاهِيَّةُ ذٰلِكَ فِیْ وَجْهِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز سے شگون نہ لیا کرتے۔ جب کسی کو عامل بنا کر بھیجتے تو اُس کا نام پوچھتے' اگر اس کا نام پسند آتا تو خوش ہوتے اور اُس کے آثار آپ کے پُرنور چہرے پر دیکھے جاتے اور اگر نام ناپسند فرماتے تو پسند نہ کرنے کے آثار آپ کے چہرۂ انور سے نمایاں ہوتے۔ جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو اُس کا نام پوچھتے۔ اگر اس کا نام پسند آتا تو اس بات سے خوش ہوتے اور چہرۂ انور پر اُس کے آثار دیکھے جاتے' اور اگر اُس کا نام ناپسند فرماتے تو کراہت آپ کے پُرنور چہرے سے نمایاں ہوتی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ — ناپسندیدہ چیز دیکھے تو کیا کہے؟

٥٦٩٤ - وَعَنْ عُرْوَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ ذُكِرَتْ

حضرت عروہ بن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الطِّيَرَةَ عِنْدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنُهَا الْفَأْلُ وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ مُرْسَلًا.

کے حضور شگون کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا بہتر حصہ فال ہے اور مسلمان کو کوئی چیز نہ روکے جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو کہے: اے اللہ! نیکیوں کو آپ ہی لاتے ہیں اور برائیوں کو آپ ہی دور کرتے ہیں اور طاقت اور قوت اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے مرسلاً کی ہے۔

بَابٌ

شگون لینا شرک ہے

٥٦٩٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ قَالَهُ ثَلَاثًا وَّمَامِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ كَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ يَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ هٰذَا عِنْدِيْ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شگون لینا شرک ہے۔ آپ نے اُن سے تین مرتبہ فرمایا' اور نہیں ہے کوئی ہم میں مگر اُس کو اللہ تعالیٰ توکل سے دور لے جاتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا کہ میں نے محمد بن اسماعیل (یعنی امام بخاری) کو فرماتے ہوئے سنا کہ سلیمان بن حرب نے کہا کہ اس حدیث میں ''وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ'' میرے نزدیک یہ حضرت ابن مسعود کا قول ہے۔

ف: اس حدیث کی شرح میں مرقات میں یہ وضاحت موجود ہے کہ کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ شگون سے ان کو فائدہ ہوگا یا نقصان واقع ہوگا اور اس شگون کے مطابق عمل ہو تو یہ شرک باللہ ہوگا اور یہ شرک خفی ہے' اور اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور چیز مستقلاً نافع اور ضار ہے تو یہ شرک جلی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہماری حفاظت فرمائے' آمین! ۱۲

بَابٌ

کون سی چیزیں بت پرستی کا حصہ ہیں؟

٥٦٩٦ - وَعَنْ قَطَنِ ابْنِ قَبِيْصَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعِيَافَةُ وَالطَّرْقُ وَالطِّيَرَةُ مِنَ الْجِبْتِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت قطن بن قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پرندے کے نام سے' کنکری پھینک کر اور پرندہ اُڑا کر فال لینا بت پرستی کا حصہ ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

شگون اور بیماری کے بارے میں ہدایات

٥٦٩٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَّةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ بیماری کا متعدی ہونا ہے' نہ شگون ہے' نہ ہامہ ہے اور نہ صفر ہے' ہاں کوڑھ والے سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ فِيْ وَفْدِ ثَقِيْفٍ رَّجُلٌ

اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت عمر بن الشرید رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے والد نے فرمایا: ثقیف کے وفد میں ایک

مَجْذُوْمٌ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا قَدْ بَایَعْنَاكَ فَارْجِعْ.

آدمی کوڑھی تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے پیغام بھیجا کہ ہم نے تمھیں بیعت کرلیا ہے' لہٰذا واپس لوٹ جاؤ۔

وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِیَدِ مَجْذُوْمٍ فَوَضَعَهَا مَعَهٗ فِی الْقَصْعَةِ وَقَالَ كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَیْهِ.

اور ابن ماجہ کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ اُسے پیالے میں ڈالتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل رکھتے ہوئے کھاؤ۔

وَرَوَی الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَّةَ وَلَا صَفَرَ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ الْاِبِلِ تَكُوْنُ فِی الرَّمْلِ لَكَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَیُخَالِطُهَا الْبَعِیْرُ الْاَجْرَبُ فَیُجْرِبُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَعْدَی الْاَوَّلَ.

اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ بیماری کا متعدی ہونا ہے اور نہ ہامہ ہے اور نہ صفر ہے۔ ایک اعرابی عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! اونٹوں کا کیا حال ہے جبکہ ریگستان میں وہ ہرن کی طرح ہوتے ہیں' لیکن ایک خارش والا اونٹ اُن سے آ ملتا ہے تو سب کو خارشی کر دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے کو بیماری کس نے لگائی؟

وَقَالَ فِی الْمُسَوّٰی وَعِنْدِیْ اَنْ لَّا مُؤَثِّرَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا الْقُدْرَةُ الْوُجُوْبِیَّةُ وَحْدَهَا وَلٰكِنَّ فِی الْعَالَمِ اَسْبَابٌ وَّمُسَبَّبَاتٌ بِحُكْمِ الْعَادَةِ عَلَیْهَا یُدَارُ الْاَحْكَامُ مِنَ الْقِصَاصِ وَدَرْكِ الْمُسْتَهْلِكِ وَغَیْرِهَا ثُمَّ هٰذِهِ الْاَسْبَابُ مِنْهَا جَلِیَّةٌ كَالضَّرْبِ بِالسَّیْفِ لِلْقَتْلِ وَكَالْاِمْسَاكِ عَنِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ مُدَّةً طَوِیْلَةً لِّلْمَوْتِ وَمِنْهَا خَفِیَّةٌ كَتَعَدِّی الْمَرَضِ مِنْ مَّرِیْضٍ اِلٰی غَیْرِهٖ وَنَفَی الشَّرْعُ الْاَسْبَابَ الْخَفِیَّةَ بِمَعْنٰی اَنَّهَا لَا یُدَارُ عَلَیْهَا حُكْمٌ وَّلَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّخَاصِمَ اَحَدٌ اَحَدًا اِذَا اَوْرَدَ مَرَاضَهٗ عَلٰی صِحَاحِ غَیْرِهٖ مَثَلًا وَّالْعَرَبُ قَدْ تَنْفِی الشَّیْءَ مُطْلَقًا وَّتُرِیْدُ نَفْیَهٗ بِاِعْتِبَارٍ دُوْنَ اِعْتِبَارٍ.

اور مسوّٰی شرح موطأ میں وضاحت ہے کہ کائنات میں قادر واجب یعنی خالق کائنات کے سوا کوئی اور مؤثر نہیں لیکن یہ عالم اسباب ہے اور بعض ذرائع بحکم عادۃً ہوتے ہیں' جس پر قصاص کا حکم وارد ہوتا ہے' ان میں بعض جلی ہوتے ہیں جیسے تلوار سے کسی کا قتل اور طویل مدت تک نہ کھانے اور نہ پینے سے موت اور بعض اسباب خفی ہوتے ہیں' جن پر حکم نہیں لگایا جا سکتا' اس وجہ سے آپس میں جھگڑا مناسب نہیں' جیسا کہ ایک کی مرض کا دوسرے کی طرف متعدی ہونا۔ اور شریعت نے اسبابِ خفی کی اس لحاظ سے نفی کی ہے کہ حکم کا مدار اس پر نہیں ہوتا' یہ مناسب نہیں کہ کوئی ایک شخص دوسرے سے جھگڑا کرے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٦٩٨ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَّةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ بیماری کا لگنا ہے' نہ جانور کی کھوپڑی کا اُلّو ہے' نہ ستاروں کی تاثیر

وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہے اور نہ پیٹ کو ہُو کا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٦٩٩ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا غُوْلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: نہ بیماری کا متعدی ہونا ہے نہ صفر کا ہونا ہے اور نہ بھوت پریت ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: مرقات میں یہ وضاحت موجود ہے کہ یہاں غول کے وجود کی نفی نہیں بلکہ عربوں میں یہ وہم تھا کہ غول انسان کو گمراہ کر سکتا ہے اس کی نفی ہے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے جس طرح بعثت نبوی کے بعد شیاطین کا شہاب ثاقب سے حادثات کا چرانا رُک گیا۔ ۱۲

بَابٌ

ایضاً چوتھی حدیث

٥٧٠٠ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هَامَّةَ وَلَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَاِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ ہامہ ہے اور نہ بیماری کا متعدی ہونا اور نہ شگون۔ اگر شگون میں کچھ ہے تو گھر' گھوڑے اور عورت میں ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَاَلْتُ سَعْدًا عَنِ الطِّيَرَةِ فَانْتَهَرَنِيْ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا طِيَرَةَ وَاِنْ كَانَتِ الطِّيَرَةُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سعید نے فرمایا کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے شگون کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: شگون کچھ نہیں اور اگر شگون میں کچھ ہے تو عورت' گھر اور گھوڑے میں ہوسکتا ہے۔

وَقَالَ فِيْ شَرْحِ مَعَانِي الْاٰثَارِ فَفِيْهِ اَنَّ سَعْدًا اِنْتَهَرَ سَعِيْدًا حِيْنَ ذَكَرَ لَهُ الطِّيَرَةَ وَاَخْبَرَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا طِيَرَةَ ثُمَّ قَالَ اِنْ يَّكُنِ الطِّيَرَةُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ فَلَمْ يُخْبِرْ اَنَّهَا فِيْهِنَّ وَاِنَّمَا قَالَ اِنْ تَكُنْ فِيْ شَيْءٍ فَفِيْهِنَّ اَيْ لَوْ كَانَتْ تَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ لَكَانَتْ فِيْ هٰؤُلَاءِ فَاِذَا لَمْ تَكُنْ فِيْ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثِ فَلَيْسَتْ فِيْ شَيْءٍ.

اور شرح معانی الآثار میں کہا ہے کہ حضرت سعد نے حضرت سعید کو جھڑک دیا جب انہوں نے ان سے شگون کا ذکر کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی کہ آپ نے فرمایا کہ شگون میں کچھ نہیں' پھر آپ نے فرمایا: اگر شگون میں کچھ ہوتا تو عورت' گھوڑے اور گھر میں ہوتا' اور یہ نہیں فرمایا کہ شگون ان میں ہوتا ہے' بلکہ یہ فرمایا کہ اگر شگون کسی میں ہوتا تو ان میں ہوتا' یعنی اگر کسی چیز میں شگون ہوتا تو ان تین چیزوں میں ہوتا' پس جب ان تینوں میں نہیں ہوا تو اب یہ کسی چیز میں نہیں ہے۔

٥٧٠١ - وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ مَا تَكَلَّمَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ الفاظ دوسرے تھے' اس لیے کہ ابوحسان رحمۃ اللہ علیہ

كَانَ عَلٰی غَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ لِاَنَّ اَبَا حَسَّانٍ قَالَ دَخَلَ رَجُلَانِ مِنْ بَنِيْ عَامِرٍ عَلٰی عَائِشَةَ فَاَخْبَرَاهَا اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ الطِّيَرَةَ فِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ فَغَضِبَتْ وَطَارَتْ شِقَّةٌ مِّنْهَا فِي السَّمَاءِ وَشِقَّةٌ فِي الْاَرْضِ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَا قَالَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ اِنَّمَا قَالَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَتَطَيَّرُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَتْ عَائِشَةُ اَنَّ ذٰلِكَ الْقَوْلَ كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِكَايَةً عَنْ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ لِاَنَّهُ عِنْدَهُ كَذٰلِكَ.

کا بیان ہے کہ بنو عامر کے دو آدمی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض گزار ہوئے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی کہ آپ نے فرمایا کہ بے شک شگون عورت، گھر اور گھوڑے میں ہے۔ ام المومنین یہ سن کر غضب ناک ہو گئیں، ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ آپ کا ایک حصہ آسمان میں ہے اور دوسرا حصہ زمین میں ہے آپ فرماتی ہیں: اس ذات کی قسم جس نے قرآن پاک کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات ہرگز نہیں فرمائی، بلکہ آپ نے یوں فرمایا: اہل جاہلیت ان چیزوں سے شگون لیتے تھے اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد اہل جاہلیت سے بطور حکایت تھا اور یہ بات آپ کے پاس اسی طرح تھی۔

بَابٌ

خراب آب و ہوا کے علاقہ کو چھوڑ دینے کا حکم

٥٧٠٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا فِيْ دَارٍ كَثُرَ فِيْهَا عَدَدُنَا وَاَمْوَالُنَا فَتَحَوَّلْنَا اِلٰی دَارٍ قَلَّ فِيْهَا عَدَدُنَا وَاَمْوَالُنَا فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرُوْهَا ذَمِيْمَةً رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک شخص عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! ہم ایک گھر میں رہتے تھے، ہمارے جان اور مال میں اضافہ ہو رہا تھا، پھر ہم دوسرے گھر میں رہنے لگے، ہمارے افراد اور مال میں کمی آ گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اُس بُرے گھر کو چھوڑ دو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنْ يَّحْيَی بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بَحِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ فَرْوَةَ بْنَ مُسَيْكٍ يَّقُوْلُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدَنَا اَرْضٌ يُّقَالُ لَهَا اَبْيَنُ وَهِيَ اَرْضُ رِيْفِنَا وَمِيْرَتِنَا وَاِنَّ وَبَاءَهَا شَدِيْدٌ فَقَالَ دَعْهَا عَنْكَ فَاِنَّ مِنَ الْقَرْفِ التَّلَفُ.

اور ابوداؤد کی ایک دوسری روایت میں حضرت یحییٰ بن عبد اللہ بن بحیر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، اُن کا بیان ہے کہ مجھے ایک شخص نے بتایا جس نے حضرت فروہ بن مُسیک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا، میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! ہمارے پاس ایک زمین ہے جس کو اَبین کہا جاتا ہے اور وہ ہماری باغوں اور زراعت کی زمین ہے لیکن اس کی وباء بہت سخت ہے، فرمایا کہ اُسے اپنے سے دور کر دو کیونکہ وبائی جگہ کے قریب جانا خود کو ہلاک کرتا ہے۔

قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ بَابِ الْعَدْوٰی وَالطِّيَرَةِ وَاِنَّمَا هُوَ مِنْ بَابِ الطِّبِّ فَاِنَّ اِسْتِصْلَاحَ الْاَهْوَاءِ مِنْ اَعْوَنِ الْاَشْيَاءِ عَلٰی صِحَّةِ الْاَبْدَانِ وَفَسَادِ الْهَوَاءِ مِنْ اَسْرَعِ الْاَشْيَاءِ اِلَی الْاَسْقَامِ.

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق بیماری کے متعدی ہونے یا شگون لینے سے نہیں ہے بلکہ یہ طب کی حیثیت سے ہے، اس لیے کہ آب و ہوا کی خوبی جسمانی صحت کے لحاظ سے ضروری ہے اور آب و ہوا کی خرابی بیماری کو جلد لاتی ہے۔

بَابُ الْكَهَانَةِ

کہانت کا بیان

بَابٌ

زمانۂ جاہلیت کے کام جن سے روک دیا گیا

٥٧٠٣ - عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُمُوْرًا كُنَّا نَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنَّا نَأْتِي الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَأْتُوا الْكُهَّانَ قَالَ قُلْتُ كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ ذٰلِكَ شَيْءٌ يَجِدُهُ أَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهِ فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ خَطًّا قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَّافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! ہم زمانۂ جاہلیت میں چند کام کیا کرتے تھے یعنی ہم کاہنوں کے پاس جاتے تھے' آپ نے فرمایا: کاہنوں کے پاس نہ جایا کرو' میں عرض گزار ہوا کہ ہم بدشگونی لیا کرتے تھے' آپ نے فرمایا: یہ ایسی چیز ہے جو محض تمہارے دل کا خیال ہے' لہٰذا وہ تمہیں نہ روکے۔ میں عرض گزار ہوا کہ ہم میں سے بعض لوگ خط کھینچتے ہیں' فرمایا: اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی خط کھینچا کرتے تھے' جس کا آپ نے خط اُن کے موافق ہو' وہ درست ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

چند بُرے کاموں کی سخت وعید

٥٧٠٤ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتٰى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ أَوْ أَتٰى اِمْرَأَتَهُ حَائِضًا أَوْ أَتٰى امْرَأَتَهُ فِيْ دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کاہن کے پاس آئے اور اُس بات کی تصدیق کرے جو وہ کہے یا اپنی حائضہ بیوی سے صحبت کرے یا اپنی بیوی سے اُس کی دبر میں صحبت کرے تو وہ اُس چیز سے بے تعلق ہو گیا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی گئی ہے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نجومی کے پاس جانے کی سخت وعید

٥٧٠٥ - وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتٰى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَّمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةُ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کسی نجومی کے پاس جائے اور اُس سے کوئی بات پوچھے تو اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جاتیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

کاہن جھوٹے ہوتے ہیں

٥٧٠٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَ أُنَاسٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ أُذُنِ وَلِيِّهٖ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا: وہ کوئی چیز نہیں ہوتے' عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! وہ بعض ایسی باتیں بتاتے ہیں جو اُسی طرح ہو جاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ وہ سچی بات ہوتی ہے جسے کوئی جن اُچک لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے جیسے مرغی چوگا ڈالتی ہے' پس وہ اُس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا لیتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی

قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنْ مِّائَةِ كَذْبَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہے۔

بَابٌ

٥٧٠٧ - وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَآءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوْحِيْهِ اِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ایضاً دوسری حدیث

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک فرشتے عنان یعنی بادل میں اُترتے ہیں اور اُس کام کا ذکر کرتے ہیں جس کا آسمان میں فیصلہ ہوا ہے۔ شیاطین اس کے سننے کی کوشش کرتے ہیں جو کچھ سن لیتے ہیں کاہن تک پہنچا دیتے ہیں اور وہ اُس میں سو جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر بیان کرتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٧٠٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِي السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِّقَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانَ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْ قَالَ الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ فَسَمِعَهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهٗ فَوْقَ بَعْضٍ وَّوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهٖ فَحَرَّفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيْهَا اِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ ثُمَّ يُلْقِيْهَا الْاٰخَرُ اِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ حَتّٰى يُلْقِيَهَا عَلٰى لِسَانِ السَّاحِرِ اَوِ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا اَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ اَنْ يُّلْقِيَهَا وَرُبَّمَا اَلْقَاهَا قَبْلَ اَنْ يُّدْرِكَهٗ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُقَالُ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِيْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَآءِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ایضاً تیسری حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی کام کا فیصلہ فرما لیتا ہے تو فرشتے عاجزی سے اُس کے فرمان پر اپنے پَروں کو بچھا دیتے ہیں گویا پتھر پر زنجیریں ہیں، جب ان کے دلوں سے دہشت دور ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ ارشادِ ربانی کے متعلق کہتے ہیں کہ حق فرمایا اور وہ بلندی اور کبریائی والا ہے، پس چوری سے سننے والے اسے سن لیتے ہیں جو اوپر تلے یوں ہوتے ہیں۔ سفیان راوی نے اپنی ہتھیلی سے اُس کی کیفیت بیان کی اور اپنی انگلیوں کے درمیان قدرے فاصلہ رکھا۔ پس ایک کسی بات کو سُن پاتا ہے تو اپنے سے نیچے کی طرف ڈالتا ہے، پھر دوسرا اُسے اپنے سے نیچے والے کی طرف ڈالتا ہے، یہاں تک کہ وہ جادوگر یا کاہن کی طرف ڈالی جاتی ہے۔ بعض اوقات اُسے ڈالنے سے پہلے چنگاری جا لگتی ہے اور بعض اوقات اُس کے لگنے سے پہلے ڈال دیتا ہے، پس وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ کیا اس نے ہم سے فلاں روز ایسا اور ایسا نہیں کہا تھا۔ پس اُسی بات کی وجہ سے اُس کی تصدیق کر دی جاتی ہے جو آسمان سے سنی گئی تھی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٧٠٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ

اللہ تعالیٰ کا نظامِ کائنات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے مجھے ایک نے بتایا، جو انصار سے تھے کہ ایک رات وہ

الْاَنْصَارِ اَنَّهُمْ بَيْنَاهُمْ جُلُوْسٌ لَيْلَةً مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُمِيَ بِنَجْمٍ وَّاسْتَنَارَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا رُمِيَ بِمِثْلِ هٰذَا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ كُنَّا نَقُوْلُ وُلِدَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ وَّمَاتَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّهَا لَا يُرْمٰى بِهَا لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنْ رَّبُّنَا تَبَارَكَ اسْمُهٗ اِذَا قَضٰى اَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ اَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ التَّسْبِيْحُ اَهْلَ هٰذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ الَّذِيْنَ يَلُوْنَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ مَا قَالَ فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ بَعْضًا حَتّٰى يَبْلُغَ هٰذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا وَيَخْطَفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيَقْذِفُوْنَ اِلٰى اَوْلِيَائِهِمْ وَيُرْمَوْنَ فَمَا جَاءُوْا بِهٖ عَلٰى وَجْهِهٖ فَهُوَ حَقٌّ وَلٰكِنَّهُمْ يَقْرِفُوْنَ فِيْهِ وَيَزِيْدُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو ایک ستارہ ٹوٹا اور روشنی پھیلی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ جب اسی طرح ستارہ ٹوٹتا تو دورِ جاہلیت میں تم کیا کہا کرتے تھے؟ عرض گزار ہوئے کہ اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانے' ہم کہا کرتے کہ اس رات کوئی عظیم آدمی پیدا ہوا ہے اور کسی عظیم آدمی نے وفات پائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کسی کی موت یا زندگی کے باعث نہیں ٹوٹتے' بلکہ ہمارا رب تبارک وتعالیٰ جب کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو عرش کو اٹھانے والے فرشتے تسبیح بیان کرنے لگتے ہیں' پھر وہ آسمانی فرشتے جو اُن کے نزدیک ہیں تسبیح کرتے ہیں یہاں تک کہ تسبیح کا سلسلہ آسمانِ دنیا والوں تک پہنچتا ہے' پھر وہ کہتے ہیں جو عرش کو اٹھانے والوں کے قریب ہیں کہ آپ کے رب نے کیا فرمایا: وہ انہیں بتاتے ہیں جو فرمایا تھا' پھر ایک آسمان والے دوسرے آسمان والوں کو بتاتے ہیں' یہاں تک کہ اس آسمانِ دنیا تک بات پہنچتی ہے' پس جن چوری سے سن لیتے ہیں اور اپنے دوستوں کی طرف ڈال دیتے ہیں اور شہاب مارے جاتے ہیں' پس کاہن جو اُس کے موافق کہیں' وہ درست ہوتی ہے لیکن وہ اس میں ملاوٹ اور اضافہ کر لیتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

نجومی پر وعید

٥٧١٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِّنَ النُّجُوْمِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نجومیوں کا علم کہانت سے حاصل کیا' اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا' جتنا زیادہ کیا اتنا زیادہ حصہ۔ اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٧١١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِّنْ عِلْمِ النُّجُوْمِ لِغَيْرِ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ الْمُنَجِّمُ كَاهِنٌ وَّالْكَاهِنُ سَاحِرٌ وَّالسَّاحِرُ كَافِرٌ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: جس نے علمِ نجوم کا ایک باب حاصل کیا' اُس کے سوا جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے تو اُس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا' نجومی کاہن ہے' کاہن جادوگر ہے اور جادوگر کافر ہے۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

بَابٌ

اللہ تعالیٰ نے کسی ستارے میں کسی کی زندگی'

رزق اور موت نہیں رکھی

۵۷۱۲ - وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ النُّجُوْمَ لِثَلَاثٍ جَعَلَهَا زِيْنَةً لِّلسَّمَاءِ وَرُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنِ وَعَلَامَاتٍ يُّهْتَدٰى بِهَا فَمَنْ تَاَوَّلَ فِيْهَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ اَخْطَاَ وَاَضَاعَ نَصِيْبَهٗ وَتَكَلَّفَ مَالَا يَعْلَمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا.

وَفِيْ رِوَايَةِ رَزِيْنٍ وَّتَكَلَّفَ مَالَا يَعْنِيْهِ وَمَالَا عِلْمَ لَهٗ بِهٖ وَمَا عَجَزَ عَنْ عِلْمِهِ الْاَنْبِيَاءُ وَالْمَلَائِكَةُ وَعَنِ الرَّبِيْعِ مِثْلَهٗ وَزَادَ وَاللّٰهِ مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ نَجْمٍ حَيَاةَ اَحَدٍ وَّلَا رِزْقَهٗ وَلَا مَوْتَهٗ وَاِنَّمَا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَيَتَعَلَّلُوْنَ بِالنُّجُوْمِ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین باتوں کے لیے پیدا فرمایا ہے: ایک قسم کو آسمان کی زینت بنایا' دوسری قسم شیاطین کو مارنے کے لیے اور تیسری قسم نشانیاں ہیں جن سے راہ معلوم کی جاتی ہے' جس نے ان تینوں کے سوا کوئی اور وجہ بتائی اُس نے غلطی کی' اپنا حصہ ضائع کیا اور ایسی بات کا تکلف کیا جو وہ نہیں جانتا۔ اسے امام بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے۔

اور رزین کی ایک روایت میں ہے کہ ایسی بات کا تکلف کیا جو مفید نہیں اور جس کا اُسے علم نہیں اور جس کے علم سے انبیاء کرام اور فرشتے بھی عاجز ہیں۔ اور ربیع کی روایت اسی کے مانند ہے' نیز فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے کسی ستارے میں کسی کی زندگی' رزق اور موت نہیں رکھی جبکہ وہ (کاہن) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ستاروں کا بہانہ بناتے ہیں۔

بَابٌ

بارش کے بارے میں کون مؤمن اور کون کافر ہے؟

۵۷۱۳ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ عَلٰى اَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِّيْ وَكَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِّيْ كَافِرٌ بِّالْكَوْكَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِّيْ مُؤْمِنٌ بِّالْكَوْكَبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی جبکہ اُسی رات بارش ہوئی تھی' جب آپ فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا: صحابہ عرض گزار ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں! ارشاد ہوا کہ اس نے فرمایا: میرے بندوں نے مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے صبح کی اور کفر کرتے ہوئے۔ جس نے کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی رحمت سے بارش ہوئی' وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور ستاروں کی تاثیر کا منکر ہے اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں ستارے نے بارش برسائی' اُس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستارے پر ایمان رکھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۷۱۴ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِيْقٌ مِّنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِيْنَ يُنْزِلُ اللّٰهُ الْغَيْثَ فَيَقُوْلُوْنَ بِكَوْكَبِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کوئی برکت نازل نہیں کی مگر صبح کو لوگوں میں سے ایک گروہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ بارش اللہ تعالیٰ برساتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارے نے برسائی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

كَذَا وَكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٥٧١٥ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَمْسَكَ اللّٰهُ الْقَطْرَ عَنْ عِبَادِهِ خَمْسَ سِنِيْنَ ثُمَّ أَرْسَلَهُ لَأَصْبَحَتْ طَائِفَةٌ مِّنَ النَّاسِ كَافِرِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سُقِيْنَا بِنَوْءِ الْمِجْدَحِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ پانچ سال اپنے بندوں سے بارش کو روکے رکھے اور پھر بھیجے تب بھی لوگوں کا ایک گروہ کافر ہو جائے گا اور وہ کہیں گے کہ ہم پر مجدح ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الرُّؤْيَا
خوابوں کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُن کو ہے خوش خبری دنیا کے جینے کی اور آخرت میں دیدارِ الٰہی کی (جیسا کہ کتاب تعطیر الانام فی تعبیر المنام میں لکھا ہے)۔

بَابٌ
اچھے خواب خوش خبری ہیں

٥٧١٦ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نبوت سے بشارتوں کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ بشارتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اچھے خواب! اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَزَادَ مَالِكٌ بِرِوَايَةِ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ يَّرَاهَا الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰى لَهٗ.

اور امام مالک نے حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے یہ بھی کہا: جس کو کوئی مسلمان دیکھے یا اُس کے لیے کسی کو دکھایا جائے۔

بَابٌ
اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے

٥٧١٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب نبوت کے حصوں میں سے چھیالیسواں حصہ ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہونے کی وجہ

صاحبِ مرقات علیہ الرحمۃ نے وضاحت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزولِ وحی کی مدت ۲۳ سال ہے اور وحی کی ابتداء اچھے خواب سے شروع ہوئی اور اس کی مدت چھ مہینے تھی' اس طرح سے اس اچھے خواب کی نسبت چھیالیسواں حصہ ہوئی۔ ۱۲

بَابٌ
خواب کو دوست یا عقل مند آدمی سے بیان کرے

٥٧١٨ - وَعَنْ اَبِيْ رَزِيْنِ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ مَّا لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا فَاِذَا حَدَّثَ

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک ہے' خواب پرندہ کے پیر پر ہے جب تک اُسے بیان نہ کیا جائے' جب اُسے بیان کر دیا جائے تو اُسی طرح واقع ہو جاتا ہے۔ میرے خیال میں آپ نے

بِهَا وَقَعَتْ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ لَا تُحَدِّثْ اِلَّا حَبِيْبًا اَوْ لَبِيْبًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

فرمایا: اُسے نہ بیان کرو مگر دوست یا دانا سے۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ الرُّؤْيَا عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ مَّا لَمْ تُعَبَّرْ فَاِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ وَلَا تَقُصَّهَا اِلَّا عَلٰى وَادٍّ اَوْ ذِيْ رَأْيٍ.

اورابوداؤد کی روایت میں فرمایا: خواب پرندہ کے پیر پر ہے جب تک تعبیر نہ بیان کی جائے جب تعبیر بیان کردی تو واقع ہو جائے گی۔اور میرے خیال میں آپ نے فرمایا: اُسے بیان نہ کرو مگر دوست یا عقل مند آدمی سے۔

بَابٌ

خواب کتنے قسم کے ہوتے ہیں؟

۵۷۱۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ يَكَدْ يَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَاِنَّهٗ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَاَنَا اَقُوْلُ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ حَدِيْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيْفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ رَّاٰى شَيْئًا يَّكْرَهُهٗ فَلَا يَقُصُّهٗ عَلٰى اَحَدٍ وَّلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ فَكَانَ يَكْرَهُ الْغُلَّ فِي النَّوْمِ وَيُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ اَلْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب زمانہ قریب ہو جائے گا تو مؤمن کا خواب جھوٹا نہیں ہوا کرے گا کیونکہ مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور جو نبوت کا حصہ ہو وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں کہتا ہوں کہ خواب تین قسم کے ہیں: ایک دِلی خیالات دوسرے شیطان کے ڈراوے اور تیسرے اللہ کی طرف سے بشارتیں پس جو تم میں سے ناپسندیدہ چیز دیکھے تو وہ کسی سے بیان نہ کرے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے۔راوی کا بیان ہے کہ وہ خواب میں طوق دیکھنے کو ناپسند کرتے تھے اور بیڑی کو پسند فرماتے تھے۔کہا جاتا ہے کہ بیڑی دین میں ثابت قدمی کی نشانی ہے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

قَالَ الْبُخَارِيُّ رَوَاهُ قَتَادَةُ وَيُوْنُسُ وَهُشَيْمٌ وَّاَبُوْ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ يُوْنُسُ لَا اَحْسِبُهٗ اِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ وَقَالَ مُسْلِمٌ لَّا اَدْرِيْ هُوَ فِي الْحَدِيْثِ اَمْ قَالَهُ ابْنُ سِيْرِيْنَ.

امام بخاری نے فرمایا کہ اس کی روایت قتادہ یونس ہشیم اور ابو ہلال نے ابن سیرین سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے کی اور یونس نے فرمایا کہ میرے خیال میں بیڑی کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔امام مسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ حدیث کا حصہ ہے یا ابن سیرین کا قول ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ نَّحْوَهٗ وَاَدْرَجَ فِي الْحَدِيْثِ قَوْلَهٗ وَاَكْرَهُ الْغُلَّ اِلٰى تَمَامِ الْكَلَامِ.

اور ایک روایت میں اسی طرح ہے اور میں نے حدیث میں اُن کے قول کو "واکرہ الغلّ" سے آخر تک درج کیا ہے۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْاَسْحَارِ.

اور ترمذی اور دارمی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچا خواب سحری کے وقت کا ہوتا ہے۔

بَابٌ

خوابوں کے آداب کا بیان

٥٧٢٠ - وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ مَا یُحِبُّ فَلَا یُحَدِّثْ بِهٖ اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ وَاِذَا رَاٰی مَا یَکْرَهُ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَلْیَتْفُلْ ثَلَاثًا وَّلَا یُحَدِّثْ بِهَا اَحَدًا فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جس کو پسند کرتا ہے تو اُس کا ذکر نہ کرے مگر اس سے جس کو پسند کرتا ہو اور جب ایسی چیز دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہو تو اس کی بُرائی اور شیطان کی بُرائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑے اور اسے چاہیے کہ تین مرتبہ تھتکارے اور کسی سے اُس کا ذکر نہ کرے تو وہ کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ناپسند خواب دیکھے تو کیا کرے؟

٥٧٢١ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یَکْرَهُهَا فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَّسَارِهٖ ثَلَاثًا وَّلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ ثَلَاثًا وَّلْیَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہو تو بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے اور تین مرتبہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اُس کروٹ کو بدل دے جس پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٧٢٢ - وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّ رَاْسِیْ قُطِعَ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِذَا لَعِبَ الشَّیْطَانُ بِاَحَدِکُمْ فِیْ مَنَامِهٖ فَلَا یُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے! راوی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا: جب خواب میں شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ کھیلے تو وہ اُسے لوگوں سے بیان نہ کرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

سب سے بڑا بہتان کیا ہے؟

٥٧٢٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ اَفْرَی الْفِرٰی اَنْ یُّرِیَ الرَّجُلُ عَیْنَیْهِ مَا لَمْ تَرَیَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی کسی چیز کو دیکھنے کا دعویٰ کرے اور اُس نے دیکھی نہ ہو۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

حضرت ورقہ کے جنتی ہونے کی نشانی

٥٧٢٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَّرَقَةَ فَقَالَتْ لَهٗ خَدِیْجَةُ اِنَّهٗ کَانَ قَدْ صَدَّقَكَ وَلٰکِنْ مَّاتَ قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُرِیْتُهٗ فِی الْمَنَامِ وَعَلَیْهِ ثِیَابٌ بِیْضٌ وَّلَوْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا تو حضرت خدیجہ ام المؤمنین آپ کی خدمت میں عرض گزار ہوئیں: انہوں نے آپ کی تصدیق کی تھی لیکن آپ کے ظہور سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے وہ خواب میں دکھائے گئے اور اُن کے اوپر سفید

5 كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَكَانَ عَلَيْهِ لِبَاسٌ غَيْرُ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

کپڑے تھے، اگر وہ جہنمی ہوتے تو اُن کے اوپر کوئی اور لباس ہوتا۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

نیک عمل کے بدلہ کا بیان

٥٧٢٥ - وَعَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ رَاَيْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِيْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكَ عَمَلُهٗ يَجْرِيْ لَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت اُمّ العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا جاری چشمہ دیکھا تو میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ اُن کے عمل (کا بدلہ) ہے جو اُن کے لیے جاری کر دیا گیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کا ایک خواب اور اس کی تعبیر

٥٧٢٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَاَنَّا فِيْ دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ فَاُتِيْنَا بِرُطَبٍ مِّنْ رُّطَبِ ابْنِ طَابٍ فَاَوَّلْتُ اَنَّ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ دِيْنَنَا قَدْ طَابَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک رات میں نے خواب میں دیکھا جیسے سونے والا دیکھتا ہے کہ گویا ہم (یعنی میں اور میرے صحابہ) عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں، ہمارے سامنے ابن طاب (کھجور کی قسم) کی تر کھجوریں پیش کی گئیں، میں نے اس کا مطلب یہ لیا کہ ہمارے لیے دنیا میں رفعت اور آخرت میں عافیت ہے اور ہمارا دین پاکیزہ ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٧٢٧ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اُهَاجِرُ مِنْ مَّكَّةَ اِلٰى اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِيْ اِلٰى اَنَّهَا الْيَمَامَةُ اَوْ هَجَرُ فَاِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ وَرَاَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ هٰذِهٖ اَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَاِذَا هُوَ مَا اُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ اُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ اُخْرٰى فَعَادَ اَحْسَنَ مَا كَانَ فَاِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ مکہ مکرمہ سے کھجوروں والی جگہ کی طرف ہجرت کر رہا ہوں، میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے، حالانکہ وہ مدینہ منورہ ہے یثرب نامی۔ اور میں نے اسی خواب میں دیکھا کہ تلوار کو حرکت دے رہا ہوں اور وہ اوپر سے ٹوٹ گئی۔ یہ وہ نقصان ہے جو اہلِ ایمان کو غزوۂ اُحد کے روز پہنچا۔ پھر میں نے دوبارہ اس کو حرکت دی تو وہ پہلے سے بھی بہتر ہو گئی۔ یہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فتح اور ایمان والوں کو (فتح مکہ یا صلح حدیبیہ) کے اجتماع سے نوازا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٧٢٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِخَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَ فِيْ كَفِّيْ سِوَارَانِ مِنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ میری خدمت میں زمین کے خزانے لائے گئے، پس سونے کے دو کنگن میری ہتھیلی پر رکھ دیئے گئے، وہ مجھ پر گراں گزرے میری

ذَهَبَ فَكَبُرَا عَلَيَّ فَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنْ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَأَوَّلْتُهَا الْكَذَّابَيْنِ الَّذَيْنَ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبُ صَنْعَاءَ وَصَاحِبُ الْيَمَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

طرف وحی فرمائی گئی کہ اِن پر پھونک ماروں' میں نے اُن پر پھونک ماری تو وہ چلے گئے۔ میں نے اُن سے دو جھوٹے مراد لیے' میں جن کے درمیان ہوں' ایک صنعاء والا اور دوسرا یمامہ والا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ يُقَالُ أَحَدُهُمَا مُسَيْلَمَةُ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ وَالْعَنْسِيُّ صَاحِبُ صَنْعَاءَ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے: اُن میں ایک مُسیلمہ تھا یمامہ والا اور دوسرا عنسی تھا صنعاء والا (یہ روایت مجھے صحیحین میں نہیں ملی اور صاحب جامع نے اسے ترمذی کے حوالہ سے بیان کیا ہے)۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کا ایک طویل خواب اور اس کی تعبیریں

٥٧٢٩ - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ مَنْ رَأَى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ فَإِنْ رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُوْلُ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَسَأَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَأَى مِنْكُمْ أَحَدٌ رُؤْيَا قُلْنَا لَا قَالَ لٰكِنِّيْ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ فَأَخَذَا بِيَدِيْ فَأَخْرَجَانِيْ إِلٰى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَّرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهِ كَلُّوْبٌ مِّنْ حَدِيْدٍ يُّدْخِلُهُ فِيْ شِدْقِهِ فَيَشُقُّهُ حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْاٰخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهُ هٰذَا فَيَعُوْدُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ قُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ عَلٰى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِهِ بِفِهْرٍ أَوْ صَخْرَةٍ يَّشْدَخُ بِهِ رَأْسَهُ فَإِذَا ضَرَبَهُ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلٰى هٰذَا حَتّٰى يَلْتَئِمَ رَأْسُهُ وَعَادَ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ فَعَادَ إِلَيْهِ فَضَرَبَهُ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا إِلٰى ثَقْبٍ مِّثْلِ التَّنُّوْرِ أَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَّأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ تَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارٌ فَإِذَا ارْتَقَتْ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادَ أَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا وَإِذَا خَمِدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا وَفِيْهَا رِجَالٌ وَّنِسَاءٌ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھ لیتے تو چہرۂ انور ہماری جانب کر کے فرماتے: تم میں سے آج رات کس نے خواب دیکھا ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو بیان کر دیتا اور جو اللہ چاہتا آپ فرماتے۔ چنانچہ ایک روز آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کی: نہیں! فرمایا کہ آج رات میں نے دو شخص دیکھے کہ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ارضِ مقدس کی طرف لے گئے' وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور ایک کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور تھا' جو اُس کے گال میں داخل کر کے چیرتا یہاں تک کہ اس کی گدی تک پہنچ جاتا' پھر دوسرے گال میں بھی اُسی طرح کرتا۔ پس وہ اپنی پہلی حالت میں آتا پھر اس کے ساتھ یہی کیا جاتا' میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ کہا: چلئے۔ ہم چل دیئے یہاں تک کہ ایک آدمی کے پاس آئے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا اور ایک آدمی پتھر یا چٹان لے کر اُس کے سر پر کھڑا تھا' جس کے ساتھ اُس کے سر کو کچلتا' جب وہ مارتا تو پتھر دور چلا جاتا' وہ اُسے لینے کے لیے جاتا تو واپس نہ آتا کہ اُس کا سر پہلے کی طرف درست ہو جاتا' وہ واپس آ کر اُسے مارتا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ چلئے۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک گڑھے کے پاس پہنچے جو تنور کی طرح تھا جو اوپر سے تنگ اور نیچے سے وسیع تھا' اُس کے نیچے آگ تھی' جب وہ بلند ہوتی تو لوگ بھی اوپر آ جاتے اور اُس سے نکلنے کے قریب ہو جاتے' جب وہ نیچے جاتی تو وہ بھی نیچے چلے جاتے اور اُس میں ننگے مرد اور عورتیں تھے۔ میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ چلئے۔ ہم چل دیئے یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے جس کے درمیان میں ایک آدمی کھڑا تھا اور نہر کے کنارے ایک

عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى وَسْطِ النَّهْرِ وَعَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهْرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهٗ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلٰى رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فِيْهَا شَجَرَةٌ عَظِيْمَةٌ وَّفِيْ اَصْلِهَا شَيْخٌ وَّصِبْيَانٌ وَاِذَا رَجُلٌ قَرِيْبٌ مِّنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُّوْقِدُهَا فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا وَسَطِ الشَّجَرَةِ لَمْ اَرَ قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ وَّنِسَاءٌ وَّصِبْيَانٌ ثُمَّ اَخْرَجَانِيْ مِنْهَا فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ مِنْهَا فِيْهَا شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ فَقُلْتُ لَهُمَا اِنَّكُمَا قَدْ طَوَّفْتُمَانِيَ اللَّيْلَةَ فَاَخْبِرَانِيْ عَمَّا رَاَيْتُ قَالَا نَعَمْ اَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ رَاَيْتَهٗ يُشَقُّ شِدْقُهٗ فَكَذَّابٌ يُّحَدِّثُ بِالْكِذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ مَا تَرٰى اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِيْ رَاَيْتَهٗ يُشْدَخُ رَاْسُهٗ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَا فِيْهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهٖ مَا رَاَيْتَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِيْ رَاَيْتَ فِي الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِيْ رَاَيْتَهٗ فِي النَّهْرِ اٰكِلُ الرِّبَا وَالشَّيْخُ الَّذِيْ رَاَيْتَهٗ فِيْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهٗ فَاَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِيْ يُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْاُوْلٰى الَّتِيْ دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَاَنَا جِبْرِيْلُ وَهٰذَا مِيْكَائِيْلُ فَارْفَعْ رَاْسَكَ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا فَوْقِيْ مِثْلُ

آدمی اُس کے سامنے پتھر لے کر کھڑا تھا' جب نہر والا آگے بڑھتا اور نکلنے کا ارادہ کرتا' یہ آدمی اُس کے منہ پر پتھر مارتا اور اُسی جگہ واپس لوٹا دیتا۔ میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ دونوں نے کہا: چلیے۔ ہم چل دیئے یہاں تک کہ ایک سرسبز باغ میں پہنچے' جس میں ایک بہت بڑا درخت تھا' اُس کی جڑ میں ایک بوڑھا اور بچے تھے اور ایک آدمی درخت کے سامنے آگ جلا رہا تھا' وہ مجھے لے کر درخت پر چڑھ گئے اور ایک گھر میں لے گئے جو درخت کے درمیان میں تھا اور اُس سے بڑھ کر خوب صورت میں نے کوئی گھر نہیں دیکھا تھا' اُس میں بوڑھے' جوان' عورتیں اور بچے تھے' پھر مجھے نکال لائے اور درخت پر لے چڑھے' پھر مجھے دوسرے گھر میں لے گئے جو پہلے سے بھی بڑھ کر خوب صورت اور عمدہ تھا' اُس میں بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے دونوں سے کہا کہ آج رات تم نے مجھے بہت پھرایا ہے' لہٰذا جو کچھ میں نے دیکھا ہے' اُس کے متعلق مجھے بتاؤ۔ کہا: وہ آدمی جس کا جبڑا چیرا جاتا تھا' وہ بہت جھوٹا ہے' جھوٹی باتیں بنایا کرتا اور لوگ اُس سے سن کر دنیا میں پھیلاتے رہے' پس قیامت تک اُس کے ساتھ یہی ہوتا رہے گا۔ جس کو آپ نے دیکھا کہ اُس کا سر کچلا جاتا ہے تو اُس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سکھایا لیکن وہ رات کو سو جاتا اور دن میں اُس پر عمل نہ کرتا' جو آپ نے ملاحظہ فرمایا اُس کے ساتھ قیامت تک وہی ہوتا رہے گا۔ اور جن کو آپ نے تنور میں دیکھا وہ زنا کار تھے' اور جس کو آپ نے نہر میں دیکھا وہ سود خور تھا' اور جس بوڑھے شخص کو آپ نے درخت کی جڑ میں دیکھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور اُن کے گرد جو بچے تھے' وہ لوگوں کی اولاد ہے اور جو آگ جلا رہا تھا وہ جہنم کا انچارج فرشتہ مالک تھا۔ پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے عام مؤمنین کا ہے۔ یہ دوسرا گھر شہیدوں کا ہے' میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ اپنا سر اٹھایئے! میں نے سر اٹھایا تو میرے اوپر بادل جیسی چیز تھی۔

السَّحَابِ.

وَفِیْ رِوَایَۃٍ مِّثْلُ الرَّبَابَۃِ الْبَیْضَاءِ قَالَا ذَاکَ مَنْزِلُکَ قُلْتُ دَعَانِیْ اَدْخُلُ مَنْزِلِیْ قَالَا اِنَّہٗ بَقِیَ لَکَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَکْمِلْہُ فَلَوْ اسْتَکْمَلْتَہٗ اَتَیْتَ مَنْزِلَکَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ تہ بہ تہ سفید بادل۔ دونوں نے کہا کہ آپ کی منزل یہی ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دتا کہ میں اپنے مکان میں داخل ہو جاؤں' کہا کہ آپ کی عمر ابھی باقی ہے جو پوری نہیں کی' جب آپ اُسے پوری کر لیں گے تو اسی میں جلوہ افروز ہوں گے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۷۳۰ - وَعَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِمَّا یُکْثِرُ اَنْ یَّقُوْلَ لِاَصْحَابِہٖ هَلْ رَاٰی اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِنْ رُّؤْیَا فَیَقُصُّ عَلَیْہِ مَنْ شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقُصَّ وَاَنَّہٗ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاۃٍ اَنَّہٗ اَتَانِی اللَّیْلَۃَ اٰتِیَانِ وَاَنَّهُمَا اِبْتَعَثَانِیْ وَاَنَّهُمَا قَالَا لِیْ اِنْطَلِقْ وَاِنِّیْ اِنْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَذَکَرَ مِثْلَ الْحَدِیْثِ الَّذِیْ تَقَدَّمَ بِطُوْلِہٖ وَفِیْ حَدِیْثِ سَمُرَۃَ ھٰذَا زِیَادَۃٌ لَّیْسَتْ فِی الْحَدِیْثِ الْمَذْکُوْرِ قَبْلَہٗ وَھِیَ قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْنَا عَلٰی رَوْضَۃٍ مُّعْتَمَّۃٍ فِیْهَا مِنْ کُلِّ نَوْرِ الرَّبِیْعِ وَاِذَا بَیْنَ ظَهْرَیِ الرَّوْضَۃِ رَجُلٌ طَوِیْلٌ لَّا اَکَادُ اَرٰی رَاْسَہٗ طُوْلًا فِی السَّمَاءِ وَاِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ اَکْثَرِ وِلْدَانٍ رَّاَیْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ لَهُمَا مَا ھٰذَا مَا ھٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِیْ اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَیْنَا اِلٰی رَوْضَۃٍ عَظِیْمَۃٍ لَّمْ اَرَ رَوْضَۃً قَطُّ اَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا اَحْسَنَ قَالَ قَالَا لِیْ اِرْقَ فِیْهَا قَالَ فَارْتَقَیْنَا فِیْهَا فَانْتَهَیْنَا اِلٰی مَدِیْنَۃٍ مَّبْنِیَّۃٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَّلَبِنِ فِضَّۃٍ فَاَتَیْنَا بَابَ الْمَدِیْنَۃِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّانَا فِیْهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِهِمْ کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ کَاَقْبَحِ مَا اَنْتَ رَاءٍ قَالَ قَالَا لَهُمْ اِذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِیْ ذٰلِکَ النَّهْرِ قَالَ وَاِذَا نَهْرٌ مُّعْتَرِضٌ یَّجْرِیْ کَاَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِی الْبَیَاضِ فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے: کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ پس جس سے اللہ تعالیٰ بیان کروانا چاہتا' وہ بیان کرتا۔ ایک صبح کو آپ نے ہم سے فرمایا: آج رات میرے پاس دو شخص آئے' انہوں نے مجھے اٹھایا اور مجھ سے کہا: چلئے۔ میں اُن کے ساتھ چل دیا اور اُس میں وہی ذکر کیا جس کی تفصیل ابھی اوپر والی حدیث میں گزر چکی ہے۔ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں کچھ زیادہ ہے جو مذکورہ حدیث میں نہیں ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا: ہم ایک ہرے بھرے باغ میں آئے جس میں ہر قسم کے موسمی پھل تھے۔ باغ کے درمیان میں ایک لمبا آدمی تھا' آسمان تک لمبائی کے باعث مجھے اُس کا چہرہ نظر نہیں آیا جبکہ اُس آدمی کے گرد میں نے کثرت سے بچے دیکھے جو میں نے پہلے نہیں دیکھے تھے۔ میں نے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ یہ کون ہے؟ اور وہ کون ہیں؟ دونوں نے کہا کہ چلئے۔ ہم چل دیئے یہاں تک کہ ایک بہت بڑے باغ میں پہنچے' اُس سے بڑا اور خوبصورت باغ میں نے نہیں دیکھا تھا۔ دونوں نے مجھ سے کہا کہ اس میں چڑھیے' ہم چڑھے یہاں تک کہ ایک شہر میں پہنچے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ ہم شہر کے دروازے پر آئے اور اُسے کھولنے کے لیے کہا تو ہمارے لیے کھول دیا گیا' ہم اُس میں داخل ہوئے تو اُس میں ہمیں ایسے آدمی ملے جن کا آدھا جسم خوب صورت تھا جو کسی نے دیکھا ہو' اور آدھا ایسا بدصورت جو کسی نے دیکھا بھی نہ ہو۔ دونوں نے اُن سے کہا کہ جا کر اس نہر میں کود پڑو۔ چنانچہ سامنے ایک نہر بہہ رہی تھی جس کا پانی بالکل سفید تھا' وہ جا کر اُس میں کود گئے۔ جب وہ ہمارے پاس آئے تو اُن کی بدصورتی جا چکی تھی اور وہ پوری طرح خوب صورت ہو چکے تھے۔ اور اس اضافے کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ لمبا آدمی جو باغ میں تھا' وہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور اُن

فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ وَّذُكِرَ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الزِّيَادَةِ وَاَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيْلُ الَّذِيْ فِي الرَّوْضَةِ فَاِنَّهٗ اِبْرَاهِيْمُ وَاَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِيْنَ حَوْلَهٗ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَّاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنٌ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ قَوْمٌ قَدْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کے اردگرد وہ بچے تھے جنہوں نے فطرت پر وفات پائی۔ مسلمانوں میں سے بعض عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ (ﷺ!) مشرکوں کی اولاد کا کیا حال ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرکوں کی اولاد اور وہ لوگ جن کا آدھا بدن خوب صورت اور آدھا بدصورت تھا' یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اچھے کام بھی کیے اور بُرے بھی' تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ جیسی صورت شیطان اختیار نہیں کرسکتا

۵۷۳۱- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِيْ صُوْرَتِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو عنقریب وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھ لے گا اور شیطان میری جیسی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۷۳۲- وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھے ہی دیکھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

۵۷۳۳- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا' عنقریب وہ مجھے بیداری میں دیکھ لے گا اور شیطان میری جیسی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کا ایک خواب اور اس کی عملی تعبیر

۵۷۳۴- وَعَنِ ابْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمِّهٖ اَبِيْ خُزَيْمَةَ اَنَّهٗ رَاٰى فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ اَنَّهٗ سَجَدَ عَلٰى جَبْهَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ

حضرت ابن خزیمہ بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اُن کے چچا حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی مبارک پیشانی پر سجدہ کررہے ہیں۔ آپ کو بتایا تو آپ لیٹ گئے اور فرمایا: اپنا خواب

فَاضْطَجَعَ لَهٗ وَقَالَ صَدِّقْ رُؤْيَاكَ فَسَجَدَ عَلٰى جَبْهَتِهٖ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

سچا کرلو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی مبارک پیشانی پر سجدہ کیا۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

شرح صحیح مسلم

از رشحات علم

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

خصوصیات

☆ احادیث کا آسان اور بامحاورہ اُردو ترجمہ
☆ متقدمین کی شرح کی روشنی میں ہر باب کی احادیث کی مختصر اور واضح تشریح۔
☆ علم اُصول حدیث کی روشنی میں احادیث پر فنی گفتگو۔
☆ ائمہ اربعہ کی اُمہات کتب سے ان کے مذاہب کا مع دلائل بیان۔
☆ فقہ حنفی کی ترجیح کا بیان۔
☆ منکرین حدیث کے شبہات کے جوابات اور حجیت حدیث پر دلائل کا انبار۔
☆ اختلافی مسائل پر مہذب علمی گفتگو۔
☆ مسائل حاضرہ مثلاً فوٹوگراف' ریڈیو' ٹی۔ وی' ویڈیو' ریل اور ہوائی جہاز میں نماز' پوسٹ مارٹم' ایلو پیتھک ادویہ' انتقال خون' اعضاء کی پیوندکاری' اسقاط حمل' ضبط تولید' ٹیسٹ ٹیوب بے بی' رؤیت ہلال کمیٹی کے اعلان' پاکستان اور دیگر بعید ممالک میں اختلاف رؤیت ہلال کے اثر سے مختلف احکام' پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ' میعادی قرضوں کی ادائیگی پر زکوٰۃ' قطبین میں روزے اور نماز کے احکام' ٹیلی فون پر نکاح' بیمہ' اسلام میں کفو کی حیثیت' ایک مجلس میں تین طلاقیں' عدالتی طلاق' نوٹ' سُود اور حدود و تعزیرات' انعامی بانڈز' بنک نوٹ' افراط زر کی پیچیدگیاں' مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات اور دوسرے بہت سے مسائل پر محققانہ بحث۔
☆ مصنف نے ہر مسئلہ میں معروضی بحث کی ہے۔ قرآن مجید' احادیث' آثار' اقوال تابعین' جمہور فقہاء اسلام اور فقہاء احناف کے ارشادات کی روشنی میں ہر مسئلہ کو لکھا ہے' کسی گروہ بندی فکر کے تابع ہو کر نہیں لکھا۔
☆ اس شرح میں شائستگی کو ملحوظ رکھا گیا ہے' کسی کے خلاف مبتذل لہجہ اختیار نہیں کیا گیا۔

پیش کش: فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اُردو بازار لاہور
فون: 092-42-7312173
فیکس: 092-42-7224899

تفسیر تبیان القرآن کی بارہ جلدوں میں تکمیل کے بعد فرید بک سٹال کی جانب سے باذوق قارئین کی سہولت کیلئے
مفسرِ قرآن علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی کی مبسوط و مفصل تفسیر اور ترجمہ قرآن کی ایک جلد میں جامع تلخیص

به نام

انوارِ تبیان القرآن

ترجمۂ قرآن به نام

نور القرآن

تلخیص و ترتیب: مولانا حافظ محمد عبد الله قادری نورانی زید علمہ

چند خصوصیات

☆ متن قرآن مجید کا سلیس رواں زبان میں مکمل ترجمہ،
☆ قرآنی آیات سے مستنبط فقہی مسائل کا مختصر اور جامع تذکرہ،
☆ عقائد اہلِ سنت و جماعت کی تائید اور ترجیح پر جامع دلائل،
☆ مفسرِ قرآن علامہ غلام رسول سعیدی (مدظلہ العالی) کے علمی تحقیقات کا بہترین نچوڑ،
☆ آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر میں احادیث و آثار کا مستند تذکرہ،
☆ کتب تفاسیر و احادیث کے باضابطہ حوالہ جات،
☆ قرآن مجید کے سمجھنے اور سمجھانے میں بہترین معاون اور مددگار،
☆ مدرسین، مقررین، طلبہ اور عوام الناس کی ضرورت کے عین مطابق،
☆ مسرت اور خوشی کے مواقع پر علمی تعاون اور محبت کے اظہار کے لیے خوب صورت تحفہ،

یہ ایک ایسی تفسیر ہوگی جس کی ضرورت، اہمیت اور افادیت صدیوں تک باقی رہے گی۔ انشاء اللہ العزیز

پیش کش: فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون: 092-42-7312173
فیکس: 092-42-7224899

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ

مومن اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ حکمت اور بہترین نصیحت کے ذریعہ،

زُجَاجَۃُ الْمَصَابِیْح

مع اردو ترجمہ

نُورُ الْمَصَابِیْح

جلد 4

المعروف

حنفی مشکوٰۃ شریف

تالیف: محدث دکن حضرت علامہ الحاج ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: علامہ مولانا فضل رسول حیدر قادری مستار رحمہ (خانیوال)

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

خوشخبری
علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari
طالب دعا زوہیب حسن عطاری

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا

جس نے رسول کی اطاعت کی تو بیشک اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی، اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا

(النساء: ۸۰)

زجاجة المصابیح

مع اردو ترجمہ

نور المصابیح

المعروف

حنفی مشکوٰۃ شریف (چہارم)

کتاب الآداب، کتاب الرقاق، کتاب الفتن

تالیف: محدثِ دکن حضرت علامہ الحاج ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: علامہ مولانا فضل رسول زیدت مکارمہٗ (خانیوال)

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

تصحیح : حافظ اختر حبیب اختر، حافظ محمد اکرم ساجد
مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز لاہور
الطبع الاوّل : ربیع الاوّل 1438ھ / دسمبر 2017ء

Farid Book Stall
Phone No:092-42-37312173-37123435
Fax No.092-42-37224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۳۱۲۱۷۳۔۳۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۲۲۴۸۹۹
ای میل : info@faridbookstall.com
ویب سائٹ : www.faridbookstall.com

فہرست

زجاجۃ المصابیح (ترجمہ نورُ المصابیح) (جلد چہارم)

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
★	تقریظ گرامی	17
★	فخر المدرسین، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد خاں عتیقی مدظلہ العالی	17
☆	اساتذہ	18
☆	تلامذہ	18
★	استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبد الحمید صاحب چشتی زید مجدہ	21
★	سوانح مترجم	22
☆	ولادت وخاندان	22
☆	ابتدائی تعلیم	22
☆	حفظ القرآن	23
☆	درس نظامی کی تعلیم	23
☆	دورۂ حدیث شریف	24
☆	شہادت عالیہ کے امتحان میں اوّل پوزیشن	25
☆	بیعت	25
☆	تدریس	25
☆	خانیوال میں بحیثیت شیخ الحدیث	25
☆	خطابت	26
☆	افتاء	26
☆	تصنیف وتالیف	26
☆	اساتذہ کرام	26
☆	تلامذہ	27
☆	اولاد	27
★	عرضِ مترجم	28
☆	مؤلف زجاجۃ المصابیح کی مختصر سوانح	29
★	انتساب	32
	کتاب الآداب	33
☆	ادب کی تحقیق	33
★	**باب:** سلام کا بیان	33
☆	سلام کی تحقیق	33
☆	سلام کی اہمیت وفضیلت	34
☆	سلام کے احکام ومسائل	35
☆	اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی تاویل	37
☆	اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دایاں ہونے کی توجیہ	38
☆	نبی کریم ﷺ کے افضل الانبیاء ہونے پر وارد شدہ اشکال کا جواب	38
☆	حضرت آدم علیہ السلام کی اپنی صورت پر پیدا فرمانے کی توجیہ	40
☆	یہود ونصاریٰ کے ساتھ مشابہت کا مفہوم	41
☆	مسائل ضروریہ	42
★	**باب:** سلام کی فضیلت اور اس کی ترغیب	42
☆	کفار وفساق کو سلام کہنے کا حکم	42
☆	جنازہ کے پیچھے چلنے کا حکم	44
★	**باب:** سلام کے آداب	46
☆	مجلس سے اٹھ کر جانے والے کے سلام کا جواب دینا	46
☆	جماعت میں سے ایک آدمی کا سلام کہنا کافی ہے	47
☆	بچوں کو سلام کہنے کا حکم	48

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	مردوعورت کاایک دوسرے کوسلام کہنا	48
☆	انگلش وغیرہ غیر مسلم اقوام کی زبانیں سیکھنے کاحکم	50
☆	**باب:** اجازت طلب کرنے کا بیان	51
☆	آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول	51
☆	اجازت طلب کرنے کے احکام ومسائل	51
☆	احادیث میں تطبیق	52
☆	**باب:** مصافحہ،معانقہ اور بوسہ لینے کا بیان	55
☆	مصافحہ ومعانقہ کی لغوی تحقیق	55
☆	مصافحہ کا حکمِ شرعی	59
☆	مصافحہ کا طریقہ	60
☆	معانقہ کا حکم شرعی	60
☆	بوسے کی اقسام اور حکمِ شرعی	60
★	**باب:** (تعظیماً) کھڑا ہونے کا بیان	61
☆	قیامِ تعظیم کا ثبوت	61
★	**باب:** بیٹھنے،سونے اور چلنے کا بیان	65
☆	احتباء کی تحقیق	65
☆	حلقہ کے درمیان بیٹھنے والے شخص سے کون مراد ہے؟	66
☆	پیٹ کے بل لیٹنا	67
☆	قبرانور میں کپڑا بچھانے کی تحقیق	69
★	**باب:** چھینک اور جمائی کا بیان	70
☆	چھینک کا جواب دینے کے احکام	70
☆	جمائی روکنے کا طریقہ	71
☆	یہودی بھی عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے معترف تھے	72
★	**باب:** ہنسنے کا بیان	74
☆	تبسم،ہنسی اور قہقہہ میں فرق	74
☆	احادیث میں تطبیق	74
☆	نبی کریم ﷺ کے جواب نہ فرمانے اور مسکرانے کا مفہوم	75

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
★	**باب:** ناموں کا بیان	76
☆	علم،نام،کنیت اور لقب کی تعریفات	77
☆	ابوالقاسم کنیت اور محمد نام رکھنے میں مختلف اقوال	77
☆	قیامت کے دن باپ یا ماں کے نام سے پکارے جانے کی تحقیق	80
☆	اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین نام	80
☆	”تم صرف یوں کہو: جواللہ نے چاہا“ کی وضاحت	85
★	**باب:** خطاب،شعر اور گانے کا بیان	88
☆	بیان اور شعر کی لغوی تحقیق	88
☆	آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول	89
☆	غناء کی حرمت پر دلائل	89
☆	پاکیزہ اشعار پڑھنے کا جواز	91
☆	مشکل الفاظ کی وضاحت	93
☆	بعض بیان جادو ہیں	94
★	**باب:** زبان کو نامناسب گفتگو خصوصاً غیبت اور گالی گلوچ سے محفوظ رکھنے کا بیان	98
☆	غیبت اور شتم کا مفہوم	99
☆	ظن کی اقسام	99
☆	شیطان کا انسانی صورت میں ظاہر ہو کر جھوٹی بات نشر کرنا	104
☆	دورُخا شخص	105
☆	حدیثِ مذکور کی فضیلت	106
☆	حدیث مذکور کی تشریح	110
☆	غیبت کی مختلف صورتیں	112
☆	غیبت صرف زبان کے ساتھ خاص نہیں	112
☆	کن صورتوں میں غیبت جائز ہے؟	112
☆	غیبت کا کفارہ	113
★	**باب:** وعدے کا بیان	113
☆	وعدے کی لغوی تحقیق	113

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	حدیث مذکور سے مستنبط مسائل	114	☆	عنوان کی تشریح	149
☆	بغیر گواہی طلب کیے وعدہ پورا کرنا	114	☆	ارواح کا باہمی تعارف اور اجنبیت	150
☆	وعدہ کے احکام	115	☆	محبوب کی معیت کا مفہوم	154
★	باب: خوش طبعی کا بیان	116	★	باب: ترکِ تعلق، قطع رحمی اور عیب تلاش کرنے سے ممانعت	155
☆	مزاح کی تحقیق	116	☆	تین دن سے زائد ترکِ تعلق کی ممانعت	156
☆	آیہ مبارکہ کا شانِ نزول	116	☆	دینی اغراض کے پیشِ نظر تین دن سے زائد ترکِ تعلق کا جواز	156
☆	حدیثِ مذکور سے مستنبط مسائل	117	☆	عیب جوئی کی ممانعت	159
☆	حرم مدینہ کے شکار کا مسئلہ	118	☆	گناہوں کی بناء پر نیکیوں کا ضائع ہونا	159
☆	باب: فخر اور تعصب کا بیان	121	☆	فقر، کفر تک کیسے پہنچا تا ہے؟	160
☆	فخر و تعصب کی تحقیق	121	★	باب: اُمور میں احتیاط اور غور و فکر	163
☆	حضرت عبدالمطلب رضی اللہ کی طرف نسبت کی وضاحت	123	☆	میانہ روی وغیرہ نبوت کا چوبیسواں یا پچیسواں حصہ کیسے ہیں؟	163
☆	نبی کریم ﷺ کو سیّد کہنے کا مسئلہ	125	☆	حسنِ سوال نصف علم ہے	164
☆	آپ کی تعریف میں مبالغہ کی تحقیق	126	★	باب: نرمی، حیاء اور حسنِ خلق کا بیان	166
☆	باب: نیکی اور صلہ رحمی کا بیان	127	☆	رفق، حیاء اور حسنِ خلق کی تحقیق	166
☆	''برّ'' اور ''صلہ'' کی لغوی تحقیق	127	☆	اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظِ رفیق کا اطلاق	166
☆	گناہ کی بناء پر رزق سے محروم ہونے سے کیا مراد ہے؟	128	☆	لفظ ''خدا'' کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو موسوم کرنے کی تحقیق	167
☆	ماں اور باپ کے حق میں ترتیب	129	☆	ایک اشکال اور اس کا جواب	169
☆	حدیثِ غار سے مستنبط مسائل	134	☆	گوشہ نشینی افضل ہے یا باہمی میل جول؟	173
☆	حدیث مذکور پر اشکال اور اس کا جواب	135	★	باب: غصے اور تکبر کا بیان	174
★	باب: مخلوق پر شفقت اور رحمت کا بیان	138	☆	''غضب'' اور ''کبر'' کی تحقیق	174
☆	شفقت اور رحمت کی لغوی تحقیق	138	☆	ایمان کمی زیادتی کو قبول نہیں کرتا	176
☆	الفاظ حدیث کی جامعیت	140	☆	کیا متکبر جنت میں داخل نہیں ہوگا؟	176
☆	تعلیم و تربیت کے لیے یتیم کو مارنا	142	★	باب: ظلم کا بیان	179
☆	تیسرے شخص کی موجودگی میں سرگوشی کرنے کا شرعی حکم	149	☆	ظلم کی تحقیق	179
★	باب: اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور اللہ کی طرف سے محبت کا بیان	149	☆	ظلم تاریکیوں کا باعث بنے گا	179

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	حقیقی مفلس کون؟	180
☆	کیا دوسروں کے اعمال کے سبب آدمی سے مواخذہ ہوگا؟	180
★	باب: نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا	183
☆	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تحقیق	183
☆	اجماع کو ثبوت	184
☆	امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متعلق شرعی احکام	191
	کتاب الرقاق	193
☆	"رقاق" کی لغوی تحقیق	193
☆	تندرستی اور فراغت کا نعمتِ الٰہی ہونا	193
☆	انسانوں اور جنوں کو فرشتے کی آواز نہ سنانے کی حکمت	195
☆	حرام کام سے بچنا عبادت ہے	197
☆	ایک اہم مسئلہ	198
☆	راہِ خدا میں مال خرچ کرنے اور ورثاء کے لیے مال چھوڑ جانے سے کون سا عملِ افضل ہے؟	200
☆	حرمتِ تصویر کا مسئلہ	207
☆	تعمیرِ مساجد	209
☆	اصحابِ صفہ	212
☆	مال جمع کرنے کا شرعی حکم	213
☆	اعمال کا بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونا	214
★	باب: فقراء کی فضیلت اور نبی کریم ﷺ کی معیشت کا بیان	214
☆	فقراء کی فضیلت	215
☆	فقراء سے کون لوگ مراد ہیں؟	215
☆	صابر فقیر اور شکر گزار غنی کی باہمی فضیلت کا بیان	215
☆	فقراء کے دروازوں سے نکالے جانے کا مطلب	216
☆	اللہ پر قسم اٹھانے کا مطلب	216
☆	احادیث میں تعارض کا جواب	217
☆	فقراء کے جنت میں پہلے داخل ہونے والی احادیث میں تعارض کا جواب	218
☆	دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ کیسے ہے؟	221
☆	پیٹ پر پتھر باندھنے کی حکمت	224
★	باب: اُمید اور حرص کا بیان	225
☆	"امل" اور حرص کی تحقیق	225
☆	مثال کے ذریعہ موت اور امید کی وضاحت	226
☆	زہد کی حقیقت	227
★	باب: طاعت کے لیے مال اور عمر کو پسند کرنا	229
☆	کیا ولی ارادہ پر مواخذہ ہوگا؟	230
☆	حدیث مذکور پر اشکال کا جواب	232
★	باب: توکل اور صبر کا بیان	233
☆	توکل اور صبر تحقیق	233
☆	احادیث میں تطبیق	234
☆	علاج توکل کے خلاف نہیں	235
☆	کمائی ترک کر دینا توکل نہیں	236
☆	باب: ریا اور شہرت پسندی کا بیان	240
☆	"ریا وسمعہ" کی تحقیق	240
☆	حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے رونے کا سبب	240
☆	وہ لوگ جن کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے؟	245
★	باب: رونے اور خوف کا بیان	247
☆	"بکاء" اور خوف کی تحقیق	247
☆	حدیث مذکور کا سبب	247
☆	کافر سے بھی حساب ہوگا	248
☆	"مایفعل بی ولا بکم" کی وضاحت	251
☆	کیا اس امت میں بھی شکلیں تبدیل کرنے کا عذاب ہوگا؟	254
★	باب: لوگوں میں تبدیلی کا بیان	254

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	لوگوں کی تبدیلی سے کیا مراد ہے؟	254
☆	مفہوم حدیث کی وضاحت	255
☆	صحابی کی حالت کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کے رونے کی حکمت	256
★	باب: ڈرانے اور محتاط کرنے کا بیان	257
☆	حرام بھی رزق ہے	258
☆	نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کو نفع پہنچانے کی بحث	260
	کتاب الفتن	263
☆	"فتن" کی لغوی تحقیق	263
☆	نبی کریم ﷺ کا علم غیب	263
☆	گوشہ نشینی اور باہمی میل جول میں کون سا طریقہ افضل ہے؟	269
☆	غلام کے عوض قبر فروخت ہونے کا مفہوم	270
☆	واقعہ حرہ	271
☆	گناہ کے پختہ دلی ارادہ پر بھی گناہ ہے	273
☆	صحابہ کرام علیہم الرضوان کی باہمی جنگوں کا حکم	273
★	باب: لڑائیوں کا بیان	276
☆	"ملاحم" کی لغوی تحقیق	276
☆	دو بڑی جماعتوں سے مراد کون سی جماعتیں ہیں؟	277
☆	ایصال ثواب کا ثبوت	280
☆	قیصر وکسریٰ کی ہلاکت	286
★	باب: علامات قیامت کا بیان	286
☆	"اشراط الساعة" کی لغوی تحقیق	287
☆	صحابہ کرام علیہم الرضوان پر لعن طعن کرنا قرب قیامت کی علامت ہے	288
☆	معاملات کا نااہل لوگوں کے سپرد ہونا' قرب قیامت کی نشانی ہے	289
☆	سرزمین حجاز سے آگ کا ظہور	291
☆	سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور	296
★	باب: قرب قیامت کی علامات کا بیان اور دجال کا ذکر	296
☆	قیامت کی دس علامات کا بیان	297
☆	دھواں نکلنے کا بیان	297
☆	دجال کی وجہ تسمیہ	297
☆	دابۃ الارض کا خروج	298
☆	یاجوج وماجوج کا بیان	298
☆	مختلف روایات میں تطبیق	300
☆	احادیث میں تطبیق	301
☆	عرش کے نیچے سورج کے سجدہ کرنے کی کیفیت	301
☆	دجال کون سی آنکھ سے کانا ہوگا؟	304
☆	دجال کے خروج کے وقت ایام کے طویل ہونے کی کیفیت کا بیان	308
☆	طویل ایام میں نمازوں کے اوقات کا اندازہ کیسے لگایا جائے گا؟	309
☆	جن علاقوں میں عشاء کا وقت نہیں آتا' وہاں نمازوں کا شرعی حکم	309
☆	سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول کہاں ہوگا؟	310
☆	سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانس کی خوشبو سے دجال کیوں نہیں مرے گا؟	310
★	باب: ابن صیاد کا قصہ	316
☆	ابن صیاد کا تذکرہ	320
★	باب: سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری	322
☆	قرب قیامت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور اس کی حکمتوں کا بیان	323
☆	حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول پر استدلال	324

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کے وقت امام کون ہوگا؟	324
☆	حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضۂ انور میں مدفون ہونا	325
★	**باب:** قربِ قیامت کا بیان اور اس بات کا بیان کہ جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہوگئی	326
☆	قیامت کو ساعت کہنے کی وجہ تسمیہ	326
☆	مذکورہ حدیث کا مفہوم	326
☆	سو سال تک کسی کے زندہ نہ رہنے سے مراد	327
★	**باب:** قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی	328
☆	احادیث میں تطبیق	329
☆	تقویۃ الایمان میں مذکورہ حدیث کی عجیب و غریب تشریح	330
★	**باب:** صور پھونکنے کا بیان	331
☆	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول "ابیت" کا مفہوم	331
☆	قرآن وحدیث کے متشابہات کے بارے میں صحیح مسلک کا بیان	333
★	**باب:** حشر کا بیان	334
☆	محشر کی لغوی تحقیق	334
☆	زمین کے روٹی ہونے کا مفہوم	335
☆	لوگوں کے حشر کی کیفیت	336
☆	حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پہلے لباس پہنانے کی تحقیق	337
☆	کن لوگوں کا حوض سے دور کیا جائے گا؟	338
☆	نبی کریم ﷺ کے علم پر اعتراض کے جوابات	339
☆	آزر سے بیزاری کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے متعلق سوال کیوں کریں گے؟	343
☆	سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد مؤمن	

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	تھے	344
★	**باب:** حساب، قصاص اور میزان کا بیان	346
☆	حساب، قصاص اور میزان کی تحقیق	346
☆	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اشکال کی وجہ	347
☆	نبی کریم ﷺ کے حساب میں آسانی کی دعا مانگنے کی توجیہ	347
☆	نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت	348
☆	پل صراط کا بیان	355
★	**باب:** حوض اور شفاعت کا بیان	355
☆	نبی کریم ﷺ کے حوض کا بیان	355
☆	شفاعت کا بیان	355
☆	کوثر سے کیا مراد ہے؟	356
☆	حوضِ کوثر سے سیراب ہونے والوں کو پیاس نہ لگنے کا مفہوم	357
☆	نبی کریم ﷺ حوضِ کوثر سے دور کیے جانے والوں کو پہچانتے ہیں	358
☆	حضرت نوح علیہ السلام کا اوّل نبی ہونا	361
☆	سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین باتوں کے جھوٹ ہونے کی تحقیق	362
☆	نبی کریم ﷺ کی طرف مغفرتِ ذنوب کی نسبت کی تحقیق	363
☆	روزِ محشر شانِ مصطفےٰ ﷺ کا اظہار	366
☆	فوائد حدیث	371
☆	نبی کریم ﷺ کی شانِ تصرف	375
☆	موت کو مینڈھے کی صورت میں پیش کرنے کا بیان	382
★	**باب:** جنت اور اہل جنت کی صفات کا بیان	382
☆	جنت کی لغوی تحقیق	383
☆	قریش کو کاشت کار کہنے کی وجہ	384

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	جنتی کے حسین صورت میں داخل ہونے کا مفہوم	385
☆	جنتیوں کے ہر جمعہ کو بازار میں آنے کی تحقیق	385
☆	جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے گروہ کا بیان	390
☆	حور عین کا بیان	391
☆	حوروں کی تعداد کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق	391
☆	جنتی درجات کی تحقیق	393
☆	سیحان، جیحان، فرات اور نیل کی تحقیق	394
★	**باب:** اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بیان	396
☆	دیدار الٰہی کا بیان	400
★	**باب:** جہنم اور اہل جہنم کی صفات کا بیان	404
☆	جہنم کی وجہ تسمیہ	404
☆	جہنم کی آگ کی شدت کا بیان	405
☆	جہنم پیدا ہو چکی ہے	405
☆	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کا مفہوم	407
☆	ایمان ابی طالب کی بحث	410
☆	کفر کے باوجود ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کی حکمت	410
☆	نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان پر فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کا استدلال	411
★	**باب:** جنت اور دوزخ کی پیدائش کا بیان	415
☆	جنت و دوزخ کا مباحثہ	415
☆	اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا بیان	416
★	**باب:** پیدائش کی ابتداء اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر	417
☆	نبی کریم ﷺ کا عظیم الشان معجزہ اور آپ کا علم غیب	417
☆	نبی کریم ﷺ سے توسل کا ثبوت	422
☆	ندائے یا محمد ﷺ کا بیان	424
☆	رؤیت الٰہی کے ممکن ہونے پر دلیل	427
☆	افضلیت ملائکہ کی بحث	429
☆	حضرت آدم علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے؟	430
☆	ایک اشکال کا جواب	433
☆	سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو بہن کہنے کی وجہ	433
☆	ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول "اے بارش کے بیٹو!" کا مفہوم	433
☆	نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا مطلب کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے حق دار ہیں	434
☆	نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا مطلب کہ اگر میں اتنی طویل مدت قید میں ٹھہرتا تو بلانے والے کی دعوت قبول کر لیتا	434
☆	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بے ہوش ہونے والی حدیث پر اشکال کا جواب	437
☆	انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دینے سے منع فرمانے کی توجیہات	437
☆	سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ملک الموت کو تھپڑ مارنے کی توجیہات	439
☆	صالحین کے مزارات کے قریب دفن کا استحباب	439
☆	حدیث مذکور سے مستنبط فوائد	440
☆	حضرت خضر علیہ السلام کا نام و نسب	441
☆	سیدنا خضر علیہ السلام کی نبوت کی بحث	441
☆	حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کا بیان	442
☆	سیدنا داؤد علیٰ نبینا وعلیہ والسلام کا معجزہ	444
☆	سیدنا داؤد و سیدنا سلیمان علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ کے فیصلوں میں اختلاف کا قصہ	444
☆	سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت	446

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	حدیث مذکور سے سیّدہ مریم وسیّدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کی	
☆	نبوت پر استدلال کا جواب	447
☆	سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان	448
★	باب: سیّد المرسلین ﷺ کے فضائل کا بیان	449
☆	نعمت کا اظہار کرنا بھی شکر ہے	450
☆	نورِ مصطفیٰ ﷺ کا پاک آباء و اجداد کی طرف انتقال	450
☆	نبی کریم ﷺ کے خاندان کی فضیلت	451
☆	ختم نبوت کا بیان	453
☆	سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا خواب	455
☆	اوّلیت مصطفیٰ ﷺ کا بیان	455
☆	عالم ارواح میں نبوت مصطفیٰ ﷺ پر حدیث مذکور سے محدث اعظم پاکستان کا استدلال	456
☆	انبیاء کرام علیہم السلام اور اہل آسمان پر فضیلتِ مصطفیٰ ﷺ کا بیان	458
☆	امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے پوری روئے زمین سجدہ گاہ ہے	458
☆	تمام اجزائے زمین سے تیمم کے جواز کا بیان	459
☆	مالِ غنیمت کا حلال ہونا خصوصیتِ مصطفیٰ ﷺ ہے	460
☆	نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص شفاعت کا بیان	460
☆	خصوصیات کے متعلق وارد احادیث میں اعداد کے اختلاف کی توجیہ	461
☆	نگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی وسعت کا بیان	462
☆	قضاءِ مبرم اور قضاءِ معلق کا بیان	463
☆	امت پر دو تلواریں جمع نہ ہونے کی توجیہ	464
☆	حق ہمیشہ غالب رہے گا	465
☆	اجماع حجت ہے	465
☆	خلیل وحبیب میں فرق	467

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	کلیم وحبیب میں فرق	470
☆	مسیح وحبیب میں فرق	471
☆	نبی کریم ﷺ کے ارشاد "لا فخر" کا مفہوم	473
☆	نبی کریم ﷺ کی سیادت کو روزِ قیامت کے ساتھ مقید کرنے کی وجہ	473
☆	جس حدیث میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دینے سے منع فرمایا گیا ہے اس کے جوابات	473
☆	نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ معجزہ کی شانِ امتیاز	475
☆	اُمیوں کے لیے حرز اور جائے پناہ ہونے کی وضاحت	478
☆	احناف پر وارد ہونے والے ایک اشکال کا جواب	479
☆	سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدفن	481
☆	نبی کریم ﷺ کی نماز چاشت کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق	482
★	باب: نبی کریم ﷺ کے اسماء مبارکہ اور صفات کا بیان	483
☆	نبی کریم ﷺ کے کثیر اسماء مبارکہ آپ کی فضیلت کی دلیل ہیں	483
☆	اسم رسالت محمد کی تحقیق	483
☆	اسم مبارک احمد کی تحقیق	483
☆	اسم مبارک ماحی کی تشریح	484
☆	اسم مبارک مقفی کی تشریح	484
☆	اسم مبارک نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ کی تشریح	484
☆	نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک کا بیان	486
☆	قد مبارک کا اعجاز	488
☆	شانِ مصطفیٰ ﷺ کے ذکر سے عجز کا بیان	490
☆	اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر قیلولہ فرمانے کی توجیہ	491
★	باب: نبی پاک ﷺ کے اخلاق وعادات کا	

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	بیان	493
☆	حدیث مذکور سے مستنبط فوائد	494
☆	نبی کریم ﷺ کے لفظ "نہیں" نہ فرمانے کی وضاحت	495
☆	حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کسی کام پر اعتراض نہ فرمانے کی توجیہ	496
☆	حدیث مذکور سے مستنبط فوائد	497
☆	اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کا حکم	498
☆	نبی کریم ﷺ کے گھٹنے پھیلا کر نہ بیٹھنے کی وضاحت	499
☆	حدیث مذکور پر وارد شدہ اشکال کا جواب	500
☆	نبی کریم ﷺ کی رحمت مؤمنین و کافرین سب کے لیے ہے	501
☆	نبی کریم ﷺ کی حیاء کا بیان	501
☆	نبی کریم ﷺ کے جوئیں تلاش فرمانے کی توجیہ	503
☆	کھانے کے چند آداب	504
☆	عورت اور خادم کو نہ مارنے کا خصوصی ذکر کرنے کی حکمت	506
★	باب: بعثت مبارکہ اور ابتدائے وحی کا بیان	506
☆	وحی کا لغوی و شرعی معنی	506
☆	نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک کا بیان	507
☆	خلفائے اربعہ کی عمروں کا بیان	507
☆	وحی کی اقسام	510
☆	سچے خوابوں کا بیان	511
☆	وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے کیوں ہوئی؟	511
☆	آپ کے دل میں تنہائی کی محبت کیوں پیدا کی گئی؟	511
☆	اعلانِ نبوت سے پہلے آپ کی عبادت کا بیان	511
☆	وحی کا آغاز کب ہوا؟	512
☆	"ما انا بقارئ" کی تشریح	513

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	نبوی طاقت کا بیان	513
☆	دورانِ نماز پشتِ اقدس پر اوجھڑی ہونے کے باوجود نماز جاری رکھنے کے اشکال کا جواب	518
★	باب: علاماتِ نبوت کا بیان	520
☆	شقِ صدر کتنی دفعہ ہوا؟	520
☆	شقِ صدر کی حکمت	521
☆	شقِ صدر نورانیت کے منافی نہیں	521
☆	"هذا حظ الشيطان منك" کی توضیح	521
☆	نبی کریم ﷺ کی نسبت سے آبِ زم زم کی فضیلت	523
☆	معجزہ شق القمر کا بیان	523
☆	شانِ نبوت کے اظہار کے لیے پتھروں میں شعور پیدا کیا گیا	524
☆	نبی کریم ﷺ کا حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جانا	526
☆	نبی کریم ﷺ کے معجزات کا بیان	527
☆	حدیث ھرقل سے مستنبط فوائد	530
★	باب: معراج شریف کا بیان	531
☆	معراج کی لغوی تحقیق	534
☆	نبی کریم ﷺ کی معراج کا بیان	534
☆	صوفیانہ نکتہ	535
☆	واقعہ معراج کی تاریخ	536
☆	شبِ معراج دیدارِ الٰہی کا بیان	536
☆	رؤیت قلبی سے کیا مراد ہے؟	537
☆	براق کا بیان	537
☆	متعارض روایات کی توجیہ	538
☆	مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے جانے کی حکمتیں	539
☆	آسمانوں پر فرشتوں کے سوال و جواب کی حکمتیں	539

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	نبی کریم ﷺ کا انبیاء کرام کو سلام کرنا	540
☆	جبریل علیہ السلام کا انبیاء کرام علیہم السلام سے نبی کریم ﷺ کا تعارف کروانا	540
☆	انبیاء کرام علیہم السلام کا متعدد جگہ تشریف فرما ہونا	541
☆	مخصوص انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص آسمانوں پر ملاقات کی حکمت	542
☆	سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رونے کا سبب	543
☆	سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نبی کریم ﷺ کو غلام کہنا	543
☆	سدرۃ المنتہیٰ کا بیان	544
☆	سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے نمازوں میں تخفیف	545
☆	بیت المقدس اٹھا کر سامنے کرنے میں نبی کریم ﷺ کی عظیم فضیلت کا بیان	546
★	**باب:** معجزات کا بیان	551
☆	معجزہ کی تعریف	551
☆	دار الندوہ میں قریش کی مجلسِ مشاورت	552
☆	فوائد حدیث	554
☆	اُم معبد کا واقعہ	555
☆	حدیث مذکور پر اشکال کا جواب	556
☆	نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ غیبی خبروں کا ظہور	558
☆	منافقین پر لفظ ''اصحابی'' کے اطلاق کی وضاحت	559
☆	نبی کریم ﷺ کے تین معجزات کا بیان	560
☆	بالخصوص انصارِ مدینہ سے مشاورت کی حکمت	561
☆	حدیث مذکور سے مستنبط فوائد	561
☆	سماعِ موتی کا ثبوت	562
☆	بدر کے روز نبی کریم ﷺ کے دعا فرمانے کی حکمت	564
☆	جنگ بدر میں فرشتوں کے لڑائی میں حصہ لینے کی تحقیق	565
☆	روایات میں تعارض کی توجیہ	571
☆	حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت سے سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر وارد ہونے والے اعتراض کا جواب	574
☆	انگلیوں سے پانی جاری ہونے کی کیفیت کا بیان	576
☆	حدیبیہ کے روز صحابہ کرام کی تعداد میں مذکور مختلف روایات میں تطبیق	577
☆	زہر آلود گوشت کھلانے والی یہودیہ عورت کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق	583
☆	میت کے گھر طعام کی تحقیق	585
☆	نبی کریم ﷺ کی اپنے دادا جان کی طرف نسبت کرنے کی حکمت	589
☆	دینی خدمات سرانجام دینے والا بھی بدمذہب ہو سکتا ہے	590
☆	نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس میں سحر کی تاثیر کی حکمت	591
★	**باب:** کرامات کا بیان	597
☆	سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قسم توڑنے کی حکمت	601
☆	مقبولانِ حق کے وصال کے بعد انوار کی بارش	602
☆	مزارِ اقدس کی چھت میں روشن دان بنانے کی حکمت	603
☆	ایامِ حرہ کا بیان	603
★	**باب:**	605
☆	نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک کا بیان	605
☆	وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک کتنی تھی؟	605
☆	تاریخِ وصال	605
☆	وصال مبارک کے واقعات کا بیان	607
☆	آپ کے جنازہ مبارکہ کی کیفیت کا بیان	608
☆	حدیثِ قرطاس پر اعتراضات کے جوابات	613

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
★	باب:	619
☆	مذکورہ حدیث سے اہل تشیع کے رد کا بیان	620
★	باب: قریش کے فضائل کا بیان اور قبائل کا ذکر	621
☆	قریش کے نام کی تحقیق	621
☆	قریش کے ساتھ خلافت کے اختصاص کا بیان	622
☆	اس دور میں خلافت قریش میں نہ ہونے کا جواب	622
☆	احادیث میں تعارض کی توجیہ	623
★	باب: صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مناقب	629
☆	صحابی کی تعریف	629
☆	صحابہ کرام علیہم الرضوان میں باہمی فضیلت کی ترتیب کا بیان	629
☆	صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالی دینے کا حکم	630
☆	صحابہ کرام علیہم الرضوان کو نمک کے ساتھ تشبیہ دینے کی توجیہ	631
☆	قرونِ ثلاثہ کا بیان	633
★	باب: سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل	633
☆	سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سوانح	634
☆	سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مستحقِ خلافت ہونے کی طرف اشارہ	635
★	باب: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب	639
☆	سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سوانح	639
☆	سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے محدث ہونے کا بیان	640
☆	جنگ بدر میں فدیہ لینے پر عتاب نازل ہونے کی وضاحت	642
☆	حدیث مذکور پر اشکال جواب	645
★	باب: حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل ومناقب	648
☆	سیدنا صدیق اکبر وسیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی انبیاء ورسل کے علاوہ باقی انسانوں پر فضیلت کا بیان	649
★	باب: سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل	651
☆	سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سوانح	651
☆	حدیث مذکور پر اشکال کا جواب	652
☆	سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رفیقِ جنت ہونا دیگر صحابہ کے رفیق ہونے کے منافی نہیں	653
★	باب: خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے فضائل	657
★	باب: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل	658
☆	سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی سوانح	658
☆	حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دینے سے ان کا خلیفہ بلافصل ہونا ثابت نہیں ہوتا	659
☆	''من كنت مولاه فعلي مولاه'' سے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر استدلال کا ردّ	661
★	باب: عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل	666
☆	حدیث میں مذکور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سوانح حیات	668
☆	حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سوانح	669
☆	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سوانح	670
☆	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سوانح	670
☆	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی سوانح	670
☆	حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح	671
	الفصل الاوّل	675
★	باب: نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل	675

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	اہل بیت کا مداق کون حضرات ہیں؟	675
☆	تاؤ ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی	676
☆	سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سوانح	680
☆	سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح	681
☆	سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی سوانح	681
☆	سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی سوانح	682
☆	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	688
☆	سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی سوانح	689
☆	سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سوانح	690
☆	سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی سوانح	691
☆	سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی سوانح	692
	الفصل الثانی	692
	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے فضائل	692
☆	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کی تعداد	692
☆	سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوانح	693
☆	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سوانح	696
☆	سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی سوانح	696
☆	سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی سوانح	696
☆	سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی سوانح	696
☆	سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح	697
★	**باب: جامع المناقب**	697
☆	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سوانح	698
☆	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سوانح	698
☆	حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	699
☆	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سوانح	699
☆	حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی سوانح	700
☆	حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	700
☆	حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی سوانح	701

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	701
☆	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سوانح	702
☆	سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی سوانح	702
☆	حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	703
☆	حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کی سوانح	704
☆	حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی سوانح	705
☆	حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی سوانح	705
☆	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی سوانح	707
☆	حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی سوانح	707
☆	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سوانح	708
☆	سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سوانح	708
☆	سیدنا ابو زید رضی اللہ عنہ کی سوانح	709
☆	سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سوانح	709
☆	سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سوانح	710
☆	سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی سوانح	710
☆	سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سوانح	711
☆	سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی سوانح	711
☆	سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی سوانح	712
☆	سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی سوانح	713
☆	سیدنا معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی سوانح	713
☆	سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	713
☆	سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	714
☆	سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی سوانح	714
☆	سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی سوانح	715
☆	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سوانح	715
☆	سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سوانح	715
☆	سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی سوانح	716
☆	حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی سوانح	722

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
★	جامع بخاری میں مذکور اہل بدر کے ناموں کا بیان	722			
★	**باب:** یمن وشام اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ذکر	724			
☆	سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	724			
☆	ابدال کا بیان	727			
★	**باب:** اس امت کا ثواب	729			
☆	امت سے اہل سنت و جماعت مراد ہیں	729			
☆	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو تھوڑے اعمال پر زیادہ ثواب عطا ہوگا	730			
☆	صحابہ کرام علیہم الرضوان کی افضلیت پر ہونے والے اشکال کا جواب	730			
★	حسن اختتام	734			
☆	زجاجۃ المصابیح کے ترجمہ وحواشی کی تکمیل	734			
★	ماخذ ومراجع	737			

2

تقریظ گرامی

فخر المدرسین، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد خاں عتیقی مدظلہ العالی
شیخ الحدیث، جامعہ ہجویریہ، دربار داتا صاحب، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى آلِهِ الْمُجْتَبٰى وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ نُجُوْمُ الْهُدٰى وَعَلٰى عُلَمَاءِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَفَاءُهُ الَّذِيْنَ يَرْوُوْنَ اَحَادِيْثَهُ.

علماء اسلام نے علوم نقلیہ وعقلیہ میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں، جس موضوع پر بھی انہوں نے قلم اٹھایا، اسے خوب نبھایا اور ہر موضوع پر تصانیف کے انبار لگا دیئے، تفسیر کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے تاہنوز احادیث نبویہ پر بہت زیادہ تحقیقی کام ہوا کیونکہ فہم قرآن پاک کا دارومدار بھی احادیث نبویہ پر ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ تفسیر سے بھی بڑھ کر احادیث پر کام ہوا تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں، کیونکہ حدیث کے دو شعبے ہیں: علم روایت حدیث اور علم درایت حدیث، اور دونوں شعبوں میں کتب کے انبار لگے ہوئے ہیں اور اہل علم پر واضح ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک کی متعدد آیاتِ مبارکہ میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت واتباع کا حکم دیا ہے۔

اور خود حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا اپنے فداکاروں اور جان نثاروں کو اپنے ارشادات سن کر دوسروں تک پہنچانے کا تاکیدی حکم دیا ہے، بطور نمونہ چند ارشادات تحریر کیے جا رہے ہیں:

رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ كَلَامِيْ فَوَعٰهَا ثُمَّ اَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا.
اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر رحم فرمائے کہ جس نے میرا کلام سن کر یاد کیا پھر اس کو ایسے ہی دوسروں تک پہنچایا جیسے اس نے (مجھ سے) سنا۔

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ وَبَلَّغَهُ غَيْرَهُ.
اللہ تعالیٰ اس آدمی کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث سن کر یاد رکھی اور پھر اسے دوسروں تک پہنچا دیا۔

مَنْ حَفِظَ مِنْ اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا مِّنَ السُّنَّةِ حَتّٰى يُؤَدِّيَهَا اِلَيْهِمْ كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا وَّشَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ.
میرا جو امتی چالیس حدیثیں یاد کرے اور پھر انہیں لوگوں تک پہنچائے تو میں قیامت کے دن اس کے ایمان کی گواہی دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا لَمَّا تَمَسَّكْتُمْ كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِيْ.
میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو گمراہ نہیں ہو گے، ایک کتاب اللہ اور دوسری میری سنت۔

اور حفاظت حدیث کے پیشِ نظر من گھڑت حدیث روایت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِيْ جَهَنَّمَ يُوْقَعُ فِيْهِ. جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا اس کے لیے جہنم میں گھر بنا دیا گیا ہے' اسے اس جہنم کے گھر میں ڈالا جائے گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں یہ علم اپنے تلامذہ تابعین کی طرف منتقل کر دیا اور انہوں نے بھی حفاظت حدیث کی عظیم خدمات سرانجام دیں اور تابعین میں سے امام الائمۃ' سراج الامۃ' کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سرفہرست ہیں' آپ کے چار ہزار اساتذہ آپ کی جلالت علمی کے شاہد عدل ہیں۔

اساتذہ

مؤرخین' محققین نے ان چار ہزار میں سے چند چیدہ چیدہ برگزیدہ ہستیوں کا تذکرہ کیا ہے جو درج ذیل ہیں:

صحابیٔ رسول حضرت انس بن مالک' دیگر صحابیٔ رسول عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما' علاوہ ازیں ابراہیم نخعی' عامر شعبی' حماد بن سلیمان' ابواسحاق سبیعی' عطا بن ابی رباح' عاصم بن ابی النجود' علقمہ بن مرثد' حکم بن عتبہ' سلمہ بن کہیل' ابوجعفر محمد بن علی' علی بن احمر' زیاد بن علاقہ' سعید بن مسروق ثوری' عدی بن ثابت الانصاری' عطیہ بن سعید عوفی' ابوسفیان سعدی' عبدالکریم ابوامیہ' یحییٰ بن سعید انصاری' ہشام بن عروہ' نیز علاوہ ازیں قاسم بن محمد' قتادہ' طاؤس بن کیسان' عمرو بن دینار' عبداللہ بن دینار' حسن بصری' امام شاہان سلیمان الاعمش رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم جیسی عظیم شخصیات سیدنا امام اعظم کے اساتذہ میں شامل ہیں' جیسے کثیر تعداد میں اساتذہ کا ہونا آپ کے خصائص ہیں ایسے ہی ائمہ میں سے براہِ راست صحابیٔ رسول سے حدیث بیان کرنا بھی آپ کے خصائص میں سے ہے اور یہ بھی آپ کے خصائص میں سے ہے کہ قواعد وضوابط کی روشنی میں آپ اجتہاد کے موجد اور امام ہیں اور دیگر ائمہ آپ کے خوشہ چینوں میں سے ہیں اور اسی طرح یہ بھی آپ کے اعزاز اور خصائص میں سے ہے کہ آپ نے فقہی ابواب کی ترتیب پر اپنے تلامذہ کو احادیث لکھوائیں' جسے کتاب الآثار کے نام سے موسوم کیا گیا جسے بڑی پذیرائی حاصل ہوئی' اس کے رجال پر بھی تحقیق کی گئی اور اس کی شروح بھی لکھی گئیں' چنانچہ اسی کتاب الآثار کی روشنی میں مسانید لکھی گئیں جو جامع المسانید کے نام سے شائع ہو رہی ہیں اور امام مالک جیسی عظیم شخصیت نے سیدنا امام اعظم کی خوشہ چینی کرتے ہوئے مؤطا امام مالک تالیف فرمائی۔

تلامذہ

اساتذہ کی طرح سیدنا امام اعظم کے تلامذہ کی بھی بڑی تعداد ہے لیکن یہاں چند نامور اور جلیل القدر تلامذہ کا ذکر کیا جارہا ہے۔

امام ابویوسف' امام محمد' امام زفر' یہ وہ عظیم المرتبت شخصیات ہیں جنہوں نے چہار دانگ عالم میں فقہ حنفی کے جھنڈے گاڑ دیئے جس کی وجہ سے عالم اسلام میں ستاسی فی صد (۸۷%) لوگ فقہ حنفی کے پیروکار ہیں اور اگر انتہائی احتیاط سے کام لیا جائے تب بھی پچھتر فی صد لوگ یقیناً فقہ حنفی کے پیروکار ہیں' دیگر جلیل القدر تلامذہ میں حضرت عبداللہ بن مبارک' یحییٰ بن سعید القطان' عظیم محدث امام بلخ' امام بخاری کے عظیم المرتبت استاد مکی بن ابراہیم' زید بن ہارون' حفص بن غیاث النخعی' یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ' مسعر بن کدام' ابوعاصم النبیل' قاسم بن معن' علی بن المسہر' فضل بن دکین' عبدالرزاق بن حمام' حماد بن نعمان' ابراہیم بن طہمان' حمزہ بن حبیب' ابویحییٰ حمانی' عیسیٰ بن یونس' وکیع' یزید بن زریع' اسد بن عمرو بجلی' خارجہ بن مصعب' مصعب بن مقدام' یحییٰ بن یمان وغیرہ وغیرہ' آپ کے ان تلامذہ میں سے امام بلخ مکی بن ابراہیم بھی ہیں جو امام بخاری کے استاد اور سیدنا امام اعظم کے انتہائی شیدائی اور آپ کی عقیدت ومحبت میں وارفتہ تھے' اسماعیل بن بشیر فرماتے ہیں کہ ہم آپ کے درسِ حدیث کی مجلس میں شریک ہوئے' جب مکی بن ابراہیم نے درسِ حدیث کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: ''حَدَّثَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ'' تو شریکِ درس ایک آدمی نے کہا: ''حَدِّثْنَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَلَا تُحَدِّثْنَا عَنْهُ''

کہ ابن جریج کی سند سے حدیث بیان کریں اور ابوحنیفہ کی سند سے حدیث بیان نہ کریں، یہ سن کر مکی بن ابراہیم نے جلال میں آ کر فرمایا:

إِنَّا لَا نُحَدِّثُ السُّفَهَاءَ وَحَرَّمْتُ عَلَيْكَ أَنْ تَكْتُبَ عَنِّيْ فَلَمْ يُحَدِّثْ حَتّٰى أُقِيْمَ الرَّجُلُ عَنِ الْمَجْلِسِ.

کہ بے شک ہم بے وقوفوں سے حدیث بیان نہیں کرتے اور میں تم پر حرام قرار دیتا ہوں کہ تم میری بیان کی ہوئی حدیث لکھو اور اس وقت تک آپ نے درس شروع نہیں فرمایا جب تک اسے مجلس سے اٹھا نہیں دیا گیا۔

ابوبکر مرابطی کی روایت میں ہے کہ آپ سخت ترین غضب ناک ہو گئے حتیٰ کہ غصہ کے آثار آپ کے چہرہ میں ظاہر ہونے لگے معترض بار بار کہتا رہا: "تُبْتُ وَاَخْطَأْتُ" کہ میں نے غلطی کی اور توبہ کرتا ہوں، مگر آپ نے اسے معاف نہیں کیا اور اس کے چلے جانے کے بعد درس کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: "حدثنا ابو حنيفة" اور امام بخاری نے جس غیر ذمہ دارانہ انداز سے بخاری شریف میں سیدنا امام اعظم کو ہدفِ تنقید بنایا، اگر اپنے استاد مکی بن ابراہیم کی مجلس میں اس قسم کی تنقید کرتے تو حضرت مکی بن ابراہیم یقیناً انہیں اپنے درسِ حدیث سے باہر نکال دیتے، امام بخاری نے بخاری شریف میں بائیس (۲۲) ثلاثیات کو ذکر کیا ہے جن پر امام بخاری کو بڑا ناز ہے، ان میں سے بیس کے راوی یقیناً حنفی حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں یا امام اعظم کے شاگردوں کے شاگرد ہیں اور ان بائیس میں سے دو کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا وہ حنفی ہیں یا غیر حنفی۔ امام بخاری کی بائیس ثلاثیات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: بائیس ثلاثیات میں سے گیارہ کے راوی حضرت امام المحدثین مکی بن ابراہیم ہیں، جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے، پہلی چاروں ثلاثیات حضرت مکی بن ابراہیم سے مروی ہیں اور ان کے علاوہ چھٹی، ساتویں، گیارھویں، بارویں، چودھویں، سترہویں اور انیسویں ثلاثیات بھی انہیں سے مروی ہیں تو یہ کل گیارہ ثلاثیات ہو گئیں۔

اور ابوعاصم النبیل، ضحاک بن مخلد، یہ بھی سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں، امام بخاری نے ان سے چھ ثلاثیات کو ذکر کیا ہے، جن کی تفصیل یہ ہے: پانچویں، آٹھویں، نویں، پندرھویں، اٹھارویں اور اکیسویں ثلاثیات ابوعاصم سے مروی ہیں۔

اور تین ثلاثیات محمد بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہیں اور یہ امام زفر اور امام ابویوسف کے تلامذہ میں سے ہیں اور ان تین کی تفصیل یہ ہے:

دسویں، سولھویں اور بیسویں ثلاثیات ان سے مروی ہیں، یہاں تک کل بیس ثلاثیات کی تفصیل آ چکی ہے، یہ احناف سے مروی ہے۔

باقی دو ثلاثیات رہ گئیں، ایک تیرھویں جو عصام بن خالد حمصی سے مروی ہے اور بیسویں خلاد بن یحییٰ کوفی سے مروی ہے، ان دونوں کے بارے میں صراحت نہیں ہے کہ یہ حنفی ہیں یا غیر حنفی۔ بہرحال اس تفصیل سے ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہییں جو بخاری بخاری کی رٹ لگا کر احناف پر بے تکے اعتراض کرتے رہتے ہیں۔

اور یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ الحمدللہ فقہ حنفی وحدانی اور ثنائی ہے، وحدانی کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا امام اعظم صرف صحابی کے واسطے سے حضور ﷺ سے حدیث پاک بیان کرتے ہیں اور ثنائی کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا امام اعظم دو واسطوں سے آپ ﷺ سے حدیث شریف بیان کرتے ہیں، تابعی صحابی کے واسطے، بعض معاصرین کی تحقیق کے مطابق احادیث وحدانی کی تعداد سولہ ہے اور ثنائی کی تعداد بائیس ہے تو اس سے باقی مذاہب پر فقہ حنفی کی فوقیت ثابت ہوتی ہے۔ والحمد للّٰه علٰى ذٰلك.

الغرض احناف نے روایت الحدیث اور درایت الحدیث دونوں شعبوں میں خدمات سرانجام دیں، البتہ بظاہر کتابی صورت میں روایۃ الحدیث کی خدمات احناف کی کم معلوم ہوتی ہیں لیکن اگر اس کا بغائر جائزہ لیا جائے تو یہ بھی اکابر احناف کی رہین منت ہیں، مثلاً آپ بخاری شریف ہی کا جائزہ لیں تو اس کے نامور رواۃ احناف ہی ہیں۔

روایت الحدیث کے سلسلہ میں احناف کے پاس اگرچہ چند اہم کتب ہیں' مثلاً جامع المسانید' کتاب الآثار' مؤطا امام محمد' امام طحاوی کی شرح معانی الآثار' علامہ عینی کی عمدۃ القاری شرح بخاری' محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق کی لمعات' اشعۃ اللمعات' ملا علی قاری کی مرقات شرح مشکوٰۃ' خلیفہ وشاگرد امام اہل سنت علامہ شاہ احمد رضا ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری کی صحیح البھاری کی چھ جلدیں جن میں سے صرف دو جلدیں چھپ کر سامنے آئیں۔

تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس میں عرصہ دراز سے مشکوٰۃ المصابیح پڑھائی جارہی ہے جو اپنی جامعیت اور مخصوص ترتیب اور اندازِ تالیف کے لحاظ سے بڑی اہم کتاب ہے' چونکہ صاحب مشکوٰۃ مسلکاً شافعی ہیں' اس لیے وہ اس میں زیادہ تر وہی احادیث لائے ہیں جن سے شوافع استدلال کرتے ہیں' اس لیے ہر حساس حنفی بڑی شدت سے محسوس کرتا ہے کہ مشکوٰۃ شریف کے اندازِ تالیف پر ایک کتاب تالیف کی جائے اور اس میں ان احادیث کو جمع کیا جائے جن سے احناف استدلال کرتے ہیں' لہٰذا بتوفیق الٰہی یہ سعادتِ عظمٰی بحر العلوم' امام المحدثین فی زمانہٖ حضرت علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ قادری نقشبندی مرحوم کو نصیب ہوئی' زہے قسمت آپ نے زجاجۃ المصابیح پانچ جلدوں میں ایسی کتاب تالیف فرمائی جسے حنفی مشکوٰۃ کہا جاتا ہے' اس میں ایسی احادیث کا انتخاب فرمایا جن سے احناف استدلال کرتے ہیں۔ علماء اور اہلِ دانش نے اسے شرفِ پذیرائی بخشا' حضرت شاہ صاحب صاحب مرحوم کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا اور ہندوستان میں اس کے کچھ حصوں کے ترجمہ کا شرف فخر اہل سنت علامہ مولانا محمد منیر الدین شیخ الادب جامعہ نظامیہ' حیدرآباد دکن کو حاصل ہوا اور پاکستان میں اس کے ترجمہ کا شرف بتوفیق الٰہی حضرت محدثِ اعظم پاکستان ابوالفضل علامہ مولانا محمد سردار احمد مرحوم کے قرب کی برکت کی وجہ سے جامعہ محدث اعظم کے صدر مدرس فاضل نوجوان علامہ مولانا محمد فضل رسول رضوی کو حاصل ہو رہا ہے۔ موصوف نے تنظیم المدارس پاکستان کے امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے کے بعد سات سال مزید پڑھ کر راقم اور حضرت مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی سے درس نظامی کا پرانا کورس مکمل کیا' موصوف قبل ازیں بھی متعدد کتب کا ترجمہ کر چکے ہیں اور اب پیر طریقت' فخر اہل سنت' مخدوم ملت' پیکر اخلاص حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی زیب آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان کی سرپرستی میں زجاجۃ المصابیح کے ترجمہ کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ مترجم اور ادارہ فرید بک سٹال' لاہور دونوں انتہائی مبارکبادی کے مستحق ہیں۔ راقم کی آج بروز جمعہ دس شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ/ ۲۳ جولائی ۲۰۱۰ء کو ایک مقدس سفر پر روانگی ہے جس کی وجہ سے محسن اہل سنت' مؤلف اور مترجمین کا مکمل تعارف کرانے کا وقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ بوسیلۂ سیّد الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء مترجم کو احادیثِ نبویہ کی مزید خدمت کی توفیق نصیب فرمائے۔

حررہ مفتی محمد گل احمد خان عتیقی

سابق صدر مدرس و مفتی جامعہ رضویہ' جھنگ بازار' فیصل آباد

حال: خادم الحدیث' جامعہ ہجویریہ' دربار داتا صاحب' لاہور

وخادم الحدیث' جامعہ رسولیہ شیرازیہ' بلال گنج لاہور

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبدالحمید صاحب چشتی زید مجدہ (خانیوال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"الحمد لاھلہ والصلوٰۃ علی اھلھا" وحی متلو کے افہام و تفہیم کا وحی غیر متلو پر توقف اہل بصیرت پر مخفی نہیں۔ "لو لا السنن ما فہم احد منا القرآن" الحمدللہ! احناف محدثین خصوصاً سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے قرونِ ثلاثہ سے ہی فقہ حنفی کو حجج شرعیہ ادلہ اربعہ سے ایسا مبرہن کیا کہ ہر دور کی طرح کرۂ ارض پر آج بھی سب سے زیادہ معمول بھا ہے۔ ایک شرذمہ قلیلہ کا فقہ حنفی کے خلاف زہر اُگلنا "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا" (الآیہ) اور حدیث "لا تجتمعوا امتی علی الضلالۃ فاذا رأیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم" کے ہوتے ہوئے سوادِ اعظم کی مخالفت کرنا اور اتحادِ ملی کو پارہ پارہ کر کے عامل بالحدیث کہلوانا یقیناً مضحکہ خیز اور اللہ عزوجل اور رسول کریم ﷺ کی ناراضگی مول لینا ہے؛ اوّلاً تو غیر مقلدین کو صحاح ستہ سے استدلال کا حق نہیں کہ ان کے مؤلفین علیہم الرحمۃ مقلد یا مجتہد ہیں۔ ثانیاً بحیثیت غیر مقلد احادیث منسوخہ سے استدلال کر کے شیرازۂ اُمت کو بکھیرنا کون سی خدمت دین ہے؛ ثالثاً اگر یہ لوگ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی جامع المسانید امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی مؤطا امام محمد و کتاب الآثار، امام ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ کی فتح القدیر، علامہ بدرالدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی عمدۃ القاری شرح بخاری، امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرح معانی الآثار، ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی لمعات واشعۃ اللمعات کا بنظرِ انصاف مطالعہ کرتے تو نہ صرف یہ کہ ان کو احادیث صحاح ستہ وغیرہا کا حقیقی مفہوم سمجھ آ جاتا بلکہ اُمت افتراق کا شکار نہ ہوتی اور یہ "ولا تفرقوا" کا مصداق نہ بنتے، باطل پر ہونے کے باوجود یہ لوگ عوام الناس کو صحاح ستہ کی آڑ میں گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، بڑے عرصہ سے شدت کے ساتھ محسوس کیا جا رہا تھا کہ احادیث مستدلہ حنفیہ اُردو زبان میں قوم کے سامنے ہوں کہ عامۃ المسلمین ان کے دامِ تزویر میں نہ آ سکیں، ضلع فیصل آباد و چنیوٹ کے سنگم پر واقع جامعہ محدث اعظم کے صدر مدرس، شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد فضل رسول صاحب رضوی جو کہ عنفوانِ شباب میں ہی علومِ عقلیہ و نقلیہ کے ماہر خصوصاً تفسیر و حدیث میں بلا مبالغہ اسلاف و اخلاف اکابر کا حسین عکس ہیں اور طلباء کرام کی خوش قسمتی کہ جامعہ ہذا میں امسال دورۂ تفسیر القرآن بھی پڑھا رہے ہیں، انہوں نے اس ضرورت کو بدرجۂ اتم پورا کر دیا ہے کہ محدث دکن علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ و نور ضریحہ کے تقریباً اڑھائی ہزار صفحات پر مشتمل مجموعہ احادیث زجاجۃ المصابیح کے آخری اجزاء کا اردو ترجمہ کیا ہے اور اس پر مفید حواشی تحریر کیے ہیں جو بجائے خود شرح کا کام دیں گے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف، مترجم، ناشر صاحبان کو جزائے خیر دے۔ مزید فرید بک سٹال لاہور کی خدماتِ جلیلہ رفیعہ کو قبولیت خاصہ و عامہ سے نوازے۔ این دعا از من و جملہ جہاں آمین باد۔

عبدالحمید چشتی

خادم غوثیہ جامع العلوم و جامعۃ الرسول

خانیوال

سوانح مترجم

تحریر: مولانا ابوالحماد محمد محبّ النبی رضوی
ناظم اعلیٰ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم (جہانیاں منڈی)

''ساعة من عالم متكي علٰى فراشه ينظر في علمه خير من عبادة العابد سبعين عاما'' عالم دین کا ایک ساعت اپنے بستر پر ٹیک لگا کر علم میں غور وفکر کرنا عابد کی ستر سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں کتنے خوش نصیب ہیں وہ حضرات جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت سے سرفراز فرمایا اور ان کے شب وروز خدمت دین کے لیے وقف ہیں۔ محض رضائے الٰہی کے لیے ان کی راتیں اگر قرآن' حدیث' فقہ اور ان کے معاون علوم میں بسر ہوتی ہیں تو دن درس وتدریس میں گزرتے ہیں' انہی خوش قسمت حضرات میں سے ایک میرے مربی' محسن' برادر مکرم' استاذ محترم حضرت علامہ مولانا حافظ ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی مدظلہ العالی ہیں' جنھیں اللہ تعالیٰ نے گوناگوں صفات سے مزین فرمایا ہے۔

آپ بیک وقت بہترین مدرس' مفتی' مصنف ومترجم اور ادیب وخطیب ہیں۔ تقریباً پندرہ سال سے معقولات ومنقولات کی تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور تشنگانِ علم وحکمت کو سیراب فرمارہے ہیں۔

ولادت وخاندان

آپ ۲۴ ذوالحج شریف ۱۳۸۹ھ/ ۳مارچ ۱۹۷۰ء بروز منگل چک نمبر110/10.R جہانیاں منڈی (خانیوال) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق آرائیں خاندان سے ہے۔ آپ کے والد ماجد فیض یافتہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ محمد حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی' جامعہ رضویہ مظہر اسلام' فیصل آباد کے فارغ التحصیل' علاقہ کی معروف علمی وروحانی شخصیت حضرت علامہ مولانا پیر محمد صدیق حسن چشتی نظامی کیروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تربیت یافتہ اور مرید ہیں' ان کے وصال کے بعد جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے دست حق پرست پر حصول فیض کے لیے بیعت کی' ۱۹۸۰ء میں قبلہ پیر طریقت' جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان نے والد گرامی کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا' لیکن اس کے باوجود آپ اپنے پاس حاضر ہونے والے عقیدت مندوں کو اپنے پیر ومرشد کی بارگاہ میں ہی پیش کرتے ہیں۔ عقائد کی پختگی اور خدمت دین کے حوالہ سے آپ کا کردار مثالی ہے۔ ستتر (۷۷) سال کی عمر ہونے کے باوجود جامع مسجد انوار مدینہ چک نمبر110/10.R میں امامت وخطابت اور جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم' جہانیاں کے اہتمام وانصرام کے فرائض بڑے احسن انداز میں سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بطفیل حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم صحت وتندرستی کے ساتھ والد ماجد کا سایۂ اہل سنت وجماعت پر قائم ودائم رکھے۔ (آمین)

ابتدائی تعلیم

مولانا ابوالحسنین صاحب رضوی نے والد صاحب مدظلہ العالی کے قائم فرمودہ مدرسہ غوثیہ رضویہ چک نمبر110/10.R سے ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم کا آغاز کیا اور تقریباً چھ سال کی عمر میں گاؤں کے پرائمری سکول میں داخل ہوئے اور ہر جماعت میں نمایاں پوزیشن

کے ساتھ پرائمری کا امتحان پاس کیا اور مزید تعلیم کے لیے گورنمنٹ ہائی سکول جہانیاں منڈی میں داخل ہوئے اس دوران سکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ فارسی کی چند ابتدائی کتب بھی پڑھیں۔ ساتویں جماعت سے سکول چھوڑ دیا، بعد میں درسِ نظامی کی تعلیم کے دوران پرائیوٹ میٹرک کا امتحان دیا اور کامیابی حاصل کی۔

حفظ القرآن

۱۲ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ بروز بدھ جامع مسجد انوار مدینہ، چک نمبر 110/10.R میں حفظ قرآن پاک کا آغاز کیا۔ اس دوران بہت سے گھریلو کام بھی خود کرتے، درمیان میں ناگزیر وجوہات کی بنا پر دو دو تین تین ماہ تک پڑھائی کا سلسلہ معطل بھی ہوتا رہا مگر آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عزم و ہمت کے ساتھ تین سال، پانچ ماہ اور سولہ دن کی مدت میں ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۶ھ بروز بدھ حفظ قرآن پاک کی تکمیل کی۔ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ کو پہلی مرتبہ جامع مسجد انوار مدینہ، چک نمبر 110/10.R میں نماز تراویح کے اندر قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کی۔ تعلیم و تدریس کی جاں گسل مصروفیات کے باوجود ابھی تک اس میں ناغہ نہیں کیا۔ اب تک ستائیس (۲۷) مرتبہ نماز تراویح میں قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں، تئیس (۲۳) مرتبہ جامع مسجد انوار مدینہ، چک نمبر 110/10.R میں اور چار مرتبہ اپنے استاد محترم شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام نبی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے زیر سایہ فیصل آباد پرانی سبزی منڈی کی جامع مسجد میں۔

درسِ نظامی کی تعلیم

شوال المکرم ۱۴۰۶ھ بروز بدھ جامعہ غوثیہ رضویہ، جامع مسجد جیلانی، جہانیاں منڈی میں جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا محمد اشرف صاحب چشتی گولڑوی مدظلہ العالی (شاگرد رشید حضرت سیدنا محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز) کے پاس تعلیم کا آغاز کیا۔ ان سے فارسی کتب گلستان، بوستان تک اور صرف میر اور ابواب الصرف کے چند اسباق پڑھے۔ اس کے بعد یکم ذوالقعدہ ۱۴۰۷ھ/ ۲۸ جون ۱۹۸۷ء بروز اتوار مدرسہ غوثیہ جامع العلوم، خانیوال میں داخل ہوئے۔ یہاں مفتی اعظم خانیوال حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی اور مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالحمید صاحب چشتی (مدظلہما) جیسے بلند پایہ، محنتی اور شفیق اساتذہ کرام سے موقوف علیہ تک درسِ نظامی کی تکمیل کی۔

آپ کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں مفتی اعظم خانیوال مدظلہ العالی کی خصوصی شفقت اور مناظر اسلام علامہ چشتی صاحب مدظلہ العالی کی بے پناہ محنت اور خصوصی توجہ کا بڑا دخل ہے۔ علامہ چشتی صاحب اوقاتِ تعلیم کے علاوہ بھی اسباق کی دہرائی، اجراء اور مشق کے لیے آپ کو خصوصی وقت دیتے اور خاص شفقت فرماتے ہوئے تعلیمی امور میں مکمل رہنمائی فرماتے۔

خانیوال تعلیم کے دوران آپ نے تنظیم المدارس سے تجوید و قراءت اور ملتان بورڈ سے میٹرک کا امتحان نمایاں نمبروں سے پاس کیا۔ آپ کو اہل سنت و جماعت کے دیگر مختلف ماہر اساتذہ سے حصولِ تعلیم کا بھی از حد شوق تھا، تاکہ مختلف اسالیب تعلیم کے ماہر اساتذہ کے طرزِ تدریس سے استفادہ کا موقع ملے۔ اسی شوق کی تکمیل کے لیے یکم شوال المکرم ۱۴۱۲ھ/ ۵ اپریل ۱۹۹۲ء بروز اتوار عید الفطر کی نماز کے بعد خانیوال اساتذہ کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی دوسری جگہ مزید تعلیم حاصل کرنے کی اجازت طلب کی اور شیخ طریقت جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے حکم کے مطابق اور اساتذہ کرام کی بخوشی اجازت سے ۱۵ شوال المکرم ۱۴۱۲ھ/ ۲۲ اپریل ۱۹۹۲ء کو جامعہ عثمانیہ رضویہ، فاروق آباد (شیخوپورہ) میں داخلہ لیا۔ یہاں فخر المدرسین شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد عتیقی صاحب، جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی، ماہر علوم عربیہ، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین صاحب چشتی (مدظلہم) اور حضرت علامہ

مولانا محمد اسلم صاحب بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے استفادہ کیا۔ دو سال کے بعد یہاں سے شوال المکرم ۱۴۱۴ھ میں اساتذہ کرام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد صاحب عتیقی اور حضرت علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی کے ہمراہ جامعہ غوثیہ رضویہ گلبرگ لاہور اور وہاں سے دورانِ سال حضرت علامہ مولانا عطائی صاحب کے ہمراہ جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن گئے اور اساتذہ کرام سے اکتسابِ فیض کرتے رہے۔

شوال المکرم ۱۴۱۵ھ میں جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان، شمس المشائخ حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول صاحب حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے حکم پر جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام، گلشن کالونی، فیصل آباد میں درسِ نظامی کی تعلیم کا آغاز کیا گیا اور تدریس کے لیے شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد گل احمد عتیقی صاحب اور حضرت علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی کا انتخاب کیا گیا۔ مولانا محمد فضل رسول صاحب رضوی بھی اساتذہ کرام کے ہمراہ جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام میں آ گئے۔ دو سال یہاں تعلیم حاصل کی، راقم الحروف بھی فاروق آباد، لاہور، فیصل آباد آپ کے ہمراہ رہا اور مذکورہ اساتذہ کرام سے اکتسابِ فیض کرتا رہا۔

اس دوران آپ نے محدثِ عصر، بحر العلوم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب رضوی کے پاس دورۂ تفسیر القرآن اور دورۂ میراث پڑھنے کا شرف حاصل کیا، حضور محدثِ عصر رحمۃ اللہ علیہ اس دوران اپنا تحریر کردہ حاشیہ عربی مسلم الثبوت دوبارہ طبع کروا رہے تھے۔ انہوں نے برادر مکرم پر خصوصی اعتماد کا اظہار فرماتے ہوئے یہ ذمہ داری آپ کو سونپی کہ حضور محدث عصر رحمہ اللہ کے سامنے آپ حاشیہ کی عربی عبارت پڑھتے اور استاد محترم رحمہ اللہ تعالیٰ التصحیح کا فریضہ سرانجام دیتے۔ حضور محدث عصر رحمہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی شفقت فرماتے ہوئے آپ کو تفہیم البخاری کا ایک سیٹ بھی عنایت فرمایا۔

دو سال بعد جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام میں درسِ نظامی کی تعلیم کا سلسلہ موقوف ہو گیا تو ۱۴۱۷ھ تعلیمی سال کے ابتداء میں راقم الحروف اور برادر مکرم جھنگ میں استاذ المدرسین حضرت علامہ غلام محمد صاحب تونسوی اور کچھ عرصہ جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف (خوشاب) میں استاذ المدرسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد متین صاحب مدظلہ العالی سے استفادہ کرتے رہے، پھر استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی دامت برکاتہم العالیہ، دربار گجر پیر غلام محمد آباد، فیصل آباد میں جہاں استاذ محترم امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے، وہاں آپ کے پاس دو سال حاضر رہے اور درسِ نظامی کی بقیہ کتب کی تکمیل کی، ان عظیم اساتذہ سے آپ نے درسِ نظامی کی تمام مروجہ کتب ملا حسن، حمد اللہ، میر زاہد رسالہ قطبیہ، صدرا، اقلیدس، عبدالغفور وغیرہ کتب کی تعلیم حاصل کی، بعد میں دورانِ تدریس علامہ عطائی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے قاضی مبارک پڑھنے کا بھی شرف حاصل کیا، دورانِ تعلیم ہی راقم الحروف اور برادر مکرم دو مرتبہ استاذ الکل ملک المدرسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ عالیہ میں ڈھوک دھمن (خوشاب) میں حاضر ہوئے، دوسری بار آپ نے عنایتِ کریمانہ کا اظہار کرتے ہوئے مرقات کا خطبہ پڑھایا، اس طرح سلسلہ عالیہ خیر آبادی کے عظیم وارث سے حصولِ فیض کا یہ زریں موقع بھی حاصل ہو گیا۔

دورۂ حدیث شریف

۱۲ سال تک مختلف مدارس میں اپنے زمانہ کے بے بدل شیوخ سے استفادہ کرنے کے بعد شیخ طریقت دامت برکاتہم العالیہ کے حکم پر ۱۴۱۹ھ جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد میں دورۂ حدیث شریف کی کلاس میں داخل ہو کر جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام نبی صاحب رضوی سے درسِ حدیث لیا اور سند حدیث حاصل کی اور عرس امام اعظم ومحدث اعظم رضی اللہ عنہما کے موقع پر جلیل القدر علماء ومشائخ کی موجودگی میں جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا پیر ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر صاحب رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے دست باکرامت سے آپ کو دستارِ فضیلت پہنائی۔

شہادتِ عالیہ کے امتحان میں اوّل پوزیشن

مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال تعلیم کے دوران ۱۹۹۲ء میں تنظیم المدارس کے تحت منعقد ہونے والے امتحانات میں شہادۃ عالیہ کے امتحان میں شرکت کی اور پورے ملک میں اوّل پوزیشن حاصل کی، تنظیم المدارس کی طرف سے جامعہ نعیمیہ لاہور میں منعقدہ جلسہ میں آپ کو انعام اور سند امتیاز پیش کی گئی۔

بیعت

آپ کے والد ماجد مدظلہ العالی کے قائم فرمودہ مدرسہ غوثیہ رضویہ، چک نمبر110/10.R کے سالانہ جلسہ دستارِ فضیلت اور نئی عمارت کے سنگِ بنیاد کے موقع پر جگر گوشۂ محدث اعظم پاکستان شمس العلماء والمشائخ حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ، چک نمبر110/10.R میں تشریف لائے۔ اس موقع پر ۳، اپریل ۱۹۸۰ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء تمام گھر والوں کے ہمراہ آپ کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔

شیخ طریقت کے ساتھ آپ والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں، بچپن سے پابندی کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں، زندگی کے ہر اہم معاملہ میں آپ کی اجازت حاصل کر کے اس پر عمل کرتے ہیں۔ دورانِ تعلیم مدرسہ تبدیل کرنے کا مسئلہ ہو یا فراغت کے بعد تدریس کا معاملہ ہو، حتیٰ کہ شادی اور اولاد کی تعلیم وتربیت ہر کام شیخ طریقت سے اجازت لے کر کرتے ہیں۔ قبلہ پیر صاحب بھی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔ شیخ طریقت کے ساتھ آپ کی گہری عقیدت اور قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی آپ پر خصوصی شفقت اور اعتماد کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۴۲۸ھ میں جبکہ آپ اپنے مدرسہ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم، جہانیاں میں بطور صدر مدرس خدمات سرانجام دے رہے تھے اور تین مساجد میں جمعہ کا خطاب بھی آپ کے ذمہ تھا، دورانِ سال ماہ ذوالقعدہ کے آخر میں قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے آپ کو بطور مدرس جامعہ محدث اعظم، اسلامک یونیورسٹی، چنیوٹ میں خدمات سرانجام دینے کا حکم ارشاد فرمایا، بغیر کسی حیل وحجت کے اپنے مدرسہ اور جمعہ کے خطبات کو چھوڑ کر صرف ۴ دن میں شیخ طریقت کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

تدریس

شوال المکرم ۱۴۱۹ھ میں آپ نے مدرسہ غوثیہ رضویہ جامع العلوم خانیوال میں باقاعدہ تدریس کا آغاز کیا، دو سال بحیثیت صدر مدرس یہاں تدریسی خدمات سرانجام دینے کے بعد شوال المکرم ۱۴۲۱ھ میں والد ماجد مدظلہ کے قائم فرمودہ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں میں بطور صدر مدرس فرائض تدریس سرانجام دینا شروع کیے۔ ذوالقعدہ ۱۴۲۸ھ تک سات سال یہاں فرائض تدریس سرانجام دینے کے بعد قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حکم کے مطابق جامعہ محدث اعظم، رضا نگر، چنیوٹ میں بطور مدرس آپ کی تقرری ہوئی۔ ۸ ذوالقعدہ ۱۴۲۸ھ سے لے کر اب تک شیخ طریقت کے زیر سایہ جامعہ محدث اعظم میں فرائض تدریس سرانجام دے رہے ہیں۔ شوال المکرم ۱۴۲۹ھ کو قبلہ پیر طریقت دامت برکاتہم العالیہ نے آپ پر بھر پور اعتماد فرماتے ہوئے جامعہ میں آپ کو صدر مدرس کے عہدہ پر فائز فرمایا۔

خانیوال میں بحیثیت شیخ الحدیث

شوال المکرم ۱۴۲۴ھ میں استاذ محترم مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا عبدالحمید صاحب چشتی (خانیوال) کے حکم پر مدرسہ غوثیہ جامع العلوم، خانیوال میں بطور شیخ الحدیث آپ کا تقرر ہوا۔ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم، جہانیاں میں تدریس کے ساتھ ساتھ خانیوال

میں دورۂ حدیث شریف کے طلباء کرام کو بخاری، مسلم شریف اور ابن ماجہ کا درس دیا۔ اسی دوران دونوں اداروں میں تدریس فرمانے کے ساتھ ساتھ چار ماہ کے قلیل عرصہ میں آپ نے احکام الصغار کا اُردو ترجمہ بھی مکمل کیا۔ ۱۴۳۱ھ سے ہر سال شعبان المعظم میں جامعہ محدث اعظم رضا نگر، چنیوٹ میں پیر طریقت کے حکم پر آپ دیگر اساتذہ کرام کے ہمراہ دورۂ تفسیر القرآن بھی پڑھا رہے ہیں۔

خطابت

آپ بہترین خطیب بھی ہیں، آپ کی تقریر قرآنی آیات، احادیث کریمہ، دلائل شرعیہ اور علمی نکات سے مزین ہوتی ہے۔ زمانہ طالب علمی میں کئی تقریری مقابلوں میں شرکت کی اور نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ دورانِ تعلیم اساتذہ کرام کو آپ پر اس قدر اعتماد تھا کہ خانیوال تعلیم کے دوران مرکزی جامع مسجد، خانیوال میں قبلہ مفتی اعظم خانیوال کی عدم موجودگی میں کئی مرتبہ تقریر اور خطبہ جمعہ کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی۔ اسی طرح مناظر اسلام علامہ عبدالحمید صاحب چشتی اور علامہ مولانا محمد اشرف صاحب چشتی گولڑوی کی جگہ آپ کو دورانِ تعلیم کئی مرتبہ جمعہ پڑھانے کا اعزاز نصیب ہوا۔ جہانیاں میں دورانِ تدریس آپ تین مساجد میں جمعہ کے موقع پر تقریر فرماتے، کئی مرتبہ آپ کو سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار، فیصل آباد میں جمعہ پڑھانے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ تا جمادی الآخری ۱۴۳۳ھ آپ جامعہ محدث اعظم، چنیوٹ میں تقریباً تین سال تک فرائض خطابت سرانجام دیتے رہے، ۱۲ جمادی الآخری ۱۴۳۳ھ/۴ مئی ۲۰۱۲ء سے جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان کے حکم پر آپ مستقل طور پر سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار، فیصل آباد میں جمعۃ المبارک کی خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، آپ کے یہ خطابات انٹرنیٹ پر بھی نشر کیے جاتے ہیں۔

افتاء

جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم، جہانیاں منڈی میں مختلف لوگوں کی طرف سے آئے ہوئے استفتاء کے جوابات لکھنا آپ کی ذمہ داری تھی۔ جامعہ محدث اعظم، چنیوٹ میں بھی آپ کی زیر نگرانی فتاویٰ جات جاری کیے جاتے ہیں، بعض اہم فتاویٰ آپ خود تحریر کرتے ہیں۔

تصنیف وتالیف

تدریسی مصروفیات کے باوجود آپ ہمیشہ تصنیف وتالیف کی طرف بھی متوجہ رہے۔ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں میں آپ نے مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم کی بنیاد رکھی، اس کے تحت چند رسائل ترتیب دے کر شائع کئے، پھر استاذ محترم حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین صاحب چشتی مدظلہ العالی کے فرمان کے مطابق کتب کے تراجم کا کام شروع کیا۔ چار ماہ کے عرصہ میں احکام الصغار کا ترجمہ کیا جو کہ فرید بک سٹال، لاہور کی طرف سے شائع ہو چکا ہے، اس کے بعد زجاجۃ المصابیح کا ترجمہ کیا اور اس پر مفید حواشی کا اضافہ کیا جو کہ شائع ہو کر اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس وقت المستدرک للحاکم کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ پہلی جلد کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ چند درسی کتب کی شروح بھی کی ہیں جو کہ غیر مطبوعہ ہیں، حیات محدثِ اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ پر بھی کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ تکمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔ ۱۴۳۴ھ میں آپ نے ''تحریک سواد اعظم کے نام سے ایک تنظیم قائم کی، جس کے زیر اہتمام ''محدث اعظم پاکستان'' کے تین نادر حاشیے اور رضوی تشریحات'' کے نام سے آپ کی تالیف دو بار زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے اور اس تنظیم کے تحت آپ کی زیر نگرانی ہر دو ماہ بعد'' فکر سواد اعظم'' کے نام سے مجلہ شائع ہوتا ہے، جو قیمتی اور نادر مضامین پر مشتمل ہوتو ہے۔

اساتذہ کرام

ترتیب زمانی کے اعتبار سے آپ کے اساتذہ کرام کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) والد گرامی مولانا الحاج حافظ محمد حبیب الرحمٰن صاحب رضوی (جہانیاں منڈی)
(۲) استاذ العلماء علامہ مولانا محمد اشرف صاحب چشتی گولڑوی (جہانیاں منڈی)
(۳) مناظر اسلام علامہ مولانا عبد الحمید صاحب چشتی (خانیوال)
(۴) فخر الصلحاء علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی (خانیوال)
(۵) فخر المدرسین علامہ مولانا مفتی محمد گل احمد خاں صاحب عتیقی (لاہور)
(۶) جامع المعقول والمنقول علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب عطائی (فیصل آباد)
(۷) استاذ العلماء علامہ مولانا غلام نصیر الدین صاحب چشتی (لاہور)
(۸) شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ (فیصل آباد)
(۹) استاذ العلماء علامہ مولانا عطا محمد متین صاحب
(۱۰) شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام نبی صاحب (فیصل آباد)

تلامذہ

راقم الحروف محمد محب النبی رضوی، مولانا صاحبزادہ محمد مبشر اقبال جمیل رضوی (لندن)، مولانا صاحبزادہ محمد حامد رضا (لندن)، مولانا صاحبزادہ محمد ولی رضا (لندن)، مولانا صاحبزادہ محمد مہر سعید صاحب چشتی (مدرس) مدرسہ غوثیہ جامع العلوم عیدگاہ، خانیوال، مولانا صاحبزادہ محمد نعمان حمید چشتی، مولانا محمد طیب رضوی مدرس جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم، مولانا محمد قاسم رضوی مدرس جامعہ حبیبیہ رضویہ جہانیاں منڈی، مولانا محمد فاروق رضوی (گوجرانوالہ)، مولانا محمد عقیل احمد رضوی (مدرس جامعہ محدث اعظم، چنیوٹ) چیچہ وطنی، اس کے علاوہ متعدد تلامذہ ہیں جو دینی خدمات میں مصروف عمل ہیں۔

اولاد

۸۷ شوال المکرم ۱۴۲۲ھ بروز پیر آپ کی شادی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا، آپ کے دو صاحبزادے محمد حسنین رضا رضوی اور محمد زین رضا رضوی ہیں اور ایک صاحبزادی فاطمہ رضوی ہے، آپ کے دونوں بیٹے اور راقم الحروف کے بیٹے محمد حماد رضا رضوی نے قبلہ پیر طریقت کی خدمت میں حاضر ہو کر بسم اللہ خوانی کی، آپ اپنی تمام اولاد کو دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ کرنے کی شدید خواہش رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے تمام نیک مقاصد کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے، اور ساری زندگی خدمتِ دین میں مصروف عمل رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

ابوالحماد محمد محب النبی رضوی

ناظم اعلیٰ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم، ہائی وے روڈ، جہانیاں منڈی

۱۶ ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ / ۲۲ فروری ۲۰۱۳ء

بہ روز بدھ

عرضِ مترجم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی نور قلوبنا بمصباح القرآن و شرح صدورنا بمفتاح البیان والصلٰوۃ والسلام علٰی سیّد الانس والجان محمد حبیب الرحمٰن وعلٰی الہ واصحابہ ھم نجوم سماء الشریعۃ ومصابیح زجاج الطریقۃ خصوصا علٰی اسیاد الصحابۃ اعنی الخلفاء الاربعۃ وعلی الامامین الھمامین الحسنین الکریمین سیدا شباب اھل الجنۃ وعلی امھما السیّدۃ فاطمۃ سیّدۃ نساء الجنۃ وعلی سیّدنا الامام زین العابدین وارث علوم الشریعۃ وقاسم فیوض الطریقۃ وعلٰی جمیع علماء اھل السنۃ لا سیما علی کاشف الغمۃ الامام الاعظم ابی حنیفۃ وعلی مجدد الملۃ الامام الافخم احمد رضا ھو فضل رسول اللّٰہ لھذہ الامۃ وعلٰی ماحی البدعۃ وحامی السنۃ المحدث الاعظم محمد سردار احمد ھو معدن فیض رسول اللّٰہ لاھل السنۃ.

اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو اپنی معرفت وعبادت کے لیے پیدا فرمایا۔ جو انسان اس مقصد تخلیق کے تقاضوں کو پورا نہ کرے، قرآن مجید کی اصطلاح میں وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں رہتا، لیکن اُس بلند و بالا اور مقدس و منزہ ذات کی معرفت کیسے ہو؟ پستیوں میں رہنے والا اور بشری کدورتوں سے ملوث انسان انوارِ معرفت تک کیسے رسائی حاصل کرے؟ اس کے لیے اللہ رب العزت نے انبیاء کرام علیہم السلام کی مقدس جماعت کو مبعوث فرمایا جن میں شانِ نورانیت بھی ہے اور شانِ بشریت بھی، جو خالق اور مخلوق کے درمیان فیض رسانی کا واسطہ وذریعہ بننے کی استعداد کے حامل ہیں۔

اپنے اپنے دور میں ہر نبی و رسول رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتا رہا، آخر میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم نبوت کا تاج پہن کر تشریف لائے اور آپ کی ذات پر سلسلہ نبوت و رسالت کو ختم کر دیا گیا۔ آپ کے ذریعے اللہ رب العزت نے اپنا آخری پیغام قرآن مجید کی صورت میں نازل فرمایا۔ قرآن مجید کتابِ ہدایت ہے، اس میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے لیے راہنمائی ہے۔ عقائد و احکام اور عبادات و معاملات کا روشن ترین بیان ہے، لیکن یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت کے بغیر محض قرآن مجید سے راہنمائی ممکن نہیں، اللہ رب العزت نے نماز کا حکم دیا، مگر نماز کیسے ادا کرنی ہے؟ اس کے فرائض و واجبات کیا ہیں؟ مفسداتِ نماز کیا ہیں؟ یہ تفصیل ہمیں قرآن مجید میں نظر نہیں آئے گی۔ حج کا حکم قرآن مجید میں ہے مگر اس کی ادائیگی کا تفصیلی طریقہ ہم براہِ راست قرآن مجید سے اخذ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح دیگر عبادات و معاملات کی کیفیت ہے۔ ان تفاصیل کو جاننا ہے تو اس کے لیے سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' (الاحزاب: ۲۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین عملی نمونہ ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ کتابِ ہدایت قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کو اور ان کی پرنور زندگی کے پاکیزہ لمحات کو سامنے رکھنا ہوگا۔ ادیانِ عالم میں سے یہ اعزاز وشرف صرف اور صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس کے ماننے والوں کے پاس کتابِ ہدایت کا ایک ایک لفظ بغیر کسی تبدیلی کے محفوظ ہے اور سراجِ ہدایت، معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال واقوال بھی محفوظ ہیں، ان کی پاکیزہ زندگی میں گزرنے والے شب و روز کے معمولات، گفتار و کردار، سفر و حضر اور جلوت و خلوت کے حالات و آثار، الغرض سیرتِ طیبہ کا ایک ایک گوشہ ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح نگاہوں کے سامنے موجود و محفوظ ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان ان کے دہن مقدس سے نکلے ہوئے ایک ایک کلمہ اور ان کی حیاتِ طیبہ کی ایک ایک ادا کو وظیفۂ ایمان بنائے رہے۔ تابعین اور تبع تابعین نے احادیثِ رسول کی حفاظت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا' پھر بعد والے اَدوار میں اکابر محدثین نے بڑے منظم انداز میں اس نصب العین کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ راویانِ حدیث کے احوال کی جانچ پڑتال کی گئی' روایت و درایت کے اصول مدنظر رکھے گئے' رجال کی تحقیق کے لیے قوانین وضوابط وضع کیے گئے' حدیث کی مختلف اقسام متعین کی گئیں' ابواب و کتب ترتیب دیے گئے' مختلف انداز سے احادیث کے مجموعے مرتب کیے گئے' اربابِ حدیث کے مراتب کا تعین کیا گیا۔ الغرض اس راہ میں پیش آنے والے دقیق سے دقیق تر امر کا بھی لحاظ رکھا گیا' کسی معمولی سے نکتہ سے بھی صرفِ نظر نہیں کیا گیا۔ اس بے مثل جانفشانی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم اقوام عالم کے سامنے بلاخوف تردید برملا یہ اعلان کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلامِ لاریب کو سمجھنے کے لیے ہمارے سامنے ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتابِ حیات کا ایک ایک ورق موجود ہے اور یہ خصوصیت کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔

اکابر محدثین نے جس جانفشانی اور محنت سے تدوینِ حدیث کا فریضہ سرانجام دیا' اب ان کے ترتیب شدہ مجموعوں پر کوئی اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ انہی مجموعوں کو سامنے رکھتے ہوئے علماء کرام اپنے اپنے انداز میں احادیث کے مجموعے ترتیب دیتے رہے اور انہی جمع شدہ احادیث کو نئی نئی ترتیب کے ساتھ امتِ مسلمہ کے سامنے پیش کرتے رہے' اسی سلسلہ کی ایک کڑی ''المصابیح'' ہے۔ امام ابومحمد حسین مسعود فراء بغوی متوفی ۵۱۶ھ نے صحاح ستہ اور دیگر مجموعہ ہائے احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے اسے ترتیب دیا' پھر شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۲ھ نے ''المصابیح'' کو نئے سرے سے مرتب و مدون کیا اور اسے ''مشکوٰۃ المصابیح'' کا نام دیا اور اس مجموعہ کو اللہ رب العزت نے شہرتِ تامہ عطا فرمائی۔ آج بھی تمام دینی مدارس کے نصاب میں یہ شامل ہے اور صدیاں گزر جانے کے باوجود اس کی مقبولیت میں کوئی کمی نہیں آئی۔

البتہ اس کتاب کے مؤلف شافعی ہیں اور اختلافی مقامات پر وہی احادیث ذکر کرتے ہیں جن سے شوافع حضرات استدلال کرتے ہیں' لہٰذا اس ضرورت کا شدت سے احساس کیا جاتا تھا کہ کوئی حنفی محدث اسی انداز پر ایسا مجموعہ ترتیب دے جس میں وہ احادیث جمع کر دی جائیں جن سے فقہائے احناف استدلال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سعادت محدثِ دکن حضرت علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہوئی۔ آپ نے مشکوٰۃ المصابیح کو سامنے رکھتے ہوئے ''زجاجۃ المصابیح'' کے نام سے ایک مجموعہ مرتب کیا' جسے حنفی مشکوٰۃ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اسی کا اردو ترجمہ وتشریح نذرِ قارئین ہے۔

مؤلف زجاجۃ المصابیح کی مختصر سوانح

حضرت علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ دس ذوالحجہ ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۶ء بروز جمعہ حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب چوالیس واسطوں سے سیدنا امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایماء پر حجازِ مقدس سے ہندوستان تشریف لائے۔ عادل شاہی دور میں تعلقہ نلدرگ' ضلع عثمان آباد' مہاراشٹر میں قیام پذیر رہے۔ آپ کے والد ماجد مولانا حافظ سید مظفر حسین نقشبندی' حیدر آباد دکن میں منتقل ہوئے اور وہیں ان کا وصال ہوا۔ آپ کے والد ماجد نہ صرف عالم و فاضل ہوئے بلکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مسکین شاہ نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۳۱۴ھ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت شہزادہ قادری المعروف ہونٹ کٹے شاہ کی صاحبزادی اور عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں۔ آپ نے حیدر آباد کے مشہور فضلاء سے علومِ دینیہ کی تحصیل کی۔

آپ کے چند اساتذہ کے نام یہ ہیں:

(۱) شیخ الاسلام' فضیلت جنگ مولانا انوار اللہ فاروقی' بانی جامعہ نظامیہ' حیدر آباد دکن (۲) مولانا منصور علی خاں (۳) مولانا

حبیب الرحمٰن بیدل سہار نپوری (۴) مولانا محمد یٰسین (۵) مولانا حکیم عبدالرحمٰن سہار نپوری۔

آپ نے حضرت شاہ سعد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید و خلیفہ حضرت پیر سید محمد بادشاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

آپ نے ساری زندگی مخلوقِ خدا کی راہنمائی اور علومِ دینیہ کی خدمت میں گزاری' احکامِ شریعت پر پابندی سے عمل پیرا رہے۔

آپ نے مختلف تصانیف یادگار چھوڑیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) زجاجۃ المصابیح (عربی) (۲) سلوک مجددیہ (۳) گلزار اولیاء (۴) یوسف نامہ (۵) فضائل نماز (۶) علاج السالکین (۷) کتاب المحبت (۸) میلاد نامہ (۹) معراج نامہ (۱۰) شہادت نامہ (۱۱) مواعظِ حسنہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ آپ کے صاحبزادگان کے نام یہ ہیں:

(۱) مولانا ابوالبرکات سید خلیل اللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ (۲) میاں سید احمد (۳) میاں سید حبیب اللہ قادری (۴) میاں سید شاہ رحمت اللہ قادری

آپ نے درج ذیل حضرات کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا:

(۱) مولانا ابوالبرکات سید خلیل اللہ شاہ (۲) مولانا سید رحمت اللہ شاہ (۳) مولانا سید عبدالرؤف (۴) حضرت غلام جیلانی (۵) حضرت صدیق حسین (۶) جناب میر لطف علی خاں (۷) جناب عبدالرزاق (۸) ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں' سابق صدر شعبۂ عربی جامعہ عثمانیہ' حیدر آباد دکن۔

۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲ اگست ۱۹۶۴ء بروز جمعرات آپ کا وصال مبارک ہوا۔ مصری گنج' حیدر آباد دکن' نقشبندی چمن میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ اللہ رب العزت بطفیل محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم آپ کی تربت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین! (ملخصاً از جاجۃ المصابیح مع اردو ترجمہ نور المصابیح' جلد اول مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور)

فرید بک سٹال اہل سنت و جماعت کا ایک عظیم اشاعتی ادارہ ہے' جناب سید محسن اعجاز گیلانی صاحب اپنے والد گرامی قدر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شب و روز ادارہ کی ترقی کے لیے کوشاں ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی کی گراں قدر تالیفات شرح صحیح مسلم' تبیان القرآن اور نعمۃ الباری جیسی عظیم شاہکار تصانیف کو منظر عام پر لانا یقیناً ادارہ کا ایک قابل فخر کارنامہ ہے۔ زجاجۃ المصابیح مع اُردو ترجمہ و حواشی مکمل پیش کرنا بھی ادارہ کا ہدف تھا۔ کتاب الآداب سے آخر تک یہ خدمت راقم الحروف کے سپرد کی گئی اور یہ ایک عظیم سعادت ہے کہ اس بے مایہ کا نام بھی کسی انداز سے خدامِ حدیث میں شامل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نگاہِ رحمت سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا' اللہ تعالیٰ اس ادارے کو مزید ترقیاں نصیب فرمائے۔ ادارے کی کامیابی یقیناً اشاعتی محاذ پر اہل سنت و جماعت کی کامیابی ہے۔

استاذ محترم حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین صاحب چشتی شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ' لاہور کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے' کم ہے۔ آپ نے خلوص و للّٰہیت سے بندہ پر شفقت فرماتے ہوئے اسے تصنیف و تالیف میں مصروف کیا۔ "الدال علی الخیر کفاعلہ" کی روشنی میں یقیناً اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ہے کہ ان کاوشوں کا اجر و ثواب آپ کے نامہ اعمال میں بھی درج کیا جائے گا۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ان سب شخصیات کو بے حساب اجر و ثواب عنایت فرمائے' جن کا تعاون' جن کی دعائیں' نیک تمنائیں' شفقتیں' عنایتیں رفیقِ سفر بنیں اور یہ بندہ اپنی بے بضاعتی کے باوجود طالبینِ حدیث کی خدمت میں یہ نذرانہ پیش کرنے کی جرأت کر سکا۔

★ فخر المدرسین شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی گل احمد عتیقی صاحب (لاہور)' آپ نے خصوصی شفقت فرمائی اور عین سفرِ حرمین کی تیاری کے وقت بے پناہ مصروفیات سے وقت نکالا اور بندہ کی درخواست قبول کرتے ہوئے اپنی قیمتی رشحاتِ قلم سے نوازا۔ یقیناً یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے۔

★ استاذِ محترم مناظرِ اسلام حضرت علامہ عبدالحمید صاحب چشتی (خانیوال)' آپ نے بھی اپنی بے پناہ مصروفیات سے وقت نکال کر بندہ کی درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور تقریظ گرامی سے مشرف فرمایا۔

راقم الحروف کے تمام اساتذہ کرام خصوصاً شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا غلام نبی صاحب (فیصل آباد)' فخر العلماء حضرت علامہ مولانا محمد اشرف صاحب چشتی (جہانیاں منڈی)' فخر الصلحاء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی (لندن) اور جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ محمد مرتضیٰ صاحب عطائی (فیصل آباد) و دیگر عظیم اساتذہ کرام' ان سب کی محبتیں اور شفقتیں بندہ کے لیے زادِ راہ ہیں۔ والدینِ کریمین کی نیک دعائیں شاملِ حال ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجرِ عظیم نصیب فرمائے۔

برادرم مولانا ابوالحماد محمد محبّ النبی صاحب رضوی کا خصوصی تعاون ہے کہ انہوں نے رسمِ اخوت نبھائی' حضرت علامہ سید امین ہاشمی صاحب نے محنت کے ساتھ عربی عبارات کی تصحیح کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجرِ جزیل نصیب فرمائے۔

اہلِ علم قارئین سے درخواست ہے کہ اس کتاب میں جو بھی غلطی نظر آئے' اس سے آگاہ فرما کر شکریہ کا موقع دیں تاکہ آئندہ اصلاح کی جاسکے۔

قارئین دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مؤلف' مترجم و محشی' ناشر اور جملہ معاونین کو اپنی رحمت و برکت اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے!

راقم الحروف کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اس کے لیے حسنِ خاتمہ کی دعا فرمائیں! اللہ تعالیٰ اسے اور اس کی تمام اولاد اور جملہ متعلقین کو ایمان و اعمالِ صالحہ کی دولت کے ساتھ ساری زندگی دینِ متین کی خدمت میں صرف کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی
صدر مدرس جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی' رضانگر'
پوسٹ بکس نمبر ۲' چنیوٹ

انتساب

اہل سنت و جماعت کی ان عظیم جامعات کے نام

جہاں شب وروز "قال اللّٰہ وقال الرسول جل جلالہ و صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم" کی روح پرور صدائیں بلند ہوتی ہیں۔

جہاں طلباء کے سینوں میں اللہ جل جلالہ اور اس کے محبوبِ کریم ﷺ کی محبت کی شمعیں فروزاں کی جاتی ہیں۔

جہاں دین کی سر بلندی کے لیے اپنا تن من دھن قربان کرنے والے افراد تیار کیے جاتے ہیں۔

بالخصوص یہ دو عظیم ادارے:

★ جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی (چنیوٹ)، ایک سو چودہ کنال پر محیط اس عظیم جامعہ کے بانی جگر گوشۂ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ صاحبزادہ قاضی ابوالفیض محمد فضل رسول حیدر رضوی ہیں۔ جنہوں نے اپنی ذاتی رقم سے یہ عظیم ادارہ قائم فرما کر مشائخ اہل سنت و جماعت کے لیے ایک عظیم مثال پیش فرمائی۔ پروردۂ آغوش ولایت، صاحبزادہ قاضی محمد فیض رسول رضوی، رئیس الجامعہ کے زیرِ اہتمام جامعہ ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔

★ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم (جہانیاں منڈی)، جو والد گرامی مولانا الحاج حافظ محمد حبیب الرحمٰن صاحب رضوی کے زیرِ اہتمام اور برادرم مولانا ابوالحماد محمد محب النبی صاحب رضوی کے زیرِ انتظام ترقی کی جانب گامزن ہے، جس ادارہ کی فضاء میں ترجمہ وتشریح کا یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

كِتَابُ الْأَدَابِ

آداب کا بیان

ادب کی تحقیق

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

جس چیز کی قولاً وفعلاً تعریف کی جائے اسے عمل میں لانا ادب ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ مکارمِ اخلاق پر عمل پیرا ہونا ادب ہے ایک قول یہ ہے کہ مستحسن چیزوں پر آگاہ ہونا ادب ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ بڑوں کی تعظیم کرنا اور چھوٹوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا ادب ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ ''مادبۃ'' سے ماخوذ ہے اور ''مادبۃ'' دعوتِ طعام کو کہتے ہیں۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۱۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

جو قول وفعل محمود ہو اسے عمل میں لانا ادب ہے اور بعض نے کہا کہ مکارمِ اخلاق کو حاصل کرنا ادب ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اسے ذکر کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ نیکیوں پر عمل پیرا ہونا اور برائیوں سے اعراض کرنا ادب ہے اور بعض نے کہا کہ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت ادب ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ادب ''مادبۃ'' سے ماخوذ ہے اور ''مادبۃ'' دعوتِ طعام کو کہتے ہیں۔ ادب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ادب کی طرف بھی بلایا جاتا ہے۔ (مرقات ج ۴ ص ۵۵۳ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

بَابُ السَّلَامِ — سلام کا بیان

سلام کی تحقیق

علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ'' (الحشر: ۲۳)۔ علامہ طیبی نے اس اسم کی تفسیر میں فرمایا: ''السلام'' مصدر ہے اللہ تعالیٰ کے اس اسم کے ساتھ موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر آفت اور نقص سے سلامتی والا ہے یعنی اس کی ذات حدوث اور عیب سے اس کی صفات نقص سے اور اس کے افعال خالص شر سے سلامتی والے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کی قضاء والے بعض اُمور میں جو چیز شر نظر آتی ہے وہ درحقیقت شر نہیں ہوتی بلکہ اس کے ضمن میں غالب خیر ہوتی ہے جس کے ترک سے عظیم شر لازم آتا ہے لہٰذا حقیقت میں جس چیز کا فیصلہ کیا گیا ہے وہ خیر ہی ہے اور شر ضمناً اس فیصلہ کے تحت داخل ہے اس صورت میں یہ اسماء تنزیہیہ سے ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے ان ناموں میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ کے منزہ اور پاک ہونے کا بیان ہوتا ہے) اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ ''السلام علیك'' کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم تم پر ہے یعنی تم اللہ تعالیٰ کی

حفاظت میں ہو جیسے کہا جاتا ہے: اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارا مصاحب ہے' اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں پر مطلع ہے' اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی سلامتی ہے' جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ'' (الواقعہ:۹۱) تو اے محبوب! تم پر سلام ہو دائیں طرف والوں سے' اور ایک قول یہ ہے کہ لفظِ سلام کئی معانی کے لیے آتا ہے: (۱) سلامتی (۲) دعا (۳) اللہ تعالیٰ کا اسم' کبھی یہ صرف سلامتی کے معنی میں ہوتا ہے اور کبھی صرف دعا کے معنی میں ہوتا ہے اور کبھی اس میں دونوں معانی کا احتمال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا'' (النساء:۹۴) اور جو تمہیں سلام کرے' اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔ اس میں دعا اور سلامتی دونوں معانی ہو سکتے ہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۳۳' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ' المتوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

سلام کے معنی میں ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے' لہٰذا ''السلام علیك'' کا معنی ہے کہ اللہ کا اسم تم پر ہو' یعنی تم اللہ کی حفاظت میں ہو اور ایک قول یہ ہے کہ سلام کا معنی سلامتی ہے' یعنی سلامتی تمہارے لیے لازم ہو۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۱۴ ص ۳۶۶' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا﴾ (النساء:۸۶)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب تمہیں کسی لفظ سے سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر لفظ کے ساتھ سلام کہو یا اسی لفظ کے ساتھ جواب دو' بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے O

سلام کی اہمیت وفضیلت

''تحیۃ'' کا معنی ہے: درازیٔ زندگی کی دعا دینا' اور آیہ مبارکہ میں ''تحیہ'' سے مراد سلام کہنا ہے' باہمی ملاقات کے وقت سلام کہنا اظہارِ خوشی کا ایک ذریعہ ہے۔ سلام کہنے سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے' نفرت وکدورت دور ہوتی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ' المتوفی ۱۱۷۲ھ لکھتے ہیں:

لوگوں کو اس بات کی ضرورت ہے کہ آپس میں خوشی اور بشاشت کا اظہار کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اور محبت کا برتاؤ کریں' چھوٹا بڑے کی تعظیم کرے اور بڑا چھوٹے پر شفقت کرے۔ ہم عمر لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کریں' کیونکہ اگر یہ بات نہ پائی جائے تو دوستی اور صحبت ایک بے فائدہ تعلق ہو کر رہ جاتا ہے' جس کا کوئی نتیجہ وثمرہ برآمد نہیں ہوتا' اور اس اظہارِ تعلق کے لیے مخصوص الفاظ ہونا ضروری ہیں' کیونکہ الفاظ سے بیان کیے بغیر تو خوشی اور محبت کے جذبات دل میں ہی پوشیدہ رہ جائیں گے اور قرائن وعلامات کے بغیر وہ معلوم نہیں ہو سکیں گے' لہٰذا ہر گروہ نے اپنی اپنی رائے کے موافق سلام کہنے کا طریقہ مقرر کیا ہے' پھر وہی طریقہ اس قوم کا شعار بن گیا اور اس قوم کے افراد کی شناخت کا ذریعہ بن گیا' مشرکین بہ وقتِ سلام کہا کرتے تھے: اللہ! تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رکھے! تمہاری صبح بہ خیر ہو! مجوس کہا کرتے تھے: تم ہزار برس جیو! لیکن قانونِ شرعی کا تقاضا ہے کہ آدمی وہ طریقہ اختیار کرے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتِ جاریہ ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۳۴۶' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت' لبنان)

اسلام دینِ کامل ہے' سلام کہنے کا جو طریقہ اسلام نے مقرر فرمایا' وہ باقی قوموں کے طریقوں سے ممتاز اور افضل ہے۔ باقی اقوام میں بہ وقتِ ملاقات مخصوص وقت میں سلامتی وعافیت کی دعا کی جاتی ہے لیکن اسلام نے لفظِ السلام علیکم مقرر فرمایا جس میں صبح وشام وغیرہ کسی مخصوص وقت کی قید کے بغیر زندگی بھر کے لیے ہر قسم کی آفات وبلیات سے سلامتی اور امن وعافیت کی دعا ہے۔ اللہ رب العزت نے ابوالبشر سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو طریقہ سلام کی تعلیم ارشاد فرمائی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ' متوفی ۲۵۶ھ

روایت کرتے ہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا' ان کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا' جب انہیں پیدا کیا تو فرمایا: جاؤ! اور ملائکہ کے اس بیٹھے ہوئے گروہ کو سلام کہو' اور سنو کہ وہ تمہیں (جواباً) کس طرح سلام کہتے ہیں کہ یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جا کر کہا: السلام علیکم! تو فرشتوں نے (جواباً) کہا: ''السلام علیك ورحمة الله'' اور فرشتوں نے ''ورحمة الله'' کا اضافہ کیا۔

(صحیح البخاری' کتاب الاستئذان' رقم الحدیث: ۶۲۲۷' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

ہمارے لیے بھی اللہ رب العزت نے اس طریقہ کو باقی رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً. (النور:۶۱)

پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو' ملتے وقت کی اچھی دعا' اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی امت کو سلام کی ترغیب دلائی اور اسے محبت میں اضافے کا باعث قرار دیا۔ امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہوگے' جب تک ایمان نہ لے آؤ اور تم مؤمن نہیں ہوگے' جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگو' کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم وہ کرنے لگو تو تم باہم محبت کرنے لگو' آپس میں بہ کثرت سلام کیا کرو۔ (صحیح مسلم' کتاب الایمان' رقم الحدیث: ۱۹۲' مطبوعہ دارالمعرفہ' بیروت)

سلام کے احکام ومسائل

★ آدمی کسی کے گھر کے دروازے پر جائے تو سلام سے پہلے اجازت طلب کرنا واجب ہے اور جب گھر میں داخل ہو تو پہلے سلام کرے' پھر کلام کرے' اگر باہر کسی سے ملاقات ہو تو پہلے سلام کرے پھر کلام کرے۔

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۴' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

★ اس میں اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے سلام کرنا یا جواب دینا؟ کسی نے کہا: جواب دینا افضل ہے' کیونکہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب۔ بعض نے کہا کہ سلام کرنا افضل ہے کہ اس میں تواضع ہے' جواب تو سبھی دے دیتے ہیں مگر سلام کرنے میں بعض مرتبہ بعض لوگ کسرِ شان سمجھتے ہیں۔ (بہار شریعت ج ۲ ص ۶۷۹' مطبوعہ مشتاق بک کارنر' اردو بازار' لاہور)

★ سلام کرنے والے کے لیے ''السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته'' کہنا افضل ہے اور جواب دینے والا بھی یہی کہے' اور ''برکاته'' پر اضافہ کرنا مناسب نہیں' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر چیز کی انتہاء ہوتی ہے اور سلام کی انتہاء ''برکاته'' ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۵' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

★ جواب میں واؤ کے ساتھ ''وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته'' کہنا افضل ہے۔

(البحر الرائق ج ۸ ص ۲۰۷' مطبوعہ مکتبہ حامدیہ' کوئٹہ)

★ ایک آدمی کسی جماعت میں بیٹھا ہوا تھا' دوسرے آدمی نے اسے سلام کیا اور کہا: ''السلام علیك'' اے فلاں! جماعت میں سے کسی دوسرے نے جواب دے دیا تو اس کے ذمہ سے جواب ساقط ہو جائے گا' اور ایک قول یہ ہے کہ اگر نام لے کر سلام کیا کہ اے زید! ''السلام علیك'' اور عمرو نے جواب دے دیا تو زید کے ذمہ سے سلام کا جواب ساقط نہیں ہوگا۔

(الفتاویٰ الخانیہ علیٰ ہامش الفتاویٰ الہندیہ ج ۳ ص ۴۲۳' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

★ سوار پیدل کو' کھڑا ہوا بیٹھے ہوئے کو' تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو اور بچہ بڑے کو سلام کرے۔

(الفتاویٰ البزازیہ علیٰ حاشیہ الفتاویٰ الہندیہ ج ۶ ص ۳۵۵ 'مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

★ سائل کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں۔ (تنویر الابصار ج ۹ ص ۵۹۲ 'مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

★ اگر یہودی یا عیسائی یا مجوسی نے مسلمان کو سلام کیا تو جواب دینے میں کوئی حرج نہیں' جواب میں صرف' و علیك'' کہے۔

(الدر المختار ج ۹ ص ۵۹۱ 'مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

★ ہنسی مذاق کرنے والے بوڑھے' جھوٹ بولنے والے' بے ہودہ گفتگو کرنے والے' لوگوں کو گالیاں دینے والے' اجنبی عورتوں کی طرف نظر کرنے والے' فاسق' معلن' گانا گانے والے اور کبوتر باز کو سلام نہ کیا جائے' جب تک ان حضرات کا ان افعال سے توبہ کرنا معلوم نہ ہو۔ (ردّ المحتار ج ۹ ص ۵۹۵ 'مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

★ ذمی' کافر کو بہ غرضِ حاجت سلام کر سکتا ہے' بلا ضرورت انہیں سلام نہ کرے' اگر ایسی قوم کے پاس سے گزرے' جن میں (مسلمانوں کے ساتھ) کفار بھی ہیں تو اختیار ہے چاہے تو السلام علیکم کہے اور مسلمانوں کی نیت کرے اور چاہے تو'' السلام علٰی من اتبع الھدٰی'' کہے۔

★ تلاوتِ قرآن' علمی گفتگو' اذان' اقامت کے وقت سلام نہ کہا جائے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان مقامات پر جواب بھی نہ دیا جائے۔

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۶ 'مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

★ اگر خالی مکان میں داخل ہو جہاں کوئی نہیں ہے تو کہے:'' السلام علی النبی ورحمة الله تعالٰی وبر کاته السلام علینا وعلٰی عباد الله الصالحین السلام علٰی اهل البیت ورحمة الله وبر کاته''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مکان سے یہاں مسجد یں مراد ہیں۔ نخعی نے کہا: جب مسجد میں کوئی نہ ہو تو کہے:'' السلام علٰی رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ج ۲ ص ۵۲ 'مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان)

ملا علی قاری نے شرح شفاء میں لکھا کہ خالی مکان میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ اسلام کے گھروں میں روحِ اقدس جلوہ فرما ہوتی ہے۔ (خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان ص ۶۴۵ 'مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور)

۷۵۳۵۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ نَقُوْلُ اَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا وَّاَنْعِمْ صَبَاحًا فَلَمَّا كَانَ الْاِسْلَامُ نُهِيْنَا عَنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے آنکھیں ٹھنڈی کرے اور تم خوشگوار حالت میں صبح کرو' جب دورِ اسلام آیا تو ہمیں اس سے منع فرما دیا گیا۔ (ابوداؤد)

۷۵۳۶ ۔وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَنَفَخَ فِيْهِ الرُّوْحَ عَطَسَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِاِذْنِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ يَا اٰدَمُ اِذْهَبْ اِلٰى اُولٰئِكَ الْمَلَائِكَةِ اِلٰى مَلَاٍ مِّنْهُمْ جُلُوْسٌ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالُوْا عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا اور ان میں روح پھونکی تو انہیں چھینک آ گئی اور انہوں نے الحمد للہ کہا اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی حمد وثناء بیان کی۔ تو ان کے رب نے ان سے فرمایا: ''یرحمك الله'' (اللہ تم پر رحم فرمائے) اے آدم! فرشتوں کے اس گروہ کے پاس جاؤ جو بیٹھے ہوئے ہیں اور انہیں السلام علیکم کہو' حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے السلام علیکم کہا تو فرشتوں نے کہا:'' علیك السلام ورحمة الله''

رَجَعَ اِلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ بَنِيْكَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ لَهُ اللّٰهُ وَيَدَاهُ مَقْبُوْضَتَانِ اِخْتَرْ اَيَّتَهُمَا شِئْتَ فَقَالَ اِخْتَرْتُ يَمِيْنَ رَبِّيْ وَكِلْتَا يَدَيْ رَبِّيْ يَمِيْنٌ مُّبَارَكَةٌ ثُمَّ بَسَطَهَا فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ وَذُرِّيَّتُهٗ فَقَالَ اَيْ رَبِّ مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ فَاِذَا كُلُّ اِنْسَانٍ مَكْتُوْبٌ عُمُرُهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَاِذَا فِيْهِمْ رَجُلٌ اَضْوَأُهُمْ اَوْ مِنْ اَضْوَئِهِمْ قَالَ يَا رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اِبْنُكَ دَاوٗدُ وَقَدْ كَتَبْتُ لَهٗ عُمُرَهٗ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ يَا رَبِّ زِدْ فِيْ عُمُرِهٖ قَالَ ذٰلِكَ الَّذِيْ كَتَبْتُ لَهٗ قَالَ اَيْ رَبِّ فَاِنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ لَهٗ مِنْ عُمُرِيْ سِتِّيْنَ سَنَةً قَالَ اَنْتَ وَذَاكَ قَالَ ثُمَّ سَكَنَ الْجَنَّةَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اُهْبِطَ مِنْهَا وَكَانَ اٰدَمُ يَعُدُّ لِنَفْسِهٖ فَاَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهٗ اٰدَمُ قَدْ عَجَّلْتَ قَدْ كُتِبَ لِيْ اَلْفُ سَنَةٍ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنَّكَ جَعَلْتَ لِاِبْنِكَ دَاوٗدَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَجَحَدَ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَنَسِيَ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهٗ قَالَ فَمِنْ يَّوْمَئِذٍ اُمِرَ بِالْكِتَابِ وَالشُّهُوْدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

پھر آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا باہمی سلام ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا جب کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ بند تھے کہ ان دونوں ہاتھوں میں سے جسے چاہو اختیار کرلو' تو انہوں نے عرض کیا: میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ اختیار کیا حالانکہ میرے رب کے تو دونوں ہاتھ ہی دائیں (برکت والے) ہیں' پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت کھولا تو اس میں حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد تھی' تو انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ تمہاری اولاد ہے اور اس وقت ہر انسان کی عمر اس کی آنکھوں کے درمیان لکھی ہوئی تھی اور ان میں ایک مرد انتہائی چمک دار چہرے والے تھے' یا فرمایا: روشن ترین چہرے والوں میں سے ایک تھے' حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تمہارے بیٹے داؤد علیہ السلام ہیں اور میں نے ان کی عمر چالیس سال لکھ دی ہے' عرض کیا: اے میرے رب! ان کی زندگی میں اضافہ فرمادے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تو اس کے لیے یہی زندگی لکھی ہے' عرض کیا: اے میرے رب! میں نے اپنی زندگی کے ساٹھ سال ان کے نام کردیئے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جیسے تمہاری خوشی! پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا حضرت آدم علیہ السلام جنت میں سکونت پذیر رہے' پھر جنت سے (زمین پر) اتارے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام اپنی زندگی شمار کرتے رہتے تھے کہ ان کے پاس ملک الموت آ گئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم نے جلدی کی ہے حالانکہ میری عمر تو ہزار برس لکھی گئی ہے' ملک الموت نے کہا: ہاں! ایسا ہی ہے لیکن آپ نے (اپنی زندگی کے) ساٹھ سال اپنے بیٹے حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کردیئے تھے' تو حضرت آدم علیہ السلام نے انکار کردیا اور ان کی اولاد بھی انکار کرنے لگی اور وہ بھول گئے اور ان کی اولاد بھی بھولنے لگی' فرمایا: اسی دن سے لکھنے اور گواہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی تاویل

اس حدیث میں ہے: پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا جب کہ اس کے دونوں ہاتھ بند تھے کہ ان دونوں ہاتھوں میں سے جسے چاہو اختیار کرلو۔

اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ ثابت کیا گیا ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ ہاتھ سے' دیگر جسمانی اعضاء اور جسم سے پاک و منزہ ہے' لہٰذا یہ فرمان متشابہات میں سے ہے' اس کا حقیقی معنی اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی جانتے ہیں' البتہ علمائے کرام نے اس میں تاویلات ذکر فرمائی ہیں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

دونوں ہاتھوں سے کنایۃً صفت جمال وصفت جلال کے آثار یعنی ضیاء اور ظلمت' طاعت اور معصیت اور جنت و دوزخ مراد

ہیں۔ اظہارِ کبریائی کے لیے عدم کے بعد مخلوق کی ایجاد صفتِ جلال کے طور پر ہوئی ہے' جس کا تعلق شانِ عدل سے ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے جس کے لیے چاہا' اپنی شانِ جمال کو ظاہر فرمایا' جس کا تعلق صفتِ فضل سے ہے' نبی کریم ﷺ کے فرمان میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اندھیرے میں مخلوق کو پیدا فرمایا' پھر ان پر اپنے نور کا فیضان فرمایا' جسے اس نور سے حصہ مل گیا' وہ ہدایت یافتہ ہو گیا اور جو اس نور سے محروم رہا وہ گمراہ ہو گیا۔ (مرقات المفاتیح ج ۴ ص ۵۶۸ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دایاں ہونے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے: پھر آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ اختیار کیا حالانکہ میرے رب کے تو دونوں ہاتھ ہی یمن و برکت والے ہیں۔ اس حدیث پاک میں جس طرح اللہ رب العزت کے لیے ہاتھ کا اطلاق متشابہات میں سے ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کا دایاں ہونا بھی متشابہات سے ہے' کیونکہ دایاں' بایاں وغیرہ جہات تو جسم کے لیے ہوتی ہیں' اللہ تعالیٰ جسم اور جہات سے پاک ہے' لہٰذا اس میں بھی تاویل ضروری ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۵۲ھ اس کی تاویل میں مختلف اقوال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس قول کی شرح میں مختلف تاویلات ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے لیے "ید" بمعنی صفت ثابت ہے" "ید" بہ معنی ہاتھ ثابت نہیں' اور اس فرمانِ اقدس میں کنایتاً اللہ تعالیٰ کے لیے "یــد" بہ معنی ہاتھ کی نفی کی گئی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ ہوتا تو وہ دایاں اور بایاں ہوتا' اور کلام کے آخر میں اس طرف اشارہ فرمایا کہ اس سے مراد خیر و برکت کا ثبوت ہے کیونکہ "یــدِ یــمــنٰــی" (دایاں ہاتھ) کو خیر و برکت لازم ہے۔ یمنٰی کا مادہ اشتقاق یمن ہے اور یمن کا معنی خیر و برکت ہے (۲) بایاں ہاتھ' قوت اور گرفت میں ناقص و کمزور ہوتا ہے' لہٰذا دونوں ہاتھوں کو دایاں قرار دینے میں اشارہ فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات نقصان سے پاک ہیں اور اس کی تمام صفات کامل ہیں (۳) سیّدنا آدم علیہ السلام کی مراد اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں پر شکر کرنا ہے اور یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ملے' چاہے لطف و مہربانی ہو یا قہر و غضب' وہ سب اس کا فضل و انعام ہی ہے' آپ نے جب فرمایا کہ میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ اختیار کیا تو اس سے وہم پیدا ہوا کہ لطف و مہربانی والی صفات کو قہر و غضب والی صفات پر ترجیح دی ہے' لہٰذا اس وہم کو دور کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے رب کے تو دونوں ہاتھ ہی سراپا یمن و برکت ہیں (۴) آپ کا مقصود اللہ تعالیٰ کے بے پایاں جود و کرم اور فضل و احسان کو بیان کرنا ہے کیونکہ اہل عرب کا محاورہ ہے کہ جو آدمی نفع ہی پہنچاتا ہو' اسے کہتے ہیں کہ اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں اور جو آدمی نقصان ہی پہنچاتا ہو' اسے کہتے ہیں کہ اس کا حصہ بایاں ہی ہے' اور جو آدمی نہ نفع پہنچائے' نہ نقصان پہنچائے' اسے کہتے ہیں کہ یہ آدمی نہ دایاں رکھتا ہے نہ بایاں (۵) اہل عرب لفظ "یــــد" سے قدرت اور نعمت مراد لیتے ہیں' اگر قدرت مراد ہو تو ہدایت و ایمان اور گمراہی و کفر کا پیدا کرنا مراد ہے اور اگر اس سے نعمت مراد ہو تو اہلِ ہدایت پر لطف و کرم اور گمراہوں پر غضب و قہر مراد ہے اور یہ سب عدل و حکمت ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ غالب ہے' اپنی ملکیت میں تصرف فرماتا ہے' علیم و حکیم ہے اور ان چیزوں کو جانتا ہے' جن پر دوسرے مطلع نہیں' جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ○" (ابراہیم: ۴) وہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے راہ دکھاتا ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے○ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۳ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

نبی کریم ﷺ کے افضل الانبیاء ہونے پر وارد شدہ اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو دیکھا تو ان میں ایک مرد سب سے زیادہ روشن و چمک دار تھے۔ اس پر اشکال ہے کہ اس سے حضرت داؤد علیہ السلام کا تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہونا لازم آتا ہے حالانکہ ہمارے نبی کریم ﷺ بالاتفاق افضل الانبیاء ہیں۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے' اللہ رب العزت نے ان کی امتیازی شان کو حضرت آدم علیہ السلام

پر ظاہر فرمانے کے لیے ان کی نورانیت کو ظاہر فرمایا' اس سے ان کا افضل الانبیاء ہونا لازم نہیں آتا' کیونکہ ہر نبی میں کوئی خصوصی امتیاز ہوتا ہے' جس سے اس نبی کی عظمتِ شان واضح ہوتی ہے' مگر اس بناء پر تمام انبیاء کرام سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔ سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجودِ ملائکہ ہوئے' سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آتش کدۂ نمرود گلزار ہوا' انہیں زمین وآسمان کے ملکوت کا مشاہدہ کرایا گیا۔ سیّدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام' ''وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ'' (الصّٰفّٰت:۱۰۷) کی شان سے نوازے گئے۔ سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہِ طور پر شرفِ ہم کلامی سے مشرف ہوئے۔ سیّدنا ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں پر اٹھایا گیا۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پنگھوڑے میں کلام فرمایا اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اور اپنی والدہ ماجدہ کی پاک دامنی کی شہادت دی' ان کمالات سے ان انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمتِ شان اور خصوصی مقام ظاہر ہوتا ہے' مگر ان خصوصی امتیازات اور جزئی فضائل سے ان حضرات علیہم الصلوٰۃ والسلام کا افضل الانبیاء ہونا لازم نہیں آتا' دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ لازم نہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام روشنی اور چمک میں سب انبیاء کرام سے ممتاز تھے بلکہ ہوسکتا ہے کہ آپ کی اتفاقاً پہلے حضرت داؤد علیہ السلام پر نظر پڑی اور ان کے حسن و جمال اور نورانیت کو دیکھتے ہوئے سوال فرمایا اور اس معنی کی تائید درج ذیل روایت سے ہوتی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کی پشت پر دستِ قدرت پھیرا تو قیامت تک جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمانا تھا' وہ ان کی پشت سے باہر نکل آیا اور ان میں سے ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی ایک شعاع پیدا فرما دی' پھر انہیں حضرت آدم علیہ السلام پر پیش فرمایا' حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہاری اولاد ہے' پھر آپ نے ان میں ایک مرد دیکھا جس کی آنکھوں کے درمیان کی روشنی آپ کے دل کو بھا گئی' آپ نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہاری اولاد میں سے آخری امتوں سے ایک مرد ہیں' جنہیں داؤد کہا جائے گا۔ الخ

(سنن ترمذی رقم الحدیث:۳۰۷۶' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

مذکورہ بالا دونوں جوابات شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے انداز میں بیان فرمائے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۴' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ وَهُمْ نَفَرٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَذَهَبَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ فَكُلُّ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ اٰدَمَ وَطُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدَهٗ حَتَّى الْاٰنَ.

بخاری و مسلم میں ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا' ان کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا' جب ان کو پیدا کیا تو فرمایا: جاؤ! اور اس گروہ کو سلام کرو اور وہ فرشتوں کی جماعت بیٹھی ہوئی تھی اور سنو کہ وہ تمہیں (جواباً) کس طرح سلام کہتے ہیں کہ یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جا کر کہا: ''السلام علیکم!'' تو فرشتوں نے (جواباً) کہا: ''السلام علیک ورحمۃ اللہ'' (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا راوی نے) فرمایا کہ فرشتوں نے ''ورحمۃ اللہ'' کا اضافہ کیا' یہ بھی فرمایا کہ جو شخص بھی جنت میں داخل ہوگا' وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا اور ان کے بعد اب تک مخلوق کا قد مسلسل گھٹتا رہا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمانے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے: ''خلق اللّٰہ اٰدم علٰی صورتہٖ'' اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ اس میں اختلاف ہے کہ ''صورتہٖ'' میں جو ضمیر ہے اس کا مرجع کیا ہے؟ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

''علٰی صورتہٖ'' سے مراد ہے: ''علٰی صورۃ اٰدم'' (کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی اپنی صورت پر پیدا فرمایا) کیونکہ لفظ ''اٰدم'' زیادہ قریب ہے (اور قریبی کو ضمیر کا مرجع بنایا جاتا ہے) اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ابتداءً ہی مکمل بشر' کامل الخلقت' ساٹھ ہاتھ لمبے قد کے ساتھ پیدا فرمایا جب کہ دوسرے انسانوں میں اس طرح نہیں ہوتا' وہ پہلے نطفہ ہوتے ہیں' پھر جما ہوا خون' پھر گوشت کا لوتھڑا' پھر جنین' پھر بچہ' پھر مرد ہوتے ہیں حتیٰ کہ ان کی لمبائی اور قد وقامت مکمل ہو جاتا ہے اور ابن بطال نے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس فرمان سے دہریہ کے قول کو باطل قرار دیا ہے کہ دہریہ کہتے ہیں کہ ہر انسان نطفہ سے اور ہر نطفہ انسان سے بنتا ہے۔ (اور آپ نے واضح فرما دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ابتداءً ہی اپنی کامل صورت پر نطفہ کے بغیر ہوئی) اور آپ نے قدریہ کے قول کا بھی رد فرمایا ہے کہ قدریہ کہتے ہیں: آدم علیہ السلام کی صفات دو طرح کی ہیں' ایک وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور دوسری وہ صفات ہیں جنہیں آدم علیہ السلام نے خود پیدا فرمایا' اور ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک شخص کے قریب سے گزرے جو اپنے غلام کے چہرے پر طمانچہ مار رہا تھا' آپ نے اسے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس غلام کی صورت پر پیدا فرمایا ہے' اس صورت میں ضمیر کا مرجع وہ غلام ہے جس کے چہرے پر طمانچہ مارا جا رہا تھا' اور ایک قول یہ ہے کہ ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے لیکن شکل وصورت اور ہیئت کا لفظ تو صرف اجسام پر بولا جاتا ہے (جب کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے)' لہٰذا یہاں صورت کا معنی صفت ہوگا' جس طرح کہا جاتا ہے: ''عرفنی صورۃ ھذا الامر'' مجھے اس کام کی صفت کی پہچان کراؤ۔ اب معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صفت پر پیدا فرمایا یعنی انہیں ''حی'' (زندہ) ''عالم'' سننے والا' دیکھنے والا اور کلام کرنے والا بنایا ہے (اور حیٰوۃ' علم' سمع' بصر اور کلام اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں) یا اضافت تشریفیہ ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی عظمت وشرافت کے اظہار کے لیے ان کی صورت کو اپنی صورت قرار دیا ہے) جس طرح بیت اللہ اور روح اللہ میں اضافت تشریفیہ ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ابتداءً کسی سابقہ نمونے اور مثال کے بغیر محض اپنی قدرت سے پیدا فرمایا' لہٰذا اپنی طرف اضافت کرکے انہیں عظمت وشرافت سے سرفراز فرمایا۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲۹)

٧٥٣٧- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى فَاِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْاِشَارَةُ بِالْاَكُفِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيْ اِنَّ الْمُعْتَمَدَ اَنَّ سَنَدَهٗ حَسَنٌ لَا سِيَّمَا وَقَدْ اَسْنَدَهُ السُّيُوْطِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ اِلَى ابْنِ عَمْرٍو فَارْتَفَعَ النِّزَاعُ وَزَالَ الْاِشْكَالُ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ہمارے غیر سے مشابہت اختیار کی وہ ہم میں سے نہیں' تم نہ یہود کی مشابہت اختیار کرو' نہ ہی نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرو' یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے اشارہ ہے۔ (ترمذی) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے کہا کہ معتمد یہ ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے' خصوصاً علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے الجامع الصغیر میں اس کو ابن عمرو کی طرف مسند کیا ہے' لہٰذا نزاع اور اشکال دور ہو گیا۔

یہود ونصاریٰ کے ساتھ مشابہت کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ تم یہود سے مشابہت اختیار نہ کرو نہ ہی نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرو کیونکہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا ہے۔ اس کی شرح میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس کا معنی یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ کے ساتھ تمام افعال میں مشابہت اختیار نہ کرو' خصوصاً ان دو عادات میں۔ شاید یہود ونصاریٰ سلام میں یا سلام کے جواب میں یا سلام و جواب دونوں میں صرف اشارہ کرتے تھے اور لفظ سلام نہیں کہتے تھے جس طرح کہ سیدنا آدم علیہ السلام اور آپ کی اولاد میں سے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کاملین کی یہی سنت ہے' گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف فرما دیا گیا تھا کہ آپ کی امت کے کچھ لوگ یہ کام کریں گے یا ان کی طرح جھک جانا' سر سے اشارہ کرنا یا صرف لفظ سلام کہنے پر اکتفاء کرنا اختیار کریں گے۔ میں نے مسجد حرام میں ایک بناوٹی صوفی کو دیکھا جو اپنے آپ کو سالکین' ریاضت کرنے والے' متوکلین اور زاہدین کی جماعت میں داخل کیے ہوئے تھا' وہ ہمیشہ روزہ سے رہتا اور اعتکاف میں مشغول رہتا تھا اور اس کے پاس اسباب دنیا میں سے کوئی چیز موجود نہیں تھی اور وہ چالیس سال سے زیادہ عرصہ سے اسی حالت پر تھا' پھر آخری عمر میں اس نے مکمل خاموشی اختیار کر لی اور وہ سلام کا جواب محض سر کے اشارہ سے دیتا تھا' حالانکہ وہ معرفت' تلاوت کی ہمیشگی' حسنِ خلق اور سخاوتِ نفس سے خالی تھا لیکن اسے جب دیکھتے وہ طواف میں مشغول ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہی حقیقتِ حال کو زیادہ جانتا ہے' اللہ تعالیٰ ہم پر اور اس پر رحم فرمائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۵۶۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۵۳۸ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: السلام علیکم! آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا' پھر وہ بیٹھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس طرح سلام کرنے والے کے لیے) دس (نیکیاں ہیں)' پھر دوسرا شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ نے اس کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: بیس نیکیاں' پھر اور شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ نے سلام کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: تیس نیکیاں۔ (ترمذی' ابوداؤد)

وَرَوٰى مَالِكٌ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ يَّمَانِيٌّ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ثُمَّ زَادَ شَيْئًا مَّعَ ذٰلِكَ اَيْضًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَنْ هٰذَا وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهٗ قَالُوْا هٰذَا الْيَمَانِيُّ الَّذِيْ يَغْشَاكَ فَعَرَّفُوْهُ اِيَّاهُ حَتّٰى عَرَفَهٗ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ السَّلَامَ اِنْتَهٰى اِلَى الْبَرَكَةِ قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّاِ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ اِذَا قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا' ان کی خدمت میں ایک یمنی شخص حاضر ہوا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا' پھر اس کے ساتھ کچھ اضافہ بھی کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ کون ہے؟ اس وقت آپ کی بینائی ختم ہو چکی تھی' لوگوں نے عرض کیا: یہ یمنی ہے جو آپ کے پاس حاضر ہوتا رہتا ہے اور لوگوں نے اس کا تعارف کروایا حتیٰ کہ آپ نے اس کو پہچان لیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سلام تو ''وبرکاتہ'' پر مکمل ہو جاتا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے موطأ میں فرمایا کہ اسی پر ہمارا عمل ہے کہ جب کوئی شخص السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو رُک جائے کیونکہ سنت

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فَلْيَكُفَّ فَإِنَّ اتِّبَاعَ السُّنَّةِ اَفْضَلُ وَلِذٰلِكَ قَالَ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَلَا يَزِيدُ الرَّادُّ عَلٰى وَبَرَكَاتُهُ.

کی پیروی ہی افضل ہے۔ اسی لیے درمختار میں ہے کہ سلام کا جواب دینے والا ''وبرکاتہ'' پر اضافہ نہ کرے۔

۷۵۳۹ - وَعَنْ غَالِبٍ قَالَ اِنَّا لَجُلُوْسٌ بِبَابِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْتِهِ فَاَقْرِئْهُ السَّلَامَ قَالَ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اَبِيْ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ فَقَالَ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَبِيْكَ السَّلَامُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

غالب بیان کرتے ہیں کہ میں حسن بصری رحمہ اللہ کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میرے والد گرامی نے میرے دادا جان سے روایت کرتے ہوئے مجھے یہ حدیث بیان کی اور کہا کہ میرے والد گرامی نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بھیجا' اور کہا کہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنا' میں نے آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے والد نے آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا ہے تو آپ نے فرمایا: ''علیك وعلٰی ابیك'' تم پر اور تمہارے والد پر سلام ہو۔

(ابوداؤد)

مسائلِ ضروریہ

مسئلہ: جب ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ فلاں کو میرا اسلام پہنچاؤ تو اس پر سلام پہنچانا واجب ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے ایک حدیث پاک ذکر کی ہے' جس سے پتا چلتا ہے کہ اگر کسی نے غائب شخص کی طرف سے سلام پہنچایا تو اس آدمی پر واجب ہے کہ اوّلاً سلام پہنچانے والے کو جواب دے اور پھر اس غائب شخص کو سلام کا جواب دے۔ (الفتاوی الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۶' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

مسئلہ: سلام پہنچانا اس وقت واجب ہے' جب قاصد نے سلام پہنچانے کا التزام کرلیا ہو اور یہ کہہ دیا ہو کہ میں تمہارا سلام پہنچا دوں گا کیونکہ اگر اس نے سلام پہنچانے کا التزام کرلیا ہے تو یہ سلام اس کے پاس امانت کی طرح ہوگا اور اسے پہنچانا لازم ہوگا اور اگر اس نے اپنے اوپر لازم نہ کیا ہو تو یہ سلام ودیعت کی طرح ہوگا اور اس پر پہنچانا واجب نہیں ہوگا' اسی طرح اگر حاجی سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں میرا اسلام عرض کرنا تو اس پر بھی سلام پہنچانا واجب ہوگا۔ (ردالمحتار ج ۹ ص ۵۹۵' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

فَضْلُ السَّلَامِ وَالْحَثُّ عَلَيْهِ

سلام کی فضیلت اور اس کی ترغیب

۷۵۴۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتُقْرِئُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: کھانا کھلاؤ اور اس شخص کو سلام کرو جسے تم پہچانتے ہو اور جسے نہیں پہچانتے۔ (بخاری' مسلم)

کفار و فساق کو سلام کہنے کا حکم

اس حدیث میں ہے: اور سلام کہو جسے تم پہچانتے ہو اور جسے تم نہیں پہچانتے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

اس میں اشارہ ہے کہ سلام میں تخصیص نہ کی جائے کہ بعض مخصوص لوگوں کو سلام کیا جائے اور دوسروں کو سلام نہ کیا جائے' جس طرح کہ متکبر لوگوں کا طریقہ ہے' کیونکہ تمام مؤمنین بھائی بھائی ہیں اور رشتہ اخوت میں سب برابر ہیں' البتہ یہ حکم عام مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے (کفار کو شامل نہیں)' لہٰذا کافر کو ابتداءً سلام نہیں کیا جائے گا' کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: یہود و نصاریٰ کو سلام

کہنے میں ابتداء نہ کرو اور جب ان میں سے کسی کے ساتھ سر راہ ملاقات ہو جائے تو انہیں تنگ راستے کی طرف چلنے پر مجبور کر دو۔
(صحیح مسلم' کتاب السلام' رقم الحدیث: ۵۶۲۶' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

اسی طرح اور دلیل سے فاسق بھی اس حکم عام سے مخصوص ہے اور جس آدمی کے متعلق شک ہو اس میں اصل یہی ہے کہ جب تک تخصیص ثابت نہ ہو' اس وقت تک حکم کو عموم پر باقی رکھا جائے' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کہنے والی حدیث ابتدائے سلام میں ہو اور مقصود تالیفِ قلوب ہو' پھر بعد میں منع فرما دیا ہو۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۳۸' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

فساق کو سلام نہ کرنے کے متعلق درج ذیل احادیث و آثار ہیں:

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے چہرہ پھیر لیا' جب اس آدمی نے نبی کریم ﷺ کی ناپسندیدگی کو ملاحظہ کیا تو انگوٹھی اتار دی اور لوہے کی انگوٹھی لے کر پہن لی اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا' آپ نے فرمایا: یہ شر ہے' یہ جہنمیوں کا زیور ہے' وہ آدمی واپس گیا اور انگوٹھی پھینک دی اور چاندی کی انگوٹھی پہن لی تو نبی کریم ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا۔
(الادب المفرد ص ۳۵۲' مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل' شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۳۲۵' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' ملتان)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص بحرین سے نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام عرض کیا' آپ نے جواب نہ دیا' اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی اور اس نے ریشمی جبّہ پہنا ہوا تھا' اس نے دونوں چیزیں اتار دیں' پھر آ کر سلام عرض کیا تو آپ نے سلام کا جواب دیا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں ابھی آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تھا' آپ نے اعراض فرمایا' آپ نے فرمایا: تیرے ہاتھ میں آگ کا انگارا تھا۔
(سنن نسائی ج ۸' رقم الحدیث: ۵۲۲۱' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت' الادب المفرد ص ۳۵۲' مطبوعہ مکتبہ اثریہ' سانگلہ ہل)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شراب پینے والوں کو سلام نہ کہو۔
(الادب المفرد رقم الحدیث: ۱۰۵۱' ۳' مطبوعہ مکتبہ اثریہ' سانگلہ ہل)

۷۵۴۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے' جب تک ایمان نہ لے آؤ اور تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو' کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جسے کرنے کے بعد تمہاری ایک دوسرے سے محبت بڑھ جائے گی' آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔
(مسلم)

۷۵۴۲ - وَعَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهٗ كَانَ يَاْتِی ابْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْ مَعَهٗ اِلَى السُّوْقِ قَالَ فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَى السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ عَلٰى سِقَاطٍ وَّلَا عَلٰى صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَّلَا مِسْكِيْنٍ وَّلَا عَلٰى اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِیْ

حضرت طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آتے اور صبح کے وقت ان کے ساتھ بازار تک جاتے' وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم بازار میں پہنچتے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کے پاس سے بھی گزرتے اسے سلام کہتے' خواہ وہ کوئی معمولی سامان فروخت کرنے والا ہوتا یا بڑا تاجر یا کوئی مسکین۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور انہوں نے مجھے بازار تک جانے کے لیے

اِلَى السُّوْقِ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا تَصْنَعُ فِي السُّوْقِ وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْاَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِيْ مَجَالِسِ السُّوْقِ فَاجْلِسْ بِنَا هَاهُنَا نَتَحَدَّثُ قَالَ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَا اَبَا بَطْنٍ قَالَ وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ اِنَّمَا نَغْدُوْ مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰى مَنْ لَقِيْنَاهُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

کہا' میں نے آپ سے عرض کیا: آپ بازار جا کر کیا کریں گے؟ آپ نہ تو خرید وفروخت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں' نہ کسی سامان کے متعلق دریافت کرتے ہیں' نہ اس کی قیمت معلوم کرتے ہیں اور نہ ہی بازار کی کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں' لہٰذا آپ ہمارے پاس یہیں تشریف رکھئے' ہم گفتگو کریں گے۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا: اے پیٹ والے! (راوی کہتے ہیں کہ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کا پیٹ بڑا تھا) ہم سلام کرنے کی غرض سے بازار جاتے ہیں کہ جو شخص بھی ہمیں ملے' ہم اسے سلام کہیں۔

(امام مالک' بیہقی فی شعب الایمان)

۷۵۴۳- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُوْدُهُ اِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ اِذَا مَاتَ وَيُجِيْبُهُ اِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهُ وَيُشَمِّتُهُ اِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهُ اِذَا غَابَ اَوْ شَهِدَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مؤمن کے دوسرے مؤمن پر چھ حقوق ہیں: (۱) جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے (۲) جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں حاضر ہو (۳) جب وہ اس کی دعوت کرے تو یہ قبول کرے (۴) جب اس سے ملاقات ہو تو اسے سلام کرے (۵) جب اسے چھینک آئے تو "یرحمك اللّٰه" کہے (۶) اور اس کے لیے خیر خواہی کرے چاہے وہ غائب ہو یا حاضر۔ (نسائی)

۷۵۴۴- وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهُ وَيُجِيْبُهُ اِذَا دَعَاهُ وَيُشَمِّتُهُ اِذَا عَطَسَ وَيَعُوْدُهُ اِذَا مَرِضَ وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهُ اِذَا مَاتَ وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں: (۱) ملاقات پر اسے سلام کرے (۲) اس کی دعوت پر لبیک کہے (۳) جب اسے چھینک آئے تو "یرحمك اللّٰه" کہے (۴) جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے (۵) جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے (۶) اس کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (ترمذی' دارمی)

جنازہ کے پیچھے چلنے کا حکم

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث پاک کے لفظ "یتبع" میں اشارہ ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے اور ہمارا مذہب مختار یہی ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے کہ جنازہ متبوع ہے' تابع نہیں اور جو جنازہ سے آگے ہو وہ ہم میں سے نہیں۔

(سنن ابن ماجہ ج ۱' کتاب الجنائز' رقم الحدیث: ۱۴۸۴' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت' مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۵۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

جنازہ کے پیچھے چلنا' آگے چلنے سے افضل ہے' جس طرح نماز فرض کی نفل پر فضیلت ہے' کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: اس ذات کی قسم جس نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! یقیناً جنازہ کے پیچھے چلنا' اس کے آگے چلنے سے افضل ہے' جس طرح نفل پر فرض نماز کو فضیلت ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا: نہیں! بلکہ میں نے اسے بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے' دو تین

دفعہ نہیں حتیٰ کہ آپ نے سات تک شمار فرمایا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ نے کہا: میں نے حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جنازہ کے آگے چلتے دیکھا ہے' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں کی مغفرت فرمائے! انہوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے جس طرح میں نے سنا ہے' یقیناً وہ دونوں اس امت میں سب سے افضل ہیں لیکن ان دونوں نے یہ اچھا نہیں جانا کہ لوگ اکٹھے ہوں اور تنگ ہو جائیں' لہٰذا انہوں نے لوگوں کی سہولت کو اختیار کیا۔ دوسری دلیل حضرت ابوامامہ رضی اللہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ کے جنازہ کے پیچھے ننگے پاؤں چلے۔ (مراقی الفلاح ص ۳۳۲' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

علامہ سیّد احمد طحطاوی حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں:

یہ حکم اس وقت ہے جب جنازہ کے ساتھ عورتیں نہ ہوں' اگر عورتیں ہوں جس طرح ہمارے زمانہ میں ہوتا ہے تو جنازہ کے آگے چلنا احسن ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح ص ۳۳۲' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

رملی نے کہا کہ ظاہر ہے کہ یہ (جنازہ کے آگے چلنا) مکروہ تنزیہی ہے۔

(منحۃ الخالق علیٰ هامش البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۲' مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ' کوئٹہ)

۷۵۴۵۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ اَلْخُدْرِیّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاكَ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِیْهَا قَالَ فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلَسَ فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّهٗ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰی وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْكَرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے راستوں میں بیٹھنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں' ہم وہاں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: اگر تم راستوں میں بیٹھنے سے باز نہیں رہ سکتے تو راستے کا حق ادا کیا کرو! صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے؟ یارسول اللہ! فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا اور راستے سے تکلیف دِہ چیز ہٹا دینا اور سلام کا جواب دینا اور نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا۔ (بخاری ومسلم)

۷۵۴۶۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ وَاِرْشَادُ السَّبِیْلِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ میں ارشاد فرمایا: اور راستہ دکھانا۔ (ابوداؤد)

۷۵۴۷۔ وَعَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ وَتُغِیْثُوا الْمَلْهُوْفَ وَتَهْدُوا الضَّالَّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ میں ارشاد فرمایا: اور مظلوم کی مدد کرو اور راستہ بھولنے والے کی رہنمائی کرو۔ (ابوداؤد)

۷۵۴۸۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا خَیْرَ فِیْ جُلُوْسٍ فِی الطُّرُقَاتِ اِلَّا لِمَنْ هَدَی السَّبِیْلَ وَرَدَّ التَّحِیَّةَ وَغَضَّ الْبَصَرَ وَاَعَانَ عَلَی الْحَمُوْلَةِ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنے میں کوئی بھلائی نہیں صرف اسی شخص کے لیے بھلائی ہے جو راستہ دکھائے اور سلام کا جواب دے اور نظر نیچی رکھے اور بوجھ اٹھانے میں مدد کرے۔ (شرح السنہ)

٧٥٤٩- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِفُلَانٍ فِيْ حَائِطِيْ عَذْقٌ وَّاِنَّهُ قَدْ اٰذَانِيْ مَكَانَ عَذْقِهٖ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ بِعْنِيْ عَذْقَكَ قَالَ لَا قَالَ فَهَبْ لِيْ قَالَ لَا قَالَ فَبِعْنِيْهِ بِعَذْقٍ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ الَّذِيْ هُوَ اَبْخَلُ مِنْكَ اِلَّا الَّذِيْ يَبْخَلُ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: میرے باغ میں فلاں شخص کا کھجور کا درخت ہے اور اس سے مجھے بہت تکلیف پہنچتی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیغام بھیجا کہ اپنا درخت مجھے فروخت کر دے' اس نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: مجھے ہبہ کر دے' اس نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: جنت کے درخت کے عوض اسے میرے ہاتھ فروخت کر دے' اس نے کہا: نہیں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے سلام میں بخل کرنے والے شخص کے علاوہ تجھ سے زیادہ کوئی بخیل نہیں دیکھا۔ (مسند احمد' بیہقی فی شعب الایمان)

اٰدَابُ السَّلَامِ

سلام کے آداب

٧٥٥٠- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سلام' کلام سے پہلے ہے۔ (ترمذی)

٧٥٥١- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا انْتَهٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ يَّجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰى بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں جائے تو سلام کرے اور اگر بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے' پھر جب کھڑا ہو تو دوبارہ سلام کرے کیونکہ پہلا سلام' دوسرے سلام سے زیادہ فضیلت والا نہیں۔ (ترمذی' ابوداؤد)

مجلس سے اٹھ کر جانے والے کے سلام کا جواب دینا

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث پاک کے ظاہر سے پتا چلتا ہے کہ جماعت سے اٹھ کر جاتے وقت سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دینا جماعت پر واجب ہے۔ قاضی حسین اور ابو سعید نے کہا کہ مجلس سے اٹھ کر جاتے وقت سلام کہنا بعض لوگوں کی عادت ہے اور یہ دعا ہے' اس کا جواب مستحب ہے واجب نہیں' کیونکہ سلام تو ملاقات کے وقت ہوتا ہے واپسی کے وقت نہیں' اور شاشی نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ واپس جاتے وقت سلام کہنا سنت ہے' جس طرح ملاقات کے وقت سلام کہنا سنت ہے' لہٰذا جس طرح ملاقات کے ساتھ سلام کا جواب واجب ہے' اسی طرح واپسی کے وقت سلام کا جواب بھی واجب ہے اور یہی قول صحیح ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ٤ ص ٥٦٦' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٧٥٥٢- وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا لَقِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ اَوْ جِدَارٌ اَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهٗ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے' پھر اگر دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے' پھر اس سے ملاقات ہو تو دوبارہ سلام کرے۔ (ابوداؤد)

٧٥٥٣- وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهٖ وَإِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَهْلَهٗ بِسَلَامٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی گھر میں جاؤ تو اس کے رہنے والو کو سلام کرو اور جب وہاں سے نکلو تو انہیں سلام کہہ کر الوداع کرو۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

٧٥٥٤- وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةٌ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو' یہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لیے باعث برکت ہوگا۔ (ترمذی)

٧٥٥٥- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ إِذَا مَرُّوْا اَنْ يُسَلِّمَ اَحَدُهُمْ وَيُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوْسِ اَنْ يَرُدَّ اَحَدُهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ مَرْفُوْعًا وَّرَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ مَوْقُوْفًا وَّقَالَ بَعْدَ تَمَامِ سَنَدِهٖ رَفَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اَحَدُ مَشَائِخِهٖ لَا حَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ.

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ایک جماعت کا گزر ہو تو ان میں سے کسی ایک شخص کا سلام کہہ دینا کافی ہے اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کسی ایک شخص کا جواب دے دینا کافی ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے شعب الایمان میں مرفوعاً روایت کیا ہے' اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے موقوفاً روایت کیا ہے اور سند کے مکمل ہونے کے بعد فرمایا کہ اسے حسن بن علی رحمہ اللہ نے مرفوع قرار دیا ہے اور یہ حسن بن علی' امام ابوداؤد کے شیخ ہیں' حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نہیں۔

جماعت میں سے ایک آدمی کا سلام کہنا کافی ہے

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

سلام کی ابتداء سنت مستحبہ ہے' واجب نہیں اور یہ سنتِ کفایہ ہے' اگر جماعت ہو تو ان کی طرف سے ایک شخص کا سلام کرنا ہی کافی ہے اور اگر سب نے سلام کیا تو افضل ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۶۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور کسی نے سلام نہ کیا تو سب نے سنت ترک کر دی اور اگر ان میں سے کسی ایک نے سلام کر دیا تو سب کی طرف سے کافی ہے اور اگر سب نے سلام کیا تو افضل ہے' اور اگر سب نے جواب نہ دیا تو سارے گناہ گار ہیں اور اگر ان میں سے ایک نے جواب دیا تو سب کی طرف سے کافی ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۵' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

٧٥٥٦- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوار' پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔ (بخاری و مسلم)

٧٥٥٧- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھوٹا بڑے کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے' زیادہ تعداد

وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

والوں کو سلام کریں۔ (بخاری)

۷۵۵۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

بچوں کو سلام کہنے کا حکم

بچوں کو سلام کہنے میں مشائخ کا اختلاف ہے' بعض نے کہا: انہیں سلام نہ کیا جائے اور یہی حسن کا قول ہے اور بعض نے کہا: انہیں سلام کہنا افضل ہے اور یہی شریح کا قول ہے اور فقیہ ابواللیث رحمہ اللہ کا اسی پر عمل ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۵' مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

۷۵۵۹۔ وَعَنْ جَرِيرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کی جماعت کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام فرمایا۔ (مسند احمد بن حنبل)

وَرَوَى أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا قَالَ ابْنُ الْمَلِكِ هٰذَا مُخْتَصٌّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَمْنِهِ مِنَ الْوُقُوعِ فِي الْفِتْنَةِ وَأَمَّا غَيْرُهُ فَيُكْرَهُ لَهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَى الْمَرْأَةِ الْأَجْنَبِيَّةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ عَجُوزَةً بَعِيدَةً عَنْ مَظَنَّةِ الْفِتْنَةِ وَيُؤَيِّدُهُ حَدِيثُ مُسْلِمٍ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ.

ابوداؤد' ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے جب کہ میں عورتوں کی جماعت میں بیٹھی ہوئی تھی تو آپ نے ہمیں سلام فرمایا۔ ابن ملک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اجنبی عورت کو سلام کہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے' کیونکہ آپ فتنہ میں مبتلا ہونے سے محفوظ تھے لیکن آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے اجنبی عورت کو سلام کہنا مکروہ ہے' البتہ اگر وہ اجنبی عورت اتنی بوڑھی ہو کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو کراہت نہیں' اور اس کی تائید مسلم شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جسے کرنے کے بعد تمہاری باہمی محبت بڑھ جائے گی' آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔

مرد و عورت کا ایک دوسرے کو سلام کہنا

اگر مرد و عورت کی ملاقات ہو تو اوّلاً مرد سلام کہے اور اگر اجنبی عورت مرد کو سلام کہے اور وہ بوڑھی ہو تو مرد اتنی آواز سے جواب دے کہ وہ سن لے' اگر جوان عورت ہو تو دل میں جواب دے اور اگر مرد اجنبی عورت کو سلام کہے تو پھر اس کا الٹ کرے (یعنی مرد بوڑھا ہے تو عورت اتنی آواز سے جواب دے کہ مرد سن لے اور اگر مرد جوان ہے تو عورت دل میں جواب دے)۔

(ردالمحتار ج ۹ ص ۵۳۰' مکتبہ امدادیہ' ملتان)

۷۵۶۰۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے۔

(مسند احمد' ترمذی' ابوداؤد)

4

٧٥٦١- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِئٌ مِنَ الْكِبْرِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سلام میں ابتداء کرنے والا تکبر سے دور ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

٧٥٦٢- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْدَؤُا الْيَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ وَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِيْ طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہود ونصاریٰ کو پہلے سلام نہ کرو اور جب تمہاری ان میں سے کسی کے ساتھ سرِ راہ ملاقات ہو تو اسے تنگ راستے کی طرف چلنے پر مجبور کردو۔ (مسلم)

٧٥٦٣- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہیں اہل کتاب سلام کہیں تو تم صرف وعلیکم کہو۔ (بخاری ومسلم)

٧٥٦٤- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَعَلَيْكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب یہودی تمہیں سلام کہتے ہیں تو وہ ''السام علیك'' ہی کہتے ہیں' لہٰذا تم بھی ''وعلیك'' کہہ دیا کرو۔ (بخاری ومسلم)

٧٥٦٥- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِسْتَاْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُّحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ اَوَ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يَذْكُرِ الْوَاوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کی اور کہا: ''السام علیکم'' (تم پر ہلاکت ہو) تو میں نے (جواباً) کہا: بلکہ تم پر ہلاکت اور لعنت ہو' تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ مہربان ہے' ہر کام میں نرمی پسند فرماتا ہے' میں نے عرض کیا: کیا آپ نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے بھی کہہ دیا ہے ''وعلیکم'' (اور تم پر بھی)' اور ایک روایت میں ''علیکم'' ہے اور واؤ کا ذکر نہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَتْ اِنَّ الْيَهُوْدَ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ وَقَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَّا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ قَالَتْ اَوَ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ اَوَ لَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُّ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا: ''السام علیك'' (تم پر ہلاکت ہو)' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور تم پر بھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم پر ہلاکت ہو اور تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! ٹھہرو! نرمی اختیار کرو' سختی اور بدکلامی سے بچو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: آپ نے سنا نہیں' انہوں نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے جو کچھ کہا ہے کیا تم نے وہ سنا نہیں ہے؟ میں نے ان کا کلام انہی پر لوٹا دیا ہے' میرے خلاف ان کی بددعا مقبول نہ ہوگی لیکن ان کے خلاف میری دعا مقبول ہوگی' اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم فحش گوئی

لَا تَكُوْنِيْ فَاحِشَةً فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ.

کرنے والی نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش کلامی کی عادت اور بدزبانی کو پسند نہیں فرماتا۔

٧٥٦٦- وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں، بت پرست مشرکین اور یہودیوں کی مخلوط مجلس کے قریب سے گزرے تو آپ نے انہیں سلام فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

٧٥٦٧- وَعَنْ أَبِي الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ الْعَلَاءَ الْحَضْرَمِيَّ كَانَ عَامِلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَيْهِ بَدَأَ بِنَفْسِهٖ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوالعلاء حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے گورنر مقرر تھے، وہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف خط لکھتے تو اپنے نام سے ابتداء کرتے۔ (ابوداؤد)

٧٥٦٨- وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَتَبَ أَحَدُكُمْ كِتَابًا فَلْيُتَرِّبْهُ فَإِنَّهُ أَنْجَحُ لِلْحَاجَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص خط لکھے تو اس پر مٹی ڈال دے کہ یہ ضرورت کو بہت زیادہ پورا کرنے والی ہے۔ (ترمذی)

٧٥٦٩- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ كَاتِبٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ضَعِ الْقَلَمَ عَلٰى أُذُنِكَ فَإِنَّهُ أَذْكَرُ لِلْمَآلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے کاتب حاضر تھا، میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قلم اپنے کان پر رکھو، کیونکہ یہ عمل انجام کو زیادہ یاد دلانے والا ہے۔ (ترمذی)

٧٥٧٠- وَعَنْهُ قَالَ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَعَلَّمَ السُّرْيَانِيَّةَ.

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سریانی زبان سیکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ أَنَّهُ أَمَرَنِيْ أَنْ أَتَعَلَّمَ كِتَابَ يَهُوْدَ وَقَالَ إِنِّيْ مَا آمَنُ يَهُوْدَ عَلٰى كِتَابٍ قَالَ فَمَا مَرَّ بِيْ نِصْفُ شَهْرٍ حَتّٰى تَعَلَّمْتُ فَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلٰى يَهُوْدَ كَتَبْتُ وَإِذَا كَتَبُوْا إِلَيْهِ قَرَأْتُ عَلَيْهِ كِتَابَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہود کی خط و کتابت سیکھنے کا حکم ارشاد فرمایا اور آپ نے فرمایا کہ کسی تحریر میں مجھے یہود پر اطمینان نہیں، حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نصف مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ میں نے خط و کتابت سیکھ لی تو جب آپ یہود کی طرف کوئی خط لکھتے تو میں ہی لکھتا اور جب وہ آپ کی طرف خط بھیجتے تو آپ کی بارگاہ میں ان کا خط میں ہی پڑھ کر سناتا۔ (ترمذی)

انگلش وغیرہ غیر مسلم اقوام کی زبانیں سیکھنے کا حکم

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم اقوام کی زبان سیکھنا مباح ہے بلکہ جب اس میں کوئی دینی مصلحت ہو تو اس کی تعلیم باعثِ اجر اور مستحب ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

شرعاً سریانی، عبرانی، ہندی، ترکی یا فارسی کسی زبان کی تعلیم بھی حرام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: زمین و آسمان کی پیدائش اور

زبانوں کا اختلاف اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔ بلکہ کسی بھی زبان کی تعلیم مباح ہے' البتہ (بلا ضرورت سیکھنا) لغو اور بے فائدہ ہے' جو اہلِ کمال کے نزدیک پسندیدہ نہیں لیکن اگر اس پر کوئی فائدہ مترتب ہو تو اس وقت یہ تعلیم مستحب ہے جیسا کہ حدیث پاک سے مستفاد ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۶۶ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اگر کوئی شخص انگریزی تہذیب کا دل دادہ ہے' اسلامی تہذیب کو حقیر جانتے ہوئے انگریزی وضع قطع اختیار کرتا ہے اور اسی مذموم غرض کی بناء پر انگلش زبان سیکھتا ہے اور اپنی اولاد کو انگریزی تعلیم دیتا ہے تو یقیناً یہ غرض فاسد اور ایسا شخص مذموم ترین ہے۔ اسلامی تہذیب کو مقدم سمجھتے ہوئے محض کاروباری اغراض کے پیش نظر انگریزی زبان کی تعلیم مباح ہے' اس غرض سے انگلش زبان سیکھنا کہ غیر مسلموں کو تبلیغ اسلام کی جائے اور جدید تعلیم یافتہ حضرات تک مؤثر انداز میں دین کی بات پہنچائی جائے تو انگلش یا دوسری کوئی زبان سیکھنا نہ صرف مباح بلکہ باعثِ اجر وثواب ہے۔

بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ — اجازت طلب کرنے کا بیان

کوئی شخص جس مکان کا مالک نہیں' اس مکان میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرے تو یہ ''استئذان'' ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲۹ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ○فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ○لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ○﴾ (النور:۲۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں داخل نہ ہو' جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو' یہ تمہارے لیے بہتر ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو○ پھر اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو ان کے مالکوں کی اجازت کے بغیر ان میں داخل نہ ہو اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس جاؤ تو تم واپس لوٹ جاؤ' یہ تمہارے لیے انتہائی پاکیزہ ہے' اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے○ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جن میں کسی کی سکونت نہیں' اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے' جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو○ (النور:۲۹)

آیہ مبارکہ کا شانِ نزول

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

عدی بن ثابت نے ذکر کیا کہ ایک انصاری عورت نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں یہ پسند نہیں کرتی کہ کوئی شخص مجھے اس حالت میں دیکھے نہ میرا والد' نہ میرا بیٹا' اور میرے اہل خانہ سے مرد حضرات میرے پاس اس حالت میں آتے رہتے ہیں تو میں کیا کروں؟ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۳۰ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اجازت طلب کرنے کے احکام ومسائل

حضور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

غیر کے گھر میں بے اجازت داخل نہ ہو اور اجازت لینے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر کہے یا کھنکارے' جس سے مکان والوں کو معلوم ہو کہ کوئی آنا چاہتا ہے یا یہ کہے کہ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے' غیر کے گھر سے وہ گھر مراد

ہے جس میں غیر سکونت رکھتا ہو خواہ اس کا مالک ہو یا نہ ہو۔ مسئلہ: غیر کے گھر جانے والے کی اگر صاحبِ مکان سے پہلے ہی ملاقات ہو جائے تو اوّل سلام کرے' پھر اجازت چاہے اور اگر وہ مکان کے اندر ہو تو سلام کے ساتھ اجازت چاہے' اس طرح کہ کہے: السلام علیکم! کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ سلام کو کلام پر مقدم کرو۔ حضرت عبداللہ کی قراءت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے' ان کی قراءت یوں ہے: ''حتی تسلموا علی اھلھا وتستانسوا'' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے اجازت چاہے' پھر سلام کرے۔
(خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ص ٦٣٦' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں:

علمائے کرام کا اس پر اجماع ہے کہ اجازت طلب کرنا مشروع ہے' طلبِ اجازت کی مشروعیت پر قرآن وحدیث اور اجماعِ امت سے دلائل قائم ہیں' سنت یہ ہے کہ سلام کرے اور تین مرتبہ داخل ہونے کی اجازت طلب کرے' سلام کرنا اور اجازت طلب کرنا دونوں جمع کرے' جس طرح کہ قرآن مجید میں اس کی صراحت ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ پہلے کیا چیز مستحب ہے' سلام کرنا یا اجازت طلب کرنا۔ حدیث پاک اور محققین کے قول کے مطابق صحیح یہی ہے کہ پہلے سلام کرے اور کہے: السلام علیکم! کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ دوسرا قول یہ ہے کہ پہلے اجازت طلب کرے' تیسرا قول ہمارے اصحاب میں سے ماوردی کا مختار ہے کہ اگر اجازت طلب کرنے والے کی داخل ہونے سے پہلے صاحبِ خانہ پر نظر پڑ جائے تو پہلے سلام کرے ورنہ پہلے اجازت طلب کرے اور سلام کی تقدیم میں نبی کریم ﷺ سے صحیح احادیث مروی ہیں' اگر تین مرتبہ اجازت طلب کی اور اجازت نہ ملی اور اس کا گمان ہے کہ صاحبِ خانہ نے سنا نہیں تو اس میں تین مذہب ہیں' زیادہ مشہور مذہب یہ ہے کہ واپس لوٹ جائے اور دوبارہ اجازت نہ مانگے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ دوبارہ اجازت طلب کرے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ اگر پہلی دفعہ صریح الفاظ میں اجازت طلب کی تھی تو دوبارہ اجازت طلب نہ کرے اور اگر پہلی دفعہ صراحۃً طلبِ اجازت کے الفاظ ذکر نہیں کیے تھے تو دوبارہ اجازت طلب کرے اور زیادہ ظاہر قول کی دلیل یہ حدیث پاک ہے: جب تم میں سے کسی نے تین مرتبہ اجازت طلب کی اور اسے اجازت نہ ملی تو وہ واپس لوٹ آئے اور دوسرے قول والے کہتے ہیں کہ یہ حدیث پاک اس صورت پر محمول ہے جب اجازت طلب کرنے والے کو علم یا گمان ہو کہ صاحبِ خانہ نے سننے کے باوجود اجازت نہیں دی۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ٧ ص ٣٥٦' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

احادیث میں تطبیق

ایک حدیث میں ہے: جب تم میں سے کسی شخص کو بلایا گیا اور وہ قاصد کے ساتھ آ گیا تو یہی اس کے لیے اجازت ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کے حکم سے اصحابِ صفہ کو بلا کر لائے تو اصحابِ صفہ نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اجازت طلب کی اور آپ کے اجازت عطا فرمانے پر وہ اندر حاضر ہوئے' ان دونوں احادیث میں بہ ظاہر تعارض ہے' اس کے جواب میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

دونوں احادیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ حدیث پاک میں ہے: جب تم میں سے کسی کو بلایا جائے اور وہ بلانے والے کے ساتھ آئے تو یہ بلانا اس کے لیے اجازت ہے اور اصحابِ صفہ بلانے والے (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) کے بعد حاضر ہوئے' لہٰذا ان کے لیے نئی اجازت کی ضرورت تھی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ انتہائی ادب وحیاء یہی ہے کہ دوبارہ اجازت طلب کی جائے' اس لیے اصحابِ صفہ نے دوبارہ اجازت طلب کی۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ وہاں کوئی ایسا سبب پایا گیا تھا جس کی بناء پر انہوں نے دوبارہ اجازت طلب کی اور چوتھا جواب یہ ہے کہ ان تک یہ حدیث نہیں پہنچی تھی کہ جب کسی کو بلایا جائے اور وہ قاصد کے ساتھ آئے تو یہی اس کے لیے اجازت ہے۔ پانچواں جواب یہ ہے کہ آپ کا مذکورہ فرمان اصحابِ صفہ کے اس فعل کے بعد ہوگا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۷۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٧٥٧١ - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ اَتَانَا اَبُوْ مُوْسٰی قَالَ اِنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ اٰتِیَهٗ فَاَتَیْتُ بَابَهٗ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِیَنَا فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰی بَابِكَ ثَلَاثًا فَلَمْ تَرُدُّوْا عَلَیَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ فَلْیَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ اَقِمْ عَلَیْهِ الْبَیِّنَةَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فَقُمْتُ مَعَهٗ فَذَهَبْتُ اِلٰی عُمَرَ فَشَهِدْتُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ہمارے پاس آ کر کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلانے کے لیے پیغام بھیجا' میں نے ان کے دروازے پر آ کر تین مرتبہ سلام کیا' انہوں نے جواب نہ دیا تو میں واپس لوٹ آیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ تمہیں ہمارے پاس آنے سے کس نے روکا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے آپ کے دروازے پر حاضر ہو کر تین بار سلام کیا' آپ نے مجھے جواب نہ دیا تو میں واپس لوٹ گیا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم میں سے کوئی شخص تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ واپس لوٹ آئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس پر گواہ پیش کرو۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہو کر ان کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور گواہی دی۔ (بخاری ومسلم)

وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ فِیْ مُشْكِلِ الْاٰثَارِ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی فِیْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ جِئْتُ بَابَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَیَدْخُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَیْسٍ فَلَمْ یُؤْذَنْ لِیْ فَرَجَعْتُ.

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشکل الآثار میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ میں فرمایا کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا اور کہا: السلام علیکم! کیا عبداللہ بن قیس اندر آ جائے؟ انہوں نے مجھے اجازت نہ دی تو میں واپس لوٹ آیا۔

٧٥٧٢ - وَعَنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَیَّةَ بَعَثَ بِلَبَنٍ اَوْ جَدَایَةٍ وَضَغَابِیْسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَعْلَی الْوَادِیْ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ وَلَمْ اَسْتَاْذِنْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِرْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَاَدْخُلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے دودھ یا ہرنی کا بچہ اور ککڑیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت وادی کے بالائی حصہ پر تشریف فرما تھے۔ حضرت کلدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اجازت طلب کیے بغیر حاضر ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واپس لوٹ جاؤ! اور کہو: السلام علیکم' پھر داخل ہو۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٧٥٧٣ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَاْذَنُوْا لِمَنْ لَمْ یَبْدَاْ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو پہلے سلام نہ کرے اسے اجازت نہ دو۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٥٧٤ - وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَسْتَاْذِنُ عَلٰی اُمِّیْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ مَعَهَا فِی الْبَیْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کیا میں اپنی والدہ سے داخل ہونے کی اجازت لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس شخص نے عرض کیا: میں اپنی والدہ کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے اجازت لیا کرو' عرض

اِسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّىْ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا رَوَاهُ مَالِكٌ مُّرْسَلًا قَالَ مُحَمَّدٌ فِى الْمُوَطَّأِ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ اَلْاِسْتِئْذَانُ حَسَنٌ وَّيَنْبَغِىْ اَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ عَلٰى كُلِّ مَّنْ يَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّظَرُ اِلٰى عَوْرَتِهٖ وَنَحْوِهَا.

کیا: میں تو اس کا خدمت گار ہوں‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سے اجازت لیا کرو‘ کیا تم اسے عریاں حالت میں دیکھنا پسند کرتے ہو؟ عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا: تو اس سے اجازت لیا کرو۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے موطأ میں فرمایا کہ اسی پر ہمارا عمل ہے۔ اجازت طلب کرنا مستحسن ہے اور جس کی شرم گاہ وغیرہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے‘ اس سے آدمی کو اجازت طلب کرنا چاہیے۔

٧٥٧٥- وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِىَ اَحَدُكُمْ فَجَاءَ مَعَ الرَّسُوْلِ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَهٗ اِذْنٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو بلایا جائے اور وہ قاصد کے ساتھ آ جائے تو یہی اس کے لیے اجازت ہے۔ (ابوداؤد)

وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ رَسُوْلُ الرَّجُلِ اِلَى الرَّجُلِ اِذْنُهٗ.

انہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا: آدمی کا دوسرے شخص کی طرف قاصد بھیجنا ہی اس کی اجازت ہے۔

وَرَوَى الْبُخَارِىُّ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِىْ قَدَحٍ فَقَالَ اَبَا هِرٍّ اِلْحَقْ بِاَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ اِلَىَّ فَاَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوْا فَاسْتَأْذَنُوْا فَاُذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا.

بخاری میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا‘ پیالے میں دودھ موجود تھا۔ آپ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! اصحابِ صفہ کے پاس جا کر انہیں میرے پاس بلاؤ‘ میں ان کے پاس گیا اور انہیں بلا لایا‘ وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اجازت طلب کی‘ آپ نے انہیں اجازت عنایت فرمائی تو وہ اندر داخل ہو گئے۔

٧٥٧٦- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِىَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْنُكَ عَلَىَّ اَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ وَاَنْ تَسْتَمِعَ سِوَادِىْ حَتّٰى اَنْهَاكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: تمہارے لیے میری یہی اجازت کافی ہے کہ تم پردہ اٹھا دیا کرو اور میری خفیہ بات بھی سن لیا کرو‘ جب تک میں تمہیں اس سے منع نہ کروں۔ (مسلم)

٧٥٧٧- وَعَنْ عَلِىٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِىْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدْخَلٌ بِاللَّيْلِ وَمَدْخَلٌ بِالنَّهَارِ فَكُنْتُ اِذَا دَخَلْتُ بِاللَّيْلِ تَنَحْنَحَ لِىْ رَوَاهُ النَّسَائِىُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ایک مرتبہ رات کو اور ایک مرتبہ دن کو حاضر ہوتا تھا‘ جب میں رات کو حاضر ہوتا تو آپ کھنکار دیتے تھے۔ (نسائی)

٧٥٧٨- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِىْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد کے قرض کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا‘ آپ نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں! آپ نے فرمایا: میں‘ میں‘ گویا آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۷۵۷۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتٰى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ إِنَّ الدُّوْرَ لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا سُتُوْرٌ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ دروازے کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر فرماتے: السلام علیکم! اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں گھروں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

(ابوداؤد)

بَابُ الْمُصَافَحَةِ وَالْمُعَانَقَةِ وَالتَّقْبِيْلِ

مصافحہ' معانقہ اور بوسہ لینے کا بیان

مصافحہ و معانقہ کی لغوی تحقیق

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

مصافحہ باب مفاعلہ سے ہے' اس کا معنی ہے: ہتھیلی کے کشادہ حصے کو ہتھیلی کے کشادہ حصہ سے ملانا اور چہرہ' چہرے کے سامنے کرنا۔ اور کرمانی نے کہا ہے کہ مصافحہ کا معنی ہے: ہاتھ پکڑنا اور یہ ایسا فعل ہے جو محبت پیدا کرتا ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۵۲' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' سیالکوٹ)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

مصافحہ کا معنی ہے: ہاتھ کا کشادہ حصہ' ہاتھ کے کشادہ حصے تک پہنچانا۔ سب سے پہلے اہل یمن نے مصافحہ کا اظہار کیا۔ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں اور ابن وہب نے اپنی جامع میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے اور امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس کا ذکر کیا ہے' اور مختصر النہایہ میں ہے کہ ''تصفح'' کا معنی ہے: تالی بجانا یعنی ہتھیلی کا کشادہ حصہ دوسری ہتھیلی کے کشادہ حصے پر مارنا' اور اسی سے مصافحہ ماخوذ ہے اور مصافحہ یہ ہے کہ ہتھیلی کا کشادہ حصہ ہتھیلی سے ملایا جائے' اور قاموس میں ہے کہ ''تصافح'' کی طرح مصافحہ کا معنی ہے: ہاتھ پکڑنا' اور یہ ''صفح'' سے بھی ماخوذ ہو سکتا ہے۔ ''صفح'' کا معنی ہے: معاف کرنا اور ہاتھ پکڑنا' معافی کی دلیل ہوتا ہے' جس طرح ہاتھ نہ پکڑنا اعراض کی دلیل ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۷۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

معانقہ ''عانق الرجل'' سے ماخوذ ہے' یہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی آدمی اپنے دونوں ہاتھ کسی کی گردن پر رکھ کر اسے اپنے ساتھ چمٹا لے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۵۴' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۷۵۸۰۔ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مصافحہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں!

(بخاری)

۷۵۸۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى أَخَاهُ أَوْ صَدِيْقَهٗ أَيَنْحَنِيْ لَهٗ قَالَ لَا قَالَ أَفَيَلْتَزِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ قَالَ لَا قَالَ أَفَيَأْخُذُ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهٗ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ فِيْ شَرْحِ مَعَانِي الْآثَارِ فَذَهَبَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کے وقت اس کے سامنے جھک جائے؟ فرمایا: نہیں! اس نے عرض کیا: کیا اس سے لپٹ جائے اور اسے بوسہ دے؟ فرمایا: نہیں! عرض کیا: کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے؟ فرمایا: ہاں! (ترمذی) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح معانی الآثار

قَوْمٌ اِلٰی هٰذَا فَكَرِهُوا الْمُعَانَقَةَ مِنْهُمْ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٌ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَلَمْ يَرَوْا بِهَا بَاْسًا وَمِمَّنْ ذَهَبَ اِلٰى ذٰلِكَ اَبُوْ يُوْسُفَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانُوْا يَتَعَانَقُوْنَ فَدَلَّ ذٰلِكَ اَنَّ مَا رُوِيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِبَاحَةِ الْمُعَانَقَةِ مُتَاَخِّرٌ عَمَّا رُوِيَ عَنْهُ مِنَ النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ فَبِذٰلِكَ نَاْخُذُ.

میں فرمایا کہ ایک قوم کا یہی نظریہ ہے اور انہوں نے معانقہ کو مکروہ قرار دیا ہے' ان میں سے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ وامام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں اور دوسرے فقہاء ان کے خلاف ہیں اور وہ معانقہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے' ان میں امام ابویوسف رحمہ اللہ بھی ہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان معانقہ کیا کرتے تھے' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے معانقہ کی اباحت والی روایات' نہی والی روایات سے متاخر ہیں اور اسی پر ہمارا عمل ہے۔

٧٥٨٢۔ وَعَنْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَمَامُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ اَنْ يَضَعَ اَحَدُكُمْ يَدَهُ عَلٰى جَبْهَتِهِ اَوْ عَلٰى يَدِهِ فَيَسْاَلَهُ كَيْفَ هُوَ وَتَمَامُ تَحِيَّاتِكُمْ بَيْنَكُمُ الْمُصَافَحَةُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیمار کی کامل عیادت یہ ہے کہ تم اس کی پیشانی یا اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھو کہ اس کی طبیعت کیسی ہے؟ اور تمہارا آپس میں کامل سلام' مصافحہ ہے۔

(مسند احمد' ترمذی)

٧٥٨٣۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بھی دو مسلمان آپس میں ملاقات کریں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں تو دونوں کے جدا ہونے سے پہلے پہلے ان کی بخشش ہو جاتی ہے۔

(مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا.

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کریں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں تو دونوں کو بخش دیا جائے گا۔

٧٥٨٤۔ وَعَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَصَافَحُوْا يَذْهَبُ الْغِلُّ وَتَهَادُوْا تَحَابُّوْا وَتَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ رَوَاهُ مَالِكٌ مُّرْسَلًا.

حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے رہا کرو' کینہ ختم ہو جائے گا اور ایک دوسرے کو تحفے دیتے رہا کرو تم میں باہمی محبت پیدا ہو جائے گی اور عداوت جاتی رہے گی (امام مالک رحمہ اللہ نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے)۔

٧٥٨٥۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى اَرْبَعًا قَبْلَ الْهَاجِرَةِ فَكَاَنَّمَا صَلَّاهُنَّ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَالْمُسْلِمَانِ اِذَا تَصَافَحَا لَمْ يَبْقَ بَيْنَهُمَا ذَنْبٌ اِلَّا سَقَطَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے دوپہر سے پہلے چار رکعت ادا کیں' اس نے گویا شب قدر میں چار رکعت ادا کیں اور دو مسلمان جب ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں تو ان کا جو گناہ بھی ہو وہ معاف ہو جاتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٥٨٦- وَعَنْ اَيُّوْبَ بْنِ بَشِيْرٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ عَنَزَةَ اَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ ذَرٍّ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَافِحُكُمْ اِذَا لَقِيْتُمُوْهُ قَالَ مَا لَقِيْتُهُ قَطُّ اِلَّا صَافَحَنِيْ وَبَعَثَ اِلَيَّ ذَاتَ يَوْمٍ وَّلَمْ اَكُنْ فِيْ اَهْلِيْ فَلَمَّا جِئْتُ اُخْبِرْتُ فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرٍ فَالْتَزَمَنِيْ فَكَانَتْ تِلْكَ اَجْوَدُ وَاَجْوَدُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ .

حضرت ایوب بن بشیر قبیلہ عنزہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جب تم رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتے تو کیا آپ تم سے مصافحہ فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ سے جب بھی ملاقات کی آپ نے مجھ سے مصافحہ فرمایا' ایک روز آپ نے مجھے پیغام بھیجا مگر میں گھر پر نہیں تھا' جب میں آیا تو مجھے اطلاع دی گئی اور میں آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گیا' آپ ایک تخت پر تشریف فرما تھے' آپ نے مجھے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور یہ معانقہ بہت ہی اچھا تھا' بہت ہی اچھا تھا۔ (ابوداؤد)

٧٥٨٧- وَعَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقّٰى جَعْفَرَ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَالْتَزَمَهٗ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا وَّفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنِ الْبَيَاضِيِّ مُتَّصِلًا .

شعبی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی اور انہیں اپنے ساتھ لپٹا لیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا (ابوداؤد' بیہقی نے اسے شعب الایمان میں مرسلاً روایت کیا ہے' مصابیح کے بعض نسخوں اور شرح السنہ میں بیاضی سے یہ متصلاً روایت ہے)۔

٧٥٨٨- وَعَنْ جَعْفَرَ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فِيْ قِصَّةِ رُجُوْعِهٖ مِنْ اَرْضِ الْحَبْشَةِ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ فَتَلَقَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَنَقَنِيْ ثُمَّ قَالَ مَا اَدْرِيْ اَنَا بِفَتْحِ خَيْبَرَ اَفْرَحُ اَمْ بِقُدُوْمِ جَعْفَرَ وَوَافَقَ ذٰلِكَ فَتْحُ خَيْبَرَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حبشہ کی سرزمین سے اپنی واپسی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم حبشہ سے چل کر مدینہ منورہ پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھے گلے لگا لیا' پھر فرمانے لگے: میں نہیں جانتا کہ مجھے فتح خیبر سے زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفر کی آمد سے' حسنِ اتفاق سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد فتح خیبر کے روز ہوئی تھی۔ (شرح السنہ)

٧٥٨٩- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَّجُرُّ ثَوْبَهٗ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُهٗ عُرْيَانًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ فَاعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف فرما تھے' زید بن حارثہ نے حاضر ہو کر دروازے پر دستک دی' رسول اللہ ﷺ برہنہ حالت میں (یعنی قمیص پہنے بغیر) اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے ان کی طرف تشریف لے گئے' بہ خدا! میں نے آپ کو برہنہ حالت میں (یعنی قمیص پہنے بغیر) کبھی نہیں دیکھا' نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔ آپ نے انہیں گلے لگا لیا اور انہیں بوسہ دیا۔ (ترمذی)

٧٥٩٠- وَعَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيْهِ مِزَاحٌ بَيْنَا يُضْحِكُهُمْ فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

ایک انصاری صحابی حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' راوی کہتے ہیں کہ وہ قوم سے گفتگو کر رہے تھے اور ان کی طبیعت مزاحیہ تھی' وہ لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے پہلو میں چھڑی سے ضرب

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَاصِرَتِهٖ بِعُوْدٍ فَقَالَ اَصْبِرْنِيْ قَالَ اصْطَبِرْ قَالَ اِنَّ عَلَيْكَ قَمِيْصًا وَّلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيْصٌ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَمِيْصِهٖ فَاحْتَضَنَهٗ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَرَدْتُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

لگائی' انہوں نے عرض کیا: مجھے قصاص دیجئے' آپ نے فرمایا: قصاص لے لو' انہوں نے عرض کیا: آپ کے جسم پر تو قمیص ہے اور میرے جسم پر قمیص نہیں تھی' نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیص اٹھا دی' وہ آپ کے جسم اطہر سے لپٹ گئے اور آپ کے مبارک پہلو کے بوسے لینے لگے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرا تو یہی مقصد تھا۔ (ابوداؤد)

۷۵۹۱۔ وَعَنْ يَّعْلٰى قَالَ اِنَّ حَسَنًا وَّحُسَيْنًا اِسْتَبَقَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهُمَا اِلَيْهِ وَقَالَ اِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَّجْبَنَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے' آپ نے دونوں شہزادوں کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور فرمایا: یقیناً اولاد بخیل اور بزدل بنانے والی ہے۔ (مسند احمد)

۷۵۹۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِصَبِيٍّ فَقَبَّلَهٗ فَقَالَ اَمَّا اِنَّهُمْ مَبْخَلَةٌ مَّجْبَنَةٌ وَّاِنَّهُمْ لَمِنْ رَّيْحَانِ اللّٰهِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بچہ لایا گیا تو آپ نے اسے چوما اور فرمایا: یہ بخیل اور بزدل بنانے والے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ خوش بودار پھول ہیں۔ (شرح السنہ)

۷۵۹۳۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَّعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ ابْنُ حَابِسٍ فَقَالَ الْاَقْرَعُ اِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما' اس وقت آپ کی بارگاہ میں حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ حاضر تھے' انہوں نے عرض کیا: میرے دس بیٹے ہیں' میں نے تو ان میں کسی کو نہیں چوما' رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا' پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا' اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری' مسلم)

۷۵۹۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ سَمْتًا وَّهَدْيًا وَّدَلًّا وَّفِيْ رِوَايَةٍ حَدِيْثًا وَّكَلَامًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے سیرت' عادت اور شکل و صورت میں اور ایک روایت میں ہے کہ بات اور گفتگو میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں دیکھا' وہ جب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر ان کی طرف جاتے' ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے اور انہیں اپنی جگہ بٹھا لیتے اور جب نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کرتیں' آپ کا دستِ اقدس پکڑ کر چومتیں اور آپ کو اپنی جگہ بٹھا لیتیں۔ (ابوداؤد)

۷۵۹۵۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ اَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَاِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهٗ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ اَصَابَهَا حُمّٰى فَاَتَاهَا اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ اَنْتِ يَا بُنَيَّةُ وَقَبَّلَ خَدَّهَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں آمد کے ابتدائی دنوں میں' میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا تو آپ کی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں اور انہیں بخار تھا' صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور فرمایا: بیٹی کیسی ہو؟ اور ان کے رخسار پر بوسہ دیا۔ (ابوداؤد شریف)

٧٥٩٦- وَعَنْ زَارِعٍ وَّكَانَ فِيْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَّوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهٗ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت زارع رضی اللہ عنہ جو وفد عبد القیس میں شامل تھے' وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ہم جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینے لگے۔ (ابوداؤد)

٧٥٩٧- وَعَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ اَبِيْ جَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جِئْتُهٗ مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جس روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: مہاجر سوار کو خوش آمدید! (ترمذی)

ان احادیث کریمہ میں مصافحہ' معانقہ اور بوسہ لینے کا ذکر ہے' لہٰذا مصافحہ' معانقہ اور بوسہ لینے کے احکام ذکر کیے جاتے ہیں۔

مصافحہ کا حکمِ شرعی

علامہ علاؤالدین حصکفی رحمہ اللہ متوفی ١٠٨٨ھ لکھتے ہیں:

مصافحہ سنت قدیمہ متواترہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''من صافح اخاہ المسلم وحرك يديه تناثرت ذنوبه'' جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور اس کے ہاتھوں کو حرکت دی تو اس کے گناہ جھڑ جائیں گے۔

(درالمختار ج ٩ ص ٧٣ 'مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ١٢٥٢ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے فرمایا ہے کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ مستحب ہے۔ نمازِ صبح اور نمازِ عصر کے بعد لوگوں میں مصافحہ کی جو عادت ہے' شرعاً اس طریقے پر مصافحہ کی کوئی اصل نہیں' البتہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اصل مصافحہ تو سنت ہے' لوگوں کا بعض احوال میں اس پر پابندی کرنا اور اکثر اوقات اس میں کوتاہی کرنا' مصافحہ کو اس کی اصل یعنی سنت ہونے سے خارج نہیں کرتا۔ حسن بکری فرماتے ہیں کہ علامہ نووی کا نمازِ صبح اور نمازِ عصر کے بعد کی قید ذکر کرنا اپنے زمانے کے اعتبار سے ہے ورنہ تمام نمازوں کے بعد مصافحہ کا یہی حکم ہے۔ (علامہ شامی فرماتے ہیں:) البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ بالخصوص نمازوں کے بعد مصافحہ پر ہمیشگی کرنے سے جاہل لوگ یہ اعتقاد کر سکتے ہیں کہ ان مخصوص اوقات میں مصافحہ سنت ہے اور ان مخصوص اوقات میں مصافحہ کرنے میں کوئی زائد خصوصیت ہے جب کہ مشائخ کے ظاہر کلام سے پتا چلتا ہے کہ سلف میں سے کسی نے ان مخصوص اوقات میں مصافحہ نہیں کیا' اسی لیے فقہائے کرام نے فرمایا کہ وتر میں تینوں سورتوں کی قراءت سنت ہے مگر کبھی کبھی ترک کر دینا چاہیے تاکہ وجوب کا اعتقاد نہ ہو۔

(ردالمختار ج ٩ ص ٧٤ 'مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ١٣٤٠ھ نمازِ جمعہ وعیدین اور نمازِ صبح وعصر اور بعد از وعظ مصافحہ ومعانقہ کے متعلق سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

مصافحہ ومعانقہ مذکورہ جب کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہوں' جائز ہیں اور بہ نیتِ محمود مستحب ومندوب۔

(فتاویٰ رضویہ ج ٢٢ ص ٣٢٧ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

مزید لکھتے ہیں:

اگر نماز سے پیشتر آج ملاقات نہ ہوئی تھی' بعد نماز ملے' یہ مصافحہ خاص مسنون ہے ''لکونها عند اوّل اللقاء'' (کیونکہ یہ مصافحہ پہلی ملاقات کے وقت ہے) اور اگر مل چکے تھے تو اب بعد نماز کے گویا بعد غیبت ملاقاتِ جدید (غائب ہونے کے بعد نئی

ملاقات) ہے' مصافحہ مذہب اصح میں مباح ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۳۱ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

مصافحہ کا طریقہ

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

سنت یہ ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے ہو' درمیان میں کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو اور ملاقات کے وقت سلام کے بعد ہو' اور انگوٹھے کو پکڑے کیونکہ اس میں ایک رگ ہے' جس سے محبت پیدا ہوتی ہے' جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

(ردالمحتار ج ۹ ص ۵۴۸ 'مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

معانقہ کا حکم شرعی

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

کپڑوں کے اوپر سے معانقہ بطور بروکرامت و اظہارِ محبت' بے فسادِ نیت و موادِ شہوت بالا جماع جائز' جس کے جواز پر احادیثِ کثیرہ و روایاتِ شہیرہ ناطق۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۵۹ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

ہدایہ میں ہے کہ آدمی دوسرے آدمی کا منہ یا ہاتھ یا کوئی عضو چومے یا اس سے معانقہ کرے تو یہ مکروہ ہے اور امام طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ یہ امام اعظم ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بوسہ لینے اور معانقہ میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حبشہ سے واپسی پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے معانقہ فرمایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور امام اعظم ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ کی دلیل یہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکامعہ اور مکاعمہ سے منع فرمایا۔ مکامعہ' معانقہ اور مکاعمہ' بوسہ لینا ہے' اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے جو روایت ذکر کی ہے وہ تحریم سے پہلے کی حالت پر محمول ہے اور فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ ایک چادر میں معانقہ کرنے میں اختلاف ہے لیکن اگر قمیص یا جبہ پہنا ہو تو بالاتفاق معانقے میں کوئی حرج نہیں۔

(ردالمحتار ج ۹ ص ۵۴۶ 'مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

بوسے کی اقسام اور حکم شرعی

علامہ علاؤ الدین حصکفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

بوسے کی پانچ اقسام ہیں: (۱) بیٹے کے رخسار پر محبت سے بوسہ لینا (۲) والدین کے سر کا تعظیم و احترام سے بوسہ لینا (۳) بھائی کی پیشانی پر شفقت سے بوسہ لینا (۴) اپنی بیوی اور لونڈی کے منہ پر شہوت سے بوسہ لینا (۵) مؤمنین کے ہاتھوں پر بہ وقتِ ملاقات بوسہ لینا' بعض نے ایک اور قسم کا اضافہ کیا کہ حجر اسود کا دین داری کے طور پر بوسہ لینا۔ (درمختار ج ۹ ص ۵۵۱ 'مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

اگر دوسرے آدمی کے لیے اپنے ہاتھ کو بوسہ دیا تو یہ مکروہ ہے اور اگر دوسرے کے ہاتھ کو بوسہ دے تو اس میں تفصیل ہے کہ اگر عالم دین کے علم و فضل کی بناء پر یا عادل بادشاہ کے عدل و انصاف کی بناء پر اس کے ہاتھ کا بوسہ لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں' اور اگر کسی دوسرے مسلمان کی تعظیم و اکرام کی غرض سے اس کے ہاتھ کا بوسہ لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر دنیاوی غرض کی بناء پر ہو تو مکروہ ہے' اگر کسی عالم یا نیک آدمی سے درخواست کی کہ اپنا قدم بڑھائے تا کہ بوسہ لے سکے' بعض کے نزدیک اس کی رخصت نہیں اور نہ ہی وہ عالم یا نیک آدمی اس کی درخواست کو قبول کرے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کی درخواست قبول کرے' اسی طرح اگر سر یا ہاتھوں کا بوسہ لینے کی اجازت طلب کی' پھر بھی یہی حکم ہے البتہ جاہل اپنے دوست سے ملاقات کے وقت اپنے ہی ہاتھ کا بوسہ لیتے ہیں' یہ بالاتفاق

مکروہ ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۶۹ 'مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

اگر عالم یا نیک آدمی سے کسی نے درخواست کی کہ وہ اپنا قدم اس کی طرف بڑھائے تا کہ قدموں کا بوسہ لے سکے تو یہ عالم و متقی شخص اس آدمی کی درخواست کو قبول کرلے' اس پر دلیل یہ حدیث ہے جسے حاکم نے ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی معجزہ دکھلائیں تا کہ میرے یقین میں اضافہ ہو' آپ نے فرمایا: اس درخت کے پاس جا کر اسے بلاؤ' اس آدمی نے درخت کے پاس جا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلا رہے ہیں' تو وہ درخت آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا: آپ نے فرمایا: واپس لوٹ جا! تو وہ واپس چلا گیا' پھر آپ نے اس شخص کو اجازت عنایت فرمائی اور اس نے آپ کے سرِ انور اور مبارک قدموں کا بوسہ لیا اور آپ نے فرمایا: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (ردالمحتار ج ۹ ص ۵۵۰ 'مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

بَابُ الْقِيَامِ

(تعظیماً) کھڑا ہونے کا بیان

۷۵۹۸- وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ ﹰالْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ وَكَانَ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَضَى الْحَدِيْثُ بِطُوْلِهٖ فِىْ بَابِ حُكْمِ الْاِسْرَاءِ قَالَ عُلَمَاءُ نَا وَفِيْهِ اسْتِحْبَابُ الْقِيَامِ عِنْدَ دُخُوْلِ الْاَفْضَلِ وَهُوَ غَيْرُ الْقِيَامِ الْمَنْهِيِّ لِاَنَّ ذٰلِكَ بِمَعْنَى الْوُقُوْفِ وَهٰذَا بِمَعْنَى النُّهُوْضِ وَاِلٰى فِىْ هٰذَا الْمَقَامِ اَفْخَمُ مِنَ اللَّامِ وَقَالَ الشَّيْخُ فِى اللَّمْعَاتِ وَمَا جَاءَ مِنْ كَرَاهَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامَ الصَّحَابَةِ لَهٗ فَهُوَ مِنْ جِهَةِ الْاِتِّحَادِ الْمُوْجِبِ لِرَفْعِ التَّكَلُّفِ لَا لِلنَّهْيِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب بنوقریظہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر قلعہ سے نیچے اترے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں پیغام بھیج کر بلوایا' وہ آپ کے قریب ہی تھے اور وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر حاضرِ خدمت ہوئے' جب مسجد سے قریب ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا: اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ۔ (بخاری و مسلم) یہ طویل حدیث باب حکم الاسراء میں گزر چکی ہے' ہمارے علماء کرام نے فرمایا کہ یہ حدیث پاک اس بات کی دلیل ہے کہ افضل شخص کی آمد پر قیام مستحب ہے' اور جس قیام سے منع کیا گیا ہے وہ اور قیام ہے' کیونکہ ممنوع قیام تو یہ ہے کہ آدمی کسی شخص کے سامنے کھڑا رہے اور (کسی کی آمد پر) کھڑا ہو جانا منع نہیں۔ اس حدیث میں ''الـــــی'' کے الفاظ ہیں' جو لام کی بہ نسبت تعظیم پر زیادہ دلالت کرتے ہیں۔ صاحب لمعات علیہ الرحمہ نے فرمایا: جن روایات میں نبی کریم ﷺ کا اپنے لیے صحابہ کرام کے قیام کو ناپسند فرمانے کا ذکر ہے' وہاں آپ نے نہی کی بنا پر ناپسند نہیں فرمایا تھا بلکہ ناپسند فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ آپ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ اس قدر اتحاد و یگانگی کا مظاہرہ فرماتے تھے کہ وہاں قیام جیسے تکلفات کی گنجائش نہیں تھی۔

قیامِ تعظیمی کا ثبوت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انصار سے ارشاد فرمایا: ''قوموا الٰی سیّدکم'' اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ۔ اس میں اہلِ فضل کے لیے تعظیماً قیام کا ثبوت ہے کیونکہ ضابطہ ہے کہ جب مشتق پر حکم لگایا جائے تو مبدأ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے' جس طرح قرآن مجید میں ہے: ''اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا'' (المائدہ:۳۸) چوری کرنے والے مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ اس آیہ مبارکہ میں قطعِ ید (ہاتھ کاٹنے) کا حکم ''سـارق'' (چوری کرنے والے) پر لگایا گیا ہے' لہٰذا قطعِ ید کی علت

چوری والا وصف ہے اسی طرح اس حدیث پاک میں قیام کا حکم سیّد پر لگایا گیا ہے لہٰذا وصفِ سیادت علت ہے اور کسی کی سیادت کے پیش نظر اس کے لیے کھڑا ہونا قیامِ تعظیمی ہی ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تعظیماً قیام مباح ہے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

آنے والے کے لیے تعظیماً قیام جائز بلکہ مستحب ہے جس طرح کہ عالم کے سامنے پڑھنے والے کے لیے قیام جائز ہے۔

(درمختار ج ۹ ص ۵۵۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۵۲ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

(آنے والے کے لیے تعظیماً قیام مستحب ہے) جب کہ وہ شخص تعظیم کا مستحق ہو مسجد میں بیٹھے ہوئے شخص کا اندر آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا اور تلاوتِ قرآن کرنے والے کا آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہیں جب کہ آنے والا شخص مستحقِ تعظیم ہو اور مشکل الآثار میں ہے کہ دوسرے کے لیے کھڑا ہونا ذاتی طور پر مکروہ نہیں البتہ جس کے لیے قیام کیا جائے اس کے قیام کو پسند کرنا مکروہ ہے اور جس کے لیے قیام نہیں کیا جاتا اس کے لیے کھڑا ہو جائے تو اس میں کراہت نہیں۔ علامہ ابن وہبان نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ میں تو قیام مستحب ہونا چاہیے کیونکہ قیام کا ترک خصوصاً جہاں قیام کی عادت ہو وہاں قیام نہ کرنا کینہ بغض اور عداوت کا سبب بنتا ہے اور قیام کے متعلق جو وعید آئی ہے یہ اس شخص کے متعلق ہے جو اپنے سامنے لوگوں کے کھڑا رہنے کو پسند کرتا ہو جس طرح کہ ترکوں اور عجمیوں کا طریقہ ہے میں کہتا ہوں کہ عنایہ وغیرہ میں اس کی تائید میں یہ واقعہ ہے کہ شیخ حکیم ابوالقاسم کے پاس جب کوئی مال دار آدمی آتا تو وہ اس کے لیے کھڑے ہو جاتے اور اس کی تعظیم کرتے اور فقراء وطلباء کے لیے نہیں کھڑے ہوتے تھے۔ ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ غنی مجھ سے تعظیم کی توقع کرتا ہے اگر میں تعظیم نہ کروں تو تکلیف کا باعث ہوگا اور فقراء وطلباء تو بس یہ چاہتے ہیں کہ میں انہیں سلام کا جواب دوں اور ان سے علمی گفتگو کروں۔

(ردالمحتار ج ۹ ص ۵۵۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اس حدیث میں اہل فضل کی تعظیم واکرام اور ان کے آنے پر قیام کرنے کا ثبوت ہے۔ جمہور علمائے کرام نے اس حدیث سے قیام کے استحباب پر استدلال کیا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہ وہ قیام نہیں جس سے روکا گیا ہے ممنوع قیام تو یہ ہے کہ ایک شخص بیٹھا ہو اور دوسرے لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں اور جب تک وہ بیٹھا رہے لوگ کھڑے رہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اہلِ فضل کی آمد پر قیام مستحب ہے اور اس کے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں اور اس کی ممانعت میں کوئی صریح چیز ثابت نہیں۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۶ ص ۳۱۴ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا اس کے باوجود صحابہ کرام حضور کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ کو قیام پسند نہیں۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۲۷۵۴ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

اس حدیث سے قیامِ تعظیمی کے عدمِ جواز پر استدلال کیا جاتا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس کے دو جواب ہیں ایک جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو فتنہ کا اندیشہ تھا کہ کہیں یہ تعظیم میں افراط نہ کرنے لگیں اس بناء پر آپ نے اپنے لیے صحابہ کے قیام کو ناپسند فرمایا جس طرح کہ آپ کا ارشاد ہے: "لا تطرونی" "میری تعظیم میں مبالغہ نہ کیا کرو" اور

آپ نے صحابہ کے آپس میں ایک دوسرے کے لیے قیام کو ناپسند نہیں فرمایا کیونکہ آپ نے خود بعض صحابہ کے لیے قیام فرمایا اور آپ کی موجودگی میں صحابہ نے دوسروں کے لیے قیام کیا' آپ نے اس پر انکار نہیں فرمایا بلکہ اسے ثابت رکھا اور اس کا حکم دیا' دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کے درمیان اتنا انس اور کامل محبت وخلوص تھا کہ قیام تعظیمی کے ساتھ اس میں زیادتی کی گنجائش نہیں تھی؛ لہٰذا قیام کا کوئی مقصد نہ تھا اور جب انسان کمال محبت کے اس مقام پر پہنچ جائے تو وہاں قیام کی ضرورت نہیں رہتی۔

(فتح الباری ج ۱۱ ص ۴۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی نے فرمایا کہ ممکن ہے آپ نے محبت کی بناء پر قیام کو ناپسند فرمایا ہو کیونکہ محبت کا تقاضا ہے کہ اتحاد و یگانگت پیدا ہو اور تکلف باقی نہ رہے' اور اس پر دلیل حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا' اور امام ابوحامد نے کہا ہے کہ جب اتحاد و یگانگت کامل ہو جائے تو باہمی حقوق' قیام' معذرت اور تعریف وغیرہ میں نرمی اور خفت آ جاتی ہے' کیونکہ یہ چیزیں اگرچہ صحبت کے حقوق سے ہیں مگر ان میں ایک قسم کی اجنبیت اور تکلف پایا جاتا ہے اور جب اتحاد کامل ہو جائے تو تکلف کی بساط بالکل لپیٹ دی جاتی ہے اور آدمی دوست کے ساتھ اپنی ذات والا معاملہ اور برتاؤ کرتا ہے کیونکہ آداب ظاہری' باطنی آداب کا عنوان ہوتے ہیں' جب دل میں خالص محبت آ جائے تو اس کے اظہار کے لیے ان تکلفات کی ضرورت نہیں رہتی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ زمانے' اشخاص اور احوال کے اعتبار سے قیام اور ترکِ قیام کا حکم مختلف ہو جاتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۸۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف لائے تو ہم آپ کی خاطر کھڑے ہو گئے' آپ نے فرمایا: تم اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جیسے عجمی ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(سنن ابوداؤد' کتاب الادب' رقم الحدیث: ۵۲۲۹' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

اس حدیث کو بھی قیامِ تعظیمی کے عدم جواز پر بطورِ دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

طبری نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے' اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

(فتح الباری ج ۱۱ ص ۴۱' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

آپ کی مراد یہ تھی کہ عجمیوں کی طرح نہ کھڑے ہوا کرو کہ وہ مال و منصب کی خاطر ایک دوسرے کے لیے قیام کرتے ہیں' تعظیم تو علم اور نیکی کی بناء پر ہی مناسب ہے اور جب قیام و تعظیم اللہ کے لیے ہو تو وہ مستحسن ہے' لیکن اس جواب پر اعتراض ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا قیام تو یقیناً اللہ کے لیے اور رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے لیے ہی تھا' اس حدیث کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ عجمی کھڑے رہتے تھے (یعنی بڑا آدمی بیٹھ جاتا اور لوگ اس کے سامنے تعظیماً کھڑے رہتے)' آپ نے اس طرح کھڑے رہنے سے منع فرمایا لیکن مبالغہ کے لیے اسے مطلق قیام سے تعبیر کر دیا' یا قیام سے مراد وقوف (کھڑا رہنا) ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۸۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۵۹۹۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ مَعَنَا فِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ہمارے ساتھ تشریف فرما ہو کر گفتگو فرماتے' جب آپ کھڑے ہوتے تو ہم بھی

الْمَسْجِدِ يُحَدِّثُنَا فَإِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوْتِ اَزْوَاجِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان.

5 کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ ہم دیکھ لیتے کہ آپ بعض ازواجِ مطہرات کے گھروں میں تشریف لے جا چکے ہیں۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

٧٦٠٠- وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَاعِدًا فَتَزَحْزَحَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فِي الْمَكَانِ سَعَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمُسْلِمِ لَحَقًّا اِذَا رَاٰهُ اَخُوْهُ اَنْ يَّتَزَحْزَحَ لَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان.

حضرت واثلہ بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اس کی خاطر سمٹ کر بیٹھ گئے' اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جگہ میں تو کافی گنجائش ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کا حق ہے کہ جب اس کی اپنے بھائی سے ملاقات ہو تو اس کی خاطر کچھ سمٹ کر بیٹھ جائے۔

(بیہقی 'شعب الایمان)

٧٦٠١- وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٧٦٠٢- وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى عَصًا فَقُمْنَا لَهٗ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا كَمَا يَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف لائے تو ہم آپ کی خاطر کھڑے ہو گئے' آپ نے فرمایا: تم اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جیسے عجمی ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ (ابوداؤد)

٧٦٠٣- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے' البتہ مجلس میں کشادگی اور وسعت سے کام لو۔ (بخاری و مسلم)

وَرَوٰى اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ قَالَ جَاءَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ فِيْ شَهَادَةٍ فَقَامَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْ مَّجْلِسِهٖ فَاَبٰى اَنْ يَّجْلِسَ فِيْهِ وَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ذَا وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّمْسَحَ الرَّجُلُ يَدَهٗ بِثَوْبِ مَنْ لَّمْ يَكْسُهٖ.

امام ابوداؤد نے سعید بن ابوالحسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک گواہی کے معاملہ میں ابوبکرہ ہمارے پاس آئے' ایک شخص ان کی خاطر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا' انہوں نے وہاں بیٹھنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور نبی کریم ﷺ نے دوسرے شخص کے ایسے کپڑوں سے ہاتھ صاف کرنے سے منع فرمایا ہے' جو اس کو پہنائے نہیں ہیں۔

٧٦٠٤- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر گیا' پھر واپس آ گیا تو وہی اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔ (مسلم)

وَرَوٰى اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ فَقَامَ فَاَرَادَ الرُّجُوْعَ نَزَعَ نَعْلَهٗ اَوْ بَعْضَ مَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ فَيَعْرِفُ ذٰلِكَ اَصْحَابُهٗ فَيَثْبُتُوْنَ.

امام ابوداؤد نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھے ہوتے' پھر آپ کھڑے ہوتے اور آپ کا واپسی کا ارادہ ہوتا تو اپنی نعلین مبارک یا کوئی اور چیز جو آپ پر ہوتی' اسے اتار کر چھوڑ جاتے تو آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اسے پہچان جاتے اور بیٹھے رہتے۔

٧٦٠٥- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر علیحدگی کرے (ان کے درمیان بیٹھ جائے)۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٧٦٠٦- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَجْلِسْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو شخصوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھو۔ (ابوداؤد)

بَابُ الْجُلُوْسِ وَالنَّوْمِ وَالْمَشْيِ — بیٹھنے' سونے اور چلنے کا بیان

ف: باب کے عنوان میں بیٹھنے' سونے اور چلنے کا بالترتیب ذکر عادت کے موافق ہے' کیونکہ عادت یہی ہے کہ آدمی کھانے وغیرہ کے لیے بیٹھتا ہے' پھر سو جاتا ہے' اس کے بعد اٹھ کر مسجد وغیرہ کی طرف چل کر جاتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۳۱' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٧٦٠٧ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے صحن کعبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھوں سے حلقہ بنائے ہوئے اکڑوں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ (بخاری)

احتباء کی تحقیق

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

احتباء یہ ہے کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور پاؤں کے تلوے زمین پر لگے ہوں اور دونوں بازوؤں سے پنڈلیوں کے گرد حلقہ بنا لیا جائے' اور حدیث پاک سے مراد یہ ہے کہ بیٹھنے میں احتباء سنت ہے۔ اسے ابن ملک نے ذکر کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ سنت محض اس فعل سے ادا نہیں ہوتی بلکہ یہ بیانِ جواز کے لیے ہے اور استحباب کی دلیل ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۸۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٧٦٠٨- وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ فِى الْمَسْجِدِ اِحْتَبٰى بِيَدَيْهِ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں بیٹھتے تو اپنے دونوں بازوؤں سے گھٹنوں کے گرد حلقہ بنا لیتے۔ (رزین)

٧٦٠٩- وَعَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ أَنَّهَا رَأَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُوَ قَاعِدُ الْقُرْفُصَاءِ قَالَتْ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں گھٹنے کھڑے کر کے بازوؤں سے ان کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے ہوئے دیکھا' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے جب رسول اللہ ﷺ کو عجز وانکساری کی حالت میں دیکھا تو خوف سے مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔(ابوداؤد)

٧٦١٠- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ عَلٰى يَسَارِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی بائیں جانب تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔(ترمذی)

٧٦١١- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نمازِ فجر ادا فرما لیتے تو چار زانو ہو کر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ سورج خوب روشن ہو جاتا۔ (ابوداؤد)

٧٦١٢- وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص حلقے کے درمیان بیٹھے' وہ سیّدنا محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق لعنتی ہے۔(ترمذی' ابوداؤد)

حلقہ کے درمیان بیٹھنے والے شخص سے کون مراد ہے؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ لکھتے ہیں:

ایک قول کے مطابق اس سے مراد مسخرہ ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے خود کو ہنسی مذاق کے مقام پر کھڑا کر دیتا ہے اور یہ ایک شیطانی عمل ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہو جو بعض لوگوں کی طرف پشت کر لیتا ہے اور بعض کی طرف چہرہ کر لیتا ہے اور اس کا یہ عمل بعض لوگوں کی ناپسندیدگی کا باعث بنتا ہے۔(حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۱۵۳ 'مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: (۱) کوئی شخص لوگوں کی جماعت میں آئے اور جہاں مجلس ختم ہو رہی ہے وہاں نہ بیٹھے بلکہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا درمیان میں آ کر بیٹھ جائے (۲) کوئی شخص حلقہ کے درمیان میں بیٹھ جائے اور لوگوں کے چہروں کے درمیان حائل ہو جائے جس سے لوگوں کو تکلیف ہو۔(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۸۸ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٧٦١٣- وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر مجلس وہ ہے جو زیادہ کشادہ ہو۔(ابوداؤد)

٧٦١٤- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ جُلُوْسٌ فَقَالَ مَالِيْ أَرَاكُمْ عِزِيْنَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جب کہ آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں جدا جدا بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ (ابوداؤد)

٧٦١٥- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ فَصَارَ بَعْضُهُ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ فِي الظِّلِّ فَلْيَقُمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سائے میں ہو' پھر اس سے سایہ ہٹنے لگے اور اس کا کچھ حصہ دھوپ میں اور کچھ حصہ سائے میں آ جائے تو وہ کھڑا ہو جائے۔ (ابوداؤد)

وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ قَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ فَلْيَقُمْ فَاِنَّهٗ مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ هٰكَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ مَّوْقُوْفًا.

شرح السنہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص سائے میں ہو' پھر سایہ اس سے ہٹ جائے تو وہ کھڑا ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ معمر نے اسے یوں ہی موقوفاً روایت کیا ہے۔

٧٦١٦- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِيْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے ہر شخص وہاں بیٹھ جاتا' جہاں مجلس کی انتہاء ہوتی۔ (ابوداؤد)

٧٦١٧- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا وَقَدْ وَضَعْتُ يَدَيَ الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِيْ وَاتَّكَاْتُ عَلٰى اَلْيَةِ يَدِيْ فَقَالَ اَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عمرو بن شرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قریب سے گزرے اور میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ میرا بایاں ہاتھ میری پشت کے پیچھے تھا اور میں نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے پر ٹیک لگائی ہوئی تھی' آپ نے فرمایا: کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو' جن پر غضب کیا گیا ہے۔ (ابوداؤد)

٧٦١٨- وَعَنْ يَّعِيْشِ بْنِ طَخْفَةَ بْنِ قَيْسٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعٌ مِنَ السَّحَرِ عَلٰى بَطْنِيْ اِذَا رَجُلٌ يُّحَرِّكُنِيْ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ يُّبْغِضُهَا اللّٰهُ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت یعیش بن طخفہ بن قیس غفاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' جو کہ اصحابِ صفہ میں سے تھے کہ میں سینہ میں درد کی وجہ سے پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا کہ اس طرح لیٹنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے' میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

پیٹ کے بل لیٹنا

پیٹ کے بل لیٹنے کو ناپسند کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں آدمی کا چہرہ اور سینہ زمین پر لگتے ہیں جب کہ یہ دونوں اشرف عضو ہیں اور سجدہ کے علاوہ انہیں زمین پر رکھنے میں ذلت ہے یا پھر اس طرح لیٹنا اہل لواطت کا طریقہ ہے' ان کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اسے مذموم قرار دیا ہے (عذر کی بناء پر اس طرح لیٹنے میں قباحت نہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درد سینہ کے عذر کے باوجود صحابی کے اس طرح لیٹنے پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا' اس کی وجہ یہ ہے کہ) یا تو ان کے عذر کی طرف آپ کی توجہ نہ تھی یا پھر درد کے ازالہ کے لیے پاؤں پھیلائے بغیر چت لیٹنا بھی ممکن تھا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۷ ۵۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٧٦١٩- وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مُضْطَجِعٌ عَلٰى بَطْنِيْ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے گزرے جب کہ میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا تو آپ نے مجھے اپنے مبارک

فَرَكَضَنِيْ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ يَا جُنْدُبُ اِنَّمَا هُوَ ضِجْعَةُ اَهْلِ النَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا: اے جندب! یہ تو جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔ (ابن ماجہ)

۷۶۲۰۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُّضْطَجِعًا عَلٰى بَطْنِهٖ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ لَّا يُحِبُّهَا اللّٰهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو اسے فرمایا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ (ترمذی)

۷۶۲۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْفَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر رکھ کر چت لیٹے۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتَلْقِيَنَّ اَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى.

اور امام مسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر رکھ کر چت نہ لیٹے۔

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ عِبَادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَّاضِعًا اِحْدٰى قَدَمَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ وَجْهُ الْجَمْعِ بَيْنَ حَدِيْثِ جَابِرٍ وَّعِبَادٍ اِنَّ وَضْعَ اِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْاُخْرٰى قَدْ يَكُوْنُ عَلٰى نَوْعَيْنِ اَنْ تَكُوْنَ رِجْلَاهُ مَمْدُوْدَتَيْنِ اِحْدَاهُمَا فَوْقَ الْاُخْرٰى وَلَا بَاْسَ بِهٰذَا فَاِنَّهٗ لَا يَنْكَشِفُ مِنَ الْعَوْرَةِ بِهٰذِهِ الْهَيْئَةِ وَاَنْ يَّكُوْنَ نَاصِبًا سَاقَ اِحْدَى الرِّجْلَيْنِ وَيَضَعُ الرِّجْلَ الْاُخْرٰى عَلَى الرُّكْبَةِ الْمَنْصُوْبَةِ وَعَلٰى هٰذَا فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ اِنْكِشَافُ الْعَوْرَةِ بِاَنْ يَّكُوْنَ عَلَيْهِ سَرَاوِيْلُ اَوْ يَكُوْنَ اِزَارُهٗ اَوْ ذَيْلُهٗ طَوِيْلَيْنِ جَازَ وَاِلَّا فَلَا وَقَالَ بَعْضُ عُلَمَاءِ نَا وَاِنَّمَا اُطْلِقَ النَّهْيُ لِاَنَّ الْغَالِبَ فِيْهِمُ الْاِتِّزَارُ.

بخاری و مسلم میں عباد بن تمیم کی اپنے چچا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں اس حالت میں گدی کے بل لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ نے اپنا ایک پاؤں مبارک دوسرے پاؤں کے اوپر رکھا ہوا تھا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے فرمایا کہ حضرت جابر و حضرت عباد رضی اللہ عنہما والی دونوں احادیث میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں کے اوپر رکھنا دو طرح سے ہوتا ہے: (۱) دونوں ٹانگیں کھنچی ہوئی ہوں اور ایک پاؤں کے اوپر دوسرا پاؤں رکھا ہو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس طریقہ سے شرم گاہ ننگی نہیں ہوتی (۲) ایک پنڈلی کھڑی کی ہو اور دوسرا پاؤں کھڑے کیے ہوئے گھٹنے پر رکھا جائے اس طریقہ سے اگر شرم گاہ ننگی نہ ہو تو جائز ہے مثلاً شلوار پہنی ہو یا تہبند لمبا ہو یا قمیص کا دامن لمبا ہو اور اگر شرم گاہ ننگی ہو تو پھر جائز نہیں۔ ہمارے بعض علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہی مطلق ہے اس لیے کہ اہل عرب عموماً ازار باندھتے تھے۔

۷۶۲۲۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَرَّسَ بِلَيْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰى

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت کسی جگہ پڑاؤ فرماتے تو دائیں کروٹ کے بل لیٹتے اور جب صبح سے

شِقِّهِ الْأَيْمَنِ وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

کچھ دیر پہلے کسی جگہ ٹھہرتے تو کلائی کھڑی کر کے اپنا سرِ انور ہتھیلی پر رکھ لیتے۔ (شرح السنہ)

٧٦٢٣۔ وَعَنْ بَعْضِ آلِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِّمَّا يُوْضَعُ فِي قَبْرِهٖ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَأْسِهٖ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بعض اولاد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر مبارک اس طرح کا تھا' جس طرح آپ کی قبر انور میں بچھایا گیا اور مسجد آپ کے سر مبارک کی جانب ہوتی تھی۔ (ابوداؤد)

قبرانور میں کپڑا بچھانے کی تحقیق

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ وقتِ استراحت جو سرخ کپڑا نیچے بچھاتے تھے' قبر مبارک میں بھی وہی کپڑا بچھایا گیا اور آپ کا جسد انور اس کپڑے پر رکھا گیا' بعض نے کہا ہے کہ آپ کا جسد انور اس کپڑے پر رکھا گیا اور پھر اضطراب و پریشانی کی بناء پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو وہ کپڑا نکالنے کا خیال نہ رہا' وہ قبر انور میں اسی طرح رہ گیا اور دفن کے بعد قبر کھولنا مناسب نہیں تھا' یہ بھی روایت ہے کہ وہ کپڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام شُقران کی طرف سے صحابہ کرام کی اتفاق رائے کے بغیر رکھا گیا' ان کا کہنا تھا کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ آپ کے بعد کوئی اور اس کپڑے کو استعمال کرے۔ جمہور علماء کے نزدیک قبر میں میت کے نیچے کپڑا بچھانا مکروہ ہے' اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ یہ کپڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت سے قبر انور میں بچھایا گیا اور یہ آپ کی خصوصیت ہے اور صحیح یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے قبر انور میں اینٹیں لگاتے وقت وہ کپڑا نکال لیا تھا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٧٦٢٤۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَّيْسَ عَلَيْهِ حِجَابٌ وَّفِي رِوَايَةٍ حِجَارٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ وَفِي مَعَالِمِ السُّنَنِ لِلْخَطَّابِيِّ حِجًّى.

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ایسے مکان کی چھت پر رات گزاری' جس کی منڈیر نہ ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جس پر پتھر نہ ہو تو اس سے ذمہ داری ختم ہو گئی۔ (ابوداؤد اور معالم السنن للخطابی میں "حجی" (پردہ) کے الفاظ ہیں)

٧٦٢٥۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَطْحٍ لَّيْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر منڈیر والی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی)

ف: اس حدیث میں منڈیر کے بغیر چھت پر سونے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ ایسا شخص اپنی ہلاکت کے درپے ہے اور اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے' جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ. (البقرہ:۱۹۵)

اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۱۵۱' ۳' مطبوعہ دارالمعرفۃ' بیروت)

٧٦٢٦۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِيْ بُرْدَيْنِ وَقَدْ اَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ خُسِفَ بِهِ الْاَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ایک شخص دو چادروں میں اکڑ کر چل رہا تھا' اس کے نفس نے اسے تکبر میں مبتلا کر دیا تو وہ زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

۷۶۲۷۔ وَعَنْ اَبِیْ اُسَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ خَارِجٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ لِلنِّسَاءِ اِسْتَأْخِرْنَ فَاِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيْقِ فَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى اَنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابو اُسید انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے اور مرد اور عورتیں راستے میں مل جل گئے تھے' آپ نے عورتوں سے فرمایا کہ تم پیچھے رہو' کیونکہ تمہارا راستے کے درمیان چلنا مناسب نہیں' تم راستے کے کنارے اختیار کرو' پھر عورت دیوار کے ساتھ لگ کر چلتی تھی حتیٰ کہ اس کا کپڑا دیوار سے الجھ جاتا تھا۔ (ابوداؤد' بیہقی' شعب الایمان)

۷۶۲۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّمْشِيَ يَعْنِي الرَّجُلَ بَيْنَ الْمَرْاَتَيْنِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد)

بَابُ الْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ

چھینک اور جمائی کا بیان

۷۶۲۹۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ اَنْ يَّقُوْلَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے' جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے تو ہر سننے والے مسلمان پر حق ہے کہ اسے "یرحمك اللّٰه" کہے' لیکن جمائی تو شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے' کیونکہ جب تم میں سے کسی کو جمائی آتی ہے تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔ (بخاری)

چھینک کا جواب دینے کے احکام

اس حدیث میں ہے کہ ہر سننے والے مسلمان پر حق ہے کہ اسے "یرحمك اللّٰه" کہے۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس میں دلیل ہے کہ چھینک کا جواب دینا فرضِ عین ہے اور بعض کا یہی مذہب ہے۔ اکثر کا نظریہ ہے کہ یہ فرضِ کفایہ ہے اور یہ حدیث کے خلاف نہیں' کیونکہ اس سے یہ مراد ہے کہ ہر ایک پر واجب ہے لیکن دوسری دلیل کی بناء پر بعض کے کرنے سے ساقط ہو جائے گا یا اسے سلام کے جواب پر قیاس کریں گے (کہ بعض کے جواب دینے سے سب بری الذمہ ہو جائیں گے) اور امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سنت ہے اور حدیث استحباب پر محمول ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

چھینک لینے والا اگر الحمد للہ کہے تو اس کا جواب دینا واجب ہے اور تین بار تک اسے جواب دے' اس کے بعد اختیار ہے۔ اگر ایک شخص کسی مجلس میں بار بار چھینک لے تو اس کے پاس جو شخص حاضر ہے تین مرتبہ تک اسے جواب دینا چاہیے' اگر تین مرتبہ سے زیادہ چھینک لی اور ہر بار الحمد للہ کہا تو وہاں موجود شخص ہر مرتبہ جواب دے تو بہتر ہے اور تین مرتبہ کے بعد جواب نہ دے' تب بھی درست ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں اسی طرح ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۵' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث میں مسلم کے ساتھ سننے کی صفت کا ذکر کیا کہ ہر سننے والے مسلمان پر حق ہے' اس سے بیان کر دیا کہ نہ سننے والے پر چھینک کا جواب دینا واجب نہیں' کیونکہ نہ سننے والے کی طرف امر متوجہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح سلام اور دیگر فرائضِ کفایہ مثلاً مریض کی عیادت' میت کی تجہیز و تکفین اور نمازِ جنازہ وغیرہ کا حکم ہے' اور شرح السنہ میں ہے کہ اس قول میں اس بات پر دلیل ہے کہ چھینکنے والے کو مناسب ہے کہ الحمد للہ بلند آواز سے کہے تا کہ قریب والا سن لے اور چھینکنے والا جواب کا مستحق ہو جائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

جمائی روکنے کا طریقہ

اس حدیث میں ہے: جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

نماز کے آداب سے یہ ہے کہ جمائی کے وقت منہ کو بند کر لے' خواہ ہونٹوں کو دانتوں سے پکڑ کر منہ بند کرے' اگر منہ بند کرنا ممکن نہ ہو تو بائیں ہاتھ سے منہ ڈھانپ لے اور ایک قول ہے کہ اگر کھڑا ہو تو دائیں ہاتھ سے منہ ڈھانپے ورنہ بائیں ہاتھ سے ڈھانپ لے۔

(درمختار ج ۲ ص ۱۷۶' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

میں نے شرح تحفۃ الملوک المسمی بہدیۃ الصعلوک میں دیکھا کہ زاہدی نے کہا ہے: جمائی دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل میں خیال کرے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو کبھی جمائی نہیں آئی اور قدوری نے کہا کہ میں نے اسے بارہا آزمایا اور اسی طرح پایا اور میں نے بھی اس کا تجربہ کیا اور اسی طرح پایا ہے۔ (ردالمحتار ج ۲ ص ۱۷۶' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيْطَانُ مِنْهُ.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص "ہا" کی آواز نکالتا ہے تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاوَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهٖ عَلٰى فِمِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ.

اور مسلم کی ہی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جمائی لینے لگے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے' کیونکہ شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے۔

۷۶۳۰۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰى وَجْهَهٗ بِيَدِهٖ اَوْ ثَوْبِهٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھینک آتی تو آپ اپنے ہاتھ یا کپڑے سے اپنا چہرۂ انور ڈھانپ لیتے اور چھینک کی آواز پست فرماتے' (ترمذی' ابوداؤد) امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا

وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔

۷۶۳۱۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ یُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِیْ قَالَ اِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس چھینک لی' آپ نے ایک کا جواب دیا اور دوسرے کا جواب نہیں دیا' تو اس آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس کا جواب دیا ہے اور مجھے جواب نہیں دیا' آپ نے فرمایا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی ہے اور تو نے اللہ تعالیٰ کی حمد نہیں کی۔ (بخاری و مسلم)

۷۶۳۲۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوْهُ وَاِنْ لَّمْ یَحْمَدِ اللّٰهَ فَلَا تُشَمِّتُوْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے تو تم اسے جواب دو اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کرے تو اسے جواب نہ دو۔ (مسلم)

۷۶۳۳۔ وَعَنْهُ قَالَ کَانَ الْیَهُوْدُ یَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْجُوْنَ اَنْ یَقُوْلَ لَهُمْ یَرْحَمُکُمُ اللّٰهُ فَیَقُوْلُ یَهْدِیْکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہی بیان فرماتے ہیں کہ یہود نبی کریم ﷺ کے پاس یہ امید کرتے ہوئے چھینک لیا کرتے تھے کہ آپ انہیں جواب میں ''یرحمکم اللہ'' فرمائیں گے' مگر آپ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے اور تمہارا حال درست فرمائے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

یہودی بھی عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے معترف تھے

یہودی نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر بہ تکلف چھینک لیا کرتے تھے تاکہ آپ انہیں جواباً دعائے رحمت سے نوازیں' اس میں نبی کریم ﷺ کی عظمتِ شان ہے کہ یہودی بھی دل سے نبی کریم ﷺ کی صداقت وحقانیت کے معترف تھے اور انہیں یقین تھا کہ نبی کریم ﷺ مستجاب الدعوات ہیں' قرآن مجید میں ہے: ''یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ'' وہ نبی کریم ﷺ کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ (البقرہ:۱۴۶) علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ یہودیوں کو جواباً فرماتے: ''یهدیکم الله ویصلح بالکم'' اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے اور تمہارا حال درست فرمائے۔ آپ جواباً انہیں یہ نہیں فرماتے تھے: ''یرحمکم اللّٰه'' اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے! کیونکہ رحمت تو مؤمنین کے ساتھ مختص ہے بلکہ آپ ان کے حسبِ حال ان کے لیے ہدایت اور توفیقِ ایمان کی دعا فرماتے تھے۔ علامہ طیبی نے کہا ہے کہ شاید ان سے وہ یہودی مراد ہیں' جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو پہچان لیا تھا جس طرح پہچاننے کا حق ہے' لیکن تقلید یا ریاست وحکومت کی محبت نے انہیں اسلام قبول نہیں کرنے دیا' اور انہوں نے پہچان لیا کہ ہمارا اسلام قبول نہ کرنا مذموم ہے' لہٰذا انہوں نے کوشش کی کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے یہ مذموم وصف ان سے دور کر دے اور انہیں ہدایت نصیب فرمائے' لیکن اس پر اعتراض ہے کہ یہودی' نبی کریم ﷺ سے دعائے رحمت کی اُمید کرتے تھے' دعائے ہدایت کی اُمید نہیں کرتے تھے' آپ کی دعائے ہدایت تو ساری امت کے لیے ہے' آپ دعا فرماتے تھے: ''اللهم اهد قومی فانهم لا یعلمون'' اے اللہ! میری قوم کو ہدایت نصیب فرما کیونکہ یہ جانتے نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۵۹۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٧٦٣٤- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهُ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ ''الحمد للّٰہ'' کہے اور اس کا بھائی یا ساتھی اسے کہے: ''یرحمك اللّٰہ'' اور جب وہ اسے ''یرحمك اللّٰہ'' کہے تو یہ کہے: ''یھدیکم اللّٰہ ویصلح بالکم'' اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے اور تمہارا حال درست فرمائے۔ (بخاری)

٧٦٣٥- وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَّلْيَقُلِ الَّذِيْ يَرُدُّ عَلَيْهِ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْيَقُلْ هُوَ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ کہے: ''الحمد للّٰہ علی کل حال'' ہر حال میں اللہ ہی کے لیے حمد ہے اور جواب دینے والا کہے: ''یرحمك اللّٰہ'' اور یہ کہے: ''یھدیکم اللّٰہ ویصلح بالکم''۔ (ترمذی، دارمی)

٧٦٣٦- وَعَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ كُنَّا مَعَ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ لَهُ سَالِمٌ وَّعَلَيْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ فَكَانَ الرَّجُلُ وَجَدَ فِیْ نَفْسِهٖ فَقَالَ اَمَّا إِنِّیْ لَمْ اَقُلْ إِلَّا مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ إِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلْيَقُلْ لَهُ مَنْ يَّرُدُّ عَلَيْهِ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْيَقُلْ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِیْ وَلَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ہلال بن یساف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے کہ ایک شخص کو چھینک آ گئی اور اس نے کہا: ''السلام علیکم'' تو حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تجھ پر اور تیری ماں پر اس آدمی نے دل میں کچھ ناراضگی محسوس کی تو حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تو تجھے وہی کہا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، جب آپ کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا: ''السلام علیکم'' آپ نے فرمایا: تجھ پر اور تیری ماں پر، تم میں سے جب کسی کو چھینک آئے تو وہ کہے: ''الحمد للّٰہ رب العٰلمین'' اور جواب دینے والا کہے: ''یرحمك اللّٰہ'' اور یہ کہے: ''یغفر اللّٰہ لی ولکم'' اللہ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

٧٦٣٧- وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا عَطَسَ إِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَ اَنَا اَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَيْسَ هٰكَذَا عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّقُوْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس چھینک لی اور کہا: اللہ ہی کے لیے حمد ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں بھی کہتا ہوں کہ اللہ ہی کے لیے حمد ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طرح تعلیم نہیں دی، آپ نے فرمایا کہ ہم یہ کہیں: ہر حال میں اللہ ہی کے لیے حمد ہے۔ (ترمذی)

٧٦٣٨- وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَطَسَ رَجُلٌ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی تو آپ نے اسے فرمایا: ''یرحمك اللّٰہ'' پھر اسے

عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ثُمَّ عَطَسَ اُخْرٰى فَقَالَ الرَّجُلُ مَزْكُوْمٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

دوسری بار چھینک آئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ آدمی تو زکام والا ہے۔ (مسلم)

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلتِّرْمِذِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ فِى الثَّالِثَةِ اَنَّهٗ مَزْكُوْمٌ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ نے اسے تیسری مرتبہ فرمایا کہ یہ تو زکام والا ہے۔

٧٦٣٩- وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَمِّتِ الْعَاطِسَ ثَلَاثًا فَمَا زَادَ فَاِنْ شِئْتَ فَشَمِّتْهُ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چھینکنے والے کو تین مرتبہ جواب دو اگر اس سے زائد ہو تو پھر چاہو تو جواب دو اور اگر چاہو تو جواب نہ دو۔ (ابوداؤد ترمذی)

٧٦٤٠- وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَمِّتْ اَخَاكَ ثَلَاثًا فَاِنْ زَادَ فَهُوَ زُكَامٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا اَنَّهٗ رَفَعَ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو تین مرتبہ چھینک کا جواب دو اگر اس سے زائد ہو تو یہ زکام ہے۔ ابوداؤد نے اسے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ میں تو یہی جانتا ہوں کہ انہوں (حضرت ابو ہریرہ) نے یہ حدیث نبی کریم سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

بَابُ الضِّحْكِ

ہنسنے کا بیان

تبسم، ہنسی اور قہقہہ میں فرق

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

تعجب کے وقت آواز کے بغیر دانتوں کا ظاہر ہو جانا تبسم ہے اور اگر اتنی آواز سے ہنسے کہ قریب والے لوگ سن لیں تو قہقہہ ہے اور اگر اتنی آواز نہ ہو تو ہنسی ہے اور ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ہنسی یہ ہے کہ فقط آدمی خود سنے اور قہقہہ یہ ہے کہ دوسرا بھی سن لے اور تبسم یہ ہے کہ نہ خود سنے نہ دوسرا سنے' ہنسی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے' وضو فاسد نہیں ہوتا اور قہقہہ سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہو جاتے ہیں اور تبسم سے نہ وضو فاسد ہوتا ہے' نہ نماز۔ لغت میں تبسم ''ضحك'' (ہنسی) کے مبادی کو کہتے ہیں اور ''ضحك'' (ہنسی) یہ ہے کہ چہرہ پھیل جائے حتیٰ کہ خوشی سے دانت ظاہر ہو جائیں' اور اگر یہ اتنی آواز سے ہو کہ دور والا سن لے تو قہقہہ ہے ورنہ ''ضحك'' (ہنسی) ہے اور اگر آواز کے بغیر ہو تو یہ تبسم ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۴۶' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

٧٦٤١- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس طرح کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے تالو مبارک کا انتہائی حصہ نظر آ جاتا' آپ تو محض تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری)

احادیث میں تطبیق

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں ہلاک ہو گیا! رمضان المبارک میں' میں نے اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ایک غلام آزاد کر دے' اس نے عرض کیا: میرے پاس غلام نہیں ہے' آپ نے فرمایا: تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھ لے' اس نے عرض کیا: مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے' آپ نے فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے' اس نے عرض کیا: میرے پاس طعام موجود نہیں ہے' پھر آپ کی بارگاہِ اقدس میں

کھجوروں کا ٹوکرا پیش کیا گیا' آپ نے فرمایا: سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اسے صدقہ کر دے' اس نے عرض کیا: اپنے سے زیادہ فقیر پر صدقہ کروں؟ بہ خدا! مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہم سے زیادہ کوئی گھر والا فقیر نہیں' نبی کریم ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی مبارک ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں' آپ نے فرمایا: تب تم ہی کھالو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۰۸۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس مقام پر سوال ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی روایت میں ہے: میں نے کبھی آپ کو کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے تالو کے انتہائی حصے کو دیکھ لیتی' آپ تو محض تبسم فرمایا کرتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی اس روایت میں ہے کہ آپ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی نورانی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں' ان دونوں روایات میں تعارض ہے۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

ان دونوں روایات میں کوئی تعارض اور منافات نہیں کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دیکھنے کی نفی کی ہے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مشاہدہ کا اثبات کیا ہے اور مثبت' نافی پر مقدم ہوتی ہے یا ہم جواب میں یہ کہیں گے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نہ دیکھنے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دیکھنے کی نفی لازم نہیں آتی۔ ہر ایک نے اپنے اپنے مشاہدہ کے مطابق خبر دی ہے' اور دونوں خبریں مختلف ہیں' لہٰذا ان میں کوئی تضاد نہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۵۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۷۶۴۲۔ وَعَنْ جَرِيْرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِيْ اِلَّا تَبَسَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں' نبی کریم ﷺ نے مجھ سے کبھی پردہ نہیں فرمایا اور آپ جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکرا پڑتے۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم ﷺ کے حجاب نہ فرمانے اور مسکرانے کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے کبھی پردہ نہیں فرمایا' اس پر اشکال ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا بلا حجاب نبی کریم ﷺ کے حجروں میں حاضر ہونا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مردوں کے ساتھ اپنی مخصوص مجلس میں حاضر ہونے سے مجھے کبھی نہیں روکا یا اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے جو کچھ طلب کیا آپ نے عطا فرما دیا' منع نہیں کیا۔

(عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۵۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کے تبسم فرمانے کی وضاحت میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کا تبسم فرمانا آپ کے مکارمِ اخلاق کی بناء پر تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے حسن و جمال کی بناء پر نبی کریم ﷺ ان کی طرف دیکھ کر خوش ہوتے ہوں' اسی لیے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ان جریرا یوسف هذه الامة'' یقیناً جریر اس امت کے یوسف ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۶۴۳۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ الصُّبْحَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَاْخُذُوْنَ فِيْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس جگہ نمازِ فجر ادا فرماتے تھے' سورج طلوع ہونے سے پہلے وہاں سے نہیں اٹھتے تھے' جب آفتاب طلوع ہو جاتا تو آپ وہاں سے اٹھتے اور لوگ آپس میں باتیں کرتے کرتے جاہلیت کے زمانہ کی باتیں چھیڑ دیتے اور ہنسنے لگتے' آپ بھی مسکرانے لگتے۔ (مسلم)

فَيَضْحَكُوْنَ وَيَتَبَسَّمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلتِّرْمِذِيِّ يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ لوگ شعر پڑھتے تھے۔

٧٦٤٤- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تبسم فرمانے والا نہیں دیکھا۔(ترمذی)

٧٦٤٥- وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ هَلْ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُوْنَ قَالَ نَعَمْ وَالْاِيْمَانُ فِىْ قُلُوْبِهِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ وَقَالَ بِلَالُ بْنُ سَعْدٍ اَدْرَكْتُهُمْ يَشْتَدُّوْنَ بَيْنَ الْاَغْرَاضِ وَيَضْحَكُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَاِذَا كَانَ اللَّيْلُ كَانُوْا رُهْبَانًا رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان ہنستے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! حالانکہ ان کے دلوں میں پہاڑ سے بھی زیادہ ایمان تھا اور حضرت بلال بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام کو تیر پھینکنے کے نشانوں کے درمیان دوڑتے ہوئے دیکھا اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے ہنسی کرتے تھے اور جب رات ہوتی تو وہ راہب (تارک الدنیا) بن جاتے تھے۔(شرح السنہ)

''رُھْبَان''، ''راھب'' کی جمع ہے' جس طرح ''رُکبان''، ''راکب'' کی جمع ہے۔ نہایہ میں ہے کہ راہب وہ ہے جو دنیا ترک کر کے زہد اور گوشہ نشینی وخلوت اختیار کرے۔ ان لوگوں کی شان میں فرمایا گیا کہ تجارت یا خرید وفروخت انہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی۔ یہ لوگ اپنی ظاہری صورت کے اعتبار سے فرشی ہیں لیکن اپنی ارواح کے اعتبار سے عرشی ہیں' ان کے اجسام مخلوق کے ساتھ ہوتے ہیں مگر ان کے قلوب حق تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں۔(ملخصا مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۱۰۴' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

بَابُ الْاَسَامِىْ

ناموں کا بیان

٧٦٤٦ - عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ اِنْ وُّلِدَ لِىْ بَعْدَكَ وَلَدٌ اُسَمِّيْهِ بِاسْمِكَ وَاُكَنِّيْهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ. وَقَالَ فِى الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَمَنْ كَانَ اسْمُهٗ مُحَمَّدًا لَا بَاْسَ بِاَنْ يُّكَنّٰى اَبَا الْقَاسِمِ لِاَنَّ قَوْلَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ سَمُّوْا بِاسْمِىْ وَلَا تَكْنُوْا بِكُنْيَتِىْ قَدْ نُسِخَ لِاَنَّ عَلِيًّا رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ كَنّٰى اِبْنَهٗ مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَنَفِيَّةِ اَبَا الْقَاسِمِ.

حضرت محمد بن حنفیہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ کے بعد میرے ہاں بیٹا پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام آپ کے نام پر اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھ دوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! (ابوداؤد) درمختار میں ہے کہ جس کا نام محمد ہو' اس کی کنیت ابوالقاسم رکھنے میں کوئی حرج نہیں' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد: میرے نام پر اپنا نام رکھو اور میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو' منسوخ ہے' اس لیے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے محمد بن حنفیہ کی کنیت ابوالقاسم رکھی تھی۔

٧٦٤٧- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ وَلَدْتُ غُلَامًا

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا' میں نے اس کا نام محمد

فَسَمَّيْتُهُ مُحَمَّدًا وَ كَنَّيْتُهُ اَبَا الْقَاسِمِ فَذُكِرَ لِيْ اِنَّكَ تَكْرَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا الَّذِيْ اَحَلَّ اِسْمِيْ وَحَرَّمَ كُنْيَتِيْ اَوْ مَا الَّذِيْ حَرَّمَ كُنْيَتِيْ وَاَحَلَّ اِسْمِيْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

اور اس کی کنیت ابوالقاسم رکھی تو مجھے بتایا گیا کہ آپ اسے ناپسند فرماتے ہیں' آپ نے فرمایا: وہ کیا چیز ہے جس نے میرا نام حلال اور میری کنیت حرام کر دی ہے یا فرمایا کہ وہ کیا چیز ہے جس نے میری کنیت حرام اور میرا نام حلال کر دیا ہے۔ (ابوداؤد)

علم' نام' کنیت اور لقب کی تعریفات

علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ متوفی ۶۴۶ھ لکھتے ہیں:

العلم ما وضع لشیء بعینہ غیر متناول غیرہ بوضع واحد.

علم وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو' اس حال میں کہ وہ اسم ایک وضع کے ساتھ اس معین چیز کے غیر کو شامل نہ ہو۔

(کافیہ ص ۸۷' مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ' کوئٹہ)

علم کی تین قسمیں ہیں: نام' لقب اور کنیت۔ علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۹۸ھ لکھتے ہیں:

العلم اسما کان او لقبا او کنیۃ لانہ ان صدر بالاب او الام او الابن او البنت فھو کنیۃ والا فان قصد بہ مدح او ذم فھو اللقب والا فھو الاسم.

علم کی تین قسمیں ہیں: نام' لقب اور کنیت' کیونکہ علم کے شروع میں اگر لفظ اب' یا ام' یا ابن' یا بنت ہو تو وہ کنیت ہے ورنہ اگر اس سے مقصود مدح یا ذم ہو تو وہ لقب ہے ورنہ وہ اسم ہے۔

(الفوائد الضیائیہ ص ۲۵۲' مطبوعہ مکتبہ عربیہ' کراچی)

دونوں عبارات کا حاصل یہ ہے کہ جو اسم کسی معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو اور اس وضع کے لحاظ سے وہ اسم کسی دوسری چیز پر نہ بولا جائے تو اسے علم کہتے ہیں اور علم کے شروع میں اگر لفظ اب یا ام یا ابن یا بنت ہو تو اسے کنیت کہتے ہیں' مثلاً ابوبکر' ام سلمٰی' ابن عباس وغیرہ اور اگر شروع میں یہ لفظ نہ ہوں اور اس سے مقصود مدح یا ذم ہو تو اسے لقب کہتے ہیں مثلاً صدیق' فاروق وغیرہ اور اگر اس سے مدح یا ذم مقصود نہ ہو تو وہ محض اسم یعنی نام کہلائے گا مثلاً خالد' زید وغیرہ۔

ابوالقاسم کنیت اور محمد نام رکھنے میں مختلف اقوال

ابوالقاسم کنیت رکھنے کے مسئلہ میں مختلف مذاہب ہیں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ ابوالقاسم کنیت رکھنے سے ممانعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے ساتھ مخصوص ہے تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب دوسرے آدمی کے خطاب کے ساتھ نہ مل جائے اور یہی صحیح ہے کیونکہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ممانعت کا سبب صراحۃً مذکور ہے۔ بخاری و مسلم کی وہ روایت یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی نے کہا: اے ابوالقاسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے (دوسرے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا: میں نے تو اسے بلایا ہے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے نام پر اپنا نام رکھا کرو اور میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھا کرو۔

(صحیح مسلم' کتاب الآداب' رقم الحدیث: ۵۵۵۱' مطبوعہ دارالمعرفۃ' بیروت)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابوالقاسم کنیت رکھنے سے ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ التباس نہ پیدا ہو۔ (رضوی غفرلہ) اور ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اور کنیت دونوں کو جمع کرنے سے منع فرمایا گیا اور یہ بھی آپ کی حیاتِ ظاہری کے ساتھ ہی مخصوص ہونا چاہیے۔ علامہ طیبی نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے' ایک قول یہ ہے کہ ابوالقاسم کنیت رکھنا جائز نہیں' چاہے اس آدمی کا نام

محمد ہو یا احمد ہو یا کوئی نام نہ ہو اور حدیث پاک کے ظاہر کا یہی تقاضا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی کنیت ابو القاسم اس لیے تھی کہ آپ اللہ کی جانب سے لوگوں میں تقسیم فرماتے تھے اور لوگوں کو ان کے مرتبہ کے مناسب شرف و فضل سے نوازتے تھے اور غنیمتیں تقسیم فرماتے تھے اور اس وصف میں دوسرا کوئی شخص آپ کے ساتھ شریک نہیں تھا' لہٰذا انہیں ابو القاسم کنیت رکھنے سے منع فرما دیا۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ اس صورت میں ہے جب ابو القاسم سے مذکورہ معنی مراد ہو اور اگر کسی کی کنیت ابو القاسم اس کے قاسم نامی بیٹے کی طرف نسبت کی وجہ سے یا محض علمیت کی وجہ سے رکھی گئی ہو تو جائز ہے اور اس پر دلیل ممانعت کی مذکورہ علت ہے' میں کہتا ہوں کہ ممانعت فرمانے کا جو سبب بیان کیا گیا ہے وہ اس کی تائید نہیں کرتا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ حکم ابتداء میں تھا پھر منسوخ ہو گیا' لہٰذا اب ہر ایک کے لیے ابو القاسم کنیت رکھنا جائز ہے' چاہے اس کا نام محمد ہو یا کوئی اور نام ہو اور اس ممانعت کا سبب یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کا خطاب غیر کے خطاب کے ساتھ ملتبس نہ ہو' اور اس پر دلیل یہ ہے کہ حدیث انس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو ابو القاسم کہتے ہوئے سنا اور اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس نے کہا کہ میں تو اس کو بلا رہا ہوں' اس کے بعد آپ نے ابو القاسم کنیت رکھنے سے منع فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے بعد میرا بیٹا ہو' میں اس کا نام محمد اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھ دوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں کہتا ہوں: نسخ کا دعویٰ غیر مسموع ہونے کی بناء پر تسلیم نہیں' بلکہ یہ کہنا مناسب ہے کہ یہاں سبب نہ پائے جانے کی وجہ سے حکم کی نفی ہے' اور نہی کا سبب اشتباہ ہے (کہ آپ کے خطاب کا دوسرے آدمی کے خطاب کے ساتھ ملنا لازم آتا ہے۔ واضح نہیں ہوگا کہ آپ کو مخاطب کیا گیا ہے یا ابو القاسم کنیت والے دوسرے آدمی کو مخاطب کیا گیا ہے) اور یہ سبب آپ کی حیاتِ ظاہری میں ہی تھا۔ یہ امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ جمہور سلف اور شہروں کے فقہاء اسی کے قائل ہیں' تیسرا قول یہ ہے کہ ممانعت منسوخ نہیں' یہ ممانعت تنزیہی اور ادب کے لیے ہے' تحریم کے لیے نہیں' یہ جریر کا مذہب ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ خلافِ اصل ہے کیونکہ ممانعت تحریم کے لیے ہے' خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ یہ فعل نبی کریم ﷺ کی ایذاء کا باعث بن رہا ہو' چاہے بعض اوقات میں ہی ایذاء لازم آتی ہو' نیز ممانعت کا ایسا سبب بیان کیا گیا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ یہ اسم آپ کی موجودگی میں آپ کے ساتھ ہی خاص ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ نام اور کنیت جمع کرنے سے منع کیا گیا ہے اور جس کا نام محمد یا احمد نہ ہو' اس کے لیے ابو القاسم کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا نام اور کنیت جمع کرنے سے منع فرمایا' اور اس کی نظیر اہل عرب کا قول ہے کہ وہ کہتے ہیں: ''اشرب اللبن ولا تاکل السمك'' دودھ پی اور مچھلی نہ کھا' مراد یہ ہوتا ہے کہ دودھ پینے اور مچھلی کھانے کو جمع نہ کر' لہٰذا یہاں بھی نام اور کنیت کے جمع کرنے کو منع فرمایا ہے' اور سلف کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بخاری و مسلم کی دونوں حدیثوں کے ظاہر کے خلاف ہے کہ ان میں نام رکھنا جائز قرار دیا ہے اور کنیت سے منع فرمایا ہے' چاہے کنیت اور نام دونوں ہوں یا صرف کنیت ہو اور نام نہ ہو۔ اسی طرح پہلی حدیث میں ممانعت کا جو سبب ہے کہ اس سے التباس اور اشتباہ لازم آئے گا' یہ قول اس سبب کے بھی مناسب نہیں اور دوسری حدیث میں نہی کا جو سبب بیان کیا گیا ہے (کہ آپ نے فرمایا: میں تو محض اس لیے قاسم ہوں کہ تمہارے درمیان تقسیم فرماتا ہوں) یہ قول اس سبب کے بھی مناسب نہیں' اور اہل عرب کے قول سے جو نظیر پیش کی ہے' وہ نظیر بھی لفظ کے اعتبار سے ہے' معنی کے اعتبار سے نہیں کیونکہ اطباء کے قول کے مطابق دودھ پینے اور مچھلی کھانے کو جمع کرنا مضر ہے اور یہاں تو صرف کنیت ابو القاسم رکھنے میں ہی ضرر ہے' چاہے اس کے ساتھ نام محمد ہو یا نہ ہو' لہٰذا اس کی صحیح نظیر اہل عرب کا یہ قول ہے: ''خالط الناس ولا تؤذ'' لوگوں سے میل جول رکھ اور ایذاء نہ پہنچا۔ پانچواں قول یہ ہے کہ آپ نے مطلقاً ابو القاسم کنیت رکھنے سے منع فرمایا اور مراد بیٹے کا نام قاسم رکھنے سے منع کرنا ہے' مروان بن حکم کے بیٹے کا نام قاسم تھا' اس نے یہ حدیث سنی تو اس نے بیٹے کا نام قاسم سے

بدل کر عبدالملک رکھ دیا۔ اسی طرح بعض انصار سے بھی یہ منقول ہے میں کہتا ہوں کہ اگر پانچویں قول میں یوں کہا جائے کہ ابوالقاسم کنیت رکھنا بھی منع ہے جس طرح کہ ممانعت کے سبب سے معلوم ہوتا ہے اور قاسم نام رکھنا بھی منع ہے جس طرح کہ مذکورہ تعلیل سے پتا چلتا ہے تو یہ عمدہ وجہ ہوگی جب کہ ساتھ یہ قید بھی ہو کہ یہ آپ کی حیاتِ ظاہری میں منع تھا اور اس سے مقصود یہ ہے کہ کوئی آپ کے اسماء وصفات میں آپ کے ساتھ شریک نہ ہو اور یہ کہنا کہ ابوالقاسم کنیت تو جائز ہے اور قاسم نام رکھنا منع ہے اس کی کوئی صحیح توجیہ نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مروان نے جب ابوالقاسم کنیت رکھنے سے ممانعت والی حدیث سنی اور اپنے بیٹے قاسم کا نام بدل دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اسے اندیشہ تھا کہ بیٹے کی نسبت سے اس کی کنیت ابوالقاسم رکھ دی جائے گی اور اس ممنوع فعل کا ارتکاب لازم آئے گا لہٰذا اس نے بیٹے کا نام ہی بدل دیا تاکہ اس خرابی سے بچا جا سکے۔ چھٹا قول یہ ہے کہ مطلقاً محمد نام رکھنا منع ہے اور اس کے متعلق حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: تم اپنے لڑکوں کے نام محمد رکھتے ہو پھر ان پر لعنت کرتے ہو۔ میں کہتا ہوں: حدیث میں محمد نام رکھنے سے منع پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ جب تم محمد نام رکھ دو تو اس اسم شریف کی وجہ سے اس کی تعظیم واجب ہے اور تم اس کے ساتھ باقی ناموں والا معاملہ نہ کرنا۔ اس کی تائید اس روایت سے ہے جو بزاز نے حضرت ابورافع سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جب تم محمد نام رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ کسی چیز سے محروم رکھو اور خطیب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب تم لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ کشادہ کرو اور اس کے لیے چہرے پر بل نہ ڈالو اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہلِ کوفہ کی طرف خط لکھا کہ کسی کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نہ رکھو اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ محمد بن یزید بن خطاب کو کہہ رہا تھا: اے محمد! اللہ تعالیٰ تیری گرفت فرمائے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا کر فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی گئی ہے بہ خدا! جب تک تو زندہ رہا تجھے محمد کہہ کر نہیں پکارا جائے گا اور آپ نے ان کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا میں کہتا ہوں کہ محمد نام رکھنے سے مطلقاً ممانعت نہیں بلکہ یہ ممانعت مقید ہے کہ اس کی وجہ سے اس کے ہم نام سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین لازم آتی ہے کیونکہ یہ بھی نام میں آپ کے ساتھ شریک ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۹ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

درست قول یہی ہے کہ آپ کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے اور آپ کی کنیت پر کنیت رکھنا درست نہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

ان اقوال میں درست قول یہی ہے کہ آپ کے نام مبارک پر نام رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے اور آپ کی کنیت پر کنیت رکھنا اگرچہ آپ کے زمانہ اقدس کے بعد ہی کیوں نہ ہو منع ہے اور زمانہ اقدس میں زیادہ سخت منع تھا۔ اسی طرح آپ کے نام اور کنیت کو جمع کرنا بہ طریق اولیٰ ممنوع ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نام وکنیت کو جمع کیا تھا وہ ان کی خصوصیت تھی ان کے غیر کے لیے جائز نہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۵ مطبوعہ تیج کمار لکھنو)

محمد نام رکھنا باعثِ خیر و برکت ہے البتہ محمد نام والے کو اگر کوئی شخص محمد کہہ کر برا بھلا کہے گا تو یہ اس اسم شریف کی توہین کا باعث ہو گا لہٰذا محتاط اور بہترین طریقہ وہی ہے جو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے تعلیم فرمایا کہ اصل نام محمد رکھا جائے اور پکارنے کے لیے کوئی عرفی نام تجویز کیا جائے۔ آپ نے اپنے جملہ صاحبزادگان کے نام رکھنے میں یہی طریقہ اختیار فرمایا اور سیدنا محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز نے بھی اسی کے مطابق اپنے جملہ صاحبزادگان کے نام محمد رکھے اور پکارنے کے لیے عرفی نام فضل رسول فضلِ رحیم فضلِ احمد اور فضل کریم تجویز فرمائے۔

(محدث اعظم پاکستان ج ۱ ص ۲۰۷ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور)

۷٦٤٨ - وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برا نام

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

تبدیل فرمادیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

۷۶۴۹۔ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَسْمَائِكُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِكُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَاءَكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز تمہیں تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا' لہٰذا اپنے نام اچھے رکھا کرو۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

قیامت کے دن باپ یا ماں کے نام سے پکارے جانے کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تمہیں تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا' جب کہ عوام میں مشہور ہے کہ ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا۔

محقق علی الاطلاق' شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

بعض روایات میں ہے کہ روزِ قیامت لوگوں کو ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا' اور علمائے کرام نے بیان کیا ہے کہ اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ زنا سے پیدا شدہ اولاد شرمندہ و رسوانہ ہو' دوسری حکمت یہ ہے کہ اس میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے حال کی رعایت ہے' کیونکہ آپ کا باپ نہیں تھا' تیسری حکمت یہ ہے کہ اس میں سیّدنا امام حسن و سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت و شرافت کا اظہار ہے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ان کے نسب کا اظہار ہو' اگر ماؤں کے نام سے پکارے جانے والی روایت ثابت ہو تو ''آبائکم'' کو تغلیب پر محمول کیا جاسکتا ہے جس طرح کہ ''ابوین'' کہتے ہیں (یعنی ماں اور باپ میں باپ کو ماں پر غلبہ دیتے ہوئے دونوں کے لیے لفظ ''ابوین'' استعمال کیا جاتا ہے' اسی طرح حدیث پاک میں بھی ماؤں پر باپوں کو غلبہ دیتے ہوئے لفظ ''آباء'' استعمال فرمایا گیا ہے۔ رضوی غفرلہٗ) اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی وقت باپوں کے نام سے اور کسی وقت ماؤں کے نام سے پکارا جائے یا بعض کو باپوں کی نسبت سے اور بعض کو ماؤں کی نسبت سے یا بعض مقامات پر باپوں کے نام سے اور بعض مقامات پر ماؤں کے نام سے پکارا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۰' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷۶۵۰۔ وَعَنْ اَبِيْ وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ وَاَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَاَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَّهَمَّامٌ وَاَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَّمُرَّةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: انبیاء کے ناموں پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب تر نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور بہت زیادہ سچے نام حارث اور ہمام ہیں اور بدترین نام حرب اور مرہ ہیں۔ (ابوداؤد)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین نام

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب تر نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء کے بعد باقی ناموں میں سے محبوب تر نام یہ ہیں کیونکہ اسماء کی ''کم'' ضمیر کی طرف اضافت ہے کہ تمہارے ناموں میں سب سے محبوب تر نام یہ ہیں (انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں سے زیادہ محبوب ہونا مراد نہیں)' اور اس میں یہ دلیل ہے کہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن یہ نامِ محمد سے زیادہ محبوب نہیں' لہٰذا یہ دونوں نام مرتبہ میں اسمِ محمد کے

برابر ہیں یا اسم محمد ان دونوں نام سے زیادہ محبوب ہے یا تو مطلقاً محبوب تر ہے یا ایک لحاظ سے زیادہ محبوب ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۹۹ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

راقم الحروف کہتا ہے کہ مخلوق کے ناموں میں ہمارے آقا و مولا امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کے اسم ذاتی سے محبوب تر کون سا نام ہو سکتا ہے؟ افضلیت و محبوبیت کا مدار تو محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذاتِ والا صفات ہی ہے۔ ان کے جسدِ انور سے متصل زمین کا ٹکڑا' جسے بعد از وصال ان کی آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے' وہ تمام اماکن حتیٰ کہ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے' ان کی ساعتِ ولادت تمام ساعات حتیٰ کہ شبِ قدر سے بھی افضل ہے' جب ان کی ذات محبوب تر ہے تو یقیناً اللہ رب العزت کو ان کا اسم شریف بھی محبوب تر ہے۔ سالار کاروانِ عشق و محبت' اعلیٰ حضرت' مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے کیا خوب فرمایا: ؎

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

(حدائقِ بخشش)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں:

سب سے اعلیٰ اور افضل نام محمد اور احمد ہے کہ رب کے محبوب کے نام ہیں' پھر ابراہیم' اسماعیل وغیرہ کہ حضرات انبیاء کے نام ہیں' پھر عبد اللہ' عبد الرحمٰن' عبد الستار وغیرہ کہ ان میں اپنی عبدیت اور اللہ کی ربوبیت کا اعلان ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۶ ص ۴۱۳ 'مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ' اردو بازار' لاہور)

حدیث پاک سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ عبد اللہ وعبد الرحمٰن نام' انبیائے کرام کے ناموں کے بعد باقی ناموں سے محبوب تر ہیں۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

ابووہب جشمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کے ناموں پر نام رکھو اور اللہ کے نزدیک محبوب تر نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن ہیں اور زیادہ سچے نام حارث اور ھمام ہیں اور زیادہ قبیح نام حرب اور مرہ ہیں۔ (سنن ابی داؤد' کتاب الادب' رقم الحدیث: ۴۹۵۰)

اس حدیث میں آپ نے اوّلاً انبیاء کرام کے ناموں پر نام رکھنے کا حکم دیا' پھر فرمایا کہ محبوب تر نام عبد اللہ وعبد الرحمٰن ہیں' جس سے واضح ہوتا ہے کہ عبد اللہ وعبد الرحمٰن نام انبیاء کرام کے ناموں کے بعد باقی ناموں میں سے محبوب تر ہیں' اور انبیاء کرام میں محبوب کریم ﷺ محبوب تر ہیں' لہٰذا آپ کا نام مبارک بھی سب ناموں سے محبوب تر ہے۔

۴۷۶۵۱- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِكُمْ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے ناموں میں سے محبوب تر نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن ہیں۔ (مسلم)

۴۷۶۵۲- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْنَى الْاَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ يُّسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین نام والا وہ شخص ہوگا جس کا نام ''مَلِكُ الاَملاك'' (شہنشاہ) رکھا گیا۔ (بخاری)

وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ اَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَخْبَثُهٗ رَجُلٌ كَانَ يُسَمّٰى

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغضوب ترین اور خبیث ترین وہ شخص ہوگا جس کا نام ''مَلِكُ الاَملاك'' رکھا

مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ.

گیا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔

٧٦٥٣- وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَتْ سُمِّيْتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میرا نام برہ رکھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خود اپنی پاکیزگی بیان نہ کرو' اللہ تعالیٰ تم میں سے نیکی والے کو خوب جانتا ہے' اس کا نام زینب رکھ دو۔ (مسلم)

٧٦٥٤- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اِسْمُهَا بَرَّةُ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر جویریہ رکھ دیا' آپ کو پسند نہ تھا کہ یہ کہا جائے کہ آپ برہ کے پاس سے تشریف لے گئے۔ (مسلم)

٧٦٥٥- وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهٖ سَمِعَهُمْ يَكْنُوْنَهُ بِاَبِي الْحَكَمِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ وَاِلَيْهِ الْحُكْمُ فَلِمَ تُكَنّٰى اَبَا الْحَكَمِ قَالَ اِنَّ قَوْمِيْ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِيْ شَيْءٍ اَتَوْنِيْ فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيْقَيْنِ بِحُكْمِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْسَنَ هٰذَا فَمَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ قَالَ لِيْ شُرَيْحٌ وَّمُسْلِمٌ وَّعَبْدُ اللّٰهِ قَالَ فَمَنْ اَكْبَرُهُمْ قَالَ قُلْتُ شُرَيْحٌ قَالَ فَاَنْتَ اَبُوْ شُرَيْحٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی قوم کے ساتھ وفد کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے سنا کہ لوگ انہیں ابوالحکم کی کنیت سے پکار رہے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی حاکم ہے اور اسی کا حکم ہے' تمہاری کنیت ابوالحکم کیوں ہے؟ عرض کیا: جب میری قوم کا کسی معاملہ میں اختلاف ہوتا ہے تو وہ میرے پاس آتے ہیں' میں ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں تو دونوں فریق میرے فیصلے پر راضی ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو بہت خوب ہے' تمہارا کوئی بیٹا ہے؟ عرض کیا: شریح' مسلم اور عبداللہ میرے بیٹے ہیں' فرمایا: ان میں بڑا کون ہے؟ عرض کیا: شریح' فرمایا: تو تم ابوشریح ہو۔ (ابوداؤد)

٧٦٥٦- وَعَنْ بَشِيْرِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَمِّهٖ اُسَامَةَ بْنِ اَخْدَرِيٍّ اَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهٗ اَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِيْ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ قَالَ اَصْرَمُ قَالَ بَلْ اَنْتَ زُرْعَةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ. وَقَالَ وَغَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيْزٍ وَعَتَلَةَ وَشَيْطَانَ وَالْحَكَمِ وَغُرَابٍ وَّحُبَابٍ وَّشِهَابٍ وَقَالَ تَرَكْتُ اَسَانِيْدَهَا لِلْاِخْتِصَارِ.

حضرت بشیر بن میمون اپنے چچا اسامہ بن اخدری سے روایت کرتے ہیں کہ اصرم نامی ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے والی جماعت میں موجود تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ عرض کیا: اصرم' آپ نے فرمایا: بلکہ تو زرعہ ہے۔ اسے ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاص' عزیز' عتلہ' شیطان' حکم' غراب' حباب' شہاب نام تبدیل فرما دیئے اور ابوداؤد نے فرمایا کہ میں نے اختصار کے پیش نظر ان کی سندیں ذکر نہیں کیں۔

٧٦٥٧- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا كَانَ لِعُمَرَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی

يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةٌ فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْلَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ایک بیٹی تھیں جنہیں عاصیہ کہا جاتا تھا' رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام جمیلہ رکھ دیا۔ (مسلم)

٧٦٥٨- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ اَبِيْ اُسَيْدٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلٰى فَخِذِهٖ فَقَالَ مَا اسْمُهُ قَالَ فُلَانٌ قَالَ لَا لٰكِنَّ اسْمَهُ الْمُنْذِرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب منذر بن ابواسید پیدا ہوئے تو انہیں نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر کیا گیا' آپ نے انہیں اپنی ران مبارک پر بٹھا کر فرمایا: اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا: فلاں' آپ نے فرمایا: نہیں! بلکہ اس کا نام منذر ہے۔ (بخاری' مسلم)

٧٦٥٩- وَعَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ جَدَّهُ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اِسْمِيْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا اَنَا بِمُغَيِّرٍ اِسْمًا سَمَّانِيْهِ اَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحَزُوْنَةُ بَعْدُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ بیان کرتے ہیں کہ میں سعید بن مسیب کے پاس بیٹھا تھا کہ انہوں نے مجھ سے یہ روایت بیان کی کہ میرے دادا حزن رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ عرض کیا: میرا نام حزن ہے' فرمایا: بلکہ تو سہل ہے' عرض کیا: میں اپنے باپ کا رکھا ہوا نام تبدیل نہیں کر سکتا۔ حضرت ابن مسیب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہمارے ہاں ہمیشہ حزن وملال رہا۔ (بخاری)

٧٦٦٠- وَعَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ لَقِيْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ فَقُلْتُ مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَجْدَعُ شَيْطَانٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت مسروق بیان فرماتے ہیں کہ میری حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا: مسروق بن اجدع' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اجدع' شیطان ہے۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

٧٦٦١- وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَّلَا رِبَاحًا وَّلَا نَجِيْحًا وَّلَا اَفْلَحَ فَاِنَّكَ تَقُوْلُ اَثَمَّ هُوَ فَلَا يَكُوْنُ فَيَقُوْلُ لَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ہرگز اپنے لڑکے کا نام یسار نہ رکھنا' نہ رباح' نہ نجیح اور نہ افلح' کیونکہ تم پوچھو گے کہ کیا وہ یہاں ہے؟ اگر وہ نہ ہوا تو مخاطب جواب دے گا کہ نہیں ہے۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ لَا تُسَمِّ غُلَامَكَ رِبَاحًا وَّلَا يَسَارًا وَّلَا اَفْلَحَ وَلَا نَافِعًا.

اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اپنے لڑکے کا نام رباح نہ رکھنا' نہ یسار' نہ افلح اور نہ نافع۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْهٰى عَنْ اَنْ يُّسَمّٰى بِيَعْلٰى وَبِبَرَكَةَ وَبِاَفْلَحَ وَبِيَسَارٍ وَّبِنَافِعٍ وَّبِنَحْوِ ذٰلِكَ ثُمَّ رَاَيْتُهٗ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا ثُمَّ قُبِضَ وَلَمْ

اور مسلم میں ہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یعلیٰ' برکت' افلح' یسار اور نافع وغیرہ نام رکھنے سے منع کرنے کا ارادہ فرمایا' پھر میں نے دیکھا کہ آپ اس کے بعد خاموش رہے' پھر آپ کا وصال مبارک ہو گیا اور آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔

يَنۡهَ عَنۡ ذٰلِكَ.

٧٦٦٢- وَعَنۡ اَبِيۡ هُرَيۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوۡلَنَّ اَحَدُكُمۡ عَبۡدِيۡ وَاَمَتِيۡ كُلُّكُمۡ عَبِيۡدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَائِكُمۡ اِمَاءُ اللّٰهِ وَلٰكِنۡ لِّيَقُلۡ غُلَامِيۡ وَجَارِيَتِيۡ وَفَتَايَ وَفَتَاتِيۡ وَلَا يَقُلِ الۡعَبۡدُ رَبِّيۡ وَلٰكِنۡ لِّيَقُلۡ سَيِّدِيۡ.

وَفِيۡ رِوَايَةٍ لِّيَقُلۡ سَيِّدِيۡ وَمَوۡلَايَ.

وَفِيۡ رِوَايَةٍ لَّا يَقُلِ الۡعَبۡدُ لِسَيِّدِهٖ مَوۡلَايَ فَاِنَّ مَوۡلَاكُمُ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسۡلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا بندہ اور میری باندی' تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی باندیاں ہیں' لیکن یہ کہو کہ میرا غلام' میری لونڈی' میرا خادم' میری خادمہ اور غلام' یہ نہ کہے: میرا رب بلکہ یہ کہے کہ میرا سردار۔

اور ایک روایت میں ہے کہ کہے: میرا سید اور میرا مولیٰ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ غلام اپنے سردار کو میرا مولیٰ نہ کہے کیونکہ تمہارا مولیٰ اللہ ہے۔ (مسلم)

٧٦٦٣- وَعَنۡهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوۡلُوا الۡكَرَمَ فَاِنَّ الۡكَرَمَ قَلۡبُ الۡمُؤۡمِنِ رَوَاهُ مُسۡلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (انگور کو) کرم نہ کہو' کیونکہ کرم تو مؤمن کا دل ہے۔ (مسلم)

وَفِيۡ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنۡ وَّائِلِ بۡنِ حُجۡرٍ قَالَ لَا تَقُوۡلُوا الۡكَرَمَ وَلٰكِنۡ قُوۡلُوا الۡعِنَبَ وَالۡحَبَلَةَ.

اور مسلم میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم (انگور کو) کرم نہ کہو بلکہ عنب اور حبلہ کہو۔

٧٦٦٤- وَعَنۡ اَبِيۡ هُرَيۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمُّوا الۡعِنَبَ الۡكَرَمَ وَلَا تَقُوۡلُوۡا يَا خَيۡبَةَ الدَّهۡرِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهۡرُ رَوَاهُ الۡبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنب (انگور) کو کرم نہ کہو اور نہ ہی یوں کہو: ہائے! زمانے کی ناکامی! کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی دھر ہے۔ (بخاری)

٧٦٦٥- وَعَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ لَا يَسُبُّ اَحَدُكُمُ الدَّهۡرَ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهۡرُ رَوَاهُ مُسۡلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہی بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص زمانے کو گالی نہ دے کیونکہ اللہ ہی دھر ہے۔ (مسلم)

٧٦٦٦- وَعَنۡ عَائِشَةَ قَالَتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوۡلَنَّ اَحَدُكُمۡ خَبُثَتۡ نَفۡسِيۡ وَلٰكِنۡ لِّيَقُلۡ لَقِسَتۡ نَفۡسِيۡ مُتَّفَقٌ عَلَيۡهِ.

سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے' ہاں! یوں کہے کہ میرا نفس سست اور کاہل ہو گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٧٦٦٧- وَعَنۡ حُذَيۡفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوۡلُوۡا لِلۡمُنَافِقِ سَيِّدٌ فَاِنَّهٗ اِنۡ يَّكُ سَيِّدًا فَقَدۡ اَسۡخَطۡتُمۡ رَبَّكُمۡ رَوَاهُ اَبُوۡ دَاوٗدَ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم منافق کو سید نہ کہو' اگر وہ سید ہوا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر لیا۔ (ابوداؤد)

٧٦٦٨- وَعَنۡهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوۡلُوۡا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہی بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم یوں نہ کہا کرو کہ جو اللہ نے چاہا اور فلاں نے چاہا' ہاں! یوں کہا کرو کہ جو اللہ نے

وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوُدَ. | چاہا' پھر فلاں نے چاہا۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

وَفِیْ رِوَايَةٍ مُّنْقَطِعًا قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَّقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ. | اور ایک منقطع روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم یوں نہ کہو کہ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے چاہا بلکہ صرف یہ کہو کہ جو اللہ نے چاہا۔ (بغوی' شرح السنہ)

''تم صرف یوں کہو: جو اللہ نے چاہا'' کی وضاحت

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ اس حدیث کو نقل کر کے اپنا عقیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں' ان کے الفاظ یہ ہیں:

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ ''اخرج فی شرح السنة عن حذیفة عن النبی ﷺ قال لا تقولوا ماشاء اللّٰه و شاء محمد وقولوا ما شاء اللّٰه وحده'' شرح السنہ نے ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا: یوں نہ بولا کرو: جو چاہے اللہ اور محمد' اور بولا کرو: جو چاہے اللہ فقط۔

یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں' سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملا وے' گو کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب' مگر یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے' رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۰۷' مطبوعہ اہل حدیث اکادمی' کشمیری بازار لاہور)

مذکورہ بالا عبارت میں صاحب تقویۃ الایمان نے حدیث سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب کہ یہ نظریہ آیات قرآنیہ و احادیث کریمہ کے خلاف ہے۔

امام اہل سنت' اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے اس کا رد بلیغ فرمایا' تفصیل کے لیے فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۵۸۱' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور کا مطالعہ فرمائیں۔

آپ کے بیان کردہ دلائل کی روشنی میں اس مسئلہ کی کچھ وضاحت درج کی جاتی ہے۔ اولاً صاحب تقویۃ الایمان نے اپنی عادت کے مطابق اس حدیث کی نقل میں علمی خیانت کا مظاہرہ کیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں مسند امام احمد و سنن ابوداؤد کی روایت سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ والی حدیث یوں مذکور تھی:

عن حذیفه عن النبی ﷺ قالوا لا تقولوا ماشاء اللّٰه و شاء فلان ولکن قولوا ماشاء اللّٰه ثم شاء فلان. رواه احمد و ابو داؤد. | حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم یوں نہ کہا کرو کہ جو اللہ نے چاہا اور فلاں نے چاہا' ہاں! یوں کہا کرو کہ جو اللہ نے چاہا' پھر فلاں نے چاہا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۰۸' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

اس کے بعد صاحب مشکوٰۃ المصابیح نے ذکر کیا:

وفی روایة منقطعًا قال لا تقولوا ماشاء اللّٰه و شاء محمد وقولوا ماشاء اللّٰه وحده. | اور ایک منقطع روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم یوں نہ کہو کہ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور سیّدنا محمد ﷺ نے چاہا بلکہ صرف یہ کہو کہ جو اللہ نے چاہا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۰۹' قدیمی کتب خانہ' کراچی)

اصل حدیث مدعا کے خلاف تھی' اسے ذکر نہیں کیا اور جسے صاحب مشکوٰۃ نے منقطع قرار دیا تھا کہ اس روایت کی سند نبی کریم ﷺ تک متصل نہیں' اسے اصل حدیث ظاہر کر کے سادہ لوح عوام کو مغالطہ دیا' اپنے مزعوم کو ثابت کرنے کے لیے ایسی علمی

خیانت یقیناً عظیم جرم ہے۔ ثانیاً اس حدیث سے امام الوہابیہ کا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ جب نبی کریم ﷺ غیر کے لیے یہ تعلیم فرما رہے ہیں کہ یوں کہا کرو کہ جو اللہ نے چاہا' پھر فلاں نے چاہا کہ'' واؤ'' ذکر نہ کرو'' ثم '' ذکر کرو تا کہ غیر کی مشیت کا اللہ کی مشیت کے تابع ہونا واضح ہو اور کسی کے ذہن میں برابری کا وہم نہ آ سکے' البتہ تواضعاً اپنی مشیت کا ذکر نہیں فرمایا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ کہنا ناجائز اور شرک ہو کہ جو اللہ نے چاہا' پھر رسول نے چاہا' اگر یہ کہنا شرک اور ناجائز ہوتا تو پھر یہ کہنا بھی شرک و ناجائز ہوتا کہ جو اللہ نے چاہا' پھر فلاں نے چاہا' اس سے معاذ اللہ لازم آئے گا کہ آپ شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس مقام پر انتہائی بندگی' عاجزی اور توحید ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے غیر کی طرف چاہنے کی نسبت کو جائز قرار دیا ہے اگرچہ تبعاً اور بطور تاخر ہی جائز قرار دیا ہے لیکن اپنے لیے اس پر بھی راضی نہیں ہوئے بلکہ شرکت کے وہم کے بغیر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف چاہنے کی نسبت کرنے کا حکم دیا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۷' مکتبہ رشیدیہ' سرکی روڈ' کوئٹہ)

ثالثاً الحمد للہ! احادیث سے ثابت ہے کہ یہ کہنا جائز ہے کہ جو اللہ چاہے' پھر جو محمد ﷺ چاہیں۔

امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان شخص نے خواب دیکھا کہ اس کی ایک کتابی شخص سے ملاقات ہوئی' اس کتابی نے کہا: تم بہترین قوم ہو اگر تم شرک نہ کرتے' تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے اور محمد چاہیں' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا' آپ نے فرمایا: سنو! بہ خدا! میں بھی تمہاری بات کا خیال کیا کرتا تھا' تم کہا کرو: جو اللہ چاہے' پھر محمد چاہیں۔

(سنن ابن ماجہ' کتاب الکفارات' رقم الحدیث: ۲۱۱۸' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ متوفی ۲۴۱ھ نے بھی یہ روایت ذکر کی۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۹۳' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں:

قتیلہ جہنیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: بے شک تم لوگ اللہ کا برابر والا ٹھہراتے ہو' بے شک تم لوگ شرک کرتے ہو' تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے اور تم چاہو اور تم کہتے ہو: کعبہ کی قسم! تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ جب قسم اٹھانا چاہیں تو یوں کہیں: رب کعبہ کی قسم! اور یوں کہیں: جو اللہ چاہے' پھر تم چاہو۔

(سنن نسائی' کتاب الایمان والنذور' رقم الحدیث: ۳۷۸۲' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

علامہ سیّد محمد مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۰۵ھ نے بھی اس روایت کو ذکر کیا۔

(اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۳۰۷' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان یہ قول عام استعمال فرماتے تھے کہ اللہ اور رسول جو چاہیں' عرصہ تک نبی کریم ﷺ اس پر مطلع رہنے کے باوجود خاموش رہے اور منع نہ فرمایا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے منع کا حکم نازل فرمایا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی اس کا خیال گزرتا تھا مگر تمہارا لحاظ کرتے ہوئے میں نے منع نہیں فرمایا' اگر یہ لفظ شرک ہوتا تو لازم آئے گا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک عرصہ تک بہ کثرت شرکیہ کلمات ادا کرتے رہے' اللہ تعالیٰ نے اس پر منع کا حکم نازل نہیں فرمایا اور نبی کریم ﷺ معاذ اللہ! شرکیہ کلمات سن کر محض صحابہ کرام علیہم الرضوان کی دل جوئی کی خاطر سکوت فرماتے رہے جو کہ منصبِ نبوت کے لائق نہیں' پھر ایک یہودی نے توجہ دلائی' اس کے بعد بھی آپ نے اس کے شرک ہونے کی بناء پر منع نہیں فرمایا بلکہ اس لیے منع فرمایا کہ مخالف کو اعتراض کا موقع نہ ملے' اور منع کے بعد بھی اس کے متبادل جو کلمات ارشاد فرمائے' اس میں صرف '' واؤ'' کی بجائے '' ثم '' یعنی

اور کی بجائے پھر ذکر کیا' لیکن پہلے مفہوم کو باقی رکھا۔ اس سے واضح ہوا کہ یہ کلمہ شرک ہرگز نہیں تھا' البتہ ادب کا لحاظ کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور کی بجائے لفظ پھر کہنے کا حکم ارشاد فرمایا' تا کہ آپ کی مشیت کا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہونا صراحۃً معلوم ہو جائے اور کسی مخالف کو اعتراض کی گنجائش نہ رہے' مگر امام الوہابیہ اسے شرک قرار دینے پر مصر ہیں۔

حضور امام اہل سنت قدس سرہُ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ اس کا تعاقب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

مسلمانو! اللہ انصاف' جو بات خاص شانِ الٰہی عزوجل ہے جس میں کسی مخلوق کو کچھ دخل نہیں' اس میں دوسرے کو خدا کے ساتھ اور کہہ کر ملایا تو کیا؟ اور پھر کہہ کر ملایا تو کیا؟ شرک سے کیوں کر نجات ہو جائے گی؟ مثلاً آسمان و زمین کا خالق ہونا اپنی ذاتی قدرت سے تمام اوّلین و آخرین کا رازق ہونا' خاص خدا کی شانیں ہیں۔ کیا اگر کوئی یوں کہے کہ اللہ و رسول "خالق السمٰوٰت والارض" ہیں' اللہ و رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازقِ عالم ہیں' جبھی شرک ہوگا اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول "خالق السمٰوٰت والارض" ہیں' اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازقِ جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا؟ مسلمانو! گمراہوں کے امتحان کے لیے ان کے سامنے یوں ہی کہہ کر دیکھو کہ اللہ پھر رسول عالم الغیب ہیں' اللہ پھر رسول ہماری مشکلیں کھول دیں' دیکھو! تو یہ حکم شرک جڑتے ہیں یا نہیں؟

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۵۸۸' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

رابعاً: امام الوہابیہ نے آخر میں نتیجہ نکالا: رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے' کثیر آیات و احادیث سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہنے سے' بہت کچھ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. (البقرہ: ۱۴۴)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے' ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰیO (الضحیٰ: ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گےO

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: مجھے ان عورتوں پر غیرت آتی تھی جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہبہ کر دیا تھا' میں کہتی تھی کہ کیا کوئی عورت اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے؟ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی: تم ان ازواج میں سے جسے چاہو پیچھے ہٹا دو اور جسے چاہو اپنے پاس جگہ دو اور جسے تم نے علیحدہ کر دیا تھا اسے بلا لو تو تم پر کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا: میں آپ کے رب کو آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہوا ہی دیکھتی ہوں۔

(صحیح البخاری' کتاب التفسیر' رقم الحدیث: ۴۷۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر رہا کرتا تھا' ایک رات میں آپ کے وضو کا پانی اور ضرورت کی چیزیں لے کر حاضر ہوا تو آپ نے مجھے فرمایا: مانگ! (کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں) میں نے عرض کیا: میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جنت میں مجھے اپنی رفاقت عطا فرمائیں' آپ نے فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض

کیا: میری مراد تو یہی ہے آپ نے فرمایا: تو کثرتِ سجود کے ساتھ اپنے نفس پر میری اعانت کر۔

(صحیح مسلم' کتاب الصلوٰۃ' رقم الحدیث: ۱۰۹۴' مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے کسی مطلوب کی تخصیص کیے بغیر مطلقاً سوال کرنے کا حکم دیا' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام نبی کریم ﷺ کے دستِ ہمت وکرامت میں ہیں' جو چاہیں اور جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۳۹۶' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

آیاتِ قرآنیہ و احادیث کریمہ اور شیخ محقق علیہ الرحمہ کا فرمان ملاحظہ کریں اور مصنفِ تقویۃ الایمان کا عقیدہ بھی ملاحظہ کریں' لکھتے ہیں:

جس کا نام محمد یا علی ہے' وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۸۲' مطبوعہ اہل حدیث اکادمی' کشمیری بازار' لاہور)

جب کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ القوی قرآن وحدیث کی روشنی میں نبی مختار ﷺ کی جناب میں اپنے عقیدے کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

۷۶۶۹- وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ اَوْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لِاَبِیْ مَسْعُوْدٍ مَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِیْ زَعَمُوْا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ اِنَّ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ حُذَيْفَةُ.

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابو عبداللہ سے یا ابو عبداللہ نے ابو مسعود سے کہا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو "زعموا" کے متعلق کیا فرماتے ہوئے سنا ہے' انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ آدمی کا بُرا تکیہ کلام ہے۔ اسے امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور کہا کہ ابو عبداللہ' حذیفہ ہیں۔

۷۶۷۰- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَنَّانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَقْلَةٍ كُنْتُ اَجْتَنِيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِی الْمَصَابِيْحِ صَحَّحَهٗ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت اس سبزی کے نام پر رکھی' جسے میں چنا کرتا تھا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں' اور مصابیح میں اسے صحیح کہا ہے۔

بَابُ الْبَيَانِ وَالشِّعْرِ وَالتَّغَنِّیْ

خطاب' شعر اور گانے کا بیان

بیان اور شعر کی لغوی تحقیق

علامہ مصطفیٰ بن محمد بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

بیان "بانَ" کا مصدر ہے' اس کا معنی ہے: "المنطق الفصیح المعرب عما فی الضمیر" وہ فصیح کلام جس سے مافی الضمیر کا اظہار ہو اور ایک قول یہ ہے کہ بیان کا معنی ہے: "کشف الکلام النفسی بالکلام الحسی" کلام نفسی (دل کی بات) کو کلامِ حسی (ظاہری الفاظ) کے ذریعے واضح کر دینے کا نام بیان ہے۔

(التجرید للبنانی حاشیہ مختصر المعانی ص ۳' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' مقابل آرام باغ' کراچی)

علامہ میر سید شریف جرجانی قدس سرہ النورانی متوفی ۸۱۶ھ لکھتے ہیں:

شعر کا لغوی معنی علم ہے اور اصطلاح میں شعر اس ہم قافیہ اور ہم وزن کلام کو کہا جاتا ہے جس میں قصداً قافیہ اور وزن کی رعایت کی گئی ہو' قصداً کی قید سے "اَلَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝" (الانشراح: ۳۔۴) جیسی آیاتِ مبارکہ شعر کی تعریف سے نکل گئیں کیونکہ یہ ہم قافیہ اور ہم وزن کلام تو ہے مگر اس میں وزن مقصود نہیں۔ (التعریفات ص ۹۲' دارالمنار للطباعۃ والنشر)

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

شعر کا لغوی معنی دانائی اور سمجھ داری ہے اور شاعر دانا اور سمجھ دار آدمی کو کہتے ہیں' اور اصطلاح میں وہ موزون اور مقفی کلام ہے جس کے قائل نے اس کلام کی موزونیت کا قصد کیا ہو' لہٰذا قرآن وحدیث میں جو موزون کلام واقع ہوا ہے' وہ شعر نہیں کہ اس جگہ وزن مقصود نہیں یعنی وزن بالذات مقصود نہ ہو' ورنہ قرآن مجید میں جو کچھ واقع ہے' وہ قصد وارادہ کے بغیر نہیں ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۵' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے ۝ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات کتنی سخت ناپسند ہے کہ تم وہ بات کہو جس پر خود عمل پیرا نہ ہو ۝ (الصف: ۳) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں ۝ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں ۝ اور بے شک وہ جو کہتے ہیں خود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے ۝ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے' اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کیا اور انہوں نے اپنے مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے ۝

(الشعراء: ۲۲۷)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بعض لوگ لہو ولعب میں مشغول کر دینے والی باتیں خریدتے ہیں تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے مذاق بنالیں' ان لوگوں کے لیے ہی ذلت کا عذاب ہے ۝ (لقمان: ٦)

آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول

یہ آیۂ مبارکہ نضر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی' وہ عجمیوں کی کتابیں خریدلاتا تھا اور قریش کو ان سے قصے کہانیاں سنا کر کہتا تھا کہ محمد (ﷺ) تمہیں عاد وثمود کے قصے سناتے ہیں اور میں تمہیں رستم اور اسفندیار اور عجمی بادشاہوں کی کہانیاں سناتا ہوں اور ایک قول یہ ہے کہ وہ گانے بجانے والی لونڈیاں خریدتا اور انہیں اسلام کا ارادہ رکھنے والے لوگوں کے قریب کرتا اور کہتا کہ محمد ﷺ جس کی طرف تمہیں بلاتے ہیں' یہ اس سے بہتر ہے۔

یہ آیۂ مبارکہ غناء کی حرمت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں لہو ولعب کی باتوں میں مشغول ہونے والے شخص کی مذمت کی گئی اور اسے عذابِ مہین کی وعید سنائی گئی ہے۔

غناء کی حرمت پر دلائل

امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں زمین میں دھنسنا' شکلیں تبدیل ہو

جانا اور آسمان سے پتھر برسنا ہوگا' مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کب ہوگا؟ فرمایا: جب گانے والی عورتوں اور آلاتِ موسیقی کا ظہور ہوگا اور شراب پی جائے گی۔ (سنن ترمذی' کتاب الفتن' رقم الحدیث: ۲۲۱۲)

علامہ علی متقی بن حسام الدین رحمہ اللہ متوفی ۹۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہر وہ چیز جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو' وہ لہو ولعب ہے' سوائے چار چیزوں کے (۱) آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (۲) مرد کا اپنے گھوڑے کو سکھلانا اور تیار کرنا (۳) آدمی کا دو نشانوں کے درمیان چلنا (۴) آدمی کا تیرا کی سیکھنا۔ (کنز العمال علی ھامش مسند الامام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۷۱' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عبدالرحمٰن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے ابو عامر یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: بہ خدا! انہوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت سے ایسے لوگ ہوں گے جو زنا' ریشم' شراب اور آلاتِ موسیقی کو حلال ٹھہرائیں گے' وہ لوگ پہاڑ کے دامن میں اتریں گے' رات کو ان کے جانور ان کے پاس آئیں گے اور ان کے پاس کوئی فقیر اپنی حاجت کے لیے آئے گا تو وہ کہیں گے: کل ہمارے پاس آنا' اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک فرما دے گا اور ان پر پہاڑ رکھ دے گا اور دوسرے لوگوں کی شکلیں تبدیل کر کے قیامت تک کے لیے انہیں بندر اور خنزیر بنا دے گا۔

(صحیح البخاری' رقم الحدیث: ۵۵۹۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

بخاری شریف کی اس روایت کی شرح میں استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۴۲۲ھ لکھتے ہیں:

بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے کیونکہ امام بخاری نے شک کی وجہ سے اس کو مسند نہیں کہا اور کہا: ابو عامر یا ابو مالک نے کہا' لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب عادل ہیں' لہٰذا صحابی میں تردید مضر نہیں۔

(تفہیم البخاری ج ۸ ص ۶۷۱' مطبوعہ دار العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ' فیصل آباد)

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

یہ حدیث صحیح جلیل القدر اور متصل سند والی ہے' اس کی سند اور متن پر کوئی معترض نہیں' سوائے اس کے جو خواہشِ نفس کے گہرے گڑھے میں گر گیا ہو اور بے راہ ہو گیا ہو' جیسے ابن حزم اور اس جیسے دوسرے لوگ' نیز اسے ائمہ کرام مثلاً امام احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ' اسماعیل اور ابونعیم نے ایسی صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے جو شکوک وشبہات سے مبرا ہیں' ان کے علاوہ بعض دیگر ائمہ اور حفاظ نے بھی اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۱۴۹' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ' روزِ عید نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے انصار کی دو بچیوں کے گانا گانے والی حدیث کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

غناء کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ اس لہو ولعب سے ہے جو بالاتفاق مذموم ہے' لیکن جو غناء محرمات سے خالی ہو' وہ شادی اور عید وغیرہ کے مواقع پر قلیل مقدار میں جائز ہے' اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ یہ حرام ہے اور اہلِ عراق کا یہی قول ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ یہ مکروہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے اور صوفیاء کی ایک جماعت نے عید کے روز بچیوں کے گانا گانے والی اس حدیث سے غنا کے مباح ہونے پر اور غناء کے آلاتِ موسیقی کے ساتھ یا ان کے بغیر سماع کے جائز ہونے پر استدلال کیا ہے' ان کا یہ استدلال مردود ہے کیونکہ ان دو بچیوں کا کلام جنگ اور بہادری وغیرہ کے ذکر پر مشتمل تھا' لیکن

مشہور غناء جو جذبات اُبھارنے اور ہیجان پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے' اس میں تو بے ریش لڑکوں اور عورتوں کا ذکر اور حرام اُمور ہوتے ہیں' لہٰذا اس مشہور غناء کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں اور جاہل صوفیوں نے جو بدعت ایجاد کی ہے' اس کا کوئی اعتبار نہیں' کیونکہ جب ان جاہل صوفیوں کے اقوال کی تحقیق کرو اور ان کے افعال کو دیکھو تو ان میں زندیقی اور بے دینی کے آثار نظر آئیں گے۔

(عمدۃ القاری ج ٦ ص ٢٧١ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

مروّجہ سماع جو غیر شرعی اُمور پر مشتمل ہوتے ہیں' ان کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ امام اہل سنت قدس سرہٗ العزیز متوفی ١٣٤٠ھ بیان کرتے ہیں:

سیّدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر وخلیفہ حضور سیّدنا محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں:

حضرت سلطان المشائخ قدس اللّٰہ سرہُ العزیز می فرمود کہ چندیں چیز می باید تا سماع مباح شود مسمع ومستمع ومسموع وآلہ سماع' مسمع یعنی گویندہ مرد تمام باشد کودک نباشد وعورت نباشد ومستمع آنکہ می شنود ازیادحق خالی نباشد ومسموع انچہ بگویند فحش ومسخرگی نباشد وآلہ سماع مزامیر ست چوں چنگ ورباب ومثل آں می باید کہ درمیان نباشد اینچنیں سماع حلال ست۔

(سیر الاولیاء ص ٥٠١ 'مطبوعہ مؤسسہ انتشارات اسلامیہ' لاہور)

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں: چند چیزیں ہوں تو سماع مباح ہوگا: (١) مسمع یعنی سنانے والا بالغ مرد ہو' بچہ اور عورت نہ ہو (٢) مستمع یعنی سننے والا جو کچھ سنے وہ یادِ حق پر مبنی ہو (٣) مسموع (جو کچھ سنا گیا ہے) جو کچھ وہ کہیں وہ بے ہودگی اور مذاق ولغو سے پاک ہو (٤) آلہ سماع' گانے بجانے کے آلات' سارنگی' رباب وغیرہ درمیان میں نہیں ہونے چاہئیں۔ اگر یہ تمام شرائط موجود ہوں تو سماع حلال ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ٢٤ ص ١٤٨)

حضور امام اہل سنت قدس سرہٗ العزیز مزید تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مولانا فخر الدین رازی خلیفہ حضور سیّدنا محبوب الٰہی رضی اللہ عنہما نے زمانہ حضور میں خود حکمِ حضور سے رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا' جس میں ارشاد فرماتے ہیں:

اما سماع مشائخنا رضی اللّٰہ عنہم فبری عن ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللّٰہ تعالٰی.

یعنی ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ عنہم کا سماع اس تہمت (مزامیر) سے بَری ہے' وہ تو صرف قوال کی آواز ہے جو ایسے اشعار کے ساتھ ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی کمال صنعت کا پتا چلتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ٢٤ ص ١٥٧ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

پاکیزہ اشعار پڑھنے کا جواز

ممنوعات کا ارتکاب کیے بغیر پاکیزہ خیالات والے اشعار پڑھنا جائز ہیں' جس کے ثبوت میں درج ذیل احادیثِ کریمہ ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کی گلیوں سے گزرے تو اچانک سامنے کچھ لڑکیاں دف بجارہی تھیں اور گاتے ہوئے کہہ رہی تھیں:

نحن جوار من بنی النجار　　　یا حبذا محمد من جار

''ہم بنونجار کی بچیاں ہیں' سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے کتنے اچھے ہمسائے ہیں''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ خوب جانتا ہے میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ (سنن ابن ماجہ' رقم الحدیث: ۱۸۹۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کسی رشتہ دار لڑکی کی شادی انصار کے کسی لڑکے سے کی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم نے لڑکی کو رخصت کر دیا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: کیا تم نے اس کے ساتھ کوئی گانے والی بھیجی ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انصار گانے کے شوقین ہیں' کیا اچھا ہوتا کہ تم اس کے ساتھ اس کو بھیجتے' جو یہ کہتا:

اتیناکم اتیناکم　　　فحیانا وحیاکم

''ہم تمہارے پاس آئے ہیں' ہم تمہارے پاس آئے ہیں' اللہ ہمیں زندہ و سلامت رکھے اور تمہیں بھی زندہ و سلامت رکھے''۔

(ابن ماجہ' رقم الحدیث: ۱۹۰۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خندق کی طرف تشریف لائے تو مہاجرین و انصار سرد صبح میں خندق کھود رہے تھے' ان کے پاس غلام نہ تھے جو ان کے ساتھ کام کرتے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کی مشقت اور بھوک کو ملاحظہ فرمایا تو آپ نے فرمایا:

اللھم ان العیش عیش الاخرۃ　　　فاغفر للانصار والمھاجرۃ

''اے اللہ! بے شک حقیقی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے' پس تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما''۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جواب دیتے ہوئے کہا:

نحن الذین بایعوا محمدا　　　علی الجھاد ما بقینا ابدا

''ہم لوگ وہ ہیں جنہوں نے سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس پر جہاد کی بیعت کی ہے' جب تک ہم زندہ رہیں گے''۔

(صحیح البخاری' رقم الحدیث: ۴۰۹۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خندق کے روز مٹی اُٹھا رہے تھے حتیٰ کہ آپ کا شکم اقدس غبار آلود ہو گیا' آپ یہ پڑھ رہے تھے:

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا　　　ولا تصدقنا ولا صلینا

فانزلن سکینۃ علینا　　　وثبت الاقدام ان لاقینا

ان الالی قد بغوا علینا　　　اذا ارادو فتنۃ ابینا

''بہ خدا! اگر اللہ ہمیں ہدایت نصیب نہ فرماتا تو ہم نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے' پس تو ہم پر سکون نازل فرما' اور اگر دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ' بے شک پہلوں نے ہمارے خلاف بغاوت کر دی ہے' جب وہ فتنہ کا ارادہ کریں گے تو ہم انکار کر دیں گے''۔ آپ بلند آواز سے پڑھتے تھے: ''ابینا ابینا''۔ (صحیح البخاری' رقم الحدیث: ۴۱۰۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۶۷۱- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ　　　حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ بِقَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنَ النَّارِ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ اُمَّتِكَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

جس رات مجھے سیر کروائی گئی' میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے' میں نے پوچھا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: یہ آپ کی امت کے خطباء وواعظین ہیں' جو وہ بات کہتے ہیں جس پر خود عمل پیرا نہیں ہوتے۔ (ترمذی)

٧٦٧٢- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيُسْبِیَ بِهٖ قُلُوْبَ الرِّجَالِ اَوِ النَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے بات چیت میں ہیر پھیر سیکھا تا کہ اس سے مردوں یا لوگوں کے دل اپنے قابو میں کرلے' قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کے نہ فرائض قبول فرمائے گا' نہ نوافل۔ (ابوداؤد)

٧٦٧٣- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کلام میں مبالغہ آمیزی کرنے والے ہلاک ہوگئے' آپ نے یہ تین بار فرمایا۔ (مسلم)

٧٦٧٤- وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَبَّكُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبَكُمْ مِنِّیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا وَّاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّیْ مَسَاوِيْكُمْ اَخْلَاقًا الثَّرْثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ الْمُتَفَيْهِقُوْنَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن مجھے تم میں سب سے محبوب تر اور میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا' جو تم میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہوگا' اور مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور مجھ سے زیادہ دور بُرے اخلاق والے ہوں گے' جو فضول گو' غیر محتاط گفتگو کرنے والے اور بہت زیادہ کلام کرنے والے ہوں گے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ نَحْوَهٗ عَنْ جَابِرٍ وَّفِیْ رِوَايَتِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ قَالَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ.

ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں "ثرثارون" اور "متشدقون" کا تو علم ہے مگر "متفیقھون" کیا ہے؟ فرمایا: تکبر کرنے والے۔

مشکل الفاظ کی وضاحت

"الثرثارون" کا معنی ہے: بہت زیادہ گفتگو کرنے والے' دورانِ گفتگو تکلف کا مظاہرہ کرنے والے' حق سے ہٹ کر کلام کرنے والے۔ "المتشدقون" غیر محتاط گفتگو کرنے والے' ایک قول یہ ہے کہ لوگوں کا مذاق اڑانے کے لیے منہ مروڑ کر بات کرنے والے۔ "المتفیھقون" اظہارِ تکبر کے لیے بہ تکلف منہ کھول کر گفتگو کرنے والے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۶۱۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٧٦٧٥- وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی يَخْرُجَ قَوْمٌ يَّاْكُلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ كَمَا تَاْكُلُ الْبَقَرَةُ بِاَلْسِنَتِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک ایسی قوم ظاہر نہیں ہوگی جو اپنی زبانوں سے اس طرح کھائے گی جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔ (منداحمد)

۷۶۷۶- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَبْغُضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِىْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ كَمَا يَتَخَلَّلُ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو وہ بلیغ مرد ناپسند ہے جو اپنی زبان کو اس طرح گردش دیتا ہے جیسے گائے زبان پھیرتی ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

۷۶۷۷- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَالَ يَوْمًا وَّقَامَ رَجُلٌ فَاَكْثَرَ الْقَوْلَ فَقَالَ عَمْرٌو وَلَوْ قَصَدَ فِىْ قَوْلِهٖ كَانَ خَيْرًا لَّهٗ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَقَدْ رَاَيْتُ اَوْ اُمِرْتُ اَنْ اَتَجَوَّزَ فِى الْقَوْلِ فَاِنَّ الْجَوَازَ هُوَ خَيْرٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص نے کھڑے ہو کر بہت زیادہ گفتگو کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ اپنی کلام میں میانہ روی اختیار کرتا تو اس کے لیے بہتر تھا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں مناسب سمجھتا ہوں یا آپ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مختصر کلام کروں کیونکہ اختصار ہی بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

۷۶۷۸- وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَيَاءُ وَالْعِىُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حیاء اور کم گوئی ایمان کی دو شاخیں ہیں' فحش کلامی اور کثرتِ کلام نفاق کی دو شاخیں ہیں۔ (ترمذی)

۷۶۷۹- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ مشرق سے دو آدمی آئے اور انہوں نے خطاب کیا' لوگوں کو ان کا خطاب بہت اچھا لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً بعض بیان جادو ہیں۔ (بخاری)

بعض بیان جادو ہیں

حدیث مذکور کی تاویل میں مختلف اقوال ہیں' امام مالک رحمہ اللہ کے بعض اصحاب نے کہا کہ یہ حدیث بیان کی مذمت کے لیے ذکر کی گئی ہے۔ اسی لیے امام مالک رحمہ اللہ نے اس حدیث پاک کو باب "ما يكره من الكلام" کے تحت ذکر کیا۔ امام مالک رحمہ اللہ متوفی ۱۷۹ھ باب "ما يكره من الكلام بغير ذكر الله" کے تحت یہ روایت ذکر کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرق سے دو آدمی آئے اور انہوں نے خطاب کیا' لوگوں کو ان کا خطاب بہت اچھا لگا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً کچھ بیان جادو ہیں' یا آپ نے فرمایا: یقیناً بعض بیان جادو ہیں۔

(موطا امام مالک ص ۷۳۱' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کو سحر کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور سحر مذموم ہے' لہٰذا بیان بھی مذموم ہے' نیز بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی حق پر ہوتا ہے لیکن کوئی آدمی اپنے زورِ خطابت اور جادو بیانی سے اسے راہِ حق سے پھسلا دیتا ہے' لہٰذا بیان مذموم ہے' لیکن بعض دوسرے علماء کا خیال ہے کہ یہ حدیث بیان کی مدح میں ہے کیونکہ اس میں ہے کہ لوگوں کو ان کا بیان اچھا لگا' اور اچھی وہی چیز لگتی ہے جس میں حسن ہو اور جس کا سننا خوشگوار ہو اور بیان کو سحر کے ساتھ تشبیہ دینے میں بیان کی تعریف ہے کیونکہ سحر

کا معنی ہے: کسی کو اپنی جانب مائل کرنا اور اگر کوئی آدمی کسی کو اپنی جانب مائل کر لے تو کہا جاتا ہے کہ اس آدمی نے تو اس شخص پر جادو کر دیا ہے اور یہ کوئی مذموم بات نہیں اور نبی کریم ﷺ تو فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔ آپ نے فصاحت و بلاغت کے پیش نظر ان کے کلام کو اچھا جانا اور اسے جادو کے ساتھ تشبیہ دی لیکن حق بات یہ ہے کہ حدیث میں نہ تو ہر بیان کی مدح ہے اور نہ ہر بیان کی مذمت ہے کیونکہ حدیث میں کلمہ ''مِنْ'' ہے جو بعض والے معنی پر دلالت کرتا ہے جب کہ موطأ کی روایت میں ہے کہ راوی کو شک ہے کہ حدیث میں ''إن من البیان'' کے الفاظ ہیں یا ''إن بعض البیان'' کے الفاظ ہیں لہٰذا آپ نے بعض بیان کو سحر قرار دیا ہے اور ہر بیان کیسے مذموم ہوسکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کو بندوں پر اپنی نعمت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''خَلَقَ الْاِنْسَانَ○عَلَّمَهُ الْبَيَانَ○'' (الرحمٰن: ۳۔۴) اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا○ اسے بیان کی تعلیم دی○

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ متوفی ۹۱۱ھ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

علامہ باجی نے فرمایا کہ اس حدیث کے مفہوم میں اختلاف ہے ایک جماعت نے کہا کہ یہ حدیث بیان کی مذمت میں ہے کیونکہ بیان پر سحر کا اطلاق کیا ہے اور سحر مذموم ہے۔ اسی لیے امام مالک رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ما یکرہ من الکلام بغیر ذکر اللّٰہ'' کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ حدیث بیان کی مدح میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بندوں کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں علم بیان کو بھی شمار فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''خَلَقَ الْاِنْسَانَ○عَلَّمَهُ الْبَيَانَ○'' اور نبی کریم ﷺ بھی سب لوگوں سے زیادہ فصیح و بلیغ بیان والے تھے اور بیان کو سحر اس لیے فرمایا کہ بیان قلوب میں اثر کرتا ہے اور دلوں کو مائل کرتا ہے۔ (تنویر الحوالک شرح موطأ امام مالک ج ۳ ص ۱۴۹ مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع)

٧٦٨٠- وَعَنْ صَخْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا وَّاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا وَّاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا وَّاِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت صخر بن عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد گرامی سے وہ ان کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک بعض بیان جادو ہیں اور بعض علم جہالت ہیں اور بعض شعر حکمت ہیں اور بعض کلام وبال وملال ہیں۔ (ابوداؤد)

٧٦٨١- وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک بعض شعر دانائی ہیں۔ (بخاری)

٧٦٨٢- وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَنْزَلَ فِي الشِّعْرِ مَا اَنْزَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهٖ وَلِسَانِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَكَاَنَّمَا تَرْمُوْنَهُمْ بِهٖ نَضْحَ النَّبْلِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے شعر کی مذمت میں آیات نازل فرمائیں ہیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً مردِ مؤمن اپنی تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! تم کفار کو یہ شعر اس طرح مارتے ہو جس طرح تیر مارے جاتے ہیں۔ (شرح السنہ)

٧٦٨٣- وَفِي الْاِسْتِيْعَابِ لِابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا تَرٰى فِي الشِّعْرِ فَقَالَ

اور ابن عبد البر کی استیعاب میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! شعر کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: بے شک مؤمن اپنی تلوار

إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهٖ وَلِسَانِهٖ.

اور زبان سے جہاد کرتا ہے۔

٧٦٨٤۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اهْجُوْا قُرَيْشًا فَاِنَّهٗ اَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ رَشْقِ النَّبْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قریش کی ہجو کرو' کیونکہ یہ ان کے لیے تیر مارنے سے زیادہ سخت ہے۔ (مسلم)

٧٦٨٥۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ اُهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ فَاِنَّ جِبْرِيْلَ مَعَكَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ اَجِبْ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریظہ کے روز حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرمایا: مشرکین کی ہجو کرو کیونکہ جبریل تمہارے ساتھ ہیں' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرماتے تھے کہ میری طرف سے جواب دو' اے اللہ! روح القدس کے ذریعے ان کی تائید فرما۔ (بخاری و مسلم)

٧٦٨٦۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفٰى وَاشْتَفٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دفاع کرتے رہتے ہو' روح القدس مسلسل تمہاری مدد کرتے رہتے ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ حسان نے ان مشرکین کی ہجو کر کے شفا دی اور شفاء یاب ہوئے۔ (مسلم)

٧٦٨٧۔ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْلُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُّفَاخِرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ يُنَافِحُ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ اَوْ فَاخَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھ دیتے' جس پر کھڑے ہو کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اظہارِ فخر کرتے یا آپ کی طرف سے دفاع کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ جب تک حسان' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے فخر کرتے یا دفاع کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ جبریل امین کے ذریعے ان کی مدد فرماتا ہے۔ (بخاری)

٧٦٨٨۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ اِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُّنْشِدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا الشَّيْطَانَ اَوِ امْسِكُوا الشَّيْطَانَ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مقام عرج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ اچانک ایک شاعر شعر پڑھتے ہوئے سامنے آ گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس شیطان کو پکڑلو' یا فرمایا: اس شیطان کو روکو' کیونکہ کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھرا ہوا ہو' یہ اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھرا ہوا ہو۔ (بخاری' مسلم)

٧٦٨٩۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے اور اسے خراب کر دے تو یہ اس سے بہتر

رَجُلٍ قَیْحًا یَرِیْهِ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یَّمْتَلِیَ شِعْرًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

ہے کہ وہ شعر سے بھر جائے۔ (بخاری ومسلم)

۷٦٩٠۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ كَلَامٌ فَحَسَنُهُ حَسَنٌ وَّقَبِيْحُهُ قَبِيْحٌ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَرَوَى الشَّافِعِيُّ عَنْ عُرْوَةَ مُرْسَلًا.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں شعر کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ ایک کلام ہے اس میں اچھا شعر اچھا ہے اور بُرا شعر بُرا ہے۔ (دارقطنی) امام شافعی رحمہ اللہ نے عروہ سے یہ حدیث پاک مرسلاً روایت کی ہے۔

۷٦٩١۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ اُمَيَّةَ ابْنِ اَبِيْ صَلْتٍ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هِيْهِ فَاَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيْهِ ثُمَّ اَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيْهِ حَتّٰى اَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عمرو بن شرید اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن سواری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار ہوا' آپ نے فرمایا: کیا تمہیں امیہ بن ابی صلت کے کچھ اشعار یاد ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: سناؤ! میں نے ایک شعر سنایا' فرمایا: اور سناؤ! میں نے آپ کو اور شعر سنایا' پھر فرمایا: اور سناؤ! حتیٰ کہ میں نے آپ کو سو اشعار سنائے۔ (مسلم)

۷٦٩٢۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے سچی بات جو شاعر نے کہی ہے' وہ لبید کا قول ہے کہ سن لو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ (بخاری' مسلم)

۷٦٩٣۔ وَعَنْ جُنْدُبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ اِصْبَعُهُ فَقَالَ:

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ
وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی مبارک خون آلود ہوگئی تو آپ نے فرمایا:

تو ایک انگلی ہی ہے' جو خون آلود ہو گئی ہے
اور تجھے جو تکلیف پہنچی ہے' وہ اللہ کی راہ میں ہی پہنچی ہے

(بخاری ومسلم)

۷٦٩٤۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى اغْبَرَّ بَطْنُهُ يَقُوْلُ:

وَاللّٰهِ لَوْ لَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَيْنَا

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مٹی ڈھو رہے تھے حتیٰ کہ آپ کا نورانی پیٹ غبار آلود ہوگیا' آپ فرما رہے تھے:

بہ خدا! اگر اللہ کی مدد نہ ہوتی تو ہم ہدایت حاصل نہ کرتے
ہم نہ صدقہ دیتے' نہ نماز پڑھتے
اے اللہ! تو ہم پر سکون نازل فرما
دشمن سے مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھنا

إِنَّ الْأُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوْا فِتْـنَةً أَبَيْنَا
يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهٗ أَبَيْنَا أَبَيْنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

بے شک ان کفار نے ہم پر ٹوٹ کر حملہ کر دیا ہے
انہوں نے جب فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کر دیا
آپ بلند آواز سے فرماتے: "ابینا ابینا"۔ (بخاری و مسلم)

٧٦٩٥۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ وَيَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ:
نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا
يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُجِيْبُهُمْ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْآخِرَةْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مہاجرین و انصار خندق کھود رہے تھے اور مٹی ڈھو رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے:
ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے (سیّدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دستِ اقدس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہاد کی بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں گے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں جواباً ارشاد فرماتے: اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہی ہے پس تو انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما! (بخاری و مسلم)

٧٦٩٦۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ يُقَالُ لَهٗ أَنْجَشَةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيْرَ قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِيْ ضَعَفَةَ النِّسَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک حدی خواں تھا' جسے انجشہ کہا جاتا تھا' اس کی آواز خوب صورت تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: اے انجشہ! آہستہ' شیشے کی بوتلیں نہ توڑ دینا۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سے کمزور دل عورتیں مراد ہیں۔ (بخاری و مسلم)

٧٦٩٧۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے' جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے۔
(بیہقی فی شعب الایمان)

٧٦٩٨۔ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِيْ طَرِيْقٍ فَسَمِعَ مِزْمَارًا فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ فِيْ أُذُنَيْهِ وَنَاءَ عَنِ الطَّرِيْقِ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ ثُمَّ قَالَ لِيْ بَعْدَ أَنْ بَعُدَ يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا قُلْتُ لَا فَرَفَعَ إِصْبَعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ يَرَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ قَالَ نَافِعٌ وَكُنْتُ إِذْ ذَاكَ صَغِيْرًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ راستے میں جا رہا تھا کہ آپ نے باجے کی آواز سنی تو اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں' اور راستے سے دور ہٹ کر دوسری طرف ہو گئے' پھر دور چلے جانے کے بعد مجھ سے فرمایا: اے نافع! کیا تمہیں کچھ سنائی دے رہا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں! تو آپ نے کانوں سے انگلیاں نکالیں اور فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ آپ نے بانسری کی آواز سنی تو آپ نے اسی طرح کیا' جس طرح میں نے کیا ہے۔ نافع کہتے ہیں: میں اس وقت بچہ تھا۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَالْغِيْبَةِ وَالشَّتْمِ

زبان کو نامناسب گفتگو خصوصاً غیبت اور گالی گلوچ سے محفوظ رکھنے کا بیان

غیبت اور شتم کا مفہوم

''حفظ لسان'' سے مراد زبان کو لایعنی گفتگو سے محفوظ رکھنا ہے' یہ غیبت اور شتم کو بھی شامل ہے اور خصوصیت کے پیش نظر حفظِ لسان کے بعد غیبت اور شتم کا ذکر کیا۔ غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی ایسی بات کا ذکر کرے جو اسے پسند نہ ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ بات اس میں پائی جاتی ہو اور اگر وہ بات اس میں موجود نہ ہو پھر اسے بیان کیا جائے تو یہ بہتان ہے اور شتم سے مراد گالی گلوچ اور لعنت ہے۔ گالی موجود' غائب' زندہ' مردہ سب کے لیے ہوسکتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۲۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌO﴾ (الحجرات:۱۲).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! زیادہ گمانوں سے بچو' بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں' اور عیب تلاش نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو' کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا تو یہ تمہیں پسند نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو' بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا' انتہائی مہربان ہےO (الحجرات:۱۲)

ظن کی اقسام

اس آیت کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہ الازہری متوفی ۱۴۱۸ھ لکھتے ہیں:

فرمایا: بہ کثرت ظن وگمان کرنے سے اجتناب کیا کرو' کیونکہ بعض ظن ایسے ہیں جو گناہ ہوتے ہیں' اگر تم ظن وگمان کے شیدائی بن جاؤ تو ہوسکتا ہے تم ایسے گمان بھی کرنے لگو جو سراسر گناہ ہیں۔ ان کلمات کو دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ مطلقاً ظن سے نہیں روکا اور نہ ہر قسم کے ظن کو گناہ کہا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی ظن جائز ہیں۔ اس لیے علمائے کرام نے ظن کی متعدد اقسام ذکر کی ہیں: واجب' مستحب' مباح اور ممنوع۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن کرنا واجب ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال سے تین روز پہلے فرمایا: ''لایموتن احد کم الّا و هو یحسن الظن باللّٰه عزو جل'' تم میں سے کوئی نہ مرے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن رکھتا ہو۔ دوسرا ارشادِ نبوی ہے: ''یقول اللّٰه انا عند ظن عبدی بی فلیظن ماشاء'' کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے ظن رکھتا ہے۔ اب اس کی مرضی جیسا چاہے میرے ساتھ ظن کرے۔ مستحب کی مثال: مؤمن کے ساتھ جس کا ظاہری حال اچھا ہو' حسنِ ظن کرنا مستحب ہے۔ ایسا شخص جس کے احوال مشکوک ہیں' اس کے متعلق سوءِ ظن کرنا مباح ہے' لیکن جب تک یقینی دلائل موجود نہ ہوں' اس وقت تک محض ظن کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کرنا جائز نہیں۔ اسی کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے:

''اذا ظننتم فلا تحققوا'' یعنی اگر کسی کے بارے میں شبہ پیدا ہوجائے تو اس کی تحقیق میں نہ لگ جاؤ۔

شریعت میں نصوص کے خلاف ظن وتخمین سے کام لینا مکروہ ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۴ ص ۵۹۶' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور)

۷۶۹۹ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے اپنے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز کی ضمانت دیتا ہے تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔ (بخاری)

۷۷۰۰- وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِضْمَنُوْا لِيْ سِتًّا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُّمْ وَاَدُّوْا اِذَا ائْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے اپنے نفس کی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دے دوں گا: (۱) جب بات کرو تو سچ کہو (۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرو (۴) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو (۵) اپنی نظریں جھکا کر رکھو (۶) اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو۔ (مسند احمد، بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۰۱- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ اَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ الْاَجْوَفَانِ الْفَمُ وَالْفَرْجُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ کون سی چیز لوگوں کو کثرت کے ساتھ جنت میں داخل کرے گی؟ اللہ کا خوف اور حسنِ اخلاق (پھر فرمایا:) کیا تم جانتے ہو کہ کون سی چیز لوگوں کو کثرت کے ساتھ جہنم میں داخل کرے گی؟ دو خالی چیزیں: منہ اور شرم گاہ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

۷۷۰۲- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: نجات کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: اپنی زبان قابو میں رکھو اور تمہارے لیے تمہارا گھر کافی ہونا چاہیے اور اپنی خطاؤں پر گریہ وزاری کرتے رہا کرو۔ (مسند احمد، ترمذی)

۷۷۰۳- وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ قَالَ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ وَقَالَ هٰذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ.

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کس چیز کو میرے لیے سب سے زیادہ خطرناک محسوس فرماتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: یہ (اسے ترمذی نے روایت کر کے صحیح قرار دیا)۔

۷۷۰۴- وَعَنْ اَسْلَمَ قَالَ اِنَّ عُمَرَ دَخَلَ يَوْمًا عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهٗ فَقَالَ عُمَرُ مَهْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِيَ الْمَوَارِدَ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت اسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور وہ اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ آپ کی مغفرت فرمائے، ٹھہریے! تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: اس زبان نے تو مجھے ہلاکت کے مقامات میں داخل کیا ہے۔ (مالک)

۷۷۰۵- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَفَعَهٗ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اِتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب انسان صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان سے عاجزانہ طور پر کہتے ہیں کہ تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر کیونکہ ہم تو تیرے تابع ہیں، اگر تو درست رہی تو ہم بھی درست رہیں گے، اگر تو ہی ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

٧٧٠٦- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔

(مسند احمد، ترمذی، دارمی، بیہقی فی شعب الایمان)

٧٧٠٧- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ عِنْدَ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خاموشی کی وجہ سے اللہ کی بارگاہ میں آدمی کا مقام ساٹھ سالہ عبادت سے افضل ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٧٧٠٨- وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى خَصْلَتَيْنِ هُمَا اَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ وَاَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ قَالَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ طُوْلُ الصَّمْتِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! کیا میں تمہیں ایسی دو خصلتیں نہ بتاؤں جو پشت پر ہلکی اور ترازو میں بھاری ہیں، میں نے عرض کیا: جی ہاں! ارشاد فرمایئے! آپ نے فرمایا: طویل خاموشی اور اچھی عادت، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! مخلوق کا کوئی عمل ان دونوں عادات کی مثل نہیں ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

٧٧٠٩- وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ اِلٰى اَنْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصِنِيْ قَالَ اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَزْيَنُ لِاَمْرِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّهٗ ذِكْرٌ لَّكَ فِي السَّمَاءِ وَنُوْرٌ لَّكَ فِي الْاَرْضِ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِطُوْلِ الصَّمْتِ فَاِنَّهٗ مَطْرَدَةٌ لِّلشَّيْطَانِ وَعَوْنٌ لَّكَ عَلٰى اَمْرِ دِيْنِكَ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ اِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الضِّحْكِ فَاِنَّهٗ يُمِيْتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُوْرِ الْوَجْهِ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ لَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ لِيَحْجُزْكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ عَنْ نَّفْسِكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث بیان کرتے ہوئے ذکر کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے وصیت فرمایئے! آپ نے فرمایا: میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اس میں تیرے تمام اُمور کے لیے بہت زیادہ زینت ہے، میں نے عرض کیا: مزید فرمایئے، فرمایا: تلاوت قرآن اور اللہ کے ذکر کو لازم اختیار کرو، کیونکہ اس سے آسمانوں میں تمہارا ذکر ہوگا اور زمین میں تمہارے لیے روشنی ہوگی، میں نے عرض کیا: مزید فرمایئے! فرمایا: طویل خاموشی اختیار کرو کیونکہ یہ شیطان کو بھگا دے گی اور دینی معاملات میں تیری معاون ہوگی۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمایئے! فرمایا: زیادہ ہنسنے سے بچو، کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرے کا نور زائل کر دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمایئے! فرمایا: حق بات کہو، اگرچہ کڑوی ہو۔ میں نے عرض کیا: مزید فرمایئے! فرمایا: اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہ کرنا، میں نے عرض کیا: مزید فرمایئے! فرمایا: تم اپنے عیوب کی طرف دیکھو، لوگوں کے عیبوں کی طرف نظر نہ کرو۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

٧٧١٠- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قَالَ اَتَيْتُ

حضرت عمران بن حطان فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا،

اَبَا ذَرٍّ فَوَجَدْتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ مُحْتَبِيًا بِكِسَاءٍ اَسْوَدَ وَحْدَهٗ فَقُلْتُ يَا اَبَا ذَرٍّ مَا هٰذِهِ الْوَحْدَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِّنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ وَالْجَلِيْسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِّنَ الْوَحْدَةِ وَاِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنَ السُّكُوْتِ وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِّنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

میں نے مسجد میں انہیں سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تنہا لیٹے ہوئے دیکھا' میں نے عرض کیا: اے ابوذر! یہ گوشہ نشینی کیوں اختیار کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ گوشہ نشینی بُرے ساتھی سے بہتر ہے اور نیک ساتھی' گوشہ نشینی سے بہتر ہے' اور اچھی بات کرنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموشی' بُری بات کرنے سے بہتر ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۱۱- وَعَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَعْلَمُ مَبْلَغَهَا يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا رِضْوَانَهٗ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنَ الشَّرِّ مَا يَعْلَمُ مَبْلَغَهَا يَكْتُبُ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْهِ سَخَطَهٗ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نیکی کا کوئی کلمہ کہہ دیتا ہے' جس کا مقام و مرتبہ اسے معلوم نہیں ہوتا' اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے اپنی ملاقات کے دن تک اس کے لیے اپنی رضا لکھ دیتا ہے اور کوئی شخص بُرائی کا کلمہ کہہ دیتا ہے جس کا انجام اسے معلوم نہیں ہوتا' اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے اپنی ملاقات کے دن تک اس کے لیے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔ (شرح السنہ)

وَرَوٰى مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ.

امام مالک' ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے بھی اس کی مثل روایت کیا ہے۔

۷۷۱۲- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِّضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَّاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کا کوئی کلمہ کہہ دیتا ہے' جس کی قدر اسے معلوم نہیں ہوتی' اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی بناء پر اس شخص کے درجات بلند فرما دیتا ہے' اور ایک شخص اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے' جس کی اسے پرواہ نہیں ہوتی' اس کلمہ کی وجہ سے وہ شخص جہنم میں جا گرتا ہے۔ (بخاری)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا يَهْوِيْ بِهَا فِي النَّارِ اَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ وہ آگ میں مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی دور جا گرتا ہے۔

۷۷۱۳- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَقُوْلُ الْكَلِمَةَ لَا يَقُوْلُهَا اِلَّا لِيُضْحِكَ بِهِ النَّاسَ يَهْوِيْ بِهَا اَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَاِنَّهٗ لَيَزِلُّ عَنْ لِّسَانِهٖ اَشَدُّ مِمَّا يَزِلُّ عَنْ قَدَمِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص کوئی کلمہ محض لوگوں کو ہنسانے کے لیے کہتا ہے' اس کی وجہ سے وہ (جہنم میں) زمین و آسمان کی درمیانی مسافت سے بھی دور جا گرتا ہے اور بے شک بندے کا زبان کی وجہ سے پھسلنا' قدم کے پھسلنے سے زیادہ سخت (نقصان دہ) ہوتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

٧٧١٤- وَعَنْ بَهْزِ ابْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّمَنْ يُّحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَّهٗ وَيْلٌ لَّهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد گرامی سے وہ ان کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے بات کرتے وقت جھوٹ بولتا ہے اس کے لیے ہلاکت ہے' اس کے لیے ہلاکت ہے' اس کے لیے ہلاکت ہے۔ (مسند احمد' ترمذی' ابوداؤد' دارمی)

٧٧١٥- وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَسَدٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَبُرَتْ خِيَانَةً اَنْ تُحَدِّثَ اَخَاكَ حَدِيْثًا هُوَ لَكَ بِهٖ مُصَدِّقٌ وَّاَنْتَ بِهٖ كَاذِبٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت سفیان بن اسد حضرمی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات بیان کرو جس میں وہ تمہیں سچا خیال کر رہا ہو' حالانکہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ (ابوداؤد)

٧٧١٦- وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا اِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكِذْبَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن جھوٹ اور خیانت کے علاوہ ہر عادت کے ساتھ پیدائشی طور پر متصف ہو سکتا ہے۔ (مسند احمد' بیہقی نے شعب الایمان میں اسے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے)

٧٧١٧- وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهٗ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا.

حضرت صفوان بن سلیم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا: کیا مؤمن بزدل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا گیا: کیا مؤمن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا گیا: کیا مؤمن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں! (اسے امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں مرسلاً روایت کیا ہے)۔

٧٧١٨- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِّنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

٧٧١٩- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچ کو لازم اختیار کرلو' کیونکہ سچ نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت میں پہنچا دیتی ہے' اور آدمی مسلسل سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کی طلب کرتا رہتا ہے' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو' کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور گناہ جہنم میں پہنچا دیتا

وَاِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِىْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكِذْبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہے اور آدمی مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی طلب میں رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں اُسے کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْكِذْبَ فُجُوْرٌ وَّاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى النَّارِ.

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ سچ نیکی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جھوٹ گناہ ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔

۷۷۲۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْكِذْبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِىَ لَهٗ قَصْرٌ فِىْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَآءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِىَ لَهٗ فِىْ وَسَطِ الْجَنَّةِ وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهٗ بُنِىَ لَهٗ فِىْ اَعْلَاهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّكَذَا فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے جھوٹ چھوڑ دیا حالانکہ جھوٹ باطل ہے اس کے لیے جنت کے کنارے محل بنا دیا جائے گا اور جس نے لڑائی ترک کر دی حالانکہ وہ حق پر ہے اس کے لیے جنت کے درمیان محل بنا دیا جائے گا اور جس نے اپنے اخلاق اچھے کر لیے اس کے لیے جنت کے اعلیٰ حصے میں محل بنا دیا جائے گا۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسی طرح شرح السنہ میں ہے)

۷۷۲۱ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِىْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيَاْتِى الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكِذْبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهٗ وَلَا اَدْرِىْ مَا اسْمُهٗ يُحَدِّثُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ شیطان انسانی صورت اختیار کر کے کسی قوم کے پاس آتا ہے اور ان سے کوئی جھوٹی بات بیان کرتا ہے، پھر لوگ اِدھر اُدھر ہو جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے، جسے میں چہرے سے تو پہچانتا ہوں مگر اس کا نام نہیں جانتا۔ (مسلم)

شیطان کا انسانی صورت میں ظاہر ہو کر جھوٹی بات نشر کرنا

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے (کہ شیطان آپ کی طرف جھوٹی حدیث منسوب کر کے اس کی تشہیر کرتا ہے) کیونکہ یہ جھوٹ کی بدترین قسم ہے حتیٰ کہ اسے کفر شمار کیا گیا ہے۔ اسی بناء پر کفار کا رئیس (شیطان) اس کا اہتمام کرتا ہے اور وسوسہ کی تقویت کے لیے حسی صورت اختیار کر کے آتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مطلقاً جھوٹی خبر اور اس کی فروعات، بہتان، قذف (تہمت) وغیرہ مراد ہوں اور شیطان سے مراد اس کی جنس کا ایک فرد ہو۔ علامہ طیبی نے فرمایا کہ اس حدیث میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ آدمی جو بات سنے اس کی تحقیق کرے اور دیکھے کہ آیا کہنے والا سچا ہے کہ وہ خبر آگے نقل کی جا سکے یا جھوٹا ہے تاکہ وہ بات آگے بیان کرنے سے پرہیز کرے۔ حدیث پاک میں ہے کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۱۶۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

۷۷۲۲ - وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِىْ

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور بھلائی کی بات کرے اور

يَصْلُحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَّيَنْمِيْ خَيْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

بھلائی کی بات آگے پہنچائے۔(بخاری ومسلم)

۷۷۲۳۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِىْ يَاْتِىْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَّهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قیامت کے دن دورخے آدمی کو لوگوں میں سے بدترین پاؤ گے' جو ان کے ساتھ ایک چہرے سے ملاقات کرتا ہے اور اُن کے ساتھ دوسرے چہرے سے ملاقات کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

۷۷۲۴۔ وَعَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِى الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ.

حضرت عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا میں دورخا ہو' قیامت کے دن اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔ (دارمی)

دورُخا شخص

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

دورُخا وہ شخص ہے جو کچھ لوگوں کے ساتھ ایک چہرے سے ملاقات کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کے ساتھ دوسرے چہرے سے ملاقات کرتا ہے' جس طرح کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے' اور جو مداہنت (دھوکا' فریب) حرام ہے وہ یہی دورخا پن ہے' اور دو چہرے والے شخص کو مداہن (فریبی' دھوکا باز) کہا گیا ہے' کیونکہ وہ بُرے لوگوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے کہ وہ ان پر راضی ہے اور ان سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرتا ہے۔ اسی طرح اہلِ حق کے ساتھ بھی یہی ظاہر کرتا ہے اور وہ دونوں طرح کے لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور دونوں کے کاموں پر رضامندی کا اظہار کرتا ہے' لہٰذا وہ دھوکا باز اور فریبی کہلاتا ہے اور سخت وعید کا مستحق ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: دورخا شخص اللہ کے نزدیک عزت والا نہیں ہوتا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا میں دو زبانوں والا ہے' قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی آگ کی دو زبانیں بنا دے گا۔(عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۳۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ دورخا شخص وہ ہے جو ایک آدمی کے سامنے ظاہر کرے کہ وہ اس کا محب اور خیر خواہ ہے اور پسِ پشت اس کی بُرائیاں بیان کرے اور ایک قول یہ ہے کہ دورخا شخص وہ ہے جو دو دشمنی رکھنے والے آدمیوں میں سے ہر ایک کے سامنے ظاہر کرے کہ وہ اس کا دوست ہے اور ہر ایک کے سامنے دوسرے کی بُرائی بیان کرے۔

۷۷۲۵۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَمَّامٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔(بخاری ومسلم) اور مسلم کی روایت میں ''نمام'' کا لفظ ہے۔

۷۷۲۶۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُا ذُكِرَ اللّٰهُ وَشِرَارُ

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجائے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں' دوستوں کے درمیان

عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

جدائی ڈالتے ہیں' پاک باز بندوں میں عیب تلاش کرتے ہیں۔ (مسند احمد' بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۲۷۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَحْمَدُ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْهُمَا.

سیّدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ بے مقصد باتوں کو ترک کر دے' (اسے امام) مالک و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی و بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی بن حسین و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں سے یہ روایت بیان کی ہے)۔

حدیثِ مذکور کی فضیلت

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان احادیث میں سے ایک ہے جن پر اسلام کا مدار ہے اور ابوداؤد نے کہا ہے کہ وہ چار احادیث ہیں: (۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کہ حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے اور ان کے درمیان متشابہات ہیں (۲) آدمی کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی چیز ترک کر دے (۳) مؤمن اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے (۴) اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ بعض نے تیسری حدیث کی بجائے یہ حدیث شمار کی ہے کہ دنیا میں زہد اختیار کرو' اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے' اس سے بے رغبت ہو جاؤ' لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۳۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۷۲۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ رَجُلٌ اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ لَا تَدْرِيْ فَلَعَلَّهُ تَكَلَّمَ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ اَوْ بَخِلَ بِمَا لَا يَنْقُصُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک صحابی فوت ہو گئے تو ایک شخص نے کہا: تمہیں جنت کی خوش خبری ہو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا پتا؟ شاید اس نے کوئی بے مقصد بات کہی ہو یا کسی ایسی چیز میں بخل کیا ہو جو کم نہیں ہوتی۔ (ترمذی)

۷۷۲۹۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شخص نے کہا: لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ ان میں سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ (مسلم)

۷۷۳۰۔ وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَيَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَّمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ يَعْنِيْ مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کو کسی ایسے گناہ پر عار دلائی' جس سے وہ توبہ کر چکا ہے تو وہ شخص اس وقت تک فوت نہیں ہوگا جب تک خود وہ گناہ نہ کر لے۔ (ترمذی)

۷۷۳۱۔ وَعَنْ وَاثِلَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُظْهِرُ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيْكَ فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اپنے بھائی کی مصیبت پر اظہارِ خوشی نہ کرو ممکن ہے کہ اللہ اس پر رحم فرمائے اور تمہیں مصیبت میں مبتلا کر دے۔ (ترمذی)

۷۷۳۲۔ وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَاَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ عَقَلَهَا ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ اَتٰى رَاحِلَتَهُ فَاَطْلَقَهَا ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ نَادٰى اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِيْ رَحْمَتِنَا اَحَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَقُوْلُوْنَ هُوَ اَضَلُّ اَمْ بَعِيْرُهُ اَلَمْ تَسْمَعُوْا اِلٰى مَا قَالَ. قَالُوْا بَلٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے اپنی سواری کو بٹھا کر باندھ دیا' پھر اس نے مسجد میں داخل ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی' جب سلام پھیرا تو اپنی سواری کے پاس آ کر اسے کھولا اور اس پر سوار ہو گیا' پھر دعا کی: اے اللہ! مجھ پر اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اور ہماری رحمت میں کسی کو شریک نہ فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے؟ یہ زیادہ جاہل ہے یا اس کا اونٹ' تم نے سنا نہیں کہ اس نے کیا کہا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں! (ہم نے سنا ہے)۔

۷۷۳۳۔ وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی ڈال دو۔ (مسلم)

۷۷۳۴۔ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ اَثْنٰى رَجُلٌ عَلٰى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ اَخِيْكَ ثَلَاثًا مَّنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مُحَالَةَ فَلْيَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَّاللّٰهُ حَسِيْبُهُ اِنْ كَانَ يَرٰى اَنَّهُ كَذٰلِكَ وَلَا يُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کسی شخص کی تعریف کی' تو آپ نے فرمایا: تم پر افسوس! تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی ہے' آپ نے یہ تین بار فرمایا' (پھر فرمایا:) اگر تم میں سے کوئی شخص ضرور کسی کی تعریف کرنا ہی چاہے تو یوں کہہ دے کہ میرا فلاں شخص کے متعلق یہ گمان ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس کے احوال پر مطلع ہے' بشرطیکہ کہنے والے کے خیال میں وہ اسی طرح ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی کی پاکیزگی کو یقینی طور پر بیان نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

۷۷۳۵۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضَبَ الرَّبُّ تَعَالٰى وَاهْتَزَّلَهُ الْعَرْشُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور اس سے عرشِ الٰہی لرز اٹھتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۳۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهُ كُفْرٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری و مسلم)

۷۷۳۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْتَبَّانِ مَا

حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے والے دو شخص جو کچھ کہتے

قَالَا فَعَلَى الْبَادِئ مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہیں اس کا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہوتا ہے جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (مسلم)

۷۷۳۸۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کو اے کافر! یا اے اللہ کے دشمن! کہہ کر پکارا حالانکہ وہ ایسا نہ تھا تو یہ قول اسی کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

۷۷۳۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِيْهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو یہ قول ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

۷۷۴۰۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْمِیْ رَجُلٌ رَّجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی کسی دوسرے شخص پر فسق یا کفر کی تہمت لگائے اور وہ دوسرا شخص ایسا نہ ہو تو وہ تہمت کا کلمہ اسی کہنے والے شخص کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (بخاری)

۷۷۴۱۔ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ اِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ دُوْنَهَا ثُمَّ تَهْبِطُ اِلَى الْاَرْضِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُهَا دُوْنَهَا ثُمَّ تَاْخُذُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَاِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ اِلَى الَّذِیْ لُعِنَ فَاِنْ كَانَ لِذٰلِكَ اَهْلًا وَّاِلَّا رَجَعَتْ اِلٰى قَائِلِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف پرواز کر جاتی ہے اور آسمان کے دروازے اس پر بند کر دیے جاتے ہیں' پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے اور زمین کے دروازے اس پر بند کر دیے جاتے ہیں پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے' جب کوئی جگہ نہیں پاتی تو پھر جس شخص پر لعنت کی گئی ہے' اگر وہ اس کا مستحق ہو تو اس کی طرف لوٹ آتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

۷۷۴۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيْحُ رِدَاءَهُ فَلَعَنَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنْهَا فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ وَّاِنَّهُ مَنْ لَّعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِاَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کی چادر ہوا نے اُڑا دی تو اس نے ہوا پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو کیونکہ یہ تو اللہ کی جانب سے مامور ہے اور جو شخص ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت اسی لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

۷۷۴۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِیْ بَكْرٍ وَّهُوَ يَلْعَنُ بَعْضَ رَقِيْقِهٖ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَقَالَ لَعَّانِيْنَ وَصِدِّيْقِيْنَ كَلَّا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَاَعْتَقَ اَبُوْ بَكْرٍ يَّوْمَئِذٍ بَعْضَ رَقِيْقِهٖ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے' جب کہ وہ اپنے کسی غلام پر لعنت کر رہے تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو لعنت بھی کریں اور صدیق بھی ہوں؟ ربِ کعبہ کی قسم!

ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا أَعُوْدُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا' تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس روز اپنے کچھ غلام آزاد کیے' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

٧٧٤٤ـ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِصِدِّيْقٍ أَنْ يَّكُوْنَ لَعَّانًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صدیق کے لیے مناسب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔ (مسلم)

٧٧٤٥ـ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللَّعَّانِيْنَ لَا يَكُوْنُوْنَ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ گواہ بنیں گے' نہ شفاعت کرنے والے۔ (مسلم)

٧٧٤٦ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا. وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّا يَنْبَغِيْ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَّكُوْنَ لَعَّانًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ مؤمن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔ (ترمذی)

٧٧٤٧ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤمن نہ طعنہ دینے والا ہوتا ہے' نہ لعنت کرنے والا' نہ فحش گو' نہ بے حیا۔ (ترمذی' بیہقی فی شعب الایمان)

وَفِيْ أُخْرٰى لَهٗ وَلَا الْفَاحِشُ الْبَذِيُّ.

اور دوسری روایت میں ہے: نہ فحش گو' بے حیاء۔

٧٧٤٨ـ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِ اللّٰهِ وَلَا بِجَهَنَّمَ. وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّلَا بِالنَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم آپس میں ایک دوسرے کو یہ نہ کہو کہ تم پر اللہ کی لعنت ہو' تم پر اللہ کا غضب ہو' تمہارا ٹھکانا جہنم ہو' اور ایک روایت میں ہے: (نہ یہ کہو) کہ تمہارا ٹھکانا آگ ہو۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٧٧٤٩ـ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهٗ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا زَانَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے حیائی جس چیز میں بھی ہو' اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیاء جس چیز میں بھی ہو' اسے مزین کر دیتی ہے۔ (ترمذی)

٧٧٥٠ـ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ أُمَّتِيْ مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرُوْنَ وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَّعْمَلَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اعلانیہ گناہ کرنے والوں کے سوا میری تمام امت کو امن و سلامتی حاصل ہو جائے گی اور آدمی کی بے باکی میں سے یہ چیز بھی ہے کہ وہ رات کے وقت کوئی عمل

الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا كَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کرے پھر صبح کا وقت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرما دے اور وہ شخص آ کر کہتا پھرے کہ اے فلاں! میں نے گزشتہ رات یہ یہ کام کیا ہے حالانکہ رات کو اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی فرما دی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کا ڈالا ہوا پردہ ہٹا رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۷۷۵۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهُ فَبِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْهَهُ وَانْبَسَطَ اِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِيْ وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى عَاهَدْتِنِيْ فَحَّاشًا اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ شَرِّهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِتِّقَاءَ فُحْشِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اجازت طلب کی' آپ نے فرمایا: اسے اجازت دے دو' یہ قبیلے کا بدترین شخص ہے' جب وہ شخص آ کر بیٹھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ساتھ کشادہ روئی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے' جب وہ چلا گیا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اس شخص کے متعلق ایسے ایسے فرمایا' پھر آپ اس کے ساتھ کشادہ روئی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے مجھے فحش گو کب پایا ہے؟ بے شک قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بُرا شخص وہ ہوگا جس کے شر کے خوف سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں' اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی فحش گوئی کے ڈر سے۔

(بخاری و مسلم)

حدیث مذکور کی تشریح

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

ابن بطال نے کہا ہے کہ یہ شخص عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری تھا اور اسے احمق سردار کہا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف توجہ اور اس کی تالیف قلب اس امید پر فرمائی کہ اس کی قوم مسلمان ہو جائے' کیونکہ وہ اپنی قوم کا سردار تھا۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۵۷۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ فاسق معلن کے فسق کی بناء پر اس کی غیبت جائز ہے' اور کفار' فساق' ظالمین اور اہل فساد کی غیبت جائز ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۱۱۸' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۷۷۵۲۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَلِّغُنِيْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِيْ عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص میرے کسی صحابی کی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس صاف سینہ لے کر آؤں۔

(ابوداؤد)

۷۷۵۳۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُهُ قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَاِنْ لَّمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) تو اپنے بھائی کا ذکر اس انداز میں کرے جسے وہ پسند نہیں کرتا' عرض کیا گیا: اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جو میں بیان کر رہا ہوں تو پھر آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر

يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اس میں وہ عیب موجود ہو جو تم بیان کرتے ہو پھر تو تم نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہیں ہے جو تم بیان کرتے ہو تو تم نے اس پر بہتان لگایا ہے۔(مسلم)

وَرَوَى الْبَغْوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ إِذَا قُلْتَ لِأَخِيْكَ مَا فِيْهِ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِذَا قُلْتَ مَا لَيْسَ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ.

امام بغوی رحمہ اللہ نے شرح السنہ میں اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر تم نے اپنے بھائی کے متعلق وہ بات کہی جو اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر تم نے اس کے متعلق وہ بات کہی جو اس میں نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا ہے۔

٧٧٥٤- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِيْ قَصِيْرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتَ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ الْعَيْنِيُّ وَابْنُ الْهَمَّامِ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ إِنَّ أَحَادِيْثَ الْغِيْبَةِ فِيْ إِفْسَادِ الصَّوْمِ كُلَّهَا مَدْخُوْلَةٌ وَّعَلٰى تَقْدِيْرِ صِحَّتِهَا فَمُؤَوَّلَةٌ بِالْإِجْمَاعِ بِذِهَابِ الثَّوَابِ وَقَالَ فِيْ مَجْمَعِ الْبَرَكَاتِ الْغِيْبَةُ لَيْسَتْ مِنْ نَّوَاقِضِ الْوُضُوْءِ وَلَمْ أَرَ فِيْهِ خِلَافًا نَعَمْ يُسْتَحَبُّ الْوُضُوْءُ بَعْدَهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: صفیہ سے آپ کے لیے ایسا ایسا ہی کافی ہے ان کی مراد یہ تھی کہ وہ پستہ قد ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو اسے متغیر کر دے گی۔(مسند احمد ترمذی ابوداؤد) علامہ عینی اور ابن ہمام رحمہما اللہ نے فرمایا کہ جتنی احادیث میں غیبت سے روزہ فاسد ہو جانے کا ذکر ہے وہ سب روایات محلِ نظر ہیں۔ اگر انہیں صحیح بھی قرار دیا جائے تو بالاتفاق ان میں تاویل ہے کہ روزہ فاسد ہونے سے روزہ کا ثواب نہ ہونا مراد ہے اور مجمع البرکات میں ہے کہ غیبت ناقضِ وضو نہیں اور میں نے اس میں کسی کا اختلاف نہیں دیکھا البتہ غیبت کے بعد وضو مستحب ہے۔

٧٧٥٥- وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَّجَابِرٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغِيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ الْغِيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِيْ فَيَتُوْبُ فَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید و حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: غیبت زنا سے سخت تر کیسے ہے؟ فرمایا: آدمی زنا کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَيَتُوْبُ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهُ وَإِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهُ حَتّٰى يَغْفِرَهَا لَهُ صَاحِبُهُ.

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی اس وقت تک مغفرت قبول نہیں فرماتا جب تک وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی گئی ہے۔

٧٧٥٦- وَفِيْ رِوَايَةِ أَنَسٍ قَالَ صَاحِبُ الزِّنَا يَتُوْبُ وَصَاحِبُ الْغِيْبَةِ لَيْسَ لَهُ تَوْبَةٌ رَّوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ زانی توبہ کر لیتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لیے توبہ ہی نہیں ہے۔(بیہقی شعب الایمان)

٧٧٥٧- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ كَفَّارَةِ الْغِيْبَةِ أَنْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس شخص کی تو نے غیبت کی ہے اس کے لیے دعائے

تَسْتَغْفِرَ لِمَنْ اَغْتَبْتَهٗ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ. مغفرت کرے اور یوں کہے: اے اللہ! ہمیں اور اسے بخش دے۔ (اسے بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا ہے)

غیبت کی مختلف صورتیں

امام غزالی رحمہ اللہ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

غیبت یہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کا ذکر ایسے الفاظ کے ساتھ کرو کہ اگر اس تک یہ بات پہنچے تو وہ اسے پسند نہ کرے' چاہے اس کے کسی جسمانی عیب کا ذکر کرو یا اس کے نسب میں نقص بیان کرو یا اس کے اخلاق یا قول و فعل کے اعتبار سے کوئی عیب بیان کرو یا اس کے دینی یا دنیاوی کسی نقص کا بیان کرو' حتیٰ کہ اس کے کپڑے اور اس کے گھر اور اس کی سواری میں کسی کمی کا بیان کرنا بھی غیبت میں داخل ہے۔ جسمانی نقص بیان کرنے کی صورت یہ ہے کہ اسے کہا جائے کہ یہ چندھی آنکھوں والا ہے' بھینگا ہے' گنجا ہے' چھوٹے یا لمبے قد والا ہے' سیاہ یا زرد رنگ والا ہے۔ نسب میں عیب بیان کرنے کی صورت یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس کا باپ ہندی ہے یا فاسق ہے یا گھٹیا شخص ہے یا موچی ہے۔ اخلاق میں نقص بیان کرنے کی صورت یہ ہے کہ یہ کہے کہ وہ بدخلق ہے' کنجوس ہے' متکبر ہے۔

(ملخصاً احیاء العلوم علی ہامشہ اتحاف السادۃ المتقین ج۹ ص۲۹۷' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

غیبت صرف زبان کے ساتھ خاص نہیں

امام غزالی رحمہ اللہ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

زبان سے کسی کی غیبت کرنا محض اس لیے حرام ہے کیونکہ اس میں دوسرے لوگوں کو اپنے بھائی کے عیب سے مطلع کیا جاتا ہے اور اپنے بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کیا جاتا ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے' لہٰذا اس میں اشارۃً گفتگو کرنا صراحۃً بیان کرنے کی طرح ہے اور اس میں قول و فعل برابر ہیں۔ اسی طرح آنکھ یا ہاتھ وغیرہ سے اشارہ کرنا' لکھنا' حرکت کرنا اور کوئی بھی ایسا کام کرنا جس سے مقصود سمجھ میں آ جائے' وہ غیبت میں داخل ہے اور حرام ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول بھی اسی قسم سے ہے' فرماتی ہیں: ہمارے پاس ایک عورت آئی' جب وہ واپس جانے لگی تو میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ چھوٹے قد والی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''اغتبتھا'' تم نے اس کی غیبت کی ہے۔ (احیاء العلوم علی ہامشہ اتحاف السادۃ المتقین ج۹ ص۳۰۲' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

کن صورتوں میں غیبت جائز ہے؟

امام غزالی رحمہ اللہ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

اگر کسی کے عیوب بیان کرنے کی کوئی صحیح شرعی غرض ہو کہ عیوب کا ذکر کیے بغیر وہ غرض حاصل نہ ہو سکے تو اس صورت میں غیبت کا گناہ نہیں ہے' اس کی چھ صورتیں ہیں:

(۱) مظلوم انصاف طلب کرنے کے لیے قاضی کے پاس ظالم کے ظلم کا بیان کر سکتا ہے' کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنا حق حاصل نہیں کر سکتا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے: ''ان لصاحب الحق مقالا'' بے شک صاحب حق کو گفتگو کی گنجائش ہے۔

(۲) کسی کی اصلاح کی غرض سے اس کی خامی کا بیان کرنا جائز ہے' جس طرح کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے اور ایک قول کے مطابق حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور انہیں سلام کیا' انہوں نے جواب نہیں دیا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ صورت حال بیان کی' انہوں نے آ کر ان کی اصلاح کر دی اور اس کو ان حضرات نے غیبت شمار نہیں کیا۔

(۳) فتویٰ طلب کرنے کے لیے اجازت ہے' مثلاً مفتی سے کہے کہ میرے باپ یا میری بیوی یا میرے بھائی نے مجھ پر ظلم کیا ہے' اس

سے چھٹکارے کا طریقہ کیا ہے؟ البتہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ کنایۃً کہے کہ ایسے آدمی کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں جس کے باپ یا بھائی یا بیوی نے اس پر ظلم کیا ہے' البتہ تعیین بھی جائز ہے' اس پر دلیل یہ روایت ہے کہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہیں' مجھے اتنا خرچ نہیں دیتے جو میرے اور میری اولاد کے لیے کافی ہو' کیا میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: اتنا لے سکتی ہو جو دستور کے مطابق تمہیں اور تمہاری اولاد کو کافی ہو۔ انہوں نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بخل و ظلم کا ذکر کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جھڑکا نہیں کیونکہ ان کا مقصود فتویٰ طلب کرنا تھا۔

(۴) جب مسلمان کو شر سے بچانا مقصود ہو پھر بھی کسی کا عیب بیان کرنا جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: کیا تم فاسق کا ذکر کرنے سے اعراض کرتے ہو' اس کا پردہ فاش کرو تا کہ لوگ اسے پہچان جائیں' اس میں جو خرابی ہے وہ بیان کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔

(۵) جب کوئی آدمی اپنے کسی عیب کے ساتھ معروف ہو' اس صورت میں (بطور شناخت) اس کا عیب ذکر کرنے والے پر گناہ نہیں ہو گا جس طرح کہے کہ ابوالزناد نے اعرج سے اور سلمان نے اعمش سے روایت کیا۔

(۶) وہ شخص کھلم کھلا فسق اور گناہ کا ارتکاب کرتا ہو' اس کے عیوب بیان کرنا بھی جائز ہے' مثلاً ہیجڑا' شرب کی محافل کا اہتمام کرنے والا' اعلانیہ شراب پینے والا اور ظلماً لوگوں کا مال چھین لینے والا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جو کوئی اپنے چہرے سے حیاء کی چادر اتار دے' اس کی کوئی غیبت نہیں۔ (ملخصاً احیاء العلوم علیٰ حاشیہ اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۳۲۸' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت)

غیبت کا کفارہ

غیبت کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ نادم ہو اور توبہ کرے اور اپنے فعل پر اظہارِ تاسف کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کے حق سے بری الذمہ ہو جائے' پھر جس شخص کی غیبت کی ہے اس سے معاف کروائے تا کہ زیادتی والے گناہ سے بری الذمہ ہو جائے' غمگین ہو کر' افسوس کرتے ہوئے اور اپنے فعل پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے معافی مانگے کیونکہ بسا اوقات ریاکار اپنا تقویٰ ظاہر کرنے کے لیے معافی مانگتا ہے جب کہ دل سے وہ نادم نہیں ہوتا' اس طرح وہ ایک دوسرے گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

(احیاء العلوم علیٰ حاشیہ اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۳۴۷' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت)

بَابُ الْوَعْدِ — وعدے کا بیان

وعدے کی لغوی تحقیق

وعدے کا استعمال خیر اور شر دونوں میں ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے: ''وعدتہ خیرًا'' میں نے اس سے خیر کا وعدہ کیا۔ ''وعدتہ شرًا'' میں نے اس سے شر کا وعدہ کیا (یعنی اسے دھمکی دی)' اگر لفظ خیر اور شر ذکر نہ کیے جائیں تو پھر خیر کے لیے لفظ ''وعد'' اور لفظ ''عدہ'' ذکر کیا جاتے ہیں' اور شر کے لیے لفظ ''ایعاد'' اور ''وعید'' استعمال کیے جاتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۴۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۷۵۸ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَآءَ اَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس علاء بن حضرمی کی طرف سے کچھ مال آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچھ قرض ہو یا آپ نے کسی سے وعدہ فرمایا ہو تو وہ ہمارے پاس

اَوْ كَانَتْ لَهٗ قَبْلَهٗ عِدَةٌ فَلْيَاْتِنَا قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ وَعَدَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّعْطِيَنِيْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ فَحَثَالِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَاِذَاهِيَ خَمْسُ مِائَةٍ وَّقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے اتنا اور اتنا اور اتنا عطا فرمائیں گے اور آپ نے اپنے دونوں دستِ اقدس تین مرتبہ پھیلائے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی دونوں مٹھیاں بھر کر میری جھولی میں ڈال دیں میں نے انہیں شمار کیا تو وہ پانچ سو تھے فرمایا: اس سے دوگنا اور لے لو۔ (بخاری و مسلم)

حدیث مذکور سے مستنبط مسائل

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد والوں کے لیے فوت شدہ کا قرض ادا کرنا مستحب ہے اور اس میں اجنبی اور وارث دونوں برابر ہیں نیز اس سے یہ معلوم ہوا کہ وعدہ قرض کے ساتھ ملحق ہے جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: "العدة دين" وعدہ قرض ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۴۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کی تقسیم نہیں ورنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جناب فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا یا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ وعدہ پورا کراتے دوسرے یہ کہ جو ذاتِ کریم ایسی دیانت دار ہو وہ خلافت جیسی اہم چیز کبھی غصب نہیں کر سکتی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں دیانت دار ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین اسلام کے پہلے تاج دار ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۶۸ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور)

۷۷۵۹۔ وَعَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْيَضَ قَدْ شَابَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهٗ وَاَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ قَلُوْصًا فَذَهَبْنَا نَقْبِضُهَا فَاَتَانَا مَوْتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعْطُوْنَا شَيْئًا فَلَمَّا قَامَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ فَلْيَجِئْ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاَخْبَرْتُهٗ فَاَمَرَ لَنَا بِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا رنگ مبارک سفید تھا اور آپ پر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہو چکے تھے اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے ہم شکل تھے آپ نے ہمیں تیرہ جوان اونٹنیاں دینے کا حکم فرمایا ہم اونٹنیوں پر قبضہ کرنے کے لیے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے اور لوگوں نے ہمیں کچھ نہ دیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر فائز ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو وہ ہمارے پاس آئے میں نے حاضر ہو کر آپ سے عرض کیا: تو آپ نے ہمیں وہ اونٹنیاں دینے کا حکم دیا۔ (ترمذی)

بغیر گواہی طلب کیے وعدہ پورا کرنا

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں:

بہت سے وعدے اکیلے میں کیے جاتے ہیں جن پر گواہ نہیں ہوتے اگر جناب صدیق رضی اللہ عنہ گواہی کی قید لگاتے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے وعدے پورے نہ ہو سکتے اس لیے انہوں نے بغیر گواہ وعدے جاری فرمائے نیز حضرات صحابہ تمام کے تمام عادل ہیں وہاں جھوٹ کا احتمال نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۶۹ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گجرات)

۷۷۶۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْحَمْسَاءِ

حضرت عبد اللہ بن ابی حمساء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم

قَالَ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ یُّبْعَثَ وَبَقِیَتْ لَہٗ بَقِیَّۃٌ فَوَعَدْتُّہٗ اَنْ اٰتِیَہٗ بِھَا فِیْ مَکَانِہٖ فَنَسِیْتُ فَذَکَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَاِذَا ھُوَ فِیْ مَکَانِہٖ فَقَالَ لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَیَّ اَنَا ھٰھُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ اَنْتَظِرُکَ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

ﷺ کے اعلانِ نبوت سے پہلے' آپ سے کوئی چیز خریدی اور میرے ذمہ کچھ قیمت باقی تھی۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ اسی جگہ آپ کو باقی رقم لا کر پیش کرتا ہوں اور میں بھول گیا' تین دن کے بعد مجھے یاد آیا تو میں نے آ کر دیکھا' آپ اسی جگہ تشریف فرما تھے' آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا' میں تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد)

۷۷۶۱۔ وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَّعَدَ رَجُلًا فَلَمْ یَاْتِ اَحَدُھُمَا اِلٰی وَقْتِ الصَّلٰوۃِ وَذَھَبَ الَّذِیْ جَاءَ لِیُصَلِّیَ فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ رَوَاہُ رَزِیْنٌ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی شخص سے وعدہ کیا اور دونوں میں سے ایک نماز کے وقت تک نہ آیا اور آنے والا نماز کے لیے چلا گیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (رزین)

۷۷۶۲۔ وَعَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ اَخَاہُ وَمِنْ نِّیَّتِہٖ اَنْ یَّفِیَ لَہٗ فَلَمْ یَفِ وَلَمْ یَجِیْٓ لِلْمِیْعَادِ فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہی بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کسی شخص نے اپنے بھائی سے وعدہ کیا اور اس کی نیت یہ ہے کہ وہ وعدہ پورا کرے گا مگر وہ وعدے پر نہ آ سکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (ابوداؤد' ترمذی)

وعدہ کے احکام

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وعدہ پورا کرنے کی نیت ہو مگر وعدہ پورا نہ کرے تو گناہ گار نہیں اور بعض نے کہا کہ بغیر رکاوٹ کے وعدہ خلافی حرام ہے اور حدیث میں یہی مراد ہے۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اس پر اتفاق ہے کہ اگر ایسا وعدہ کیا جو شریعت میں منع نہیں تو اسے پورا کرنا چاہیے' باقی رہا یہ امر کہ وعدہ پورا کرنا واجب ہے یا مستحب' اس میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء اور امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا نظریہ ہے کہ یہ مستحب ہے اور وعدہ خلافی مکروہ ہے' اس میں سخت کراہت ہے مگر گناہ نہیں' اور ایک جماعت کا نظریہ ہے کہ وعدہ پورا کرنا واجب ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بھی اسی جماعت سے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وعدہ کے ساتھ ان شاء اللہ کا لفظ کہتے تھے اور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ لفظ ''عسٰی'' فرماتے تھے لیکن وعدہ کرنا اور دل میں اس کے خلاف نیت کرنا بالاتفاق نفاق کی علامت ہے اور ایک گروہ کا نظریہ ہے کہ یہ نفاق کی علامت اس صورت میں ہے کہ وعدہ پورا نہ کرنے کی نیت سے وعدہ کرے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۸۶' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷۷۶۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ دَعَتْنِیْ اُمِّیْ یَوْمًا وَّرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِیْ بَیْتِنَا فَقَالَتْ ھَا تَعَالَ اُعْطِیْکَ فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَرَدْتِ اَنْ تُعْطِیْہٖ قَالَتْ اَرَدْتُّ اَعْطِیْہِ تَمْرًا فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّکِ لَوْ لَمْ تُعْطِہٖ شَیْئًا کُتِبَتْ عَلَیْکِ کَذْبَۃٌ رَوَاہُ اَبُوْ

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا جب کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف فرما تھے' میری والدہ نے کہا: اِدھر آؤ! میں تمہیں کچھ دیتی ہوں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ عرض کیا: میں اسے کھجوریں دینا چاہتی ہوں' رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: سن لو! اگر تم نے اسے کچھ نہ دیا تو تمہارے ذمہ جھوٹ کا گناہ لکھ دیا جائے گا۔ (ابوداؤد' بیہقی فی شعب الایمان)

دَاوٗدَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

بَابُ الْمُزَاحِ — خوش طبعی کا بیان

مزاح کی تحقیق

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

کسی آدمی کے ساتھ اسے تکلیف پہنچائے بغیر خوش طبعی کرنا مزاح ہے۔ اگر یہ خوش طبعی ایذاء کا باعث بنے تو یہ مزاح نہیں، سخریت (مذاق اُڑانا) ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جس مزاح سے منع کیا گیا ہے وہ ایسا مزاح ہے جس میں افراط اور زیادتی ہو کیونکہ اس طرح کا مزاح ہنسنے اور دل کی سختی کا باعث بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دین کے اہم اُمور میں غور و فکر سے توجہ ہٹا دیتا ہے، اور اکثر اوقات یہ ایذاء رسانی کا باعث بن جاتا ہے اور کینہ پیدا کرتا ہے اور رعب اور وقار کو ختم کر دیتا ہے اور جو مزاح اس طرح کی باتوں سے خالی ہو وہ جائز ہے۔

اور نبی کریم ﷺ بھی کبھی کبھی مخاطب کا دل خوش کرنے کے لیے اس طرح کا مزاح فرمایا کرتے تھے، اور یہ سنت مستحبہ ہے، لیکن علامہ حنفی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوش طبعی کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہ کثرت مزاح فرمایا کرتے تھے۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے غیر کو آپ کی طرح اپنے نفس پر قابو نہیں تھا، لہٰذا آپ ﷺ کے غیر کے لیے مزاح کا ترک اولیٰ ہے۔ امام ترمذی نے شمائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہم سے خوش طبعی فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں صرف حق ہی کہتا ہوں۔ مفہوم یہ ہے کہ بادشاہوں کو لوہاروں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ باقی لوگ منع کے حکم کے تحت داخل ہیں، لیکن اگر خوش طبعی کی مقررہ حد پر سختی سے قائم رہیں اور سیدھے راستے سے عدول نہ کریں، پھر اجازت ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۴۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝﴾ (الحجرات:۱۱).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! نہ مرد مردوں کا مذاق اُڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں عورتوں کا مذاق اُڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو، مسلمان ہو کر فاسق کہلانا کتنا بُرا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۝ (الحجرات:۱۱)

آیہ مبارکہ کا شانِ نزول

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہ مرد مردوں سے ہنسیں۔ اس آیہ مبارکہ کا شانِ نزول کئی واقعات میں ہوا، پہلا واقعہ یہ ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس کو ثقلِ سماعت (اونچا سننے کی بیماری) کا عارضہ تھا، جب وہ سیّد عالم ﷺ کی مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان انہیں آگے بٹھاتے اور ان کے لیے جگہ خالی کر دیتے تاکہ وہ حضور کے قریب حاضر رہ کر کلامِ مبارک سن سکیں۔ ایک روز انہیں حاضری میں دیر ہو گئی اور مجلس شریف بھر گئی، اس وقت ثابت آئے اور قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص ایسے وقت آتا اور مجلس میں جگہ نہ پاتا تو جہاں ہوتا کھڑا رہتا۔ ثابت آئے تو رسول کریم ﷺ کے قریب بیٹھنے کے لیے لوگوں کو ہٹاتے ہوئے یہ کہتے چلے کہ جگہ دو! جگہ دو! یہاں

تک کہ حضور ﷺ کے قریب پہنچ گئے اور ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان صرف ایک شخص رہ گیا' انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو! اس نے کہا: تمہیں جگہ مل گئی' بیٹھ جاؤ۔ ثابت غصہ میں آ کر اس کے پیچھے بیٹھ گئے اور جب دن خوب روشن ہوا تو ثابت نے اس کا جسم دبا کر کہا کہ کون؟ اس نے کہا: میں فلاں شخص ہوں' ثابت نے اس کی ماں کا نام لے کر کہا: فلانی کا لڑکا۔ اس پر اس شخص نے شرم سے سر جھکا لیا اور اس زمانہ میں ایسا کلمہ عار دلانے کے لیے کہا جاتا تھا' اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرا واقعہ ضحاک نے بیان کیا کہ یہ آیت بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت عمار و خباب و بلال و صہیب و سلمان و سالم رضی اللہ عنہم وغیرہ غریب صحابہ کی غربت دیکھ کر ان کے ساتھ تمسخر کرتے تھے (مذاق اڑاتے تھے)' ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مرد مردوں سے نہ ہنسیں یعنی مال دار غریبوں کی ہنسی نہ بنائیں (اُڑائیں)' نہ عالی نسب غیر ذی نسب کی اور نہ تندرست اپاہج کی' نہ بینا اس کی جس کی آنکھ میں عیب ہو۔

(خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان ص ۹۲۹' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی اڑائیں۔ یہ آیت ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی' انہیں معلوم ہوا کہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی لڑکی کہا' اس پر انہیں رنج ہوا اور روئیں' اور سیّد عالم ﷺ سے شکایت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نبی زادی ہو اور نبی کی بیوی ہو' تم پر وہ کیا فخر کرتی ہیں اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے حفصہ رضی اللہ عنہا! خدا سے ڈرو۔ (خزائن العرفان ص ۹۳۰' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور)

سیدہ صفیہ و سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا والی یہ روایت امام ترمذی رحمہ اللہ نے بہ روایت انس رضی اللہ عنہ ذکر کی ہے۔

(سنن ترمذی' کتاب المناقب' رقم الحدیث: ۳۸۹۴' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

۷۷٦٤ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُمَارِ أَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو اور اس کا مذاق نہ اُڑاؤ اور نہ ہی اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کی خلاف ورزی کرو۔ (ترمذی)

۷۷٦٥ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا قَالَ إِنِّي لَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ہمارے ساتھ مزاح فرماتے ہیں' آپ نے فرمایا: میں تو صرف حق ہی کہتا ہوں۔ (ترمذی)

۷۷٦٦ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلَ لِأَخٍ لِّيْ صَغِيْرٍ يَّا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ وَكَانَ لَهُ نُغَيْرٌ يَّلْعَبُ بِهٖ فَمَاتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ساتھ مل جل کر رہتے تھے حتیٰ کہ میرے چھوٹے بھائی کو فرماتے: اے ابوعمیر! چڑیا کا کیا بنا؟ میرے بھائی کی ایک چڑیا تھی جس سے وہ کھیلا کرتا تھا اور وہ مرگئی تھی۔ (بخاری و مسلم)

حدیث مذکور سے مستنبط مسائل

علامہ نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں:

(۱) جس کی کوئی اولاد نہ ہو' اس کی کنیت رکھنا جائز ہے اور بچے کی کنیت رکھنا جائز ہے اور یہ جھوٹ نہیں ہے۔

(۲) ایسی خوش طبعی جائز ہے جس میں گناہ نہ ہو۔

(۳) بعض اسماء میں تصغیر جائز ہے۔

(۴) بچے کا چڑیا کے ساتھ کھیلنا جائز ہے۔
(۵) بچے کا ولی و سرپرست کھیلنے کے لیے بچے کو پرندہ پکڑا سکتا ہے۔
(۶) تکلف کے بغیر مسجع کلام جائز ہے۔
(۷) بچوں کے ساتھ خوش طبعی کرنا اور کھیلنا جائز ہے۔
(۸) اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ حسنہ، عادات کریمہ اور تواضع کا بیان ہے اور آپ کا اپنے رشتہ داروں سے ملاقات فرمانے کا ذکر ہے کیونکہ ابوعمیر کی والدہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے رشتہ داروں سے تھیں۔
(۹) بعض مالکیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حرم مدینہ کا شکار جائز ہے لیکن حدیث میں اس پر دلالت نہیں کیونکہ حدیث میں صراحۃً یا کنایۃً اس کا ذکر نہیں کہ وہ جگہ حرمِ مدینہ سے تھی اور کتاب الحج میں کثیر احادیث صحیحہ گزری ہیں جن میں صراحۃً حرم مدینہ کے شکار کو حرام قرار دینے کا ذکر ہے، لہٰذا اس طرح کی حدیث کے ساتھ ان احادیث پر عمل ترک نہیں کیا جا سکتا۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم، کتاب الآداب، جز ۱۴، ص ۳۵۵، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

حرمِ مدینہ کے شکار کا مسئلہ

احناف کا نظریہ یہ ہے کہ حرمِ مدینہ منورہ کا شکار جائز ہے۔ امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ متوفی ۳۲۱ھ لکھتے ہیں:

حضرت ابوعمیر والا یہ واقعہ مدینہ منورہ میں ہوا۔ اگر مدینہ منورہ کے شکار کا حکم مکہ مکرمہ کے شکار کی طرح ہوتا تو نبی کریم ﷺ چڑیا کو بند رکھنے اور اس کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہ دیتے۔ کسی نے اس پر اعتراض کیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ قباء میں پیش آیا ہو اور وہ جگہ حرمِ مدینہ سے خارج ہے، لہٰذا اس حدیث میں تمہارے لیے کوئی دلیل نہیں، لہٰذا ہم نے غور و فکر کیا کہ کیا اس حدیث کے علاوہ بھی کوئی ایسی حدیث ہے جو مدینہ منورہ کے شکار کے حکم کے متعلق راہنمائی کرے۔ (اس کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ نے احناف کے نظریہ پر احادیث پیش کیں:)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے گھر والوں کے پاس ایک جنگلی جانور تھا، جب نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو وہ جانور کھیلتا اور دوڑتا اور آگے پیچھے ہوتا، جب وہ محسوس کرتا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو وہ گھٹنوں کے بل خاموش بیٹھ جاتا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچے۔ یہ واقعہ حرم مدینہ میں ہوا اور اس مقام پر وہ جنگلی جانوروں کو جگہ دیتے، انہیں پکڑتے اور ان پر دروازے بند کر دیتے تھے، لہٰذا یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اس معاملہ میں مدینہ منورہ کا حکم مکہ مکرمہ کے حکم سے مختلف ہے۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ شکار کرتے تھے اور کچھ شکار نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کرتے تھے، ایک مرتبہ انہیں تاخیر ہوگئی، پھر وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ نے انہیں فرمایا: تمہیں کس چیز نے روکے رکھا؟ عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں شکار نہیں ملا تو ہم مقام بیت اور قنادہ کے درمیان شکار کرنے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم مقامِ عقیق پر شکار کرتے تو جب تم روانہ ہوتے، میں رخصت کرنے تمہارے ساتھ جاتا اور جب تم واپس آتے تو میں تم سے ملاقات کرتا، کیونکہ مجھے مقامِ عقیق محبوب ہے۔

اس حدیث میں مدینہ منورہ کے شکار کے جائز ہونے پر دلالت ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ہوتے ہوئے انہیں شکار کے مقام کی طرف راہنمائی فرمائی، اور مکہ مکرمہ میں یہ حلال نہیں۔ کیا ایسا نہیں کہ جو آدمی مکہ مکرمہ میں ہوتے ہوئے کسی آدمی کی شکار کی طرف راہنمائی کرے تو وہ گناہ گار ہوتا ہے تو جب مدینہ منورہ اس معاملہ میں مکہ مکرمہ کی طرح نہیں، لہٰذا مدینہ منورہ کے شکار کا حکم بھی مکہ مکرمہ کے شکار کے حکم سے مختلف ہے۔

اور اس حدیث میں مقام عقیق کے شکار کے مباح ہونے کی دلیل بھی ہے (اس کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ عقلی دلائل سے حرم مدینہ کے شکار کا جواز ثابت کرتے ہیں)۔

ہم دیکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ حرام ہے اسی طرح مکہ مکرمہ کے شکار اور درخت بھی حرام ہیں اس میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص احرام کے بغیر مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہو سکتا لہٰذا مکہ مکرمہ کے شکار اور درخت کی حرمت مکہ مکرمہ کی ذات کی حرمت کی طرح ہے پھر ہم اس طرف نظر کرتے ہیں کہ سب کے نزدیک اجماعاً مدینہ منورہ میں احرام کے بغیر داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں جب مدینہ منورہ ذاتی طور پر حرام نہیں تو مدینہ منورہ کے شکار اور درخت کا حکم بھی مدینہ منورہ کی ذات کی طرح ہوگا جس طرح مکہ مکرمہ کا شکار مکہ مکرمہ کی ذات کی طرح حرام ہے۔ اسی طرح مدینہ منورہ ذاتی طور پر حرام نہیں تو اس کا شکار اور درخت بھی حرام نہیں ہوں گے۔ اس سے ان حضرات کا قول ثابت ہو گیا جو کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے شکار کا حکم مکہ مکرمہ کے علاوہ باقی شہروں کے شکار کے حکم کی طرح ہے اور یہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ و امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ کا نظریہ ہے۔

(شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۲۸۶ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

۷۷۶۷ - وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَحْمَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ حَامِلُكَ عَلٰى وَلَدِ نَاقَةٍ فَقَالَ مَا اَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَلِدُ الْاِبِلُ اِلَّا النُّوْقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی شخص نے سواری طلب کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: میں تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا اس نے عرض کیا: میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اونٹنی کا بچہ اونٹ ہی ہوتا ہے۔ (ترمذی ابوداؤد)

۷۷۶۸ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِامْرَءَةٍ عَجُوْزٍ اِنَّهٗ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوْزٌ فَقَالَتْ وَمَا لَهُنَّ وَكَانَتْ تَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ لَهَا اَمَّا تَقْرَئِيْنَ الْقُرْاٰنَ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ○ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ○ (الواقعہ: ۳۵-۳۶) رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا: جنت میں کوئی بوڑھی عورت داخل نہیں ہوگی اس نے عرض کیا: عورتیں جنت میں کیوں داخل نہیں ہوں گی حالانکہ وہ تلاوت قرآن کرتی ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تم قرآن میں یہ نہیں پڑھتیں کہ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) بے شک ہم ان عورتوں کو دوبارہ پیدا کریں گے ○ تو انہیں کنواریاں بنائیں گے ○ (الواقعہ: ۳۵-۳۶)

(رزین شرح السنہ میں مصابیح کے الفاظ سے ہے)

۷۷۶۹ - وَعَنْهُ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اسْمُهٗ زَاهِرُ بْنُ حَرَامٍ وَّكَانَ يَهْدِيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَادِيَةِ فَيُجَهِّزُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوْهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّهٗ وَكَانَ دَمِيْمًا فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَّهُوَ يَبِيْعُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ زاہر بن حرام نامی ایک دیہاتی شخص تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دیہات کے تحائف پیش کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں شہری اشیاء عنایت فرماتے جب وہ جانا چاہتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے محبت فرماتے تھے اور وہ خوب صورت نہیں تھے۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے جب کہ زاہر رضی اللہ عنہ اپنا سامان فروخت کر رہے تھے آپ نے انہیں پیچھے سے اپنے بازوؤں میں لے لیا انہوں نے آپ کو نہ دیکھا اور کہا: یہ کون ہیں؟ مجھے چھوڑو! پھر مڑ کر دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا

مَتَاعَهُ فَاحْتَضَنَهُ مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ لَا يُبْصِرُهُ فَقَالَ اَرْسِلْنِيْ مَنْ هٰذَا فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ لَا يَأْلُوْمَا اَلْزَقَ ظَهْرَهُ بِصَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عَرَفَهُ وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يَّشْتَرِى الْعَبْدَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا وَاللّٰهِ تَجِدُنِيْ كَاسِدًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنْ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

اور بار بار اپنی پشت نبی کریم ﷺ کے سینہ مبارک سے ملنے لگے۔ نبی کریم ﷺ فرمانے لگے: اس غلام کو کون خریدے گا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! تب تو اللہ کی قسم! آپ مجھے سستا پائیں گے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لیکن تم اللہ کے ہاں سستے نہیں ہو۔ (شرح السنۃ)

٧٧٧٠ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اِسْتَأْذَنَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِيَلْطِمَهَا وَقَالَ لَا اَرَاكِ تَرْفَعِيْنَ صَوْتَكِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْجِزُهُ وَخَرَجَ اَبُوْ بَكْرٍ مُغْضَبًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجَ اَبُوْ بَكْرٍ كَيْفَ رَاَيْتِنِيْ اَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ فَمَكَثَ اَبُوْ بَكْرٍ اَيَّامًا ثُمَّ اسْتَاْذَنَ فَوَجَدَهُمَا قَدِ اصْطَلَحَا فَقَالَ لَهُمَا اَدْخِلَانِيْ فِيْ سِلْمِكُمَا كَمَا اَدْخَلْتُمَانِيْ فِيْ حَرْبِكُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو آواز بلند کرتے ہوئے سنا' جب اندر آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پکڑ لیا تاکہ انہیں تھپڑ ماریں' اور فرمایا کہ میں آئندہ تمہیں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آواز بلند کرتے نہ دیکھوں' نبی کریم ﷺ نے انہیں روک دیا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں باہر چلے گئے' جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے مجھے کیسا پایا؟ میں نے تمہیں اس مرد سے چھڑا لیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چند دن کے بعد حاضر ہوئے' پھر اجازت طلب کی تو دونوں کو صلح کی حالت میں پایا' انہوں نے دونوں سے کہا: تم مجھے اپنی صلح میں شامل کر لو' جس طرح تم نے مجھے اپنی لڑائی میں شامل کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم نے تمہیں شامل کر لیا' ہم نے تمہیں شامل کر لیا۔ (ابوداؤد)

٧٧٧١ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا ذَا الْاُذُنَيْنِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: اے دو کانوں والے! (ابوداؤد' ترمذی)

٧٧٧٢ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ اَدَمٍ فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ عَلَيَّ وَقَالَ ادْخُلْ فَقُلْتُ اَكُلِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كُلُّكَ فَدَخَلْتُ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِي

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب کہ آپ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا' آپ نے مجھے جواب دیا' اور فرمایا: اندر آ جاؤ! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا میں سارا ہی اندر داخل ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! سارا ہی داخل ہو جا۔ تو میں اندر آ

الْعَاتِكَةِ اِنَّمَا قَالَ اَدْخُلُ كُلِّيْ مِنْ صِغَرِ الْقُبَّةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

گیا۔حضرت عثمان بن ابی عاتکہ کہتے ہیں کہ حضرت عوف رضی اللہ نے خیمہ کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے عرض کیا تھا کہ کیا میں سارا ہی اندر داخل ہو جاؤں۔

(ابوداؤد)

بَابُ الْمُفَاخَرَةِ وَالْعَصَبِيَّةِ

فخر اور تعصب کا بیان

فخر وتعصب کی تحقیق

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نہایہ میں ہے: عصبی اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی قوم کی خاطر غضب ناک ہو اور ان کی حمایت کرے اور عصبہ باپ کی جانب سے رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی وجہ سے آدمی کو قوت اور مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور اسی سے یہ حدیث ہے:

جس نے تعصب کی دعوت دی اور تعصب کی خاطر لڑائی کی' وہ ہم میں سے نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تعصب کا تعلق جاہلانہ حمایت سے ہے جبکہ قواعد شرعیہ کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ کے لیے گواہی دیتے ہوئے انصاف پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں' چاہے یہ گواہی تمہاری اپنی ذات' والدین اور برادری کے خلاف ہی کیوں نہ ہو' اور یہاں فخر اور تعصب کو اکٹھا اس لیے ذکر کیا ہے کہ عموماً دونوں لازم وملزوم ہوتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۵۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

متعصب وہ شخص ہے جو اپنی قوم کی خاطر تعصب کرے اور اپنے مذہب کی خاطر لڑائی جھگڑا کرے کیونکہ اس صورت میں قوت وسختی کا اظہار ہوتا ہے اور گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں (اور عصبہ کا لغوی معنیٰ بھی یہی ہے)۔ تعصب اگر حق کی خاطر ہو' اس میں ظلم نہ ہو تو یہ مستحسن ہے۔ اگر ناحق ہو اور ظلم ہو تو یہ مذموم ہے اور تعصب کا استعمال اکثر ناحق اور ظلم کے لیے ہوتا ہے' جس طرح کہ مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۹۱' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷۷۷۳ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَكْرَمُ قَالَ اَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَاَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِيْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا: لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ فرمایا: اللہ کے ہاں لوگوں میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے' جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہمارا سوال اس کے متعلق نہیں ہے' فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے حضرت یوسف نبی اللہ بن حضرت یعقوب نبی اللہ بن حضرت اسحاق نبی اللہ بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں' عرض کیا: ہمارا سوال اس کے متعلق نہیں ہے' فرمایا: تم عرب قبائل کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: تم میں جو جاہلیت میں بہتر تھے' وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں جب کہ (وہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد) آدابِ شریعت واحکامِ اسلام سے آگاہ ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم' حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ.

٧٧٧٤ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْسَابُكُمْ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِمَسَبَّةٍ عَلٰى اَحَدٍ كُلُّكُمْ بَنُوْ اٰدَمَ طَفُّ الصَّاعِ بِالصَّاعِ لَمْ تَمْلَؤُوْهُ لَيْسَ لِاَحَدٍ عَلٰى اَحَدٍ فَضْلٌ اِلَّا بِدِيْنٍ وَتَقْوٰى كَفٰى بِالرَّجُلِ اَنْ يَكُوْنَ بَذِيًّا فَاحِشًا بَخِيْلًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے یہ انساب تم میں سے کسی کے لیے عار کا سبب نہیں تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو' آپس میں اسی طرح قریب قریب ہو جس طرح ایک صاع کی چیز دوسرے صاع کے قریب ہوتی ہے جب کہ تم نے اسے بھرا ہوا نہ ہو' کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں' مگر دین اور پرہیزگاری کی بناء پر فضیلت ہے' آدمی کی عار کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ بدزبان' فحش گو اور کنجوس ہو۔

(مسند احمد' بیہقی فی شعب الایمان)

٧٧٧٥ - وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت حسن بصری' حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسب' مال اور کرم' تقویٰ ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٧٧٧٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَاءِ هِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِّنْ جَهَنَّمَ اَوْ لَيَكُوْنُنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِيْ يُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِاَنْفِهٖ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ اَوْ فَاجِرٌ شَقِيٌّ النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ (حالتِ کفر میں) فوت شدہ اپنے آباء واجداد پر فخر کرنے سے باز آجائیں' وہ تو (انجامِ کار) جہنم کا کوئلہ ہیں' ورنہ وہ اللہ کے ہاں نجاست کے اس کیڑے سے بدتر ہو جائیں گے جو اپنی ناک سے گندگی کو لڑھکاتا ہے (اور اس میں لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے)' بے شک اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کا غرور ونخوت اور اہلِ جاہلیت کا اپنے آباء پر فخر کرنا تم سے دور کر دیا ہے' انسان یا تو مؤمن و متقی ہوتا ہے یا فاسق و فاجر اور تمام لوگوں سے بدتر ہوتا ہے' تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے ہیں۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٧٧٧٧ - وَعَنْ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَعَزّٰى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَعِضُّوْهُ بِهَنِ اَبِيْهِ وَلَا تَكْنُوْا رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے خود کو جاہلیت کے نسب کی طرف منسوب کیا' اس کے باپ کی قبیح خصلتیں (زنا وغیرہ) اس کے سامنے صراحتاً بیان کرو اور کنایہ نہ کرو۔ (شرح السنہ)

٧٧٧٨ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ فِيْ يَوْمِ حُنَيْنٍ كَانَ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذًا بِعِنَانِ بَغْلَتِهٖ يَعْنِيْ بَغْلَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُوْنَ نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ قَالَ فَمَا رُئِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ اَشَدُّ مِنْهُ مُتَّفَقٌ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر مبارک کی لگام پکڑے ہوئے تھے' جب مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھیراؤ کر لیا' تو آپ نیچے تشریف لے آئے اور فرمانے لگے: میں نبی ہوں! اس میں کوئی جھوٹ نہیں' میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔ راوی بیان فرماتے ہیں کہ اس دن لوگوں میں آپ سے بڑھ کر کوئی بہادر نہیں دیکھا گیا۔ (بخاری ومسلم)

عَلَیْہِ.

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کی وضاحت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب" میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند تھے اور حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے مگر آپ نے اپنی نسبت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف فرمائی اس میں کیا حکمت ہے؟

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف اپنی نسبت کی کیونکہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے لمبی زندگی پائی تھی اور وہ مشہور شخصیت تھے جب کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جوانی میں ہی انتقال ہو گیا تھا (لہٰذا وہ اتنے مشہور نہ تھے) اسی لیے اکثر اہلِ عرب آپ کو ابن عبدالمطلب کہہ کر پکارتے تھے جس طرح کہ ضمام بن ثعلبہ نے کہا تھا: تم میں ابن عبدالمطلب کون ہے؟ اور ایک قول یہ ہے کہ لوگوں میں مشہور تھا کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایسا شخص ظاہر ہوگا جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے گا اور اللہ اس ہستی کے ہاتھ پر مخلوق کو ہدایت نصیب فرمائے گا اور وہ خاتم الانبیاء ہوں گے۔ اس لیے آپ نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف اپنی نسبت کی تاکہ لوگوں کو یاد دلایا جائے کہ میں وہی شخصیت ہوں جس کو تم پہچانتے ہو اور جو تمہارے درمیان مشہور ہے اور سیف بن ذی یزن نے بھی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے پہلے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی اس پر تنبیہ فرمائی کہ انجام کار ان کا ہی غلبہ ہوگا۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۲۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان فخر پر محمول نہیں کیا جا سکتا اور صاحب المصابیح نے یہ حدیث اس باب میں ذکر نہیں کی اور بعض محدثین نے یہ حدیث اس باب کے تحت ذکر کی ہے لیکن انہوں نے درست نہیں کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مخصوص فضائل کا بھی بطورِ فخر ذکر نہیں فرمایا بلکہ اظہارِ تشکر کے طور پر ذکر فرمایا آپ نے فرمایا: میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اس میں کوئی فخر نہیں (یہ تو اظہارِ حقیقت ہے) اور آپ نے متعدد مقامات میں عصبیت کی بھی مذمت فرمائی لہٰذا اس حدیث پاک کو اظہارِ فخر یا اظہارِ عصبیت سے شمار نہیں کیا جا سکتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ آپ کسی مشرک کی نسبت پر فخر کا اظہار فرمائیں جب کہ آپ لوگوں کو اپنے آباء پر فخر سے منع فرماتے تھے۔ اس کی یہ توجیہ کی گئی ہے کہ آپ نے اپنے تعارف کے لیے نسبت فرمائی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایسی علامات ظاہر فرمائیں جو آپ کی نبوت کی دلیل تھیں اور کاہنوں پر اس کا علم ظاہر فرمایا حتیٰ کہ بہت سے لوگوں نے ان علامات کا مشاہدہ کیا لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا تعارف کروایا کہ میں ابن عبدالمطلب ہوں جن کے متعلق ان علامات کا مشاہدہ کیا گیا ہے اور علامہ طیبی نے فرمایا کہ وہ اظہارِ فخر ممنوع ہے جو کفار کے ساتھ جہاد کے علاوہ ہو اور جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی رخصت عنایت فرمائی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے روز مرحب کے ساتھ مقابلہ میں فرمایا: "انا الذی سمتنی اُمی حیدرہ" میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۵۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ تورپشتی کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان فخر پر محمول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے

مخصوص فضائل کے بطور فخر ذکر کی نفی کی ہے اور عصبیت کی بھی آپ نے مذمت فرمائی ہے اور نبی کریم ﷺ سے یہ متصور نہیں کہ آپ مشرک کی نسبت پر اظہارِ فخر فرمائیں۔ علامہ تورپشتی کا یہ کلام درست نہیں کیونکہ فصحاء و بلغاء اپنے کلام میں مقام وحال کی رعایت کرتے ہیں اور یہ مقام مقامِ جنگ ہے جس کا تقاضا ہے کہ اظہارِ فخر کیا جائے اور نبی کریم ﷺ تو افصح الناس ہیں اور سیّد الفصحاء والبلغاء ہیں' اور مقام وحال کی رعایت کا تقاضا یہی ہے کہ یہ کلام اظہارِ فخر پر محمول ہو اور ممنوع وہ فخر ہے جو جنگ کے علاوہ زمانہ جاہلیت کے طور پر شہرت اور دکھلاوے کے لیے ہو' جنگ میں دشمنوں کے مقابلہ میں اظہارِ فخر ممنوع نہیں' جس طرح کہ علامہ طیبی کے کلام سے واضح ہے اور علامہ تورپشتی کا یہ کہنا تو صحیح ہے کہ نبی کریم ﷺ سے یہ متصور نہیں کہ آپ مشرک کی نسبت پر اظہارِ فخر کریں' لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں کہ آپ کے دادا جان مشرک تھے' بلکہ اس سے آپ کے دادا جان کا مؤمن ہونا ثابت ہوتا ہے کہ اگر وہ مشرک ہوتے تو ہرگز نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ اظہارِ نسبت میں فخر محسوس نہ فرماتے' ورنہ کفار کی طرف سے یہ بھی کہا جا سکتا تھا کہ جن کی نسبت پر آپ اظہارِ فخر کر رہے ہیں وہ تو ہماری طرح کافر تھے۔

نبی کریم ﷺ کے آباء واجداد کے مؤمن ہونے پر بحمد اللہ تعالیٰ دلائل کثیرہ موجود ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر طبقہ میں' میں بنی آدم کے تمام طبقوں میں سب سے بہتر طبقہ سے مبعوث کیا گیا یہاں تک کہ میں اس طبقہ میں ہوا' جس طبقہ میں میں پیدا ہوا۔

(صحیح البخاری' کتاب المناقب' رقم الحدیث: ۳۵۵۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں' آپ پر سلام ہو! آپ نے فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں' بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور مجھے ان میں سب سے بہتر گروہ میں رکھا' پھر ان کے دو گروہ بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر گروہ میں رکھا' پھر ان کے قبائل بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا' پھر ان کے مختلف گھر بنائے' مجھے ان میں سب سے بہتر گھرانے میں رکھا اور میں جان کے اعتبار سے ان سب سے بہتر ہوں۔ (سنن ترمذی' کتاب المناقب' رقم الحدیث: ۳۶۰۸' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

ان احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے آباء واجداد ہر دور میں بہترین لوگوں میں سے تھے' اور شرح زرقانی علی المواہب میں سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وسیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات میں ہے کہ روئے زمین پر ہر دور میں کم از کم سات مسلمان ضرور رہے اور زمین کبھی بھی سات مسلمانوں سے خالی نہیں رہی' اگر معاذ اللہ نبی کریم ﷺ کے آباء واجداد میں سے کوئی مشرک ہوتا تو احادیث کی روشنی میں وہ اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں سے ہوتا تو اس سے مشرک کا مسلمان سے بہتر ہونا لازم آتا اور یہ قرآن پاک کے حکم کے خلاف ہے۔

قرآن مجید میں ہے: "وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ" (البقرہ: ۲۲۱) "یقیناً مؤمن غلام مشرک سے بہتر ہے"۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے تمام آباء واجداد مؤمن تھے۔ ہمیں یہ تسلیم ہے کہ آپ کے آباء واجداد کے ایمان کا مسئلہ قطعی نہیں' لیکن ان کے عدم ایمان پر بھی تو قطعاً کوئی دلیلِ قطعی نہیں پیش کی جا سکتی' جب کہ ان کے ایمان کے نظریہ کی بنیاد محبت' احترام اور ادب پر ہے' لہٰذا کسی دلیلِ قطعی کے بغیر ایسا نظریہ رکھنا اور اس کا اظہار کرنا جو محبوب کریم ﷺ کی ایذاء رسانی کا باعث ہو سکتا ہو' ہرگز سلامتی کا راستہ نہیں۔ اگر کوئی محبت وسلامتی والے اس نظریہ کے دلائل پر مطمئن نہیں تو کم از کم اسے سکوت لازمی ہے تاکہ اس کا

ایمان خطرہ سے محفوظ رہے۔

۷۷۷۹۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عُقْبَۃَ عَنْ اَبِیْ عُقْبَۃَ وَکَانَ مَوْلًی مِنْ اَھْلِ فَارِسٍ قَالَ شَھِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُحُدًا فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَقُلْتُ خُذْھَا مِنِّیْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِیُّ فَالْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ ھَلَّا قُلْتَ خُذْھَا مِنِّیْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْاَنْصَارِیُّ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعقبہ رضی اللہ عنہ جو کہ فارسی غلام تھے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوۂ احد میں حاضر ہوا' میں نے ایک مشرک کو مارا اور کہا: مجھ سے یہ لے لے' میں فارسی غلام ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: تم نے یوں کیوں نہیں کہا کہ مجھ سے لے لے' میں انصاری غلام ہوں۔

(ابوداؤد)

۷۷۸۰۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاکَ اِبْرَاھِیْمُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَّقَالَ النَّوَوِیُّ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھٰذَا قَبْلَ اَنْ یَعْلَمَ اَنَّہٗ سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے تمام مخلوق سے بہتر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تو ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ (مسلم) امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا جب آپ کو یہ علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا کہ آپ اولادِ آدم علیہ السلام کے سردار ہیں۔

۷۷۸۱۔ وَعَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الشِّخِّیْرِ قَالَ انْطَلَقْتُ فِیْ وَفْدِ بَنِیْ عَامِرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَیِّدُنَا فَقَالَ السَّیِّدُ اللّٰہُ فَقُلْنَا وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَّاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَکُمْ اَوْ بَعْضَ قَوْلِکُمْ وَلَا یَسْتَجْرِیَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التُّوْرَبِشْتِیُّ سَلَکَ الْقَوْمُ فِی الْخِطَابِ مَعَہٗ مَسْلَکَھُمْ مَعَ رُؤَسَاءِ الْقَبَائِلِ فَاِنَّھُمْ یُخَاطِبُوْنَھُمْ بِنَحْوِ ھٰذَا الْخِطَابِ فَکَرِہَ ذٰلِکَ لِاَنَّہٗ کَانَ مِنْ حَقِّہٖ اَنْ یُّخَاطِبُوْہُ بِالنَّبِیِّ وَالرَّسُوْلِ فَاِنَّھَا الْمَنْزِلَۃُ الَّتِیْ لَا مَنْزِلَۃَ وَرَاءَ ھَا لِاَحَدٍ مِّنَ الْبَشَرِ.

حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں وفد بنی عامر کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ہم نے عرض کیا: آپ ہمارے سردار ہیں' آپ نے فرمایا: سیّد تو اللہ تعالیٰ ہے' ہم نے عرض کیا: آپ ہم میں سب سے زیادہ صاحبِ فضیلت اور سب سے زیادہ عطا فرمانے والے ہیں' آپ نے فرمایا: تم اپنی یہ بات کہو یا اس کا بعض کہو اور تمہیں شیطان جری و بے باک نہ بنا دے۔ (احمد' ابوداؤد) علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس قوم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرنے میں وہی طریقہ اپنایا' جو ان کا قبائل کے سرداروں سے مخاطب ہونے کا طریقہ تھا کیونکہ وہ قبائل کے سرداروں کو اسی طرح مخاطب کیا کرتے تھے' آپ نے اسے ناپسند فرمایا' کیونکہ آپ کا حق تو یہ تھا کہ آپ کو نبی و رسول کے القاب سے مخاطب کیا جاتا کہ کسی انسان کے لیے اس سے بلند کوئی مرتبہ نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیّد کہنے کا مسئلہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّد المتواضعین ہیں اور عبدِ کامل ہیں' آپ نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اپنے مقامِ عبودیت اور تواضع کے اظہار کے لیے فرمایا کہ سیّد تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس سے ہرگز یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مخلوق کے سردار نہیں یا آپ کو سیّد کہنا جائز نہیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سیادت کا بیان فرمایا:

"انا سیّد ولد اٰدم یوم القیمۃ و لا فخر" "میں روزِ قیامت اولادِ آدم کا سردار ہوں اور اس میں کوئی فخر نہیں۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۶۱۵، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

نبی کریم ﷺ کی شان تو بلند و بالا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے لیے سید کا لفظ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ابوبکر ہمارے سردار ہیں، جنہوں نے ہمارے سردار یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۷۵۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں۔

سیّدنا کہنے سے انکار فرمانے کا سبب یہ تھا کہ وہ آپ کو نبی و رسول کے القاب سے مخاطب کرتے جو کہ اعلیٰ بشری مراتب ہیں، آپ کا مقصود اصل سیادت کا انکار نہیں تھا جب کہ حدیث میں ہے کہ آپ اولادِ آدم کے سردار ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۹۵، مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۷۷۸۲۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میری تعریف میں اس طرح غلو نہ کیا کرو، جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ آرائی کی، میں تو اس کا بندہ ہی ہوں، لہٰذا تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہا کرو۔ (بخاری و مسلم)

آپ کی تعریف میں مبالغہ کی تحقیق

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میری تعریف میں اس طرح غلو نہ کیا کرو جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی تعریف میں مبالغہ آرائی کی۔

شیخ محقق، شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں:

آپ کی مراد یہ تھی کہ تم میری تعریف میں حد سے نہ بڑھ جاؤ اور جھوٹ نہ کہنے لگو، جس طرح نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں حد سے بڑھ گئے اور جھوٹ کہنے لگے کہ انہیں اللہ اور ابن اللہ کہہ دیا، تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو اور مقامِ بندگی، نبی کریم ﷺ کا وصفِ خاص ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے اور اس وصف میں سب سے زیادہ کامل آپ ہی ہیں، اور آپ کی طرف اس وصف کی نسبت میں آپ کے بلند مقام کا بیان ہے، نبی کریم ﷺ کی مدح میں مبالغہ تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ صفتِ الوہیت کے علاوہ آپ کے لیے جو وصفِ کمال ثابت کریں اور آپ کی مدح میں جو کمال ذکر کیا جائے، وہ آپ کے بلند مقام سے قاصر ہے

مخواں اورا خدا از بہر امر شرع و حفظ دین ۔۔۔ دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش انشا کن

"شریعت کے حکم کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں خدا نہ کہو، اس کے علاوہ ان کی مدح میں جو وصف چاہو بیان کرو"۔

درحقیقت خدا کے علاوہ کوئی آپ کی حقیقت کو نہیں جانتا اور آپ کی تعریف بیان نہیں کر سکتا، کیونکہ آپ جس طرح ہیں سوائے خدا کے کوئی اسے نہیں پہچان سکتا، جس طرح اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۹۳، مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۷۷۸۳۔ وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف وحی فرمائی گئی ہے کہ تم تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر ظلم کرے۔ (مسلم)

عَلٰى اَحَدٍ وَلَا يَبْغِىْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۷۸۴۔ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْعَصَبِيَّةُ قَالَ اَنْ تُعِيْنَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! عصبیت کیا ہے؟ فرمایا: تمہارا ظلم میں اپنی قوم کی مدد کرنا۔ (ابوداؤد)

۷۷۸۵۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ كَثِيْرِ الشَّامِيِّ مِنْ اَهْلِ فَلَسْطِيْنَ عَنِ امْرَاَةٍ مِّنْهُمْ يُقَالُ لَهَا فُسَيْلَةُ اِنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ اَبِىْ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يُّحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهٗ قَالَ لَا وَلٰكِنْ مِّنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يَّنْصُرَ الرَّجُلُ قَوْمَهٗ عَلَى الظُّلْمِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبادہ بن کثیر شامی جو کہ اہل فلسطین میں سے ہیں' وہ فسیلہ نامی ایک فلسطینی خاتون سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آدمی کا اپنی قوم سے محبت کرنا عصبیت ہے؟ فرمایا: نہیں! البتہ آدمی کا ظلم میں اپنی قوم کی مدد کرنا عصبیت ہے۔ (مسند احمد' ابن ماجہ)

۷۷۸۶۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَّصَرَ قَوْمَهٗ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيْرِ الَّذِىْ رُدِّىَ فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنَبِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی قوم کی ناحق مدد کی تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے' جو کنویں میں گر پڑے اور اسے دم سے پکڑ کر باہر کھینچا جائے۔ (ابوداؤد)

۷۷۸۷۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰى عَصَبِيَّةٍ وَّلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً وَّلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَّاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عصبیت کی دعوت دی وہ ہم میں سے نہیں' جس نے عصبیت کی خاطر لڑائی کی' وہ ہم میں سے نہیں' جو عصبیت پر فوت ہوا' وہ ہم میں سے نہیں۔ (ابوداؤد)

۷۷۸۸۔ وَعَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَيْرُكُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِيْرَتِهٖ مَا لَمْ يَاْثَمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے قبیلے کا دفاع کرے' جب تک وہ ظلم نہ کرے۔ (ابوداؤد)

۷۷۸۹۔ وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُبُّكَ الشَّىْءَ يُعْمِىْ وَيُصِمُّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا کسی چیز سے محبت کرنا' تمہیں اندھا اور بہرا کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

بَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ

نیکی اور صلہ رحمی کا بیان

''بر'' اور ''صلہ'' کی لغوی تحقیق

ملا علی بن سلطان محمد قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

''بر'' کا معنی ہے: احسان' والدین اور رشتہ داروں کے حق میں ''بر'' (احسان اور نیکی) نافرمانی کی ضد ہے' اور نافرمانی یہ ہے

کہ ان کے ساتھ بُرائی سے پیش آئے اور ان کے حقوق کا لحاظ نہ کرے اور صلہ رحمی سے بطور کنایہ نسبی اور سسرالی رشتہ داروں سے احسان کرنا' ان کے ساتھ مہربانی اور نرمی سے پیش آنا اور ان کے حقوق کا لحاظ کرنا مراد ہے۔ قطع رحمی' صلہ رحمی کی ضد ہے۔ اسے صلہ رحمی اس لیے کہتے ہیں کہ صلہ رحمی کرنے والا گویا اپنے اور رشتہ داروں کے درمیان علاقے اور تعلق کو ملا دیتا ہے (اور صلہ کا معنی بھی ملانا ہوتا ہے)۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۶۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

9

۷۷۹۰ - عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقدیر کو دعا ہی رد کر سکتی ہے اور عمر میں حسن سلوک ہی اضافہ کر سکتا ہے اور بے شک آدمی گناہ کا ارتکاب کرنے کی بناء پر رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

گناہ کی بناء پر رزق سے محروم ہونے سے کیا مراد ہے؟

اس حدیث میں ہے کہ آدمی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے' اس پر اشکال ہے کہ بہت سے کفار اور نافرمان لوگوں کے پاس مال کی فراوانی ہوتی ہے جب کہ بعض نیک اور ایمان دار تنگ دست ہوتے ہیں۔ علامہ علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

علامہ مظہر نے فرمایا کہ اس کے دو معنی ہیں: (۱) رزق سے اخروی ثواب مراد ہے (لہٰذا کوئی اشکال نہیں کہ مؤمن کو اخروی ثواب حاصل ہوتا ہے اور کافر و نافرمان اس سے محروم رہتا ہے) (۲) رزق سے دنیاوی رزق یعنی مال' صحت اور عافیت مراد ہے۔ اس پر اشکال ہے کہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بہت سے کفار اور فساق' نیک لوگوں سے زیادہ مال دار اور صحت مند ہوتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مسلمان کے ساتھ مخصوص ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کا درجہ بلند کرنا چاہتا ہے تو گناہ کے بسبب اسے دنیا کی تکلیفوں میں مبتلا فرما دیتا ہے۔

(ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں: یہ جواب بھی تقدیرِ معلق کے لحاظ سے ہے' کیونکہ عمر' امید' اخلاق' رزق سب کے سب امور اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہی ہوتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۷۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

بعض لوگوں نے یہ تاویل کی ہے کہ رزق سے مراد اُخروی رزق ہے اور یقیناً گناہ کرنا' اخروی رزق سے محرومی کا سبب ہے' البتہ اگر اس سے دنیاوی رزق مال' صحت' کا مراد ہو تو پھر جواب یہ ہے کہ رزق کی محرومی سے مراد یہ ہے کہ اس آدمی کو متقیوں کی طرح فراغت قلبی اور پاکیزہ و پرسکون زندگی حاصل نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً'' (النحل: ۹۷) ''جس مرد یا عورت نے بہ حالت ایمان نیک عمل کیے ہم یقیناً اسے پاکیزہ زندگی نصیب فرمائیں گے'' جب کہ فاسق و فاجر لوگ اس سے محروم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا'' (طٰہٰ: ۱۲۴) ''جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا' اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی''۔ اگر گناہ کرنے والا مؤمن ہوا تو بُرے انجام کی فکر سے اس کی پاکیزہ زندگی مکدر ہو جائے گی۔ بعض نے کہا کہ یہ حدیث بعض گناہ گار مؤمنین کے ساتھ مخصوص ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں گناہوں سے پاک فرما کر بہشت میں داخل فرمانا چاہے گا تو دنیاوی مصائب کو ان کے گناہوں کا کفارہ بنا کر آخرت میں انہیں گناہوں سے پاک و صاف اٹھائے گا۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۰۴' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷۷۹۱- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں' عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں' عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں' عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تیرا باپ۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: تیری ماں' پھر تیری ماں' پھر تیری ماں' پھر تیرا باپ' پھر تیرا زیادہ قریبی' پھر تیرا زیادہ قریبی۔

(بخاری ومسلم)

۷۷۹۲- وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد گرامی سے' وہ ان کے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کس سے حسنِ سلوک کروں؟ فرمایا: اپنی ماں سے' میں نے عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: اپنی ماں سے' میں نے عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: اپنی ماں سے' میں نے عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: اپنے والد سے' پھر زیادہ قریبی سے' پھر زیادہ قریبی سے۔

(ترمذی' ابوداؤد)

ماں اور باپ کے حق میں ترتیب

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

بالغ لڑکا اگر کوئی ایسا کام کرے جس میں اس کے والدین کا دینی یا دنیاوی کوئی نقصان نہیں لیکن وہ اس کام کو پسند نہیں کرتے تو اس کے لیے والدین سے اجازت لینا ضروری ہے' بشرطیکہ وہ اس کام سے رکنے کی استطاعت رکھتا ہو' جب آدمی کے لیے والدین میں سے ہر ایک کے حق کی رعایت مشکل ہو جائے کہ ایک کی رعایت کرنے سے دوسرے کو تکلیف پہنچے تو تعظیم و احترام میں والد کے حق کی رعایت کرے اور خدمت میں والدہ کے حق کی رعایت کرے۔ علامہ حمامی فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تعظیم و احترام میں والد کو مقدم رکھے اور خدمت میں ماں کو مقدم رکھے' حتیٰ کہ اگر دونوں گھر میں اس کے پاس آئیں تو باپ کے لیے کھڑا ہو اور اگر دونوں نے اس سے پانی مانگا اور کسی نے اس کے ہاتھ سے پانی نہیں پکڑا تو پہلے ماں کو پانی پیش کرے۔

(فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۳۶۵' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور)

حضور سیدنا اعلیٰ حضرت' مجدد دین وملت امام الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

اولاد پر ماں باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اس سے اعظم۔ ''قال اللّٰہ تعالیٰ: وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَّحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا'' (الاحقاف:۱۵) ''اور ہم نے تاکید کی آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کی' اسے پیٹ میں رکھے رہی اس کی ماں تکلیف سے اور اسے جنا تکلیف سے اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوٹنا تیس مہینے میں ہے''۔

اس آیۂ کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص الگ کر کے گنا اور اس کی ان سختیوں اور تکلیفوں کو (جو اسے حمل وولادت اور دو برس تک اپنے خون کا عطر پلانے میں پیش آئیں' جن کے باعث اس کا حق بہت اشد و اعظم ہو گیا) شمار فرمایا۔ اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: ''وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ'' (لقمان:۱۴) ''تاکید کی ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے حق میں کہ پیٹ میں رکھا اسے اس کی

ماں نے سختی پر سختی اٹھا کر اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے' یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا''۔ یہاں ماں باپ کے حق کی حد نہایت نہ رکھی کہ انہیں اپنے حقِ جلیل کے ساتھ شمار کیا۔ فرماتا ہے: شکر بجالا میرا اور اپنے ماں باپ کا'' "اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وحسب اللّٰہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم'' یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح بہت حدیثیں دلیل ہیں کہ ماں کا حق باپ کے حق سے زائد ہے۔ مگر اس زیادت کے یہ معنی ہیں کہ خدمت میں' دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے' مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفضیلِ مادر نہیں تو باپ کو پچیس دے ماں کو پچھتر یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے ماں کے پاؤں دبائے' پھر باپ کے' وعلیٰ ہذا القیاس۔ نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا ساتھ دے کر معاذ اللہ باپ کے درپے ایذاء ہو یا اس پر کسی طرح درشتی (سختی) کرے' یا اسے جواب دے' یا بے ادبانہ آنکھ ملا کر بات کرے' یہ سب باتیں حرام ہیں اور اللہ عزوجل کی معصیت ہیں۔ نہ ماں کی اطاعت ہے' نہ باپ کی۔ تو اسے ماں باپ میں سے کسی کا ایسا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں۔ وہ دونوں اس کی جنت و نار ہیں۔ جسے ایذاء دے گا دوزخ کا مستحق ہوگا' والعیاذ باللہ۔ معصیتِ خالق میں کسی کی اطاعت نہیں' اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کا آزار (تکلیف) پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے' ہونے دے اور ہرگز نہ مانے۔

ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں' ان کی ایسی ناراضیاں کچھ قابلِ لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ ان کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے' جس کی مثالیں ہم لکھ آئے ہیں اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۸۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

۷۷۹۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا فَهَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ لَا قَالَ وَهَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں ایک عظیم گناہ کا ارتکاب کر بیٹھا ہوں' کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تمہاری ماں ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: کیا تمہاری خالہ ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اس سے حسن سلوک کرو۔ (ترمذی)

۷۷۹۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِیْهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا اور وہاں تلاوتِ قرآن کی آواز سنی' میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا: یہ حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ حسن سلوک کرنے والے کی یہی جزاء ہے' حسنِ سلوک کرنے والے کی یہی جزاء ہے اور حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی ماں کے ساتھ تمام لوگوں سے بڑھ کر حسنِ سلوک کیا کرتے تھے۔ (شرح السنہ' بیہقی فی شعب الایمان)

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ نِمْتُ فَرَاَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ بَدَلَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ.

ایک روایت میں ''دخلتُ الجنۃ'' کی بجائے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: میں سویا تو میں نے خود کو جنت میں دیکھا۔

۷۷۹۵۔ وَعَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اِنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جاہمہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں' آپ کی خدمت میں مشورہ کے لیے حاضر ہوا ہوں'

اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

آپ نے فرمایا: کیا تیری ماں ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: اس کی خدمت کو لازم پکڑ لو کیونکہ جنت اس کے قدموں کے پاس ہے۔

(احمد، نسائی، بیہقی فی شعب الایمان)

۷۷۹۶- وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنَعَ وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةُ الْمَالِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، بخل اور بھیک مانگنا حرام فرمایا ہے اور فضول بحث و تمحیص، کثرتِ سوال اور مال ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ (بخاری، مسلم)

۷۷۹۷- وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ اُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ قُرَيْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّيْ قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ میرے پاس میری والدہ آئیں اور وہ عہدِ قریش میں مشرکہ تھیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں حالانکہ وہ اسلام سے اعراض کرنے والی ہیں، کیا میں ان سے صلہ رحمی کروں؟ فرمایا: ہاں! ان سے صلہ رحمی کرو۔

(بخاری و مسلم)

۷۷۹۸- وَعَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعِرَّانَةِ اِذْ اَقْبَلَتْ اِمْرَاَةٌ حَتّٰى دَنَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَسَطَ لَهَا رِدَاءَهُ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ مَنْ هِيَ فَقَالُوْا هِيَ اُمُّهُ الَّتِيْ اَرْضَعَتْهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقامِ جعرانہ پر گوشت تقسیم فرماتے ہوئے دیکھا کہ ایک عورت حاضر ہوئیں، حتیٰ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوئیں تو آپ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھادی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بتایا کہ یہ آپ کی رضاعی والدہ ہیں۔ (ابوداؤد)

۷۷۹۹- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَا الرَّبِّ فِيْ رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: والد کی خوشنودی میں اللہ کی رضا ہے اور والد کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے۔ (ترمذی)

۷۸۰۰- وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَجُلًا اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ لِيْ امْرَاَةً وَاِنَّ اُمِّيْ تَاْمُرُنِيْ بِطَلَاقِهَا فَقَالَ لَهُ اَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَى الْبَابِ اَوْ ضَيِّعْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا: میری بیوی ہے اور میری والدہ مجھے اسے طلاق دینے کا حکم دیتی ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے، تم چاہو تو دروازے کی حفاظت کرو، چاہو تو اسے ضائع کردو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

۷۸۰۱- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ تَحْتِيْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت

اِمْرَاَةٌ اُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا فَقَالَ لِيْ طَلِّقْهَا فَاَبَيْتُ فَاَتٰى عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلِّقْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

تھی' جس سے میں محبت کرتا تھا اور میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے تھے' انہوں نے مجھے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو' میں نے انکار کر دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اسے طلاق دے دو۔ (ترمذی' ابوداؤد)

۷۸۰۲ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةَ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُّوَلِّيَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افضل ترین نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے چلے جانے کے بعد اس کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے۔ (مسلم)

۷۸۰۳ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُهُ رَغِمَ اَنْفُهُ رَغِمَ اَنْفُهُ قِيْلَ مَنْ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی ناک خاک آلود ہو' اس کی ناک خاک آلود ہو' اس کی ناک خاک آلود ہو' عرض کیا گیا: کس کی؟ فرمایا: جس نے اپنے والدین میں سے ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا' پھر جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم)

۷۸۰۴ ۔ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا: وہ دونوں تیری جنت اور جہنم ہیں۔ (ابن ماجہ)

۷۸۰۵ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُطِيْعًا لِّلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِيًا لِّلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَّاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ اِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین کے معاملہ میں اللہ کی اطاعت کی' اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے' اور جس نے والدین کے معاملہ میں اللہ کی نافرمانی کی' اس کے لیے جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں' اگر ایک ہو تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے' ایک شخص نے عرض کیا: اگرچہ والدین اس پر ظلم کریں' فرمایا: اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں' اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں' اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۷۸۰۶ ۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَّلَدٍ بَارٍّ يَّنْظُرُ اِلٰى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو نیک بیٹا اپنے والدین کی طرف محبت سے نظر کرے تو اللہ تعالیٰ ہر نظر کے بدلے اس کے نامہ اعمال میں حج مقبول کا ثواب لکھ دیتا ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اگرچہ وہ ہر روز ایک سو مرتبہ نظر کرے' فرمایا: ہاں! اللہ بہت بڑا اور پاک ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

٧٨٠٧- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَاْتُ بِوَالِدَيَّ اَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَاِنَّهُ قَدْ نَاٰى بِيَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَيْتُ حَتّٰى اَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَبْدَاَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمِيْ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَاْبِيْ وَدَاْبُهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتّٰى يَرَوْنَ السَّمَاءَ قَالَ الثَّانِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ اِلَيْهَا نَفْسَهَا فَاَبَتْ حَتّٰى اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً مِّنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَّقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ كُنْتُ اسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقِ اَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهُ قَالَ اَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَّرَاعِيَهَا فَجَاءَنِيْ فَقَالَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تین شخص سفر کر رہے تھے کہ بارش ہونے لگی تو انہوں نے ایک غار میں پناہ حاصل کی' اتنے میں غار کے منہ پر ایک چٹان آ گری اور یہ لوگ اندر بند ہو گئے' انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: تم لوگوں نے رضائے الٰہی کے لیے جو نیک اعمال کیے ہیں' ان کے متعلق غور وفکر کرو اور ان اعمال کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے' میں ان کی گزر اوقات کے لیے بکریاں چرایا کرتا تھا' جب شام کو واپس آتا تو دودھ دوہتا اور بچوں سے پہلے اپنے والدین کو دودھ پلاتا' ایک دن میں چراگاہ میں دور نکل گیا' اور شام کو دیر سے واپس آیا' والدین سو چکے تھے' میں نے حسبِ معمول دودھ دوہا اور تازہ دودھ لے کر والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا' میں نے انہیں بیدار کرنا مناسب خیال نہیں کیا اور ان سے پہلے بچوں کو دودھ پلانا بھی مناسب نہیں سمجھا' بچے میرے قدموں میں چیخ رہے تھے' میرا اور ان کا یہ معاملہ طلوعِ فجر تک چلتا رہا' اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا جوئی کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے اتنا راستہ کشادہ کر دے کہ ہم غار سے آسمان کو دیکھ لیں' اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کچھ راستہ کھول دیا اور انہوں نے غار سے آسمان کو دیکھ لیا۔ دوسرے شخص نے دعا کی: اے اللہ! میری ایک چچازاد تھی' جس سے میں انتہائی محبت کرتا تھا' جس طرح مرد عورتوں سے محبت کرتے ہیں' میں نے اس سے خواہشِ نفسانی پورا کرنے کا مطالبہ کیا' اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ پہلے سو دینار لے کر آؤ' میں نے کوشش کر کے سو دینار جمع کیے اور اس کے پاس دینار لے کر گیا' جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا: اے بندۂ خدا! اللہ سے ڈر اور مہر نہ توڑ (پردۂ بکارت زائل نہ کر)' تو میں اس کے پاس سے کھڑا ہو گیا' اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا جوئی کے لیے کیا تھا' پس تو ہمارے لیے کچھ راستہ کشادہ فرما دے' اللہ تعالیٰ نے راستہ مزید کشادہ فرما دیا' اور تیسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میں نے ایک فرق چاول کی اجرت پر ایک شخص سے مزدوری کروائی' جب اس نے اپنا کام مکمل کر لیا تو اس نے کہا: مجھے میری اجرت دو' میں نے اس کی مقررہ اُجرت پیش کی تو اس نے اعراض کیا اور اُجرت چھوڑ کر چلا گیا' میں ان چاولوں کی مسلسل کاشت کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے اس (آمدنی) سے بیل اور چرواہے جمع کر لیے' پھر وہ شخص میرے پاس آیا اور کہا: اللہ سے

اِتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تَظْلِمْنِیْ وَاَعْطِنِیْ حَقِّیْ فَقُلْتُ اِذْھَبْ اِلٰی ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِیْھَا فَقَالَ اِتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تَھْزَاْ بِیْ فَقُلْتُ اِنِّیْ لَا اَھْزَاُبِكَ فَخُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِیْھَا فَاَخَذَہٗ فَانْطَلَقَ بِھَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْھِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِیَ فَفَرَجَ اللّٰہُ عَنْھُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

ڈرو! مجھ پر ظلم نہ کرو اور میرا حق مجھے ادا کرو میں نے کہا: یہ بیل اور چرواہے لے جاؤ' تو وہ کہنے لگا: اللہ سے ڈرو اور میرا مذاق نہ اُڑاؤ' میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کرتا' یہ بیل اور چرواہے لے جاؤ' وہ انہیں لے کر چلا گیا' اے اللہ! تجھے علم ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو اب باقی ماندہ راستہ بھی کھول دے' تو اللہ تعالیٰ نے باقی ماندہ راستہ بھی کھول دیا۔ (بخاری ومسلم)

حدیثِ غار سے مستنبط مسائل

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ہمارے اصحاب نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انسان کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ مصیبت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے اور استسقاء وغیرہ کی دعا میں اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کرے کیونکہ اصحابِ غار نے وسیلہ پیش کر کے دعا مانگی اور ان کی دعا مقبول ہوئی اور نبی کریم ﷺ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے اور ان کی خوبیوں کا بیان کرتے ہوئے یہ واقعہ ذکر کیا۔ اس حدیث میں والدین کے ساتھ نیکی کرنے' ان کی خدمت کرنے اور انہیں اپنی اولاد اور بیوی وغیرہ پر ترجیح دینے کی فضیلت کا بیان ہے' نیز اس حدیث میں پاک دامنی کی فضیلت اور حرام کام سے بچنے کی فضیلت خصوصاً حرام کام پر قدرت ہونے اور اس کے ارادہ کر لینے کے بعد خالصتاً خوفِ الٰہی سے اس حرام کام سے بچنے کی فضیلت کا بیان ہے' اس حدیث میں مزدوری کے جواز' حسنِ عہد' ادائیگی امانت اور سخاوت کا بیان ہے' اور اس میں کراماتِ اولیاء کا اثبات ہے اور یہی اہلِ حق کا مذہب ہے۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم ج۲ ۱۷ص ۶۹' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کی ترغیب کے لیے گزشتہ امتوں کے اعمال کا بیان فرماتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کا کوئی کلام فائدہ سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ آپ کے تو مزاح کی ہی یہ شان تھی' آپ کی خبر کا کیا عالم ہوگا؟

(۲) انسان دوسرے کا مال بطورِ فضولی (اس کے حکم اور اجازت کے بغیر) فروخت کر سکتا ہے اور مالک کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف کر سکتا ہے' جب کہ مالک بعد میں اس تصرف کو جائز قرار دے دے۔ بعض حضرات نے کہا کہ حدیث سے اس مسئلہ پر استدلال تب درست ہے اگر سابقہ شرائع ہمارے لیے حجت ہوں' جب کہ جمہور اس کے خلاف ہیں۔ میں (بدرالدین عینی) کہتا ہوں: اگر شارع علیہ السلام نے سابقہ شرائع کا قصہ بیان فرما کر انکار نہ کیا ہو تو وہ حکم ہم پر لازم ہوتا ہے' اور یہاں ایک اور طریقے سے بھی استدلال ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ قصہ ان کی مدح وثناء کے طور پر ذکر کیا ہے' اگر یہ فعل جائز نہ ہوتا تو آپ بیان فرما دیتے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۶۶' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۷۸۰۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَیْہِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَھَلْ یَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ قَالَ نَعَمْ یَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَیَسُبُّ اَبَاہُ وَیَسُبُّ اُمَّہٗ فَیَسُبُّ اُمَّہٗ مُتَّفَقٌ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والدین کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے' صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ایک شخص کسی کے باپ کو گالی دے گا اور وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دے گا اور ایک شخص کسی کی ماں کو گالی دے گا اور وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دے

عَلَيْهِ.

گا۔(بخاری ومسلم)

۷۸۰۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ وَّلَا عَاقٌّ وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (۱) احسان جتانے والا (۲) والدین کا نافرمان (۳) عادی شرابی۔ (نسائی، دارمی)

۷۸۱۰ - وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ الذُّنُوْبِ يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَا شَاءَ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّهٗ يُعَجَّلُ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی کے سوا ہر گناہ میں سے جس کو چاہے گا معاف فرما دے گا، لیکن والدین کی نافرمانی کی سزا موت سے پہلے زندگی میں ہی مل جائے گی۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۷۸۱۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوْتُ وَالِدَاهُ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاِنَّهٗ لَهُمَا لَعَاقٌّ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْلَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبَهُ اللّٰهُ بَارًّا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک جس وقت فوت ہوتے ہیں، وہ شخص اس وقت ان کا نافرمان ہوتا ہے، پھر وہ ان کے لیے مسلسل دعا کرتا رہتا ہے اور بخشش طلب کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کو ماں باپ کا فرماں بردار لکھ دیتا ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

۷۸۱۲ - وَعَنْ اَبِیْ اُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ اَبَوَيَّ شَيْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِيْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت بنو سلمہ کا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ماں باپ کے فوت ہو جانے کے بعد بھی ان کے ساتھ کوئی نیکی کرنا میرے ذمہ باقی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ان کی نمازِ جنازہ پڑھو اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرو اور ان کے عہد کو پورا کرو اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور ان کے دوستوں کی تعظیم کرو۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

۷۸۱۳ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر میں اضافہ ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری ومسلم)

حدیث مذکور پر اشکال اور اس کا جواب

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب سعیدی اس حدیث کی توضیح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ عمر اور رزق تو تقدیرِ الٰہی میں مقرر اور معین ہو چکے ہیں، اب ان میں زیادتی کیسے ہو سکتی ہے؟ جب کہ عمر کے متعلق قرآن مجید میں یہ تصریح ہے:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ○ (الاعراف:۳۴)

ہر گروہ کے لیے ایک مدت مقررہ ہے جب ان کا وقت مقررہ آ جائے گا تو وہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکیں گے نہ آگے بڑھ سکیں گے○

اس اشکال کے علماء نے متعدد جوابات دیئے ہیں' ان میں سے صحیح جواب یہ ہے کہ عمر میں زیادتی سے مراد یہ ہے کہ عمر میں برکت دی جائے اور عبادات کی توفیق دی جائے اور اس کی زندگی کے اوقات کو ان کاموں پر صرف کیا جائے جو اس کے لیے آخرت میں نفع آور ہوں اور غیر مفید کاموں میں ضیاعِ وقت سے اس کو محفوظ رکھا جائے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ عمر اور رزق میں زیادتی کا تعلق تقدیرِ معلق سے ہے' تقدیرِ مبرم سے نہیں ہے۔ مثلاً فرشتوں کو لوحِ محفوظ میں یہ دکھایا جاتا ہے کہ اس کی عمر ساٹھ سال ہے اور اگر اس نے صلہ رحم کیا تو اس کی عمر چالیس سال بڑھا دی جائے گی' لیکن اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہے کہ اس نے صلہ رحم کرنا ہے یا نہیں اور اس کی عمر کتنی ہے' قرآن مجید کی اس آیت سے یہی مراد ہے اور یہی تقدیرِ مبرم ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ اس کے مرنے کے بعد دنیا میں اس کا ذکرِ جمیل باقی رہے گا اور اس کے اعمالِ صالحہ کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ. (یٰسین:۱۲)

بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور ان کے آگے بھیجے ہوئے اعمال اور نشانات کو ہم لکھ رہے ہیں۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی:

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ○ (الشعراء:۸۴)

میرے بعد آنے والوں میں میرا ذکرِ جمیل باقی رکھ○

سو عمر میں زیادتی کا یہ معنیٰ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے مرنے کے بعد اس کے اعمال کے ثواب اور اس کے ذکرِ جمیل کو جاری رکھے۔ (شرح صحیح مسلم ج ۷ ص ۹۶' مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور)

۷۸۱۴۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِی الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِی الْمَالِ مَنْسَاَةٌ فِی الْاَثَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے انساب کا علم حاصل کرو تاکہ تم صلہ رحمی کر سکو کیونکہ صلہ رحمی رشتہ داروں سے محبت' مال میں کثرت اور عمر میں زیادتی کا باعث بنتی ہے۔ (ترمذی)

۷۸۱۵۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اٰلَ اَبِیْ لَيْسُوْا لِیْ بِاَوْلِيَاءَ اِنَّمَا وَلِيِّىَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ لَهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فلاں قبیلے والے میرے دوست نہیں' میرا اولی و محب تو صرف اللہ اور نیک مؤمنین ہیں' البتہ ان سے میرا رشتۂ قرابت ہے' میں انہیں اپنی رشتہ داری کا فیض پہنچاؤں گا۔ (بخاری و مسلم)

۷۸۱۶۔ وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ذَنْبٍ اَحْرٰى اَنْ يُّعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ فِی الدُّنْيَا مَعَ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بغاوت اور قطع رحمی کے سوا کوئی گناہ اس لائق نہیں کہ اس کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ آخرت میں سزا دینے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی سزا دے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

۷۸۱۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ قَاطِعُ رَحْمٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں قطع رحمی کرنے والا موجود ہو'ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔ (بیہقی'شعب الایمان)

۷۸۱۸۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۱۹۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوَى الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضِيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَّصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب مخلوق کو پیدا فرما کر فارغ ہوا تو رحم'رحمٰن کا دامن پکڑ کر کھڑا ہو گیا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ رحم نے عرض کیا: یہ قطع رحمی سے تیری پناہ لینے والے کا مقام ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں اس سے ملوں گا جو تجھ سے ملے گا اور میں اس سے تعلق منقطع کروں گا جو تجھ سے تعلق توڑے گا' رحم نے عرض کیا: کیوں نہیں! اے میرے رب! فرمایا: تو میں ایسا ہی کروں گا۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۲۰۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَّصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم' رحمٰن سے مشتق ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تجھ سے تعلق جوڑے گا' میں اس سے تعلق جوڑوں گا اور جو تجھ سے تعلق توڑے گا' میں اس سے تعلق منقطع کر دوں گا۔ (بخاری)

۷۸۲۱۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَا اللّٰهُ وَاَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنَ اسْمِيْ فَمَنْ وَّصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں' میں نے رحم پیدا فرمایا اور میں نے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا اور جس نے اس سے تعلق جوڑا' میں اس سے تعلق جوڑوں گا اور جس نے اس سے تعلق منقطع کیا' میں اس سے تعلق توڑ دوں گا۔ (ابوداؤد)

۷۸۲۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَّصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم عرشِ الٰہی کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ جس نے مجھ سے تعلق ملایا' اس سے اللہ تعلق ملائے گا اور جس نے مجھ سے تعلق توڑا' اس سے اللہ تعلق توڑ دے گا۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۲۳- وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلہ چکائے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے کہ جب اس سے تعلق توڑا جائے تو وہ تعلق جوڑے۔ (بخاری)

۷۸۲۴- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِيْ وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ إِلَيَّ أَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَيَّ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں کہ میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں' میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ بُرائی کرتے ہیں' میں ان کے ساتھ بردباری کا مظاہرہ کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جاہلانہ روّیہ اختیار کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: اگر حقیقتِ حال اسی طرح ہے' جیسے تم بیان کرتے ہو تو گویا تم نے ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال دی ہے' اور جب تک تم اس طریقہ پر رہو گے' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ان کے مقابلہ میں تمہارا ایک مددگار رہے گا۔ (مسلم)

۷۸۲۵- وَعَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ كَبِيْرِ الْإِخْوَةِ عَلٰى صَغِيْرِهِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوٹے بھائی پر بڑے بھائی کا حق ایسے ہی ہے' جس طرح اولاد پر والد کا حق ہوتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

بَابُ الشَّفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ عَلَى الْخَلْقِ

مخلوق پر شفقت اور رحمت کا بیان

شفقت اور رحمت کی لغوی تحقیق

شفقت' اشفاق سے اسم مصدر ہے' اشفاق کا معنی ہے: خوف' اور شفقت ایسی مہربانی کو کہتے ہیں جس میں خوف ملا ہوا ہو کیونکہ مشفق اس آدمی سے محبت کرتا ہے جس پر وہ شفقت کرتا ہے اور مشفق' مشفق علیہ (جس پر شفقت کی جائے) کے متعلق خوف کرتا ہے کہ کہیں اسے دینی یا دنیاوی مشقت و تکلیف نہ لاحق ہو جائے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۷۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

رحمت کا معنی ہے: بخشش و مہربانی کرنا اور مرحمت کا معنی بھی یہی ہے۔ ''رُحْــم'' اور ''رُحُــم'' بھی رحمت کے معنی میں ہے اور ''ترحم'' کا بھی یہی معنی ہے۔ ''رحموت'' بھی رحمت سے مشتق ہے اور مبالغہ کا صیغہ ہے (بہت زیادہ مہربانی کرنے والا)۔ رحمان اور رحیم اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں' یہ بھی رحمت میں مبالغہ کے لیے ہیں' اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ان کا تکرار بھی مبالغہ کے لیے ہے' رحمان میں رحیم کی بہ نسبت زیادہ مبالغہ ہے' اس کا معنی ہے: اتنی رحمت فرمانے والا جس سے زیادہ کا تصور نہ ہو سکے۔ اسی لیے رحمان اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے مخصوص ہے اور رحیم اللہ تعالیٰ کے غیر پر بھی بولا جاتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۱۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷۸۲۶- عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا' اس پر اللہ تعالیٰ رحم نہیں فرماتا۔ (بخاری و مسلم)

۷۸۲۷- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ.

فرمایا: رحمٰن، رحم کرنے والوں پر ہی رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

۷۸۲۸۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ الْوَاحِدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان ایک دوسرے پر رحم کرنے، باہمی دوستی اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے میں ایک جسم کی طرح ہیں کہ جب جسم کا ایک عضو بیمار ہو جاتا ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں اس کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۲۹۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ وَاِنِ اشْتَكٰى رَاْسُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان ایک شخص کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر اس کے سر میں تکلیف ہو تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔ (مسلم)

۷۸۳۰۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے، پھر آپ نے اپنی انگلیاں ایک دوسری میں داخل کیں۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۳۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا اور نیکی کا حکم نہیں دیتا اور بُرائی سے نہیں روکتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ترمذی)

۷۸۳۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اِنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: کیا تم لوگ اپنے بچوں کو چومتے ہو؟ ہم تو نہیں چومتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحمت نکال دی ہے تو میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟ (بخاری ومسلم)

۷۸۳۳۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقَ وَالْمَصْدُوْقَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رحمت بدبخت (کے دل) سے ہی نکالی جاتی ہے۔ (مسند احمد، ترمذی)

٧٨٣٤۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا مِنْ اَجْلِ سِنِّهٖ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ مَنْ يُّكْرِمُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نوجوان آدمی کسی شخص کے بڑھاپے کی بناء پر اس کا احترام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس نوجوان کے بڑھاپے میں اس کے لیے ایسا شخص مقرر کر دے گا جو اس کی تعظیم کرے گا۔ (ترمذی)

٧٨٣٥۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ اِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَيْرِ الْغَالِيْ فِيْهِ وَلَا الْجَافِيْ عَنْهُ وَاِكْرَامَ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان تین اشخاص کا احترام کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے: (۱) بوڑھا مسلمان (۲) حاملِ قرآن جو نہ تو قرآن پاک میں زیادتی کرتا ہو اور نہ اس سے اعراض کرتا ہو (۳) عادل حکمران۔ (ابوداؤد، بیہقی، شعب الایمان)

٧٨٣٦۔ وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُوْ سُلْطَانٍ مُّقْسِطٌ مُّتَصَدِّقٌ مُّوَفَّقٌ وَّرَجُلٌ رَّحِيْمٌ رَّقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ وَّعَفِيْفٌ مُّتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ وَّاَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ الضَّعِيْفُ الَّذِيْ لَا زَبْرَ لَهُ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعٌ لَّا يَبْغُوْنَ اَهْلًا وَّلَا مَالًا وَّالْخَائِنُ الَّذِيْ لَا يَخْفٰى لَهٗ طَمَعٌ وَّاِنْ دَقَّ اِلَّا خَانَهٗ وَرَجُلٌ لَّا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِيْ اِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ اَوِ الْكَذِبَ وَالشِّنْظِيْرُ الْفَحَّاشُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے لوگ جنتی ہیں: (۱) عادل سلطان جو صدقہ کرتا ہو اور اسے نیکی کی توفیق حاصل ہو (۲) جو شخص رحم دل ہو اور اپنے رشتہ داروں اور تمام مسلمانوں کے لیے نرم دل ہو (۳) جو شخص پاک دامن ہو اور عیال دار ہونے کے باوجود سوال سے پرہیز کرتا ہو اور پانچ قسم کے لوگ جہنمی ہیں: (۱) وہ کمزور لوگ جن میں کامل عقل نہ ہو (اور کم عقلی کی بناء پر گناہوں سے اجتناب نہ کرتے ہوں) جو تمہارے ماتحت ہوں اور اپنے اہل اور مال کے لیے کوئی کوشش نہ کریں (۲) وہ خائن شخص جس کی طمع پوشیدہ نہ ہو اور وہ معمولی سی چیز میں بھی خیانت کرنے سے باز نہ آئے (۳) وہ شخص جو ہر صبح و شام تمہارے اہل اور مال سے دھوکا کرے (۴) آپ نے بخل یا جھوٹ کا ذکر فرمایا (۵) بداخلاق اور فحش گو۔ (مسلم)

الفاظِ حدیث کی جامعیت

اس حدیث میں ہے کہ تین قسم کے لوگ جنتی ہیں۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب بندوں کے احوال میں غور و فکر کیا جائے تو واضح ہوگا کہ جنت میں داخل ہونے کے مستحق اور جنتی کہلانے کے حق دار وہی لوگ ہوں گے، جو ان اقسام کے تحت داخل ہیں، ان سے خارج نہیں۔ حدیث میں ہے: پانچ قسم کے لوگ جہنمی ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ جہنمی زیادہ ہوں گے۔ فرمایا کہ جہنمیوں کی پہلی قسم وہ کمزور شخص ہے جس کے پاس عقل نہ ہو، اس سے مراد وہ شخص ہے جو صاحبِ رائے نہ ہو اور اس کے پاس عقلِ کامل نہ ہو، جس کی وجہ سے وہ نامناسب چیزوں کے ارتکاب سے بچ سکے۔ توربشتی نے کہا کہ یہ معنی درست نہیں کیونکہ جس کے پاس عقل نہیں وہ مکلف ہی نہیں، لہٰذا اس کے جہنمی ہونے کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے؟ اس لیے عقل سے مراد تماسک (قوتِ ضبط) ہے، اور معنی یہ ہے کہ جو شہوات کے وقت ضبط نہیں کر سکتا اور گناہ اور حرام سے بچ نہیں سکتا وہ جہنمی ہے۔ (ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں: تماسک اور قوتِ ضبط تو کمالِ عقل اور صبر سے حاصل ہوتی ہے لہٰذا یہ انہی دونوں میں سے کسی ایک پر محمول ہوگی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۸۵ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٧٨٣٧- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِيْ اِمْرَاةٌ مَّعَهَا اِبْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُنِيْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ اِبْنَتَيْهَا وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنِ ابْتَلٰى مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے میرے پاس آ کر سوال کیا' اس کی دو بیٹیاں بھی اس کے ساتھ تھیں' میرے پاس صرف ایک کھجور تھی' میں نے وہی کھجور اسے دے دی' اس نے کھجور کے دو ٹکڑے کر کے اپنی بیٹیوں میں تقسیم کر دیئے اور خود کچھ نہیں کھایا' پھر کھڑی ہوئی اور چلی گئی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ کے سامنے اس کا واقعہ بیان کیا' آپ نے فرمایا: جو شخص بیٹیوں کی پرورش میں مبتلا ہو جائے اور ان سے حسن سلوک کرے تو وہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے حجاب بن جاتی ہیں۔

(بخاری و مسلم)

٧٨٣٨- وَعَنْ سُرَاقَةَ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ اِبْنَتُكَ مَرْدُوْدَةٌ اِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری جو بیٹی تمہاری طرف واپس کر دی گئی ہو اور تمہارے سوا کوئی شخص اس کو کما کر دینے والا نہ ہو' تمہارا اس پر خرچ کرنا بہترین صدقہ ہے۔

(ابن ماجہ)

٧٨٣٩- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ اُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا يَعْنِي الذُّكُوْرَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی دو بیٹیاں ہوں' اس نے انہیں نہ زندہ درگور کیا' نہ ان کی توہین کی' نہ اپنے بیٹے کو ان پر ترجیح دی' اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(ابوداؤد)

٧٨٤٠- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ كَذٰلِكَ وَضَمَّ اَصَابِعَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو لڑکیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی' قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح آئیں گے اور آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔ (مسلم)

٧٨٤١- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهُ وَلِغَيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا خواہ وہ یتیم اس کا اپنا ہو یا غیر کا' جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور ان کے درمیان کچھ کشادگی فرمائی۔ (بخاری)

٧٨٤٢- وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَامْرَاَةٌ سُفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوْمَاَ يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ اِلَى الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ اِمْرَاَةٌ اٰمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور سیاہ رخساروں والی عورت قیامت کے روز اس طرح ہوں گے' اور یزید بن زریع نے درمیانی اور شہادت والی انگلی کی طرف اشارہ کیا' وہ عورت جو صاحب جاہ و جمال تھی اور خاوند (کی موت یا طلاق کی وجہ) سے بیوہ ہو گئی اور اس نے اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے لیے خود کو روکے رکھا حتیٰ کہ بچے

حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى يَتَامَاهَا حَتّٰى بَانُوْا اَوْ مَاتُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

(بالغ ہوکر) جدا ہو گئے یا فوت ہو گئے۔ (ابوداؤد)

۷۸۴۳- وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّسَحَ رَاْسَ يَتِيْمٍ لَّمْ يَمْسَحْهُ اِلَّا لِلّٰهِ كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ يَمُرُّ عَلَيْهَا يَدُهُ حَسَنَاتٌ وَّمَنْ اَحْسَنَ اِلٰى يَتِيْمَةٍ اَوْ يَتِيْمٍ عِنْدَهُ كُنْتُ اَنَا وَهُوَ فِى الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اللہ تعالیٰ ہر بال کے عوض اسے نیکیاں عطا فرمائے گا' اور جس نے اپنے زیر کفالت یتیم بچی یا بچے سے حسنِ سلوک کیا' قیامت کے دن میں اور وہ جنت میں ان دونوں (انگلیوں) کی طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی انگلیاں ملائیں۔ (احمد ترمذی)

۷۸۴۴- وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا شَكَا اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ قَالَ اِمْسَحْ رَاْسَ الْيَتِيْمِ وَاَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اپنے دل کی سختی کی شکایت کی' تو آپ نے فرمایا: یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔ (احمد)

۷۸۴۵- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰوٰى يَتِيْمًا اِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ يَّعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ وَمَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَهُنَّ رَحِمَهُنَّ حَتّٰى يُغْنِيَهُنَّ اللّٰهُ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِ اثْنَيْنِ قَالَ اَوِ اثْنَيْنِ حَتّٰى لَوْ قَالُوْا اَوْ وَاحِدَةٌ لَقَالَ وَاحِدَةٌ وَّمَنْ اَذْهَبَ اللّٰهُ بِكَرِيْمَتَيْهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا كَرِيْمَتَاهُ قَالَ عَيْنَاهُ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شامل کیا' یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب فرمائے گا' بشرطیکہ اس نے کوئی نا قابلِ معافی گناہ نہ کیا ہو اور جس نے تین بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش کی' ان کی تعلیم و تربیت کی اور ان پر شفقت کی' حتیٰ کہ انہیں دیکھ بھال کی حاجت نہ رہی' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب فرمائے گا' ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! یا دو ہوں' فرمایا: یا دو ہوں' حتیٰ کہ اگر لوگ عرض کرتے کہ یا ایک ہو تو آپ فرمادیتے کہ چاہے ایک ہی ہو' اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کی دو پیاری چیزیں لے گیا' اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ دو پیاری چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا: اس کی دونوں آنکھیں۔ (شرح السنہ)

۷۸۴۵- وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ بَيْتٍ فِى الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُّحْسَنُ اِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِى الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُّسَاءُ اِلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کا بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے اور مسلمانوں کا بدترین گھر وہ ہے' جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ بدسلوکی کی جائے۔ (ابن ماجہ)

تعلیم و تربیت کے لیے یتیم کو مارنا

اس حدیث میں یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دلائی گئی ہے اور اس کے ساتھ بدسلوکی سے منع کیا گیا ہے' لیکن تعلیم و تربیت کے لیے یتیم کو مارنا بدسلوکی میں شمار نہیں ہوگا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

یتیم کے ساتھ بدسلوکی سے مراد یہ ہے کہ اسے ناجائز طریقے سے تکلیف دی جائے لیکن ادب سکھانے اور تعلیم قرآن کے لیے اسے مارنا' یہ حقیقتاً احسان میں داخل ہے اگرچہ ظاہراً یہ بدسلوکی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۶۹۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۸۴۶ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسَاعِيْ عَلَى الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالسَّاعِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیوہ اور مسکین پر خرچ کرنے والا' اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کی طرح ہے' اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ (عبادتِ الٰہی کے لیے) کھڑا رہنے والے شخص کی طرح ہے جو تھکتا نہ ہو اور اس روزہ دار کی طرح ہے' جو افطار نہ کرتا ہو۔ (بخاری' مسلم)

۷۸۴۷ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنے بیٹے کی تربیت کرنا' ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

۷۸۴۸ - وَعَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَّلَدَهٗ مِنْ نُّحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے والد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا اپنے بیٹے کے لیے حسنِ تربیت سے بہتر کوئی عطیہ نہیں۔ (ترمذی' بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۴۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے' وہ اس پر نہ ظلم کرتا ہے' نہ اسے رسوا کرتا ہے' اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت (پوری کرنے) میں لگا رہتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی حاجت (پوری فرمانے) میں رہتا ہے اور جس نے کسی مسلمان کی تکلیف دور کی' اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور فرمائے گا' جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (بخاری' مسلم)

۷۸۵۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ رَوَاهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' نہ اس پر ظلم کرتا ہے' نہ اسے رسوا کرتا ہے' نہ اسے حقیر جانتا ہے اور تین بار سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے' آدمی کے شر کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے' مسلمان پر مسلمان کی ہر چیز حرام ہے' اس کا خون' اس کا مال' اس کی عزت و آبرو۔ (مسلم)

اللّٰهِ اَنْ يَرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تَلَا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (الروم:٤٧) رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور مؤمنوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ کرم پر ہے○ (الروم:۴۷) (شرح السنہ)

٧٨٥٦ـ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُّسْلِمًا فِيْ مَوْضِعٍ يُّنْتَهَكُ فِيْهِ حُرْمَتُهُ وَيُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَوْطِنٍ يُّحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهُ وَمَا مِنِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَّنْصُرُ مُسْلِمًا فِيْ مَوْضِعٍ يُّنْتَقَصُ مِنْ عِرْضِهٖ وَيُنْتَهَكُ فِيْهِ مِنْ حُرْمَتِهٖ اِلَّا نَصَرَهُ اللّٰهُ فِيْ مَوْطِنٍ يُّحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کی ایسی جگہ رسوائی کی جہاں اس کی آبروریزی اور بے عزتی کی جارہی تھی تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ایسی جگہ ذلیل ورسوا کرے گا جہاں اسے اللہ تعالیٰ کی مدد مطلوب ہوگی اور جس شخص نے کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کی جہاں اس کی بے عزتی اور آبروریزی کی جارہی تھی تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی ایسے مقام پر مدد فرمائے گا' جہاں اسے اللہ تعالیٰ کی مدد مطلوب ہوگی۔ (ابوداؤد)

٧٨٥٧ـ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ اَحْيَا مَوْءُوْدَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی کے پوشیدہ عیب پر مطلع ہونے کے بعد اس کی پردہ پوشی کی' وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے زندہ درگور بچی کو (قبر سے باہر نکال کر گویا از سر نو) زندہ کردیا۔ (مسند احمد' ترمذی' امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا)

٧٨٥٨ـ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمٰى مُؤْمِنًا مِّنْ مُّنَافِقٍ بَعَثَ اللّٰهُ مَلَكًا يَّحْمِيْ لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَّارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ رَّمٰى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُّرِيْدُ بِهٖ شَيْنَهُ حَبَسَهُ اللّٰهُ عَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مؤمن کی کسی منافق سے حفاظت کرے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا اور جو شخص عیب لگانے کے ارادے سے کسی مسلمان پر تہمت لگائے گا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل پر روک دے گا' حتیٰ کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے باہر آجائے گا۔ (ابوداؤد)

٧٨٥٩ـ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَضٰى لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِيْ حَاجَةً يُّرِيْدُ اَنْ يَّسُرَّهُ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِيْ وَمَنْ سَرَّنِيْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰهَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میرے کسی امتی کو خوش کرنے کی نیت سے اس کی حاجت پوری کی تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا' اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا' اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٨٦٠ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَغَاثَ مَلْهُوْفًا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ ثَلَاثًا وَّسَبْعِيْنَ مَغْفِرَةً وَّاحِدَةً فِيْهَا صَلَاحُ اَمْرِهٖ كُلِّهٖ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ لَهُ دَرَجَاتٌ يَوْمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مصیبت زدہ شخص کی فریادرسی کی' اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر مغفرتیں لکھ دے گا' جن میں سے ایک مغفرت سے اس کے تمام معاملات درست ہو جائیں گے اور بہتر مغفرتوں کے عوض قیامت کے روز اسے بلند درجات حاصل

الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

ہوں گے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٧٨٦١ - وَعَنْهُ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت انس و حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما ہی بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ کو مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے عیال سے حسنِ سلوک کرے۔

(بیہقی، شعب الایمان)

٧٨٦٢ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دستِ اقدس پر نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے کی بیعت کی ہے۔ (بخاری، مسلم)

٧٨٦٣ - وَعَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلَاثًا قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے، آپ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا، ہم نے عرض کیا: کس سے خیر خواہی کریں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے، اس کی کتاب سے، اس کے رسول سے، مسلمانوں کے ائمہ سے اور عام مسلمانوں سے۔ (مسلم)

٧٨٦٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُؤْمِنُ مَاْلَفٌ وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَاْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مؤمن سراپا الفت ہوتا ہے، جو شخص الفت نہیں کرتا اس میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی اور نہ ہی اس سے الفت کی جاتی ہے۔ (مسند احمد، بیہقی، شعب الایمان)

٧٨٦٥ - وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰى نَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ قَالَ فَسَكَتُوْا فَقَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا بِخَيْرِنَا مِنْ شَرِّنَا فَقَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجٰى خَيْرُهٗ وَيُؤْمَنُ شَرُّهٗ وَشَرُّكُمْ مَنْ لَا يُرْجٰى خَيْرُهٗ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو بیٹھے ہوئے تھے، آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں سے بہترین کون ہے اور بدترین کون ہے؟ لوگ خاموش ہو گئے تو آپ نے تین مرتبہ اسی طرح فرمایا، ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں! آپ ہمیں بتائیں کہ ہم میں سے بہترین کون ہے اور بدترین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جس سے بھلائی کی امید کی جاتی ہو اور جس کی بُرائی سے لوگ محفوظ ہوں اور تم میں سے بدترین وہ ہے جس سے بھلائی کی امید نہ کی جاتی ہو اور جس کے شر سے لوگ محفوظ نہ ہوں، (ترمذی، بیہقی، امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔

٧٨٦٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ وَخَيْرُ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہے اور اللہ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے، جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہے (ترمذی،

الْجِيرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ قَالَ مِيْرَكُ وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

دارمی' میرک نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد جید ہیں اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں)۔

٧٨٦٧- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں' اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں' اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کون مؤمن نہیں؟ آپ نے فرمایا: جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں۔ (بخاری ومسلم)

٧٨٦٨- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَسَّمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَّمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُّحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِي الدِّيْنَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ فَمَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ الدِّيْنَ فَقَدْ أَحَبَّهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰى يُسْلِمَ قَلْبُهُ وَلِسَانُهُ وَلَا يُؤْمِنُ حَتّٰى يَأْمَنَ جَارُهُ بَوَائِقَهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے درمیان رزق تقسیم فرمایا ہے' اسی طرح اخلاق تقسیم فرمائے ہیں' اللہ تعالیٰ دنیا تو اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ دونوں شخصوں کو عطا فرما دیتا ہے' مگر دین صرف اسے عطا فرماتا ہے جس سے محبت ہو' لہٰذا جسے اللہ تعالیٰ نے دین عطا فرمایا ہے' اس سے محبت فرمائی ہے' اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! آدمی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اس کے دل وزبان اسلام نہ لے آئیں اور آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا' جب تک اس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٧٨٦٩- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی شرانگیزیوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو' وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم)

٧٨٧٠- وَعَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام ہمیشہ مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) پڑوسی کے متعلق وصیت کرتے رہے' حتیٰ کہ میں نے یہ گمان کیا کہ وہ اسے وارث بنا دیں گے۔ (بخاری ومسلم)

٧٨٧١- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِيْ أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ وَإِذَا أَسَأْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ قَدْ أَحْسَنْتَ فَقَدْ أَحْسَنْتَ وَإِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ أَسَأْتَ فَقَدْ أَسَأْتَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کیسے علم ہوگا کہ میں نے نیک کام کیا ہے یا بُرا کام کیا ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے اچھا کام کیا ہے تو (جان لو کہ) تم نے اچھا کام کیا ہے اور جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے بُرا کام کیا ہے تو (جان لو کہ) تم نے بُرا کام کیا ہے۔ (ابن ماجہ)

٧٨٧٢- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ قُرَادٍ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراد بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ يَوْمًا فَجَعَلَ اَصْحَابُهُ يَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِهِ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰذَا قَالُوْا حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ اَوْ يُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهُ اِذَا حَدَّثَ وَلْيُؤَدِّ اَمَانَتَهُ اِذَا اُؤْتُمِنَ وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

نے وضو فرمایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کا بچا ہوا پانی حصول برکت کے لیے جسموں پر ملنے لگے' نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہیں اس کام پر کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اس بات پر خوش ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرے یا اللہ اور اس کا رسول اس کے ساتھ محبت کریں تو وہ جب بات کرے سچ کہے' جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرے اور اپنے پڑوسی سے حسنِ سلوک کرے۔

(بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۷۳- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِيْ يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ اِلٰى جَنْبِهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص خود سیر ہو کر کھانا کھائے اور اس کے پہلو میں اس کا پڑوسی بھوکا رہے' وہ مؤمن نہیں۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۷۴- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَيْرَ اَنَّهَا تُؤْذِيْ جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ هِيَ فِي النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ قِلَّةُ صِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلَاتِهَا وَاِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِيْ بِلِسَانِهَا جِيْرَانَهَا قَالَ هِيَ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! فلاں عورت کی نماز' روزہ اور صدقہ کی کثرت کا لوگوں میں چرچا ہے' مگر وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے' آپ نے فرمایا: وہ جہنمی ہے' عرض کیا: یارسول اللہ! فلاں عورت کے روزہ' صدقہ اور نماز کی کمی کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور وہ پنیر کے چند ٹکڑے ہی صدقہ کرتی ہے' لیکن وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی' آپ نے فرمایا: وہ جنتی ہے۔

(مسند احمد' بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۷۵- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ خَصْمَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَارَانِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جھگڑا کرنے والے دو پڑوسی ہوں گے۔

(مسند احمد)

۷۸۷۶- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى اِثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ مِنْ اَجْلِ اَنْ يُحْزِنَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم تین شخص ہو تو دو شخص تیسرے سے ہٹ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں جب تک لوگوں میں گھل مل نہ جائیں' اس لیے کہ یہ عمل اس تیسرے شخص کو غمگین کر دے گا۔ (بخاری' مسلم)

تیسرے شخص کی موجودگی میں سرگوشی کرنے کا شرعی حکم

اس حدیث میں ہے کہ جب تم تین ہو تو تیسرے سے ہٹ کر دونوں آپس میں سرگوشی نہ کرو۔ تیسرے آدمی کی موجودگی میں دو شخص اس سے ہٹ کر آپس میں سرگوشی کریں تو اسے وہم ہوگا کہ یہ میرے متعلق ہی گفتگو کر رہے ہیں اور یہ اس شخص کی دل آزاری کا باعث ہوگا اور ان دو آدمیوں کا یہ فعل آدابِ مجلس کے خلاف ہوگا' لہٰذا اس سے منع فرمایا گیا۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ان احادیث میں تیسرے شخص کی موجودگی میں دو آدمیوں کی سرگوشی سے منع فرمایا گیا ہے' اسی طرح ایک شخص کی موجودگی میں تین یا زیادہ آدمیوں کی سرگوشی کا بھی یہی حکم ہے' اور یہ ممانعت تحریمی ہے' لہٰذا ایک آدمی کو چھوڑ کر باقی جماعت کا باہمی سرگوشی کرنا ممنوع ہے' البتہ اگر وہ آدمی اجازت دے دے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما' امام مالک' شوافع اور جمہور علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ سفر میں سرگوشی ممنوع ہے' حضر میں نہیں' کیونکہ سفر میں خوف کا اندیشہ ہوتا ہے' بعض علماء کا دعویٰ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے' اگرچہ ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا لیکن جب اسلام پھیل گیا اور لوگوں کو امن حاصل ہو گیا تو ممانعت ختم ہو گئی۔ منافقین' مؤمنین کی موجودگی ان کی دل آزاری کے لیے سرگوشی کیا کرتے تھے' لیکن اگر چار آدمی ہوں اور دو آدمیوں سے ہٹ کر دو شخص سرگوشی کریں تو بالاتفاق اس میں کوئی حرج نہیں۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم جز ۱۴ص ۳۹۰' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

۷۸۷۷- وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا اَتَاهُ السَّائِلُ اَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اِشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِی اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں جب کوئی سائل یا حاجت مند حاضر ہوتا تو آپ (صحابہ کرام سے) فرماتے: تم سفارش کرو' اجر پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہے فیصلہ فرما دے۔ (بخاری ومسلم)

۷۸۷۸- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں سے ان کے مراتب کے مطابق سلوک کرو۔ (ابوداؤد)

بَابُ الْحُبِّ فِی اللّٰهِ وَمِنَ اللّٰهِ
اللہ کے لیے محبت اور اللہ کی طرف سے محبت کا بیان

عنوان کی تشریح

اس باب کا عنوان ہے: "الحب فی اللّٰہ و من اللّٰہ" اس کی تشریح میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

"الحب فی اللّٰہ" سے مراد ہے: اللہ کی ذات کے لیے محبت کرنا جس میں ریاکاری اور خواہشِ نفسانی کی ملاوٹ نہ ہو' اور "الحب من اللّٰہ" سے مراد ہے: اللہ تعالیٰ کی جہت سے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرنا یعنی جب آدمی کسی سے محبت کرے تو اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اس سے محبت کرے" "من اللّٰہ" میں لفظ "من" اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ" (المائدہ:۸۳) میں ہے (دونوں جگہ "من" "علت کے معنی میں ہے" "تفیض من الدمع" کا معنی ہے: آنکھیں جاری ہیں آنسوؤں کی وجہ سے یعنی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں' اسی طرح "الحب من اللّٰہ" کا معنی ہے: اللہ کی وجہ سے محبت کرنا۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ) اور "فی اللّٰہ" میں لفظ "فی" اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا" (العنکبوت:۶۹) میں ہے (یعنی دونوں جگہ "فی" "علت کے معنی میں ہے۔ "وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا" کا معنی ہے: وہ لوگ جنہوں نے ہماری ذات کی خاطر جہاد کیا'

اسی طرح "الحب فی اللّٰہ" کا معنی ہے: اللہ کی ذات کی خاطر محبت کرنا۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ) اور "الحب فی اللّٰہ" میں زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے محبت کو مظروف بنایا ہے علامہ طیبی رحمہ اللہ نے اسی طرح تحقیق فرمائی ہے اس صورت میں دونوں کا مفہوم ایک ہی ہوگا لیکن درست یہ ہے کہ "فی" تعلیلیہ ہے اور "من" ابتدائیہ ہے اور "الحب فی اللّٰہ" کا معنی ہے: بندے کا بندے سے رضائے الٰہی کی خاطر محبت کرنا اور "الحب من اللّٰہ" کا معنی ہے: اللہ کا بندے سے محبت کرنا۔ دوسری محبت پہلی محبت کا نتیجہ ہے کہ بندہ اللہ سے محبت کرے گا تو نتیجتاً اللہ بندے سے محبت فرمائے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۰۴ 'مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

۷۸۷۹ ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ .

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام ارواح باہم مجتمع تھیں' جو اس وقت آپس میں متعارف تھیں' ان میں الفت ہوگئی اور جو وہاں اجنبی تھیں' ان میں اختلاف رہا' (بخاری' مسلم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)۔

ارواح کا باہمی تعارف اور اجنبیت

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

جو ارواح آپس میں شناسا تھیں اور ان میں باہم مناسبت تھی' اور ایک جیسی صفات رکھتی تھیں' بدن سے تعلق کے بعد بھی ان میں الفت رہی اور جو ارواح وہاں ناشناسا تھیں اور ان میں مناسبت نہیں تھی' دنیا میں بھی ان میں اختلاف رہا' جس طرح کوئی شخص اپنے محبوب کو گم کر بیٹھے' پھر اسے پالے' اور دنیا میں ارواح میں یہ تعارف یا اجنبیت الہامِ الٰہی سے ہوتا ہے اور انہیں عالمِ ارواح کی شناسائی یا اجنبیت یاد نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ نیک لوگ نیکوں سے اور برے لوگ بروں سے محبت کرتے ہیں اور ان کی جانب مائل ہوتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۳۱ 'مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۷۸۸۰ ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيَ الْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ میرے جلال وعظمت کی خاطر محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا' آج میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔ (مسلم)

۷۸۸۱ ـ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ رَوَاهُ مَالِكٌ .

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری خاطر باہم محبت کرنے والوں' میری محبت میں مجلسیں قائم کرتے والوں' میری خوشنودی کے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والوں اور میری رضا کے لیے خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہے۔ (مالک)

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ يَّغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ .

ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری جلالتِ شان کی خاطر باہمی محبت کرنے والوں کے لیے (روزِ قیامت) نورانی منبر ہوں گے' جن کی انبیاء وشہداء تحسین کریں گے۔

۷۸۸۲- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَعَمَدًا مِّنْ يَاقُوْتَةٍ عَلَيْهَا غُرَفٌ مِّنْ زَبَرْجَدٍ لَهَا اَبْوَابٌ مُّفَتَّحَةٌ تُضِیْءُ كَمَا يُضِیْءُ الْكَوْكَبُ الدُّرِّیُّ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ يَّسْكُنُهَا قَالَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰهِ وَالْمُتَجَالِسُوْنَ فِی اللّٰهِ وَالْمُتَلَاقُوْنَ فِی اللّٰهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ آپ نے فرمایا: یقیناً جنت میں یاقوتی ستون ہیں' جن پر زبرجد کے بالا خانے ہیں' جن کے دروازے (آنے والوں کے انتظار میں) کشادہ ہیں' وہ روشن ستاروں کی طرح درخشاں ہیں' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان میں کون لوگ ٹھہریں گے؟ فرمایا: اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے' اللہ کی محبت میں مجالس قائم کرنے والے' اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۸۳- وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَاُنَاسًا مَّا هُمْ بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ عَلٰى غَيْرِ اَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا اَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا فَوَ اللّٰهِ اِنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ وَّاِنَّهُمْ لَعَلٰى نُوْرٍ لَّا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝﴾ (یونس:٦٢) رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ مَعَ زَوَائِدَ وَكَذَا فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے لوگ ہیں' جو انبیاء و شہداء تو نہیں لیکن اللہ کے ہاں ان کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے قیامت کے روز انبیاء و شہداء ان کی تحسین کریں گے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں آگاہ فرمایئے وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے قرآن کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں' ان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں' نہ ہی آپس میں کوئی مالی معاملات ہیں' بہ خدا! ان کے چہرے عینِ نور ہوں گے اور یہ نور (کے منبروں) پر ہوں گے' جب لوگ خوف زدہ ہوں گے انہیں خوف نہیں ہوگا' جب لوگ غمگین ہوں گے انہیں غم نہیں ہوگا' پھر آپ نے آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے' نہ کوئی غم۝ (یونس:٦٢) (اسے امام بغوی نے شرح السنہ میں بروایتِ ابی مالک' مصابیح کے الفاظ سے کچھ اضافے کے ساتھ روایت کیا ہے اور اسی طرح شعب الایمان میں ہے)۔

۷۸۸٤- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ عَبْدَيْنِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاحِدٌ فِی الْمَشْرِقِ وَاٰخَرُ فِی الْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتَ تُحِبُّهٗ فِیَّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر باہمی محبت کرنے والے دو شخصوں میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہوا تو اللہ قیامت کے دن انہیں جمع فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا: یہ وہی ہے جس سے تو میری خاطر محبت کیا کرتا تھا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۸٥- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ ذَرٍّ يَا اَبَا ذَرٍّ اَیُّ عُرَى الْاِيْمَانِ اَوْثَقُ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوذر! ایمان کی کون سی گرہ زیادہ مضبوط ہے؟ عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں' فرمایا: اللہ کے لیے

قَالَ الْمَرْءُ الاَخُ فِی اللّٰہِ وَالْحُبُّ فِی اللّٰہِ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الاِیْمَانِ.

دوستی اور اللہ کے لیے محبت۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۸۶۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ قَائِلٌ الصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَقَالَ قَائِلٌ الْجِھَادُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَرَوٰی اَبُوْ دَاوٗدَ الْفَصْلَ الْاَخِیْرَ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ کسی نے نماز و زکوٰۃ کا ذکر کیا' کسی نے جہاد کا ذکر کیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے دشمنی کرنا ہے۔ (مسند احمد' ابوداؤد نے آخری حصہ روایت کیا ہے)۔

۷۸۸۷۔ وَعَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ اَنَّہٗ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی مِلَاکِ ھٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ تُصِیْبُ بِہٖ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ عَلَیْکَ بِمَجَالِسِ اَھْلِ الذِّکْرِ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّکْ لِسَانَکَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِکْرِ اللّٰہِ وَاَحِبَّ فِی اللّٰہِ وَاَبْغِضْ فِی اللّٰہِ یَا اَبَا رَزِیْنٍ ھَلْ شَعَرْتَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ زَائِرًا اَخَاہُ شَیَّعَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ کُلُّھُمْ یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ وَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّہٗ وَصَلَ فِیْکَ فَصِلْہُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُعْمِلَ جَسَدَکَ فِیْ ذٰلِکَ فَافْعَلْ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا بنیادی عمل نہ بتاؤں' جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکو' تم اہل ذکر کی مجالس کو لازم پکڑ لو' جب تم تنہائی میں ہو تو حتی الامکان اپنی زبان ذکر الٰہی میں مصروف رکھو' اللہ کے لیے محبت کرو اور اللہ کے لیے دشمنی کرو' اے ابورزین! کیا تمہیں معلوم ہے جب کوئی شخص گھر سے اپنے بھائی کی ملاقات کے لیے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اسے منزل تک پہنچانے کے لیے جاتے ہیں' وہ سب اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اے اللہ! اس بندے نے تیری خاطر تعلق قائم کیا ہے تو بھی اس سے تعلق قائم فرما' لہٰذا اگر تم اپنے جسم کو اس کام میں لگا سکتے ہو تو ایسا کرو۔

(بیہقی' شعب الایمان)

۷۸۸۸۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّہٗ فِیْ قَرْیَۃٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللّٰہُ لَہٗ عَلٰی مَدْرَجَتِہٖ مَلَکًا قَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ قَالَ اُرِیْدُ اَخًا لِّیْ فِیْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ قَالَ ھَلْ لَّکَ عَلَیْہِ مِنْ نِّعْمَۃٍ تَرُبُّھَا قَالَ لَا غَیْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُہٗ فِی اللّٰہِ قَالَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکَ بِاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَہٗ فِیْہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص دوسری بستی میں اپنے بھائی سے ملاقات کے لیے گیا' اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ کھڑا کر دیا' فرشتے نے پوچھا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: اس بستی میں اپنے ایک بھائی سے ملنے کا ارادہ ہے' فرشتے نے کہا: کیا تو نے اس پر کوئی احسان کیا ہے جسے حاصل کرنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! میں تو صرف رضائے الٰہی کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں' فرشتے نے کہا: میں تیرے پاس اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ جس طرح تو اس شخص سے محبت کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے۔ (مسلم)

۷۸۸۹۔ وَعَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَادَ الْمُسْلِمُ اَخَاہُ اَوْ زَارَہٗ قَالَ اللّٰہُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مسلمان اپنے بھائی کی عیادت کرے یا اس سے ملاقات کرے' تو اللہ تعالیٰ

تَعَالٰی طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

فرماتا ہے: تیری زندگی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا اچھا ہے اور تو نے جنت میں اپنا ٹھکانا بنالیا ہے۔ (ترمذی)

٧٨٩٠- وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اٰخَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيَسْأَلْهُ عَنِ اسْمِهٖ وَاسْمِ أَبِيْهِ وَمِمَّنْ هُوَ فَإِنَّهٗ أَوْصَلُ لِلْمَوَدَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت یزید بن نعامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی سے بھائی چارہ قائم کرے تو اس سے اس کا نام اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام دریافت کرلے کیونکہ اس سے دوستی مضبوط ہوتی ہے۔ (ترمذی)

٧٨٩١- وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهٗ يُحِبُّهٗ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے بتادے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

٧٨٩٢- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نَاسٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ عِنْدَهٗ إِنِّيْ لَأُحِبُّ هٰذَا لِلّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمْتَهٗ قَالَ لَا قَالَ قُمْ إِلَيْهِ فَأَعْلِمْهُ فَقَامَ إِلَيْهِ فَأَعْلَمَهٗ قَالَ أَحَبَّكَ الَّذِيْ أَحْبَبْتَنِيْ لَهٗ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ فَسَأَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ بِمَا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكَ مَا احْتَسَبْتَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا جب کہ آپ کی بارگاہ میں کچھ لوگ حاضر تھے حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: میں اس شخص سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اسے بتایا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا: جاؤ! اسے جا کر بتادو وہ شخص گیا اور اسے جا کر بتایا تو اس نے کہا: جس ذات کی خاطر تو نے میرے ساتھ محبت کی ہے' وہ ذات تیرے ساتھ محبت کرے پھر وہ شخص واپس آیا تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا' اس نے اس شخص کا جواب آپ کی بارگاہ میں عرض کردیا' آپ نے فرمایا: تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے تم نے محبت کی ہے اور تم نے جو اجر طلب کیا ہے وہ تمہیں حاصل ہوگا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ وَلَهٗ مَا اكْتَسَبَ.

اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا' جس سے اُس نے محبت کی ہے اور آدمی نے جو کچھ کمایا ہے' اسے وہی حاصل ہوگا۔

٧٨٩٣- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَّلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ ان جیسا نہیں' فرمایا: آدمی جس سے محبت کرتا ہے' اسی کے ساتھ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

٧٨٩٤- وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَيْلَكَ وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ فَمَا رَأَيْتُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ فرمایا: تجھ پر افسوس! تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا: میں نے صرف یہی تیاری کی ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں' آپ نے فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا' جس

الْمُسْلِمِيْنَ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرِحَهُمْ بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سے محبت کرتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اسلام لانے کے بعد میں نے مسلمانوں کو اس بشارت سے زیادہ کسی اور چیز پر خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

محبوب کی معیت کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ جس کی محبت جان، اہل اور مال کی محبت سے غالب ہوگی آدمی اسی کے ساتھ لاحق ہوگا اور اسی کے گروہ میں داخل ہوگا، اور محبت صادق کی علامت یہ ہے کہ آدمی دوسرے کی مراد پر محبوب کے حکم اور نہی کو ترجیح دے، اسی لیے رابعہ عدویہ نے کہا ہے:

تعصی الاله و انت تظهر حبه ۔ هذا لعمری فی القیاس بدیع

لو کان حبك صادقا لاطعته ۔ ان المحب لمن یحب مطیع

"تو معبود کی نافرمانی کرتا ہے اور پھر اس کی محبت کا اظہار کرتا ہے، میری زندگی کے رب کی قسم! یہ بات بڑی عجیب و غریب ہے، اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت کرتا، یقیناً محب محبوب کا مطیع ہوتا ہے"۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ میرے نزدیک میری جان، میرے اہل اور میری اولاد سے زیادہ محبوب ہیں، میں جب گھر میں ہوتا ہوں تو مجھے آپ کی یاد آتی ہے اور میں صبر نہیں کر سکتا حتیٰ کہ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو جاتا ہوں، مجھے جب اپنی وفات اور آپ کے وصال کا خیال آتا ہے، تو میں جانتا ہوں کہ آپ جنت میں داخل ہو کر انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام پر فائز ہوں گے اور اگر میں جنت میں داخل ہو گیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ میں آپ کا دیدار نہیں کر سکوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء:٦٩)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں ۝

اس سے واضح ہوا کہ یہاں معیت سے خاص معیت مراد ہے کہ جنت میں محب اور محبوب کے درمیان ملاقات ہوگی، یہ مراد نہیں کہ وہ دونوں ایک درجہ میں ہوں گے کیونکہ یہ بات تو واضح طور پر باطل ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۰۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

۷۸۹۵۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس شخص سے دوستی کر رہا ہے (امام احمد، ترمذی، ابو داؤد، بیہقی، شعب الایمان، امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور امام نووی کا بیان ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہیں)۔

النَّوَوِیُّ اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ .

٧٨٩٦- وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَّلَا یَاْکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم صرف مؤمن کی صحبت اختیار کرو اور تمہارا کھانا صرف پرہیزگار آدمی کھائے۔ (ترمذی ابوداؤد دارمی)

٧٨٩٧- وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْٓءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَکَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْہُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا طَیِّبَۃً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا خَبِیْثَۃً مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نیک ہم نشیں اور بُرے ہم نشیں کی مثال کستوری والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے' کستوری والا یا تو کستوری تمہیں مفت ہی دے دے گا یا تم اس سے خرید لو گے' یا تمہیں اس سے پاکیزہ ہوا کا جھونکا آئے گا اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تمہیں اس سے بدبودار ہوا کا جھونکا آئے گا۔ (بخاری ومسلم)

٧٨٩٨- وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّھَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ خِیَارُکُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں سب سے بہترین کون ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ (ابن ماجہ)

٧٨٩٩- وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ قَالَ فَیُحِبُّہٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْہُ قَالَ فَیُبْغِضُہٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَھْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْہُ قَالَ فَیُبْغِضُوْنَہٗ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْبَغْضَآءُ فِی الْاَرْضِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو تو جبریل امین علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' پھر جبریل آسمانوں میں نداء کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے' تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' پھر اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ناپسند فرماتا ہے تو جبریل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے کو ناپسند کرتا ہوں' تم بھی اسے ناپسند رکھو تو جبریل علیہ السلام اسے ناپسند کرنے لگتے ہیں' پھر آسمان والوں میں نداء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے کو ناپسند فرماتا ہے تم بھی اسے ناپسند رکھو تو آسمان والے اسے ناپسند کرنے لگتے ہیں' پھر اس کے لیے زمین میں ناپسندیدگی رکھ دی جاتی ہے۔ (مسلم)

بَابُ مَا یُنْھٰی عَنْہُ مِنَ التَّھَاجُرِ

ترکِ تعلق' قطع رحمی اور عیب تلاش

وَالتَّقَاطُعِ وَاتِّبَاعِ الْعَوْرَاتِ کرنے سے ممانعت

۷۹۰۰ - عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ هٰذَا وَیُعْرِضُ هٰذَا وَخَیْرُهُمَا الَّذِیْ یَبْدَاُ بِالسَّلَامِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق ترک کرے' اس طرح کہ دونوں ملیں اور یہ اُس سے چہرہ پھیر رہا ہو اور وہ اِس سے چہرہ پھیر رہا ہو' دونوں میں سے بہترین وہ ہے جو سلام کرنے میں ابتداء کرے۔ (بخاری' مسلم)

تین دن سے زائد ترکِ تعلق کی ممانعت

اس حدیث میں تین دن سے زائد ترکِ تعلق سے منع فرمایا گیا ہے۔ چونکہ فطری طور پر انسان کی طبیعت میں غصہ داخل ہے اور عموماً تین دن تک غصہ میں کمی واقع ہو جاتی ہے یا غصہ زائل ہو جاتا ہے' اس لیے معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی فطرت کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے تین دن سے زائد ترکِ تعلق سے منع فرمایا۔

علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

تین دن تک یا اس سے کم مدت تک ترکِ تعلق کو اس لیے جائز قرار دیا کہ غضب انسانی فطرت میں داخل ہے' لہٰذا اتنی مدت تک گنجائش دی تا کہ اس مدت میں غصہ زائل ہو جائے۔ ائمہ حدیث میں سے علامہ اکمل الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ مسلمان بھائی سے تین دن سے زائد ترکِ تعلق حرام ہے' اور تین دن تک ترکِ تعلق کا جواز اس حدیث کے مفہومِ مخالف سے ثابت ہے' لہٰذا شوافع وغیرہ جو حضرات مفہوم کو حجت مانتے ہیں' وہ اسے مباح کہہ سکتے ہیں' اور جن کے نزدیک مفہومِ مخالف حجت نہیں وہ اسے مباح نہیں کہہ سکتے۔ علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ مسلمان کے لیے تین دن تک اپنے بھائی پر غضب کرنا جائز ہے' اس سے زیادہ جائز نہیں لیکن اگر ترکِ تعلق حقوق اللہ کی بناء پر ہو تو جائز ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۶۷' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

دینی اغراض کے پیش نظر تین دن سے زائد ترکِ تعلق کا جواز

شیخ محقق' شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے وہ ترکِ تعلق مراد ہے جو اخوت و صحبت کے حقوق میں کوتاہی کے باعث ہو جس طرح غیبت وغیرہ سے دل میں رنجش پیدا ہو جاتی ہے' البتہ دینی و ملی معاملات میں کوتاہی کی بناء پر اہل ہوا و بدعت سے دائمی ترکِ تعلق چاہیے۔ جب تک وہ توبہ نہ کریں اور حق کی طرف رجوع نہ کرلیں' ان سے تعلق منقطع کرنا چاہیے۔ حاشیہ موطأ میں امام سیوطی رحمہ اللہ نے ابن عبدالبر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی کے ساتھ گفتگو کرنے اور تعلق قائم کرنے سے آدمی کو اندیشہ ہے کہ اسے دینی یا دنیاوی نقصان ہوگا تو احسن طریقہ سے اس شخص سے تعلق منقطع کر سکتا ہے' یعنی اس کی غیبت اور عیب جوئی وغیرہ میں نہ پڑے اور اس کے ساتھ کینہ وعداوت نہ رکھے' اور احیاء العلوم میں صحابہ اور ان کے علاوہ سلف کے متعلق منقول ہے کہ بعض نے ایک دوسرے سے عمر بھر تعلق منقطع رکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین صحابہ کرام کے غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے کے باعث پچاس دن تک ترکِ تعلق فرمایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان تینوں حضرات کی بیویوں کو بھی ان سے تعلق منقطع کرنے کا حکم دیا' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک اپنی ازواج مطہرات سے تعلق منقطع رکھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک مدت تک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے تعلق منقطع رکھا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حارث محاسبی کی صحبت ترک کر دی کیونکہ اس نے علمِ کلام میں ایک کتاب تصنیف کی تھی۔ البتہ اس طرح کے ترکِ تعلق میں نیت مخلص ہونی چاہیے' نفسانی غرض پیش نظر نہ ہو۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۴۰' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷۹۰۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُوْنُ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثَةٍ فَاِذَا لَقِيَهٗ سَلَّمَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِاِثْمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ تعلق ترک کرے، جب اس سے ملے تو اسے تین مرتبہ سلام کہے اگر ہر مرتبہ اس نے جواب نہ دیا تو وہ اس کا گناہ لے کر لوٹے گا۔ (ابوداؤد)

۷۹۰۲۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلَاثٌ فَلْيَلْقَهٗ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدْ اِشْتَرَكَا فِي الْاَجْرِ وَاِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْاِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْهِجْرَةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مؤمن کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مؤمن کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے اگر تین دن گزر گئے تو اس سے ملے اور اسے سلام کہے اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں ثواب میں شریک ہو گئے اور اگر اس نے جواب نہ دیا تو وہ گناہ لے کر لوٹا اور سلام کرنے والا ترک تعلق کے گناہ سے نکل گیا۔ (ابوداؤد)

۷۹۰۳۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق ترک کرے پس جس شخص نے تین دن سے زیادہ تعلق منقطع رکھا اور مر گیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ (مسند احمد، ابوداؤد)

۷۹۰۴۔ وَعَنْ اَبِيْ خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوخراش سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھا تو یہ اس کے خون بہانے کی طرح ہے۔ (ابوداؤد)

۷۹۰۵۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر اس شخص کی مغفرت کر دی جاتی ہے، جو کسی کو اللہ کا شریک نہ کرے، صرف اس شخص کی مغفرت نہیں ہوتی جو اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہو، (فرشتوں سے) کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو حتیٰ کہ یہ دونوں آپس میں صلح کر لیں۔ (مسلم)

۷۹۰۶۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَّرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ہفتہ میں دو مرتبہ لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، پیر اور جمعرات کے روز اور اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھنے والے شخص کے علاوہ ہر مؤمن بندے کو بخش دیا جاتا ہے اور (فرشتوں سے) کہا جاتا ہے کہ انہیں چھوڑے رکھو حتیٰ

فَيُقَالُ اتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کہ یہ آپس میں صلح کریں۔ (مسلم)

۷۹۰۷- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِعْتَلَّ بَعِيْرٌ لِصَفِيَّةَ وَعِنْدَ زَيْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْنَبَ اَعْطِيْهَا بَعِيْرًا فَقَالَتْ اَنَا اُعْطِيْ تِلْكَ الْيَهُوْدِيَّةَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَهَا ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ضرورت سے زائد اونٹ موجود تھا' رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ صفیہ کو یہ اونٹ دے دو' حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا میں اس یہودیہ کو اونٹ دے دوں؟ رسول اللہ ﷺ غضب ناک ہو گئے اور آپ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ذوالحج' محرم اور صفر کا کچھ حصہ چھوڑے رکھا۔ (ابوداؤد)

۷۹۰۸- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَفِيْ رِوَايَةٍ وَلَا تَنَافَسُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو' کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے' عیب تلاش نہ کرو' کسی کی خفیہ باتیں مت سنو' ایک دوسرے پر برتری کی ہوس میں مبتلا نہ ہو جاؤ' حسد نہ کرو' آپس میں بغض نہ رکھو' ایک دوسرے سے اعراض نہ کرو' اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ! اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا کی طرف رغبت نہ کرو۔ (بخاری و مسلم)

۷۹۰۹- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن ظن بہترین عبادت ہے۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

۷۹۱۰- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَّسْرِقُ فَقَالَ لَهٗ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ سَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيْسٰى اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ نَفْسِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک آدمی کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا: تو نے چوری کی ہے' اس آدمی نے کہا: ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنے نفس کی تکذیب کی۔ (مسلم)

۷۹۱۱- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَّفِيْعٍ يَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّتَّبِعْ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ يَّتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رَحْلِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور بلند آواز سے نداء کی: اے وہ لوگو! جو اپنی زبانوں سے اسلام لائے حالانکہ ایمان ان کے دل تک نہیں پہنچا' تم مسلمانوں کو ایذاء نہ پہنچاؤ اور انہیں عار نہ دلاؤ اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ لگو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب کے پیچھے لگے گا' اللہ اس کے عیب ظاہر فرما دے گا' اللہ جس کے عیب ظاہر فرمائے گا' اسے رسوا کر دے گا' اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر چھپا ہوا ہو۔ (ترمذی)

عیب جوئی کی ممانعت

اس حدیث میں ہے کہ تم مسلمانوں کو ایذاء نہ پہنچاؤ اور انہیں عار نہ دلاؤ اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ○

بے شک وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بُری بات پھیلے ان کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے○

(النور:۱۹)

امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا کہ تجسس اور عیب جوئی کا ثمرہ ونتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان کے متعلق بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے اور دل گمان پر قناعت نہیں کرتا بلکہ اس کی تحقیق کرنا چاہتا ہے۔ انجام کار مسلمان کی پردہ دری ہوتی ہے اور پردے کی حد یہ ہے کہ آدمی اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اور گھر کی دیواروں کے پردہ میں رہے لہٰذا آواز سننے کے لیے گھر کی جانب کان لگانا جائز نہیں اور نہ ہی گناہ کا کام دیکھنے کے لیے گھر میں داخل ہونا جائز ہے البتہ اگر وہ کام اس طرح ظاہر ہوں کہ گھر سے باہر والا آدمی انہیں پہچان رہا ہو جس طرح مزامیر کی آواز اور نشے والے آدمی کی آواز باہر سے سنائی دیتی ہے تو انہیں سننے والے پر گناہ نہیں۔ اگر کسی نے شراب کے برتن اور آلات مزامیر وغیرہ آستین کے نیچے چھپا لیے تو دیکھنے والے کے لیے کپڑا اٹھانا جائز نہیں۔ اسی طرح شراب کی بو کا پتا لگانے کے لیے کسی کا منہ سونگھنا بھی جائز نہیں اور پڑوسیوں سے کسی کے گھر کے اندرونی حالات کے متعلق استفسار کرنا بھی جائز نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۲۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۷۹۱۲۔ وَعَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَبَّ اِلَیْکُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمْ اَلْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ ھِیَ الْحَالِقَۃُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ.

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اندر پہلی امتوں والی بیماری حسد اور بغض سرایت کر گئی ہے یہ مونڈ دینے والی ہے میں یہ نہیں کہتا کہ بال مونڈ دیتی ہے بلکہ یہ تو دین مونڈ دیتی ہے۔

(مسند احمد، ترمذی)

۷۹۱۳۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

گناہوں کی بناء پر نیکیوں کا ضائع ہونا

اس حدیث میں ہے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے۔ اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اور معتزلہ کا یہی نظریہ ہے جب کہ اہل سنت وجماعت کا نظریہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے نیکیاں ضائع نہیں ہوتیں بلکہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں جس طرح کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّـَٔاتِ'' (ہود:۱۱۴) بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ معتزلہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ گناہوں کی وجہ سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حسد حاسد کی نیکیوں کو ضائع اور ختم کر دیتا ہے کہ وہ حاسد کو اس کام پر برانگیختہ کرتا ہے کہ وہ محسود کا مال ضائع کرے' اس کی ہتکِ عزت کرے اور اسے قتل کرے اور ان افعال کا تقاضا یہ ہے کہ مظلوم کے حق کی ادائیگی میں اس کی ساری نیکیاں صرف ہو جائیں' جس طرح صحاح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً میری امت میں مفلس شخص وہ ہے جو روزِ قیامت نماز' زکوٰۃ' روزہ اور قیام لے کر آئے گا جب کہ اس نے ایک شخص کو گالی دی ہوگی' ایک شخص پر تہمت لگائی ہوگی' ایک شخص کا مال کھایا ہوگا' ایک شخص کو قتل کیا ہوگا' ایک شخص کو مارا ہوگا' اس کی کچھ نیکیاں اس آدمی کو دے دی جائیں گی' کچھ نیکیاں اس آدمی کو دے دی جائیں گی' اگر حقوق کی ادائیگی سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں' تو حق داروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے' پھر اس آدمی کو گناہوں کی وجہ سے نیکیاں ختم ہو جانے کی بناء پر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اگر گناہوں کی بناء پر پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو ان کبائر کے مرتکب کی کوئی نیکی باقی نہ رہیِ؛ جس نیکی سے اس شخص کے فریق کا حق پورا کیا جاتا' اور دوسرا جواب یہ ہے کہ آدمی کی استعداد اور دینی صلاح کے اعتبار سے اس کی نیکیاں دوگنی کی جاتی ہیں' اور جب کوئی آدمی خطا کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی جو نیکیاں دوگنی ہونا تھیں' ان میں کمی کر دی جاتی ہے مثلاً فرض کریں کہ ایک ظالم آدمی نے نیکی کی اور اسے دس نیکیوں کا ثواب دیا گیا' اگر وہ ظلم نہ کرتا تو اسے اس سے دوگنا ثواب ملتا (یعنی بیس نیکیوں کا ثواب ملتا) تو گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے تضعیف میں کمی کر دی گئی (یعنی اسے دوگنا ثواب نہیں دیا گیا) اور اعمال کے ضائع ہونے سے یہی مراد ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۷۲۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۱٤۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا وَّكَادَ الْحَسَدُ اَنْ يَّغْلِبَ الْقَدْرَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ فقر کفر تک پہنچا دے اور قریب ہے کہ حسد تقدیر پر غالب آ جائے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

فقر' کفر تک کیسے پہنچاتا ہے؟

اس حدیث میں ہے: قریب ہے کہ فقر' کفر تک پہنچا دے۔ اس کی تشریح میں ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قلبی فقر' کفر کا سبب بن جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر بیٹھتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی نہیں ہوتا یا غیر اللہ سے شکوہ و شکایت شروع کر دیتا ہے یا جس وقت وہ دیکھتا ہے کہ کفار عام طور پر مال دار اور دولت مند ہیں اور اکثر مسلمان فقراء ہیں اور تکالیف میں مبتلا ہیں' جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے: دنیا مؤمن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ اس صورتِ حال کو دیکھ کر فقر میں مبتلا شخص کفر کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تسلی کے لیے فرمایا:

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

اے مخاطب! تجھے کافروں کا ملکوں میں چلنا پھرنا دھوکے میں نہ ڈال دے' یہ تھوڑا سا سامان ہے' پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ کتنا برا بچھونا ہے ۝ لیکن وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے' یہ اللہ کی طرف سے مہمانی

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِO (آل عمران:۱۹۸)

ہوگی اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ نیکوں کے لیے بہت بہتر ہےO

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۰۲ "مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۷۹۱۵۔ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ قَالَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو درجہ اور ثواب کے لحاظ سے روزہ صدقہ اور نماز سے افضل ہے؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں! ضرور ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا: آپس میں صلح کرانا اور باہمی تعلقات خراب کرنا تو مونڈ دینے والا ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی نے اسے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح ہے)

۷۹۱۶۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَسُوْءَ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باہمی فساد سے بچو کیونکہ یہ تو مونڈ دینے والا ہے۔ (ترمذی)

۷۹۱۷۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَرْبَى الرِّبَا الْاِسْتِطَالَةُ فِيْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کی بدترین قسم یہ ہے کہ آدمی مسلمان کی عزت کے متعلق ناحق زبان درازی کرے۔ (ابوداؤد' بیہقی' شعب الایمان)

۷۹۱۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَرَجَ بِيْ رَبِّيْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِّنْ نُّحَاسٍ يَّخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ اَعْرَاضِهِمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میرے رب نے مجھے معراج عطا فرمایا تو میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے تانبے کے ناخن تھے' جن سے وہ اپنے چہرے اور سینے کو نوچ رہے تھے' میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں' جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبرو ریزی کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

۷۹۱۹۔ وَعَنْ اَبِیْ صِرْمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو صرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی (مؤمن) کو نقصان پہنچایا' اللہ اسے نقصان پہنچائے گا اور جس نے کسی (مؤمن) کی مخالفت کی' اللہ اس سے مخالفت فرمائے گا۔ (ابن ماجہ' ترمذی)

۷۹۲۰۔ وَعَنْ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَّنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا اَوْ مَكَرَ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ملعون ہے' جس نے کسی مؤمن کو نقصان پہنچایا' یا اسے فریب دیا۔ (ترمذی)

۷۹۲۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اعْتَذَرَ اِلٰى اَخِيْهِ فَلَمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی سے معذرت کی اور اس نے معذرت تسلیم نہ کی یا اس

يَعْذِرْهُ أَوْ لَمْ يَقْبَلْ عُذْرَهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ خَطِيْئَةِ صَاحِبِ مَكْسٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَقَالَ الْمَكَّاسُ الْعَشَّارُ.

کا عذر قبول نہ کیا تو اس شخص پر ٹیکس لگانے والے شخص کے برابر گناہ ہوگا۔ (اسے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا اور کہا: "مکاس" کا معنی ہے: عشر لینے والا)۔

٧٩٢٢ - وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ أُكْلَةً فَإِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ كُسِيَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يَكْسُوْهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَّقَامَ سُمْعَةٍ وَّرِيَاءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْمُ لَهُ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَّرِيَاءٍ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت مستورد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان شخص کی غیبت کر کے ایک لقمہ بھی کھایا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی جیسا لقمہ کھلائے گا' اور جس شخص نے کسی مسلمان شخص کی غیبت کے عوض کوئی کپڑا پہنا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی جیسا کپڑا پہنائے گا' اور جو آدمی کسی (صاحب جاہ) شخص کی وجہ سے شہرت اور دکھلاوے کے مقام پر کھڑا ہوا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے شہرت اور ناموری کے مقام پر لا کھڑا کرے گا۔

(ابوداؤد)

٧٩٢٣ - وَعَنْ أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ أَبِيْ مُعَيْطٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَّيَنْمِيْ خَيْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَتْ وَلَمْ أَسْمَعْهُ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِّمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ كَذِبٌ إِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ الْحَرْبُ وَالْإِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَحَدِيْثُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا.

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کروائے اور اچھی بات کہے اور اچھی بات آگے پہنچائے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم میں اتنا اضافہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جن باتوں کو لوگ جھوٹ قرار دیتے ہیں' ان میں سے تین باتوں کے سوا میں نے نبی کریم ﷺ کو کسی بات کی رخصت دیتے ہوئے نہیں سنا: (۱) جنگ (۲) لوگوں کے درمیان صلح کرانا (۳) مرد کا اپنی بیوی اور بیوی کا اپنے خاوند سے کوئی بات کرنا)

٧٩٢٤ - وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ كَذِبُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت اسماء بنت زید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صرف تین جھوٹ جائز ہیں: (۱) آدمی کا اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لیے جھوٹ (۲) حالت جنگ میں جھوٹ (۳) لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ۔ (مسند احمد' ترمذی)

بَابُ الْحَذَرِ وَالتَّأَنِّيْ فِي الْأُمُوْرِ

امور میں احتیاط اور غور و فکر

٧٩٢٥ - عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ (بخاری و مسلم)

٧٩٢٦ - وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَلِيْمَ إِلَّا ذُوْ عَثْرَةٍ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کامل بردبار وہی ہے' جس سے لغزش ہوئی ہے اور کامل حکیم تجربہ کار شخص ہی

وَلَا حَکِیْمَ اِلَّا ذُوْتَجْرِبَۃٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

ہے۔(مسند احمد' ترمذی)

۷۹۲۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَیْسِ اِنَّ فِیْكَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاۃُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عبدالقیس کے رئیس اشج سے فرمایا: تم میں ایسی دو خصلتیں موجود ہیں جو اللہ کو پسند ہیں: (۱) بردباری (۲) وقار۔(مسلم)

۷۹۲۸۔ وَعَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاَنَاۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْعَجَلَۃُ مِنَ الشَّیْطٰنِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اطمینان وسکون سے کام کرنا اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی' شیطان کی طرف سے ہے۔(ترمذی)

۷۹۲۹۔ وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ الْاَعْمَشُ لَا اَعْلَمُہٗ اِلَّا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ التُّؤَدَۃُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ خَیْرٌ اِلَّا فِیْ عَمَلِ الْاٰخِرَۃِ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

حضرت مصعب بن سعد اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ اعمش نے کہا: میں حضرت سعد کے اس قول کو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہی منقول جانتا ہوں' آپ نے فرمایا: آخرت کے کام کے سوا ہر کام میں اطمینان وسکون بہتر ہے۔(ابوداؤد)

۷۹۳۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَرْجَسَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلسَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَۃُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِّنْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: پسندیدہ طریقہ اور اُمور میں سکون واطمینان اور میانہ روی' نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔(ترمذی)

۷۹۳۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْھَدْیَ الصَّالِحَ وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ وَالْاِقْتِصَادَ جُزْءٌ مِّنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ مِنَ النُّبُوَّۃِ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اچھی سیرت' پسندیدہ طریقہ اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے۔(ابوداؤد)

میانہ روی وغیرہ نبوت کا چوبیسواں یا پچیسواں حصہ کیسے ہیں؟

ان احادیث میں میانہ روی وغیرہ کو نبوت کا چوبیسواں یا پچیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ اُمور انبیاء کرام علیہم السلام کی عادات میں سے ہیں' اور ان کے فضائل کے اجزاء میں سے ایک جز ہیں' لہٰذا ان امور میں انبیاء کرام علیہم السلام کی اقتداء کرو اور ان امور کو اختیار کرنے میں انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی کرو۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ نبوت متجزی ہوتی ہے اور نہ ہی یہ مراد ہے کہ جس میں یہ خصال جمع ہوں تو وہ نبی بن جائے گا کیونکہ نبوت تو غیر کسبی ہے اور وہ تو محض اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہوتی ہے' اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کرامت کے ساتھ خاص فرمادے' اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے۔ حدیث کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ یہ وہ عادات ہیں جنہیں انبیاء کرام علیہم السلام لے کر تشریف لائے اور انبیاء کرام نے ان اُمور کی دعوت دی' اور ایک قول یہ ہے کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس نے ان عادات وخصائل کو اپنے اندر جمع کر لیا' لوگ اس کے ساتھ عزت وتوقیر سے پیش آئیں گے' اور اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح اس شخص کو تقویٰ کے لباس سے آراستہ فرمائے گا تو گویا یہ نبوت کا جزء ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۱۳۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۳۲۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ وَالتَّوَدُّدُ اِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَحُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

خرچ میں میانہ روی نصف معیشت ہے اور لوگوں سے محبت نصف عقل ہے اور حسنِ سوال نصف علم ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

حسنِ سوال نصف علم ہے

اس حدیث میں حسنِ سوال کو نصف علم قرار دیا گیا ہے' اس میں اشکال ہے کہ سوال تو وہ کرتا ہے' جسے علم نہ ہو' پھر حسنِ سوال نصف علم کیسے ہوگیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حسنِ سوال کا مفہوم یہ ہے کہ سوال اس طریقہ سے کیا جائے جیسے سوال کرنے کا حق ہے اور اسی چیز کے متعلق سوال کیا جائے جس کے متعلق سوال کرنا مناسب ہے' اور یہ بات صاحبِ فہم وفراست شخص میں ہی پائی جاسکتی ہے' لہٰذا حسنِ سوال نصف علم ہے' نیز سوال ذریعۂ تعلیم ہے کہ سوال کرنے والے کو جب سوال کا صحیح جواب مل جائے گا تو اس کے علم میں اضافہ ہوگا' لہٰذا حسنِ سوال کو نصف علم قرار دیا گیا۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

حسنِ سوال نصف علم ہے کیونکہ سمجھ دار سائل اہم چیز کے متعلق ہی سوال کرے گا اور اس کے لیے ضروری ہے کہ سوال کرنے والا صاحبِ علم ہو اور مسئولات کی اقسام کے درمیان امتیاز کر سکے کہ کس چیز کے متعلق سوال کرنا چاہیے اور کس چیز کے متعلق سوال نہیں کرنا چاہیے اور سوال کرنے والا جب جواب کے ذریعہ اپنا مطلوب حاصل کرلے گا تو اس کا علم مکمل ہو جائے گا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم سوال اور دوسری قسم جواب اور حسنِ سوال سے مراد یہ ہے کہ تمام احتمالات اور شقوں کو ذکر کیا جائے اور تحقیق کے ساتھ سوال کیا جائے تاکہ شافی جواب مل سکے' اور اس طرح کا سوال علم کی قسم ہے' لہٰذا اب یہ سوال نہیں ہوسکتا کہ سوال تو جہالت اور تردد کی وجہ سے ہوتا ہے' علم کی وجہ سے نہیں' لہٰذا سوال کو علم اور نصفِ علم کیسے کہا جاسکتا ہے؟

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۵۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۷۹۳۳- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ قُمْ فَقَامَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اقْعُدْ فَقَعَدَ ثُمَّ قَالَ لَهُ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ وَلَا اَفْضَلُ مِنْكَ وَلَا اَحْسَنُ مِنْكَ بِكَ اٰخُذُ وَّبِكَ اُعْطِيْ وَبِكَ اُعْرَفُ وَبِكَ اُعَاتِبُ وَبِكَ الثَّوَابُ وَعَلَيْكَ الْعِقَابُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا فرمایا تو اسے فرمایا: کھڑی ہو' وہ کھڑی ہوگئی' پھر فرمایا: پیچھے ہٹ جا' وہ پیچھے ہٹ گئی' پھر فرمایا: آگے آ' وہ آگے آ گئی' پھر فرمایا: بیٹھ جا' وہ بیٹھ گئی' پھر اسے فرمایا کہ میں نے تجھ سے بہتر' تجھ سے افضل اور تجھ سے زیادہ حسین کوئی مخلوق پیدا نہیں فرمائی' تیری وجہ سے ہی میں مواخذہ فرماؤں گا' تیری وجہ سے ہی میں عطا فرماؤں گا' تیری وجہ سے ہی میری معرفت حاصل ہوگی' تیری وجہ سے ہی میں عتاب فرماؤں گا' تیری وجہ سے ہی ثواب ہے اور تجھ پر ہی عذاب کا دارومدار ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۹۳۴- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُوْنُ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حَتّٰى ذَكَرَ سِهَامَ الْخَيْرِ كُلَّهَا وَمَا يُجْزٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا بِقَدْرِ عَقْلِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج اور عمرہ ادا کرنے والوں میں سے ہوتا ہے' حتیٰ کہ آپ نے نیکی کی تمام اقسام کا ذکر فرمایا' (اور فرمایا کہ) اسے قیامت کے روز اس کی عقل کے مطابق ہی بدلہ دیا جائے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

الْاِیْمَانِ.

۷۹۳۵۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ذَرٍّ لَا عَقْلَ کَالتَّدْبِیْرِ وَلَا وَرَعَ کَالْکَفِّ وَلَا حَسَبَ کَحُسْنِ الْخُلُقِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے ابوذر! تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں اور (مسلمانوں کی ایذاء رسانی اور لایعنی باتوں سے ہاتھ اور زبان کو) روک لینے جیسا کوئی تقویٰ نہیں اور حسن اخلاق جیسی کوئی شرافت اور بزرگی نہیں۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

۷۹۳۶۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ فَقَالَ خُذِ الْاَمْرَ بِالتَّدْبِیْرِ فَاِنْ رَاَیْتَ فِیْ عَاقِبَتِہٖ خَیْرًا فَامْضِہٖ وَاِنْ خِفْتَ غَیًّا فَاَمْسِكْ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: مجھے وصیت فرمائیں' آپ نے فرمایا: کام غور وفکر سے شروع کرو' اگر اس کے انجام میں بھلائی نظر آئے تو اسے کر گزرو اور اگر اس میں گمراہی کا خوف ہو تو اس سے رُک جاؤ۔ (شرح السنہ)

۷۹۳۷۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِی الْھَیْثَمِ ابْنِ التَّیِّھَانِ ھَلْ لَكَ خَادِمٌ قَالَ لَا فَقَالَ فَاِذَا اَتَانَا سَبْیٌ فَاْتِنَا فَاُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِرَاْسَیْنِ فَاَتَاہُ اَبُو الْھَیْثَمِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِخْتَرْ مِنْھُمَا فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اِخْتَرْ لِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ خُذْ ھٰذَا فَاِنِّیْ رَاَیْتُہٗ یُصَلِّیْ وَاسْتَوْصِ بِہٖ مَعْرُوْفًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالہیثم بن تیہان سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی خادم ہے' عرض کیا: نہیں! فرمایا: جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو تم حاضر ہونا' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخص لائے گئے تو ابوالہیثم حاضر خدمت ہوئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں میں سے ایک کو منتخب کرلو' انہوں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! آپ ہی میرے لیے انتخاب فرمائیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے' یہ غلام لے لو کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے' اور اس کے حق میں نیکی کی وصیت قبول کرو۔ (ترمذی)

۷۹۳۸۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِیْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَھِیَ اَمَانَۃٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص بات کر کے دوسری جانب متوجہ ہو جائے تو یہ بات امانت ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

۷۹۳۹۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَۃِ اِلَّا ثَلَاثَۃَ مَجَالِسَ سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ اَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ اَوْ اِقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَیْرِ حَقٍّ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجلسیں امانت ہیں سوائے تین مجلسوں کے' حرام خون بہانے کی مجلس' حرام شرم گاہ کی مجلس اور ناحق مال حاصل کرنے کی مجلس۔ (ابوداؤد)

بَابُ الرِّفْقِ وَالْحَیَاءِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ

نرمی' حیاء اور حسن خلق کا بیان

رفق' حیاء اور حسنِ خلق کی تحقیق

''رفق'' ''نرمی'' ''عنف'' ''سختی'' کی ضد ہے اور اس کا معنی ہے: دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور نرمی سے پیش آنا اور کام کو احسن اور آسان طریقے سے بجالانا رفق ہے اور حیاء کے متعلق حکماء کا قول ہے کہ ملامت کے خوف سے انسان پر تغیر اور انکسار کی جو حالت

طاری ہوتی ہے' وہ حیاء ہے' اور حضرت جنید نے فرمایا: نعمتوں کو ملاحظہ کرنے اور نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں کوتاہی کرنے سے جو حالت پیدا ہوتی ہے' وہ حیاء ہے اور حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: اپنے رب کے ساتھ تیری جانب سے جو معاملہ ہوا اس کی وحشت کے ساتھ دل میں ہیبت کا پایا جانا حیاء ہے اور دقاق نے کہا: مولا کے سامنے دعویٰ ترک کر دینا حیاء ہے' اور حسنِ خلق یہ ہے کہ معاملات میں انصاف کیا جائے اور احکامات میں عدل و احسان کیا جائے اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ احکامِ شریعت' آدابِ طریقت اور احوالِ حقیقت جو کچھ بھی لے کر تشریف لائے' ان کی اتباع کرنا حسنِ خلق ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ جن کی شان میں ''اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍO'' (القلم:۴) وارد ہے' آپ کے خلق کے متعلق جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا تو انہوں نے جواب دیا: ''کان خلقہُ القرآن'' آپ کا خلق قرآن کریم ہے۔ یعنی قرآن کریم میں جس اچھی خصلت کا ذکر ہے' نبی کریم ﷺ اس خصلت کے ساتھ متصف ہیں اور جس خصلت کی قرآن پاک میں مذمت ہے' نبی کریم ﷺ اس سے کنارہ کش ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۳۴۷' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۴۹۴۰- عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُّحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِيْ عَلٰى مَا سِوَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کو نرمی پسند ہے اور اللہ تعالیٰ نرمی کی بناء پر وہ چیزیں عطا فرماتا ہے جو سختی کی بناء پر یا کسی اور بناء پر عطا نہیں فرماتا۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظِ رفیق کا اطلاق

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظ رفیق کا اطلاق کیا گیا ہے۔ خبر واحد سے اللہ تعالیٰ کے لیے جو اسماء ثابت ہیں' ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق جائز ہے یا نہیں' اس میں اختلاف ہے اور مختار قول یہی ہے کہ یہ اطلاق جائز ہے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

امام ابوالمعالی امام الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شریعت میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر جن اسماء وصفات کا اطلاق وارد ہے' ہم بھی ان کا اطلاق کریں گے اور جن اسماء وصفات کے اطلاق سے شریعت میں منع کیا گیا ہے ہم بھی ان سے منع کریں گے' اور جن کے متعلق نہ اجازت کا ذکر ہے نہ منع کیا گیا ہے' ہم ان کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ نہیں کریں گے' کیونکہ احکامِ شرع شرعی موارد سے حاصل کیے جاتے ہیں' اگر ہم نے ان کے متعلق تحریم یا تحلیل کا فیصلہ کر دیا تو ہم شریعت کے بغیر حکم ثابت کرنے والے ہو جائیں گے۔ جو اوصاف کمال وجلال اور مدح شریعت میں اللہ تعالیٰ کے لیے وارد نہیں ہیں اور نہ ہی ان سے منع کیا گیا ہے' ان اسماء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو موسوم کرنا جائز ہے یا نہیں' اس میں اہل سنت کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے اس کی اجازت دی ہے اور دوسرے حضرات نے منع کیا ہے۔ البتہ جن اسماء کا اطلاق کتاب اللہ کی نص قطعی یا حدیث متواتر یا اجماع سے ثابت ہو' ان کا اطلاق جائز ہے اور اگر خبر واحد سے ثابت ہو تو اس میں اختلاف ہے اور ایک گروہ نے اسے جائز قرار دیا اور انہوں نے کہا ہے کہ ان اسماء وصفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارنا اور حمد وثناء کرنا' یہ عمل کے باب سے ہے اور خبر واحد کے ساتھ عمل جائز ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ یہ جائز ہے کیونکہ یہ عمل پر مشتمل ہے نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ'' (الاعراف:۱۸۰) ''اللہ ہی کے لیے اچھے اسماء ہیں تو اللہ کو انہی ناموں سے پکارو''۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم جز ۲ ص ۲۷۵' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

نیز علامہ نووی لکھتے ہیں:

رفیق وغیرہ جو اسماء خبر واحد سے ثابت ہیں' صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے ساتھ موسوم کرنا جائز ہے۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم ج۲ ص ۱۶۲ ص ۳۶۲' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

لفظ "خدا" کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو موسوم کرنے کی تحقیق

اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفیہ ہیں اور شارع کی اجازت پر موقوف ہیں' اس بناء پر بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے لفظِ خدا کا اطلاق جائز نہیں' کیونکہ شریعت میں لفظ خدا کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے اطلاق ثابت نہیں' لیکن ان کا یہ نظریہ درست نہیں کیونکہ فارسی زبان میں لفظ خدا اللہ تعالیٰ کے لیے بطورِ علم استعمال ہوتا ہے اور مختلف زبانوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے جو اعلام وضع کیے گئے ہیں' اللہ تعالیٰ کی ذات پر ان کے اطلاق کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف صفات میں ہے' اسماء و اعلام میں نہیں' نیز آج تک علماء و اکابرینِ امت بلا انکار لفظ خدا کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق کرتے رہے ہیں اور جن اسماء کے اطلاق جائز ہونے پر اجماعِ امت ہو' ان کا استعمال بلا شبہ جائز ہے۔

علامہ عبد العزیز پر ہاروی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۳۹ھ لکھتے ہیں:

جان لو کہ اسمائے توقیفیہ کے مسئلہ میں علماء کا بہت اختلاف ہے' بعض محققین نے کہا کہ مختلف زبانوں میں اللہ تعالیٰ کے لیے جو اسماء وضع کیے گئے ہیں' جس طرح فارسی میں لفظ خدا اور ترکی لفظ تنکری ان اسماء کے ذاتِ باری تعالیٰ پر اطلاق کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں' البتہ وہ اسماء جو صفات و افعال سے ماخوذ ہیں' ان کے جواز میں اختلاف ہے۔ معتزلہ اور کرامیہ نے کہا ہے کہ جس معنی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا متصف ہونا عقلاً معلوم ہو' اس کا اطلاق جائز ہے' خواہ شریعت میں اس کی اجازت ثابت نہ ہو' اور ایک قوم نے کہا کہ جو الفاظ اسمائے شرعیہ کے ہم معنی ہیں' ان کا اطلاق جائز ہے' البتہ جو الفاظ کفار کی زبان کے ساتھ مخصوص ہوں' ان کا اطلاق جائز نہیں اور قاضی ابوبکر نے کہا ہے کہ جو لفظ ایسے معنی پر دلالت کرے' جو معنی اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے اور اس میں نقص کا وہم نہ ہو' اس کا اطلاق جائز ہے' اور دوسرے لوگوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ نقص کا وہم نہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں تعظیم والا معنی ہو اور امام الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں توقف فرمایا ہے اور امام غزالی رحمہ اللہ نے اس میں تفصیل بیان کی ہے کہ جو لفظ صفت پر دلالت کرے' وہ جائز ہے اور جو ذات پر دلالت کرے وہ جائز نہیں' اور امام اشعری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شارع کی طرف سے اذن ہونا ضروری ہے اور شرح مواقف میں ہے کہ یہی قول مختار ہے۔ (نبراس شرح شرح العقائد ص ۱۷۳' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۶۷ھ خیالی کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

مختلف لغات میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے جو اسماء وضع کیے گئے ہیں' ان کے اطلاق کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں' بلکہ اختلاف صرف ان اسماء میں ہے جو صفات و افعال سے ماخوذ ہیں۔ معتزلہ و کرامیہ کا مذہب ہے کہ جب کسی وجودی یا سلبی صفت (صفت وجودی وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے لیے کسی صفت کا ثبوت کا ذکر ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کا واجب' قدیم وغیرہ ہونا اور سلبی صفت وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے کسی صفت کی نفی کا ذکر ہو' مثلاً اللہ تعالیٰ کا جسم نہ ہونا' حادث نہ ہونا وغیرہ) کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا متصف ہونا عقل سے معلوم ہو تو جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایسے اسم کا اطلاق کیا جائے گا' جو اس صفت کے ساتھ موصوف پر دلالت کرے' چاہے شریعت میں اس کا ذکر ہو یا نہ ہو اور افعال میں بھی یہی حکم ہے اور قاضی ابوبکر نے کہا ہے کہ ہر وہ لفظ جو کسی ایسے معنی پر دلالت کرے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے' اس کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بغیر کسی توقف کے اطلاق جائز ہے' البتہ یہ شرط ہے کہ اس سے کسی ایسے معنی کا وہم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں تعظیم والا معنی ہو تاکہ بغیر توقف کے اس کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق جائز ہو' اور شیخ اور ان کے متبعین نے کہا کہ توقیف ضروری ہے (یعنی شریعت پر

موقوف ہے) اور یہی قول مختار ہے۔ (حاشیہ عبدالحکیم علی الخیالی ص ۷۲' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

شرح العقائد میں ہے کہ جن الفاظ کا اطلاق اجماع سے ثابت ہے' وہ جائز ہیں اور اس کی شرح نبراس میں لفظ خدا کو بطورِ مثال ذکر کیا ہے۔ شرح عقائد و نبراس کی عبارت یہ ہے:

فان قيل كيف صح اطلاق الوجود والواجب والقديم ونحو ذلك (كلفظ خدا بالفارسية) مما يرد به الشرع قلنا بالاجماع.

اگر کہا جائے کہ موجود' واجب اور قدیم اور ان جیسے الفاظ (جس طرح فارسی میں لفظ خدا) جن کا شریعت میں ذکر نہیں' ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق کیسے جائز ہوگا تو ہم کہیں گے کہ یہ اجماع سے ثابت ہے۔

(نبراس ص ۱۷۳' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ لفظ خدا کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق جائز ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ علماء و فقہاء اپنی عبارات میں لفظ خدا کا استعمال کرتے رہے ہیں' جن کی تفصیل باعثِ طوالت ہے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ لِعَائِشَةَ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِىْ شَىْءٍ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَىْءٍ اِلَّا شَانَهٗ.

مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ! نرمی کو لازم پکڑ لو اور سختی اور فحش کلامی سے بچو' کیونکہ یہ جس چیز میں بھی ہو' اسے خوب صورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے بھی یہ علیحدہ کر دی جائے' اسے بدصورت بنا دیتی ہے۔

۷۹۴۱۔ وَعَنْ جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُّحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو نرمی سے محروم رہا' وہ بھلائی سے محروم ہو گیا۔ (مسلم)

۷۹۴۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اُعْطِىَ حَظَّهٗ مِنَ الرِّفْقِ اُعْطِىَ حَظَّهٗ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهٗ مِنَ الرِّفْقِ حُرِمَ حَظَّهٗ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جسے نرمی سے بہرہ ور کیا گیا' اسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے بہرہ ور کیا گیا اور جسے نرمی سے محروم کر دیا گیا' اسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔ (شرح السنۃ)

۷۹۴۳۔ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِاَهْلِ بَيْتٍ رِفْقًا اِلَّا نَفَعَهُمْ وَلَا يَحْرِمُهُمْ اِيَّاهُ اِلَّا ضَرَّهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس گھرانے کے ساتھ نرمی کا ارادہ فرماتا ہے' انہیں نفع عطا فرماتا ہے اور جس گھرانے کو نرمی سے محروم رکھتا ہے' انہیں ضرر پہنچاتا ہے۔

(بیہقی' شعب الایمان)

۷۹۴۴۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ لَا يَاْتِىْ اِلَّا بِخَيْرٍ وَفِىْ رِوَايَةٍ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء صرف خیر ہی لاتی ہے' اور ایک روایت میں ہے کہ حیاء تو ساری کی ساری بھلائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک اشکال اور اس کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ حیاء صرف خیر ہی ہے اور حیاء ساری کی ساری بھلائی ہے۔ اس پر اشکال ہے کہ بسا اوقات انسان حیاء کی وجہ سے اچھے کاموں کے ارتکاب سے رُک جاتا ہے بلکہ بعض اوقات حیاء کی بناء پر واجب امور ترک کر دیتا ہے' مثلاً حیاء کی بناء پر انسان بعض اوقات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیتا ہے اور بعض اوقات حیاء کی وجہ سے آدمی علمی مسائل کے متعلق استفسار نہیں کر سکتا' لہٰذا حیاء کو مکمل طور پر خیر اور بھلائی کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سوال میں جن چیزوں کا ذکر ہے' یہ درحقیقت حیاء نہیں بلکہ یہ تو عجز اور بزدلی ہے اور اسے صرف لغوی اعتبار سے حیاء کہا گیا ہے' جب کہ شرعاً حیاء اس عادت کو کہا جاتا ہے جو انسان کو قبیح امور کے ترک پر برانگیختہ کرے' اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث میں بیان کردہ کلیہ کہ حیاء ساری کی ساری خیر ہے' اس صورت کے ساتھ خاص ہے جب حیاء اللہ تعالیٰ کی رضا کے موافق ہو' لہٰذا کوئی اشکال نہیں۔

۷۹۴۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری مرد کے قریب سے گزرے' وہ اپنے بھائی کو حیاء کے متعلق عتاب کر رہا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو' کیونکہ حیاء تو ایمان ہے۔ (بخاری و مسلم)

۷۹۴۶۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْاِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء ایمان ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے حیائی ظلم ہے اور ظلم جہنم میں ہے۔ (مسند احمد' ترمذی)

۷۹۴۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَيَاءَ وَالْاِيْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِيْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ.

وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَاِذَا سُلِبَ اَحَدُهُمَا تَبِعَهُ الْاٰخَرُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً حیاء اور ایمان کو اکٹھے ملا دیا گیا ہے' جب ان میں سے ایک کو اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ان میں سے ایک کو چھین لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے چلا جاتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۹۴۸۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَّخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ رَوَاهُ مَالِكٌ مُّرْسَلًا وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہر دین کے اخلاق ہوتے ہیں اور اسلام کا خلق حیاء ہے۔

(امام مالک رحمہ اللہ نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے' ابن ماجہ' بیہقی)

۷۹۴۹۔ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی نبوت کا جو کلام لوگوں نے حاصل کیا ہے' اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب تو حیاء نہ کرے تو جو چاہے کرتا پھر۔ (بخاری)

٧٩٥٠- وَعَنِ النَّوَّاسِ ابْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کیا' آپ نے فرمایا: نیکی اچھا خلق ہے اور گناہ وہ چیز ہے جو تمہارے دل میں کھٹکتی رہے اور تمہیں یہ پسند نہ ہو کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔ (مسلم)

٧٩٥١- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب شخص وہ ہے' جو تم میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔ (بخاری)

٧٩٥٢- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمنین میں سے سب سے زیادہ کامل الایمان وہ شخص ہے' جو ان میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔ (ابوداؤد' دارمی)

٧٩٥٣- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٧٩٥٤- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ خِيَارُكُمْ اَطْوَلُكُمْ اَعْمَارًا وَّاَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں سب سے بہتر کون ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں! ضرور بیان فرمائیں' آپ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی عمر زیادہ لمبی ہو اور اخلاق زیادہ اچھے ہوں۔ (مسند احمد)

٧٩٥٥- وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنْ مُّزَيْنَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا خَيْرُ مَا اُعْطِيَ الْاِنْسَانُ قَالَ الْخُلُقُ الْحَسَنُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ.

مزینہ کے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! انسان کو جو چیزیں عطا ہوئیں' ان میں سے بہترین چیز کیا ہے؟ فرمایا: اچھا خلق۔ (اسے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے اور شرح السنہ میں اسامہ بن شریک سے روایت ہے)

٧٩٥٦- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بے شک مؤمن حسنِ خلق کی بناء پر رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے شخص کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ (ابوداؤد)

٧٩٥٧- وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اللہ سے ڈرو! تم جہاں بھی ہو اور بُرائی کے بعد نیکی کر لیا کرو' وہ بُرائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرو۔ (احمد' ترمذی' دارمی)

وَالدَّارِمِیُّ۔

۷۹۵۸۔ وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ کَانَ اٰخِرُ مَا وَصَّانِیْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ وَضَعْتُ رِجْلِیْ فِی الْغَرْزَانِ قَالَ یَا مُعَاذُ اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے آخری وصیت فرمائی' وہ یہ تھی کہ آپ نے فرمایا: اے معاذ! لوگوں سے حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنا۔ (مالک)

۷۹۵۹۔ وَعَنْ مَّالِكٍ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ کَذَا فِی الْمُؤَطَّا وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ (موطأ امام مالک میں اسی طرح ہے اور امام احمد نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

۷۹۶۰۔ وَعَنْ جَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَظَرَ فِی الْمِرْاٰةِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ حَسَّنَ خُلُقِیْ وَخَلْقِیْ وَزَانَ مِنِّیْ مَا شَانَ مِنْ غَیْرِیْ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ مُرْسَلًا۔

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب آئینے میں دیکھتے تو آپ فرماتے: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں' جس نے میری صورت اور سیرت کو حسین بنایا اور میری ہر وہ چیز حسین بنائی' جو دوسروں میں قبیح ہے۔ (امام بیہقی نے شعب الایمان میں اسے مرسلاً روایت کیا ہے)

۷۹۶۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! جس طرح تو نے میری صورت حسین بنائی ہے' اسی طرح میرے اخلاق بھی حسین بنا دے۔ (مسند احمد)

۷۹۶۲۔ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَثْقَلَ شَیْءٍ یُّوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَاِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَرَوٰی اَبُوْ دَاوٗدَ الْفَصْلَ الْاَوَّلَ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن مؤمن کے ترازو میں سب سے زیادہ وزنی چیز اچھے اخلاق ہوں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ فحش گو اور بے حیاء کو ناپسند فرماتا ہے۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حسن صحیح ہے اور ابوداؤد نے اس کا پہلا حصہ روایت کیا ہے)۔

۷۹۶۳۔ وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِیُّ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الْغَلِیْظُ الْفَظُّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ فِیْ سُنَنِهٖ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَصَاحِبُ جَامِعِ الْاُصُوْلِ فِیْهِ عَنْ حَارِثَةَ وَکَذَا فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ وَلَفْظُهٗ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ الْجَعْظَرِیُّ

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں جواظ اور جعظری داخل نہ ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ جواظ' بدخلق اور سخت دل کو کہتے ہیں۔ اسے ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور صاحب جامع الاصول نے جامع الاصول میں بروایت حارثہ روایت کیا ہے اور اسی طرح شرح السنہ میں حارثہ کی روایت سے ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ نے فرمایا: جنت میں جواظ' جعظری داخل نہیں ہو گا۔ جعظری سخت دل' بدخلق کو کہا جاتا ہے اور مصابیح کے نسخوں میں عکرمہ بن

يُقَالُ الْجَعْظَرِيُّ الْفَظُّ الْغَلِيظُ وَفِي نُسَخِ الْمَصَابِيحِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ وَهْبٍ وَلَفْظُهُ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الَّذِي جَمَعَ وَمَنَعَ وَالْجَعْظَرِيُّ الْغَلِيظُ الْفَظُّ.

وہب سے روایت ہے اور اس کے الفاظ ہیں کہ جواظ وہ ہے جو (ناجائز مال) جمع کرے اور (ضروری جگہ مال) خرچ نہ کرے اور جعظری' بد خلق سخت دل ہے۔

٧٩٦٤۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ النَّارُ عَلَيْهِ عَلٰى كُلِّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ قَرِيْبٍ سَهْلٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے شخص کے متعلق نہ بتاؤں' جو جہنم پر حرام ہے اور جہنم اس پر حرام ہے' ہر نرم خو' حلیم الطبع' لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے والے اور درگزر کرنے والے شخص پر جہنم حرام ہے۔ (مسند احمد' ترمذی)

٧٩٦٥۔ وَعَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُوْنَ هَيِّنُوْنَ لَيِّنُوْنَ كَالْجَمَلِ الْاَنِفِ اِنْ قِيْدَ اِنْقَادَ وَاِنْ اُنِيْخَ عَلٰى صَخْرَةٍ اِسْتَنَاخَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا وَّالْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مُتَّصِلًا مَّرْفُوْعًا.

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان والے لوگ حلیم اور نرم طبع کے مالک ہوتے ہیں' جس طرح نکیل والا اونٹ ہے' اگر اسے چلایا جائے تو وہ چلنے لگتا ہے اور اگر اسے کسی پتھر پر بٹھا دیا جائے تو وہ بیٹھ جاتا ہے۔ (اسے ترمذی نے مرسلاً روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متصلاً مرفوعاً روایت کیا ہے)

٧٩٦٦۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَّالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيْمٌ رَّوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن سادہ دل' کریم ہوتا ہے اور فاجر چالاک' بداخلاق ہوتا ہے۔ (مسند احمد' ترمذی' ابوداؤد)

٧٩٦٧۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَّهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى اَنْ يُّنْفِذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ فِيْ اَيِّ الْحُوْرِ شَاءَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے غصہ نافذ کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود غصہ کو پی لیا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے لوگوں کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ جو حور چاہتے ہو' منتخب کر لو۔ (ترمذی' ابوداؤد)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوُدَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَلَاَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ اَمْنًا وَّاِيْمَانًا.

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ سوید بن وہب ایک صحابی کے بیٹے سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دے گا۔

٧٩٦٨۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا شَتَمَ اَبَا بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ يَّتَعَجَّبُ وَيَتَبَسَّمُ فَلَمَّا اَكْثَرَ رَدَّ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دی' آپ متعجب ہو رہے تھے اور تبسم فرما رہے تھے' جب اس نے زیادہ گالیاں دیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی کسی بات کا جواب دے دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے'

فَلَحِقَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَشْتِمُنِيْ وَأَنْتَ جَالِسٌ فَلَمَّا رَدَدْتُ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهِ غَضِبْتَ وَقُمْتَ قَالَ كَانَ مَعَكَ مَلَكٌ يَرُدُّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَيْهِ وَقَعَ الشَّيْطَانُ ثُمَّ قَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ ثَلَاثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ مَّا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلِمَةٍ فَيُغْضِىْ عَنْهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا اَعَزَّ اللّٰهُ بِهَا نَصْرَهُ وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِيَّةٍ يُّرِيْدُ بِهَا صِلَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا كَثْرَةً وَّمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ يُّرِيْدُ بِهَا كَثْرَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا قِلَّةً رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے ملاقات کی اور عرض کیا: یارسول اللہ! وہ شخص مجھے گالیاں دے رہا تھا اور آپ تشریف فرما رہے، جب میں نے اس کی کسی بات کا جواب دے دیا تو آپ غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے' آپ نے فرمایا: تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو اسے جواب دے رہا تھا' جب تم نے خود جواب دیا تو شیطان آ گیا' پھر آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تین باتیں بالکل حق ہیں' جس بندے پر ظلم ہو رہا ہو اور وہ رضائے الٰہی کی خاطر چشم پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت عطا فرماتا ہے اور اس کی مدد فرماتا ہے اور جس شخص نے صلہ رحمی کی خاطر باب سخاوت کشادہ کر دیا' اللہ تعالیٰ اس کے مال میں مزید اضافہ فرمائے گا اور جس شخص نے کثرتِ مال کے لیے سوال کا دروازہ کھول دیا' اللہ تعالیٰ اس کے مال میں مزید کمی فرما دے گا۔ (مسند احمد)

٧٩٦٩- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِيْ يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ اَفْضَلُ مِنَ الَّذِيْ لَا يُخَالِطُهُمْ وَلَا يَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کی ایذاء پر صبر کرتا ہے' وہ اس شخص سے افضل ہے جو لوگوں سے میل جول نہیں رکھتا اور ان کی ایذاء پر صبر نہیں کرتا۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

گوشہ نشینی افضل ہے یا باہمی میل جول؟

اس حدیث میں لوگوں سے میل جول رکھنے والے اور لوگوں کی ایذاء پر صبر کرنے والے شخص کی فضیلت کا بیان ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں گوشہ نشینی پر میل جول کی فضیلت کا بیان ہے۔ زمانے اور مقام کے اختلاف سے یہ حکم مختلف ہوتا رہتا ہے' اور احیاء العلوم میں ہے کہ میل جول اور گوشہ نشینی کے متعلق اختلاف ہے کہ ان میں سے افضل کون سا عمل ہے۔ اکثر تابعین کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ لوگوں سے میل جول رکھا جائے اور مؤمنین کے ساتھ الفت و محبت کے لیے بہ کثرت جان پہچان پیدا کی جائے اور نیکی و پرہیزگاری کے سلسلہ میں باہمی تعاون قائم کیا جائے اور اکثر زاہدین و عابدین گوشہ نشینی کی طرف مائل ہیں اور گوشہ نشینی کو میل جول پر فضیلت دیتے ہیں۔ حضرت فضیل اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا یہی نظریہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم گوشہ نشینی سے اپنے حصہ کو لازم پکڑ لو اور حضرت فضیل کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ کافی محبّ ہے اور قرآن مجید کافی مونس ہے اور موت کافی واعظ ہے۔ اللہ کو ساتھی بنا لو اور لوگوں کو ایک جانب چھوڑ دو۔

حاتم اصم رحمہ اللہ کے پاس ایک امیر آیا اور کہنے لگا: آپ کو کوئی حاجت ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! پوچھا: کیا حاجت ہے؟ فرمایا کہ تم مجھ سے ملاقات نہ کرنا' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بہترین مجلس وہ ہے جو تمہارے گھر کی گہرائی میں ہو کہ نہ تم کسی کو دیکھو اور نہ کوئی تمہیں دیکھے' اور کہا گیا ہے کہ گوشہ نشینی کے آداب چار ہیں:

(١) اپنے شر کو روکنا مقصود ہو (٢) دوسروں کے شر سے بچنا مقصود ہو (٣) ادائیگی حقوق میں کوتاہی سے بچنا مقصود ہو (٤) عبادت کے لیے کامل یکسوئی اور توجہ کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا مقصود ہو۔ اور مختار طریقہ یہ ہے کہ درمیانی راستہ اختیار کیا جائے کہ اکثر لوگوں اور عوام الناس سے تنہائی اختیار کی جائے اور نیک صالحین اور خواص کی مجلس اختیار کی جائے' اور حصولِ علم اور مقامِ زہد تک رسائی کے بعد

جب مخلوق سے طمع نہ رہے تو پھر عام لوگوں کے ساتھ میل جول رکھا جائے۔ اسی لیے بعض عارفین نے کہا ہے کہ علم کی عین کے بغیر عزلت (گوشہ نشینی) زلت (لغزش) ہے اور زہد کی زا کے بغیر عزلت (گوشہ نشینی) علت ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ملخصاً ج ۴ ص ۷۴۳ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

بَابُ الْغَضَبِ وَالْكِبْرِ
غصے اور تکبر کا بیان

"غضب" اور "کبر" کی تحقیق

بعض محققین نے کہا ہے کہ خونِ دل کے جوش مارنے کو "غضب" کہتے ہیں یا "غضب" اس کیفیت کا نام ہے جس کیفیت کے لاحق ہونے کے بعد ایذاء دینے والی چیزوں کو دور کرنے کے لیے اور انتقام لینے کے لیے خون جوش مارنے لگتا ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے: "من لم يسال الله يغضب عليه" جو آدمی اللہ سے سوال نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرماتا ہے۔ اس حدیث میں غضب کا مجازی معنی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے ساتھ وہی معاملہ فرماتا ہے جس طرح بادشاہ غضب کے وقت اپنے ماتحت لوگوں کے ساتھ معاملہ کرتا ہے یعنی انتقام لیتا ہے اور سزا دیتا ہے اور "کبر" کے متعلق امام راغب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ "کبر" اس حالت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو اچھا خیال کرنے لگتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو دوسروں سے زیادہ بڑا سمجھتا ہے اور تکبر کی بدترین صورت یہ ہے کہ تکبر کی بناء پر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق قبول کرنے سے رک جائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۷۴۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۝﴾ (آل عمران:١٣٤).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۝ (آل عمران:۱۳۴)

٧٩٧٠ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ اَفْضَلَ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ يَكْظِمُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی بارگاہ میں رضائے الٰہی کی خاطر غصے کا گھونٹ پی جانے والے سے کوئی شخص افضل نہیں۔ (مسند احمد)

٧٩٧١ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ مَنْ اَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ قَالَ مَنْ اِذَا قَدَرَ غَفَرَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے میرے رب! تیری بارگاہ میں کون سا بندہ زیادہ عزت والا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو قدرت کے باوجود معاف کردے۔ (بیہقی شعب الایمان)

٧٩٧٢ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طاقت ور وہ شخص نہیں جو پچھاڑ دے طاقت ور تو وہ ہے جو غصے کے وقت خود کو قابو میں رکھے۔ (بخاری و مسلم)

۷۹۷۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ قَالَ اَلصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْاِسَاءَةِ فَاِذَا فَعَلُوْا عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ قَرِيْبٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا. وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ وَتَقَدَّمَ اِنَّ مَا عَلَّقَهٗ بِصِيْغَةِ الْمَجْهُوْلِ ضَعِيْفٌ وَّمَا رَوَاهُ بِصِيْغَةِ الْمَعْلُوْمِ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''ادفع بالتی ھی احسن'' اے سننے والے اُبرائی کو بھلائی سے ٹال' کی تفسیر میں فرمایا کہ غصے کے وقت صبر کرنا اور بُرائی کے وقت معاف کرنا' جب لوگوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا اور ان کا دشمن ان کے سامنے اس طرح جھک جائے گا' گویا وہ گہرا قریبی دوست ہے۔ (اسے امام بخاری علیہ الرحمہ نے تعلیقاً روایت کیا ہے اور ملا علی قاری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ امام بخاری جس روایت کو صیغہ مجہول سے تعلیقاً ذکر کریں' وہ ضعیف ہوتی ہے اور جسے صیغہ معلوم سے روایت کریں' وہ صحیح ہوتی ہے)

۷۹۷۴۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ خَزَنَ لِسَانَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهٗ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنِ اعْتَذَرَ اِلَى اللّٰهِ قَبِلَ اللّٰهُ عُذْرَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنی زبان کی حفاظت کی' اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جس نے اپنا غصہ روک لیا' اللہ قیامت کے دن اس سے اپنا عذاب روک لے گا' اور جس نے اللہ کی بارگاہ میں معذرت کی' اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول فرمائے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۹۷۵۔ وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد ماجد سے' وہ ان کے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ ایمان کو اسی طرح خراب کر دیتا ہے' جس طرح کڑوے درخت کا رس شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۷۹۷۶۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِيْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: مجھے وصیت فرمائیے' آپ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کرو' اس نے بار بار عرض کیا' آپ نے ہر بار یہی فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔ (بخاری)

۷۹۷۷۔ وَعَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَاِنَّمَا يُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان کی تخلیق آگ سے ہے اور آگ پانی سے ہی بجھائی جاتی ہے' لہٰذا جب تم میں سے کسی شخص کو غصہ آئے تو وہ وضو کر لے۔ (ابوداؤد)

۷۹۷۸۔ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَاِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَاِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے' اگر اس کا غصہ ختم ہو جائے تو ٹھیک ہے' ورنہ لیٹ جائے۔ (مسند احمد' ترمذی)

۷۹۷۹۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ کِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَّکُوْنَ ثَوْبُہٗ حَسَنًا وَّنَعْلُہٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا' ایک شخص نے عرض کیا: انسان چاہتا ہے کہ اس کا لباس حسین ہو اور اس کا جوتا خوب صورت ہو' آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور حسن و جمال کو پسند فرماتا ہے لیکن تکبر تو حق بات کو نہ ماننے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔ (مسلم)

۷۹۸۰ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ وَّلَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ کِبْرٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوا وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم)

اَلْحَدِیْثُ ضَعِیْفٌ وَّھُوَ یُعْمَلُ بِهٖ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ اِتِّفَاقًا فَفِی الْمَوَاعِظِ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ بِالْاَوْلٰی۔

۷۹۸۷۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مُّنْجِیَاتٌ وَّثَلَاثٌ مُّھْلِکَاتٌ فَاَمَّا الْمُنْجِیَاتُ فَتَقْوَی اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِی الرِّضَا وَالسُّخْطِ وَالْقَصْدُ فِی الْغِنٰی وَالْفَقْرِ وَاَمَّا الْمُھْلِکَاتُ فَھَوًی مُّتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُّطَاعٌ وَّاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَھِیَ اَشَدُّھُنَّ رَوَاهُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین عادتیں نجات دینے والی ہیں اور تین عادتیں ہلاک کرنے والی ہیں' نجات دینے والی عادتیں یہ ہیں: (۱) خفیہ اور علانیہ حالت میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا (۲) خوشی اور ناخوشی میں حق بات کہنا (۳) مال داری اور فقیری میں میانہ روی اختیار کرنا' اور ہلاک کرنے والی عادتیں یہ ہیں: (۱) نفسانی خواہش کی پیروی کرنا (۲) بخل کی عادت اختیار کرنا (۳) آدمی کا خود کو اچھا سمجھنا' اور یہ آخری خصلت ان سب عادتوں سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

بَابُ الظُّلْمِ
ظلم کا بیان

ظلم کی تحقیق

لغت میں ظلم کا معنی ہے کہ ایک چیز جس محل اور مقام کے ساتھ مخصوص ہے' اس چیز کو اس مخصوص محل اور مقام کے علاوہ دوسری جگہ رکھنا' اور یہ لفظ جامع ہے اور ہر اس چیز کو شامل ہے جو مقررہ حد سے تجاوز کر جائے اور جس طریقے پر واقع ہونی چاہیے تھی' اس طریقے پر واقع نہ ہو' بلکہ زیادتی یا کمی کے ساتھ واقع ہو اور بے وقت اور بے جا واقع ہو۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۶۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

قطب ربانی شیخ عبدالکبیر یمانی رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کا دل اپنے ذکر وفکر کے لیے پیدا کیا ہے' لہٰذا جو اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کے غیر کو جگہ دے' وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۵۸۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۸۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَّوْمَ الْقِیَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا۔ (بخاری' مسلم)

ظلم تاریکیوں کا باعث بنے گا

اس حدیث میں ہے: ظلم روزِ قیامت تاریکیوں کا باعث ہوگا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح مؤمنین کے عمل صالح کی وجہ سے روزِ قیامت ان کے آگے نور اور روشنی ہوگی اسی طرح کفار اور ظالمین کے ظلم کے باعث تاریکی انہیں گھیر لے گی اور ان کے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا' یا ظلمات سے مراد مصیبتیں اور سختیاں ہیں کہ روزِ قیامت ظالمین ظلم کے باعث مصیبتوں اور سختیوں میں مبتلا ہوں گے' اور ظلمات (تاریکیاں) جمع کا لفظ ذکر فرمایا ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ ظلم سے ظلم کی جنس مراد ہے اور جنسِ ظلم کی متعدد انواع و اقسام کے اعتبار سے ان کے لیے کئی تاریکیاں اور اندھیرے ہوں گے یا مراد یہ ہے کہ ہر ظالم کے لیے ظلمت اور تاریکی ہوگی' اس طرح ظلم کئی تاریکیوں کا باعث ہوگا' یا مراد یہ ہے کہ اس ظلم والی خصلت کی شدت کے پیش نظر ہر ظالم کے لیے کئی تاریکیاں ہوں گی' یا مراد یہ ہے کہ ان کے آگے' دائیں بائیں ہر طرف تاریکی ہوگی تو گویا وہ ایک تاریکی کئی تاریکیوں کے برابر ہوگی کہ ہر طرف سے انہیں گھیر لے گی۔

۷۹۸۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّيَاْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ کوئی ساز وسامان ہو' آپ نے فرمایا: میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز' روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور اس شخص نے کسی کو گالی دی ہوگی' کسی پر تہمت لگائی ہوگی' کسی کا مال کھایا ہوگا' کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا' تو اس کی کچھ نیکیاں اس شخص کو دے دی جائیں گی اور کچھ نیکیاں اس شخص کو دے دی جائیں گی' اگر ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی اس شخص کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان مظلوم اشخاص کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم)

حقیقی مفلس کون؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حقوق العباد میں معافی نہیں ہوگی' البتہ اللہ تعالیٰ جسے معاف فرمانا چاہے گا تو اس کے لیے صاحب حق کو راضی فرما دے گا' نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درہم و دینار نہ رکھنے والا حقیقی مفلس نہیں بلکہ حقیقتاً مفلس وہ ہے جو دوسروں کے حقوق کی پامالی کرتا ہے اور روز قیامت اس وجہ سے اس کا نامہ اعمال نیکیوں سے خالی ہو جائے گا۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حقیقی مفلس وہ ہے جس کا میں نے ذکر فرمایا ہے اور جس کے پاس مال نہیں یا کم مال ہے اور لوگ اسے مفلس کہتے ہیں وہ حقیقتاً مفلس نہیں' کیونکہ یہ حالت تو موت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے اور بسا اوقات زندگی میں ہی اسے خوش حالی حاصل ہو جاتی ہے اور افلاس والی یہ حالت ختم ہو جاتی ہے' لیکن مذکورہ مفلس مکمل طور پر ہلاک ہو جاتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۷۶۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۹۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِّاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَيْءٌ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے عزت و آبرو یا کسی اور چیز کے معاملہ میں اپنے کسی (دینی) بھائی پر ظلم کیا ہو تو وہ آج ہی اس مظلوم سے معاف کروا لے' اس دن سے پہلے جب اس کے پاس نہ دینار ہوں گے نہ درہم ہوں گے' اگر اس کی کوئی نیکی ہوئی تو اس کے ظلم کی مقدار کے مطابق وہ لے لی جائے گی اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ لے کر اس شخص پر ڈال دیئے جائیں گے۔ (بخاری)

کیا دوسروں کے اعمال کے سبب آدمی سے مواخذہ ہوگا؟

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ مازری نے کہا کہ بعض مبتدعین کا گمان ہے کہ یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى" "اس روز کوئی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی" کے معارض ہے' لیکن ان کا یہ گمان باطل ہے اور واضح جہالت ہے' کیونکہ ان لوگوں کو ان کے اپنے

عمل اور گناہ کی وجہ سے سزا دی جائے گی اور ان کے قرض خواہوں کے حقوق ان کی طرف متوجہ ہوں گے' لہٰذا ان حقوق کے بدلے ان کی نیکیاں ان قرض خواہوں کو دے دی جائیں گی اور جب ان کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کے حق داروں کے گناہ لے کر ان کے پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے' لہٰذا حقیقتاً سزا انہیں اپنے ظلم کی وجہ سے ہوگی بغیر جرم کے سزا نہیں ہوگی اور میں کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ یہ معاملہ اس لیے کیا جائے گا تا کہ عقل و نقل سے اللہ تعالیٰ کے لیے جو عدل ثابت ہے' اس کا تقاضا پورا ہو کیونکہ جب ظالم کی نیکیاں زیادہ ہوئیں اور اس کا نیک اعمال والا پلڑا بھاری ہوا' اب اگر اسے جنت میں داخل کر دیا جائے تو مظلوم کا حق ضائع ہوگا اور اگر اسے جہنم میں داخل کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی مخالفت لازم آئے گی کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جن کے میزان بھاری ہوئے وہی لوگ فلاح یافتہ ہیں' اور عنقریب آگے آئے گا کہ اللہ تعالیٰ حقوق العباد کو معاف نہیں فرمائے گا' لہٰذا دو باتوں میں ایک چیز ضروری ہے: یا اس کی نیکیاں لے لی جائیں یا گناہ اس کے پلڑے میں رکھ دیئے جائیں' تا کہ اس کی نیکیوں والا پلڑا ہلکا ہو جائے اور اسے جہنم میں داخل کر دیا جائے' پھر بہ قدر استحقاق عذاب دے کر اسے جہنم سے نکال لیا جائے' پھر اگر نیکیاں باقی ہوں تو ان کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیا جائے یا ایمان کی برکت سے جنت میں داخل کر دیا جائے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کے نیک عمل کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۷۶۰ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۷۹۹۱ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے قیامت کے دن اہل حقوق کے حقوق ادا کروائے جائیں گے حتیٰ کہ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کا قصاص لیا جائے گا۔ (مسلم)

۷۹۹۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّوَاوِيْنُ ثَلَاثَةٌ دِيْوَانٌ لَّا يَغْفِرُ اللّٰهُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ. (النساء:٤٨) وَدِيْوَانٌ لَّا يَتْرُكُهُ اللّٰهُ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَّدِيْوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَذَاكَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے دفتر ہیں' ایک وہ دفتر ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا' یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اسے معاف نہیں فرمائے گا کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے' (النساء:۴۸) دوسرا بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنے کا دفتر ہے' اسے اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک وہ آپس میں ایک دوسرے سے بدلہ نہ لے لیں گے' تیسرا وہ دفتر ہے جس کی اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں' یہ بندوں کا اللہ تعالیٰ کے اور اپنے درمیان کے معاملات میں زیادتی کرنا ہے' یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے' اگر چاہے گا تو اسے عذاب دے گا' اگر چاہے گا تو معاف فرما دے گا۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

۷۹۹۳ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ (الانعام:٨٢) شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی نازل ہوئی: وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی' (الانعام:۸۲) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر یہ دشوار گزرا' انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے کس شخص نے اپنی جان پر ظلم نہیں کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مراد نہیں' ظلم تو شرک ہے' کیا تم نے لقمان علیہ السلام کا وہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ ذَاكَ اِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ اَلَمْ تَسْمَعُوْا قَوْلَ لُقْمَانَ لِابْنِهٖ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۝ (لقمان:١٣)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّوْنَ اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قول نہیں سنا جو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا کہ اے میرے بیٹے! اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا' بے شک شرک بڑا ظلم ہے۝ (لقمان:١٣)

اور ایک روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا:) وہ مراد نہیں جو تم گمان کر رہے ہو' یہ تو اسی طرح ہے جیسا کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا۔

(بخاری و مسلم)

٧٩٩٤ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ اَذْهَبَ اٰخِرَتَهٗ بِدُنْيَا غَيْرِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے ہاں بدترین مرتبہ والا وہ شخص ہے جس نے دوسرے کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت تباہ کر ڈالی۔ (ابن ماجہ)

٧٩٩٥ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى عَائِشَةَ اَنِ اكْتُبِيْ اِلَيَّ كِتَابًا تُوْصِيْنِيْ فِيْهِ وَلَا تُكْثِرِيْ فَكَتَبَتْ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف خط لکھا کہ میری طرف مکتوب تحریر فرمائیں' جس میں مجھے وصیت فرمائیں لیکن زیادہ طویل نہ ہو' حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تحریر فرمایا: تم پر سلام ہو! بعد ازیں میں کہتی ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے لوگوں کی ناراضگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کی' اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی تکلیف سے محفوظ رکھے گا' اور جس نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ساتھ لوگوں کی رضا تلاش کی' اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سپرد فرما دے گا' والسلام علیك. (ترمذی)

٧٩٩٦ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَاَ ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ﴾ (هود: ١٠٢) اَلْاٰيَةَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے حتیٰ کہ جب اس کی گرفت فرماتا ہے تو پھر اس کو چھوڑتا نہیں' پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: اور تمہارے رب کی گرفت ایسے ہی ہوتی ہے جب وہ بستیوں پر ان کے ظالم ہونے کی حالت میں گرفت فرماتا ہے (هود:١٠٢)۔ (بخاری و مسلم)

٧٩٩٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا يَّقُوْلُ اِنَّ الظَّالِمَ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ بَلٰى وَاللّٰهِ حَتَّى الْحُبَارٰى لَتَمُوْتُ فِيْ وَكْرِهَا هَزْلًا لِظُلْمِ الظَّالِمِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں! (ظالم دوسروں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے) حتیٰ کہ ظالم کے ظلم کی وجہ سے بٹیرا اپنے گھونسلے میں دبلا ہو کر مر جاتا ہے۔

(بیہقی' شعب الایمان)

٧٩٩٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وادی حجر سے گزرے تو آپ نے فرمایا: اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کے مکانات سے

مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ ثُمَّ قَنَعَ رَاْسَهٗ وَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى اِجْتَازَ الْوَادِيَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

صرف روتے ہوئے گزرو' کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں پہنچنے والا عذاب تم پر بھی نہ آ جائے' پھر آپ نے اپنا سر انور ڈھانپ لیا اور تیز تیز چلتے ہوئے وادی سے گزر گئے۔ (بخاری و مسلم)

۷۹۹۸۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّمَا يَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى حَقَّهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مظلوم کی دعا سے بچو کیونکہ وہ اللہ سے اپنا حق طلب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی حق والے کا حق نہیں روکتا۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

۷۹۹۹۔ وَعَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ مَّشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِّيُقَوِّيَهٗ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی ظالم کی تقویت کے لیے اس کے ساتھ چلے گا حالانکہ اسے علم ہے کہ وہ ظالم ہے تو ایسا شخص اسلام سے نکل گیا۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

۸۰۰۰۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُوْنُوْا اِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَاِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰكِنْ وَّطِّنُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَاءُوْا فَلَا تَظْلِمُوْا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں کی رائے کے پیچھے چلنے والے نہ بنو کہ تم یہ کہتے پھرو کہ اگر لوگ نیکی کریں گے تو ہم بھی نیکی کریں گے اور اگر لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ تم خود کو اس بات پر آمادہ کرلو کہ اگر لوگ نیکی کریں گے تو تم بھی نیکی کرو گے اور اگر لوگ بُرائی کریں گے تو تم ظلم نہیں کرو گے۔ (ترمذی)

بَابُ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تحقیق

معروف' معرفت سے ہے' جس کا معنی پہچاننا ہے اور معروف سے مراد وہ چیز ہے جو شریعت میں پہچانی جاتی ہو اور شریعت میں اس کے متعلق حکم بیان کیا گیا ہو۔ جس طرح معروف آدمی اسے کہا جاتا ہے جسے ہر کوئی جانتا ہے اور معروف کا مقابل منکر ہے۔ منکر کا معنی ہے: جسے نہ پہچانا جاتا ہو اور اس کے متعلق شرعی حکم وارد نہ ہو' جس طرح غیر معروف وہ آدمی ہے جسے کوئی نہیں پہچانتا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا) بالاتفاق واجب ہے اور کتاب و سنت سے اس کا حکم ثابت ہے۔ اس کے مختلف درجات ہیں جس طرح کہ آئندہ حدیث میں بیان آ رہا ہے۔ اگر کسی آدمی نے (امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سلسلہ میں) واجب ادا کر دیا اور مخاطب نے اسے قبول نہ کیا تو اس آدمی کے ذمہ سے واجب ساقط ہو جائے گا اور اس کے بعد اس پر کوئی چیز لازم نہیں رہے گی اور علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ یہ فرضِ کفایہ ہے اور جسے قدرت ہے' اس کے باوجود اس نے یہ فریضہ ادا نہ کیا تو ایسا شخص گناہ گار ہو گا اور بعض اوقات یہ فرضِ عین بھی ہو جاتا ہے' مثلاً بُرائی ایسی جگہ ہے جہاں صرف ایک آدمی کو اس کا علم ہے' دوسرے نہیں

جانتے تو اس جاننے والے پر روکنا فرض ہے دوسروں پر نہیں اور امر بالمعروف کے واجب ہونے کے لیے یہ شرط نہیں کہ حکم دینے والا خود بھی اس پر عمل پیرا ہو عمل کے بغیر بھی امر بالمعروف درست ہے کیونکہ اپنے آپ کو امر کرنا بھی واجب ہے اور دوسرے کو امر کرنا دوسرا واجب ہے اگر ایک واجب فوت ہو جائے تو اس سے دوسرے واجب کا ترک جائز نہیں اگر یہ سوال ہو کہ قرآن مجید میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ (الصف:۲)

اے ایمان والو تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل پیرا نہیں ہو ۝

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر مان لیں کہ یہ آیۂ مبارکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق ہے تو ہم کہیں گے کہ آیۂ مبارکہ میں عمل نہ کرنے سے منع کیا گیا ہے امر بالمعروف سے منع نہیں کیا گیا' البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر خود عمل کرے تو یہ بہتر ہے کیونکہ جو خود عمل پیرا نہ ہو اس کی بات مؤثر نہیں ہوتی۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف حکمرانوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عام مسلمانوں کا بھی حق ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں' البتہ سزا وغیرہ دینا یہ حکمرانوں کے لیے ہی جائز ہے۔

(ملخصاً اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۷۴' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (آل عمران:۱۰۴)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری باتوں سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح یافتہ ہیں ۝ (آل عمران:۱۰۴)

اجماع کا ثبوت

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی امت میں ہر دور میں ایک جماعت حق پر قائم رہے گی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے گی اور آپ کی امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوگی' جیسا کہ احادیث کریمہ میں اس کی صراحت موجود ہے' لہٰذا یہ آیۂ مبارکہ اجماع کے حجت ہونے کی روشن دلیل ہے۔ حضور صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۶۷ھ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اس آیت سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی فرضیت اور اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ نیکیوں کا حکم کرنا اور بدیوں سے روکنا بہترین جہاد ہے۔ (خزائن العرفان حاشیہ کنزالایمان ص ۱۱۴' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور)

۱۰۰۸ ـ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ تُصِيبُ أُمَّتِيْ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ مِنْ سُلْطَانِهِمْ شَدَائِدُ لَا يَنْجُوْا مِنْهُ إِلَّا رَجُلٌ عَرَفَ دِيْنَ اللّٰهِ فَجَاهَدَ عَلَيْهِ بِلِسَانِهِ وَيَدِهِ وَقَلْبِهِ فَذٰلِكَ الَّذِيْ سَبَقَتْ لَهُ السَّوَابِقُ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِيْنَ اللّٰهِ فَصَدَّقَ بِهِ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِيْنَ اللّٰهِ فَسَكَتَ عَلَيْهِ فَإِنْ رَّأَى مَنْ يَّعْمَلُ الْخَيْرَ أَحَبَّهُ عَلَيْهِ وَإِنْ رَّأَى مَنْ يَّعْمَلُ بِبَاطِلٍ أَبْغَضَهُ عَلَيْهِ فَذٰلِكَ يَنْجُوْا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک آخری زمانے میں میری امت کو ان کے حکمران سے ایسی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے گا' جن سے صرف وہی شخص نجات حاصل کرے گا' جس نے اللہ کے دین کو پہچانا اور دین کی سربلندی کی خاطر اپنی زبان' ہاتھ اور دل سے جہاد کیا تو اسی شخص کو تمام سبقتیں حاصل ہوں گی اور وہ شخص نجات پائے گا' جس نے اللہ کے دین کو پہچانا اور اس کی تصدیق کی اور وہ شخص نجات پائے گا جس نے اللہ کے دین کو پہچانا اور خاموش رہا' اگر کسی کو نیکی کرتے دیکھا تو نیکی کی بناء پر اس سے محبت کرنے لگا اور اگر کسی کو برائی کرتے دیکھا تو برائی کی بناء پر اسے ناپسند کرنے لگا تو یہ شخص اپنی باطنی حالت کی بناء پر نجات حاصل

عَلٰی اَبْطَالِہٖ کُلِّہٖ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

کرے گا۔ (بیہقی 'شعب الایمان)

٨٠٠٢ - وَفِیْہِ فِیْ رِوَایَةٍ لَّہٗ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْحَی اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ مَدِیْنَةَ کَذَا وَکَذَا بِاَھْلِھَا فَقَالَ یَا رَبِّ اِنَّ فِیْھِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ یَعْصِكَ طَرْفَةَ عَیْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْھَا عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ فَاِنَّ وَجْھَہٗ لَمْ یَتَمَعَّرْ فِیَّ سَاعَةً قَطُّ.

شعب الایمان میں ہی بیہقی کی ایک اور روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ ایسی ایسی صفات والے فلاں شہر کو اس کے رہنے والوں پر پلٹ دو' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! بے شک ان میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے' جس نے پلک جھپکنے کے برابر بھی تیری نافرمانی نہیں کی' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس پر بھی اور باقی شہر والوں پر بھی بستی کو پلٹ دو کیونکہ اس شخص کا چہرہ ایک لمحہ کے لیے بھی میری خاطر متغیر نہیں ہوا۔

٨٠٠٣ - وَرَوٰی مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ قُلْنَا اَیْ ذٰلِكَ اَضْعَفُ ثَمَرَاتِ الْاِیْمَانِ.

امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص کوئی بُرائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھوں سے درست کر دے' اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اس کی اصلاح کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے اس کو بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین مرتبہ ہے۔ ہم (احناف) کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ ایمان کا کمزور ترین ثمرہ ہے۔

٨٠٠٤ - وَعَنِ الْعُرْسِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِیْئَةُ فِی الْاَرْضِ مَنْ شَھِدَھَا فَکَرِھَھَا کَانَ کَمَنْ غَابَ عَنْھَا وَمَنْ غَابَ عَنْھَا فَرَضِیَھَا کَانَ کَمَنْ شَھِدَھَا رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عرس بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب زمین پر کوئی گناہ کیا گیا اور جو شخص وہاں حاضر تھا' اس نے اسے ناپسند کیا تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو وہاں موجود نہیں تھا' اور جو شخص وہاں موجود نہیں تھا مگر اس پر خوش ہوا تو وہ اس شخص کی طرح ہے' جو وہاں موجود تھا۔ (ابوداؤد)

٨٠٠٥ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُدْھِنِ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰہِ وَالْوَاقِعِ فِیْھَا مِثْلَ قَوْمٍ اِسْتَھَمُوْا سَفِیْنَةً فَصَارَ بَعْضُھُمْ فِیْ اَسْفَلِھَا وَصَارَ بَعْضُھُمْ فِیْ اَعْلَاھَا فَکَانَ الَّذِیْ فِیْ اَسْفَلِھَا یَمُرُّ بِالْمَاءِ عَلَی الَّذِیْنَ فِیْ اَعْلَاھَا فَتَاَذَّوْا بِہٖ فَاَخَذَ فَاْسًا فَجَعَلَ یَنْقُرُ اَسْفَلَ السَّفِیْنَةِ فَاَتَوْہُ فَقَالُوْا مَالَكَ قَالَ تَاَذَّیْتُمْ بِیْ وَلَا بُدَّ لِیْ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی یَدَیْہِ اَنْجَوْہُ وَنَجَّوْا اَنْفُسَھُمْ وَاِنْ تَرَکُوْہُ اَھْلَکُوْہُ وَاَھْلَکُوْا اَنْفُسَھُمْ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حدود میں سستی کرنے والا اور حدود سے تجاوز کرنے والا شخص اس قوم کی طرح ہے جنہوں نے قرعہ اندازی کے ذریعے کشتی میں اپنی جگہیں متعین کیں' کچھ لوگ کشتی کے نیچے والے حصے میں ٹھہر گئے اور کچھ لوگ اوپر والے حصے میں ٹھہر گئے' نچلے حصے سے ایک شخص پانی کے لیے اوپر والوں کے پاس سے گزرا' اس کے آنے جانے سے اوپر والوں کو تکلیف ہوئی تو نیچے والے شخص نے کلہاڑا اٹھا کر کشتی کا نیچے والا حصہ کاٹنا شروع کر دیا' اوپر والوں نے اس کے پاس آ کر کہا: تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے کہا: تمہیں میری وجہ سے تکلیف ہوئی ہے' حالانکہ میرے لیے تو پانی کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں' اگر اوپر والے لوگوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو اسے بھی بچالیں گے اور خود بھی بچ جائیں

گے اگر اسے چھوڑ دیا تو اسے بھی ہلاک کر دیں گے اور خود کو بھی ہلاک کر ڈالیں گے۔ (بخاری)

٨٠٠٦ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا بَعْدَ الْعَصْرِ فَلَمْ یَدَعْ شَیْئًا یَّکُوْنُ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَکَرَهٗ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ نَسِیَهٗ وَکَانَ فِیْمَا قَالَ اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْهَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ اَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ وَذَکَرَ اَنَّ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهٖ فِی الدُّنْیَا وَلَا غَدْرَ اَکْبَرُ مِنْ غَدْرِ اَمِیْرِ الْعَامَّةِ یُغْرَزُ لِوَاءُهٗ عِنْدَ اِسْتِهٖ قَالَ وَلَا یَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِنْکُمْ هَیْبَةُ النَّاسِ اَنْ یَّقُوْلَ بِحَقٍّ اِذَا عَلِمَهٗ .

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نمازِ عصر کے بعد رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے' آپ نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کو بیان فرما دیا' جس نے اسے یاد رکھا' یاد رکھا' جس نے اسے بھلا دیا' بھلا دیا' اس خطبہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا: بے شک یہ دنیا میٹھی اور سرسبز و شاداب ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تمہیں اپنا خلیفہ بنایا ہے تو وہ دیکھ رہا ہے کہ تم کیا عمل کرتے ہو' خبردار! دنیا اور عورتوں سے بچو! آپ نے اس خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے دن ہر عہد شکنی کرنے والے کے لیے اس کی عہد شکنی کے مطابق ایک جھنڈا ہوگا اور اس دن (اہل حل و عقد کی مشاورت کے بغیر) عام لوگوں کے مقرر کردہ امیر کی (امام وقت کے خلاف) عہد شکنی اور خروج سے بڑھ کر کوئی عہد شکنی نہیں ہوگی' اس کا جھنڈا اس کی سرین کے پاس گاڑ دیا جائے گا اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تم میں سے کسی شخص کو جب حق بات کا علم ہو تو وہ لوگوں کی ہیبت اور خوف کی وجہ سے حق بات کو بیان کرنے سے نہ رُکے۔

٨٠٠٧ - وَفِیْ رِوَایَةٍ اِنْ رَاٰی مُنْکَرًا اَنْ یُّغَیِّرَهٗ فَبَکٰی اَبُوْ سَعِیْدٍ وَقَالَ قَدْ رَاَیْنَاهُ فَمَنَعَتْنَا هَیْبَةُ النَّاسِ اَنْ نَتَکَلَّمَ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ بَنِیْ اٰدَمَ خُلِقُوْا عَلٰی طَبَقَاتٍ شَتّٰی فَمِنْهُمْ مَنْ یُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَّیَحْیَا مُؤْمِنًا وَّیَمُوْتُ مُؤْمِنًا وَّمِنْهُمْ مَنْ یُّوْلَدُ کَافِرًا وَّیَحْیَا کَافِرًا وَّیَمُوْتُ کَافِرًا وَّمِنْهُمْ مَنْ یُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَّیَحْیَا مُؤْمِنًا وَّیَمُوْتُ کَافِرًا وَّمِنْهُمْ مَنْ یُّوْلَدُ کَافِرًا وَّیَحْیَا کَافِرًا وَّیَمُوْتُ مُؤْمِنًا قَالَ وَذَکَرَ الْغَضَبَ فَمِنْهُمْ مَنْ یَّکُوْنُ سَرِیْعَ الْغَضَبِ سَرِیْعَ الْفَیْءِ فَاِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰی وَمِنْهُمْ مَنْ یَّکُوْنُ بَطِیْءَ الْغَضَبِ بَطِیْءَ الْفَیْءِ فَاِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰی وَخِیَارُکُمْ مَنْ یَّکُوْنُ بَطِیْءَ الْغَضَبِ سَرِیْعَ الْفَیْءِ وَشِرَارُکُمْ مَنْ یَّکُوْنُ سَرِیْعَ الْغَضَبِ بَطِیْءَ الْفَیْءِ قَالَ اِتَّقُوا الْغَضَبَ فَاِنَّهٗ جَمْرَةٌ

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اگر وہ بُرائی کو دیکھے تو اس کی اصلاح کر دے (یہ بیان فرما کر) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا کہ ہم نے بُرائی دیکھی ہے مگر لوگوں کے خوف نے ہمیں اس کے متعلق گفتگو کرنے سے روک دیا ہے' پھر فرمایا کہ اولادِ آدم مختلف طبقات پر پیدا کی گئی ہے' بعض لوگ وہ ہیں جو مؤمن ہونے کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور ایمان کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں اور ایمان پر ہی ان کا خاتمہ ہوتا ہے' اور بعض لوگ وہ ہیں جو کفر کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور کفر پر ہی زندگی گزارتے ہیں اور کفر کی حالت میں ہی مر جاتے ہیں' اور بعض لوگ وہ ہیں جو مؤمن ہونے کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور ایمان کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں اور ان کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے' اور بعض لوگ وہ ہیں جو کافر ہونے کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور کفر کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں اور ان کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ نے غصے کا ذکر کیا اور فرمایا کہ بعض لوگ وہ ہیں جن کو غصہ جلدی آتا ہے اور جلدی ہی ختم ہو جاتا ہے' یہ دونوں خصلتیں ایک دوسری کے مقابلے میں ہیں (یعنی ان کا مرتکب نہ قابل مذمت ہے نہ لائق ستائش ہے)' اور بعض لوگ وہ ہیں جنہیں دیر سے غصہ آتا ہے اور دیر سے ہی ختم ہوتا

عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ اَلَا تَرَوْنَ اِلٰی اِنْتِفَاخِ اَوْدَاجِهٖ وَحُمْرَةِ عَيْنَيْهِ فَمَنْ اَحَسَّ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ فَلْيَضْطَجِعْ وَلْيَتَلَبَّدْ بِالْاَرْضِ قَالَ وَذَكَرَ الدَّيْنَ فَقَالَ مِنْكُمْ مَنْ يَّكُوْنُ حَسَنَ الْقَضَاءِ وَاِذَا كَانَ لَهٗ اَفْحَشَ فِي الطَّلَبِ فَاِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰى وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ سَيِّءَ الْقَضَاءِ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَجْمَلَ فِي الطَّلَبِ فَاِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰى وَخِيَارُكُمْ مَنْ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ اَحْسَنَ الْقَضَاءِ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَجْمَلَ فِي الطَّلَبِ وَشِرَارُكُمْ مَنْ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ اَسَاءَ الْقَضَاءَ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَفْحَشَ فِي الطَّلَبِ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رُؤُوْسِ النَّخْلِ وَاَطْرَافِ الْحِيْطَانِ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيْمَا مَضٰى مِنْهَا اِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْمَا مَضٰى مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ہے' یہ دونوں خصلتیں ایک دوسری کے مقابلے میں ہیں اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جسے غصہ دیر سے آئے اور جلدی ختم ہو جائے اور تم میں سے بدترین شخص وہ ہے جسے غصہ جلدی آئے اور دیر سے ختم ہو۔ آپ نے فرمایا: غصے سے بچو! کیونکہ یہ انسان کے دل پر آگ کی چنگاری کی مانند ہے' کیا تم نے دیکھا نہیں کہ غصے کی حالت میں آدمی کی رگیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں' جس شخص کو غصہ آئے تو وہ پہلو کے بل زمین پر لیٹ جائے اور زمین کے ساتھ لگ جائے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ نے قرض کا ذکر کیا اور فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ قرض کی ادائیگی تو اچھے طریقے سے کرتے ہیں لیکن انہوں نے کسی شخص سے قرض لینا ہو تو سختی سے مطالبہ کرتے ہیں' ان دونوں خصلتوں میں سے ایک خصلت دوسری کے مقابلے میں ہے' تم میں سے بہترین شخص وہ ہے کہ اگر اس پر قرض ہو تو اچھے طریقے سے ادائیگی کرے اور اگر اس نے کسی شخص سے قرض لینا ہو تو اچھے طریقے سے مطالبہ کرے اور تم میں سے بدترین شخص وہ ہے کہ اگر اس پر قرض ہو تو بُرے طریقے سے ادائیگی کرے اور اگر اس نے کسی شخص سے قرض لینا ہو تو سختی سے مطالبہ کرے۔ آپ خطبہ دیتے رہے حتیٰ کہ جب سورج کھجور کے درختوں کی چوٹیوں اور دیواروں کے کناروں کے اوپر آ گیا' تو آپ نے فرمایا: سن لو! دنیا کا باقی ماندہ وقت گزرے ہوئے وقت کے مقابلہ میں اتنا ہی باقی رہ گیا ہے' جتنا آج کے دن کا باقی ماندہ وقت' دن کے گزرے ہوئے وقت کے مقابلہ میں رہ گیا ہے۔ (ترمذی)

۸۰۰۸ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَّجُلٍ يَّكُوْنُ فِيْ قَوْمٍ يَّعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُّغَيِّرُوْا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيِّرُوْنَ اِلَّا اَصَابَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی قوم میں رہتے ہوئے گناہوں میں مصروف ہو' اور وہ لوگ اسے روکنے کی قدرت رکھنے کے باوجود منع نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔

(ابوداؤد' ابن ماجہ)

۸۰۰۹ - وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيِّ الْكِنْدِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا مَوْلًى لَنَا اَنَّهٗ سَمِعَ جَدِّيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتّٰى يَرَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ وَهُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰى

حضرت عدی بن عدی کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ایک آزاد کردہ غلام نے یہ بیان کیا کہ اس نے میرے دادا جان سے سنا کہ وہ کہتے تھے: کہتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے عمل کی بناء پر عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہیں فرماتا' جب تک وہ بُرائی کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں اور اسے روکنے پر قادر ہونے کے باوجود نہ

أَنْ يُّنْكِرُوْهُ فَلَا يُنْكِرُوْا فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

روکیں اور جب انہوں نے ایسا کیا تو پھر اللہ تعالیٰ عام و خاص سب کو عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔ (شرح السنہ)

۸۰۱۰ - وَعَنْ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْآيَةَ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدہ:۱۰۵) فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا مُنْكَرًا فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ يُوْشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت مبارکہ پڑھتے ہو: اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو اگر تم راہِ ہدایت پر ہوئے تو گمراہ شخص تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا' (المائدہ:۱۰۵) اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جب کوئی برائی دیکھیں اور اسے نہ روکیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا عذاب نازل فرما دے گا' (ابن ماجہ' ترمذی' امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔

وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ دَاوُدَ وَإِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ.

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ لوگ جب کسی شخص کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا فرما دے۔

وَفِيْ أُخْرٰى لَهُ مَا مِنْ قَوْمٍ يُّعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ ثُمَّ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى أَنْ يُّغَيِّرُوْا ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوْنَ إِلَّا يُوْشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ.

اور ابوداؤد کی دوسری روایت میں ہے کہ جس قوم میں گناہ کیے جاتے ہوں اور وہ روکنے کی قدرت ہونے کے باوجود نہ روکیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔

وَفِيْ أُخْرٰى لَهُ مَا مِنْ قَوْمٍ يُّعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ هُمْ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَّعْمَلُهُ.

اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں ہے کہ جس قوم میں گناہ کیے جاتے ہوں اور گناہ نہ کرنے والے گناہ کرنے والوں سے زیادہ ہوں۔

۸۰۱۱ - وَعَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ فَقَالَ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُّطَاعًا وَهَوًى مُّتَّبَعًا وَّدُنْيَا مُّؤْثَرَةً وَّإِعْجَابَ كُلِّ ذِيْ رَأْيٍ بِرَأْيِهِ وَرَأَيْتَ أَمْرًا لَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ فَعَلَيْكَ نَفْسَكَ وَدَعْ أَمْرَ الْعَوَامِّ فَإِنَّ وَرَاءَكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِيْهِنَّ قَبَضَ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيْهِنَّ أَجْرُ خَمْسِيْنَ رَجُلًا يَّعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ قَالَ أَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم" کی تفسیر میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت مبارکہ کے متعلق سوال کیا (کہ کیا اس آیت مبارکہ کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کر دیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو حتیٰ کہ جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت اور خواہشات کی پیروی کی جا رہی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے اور ہر صاحب رائے اپنی رائے کو ہی بہتر جان رہا ہے اور تم ایسا امر دیکھو جس سے تمہیں کوئی چارہ کار نہیں (یعنی ایسے حالات ہوں کہ لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے گناہوں سے بچنا ممکن نہ رہے) تو تم اپنی فکر کرو اور عوام کے معاملہ سے کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ تمہارے سامنے صبر کے ایام ہیں' جس شخص نے ان ایام میں صبر کیا' اس نے آگ کی چنگاری کو ہاتھ میں پکڑا ہے' ان ایام میں عمل کرنے والے کو اس شخص کی طرح عمل کرنے والے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا' صحابہ کرام علیہم الرضوان

نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ان کے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا: تمہارے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا۔

(ترمذی' ابن ماجہ)

۸۰۱۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْا إِسْرَائِيْلَ فِي الْمَعَاصِيْ نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا فَجَالَسُوْهُمْ فِيْ مَجَالِسِهِمْ وَاٰكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَلَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ قَالَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى تَاْطُرُوْهُمْ اَطْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے' ان کے علماء نے انہیں روکا اور وہ نہ رُکے تو وہ علماء بھی ان کی مجلسوں میں شریک ہونے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کے دل ان کی طرح کر دیئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانوں سے ان پر لعنت فرمائی' یہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا بدلہ تھا' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے' پھر آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم عذاب سے نجات نہیں پاؤ گے حتیٰ کہ تم ان کی طرح گناہ کرنے والوں کو گناہوں سے مکمل طور پر منع نہ کرو۔ (ترمذی' ابوداؤد)

وَفِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ كَلَّا وَاللّٰهِ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَاْخُذُنَّ عَلٰى يَدَيِ الظَّالِمِ وَلَتَاْطُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا وَلَتَقْصُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا اَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو گے اور بُرائی سے منع کرو گے اور ظالم کا ہاتھ پکڑ لو گے اور اسے حق پر مجبور کر دو گے اور انہیں حق پر ہی روکے رکھو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کے دل ان جیسے کر دے گا' پھر تم پر لعنت فرمائے گا جس طرح ان پر لعنت کی تھی۔

۸۰۱۳ - وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْزِلَتِ الْمَائِدَةُ مِنَ السَّمَاءِ خُبْزًا وَّلَحْمًا وَّاُمِرُوْا اَنْ لَّا يَخُوْنُوْا وَلَا يَدَّخِرُوْا لِغَدٍ فَخَانُوْا وَادَّخَرُوْا وَرَفَعُوْا لِغَدٍ فَمُسِخُوْا قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بنی اسرائیل پر) آسمان سے روٹی اور گوشت کا دسترخوان نازل کیا گیا اور انہیں حکم دیا گیا کہ نہ وہ خیانت کریں اور نہ ہی کل کے لیے جمع کر کے رکھیں' انہوں نے خیانت کی اور کل کے لیے جمع کر کے رکھا تو انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا۔ (ترمذی)

۸۰۱٤ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو گے اور بُرائی سے منع کرو گے' ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیجے گا' پھر تم اس کی بارگاہ میں دعا کرو گے اور تمہاری دعا مقبول نہیں ہو گی۔ (ترمذی)

۸۰۱۵ - وَعَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ

حضرت ابوالبختری رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت

اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَهْلِكَ النَّاسُ حَتّٰى يُعْذِرُوْا مِنْ اَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ اس وقت تک ہرگز ہلاک نہیں ہوں گے جب تک وہ (گناہ کر کے) اپنی طرف سے فاسد عذر پیش نہیں کرنے لگیں گے۔ (ابوداؤد)

۸۰۱۶ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهٗ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَيْ فُلَانُ مَا شَانُكَ اَلَيْسَ كُنْتَ تَامُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص اپنی آنتوں کے ساتھ اس طرح چکر لگائے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے' جہنمی اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے: اے فلاں شخص! تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیا کرتا تھا اور بُرائی سے منع نہیں کیا کرتا تھا؟ وہ جواب دے گا: میں تمہیں نیکی کا حکم دیتا تھا مگر خود نیکی نہیں کرتا تھا اور میں تمہیں بُرائی سے منع کرتا تھا' مگر خود بُرائی کا ارتکاب کرتا تھا۔ (بخاری' مسلم)

۸۰۱۷ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ يَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کی رات ایسے لوگ دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے' میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ آپ کی امت کے وہ خطباء ہیں' جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے مگر خود کو بھلا دیتے تھے۔ (شرح السنہ' بیہقی فی شعب الایمان)

وَفِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَقْرَءُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَلَا يَعْمَلُوْنَ.

ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ آپ کی امت کے ایسے خطباء ہیں' جو لوگوں کو ایسی باتیں کہتے تھے جن پر خود عمل پیرا نہیں ہوتے تھے اور اللہ کی کتاب پڑھتے تھے اور اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

۸۰۱۸ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَسْاَلُ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ مَالَكَ اِذَا رَاَيْتَ الْمُنْكَرَ فَلَمْ تُنْكِرْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُلَقّٰى حُجَّتَهٗ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ خِفْتُ النَّاسَ وَرَجَوْتُكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل قیامت کے دن ایک بندے سے سوال فرمائے گا: تجھے کیا ہوا تھا کہ تو نے بُرائی دیکھی اور اس سے منع نہیں کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے جواب سکھلا دیا جائے گا اور وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں لوگوں کے شر سے ڈرتا رہا اور تیری رحمت کی امید کرتا رہا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۸۰۱۹ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! بے

نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّ الْمَعْرُوْفَ وَالْمُنْكَرَ خَلِيْقَتَانِ تُنْصَبَانِ لِلنَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَمَّا الْمَعْرُوْفُ فَيُبَشِّرُ اَصْحَابَهٗ وَيُوْعِدُهُمُ الْخَيْرَ وَاَمَّا الْمُنْكَرُ فَيَقُوْلُ اِلَيْكُمْ اِلَيْكُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهٗ اِلَّا لُزُوْمًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

شک نیکی اور بُرائی دونوں کو انسانی صورت میں پیدا کیا جائے گا اور قیامت کے دن لوگوں کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا' نیکی کرنے والوں کو نیکی خوش خبری دے گی اور ان سے بھلائی کا وعدہ کرے گی' اور بُرائی کہے گی: مجھ سے دور ہو جاؤ! دور ہو جاؤ! اور وہ لوگ اس سے دور نہیں ہو سکیں گے۔ (احمد' بیہقی) ۱۰۰

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق شرعی احکام

ان احادیثِ کریمہ میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا بیان ہے۔ امر بالمعروف یہ ہے کہ کس کو اچھی بات کا حکم دینا مثلاً کسی سے نماز پڑھنے کو کہنا اور نہی عن المنکر کا مطلب یہ ہے کہ بُری باتوں سے منع کرنا' یہ دونوں چیزیں فرض ہیں' قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ''كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ'' (آل عمران: ۱۱۰) ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے تم لوگوں کو اچھی بات کا حکم دیتے ہو اور بُری بات سے منع کرتے ہو''۔

مسئلہ: کسی کو گناہ کرتے دیکھا تو نہایت متانت اور نرمی کے ساتھ اسے منع کرے اور اسے اچھی طرح سمجھائے' پھر اگر اس طریقہ سے کام نہ چلا' وہ شخص باز نہ آیا' تو اب سختی سے پیش آئے' اس کو سخت الفاظ کہے' گالی نہ دے' نہ فحش لفظ زبان سے نکالے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو جو شخص ہاتھ سے کچھ کر سکتا ہے' کرے' مثلاً وہ شراب پیتا ہے تو شراب بہادے' برتن توڑ پھوڑ ڈالے' گاتا بجاتا ہے تو باجے توڑ ڈالے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں: (۱) اگر غالب گمان یہ ہے کہ ان سے کہے گا تو وہ اس کی بات مان لیں گے اور بُری بات سے باز آ جائیں گے تو امر بالمعروف واجب ہے' اس کو باز رہنا جائز نہیں (۲) اگر گمانِ غالب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو ترک کرنا افضل ہے (۳) اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے ماریں گے اور یہ صبر نہ کر سکے گا یا اس کی وجہ سے فتنہ وفساد پیدا ہوگا' آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی' جب بھی چھوڑنا افضل ہے (۴) اگر معلوم ہو کہ وہ اگر اسے ماریں گے تو صبر کر لے گا تو ان لوگوں کو بُرے کام سے منع کرے اور یہ شخص مجاہد ہے (۵) اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دیں گے تو اسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ امر کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر اندیشہ ہے کہ ان لوگوں کو امر بالمعروف کرے گا تو قتل کر ڈالیں گے اور یہ جانتے ہوئے اس نے کیا اور ان لوگوں نے مار ہی ڈالا تو یہ شہید ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: امراء کے ذمہ امر بالمعروف ہاتھ سے ہے کہ اپنی قوت وسطوت سے اس کام کو روک دیں اور علماء کے ذمہ زبان سے ہے کہ اچھی بات کرنے کو اور بُری بات سے باز رہنے کو زبان سے کہہ دیں اور عوام الناس کے ذمہ دل سے بُرا جاننا ہے۔ (عالمگیری)

اس کا مقصد وہی ہے جو حدیث میں فرمایا کہ جو بُری بات دیکھے' اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر ہاتھ سے بدلنے پر قادر نہ ہو تو زبان سے بدل دے یعنی زبان سے اس کا بُرا ہونا ظاہر کر دے اور منع کر دے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے بُرا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور مرتبہ ہے۔ یہاں عوام سے مراد وہ لوگ ہیں کہ ان میں نہ ہاتھ سے روکنے کی ہمت ہے اور نہ زبان سے منع کرنے کی جرأت۔ قوم کے چوہدری اور زمیندار وغیرہ بہت سے عوام ایسی حیثیت رکھتے ہیں کہ روک سکتے ہیں' ان پر لازم ہے کہ روکیں۔ ایسوں کے لیے فقط دل سے بُرا جاننا کافی نہیں۔

مسئلہ: امر بالمعروف کے لیے پانچ چیزوں کی ضرورت ہے۔ اوّل: علم کہ جسے علم نہ ہو اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔ دوم: اس سے مقصود رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ ہو۔ سوم: جس کو حکم دیتا ہے اس کے ساتھ شفقت و مہربانی کرے نرمی کے ساتھ کہے۔ چہارم: امر کرنے والا صابر اور بردبار ہو۔ پنجم: یہ شخص خود اس بات پر عامل ہو ورنہ قرآن کے اس حکم کا مصداق بن جائے گا: کیوں کہتے ہو وہ جس کو تم خود نہیں کرتے O اللہ کے نزدیک ناخوشی کی بات ہے یہ کہ ایسی بات کہو جس کو خود نہ کرو O (الصف: ۲۔۳)
اور یہ بھی قرآن مجید میں فرمایا کہ کیا تم لوگوں کو اچھی بات کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھولے ہوئے ہو O (الصف: ۲۔۳)۔

(عالمگیری)

مسئلہ: عامی شخص کو یہ نہ چاہیے کہ قاضی یا مفتی یا مشہور و معروف عالم کو امر بالمعروف کرے کہ یہ بے ادبی ہے۔ مثل مشہور ہے: خطائے بزرگاں گرفتن خطاست (بزرگوں کی غلطی پکڑنا غلطی ہے)، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ کسی مصلحت خاص سے ایک فعل کرتے ہیں، جس تک عوام کی نظر نہیں پہنچتی اور یہ شخص سمجھتا ہے کہ جیسے ہم نے کیا انہوں نے بھی کیا، حالانکہ دونوں میں بہت فرق ہوتا ہے۔ (عالمگیری)

یہ حکم ان علماء کے متعلق ہے جو احکام شرع کے پابند ہیں، اور اتفاقاً کبھی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو نظر عوام میں بُری معلوم ہوتی ہے۔ وہ لوگ مراد نہیں جو حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتے اور نام علم کو بدنام کرتے ہیں۔

مسئلہ: جس نے کسی کو بُرا کام کرتے دیکھا اور خود یہ بھی اس بُرے کام کو کرتا ہے تو اس بُرے کام سے منع کر دے کیونکہ اس کے ذمہ دو چیزیں واجب ہیں: بُرے کام کو چھوڑنا اور دوسرے کو بُرے کام سے منع کرنا، اگر ایک واجب کا تارک ہے تو دوسرے کا کیوں تارک بنے۔ (عالمگیری) (بہارشریعت، جلد دوم، ص ۷۵۸، مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

كِتَابُ الرِّقَاقِ
دل میں رقت اور نرمی پیدا کرنے والی باتیں

''رقاق'' کی لغوی تحقیق

''رقاق''، ''رقیق'' کی جمع ہے'' رقیق'' اسے کہتے ہیں جس میں لطافت ونرمی ہو۔ یہ شارح نے ذکر کیا ہے اور ظاہر وہ ہے جو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ '' رقاق '' سے وہ کلمات مراد ہیں' جن کے سننے سے دل پر رقت طاری ہوتی ہے اور دل نرم ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے آدمی دنیا سے اعراض کر کے زہد اختیار کر لیتا ہے' ان احادیث کو'' رقاق '' (دل نرم کرنے والی) کہا گیا ہے کیونکہ ان کے سننے سے دل میں نرمی اور رحمت پیدا ہوتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۰۲۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سے لوگ خسارے میں رہتے ہیں: (۱) صحت (۲) فراغت۔ (بخاری)

تندرستی اور فراغت کا نعمت الٰہی ہونا

اس حدیث میں ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سے لوگ خسارے میں رہتے ہیں: (۱) صحت (۲) فراغت۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

حدیث کا معنی یہ ہے کہ صحت وتندرستی اور فراغتِ قلبی ایسی دو نعمتیں ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے' اور ان دو نعمتوں کے حصول کے باوجود ایسے اعمال نہیں کرتے' جن کی آخرت میں ضرورت ہوگی اور انجام کار زندگی ضائع کرنے پر وہ نادم ہوں گے مگر اس وقت کی ندامت فائدہ مند نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ'' (التغابن: ۹) ''وہ دن ہے ہار والوں کی ہار کھلنے کا''۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت کسی چیز پر حسرت نہیں کریں گے سوائے اس گھڑی کے جو ذکرِ الٰہی کے بغیر گزر گئی' اور حاشیہ سیوطی میں ہے کہ علماء کرام نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ انسان عبادت کے لیے اسی وقت فارغ ہوتا ہے جب وہ تندرست ہو اور مال دار ہونے کی بناء پر اہل وعیال کے خرچ کی فکر سے آزاد ہو' کبھی انسان مال دار ہوتا ہے مگر تندرست نہیں ہوتا اور کبھی تندرست ہوتا ہے مگر مال دار نہیں ہوتا' لہٰذا علم وعمل کے لیے اسے فراغت اور یکسوئی مہیا نہیں ہوتی' اور جسے یہ دونوں نعمتیں میسر ہوں مگر اس کے باوجود وہ عبادت سے سستی کرے' ایسا شخص گھاٹے کا سودا کرنے والا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۰۲۱۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ الْاَوْدِيِّ

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَّهُوَ يَعِظُهٗ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا.

ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مال داری کو فقر سے پہلے، فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے (اسے ترمذی نے مرسلاً روایت کیا ہے)۔

۸۰۲۲ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْاَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن انسان کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال نہ کرلیا جائے گا: زندگی کے متعلق سوال ہوگا کہ کن کاموں میں بسر کی، جوانی کے متعلق سوال ہوگا کہ کن کاموں میں گزاری، مال کے متعلق سوال ہوگا کہ کہاں سے حاصل کیا اور کن کاموں میں خرچ کیا، علم کے متعلق سوال ہوگا کہ اس پر کیا عمل کیا۔ (ترمذی)

۸۰۲۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُسْاَلُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّعِيْمِ اَنْ يُّقَالَ لَهٗ اَلَمْ نُصِحَّ جِسْمَكَ وَنُرَوِّكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن بندے سے نعمتوں کے متعلق پہلا سوال یہ ہوگا کہ اس سے کہا جائے گا: کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت وتندرستی عطا نہیں کی تھی اور کیا ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیر نہیں کیا تھا۔ (ترمذی)

۸۰۲۴ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْتَظِرُ اَحَدُكُمْ اِلَّا غِنًى مُّطْغِيًا اَوْ فَقْرًا مُّنْسِيًا اَوْ مَرَضًا مُّفْسِدًا اَوْهَرَمًا مُّفَنِّدًا اَوْ مَوْتًا مُّجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالَ فَالدَّجَّالُ شَرُّ غَائِبٍ يُّنْتَظَرُ اَوِ السَّاعَةَ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص ان چیزوں کا منتظر رہتا ہے، سرکش بنادینے والی مال داری کا، بھلادینے والے فقر کا، تباہ کردینے والی بیماری کا، ضعیف العقل بنادینے والے بڑھاپے کا، اچانک آجانے والی موت کا، دجال کا اور دجال ایسا پوشیدہ شر ہے جس کا انتظار کیا جاتا ہے، قیامت کا اور قیامت سخت ترین حادثہ اور انتہائی تلخ مصیبت ہے۔ (ترمذی، نسائی)

۸۰۲۵ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَّاَسُدَّ فَقْرَكَ وَاِنْ لَّا تَفْعَلْ مَلَاْتُ يَدَكَ شُغْلًا وَّلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہوجا، میں تیرے سینے کو غنا کی دولت سے معمور کردوں گا اور تیرے فقر واحتیاج کی راہیں مسدود کردوں گا، اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھے گوناگوں مصروفیات میں مشغول کردوں گا اور تیرا فقر دور نہیں کروں گا۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

۸۰۲۶ - وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ اٰمِنًا فِيْ سِرْبِهٖ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا

حضرت عبیداللہ بن محصن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ اس کے دل میں سکون واطمینان ہے، اس کے جسم میں صحت وعافیت ہے اور اس کے پاس ایک دن کی روزی ہے تو گویا پوری کی پوری دنیا اس کے پاس جمع ہوگئی ہے۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(ترمذی)

۸۰۲۷ - وَعَنْ عُثْمَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِيْ سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَّسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُّوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتَهٗ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کا ان چیزوں کے علاوہ میں کوئی حق نہیں' گھر ہو جس میں وہ رہائش اختیار کر سکے' کپڑا ہو جس سے شرم گاہ ڈھانپ سکے' روٹی کا خشک ٹکڑا اور پانی ہو۔

(ترمذی)

۸۰۲۸ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَغْبَطُ اَوْلِيَائِيْ عِنْدِيْ لَمُؤْمِنٌ خَفِيْفُ الْحَاذِ ذُوْ حَظٍّ مِّنَ الصَّلٰوةِ اَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَاَطَاعَهٗ فِي السِّرِّ وَكَانَ غَامِضًا فِي النَّاسِ لَا يُشَارُ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ وَكَانَ رِزْقُهٗ كَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ نَقَدَ بِيَدِهٖ فَقَالَ عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهٗ قَلَّتْ بَوَاكِيْهِ قَلَّ تُرَاثُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے دوستوں میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل رشک وہ مومن ہے' جس کے پاس سامان کم ہو' نمازیں زیادہ ادا کرتا ہو' اپنے رب کی اچھے طریقے سے عبادت کرتا ہو اور خفیۃً اس کی اطاعت کرتا ہو' لوگوں میں پوشیدہ ہو' اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہ کیا جاتا ہو' اس کا رزق ضرورت کے مطابق ہو اور اس پر وہ صبر کرتا ہو' پھر آپ نے ہاتھ سے چٹکی بجائی اور فرمایا کہ اس کی موت جلدی آ جائے' اس پر رونے والیاں کم ہوں' اس کی میراث تھوڑی ہو۔ (مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

۸۰۲۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص کامیاب ہوا' جو اسلام لایا اور اسے بہ قدر کفایت رزق عطا کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے دیئے ہوئے مال پر قناعت کی توفیق عطا کی۔ (مسلم)

۸۰۳۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا وَفِيْ رِوَايَةٍ كَفَافًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! آل محمد کو ضرورت کے مطابق رزق عطا فرما اور ایک روایت میں بہ قدر کفایت کے الفاظ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۸۰۳۱ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ اِلَّا بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ الْخَلَائِقَ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ يَا اَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوْا اِلٰى رَبِّكُمْ مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج اس حالت میں طلوع ہوتا ہے کہ اس کے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے نداء کرتے ہیں اور جن و انس کے علاوہ تمام مخلوق کو یہ سناتے ہیں کہ اے لوگو! اپنے رب کی طرف آ ؤ! تھوڑا اور کفایت کرنے والا رزق' زیادہ اور غافل کر دینے والے رزق سے بہتر ہے۔ (ابونعیم' حلیہ)

انسانوں اور جنوں کو فرشتے کی آواز نہ سنانے کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ظاہر یہی ہے کہ تمام مخلوق کو سنانے سے حقیقتاً سنانا مراد ہے' اور جن و انس کو نہ سنانے میں حکمت یہ ہے کہ جن و انس ایمان بالغیب کے مکلف ہیں' اگر جن و انس بھی یہ آواز سن لیں تو ان کا ایمان بالغیب نہ رہے۔ یہاں سوال ہے کہ تنبیہ کی ضرورت تو جن و انس کو ہے'

باقی مخلوق کو نداء کا کیا فائدہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صادق و مصدوق ﷺ خود سن کر یا اللہ تعالیٰ کے آگاہ فرمانے سے لوگوں کو اس کی خبر دے دیں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۴ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۰۳۱ - وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مَلَأَ اٰدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ اُكُلَاتٍ يُّقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا مُحَالَةَ فَثُلُثٌ طَعَامٌ وَّثُلُثٌ شَرَابٌ وَّثُلُثٌ لِّنَفْسِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آدمی نے پیٹ سے زیادہ بدترین کوئی برتن نہیں بھرا' انسان کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں' جو کمر سیدھی رکھیں' اگر ضروری شکم پُر کرنا ہے تو تین حصے کرلے' ایک حصہ کھانے کے لیے' ایک حصہ پانی کے لیے اور ایک حصہ سانس لینے کے لیے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

۸۰۳۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَّتَجَشَّأُ فَقَالَ اَقْصِرْ مِنْ جُشَائِكَ فَاِنَّ اَطْوَلَ النَّاسِ جُوْعًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ اَطْوَلُهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ڈکار لیتے ہوئے سنا' تو فرمایا: ڈکار لینے سے باز آجا کیونکہ دنیا میں سب لوگوں سے زیادہ سیر ہونے والا ہی قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا ہوگا۔ (بغوی' شرح السنہ' ترمذی نے بھی اسی کی مثل روایت کیا ہے)

۸۰۳۳ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَخْلَصَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ لِلْاِيْمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهٗ سَلِيْمًا وَّلِسَانَهٗ صَادِقًا وَّنَفْسَهٗ مُطْمَئِنَّةً وَّخَلِيْقَتَهٗ مُسْتَقِيْمَةً وَّجَعَلَ اُذُنَهٗ مُسْتَمِعَةً وَّعَيْنَهٗ نَاظِرَةً فَاَمَّا الْاُذُنُ فَقَمْعٌ وَاَمَّا الْعَيْنُ فَمُقِرَّةٌ لِمَا يُوْعِي الْقَلْبُ وَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهٗ وَاعِيًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص کامیاب ہے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لیے خالص کر دیا ہے اور جس کو سلامتی والا دل' سچی زبان' مطمئن نفس اور سیدھی طبیعت عطا کی ہے اور جسے سننے والے کان اور دیکھنے والی آنکھ عطا کی ہے' کان تو دل تک باتیں پہنچنے کا ذریعہ ہیں' اور آنکھ اسی چیز کو برقرار رکھتی ہے جس کی دل حفاظت کرتا ہے اور وہی شخص کامیاب ہے' جس نے اپنے دل کو حفاظت کرنے والا بنایا ہے۔ (احمد' بیہقی' شعب الایمان)

۸۰۳۴ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْخَيْرَ خَزَائِنُ لِتِلْكَ الْخَزَائِنِ مَفَاتِيْحُ فَطُوْبٰى لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِّلْخَيْرِ مِغْلَاقًا لِّلشَّرِّ وَوَيْلٌ لِّعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِّلشَّرِّ مِغْلَاقًا لِّلْخَيْرِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خیر خزانوں کی طرح ہے' ان خزانوں کی چابیاں ہیں' پس خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جسے اللہ نے خیر کے دروازے کی چابی اور شر کا دروازہ بند کرنے کا ذریعہ بنایا ہے اور ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جسے اللہ نے شر کے دروازے کی چابی اور خیر کا دروازہ بند کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ (ابن ماجہ)

۸۰۳۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مال داری مال و اسباب کی کثرت سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ مال داری تو نفس کی تونگری کا نام ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٠٣٦ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعْيًا عَلٰى اَهْلِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰى جَارِهٖ لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهٗ مِثْلَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا مُكَاثِرًا مُّفَاخِرًا مُّرَائِيًا لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَاَبُوْنُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بھیک سے بچنے کے لیے اور اپنے اہل وعیال کی روزی کے حصول کے لیے اور اپنے پڑوسیوں پر مہربانی کرنے کے لیے حلال طریقے سے دنیا کی طلب کی تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا اور جس نے مال بڑھانے کے لیے اور لوگوں کے سامنے اظہارِ فخر کے لیے اور دکھلاوے کے لیے حلال طریقے سے دنیا کی طلب کی' وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔ (بیہقی' شعب الایمان' ابونعیم' حلیہ)

٨٠٣٧ ـ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْخُذُ عَنِّيْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَّعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَّمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُّؤْمِنًا وَّاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُّسْلِمًا وَّلَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون شخص مجھ سے یہ باتیں یاد کر کے ان پر عمل پیرا ہوگا یا یہ باتیں اس شخص کو سکھلائے گا جوان پر عمل کرے گا' میں نے عرض کیا: میں انہیں یاد کروں گا' یارسول اللہ! آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پانچ باتیں شمار کیں اور فرمایا: حرام کاموں سے بچنا' تم لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہو جاؤ گے' اللہ نے تمہاری قسمت میں جو کچھ لکھ دیا ہے اس پر راضی رہنا' تم لوگوں میں سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے' اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا' تم مؤمن ہو جاؤ گے' لوگوں کے لیے وہی پسند کرنا جو اپنے لیے پسند کرتے ہو' تم مسلمان ہو جاؤ گے اور زیادہ نہ ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ (احمد' ترمذی)

حرام کام سے بچنا عبادت ہے

اس حدیث میں ہے کہ حرام کاموں سے بچنا' تم لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔ اس ارشاد میں حکمت یہ ہے کہ حرام کام سے بچنے میں دفعِ ضرر (نقصان دہ چیزوں کو دور کرنا) ہے اور دفعِ ضرر جلبِ نفع (نفع حاصل کرنے) سے زیادہ اہم ہے (مثلاً ایک آدمی کو ایک لاکھ روپیہ دیا جائے کہ خودکشی کرلو اب ایک لاکھ روپیہ کا ملنا جلبِ نفع اور جان بچانا دفعِ ضرر ہے' وہ آدمی جان بچانے کو ایک لاکھ روپیہ کے حصول پر ترجیح دے گا) اور نفس پر نیکیوں کا کرنا اتنا دشوار نہیں ہوتا جتنا گناہوں کا ترک دشوار ہوتا ہے' نیز ممنوع چیزوں کے جب اسباب مہیا ہوں تو ان سے رُک جانا صرف حرام کام کو چھوڑ نا نہیں کہ اس پر ثواب نہ ہو بلکہ اس وقت ممنوع کام سے رک جانا' نفس کو روکنا ہے۔

اور نفس کو گناہ سے روکنا تو عبادت ہے' جس پر آدمی کو ثواب دیا جائے گا' جس طرح کہ علمائے احناف کی کتابوں میں اس کی وضاحت ہے۔ (الکوکب الدری) اور صاحب تلویح نے کہا ہے کہ ترکِ حرام پر نہ ثواب ہوگا' نہ عذاب ہوگا۔

اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ ترکِ حرام تو واجب ہے اور واجب پر تو ثواب ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى. (النزعت:٤٠) جو کوئی اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جس پر ثواب ملے گا' وہ واجب کا بجالانا ہے۔ حرام کام کا نہ کرنا نہیں' ورنہ لازم آئے گا کہ ہر آدمی کو ہر لمحہ' ہر

حرام کام کے نہ کرنے پر کثیر نیکیاں ملیں اور ''نھی النفس'' کا معنی ہے کہ اس نے اپنے نفس کو حرام کام سے روک لیا۔ اور حرام کام سے نفس کو روکنا فعلِ واجب ہے اور جب ترک حرام کا معنی یہ لیا جائے کہ گناہ کے اسباب مہیا ہوتے اور اس کی طرف نفس کا میلان ہونے کے باوجود نفس کو گناہ سے روک لیا جائے تو بالاتفاق اس معنی کے لحاظ سے ترک حرام پر ثواب ہوگا۔ (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۴ ص ۱۵۲)

ایک اہم مسئلہ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفلی عبادات میں مشغول ہونے سے زیادہ اہم یہ ہے کہ فرائض بجالائے جائیں اور ممنوع کاموں کے ارتکاب سے بچا جائے اور یہ ایک اہم مسئلہ ہے' جس سے عوام غافل ہیں۔ عوام الناس میں اکثریت فرائض سے غافل ہے' مگر نوافل کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔ عموماً فرض نمازوں کی قضا لازم ہوتی ہے' لیکن اس کی طرف توجہ نہیں دی جاتی لیکن مخصوص راتوں میں نوافل وغیرہ کی ادائیگی کا بڑا اہتمام ہوتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی سے غفلت برتی جاتی ہے لیکن نفلی صدقات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کسی آدمی کے ذمہ فرض نمازوں کی قضا ہو تو لازم ہے کہ ان کا حساب لگائے اور جلد از جلد ان کی ادائیگی کرے۔ نوافل میں جو وقت صرف کرتا ہے' وہ وقت قضا نمازوں کی ادائیگی میں صرف کرے۔ اسی طرح کسی آدمی کے ذمہ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ لازم ہو' اس کا حساب لگائے۔ اوّلاً اسے ادا کرے' پھر نفلی صدقات کی طرف متوجہ ہو' لیکن اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ نوافل کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ فرائض کی ادائیگی کے بعد قربِ الٰہی کا ذریعہ کثرتِ نوافل ہے۔ فرائض ایک ڈیوٹی ہے' دنیا میں ایک ملازم اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کے بعد بھی مالک کی زیادہ سے زیادہ خدمت سرانجام دینے میں مصروف رہتا ہے' وہ مالک کا محبوبِ نظر اور مقرب ہو جاتا ہے۔ بلاتشبیہ وتمثیل فرائض کی ادائیگی کے بعد کثرتِ نوافل کرنے والا بھی محبوبِ بارگاہ ہوتا ہے۔ حدیث قدسی میں فرائض کو محبوب عبادت قرار دیا گیا اور پھر کثرتِ نوافل کو قربِ الٰہی کا ذریعہ فرمایا گیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے' میں اسے اعلانِ جنگ کرتا ہوں' میرا بندہ کسی ایسی چیز کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے فرائض سے زیادہ محبوب ہو' میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں' جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے' اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو وہ میں اسے ضرور بالضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں ضرور بالضرور اسے پناہ عطا کرتا ہوں' میں کسی چیز میں تردّد نہیں کرتا جس کو میں کرنے والا ہوں' جو تردّد مجھے مؤمن کی جان کے متعلق ہوتا ہے' وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے ناپسند کرنے کو مکروہ جانتا ہوں۔

(صحیح البخاری' کتاب الرقاق' رقم الحدیث: ۶۵۰۲)

۸۰۳۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيْصَةِ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعَسَ وَانْتَكَسَ وَاِذَا شِيْكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَشْعَثَ رَاْسُهٗ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ اِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دینار و درہم اور فاخرہ لباس کا غلام ہلاک ہو جائے' اگر اسے کوئی چیز مل جائے تو وہ خوش ہوتا ہے اور اگر کوئی چیز نہ ملے تو ناراض ہوتا ہے' ایسا شخص ہلاک اور ذلیل و رسوا ہو' اگر اس کے کانٹا لگ جائے تو وہ نہ نکلے اور اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جس نے اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑی ہوئی ہے' اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں' اس کے قدم گرد آلود ہیں' اگر اسے پہرے

كَانَ فِي الْحَرَاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

داری پر مقرر کیا جائے تو وہاں قائم رہتا ہے' اگر اسے لشکر کے پیچھے مقرر کر دیا جائے تو وہ پیچھے رہتا ہے' اگر وہ اجازت طلب کرے تو اس کو اجازت نہیں دی جاتی اور اگر وہ کسی شخص کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جاتی۔ (بخاری)

٨٠٣٩ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دینار کے غلام پر لعنت ہو' درہم کے غلام پر لعنت ہو۔ (ترمذی)

٨٠٤٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِيْ مَالِيْ وَإِنَّ مَالَهُ مِنْ مَّالِهِ ثَلَاثٌ مَا أَكَلَ فَأَفْنٰى أَوْ لَبِسَ فَأَبْلٰى أَوْ أَعْطٰى فَاقْتَنٰى وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَّتَارِكُهُ لِلنَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ کہتا ہے: میرا مال اتنا ہے' میرا مال اتنا ہے جب کہ اس کے پاس تو تین قسم کا ہی مال ہے: (۱) جو اس نے کھا کر ختم کر دیا (۲) جو پہن کر بوسیدہ کر دیا (۳) جو (اللہ کی راہ میں کسی کو) دے کر (آخرت کے لیے) ذخیرہ کر لیا' اس کے علاوہ جو مال ہے' وہ جانے والا ہے اور وہ اسے لوگوں کے لیے چھوڑ کر جانے والا ہے۔ (مسلم)

٨٠٤١ - وَعَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ يَقُوْلُ ابْنُ آدَمَ مَالِيْ مَالِيْ قَالَ وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ آدَمَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مطرف رضی اللہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ تلاوت فرما رہے تھے: "الھکم التکاثر" (تمہیں غافل کر دیا مال کی زیادہ طلب نے) آپ نے فرمایا کہ ابن آدم کہتا ہے: میرا مال اتنا ہے' میرا مال اتنا ہے' حالانکہ اے ابن آدم! تیرا مال تو بس یہی ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا یا صدقہ کر کے (آخرت کے لیے) باقی رکھ لیا۔ (مسلم)

٨٠٤٢ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهُ وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقٰى عَمَلُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں' دو چیزیں واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ باقی رہ جاتی ہے' اس کے گھر والے اور اس کا مال اور اس کا عمل اس کے ساتھ جاتے ہیں' اس کے گھر والے اور اس کا مال واپس لوٹ آتے ہیں اور اس کا عمل باقی رہ جاتا ہے۔ (بخاری' مسلم)

٨٠٤٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَّالِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَّالِ وَارِثِهِ قَالَ فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کس شخص کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال ہی وارث کے مال سے زیادہ پیارا ہے' آپ نے فرمایا: اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا اور وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑ گیا۔ (بخاری)

راہِ خدا میں مال خرچ کرنے اور ورثاء کے لیے مال چھوڑ جانے سے کون سا عمل افضل ہے؟

اس حدیث میں ہے: آدمی کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا' اور وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑ گیا۔ اس پر اشکال ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ورثاء کے لیے مال چھوڑ جانے سے' اللہ کی راہ میں مال خرچ کر دینا افضل ہے' جبکہ بخاری و مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ورثاء کے لیے مال چھوڑ جانا' صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس زمین میں فوت ہونا پسند نہیں کرتے تھے جہاں سے انہوں نے ہجرت کی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابن عفراء پر رحم فرمائے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے سارے مال کی وصیت کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: نصف مال کی؟ آپ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: تہائی مال کی وصیت کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: تہائی مال کی وصیت کر دو اور تہائی مال بہت ہے۔ تمہارا اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑ جانا اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم انہیں محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ تم جو چیز بھی خرچ کرو' وہ صدقہ ہے حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بلندیاں عطا فرمائے گا' اور تمہاری وجہ سے کچھ لوگ (مسلمان) نفع حاصل کریں گے اور دوسرے لوگ (کفار) نقصان اٹھائیں گے' اور اس روز ان کی صرف ایک ہی بیٹی تھی۔ (صحیح البخاری' کتاب الوصایا' رقم الحدیث: ۲۷۴۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

ان دونوں حدیثوں میں بہ ظاہر تعارض ہے' علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

یہ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی) روایت دلالت کرتی ہے کہ نیکی کے راستوں میں مال خرچ کرنا' ورثاء کے لیے مال چھوڑ جانے سے افضل ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہ اس حدیث کے معارض ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو فرمایا: بے شک تمہارا اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑ جانا' انہیں محتاج چھوڑ جانے سے کہیں بہتر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں' کیونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مرض کی حالت میں اپنا سارا مال صدقہ کرنے کا ارادہ کیا تھا' اور ان کی وارث صرف ان کی بیٹی تھی اور وہ کمانے کی طاقت نہیں رکھتی تھی' لہٰذا آپ نے انہیں تہائی مال صدقہ کرنے کا حکم دیا کہ باقی مال ان کی بیٹی اور بیت المال کو مل جائے' اور اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ان کی صحت کی حالت میں خطاب کیا ہے اور انہیں رغبت دلائی ہے کہ زندگی میں ہی اپنا مال صدقہ کر جائیں تاکہ روزِ قیامت وہ مال انہیں نفع دے۔ یہ مراد نہیں کہ اپنی مرض کی حالت میں تمام مال صدقہ کر دیں' کیونکہ اس صورت میں ورثاء محروم رہ جائیں گے اور محتاج ہو کر لوگوں سے سوال کرتے پھریں گے اور شارع علیہ السلام نے اس حالت میں صرف تہائی مال میں تصرف کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۳ ص ۴۹' مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۵۰۴۴ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَبْلُغُ بِهٖ قَالَ اِذَا مَاتَ الْمَیِّتُ قَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ مَا قَدَّمَ وَقَالَ بَنُوْ اٰدَمَ مَا خَلَّفَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میت فوت ہو جاتی ہے تو ملائکہ کہتے ہیں: اس نے آگے کیا بھیجا ہے؟ اور لوگ کہتے ہیں: اس نے پیچھے کیا چھوڑا ہے؟ (بیہقی' شعب الایمان)

۵۰۴۵ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُجَآءُ بِابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ كَاَنَّهٗ بَذَجٌ فَیُوْقَفُ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ لَهٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم کو قیامت کے دن بھیڑ کے بچے کی طرح لا کر بارگاہِ الٰہی میں کھڑا کر دیا جائے گا' اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: میں نے تجھے بہت کچھ دیا اور صاحب

اَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَا صَنَعْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ وَتَرَكْتُهُ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهِ كُلِّهِ فَيَقُوْلُ لَهُ اَرِنِيْ مَا قَدَّمْتَ فَيَقُوْلُ رَبِّ جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ وَتَرَكْتُهُ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهِ كُلِّهِ فَاِذَا عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُمْضٰى بِهِ اِلَى النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

خدام بنایا اور تجھ پر انعام فرمایا' تو تو نے کیا کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے مال جمع کیا' اس میں اضافہ کیا اور جتنا تھا' اس سے زیادہ چھوڑ کر آیا ہوں' مجھے واپس بھیج دے' میں وہ سارا مال تیری بارگاہ میں پیش کر دوں گا' اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: تو نے آگے کیا بھیجا ہے؟ وہ پھر عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے مال جمع کیا' اس میں اضافہ کیا اور جتنا تھا اس سے زیادہ چھوڑ کر آیا ہوں' مجھے واپس بھیج دے' میں وہ سارا مال تیری بارگاہ میں پیش کر دوں گا' اس وقت واضح ہو جائے گا کہ اس شخص نے کوئی نیکی آگے نہیں بھیجی' لہٰذا اسے جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ (ترمذی)

٨٠٤٦ ۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً وَّفِتْنَةُ اُمَّتِى الْمَالُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ (ترمذی)

٨٠٤٧ ۔ وَعَنْ اَبِىْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ عَهِدَ اِلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَّمَرْكَبٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد لیا کہ تمہیں صرف اتنا مال جمع کرنا کافی ہے کہ تمہارے پاس ایک خادم ہو اور اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) ایک سواری ہو۔

(مسند احمد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

٨٠٤٨ ۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى خَالِهِ اَبِىْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ يَعُوْدُهُ فَبَكٰى اَبُوْ هَاشِمٍ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ يَا خَالُ اَوَجَعٌ يُشْئِزُكَ اَمْ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا قَالَ كَلَّا وَلٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَيْنَا عَهْدًا لَمْ اٰخُذْ بِهِ قَالَ وَمَا ذٰلِكَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَّمَرْكَبٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاِنِّىْ اَرَانِىْ قَدْ جَمَعْتُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے ماموں ابو ہاشم بن عتبہ کی عیادت کے لیے ان کے پاس گئے تو ابو ہاشم رو پڑے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ماموں جان! تمہیں کون سی چیز رُلا رہی ہے؟ کیا کوئی درد بے قرار کر رہا ہے یا دنیا کی حرص کی وجہ سے رو رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ایسا ہرگز نہیں! البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک عہد لیا تھا جس پر میں عمل پیرا نہیں ہو سکا' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ عہد کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہیں صرف اتنا مال جمع کرنا کافی ہے کہ تمہارے پاس ایک خادم ہو اور اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) ایک سواری ہو' جب کہ میرا خیال ہے کہ میں نے مال جمع کر رکھا ہے۔

(مسند احمد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

٨٠٤٩ ۔ وَعَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ قُلْتُ لِاَبِى الدَّرْدَاءِ مَا لَكَ لَا تَطْلُبُ كَمَا يَطْلُبُ فُلَانٌ فَقَالَ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَمَامَكُمْ عَقَبَةً كَؤُدًا لَا يَجُوْزُهَا الْمُثْقَلُوْنَ

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کو کہا: کیا وجہ ہے کہ تم فلاں شخص کی طرح (مال و جاہ کی) طلب نہیں کرتے' انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہارے سامنے دشوار ترین گھاٹی ہے' جسے بھاری بوجھ والے عبور نہیں کر سکیں گے' میں

فَاُحِبُّ اَنْ اَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

چاہتا ہوں کہ اس گھاٹی سے گزرنے کے لیے ہلکا پھلکا رہوں۔
(بیہقی شعب الایمان)

۸۰۵۰۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ اَجْمَعَ الْمَالَ وَاَكُوْنَ مِنَ التَّاجِرِيْنَ وَلٰكِنْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَ○ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ○ (الحجر:۹۸۔۹۹) رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ اَبِي مُسْلِمٍ.

حضرت جبیر بن نفیر سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور تاجر بن جاؤں' البتہ یہ وحی کی گئی ہے کہ اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ○ اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو○ (الحجر:۹۸۔۹۹) (بغوی' شرح السنۃ' ابونعیم نے اسے حلیہ میں بہ روایت ابی مسلم ذکر کیا ہے)

۸۰۵۱۔ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّيْ لِيَجْعَلَ لِيْ بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا فَقُلْتُ لَا يَارَبِّ وَلٰكِنْ اَشْبَعُ يَوْمًا وَاَجُوْعُ يَوْمًا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ وَاِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُكَ وَشَكَرْتُكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھ پر یہ بات پیش فرمائی کہ تمہارے لیے بطحائے مکہ کی سرزمین کو سونا بنا دوں' تو میں نے عرض کیا: اے میرے رب! نہیں! لیکن (میں تو یہ چاہتا ہوں کہ) میں ایک دن سیر ہو کر رہوں اور ایک دن بھوکا رہوں' بھوکا ہونے کی حالت میں تو تیری بارگاہ میں عاجزی کروں اور تجھے یاد کروں اور سیر ہونے کی حالت میں تیری حمد کروں اور تیرا شکر بجا لاؤں۔ (مسند احمد' ترمذی)

۸۰۵۲۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارَمِيُّ.

حضرت ابن کعب بن مالک اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دو بھوکے بھیڑیے بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں' وہ ان کے لیے اتنے زیادہ تباہ کن نہیں ہوتے' آدمی کا مال اور مرتبے کے لیے حرص کرنا' اس کے دین کے لیے اس سے زیادہ تباہ کن ہوتا ہے۔
(ترمذی' داری)

۸۰۵۳۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِيْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَ يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ يُنَزَّلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ اَيْنَ السَّائِلُ وَكَاَنَّهٗ حَمِدَهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ لَا يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَاِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا اَوْ يُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرِ اَكَلَتْ حَتّٰى اِمْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اِسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے بعد تم پر جن چیزوں کا خوف ہے' ان میں سے ایک چیز یہ ہے کہ تم پر دنیا کی تر و تازگی اور زینت کی کشادگی کر دی جائے گی' ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا خیر' شر لے کر آتی ہے؟ آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ راوی کہتے ہیں: پھر آپ نے پسینہ صاف کیا اور فرمایا: سوال کرنے والا کہاں ہے؟ گویا آپ نے اس کی تعریف فرمائی اور ارشاد فرمایا: خیر' شر لے کر نہیں آتی' موسم بہار میں جو گھاس وغیرہ اُگتا ہے' ان میں بعض گھاس ایسے ہوتے ہیں جسے زیادہ کھانے کی وجہ سے جانور ہلاک ہو جاتے ہیں یا قریب المرگ ہو جاتے ہیں' مگر جو چوپایہ سرسبز گھاس چرتا ہے' وہ پیٹ بھر کر کھاتا ہے اور اس کی کوکھیں تن جاتی ہیں' پھر وہ

عَادَتْ فَاَكَلَتْ وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِحَقِّهٖ وَوَضَعَهٗ فِيْ حَقِّهٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِغَيْرِ حَقِّهٖ كَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ شَهِيْدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

دھوپ میں آتا ہے' گوبر اور پیشاب کرتا ہے' پھر واپس جا کر گھاس چرنے لگتا ہے' یقیناً یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے' جس شخص نے یہ مال جائز طریقے سے حاصل کیا اور جائز راستے میں خرچ کیا تو یہ مال بہترین مددگار ہے اور جس شخص نے ناجائز طریقے سے مال حاصل کر کے ناحق خرچ کیا تو وہ شخص اس کی طرح ہے جس نے کھایا اور سیر نہ ہوا اور قیامت کے دن یہ مال اس کے خلاف گواہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

٨٠٥٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِي الْهَوٰى وَطُوْلَ الْاَمَلِ فَاَمَّا الْهَوٰى فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ وَاَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَيُنْسِي الْاٰخِرَةَ وَهٰذِهِ الدُّنْيَا مُرْتَحِلَةٌ ذَاهِبَةٌ وَّهٰذِهِ الْاٰخِرَةُ مُرْتَحِلَةٌ قَادِمَةٌ وَّلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بَنُوْنَ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تَكُوْنُوْا مِنْ بَنِي الدُّنْيَا فَافْعَلُوْا فَاِنَّكُمُ الْيَوْمَ فِيْ دَارِ الْعَمَلِ وَلَا حِسَابَ وَاَنْتُمْ غَدًا فِيْ دَارِ الْاٰخِرَةِ وَلَا عَمَلَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنے متعلق سب سے زیادہ خوف نفسانی خواہش اور لمبی اُمید رکھنے کا ہے' نفسانی خواہش راہِ حق سے روک دیتی ہے اور لمبی اُمید آخرت کو بھلا دیتی ہے' یہ دنیا سفر کرتے ہوئے جا رہی ہے اور آخرت سفر کرتے ہوئے آ رہی ہے' دنیا اور آخرت میں سے ہر ایک کے تابع اور پیروکار ہیں' اگر تم سے ہو سکے تو دنیا کے تابع نہ بننا' کیونکہ آج تم دار العمل میں ہو' جہاں حساب نہیں ہے اور کل تم دار آخرت میں ہوگے' جہاں عمل نہیں ہوگا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٠٥٥ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِرْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَّارْتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقْبِلَةً وَّلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَّلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَّلَا عَمَلَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَرْجَمَةِ الْبَابِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دنیا تمہاری طرف پشت کیے ہوئے روانہ ہو رہی ہے اور آخرت سفر کرتے ہوئے سامنے سے آ رہی ہے' دنیا اور آخرت میں سے ہر ایک کے تابع دار ہیں' تم آخرت کے تابع بنو' دنیا کے تابع نہ بنو کیونکہ آج عمل کا دن ہے' حساب نہیں ہے اور کل حساب ہوگا' عمل نہیں ہوگا۔ (امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ایک باب کے عنوان میں ذکر کیا ہے)

٨٠٥٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَ اللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق فقر کا خوف نہیں بلکہ مجھے تو یہ خوف ہے کہ تم پر دنیا کشادہ کر دی جائے گی' جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر دنیا کشادہ کر دی گئی تھی اور تم اسی طرح دنیا کی رغبت کرنے لگو گے' جس طرح پہلے لوگوں نے دنیا کی رغبت کی تھی' اور دنیا تمہیں اسی طرح ہلاک کر دے گی' جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔ (بخاری' مسلم)

٨٠٥٧ - وَعَنْ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمًا فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ اَلَا

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا اور آپ نے اپنے خطبہ میں یہ فرمایا: خبردار! دنیا تو ناپائیدار ساز و سامان ہے'

إِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ يَأْكُلُ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ أَلَا وَإِنَّ الْآخِرَةَ أَجَلٌ صَادِقٌ وَيَقْضِي فِيهَا مَلِكٌ قَادِرٌ أَلَا وَإِنَّ الْخَيْرَ كُلَّهُ بِحَذَافِيرِهِ فِي الْجَنَّةِ أَلَا وَإِنَّ الشَّرَّ كُلَّهُ بِحَذَافِيرِهِ فِي النَّارِ أَلَا فَاعْمَلُوا وَأَنْتُمْ مِنَ اللّٰهِ عَلٰى حَذَرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مَعْرُوضُونَ عَلٰى أَعْمَالِكُمْ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ.

اس سے نیک اور بُرے لوگ کھاتے رہتے ہیں اور سن لو! آخرت ایک سچا وعدہ ہے' اور اس میں قدرت والا مالک فیصلہ فرمائے گا' آگاہ ہو جاؤ! بے شک خیر ساری کی ساری اپنی تمام اقسام سمیت جنت میں ہے' آگاہ ہو جاؤ! بے شک شر سارے کا سارا اپنی تمام اقسام سمیت جہنم میں ہے' سنو! تم اللہ کے عذاب کا خوف رکھتے ہوئے عمل کرتے رہو اور جان لو کہ تم اپنے اعمال سمیت اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جاؤ گے تو جس شخص نے ذرّہ بھر نیکی کی ہے' اسے اس کی جزاء مل جائے گی اور جس نے ذرّہ بھر بُرائی کی ہے' اسے اس کی سزا مل جائے گی۔ (شافعی)

٨٠٥٨ - وَعَنْ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ يَأْكُلُ مِنْهَا الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ وَإِنَّ الْآخِرَةَ وَعْدٌ صَادِقٌ يَحْكُمُ فِيهَا مَلِكٌ عَادِلٌ قَادِرٌ يُحِقُّ فِيهَا الْحَقَّ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ كُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ وَلَا تَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَإِنَّ كُلَّ أُمٍّ يَتْبَعُهَا وَلَدُهَا رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! یقیناً دنیا تو ناپائیدار ساز و سامان ہے' جس سے نیک اور بُرے لوگ کھاتے رہتے ہیں' اور بے شک آخرت سچا وعدہ ہے جس میں انصاف والا بادشاہ فیصلہ فرمائے گا' وہ حق کو ثابت فرمائے گا اور باطل کو ختم فرما دے گا' تم آخرت کے بیٹے (پیروکار) بنو اور دنیا کے بیٹے (تابع) نہ بنو' کیونکہ ہر ماں کا بچہ اس کے تابع ہوتا ہے۔ (ابونعیم' حلیہ)

٨٠٥٩ - وَعَنْ مَالِكٍ أَنَّ لُقْمَانَ قَالَ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ إِنَّ النَّاسَ قَدْ تَطَاوَلَ عَلَيْهِمْ مَا يُوعَدُونَ وَهُمْ إِلَى الْآخِرَةِ سِرَاعًا يَذْهَبُونَ وَإِنَّكَ قَدِ اسْتَدْبَرْتَ الدُّنْيَا مُنْذُ كُنْتَ وَاسْتَقْبَلْتَ الْآخِرَةَ وَإِنَّ دَارًا تَسِيرُ إِلَيْهَا أَقْرَبُ إِلَيْكَ مِنْ دَارٍ تَخْرُجُ مِنْهَا رَوَاهُ رَزِينٌ.

امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو فرمایا: اے میرے بیٹے! لوگوں سے جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے' اس کی مدت ان پر دراز ہو گئی ہے حالانکہ لوگ (ہر لحہ) آخرت کی طرف تیزی سے جا رہے ہیں اور (اے بیٹے!) پیدا ہونے کے وقت سے تم (لحہ بہ لحہ) دنیا کو پیچھے چھوڑ کر آخرت کی طرف قدم بڑھا رہے ہو' یقیناً جس گھر کی طرف تم جا رہے ہو' وہ اس گھر سے زیادہ قریب ہے جس سے تم نکل کر جا رہے ہو۔ (رزین)

٨٠٦٠ - وَعَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَآثِرُوا مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنی دنیا سے محبت کی' اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی' اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا لہٰذا تم باقی رہنے والی کو فنا ہونے والی پر ترجیح دو۔ (احمد' بیہقی)

٨٠٦١ - وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلَ مَا يَجْعَلُ

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے سامنے اسی طرح ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے' پھر دیکھے کہ انگلی پر کتنا

أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

پانی لگا ہے۔(مسلم)

٨٠٦٢ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ قَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ قَالَ فَوَاللّٰهِ اَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیڑ کے ایک مُردہ' کان کٹے ہوئے بچے کے قریب سے گزرے اور فرمایا: تم میں سے کون شخص اسے ایک درہم کے عوض لینا چاہتا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم تو اسے کسی چیز کے عوض بھی نہیں لینا چاہتے' آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تمہارے نزدیک بھیڑ کا یہ بچہ جتنا ذلیل ہے' اللہ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔(مسلم)

٨٠٦٣ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ کے نزدیک مچھر کے ایک پَر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو دنیا سے پانی کا ایک گھونٹ نہ پلاتا۔(مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨٠٦٤ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی مؤمن کی نیکی کا اجر ضائع نہیں فرماتا' اسے دنیا میں بھی اس نیکی کا بدلہ عطا فرما دیا جاتا ہے' اور آخرت میں بھی اس کی جزا دی جاتی ہے' اور کافر نے اللہ کے لیے جو نیکیاں کی ہوتی ہیں' ان کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے' حتیٰ کہ جب وہ آخرت کی طرف پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوگی' جس کی اسے جزا دی جائے۔(مسلم)

٨٠٦٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا مؤمن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔(مسلم)

٨٠٦٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ حُفَّتْ بَدَلُ حُجِبَتْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم کو خواہشات و لذات کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے اور جنت کا تکالیف نے احاطہ کیا ہوا ہے۔(بخاری' مسلم' البتہ مسلم کی روایت میں "حجبت" کی بجائے "حفت" کے الفاظ ہیں)

٨٠٦٦ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ عَلٰى حَصِيْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِيْ جَسَدِهِ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَبْسُطَ لَكَ وَنَعْمَلَ فَقَالَ مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا وَمَا اَنَا وَالدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چٹائی پر سوئے ہوئے تھے' جب آپ کھڑے ہوئے تو جسم مبارک پر چٹائی کے نشانات تھے' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں ارشاد فرماتے' ہم آپ کے لیے بچھونا بچھا دیتے اور عمدہ انتظام کرتے' آپ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا کام؟ میرا اور دنیا کا تعلق تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی سوار درخت

تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

کے سائے کے نیچے آ کر ٹھہر جائے، پھر اسے چھوڑ کر روانہ ہو جائے۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

٨٠٦٧ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَهُ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهُ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور دنیا اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں، اور اسے وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں۔ (احمد، بیہقی، شعب الایمان)

٨٠٦٨ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهٖ الْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ وَالنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ قَالَ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اَخِّرُوا النِّسَاءَ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَّرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مِنْهُ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُ وَاَصْحَابُنَا اِسْتَدَلُّوْا بِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخِّرُوا النِّسَاءَ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ عَلٰى بُطْلَانِ مُحَاذَاةِ الْمَرْاَةِ بِشُرُوْطِهَا الْمُعْتَبَرَةِ عَلٰى مَا هُوَ مُقَرَّرٌ عِنْدَهُمْ وَمُحَقَّقٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِ ابْنِ الْهُمَامِ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دورانِ خطبہ یہ فرماتے ہوئے سنا: شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے، اور عورتیں شیطان کے پھندے ہیں اور دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے، اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: عورتوں کو مؤخر کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مؤخر کیا ہے۔ (رزین، اور بیہقی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ علامہ علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ ہمارے علمائے احناف نے نبی کریم ﷺ کے ارشادِ گرامی: عورتوں کو مؤخر کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مؤخر کیا ہے، سے اس پر استدلال کیا ہے کہ عورت کا (نماز میں مرد کے) محاذی ہونا باطل ہے جب کہ محاذات کی شرائط معتبرہ پائی جائیں جیسا کہ علمائے احناف کے نزدیک ثابت ہے اور محقق ابن ہمام رحمہ اللہ کے نزدیک تحقیق شدہ ہے)۔

٨٠٦٩ ـ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مِنْ اَحَدٍ يَّمْشِيْ عَلَى الْمَاءِ اِلَّا ابْتَلَّتْ قَدَمَاهُ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كَذٰلِكَ صَاحِبُ الدُّنْيَا لَا يَسْلَمُ مِنَ الذُّنُوْبِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا کوئی شخص قدم تر کیے بغیر پانی پر چل سکتا ہے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: نہیں! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: اسی طرح دنیادار گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٨٠٧٠ ـ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَيْتَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلٰى مَعَاصِيْهِ مَا يُحِبُّ فَاِنَّمَا هُوَ اِسْتِدْرَاجٌ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس کے گناہوں کے باوجود دنیا سے اس کی پسندیدہ چیزیں دے رہا ہے تو یہ محض استدراج ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئی تھیں تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا، اب وہ ناامید رہ گئے O

أُوْتُوْا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَاهُمْ مُبْلِسُوْنَO﴾ (الانعام:٤٤) رَوَاهُ أَحْمَدُ.

(الانعام:۴۴)۔(مسند احمد)

٨٠٧١ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِى الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جائیداد بنانے میں مشغول نہ ہو جاؤ کہ (اس سبب سے) تم دنیا کی رغبت کرنے لگو۔
(ترمذی، بیہقی، شعب الایمان)

٨٠٧٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ طَيْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ حَوِّلِيْهِ فَإِنِّيْ إِذَا رَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک پردہ تھا' جس پر پرندوں کی تصاویر تھیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! انہیں ہٹا دو کہ جب میں انہیں دیکھتا ہوں تو دنیا یاد آ جاتی ہے۔ (احمد)

حرمتِ تصویر کا مسئلہ

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصاویر والا پردہ ہٹانے کا حکم ارشاد فرمایا اور اس کا سبب یہ ذکر کیا کہ انہیں دیکھ کر دنیا یاد آ جاتی ہے۔ اس پر سوال ہے کہ تصاویر کی حرمت احادیث سے ثابت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصاویر والا پردہ ہٹانے کا سبب دنیا کی یاد کو قرار دیا' تصاویر کی حرمت کو سبب قرار نہیں دیا۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصاویر والے پردے ہٹانے کا سبب دنیا کی یاد کو قرار دیا' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تصاویر انتہائی چھوٹی تھیں' یا آپ کو تصاویر کی حرمت اور تصاویر والے گھر میں ملائکہ کے داخل نہ ہونے کا علم اس فرمان کے بعد ہوا' نیز اس فرمان میں اس طرف اشارہ ہے کہ جن چیزوں سے دنیادار لذت حاصل کرتے ہیں' انہیں دیکھنا فقراء کے دلوں کی حلاوت اور چاشنی ختم کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقٰىO (طٰہٰ:۱۳۱)

اے مخاطب! ہم نے کافروں کے گروہوں کو دنیاوی زیب و زینت کی جو چیزیں آزمائش کے لیے دے رکھی ہیں' ان کی طرف نگاہیں پھیلا کر نہ دیکھو اور تمہارے رب کا رزق سب سے بہتر اور دیرپا ہےO

تصویر کی حرمت میں متعدد احادیث ہیں:

(۱) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے' جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔ (صحیح مسلم' کتاب اللباس' رقم الحدیث:۵۴۸۱' مطبوعہ دارالمعرفۃ' بیروت)

(۲) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے' جب کہ میں نے تصاویر والا پردہ لٹکایا ہوا تھا' آپ کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا' پھر آپ نے پردہ پکڑ کر پھاڑ دیا' پھر فرمایا: روزِ قیامت لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب انہیں ہوگا' جو اللہ تعالیٰ کے پیدا فرمانے سے مشابہت کرتے ہیں۔
(صحیح مسلم' کتاب اللباس' رقم الحدیث:۵۴۹۱' مطبوعہ دارالمعرفۃ' بیروت)

(۳) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے تصاویر والا ایک تکیہ خریدا' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمایا تو

آپ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے میں نے آپ کے چہرۂ انور پر ناپسندیدگی کے آثار محسوس کر لیے اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں میرا گناہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس تکیے کا کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے یہ آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر تشریف فرما ہوں اور اس کے ساتھ ٹیک لگائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک ان تصویروں والوں کو عذاب دیا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا: تم نے جو بنایا ہے انہیں زندہ کرو۔ پھر آپ نے فرمایا: بے شک وہ گھر جس میں تصویریں ہوں اس میں ملائکہ داخل نہیں ہوتے۔

(صحیح مسلم' کتاب اللباس' رقم الحدیث: ۵۴۹۹' مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

۸۰۷۳ - وَعَنْ خَبَّابٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْفَقَ مُؤْمِنٌ مِّنْ نَفَقَةٍ اِلَّا اُجِرَ فِيْهَا اِلَّا نَفَقَتَهُ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن اس مٹی (تعمیر) پر خرچ کرنے کے علاوہ جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے اس پر اسے اجر دیا جاتا ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

۸۰۷٤ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّفَقَةُ كُلُّهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام خرچ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہیں مگر تعمیر پر جو خرچ کیا جائے' اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ (ترمذی)

۸۰۷۵ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَّنَحْنُ مَعَهُ فَرَاٰى قُبَّةً مُّشْرِفَةً فَقَالَ مَا هٰذِهٖ قَالَ اَصْحَابُهُ هٰذِهٖ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِيْ نَفْسِهٖ حَتّٰى لَمَّا جَاءَ صَاحِبُهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذٰلِكَ مِرَارًا حَتّٰى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيْهِ وَالْاِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكَا ذٰلِكَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُنْكِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا خَرَجَ فَرَاٰى قُبَّتَكَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ اِلٰى قُبَّتِهٖ فَهَدَمَهَا حَتّٰى سَوَّاهَا بِالْاَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا قَالَ مَا فَعَلَتِ الْقُبَّةُ قَالُوْا شَكَا اِلَيْنَا صَاحِبُهَا اِعْرَاضَكَ فَاَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا فَقَالَ اَمَّا اَنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا مَا لَا يَعْنِيْ اِلَّا مَالَا بُدَّ مِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز باہر تشریف لائے' ہم آپ کے ساتھ تھے' آپ نے ایک بلند عمارت دیکھی اور فرمایا: یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یہ فلاں انصاری کا مکان ہے' آپ خاموش رہے مگر دل مبارک میں ناراضگی کی' حتیٰ کہ جب وہ مالکِ مکان آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' اور لوگوں کی موجودگی میں آپ کو سلام عرض کیا تو آپ نے رخِ انور پھیر لیا' اس نے کئی مرتبہ ایسا کیا حتیٰ کہ اسے آپ کی ناراضگی اور اعراض فرمانے کا علم ہو گیا تو اس نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے یہ شکایت کی اور کہا: بہ خدا! آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور پر ناراضگی کے آثار دیکھ رہا ہوں' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے تھے اور تمہارا بلند مکان دیکھا تھا' وہ شخص اپنے مکان کی طرف واپس گیا اور اسے گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن باہر تشریف لے گئے اور وہ بلند مکان نہ دیکھا' تو فرمایا: اس مکان کو کیا ہوا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اس کے مالک نے ہم سے آپ کی ناراضگی کا سبب دریافت کیا تھا' ہم نے اسے آگاہ کر دیا تو اس نے یہ مکان گرا دیا' آپ نے فرمایا: ضروری تعمیر کے علاوہ ہر تعمیر اپنے مالک کے لیے وبال ہے۔ (ابوداؤد)

14

تعمیر مساجد

اس حدیث میں ہے: ہر تعمیر اپنے مالک کے لیے وبال ہے مگر جو تعمیر ضروری ہو۔ مسجد بھی بناء اور عمارت ہے مگر مسجد کی تعمیر بنانے والے کے لیے وبال نہیں بلکہ باعثِ اجر و ثواب ہے' اسی طرح نیک امور کے لیے تعمیر کی گئی دیگر عمارات کا حکم ہے۔ تعمیر مساجد کو ایمان باللہ کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّكٰوةَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِكَ اَنْ یَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ○ (التوبہ:١٨)

اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں○

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

حدیث کا معنی یہ ہے کہ ہر تعمیر اپنے بنانے والے کے لیے وبال یعنی آخرت میں عذاب ہے اور وبال اصل میں ثقل (بوجھ) اور ناپسندیدہ چیز کو کہتے ہیں اور حدیث میں عمارت سے وہ عمارت مراد ہے جو ضرورت سے زائد ہو اور اظہارِ فخر کے لیے ہو لیکن نیک کاموں کے لیے بنائی گئی عمارتیں اس حکم میں داخل نہیں' جس طرح مساجد' مدارس اور سرائیں وغیرہ کیونکہ ان کا تعلق آخرت سے ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ہر تعمیر اپنے بنانے والے کے لیے روزِ قیامت وبال ہے سوائے مسجد کے' اسی طرح طبرانی نے واثلہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ہر تعمیر اپنے بنانے والے کے لیے وبال ہے' سوائے اس تعمیر کے جو اس اس طرح ہو اور آپ نے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا اور ہر علم صاحبِ علم کے لیے وبال ہے سوائے اس علم کے جس پر عمل کیا جائے۔
(مرقاۃ المفاتیح ج ٥ ص ٣١)

مسجد کی فضیلت میں شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی جامع تحریر درج ذیل ہے' وہ لکھتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس سے الفت رکھتا ہے۔ (الطبرانی فی الاوسط والمعجم الاصغر والجامع الصغیر للسیوطی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا: میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے: تیرا پڑوسی کون ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مسجدوں کو آباد کرنے والے۔ (حلیۃ الاولیاء)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کیا' پھر مسجد میں آیا' وہ اللہ کا مہمان ہے اور مہمان کی تکریم میزبان پر مہمان کا حق ہے۔ (الجامع الصغیر للطبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روئے زمین پر اللہ کے گھر مساجد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ وہ اس کے گھر آنے والوں کی تکریم کرے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لیے مسجد بناتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے اور جو شخص مسجد میں قندیل روشن کرتا ہے' اس کے لیے ستر ہزار فرشتے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں' جب تک وہ قندیل روشن رہتی ہے۔ (تقریرات رافعی) (شرح صحیح مسلم ج ٢ ص ٣٢' مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور)

٨٠٧٦ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ یُبَارَكْ لِلْعَبْدِ فِیْ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی کے مال میں برکت نہ رکھی جائے تو وہ اسے پانی اور مٹی میں ضائع کر

مَالِهٖ جَعَلَهٗ فِی الْمَاءِ وَالطِّیْنِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

دیتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۸۰۷۷ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِتَّقُوا الْحَرَامَ فِی الْبُنْیَانِ فَاِنَّهٗ اَسَاسُ الْخَرَابِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تعمیرات میں حرام مال خرچ کرنے سے بچو' کیونکہ یہ تباہی و بربادی کی جڑ ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۸۰۷۸ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَّا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! بے شک دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ ملعون ہے' سوائے اللہ کے ذکر کے اور (ان طاعات و عبادات وغیرہ کے) جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور سوائے عالم اور متعلم کے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

۸۰۷۹ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا زَهَدَ عَبْدٌ فِی الدُّنْیَا اِلَّا اَنْبَتَ اللّٰهُ الْحِکْمَةَ فِیْ قَلْبِهٖ وَاَنْطَقَ بِهَا لِسَانَهٗ وَبَصَّرَهٗ عَیْبَ الدُّنْیَا وَدَاءَهَا وَدَوَاءَهَا وَاَخْرَجَهٗ مِنْهَا سَالِمًا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی دنیا سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت و معرفت پیدا فرما دیتا ہے' اور حکمت کے ساتھ اس کی زبان کو قوت گویائی عطا فرما دیتا ہے اور اسے دنیا کے عیوب اور اس کی بیماریاں اور ان کے علاج کی بصیرت عطا فرما دیتا ہے اور اسے سلامتی کے ساتھ دنیا سے سلامتی کے گھر جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۸۰۸۰ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا اَنَا عَمِلْتُهٗ اَحَبَّنِیَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِیَ النَّاسُ قَالَ اِزْهَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِیْمَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبَّكَ النَّاسُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جب میں وہ عمل کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت فرمائے اور تمام لوگ مجھ سے محبت کرنے لگیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ' اللہ تم کو محبوب بنا لے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے' اس کی رغبت چھوڑ دو' لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

۸۰۸۱ - وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِظْنِیْ وَاَوْجِزْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلٰوتِكَ فَصَلِّ صَلٰوةَ مُوَدِّعٍ وَلَا تَکَلَّمْ بِکَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَدًا وَاَجْمِعِ الْاِیَاسَ مِمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: مجھے مختصر اور جامع نصیحت فرمائیں' آپ نے فرمایا: جب تم نماز پڑھنے لگو تو الوداع ہونے والے کی طرح نماز پڑھو اور ایسی بات نہ کہو کہ دوسرے روز اس سے معذرت کرنی پڑے اور لوگوں کے پاس جو کچھ موجود ہے' اس کی طمع چھوڑنے کا عزم مصمم کر لو۔ (احمد)

۸۰۸۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَبِیْ خَلَّادٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْعَبْدَ یُعْطٰی زُهْدًا فِی الدُّنْیَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْا

حضرت ابوہریرہ و حضرت ابوخلاد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اسے دنیا کی بے رغبتی اور کم بولنے کی نعمت سے نواز ا گیا ہے تو اس کے قریب ہو جاؤ' کیونکہ اسے حکمت کی دولت

مِنْهُ فَإِنَّهُ يُلَقَّى الْحِكْمَةَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

سے سرفراز کیا گیا ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۸۰۸۳ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ (الانعام: ۱۲۵) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لِتِلْكَ مِنْ عَلَمٍ يُعْرَفُ بِهٖ قَالَ نَعَمْ التَّجَافِيْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے' (الانعام:۱۲۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نور سینے میں داخل ہو جاتا ہے تو سینہ کشادہ ہو جاتا ہے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا اس حالت کی کوئی نشانی ہے' جس سے اس کی شناخت ہو' آپ نے فرمایا: ہاں! دھوکے' فریب کے گھر دنیا سے دور رہنا اور ہمیشگی کے گھر آخرت کی طرف متوجہ ہونا' اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لیے تیار رہنا' اس کی علامت ہے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

۸۰۸۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ قَالَ كُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ صَدُوْقِ اللِّسَانِ قَالُوْا صَدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهٗ فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ قَالَ هُوَ النَّقِيُّ التَّقِيُّ لَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا گیا: تمام لوگوں میں سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر سلیم دل اور سچی زبان والا' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: سچی زبان والے کا تو ہمیں علم ہے مگر سلیم دل والے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: سلیم القلب' وہ پاک وصاف دل والا شخص ہے' جس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی ظلم' کینہ اور حسد ہے۔ (ابن ماجہ' بیہقی' شعب الایمان)

۸۰۸۵ - وَرَوٰى مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّهٗ قِيْلَ لِلُقْمَانَ الْحَكِيْمِ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرٰى يَعْنِي الْفَضْلَ قَالَ صِدْقُ الْحَدِيْثِ وَاَدَاءُ الْاَمَانَةِ وَتَرْكُ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ.

امام مالک رحمہ اللہ نے موطأ میں روایت کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ لقمان حکیم سے کہا گیا کہ آپ کو کس چیز نے اس مقامِ فضیلت پر پہنچایا ہے' جہاں ہم آپ کو فائز دیکھ رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: راست گوئی' امانت کی ادائیگی اور بے مقصد اُمور کو چھوڑ دینا۔

۸۰۸۶ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ اِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ الدُّنْيَا حِفْظُ اَمَانَةٍ وَصِدْقُ حَدِيْثٍ وَحُسْنُ خَلِيْقَةٍ وَعِفَّةٌ فِيْ طُعْمَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں یہ چار باتیں موجود ہوں تو دنیا کی کسی چیز کے فوت ہو جانے سے تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا: (۱) امانت کی حفاظت (۲) سچی بات (۳) حسن اخلاق (۴) کھانے میں پرہیزگاری۔ (احمد' بیہقی' شعب الایمان)

۸۰۸۷ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا تو آپ انہیں وصیت فرماتے ہوئے باہر تک ان کے ساتھ تشریف لے آئے جب کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے

يُوْصِيْهِ وَمُعَاذٌ رَّاكِبٌ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ تَحْتَ رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ اِنَّكَ عَسٰى اَنْ لَّا تَلْقَانِيْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا وَلَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِيْ هٰذَا وَ قَبْرِيْ فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

اور رسول اللہ ﷺ سواری کے نیچے (ساتھ ساتھ) پیدل چل رہے تھے؛ جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے معاذ! یقیناً اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہیں کر سکو گے اور تم میری اس مسجد اور میری قبر کے قریب سے گزرو گے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ سے جدائی کے غم میں رو پڑے' پھر نبی کریم ﷺ نے چہرۂ انور پھیرا اور مدینہ منورہ کی طرف رخِ انور فرمایا اور آپ نے فرمایا: یقیناً لوگوں میں میرے سب سے زیادہ قریب متقی حضرات ہیں' وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔ (احمد)

۸۰۸۸ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ اِنَّكَ لَسْتَ بِخَيْرٍ مِّنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَهٗ بِتَقْوٰى رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: تم کسی سرخ رنگ والے اور سیاہ رنگ والے شخص سے افضل نہیں ہو' البتہ اگر تم تقویٰ و پرہیزگاری میں اس سے بڑھ جاؤ تو پھر تمہیں فضیلت حاصل ہے۔ (احمد)

۸۰۸۹ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِبَادَةٍ وَّاجْتِهَادٍ وَّذُكِرَ اٰخَرُ بِرِعَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْدِلُ بِالرِّعَةِ يَعْنِي الْوَرَعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص کی عبادت اور محنت و مشقت کا ذکر کیا گیا اور دوسرے شخص کی پرہیزگاری کا ذکر کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عبادت' پرہیزگاری کے برابر نہیں ہو سکتی۔ (ترمذی)

۸۰۹۰ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ دِيْنَارًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيَّةٌ قَالَ ثُمَّ تُوُفِّيَ اٰخَرُ فَتَرَكَ دِيْنَارَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيَّتَانِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحابِ صفہ میں سے ایک صحابی ایک دینار چھوڑ کر فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک داغ ہے' پھر دوسرے صحابی دو دینار چھوڑ کر فوت ہوئے تو آپ نے فرمایا: یہ دو داغ ہیں۔

(احمد' بیہقی' شعب الایمان)

اصحابِ صفہ

اس حدیث میں اصحابِ صفہ کا ذکر ہے۔ اصحابِ صفہ کون تھے؟ اس کے متعلق شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اصحابِ صفہ ان فقراء و غرباء صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت تھی' جو مسجدِ نبوی کے صفہ میں رہتے تھے۔ اور مسجد کا صفہ مسجدِ نبوی کا سایہ دار مقام تھا' جس پر چھت ڈالی ہوتی تھی اور اصل میں وہی جگہ مسجد تھی کہ جس وقت بیت المقدس قبلہ تھا' اس وقت وہ جگہ بنائی گئی اور جب قبلہ کعبہ کی جہت ہو گیا تو اس جگہ کو اسی طرح رہنے دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی یہ جماعت اسی جگہ رہائش پذیر تھی۔ ان کی تعداد ستر یا اسی تھی' کبھی کم ہو جاتے اور کبھی زیادہ ہو جاتے۔ ان کا نہ کوئی گھر تھا' نہ مال' نہ اولاد اور یہ حضرات زہد و توکل کے مقام پر فائز تھے

اور ریاضت و مجاہدہ' ذکر و تلاوت قرآن مجید اور احادیث کے یاد کرنے میں مشغول رہتے اور شمع نبوت کے انوار سے روشنی حاصل کرتے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے مہمان کہا جاتا تھا۔ مال دار صحابہ کرام علیہم الرضوان ان کی خدمت کرتے اور ان کی روزی کا سامان مہیا کرتے' اور اپنے گھروں میں ان کی مہمانی کرتے' اور چند ایک نبی کریم ﷺ کی نگاہِ عنایت کے ساتھ مخصوص تھے' اور وہ نبی کریم ﷺ کے دولت کدہ سے کھانا کھاتے' اور بعض اوقات انہی کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر تکثیر طعام والا معجزہ ظاہر ہوا' جس طرح دودھ کا ایک پیالہ سب کو کافی ہو گیا۔ (امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ؎

کیوں جناب بوہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

(اضافہ از رضوی غفرلہٗ)

اس بارے میں بہت سی احادیث ہیں' نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ بیٹھنے پر مامور تھے۔ بارہا نبی کریم ﷺ خود انہیں مشرف فرماتے' اور ارشاد فرماتے کہ میں تم میں سے ایک فرد ہوں' اور انہیں بشارت دیتے کہ آخرت میں تم میرے ساتھ ہو گے اور میرے ساتھ بہشت میں داخل ہو گے' اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اصحابِ صفہ میں سے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۹۹)

مال جمع کرنے کا شرعی حکم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دینار چھوڑ کر فوت ہونے والوں کے لیے فرمایا کہ یہ دینار داغ ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مال جمع کرنا اور اپنے پیچھے مال چھوڑ جانا ممنوع ہے حالانکہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں بہت سے مال دار صحابہ تھے۔ آپ نے انہیں مال جمع کرنے سے منع نہیں فرمایا' لہٰذا شریعت کے بیان کردہ طریقے کے مطابق مال جمع کرنا حرام نہیں۔ اگر مال جمع کرنا حرام ہوتا تو صرف صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ فرض نہ ہوتی' بلکہ ہر ایک پر ضرورت سے زائد تمام مال صدقہ کر دینا لازم ہوتا' جب کہ نبی کریم ﷺ نے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عرض کرنے کے باوجود بھی انہیں تمام مال صدقہ کرنے کی اجازت نہ دی۔

حدیث میں مذکور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایک یا دو دینار چھوڑ کر فوت ہو جانے پر وعید فرمانے کا سبب یہ تھا کہ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اصحابِ صفہ میں سے تھے جو اہل زہد میں سے تھے اور زہد کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے مال جمع کرنا درست نہ تھا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

فوت ہونے والے یہ دونوں صحابہ اس جماعت کے ساتھ رہتے تھے' جن کی انتہائی ضرورت اور فقر و فاقہ کے پیش نظر لوگ ان پر صدقہ کرتے تھے اور یہ لوگ قال یا حال کے اعتبار سے سائلین کی طرح تھے' اور کسی آدمی کے لیے ایک دن کی روزی موجود ہوتے ہوئے سوال کرنا حلال نہیں' لہٰذا ان دونوں کے لیے دینار موجود ہوتے ہوئے سوال کرنا حرام تھا۔ اسی طرح جو شخص بھی اپنے آپ کو فقیر ظاہر کرے اور پھٹے پرانے کپڑے پہن کر فقراء والی شکل و صورت اختیار کرے حالانکہ اس کے پاس مال موجود ہو' اس کے باوجود وہ لوگوں سے لے کر کھائے تو یہ اس کے لیے حرام ہے۔ اسی طرح جو آدمی اپنے آپ کو عالم' نیک یا سید ظاہر کرے حالانکہ حقیقت میں وہ اس طرح نہ ہو اور اس کے علم یا نیکی یا سیادت کے پیش نظر لوگ اسے مال دیں تو یہ اس کے لیے حرام ہے اور یہ حکایت ہے کہ شیخ ابو اسحاق کازرونی رحمہ اللہ نے فقراء کی ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ تکیہ کے مستحقین کے لیے رکھا ہوا کھانا کھا رہے ہیں' تو آپ نے انہیں فرمایا: اے حرام خورو! تو وہ لوگ کھانے سے رک گئے۔ آپ نے فرمایا: جس کے پاس دنیا کا کوئی مال موجود نہ ہو وہ کھالے اور جس کے پاس کوئی مال موجود ہو' وہ نہ کھائے' تو بعض لوگ کھانے سے رک گئے اور بعض کھانے لگے۔ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اللہ کی شان عظیم ہے۔ ایک ہی کھانا کچھ لوگوں کے لیے حلال ہے اور کچھ لوگوں کے لیے حرام ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۴۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٥٠٩١ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَجِيءُ الْأَعْمَالُ فَتَجِيءُ الصَّلٰوةُ فَتَقُوْلُ يَارَبِّ أَنَا الصَّلٰوةُ فَيَقُوْلُ إِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ فَتَجِيءُ الصَّدَقَةُ فَتَقُوْلُ يَارَبِّ أَنَا الصَّدَقَةُ فَيَقُوْلُ إِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِيءُ الصِّيَامُ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ أَنَا الصِّيَامُ فَيَقُوْلُ إِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ تَجِيءُ الْأَعْمَالُ عَلٰى ذٰلِكَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِيءُ الْإِسْلَامُ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ أَنْتَ السَّلَامُ وَأَنَا الْإِسْلَامُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ بِكَ الْيَوْمَ اٰخُذُ وَبِكَ أُعْطِي قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ○﴾ (آل عمران: ٨٥) رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اعمال (بارگاہِ الٰہی میں) حاضر ہوں گے' نماز آ کر عرض کرے گی: اے میرے رب! میں نماز ہوں' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یقیناً تجھے فضیلت حاصل ہے' صدقہ آ کر عرض کرے گا: اے میرے رب! میں صدقہ ہوں' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یقیناً تو بہتر ہے' پھر روزہ آ کر عرض کرے گا: اے میرے رب! میں روزہ ہوں' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یقیناً تو بہتر ہے' پھر باقی اعمال اس طریقہ پر حاضر ہوں گے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یقیناً تم بہتر ہو' پھر اسلام آ کر عرض کرے گا: اے میرے رب! تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک تو بہتر ہے' تیری وجہ سے ہی آج میں مواخذہ فرماؤں گا اور تیری وجہ سے ہی میں عطا کروں گا' اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں ارشاد فرمایا: اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا' وہ دین ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا○ (آل عمران: ٨٥)۔ (مسند احمد)

اعمال کا بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونا

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اعمال الگ الگ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر عمل کرنے والے کی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کو لطیف پیرائے کے ساتھ جواب دے کر واپس فرما دے گا اور جب اسلام حاضر ہوگا جو تمام اعمال کی اصل ہے تو اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

مقامِ شفاعت کی عظمت کے پیشِ نظر سب سے پہلے اس کی شفاعت قبول ہوگی جو سب اوصاف کا جامع ہو۔ اسلام چونکہ تمام اعمال کی اصل ہے اور تمام خوبیوں کا جامع ہے' اسی لیے اسلام کی شفاعت قبول کی جائے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اور کمالات کے جامع ہیں۔ ''فبھداھم اقتدہ'' کی شان سے مزین ہیں' اس لیے بابِ شفاعت آپ ہی کھلوائیں گے' اور آپ ہی اس روز اوّل شافع اور اوّل مشفع کی شان میں جلوہ فرما ہوں گے' اور اسلام حاضر ہو کر اوّلاً اللہ کی حمد و ثناء بیان کرے گا۔ اس میں اشارہ ہے کہ دعا سے پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنی چاہیے تاکہ اللہ کی ذات متوجہ ہو اور دعا مانگنے والے پر رحمت فرمائے' اس روز اعمال حاضر ہوں گے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس جہان میں اعمال کی جو صورتیں ہوں گی' انہی صورتوں میں اعمال حاضر ہوں گے' جس طرح ایمان سائبان کی صورت میں اور علم دودھ کی صورت میں اور موت مینڈھے کی صورت میں ظاہر ہوگی' یا مراد یہ ہے کہ ان اعمال کو اس روز حسین صورتوں میں ظاہر کیا جائے گا' ان اعمال کے گفتگو کرنے سے مراد یا تو یہ ہے کہ یہ اعمال ظاہری زبان کے ساتھ گفتگو کریں گے یا زبانِ حال مراد ہے۔

تفصیل مرقات ولمعات میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ وَمَا كَانَ مِنْ عَيْشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فقراء کی فضیلت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیشت کا بیان

فقراء کی فضیلت

فضیلت سے یہاں اجروثواب کی زیادتی مراد ہے' مال ودولت اور خوب صورت لباس کے اعتبار سے فضیلت مراد نہیں۔ عنوان میں فقراء کی فضیلت اور نبی کریم ﷺ کی معیشت کو اکٹھا ذکر کر کے اس طرح اشارہ کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فقراء کی طرح زندگی گزاری۔ جس طرح اکثر انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے کاملین کا طرز زندگی اسی طرح کا تھا اور فقراء کی فضیلت کے لیے یہی ایک بات کافی ہے کہ سرور دوعالم ﷺ نے فقیرانہ انداز میں زندگی گزارنا پسند فرمایا' اگرچہ علم کا دعویٰ رکھنے والے بعض مال دار لوگ اس حقیقت سے آشنا نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۰۹۲ - عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَاٰی سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰی مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ انہیں اپنے سے کم تر (فقراء) پر فضیلت حاصل ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ضعیفوں کی برکت سے ہی (دشمنوں کے خلاف) تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ (بخاری)

فقراء سے کون لوگ مراد ہیں؟

حدیث پاک سے مراد یہ ہے کہ ضعیفوں اور فقراء کے وجود کی برکت سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور یہ حضرات لوگوں اور شہروں کی بقاء کے لیے مرکزی کیل اور میخ کی مانند ہیں' اور اللہ تعالیٰ فقراء کی برکت سے ہی اغنیاء کو وسیع رزق عطا فرماتا ہے اور دشمنوں پر انہیں فتح نصیب فرماتا ہے' لہٰذا ان کی عزت کرو اور ان پر تکبر کا اظہار نہ کرو۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اور ان فقراء سے مراد وہ فقراء ہیں جو اللہ کی تقسیم پر راضی ہیں' اور اس حالت فقر میں ان سے ایسا کوئی قول و فعل صادر نہیں ہوتا' جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو اور وہ کمائی ترک کر کے سوال کی ذلت کو اختیار نہیں کرتے' لیکن اس زمانے کے اکثر فقراء ان صفات کے حامل نہیں اور اس طرح کے فقر سے نبی کریم ﷺ نے پناہ طلب فرمائی ہے۔ (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۴ ص ۱۶۵)

صابر فقیر اور شکر گزار غنی کی باہمی فضیلت کا بیان

صبر کرنے والا فقیر افضل ہے یا شکر کرنے والا غنی؟ اس میں مشہور اختلاف ہے' علماء کی کثیر جماعت نے اس میں گفتگو کی ہے۔

(عمدۃ القاری)

اور احیاء العلوم میں ہے کہ لوگوں کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ حضرت جنید اور خواص اور اکثر مشائخ کا نظریہ یہ ہے کہ فقر کو فضیلت حاصل ہے اور ابن عطاء نے کہا ہے کہ شکر گزار غنی جو مال کا حق ادا کرے' وہ صبر کرنے والے فقیر سے افضل ہے' اور اس کی شرح میں ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ فقر کے برابر کوئی چیز نہیں اور وہ فقر کی حالت کو ترجیح دیتے تھے اور صبر کرنے والے فقیر کی عظمت شان بیان فرماتے تھے۔ (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۴ ص ۱۶۵)

۸۰۹۳ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَائِكُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ اَوْ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے ضعیفوں میں تلاش کرو' کیونکہ تمہارے ضعیفوں کی برکت سے ہی تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

٨٠٩٤ - وَعَنْ اُمَيَّةَ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيْكَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَوَاهُ الْبَغْوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسید رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین فقراء کی برکت سے فتح ونصرت طلب فرمایا کرتے تھے۔(بغوی شرح السنہ)

٨٠٩٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت سے پراگندہ بالوں والے جنہیں دروازوں سے دھتکار دیا جاتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔(مسلم)

فقراء کے دروازوں سے نکالے جانے کا مطلب

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمہ اللہ متوفی ١٣٩١ھ لکھتے ہیں:

اس فرمانِ عالی کا یہ مطلب نہیں کہ وہ دنیاداروں کے دروازوں پر جاتے ہیں وہاں سے نکالے جاتے ہیں وہ تو رب کے دروازے کے سوا کسی کے دروازے پر نہیں جاتے' بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کی حقیقت سے دنیا غافل ہے' اگر وہ کسی کے پاس جاتے تو وہ ان سے ملنا گوارانہ کرتا' رب نے انہیں دنیاوالوں سے ایسا چھپایا ہوا ہے جیسے لعل پہاڑ میں یا موتی سمندر میں تاکہ لوگ ان کا وقت ضائع نہ کریں۔(مراۃ المناجیح ج ۷ ص ۶۴' مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

اللہ پر قسم اٹھانے کا مطلب

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ١٠٥٢ھ لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے کر اس سے کوئی چیز مانگیں کہ اللہ تعالیٰ یہ کام کر دے تو اللہ تعالیٰ وہ کام کر دیتا ہے اور جو کچھ وہ مانگتے ہیں' اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے اور ان کی دعا کو رد نہیں فرماتا' پورا فرما دیتا ہے۔ بعض نے کہا کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالیں کہ یہ کام کروں گا یا قسم اٹھالیں کہ یہ کام نہیں کروں گا' تو اللہ تعالیٰ انہیں اس قسم میں سچا فرما دیتا ہے' اور ان کی خواہش کے مطابق وہ کام کر دیتا ہے یا ان کی حسبِ منشاء وہ کام نہیں کرتا اور یہی معنی زیادہ ظاہر ہیں' اور کتاب الدیت میں حضرت انس بن نضر والی جو حدیث گزری ہے' اس کے بھی موافق ہیں کہ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۱۰' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨٠٩٦ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ جَالِسٌ مَا رَاْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک شخص گزرا تو آپ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص سے فرمایا: اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اس شخص نے عرض کیا: یہ بلند مرتبت اور معزز شخص ہے' اللہ کی قسم! یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو اس کا نکاح کر دیا جائے گا اور اگر یہ کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کر لی جائے گی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے' پھر ایک اور شخص گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی شخص سے فرمایا: اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ شخص مسلمانوں کے فقراء میں سے ہے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَّا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مَلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور اس کی یہ حیثیت ہے کہ اگر یہ نکاح کا پیغام دے تو اس کا نکاح نہیں کیا جائے گا اور اگر یہ سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی اور اگر یہ کوئی بات کہے تو اس کی بات نہیں سنی جائے گی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص (جسے تو نے حقارت کی نظر سے دیکھا ہے) اس پہلے جیسے زمین بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٠٩٧ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّأَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا يَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّي الْمِسْكِيْنَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ يَا عَائِشَةُ أَحِبِّي الْمَسَاكِيْنَ وَقَرِّبِيْهِمْ فَإِنَّ اللّٰهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ إِلٰى قَوْلِهٖ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی: اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں ہی مجھے موت دے اور مسکینوں کے گروہ میں ہی مجھے اٹھانا' حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کس لیے؟ یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: بے شک فقراء مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے' اے عائشہ! مسکین کو خالی واپس نہ لوٹاؤ' اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دو' اے عائشہ! مسکینوں سے محبت رکھو اور انہیں قریب کرو' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں قریب فرمائے گا۔ (ترمذی' بیہقی' شعب الایمان' ابن ماجہ نے ابوسعید سے یہ حدیث پاک ''فی زمرۃ المساکین'' کے الفاظ تک روایت کی ہے)

احادیث میں تعارض کا جواب

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو مسکینی محبوب ہے' جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کاد الفقر ان یکون کفرا'' قریب ہے کہ فقر' کفر تک پہنچا دے۔ اس تعارض کے جواب میں ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

حدیث ''کاد الفقر ان یکون کفرا'' انتہائی ضعیف ہے' اگر اسے صحیح تسلیم کرلیا جائے تو پھر جواب یہ ہے کہ اُس حدیث میں دلی فقر مراد ہے' جس کی بناء پر انسان جزع فزع کرنا شروع کر دیتا ہے' قضائے الٰہی پر راضی نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر اعتراض کی جرأت کرنے لگتا ہے' اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مال داری کثرت مال سے نہیں ہوتی بلکہ مال داری تو دل کی مال داری ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ٥ ص ٦٠' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٠٩٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک فقراء مہاجرین' مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ (مسلم)

٨٠٩٩ - وَعَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو وَسَأَلَهٗ رَجُلٌ قَالَ أَلَسْنَا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ

حضرت ابوعبدالرحمٰن حبلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سنا' ان سے ایک شخص نے سوال کیا اور کہا: کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: کیا تمہاری بیوی ہے'

اللّٰهِ أَلَكَ امْرَأَةٌ تَأْوِي إِلَيْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ أَلَكَ مَسْكَنٌ تَسْكُنُهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنْتَ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ قَالَ فَإِنَّ لِي خَادِمًا قَالَ فَأَنْتَ مِنَ الْمُلُوكِ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَجَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالُوا يَا أَبَا مُحَمَّدٍ وَإِنَّا وَاللّٰهِ لَا نَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ لَا نَفَقَةٍ وَلَا دَابَّةٍ وَلَا مَتَاعٍ فَقَالَ لَهُمْ مَا شِئْتُمْ إِنْ شِئْتُمْ رَجَعْتُمْ إِلَيْنَا فَأَعْطَيْنَاكُمْ مَا يَسَّرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَإِنْ شِئْتُمْ ذَكَرْنَا أَمْرَكُمْ لِلسُّلْطَانِ وَإِنْ شِئْتُمْ صَبَرْتُمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَسْبِقُونَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا قَالُوا فَإِنَّا نَصْبِرُ لَا نَسْأَلُ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جس کے ساتھ تم رہتے ہو؟ اس نے عرض کیا: ہاں! آپ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس مکان ہے' جس میں تم رہائش پذیر ہو؟ اس نے عرض کیا: ہاں! آپ نے فرمایا: پھر تو تم مال داروں میں سے ہو' اس نے عرض کیا: میرا تو ایک خادم بھی ہے' آپ نے فرمایا: پھر تو تم بادشاہوں میں سے ہو۔ ابوعبدالرحمٰن نے کہا: تین شخص حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس حاضر ہوئے اور میں بھی ان کے پاس موجود تھا' انہوں نے کہا: اے ابومحمد! بہ خدا! یقیناً ہمارے پاس کوئی چیز موجود نہیں' نہ نفقہ' نہ سواری نہ کوئی اور ساز وسامان' آپ نے ان سے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو ہمارے پاس واپس آنا' جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میسر فرمایا ہم تمہیں عطا کر دیں گے' اگر چاہو تو ہم تمہارا معاملہ امیر المؤمنین سے بیان کر دیں گے' اور اگر چاہو تو تم صبر کرو' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فقراء مہاجرین' مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے' انہوں نے عرض کیا: ہم صبر کر لیں گے' کسی چیز کا سوال نہیں کریں گے۔ (مسلم)

۸۱۰۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ بَيْنَمَا أَنَا قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَلْقَةٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ قُعُودٌ إِذْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ إِلَيْهِمْ فَقُمْتُ إِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَشَّرْ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ بِمَا يَسُرُّ وُجُوهَهُمْ فَإِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِأَرْبَعِينَ عَامًا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَلْوَانَهُمْ أَسْفَرَتْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ أَوْ مِنْهُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور فقراء مہاجرین کا ایک گروہ بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فقراء کے گروہ کے پاس بیٹھ گئے' میں بھی کھڑا ہو کر ان کی طرف گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فقراء مہاجرین کو ایسی چیز کی بشارت ہے جو ان کے چہروں کو خوش و خرم کر دے گی' یہ مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے' عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ (یہ بشارت سن کر) ان کے رنگ روشن و تاباں ہو گئے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: حتیٰ کہ میں تمنا کرنے لگا کہ میں بھی ان کے ساتھ ہوتا یا ان میں سے ہوتا۔ (دارمی)

۸۱۰۱ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فقراء مال داروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے جو کہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) نصف دن ہے۔ (ترمذی)

فقراء کے جنت میں پہلے داخل ہونے والی احادیث میں تعارض کا جواب

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال ہو کہ سابقہ حدیث میں چالیس سال کا ذکر ہے اور اس حدیث میں پانچ سو سال کا ذکر ہے' ان میں تطبیق کیسے ہو گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے پہلی حدیث میں اغنیاء سے مہاجرین اغنیاء مراد ہوں یعنی فقراء مہاجرین' اغنیاء مہاجرین سے

چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور دوسری حدیث میں اغنیاء سے مہاجرین کے علاوہ اغنیاء مراد ہوں' لہٰذا دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہوگا' لیکن اس پر اعتراض ہے کہ یہ جواب تب مکمل ہوتا ہے اگر فقراء و اغنیاء سے مراد خاص فقراء و اغنیاء ہوں۔ اس صورت میں غیر مہاجرین فقراء کا حکم معلوم نہیں ہوگا' لہٰذا بہتر یہ ہے کہ حدیث کو عام معنی پر محمول کیا جائے کہ دونوں احادیث میں عدد کے ذکر سے معین تعداد بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ کثرت بیان کرنا مقصود ہے کہ فقراء' اغنیاء سے بہت عرصہ پہلے جنت میں داخل ہوں گے' البتہ ایک مقام پر اسے پانچ سو سال اور ایک مقام پر چالیس سال سے بیان کر دیا' تا کہ کلام میں تفنن ہو (کہ ایک ہی مضمون کو مختلف عبارتوں میں ذکر کیا جائے تا کہ کلام میں زیادہ لطف ہو) اور دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے یا اوّلاً آپ کو بہ ذریعہ وحی چالیس سال بیان کیے گئے' پھر نبی کریم ﷺ کی برکت سے فقراء کو زیادہ فضیلت عطا فرماتے ہوئے پانچ سو سال کی مدت بیان کی گئی' یا چالیس سال سے کم از کم مدت کا بیان ہے اور اس کی دلیل طبرانی کی روایت ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: مہاجرین لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے' پھر دوسرا گروہ سو سال پہلے داخل ہوگا۔ (الحدیث) اور مراد یہ ہے کہ تیسرا گروہ دو سو سال پہلے داخل ہوگا گویا کہ یہ پانچ گروہ ہوں گے (بالترتیب اس کی صورت یہ ہوگی کہ سب سے پہلا گروہ پانچ سو سال پہلے' پھر چار سو سال' پھر تین سو سال' پھر دو سو سال' پھر سو سال اور آخری چھٹا گروہ چالیس سال پہلے داخل ہوگا) واللہ اعلم! یا فقراء میں صبر و شکر اور رضا کے اعتبار سے مختلف مراتب ہیں' اس لحاظ سے ان کے احوال مختلف ہوں گے (کوئی چالیس سال پہلے داخل ہوں گے کوئی پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے) اور یہ گمان ہرگز نہیں کرنا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ تعداد محض اندازے سے بیان کی ہے' کیونکہ آپ کی شان تو یہ ہے کہ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝" (النجم: ۳۔۴) "آپ اپنی خواہش سے کوئی کلام فرماتے ہی نہیں ۝ سوا وحی ربانی کے ۝"۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۵۱۰۲ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو وہاں داخل ہونے والے اکثر مساکین تھے اور مال داروں کو جنت میں داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا' البتہ جہنمیوں کو جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دیا گیا تھا' اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو وہاں داخل ہونے والی اکثر عورتیں تھیں۔ (بخاری و مسلم)

۵۱۰۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِطَّلَعْتُ فِى الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِى النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں اکثر فقراء ہیں اور میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں اکثر عورتیں ہیں۔ (مسلم) امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث پاک حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۵۱۰۳ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ الْفَقِيْرَ الْمُتَعَفِّفَ اَبَا الْعِيَالِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فقیر' (حرام مال اور سوال سے) بچنے والے عیال دار مؤمن سے محبت فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ)

٨١٠٤ - وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ اَحَدُكُمْ يَحْمِيْ سَقِيْمَهُ الْمَاءَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس کو دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔
(مسند احمد، ترمذی)

٨١٠٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ اُحِبُّكَ قَالَ انْظُرْ مَا تَقُوْلُ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا لَلْفَقْرُ اَسْرَعُ اِلَى مَنْ يُّحِبُّنِيْ مِنَ السَّيْلِ اِلَى مُنْتَهَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ .

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: بے شک میں آپ سے محبت کرتا ہوں' آپ نے فرمایا: غور کر لے! تو کیا کہہ رہا ہے' عرض کیا: اللہ کی قسم! یقیناً میں آپ سے محبت کرتا ہوں' تین مرتبہ یہ عرض کیا: آپ نے فرمایا: اگر تو (اپنے دعویٰ محبت میں) سچا ہے تو فقر (کی آزمائشوں کا سامنا کرنے) کے لیے حفاظتی آلات تیار کر لے' یقیناً میرے ساتھ محبت کرنے والے کی طرف فقر تیزی سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں سیلاب سے بھی زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آتا ہے۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)

٨١٠٦ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اَمَرَنِيْ خَلِيْلِيْ بِسَبْعٍ اَمَرَنِيْ بِحُبِّ الْمَسَاكِيْنِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَنْظُرَ اِلَى مَنْ هُوَ دُوْنِيْ وَلَا اَنْظُرَ اِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِيْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَصِلَ الرَّحِمَ وَاِنْ اَدْبَرَتْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ لَّا اَسْاَلَ اَحَدًا شَيْئًا وَّاَمَرَنِيْ اَنْ اَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا وَاَمَرَنِيْ اَنْ لَّا اَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے سات باتوں کا حکم دیا ہے' مساکین سے محبت کرنے اور ان سے قریب ہونے کا حکم دیا ہے' اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اپنے سے کم حیثیت والے شخص کی طرف دیکھوں اور اپنے سے بلند درجہ والے کی طرف نہ دیکھوں اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں رشتہ جوڑوں اگرچہ رشتہ دار قطع تعلق کرے اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں کسی شخص سے کسی چیز کا سوال نہ کروں اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں حق بات بیان کروں' چاہے وہ کڑوی ہو اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کروں' اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں ''لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ'' (نہیں ہے گناہ سے بچنے کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے اور نہیں ہے نیکی کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے) کثرت سے پڑھا کروں' کیونکہ یہ ساتوں خصائل عرش کے نیچے والے خزانے میں سے ہیں۔ (مسند احمد)

٨١٠٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی ایسے شخص کی طرف دیکھے جسے مال اور صورت میں اس پر فضیلت حاصل ہے تو وہ اپنے سے کم مرتبہ والے کی طرف دیکھے۔
(بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ انْظُرُوْا اِلٰى مَنْ

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اپنے سے کم درجے والے

هُوَ اَسْفَلُ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ.

کی طرف دیکھو اور اپنے سے بلند درجے والے کی طرف نہ دیکھو کیونکہ تمہارا یہ طرزِ عمل اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر خیال نہ کرو۔

٨١٠٨ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا مَّنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ وَنَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَّمَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَنَظَرَ فِي الدُّنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاَسِفَ عَلٰى مَا فَاتَهٗ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَّلَا صَابِرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد ماجد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں دو خصلتیں موجود ہوں' اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لکھ دیتا ہے' جو دین کے اعتبار سے اپنے سے بلند مرتبے والے کی طرف دیکھے اور اس کی پیروی کرے اور دنیا کے اعتبار سے اپنے سے کم درجہ والے کی طرف دیکھے اور اس بات پر اللہ کی حمد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کم تر شخص پر فضیلت عطا فرمائی ہے' اور جس شخص نے دین کے اعتبار سے اپنے سے کم مرتبے والے کی طرف نظر کی اور دنیا کے اعتبار سے اپنے سے بلند مرتبے والے کی طرف نظر کی اور دنیا سے جو چیز اس سے فوت ہوئی' اس پر افسوس کیا' اللہ تعالیٰ اسے نہ شاکر لکھے گا' نہ صابر۔ (ترمذی)

٨١٠٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَتُهٗ وَاِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسَّنَةَ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا مؤمن کا قید خانہ اور اس کی قحط سالی ہے' جب وہ دنیا سے جدا ہوا تو گویا وہ قید خانے اور قحط سے نکل گیا۔ (بغوی' شرح السنہ)

دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ کیسے ہے؟

اس حدیث میں دنیا کو مؤمن کے لیے قید خانہ قرار دیا گیا' جب کہ بسا اوقات مشاہدہ اس کے خلاف ہوتا ہے کہ مؤمن خوش حال اور دولت مند ہوتا ہے اور کافر تنگ دست و محتاج ہوتا ہے۔ آرام و سکون اور خوش حالی کی زندگی گزارنے والے مؤمن کے لیے دنیا کو قید خانہ کیسے قرار دیا جائے گا؟ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

حافظ ابوالقاسم وراق رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر سوال کیا جائے کہ حدیث کا معنی کیا ہے حالانکہ بسا اوقات ہم مؤمن کو خوش حال اور کافر کو تنگ دستی کی حالت میں دیکھتے ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ اس کے دو جواب ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ نے آخرت میں کافر کے لیے جو عذاب تیار کر رکھا ہے اس کے مقابلہ میں دنیا اس کے لیے جنت کی مانند ہے اور مؤمن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جو انعامات تیار کر رکھے ہیں' ان کے مقابلہ میں دنیا اس کے لیے قید خانہ کی حیثیت ہے' لہٰذا کافر دنیا میں ٹھہرنا پسند کرتا ہے اور دنیا سے جدائی کو پسند نہیں کرتا اور مؤمن دنیا سے نکلنا چاہتا ہے اور دنیاوی آفات سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے' جس طرح قیدی کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے رہا کر دیا جائے (۲) یہ کامل الایمان مؤمن کی شان ہے کہ اس نے خود کو دنیاوی لذات و خواہشات سے بالکل روک رکھا ہوتا ہے' لہٰذا دنیا اس کے لیے قید خانہ کی طرح تنگ ہے' اور کافر نے اپنے نفس کو آزاد اور بے لگام چھوڑا ہوتا ہے' اور دنیا میں وہ لذات و خواہشات کے حصول میں مگن رہتا ہے' لہٰذا دنیا کافر کے لیے جنت کی طرح کشادہ و وسیع ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۹۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨١١٠ - وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِثْنَتَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ آدَمَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ وَقِلَّةُ الْمَالِ أَقَلُّ لِلْحِسَابِ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

دو چیزوں کو انسان ناپسند کرتا ہے' وہ موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ موت مومن کے لیے فتنہ و آزمائش سے بہتر ہے' وہ مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ قلت مال' حساب کو کم کرنے والی ہے (کہ جتنا مال کم ہوگا' اتنا ہی حساب کم ہوگا)۔ (مسند احمد)

٨١١١ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَضِيَ مِنَ اللّٰهِ بِالْيَسِيْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِالْقَلِيْلِ مِنَ الْعَمَلِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے تھوڑے رزق پر راضی ہوا' اللہ تعالیٰ اس سے تھوڑے عمل پر راضی ہو جائے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨١١٢ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ بِهِ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ إِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَإِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں یمن کی طرف (قاضی بنا کر) روانہ فرمایا تو آپ نے فرمایا: آرام طلبی و عیش پسندی سے بچنا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے آرام طلب اور عیش پسند نہیں ہوتے۔ (مسند احمد)

٨١١٣ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ إِمَّا إِزَارٌ إِمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرٰى عَوْرَتُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا' ان میں سے کسی آدمی پر چادر نہیں تھی' محض تہبند تھا یا کمبل' جسے وہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے تھے' ان میں سے بعض نصف پنڈلیوں تک پہنچتے اور بعض ٹخنوں تک پہنچتے تھے اور وہ انہیں اپنے ہاتھوں سے اکٹھا کر لیتے تھے کہ کہیں شرم گاہیں نہ کھل جائیں۔ (بخاری)

٨١١٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت نے کبھی دو دن لگاتار سیر ہو کر جَو کی روٹی نہیں کھائی حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

٨١١٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا شَبِعْنَا مِنْ تَمْرٍ حَتّٰى فَتَحْنَا خَيْبَرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کبھی پیٹ بھر کر کھجوریں نہیں کھائیں حتیٰ کہ ہم نے خیبر فتح کر لیا۔ (بخاری)

٨١١٦ - وَعَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مُصْلِيَةٌ فَدَعَوْهُ فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَ وَقَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سعید مقبری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک قوم کے قریب سے گزرے' ان کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی ہوئی تھی' انہوں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی' آپ نے کھانے سے انکار کر دیا' اور فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے حالانکہ آپ نے سیر ہو کر جَو کی روٹی نہیں کھائی تھی۔ (بخاری)

٨١١٧ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ مَشٰى إِلَى النَّبِيِّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَّهُ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ وَّاَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِّاَهْلِهٖ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَا اَمْسٰى عِنْدَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ بُرٍّ وَّلَا صَاعُ حَبٍّ وَّاِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

میں جَو کی روٹی اور پگھلی ہوئی چربی لے کر حاضر ہوا' نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں یہودی کے پاس اپنی زرہ مبارک گروی رکھی اور اپنے اہل خانہ کے لیے اس سے جَو لیے اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ محمد ﷺ کے گھر والوں نے اس حال میں شام گزاری ہے کہ ان کے پاس نہ ایک صاع گندم ہے' نہ ایک صاع دانہ' حالانکہ اس وقت آپ کے نکاح میں نو' ازواج مطہرات تھیں۔ (بخاری)

٨١١٨ - وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ اُخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُخَافُ اَحَدٌ وَّلَقَدْ اُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُؤْذٰى اَحَدٌ وَّلَقَدْ اَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُوْنَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَّيَوْمٍ وَّمَالِيْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَّاْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ اِلَّا شَيْءٌ يُّوَارِيْهِ اِبْطُ بِلَالٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ حِيْنَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَارِبًا مِّنْ مَّكَّةَ وَمَعَهُ بِلَالٌ اِنَّمَا كَانَ مَعَ بِلَالٍ مِّنَ الطَّعَامِ مَا يَحْمِلُ تَحْتَ اِبْطِهٖ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ کی راہ میں ڈرایا گیا ہے کسی کو میری مثل نہیں ڈرایا گیا اور مجھے اللہ کی راہ میں تکلیف دی گئی ہے' کسی کو میری مثل تکلیف نہیں دی گئی' اور مجھ پر تیس رات' دن ایسے گزرے ہیں کہ میرے لیے اور بلال کے لیے کھانے کی ایسی کوئی چیز نہیں تھی جسے کوئی جگر والا (جاندار) کھا سکے' صرف اتنی چیز ہوتی تھی جو بلال کی بغل کے نیچے چھپ جاتی تھی۔ ترمذی نے اسے روایت کیا اور فرمایا کہ اس حدیث پاک کا معنی یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے باہر نکلے اور آپ کے ساتھ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے' تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس محض اتنا کھانا تھا' جو ان کی بغل کے نیچے چھپ جاتا تھا۔

٨١١٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ مِنَ الدُّنْيَا ثَلَاثَةٌ الطَّعَامُ وَالنِّسَاءُ وَالطِّيْبُ فَاَصَابَ اثْنَيْنِ وَلَمْ يُصِبْ وَاحِدًا اَصَابَ النِّسَاءَ وَالطِّيْبَ وَلَمْ يُصِبِ الطَّعَامَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تین چیزیں پسند فرماتے تھے: طعام' بیویاں اور خوشبو' آپ نے ان میں سے دو چیزیں حاصل کر لیں اور ایک چیز حاصل نہیں کی' عورتیں اور خوشبو آپ کو حاصل ہو گئیں' اور کھانا حاصل نہیں ہوا۔ (مسند احمد)

٨١٢٠ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبِّبَ اِلَيَّ الطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ بَعْدَ قَوْلِهٖ حُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے بیویوں اور خوشبو کی محبت عطا کی گئی ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ (مسند احمد' نسائی اور ابن جوزی نے ''حبب الیّ'' کے بعد ''من الدنیا'' کا اضافہ کیا ہے)

٨١٢١ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهٖ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے' آپ کے اور چٹائی کے درمیان کوئی بستر نہیں تھا' آپ کے پہلو مبارک میں چٹائی کے نقش بنے ہوئے تھے' آپ نے چمڑے کے تکیے سے ٹیک لگائی ہوئی تھی' جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی' میں نے عرض کیا: یا رسول

فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى اُمَّتِكَ فَاِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَقَالَ اَوَ فِيْ هٰذَا اَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اُولٰئِكَ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا.

اللہ! اللہ سے دعا کریں' اللہ تعالیٰ آپ کی امت پر وسعت فرمائے۔ فارس و روم والوں پر اللہ نے وسعت فرمائی ہے' حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے' آپ نے فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تم ابھی تک انہی خیالات میں مبتلا ہو؟ ان لوگوں کو ان کی پسندیدہ چیزیں دنیا میں ہی دے دی گئی ہیں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت ہو۔ (بخاری و مسلم)

٨١٢٢ - وَعَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ قَالَ اِسْتَسْقٰى يَوْمًا عُمَرُ فَجِيْءَ بِمَاءٍ قَدْ شِيْبَ بِعَسَلٍ فَقَالَ اِنَّهٗ لَطَيِّبٌ لٰكِنِّيْ اَسْمَعُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ نَعٰى عَلٰى قَوْمٍ شَهَوَاتِهِمْ فَقَالَ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا. (الاحقاف: ٢٠) فَاَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا فَلَمْ يَشْرَبْهُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پانی طلب فرمایا تو آپ کے پاس ایسا پانی لایا گیا' جس میں شہد ملایا ہوا تھا' آپ نے فرمایا: یہ بہت عمدہ ہے لیکن میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی ان کی شہوات کی بناء پر مذمت فرمائی ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم نے اپنی پسندیدہ چیزیں اپنی دنیاوی زندگی میں ختم کر لیں اور ان سے فائدہ حاصل کر لیا' (الاحقاف: ٢٠) مجھے خوف ہے کہ ہماری نیکیاں ہمیں دنیا میں ہی نہ دے دی جائیں اور آپ نے وہ پانی نوش نہیں فرمایا۔ (رزین)

٨١٢٣ - وَعَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ فَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَطْنِهٖ عَنْ حَجَرَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بھوک کی شکایت کرتے ہوئے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر ایک ایک پتھر دکھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ مبارک سے کپڑا اٹھا کر دو پتھر دکھائے۔ (ترمذی)

پیٹ پر پتھر باندھنے کی حکمت

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پیٹ پر پتھر باندھنے کا ذکر ہے' اس میں حکمت کیا تھی؟ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

پیٹ پر پتھر باندھنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے خالی انتڑیوں میں ہوا داخل نہیں ہوتی اور انتڑیوں کو مضبوطی سے باندھ لینا پشت کی تقویت کا باعث ہوتا ہے' اور ایک قول یہ ہے کہ پیٹ پر پتھر اس لیے باندھا جاتا ہے تاکہ پیٹ ڈھیلا نہ ہو اور انتڑیاں نیچے نہ آ جائیں اور حرکت کرنا دشوار نہ ہو جائے اور جب پیٹ پر پتھر باندھ لیا جاتا تو پیٹ اور پشت مضبوط ہو جاتے اور حرکت آسان ہو جاتی' اور جب بھوک زیادہ ہوتی تو دو پتھر باندھے جاتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھر باندھے تھے' جس سے پتا چلتا ہے کہ آپ کو بھوک زیادہ تھی اور آپ زیادہ مشقت میں تھے' اس بناء پر آپ نے دو پتھر باندھے۔ صاحبِ مظہر نے کہا کہ پتھر باندھنا مشقت کا کام کرنے والوں کی عادت تھی۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ اہل عرب یا اہل مدینہ کی عادت تھی اور صاحب ازھار نے کہا کہ پیٹ پر پتھر باندھنے کے بارے میں چند اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے پتھر تھے' وہ بھوک کی حالت میں راحت بخش تھے' اگر کوئی بھوکا ہوتا تو اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا' اللہ تعالیٰ اس میں ٹھنڈک پیدا فرما دیتا' جس سے بھوک اور حرارت کو آرام مل جاتا۔ بعض نے کہا کہ جسے صبر کا حکم دیا جائے' اسے کہا جاتا ہے: اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لے' گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کا حکم دیا اور آپ نے اپنے قال اور حال

15

سے امت کو صبر کی تعلیم دی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨١٢٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ اَصَابَهُمْ جُوْعٌ فَاَعْطَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَمْرَةً تَمْرَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں بھوک لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک ایک کھجور عطا فرمائی۔ (ترمذی)

٨١٢٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاعَ اَوِ احْتَاجَ فَكَتَمَهُ النَّاسَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَّرْزُقَهٗ رِزْقَ سَنَةٍ مِّنْ حَلَالٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو بھوک لگی یا وہ حاجت مند ہوا اور اس نے اپنی حالت لوگوں سے پوشیدہ رکھی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اسے سال بھر کی حلال روزی عطا فرمائے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨١٢٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْبِطَنَّ فَاجِرًا بِنِعْمَةٍ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا هُوَ لَاقٍ بَعْدَ مَوْتِهٖ اِنَّ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ قَاتِلًا لَا يَمُوْتُ يَعْنِی النَّارَ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم دولت و نعمت کی وجہ سے کسی فاسق و فاجر شخص پر رشک نہ کرو' کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ موت کے بعد وہ کس چیز کا سامنا کرے گا' یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس اس شخص کے لیے ایک ہلاک کر دینے والی چیز ہے' جو فنا نہیں ہوگی یعنی آگ۔ (شرح السنہ)

بَابُ الْاَمَلِ وَالْحِرْصِ

اُمید اور حرص کا بیان

''امل'' اور حرص کی تحقیق

جوھری نے کہا ہے کہ ''امل'' امید کو کہتے ہیں' اور امام راغب نے کہا کہ حرص' ارادہ میں خواہش کی زیادتی کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰهُمْ'' (النحل: ۳۷) ''اگر تم ان کی ہدایت کے ارادہ میں زیادتی کرو''۔

اور قاموس میں ہے کہ بدترین حرص یہ ہے کہ تم اپنا حصہ لے لو اور دوسرے کے حصہ میں اُمید رکھو' اور یہاں ''امــــل'' سے مراد دنیاوی معاملہ میں لمبی امید رکھنا اور موت اور سامانِ آخرت کی تیاری سے غافل ہونا ہے' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ'' (الحجر: ۳) ''انہیں چھوڑ دو کہ یہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں اور امید انہیں غافل کیے رکھے''۔

البتہ علم و عمل کی تحصیل میں لمبی امید رکھنا بالاتفاق قابلِ تعریف ہے' جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: اس کے لیے خوش خبری ہے جس کی عمر لمبی ہوئی' اور فرمایا: اگر آئندہ سال تک زندگی رہی تو میں نو تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔ اسی طرح دنیاوی مال و مرتبہ کے حصول میں حرص رکھنا مذموم ہے' لیکن علوم کی تحصیل اور اعمال کی زیادتی کی حرص رکھنا' بالاتفاق پسندیدہ ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨١٢٧ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُّرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِی الْوَسَطِ خَارِجًا مِّنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا اِلٰى هٰذَا الَّذِیْ فِی الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِیْ فِی الْوَسَطِ فَقَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ مُحِيْطٌ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِیْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهٗ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مربع شکل بنائی' جس کا چار خطوں نے احاطہ کیا ہوا تھا اور درمیان میں ایک خط کھینچا' جس کا ایک حصہ اس شکل سے باہر نکلا ہوا تھا' اور درمیان والے خط کی جو جانب وسط میں تھی' اس جانب سے درمیانی خط کی طرف چند چھوٹے چھوٹے خطوط کھینچے اور فرمایا: یہ (درمیانی خط) انسان ہے اور یہ (شکل مربع کا محیط) انسان کی موت ہے' جس نے اس کو گھیرا ہوا ہے اور باہر کی جانب نکلا ہوا

الْاَعْرَاضُ فَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَسَهٗ هٰذَا وَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَسَهٗ هٰذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

خط انسان کی اُمید ہے اور یہ چند چھوٹے چھوٹے خطوط آفات وحوادثات ہیں اگر یہ آفت گزر گئی تو یہ ڈس لے گی اور اگر یہ گزر گئی تو یہ ڈس لے گی۔ (بخاری)

مثال کے ذریعہ موت اور امید کی وضاحت

نبی کریم ﷺ نے تعلیم کا بہترین طریقہ اختیار فرمایا' تمثیل اور اشارے کے ذریعے مسئلہ واضح ہو جاتا ہے اور آسانی سے سمجھ آجاتا ہے۔ آپ نے بھی انسان کی موت اور لمبی امیدوں اور آفات وحوادثات کو خطوط کے ساتھ تشبیہ دے کر واضح فرمایا' آپ نے ایک مربع شکل بنائی جس کا چار خطوط نے احاطہ کیا ہوا تھا اور اس کے درمیان میں ایک لمبا خط کھینچا' جس کا کچھ حصہ مربع کے اندر اور کچھ حصہ باہر نکلا ہوا تھا' خط کا جو حصہ مربع کے اندر تھا' اس کے دائیں بائیں چند چھوٹے چھوٹے خطوط بنائے' آپ نے خط محیط کو انسان کی موت قرار دیا اور لمبے خط کے اندر والے حصہ کو انسان اور باہر والے حصہ کو انسان کی امید قرار دیا اور اطراف والے چھوٹے چھوٹے خطوط کو انسانی زندگی میں رونما ہونے والے حوادثات کے ساتھ تشبیہ دی' اس کی صورت یہ ہے:

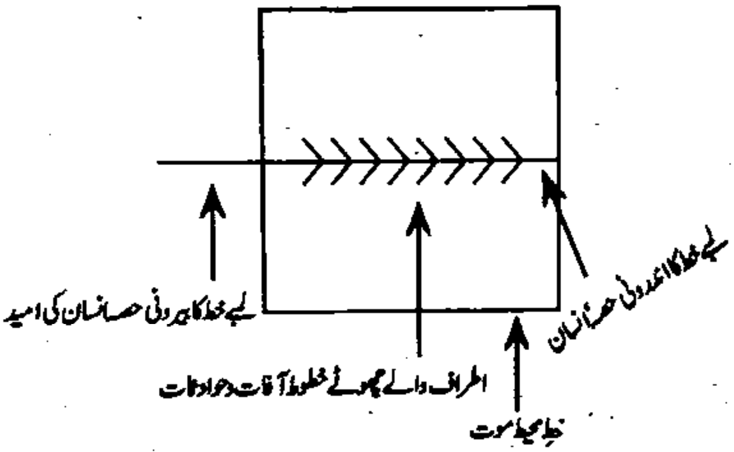

اور اس تمثیل کے ذریعہ آپ نے سمجھایا کہ انسانی زندگی حوادثات وآفات سے گھری ہوتی ہے' طبعی موت آنے سے پہلے پہلے وہ کسی حادثے کا شکار ہو جاتا ہے اور اگر ان آفات وحوادثات سے بچ کر گزر جائے تو بالآخر خطِ محیط کی طرح امیدوں سے پہلے پہلے وہ طبعی موت مر جاتا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ انسان لمبی لمبی اُمیدوں میں الجھا رہتا ہے اور خیالی محلات تعمیر کرتا رہتا ہے' مگر اس سے پہلے پہلے موت اسے اچک لیتی ہے اور اس کی امیدیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں' اور عقل مند انسان وہی ہے جو لمبی لمبی امیدوں میں الجھنے کی بجائے موت کی تیاری میں رہے۔

٨١٢٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطُوْطًا فَقَالَ هٰذَا الْاَمَلُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْجَاءَهُ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چند خطوط کھینچے اور فرمایا: یہ اُمید ہے اور یہ انسان کی موت ہے' انسان اسی حالت میں ہوتا ہے کہ اچانک قریب والا خط اس تک پہنچ جاتا ہے۔ (بخاری)

٨١٢٩ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا ابْنُ اٰدَمَ وَهٰذَا اَجَلُهٗ وَوَضَعَ يَدَهٗ عِنْدَ قَفَاهُ ثُمَّ بَسَطَ فَقَالَ وَثَمَّ اَمَلُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے اور اپنا دستِ اقدس اپنی گدی مبارک پر رکھا' پھر ہاتھ کو پھیلایا اور فرمایا: وہاں اُمید ہے۔ (ترمذی)

٨١٣٠ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَرَزَ عُوْدًا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ اٰخَرَ اِلٰی جَنْبِهٖ وَاٰخَرَ اَبْعَدَ مِنْهُ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا الْاَجَلُ اُرَاهُ قَالَ وَهٰذَا الْاَمَلُ فَیَتَعَاطَی الْاَمَلَ فَلَحِقَهُ الْاَجَلُ دُوْنَ الْاَمَلِ رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے سامنے ایک لکڑی گاڑی اور اس کے پہلو میں دوسری لکڑی گاڑی اور ایک اور لکڑی اس سے بہت دور گاڑی اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ موت ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: اور یہ اُمید ہے، انسان اُمید میں لگا رہتا ہے کہ اسے امید سے پہلے موت آ جاتی ہے۔ (بغوی، شرح السنہ)

٨١٣١ - وَعَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ قَالَ لَیْسَ الزُّهْدُ فِی الدُّنْیَا بِلُبْسِ الْغَلِیْظِ وَالْخَشِنِ وَاَكْلِ الْجَشِبِ اِنَّمَا الزُّهْدُ فِی الدُّنْیَا قِصَرُ الْاَمَلِ رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں زہد سخت اور کھردرے کپڑے پہن لینے اور بے مزہ کھانا کھانے کا نام نہیں، دنیا میں زہد تو مختصر اُمید کا نام ہے۔ (بغوی، شرح السنہ)

٨١٣٢ - وَعَنْ زَیْدِ بْنِ الْحُسَیْنِ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا وَسُئِلَ اَیُّ شَیْءٍ الزُّهْدُ فِی الدُّنْیَا قَالَ طِیْبُ الْكَسْبِ وَقِصَرُ الْاَمَلِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت زید بن حسین رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک رضی اللہ سے سنا، ان سے سوال کیا گیا کہ دنیا میں زہد کیا چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا: پاکیزہ کمائی اور مختصر امید کا نام زہد ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

زہد کی حقیقت

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زہد پاکیزہ کمائی اور مختصر امید کا نام ہے۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اگر یہ سوال ہو کہ پاکیزہ کمائی کا زہد سے کیا تعلق ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے ان حضرات کا رد مقصود ہے، جن کا گمان ہے کہ زہد کی حقیقت بس یہ ہے کہ دنیا ترک کر دی جائے، کھردرے کپڑے پہن لیے جائیں اور بے مزہ کھانے کھائے جائیں جب کہ صورت حال یہ ہے کہ زہد کی حقیقت یہ نہیں بلکہ زہد کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی حلال کھائے، حلال پہنے اور اتنی روزی پر قناعت کرے جو کافی ہو، اُمیدیں مختصر رکھے، جس طرح کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: دنیا میں زہد حلال کو حرام کر دینے اور مال کو ضائع کر دینے کا نام نہیں، بلکہ زہد یہ ہے کہ تو اپنے پاس موجود مال کی بہ نسبت لوگوں کے مال پر زیادہ اعتماد نہ کرتا ہو۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ کے شاگرد رشید حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ نے تصوف میں کوئی کتاب نہیں لکھی؟ آپ نے جواب دیا کہ میں نے تصوف میں کتاب لکھی ہے، اس نے پوچھا: کون سی کتاب؟ آپ نے فرمایا: کتاب البیع کیونکہ جسے بیع (خرید و فروخت) کی صحت اور فساد کا علم نہ ہوا، وہ حرام کھاتا رہے گا اور جو حرام کھاتا رہا، اس کی حالت کبھی درست نہیں ہو سکتی۔

٨١٣٣ - وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ صَلَاحِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْیَقِیْنُ وَالزُّهْدُ وَاَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْاَمَلُ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد ماجد سے، وہ ان کے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس امت کی پہلی نیکی یقین اور زہد ہے اور اس امت کا پہلا فساد بخل اور اُمید ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٨١٣٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ قَلْبُ الْکَبِیْرِ شَابًّا فِیْ اِثْنَیْنِ فِیْ حُبِّ الدُّنْیَا وَطُوْلِ الْاَمَلِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بوڑھے شخص کا دل دو چیزوں میں ہمیشہ جوان رہتا ہے: دنیا کی محبت اور لمبی اُمید میں۔ (بخاری و مسلم)

٨١٣٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ مِنْهُ اِثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انسان بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کی دو خصلتیں جوان ہو جاتی ہیں: مال کی حرص اور زندگی کی حرص۔ (بخاری و مسلم)

٨١٣٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ کَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَّالٍ لَابْتَغٰی ثَالِثًا وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر انسان کے پاس مال سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی خواہش کرتا ہے اور انسان کا پیٹ مٹی ہی بھر سکتی ہے اور جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث میں ہے کہ انسان کا پیٹ مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ انسان موت تک حرص میں مبتلا رہتا ہے اور قبر کی مٹی ہی اس کا پیٹ بھرتی ہے اور اس حدیث میں اولادِ آدم کا غالب حکم بیان فرمایا گیا (یعنی عموماً انسان کی یہی کیفیت ہوتی ہے)۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہو کہ مال کی محبت اور مال کے حصول کی کوشش میں لگا رہنا تمام بنی آدم کی طبیعت میں داخل ہے اور طبعی طور پر انسان مال سے سیر نہیں ہوتا البتہ اللہ تعالیٰ کی توفیق جس کے شاملِ حال ہو اللہ تعالیٰ اسے محفوظ فرما لیتا ہے اور آپ کا یہ فرمان ہے کہ جو توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اس میں اشارہ ہے کہ مذکورہ خصلت مذموم ہے اور گناہ کے قائم مقام ہے اور اللہ کی توفیق سے اسکا ازالہ ہو سکتا ہے اور یہاں ایک نکتہ ہے کہ بنی آدم کا ذکر کر کے اشارہ کر دیا کہ انسان کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے اور مٹی کی طبیعت میں تنگی اور خشکی ہوتی ہے اور اللہ کی توفیق سے مٹی کی یہ صفت زائل ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے اور زمین کی تنگی اور خشکی و سختی دور ہو جاتی ہے اور اسی زمین میں پھل وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اسی طرح انسان کی طبیعت میں بھی حرص اور مال کی محبت ہے لیکن اللہ کی توفیق جس کے شامل حال ہو اس کی یہ فطرت زائل ہو جاتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

٨١٣٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِیْ فَقَالَ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ وَعِدَّ نَفْسَکَ فِیْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پکڑ کر فرمایا: تم دنیا میں مسافر یا راہ گیر کی طرح رہو اور خود کو اہل قبور سے شمار کرو۔ (بخاری)

٨١٣٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَاُمِّیْ نُطَیِّنُ شَیْئًا فَقَالَ مَا هٰذَا یَا عَبْدَ اللّٰهِ قُلْتُ شَیْءٌ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے قریب سے گزرے جب کہ میں اور میری والدہ ماجدہ دیوار وغیرہ کو مٹی سے لیپ رہے تھے آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہم

تُصْلِحُهٗ قَالَ الْاَمْرُ اَسْرَعُ مِنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ.

اسے درست کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا: آخرت والا معاملہ تو اس سے زیادہ جلدی آ رہا ہے۔ (مسند احمد' ترمذی)

٨١٣٩ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُهْرِيْقُ الْمَاءَ فَيَتَيَمَّمُ بِالتُّرَابِ فَاَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاءَ مِنْكَ قَرِيْبٌ يَقُوْلُ مَا يُدْرِيْنِيْ لَعَلِّيْ لَا اَبْلُغُهٗ رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ الْجَوْزِیِّ فِیْ كِتَابِ الْوَفَاءِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بول مبارک فرماتے اور (وضو سے پہلے) مٹی کے ساتھ تیمم فرماتے تو میں عرض کرتا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! پانی آپ سے قریب ہی ہے' آپ فرماتے: میں از خود نہیں جانتا' ہوسکتا ہے میں اس تک نہ پہنچ سکوں۔

(بغوی' شرح السنہ' ابن الجوزی' الوفاء)

٨١٤٠ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ اُمَّتِیْ مِنْ سِتِّيْنَ سَنَةً اِلٰى سَبْعِيْنَ وَاَقَلُّهُمْ مَنْ يَّجُوْزُ فِیْ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میری امت کی عمر ساٹھ سال سے لے کر ستر سال تک ہے اور بہت کم لوگ اس سے آگے بڑھتے ہیں۔ (ترمذی)

٨١٤١ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى السَّبْعِيْنَ وَاَقَلُّهُمْ مَنْ يَّجُوْزُ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہیں اور ان میں سے بہت کم لوگ اس سے آگے بڑھتے ہیں۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

٨١٤٢ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰى امْرِءٍ اَخَّرَ اَجَلَهٗ حَتّٰى بَلَّغَهٗ سِتِّيْنَ سَنَةً رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کے لیے عذر کی گنجائش باقی نہیں رکھتا' جس کی موت کو مؤخر کردے' حتیٰ کہ وہ ساٹھ سال کی عمر تک پہنچ جائے۔ (بخاری)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْمَالِ وَالْعُمْرِ لِلطَّاعَةِ

طاعت کے لیے مال اور عمر کو پسند کرنا

٨١٤٣ ۔ عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ متقی' غنی اور لوگوں سے پوشیدہ رہنے والے (گوشہ نشین) بندے سے محبت فرماتا ہے۔

ف: تقی سے مراد وہ شخص ہے جو ممنوعہ کاموں سے پرہیز کرے یا اس سے مراد وہ شخص ہے' جو اپنا مال لہو و لعب میں خرچ نہ کرے اور ایک قول یہ ہے کہ متقی وہ ہے جو محرمات اور مشتبہات سے بچے اور مباح کاموں میں بھی احتیاط کرے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

غنی سے مراد وہ ہے جو دل کا غنی ہو اور یہی پسندیدہ غنا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے: لیکن غناء دل کی غنا ہے' اور قاضی نے اشارہ کیا ہے کہ غنی سے مال دار مراد ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم جز ۱۸ ص ۳۰۱' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

خفی سے مراد مخلوق سے علیحدہ ہو کر عبادت میں مشغول ہونے والا ہے اور ایک روایت میں حفی ہے' جس کا معنی مخلوق پر مہربان اور

نیکی کرنے والا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۲۷ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨١٤٤ - وَعَنْ أَبِىْ كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثَلَاثٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ فَأَمَّا الَّذِىْ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ فَإِنَّهُ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ بِهَا عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ وَأَمَّا الَّذِىْ أُحَدِّثُكُمْ فَاحْفَظُوْهُ فَقَالَ إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِىْ فِيْهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ رَحِمَهُ وَيَعْمَلُ لِلّٰهِ فِيْهِ بِحَقِّهِ فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَّلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّ لِىْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِىْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِىْ فِيْهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْمَلُ فِيْهِ بِحَقٍّ هٰذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّ لِىْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ نِيَّتُهُ وَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تین خصلتوں کے (حق ہونے کے) حلق میں قسم اٹھاتا ہوں اور میں تمہیں ایک قابل حفظ بات بتاتا ہوں' جن باتوں کے (حق ہونے کے) متعلق میں قسم اٹھاتا ہوں' وہ یہ ہیں: (۱) صدقہ سے کسی شخص کا مال کم نہیں ہوتا (۲) جس شخص پر کوئی ظلم ہو اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرمائے گا (۳) جس شخص نے بھی سوال کا دروازہ کھول دیا (بھیک مانگنے لگا)' اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھول دے گا اور جو قابل حفظ بات میں تمہیں بتا رہا ہوں' وہ یہ ہے کہ دنیا محض چار اشخاص کے لیے ہے: (۱) وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا فرمایا ہے اور وہ اس مال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اس علم پر اس کے تقاضوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عمل کرتا ہے تو یہ افضل ترین مرتبہ ہے (۲) وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہے اور مال نہیں دیا اور اس کی نیت خالص ہے اور وہ تمنا کرتا ہے کہ کاش! میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں شخص جیسا عمل کرتا تو ان دونوں کا اجر و ثواب برابر ہے (۳) وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور علم عطا نہیں فرمایا اور وہ اپنے مال میں علم کے بغیر بلا سوچے سمجھے تصرف کرتا ہے اور اس مال کے سلسلہ میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس میں حق کے ساتھ عمل کرتا ہے تو یہ بدترین مرتبہ ہے (۴) وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ مال عطا فرمایا' نہ علم دیا اور وہ تمنا کرتا ہے کہ کاش! میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں شخص جیسا عمل کرتا تو یہ اس کی نیت ہے اور دونوں کا گناہ برابر ہے۔ (ترمذی نے اسے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے)

کیا دلی ارادہ پر مواخذہ ہوگا؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کی نیت پر بھی مواخذہ ہوگا' جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ دل میں پیدا ہونے والے وسوسہ پر عمل نہ کیا جائے' تو یہ معاف ہے۔ بہ ظاہر ان میں تعارض ہے۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

ابن ملک نے کہا کہ جس حدیث میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دلوں میں آنے والے وہ وسوسے معاف فرما دیئے ہیں جن پر عمل نہ کیا جائے۔ وہ اس مذکور حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ معاف دلی خیال ہے' عمل نہیں اور حدیث میں قول لسانی کا ذکر ہے اور قول لسانی عمل ہے' لیکن علمائے محققین کے نزدیک معتبر قول یہ ہے کہ دل میں آنے والا خیال جب تک پختہ نہ ہو اور اس کے کرنے کا پختہ ارادہ نہ کرے اس وقت تک مواخذہ نہیں ہوگا' لیکن اگر وہ خیال دل میں پختہ ہو گیا اور اس کے کرنے کا عزم مصمم کر لیا تو

گناہ لکھا جائے گا خواہ وہ عمل نہ کرے اور اس کے متعلق کلام نہ کرے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۸۰ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨١٤٥ - وَعَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنَّا فِيْ مَجْلِسٍ فَطَلَعَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى رَأْسِهٖ اَثَرُ مَاءٍ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَرَاكَ طَيِّبَ النَّفْسِ قَالَ اَجَلْ قَالَ ثُمَّ خَاضَ الْقَوْمُ فِيْ ذِكْرِ الْغِنٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقٰى خَيْرٌ مِّنَ الْغِنٰى وَطِيْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيْمِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے سرانور پر پانی کا اثر تھا' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپ کو ہشاش بشاش دیکھ رہے ہیں' آپ نے فرمایا: ہاں! پھر لوگ مال داری کا ذکر کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ عزوجل سے ڈرے اس کے لیے مال داری میں کوئی حرج نہیں اور متقی کے لیے صحت' مال داری سے بہتر ہے اور خوش دلی نعمت ہے۔ (مسند احمد)

٨١٤٦ - وَعَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ كَانَ الْمَالُ فِيْمَا مَضٰى يُكْرَهُ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَهُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَقَالَ لَوْلَا هٰذِهِ الدَّنَانِيْرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا هٰؤُلَاءِ الْمُلُوْكُ وَقَالَ مَنْ كَانَ فِيْ يَدِهٖ مِنْ هٰذِهٖ شَيْءٌ فَلْيُصْلِحْهُ فَاِنَّهٗ زَمَانٌ اِنِ احْتَاجَ كَانَ اَوَّلُ مَنْ يَبْذُلُ دِيْنَهٗ وَقَالَ الْحَلَالُ لَا يَحْتَمِلُ السَّرَفَ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گزشتہ دور میں مال ناپسندیدہ تھا لیکن آج کے دور میں مال مؤمن کی ڈھال ہے' اور فرمایا: اگر یہ دینار نہ ہوتے تو یہ حکام ہمیں رومال کی طرح بنا لیتے' اور فرمایا: جس کے ہاتھ میں کچھ مال ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی درستگی کرے کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ جو محتاج ہوتا ہے' وہ سب سے پہلے اپنا دین خرچ کرتا ہے' اور فرمایا: حلال مال فضول خرچی کا متحمل نہیں ہوتا۔ (بغوی' شرح السنہ)

٨١٤٧ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ قَالَ فَاَيُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَسَاءَ عَمَلُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کون سا انسان بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھے ہوں' عرض کیا: کون سا انسان بدترین ہے؟ فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل بُرے ہوں۔ (مسند احمد' ترمذی' دارمی)

٨١٤٨ - وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ اَحَدُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتَ الْاٰخَرُ بَعْدَهٗ بِجُمُعَةٍ اَوْ نَحْوِهَا فَصَلَّوْا عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُلْتُمْ قَالُوْا دَعَوْنَا اللّٰهَ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَيَرْحَمَهٗ وَيُلْحِقَهٗ بِصَاحِبِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيْنَ صَلٰوتُهٗ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ وَعَمَلُهٗ بَعْدَ عَمَلِهٖ اَوْ قَالَ صِيَامُهٗ بَعْدَ صِيَامِهٖ لَمَا بَيْنَهُمَا

حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو شخصوں کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا' ان میں سے ایک راہِ خدا میں شہید ہو گیا' پھر اس کے تقریباً ایک ہفتہ بعد دوسرا شخص فوت ہو گیا اور لوگوں نے اس کی نماز جنازہ ادا کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا کہا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس کو اس کے ساتھی کے ساتھ ملا دے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس شہید کی نماز کے بعد اس کی نماز کہاں گئی اور اس کے عمل کے بعد اس کا عمل کہاں گیا؟ یا آپ نے فرمایا کہ اس کے روزوں کے بعد اس کے روزے

اَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ.

کہاں گئے؟ یقیناً دونوں بھائیوں کے (مقام ومرتبہ کے) درمیان زمین وآسمان کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ فرق ہے۔ (ابوداؤد نسائی)

حدیث مذکور پراشکال کا جواب

اس حدیث پر اشکال ہے کہ بعد میں جمعہ کو فوت ہونے والے غیر شہید کے عمل کو شہید کے عمل پر ترجیح کیسے دی گئی حالانکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اور مقامِ شہادت پر فائز ہونا بڑی فضیلت کا عمل ہے بالخصوص دعوتِ اسلام کے ابتدائی دور میں جب اسلام کے اعوان ومددگار قلیل تھے اس وقت کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لیے جان کا نذرانہ پیش کرنا ایک عظیم عمل تھا۔ اس پر دوسرے عمل کو کیسے فضیلت دی گئی اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ دوسرا آدمی بھی جہاد کی تیاری کے ساتھ اللہ کی راہ میں نکلا ہوا تھا لہٰذا اس کی نیت کے مطابق اسے ثواب دیا گیا لیکن یہ صرف ایک احتمال ہے حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نورِ نبوت سے پہچان لیا تھا کہ اس آدمی کا شہادت کے بغیر والا عمل اس کے اخلاص کی بناء پر شہادت والے کے عمل کے برابر تھا اور بعد میں اسے زائد اعمال کرنے کا موقع ملا لہٰذا اسے ترجیح دی گئی اور مطلقاً ہر شہید غیر شہید سے افضل نہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میدانِ جہاد میں شہید نہیں ہوئے لیکن اس کے باوجود شہادت سے سرفراز ہونے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے افضل ہیں۔

٨١٤٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ اِنَّ نَفَرًا مِّنْ بَنِيْ عُذْرَةَ ثَلَاثَةً اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّكْفِيْنِيْهِمْ قَالَ طَلْحَةُ اَنَا فَكَانُوْا عِنْدَهٗ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِيْهِ اَحَدُهُمْ فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِيْهِ الْاٰخَرُ فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ قَالَ طَلْحَةُ فَرَاَيْتُ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ فِي الْجَنَّةِ وَرَاَيْتُ الْمَيِّتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ اَمَامَهُمْ وَالَّذِيْ اسْتُشْهِدَ اٰخِرًا يَّلِيْهِ فَدَخَلَنِيْ مِنْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ فَقَالَ وَمَا اَنْكَرْتَ مِنْ ذٰلِكَ لَيْسَ اَحَدٌ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ مُّؤْمِنٍ يُّعَمَّرُ فِي الْاِسْلَامِ لِتَسْبِيْحِهٖ وَتَكْبِيْرِهٖ وَتَهْلِيْلِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو عذرہ کے تین افراد نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کی ذمہ داری کون شخص اٹھائے گا؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں حاضر ہوں تو وہ تینوں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہے نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا ان میں سے ایک شخص اس لشکر کے ساتھ گیا اور شہید ہو گیا پھر آپ نے دوسرا لشکر روانہ فرمایا تو دوسرا آدمی اس لشکر کے ساتھ گیا اور شہید ہو گیا پھر تیسرا شخص اپنے بستر پر ہی فوت ہو گیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان تینوں کو جنت میں دیکھا اور اپنے بستر پر فوت ہونے والے کو ان کے آگے دیکھا پھر آخر میں شہید ہونے والے کو اس کے قریب دیکھا پھر سب سے پہلے شخص کو اس دوسرے کے قریب دیکھا تو میرے دل میں تعجب پیدا ہوا اور میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اس میں کون سی تعجب والی بات ہے جس شخص کو اسلام کی حالت میں تسبیح وتکبیر وتہلیل کے لیے عمر عطا کی جائے اللہ کے نزدیک اس مؤمن سے کوئی شخص افضل نہیں ہے۔ (مسند احمد)

٨١٥٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ اَبْنَاءُ السِّتِّيْنَ وَهُوَ الْعُمُرُ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن آواز دی جائے گی ساٹھ سالہ زندگی والے کہاں ہیں؟ اور یہ وہ عمر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کر لیتا اور ڈر

تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ﴾ (فاطر:۳۷) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا (فاطر:۳۷)۔ (بیہقی، شعب الایمان)

۸۱۵۱ - وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عقل مند وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو مطیع بنالیا اور موت کے بعد والی زندگی کے لیے عمل کیا اور عاجز وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کی خواہشات کی اتباع کی اور اللہ تعالیٰ سے (مغفرت ورحمت کی) تمنا رکھی۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

۸۱۵۲ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا اِسْتَعْمَلَهُ فَقِيلَ وَكَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ يُوَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جس بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے' اسے کام میں لگا دیتا ہے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اسے اللہ تعالیٰ کام میں کیسے لگا دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے موت سے پہلے نیک عمل کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ (ترمذی)

۸۱۵۳ - وَعَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَبْدًا لَوْ خَرَّ عَلٰى وَجْهِهِ مِنْ يَوْمِ وُلِدَ إِلٰى أَنْ يَمُوتَ هَرَمًا فِي طَاعَةِ اللّٰهِ لَحَقَّرَهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَوَدَّ أَنَّهُ رُدَّ إِلَى الدُّنْيَا كَيْمَا يَزْدَادَ مِنَ الْأَجْرِ وَالثَّوَابِ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت محمد بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بندہ اپنی ولادت کے دن سے ہی چہرے کے بل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گر پڑے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں بوڑھا ہو کر فوت ہو جائے' تو وہ قیامت کے دن اس عمل کو حقیر سمجھے گا اور خواہش کرے گا کہ کاش! اسے دنیا کی طرف واپس بھیج دیا جائے تاکہ وہ زیادہ اجرو ثواب حاصل کر سکے۔ (مسند احمد)

بَابُ التَّوَكُّلِ وَالصَّبْرِ

توکل اور صبر کا بیان

توکل اور صبر کی تحقیق

''وکل'' اور ''وکول'' کا لغوی معنی ہے: کام کو کسی کے سپرد کر دینا اور کام کو دوسرے پر چھوڑ دینا' اور توکل یہ ہے کہ اپنے عجز کا اظہار کرے اور غیر پر اعتماد کرے' اور شریعت میں توکل کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے کام کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ دے اور اپنی تدبیر نفس ترک کر دے اور اپنی طاقت وقوت پر اعتماد نہ کرے اور توکل کا حقیقی معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے رزق کی جو ضمانت اپنے ذمہ کرم پر لی ہے' اس پر مکمل اعتماد کرے اور اس کے لیے کمائی اور اسباب کو چھوڑنا شرط نہیں۔

بلکہ اسباب کی طرف نظر نہ کرے کیونکہ توکل دل کا کام ہے' جب اللہ تعالیٰ کی ضمانت پر کامل اعتماد ہو گیا تو توکل حاصل ہو جائے گا۔ صبر کا لغوی معنی ہے: قید کرنا اور روکنا اور نفس کو کسی چیز سے باز رکھنا اور اصطلاح شرع میں صبر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم اور نفسانی خواہشات میں ٹکراؤ ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترجیح دے۔

شیخ نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجاہدہ کے ذریعہ اور نفس کو اس کی محبوب چیزوں سے روکنے پر ثابت قدمی اختیار کر کے نفسانی خواہشات سے باہر نکل آنا صبر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۳۴' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے

اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق:۳) ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ O﴾ (آل عمران:۱۵۹) وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَاصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾ (النحل:۱۲۷) ﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ O﴾ (البقرہ:۱۵۳).

(الطلاق:۳) بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں O (آل عمران:۱۵۹) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اے محبوب! تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ (النحل:۱۲۷) بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے O (البقرہ:۱۵۳)

٨١٥٤ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت سے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو (زمانہ جاہلیت والے) جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور نہ بدفالی لیتے ہیں اور اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٨١٥٥ - وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَهٗ أَحَدٌ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَرَجَوْتُ أَنْ يَّكُوْنَ أُمَّتِيْ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِيْ قَوْمِهٖ ثُمَّ قِيْلَ لِيَ انْظُرْ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيْلَ لِيَ انْظُرْ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا قُدَّامَهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: مجھ پر امتیں پیش کی گئیں تو نبی گزرنے لگے کوئی نبی گزرتے اور ان کے ساتھ ایک آدمی ہوتا' اور کوئی نبی گزرتے اور ان کے ساتھ دو آدمی ہوتے' اور کوئی نبی گزرتے اور ان کے ساتھ ایک جماعت ہوتی' اور کوئی نبی گزرتے اور ان کے ساتھ کوئی آدمی نہ ہوتا' اور میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی' جو آسمان کے کناروں پر چھا گئی' میں نے امید کی کہ یہ میری امت ہوگی' تو کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امت ہے' پھر مجھے کہا گیا کہ ادھر دیکھو' میں نے بہت بڑی جماعت دیکھی جو آسمان کے کناروں پر چھا گئی' تو کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ان کے آگے ستر ہزار اور ہیں' جو جنت میں حساب کے بغیر داخل ہوں گے' اور یہ وہ لوگ ہیں جو بدفالی نہیں کرتے' اور نہ (زمانہ جاہلیت والے) جھاڑ پھونک کرتے ہیں' اور نہ داغ لگاتے ہیں اور اپنے رب پر ہی بھروسا رکھتے ہیں' تو حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ مجھے ان سے بنا دے' آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! عکاشہ کو ان سے بنا دے' پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں سے بنا دے' آپ نے فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گیا۔ (بخاری ومسلم)

احادیث میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ میری امت سے ستر ہزار افراد بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے' جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار افراد داخل ہوں گے۔ ان دونوں احادیث میں کوئی منافات نہیں کیونکہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ تبعین کا لحاظ کیے بغیر مستقل طور پر ستر ہزار افراد داخل ہوں گے اور دوسری حدیث میں تبعین کا لحاظ کیا گیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علاج توکل کے خلاف نہیں

اس حدیث میں ہے کہ جو لوگ بدفالی نہیں کرتے اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ داغ لگاتے ہیں اور اپنے رب پر ہی بھروسا رکھتے ہیں' وہ جنت میں بلا حساب کتاب داخل ہوں گے۔ اس حدیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ علاج کروانا یا دم کروانا توکل کے خلاف ہے کیونکہ احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود اپنا علاج کروایا' صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے علاج تجویز فرمایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے دَم کیا اور نبی پاک ﷺ نے اس کی تائید فرمائی۔

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم (میدانِ جہاد میں) نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتیں' زخمیوں کو پانی پلاتیں اور ان کا علاج کرتیں اور شہداء کو مدینہ منورہ واپس لاتیں۔ (صحیح البخاری' کتاب الجہاد' رقم الحدیث: ۲۸۸۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ ہی روایت کرتے ہیں:

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زخموں کا کس چیز کے ساتھ علاج کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا: لوگوں میں اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لے کر آتے اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے چہرۂ انور سے خون دھوتیں اور چٹائی لے کر جلائی گئی' پھر اسے نبی کریم ﷺ کے زخموں میں بھر دیا گیا۔ (صحیح البخاری' کتاب الجہاد' رقم الحدیث: ۳۰۰۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

جب احادیث سے خود نبی کریم ﷺ کا علاج کروانا ثابت ہے تو علاج کو خلاف توکل کیسے قرار دیا جا سکتا ہے' لہٰذا جو علاج کروانے اور دم کروانے وغیرہ کو حقیقی سبب سمجھ بیٹھے اور اللہ کی ذات پر اعتماد نہ رکھے' وہ قابلِ مذمت ہے لیکن اسباب مہیا کرنے اور علاج کروانے کے بعد اللہ ہی کی ذات سے شفاء کی امید رکھنا اور اسی کو کارساز حقیقی سمجھنا ہرگز توکل کے منافی نہیں۔

۸۱۵۶ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى اَهْلِهٖ فَلَمَّا رَاٰى مَا بِهِمْ مِنَ الْحَاجَةِ خَرَجَ اِلَى الْبَرِيَّةِ فَلَمَّا رَاَتْهُ اِمْرَاَتُهٗ قَامَتْ اِلَى الرَّحٰى فَوَضَعَتْهَا وَاِلَى التَّنُّوْرِ فَسَجَرَتْهُ ثُمَّ قَالَتْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فَنَظَرَتْ فَاِذَا الْجَفْنَةُ قَدِ امْتَلَاَتْ قَالَ وَذَهَبَتْ اِلَى التَّنُّوْرِ فَوَجَدَتْهُ مُمْتَلِئًا قَالَ فَرَجَعَ الزَّوْجُ قَالَ اَصَبْتُمْ بَعْدِیْ شَيْئًا قَالَتْ اِمْرَاَتُهٗ نَعَمْ مِنْ رَّبِّنَا وَقَامَ اِلَى الرَّحٰى فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ لَوْ لَمْ يَرْفَعْهَا لَمْ تَزَلْ تَدُوْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے گھر میں آیا اور گھر والوں کے فقر و محتاجی کو دیکھا تو جنگل کی طرف نکل گیا' اس کی بیوی نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو کھڑی ہو کر چکی کی طرف گئی' اور اسے رکھ دیا اور تنور کی طرف جا کر اسے روشن کر دیا' پھر دعا کی: اے اللہ! ہمیں رزق عطا فرما' اس عورت نے اچانک پیالے کو بھرا ہوا دیکھا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ تنور کی طرف گئی اور اسے روٹیوں سے بھرا ہوا پایا۔ راوی کہتے ہیں کہ خاوند واپس لوٹا تو اس نے کہا: تم نے میرے بعد کوئی چیز پائی ہے؟ اس کی بیوی نے کہا: ہاں! اپنے رب کی طرف سے (رزق پایا ہے)' وہ شخص کھڑا ہو کر چکی کی طرف گیا' (اور چکی کو اٹھا دیا)۔ نبی کریم ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اگر یہ چکی کو نہ اٹھاتا تو یہ قیامت کے دن تک گھومتی رہتی (اور آٹا نکالتی رہتی)۔ (مسند احمد)

۸۱۵۷ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم اللہ پر توکل کرو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائے گا' جس طرح پرندے کو رزق عطا فرماتا ہے'

يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ. وہ صبح خالی پیٹ جاتا ہے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتا ہے۔ (ترمذی ابن ماجہ)

کمائی ترک کر دینا توکل نہیں

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

شیخ ابو حامد رحمہ اللہ نے کہا کہ بعض اوقات یہ گمان کر لیا جاتا ہے کہ توکل کا معنی ہے کہ جسمانی کمائی چھوڑ دی جائے اور دلی تدبیر ترک کر دی جائے اور آدمی اس طرح زمین پر پڑا رہے' جس طرح کپڑے کا چیتھڑا زمین پر پڑا ہوتا ہے یا جس طرح قصاب کے تختے پر گوشت کا ٹکڑا پڑا ہوتا ہے لیکن یہ جاہل لوگوں کا گمان ہے' جبکہ شریعت میں یہ حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے توکل کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے' لہٰذا توکل کا دین میں ایک مرتبہ و مقام ہے' تو ایک حرام کام کا ارتکاب کر کے دینی مرتبہ کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے اور امام ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ نے کہا کہ توکل کا مقام دل ہے' جب آدمی کو یہ یقین حاصل ہو جائے کہ رزق اللہ کی جانب سے ہی ہے اور کسی کام میں آسانی یا دشواری اللہ ہی کی طرف سے ہے تو پھر ظاہری حرکت توکل کے خلاف نہیں ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پرندہ صبح خالی پیٹ جاتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اجمالی طور پر کوشش کرنا اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے خلاف نہیں' اور اس حدیث میں تنبیہ ہے کہ کمائی رازق نہیں بلکہ رازق تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور حدیث میں کمائی سے منع نہیں فرمایا گیا کیونکہ توکل کا مقام تو دل ہے اور اعضاء کی حرکت دلی توکل کے خلاف نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۱۵۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَوْ اَنَّ عَبِيْدِيْ اَطَاعُوْنِيْ لَاَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ وَاَطْلَعْتُ عَلَيْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ وَلَمْ اَسْمَعْهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارا رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں رات کے وقت انہیں بارش سے سیراب کر دوں گا اور دن کے وقت ان پر سورج طلوع کروں گا اور انہیں کڑک کی آواز نہیں سناؤں گا۔ (مسند احمد)

۸۱۵۹ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اٰيَةً لَوْ اَخَذَ النَّاسُ بِهَا لَكَفَتْهُمْ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. (الطلاق: ۳) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک مجھے ایک ایسی آیت کا علم ہے کہ اگر لوگ اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو وہ انہیں کافی ہے' (وہ آیت یہ ہے:) اور جو اللہ سے ڈرے' اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی عطا کرے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوگا (الطلاق: ۳)۔ (احمد' ابن ماجہ' دارمی)

۸۱۶۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اَحَدُهُمَا يَاْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں دو بھائی تھے' ایک بھائی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتا اور دوسرا بھائی کوئی کام کرتا تھا' کام کرنے والے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے بھائی کی شکایت کی' آپ نے فرمایا: شاید اسی کی برکت سے تجھے رزق دیا جاتا ہو۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے)

٨١٦١ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ اِلَى النَّارِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ وَاِنَّ الرُّوْحَ الْاَمِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رُوْعِيْ اِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا اَلَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اِسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يُدْرَكُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ اِلَّا اِنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَاِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں نے تمہیں جنت سے قریب کرنے والی اور جہنم سے دور کرنے والی ہر چیز کا حکم دے دیا ہے' اور جہنم سے قریب کرنے والی اور جنت سے دُور کرنے والی ہر چیز سے تمہیں منع کر دیا ہے' اور بے شک روح الامین اور ایک روایت میں ہے کہ روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کوئی جان ہرگز اس وقت تک فوت نہیں ہوگی' جب تک اپنا رزق مکمل حاصل نہ کر لے' خبردار! تم رزق کی تلاش میں میانہ روی اختیار کرو اور رزق میں تاخیر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ رزق کی تلاش نہ کرنے لگو' کیونکہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے' وہ اس کی فرماں برداری سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (بغوی نے شرح السنہ اور بیہقی نے اسے شعب الایمان میں ذکر کیا' مگر ''وان روح القدس'' کے الفاظ ذکر نہیں کیے)

٨١٦٢ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهٗ اَجَلُهٗ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے' جس طرح اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے۔ (ابونعیم' حلیہ)

٨١٦٣ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَقْرَاَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ تعلیم دی: ''انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین'' بے شک میں بڑا رزق دینے والا' قوت والا' قدرت والا ہوں۔ (ابوداؤد' ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

٨١٦٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (سوار) تھا' آپ نے فرمایا: اے لڑکے! اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرو' اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا' اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرو' تم اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے اور جب تم سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور جان لو کہ اگر تمام لوگ متفق ہو کر تمہیں کوئی نفع پہنچانا چاہیں تو وہ تمہیں صرف اسی چیز کا نفع پہنچا سکیں گے' جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر وہ سب مل کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ تمہیں صرف اسی چیز کا نقصان پہنچا سکیں گے' جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے' قلمیں اٹھا دی گئی ہیں اور دفتر خشک کر دیئے گئے ہیں۔ (مسند احمد' ترمذی نے یہ روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

كَمَا قَالَهُ النَّوَوِيُّ. جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے)

ف: حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو یعنی اس کے احکام پر عمل کرو اور منع کردہ چیزوں سے بچو تو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا کہ دنیا میں تمہیں آفات وبلیات سے محفوظ رکھے گا اور آخرت میں عذاب سے محفوظ رکھے گا کیونکہ جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے اور تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو یعنی اس کے ذکر وفکر میں مشغول رہو اور اس کا شکر بجالاتے رہو تو تم اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے اور مقام احسان ویقین پر فائز ہو کر اس کا مشاہدہ کرو گے کیونکہ مقام احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا اسے دیکھ رہے ہو اور اپنی نظروں سے اللہ کے ماسوا کو بالکل ہٹا دو۔ پہلا مقام مقام مراقبہ ہے اور دوسرا مقام مقام مشاہدہ ہے اور جب تم سوال کرو تو اللہ سے ہی مانگو کیونکہ عطاؤں کے خزانے اسی کے پاس ہیں اور انعامات کی چابیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں اور (ذاتی طور پر عطا کرنے والا جانتے ہوئے اور حقیقی حاجت روا سمجھتے ہوئے) اس کے غیر سے سوال نہ کرو کیونکہ اللہ کا غیر (اللہ کی عطا کے بغیر) دینے اور منع کرنے پر قادر نہیں اور (ذاتی طور پر) وہ نہ کسی سے تکلیف دور کر سکتے ہیں نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں کیونکہ وہ تو اپنی ذات کے لیے (اللہ کی عطا کے بغیر) نفع ونقصان کے مالک نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨١٦٥ - وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْكُهُ اِسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ اس چیز پر راضی ہو جائے جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے فیصلہ فرما دیا ہے اور انسان کی بدبختی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خیر کی طلب چھوڑ دے اور انسان کی بدبختی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو فیصلہ فرما دیا ہے اس پر راضی نہ ہو۔ (مسند احمد ترمذی)

٨١٦٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَلْبَ ابْنِ اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةٌ فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبُهُ الشُّعَبَ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعَبَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے دل کی ہر وادی میں ایک شاخ ہے جس نے اپنے دل کو تمام شاخوں (یعنی خواہشات) کا تابع بنالیا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ اسے کس وادی میں ہلاک فرما دے اور جس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیا اللہ تعالیٰ اس کی تمام حاجات کی کفایت فرمائے گا۔ (ابن ماجہ)

٨١٦٧ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَا وَاِذَا عِنْدَهُ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهٖ صَلْتًا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوہ میں شرکت کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو یہ بھی آپ کے ساتھ واپس ہوئے ایک بہت سے خاردار درختوں والی وادی میں انہیں دوپہر ہو گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پڑاؤ کیا اور لوگ درختوں کے سائے میں آرام کرنے کے لیے علیحدہ علیحدہ ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ببول کے درخت کے نیچے تشریف لے گئے اور اپنی تلوار مبارک درخت پر لٹکا دی ہم سو گئے اچانک ہم نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بلا رہے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک اعرابی حاضر تھا آپ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ اس نے مجھ پر تلوار کھینچی میں بیدار ہوا تو یہ ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اس نے مجھے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ! تین مرتبہ یہ کہا

قَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ فَقُلْتُ اَللّٰهُ ثَلَاثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور آپ نے اسے کوئی سزا نہ دی اور وہ بیٹھ گیا۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ الْاِسْمَاعِيْلِيِّ فِيْ صَحِيْحِهٖ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ اَللّٰهُ فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَّدِهٖ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّيْفَ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ فَقَالَ كُنْ خَيْرَ اٰخِذٍ فَقَالَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ اُعَاهِدُكَ عَلٰى اَنْ لَّا اُقَاتِلَكَ وَلَا اَكُوْنَ مَعَ قَوْمٍ يُّقَاتِلُوْنَكَ فَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ فَاَتٰى اَصْحَابَهٗ فَقَالَ جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ هٰكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَفِي الرِّيَاضِ لِلنَّوَوِيِّ.

ابوبکر اسماعیلی کی صحیح کی روایت میں ہے کہ اس نے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ! تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور رسول اللہ ﷺ نے تلوار پکڑ لی اور فرمایا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے عرض کیا: آپ بہتر طریقے سے مواخذہ فرمائیں' آپ نے فرمایا: کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے عرض کیا: نہیں! البتہ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ آپ سے لڑائی نہیں کروں گا اور نہ ہی آپ کے ساتھ لڑائی کرنے والی قوم کے ساتھ شریک ہوں گا' آپ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا' وہ اپنے ساتھیوں کے پاس جا کر کہنے لگا: میں لوگوں میں سے بہترین ہستی کے پاس سے آ رہا ہوں۔ (حمیدی کی کتاب اور امام نووی کی ریاض الصالحین میں اسی طرح ہے)

٨١٦٨ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيْمِ الْحَلَالِ وَلَا اِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا اَنْ لَّا تَكُوْنَ بِمَا فِيْ يَدَيْكَ اَوْثَقَ بِمَا فِيْ يَدَيِ اللّٰهِ وَاَنْ تَكُوْنَ فِيْ ثَوَابِ الْمُصِيْبَةِ اِذَا اَنْتَ اُصِبْتَ بِهَا اَرْغَبَ فِيْهَا لَوْ اَنَّهَا اُبْقِيَتْ لَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم نے فرمایا: دنیا میں زہد حلال کو حرام کر دینے اور مال ضائع کر دینے کا نام نہیں بلکہ دنیا میں زہد تو یہ ہے کہ تمہارے پاس جو کچھ موجود ہے تمہیں اس پر اس چیز سے زیادہ اعتماد نہ ہو جو اللہ کے پاس ہے اور جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو اس کے ثواب میں تمہیں اتنی زیادہ رغبت ہو کہ تم خواہش کرو کہ کاش! تمہارے لیے یہ مصیبت باقی رہتی۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٨١٦٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ وَفِيْ كُلٍّ خَيْرٌ اِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ وَاِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّيْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ قُلْ قَدَرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: طاقتور مؤمن اللہ کے نزدیک ضعیف مؤمن سے زیادہ بہتر اور زیادہ محبوب ہے اور ہر ایک میں بھلائی ہے' جو چیز تمہیں نفع دے اسی کی حرص کرو اور اللہ سے مدد مانگو اور عاجز نہ بنو اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہو کہ کاش! میں ایسے ایسے کر لیتا' البتہ یوں کہو کہ یہ اللہ کی تقدیر ہے' اس نے جو چاہا کر دیا کیونکہ کاش کا لفظ شیطانی عمل کھول دیتا ہے۔

٨١٧٠ - وَعَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن کی شان پر تعجب ہے کہ اس کے تمام کام اس کے لیے بہتر ہیں' اور یہ بات مؤمن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں' اگر اسے خوشی ملے اور وہ شکر کرے تو یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچے اور وہ صبر کرے تو یہ بھی اس کے

اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

لیے بہتر ہے۔ (مسلم)

۸۱۷۱ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَاَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری نگاہوں میں وہ منظر گھوم رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نبی کا واقعہ بیان فرمار ہے تھے جن کو ان کی قوم نے مارا تھا اور خون آلود کر دیا تھا' وہ اپنے چہرے سے خون صاف فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے کیونکہ یہ جانتے نہیں۔ (بخاری' مسلم)

بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

ریا اور شہرت پسندی کا بیان

''ریا و سمعه'' کی تحقیق

ریاء (دکھلاوا) رؤیت سے ماخوذ ہے' اور ریا و یہ ہے کہ انسان لوگوں کو دکھلانے کے لیے کوئی کام کرے اور اللہ تعالیٰ کے دیکھنے پر اکتفاء نہ کرے' اور ''سمعه'' (شہرت پسند' ناموری) سمع سے ماخوذ ہے' اور ''سمعه'' یہ ہے کہ آدمی کوئی کام کرے یا کوئی بات کہے تا کہ لوگ سنیں اور لوگوں میں شہرت ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے سننے پر اکتفاء نہ کرے' ان دونوں کی ضد اخلاص ہے کہ انسان خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے خلوص نیت کے ساتھ کوئی کام کرے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۹۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۱۷۲ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا اِلٰى مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْ قَالَ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ يُبْكِيْنِيْ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ يَسِيْرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَمَنْ عَادٰى لِلّٰهِ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهَ بِالْمُحَارَبَةِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْاَبْرَارَ الْاَتْقِيَاءَ الْاَخْفِيَاءَ الَّذِيْنَ اِذَا غَابُوْا لَمْ يُتَفَقَّدُوْا وَاِنْ حَضَرُوْا لَمْ يُدْعَوْا وَلَمْ يُقَرَّبُوْا قُلُوْبُهُمْ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى يَخْرُجُوْنَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریف کی طرف گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے نزدیک حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ وہاں بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں' آپ نے فرمایا: تم کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بات سنی ہے' مجھے وہ بات رُلا رہی ہے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے اور جس نے اللہ کے کسی ولی سے دشمنی کی تو وہ اللہ کے ساتھ جنگ کے لیے نکل آیا' بے شک اللہ تعالیٰ نیک' پرہیز گار' پوشیدہ حالات والے ان بندوں سے محبت فرماتا ہے' جو غائب ہو جائیں تو انہیں تلاش نہیں کیا جاتا' اگر وہ حاضر ہوں تو انہیں بلایا نہیں جاتا اور نہ قریب کیا جاتا ہے' ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں' وہ ہر گرد آلود تاریک مکانوں سے باہر نکلتے ہیں۔

(ابن ماجہ' بیہقی' شعب الایمان)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے رونے کا سبب

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے رونے کے دو اسباب بیان کیے' ایک سبب یہ بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے' اور دوسرا سبب یہ بیان کیا کہ آپ کا فرمان ہے: جس نے اللہ کے کسی ولی سے دشمنی کی تو وہ اللہ کے ساتھ جنگ کے لیے نکلا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان دو ارشادات عالیہ کو رونے کا سبب قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ بڑے بڑے قوی حالت

16 والے لوگ بھی ریا سے بہت کم محفوظ رہتے ہیں' لہٰذا اکثر درحال لوگوں کا ریا سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہے۔ اسی بناء پر حضرت معاذ رضی اللہ اس فرمان کو پیش نظر رکھتے ہوئے رونے لگے کہ ریاکاری سے بچنا تو انتہائی مشکل امر ہے اور رونے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ نے اولیاء کے ساتھ دشمنی کو اللہ کے ساتھ اعلانِ جنگ کے مترادف قرار دیا ہے اور اولیاء کے ساتھ دشمنی سے احتراز بھی مشکل کام ہے کیونکہ عموماً اولیاء کاملین مخفی ہوتے ہیں' جیسا کہ حدیث قدسی ہے: ''اولیاء ی تحت قبائی لا یعرفھم غیری'' میرے اولیاء میری قباء کے نیچے ہیں' میرے علاوہ کوئی دوسرا انہیں نہیں پہچانتا۔ آدمی بسا اوقات اپنے دوست احباب کے ساتھ بدکلامی کرتا ہے اور ان میں کوئی مخفی ولی ہوتا ہے' لہٰذا اللہ کے ولی کو تکلیف پہنچانے کے گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی بناء پر حضرت معاذ رضی اللہ رونے لگے کہ اس دوسری بات سے بچنا بھی انتہائی مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ بہ طفیلِ محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں اپنے اولیاء کرام کے ساتھ عداوت کرنے اور ریاکاری کے گناہ سے محفوظ رکھے اور ہمیں اپنے مقبول بندوں کی محبت نصیب فرمائے اور آخرت میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

٨١٧٣ - وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّهٗ بَكٰى فَقِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَذَكَرْتُهٗ فَاَبْكَانِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِي الشِّرْكَ وَالشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُشْرِكُ اُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ قَالَ نَعَمْ اَمَا اَنَّهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ شَمْسًا وَّلَا قَمَرًا وَّلَا حَجَرًا وَّلَا وَثَنًا وَّلٰكِنْ يُرَاءُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ وَالشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ اَنْ يُّصْبِحَ اَحَدُهُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضُ لَهٗ شَهْوَةٌ مِّنْ شَهَوَاتِهٖ فَيَتْرُكُ صَوْمَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ سے روایت ہے کہ وہ رو پڑے تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک بات فرماتے ہوئے سنا' مجھے وہ بات یاد آ گئی ہے' اس نے مجھے رُلا دیا ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت پر شرک اور خفیہ شہوت کا خوف ہے۔ حضرت شداد رضی اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی؟ آپ نے فرمایا: ہاں! لیکن وہ سورج کی پوجا نہیں کرے گی' نہ چاند' پتھر اور بت کی' بلکہ وہ اپنے اعمال میں ریاکاری کریں گے اور خفیہ شہوت یہ ہے کہ ان میں سے ایک شخص صبح روزہ کی حالت میں کرے گا اور اسے کوئی شہوت لاحق ہوگی تو وہ اپنا روزہ چھوڑ دے گا۔ (مسند احمد' بیہقی' شعب الایمان)

٨١٧٤ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَكَّرُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِيْ مِنَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ فَقُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشِّرْكُ الْخَفِيُّ اَنْ يَقُوْمَ الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ فَيَزِيْدُ صَلَاتَهٗ لِمَا يَرٰى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' ہم مسیح دجال کا تذکرہ کر رہے تھے' آپ نے فرمایا: کیا تمہیں اس چیز کے متعلق نہ بتاؤں جو میرے نزدیک تمہارے لیے مسیح دجال سے بھی زیادہ خوف ناک ہے' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا: شرک خفی' اور وہ یہ ہے کہ آدمی نماز کے لیے کھڑا ہو اور دوسرے شخص کو اپنی طرف دیکھتا ہوا پائے تو نماز لمبی کر دے۔ (ابن ماجہ)

٨١٧٥ - وَعَنْ مَّحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلّٰى

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَزَادَ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ یَقُوْلُ اللّٰہُ لَہُمْ یَوْمَ یُجَازِیَ الْعِبَادَ بِاَعْمَالِہِمْ اِذْھَبُوْا اِلَی الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تُرَاءُ وْنَ فِی الدُّنْیَا فَانْظُرُوْا ھَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَھُمْ جَزَاءً اَوْ خَیْرًا.

میں جس چیز کا تم پر خوف کرتا ہوں' ان میں سب سے خوف ناک شرکِ اصغر ہے' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ریاکاری۔ (مسند احمد' بیہقی نے شعب الایمان میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ جس دن بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دی جائے گی' اس دن اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا کہ ان لوگوں کی طرف چلے جاؤ' جن کے سامنے تم دنیا میں ریاکاری کرتے تھے اور دیکھو کیا ان کے پاس کوئی جزا یا بھلائی موجود ہے)

٨١٧٦ - وَعَنْ اَبِیْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ فُضَالَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَمَعَ اللّٰہُ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ نَادٰی مُنَادٍ مَّنْ کَانَ اَشْرَکَ فِیْ عَمَلٍ عَمِلَہٗ لِلّٰہِ اَحَدًا فَلْیَطْلُبْ ثَوَابَہٗ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ رَوَاہُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوسعد بن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا' جس میں کوئی شک نہیں ہے تو ندا دینے والا ندا دے گا کہ جس شخص نے اللہ کے لیے کیے ہوئے اپنے عمل میں کسی کو شریک کیا ہے تو وہ اپنا ثواب بھی اللہ تعالیٰ کے غیر سے طلب کرے' کیونکہ اللہ تعالیٰ شرکاء کے شرک سے بے پرواہ ہے۔ (مسند احمد)

٨١٧٧ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْہِ مَعِیْ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ ھُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں شریکوں کے شرک سے بے پرواہ ہوں' جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی کو شریک کیا تو میں اسے اس کے شرک کے ساتھ چھوڑ دیتا ہوں' اور مسلم کی روایت میں ہے کہ میں اس سے بری ہوں' وہ عمل اسی کے لیے ہے' جس کے لیے اس نے یہ عمل کیا ہے۔ (مسلم)

ف: امام حجۃ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ریاء کے چار درجات ہیں:

(۱) آدمی کا مقصود ثواب بالکل نہ ہو مثلاً وہ آدمی لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہو اور تنہائی میں نماز نہ پڑھتا ہو بلکہ بسا اوقات لوگوں کے سامنے بغیر وضو کے ہی نماز پڑھ لیتا ہو' ایسے آدمی کا مقصد محض ریاکاری ہوتا ہے اور یہ ریاء کی بدترین قسم ہے اور ایسا شخص عند اللہ مغضوب ہے۔

(۲) اس کا مقصد ثواب بھی ہو لیکن ثواب کا ارادہ کمزور ہو کہ اگر وہ اکیلا ہوتا تو اس نیک کام کو نہ کرتا اور ثواب کا قصد اسے عمل پر برانگیختہ نہ کرتا اور اگر اس عمل میں ثواب نہ بھی ہوتا' تب بھی ریاکاری کے قصد سے وہ کام ضرور کرتا۔ اس طرح کی صورت میں ثواب کا قصد بھی ریاکاری کے گناہ کو ختم نہیں کرتا۔

(۳) ثواب اور ریاکاری دونوں ارادے برابر ہوں کہ اگر صرف ثواب یا صرف ریاکاری مقصود ہوتی تو وہ یہ کام سرانجام نہ دیتا' اور جب دونوں ارادے اکٹھے پائے گئے تو اس کام کی زیادہ رغبت پیدا ہوگئی۔ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا آدمی بھی بالکل محفوظ نہیں ہوتا۔

(۴) آدمی کا مقصود دکھلاوا نہ ہو' لیکن لوگوں کو اطلاع ہونے پر اسے خوشی ہو اور اگر لوگوں کو اطلاع نہ ہوتی پھر بھی وہ عبادت ترک نہ کرتا'

اور اگر اکیلا دکھلاوا مقصود ہوتا تو وہ آدمی یہ کام نہ کرتا' علم تو اللہ ہی کے پاس ہے' البتہ ہمارا گمان یہ ہے کہ ایسے آدمی کا اصل ثواب ضائع نہیں ہوگا لیکن اس میں کمی واقع ہو جائے گی یا جس قدر ریاکاری کا قصد ہوگا' اتنی سزا ہوگی اور جس قدر ثواب کا قصد ہوگا' اتنا ثواب ملے گا۔ (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۴ ص ۱۹۴)

٨١٧٨ ـ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ریاکاری کے لیے نماز پڑھی' اس نے شرک کیا اور جس نے ریاکاری کے لیے روزہ رکھا' اس نے شرک کیا ہے' اور جس نے ریاکاری کے لیے صدقہ کیا' اس نے شرک کیا۔ (مسند احمد)

٨١٧٩ ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰى فِي الْعَلَانِيَةِ فَاَحْسَنَ وَصَلّٰى فِي السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذَا عَبْدِيْ حَقًّا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندے نے جب ظاہر میں نماز ادا کی تو اچھے طریقہ سے ادا کی اور جب پوشیدگی میں نماز ادا کی تو اچھے طریقہ سے ادا کی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا بندۂ صادق ہے۔ (ابن ماجہ)

٨١٨٠ ـ وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَائِيْ يُرَائِي اللّٰهُ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی تشہیر چاہی' اللہ تعالیٰ اس (کے عیوب) کی تشہیر فرما دے گا اور جس نے دکھلاوے کے لیے عمل کیا' اللہ تعالیٰ اس (کے اعمالِ بد) کو ظاہر فرما دے گا۔ (بخاری و مسلم)

٨١٨١ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ اَسَامِعَ خَلْقِهٖ وَحَقَّرَهٗ وَصَغَّرَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے لوگوں کے سامنے اپنے عمل کے ذریعے خود کو مشہور کروانا چاہا' اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے کانوں پر اس (کے عیوب) کی تشہیر فرما دے گا اور اسے حقیر و ذلیل فرما دے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨١٨٢ ـ وَعَنْ اَبِيْ تَمِيْمَةَ قَالَ شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَاَصْحَابَهٗ وَجُنْدُبٌ يُوْصِيْهِمْ فَقَالُوْا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُهٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَاْكُلَ اِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ

حضرت ابو تمیمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس گیا اور حضرت جندب رضی اللہ عنہ انہیں وصیت فرما رہے تھے' انہوں نے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اپنی تشہیر چاہے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس (کی برائیوں) کی تشہیر فرما دے گا اور جس نے (لوگوں کو) مشقت میں ڈالا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے مشقت میں ڈال دے گا' لوگوں نے کہا: آپ ہمیں وصیت فرمایئے' آپ نے فرمایا: انسان کی جو چیز سب سے پہلے خراب ہوتی ہے' وہ اس کا پیٹ

وَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَحُولَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ مِلْأُ كَفٍّ مِّنْ دَمٍ اَهْرَاقَهٗ فَلْيَفْعَلْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ہے' جس شخص کے لیے صرف پاکیزہ وحلال کھانا ممکن ہے تو وہ ایسا کرے اور جس شخص سے ہوسکتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان ہتھیلی کے برابر بھی بہایا ہوا خون حائل نہ ہو تو وہ شخص ایسا کرے۔ (بخاری)

٨١٨٣ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الْاٰخِرَةِ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الدُّنْيَا جَعَلَ اللّٰهُ الْفَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَشَتَّتَ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَلَا يَاْتِيْهِ مِنْهَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ اَبَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی نیت آخرت کی طلب ہوئی' اللہ تعالیٰ اس کے دل میں بے نیازی پیدا فرما دے گا اور اس کے بکھرے ہوئے اُمور جمع فرما دے گا' اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی اور جس کی نیت دنیا کی طلب ہوئی' اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے درمیان محتاجی ثابت فرما دے گا اور اس کے معاملات اس پر منتشر فرما دے گا اور اس کے پاس وہی چیز آئے گی' جو اس کے لیے لکھ دی گئی ہے۔ (ترمذی' احمد ودارمی نے اسے ابان عن زید بن ثابت کی روایت سے ذکر کیا ہے)

٨١٨٤ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَقْوَامٌ اِخْوَانُ الْعَلَانِيَةِ اَعْدَاءُ السَّرِيْرَةِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَالَ ذٰلِكَ بِرَغْبَةِ بَعْضِهِمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّرَهْبَةِ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو ظاہر میں دوست اور پوشیدگی میں دشمن ہوں گے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا: یہ اس وجہ سے ہوگا کہ ان میں سے بعض' بعض کے ساتھ رغبت رکھیں گے اور بعض' بعض سے ڈریں گے۔ (مسند احمد)

٨١٨٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَّخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّاْنِ مِنَ اللِّيْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِءُوْنَ فَبِيْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰى اُولٰٓئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ فِيْهِمْ حَيْرَانًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو دنیا کو اپنے دین کے ذریعے دھوکہ دیں گے' وہ لوگوں کے سامنے تواضع کے اظہار کے لیے بھیڑوں کا لباس پہنیں گے' ان کی زبانیں شکر سے میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں جیسے ہوں گے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آیا وہ میرے مہلت دینے کی وجہ سے دھوکے میں ہیں یا مجھ پر جرأت کر رہے ہیں' مجھے اپنی قسم! میں ضرور بالضرور ان لوگوں پر انہی میں سے ایک ایسا فتنہ مسلط کر دوں گا' جو ان کے عقل مند اور دانا شخص کو حیران کر دے گا۔ (ترمذی)

٨١٨٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ لَقَدْ خَلَقْتُ خَلْقًا اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ اَمَرُّ مِنَ الصَّبِرِ فَبِيْ حَلَفْتُ لَاُتِيْحَنَّهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ فِيْهِمْ حَيْرَانًا فَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِءُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تحقیق میں نے ایسی مخلوق پیدا فرمائی ہے' جس کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہیں اور جن کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں' مجھے اپنی ذات کی قسم! میں ضرور بالضرور ان کی طرف ایسا فتنہ بھیجوں گا جو ان کے عقل مند و دانا شخص کو حیران کر کے چھوڑے گا' وہ میری وجہ سے دھوکہ میں مبتلا ہیں یا مجھ پر جرأت کر رہے ہیں۔ (ترمذی)

٨١٨٧ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف نظر فرماتا ہے۔ (مسلم)

٨١٨٨ - وَعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ حَبِيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّیْ لَسْتُ كُلَّ كَلَامِ الْحَكِيْمِ اَتَقَبَّلُ وَلٰكِنِّیْ اَتَقَبَّلُ هَمَّهٗ وَهَوَاهُ فَاِنْ كَانَ هَمُّهٗ وَهَوَاهُ فِیْ طَاعَتِیْ جَعَلْتُ صَمْتَهٗ حَمْدًا لِّیْ وَوَقَارًا اِنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

حضرت مہاجر بن حبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں حکمت والے کا ہر کلام قبول نہیں فرماتا بلکہ میں اس کے ارادے اور خواہش کو قبول کرتا ہوں' اگر اس کا ارادہ اور خواہش میری فرماں برداری میں ہو تو میں اس کی خاموشی کو اپنی حمد اور وقار بنا دیتا ہوں' اگر چہ وہ کلام نہ کرے۔ (دارمی)

٨١٨٩ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ كُلَّ مُنَافِقٍ يَّتَكَلَّمُ بِالْحِكْمَةِ وَيَعْمَلُ بِالْجَوْرِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس امت پر ہر اس منافق کا خوف ہے' جو کلام تو حکمت والا کرے گا لیکن کام ظلم والے کرے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨١٩٠ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَیْءٍ شِرَّةً وَّلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً فَاِنَّ صَاحِبَهَا سَدَّدَ وَقَارَبَ فَارْجُوْهُ وَاِنْ اُشِيْرَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فَلَا تَعُدُّوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کے لیے ایک رغبت ونشاط ہے اور ہر رغبت ونشاط کے لیے ایک کمزوری ہے' اگر اس کام کا کرنے والا استقامت اختیار کرے اور (میانہ روی کے) قریب رہے تو اس کے کامیاب ہونے کی اُمید کرو اور اگر اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے تو اس کا اعتبار نہ کرو۔ (ترمذی)

٨١٩١ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يُّشَارَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فِیْ دِيْنٍ اَوْ دُنْيَا اِلَّا مَنْ عَصِمَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے شر کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کی طرف دین یا دنیا میں انگلیوں سے اشارہ کیا جائے' مگر جس شخص کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے (اس کے لیے یہ حکم نہیں ہے)۔ (بیہقی' شعب الایمان)

وہ لوگ جن کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے؟

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ لوگ آپ کی طرف انگلیوں سے اشارہ کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ نہیں تھی بلکہ آپ کی مراد وہ شخص ہے جو دین میں بدعت کا ارتکاب کرنے والا ہو اور دنیا میں فسق وفجور کا مرتکب ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اشارہ بدعت اور عجیب وغریب بات کی وجہ سے کیا جاتا ہے' البتہ بعض اوقات عبادت وغیرہ میں حد سے زیادتی کی بناء پر بھی اشارہ کیا جاتا ہے اور اس وجہ سے وہ شخص ریاکاری میں مبتلا ہو جاتا ہے' اور اس کے دل میں طمع پیدا ہو جاتی ہے کہ لوگوں کے ہاں اس کی قدر ومنزلت ہو اور کبھی اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی حفاظت فرما لیتا ہے اور وہ اللہ کے ماسوا کی طرف نظر نہیں اٹھاتا اور غیر کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا اور وہ اس حقیقت کو پہچان لیتا ہے کہ اللہ کا غیر شر دور کرنے یا نفع پہنچانے پر قادر نہیں' اور اس کو مخلوق کی تعریف یا مذمت کی کوئی

پرواہ نہیں رہتی' یہ بہت بڑا مقام ہے اور بڑے بڑے لوگوں کے قدم یہاں پھسل جاتے ہیں' جس طرح فرمایا گیا ہے: تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوگا جب تک مخلوق اس کی نگاہ میں مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے اس بات کو بڑی خوب صورت عبارت میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مقام و مرتبہ کی محبت نفس کا ایک خطرناک جال ہے' جس میں اکثر علماء' عابدین اور منازلِ سلوک طے کرنے والے لوگ پھنس جاتے ہیں' کہ وہ اپنے نفس پر قابو پاتے ہیں' شہوات کو ترک کرتے ہیں اور مشتبہ چیزوں سے بچتے ہیں اور طرح طرح کی عبادات کی مشقتیں برداشت کرتے ہیں' اور ان کے دلوں میں گناہوں کی طمع نہیں رہتی' لیکن پھر' نہیں اپنے علم و عمل اور تقویٰ کے اظہار میں سکون محسوس ہونے لگتا ہے' اور مخلوق کے نزدیک مقبولیت میں لذت ملنے لگتی ہے' اور وہ اللہ کی اطلاع پر قناعت نہیں کرتے اور وہ لوگوں کی تعریف پر خوش ہوتے ہیں' اللہ کی تعریف پر قناعت نہیں کرتے' انہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ لوگ ان کی تعریف کریں' محافل میں انہیں آگے جگہ دیں' ان کی خدمت اور تعظیم و توقیر کریں' اس کام میں انہیں سب سے زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے' وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہماری زندگی اللہ کی محبت اور عبادت میں گزر رہی ہے جب کہ حقیقت حال یہ ہوتی ہے کہ ان کی زندگی پر ان کی پوشیدہ خواہشات کا قبضہ ہوتا ہے۔ اللہ کے ہاں ان کا نام منافقین میں لکھ دیا جاتا ہے اور وہ خود کو مقربین کی فہرست میں شمار کرتے ہیں اور اس سے صرف مخلص صدیقین ہی محفوظ رہتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۰۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨١٩٢ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ الرَّجُلَ یَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَیْرِ وَیَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَّیُحِبُّهُ النَّاسُ عَلَیْهِ قَالَ تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَی الْمُؤْمِنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو نیکی کا کام کرتا ہے اور لوگ اس عمل پر اس کی تعریف کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اس عمل کی بناء پر لوگ اس سے محبت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: یہ تو مؤمن کے لیے فوری بشارت ہے۔ (مسلم)

٨١٩٣ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَیْنَا اَنَا فِیْ بَیْتِیْ فِیْ مُصَلَّایَ اِذْ دَخَلَ عَلَیَّ رَجُلٌ فَاَعْجَبَنِی الْحَالُ الَّتِیْ رَاٰنِیْ عَلَیْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَكَ اللّٰهُ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ لَكَ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِیَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں گھر میں اپنی جائے نماز پر تھا کہ اچانک ایک شخص میرے پاس آ گیا' مجھے اپنی وہ حالت اچھی لگی' جس حالت میں اس شخص نے مجھے دیکھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ! اللہ تم پر رحم فرمائے! تمہارے لیے دو اجر ہیں' ایک پوشیدہ عمل کا اجر' ایک علانیہ عمل کا اجر۔ (ترمذی)

٨١٩٤ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا عَمِلَ عَمَلًا فِیْ صَخْرَةٍ لَا بَابَ لَهَا وَلَا كُوَّةَ خَرَجَ عَمَلُهُ اِلَی النَّاسِ كَائِنًا مَّا كَانَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی شخص نے ایسی چٹان میں کوئی عمل کیا جس کا نہ کوئی دروازہ ہے' نہ کوئی سوراخ' تو اس کا جو عمل بھی ہوا' وہ لوگوں تک پہنچ جائے گا۔

(بیہقی' شعب الایمان)

٨١٩٥ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی کوئی اچھی یا بُری خصلت ہو' اللہ تعالیٰ اس کی علامت کو ظاہر

لَہٗ سَرِیْرَۃٌ صَالِحَۃٌ اَوْ سَیِّئَۃٌ اَظْھَرَ اللّٰہُ مِنْھَا رِدَاءً یُّعْرَفُ بِہٖ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

فرمادیتا ہے جس سے وہ پہچانا جاتا ہے۔(بیہقی، شعب الایمان)

بَابُ الْبُکَاءِ وَالْخَوْفِ

رونے اور خوف کا بیان

"بکاء" اور خوف کی تحقیق

"بکاء" انسان پر طاری ہونے والی ایک حالت کا نام ہے اور "بکاء" کا معنی ہے: رونا اور "بکی" کا معنی ہے: آنکھوں کا آنسو بہانا اور "تباکی" کا معنی ہے: بہ تکلف رونا اور کسی ایسی چیز کو یاد کرنا جس سے رونا آئے۔ خوف کا معنی ڈرنا ہے اخافت اور تخویف کا معنی ہے: ڈرانا اور خوف انسان پر طاری ہونے والی ایک حالت کا نام ہے۔ اس جگہ عذاب آخرت اور اللہ تعالیٰ کی سزا سے ڈرنا اور رونا مراد ہے۔(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۵۲، مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۸۱۹۶ - عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَّلَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور کم ہنستے۔(بخاری)

حدیث مذکور کا سبب

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکل کر مسجد کی طرف تشریف لائے آپ نے لوگوں کو باتیں کرتے اور ہنستے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اور اس کے بعد یہ حدیث پاک ذکر کی۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے جان لیا کہ موت اس کے وارد ہونے کی جگہ ہے اور قیامت وعدے کا وقت ہے اور اس نے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو اس آدمی کا حق ہے کہ وہ دنیا میں غمگین رہے۔ علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں فنِ بدیع کی صنعت ہے کہ "ضحک" (ہنسی) کو "بکاء" (رونے) کے مقابلہ میں اور قلت (کمی) کو کثرت (زیادتی) کے مقابلہ میں ذکر کیا اور ان کے درمیان مطابقت ہے۔(فتح الباری ج ۱۱ ص ۲۶۸، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے کلام میں اس طرح کی صنعتوں کا استعمال کثرت سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

کثرت بعد قلت پہ اکثر درود — عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

۸۱۹۷ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحَقَّ لَھَا اَنْ تَئِطَّ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا فِیْھَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَکٌ وَّاضِعٌ جَبْھَتَہٗ سَاجِدًا لِّلّٰہِ وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے' آسمان چرچراتا ہے اور اس کا حق ہے کہ چرچرائے اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! آسمان میں چار انگلیوں کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں' جہاں فرشتہ پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو' اور اللہ کی قسم! اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ اور تم بستروں پر بیویوں سے لذت حاصل نہ کرتے اور تم اللہ کی

الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَبُوْذَرٍّ يَالَيْتَنِىْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

بارگاہ میں گڑگڑاتے ہوئے صحراؤں کی طرف نکل جاتے' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کاش! میں درخت ہوتا' جسے کاٹ دیا جاتا۔

(مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

۵۱۹۸ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةٍ فَرَاَى النَّاسَ كَاَنَّهُمْ يَكْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا اَنَّكُمْ لَوْ اَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا اَرَى الْمَوْتَ فَاَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَاِنَّهُ لَمْ يَاْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ اِلَّا تَكَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَاَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَاَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَيْتُ الدُّوْدِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَحَبُّ مَنْ يَّمْشِىْ عَلٰى ظَهْرِىْ اِلَىَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَىَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِىْ بِكَ قَالَ فَيَتَّسِعُ لَهُ مَدَّ بَصَرِهٖ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَّلَا اَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَبْغَضُ مَنْ يَّمْشِىْ عَلٰى ظَهْرِىْ اِلَىَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَىَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِىْ بِكَ قَالَ فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصَابِعِهٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِىْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَيُقَيَّضُ لَهُ سَبْعُوْنَ تِنِّيْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِّنْهَا نُفِخَ فِى الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَسْنَهُ وَيَخْدِشْنَهُ حَتّٰى يُفْضٰى بِهٖ اِلَى الْحِسَابِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے باہر تشریف لائے اور آپ نے لوگوں کو ہنستے ہوئے ملاحظہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: اگر تم لذات کو ختم کر دینے والی موت کو کثرت سے یاد کرو تو یہ تمہیں اس حالت سے روک دے گی جس حالت میں' میں تمہیں دیکھ رہا ہوں' لہٰذا تم لذات کو ختم کر دینے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو' کیونکہ قبر ہر روز کلام کرتی ہے اور کہتی ہے: میں مسافرت کا گھر ہوں' میں تنہائی کا گھر ہوں' میں مٹی کا گھر ہوں' میں کیڑوں کا گھر ہوں' اور جب بندۂ مؤمن کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے: مرحبا! خوش آمدید! اپنی پشت پر چلنے والوں میں سے تو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا اور آج مجھے تجھ پر قدرت دی گئی ہے اور تو میرے پاس لوٹ کر آیا ہے' پس تو اپنے ساتھ میرا معاملہ دیکھ لے گا' فرمایا کہ اس کے لیے قبر تاحد نگاہ فراخ ہو جاتی ہے اور اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب فاسق یا کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے: نہ تجھے مرحبا! نہ خوش آمدید! اپنی پشت پر چلنے والوں میں سے تو مجھے سب سے زیادہ ناپسندیدہ تھا اور آج مجھے تجھ پر قدرت دی گئی ہے تو اپنے ساتھ میرا سلوک دیکھ لے گا' فرمایا کہ پھر قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے' یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر اُدھر ہو جاتی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مبارک انگلیاں ایک دوسری میں داخل فرما کر اشارہ فرمایا اور فرمایا: اس پر ستر اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں' اگر ان میں سے کوئی ایک زمین میں پھونک مار دے تو زمین رہتی دنیا تک کوئی چیز نہ اُگائے اور وہ اژدھا اسے کاٹتا ہے اور اس کی کھال نوچتا ہے' یہاں تک کہ اسے حساب تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قبر تو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (ترمذی)

کافر سے بھی حساب ہوگا

اس حدیث میں ہے: یہاں تک کہ کافر کو حساب تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ کافر سے بھی حساب ہوگا جب کہ

بعض کا نظریہ یہ ہے کہ کافر کو بلاحساب جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ کافر کو حساب تک پہنچا دیا جائے گا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کافر سے حساب لیا جائے گا' جب کہ بعض حضرات کا نظریہ ہے کہ کافر بلاحساب جہنم میں داخل کیا جائے گا' البتہ ان حضرات کی طرف سے یہ تاویل کی جاسکتی ہے کہ یہاں حساب سے جزاء مراد ہے' لیکن آیہ مبارکہ ''وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ'' (الاعراف:۹) اس بات میں صریح ہے کہ کفار سے حساب لیا جائے گا' ہاں! یہ ہوسکتا ہے کہ بعض انتہائی سرکش و نافرمان بغیر حساب و کتاب جہنم میں داخل ہو جائیں' جس طرح صبر و توکل میں مبالغہ کرنے والے بعض مؤمنین بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۱۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۱۹۹ - وَعَنْ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللّٰهَ اذْكُرُوا اللّٰهَ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کا دو تہائی حصہ گزر جانے پر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے: اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو! اللہ کا ذکر کرو! تھرتھرانے والی آ گئی ہے! اس کے بعد پیچھے آنے والی آئے گی' موت اپنے تمام احوال کے ساتھ آ گئی ہے' موت اپنے تمام احوال کے ساتھ آ گئی ہے۔ (ترمذی)

۸۲۰۰ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ جَلَّ ذِكْرُهٗ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِيْ يَوْمًا اَوْ خَافَنِيْ فِيْ مَقَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرمائے گا: جس شخص نے مجھے ایک دن یاد کیا یا کسی مقام پر میرا خوف کیا' اس کو آگ سے نکال لو۔ (ترمذی' بیہقی نے اسے کتاب البعث والنشور میں ذکر کیا ہے)

۸۲۰۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے آگ کی مثل کوئی چیز نہیں دیکھی' جس سے بھاگنے والا شخص (غفلت کی) نیند میں سویا ہوا ہو' اور نہ ہی جنت کی مثل کوئی چیز دیکھی ہے' جس کا طالب (غفلت کی) نیند میں سویا ہوا ہو۔ (ترمذی)

۸۲۰۲ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص (دشمن کی غارت گری سے) ڈرے' وہ منہ اندھیرے ہی چل پڑتا ہے اور جو کوئی منہ اندھیرے ہی چل پڑے' وہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے' سن لو! اللہ تعالیٰ کا سودا بیش قیمت ہے' سن لو! اللہ تعالیٰ کا سودا جنت ہے۔ (ترمذی)

۸۲۰۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ. (المومنون:۶۰) اَهُمُ الَّذِيْنَ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُوْنَ قَالَ لَا يَا ابْنَتَ الصِّدِّيْقِ وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِيْنَ يَصُوْمُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَهُمْ يَخَافُوْنَ اَنْ لَّا يُقْبَلَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا: اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں' (المومنون:۶۰) کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں! اے صدیق کی بیٹی! بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں اور وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کے یہ اعمال رد نہ کر دیے جائیں' یہی لوگ ہیں جو نیکیوں میں

مِنْهُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

جلدی کرتے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

٨٢٠٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِيْ رَبِّيْ بِتِسْعٍ خَشْيَةِ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا وَالْقَصْدِ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى وَاَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِيْ وَاُعْطِيَ مَنْ حَرَمَنِيْ وَاَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِيْ وَاَنْ يَكُوْنَ صَمْتِيْ فِكْرًا وَنُطْقِيْ ذِكْرًا وَنَظَرِيْ عِبْرَةً وَاٰمُرَ بِالْعُرْفِ وَقِيْلَ بِالْمَعْرُوْفِ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے' ظاہر اور پوشیدگی میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا' ناراضگی اور خوشی میں انصاف کی بات کرنا' فقیری اور مال داری میں میانہ روی اختیار کرنا' اور میں اس سے تعلق قائم کروں جو مجھ سے تعلق قطع کرے' اور میں اسے عطا کروں جو مجھے محروم کرے اور میری خاموشی فکر ہو' اور میرا بولنا (اللہ کا) ذکر ہو' اور میرا دیکھنا عبرت کے طور پر ہو' اور میں اچھی بات کا حکم دوں' اور ایک روایت میں ''عرف'' کی بجائے ''معروف'' کا لفظ ہے۔ (رزین)

٨٢٠٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ رَاْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئًا مِنْ حَرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندۂ مؤمن کی آنکھوں سے خوفِ الٰہی کی وجہ سے آنسو نکل پڑیں اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہی ہوں' پھر وہ آنسو اس کے چہرے کے ظاہری حصے پر لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس بندے پر جہنم کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

٨٢٠٦ - وَعَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَيَّبَتْنِيْ سُوْرَةُ هُوْدٍ وَاَخَوَاتُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بوڑھے ہو گئے ہیں' آپ نے فرمایا: مجھے سورۂ ھود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (ترمذی)

٨٢٠٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بوڑھے ہو گئے ہیں' آپ نے فرمایا: مجھے سورۂ ھود' الواقعہ' المرسلات' ''عم یتساء لون'' اور ''اذا الشمس کورت'' نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (ترمذی)

٨٢٠٨ - وَعَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِيْ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِيْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ الشَّيْخُ التُّوْرْبُشْتِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَا يَجُوْزُ حَمْلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَمَا وَرَدَ فِيْ مَعْنَاهُ عَلٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مُتَرَدِّدًا فِيْ عَاقِبَةِ اَمْرِهٖ

حضرت ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں ازخود نہیں جانتا' اللہ کی قسم! میں ازخود نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ (بخاری) شیخ تورپشتی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث پاک اور اس کے ہم معنی احادیث کو اس معنی پر محمول کرنا جائز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے انجام کے بارے میں متردد تھے اور اللہ کے ہاں آپ کے لیے جو حسن و ثواب اور مقام و منزلت ہے' اس کا آپ کو یقین نہیں تھا کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے

غَیْرَ مُتَیَقِّنٍ بِمَآلِہٖ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الْحُسْنٰی لِمَا وَرَدَ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الصِّحَاحِ الَّتِیْ یَنْقَطِعُ الْعُذْرُ دُوْنَھَا بِخِلَافِ ذٰلِکَ وَاَنّٰی یُحْمَلُ عَلٰی ذٰلِکَ وَھُوَ الْمُخْبِرُ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَنَّہٗ یُبَلِّغُہُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَاَنَّہٗ اَکْرَمُ الْخَلَائِقِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَنَّہٗ اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ اِنْتَھٰی وَقَالَ الطِّیْبِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ فِیْہِ وُجُوْہٌ اَحَدُھَا اَنْ یَکُوْنَ ھٰذَا مَنْسُوْخًا بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی ﴿لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ (الفتح:٢) کَمَا ذَکَرَہُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ. (الاحقاف:٩)

اس مفہوم کے خلاف ایسی صحیح احادیث منقول ہیں' جو اپنے معنی میں قطعی ویقینی ہیں اور دوسرے معنی کا وہاں احتمال نہیں' جب کہ یہ حدیث پاک اس معنی میں قطعی نہیں اور اس مذکور حدیث پاک کو اس معنی پر کیسے محمول کیا جا سکتا ہے؟ حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا اور آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب مخلوق سے زیادہ عزت و شرافت والے ہیں اور آپ سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے ہیں اور آپ کی شفاعت سب سے پہلے قبول فرمائی جائے گی' ان کے علاوہ دیگر فضائل کی آپ کو خبر دی گئی ہے۔ اور طیبی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اس حدیث پاک میں چند وجوہ ہیں' ایک وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث پاک منسوخ ہے اور ناسخ یہ آیہ مبارکہ ہے: "لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر" تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لا ادری ما یفعل بی ولا بکم" "میں از خود نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا' کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے۔

"ما یفعل بی ولا بکم" کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ اور قرآن مجید میں ہے:

مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ. (الاحقاف:٩)

میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔

اس کے ظاہر مفہوم کو لیتے ہوئے اور مقامِ رسالت کی عظمت سے صرفِ نظر کرتے ہوئے بعض کوتاہ اندیشوں نے یہ نظریہ قائم کر لیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے انجام سے بے خبر ہیں' جب کہ آخرت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات کی عظمت و بلندی کا ثبوت قطعی ہے۔ اور اللہ کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتِ شان اور آپ کے حسنِ انجام میں شک کرنے والا مؤمن نہیں رہ سکتا۔ قرآن مجید میں ہے:

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۝ (بنی اسرائیل:٧٩)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۝

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی۝ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی۝ (الضحیٰ:٥)

اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے۝ اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۝

آخرت میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتِ شان کے بارے میں کثیر احادیث ہیں' جو اہلِ ایمان سے مخفی نہیں۔ ان آیات و احادیث کے پیشِ نظر یہ نظریہ بد کیسے اختیار کیا جا سکتا ہے کہ جن کے طفیل گناہ گاروں کو جنت ملے گی' وہ خود اپنے انجام سے بے خبر ہیں۔ دراصل یہاں "لا ادری" کے الفاظ ہیں' جو درایت سے ہیں اور لغت میں درایت کا معنی ہے: قیاس اور اندازے سے کسی چیز کو

جانتا۔ اب مفہوم واضح ہے کہ اللہ کے نبی محض قیاس اور اندازے سے اپنے انجام کے متعلق نہیں جانتے بلکہ آپ کو اللہ کی جانب سے اپنے انجام کے بارے قطعی ویقینی علم ہے۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ انجام مبہم ہے' کوئی نہیں جانتا کہ آخر کیا ہوگا اور کیا کیا جائے گا' لیکن انبیاء و رسل عظام خصوصاً سیّدالمرسلین ﷺ کے حق میں یہ بات نہیں کہی جاسکتی۔ دلائل قطعیہ و یقینیہ ان کے حسنِ انجام پر قطعی و یقینی دلالت کرتے ہیں۔ یہ فرمان حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر فرمایا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکابر مہاجرین سے تھے اور ہجرتِ مدینہ کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے ان کا وصال ہوا' نبی کریم ﷺ نے ان کی وفات کے بعد ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور آنسو بہائے اور جنت البقیع میں اپنے سامنے دفن فرمایا اور بہت سی عنایات سے سرفراز فرمایا۔ ایک عورت وہاں حاضر تھی' اس نے کہا: اے ابن مظعون! تمہیں جنت مبارک ہو کہ تمہارا انجام بہ خیر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے اس عورت کو بطور توبیخ یہ بات فرمائی اور درحقیقت اس فرمان سے مقصود بارگاہِ رسالت میں بے ادبی اور غیب پر یقینی حکم لگانے سے مبالغہ کے طور پر منع کرنا ہے۔ کلام کا حقیقی معنی مراد نہیں' یا تفصیلی علم مراد ہے کیونکہ دنیا و آخرت میں غیب کا تفصیلی علم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے' اگرچہ اجمالاً معلوم ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا انجام بہ خیر ہوگا' الخ۔ حق یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ''لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ'' (الفتح:۲) کے نزول سے پہلے کا ہے اور اس آیت کے نزول کے بعد یقین ہوگیا کہ انجام بہ خیر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۵۴' مطبوعہ تیج کمار' لکھنو)

۸۲۰۹ - وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِیْ مَا قَالَ اَبِیْ لِاَبِیْكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّ اَبِیْ قَالَ لِاَبِیْكَ یَا اَبَا مُوْسٰی هَلْ یَسُرُّكَ اَنَّ اِسْلَامَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتَنَا مَعَهٗ وَجِهَادَنَا مَعَهٗ وَعَمَلَنَا كُلَّهٗ مَعَهٗ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَا بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كِفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقَالَ اَبُوْكَ لِاَبِیْ لَا وَاللّٰهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّیْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَیْرًا كَثِیْرًا وَاَسْلَمَ عَلٰی اَیْدِیْنَا بَشَرٌ كَثِیْرٌ وَاِنَّا لَنَرْجُوْا ذٰلِكَ قَالَ اَبِیْ وَلٰكِنِّیْ اَنَا وَالَّذِیْ نَفْسُ عُمَرَ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ كُلَّ شَیْءٍ عَمِلْنَا بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كِفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَبَاكَ وَاللّٰهِ كَانَ خَیْرًا مِّنْ اَبِیْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوبردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا' انہوں نے فرمایا: میرے والد نے تمہارے والد سے کہا کہ اے ابوموسیٰ! کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ ہمارا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلام لانا اور آپ کے ساتھ ہجرت کرنا اور آپ کے ساتھ جہاد کرنا اور وہ تمام اعمال جو ہم نے آپ کے ساتھ کیے ہیں' وہ ہمارے لیے ثابت رہیں اور آپ کے بعد ہم نے جو اعمال کیے ہیں ان سے برابر برابر چھوٹ جائیں (کہ نہ ان کا ثواب ہو' نہ گناہ)' تو تمہارے والد نے میرے والد سے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد جہاد کیا' نمازیں پڑھیں' روزے رکھے' بہت سے نیک کام کیے اور ہمارے ہاتھوں پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور ہم ان اعمال کے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہیں' میرے والد ماجد نے کہا: لیکن مجھے تو اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں عمر کی جان ہے! میری تو خواہش ہے کہ وہ تمام اعمال ہمارے لیے ثابت و برقرار رہیں اور آپ کے بعد ہم نے جو اعمال کیے ہیں' ان سے ہم برابر برابر چھٹکارا حاصل کریں' تو میں نے عرض کیا: بے شک آپ کے والد گرامی میرے والد سے بہت زیادہ بہتر تھے۔ (بخاری)

۸۲۱۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم لوگ ایسے اعمال کرتے ہو' جو

اَعْمَالًا هِيَ اَدَقُّ فِيْ اَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ يَعْنِي الْمُهْلِكَاتِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تمہاری نگاہوں میں بال سے زیادہ باریک ہوتے ہیں جب کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ پاک میں انہیں ہلاک کرنے والے شمار کرتے تھے۔

(بخاری)

٨٢١١ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَائِشَةُ اِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! ان گناہوں سے بچو! جنہیں حقیر اور معمولی سمجھا جاتا ہے کیونکہ ان کا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطالبہ ہوگا۔ (ابن ماجہ دارمی بیہقی شعب الایمان)

٨٢١٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَاَيْتُ فِيْهَا امْرَاَةً مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تُعَذَّبُ فِيْ هِرَّةٍ لَّهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا وَرَاَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے جہنم کی آگ ظاہر کی گئی میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جسے اس کی ایک بلی کی بناء پر عذاب دیا جارہا تھا جسے اس نے باندھ دیا تھا نہ اسے کھلاتی تھی اور نہ اسے چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالے حتیٰ کہ وہ بھوک سے مرگئی اور میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ آگ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا جس نے سائبہ اونٹنیاں آزاد چھوڑ دینے کا طریقہ وضع کیا تھا۔ (مسلم)

٨٢١٣ - وَعَنْ اَبِيْ عَامِرٍ وَاَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ اِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَّهُمْ يَاْتِيْهِمْ رَجُلٌ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ اِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ اٰخَرِيْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْهِ الْحِرُّ بِالْحَاءِ وَالرَّاءِ الْمُهْمَلَتَيْنِ وَهُوَ الصَّوَابُ نَصَّ عَلَيْهِ الشَّيْخُ التُّوْرْبُشْتِيُّ وَصَاحِبُ الْمَفَاتِيْحِ كَذَا فِيْ سُنَنِ اَبِيْ دَاوُدَ وَفِيْهِ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ رَجُلٌ بِسَارِحَةٍ لَّهُمْ كَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ كِتَابِهٖ.

حضرت ابوعامر اور حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً میری امت میں ایسی اقوام ہوں گی جو زنا ریشمی کپڑوں شراب اور آلاتِ موسیقی کو حلال ٹھہرائیں گی اور ان میں سے کچھ لوگ پہاڑ کے دامن میں ٹھکانا بنائیں گے شام کے وقت ان کے مویشی (سیر شکم ہوکر) ان کے پاس واپس لوٹیں گے ان کے پاس ایک شخص کسی ضرورت کے لیے آئے گا اور وہ کہیں گے: کل ہمارے پاس لوٹ کر آنا تو رات کے وقت اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل فرمادے گا اور ان (میں سے بعض) پر پہاڑ گرا دے گا اور دوسروں کو قیامت کے دن تک بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ فرمادے گا۔ (بخاری) اس روایت میں لفظ "حر" حا اور راء کے ساتھ ہے اور یہی درست ہے۔ شیخ تورپشتی اور صاحب المفاتیح نے اس کی تصریح کی ہے اسی طرح سنن ابوداؤد میں ہے اور اس میں "یروح علیهم رجل بسارحة لهم" کے لفظ ہیں مسلم نے اپنی کتاب میں اس کو اسی طرح روایت کیا ہے۔

"اَلْخَزُّ" کپڑے کی ایک قسم ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین اسے پہنتے تھے اور یہ مباح تھی۔ مذکورہ مشکوٰۃ المصابیح میں "الخز" کے الفاظ کو ہی درست قرار دیا گیا ہے اور شارحین نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ بعد والے زمانے میں جو "خز" مشہور ہوا وہ خالص ریشم

ہے اور حرام ہے' لہٰذا یہ حدیث بطور معجزہ آپ ﷺ کی غیبی خبر ہے۔ لیکن زجاجۃ المصابیح میں "الحِر" کے الفاظ کو درست قرار دیا گیا ہے۔ شیخ تورپشتی' ابن عربی اور ابن بطال نے اسی کی تصحیح کی ہے' علامہ عینی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہی درست ہے۔

"الحِر" کا معنی ہے: فرج' اور کلمات حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ زنا کو حلال قرار دیں گے۔ اس معنی کے مطابق کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ

کیا اس امت میں بھی شکلیں تبدیل کرنے کا عذاب ہوگا؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں فتنوں کا نزول ہوگا اور صورتیں تبدیل کر دی جائیں گی' لہٰذا مؤمنین کو گناہوں سے بچنا چاہیے تاکہ وہ عذاب اور صورتوں کے مسخ سے محفوظ رہیں۔ علامہ خطابی نے کہا کہ اس حدیث میں بیان ہے کہ اس امت میں بھی مسخ (شکلوں کا بگڑ جانا) اور خسف (زمین میں دھنسایا جانا) واقع ہوگا' جس طرح باقی امتوں پر یہ عذاب آئے۔ جب کہ بعض کا گمان ہے کہ اس امت میں صرف دلوں کا مسخ ہوگا (حقیقی مسخ نہیں ہوگا)۔ میں کہتا ہوں کہ جن احادیث میں مسخ وغیرہ کی نفی ہے' وہ یا تو اس امت کے ابتدائی زمانے پر محمول ہے' لہٰذا وہ احادیث عام ہیں اور اس حدیث کی بناء پر آخری زمانے کی امت اس حکم سے مخصوص ہے' یا تمام امت کا مسخ مراد ہے اور اس حدیث میں بعض امت کا مسخ مراد ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۱۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۲۱۴ - وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں گھبراہٹ کے عالم میں تشریف لائے' آپ فرما رہے تھے: لا الٰہ الا اللہ! عرب کے لیے ہلاکت ہے' اس شر کی وجہ سے جو قریب آ چکا ہے' آپ نے اپنے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کا حلقہ بنا کر ارشاد فرمایا: آج یاجوج و ماجوج کی دیوار میں اس قدر سوراخ کر دیا گیا ہے' حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جب کہ ہم میں نیک لوگ موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جب فسق و فجور زیادہ ہو جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

۸۲۱۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو ان میں جو لوگ بھی موجود ہوتے ہیں' ان سب پر عذاب آتا ہے' پھر انہیں اپنے اپنے اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

۸۲۱۶ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَامَاتَ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شخص کو اسی حالت پر اٹھایا جائے گا' جس حالت پر وہ فوت ہوا۔ (مسلم)

بَابُ تَغَيُّرِ النَّاسِ
لوگوں میں تبدیلی کا بیان

لوگوں کی تبدیلی سے کیا مراد ہے؟

ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل جانا تغیر کہلاتا ہے' اور عنوان میں لوگوں کی تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے

زمانہ نبوت میں لوگ حق پر قائم تھے۔ احکامِ شرع کو بجالاتے تھے، حق کی اتباع کرتے تھے اور دنیا سے اعراض کرتے تھے اور دنیاوی مال واسباب پر فریفتہ نہیں ہوتے تھے۔ پسندیدہ صفات اور اخلاقِ عظیمہ کے حامل تھے لیکن آخری زمانے میں لوگوں کی حالت بدل جائے گی اور وہ ان صفات کی مخالف صفتوں کے حامل ہوں گے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۶۳ 'مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۸۲۱۷ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا النَّاسُ كَالْاِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کا حال تو ان سو اونٹوں کی طرح ہے، جن میں تمہیں سواری کے قابل ایک اونٹ بھی نہیں ملتا۔ (بخاری و مسلم)

مفہوم حدیث کی وضاحت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث پاک سے مراد یہ ہے کہ جس طرح سو اونٹوں میں کوئی ایک بھی جوان، مضبوط اور سواری کے لائق اونٹ نہیں ملتا، اسی طرح لوگوں کا حال ہے کہ سو انسانوں میں ایک شخص بھی دوستی اور محبت کے لائق نہیں ملتا، جو اپنے ساتھی کے ساتھ تعاون کرتا ہو، اور علامہ خطابی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ احکامِ دین میں سب لوگ برابر ہیں۔ ان میں کسی شرافت والے کو دوسرے پر فضیلت نہیں ہے، جس طرح وہ سو اونٹ جن میں کوئی بھی سواری کے قابل نہیں ہوتا، سب برابر ہوتے ہیں، لیکن پہلا معنی زیادہ واضح ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ پسندیدہ، قابلِ صحبت اور دوستی کے لائق حضرات کا وجود بہت کم ہے، جس طرح کثیر اونٹوں میں طاقت ور اور سواری کے لائق اونٹ کم ملتا ہے، کیونکہ عالم، عامل اور مخلص کا وجود کیمیاء کی طرح ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۲۰ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۲۱۸ - وَعَنْ مِرْدَاسٍ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَتَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک لوگ یکے بعد دیگرے چلے جائیں گے، بھوسہ باقی رہ جائے گا، جیسے جَو کا بھوسہ یا ردی کھجوریں، اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔ (بخاری)

۸۲۱۹ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْاَكَلَةُ اِلٰى قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَّمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَّلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَائِلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ لوگ تمہارے خلاف اس طرح متفق ہو جائیں گے جیسے کھانے والے پیالے پر اکٹھے ہو جاتے ہیں، کسی نے عرض کیا: اس دن ہماری کمی کی بناء پر ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: بلکہ اس روز تمہاری کثرت ہوگی، لیکن تم سیلاب کے خس و خاشاک کی طرح خس و خاشاک ہوگے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا۔ کہنے والے نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کمزوری (کا سبب) کیا ہوگا؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کو ناپسند سمجھنا۔ (بیہقی، دلائل النبوۃ)

۸۲۲۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِيْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جب بھی کسی قوم میں خیانت ظاہر ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں (دشمن

فَشَا الزِّنَا فِیْ قَوْمٍ اِلَّا کَثُرَ فِیْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَکَمَ قَوْمٌ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَا فِیْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَیْهِمُ الْعَدُوُّ رَوَاهُ مَالِكٌ.

کا) خوف پیدا کر دیتا ہے اور جب بھی کسی قوم میں زنا عام ہوتا ہے تو ان میں موت کی کثرت ہو جاتی ہے اور جب بھی کوئی قوم ماپ تول میں کمی کرتی ہے، اللہ ان کے رزق سے برکت اٹھا لیتا ہے اور جب بھی کوئی قوم ناحق فیصلے کرتی ہے تو ان میں خون ریزی عام ہو جاتی ہے اور جب بھی کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے تو ان پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (مالک)

٨٢٢١ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اُمَرَاؤُکُمْ خِیَارَکُمْ وَاَغْنِیَاؤُکُمْ سُمَحَاءَکُمْ وَاُمُوْرُکُمْ شُوْرٰی بَیْنَکُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَاِذَا کَانَ اُمَرَاؤُکُمْ شِرَارَکُمْ وَاَغْنِیَاؤُکُمْ بُخَلَاءَکُمْ وَاُمُوْرُکُمْ اِلٰی نِسَائِکُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ ظَهْرِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے حکمران تمہارے بہترین لوگ ہوں اور تمہارے مال دار تمہارے سخی لوگ ہوں اور تمہارے معاملات تمہارے باہمی مشوروں سے طے ہوں تو زمین کی پشت تمہارے لیے زمین کے پیٹ سے بہتر ہے (یعنی تمہارے لیے زندگی موت سے بہتر ہے) اور جب تمہارے حکمران تمہارے بدترین لوگ ہوں اور تمہارے مال دار تمہارے کنجوس لوگ ہوں اور تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے زمین کی پشت سے بہتر ہے (یعنی تمہارے لیے موت زندگی سے بہتر ہے)۔ (ترمذی)

٨٢٢٢ - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ الْقُرَظِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَنْ سَمِعَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَاطَّلَعَ عَلَیْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ مَا عَلَیْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ لَّهٗ مَرْقُوْعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَکٰی لِلَّذِیْ کَانَ فِیْهِ مِنَ النِّعْمَةِ وَالَّذِیْ هُوَ فِیْهِ الْیَوْمَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفَ بِکُمْ اِذَا غَدَا اَحَدُکُمْ فِیْ حُلَّةٍ وَّرَاحَ فِیْ حُلَّةٍ وَّوُضِعَتْ بَیْنَ یَدَیْهِ صَحْفَةٌ وَّرُفِعَتْ اُخْرٰی وَسَتَرْتُمْ بُیُوْتَکُمْ کَمَا تُسْتَرُ الْکَعْبَةُ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مِّنَّا الْیَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُکْفَی الْمُؤْنَةَ قَالَ لَا اَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرٌ مِّنْکُمْ یَوْمَئِذٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ، سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے سننے والے ایک شخص سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے آئے، ان پر صرف ایک چادر تھی جس پر چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو ان کی سابقہ نعمت و دولت والی حالت اور موجودہ تنگ دستی والی حالت کا خیال کرتے ہوئے آپ رو پڑے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں سے کوئی شخص صبح کے وقت ایک لباس میں ہوگا اور شام کے وقت دوسرے لباس میں ہوگا اور اس کے سامنے ایک پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا پیالہ اٹھایا جائے گا اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردے ڈالو گے، جس طرح کعبہ شریف پر غلاف ڈالا جاتا ہے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس وقت ہم آج کے دن سے بہتر حالت میں ہوں گے کہ ہمیں عبادت کے لیے فراغت حاصل ہوگی اور ہم محنت و مشقت سے چھوٹ جائیں گے، آپ نے فرمایا: نہیں! تمہاری موجودہ حالت، اس حالت سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

صحابی کی حالت کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کے رونے کی حکمت

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو فقر و فاقہ میں دیکھا جب کہ اپنی قوم میں

وہ مال دار تھے اور ناز ونعمت میں رہتے تھے تو ان پر شفقت ورحمت کا اظہار فرماتے ہوئے رونے لگے' لیکن ایک دوسرے واقعہ سے اس احتمال کی تائید نہیں ہوتی کہ نبی کریم ﷺ بغیر بستر کے چارپائی پر آرام فرماتے تھے' چارپائی کے نشانات جسم انور پر پڑے ہوئے تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ نے اس شانِ زہد کو دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ قیصر وکسریٰ کی عیش وعشرت کو یاد کر کے رو پڑے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! کیا تم اس پر خوش نہیں کہ ان کے لیے دنیا اور ہمارے لیے آخرت ہے' لہٰذا بہتر یہ ہے کہ حدیث میں رونے کو خوشی پر محمول کیا جائے کہ آپ نے اپنے صحابی کے زہد اور توجہ الی الآخرت کو ملاحظہ فرمایا تو خوشی سے رو پڑے یا ان کے پاس ضروری لباس وغیرہ نہ ہونے پر غم فرماتے ہوئے روئے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۱۲۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٢٢٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَشَتْ اُمَّتِي الْمُطَيْطِيَاءَ وَخَدِمَتْهُمْ اَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ اَبْنَاءُ فَارِسٍ وَالرُّوْمِ سَلَّطَ اللّٰهُ شِرَارَهَا عَلٰى خِيَارِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری امت (تکبر سے) اکڑ اکڑ کر چلنے لگے گی اور فارس وروم کے شہزادے ان کے خادم ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے بہترین لوگوں پر ان کے بدترین لوگوں کو مسلط فرمادے گا۔ (ترمذی)

٨٢٢٤ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتُلُوْا اِمَامَكُمْ وَتَجْتَلِدُوْا بِاَسْيَافِكُمْ وَيَرِثُ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تم اپنے امام کو قتل کرو گے اور ایک دوسرے پر تلواریں چلانے لگو گے اور تمہارے بدترین لوگ تمہاری دنیا کے وارث ہوں گے۔ (ترمذی)

٨٢٢٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكُوْنَ اَسْعَدُ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ دنیا میں تمام لوگوں سے زیادہ کامیاب شخص وہ ہوگا' جو کمینہ ہوگا اور کمینے کا بیٹا ہوگا۔ (ترمذی' بیہقی' دلائل النبوۃ)

٨٢٢٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيْهِمْ عَلٰى دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں پر ایک دور ایسا آئے گا کہ ان میں دین پر صبر کرنے والا اور دین پر استقامت اختیار کرنے والا اسی طرح ہوگا' جیسے آگ کے انگارے کو ہاتھ میں پکڑنے والا ہوتا ہے۔ (ترمذی)

٨٢٢٧ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ضرور بالضرور تم سابقہ قوموں کی پوری پوری اتباع کرو گے' جس طرح بالشت بالشت کے برابر اور گز گز کے برابر ہوتا ہے' حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کی مراد یہود ونصاریٰ ہیں؟ آپ نے فرمایا: اور کون مراد ہو سکتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

بَابُ الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِيْرِ

ڈرانے اور محتاط کرنے کا بیان

٨٢٢٨ - عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهٖ اَلَا اِنَّ رَبِّیْ اَمَرَنِیْ اَنْ اُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِیْ يَوْمِیْ هٰذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهٗ عَبْدًا حَلَالٌ وَاِنِّیْ خَلَقْتُ عِبَادِیْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَاَنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ وَاَمَرَتْهُمْ اَنْ يُشْرِكُوْا بِیْ مَا لَمْ اُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَاِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِاَبْتَلِيَكَ وَاَبْتَلِیَ بِكَ وَاَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَاُهٗ نَائِمًا وَيَقْظَانَ وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُحَرِّقَ قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ اِذًا يَثْلَغُوْا رَاْسِیْ فَيَدَعُوْهُ خُبْزَةً قَالَ اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اَخْرَجُوْكَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَاَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِّثْلَهٗ وَقَاتِلْ بِمَنْ اَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نے ایک دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! بے شک میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں ان باتوں کی تعلیم دوں' جن کا تمہیں علم نہیں' آج اللہ تعالیٰ نے مجھے جن باتوں کی تعلیم دی' وہ یہ ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) جو مال میں نے اپنے بندے کو عطا فرمایا' وہ حلال ہے اور یقیناً میں نے اپنے تمام بندوں کو باطل سے اعراض کرنے والا اور حق کی طرف میلان رکھنے والا بنایا اور ان کے پاس شیاطین آئے' ان شیاطین نے انہیں ان کے دین سے منحرف کر دیا اور ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے ان کے لیے حلال قرار دی تھیں' اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان کو میرا شریک ٹھہرائیں جن (کے وجود پر اور شریک ہونے) پر کوئی دلیل نازل نہیں کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف نظر فرمائی اور عرب و عجم والے تمام لوگوں پر غضب فرمایا' سوائے ان بعض اہل کتاب کے جو دین پر باقی اور ثابت رہے تھے' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے محبوب!) میں نے تمہیں اسی لیے مبعوث فرمایا ہے تا کہ میں تمہیں آزمائش میں ڈالوں اور تمہارے ذریعے مخلوق کی آزمائش کروں اور میں نے تم پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے' جسے کوئی پانی نہیں دھو سکتا' اسے تم سوتے جاگتے پڑھو گے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں قریش کو جلا ڈالوں' میں نے عرض کیا: اے میرے رب! اس صورت میں تو وہ میرا سر کچل ڈالیں گے اور اسے روٹی کی طرح بنا کر رکھ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم انہیں نکالو! جس طرح انہوں نے تمہیں نکالا اور تم ان سے جہاد کرو' ہم تمہارے لیے جہاد کے اسباب اور سامان مہیا فرما دیں گے اور تم (لشکریوں پر) خرچ کرو' ہم تم پر خرچ کریں گے اور تم لشکر روانہ فرماؤ' ہم پانچ گنا لشکر (امداد کے لیے) بھیجیں گے اور اپنی اطاعت کرنے والوں کے ہمراہ اپنی نافرمانی کرنے والوں سے جنگ کرو۔ (مسلم)

حرام بھی رزق ہے

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو مال میں نے اپنے بندوں کو عطا فرمایا' وہ حلال ہے۔ علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

حدیث کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندے کو جو مال عطا فرمایا ہے' وہ اس کے لیے حلال ہے۔ اس سے ان کفار کا انکار مقصود ہے جنہوں نے سائبہ' وصیلہ' بحیرہ اور حام وغیرہ جانور اپنے اوپر حرام کر رکھے تھے اور ہر وہ مال جس کا بندہ مالک ہو اور دوسرے کے حق کا اس کے ساتھ تعلق نہ ہو' وہ اس کے لیے حلال ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۹ ص ۱۹۴' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

بعض حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ حرام رزق نہیں' جب کہ اہل سنت کے نزدیک حرام بھی رزق ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس حدیث کا تقاضا ہے کہ حرام رزق نہیں کیونکہ ہر رزق اللہ نے اپنے اسی بندے تک پہنچایا ہے جس بندے کو وہ رزق عطا فرمایا ہے اور جو چیز اللہ نے بندے کو عطا کی ہے وہ حلال ہے لہٰذا ہر رزق جو اللہ نے بندے کو عطا فرمایا ہے وہ حلال ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ جو حلال نہیں وہ رزق نہیں۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ رزق اور عطا کرنے میں فرق ہے رزق عطا کرنے سے عام ہے کیونکہ عطا کرنے کی صورت میں مالک بنانے والا معنی پایا جاتا ہے۔ اسی لیے فقہاء کرام نے فرمایا کہ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو مجھے ہزار روپیہ عطا کرے تو تجھے طلاق اور بیوی نے مرد کو ہزار روپیہ عطا کر دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور ہزار روپیہ مرد کی ملکیت میں داخل ہو جائے گا اور رزق میں مالک بنانے والا معنی نہیں پایا جاتا۔ (اور حدیث میں یہ ہے کہ ہر وہ مال جو میں نے اپنے بندے کو عطا کیا ہے وہ حلال ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہر وہ رزق جو میں نے بندے کو دیا ہے وہ حلال ہے۔ لہٰذا اس سے حرام کا رزق نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ) (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۲۵ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۲۲۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَO (الشعراء: ۲۱۴) صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْلَهَبٍ تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب آیہ مبارکہ: اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤO (الشعراء: ۲۱۴) نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ کوہِ صفا پر چڑھ کر پکارنے لگے: اے فہر کے خاندان والو! اے عدی کے خاندان والو! قبائل قریش کو حتیٰ کہ تمام لوگ جمع ہو گئے' آپ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں اطلاع دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں گھڑ سواروں کا ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے' تو کیا تم میری تصدیق کرو گے' انہوں نے عرض کی: ہاں! ہم تصدیق کریں گے' ہم نے آپ کو آزمایا ہے اور آپ کو سچا ہی پایا ہے' آپ نے فرمایا: میں تمہیں سامنے والے شدید عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ ابولہب کہنے لگا: (العیاذ باللہ!) تم پر ہر وقت ہلاکت ہو' کیا تم نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا۔ اس پر سورت ''تبت یدا ابی لھب وتب'' نازل ہوئی کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں اور وہ خود ہلاک ہو۔

(بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ نَادٰى يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَاَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَأُ اَهْلَهٗ فَخَشِيَ اَنْ يَّسْبِقُوْهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهُ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پکارا: اے عبد مناف کے خاندان والو! تمہاری اور میری مثال اس شخص کی طرح ہے' جس نے دشمن کو دیکھ لیا ہو' اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کے لیے دوڑ پڑے کہ کہیں دشمن اس سے پہلے نہ پہنچ جائے' اور بہ آواز بلند پکارنے لگے: ''یا صباحاہ'' خبردار! ہوشیار!

۸۲۳۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَO (الشعراء: ۲۱۴) دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب آیہ مبارکہ ''وانذر عشیرتک الاقربینO'' (الشعراء: ۲۱۴) (اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈرایئے!O) نازل ہوئی' تو نبی کریم ﷺ نے قریش کو بلایا اور عوام و خواص سب اکٹھے ہو گئے' آپ نے فرمایا: اے کعب بن لوی کے خاندان والو! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ' اے عبد شمس کے خاندان والو! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ' اے عبد مناف کے خاندان والو! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ' اے بنی

اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَابُلُّهَا بِبِلَالِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہاشم! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ! اے بنی عبدالمطلب! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ! اے فاطمہ! اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ' میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ذاتی طور پر کسی چیز کا مالک نہیں (اس کی اجازت کے بغیر تم سے عذاب دور نہیں کر سکتا) البتہ میری تمہارے ساتھ رشتہ داری ہے عنقریب میں اس تعلق سے تمہیں فائدہ پہنچاؤں گا۔ (مسلم)

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةَ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَقَالَ صَاحِبُ الْمَدَارِكِ خَصَّهُمْ لِنَفْيِ التُّهْمَةِ اِذِ الْاِنْسَانُ لَيَتَسَاهَلُ قَرَابَتَهُ اَوْ لِيَعْلَمُوْا اَنَّهُ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَاَنَّ النَّجَاةَ فِيْ اِتِّبَاعِهِ دُوْنَ قُرْبَةٍ.

اور بخاری و مسلم میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اے گروہ قریش! اپنی جانیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر فروخت کر دو' میں ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی چیز تم سے دور نہیں کر سکتا' اے عبد مناف کے خاندان والو! میں ذاتی طور پر تمہیں اللہ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتا' اے عباس بن عبدالمطلب! میں ذاتی طور پر تمہیں اللہ تعالیٰ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتا' اے صفیہ! رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں ذاتی طور پر تمہیں اللہ تعالیٰ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتا' اے فاطمہ بنت محمد! مجھ سے جو مال چاہے مانگ لو' میں ذاتی طور پر تمہیں اللہ تعالیٰ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ صاحب مدارک علیہ الرحمۃ کا بیان ہے: خصوصاً انہیں کا ذکر فرمایا کیونکہ انسان اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نرم برتاؤ کرتا ہے یا اس لیے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ آپ از خود انہیں اللہ تعالیٰ کے کسی عذاب سے نہیں بچا سکتے اور نجات آپ کی اتباع میں ہے' محض آپ کی قرابت میں نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کو نفع پہنچانے کی بحث

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ کیونکہ میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کسی چیز کا مالک نہیں۔ اس حدیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے اہل بیت کو فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے' نبی کریم ﷺ تو روز قیامت باب شفاعت کھلوائیں گے۔ گناہ گاران امت بھی آپ کی شفاعت سے مستفید ہوں گے' بلکہ یہاں وعظ و نصیحت کے مقام پر اپنے اہل بیت اطہار کو شامل فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: جس کا معنی واضح ہے کہ میں از خود اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی عطا کے بغیر کسی کی شفاعت کا اختیار نہیں رکھتا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں تخویف و انذار (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے) میں مبالغہ مقصود ہے' ورنہ ان حضرات میں سے بعض کے فضائل احادیث میں مذکور ہیں اور ان حضرات کا جنت میں داخل ہونا مذکور ہے اور احادیث صحیحہ سے گناہ گاروں کے لیے شفاعت ثابت ہے تو پھر آپ کے اقرباء تو بہ طریق اولیٰ شفاعت سے فیض یاب ہوں گے' لیکن اس کے باوجود بے پروائی کا اندیشہ موجود ہے (اس بناء پر بطور مبالغہ وعظ و نصیحت فرمائی)۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۷۷' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

اہل بیت اطہار کی فضیلت میں کثیر احادیث ہیں' چند درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور مجھے خبر دی کہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی۔ (صحیح مسلم' رقم الحدیث: ۶۲۶۲)

(۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مؤمن عورتوں کی' یا فرمایا: اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔ (صحیح مسلم' رقم الحدیث: ۶۲۶۳)

(۳) جب روز قیامت ہوگا تو عرش سے ایک منادی ندا دے گا: اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکالو اور اپنی نگاہیں نیچی کر لو حتیٰ کہ محمد ﷺ کی شہزادی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا پل صراط سے ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں گزر جائیں۔
(کنز العمال علیٰ ہامش مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۹۶' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(۴) میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جسے حیض نہیں آتا اور اس کا نام فاطمہ اس لیے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کو جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیا ہے۔ (کنز العمال علیٰ حاشیہ مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۹۶' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بر سر منبر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری اپنی قوم کو فائدہ نہیں دیتی۔ سنو! اللہ کی قسم! میری رشتہ داری دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچاتی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۸' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

محب طبری نے اس کا شافی جواب دیا ہے۔ مناوی نے اسے کبیر میں اور صبان نے اسعاف میں نقل کیا ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ذاتی طور پر کسی کے لیے کسی چیز کے بھی مالک نہیں نہ نفع کے نہ نقصان کے' البتہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے رشتہ داروں کو نفع پہنچانے بلکہ آپ کی تمام امت کو شفاعتِ عامہ اور شفاعتِ خاصہ کے ساتھ نفع پہنچانے کا مالک بنایا ہے' لہٰذا آپ اسی چیز کے مالک ہیں' جس کا اللہ نے آپ کو مالک بنایا ہے' جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ آپ نے فرمایا: لیکن میری رشتہ داری ہے جس کے فیض سے میں تمہیں فیض یاب کروں گا یعنی جس کے ذریعے تمہارے ساتھ صلہ رحمی کروں گا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے فرمان "لا اغنی عنکم من اللّٰہ شیئًا" سے مراد یہ ہے کہ میں محض ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شانِ شفاعت و مغفرت کے بغیر از خود تمہیں اللہ سے بالکل بے نیاز نہیں کر سکتا' اور آپ نے ڈرانے والے مقام کا لحاظ کرتے ہوئے اور اپنے رشتہ داروں کو عمل پر برانگیختہ کرنے کے لیے اور یہ واضح کرنے کے لیے کہ باقی لوگوں کی بہ نسبت تم اللہ سے ڈرنے کے زیادہ حق دار ہو۔ ان وجوہ کی بناء پر آپ نے ان کو خطاب فرمایا۔ (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۳۱' مطبوعہ مطبعہ یمنیہ' مصر)

۸۲۳۱ - وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ بَدَاَ نُبُوَّةً وَّرَحْمَةً ثُمَّ يَكُوْنُ خِلَافَةً وَّرَحْمَةً ثُمَّ مُلْكًا عَضُوْضًا ثُمَّ كَائِنٌ جَبْرِيَّةً وَّعُتُوًّا وَّفَسَادًا فِي الْاَرْضِ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحَرِيْرَ وَالْفُرُوْجَ وَالْخُمُوْرَ يُرْزَقُوْنَ عَلٰى ذٰلِكَ وَيُنْصَرُوْنَ حَتّٰى يَلْقَوُا اللّٰهَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوعبیدہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ کام نبوت و رحمت کی صورت میں شروع ہوا' پھر یہ خلافت و رحمت بن جائے گا' پھر ظلم والی بادشاہت میں تبدیل ہو جائے گا' پھر جبر و زیادتی' سرکشی اور زمین میں فساد کی صورت میں تبدیل ہو جائے گا' لوگ ریشم' زنا' اور شراب کو حلال قرار دیں گے' اس کے باوجود انہیں رزق دیا جائے گا اور ان کی مدد کی جائے گی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے۔
(بیہقی' شعب الایمان)

۸۲۳۲ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنْ حُذَيْفَةَ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًا فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ قَالَ حَبِيْبٌ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبْتُ اِلَيْهِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اُذَكِّرُهُ اِيَّاهُ وَقُلْتُ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْدَ الْمُلْكِ الْعَاضِ وَالْجَبْرِيَّةِ فَسُرَّبِهٖ وَاَعْجَبَهٗ يَعْنِيْ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ وَالْمُرَادُ بِكَوْنِ الْخِلَافَةِ ثَانِيًا عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ زَمَنُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْمَهْدِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا تم میں نبوت قائم رہے گی' پھر وہ طریقِ نبوت پر خلافت میں تبدیل ہو جائے گی اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ قائم رہے گی' پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھالے گا' پھر وہ ظلم و ستم والی بادشاہت میں تبدیل ہو جائے گی اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ برقرار رہے گی' پھر وہ جبر وزیادتی والی بادشاہت میں تبدیل ہو جائے گی اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ برقرار رہے گی' پھر وہ نبوت کی طرز پر خلافت میں تبدیل ہو جائے گی' پھر آپ خاموش ہو گئے۔ حبیب بن سالم کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ امرِ خلافت پر متمکن ہوئے تو میں نے انہیں یاد دلانے کے لیے ان کی طرف یہ حدیث لکھ کر بھیجی اور میں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ آپ ظالم و جابر بادشاہوں کے بعد امیر المؤمنین ہوں گے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اس پر خوش ہوئے اور انہیں یہ بات پسند آئی۔ (احمد' بیہقی' دلائل النبوۃ) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ خلافت کے دوبارہ طریقِ نبوت پر ہونے سے مراد حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے۔

٨٢٣٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُكْفَأُ قَالَ زَيْدُ ابْنُ يَحْيَى الْهَمَاوِيُّ يَعْنِي الْاِسْلَامَ كَمَا يُكْفَأُ الْاِنَاءُ يَعْنِي الْخَمْرَ قِيْلَ فَكَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ فِيْهَا مَا بَيَّنَ قَالَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا فَيَسْتَحِلُّوْنَهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: سب سے پہلے جو چیز اوندھی کی جائے گی۔ زید بن یحییٰ ہماوی کہتے ہیں: یعنی (سب سے پہلے) اسلام سے (جو چیز اوندھی کی جائے گی) جیسا کہ برتن کو اوندھا کیا جاتا ہے' وہ شراب ہے' عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ کیسے ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس شراب کے متعلق جو بیان فرمانا تھا وہ بیان فرما دیا ہے' آپ نے فرمایا: لوگ اس کا نام تبدیل کر کے اور نام رکھ لیں گے اور اسے حلال قرار دیں گے۔ (دارمی)

٨٢٣٤ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّتِيْ هٰذِهٖ اُمَّةٌ مَّرْحُوْمَةٌ لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا الْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْقَتْلُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس امت پر رحمت فرمائی گئی ہے' اس پر آخرت میں عذاب نہیں' اس کا عذاب دنیا میں فتنے اور زلزلے اور قتل ہیں۔ (ابوداؤد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

کِتَابُ الْفِتَنِ
فتنوں کا بیان

''فتن'' کی لغوی تحقیق

''فتن'' فتنہ کی جمع ہے' جس طرح محن' محنت کی جمع ہے' اس کا معنی ہے: آزمائش' کسی چیز کو پسند کرنا' کسی چیز پر فریفتہ ہونا اور گمراہ ہونا' گمراہ کرنا' گناہ' کفر' فضیحت و رسوائی' عذاب' سونے چاندی کو پگھلانا' جنون' مال و اولاد کی محبت اور لوگوں کا رائے میں اختلاف کرنا بھی اس کا معنی ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۷۵' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۸۲۳۵ - عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَّا تَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ اَصْحَابِيْ هٰؤُلَاءِ وَاِنَّهٗ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيْتُهٗ فَاَرَاهُ فَاَذْكُرُهٗ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سامنے کھڑے ہوئے (اور خطبہ ارشاد فرمایا) آپ نے اس مقام میں قیامت تک ہونے والی ہر چیز کو بیان کر کے چھوڑا' اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا' میرے یہ دوست اس بات کو جانتے ہیں' اور بے شک ان میں سے کوئی چیز واقع ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں اور میں اسے دیکھتا ہوں تو وہ چیز مجھے اس طرح یاد آ جاتی ہے جیسے ایک شخص دوسرے شخص کا چہرہ یاد رکھتا ہے کہ جب وہ شخص اس سے غائب ہو جاتا ہے' پھر وہ اسے دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعتِ علمی کا بیان ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کو قیامت تک وقوع پذیر ہونے والی ہر چیز کا علم عطا فرما دیا۔ اگر آپ کو علم نہ ہوتا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کیسے بیان فرماتے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ آپ کو خاص اسی وقت علم فرمایا گیا تھا' پھر علم نہ رہا تو اس کا یہ دعویٰ محض بلا دلیل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم عطا فرما کر بھلایا نہیں جاتا۔ بعض اوقات کسی حکمت کی بناء پر نسیان طاری ہوتا تھا لیکن نسیان کی وہ حالت برقرار نہیں رہتی تھی' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ. اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ چاہے۔

(الاعلیٰ: ۶-۷)

ایسا دعویٰ کرنے والوں کے پاس کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ علوم عطا فرما کر واپس لے لیے۔ ہاں! ہمارے پاس واضح دلائل ہیں کہ اللہ رب العزت نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ علوم عطا فرما کر واپس نہیں لیے بلکہ ان میں اضافہ ہی فرماتا

رہا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى O اور بے شک آپ کی بعد والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے O

(الضحیٰ:۴)

اس آیۂ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کے علوم میں "یوماً فیوماً" ترقی ہی ہوتی رہتی ہے۔ اگر علوم عطا کر کے واپس لے لیے جائیں تو آپ کی بعد والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر کیسے ہوگی کیونکہ علم والی حالت لاعلمی والی حالت سے بہتر ہوتی ہے' نیز اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علوم غیبیہ حاصل ہیں' کیونکہ آنے والے واقعات غیب ہیں' انہیں بیان کرنا غیب کی خبر دینا ہے اور غیب کی خبر وہی دے سکتا ہے جسے غیب کا علم ہو۔ اس صریح حدیث کے بعد کسی مولوی کا یہ کہنا کہ علم غیب کے بارے میں نبی اور غیر نبی یکساں بے خبر اور نادان ہیں' کتنی جاہلانہ بات ہے۔ قرآن و حدیث کا مطالعہ کرنے کے بعد ایسی خرافات وہی زبان پر لاسکتا ہے' جو مقام رسالت سے ناآشنا ہو۔ اللہ رب العزت تو نبی و غیر نبی میں فرق واضح فرماتا ہے۔ ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ. اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے' ہاں! اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں کو جنہیں چاہتا ہے۔

(آل عمران:۱۷۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا O اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ. (الجن:۲۵۔۲۶) غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا O سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ O اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں O

(التکویر:۲۴)

اگر آپ کو اللہ کی عطا سے غیب کا علم نہیں تو غیب کیسے بتا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا O (النساء:۱۱۳) اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے O

جو کچھ آپ نہ جانتے تھے وہ آپ سے غیب تھا' اللہ نے آپ کو بتلا دیا تو اس کا معنی یہی ہوا کہ اللہ نے آپ کو غیب کی تعلیم دے دی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو غیب کی تعلیم دے اور آپ کو غیب کا علم نہ آئے' یہ کیسے ہوسکتا ہے' نہ اللہ کی تعلیم میں کوئی کمی ہے' نہ محبوب کریم ﷺ کی استعداد اور قابلیت میں کوئی کمی ہے۔ اس کے باوجود یہ کہنا کہ قرآن وسنت میں یہ کہیں نہیں کہ نبی کریم ﷺ کو غیب کا علم حاصل ہے' یہ قوم کو کتنا بڑا مغالطہ دینا ہے' پھر عجیب منطق کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے غیب سے آگاہ فرمادیا تو وہ چیزیں آپ کے لیے غیب نہ رہیں' ظاہر ہوگئیں اور ان کا علم علمِ غیب نہ رہا' لہٰذا آپ کے علم پر علمِ غیب کا اطلاق درست نہیں۔ اگر اس انوکھی اور جاہلانہ منطق کو تسلیم کیا جائے تو اللہ رب العزت کو عالم الغیب کہنا درست نہ ہو کیونکہ اللہ رب العزت سے تو کوئی چیز مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا یہی معنی ہے کہ جو چیزیں دوسروں سے غیب ہیں' اللہ تعالیٰ انہیں جانتا ہے اور نبی کریم ﷺ کے علمِ غیب کا بھی یہی معنی ہے کہ جو چیزیں لوگوں کی نگاہ سے مخفی ہیں' اللہ کی عطا سے نگاہِ نبوت کی ان تک رسائی

ہے۔اگرچہ کثیر دلائل سے نبی کریم ﷺ کے لیے علم غیب کا ثبوت ہے مگر اس کے باوجود علمائے اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب کہنا درست نہیں کیونکہ عرفاً اور شرعاً یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہے۔سیدی و مرشدی محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

لفظ عالم الغیب کا اطلاق ہم بھی عرفاً غیر خدا عزوجل پر نہیں کرتے۔(مناظرہ بریلی ص ۱۰۶ 'مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور)

اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے بھی یہی بیان فرمایا:

مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ کے بتائے سے اُمورِ غیب پر انہیں اطلاع ہے۔

(الامن والعلیٰ ص ۲۰۳ 'مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

جب کہ بعض لوگ نبی کریم ﷺ کے لیے علم غیب تسلیم کرنے پر چیں بہ جبیں ہوتے ہیں مگر جب ماننے پر آتے ہیں تو جانوروں' پاگلوں اور بچوں کے لیے بھی علم غیب تسلیم کر لیتے ہیں۔دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ لکھتے ہیں:

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب' اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے' ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون (بچے اور پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چارپایوں) کے لیے بھی حاصل ہے۔(حفظ الایمان ص ۱۵ 'مطبوعہ ادارہ فروغ اسلام' سعید منزل' کراچی)

اس گستاخانہ عبارت میں جہاں نبی کریم ﷺ کی توہین کی گئی ہے' وہیں زید و عمرو بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے بعض علوم غیبیہ تسلیم کیے گئے ہیں۔

۸۲۳۶ - وَعَنْهُ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ اَنَسِیَ اَصْحَابِیْ اَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ اِلٰى اَنْ تَنْقَضِیَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَّعَهٗ ثَلَاثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا اِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ وَاسْمِ قَبِيْلَتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ بہ خدا! میں نہیں جانتا کہ میرے دوست بھول گئے ہیں یا بھولنے والے بن گئے ہیں' اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے ختم ہونے تک واقع ہونے والے کسی ایسے فتنے کے قائد کا ذکر نہیں چھوڑا' جن کی تعداد تین سو یا اس سے زائد تک پہنچتی ہے' آپ نے ہمیں اس کا نام' اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بیان فرما دیا۔ (ابوداؤد)

۸۲۳۷ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَسْاَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ اَسْاَلُهٗ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُّدْرِكَنِیْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا كُنَّا فِیْ جَاهِلِيَّةٍ وَّشَرٍّ فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهٗ قَالَ قَوْمٌ يَّسْتَنُّوْنَ بِغَيْرِ سُنَّتِیْ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِیْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے جب کہ میں آپ سے شر کے متعلق سوال کیا کرتا تھا' اس خوف سے کہ وہ شر کہیں مجھ تک نہ پہنچ جائے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت اور بُرائی میں تھے' اللہ تعالیٰ (آپ کے وجودِ مسعود کی برکت سے) ہمارے لیے یہ خیر لے آیا' تو کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: کیا اس شر کے بعد کوئی خیر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور اس خیر میں کدورت اور ملاوٹ ہوگی' میں نے عرض کیا: اس خیر کی کدورت کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا: وہ ایسے لوگ ہوں گے جو میرے طریقے کے خلاف طریقہ اختیار کریں گے اور میری عادت کے خلاف عادت اپنائیں گے' ان میں کچھ باتیں پسندیدہ ہوں گی اور کچھ باتیں ناپسندیدہ

عَلٰى اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِیْ اِنْ اَدْرَكَنِیْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْاَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہوں گی' میں نے عرض کیا: کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جہنم کے دروازے کی طرف بلانے والے ہوں گے' جو ان کی دعوت کو قبول کرے گا' اسے وہ جہنم میں پھینک دیں گے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمیں ان کی صفات بیان فرمائیں' آپ نے فرمایا: وہ ہمارے قبیلوں سے ہوں گے اور ہماری زبانوں میں ہی کلام کریں گے' میں نے عرض کیا: اگر میں انہیں پاؤں تو میرے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑے رہنا' میں نے عرض کیا: اگر ان کی کوئی جماعت نہ ہو' اور نہ کوئی امام ہو؟ فرمایا: پھر تم ان تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا خواہ تمہیں درخت کی جڑ کو دانتوں سے پکڑنا پڑے حتیٰ کہ تمہیں اسی حالت پر موت آ جائے۔

(بخاری ومسلم)

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ يَكُوْنُ بَعْدِیْ اَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُوْنَ بِهُدَایَ وَلَا يَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِیْ وَسَيَقُوْمُ فِيْهِمْ رِجَالٌ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ فِیْ جُثْمَانِ اِنْسٍ قَالَ حُذَيْفَةُ قُلْتُ كَيْفَ اَصْنَعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُ ذٰلِكَ قَالَ تَسْمَعُ وَتُطِيْعُ الْاَمِيْرَ وَاِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَاُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَاَطِعْ.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے بعد ایسے امام ہوں گے جو نہ میری سیرت کو اختیار کریں گے اور نہ میری سنت پر چلیں گے' ان میں کچھ آدمی کھڑے ہوں گے جن کے دل انسانی جسموں میں شیطانوں کے دل ہوں گے' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں انہیں پاؤں تو ان کے ساتھ کیا معاملہ کروں؟ فرمایا: تم امیر کی بات سننا اور امیر کی پیروی کرنا اگرچہ تمہاری پشت پر مارا جائے اور تمہارا مال لے لیا جائے' پس تم سننا اور اطاعت کرنا۔

۸۲۳۸ - وَعَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَكُوْنُ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ كَمَا كَانَ قَبْلَهٗ شَرٌّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا الْعِصْمَةُ قَالَ السَّيْفُ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ السَّيْفِ بَقِيَّةٌ قَالَ نَعَمْ تَكُوْنُ اِمَارَةٌ عَلٰى اَقْذَاءٍ وَهُدْنَةٌ عَلٰى دُخْنٍ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَنْشَاُ دُعَاةُ الضَّلَالِ فَاِنْ كَانَ لِلّٰهِ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةٌ جَلَدَ ظَهْرَكَ وَاَخَذَ مَالَكَ فَاَطِعْهُ وَاِلَّا فَمُتْ وَاَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جِذْلِ شَجَرَةٍ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ بَعْدَ ذٰلِكَ مَعَهٗ نَهْرٌ وَّنَارٌ فَمَنْ وَّقَعَ فِیْ نَارِهٖ وَجَبَ اَجْرُهٗ وَحُطَّ وِزْرُهٗ وَمَنْ وَّقَعَ فِیْ نَهْرِهٖ وَجَبَ وِزْرُهٗ وَحُطَّ اَجْرُهٗ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يُنْتَجُ الْمُهْرُ فَلَا يُرْكَبُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا جس طرح کہ اس خیر سے پہلے شر تھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: اس شر سے نجات کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: تلوار' میں نے عرض کیا: کیا تلوار کے بعد بھی کچھ باقی رہے گا؟ فرمایا: ہاں! ناپسندیدہ اُمور کے ارتکاب کے باوجود حکومت ہوگی اور کدورت ونفاق کے ساتھ صلح ہو گی' میں نے عرض کیا: پھر کیا ہوگا؟ فرمایا: پھر گمراہی کی طرف بلانے والے ہوں گے' اگر زمین میں اللہ تعالیٰ کا کوئی خلیفہ ہو جو تمہاری پشت پر کوڑے مارے اور تمہارا مال لے لے تو تم اس کی اطاعت کرنا ورنہ تم اس حالت میں مر جانا کہ تم نے درخت کے تنے کو دانتوں سے پکڑا ہوا ہو' میں نے عرض کیا: پھر کیا ہو جو اس کی آگ میں گر پڑا' اس کا اجر و ثواب ثابت ہو جائے گا اور اس کے گناہ ختم کر دیئے جائیں گے اور جو کوئی اس کی نہر میں گر پڑا' اس کے گناہ ثابت ہو جائیں گے اور اس کا اجر و ثواب ضائع کر دیا جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: پھر کیا ہوگا؟ فرمایا: پھر گھوڑی بچہ جنے گی اور اس پر سواری نہیں کی

جائے گی حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔گا؟ فرمایا: پھر اس کے بعد دجال ظاہر ہوگا' جس کے ساتھ نہر اور آگ ہوگی۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ هُدْنَةٌ عَلٰی دُخْنٍ وَّجَمَاعَةٍ عَلٰی اَقْذَاءٍ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْهُدْنَةُ عَلَی الدُّخْنِ مَا هِیَ قَالَ لَا تَرْجِعُ قُلُوْبُ اَقْوَامٍ عَلَی الَّذِیْ كَانَتْ عَلَیْهِ قُلْتُ هَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَیْرِ شَرٌّ قَالَ فِتْنَةٌ عَمْیَاءُ صَمَّاءُ عَلَیْهَا دُعَاةٌ عَلٰی اَبْوَابِ النَّارِ فَاِنْ مُتَّ یَا حُذَیْفَةُ وَاَنْتَ عَاضٌ عَلٰی جِذْلٍ خَیْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تَتَّبِعَ اَحَدًا مِّنْهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: کدورت کے باوجود صلح ہو گی اور ناپسندیدہ اُمور پر اجتماع ہوگا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کدورت پر صلح کیا ہوگی؟ فرمایا: لوگوں کے دل سابقہ حالت پر نہیں لوٹیں گے' میں نے عرض کیا: کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا؟ فرمایا: اندھے' بہرے فتنے ہوں گے' جن پر جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے لوگ ہوں گے' اے حذیفہ! اگر تم اس حالت میں فوت ہو گئے کہ تم نے درخت کے تنے کو دانتوں سے پکڑا ہوا ہو تو یہ تمہارے لیے ان میں سے کسی کی اتباع کرنے سے بہتر ہے۔

(ابوداؤد)

٨٢٣٩ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ... سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ صَمَّاءُ بَكْمَاءُ عَمْیَاءُ مَنْ اَشْرَفَ لَهَا اِسْتَشْرَفَتْ لَهٗ وَاَشْرَافُ اللِّسَانِ فِیْهَا كَوُقُوْعِ السَّیْفِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب فتنے بہرے' گونگے' اندھے ہوں گے' جو کوئی ان فتنوں کے قریب ہو گا' وہ اسے کھینچ لیں گے' اور ان فتنوں میں زبان کھولنا' تلوار چلنے کی طرح ہے۔

(ابوداؤد)

٨٢٤٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْفِتَنَ فَاَكْثَرَ فِیْ ذِكْرِهَا حَتّٰی ذَكَرَ فِتْنَةَ الْاَحْلَاسِ فَقَالَ قَائِلٌ وَّمَا فِتْنَةُ الْاَحْلَاسِ قَالَ هِیَ هَرَبٌ وَّحَرْبٌ ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ دَخْنُهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمَیْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ مِنِّیْ وَلَیْسَ مِنِّیْ اِنَّمَا اَوْلِیَاءِیَ الْمُتَّقُوْنَ ثُمَّ یَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلٰی رَجُلٍ كَوَرِكٍ عَلٰی ضِلَعٍ ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَیْمَاءِ لَا تَدَعُ اَحَدًا مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً فَاِذَا قِیْلَ انْقَضَتْ تَمَادَتْ یُصْبِحُ الرَّجُلُ فِیْهَا مُؤْمِنًا وَّیُمْسِیْ كَافِرًا حَتّٰی یَصِیْرَ النَّاسُ اِلٰی فُسْطَاطَیْنِ فُسْطَاطُ اِیْمَانٍ لَا نِفَاقَ فِیْهِ وَفُسْطَاطُ نِفَاقٍ لَا اِیْمَانَ فِیْهِ فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنْ یَّوْمِهٖ اَوْ مِنْ غَدِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فتنوں کا ذکر فرمایا اور بہت زیادہ ذکر فرمایا حتیٰ کہ آپ نے چٹائی کے فتنے کا ذکر کیا' حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا: چٹائی کا فتنہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ بھاگ دوڑ اور لوٹ مار ہے' پھر خوش حالی کا فتنہ ہے جس کا فساد میرے اہل بیت کے ایک شخص کے قدموں کے نیچے ہوگا' اس کا گمان ہوگا کہ وہ مجھ سے ہے حالانکہ میرے دوست تو متقی پرہیزگار لوگ ہیں' پھر لوگ ایک ایسے شخص پر متفق ہو جائیں گے جو پہلو پر سرین کی طرح ہوگا (نااہل ہوگا)' پھر تاریک فتنہ ہوگا جو اس امت میں سے کسی کو طمانچہ لگائے بغیر نہیں چھوڑے گا' جب کہا جائے گا کہ یہ فتنہ گزر گیا ہے تو وہ اور پھیل جائے گا' اس فتنہ میں آدمی صبح مؤمن ہونے کی حالت میں گزارے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا حتیٰ کہ لوگ دو خیموں کی طرف رجوع کریں گے' ایک ایمان کا خیمہ ہوگا جس میں نفاق نہیں ہوگا اور ایک نفاق کا خیمہ ہوگا جس میں ایمان نہیں ہوگا' جب یہ حالت ہو جائے گی تو تم اسی دن یا اگلے دن دجال کا انتظار کرنا۔ (ابوداؤد)

٨٢٤١ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَّيُمْسِىْ كَافِرًا وَّيُمْسِىْ مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْمَاشِىْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِىْ فَكَسِّرُوْا فِيْهَا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوْا فِيْهَا اَوْتَارَكُمْ وَاضْرِبُوْا سُيُوْفَكُمْ بِالْحِجَارَةِ فَاِنْ دُخِلَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْكُمْ فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ اِبْنَىْ اٰدَمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

قیامت کے آنے سے پہلے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ظاہر ہوں گے' ان فتنوں میں آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائے گا' ان فتنوں کے زمانے میں بیٹھنے والا شخص کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا شخص دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' تم ان فتنوں میں اپنی کمانیں توڑ ڈالنا اور اپنی تانتیں کاٹ ڈالنا اور اپنی تلواریں پتھروں پر مار دینا اور اگر تم میں سے کسی پر وہ فتنہ آ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں بیٹوں میں سے بہتر بیٹے (یعنی ہابیل) کی طرح ہو جائے۔ (ابوداؤد)

وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ ذَكَرَ اِلٰى قَوْلِهٖ خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِىْ ثُمَّ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ كُوْنُوْا اَحْلَاسَ بُيُوْتِكُمْ وَفِىْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِىِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِى الْفِتْنَةِ كَسِّرُوْا فِيْهَا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوْا فِيْهَا اَوْتَارَكُمْ وَالْزَمُوْا فِيْهَا اَجْوَافَ بُيُوْتِكُمْ وَكُوْنُوْا كَابْنِ اٰدَمَ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں "خیر من الساعی" تک یہ حدیث پاک مذکور ہے (اور ان الفاظ کے بعد والی عبارت مذکور نہیں اور اس کے بعد یہ عبارت مذکور ہے کہ) پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: تم گھروں کی چٹائیوں کی طرح بن جانا' اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فتنہ میں اپنی کمانیں توڑ دینا اور اپنی کمانوں کی تانتیں کاٹ دینا اور اپنے گھروں کے اندرونی حصے کو لازم پکڑ لینا اور آدم علیہ السلام کے بیٹے کی طرح ہو جانا۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

٨٢٤٢ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّيُمْسِىْ كَافِرًا وَّيُمْسِىْ مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا يَّبِيْعُ دِيْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آنے والے فتنوں سے پہلے اعمال کر لو' جن فتنوں میں آدمی صبح مؤمن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائے گا' اور دنیا کے ساز و سامان کے عوض اپنا ایمان فروخت کر دے گا۔ (مسلم)

٨٢٤٣ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِىْ وَالْمَاشِىْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِىْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَّجَدَ مَلْجَاً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب فتنے ہوں گے جن میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے آدمی سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا شخص چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' جو ان فتنوں کے قریب ہوگا' فتنے اس کے قریب ہو جائیں گے' جس شخص کو کوئی جائے پناہ یا ٹھکانا ملے تو اس کی پناہ لے لے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ النَّائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَقْظَانِ وَالْيَقْظَانُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِىْ فَمَنْ

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: فتنے ظاہر ہوں گے جن میں سویا ہوا شخص بیدار آدمی سے بہتر ہوگا اور بیدار کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' جس شخص کو کوئی جائے پناہ یا

وَّجَدَ مَلْجَاً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَسْتَعِذْ بِهٖ.

ٹھکانا ملے تو اس کی پناہ لے لے۔

٨٢٤٤ - وَعَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلَا ثُمَّ تَكُوْنُ فِتَنٌ اَلَا ثُمَّ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَلْقَاعِدُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِىْ فِيْهَا وَالْمَاشِىْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِىْ اِلَيْهَا اَلَا فَاِذَا وَقَعَتْ فَمَنْ كَانَ لَهٗ اِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِاِبِلِهٖ وَمَنْ كَانَ لَهٗ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهٖ وَمَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِاَرْضِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ اِبِلٌ وَّلَا غَنَمٌ وَّلَا اَرْضٌ قَالَ يَعْمَدُ اِلٰى سَيْفِهٖ فَيَدُقُّ عَلٰى حَدِّهٖ بِحَجَرٍ ثُمَّ لِيَنْجُ اِنِ اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ اُكْرِهْتُ حَتّٰى يُنْطَلَقَ بِىْ اِلٰى اَحَدِ الصَّفَّيْنِ فَضَرَبَنِىْ رَجُلٌ بِسَيْفِهٖ اَوْ يَجِىْءُ سَهْمٌ فَيَقْتُلُنِىْ قَالَ يَبُوْءُ بِاِثْمِهٖ وَاِثْمِكَ وَيَكُوْنُ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب فتنے ظاہر ہوں گے' آگاہ ہو جاؤ! پھر فتنے ظاہر ہوں گے' آگاہ ہو جاؤ! پھر فتنے ظاہر ہوں گے' ان فتنوں میں بیٹھا ہوا شخص' چلنے والے آدمی سے بہتر ہو گا اور چلنے والا' ان کی طرف دوڑ کر جانے والے سے بہتر ہو گا' سن لو! جب وہ فتنے واقع ہوئے تو جس شخص کے پاس اونٹ ہوں' وہ اپنے اونٹوں میں چلا جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں' وہ اپنی بکریوں میں چلا جائے اور جس کے پاس زمین ہو' وہ اپنی زمین میں چلا جائے' ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں بیان فرمائیں! جس شخص کے پاس نہ اونٹ ہو' نہ بکریاں' نہ زمین (وہ کیا کرے؟) آپ نے فرمایا: وہ اپنی تلوار کی طرف متوجہ ہو' اور اس کی دھار پر پتھر مار دے' پھر اگر وہ نجات حاصل کر سکتا ہو تو نجات حاصل کرے' تین بار فرمایا: اے اللہ! میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! بتلائیں! اگر مجھے مجبور کر کے کسی ایک صف میں داخل کر دیا جائے' پھر کوئی شخص مجھے اپنی تلوار سے مارے یا کوئی تیر آئے اور مجھے قتل کر دے؟ آپ نے فرمایا: وہ شخص تیرا اور اپنا گناہ لے کر لوٹے گا اور جہنمی ہو گا۔ (مسلم)

٨٢٤٥ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَّتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی' جنہیں وہ لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں یا بارش برسنے کی جگہ پر چلا جائے گا اور اپنا دین لے کر فتنوں سے بھاگے گا۔ (بخاری)

گوشہ نشینی اور باہمی میل جول میں کون سا طریقہ افضل ہے؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشہ نشینی افضل ہے' جب کہ شرعی احکام و قواعد کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں لوگوں میں مل جل کر رہنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اسلام دین محبت ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ماننے والے مل جل کر' محبت کے ساتھ زندگی گزاریں' اور میل جول کے بغیر انسانی معاشرہ کی بقا کا تصور نہیں۔ نماز پنجگانہ باجماعت مشروع کی گئی ہے تا کہ اہل محلہ کا باہمی میل جول ہو' نماز جمعہ مشروع کی گئی تا کہ شہر کے لوگوں کی آپس میں ملاقات ہو' نماز عید مشروع کی گئی تا کہ پورے علاقہ کے لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کریں اور ان کے احوال سے واقف ہوں' حج فرض کیا گیا تا کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا باہمی اجتماع ہو۔ ان امور سے پتا چلتا ہے کہ لوگوں میں مل جل کر رہنا اسلامی مزاج کے مطابق ہے اور تنہائی سے افضل ہے جب کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشہ نشینی اور تنہائی افضل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں کوئی تعارض نہیں' دراصل حالات' اوقات اور اشخاص کے لحاظ سے احکام مختلف ہیں' ایک آدمی کے لیے گوشہ نشینی افضل ہوتی ہے تو دوسرے کے لیے میل جول افضل ہوتا ہے اور بسا اوقات ایک ہی آدمی

کے لیے ایک وقت یا حالت میں میل جول افضل ہوتا ہے' لیکن دوسرے وقت یا حالت میں گوشہ نشینی افضل ہوتی ہے۔ ایک عالم صالح لوگوں میں مل جل کر رہے گا' انہیں وعظ ونصیحت کرے گا اور ان کی اصلاح کرے گا' ایسے شخص کے لیے گوشہ نشینی بہتر نہیں اور ایک آدمی لوگوں کے درمیان رہ کر اپنے ایمان کی حفاظت نہیں کر سکتا' ایسے آدمی کے لیے گوشہ نشینی کا حکم ہے۔ برے ہم نشین کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے اور نیک آدمی کی صحبت تنہائی سے بہتر ہے۔

٨٢٤٦ ۔ وَعَنْ اُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ قَالَتْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فِيْهَا قَالَ رَجُلٌ فِيْ مَاشِيَتِهٖ يُؤَدِّيْ حَقَّهَا وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ وَ رَجُلٌ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ يُخِيْفُ الْعَدُوَّ وَيُخَوِّفُوْنَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ام مالک بہزیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنے کا ذکر فرمایا اور اسے قریب بیان فرمایا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس فتنہ میں بہترین شخص کون ہوگا؟ فرمایا: جو آدمی اپنے مویشیوں میں رہے اور ان کا حق ادا کرے اور اپنے رب عزوجل کی عبادت کرے اور وہ آدمی جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے ہو' وہ اپنے دشمن کو ڈراتا ہو' اور دشمن اسے ڈراتے ہوں۔ (ترمذی)

٨٢٤٧ ۔ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ رَدِيْفًا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا جَاوَزْنَا بُيُوْتَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ جُوْعٌ تَقُوْمُ عَنْ فِرَاشِكَ وَلَا تَبْلُغُ مَسْجِدَكَ حَتّٰى يَجْهَدَكَ الْجُوْعُ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ تَعَفَّفْ يَا اَبَاذَرٍّ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ مَوْتٌ يَبْلُغُ الْبَيْتُ الْعَبْدَ حَتّٰى اَنَّهٗ يُبَاعَ الْقَبْرُ بِالْعَبْدِ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ تَصَبَّرْ يَا اَبَا ذَرٍّ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ قَتْلٌ تَغْمُرُ الدِّمَاءُ اَحْجَارَ الزَّيْتِ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ تَاْتِيْ مَنْ اَنْتَ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ وَاَلْبَسُ السِّلَاحَ قَالَ شَارَكْتَ الْقَوْمَ اِذًا قُلْتُ فَكَيْفَ اَصْنَعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنْ خَشِيْتَ اَنْ يَّبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ فَاَلْقِ نَاحِيَةَ ثَوْبِكَ عَلٰى وَجْهِكَ لِيَبُوْءَ بِاِثْمِكَ وَاِثْمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز دراز گوش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار تھا' جب ہم مدینہ منورہ کی آبادی سے نکل گئے تو آپ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ منورہ میں بھوک اور قحط سالی ہوگی' تم اپنے بستر سے کھڑے ہوگے لیکن اپنی مسجد تک نہیں پہنچ سکو گے حتیٰ کہ بھوک تمہیں مشقت میں ڈال دے گی (اور تمہیں مسجد تک جانے سے عاجز کر دے گی)' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' فرمایا: پاک دامنی اختیار کرنا' اے ابوذر! پھر فرمایا: اے ابوذر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ منورہ میں عام موت ہوگی (نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ) گھر غلام کی قیمت کو پہنچ جائے گا' حتیٰ کہ قبر غلام کے عوض فروخت ہوگی' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: اے ابوذر! صبر اختیار کرنا' پھر فرمایا: اے ابوذر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ منورہ میں قتل عام ہوگا (حتیٰ کہ) خون احجار الزیت کے مقام کو ڈھانپ لے گا' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: تم اپنوں کے پاس چلے جانا' میں نے عرض کیا: میں ہتھیار پہن لوں گا' آپ نے فرمایا: پھر تو تم قوم کے ساتھ ہی شامل ہو جاؤ گے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر میں کیا کروں؟ فرمایا: اگر تمہیں خوف ہو کہ تلوار کی شعاعیں تم پر غالب آ جائیں گی تو اپنے کپڑے کا کنارہ اپنے چہرہ پر ڈال لینا تا کہ وہ تمہارا اور اپنا گناہ لے کر لوٹے۔ (ابوداؤد)

غلام کے عوض قبر فروخت ہونے کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قبر غلام کے عوض فروخت کی جائے گی۔ اس فرمان سے کیا مراد ہے؟

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ قبر کی جگہیں تنگ پڑ جائیں گی اور لوگ ایک قبر کی جگہ غلام کے عوض فروخت کرنے لگیں گے' لیکن علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ موت کتنی بھی پھیل جائے' جگہ ختم نہیں ہوتی' اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں قبر کی جگہ سے معروف قبرستان مراد ہیں کہ لوگوں کی عادت ہے کہ مردوں کو انہی قبرستانوں میں دفن کرتے ہیں (اور مراد یہ ہے کہ قبرستانوں میں جگہ تنگ پڑ جائے گی' لہٰذا دوسری جگہ دفن پر لوگ مجبور ہوں گے اور ان جگہوں کے مالک ایک قبر کی جگہ کی اتنی اتنی قیمت وصول کریں گے)' اور شرح السنہ میں ہے کہ موت کی کثرت کی بناء پر لوگ مردوں کے دفن میں اتنے مشغول ہو جائیں گے کہ کوئی قبر کھودنے والا نہیں ملے گا اور ایک قبر کھودنے کی اجرت غلام کی قیمت کے برابر ہو جائے گی اور ایک قول یہ ہے کہ موت اتنی عام ہو جائے گی کہ گھر میں صرف غلام باقی رہ جائے گا' جو گھر کے کمزور لوگوں کی نگہداشت کرے گا۔ اور علامہ مظہر نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ گھر سستے ہو جائیں گے اور ایک غلام کے عوض گھر مل جائے گا۔ جن کے نزدیک کفن چور کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے' وہ اس حدیث سے دلیل پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قبر کو گھر فرمایا ہے' اس سے پتا چلتا ہے کہ قبر بھی گھر کی طرح محفوظ مقام ہے۔ میں کہتا ہوں: بالخصوص جب یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کفن چور کا ہاتھ کاٹا ہے' مگر ہمارے علمائے احناف فرماتے ہیں کہ وہ بطور سیاست کاٹا گیا تھا (بطور حد نہیں)۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۴۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

واقعہ حرہ

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ میں قتل عام ہوگا' حتیٰ کہ خون احجار الزیت کے مقام کو ڈھانپ لے گا۔ اس سے واقعہ حرہ مراد ہے جو یزید پلید کے دور میں ہوا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

احجار الزیت' مدینہ منورہ کی غربی جانب ایک مقام ہے' جس کے پتھر اس طرح سیاہ ہیں گویا ان پر زیتون کا تیل مل دیا گیا ہے' نبی کریم ﷺ نے اس فرمان سے واقعہ حرہ کی خبر دی ہے اور یہ بدترین واقعہ ہے کہ کہنے والے کی زبان اور سننے والے کے کان اس کے کہنے سننے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ واقعہ بدبخت یزید کے دور میں وقوع پذیر ہوا۔ اس نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ایک لشکر کثیر مدینہ منورہ روانہ فرمایا اور اس عظمت والے شہر کی بے حرمتی کی اور صحابہ کرام و تابعین کرام علیہم الرضوان کی کثیر جماعت کو شہید کیا' جس کی تفصیل تاریخ مدینہ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ مدینہ منورہ میں تباہی پھیلانے کے بعد اس نے مکہ مکرمہ کی طرف لشکر روانہ کیا اور اسی سال یہ بدبخت اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۵ ص ۲۸۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۲۴۸ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِنْ اٰطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنِّيْ لَاَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْمَطَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر جلوہ فرما ہوئے اور فرمایا: کیا تم وہ دیکھ رہے ہو' جو میں دیکھ رہا ہوں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: نہیں! تو آپ نے فرمایا: میں فتنوں کو تمہارے گھروں میں اس طرح گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں' جس طرح بارش گرتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

۸۲۴۹ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عَوْدًا عَوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَيُّ قَلْبٍ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دلوں پر فتنے اس طرح وارد ہوں گے جیسے چٹائی بنتے وقت یکے بعد دیگرے لکڑیاں داخل ہوتی ہیں' تو جس دل میں ان فتنوں کی محبت رچ بس جاتی ہے' اس میں سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے اور جو دل ان فتنوں کو

اَنْکَرَهَا نُکِتَتْ فِیْهِ نُکْتَةٌ بَیْضَاءُ حَتّٰی تَصِیْرَ عَلٰی قَلْبَیْنِ اَبْیَضَ مِثْلَ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهٗ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مِرْبَادًا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَّلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ناپسند کرتا ہے اس میں سفید نکتہ لگا دیا جاتا ہے حتیٰ کہ (فتنوں کی تاثیر و عدم تاثیر کے لحاظ سے) دلوں کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں ایک سنگ مرمر کی طرح صاف و شفاف سفید دل کہ اسے کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچاتا جب تک آسمان و زمین باقی رہیں اور دوسرا سیاہ خاکستری رنگ والا کوزے کی طرح اوندھا دل جو نہ نیکی کو پہچانتا ہے اور نہ برائی کو ناپسند کرتا ہے وہ صرف اسی خواہش کو پہچانتا ہے جو اس کے دل میں رچ بس چکی ہے۔ (مسلم)

۸۲۵۰ - وَعَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَّفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَّلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ وَّيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ اَحَدٌ يُّؤَدِّي الْاَمَانَةَ فَيُقَالُ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَهٗ وَمَا اَظْرَفَهٗ وَمَا اَجْلَدَهٗ وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو باتیں بیان فرمائیں جن میں سے ایک میں نے دیکھ لی ہے اور دوسری کا مجھے انتظار ہے آپ نے ہمیں بیان فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی اصل میں نازل ہوئی ہے پھر انہوں نے قرآن پاک سیکھا پھر انہوں نے حدیث پاک کی تعلیم حاصل کی اور آپ نے ہمیں امانت کے اٹھ جانے کی خبر دی فرمایا کہ آدمی ایک نیند سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی اور اس کا اثر داغ کی طرح باقی رہ جائے گا پھر آدمی ایک نیند سوئے گا تو امانت اٹھالی جائے گی اور اس کا اثر آبلے کی طرح رہ جائے گا جس طرح انگارے کو تم اپنے پاؤں پر رکھتے ہو تو آبلہ پڑ جاتا ہے اور تم اس جگہ کو سوجا ہوا دیکھتے ہو حالانکہ اس میں کوئی چیز نہیں ہوتی اور لوگ خرید و فروخت کریں گے اور کوئی ایک بھی امانت ادا نہیں کرے گا اور کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک امین شخص ہے اور ایک شخص کے متعلق کہا جائے گا کہ یہ کتنا عقل مند ہے اور کتنا خوش گفتار و خوش طبع ہے اور کتنا مضبوط و قوی شخص ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

۸۲۵۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ بِكَ اِذَا اُبْقِيْتَ فِيْ حُثَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ مَرِجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَاَمَانَاتُهُمْ وَاخْتَلَفُوْا فَكَانُوْا هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ قَالَ فَبِمَا تَاْمُرُنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَاِيَّاكَ وَعَوَامَّهُمْ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم ان میں باقی رہ جاؤ گے جو لوگوں میں بھوسے کی طرح ہوں گے (گھٹیا اور کمینے لوگ ہوں گے) ان کے عہد اور امانتیں درست نہ رہیں گی اور ان میں اختلاف ہو جائے گا تو وہ اس طرح ہو جائیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نورانی انگلیاں ایک دوسری میں داخل فرمائیں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: نیکی کو لازم پکڑ لینا اور برائی کو چھوڑ دینا اور صرف اپنی ذات کو لازم پکڑ لینا اور عوام سے بچنا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اِلْزَمْ بَيْتَكَ وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ مَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ

اور ایک روایت میں ہے: اپنے گھر کو لازم پکڑ لینا اور اپنی زبان کو روکے رکھنا اور نیکی کو اختیار کر لینا اور برائی کو چھوڑ دینا اور صرف اپنی ذات کے

18

بِاَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَامَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

معاملہ کو لازم پکڑنا اور عام لوگوں کے معاملہ کو چھوڑ دینا۔ (ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے)

۸۲۵۲ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيُقْبَضُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَيَكْثُرُ الْهَرَجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرَجُ قَالَ الْقَتْلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ مختصر ہو جائے گا اور علم اٹھا لیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے اور بخل دلوں میں ڈال دیا جائے گا اور ہرج (فتنہ) عام ہو جائے گا' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہرج (فتنہ) کیا ہے؟ فرمایا: قتل۔ (بخاری و مسلم)

۸۲۵۳ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَاْتِيَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَّا يَدْرِي الْقَاتِلُ فِيْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُوْلُ فِيْمَ قُتِلَ فَقِيْلَ كَيْفَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَالَ الْهَرَجُ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ لوگوں پر ایک دن ایسا آئے گا کہ قاتل نہیں جانے گا کہ اس نے کس وجہ سے قتل کیا ہے اور مقتول کو علم نہیں ہوگا کہ وہ کس وجہ سے قتل کیا گیا ہے' عرض کیا گیا: یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا: فتنہ کی وجہ سے' قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہوں گے۔ (مسلم)

گناہ کے پختہ دلی ارادہ پر بھی گناہ ہے

اس حدیث میں ہے کہ قاتل و مقتول دونوں جہنم میں ہوں گے۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قاتل مسلمان کو قتل کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائے گا اور مقتول اس لیے جہنمی ہوگا کہ وہ بھی مسلمان کے قتل کا حریص تھا' البتہ اسے موقع نہیں ملا۔ علامہ نووی نے کہا کہ قاتل کا جہنمی ہونا تو ظاہر ہے اور مقتول اس لیے جہنمی ہوگا کہ اس نے اپنے ساتھی کے قتل کا ارادہ کیا ہے اور اس حدیث میں صحیح مشہور مذہب کی دلیل ہے کہ اگر کوئی آدمی گناہ کی نیت کرے اور پختہ ارادہ کر لے لیکن گناہ نہ کرے اور نہ اس کے متعلق زبان سے کچھ کہے تو اسے بھی گناہ ہوگا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۴۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی باہمی جنگوں کا حکم

اس حدیث میں قاتل و مقتول دونوں کو جہنمی قرار دیا گیا اور ایک دوسری روایت میں ہے: "**اذا تواجه المسلمان بسيفهما فالقاتل والمقتول في النار**" جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ آمنے سامنے ہوں تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۸۸۱)

اس حدیث پر سوال ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی آپس میں جنگیں ہوئیں اور کثیر صحابہ شہید ہوئے' ان کے متعلق کیا حکم ہوگا؟

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

قاتل و مقتول دونوں کا جہنمی ہونا اس صورت میں ہے جب وہ کسی تاویل کے بغیر لڑائی کریں اور ان کی جنگ عصبیت کی بناء پر ہو اور ان کے جہنمی ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہوں گے' البتہ کبھی اللہ تعالیٰ ان کو سزا دے گا اور کبھی معاف فرما دے' یہی اہلِ حق کا مذہب ہے اور اس طرح کی تمام احادیث میں یہی تاویل کی جائے گی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی آپس میں جو لڑائیاں ہوئیں' وہ اس وعید میں داخل نہیں ہیں۔ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ ان کے متعلق حسنِ ظن رکھا جائے اور ان کے جھگڑوں کے بارے میں زبان بند رکھی جائے' ان کی لڑائیوں کی تاویل یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سب کے سب مجتہد تھے۔ ان کا مقصد گناہ یا حصول دنیا نہیں تھا

بلکہ ہر فریق کا اعتقاد یہ تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف باغی ہے اور اس کے ساتھ لڑائی کرنا واجب ہے تاکہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے' ان میں بعض کا اجتہاد درست تھا اور بعض خطاء پر تھے اور انہیں خطاء میں معذور رکھا جائے گا کیونکہ مجتہد جب خطا کرے تو اسے گناہ نہیں ہوتا' اور ان جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے' یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔ ان واقعات میں اشتباہ تھا حتیٰ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت بھی ان میں حیران رہی اور وہ دونوں فریقوں سے دور رہے اور انہوں نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا' اور نہ ہی کسی کے حق پر ہونے کا انہیں یقین رہا' ورنہ وہ حق والے کی مدد سے پیچھے نہ رہتے۔

(المنہاج شرح مسلم ج ۹ ص ۲۲۰' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

۸۲۵۴ - وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِبَادَةُ فِي الْهَرَجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فتنہ کے زمانہ میں عبادت' میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔ (مسلم)

۸۲۵۵ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ اَتَيْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نَلْقٰى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اِصْبِرُوْا فَاِنَّهُ لَا يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِيْ بَعْدَهُ اَشَرُّ مِنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت زبیر بن عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' اور ہم نے آپ کے پاس حجاج کے مظالم کی شکایت کی' آپ نے فرمایا: صبر کرو! کیونکہ تم پر جو بھی زمانہ آئے گا' اس کے بعد والا زمانہ اس سے بدتر ہوگا حتیٰ کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرلو گے' میں نے یہ بات تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری)

۸۲۵۶ - وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت مقدام بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص خوش بخت ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا' بے شک وہ شخص خوش بخت ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا' بے شک وہ شخص خوش بخت ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا' اور جسے فتنوں میں مبتلا کیا گیا اور اس نے صبر کیا تو وہ کتنا اچھا ہے! (ابوداؤد)

۸۲۵۷ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ اَفْلَحَ مَنْ كَفَّ يَدَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرب والے اس شر سے ہلاک ہوگئے جو قریب آچکا ہے' وہ شخص کامیاب ہے جس نے اپنے ہاتھ کو روکے رکھا۔ (ابوداؤد)

۸۲۵۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ اللِّسَانُ فِيْهَا اَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّيْفِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب فتنہ ظاہر ہوگا جو پورے عرب کو گھیر لے گا' اس فتنہ کے مقتولین جہنم میں ہوں گے' اس میں زبان چلانا تلوار کے چلنے سے زیادہ سخت ہوگا۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

۸۲۵۹ - وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْاُوْلٰى يَعْنِيْ مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ اَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِيْ

حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پہلا فتنہ یعنی شہادت عثمان رضی اللہ عنہ واقع ہوا تو اصحاب بدر میں سے کوئی باقی نہ رہا' پھر دوسرا فتنہ یعنی واقعہ حرہ واقع ہوا تو حدیبیہ والے صحابہ کرام سے کوئی باقی نہ رہا' پھر تیسرا فتنہ واقع ہوا اور

الْحَرَّةَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ اَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَّةِ اَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَبِالنَّاسِ طَبَاخٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وہ فتنہ برطرف ہوا تو لوگوں میں کوئی قوت و طاقت باقی نہ رہی۔ (بخاری)

٨٢٦٠ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَةُ اُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔ (بخاری)

٨٢٦١ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِي الْاَئِمَّةَ الْمُضِلِّيْنَ وَاِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِيْ اُمَّتِيْ لَمْ يُرْفَعْ عَنْهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنی امت پر محض گمراہ کرنے والے پیشواؤں کا خوف ہے اور جب میری امت میں تلوار رکھ دی گئی تو قیامت تک ان سے تلوار نہیں اٹھائی جائے گی۔ (ابوداؤد ترمذی)

٨٢٦٢ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِيْ اُمَّتِيْ لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِيْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَحَتّٰى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِي الْاَوْثَانَ وَاِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میری امت میں تلوار رکھ دی گئی تو قیامت کے دن تک ان سے تلوار نہیں اٹھائی جائے گی اور اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے کچھ قبائل مشرکین سے نہیں مل جائیں گے اور جب تک میری امت کے کچھ قبائل بت پرستی نہیں کرنے لگ جائیں گے اور یقیناً عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے شخص ہوں گے، جن میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر ثابت (دشمنانِ دین پر) غالب رہے گا، ان کی مخالفت کرنے والا کوئی شخص ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آ جائے گا۔ (ابوداؤد ترمذی)

٨٢٦٣ - وَعَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا ثُمَّ يَقُوْلُ سَفِيْنَةُ اَمْسِكْ خِلَافَةَ اَبِيْ بَكْرٍ سَنَتَيْنِ وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشَرَةً وَّعُثْمَانَ اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ وَعَلِيٍّ سِتَّةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خلافت تیس سال ہے، پھر بادشاہت ہوگی، پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شمار کرو، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت چھ سال ہے۔ (احمد ترمذی ابوداؤد)

٨٢٦٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَدُوْرُ رَحَى الْاِسْلَامِ لِخَمْسٍ وَّثَلَاثِيْنَ اَوْ سِتٍّ وَّثَلَاثِيْنَ اَوْ سَبْعٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی چکی پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سال تک گھومتی رہے گی، اگر (اس مدت میں) یہ لوگ ہلاک ہو گئے تو ان کا راستہ ہلاک ہونے والوں کا راستہ ہے،

وَّثَلَاثِيْنَ فَاِنْ يَّهْلِكُوْا فَسَبِيْلُ مَنْ هَلَكَ وَاِنْ يَّقُمْ لَهُمْ دِيْنُهُمْ يَقُمْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ عَامًا قُلْتُ اَمِمَّا بَقِيَ اَوْمِمَّا مَضٰى قَالَ مِمَّا مَضٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

اور اگر ان کا دین قائم رہا تو ان کے لیے ان کا دین ستر سال تک قائم رہے گا۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا: کیا یہ (ستر سال) باقی مدت سے شمار ہوں گے یا گزشتہ مدت سے' آپ نے فرمایا: گزشتہ سے۔ (ابوداؤد)

۸۲۶۵ - وَعَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَرَجَ اِلٰى غَزْوَةِ حُنَيْنٍ مَرَّ بِشَجَرَةٍ لِّلْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا يُعَلِّقُوْنَ عَلَيْهَا اَسْلِحَتَهُمْ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ هٰذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اِجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ حنین کے لیے تشریف لے گئے تو آپ مشرکین کے ایک درخت کے پاس سے گزرے' جس پر وہ اپنے ہتھیار لٹکایا کرتے تھے' جس درخت کو ''ذاتِ انواط'' کہا جاتا تھا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے بھی ''ذاتِ انواط'' بنا دیجئے' جس طرح ان کے لیے ''ذاتِ انواط'' ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ تو اسی طرح ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ ہمارے لیے ایک معبود بنا دو' جس طرح کہ ان کے لیے معبود ہیں' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے' تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلے والوں کی روش پر چلو گے۔ (ترمذی)

بَابُ الْمَلَاحِمِ

لڑائیوں کا بیان

''ملاحم'' کی لغوی تحقیق

''ملاحم''، ''ملحمہ'' کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے: لڑائی یا عظیم واقعہ۔ نہایہ میں ہے کہ اس کا معنی ہے: جنگ اور لڑائی کا مقام۔ یہ کپڑے کے تانے کی طرح لوگوں کے آپس میں الجھ جانے اور گتھم گتھا ہونے سے ماخوذ ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ لحم (گوشت) سے ماخوذ ہے کیونکہ لڑائی میں مقتولوں کا گوشت بہ کثرت بکھرا پڑا ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف ''نبی الملحم'' بھی ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح جمال کا منبع ہیں' اسی طرح آپ جلال کا بھی سرچشمہ ہیں اور صفت جلال و جمال دونوں کا جمع ہونا کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غلبہ رحمت کی بناء پر آپ کی شان میں فرمایا: ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ O'' (الانبیاء: ۱۰۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اخلاق اور صفات کے ساتھ متصف ہیں۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''سبقت رحمتي علٰى غضبي'' میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کو ''یا ارحم الراحمین'' کہہ کر پکارا جاتا ہے' بلکہ ''ملحمہ'' (لڑائی) درحقیقت عینِ رحمت ہے' جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے محنت و آزمائش دراصل احسان و عطا ہوتا ہے اور اللہ کی جانب سے بلاء و مصیبت بھی دراصل عطیہ خداوندی ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۤءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ O'' (البقرہ: ۴۹) ''اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے عظیم آزمائش ہے O''۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۵۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۲۶۶ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيْمَتَانِ تَكُوْنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَّحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دو بڑے گروہوں کے درمیان عظیم لڑائی ہو گی' دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا' اور یہاں تک کہ تیس کے قریب جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے' جن میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور

قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَيَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرَجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَّقْبَلُ صَدَقَتَهٗ وَحَتّٰى يَعْرِضَهٗ فَيَقُوْلُ الَّذِيْ يَعْرِضُهٗ عَلَيْهِ لَا اَرَبَ لِيْ بِهٖ وَحَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَالَيْتَنِيْ مَكَانَهٗ وَحَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْٓا اَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهٖ وَلَا يَطْوِيَانِهٖ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَا يُطْعِمُهٗ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهٗ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُكْلَتَهٗ اِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

یہاں تک کہ علم اٹھالیا جائے گا اور زلزلے بہ کثرت ہوں گے اور زمانہ مختصر ہو جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج یعنی قتل بہ کثرت ہوگا اور یہاں تک کہ تم میں مال بہ کثرت ہو جائے گا اور مال کا سیلاب آ جائے گا حتیٰ کہ مال والا شخص تلاش کرے گا کہ کون اس کا صدقہ قبول کرے اور یہاں تک کہ جس پر وہ مال پیش کرے گا' وہ کہے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں' اور یہاں تک کہ لوگ عمارتوں پر فخر کریں گے اور یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے شخص کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا: کاش! اس کی جگہ میں ہوتا' اور یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور جب سورج طلوع ہوا' اور لوگوں نے اسے دیکھا تو سارے ایمان لے آئیں گے اور اس وقت کسی کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا' جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کی ہو اور ضرور بالضرور قیامت قائم ہو جائے گی' اس حال میں کہ دو شخصوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلایا ہوگا اور وہ اس کا سودا نہیں کر پائیں گے اور نہ اسے لپیٹ سکیں گے' اور ضرور بالضرور قیامت قائم ہو جائے گی' اس حال میں کہ آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر لوٹے گا اور اسے پی نہیں سکے گا اور ضرور بالضرور قیامت قائم ہو جائے گی' اس حال میں کہ آدمی اپنے حوض پر مٹی لگا رہا ہوگا اور اس میں (اپنے جانور کو) پانی نہیں پلا سکے گا اور ضرور بالضرور قیامت قائم ہو جائے گی' اس حال میں کہ آدمی نے اپنے منہ تک لقمہ اٹھایا ہوگا اور وہ اسے کھا نہیں سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

دو بڑی جماعتوں سے مراد کون سی جماعتیں ہیں؟

اس حدیث میں ہے کہ دو بڑے گروہوں کے درمیان عظیم لڑائی ہوگی اور دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ اس سے مراد حضرت سیدنا علی و سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی جماعتیں ہیں کیونکہ دونوں جماعتیں ہی عظیم تھیں اور دونوں میں صحابہ کرام علیہم الرضوان موجود تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بڑی جماعت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تھی مگر تغلیباً دونوں کو بڑی جماعت کہہ دیا' جس طرح ماں باپ میں ''اب'' صرف باپ ہوتا ہے مگر باپ کو ماں پر غلبہ دیتے ہوئے دونوں کو ''ابوین'' کہا جاتا ہے اور ان دونوں جماعتوں کا دعویٰ ایک ہی تھا کہ دونوں ہی مسلمانوں کی جماعتیں تھیں' اس میں خارجیوں کا ردّ ہے کہ وہ دونوں جماعتوں کو کافر کہتے ہیں اور رافضیوں کا بھی ردّ ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کو کافر کہتے ہیں۔ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کہ آپ نے آئندہ کی خبر سے آگاہ فرمایا۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۵۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٢٦٧ ـ وَعَنْ شَقِيْقٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ فَقُلْتُ اَنَا اَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ اِنَّكَ لَجَرِیْءٌ

حضرت شقیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا: تم میں سے کسے فتنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک یاد ہے؟ میں نے عرض کیا: مجھے یاد ہے؟ آپ نے فرمایا: بیان کرو! بے شک تم تو بڑی جرأت والے ہو'

وَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَنَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ يُكَفِّرُهَا الصِّيَامُ وَالصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَالَ عُمَرُ لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ اِنَّمَا اُرِيْدُ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ مَالَكَ وَلَهَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ اَوْ يُفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذٰلِكَ اَحْرٰى اَنْ لَّا يُغْلَقَ اَبَدًا قَالَ فَقُلْنَا لِحُذَيْفَةَ هَلْ كَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ اَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً اِنِّيْ حَدَّثْتُهٗ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ قَالَ فَهِبْنَا اَنْ نَسْاَلَ حُذَيْفَةَ مَنِ الْبَابُ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ عُمَرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آپ نے کیسے فرمایا تھا؟ میں نے عرض کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آدمی کا فتنہ اس کے گھر اس کے مال اس کی ذات اس کی اولاد اور اس کے پڑوس میں ہے اس کا کفارہ روزے نماز صدقہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری یہ مراد نہیں میری مراد تو وہ فتنہ ہے جو سمندر کی طرح موجیں مارتا ہوا آئے گا میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ کا اس فتنہ سے کیا کام! بے شک آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے آپ نے فرمایا: وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا میں نے عرض کیا: نہیں! بلکہ وہ توڑا جائے گا آپ نے فرمایا: پھر تو یہ اس لائق ہے کہ وہ کبھی بند نہیں کیا جائے گا۔ حضرت شقیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ دروازہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جس طرح وہ یہ جانتے تھے کہ کل کے بعد رات ہے میں نے انہیں جو حدیث بیان کی وہ کوئی پہیلی نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دروازے کے متعلق پوچھنے سے ڈر محسوس کیا اور ہم نے مسروق سے کہا کہ وہ ان سے پوچھیں تو حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ دروازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٨٢٦٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْاَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے لڑائی نہ کرو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور جب تک تم چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے سرخ چہروں والے چپٹی ناکوں والے ترکوں سے جنگ نہ کرو ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

٨٢٦٩ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَّكَرْمَانَ مِنَ الْاَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْاُنُوْفِ صِغَارَ الْاَعْيُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ عِرَاضَ الْوُجُوْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم خوز اور کرمان کے عجمیوں سے جنگ نہ کرلو جو سرخ چہروں والے چپٹی ناکوں والے چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے ہوں گے ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے اور ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ (بخاری) اور بخاری کی عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے: چوڑے چہروں والے۔

٨٢٧٠ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثٍ يُّقَاتِلُكُمْ قَوْمٌ صِغَارُ الْاَعْيُنِ يَعْنِي التُّرْكَ قَالَ تَسُوْقُوْنَهُمْ ثَلَاثَ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تم سے چھوٹی آنکھوں والے یعنی ترک لڑائی کریں گے فرمایا کہ تم انہیں تین مرتبہ ہانکو گے یہاں تک کہ تم انہیں جزیرۂ عرب تک پہنچا دو گے پہلی مرتبہ ہانکنے میں ان

مَرَّاتٍ حَتّٰى تُلْحِقُوْهُمْ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَاَمَّا فِى السِّيَاقَةِ الْاُوْلٰى فَيَنْجُوْا مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ وَاَمَّا فِى الثَّانِيَةِ فَيَنْجُوْا بَعْضٌ وَّيَهْلِكُ بَعْضٌ وَّاَمَّا فِى الثَّالِثَةِ فَيَصْطَلِمُوْنَ اَوْ كَمَا قَالَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ قَالَ صَاحِبُ الْعَوْنِ اِنَّ حَدِيْثَ اَبِىْ دَاوُدَ هٰذَا وَحَدِيْثَ اَحْمَدَ فِىْ مُسْنَدِهٖ مُتَخَالِفَانِ مُخَالَفَةً ظَاهِرَةً فَاِنَّ سِيَاقَ اَحْمَدَ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ التُّرْكَ هُمُ الَّذِيْنَ يَسُوْقُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حَتّٰى يُلْحِقُوْهُمْ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَقَالَ الْقُرْطُبِىُّ بَعْدَ نَقْلِ حَدِيْثِ اَحْمَدَ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ ثُمَّ قَالَ صَاحِبُ الْعَوْنِ وَعِنْدِىْ اِنَّ الصَّوَابَ هِىَ رِوَايَةُ اَحْمَدَ وَاَمَّا رِوَايَةُ اَبِىْ دَاوُدَ فَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ وَقَعَ الْوَهْمُ فِيْهِ مِنْ بَعْضِ الرُّوَاةِ ثُمَّ اَيَّدَ رِوَايَةَ اَحْمَدَ بِوُجُوْهٍ مِّنْهَا وُقُوْعُ قِصَّةِ فِتْنَةِ التَّتَارِ عَلٰى حَسْبِ مَا وَقَعَ فِىْ حَدِيْثِ اَحْمَدَ مُفَصَّلًا فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ.

میں سے بھاگ جانے والے نجات پا جائیں گے اور دوسری مرتبہ ہانکنے میں بعض نجات پا جائیں گے اور بعض ہلاک ہو جائیں گے اور تیسری مرتبہ ہانکنے میں وہ سب تباہ و برباد ہو جائیں گے یا جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا (ابوداؤد)

صاحب عون نے کہا کہ ابوداؤد والی یہ حدیث اور مسند امام احمد والی حدیث پاک ظاہراً ایک دوسری کے مخالف ہیں کیونکہ مسند احمد والی حدیث پاک کے سیاق کلام سے پتا چلتا ہے کہ ترک مسلمانوں کو تین مرتبہ ہانکیں گے اور انہیں جزیرۂ عرب تک پہنچا دیں گے' اور قرطبی نے مسند احمد والی حدیث پاک نقل کرنے کے بعد کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہیں' پھر صاحب عون نے کہا کہ میرے نزدیک مسند احمد والی روایت درست ہے اور ابوداؤد والی روایت میں ظاہر یہی ہے کہ بعض راویوں کو وہم ہوا ہے۔ اس کے بعد مسند احمد کی روایت کی چند طریقوں سے تائید کی ہے' ایک یہ ہے کہ تاتاریوں کا فتنہ اسی طرح واقع ہوا ہے' جس طرح مسند احمد کی حدیث پاک میں تفصیلاً بیان فرمایا گیا ہے' اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزاء عطا فرمائے۔

٨٢٧١ - وَعَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ اُنَاسٌ مِنْ اُمَّتِىْ بِغَائِطٍ يُسَمُّوْنَهُ الْبَصَرَةَ عِنْدَ نَهْرٍ يُّقَالُ لَهٗ دَجْلَةُ يَكُوْنُ عَلَيْهِ جِسْرٌ يَّكْثُرُ اَهْلُهَا وَيَكُوْنُ مِنْ اَمْصَارِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِذَا كَانَ فِىْ اٰخِرِ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُوْ قَنْطُوْرَاءَ عِرَاضُ الْوُجُوْهِ صِغَارُ الْاَعْيُنِ حَتّٰى يَنْزِلُوْا عَلٰى شَطِّ النَّهْرِ فَيَتَفَرَّقُ اَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرَقٍ فِرْقَةٌ يَّاْخُذُوْنَ فِىْ اَذْنَابِ الْبَقَرِ وَالْبَرِّيَّةِ وَهَلَكُوْا وَفِرْقَةٌ يَّاْخُذُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ وَهَلَكُوْا وَفِرْقَةٌ يَّجْعَلُوْنَ ذَرَارِيَهُمْ خَلْفَ ظُهُوْرِهِمْ وَيُقَاتِلُوْنَهُمْ وَهُمُ الشُّهَدَاءُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ ایک پست زمین میں اتریں گے' جسے بصرہ کا نام دیں گے' ایک نہر کے پاس' جسے دجلہ کہا جائے گا اور اس نہر پر ایک پل ہوگا' وہاں کے باشندگان کثیر ہوں گے اور وہ جگہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ہوگی اور جب آخری زمانہ ہوگا تو بنو قنطوراء آئیں گے' جن کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی' یہاں تک کہ وہ نہر کے کنارے پر اتریں گے اور وہاں کے باشندگان کے تین گروہ ہو جائیں گے' ایک گروہ گایوں کی دُموں اور جنگلوں میں پناہ لے گا اور ہلاک ہو جائے گا اور ایک گروہ اپنے لیے امان حاصل کرے گا اور ہلاک ہو جائے گا اور ایک گروہ اپنی اولاد کو اپنی پشتوں کے پیچھے چھوڑے گا اور ان سے جہاد کرے گا اور وہ شہداء ہوں گے۔ (ابوداؤد)

٨٢٧٢ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اَنَسُ اِنَّ النَّاسَ يُمَصِّرُوْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! لوگ شہر آباد کریں گے' ان میں سے ایک شہر کو بصرہ کہا جائے گا' اگر تم وہاں

اَمْصَارًا فَإِنَّ مِصْرًا مِّنْهَا يُقَالُ لَهُ الْبَصْرَةُ فَإِنْ اَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا اَوْ دَخَلْتَهَا فَإِيَّاكَ وَسِبَاخَهَا وَكِلَائَهَا وَنَخِيْلَهَا وَسُوْقَهَا وَبَابَ اُمَرَائِهَا وَعَلَيْكَ بِضَوَاحِيْهَا فَإِنَّهُ يَكُوْنُ بِهَا خَسْفٌ وَّقَذْفٌ وَّرَجْفٌ وَّقَوْمٌ يَّبِيْتُوْنَ وَيُصْبِحُوْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

سے گزر رو یا وہاں داخل ہو تو وہاں سباخ' کلاء اور وہاں کی کھجوروں اور بازاروں اور امراء کے دروازوں سے بچے رہنا اور وہاں کے اطراف کو لازم پکڑنا' کیونکہ اس جگہ زمین میں دھنسایا جانا اور پتھر برسنا اور زلزلے ہوں گے اور ایک قوم رات گزارے گی اور صبح کو وہ بندر اور خنزیر ہو جائیں گے۔ (ابوداؤد)

۸۲۷۳ - وَعَنْ صَالِحِ بْنِ دِرْهَمٍ يَقُوْلُ اِنْطَلَقْنَا حَاجِّيْنَ فَإِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا اِلٰى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُّقَالُ لَهَا الْاُبُلَّةُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنْ يَّضْمَنُ لِيْ مِنْكُمْ اَنْ يُّصَلِّيَ لِيْ فِيْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ اَوْ اَرْبَعًا وَّيَقُوْلُ هٰذَا لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُ مِنْ مَّسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ لَا يَقُوْمُ مَعَ شُهَدَاءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ هٰذَا الْمَسْجِدُ مِمَّا يَلِي النَّهَرَ.

حضرت صالح بن درہم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حج کے ارادے سے جا رہے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے ہمیں کہا: کیا تمہارے قریب ابلہ نامی کوئی بستی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا: تم میں سے کون مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ (وہاں) مسجد عشار میں' میرے لیے دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے اور کہے کہ یہ نماز ابو ہریرہ کے لیے ہے' میں نے اپنے خلیل ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل روزِ قیامت مسجد عشار سے شہداء کو اٹھائے گا' جن کے علاوہ کوئی شہدائے بدر کے ساتھ نہیں کھڑا ہو گا۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور کہا کہ یہ مسجد نہر کے قریب ہے)

ایصالِ ثواب کا ثبوت

اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کون ہے جو مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ مسجد عشار میں میرے لیے دو یا چار رکعت نماز پڑھے اور کہے کہ یہ نماز ابو ہریرہ کے لیے ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایصالِ ثواب درست ہے اور نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جا سکتا ہے' انسان کوئی نیک عمل کرے' حج' نماز' روزہ' صدقہ و خیرات یا تلاوتِ قرآن اور اس کا ثواب کسی زندہ یا مردہ شخص کی نذر کر دے تو یہ جائز ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری والدہ فوت ہو گئی ہے' اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے نفع پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے عرض کیا: میرا ایک باغ ہے' میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی والدہ کی طرف سے وہ باغ صدقہ کر دیا۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۴۳' مکتبہ حقانیہ' ملتان)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ۲۷۵ھ ہی روایت کرتے ہیں:

عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں۔ اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے اور اس کے بیٹے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی طرف سے بقیہ پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا اور کہا: (میں اس وقت تک آزاد نہیں کروں گا) جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کر لوں' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والد نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی ہے' اور ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے ہیں'

میرے ذمہ پچاس غلام باقی ہیں' کیا میں اپنے والد کی طرف سے آزاد کردوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو وہ ثواب اسے پہنچ جاتا۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۴۳' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' ملتان)

اس پر سوال ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰىO انسان کے لیے وہی ہے' جو اس نے عمل کیاO

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچتا۔ استاذنا المحترم شارح بخاری شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب رضوی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۲۲ھ لکھتے ہیں:

اس کے آٹھ جواب ہیں:

پہلا جواب: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ اس کی ناسخ یہ آیہ کریمہ ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ. (الطور:۲۱)

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی' ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی اور ان کے عمل میں انہیں کوئی کمی نہ دی۔

اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نیکی کے باعث ان کے آباء واجداد کو جنت میں داخل کیا۔

دوسرا جواب: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کی قوموں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس امت کا یہ حال ہے کہ انہیں اپنے اعمال اور دوسروں کے اعمال بھی نفع دیتے ہیں۔

تیسرا جواب: ربیع بن انس نے کہا: اس آیت کریمہ میں انسان سے کافر انسان مراد ہے یعنی کافر انسان جو عمل خود کرے (ایمان لائے۔ رضوی غفرلہ) وہی اس کے لیے سودمند ہیں' دوسروں کے نیک اعمال اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

چوتھا جواب: حسین بن فضل نے کہا: بہ طریق عدل انسان کے لیے وہی ہے جو وہ خود عمل کرے' لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جو چاہے انسان کو مزید عطا فرما سکتا ہے۔

پانچواں جواب: ابوبکر وراق نے کہا: "ما سعی" کا معنی "ما نوی" ہے یعنی انسان کی جو نیت ہو وہی کچھ اسے ملتا ہے۔

چھٹا جواب: ثعلبی نے کہا: کافر انسان کے نیک عمل کا صلہ اسے دنیا ہی میں مل جاتا ہے' آخرت میں اس کے لیے کچھ نہیں۔

ساتواں جواب: "للانسان" میں لام "علی" کے معنی میں ہے' یعنی انسان کو اس کا اپنا عمل نقصان پہنچا سکتا ہے۔

آٹھواں جواب: ابوالفرج نے اپنے شیخ ابن زغوانی سے ذکر کیا کہ انسان کو اس کی اپنی کوشش ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے' لیکن اس کے اسباب مختلف ہیں۔ کبھی شی کے حصول میں انسان کی اپنی کوشش ہوتی ہے' کبھی وہ اس کے سبب کے حصول میں کوشش کرتا ہے' جیسے اپنے بچے کی تربیت میں سعی کرتا ہے کہ وہ اس کے لیے نیک دعائیں کرے' کبھی انسان دین کی خدمت اور عبادت میں سعی کرتا ہے تو اسے مؤمنوں کی محبت حاصل ہوتی ہے' یہ وہ سبب ہے جو اس کی سعی سے حاصل ہوتا ہے۔

(تفہیم البخاری ج ۱ ص ۸۲۴' مطبوعہ جامعہ سراجیہ' فیصل آباد)

۸۲۷۴ - وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوا الْحَبْشَةَ مَا وَدَعُوْكُمْ وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوْكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ (نبی کریم ﷺ نے) فرمایا: تم اہل حبشہ کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں اور تم ترکوں کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں۔ (ابوداؤد)

٨٢٧٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتْرُكُوا الْحَبْشَةَ مَا تَرَكُوْكُمْ فَاِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ اِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبْشَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اہل حبشہ کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں' کیونکہ کعبہ کا خزانہ حبشہ کا ایک باریک پنڈلیوں والا شخص ہی نکالے گا۔ (ابوداؤد)

٨٢٧٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْاَعْمَاقِ اَوْ بِدَابِقٍ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ خِيَارِ اَهْلِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَاِذَا تَصَافُّوْا قَالَتِ الرُّوْمُ خَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِيْنَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَيَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ لَا وَاللّٰهِ لَا نُخَلِّيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ اِخْوَانِنَا فَيُقَاتِلُوْنَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ اَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُوْنَ اَبَدًا فَيَفْتَتِحُوْنَ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ فَبَيْنَاهُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوْا سُيُوْفَهُمْ بِالزَّيْتُوْنِ اِذْ صَاحَ فِيْهِمُ الشَّيْطَانُ اِنَّ الْمَسِيْحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِيْ اَهْلِيْكُمْ فَيَخْرُجُوْنَ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ فَاِذَا جَاءُوا الشَّامَ خَرَجَ فَبَيْنَاهُمْ يُعِدُّوْنَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ اِذْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَؤُمُّهُمْ فَاِذَا رَاٰهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتّٰى يَهْلِكَ وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِيَدِهٖ فَيُرِيْهِمْ دَمَهٗ فِيْ حَرْبَتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک رومی اعماق یا دابق کے مقام پر نہ پہنچ جائیں' پھر ان کے مقابلہ میں مدینہ منورہ سے ایک لشکر نکلے گا' جو اس وقت روئے زمین پر سب سے بہتر لوگ ہوں گے' جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف بندی کر لیں گے' تو رومی (لشکر اسلام سے) کہیں گے: تم ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جنہوں نے ہمارے کچھ آدمی قید کیے ہیں تاکہ ہم ان سے لڑائی کریں (اور اپنے آدمیوں کا انتقام لیں)' مسلمان کہیں گے: نہیں! اللہ کی قسم! ہم اپنے بھائی تمہارے حوالے نہیں کر سکتے' پھر وہ ان سے لڑائی کریں گے اور مسلمانوں کا تہائی حصہ بھاگ جائے گا' اللہ تعالیٰ ان کی کبھی بھی توبہ قبول نہیں فرمائے گا' ایک تہائی مسلمان شہید کر دیئے جائیں گے' وہ اللہ کے نزدیک شہداء میں سے افضل ہوں گے' تہائی حصہ فتح یاب ہوگا' وہ کبھی فتنہ میں مبتلا نہیں ہوں گے' وہ قسطنطنیہ فتح کر لیں گے اور وہ مال غنیمت کی تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنی تلواریں زیتون کے درخت پر لٹکائی ہوں گی کہ اچانک شیطان چلا کر کہے گا کہ تمہارے پیچھے تمہارے گھروں میں مسیح دجال آ گیا ہے تو مسلمان نکل پڑیں گے' حالانکہ یہ جھوٹی خبر ہوگی اور جب وہ ملک شام میں آئیں گے تو دجال نکل آئے گا' وہ لڑائی کی تیاری کے لیے صفیں درست کر رہے ہوں گے' جب نماز قائم کی جائے گی تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے اور وہ مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے' جب دشمن خدا دجال انہیں دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھلنے لگے گا جس طرح پانی میں نمک پگھلتا ہے' اگر وہ اسے چھوڑے رکھتے تو وہ پگھلتا رہتا حتیٰ کہ ہلاک ہو جاتا' لیکن اللہ تعالیٰ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کرائے گا اور ان کے نیزے پر اس کا خون دکھلائے گا۔ (مسلم)

٨٢٧٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى لَا يُقْسَمَ مِيْرَاثٌ وَّلَا يُفْرَحَ بِغَنِيْمَةٍ ثُمَّ قَالَ عَدُوٌّ يَّجْمَعُوْنَ لِاَهْلِ الشَّامِ وَيَجْمَعُ لَهُمْ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَعْنِي الرُّوْمَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (نبی کریم ﷺ نے) فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میراث کی تقسیم کرنے اور مال غنیمت پر خوشی منانے کو ترک نہیں کر دیا جائے گا' پھر فرمایا کہ اہل شام کے ساتھ (لڑائی کے لیے) دشمن جمع ہوں گے' اور ان کے مقابلہ میں

فَيَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يَحْجِزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنٰى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يَحْجِزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنٰى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يُمْسُوْا فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنٰى الشُّرْطَةُ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ نَهَدَ إِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللّٰهُ الدَّبْرَةَ عَلَيْهِمْ فَيَقْتَتِلُوْنَ مَقْتَلَةً لَمْ يَرَ مِثْلَهَا حَتّٰى أَنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنْبَاتِهِمْ فَلَا يُخَلِّفُهُمْ حَتّٰى يَخِرَّ مَيْتًا فَيَتَعَادُ بَنُو الْأَبِ كَانُوْا مِائَةً فَلَا يَجِدُوْنَهُ بَقِيَ مِنْهُمْ إِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ فَبِأَيِّ غَنِيْمَةٍ يُفْرَحُ أَوْ أَيِّ مِيْرَاثٍ يُقَسَّمُ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ إِذْ سَمِعُوْا بِبَأْسٍ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ فَجَاءَهُمُ الصَّرِيْخُ إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِيْ ذَرَارِيْهِمْ فَيَرْفُضُوْنَ مَا فِيْ أَيْدِيْهِمْ وَيُقْبِلُوْنَ فَيَبْعَثُوْنَ عَشَرَ فَوَارِسَ طَلِيْعَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْرِفُ أَسْمَاءَهُمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ وَأَلْوَانَ خُيُوْلِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ أَوْ مِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اہل اسلام جمع ہوں گے' آپ کی مراد رومی ہیں' پھر مسلمان ایک لشکر روانہ کریں گے اس شرط پر کہ خواہ وہ مر جائیں لیکن غالب و کامیاب ہوئے بغیر واپس نہ لوٹیں' پھر وہ لڑائی کریں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان رات کا پردہ رکاوٹ بن جائے گا' تو یہ بھی واپس لوٹ آئیں گے اور وہ بھی واپس لوٹ آئیں گے اور ان میں سے کوئی بھی غالب نہیں ہوگا اور لشکر کا وہ دستہ ہلاک ہو جائے گا' پھر مسلمان لشکر کا ایک اور دستہ روانہ کریں گے کہ چاہے وہ مر جائیں مگر غالب و کامیاب ہوئے بغیر واپس نہ لوٹیں' وہ لڑائی کریں گے حتیٰ کہ شام ہو جائے گی' تو یہ بھی واپس لوٹ آئیں گے اور وہ بھی واپس لوٹ آئیں گے اور دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی غالب نہیں ہوگا' اور لشکر کا یہ دستہ ہلاک ہو جائے گا' جب چوتھا دن ہوگا تو مسلمانوں کا باقی لشکر ان کفار پر حملہ کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ان کفار پر شکست مسلط فرما دے گا' وہ ایسی لڑائی کریں گے کہ جس کی مثال پہلے نہیں دیکھی گئی ہوگی' حتیٰ کہ پرندے ان کے ارد گرد سے گزریں گے تو وہ لشکر سے آگے نہیں گزر سکیں گے اور مردہ ہو کر نیچے گر پڑیں گے' ایک باپ جس کے بیٹے سو تک ہوں گے' انہیں شمار کیا جائے گا تو ان میں سے صرف ایک مرد ہی باقی بچا ہوگا' تو پھر غنیمت پر کیسے خوشی منائی جائے اور میراث کیسے تقسیم ہو' اور مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ اس سے بھی بڑی جنگ کی آواز سن لیں گے' انہیں چیخ سنائی دے گی کہ ان کے پیچھے ان کی اولاد میں دجال آ چکا ہے' وہ اپنے ہاتھوں میں جو کچھ ہوگا' اسے چھوڑ کر اُدھر متوجہ ہوں گے اور دس گھڑ سواروں کا دستہ جاسوسی کے لیے بھیجیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ان کے نام' ان کے باپ دادا کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ پہچانتا ہوں' وہ بہترین گھڑ سوار ہوں گے' یا فرمایا کہ اس وقت روئے زمین پر وہ بہترین گھڑ سواروں میں سے ہوں گے۔ (مسلم)

٨٢٧٨ - وَعَنْ ذِيْ مِخْبَرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَتُصَالِحُوْنَ الرُّوْمَ صُلْحًا آمِنًا فَتَغْزُوْنَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَّرَائِكُمْ فَتُنْصَرُوْنَ وَتَغْنَمُوْنَ وَتَسْلَمُوْنَ ثُمَّ تَرْجِعُوْنَ حَتّٰى تَنْزِلُوْا بِمَرْجٍ ذِيْ تُلُوْلٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيْبَ فَيَقُوْلُ غَلَبَ الصَّلِيْبُ فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَدُقُّهُ

حضرت ذو مخبر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب تم رومیوں سے امن والی صلح کرو گے (کہ جس میں دونوں طرف سے عہد شکنی نہیں ہوگی) پھر تم اور وہ مل کر اپنے سامنے والے دشمن سے لڑائی کرو گے اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تم غنیمت حاصل کرو گے اور تم سلامت رہو گے' حتیٰ کہ تم ٹیلوں والی چراگاہ کے قریب اترو گے تو ایک نصرانی صلیب اٹھا کر کہے گا کہ صلیب غالب آ گئی تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی (یہ بات سن کر) غضب میں آ جائے گا اور صلیب توڑ ڈالے گا' اس وقت

فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَغْدِرُ الرُّوْمُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَيَثُوْرُ الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰى اَسْلِحَتِهِمْ فَيَقْتَتِلُوْنَ فَيُكْرِمُ اللّٰهُ تِلْكَ الْعِصَابَةَ بِالشَّهَادَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

رومی عہد شکنی کریں گے اور جنگ کے لیے اکٹھے ہو جائیں گے' اور بعض راویوں نے یہ الفاظ زائد ذکر کیے ہیں کہ پھر مسلمان جوش کے عالم میں اپنے ہتھیاروں کی طرف بڑھیں گے اور لڑائی کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس جماعت کو شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

٨٢٧٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ سَمِعْتُمْ بِمَدِيْنَةٍ جَانِبٌ مِّنْهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِّنْهَا فِي الْبَحْرِ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَغْزُوَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنْ بَنِيْ اِسْحَاقَ فَاِذَا جَاءُوْهَا نَزَلُوْا فَلَمْ يُقَاتِلُوْا بِسِلَاحٍ وَّلَمْ يَرْمُوْا بِسَهْمٍ قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيَسْقُطُ اَحَدُ جَانِبَيْهَا قَالَ ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ الرَّاوِيُّ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا قَالَ الَّذِيْ فِي الْبَحْرِ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ الثَّانِيَةَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْاٰخَرُ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ الثَّالِثَةَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيُفَرَّجُ لَهُمْ فَيَدْخُلُوْنَهَا فَيَغْنَمُوْنَ فَبَيْنَاهُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْمَغَانِمَ اِذْ جَاءَ الصَّرِيْخُ فَقَالَ اِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ فَيَتْرُكُوْنَ كُلَّ شَيْءٍ وَيَرْجِعُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اس شہر کے متعلق سنا ہے' جس کی ایک جانب خشکی میں اور ایک جانب سمندر میں ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: جی ہاں! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک اس میں ستر ہزار بنو اسحاق جہاد نہ کرلیں گے' جب وہ وہاں آ کر اتریں گے تو نہ ہتھیاروں سے لڑائی کریں گے اور نہ تیر اندازی کریں گے' وہ کہیں گے: "لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" تو اس شہر کی ایک جانب گر جائے گی۔ ثور بن یزید راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سمندر والی جانب کہا ہے' پھر وہ دوسری مرتبہ کہیں گے: "لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" تو دوسری جانب گر جائے گی' پھر تیسری مرتبہ کہیں گے: "لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" تو ان کے لیے کشادگی کر دی جائے گی اور وہ اس شہر میں داخل ہو جائیں گے اور غنیمت حاصل کریں گے' وہ مالِ غنیمت تقسیم کرنے میں مصروف ہوں گے کہ اس دوران انہیں چیخ سنائی دے گی کہ دجال نکل آیا ہے' تو وہ ہر چیز چھوڑ کر واپس لوٹ آئیں گے۔ (مسلم)

٨٢٨٠ - وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوْجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ وَفَتْحُ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ خُرُوْجُ الدَّجَّالِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیت المقدس کی آبادی' یثرب کی تباہی کی علامت ہے' اور یثرب کی تباہی' جنگ عظیم کے ظہور کی علامت ہے' اور جنگ عظیم کا ظہور' قسطنطنیہ کی فتح کی علامت ہے' اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے ظہور کی علامت ہے۔ (ابوداؤد)

٨٢٨١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَلْحَمَةُ الْعُظْمٰى وَفَتْحُ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ وَخُرُوْجُ الدَّجَّالِ فِيْ سَبْعَةِ اَشْهُرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا ظہور سات مہینوں میں ہوگا۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٨٢٨٢ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنگ عظیم اور فتح مدینہ کے درمیان چھ سال کا عرصہ ہے اور دجال کا ظہور

وَفَتْحِ الْمَدِيْنَةِ سِتُّ سِنِيْنَ وَيَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي السَّابِعَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَصَحُّ مِنَ الَّذِيْ قَبْلَهُ.

ساتویں سال میں ہوگا۔ (ابوداؤد نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ پہلی والی روایت سے زیادہ صحیح ہے)

۸۲۸۳ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ فَتْحُ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ مَعَ قِيَامِ السَّاعَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قسطنطنیہ کی فتح، قیامِ قیامت کے ساتھ ہے۔ (ترمذی)

۸۲۸٤ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ اُدَمٍ فَقَالَ اُعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِيْ ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَاْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقٰى بَيْتٌ مِّنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْاَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَاْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا، جب کہ آپ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے، آپ نے فرمایا: قیامت کے آنے سے پہلے چھ چیزیں شمار کرلو: میرا وصال مبارک، پھر بیت المقدس کی فتح، پھر موت کی وباء جو تم میں اس طرح پھیلے گی جیسے بکریوں میں وباء پھیلتی ہے، پھر مال کی بہت زیادہ کثرت یہاں تک کہ ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے پھر بھی وہ ناراض ہوگا، پھر فتنہ ہوگا جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہو جائے گا، پھر تمہارے اور رومیوں کے درمیان صلح ہوگی، وہ عہد شکنی کریں گے اور وہ اسّی جھنڈوں کے ساتھ تمہارے مقابلہ میں آئیں گے، ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔ (بخاری)

۸۲۸۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ يُوْشِكُ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يُّحَاصَرُوْا اِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سَلَاحٌ وَّسَلَاحٌ قَرِيْبٌ مِّنْ خَيْبَرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عنقریب مسلمان مدینہ منورہ کی جانب محصور کر دیئے جائیں گے حتیٰ کہ ان کی آخری سرحد مقامِ سلاح ہوگی اور سلاح، خیبر کے قریب ہے۔ (ابوداؤد)

۸۲۸٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَهُوْدَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ وَّرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ خَلْفِيْ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ اِلَّا الْغَرْقَدَ فَاِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُوْدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں سے لڑائی نہ کریں، مسلمان انہیں قتل کریں گے، یہاں تک کہ یہودی پتھر یا درخت کے پیچھے چھپے گا تو پتھر اور درخت کہے گا: اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے ہے، آ! اور اسے قتل کر دے، سوائے غرقد نامی درخت کے، کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔ (مسلم)

۸۲۸۷ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک بنو قحطان میں سے ایک شخص نہ نکلے گا جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔ (بخاری ومسلم)

۸۲۸۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الْاَيَّامُ وَاللَّيَالِيْ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَوَالِيْ يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گردشِ شب و روز ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ جہجاہ نامی ایک شخص بادشاہ بن جائے گا اور ایک روایت میں ہے: حتیٰ کہ آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک شخص بادشاہ بن جائے گا' جسے جہجاہ کہا جائے گا۔ (مسلم)

۸۲۸۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا يَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهُ وَقَيْصَرُ لَيُهْلَكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرُ بَعْدَهُ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَسَمَّى الْحَرْبُ خَدْعَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسریٰ ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور قیصر ضرور بالضرور ہلاک ہو جائے گا' پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور تم یقیناً ان کے خزانے راہِ خدا میں تقسیم کرو گے' اور آپ نے جنگ کو دھوکے کا نام دیا۔ (بخاری و مسلم)

قیصر و کسریٰ کی ہلاکت

اس حدیث میں ہے کہ کسریٰ ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور قیصر ضرور بالضرور ہلاک ہو جائے گا' پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ عراق میں کسریٰ اور شام میں قیصر نہیں رہے گا' جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں تھے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں ملکوں میں قیصر و کسریٰ کی حکومتیں ختم ہو جانے کی خبر دی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح فرمایا اسی طرح ہوا۔ کسریٰ کی حکومت ختم ہو گئی اور روئے زمین پر اس کا نام و نشان نہ رہا اور اس کا ملک پارہ پارہ ہو گیا' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے وہ ختم ہو کر رہ گیا' اور قیصر ملک شام سے شکست کھا کر دوسرے شہروں میں چلا گیا اور مسلمانوں نے ان دونوں کے شہروں کو فتح کر لیا اور وہاں مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی اور مسلمانوں نے ان کے خزانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح معجزہ ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج۹ ص ۲۴۹' مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

۸۲۹۰ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَنْزَ اٰلِ كِسْرٰى الَّذِيْ فِي الْاَبْيَضِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آلِ کسریٰ کا خزانہ فتح کرے گی' جو قصرِ ابیض میں ہے۔ (مسلم)

۸۲۹۱ - وَعَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جزیرۂ عرب میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا' پھر فارس میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا' پھر روم میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا' پھر دجال سے جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ (مسلم)

بَابُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ

علاماتِ قیامت کا بیان

''اشراط الساعۃ'' کی لغوی تحقیق

''شَــرْط''(راء کے سکون کے ساتھ) کا معنی ہے: ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ وابستہ کرنا' مثلاً کہا جاتا ہے کہ اگر اس طرح ہوا تو ایسا ہو جائے گا' اور اس کی جمع شروط آتی ہے اور ''شَــرَط''(راء کے فتحہ کے ساتھ) کا معنی ہے: علامت اور کسی چیز کے وجود کا نشان' لہٰذا ''اشراط ساعت'' کا معنی ہے: قیامت کی نشانیاں' اور ساعت رات دن کے اجزاء میں سے ایک جزء اور حصہ کو کہتے ہیں اور ساعت کا معنی وقتِ حاضر بھی ہے۔ قیامت یا قیامت برپا ہونے کے وقت کو بھی ساعت کہتے ہیں۔

چونکہ قیامت آنے کا وقت مبہم ہے' کسی بھی ساعت میں آ سکتی ہے' لہٰذا اسے ساعت کہتے ہیں۔ علماء کرام نے ''اشــــراط ســاعت'' کی تفسیر میں ان چھوٹے چھوٹے اُمور کا ذکر کیا ہے' جو قیامت قائم ہونے سے پہلے واقع ہوں گے اور لوگوں کے نزدیک وہ غیر معروف اور عجیب وغریب اُمور ہوں گے' مثلاً لونڈی کا اپنے مالک کو جننا' بلند و بالا عمارتیں بنانا' جہالت اور زنا اور شراب نوشی کی کثرت' مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت' امانتوں کا ضائع ہونا' جنگوں اور فتنوں کی کثرت وغیرہ جن کا اس باب میں بیان ہو گا۔ ''اشراط ساعت'' کی یہ تفسیر اس وجہ سے کی ہے کہ قیامت کی علامات کبریٰ جو قیامت کے ساتھ متصل واقع ہوں گی' وہ اور ہیں۔ ان کا ذکرہ آئندہ باب میں آئے گا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۱۰' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۸۲۹۲ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ اِمْرَاَةٍ الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ وَفِىْ رِوَايَةٍ يَقِلُّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کی علامات یہ ہیں کہ علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی اور زنا کی کثرت ہو گی اور شراب نوشی عام ہو جائے گی اور مرد کم اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی' یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی کفالت کرنے والا ایک مرد ہو گا اور ایک روایت میں ہے کہ علم کم ہو جائے گا اور جہالت ظاہر ہو جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

ف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ عالی کا مفہوم یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا' اس کی صورت یہ ہو گی کہ علماء کرام کی وفات ہوتی رہے گی اور ان کے جانشین علماء پیدا نہیں ہوں گے یا علماء امراء کے سامنے جھکیں گے اور علم کی قدر باقی نہیں رہے گی اور شراب نوشی عام ہو جائے گی' جس کی بناء پر فساد' خون ریزی ہو گی اور آپس میں عداوتیں پیدا ہوں گی۔

اور مرد حضرات جن کے وجود سے جہان میں نظم وضبط برقرار رہتا ہے' وہ کم ہو جائیں گے' جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ نظم وضبط برقرار نہیں رہے گا اور عورتوں کی کثرت ہو گی' جس کی وجہ سے مردوں کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو گا۔ ایک ایک مرد پچاس پچاس عورتوں کی کفالت کرنے والا ہو گا' مراد یہ ہے کہ ایک مرد کے زیرِ کفالت اس کی مائیں' دادیاں' نانیاں' بہنیں' پھوپھیاں اور خالائیں وغیرہ بہ کثرت عورتیں ہوں گی۔

۸۲۹۳ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دُوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب غنیمت کو دولت اور امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان شمار کیا جائے' اور دنیا کے لیے علم حاصل کیا جائے' مرد اپنی بیوی کا فرماں بردار ہو اور اپنی ماں کا نافرمان ہو' اور اپنے دوست کے قریب ہو اور اپنے باپ سے دور ہو' اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں' اور قبیلے کا فاسق وفاجر شخص' ان کا سردار ہو' قوم کا ذلیل آدمی

فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَۃَ فَاسِقُھُمْ وَکَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَھُمْ وَاُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَۃَ شَرِّہٖ وَظَھَرَتِ الْقِیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلَھَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِکَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَۃً وَّخَسْفًا وَّمَسْخًا وَّقَذْفًا وَّاٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْکُہٗ فَتَتَابَعُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

ان کا رئیس ہو' آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کی جائے' گانے بجانے والی عورتیں اور آلات موسیقی ظاہر ہو جائیں اور شراب پی جائے اور اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں تو اس وقت تم انتظار کرنا سرخ آندھی کا اور زلزلے کا اور زمین میں دھنسائے جانے کا اور شکلیں بدل جانے کا اور پتھر برسنے کا اور نشانیوں کا انتظار کرنا جو لگاتار آئیں گی' جس طرح لڑی کا دھاگہ ٹوٹ جانے پر موتی مسلسل گرتے ہیں۔ (ترمذی)

صحابہ کرام علیہم الرضوان پر لعن طعن کرنا قربِ قیامت کی علامت ہے

اس حدیث میں ہے کہ اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔ اس کا مصداق رافضیوں کا بدترین گروہ ہے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں لعن طعن کرتے ہیں۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ یہ علامت اسی امت کی خصوصیات میں سے ہے' سابقہ امتوں میں یہ بات نہیں تھی' اور علاماتِ قیامت کے مناسب یہی ہے کہ یہ بات صرف اسی امت میں ہو اور اس کی تائید اس طرح ہوتی ہے کہ اگر یہود و نصاریٰ سے کہا جائے: تمہاری ملت میں سب سے افضل کون حضرات ہیں؟ تو وہ کہیں گے: حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب افضل ہیں۔ اللہ رب العزت نے اوّلین (صحابہ کرام علیہم الرضوان) کی شان میں فرمایا:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ. (التوبہ:۱۰۰)

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جنہوں نے بھلائی میں ان کی پیروی کی' اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ. (الفتح:۱۸)

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

کتاب وسنت ان حضرات صحابہ کے فضائل ومناقب سے بھری ہوئی ہیں' انہوں نے نبی کریم ﷺ کی تائید ونصرت کی' اللہ کی راہ میں جہاد کیا جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔ اسلام کے شہروں کو فتح کیا' نبی کریم ﷺ سے احکام اور تمام علوم یاد کیے اور ان حضرات سے علماء ومشائخ نے استفادہ کیا' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں تعلیم دی کہ ہم ان کے حق میں کہیں:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ. (الحشر:۱۰)

اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

ایک لعنت کرنے والا ملعون گروہ ظاہر ہوا' جو کافر یا مجنون ہے' انہوں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حق میں لعن طعن پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ انہیں اپنے اوہام فاسدہ سے کافر قرار دیا اور کہا کہ خلافت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حق تھا۔ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے ناجائز طور پر ان کا حق خلافت چھین لیا' حالانکہ یہ قول باطل ہے' اس کے باطل ہونے پر سلف وخلف کا اجماع ہے اور منکرین کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔ ان کے پاس کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص ہو اور جن صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ایامِ خلافت میں اپنے اجتہاد کی بناء پر ان کی مخالفت کی' وہ بھی لعنت کے مستحق نہیں' کیونکہ زیادہ سے

19

زیادہ یہ ہے کہ ان کا اجتہاد خطا تھا۔ بالفرض اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ اس معاملہ میں گناہ گار تھے تو احتمال ہے کہ ان کا وصال توبہ کی حالت میں ہوا ہو یا اللہ کی مشیت کے تحت باقی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید غالب ہے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت کی برکت سے ان کے لیے شفاعت کی امید ہے۔ ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اصحاب کی لغزش ان کی سبقت کی بناء پر معاف فرما دے گا۔ ہم صغیرہ و کبیرہ کثیر گناہوں کے باوجود اپنے رب کی رحمت اور اپنے نبی ﷺ کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں' تو امت کے یہ اکابر حضرات اور ملت اسلامیہ کے اعوان و انصار کیسے محروم رہ سکتے ہیں۔ طائفہ رافضیہ مخلوق میں سے بدترین اور سب سے بڑا ظالم' احمق اور جاہل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: اپنے فوت شدہ حضرات کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہی کیا کرو' اور فرمایا: جب میرے صحابہ کا ذکر کرو تو اپنی زبانوں کو روک لیا کرو' اور ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان اور ان کا بغض کفر ہے' انصار کی محبت ایمان اور ان کا بغض کفر ہے' عرب کی محبت ایمان اور ان کا بغض کفر ہے' جس نے میرے صحابہ کو گالی دی' اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو' جس نے صحابہ کے بارے میں میری ہدایت کو یاد رکھا' میں روزِ قیامت اس کی حفاظت فرماؤں گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٥٢٩٤ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَعَلَتْ أُمَّتِيْ خَمْسَ عَشَرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ إِذَا كَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَاَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَبَرَّ صَدِيْقَهٗ وَجَفَا اَبَاهُ وَارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلُبِسَ الْحَرِيْرُ وَاتُّخِذَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَلْيَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ اَوْ خَسْفًا اَوْ مَسْخًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری امت پندرہ عادات اپنا لے گی تو ان پر بلاء نازل ہو گی' جب غنیمت کو دولت اور امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان شمار کر لیا جائے گا اور مرد اپنی بیوی کا فرماں بردار اور ماں کا نافرمان ہو گا' اور اپنے دوست سے حسنِ سلوک کرے گا اور باپ سے زیادتی کرے گا' اور مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی' اور قوم کا سردار ان کا ذلیل ترین آدمی ہو گا' اور آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کی جائے گی' اور شراب پی جائے گی' اور ریشمی لباس پہنا جائے گا' اور گانے بجانے والی عورتوں اور آلاتِ موسیقی کو اختیار کر لیا جائے گا' اور اس امت کے آخر والے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے تو اس وقت تم انتظار کرنا سرخ آندھی کا یا زمین میں دھنسائے جانے کا یا شکلیں تبدیل ہونے کا۔ (ترمذی)

٥٢٩٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ إِذَا جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ إِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ إِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گفتگو فرما رہے تھے اچانک ایک اعرابی آیا' اور اس نے عرض کیا: قیامت کب ہو گی؟ آپ نے فرمایا: جب امانت ضائع کر دی جائے گی تو قیامت کا انتظار کرنا' اس نے عرض کیا: امانت کیسے ضائع کی جائے گی؟ فرمایا: جب معاملہ نااہل کے سپرد کر دیا جائے گا تو قیامت کا انتظار کرنا۔ (بخاری)

معاملات کا نااہل لوگوں کے سپرد ہونا' قربِ قیامت کی نشانی ہے

اس حدیث میں ہے کہ جب معاملہ نااہل لوگوں کے سپرد کر دیا جائے گا تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس سے مراد سلطنت' امارت'

منصب قضاء وغیرہ اُمور مراد ہیں۔ جس میں خلافت کے استحقاق کے شرائط نہ ہوں گے اسے منصب خلافت سونپ دیا جائے گا۔ بچوں، جاہلوں، عورتوں اور فاسقوں کو سربراہِ حکومت بنادیا جائے گا۔ نااہل لوگوں کو تدریس، افتاء اور امامت و خطابت کے مقام پر کھڑا کردیا جائے گا۔ آج کے دور میں مخبر صادق ﷺ کی اس غیبی خبر کا ظہور ہورہا ہے۔ فاسق و فاجر لوگ قوم کے مقتداء و پیشوا ہیں، نااہل لوگ مفتی، محدث، مفسر کے القابات کو اظہارِ فخر کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔ قرآن و حدیث کے علوم سے ناآشنا لوگ چرب زبانی کے ذریعے میدانِ خطابت کے شہسوار بنے ہوئے ہیں۔ مکر و فریب، رشوت و سفارش اور ناجائز ذرائع سے اہم مناصب کو حاصل کیا جارہا ہے۔ ان غیبی اخبار کے ظہور کے بعد یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ کو عطائے الٰہی سے علمِ غیب حاصل نہ تھا، کتنی بڑی حماقت و جہالت ہے۔

٨٢٩٦ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قیامت سے پہلے بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے ہوں گے، ان سے بچ کر رہنا۔ (مسلم)

٨٢٩٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُوْنُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُوْنُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُوْنُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُوْنُ السَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک زمانہ مختصر نہ ہوجائے، ایک سال ایک ماہ کی طرح اور ایک ماہ ایک ہفتہ کی طرح اور ایک ہفتہ ایک دن کی طرح اور ایک دن ایک گھڑی کی طرح اور ایک گھڑی آگ کے شعلے کی طرح ہوجائے گی۔ (ترمذی)

٨٢٩٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيْضَ حَتّٰى يَخْرُجَ الرَّجُلُ زَكٰوةَ مَالِهٖ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَّقْبَلُهَا مِنْهُ وَتَعُوْدُ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَّاَنْهَارًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ مال کی کثرت و فراوانی ہوجائے گی حتیٰ کہ آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر نکلے گا تو اسے زکوٰۃ قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا اور عرب کی زمین چراگاہوں اور نہروں میں تبدیل ہوجائے گی۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ تَبْلُغُ الْمَسَاكِنُ اَهَابَ اَوْ يُهَابَ.

اور ایک روایت میں ہے کہ رہائش گاہیں اہاب یا یہاب کے مقام تک پہنچ جائیں گی۔

٨٢٩٩ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ خَلِيْفَةٌ يُّقَسِّمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهٗ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو مال تقسیم کرے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ اُمَّتِيْ خَلِيْفَةٌ يَّحْثِي الْمَالَ حَثْيًا وَّلَا يَعُدُّهٗ عَدًّا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو لپ بھر بھر کر مال دے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔ (مسلم)

٨٣٠٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْفُرَاتُ اَنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب فرات سے سونے کا خزانہ نکلے گا، پس جو کوئی حاضر ہو تو وہ اس سے

يَحْسُرَ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کوئی چیز نہ لے۔ (بخاری ومسلم)

٨٣٠١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَحْسُرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ يَّقْتَتِلُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَيَقُوْلُ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ لَعَلِّيْ اَكُوْنُ اَنَا الَّذِيْ اَنْجُوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک فرات سے سونے کا پہاڑ نہ نکل آئے' لوگوں کی اس پر لڑائی ہوگی تو ہر سو افراد سے ننانوے آدمی قتل ہو جائیں گے' اور ان میں سے ہر شخص خیال کرے گا کہ شاید میں ہی نجات یافتہ شخص ہوں گا۔ (مسلم)

٨٣٠٢ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقِيْءُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيْءُ الْقَاتِلُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَتَلْتُ وَيَجِيْءُ الْقَاطِعُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِيْ وَيَجِيْءُ السَّارِقُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قُطِعَتْ يَدِيْ ثُمَّ يَدَعُوْنَهُ فَلَا يَاْخُذُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کی سونے چاندی کے ستونوں کی شکل میں قے کر دے گی تو قاتل آئے گا اور کہے گا کہ میں نے اس (مال) کے لیے قتل کیا اور رشتہ توڑنے والا آ کر کہے گا کہ میں نے اس (مال) کے لیے اپنے رشتے توڑے اور چور آ کر کہے گا کہ اس (مال) کے لیے میرا ہاتھ کاٹا گیا' پھر وہ اس (مال) کو چھوڑ دیں گے اور اس میں سے کوئی چیز نہیں لیں گے۔ (مسلم)

٨٣٠٣ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّيْنُ اِلَّا الْبَلَاءُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! دنیا ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ آدمی قبر پر گزرے گا اور اس پر لوٹ پوٹ ہونے لگے گا اور کہے گا: کاش! میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور اس میں آزمائش کے سوا دین نہ ہوگا۔ (مسلم)

٨٣٠٤ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ سرزمین حجاز سے ایسی آگ ظاہر ہوگی' جو بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی۔ (بخاری ومسلم)

سرزمین حجاز سے آگ کا ظہور

اس حدیث میں ہے کہ سرزمین حجاز سے ایسی آگ ظاہر ہوگی' جو بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ١٠٥٢ھ لکھتے ہیں:

اس آگ کے ظہور کے متعلق خبریں حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں اور اس آگ کا غالب ظہور مدینہ منورہ میں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سیّد کائنات علیہ افضل الصلوات کی برکت سے مدینہ منورہ کو اس آگ کی آفت سے محفوظ رکھا' اس کی ابتداء بروز جمعہ تین جمادی

الاخریٰ کو ہوئی اور بہ روز ہفتہ ستائیس رجب کو یہ آگ ختم ہوئی اور اس کی مجموعی مدت باون دن ہے' یہ آگ حجاز کی جانب سے ایک قلعے اور برجوں والے بہت بڑے شہر کی مانند آئی' یوں محسوس ہوتا تھا کہ آدمیوں کی ایک جماعت اسے کھینچ کر لا رہی ہے' جس پہاڑ تک پہنچتی اس کو جلا کر خاکستر کر دیتی۔ بجلی کی طرح گرجتی تھی اور دریا کی طرح جوش مارتی تھی' یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس آگ کے اندر سے سرخ نہریں نکل رہی ہیں۔ وہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچی مگر اتنی شدت کے باوجود مدینہ منورہ میں اس سے ٹھنڈی ہوا آتی تھی۔ اس آگ کی روشنی نے مدینہ منورہ کے اطراف واکناف کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ حرم پاک اور مدینہ منورہ کے تمام گھروں کو آفتاب کی روشنی کی طرح چمکا رکھا تھا۔ چاند سورج کی روشنی اس کے سامنے ماند پڑ چکی تھی۔ بعض اہل مکہ نے اس آگ کی روشنی کا یمامہ وبصریٰ میں مشاہدہ کیا۔ اس آگ کی عجیب خاصیت تھی کہ وہ پتھروں کو نگل جاتی تھی اور انہیں پگھلا دیتی تھی لیکن درختوں پر اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ وادی میں ایک بہت بڑا پتھر تھا جس کا نصف حصہ حرم مدینہ میں داخل تھا اور نصف حصہ باہر تھا' باہر والے نصف حصہ کو آگ نے جلا دیا اور جب اندر والے نصف حصہ تک پہنچی تو آگ بجھ گئی۔ اہل مدینہ عاجزی وزاری کرنے لگے' انہوں نے صدقہ وخیرات اور غلام آزاد کرنا شروع کر دیئے۔ جمعہ کی رات تمام اہل مدینہ حتیٰ کہ بچے اور عورتیں حرم شریف میں آ کر روضہ پاک کے گرد برہنہ سر گڑگڑاتے رہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس آگ کا رخ شمال کی جانب پھیر دیا اور اہل مدینہ کو اس آگ سے نجات عطا فرمائی۔ اسی سال تاتاریوں کا فتنہ ظہور پذیر ہوا اور بغداد شریف اور اطراف عالم میں جنگ اور فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۱۳-۳۱۴' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اگر سوال ہو کہ حدیث کو اس آگ پر کیسے محمول کیا جا سکتا ہے؟ جب کہ آئندہ حدیث آ رہی ہے کہ آپ نے فرمایا: قیامت کی پہلی نشانی ایسی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر دے گی جب کہ وہ آگ تو ابھی پیدا نہیں ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے آپ کی مراد سب سے پہلی نشانی نہیں بلکہ مراد وہ نشانیاں ہیں جو قیامت سے متصل ہیں اور قرب قیامت کی دلیل ہیں' کیونکہ قیامت کی نشانیوں میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت بھی ہے' حالانکہ آپ کی بعثت اس آگ سے پہلے ہے یا آگ سے یہاں فتنوں اور لڑائیوں کی آگ مراد ہے' جس طرح تاتار کا فتنہ مشرق سے لے کر مغرب تک پھیل گیا تھا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۰۵ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی پہلی نشانی ایسی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر دے گی۔ (بخاری)

۸۳۰۶ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْاِنْسَ وَحَتّٰى تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهٖ وَشِرَاكُ نَعْلِهٖ وَيُخْبِرُهٗ فَخِذُهٗ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهٗ بَعْدَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ درندے انسانوں سے کلام کریں گے اور آدمی سے اس کے کوڑے کا کنارہ اور اس کی جوتی کا تسمہ کلام کرے گا اور آدمی کی ران اسے وہ سب کچھ بتا دے گی' جو اس کے بعد اس کے گھر والوں نے کیا ہوگا۔ (ترمذی)

۸۳۰۷ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فُقِدَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

الْجَرَادُ فِیْ سَنَةٍ مِّنْ سِنِیْ عُمَرَ الَّتِیْ تُوُفِّیَ فِیْهَا فَاهْتَمَّ بِذٰلِكَ هَمًّا شَدِیْدًا فَبَعَثَ اِلَى الْیَمَنِ رَاكِبًا وَّرَاكِبًا اِلَى الْعِرَاقِ وَرَاكِبًا اِلَى الشَّامِ یَسْاَلُ عَنِ الْجَرَادِ هَلْ اُرِیَ مِنْهُ شَیْئًا فَاَتَاهُ الرَّاكِبُ الَّذِیْ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ بِقَبْضَةٍ فَنَثَرَهَا بَیْنَ یَدَیْهِ فَلَمَّا رَاٰهَا عُمَرُ كَبَّرَ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ اَلْفَ اُمَّةٍ سِتُّ مِائَةٍ مِّنْهَا فِی الْبَحْرِ وَاَرْبَعُ مِائَةٍ فِی الْبَرِّ وَاِنَّ اَوَّلَ هَلَاكِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْجَرَادُ فَاِذَا هَلَكَ الْجَرَادُ تَتَابَعَتِ الْاُمَمُ كَنِظَامِ السِّلْكِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

کی زندگی کے آخری برس جس میں آپ کا وصال ہوا' ٹڈی کم ہوگئی (یعنی ان علاقوں میں ٹڈی نایاب ہوگئی)' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس سے شدید غم لاحق ہوگیا' آپ نے ایک سوار یمن کی طرف اور ایک سوار عراق کی طرف اور ایک سوار شام کی طرف روانہ فرمایا' وہ سوار ٹڈی کے متعلق دریافت کرتا تھا کہ کیا کسی آدمی نے کوئی ٹڈی دیکھی ہے؟ یمن کی طرف جانے والا سوار مٹھی بھر ٹڈیاں لے کر آیا اور انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے بکھیر دیا' جب آپ نے ٹڈیاں دیکھیں تو اللہ اکبر کہا' اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بے شک اللہ عزوجل نے ایک ہزار امتیں پیدا فرمائی ہیں' جن میں سے چھ سو امتیں سمندر میں اور چار سو امتیں خشکی میں ہیں' اور بے شک سب سے پہلے ہلاک ہونے والی امت ٹڈی ہے' جب ٹڈی ہلاک ہوگئی تو امتیں پے در پے ہلاک ہوں گی' جس طرح لڑی کے دانے لگاتار گرتے ہیں۔

(بیہقی' شعب الایمان)

٨٣٠٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِنَغْنَمَ عَلٰى اَقْدَامِنَا فَرَجَعْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ شَیْئًا وَّعَرَفَ الْجَهْدَ فِیْ وُجُوْهِنَا فَقَامَ فِیْنَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْهُمْ اِلَیَّ فَاَضْعُفَ عَنْهُمْ وَلَا تَكِلْهُمْ اِلٰى اَنْفُسِهِمْ فَیَعْجِزُوْا عَنْهَا وَلَا تَكِلْهُمْ اِلَى النَّاسِ فَیَسْتَاْثِرُوْا عَلَیْهِمْ ثُمَّ وَضَعَ یَدَهٗ عَلٰى رَاْسِیْ ثُمَّ قَالَ یَا ابْنَ حَوَالَةَ اِذَا رَاَیْتَ الْخِلَافَةَ قَدْ نَزَلَتِ الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ فَقَدْ دَنَتِ الزَّلَازِلُ وَالْبَلَابِلُ وَالْاُمُوْرُ الْعِظَامُ وَالسَّاعَةُ یَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنَ النَّاسِ مِنْ یَدِیْ هٰذِهٖ اِلٰى رَاْسِكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَّرَوَاهُ الْحَاكِمُ فِیْ صَحِیْحِهٖ.

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں غنیمت حاصل کرنے کے لیے پیادہ پا روانہ فرمایا اور ہم غنیمت حاصل کیے بغیر لوٹ آئے' آپ نے ہمارے چہروں پر مشقت کے آثار ملاحظہ فرمائے اور ہمارے درمیان کھڑے ہوگئے اور فرمایا: اے اللہ! انہیں میرے سپرد نہ کرنا کہ میں ان کا بوجھ برداشت نہیں کرسکوں گا اور انہیں ان کی جانوں کے سپرد نہ کرنا کہ یہ اپنے معاملات سرانجام دینے سے عاجز آ جائیں گے اور انہیں لوگوں کے سپرد نہ کر دینا کہ لوگ اپنی ضروریات کو ان کی حاجات پر مقدم رکھیں گے' پھر آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے سر پر رکھا' پھر فرمایا: اے ابن حوالہ! جب تم دیکھو کہ ارضِ مقدس (ملک شام) میں خلافت اتر آئی ہے' تو جان لینا کہ زلزلے اور پریشانیاں اور بڑے بڑے حادثات قریب آ چکے ہیں اور اس روز قیامت لوگوں کے اس سے بھی زیادہ قریب ہوگی جتنا میرا یہ ہاتھ تمہارے سر کے قریب ہے۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد حسن ہیں اور حاکم نے اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے)

٨٣٠٩ - وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاٰیَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نشانیاں دو سو سال بعد ہوں گی۔ (ابن ماجہ)

٨٣١٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے

الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ فِيْهِ رَجُلًا مِّنِّيْ اَوْمِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاسْمُ اَبِيْهِ اِسْمَ اَبِيْ يَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا.

ایک شخص عرب کا بادشاہ نہیں بن جائے گا' اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا (وہ میرا ہم نام ہوگا)۔ (ترمذی' ابوداؤد)

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: اگر دنیا سے صرف ایک دن باقی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل فرما دے گا یہاں تک کہ اس دن میں مجھ سے' یا فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا' جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا' وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے معمور کر دے گا' جیسے (پہلے) زمین ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔

۸۳۱۱ - وَعَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَّنَظَرَ اِلٰى اِبْنِهِ الْحَسَنِ قَالَ اِنَّ اِبْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهٖ رَجُلٌ يُّسَمّٰى بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ يَشْبَهُهٗ فِي الْخُلُقِ وَلَا يَشْبَهُهٗ فِي الْخَلْقِ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةً يَّمْلَاُ الْاَرْضَ عَدْلًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابواسحٰق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند ارجمند سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے سردار فرمایا ہے اور اس کی نسل میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا' جو تمہارے نبی ﷺ کا ہم نام ہوگا' وہ سیرت میں آپ کے مشابہ ہوگا' صورت میں آپ کے مشابہ نہیں ہوگا' پھر پورا واقعہ ذکر کیا کہ وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ (ابوداؤد)

۸۳۱۲ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میری نسل سے' اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوگا۔

(ابوداؤد)

۸۳۱۲ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَاءً يُّصِيْبُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ حَتّٰى لَا يَجِدَ الرَّجُلُ مَلْجَاً يَّلْجَاُ اِلَيْهِ مِنَ الظُّلْمِ فَيَبْعَثُ اللّٰهُ رَجُلًا مِّنْ عِتْرَتِيْ وَاَهْلِ بَيْتِيْ فَيَمْلَاُ بِهِ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا يَّرْضٰى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَسَاكِنُ الْاَرْضِ لَا تَدَعُ السَّمَاءُ مِنْ قَطْرِهَا شَيْئًا اِلَّا صَبَّتْهُ مِدْرَارًا وَّلَا تَدَعُ الْاَرْضُ مِنْ نَّبَاتِهَا شَيْئًا اِلَّا اَخْرَجَتْهُ حَتّٰى يَتَمَنَّى الْاَحْيَاءُ الْاَمْوَاتَ يَعِيْشُ فِيْ ذٰلِكَ سَبْعَ سِنِيْنَ اَوْ ثَمَانَ سِنِيْنَ اَوْ تِسْعَ سِنِيْنَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس امت کو پہنچنے والی آزمائش کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا' حتیٰ کہ کوئی شخص ظلم سے پناہ حاصل کرنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں پائے گا' تو اللہ تعالیٰ میری اولاد اور میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا' اللہ تعالیٰ اس کے وجود سے زمین کو عدل وانصاف سے معمور فرما دے گا' جس طرح کہ زمین ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی' زمین وآسمان کے باشندگان اس پر راضی ہوں گے' اور آسمان اپنا کوئی قطرہ باقی نہیں چھوڑے گا مگر اسے موسلا دھار بارش کی صورت میں برسا دے گا اور زمین اپنی کوئی بوٹی نہیں چھوڑے گی مگر اسے اُگا دے گی یہاں تک کہ زندہ لوگ مُردوں کی تمنا کرنے لگیں گے (کہ کاش! وہ اس دور میں زندہ ہوتے) لوگ اس حالت میں سات سال یا آٹھ سال یا نو سال گزاریں گے۔

(حاکم)

۸۳۱۳ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِيُّ مِنِّيْ اَجْلَى الْجَبْهَةِ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی مجھ سے ہیں' روشن وکشادہ پیشانی والے' بلند ناک والے' جو زمین کو عدل

اَقْنَى الْاَنْفِ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

وانصاف سے بھر دیں گے' جیسا کہ زمین ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی' وہ سات سال بادشاہی کریں گے۔(ابوداؤد)

٨٣١٤ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قِصَّةِ الْمَهْدِيِّ قَالَ فَيَجِيْءُ اِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ يَا مَهْدِيُّ اَعْطِنِيْ اَعْطِنِيْ قَالَ فَيَحْثِيْ لَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ مَا اسْتَطَاعَ اَنْ يَحْمِلَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت مہدی کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ان کے پاس ایک شخص آ کر کہے گا: اے مہدی! مجھے عطا فرمایئے! مجھے عطا فرمایئے! تو جس قدر وہ شخص اٹھا سکے گا' حضرت مہدی لپ بھر بھر کر اس کے کپڑے میں ڈالتے رہیں گے۔(ترمذی)

٨٣١٥ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيْفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ هَارِبًا اِلٰى مَكَّةَ فَيَاْتِيْهِ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُوْنَهٗ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُوْنَهٗ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ اِلَيْهِ الْبَعْثُ مِنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَاِذَا رَاَى النَّاسُ ذٰلِكَ اَتَاهُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُوْنَهٗ ثُمَّ يَنْشَاُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اَخْوَالُهٗ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ اِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ وَذٰلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَّيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ وَيُلْقِي الْاِسْلَامُ بِجِرَانِهٖ فِي الْاَرْضِ فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِيْنَ ثُمَّ يُتَوَفّٰى وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف پیدا ہوگا تو اہل مدینہ میں سے ایک شخص بھاگتا ہوا مکہ کی طرف آئے گا' مکہ کے لوگ اس کے پاس آ کر اسے باہر نکالیں گے جب کہ وہ راضی نہیں ہوگا' وہ لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کریں گے اور اس کی طرف ملک شام سے ایک لشکر (لڑائی کے لیے) بھیجا جائے گا تو وہ لشکر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام بیداء میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا' جب لوگ یہ منظر دیکھیں گے تو اس (امام مہدی) کے پاس ملک شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں آئیں گی اور اس کی بیعت کریں گی' پھر قریش سے ایک شخص (امام مہدی کی مخالفت کے لیے) کھڑا ہوگا' جس کے ماموں قبیلۂ کلب سے ہوں گے' وہ ان کی طرف لشکر بھیجے گا تو امام مہدی کے متبعین ان پر غالب آ جائیں گے' اور یہ بنوکلب کا لشکر ہوگا وہ لوگوں میں ان کے نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ کے مطابق عمل کرے گا اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (دین اسلام مستحکم اور پائیدار ہو جائے گا اور احکام سنت کا نفاذ ہوگا)۔ وہ (امام مہدی رضی اللہ عنہ) سات سال رہیں گے' پھر ان کا وصال ہو جائے گا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔(ابوداؤد)

٨٣١٦ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ وَّرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلٰى مُقَدَّمَتِهٖ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ مَنْصُوْرٌ يُّوَطِّنُ اَوْ يُمَكِّنُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهٗ اَوْ قَالَ اِجَابَتُهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماوراء النہر سے حارث نامی ایک شخص ظاہر ہوگا' جو کسان ہوگا' اس کے لشکر کے اگلے حصے میں ایک شخص ہوگا' جسے منصور کہا جائے گا' وہ محمد ﷺ کی آل پاک کو ایسے ہی مقام اور تقویت دے گا جس طرح قریش نے رسول اللہ ﷺ کو تقویت دی ہے' ہر مؤمن پر اس کی مدد واجب ہے' یا فرمایا کہ اس کی بات قبول کرنا واجب ہے۔(ابوداؤد)

۸۳۱۷ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّوْدَ قَدْ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأْتُوْهَا فَإِنَّ فِيْهَا خَلِيْفَةَ اللّٰهِ الْمَهْدِيَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈے آتے ہوئے دیکھو تو ان کے پاس آ جانا کیونکہ ان میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ (مسند احمد، دلائل النبوۃ للبیہقی)

سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور

ان احادیث میں سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کا بیان ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس میں اختلاف ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ، سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے یا سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے، ممکن ہے کہ آپ دونوں نسبتوں کے حامل ہوں۔ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ والد کی جانب سے حسنی سیّد اور والدہ کی جانب سے حسینی سیّد ہوں گے۔ جس طرح حضرت سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں بیٹے سیّدنا اسماعیل و سیّدنا اسحٰق علیہما الصلوٰۃ والسلام تھے اور بنی اسرائیل کے تمام انبیاء حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے تھے، اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے صرف ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ نبوت پر فائز ہوئے اور سب کے قائم مقام ہوئے اور خاتم الانبیاء کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ اسی طرح اکثر ائمہ اور اکابر امت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوئے، اس کے عوض حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو ایسا بیٹا عطا فرمایا جو خاتم الاولیاء ہوگا اور تمام اولیاء کے قائم مقام ہوگا۔ علاوہ ازیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ظاہری خلافت کی مسند سے اتر آئے تو اللہ تعالیٰ نے مرتبہ قطبیت کی ولایت کا جھنڈا آپ کو عطا فرمایا اور اسی مقام کے مناسب نسبت مہدویہ ہے، جو نبوت عیسویہ کے ساتھ ملی ہوئی ہے کہ دونوں مل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت کا جھنڈا بلند کریں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بَابُ الْعَلَامَاتِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَذِكْرِ الدَّجَّالِ

قربِ قیامت کی علامات کا بیان اور دجال کا ذکر

۸۳۱۸ - عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ اِطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذْكُرُوْنَ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ إِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشَرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ وَيَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلٰى مَحْشَرِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ وَفِيْ

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: تم کیا باتیں کر رہے ہو؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم قیامت کے متعلق باتیں کر رہے ہیں، فرمایا: قیامت اس وقت تک ہرگز قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس کی دس علامات نہ دیکھ لو، آپ نے دھواں، دجال، دابۃ الارض، سورج کے مغرب سے طلوع ہونے، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول، یاجوج و ماجوج اور تین مرتبہ زمین میں دھنسنے کا ذکر فرمایا، مشرق میں دھنسنا اور مغرب میں دھنسنا اور جزیرۂ عرب میں دھنسنا اور آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی، جو لوگوں کو ہانک کر ان کے محشر کی طرف لے جائے گی، اور ایک روایت میں ہے کہ عدن کے کنارے سے ایک آگ نکلے گی، جو لوگوں کو ہانک کر محشر کی طرف لے جائے گی اور ایک روایت میں دسویں نشانی کے متعلق ہے کہ آندھی آئے

رِوَايَةٍ فِي الْعَاشِرَةِ وَرِيْحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ گی' جولوگوں کوسمندر میں ڈال دے گی۔(مسلم)
رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قیامت کی دس علامات کا بیان

اس حدیث میں قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی دس علامات کا ذکر ہے اور یہ قیامت کی علامات کبریٰ ہیں' ایک قول کے مطابق ان علامات کی ترتیب یوں ہے کہ سب سے پہلی علامت دھواں ہے' پھر دجال کا خروج' پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری' پھر یاجوج ماجوج کا خروج' پھر دابۃ الارض کا ظہور' پھر سورج کا مغرب سے طلوع ہونا کیونکہ کفار حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اسلام لے آئیں گے' اگر دجال کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول سے پہلے ہی سورج مغرب سے طلوع ہو جائے تو پھر کفار کا ایمان لانا مقبول نہیں رہے گا' اور حدیث پاک میں ان علامات کے درمیان واؤ ذکر کیا ہے' یہ مطلق جمع کے لیے ہے (ترتیب بیان کرنے کے لیے نہیں' لہٰذا ان علامات کا ظہور اس حدیث میں بیان کردہ ترتیب کے مطابق ضروری نہیں) اب یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ حدیث مذکور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا ذکر طلوع شمس سے پہلے ہے اور یہ اعتراض بھی نہیں ہوگا کہ آئندہ حدیث میں مغرب سے سورج کے طلوع ہونے کو پہلی نشانی قرار دیا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۸۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

دھواں نکلنے کا بیان

اس حدیث میں دھواں نکلنے کو قیامت کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس دھویں سے مراد وہی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے: ''يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍO'' (الدخان:۱۰) ''جس روز آسمان ظاہر دھواں لائے گا''۔ اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ہوا تھا۔ علامہ طیبی کے اس قول کی تائید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ انہوں نے فرمایا: دھویں سے مراد وہ قحط سالی ہے جس میں قریش مبتلا ہوئے' حتیٰ کہ انہیں ہوا دھویں کی طرح دکھائی دیتی تھی' لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کا حقیقی معنی مراد ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ دھواں مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت کو بھر دے گا اور چالیس دن رات رہے گا۔ مؤمن اس دھویں سے زکام والے کی طرح ہو جائے گا اور کافر نشے والے آدمی کی طرح ہو جائے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۸۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

دجال کی وجہ تسمیہ

اس حدیث میں دجال کے خروج کا ذکر ہے۔ لفظ دجال' دجل سے مشتق ہے اور دجل کا معنی خلط ملط کرنا' ملا دینا' مکر و فریب' دھوکا۔ ''دجل الحق بالباطل'' اس وقت کہتے ہیں جب کوئی آدمی حق کو باطل کے ساتھ ملا دے' اس کا معنی جھوٹ بھی ہے اور ان تمام معانی کا دجال میں پایا جانا ظاہر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دجال دونوں کو مسیح کہا جاتا ہے' اکثر اسی طرح فرق کرتے ہیں کہ دجال کو صرف مسیح نہیں کہتے بلکہ مسیح دجال کہتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف مسیح کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ مادرزاد اندھوں اور برص کے مریضوں پر مسح فرماتے یعنی ہاتھ پھیر دیتے تھے تو وہ تندرست ہو جاتے تھے اور آپ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم سے ممسوح یعنی آلائش وغیرہ سے پاک صاف پیدا ہوئے تھے۔ بعض نے کہا کہ مسیح کا معنی صدیق ہے' آپ بھی صدیق تھے۔ بعض نے کہا کہ آپ کو مسیح اس لیے کہا گیا ہے کہ آپ کے پاؤں مبارک کے تلوے ہموار تھے' عام لوگوں کی طرح ٹیڑھے اور باریک نہیں تھے' یا مسیح کا معنی سیر و سیاحت کرنے والا ہے۔ آپ نے زمین پر سفر کیا اور یہ

آخری معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال دونوں میں پایا جاتا ہے' اور دجال کو مسیح اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی آنکھ ہموار ہوگی۔ ممسوح الوجہ اس آدمی کو کہتے ہیں کہ جس کے چہرے کی ایک طرف برابر اور ہموار ہو اور اس میں آنکھ اور ابرو نہ ہوں (اور دجال بھی اسی طرح کا ہوگا)' یا دجال کو مسیح اس لیے کہا جائے گا کہ اس سے خیر وخوبی کو صاف کر دیا گیا ہے یعنی وہ خیر وخوبی سے خالی ہے' جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے شر کو صاف کر دیا گیا اور آپ شر سے خالی ہیں۔ خلاصہ کلام دجال مسیح الضلالت ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح الہدایت ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۲۲' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

دجال کا تفصیلی ذکر آئندہ احادیث میں آ رہا ہے۔

دابۃ الارض کا خروج

اس حدیث میں دابۃ الارض کے نکلنے کا ذکر ہے۔ دابۃ الارض کا ذکر قرآن مجید میں ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۝ (النمل: ۸۲)

ہم زمین سے ان کے لیے ایک چار پایہ ظاہر کریں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا' اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے۝

ایک قول کے مطابق دابۃ الارض تین بار نکلے گا: (۱) حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں (۳) سورج کے مغرب سے طلوع کے بعد۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۸۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

دابۃ الارض ایک چار پایہ ہے' جو ساٹھ گز لمبا ہوگا۔ بعض نے کہا کہ اس کی شکل وصورت مختلف ہوگی' بہت سے جانوروں کے مشابہ ہوگا' کوہ صفا کو پھاڑ کر باہر نکلے گا۔ اس کے پاس سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی ہوگی' کوئی شخص اس کے ساتھ دوڑ نہیں سکے گا اور نہ اس سے بھاگ سکے گا۔ مؤمن کو عصا سے مارے گا اور اس کے چہرے پر مؤمن لکھ دے گا اور کافر پر مہر لگائے گا اور اس کے چہرے پر کافر لکھ دے گا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۲۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

یاجوج وماجوج کا بیان

اس حدیث میں یاجوج وماجوج کے نکلنے کا ذکر ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

یاجوج ایک شخص کا نام ہے' اسی طرح ماجوج بھی ایک شخص کا نام ہے' یہ دونوں یافث بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے تھے' یہ دونوں لفظ "تاجیج النار" سے مشتق ہیں' جس کا معنی آگ کی حرارت ہے۔ قوم یاجوج وماجوج کی کثرت اور شدت کی بناء پر انہیں یہ نام دیا گیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ "اجاج" سے مشتق ہیں' جس کا معنی ہے: سخت کھارا پانی۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ دونوں عجمی لفظ ہیں' مشتق نہیں۔ اس پر تو اتفاق ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں' پھر اختلاف ہے' ایک قول یہ ہے کہ یہ یافث بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں' یہ مجاہد کا قول ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ترکوں کے خاندان جیل سے ہیں' یہ ضحاک کا قول ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یاجوج ترک سے اور ماجوج جیل اور دیلم سے ہیں' اسے زمخشری نے ذکر کیا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مغلوں کی طرح یہ ترک سے ہیں اور بہت طاقت ور اور فسادی ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں' لیکن حضرت حوا علیہا السلام سے پیدا نہیں ہوئے کیونکہ سیدنا آدم علیہ السلام سوئے اور انہیں احتلام آیا اور نطفہ زمین پر گر پڑا' جب بیدار ہوئے' نکلنے والے پانی پر افسوس کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پانی سے یاجوج ماجوج کو پیدا کر دیا' لہٰذا باپ کی طرف سے ان کا ہمارے ساتھ تعلق ہے' ماں کی طرف سے نہیں۔ اسے ثعلبی نے کعب احبار سے نقل کیا ہے اور علامہ نووی نے بھی شرح مسلم میں ذکر کیا ہے' لیکن علمائے کرام نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن کثیر نے کہا ہے کہ اسے ضعیف ہی قرار دینا چاہیے کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں' نیز سارے انسان حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد

سے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ضعف کی وجہ یہ بھی ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو احتلام نہیں آتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جید اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ انسانوں کے دس حصے ہیں' نو حصے یاجوج ماجوج ہیں اور ایک حصہ باقی لوگ ہیں' اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ سانپ بچھو وغیرہ تمام حشرات الارض کو کھا جاتے ہیں' اور ہر قسم کے ذی روح پرندے وغیرہ کو کھا جاتے ہیں۔ ان میں بعض کے سینگ اور دُم میں ہوتی ہیں اور بڑے بڑے دانت ہوتے ہیں' جن سے یہ کچا گوشت کھا جاتے ہیں۔ مقاتل بن حیان نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:) اللہ تعالیٰ نے شب معراج مجھے یاجوج وماجوج کی طرف بھیجا' میں نے انہیں دعوتِ اسلام دی' انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو وہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرکش اولاد اور ابلیس کی سرکش اولاد کے ساتھ جہنم میں ہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۲۳۲' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

قرآن مجید میں بھی یاجوج وماجوج کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا○ قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا○ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا○ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ حَتّٰٓی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰٓی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِیْٓ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا○ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا○ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا○ (الکہف: ۹۳۔۹۸)

حتیٰ کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا ان کے آگے کچھ ایسے لوگ پائے جو کوئی بات سمجھتے ہوئے معلوم نہ ہوتے تھے○ انہوں نے کہا: اے ذوالقرنین! بے شک یاجوج ماجوج زمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ مال مقرر کر دیں اس بات پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں○ انہوں نے کہا کہ میرے رب نے مجھے جس پر طاقت دی ہے وہ بہتر ہے تو تم میری مدد کرو قوت کے ساتھ' میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط آڑ بنا دوں گا○ میرے پاس لوہے کے تختے لاؤ' یہاں تک کہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں کے برابر کر دی تو کہا: پھونکو! یہاں تک کہ جب اسے آگ کر دیا تو کہا: لاؤ! میں اس پر گلا ہوا تانبا انڈیل دوں○ تو یاجوج ماجوج اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے○ کہا: یہ میرے رب کی رحمت ہے' پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو اسے پاش پاش کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے○

امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ' حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' جس کا بعض حصہ یہ ہے:

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے بعض ایسے بندوں کو نکالا ہے جن سے لڑائی کی کسی میں طاقت نہیں ہے۔ تم میرے بندوں کو طور کی طرف جمع کر دو اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا' وہ ہر بلند جگہ سے دوڑتے ہوئے آئیں گے' ان کے پہلے لوگ بحیرہ طبریہ کے پاس سے گزریں گے اور وہاں جتنا پانی ہوگا' پی جائیں گے' پھر ان کے آخری لوگ وہاں سے گزریں گے اور کہیں گے: یہاں کبھی پانی تھا۔ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب محصور ہو جائیں گے حتیٰ کہ ان کے نزدیک گائے کا سر تمہارے آج کے سو دیناروں سے زیادہ بہتر ہوگا۔ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرما دے گا' تو وہ صبح کو سارے یک دم مر جائیں گے' پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب نیچے زمین پر اتریں گے تو وہ زمین پر بالشت بھر جگہ بھی ان کی گندگی اور بدبو سے خالی نہ پائیں گے' پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اصحاب اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی مانند پرندے بھیجے گا تو وہ انہیں اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا' پھینک دیں گے' پھر اللہ تعالیٰ ان پر بارش بھیجے گا جس سے کوئی گھر اور خیمہ خالی نہ رہے گا اور وہ بارش زمین کو

دھو کر آئینے کی طرح صاف وشفاف بنادے گی۔ (صحیح مسلم' کتاب الفتن' رقم الحدیث: ۷۲۹۹' مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

مختلف روایات میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی اور ایک روایت میں ہے کہ ارضِ حجاز سے آگ نکلے گی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دونوں اکٹھی ظاہر ہوں گی اور لوگوں کو ہانک کرلے جائیں گی یا پھر مراد یہ ہے کہ اس آگ کے نکلنے کی ابتداء یمن سے ہوگی اور اس کا ظہور حجاز سے ہوگا۔

اس روایت میں ہے کہ آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی اور بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو مشرق سے نکل کر مغرب تک پہنچے گی۔ ان دونوں روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ اس روایت میں مذکورہ علامات کے اعتبار سے آگ کو آخری علامات قرار دیا ہے اور بخاری شریف کی روایت میں آگ کو اس لحاظ سے اوّل قرار دیا کہ یہ ان علامات میں سب سے پہلی علامت ہے جن کے بعد دنیا کا کوئی امر بالکل ظاہر نہیں ہوگا بلکہ ان علامات کے ختم ہوتے ہی نفخ صور کا وقوع ہو جائے گا اور یہاں مذکورہ علامات میں کوئی علامت ایسی نہیں ہے بلکہ ان میں سے ہر ایک علامت کے ساتھ اُمورِ دنیا میں سے کوئی نہ کوئی چیز باقی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ آگ لوگوں کو محشر کی طرف جمع کرے گی اور ایک روایت میں ہے کہ ایسی ہوا آئے گی جو لوگوں کو سمندر میں گرادے گی۔ ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ دوسری روایت میں لوگوں سے کفار مراد ہیں کہ کفار کی طرف جو آگ آئے گی اس میں شدید آندھی ہوگی جو انہیں سمندر میں پھینک دے گی اور وہی کفار کے حشر کا مقام ہوگا' جس طرح کہ روایت ہے کہ سمندر آگ بن جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ○'' (التکویر:۶) ''اور جب سمندر سلگائے جائیں گے ○'' جب کہ مؤمنین کی آگ صرف ڈرانے کے لیے ہوگی اور کوڑے کی حیثیت سے ہوگی کہ انہیں ہانک کر محشر تک لے جائے گی۔

ایک قول کے مطابق محشر سے مراد ملک شام کی سرزمین ہے' کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ حشر ملک شام کی سرزمین میں ہوگا' لیکن ظاہر یہ ہے کہ حدیث سے مراد ہے کہ حشر کی ابتداء ملک شام سے ہوگی یا ملک شام کی زمین کو اس قدر وسیع کر دیا جائے گا کہ ساری مخلوق اس میں سما جائے گی۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۸۸' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۱۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتًّا اَلدُّخَانُ وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ وَطُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَاَمْرُ الْعَامَةِ وَخُوَيِّصَّةُ اَحَدِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چھ چیزوں سے پہلے عمل کرلو' دھواں' دجال' دابۃ الارض' سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور سب لوگوں کی موت یا تم میں سے کسی ایک کی موت۔ (مسلم)

۸۳۲۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْٓ اِیْمَانِهَا خَیْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تین علامات ظاہر ہو گئیں تو کسی شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا' جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کی ہو' (وہ تین نشانیاں یہ ہیں:) (۱) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (۲) دجال (۳) دابۃ الارض۔ (مسلم)

۸۳۲۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ الْاٰيَاتِ خُرُوْجًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَاَيُّهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْاُخْرٰى عَلٰى اَثَرِهَا قَرِيْبًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے جو نشانی ظاہر ہوگی' وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور دابۃ الارض کا چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے ظاہر ہونا ہے' اور ان دونوں میں سے جو علامت بھی اپنے ساتھ والی علامت سے پہلے ہوگی تو دوسری اس کے فوراً بعد ہوگی۔ (مسلم)

احادیث میں تطبیق

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ سوال کیا جائے گا کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا سب سے پہلی نشانی نہیں' کیونکہ دھواں اور دجال کا ظہور اس سے پہلے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ علامات دو طرح کی ہیں: (۱) قیامت قائم ہونے کے قرب کی علامات (۲) قیامِ قیامت کے وجود پر دلالت کرنے والی علامات۔ دھواں اور دجال کا ظہور وغیرہ پہلی قسم کی علامات میں سے ہیں اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور زمین کا تھرتھرانا اور آگ کا نکلنا اور لوگوں کو ہانک کر محشر کی طرف لے جانا' یہ دوسری قسم کی علامات ہیں اور طلوعِ شمس کو اوّل اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ اس سے دوسری قسم کی علامات کی ابتداء ہوگی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۸۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۲۲ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَتَدْرِیْ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاْذِنُ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاْذِنُ فَلَا يُؤْذَنُ لَهَا وَيُقَالُ لَهَا ارْجِعِیْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا. (یٰسٓ:۳۸) قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غروبِ آفتاب کے وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: بے شک یہ سورج جاتا ہے حتیٰ کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے' پھر اجازت مانگتا ہے تو اسے اجازت دی جاتی ہے اور قریب ہے کہ یہ سجدہ کرے گا اور اس کا سجدہ قبول نہیں کیا جائے گا اور یہ اجازت طلب کرے گا اور اسے اجازت نہیں دی جائے گی اور اسے کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا' پس سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے قول سے یہی مراد ہے: اور سورج اپنے ٹھہرنے کی جگہ کے لیے چلتا ہے (یٰسٓ:۳۸) اور سورج کا ٹھکانا عرش کے نیچے ہے۔ (بخاری و مسلم)

عرش کے نیچے سورج کے سجدہ کرنے کی کیفیت

اس حدیث میں ہے کہ بے شک یہ سورج جاتا ہے حتیٰ کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ اس حدیث پر اشکال ہے کہ اس میں سورج کے عرش کے نیچے سجدہ کرنے کا ذکر ہے حالانکہ سجدہ تو زمین پر پیشانی رکھنے کا نام ہے اور سورج کی تو کوئی پیشانی نہیں' پھر سورج کے سجدہ کرنے کا کیا معنی ہے؟ نیز سورج کا طلوع و غروب تو ہر وقت عمل میں آ رہا ہے۔ جب ایک جگہ سورج غروب ہوتا ہے تو دوسری جگہ طلوع ہو رہا ہوتا ہے' لہٰذا حدیث کا معنی کیا ہوگا کہ سورج عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے' پھر اجازت لیتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چیز کا سجدہ اس کے حال کے موافق ہوتا ہے۔ قرآن میں ستاروں اور درختوں کے سجدہ کا ذکر ہے' فرمایا: ''وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ۝''

(النجم:۶) نیز زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کے سجدہ کا ذکر ہے فرمایا: ''اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' یہ سب چیزیں پیشانی والی نہیں مگر ان کو ساجد کہا گیا تو ان کا سجدہ ان کے حسب حال ہوگا اور سورج کے غروب ہونے کی حالت کو سجدہ کرنے والے کی حالت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ عرشِ الٰہی نے تمام آسمانوں کا احاطہ کیا ہے۔ زمین' آسمان اور جو کچھ ان میں موجود ہے وہ سب عرش کے نیچے ہیں' لہٰذا سورج جس جگہ بھی غروب ہوگا وہ جگہ عرش کے نیچے ہی ہوگی' اس لیے اسے عرش کے نیچے سجدہ کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے' لہٰذا حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ سورج ہر وقت ہی حالتِ سجدہ میں ہے' اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے اور ہر وقت کسی نہ کسی اُفق میں غروب ہوتا ہے تو دوسرے افق میں طلوع کی اجازت مانگتا ہے اور اللہ کے حکم کے بغیر اس کا طلوع و غروب نہیں ہوتا اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا کہ اللہ کے حکم اور اجازت سے ایک افق میں غروب اور دوسرے میں طلوع ہوتا رہے مگر قربِ قیامت جب ایک افق میں غروب ہوگا تو دوسرے افق میں طلوع کی اسے اجازت نہیں ملے گی' بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق الٹا چکر لگائے گا اور ہر جگہ مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ سورج کے سجدہ سے کیا مراد ہے کیونکہ سورج کی تو کوئی پیشانی نہیں اور اللہ کے حکم کی پیروی کرنے والا معنی تو اسے ہمیشہ حاصل ہے (لہٰذا غروب کے وقت کی تخصیص کا کیا معنی ہے؟) تو اس کا جواب یہ ہے کہ غروب کے وقت سجدہ کرنے والے کے ساتھ سورج کو تشبیہ دینا مقصود ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ دیکھنے میں تو سورج زمین میں غائب ہو جاتا ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ سورج کو سیاہ کیچڑ کے چشمے میں غروب ہوتے ہوئے پایا۔ تو پھر عرش کے نیچے سجدہ کرنے کا کیا مفہوم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ساتوں زمینیں چکی کے قطب (مرکزی کیل) کی طرح ہیں اور عرش اپنی عظمتِ ذات کی بناء پر چکی کی طرح ہے' تو سورج جہاں بھی سجدہ کرے گا' وہ سجدہ عرش کے نیچے ہی ہوگا اور وہی سورج کی جائے قرار ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ علم ہیئت والے کہتے ہیں کہ سورج آسمان میں مرکوز ہے' جس کا تقاضا ہے کہ آسمان گردش کرتا ہے' اور ظاہر حدیث کا تقاضا ہے کہ سورج گردش کرتا ہے۔ (جدید سائنس کی تحقیق کے مطابق سورج' چاند وغیرہ آسمان میں مرکوز نہیں) اس کا جواب یہ ہے کہ اوّلاً تو رسول اللہ ﷺ کے کلام کے ساتھ مخالفت کے وقت اہلِ ہیئت کے قول کا کوئی اعتبار نہیں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا کلام یقیناً حق ہے اور ان کا کلام محض اندازوں پر مبنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ سورج اپنے چلنے کی جگہ سے نکل کر جائے اور عرش کے نیچے سجدہ کر کے واپس آ جائے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ'' (یٰسٓ:۴۰) ''سب اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں O'' تو اس کا جواب یہ ہے کہ سورج کے اپنے فلک میں گردش کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ایسی جگہ سجدہ نہ کر سکے جہاں اللہ کا ارادہ ہو اور بعض نے کہا ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سورج کے سجدہ کرنے سے سورج کے مؤکلین فرشتوں کا سجدہ کرنا مراد ہو۔ میں کہتا ہوں کہ یہ احتمال بلا دلیل ہے اور ظاہر حدیث کے خلاف ہے' اور اس میں حقیقی معنی سے عدول کرنا لازم آتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ عرش کے نیچے سجدہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غلبہ و سلطنت کے تحت سجدہ کرتا ہے' میں کہتا ہوں: کلام کے ظاہری اور حقیقی معنی سے فرار کرنے کی کیا ضرورت ہے' نیز ہم کہتے ہیں کہ آسمان و زمین وغیرہ تمام عالم عرش کے نیچے ہیں تو سورج جس جگہ بھی سجدہ کرے تو کہا جا سکتا ہے کہ اس نے عرش کے نیچے سجدہ کیا ہے اور ابن عربی نے کہا ہے کہ ایک قوم نے سورج کے سجدہ کا انکار کیا ہے' حالانکہ یہ صحیح اور ممکن ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بے دین لوگوں کی قوم ہے کیونکہ انہوں نے اس چیز کا انکار کیا ہے جس کی نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے اور جو آپ سے صحیح طریقہ سے ثابت ہے' اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ کوئی بعید نہیں کہ وہ حیوان و جمادات وغیرہ ہر چیز کو سجدہ کی طاقت دے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۱۱۹' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں:

اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی کیا مراد ہے؟ اس کا حقیقی علم تو اللہ اور اس کے رسول ہی کو ہے' اس حدیث سے جو ہم نے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غروب آفتاب کو آفتاب کے سجدہ سے تعبیر فرمایا ہے' کیونکہ ہر چیز کی عبادت اس کے حسب حال ہوتی ہے' لہٰذا جب سورج نصف النہار کے وقت حالتِ استواء پر ہوتا ہے تو اس کا یہ استواء قیام کے قائم مقام ہے اور زوال کے بعد جب سورج ڈھل جاتا ہے تو اس کا ڈھلنا رکوع سے عبارت ہے اور جب سورج افق میں غروب ہوتا ہے تو اس کا یہ غروب سجدہ کے مشابہ ہے اور جس افق میں سورج غروب ہوتا ہے وہ چونکہ عرش کے نیچے واقع ہے' اس لیے اس کو عرش کے نیچے سجدہ کرنے سے تعبیر فرمایا۔ رہا یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر سورج اسی طرح سجدہ میں پڑا رہتا ہے' اس کا یہ مطلب نہیں کہ رات بھر سورج سجدہ میں پڑا رہے گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حالتِ سجدہ (یعنی حالتِ غروب) میں ہی اس سے کہا جاتا ہے کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا اور لوٹنے کا مطلب الٹے پاؤں واپس جانا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظامِ تکوینی کے تحت لوٹنا ہے' یعنی معروف طریقہ اور معمول کے مطابق جس افق سے غروب ہوا ہے' اس کے مقابل دوسرے افق سے طلوع ہو' پھر اپنی منازل طے کرتا ہوا' اس افق پر غروب ہو کر پہلے افق پر طلوع ہو' اس طرح اپنا دورہ مکمل کرنے کے بعد اس افق سے پھر طلوع ہوتا ہے' جس سے غروب ہوا تھا۔ قیامت تک یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا لیکن جب قیامت قائم ہو گی تو سورج جس افق سے غروب ہوا تھا' اسی افق پر جانبِ غروب سے ہی طلوع ہو جائے گا۔ (تبیان القرآن ج ۷ ص ۲۱' مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

٨٣٢٣ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور قیامِ قیامت کے درمیان دجال سے زیادہ بڑا کوئی معاملہ (فتنہ) نہیں۔ (مسلم)

٨٣٢٤ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْاَ مِنْهُ فَوَاللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَاْتِيْهِ وَهُوَ يَحْسَبُ اَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ مِمَّا يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دجال کے متعلق خبر سنے' تو اسے چاہیے کہ دجال سے دور رہے' بہ خدا! آدمی اس کے پاس یہ گمان کرتے ہوئے آئے گا کہ میں مؤمن ہوں' پھر جن شبہات کے ساتھ دجال بھیجا گیا ہے' ان کی وجہ سے وہ دجال کی پیروی کرنے لگے گا۔ (ابوداؤد)

٨٣٢٥ - وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ حَتّٰى يَلْحَقُوْا بِالْجِبَالِ قَالَتْ اُمُّ شَرِيْكٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ هُمْ قَلِيْلٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ دجال سے بھاگیں گے حتیٰ کہ پہاڑوں میں چلے جائیں گے' ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ بہت تھوڑے ہوں گے۔ (مسلم)

٨٣٢٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ مُتَّفَقٌ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر مخفی نہیں' یقیناً اللہ تعالیٰ کانا نہیں اور بے شک مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی' گویا کہ اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

عَلَيْهِ.

۸۳۲۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهٗ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ كَاَشْبَهِ مَنْ رَاَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے آج رات خود کو کعبہ شریف کے پاس دیکھا اور میں نے گندمی رنگ والا ایک شخص دیکھا' جوان تمام مردوں سے حسین تھا' جو گندمی رنگ والے مرد تم نے دیکھے ہیں' اس کی زلفیں تھیں (کندھوں تک بال تھے) اور جو زلفوں والے مرد تم نے دیکھے ہیں' وہ ان تمام سے حسین تھا' اس نے بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی' ان سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے' اس نے دو آدمیوں کے کندھوں پر ٹیک لگائی ہوئی تھی' وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا' میں نے سوال کیا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں' پھر میں نے ایک آدمی دیکھا جو گھونگھریالے بالوں والا' دائیں آنکھ سے کانا تھا گویا کہ اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح ہے' وہ لوگوں میں سے ابن قطن کے سب سے زیادہ مشابہ تھا' اس نے اپنے دونوں ہاتھ دو مردوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے' وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا' میں نے سوال کیا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فِي الدَّجَّالِ رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شِبْهًا ابْنُ قَطَنٍ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دجال کے متعلق فرمایا کہ وہ سرخ رنگ کا مرد' جسیم' گھونگریالے بالوں والا ہوگا' دائیں آنکھ سے کانا ہوگا' لوگوں میں سے ابن قطن کے سب سے زیادہ مشابہ ہوگا۔

۸۳۲۸ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدَّجَّالُ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهٗ جَنَّتُهٗ وَنَارُهٗ فَنَارُهٗ جَنَّتُهٗ وَجَنَّتُهٗ نَارٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال بائیں آنکھ سے کانا' گھنے بالوں والا ہوگا' اس کے ساتھ اس کی جنت اور دوزخ ہوگی' اس کی جہنم (درحقیقت) جنت اور اس کی جنت (درحقیقت) جہنم ہوگی۔ (مسلم)

دجال کون سی آنکھ سے کانا ہوگا؟

اس حدیث میں ہے کہ دجال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اور پہلی احادیث میں گزرا ہے کہ وہ دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ ان احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ اس کی ایک آنکھ بالکل ختم ہوگی اور دوسری آنکھ میں عیب ہوگا' لہٰذا دونوں آنکھوں کے لیے ''عورا'' کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے کیونکہ ''عور'' اصل میں عیب کو کہتے ہیں' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بعض لوگوں کو بائیں آنکھ سے کانا نظر آئے گا اور کچھ لوگوں کو دائیں آنکھ سے کانا نظر آئے گا' اور یہ بھی اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہوگی' کیونکہ جب وہ لوگوں کو اپنی اصل شکل وصورت کے مطابق دکھائی نہیں دے گا تو واضح ہو جائے گا کہ وہ ساحر اور کذاب ہے اور شارح نے کہا ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں روایتوں میں سے ایک میں راوی سے سہو واقع ہوا ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۲۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِہٖ نَبِیٌّ قَوْمَہٗ اِنَّہٗ اَعْوَرُ وَاِنَّہٗ یَجِیْءُ مَعَہٗ بِمِثْلِ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ فَالَّتِیْ یَقُوْلُ اِنَّھَا الْجَنَّۃُ ھِیَ النَّارُ وَاِنِّیْ اُنْذِرُکُمْ کَمَا اَنْذَرَ بِہٖ نُوْحٌ قَوْمَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

کیا میں تمہیں دجال کے متعلق ایسی بات نہ بتاؤں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی' بے شک وہ کانا ہوگا اور وہ اپنے ساتھ جنت و دوزخ جیسی چیزیں لے کر آئے گا' جس کے متعلق وہ کہے گا کہ یہ جنت ہے' وہ جہنم ہوگی' اور بے شک میں تمہیں ڈراتا ہوں جس طرح حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۸۳۳۰ - وَعَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الدَّجَّالَ یَخْرُجُ وَاِنَّ مَعَہٗ مَاءً وَّنَارًا فَاَمَّا الَّذِیْ یَرَاہُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ وَاَمَّا الَّذِیْ یَرَاہُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ فَمَنْ اَدْرَکَ ذٰلِکَ مِنْکُمْ فَلْیَقَعْ فِی الَّذِیْ یَرَاہُ نَارًا فَاِنَّہٗ مَاءٌ عَذْبٌ طَیِّبٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی' جسے لوگ پانی خیال کریں گے' وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جسے لوگ آگ خیال کریں گے' وہ ٹھنڈا شیریں پانی ہوگا' تم میں جو شخص اسے پائے تو وہ جسے آگ سمجھ رہا ہو اس میں چھلانگ لگا دے کیونکہ وہ ٹھنڈا میٹھا' پاکیزہ پانی ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

وَزَادَ مُسْلِمٌ وَاِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوْحُ الْعَیْنِ عَلَیْھَا ظَفَرَۃٌ غَلِیْظَۃٌ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ کَافِرٌ یَقْرَؤُہٗ کُلُّ مُؤْمِنٍ کَاتِبٍ وَغَیْرِ کَاتِبٍ.

اور مسلم میں یہ اضافہ ہے کہ دجال کانی آنکھ والا ہوگا' اس پر ایک موٹا ناخنہ (آنکھ کی ایک بیماری) ہوگا' اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا' جسے ہر مؤمن پڑھ لے گا خواہ وہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

۸۳۳۱ - وَعَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ حَدَّثْتُکُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتّٰی خَشِیْتُ اَنْ لَّا تَعْقِلُوْا اَنَّ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ قَصِیْرٌ اَفْحَجُ جَعْدٌ اَعْوَرُ مَطْمُوْسُ الْعَیْنِ لَیْسَتْ بِنَاتِئَۃٍ وَّلَا جَحْرَاءَ فَاِنْ اُلْبِسَ عَلَیْکُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَرَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں نے دجال کے متعلق تم سے باتیں بیان کی ہیں حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ تم سمجھ نہیں سکو گے' بے شک مسیح دجال پست قد' ٹیڑھے پاؤں والا' گھونگھریالے بالوں والا اور ایک آنکھ سے کانا ہے' وہ آنکھ نہ تو اُبھری ہوئی ہے اور نہ اندر کو دھنسی ہوئی ہے' اگر تمہیں اشتباہ پڑ جائے تو جان لو کہ بے شک تمہارا رب کانا نہیں۔ (ابوداؤد)

۸۳۳۲ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَہُ الْاَعْوَرَ الْکَذَّابَ اَلَا اِنَّہٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَرَ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ ک ف ر مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں جس نے اپنی امت کو کانے کذاب سے نہ ڈرایا ہو' سن لو! بے شک وہ کانا ہے اور بے شک تمہارا رب کانا نہیں' اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''ک ف ر'' لکھا ہوا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۸۳۳۳ - وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّہٗ لَمْ یَکُنْ نَبِیٌّ بَعْدَ نُوْحٍ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ الدَّجَّالَ قَوْمَہٗ وَاِنِّیْ اُنْذِرُکُمُوْہُ فَوَصَفَہٗ لَنَا قَالَ

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوا' جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو' اور بے شک میں نے تمہیں اس سے ڈرایا ہے اور آپ نے ہمارے سامنے اس کے متعلق بیان فرمایا'

20/20

لَعَلَّهٗ سَيُدْرِكُهٗ بَعْضُ مَنْ رَاٰنِیْ اَوْ سَمِعَ كَلَامِیْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ قُلُوْبُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ مِثْلُهَا يَعْنِیْ الْيَوْمَ اَوْ خَيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

شاید میری زیارت کرنے والے اور میرا کلام سننے والے بعض لوگ اسے پالیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس روز ہمارے دل کیسے ہوں گے؟ فرمایا: آج کی طرح یا اس سے بہتر۔ (ترمذی، ابوداؤد)

٨٣٣٤ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا سَاَلَ اَحَدٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ اَكْثَرَ مِمَّا سَاَلْتُهٗ وَاِنَّهٗ قَالَ لِیْ مَا يَضُرُّكَ قُلْتُ اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَهٗ جَبَلُ خُبْزٍ وَّنَهْرُ مَاءٍ قَالَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے دجال کے متعلق سوال نہیں کیا' اور آپ نے مجھے فرمایا کہ وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا' میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کا دریا ہوگا' آپ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ حقیر ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٣٣٥ - وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ دُوْنَكُمْ وَاِنْ يَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيْجُ نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِیْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اِنَّهٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهٗ طَافِيَةٌ كَاَنِّیْ اُشَبِّهُهٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ اَدْرَكَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَاْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ وَفِیْ رِوَايَةٍ فَلْيَقْرَاْ عَلَيْهِ بِفَوَاتِحِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ فَاِنَّهَا جَوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهٖ اِنَّهٗ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا وَّعَاثَ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لَبْثُهٗ فِی الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَّيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَّيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَّسَائِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِیْ كَسَنَةٍ اَيَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ قَالَ لَا اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اِسْرَاعُهٗ فِی الْاَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اِسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَاْتِیْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ فَيَاْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ اَطْوَلُ مَا كَانَتْ ذُرًى وَّاَسْبَغَهٗ ضُرُوْعًا وَاَمَدَّهٗ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَاْتِی الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر وہ میری حیاتِ ظاہری میں ظاہر ہوا' تو تمہاری طرف سے میں اس کا مقابلہ کروں گا' اور اگر وہ میری ظاہری حیات کے بعد' ظاہر ہوا تو ہر شخص اپنی طرف سے اس کا مقابلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ میری طرف سے ہر مسلمان پر ولی و محافظ ہوگا' بے شک دجال جوان' سخت گھونگھریالے بالوں والا' پھولی ہوئی آنکھ والا ہوگا' گویا کہ وہ عبدالعزیٰ بن قطن کے زیادہ مشابہ ہے' تم میں جو کوئی اسے پائے تو وہ اس پر سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات پڑھے' اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے کیونکہ یہ آیات اس کے فتنہ سے تمہیں امان دینے والی ہیں' بے شک وہ شام اور عراق کے درمیانی راستہ سے نکلے گا تو وہ دائیں جانب فساد پھیلائے گا اور بائیں جانب فساد پھیلائے گا' اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ زمین میں کتنی مقدار ٹھہرے گا؟ آپ نے فرمایا: چالیس دن' ایک دن ایک سال کی طرح اور ایک دن ایک ماہ کی طرح اور ایک دن ایک جمعہ کی طرح ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو دن ایک سال کی طرح ہوگا' کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نماز کافی ہوگی؟ فرمایا: نہیں! تم اس کے لیے اپنا اندازہ لگا لینا' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! زمین میں اس کی تیز رفتاری کتنی ہوگی؟ فرمایا: اس بادل کی طرح جس کے پیچھے ہوا چل رہی ہو' وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا اور وہ اس پر ایمان لے آئیں گے تو وہ آسمان کو حکم دے گا' آسمان بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا' زمین (سبزہ وغیرہ) اُگائے گی' شام کے وقت ان کے مویشی (چراگاہوں سے) واپس ان کے پاس آئیں

فَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُوْنَ
مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَيْءٌ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ
بِالْخَرِبَةِ فَيَقُوْلُ لَهَا اَخْرِجِيْ كُنُوْزَكِ فَتَتْبَعُهُ
كُنُوْزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُوْا رَجُلًا
مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ
رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ
يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ
بْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ
دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى
اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ اِذَا طَاْطَاَ رَاْسَهُ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهُ
تَحَدَّرَ مِنْهُ مِثْلُ جُمَّانٍ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ
يَجِدُ مِنْ رِيْحِ نَفْسِهِ اِلَّا مَاتَ وَنَفْسُهُ يَنْتَهِيْ
حَيْثُ يَنْتَهِيْ طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ
لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَاْتِيْ عِيْسٰى قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ
اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ
بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ
اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيْسٰى اَنِّيْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا
لِيْ لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ اِلَى
الطُّوْرِ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهُمْ مِنْ
كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ فَيَمُرُّ اَوَائِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ
طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فَيَقُوْلُ
لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى يَنْتَهُوْا
اِلٰى جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ
فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْاَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ
مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيَرْمُوْنَ بِنُشَّابِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ
فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوْبَةً دَمًا وَيُحْصَرُ
نَبِيُّ اللّٰهِ وَاَصْحَابُهُ حَتّٰى تَكُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ
لِاَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِّائَةِ دِيْنَارٍ لِاَحَدِكُمُ الْيَوْمَ
فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ
عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى

گے تو وہ پہلے سے زیادہ لمبی کوہانوں والے اور زیادہ بھرے ہوئے تھنوں والے
اور زیادہ پھیلی ہوئی کوکھوں والے ہوں گے' پھر وہ ایک قوم کے پاس آئے گا
اور انہیں دعوت دے گا اور وہ اس کی بات کو قبول نہیں کریں گے تو وہ ان کی طرف
سے واپس پھر جائے گا اور وہ قحط زدہ ہو کر رہ جائیں گے' ان کے ہاتھوں میں
ان کا کوئی مال نہیں رہے گا' وہ ایک ویرانہ پر گزرے گا اور اسے کہے گا کہ اپنے
خزانے نکال دے تو وہاں کے خزانے اس کے پیچھے آئیں گے' جس طرح شہد
کی مکھیاں اپنے سردار کے پیچھے چلتی ہیں' پھر وہ ایک بھری ہوئی جوانی والے شخص
کو بلائے گا اور اسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے گا اور تیر کے ہدف کی مقدار دور
دور پھینک دے گا' پھر اسے بلائے گا تو وہ آدمی ہنستا ہوا روشن و تروتازہ چہرے
کے ساتھ آئے گا' وہ دجال اسی حالت میں ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مسیح
ابن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا' آپ زعفرانی رنگ کے دو کپڑوں میں ملبوس' دو فرشتوں
کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے' دمشق کے مشرقی سفید منارے کے پاس اتریں
گے' جب اپنا سر جھکائیں گے تو قطرات ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو
اس سے چاندی کے بنے ہوئے دانوں کی طرح' موتیوں جیسے صاف قطرات
ٹپکیں گے' جو کافر بھی آپ کے سانس کی خوشبو پائے گا' وہ مر جائے گا اور آپ
کی سانس وہاں تک پہنچے گی' جہاں تک آپ کی نگاہ جائے گی' آپ اسے تلاش
کریں گے اور باب لد کے پاس اسے پالیں گے اور قتل کر ڈالیں گے' پھر حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایسی قوم آئے گی' جنہیں اللہ تعالیٰ نے دجال سے
محفوظ رکھا ہوگا' آپ ان کے چہرے صاف فرمائیں گے اور انہیں جنت میں
ان کے درجات کی خبریں دیں گے' وہ اسی حالت میں ہوں گے جب اللہ تعالیٰ
حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائے گا کہ بے شک
میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں' جن سے لڑائی کی کسی میں طاقت نہیں'
میرے بندوں کو کوہ طور پر لے چلو' اور اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو بھیجے گا اور وہ
ہر بلند ٹیلے سے دوڑتے ہوئے آئیں گے' ان کی پہلی جماعت بحیرہ طبریہ پر
گزرے گی اور اس میں جو پانی ہوگا' وہ پی جائے گی' اور ان کی آخری جماعت
وہاں سے گزرے گی تو کہے گی کہ کبھی اس جگہ پانی تھا' پھر وہ چل پڑیں گے' حتیٰ
کہ جبل خمر پر پہنچ جائیں گے اور وہ بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے' اور وہ کہیں گے
کہ ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر دیا ہے' آؤ! آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں' وہ
اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے تیر خون سے رنگین کر
کے واپس فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب

كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ اِلَى الْاَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَاَهٗ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ اِلَى اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ.

محصور ہو جائیں گے' یہاں تک کہ ان کے نزدیک بیل کا سر اس سے زیادہ بہتر ہو گا جتنا آج تمہارے نزدیک سو دینار ہیں' اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرما دے گا اور وہ سب ایک آدمی کے مرنے کی طرح یک بارگی مر جائیں گے' پھر اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب زمین کی طرف اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت کے برابر جگہ بھی ان کی لاشوں اور بدبو سے خالی نہیں پائیں گے' اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے' (اور دعا کریں گے) تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں جیسے پرندے بھیجے گا' وہ انہیں اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا' پھینک دیں گے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ تَطْرَحُهُمْ بِالنَّهْبَلِ وَيَسْتَوْقِدُ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ قِسِيِّهِمْ وَنُشَّابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِيْنَ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْاَرْضِ اَنْبِتِىْ ثَمَرَتَكِ وَرُدِّىْ بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَاْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّوْنَ بِقَحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِى الرِّسْلِ حَتّٰى اَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْاِبِلِ لَتَكْفِى الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةُ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِى الْقَبِيْلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةُ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِى الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَاْخُذُهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ فَيَقْبِضُ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُوْنَ فِيْهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اِلَّا الرِّوَايَةَ الثَّانِيَةَ وَهِىَ قَوْلُهٗ تَطْرَحُهُمْ بِالنَّهْبَلِ اِلٰى قَوْلِهٖ سَبْعَ سِنِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں مقام نہبل میں پھینک دیں گے اور مسلمان ان کی کمانیں اور ان کے تیر اور ان کے ترکش سات سال تک جلاتے رہیں گے' پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا' جس سے نہ مٹی کا بنا ہوا کوئی گھر بچے گا' نہ اُون کا بنا ہوا کوئی خیمہ بچے گا' وہ بارش زمین کو دھو ڈالے گی حتیٰ کہ اسے شیشے کی طرح صاف کر کے چھوڑے گی' پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے پھل اُگا اور اپنی برکت کو واپس لوٹا' تو اس دن ایک جماعت ایک انار سے کھائے گی اور اس کے چھلکے کے نیچے سایہ حاصل کرے گی' اور اللہ تعالیٰ دودھ میں برکت ڈال دے گا حتیٰ کہ ایک تازہ بچہ جننے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کو کافی ہو گی اور ایک تازہ بچہ جننے والی گائے لوگوں کے ایک قبیلہ کو کافی ہو گی اور ایک تازہ بچہ جننے والی بکری لوگوں کے ایک خاندان کو کافی ہو گی' لوگ اسی حالت میں ہوں گے' جب اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہوا بھیجے گا' جو ان کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی اور ہر مؤمن اور ہر مسلمان کی روح قبض کر لے گی اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے' جو زمین میں گدھوں کی طرح زنا کریں گے اور ان پر قیامت قائم ہو گی۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے' سوائے دوسری روایت کے اور وہ دوسری روایت آپ کا ارشاد "تطرحهم بالنهبل" سے لے کر "سبع سنين" تک ہے۔ (ترمذی)

دجال کے خروج کے وقت ایام کے طویل ہونے کی کیفیت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک دن ایک سال کی طرح اور ایک دن ایک ماہ کی طرح اور ایک دن ایک جمعہ کی طرح ہو گا اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ اس کی شرح میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانِ اقدس اپنے حقیقی معنی میں ہے اور اس میں کوئی بعید بات نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ پہلے

دن کے اجزاء میں سے ہر جزء میں اتنا اضافہ کر دے کہ وہ دن خلاف عادت ایک سال کی مقدار کے برابر ہو جائے' لیکن اس پر اعتراض ہے کہ اس تقریر کے مطابق صرف زمانے میں بسط اور کشادگی ثابت ہوگی' جس طرح معراج کی رات نبی کریم ﷺ کے لیے تھوڑا سا زمانہ وسیع اور کشادہ ہوا تھا' لیکن ہر نماز کے وجوب کا سبب تو وقت ہے جس کا اندازہ طلوع فجر' زوال آفتاب' غروب آفتاب اور شفق کے غائب ہونے سے لگایا جاتا ہے اور یہ چیزیں تو تبھی ثابت ہوتی ہیں جب حقیقتاً رات دن متعدد ہوں اور یہاں حقیقۃً رات دن کا متعدد ہونا تو نہیں پایا گیا' لہٰذا تحقیق وہی ہے جو علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک دن ایک سال کی طرح اور ایک دن ایک مہینہ کی طرح اور ایک دن ایک جمعہ کی طرح ہوگا اور باقی ایام تمہارے ایام کی طرح ہوں گے۔ آپ کے اس ارشاد کی ہم یہ تاویل نہیں کر سکتے کہ ان ایام میں زیادہ مصائب' تکالیف اور سختیوں کی بناء پر انہیں طویل قرار دیا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو دن ایک سال کی طرح ہوگا' کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نماز کافی ہو گی' آپ نے فرمایا: نہیں! لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے کہتے ہیں کہ حضور مخبر صادق و مصدوق ﷺ کے خبر دینے سے ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ دجال کے ساتھ مختلف قسم کے شعبدے ہوں گے' جن سے عقل والوں کی عقل سلب ہو جائے گی اور آنکھ والوں کی نگاہیں اچک لی جائیں گی' شیاطین اس کے تابع ہوں گے' وہ جنت و جہنم لے کر آئے گا اور اپنے دعویٰ کے مطابق مردوں کو زندہ کرے گا' لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے کبھی بارش برسائے گا اور خوش حالی لے آئے گا اور کبھی قحط اور خشک سالی لے آئے گا اور اس میں کوئی خفاء نہیں کہ وہ بہت بڑا جادوگر ہوگا' لہٰذا نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کی ہم یہی تاویل کر سکتے ہیں کہ دجال لوگوں کے کانوں اور آنکھوں کو اچک لے گا' لوگوں کا یہ خیال ہوگا کہ زمانہ ایک ہی حالت پر جاری ہے کہ دھوپ ہی ہے' اندھیرا نہیں ہوا' صبح ہی ہے شام نہیں ہوئی۔ رات دن کے اختلاف کی علامات ان پر مخفی ہو جائیں گی' لہٰذا نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان احوال کے وقت تم غور و فکر سے کام لینا اور جب تک اللہ تعالیٰ یہ حالت دور نہ فرما دے' اس وقت تک تم نمازوں کے اوقات کا اندازہ لگاتے رہنا' اور شرح مسلم میں علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے اور یہ تینوں ایام حدیث میں مذکور مقدار کے مطابق طویل ہوں گے اور اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ باقی ایام تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

طویل ایام میں نمازوں کے اوقات کا اندازہ کیسے لگایا جائے گا؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز کی ادائیگی کے لیے اپنا اندازہ لگا لینا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حکم اسی دن کے ساتھ مخصوص ہے' جس کا شارع علیہ السلام نے ہم سے بیان فرما دیا ہے' اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو ہم اجتہاد کے پابند ہوتے اور اس کے علاوہ باقی ایام میں معروف اوقات کے اندر نماز ادا کرنے پر اکتفاء کرتے اور اندازہ لگانے سے مراد یہ ہے کہ جب طلوع فجر کے بعد اتنا وقت ہو جائے جتنا وقت فجر اور ظہر کے درمیان ہوتا ہے تو ظہر کی نماز ادا کرنا اور جب ظہر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جتنا وقت ظہر اور عصر کے درمیان ہوتا ہے' تو عصر کی نماز ادا کر لینا' پھر جب عصر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جتنا وقت عصر اور مغرب کے درمیان ہوتا ہے تو مغرب کی نماز ادا کر لینا' اسی طرح عشاء اور صبح' پھر ظہر' پھر عصر' پھر مغرب ادا کرنا' حتیٰ کہ وہ دن گزر جائے اور اس دن میں ایک سال کی فرض نمازیں ان اوقات میں ادا ہو جائیں گی' اور دوسرا دن ایک مہینہ کی طرح اور تیسرا دن ایک جمعہ کی طرح ہوگا' ان میں بھی پہلے دن کی طرح نمازوں کا اندازہ لگایا جائے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

جن علاقوں میں عشاء کا وقت نہیں آتا' وہاں نمازوں کا حکم شرعی

فقہائے کرام نے اس حدیث سے ان علاقوں میں نماز کی ادائیگی کا حکم بھی مستنبط کیا ہے جہاں عشاء اور وتر کا وقت نہیں آتا۔

حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب اعظمی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

جن شہروں میں عشاء کا وقت ہی نہ آئے کہ شفق ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے فجر طلوع کر آئے (جیسے بلغاریہ ولندن کہ ان جگہوں میں ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ عشاء کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سیکنڈوں اور منٹوں کے لیے ہوتا ہے) تو وہاں والوں کو چاہیے کہ ان دنوں کی عشاء و وتر کی قضاء پڑھیں۔ (بہار شریعت، حصہ سوم ص ۱۳، مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور)

اس مسئلہ کی تفصیلی بحث کے لیے رد المحتار علی الدر المختار ج ۲ ص ۱۸ تا ۲۳، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان کا مطالعہ کریں۔ وہاں اس کے متعلق نفیس اور مبسوط بحث ہے۔

سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول کہاں ہوگا؟

اس حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دمشق کے سفید مشرقی منارے کے پاس اتریں گے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

طبرانی نے اوس بن اوس سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دمشق کے سفید مشرقی منارے کے پاس اتریں گے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ابن ماجہ پر اپنی تعلیق میں ذکر کیا ہے کہ حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس کے پاس اتریں گے اور ایک روایت میں ہے کہ اردن میں اتریں گے اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کی لشکر گاہ میں اتریں گے، میں کہتا ہوں کہ بیت المقدس کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول والی حدیث ابن ماجہ کے نزدیک ثابت ہے اور میرے نزدیک یہی زیادہ راجح ہے، اور باقی روایات کے منافی نہیں کیونکہ بیت المقدس دمشق کے مشرقی جانب ہے اور وہی مسلمانوں کی لشکر گاہ ہے، جب کہ وہ اور اردن علاقے کا نام ہیں اور بیت المقدس اس کے اندر ہے، بیت المقدس میں اگرچہ اب منارہ نہیں ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے اس میں منارہ بن جائے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانس کی خوشبو سے دجال کیوں نہیں مرے گا؟

اس حدیث میں ہے کہ کسی کافر کے لیے یہ ممکن نہیں کہ آپ کے سانس کی خوشبو پائے مگر وہ مر جائے گا اور آپ کی سانس وہاں تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نگاہ جائے گی۔ اس پر سوال ہے کہ دجال بھی کافر ہے تو پھر وہ آپ کے سانس کی خوشبو سے کیوں نہیں مرے گا؟ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ممکن ہے کہ دجال اس حکم سے مستثنیٰ ہو اور اس میں حکمت یہ ہو کہ جنگ میں اس کا خون دکھایا جائے تاکہ اہل ایمان کے دلوں میں اس کے ساحر ہونے کا یقین اور پختہ ہو جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نزول کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ کرامت ہو، پھر جب دجال کو دیکھیں تو یہ کرامت زائل ہو جائے، کیونکہ کرامت کا دائمی ہونا لازم نہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس سانس سے کافر کی موت واقع ہوگی، وہ عام عادت کے مطابق سانس نہیں ہوگا، بلکہ اس سے مراد وہ سانس ہے، جس سے کافر کو ہلاک کرنے کا قصد کیا جائے گا، لہٰذا مقصود سانس نہ پائے جانے کی وجہ سے دجال کی موت واقع نہیں ہوگی، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو کافر بھی آپ کے سانس کی خوشبو پائے گا وہ مر جائے گا اور یہ مفہوم نہیں کہ پہلی بار ہی آپ کے سانس کی خوشبو سے کافر مر جائے گا، بلکہ ہو سکتا ہے کہ مذکورہ حکمت کے پیش نظر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام میدانِ جنگ میں دجال کا خون مؤمنین کو دکھا دیں، اس کے بعد آپ کی یہ کرامت حاصل ہو، پھر عجیب و غریب بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانس سے بعض لوگ زندہ ہو جائیں گے اور بعض مر جائیں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۹۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

٨٣٣٦ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْكُثُ الدَّجَّالُ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَالْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَالْيَوْمُ كَاضْطِرَامِ السَّعْفَةِ فِي النَّارِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال زمین میں چالیس سال تک ٹھہرے گا' ایک سال مہینے کی طرح اور ایک مہینہ' ایک ہفتے کی طرح اور ایک ہفتہ' ایک دن کی طرح اور ایک دن' آگ میں کھجور کی خشک لکڑی کے جلنے کی طرح ہوگا۔ (شرح السنہ)

٨٣٣٧ - وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ سِنِيْنَ سَنَةً تُمْسِكُ السَّمَاءُ فِيْهَا ثُلُثَ قَطْرِهَا وَالْاَرْضُ ثُلُثَ نَبَاتِهَا وَالثَّانِيَةُ تُمْسِكُ السَّمَاءُ ثُلُثَيْ قَطْرِهَا وَالْاَرْضُ ثُلُثَيْ نَبَاتِهَا وَالثَّالِثَةُ تُمْسِكُ السَّمَاءُ قَطْرَهَا كُلَّهُ وَالْاَرْضُ نَبَاتَهَا كُلَّهُ فَلَا يَبْقٰى ذَاتُ ظِلْفٍ وَلَا ذَاتُ ضِرْسٍ مِّنَ الْبَهَائِمِ اِلَّا هَلَكَ وَاِنَّ مِنْ اَشَدِّ فِتْنَتِهٖ اَنَّهٗ يَاْتِي الْاَعْرَابِيَّ فَيَقُوْلُ اَرَاَيْتَ اِنْ اَحْيَيْتُ لَكَ اِبِلَكَ اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيُمَثِّلُ لَهُ الشَّيَاطِيْنُ نَحْوَ اِبِلِهٖ كَاَحْسَنِ مَا يَكُوْنُ ضُرُوْعًا وَاَعْظَمِهٖ اَسْنِمَةً قَالَ وَيَاْتِي الرَّجُلَ قَدْ مَاتَ اَخُوْهُ وَمَاتَ اَبُوْهُ فَيَقُوْلُ اَرَاَيْتَ اِنْ اَحْيَيْتُ لَكَ اَبَاكَ وَاَخَاكَ اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيُمَثِّلُ لَهُ الشَّيَاطِيْنُ نَحْوَ اَبِيْهِ وَنَحْوَ اَخِيْهِ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ رَجَعَ وَالْقَوْمُ فِي اهْتِمَامٍ وَغَمٍّ مِّمَّا حَدَّثَهُمْ قَالَتْ فَاَخَذَ بِلَحْمَتَيِ الْبَابِ فَقَالَ مَهْيَمْ اَسْمَاءُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ خَلَعْتَ اَفْئِدَتَنَا بِذِكْرِ الدَّجَّالِ قَالَ اِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا حَيٌّ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ وَاِلَّا فَاِنَّ رَبِّيْ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنَّا لَنَعْجِنُ عَجِيْنَنَا فَمَا نَخْبِزُهٗ حَتّٰى نَجُوْعَ فَكَيْفَ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے' آپ نے دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا: بے شک دجال سے پہلے تین سال ہوں گے' ایک سال آسمان اپنی تہائی بارش اور زمین اپنی تہائی پیداوار روک لے گی اور دوسرے سال آسمان اپنی دو تہائی بارش اور زمین اپنی دو تہائی پیداوار روک لے گی اور تیسرے سال آسمان اپنی تمام بارش اور زمین اپنی تمام پیداوار روک لے گی' تو ہر کھر والا اور ڈاڑھ والا جانور ہلاک ہو جائے گا اور دجال کا شدید ترین فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک اعرابی کے پاس آ کر کہے گا: کیا خیال ہے اگر میں تیرا اونٹ زندہ کر دوں تو کیا تجھے میرے رب ہونے کا یقین نہیں آئے گا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں! تو شیطان اس کے سامنے اس کے اونٹ کی صورت اختیار کر کے اس کے اونٹ سے زیادہ خوب صورت تھنوں اور زیادہ بلند کوہان والے اونٹ کی طرح آ جائے گا' اور ایک شخص کے پاس آئے گا' جس کا بھائی اور باپ فوت ہو چکے ہوں گے' اور کہے گا: تیرا کیا خیال ہے اگر میں تیرے باپ اور تیرے بھائی کو زندہ کر دوں تو کیا تو میرے رب ہونے کا یقین نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں! تو اس کے سامنے شیاطین اس کے باپ اور اس کے بھائی کی صورت اختیار کر کے آ جائیں گے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے لیے تشریف لے گئے' پھر واپس تشریف لائے اور لوگ آپ کی بیان کردہ بات کی وجہ سے پریشانی اور غم میں تھے۔ راویہ کا بیان ہے کہ آپ نے دروازے کے دونوں کنارے پکڑ کر فرمایا: اے اسماء! کیا حال ہے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دجال کے ذکر سے ہمارے دل باہر نکل آئے ہیں' آپ نے فرمایا: اگر دجال ظاہر ہوا' اور میں (ظاہری حیات کے ساتھ) زندہ ہوا تو میں اس کے مقابل ہوں گا' ورنہ میرا رب میری طرف سے ہر مؤمن پر محافظ ہوگا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! ہم آٹا گوندھتے ہیں اور روٹی نہیں پکاتے کہ ہمیں بھوک لگ آتی ہے' تو اس روز مؤمنین کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا: انہیں

بِالْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَئِذٍ قَالَ يُجْزِئُهُمْ مَا يُجْزِئُ أَهْلَ السَّمَاءِ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّقْدِيْسِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالطَّيَالِسِيُّ.

آسمان والوں کی طرح تسبیح و تقدیس ہی کافی ہوگی۔ (مسند احمد، ابوداؤد طیالسی)

٨٣٣٨ - وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَلْقَاهُ الْمَسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَّالِ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ أَيْنَ تَعْمِدُ فَيَقُوْلُ أَعْمِدُ إِلٰى هٰذَا الَّذِيْ خَرَجَ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ أَوَ مَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا فَيَقُوْلُ مَا بِرَبِّنَا خَفَاءٌ فَيَقُوْلُوْنَ اقْتُلُوْهُ فَيَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوْا أَحَدًا دُوْنَهُ فَيَنْطَلِقُوْنَ بِهٖ إِلَى الدَّجَّالِ فَإِذَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ هٰذَا الدَّجَّالُ الَّذِيْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَيَأْمُرُ الدَّجَّالُ بِهٖ فَيُشَبَّحُ فَيَقُوْلُ خُذُوْهُ وَشُجُّوْهُ فَيُوْسَعُ ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ ضَرْبًا قَالَ فَيَقُوْلُ أَوَ مَا تُؤْمِنُ بِيْ قَالَ فَيَقُوْلُ أَنْتَ الْمَسِيْحُ الْكَذَّابُ قَالَ فَيُؤْمَرُ بِهٖ فَيُؤْشَرُ بِالْمِيْشَارِ مِنْ مَّفْرِقِهٖ حَتّٰى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ قَالَ ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهُ قُمْ فَيَسْتَوِيْ قَائِمًا ثُمَّ يَقُوْلُ لَهُ أَتُؤْمِنُ بِيْ فَيَقُوْلُ مَا ازْدَدْتُ فِيْكَ إِلَّا بَصِيْرَةً قَالَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَفْعَلُ بَعْدِيْ بِأَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ فَيَأْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهُ فَيُجْعَلُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهٖ إِلٰى تَرْقُوَتِهٖ نُحَاسًا فَلَا يَسْتَطِيْعُ إِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ فَيَأْخُذُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهٖ فَيَحْسِبُ النَّاسُ إِنَّمَا قَذَفَهُ إِلَى النَّارِ وَإِنَّمَا أُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا أَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دجال ظاہر ہوگا تو ایک مؤمن مرد اس کی جانب رخ کرے گا' اسے دجال کے مسلح آدمی ملیں گے اور کہیں گے کہ تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہے گا کہ جس آدمی کا ظہور ہوا ہے' میں اس کی طرف (جانے کا) ارادہ رکھتا ہوں' فرمایا کہ وہ اسے کہیں گے: کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتا؟ وہ کہے گا: ہمارے رب میں تو کوئی پوشیدگی نہیں' وہ کہیں گے: اسے قتل کر دو' پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تمہارے رب نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ اس کے (حکم کے) بغیر کسی کو قتل نہ کرنا تو وہ لوگ اسے دجال کی طرف لے جائیں گے' جب مؤمن دجال کو دیکھے گا تو کہے گا: اے لوگو! یہی وہ دجال ہے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے' فرمایا کہ دجال حکم دے گا کہ اس مرد کو لٹا دیا جائے' پھر وہ کہے گا کہ اسے اچھی طرح پکڑ لو اور اس کا سر پھاڑ دو' اس کی پشت اور پیٹ پر ضربیں لگائی جائیں گی' پھر دجال کہے گا: کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے' وہ مردِ مؤمن کہے گا: تو مسیح کذاب ہے' فرمایا کہ پھر حکم دیا جائے گا اور اسے سر کی مانگ سے آرے کے ساتھ چیر ڈالا جائے گا اور اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے جسم کے دو ٹکڑے کر دیے جائیں گے' پھر دجال دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا' پھر اسے کہے گا: کھڑا ہو' تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا' پھر اسے کہے گا: کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ کہے گا: مجھے (تیرے دجال ہونے کا) زیادہ یقین ہی ہوا ہے' پھر وہ مردِ مؤمن کہے گا: اے لوگو! بے شک یہ میرے بعد کسی کے ساتھ ایسا نہیں کر سکے گا' فرمایا کہ دجال اسے پکڑے گا تا کہ ذبح کرے' اللہ تعالیٰ اس مردِ مؤمن کی گردن اور ہنسلی کے درمیان تانبا بنا دے گا اور وہ دجال اس کے ذبح کی طرف کوئی راستہ نہیں پائے گا' فرمایا کہ پھر دجال اس کے دونوں ہاتھ پاؤں پکڑ کر اسے پھینک دے گا' لوگ گمان کریں گے اسے آگ میں پھینکا ہے' حالانکہ اسے جنت میں پہنچا دیا جائے گا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مرد اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ بڑی شہادت والا ہوگا۔ (مسلم)

٨٣٣٩ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ اَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِيْ تَلِي الْمَدِيْنَةَ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ اَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَهُ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَاَيْتُمْ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْاَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ فِيْكَ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ اَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نے فرمایا: دجال آئے گا حالانکہ اس پر مدینہ منورہ کی گھاٹیوں میں داخل ہونا ممنوع ہوگا تو وہ مدینہ منورہ کے قریب بنجر زمین میں آئے گا' اس کی طرف ایک آدمی نکل کر آئے گا' اور وہ آدمی تمام لوگوں سے بہتر ہوگا یا فرمایا کہ بہترین لوگوں میں سے ہوگا' اور وہ کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تو وہی دجال ہے' جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا' تو وہ دجال کہے گا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں اسے قتل کر دوں' پھر اسے زندہ کر دوں تو کیا تم میرے معاملہ میں شک کرو گے؟ تو لوگ کہیں گے کہ نہیں! پھر دجال اس مردِ مؤمن کو قتل کر دے گا' پھر اسے زندہ کر دے گا' تو وہ کہے گا: اللہ کی قسم! مجھے تیرے جھوٹا ہونے کا اتنا یقین کبھی نہیں تھا جتنا آج ہوا ہے' پھر دجال اسے قتل کرنے کا ارادہ کرے گا اور اس پر قابو نہیں پا سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

٨٣٤٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاتِي الْمَسِيْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْمَدِيْنَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسیح دجال مشرق کی جانب سے آئے گا' اس کا ارادہ مدینہ منورہ کی طرف ہوگا حتیٰ کہ وہ اُحد پہاڑ کے پیچھے اترے گا' پھر فرشتے اس کا چہرہ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہیں وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

٨٣٤١ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ میں مسیح دجال کا رعب طاری نہیں ہو سکے گا' اس روز مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔ (بخاری)

٨٣٤٢ - وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مُنَادِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي الصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فَخَرَجْتُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ لِيَلْزَمْ كُلُّ اِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَّلَا لِرَهْبَةٍ وَلٰكِنْ جَمَعْتُكُمْ لِاَنَّ تَمِيْمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا فَجَاءَ وَاَسْلَمَ

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کو یہ نداء دیتے ہوئے سنا: نماز کی جماعت تیار ہے' میں مسجد کی طرف گئی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی' جب آپ نے اپنی نماز مکمل فرما لی تو آپ مسکراتے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ہر آدمی اپنی نماز کی جگہ ٹھہرا رہے' پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کس لیے جمع کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی خوب جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے تمہیں کسی چیز کی رغبت دلانے یا کسی چیز سے ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا' لیکن میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری ایک نصرانی مرد تھے' وہ آ کر مسلمان ہو گئے ہیں اور انہوں نے ایسی بات بیان کی ہے جو اس خبر کے موافق ہے جو میں تمہیں مسیح دجال کے متعلق

وَحَدَّثَنِیْ حَدِیْثًا وَافَقَ الَّذِیْ کُنْتُ اُحَدِّثُکُمْ بِهٖ عَنِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِیْ اَنَّهٗ رَکِبَ فِیْ سَفِیْنَةٍ بَحْرِیَّةٍ مَعَ ثَلٰثِیْنَ رَجُلًا مِّنْ لَخْمٍ وَّجُذَامٍ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِی الْبَحْرِ فَارْفَئُوْا اِلٰی جَزِیْرَةٍ حِیْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ فَجَلَسُوْا فِیْ اَقْرُبِ السَّفِیْنَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِیْرَةَ فَلَقِیَتْهُمْ دَابَّةٌ اَهْلَبُ کَثِیْرُ الشَّعْرِ لَا یَدْرُوْنَ مَا قُبُلُهٗ مِنْ دُبُرِهٖ مِنْ کَثْرَةِ الشَّعْرِ قَالُوْا وَیْلَكِ مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ اِنْطَلِقُوْا اِلٰی هٰذَا الرَّجُلِ فِی الدَّیْرِ فَاِنَّهٗ اِلٰی خَبَرِکُمْ بِالْاَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا اَنْ تَکُوْنَ شَیْطَانَةً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتّٰی دَخَلْنَا الدَّیْرَ فَاِذَا فِیْهِ اَعْظَمُ اِنْسَانٍ مَا رَاَیْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَّاَشَدُّهٗ وَثَاقًا مَجْمُوْعَةٌ یَدَاهُ اِلٰی عُنُقِهٖ مَا بَیْنَ رُکْبَتَیْهِ اِلٰی کَعْبَیْهِ بِالْحَدِیْدِ قُلْنَا وَیْلَكَ مَا اَنْتَ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰی خَبَرِیْ فَاَخْبِرُوْنِیْ مَا اَنْتُمْ قَالُوْا نَحْنُ اُنَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ رَکِبْنَا فِیْ سَفِیْنَةٍ بَحْرِیَّةٍ فَلَعِبَ بِنَا الْبَحْرُ شَهْرًا فَدَخَلْنَا الْجَزِیْرَةَ فَلَقِیَتْنَا دَابَّةٌ اَهْلَبُ فَقَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ اِعْمَدُوْا اِلٰی هٰذَا فِی الدَّیْرِ فَاَقْبَلْنَا اِلَیْكَ سِرَاعًا فَقَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ نَّخْلِ بَیْسَانَ هَلْ تُثْمِرُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَمَا اَنَّهَا تُوْشِكُ اَنْ لَّا تُثْمِرَ قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ بُحَیْرَةِ الطَّبَرِیَّةِ هَلْ فِیْهَا مَاءٌ قُلْنَا هِیَ کَثِیْرَةُ الْمَاءِ قَالَ اِنَّ مَاءَهَا یُوْشِكُ اَنْ یَّذْهَبَ قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ عَیْنِ زُغَرٍ هَلْ فِی الْعَیْنِ مَاءٌ وَهَلْ یَزْرَعُ اَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَیْنِ قَالَ نَعَمْ هِیَ کَثِیْرَةُ الْمَاءِ وَاَهْلُهَا یَزْرَعُوْنَ مِنْ مَّاءِهَا قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ نَبِیِّ الْاُمِّیِّیْنَ مَا فَعَلَ قُلْنَا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَّکَّةَ وَنَزَلَ یَثْرِبَ قَالَ اَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ کَیْفَ صَنَعَ بِهِمْ فَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّهٗ قَدْ ظَهَرَ عَلٰی مَنْ یَّلِیْهِ مِنَ الْعَرَبِ

بیان فرما چکا ہوں' اُنہوں نے بتایا کہ وہ ایک بحری جہاز میں قبیلہ لخم اور قبیلہ جزام کے تیس آدمیوں کے ساتھ سوار تھے' موجیں انہیں ایک ماہ تک سمندر میں بلا مقصد گھماتی رہیں تو وہ غروب آفتاب کے وقت ایک جزیرہ کے قریب ہو گئے' اور وہ چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ میں داخل ہو گئے' اور انہیں سخت اور گھنے بالوں والا ایک جانور ملا' بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے منہ اور پشت کا پتا نہیں چلتا تھا' لوگوں نے کہا: تجھ پر ہلاکت ہو! تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ (جاسوس) ہوں' گرجے میں اس مرد کے پاس چلو کیونکہ یہ تمہاری خبر سننے کا بہت شوق رکھتا ہے' تمیم داری نے کہا: جب اس جانور نے ہمارے سامنے مرد کا ذکر کیا تو ہمیں ڈر لگا کہ وہ جن ہی نہ ہو' ہم تیز تیز چلے حتیٰ کہ گرجے میں داخل ہو گئے تو گرجے میں بہت بڑا انسان تھا کہ ہم نے پہلے کبھی اس طرح کی خلقت والا اور اتنی مضبوطی سے بندھا ہوا کوئی شخص نہیں دیکھا تھا' اس کے دونوں ہاتھ کندھے سے بندھے ہوئے تھے اور وہ گھٹنوں سے لے کر ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا' ہم نے کہا: تجھ پر ہلاکت ہو! تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: تم میری خبر پر تو قادر ہو گئے ہو' اپنے متعلق بتاؤ کہ تم کون ہو؟ لوگوں نے کہا: ہم عرب کے لوگ ہیں' ہم بحری جہاز میں سوار ہوئے' سمندر کی موجیں ہمیں ایک ماہ تک بلا مقصد گھماتی رہیں اور ہم جزیرہ میں داخل ہو گئے' تو گھنے بالوں والے جانور سے ہماری ملاقات ہو گئی' اس نے کہا: میں جساسہ (جاسوس) ہوں' گرجے میں موجود شخص کی طرف جاؤ' ہم تیز تیز چلتے ہوئے تیرے پاس آ گئے' اس نے کہا: مجھے بیسان کے نخلستان کے متعلق بتاؤ! کیا وہ پھل دیتا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! اس نے کہا: عنقریب وہ پھل نہیں دے گا' اس نے کہا: مجھے بحیرہ طبریہ کے متعلق بتاؤ! کیا اس میں پانی ہے؟ ہم نے کہا: اس میں بہت زیادہ پانی ہے' اس نے کہا: بے شک عنقریب اس کا پانی سوکھ جائے گا' اس نے کہا: مجھے زغر کے چشمے کے متعلق بتاؤ! کیا چشمے میں پانی ہے؟ اور کیا وہاں کے رہنے والے چشمے کے پانی سے کھیتی سیراب کرتے ہیں؟ کہا: ہاں! چشمے میں بہت پانی ہے اور وہاں کے رہنے والے اس کے پانی سے کھیتی سیراب کرتے ہیں' اس نے کہا: مجھے اُمیوں کے نبی کے متعلق خبر دو! وہ کیا کر رہے ہیں؟ ہم نے کہا: وہ مکہ سے نکل کر آ گئے ہیں اور یثرب (مدینہ منورہ) میں ٹھہرے ہیں' اس نے کہا: اہل عرب نے ان سے لڑائی کی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! اس نے کہا: عرب والوں کے ساتھ ان کا معاملہ کیسا رہا؟ ہم نے اسے بتایا کہ وہ نبی اُمّی اپنے قریبی عرب والوں پر غالب آ گیا ہے' اور اہل

وَاَطَاعُوْهُ قَالَ اَمَا اَنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّهُمْ اَنْ يُّطِيْعُوْهُ وَاِنِّيْ مُخْبِرُكُمْ عَنِّيْ اِنِّيْ اَنَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ وَاِنِّيْ يُوْشِكُ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَاَخْرُجُ فَاَسِيْرُ فِي الْاَرْضِ فَلَا اَدَعُ قَرْيَةً اِلَّا هَبَطْتُهَا فِيْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ هُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَا هُمَا كُلَّمَا اَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَ وَاحِدًا مِّنْهُمَا اِسْتَقْبَلَنِيْ مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِيْ عَنْهَا وَاِنَّ عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِّنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُوْنَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهٖ فِي الْمِنْبَرِ هٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ طَيْبَةُ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ اَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ اِلَّا اَنَّهٗ فِيْ بَحْرِ الشَّامِ اَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ وَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَشْرِقِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

عرب نے ان کی اطاعت کر لی ہے؟ اس نے کہا: ان کے لیے بہتر ہے کہ اس نبی کی اطاعت کر لیں، اور میں تمہیں اپنے متعلق خبر دینے لگا ہوں اور بے شک میں مسیح دجال ہوں اور عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے گی تو میں نکلوں گا اور زمین کی سیر کروں گا اور میں چالیس راتوں میں مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے علاوہ ہر بستی میں داخل ہو جاؤں گا، ان دونوں شہروں میں داخلہ مجھ پر حرام کر دیا گیا ہے، جب میں ان میں سے کسی بستی میں داخل ہونے کا ارادہ کروں گا تو فرشتہ تلوار سونت کر میرے سامنے آ جائے گا اور مجھے وہاں سے ہٹا دیا جائے گا اور وہاں کی ہر گھاٹی پر فرشتے مقرر ہیں، جو وہاں پہرہ دے رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر اپنی انگلی مار کر فرمایا: یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ منورہ، سنو! کیا میں نے تمہیں یہ باتیں بیان نہیں کی تھیں؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: سنو! وہ دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں بلکہ وہ مشرق کی جانب ہے اور آپ نے اپنے دست مبارک سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

٨٣٤٣ - وَعَنْهَا فِيْ حَدِيْثِ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ قَالَتْ قَالَ فَاِذَا اَنَا بِامْرَاَةٍ تَجُرُّ شَعْرَهَا قَالَ مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ اِذْهَبْ اِلٰى ذٰلِكَ الْقَصْرِ فَاَتَيْتُهٗ فَاِذَا رَجُلٌ يَجُرُّ شَعْرَهٗ مُسَلْسَلٌ فِي الْاَغْلَالِ يَنْزُوْا فِيْمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَقُلْتُ مَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا الدَّجَّالُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہی تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے کہا: اچانک میں ایک عورت سے ملا، وہ اپنے بال گھسیٹ رہی تھی، تمیم داری نے کہا: تو کیا چیز ہے؟ اس عورت نے کہا: میں جساسہ (جاسوس) ہوں، اس محل کی طرف جاؤ، میں وہاں گیا تو ایک مرد ملا، جو اپنے بال گھسیٹ رہا تھا، بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا، زمین و آسمان کے درمیان اچھل کود رہا تھا، میں نے کہا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں دجال ہوں۔ (ابوداؤد)

٨٣٤٤ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ السِّيْجَانُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے ستر ہزار افراد دجال کی پیروی کریں گے، ان پر سبز چادریں ہوں گی۔ (شرح السنہ)

٨٣٤٥ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَّهُوْدِ اَصْفَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے، جن پر سبز چادریں ہوں گی۔ (مسلم)

٨٣٤٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

الصِّدِّيْقِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ اَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ يَتْبَعُهُ اَقْوَامٌ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَّانُ الْمُطْرَقَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ نے ہمیں بیان فرمایا: دجال مشرق کی سرزمین سے ظاہر ہوگا' جسے خراسان کہا جاتا ہے' ایسی قومیں اس کی پیروی کریں گی' جن کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ (ترمذی)

۸۳۴۷ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ عَلٰى حِمَارٍ اَقْمَرَ مَابَيْنَ اُذُنَيْهِ سَبْعُوْنَ بَاعًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِىْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال سفید گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا' اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ (بیہقی' کتاب البعث والنشور)

بَابُ قِصَّةِ ابْنِ صَيَّادٍ

ابن صیاد کا قصہ

۸۳۴۸ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِنْطَلَقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ رَهْطٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فِىْ اُطُمِ بَنِىْ مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يُشْعِرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهٗ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ الْاُمِّيِّيْنَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ اَتَشْهَدُ اَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَصَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهٖ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَاْتِيْنِىْ صَادِقٌ وَّكَاذِبٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْاَمْرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ خَبَاْتُ لَكَ خَبِيْئًا وَّخَبَاَ لَهٗ يَوْمَ تَاْتِى السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ○ (الدخان:۱۰) فَقَالَ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ اِخْسَاْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِىْ فِيْهِ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ يَّكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِىْ قَتْلِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِنْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت کے ساتھ ابن صیاد کی طرف تشریف لے گئے' یہاں تک کہ اسے بنو مغالہ کے مکانات میں بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا اور ابن صیاد اس روز قریب البلوغ تھا' اسے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا) پتانہ چلا' تو آپ نے اپنا دست مبارک اس کی پشت پر مارا' پھر فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' اس نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُمیوں کے رسول ہیں' پھر ابن صیاد نے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے زور سے دبوچ لیا' پھر فرمایا: میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا' پھر ابن صیاد سے فرمایا: تجھے کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس کبھی سچا آتا ہے کبھی جھوٹا آتا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تجھ پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے تیرے لیے ایک چیز چھپائی ہے' اور آپ نے اس کے لیے یہ آیت مبارکہ دل میں چھپائی: "یوم تاتی السماء بدخان مبین○" (الدخان: ۱۰) جس روز آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا○ اس نے کہا: وہ درخ ہے' آپ نے فرمایا: دفع ہو جا! تو ہرگز اپنی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس کے متعلق آپ مجھے اجازت عطا فرماتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تمہیں اس پر قابو حاصل نہیں ہوگا اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل میں کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ اس باغ کا قصد کرتے ہوئے چل پڑے' جہاں ابن صیاد موجود تھا' اور رسول

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبِ الْاَنْصَارِيُّ يَوُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِيْ فِيْهَا ابْنُ صَيَّادٍ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ اَنْ يَّسْمَعَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ اَنْ يَّرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهٗ فِيْهَا زَمْزَمَةٌ فَرَاَتْ اُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ اَيْ صَافُ وَهُوَ اِسْمُهٗ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهٰى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّيْ اُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ لَقَدْ اَنْذَرَ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللہ ﷺ کھجور کے تنے کے پیچھے چھپنے لگے' آپ ابن صیاد کے دیکھ لینے سے پہلے پہلے اس کی کچھ بات سننے کی کوشش فرما رہے تھے' جب کہ ابن صیاد اپنے بستر پر چادر میں لیٹے ہوئے کچھ گنگنا رہا تھا' ابن صیاد کی والدہ نے نبی پاک ﷺ کو کھجور کے تنے کے پیچھے چھپتے ہوئے دیکھ لیا اور کہا: اے صاف! (یہ ابن صیاد کا نام تھا) یہ محمد ہیں' تو ابن صیاد خاموش ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ اس کو چھوڑ دیتی تو یہ بیان کر دیتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اس کی حمد و ثناء بیان فرمائی' پھر دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا: بے شک میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے' تحقیق نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے' لیکن میں تمہیں اس کے متعلق ایسی بات بیان کرتا ہوں جو اس سے پہلے کسی نبی نے اپنی قوم سے بیان نہیں کی' تم جان لو کہ وہ کانا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔ (بخاری و مسلم)

۸۳۴۹ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَقِيَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ يَعْنِي ابْنَ صَيَّادٍ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ هُوَ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ مَاذَا تَرٰى قَالَ اَرٰى عَرْشًا عَلَى الْمَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرٰى عَرْشَ اِبْلِيْسَ عَلَى الْبَحْرِ قَالَ وَمَا تَرٰى قَالَ اَرٰى صَادِقَيْنِ وَكَاذِبًا اَوْ كَاذِبَيْنِ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُبِسَ عَلَيْهِ فَدَعُوْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ کی ایک گلی میں ابن صیاد سے ملاقات کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں' تو اس نے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا' تجھے کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا: میں پانی پر تخت دیکھتا ہوں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو سمندر پر ابلیس کا تخت دیکھتا ہے' اس نے کہا: میں دو سچے اور ایک جھوٹا یا دو جھوٹے اور ایک سچا دیکھتا ہوں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے' اسے چھوڑ دو! (مسلم)

٥٣٥٠ - وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْکُثُ اَبُو الدَّجَّالِ ثَلَاثِیْنَ عَامًا لَا یُوْلَدُ لَھُمَا وَلَدٌ ثُمَّ یُوْلَدُ لَھُمَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضْرَسُ وَاَقَلُّہٗ مَنْفِعَۃٌ تَنَامُ عَیْنَاہُ وَلَا یَنَامُ قَلْبُہٗ ثُمَّ نَعَتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ فَقَالَ اَبُوْہُ طُوَّالٌ ضَرْبُ اللَّحْمِ کَاَنَّ اَنْفَہٗ مِنْقَارٌ وَاُمُّہٗ اِمْرَاَۃٌ فِرْضَاخِیَّۃٌ طَوِیْلَۃُ الْیَدَیْنِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرَۃَ فَسَمِعْنَا بِمَوْلُوْدٍ فِی الْیَھُوْدِ بِالْمَدِیْنَۃِ فَذَھَبْتُ اَنَا وَالزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی اَبَوَیْہِ فَاِذَا نَعْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْھِمَا فَقُلْنَا ھَلْ لَکُمَا وَلَدٌ فَقَالَا مَکَثْنَا ثَلَاثِیْنَ عَامًا لَا یُوْلَدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضْرَسُ وَاَقَلُّہٗ مَنْفَعَۃً تَنَامُ عَیْنَاہُ وَلَا یَنَامُ قَلْبُہٗ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِھِمَا فَاِذَا ھُوَ مُنْجَدِلٌ فِی الشَّمْسِ فِیْ قَطِیْفَۃٍ وَّلَہٗ ھَمْھَمَۃٌ فَکَشَفَ عَنْ رَّاْسِہٖ فَقَالَ مَا قُلْتُمَا قُلْنَا وَھَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال کے والدین کے تیس سال تک کوئی اولاد نہیں ہوگی' پھر ان کے ہاں ایک کانا' بڑے بڑے دانتوں والا لڑکا پیدا ہوگا' جس کا نفع کم ہوگا' اس کی آنکھیں سوئیں گی اور اس کا دل نہیں سوئے گا۔ پھر ہمارے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والدین کی صفتیں ذکر کیں اور فرمایا کہ اس کا باپ دراز قد' کم گوشت والا نحیف البدن ہوگا' اس کی ناک چونچ جیسی ہوگی اور اس کی ماں موٹی تازی' بڑے بڑے ہاتھوں والی عورت ہوگی۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے مدینہ منورہ میں یہودیوں کے پیدا ہونے والے ایک بچے کے متعلق سنا تو میں اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ گئے' حتیٰ کہ ہم اس کے والدین کے پاس پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ صفتیں اس کے والدین میں موجود تھیں' ہم نے ان سے پوچھا: کیا تمہارے کوئی لڑکا ہے؟ انہوں نے کہا: تیس سال تک ہمارے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی' پھر ایک کانا' بڑے بڑے دانتوں والا لڑکا پیدا ہوا' جس کا نفع کم ہے' اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا' فرمایا کہ پھر ہم اس کے والدین کے پاس سے نکلے تو دیکھا کہ وہ لڑکا دھوپ میں زمین پر چادر اوڑھے لیٹا ہے اور کچھ گنگنا رہا ہے' اس کے سر سے کپڑا ہٹایا تو اس نے کہا: تم دونوں نے کیا کہا ہے؟ ہم نے کہا: کیا ہم نے جو کچھ کہا ہے تو نے سن لیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

(ترمذی)

٥٣٥١ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ اِمْرَاَۃً مِّنَ الْیَھُوْدِ بِالْمَدِیْنَۃِ وَلَدَتْ غُلَامًا مَمْسُوْحَۃً عَیْنُہٗ طَالِعَۃً نَابُہٗ فَاَشْفَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّکُوْنَ الدَّجَّالُ فَوَجَدَہٗ تَحْتَ قَطِیْفَۃٍ یُّھَمْھِمُ فَاٰذَنَتْہُ اُمُّہٗ فَقَالَتْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ ھٰذَا اَبُو الْقَاسِمِ فَخَرَجَ مِنَ الْقَطِیْفَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَالَھَا قَاتَلَھَا اللّٰہُ لَوْ تَرَکَتْہُ لَبَیَّنَ فَذَکَرَ مِثْلَ مَعْنٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اِئْذَنْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَقْتُلَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ یَّکُنْ ھُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَہٗ اِنَّمَا صَاحِبُہٗ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَاِلَّا یَکُنْ ھُوَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک یہودی عورت کے ایک کانا لڑکا پیدا ہوا' اس کی ڈاڑھ اُگی ہوئی تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ دجال ہی نہ ہو' آپ نے اسے چادر کے نیچے گنگناتے ہوئے پایا' اس کی ماں نے اسے بتایا کہ اے عبداللہ! یہ ابوالقاسم ہیں' تو وہ چادر کے نیچے سے نکلا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کیا ہوا ہے' اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرے' اگر یہ اس کو چھوڑ دیتی تو یہ بیان کر دیتا' پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث کے ہم معنی حدیث ذکر کی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اجازت عطا فرمایئے کہ میں اسے قتل کر ڈالوں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تم اس کے قاتل نہیں' اس کے قاتل تو عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں' اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم کسی ذمی مرد کو قتل کرو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اندیشہ فرماتے رہے کہ یہی دجال ہو۔ (شرح السنہ)

فَلَيْسَ ذٰلِكَ اَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْعَهْدِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْفِقًا اَنَّهُ هُوَ الدَّجَّالُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

٨٣٥٢ - وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عُمَرَ ابْنَ صَيَّادٍ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ قَوْلًا اَغْضَبَهُ فَانْتَفَخَ حَتّٰى مَلَاَ السِّكَّةَ فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلٰى حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا فَقَالَتْ لَهُ رَحِمَكَ اللّٰهُ مَا اَرَدْتَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ يَغْضَبُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مدینہ منورہ کی ایک گلی میں ابن صیاد سے ملاقات ہوئی' آپ نے اسے کوئی بات کہی' جس سے وہ غصہ میں آ گیا اور پھول گیا حتیٰ کہ گلی بھر گئی' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے' انہیں یہ خبر پہنچ چکی تھی' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے' تمہارا ابن صیاد سے کیا مقصد ہے؟ کیا تمہیں پتا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ کسی پر غصہ آ جانے کی بناء پر ہی ظاہر ہوگا۔ (مسلم)

٨٣٥٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقِيْتُهُ وَقَدْ نَفَرَتْ عَيْنُهُ فَقُلْتُ مَتٰى فَعَلَتْ عَيْنُكَ مَا اَرٰى قَالَ لَا اَدْرِيْ قُلْتُ لَا تَدْرِيْ وَهِيَ فِيْ رَاْسِكَ قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ خَلَقَهَا فِيْ عَصَاكَ قَالَ فَنَخَرَ كَاَشَدِّ نَخِيْرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن صیاد سے ملاقات کی جب کہ اس کی آنکھ سوج چکی تھی' میں نے اسے کہا: تیری آنکھ میں مجھے جو ورم نظر آ رہا ہے' یہ کب ہوا ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتا' میں نے کہا: وہ آنکھ تو تیرے سر میں تھی اور تو نہیں جانتا' اس نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے تیری لاٹھی میں پیدا کر دے' فرماتے ہیں کہ میں نے گدھے کی جو سخت آواز سنی ہے' وہ اس کی طرح سخت آواز سے چیخا۔ (مسلم)

٨٣٥٤ - وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَاَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ اَنَّ ابْنَ الصَّيَّادِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فَهٰذِهِ الْيَمِيْنُ يَمِيْنٌ لَغْوٌ عِنْدَنَا لَا مُوَاخَذَةَ فِيْهَا قَالَ فِي الْهِدَايَةِ وَمِنَ اللَّغْوِ اَنْ يَقُوْلَ وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَزَيْدٌ وَّهُوَ يَظُنُّهُ زَيْدٌ اَوْ اِنَّمَا هُوَ عَمْرٌو وَالْاَصْلُ فِيْهِ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ﴾ (المائدہ:٨٩) اَلْاٰيَةَ.

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے دیکھا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے' میں نے کہا: آپ اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں' انہوں نے کہا: میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بات پر قسم اٹھاتے ہوئے دیکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں فرمایا۔ (بخاری ومسلم) یہ یمین ہمارے نزدیک یمین لغو ہے' اس پر مواخذہ نہیں۔ ہدایہ میں ہے کہ یہ یمینِ لغو ہے کہ آدمی کہے: "واللہ انہ لزید" اللہ کی قسم! یہ زید ہے' اور وہ اسے زید ہی گمان کرتا ہو جب کہ حقیقت میں وہ عمرو ہو' اور اس میں اصل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر' ہاں! ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا۔ (المائدہ:٨٩)

٨٣٥٥ - وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا اَشُكُّ اَنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ ابْنُ صَيَّادٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم! مجھے اس میں شک نہیں کہ مسیح دجال ابن صیاد ہی ہے۔ (ابوداؤد' بیہقی' کتاب البعث والنشور)

وَالنُّشُوْرِ.

٨٣٥٦ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ صَیَّادٍ اِلٰی مَکَّةَ فَقَالَ لِیْ مَا لَقِیْتُ مِنَ النَّاسِ یَزْعُمُوْنَ اَنِّی الدَّجَّالُ اَلَسْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّهٗ لَا یُوْلَدُ لَهٗ وَقَدْ وُلِدَ لِیْ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ هُوَ کَافِرٌ وَاَنَا مُسْلِمٌ اَوَ لَیْسَ قَدْ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَةَ وَلَا مَکَّةَ وَقَدْ اَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِیْنَةِ وَاَنَا اُرِیْدُ مَکَّةَ ثُمَّ قَالَ لِیْ فِیْ اٰخِرِ قَوْلِهٖ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ مَوْلِدَهٗ وَمَکَانَهٗ وَاَیْنَ هُوَ وَاَعْرِفُ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ قَالَ فَلَبَسَنِیْ قَالَ قُلْتُ لَهٗ تَبًّا لَکَ سَائِرَ الْیَوْمِ قَالَ وَقِیْلَ لَهٗ اَیَسُرُّکَ اَنَّکَ ذَاکَ الرَّجُلُ قَالَ فَقَالَ لَوْ عُرِضَ عَلَیَّ مَا کَرِهْتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں ابن صیاد کے ساتھ مکہ مکرمہ تک رہا' اس نے مجھے کہا: میں کچھ لوگوں سے ملا' ان کا یہ گمان ہے کہ میں ہی دجال ہوں' کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ دجال کے اولاد نہیں ہوگی جب کہ میرے تو اولاد ہے' کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ کافر ہے حالانکہ میں تو مسلمان ہوں' کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ نہ مدینہ منورہ میں داخل ہوگا نہ مکہ مکرمہ میں' جب کہ میں مدینہ سے آ رہا ہوں اور میرا ارادہ مکہ جانے کا ہے' پھر اس نے آخر میں مجھے کہا: سن لو! اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں اس کی جائے پیدائش کہاں ہے؟ اس کا مکان کہاں ہے؟ وہ اس وقت کہاں ہے؟ میں اس کے باپ اور اس کی ماں کو پہچانتا ہوں۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر مجھ پر معاملہ مشتبہ ہو گیا' میں نے اسے کہا: سارا دن تیرے لیے تباہی و بربادی ہو' فرماتے ہیں کہ اسے کہا گیا: کیا تو اس بات پر خوش ہے کہ تو ہی وہ مرد (دجال) ہو؟ اس نے کہا: اگر مجھ پر یہ بات پیش کی گئی تو میں ناپسند نہیں کروں گا۔ (مسلم)

٨٣٥٧ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ فَقَدْنَا ابْنَ صَیَّادٍ یَوْمَ الْحَرَّةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن صیاد' واقعہ حرہ کے روز ہم سے گم ہو گیا۔ (ابوداؤد)

٨٣٥٨ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ ابْنَ صَیَّادٍ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ فَقَالَ دَرْمَکَةٌ بَیْضَاءُ مِسْکٌ خَالِصٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن صیاد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی مٹی کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: باریک خالص سفید مشک کی طرح ہے۔ (مسلم)

ابن صیاد کا تذکرہ

ان احادیث میں ابن صیاد کا ذکر ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اکمل نے کہا ہے کہ ابن صیاد کا نام عبداللہ تھا اور ایک قول ہے کہ اس کا نام صاف تھا اور اسے ابن صیاد کہا جاتا تھا اور وہ مدینہ منورہ کے یہودیوں میں سے ایک یہودی تھا اور ایک قول یہ ہے کہ وہ یہود مدینہ میں آ کر داخل ہو گیا تھا' بچپن میں اس کی حالت کاہنوں جیسی تھی' کبھی سچ بولتا' کبھی جھوٹ بولتا' پھر اسلام لے آیا' جب وہ بڑا ہوا تو اس میں مسلمانوں والی علامات حج' جہاد وغیرہ پائی گئیں' پھر اس کے بعض ایسے احوال ظاہر ہوئے اور اس کی بعض ایسی باتیں ظاہر ہوئیں' جن سے محسوس ہوا کہ وہ دجال ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس نے توبہ کی اور مدینہ منورہ میں فوت ہوا اور ایک قول یہ ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے روز گم ہو گیا تھا۔ ابن ملک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابن صیاد کے احوال میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ دجال ہے اور مدینہ منورہ میں اس کے فوت ہونے والا قول ثابت نہیں کیونکہ روایت ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے روز گم ہو گیا تھا۔ باقی رہی یہ بات کہ دجال کے ہاں اولاد نہیں ہوگی۔ وہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوگا اور وہ کافر ہوگا' یہ سب علامات اس کے خروج کے زمانہ کی ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ دجال نہیں' اور یہ منقول ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ

2 اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور انہوں نے سنا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں اس بات کا حلف اٹھایا اور آپ نے انکار نہیں فرمایا' اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ ابن صیاد دجال نہیں تھا' البتہ ابن صیاد کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی آزمائش تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے خلاف نہیں' کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دجال کے مختلف ابدان ہوں اور اس کا ظاہر عالم حس اور عالم خیال میں مختلف احوال کے ساتھ دائر ہو اور اس کا باطن عالم مثال میں زنجیروں اور طوقوں میں جکڑا ہوا ہو' شاید اس کے کامل فتنہ کے ظہور میں نبوتوں کی زنجیروں اور رسالت کے طوقوں کی موجودگی رکاوٹ ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۱۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ابن صیاد کو ابن صائد بھی کہا جاتا ہے اور ان احادیث میں اسے ان دونوں ناموں سے موسوم کیا گیا ہے' اس کا نام صاف تھا۔ علماء کرام نے کہا کہ اس کے قصہ میں اشکال ہے اور اس کا معاملہ مشتبہ ہے کہ آیا وہ مشہور مسیح دجال ہے یا کوئی اور ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دجالوں میں سے ایک دجال تھا۔ علماء کرام نے کہا کہ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ وحی نہیں آئی تھی کہ یہ مسیح دجال ہے یا کوئی اور ہے۔ آپ سے دجال کی صفات بیان کی گئی تھیں اور ابن صیاد میں ایسے قرائن موجود تھے جن سے دجال ہونے کا احتمال ہوتا تھا۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطعی طور پر بیان نہیں فرمایا کہ یہ دجال ہے' کوئی اور نہیں ہے۔ اسی لیے آپ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تم اسے ہرگز قتل نہیں کرسکو گے۔ ابن صیاد کا اپنے دجال نہ ہونے پر یہ دلائل پیش کرنا کہ وہ تو مسلمان ہے اور دجال کافر ہوگا اور دجال کے ہاں اولاد نہیں ہوگی جب کہ اس کی تو اولاد ہے' اور دجال مکہ و مدینہ میں داخل نہیں ہوگا اور ابن صیاد تو مدینہ میں داخل ہے اور مکہ کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کا یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے فتنہ کے وقت اور اس کے خروج کے وقت کی یہ صفات بیان فرمائی تھیں۔ ابن صیاد کے قصہ میں اشتباہ اور اس کے جھوٹے دجالوں میں سے ایک ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں' اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس کے پاس صادق اور کاذب آتے ہیں' اور اس نے کہا کہ اس نے عرش کو پانی کے اوپر دیکھا ہے' اور وہ دجال ہونے کو ناپسند نہیں سمجھتا اور وہ دجال کے ٹھکانے کو پہچانتا ہے اور اس نے یہ کہا کہ میں دجال کو پہچانتا ہوں۔ اس کی جائے ولادت کو پہچانتا ہوں اور جانتا ہوں کہ وہ اب کہاں ہے اور وہ اتنا پھول گیا کہ گلی بھر گئی' یہ سب چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے ابن صیاد کا معاملہ مشتبہ ہو گیا تھا' باقی دجال کا اظہار اسلام کرنا' حج کرنا' جہاد کرنا اور اپنی موجودہ حالت سے بیزاری کا اظہار کرنا' اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ دجال نہیں تھا۔

علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ سلف نے بڑا ہونے کے بعد اس کے معاملہ میں اختلاف کیا ہے۔ ایک روایت ہے کہ اس نے اپنے قول سے توبہ کر لی اور مدینہ منورہ میں فوت ہو گیا اور جب لوگوں نے اس پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو اس کے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا گیا حتیٰ کہ لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور ان سے کہا گیا کہ گواہ ہو جاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور وہ اس میں شک نہیں کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اگر چہ وہ اسلام لے آیا ہو؟ انہوں نے فرمایا: اگر چہ وہ اسلام لے آیا ہو' اور ان سے کہا گیا کہ وہ مکہ میں داخل ہو گیا تھا اور پہلے وہ مدینہ میں تھا؟ انہوں نے فرمایا: اگر چہ وہ مکہ میں داخل ہو گیا ہو' اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واقعہ حرہ کے روز ابن صیاد ہم سے گم ہو گیا اور اس سے وہ روایت باطل ہو جاتی ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں فوت ہوا اور

21
21

اس کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی' اور امام مسلم رحمہ اللہ نے ان احادیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں اس بات کا حلف اٹھاتے ہوئے سنا اور نبی کریم ﷺ نے اس کا انکار نہیں فرمایا اور ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ فرماتے تھے: اللہ کی قسم! مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن صیاد ہی مسیح دجال ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب البعث والنشور میں کہا ہے کہ لوگوں کا ابن صیاد کے معاملہ میں بہت اختلاف ہے کہ آیا یہ دجال ہی ہے یا کوئی اور ہے۔ جن لوگوں کا نظریہ ہے کہ یہ دجال نہیں' انہوں نے جساسہ کے قصہ میں امام مسلم رحمہ اللہ کی ذکر کردہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ والی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ابن صیاد کی صفات دجال کی صفات جیسی ہوں' جس طرح کہ صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ لوگوں میں دجال کے سب سے زیادہ مشابہ عبد العزیٰ بن قطن ہے' حالانکہ عبد العزیٰ دجال نہیں۔ ابن صیاد کا معاملہ ایک فتنہ تھا' جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی آزمائش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس سے حفاظت فرمائی اور انہیں اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول پر نبی کریم ﷺ کے سکوت کا ہی ذکر ہے اور اس میں تو یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے معاملہ میں توقف فرمایا ہو' پھر آپ کے پاس اس کا بیان آ گیا ہو کہ وہ دجال نہیں' جس طرح کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ والی حدیث میں اس کی تصریح ہے۔ یہ امام بیہقی رحمہ اللہ کا کلام ہے اور ان کا مختار یہ ہے کہ ابن صیاد مسیح دجال کا غیر ہے اور ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت یہ ہے کہ وہ دجال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اگر یہ سوال ہو کہ نبی کریم ﷺ نے ابن صیاد کو اپنی موجودگی میں دعویٰ نبوت کرنے کے باوجود قتل کیوں نہیں فرمایا' اس کے دو جواب ہیں جنہیں امام بیہقی وغیرہ نے ذکر کیا ہے' پہلا جواب یہ ہے کہ وہ نابالغ تھا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی جواب کو اختیار کیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا' جب نبی کریم ﷺ کا یہودیوں کے ساتھ معاہدہ تھا اور علامہ خطابی رحمہ اللہ نے معالم السنن میں دوسرے جواب پر جزم کیا ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد اپنے اور یہودیوں کے مابین صلح کا معاہدہ تحریر فرمایا کہ آپس میں ایک دوسرے کو جنگ پر برانگیختہ نہ کریں اور سب کو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ ابن صیاد بھی انہی میں سے تھا یا ان میں داخل تھا۔ علامہ خطابی نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے آیت دخان چھپا کر ابن صیاد کا جو امتحان لیا' اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ تک کاہنوں کے دعوے پہنچتے تھے کہ ان کے پاس غیب کی خبریں آتی ہیں' لہٰذا آپ نے اس کا امتحان لیا تاکہ اس کی حقیقتِ حال واضح ہو جائے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے اس کا بطلان ظاہر ہو جائے اور واضح ہو جائے کہ یہ کاہن ساحر ہے اور شیاطین اس کو انہی باتوں کا القاء کرتے ہیں جو باتیں وہ کاہنوں اور ساحروں کو بتاتے ہیں تو آپ نے اپنے دل مبارک میں آیہ مبارکہ "فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ O" (الدخان: ۱۰) کو مخفی رکھ کر اس کا امتحان لیا اور فرمایا: میں نے تیرے امتحان کے لیے ایک بات چھپائی ہے' اس نے کہا: وہ درخ ہے' یعنی دخان اور یہ بھی دخان کی ایک لغت ہے' تو نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: دفع ہو جا! تو اپنی حد سے نہیں بڑھ سکتا' یعنی تو اپنے جیسے کاہنوں کی حد سے تجاوز نہیں کر سکتا کہ وہ شیطان کی القاء کی ہوئی باتوں سے کوئی ایک کلمہ یاد کر لیتے ہیں' جب کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں علم غیب کی وحی فرماتا ہے اور اولیاء کرام کو کرامات کا الہام فرماتا ہے۔ واللہ اعلم (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۹ ص ۲۵۳' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری

قربِ قیامت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور اس کی حکمتوں کا بیان

اس باب میں سیّدنا حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قربِ قیامت آسمانوں سے نزول کا بیان ہے جب یہودی حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کرنے کے درپے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ظاہری زندگی کے ساتھ یہودیوں کے شر سے محفوظ رکھتے ہوئے آسمانوں پر اٹھالیا' جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۝ (النساء:۱۵۷)

اور یہودیوں نے انہیں یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۝

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اب بھی ظاہری حیات کے ساتھ آسمانوں پر زندہ ہیں۔ شب معراج نبی کریم ﷺ نے آسمانوں پر ان سے ملاقات فرمائی۔ قربِ قیامت میں حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی منارہ پر ہلکے زرد رنگ کے حلّے پہنے ہوئے فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ "فعل الحکیم لایخلو عن الحکمة" حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں سے نزول میں کیا حکمتیں ہیں؟ ان کا بیان کرتے ہوئے شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے نازل کرنے کی حسبِ ذیل حکمتیں ہیں:

(۱) یہود کے اس زعم کا ردّ کرنا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے' اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل کر کے ان کے جھوٹ کو ظاہر فرمادے گا۔

(۲) جب ان کی مدتِ حیات پوری ہونے کے قریب ہوگی تو زمین پر ان کو نازل کیا جائے گا تاکہ ان کو زمین میں دفن کیا جائے کیونکہ جو مٹی سے بنایا گیا ہو' اس میں یہی اصل ہے کہ اس کو مٹی میں دفن کیا جائے۔

(۳) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سیّدنا محمد ﷺ کی صفات اور آپ کی امت کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ آپ کو ان میں سے کردے' اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو باقی رکھا حتیٰ کہ آپ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے' احکامِ اسلام کی تجدید کریں گے اور آپ کا نزول دجال کے خروج کے زمانہ کے موافق ہوگا' سو آپ اس کو قتل کریں گے۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے نصاریٰ کے جھوٹے دعووں کا ردّ ہوگا جو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کرتے رہے' وہ ان کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور یہ کہ یہودیوں نے ان کو سولی دی اور وہ مرنے کے بعد تین دن بعد زندہ ہوگئے۔

(۵) نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی ﷺ کے آنے کی بشارت دی تھی اور مخلوق کو آپ کی تصدیق اور اتباع کی دعوت دی تھی' اس لیے خصوصیت کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمایا۔ (تبیان القرآن ج ۱۰ ص ۱۱۷' مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور)

۸۳۵۹ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عادل حکمران بن کر نازل ہوں گے' وہ صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے' جزیہ (ٹیکس) ختم کردیں گے' مال کی فراوانی کردیں گے' حتیٰ کہ کوئی آدمی مال کو قبول نہیں کرے گا' یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کے تمام مال و اسباب سے بہتر ہوگا' پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: اور کوئی کتابی ایسا نہیں جو ان

اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (النساء: ۱۵۹) اَلْاٰيَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے (النساء: ۱۵۹) (بخاری و مسلم)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول پر استدلال

اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو: "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" اور کوئی کتابی ایسا نہیں جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی نے فرمایا کہ اس آیہ مبارکہ سے آخری زمانہ میں حدیث کے مطابق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری پر استدلال کیا گیا ہے۔ دلیل کی تحریر اس طرح ہے کہ "به" اور "قبل موته" دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف لوٹ رہی ہیں اور معنی یہ ہے کہ کوئی کتابی ایسا نہیں ہے مگر وہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے پہلے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے گا اور یہ وہ اہل کتاب ہوں گے جو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانہ میں ہوں گے لہٰذا سب کا ایک ہی دین دینِ اسلام ہوگا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس آیہ مبارکہ کا معنی ہے کہ کوئی کتابی ایسا نہیں ہوگا مگر وہ روح قبض ہونے سے پہلے مشاہدہ کے وقت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے گا مگر یہ ایمان فائدہ نہیں دے گا۔ اس صورت میں "بـه" کی ضمیر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹے گی اور "قبـل مـوتـه" کی ضمیر کتابی کی طرف لوٹے گی اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی ہے کہ اہل کتاب میں سے ہر ایک موت کے وقت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کی بندی کے بیٹے ہیں اور یہ ایمان نفع نہیں دے گا اور ایک قول یہ ہے کہ "بـه" کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ رہی ہے اور معنی یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک موت کے وقت اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے گا اور یہ ایمان نفع نہیں دے گا۔ پہلا قول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

پہلے قول کے مطابق اس آیہ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی ظاہری حیات کے ساتھ زندہ ہیں آپ زمین پر تشریف لائیں گے اور اس دور کے تمام اہل کتاب آپ کے وصال سے پہلے ایمان لے آئیں گے۔

۸۳۶۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَيَتْرُكَنَّ الْقِلَاصَ فَلَا يَسْعٰى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ اِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهٗ اَحَدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت عیسیٰ بن مریم عادل حکمران بن کر نازل ہوں گے وہ صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے اور جوان اونٹنیاں آزاد چھوڑ دیں گے ان پر کوئی کام نہیں کیا جائے گا کینہ بغض اور حسد ختم ہو جائے گا اور لوگوں کو مال کی طرف بلایا جائے گا تو کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ (مسلم)

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ.

اور بخاری و مسلم دونوں کی روایت میں ہے: اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کے وقت امام کون ہوگا؟

اس حدیث میں ہے کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم

میں سے ہوگا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس ارشاد کی دو طرح سے شرح کی گئی ہے: (۱) نماز کا امام وہ شخص ہوگا جو تم میں سے ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی اقتداء کریں گے اور وہ شخص امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے اور یہ امت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتکریم کے لیے ہوگا' جیسا کہ آئندہ حدیث میں اس کی تصریح ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاکم وخلیفہ ہوں گے اور بھلائی کے امام ومعلم ہوں گے لیکن نماز کے امام حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے اس وقت حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کروار ہے ہوں گے' وہ چاہیں گے کہ پیچھے ہٹ جائیں اور امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے چھوڑ دیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام امام نہیں بنیں گے اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء کریں گے' اور اس کے بعد نماز میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی امامت کروائیں گے کیونکہ وہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ امام سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ان کے تم میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہاری شریعت کے احکام کے مطابق فیصلے کریں گے' انجیل کے احکام کے مطابق نہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کے مطابق تمہیں امامت کروائیں گے' لہٰذا معنی اس طرح ہوگا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری امامت کروائیں گے جب کہ وہ تمہارے دین وملت سے ہی ہوں گے اور تمہاری کتاب وسنت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۳۰ ' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۵۳۶۱ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِىْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑائی کرتا رہے گا' قیامت کے دن تک غالب رہے گا' فرمایا کہ پھر عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے' تو ان کا امیر عرض کرے گا: آیئے! ہمیں نماز پڑھایئے' تو وہ فرمائیں گے: نہیں! تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی عزت افزائی ہے۔ (مسلم)

۵۳۶۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِىَ فِىْ قَبْرِىْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فِىْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَيْنَ اَبِىْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَوَاهُ ابْنُ الْجَوْزِىُّ فِىْ كِتَابِ الْوَفَاءِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین کی طرف نازل ہوں گے' وہ شادی فرمائیں گے اور ان کے اولاد ہوگی اور وہ پینتالیس سال قیام فرمار ہیں گے' پھر ان کا وصال ہوگا تو وہ میرے ساتھ میری قبر انور میں مدفون ہوں گے اور میں اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک قبر میں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان اٹھیں گے۔ (ابن جوزی' کتاب الوفاء)

حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضۂ انور میں مدفون ہونا

اس حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے ساتھ میری قبر انور میں مدفون ہوں گے۔ قبر سے یہاں مقبرہ مراد ہے' اور احادیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ شریف میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے اور کسی کو وہ جگہ میسر نہیں ہو سکی۔ امام المسلمین سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اس جگہ مدفون ہونے کی خواہش کی اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کا وہ گھر تھا' وہ اس پر راضی ہوگئیں' مگر

بنی امیہ آڑے آئے اور انہوں نے آپ کو آپ کے جدامجد ﷺ کے روضہ مبارکہ میں دفن نہ ہونے دیا' اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے راضی ہونے کے باوجود وہ جگہ میسر نہ ہو سکی اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی لوگوں نے عرض کیا کہ یہ آپ کا گھر ہے' ہم آپ کو اسی جگہ دفن کر دیں گے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس پر راضی نہیں ہوں' مجھے نبی کریم ﷺ کی دیگر ازواجِ مطہرات کے ساتھ جنت البقیع میں ہی دفن کر دو۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس میں یہی حکمت تھی کہ یہ جگہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کی جگہ بنے گی۔ واللہ اعلم (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۴۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ وَاِنَّ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ

قربِ قیامت کا بیان اور اس بات کا بیان کہ جو مر گیا' اس کی قیامت قائم ہو گئی

قیامت کو ساعت کہنے کی وجہ تسمیہ

عنوان میں قربِ ساعت کا ذکر ہے۔ ساعت سے مراد قیامت ہے اور قیامت کو ساعت (گھڑی) اس لیے کہا گیا کہ قیامت کا وقوع اچانک ہوگا' لہٰذا قیامت کا وقوع اس ادنیٰ ساعت میں ہوگا جس پر زمانے کا لفظ بولا جا سکتا ہے' اگرچہ انتہاء کے لحاظ سے قیامت کا زمانہ طویل ہوگا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ طوالت کے پیش نظر قیامت کو ساعت کہا گیا ہے۔ ساعت تو مختصر ہوتی ہے اور قیامت کا دن طویل ہے' لہٰذا ساعت' قیامت کی ضد ہے تو قیامت کو اس کی ضد والا نام دے دیا گیا ہے' جس طرح حبشی کو کافور کہا جاتا ہے حالانکہ کافور رنگت میں حبشی کی ضد ہے۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۲۳' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

٨٣٦٣ - وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ قَالَ شُعْبَةُ وَسَمِعْتُ قَتَادَةَ يَقُوْلُ فِيْ قِصَصِهٖ كَفَضْلِ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَلَا اَدْرِيْ اَذْكُرُهٗ عَنْ اَنَسٍ اَوْ قَالَهٗ قَتَادَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ' حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے' وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور قیامت اس طرح مبعوث کیے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں۔ شعبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو اپنے مواعظ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس طرح ان دونوں میں سے ایک انگلی دوسری سے بڑی ہے' مجھے پتا نہیں کہ یہ بات وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیان کرتے ہیں یا قتادہ نے اسے خود کہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٣٦٤ - وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ فِيْ نَفَسِ السَّاعَةِ فَسَبَقْتُهَا كَمَا سَبَقَتْ هٰذِهٖ هٰذِهٖ وَاَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قیامت (کی علامات) کے آغاز میں بھیجا گیا ہوں اور میں اس سے پہلے ہوں جیسے یہ انگلی اس سے پہلے ہے اور آپ نے اپنی شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ (ترمذی)

مذکورہ حدیث کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اور قیامت اس طرح مبعوث کیے گئے ہیں' جیسے یہ دو انگلیاں۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میری بعثت قیامت قائم ہونے سے اتنی مقدم ہے جتنی ایک انگلی کی دوسری انگلی پر زیادتی ہے۔ آئندہ آنے والی ابن شداد کی روایت اسی معنی پر دلالت کرتی ہے' اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ کہا جائے گا کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ میرے اور قیامت کے درمیان اتنا ہی زمانہ ہے جتنا ان دو انگلیوں کے درمیان فاصلہ ہے اور ان دو انگلیوں کے

درمیان تھوڑا سا فاصلہ ہے اور یہاں ایک اور معنی کا بھی احتمال ہے کہ میری دعوت قیامت کے ساتھ ملی ہوئی اور ان میں جدائی نہیں جس طرح شہادت والی انگلی، درمیانی انگلی سے جدا نہیں ہوتی اور ان کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں اور دوسرے شارح نے کہا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ میرا دین قیامت کے قائم ہونے کے ساتھ متصل ہے اور درمیان میں کوئی دوسرا دین اور کوئی دوسری دعوت نہیں، جس طرح ان دونوں انگلیوں کے درمیان کوئی دوسری انگلی نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۳۶۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ بِشَهْرٍ تَسْاَلُوْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ وَاِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَّنْفُوْسَةٍ يَّاْتِيْ عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصال مبارک سے ایک مہینہ پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا: تم مجھ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہو، اس کا علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ اب زمین پر ایسا کوئی ذی روح موجود نہیں ہے کہ جس پر سو سال گزر جائیں اور وہ اس روز زندہ ہو۔ (مسلم)

سو سال تک کسی کے زندہ نہ رہنے سے مراد

اس حدیث میں ہے کہ زمین میں کوئی ایسا نفس نہیں جواب پیدا ہوا ہے کہ اس پر سو سال گزریں اور وہ اس روز زندہ ہو۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اشرف نے کہا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آج کے دن پیدا ہونے والا کوئی نفس سو سال زندہ نہیں رہے گا اور اس سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا فوت ہو جانا مراد ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد غالب حکم کے اعتبار سے ہے ورنہ تو بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سو سال سے بھی زائد عرصہ حیات رہے، جن میں حضرت انس بن مالک و حضرت سلمان رضی اللہ عنہما وغیرہ صحابہ ہیں اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اس قول کے بعد کوئی نفس سو سال زندہ نہیں رہے گا، جس طرح کہ آئندہ حدیث سے اسی معنی کی تائید ہوتی ہے اور غالب حکم کا اعتبار کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں پیدا ہونے والے اس فرمان کے بعد سو سال مکمل ہونے سے پہلے فوت ہو گئے ہوں اور اس معنی کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ محدثین و متکلمین محققین نے اس حدیث سے بابارتن ہندی کے دعویٰ کے بطلان پر استدلال کیا ہے۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا دعویٰ کیا تھا اور اس کا گمان تھا کہ وہ دو سو سال سے زائد عمر کا ہے، البتہ یہ حدیث اپنے ظاہری معنی کے اعتبار سے حضرت خضر و الیاس علیہما السلام کے اب زندہ نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے، جب کہ امام بغوی رحمہ اللہ نے معالم التنزیل میں کہا ہے کہ چار انبیاء (ظاہری زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں، دو زمین میں حضرت خضر و الیاس علیہما السلام اور دو آسمانوں میں حضرت عیسیٰ و حضرت ادریس علیہما السلام۔

لہٰذا یہ حدیث ان حضرات کے غیر کے ساتھ مخصوص ہے یا پھر حدیث کا معنی یہ ہے کہ میری امت سے پیدا ہونے والا کوئی نفس زندہ نہیں رہے گا اور دوسرے انبیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے نہیں ہیں۔ بعض نے کہا کہ حدیث میں زمین کی قید ہے کہ زمین پر زندہ نہیں رہیں گے، لہٰذا حضرت خضر و حضرت الیاس علیہما الصلوٰۃ والسلام اس سے نکل جائیں گے کیونکہ وہ دونوں تو سمندر پر ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

امام محی السنۃ سے منقول ہے کہ چار انبیاء کرام علیہم السلام (ظاہری زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں، دو زمین پر حضرت خضر و حضرت الیاس علیہما السلام اور دو آسمان پر حضرت ادریس و حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موجود ہونے پر علماء و

مشائخ سے تواتر کے ساتھ خبریں منقول ہیں۔ اگرچہ بعض نے اس کی تاویل کی ہے کہ ہر زمانے کا ایک خضر ہے جو اس دور کا مربی اور فیض رساں ہوتا ہے' لیکن کامل ترین اولیاء سے اسی خضر کا وجود ثابت ہے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مصاحب بنے تھے' اور سیدنا غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بعض اوقات آپ اپنے کلام کے درمیان ہوا کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے: اے اسرائیلی! ٹھہر جا! اور محمدی کا کلام سن! محمدی سے مراد خود ان کی اپنی ذات تھی۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۵۵' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۸۳۶۶ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَاْتِیْ مِائَۃُ سَنَۃٍ وَعَلَی الْاَرْضِ نَفْسٌ مَّنْفُوْسَۃٌ اَلْیَوْمَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ذی روح آج کے دن موجود ہے' اس پر سو سال نہیں گزریں گے۔ (مسلم)

۸۳۶۷ - وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ یَاْتُوْنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَسْاَلُوْنَہٗ عَنِ السَّاعَۃِ فَکَانَ یَنْظُرُ اِلٰی اَصْغَرِھِمْ فَیَقُوْلُ اِنْ یَّعِیْشْ ھٰذَا لَا یُدْرِکُہُ الْھَرَمُ حَتّٰی تَقُوْمَ عَلَیْکُمْ سَاعَتُکُمْ مُّتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ دیہاتی لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر قیامت کے متعلق سوال کرتے تو آپ ان میں سب سے کم عمر کی طرف دیکھتے اور فرماتے کہ اگر یہ زندہ رہا تو اس پر بڑھاپا نہیں آئے گا حتیٰ کہ تم پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

۸۳۶۸ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا تَعْجِزَ اُمَّتِیْ عِنْدَ رَبِّھَا اَنْ یُّؤَخِّرَھُمْ نِصْفَ یَوْمٍ قِیْلَ لِسَعْدٍ وَّکَمْ نِصْفُ یَوْمٍ قَالَ خَمْسُ مِائَۃِ سَنَۃٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اُمید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے پاس اس بات سے عاجز نہیں آئے گی کہ اللہ تعالیٰ انہیں نصف روز مہلت عطا فرمائے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ نصف روز کتنا ہے؟ فرمایا: پانچ سو سال۔

(ابوداؤد)

۸۳۶۹ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ ھٰذِہِ الدُّنْیَا مَثَلُ ثَوْبٍ شُقَّ مِنْ اَوَّلِہٖ اِلٰی اٰخِرِہٖ فَبَقِیَ مُتَعَلِّقًا بِخَیْطٍ فِیْ اٰخِرِہٖ فَیُوْشِکُ ذٰلِکَ الْخَیْطُ اَنْ یَّنْقَطِعَ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس دنیا کی مثال اس کپڑے کی طرح ہے جو شروع سے لے کر آخر تک پھاڑ دیا گیا ہو اور آخر میں ایک دھاگے سے لٹکا رہ گیا ہو' قریب ہے کہ وہ دھاگا ٹوٹ جائے۔ (بیہقی' شعب الایمان)

بَابُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ

قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی

۸۳۷۰ - عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی لَا یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰہُ اَللّٰہُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جائے گا۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ عَلٰی اَحَدٍ یَّقُوْلُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ کسی اللہ اللہ کہنے والے پر قیامت قائم نہیں ہوگی۔ (مسلم)

۸۳۷۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ الْخَلْقِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت صرف بدترین مخلوق پر قائم ہوگی۔ (مسلم)

احادیث میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ قیامت صرف بدترین مخلوق پر قائم ہوگی۔ اس میں اشکال ہے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیمة'' (صحیح مسلم' کتاب الامارۃ رقم الحدیث: ۴۹۳۱) میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق کی خاطر جہاد کرتی رہے گی' وہ ہمیشہ لوگوں پر غالب رہیں گے' یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔

ان دونوں احادیث میں تعارض ہے' اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک حق والے لوگ باقی رہیں گے اور وہ غالب رہیں گے' جب کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی اس سے پہلے صرف بدترین لوگ ہی باقی ہوں گے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

بدترین لوگ جن پر قیامت قائم ہوگی' اس سے وہ قوم مراد ہے جو ایک مخصوص مقام پر ہوگی اور دوسرے مقام پر ایسا گروہ ہوگا جو حق کی خاطر جہاد کرے گا اور کسی مخالفت کرنے والے کی مخالفت انہیں نقصان نہیں پہنچائے گی اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے' جسے ابوامامہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہتے ہوئے اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا' حتیٰ کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا امر آ جائے گا اور وہ اسی حالت میں ہوں گے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ کہاں ہوں گے؟ فرمایا: وہ بیت المقدس اور اس کے اطراف میں ہوں گے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۵ ص ۴۸' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۸۳۷۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِی الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِیْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِی الْجَاهِلِيَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی' جب تک ذوالخلصہ کے اردگرد قبیلہ دوس کی عورتوں کے سرین حرکت نہیں کریں گے' ذوالخلصہ قبیلہ دوس کا بت ہے جس کی وہ زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۸۳۷۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى يُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۝﴾ (الصف: ۹) اِنَّ ذٰلِكَ تَامًّا قَالَ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتُوُفِّیَ كُلُّ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَيَبْقٰى

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شب و روز کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگا' جب تک لات و عزیٰ کی پوجا نہ کر لی جائے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے' اگرچہ مشرک برا مانیں۝ (الصف: ۹) تو میں گمان کرتی تھی کہ دین مکمل ہو چکا ہے' فرمایا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے وہ ہو کر رہے گی' پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا تو جس آدمی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوا' وہ فوت ہو جائے گا اور وہی باقی رہ جائیں گے جن میں کوئی بھلائی نہیں ہے اور وہ لوگ اپنے آباء و اجداد کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (مسلم)

مَنْ لَّا خَيْرَ فِيْهِ فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى دِيْنِ اٰبَائِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تقویۃ الایمان میں مذکورہ حدیث کی عجیب وغریب تشریح

اس حدیث میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا تو جس آدمی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو' وہ فوت ہو جائے گا۔ مصنف تقویۃ الایمان اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

پھر اللہ پاک ایسی ایک باؤ بھیجے گا کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا' مر جاویں گے اور وہی لوگ رہ جاویں گے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں یعنی نہ اللہ کی تعظیم' نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق بلکہ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑتے ہیں گے سو اسی طرح شرک میں پڑ جاویں گے' کیونکہ اکثر پرانے باپ دادے جاہل مشرک گزرے ہیں' جو کوئی ان کی راہ ورسم کی سند پکڑے آپ بھی مشرک ہو جاوے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا' سو پیغمبر خدا ﷺ کے فرمانے کے مطابق ہوا۔ (تقویۃ الایمان ص ۸۷۔۸۸' مطبوعہ اہل حدیث اکادمی' کشمیری بازار لاہور)

تقویۃ الایمان کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہوا چل چکی ہے اور صرف مشرک اور بُرے لوگ ہی باقی رہ گئے ہیں' جن میں خود مصنف اور ان کے متبعین بھی شامل ہیں۔

۸۳۷۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ لَا اَدْرِىْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ عَامًا فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ كَاَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمْكُثُ فِى النَّاسِ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِىْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ اَوْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ دَخَلَ فِىْ كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَقْبِضَهُ قَالَ فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِىْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامُ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا وَّلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَا تَاْمُرُنَا فَيَاْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَفِىْ ذٰلِكَ دَرٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَلَا يَسْمَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا وَّرَفَعَ لِيْتًا قَالَ وَاَوَّلُ مَنْ يَّسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوْطُ حَوْضَ اِبِلِهِ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ ثُمَّ يُرْسِلُ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال ظاہر ہوگا تو وہ چالیس تک رہے گا۔ راوی کہتے ہیں: مجھے علم نہیں کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال' پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجے گا' وہ عروہ بن مسعود کے مشابہ ہوں گے' آپ دجال کو تلاش کر کے اسے ہلاک کر دیں گے' پھر آپ لوگوں میں سات سال اس طرح رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان دشمنی باقی نہیں رہے گی' پھر اللہ تعالیٰ ملک شام کی جانب سے سرد ہوا بھیجے گا' جو روئے زمین کے ہر اس شخص کی روح قبض کرے گی' جس کے دل میں ذرہ بھر بھلائی یا ایمان ہوگا' حتیٰ کہ اگر تم میں سے کوئی شخص پہاڑ کے اندر داخل ہو گیا تو وہ ہوا وہاں داخل ہو کر اسے فوت کر دے گی' فرمایا: پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے' جو پرندوں کی طرح ہلکے (تیز رو اور جلد باز) ہوں گے اور درندوں کی طرح خون ریز اور ظالم ہوں گے' جو نہ نیکی کو پہچانیں گے اور نہ بُرائی سے انکار کریں گے' ان کے سامنے شیطان انسانی شکل میں آ کر کہے گا کہ تم حیاء نہیں کرتے' وہ کہیں گے: تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے تو شیطان انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا اور اس حالت میں ان پر رزق بارش کی طرح برسے گا اور ان کی زندگی خوب صورت ہوگی' پھر صور پھونکا جائے گا تو اسے جو بھی سنے گا' وہ کبھی گردن جھکائے گا' کبھی گردن اٹھائے گا' سب سے پہلے جو آدمی اسے سنے گا' وہ اپنے اونٹ کے حوض پر مٹی لگا رہا ہوگا' وہ بے ہوش ہو جائے گا اور لوگ بے ہوش ہو جائیں گے' پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا گویا

اللّٰهُ مَطَرًا كَانَّهُ الطَّلُّ فَيَنْبُتُ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ قِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ فَيُقَالُ اَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ فَيُقَالُ مِنْ كَمْ كَمْ فَيُقَالُ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعُ مِائَةٍ وَّتِسْعَةٌ تِّسْعِيْنَ قَالَ فَذٰلِكَ يَوْمٌ يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا وَّذٰلِكَ يَوْمٌ يُّكْشَفُ عَنْ سَاقٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کہ وہ شبنم ہے' اس سے لوگوں کے جسم اُگنے لگیں گے' پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو وہ لوگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے' پھر کہا جائے گا: اے لوگو! آ ؤ! اپنے رب کی طرف (فرشتوں سے کہا جائے گا:) انہیں ٹھہراؤ کہ ان سے سوال کیا جائے گا اور کہا جائے گا: (ان میں سے) جہنم کا لشکر نکال لو تو کہا جائے گا: کتنوں سے کتنے؟ تو فرمایا جائے گا: ہر ہزار سے نو سو ننانوے' فرمایا کہ وہ دن بچوں کو بوڑھا بنا دے گا اور اسی دن پنڈلی ظاہر کی جائے گی۔ (مسلم)

بَابُ النَّفْخِ فِي الصُّوْرِ
صور پھونکنے کا بیان

ف: صور سے مراد ایک سینگ ہے' جس میں حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونک ماریں گے' اور صور کا پھونکنا دو مرتبہ ہوگا' ایک مرتبہ زندوں کو ہلاک کرنے کے لیے اور دوسری مرتبہ مردوں کو زندہ کرنے کے لیے اور یہاں نفخ صور سے دوسری مرتبہ صور پھونکنا مراد ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۶۱' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ' مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۷۵ - عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ قَالُوْا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ اَبَيْتُ قَالُوْا اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتُ قَالُوْا اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَبَيْتُ ثُمَّ يَنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ قَالَ وَلَيْسَ مِنَ الْاِنْسَانِ شَيْءٌ لَا يَبْلٰى اِلَّا عَظْمًا وَّاحِدًا وَّهُوَ عَجَبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دوبارہ صور پھونکنے کے درمیان چالیس کا وقفہ ہے' لوگوں نے کہا: اے ابو ہریرہ! چالیس دن' فرمایا: میں کچھ نہیں کہہ سکتا' لوگوں نے کہا: چالیس مہینے' فرمایا: میں کچھ نہیں کہہ سکتا' لوگوں نے کہا: چالیس سال' فرمایا: میں کچھ نہیں کہہ سکتا' پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا تو وہ لوگ اس طرح اُگیں گے جس طرح سبزی اُگتی ہے اور انسان کی ہر چیز گل سڑ جائے گی سوائے ایک ہڈی کے اور وہ ریڑھ کی ہڈی ہے اور اسی سے مخلوق کو قیامت کے روز دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول ''ابیت'' کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ جب لوگوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو آپ نے جواباً فرمایا: ''اَبیت'' میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ میں جواب نہیں دے سکتا کیونکہ میں نہیں جانتا کہ درست جواب کیا ہے؟ یا مراد یہ تھی کہ میں صاحب کلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال نہیں کر سکا' لہٰذا میں نہیں جانتا کہ حقیقتِ حال کیا ہے؟ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان کی مراد یہ تھی کہ میں نہیں جانتا' دونوں مرتبہ صور پھونکنے کے درمیان چالیس دن کا وقفہ ہے یا چالیس مہینوں کا یا چالیس سال کا اور میں یہ جسارت نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا آپ کے متعلق جھوٹ بولوں یا آپ کے متعلق ایسی خبر دوں گا جس کا مجھے علم نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ كُلُّ ابْنِ اٰدَمَ يَاْكُلُهُ التُّرَابُ اِلَّا عَجَبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيْهِ يُرَكَّبُ.

اور مسلم ایک روایت میں ہے کہ انسان کی ہر چیز کو مٹی کھا جائے گی سوائے ریڑھ کی ہڈی کے' اسی سے انسان پیدا کیا گیا ہے اور اسی سے دوبارہ بنایا جائے گا۔

٨٣٧٦ - وَعَنْ اَبِىْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُعِيْدُ اللّٰهُ الْخَلْقَ وَمَا اٰيَةُ ذٰلِكَ فِىْ خَلْقِهٖ قَالَ اَمَا مَرَرْتَ بِوَادِىْ قَوْمِكَ جَدْبًا ثُمَّ مَرَرْتَ بِهٖ يَهْتَزُّ خَضِرًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَتِلْكَ اٰيَةُ اللّٰهِ فِىْ خَلْقِهٖ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ مخلوق کو دوبارہ کیسے اٹھائے گا اور مخلوق میں اس کی نشانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تم قحط سالی کے دوران اپنی قوم کے جنگل سے نہیں گزرے پھر وہاں سے گزرے تو وہ سبزے سے لہلہا رہا تھا' میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کی یہی نشانی ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ فرمائے گا۔ (رزین)

٨٣٧٧ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَنْعَمُ وَصَاحِبُ الصُّوْرِ قَدِ الْتَقَمَهٗ وَاَصْغٰى سَمْعَهٗ وَحَنٰى جَبْهَتَهٗ يَنْتَظِرُ مَتٰى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کیسے خوش رہوں' حالانکہ صور پھونکنے والے نے صور کو منہ میں ڈال رکھا ہے اور وہ کان لگا کر پیشانی جھکائے ہوئے منتظر ہے کہ اسے کب پھونکنے کا حکم دیا جائے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمیں کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں' آپ نے فرمایا: تم کہو: اللہ ہی ہمیں کافی ہے! وہ کتنا اچھا کارساز ہے! (ترمذی)

٨٣٧٨ - وَعَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الصُّوْرِ وَقَالَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ جِبْرِيْلُ وَعَنْ يَّسَارِهٖ مِيْكَائِيْلُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صور پھونکنے والے کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اس کی دائیں جانب جبریل علیہ السلام اور اس کی بائیں جانب میکائیل علیہ السلام ہیں۔ (رزین)

٨٣٧٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصُّوْرُ قَرْنٌ يُّنْفَخُ فِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صور ایک سینگ ہے' جس میں پھونکا جائے گا۔ (ترمذی' ابوداؤد' دارمی)

٨٣٨٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاِذَا نُقِرَ فِى النَّاقُوْرِ ○ (المدثر:٨) اَلصُّوْرُ قَالَ وَالرَّاجِفَةُ النَّفْخَةُ الْاُوْلٰى وَالرَّادِفَةُ الثَّانِيَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِىْ تَرْجَمَةِ الْبَابِ تَعْلِيْقًا قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ لٰكِنْ وَصَلَهٗ فِىْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ مِنْهُ.

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فاذا نقر فی الناقور" (اور جب صور میں پھونکا جائے گا) کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد صور ہے' اور راجفہ سے مراد پہلی مرتبہ پھونکنا ہے اور رادفہ سے مراد دوسری مرتبہ پھونکنا ہے۔ (اسے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے باب کے عنوان میں معلق ذکر فرمایا ہے اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ دوسرے مقام پر اسے موصولاً ذکر فرمایا ہے)۔

٨٣٨١ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِى السَّمَاءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو سمیٹ دے گا اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ سے لپیٹ لے گا' پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں زمین کے بادشاہ! (بخاری ومسلم)

٨٣٨٢ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْوِي اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ثُمَّ يَطْوِي الْاَرْضِيْنَ بِشِمَالِهٖ.

فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ دے گا' پھر انہیں دائیں ہاتھ سے پکڑے گا' پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں جبار و سرکش! کہاں ہیں متکبرین! پھر زمین کو اپنے بائیں ہاتھ سے لپیٹ دے گا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں اپنے دوسرے ہاتھ سے پکڑ لے گا' پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں جبارین! کہاں ہیں متکبرین! (مسلم)

٨٣٨٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ حِبْرٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْاَرْضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْمَاءَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَّسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا اللّٰهُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا مِّمَّا قَالَ الْحِبْرُ تَصْدِيْقًا لَّهٗ ثُمَّ قَرَاَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَO﴾ (الزمر:٦٧) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عالم نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہا: اے محمد ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر روک لے گا' پھر انہیں حرکت دے گا اور فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں! میں اللہ ہوں! رسول اللہ ﷺ یہودی عالم کی بات پر تعجب کرتے ہوئے اس کی تصدیق کے لیے مسکرا پڑے' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے' اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور بلند ہےO (الزمر:٦٧)

(بخاری و مسلم)

قرآن و حدیث کے متشابہات کے بارے میں صحیح مسلک کا بیان

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی انگلی کا ذکر ہے اور مذکور آیت میں اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کا ذکر ہے' جس کے ظاہر مفہوم سے یہ وہم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے' جب کہ اہل سنت و جماعت کا مسلک یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے۔ جسم ماننے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا حادث ہونا اور اجزاء سے مرکب ہونا لازم آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے' حدوث و ترکیب سے پاک ہے۔ قرآن و حدیث میں اس طرح کے ذکر کردہ کلمات متشابہات میں سے ہیں' جن کا حقیقی علم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہے' ان کا ظاہری معنی مراد لینا جائز نہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ١٠٥٢ھ لکھتے ہیں:

یہ اللہ تعالیٰ کے غلبہ قدرت اور عظمت کی بطور کنایہ تمثیل و تصویر پیش کی گئی ہے' ہاتھ اور انگلی اور حرکت دینے والے معانی قطعاً ملحوظ نہیں اور نہ ہی کلامِ عرب کا یہ اسلوب بیان ہے' جس طرح کسی شخص کے جود و کرم کے وصف کو بیان کرنا ہو تو کہہ دیتے ہیں کہ اس آدمی کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں' جب کہ ہو سکتا ہے کہ اس آدمی کے ہاتھ ہی نہ ہوں اور اس کے ہاتھ کاٹے ہوئے ہوں یا ابتداء ہی وہ ہاتھوں کے بغیر پیدا ہوا ہو۔ اسی طرح کسی آدمی کی سلطنت و حکمرانی کا بیان کرنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں آدمی تخت پر بیٹھا ہے' چاہے

اس کے پاس کوئی تخت نہ ہو اور نہ ہی وہ تخت پر بیٹھا ہو۔ قرآن و حدیث کے متشابہات کے سمجھنے میں یہی درست مسلک ہے' ان میں یہ تاویل نہ کی جائے کہ ہاتھ سے مراد یہ ہے اور تخت سے مراد یہ ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے یہودی کی بات پر تعجب کا اظہار فرمایا اور اس کی بات کی تصدیق کی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۶۲ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنو)

۸۳۸۴ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ. (ابراہیم: ٤٨) فَاَيْنَ يَكُوْنُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق سوال کیا: جس دن بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا اور آسمان' (ابراہیم: ۴۸) کہ لوگ اس روز کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: پل صراط پر۔ (مسلم)

۸۳۸۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج اور چاند قیامت کے دن لپیٹ دیئے جائیں گے۔ (بخاری)

بَابُ الْحَشْرِ

حشر کا بیان

محشر کی لغوی تحقیق

صراح میں ہے کہ حشر کا معنی ہے: ابھارنا' ہانکنا اور جمع کرنا۔ قیامت کو روزِ محشر کہتے ہیں' اس سے مراد مردوں کو زندہ کرکے' قبروں سے نکالنے کے بعد اس جگہ جمع کرنا ہے' جسے محشر کہتے ہیں۔ محشر کی شین پر کسرہ اور فتح دونوں پڑھے گئے ہیں۔ حشر دو ہیں' ایک قیامت کے بعد' اس کا یہی معنی ہے جو ذکر کیا گیا ہے اور دوسرا حشر قیامت سے پہلے قیامت کی علامات کے طور پر ہوگا' جس طرح کہ حدیث پاک میں ہے کہ مشرق کی جانب سے ایک آگ ظاہر ہوگی جو لوگوں کو محشر یعنی ملک شام کی سرزمین کی طرف ہانک کرلے جائے گی' یہاں پہلا معنی مراد ہے اور بعض احادیث ایسی آرہی ہیں جس میں دونوں معانی کا احتمال ہے۔ علماء دونوں احتمالات کے قائل ہیں اور اس میں علماء کا اختلاف ہے اور ظاہر پہلا معنی ہی ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۶۵ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنو)

۸۳۸۶ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ لِاَحَدٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو سفید خاکستری رنگ کی زمین پر جمع کیا جائے گا' جو میدے کی روٹی کی طرح ہوگی' جس میں کسی کے لیے کوئی علامت نہیں ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

۸۳۸۷ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَّاحِدَةً يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَتَكَفَّأُ اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ فَاَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اَلَا اُخْبِرُكَ بِنُزُلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلٰى

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن زمین ایک روٹی ہوگی' جسے جبار اپنے دستِ قدرت سے جنتیوں کی مہمان نوازی کے لیے پلٹے گا' جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنی روٹی کو سفر کے دوران پلٹتا ہے' پھر ایک یہودی مرد آ گیا' اور اس نے کہا: اے ابوالقاسم! رحمان تمہیں برکت دے! کیا میں تمہیں قیامت کے دن اہل جنت کی مہمانی کے متعلق نہ بتاؤں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس نے کہا: زمین ایک روٹی ہوگی' جس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا' تو نبی کریم ﷺ

قَالَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ خُبْزَةً وَّاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاِدَامِهِمْ بَالَامُ وَالنُّوْنُ قَالُوْا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَّنُوْنٌ يَّاْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نے ہماری طرف دیکھا' پھر آپ مسکرائے حتیٰ کہ آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہو گئیں' پھر اس نے کہا: کیا میں تمہیں جنتیوں کے سالن کے متعلق نہ بتاؤں' وہ بالام اور مچھلی ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا: یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: بیل اور مچھلی ہے' ان کے جگر کے گوشت سے ستر ہزار افراد کھائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

زمین کے روٹی ہونے کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز زمین ایک روٹی ہوگی۔ اس کی تشریح میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں اس حدیث کو بہت مشکل خیال کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت وصفت سے یہ کوئی بعید بات نہیں (کہ وہ زمین کو روٹی بنا دے) بلکہ حدیث کے مشکل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ زمین کی سابقہ طبیعت کو تبدیل کر کے اسے کھانے والی چیزوں کی طبیعت میں بدل دیا جائے گا جب کہ منقول آثار میں وارد ہے کہ نشاۃ ثانیہ میں اس زمین کی خشکی و تری تمام جگہ کو آگ سے بھر دیا جائے گا اور اسے جہنم کے ساتھ ملا دیا جائے گا' لہٰذا ہمارے خیال میں اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ حدیث کا معنی ہے کہ زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی' جس میں یہ یہ اوصاف ہوتے ہیں۔ جس طرح سہل بن سعد رضی اللہ عنہ والی گزشتہ حدیث میں ہے کہ زمین میدے کی روٹی کی طرح ہوگی اور زمین کو میدے کی روٹی کی طرح اس لیے قرار دیا کہ زمین میدے کی روٹی کی طرح گول اور سفید ہوگی' اور اس حدیث میں زمین کو ایسی روٹی کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو شکل وصورت اور پیمائش میں زمین کے مشابہ ہے اور اس حدیث میں دو معانی کا ذکر ہے: (۱) قیامت کے روز زمین جس شکل وصورت پر ہوگی' اس کا بیان ہے (۲) اللہ رب العزت جنتیوں کی مہمانی کے لیے جو روٹی تیار فرمائے گا' اس روٹی کا بیان ہے اور اس کی مقدار کی عظمت کا بیان ہے' جو اللہ تعالیٰ قادر وحکیم کے بنانے سے موجود ہوگی اور اللہ تعالیٰ کسی چیز سے عاجز نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو' حدیث کو اپنے حقیقی معنی پر محمول کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ میں اس کی صلاحیت ہے بلکہ اس کے حقیقت ہونے کا اعتقاد زیادہ بلیغ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ زمین کی طبیعت تبدیل فرما دے گا حتیٰ کہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا' لوگ اپنے قدموں کے نیچے زمین سے بلا تکلف کھائیں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۳۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۸۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ رَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو تین طریقوں پر جمع کیا جائے گا' رغبت کرتے ہوئے' ڈرتے ہوئے' دو مرد ایک اونٹ پر اور تین ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر ہوں گے' اور باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی' آگ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی' جہاں وہ قیلولہ کریں گے اور ان کے ساتھ رات گزارے گی' جہاں وہ رات گزاریں گے اور ان کے ساتھ صبح کرے گی' جہاں وہ صبح کریں گے اور ان کے ساتھ شام کرے گی' جہاں وہ شام کریں گے۔ (بخاری ومسلم)

۸۳۸۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَلَاثَۃَ اَصْنَافٍ صِنْفًا مُشَاۃً وَّصِنْفًا رُکْبَانًا وَّصِنْفًا عَلٰی وُجُوْھِھِمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَیْفَ یَمْشُوْنَ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ قَالَ اِنَّ الَّذِیْ اَمْشَاھُمْ عَلٰی اَقْدَامِھِمْ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُّمْشِیَھُمْ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَمَا اِنَّھُمْ یَتَّقُوْنَ بِوُجُوْھِھِمْ کُلَّ حَدَبٍ وَّشَوْکٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین اقسام میں جمع کیا جائے گا' ایک قسم پیدل چلنے والے اور ایک قسم سوار اور ایک قسم چہروں کے بل چلنے والے ہوں گے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟ فرمایا: بے شک وہ ذات جس نے انہیں قدموں پر چلایا ہے' وہ انہیں چہروں کے بل چلانے پر بھی قادر ہوگی' آگاہ ہو جاؤ! وہ اپنے چہروں کے ساتھ ہر ٹیلے اور کانٹے سے بچیں گے۔ (ترمذی)

لوگوں کے حشر کی کیفیت

ان احادیث سے مراد ہے کہ حشر میں لوگوں کے تین گروہ ہوں گے: (۱) سوار (۲) پیدل چلنے والے (۳) چہروں کے بل چلنے والے۔

سوار ہو کر چلنے والوں کے مختلف مراتب ہوں گے' جس کا مرتبہ جتنا زیادہ بلند ہوگا' اس کے ساتھ سواری میں اتنے ہی کم افراد شریک ہوں گے اور وہ اتنا ہی زیادہ تیز رفتار اور اتنا ہی زیادہ آگے چلنے والا ہوگا۔ باقی حدیث میں ذکر ہے کہ ایک سواری پر دو دو تین تین افراد سوار ہوں گے' اس پر سوال ہے کہ یہ اکٹھے سوار ہوں گے یا یکے بعد دیگرے؟ شارح السنۃ نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ یکے بعد دیگرے ایک سواری پر دو دو یا تین تین وغیرہ سوار ہوں گے' لیکن بہتر یہ ہے کہ کہا جائے کہ بہ یک وقت ہی ایک سواری پر دو دو یا تین تین وغیرہ آدمی سوار ہوں گے کیونکہ اگر یکے بعد دیگرے سوار ہوں تو پھر حقیقتاً ایک اونٹ پر دو یا تین آدمی سوار نہیں ہوں گے' اور حدیث میں یہ فرمایا ہے کہ آگ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی' اس سے مراد یہ ہے کہ آگ ان کو لازم ہوگی اور ان سے کبھی جدا نہ ہوگی' اور چہروں کے بل چلنے والوں کے متعلق فرمایا کہ وہ اپنے چہروں کے ذریعے آگ سے بچیں گے' اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے اور صورتیں بنانے والوں کو سجدہ نہ کرنے کی پاداش میں اس وقت انہیں اتنا مضطر ولاچار کر دیا جائے گا کہ وہ راستے میں موذی چیزوں سے بچنے کے لیے ہاتھوں کی بجائے چہرے سامنے کرنے لگیں گے۔ (اللہ رب العزت محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں اپنے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین) (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۳۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۳۹۰ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِیْ اَنَّ النَّاسَ یُحْشَرُوْنَ ثَلَاثَۃَ اَفْوَاجٍ فَوْجًا رَّاکِبِیْنَ طَاعِمِیْنَ کَاسِیْنَ وَفَوْجًا تَسْحَبُھُمُ الْمَلَآئِکَۃُ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ وَتَحْشُرُھُمُ النَّارُ وَفَوْجًا یَّمْشُوْنَ وَیَسْعَوْنَ وَیُلْقِی اللّٰہُ الْاٰفَۃَ عَلَی الظَّھْرِ فَلَا یَبْقٰی حَتّٰی اَنَّ الرَّجُلَ لَتَکُوْنَ لَہُ الْحَدِیْقَۃُ یُعْطِیْھَا بِذَاتِ الْقَتَبِ لَا یَقْدِرُ عَلَیْھَا رَوَاہُ النَّسَائِیُّ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان فرمایا کہ لوگوں کو تین فوجوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا' ایک فوج سوار ہو کر ہشاش بشاش اور لباس پہنے ہوئے آئے گی اور ایک فوج کو فرشتے چہروں کے بل گھسیٹ کر لائیں گے اور انہیں آگ جمع کرے گی اور ایک فوج پیادہ پا اور دوڑتے ہوئے آئے گی اور اللہ تعالیٰ ان کی سواری پر آفت ڈال دے گا' تو سواری باقی نہ رہے گی' حتیٰ کہ وہ آدمی جس کے پاس باغ ہوا' وہ ایک پالان والے اونٹ کے عوض باغ دینے پر تیار ہوگا' لیکن وہ اس پر قادر نہیں ہوگا۔ (نسائی)

۸۳۹۱ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا نَبِیَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا نبی اللہ!

اللّٰہِ کَیْفَ یُحْشَرُ الْکَافِرُ عَلٰی وَجْھِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ اَلَیْسَ الَّذِیْ اَمْشَاہُ عَلَی الرِّجْلَیْنِ فِی الدُّنْیَا قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُّمْشِیَہٗ عَلٰی وَجْھِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

قیامت کے دن کافر کو چہرے کے بل کیسے جمع کیا جائے گا؟ فرمایا: وہ ذات جس نے دنیا میں اسے دو پاؤں پر چلایا ہے کیا وہ قیامت کے دن اسے چہرے کے بل چلانے پر قادر نہ ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

۸۳۹۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّکُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرْلًا ثُمَّ قَرَاَ ﴿کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ O﴾ (الانبیاء:۱۰۴) وَاَوَّلُ مَنْ یُّکْسٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِبْرَاھِیْمُ وَاِنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِیْ یُؤْخَذُ بِھِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَیْحَابِیْ اُصَیْحَابِیْ فَیَقُوْلُ اِنَّھُمْ لَنْ یَّزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی اَعْقَابِھِمْ مُذْ فَارَقْتَھُمْ فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ اِلٰی قَوْلِہِ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ O (المائدہ: ۱۱۷-۱۱۸) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہیں ننگے پاؤں ننگے بدن بغیر ختنہ کیے ہوئے جمع کیا جائے گا پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ کہ ہم اس کو ضرور کریں گے O (الانبیاء: ۱۰۴) اور قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لباس پہنایا جائے گا اور بے شک میرے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو بائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا تو میں کہوں گا: میرے ساتھی! میرے ساتھی! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آپ جب سے ان سے جدا ہوئے یہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹے رہے (دین سے برگشتہ رہے) تو میں وہی کہوں گا جو بندۂ صالح (سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا: اور میں ان پر مطلع تھا جب تک میں ان میں رہا..... تو ہی غالب حکمت والا ہے O (المائدہ: ۱۱۷-۱۱۸)۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پہلے لباس پہنانے کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ روزِ قیامت سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ اس میں حضرت سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی عظمتِ شان کا اظہار ہوگا' لیکن اس سے سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے افضل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ بسا اوقات مفضول کو کوئی خصوصی امتیاز حاصل ہوتا ہے اور اس سے فضیلت مطلقہ ثابت نہیں ہوتی' نیز اس فرمان کے متکلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور کلام کرنے والا اپنے خطاب کے عمومی حکم میں خود داخل نہیں ہوتا' لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ باقی مخلوق میں انہیں سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا' نیز سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خصوصی فضیلت اور اعزاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جد امجد ہونے کی بناء پر حاصل ہو گا' لہٰذا یہ درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہی اعزاز ہوگا۔ جس طرح کوئی بادشاہ اپنے خصوصی وزیر اعظم کے والد کی بارگاہ میں حاضری پر وزیر اعظم کے ساتھ خصوصی تعلق کی بناء پر کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے والد کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لے' تو اس سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ وہ باپ وزیر اعظم کے منصب سے بلند منصب پر فائز ہو گیا' بلکہ یہ اس کا خصوصی اعزاز دراصل اس وزیر اعظم کا ہی اعزاز کہلائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی حاضری پر خصوصی شفقت کا اظہار فرمایا اور ان کا اعزاز فرمایا تو یہ دراصل سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہی اعزاز تھا۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس خصوصیت میں یہ حکمت ہے کہ انہیں بغیر لباس کے آگ میں ڈالا گیا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں یہ حکمت ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے شلوار پہنی تھی اور اس خصوصیت سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

22/22

ہمارے نبی کریم ﷺ پر فضیلت لازم نہیں آتی' کیونکہ مفضول بسااوقات کسی مخصوص چیز کے ساتھ ممتاز ہوتا ہے' اس سے اس کی مطلق فضیلت لازم نہیں آتی۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس میں داخل نہیں کیونکہ متکلم اپنے خطاب کے عموم میں داخل نہیں ہوتا۔

(فتح الباری ج ۶ ص ۳۰۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

دوسرے مقام پر حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

قرطبی نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ ہوسکتا ہے خلائق سے نبی کریم ﷺ کے علاوہ باقی مخلوق مراد ہو اور نبی کریم ﷺ اپنے خطاب کے عموم میں داخل نہ ہوں' لیکن ان کے تلمیذ نے تعقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ توجیہ بڑی اچھی تھی اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ والی حدیث نہ ہوتی۔ ابن مبارک نے عبداللہ بن حرث کے طریقہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ روزِ قیامت سب سے پہلے حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبطی حلّے پہنائے جائیں گے' پھر سیّدنا محمد ﷺ کو عرش کی دائیں جانب حبری حلّہ پہنایا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ انہوں نے اسے مختصر اور موقوف روایت کیا اور ابو یعلیٰ نے اسے مطول اور مرفوع روایت کیا اور امام بیہقی نے ابن عباس کے طریقہ سے باب کی حدیث کی مثل روایت کیا ہے اور اس میں اضافہ کیا ہے کہ سب سے پہلے جنت سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لباس پہنایا جائے گا' انہیں جنتی حلّہ پہنایا جائے گا اور کرسی لا کر عرش کی دائیں جانب رکھ دی جائے گی' پھر مجھے لایا جائے گا اور مجھے جنتی حلّہ پہنایا جائے گا اور اس مقام پر کوئی کھڑا نہیں ہوگا' پھر کرسی لا کر عرش کی دائیں جانب ساقِ عرش پر رکھ دی جائے گی' اور مرسل عبید بن عمیر میں ہے کہ لوگوں کو ننگے پاؤں' ننگے بدن جمع کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اپنے خلیل کو ننگے بدن نہیں دیکھ رہا؟ تو آپ کو سفید لباس پہنا دیا جائے گا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سے پہلے شخص ہوں گے جنہیں لباس پہنایا جائے گا اور کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سب سے پہلے لباس پہنانے میں حکمت یہ ہے کہ آگ میں ڈالتے وقت ان کا لباس اتار لیا گیا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں یہ حکمت ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے شلوار کے ساتھ پردہ پوشی کا طریقہ جاری فرمایا تھا' اور ایک قول یہ ہے کہ زمین میں وہ اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ خوف رکھنے والے تھے' لہٰذا ان کا دل مطمئن کرنے کے لیے انہیں سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا۔ یہ حلیمی کا مختار ہے اور پہلا قرطبی کا مختار ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سب سے پہلے لباس پہنانے کی خصوصیت سے ان کا ہمارے نبی سے مطلقاً افضل ہونا لازم نہیں آتا' اور میرے لیے اب ایک اور توجیہ ظاہر ہوئی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ اپنی قبر انور سے اسی لباس میں اٹھیں جس میں آپ کا وصال ہوا تھا' اور آپ کو جو جنتی حلّہ پہنایا جائے وہ عزت و کرامت کا حلّہ ہو' اس پر قرینہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ساقِ عرش کے پاس کرسی پر بٹھایا جائے گا' لہٰذا حضرت ابراہیم علیہ السلام لباس پہننے میں باقی مخلوق سے اوّل ہوں اور حلیمی نے یہ جواب دیا ہے کہ اوّلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اور پھر ہمارے نبی کریم ﷺ کو لباس پہنایا جائے گا اور حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہی ہے لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کا حلّہ اعلیٰ اور اکمل ہوگا' لہٰذا اوّلیت والی جو خصوصیت فوت ہوگی' اس کی کمی حلّے کی نفاست سے پوری کردی جائے گی۔ واللہ اعلم (فتح الباری ج ۱۱ ص ۳۲۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

کن لوگوں کو حوض سے دور کیا جائے گا؟

اس حدیث میں ہے کہ روزِ قیامت میرے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو بائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا تو میں کہوں گا: میرے ساتھی! میرے ساتھی! ان سے مراد کون لوگ ہیں؟

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد کون ہیں؟ اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے' اس میں چند اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ ان سے منافقین اور مرتدین مراد ہیں' ہوسکتا ہے کہ ان کے اعضاء کو سفید و چمک دار کر کے لایا جائے اور نبی کریم ﷺ ان کی علامات کی بناء پر انہیں

پکاریں اور آپ سے کہا جائے کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جن سے آپ نے وعدہ فرمایا تھا' اور انہوں نے آپ کے بعد دین کو بدل دیا تھا اور جو اسلام ظاہر کرتے تھے' اس پر ان کا خاتمہ نہیں ہوا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں تھے پھر آپ کے بعد وہ مرتد ہو گئے تھے' نبی کریم ﷺ انہیں پکاریں گے اگر چہ ان پر وضو کی علامات نہیں ہوں گی کیونکہ نبی کریم ﷺ ان کو اپنی حیات ظاہری میں اسلام پر پہچانتے تھے' تو آپ سے کہا جائے گا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے' اور تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے گناہ گار اور کبائر کے مرتکب مراد ہیں' جن کا خاتمہ توحید پر ہوا اور وہ اہل بدعت مراد ہیں جو دائرۂ اسلام سے خارج نہیں۔ اس قول کے مطابق حوض سے دور کیے جانے والے ان لوگوں کے بارے میں قطعی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ جہنمی ہیں' بلکہ ہوسکتا ہے سزا کے طور پر انہیں حوض سے دور کیا جائے' پھر اللہ تعالیٰ عذاب کے بغیر انہیں جنت میں داخل فرمادے۔ اس قول کے قائلین نے کہا ہے کہ یہ بھی ممتنع نہیں کہ ان کے اعضاء کو روشن کر دیا جائے اور وہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے یا بعد والے لوگ ہوں لیکن آپ انہیں علامت سے پہچانیں گے۔ امام حافظ ابوعمرو بن عبدالبر نے کہا ہے کہ جنہوں نے دین میں کوئی بدعت ایجاد کی ہے' وہ بھی حوض سے دور کیے جائیں گے' جس طرح خوارج' روافض اور باقی اہل ہواء' اسی طرح ظلم کرنے والے' ظلم وزیادتی میں حد سے بڑھنے والے' حق کو مٹانے والے اور اعلانیہ گناہ کبیرہ کے مرتکب افراد' اسی طرح وہ سب لوگ ہوسکتے ہیں جن کے بارے میں خوف ہے کہ وہ اس حدیث سے مراد ہوں۔ واللہ اعلم (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۰' مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

نبی کریم ﷺ کے علم پر اعتراض کے جوابات

اس حدیث کو لے کر منکرین شانِ رسالت نبی کریم ﷺ کے علم کا انکار کرتے ہیں کہ اگر آپ کو علم ہوتا تو ان کے متعلق یہ نہ فرماتے کہ میرے ساتھی! میرے ساتھی! آپ کا اصیحابی فرمانا' اس کی دلیل ہے کہ آپ کو ان کے متعلق علم نہ تھا۔ ان کے اس اعتراض کے متعدد جوابات ہیں:

(۱) نبی کریم ﷺ کو ان کے ارتداد کا علم ہے' کیونکہ معترضین خود ان کے ارتداد کا بیان کرتے ہیں' بیان علم کے بغیر نہیں ہوتا' لہٰذا معترضین کو بھی علم ہے کہ وہ مرتدین ہیں اور ان کو یہ علم کہاں سے آیا؟ زبانِ رسالت سے سن کر' لہٰذا واضح ہوا کہ آخرت تو بعد کی بات ہے' حضور نبی کریم ﷺ کو دنیا میں ہی اللہ کی عطا سے اس کا علم ہے اور آپ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی اس سے آگاہ فرمادیا' البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اس خاص وقت حکمت کی بناء پر آپ کی توجہ ہٹا دی جائے اور حکمت کی بناء پر نبی کریم ﷺ پر نسیان طاری ہوسکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۝ (النساء: ۱۱۳) — تمہیں وہ کچھ سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۝

نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَىْءٍ. (النحل: ۸۹) — ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

آپ کو علوم ما کان وما یکون عطا فرمائے گئے اور آپ پر ہر چیز کا روشن بیان فرمایا گیا' مگر اس کے باوجود نسیان ہوسکتا ہے اور یہ آپ کے علم کے منافی نہیں' قرآن مجید میں ہے:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى۝ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ. (الاعلیٰ: ۶۔۷) — اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۝ مگر جو اللہ چاہے۔

وقتی نسیان کے بعد پھر آپ کے سامنے ان کا حال واضح ہو جائے گا' لہٰذا یہ حدیث آپ کے علم کی نفی پر دلیل نہیں بن سکتی۔

(۲) احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر میری امت کے تمام اچھے بُرے اعمال پیش کیے گئے' میں نے اچھے اعمال میں اس تکلیف دہ چیز کو پایا جسے راستے سے ہٹا دیا گیا اور میں نے بُرے اعمال میں اس بلغم کو پایا جو مسجد میں تھوکا جائے اور دفن نہ کیا جائے۔ (صحیح مسلم' رقم الحدیث: ۱۲۳۳' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

حافظ نور الدین ہیثمی رحمہ اللہ متوفی ۸۰۷ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں سیر و سیاحت کرتے رہتے ہیں اور میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے' تم حدیثیں بیان کرتے ہو اور تمہارے لیے حدیث ذکر کی جاتی ہے اور میرا وصال بھی تمہارے لیے بہتر ہے' تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں تو میں جو نیکی دیکھتا ہوں' اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتا ہوں اور جو بُرائی دیکھتا ہوں' اس پر اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۴' مطبوعہ دار الکتب العربی' بیروت)

ان کا ارتداد بھی اعمال سے ہے' لہٰذا نبی کریم ﷺ انہیں جانتے ہیں اور ان کے اعمال کا آپ کو علم ہے۔

(۳) قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ روزِ قیامت مؤمنوں اور کافروں کی مخصوص علامات ہوں گی اور اہل محشر انہیں دیکھ کر پہچان لیں گے کہ یہ مؤمن ہیں یا کافر' جب عام اہل محشر انہیں پہچان لیں گے تو نبی کریم ﷺ کو ان کا علم کیسے نہ ہوگا' جب کہ سیادت کا تاج اور شفاعت کا سہرا اس روز آپ کے سر پر ہوگا' لہٰذا آپ کا اصحابی فرمانا حکمت کی بناء پر ہوگا' عدمِ علم کی بناء پر نہیں۔

(۴) نبی کریم ﷺ کا اصحابی فرمانا' عدم علم کی وجہ سے نہیں ہوگا بلکہ ان کی سزا میں اضافہ کے لیے ہوگا کہ پہلے اصحابی فرما کر انہیں امید دلائی جائے گی اور پھر دور کر دیا جائے گا' امید دلا کر مایوس کرنے سے ان کی تکلیف میں اضافہ ہوگا' جس طرح حدیث میں ہے کہ دوزخیوں کو دوزخ میں داخل کرنے سے پہلے جنتی ٹھکانا دکھایا جائے گا کہ اگر تم نیکی کرتے تو تمہارا یہ ٹھکانا ہوتا تا کہ اس کی حسرت میں اضافہ ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا مگر پہلے اسے اس کا جہنمی ٹھکانا دکھا دیا جائے گا' اگر وہ بُرائی کرتا تا کہ وہ زیادہ شکر کرے اور کوئی جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر پہلے اسے اس کا جنتی ٹھکانا دکھا دیا جائے گا' اگر وہ نیکی کرتا تا کہ اس کی حسرت میں اضافہ ہو۔ (صحیح البخاری' رقم الحدیث: ۶۵۶۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

(۵) نبی کریم ﷺ کا اصحابی فرمانا بطور استفہام ہوگا اور اصحابی سے پہلے ہمزہ استفہام مقدر ہے اور کلام عرب میں ہمزہ استفہام ہوتا رہتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول مذکور ہے کہ آپ نے ستارے کو دیکھ کر فرمایا: ''ھٰذَا رَبِّیْ'' (الانعام: ۷۶) دراصل ہے: ''اَھٰذَا رَبِّیْ'' کیا یہ میرا رب ہے؟ ورنہ اللہ کے نبی وخلیل ﷺ سے یہ کیسے متصور ہے کہ وہ معاذ اللہ شرک کے مرتکب ہوں اور ستارے کو اپنا رب قرار دیں۔ یہاں بھی اسی طرح ہے کہ آپ کے فرمان اصحابی کا معنی ہے کہ کیا یہ میرے اصحاب ہیں؟ یہ میرے اصحاب کیسے ہو سکتے ہیں۔ میرے اصحاب کے چمک دار اور روشن چہروں کو دیکھ کر تو دور سے ہر کوئی انہیں پہچان لیتا ہے' یہ ذلت ورسوائی میں مبتلا' پریشان وسیاہ چہروں والے میرے اصحاب کیسے ہو سکتے ہیں۔

٨٣٩٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پاؤں، ننگے بدن، بغیر ختنہ کیے ہوئے جمع کیا جائے گا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مرد اور عورت سب ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے، آپ نے فرمایا: اے عائشہ! وہ معاملہ اس سے سخت تر ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں۔
(بخاری و مسلم)

٨٣٩٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عِرْقُهُمْ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ پسینہ پسینہ ہوں گے حتیٰ کہ ان کا پسینہ زمین میں ستر گز تک چلا جائے گا اور پسینہ ان کو لگام ڈال دے گا حتیٰ کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

٨٣٩٥ - وَعَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَدْنُوا الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُّلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَّاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سورج مخلوق سے قریب ہو جائے گا حتیٰ کہ ان سے ایک میل کی مقدار پر ہو جائے گا، تو لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینہ میں ہوں گے، بعض لوگ ٹخنوں تک پسینہ میں ہوں گے، بعض گھٹنوں تک اور بعض کمر تک اور بعض وہ ہوں گے جنہیں پسینہ لگام ڈال دے گا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے منہ کی طرف اشارہ فرمایا۔
(مسلم)

٨٣٩٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا۝ (الزلزال:٤) قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ وَّاَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا اَنْ تَقُوْلَ عَمِلَ عَلَيَّ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اس دن زمین اپنی خبریں بتائے گی۝ (الزلزال:٤) فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ زمین کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا: اس کی خبریں یہ ہیں کہ ہر مرد اور عورت نے زمین کی پشت پر جو عمل کیے ہیں، وہ اس کی گواہی دے گی، کہے گی کہ اس نے مجھ پر فلاں فلاں دن فلاں فلاں عمل کیا ہے تو یہی اس کی خبریں ہیں۔
(مسند احمد، ترمذی، ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے)

٨٣٩٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَّمُوْتُ اِلَّا نَدِمَ قَالُوْا وَمَا نَدَامَتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ اِزْدَادَ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا نَدِمَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ نَزَعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

جو شخص بھی فوت ہوا' وہ نادم ہوگا' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اس کی ندامت کیا ہوگی؟ فرمایا: اگر وہ نیک ہوا تو نادم ہوگا کہ نیکی زیادہ کیوں نہیں کی' اور اگر وہ گناہ گار رہا تو نادم ہوگا کہ بُرائی سے باز کیوں نہیں آیا۔ (ترمذی)

٨٣٩٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهٗ رَاْىُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَاْ ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ وہ قیامت کو اس طرح دیکھے گویا اسے آنکھوں سے دیکھا ہے' تو وہ ان سورتوں کی تلاوت کرلے: "اذا الشمس کوّرت" اور "اذا اسماء انفطرت" اور "اذا السماء انشقت"۔

(مسند احمد' ترمذی)

٨٣٩٩ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ بِيَدَيْكَ قَالَ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَعِنْدَهٗ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَيُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَّمِنْ يَّاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَلْفٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا قَالَ مَا اَنْتُمْ فِى النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِىْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَبْيَضَ اَوْ كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِىْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَسْوَدَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے آدم! تو وہ عرض کریں گے: میں حاضر ہوں! مطیع وفرماں بردار ہوں اور بھلائی ساری کی ساری تیرے قبضۂ قدرت میں ہے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: (اپنی اولاد میں سے) جہنم کی جماعت کو نکالو' وہ عرض کریں گے: جہنم کی جماعت کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار سے نوسو ننانوے' تو اس وقت بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور ہر حمل والی عورت اپنا حمل گرا دے گی' اور تم لوگوں کو نشے میں دیکھو گے حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ ایک ہم میں سے کون ہوگا؟ فرمایا: تمہیں خوش خبری ہو کہ تم میں سے ایک آدمی ہوگا اور یاجوج ماجوج سے ہزار ہوں گے' پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں امید رکھتا ہوں کہ تم جنتیوں کا چوتھائی حصہ ہو گے' ہم نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا' آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کا تہائی حصہ ہو گے' ہم نے نعرۂ تکبیر بلند کیا' فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کا نصف ہو گے' ہم نے نعرۂ تکبیر بلند کیا' آپ نے فرمایا: تم لوگوں میں صرف اتنے ہو گے جتنا سفید بیل کی کھال میں ایک سیاہ بال ہوتا ہے یا سیاہ بیل کی کھال میں ایک سفید بال ہوتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٠٠ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهٖ وَيَسْجُدُ لَهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ وَّيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِى الدُّنْيَا رِيَاءً وَّسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارا رب اپنی ساق ظاہر فرمائے گا اور اسے ہر مؤمن مرد اور عورت سجدہ کریں گے' صرف وہ باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھلاوے اور ناموری کے لیے سجدہ کرتے تھے' وہ سجدہ کرنے لگیں گے تو ان کی پشت ایک تختے کی طرح ہو جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٠١ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَاْتِی الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَقَالَ اِقْرَءُوْا فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا○ (الكهف:١٠٥) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بڑا موٹا تازہ شخص قیامت کے روز آئے گا' اللہ کے نزدیک وہ مچھر کے پَر کے برابر وزن نہیں رکھے گا' آپ نے فرمایا: یہ آیہ مبارکہ پڑھو: ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی وزن نہیں رکھیں گے○ (الکہف:١٠٥) (بخاری ومسلم)

٨٤٠٢ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقٰى اِبْرَاهِيْمُ اَبَاهُ اٰزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلٰى وَجْهِ اٰزَرَ قَتَرَةٌ وَّغَبَرَةٌ فَيَقُوْلُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ لَا تَعْصِنِيْ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَبُوْهُ فَالْيَوْمَ لَا اَعْصِيْكَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ يَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَّنِيْ اَنْ لَا تُخْزِيَنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَاَيُّ خِزْيٍ اَخْزٰى مِنْ اَبِی الْاَبْعَدِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ثُمَّ يُقَالُ لِاِبْرَاهِيْمَ اُنْظُرْ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُّتَلَطِّخٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَيُلْقٰى فِی النَّارِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن اپنے باپ آزر سے ملاقات کریں گے اور آزر کے چہرے پر سیاہی اور غبار ہوگی' حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے فرمائیں گے کہ کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر' تو ان کا باپ کہے گا: آج میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا' حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے: اے میرے رب! بے شک تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جس روز لوگوں کو اٹھایا جائے گا' اس دن تو مجھے رسوا نہیں فرمائے گا' تو میرے باپ کی ہلاکت سے بڑھ کر کون سی رسوائی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک میں نے کافروں پر جنت حرام فرمادی ہے' پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا جائے گا کہ اپنے قدموں کے نیچے دیکھو وہ دیکھیں گے تو وہ مٹی میں لتھڑا ہوا بھیڑیا ہوگا اور اس کے ہاتھ پاؤں سے پکڑ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (بخاری)

آزر سے بیزاری کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے متعلق سوال کیوں کریں گے؟

اس حدیث میں ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام آزر کی حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے: اے میرے رب! بے شک تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جس روز لوگوں کو اٹھایا جائے گا' اس دن تو مجھے رسوا نہیں فرمائے گا تو میرے باپ کی ہلاکت سے بڑھ کر کون سی رسوائی ہے؟ اس پر اشکال ہے کہ اس حدیث کا مفہوم قرآن مجید کی آیت کے ظاہر کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ. (التوبہ:١١٤)

اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا صرف ایک وعدے کے سبب تھا جو ان سے کر چکے تھے' پھر جب ابراہیم پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔

اس کا جواب ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے باپ آزر سے بیزار ہونے کے وقت میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ بیزاری کا اظہار دنیا میں کیا تھا' جب آزر کی موت حالتِ شرک میں ہوئی تھی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ بیزاری کا اظہار قیامت کے دن کریں گے' جب آزر کی شکل مسخ ہونے کے بعد اس سے مایوس ہو جائیں گے' اور دونوں قولوں میں تطبیق بھی ممکن ہے کہ جب آزر حالتِ شرک میں فوت ہوا تو اس سے بیزار ہو گئے اور استغفار ترک کر دیا' لیکن جب قیامت کے روز اسے دیکھیں گے تو اپنے دل میں نرمی ورافت محسوس کریں گے اور اس سے سوال کریں گے' لیکن جب اس کی شکل مسخ ہو جائے گی تو اس سے مایوس ہو جائیں گے اور

ہمیشہ کے لیے اس سے بیزار ہو جائیں گے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آزر کی کفر پر موت کا یقین نہ تھا' کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ دل میں ایمان لے آیا ہو اور ابراہیم علیہ السلام اس پر مطلع نہ ہوئے ہوں اور حدیث میں مذکورہ حالت کے بعد اس سے بیزار ہو جائیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۳۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

بہترین جواب یہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں ہی اس سے بیزار ہو گئے تھے لیکن روزِ قیامت جب اسے اس حالت رسوائی میں دیکھیں گے تو آپ کے دل میں جذبہ رافت پیدا ہوگا اور دل میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ اللہ رب العزت کا تو مجھ سے وعدہ تھا کہ تمہیں رسوا نہیں کیا جائے گا۔ اب میرے قریبی چچا کی یہ حالت تو باعثِ رسوائی ہو سکتی ہے کہ کفار اعتراض کر سکتے ہیں کہ اے ابراہیم! تمہارا چچا بھی عذاب سے نہ بچ سکا اور آپ اس کے لیے دعائے استغفار نہیں فرمائیں گے اور نہ ہی حدیث میں اس کا ذکر ہے' بلکہ آپ دل میں آنے والا یہ سوال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کر دیں گے' آپ کو جواب دیا جائے گا کہ آزر کا عذاب میں مبتلا ہونا آپ کے لیے باعثِ رسوائی نہیں کیونکہ یہ تو کافر ہے' اگر یہ مؤمن ہوتا اور آپ کے متبعین میں ہوتا' پھر اس کی یہ حالت ہوتی تو باعثِ رسوائی تھا اور پھر اس کی شکل مسخ کر کے آپ کے دل سے جذبہ رافت زائل کر دیا جائے گا اور آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے بیزار ہو جائیں گے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد مؤمن تھے

اس حدیث میں آزر کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ''اب'' کہا گیا' جس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کا والد تھا' جب کہ تحقیق یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد تارخ تھے اور وہ مؤمن تھے' آزر آپ کا چچا تھا' والد نہیں تھا' اسے مجازاً ''اب'' کہا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں ''لابیہ'' کے بعد آزر فرمایا گیا' اگر وہ آپ کا حقیقی باپ ہوتا تو صرف ''لابیہ'' کہنا کافی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا' لیکن قرآن مجید میں ''لابیہ'' کے بعد آزر کہہ کر وضاحت کی گئی کہ باپ سے حقیقی باپ مراد نہیں بلکہ آزر مراد ہے جو ان کا چچا تھا۔ چچا پر ''اب'' کا اطلاق عرب کے محاورات میں ہوتا رہتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کی مثال موجود ہے:

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ. (البقرۃ: ۱۳۳)

حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹوں نے کہا: ہم آپ کے معبود اور آپ کے باپ ابراہیم' اسمٰعیل اور اسحٰق علیہم السلام کے معبود کی عبادت کریں گے۔

اس آیت میں حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کا ''اب'' کہا گیا' حالانکہ وہ آپ کے باپ نہیں بلکہ چچا تھے' نیز قرآن مجید میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آزر کا دشمنِ خدا ہونا واضح ہو گیا تو اس کے لیے دعائے استغفار ترک کر دی' جیسا کہ پہلے آیہ مبارکہ گزری ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ. (التوبہ: ۱۱۴)

اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا صرف ایک وعدے کی بناء پر تھا' جو اس سے کر چکے تھے' پھر جب ابراہیم پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔

اور آزر کے فوت ہو جانے کے بعد اور آتش نمرودی والے واقعہ کے بعد جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیّدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور سیّدنا اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ مکرمہ کی بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑا تو ان کے لیے دعا کی' جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور اس میں یہ کلمات ہیں:

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۝ (ابراہیم:۴۱)

اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو بخش دے اور تمام مؤمنین کو جس روز حساب قائم ہوگا۝

اگر آزر جو مشرک تھا' وہی آپ کا حقیقی باپ ہوتا تو اس کے حالت شرک پر فوت ہو جانے کے بعد آپ اپنے والد کے لیے دعائے مغفرت نہ فرماتے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے والدین جن کے لیے آپ نے دعائے مغفرت فرمائی' وہ مؤمن و مؤحد تھے اور آزر جو مشرک تھا وہ آپ کا والد نہ تھا' نیز بالفرض اگر مشرک آزر ہی آپ کا حقیقی باپ ہوتا اور آپ نے اسی کے لیے دعائے مغفرت فرمائی ہوتی تو آپ کو منع فرما دیا جاتا۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کافر بیٹے کنعان کے لیے دعائے مغفرت نہیں فرمائی تھی' صرف یہ عرض کیا تھا: "اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ" (ھود:۴۵) "میرا بیٹا تو میرے اہل سے ہے" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ" (ھود:۴۶) "یہ تمہارے اہل سے نہیں"۔ اگر یہاں بھی یہی معاملہ ہوتا تو واضح فرما دیا جاتا کہ آپ کا والد تو مشرک ہے' اس کے لیے مغفرت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اس دعا پر منع نہ فرمانا بھی اس کی دلیل ہے کہ آپ کے والد مؤمن تھے' نیز آپ کی یہ دعا مستجاب ہے کیونکہ "رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ" سے لے کر "یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ" تک دعا میں جو امور مذکور ہیں' وہ سب پورے فرمائے گئے' ان تمام امور کا پورا ہونا اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ والدین کے لیے کی گئی دعائے مغفرت بھی مقبول ہوئی اور ان کی بخشش ہوئی' جس سے ثابت ہوا کہ آپ کے والدین مؤمن تھے' ورنہ ان کی مغفرت نہ ہوتی۔ اگر ان کے لیے کی گئی دعائے مغفرت مقبول نہ ہوتی تو واضح فرما دیا جاتا کہ تمہاری دعا میں مذکور سب چیزیں عطا کر دی جائیں گی لیکن تمہارے والدین کی مغفرت نہ ہوگی کیونکہ وہ مشرک ہیں' مگر ایسا نہیں فرمایا' جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے والدین مؤمن تھے اور مشرک آزر آپ کا والد نہ تھا' نیز قرآن و سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ تک نبی کریم ﷺ کے تمام آباء و اجداد مؤمن تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال بعثت من خیر قرون بنی ادم قرنا فقرنا حتی کنت من القران الذی کنت فیه. (صحیح البخاری' کتاب المناقب' رقم الحدیث:۳۵۵۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے بنو آدم کے ہر قرن میں سب سے بہتر قرن میں مبعوث کیا جاتا رہا حتیٰ کہ میں اس موجودہ قرن میں ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے آباء و اجداد ہر دور میں اپنے زمانہ میں سب سے بہتر تھے' نیز احادیث سے ثابت ہے کہ ہر دور میں روئے زمین پر مؤمنین رہے ہیں اور کبھی بھی زمین مؤمنین سے خالی نہیں ہوئی۔ امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

عن انس ان رسول الله ﷺ قال لا تقوم الساعة حتی لا یقال الله الله فی الارض. (صحیح مسلم' کتاب الایمان' رقم الحدیث:۳۷۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ زمین پر اللہ اللہ نہیں کہا جائے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر دور میں زمین پر اللہ اللہ کہنے والے اور توحید کے ماننے والے موجود رہے ہیں' ورنہ تو قیامت قائم ہو جاتی' اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ مؤمن مشرک سے بہتر ہے:

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ. (البقرہ:۲۲۱)

اور یقیناً مؤمن غلام مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھا لگے۔

مذکورہ بالا تقریر سے واضح ہو گیا کہ روئے زمین پر ہر دور میں کوئی نہ کوئی مؤمن موجود رہا ہے اور مؤمن مشرک سے بہتر ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے آباء واجداد ہر دور میں اپنے زمانہ کے بہترین طبقے سے تھے۔ اب اگر بالفرض آپ کے آباء و اجداد میں سے کوئی مشرک ہو اور حدیث کی روشنی میں وہ اپنے زمانہ میں افضل اور بہترین طبقہ سے ہو گا اور اس وقت مؤمنین بھی موجود ہوں گے تو لازم آئے گا کہ وہ مشرک مؤمنین سے بہتر ہو' حالانکہ قرآن مجید کی صراحت ہے کہ مؤمن مشرک سے بہتر ہے' لہٰذا ماننا پڑے گا کہ آپ کے تمام آباء واجداد کفر و شرک سے پاک تھے اور مؤمن و مؤحد تھے۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آپ کے جدامجد ہیں' لہٰذا آپ کے والد مؤمن موحد ہیں' مشرک نہیں اور آزر جس کے شرک کا ذکر قرآن مجید میں ہے' وہ آپ کا حقیقی والد نہیں بلکہ چچا ہے اور اسے مجازاً ''اب'' کہا گیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

بعض علمائے کرام رحمہم اللہ کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تمام آباء شرک وکفر کی گندگی سے پاک تھے اور آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا' اسے مجازاً باپ کہا گیا ہے' آپ کے والد کا نام تارخ تھا' اسی وجہ سے ''ابـاہ'' کو آزر کے ساتھ مقید کر کے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اس باپ سے ملاقات کریں گے جو آزر ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۶۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

بَابُ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ وَالْمِيزَانِ

حساب' قصاص اور میزان کا بیان

حساب' قصاص اور میزان کی تحقیق

حساب کا معنی ہے: شمار کرنا اور اس جگہ قیامت کے روز بندوں کے اعمال شمار کرنا مراد ہے' اگرچہ سب کے اعمال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں اور اس کے سامنے روشن ہیں لیکن بندوں پر اتمامِ حجت کے لیے حساب ہو گا' اس کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ہے' لہٰذا اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے۔ قصاص کا معنی ہے: کسی آدمی کے ساتھ اس کے عمل جیسا عمل کرنا' جس طرح قتل کے بدلے قتل کرنا' زخم کے بدلے زخم اور مارنے کے بدلے مارنا' قیامت کے روز جس کسی نے جو کام بھی کیا ہو گا اور کسی کو کوئی تکلیف پہنچائی ہو گی' اگرچہ چیونٹی اور مکھی کو تکلیف پہنچائی ہو' اس کا بدلہ لیا جائے گا۔ خواہ وہ غیر مکلف ہوں جس طرح حیوان' بچے وغیرہ اور اسی مصلحت کے پیش نظر تمام حیوانوں کو زندہ کیا جائے گا' جس طرح سینگ والی بکری نے بغیر سینگ والی بکری کو مارا ہو گا تو اس سے بدلہ لیا جائے گا اور میزان اس چیز کو کہتے ہیں جس سے اعمال کی مقدار معلوم ہو گی۔ جمہور کا نظریہ ہے کہ دنیاوی ترازو کی طرح اس میزان کے بھی دو پلڑے اور ایک کانٹا ہو گا اور دونوں پلڑوں کے درمیان مشرق ومغرب جتنا فاصلہ ہو گا' ان میں اعمال کے صحائف رکھے جائیں گے۔ بعض نے کہا کہ نیکیوں کو اچھی صورتوں میں اور برائیوں کو بُری صورتوں میں پیش کر کے وہاں رکھا جائے گا اور وزن کیا جائے گا۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۷۳' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۴۰۳ - عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ يُّحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا هَلَكَ قُلْتُ اَوَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا○ (الانشقاق:۸) فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوْقِشَ فِي الْحِسَابِ يَهْلِكُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس سے بھی روز قیامت حساب لیا گیا' وہ ہلاک ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد نہیں فرمایا کہ عنقریب حساب لیا جائے گا○ (الانشقاق: ۸) آسان حساب' آپ نے فرمایا: یہ تو محض پیش کرنا ہے لیکن جس سے حساب میں تفتیش کی گئی' وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اشکال کی وجہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سن کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اشکال پیش آیا اور آپ نے بطور معارضہ آیۂ مبارکہ تلاوت کی۔ ان کے اشکال کی وجہ یہ تھی کہ حدیث کے الفاظ عام تھے کہ جس سے بھی حساب لیا جائے گا' وہ ہلاک ہو جائے گا اور اسے عذاب ہوگا جب کہ پیش کردہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کو عذاب نہیں ہوگا' بہ ظاہر ان دونوں میں تعارض تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو جواب ارشاد فرمایا' اس کا حاصل یہ ہے کہ آیۂ مبارکہ میں حساب سے تفتیشی حساب مراد نہیں بلکہ محض اعمال کا پیش کرنا مراد ہے اور جس سے تفتیشی حساب ہوا اور چھوٹے بڑے کسی قسم کے عمل میں درگزر نہ کیا گیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا' لہٰذا آیت و حدیث میں کوئی تعارض نہیں۔

(ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٤٠٤ - وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلٰوتِهِ اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا الْحِسَابُ الْيَسِيْرُ قَالَ اَنْ يَّنْظُرَ فِيْ كِتَابِهٖ فَيَتَجَاوَزُ عَنْهُ اِنَّهٗ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ يَوْمَئِذٍ يَا عَائِشَةُ هَلَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بعض نمازوں میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لے' میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! آسان حساب کیا ہے؟ فرمایا: (آسان حساب یہ ہے) کہ آدمی اپنے نامہ اعمال میں نظر کرے گا اور اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا' جس سے اس روز حساب میں تفتیش کی گئی' اے عائشہ! وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (مسند احمد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حساب میں آسانی کی دعا مانگنے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی: اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لے۔ اس پر اشکال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو معصوم عن الخطاء ہیں اور آپ ہر قسم کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے پاک ہیں۔ اس کے جواب میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دعا فرمانا تعلیم امت کے لیے تھا اور انہیں غفلت کی نیند سے بیدار کرنے کے لیے تھا یا اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو نعمت عطا فرمائی تھی' اس کے ذکر سے حصولِ لذت کے لیے یہ دعا فرماتے تھے' یا اللہ رب العزت کی بارگاہ میں آپ کو جو مقامِ معرفت حاصل تھا' اس کا تقاضا تھا کہ آپ کے دل میں خشیتِ الٰہی کا جذبہ موجزن ہو' لہٰذا اپنے مقامِ نبوت اور مرتبہ عصمت سے صرفِ نظر فرماتے ہوئے خشیتِ الٰہی سے یہ دعا کرتے تھے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٤٠٥ - وَعَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهٗ رَبُّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ وَّلَا حِجَابٌ يَّحْجُبُهٗ فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهٖ وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے ساتھ عنقریب اس کا رب کلام فرمائے گا کہ اس کے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا' نہ کوئی پردہ ہوگا کہ وہ آڑ بنے' وہ آدمی اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو وہی عمل دیکھے گا جو اس نے آگے بھیجے ہیں اور بائیں جانب نظر کرے گا تو وہی عمل دیکھے گا' جو اس نے آگے بھیجے ہیں اور سامنے دیکھے گا تو اپنے چہرے کے سامنے آگ ہی دیکھے گا' تو تم آگ سے بچو' چاہے کھجور کے ایک حصے (کے صدقہ کرنے) کے ساتھ ہی۔ (بخاری و مسلم)

٨٤٠٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ فَيَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ اَيْ رَبِّ حَتّٰى قَرَّرَهُ بِذُنُوْبِهٖ وَرَاٰى فِيْ نَفْسِهٖ اَنَّهُ قَدْ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهٖ وَاَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيُنَادٰى بِهِمْ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ مؤمن کو قریب فرمائے گا اور اس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور اسے ڈھانپ دے گا اور فرمائے گا: کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے وہ عرض کرے گا: ہاں! اے میرے رب! حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے تمام گناہوں کا اقرار کروا لے گا اور وہ آدمی اپنے دل میں خیال کرے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دنیا میں میں نے تجھ پر پردہ ڈالا اور آج میں تیرے گناہ معاف فرماتا ہوں اور اسے اس کی نیکیوں والی کتاب دے دی جائے گی لیکن کفار اور منافقین کو ساری مخلوق کے سامنے نداء دی جائے گی کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا سنو! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٠٧ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دَفَعَ اللّٰهُ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُوْلُ هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا ایک عیسائی دے دے گا اور فرمائے گا: یہ تیرا جہنم سے آزادی کا فدیہ ہے۔ (مسلم)

٨٤٠٨ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِنُوْحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتُسْاَلُ اُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيْرٍ فَيُقَالُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ اَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (البقرۃ:١٤٢) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور فرمایا جائے گا: کیا تم نے (احکام الٰہی کی) تبلیغ کی وہ عرض کریں گے: ہاں! اے میرے رب! پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا: کیا انہوں نے تمہیں تبلیغ کی ہے؟ وہ کہیں گے: ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو (حضرت نوح علیہ السلام سے) کہا جائے گا: تمہارے گواہ کون ہیں؟ وہ عرض کریں گے: محمد ﷺ اور ان کی امت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر تمہیں لایا جائے گا اور تم گواہی دو گے کہ انہوں نے تبلیغ کی ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور بات اسی طرح ہے کہ ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ (البقرۃ:١٤٢)۔ (بخاری)

نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کی گواہی کا ذکر ہے۔ آپ کی امت کی گواہی سن کر ہوگی کیونکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے جو کچھ سنا اس کے مطابق گواہی دیں گے اور نبی کریم ﷺ کی گواہی مشاہدہ کی بناء پر ہوگی کہ اللہ رب العزت نے آپ کو لوگوں کے احوال پر مطلع فرمایا ہے اس سے نبی کریم ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''یَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا'' میں رسول سے مراد ہمارے رسول سیّدنا محمد ﷺ ہیں اور آیت کا معنی یہ ہے کہ محمد ﷺ تم پر مطلع اور تمہارے نگران ہیں اور تمہارے افعال کی طرف نظر فرمانے والے ہیں اور تمہارے اقوال کا تزکیہ فرمانے والے ہیں۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا: اگر تم سوال کرو کہ یہ کیسے فرمایا کہ محمد ﷺ اور اس کی امت گواہ ہیں' جب کہ قرآن مجید میں ہے: ''لِتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا'' کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔ اس آیت میں ''علیکم'' کو ''شھیدا'' پر مقدم کیا ہے' جس سے اختصاص کا فائدہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ صرف تم پر گواہ ہیں' میں کہتا ہوں کہ یہ کلام امت کی مدح میں وارد ہوا ہے اور یہاں غرض یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کا تزکیہ فرمائیں گے اور ''شھید'' کے ضمن میں ''رقیب'' کا معنی ہے کیونکہ عادل گواہ رقیب و نگران کے محتاج ہوتے ہیں' جو ان کے احوال کی حفاظت کرے اور ان کے ظاہر و باطن پر مطلع ہو' چونکہ نبی کریم ﷺ کی امت تمام امتوں کے درمیان عادل گواہ ہے' لہٰذا خصوصی طور پر نبی کریم ﷺ کو ان پر گواہ بنایا یعنی ان کے احوال کا نگران اور ان کی شہادت کا تزکیہ کرنے والے بنایا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ باقی امتوں پر گواہ نہیں ہوں گے' نیز گواہ کا تزکیہ کرنے والا بھی گواہ ہی ہوتا ہے' میں کہتا ہوں کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آیۂ مبارکہ کا معنی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی امت سابقہ امتوں پر گواہ ہوگی اور نبی کریم ﷺ اس امت پر گواہ ہوں گے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام سب لوگوں پر گواہ ہوں گے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۴۰۹ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَحِکَ فَقَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَکُ قَالَ قُلْنَا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُّخَاطَبَۃِ الْعَبْدِ رَبَّہٗ یَقُوْلُ یَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِیْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ یَقُوْلُ بَلٰی قَالَ فَیَقُوْلُ فَاِنِّیْ لَا اُجِیْزُ عَلٰی نَفْسِیْ اِلَّا شَاھِدًا مِّنِّیْ قَالَ فَیَقُوْلُ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ شَہِیْدًا وَبِالْکِرَامِ الْکَاتِبِیْنَ شُھُوْدًا قَالَ فَیُخْتَمُ عَلٰی فِیْہِ فَیُقَالُ لِاَرْکَانِہٖ اَنْطِقِیْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِہٖ. ثُمَّ یُخَلّٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْکَلَامِ قَالَ فَیَقُوْلُ بُعْدًا لَّکُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْکُنَّ کُنْتُ اُنَاضِلُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ مسکرائے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کس بات پر مسکرایا ہوں' ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں' فرمایا: میں بندے کی اپنے رب کے ساتھ عرض و معروض سے مسکرایا ہوں' بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: کیوں نہیں! تو بندہ عرض کرے گا: میں اپنی ذات پر صرف اپنی ذات سے گواہ کو جائز قرار دیتا ہوں (کسی اور کی گواہی نہیں تسلیم کرتا)' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آج تو ہی اپنے نفس پر کافی گواہ ہے' اور کراماً کاتبین فرشتے گواہ ہیں' آپ نے فرمایا کہ پھر بندے کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا: تم کلام کرو' تو اس کے اعضاء اس کے اعمال کے متعلق گفتگو کریں گے' پھر بندے اور اس کے کلام کے درمیان خلوت کر دی جائے گی' تو بندہ کہے گا: تمہارے لیے رحمت سے دوری اور ہلاکت ہو' میں تمہاری طرف سے جھگڑا کیا کرتا تھا۔ (مسلم)

۸۴۱۰ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ ھَلْ تُضَآرُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الشَّمْسِ فِی الظَّھِیْرَۃِ لَیْسَتْ فِیْ سَحَابَۃٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَھَلْ تُضَآرُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ لَیْسَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: کیا دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں تو سورج کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے' انہوں نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: کیا چودھویں رات کو جب بادل نہ ہوں تو چاند کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری

فِیْ سَحَابَةٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ رَبِّکُمْ اِلَّا کَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ اَحَدِھِمَا قَالَ فَیَلْقَی الْعَبْدُ فَیَقُوْلُ اَیْ فُلَانُ اَلَمْ اُکْرِمْكَ وَاُسَوِّدْكَ وَاُزَوِّجْكَ وَاُسَخِّرْلَكَ الْخَیْلَ وَالْاِبِلَ وَاَذَرْكَ تَرَاسُ وَتَرْبَعُ فَیَقُوْلُ بَلٰی قَالَ فَیَقُوْلُ اَفَظَنَنْتَ اَنَّكَ مُلَاقِیَّ فَیَقُوْلُ لَا فَیَقُوْلُ فَاِنِّیْ قَدْ اَنْسَاكَ کَمَا نَسِیْتَنِیْ ثُمَّ یَلْقَی الثَّانِیْ فَذَکَرَ مِثْلَهٗ ثُمَّ یَلْقَی الثَّالِثَ فَیَقُوْلُ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِکِتَابِكَ وَبِرُسُلِكَ وَصَلَّیْتُ وَصُمْتُ وَتَصَدَّقْتُ وَیُثْنِیْ بِخَیْرٍ مَا اسْتَطَاعَ فَیَقُوْلُ هٰهُنَا اِذًا ثُمَّ یُقَالُ اَلْاٰنَ نَبْعَثُ شَاهِدًا عَلَیْكَ وَیَتَفَکَّرُ فِیْ نَفْسِهٖ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْهَدُ عَلَیَّ فَیُخْتَمُ عَلٰی فِیْهِ وَیُقَالُ لِفَخِذِهٖ اَنْطِقِیْ فَتَنْطِقُ فَخِذُهٗ وَلَحْمُهٗ وَعِظَامُهٗ بِعَمَلِهٖ وَذٰلِكَ لِیُعْذَرَ مِنْ نَفْسِهٖ وَذٰلِكَ الْمُنَافِقُ وَذٰلِكَ الَّذِیْ سَخِطَ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ہوتی ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم اپنے رب کا دیدار اسی طرح کرو گے جس طرح سورج یا چاند کو دیکھتے ہو' فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے سے ملاقات کرے گا اور فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہیں بخشی اور تجھے سردار نہیں بنایا اور تجھے بیوی نہیں عطا کی اور گھوڑے اور اونٹ تیرے تابع نہیں کیے اور کیا میں نے تجھے چھوڑے نہیں رکھا تا کہ تو اپنی قوم کا سردار بن جائے اور مالِ غنیمت سے چوتھا حصہ لے' وہ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے میری ملاقات کا یقین تھا' وہ عرض کرے گا: نہیں! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک میں نے تجھے چھوڑ دیا' جس طرح تو نے مجھے بھلائے رکھا' پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندے سے ملاقات کرے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کی طرح ذکر فرمایا' پھر تیسرے بندے سے ملاقات کرے گا اور اسے بھی اللہ تعالیٰ اسی طرح فرمائے گا' جس طرح پہلے شخص سے کہا تھا' تو وہ بندہ کہے گا: اے میرے رب! میں تجھ پر اور تیری کتاب پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا اور میں نے نماز پڑھی اور روزہ رکھا اور صدقہ کیا اور وہ جہاں تک ہو سکا نیکی کا ذکر کرے گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو یہاں ٹھہر! پھر فرمایا جائے گا: اب ہم تجھ پر گواہ پیش کرتے ہیں' وہ بندہ اپنے دل میں سوچے گا کہ میرے خلاف کون گواہی دے سکتا ہے' پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران سے کہا جائے گا تو کلام کر تو اس کی ران' اس کا گوشت' اس کی ہڈیاں اس کے اعمال بیان کریں گی اور یہ اس لیے ہوگا تا کہ بندے کی ذات کی طرف سے اس کے عذر کا ازالہ کیا جائے' اور وہ بندہ منافق ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔ (مسلم)

٨٤١١ - وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْرَضُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثَلَاثَ عَرَضَاتٍ فَاَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَّمَعَاذِیْرُ وَاَمَّا الْعَرْضَةُ الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَطِیْرُ الصُّحُفُ فِی الْاَیْدِیْ فَاٰخِذٌ بِیَمِیْنِهٖ وَاٰخِذٌ بِشِمَالِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ لَا یَصِحُّ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ قِبَلِ اِنَّ الْحَسَنَ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ عَلِیٌّ الْقَارِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِیُّ اَیْ فَاِسْنَادُهٗ مُنْقَطِعٌ غَیْرُ مُتَّصِلٍ لٰکِنْ قَالَ الشَّیْخُ الْجَزَرِیُّ فِیْ تَصْحِیْحِ

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین مرتبہ پیش کیا جائے گا' پہلی دو پیشیوں میں تو جھگڑا اور معذرت ہوگی اور تیسری پیشی کے وقت اعمال نامے اُڑ کر ہاتھوں میں پہنچ جائیں گے تو کچھ لوگ دائیں ہاتھ میں پکڑیں گے اور کچھ لوگ بائیں ہاتھ میں۔ (مسند احمد' ترمذی' ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں' کیونکہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی اسناد منقطع غیر متصل ہیں لیکن شیخ جزری رحمہ اللہ نے تصحیح المصابیح میں کہا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بہ روایت حسن از ابی ہریرہ تین احادیث ذکر کی ہیں' صاحب تصحیح نے انہیں بیان کیا اور کہا

المصابيح إنّ البخاري أخرج في صحيحه الحسن عن أبي هريرة ثلاثة أحاديث وبيّنها قال وأمّا مسلم فلم يخرج للحسن عن أبي هريرة شيئا نقله ميرك أقول ولا يلزم من عدم إخراج مسلم حديثه عنه أنّه لا يصحّ إسناده إذ شرط البخاري وهو تحقّق اللقيّ ولو مرّة أقوى من شرط مسلم وهو مجرّد وجود المعاصرة وقال صاحب المشكوة. وقد رواه بعضهم عن الحسن عن أبي موسى قال علي القاري يعني فالحديث متّصل من طريقه واعتضد بإسناده فإنّ صاحب المشكوة ذكر في أسماء رجاله أنّ الحسن روى عن الصحابة كأبي موسى وأنس بن مالك وابن عبّاس وغيرهم.

کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے بہ روایت حسن از ابی ہریرہ کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ اسے میرک نے نقل کیا ہے' میں کہتا ہوں کہ امام مسلم رحمہ اللہ کے بہ روایت حسن از ابی ہریرہ کوئی حدیث ذکر نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی اسناد صحیح نہ ہوں کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط یہ ہے کہ (راوی کی مروی عنہ سے) ملاقات ثابت ہو' چاہے ایک ہی مرتبہ ہو' یہ امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط سے زیادہ قوی ہے کہ ان کی شرط یہ ہے کہ (راوی اور مروی عنہ) محض ہم زمانہ ہوں' اور صاحب مشکوٰۃ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بعض نے یہ حدیث بہ روایت حسن از ابی موسیٰ ذکر کی ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی مراد یہ ہے کہ یہ حدیث اس طریقے سے متصل ہے اور اس سند کے ساتھ اس حدیث کو تقویت حاصل ہے' کیونکہ صاحب مشکوٰۃ رحمہ اللہ نے اسماء الرجال میں ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ و حضرت انس بن مالک و حضرت ابن عباس وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے)

٨٤١٢ - وعن أسماء بنت يزيد عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال يحشر الناس في صعيد واحد يوم القيامة فينادي مناد فيقول أين الذين كانت تتجافى جنوبهم عن المضاجع فيقومون وهم قليل فيدخلون الجنّة بغير حساب ثمّ يؤمر بسائر الناس إلى الحساب رواه البيهقي في شعب الإيمان.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں جمع کیا جائے گا اور ایک منادی نداء دے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے تھے' تو وہ کھڑے ہو جائیں گے' جب کہ وہ بہت تھوڑے ہوں گے اور وہ بلا حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے' پھر باقی لوگوں سے حساب لینے کا حکم دیا جائے گا۔ (بیہقی' شعب الایمان)

٨٤١٣ - وعن أبي أمامة قال سمعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول وعدني ربّي أن يدخل الجنّة من أمّتي سبعين ألفا لا حساب عليهم ولا عذاب مع كلّ ألف سبعون ألفا وثلاث حثيات من حثيات ربّي رواه أحمد والترمذي وابن ماجة.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت سے ایسے ستر ہزار افراد جنت میں داخل فرمائے گا جن پر نہ کوئی حساب ہوگا نہ عذاب' ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور میرے رب کی لپوں میں سے تین لپ ہوں گے۔ (مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨٤١٤ - وعن أبي سعيد الخدري أنّه أتى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فقال أخبرني من يقوى على القيام يوم القيامة الذي قال

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: مجھے بتایئے کہ قیامت کے روز کون کھڑا ہونے پر قادر ہوگا' جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس روز لوگ

اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَO (المطففين:٦) فَقَالَ يُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ عَلَيْهِ كَالصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے O (المطففین:٦) آپ نے فرمایا: مؤمن پر وہ دن ہلکا کر دیا جائے گا حتیٰ کہ اس پر وہ دن فرض نماز کی طرح ہو جائے گا۔

(بیہقی' کتاب البعث والنشور)

٨٤١٥ - وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مَا طُوْلُ هٰذَا الْيَوْمِ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ يُصَلِّيْهَا فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے متعلق سوال ہوا' جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے کہ اس دن کی درازی کتنی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک وہ دن مؤمن پر ہلکا کر دیا جائے گا' حتیٰ کہ اس پر وہ دن اس فرض نماز سے زیادہ ہلکا ہو جائے گا' جو وہ دنیا میں پڑھا کرتا تھا۔

(بیہقی' کتاب البعث والنشور)

٨٤١٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ مَمْلُوْكِيْنَ يُكَذِّبُوْنَنِيْ وَيَخُوْنُوْنَنِيْ وَيَعْصُوْنَنِيْ وَاَشْتِمُهُمْ وَاَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ اَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُحْسَبُ مَا خَانُوْكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوْكَ وَعِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ دُوْنَ ذَنْبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِهِمْ اُقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ وَجَعَلَ يَهْتِفُ وَيَبْكِيْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمَّا تَقْرَاُ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَO﴾ (الانبياء:٤٧) فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَجِدُ لِيْ وَلِهٰؤُلَاءِ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ اُشْهِدُكَ اَنَّهُمْ كُلُّهُمْ اَحْرَارٌ رَوَاهُ

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور میرے ساتھ خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں اور میں انہیں گالیاں دیتا ہوں اور انہیں مارتا ہوں تو میرا ان کے ساتھ کیسا معاملہ ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کی خیانت' نافرمانی اور جھوٹ بولنے کا حساب لگایا جائے گا اور تم نے انہیں جو سزا دی ہے' اس کا حساب لگایا جائے گا' اگر تم نے انہیں ان کی نافرمانیوں کے ارشاد نہیں پڑھا: اور ہم انصاف کی ترازوئیں رکھیں گے' قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے کے لیے O (الانبیاء:٤٧) اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے لیے اور ان (غلاموں) کے لیے جدائی سے بہتر کوئی چیز نہیں پاتا' میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔ (ترمذی)

23

التِّرْمِذِیُّ.

٨٤١٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِّثْلَ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا اَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ اَفَلَكَ عُذْرٌ قَالَ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ بَلٰى اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَّاِنَّهٗ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَيَقُوْلُ اِحْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتُ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا تُظْلَمُ قَالَ فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كَفَّةٍ وَّالْبِطَاقَةُ فِيْ كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اِسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اللہ تعالیٰ میری امت کے ایک شخص کو علیحدہ فرمائے گا اور اس کے سامنے ننانوے دفتر پھیلا دے گا' ہر دفتر تا حد نگاہ پھیلا ہوا ہوگا' پھر ارشاد فرمائے گا: کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے' کیا میرے نگران کاتبین نے تجھ پر ظلم کیا ہے' وہ عرض کرے گا: نہیں! اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے' بندہ عرض کرے گا: نہیں! اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں! بے شک ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اور یقیناً آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا اور ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالا جائے گا' جس میں لکھا ہوگا: ''اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وان محمدا عبدہ ورسولہ'' اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنے وزن کے لیے حاضر ہو جا' وہ عرض کرے گا: ان دفتروں کے سامنے کاغذ کے اس پرزے کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا' آپ نے فرمایا کہ پھر دفتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور کاغذ کا ٹکڑا دوسرے پلڑے میں تو دفتر ہلکے ہو جائیں گے اور کاغذ کا پرزہ بھاری ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کوئی چیز وزنی نہیں ہوگی۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٨٤١٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ اَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ اَحَدٌ اَحَدًا عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيَخِفُّ مِيْزَانُهٗ اَمْ يَثْقُلُ وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِيْنَ يُقَالُ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهٗ اَفِيْ يَمِيْنِهٖ اَمْ فِيْ شِمَالِهٖ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِهٖ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ انہیں جہنم کی یاد آئی تو وہ رو پڑیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں رو رہی ہو' عرض کیا: مجھے جہنم کی یاد آ گئی تو میں رونے لگی' کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا: (۱) میزان کے پاس جب تک اسے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اس کا وزن ہلکا ہے یا بھاری (۲) نامۂ اعمال دینے کے وقت جب کہا جائے گا: لو! پڑھو! میری کتاب' جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کا نامۂ اعمال کس ہاتھ میں دیا گیا ہے' اس کے دائیں ہاتھ میں یا اس کے بائیں ہاتھ میں پشت کے پیچھے سے (۳) پل صراط کے پاس جب وہ جہنم کے درمیان رکھا جائے گا۔ (ابوداؤد)

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔ اس سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عام حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شامل ہے اور آپ بھی اس دن کسی کو یاد نہیں رکھیں گے' لیکن یہ مفہوم احادیث شفاعت کے خلاف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز ہر مقام پر گناہ گاران امت کو یاد رکھیں گے اور ان کی بخشش کا سامان کروائیں گے۔ امام بوصیری

23
23

رحمہ اللہ نے اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ؎

هو الحبيب الذى ترجى شفاعته لكل هول من الاهوال مقتحم

''وہی محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں کہ تمام مصائب ومشکلات میں جن کی شفاعت کی اُمید کی جاتی ہے''۔

امام اہل سنت' سالار کاروانِ عشق ومحبت' سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: ؎

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
آفتاب ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ صرصرِ جوشِ بلا سے جھلملاتے جائیں گے
پائے کوباں پل سے گزریں گے تیری آواز سے رب سلّم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے

امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: قیامت کے دن میری شفاعت فرمانا۔ آپ نے فرمایا: میں شفاعت کروں گا' میں نے عرض کیا: میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا: جب تم مجھے تلاش کرو تو سب سے پہلے پل صراط پر تلاش کرنا' میں نے عرض کیا: اگر آپ پل صراط پر نہ ملے؟ فرمایا: پھر میزان کے پاس مجھے تلاش کرنا' میں نے عرض کیا: اگر میں نے آپ کو میزان کے پاس نہ پایا؟ فرمایا: پھر مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا کیونکہ میں ان مقامات کے علاوہ کہیں نہیں ہوں گا۔

(سنن الترمذی' رقم الحدیث: ۲۴۳۳' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ والی مذکورہ بالا حدیث میں انہی تین مقامات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف فرما ہونے کا ذکر ہے' جن کے متعلق حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے کہ ان تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا' لہٰذا دونوں احادیث میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے ان مشکل ترین مقامات پر امت کو یاد رکھیں گے اور ان کا سہارا بنیں گے' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے جو فرمایا کہ کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا' وہ عام لوگوں کے متعلق ہے کہ اس روز لوگ اپنے دوست احباب' رشتہ دار حتیٰ کہ والدین واولاد تک کو فراموش کردیں گے' جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ○ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ○ (العبس: ۳۴۔۳۶) اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی○ اور ماں اور باپ○ اور بیوی اور بیٹے سے○

البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقامِ ترہیب کے پیش نظر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس مقام پر اپنی شفاعت کا ذکر نہ فرمایا تاکہ محض حرمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت پر توکل کر کے اعمال میں کمی نہ کریں' اور خواص کی یہی شان ہے کہ وہ دوسروں کی بہ نسبت زیادہ خشیت الٰہی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اعمال میں زیادہ کوشش کرتے ہیں' نیز اس حدیث میں ہے کہ کوئی کسی کو اس وقت تک یاد نہیں کرے گا' جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کا وزن ہلکا ہے یا بھاری۔ اس کا نامہ اعمال کس ہاتھ میں دیا گیا ہے' دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں پشت کے پیچھے سے۔ عام لوگوں کے متعلق تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہیں معلوم نہیں ہوگا کہ ہمارا انجام کیا ہوگا' اس لیے وہ کسی کو یاد نہیں کریں گے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اللہ رب العزت نے دنیا میں ہی یہ علم عطا فرمادیا کہ آپ مقامِ محمود پر فائز ہوں گے۔ ''عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا○'' (بنی اسرائیل: ۷۹) ''آپ کی ہر بعد والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہوگی○'' اور آپ کا مقام ومرتبہ ہر ساعت بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا۔ ''وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى○'' (الضحیٰ: ۴) اور اللہ تعالیٰ آپ کو وہ کمالات عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ ''وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى○'' (الضحیٰ: ۵) اور آپ نے امت کو بھی بیان فرمادیا کہ روزِ قیامت میں ہی بابِ شفاعت کھلواؤں گا۔ سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول فرمائی جائے گی۔ لوائے حمد اس روز میرے ہی ہاتھ میں ہوگا۔

سب سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا تو اس کے بعد یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو اپنے انجام کی خبر نہ ہوگی اور اس فکر میں آپ اپنے غلاموں کو بھول جائیں گے بلکہ محبوب کریم ﷺ کے مقام شفاعت کو دیکھتے ہوئے ان کے غلام بھی نازاں ہو کر یہ اعلان کر رہے ہیں

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ ‌ ‌ تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

پل صراط کا بیان

اس حدیث میں صراط کا ذکر ہے۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ صراط ایک پل ہے جو جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا' سب لوگ اس کے اوپر سے گزریں گے اور مؤمنین اپنے اعمال و مراتب کے لحاظ سے نجات پائیں گے اور دوسرے لوگ جہنم میں گر پڑیں گے' اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے عافیت میں رکھے۔ متکلمین اور سلف کہتے ہیں کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا' حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسی طرح ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۰' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ ‌ ‌ حوض اور شفاعت کا بیان

نبی کریم ﷺ کے حوض کا بیان

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے دو حوض ہیں' ایک پل صراط سے پہلے مقام محشر میں ہوگا اور دوسرا جنت میں۔ دونوں کو کوثر کہا جاتا ہے۔ اہل عرب کے کلام میں کوثر' خیر کثیر کو کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ حوضِ کوثر میزان سے پہلے ہوگا کیونکہ لوگ اپنی قبروں سے پیاسے نکلیں گے تو میزان سے پہلے انہیں حوضِ کوثر پر لایا جائے گا' اسی طرح اپنے اپنے مقام پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے حوض ہوں گے اور ترمذی کی روایت ہے کہ ہر نبی کا حوض ہے اور ہر نبی اپنے حوض پر آنے والوں کی کثرت پر فخر کرے گا اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر آنے والے سب سے زیادہ ہوں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۲' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

شفاعت کا بیان

شفاعت' شفع سے مشتق ہے' اس کا لغوی معنی ہے: ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ ملنا۔ شفع کا معنی ہے: جفت' جس کے مقابل وتر ہے' جس کا معنی ہے: طاق' اور فروخت شدہ زمین میں پڑوسی کے حق کو شفعہ کہتے ہیں' اس میں بھی ملنے والا معنی ہوتا اور شفاعت میں بھی یہ معنی ہے کہ شفاعت کرنے والا مجرموں کے گناہوں کی سفارش کر کے ان کے ساتھ ملنے والا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے لیے شفاعت کی تمام اقسام ثابت ہیں' بعض اقسام آپ کے ساتھ مخصوص ہیں اور بعض میں دوسرے بھی شریک ہیں۔

سب سے پہلے جو ہستی بابِ شفاعت کھلوائے گی' وہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہی ہے' لہٰذا درحقیقت تمام شفاعات نبی کریم ﷺ کی طرف ہی راجع ہیں اور نبی کریم ﷺ ہی علی الاطلاق صاحبِ شفاعات ہیں۔ شفاعت کی درج ذیل اقسام ہیں:

(۱) شفاعتِ عظمیٰ جو سب مخلوق کو شامل ہے اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی شخص کو وہاں جرأتِ سخن نہ ہوگی اور یہ شفاعت محشر کے لمبے عرصے سے نجات کے لیے' حساب و کتاب اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے میں جلدی کے لیے اور لوگوں کو محشر کی تکالیف و مصائب سے نجات دلانے کے لیے ہوگی۔

(۲) لوگوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کروانے کے لیے۔ شفاعت کی یہ قسم بھی نبی کریم ﷺ کے لیے ثابت ہے اور بعض کے نزدیک یہ بھی نبی کریم ﷺ کے لیے مخصوص ہے۔

(۳) وہ لوگ جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے' وہ شفاعت کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔

(۴) وہ لوگ جو جہنم کے مستحق ہوں گے' انہیں شفاعت کے ذریعے جنت میں داخل کریں گے۔

(۵) بلندیٔ درجات کے لیے شفاعت ہوگی۔

(۶) جو گناہ گار دوزخ میں داخل ہوں گے انہیں شفاعت کے ذریعہ باہر نکالا جائے گا' شفاعت کی یہ قسم انبیاء کرام' ملائکہ کرام' علمائے کرام اور شہداء سب کے درمیان مشترک ہوگی۔

(۷) جنت کا دروازہ کھلوانے کے لیے شفاعت ہوگی۔

(۸) جو ہمیشہ کے عذاب کے مستحق ہوں گے' ان میں بعض کے عذاب میں تخفیف کے لیے۔

(۹) خصوصاً اہل مدینہ کے لیے شفاعت' اسی طرح روضہ انور کی زیارت کرنے والوں کے لیے خصوصی شفاعت۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۸۲' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۴۱۹ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ فِى الْجَنَّةِ اِذَا اَنَا بِنَهْرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَاهٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِىْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ فَاِذَا طِيْنُهٗ مِسْكٌ اَذْفَرُ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں سیر کر رہا تھا کہ اچانک ایک نہر پر پہنچا' جس کے دونوں کناروں پر کھوکھلے موتیوں کے خیمے تھے' میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ جبریل نے عرض کیا: یہ کوثر ہے' جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمائی ہے' میں نے دیکھا تو اس کی مٹی خالص تیز خوشبو والی مشک تھی۔ (بخاری)

کوثر سے مراد کیا ہے؟

اس حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ کوثر ہے' جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ اس سے قرآن مجید کی آیۂ مبارکہ کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۞ اے محبوب! بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ۞

کوثر سے مراد کیا ہے؟ اس میں مفسرین کرام نے مختلف اقوال ذکر کیے ہیں۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

کوثر سے مراد وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہے' مثلاً قرآن مجید' نبوت' کثرتِ امت اور باقی مراتب علیہ اور انہی میں سے مقام محمود اور لواء الحمد اور حوض کوثر ہے اور ان میں کوئی منافات نہیں کیونکہ یہ سب کوثر میں داخل ہیں۔ اگرچہ حوض کے معنی میں اس کا استعمال زیادہ مشہور ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۴۲۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِىْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ وَّزَوَايَاهُ سَوَاءٌ مَّاؤُهٗ اَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيْحُهٗ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيْزَانُهٗ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ يَّشْرَبُ مِنْهَا فَلَا يَظْمَاُ اَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے حوض کی مقدار ایک ماہ کی مسافت جتنی ہے' اس کے زاویے برابر ہیں' (وہ مربع شکل کا ہے) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں' جس نے اس حوض سے پانی پی لیا' وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حوضِ کوثر سے سیراب ہونے والوں کو پیاس نہ لگنے کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ جس نے اس حوض سے پانی پی لیا' وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اس پر سوال ہے کہ پھر جنتیوں کا جنت میں پانی وغیرہ پینا کیسا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جنتی جنت میں محض تلذذ کے لیے پانی پئیں گے' جس طرح جنتیوں کا کھانا بھی محض تلذذ کے لیے ہوگا' انہیں نہ بھوک لگے گی نہ پیاس۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰىO وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰىO

بے شک تیرے لیے جنت میں یہ ہے کہ تجھے نہ اس میں بھوک لگے اور نہ تو ننگا ہوگاO اور نہ تجھے اس میں پیاس لگے اور نہ دھوپO

(طٰہٰ: ۱۱۸۔۱۱۹)

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ یہ پانی پینا حساب و کتاب اور جہنم سے نجات کے بعد ہوگا اور ان کو اس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے صرف وہی لوگ پانی پئیں گے جن کے لیے جہنم کی آگ سے سلامتی کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام امتی اس حوض سے پانی پئیں' البتہ جو اس کے بعد گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں' انہیں پیاس کا عذاب نہ ہو' کیونکہ حدیث کے ظاہر کا تقاضا یہی ہے کہ مرتدین کے علاوہ اس امت کے تمام افراد حوضِ کوثر سے پانی پئیں گے' جس طرح نامہ اعمال کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ تمام مؤمنین کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا' پھر اللہ تعالیٰ جنہیں چاہے گا عذاب دے گا اور ایک قول یہ ہے کہ صرف نجات پانے والوں کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پکڑایا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

٨٤٢١ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَمَامَكُمْ حَوْضِیْ مَا بَيْنَ جَنْبَتَيْهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ هُمَا قَرْيَتَانِ بِالشَّامِ بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ ثَلَاثِ لَيَالٍ وَفِیْ رِوَايَةٍ فِيْهِ اَبَارِيْقُ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ وَّرَدَهٗ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَاْ بَعْدَهَا اَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِیُّ الْقَارِیْ قَالَ صَاحِبُ الْقَامُوْسِ اَلْجَرْبَاءُ قَرْيَةٌ بِجَنْبِ اَذْرُحَ وَغَلِطَ مَنْ قَالَ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَاِنَّمَا الْوَهْمُ مِنْ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ مِنْ اِسْقَاطِ زِيَادَةٍ ذَكَرَهَا الدَّارُ قُطْنِیُّ وَهِیَ مَا بَيْنَ نَاحِيَتَیْ حَوْضِیْ كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَجَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارے آگے میرا حوض ہے' اس کے دونوں کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے' جتنا جرباء اور اذرح کے درمیان ہے' بعض راویوں نے کہا کہ یہ ملک شام میں دو بستیاں ہیں' جن کی درمیانی مسافت تین دن کا سفر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس حوض میں آسمان کے ستاروں کی طرح چھاگلیں ہیں' جو اس حوض پر آ گیا اور اس سے پانی پی لیا تو وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ صاحب قاموس نے کہا ہے کہ جرباء' اذرح کے قریب ایک بستی ہے اور یہ قول غلط ہے کہ ان کے درمیان تین دنوں کی مسافت ہے' اور حدیث پاک کے راویوں کی طرف سے یہ وہم محض اس لیے ہوا ہے کہ دار قطنی کا ذکر کردہ اضافہ ساقط کر دیا ہے' وہ اضافہ یہ کلمات ہیں: میرے حوض کے دونوں کناروں کے درمیان اتنی مسافت ہے جتنی مسافت مدینہ اور جرباء و اذرح کے درمیان ہے۔

٨٤٢٢ ـ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَوْضِیْ اَبْعَدُ مِنْ اَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ لَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ الثَّلْجِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَاٰنِيَتُهٗ اَكْثَرُ مِنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری حوض کی مقدار ایلہ اور عدن کی درمیانی مسافت سے زیادہ ہے' وہ برف سے زیادہ سفید اور دودھ ملے ہوئے شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں' اور بے شک میں لوگوں کو اس حوض سے اس

عَدَدِ النُّجُوْمِ وَاِنِّیْ لَاَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ اِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَاءٌ لَيْسَتْ لِاَحَدٍ مِنَ الْاُمَمِ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنْ اَنَسٍ قَالَ تَرٰی فِيْهِ اَبَارِيْقَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سُئِلَ عَنْ شَرَابِهٖ فَقَالَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ يَغُتُّ فِيْهِ مِيْزَابَانِ يَمُدَّانِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ اَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ وَالْاٰخَرُ مِنْ وَّرِقٍ.

طرح ہٹاؤں گا' جس طرح آدمی اپنے حوض سے لوگوں کے اونٹوں کو بھگاتا ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ اس روز ہمیں پہچانیں گے؟ فرمایا: ہاں! تمہاری ایک نشانی ہوگی' جو کسی امت کے لیے نہیں ہو گی' تم میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ وضو کے اثر سے تمہاری پیشانی اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے۔ (مسلم)

اور مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فرمایا: تم اس حوض پر آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر' سونے اور چاندی کی چھاگلیں دیکھو گے اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سے حوض کے پانی کے متعلق پوچھا گیا' آپ نے فرمایا کہ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے' اس میں جنت سے دو پرنالے بہتے ہیں' جو اس کے پانی میں اضافہ کرتے ہیں' ایک پرنالہ سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہے۔

٨٤٢٣ - وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضِیْ مِنْ عَدَنٍ اِلٰی عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ مَاؤُهٗ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَاَكْوَابُهٗ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَّمْ يَظْمَاْ بَعْدَهَا اَبَدًا اَوَّلُ النَّاسِ وُرُوْدًا فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ الشُّعْثُ رُؤُسًا الدُّنْسُ ثِيَابًا الَّذِيْنَ لَا يَنْكِحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا يُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے حوض کی مسافت اتنی ہے جتنی مسافت عدن سے عمان بلقاء تک ہے' اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید' اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں' جس نے اس حوض سے ایک گھونٹ پانی پی لیا' وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا' سب سے پہلے اس حوض پر فقراء مہاجرین آئیں گے' جو پراگندہ بال' میلے کپڑوں والے ہیں' جو خوش حال عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے اور ان کے لیے دروازے نہیں کھولے جاتے۔

(مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

٨٤٢٤ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ فَرَطُكُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ مَّرَّ عَلَیَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَاْ اَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَیَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِیْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِیْ وَبَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّیْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ غَيَّرَ بَعْدِیْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں حوض پر تم سے پہلے موجود ہوں گا' جو میرے پاس سے گزرے گا' وہ پانی پیئے گا اور جس نے پانی پی لیا' وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا' میرے پاس ایسی قومیں آئیں گی جنہیں میں پہچانتا ہوں اور وہ مجھے پہچانتی ہیں' پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ کر دی جائے گی تو میں کہوں گا کہ یہ تو مجھ سے ہیں تو کہا جائے گا: بے شک آپ (از خود) نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا؟ تو میں کہوں گا: ان کے لیے رحمت سے دوری ہو' دوری ہو جنہوں نے میرے بعد تبدیلی کی۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم ﷺ حوضِ کوثر سے دور کیے جانے والوں کو پہچانتے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں کہوں گا کہ یہ تو مجھ سے ہیں' تو کہا جائے گا: بے شک تم نہیں جانتے کہ انہوں نے

تمہارے بعد کیا کیا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان مرتدین کے متعلق یہ فرمانا کہ یہ مجھ سے ہیں اس بناء پر نہیں ہوگا کہ آپ انہیں پہچانیں گے نہیں، کیونکہ اس حدیث میں یہ الفاظ مذکور ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اعرفھم'' میں انہیں پہچانتا ہوں۔ آپ کے اس واضح فرمان کے باوجود یہ کہنا کہ آپ انہیں پہچانیں گے نہیں، یہ توجیہ ''الکلام بما لا یرضی بہ القائل'' ہے (کہ متکلم کے کلام کا ایسا معنی بیان کیا جائے جس کو وہ کلام کرنے والا خود پسند نہ کرتا ہو) نیز اس سے پہلے مسلم شریف کی یہ روایت گزری ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ''اتعرفنا یومئذ'' کیا آپ اس روز ہمیں پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تمہاری ایک نشانی ہوگی جو کسی امت کے لیے نہیں ہوگی، تم میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ وضو کے اثر سے تمہاری پیشانی اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے، اور قرآن مجید میں ہے: ''يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمَاهُمْ'' (الرحمٰن:۴۱) ''مجرم اس روز اپنی علامات سے پہچانے جائیں گے''۔ جب اس روز اپنی واضح علامات کی بناء پر کفار کو سارے اہل محشر پہچانیں گے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شفیع روزِ جزاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے بے خبر رہیں، لہٰذا یہ معنی بیان کرنا قرآن و سنت کی تصریحات کے خلاف ہے، بلکہ آپ کا یہ فرمان انہیں ذلیل و رسوا کرنے کے لیے ہوگا کہ یہی لوگ ہیں جو میری امت سے ہونے کے مدعی ہیں اور میرے حوض کوثر سے سیراب ہونے کی امید لگائے بیٹھے ہیں؟ اور فرشتوں کا آپ سے یہ عرض کرنا: ''انك لا تدری'' حضور! آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ یا تو اس کا یہ معنی ہے کہ آپ اپنے اندازے اور عقل کے ذریعے از خود نہیں جانتے بلکہ اللہ کے عطا کردہ علم سے جانتے ہیں، کیونکہ ''لا تدری'' درایت سے ہے اور درایت کا لغوی معنی ہے: عقل و قیاس اور اندازہ و تخمین سے کسی چیز کو جاننا، اور اللہ تعالیٰ کے نبی کے علم کا مدار اندازہ و تخمین پر نہیں ہوتا بلکہ اس کا مدار اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم یقینی پر ہوتا ہے، یا پھر فرشتوں کی یہ عرض ان پر اظہارِ غضب کے لیے ہوگی، جس طرح باپ بیٹے کو کسی قصور پر مارے اور بیٹے کے قصور کو جاننے والا اسے چھڑوانا چاہے تو باپ کہے: تمہیں کیا پتا اس کا قصور کیا ہے؟ یہاں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مرتدین کو جن کے متعلق آپ کا فرمان ہے کہ ''اعرفھم'' میں انہیں پہچانتا ہوں، انہیں زیادہ حسرت و رسوائی میں مبتلا کرنے کے لیے پہلے امید دلائیں گے، ''انھم منی'' یہ تو مجھ سے ہی ہیں، انہیں کیوں دور کیا جارہا ہے۔ یہ سن کر مرتدین کو کچھ امید ہوگی، تو فرشتے ان مرتدین پر اظہارِ غضب کرتے ہوئے عرض کریں گے: حضور! کیا جانیں! ان کے کرتوت کیا ہیں؟ امید دلا کر پھر مایوس کیا جائے گا تاکہ ان کی حسرت میں اضافہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

٨٤٢٥ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ جُزْءٌ مِّنْ مِّائَةِ اَلْفِ جُزْءٍ مِّمَّنْ يَّرِدُ عَلَى الْحَوْضِ قِيْلَ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ سَبْعَ مِائَةٍ اَوْ ثَمَانُ مِائَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ ایک مقام پر پڑاؤ کیا، تو آپ نے فرمایا: تم حوض پر آنے والوں کا لاکھواں حصہ بھی نہیں ہو، حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: اس روز تم کتنے افراد تھے؟ آپ نے فرمایا: سات سو یا آٹھ سو۔ (ابوداؤد)

٨٤٢٦ - وَعَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا وَاِنَّهُمْ لَيَتَبَاهَوْنَ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ وَارِدَةً وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا حوض ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام ایک دوسرے پر فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر آنے والے لوگ زیادہ ہیں اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر آنے والے سب سے زیادہ ہوں گے۔ (ترمذی)

٨٤٢٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز مومنین کو روک لیا جائے گا حتیٰ کہ وہ اس وجہ سے پریشان ہو جائیں

يُهِمُّوْا بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَّكَانِنَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْكَنَكَ جَنَّتَهٗ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ اَكْلَهٗ مِنَ الشَّجَرِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا اٰتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهٗ وَقَرَّبَهٗ نَجِيًّا قَالَ فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَرُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهٗ قَالَ فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ فَيَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهُ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَآءٍ وَّتَحْمِيْدٍ يُّعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّانِيَةَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ ثُمَّ يَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ

گے اور کہیں گے کہ ہم کسی کو اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کے لیے لاتے ہیں تاکہ وہ ہمیں ہمارے اس مقام سے نجات دلائے' پھر وہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: آپ آدم ہیں' تمام مخلوق کے باپ ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے پیدا فرمایا اور جنت میں آپ کو رہائش عطا فرمائی' اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا اور آپ کو تمام چیزوں کے ناموں کی تعلیم دی' آپ اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مقام سے نجات عطا فرمائے' حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں اور انہیں اپنی لغزش یاد آجائے گی جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا کہ انہوں نے ممنوعہ درخت سے کھالیا تھا' البتہ تم حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں جاؤ' وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف مبعوث فرمایا' پھر لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں اور انہیں اپنی وہ لغزش یاد آجائے گی' جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا کہ اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے علم کے بغیر سوال کیا تھا' البتہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ' وہ اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں' پھر لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے' تو وہ فرمائیں گے: یہ میرا مقام نہیں اور وہ اپنی تین باتیں یاد کریں گے جو بہ ظاہر جھوٹ تھیں' البتہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ' انہیں اللہ تعالیٰ نے تورات عطا فرمائی' اور ان سے کلام فرمایا اور ان سے سرگوشی فرماتے ہوئے انہیں اپنا قرب بخشا' پھر وہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس مقام کے لیے نہیں اور وہ اپنی اس لغزش کو یاد کریں گے' جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا کہ ایک جان کو قتل کر دیا تھا' البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو جاؤ' وہ اللہ تعالیٰ کے بندے' اس کے رسول اور اس کی طرف سے روح اور اس کا کلمہ ہیں' پھر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو جائیں گے تو وہ کہیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں لیکن تم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ' وہ ایسے بندے ہیں کہ ان کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے' پھر وہ میری بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے' تو میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے اس کی بارگاہِ خاص میں داخلے کی اجازت طلب کروں گا' مجھے اس کی اجازت عطا فرمائی جائے گی' جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا' جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا'

تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهُ قَالَ فَارْفَعُ رَاْسِیْ فَاُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِیْدٍ یُّعَلِّمُنِیْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّلِیْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِهٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْهِ فَاِذَا رَاَیْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَّقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهُ قَالَ فَارْفَعُ رَاْسِیْ فَاُثْنِیْ رَبِّیْ بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِیْدٍ یُّعَلِّمُنِیْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّلِیْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰی مَا یَبْقٰی فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ قَدْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَیْ وَجَبَ عَلَیْهِ الْخُلُوْدُ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًاO (بنی اسرائیل:۷۹)قَالَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ وَعَدَهٗ نَبِیُّکُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

مجھے اس حالت میں رکھے گا' پھر فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے' تم کہو تمہاری بات سنی جائے گی' تم شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی' تم مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا' فرمایا کہ پھر میں اپنا سر اٹھالوں گا اور اپنے رب کی ان کلمات کے ساتھ حمد و ثناء کروں گا جس کی اللہ تعالیٰ مجھے تعلیم دے گا' پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی' تو میں نکلوں گا اور انہیں جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل فرماؤں گا' پھر دوسری بار میں واپس لوٹوں گا' اور اپنے رب سے اس کی بارگاہِ خاص میں داخلے کی اجازت طلب کروں گا' اور مجھے اس کی اجازت عطا فرمائی جائے گی' جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو میں سجدے میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا' مجھے اس حالت میں باقی رکھے گا' پھر فرمائے گا: اے محمد! سر اٹھایئے اور کہیے' تمہاری بات سنی جائے گی' شفاعت کیجئے تمہاری شفاعت قبول فرمائی جائے گی اور مانگئے تمہیں عطا کیا جائے گا' تو میں اپنا سر اٹھالوں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد و ثناء بیان کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم دے گا' پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی تو میں نکلوں گا اور انہیں جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل فرماؤں گا' پھر میں تیسری مرتبہ واپس آؤں گا اور اپنے رب سے اس کی بارگاہِ خاص میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا' مجھے اس کی اجازت عطا فرمائی جائے گی' جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا' مجھے اس حالت میں رکھے گا' پھر فرمائے گا: سر اٹھایئے' اے محمد! اور کہیے تمہاری بات سنی جائے گی' شفاعت کیجئے' تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی اور مانگئے' تمہیں عطا کیا جائے گا' پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد و ثناء بیان کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا' پھر میں شفاعت فرماؤں گا اور نکلوں گا اور انہیں جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل فرماؤں گا حتیٰ کہ جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا ہے' یعنی جن کے لیے جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہو چکا ہے' پھر آپ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: عنقریب تمہیں تمہارا رب مقامِ محمود پر فائز فرمائے گاO (بنی اسرائیل:۷۹) فرمایا کہ یہی مقامِ محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی سے وعدہ فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت نوح علیہ السلام کا اوّل نبی ہونا

اس حدیث میں ہے: حضرت نوح علیہ السلام وہ پہلے نبی ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ اس پر اشکال ہے کہ حضرت سیّدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے حضرت سیّدنا آدم وسیّدنا شیث وسیّدنا ادریس علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

انبیاء مرسلین میں سے تھے لہٰذا سیّدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پہلا مبعوث نبی کیسے قرار دیا گیا ہے؟ اس کے جواب میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

زیادہ ظاہر جواب یہ ہے کہ یہ تینوں مؤمنین وکافرین سب کی طرف بھیجے گئے تھے اور سیّدنا نوح علیہ السلام اہل زمین کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور وہ سب اہل زمین کافر تھے (لہٰذا سیّدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ سب سے پہلے نبی ہیں جو کفار اہل ارض کی طرف مبعوث کیے گئے تھے)۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی مرسل تھے اور ان سے پہلے والے انبیاء کرام علیہم السلام انبیاء غیر مرسلین تھے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام ہی حضرت الیاس ہیں اور یہ انبیائے بنی اسرائیل میں سے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کے بعد تھے لہٰذا اگرچہ حضرت ادریس علیہ السلام نبی مرسل تھے لیکن یہ کہنا صحیح ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے نبی مرسل ہیں اور حضرت آدم وحضرت شیث علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وہ دونوں اگرچہ رسول تھے مگر حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور وہ کفار نہیں تھے اور حضرت شیث علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ ہی تھے جب کہ حضرت نوح علیہ السلام کفارِ اہلِ زمین کی طرف بھیجے گئے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام وہ سب سے پہلے نبی ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے تھے اور حضرت شیث علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ تھے لہٰذا حضرت نوح علیہ السلام کی اوّلیت اضافی ہے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے نبی ہیں) ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے اولوالعزم نبی ہیں اس صورت میں آپ کا اوّل نبی ہونا حقیقی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین باتوں کے جھوٹ ہونے کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تین باتیں یاد کریں گے جو جھوٹ تھیں۔ اس کی تشریح میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قاضی بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب تین جھوٹوں میں سے ایک آپ کا یہ قول ہے کہ آپ نے قوم سے فرمایا تھا: ''انی سقیم'' میں بیمار ہوں اور دوسرا آپ کا یہ قول ہے کہ آپ نے فرمایا: ''بل فعلہ کبیرھم ھذا'' بلکہ ان کے بڑے نے یہ کام کیا ہے۔ تیسرا آپ کا یہ قول ہے کہ آپ نے اپنی زوجہ سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا: ''ھی اختی'' یہ میری بہن ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ یہ سب تعریضات ہیں۔ لیکن ان کی صورت جھوٹ جیسی ہے لہٰذا انہیں جھوٹ کہہ دیا گیا اور آپ نے ان باتوں کو اپنے حق میں نقص خیال کیا کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ کی زیادہ معرفت اور زیادہ قرب حاصل ہو اس کے دل میں اتنا ہی زیادہ خطرہ اور زیادہ خوفِ الٰہی ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف منسوب باقی خطاؤں کو بھی اسی پر قیاس کیا جائے گا۔ ابن مالک کامل نے کہا ہے کہ بسا اوقات جو کام دوسرے لوگوں کے حق میں عبادت ہوں انبیاء کرام علیہم السلام سے ان پر بھی مواخذہ ہوتا ہے جس طرح کہا گیا ہے: ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' ابرار کی نیکیاں مقربین کے حق میں گناہ شمار ہوتی ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۵۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی عید اور میلہ تھا۔ انہوں نے آپ کو میلے میں شریک ہونے کی دعوت دی آپ نے بطور توریہ فرمایا کہ میں بیمار ہوں اور آپ کی مراد یہ تھی کہ تمہاری شرکیہ وکفریہ حالت پر میرا دل غمگین و بیمار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتوں کو توڑ ڈالا جب آپ سے استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا'' (الانبیاء: ۶۳) بلکہ ان کے بڑے نے یہ کام کیا ہے''۔ اس سے بھی آپ کا مقصود جھوٹ بولنا نہیں تھا بلکہ قوم کو ان کی غفلت پر تنبیہ کرنا مقصود تھا کہ یہ بت تو کچھ

نہیں کر سکتے، معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟ اسی لیے آپ نے فرمایا: ''فَاسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ O'' (الانبیاء: ۶۳) ''ان سے پوچھو اگر یہ بولتے ہوں O'' یعنی یہ بول ہی نہیں سکتے تو خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔ دورانِ سفر سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زوجہ سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ایک ظالم بادشاہ کے ملک سے گزرے، اس نے آپ سے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: ''ھذہ اختی'' یہ میری بہن ہے۔ اس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ یہ میری دینی و اسلامی بہن ہے، لہٰذا ان تینوں اقوال میں سے کوئی بھی قول درحقیقت جھوٹ نہیں تھا، محض صورۃً جھوٹ ہونے کی بناء پر انہیں جھوٹ کہا گیا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کے نبی کی شان اس سے بلند ہے کہ وہ جھوٹ بولیں۔

نبی کریم ﷺ کی طرف مغفرتِ ذنوب کی نسبت کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے: لیکن تم سیّدنا محمد ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں کہ ان کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے۔ حدیث میں مذکور سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول ''غفر اللّٰہ له ما تقدم من ذنبه وما تاخر'' میں مغفرتِ ذنب کا ذکر ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے: ''اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا O لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ'' (الفتح: ۱۔۲)۔

اس آیۂ مبارکہ میں بھی مغفرتِ ذنب کا ذکر ہے، قرآن مجید کے بہت سے اُردو مترجمین نے آیۂ مبارکہ میں ذنب کا معنی گناہ یا خطایا کوتاہی وغیرہ کیا اور اس کی نسبت حضور شفیع المذنبین ﷺ کی طرف کی۔

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے اس کا ترجمہ کیا:

تاکہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے۔

ابوالاعلیٰ مودودی نے تفہیم القرآن میں اس کا ترجمہ کیا:

تاکہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اس کا ترجمہ کیا:

تاکہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔

ان تراجم اور اس طرح کے دیگر تراجم سے واضح ہوتا ہے کہ حضور سیّد الانبیاء ﷺ سے گناہ صادر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا، حالانکہ اللہ کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں، پھر امام الانبیاء ﷺ کے متعلق یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے کہ آپ سے گناہوں کا صدور ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے گناہ معاف فرما دیئے۔ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کو اللہ رب العزت نے اسوۂ حسنہ اور مجسم ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا اور ہر قسم کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے آپ کو معصوم بنایا۔ اگر آپ کی ذات سے گناہوں سے صدور ہو تو آپ امت کے لیے اسوۂ حسنہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ اس لیے علماء کرام نے اس آیت مبارکہ کی مختلف توجیہات ذکر کیں، بعض علماء نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کی ذات اور گناہوں کے درمیان پردہ حائل فرما دیا کہ آپ کو گناہوں سے معصوم کر دیا۔ بعض نے کہا کہ یہاں ذنب سے مراد وہ اُمور ہیں جو گناہ نہیں تھے لیکن نبی کریم ﷺ نے اپنے مقامِ رفیع کے اعتبار سے انہیں ذنب خیال فرمایا۔ بعض علماء نے کہا کہ ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' عام نیک لوگوں کی نیکیاں بھی خواص اور مقربین کے لحاظ سے سیئات قرار دی جاتی ہیں، اور آیۂ مبارکہ میں آپ کی انہی ''حسنات'' کو ذنوب کے ساتھ تعبیر فرمایا گیا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ کلمہ تشریف ہے، جس طرح بادشاہ حضرات اپنے مقربین کو شرافت عطا کرنے کے لیے اور ان پر اپنی خوشنودی کا اظہار کرنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تمہاری اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کر دیں، حالانکہ ان مقربین سے کوئی خطاء

صادر نہیں ہوتی' اسی طرح یہاں بھی اللہ رب العزت نے اپنی بارگاہ میں محبوبِ کریم ﷺ کی عظمت شان کا اظہار فرمانے کے لیے یہ کلام ارشاد فرمایا۔ بعض نے کہا کہ یہاں نبی کریم ﷺ کے ذنوب مراد نہیں بلکہ آپ کے اگلوں اور پچھلوں کی خطائیں مراد ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے۔

مجدد دین وملت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یہی ترجمہ فرمایا:

بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی O تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ (کنز الایمان)

مذکورہ حدیث بھی اسی ترجمہ کی مؤید ہے' کیونکہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام تو ان باتوں کا ذکر کریں گے جو بہ ظاہر لغزش ہیں لیکن سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی کسی بات کا ذکر نہیں فرمائیں گے' اس کے باوجود فرمائیں گے: ''لست ھناکم'' میں اس مقام کا اہل نہیں' بلکہ اس مقام کے اہل تو سیّدنا محمد ﷺ ہیں' جن کے متعلق اللہ تعالیٰ اعلان فرما چکا ہے کہ تمہارے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو یقین ہوگا کہ آج ان پر کسی قسم کی گرفت نہیں ہوگی اور ان ذکر کردہ اُمور کا ان سے مواخذہ نہیں ہوگا' اس کے باوجود وہ ''اذھبوا الی غیری'' کہیں گے' کیونکہ وہ جانتے ہوں گے کہ آج بابِ شفاعت وہی کھلوائیں گے جن کے لیے یہ اعلان ہو چکا ہے کہ ان کے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت ہوگی' لہٰذا حدیث مذکور کو اس ترجمہ کے خلاف نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ تو اس ترجمہ کی مؤید ہے۔

نبی کریم ﷺ کا یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ آپ کے طفیل اللہ رب العزت نے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے۔

بادشاہ اپنے کسی وزیر کی نسبت کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے بیٹے یا بھائی وغیرہ کی خطا معاف کر دے اور کہے کہ میں نے اپنے اس وزیر کی نسبت کا لحاظ کرتے ہوئے تمہاری یہ خطاء معاف فرما دی تو کوئی بھی عقل مند یہ نہیں کہے گا کہ اس میں تو وزیر کے بیٹے یا بھائی کا اعزاز ہے' وزیر کی کوئی فضیلت اور خصوصیت نہیں۔

لہٰذا حضور فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے ترجمہ پر اعتراض کرتے ہوئے یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے:

دنیا میں مغفرت کی بشارت کا حصول اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جو تمام نبیوں اور رسولوں میں صرف نبی ﷺ کو حاصل ہوا اور یہ آپ کی بہت بڑی خصوصیت ہے اور اس ترجمہ کی صورت میں یہ آپ کی فضیلت نہیں رہتی' بلکہ آپ کے اگلوں' پچھلوں یا امت کو یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

نیز جب نبی کریم ﷺ کے طفیل دوسروں کی مغفرت کی نوید سنا دی گئی ہے' اس سے واضح ہو گیا کہ وہ اُمور جن کو آپ اپنے مقامِ رفیع کے اعتبار سے ذنب خیال فرماتے ہوں یا وہ اُمور جو ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' کے زمرہ میں آتے ہوں' ان کی مغفرت تو بہ طریقِ اولیٰ اسی آیت سے ثابت ہو گئی' جب اللہ کے ہاں آپ کی یہ خصوصی شان ہے کہ آپ کے طفیل لوگوں کے وہ اُمور جو حقیقتاً گناہ ہیں' معاف کر دیئے جائیں گے تو پھر آپ کے وہ اُمور جو قطعاً گناہ نہیں ان پر مواخذہ کیسے ہو سکتا ہے۔

اس وضاحت کے بعد یہ کہنا عجیب ہوگا: فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے ترجمہ کی صورت میں آپ کے اگلوں پچھلوں یا امت کو یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے کہ دنیا میں ان کی مغفرت کی نوید سنا دی گئی ہے' جب کہ آپ کی مغفرت کا اعلان کسی اور آیت میں نہیں ہے' اگرچہ عصمت کی بناء پر آپ کی مغفرت دوسری آیات سے ثابت ہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ بعض گناہ گارانِ امت کو ان کی بداعمالیوں پر عذاب ہوگا' لہٰذا ان کے حق میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے طفیل ان کی مغفرت ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی بھی مؤمن گناہ گار ایسا نہیں ہوگا جسے اس کے اعمال کی پوری سزا دی جائے' اگرچہ

انہیں جو عذاب ہوگا' دنیاوی سزاؤں کے اعتبار سے وہ بھی بہت بڑا عذاب ہوگا کہ جہنم میں ایک ساعت عذاب بھی دنیا کی تمام تکالیف سے شدید ہوگا لیکن احادیث میں گناہوں کی سزاؤں کا جو ذکر ہے' اسے پیش نظر رکھیں تو جرائم کے مقابلہ میں وہ سزا بہت تھوڑی ہوگی' انہیں گناہوں کے برابر سزا نہیں دی جائے گی بلکہ کچھ سزا دے کر مغفرت کر دی جائے گی اور وہ مغفرت نبی کریم ﷺ کے سبب سے ہی ہوگی' لہٰذا یہ درست ہے کہ آپ کے سبب سے اگلوں پچھلوں کی مغفرت ہوگی۔

نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے بعض کو بلا حساب جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور بعض گناہ گاروں کو ان کے گناہوں پر عذاب ہوگا لیکن بالآخر نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ان کی بھی مغفرت کر دی جائے گی' اور یہ بھی نبی کریم ﷺ کی عظیم خصوصیت اور شان اور فضیلت ہے کہ آپ کے سبب بہت سے گناہ گاروں کو کچھ سزا کے بعد معاف فرما دیا جائے گا۔ ایک مجرم کو بادشاہ نے عمر قید کی سزا سنا دی' وہ جیل میں صرف ایک ماہ رہا' پھر بادشاہ نے کسی مقرب کی سفارش پر اسے رہا کر دیا اور باقی سزا معاف کر دی۔ ہر عاقل یہی کہے گا کہ یہ مقرب بادشاہ کی نگاہ میں بڑی عظمت اور فضیلت کا حامل ہے کہ اس کی سفارش پر اس مجرم کی اتنی لمبی سزا میں تخفیف کر دی' لہٰذا نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے بڑے بڑے مجرموں کو کچھ سزا کے بعد معاف کر دیا جائے گا' اور یہ بات یقیناً نبی کریم ﷺ کی عظیم فضیلت ہے۔ اس وضاحت کے بعد حضور فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے مذکورہ ترجمہ پر درج ذیل اعتراض کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی:

آپ کی یہ دولت اگر اگلوں پچھلوں کی مغفرت سے مراد یہ ہے کہ ابتداءً ان کی مغفرت ہو جائے گی تو یہ ثابت نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ بالآخر ان کی مغفرت ہو جائے گی تو اس میں کوئی خصوصیت اور فضیلت نہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ جو مؤمن ہوگا بالآخر اس کی نجات ہو جائے گی' لیکن اس کی نجات نبی کریم ﷺ کے طفیل ہی ہوگی۔ اوّلاً تو کسی گناہ گار کو اس کے گناہوں کی پوری سزا نہیں ہوگی اور گناہوں کے مقابلہ میں بہت کم سزا کے بعد مغفرت نبی کریم ﷺ کے طفیل ہی ہو گی' اگر بالفرض یہ تسلیم کیا جائے کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے جب گناہ گاروں کو جہنم سے نکالا جائے گا تو وہ اپنے گناہوں کی سزا پوری کر چکے ہوں گے' ان کی مغفرت تو ویسے ہی ہونا تھی' البتہ نبی کریم ﷺ کا اعزاز ظاہر کرنے کے لیے آپ کی شفاعت سے ان کی بخشش ہوگی' تو پھر بھی یہ نبی کریم ﷺ کی فضیلت اور خصوصیت ہوگی کہ جن کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہے' ان کی مغفرت آپ کی شفاعت سے کی جائے گی تاکہ آپ کی شان کا اظہار ہو۔

اس تقریر کے بعد حضور فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے ترجمہ پر درج ذیل یہ اعتراض نہیں ہو سکتا: اگر اس ترجمہ کی صورت میں یہ مطلب بیان کیا جائے کہ انجام کاران کی مغفرت ہو جائے گی اور وہ سزا بھگت کر جنت میں چلے جائیں تو یہ کوئی ایسی فضیلت کی بات نہیں جو آپ کی یہ دولت اور آپ کے سبب سے اگلوں' پچھلوں اور امت کو حاصل ہو کیونکہ جس شخص کا خاتمہ ایمان پر ہوا' اس کی بہرحال نجات ہو جائے گی۔

اگر اس اعتراض کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ساری مخلوق کا حساب کتاب شروع ہوگا' اس میں آپ کی فضیلت نہ ہو' کیونکہ حساب کتاب تو ویسے ہی ہونا ہے۔ اگر آپ کی شفاعت سے شروع ہوا تو اس میں آپ کی کیا فضیلت ہے؟

علامہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ نے اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں لکھا: "**وھو مؤول لعصمۃ الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام بالدلیل العقلی القاطع من الذنوب**" اس آیہ مبارکہ میں تاویل ہے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت دلیل عقلی قطعی سے ثابت ہے' اور علامہ احمد صاوی مالکی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۲۳ھ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: "**ای ان اسناد الذنب لہ ﷺ مؤول اما بان المراد**

ذنوب امتک'' اس آیہ مبارکہ کے موول ہونے سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف ذنب کی اسناد میں تاویل ہے کہ اس سے آپ کی امت کے ذنوب مراد ہیں۔ (تفسیر صاوی علی الجلالین ج ۴ ص ۸۰ 'مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ 'فیصل آباد)

مذکورہ تفسیر بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ کے ترجمہ کی مؤید ہے' نیز اس کی روشنی میں ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ میں آپ کی امت کے اگلے اور پچھلے مؤمنین کے گناہوں کی مغفرت مراد ہے اور ''ما تقدم'' سے ''ابوین'' یعنی حضرت آدم و حضرت حوا کے ذنوب مراد نہیں' جس طرح حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ کے قول میں ہے' اگر ''ابوین'' کے ذنوب مراد ہوتے' پھر تو اس پر علامہ سیوطی رحمہ اللہ والا اعتراض وارد ہوسکتا ہے کہ سیّدنا آدم علیہ السلام تو نبی معصوم ہیں' لہٰذا یہ تاویل خود محتاج تاویل ہے لیکن جب آپ کی امت کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ مراد ہوں گے تو پھر یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا اور جواب کی ضرورت پیش نہیں آئے گی' اور بھی بہت سی معتبر تفاسیر میں اس آیہ مبارکہ کی یہ تاویل مذکور ہے' لہٰذا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز اس ترجمہ میں متفرد نہیں ہیں بلکہ خود معترضین کو اعتراف ہے کہ اس ترجمہ کی اصل متقدمین علماء و ائمہ تفسیر کی تصانیف میں ثابت ہے اور حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ جو محدث و مفسر تھے' تابعی تھے' انہوں نے بھی اس ترجمہ میں اگلوں اور پچھلوں کے ذنوب کی مغفرت مراد لی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا انہیں ضعفاء میں ذکر کردینا اور امام ابن حبان کا ان کے حافظہ پر اعتراض کر دینا' ان کے علم و فضل اور خصوصاً شرف تابعیت کی نفی نہیں کرتا۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الاتقان میں انہیں قدماء مفسرین سے شمار کیا اور ان علماء میں سے شمار کیا جن کے اقوال کا ماخذ عموماً اقوالِ صحابہ ہوتے ہیں۔ ان کی دین داری' شب بیداری اور ان کے علم و فضل کے متعلق مذکور اقوال سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اور امام بخاری و ابن حبان رحمہما اللہ کی جرح کو بنیاد بناتے ہوئے ان کا ذکر ایسے انداز میں کرنا قطعاً مناسب نہیں' جس سے ان کی شخصیت کا غلط تصور سامنے آئے اور ان کی تنقیص شان ہو۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے ترجمہ سے اس آیت کی تاویل میں ذکر کردہ دیگر معتبر وجوہ کی نفی نہیں ہوتی بلکہ یہ ترجمہ تو ان وجوہ کا جامع ہے اور انہیں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے کہ سب لوگوں کی مغفرت کا باعث وہی ہستی ہو سکتی ہے' جس کی ذات اور گناہوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے پردہ حائل کر دیا ہو اور انہیں معصوم بنایا ہو' جن کے بہ ظاہر خلافِ اولیٰ نظر نہ آنے والے اُمور پر مواخذہ نہ ہو۔ جن کے وہ اُمور جنہیں وہ اپنے مقامِ رفیع کے اعتبار سے ذنب خیال فرمائیں یا ان کی وہ عبادات اور نیکیاں جو ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' کے زمرہ میں آتی ہوں' ان پر کوئی مواخذہ نہ ہو۔ اگر آپ کے یہ اُمور قابلِ گرفت ہوتے اور ان پر مواخذہ ہوتا یا آپ معصوم نہ ہوتے تو آپ اس مقامِ رفیع کے اہل کیسے ہو سکتے تھے کہ آپ کے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کی مغفرت ہو' لہٰذا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ تو ان وجوہ کا جامع ہے' اور نہ ہی حضور فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یہ ترجمہ فرما کر دیگر معتبر وجوہ کا ردّ اور انکار کیا ہے بلکہ آپ کی تصانیف سے ظاہر ہے کہ آپ دیگر معتبر وجوہ کے بھی قائل ہیں' اور اہلِ علم و فضل پر مخفی نہیں کہ اس طرح کی آیات میں مختلف تاویلات و توجیہات کو اختیار کیا جا سکتا ہے' اس مختصر سی توضیح سے واضح ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ جس کا ماخذ متقدمین علماء و مفسرین کے اقوال ہیں اور جس میں ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کو مدنظر رکھا گیا ہے' اسے خلافِ عقل و نقل نہیں قرار دیا جا سکتا۔

روزِ محشر شانِ مصطفیٰ ﷺ کا اظہار

اس حدیث میں ہے کہ سیّد دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ ساری مخلوق دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہوں میں حاضری کے بعد پھر میری بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوگی' اس پر سوال ہے کہ لوگوں کے دل میں شفیع کی طلب اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا کی جائے گی تو اوّلاً مخلوق کے دلوں میں یہ بات کیوں نہیں ڈالی جائے گی کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوں اور اِدھر اُدھر ٹھوکریں نہ کھائیں بلکہ سیدھے اس بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر عرضِ مدعا کریں جہاں ان کی حاجت روائی ہوگی' اس کا جواب یہ ہے کہ روز

محشر دراصل نبی کریم ﷺ کی شان کا اظہار مقصود ہوگا اور ساری مخلوق پر یہ واضح کرنا مقصود ہوگا کہ آج کے روز اگر بات بن سکتی ہے تو صرف اور صرف محبوب کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہی بات بن سکتی ہے۔ اگر ابتداء ہی مخلوق آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتی تو یہ سوچا جا سکتا تھا کہ شاید کسی اور نبی کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو مشکل حل ہو جاتی' لیکن دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہوں میں جانے کے بعد واضح ہو جائے گا کہ آج صرف اور صرف بارگاہِ مصطفےٰ ﷺ سے ہی ہماری مشکل کشائی ہو سکتی ہے۔

نیز انبیاء کرام علیہم السلام میں سے صرف پانچ انبیاء کرام علیہم السلام سیّدنا آدم وسیّدنا نوح وسیّدنا ابراہیم وسیّدنا موسیٰ وسیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہی ذکر کیا کیونکہ یہ مشاہیر انبیاء سے ہیں۔ ان میں سے ہر نبی خصوصی شان و امتیاز کا حامل ہے۔ سیّدنا آدم علیہ السلام ابو البشر ہیں' سیّدنا نوح علیہ السلام آدم ثانی ہیں' سیّدنا ابراہیم علیہ السلام جد الانبیاء ہیں' سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں' سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ و کلمۃ اللہ ہیں۔ آپ کے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوا۔ قرب قیامت آپ تشریف لا کر نبی کریم ﷺ کی شریعت کے مطابق احکام جاری فرمائیں گے۔ خصوصیت سے ان انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا کہ جب ان خصوصی امتیازات کے حامل انبیاء کرام بھی اس روز جواب دے دیں تو نبی کریم ﷺ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے جو اس روز بارگاہِ ذوالجلال میں لب کشا ہو۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدی الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا:

خلیل و نجی' کلیم و مسیح سبھی سے کہی کہیں نہ بنی ۔۔۔ یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

حضرت مولا حسن رضا خاں صاحب بریلوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر میں ۔۔۔ کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

٨٤٢٨ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِيْلَ لَهُ مَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ قَالَ ذٰلِكَ يَوْمٌ يَّنْزِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى كُرْسِيِّهٖ فَيَئِطُّ كَمَا يَئِطُّ الرَّحْلُ الْجَدِيْدُ مِنْ تَضَايُقِهٖ وَهُوَ كَسَعَةِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَيُجَاءُ بِكُمْ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَيَكُوْنُ اَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى اِبْرَاهِيْمُ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اُكْسُوْا خَلِيْلِيْ فَيُؤْتٰى بِرَيْطَتَيْنِ بَيْضَاوَيْنِ مِنْ رِّيَاطِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اُكْسٰى عَلٰى اِثْرِهٖ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ اللّٰهِ مَقَامًا يَّغْبِطُنِيْ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا: مقام محمود کیا ہے؟ فرمایا: وہ مقام محمود اس روز ہوگا جب اللہ تعالیٰ کرسی پر اپنی شان کے لائق نزول فرمائے گا' اور وہ کرسی اپنی تنگی کی وجہ سے اس طرح چرچرائے گی جس طرح نیا کجاوہ چرچراتا ہے' اور وہ اتنی وسیع ہے جیسے آسمان و زمین کے درمیان وسعت ہے' اور تمہیں ننگے پاؤں' ننگے بدن اور بغیر ختنہ کیے ہوئے لایا جائے گا اور سب سے پہلے جنہیں لباس پہنایا جائے گا' وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے خلیل کو لباس پہناؤ' تو دو سفید جنتی چادریں لائی جائیں گی' پھر ان کے بعد مجھے لباس پہنایا جائے گا' پھر میں اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب ایسے مقام پر کھڑا ہو جاؤں گے جس مقام پر اوّلین و آخرین مجھ پر رشک کریں گے۔ (دارمی)

٨٤٢٩ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اِشْفَعْ اِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِاِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّهٗ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ فَيَاْتُوْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ مضطرب و بے قرار ہو کر ایک دوسرے سے ملیں گے' پھر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت فرمائیے' آپ فرمائیں گے: میں اس کام کے لیے نہیں ہوں' البتہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دامن پکڑ لو وہ رحمٰن کے خلیل ہیں'

إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسٰى فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللّٰهِ فَيَأْتُونَ مُوسٰى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسٰى فَإِنَّهُ رُوحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَأْتُونَ عِيسٰى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ فَيَأْتُونِي فَأَقُولُ أَنَا لَهَا فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنٰى أَدْنٰى مِثْقَالَ حَبَّةِ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِي فِيمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، وہ فرمائیں گے: میرا یہ منصب نہیں، البتہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لازم پکڑ لو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں، پھر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے، وہ فرمائیں گے: میں اس منصب کے لیے نہیں ہوں، البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دامن پکڑ لو کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے روح اور اس کا کلمہ ہیں، پھر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، وہ فرمائیں گے: میں شفاعت کے لیے نہیں، البتہ تم سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام لو، پھر لوگ میری بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو میں کہوں گا: میں منصب شفاعت کا اہل ہوں، پھر میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا، پس مجھے اجازت عطا فرمائی جائے گی اور مجھے ایسے کلماتِ حمد کا الہام کیا جائے گا، جو اب میرے ذہن میں حاضر نہیں ہیں، میں ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا اور اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر گر پڑوں گا، تو فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور کہیے، آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی، تو میں کہوں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت، تو فرمایا جائے گا: جایئے! جس کے دل میں جَو کے برابر ایمان ہو، اسے جہنم سے نکال لیجئے، میں جاؤں گا اور اسی طرح کروں گا، پھر واپس آؤں گا اور ان کلماتِ حمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا، پھر اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر گر پڑوں گا، تو فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور کہیے آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگئے عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے، شفاعت قبول کی جائے گی، تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت، تو فرمایا جائے گا: جایئے! جس کے دل میں ذرہ کے برابر یا رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو، اسے نکال لیجئے، تو میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا، پھر میں دوبارہ واپس آؤں گا اور ان کلماتِ حمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا، پھر اس کی بارگاہ میں سجدہ ریزہ ہو کر گر پڑوں گا، تو فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور کہیے آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا، اور شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی، تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت، تو فرمایا جائے گا: جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم تر، کم تر، کم تر ایمان ہو، اسے جہنم سے نکال لیجئے، میں جاؤں گا اور اسی طرح کروں گا، پھر میں چوتھی مرتبہ واپس آؤں گا اور میں ان کلماتِ حمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا، پھر میں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر گر

پڑوں گا' تو فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھائیے اور کہیے' آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگئے آپ کو دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے' آپ کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی' میں عرض کروں گا: اے میرے رب! مجھے اس کے متعلق اجازت عطا فرمائی جائے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ تمہارے لیے نہیں' لیکن مجھے اپنی عزت' اپنے جلال' اپنی کبریائی اور اپنی عظمت کی قسم! جس نے لا الہ الا اللہ کہا' میں اسے ضرور بالضرور جہنم سے نکال لوں گا۔

(بخاری و مسلم)

٨٤٣٠ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اَبَانَا اِسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى اِبْنِىْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِنْ وَّرَاءِ وَرَاءَ اِعْمَدُوْا اِلٰى مُوْسٰى الَّذِىْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهٗ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَيَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ اَىُّ شَىْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِىْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِىْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِىْءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِىْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَّاْمُوْرَةٌ تَاْخُذُ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ

حضرت حذیفہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا اور مؤمنین کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی' پھر وہ حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے والد ماجد! ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھلوایئے' تو وہ فرمائیں گے: تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی لغزش نے ہی نکالا ہے' میں اس کا اہل نہیں' تم میرے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ' فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں' میں تو محض دور دور سے خلیل ہوں' تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ کا قصد کرو' جن سے اللہ تعالیٰ نے حقیقۃً کلام فرمایا' پھر لوگ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں' تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ' وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہیں اور اس کی خاص روح ہیں' حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں' تو وہ لوگ حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے' آپ کھڑے ہوں گے اور آپ کو اجازت عطا فرمائی جائے گی' اور امانت اور رحم کو بھیجا جائے گا' وہ پل صراط کے دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے اور تم میں سب سے پہلی جماعت بجلی کی طرح گزرے گی۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کون سی چیز بجلی کی طرح گزرتی ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تم نے بجلی کی طرف نہیں دیکھا کیسے پلک جھپکنے میں گزر جاتی ہے اور واپس پلٹ آتی ہے' پھر جو لوگ گزریں گے وہ آندھی کی طرح گزر جائیں گے' پھر پرندوں کی رفتار سے گزر جائیں گے' پھر آدمیوں کے دوڑنے کی طرح گزریں گے' ان کے اعمال انہیں لے جائیں گے اور تمہارے نبی ﷺ پل صراط پر کھڑے ہو کر فرما رہے ہوں گے: اے میرے رب! سلامتی سے گزار دے' سلامتی سے گزار دے' یہ

24/24

نَاجٍ وَّمُكَرْدَسٌ فِي النَّارِ وَالَّذِي نَفْسُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اَنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعُوْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

صورت حال یوں ہی جاری رہے گی یہاں تک کہ بندوں کے اعمال عاجز آ جائیں گے اور بندوں میں چلنے کی طاقت نہ رہے گی اور وہ گھسٹ گھسٹ کر گزریں گے اور پل صراط کے دونوں جانب لوہے کے کانٹے لٹکے ہوئے ہوں گے اور جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اسے یہ کانٹے پکڑ لیں گے' کچھ لوگ زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور کچھ ہاتھ پاؤں بندھے جہنم میں جا گریں گے' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے! بے شک جہنم کی گہرائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔ (مسلم)

٨٤٣١ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ فِي حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث شفاعت میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امانت اور رحم کو بھیجا جائے گا اور وہ پل صراط کے دونوں جانب دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے۔ (مسلم)

٨٤٣٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَتَدْنُوا الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيْقُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ وَذَكَرَ حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ وَقَالَ فَاَنْطَلِقُ فَاٰتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِّرَبِّيْ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِيْ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ يَا رَبِّ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَّا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گوشت لایا گیا اور آپ کو دستی پیش کی گئی کیونکہ آپ دستی کا گوشت پسند فرماتے تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دانتوں سے گوشت تناول فرمانے لگے' پھر فرمایا: میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا' جس دن لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے اور سورج قریب آ جائے گا اور لوگوں کو ناقابل برداشت غم اور پریشانی لاحق ہوگی' تو لوگ کہیں گے: کیا تم ایسے شخص کی تلاش نہیں کرتے جو تمہارے رب کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے' پھر لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور حدیث شفاعت کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ پھر میں چل کر عرش کے نیچے آ جاؤں گا اور اپنے رب کو سجدہ کرتے ہوئے گر پڑوں گا' پھر اللہ تعالیٰ میرے دل میں حمد وثناء کے کلمات کا القاء فرمائے گا' مجھ سے پہلے کسی کو ان کلمات کا القاء نہیں ہوا' پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھائیے اور مانگئے' تمہیں عطا فرمایا جائے گا اور شفاعت کیجئے' تمہاری شفاعت قبول فرمائی جائے گی' پھر میں سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت' اے میرے رب! میری امت' فرمایا جائے گا: اے محمد! تمہاری امت میں جن پر کوئی حساب نہیں' انہیں جنت کے بائیں دروازے سے داخل فرمایئے اور وہ باقی دروازوں میں دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہیں' پھر آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جنت کے دروازوں کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے' جتنا مکہ اور مقام ہجر کے درمیان فاصلہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

۸۴۳۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اِبْرَاهِيْمَ ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ﴾ (ابراہیم:۳٦) وَقَالَ عِيْسٰى اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ. (المائدہ: ۱۱۸) فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ وَبَكٰى فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَّرَبُّكَ اَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيْكَ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَسَاَلَهٗ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِجِبْرِيْلَ اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت فرمائی (کہ انہوں نے عرض کیا:) اے میرے رب! بس شک بتوں نے بہت سے لوگ گمراہ کر دیئے' تو جس نے میرا ساتھ دیا' وہ تو میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے (ابراہیم:۳٦) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول تلاوت فرمایا: اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں' (المائدہ:۱۱۸) پھر آپ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا: اے اللہ! میری امت' میری امت' اور آپ رو پڑے' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد ﷺ کی طرف جاؤ اور ان سے سوال کرو کہ کیوں رو رہے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے' جبریل علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے سوال کیا' رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ کہا تھا اس کی جبریل امین کو خبر دی تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ ہم تمہاری امت کے متعلق تمہیں راضی فرما دیں گے اور غمگین نہیں کریں گے۔ (مسلم)

فوائد حدیث

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث چند فوائد پر مشتمل ہے:

(۱) اس میں نبی کریم ﷺ کی اپنی امت پر کمالِ شفقت کا بیان ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ آپ کو اپنی امت کا حد درجہ خیال ہے۔

(۲) اس میں نبی کریم ﷺ کی امت مرحومہ کے لیے عظیم بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے: "سنرضيك في امتك ولا نسوء ك" ہم تمہیں تمہاری امت کے متعلق راضی فرما دیں گے اور غمگین نہیں کریں گے' اور احادیث کریمہ میں اس حدیث میں اس امت کے لیے سب سے زیادہ امید ہے۔

(۳) اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم ﷺ کی عظمتِ شان کا بیان ہے' اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں جبریل علیہ السلام کو بھیجنے میں یہ حکمت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شرافت کا اظہار ہو اور یہ واضح ہو کہ آپ اس بلند مقام پر فائز ہیں کہ آپ کو راضی کیا جاتا ہے اور آپ کی تکریم کی جاتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲٦۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

"سنرضيك ولا نسوء ك" کا معنی یہ ہے کہ ہم تمہیں تمہاری امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور تمام امت کے حق میں تمہیں غمگین نہیں کریں گے۔ "سنرضيك" کے بعد "لا نسوء ك" کہنے میں معنی تاکید ہے کیونکہ اگر صرف "سنرضيك" ہوتا تو وہم ہو سکتا تھا کہ بعض امت کے حق میں راضی کریں گے' سب امت کے حق میں راضی نہیں کریں گے۔ اب معنی یہ ہے کہ سب امت کے حق میں راضی کریں گے' اسی لیے بعض نے کہا کہ سیّدنا محمد ﷺ اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک آپ کا ایک امتی بھی جہنم میں ہوا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲٦۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٥٤٣٤ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِيْ اٰتٍ مِّنْ عِنْدِ رَبِّيْ فَخَيَّرَنِيْ بَيْنَ اَنْ يُّدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور مجھے اپنی نصف امت کے جنت میں دخول اور شفاعت کے درمیان اختیار دیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا اور شفاعت اس شخص کے لیے ہے، جس نے مرتے دم تک کبھی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرایا ہو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

٥٤٣٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام لوگوں میں میری شفاعت کا زیادہ سزاوار وہ شخص ہے، جس نے خلوصِ دل سے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ (بخاری)

٥٤٣٦ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لیے ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)

٥٤٣٧ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هَلْ تَضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيْرَةِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا سَحَابٌ وَهَلْ تَضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا تَضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا كَمَا تَضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اَحَدِهِمَا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِيَتَّبِعَ كُلُّ اُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى اَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ فَمَاذَا تَنْظُرُوْنَ يَتْبَعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا يَا رَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا اَفْقَرَ مَا كُنَّا اِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! کیا دوپہر کے وقت جب آسمان صاف ہو اور کوئی بادل نہ ہو تو سورج کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے، اور کیا چودھویں رات کو جب آسمان صاف ہو اور کوئی بادل نہ ہو تو چاند کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: نہیں! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا اسی طرح دیدار کر لو گے جس طرح تم سورج اور چاند کو دیکھ لیتے ہو، جب قیامت کا دن ہوگا تو پکارنے والا پکارے گا کہ ہر گروہ جس کی عبادت کرتا تھا، اسی کے پیچھے جائے تو جو بھی اللہ تعالیٰ کے غیر یعنی بتوں اور پتھروں کی عبادت کرتے تھے، وہ سب کے سب جہنم میں گر جائیں گے، صرف وہی باقی رہ جائیں گے، جو اللہ کی عبادت کرتے تھے، خواہ وہ نیک ہوں یا گناہ گار، ان کے پاس رب العالمین جلوہ گر ہوگا اور فرمائے گا: تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو، ہر گروہ جس کی عبادت کرتا تھا اسی کے پیچھے چلا گیا ہے، وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! دنیا میں ہم ان کے شدید محتاج ہونے کے باوجود ان لوگوں سے الگ رہے اور ہم نے ان کا ساتھ اختیار نہیں کیا۔

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ کہیں گے: یہی ہماری

مَكَانَنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ.

وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ سَعِيْدٍ فَيَقُوْلُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ اٰيَةٌ تَعْرِفُوْنَهٗ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ إِلَّا أَذِنَ اللّٰهُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اِتِّقَاءً وَّرِيَاءً إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهٗ طَبَقَةً وَّاحِدَةً كُلَّمَا أَرَادَ أَنْ يَّسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ ثُمَّ يُضْرَبُ الْجَسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَأَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُّسْلِمٌ وَّمَخْدُوْشٌ مُّرْسَلٌ وَّمَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْكُمْ بِأَشَدَّ مِنَّا شِدَّةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيُصَلُّوْنَ وَيَحُجُّوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ أَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيْهَا أَحَدٌ مِّمَّنْ أَمَرْتَنَا بِهٖ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَّجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِّنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَّجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ مِّنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَّجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا خَيْرًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّوْنَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

جگہ ہے: (ہم اسی جگہ ٹھہرے رہیں گے) حتیٰ کہ ہمارا رب ہمارے سامنے جلوہ فرما ہوا اور جب ہمارا رب ہمارے سامنے جلوہ فرما ہوگا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔

اور ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تمہارے اور رب کے درمیان کوئی نشانی ہے جسے تم پہچانتے ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہاں! تو اللہ تعالیٰ پنڈلی ظاہر فرما دے گا' اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو خلوصِ دل سے سجدہ کرنے والے ہیں' ان سب کو اللہ تعالیٰ سجدہ کی اجازت عطا فرمائے گا اور جو دنیاوی خوف اور ریاکاری کی وجہ سے سجدہ کرنے والے ہیں' ان کی پشت کو اللہ تعالیٰ ایک تختے کی طرح بنا دے گا' جب وہ سجدہ کرنے کا ارادہ کریں گے' گردن کے بل گر پڑیں گے' پھر جہنم پر پل بچھا دیا جائے گا' اور شفاعت واقع ہو جائے گی' اور کہیں گے: اے اللہ! سلامتی سے گزار دے' سلامتی سے گزار دے' مؤمن آنکھ جھپکنے کی طرح گزر جائیں گے' اور بجلی کی طرح اور آندھی کی طرح اور پرندوں کی طرح اور تیز رفتار گھوڑوں کی طرح اور اونٹوں کی طرح گزر جائیں گے' بعض سلامتی کے ساتھ نجات پا جائیں گے' بعض زخمی ہو کر رہائی پائیں گے' بعض جہنم کی آگ میں پھینک دیئے جائیں گے' یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا حتیٰ کہ جب مؤمنین آگ سے نجات پا جائیں گے' تو اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی شخص اپنے ثابت شدہ حق کے لیے اتنا جھگڑا نہیں کرتا' جتنا جھگڑا مؤمنین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جہنم میں رہ جانے والے اپنے بھائیوں کی خاطر کریں گے' وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! یہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے' نمازیں پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے' ان سے فرمایا جائے گا: جنہیں تم پہچانتے ہو' انہیں جہنم سے نکال لو' ان کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائیں گی' وہ مؤمنین بہت سی مخلوق کو نکال لیں گے' پھر عرض کریں گے: اے ہمارے رب! جن کے بارے میں ہمیں تو نے حکم دیا تھا ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: واپس جاؤ! جن کے دل میں تم دینار کے برابر بھی نیکی پاؤ' اسے جہنم سے نکال لو' وہ بہت سی مخلوق کو نکال لیں گے' پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: واپس جاؤ! جس کے دل میں تم نصف دینار کے برابر بھی نیکی پاؤ' اسے جہنم سے نکال لو' وہ بہت سی مخلوق کو نکال لیں گے' پھر عرض کریں گے: اے ہمارے رب! جہنم میں ہم نے کوئی نیکی والا باقی نہیں چھوڑا' پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ملائکہ نے شفاعت کر لی' انبیاء کرام نے شفاعت کر لی اور مؤمنین نے شفاعت کر لی' اب ارحم الراحمین کے سوا کوئی باقی نہیں رہا' پھر اللہ تعالیٰ جہنم سے ایک مٹھی بھر کر ایسی قوم کو نکالے گا

فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَّمْ يَعْمَلُوْا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوْا حِمَمًا فَيُلْقِيهِمْ فِيْ نَهْرٍ فِيْ أَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ نَهْرُ الْحَيَاةِ فَيَخْرُجُوْنَ كَمَا تَخْرُجُ الْحَبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِيْ رِقَابِهِمِ الْخَوَاتِمُ فَيَقُوْلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلَهُ مَعَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جنہوں نے کبھی نیکی نہیں کی ہو گی، وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے، انہیں جنت کے دروازے پر آبِ حیات نامی نہر میں ڈال دیا جائے گا، وہ اس طرح (تر و تازہ ہو کر) باہر نکلیں گے، جس طرح سیلاب کے خس و خاشاک سے دانہ نکلتا ہے، وہ موتیوں کی طرح باہر نکلیں گے، ان کی گردنوں میں (بطور علامت) مہریں ہوں گی، جنتی کہیں گے: یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عمل اور نیکی کے جنت میں داخل فرمایا ہے، انہیں فرمایا جائے گا کہ جو انعامات تم دیکھ رہے ہو، یہ سب تمہارے لیے ہیں اور اس کے ساتھ اتنے اور بھی ہیں۔

٨٤٣٨ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ مِنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ فَأَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَالرِّيْحِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِيْ رَحْلِهِ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ جہنم پر آئیں گے اور اپنے اعمال کے مطابق اس سے گزریں گے، ان میں سب سے پہلی جماعت بجلی کی طرح گزرے گی، پھر آندھی کی طرح، پھر گھوڑا دوڑنے کی طرح، پھر اپنے اونٹ پر کجاوے میں سوار آدمی کی طرح، پھر آدمی کے دوڑنے کی طرح، پھر آدمی کے چلنے کی طرح گزرے گی۔ (ترمذی، دارمی)

٨٤٣٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْجَدْعَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِيْ أَكْثَرُ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن ابو جدعاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے بنی تمیم سے زیادہ افراد جنت میں داخل ہوں گے۔ (ترمذی، دارمی)

٨٤٤٠ - وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أُمَّتِيْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْقَبِيْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بعض افراد ایک جماعت کی شفاعت کریں گے، بعض ایک قبیلے کی، بعض ایک گروہ کی اور بعض ایک آدمی کی شفاعت کریں گے، حتیٰ کہ یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

٨٤٤١ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُفُّ أَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ أَمَا تَعْرِفُنِيْ أَنَا الَّذِيْ سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَنَا الَّذِيْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءًا فَيَشْفَعُ لَهُ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمی صف بستہ کھڑے ہوں گے اور ان کے پاس سے ایک جنتی مرد گزرے گا تو جہنمیوں میں سے ایک شخص کہے گا: اے فلاں! کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ میں وہی ہوں جس نے تجھے پانی پلایا تھا اور ایک کہے گا: میں وہی ہوں، جس نے تجھے وضو کے لیے پانی دیا تھا تو وہ جنتی اس کی شفاعت کرے گا اور اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ (ابن ماجہ)

٨٤٤٢ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

فرمایا: قیامت کے دن تین طرح کی جماعتیں شفاعت کریں گی: انبیاء، پھر علماء، پھر شہداء۔ (ابن ماجہ)

٨٤٤٣ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُصِيْبَنَّ اَقْوَامًا سَفْعٌ مِّنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ اَصَابُوْهَا عُقُوْبَةً يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِهٖ وَرَحْمَتِهٖ فَيُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگوں کو ان کے کیے ہوئے گناہوں کی بناء پر بطور سزا جہنم کی آگ کی تپش اور لو پہنچے گی' پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل اور رحمت سے جنت میں داخل فرمادے گا اور انہیں جہنمی کہا جائے گا۔ (بخاری)

٨٤٤٤ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حَصِيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرَجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے ایک قوم کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا' انہیں جہنمی کہا جائے گا۔ (بخاری)

وَفِيْ رِوَايَةٍ يَّخْرُجُ قَوْمٌ مِّنْ اُمَّتِيْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِيْ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ.

اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت سے ایک قوم میری شفاعت کی بناء پر جہنم سے نکلے گی' انہیں جہنمی کہا جائے گا۔

٨٤٤٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَنِيْ اَنْ يُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ اَرْبَعَ مِائَةِ اَلْفٍ بِلَا حِسَابٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ زِدْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَهٰكَذَا فَحَثَا بِكَفَّيْهِ وَجَمَعَهُمَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ زِدْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰكَذَا فَقَالَ عُمَرُ دَعْنَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَمَا عَلَيْكَ اَنْ يُّدْخِلَنَا اللّٰهُ كُلَّنَا الْجَنَّةَ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِنْ شَاءَ اَنْ يُّدْخِلَ خَلْقَهُ الْجَنَّةَ بِكَفٍّ وَّاحِدٍ فَعَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ عُمَرُ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے چار لاکھ افراد کو حساب کے بغیر جنت میں داخل فرمائے گا' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اضافہ فرمایئے! آپ نے دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر لپ بھرا اور فرمایا: اور اتنے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اضافہ فرمایئے' آپ نے فرمایا: اور اتنے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے ابوبکر! ہمیں چھوڑ دیجئے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! تمہارا کیا نقصان ہے' اگر اللہ عزوجل ہم سب کو جنت میں داخل فرمادے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک اللہ عزوجل ساری مخلوق کو ایک ہی مٹھی میں جنت میں داخل فرمانا چاہے تو ایسا کرسکتا ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمر نے سچ کہا۔ (بغوی' شرح السنہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ تصرف

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے چار لاکھ افراد کو حساب کے بغیر جنت میں داخل فرمائے گا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اضافہ فرمایئے' آپ نے دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر فرمایا: اتنے اور۔ الخ

اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ تصرف معلوم ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ جتنے امتیوں کو چاہیں بلاحساب جنت میں داخل کروادیں' اور اس حدیث سے عقیدۂ صدیقی بھی معلوم ہورہا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بار بار اضافہ

کی درخواست فرما رہے ہیں۔ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ نبی کریم ﷺ خداداد تصرفات کے مالک ہیں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس میں دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اخروی اُمور اور خدائی تصرفات میں اللہ رب العزت کے عطا کردہ مرتبہ کے پیش نظر دخل حاصل ہے' اور بعض عارفین نے کہا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عاجزی والا مسلک اختیار کیا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تسلیم والا مسلک اختیار کیا۔ میں کہتا ہوں کہ تسلیم میں زیادہ سلامتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۷۹ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٤٤٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلَيْنِ مِمَّنْ دَخَلَ النَّارَ اِشْتَدَّ صِيَاحُهُمَا فَقَالَ الرَّبُّ تَعَالٰى اَخْرِجُوْهُمَا فَقَالَ لَهُمَا لِاَيِّ شَيْءٍ اِشْتَدَّ صِيَاحُكُمَا قَالَا فَعَلْنَا ذٰلِكَ لِتَرْحَمَنَا قَالَ فَاِنَّ رَحْمَتِیْ لَكُمَا اَنْ تَنْطَلِقَا فَتُلْقِيَا اَنْفُسَكُمَا حَيْثُ كُنْتُمَا مِنَ النَّارِ فَيُلْقِیْ اَحَدُهُمَا نَفْسَهٗ فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَلَيْهِ بَرْدًا وَّسَلَامًا وَيَقُوْمُ الْاٰخَرُ فَلَا يُلْقِیْ نَفْسَهٗ فَيَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ تَعَالٰى مَا مَنَعَكَ اَنْ تُلْقِیَ نَفْسَكَ كَمَا اَلْقٰى صَاحِبُكَ فَيَقُوْلُ رَبِّ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا تُعِيْدَنِیْ فِيْهَا بَعْدَ مَا اَخْرَجْتَنِیْ مِنْهَا فَيَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ تَعَالٰى لَكَ رَجَاءُكَ فَيُدْخَلَانِ جَمِيْعًا الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں داخل ہونے والے دو شخص بلند آواز سے چیخنے چلانے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان دونوں کو جہنم سے نکالو' پھر ان سے فرمائے گا: تم کس وجہ سے چیخ و پکار کر رہے ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہم نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تو ہم پر رحم فرمائے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری تم دونوں کے لیے رحمت یہ ہے کہ دونوں جاؤ اور جہنم میں جہاں تھے' وہاں اپنے آپ کو گرا دو' تو دونوں میں ایک شخص اپنے آپ کو (جہنم میں) گرا دے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو ٹھنڈک اور سلامتی والی بنا دے گا' اور دوسرا کھڑا رہے گا اور اپنے آپ کو نہیں گرائے گا' اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے اپنے ساتھی کی طرح خود کو جہنم میں کیوں نہیں گرایا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں امید رکھتا ہوں کہ جہنم سے نکالنے کے بعد تو مجھے دوبارہ جہنم میں داخل نہیں فرمائے گا' اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: تجھے تیری امید کے مطابق ملے گا' پھر دونوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرما دے گا۔ (ترمذی)

٨٤٤٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُوْنَ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِمْ اِلَى النَّارِ فَيَلْتَفِتُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ لَقَدْ كُنْتُ اَرْجُوْا اِذْ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْهَا اَنْ لَّا تُعِيْدَنِیْ فِيْهَا قَالَ فَيُنَجِّيْهِ اللّٰهُ مِنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم سے چار اشخاص کو نکالا جائے گا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا' پھر انہیں جہنم کا حکم دے دیا جائے گا تو ان میں سے ایک شخص پیچھے مڑ کر دیکھے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے امید تھی کہ جہنم سے نکالنے کے بعد تو دوبارہ مجھے اس میں داخل نہیں فرمائے گا' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسے نجات عطا فرما دے گا۔ (مسلم)

٨٤٤٨ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ قَدِ امْتَحَشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِیْ نَهْرِ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں اور جہنمی' جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے' اسے جہنم سے نکال دو' تو انہیں جہنم سے نکال لیں گے اور وہ جہنم سے اس حال میں نکلیں گے کہ وہ جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے' انہیں نہر حیات میں ڈال دیا جائے گا' وہ اس طرح تر و تازہ ہو کر نکلنے لگیں گے' جس طرح سیلاب کے کوڑا کرکٹ میں دانہ اُگتا ہے'

تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءُ مُلْتَوِيَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ سرسبز اور لپٹا ہوا ہو کر اُگ پڑتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٤٤٩ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ قَوْمٌ بِالشَّفَاعَةِ كَاَنَّهُمُ الثَّعَارِيْرُ قُلْنَا مَا الثَّعَارِيْرُ قَالَ اِنَّهُ الضَّغَابِيْسُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم سے ایک قوم شفاعت کے سبب سے نکلے گی گویا کہ وہ ثعاریر ہیں، ہم نے عرض کیا: ثعاریر کیا چیز ہیں؟ فرمایا: وہ چھوٹی چھوٹی ککڑیاں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

٨٤٥٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَذَكَرَ مَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِيْ سَعِيْدٍ غَيْرَ كَشْفِ السَّاقِ وَقَالَ يُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلَ شَوْكِ السَّعْدَانِ لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ تَخْطِفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يُّخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْا حَتّٰى اِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهٖ وَاَرَادَ اَنْ يُّخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّخْرِجَ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَمَرَ الْمَلَائِكَةَ اَنْ يُّخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِاٰثَارِ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ فَكُلُّ ابْنِ اٰدَمَ تَاْكُلُهُ النَّارُ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيُخْرِجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ اٰخِرُ اَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ قِبَلَ النَّارِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اِصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ وَقَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَاَحْرَقَنِيْ ذَكَاءُهَا فَيَقُوْلُ هَلْ عَسَيْتَ اَنْ اَفْعَلَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے، اس کے بعد پنڈلی کھلنے کے ذکر کے علاوہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ والی حدیث کے ہم معنی حدیث ذکر کی اور فرمایا کہ جہنم کے درمیان پل صراط بچھایا جائے گا، رسولوں میں سب سے پہلے میں اپنی امت کو لے کر پل صراط سے گزروں گا اور اس روز رسولوں کے علاوہ کسی کو کلام کرنے کی جرأت نہیں ہوگی، اور اس روز رسولوں کا کلام یہ ہو گا: اے اللہ! سلامتی سے گزار دے، سلامتی سے گزار دے اور جہنم میں سعدان نامی خاردار جھاڑی کی طرح لوہے کے کانٹے ہوں گے، جن کی بڑائی صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق پکڑ لیں گے، ان میں سے بعض اپنے عمل کی وجہ سے نجات پا جائیں گے اور بعض زخمی ہوں گے، پھر نجات پا جائیں گے، یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلے سے فارغ ہوگا، اور "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ" کہنے والے جن لوگوں کے نکالنے کا ارادہ ہوگا، انہیں نکالنے کا ارادہ فرمائے گا، اور فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو اللہ کی عبادت کرتے تھے انہیں جہنم سے نکالو تو فرشتے انہیں نکالیں گے، اور سجدوں کے نشانات سے انہیں پہچانیں گے، اور اللہ تعالیٰ نے جہنم پر سجدوں کے نشانات کو جلانا حرام فرما دیا ہے، سجدوں کے نشانات کے سوا آدمی کے تمام اعضاء کو آگ جلا دے گی اور وہ آگ سے اس حالت میں نکلیں گے کہ جل چکے ہوں گے تو ان پر آبِ حیات ڈالا جائے گا اور وہ اس طرح تر و تازہ ہو کر نکلیں گے، جس طرح سیلاب کے خس و خاشاک میں دانہ اُگتا ہے، اور ایک آدمی جنت اور جہنم کے درمیان باقی رہ جائے گا اور وہ جنت میں داخل ہونے والا آخری جہنمی ہوگا، اس کا چہرہ جہنم کی طرف ہوگا، وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! جہنم سے میرا چہرہ پھیر دے، جہنم کی بو مجھے ایذاء پہنچا رہی ہے اور اس کی تپش نے مجھے جلا کر رکھ دیا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں نے ایسا کر دیا تو پھر تو اور سوال کرنے لگے گا، وہ عرض کرے گا: نہیں! تیری عزت کی قسم! اللہ تعالیٰ اس

فَيُعْطِي اللّٰهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ بِهٖ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَاٰى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَدِّمْنِيْ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ أَنْ لَّا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنْتَ سَأَلْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا أَكُوْنُ أَشْقٰى خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ فَمَا عَسَيْتَ إِنْ أَعْطَيْتُ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيُعْطِيْ رَبَّهٗ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيُقَدِّمُهٗ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاٰى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَسَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسْكُتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا أَغْدَرَكَ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ أَنْ لَّا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِيْ أَعْطَيْتُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ أَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْا حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ أَذِنَ لَهٗ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى حَتّٰى إِذَا انْقَطَعَ أُمْنِيَّتُهٗ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَمَنَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا أَقْبَلَ يُذَكِّرُهٗ رَبُّهٗ حَتّٰى إِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ.

سے جو چاہے گا عہد و پیمان لے گا' پھر جہنم سے اس کا چہرہ پھیر دے گا' جب اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ جنت کی طرف پھیر دے گا اور وہ جنت کی تروتازگی دیکھے گا تو جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا' وہ خاموش رہے گا' پھر عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دے' اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تجھ سے عہد و پیمان نہیں لیا کہ تو نے جو سوال کیا ہے اس کے علاوہ نہیں مانگے گا' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں سب سے بدنصیب نہ رہوں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں نے تجھے یہ دے دیا تو پھر تو اور سوال کرنے لگے گا' وہ عرض کرے گا: نہیں! تیری عزت کی قسم! میں اس کے علاوہ تیری بارگاہ سے کوئی سوال نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ جو چاہے گا' اس سے عہد و پیمان لے گا اور اسے جنت کے دروازے کے سامنے کر دے گا' جب وہ جنت کے دروازے پر پہنچے گا اور جنت کی تروتازگی اور جنت میں باغ و بہار اور فرحت و سرور کے مناظر دیکھے گا تو جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا' وہ خاموش رہے گا' پھر عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل فرما دے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! تو ہلاک ہو! تو کتنا عہد شکن ہے! کیا میں نے تجھ سے عہد و پیمان نہیں لیے تھے کہ جو کچھ میں نے تجھے عطا کیا ہے' اس کے علاوہ تو سوال نہیں کرے گا' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اپنی مخلوق میں سے بدبخت ترین نہ بنا' وہ مسلسل دعا مانگتا رہے گا' حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی شان کے مطابق ہنس پڑے گا' جب اللہ تعالیٰ ہنس پڑے گا تو اسے جنت میں داخلے کی اجازت عطا فرما دے گا اور فرمائے گا: تو تمنا کر! وہ تمنا کرے گا' یہاں تک کہ جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: فلاں فلاں تمنا کر! اور اللہ تعالیٰ اسے یاد دلاتا رہے گا' یہاں تک کہ جب آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے لیے یہ بھی ہے اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے لیے یہ بھی ہے اور اس کی مثل دس گنا اور ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٤٥١ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِعَارُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الصِّرَاطِ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن پل صراط پر مؤمنین کی پہچان یہ (قول) ہوگا: اے میرے رب! سلامتی سے گزار دے' سلامتی سے گزار دے۔ (ترمذی)

٨٤٥٢ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰخِرُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِيْ مَرَّةً وَّيَكْبُوْا مَرَّةً وَّتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَإِذَا جَاوَزَهَا الْتَفَتَ إِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِيْ نَجَّانِيْ مِنْكِ لَقَدْ أَعْطَانِيَ اللّٰهُ شَيْئًا مَا أَعْطَاهُ أَحَدًا مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فَتُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ أَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلِأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبَ مِنْ مَّائِهَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَعَلِّيْ أَنْ أَعْطَيْتُكَهَا سَأَلْتَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ وَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَّا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ لِأَنَّهُ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُوْلٰى فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ أَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِأَشْرَبَ مِنْ مَّائِهَا وَأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ أَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ أَنْ لَّا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَعَلِّيْ إِنْ أَدْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْأَلُنِيْ غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَّا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ لِأَنَّهُ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُوْلَيَيْنِ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ أَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ فَلِأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبَ مِنْ مَّائِهَا لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ أَلَمْ تُعَاهِدْ فِيْ أَنْ لَّا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهَا قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ هٰذِهِ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ لِأَنَّهُ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَإِذَا أَدْنَاهُ مِنْهَا سَمِعَ أَصْوَاتَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِيْهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِيْ مِنْكَ أَيُرْضِيْكَ أَنْ أُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا قَالَ أَيْ رَبِّ أَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَضَحِكَ

نے فرمایا: سب سے آخر میں جو شخص جنت میں داخل ہوگا' وہ گرتے پڑتے ہوئے آئے گا' جہنم کی لُو اسے جھلسا رہی ہوگی' جب وہ جہنم سے گزر جائے گا تو جہنم کی طرف مڑ کر کہے گا: وہ ذات بابرکت ہے' جس نے مجھے تجھ سے نجات عطا فرمائی' مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسی چیز عطا فرمائی ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائی' اس کے سامنے ایک درخت بلند کر دیا جائے گا' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اس کے سائے میں آرام کروں اور وہاں کا پانی پیوں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! اگر میں نے تیرا یہ سوال پورا فرما دیا تو' تو اور سوال کرنے لگے گا' وہ عرض کرے گا: نہیں! اے میرے رب! اور اللہ تعالیٰ اس سے وعدہ لے گا کہ وہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہیں کرے گا' اور اس کا رب اسے معذور قرار دے گا کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوگا کہ جس پر اس سے صبر نہیں ہو سکے گا' اللہ تعالیٰ اسے درخت کے قریب فرما دے گا اور وہ آدمی درخت کے سائے میں آرام کرے گا اور اس کے پانی سے پیاس بجھائے گا' پھر ایک اور درخت اس کے سامنے ظاہر کر دیا جائے گا' جو پہلے درخت سے زیادہ خوب صورت ہوگا' وہ بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے' تاکہ وہاں کے پانی سے پیاس بجھاؤں اور اس کے سائے میں آرام کروں' اس کے علاوہ میں تجھ سے کوئی اور سوال نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے عہد نہیں کیا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں نے تجھے اس درخت کے قریب کر دیا تو' تو اس کے علاوہ اور سوال کرنے لگے گا' پھر اللہ تعالیٰ اس سے عہد لے گا کہ وہ مزید سوال نہیں کرے گا اور اس کا رب اسے معذور قرار دے گا' کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہوگا' جس پر اس سے صبر نہیں ہو سکے گا' اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا' وہ اس کے سائے میں آرام کرے گا اور وہاں کے پانی سے سیراب ہوگا' پھر اس کے لیے جنت کے دروازے کے پاس ایک درخت بلند کر دیا جائے گا' جو پہلے دونوں درختوں سے بڑھ کر حسین ہوگا' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب فرما دے تاکہ میں اس کے سائے میں آرام حاصل کروں اور وہاں کا پانی پیوں' اس کے علاوہ میں تجھ سے کسی اور چیز کا سوال نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے عہد نہیں کیا کہ میں اس کے علاوہ اور سوال نہیں کروں گا' وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! اے میرے رب! میں صرف یہی سوال کروں گا' اس کے علاوہ اور سوال نہیں کروں

ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَلَا تَسْاَلُوْنِیْ مِمَّ اَضْحَكُ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ فَقَالَ هٰكَذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ ضِحْكِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حِيْنَ قَالَ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّیْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اِنِّیْ لَا اَسْتَهْزِئُ مِنْكَ وَلٰكِنِّیْ عَلٰى مَا اَشَاءُ قَدِيْرٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

گا' اور اس کا رب اسے معذور قرار دے گا' کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہوگا جس پر وہ صبر نہیں کر سکے گا' اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا' جب وہ اس درخت کے قریب ہوگا تو جنتیوں کی آوازیں سنے گا تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل فرما دے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! تیرے سوال کس چیز سے ختم ہو سکتے ہیں؟ کیا تو اس پر راضی ہے کہ میں جنت میں تجھے دنیا اور اس کے برابر اتنی جگہ اور عطا فرما دوں' وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کیا تو میرے ساتھ مذاق فرماتا ہے حالانکہ تو تمام جہان والوں کا رب ہے' پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور فرمایا: تم مجھ سے سوال نہیں کرو گے کہ میں کس وجہ سے ہنس رہا ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ہنستے تھے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کی وجہ سے' جب وہ بندہ عرض کرے گا: کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے' حالانکہ تو رب العالمین ہے' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا' بلکہ میں جو چاہوں اس پر قادر ہوں۔ (مسلم)

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ نَحْوَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِیْ مِنْكَ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَزَادَ فِيْهِ وَيُذَكِّرُهُ اللّٰهُ سَلْ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى اِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِیُّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ قَالَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهٗ فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَتَقُوْلَانِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَاكَ لَنَا وَاَحْيَانَا لَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ مَا اُعْطِیَ اَحَدٌ مِثْلَ مَا اُعْطِيْتُ.

اور مسلم میں ہی حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت مذکور ہے لیکن اس میں یہ مذکور نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا چیز تیرے سوالات کو ختم کرے گی' الخ' اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ یاد دلائے گا' فلاں فلاں چیز مانگ! یہاں تک کہ جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے لیے یہ ہے اور اس سے دس گنا اور بھی تیرے لیے ہے' پھر اللہ تعالیٰ اسے اس کے گھر میں داخل فرمائے گا اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے اس کی دو بیویاں اس کے پاس داخل ہوں گی اور وہ کہیں گی: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے تجھے ہمارے لیے زندہ رکھا اور ہمیں تیرے لیے زندہ رکھا' وہ کہے گا: جتنی نعمتیں مجھے عطا کی گئی ہیں' اتنی نعمتیں کسی اور کو عطا نہیں ہوئیں۔

٨٤٥٣ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا رَّجُلٌ يَّخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ يَا

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جہنم سے نکلنے والے آخری شخص اور جنت میں داخل ہونے والے آخری شخص کو جانتا ہوں' وہ (بچوں کی طرح) پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا باہر آئے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا! جنت میں داخل ہو جا' وہ جنت میں آئے گا تو خیال کرے گا کہ جنت بھر چکی ہے تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! جنت تو بھر

رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُ مِنِّيْ اَوْ تَضْحَكُ مِنِّيْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَكَانَ يُقَالُ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

چکی ہے' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہو جا کہ تیرے لیے (جنت میں) دنیا اور دنیا جتنی دس گنا جگہ ہے' وہ عرض کرے گا: کیا تو مجھ سے مذاق فرماتا ہے یا تو مجھ پر ہنستا ہے حالانکہ تو مالک ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ آپ کی (نورانی) ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں اور کہا جائے گا کہ وہ شخص جنت میں کم مرتبے والا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٥٤ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ وَاٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا رَجُلٌ يُّؤْتٰى بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ اَعْرِضُوْا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهٖ وَارْفَعُوْا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوْبِهٖ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِّنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهٖ اَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُوْلُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ اَشْيَاءَ لَا اَرَاهَا هٰهُنَا وَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہونے والے آخری شخص اور جہنم سے نکلنے والے آخری شخص کو جانتا ہوں' اسے قیامت کے دن پیش کیا جائے گا اور فرمایا جائے گا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس کے سامنے پیش کرو' اور اس کے بڑے بڑے گناہ اس سے ہٹا لو' تو اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کیے جائیں گے اور کہا جائے گا: فلاں فلاں دن تو نے فلاں فلاں عمل کیا اور فلاں فلاں دن تو نے فلاں فلاں عمل کیا' وہ کہے گا: ہاں! اور وہ انکار نہیں کر سکے گا' اور وہ اپنے بڑے بڑے گناہوں کے پیش ہونے سے ڈر رہا ہو گا' پھر اسے کہا جائے گا کہ تیرے ہر گناہ کے بدلے تیرے لیے ایک نیکی ہے' وہ عرض کرے گا: میں اپنے ایسے ایسے گناہ جانتا ہوں جنہیں یہاں دیکھ نہیں رہا' راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ آپ کی (نورانی) ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ (مسلم)

٨٤٥٥ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا اُذِنَ لَهُمْ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَاَحَدُهُمْ اَهْدٰى بِمَنْزِلِهٖ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ لَهٗ فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمنین کو جہنم سے نجات دے دی جائے گی اور انہیں جنت و دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک دیا جائے گا اور دنیا میں ان کے درمیان آپس میں ہونے والے ظلم وستم کا ایک دوسرے سے بدلہ لیا جائے گا حتیٰ کہ جب وہ پاک وصاف ہو جائیں گے تو انہیں جنت میں داخلے کی اجازت دے دی جائے گی' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! ان میں سے کوئی شخص دنیا میں اپنے گھر سے جتنا واقف ہے' اس سے زیادہ وہ اپنے جنتی گھر کو پہچاننے والا ہو گا۔ (بخاری)

٨٤٥٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ اَحَدٌ الْجَنَّةَ اِلَّا اُرِيَ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر جنتی کو جنت میں داخل ہونے سے پہلے اس کا جہنمی ٹھکانا دکھا دیا جائے گا کہ اگر وہ گناہ کرتا (تو اس کا یہ ٹھکانا ہوتا) تاکہ وہ زیادہ شکر کرے اور ہر جہنمی کو جہنم

وَّلَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّا اُرِيَ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ لِيَكُوْنَ عَلَيْهِ حَسْرَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

میں داخل ہونے سے پہلے اس کا جنتی ٹھکانا دکھا دیا جائے گا کہ اگر وہ نیکی کرتا (تو اس کا یہ ٹھکانا ہوتا) تا کہ وہ اس پر حسرت کرے۔ (بخاری)

٨٤٥٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ يَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرْحِهِمْ وَيَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا اور اسے جنت و دوزخ کے درمیان رکھ دیا جائے گا' پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا' پھر منادی نداء کرے گا: اے اہل جنت! اب کوئی موت نہیں' اور اے اہل جہنم! اب کوئی موت نہیں' تو اہل جنت کو خوشی پر خوشی اور اہل جہنم کو غم پر غم لاحق ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

موت کو مینڈھے کی صورت میں پیش کرنے کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ موت کو لایا جائے گا' جب کہ ایک روایت میں ہے: ''علی صورة کبش املح'' موت کو چتکبرے مینڈھے کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ عالم آخرت میں ہر چیز کی صورت اور مثال پیش کی جائے گی' موت کو مینڈھے کی صورت میں' علم کو دودھ کی صورت میں اور ایمان کو سائبان کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ موت کو مینڈھے کی صورت میں لا کر ذبح کرنے میں حکمت یہ ہوگی کہ تمام لوگوں کو کامل یقین ہو جائے کہ اب موت نہیں آئے گی' اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس میں یہ حکمت ہے کہ ان کے لیے اشارہ ہوگا' جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند کے بدلے بطور فدیہ مینڈھا ذبح ہوا تھا' اسی طرح آج تمہارے فدیہ میں موت کو مینڈھے کی شکل میں ذبح کر دیا گیا ہے' لہٰذا تم پر موت نہیں آئے گی' مینڈھے کی صفت ''املح'' ذکر کی' ''املح'' اسے کہتے ہیں جو سیاہ و سفید ہو' اس میں جہنمیوں اور جنتیوں کی صفت کی طرف اشارہ ہے۔ موت ذبح ہوگی تو اس سے اہل جنت میں خوشی کی لہر دوڑ جائے گی کہ اب یہ انعامات ہمارے لیے ہمیشہ ہمیشہ ہیں اور جہنمیوں کے غم میں اضافہ ہو جائے گا کہ اب ہم اس مصیبت سے کبھی بھی نجات حاصل نہیں کر سکیں گے۔

٨٤٥٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْفَعَ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ قَالَ اُطْلُبْنِيْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِيْ عَلَى الصِّرَاطِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّيْ لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: قیامت کے دن میری شفاعت فرمانا' آپ نے فرمایا: میں شفاعت کروں گا' میں نے عرض کیا: میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا: جب تم مجھے تلاش کرو تو سب سے پہلے پل صراط پر تلاش کرنا' میں نے عرض کیا: اگر آپ پل صراط پر نہ ملے؟ فرمایا: پھر میزان کے پاس مجھے تلاش کرنا' میں نے عرض کیا: اگر میں نے آپ کو میزان کے پاس نہ پایا؟ فرمایا: پھر مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا کیونکہ میں ان تین مقامات کے علاوہ کہیں نہیں ہوں گا۔ (ترمذی)

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَاَهْلِهَا

جنت اور اہل جنت کی صفات کا بیان

جنت کی لغوی تحقیق

جنت کا لغوی معنی ہے: ڈھانپنا اور جیم نون والے حروف کی ترکیب ڈھانپنے اور پوشیدگی کے معنی کے لیے استعمال ہوتی ہے' اسی وجہ سے سایہ دار درختوں کو جنت کہتے ہیں کہ وہ بھی اپنے نیچے والی زمین کو ڈھانپ لیتے ہیں' پھر باغ کو بھی جنت کہنے لگے کیونکہ باغ میں سایہ دار درخت ہوتے ہیں' اس کے بعد ثواب کے گھر بہشت کے لیے جنت کا لفظ استعمال کیا گیا اور صحاح میں ہے کہ جنت کا معنی ہے: باغ اور بہشت ۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۰۸ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

دارِ ثواب کو جنت اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں باغات ہیں یا اس لیے کہ وہ لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھی گئی ہے تا کہ غیب پر ایمان ہو یا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۸۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٤٥٩ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَّاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ. (السجدہ:۱۷) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ انعامات تیار کر رکھے ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے ہیں' نہ کسی کان نے سنے ہیں اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے' اگر تم چاہو تو یہ آیہ کریمہ پڑھ لو: پس کسی شخص کو نہیں معلوم جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے (السجدہ: ۱۷)۔ (بخاری' مسلم)

٨٤٦٠ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ خَيْلٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ اَنْ تَحْمِلَ فِيْهَا عَلٰى فَرَسٍ مِّنْ يَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ يَطِيْرُ بِكَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ اِلَّا فَعَلْتَ وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِي الْجَنَّةِ اِبِلٌ قَالَ فَلَمْ يَقُلْ لَهٗ مَا قَالَ لِصَاحِبِهٖ فَقَالَ اِنْ يُّدْخِلَكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ يَكُنْ لَّكَ فِيْهَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا جنت میں گھوڑے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل فرما دیا اور تم نے چاہا کہ تمہیں سرخ یاقوتی گھوڑے پر سوار کیا جائے اور تم جہاں چاہو وہ تمہیں اُڑا کر لے جائے تو تمہاری یہ آرزو پوری کر دی جائے گی' اور ایک آدمی نے سوال کیا' اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا جنت میں اونٹ ہیں؟ آپ نے اسے وہ جواب نہیں دیا جو اس کے ساتھی کو دیا تھا اور آپ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت میں داخل فرما دیا تو وہاں تیرے لیے وہ کچھ ہوگا جس کا تیرا دل خواہش کرے گا اور جس سے تیری آنکھوں کو لذت حاصل ہوگی۔ (ترمذی)

٨٤٦١ - وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُحِبُّ الْخَيْلَ اَفِي الْجَنَّةِ خَيْلٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ اُتِيْتَ بِفَرَسٍ مِّنْ يَاقُوْتَةٍ لَّهٗ جَنَاحَانِ فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ طَارَ بِكَ حَيْثُ شِئْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے گھوڑوں سے محبت ہے' کیا جنت میں گھوڑے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تو جنت میں داخل ہوا تو تجھے یاقوتی گھوڑا عطا کیا جائے گا' جس کے دو بازو ہوں گے اور تجھے اس پر سوار کیا جائے گا' پھر جہاں تو چاہے گا' وہ تجھے اُڑا کر لے جائے گا۔ (ترمذی)

٨٤٦٢ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَحَدَّثُ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ فِى الزَّرْعِ فَقَالَ لَهٗ اَلَسْتَ فِيْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهٗ وَاسْتِوَاؤُهٗ وَاسْتِحْصَادُهٗ فَكَانَ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى دُوْنَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ فَاِنَّهٗ لَا يُشْبِعُكَ شَىْءٌ فَقَالَ الْاَعْرَابِىُّ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُهٗ اِلَّا قُرَيْشِيًّا اَوْ اَنْصَارِيًّا فَاِنَّهُمْ اَصْحَابُ زَرْعٍ وَاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گفتگو فرما رہے تھے اور آپ کی بارگاہ میں ایک دیہاتی شخص حاضر تھا (آپ فرما رہے تھے) کہ ایک جنتی شخص اللہ تعالیٰ سے کھیتی کی اجازت طلب کرے گا اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: کیا تو اپنی پسندیدہ حالت میں نہیں ہے؟ وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! لیکن میں کاشت کرنا چاہتا ہوں' تو وہ بیج بوئے گا اور آنکھ جھپکنے سے پہلے کھیتی اُگ آئے گی اور بڑی ہو جائے گی اور کاٹنے کے قابل ہو جائے گی اور وہ پہاڑوں کی طرح ہو جائے گی' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جو چاہتا تھا لے لے' تجھے تو کوئی چیز سیر نہیں کر سکتی' ایک دیہاتی نے عرض کیا: اللہ کی قسم! یہ مرد تو آپ کو قریش یا انصار میں ہی ملے گا کیونکہ وہی کھیتی باڑی کرتے ہیں' ہم تو کھیتی باڑی نہیں کرتے' تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ (بخاری)

قریش کو کاشت کار کہنے کی وجہ

اس حدیث میں ہے کہ ایک دیہاتی نے عرض کیا: اللہ کی قسم! یہ مرد تو آپ کو قریش یا انصار میں سے ہی ملے گا کیونکہ وہی کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ قریش کو کھیتی باڑی کرنے والا کہا حالانکہ مکہ مکرمہ میں قریش کاشت کاری نہیں کرتے تھے' اس کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ آنے کے بعد مہاجرین صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی انصارِ مدینہ کے ساتھ مل کر کاشت کاری کرنے لگے تھے' لہٰذا دیہاتی نے قریش کو بھی کاشت کار کہا۔

٨٤٦٣ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ اِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِى الْجَنَّةِ كَانَ حَمْلُهٗ وَوَضْعُهٗ وَسِنُّهٗ فِىْ سَاعَةٍ كَمَا يَشْتَهِىْ وَقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِذَا اشْتَهَى الْمُؤْمِنُ فِى الْجَنَّةِ الْوَلَدَ كَانَ فِىْ سَاعَةٍ وَلٰكِنْ لَّا يَشْتَهِىْ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن جب جنت میں بیٹے کی خواہش کرے گا تو اس کا حمل اور بچہ پیدا ہونا اور اس کا بڑا ہونا' سب کچھ ایک ہی گھڑی میں ہو جائے گا' جس طرح وہ چاہے گا۔ اور اسحٰق بن ابراہیم نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ جب مؤمن جنت میں بیٹے کی خواہش کرے گا تو ایک ہی گھڑی میں ہو جائے گا لیکن وہ یہ خواہش نہیں کرے گا۔ (ترمذی)

٨٤٦٤ - وَعَنْ عَلِىٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِى الْجَنَّةِ لَسُوْقًا مَّا فِيْهَا شِرًى وَّلَا بَيْعٌ اِلَّا الصُّوَرَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَاِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُوْرَةً دَخَلَ فِيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت علی رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے' جس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی مگر مردوں اور عورتوں کی حسین صورتیں ہوں گی' آدمی ان میں سے کسی صورت کی خواہش کرے گا تو وہ اس میں داخل ہو جائے گا (یعنی اسے بھی وہی صورت عطا فرما دی جائے گی)۔ (ترمذی)

25

جنتی کے حسین صورت میں داخل ہونے کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ جنتی جس حسین صورت کی خواہش کرے گا' اس میں داخل ہو جائے گا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں دو معانی کا احتمال ہے:

(۱) اس کا معنی یہ ہے کہ جنتیوں پر حسین صورتیں پیش کی جائیں گی' جب جنتی ان میں سے کسی صورت کی خواہش اور تمنا کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے اس جنتی کو وہی صورت عطا فرما دے گا۔

(۲) صورت سے مراد زیب و زینت ہے' اور مراد یہ ہے کہ جنتی اس بازار میں اپنے لیے حسین لباس' زیور اور تاج وغیرہ پسند کریں گے' جس طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی کی حسین صورت ہے' یعنی اس کی دلکش وضع قطع ہے۔ جب جنتی ان میں سے کسی لباس وغیرہ کی رغبت کرے گا تو اسے وہی عطا کر دیا جائے گا اور اس میں داخل ہونے سے مراد اس لباس وغیرہ کے ساتھ مزین ہونا ہے۔

دونوں معانی کی صورت میں جنتی کی صفت میں تبدیلی ہوگی' ذات میں تبدیلی نہیں ہوگی۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ دونوں احتمال اکٹھے بھی مراد ہو سکتے ہیں تاکہ حدیثِ انس کے ساتھ موافقت ہو جائے کہ اس حدیث میں ہے: جنت میں ایک بازار ہے' جنتی ہر جمعہ کو اس بازار میں آئیں گے تو شمالی ہوا چلے گی' جو ان کے چہروں اور کپڑوں پر خوشبوئیں بکھیر دے گی اور ان کا حسن و جمال دوبالا ہو جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے مقتبس ہے: ''وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ'' (الزخرف:۷۱) ''وہاں ہر وہ چیز ہوگی جس کی ان کے نفس خواہش کریں گے اور جن سے ان کی آنکھیں لذت اندوز ہوں گی''۔ اور یہاں مخصوص مکان اور زمان کی قید مذکور ہے کہ یہ چیزیں ایک بازار میں ہوں گی اور جمعہ کے دن ہوں گی' اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہ دن انعامات کی زیادتی' جنتیوں کے اجتماع اور ان کی باہمی ملاقات کا دن ہوگا' لہٰذا خصوصیت کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۹۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٤٦٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَّاْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ فَتَهُبُّ رِيْحُ الشِّمَالِ فَتَحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَقُوْلُوْنَ وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے' جنتی ہر جمعہ کو اس بازار میں آئیں گے تو شمالی ہوا چلے گی اور ان کے چہروں اور کپڑوں پر خوشبوئیں بکھیر دے گی اور ان کا حسن و جمال زیادہ ہو جائے گا' وہ اپنے گھر والوں کی طرف اس حالت میں واپس لوٹیں گے کہ ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہوگا تو ان کے اہل خانہ ان سے کہیں گے: قسم بہ خدا! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہوا ہے' وہ جواب دیں گے: بہ خدا! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ (مسلم)

جنتیوں کے ہر جمعہ کو بازار میں آنے کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ جنت میں ایک بازار ہے' جنتی ہر جمعہ کو اس بازار میں آئیں گے۔

اس کی تشریح میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ بازار اہل جنت کے اکٹھا ہونے کا مقام ہوگا جہاں وہ ہر جمعہ یعنی ہفتہ کے بعد آئیں گے اور یہاں حقیقی ہفتہ مراد نہیں کیونکہ جنت میں سورج نہیں ہوگا اور رات دن نہیں ہوں گے' میں کہتا ہوں: وہاں رات دن کے اوقات کی پہچان

25/25 انوار کے پردے چھوڑ دیئے اور اٹھالینے کے ساتھ ہوگی، جس طرح کہ بعض احادیث میں آیا ہے اسی طرح جمعہ وعید وغیرہ کے ایام کی پہچان ہوگی اور جامع میں ہے کہ جنتی جنت کے اندر علماء کرام کے محتاج ہوں گے کہ وہ ہر جمعہ کے روز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: تم جو چاہے تمنا کرو تو وہ علماء کرام کی طرف متوجہ ہوں گے اور کہیں گے کہ ہم کیا تمنا کریں؟ تو علماء کرام انہیں بتائیں گے کہ فلاں فلاں تمنا کرو لہٰذا لوگ جس طرح دنیا میں علماء کرام کے محتاج ہیں اسی طرح جنت میں بھی علماء کرام کے محتاج ہوں گے۔ ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جمعہ کے دن کو جنت میں یوم المزید کا نام دیا جائے گا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دن باقی ایام سے ممتاز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۸۷ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

٨٤٦٦ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ لَقِيَ اَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فِيْ سُوْقِ الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ اَفِيْهَا سُوْقٌ قَالَ نَعَمْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ اِذَا دَخَلُوْهَا نَزَلُوْا فِيْهَا بِفَضْلِ اَعْمَالِهِمْ ثُمَّ يُؤْذَنُ لَهُمْ فِيْ مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا فَيَزُوْرُوْنَ رَبَّهُمْ وَيُبْرِزُ لَهُمْ عَرْشَهٗ وَيَتَبَدّٰى لَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ فَيُوْضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ لُّؤْلُؤٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ يَّاقُوْتٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ وَيَجْلِسُ اَدْنَاهُمْ وَمَا فِيْهِمْ دَنِيٌّ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُوْرِ مَا يَرَوْنَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَرَاسِيِّ بِاَفْضَلَ مِنْهُمْ مَجْلِسًا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ نَرٰى رَبَّنَا قَالَ نَعَمْ هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قُلْنَا لَا قَالَ كَذٰلِكَ لَا تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ وَلَا يَبْقٰى فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ اِلَّا حَاضَرَهُ اللّٰهُ مُحَاضَرَةً حَتّٰى يَقُوْلَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانٍ اَتَذْكُرُ يَوْمَ قُلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيُذَكِّرُهٗ بِبَعْضِ غَدَرَاتِهٖ فِي الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَفَلَمْ تَغْفِرْلِيْ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَبِسَعَةِ مَغْفِرَتِيْ بَلَغْتَ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهٖ فَبَيْنَاهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِّنْ فَوْقِهِمْ فَاَمْطَرَتْ

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں جنت کے بازار میں اکٹھا فرما دے، حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا جنت میں بازار ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو وہاں اپنے اپنے اعمال کی فضیلت کے مطابق ٹھہریں گے، پھر انہیں دنیاوی ایام میں جمعہ کے دن کی مقدار کے برابر موقع دیا جائے گا اور وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے اور ان کے سامنے اللہ تعالیٰ اپنا عرش ظاہر فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ جنت کے ایک باغ میں ان کے سامنے جلوہ فرما ہوگا، اور ان کے لیے نور کے، مروارید کے، یاقوت کے، زمرد کے، سونے کے اور چاندی کے منبر رکھے جائیں گے، اور ان میں سے ادنیٰ جنتی مشک اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے حالانکہ ان میں کوئی بھی گھٹیا نہیں ہوگا اور ٹیلوں پر بیٹھے ہوئے جنتیوں کو کرسیوں والے اپنے آپ سے افضل مقام پر بیٹھے ہوئے محسوس نہیں ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! کیا تم چودھویں رات کو چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: اسی طرح تم اپنے رب کے دیکھنے میں بھی شک نہیں کرو گے، اور اس مجلس میں موجود ہر شخص سے اللہ تعالیٰ بلاواسطہ کلام فرمائے گا، یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص کو فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! کیا تجھے یاد ہے کہ تو نے فلاں فلاں دن ایسے ایسے کہا تھا، اللہ تعالیٰ اسے اس کی دنیا میں بعض عہد شکنیاں یاد دلائے گا، وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں! میری مغفرت کی وسعت سے تو اس مقام پر پہنچا ہے، وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ انہیں اوپر سے ایک بادل آ کر ڈھانپ لے گا اور ان پر پاکیزہ خوشبو برسائے گا، اس جیسی خوشبو انہوں نے کبھی نہیں پائی ہوگی، اور ہمارا رب ارشاد فرمائے گا: جو عزت و کرامت

عَلَيْهِمْ طِيبًا لَمْ يَجِدُوا مِثْلَ رِيحِهِ شَيْئًا قَطُّ وَيَقُولُ رَبُّنَا قُومُوا إِلَى مَا أَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوا مَا اشْتَهَيْتُمْ فَنَأْتِي سُوقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ فِيهَا مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُونُ إِلَى مِثْلِهِ وَلَمْ تَسْمَعِ الْآذَانُ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوبِ فَيُحْمَلُ لَنَا مَا اشْتَهَيْنَا لَيْسَ يُبَاعُ فِيهَا وَلَا يُشْتَرَى وَفِي ذٰلِكَ السُّوقِ يَلْقَى أَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَالَ فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ ذُو الْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ فَيَلْقَى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَمَا فِيهِمْ دَنِيٌّ فَيَرُوعُهُ مَا يَرَى عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ فَمَا يَنْقَضِي آخِرُ حَدِيثِهِ حَتّٰى يَتَخَيَّلَ عَلَيْهِ مَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَحْزَنَ فِيهَا ثُمَّ نَنْصَرِفُ إِلَى مَنَازِلِنَا فَيَتَلَقَّانَا أَزْوَاجُنَا فَيَقُلْنَ مَرْحَبًا وَأَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَإِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ أَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ فَنَقُولُ إِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ وَيَحِقُّنَا أَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

میں نے تمہارے لیے تیار کر رکھی ہے اس کی طرف جاؤ! جس چیز کی تمہیں خواہش ہے وہ لے لو' پھر ہم ایسے بازار میں داخل ہوں گے جسے ملائکہ نے ڈھانپ رکھا ہوگا' اس بازار میں ایسی چیزیں ہوں گی' جن کی مثل نہ آنکھوں نے دیکھی ہوگی' نہ کانوں نے سنی ہوگی' نہ دلوں میں ان کا خیال گزرا ہوگا' ہم جس چیز کی خواہش کریں گے' وہ اٹھا کر ہمیں دے دی جائے گی' اس بازار میں خرید وفروخت نہیں ہوگی' جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے' فرمایا کہ ایک بلند مرتبہ جنتی آ کر اپنے سے کم مرتبہ والے جنتی سے ملاقات کرے گا حالانکہ ان میں کوئی بھی گھٹیا نہیں ہوگا تو کم مرتبے والا جنتی اعلیٰ جنتی کے لباس کو دیکھ کر غمگین ہو جائے گا' ابھی اس کی بات کا آخری حصہ بھی ختم نہیں ہوگا کہ اسے محسوس ہوگا کہ میرا لباس اس سے اچھا ہے' اور یہ اس لیے ہوگا کہ جنت میں کسی کے لیے غمگین ہونا مناسب نہیں' پھر ہم اپنے گھروں کی طرف واپس لوٹیں گے اور ہم سے ہماری بیویاں ملاقات کریں گی اور ہمیں کہیں گی: خوش آمدید! اهلاً وسهلاً! ہمارے پاس سے جانے کے بعد تمہارے حسن وجمال میں اضافہ ہوگیا ہے' ہم کہیں گے: بے شک ہم اپنے جبار رب کی مجلس میں بیٹھے ہیں اور ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اسی طرح پلٹ کر آئیں' جس حالت میں ہم پلٹ کر آئے ہیں۔ (ترمذی وابن ماجہ)

٨٤٦٧ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُورِ الْعِينِ يَرْفَعْنَ بِأَصْوَاتٍ لَمْ تَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا يَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْأَسُ وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوبٰى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جمع ہیں جو ایسی آوازیں بلند کرتی ہیں' جن کی مثل مخلوق نے آوازیں نہیں سنیں' وہ کہتی ہیں: ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں' کبھی فنا نہیں ہوں گی' ہم خوش رہنے والیاں ہیں' کبھی غمگین نہیں ہوں گی' ہم راضی رہنے والیاں ہیں' کبھی ناراض نہیں ہوں گی' اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جو ہمارے لیے ہے اور ہم اس کے لیے ہیں۔ (ترمذی)

٨٤٦٨ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک کوڑے کی جگہ' دنیا اور اس کے تمام ساز وسامان سے بہتر ہے۔ (بخاری)

٨٤٦٩ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام چلنا دنیا اور اس کے تمام ساز وسامان سے بہتر ہے' اگر ایک جنتی عورت زمین کی طرف جھانکے تو جنت اور زمین کی درمیانی جگہ کو

مِنْ نِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَطْلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَّلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَاْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

روشن کر دے گی اور جنت اور زمین کی درمیانی جگہ کو خوشبو سے بھر دے گی اور جنتی عورت کے سر کا دوپٹہ دنیا اور اس کے تمام ساز و سامان سے بہتر ہے۔

(بخاری)

٨٤٧٠ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَوْ اَنَّ مَا يَقِلُّ ظُفُرٌ مِّمَّا فِى الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَطْلَعَ فَبَدَا اَسَاوِرُهُ لَطَمَسَ ضَوْءُهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر جنت کی اتنی چیز ظاہر ہو جائے جسے ناخن اٹھا سکتا ہے تو زمین و آسمان کے درمیان تمام جگہ مزین و روشن ہو جائے گی اور اگر کوئی جنتی جھانکے اور اس کا کنگن ظاہر ہو جائے تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو ختم کر دے گی جس طرح سورج ستاروں کی روشنی کو ماند کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

٨٤٧١ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِى الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَّسِيْرُ الرَّاكِبُ فِىْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ فِى الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں سوار سو سال تک چلتا رہے تو اسے طے نہیں کر سکے گا اور جنت میں تم میں سے کسی ایک شخص کی کمان ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٨٤٧٢ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ لَهُ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى قَالَ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِىْ ظِلِّ الْفَنَنِ مِنْهَا مِائَةَ سَنَةٍ اَوْ يَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا مِائَةَ رَاكِبٍ شَكَّ الرَّاوِىْ فِيْهَا فَرَاشُ الذَّهَبِ كَاَنَّ ثَمَرُهَا الْقِلَالُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جب کہ آپ کے سامنے سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر کیا گیا، آپ نے فرمایا: سوار اس کی شاخوں کے سائے میں سو سال چلتا رہے گا، یا اس کے سائے میں سو سوار پناہ لیں گے۔ راوی کو اس میں شک ہے، اس میں سونے کے پروانے ہیں، اس کا پھل بڑے بڑے مٹکوں کی طرح ہے۔

(ترمذی)

٨٤٧٣ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِى الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ اِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ہر درخت کا تنا سونے کا ہے۔ (ترمذی)

٨٤٧٤ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِى الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجِمَاعِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَ يُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ يُعْطَى قُوَّةَ مِائَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کو جنت میں اتنی اتنی عورتوں سے جماع کی طاقت دی جائے گی، عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا وہ اس کی طاقت رکھے گا، آپ نے فرمایا: اسے سو آدمیوں کی قوت دی جائے گی۔ (ترمذی)

٨٤٧٥ - وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِّنْ لُؤْلُؤَةٍ وَّاحِدَةٍ مُّجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ طُوْلُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا فِيْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِّنْهَا اَهْلٌ مَّا يَرَوْنَ الْاٰخَرِيْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جنت میں مؤمن کے لیے ایک کھوکھلے (اندر سے خالی) موتی کا خیمہ ہے جس کی چوڑائی اور ایک روایت میں ہے کہ جس کی لمبائی ساٹھ میل ہے اس کے ہر گوشے میں مؤمن کے اہل خانہ ہیں جنہیں دوسرے نہیں دیکھتے مؤمن ان کے پاس آتا جاتا رہے گا اور (مؤمن کے لیے) دو جنتیں ہیں جن کے برتن در ساز و سامان چاندی کا ہے اور دو جنتیں سونے کی ہیں جن کے برتن اور ساز و سامان سونے کا ہے اور جنتِ عدن میں لوگوں کے اور ان کے رب کے دیدار کے درمیان صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کی کبریائی والی چادر کی رکاوٹ حائل ہو گی۔ (بخاری و مسلم)

٨٤٧٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ قَالَ مِنَ الْمَاءِ قُلْنَا الْجَنَّةُ مَا بِنَاءُهَا قَالَ لَبِنَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَلَبِنَةٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَّمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْاَذْفَرُ وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوْتُ وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ يَّدْخُلُهَا يَنْعَمُ وَلَا يَبْاَسُ وَيَخْلُدُ وَلَا يَمُوْتُ وَلَا تَبْلٰى ثِيَابُهُمْ وَلَا يُفْنٰى شَبَابُهُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مخلوق کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: پانی سے ہم نے عرض کیا: جنت کی عمارت کس چیز کی ہے؟ فرمایا: ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے اور اس کا گارا خالص تیز خوشبو والی کستوری ہے اور اس کے سنگریزے مروارید اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے جو اس میں داخل ہو جائے گا وہ خوش حال رہے گا تنگ دست نہیں ہوگا ہمیشہ رہے گا فوت نہیں ہوگا ان کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے اور ان کی جوانی ختم نہیں ہوگی۔ (مسند احمد ترمذی دارمی)

٨٤٧٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ وَلَا يَبْاَسُ وَلَا يَبْلٰى ثِيَابُهٗ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جنت میں داخل ہوگا آرام میں رہے گا تکلیف میں مبتلا نہیں ہوگا اور اس کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے اور اس کی جوانی ختم نہیں ہوگی۔ (مسلم)

٨٤٧٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُّرْدٌ كُحْلِيٌّ لَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ وَلَا يَبْلٰى ثِيَابُهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی (زائد) بالوں سے پاک و صاف بے ریش سرگیں آنکھوں والے ہوں گے ان کی جوانی ختم نہیں ہوگی اور نہ ہی ان کے کپڑے پرانے ہوں گے۔ (ترمذی دارمی)

٨٤٧٩ - وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُّرْدًا مُّكَحَّلِيْنَ اَبْنَاءَ ثَلَاثِيْنَ اَوْ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِيْنَ سَنَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنتی جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ وہ (زائد) بالوں سے پاک و صاف بے ریش سرگیں آنکھوں والے تیس یا تینتیس سال کی عمر کے ہوں گے۔ (ترمذی)

٨٤٨٠ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُنَادِيْ

حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک نداء دینے والا نداء دے گا کہ تمہارے لیے یہ انعام ہے

مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کہ تم تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے اور تمہارے لیے یہ انعام ہے کہ تم زندہ رہو گے، کبھی فوت نہیں ہو گے اور تمہارے لیے یہ انعام ہے کہ تم جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور تمہارے لیے یہ انعام ہے کہ تم نعمتوں میں رہو گے، کبھی تنگی میں مبتلا نہیں ہو گے۔ (مسلم)

٨٤٨١ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَنَامُ اَهْلُ الْجَنَّةِ قَالَ اَلنَّوْمُ اَخُو الْمَوْتِ وَلَا يَمُوْتُ اَهْلُ الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: کیا جنتی سوئیں گے؟ آپ نے فرمایا: نیند موت کی بہن ہے اور جنتی مریں گے نہیں۔ (بیہقی، شعب الایمان)

٨٤٨٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ كَاَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَّا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَّرَاءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا لَّا يَسْقَمُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ اٰنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَاَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوَقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْاَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی صورت میں داخل ہو گا، پھر ان کے بعد جو لوگ آئیں گے، وہ آسمان میں چمک دار ستاروں سے زیادہ درخشندہ ہوں گے، ان سب کے دل ایک آدمی کے دل کی طرح ہوں گے، ان کے درمیان کوئی اختلاف اور بغض نہیں ہو گا، ان میں سے ہر مرد کے لیے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے دو بیویاں ہوں گی، حسن و جمال کی بناء پر ان کی پنڈلیوں کا مغز ہڈیوں اور گوشت کے اندر سے نظر آئے گا، وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے، وہ بیمار نہیں ہوں گے، نہ پیشاب اور پاخانہ کریں گے، نہ تھوکیں گے، نہ ناک صاف کریں گے، ان کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، اور ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن عود ہندی ہو گا، اور ان کا پسینہ مشک کی طرح ہو گا، ان کی سیرت ایک آدمی جیسی ہو گی، وہ اپنے باپ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت کے مطابق آسمان کی طرف ساٹھ گز لمبے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے گروہ کا بیان

اس حدیث میں ہے جنت میں سب سے پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی صورت میں داخل ہو گا۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

یہ پہلا گروہ انبیاء و اولیاء کی جماعت ہے۔ شارح نے اسی طرح بیان کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس پہلے گروہ سے خصوصاً انبیاء کرام علیہم السلام مراد ہیں اور یہ جنت میں چودھویں رات کے چاند کی صورت میں داخل ہوں گے اور سورج کی صورت میں داخل ہونا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے۔ اس کے بعد الفاظ حدیث ہیں کہ پھر وہ لوگ داخل ہوں گے جو آسمان میں چمک دار ستاروں سے زیادہ درخشندہ ہوں گے، اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مرتبہ میں پہلے گروہ کے قریب ہوں گے اور یہ اولیاء، علماء اور شہداء اور صلحاء کی جماعت ہو گی اور ان سب کے دل ایک آدمی کے دل کی طرح ہوں گے، یعنی سب میں باہمی اتفاق و محبت ہو گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۸۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٤٨٣ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاْكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَّرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنتی جنت میں کھائیں پئیں گے، تھوکیں گے نہیں، نہ پیشاب و پاخانہ کریں گے، نہ ناک صاف کریں گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ان کے کھانے کا کیا ہوگا؟ فرمایا: ڈکار آئے گی اور مشک کی طرح خوشبودار پسینہ آئے گا، ان کے دلوں میں تسبیح وتحمید کا القاء کیا جائے گا، جس طرح سانس آتا جاتا ہے۔ (مسلم)

٨٤٨٤ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُ وُجُوْهِهِمْ عَلٰى مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلٰى مِثْلِ اَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُوْنَ حُلَّةً يُّرٰى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَاءِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جنت میں جو گروہ داخل ہوگا، ان کے چہروں کی روشنی چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگی، اور دوسرا گروہ آسمان میں درخشاں حسین ترین ستارے کی مثل ہوگا، ان میں سے ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی پر ستر پوشاکیں ہوں گی، جن کے اندر سے اس کی پنڈلی کا مغز دکھائی دے گا۔ (ترمذی)

حورِ عین کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ ہر جنتی کی حورِ عین سے دو بیویاں ہوں گی۔ حور، حوراء کی جمع ہے، یہ اسے کہا جاتا ہے جس کی آنکھوں کی سفیدی اور سیاہی شدید ہو اور عین، عیناء کی جمع ہے، جس کا معنی ہے: کشادہ آنکھ والی، لہٰذا حورِ عین بڑی بڑی سخت سیاہ آنکھوں والی عورت کو کہتے ہیں۔ حدیث سے مراد یہ ہے کہ ہر جنتی کی اس صفت والی دو بیویاں ہوں گی، اس کے علاوہ مزید بیویاں بھی ہو سکتی ہیں۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہاں تثنیہ تکرار کے لیے ہے، تعیین کے لیے نہیں، جس طرح قرآن مجید میں ہے: "اِرْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ" (الملک: ۴) "بار بار نظر کرو" (یہ معنی نہیں کہ دو بار ہی نظر کرو) اسی طرح یہاں بھی یہ معنی نہیں کہ صرف دو بیویاں ہوں گی، بلکہ یہ معنی ہے کہ متعدد بیویاں ہوں گی) کیونکہ ایک جنتی کو کثیر تعداد میں حوریں عطا ہوں گی۔

حوروں کی تعداد کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ ہر جنتی مرد کی دو بیویاں ہوں گی اور اس کے بعد حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ والی روایت میں ہے کہ ادنیٰ جنتی کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی۔ بہ ظاہر دونوں احادیث میں تعارض ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ان دونوں احادیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ ہر جنتی کی ایسی صفت والی دو بیویاں ہوں گی، جن کے اندر سے ان کی پنڈلی کا مغز دکھائی دے گا، اور ہو سکتا ہے کہ ان دونوں کے علاوہ انہیں کثیر تعداد میں حورِ عین عطا کی جائیں جو اس صفت کی حامل نہ ہوں، اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ دنیاوی عورتوں سے دو بیویاں ہوں گی اور ادنیٰ جنتی کو بہتر بیویاں ملیں گی، دو دنیاوی عورتیں ہوں گی اور ستر حورِ عین ہوں گی۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۹۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٤٨٥ - وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَنَّةِ لِيَتَّكِئَ فِي الْجَنَّةِ سَبْعِيْنَ مَسْنَدًا قَبْلَ اَنْ يَّتَحَوَّلَ ثُمَّ تَاْتِيَهُ اِمْرَاَةٌ فَتَضْرِبُ عَلٰى مَنْكِبِهٖ فَيَنْظُرُ وَجْهَهٗ فِيْ خَدِّهَا اَصْفٰى مِنَ الْمِرْاٰةِ وَاِنَّ اَدْنٰى لُؤْلُؤَةٍ عَلَيْهَا تُضِيْءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَتُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَيَرُدُّ السَّلَامَ وَيَسْاَلُهَا مَنْ اَنْتِ فَتَقُوْلُ اَنَا مِنَ الْمَزِيْدِ وَاِنَّهٗ لَيَكُوْنُ عَلَيْهَا سَبْعُوْنَ ثَوْبًا فَيَنْفُذُهَا بَصَرُهٗ حَتّٰى يَرٰى مُخَّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَاءِ ذٰلِكَ وَاِنَّ عَلَيْهَا مِنَ التِّيْجَانِ اِنَّ اَدْنٰى لُؤْلُؤَةٍ مِّنْهَا لَتُضِيْءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں آدمی پہلو بدلنے سے پہلے ستر تکیوں سے ٹیک لگائے گا' پھر اس کے پاس ایک عورت آئے گی اور (اسے اپنی جانب متوجہ کرنے کے لیے) اس کے کندھے پر ہاتھ مارے گی' وہ اس کے رخسار میں آئینے سے زیادہ صاف اپنا چہرہ دیکھے گا' اور اس عورت پر جو ادنیٰ موتی ہوگا' وہ مشرق ومغرب کی درمیانی جگہ کو روشن کردے گا' وہ عورت اسے سلام کرے گی' یہ شخص اس کے سلام کا جواب دے کر اس سے پوچھے گا: تو کون ہے؟ وہ کہے گی: میں زائد نعمت ہوں اور بے شک اس عورت پر ستر کپڑے ہوں گے اور آدمی کی نگاہ ان کپڑوں سے پار گزر جائے گی' حتیٰ کہ وہ ان کے اندر سے اس کی پنڈلی کا مغز دیکھے گا' اور بے شک اس عورت پر تاج ہوں گے' جن کا ادنیٰ موتی مشرق ومغرب کی درمیانی جگہ کو روشن کردے گا۔ (مسند احمد)

٨٤٨٦ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ الَّذِيْ لَهٗ ثَمَانُوْنَ اَلْفَ خَادِمٍ وَّاثْنَتَانِ وَسَبْعُوْنَ زَوْجَةً وَتُنْصَبُ لَهٗ قُبَّةٌ مِّنْ لُؤْلُؤٍ وَّزَبَرْجَدٍ وَّيَاقُوْتٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ اِلٰى صَنْعَاءَ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ يُرَدُّوْنَ بَنِيْ ثَلَاثِيْنَ فِي الْجَنَّةِ لَا يَزِيْدُوْنَ عَلَيْهَا اَبَدًا وَكَذٰلِكَ اَهْلُ النَّارِ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ اِنَّ عَلَيْهِمُ التِّيْجَانَ اَدْنٰى لُؤْلُؤَةٍ مِّنْهَا لَتُضِيْءُ بِهٖ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ادنیٰ جنتی کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی اور اس کے لیے مروارید' زمرد اور یاقوت کا خیمہ لگایا جائے گا' جس کی وسعت جابیہ اور صنعاء کی درمیانی مسافت جتنی ہوگی' اور اسی سند سے روایت ہے کہ فرمایا: جو جنتی شخص جنتیوں کی عمر کبھی بھی تیس سال سے زائد نہیں ہوگی' اسی طرح جہنمی ہوں گے' اور اسی سند سے ہے کہ فرمایا: جنتیوں کے تاج ہوں گے جن کا ادنیٰ موتی مشرق ومغرب کی درمیانی جگہ کو روشن کردے گا۔ فوت ہوا' چاہے وہ چھوٹا یا بڑا ہو' جنت میں اسے تیس سال کا بنا دیا جائے گا' اور جنتیوں کی عمر کبھی بھی تیس سال سے زائد نہیں ہوگی' اسی طرح جہنمی ہوں گے' اور اسی سند سے ہے کہ فرمایا: جنتیوں کے تاج ہوں گے جن کا ادنیٰ موتی مشرق ومغرب کی درمیانی جگہ کو روشن کردے گا۔

٨٤٨٧ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتی لوگ اوپر بالاخانوں میں رہنے والوں کو اس طرح دیکھیں گے' جس طرح تم مشرق ومغرب کے کنارے پر دور سے روشن ستارے کو دیکھتے ہو اور یہ بلندی ان کے مراتب کے فرق کی بناء پر ہوگی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مقامات ہوں گے جہاں تک کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا' آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور جنہوں نے رسولوں

الْمُرْسَلِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کی تصدیق کی۔ (بخاری و مسلم)

٨٤٨٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ مَّا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةَ عَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان ایک سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ (ترمذی)

٨٤٨٩ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ لَوْ اَنَّ الْعَالَمِيْنَ اِجْتَمَعُوْا فِيْ اِحْدَاهُنَّ لَوَسِعَتْهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں' اگر تمام جہان والے ایک درجے میں اکٹھے ہو جائیں تو وہ سب اس میں سما جائیں گے۔ (ترمذی)

جنتی درجات کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ جنت میں سو درجات ہیں۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

ابن ملک نے کہا ہے کہ یہاں سو سے کثرت مراد ہے اور درجہ سے مراد سیڑھی ہے کہ جنت میں کثیر سیڑھیاں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ درجات سے بلند مراتب مراد ہیں' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللّٰهِ'' (آل عمران: ١٦٣) ''ان کے اللہ تعالیٰ کے ہاں مختلف مراتب ہیں'' یعنی ان کے نیک اعمال کے اعتبار سے ان کے مختلف درجات ہیں' جس طرح جہنمیوں کے ان کے کفر کی شدت کے اعتبار سے مختلف نچلے طبقات ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے: ''اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ'' ''بے شک منافقین سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۹۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٤٩٠ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ (الواقعہ: ٣٤) قَالَ اِرْتِفَاعُهَا لَكَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''وفرش مرفوعة'' کی تفسیر میں فرمایا: ان کی بلندی اتنی ہوگی جتنی زمین و آسمان کے درمیان مسافت ہے یعنی پانچ سو سال کی مسافت۔ (ترمذی)

٨٤٩١ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ اَعْلَاهَا دَرَجَةً مِّنْهَا تُفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْاَرْبَعَةُ وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُوْنُ الْعَرْشُ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ كِتَابِ الْجِهَادِ وَفِيْ بَابِ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ مَعَ تَفَاوُتٍ يَّسِيْرٍ وَاَيْضًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ بَابِ فَضْلِ الْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں' ہر درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے' جتنا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیان ہے' اور فردوس ان میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے' جس سے جنت کی چاروں نہریں نکلتی ہیں' اس کے اوپر عرش ہے' جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔ (ترمذی)
امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے کتاب الجہاد میں بہ روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور باب ''کان عرشه علی الماء'' میں معمولی اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی یہ روایت باب ''فضل الجهاد فی سبیل اللّٰه'' میں ذکر فرمائی ہے۔

٨٤٩٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْكَوْثَرُ قَالَ ذَاكَ نَهَرٌ اَعْطَانِيْهِ اللّٰهُ يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ فِيْهِ طَيْرٌ اَعْنَاقُهَا كَاَعْنَاقِ الْجُزُرِ قَالَ عِمْرَانُ هٰذِهٖ لَنَاعِمَةٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلُهَا اَنْعَمُ مِنْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

گیا: کوثر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں قربانی کے لیے پالے ہوئے اونٹوں کی طرح ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ پرندے تو بڑے خوش حال ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے کھانے والے ان سے بھی زیادہ خوش حال ہوں گے۔ (ترمذی)

٨٤٩٣ - وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرُ الْمَاءِ وَبَحْرُ الْعَسَلِ وَبَحْرُ اللَّبَنِ وَبَحْرُ الْخَمْرِ ثُمَّ تَشَقَّقُ الْاَنْهَارُ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ مُّعَاوِيَةَ.

حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں پانی کا دریا ہے اور شہد کا دریا ہے اور دودھ کا دریا ہے اور شراب کا دریا ہے پھر ان سے نہریں نکلتی ہیں۔ (ترمذی دارمی نے اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

٨٤٩٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْحَانُ وَّجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ كُلٌّ مِّنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیحان جیحان فرات اور نیل یہ سب جنت کی نہریں ہیں۔ (مسلم)

سیحان جیحان فرات اور نیل کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کہ سیحان جیحان فرات اور نیل میں سے ہر ایک جنت کی نہروں میں سے ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ١٠٥٢ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

بالاتفاق فرات کوفہ کی نہر اور نیل مصر کی نہر کا نام ہے البتہ سیحان اور جیحان کی تعیین میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ سیحان شام کی ایک نہر اور جیحان بلخ کی ایک نہر ہے بعض نے کہا: سیحون ترک کی نہر ہے اور جیحون بلخ کی نہر ہے اور سیحان و جیحان اور نہریں ہیں جو ارمن کے علاقہ میں ہیں۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جوہری کا یہ کہنا غلط ہے کہ جیحان شام کی نہر ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ جیحون خراسان کی نہر ہے۔ بعض نے کہا: سیحون سندھ کی نہر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۴۴ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

ان چاروں نہروں کو جنتی انہار کیوں فرمایا گیا؟ اس کی توجیہ میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

ان چاروں انہار کو جنتی انہار اس لیے فرمایا گیا کیونکہ ان کا پانی شیریں اور زود ہضم ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ کی برکتیں ہیں اور انہیں یہ شرف حاصل ہے کہ ان پر انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لاتے رہے اور ان کا پانی نوش فرماتے رہے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی عجوہ نامی کھجور کے متعلق فرمایا کہ وہ جنتی پھل ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جنتی انہار کی اصول کے یہ نام ہوں تا کہ پتا چلے کہ ان چار دنیاوی انہار کے بدلے یہ جنتی نہریں ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان دنیاوی نہروں اور جنتی نہروں کے یہ مشترک اسماء ہوں۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان چاروں نہروں کے پانی کی مٹھاس اور ان کے کثیر منافع کی بناء پر انہیں یہ نام دیئے گئے ہیں گویا کہ یہ جنتی نہریں ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان چاروں نہروں سے مراد جنتی نہروں کی اصول ہوں اور ان چاروں نہروں کو یہ نام اس لیے دیا گیا ہو کہ اہل عرب کے ہاں دنیاوی نہروں میں سب سے بڑی اور سب سے مشہور اور سب سے زیادہ میٹھی اور سب سے زیادہ

مفید یہی نہریں ہیں' لہٰذا تشبیہ وتمثیل کے طور پر یہ نام دیئے گئے ہیں تا کہ پتا چلے کہ ان نہروں کے بدلے جنت میں یہ انہار ہیں' اور دنیا میں جتنے منافع اور انعامات کی اقسام ہیں' وہ اخروی انعامات ومنافع کے نمونے ہیں' اسی طرح دنیا میں تمام تکالیف اور موذی چیزیں اخروی عذاب کا نمونہ ہیں' اور شرح مسلم میں علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان انہار کے جنت میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان نہروں کے علاقے میں رہنے والے لوگ مؤمن ہیں اور ان نہروں کے پانی سے سیراب ہونے والے لوگ جنتی ہیں۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان کلمات کا ظاہری معنی مراد ہے اور یہ نہریں جنت کے مادہ سے تخلیق ہوئی ہیں' کیونکہ اہل سنت کے نزدیک جنت آج بھی موجود ہے اور مسلم شریف کی کتاب الایمان میں حدیث اسراء میں ہے کہ فرات اور نیل جنت سے جاری ہوتی ہیں اور بخاری میں ہے کہ سدرۃ المنتہٰی کی جڑ سے جاری ہوتی ہیں اور معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے سب سے نچلے درجے میں ایک جنتی چشمے سے اس نہر کو حضرت جبریل علیہ السلام کے پروں پر اتارا' انہوں نے ان نہروں کو پہاڑوں میں بطور ودیعت رکھا اور زمین میں جاری کر دیا اور اس میں لوگوں کے لیے منافع رکھے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ'' ''اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازے کے مطابق''۔ یاجوج ماجوج کے ظہور کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام زمین سے قرآن' علم' حجر اسود' مقام ابراہیم' تابوتِ موسیٰ اور ان نہروں کو اٹھالیں گے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ O'' (المؤمنون:۱۸) ''اور ہم اس کے لے جانے پر قادر ہیں O''۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۹۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۴۹۵ - وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ قَالَ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ يُلْقٰى مِنْ شَفَةِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِىْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا لَّا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا وَاللّٰهِ لَتُمْلَاَنَّ وَلَقَدْ ذُكِرَلَنَا اَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَّهُوَ كَظِيْظٌ مِّنَ الزِّحَامِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عتبہ بن غزوان بیان کرتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ اگر جہنم کے کنارے سے ایک پتھر پھینکا جائے تو وہ جہنم میں ستر سال تک نیچے جاتا رہے گا اور اس کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا' بہ خدا! جہنم ضرور بالضرور بھر دی جائے گی' اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کے دروازوں کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت کا فاصلہ ہے اور اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ ہجوم کی وجہ سے بھرا ہوا ہوگا۔ (مسلم)

۸۴۹۶ - وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ اُمَّتِى الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ مِنْهُ الْجَنَّةَ عَرْضُهٗ مَسِيْرَةُ الرَّاكِبِ الْمُجَوِّدِ ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّهُمْ لَيَضْغَطُوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى تَكَادَ مَنَاكِبُهُمْ تَزُوْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت کے جس دروازے سے میری امت داخل ہوگی' اس کی چوڑائی تیز رفتار گھڑ سوار کے تین دن یا تین سال کی مسافت کے برابر ہے' اس کشادگی کے باوجود اس میں لوگ ایک دوسرے پر گریں گے' حتیٰ کہ قریب ہوگا کہ ان کے کندھے نکل جائیں۔ (ترمذی)

۸۴۹۷ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایسے لوگ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ (مسلم)

۸۴۹۸ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا: اے جنتیو! وہ عرض کریں گے: ہم تیری فرماں برداری کے لیے حاضر ہیں اور بھلائی ساری کی ساری تیرے ہاتھ

وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرَ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُولُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں ہے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں' تو نے ہمیں وہ انعامات عطا فرمائے ہیں' جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں فرمائے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس سے افضل چیز نہ عطا فرماؤں؟ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! اس سے افضل کیا چیز ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تم پر اپنی رضا نازل فرما دی ہے' اس کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔ (بخاری ومسلم)

٨٤٩٩ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَدْنَى مَقْعَدِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَّقُولَ لَهُ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى وَيَتَمَنّٰى فَيَقُولُ لَهُ هَلْ تَمَنَّيْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقُولُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم میں سے ادنیٰ مرتبے والے شخص سے فرمائے گا: تمنا کر! وہ تمنا کرے گا اور تمنا کرے گا' پھر اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: کیا تو نے تمنا کر لی ہے؟ وہ عرض کرے گا: ہاں! اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تو نے جو تمنا کی ہے' وہ بھی تجھے ملے گا اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی ملے گا۔ (مسلم)

٨٥٠٠ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُونَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَأَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی' جن میں اس امت کی اسی صفیں ہوں گی' اور باقی امتوں کی چالیس صفیں ہوں گی۔

(ترمذی' دارمی' بیہقی' کتاب البعث والنشور)

بَابُ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بیان

٨٥٠١ - عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا﴾ (طٰہٰ: ١٣٠) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً عنقریب تم اپنے رب کو بلا حجاب دیکھو گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے' آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا: یقیناً تم عنقریب اپنے رب کا اس طرح دیدار کرو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو' اور اس کے دیکھنے میں تم کسی قسم کی تنگی محسوس نہیں کرو گے' اگر تم سے ہو سکے کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے والی نمازیں فوت نہ ہوں تو پھر ایسا کرو اور یہ نمازیں فوت نہ ہونے دو' پھر حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اور اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو' طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے (طٰہٰ: ١٣٠)۔ (بخاری ومسلم)

٨٥٠٢ - وَعَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّنَا يَرٰى

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم میں سے ہر شخص قیامت کے دن خلوت میں اپنے رب کا

رَبَّـهُ مُخَلِيًا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلٰى قُلْتُ وَمَا اٰيَةُ ذٰلِكَ فِيْ خَلْقِهٖ قَالَ يَا اَبَا رَزِيْنٍ اَلَيْسَ كُلُّكُمْ يَرَى الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مُخَلِيًا بِهٖ قَالَ بَلٰى قَالَ فَاِنَّمَا هُوَ خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَجَلُّ وَاَعْظَمُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

دیدار کرے گا؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! میں نے عرض کیا: مخلوق میں اس کی نشانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اے ابورزین! کیا تم میں سے ہر شخص چودھویں رات کا چاند خلوت میں نہیں دیکھتا' عرض کیا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: چاند بھی تو اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ تو بڑی بزرگی اور عظمت والا ہے۔ (ابوداؤد)

٨٥٠٣ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَّمَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى جِنَانِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَنَعِيْمِهٖ وَخَدَمِهٖ وَسُرُرِهٖ مَسِيْرَةَ اَلْفِ سَنَةٍ وَاَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ مَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى وَجْهِهٖ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَاَ ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌO اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌO﴾ (القیامہ:٢٢۔٢٣) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ادنیٰ مرتبے والا شخص اپنے باغات' بیویوں' انعامات' خدام اور اپنے تختوں کی طرف دیکھے گا جو ایک ہزار سال کی مسافت تک پھیلے ہوئے ہوں گے' اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا شخص صبح شام اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے گا' پھر آپ نے یہ آیہ مبارکہ پڑھی: کچھ چہرے اس روز تروتازہ ہوں گےO اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوئےO (القیامہ: ٢٢۔٢٣) (مسند احمد' ترمذی)

٨٥٠٤ ۔ وَعَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيُرْفَعُ الْحِجَابُ فَيَنْظُرُوْنَ اِلٰى وَجْهِ اللّٰهِ فَمَا اُعْطُوْا شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ ثُمَّ تَلَا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌO (یونس:٢٦) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم مزید کوئی اور نعمت چاہتے ہو' جو میں تمہیں عطا فرماؤں' تو وہ عرض کریں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے سفید اور روشن نہیں بنائے؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمایا اور جہنم سے نجات عطا نہیں فرمائی؟ پھر حجاب اٹھا دیا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار کریں گے اور انہیں اپنے رب کے دیدار سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوگی' پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: نیکی والوں کے لیے نیکی ہے اور مزید انعام (یونس:٢٦)۔ (مسلم)

٨٥٠٥ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَهْلُ الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمِهِمْ اِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَاِذَا الرَّبُّ قَدْ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ قَالَ وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍO﴾ (یٰس:٥٨) قَالَ فَيَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّعِيْمِ مَا دَامُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَيَبْقٰى نُوْرُهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنتی' جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے کہ اچانک ان کے اوپر بلندی سے ایک نور ظاہر ہوگا' وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے تو ان کے اوپر ان کا رب جلوہ فرما ہوگا اور فرمائے گا: اے جنتیو! تم پر سلامتی ہو' فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مراد یہی ہے: ان پر سلام ہوگا مہربان رب کا فرمایا ہواO (یٰس:٥٨) آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر فرمائے گا' وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور جب تک اس کا دیدار کرتے رہیں گے' کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سے حجاب فرمالے گا اور اس کا نور باقی رہ جائے گا۔ (ابن ماجہ)

وَسُئِلَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (القیامۃ:۲۳) فَقِيْلَ قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ اِلٰى ثَوَابِهٖ فَقَالَ مَالِكٌ كَذَبُوْا فَاَيْنَ هُمْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ○﴾ (المطففین:۱۵) قَالَ مَالِكٌ النَّاسُ يَنْظُرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَعْيُنِهِمْ وَقَالَ لَوْ لَمْ يَرَ الْمُؤْمِنُوْنَ رَبَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ يُعَيِّرِ اللّٰهُ الْكُفَّارَ بِالْحِجَابِ فَقَالَ ﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ○﴾ (المطففین:۱۵) رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "الی ربها ناظرة" کے متعلق سوال کیا گیا اور عرض کیا گیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ثواب کی طرف دیکھیں گے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ جھوٹ بولتے ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے بے خبر ہیں' ہاں ہاں! بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں○ (المطففین: ۱۵)۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگ قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے' اور فرمایا: اگر مؤمنین قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ کفار کو حجاب پر عار نہ دلاتا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ہاں ہاں! بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں○ (المطففین: ۱۵)۔ (شرح السنہ)

۸۵۰۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى○ (النجم:۱۱) وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى○ (النجم:۱۳) قَالَ رَاٰهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا○ (النجم:۱۱) اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا○ (النجم:۱۳) کے متعلق فرمایا: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کو دوبار دیکھا۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ قَالَ عِكْرَمَةُ اَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ (الانعام:۱۰۳) وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (الانعام:۱۰۳) قَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ اِذَا تَجَلّٰى بِنُوْرِهِ الَّذِيْ هُوَ نُوْرُهٗ وَقَدْ رَاٰى رَبَّهٗ مَرَّتَيْنِ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا' حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں: آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں' (الانعام: ۱۰۳) انہوں نے جواب دیا: تم پر افسوس! یہ تو اس وقت ہے جب وہ اپنے خاص نور کے ساتھ جلوہ فرما ہو' جو اس کا ذاتی نور ہے' اور آپ نے اپنے رب تعالیٰ کو دوبار دیکھا ہے۔

۸۵۰۷ - وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتّٰى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا بَنُوْ هَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ اِنَّ اللّٰهَ قَسَّمَ رُؤْيَتَهٗ وَكَلَامَهٗ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَّمُوْسٰى فَكَلَّمَ مُوْسٰى مَرَّتَيْنِ وَرَاٰهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ فَقَالَتْ لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهٗ شَعْرِيْ قُلْتُ رُوَيْدًا ثُمَّ قَرَاْتُ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى○ (النجم:۱۸) فَقَالَتْ اَيْنَ تَذْهَبُ بِكَ اِنَّمَا هُوَ جِبْرِيْلُ مَنْ

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے عرفہ کے دن (مقام عرفات میں) ملاقات کی اور ان سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا' تو انہوں نے تکبیر کہی حتیٰ کہ اس سے پہاڑ گونج اٹھے' تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم بنو ہاشم ہیں' تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار اور اپنا کلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو مرتبہ کلام کیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دو مرتبہ دیدار کیا ہے۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا' اور میں نے عرض کیا: کیا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے

أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ أَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُمِرَ بِهِ أَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ (لقمان: ٣٤) فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ وَلٰكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيْلَ لَمْ يَرَهُ فِي صُوْرَتِهِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَمَرَّةً فِي أَجْيَادٍ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى الشَّيْخَانِ مَعَ زِيَادَةٍ وَّاخْتِلَافٍ وَّفِيْ رِوَايَتِهِمَا قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَأَيْنَ قَوْلُهُ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى○(النجم:٨-٩) قَالَتْ ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْتِيْهِ فِي صُوْرَةِ الرَّجُلِ وَإِنَّهُ أَتَاهُ بِهٰذِهِ الْمَرَّةِ فِي صُوْرَتِهِ الَّتِي هِيَ صُوْرَتُهُ فَسَدَّ الْأُفُقَ.

ایسی بات کہی ہے جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں' میں نے عرض کیا: ٹھہریئے! پھر میں نے آیہ مبارکہ تلاوت کی: بے شک انہوں نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں○ (النجم:۱۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم کہاں پھر رہے ہو؟ وہ تو حضرت جبریل علیہ السلام تھے' جس نے تمہیں بتایا کہ سیدنا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا آپ کو جو احکامات دیئے گئے ہیں' ان میں سے کسی حکم کو چھپایا ہے یا آپ ان پانچ چیزوں کو جانتے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی بارش نازل فرماتا ہے' (لقمان:۳۴) تو اس نے بہت بڑا بہتان باندھا ہے' البتہ آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا ہے' آپ نے جبریل امین کو ان کی اصلی صورت میں صرف دو بار دیکھا ہے' ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک مرتبہ مقام اجیاد میں' ان کے چھ سو پر تھے' جن سے آسمان کے کنارے بھر گئے تھے۔ (ترمذی) اور امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے کچھ اضافے اور اختلاف کے ساتھ اسے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کیا مفہوم ہے؟ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا' پھر خوب اتر آیا○ تو اس جلوے اور اس محبوب کے درمیان کمان کے دو سروں کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم○ (النجم:۸-۹)۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ تو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے' جو آپ کی بارگاہ میں انسانی صورت میں آئے تھے اور اس دفعہ وہ آپ کے پاس اپنی اصلی صورت میں حاضر ہوئے تو آسمان کے کناروں کو بھر دیا۔

٨٥٠٨ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِيْ قَوْلِهِ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى○(النجم:٩) وَفِيْ قَوْلِهِ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى○(النجم:١١) وَفِيْ قَوْلِهِ لَقَدْ رَأٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى○(النجم:١٨) قَالَ فِيْهَا كُلِّهَا رَأٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فکان قاب قوسین او ادنیٰ○" اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ما کذب الفواد ما رای○" اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لقد رای من آیات ربہ الکبری○" کے متعلق فرمایا کہ ان سب میں آپ نے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا' جن کے چھ سو پر تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى○(النجم:١١) قَالَ رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلَ فِيْ حُلَّةٍ مِّنْ رَفْرَفٍ قَدْ مَلَأَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ کہا: "ما کذب الفواد ما رای○" (دل نے اسے نہ جھٹلایا جو کچھ دیکھا○) اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل امین کو سبز ریشمی جوڑے میں دیکھا' انہوں نے زمین و آسمان کی درمیانی جگہ کو بھر دیا تھا' اور ترمذی و بخاری کی روایت میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لقد رای

وَلِلْبُخَارِيِّ فِيْ قَوْلِهٖ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قَالَ رَاٰى رَفْرَفًا اَخْضَرَ سَدَّ اُفُقَ السَّمَاءِ.

بخاری میں "لقد رای من آیات ربه الکبرٰیO" کی تفسیر میں ہے کہ فرمایا: آپ نے باریک سبز ریشم دیکھا' جس نے آسمان کا کنارہ بھر دیا۔

۸۵۰۹ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ قَالَ نُوْرٌ اِنِّيْ اَرَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ نور ہے' بلاشبہ میں نے اسے دیکھا ہے۔ (مسلم)

دیدارِ الٰہی کا بیان

اس باب کی احادیث میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بیان ہے' اس سلسلہ میں چند باتیں قابلِ غور ہیں کہ آیا اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلاً ممکن ہے یا نہیں؟ اور دیدارِ الٰہی ممکن ہونے کی صورت میں دنیا میں کسی کے لیے اللہ تعالیٰ کا دیدار ثابت ہے یا نہیں؟ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبِ معراج اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا یا نہیں؟ اور شرفِ دیدار کی صورت میں آپ نے بہ چشم سر اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا یا دل کی آنکھوں سے؟ اہل سنت وجماعت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلاً جائز ہے اور دنیا میں بھی دیدارِ الٰہی ممکن ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کے لیے اس کا وقوع ثابت نہیں' البتہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا' دنیا میں خواب کے اندر اللہ تعالیٰ کا دیدار اولیائے کاملین کے لیے ثابت ہے اور شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدارِ الٰہی کرنے کے مسئلہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کا انکار فرماتی ہیں اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کا اس اثبات فرماتے ہیں۔ اکثر علماء کے نزدیک سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نظریہ ہی راجح ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نظریہ کا مدار کسی حدیث پر نہیں' بلکہ انہوں نے قرآن مجید کی آیت سے استدلال کیا ہے' اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کا مدار قیاس پر نہیں اور ایسا مسئلہ جو عقل سے مستنبط نہ ہو سکے' اس میں صحابی کا قول سماع پر محمول ہوتا ہے کہ صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر بیان کیا ہے' لہٰذا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات دیدار کا اثبات کرتی ہیں اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات اس کی نفی کرتی ہیں اور مثبت ونافی روایات میں تعارض کے وقت ضابطہ یہی ہے کہ مثبت روایات کو ترجیح ہوتی ہے' لہٰذا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہی راجح ہے اور اکثر علماء کے نزدیک اسی کو ترجیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبِ معراج سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا' اور یہ آپ کی خصوصیت ہے جو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بھی کسی کو حاصل نہیں اور یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل المرسلین اور افضل الخلق ہونے کی ایک دلیل ہے۔ تمام انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی گواہی دی لیکن سب نے سن کر گواہی دی تھی جب کہ کامل گواہی یہ ہوتی ہے کہ دیکھ کر گواہی دی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کامل گواہ بن کر تشریف لائے اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کی گواہی کو مکمل فرما دیا اور اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر اس کے وجود کی گواہی دی' اور یہ آپ ہی وہ عظیم الشان فضیلت وخصوصیت ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی' نیز اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کی عطاء سے علم غیب ثابت ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کی ذات غیب الغیب ہے' جب اللہ تعالیٰ نے غیب الغیب ذات کو محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخفی نہیں رکھا تو اور کوئی غیب آپ سے کیسے پوشیدہ ہو سکتا ہے؟ اسی حقیقت کو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یوں بیان فرمایا ۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

علامہ سعدالدین تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ۷۹۱ھ رؤیت باری تعالیٰ کے جواز پر دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی رؤیت عقلاً جائز ہے' عقلاً جائز ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر عقل کو خالی چھوڑ دیا جائے تو جب تک رؤیت باری کے

ممتنع ہونے پر کوئی دلیل قائم نہ ہو' عقل اس کے ممتنع ہونے کا حکم نہیں لگائے گی اور اصل یہی ہے کہ امتناع پر کوئی دلیل قائم نہیں اور جائز ہونے کے لیے اتنی بات ہی ضروری ہے' لہٰذا جو کوئی رؤیت باری تعالیٰ کے ممتنع ہونے کا دعویٰ کرے گا' اس کے ذمہ دلیل لازم ہے۔ اہلِ حق نے رؤیت کے امکان پر دو دلیلیں پیش کی ہیں' ایک دلیلِ عقلی اور دوسری دلیلِ نقلی۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ ہم یہ بات قطعی طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ اعیان (یعنی اجسام وغیرہ) اور اعراض (یعنی رنگ وغیرہ) کی رؤیت ثابت ہے کیونکہ ہم دیکھنے کے ذریعے دو جسموں میں اور دو عرضوں (دو رنگوں وغیرہ) میں فرق کرتے ہیں (اگر یہ چیزیں دیکھی نہ جاتیں تو دیکھنے کے ساتھ ان میں فرق نہ ہو سکتا' لہٰذا ثابت ہوا کہ عین اور عرض کا ایک مشترک حکم ہے کہ دونوں کو دیکھا جا سکتا ہے) اور مشترک حکم کے لیے مشترک علت اور سبب بھی ضروری ہے' اور ان کی مشترکہ علت یا وجود ہو گی یا ان کا حادث ہونا علت ہو گی یا ان کا ممکن ہونا علت ہو گی' کیونکہ کوئی اور چیز ان دونوں میں مشترک نہیں۔ حدوث کہتے ہیں عدم کے بعد وجود کو (یعنی جو چیز پہلے معدوم ہو' موجود نہ ہو بعد میں اس کا وجود آئے' وہ حادث ہوتی ہے) اور امکان کا معنیٰ وجود کی ضرورت کا عدم (یعنی جس کا وجود ضروری نہ ہو' لہٰذا حدوث اور امکان دونوں کے معنی میں عدم ہے) اور عدم علت نہیں ہو سکتی' لہٰذا وجود ہی علت بن سکتا ہے (لہٰذا رؤیت کی علت وجود ہوا) اور وجود اللہ تعالیٰ اور اس کے غیر میں مشترک ہے (کہ اللہ تعالیٰ بھی موجود ہے اور اس کا غیر بھی موجود ہے) جب اللہ تعالیٰ کی ذات میں رؤیت کی علت پائی گئی تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن ہے اور نقلی دلیل یہ ہے کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے رؤیت کا سوال کیا: ''رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ'' اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار کروا میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں' اگر اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن نہ ہوتی تو رؤیت کی طلب سے لازم آتا کہ موسیٰ علیہ السلام کو علم نہیں تھا کہ کون سی چیز اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے اور کون سی چیز جائز نہیں؟ یا رؤیت کی طلب بے وقوفی ہوتی یا عبث ہوتی یا محال چیز کی طلب ہوتی اور انبیاء کرام علیہم السلام ان سب چیزوں سے پاک ہیں' لہٰذا موسیٰ علیہ السلام کے سوال سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن ہے' نیز اللہ تعالیٰ نے رؤیت کو پہاڑ کے استقرار پر معلق فرما دیا کہ اگر پہاڑ اپنی جگہ برقرار رہا تو دیدار ہو جائے گا اور پہاڑ کا استقرار ممکن ہے اور ممکن چیز پر جو معلق ہو' وہ بھی ممکن ہوتا ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رؤیت بھی ممکن ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اس میں اختلاف ہے کہ شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا یا نہیں؟ اور وقوع میں اختلاف' ممکن ہونے کی دلیل ہے۔

(شرح العقائد ص ۶۹' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

مؤمنین کو آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا' اس پر دلائل پیش کرتے ہوئے علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ۷۹۱ھ لکھتے ہیں:

آخرت میں مؤمنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہونے پر (کتاب' حدیث متواتر اور اجماع سے) دلیل سمعی وارد ہے۔

کتاب اللہ سے دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۝ کچھ چہرے اس روز تر و تازہ ہوں گے۝ اپنے رب کو دیکھتے ہوئے۝

(القیامہ: ۲۲-۲۳)

اور حدیث پاک سے دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلة البدر۔ بے شک تم اپنے رب کا ایسے دیدار کرو گے جس طرح چودھویں رات کا چاند دیکھتے ہو۔

یہ حدیث مشہور ہے اور اسے اکیس صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا ہے اور اجماع سے بھی دلیل قائم ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا اور اس پر اجماع ہے کہ اس سلسلہ میں وارد آیات اپنے ظاہری معانی پر محمول ہیں۔

(شرح العقائد ص ۲۷، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، کراچی)

خواب میں سلف صالحین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا، اس کے متعلق شرح عقائد اور شرح عقائد کی شرح نبراس میں ہے:

خواب میں دیدار الٰہی بہت سے سلف صالحین سے منقول ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور امام المعبرین محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا، وہ جنت میں داخل ہوگا اور غموں سے نجات پائے گا۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ افضل عبادت کون سی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تلاوتِ قرآن۔ حمزہ قاری سے منقول ہے کہ انہوں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اوّل سے لے کر آخر تک سارے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ (نبراس شرح، شرح العقائد ص ۲۶۰، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ، پشاور)

شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدار الٰہی ہونے کے مسئلہ میں مختلف اقوال کا ذکر کرتے ہوئے علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدار الٰہی ہونے کے مسئلہ میں سلف و خلف کے مختلف اقوال ہیں:

پہلا قول: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہے، وہ اس کا انکار کرتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کا مشہور قول بھی یہی ہے۔ مسروق نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تیری بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں، تم سے جو آدمی حدیث بیان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے، اس نے یقیناً جھوٹ بولا ہے۔ مسروق نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی○ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی○" (النجم: ۸۔۹) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ جبریل ہیں، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں انسانی صورت میں حاضر ہوتے تھے، اس دفعہ وہ اپنی اصلی صورت میں حاضر ہوئے اور آسمان کے کناروں کو بھر دیا، جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت ہے۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ دل سے دیدار ہوا، یہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث ہے: میں نے اسے آنکھ سے نہیں دیکھا لیکن دل سے دوبار دیکھا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ کیا آپ نے اپنے رب کا دیدار کیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کو اپنے دل سے دیکھا ہے۔ اسے ابن جریر نے روایت کیا ہے۔

تیسرا قول: یہ ہے کہ آنکھ سے رؤیت ثابت ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مشہور روایت یہی ہے۔ شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کا بھی یہی نظریہ ہے اور شرح نووی میں ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک تیسرا قول راجح ہے، اور چوتھا قول یہ ہے کہ اس مسئلہ میں توقف کیا جائے گا۔ (نبراس شرح، شرح العقائد ص ۲۷۴، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ، پشاور)

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ المتوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

سلف کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے رؤیت کا انکار کیا ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس مسئلہ میں مختلف روایات ہیں، اور ایک جماعت نے اس کا اثبات کیا ہے۔ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حلف اٹھا کر کہا کہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے، اور ابن خزیمہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اثبات کا قول ذکر کیا ہے، جب ان کے پاس سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے انکار کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے سختی کے ساتھ رؤیت کا اثبات کیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اصحاب بھی اسی کے قائل ہیں۔ کعب احبار، زہری، معمر اور دوسرے حضرات نے اسی پر

جزم کیا ہے۔ امام اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے اکثر متبعین کا یہی قول ہے' پھر قائلین رؤیت کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے اللہ کا دیدار کیا ہے یا دل سے؟ امام احمد رحمہ اللہ سے اس مسئلہ میں دو قول ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس مسئلہ میں مطلق روایات بھی ہیں کہ آپ نے رب کو دیکھا اور مقید روایات بھی ہیں کہ دل سے دیکھا اور مطلق روایات کو مقید روایات پر محمول کرنا واجب ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا اور امام حاکم رحمہ اللہ نے بھی اس کی تصحیح کی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو کہ سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے خلت ہو اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کلام ہو اور سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے رؤیت ہو۔

ابن خزیمہ نے بھی اسے مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا' اور ابن اسحٰق نے روایت کیا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس کسی کو بھیجا اور سوال کیا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: ہاں! اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى O'' (النجم:۱۱) ''وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى O'' (النجم:۱۳) کی تفسیر میں فرمایا کہ آپ نے دوبارا اپنے رب کا دل سے دیدار کیا۔ ابن مردویہ نے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ نے اپنے رب کو آنکھوں سے نہیں دیکھا' اپنے دل سے دیکھا ہے' لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثبات اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نفی کو جمع کرنا ممکن ہے کہ نفی کی روایات رؤیت بصری پر محمول ہیں اور اثبات کی روایات رؤیت قلبی پر محمول ہیں اور رؤیت قلبی سے دل کا دیکھنا مراد ہے' محض علم مراد نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا علم تو دائمی طور پر تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں اسی طرح رؤیت پیدا فرما دی جس طرح آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے۔ اگرچہ عادت جاریہ یہ ہے کہ رؤیت آنکھ میں پیدا ہوتی ہے لیکن عقلاً رؤیت کے لیے کوئی مخصوص چیز شرط نہیں۔

(فتح الباری ج ۸ ص ۴۹۴ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال ہو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نفی اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثبات میں موافقت کیسے ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ نفی کو رؤیت بصری پر محمول کیا جائے گا اور اثبات کو رؤیت قلبی پر محمول کیا جائے گا۔ اس پر دلیل مسلم کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا۔ ابن مردویہ کی روایت میں زیادہ صراحت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا' محض دل سے دیکھا ہے۔ قرطبی نے اس مسئلہ میں توقف کو ترجیح دی ہے اور اسے محققین کی جماعت کی طرف منسوب کیا ہے اور قوی قرار دیا ہے' کیونکہ اس باب میں کوئی قطعی دلیل نہیں' دونوں گروہوں کے دلائل متعارض ہیں' تاویل کو قبول کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ عملیات سے متعلق نہیں کہ اس میں ظنی دلائل کافی ہوں بلکہ یہ اعتقادیات سے ہے اور اس میں دلیل قطعی ہی کافی ہو سکتی ہے۔ ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں اثبات کی طرف میلان کیا ہے اور اس میں تفصیل کے ساتھ دلائل پیش کیے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو اس پر محمول کیا ہے کہ رؤیت دو مرتبہ واقع ہوئی ہے۔ ایک مرتبہ آنکھ کے ساتھ' ایک مرتبہ دل کے ساتھ۔ واللہ اعلم۔ (عمدۃ القاری ج ۱۹ ص ۱۹۹ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اکثر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو شب اسراء سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ اس پر دلیل سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما والی حدیث ہے' اور اس کا اثبات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سننے کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کسی حدیث کی بناء پر رؤیت کا انکار نہیں فرمایا' اگر ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ اسے ضرور پیش کرتیں۔ انہوں نے محض آیات

سے استنباط پر اعتماد کیا ہے۔ہم ان آیات کے جواب کی وضاحت کرتے ہیں۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا استدلال اس آیت سے ہے:
لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ. (الانعام:۱۰۳) آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرتیں اور وہ سب آنکھوں کا ادراک کرتا ہے۔

اس کا جواب ظاہر ہے کہ ادراک سے احاطہ مراد ہے اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔جب آیۂ مبارکہ میں احاطہ کی نفی ہے تو اس احاطہ کے بغیر رؤیت کی نفی لازم نہیں آتی۔

دوسری دلیل یہ آیۂ مبارکہ ہے:
وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا. (الشوریٰ:۵۱) کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ۔

اس کے کئی جوابات ہیں:
(۱) دیکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دیکھنے کے وقت کلام بھی کیا ہو'ہو سکتا ہے کہ بغیر کلام کے رؤیت پائی جائے۔
(۲) یہ آیت عام مخصوص البعض ہے'مخصص گزشتہ دلائل ہیں۔
(۳) یہاں وحی سے بلا واسطہ کلام مراد ہے۔

جمہور مفسرین کا نظریہ ہے کہ ''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى O'' (النجم:۱۱) سے مراد ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے'پھر ان قائلین کا آپس میں اختلاف ہے۔ایک جماعت نے کہا کہ آپ نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا ہے'اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا اور ایک جماعت کا نظریہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔امام ابوالحسن واحدی نے کہا کہ مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں یہ خبر دی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا ہے۔ابن عباس'ابوذر اور ابراہیم تیمی نے کہا کہ آپ نے دل سے دیدار کیا ہے'اس کے مطابق آپ نے رب کو رؤیت صحیحہ کے ساتھ دیکھا ہے'اس طرح کہ اللہ عزوجل نے آپ کے دل میں آنکھ رکھ دی'یا آپ کے دل کے لیے آنکھ پیدا فرما دی حتیٰ کہ آپ نے صحیح رؤیت کے ساتھ دیدار الٰہی کیا'جس طرح آنکھ سے دیکھا جاتا ہے'اور مفسرین کی ایک جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔حضرت عکرمہ'حسن اور ربیع کا یہی قول ہے۔(المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۹'مطبوعہ دارالمعرفہ'بیروت)

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَاَهْلِهَا جہنم اور اہل جہنم کی صفات کا بیان

جہنم کی وجہ تسمیہ

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:
جہنم'آخرت کی آگ کا نام ہے'یہ جہامت سے ماخوذ ہے اور جہامت ناپسندیدہ منظر کو کہتے ہیں'بعض نے کہا: جہنم'فارسی زبان کا لفظ ہے'اصل میں جہنام ہے اور بعض نے کہا کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ اہل عرب کے قول ''بئر جهنام'' سے ماخوذ ہے۔''بئر جهنام'' انتہائی گہرے کنویں کو کہتے ہیں'آخرت کی آگ کو انتہائی گہرائی کی بناء پر جہنم کا نام دیا گیا ہے۔
(اتحاف السادة المتقین شرح احیاء علوم الدین ج ۱۴ ص ۵۳۸'مطبوعہ دارالکتب العلمیہ'بیروت)

۵۱۰۸ - عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْاً مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے'عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اگر یہی ہوتی تو کافی تھی'آپ نے فرمایا: وہ آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصہ زائد

لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ نَارُكُمُ الَّتِيْ يُوْقِدُ ابْنُ اٰدَمَ وَفِيْهَا عَلَيْهَا وَكُلُّهَا بَدَلَ عَلَيْهِنَّ وَكُلُّهُنَّ.

ہے اور اس کے ہر حصے کی گرمی اس آگ کی گرمی کی طرح ہے۔ (بخاری و مسلم) یہ لفظ بخاری کے ہیں اور مسلم شریف کی روایت میں ہے: تمہاری وہ آگ جس کو انسان روشن کرتے ہیں اور مسلم شریف میں "علیھن" اور "کلھن" کی بجائے "علیھا" اور "کلھا" کے الفاظ ہیں۔

جہنم کی آگ کی شدت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تمہاری آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اگر یہی ہوتی تو کافی تھی' آپ نے فرمایا: وہ آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصہ زائد ہے اور اس کے ہر حصے کی گرمی اس آگ کی گرمی کی طرح ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ جہنم کی آگ صرف کافی نہیں بلکہ حکمت کے پیش نظر اس آگ کا دنیاوی آگ سے زیادہ سخت ہونا ضروری ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب' لوگوں کے عذاب سے زیادہ شدید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب وسنت میں اکثر مقام پر باقی اقسامِ عذاب کی بجائے آگ کا ذکر زیادہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَا اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ○ (البقرہ:۱۷۵) تو انہیں آگ پر کتنا صبر ہے ○

دوسرے مقام پر فرمایا:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ. (البقرہ:۲۴) تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

دنیا میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بطور نمونہ آخرت کی آگ کا ایک حصہ ظاہر فرمایا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۱۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام غزالی رحمہ اللہ متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: روزِ قیامت سب سے ہلکے عذاب والے جہنمی کو آگ کی دو جوتیاں پہنا دی جائیں گی' جوتیوں کی حرارت سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔ اب غور کرو کہ ہلکے عذاب والے شخص کی یہ حالت ہے تو سخت عذاب والے کی کیا حالت ہوگی' جب تمہیں جہنم کی آگ میں شک ہو تو اپنی انگلی آگ کے قریب کرو اور اندازہ لگاؤ اور یہ بات جان لو کہ تمہارا اندازہ غلط ہوگا کیونکہ دنیا کی آگ کو جہنم کی آگ سے کوئی مناسبت نہیں' لیکن چونکہ دنیا میں سب سے سخت عذاب آگ کا ہے' اس لیے جہنم کی آگ کی پہچان دنیاوی آگ کے ذریعے کروائی گئی ہے' اگر اہل جہنم کو دنیاوی آگ ملے تو وہ جہنم کی آگ سے بھاگ کر خوشی خوشی دنیاوی آگ میں چھلانگ لگا دیں۔ (احیاء علوم الدین ج ۱۴ ص ۵۴۴' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

۸۵۱۱۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْقِدَ عَلَى النَّارِ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اِحْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اِبْيَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اِسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم کی آگ کو ہزار سال تک بھڑکایا گیا' یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی' پھر اسے ہزار سال تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی' پھر اسے ہزار سال تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی' پس وہ آگ سیاہ تاریک ہے۔ (ترمذی)

جہنم پیدا ہو چکی ہے

اس حدیث میں ہے کہ جہنم کی آگ کو ہزار سال تک بھڑکایا گیا' یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جہنم کی آگ پیدا ہو چکی ہے۔

اہل سنت و جماعت کا یہی نظریہ ہے۔ معتزلہ اور اہل بدعت کی ایک جماعت اس کے خلاف ہے ہماری تائید اس آیت سے ہوتی ہے:
"اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ O" (البقرہ: ۲۴) "آگ کافروں کے لیے تیار کردی گئی ہے O"۔ "اعدت" ماضی مجہول کا صیغہ ہے (جو اس بات کی دلیل ہے کہ آگ پیدا ہو گئی ہے)۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۱۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۵۵۱۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَصَاصَةً مِّثْلُ هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى مِثْلِ الْجُمْجُمَةِ اُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ وَهِيَ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَبَلَغَتِ الْاَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ وَلَوْ اَنَّهَا اُرْسِلَتْ مِنْ رَّاْسِ السِّلْسِلَةِ لَسَارَتْ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَبْلَ اَنْ تَبْلُغَ اَصْلَهَا اَوْ قَعْرَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھوپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس کے برابر سیسہ آسمان سے زمین کی طرف چھوڑا جائے جب کہ زمین و آسمان کی درمیانی مسافت پانچ سو سال کا سفر ہے تو یہ سیسہ رات سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا اور اگر اسے زنجیر کے کنارے سے نیچے کی طرف چھوڑا جائے تو وہ اس کی جڑ یا اس کی گہرائی تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال شب و روز چلتا رہے گا۔ (ترمذی)

۵۵۱۳ - وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِيْ جَهَنَّمَ لَوَادِيًا يُّقَالُ لَهٗ هَبْهَبٌ يَسْكُنُهٗ كُلُّ جَبَّارٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جسے "ہبہب" کہا جاتا ہے اس میں ہر جابر و سرکش شخص ٹھہرے گا۔ (ترمذی)

۵۵۱۴ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّعُوْدُ جَبَلٌ مِّنْ نَّارٍ يَّتَصَعَّدُ فِيْهِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا وَيَهْوِيْ بِهٖ كَذٰلِكَ فِيْهِ اَبَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صعود آگ کا ایک پہاڑ ہے جس پر (جہنمی) ستر سال تک چڑھتا رہے گا اور ستر سال تک نیچے گرتا رہے گا یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے گا۔ (ترمذی)

۵۵۱۵ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَسُرَادِقُ النَّارِ اَرْبَعَةُ جُدُرٍ كِثْفُ كُلِّ جِدَارٍ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً جہنم کے احاطہ کی چار دیواریں ہیں ان میں سے ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت کے برابر ہے۔ (ترمذی)

۵۵۱۶ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي النَّارِ حَيَّاتٍ كَاَمْثَالِ الْبُخْتِ تَلْسَعُ اِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا وَاِنَّ فِي النَّارِ عَقَارِبَ كَاَمْثَالِ الْبِغَالِ الْمُؤْكَفَةِ تَلْسَعُ اِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں بختی اونٹوں جیسے سانپ ہیں وہ کسی جہنمی کو ایک مرتبہ ڈسیں گے تو وہ جہنمی چالیس سال تک اس کا درد محسوس کرتا رہے گا اور بے شک جہنم میں پالان والے خچروں کی طرح بچھو ہیں وہ کسی جہنمی کو ایک مرتبہ ڈس لیں گے تو وہ چالیس سال تک اس کی تکلیف محسوس کرتا رہے گا۔ (مسند احمد)

۵۵۱۷ - وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ثَوْرَانِ مُكَوَّرَانِ فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ الْحَسَنُ وَمَا ذَنْبُهُمَا فَقَالَ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَكَتَ الْحَسَنُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حدیث پاک بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن چانداور سورج کو پنیر کے ٹکڑوں کی صورت میں لپیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا' حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان دونوں کا کیا گناہ ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک بیان کرتا ہوں' اس پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ (بیہقی' کتاب البعث والنشور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ جب حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ چانداور سورج کا کیا گناہ ہے؟ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تمہیں حدیثِ رسول سنا رہا ہوں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ ان کی مراد یہ تھی کہ تم واضح نص کے مقابلہ میں قیاس پیش کر رہے ہو اور عمل کو جہنم میں داخل ہونے کا سبب قرار دے رہے ہو' اللہ جو چاہے فرماتا ہے اور جو ارادہ کرے اس کے مطابق فیصلہ فرماتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ سورج اور چاند تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطیع ہیں اور جہنم تو کفار اور نافرمانوں کی سزا کا گھر ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے جواب کا معنی یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنا' وہ تمہیں بتا دیا' اس سے زائد مجھے علم نہیں۔ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ سوال بھی اچھا تھا اور جواب بھی مستحسن تھا' نیز چانداور سورج کو جہنم میں داخل کرنے سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ انہیں عذاب ہوگا' جس طرح جہنم کے خازن فرشتے جہنم میں ہوں گے مگر انہیں عذاب نہیں ہوگا۔ بعض علماء نے کہا کہ چانداور سورج کی پوجا کی جاتی ہے' لہٰذا ان کے پرستاروں کو ذلیل ورسوا کرنے کے لیے سورج اور چاند کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۲۱' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۱۸ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ قَوْلِهٖ كَالْمُهْلِ. (المعارج: ۸) اَيْ كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَاِذَا قُرِّبَ اِلٰى وَجْهِهٖ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهٖ فِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "کالمھل" کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد زیتون کے تیل کی تلچھٹ ہے' جب اسے جہنمی کے چہرے کے قریب کیا جائے گا' تو جہنمی کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔ (ترمذی)

۸۵۱۹ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍO يَتَجَرَّعُهٗ. (ابراہیم: ۱۶-۱۷) قَالَ يُقَرَّبُ اِلٰى فِيْهِ فَيَكْرَهُهٗ فَاِذَا اُدْنِيَ مِنْهُ شَوٰى وَجْهَهٗ وَوَقَعَتْ فَرْوَةُ رَاْسِهٖ فَاِذَا شَرِبَهٗ قَطَّعَ اَمْعَآءَهٗ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ دُبُرِهٖ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ﴾ (محمد: ۱۵) وَيَقُوْلُ ﴿وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ﴾ (الکہف: ۲۹) رَوَاهُ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "یسقی من ماء صدیدO" "اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گاO" کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ جہنمی کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو جہنمی اسے ناپسند کرے گا اور جب اس کے قریب ہوگا تو جہنمی کا چہرہ بھون ڈالے گا' اور اس کے سر کی کھال اس پانی میں گر پڑے گی' اور جب جہنمی اسے پئے گا' تو وہ اس کی انتڑیاں کاٹ ڈالے گا' حتیٰ کہ اس کے پچھلے مقام سے باہر نکل جائے گا' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی انتڑیاں کاٹ ڈالے گا' (محمد: ۱۵) اور ارشاد فرماتا ہے: اور اگر وہ پانی کے لیے فریاد کریں تو ان کی فریادرسی اس پانی سے ہوگی' جو کھولتے ہوئے دھات کی طرح ہے کہ ان

التِّرْمِذِيُّ.

کے منہ بھون دے گا' کیا ہی برا پینا ہے(الکہف:۲۹)۔(ترمذی)

٨٥٢٠ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْحَمِيْمَ لَيُصَبُّ عَلٰى رُؤُسِهِمْ فَيَنْفُذُ الْحَمِيْمُ حَتّٰى يَخْلُصَ إِلٰى جَوْفِهٖ فَيَسْلُتُ مَا فِيْ جَوْفِهٖ حَتّٰى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گرم پانی ان کے سروں پر ڈالا جائے گا تو وہ کھولتا ہوا پانی گزر کر جہنمی کے پیٹ تک جا پہنچے گا اور اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے' اسے کاٹ کر رکھ دے گا' یہاں تک کہ اس کے قدموں سے نکل جائے گا' اور یہی صہر ہے' پھر اسے دوبارہ پہلی والی حالت میں کر دیا جائے گا۔(ترمذی)

٨٥٢١ - وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ دَلْوًا مِّنْ غَسَّاقٍ يُّهْرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَأَنْتَنَ أَهْلَ الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر جہنمیوں کے جسموں سے بہنے والی پیپ کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو پوری دنیا میں بدبو اور تعفن پھیل جائے۔(ترمذی)

٨٥٢٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝﴾ (آل عمران:١٠٢) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ قَطْرَةً مِّنَ الزَّقُّوْمِ قُطِرَتْ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا لَأَفْسَدَتْ عَلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ مَعَايِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَّكُوْنُ طَعَامَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا' مگر مسلمان ہو کر۝ (آل عمران:۱۰۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو تمام زمین والوں کی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی' پھر اس شخص کا کیا حال ہو گا' جس کا کھانا ہی یہی ہو گا۔(ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے)

٨٥٢٣ - وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلْقٰى عَلٰى أَهْلِ النَّارِ الْجُوْعُ فَيَعْدِلُ مَا هُمْ فِيْهِ مِنَ الْعَذَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ مِّنْ ضَرِيْعٍ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالطَّعَامِ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ ذِيْ غُصَّةٍ فَيَذْكُرُوْنَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُجِيْزُوْنَ الْغُصَصَ فِي الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالشَّرَابِ فَيُرْفَعُ إِلَيْهِمُ الْحَمِيْمُ بِكَلَالِيْبِ الْحَدِيْدِ فَإِذَا دَنَتْ مِنْ وُّجُوْهِهِمْ شَوَتْ وُجُوْهَهُمْ فَإِذَا دَخَلَتْ بُطُوْنَهُمْ قَطَّعَتْ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ ﴿أَلَمْ تَكُ تَأْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں پر بھوک مسلط کر دی جائے گی اور وہ انہیں جہنم میں ہونے والے باقی عذاب کے برابر ہو گی' تو وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی کرتے ہوئے انہیں آگ کے کانٹوں والا کھانا دیا جائے گا' جو کھانا نہ موٹا کرے گا نہ بھوک مٹائے گا' پھر وہ کھانے کے لیے فریاد کریں گے تو انہیں ایسا کھانا دیا جائے گا جو گلے میں اٹک جائے گا' انہیں یاد آئے گا کہ دنیا میں کھانے کا پھندا لگ جانے کی صورت میں پانی کے ذریعہ وہ کھانا نگلتے تھے' لہٰذا وہ پانی طلب کریں گے تو لوہے کے کنڈوں کے ذریعے کھولتا ہوا پانی انہیں پیش کیا جائے گا' جب وہ پانی ان کے چہروں کے قریب ہو گا تو ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا' اور جب ان کے پیٹوں میں داخل ہو گا تو پیٹوں کے اندر جو کچھ ہو گا' اسے کاٹ ڈالے گا' وہ کہیں گے: جہنم کے خازنوں (منتظمین) کو بلاؤ' خازن کہیں گے: کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلائل لے کر تشریف نہیں لائے تھے' وہ کہیں گے:

فَادْعُوْا وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍO﴾ (المؤمن: ۵۰) قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا مَالِكًا فَيَقُوْلُوْنَ يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ قَالَ الْاَعْمَشُ نُبِّئْتُ اَنَّ بَيْنَ دُعَاءِهِمْ وَاِجَابَةِ مَالِكٍ اِيَّاهُمْ اَلْفُ عَامٍ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ فَلَا اَحَدَ خَيْرٌ مِنْ رَّبِّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَO رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَO﴾ (المومنون: ۱۰۶-۱۰۷) قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ ﴿اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَO﴾ (المومنون: ۱۰۸) قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَئِسُوْا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ وَّعِنْدَ ذٰلِكَ يَاْخُذُوْنَ فِي الزَّفِيْرِ وَالْحَسْرَةِ وَالْوَيْلِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالنَّاسُ لَا يَرْفَعُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ بَلْ يَجْعَلُوْنَهُ مَوْقُوْفًا عَلٰى اَبِي الدَّرْدَاءِ لٰكِنَّهُ فِيْ حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ فَاِنَّ اَمْثَالَ ذٰلِكَ لَيْسَ مِمَّا يُمْكِنُ اَنْ يُّقَالَ مِنْ قِبَلِ الرَّاْيِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اَيْ مَرْفُوْعًا كَمَا يُفْهَمُ مِنْ صَدْرِ الْحَدِيْثِ.

کیوں نہیں! خازن کہیں گے: پکارتے رہو! کفار کی پکار ضائع ہی جائے گیO (المؤمن: ۵۰) فرمایا کہ پھر کہیں گے: مالک کو پکارو وہ کہیں گے: اے مالک! تمہارا رب تو ہمارا فیصلہ ہی فرما دے فرمایا کہ مالک انہیں جواب دے گا: تم ہمیشہ یہیں رہو گے۔ اعمش کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ جہنمیوں کی پکار اور مالک کے انہیں جواب دینے کے درمیان ہزار سال کا فاصلہ ہوگا' فرمایا کہ پھر وہ کہیں گے: اپنے رب کو پکارو کہ تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں' تو وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم پر بدبختی غالب آ گئی اور ہم گمراہ لوگ تھےO اے ہمارے رب! ہمیں دوزخ سے نکال دے' پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیںO (المومنون: ۱۰۶-۱۰۷) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا: جہنم میں ہی خائب وخاسر پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کروO (المومنون: ۱۰۸) فرمایا کہ اس وقت وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور اس وقت وہ شور کرنے لگیں گے' اور حسرت وندامت میں مشغول ہو جائیں گے۔ عبداللہ بن عبدالرحمان نے کہا کہ لوگ اس حدیث پاک کو مرفوع قرار نہیں دیتے اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا: بلکہ اسے ابودرداء رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث قرار دیتے ہیں' لیکن یہ مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس طرح کی باتیں رائے سے بیان نہیں کی جاتیں' اور ترمذی نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ حدیث پاک کے آغاز سے سمجھا جاتا ہے۔

۸۵۲۴ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس روز جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی' ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے' جو انہیں کھینچ رہے ہوں گے۔ (مسلم)

۸۵۲۵ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَّنْ لَّهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَّغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يُرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَّاِنَّهُ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہوگا' جس کو آگ کی دو جوتیاں اور تسمے پہنائے جائیں گے' جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا' جس طرح دیگ میں پانی جوش سے کھولتا ہے' وہ خیال کرے گا کہ مجھ سے زیادہ سخت عذاب کسی شخص کو نہیں دیا گیا حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

۸۵۲۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا' انہیں آگ کی دو جوتیاں

عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَّهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. پہنائی جائیں گی جس کی وجہ سے ان کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ (بخاری)

ایمان ابی طالب کی بحث

اس حدیث میں ہے کہ جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا۔ ابو طالب نبی کریم ﷺ کے چچا تھے انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بہت خدمت کی لیکن ان کا ایمان ثابت نہیں۔ اگرچہ بعض علمائے کرام نے ایمان ابی طالب پر دلائل پیش کیے ہیں مگر تحقیق یہی ہے اور جمہور علمائے اہل سنت کا نظریہ یہی ہے اور احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے کہ وہ آخر وقت تک ایمان نہیں لائے۔ متعدد احادیث صحیحہ سے یہ نظریہ ثابت ہے۔

امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے والد بیان کرتے ہیں کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے چچا! ایک بار کہو: لا الہ الا اللہ میں اللہ کی بارگاہ میں تمہارے لیے اس کی گواہی دوں گا۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ نے کہا: اے ابو طالب! کیا تم عبد المطلب کی ملت سے اعراض کر رہے ہو؟ رسول اللہ ﷺ مسلسل ابو طالب پر کلمہ پیش کرتے رہے اور اپنا ارشاد دہراتے رہے حتیٰ کہ ابو طالب نے جو آخری کلام کیا وہ یہ تھا کہ میں عبد المطلب کی ملت پر ہوں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ضرور بالضرور تمہارے لیے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ اس سے منع نہ فرما دے۔ پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ O (التوبہ: ۱۱۳) نبی اور ایمان والوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کریں خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہوں جب کہ انہیں معلوم ہو چکا ہو کہ وہ جہنمی ہیں O

اور ابو طالب کے حق میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی اور نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ O (القصص: ۵۶) یقیناً ایسا نہیں کہ تم جسے چاہو اپنی طرف سے ہدایت کر دو ہاں! اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو O

(صحیح مسلم ج ۱ رقم الحدیث: ۱۳۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

کفر کے باوجود ابو طالب کے عذاب میں تخفیف کی حکمت

اس حدیث میں ابو طالب کے عذاب میں تخفیف کا بیان ہے کہ انہیں سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔ کافر ہونے کے باوجود ابو طالب کے عذاب میں تخفیف اس بناء پر ہوگی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی نبی کریم ﷺ کی خدمت کے طفیل اور آپ کی شفاعت سے ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ اس کی تائید درج ذیل احادیث سے ہوتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: آپ نے اپنے چچا کو کیا فائدہ پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ کی خاطر لوگوں پر غضب ناک ہوتا تھا؟ آپ نے فرمایا: وہ جہنم کے بالائی طبقہ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو

وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۸۸۳ 'مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا' جب کہ آپ کے پاس آپ کے چچا کا تذکرہ ہو رہا تھا' آپ نے فرمایا: روزِ قیامت میری شفاعت سے ابوطالب کو نفع پہنچے گا' انہیں جہنم کے اوپر والے طبقہ میں لایا جائے گا' آگ ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی' جس سے ان کا دماغ کھول رہا ہوگا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۸۸۵ 'مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

اس پر اشکال ہے کہ ابوطالب کی وفات حالتِ کفر میں ہوئی اور قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ کفار کو ان کے اعمال کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے:

(۱) لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ. (آل عمران: ۸۸)
نہ ان سے عذاب ہلکا ہوگا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

(۲) وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (المائدہ: ۵)
جو شخص مسلمان سے کافر ہوا' اس کے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہے۔

(۳) وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا. (الفرقان: ۲۳)
اور جو اعمال انہوں نے کیے ہم نے انہیں غبار کے باریک بکھرے ہوئے ذرّے کر دیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں کفار کے دائمی عذاب میں تخفیف کی نفی ہے کہ ان کے عذاب کی مدت میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور انہیں ہمیشہ ہمیشہ عذاب ہوگا۔ اور حدیث میں عذاب کی شدت میں کمی کا ذکر ہے کہ انہیں دائمی عذاب ہوگا لیکن دوسروں کی بہ نسبت ہلکا عذاب ہوگا۔ نیز قانون تو یہی ہے کہ کفار کے اعمال انہیں فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ کی محبت میں کیے گئے اعمال کفار کو بھی فائدہ پہنچائیں گے۔ اگرچہ ان کے عذاب کی مدت میں کمی نہیں ہوگی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ ان کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا' جس طرح ابولہب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوش خبری سن کر انگلی کے اشارہ سے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تو اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ صحیح البخاری میں ہے:

جب ابولہب مر گیا تو وہ اپنے گھر والوں میں سے کسی کو خواب میں نظر آیا کہ اس کی بُری حالت ہے' دیکھنے والے نے ابولہب سے کہا: کیا معاملہ پیش آیا؟ ابولہب نے کہا: میں نے کوئی بھلائی نہیں پائی صرف ایک بات ہے کہ میں نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں) اسے (ثویبہ کو) آزاد کر دیا تھا' اس کی وجہ سے مجھے اس انگلی سے پانی پلایا جاتا ہے۔

(صحیح البخاری' کتاب النکاح' رقم الحدیث: ۵۱۰۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان پر فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا استدلال

اس حدیث میں ہے کہ سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا۔ امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوین کریمین کے ایمان پر اس حدیث سے استدلال پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ اہلِ نار میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے' اب ہم پوچھتے ہیں کہ ابوطالب پر یہ تخفیف کس وجہ سے ہے؟ آیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاری وغم خواری وپاسداری وخدمت گزاری کے باعث یا اس لیے کہ سیّد المحبوبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے محبت طبعی تھی؟ حضور کو ان کی رعایت منظور تھی' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''عم الرجل صنو ابیه'' آدمی کا

چچا اس کے باپ کے بجائے ہوتا ہے۔

رواه الترمذی بسند حسن عن ابی هریرة رضی الله عنه وعن علی والطبرانی الکبیر عن ابن عباس رضی الله عنهم.

اس کو امام ترمذی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے جب کہ طبرانی کبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

شق اوّل باطل ہے۔قال اللہ عزوجل (اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:)

وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًاO (الفرقان:۲۳)

اور جو کچھ انہوں نے کام کیے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرّے کر دیاO

صاف ارشاد ہوتا ہے کہ کافر کے سب عمل برباد محض ہیں' لاجرم شق ثانی ہی صحیح ہے اور یہی ان احادیث صحیحہ مذکورہ سے مستفاد' ابوطالب کے عمل کی حقیقت تو یہاں تک تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراپا آگ میں غرق پایا' عمل نے نفع دیا ہوتا تو پہلے ہی کام آتا' پھر حضور کا ارشاد کہ میں نے اسے ٹخنوں تک کی آگ میں کھینچ لیا' میں نہ ہوتا تو جہنم کے طبقہ زیریں (نچلے طبقہ) میں ہوتا۔

لاجرم یہ تخفیف صرف محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاسِ خاطر اور حضور کا اکرام ظاہر و باہر ہے۔اور بالبداہت واضح کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطرِ اقدس پر ابوطالب کا عذاب ہرگز اتنا گراں نہیں ہوسکتا' جس قدر معاذ اللہ والدین کریمین کا معاملہ' نہ ان سے تخفیف میں حضور کی آنکھوں کی وہ ٹھنڈک جو حضرات والدین کے بارے میں' نہ ان کی رعایت میں حضور کا وہ اعزاز و اکرام جو حضرات والدین کے چھٹکارے میں' تو اگر عیاذاً باللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ہر طرح سے وہی اس رعایت و عنایت کے زیادہ مستحق تھے و بوجہ آخر فرض کیجئے کہ یہ ابوطالب کے حق پرورش و خدمت ہی کا معاوضہ ہے تو پھر کون سی پرورش جزئیت کے برابر ہوسکتی ہے؟ کون سی خدمت حمل و وضع کا مقابلہ کرسکتی ہے؟ کیا کبھی کسی پرورش کنندہ یا خدمت گزار کا حق' حقِ والدین کے برابر ہوسکتا ہے' جسے رب العزت نے اپنے حقِ عظیم کے ساتھ شمار فرمایا:

اَنِ اشْكُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْكَ. (لقمٰن:۱۴)

حق مان میرا اور اپنے والدین کا۔

پھر ابوطالب نے جہاں خدمت کی' چلتے وقت رنج بھی وہ دیا' جس کا جواب نہیں۔ہر چند حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمہ پڑھنے کو فرمایا' نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا' جرم وہ کیا جس کی مغفرت نہیں' عمر بھر معجزات دیکھنا' احوال پر علم تام رکھنا اور زیادہ حجۃ اللہ قائم ہونے کا موجب ہوا' بہ خلاف ابوین کریمین کہ نہ انہیں دعوت دی گئی' نہ انکار کیا تو ہر وجہ' ہر لحاظ' ہر حیثیت سے یقیناً انہیں کا پلہ بڑھا ہوا ہے تو ابوطالب کا عذاب سب سے ہلکا ہونا یوں ہی متصور کہ ابوین کریمین اہل نار ہی سے نہ ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۲۷۴' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے ابوطالب کو سب جہنمیوں سے ہلکا عذاب ہوگا' اگر العیاذ باللہ والدین کریمین کافر اور جہنمی ہوتے تو ان کا زیادہ حق تھا' لہٰذا انہیں سب سے ہلکا عذاب ہوتا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ اقدس ہے کہ سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا تو واضح ہوا کہ والدین کریمین رضی اللہ عنہما مؤمنین اور جنتی ہیں۔

۸۵۲۷ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اَكُنْتَ تَفْتَدِیْ بِهٖ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیَقُوْلُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جہنم میں جس شخص کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا' اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر تیرے پاس زمین کے سارے خزانے ہوں' کیا تو وہ سارا مال اس عذاب سے نجات کے لیے فدیہ میں دے دے گا؟ وہ عرض کرے

اَرَدْتُ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِي صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا فَاَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

گا: ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس وقت تو آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا' اس وقت میں نے تجھ سے اس کی بہ نسبت آسان کام کا ارادہ کیا تھا' اور وہ کام یہ تھا کہ کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرانا' تو نے اس عہد سے انکار کیا اور میرا شریک بنالیا۔ (بخاری و مسلم)

۸۵۲۸ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صِبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّبِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صِبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَهَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّبِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں میں جو شخص دنیا کے اندر سب سے زیادہ خوش حال تھا' اسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور آگ میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہے؟ کیا تیرے قریب سے کبھی نعمت کا گزر ہوا ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں! اے میرے رب! اور جنتیوں میں جو شخص دنیا کے اندر سب سے زیادہ تنگی میں مبتلا رہا تھا' اسے اس کو لا کر جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا' پھر اس سے کہا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی ہے؟ کیا تجھے کبھی کوئی سختی لاحق ہوئی ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں! بہ خدا! اے میرے رب! میرے پاس سے کبھی کسی تکلیف کا گزر نہیں ہوا' اور نہ ہی میں نے کبھی کسی سختی کا سامنا کیا ہے۔ (مسلم)

۸۵۲۹ ۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض جہنمی وہ ہوں گے جنہیں آگ ٹخنوں تک پکڑ لے گی اور بعض وہ ہوں گے جنہیں آگ گھٹنوں تک پکڑ لے گی اور بعض وہ ہوں گے جنہیں آگ کمر تک پکڑ لے گی اور بعض وہ ہوں گے جنہیں آگ گردن تک پکڑ لے گی۔ (مسلم)

۸۵۳۰ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ وَّغِلَظُ جِلْدِهٖ مَسِيْرَةُ ثَلٰثٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان تیز رفتار سوار کے تین دن تک چلنے کی مسافت کے برابر فاصلہ ہوگا۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد تین دن کی مسافت کے برابر موٹی ہوگی۔

۸۵۳۱ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُعَظَّمُ اَهْلُ النَّارِ فِي النَّارِ حَتّٰى اَنَّ بَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنِ اَحَدِهِمْ اِلٰى عَاتِقِهٖ مَسِيْرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ وَاَنَّ غِلَظَ جِلْدِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَضِرْسَهٗ مِثْلُ اُحُدٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں کو جہنم میں بڑا کر دیا جائے گا' حتیٰ کہ جہنمی کے کان کی لو اور کندھے کے درمیان سات سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہوگا اور بے شک اس کی جلد کی موٹائی ستر گز ہوگی اور اس کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ (مسند احمد)

۸۵۳۲ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضِرْسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلَ اُحُدٍ وَّفَخِذُهُ مِثْلَ الْبَيْضَاءِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثٍ مِثْلَ الرَّبْذَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

قیامت کے دن کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی ران کوہِ بیضاء کے برابر ہوگی اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی جتنی ربذہ کی (مدینہ منورہ سے) مسافت ہے۔ (ترمذی)

٨٥٣٣ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ غِلَظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اِثْنَانِ وَاَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا وَاِنَّ ضِرْسَهُ مِثْلُ اُحُدٍ وَّاِنَّ مَجْلِسَهُ مِنْ جَهَنَّمَ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر کی جلد بیالیس گز موٹی ہوگی اور اس کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی درمیانی مسافت کے برابر ہوگی۔ (ترمذی)

٨٥٣٤ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْكَافِرَ لَيُسْحَبُ لِسَانَهُ الْفَرْسَخَ وَالْفَرْسَخَيْنِ يَتَوَطَّاُهُ النَّاسُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک کافر اپنی زبان ایک فرسخ (تین میل) اور دو فرسخ تک گھسیٹے گا، لوگ اسے اپنے قدموں سے روندیں گے۔ (مسند احمد، ترمذی)

٨٥٣٥ ۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ قَالَ تَشْوِيْهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتّٰى تَبْلُغَ وَسَطَ رَاْسِهٖ وَتَسْتَرْخِيْ شَفَتُهُ السُّفْلٰى حَتّٰى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وهم فيها كالحون" (اور وہ کفار جہنم میں منہ چڑا رہے ہوں گے) کی تفسیر میں فرمایا: آگ انہیں بھون ڈالے گی اور ان کا اوپر والا ہونٹ سکڑ کر نصف سر تک پہنچ جائے گا اور نچلا ہونٹ لٹک کر ناف تک پہنچ جائے گا۔ (ترمذی)

٨٥٣٦ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ ابْكُوْا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِيْعُوْا فَتَبَاكُوْا فَاِنَّ اَهْلَ النَّارِ يَبْكُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى تَسِيْلَ دُمُوْعُهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ كَاَنَّهَا جَدَاوِلُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الدُّمُوْعُ فَتَسِيْلُ الدِّمَاءُ فَتُقَرِّحُ الْعُيُوْنُ فَلَوْ اَنَّ سُفُنًا اُزْجِيَتْ فِيْهَا لَجَرَتْ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! روؤ! اگر رونہ سکو تو رونے والے بن جاؤ، کیونکہ جہنمی جہنم میں روئیں گے حتیٰ کہ ان کے چہروں پر آنسو نالیوں کی طرح جاری ہو جائیں گے، یہاں تک کہ آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون بہنے لگے گا اور آنکھیں زخمی ہو جائیں گی، اور اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ چلنے لگیں گی۔ (بغوی، شرح السنہ)

٨٥٣٧ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا شَقِيٌّ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنِ الشَّقِيُّ قَالَ مَنْ لَّمْ يَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ وَّلَمْ يَتْرُكْ لَهُ بِمَعْصِيَةٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں صرف بدبخت شخص ہی داخل ہوگا، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بدبخت کون ہے؟ فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عبادت نہ کرے اور اس کی رضا کی خاطر نافرمانی ترک نہ کرے۔ (ابن ماجہ)

۵۵۳۸ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ اَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى لَوْ كَانَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا سَمِعَهُ اَهْلُ السُّوْقِ وَحَتّٰى سَقَطَتْ خَمِيْصَةٌ كَانَتْ عَلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے تمہیں آگ سے ڈرایا ہے' میں نے تمہیں آگ سے ڈرایا ہے' آپ مسلسل یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ اگر آپ میری اس جگہ تشریف فرما ہوتے تو بازار والے اسے سن لیتے' یہاں تک کہ آپ کے اوپر جو چادر تھی' وہ آپ کے مبارک قدموں میں گر پڑی۔ (دارمی)

بَابُ خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

جنت اور دوزخ کی پیدائش کا بیان

۵۵۳۹ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فَمَالِيْ لَا يَدْخُلُنِيْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَغِرَّتُهُمْ قَالَ اللّٰهُ لِلْجَنَّةِ اِنَّمَا اَنْتِ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰى يَضَعَ اللّٰهُ رِجْلَهُ تَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهِ اَحَدًا وَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت و دوزخ میں مباحثہ ہوا' جہنم نے کہا: مجھے متکبرین اور جبارین کے لیے اختیار کیا گیا ہے' اور جنت نے کہا: میرا کیا ہے مجھ میں تو کمزور' گرے پڑے اور سادہ دل لوگ ہی داخل ہوں گے' اللہ تعالیٰ نے جنت کو فرمایا: تو تو میری رحمت کا مظہر ہے' تیرے ذریعے میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا' رحم فرماؤں گا اور جہنم سے فرمایا: تو تو میرا عذاب ہے' تیرے ذریعے میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا' عذاب دوں گا' اور تم دونوں میں سے ہر ایک نے پُر ہونا ہے' لیکن جہنم پُر نہیں ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا' تو وہ کہے گی: بس بس بس! پھر وہ پُر ہو جائے گی اور اس کے حصے آپس میں ایک دوسرے سے مل جائیں گے' اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں فرمائے گا' رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک مخلوق پیدا فرما دے گا۔ (بخاری و مسلم)

جنت و دوزخ کا مباحثہ

اس حدیث میں جنت و جہنم کے درمیان مباحثہ کا ذکر ہے' ان کے درمیان یا تو ظاہراً مکالمہ ہوگا یا ان کی حالت سے اس مضمون کا اظہار ہوگا۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جنت و دوزخ کے درمیان یہ مباحثہ حقیقتاً جاری ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ ان میں سے ہر ایک میں تمیز اور خطاب کی قوت پیدا فرما دے یا پھر حدیث میں تمثیلاً ان کا مباحثہ بیان فرمایا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پہلا قول زیادہ قابل اعتبار ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ جمادات اور عقلاء کے علاوہ باقی حیوانات میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم ہے' جس کی حقیقت کو خدا ہی جانتا ہے اور ان چیزوں میں صلوٰۃ' تسبیح اور خشیت الٰہی ثابت ہوتی ہے' لہٰذا آدمی کے لیے ضروری ہے کہ اس پر ایمان لائے اور اس کے حقیقی علم کو اللہ پر چھوڑ دے۔

اس حدیث میں ہے کہ جنت نے کہا کہ مجھ میں گرے پڑے لوگ ہوں گے' اس سے مراد یہ ہے کہ جنتی اکثر لوگوں کے نزدیک حقیر اور گرے پڑے ہوتے ہیں' جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لیکن اکثر لوگ لاعلم ہیں' اور دوسرے مقام پر فرمایا: لیکن اکثر لوگ جاہل ہیں' لیکن اللہ کے ہاں ان کا مرتبہ عظیم ہے۔ اسی طرح علماء و صلحاء حضرات جنہیں پہچان حاصل ہے' ان کے نزدیک بھی ان کا مرتبہ

عظیم ہے' یا مراد یہ ہے کہ مجھ میں غالب اکثریت ایسے حضرات کی ہے (جو عام لوگوں کی نگاہ میں حقیر ہیں) اور جنت میں داخل ہونے والے لوگوں کو غرّہ فرمایا یعنی وہ لوگ جنہیں تجربہ نہیں ہے' مراد یہ ہے کہ ان حضرات کو دنیاوی تجربہ نہیں ہوتا اور دنیاوی اُمور کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے' یا مراد یہ ہے کہ وہ دنیا کے اُمور سے غافل ہو کر آخرت کی فکر میں مشغول رہنے والے لوگ ہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ اکثر اہل جنت (دنیاوی معاملات میں) سمجھدار نہیں ہوتے جب کہ کفار اس طرح نہیں ہوتے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ لوگ ظاہری دنیاوی زندگی کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہوتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۴۰ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقٰى فِيْهَا وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهٗ فَيَنْزَوِىْ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا يَزَالُ فِى الْجَنَّةِ فَضْلٌ حَتّٰى يُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنُهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں لوگ مسلسل ڈالے جائیں گے اور وہ کہے گی: کیا کوئی اور بھی ہے؟ حتیٰ کہ اللہ رب العزت جہنم میں اپنا قدم رکھ دے گا' تو اس کے حصے ایک دوسرے سے مل جائیں گے' اور وہ کہے گی: بس بس بس! تیری عزت اور تیرے کرم کی قسم! اور جنت میں ہمیشہ وسعت رہے گی' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جنت کے لیے ایک مخلوق پیدا فرما دے گا' وہ جنت کے فاضل حصے میں رہے گی۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ جہنم کو بھرنے کے لیے اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا (جس کی حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے' اس پر ایمان لانا ضروری ہے' اس کی حقیقت کے درپے ہونا ہمارا کام نہیں)۔

اور اللہ تعالیٰ جہنم کو بھرنے کے لیے کوئی اور مخلوق پیدا نہیں فرمائے گا' کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کوئی اور مخلوق پیدا فرما کر اسے جہنم میں داخل فرماتا تو یہ اگرچہ حقیقۃً ظلم نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ اپنی ملک میں جس طرح چاہے تصرف فرمائے' یہ ظلم نہیں۔ لیکن ظاہراً اور صورت کے اعتبار سے یہ ظلم ہوتا۔ اس لیے جہنم کے لیے اللہ تعالیٰ کوئی مخلوق پیدا نہیں فرمائے گا' لیکن جنت کے لیے مخلوق پیدا فرمائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوگا کہ اس مخلوق کو بلا عمل جنت میں داخل فرمائے گا اور جنت کے لیے اللہ تعالیٰ کا نئی مخلوق پیدا فرمانا مذہب اہل سنت کی دلیل ہے کہ ثواب اعمال پر موقوف نہیں کہ انہیں بلا عمل جنت میں داخل فرما دیا جائے گا۔ لیکن معتزلہ کی طرف سے اعتراض ہے کہ جنہوں نے گناہ نہیں کیا (انہیں عذاب نہ دے کر) ظلم کی نفی کرنا' اس بات کی دلیل ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نہیں عذاب دیتا تو یہ ظلم ہوتا' اور یہی ہم معتزلہ کا مذہب ہے۔ ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ (گناہ کے بغیر) انہیں عذاب دیتا تو یہ ظلم نہ ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے غیر کی ملک میں تصرف نہیں فرمایا' البتہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم کا اظہار فرماتے ہوئے انہیں عذاب نہیں دے گا۔ لہٰذا اس صورت میں ظلم کی نفی کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کے کرم کو ثابت کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے کہ وہ گناہ کے بغیر کسی کو عذاب نہیں دے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۴۱ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرِيْلَ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِاَهْلِهَا فِيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا' تو جبریل علیہ السلام سے فرمایا: جاؤ! اور جنت کی طرف دیکھو' حضرت جبریل علیہ السلام نے جا کر جنت کی طرف دیکھا اور جنت میں اہل جنت کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو انعامات تیار کر رکھے ہیں' ان کی طرف

اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكَارِهِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَّا يَدْخُلَهَا اَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَّا يَبْقٰى اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

دیکھا' پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! جو کوئی بھی جنت کے بارے میں سنے گا' وہ اس میں داخل ہو جائے گا' پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کو مشقتوں کے ساتھ ڈھانپ دیا' پھر فرمایا: اے جبریل! جاؤ! جنت کی طرف دیکھو فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے جا کر جنت کی طرف دیکھا' پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! مجھے خوف ہے کہ جنت میں کوئی بھی داخل نہیں ہوگا' آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا فرمایا' تو ارشاد فرمایا: اے جبریل! جاؤ! اور جہنم کی طرف دیکھو فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے جا کر جہنم کی طرف دیکھا' پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! جو کوئی جہنم کے متعلق سنے گا' وہ اس میں داخل نہیں ہوگا' پھر اللہ تعالیٰ نے جہنم کو خواہشاتِ نفسانیہ کے ساتھ ڈھانپ دیا' پھر فرمایا: اے جبریل! جاؤ! اور جہنم کی طرف دیکھو فرمایا کہ جبریل علیہ السلام گئے اور جہنم کی طرف دیکھا اور عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! مجھے خوف ہے کہ ہر کوئی اس میں داخل ہو جائے گا۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

٨٥٤٢ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلٰوةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ الْاٰنَ مُذْ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِیْ قِبَلِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِی الْخَيْرِ وَالشَّرِّ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی' پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور اپنے مبارک ہاتھ سے مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ فرمایا' اور فرمایا: ابھی تمہیں نماز پڑھانے کے دوران مجھے اس دیوار کی جانب جنت و دوزخ اجمالی صورت میں دکھائی گئیں ہیں' اور میں نے خیر اور شر میں کوئی چیز آج کی طرح نہیں دیکھی۔ (بخاری)

بَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ وَذِكْرِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

پیدائش کی ابتداء اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر

٨٥٤٣ - عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے ابتدائے آفرینش کے متعلق ہمیں خبر دی' حتیٰ کہ جنتی اپنے مکانات میں داخل ہو جائیں گے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں میں داخل ہو جائیں گے' اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور اسے بھول گیا جو بھول گیا۔ (بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ اور آپ کا علم غیب

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان معجزہ کا بیان ہے کہ آپ نے ایک ہی مجلس میں ابتدائے خلق سے لے کر انتہاء تک جنت اور جہنم میں دخول تک کے تمام واقعات کو بیان فرما دیا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ابتداء سے لے کر جنت و جہنم میں مستقر ہونے تک کی ایک ایک چیز کی خبر دے دی اور آپ نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے جمیع احوال کی خبر دی اور ایک ہی مجلس میں یہ تمام اُمور بیان فرما دینا خلافِ عادت ایک عظیم امر ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۲۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس سے واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو بہ عطائے الٰہی ابتدائے خلق سے لے کر انتہاء تک تمام چیزوں کا علم ہے کیونکہ بیان وہی کر سکتا ہے جسے علم ہو اسی کو علم کلی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ. (النحل:۸۹) اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

اور یہ تمام چیزیں غیب ہیں لہٰذا آپ نے غیب کا بیان فرمایا جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ. (النحل:۸۹) اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

اور غیب وہی بیان کر سکتا ہے جسے غیب کا علم ہو لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ کی عطا سے علم غیب بھی حاصل ہے۔ البتہ اس کے باوجود آپ کو عالم الغیب کہنا ہمارے نزدیک جائز نہیں جیسا کہ پہلے تفصیل گزر چکی ہے۔

۸۵۴۴ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّينِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ أَوَّلِ هٰذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ أَتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ أَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا وَايْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ أَقُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ آپ کی خدمت میں بنو تمیم کے کچھ لوگ حاضر ہوئے آپ نے فرمایا: اے بنو تمیم! تم بشارت قبول کرو انہوں نے کہا: آپ نے ہمیں بشارت دے دی ہمیں کچھ عطا بھی فرمائیے پھر یمن کے کچھ لوگ حاضر ہوئے آپ نے فرمایا: اے اہل یمن! تم بشارت قبول کر لو کیونکہ بنو تمیم نے تو بشارت قبول نہیں کی انہوں نے عرض کیا: ہم نے بشارت قبول کی ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم دین سیکھیں اور آپ سے تخلیق کی ابتداء کے متعلق سوال کریں کہ پہلے کیا چیز تھی؟ آپ نے فرمایا: پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات تھی اور اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا پھر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور لوحِ محفوظ میں ہر چیز لکھ دی۔ (حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) پھر میرے پاس ایک شخص نے آ کر کہا: اے عمران! تمہاری اونٹنی بھاگ گئی ہے اسے جا کر تلاش کرو اور میں اس کی تلاش میں نکل گیا اللہ کی قسم! مجھے یہ بات پسند ہے کہ میری اونٹنی چلی جاتی مگر میں اپنی جگہ سے کھڑا نہ ہوتا۔ (بخاری)

۸۵۴۵ - وَعَنْ أَبِي رَزِينٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ قَالَ كَانَ فِي عَمَاءٍ مَّا تَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ وَخَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ

حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا رب اپنی مخلوق پیدا فرمانے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ نے فرمایا: وہ ہلکے بادل میں تھا نہ اس کے نیچے ہوا تھی اور نہ اس کے اوپر ہوا تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنا عرش پانی پر پیدا فرمایا۔ (ترمذی) یزید بن ہارون نے کہا کہ عماء سے مراد

يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ الْعَمَاءُ اَيْ لَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ.

ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی۔

٨٥٤٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ فَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمانے سے پہلے ایک تحریر لکھی کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے اور یہ تحریر اللہ تعالیٰ کے پاس عرش کے اوپر لکھی ہوئی ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٥٤٧ - وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ زَعَمَ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا فِي الْبَطْحَاءِ فِيْ عَصَابَةٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيْهِمْ فَمَرَّتْ سَحَابَةٌ فَنَظَرُوْا اِلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَسْمَعُوْنَ هٰذِهٖ قَالُوا السَّحَابُ قَالَ وَالْمُزْنُ قَالُوْا وَالْمُزْنُ قَالَ وَالْعَنَانُ قَالُوْا وَالْعَنَانُ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا بُعْدَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ قَالَ اِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا اِمَّا وَاحِدَةٌ وَّاِمَّا اثْنَتَانِ اَوْ ثَلَاثٌ وَّسَبْعُوْنَ سَنَةً وَّالسَّمَاءُ الَّتِيْ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ثُمَّ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ اَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهٖ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ اَوْعَالٍ بَيْنَ اَظْلَافِهِنَّ وَوَرِكِهِنَّ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ عَلٰى ظُهُوْرِهِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ اَسْفَلِهٖ وَاَعْلَاهُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ اللّٰهُ فَوْقَ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بطحاء کے مقام پر ایک جماعت کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان لوگوں میں تشریف فرما تھے' ایک بادل گزرا تو لوگوں نے اس کی طرف دیکھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اسے کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: سحاب' آپ نے فرمایا: اور مزن بھی کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: اور مزن بھی' آپ نے فرمایا: اور عنان بھی کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: اور عنان بھی' آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ زمین و آسمان کے درمیان کتنی مسافت ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہم نہیں جانتے' آپ نے فرمایا: زمین و آسمان کے درمیان اکہتر یا بہتر یا تہتر سال کی مسافت ہے' اور اس کے اوپر والا آسمان بھی اتنی ہی مسافت پر ہے حتیٰ کہ آپ نے سات آسمان شمار فرمائے' فرمایا کہ پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے' اس کے اوپر والے اور نیچے والے حصے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے' جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے' پھر اس کے اوپر آٹھ بکرے ہیں' جن کے کھروں اور سرین کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے' جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے' پھر ان کی پشتوں پر عرش ہے' اس کے نیچے والے اور اوپر والے حصے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے' پھر اس کے اوپر اللہ تعالیٰ ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٨٥٤٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَّاَصْحَابُهٗ اِذْ اَتٰى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذِهِ الْعَنَانُ هٰذِهٖ رَوَايَا الْاَرْضِ يَسُوْقُهَا اللّٰهُ اِلٰى قَوْمٍ لَّا يَشْكُرُوْنَهٗ وَلَا يَدْعُوْنَهٗ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَكُمْ قَالُوا اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان بیٹھے ہوئے تھے' اسی دوران ان کے اوپر سے ایک بادل گزرا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: یہ بادل ہیں' یہ زمین کو سیراب کرتے ہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں ایسی قوم کی طرف لے جاتا ہے' جو نہ اس کا شکر ادا کرتے ہیں نہ اس سے دعا مانگتے ہیں' پھر آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان

وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا الرَّقِيْعُ سَقْفٌ مَّحْفُوْظٌ وَّمَوْجٌ مَّكْفُوْفٌ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ سَمَاءَانِ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَائَيْنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ الْعَرْشُ وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِيْ تَحْتَكُمْ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّهَا الْاَرْضُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا تَحْتَ ذٰلِكَ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ تَحْتَهَا اَرْضًا اُخْرٰى بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ اَرَضِيْنَ بَيْنَ كُلِّ اَرْضَيْنِ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَى الْاَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۝﴾ (الحدید:۳) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ قِرَاءَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰيَةَ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ اَرَادَ لَهَبَطَ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ وَعِلْمُ اللّٰهِ وَقُدْرَتُهٗ وَسُلْطَانُهٗ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ وَّهُوَ عَلَى الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهٗ فِيْ كِتَابِهٖ.

نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں' فرمایا: وہ آسمان ہے جو محفوظ چھت اور روکی ہوئی موج کی طرح ہے' پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اور آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: تمہارے اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے' پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آسمان کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: ان کے اوپر دو آسمان ہیں جن کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے' پھر اسی طرح فرمایا' یہاں تک کہ آپ نے سات آسمان شمار فرمائے اور فرمایا کہ ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنی آسمان و زمین کے درمیان مسافت ہے' پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں' فرمایا: اس کے اوپر عرش ہے اور عرش اور آسمان کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہے' پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں' فرمایا: بے شک وہ زمین ہے' پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں' فرمایا: اس کے نیچے دوسری زمین ہے اور دونوں زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے' یہاں تک کہ آپ نے سات زمینیں شمار فرمائیں' اور فرمایا کہ ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے' پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر تم نچلی زمین کی طرف ایک رسی لٹکاؤ تو وہ اللہ تعالیٰ (کے علم) پر گرے گی' پھر آپ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: وہی اوّل ہے' وہی آخر ہے' وہی ظاہر ہے' وہی باطن ہے اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے۝ (الحدید:۳) (مسند احمد' ترمذی) ترمذی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا اس آیہ مبارکہ کو تلاوت فرمانا' اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ وہ رسّی اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت اور سلطنت میں ہی گرے گی' اور اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت اور سلطنت ہر جگہ ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) عرش پر ہے' جس طرح کہ خود اس نے اپنی کتاب میں اپنی صفت ذکر فرمائی ہے۔

٨٥٤٩ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُذِنَ لِيْ اَنْ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے عرش اٹھانے والے ملائکہ میں سے ایک فرشتے کے متعلق بتانے کی

أُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ اِنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ اِلٰى عَاتِقَيْهِ مَسِيْرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

اجازت دی گئی ہے' اس کے دونوں کانوں کی لَوؤں اور دونوں کندھوں کے درمیان سات سو سال کی مسافت ہے۔ (ابوداؤد)

٨٥٥٠ ـ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ جَهِدَتِ الْاَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَنُهِكَتِ الْاَمْوَالُ وَهَلَكَتِ الْاَنْعَامُ فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا فَاِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتّٰى عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وُجُوْهِ اَصْحَابِهٖ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ اَنَّهٗ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى اَحَدٍ شَاْنُ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَيْحَكَ اَتَدْرِيْ مَا اللّٰهُ اِنَّ عَرْشَهٗ عَلٰى سَمٰوَاتِهٖ لَهٰكَذَا وَقَالَ بِاَصَابِعِهٖ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَيَئِطُّ اَطِيْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاكِبِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کیا: جانیں مشقت میں پڑ چکی ہیں' اہل وعیال بھوکے ہیں' مالوں میں کمی آ چکی ہے' چار پائے ہلاک ہو رہے ہیں' آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجئے' ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفیع بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو آپ کی بارگاہ میں شفیع بناتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! اور آپ مسلسل تسبیح بیان فرماتے رہے' حتیٰ کہ آپ کی شدتِ غضب کا اثر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے چہروں میں ظاہر ہو گیا' پھر آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کی بارگاہ میں شفیع نہیں بنایا جاتا' اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند و بالا ہے' کیا تجھے پتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شان کیا ہے اور آپ نے اپنی نورانی انگلیوں کو اپنی مبارک ہتھیلی پر گنبد کی طرح بناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش آسمانوں پر اس طرح ہے اور بے شک وہ اس طرح چرچراتا ہے' جیسے سوار کی وجہ سے کجاوہ چرچراتا ہے۔ (ابوداؤد)

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ قَالَ اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّاَ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ وَيَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

ترمذی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص جس کی بینائی درست نہیں تھی' اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت عطا فرمائے' آپ نے فرمایا: اگر تو چاہتا ہے تو دعا کر دیتا ہوں اور اگر چاہے تو صبر کر اور صبر کرنا تیرے لیے زیادہ بہتر ہے' اس نے عرض کیا: دعا کر دیجئے' آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے' اور یہ دعا مانگے: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں' جو نبیٔ رحمت ہیں' (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) بے شک میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تا کہ میری حاجت پوری فرما دی جائے' اے اللہ! ان کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

وَرَوٰى نَحْوَهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَذَكَرَ فِيْ اَوَّلِهٖ قِصَّةً وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى

اور نسائی' ابن ماجہ اور طبرانی نے اس کی مثل روایت ذکر کی ہے' اور اس کی ابتداء میں ایک قصہ ذکر کیا ہے' اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسے ذکر کیا ہے اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بخاری و مسلم کی شرط پر

شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَصَحَّحَهُ اَيْضًا الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَفْظُ النَّسَائِيِّ اِنَّ اَعْمٰى اَتٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّكْشِفَ لِيْ عَنْ بَصَرِيْ قَالَ اَوْ اَدْعُكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ قَدْ شَقَّ عَلَيَّ ذِهَابُ بَصَرِيْ قَالَ فَانْطَلِقْ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ اِلٰى رَبِّيْ بِكَ اَنْ يَّكْشِفَ لِيْ عَنْ بَصَرِيْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَشَفِّعْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ فَرَجَعَ وَقَدْ كَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِهٖ.

صحیح ہے اور بیہقی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور نسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک نابینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ میری آنکھیں درست فرما دے' آپ نے فرمایا: یا میں رہنے دوں' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! بینائی کا ختم ہو جانا میرے لیے دشوار ہے' آپ نے فرمایا: جا! اور وضو کر' پھر دو رکعت نماز ادا کر' پھر یہ دعا کر: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی' نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ میری بینائی درست فرما دے' اے اللہ! ان کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما اور میرے حق میں میری دعا قبول فرما' وہ واپس ہوا اور اللہ نے اس کی بینائی درست فرما دی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کا ثبوت

مذکورہ روایت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنے کا ثبوت ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ھ نے کتاب الدعوات میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (جامع ترمذی' رقم الحدیث: ۳۵۷۸)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بھی اپنی سنن میں ''کتاب اقامة الصلٰوة والسنة فيها' باب ما جاء فی صلٰوة الحاجة'' میں اسے روایت کیا' جس کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِيْ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ اَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ وَّاِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَقَالَ ادْعُهُ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوْءَهٗ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَيَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ قَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

(سنن ابن ماجہ' رقم الحدیث: ۱۳۸۵)

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ اللہ سے میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بینائی عطا فرما دے' آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اسے تمہارے لیے مؤخر کر دوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تم چاہو تو میں دعا کر دوں' اس نے عرض کیا: آپ دعا کر دیں۔ آپ نے اسے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو اور یہ دعا مانگو: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ میری حاجت روائی ہو' اے اللہ! ان کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔ ابواسحاق نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی مشکلات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے' بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم دی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بہ وقتِ مصیبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا اور اپنی حاجت روائی کے لیے آپ کی

بارگاہ کی جانب متوجہ ہونا بھی آپ کی تعلیم سے ثابت ہے' نیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا مقام محبوبیت واضح ہوتا ہے کہ آپ کو اللہ رب العزت کے فضل وکرم پر اعتماد ہے کہ میرے وسیلہ سے یہ صحابی اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو وہ دعا ضرور مستجاب ہوگی اور آپ کی شانِ اختیار بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ فرمارہے ہیں: اگر تم چاہو تو میں اسے تمہارے لیے مؤخر کردوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر چاہو تو دعا کردوں اور یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جسے اختیار وتصرف حاصل ہو۔

صاحب انجاح الحاجہ شیخ عبدالغنی دہلوی متوفی ۱۲۹۵ھ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث کو امام نسائی نے اور امام ترمذی نے کتاب الدعوات میں معمولی اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس میں اتنا اضافہ ہے کہ وہ نابینا صحابی کھڑا ہوا اور اس کی آنکھیں درست ہو گئیں' اور ایک روایت میں ہے کہ اس آدمی نے ایسا کیا تو اسے نظر آنے لگا۔ ہمارے شیخ عابد سندھی نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے' یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں آپ کی ذاتِ مکرم سے توسل اور طلبِ شفاعت کے جواز پر دلالت کرتی ہے' اور وصال کے بعد توسل کے ثبوت میں وہ روایت ہے جسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے کہ ایک آدمی اپنے کسی کام کے لیے حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آتا تھا' آپ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور اس کی حاجت کی طرف نظر نہیں فرماتے تھے' وہ آدمی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے اس بات کی شکایت کی' حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تم وضو کی جگہ جا کر وضو کرو' پھر مسجد میں آ کر دو رکعت نماز ادا کرو' پھر یوں کہو: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی محمد ﷺ نبیٔ رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد ﷺ! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت پوری کردی جائے' اور اپنی حاجت کا ذکر کرنا' وہ آدمی چلا گیا' اور جس طرح حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا تھا' اس آدمی نے اسی طرح کیا' پھر وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر آیا' دربان آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ساتھ نشست پر بٹھایا اور پوچھا: تمہیں کیا کام ہے؟ اس نے اپنا کام ذکر کیا تو آپ نے وہ کام پورا کردیا' اور فرمایا: تم نے اب تک اپنے کام کا ذکر ہی نہیں کیا' اور فرمایا: تمہیں جو بھی کام ہو بتا دیا کرنا' پھر وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلا اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور کہا: اللہ تمہیں جزائے خیر دے! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میرے کام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور میری جانب التفات نہیں فرماتے تھے' حتیٰ کہ آپ نے ان کے پاس میری سفارش کردی' حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: بہ خدا! میں نے تو ان سے کوئی بات نہیں کی' لیکن میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ آپ کی بارگاہ میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور اس نے اپنی بینائی کی آپ کی بارگاہ میں شکایت کی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تم صبر کرلو گے؟ اس نے عرض کیا: مجھے کوئی راستہ دکھلانے والا نہیں اور مجھے بڑی دشواری پیش آتی ہے' آپ نے فرمایا: تم وضو کی جگہ جاؤ اور وضو کرو' پھر دو رکعت نماز ادا کرو' پھر اللہ سے ان کلمات کے ساتھ دعا کرو۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم وہاں سے جدا نہیں ہوئے تھے اور ہمارے درمیان کوئی لمبی چوڑی گفتگو نہیں ہوئی تھی کہ وہ آدمی ہمارے پاس اس حال میں آیا کہ گویا اسے بینائی کی شکایت ہی نہیں تھی' اور بیہقی نے اسے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور طبرانی نے کبیر اور متوسط میں اسے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے' جس میں روح بن صلاح ہے۔ ابن حبان اور حاکم نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور اس میں ضعف ہے'۔ اور اس کے باقی راوی صحیح کے راوی ہیں' اور ہمارے شیخ مذکور نے اس میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے' جس میں تفصیل ہے۔ جس کا ارادہ ہو وہ اس رسالہ کی طرف رجوع کرے۔ اس میں بیہقی وابن شیبہ کی مالک الدار سے روایت مذکور ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے تو ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! اپنی امت کے لیے اللہ سے بارش کی

دعا مانگیں کہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ خواب میں اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر کے پاس جا کر اسے میرا سلام پیش کرو۔ اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی۔ (انجاح الحاجہ علیٰ حاشی سنن ابن ماجہ ص ۹۸ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ندائے یا محمد ﷺ کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابی کو دعا تعلیم فرمائی' جس میں یا محمد کے الفاظ ہیں' جس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو پکارنا جائز ہے اور دوسری روایت کے مطابق سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو یہی دعا تعلیم فرمائی' جس میں یا محمد کے الفاظ ہیں' جس سے واضح ہوا کہ سرکار اقدس ﷺ کے وصال مبارک کے بعد بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کو نداء کرنا جائز سمجھتے تھے' البتہ یہاں یہ مسئلہ قابلِ غور ہے کہ آیا نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک محمد کے ساتھ یا محمد کہہ کر آپ کو پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں تفصیل ہے۔ اگر یا محمد کہہ کر نداء کرنے والے کا مقصود لفظ محمد سے اس کا معنی علمی نہ ہو بلکہ صفتی معنی مقصود ہو کہ اسم رسالت ''محمد'' کا معنی ہے: ''الذی یحمد حمدا بعد حمدٍ'' وہ ذات جس کی بار بار تعریف کی جائے' اور یا محمد کہہ کر نداء کرنے والے کا مقصود ہو: اے وہ ہستی جس کی بار بار تعریف کی جاتی ہے! اس صورت میں یا محمد کہہ کر نداء کرنے کے جواز میں کوئی شک نہیں۔

اگر یا محمد کہہ کر نداء کرنے والے کا مقصود اظہارِ محبت ہو اور وہ عالمِ وارفتگی میں یا محمداہ کے نعرے لگا رہا ہو یا اسم رسالت محمد کے ذکر سے اسے لطف حاصل رہا ہو اور اسم اقدس کے ذکر سے لذت حاصل کرنے کے لیے اور لطف اندوز ہونے کے لیے یا محمد پکار رہا ہو' اس کے جواز میں بھی کوئی شک نہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اس کا ثبوت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے موقع پر مدینہ منورہ کے رہنے والوں نے آپ کا استقبال کرتے ہوئے عالمِ وارفتگی میں اظہارِ مسرت کرتے ہوئے یا محمد' یا رسول اللہ کے نعرے لگائے۔ امام مسلم بن حجاج متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

فصعد الرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یامحمد! یا رسول اللّٰہ! یا محمد! یا رسول اللّٰہ!

مرد اور عورتیں چھتوں پر چڑھ گئے اور لڑکے اور خدام گلیوں میں پھیل گئے' وہ نعرے لگا رہے تھے: یا محمد! یا رسول اللہ! یا محمد! یا رسول اللہ!

(صحیح مسلم' کتاب الزہد والرقائق' رقم الحدیث: ۷۴۳۸' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

عشق ومحبت کے جذبہ کا اظہار کرتے ہوئے لفظ یا محمد کے ساتھ آپ کو نداء کرنا بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرحمن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذکر احب الناس الیك فقال یا محمد.

حضرت عبدالرحمٰن بن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا' ایک آدمی نے انہیں کہا: اسے یاد کرو جو تمہیں لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہو' تو انہوں نے کہا: یا محمد!

(الادب المفرد ص ۳۳۵' مطبوعہ مکتبہ اثریہ' سانگلہ ہل)

نوٹ: وہابی ناشر نے خبث باطنی کا اظہار کرتے ہوئے مذکورہ حدیث سے لفظ یا نکال دیا ہے اور صرف محمد لکھا ہے۔ اگر کوئی آدمی آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اور آپ کو بلانے کے لیے عام انداز میں جس طرح ہم ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں' آپ کو بھی نام لے کر پکارے' یہ حرام ہے۔ اس پر دلیل قرآن مجید کی یہ آیہ مبارکہ ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا. (النور: ۶۳) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

اس آیۂ مبارکہ سے یہ نتیجہ صرف امام اہل سنت سیدی اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے ہی اخذ نہیں کیا کہ آپ کو نشانۂ اعتراض بنایا جائے بلکہ جلیل القدر مفسرین کرام نے اس آیۂ مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے یا محمد کے ساتھ نداء کو ناجائز قرار دیا اور ان کا مقصود یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو بلاتے وقت عام انداز میں نام لے کر اور یا محمد کہہ کر نہ بلایا جائے بلکہ آپ کے اوصافِ جلیلہ کے ساتھ اور بارگاہِ رسالت کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کو پکارا جائے' کیونکہ ان ائمہ کی عبارات کا متبادر الی الفہم یہی معنی ہے کہ آپ کو بلاتے وقت عام انداز میں نام لے کر نہ پکارا جائے۔ ان کا یہ مقصود ہرگز نہیں کہ اظہارِ محبت کے لیے عالم وارفتگی میں یا محمد کا نعرہ لگانا جائز نہیں اور آپ کے نامِ اقدس سے لذت حاصل کرتے ہوئے یا محمد کہنا جائز نہیں۔

علامہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ متوفی ۸۶۴ھ لکھتے ہیں:

لا تجعلوا دعا الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا بان تقولوا يا محمد بل قولوا يا نبي الله يا رسول الله في لين وتواضع وخفض صوت.

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے' بایں طور کہ تم یا محمد کہہ کر پکارو بلکہ تم نرمی' عاجزی اور آہستہ آواز کے ساتھ عرض کرو: یا نبی اللہ! یا رسول اللہ!

(تفسیر جلالین ص ۳۰۲' مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کمپنی' کراچی)

علامہ شیخ احمد صاوی مالکی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۲۳ھ لکھتے ہیں:

"لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا" (النور: ۶۳) سے مراد یہ ہے کہ آپ کو نام لے کر اور یا محمد کہہ کر نہ پکارو اور نہ ہی آپ کی کنیت کے ساتھ یا ابا القاسم کہہ کر پکارو' بلکہ آپ کو تعظیم و توقیر کے ساتھ نداء کرو اور خطاب کرو اور یوں کہو: یا رسول اللہ! یا نبی اللہ! یا امام المرسلین! یا رسول رب العالمین! یا خاتم النبیین! وغیرہ۔ آیۂ مبارکہ سے مستفاد ہوا کہ جو کلمات تعظیم کا فائدہ نہ دیں' ان کے ساتھ آپ کو نداء کرنا جائز نہیں' نہ آپ کی حیاتِ طیبہ میں اور نہ آپ کے وصالِ اقدس کے بعد' اس سے معلوم ہوا کہ جو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ کی توہین کرے' وہ کافر ہے اور دنیا و آخرت میں ملعون ہے۔

(تفسیر صاوی جز ۳ ص ۱۲۴' مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ' فیصل آباد)

جس طرح یا محمد کے ساتھ نداء کو ناجائز قرار دینے والے ائمہ کا مقصود یہی ہے کہ تعظیم و محبت کا قصد کیے بغیر محض آپ کو بلانے کے لیے عام انداز میں نام لے کر یا محمد کے ساتھ نداء کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا مقصود بھی یہی ہے کہ عام انداز میں محض نام لے کر آپ کو بلانا جائز نہیں' ورنہ عالم وارفتگی میں اظہارِ محبت کے لیے اور آپ کے نامِ اقدس کے ذکر سے تبرک حاصل کرنے کے لیے اور نامِ محبوب سے لطف اندوز ہونے کے لیے یا محمد اور یا احمد کے ساتھ نداء کو سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز بھی جائز سمجھتے ہیں' بلکہ آپ کے کلام میں اس کی مثالیں موجود ہیں' ایک جگہ جذبہ وارفتگی کا اظہار کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

دمِ نزع جاری ہو میری زباں پر ۔۔۔ محمد محمد' خدائے محمد ﷺ

(حدائق بخشش ص ۶۹' مطبوعہ مسلم کتابوی' لاہور)

جس کی آرزو یہ ہے کہ دمِ نزع بھی وہ اپنے جذبہ عشق کا اظہار کرتے ہوئے محمد محمد کہہ کر اپنے آقا ﷺ کو پکارتا ہوا رخصت ہو'

اس عاشق صادق کے متعلق یہ فیصلہ سنا دینا کیسے درست ہوسکتا ہے کہ وہ مطلقاً یا محمد کی نداء کو نا جائز سمجھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے یہ تو لکھا ہے کہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو نام لے کر نداء کرنی حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۵۷ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

اور آپ نے کہیں یہ تصریح نہیں فرمائی کہ اظہارِ محبت کے لیے یا عالم وارفتگی میں نعرہ لگاتے ہوئے یا نام اقدس کے ذکر سے لطف اندوز ہونے کے لیے یا معنی وصفی کا لحاظ کرتے ہوئے ادب واحترام کے ساتھ یا محمد کہنا حرام ہے' تو پھر خواہ مخواہ آپ کے کلام کا یہ مفہوم بیان کرنا "توجیہ الکلام بمالا یرضی بہ القائل" کہلائے گا۔

نیز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یہ نظریہ اپنی طرف سے پیش نہیں فرمایا بلکہ صحابہ وتابعین علیہم الرضوان سے منقول تفسیر کو بطورِ دلیل پیش کیا۔ آپ رسالہ تجلی الیقین میں لکھتے ہیں:

ابونعیم' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی ہیں:

قال کانوا یقولون یا محمد یا ابا القاسم فنھھم اللّٰہ عن ذلک اعظاما لنبیہ ﷺ فقالوا یا نبی اللّٰہ یا رسول اللّٰہ.

یعنی پہلے حضور کو یا محمد! یا ابا القاسم! کہا جاتا' اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نہی فرمائی جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ! یا رسول اللہ! کہا کرتے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم' الفصل الاول' الجزء الاول' ص ۷ 'مطبوعہ عالم الکتب' بیروت)

بیہقی' امام علقمہ وامام اسود اور ابونعیم' امام حسن بصری وامام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں راوی:

لا تقولوا یا محمد ولکن قولوا یا رسول اللّٰہ یا نبی اللّٰہ.

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا محمد! نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ! یا رسول اللہ! کہو۔

(تفسیر الحسن البصری ج ۲ ص ۱۶۴ 'مطبوعہ المکتبۃ التجاریہ' مکہ المکرمہ)

اسی طرح امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک سے روایت کی' رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۵۷ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

اگر صحابۂ تابعین اور ائمہ تفسیر کے اقوال کا وہ مفہوم ہوسکتا ہے جو معترضین کے نزدیک بھی درست ہو تو پھر امام اہل سنت رضی اللہ عنہ جو انہی ائمہ کے قول کی تشریح کر رہے ہیں' ان کے کلام کو غلط رنگ دینا کہاں کا انصاف ہے؟

حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ القوی نے اپنی تصنیف لطیف تجلی الیقین میں متعدد آیات ذکر کیں' جن میں انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے ناموں کے ساتھ خطاب فرمایا گیا۔ اس کے بعد آپ نے لکھا:

غرض قرآن عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے مگر جہاں رسول اللہ ﷺ سے خطاب فرمایا ہے' حضور کے اوصاف جلیلہ والقاب جمیلہ ہی سے یاد کیا ہے: "یا ایھا النبی انا ارسلنک"۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ایڈیشن' ج ۳۰ ص ۱۵۴ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

اس عبارت کے بعد اس مسئلہ کی تفصیل فرمانے کے بعد آخر میں اس کا حاصل ذکر کیا:

وللہذا علماء تصریح فرماتے ہیں: حضور اقدس ﷺ کو نام لے کر نداء کرنی حرام ہے' اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ایڈیشن' ج ۳۰ ص ۱۵۷ 'مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

آپ نے فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۵۳ سے لے کر ص ۱۵۷ تک جو بحث ذکر کی' اس میں سرکار اقدس ﷺ کی یہ خصوصیت

ذکر کی کہ قرآن مجید میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے نام لے کر مخاطب کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو القاب و اوصاف کے ساتھ خطاب فرمایا' لہٰذا آخر میں آپ نے جو نتیجہ نکالا کہ جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے۔ اس کا صاف اور صریح مطلب یہی ہے کہ آپ قرآن مجید کے متعلق ہی کلام فرمارہے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نام لے کر نہیں پکارا۔ احادیث کے متعلق آپ کی گفتگو نہیں۔ جب آپ کی عبارت میں واضح الفاظ میں قرآن مجید کے محاورہ کا ذکر ہے تو یقینی بات ہے کہ آپ کی اس بحث کا تعلق قرآن مجید کے محاورہ سے ہے' احادیث قدسیہ مراد نہیں' لہٰذا محض حضور فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں تعارض و تضاد ثابت کرنے کے لیے غیر یقینی انداز میں یہ کہنا قطعاً مناسب نہیں ہے۔

ہوسکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے قرآن مجید میں سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر نہیں پکارا' وگرنہ احادیث قدسیہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہ کثرت یا محمد کے ساتھ خطاب کیا ہے اور نداء کی ہے' اور ہمارے نزدیک احادیث بھی حجت ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تجلی الیقین کی مذکورہ بالا عبارت کے آغاز میں صراحۃً ذکر کر دیا کہ اس کا تعلق قرآن مجید کے محاورہ سے ہے' لہٰذا یہ تو واضح ہے کہ اس مقام پر آپ کی مراد یہی ہے کہ قرآن مجید میں آپ کو یا محمد کہہ کر نداء نہیں کی گئی اور یہ واقعی آپ کی عظیم خصوصیت ہے۔ باقی رہا احادیث قدسیہ میں آپ کو یا محمد کے ساتھ نداء کرنا' اس کی آپ نے نفی نہیں فرمائی بلکہ اسی رسالہ تجلی الیقین میں ہی ایسی روایات کا ذکر کرنا' اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے علاوہ آپ کو یا محمد کے ساتھ نداء کی ہے' اور حدائق بخشش میں آپ کے کلام سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ قصیدہ معراجیہ میں لکھتے ہیں:

بڑھ اے محمد! قریں ہو احمد' قریب آ سرورِ مجد — نثار جاؤں یہ کیا نداء تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

(حدائق بخشش ص ۲۰۱' مطبوعہ مسلم کتابوی' لاہور)

نداءِ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسئلہ میں حضور فاضل بریلوی کے نظریہ کی وضاحت کے لیے ان شاء اللہ العزیز یہ مختصر سی تقریر کافی ہے۔ آپ کی عبارات کے سیاق و سباق سے صرفِ نظر کرتے ہوئے' ان کا غلط مفہوم پیش کر کے بیس کیا ہزار حوالہ جات بھی پیش کر دیئے جائیں' ان سے آپ کے نظریہ پر کوئی اعتراض نہیں آئے گا بلکہ وہ تو آپ کے مؤقف کے مؤید ہوں گے۔ اللہ رب العزت محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل حق سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

۸۵۵۱ - وَعَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجِبْرِيْلَ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ فَانْتَفَضَ جِبْرِيْلُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ سَبْعِيْنَ حِجَابًا مِّنْ نُّوْرٍ لَوْ دَنَوْتُ مِنْ بَعْضِهَا لَاحْتَرَقْتُ هٰكَذَا فِي الْمَصَابِيْحِ وَرَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ اَنَسٍ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ فَانْتَفَضَ جِبْرِيْلُ.

حضرت زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا: کیا تم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے؟ حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیبت سے کانپ اٹھے اور عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک میرے اور اللہ کے درمیان ستر ہزار نور کے حجاب ہیں' اگر میں ان میں سے کسی کے قریب ہوا تو جل جاؤں گا۔ مصابیح میں اسی طرح ہے اور اسے ابونعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے' لیکن "فانتفض جبریل" (جبریل کانپ اٹھے) کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

رؤیت الٰہی کے ممکن ہونے پر دلیل

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال کیا: کیا تم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے؟ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

اس میں دلیل ہے کہ دار البقاء میں اللہ تعالیٰ کا دیدار حق ہے۔ اگر دیدار الٰہی محال ہوتا تو نبی کریم ﷺ یہ سوال نہ فرماتے' لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے یا نہیں؟ چونکہ دیدار عموماً قربت کا پتا دیتا ہے (کہ جسے دیکھا جائے' دیکھنے والا اس کے قریب ہوتا ہے) اس لیے حضرت جبریل علیہ السلام ہیبت سے لرز اٹھے اور شارح علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جبریل علیہ السلام کا یہ کہنا کہ میرے اور اللہ کے درمیان ستر نورانی حجاب ہیں' اس سے اللہ تعالیٰ کا کمال اور حضرت جبریل علیہ السلام کا نقصان مراد ہے اور حجاب جبریل علیہ السلام کی جانب سے ہے اور معنی یہ ہے کہ محجوب مغلوب ہے اور یہ مخلوق کی صفت ہے' جو وصف نقصان کے ساتھ متصف ہے اور اللہ رب ذوالجلال تو وصف کمال کے ساتھ موصوف ہے اور کوئی چیز اس کے سامنے حجاب نہیں بن سکتی خواہ وہ انوارِ جمال ہی کیوں نہ ہوں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۵۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٥٥٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اِسْرَافِيْلَ مُنْذُ يَوْمِ خَلَقَهُ صَآفًّا قَدَمَيْهِ لَا يَرْفَعُ بَصَرَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى سَبْعُوْنَ نُوْرًا مَّا مِنْهَا مِنْ نُوْرٍ يَدْنُوْا مِنْهُ اِلَّا اِحْتَرَقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو پیدا فرمایا' جب سے انہیں پیدا فرمایا ہے' وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہوئے ہیں' اپنی نگاہ اوپر نہیں اٹھاتے' ان کے اور رب تبارک وتعالیٰ کے درمیان ستر نورانی حجاب ہیں' ان میں سے جس نورانی حجاب کے بھی وہ قریب ہوں تو جل جائیں۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے)

٨٥٥٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ فَقَالَ خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَخَلَقَ اٰدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ اٰخِرِ الْخَلْقِ وَ اٰخِرِ سَاعَةٍ مِّنَ النَّهَارِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا اور اتوار کے دن اس میں پہاڑ پیدا فرمائے اور پیر کے دن درخت پیدا فرمائے اور ناپسندیدہ چیزیں منگل کے دن پیدا فرمائیں اور بدھ کے روز نور کو پیدا فرمایا اور جمعرات کے دن زمین میں چار پائے پھیلائے اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز عصر کے بعد پیدا فرمایا' مخلوق کے آخر میں اور دن کی آخری گھڑی میں' عصر سے رات تک کے درمیانی وقت میں۔ (مسلم)

ف: قرآن مجید میں ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ○ (ق:۳۸)

اور بے شک ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور تھکاوٹ نے ہمیں نہیں چھوا ○

قرآن مجید کی اس آیۂ کریمہ میں صراحت ہے کہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو چیزیں ہیں' ان کی تخلیق چھ ایام میں ہوئی اور اس حدیث میں ہفتہ سے لے کر جمعہ تک سات ایام کا ذکر ہے' بہ ظاہر ان میں تعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں حدیث میں ہفتہ کے دن سے مراد ہفتہ کی شام ہے' جو اتوار کی رات کہلاتی ہے' لہٰذا اتوار سے لے کر جمعہ تک چھ ایام ہی بنتے ہیں اور آیت وحدیث میں کوئی منافات نہیں۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۵۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٥٥٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَّخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَّخَلَقَ اٰدَمَ مِمَّا وَصَفَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے اور جنوں کو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اس چیز سے پیدا کیے گئے ہیں جو تم سے بیان کی گئی ہے۔ (مسلم)

٨٥٥٥ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ طُوْلُ اٰدَمَ سِتِّيْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِ اَذْرُعٍ عَرْضًا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام ساٹھ گز لمبے اور سات گز چوڑے تھے۔ (مسند احمد)

٨٥٥٦ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَذُرِّيَّتَهٗ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا رَبِّ خَلَقْتَهُمْ يَاْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ وَيَنْكِحُوْنَ وَيَرْكَبُوْنَ فَاجْعَلْ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا اَجْعَلُ مَنْ خَلَقْتُهٗ بِيَدَیَّ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ كَمَنْ قُلْتُ لَهٗ كُنْ فَكَانَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا: اے میرے رب! تو نے انہیں پیدا فرمایا ہے یہ کھائیں گے پئیں گے نکاح کریں گے اور سواری کریں گے لہٰذا ان کے لیے دنیا مقرر فرما دے اور ہمارے لیے آخرت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس کو میں نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا ہے اور جس میں اپنی خاص روح پھونکی ہے اسے میں اس مخلوق کی طرح نہیں کروں گا جسے میں نے فرمایا: کن (ہو جا) اور وہ ہو گئی۔ (بیہقی شعب الایمان)

٨٥٥٧ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ بَعْضِ مَلَائِكَتِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بعض فرشتوں سے زیادہ عزت والا ہے۔ (ابن ماجہ)

افضلیت ملائکہ کی بحث

اس حدیث میں ہے کہ مؤمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بعض فرشتوں سے زیادہ عزت والا ہے۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ مؤمن سے عام مؤمنین مراد ہیں اور بعض ملائکہ سے بھی عام ملائکہ مراد ہیں اور محی السنہ رحمہ اللہ نے "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ" (بنی اسرائیل:۷۰) کی تفسیر میں کہا کہ بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ عوام مؤمنین عوام ملائکہ سے افضل ہیں اور خواص مؤمنین خواص ملائکہ سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِO" (البینہ:۷) یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے وہ بہترین مخلوق ہیںO

اس سے اہل سنت نے استدلال کیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ملائکہ کرام سے افضل ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ خواص مؤمنین سے رسل اور انبیاء کرام علیہم السلام اور خواص ملائکہ سے جبریل و میکائیل و اسرافیل علیہم السلام کی مثل ملائکہ مراد ہیں اور عوام مؤمنین سے کامل اولیاء مثلاً خلفاء و علماء وغیرہم مراد ہیں اور عوام ملائکہ سے باقی ملائکہ مراد ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۳ ۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ۷۹۲ھ لکھتے ہیں:

رسل بشر رسل ملائکہ سے افضل ہیں (رسل ملائکہ سے وہ فرشتے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی حاصل کر کے باقی ملائکہ

تک احکام پہنچاتے ہیں۔ ۱۲ نبراس)

اور رسل ملائکہ عوام بشر (یعنی اولیاء وصلحاء) سے افضل ہیں۔ رسل ملائکہ کی عام بشر پر فضیلت اجماع سے ثابت ہے بلکہ بداہۃً ثابت ہے (کہ اس کے ثبوت کے لیے دین اسلام میں کسی دلیل کی ضرورت نہیں) اور رسل بشر کی رسل ملائکہ پر فضیلت چند دلائل سے ثابت ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو تعظیم و تکریم کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اور سجدہ کے طور پر تعظیم و تکریم ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے قول کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اَرَاَيْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ" (بنی اسرائیل: ۶۲) "اس نے کہا: مجھے بتا کہ یہ جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے (اس کی وجہ کیا ہے؟)"۔

اور سجدہ کے بطور تعظیم ہونے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ شیطان نے کہا: "اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ۝" (الاعراف: ۱۲) "میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا" ۝ اور حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ادنیٰ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اعلیٰ کو سجدہ کرے اس کا عکس نہیں ہوتا۔

(۲) ہر اہل لسان اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا" (البقرہ: ۳۱) اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کی تعلیم دی' سے یہی سمجھے گا کہ اس سے مقصود ملائکہ پر سیّدنا آدم علیہ السلام کی فضیلت اور ان کے مستحق تعظیم و تکریم ہونے کا بیان کرنا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۝ (آل عمران: ۳۳)

بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی اولاد اور عمران کی اولاد کو سارے جہان والوں سے ۝

ملائکہ بھی عالمین سے ہیں' لہٰذا ملائکہ پر ان حضرات کی فضیلت ثابت ہوئی۔ (ظاہر آیت کا تقاضا تو یہی ہے کہ تمام آل ابراہیم و آل عمران کو خواہ رسول ہوں یا غیر رسول' سب ملائکہ پر فضیلت ہے' لیکن ابراہیم و عمران کی عام اولاد کا رسل ملائکہ پر افضل ہونا خلاف اجماع ہے' لہٰذا انہیں آیت کے عموم سے خاص کر لیا جائے گا اور ان کے علاوہ باقی میں حکم ثابت رہے گا کہ رسل بشر' رسل ملائکہ اور عوام بشر' عوام ملائکہ سے افضل ہیں۔ ۱۲ نبراس) (شرح العقائد ص ۱۵۷ 'مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

۸۵۵۸ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ اٰدَمَ فِی الْجَنَّةِ تَرَكَهٗ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّتْرُكَهٗ فَجَعَلَ اِبْلِيْسُ يَطِيْفُ بِهٖ يَنْظُرُ مَا هُوَ فَلَمَّا رَاٰهُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّهٗ خَلْقٌ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت بنائی تو جب تک چاہا' اسے چھوڑے رکھا' ابلیس ان کے اردگرد غور و فکر کرتے ہوئے گھومنے لگا کہ یہ کیا چیز ہیں؟ جب ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسد مبارک کو اندر سے خالی دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ ایسی مخلوق ہے' جو خود پر قابو نہیں پا سکے گی۔ (مسلم)

حضرت آدم علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے؟

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت بنائی۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ میں اس حدیث کو انتہائی مشکل خیال کرتا ہوں کیونکہ کتاب و سنت سے ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین کے اجزاء سے پیدا کیے گئے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے تو وہ بشر تھے

اور زندہ تھے۔ نص کتاب سے جو مفہوم ہوتا ہے وہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ" (البقرہ: ۳۵) "ہم نے حکم دیا: اے آدم تم اور تمہاری زوجہ جنت میں ٹھہرو" اور شارح نے کہا کہ ایک قول یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حدیث میں "فی الجنۃ" کے کلمات بعض راویوں کا سہو ہوں۔ قاضی رحمہ اللہ نے کہا کہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا اور اس مٹی کو گوندھا حتیٰ کہ وہ گارا ہو گئی' پھر اسے پڑا رہنے دیا حتیٰ کہ وہ کھنکتی ہوئی مٹی ہو گئی' اور مکہ و طائف کے درمیان بطن نعمان میں رکھ دی گئی جو کہ عرفات کی ایک وادی ہے' لیکن یہ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر بنانے کے منافی نہیں' کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کی مٹی کو زمین میں گوندھا گیا ہو اور زمین میں رکھا گیا ہو' جب اس پر کئی ادوار گزر گئے اور اس میں صورتِ انسانیہ قبول کرنے کی استعداد پیدا ہوئی تو اسے جنت کی طرف اٹھایا گیا ہو اور تصویر بنائی گئی ہو' اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد "يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ" میں اس پر کوئی دلیل نہیں کہ روح پھونکنے کے بعد انہیں جنت میں داخل کیا گیا تھا' کیونکہ سکون سے مراد استقرار ہے' اور استقرار کا حکم ضروری نہیں کہ جنت میں حصول سے پہلے ہو' یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ روایات اس پر متفق ہیں کہ حضرت حوا علیہا السلام جنت میں حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کی گئیں اور انہیں بھی جنت میں سکونت کا حکم دیا گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا مادہ یعنی بدن عالم سفلی سے تھا اور آپ کی صورت جس کی بناء پر آپ باقی حیوانات سے ممتاز ہیں اور ملائکہ کے مشابہ ہیں' اس کا تعلق عالم علوی سے تھا' اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے مادہ یعنی بدن کے بننے کی نسبت زمین کی طرف فرمائی کیونکہ وہ زمین سے ہی پیدا ہوا تھا' اور آپ کی صورت کی جنت کی طرف نسبت فرمائی کیونکہ صورتِ آدم جنت میں ہی واقع ہوئی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۲۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۵۵۹ ۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَنْبِیَاءِ کَانَ اَوَّلُ قَالَ اٰدَمُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَبِیٌّ کَانَ قَالَ نَعَمْ نَبِیٌّ مُکَلَّمٌ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَمِ الْمُرْسَلُوْنَ قَالَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّبِضْعَةُ عَشَرَ جَمًّا غَفِیْرًا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے پہلے نبی کون ہیں؟ فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ نبی تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! وہ نبی تھے' جن سے کلام فرمایا گیا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! رسول کتنے ہیں؟ فرمایا: تین سو دس سے کچھ زائد ایک کثیر جماعت ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَمْ وَفَاءُ عِدَّةِ الْاَنْبِیَاءِ قَالَ مِائَةُ اَلْفٍ وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اَلْفًا الرُّسُلُ مِنْ ذٰلِکَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّخَمْسَةُ عَشَرَ جَمًّا غَفِیْرًا رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

اور ایک روایت میں ہے: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! انبیاء کرام علیہم السلام کی مکمل تعداد کتنی ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں' جن میں سے تین سو پندرہ رسولوں کی ایک کثیر جماعت ہے۔ (مسند احمد)

۸۵۶۰ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُخْتُتِنَ اِبْرَاهِیْمُ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِیْنَ سَنَةً بِالْقَدُوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کی عمر میں مقام قدوم میں اپنا ختنہ کیا۔ (بخاری و مسلم)

۸۵۶۱ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ اِثْنَتَيْنِ مِنْهُنَّ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ قَوْلُهُ اِنِّيْ سَقِيْمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّسَارَةُ اِذْ اَتٰى عَلٰى جَبَّارٍ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَّعَهُ اِمْرَاَةٌ مِّنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَسَاَلَهُ عَنْهَا مَنْ هٰذِهٖ قَالَ اُخْتِيْ فَاَتٰى سَارَةَ فَقَالَ لَهَا اِنَّ هٰذَا الْجَبَّارَ اِنْ يَّعْلَمْ اَنَّكِ اِمْرَاَتِيْ يَغْلِبْنِيْ عَلَيْكِ فَاِنْ سَاَلَكِ فَاَخْبِرِيْهِ اِنَّكِ اُخْتِيْ فَاِنَّكِ اُخْتِيْ فِي الْاِسْلَامِ لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَاَتٰى بِهَا قَامَ اِبْرَاهِيْمُ يُصَلِّيْ فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ فَاُخِذَ وَيُرْوٰى فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اُدْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ فَقَالَ اُدْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ اِنَّكَ لَمْ تَاْتِنِيْ بِاِنْسَانٍ اِنَّمَا اَتَيْتَنِيْ بِشَيْطَانٍ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَاَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ مَهْيَمْ قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ فِيْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ تِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَاءِ السَّمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین ظاہری جھوٹوں کے علاوہ کبھی جھوٹ نہیں بولا' ان میں سے دو ظاہری جھوٹ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تھے' ایک ان کا یہ قول تھا: میں بیمار ہوں' اور دوسرا ان کا یہ قول تھا: بلکہ یہ کام ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (تیسرے ظاہری جھوٹ کے بیان میں) فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا (ملک شام کی طرف ہجرت کے دوران) جب ایک ظالم بادشاہ کے پاس سے گزرے اور اسے بتایا گیا کہ یہاں ایک مرد ہے' جس کے ساتھ حسین ترین عورت ہے' بادشاہ نے آدمی بھیج کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور آپ سے پوچھا: یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: میری بہن ہے' پھر آپ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور انہیں فرمایا کہ اگر اس ظالم بادشاہ کو علم ہو گیا کہ تم میری بیوی ہو تو یہ ظلماً تم کو مجھ سے چھین لے گا' اگر یہ تم سے سوال کرے تو اسے بتانا کہ تم میری بہن ہو' کیونکہ تم میری اسلامی بہن ہو' روئے زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی اور مؤمن نہیں' پھر بادشاہ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلوا لیا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے' جب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اس بادشاہ کے پاس پہنچیں تو اس نے انہیں پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا' اور وہ خود پکڑ لیا گیا' اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا گلا پکڑ لیا گیا (اور گلے سے خراٹے کی طرح آوازیں نکلنے لگیں)' حتیٰ کہ وہ زمین پر پاؤں مارنے لگا اور کہنے لگا: اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کرو میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا' حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور بادشاہ کو نجات مل گئی' پھر دوسری بار اس نے دست درازی کی کوشش کی تو پہلے کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ پکڑ لیا گیا اور اس نے کہا: اللہ سے میرے لیے دعا کرو' میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا' انہوں نے دعا کی تو اس کو نجات مل گئی' پھر اس نے اپنے ایک دربان کو بلا کر کہا کہ تم میرے پاس انسان نہیں بلکہ کوئی جننی لے کر آئے ہو' پھر اس نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا بطورِ خادمہ دے دیں' حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں' آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے' انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے سوال کیا: کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کافر کا مکر اس کے گلے میں ہی لوٹا دیا' اور اس نے خدمت کے لیے ہاجرہ رضی اللہ عنہا دی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: یہ تمہاری ماں ہیں' اے بارش کے بیٹو! (بخاری ومسلم)

28

ایک اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم میری اسلامی بہن ہو' روئے زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی اور مؤمن نہیں۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس پر اشکال ہے کہ اس وقت حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی موجود تھے اور مؤمن تھے' جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے: ''فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ'' (العنکبوت:۲۶) لہٰذا آپ کا یہ کہنا کیسے درست ہے کہ روئے زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی اور مؤمن نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ روئے زمین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد وہ علاقہ تھا' جہاں یہ واقعہ پیش آیا اور اس سرزمین میں حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود نہیں تھے۔ (مرقاۃ المفاتیح ص ۲۳۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو بہن کہنے کی وجہ

اس جابر بادشاہ کا یہ دستور تھا کہ وہ صرف خاوند والی عورتوں کے ہی درپے ہوتا تھا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ خاوند والی عورت نے جب اپنے خاوند کو اختیار کر لیا ہے تو بادشاہ کو بھی نہیں روک سکتی بلکہ بادشاہ تو خاوند کی بہ نسبت زیادہ حق دار ہے' لیکن جو عورتیں خاوند والی نہیں ہیں' ان کے قریب جانے کے لیے ان کی رضامندی ضروری ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد یہ ہو کہ اگر میں نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا اپنی بیوی ہونا ظاہر کر دیا تو بادشاہ مجھے طلاق پر مجبور کرے گا یا میرے قتل کا ارادہ کرے گا' ایک قول یہ ہے کہ اس بادشاہ کے دین میں انبیاء کرام علیہم السلام کی رشتہ دار خواتین کے ساتھ شادی کرنا یا ان سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں تھا' اس لیے آپ نے انہیں اپنی بہن کہا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۳۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول ''اے بارش کے بیٹو!'' کا مفہوم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تمہاری ماں ہیں' اے بارش کے بیٹو! اس سے مراد کیا ہے؟ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

یہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کو خطاب ہے اور آسمانی پانی سے ان کی طہارت و پاکیزگی کی طرف اشارہ ہے۔ طہارت کے بیان میں آسمانی پانی کی مثال دی جاتی ہے' کہتے ہیں کہ فلاں آدمی آسمان کے پانی سے زیادہ پاک ہے۔ بعض نے کہا کہ اس طرف اشارہ ہے کہ آبِ زم زم کا چشمہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وجہ سے جاری ہوا' اور زم زم کا پانی آسمان قدس وطہارت سے نازل ہوا۔ جو فیض بھی زمین میں پیدا ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے آسمان سے نازل فرماتا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ انصار کو خطاب ہے کیونکہ وہ عامر بن حارثہ ازدی کی اولاد ہیں' ان کا لقب ''ماء السماء'' تھا کہ لوگ اس کے سبب سے بارش طلب کیا کرتے تھے' بعض نے کہا کہ مراد تمام عرب ہیں اور انہیں یہ نام اس لیے دیا کہ وہ بارش کی پیروی کرتے ہیں' جہاں بارش ہو وہیں سکونت اختیار کرتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۴۷' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۵۶۲ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے حق دار ہیں' جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے دکھلا کہ تو مُردوں کو کیسے زندہ فرماتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے' وہ ایک مضبوط رکن کی پناہ لیتے تھے اور اگر میں قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام جتنی طویل مدت ٹھہرتا تو میں بلانے والے کی بات قبول کر لیتا۔ (بخاری ومسلم)

28/28

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا مطلب کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے حق دار ہیں

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے حق دار ہیں' جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے دکھلا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ فرماتا ہے؟

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

ابن ملک رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی مراد یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے کوئی شک نہیں کیا بلکہ انہوں نے علم میں اضافہ طلب کیا ہے' اور میں اس کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا O'' (طٰہٰ: ۱۱۴) ''اے محبوب! تم کہو: اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما O'' اور علم میں اضافہ کی طلب کو بطور مشاکلت شک فرمایا' اور امام مزی نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوسکتا تو میں اس کا زیادہ حق دار تھا اور تمہیں خوب معلوم ہے کہ میں نے شک نہیں کیا تو جان لو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی شک نہیں کیا' اور نبی کریم ﷺ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنی ذات پر تواضعاً ترجیح دی یا ابھی آپ کو اس کا علم نہیں تھا کہ آپ اولادِ آدم میں سب سے افضل ہیں' اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے سوال کا مقصود یہ تھا کہ انہیں علم الیقین سے عین الیقین کے مرتبہ پر ترقی حاصل ہو (کسی چیز کا یقینی علم ہو لیکن مشاہدہ اور تجربہ نہ ہو تو وہ علم الیقین ہے اور اگر مشاہدہ بھی ہو جائے تو عین الیقین ہے اور اگر مشاہدہ کے ساتھ تجربہ بھی حاصل ہو جائے تو اسے حق الیقین کہتے ہیں۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ) یا ان کے سوال کا مقصود یہ تھا کہ جب انہوں نے مشرکین پر دلیل قائم کی کہ میرا رب زندہ فرماتا ہے اور موت دیتا ہے' تو پھر آپ نے یہ سوال کیا تا کہ اپنی دلیل کو عیاناً ظاہر فرمائیں۔ میں کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان میں ''نحن'' کا کلمہ تعظیم کے لیے نہیں' ورنہ یہ سوال ہوگا کہ آپ نے تو یہ کلمہ بطور تواضع فرمایا تھا (پھر تعظیم کا کلمہ ''نحن'' کیوں ذکر فرمایا؟) بلکہ معنی یہ ہے کہ اپنی امت سمیت ہم سب مردوں کے زندہ کرنے پر اللہ کی قدرت میں شک نہیں کرتے' بلکہ عموماً تمام امتوں میں سے ہماری جماعت احیاءِ موتی پر اللہ کی قدرت پر اعتقاد رکھتی ہے' اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو انبیاء کرام میں سے مرتبہ توحید میں کامل ترین ہیں' حتیٰ کہ ہماری امت کو ان کے سیدھے اور مضبوط راستے کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے تو پھر وہ کیسے شک کر سکتے ہیں' اگر وہ شک کر سکتے حالانکہ وہ معصوم اور متبوع ہیں' تو ہماری امت تو ان کے ساتھ لاحق اور ان کے طریقہ کی تابع ہے تو پھر ہم شک کے زیادہ حق دار تھے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۲۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا مطلب کہ اگر میں اتنی طویل مدت قید میں ٹھہرتا تو بلانے والے کی دعوت قبول کر لیتا

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام جتنی طویل مدت ٹھہرتا تو میں بلانے والے کی دعوت قبول کر لیتا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس کا واقعہ یہ ہے کہ سیّدنا یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نو سال تک قید میں رہے' جب مصر کے بادشاہ نے آپ کو طلب کیا تا کہ آپ کو رہا کر کے اپنا مقرب بنالے تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیل سے باہر آنے میں توقف فرمایا اور جلدی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ پہلے ان عورتوں سے میری عصمت وعزت کی تحقیق کی جائے جنہوں نے مجھے دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے' اس کے بعد میں جیل سے باہر آؤں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اتنی طویل مدت جیل میں گزارتا اور کوئی مجھے رہائی دلوانا چاہتا تو میں جلدی قبول کر لیتا اور تحقیق حال کی انتظار نہ کرتا۔ بعض نے نبی کریم ﷺ کا یہ کلام حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر' ثابت قدمی اور استقامت

کی تعریف پر محمول کیا ہے کہ اتنی طویل مدت جیل میں مشقت برداشت کرنے کے بعد اس سے زیادہ استقامت کیسے متصور ہو سکتی ہے 'اگر میں بھی وہاں ہوتا تو جلدی رہائی کو قبول کر لیتا' اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان حضرت یوسف علیہ السلام کی مدح میں مبالغہ کے لیے بطور تواضع ہے۔ ورنہ نبی کریم ﷺ تمام اولوالعزم انبیاء کرام سے زیادہ استقامت والے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اس کلام میں سیّدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقصیر کی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے جیل سے باہر آنے میں جلدی کیوں نہیں کی حالانکہ ان کا جیل سے باہر آ کر لوگوں میں تشریف لانا ان کی ہدایت کا سبب تھا' بلکہ وہ تو ان لوگوں کی جانب مبعوث رسول تھے۔ اسی لیے انہوں نے قیدیوں کو دعوتِ توحید دی اور فرمایا: ''یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ O'' (یوسف:۳۹) ''اے میرے جیل کے ساتھیو! کیا متفرق رب بہتر ہیں یا ایک ہی رب اللہ واحد وقہار بہتر ہے O'' لہٰذا انہیں چاہیے تھا کہ وہ جلدی باہر تشریف لاتے اور انہیں دعوتِ توحید دیتے اور اپنے نفس کی براءت کے لیے توقف نہ فرماتے' لیکن اس کلام پر اعتراض ہے کیونکہ پہلے نفس کی براءت ثابت کرنے سے دعوت وتبلیغ زیادہ مؤثر ہوتی تھی۔ واللہ اعلم (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۴۸ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨٥٦٣ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَىَّ الْاَنْبِيَاءُ فَاِذَا مُوْسٰى ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةٍ وَرَاَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مِنْ رَّاَيْتُ بِهٖ شِبْهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مِنْ رَّاَيْتُ بِهٖ شِبْهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِىْ نَفْسَهٗ وَرَاَيْتُ جِبْرِيْلَ فَاِذَا اَقْرَبُ مِنْ رَّاَيْتُ بِهٖ شِبْهًا دِحْيَةُ بْنُ خَلِيْفَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر انبیاء کرام علیہم السلام پیش کیے گئے' میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' وہ قبیلہ شنوءہ کے مردوں کی طرح ہیں' اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' جن اشخاص کو میں نے دیکھا ہے ان میں وہ عروہ بن مسعود کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں' اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا' وہ تمہارے صاحب کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں' نبی کریم ﷺ کی مراد خود اپنی ذات تھی' اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا' میرے دیکھے ہوئے اشخاص میں وہ دحیہ کلبی کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔ (مسلم)

٨٥٦٤ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِىْ لَقِيْتُ مُوْسٰى فَنَعَتَهٗ فَاِذَا رَجُلٌ مُّضْطَرِبٌ رَجُلُ الشَّعْرِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَلَقِيْتُ عِيْسٰى رَبْعَةٌ اَحْمَرُ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَعْنِى الْحَمَّامَ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ قَالَ فَاُتِيْتُ بِاِنَاءَيْنِ اَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْاٰخَرُ فِيْهِ خَمْرٌ فَقِيْلَ لِىْ خُذْ اَيَّهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِيْلَ لِىْ هُدِيْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کروائی گئی' میری موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی' وہ سیدھے بلند و بالا قامت والے مرد ہیں' ان کے بال سیدھے ہیں' وہ قبیلہ شنوءہ کے مردوں کی طرح ہیں' اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی' وہ درمیانی قامت کے سرخ رنگ والے مرد ہیں گویا کہ وہ حمام سے نکل کر آئے ہیں' اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور ان کی اولاد میں' میں ان کے سب سے زیادہ مشابہ ہوں' آپ نے فرمایا کہ میرے پاس دو برتن لائے گئے' ایک برتن میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی' مجھے کہا گیا کہ دونوں میں سے جو چاہے لے لو' میں نے دودھ لے کر پی لیا تو مجھے کہا گیا کہ آپ کی دینِ فطرت کی طرف راہنمائی کی گئی ہے' اگر آپ شراب پکڑ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (بخاری و مسلم)

٨٥٦٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِىْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کروائی گئی' میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' وہ

مُوْسٰى رَجُلًا اٰدَمَ طِوَالًا جَعْدًا كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسٰى رَجُلًا مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبِطَ الرَّأْسِ وَرَاَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِيْ اٰيَاتٍ اَرَاهُنَّ اللّٰهُ اِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاءِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

گندمی رنگ والے، دراز قامت، گھونگھریالے بالوں والے مرد ہیں، وہ قبیلہ شنوءہ کے مردوں کی طرح ہیں، اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ درمیانی قامت والے، سرخ وسفید رنگ کی طرف مائل، سیدھے بالوں والے مرد ہیں، اور میں نے مالک، جہنم کے خازن کو دیکھا، اور میں نے دجال کو دیکھا، آپ نے انہیں ان نشانیوں میں ملاحظہ فرمایا، جو نشانیاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھلائی تھیں، لہٰذا تم ان کے ساتھ آپ کی ملاقات میں شک نہ کرنا۔ (بخاری ومسلم)

٨٥٦٦ - وَعَنْهُ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا وَادِي الْاَزْرَقِ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهٖ وَشَعْرِهٖ شَيْئًا وَّاضِعًا اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ لَهٗ جُؤَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ اَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا هَرْشٰى اَوْلَفْتُ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ مُلَبِّيًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک وادی کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: وادی ازرق، آپ نے فرمایا: گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں اور آپ نے ان کے بالوں اور رنگ کے متعلق کچھ ذکر فرمایا (اور فرمایا کہ) وہ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند آواز سے آہ وزاری کرتے ہوئے اس وادی سے تلبیہ کہتے ہوئے گزر رہے ہیں، پھر ہم چلتے رہے حتیٰ کہ ایک گھاٹی پر پہنچے، آپ نے فرمایا: یہ کون سی گھاٹی ہے؟ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہرشیٰ یا لفت۔ آپ نے فرمایا: گویا میں حضرت یونس علیہ السلام کو سرخ اونٹنی پر سوار دیکھ رہا ہوں، انہوں نے اونی جبہ پہنا ہوا ہے، ان کی اونٹنی کی لگام کھجور کی چھال کی ہے، وہ اس وادی سے تلبیہ کہتے ہوئے گزر رہے ہیں۔

(مسلم)

٨٥٦٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَصْعَقُ مَعَهُمْ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان مرد اور یہودی کے درمیان لڑائی ہوگئی، مسلمان نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام وتمام جہان والوں پر فضیلت بخشی ہے! یہودی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہان والوں پر فضیلت بخشی ہے! اس پر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھا کر یہودی کے چہرے پر تھپڑ مار دیا، اس یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کو اس واقعہ کی خبر دی، جو اس کے اور مسلمان کے درمیان پیش آیا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو بلا کر اس واقعہ کے متعلق استفسار فرمایا، مسلمان نے آپ سے یہ ماجرا عرض کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہوں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا، سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے دیکھوں گا، میں از خود نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو بے ہوش ہوئے

الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ کَانَ فِیْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِیْ اَوْ کَانَ فِیْمَنِ اسْتَثْنَی اللّٰہُ.

تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے ہیں یا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَلَا اَدْرِیْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَۃِ یَوْمَ الطُّوْرِ اَوْ بُعِثَ قَبْلِیْ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی.

اور ایک روایت میں ہے کہ میں از خود نہیں جانتا کہ طور والے دن کی بے ہوشی سے ان کا حساب کر لیا گیا ہے یا وہ مجھ سے پہلے اٹھائے گئے ہیں' اور میں نہیں کہتا کہ کوئی شخص حضرت یونس بن متّٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ لَا تُخَیِّرُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ مُتَّفَقٌ علیہ.

اور ابوسعید رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان فضیلت نہ دو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بے ہوش ہونے والی حدیث پر اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہ دو کیونکہ روزِ قیامت لوگ بے ہوش ہوں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا' سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے دیکھوں گا' میں از خود نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو بے ہوش ہوئے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔ علامہ بدر الدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ' اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاضی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اشکال ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کا تو وصال ہو چکا ہے' انہیں بے ہوشی کیسے لاحق ہو گی' بے ہوش تو زندہ حضرات ہوتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے یہاں گھبراہٹ کی وجہ سے بے ہوشی مراد ہو کہ قبروں سے اٹھنے کے بعد جب زمین و آسمان پھٹ جائیں تو گھبراہٹ کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہو' اس کی تائید لفظ ''یفیق'' اور لفظ ''افاق'' سے ہوتی ہے' کیونکہ افاقہ غشی سے ہوتا ہے اور موت سے اٹھنے کے لیے افاقہ کا لفظ استعمال نہیں ہوتا بلکہ بعث کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں نہیں جانتا کہ انہیں مجھ سے پہلے افاقہ ہو گا' ہو سکتا ہے کہ آپ کا یہ ارشاد اس وقت کا ہو جب آپ کو یہ علم نہ ہو کہ میں سب سے پہلے اٹھایا جاؤں گا۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۲۹۵' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دینے سے منع فرمانے کی توجیہات

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو' حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاتفاق افضل الانبیاء ہیں تو پھر فضیلت دینے سے منع کیوں فرمایا۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض اس شخص کو فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے جو اپنی رائے سے فضیلت دے اور جو دلیل سے فضیلت بیان کرے' اسے منع نہیں فرمایا۔

(۲) اس طرح کی فضیلت سے منع فرمایا ہے جس سے مفضول کی توہین لازم آئے۔

(۳) ایسی فضیلت سے منع فرمایا ہے جو جھگڑے کا باعث بنے۔

(۴) آپ کی مراد یہ ہے کہ مجھے تمام انواعِ فضائل کے ساتھ فضیلت نہ دو کہ مفضول کے لیے کوئی فضیلت باقی نہ رہے' مثلاً جب امام کہے کہ ہم مؤذن سے افضل ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اذان کی نسبت سے مؤذن کی فضیلت کم ہے۔

(۵) نفسِ نبوت میں فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے' جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ'' (البقرہ:

۲۸۵)" ہم ایمان لانے میں اس کے کسی رسول کے درمیان فرق نہیں کرتے" اور بعض انبیاء کرام کی بعض پر فضیلت سے منع نہیں فرمایا کیونکہ قرآن مجید میں ہے: "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ "(البقرہ: ۲۵۳) "یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی"۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۳۴۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث کی پانچ توجیہات ہیں:

(۱) آپ نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا جب آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں۔

(۲) آپ نے یہ ادب اور تواضع کے طور پر فرمایا۔

(۳) ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جو دوسرے نبی کی توہین کا باعث بنے۔

(۴) ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جو جھگڑے اور فتنے کا باعث بنے جیسا کہ حدیث کے سبب سے معلوم ہوتا ہے۔

(۵) نفسِ نبوت میں فضیلت سے منع فرمایا کہ نفسِ نبوت میں کوئی فضیلت نہیں' دیگر فضائل و خصائص کی بناء پر فضیلت ہے' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ "(البقرہ: ۲۵۳) "یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی"۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۸ ص ۴۰ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (کہ آپ نے فرمایا:) انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان فضیلت نہ دو۔

۸۵۶۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اِنِّيْ خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی بندے کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہوں۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ.

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ جس نے یہ کہا کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں' اس نے جھوٹ بولا ہے۔

۸۵۶۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ لَهٗ اَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰى عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَاَهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ اِنَّكَ اَرْسَلْتَنِيْ اِلٰى عَبْدٍ لَّكَ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ فَقَدْ فَقَاَعَيْنِيْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ عَيْنَهٗ وَقَالَ اِرْجِعْ اِلٰى عَبْدِيْ فَقُلِ الْحَيَاةَ تُرِيْدُ فَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْحَيَاةَ فَضَعْ يَدَكَ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرِهٖ فَاِنَّكَ تَعِيْشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِيْبٍ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ملک الموت' حضرت موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا: اپنے رب کے پاس چلیے! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کے تھپڑ مار کر اس کی آنکھ نکال دی' ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واپس حاضر ہو کر عرض کیا: تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو موت کا ارادہ ہی نہیں رکھتا' اس نے تو میری آنکھ نکال دی ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ واپس لوٹا دی اور فرمایا: میرے بندے کے پاس واپس جاؤ' اور عرض کرو: آپ زندگی چاہتے ہیں! اگر آپ کا زندگی کا ارادہ ہے تو بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھیے' آپ کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے' اتنے سال آپ زندگی گزاریں گے' فرمایا: پھر کیا ہوگا؟ عرض کیا: پھر آپ کا وصال ہو جائے گا' فرمایا: پھر میں ابھی وصال اختیار کرتا ہوں' اے میرے رب! مجھے

رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنِّىْ عِنْدَهٗ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰى جَنْبِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ارضِ مقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلے کے برابر قریب کر دے'رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں اس جگہ ہوتا تو تمہیں راستے کے ایک جانب سرخ ٹیلے کے پاس ان کی قبر انور دکھاتا۔ (بخاری ومسلم)

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے ملک الموت کو تھپڑ مارنے کی توجیہات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ مازری رحمہ اللہ نے کہا کہ بعض ملاحدہ نے اس حدیث کا انکار کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ ملک الموت کی آنکھ نکال دیں۔علمائے کرام نے اس کے متعدد جوابات دیے ہیں:

(۱) ہوسکتا ہے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تھپڑ مارنے کی اجازت دی ہو اور اس میں ملک الموت کا امتحان ہو اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے فرماتا ہے اور جس طرح چاہے ان کا امتحان لیتا ہے۔

(۲) یہ حدیث مجازی معنی پر محمول ہے اور مراد یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت سے مناظرہ کیا اور دلائل میں ان پر غالب آ گئے' جس طرح کوئی آدمی دلیل میں کسی پر غالب آ جائے تو کہتے ہیں کہ اس آدمی نے اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی' لیکن یہ جواب ضعیف ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ واپس لوٹا دی۔

(۳) موسیٰ علیہ السلام کو علم نہیں تھا کہ یہ اللہ کی جانب سے کوئی فرشتہ آیا ہے' انہوں نے گمان کیا کہ یہ کوئی مرد ہے جو انہیں قتل کرنا چاہتا ہے' انہوں نے دفاع کیا جس کے نتیجہ میں ملک الموت کی آنکھ نکل گئی' انہوں نے قصداً آنکھ نہیں نکالی۔ یہ جواب امام ابوبکر بن خزیمہ وغیرہ متقدمین نے دیا ہے۔علامہ مازری اور قاضی عیاض نے اسی جواب کو اختیار فرمایا ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حدیث میں کوئی تصریح نہیں کہ انہوں نے عمداً آنکھ نکالی تھی۔ اگر یہ سوال ہو کہ جب ملک الموت دوسری بار آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اعتراف فرمایا کہ یہ ملک الموت ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ دوسری بار وہ ایسی علامت کے ساتھ آئے تھے' جس سے پتا چل گیا کہ وہ ملک الموت ہیں اور موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بات مان لی' لیکن پہلی مرتبہ ایسی کوئی علامت نہیں تھی جس سے پہچان حاصل ہوتی۔ واللہ اعلم (المنہاج شرح صحیح مسلم ج۸ ص۱۲۸' مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

صالحین کے مزارات کے قریب دفن کا استحباب

اس حدیث میں کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے میرے رب! مجھے ارضِ مقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلے کے برابر قریب کر دے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارضِ مقدس سے قریب ہونے کا سوال ارضِ مقدس کی شرافت اور وہاں مدفون انبیاء کرام علیہم السلام کی فضیلت کی بناء پر کیا اور بعض علماء نے کہا کہ آپ نے محض قرب کا سوال کیا' بعینہٖ بیت المقدس کا سوال نہ کیا تا کہ کہیں آپ کی قبر انور مشہور نہ ہو جائے اور لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں' اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فضیلت و برکت والے مقامات میں اور صالحین کے مزارات کے قرب میں دفن مستحب ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج۸ ص۱۲۷' مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

۸۵۷۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبر مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتی' بے شک موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے بچھڑے

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَخْبَرَ مُوْسٰى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهٗ فِي الْعِجْلِ فَلَمْ يُلْقِ الْأَلْوَاحَ لَمَّا عَايَنَ مَا صَنَعُوْا أَلْقَى الْأَلْوَاحَ فَانْكَسَرَتْ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

کے متعلق جو معاملہ کیا' اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی خبر دے دی' مگر انہوں نے تختیاں نہیں گرائیں' اور جب قوم کی حرکت کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا تو تختیاں گرادیں اور وہ ٹوٹ گئیں۔ (مسند احمد)

٨٥٧١ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ اِسْتِحْيَاءً فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَقَالُوْا مَا تَسَتُّرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ أَمَّا بَرَصٌ أَوْ أُدْرَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّأَهٗ فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهٗ لِيَغْتَسِلَ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ فَجَمَحَ مُوْسٰى فِيْ أَثَرِهٖ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مَلَإٍ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَأْسٍ وَأَخَذَ ثَوْبَهٗ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَوَاللّٰهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهٖ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام باحیاء' پردہ دار مرد تھے' شرم وحیاء کی بناء پر آپ کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دیتا تھا' بنی اسرائیل میں سے کسی شخص نے ان کو ایذاء پہنچائی اور بنی اسرائیل نے کہا کہ یہ اتنا پردہ محض اس لیے کرتے ہیں کہ ان کی جلد میں کوئی عیب ہے یا انہیں برص کی بیماری ہے یا ان کے خصیوں میں سوزش ہے' اللہ تعالیٰ نے انہیں اس الزام سے بری فرمانا چاہا' تو ایک روز وہ تنہائی میں غسل کرنے لگے' اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیئے' پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ گیا' موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے یہ کہتے ہوئے دوڑنے لگے: اے پتھر! میرے کپڑے' اے پتھر! میرے کپڑے' حتیٰ کہ وہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گئے' انہوں نے آپ کو برہنہ دیکھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بڑھ کر حسین ہیں' وہ کہنے لگے: بہ خدا! موسیٰ علیہ السلام میں تو کوئی عیب نہیں' آپ نے اپنے کپڑے پکڑ لیے' اور پتھر کو مارنے لگے' اللہ کی قسم! پتھر میں آپ کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ نشانات پڑ گئے۔ (بخاری ومسلم)

حدیث مذکور سے مستنبط فوائد

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کے لیے ان کی شریعت میں لوگوں کے سامنے ننگے غسل کرنا جائز تھا اور موسیٰ علیہ السلام چونکہ بہت حیاء والے تھے اور پردے کو پسند فرماتے تھے' اس لیے آپ تنہائی میں غسل فرماتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرورت کے پیش نظر برہنہ چلنا جائز ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت مثلاً علاج وغیرہ کے لیے شرم گاہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام نقائص اور ظاہری و باطنی عیوب سے پاک تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی نبی کی طرف جسمانی عیوب کی نسبت کرنا' اس نبی کی ایذاء رسانی کا باعث ہے اور ایسے شخص پر کفر کا خدشہ ہے۔ اس حدیث میں سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا ظاہر معجزہ ہے' خصوصاً یہ کہ آپ کے عصا مارنے کا پتھر میں اثر ہوا اور اس میں علم پیدا ہو گیا کہ وہ پتھر اللہ کے حکم سے آپ کے کپڑے لے کر بھاگ پڑا۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۳۰۲' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

٨٥٧٢ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ أَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ يَا أَيُّوْبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ غسل فرما رہے تھے کہ اس دوران ان پر سونے کی ٹڈیاں گریں' حضرت ایوب علیہ السلام انہیں اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے' ان کے رب نے انہیں نداء دی: اے ایوب! کیا میں نے تمہیں اس چیز سے بے

تَرٰی قَالَ بَلٰی وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَا غِنٰی بِیْ عَنْ بَرَكَتِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

پرواہ نہیں کر دیا جو تم دیکھ رہے ہو؟ آپ نے عرض کیا: کیوں نہیں! تیری عزت کی قسم! لیکن میں تیری برکت سے بے نیاز نہیں ہوں۔ (بخاری)

٨٥٧٣ ۔ وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغُلَامَ الَّذِیْ قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ كَافِرًا وَلَوْ عَاشَ لَاَرْهَقَ اَبَوَيْهِ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جس لڑکے کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا' اس کی قسمت میں کافر ہونا لکھ دیا گیا تھا' اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے والدین کو سرکشی اور کفر میں مبتلا کر دیتا۔ (بخاری' مسلم)

٨٥٧٤ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سُمِّیَ الْخَضِرُ لِاَنَّهُ جَلَسَ عَلٰی فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَاِذَا هِیَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهٖ خَضْرَاءَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام کا نام خضر اس لیے رکھا گیا کہ وہ سفید چٹیل زمین پر بیٹھے تو ان کے پیچھے سبزہ لہلہانے لگا۔ (بخاری)

حضرت خضر علیہ السلام کا نام ونسب

اس حدیث میں حضرت خضر علیہ السلام کا ذکر ہے' آپ کے نام ونسب میں مختلف اقوال ہیں۔

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ٨٥٥ھ لکھتے ہیں:

مجاہد نے کہا کہ ان کا نام یسع بن ملکان بن فالغ بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے' اور مقاتل نے کہا: ان کا نام بلیا بن ملکان بن یقطن بن فالغ ہے' ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام ایلیا بن ملکان ہے' ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام خضرون بن عمائیل بن لیفر بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام ہے' یہ کعب کا قول ہے' اور ابن اسحاق نے کہا کہ آپ ارمیا بن حلقیا ہیں اور ہارون بن عمران کی اولاد سے ہیں' اور طبری نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ارمیا تو بخت نصر کے زمانہ میں تھا اور سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بخت نصر کے درمیان طویل زمانہ ہے' ایک قول یہ ہے کہ وہ خضرون بن قابیل بن آدم ہیں۔

(عمدۃ القاری ج ١٥ ص ٢٩٩' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

آپ کا لقب خضر تھا' اسے دو طرح سے پڑھا گیا ہے' خاء کے کسرہ اور ضاد کے سکون کے ساتھ خِضْر اور خا کے فتح اور ضاد کے کسرہ کے ساتھ خَضِر۔ (نبراس شرح شرح العقائد ص ٥٢٢' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

انہیں خضر کہنے کی وجہ حدیث پاک میں بیان فرمائی گئی کہ وہ فروہ بیضاء پر بیٹھے تو ان کے پیچھے سبزہ لہلہانے لگا۔ فروہ بیضاء سے مراد سفید چٹیل زمین ہے کہ وہ صاف اور چٹیل زمین پر بیٹھتے تو وہ سرسبز وشاداب ہو جاتی' لہٰذا انہیں خضر کہا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ خشک گھاس پر بیٹھتے تو وہ تر و تازہ اور ہرا بھرا ہو جاتا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ نماز پڑھتے تو ان کا ارد گرد سبز ہو جاتا' اس لیے انہیں خضر کہا گیا۔

(عمدۃ القاری ج ١٥ ص ٢٩٩' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

سیّدنا خضر علیہ السلام کی نبوت کی بحث

اس میں اختلاف ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے یا ولی؟ صحیح قول یہ ہے کہ آپ نبی تھے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں:

حمری مفسر اور ابوعمرو نے کہا ہے کہ وہ نبی ہیں اور ان کے مرسل ہونے میں اختلاف ہے اور قشیری اور کثیر علماء نے کہا کہ وہ ولی ہیں اور ماوردی نے اپنی تفسیر میں تین اقوال نقل کیے: (١) وہ نبی ہیں (٢) وہ ولی ہیں (٣) وہ فرشتہ ہیں' اور یہ تیسرا قول غریب اور باطل

ہے۔ مازری نے کہا کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ نبی تھے یا ولی؟ ان کی نبوت کے قائلین کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے کہا: ''مَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِیْ'' (الکہف: ۸۲) ''اور یہ میں نے اپنے حکم سے نہیں کیا''۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ نبی ہیں اور ان کی طرف وحی کی جاتی ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ انہیں موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ علم تھا اور ولی کا نبی سے اعلم ہونا بعید ہے' دوسرے حضرات نے جواب دیا ہے کہ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی کی طرف وحی فرمائی ہو کہ وہ خضر علیہ السلام کو یہ حکم دیں۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۸ ص ۱۳۴' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

جمہور کا یہی نظریہ ہے کہ وہ نبی ہیں اور یہی صحیح ہے' کیونکہ ان کے واقعہ میں ایسی چیزیں ہیں جو ان کی نبوت کی دلیل ہیں اور مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ نبی ہیں' اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ولی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نیک بندے ہیں' اور ایک قول یہ ہے کہ وہ فرشتہ تھے اور یہ انتہائی غریب قول ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۲۹۹' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کا بیان

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات میں بھی اختلاف ہے' لیکن جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ زندہ ہیں۔ اکابر اولیاء کاملین کی ان سے ملاقات ثابت ہے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی لکھتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام معمر نبی ہیں' لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر رہتے ہیں' دنیا کے آخر تک باقی رہیں گے' ایک جماعت نے ان کی حیات کا انکار کیا ہے' جن میں سے امام المحدثین بخاری رحمہ اللہ بھی ہیں' اور صدرالدین قونوی صوفی نے کہا ہے کہ ان کا وجود عالم مثال میں ہے' لیکن ان حضرات کے پاس کوئی قوی حجت نہیں' اور یہ حدیث کہ اگر خضر زندہ ہوتے تو مجھ سے ملاقات کرتے' یہ صحیح نہیں۔ ان کے وجود پر یہ دلیل ہے کہ تواتر سے اولیاء و صالحین کے ساتھ ان کی ملاقات ثابت ہے۔

(نبراس شرح شرح العقائد ص ۵۲۲' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ آپ پیغمبر ہیں' لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں اور آب حیات پینے کی وجہ سے قیامت تک زندہ ہیں۔ جمہور علماء' صوفیاء اور بہت سے صالحین کا یہی نظریہ ہے' بعض کبار محدثین مثلاً امام بخاری و ابن مبارک اور بعض دوسرے لوگ مثلاً حربی اور ابن جوزی نے ان کی حیات کا انکار کیا ہے۔ شرح قصیدہ امالیہ میں اسی طرح منقول ہے۔ مشائخ کے کلام میں ان کا ذکر اس قدر کثرت سے ہے کہ شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ حضور سیدنا غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں ہے کہ ایک دفعہ ان کے خطاب کے دوران حضرت خضر علیہ السلام ہوا سے گزرے اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اسرائیلی! رک جاؤ! اور محمدی کا کلام سنو۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے مشائخ کو وصیت فرمائی کہ تم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس کو لازم پکڑ لو کہ وہاں برکات کا نزول ہوتا ہے اور سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۲۴' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں اور ہمارے درمیان موجود ہیں اور یہ بات صوفیاء کرام اور اہل معرفت و صلاح کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

اولیائے کاملین کے ان کی زیارت کرنے' ان کی مجلس میں شریک ہونے' ان سے علم حاصل کرنے' ان سے سوال و جواب کرنے

اور متعدد مقامات شریفہ پر ان کے موجود ہونے کے متعلق بے شمار حکایات ہیں۔ شیخ ابوعمرو بن صلاح نے کہا کہ جمہور علماء کے نزدیک وہ زندہ ہیں' اور صالحین بھی اس مسئلہ میں ان کے ساتھ ہیں' بعض محدثین کا اس مسئلہ میں انکار شاذ ہے۔

(منہاج شرح صحیح مسلم ج ۸ ص ۱۳۴' مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

جمہور علمائے کرام خصوصاً مشائخ طریقت و حقیقت اور اربابِ مجاہدات و مکاشفات کا نظریہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں' انہیں رزق دیا جاتا ہے' بیابانوں میں ان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز' ابراہیم بن ادھم' بشر حافی' معروف کرخی' سری سقطی' جنید اور ابراہیم خواص وغیرہم رضی اللہ عنہم نے ان کی زیارت کی۔ ان کی حیات کے دلائل ہم نے اپنی تاریخ کبیر میں ذکر کیے ہیں۔ امام بخاری' ابراہیم حربی' ابن جوزی اور ابوالحسین مناوی رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ ان کا وصال ہو گیا ہے' ان کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے: ''وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ'' (الانبیاء: ۳۴) ''ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کے لیے دوام ثابت نہیں کیا''۔

اور دوسری دلیل وہ روایت ہے جسے امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال سے کچھ عرصہ پہلے یا ایک ماہ قبل ارشاد فرمایا: تم میں سے جو کوئی آج کے روز زندہ ہے' اس پر سو برس نہیں گزریں گے۔ جمہور نے آیۂ مبارکہ کا یہ جواب دیا ہے کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے بلکہ وہ دنیا کے ختم ہونے تک باقی رہیں گے اور جب صور پھونکا جائے تو وہ فوت ہو جائیں گے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ'' (الانبیاء: ۳۵) ''ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے''۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث کا ظاہر مراد نہیں کیونکہ ایک جماعت سو سال سے زائد زندہ رہی' جن میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں' ان کی زندگی تین سو برس ہوئی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ایک سو برس زندہ رہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اسی زمانہ کی طرف اشارہ فرمایا تھا' قیامِ قیامت تک کے وقت کی طرف اشارہ نہیں فرمایا۔ علاوہ ازیں اس کے بعد کثیر مخلوق سو برس سے زائد زندہ رہی۔ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ خضر علیہ السلام اس وقت زمین پر نہیں تھے' وہ سمندر میں تھے۔ بعض نے کہا: حضرت خضر علیہ السلام اس حکم سے مخصوص ہیں' جس طرح بالاتفاق ابلیس اس حکم سے مخصوص ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۳۰۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق جمہور علمائے اسلام کا یہی نظریہ ہے کہ وہ زندہ ہیں' نیز بعض روایات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ان کا زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور ان کی حیات کے منکرین زمانہ اقدس میں بھی ان کی حیات کے قائل نہیں' لہٰذا یہ احادیث بھی حیاتِ خضر علیہ السلام کے قائلین کے لیے دلیل ہوں گی۔ حیاتِ خضر کے خلاف جتنے دلائل پیش کیے جاتے ہیں' ادنیٰ تامل سے ان کے جوابات واضح ہو جاتے ہیں۔ محض چند کمزور عقلی خدشات کے پیش نظر جمہور علماء کرام' جلیل القدر محدثین اور اکابر اولیائے امت کے نظریات اور مکاشفات کو رد کرنا سلامتی کا طریقہ نہیں۔ اللہ رب العزت حق سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین! بجاہ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

۵۷۵۸ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰى دَاوٗدَ الْقُرْاٰنُ فَكَانَ يَاْمُرُ بِدَوَابِّهٖ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهٗ وَلَا يَاْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور کی تلاوت آسان کر دی گئی تھی' آپ اپنی سواری کے جانور پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسنے سے پہلے پہلے زبور کی تلاوت کر لیتے اور آپ صرف اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہی کھاتے تھے۔ (بخاری)

سیّدنا داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ

اس حدیث میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن (زبور) آسان فرمادیا گیا تھا۔ علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا کہ قرآن سے زبور مراد ہے اور زبور کو قرآن اس لیے فرمایا کیونکہ قراءت کے طریقے سے اس کا اعجاز بیان کرنا مقصود تھا اور حدیث پاک اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے زمانہ لپیٹ دے جس طرح ان کے لیے مکان لپیٹ دیا جاتا ہے' اور اس کا ادراک صرف فیض ربانی سے ہی ہوسکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ یہ معجزہ خلاف عادت ہے اور اختلاف یہ ہے کہ اس میں زمانہ کو وسیع کیا گیا تھا یا کلام کو لپیٹ دیا گیا تھا۔ پہلی بات زیادہ ظاہر ہے کہ زمانہ کشادہ کر دیا گیا تھا' اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے لیے شب معراج زمانہ بھی وسیع کر دیا گیا اور مکان بھی لپیٹ دیا گیا۔ آپ کے متبعین کو بھی یہ شان حاصل ہوئی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ سوار ہوتے وقت الفاظ کی صحیح ادائیگی کے ساتھ اور معانی کو سمجھتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت شروع فرماتے اور دوسری زین میں قدم رکھنے تک مکمل قرآن مجید ختم فرمالیتے۔ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی نے اپنی کتاب نفحات الانس میں بعض مشائخ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے حجر اسود کا بوسہ لیتے وقت قرآن مجید شروع کیا اور باب کعبہ کے سامنے پہنچنے تک قرآن مجید ختم فرمالیا اور ابن شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ نے اوّل سے لے کر آخر تک ایک ایک کلمہ اور ایک ایک حرف سنا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۴۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۵۷۶ ۸۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْاُخْرٰى اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا اِلٰى دَاوٗدَ فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ اَشُقُّهٗ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو عورتوں کے ساتھ ان کے اپنے اپنے بیٹے تھے' بھیڑیا آکر ان میں سے ایک عورت کا بیٹا اٹھا کر لے گیا' اس کے ساتھ والی عورت نے کہا: بھیڑیا تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے' اور دوسری عورت نے کہا: نہیں! تمہارے بیٹے کو لے کر گیا ہے' دونوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی بارگاہ میں مقدمہ پیش کیا' آپ نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا' وہ دونوں باہر نکل کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان کو اس واقعہ کی خبر دی' انہوں نے فرمایا: چھری لاؤ! میں بچے کے دو ٹکڑے کر کے اسے تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا ہوں' چھوٹی عورت نے کہا: ایسا نہ کیجئے! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! یہ اسی کا بیٹا ہے' آپ نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ (بخاری' مسلم)

سیّدنا داؤد و سیّدنا سلیمان علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ کے فیصلوں میں اختلاف کا قصہ

اس حدیث میں سیّدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی دو عورتوں کا قصہ بیان فرمایا گیا' دونوں کے ساتھ ان کے بیٹے تھے بھیڑیا آکر ایک بچے کو اٹھا کر لے گیا تو ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ موجود بچہ میرا ہے۔ سیّدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دیا اور اس کے بعد سیّدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

دونوں عورتوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ موجود بچہ میرا ہے' اس کی وجہ یہ تھی کہ دونوں بچے ہم شکل تھے یا پھر ایک عورت

چھوٹی تھی، لیکن اس نے جان بوجھ کر یہ دعویٰ کیا تا کہ مفقود بچے کی بجائے موجود بچے سے ہی اُنس حاصل کرے یا کسی اور فاسد غرض کی بناء پر اس نے جھوٹ بولا۔ سیّدنا داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا کیونکہ وہ بچہ بڑی عورت کے قبضہ میں تھا اور شرعی قاعدہ کے مطابق قبضے والے کے حق میں فیصلہ کیا جاتا ہے' یا پھر علم قیافہ کے اعتبار سے وہ بچہ بڑی عورت کے مشابہ تھا' اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ کیا' کیونکہ تفتیش سے صورتِ حال واضح ہوگئی کہ چھوٹی عورت کے دل میں بچے کے لیے جذبہ شفقت ورحمت ہے اور بڑی عورت بچے کے معاملہ میں سنگ دل ثابت ہوئی' بلکہ اس نے بچے کے ساتھ عداوت والا معاملہ کیا' اس قرینہ کی بناء پر آپ نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ شارح علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ سیّدنا داؤد وسیّدنا سلیمان علیہما السلام میں سے دونوں کا فیصلہ حق تھا کیونکہ دونوں مجتہد تھے اور اس معاملہ میں دونوں کے فیصلے کی مدار قرینہ پر تھی' البتہ جس قرینہ کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا' وہ ظاہر کے اعتبار سے قوی تھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ان کی شریعت میں قرینہ حالیہ گواہ کے قائم مقام ہو' یعنی اگر چہ بچہ ایک عورت کے قبضہ میں تھا مگر قرینہ حالیہ کو گواہ کے قائم مقام کرتے ہوئے دوسری عورت کے حق میں فیصلہ کیا گیا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ ھ لکھتے ہیں:

علماء کرام نے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے بچے میں بڑی عورت کے ساتھ مشابہت دیکھ کر اس کے حق میں فیصلہ فرمایا ہو یا ان کی شریعت میں بڑے کو ترجیح ہو یا بڑی کے حق میں اس بناء پر فیصلہ فرمایا ہو کہ بچہ بڑی عورت کے قبضہ میں تھا اور ان کی شریعت میں قبضہ والے کو ترجیح تھی' اور حضرت سلیمان علیہ السلام حیلہ اختیار فرما کر اصل صورتِ حال تک پہنچ گئے' آپ نے دونوں عورتوں کو یہ وہم ڈالا کہ بچے کے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں تا کہ جو اصل ماں ہو' اس پر یہ بات دشوار گزرے' بڑی عورت ٹکڑے کرنے پر راضی ہوگئی' جس سے واضح ہوگیا کہ وہ بچے کی ماں نہیں اور چھوٹی عورت اس پر راضی نہ ہوئی' جس سے پتا چل گیا کہ وہ بچے کی ماں ہے ورنہ حضرت سلیمان علیہ السلام حقیقۃً بچے کے ٹکڑے کرنا نہیں چاہتے تھے' اور یہ بھی ممکن ہے کہ بڑی عورت سے اقرار کروایا ہو اور اس نے اقرار کرلیا ہو کہ یہ چھوٹی عورت کا بچہ ہے' لہٰذا اقرار کی بناء پر چھوٹی کے حق میں فیصلہ کیا ہو' محض اس کی شفقت مادری کی بناء پر فیصلہ نہ کیا ہو۔ علماء کرام نے فرمایا کہ حکام بھی معاملات کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ ایک واقعہ میں سیّدنا داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے خلاف فیصلہ کیسے فرمایا' حالانکہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کے فیصلہ کو نہیں توڑتا۔ اس کے متعدد جواب ہیں:

(۱) حضرت داؤد علیہ السلام نے یقینی فیصلہ نہیں فرمایا تھا۔

(۲) یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فتویٰ تھا' ان کا فیصلہ نہیں تھا۔

(۳) ان کی شریعت میں جب ایک فریق فیصلہ کے بعد مقدمہ دوسرے حاکم کے پاس لے جاتا اور دوسرا حاکم پہلے فیصلہ کے خلاف درست دیکھتا تو پہلے فیصلہ کو فسخ کرسکتا تھا۔

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام نے اظہارِ حق کے لیے حیلہ فرمایا اور جب بڑی عورت نے اقرار کرلیا تو اس کے اقرار پر عمل کیا' جس طرح فیصلہ کے بعد محکوم لہ (جس کے حق میں فیصلہ ہو) اقرار کرلے کہ حق دوسرے فریق کا ہے تو فیصلہ کے بعد بھی دوسرے کے حق میں فیصلہ کردیا جائے گا۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ٦ ص ٢٤٤' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

۸۵۷۷ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ میں آج رات نوے بیویوں کے پاس جاؤں

عَلٰی تِسْعِیْنَ اِمْرَاَةً.

گا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ بِمِائَةِ اِمْرَاَةٍ کُلُّهُنَّ تَاْتِیْ بِفَارِسٍ یُّجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ یَقُلْ وَنَسِیَ فَطَافَ عَلَیْهِنَّ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ وَّاحِدَةٌ جَآءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَّاَیْمُ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوْ قَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا اَجْمَعُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ سو بیویوں کے پاس جاؤں گا' ہر بیوی کے شہ سوار بیٹا پیدا ہوگا' جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا' فرشتے نے ان سے کہا: ان شاء اللہ کہیے! وہ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے' پھر وہ سب بیویوں کے پاس گئے' اور ان میں سے صرف ایک زوجہ حاملہ ہوئیں اور ان کے ہاں بھی ناقص الخلقت بچہ پیدا ہوا' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے! اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو سب کے سب اللہ کی راہ میں سوار ہو کر جہاد کرتے۔ (بخاری' مسلم)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی کوئی کام کرنا چاہے تو یوں کہے: ان شاء اللہ میں یہ کام کروں گا۔ قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا○ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ. (الکہف: ۲۳۔۲۴)

اور ہرگز کسی بات کے بارے میں یہ نہ کہنا کہ میں کل یہ کر دوں گا○ مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

۸۵۷۸ ۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ زَکَرِیَّا نَجَّارًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔ (مسلم)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسب انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں۔

۸۵۷۹ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَةِ اَلْاَنْبِیَآءُ اِخْوَةٌ مِّنْ عَلَّاتٍ وَّاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰی وَدِیْنُهُمْ وَاحِدٌ وَّلَیْسَ بَیْنَنَا نَبِیٌّ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں دنیا و آخرت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں اور انبیاء کرام علیہم السلام سب کے سب علاتی بھائی ہیں اور ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں۔ (بخاری' مسلم)

۸۵۸۰ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ یَطْعَنُ الشَّیْطَانُ فِیْ جَنْبَیْهِ بِاِصْبَعَیْهِ حِیْنَ یُوْلَدُ غَیْرَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ یَطْعَنُ فَطَعَنَ فِی الْحِجَابِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر انسان کی پیدائش کے وقت شیطان اس کے پہلو میں اپنی انگلیوں سے کچوکے لگاتا ہے' سوائے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے' شیطان ان کو کچوکے لگانے لگا تو اس کی انگلی پردے میں لگی۔ (بخاری' مسلم)

سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت

اس حدیث میں ہے کہ جو بھی انسان پیدا ہوا' اس کی پیدائش کے وقت شیطان اس کے پہلو میں کچوکے لگاتا ہے سوائے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے' شیطان انہیں کچوکے لگانے لگا تو اس کی انگلی پردے میں لگی۔

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

پردے سے مراد وہ جلد ہے جس میں پیدا ہونے والا بچہ ہوتا ہے اور اس جلد کو مشیمہ کہتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ پردے سے مراد وہ کپڑا ہے جس میں بچہ لپیٹا جاتا ہے۔ اس حدیث میں حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی والدہ ماجدہ کی فضیلت ظاہر ہے۔ شیطان نے سیّدہ مریم علیہا السلام پر تسلط کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ حنہ بن فاقوذ بن ماثان کی برکت سے شیطان

کو روک دیا' کیونکہ انہوں نے دعا کی تھی:

اِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِكَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO (آل عمران:۳۶)

میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوںO

عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ وہب بن منبہ نے کہا: جب عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو شیاطین ابلیس کے پاس آئے اور کہا: بت اوندھے ہو کر گر پڑے ہیں' ابلیس نے کہا: کوئی واقعہ رونما ہوا ہے' وہ اُڑا اور زمین کے دونوں کناروں تک گیا مگر کوئی چیز نہ پائی' پھر سمندروں میں گیا اور کوئی چیز نہ پائی' پھر اُڑا تو دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو چکے ہیں اور ملائکہ نے انہیں ڈھانپ رکھا ہے' پھر شیطان نے واپس آ کر بتایا کہ گزشتہ رات اللہ کے نبی پیدا ہوئے ہیں تو شیاطین اس شہر میں بتوں کی عبادت سے مایوس ہو گئے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۱۷۶' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم سے خارج اور مستثنیٰ ہیں' بلکہ آپ اپنے علاوہ باقی اولادِ آدم کے احوال کی حکایت فرما رہے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۵۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۵۸۱۸ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِیْرٌ وَّلَمْ یَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِیَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں سے بہت سے مرد کامل ہیں اور عورتوں میں صرف مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا اور فرعون کی زوجہ آسیہ رضی اللہ عنہا کامل ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے' جس طرح ثرید کو کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (بخاری' مسلم)

حدیث مذکور سے سیّدہ مریم وسیّدہ آسیہ رضی اللہ عنہما کی نبوت پر استدلال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ عورتوں میں صرف مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون رضی اللہ عنہما کامل ہیں۔ اس سے بعض حضرات نے ان دونوں کی نبوت پر استدلال کیا۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ' اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حصر سے ان دونوں کی نبوت پر استدلال کیا گیا ہے کیونکہ انسانوں میں کامل ترین انبیاء کرام علیہم السلام ہیں' پھر اولیاء اور صدیقین اور شہداء ہیں' اگر یہ دونوں نبیہ نہ ہوں تو لازم آئے گا کہ عورتوں میں ان دونوں کے علاوہ نہ کوئی ولیہ ہو نہ صدیقہ' نہ شہیدہ' اور علامہ کرمانی نے کہا کہ لفظ کمال سے ان دونوں کی نبوت کا ثبوت لازم نہیں آتا' کیونکہ لفظ کمال اس چیز کے لیے بولا جاتا ہے جو اپنے باب میں انتہاء کو پہنچی ہو' اور حدیث میں مراد یہ ہے کہ یہ دونوں عورتوں میں پائے جانے والے جمیع فضائل میں کمال کو پہنچی ہوئی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس گفتگو سے یہ اشکال ختم نہیں ہوتا' البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ عورت کے کامل ہونے سے اس کا اکمل ہونا لازم نہیں آتا' حتیٰ کہ ان کا نبی ہونا لازم آئے بلکہ کمال کے حصول کے لیے ان کا مرتبہ ولایت تک پہنچنا ہی کافی ہے' اور ان دونوں کے بطورِ حصر ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ دونوں ایسے کمالات کے ساتھ مختص ہیں' جن کمالات میں ان دونوں کے ساتھ ان کے زمانہ کی کوئی عورت یا سابقہ امتوں کی کوئی عورت یا مطلقاً کوئی عورت شریک نہیں' کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ عورتیں نبی نہیں ہوتیں' نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا. (الانبیاء:۷)

اور ہم نے تم سے پہلے نہیں بھیجے مگر مرد۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴۷' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جیسے ثرید کی کھانوں پر فضیلت۔ علامہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا کہ ثرید کی مثال اس لیے دی کہ ثرید عرب کے کھانوں میں افضل کھانا ہے اور اہل عرب ثرید سے بڑھ کر کسی کھانے کو سیر کرنے والا نہیں خیال کرتے تھے اور جو ثرید گوشت ملا کر تیار کیا جاتا ہے اسے اہل عرب بہت پسند کرتے تھے اور گوشت کے متعلق مروی ہے کہ کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ گویا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر اس طرح فضیلت دی گئی ہے جس طرح گوشت کو باقی کھانوں پر فضیلت ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ جو ثرید گوشت ملا کر تیار ہوتا ہے اس میں غذائیت اور لذت اور قوت ہوتی ہے اسے تناول کرنا آسان ہوتا ہے کم چبانا پڑتا ہے اور زود ہضم ہوتا ہے۔ ثرید کی مثال دے کر اشارہ کیا گیا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حسن صورت حسن سیرت شیریں کلامی کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت جودت طبع وغیرہ صفات سے نوازا گیا ہے اپنے خاوند کی نگاہ میں محبوب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق انہیں ایسی باتوں کا علم ہے جن کا دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو علم نہیں۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ روایات بیان کیں جو مرد صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی نہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر فضیلت دی گئی اس سے مراد یا تو تمام عورتیں ہیں یا حدیث میں مذکور عورتیں مراد ہیں یا جنتی خواتین مراد ہیں یا ان کے زمانہ کی عورتیں مراد ہیں یا اس امت کی خواتین مراد ہیں یا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مراد ہیں۔

سیدہ عائشہ و سیدہ خدیجہ و سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہن کی باہمی فضیلت میں اختلاف ہے۔ علامہ اکمل نے کہا کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد جہان کی عورتوں میں سب سے افضل سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں سیدہ خدیجہ و عائشہ رضی اللہ عنہا کی مساوات کا احتمال ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سیّدہ خدیجہ و عائشہ رضی اللہ عنہا سے بالاتفاق افضل ہیں اس کے بعد سیّدہ خدیجہ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ علامہ سبکی رحمہ اللہ سے سوال ہوا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا مختار جس کے ساتھ ہم اللہ کی اطاعت کرتے ہیں یہ ہے کہ حضرت فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا افضل ہیں پھر ان کی والدہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۴۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

بہت سے علماء حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے قائل ہیں۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

ابن عبدالبر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

پیاری بیٹی! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو انہوں نے عرض کیا: ابا جان! پھر حضرت مریم کہاں گئیں؟ آپ نے فرمایا: وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہیں۔

بہت سے علمائے محققین جن میں علامہ تقی الدین سبکی علامہ جلال الدین سیوطی علامہ بدرالدین زرکشی اور علامہ تقی الدین مقریزی شامل ہیں انہوں نے تصریح کی ہے کہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جہان کی تمام عورتوں حتیٰ کہ سیّدہ مریم رضی اللہ عنہا سے بھی افضل ہیں۔ علامہ سبکی سے یہ سوال ہوا تو انہوں نے کہا: ہمارا مختار جس کے ساتھ ہم اللہ کی اطاعت کرتے ہیں یہ ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ ابن ابی داؤد سے یہ سوال ہوا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میں کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کے ٹکڑے کے برابر قرار نہیں دے سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عائشہ کو دوسری عورتوں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر۔ اس ارشاد کی شرح میں علامہ مناوی نے فرمایا کہ سلف و خلف کی ایک جماعت نے فرمایا: ہم

29

کسی کو نبی کریم ﷺ کے جگر کے ٹکڑے کے برابر قرار نہیں دے سکتے۔ بعض نے کہا کہ اسی سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی باقی اولاد بھی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرح ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ ازواجِ مطہرات پر نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں کی فضیلت پر وہ حدیث دلیل ہے، جسے ابویعلیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے افضل (یعنی نبی کریم ﷺ) نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے افضل کے ساتھ نکاح کیا۔ (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۵۴، مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مصر)

بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ

سیّد المرسلین ﷺ کے فضائل کا بیان

ف: اس باب میں حضور سیّد المرسلین ﷺ کے فضائل و کمالات کا بیان ہے۔ اللہ رب العزت نے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جن بے شمار اوصاف و کمالات سے سرفراز فرمایا ہے، ان کا بیان احاطۂ تحریر میں نہیں سما سکتا۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کے فضائل کی تفصیل اور آپ کی شرافت و کرامت غیر محدود ہے بلکہ آپ کے فضائل و کمالات کا شمار ممکن ہی نہیں۔ اس باب میں مؤلفِ کتاب رحمہ اللہ نے آپ ﷺ کے مبارک عادات و خصائل کا کچھ حصہ اور آپ کے فضائل کی تھوڑی سی جھلک پیش کی ہے، جس سے آپ کے باقی خصائل کا پتا چلتا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۵۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں:

سیّد المرسلین ﷺ کے فضائل عدد و شمار کی حد سے باہر ہیں اور اوّلین و آخرین کے علوم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے، اور ان کی حقیقت کو پروردگار عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ اولادِ آدم کے سردار اور تمام پیغمبروں سے افضل ترین ہیں۔ آپ کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بعد سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے، اس کے بعد علماء کرام سے کوئی تصریح نہیں ملتی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۶۵، مطبوعہ تیج کمار، لکھنؤ)

امام بوصیری رحمہ اللہ آپ کی بارگاہ میں یوں عرض پیرا ہیں:

ان من معجزاتك العجز عن وصفك اذ لايحده الاحصاء

كيف يستوعب الكلام سجاياك وهل تنزح البحار الدلاء

یارسول اللہ ﷺ! آپ کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ مخلوق آپ کے اوصاف کے بیان سے عاجز ہے کیونکہ وہ کسی شمار میں آ ہی نہیں سکتے، ہمارا کلام آپ کے اخلاق و اوصاف کا مکمل بیان کیسے کر سکتا ہے، کیا ڈولوں سے سمندر خالی کیے جا سکتے ہیں؟

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ آپ کے غیر متناہی کمالات کا بیان کرتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں یوں عرض کناں ہیں:

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری　　حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا　　خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۝﴾ (الضحیٰ:۱۱)　　اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۝

نعمت کا اظہار کرنا بھی شکر ہے

علامہ احمد صاوی مالکی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۲۳ھ اس آیہ مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں:

''فحدث'' سے مراد ہے کہ نعمت کا بیان کرو کیونکہ اظہار نعمت شکر یہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیے بھی نعمت کا بیان کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کا مقصود شکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء ہو اور انہیں اپنے متعلق تکبر اور غرور کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تم کوئی نیکی کرو تو اپنے بھائیوں کے سامنے بھی اس کا اظہار کرو تا کہ وہ تمہاری پیروی کریں' اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھے تو اسے فرمایا کہ کیا تیرے پاس مال ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تجھے مال عطا فرمایا ہے تو تجھے چاہیے کہ تیرے اوپر اس کا اثر ظاہر ہو' اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال سے محبت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے پر نعمت کا اثر دیکھنا محبوب ہے۔ (الصاوی علی الجلالین ج ۴ ص ۲۷۹' مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ' فیصل آباد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کی بعثت اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت اور احسانِ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر اپنے اس احسانِ عظیم کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (آل عمران: ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے ○

نعمت کا اظہار کرنا حکم خداوندی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بڑھ کر اور نعمت کون سی ہو سکتی ہے کہ تمام نعمتیں آپ کے وسیلہ سے ہی ملی ہیں اور تمام نعمتوں کے قاسم آپ ہی ہیں' لہٰذا آپ کی ولادتِ باسعادت کی خوشی میں بارہ ربیع الاوّل شریف یا کسی بھی دن اظہارِ خوشی کرنا' جشن منانا' محافلِ میلاد کا انعقاد کرنا اور اس نعمتِ عظمیٰ کا خوب چرچا کرنا حکم ربانی کی تعمیل ہے' شرک یا بدعت نہیں۔

۵۸۸۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ فِیْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہر زمانہ میں بہترین لوگوں میں مبعوث ہوتا رہا حتیٰ کہ میں ان لوگوں میں مبعوث ہوا جن میں' میں موجود ہوں۔ (بخاری)

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک آباء واجداد کی طرف انتقال

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ہر زمانے میں اولادِ آدم کے بہترین قرن میں مبعوث فرمایا گیا۔ قرن سے ایک زمانے کے لوگ مراد ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہر دور میں شرافت ونجابت کے حامل بہترین خاندانوں میں منتقل ہوتا رہا اور سیّدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تک آپ کے سارے آباء واجداد خصائل حمیدہ وفضائل شریفہ سے مزین تھے۔ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

امام ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ عزوجل نے سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کا ارادہ فرمایا' تو جبریل علیہ السلام کو حکم دیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے مقام سے مٹھی بھر سفید مٹی لائے۔ اس مٹی کو تسنیم کے

پانی سے دھویا گیا اور جنتی نہروں میں غوطہ دیا گیا اور آسمانوں میں اسے پھرایا گیا اور فرشتوں نے سیّدنا آدم علیہ السلام سے پہلے ہی سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا' پھر نورِ محمدی سیّدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں دکھائی دینے لگا اور ان سے فرمایا گیا: اے آدم! یہ رسولوں میں سے تمہاری اولاد کے سردار ہیں۔ جب حضرت حوا علیہا السلام حاملہ ہوئیں اور شیث علیہ السلام ان کے شکم میں آئے تو نورِ محمدی حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا علیہا السلام کی طرف منتقل ہو گیا اور حضرت شیث علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ ہر حمل سے حضرت حواء علیہا السلام کے دو بیٹے پیدا ہوتے' لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و کرامت کے پیش نظر حضرت شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے پیدا ہوئے' پھر یہ نور پاک و طاہر آباء کی طرف منتقل ہوتا رہا' حتیٰ کہ سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف یہ نور منتقل ہوا اور آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۵۷ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۵۸۳ ۔ وَعَنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهٗ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَّخَيْرُهُمْ بَيْتًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے (یوں محسوس ہو رہا تھا) کہ انہوں نے (کفار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں) کوئی نازیبا بات سنی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں' فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں' بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے سب سے بہتر مخلوق میں رکھا' پھر ان کے دو گروہ بنائے تو مجھے سب سے بہتر گروہ میں رکھا' پھر ان کے قبائل بنائے تو مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا' پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے ان میں سے بہتر خاندان میں رکھا' پس میری ذات بھی سب سے بہتر ہے اور میرا گھرانہ بھی سب سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کی فضیلت

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں غصہ کی حالت میں حاضر ہوئے کیونکہ انہوں نے کفار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق زبانِ طعن دراز کرتے ہوئے سنا تھا' جس طرح قرآن مجید میں کفار کے قول کی نقل ہے کہ انہوں نے کہا:

''لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍO'' (الزخرف:۳۱) ''یہ قرآن ان دو شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اتارا گیاO''۔ گویا کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ مبارک کی تحقیر کی کہ قرآن مجید کے نزول والا یہ عظیم الشان معاملہ ان دونوں شہروں میں سے کسی بڑے آدمی کے ہی لائق ہے' جس طرح ولید بن مغیرہ اور عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خاموش کروانے کے لیے اپنی عظمتِ شان کا بیان فرمایا کہ دوسروں کی بہ نسبت میں اس عظیم الشان کام کا زیادہ مستحق ہوں کیونکہ میرا نسب زیادہ معروف ہے اور میں اپنی اصل اور خاندان کے لحاظ سے اعلیٰ و اشرف ہوں' اسی لیے جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جواباً عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ نے ان کے جواب سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ ہوں' اور اس تاویل کی تائید بخاری شریف کی روایت سے ہوتی ہے کہ جب ابوسفیان سے روم کے بادشاہ ہرقل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کے متعلق سوال کیا' تو انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے درمیان عظیم نسب والے ہیں' تو ہرقل نے کہا کہ میں نے تم سے اس نبی کے نسب کے متعلق سوال کیا' تم نے کہا کہ وہ اعلیٰ نسب والے ہیں اور رسولوں کی شان یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں مبعوث

ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا نسب بیان فرمانے کے بعد تحدیث نعمت کے طور پر اور اپنی امت کو اپنی متابعت کی ترغیب دلانے کے لیے اپنے حسب و نسب کی طہارت و نظافت کا بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا یعنی جن و انس کو پیدا فرمایا (علامہ طیبی نے فرشتوں کو بھی ساتھ داخل کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جن وانس اور فرشتوں کو پیدا فرمایا) اور مجھے ان میں سب سے بہتر مخلوق یعنی انسانوں میں رکھا' پھر اللہ تعالیٰ نے اس بہتر مخلوق کے دو گروہ یعنی عرب و عجم بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر گروہ یعنی عرب میں رکھا' پھر عرب کے مختلف قبائل بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر قبیلہ یعنی قریش میں رکھا' پھر قبیلہ قریش کے مختلف خاندان بنائے اور مجھے ان میں سب سے بہتر خاندان یعنی خاندانِ بنو ہاشم میں رکھا تو میں ذات کے اعتبار سے اور خاندان کے اعتبار سے ان سب سے بہتر ہوں' اور اللہ تعالیٰ کے قول میں بھی اسی طرف اشارہ ہے' فرمایا:

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِكُمْ. تحقیق تمہارے پاس عظمتوں والا رسول تشریف لایا تم میں سب سے نفیس تر خاندان سے۔ (التوبہ:۱۲۸)

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفَسِهِمْ. جب ان میں رسول مبعوث فرمایا' ان میں سب سے نفیس ترین خاندان سے۔ (آل عمران:۱۶۴)

یہ مفہوم اس صورت میں ہے جب دونوں آیتوں میں قراءت شاذہ صحیحہ کے مطابق ''انفسکم'' اور ''انفسھم'' کی فا پر فتحہ پڑھا جائے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان میں اہل عرب کے چھ طبقات کی طرف اشارہ ہے' وہ چھ طبقات یہ ہیں: (۱) شعب (۲) قبیلہ (۳) عمارۃ (۴) بطن (۵) فخذ (۶) فصیلہ۔ شعب مختلف قبائل کا مجموعہ ہے اور قبیلہ مختلف عمارات کا مجموعہ تھا اور عمارۃ مختلف بطون کا مجموعہ تھا اور بطن مختلف فخوذ کا مجموعہ تھا اور فخذ مختلف فصائل کا مجموعہ تھا۔

خزیمہ شعب ہیں' کنانہ قبیلہ ہیں' قریش عمارۃ ہیں' قصی بطن ہیں' ہاشم فخذ ہیں اور عباس فصیلہ ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے فرمانِ اقدس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق یعنی ملائکہ اور جن و انس کو پیدا فرمایا اور مجھے ان میں سب سے بہتر یعنی عرب میں رکھا اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو میں اللہ کے فضل سے ذات کے اعتبار سے مخلوق میں سب سے بہتر ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے انسان بنایا' رسول بنایا' خاتم الرسل بنایا اور رسولوں کا دائرہ مجھ پر مکمل فرما دیا اور مجھے اس دائرہ کا نقطہ بنایا' تمام کے تمام میرے گرد گھومتے ہیں اور میرے محتاج ہیں اور میں خاندان کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پاکیزہ اصلاب و ارحام میں منتقل فرمایا' یہاں تک کہ بہ ذریعہ نکاح اشرف قبیلہ اور اشرف خاندان میں عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پشت سے منتقل فرمایا' لہٰذا میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے افضل ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا ہوں۔

(ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۵۸۸۴ - وَعَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كَنَانَةَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِّنْ كَنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِىْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِىْ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو فضیلت عطا فرمائی اور کنانہ میں سے قریش کو فضیلت عطا فرمائی اور قریش میں سے بنو ہاشم کو فضیلت عطا فرمائی اور بنو ہاشم میں سے مجھے فضیلت عطا فرمائی۔ (مسلم)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلتِّرْمِذِیِّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِبْرَاھِیْمَ اِسْمَاعِیْلَ وَاصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِیْلَ بَنِیْ کِنَانَۃَ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو فضیلت عطا فرمائی اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو فضیلت عطا فرمائی۔

۵۸۵ ۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُہٗ تُرِکَ مِنْہُ مَوْضِعُ لَبِنَۃٍ فَطَافَ بِہِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِہٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْکَ اللَّبِنَۃِ فَکُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَۃِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال اس محل کی طرح ہے' جس کی عمارت بڑی خوب صورت ہے اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی تھی' دیکھنے والے اس محل کے اردگرد چکر لگا رہے تھے اور اس اینٹ کی جگہ کے علاوہ باقی محل کی حسن تعمیر پر خوش ہو رہے تھے تو میں نے ہی اس اینٹ کی جگہ کو پُر کیا ہے' مجھ پر عمارت کو مکمل کر دیا گیا ہے اور مجھ پر رسولوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں آخری نبی ہوں۔ (بخاری' مسلم)

ختم نبوت کا بیان

اس حدیث میں حضور سیّد الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری نبی ہونے کا ذکر فرمایا۔ قرآن مجید اور احادیث کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء اور آخری نبی ہونے کو صراحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۝ (الاحزاب: ۴۰)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں' ہاں! وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور سب سے آخری نبی ہیں اور اللہ رب العزت ہر چیز کو جاننے والا ہے۝

حضور صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۶۷ھ' اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

نبوت آپ پر ختم ہو گئی' آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی' حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعتِ محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے' حضور کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے۔ نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بہ کثرت احادیث جو حد تواتر تک پہنچتی ہیں' ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں' جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے' وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔

(خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان ص ۷۶۳' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور)

کثیر احادیث کریمہ میں ختم نبوت کا صراحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "لا نبی بعدی" "میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ فرمایا: "انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی" "میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ فرمایا: "ختم بی النبیون" "مجھ پر انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ ختم فرمادیا گیا۔ فرمایا: "انکم حظی من الامم وانا حظکم من النبیین" "تمام امتوں میں سے صرف تم میرا حصہ ہو اور تمام انبیاء کرام میں سے صرف میں تمہارا حصہ ہوں۔ فرمایا: "لم یبق من النبوۃ الا الرویا الصالحۃ یراھا المسلم" "نبوت سے سچے خوابوں کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہی جنہیں مسلمان دیکھے گا۔ فرمایا: "ان

الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی" یقیناً رسالت ونبوت ختم ہوگئی' لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔ فرمایا: "لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب" اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ نبی ہوتے۔
الغرض کثیر احادیث شاہد ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور آپ ہی سلسلہ نبوت کی آخری کڑی اور قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے بعد زمین پر تشریف لائیں گے' وہ بھی آپ کے امتی بن کر اور آپ کی شریعت کے متبع ہو کر تشریف لائیں گے اور نبی کریم ﷺ کی امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ جو کوئی آپ کو آخری نبی نہ مانے یا آپ کے بعد اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے یا کہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی آ سکتا ہے' ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اس اجماعی عقیدہ کے خلاف تحذیر الناس کے مؤلف بانی دارالعلوم دیوبند محمد قاسم صاحب نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ کا عقیدہ ونظریہ بھی ملاحظہ کیجئے' لکھتے ہیں:

عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں' مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (تحذیر الناس ص ۶' مطبوعہ راشد کمپنی' دیوبند)

مذکورہ بالا عبارت میں امت کے اجماعی عقیدہ کو عوام کا خیال قرار دے کر مسترد کر دیا گیا' مزید لکھتے ہیں:

اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

(تحذیر الناس ص ۲۲' مطبوعہ راشد کمپنی دیوبند)

حاشیہ پر وضاحت کرتے ہیں:

یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔

(حاشیہ تحذیر الناس ص ۲۲' مطبوعہ راشد کمپنی دیوبند)

مزید تحریر کرتے ہیں:

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا' چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے' اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (تحذیر الناس ص ۳۴' مطبوعہ راشد کمپنی دیوبند)

مذکورہ بالا عبارات میں مؤلف تحذیر الناس نے جہاں ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ کی مخالفت کی' وہیں حضور سیّد دوعالم ﷺ کا ذکر مبارک کرتے ہوئے رسول اللہ صلعم کے الفاظ لکھے جب کہ رسول اللہ ﷺ کے ذکر مبارک کے ساتھ درود شریف کی جگہ ص یا صلعم کہنا یا لکھنا ہرگز کافی نہیں۔ علمائے کرام نے اس پر سخت حکم لگایا ہے اور اسے باعث محرومی قرار دیا ہے۔ طحطاوی میں ہے:

رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام لکھنے کی محافظت کی جائے اور اس کی تکرار سے تنگ دلی نہ کی جائے' اگر چہ اصل میں درود شریف نہ بھی مذکور ہو اور اپنی زبان سے بھی درود شریف پڑھے اور تحریر میں درود شریف یا رضی اللہ کی طرف اشارہ کرنا مکروہ ہے بلکہ مکمل لکھنا چاہیے' اور تاتارخانیہ کے بعض مقامات پر ہے کہ جس نے علیہ السلام ہمزہ اور میم کے ساتھ لکھا' وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تخفیف کسی شک کے بغیر کفر ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۱ ص ۶' مطبوعہ مکتبہ عربیہ' کوئٹہ)

۸۵۸۶ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ لِتَمَامِ مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَکَمَالِ مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ.

حضرت جابر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پسندیدہ اخلاق کی تکمیل کے لیے اور اچھے اعمال کو مرتبہ کمال تک پہنچانے کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔ (شرح السنہ)

۸۵۸۷ ۔ وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھے اس وقت خاتم النبیین لکھ دیا گیا تھا'

إِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتِمَ النَّبِيِّيْنَ وَإِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِيْ دَعْوَةُ إِبْرَاهِيْمَ وَبَشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا أُمِّيَ الَّتِيْ رَأَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ أَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرَ الشَّامِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور گارے کے درمیان تھے اور میں تمہیں اپنے (ظہور نبوت والے) معاملہ کی ابتداء سے آگاہ کرتا ہوں میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ ماجدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا' ان سے ایک نور ظاہر ہوا' جس سے ان کے لیے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (شرح السنہ)

سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا خواب

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے ولادت کے وقت دیکھا۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا کہ یہاں دونوں احتمال ہیں' خواب میں دیکھنا بھی مراد ہوسکتا ہے اور بیداری میں دیکھنا بھی مراد ہوسکتا ہے' اگر خواب میں دیکھنا مراد ہوتو وضعت کا معنی ہے: جب ولادت کا وقت قریب ہوا' جس طرح کہ ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں روایت کیا ہے کہ جب ولادت کا وقت قریب ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ کوئی آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ تم یوں کہو کہ میں انہیں ہر حاسد کے شر سے اللہ واحد کی پناہ میں دیتی ہوں اور اس سے پہلے جب آپ حاملہ ہوئیں تو دیکھا کہ کوئی آنے والا ان کے پاس آیا اور آ کر کہا کہ کیا تمہیں علم ہے کہ تم اس امت کے سردار اور نبی کے ساتھ حاملہ ہو' اور اگر یہ عالم بیداری کا واقعہ ہوتو پھر ''رَأَتْ'' فعل کا مفعول بہ محذوف ہوگا' جو بعد والے قول ''قد خرج'' سے سمجھا جارہا ہے (یعنی پھر ''رَأَتْ'' والے قول کا معنی یہ ہوگا کہ میری والدہ نے نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے) اور یہ دکھائی دینے والے نور کی تعبیر' آپ کی نبوت کا ظہور ہے کہ آپ کی نبوت کا فیضان مشرق سے لے کر مغرب تک پھیل گیا اور اس سے کفر و گمراہی کی ظلمتیں مٹ گئیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۶' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۵۸۸۸ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (ترمذی)

اوّلیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: (میرے لیے نبوت اس وقت ثابت ہوئی) جب کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح اور جسم کے درمیان تعلق سے پہلے آپ کے لیے نبوت ثابت ہے اور نبوت وصف ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موصوف ہیں اور وصف' موصوف کے بغیر نہیں پایا جاتا' لہٰذا معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی پہلے موجود ہیں۔ اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری نبوت ثابت تھی جب کہ آدم علیہ السلام روح و جسم کے درمیان تھے' یعنی آدم علیہ السلام کی خلقت مکمل نہ ہوئی تھی اور ان کی روح کا جسم کے ساتھ تعلق نہ ہوا تھا اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدم و سابق ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۷۴' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

سیّدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ابوالبشر ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ہیں' لہٰذا آپ

تمام انسانوں سے پہلے ہیں اور اوّل البشر ہیں۔ اسی سے نبی کریم ﷺ کی نورانیت کا مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے' اس لیے کہ اگر آپ محض بشر ہوتے تو ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام سے مقدم کیسے ہو سکتے تھے کہ بشریت کی ابتداء تو سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ شانِ بشریت کے لحاظ سے سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں اور ان کے بعد ہیں لیکن شانِ نورانیت کے لحاظ سے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی پہلے ہیں۔ بلکہ آپ صرف اوّل البشر ہی نہیں بلکہ اوّل الخلق بھی ہیں۔ جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث پاک میں ہے' جسے امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم رضی اللہ عنہما کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث عبدالرزاق رضی اللہ عنہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا۔ امام قسطلانی' علامہ ابن حجر مکی' علامہ فاسی' علامہ زرقانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہم اور ان کے علاوہ دیگر بڑے بڑے ائمہ نے اسے اپنی تصنیفات میں ذکر فرمایا اور اس حدیث سے استناد فرمایا۔ حضرت سیدنا جابر بن سیدنا عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں:

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے خبر دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز پیدا فرمائی؟ آپ نے فرمایا: ''یا جابر ان اللّٰہ تعالٰی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ'' اے جابر! بے شک یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(المواہب اللدنیہ ج ا ص اے' مطبوعہ المکتب الاسلامی' بیروت' شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ج ا ص ۴۶' مطبوعہ دارالمعرفہ' بیروت)

قرآن مجید میں حضور نبی کریم ﷺ کی اوّلیت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ○(الانعام: ۱۶۲۔۱۶۳)

تم فرماؤ: بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے' جو سارے جہان کا رب ہے○اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں○

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور عالم کی کوئی چیز ایسی نہیں جو اختیاری یا غیر اختیاری طور پر اسلام لانے والی نہ ہو۔ قرآن مجید میں ہے:

وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ○(آل عمران: ۸۳)

اور اسی کے لیے اسلام لانے والے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں' خوشی سے اور مجبوری سے اور اسی کی طرف سب لوٹائے جائیں گے○

جب عالمین کا ہر ذرّہ خوشی یا ناخوشی سے اسلام لانے والا اور اللہ کے حضور گردن جھکانے والا ہے' اور حضور سیّد المرسلین ﷺ سب سے پہلے اسلام لانے والے اور اللہ کے حضور گردن جھکانے والے ہیں تو اس سے واضح ہوا کہ آپ اوّل الخلق ہیں اور ساری کائنات سے پہلے ہیں' اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں آپ سے پہلے کچھ نہ تھا۔ امام اہل سنت مجدد دین و ملت حضور اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

اک ترے رخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی　　انس کا اُنس اُسی سے ہے جان کی وہی جان ہے
وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو　　جان ہیں وہ جہان کی' جان ہے تو جہان ہے

عالم ارواح میں نبوتِ مصطفیٰ ﷺ پر حدیث مذکور سے محدث اعظم پاکستان کا استدلال

محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۸۲ھ اس حدیث پر اپنے عربی حاشیہ میں فرماتے ہیں:

نبوۃ نبینا صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ

ہمارے نبی ﷺ کی نبوت اس عالم انسانیت سے پہلے ثابت ہے۔

وصحبہ وسلم ثبت قبل ھذا العالم الانسانی.

(قلمی حاشیہ محدث اعظم پاکستان بر مشکوۃ المصابیح ص ۵۱۳ مطبوعہ نور محمد مالک اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب دہلی)

دوسرے مقام پر مشکوۃ المصابیح کے اسی نسخہ پر ص ۱۲۸ حاشیہ: ۴ پر صاحب مرقات کا یہ قول مذکور ہے:

والا ظھر انہ کان قبل الاربعین ولیا ثم بعدھا صار نبیا ثم صار رسولًا.

زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ چالیس سال کی عمر سے پہلے ولی تھے پھر نبی ہوئے پھر رسول ہوئے۔

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ العزیز نے اس پر یہ حاشیہ تحریر کیا:

لا بل الا ظھر انہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کان نبیا فی عالم الارواح کما صرح فی الحدیث متی وجبت لک النبوۃ یا رسول اللّٰہ قال و أدم بین الروح والجسد من روایۃ الترمذی بل الا ظھر انہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کان نبیا بعد الولادۃ و قبل الولادۃ من عالم الارواح ولکن ظھر نبوتہ ورسالتہ عند الناس بعد الاربعین والتحقیق عند المحققین انہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کان معصوما فی الاحوال کلہ ظاھرہ وباطنہ قبل البعثۃ وبعد البعثۃ کیف ھو صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم نور اللّٰہ تعالٰی علی الاطلاق فتدبر. سردار احمد غفرلہ.

نہیں! بلکہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ عالم ارواح میں نبی تھے جس طرح کہ حدیث میں تصریح ہے کہ (آپ سے سوال کیا گیا:) آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ فرمایا: جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (ترمذی) بلکہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ ولادت کے بعد اور ولادت سے پہلے عالم ارواح میں بھی نبی تھے البتہ لوگوں کے سامنے آپ کی نبوت و رسالت بعثت کے بعد چالیس سال کی عمر مبارک کے بعد ظاہر ہوئی' اور محققین کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ آپ ﷺ ظاہر و باطن' بعثت سے پہلے اور بعد میں تمام احوال میں معصوم تھے' یہ کیسے نہ ہو حالانکہ آپ ﷺ علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور ہیں' لہٰذا غور وفکر کیجئے۔ سردار احمد غفرلہٗ

۵۸۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَضَّلَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اَھْلِ السَّمَاءِ فَقَالُوْا یَا اَبَا عَبَّاسٍ بِمَ فَضَّلَہُ اللّٰہُ عَلٰی اَھْلِ السَّمَاءِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ لِاَھْلِ السَّمَاءِ ﴿وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ O﴾ (الانبیاء:۲۹) وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا O لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ (الفتح:۱-۲) قَالُوْا وَفَضَّلَہٗ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ قَالَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ کو انبیاء کرام علیہم السلام اور آسمان والوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے' لوگوں نے عرض کیا: اے ابو عباس! اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان والوں پر کیسے فضیلت عطا فرمائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فرمایا: اور ان میں سے جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو ہم اسے جہنم کی سزا دیں گے' ہم ظالموں کو ایسے ہی سزا دیتے ہیں O (الانبیاء:۲۹) اور اللہ تعالیٰ نے سیّدنا محمد ﷺ سے فرمایا: بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی O تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے' تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے' (الفتح:۱-۲) لوگوں نے عرض کیا: انبیاء کرام علیہم السلام پر آپ کو کس طرح فضیلت حاصل ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان میں ہی مبعوث فرمایا ہے' تا کہ وہ انہیں واضح بیان فرمائے'

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (ابراہیم:٤) اَلْاٰيَةَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾ (سبا:٢٨) فَاَرْسَلَهٗ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

پھر اللہ جسے چاہے گمراہ فرماتا ہے'(ابراہیم:۴) اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ کو فرمایا: اور اے محبوب! ہم نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر مبعوث فرمایا ہے'(سبا:۲۸) پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔(دارمی)

انبیاء کرام علیہم السلام اور اہل آسمان پر فضیلتِ مصطفیٰ ﷺ کا بیان

اس حدیث پاک میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کی فضیلت کا بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انبیاء کرام علیہم السلام پر اور آسمان والوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ اہل آسمان پر فضیلت کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ آسمان والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خطاب رعب و دبدبہ اور جلال پر مبنی ہے اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو شفقت و رحمت کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ ہر رسول کسی مخصوص قوم کی طرف مبعوث ہوا مگر محبوبِ کریم ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت کا بیان یہ ہے کہ آیۂ مبارکہ سے پتا چلتا ہے کہ ہر نبی ایک مخصوص قوم کی طرف مبعوث ہے اور نبی کریم ﷺ تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسل کرام علیہم السلام مخلوق کی صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرنے اور انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالنے اور بتوں کی عبادت سے ہٹا کر اللہ رب العزت کی عبادت کی طرف لگانے کے لیے تشریف لاتے ہیں' لہٰذا جو رسول اس (تبلیغ والے) معاملہ میں زیادہ تاثیر والا ہوگا' وہی افضل ہوگا اور نبی کریم ﷺ اس معاملہ میں تمام سے سبقت حاصل فرما گئے کیونکہ آپ کی نبوت و رسالت کسی قوم اور زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں' بلکہ آپ کا دین زمین کے مشارق و مغارب میں پھیل گیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۴۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٥٩٠ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَّمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں: ایک ماہ کی مسافت تک (دشمن پر) میرا رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے اور میرے لیے تمام روئے زمین کو مسجد بنا دیا گیا ہے اور اس سے تیمم جائز کر دیا گیا ہے' لہٰذا میری امت کا جو شخص نماز کا وقت پائے تو نماز پڑھ لے اور میرے لیے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا ہے جب کہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا' اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی ہے اور ہر نبی کو صرف اس کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔

(بخاری' مسلم)

امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے پوری روئے زمین سجدہ گاہ ہے

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے لیے روئے زمین کو سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنایا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

شرح السنہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مراد یہ ہے کہ اہل کتاب کے لیے صرف ان کے گرجا گھروں اور کلیساؤں میں نماز مباح تھی اور اس امت پر تخفیف و آسانی کے لیے وہ جہاں بھی ہوں ان کے لیے نماز مباح کر دی گئی ہے پھر حمام' مقبرہ اور ناپاک جگہ کو مخصوص کر دیا گیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس ارشاد کا معنی یہ ہے کہ سابقہ امتیں صرف اسی جگہ نماز پڑھ سکتی تھیں' جس جگہ کی طہارت کا انہیں یقین ہوتا تھا لیکن اس امت کو خصوصیت عطا فرمائی کہ ان کے لیے تمام روئے زمین پر نماز جائز فرما دی گئی سوائے ان مقامات کے جن کی نجاست یقینی ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۰ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

تمام اجزائے زمین سے تیمم کے جواز کا بیان

اس حدیث میں پوری روئے زمین کے طہور ہونے کا ذکر ہے۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ زمین کے تمام اجزاء سے تیمم جائز ہے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس روایت سے امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ وغیرہما نے استدلال کیا ہے کہ زمین کے تمام اجزاء سے تیمم جائز ہے اور امام شافعی و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ وغیرہما نے دوسری روایت (جس روایت کے الفاظ یہ ہیں کی زمین کی تربت (مٹی) کو ہمارے لیے طہور بنا دیا گیا) سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ صرف مٹی کے ساتھ تیمم جائز ہے۔ ان حضرات نے مطلق روایت (جس میں زمین کا ذکر ہے) کو مقید روایت (جس میں تربت کا ذکر ہے) پر محمول کیا ہے (یعنی ان کے نزدیک مطلق روایت میں بھی ''الارض'' سے زمین کے تمام اجزاء مراد نہیں بلکہ صرف مٹی مراد ہے' جس طرح کہ دوسری روایت میں صراحۃً مٹی کا ذکر ہے)۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۷ 'مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

احناف کی طرف سے امام شافعی رحمہ اللہ کے استدلال کا جواب دیتے ہوئے علامہ بدر الدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

امام شافعی و امام احمد رحمہما اللہ کا مذہب یہ ہے کہ صرف غبار والی مٹی کے ساتھ تیمم جائز ہے' ان کا استدلال مسلم کی حدیثِ حذیفہ سے ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: ''وجعلت لنا الارض کلها مسجدا وجعلت تربتها لنا طهورا'' اور ہمارے لیے زمین کو سجدہ گاہ بنا دیا گیا اور ہمارے لیے زمین کی مٹی کو پاک کرنے والی بنا دیا گیا۔ (صحیح مسلم' کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ' باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ' رقم الحدیث: ۱۱۶۵ 'مطبوعہ دار الکتاب العربی' بیروت) اس کا جواب اصیلی کے قول سے دیا گیا ہے کہ ابو مالک ان الفاظ میں متفرد ہیں اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ یہ روایت اس مطلق روایت کے لیے مخصص ہے' کیونکہ تخصیص تو یہ ہے کہ جن افراد کو عموم شامل ہے' انہیں حکم سے نکال دیا جائے اور اس حدیث نے تو حکم سے کسی چیز کو نہیں نکالا' بلکہ پہلا اسم (لفظِ ارض) جن کو شامل تھا' ان میں سے ایک فرد کو باقی افراد کے ساتھ حکم میں موافق ہونے کی بناء پر متعین کیا ہے۔

جس طرح قرآن مجید میں ہے:

فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ۝ ان میں پھل اور کھجوریں اور انار ہیں ۝

(الرحمٰن: ۶۸)

دوسرے مقام پر ہے:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ۔ (البقرہ: ۹۸) جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہے۔

ان آیات میں تعظیم وتشریف کے طور پر بعض افراد کو متعین کیا ہے' اسی طرح حدیثِ حذیفہ میں مٹی کا ذکر ہے (کہ مٹی کو ذکر کرکے متعین کر دیا ہے لیکن باقی اجزائے زمین کی نفی نہیں) نیز حدیث مذکور میں لفظ ''تـراب'' کو مخصوص ہونے کی وجہ سے متعین نہیں کیا بلکہ اس لیے متعین کیا گیا ہے کہ مٹی پر زیادہ قدرت ہوتی ہے اور زمین کے اجزاء میں مٹی زیادہ غالب ہے' نیز ہم جواباً کہتے ہیں کہ ہمارا استدلال لفظ ''صعید'' سے ہے (قرآن مجید میں ہے: ''فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا'' (النساء:۴۳)) اور ''صعید'' روئے زمین کو کہتے ہیں' فقط مٹی کو نہیں' بلکہ ''صعید'' روئے زمین ہے خواہ مٹی ہو یا چٹان وغیرہ ہو' جس پر مٹی نہ ہو۔

(عمدۃ القاری ج ۴ ص ۱۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

مالِ غنیمت کا حلال ہونا خصوصیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

اس حدیث میں ہے کہ میرے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئیں جب کہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے غنیمت حلال نہیں تھی۔ اس کی شرح میں علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حدیث سے مراد یہ ہے کہ مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کے لیے غنیمت حلال نہ تھی بلکہ ان کی غنیمتوں کو رکھ دیا جاتا تھا اور آگ آ کر انہیں جلا دیتی تھی۔ ہمارے علماء کرام میں سے بعض شراح نے اسی طرح مطلق ذکر کیا ہے اور ابن ملک نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم سے پہلے والی امتوں کو جب مالِ غنیمت میں حیوانات ملتے تو وہ غنیمت حاصل کرنے والوں کی ملکیت ہوتے تھے' انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں ملتے تھے۔ مالِ غنیمت میں سے خمس لینا یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے اور جب حیوانات کے علاوہ دیگر اموالِ غنیمت حاصل ہوتے تو وہ اسے جمع کر کے رکھ دیتے اور آگ آ کر اسے جلا دیتی۔ میں کہتا ہوں کہ مالِ غنیمت جلانے میں حکمت یہ تھی کہ ان کی نیت میں حسن پیدا ہو اور جہاد میں وہ مرتبہ اخلاص پر فائز ہوں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص شفاعت کا بیان

اس حدیث میں شفاعت کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں ذکر کیا گیا ہے' اس سے مراد کون سی شفاعت ہے؟

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

اس سے شفاعتِ عظمیٰ مراد ہے جو لوگوں کو میدانِ حشر کے ہول سے نجات دینے کے لیے ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کے ساتھ مخصوص شفاعت سے وہ شفاعت مراد ہے جس میں سوال رد نہیں کیا جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ جن کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو' انہیں آگ سے نکالنے کے لیے جو شفاعت ہوگی وہ مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جنت میں بلندیٔ درجات کے لیے کی جانے والی شفاعت مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہوگی' آپ انہیں جہنم سے نکالنے کے لیے شفاعت فرمائیں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ جنت میں لوگوں کو بلا حساب داخل کروانے کے لیے شفاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مختص ہوگی۔

(عمدۃ القاری ج ۴ ص ۱۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۵۸۹۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے انبیاء کرام علیہم السلام پر چھ چیزوں سے فضیلت عطا فرمائی گئی ہے' مجھے جامع کلمات عطا فرمائے گئے ہیں اور (دشمن پر) رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے' اور میرے لیے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا ہے' اور تمام روئے زمین کو میرے لیے نماز کی جگہ اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے اور مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث

وَّخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. کیا گیا ہے اور مجھ پر انبیاء کرام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ (مسلم)

ف: علامہ ھروی نے کہا کہ جامع کلمات سے مراد قرآن مجید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے تھوڑے الفاظ میں کثیر معانی جمع فرما دیئے ہیں اور نبی کریم ﷺ کا کلام مبارک بھی جامع ہے کہ اس کے الفاظ تھوڑے اور معانی زیادہ ہیں۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۸ 'مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

خصوصیات کے متعلق وارد احادیث میں اعداد کے اختلاف کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ مجھے انبیاء کرام علیہم السلام پر چھ وجوہ سے فضیلت ہے۔ اس سے پہلی والی حدیث میں پانچ چیزوں کا ذکر ہے' اس کے علاوہ دیگر روایات میں مختلف اعداد کا ذکر ہے' ان میں تطبیق کس طرح ہوگی؟

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ میرے گمان میں یہ تعارض نہیں ہے۔ یہ تعارض محض اس وہم کی وجہ سے پیدا ہوا کہ اعداد کا ذکر حصر پر دلالت کرتا ہے حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ کوئی آدمی یہ کہے کہ میرے پاس پانچ دینار ہیں' یہ لفظ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ اس آدمی کے پاس پانچ کے علاوہ دینار نہیں' اور یہ جائز ہے کہ ایک مرتبہ کہے کہ میرے پاس بیس ہیں اور دوسری مرتبہ کہے کہ میرے پاس تیس ہیں' کیونکہ جس کے پاس تیس ہوں' اس کے متعلق یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس کے پاس بیس ہیں اور دس ہیں اور ان میں کوئی تعارض اور تناقض نہیں' اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ کو تین خصائص کی خبر دی ہو' پھر پانچ کی' پھر چھ کی۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کسی چیز کے صراحۃً عدد کا ذکر کرنے سے اس عدد کے ماسوا کی نفی نہیں ہوتی۔ (عمدۃ القاری ج ۴ ص ۸ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۸۵۹۲ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جامع کلمات عطا کر کے مبعوث کیا گیا ہے اور (دشمن پر) رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے اور خواب میں زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ (بخاری' مسلم)

ف: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں مجھے دی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں' آپ کا یہ فرمانِ اقدس علاماتِ نبوت میں سے ہے کہ آپ نے اس فرمان میں اپنی امت کے شہروں کو فتح کرنے کی خبر دی اور آپ نے جس طرح خبر دی تھی' اسی طرح واقع ہوا۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۸ 'مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

۸۵۹۳ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ اُمَّتِيْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ وَاِنِّيْ سَاَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ اَنْ لَّا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَّاَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَاِنَّ رَبِّيْ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَاِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَاِنِّيْ اَعْطَيْتُكَ لِاُمَّتِكَ اَنْ لَّا اُهْلِكَهُمْ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا اور میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا اور میرے لیے جو زمین سمیٹی گئی تھی' عنقریب میری امت کی سلطنت وہاں تک پہنچ جائے گی' اور مجھے سرخ اور سفید دو خزانے عطا فرمائے گئے اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے یہ سوال کیا کہ ان کو عام قحط سالی سے ہلاک نہ فرمائے اور ان پر ان کے علاوہ کوئی ایسا دشمن مسلط نہ فرمائے جو انہیں مکمل طور پر تباہ و برباد کر دے اور بے شک میرے رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد ﷺ! جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ تبدیل نہیں ہوتا' میں نے تمہاری امت کے لیے تمہیں یہ چیز عطا فرما دی ہے کہ

بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَاَنْ لَّا اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحُ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِاَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ان کو عام قحط سالی سے ہلاک نہیں کروں گا اور ان کے علاوہ ان پر ایسا کوئی دشمن مسلط نہیں کروں گا جو ان کو بالکل تباہ و برباد کر دے' چاہے تمام روئے زمین کے لوگ ان کے خلاف جمع ہو جائیں' البتہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں گے۔ (مسلم)

نگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی وسعت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے زمین کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس فرمانِ اقدس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے زمین کو لپیٹ دیا اور اسے اکٹھا کر کے آپ کی نگاہِ مبارک کے آئینہ میں ہتھیلی کی طرح کر دیا' اسی لیے آپ نے فرمایا کہ میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا یعنی پوری زمین کو دیکھ لیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے لیے زمین کو سمیٹ کر آپ کی نگاہِ مبارک کے سامنے کر دینے کا ذکر ہے۔ زمین کو دوبارہ پھیلا کر نگاہِ مبارک سے اوجھل کرنے کا ذکر نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ ساری دنیا نبی کریم ﷺ کی نگاہِ مبارک کے سامنے ہتھیلی کی طرح ہے اور آپ ساری دنیا کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اہلِ علم پر مخفی نہیں کہ فضائل میں اس قدر دلیل ہی کافی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللّٰه قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی هذه جلیانا من اللّٰه جلاه لنبیه کما جلاه للنبیین من قبله.

بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میرے لیے اٹھا کر رکھ دیا ہے تو میں دنیا اور جو کچھ اس میں ہو رہا ہے' اسے اس طرح ملاحظہ کر رہا ہوں' جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے نبی کے لیے کشف و اظہار ہے' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے نبیوں کے لیے اسے منکشف فرما دیا۔

(کنز العمال علی حاشیہ مسند الامام احمد بن حنبل بہ حوالہ طبرانی وابونعیم ج ۴ ص ۳۰۳' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

اللہ رب العزت نے جنت و دوزخ کو محبوب کریم ﷺ کی نگاہِ مبارک کے سامنے منکشف فرما دیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے اور نمازِ ظہر پڑھائی' پھر آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور آپ نے قیامت کا ذکر فرمایا اور یہ بیان فرمایا کہ قیامت میں بڑے بڑے اُمور ہوں گے' پھر فرمایا کہ جو شخص مجھ سے کسی چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہے وہ سوال کرے' جب تک میں اپنے اس مقام پر کھڑا ہوں تم جس چیز کے متعلق بھی مجھ سے سوال کرو گے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ لوگوں نے بہت زیادہ رونا شروع کر دیا' آپ بار بار فرما رہے تھے: مجھ سے سوال کرو۔ حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے' پھر آپ بار بار فرماتے رہے: مجھ سے سوال کرو۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا: ہم اللہ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے اور سیدنا محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں' تو آپ خاموش ہو گئے' پھر فرمایا: مجھ پر ابھی اس دیوار کی چوڑائی میں جنت اور جہنم کو پیش کیا گیا تو میں نے آج کی طرح خیر اور شر نہیں

دیکھا۔ (صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب وقت الظہر عند الزوال رقم الحدیث: ۵۴۰)

اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نگاہ مبارک کو یہ وسعت بخشی کہ آپ جس طرح سامنے دیکھتے ہیں اسی طرح پس پشت بھی ملاحظہ فرماتے ہیں بلکہ دلوں میں پیدا ہونے والی خشوع وخضوع کی کیفیت بھی آپ کی نگاہ مبارک سے مخفی نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم خیال کرتے ہو کہ میرا قبلہ یہاں ہے؟ اللہ کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا رکوع مخفی ہے نہ تمہارا خشوع یقیناً میں تمہیں پسِ پشت بھی ملاحظہ فرماتا ہوں۔ (صحیح البخاری کتاب الاذان باب الخشوع فی الصلوٰۃ رقم الحدیث: ۷۴۱)

اس حدیث میں ماضی کا صیغہ نہیں کہ اسے ایک دفعہ کا واقعہ قرار دیا جائے بلکہ مضارع کے صیغے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ عطائے الٰہی آپ کی نگاہِ مبارک کو یہ اعجاز وقوت بخش دی گئی ہے اور سینوں کے مخفی امور بھی آپ کی نظر مبارک سے مخفی نہیں۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز اسی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض پیرا ہیں:

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

قضاء مبرم اور قضاء معلق کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جب میں کوئی فیصلہ فرمادوں تو وہ تبدیل نہیں ہوتا۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

علامہ مظہر رحمہ اللہ نے کہا کہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی قضاء کی دو قسمیں ہیں: (۱) قضاء مبرم (۲) قضاء معلق۔ قضاء معلق وہ ہے جو کسی فعل پر موقوف ہو مثلاً کہے کہ اگر فلاں کام ہوا تو ایسا ایسا ہوگا اور اگر فلاں کام نہ ہوا تو ایسا ایسا نہیں ہوگا اور قضاء معلق میں تبدیلی آسکتی ہے جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے: ''یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ'' (الرعد: ۳۹) ''اللہ تعالیٰ جسے چاہے مٹادے اور جسے چاہے ثابت رکھے''۔ اور قضاء مبرم اسے کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ازل میں مقدر فرمادیا ہے اور اسے کسی فعل پر معلق نہیں فرمایا۔ قضاء کی یہ قسم مکمل طور پر نافذ ہوتی ہے اور یہ کسی چیز پر موقوف نہیں ہوتی کیونکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے علم سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم کا خلاف ناممکن ہے اور قضاء کی اس قسم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ'' (الرعد: ۴۱) ''اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں'' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے: اس کی قضاء اور حکم کو کوئی رد کرنے والا نہیں' لہٰذا یہ ارشاد کہ جب میں کوئی فیصلہ فرمادوں تو وہ تبدیل نہیں ہوتا' اس کا تعلق قضاء مبرم سے ہے' اس لیے اسے قبول نہیں فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قضائے مبرم کے علاوہ میں انبیاء کرام علیہم السلام مستجاب الدعوات ہیں (قضاء مبرم کا چونکہ خلاف ممکن نہیں' لہٰذا قضاء مبرم کے متعلق دعا سے انبیاء کرام علیہم السلام کو منع فرمادیا جاتا ہے۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ)۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۵۹۴ - وَعَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِیْ مُعَاوِیَۃَ دَخَلَ فَرَکَعَ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ وَصَلَّیْنَا مَعَہٗ وَدَعَا رَبَّہٗ طَوِیْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ سَاَلْتُ رَبِّیْ ثَلَاثًا فَاَعْطَانِیْ ثِنْتَیْنِ وَمَنَعَنِیْ وَاحِدَۃً سَاَلْتُ رَبِّیْ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' بنو معاویہ کی مسجد کے قریب سے گزرے اور مسجد میں جاکر دو رکعت نماز ادا فرمائی' ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی' آپ نے اپنے رب سے طویل دعا مانگی' پھر آپ نے مڑ کر فرمایا: میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگی ہیں' اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں مجھے عطا فرمادیں اور ایک سے منع فرمادیا' میں نے اپنے رب سے سوال

اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالسَّنَةِ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالْغَرَقِ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يَجْعَلَ بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کیا کہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ فرمائے' اللہ تعالیٰ نے یہ چیز مجھے عطا فرمادی اور میں نے سوال کیا کہ میری امت کو غرق کر کے ہلاک نہ فرمائے' اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ چیز عطا فرمادی' اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت کے درمیان آپس میں لڑائی نہ ہو' اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سوال سے منع فرمادیا۔(مسلم)

۸۵۹۵ - وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً فَاَطَالَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْتَ صَلٰوةً لَّمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا قَالَ اَجَلْ اِنَّهَا صَلٰوةُ رَغْبَةٍ وَّرَهْبَةٍ وَاِنِّيْ سَاَلْتُ اللّٰهَ فِيْهَا ثَلَاثًا فَاَعْطَانِيْ اِثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِسَنَةٍ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَيْرِهِمْ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُذِيْقَ بَعْضَهُمْ بَاْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور نماز کو طویل فرمایا' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے ایسی نماز پڑھائی ہے کہ اس طرح کی نماز پہلے نہیں پڑھائی تھی' آپ نے فرمایا: ہاں! بے شک یہ رغبت اور خوف والی نماز ہے' میں نے اس نماز میں اللہ تعالیٰ سے تین سوال کیے ہیں' اللہ تعالیٰ نے دو سوال عطا فرمادیے ہیں اور ایک سوال سے مجھے روک دیا ہے' میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ فرمائے' اللہ تعالیٰ نے میرا یہ سوال پورا فرما دیا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت پر ان کے علاوہ کوئی دشمن مسلط نہ فرمائے' اللہ تعالیٰ نے یہ بات بھی پوری فرمادی اور میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی لڑائی کا مزہ نہ چکھائے' تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سوال سے منع فرمادیا۔(ترمذی' نسائی)

۸۵۹۶ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّجْمَعَ اللّٰهُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَيْفَيْنِ سَيْفًا مِّنْهَا وَسَيْفًا مِّنْ عَدُوِّهَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت پر دو تلواریں جمع نہیں فرمائے گا' ایک ان کی اپنی تلوار' اور ایک ان کے دشمن کی تلوار۔(ابوداؤد)

امت پر دو تلواریں جمع نہ ہونے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ امت پر دو تلواریں جمع نہیں فرمائے گا: ایک ان کی اپنی تلوار اور ایک ان کے دشمن کی تلوار۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے ان دونوں میں سے آسان چیز کو اختیار فرمایا کہ ان کی اپنی تلوار چلے گی (باہمی جنگ وجدال ہوگا) اور دشمن کی تلوار ان پر اس انداز سے نہیں چلے گی کہ انہیں بالکل تباہ و برباد کر کے رکھ دے ورنہ تو بعض احوال میں دونوں تلواریں اکٹھی جمع ہو جاتی ہیں اور اس فرمان میں اس ملت کی بقاء کی طرف اشارہ ہے اور قیامت تک اس امت کی حفاظت کی بشارت ہے' جس طرح کہ مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ یہ دین قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت جہاد کرتی رہے گی حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور قاضی نے کہا ہے کہ مسلمانوں کی تلواریں اور ان کے دشمنوں کی تلواریں اس طرح جمع نہیں ہوں گی کہ وہ انہیں مکمل ہلاکت تک پہنچا دیں بلکہ جب ان کے درمیان باہمی لڑائی ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان پر دشمن مسلط فرمادے گا اور وہ باہمی لڑائی چھوڑ کر ان کے ساتھ جہاد میں مصروف ہو جائیں گے۔

30

یہی شیخ تورپشتی رحمہ اللہ کا قول ہے اور علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ظاہر یہی ہے کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت پر دو جنگیں جمع نہیں فرمائے گا' ایک ان کی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جنگ اور دوسری کفار کی ان کے ساتھ جنگ اور جب ایک جنگ ہوگی تو دوسری جنگ نہیں ہوگی' کیونکہ سابقہ احادیث کے یہی معنی موافق ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے سوال کیا کہ ان پر ان کے غیر دشمن کو مسلط نہیں فرمائے گا' جو انہیں جڑ سے ہی اکھاڑ کر رکھ دے اور یہ سوال کیا کہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی لڑائی کا مزہ نہ چکھائے تو پہلے سوال کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا اور دوسرے سے منع فرما دیا' دونوں سے اکٹھا منع نہیں فرمایا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۵۹۷ - وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ اَنْ لَّا يَدْعُوَ عَلَيْكُمْ نَبِيُّكُمْ فَتَهْلِكُوْا جَمِيْعًا وَّاَنْ لَّا يَظْهَرَ اَهْلُ الْبَاطِلِ عَلٰى اَهْلِ الْحَقِّ وَاَنْ لَّا تَجْتَمِعُوْا عَلٰى ضَلَالَةٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے تمہیں تین چیزوں سے پناہ عطا فرمائی ہے' تمہارے خلاف تمہارا نبی دعا نہیں فرمائے گا کہ تم سب ہلاک ہو جاؤ' اور اہل باطل' اہل حق پر غالب نہیں ہوں گے اور تم سب گمراہی پر اکٹھے نہیں ہو گے۔ (ابوداؤد)

حق ہمیشہ غالب رہے گا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اہل باطل' اہل حق پر غالب نہیں ہوں گے۔ اس سے مراد یہی ہے کہ اگرچہ اہل باطل کے مددگار کثیر اور اہلِ حق کے اعوان و انصار قلیل بھی ہوں' تب بھی اہلِ باطل غالب نہیں ہوں گے جس طرح کہ حاکم کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے کہ فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہتے ہوئے غالب رہے گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی' اور ابن ماجہ کی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے کہ فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر پر قائم رہے گی' انہیں ان کا مخالف نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور یہ فرمانِ اقدس اللہ تعالیٰ کے قول سے مقتبس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ○'' (التوبہ:۳۲) ''وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنا نور پورا کیے بغیر ماننے والا نہیں' چاہے کافر برا مانیں○''۔

اور علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس فرمانِ اقدس سے مراد یہ ہے کہ اہل باطل کے انصار و مددگار اگرچہ کثیر بھی ہوں لیکن وہ حق پر اس طرح غالب نہیں آ سکیں گے کہ حق کو مٹا ڈالیں اور اس کا نور بجھا ڈالیں اور بحمد للہ ایسا معاملہ نہیں ہوا' حالانکہ دشمنوں کو ہم پر مسلط کر کے ہمیں بڑی بڑی آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا۔ حق روشن ہے اور شریعت قائم ہے' اس کی آگ نہیں بجھی اور اس کے روشن آثار نہیں مٹے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اجماع حجت ہے

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم سب گمراہی پر اکٹھے نہیں ہو گے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ تم کسی باطل چیز پر متفق نہیں ہو گے اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امت کا اجماع حجت ہے' اور جو کام لوگوں کے نزدیک اچھا ہو' وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی حسن ہے' اور اس کی تائید قرآن مجید سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (النساء:۱۱۵)

اور جو شخص حق راستہ واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کے راستے سے الگ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ کتنا بُرا ٹھکانا ہے ۝

فقہاء کرام کا یہ قول کہ اجماع حجت ہے اس کا یہ بہترین ماخذ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اسے کتاب اللہ سے مستنبط فرمایا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۶ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

محافلِ میلاد کا اہتمام' ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس کا انعقاد' ندائیہ کلمات کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ اور درود وسلام' اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام' ایصالِ ثواب کی محافل کا اہتمام' مدارسِ دینیہ کا قیام' مروّجہ علومِ دینیہ کی ترویج واشاعت' مساجد کی تزئین وآرائش' اولیائے کاملین کی عظمت کے اظہار کے لیے ان کے مزارات پر قبے بنانا اور اس طرح کے دیگر معمولات صدیوں سے اہلِ اسلام میں رائج ہیں۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ کی امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی' جب یہ امور امت کے نزدیک مستحسن ہیں تو اللہ کے نزدیک ان کے مستحسن ہونے میں شبہ کرنا اور ان اُمور پر اہلِ سنت وجماعت کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا' فرمانِ رسالت کو جھٹلانا ہے' نیز زمانہ رسالت میں مساجد اس صورت پر نہ تھیں' موجودہ دور کی طرح مدارسِ دینیہ نہ تھے' مروّجہ علوم وفنون کا اہتمام نہ تھا' وعظ وتبلیغ کے لیے اس دور کی طرح جلسوں کا اہتمام نہ تھا' تبلیغی چلوں کا تصور نہ تھا۔

اب یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ان مذکورہ اُمور کو عین اسلام قرار دیا جائے اور معمولاتِ اہلِ سنت وجماعت کو بدعت اور حرام قرار دینے کے لیے یہ عذرِ لنگ تراشا جائے کہ عہدِ رسالت میں یہ رائج نہ تھے' لہٰذا بدعت اور حرام ہیں۔ اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ چشمِ بینا عطا فرمائے اور راہِ ہدایت پر گامزن فرمائے۔

۸۵۹۸ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِنِّيْ قَائِلٌ قَوْلًا غَيْرَ فَخْرٍ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَمُوْسٰى صَفِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَمَعِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ وَعَدَنِيْ فِيْ اُمَّتِيْ وَاَجَارَهُمْ مِنْ ثَلَاثٍ لَا يَعُمُّهُمْ بِسَنَةٍ وَّلَا يَسْتَاْصِلُهُمْ عَدُوٌّ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ عَلٰى ضَلَالَةٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم آخر میں ہیں اور قیامت کے دن پہلے ہوں گے اور میں یہ بات فخر کے بغیر کہتا ہوں کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور حضرت موسیٰ صفی اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں اور روزِ قیامت حمد کا جھنڈا میرے پاس ہوگا' اور بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ میری امت کے متعلق وعدہ فرمایا ہے اور انہیں تین چیزوں سے پناہ عطا فرمائی ہے' انہیں قحط سالی سے ہلاک نہیں فرمائے گا اور ان کا دشمن انہیں مکمل طور پر تباہ و برباد نہیں کر سکے گا' اور اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ (داری)

۸۵۹۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَّقَالَ اٰخَرُ مُوْسٰى كَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اصْطَفَاهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے' اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے) باہر تشریف لائے اور قریب ہو کر ان کی گفتگو سننے لگے' ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے اور دوسرے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے' ایک اور صحابی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلمہ اور اس کی خاص روح ہیں' ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِيْسٰى رُوْحُهُ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَآدَمُ اِصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ أَلَا وَأَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهُ آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهُ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

حضرت آدم علیہ السلام کو فضیلت عطا فرمائی' نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے تمہارا کلام اور تمہارا اظہار تعجب سنا' یقیناً حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ان کی یہی شان ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام 'اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں اور وہ اسی طرح ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی خاص روح اور اس کا کلمہ ہیں اور ان کی یہی شان ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی ہے اور ان کا مقام یہی ہے' سن لو! میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھاؤں گا' جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا ہوں گے اور اس پر فخر نہیں ہے اور میں سب سے پہلے شفاعت فرماؤں گا اور قیامت کے دن سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں سب سے پہلے جنت کی کنڈی کھٹکھٹاؤں گا تو اللہ تعالیٰ اسے میری خاطر کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ فقراء مؤمنین کی جماعت ہوگی' اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام اوّلین وآخرین سے زیادہ عزت والا ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔

(ترمذی' دارمی)

ف: اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اوّلاً انبیاء کرام علیہم السلام کے ذکر کردہ فضائل وکمالات کی توثیق فرمائی اور ہر مذکور نبی کے متعلق فرمایا: ''وھو کذلك'' کہ وہ واقعی اس مذکور فضیلت وکمال کے حامل ہیں اور پھر اپنے افضل واکمل ہونے پر تنبیہ فرمائی کہ جو خوبیاں اور کمالات دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں متفرق طور پر تھیں' میں اکیلا ان تمام کمالات کا جامع ہوں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور حبیب وہی ہوتا ہے جو خلیل بھی ہو' کلیم بھی ہو اور ان جمیع کمالات کے ساتھ مشرف ہو ؎

حسن یوسف' دم عیسیٰ' ید بیضاداری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

خلیل وحبیب میں فرق

(۱) خلیل' خلت سے ماخوذ ہے اور خلت کا معنی حاجت ہے۔ سیّدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت کی بارگاہ کا محتاج ہونے کی بناء پر مقام خلت سے سرفراز فرمایا اور خلیل اللہ قرار دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ بھی اللہ رب العزت کے محتاج ہیں اور اللہ رب العزت کی بارگاہ کا محتاج ہونا آپ کے لیے بھی باعث افتخار ہے' مگر آپ حبیب اللہ بھی ہیں اور حبیب فعیل کے وزن پر ہے' جو فاعل اور مفعول کے معنی میں ہے تو آپ اللہ تعالیٰ کے محب بھی ہیں اور محبوب ہیں۔ خلیل اپنی حاجت کی بناء پر محبوب سے محبت کرتا ہے لیکن حبیب بغیر غرض کے محبوب سے محبت کرتا ہے۔ خلیل محبوب کا مرید ہوتا ہے اور حبیب محبوب کی مراد ہوتا ہے' خلیل طالب کے درجہ میں ہوتا ہے اور حبیب مطلوب کے مقام رفیع پر فائز ہوتا ہے۔

(۲) خلیل وہ ہوتا ہے جس کا فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہو اور حبیب وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فعل جس کی رضا کے مطابق ہو' اللہ رب العزت نے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رضا کو چاہا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ہم بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا دیکھ رہے ہیں تو ضرور ہم تمہیں

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا. (البقرہ:۱۴۴) اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس میں تمہاری رضا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى۝ (طٰہٰ:۱۳۰) اور رات کی گھڑیوں میں اور دن کے حصوں میں اس کی تسبیح بیان کرو اس امید پر کہ تم راضی ہو جاؤ۝

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۝ (الضحیٰ:۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۝

(۳) اللہ تعالیٰ نے خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قول نقل فرمایا:

وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ۝ (الشعراء:۸۲) اور جس سے مجھے امید ہے کہ وہ روزِ جزاء میری خطائیں معاف فرمائے گا۝

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے خود ارشاد فرمایا:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۝ (الفتح:۱۔۲) بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی۝ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۝

سورۃ الفتح کی مذکورہ بالا آیات کا اگر یہی ترجمہ کیا جائے جو کنز الایمان میں سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے ذکر کیا تو پھر مقامِ خلیل و مقامِ حبیب میں امتیاز واضح ہے کہ سیّدنا خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام مغفرت کی طمع کر رہے ہیں اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ اعزاز عطا فرمایا جا رہا ہے کہ اے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم! انبیاء کرام علیہم السلام تو مغفرت کی طمع کر رہے ہیں مگر تمہاری شانِ رفیع یہ ہے کہ تمہارے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کو نوید مغفرت سنائی جا رہی ہے اور اگر آیۂ مبارکہ کی دیگر توجیہات کی جائیں کہ ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' کے تحت جن اُمور کو آپ اپنے مقامِ رفیع کے اعتبار سے ذنب خیال فرماتے ہیں اُن کی مغفرت کا مژدہ سنایا گیا یا آپ کے مقام و مرتبہ کے اظہار کے لیے یہ کلمات ارشاد فرمائے گئے یا آپ کے گناہوں سے معصوم ہونے کے بیان کے لیے یہ ارشاد فرمایا گیا۔ ان تمام توجیہات کی صورت میں بھی مقامِ حبیب کی رفعت واضح ہے کہ سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مغفرت میں طمع کا بیان فرمایا جا رہا ہے اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مغفرت کا یقینی انداز میں بیان فرمایا جا رہا ہے۔

(۴) خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وہ ہیں جو عرض کرتے ہیں:

وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ۝ (الشعراء:۸۷) اور جس دن سب لوگ اٹھائے جائیں گے اس روز مجھے رسوا نہ کرنا۝

اور حبیب لبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وہ ہیں جن کے لیے خود ارشاد ہوتا ہے:

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ. (التحریم:۸) جس دن اللہ تعالیٰ رسوا نہیں فرمائے گا نبی کو اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو۔

(۵) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق فرمایا کہ فرشتے ان کے معزز مہمان بنے:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی۝

الْمُكْرَمِيْنَ○ (الذاریات: ۲۴)

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے فرمایا کہ فرشتے ان کے سپاہی اور لشکری بن کر آئے:

وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا. (التوبہ: ۴۰)　　اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تمہیں نظر نہ آئیں۔

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ○ (آل عمران: ۱۲۵)　　تمہارا رب تمہاری مدد کے لیے پانچ ہزار نشان والے فرشتے بھیجے گا○

(۶) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہدایت کی آرزو کر رہے ہیں:

سَيَهْدِيْنِ○ (الصّٰفّٰت: ۹۹)　　عنقریب وہ میری راہنمائی فرمائے گا○

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق خود ارشاد فرمایا جا رہا ہے:

وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا○ (الفتح: ۲)　　اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے گا○

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى○ (الضحیٰ: ۷)　　اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی○

(۷) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وصال کی تمنا کر رہے ہیں اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا شوق و محبت سے ذکر کر رہے ہیں:

اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ○ (الصّٰفّٰت: ۹۹)　　بے شک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، اب وہ میری راہنمائی فرمائے گا○

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خود بلا کر وصال سے سرفراز فرمایا جاتا ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا. (بنی اسرائیل: ۱)　　پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گئی۔

(۸) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دعا قبول ہونے کی آرزو کر رہے ہیں:

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ○ (ابراہیم: ۴۰)　　اے ہمارے رب! اور ہماری دعا سن لے○

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور ان کے غلاموں کو خود قبولیتِ دعا کا مژدہ جاں فزا سنایا جا رہا ہے:

قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ. (المؤمن: ۶۰)　　اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

(۹) سیّدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنا ذکر جمیل باقی رہنے کی دعا کر رہے ہیں:

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ○ (الشعراء: ۸۴)　　اور بعد میں آنے والوں میں میرا ذکرِ جمیل باقی رکھ○

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ذکر کی بلندی کا خود بیان فرمایا جا رہا ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ○ (الم نشرح: ۴)　　اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا○

بلکہ آخرت میں اوّلین و آخرین کے سامنے ان کے ذکر کے جھنڈے لہرانے کا ذکر فرمایا جا رہا ہے:

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا○ (بنی اسرائیل: ۷۹)　　عنقریب تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں سب تمہاری حمد کریں گے○

(۱۰) سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اللہ کی بارگاہ میں سیدنا لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم سے عذاب دور ہونے کے لیے عرض کرتے ہیں:

يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍO (ھود:۷۴) وہ قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگاO

انہیں اس سے منع فرما دیا جاتا ہے:

يَآ اِبْرَاهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا. (ھود:۷۶) اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو۔

وہ عرض کرتے ہیں:

اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا. (العنکبوت:۳۲) اس میں تو لوط ہے۔

انہیں جواب دیا جاتا ہے:

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا. (العنکبوت:۳۲) ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے۔

مگر مقام حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ملاحظہ ہو کہ ان کے متعلق خود ارشاد فرمایا جاتا ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ. (الانفال:۳۳) اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔

کلیم وحبیب میں فرق

(۱) سیدنا کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رضائے الٰہی کی طلب میں جلدی کر رہے ہیں:

عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰىO (طٰہٰ:۸۴) اے میرے رب! میں تیری طرف جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہوO

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رضا پوری فرمانے میں اللہ تعالیٰ جلدی فرماتا ہے کہ حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا رخ انور آسمان کی جانب اٹھتا ہے تو فوراً ان کی رضا کے مطابق قرآن نازل ہو جاتا ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا. (البقرہ:۱۴۴) ہم بار بار تمہارا آسمان کی طرف چہرہ اٹھانا دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور تمہیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جس میں تمہاری رضا ہے۔

(۲) سیدنا کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مصر سے تشریف لے جاتے ہیں تو اس کا ذکر لفظ فرار اور خوف سے فرمایا جاتا ہے:

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ. (الشعراء:۲۱) تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جب مجھے تم سے خوف محسوس ہوا۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مکہ مکرمہ سے تشریف لے جاتے ہیں تو وہاں محبوب کی ہجرت کو خوف وفرار کے الفاظ سے ذکر نہیں فرمایا جاتا بلکہ اس کے اسباب میں آپ کے دشمنوں کے مکر کا ذکر فرمایا جاتا ہے:

اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا. (الانفال:۳۰) اے محبوب! یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے۔

(۳) سیدنا کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو شرف ہم کلامی سے مشرف فرمایا جاتا ہے تو سب کے سامنے اس کا اظہار فرما دیا جاتا ہے:

اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰىO اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْO (طٰہٰ:۱۴) میں نے تمہیں پسند کر لیا اب تمہاری طرف جو وحی کی جاتی ہے، اسے کان لگا کر سن لوO بے شک میں ہی اللہ ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کروO

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کلامِ محبت ہوتا ہے تو محب و محبوب کے راز و نیاز پر مبنی کلام کو دوسروں سے پوشیدہ کر لیا جاتا ہے:

فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی○ (النجم:۱۰) وحی فرمائی اپنے بندے کی طرف جو وحی فرمائی○

(۴) سیّدنا کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دنیاوی درخت کے قریب معراج سے سرفراز فرمایا جاتا ہے:

نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ. (القصص:۳۰) میدان کے دائیں کنارے سے برکت والے مقام میں درخت سے نداء کی گئی۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو سدرۃ المنتہیٰ اور جنت الماویٰ کی بلندیوں پر معراج سے سرفراز فرمایا جاتا ہے:

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی○عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی○ (النجم:۱۴۔۱۵) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس○اس کے پاس جنت الماویٰ ہے○

(۵) سیّدنا کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے سینہ کی تنگی کی شکایت کرتے ہیں:

وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ○ (الشعراء:۱۳) اور میرے سینہ میں تنگی ہے اور میری زبان نہیں چلتی○

اور تمنا کرتے ہیں کہ انہیں شرحِ صدر کی دولت سے نوازا جائے:

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ○ (طٰہٰ:۲۵) اے میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دے○

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خود شرح صدر کی دولت سے سرفراز فرمانے کا بیان فرمایا جا رہا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ○ (الم نشرح:۱) کیا ہم نے تمہارے لیے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا○

مسیح و حبیب میں فرق

(۱) سیّدنا عیسیٰ روح اللہ مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کرتا ہے تو خطاب میں شانِ جلال کا اظہار ہے:

یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ. (المائدہ:۱۱۶) اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو دو خدا بنالو خدا کے سوا۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سوال ہوتا ہے تو اندازِ خطاب میں لطف و محبت کے جلوے نمایاں نظر آتے ہیں:

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ. (التوبہ:۴۳) اللہ تمہیں معاف کرے تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا۔

(۲) سیّدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے امتیوں سے امداد و نصرت کی طلب کرتے ہیں، جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰهِ. (آل عمران:۵۲) تو جب عیسیٰ نے ان میں کفر پایا تو کہا: کون میرے مددگار ہیں اللہ کی طرف۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق خود خالق کائنات جل مجدہ الکریم انبیاء کرام علیہم السلام کو تاکید کے ساتھ ان پر ایمان لانے اور ان کی امداد و نصرت کا حکم ارشاد فرماتا ہے:

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ. (آل عمران:۸۱) تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔

(۳) سیّدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک دامن والدہ ماجدہ پر تہمت لگائی جاتی ہے تو عالمِ شیرخوارگی میں خود سیّدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام جواب دیتے ہیں:

بَرًّا ۢ بِوَالِدَتِیْ. (مریم:۳۲) مجھے اپنی والدہ سے اچھا سلوک کرنے والا بنایا۔

اور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رفیقۂ حیات، محبوبۂ محبوبِ خدا، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی جاتی ہے تو خالقِ کائنات خود جواب ارشاد فرماتا ہے:

هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ○ (النور:۱۲) یہ کھلا بہتان ہے○

الغرض یہ ایک طویل عنوانِ محبت ہے۔ قاضی عیاض مالکی، علامہ جلال الدین سیوطی، امام ابونعیم اور سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی وغیرہم رحمہم اللہ نے اپنے اپنے انداز میں ان نشاناتِ محبت کو ذکر فرمایا۔ قرآن مجید اور احادیث کریمہ میں اس موضوع پر دلائل کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے، جن کا نگاہِ محبت سے مطالعہ کرنے والا بے ساختہ یہی کہتا ہوا نظر آئے گا:

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل — اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

٨٦٠٠ - وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تمام نبیوں کا امام اور ان کا خطیب اور صاحب شفاعت ہوں گا مگر مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ (ترمذی)

٨٦٠١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِيْبُهُمْ اِذَا اَنْصِتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَيِسُوا الْكَرَامَةَ وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ وَاَنَا اَكْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰى رَبِّيْ يَطُوْفُ عَلَيَّ اَلْفُ خَادِمٍ كَاَنَّهُمْ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ مَّنْثُوْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارَمِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو سب سے پہلے میں (مزارِ اقدس سے) باہر تشریف لاؤں گا اور جب لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا تو میں ان کا خطیب ہوں گا اور جب (میدانِ محشر میں) انہیں روک دیا جائے گا تو میں ان کی شفاعت کروں گا اور جب وہ مایوس ہو جائیں گے تو میں انہیں خوش خبری سناؤں گا اور عزت اور ساری چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی، اور حمد کا جھنڈا اس روز میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام اولادِ آدم سے زیادہ معزز ہوں گا، میرے اردگرد ایک ہزار خادم گھوم رہے ہوں گے جیسے وہ چھپے ہوئے انڈے ہوں یا بکھرے ہوئے موتی ہوں۔

(ترمذی، دارمی)

٨٦٠٢ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَّوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے، اس روز حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا تمام نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور سب سے پہلے میرے لیے زمین شق ہوگی (اور میں سب سے پہلے مزارِ انور سے باہر تشریف لاؤں گا) اور اس پر کوئی فخر نہیں۔ (ترمذی)

نبی کریم ﷺ کے ارشاد "لا فخر" کا مفہوم

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں روزِ قیامت اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ آپ کے اس فرمان کی مختلف توجیہات ذکر فرماتے ہوئے علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

آپ کے اس فرمانِ اقدس کا مفہوم یہ ہے کہ میں یہ بات بطورِ فخر نہیں کہہ رہا بلکہ اپنی فضیلت کا بیان فرمانے کے لیے اور تحدیثِ نعمت کے لیے اور اللہ رب العزت کی طرف سے مجھے جو حکم دیا گیا' اس کی تبلیغ کے لیے یہ بیان کر رہا ہوں۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کے اس ارشاد کا معنی یہ ہے کہ میں اس سیادت پر فخر نہیں کرتا بلکہ مجھے تو اس ذات پر فخر ہے جس نے مجھے اس مقامِ رفیع پر فائز فرمایا۔ (ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ اس فرمان کا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ مجھے اس سیادت پر کوئی فخر نہیں بلکہ میرے لیے تو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت باعثِ فخر ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس فرمان کی دو توجیہات ہیں: (۱) آپ نے یہ بات اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡO" (الضحیٰ:۱۱) "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کروO" (۲) آپ پر واجب تھا کہ اپنی امت کے سامنے اس مقام کا بیان فرمائیں تاکہ وہ آپ کے مقام کو پہچانیں اور اس کا اعتقاد رکھیں اور آپ کی تعظیم و توقیر کے تقاضاؤں کو بجالائیں۔ اس واجب کی ادائیگی کے لیے آپ نے یہ بیان فرمایا۔

امام راغب رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ آدمی کا خود اپنی تعریف کرنا کیسے مستحسن ہو سکتا ہے جب کہ خود اپنی مدح کرنا ناپسندیدہ امر ہے' حتیٰ کہ حکیم سے سوال ہوا کہ ایسی کون سی چیز ہے جو حق ہونے کے باوجود پسندیدہ نہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ آدمی کا اپنی تعریف خود کرنا ایسی چیز ہے جو حق ہونے کے باوجود ناپسندیدہ ہے۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جب مخاطب پر حقیقتِ حال واضح نہ ہو تو اسے آگاہ کرنے کے لیے اپنی تعریف کرنا بعض اوقات مستحسن ہوتا ہے' مثلاً استاد شاگرد سے کہے کہ میری بات توجہ سے سنو کیونکہ تمہیں میرے جیسا استاد نہیں ملے گا' اسی طرح سیدنا یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقتِ حال سے آگاہ فرمانے کے لیے خود اپنے مقام کا بیان فرماتے ہوئے کہا: "اِجۡعَلۡنِىۡ عَلٰى خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ اِنِّىۡ حَفِيۡظٌ عَلِيۡمٌO" (یوسف:۵۵) "مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوںO"۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

نبی کریم ﷺ کی سیادت کو روزِ قیامت کے ساتھ مقید کرنے کی وجہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی سرداری کو روزِ قیامت کے ساتھ مقید فرمایا گیا' حالانکہ آپ دنیا و آخرت میں سردار ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روزِ قیامت آپ کی سرداری کسی جھگڑے اور مخالفت کے بغیر واضح اور ظاہر ہوگی جب کہ دنیا میں کفار و مشرکین کے بادشاہ اور لیڈر بھی اپنی سرداری اور بادشاہت چمکائے بیٹھے ہیں' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لِمَنِ الۡمُلۡكُ الۡيَوۡمَ ؕ لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِO" (المؤمن:۱۶) "آج کس کی بادشاہی ہے' ایک اللہ کی جو سب پر غالب ہےO"۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو روزِ قیامت سے پہلے بھی بادشاہ ہے لیکن دنیا میں چونکہ بادشاہت کے مدعی موجود ہیں اور دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں مجازاً ملک کہا جاتا ہے اور آخرت میں ایسا کوئی آدمی نہ ہوگا' لہٰذا آخرت کے روز اللہ تعالیٰ ہی کو ملک فرمایا گیا۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۴۵' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

جس حدیث میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دینے سے منع فرمایا گیا ہے' اس کے جوابات

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں کیونکہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ آدمی ملائکہ سے

افضل ہیں اور اس حدیث کے مطابق نبی کریم ﷺ تمام آدمیوں سے افضل ہیں (لہٰذا آپ ملائکہ سے بھی افضل ہوئے اور ملائکہ باقی مخلوق سے افضل ہیں لہٰذا آپ تمام مخلوق سے افضل ہوئے)۔

لیکن اس پر سوال ہوگا کہ دوسری حدیث میں آپ کا یہ فرمانِ اقدس ہے: ''لاتفضلونی بین الانبیاء'' مجھے انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان فضیلت نہ دو۔ اس کے پانچ جواب ہیں:

(۱) نبی کریم ﷺ کو یہ علم بعد میں ہوا کہ آپ اولادِ آدم کے سردار ہیں۔

(۲) آپ نے ادب اور تواضع کے طور پر یہ فرمایا کہ مجھے انبیاء علیہم السلام پر فضیلت نہ دو۔

(۳) آپ نے ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جس سے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی تنقیص ہو۔

(۴) آپ نے ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جس سے جھگڑا اور فتنہ کی نوبت آئے۔

(۵) نفسِ نبوت میں فضیلت دینے سے منع فرمایا اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان نفسِ نبوت میں فرق نہیں' محض دوسرے خصائص و فضائل میں ایک دوسرے پر فضیلت ہے' اور تفصیل کا اعتقاد رکھنا لازمی ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ. (البقرہ:۲۵۳)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

اور یہ بھی فرمایا ہے:

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى بَعْضٍ. (بنی اسرائیل:۵۵)

اور بے شک ہم نے انبیاء کرام میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۳۵۷' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۰۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میرے لیے قبر شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ (مسلم)

۸۶۰۴ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں رسولوں کا پیشوا ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں آخری نبی ہوں' اس پر کوئی فخر نہیں ہے اور میں سب سے پہلے شفاعت فرماؤں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول فرمائی جائے گی اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ (داری)

۸۶۰۵ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِيْعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَّا صَدَّقَهُ مِنْ اُمَّتِهِ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جنت کے لیے میں شفاعت کروں گا' کسی نبی کی اس قدر تصدیق نہیں کی گئی جس قدر میری تصدیق کی گئی ہے' حتیٰ کہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام کی ان کی امت کے صرف ایک فرد نے تصدیق کی ہے۔ (مسلم)

۸۶۰۶ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کو اس قدر معجزات عطا فرمائے گئے' جن کو دیکھ کر لوگ ایمان لا سکیں' صرف

نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ فَأَرْجُوْا أَنْ أَكُوْنَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے بطورِ معجزہ وحی عطا فرمائی ہے اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے متبعین سب سے زیادہ ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ معجزہ کی شانِ امتیاز

اس حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ معجزہ وحی اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا کردہ معجزات میں امتیاز بیان فرمایا گیا ہے' اس کا مفہوم یہ ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو جو معجزات عطا کیے گئے' جب لوگ ان کا مشاہدہ کرتے اور ان پر مطلع ہوتے تو دیکھنے والوں کے لیے ایمان لائے بغیر چارۂ کار نہ ہوتا' صرف ہٹ دھرم' ضدی اور ازلی بدنصیب ہی ان معجزات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود ایمان سے محروم رہتے لیکن جب ان انبیاء کرام علیہم السلام کا زمانہ گزر جاتا تو وہ معجزات بھی گزر جاتے لیکن نبی کریم ﷺ کو دیگر معجزات کے علاوہ وحی یعنی قرآن مجید بطورِ معجزہ عطا ہوا' جو آپ کی حیاتِ ظاہری کے زمانہ کے بعد ختم نہیں ہوا' بلکہ قیامت تک باقی رہے گا' لہٰذا نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والوں کی تعداد بھی دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے پیروکاروں سے زیادہ ہوگی۔

اس حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ ہر نبی کو اسی طرح کا معجزہ عطا کیا جاتا' جس چیز کا اس زمانہ میں غلبہ ہوتا' مثلاً سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں جادو کا بہت چرچا تھا تو آپ کو یہ معجزہ عطا فرمایا گیا کہ آپ اپنا عصا زمین پر پھینکتے تو وہ ایک خوف ناک اور بہت بڑا اژدھا بن جاتا' آپ گریبان میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالتے تو آپ کا ہاتھ روشن اور چمک دار ہو جاتا کہ سورج کی روشنی بھی اس کے سامنے ماند پڑ جاتی اور آپ کے یہ معجزات اس زمانہ کے جادوگروں کے کمالات پر غالب آ گئے' حتیٰ کہ اس دور کے ماہر ترین جادوگر بھی آپ کا عظیم الشان معجزہ دیکھ کر بے ساختہ سجدے میں گر پڑے اور ایمان لے آئے۔ سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ اقدس میں طب اور حکمت کا عروج تھا تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے مسیحائی کا معجزہ عطا فرمایا' مادرزاد اندھے اور برص کے لاعلاج مریض آپ کی مسیحائی سے شفاء یاب ہو گئے' آپ نے مُردوں کو زندہ کر کے دکھا دیا' آپ کے ان عظیم الشان معجزات کے سامنے ماہر ترین اطباء بھی عاجز ہو کر رہ گئے اور ہمارے آقا و مولا سید المرسلین ﷺ کے زمانہ اقدس میں فصاحت و بلاغت کا عروج تھا' اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید کی صورت میں ایسا بے مثل فصیح و بلیغ کلام بطورِ معجزہ عطا فرمایا کہ عرب کے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء جس کی نظیر لانے سے عاجز رہ گئے۔ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کا ظہور تو ان کے زمانہ تک محدود رہا' مگر نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ معجزہ' فصاحت و بلاغت کا بے مثل شاہکار قرآن مجید آج بھی موجود ہے' قیامت تک باقی رہے گا بلکہ جنت میں بھی اس کی تلاوت ہوگی اور قرآن مجید کا چیلنج ہے: "فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ" (البقرہ: ۲۳) "قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی سورت کی مثل ہی بنا کر لے آؤ"۔ اور یہ چیلنج قیامت تک باقی رہے گا مگر جن و انس میں سے نہ آج تک کوئی اس کا مقابلہ کر سکا اور نہ ہی قیامت تک کوئی اس کی مثل لانے پر قادر ہوگا۔ لہٰذا جس طرح نبی کریم ﷺ کی نبوت قیامت تک کے لیے ہے' آپ کے معجزہ کا ظہور اور غلبہ بھی قیامت تک کے لیے ہے' اس لیے آپ پر ایمان لانے والوں کی تعداد بھی' دیگر امتوں کے مؤمنین سے زیادہ ہوگی۔

اس حدیث کی تقریر یوں بھی ہو سکتی ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات تو ان کا زمانہ گزرنے کے ساتھ ختم ہو گئے' مگر نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ معجزہ قرآن کی ایک شانِ اعجاز یہ بھی ہے کہ اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کا یہ اعلان ہے: "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ○" (الحجر: ۹) "اس کا نازل کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور ہر قسم کے تغیر و تبدل سے اس کی حفاظت کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے ○"۔ اور آج تک پوری کوشش کے باوجود کفار و منکرین قرآن مجید میں ایک زیر زبر کی تبدیلی

نہیں کر سکے اور نہ ہی قیامت تک اپنی سازش میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔''الفضل ما شھدت بہ الاعداء'' منکرین کو بھی یہ اعتراف ہے کہ کوئی آسمانی کتاب آج اپنی صورت میں محفوظ نہیں مگر قرآن مجید آج بھی اسی صورت میں موجود ہے' جس صورت میں نبی کریم ﷺ نے اسے اپنی امت تک پہنچایا' چونکہ آپ کے معجزہ کے ظہور کا زمانہ قیامت تک ہے' لہٰذا آپ کے متبعین بھی زیادہ ہوں گے۔

اس حدیث کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کے متعلق جادو وغیرہ کا گمان کیا جا سکتا تھا' مگر نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ معجزہ قرآن مجید کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا' لہٰذا یہ معجزہ عقل سلیم رکھنے والوں کے لیے زیادہ مؤثر ہے' اس لیے آپ کے متبعین بھی زیادہ ہوں گے۔

٨٦٠٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے اور سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ (مسلم)

٨٦٠٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِىْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آ کر دستک دوں گا تو خازنِ جنت مجھے کہے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: محمد (ﷺ)' وہ کہے گا: مجھے آپ کے متعلق ہی حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔ (مسلم)

٨٦٠٩ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاُكْسٰى حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِىْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا' پھر میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہو جاؤں گا' اس مقام پر مخلوق میں سے میرے سوا کوئی فرد نہیں کھڑا ہو گا۔ (ترمذی)

وَفِىْ رِوَايَةِ جَامِعِ الْاُصُوْلِ عَنْهُ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاُكْسٰى.

اور جامع الاصول میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: سب سے پہلے میرے لیے زمین شق ہو گی (یعنی سب سے پہلے میں قبر انور سے باہر تشریف لاؤں گا) اور مجھے لباس پہنایا جائے گا۔

٨٦١٠ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَلُوا اللّٰهَ لِىَ الْوَسِيْلَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَسِيْلَةُ قَالَ اَعْلٰى دَرَجَةٍ فِى الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَّاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگو' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ جنت میں ایک مقام ہے' جو صرف ایک مرد کو ہی حاصل ہو گا' اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ (ترمذی)

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگو۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے مطالبہ فرمایا کہ وہ آپ کے لیے طلبِ وسیلہ کی دعا کریں، اس میں یہ حکمت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں اپنی احتیاج کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور کسرِ نفسی اور تواضع کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے یہ مطالبہ فرمایا، یا آپ کی اس سے غرض یہ ہے کہ امت کو نفع حاصل ہو اور وہ آپ کے لیے دعا کر کے ثواب حاصل کریں یا آپ امت کی راہنمائی فرما رہے ہیں کہ ہر امتی کو چاہیے کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا کریں (اور ہر حالت میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد رکھیں)۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا　　　یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع کا اظہار فرماتے ہوئے اور بارگاہِ الٰہی کے آداب کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ورنہ یہ متعین ہے (اور یقینی بات ہے) کہ اس مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی فائز ہوں گے اور آپ ہی سب سے منفرد اور ممتاز ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۸۷، مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

لفظ "لَعَلَّ" یا لفظ "اَرْجُوْا" وغیرہ کلمات امید و رجاء کے معانی میں استعمال ہوتے ہیں، لیکن اگر اللہ تعالیٰ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بڑے آدمی کے کلام میں یہ لفظ آئیں تو وہاں یقین والے معنی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

سیدی محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۸۲ھ فرماتے ہیں:

واعلم ان کلمة لعل معناها للترجی الا اذا اوردت عن اللّٰه او رسوله او اولیائه فان معناها التحقیق.

جان لو کہ لفظ "لعل" کا معنی "ترجی" ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیائے کاملین کے کلام میں آئے تو اس کا معنی تحقیق ہوتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں: "والرجاء من النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجب نبه علیه ابن التین وغیرہ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے امید واجب ہے، علامہ ابن تین وغیرہ نے اس پر تنبیہ کی ہے۔ نیز علامہ عینی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: "الترجی فی کلام اللّٰه ورسوله للوقوع" اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں "ترجی" وقوع کے لیے آتی ہے۔

(نوادرات محدث اعظم پاکستان ج ۱ ص ۱۹۲۔ ۱۴۴، مطبوعہ محلہ لطیف شاہ غازی، کھاریاں، گجرات)

۸۶۱۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةً مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ وَلِيِّيْ اَبِيْ وَخَلِيْلُ رَبِّيْ ثُمَّ قَرَاَ ﴿اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ○﴾ (آل عمران:٦٨) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا کوئی نہ کوئی خاص دوست ہے اور میرے خاص دوست میرے والد ماجد اور میرے رب کے خلیل ہیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور بے شک لوگوں میں ابراہیم علیہ السلام کے سب سے زیادہ حق دار وہ تھے، جو ان کے پیروکار ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے اور ایمان والوں کا اللہ مددگار ہے○ (آل عمران:۶۸) (ترمذی)

۸۶۱۲ - وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ اَخْبِرْنِيْ

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے عرض کیا کہ مجھے

عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْاٰنِ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾ وَحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَكَذَا الدَّارِمِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ نَحْوَهُ.

تورات میں نبی کریم ﷺ کے ذکر کردہ اوصاف سے آگاہ فرمائیں' انہوں نے فرمایا: ہاں! بہ خدا! تورات میں نبی کریم ﷺ کی بعض ایسی صفات مذکور ہیں' جن کا بیان قرآن مجید میں بھی ہے' (تورات میں یہ مذکور ہے:) اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے تمہیں حاضر و ناظر اور خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اَن پڑھ عرب لوگوں کے لیے پناہ بنا کر بھیجا ہے' تم میرے بندے اور رسول ہو' میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے' وہ نہ سخت مزاج ہیں' نہ بداخلاق' اور نہ بازاروں میں چلّا چلّا کر باتیں کرنے والے ہیں اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے ہیں' البتہ معاف فرما دیتے ہیں اور (بُرائی کرنے والے کے لیے) دعائے مغفرت فرماتے ہیں اور اس وقت تک ان کا وصال مبارک نہیں ہوگا جب تک ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گم راہ قوم کو راہِ راست پر نہیں لے آئے گا' اور جب تک لوگ یہ نہ کہنے لگیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور جب تک اس کلمہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کی نابینا آنکھیں اور بہرے کان اور بند دل کھول نہیں دے گا۔ (بخاری) دارمی نے بہ روایت عطاء عن ابن سلام' اس کے ہم معنی روایت ذکر کی ہے۔

اُمیوں کے لیے حرز اور جائے پناہ ہونے کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ تورات میں آپ کا یہ وصف مذکور ہے کہ آپ کو امیوں کے لیے ''حرز'' (پناہ) بنا کر بھیجا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

قاضی نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ عرب والوں کے لیے قلعہ اور جائے پناہ ہیں اور وہ آپ کے ذریعہ شیطان کے شر یا عجم کے غلبہ سے محفوظ رہتے ہیں اور اہل عرب کو اُمیین اس لیے کہا کہ اکثر اہل عرب لکھے پڑھے نہیں تھے' یا اس لیے کہ وہ ام القریٰ کی طرف منسوب تھے اور اُم القریٰ' مکہ مکرمہ کا نام ہے یا ان کو اس لیے اُمیین کہا گیا کہ ان کے نبی اُمی تھے۔ (نبی کریم ﷺ کو قرآن مجید میں نبی اُمی فرمایا گیا کہ آپ نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا بلکہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تعلیم حاصل کی اور یہ آپ کی شانِ اعجاز ہے کہ آپ نے کسی استاذ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے بغیر ایسا کلام پیش کیا جس کی مثل لانے سے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء عاجز ہو گئے۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ)

اور یہ آخری توجیہ عمدہ ترین ہے کیونکہ اس توجیہ کی صورت میں یہ لفظ آپ کی تمام امت کو شامل ہوگا اور یہود کا یہ اعتراض ختم ہو جائے گا کہ وہ اپنے باطل گمان کے مطابق کہتے تھے کہ آپ تو صرف عرب کی طرف مبعوث ہوئے ہیں' کیونکہ عرب کے ذکر سے عرب کے علاوہ کی نفی نہیں ہوتی' بالخصوص جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی موجود ہے: ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا'' (سباء:۲۸) ''اور ہم نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا''۔

اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لو کان موسی حیا لما وسعہ الا اتباعی'' اگر موسیٰ علیہ السلام (ظاہری حیات کے ساتھ) زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کیے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔ ابن ملک نے کہا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حرز سے مراد یہ ہے کہ آپ کی قوم مکمل طور پر ہلاک ہونے سے محفوظ ہو گئی یا جب تک آپ ان میں تشریف فرما ہیں' وہ عذاب سے محفوظ ہو گئی' جس طرح کہ اللہ

تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ'' (الانفال: ۳۳) ''اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو''۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۶۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۶۱۳ - وَعَنْ كَعْبٍ يَحْكِيْ عَنِ التَّوْرَاةِ قَالَ نَجِدُ مَكْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَبْدِى الْمُخْتَارُ لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِيْظٌ وَّلَا سَخَّابٌ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِىْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْا وَيَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطَيْبَةِ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ وَاُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَّيُكَبِّرُوْنَهٗ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ رُعَاةٌ لِّلشَّمْسِ يُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ اِذَا جَاءَ وَقْتُهَا يَتَاَزَّرُوْنَ عَلٰى اَنْصَافِهِمْ وَيَتَوَضَّئُوْنَ عَلٰى اَطْرَافِهِمْ مُنَادِيْهِمْ يُنَادِىْ فِيْ جَوِّ السَّمَاءِ صَفُّهُمْ فِي الْقِتَالِ وَصَفُّهُمْ فِي الصَّلٰوةِ سَوَاءٌ لَهُمْ بِاللَّيْلِ دَوِىٌّ كَدَوِىِّ النَّحْلِ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَّسِيْرٍ.

حضرت کعب رضی اللہ تورات سے نقل کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے تورات میں یہ لکھا ہوا پایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' میرے برگزیدہ بندے ہیں' نہ سخت مزاج ہیں' نہ بداخلاق' اور نہ بازاروں میں چلاّ چلاّ کر باتیں کرنے والے ہیں اور نہ ہی بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے ہیں' البتہ وہ معاف فرما دیتے ہیں اور پردہ پوشی فرماتے ہیں' ان کی جائے ولادت مکہ مکرمہ اور ان کی ہجرت گاہ طیبہ ہوگی' ان کی بادشاہی ملک شام تک ہوگی' ان کی امت اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد وثناء کرنے والی ہوگی' وہ خوشی اور تکلیف میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں' وہ ہر پست جگہ پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں' اور ہر بلند مکان میں اللہ تعالیٰ کی تکبیر کہتے ہیں' وہ (اپنی عبادتوں کے اوقات کے لیے) سورج (کے طلوع وغروب) کا لحاظ کرتے ہیں' جب نماز کا وقت آ جائے تو وہ نماز ادا کرتے ہیں' وہ اپنی تہبند نصف پنڈلیوں تک باندھتے ہیں' وہ اپنے اعضاء پر وضو کا پانی بہاتے ہیں' ان کا مؤذن آسمان کی فضاء میں اذان کی آواز بلند کرتا ہے' میدانِ جنگ میں اور نماز میں ان کی صف ایک جیسی ہوگی' رات کے وقت (تسبیح وتہلیل کی وجہ سے) ان کی آواز شہد کی مکھی کے بھنبھنانے جیسی ہوگی۔ یہ مصابیح کے لفظ ہیں اور دارمی نے اسے معمولی سی تبدیلی کے ساتھ روایت کیا ہے۔

احناف پر وارد ہونے والے ایک اشکال کا جواب

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا یہ وصف مذکور ہے کہ جب نماز کا وقت آ جائے تو وہ نماز ادا کر لیتے ہیں۔ اس حدیث کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ امت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا یہ وصف ہے کہ جب بھی نماز کا وقت آ جائے تو وہ نماز ادا کر لیتے ہیں' جس سے واضح ہوتا ہے کہ ہر نماز کو اوّل وقت میں ادا کرنا مستحب ہے' جب کہ احناف کے نزدیک نمازِ فجر' فجر روشن ہونے کے بعد پڑھنا مستحب ہے اور اس پر دلیل یہ حدیث پاک ہے' جسے امام ترمذی رحمہ اللہ متوفی ۲۷۹ ھ نے روایت کیا ہے:

عن رافع بن خديج قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نمازِ فجر روشن کر کے ادا کرو کیونکہ اس میں زیادہ اجر ہے۔

(جامع ترمذی ج ا ص ۲۲ 'مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

اور گرمیوں میں نمازِ ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھنا مستحب ہے' اس پر دلیل یہ حدیث پاک ہے جسے امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ ھ نے روایت کیا ہے:

عن ابی هريرة انه قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قال اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جہنم.

جب گرمی کی شدت ہو تو نمازِ ظہر ٹھنڈے وقت میں ادا کرو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے سانس کی وجہ سے ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۲۴ ' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اور نمازِ عصر میں احناف کے نزدیک اس وقت تک تاخیر مستحب ہے' جب تک سورج متغیر نہ ہو' اس پر دلیل یہ حدیث ہے جسے امام ابوداؤد رحمہ اللہ متوفی ۲۷۵ھ نے روایت کیا ہے:

عن علی بن شیبان قال قدمنا علی رسول اللہ ﷺ المدینۃ فکان یوخر العصر ما دامت الشمس بیضاء نقیۃ.

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے' آپ اس وقت تک نمازِ عصر میں تاخیر فرماتے جب تک سورج سفید چمکدار رہتا۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۶۵ ' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' ملتان)

اور نمازِ عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔ اس پر دلیل درج ذیل حدیث پاک ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ھ نے روایت کیا ہے:

عن عائشۃ قالت اعتم النبی ﷺ ذات لیلۃ حتی ذہب عامۃ اللیل وحتی نام اہل المسجد ثم خرج فصلی فقال انہ لوقتہا لولا اشق علی امتی.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم ﷺ نے نمازِ عشاء میں اتنی تاخیر کی حتیٰ کہ اکثر حصہ شب گزر گیا حتیٰ کہ نمازی حضرات سو گئے' پھر آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ یہی نمازِ عشاء کا وقت ہوتا اگر مجھے امت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۲۹ ' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

ان مذکورہ بالا نمازوں کی تاخیر کے استحباب پر مذکورہ روایت سے وارد ہونے والے اشکال کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اس روایت کا مذکورہ جملہ "یصلون الصلوٰۃ اذا جاء وقتہا" (جب نماز کا وقت آئے تو وہ نماز ادا کرتے ہیں) یہ اس سے پہلے والے جملہ کی علت ہے اور مفہوم یہ ہے کہ اس امت کی یہ صفت ہوگی کہ وہ سورج کے طلوع و غروب کا مشاہدہ کرتے رہیں گے تاکہ نمازوں کے اوقات معلوم ہوں اور وقت آنے پر نماز ادا کرسکیں اور نمازیں اپنے وقت سے مؤخر نہ ہوں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ نے اس کا یہی مفہوم بیان کیا ہے' وہ لکھتے ہیں: "یصلون الصلوٰۃ اذا جاء وقتہا" والا جملہ مستأنفہ ہے اور پہلے کلام کی علت ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ سورج کی نگرانی کریں گے اور اس کے چلنے کو دیکھتے رہیں گے تاکہ نمازوں کے اوقات معلوم ہوں اور نمازیں اپنے وقت سے مؤخر نہ ہوں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۳ ' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اس فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آئے گا تو وہ نماز ادا کرلیں گے' نماز کی ادائیگی ترک نہیں کریں گے اور یہاں ایسا کوئی لفظ نہیں' جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ وقت آنے پر فوراً نماز ادا کریں گے اور مستحب وقت تک تاخیر نہیں کریں گے' اور تیسرا جواب یہ ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اس وقت نماز ادا کریں گے' جب نماز کا وقت آئے گا یعنی نماز کو اپنے اوقات میں ادا کریں گے' اوقات سے پہلے نہیں' لہٰذا وقت مستحب تک تاخیر کرنا' اس روایت کے منافی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

۸۶۱۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ مَكْتُوْبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَّعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ مَوْدُوْدٍ وَقَدْ بَقِيَ فِي

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تورات میں سیدنا محمد ﷺ کی صفت مذکور ہے اور یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔ ابومودود کا بیان ہے کہ حجرۂ

31 الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. عائشہ رضی اللہ عنہا میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (ترمذی)

سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدفن

اس حدیث میں ہے کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم ﷺ اور دونوں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان مدفون ہوں گے اور یہ قول ادب کے زیادہ قریب ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد والی جگہ میں مدفون ہوں گے اور یہ قول زیادہ ظاہر ہے۔ شیخ جزری رحمہ اللہ نے کہا کہ حجرۂ انور میں داخل ہونے والے متعدد حضرات نے بیان کیا کہ انہوں نے تینوں قبور کو اس طرح دیکھا کہ سب سے آگے نبی کریم ﷺ کی قبر انور ہے اور اس سے پیچھے ہٹ کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر انور ہے اور ان کا سر نبی کریم ﷺ کی پشت انور کے سامنے ہے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پشت کے سامنے اور نبی کریم ﷺ کے مبارک قدموں کے سامنے ہے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور یہ روایت ہے کہ سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین پر تشریف فرما ہونے کے بعد حج ادا کر کے واپس آ رہے ہوں گے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ان کا وصال ہو جائے گا اور ان کے جسد انور کو مدینہ منورہ لا کر حجرہ انور میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کر دیا جائے گا' لہٰذا یہ دونوں صحابی رضی اللہ عنہما دو عظیم نبیوں علیہما الصلوٰۃ والسلام کے درمیان ہوں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۱ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۱۵ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ عَلِمْتَ اَنَّكَ نَبِيٌّ حَتّٰى اسْتَيْقَنْتَ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَتَانِيْ مَلَكَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَكَّةَ فَوَقَعَ اَحَدُهُمَا اِلَى الْاَرْضِ وَكَانَ الْاٰخَرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَهُوَ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَزِنْهُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِهٖ فَوَزَنْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِعَشَرَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمِائَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِاَلْفٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَنْتَثِرُوْنَ عَلَيَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِيْزَانِ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَوْ وَزَنْتَهٗ بِاُمَّتِهٖ لَرَجَحَهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو اپنے نبی ہونے کا علم اور یقین کیسے ہوا؟ فرمایا: اے ابوذر! میرے پاس دو فرشتے حاضر ہوئے' اس وقت میں بطحائے مکہ کے ایک مقام پر تھا' ان میں سے ایک فرشتہ نیچے زمین پر آیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہرا رہا' ان میں سے ایک فرشتے نے اپنے ساتھی سے کہا: کیا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہاں! اس نے کہا: ان کا ایک مرد کے ساتھ وزن کرو' پھر میرا ایک مرد کے ساتھ وزن کیا گیا تو میرا وزن زیادہ ہوا' پھر اس نے کہا: ان کا دس مردوں کے ساتھ وزن کرو' میرا دس مردوں کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں ان پر غالب رہا' پھر فرشتے نے کہا: ان کا سو مردوں کے ساتھ وزن کرو' میرا سو مردوں کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں ان سو مردوں پر غالب رہا' پھر فرشتے نے کہا: ان کا ہزار مردوں کے ساتھ وزن کرو' میرا ہزار مردوں کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں ان پر غالب رہا گویا میں ان ہزار مردوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ پلڑا ہلکا ہونے کی وجہ سے میرے اوپر گر رہے ہیں' آپ نے فرمایا: ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ اگر ان کی ساری امت کے ساتھ ان کا وزن کیا جائے تو یہ ان پر غالب ہوں گے۔ (دارمی)

۸۶۱۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُتِبَ عَلَیَّ النَّحْرُ وَلَمْ یُکْتَبْ عَلَیْکُمْ وَاُمِرْتُ بِصَلٰوۃِ الضُّحٰی وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِھَا رَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ وَرُوِیَ مِنْ طُرُقٍ اُخْرٰی وَھُوَ ضَعِیْفٌ عَلٰی کُلِّ حَالٍ.

نے فرمایا: مجھ پر قربانی فرض کی گئی ہے اور تم پر قربانی فرض نہیں کی گئی اور مجھے نمازِ چاشت کا حکم دیا گیا ہے اور تمہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ (دارقطنی) یہ حدیث دوسرے طریقے سے بھی مروی ہے اور وہ طریقہ بہر صورت ضعیف ہے۔

وَرَوٰی ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ سِعَۃٌ وَّلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا وَاَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَمِثْلُ ھٰذَا الْوَعِیْدِ لَا یَلْحَقُ بِتَرْکِ غَیْرِ الْوَاجِبِ.

ابن ماجہ میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے وسعت کے باوجود قربانی نہ کی وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ اسے حاکم نے ذکر کر کے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور اس طرح کی وعید غیر واجب کے ترک پر نہیں آتی۔

وَرَوَی الْبُخَارِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ سُبْحَۃَ الضُّحٰی وَاِنِّیْ لَاُسَبِّحُھَا.

امام بخاری علیہ الرحمہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازِ چاشت ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن میں نمازِ چاشت ادا کرتی ہوں۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنْ مُّوَرِّقٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ اَتُصَلِّی الضُّحٰی قَالَ لَا قُلْتُ فَعُمَرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَاَبُوْ بَکْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِخَالُہٗ قَالَ الْعَلَّامَۃُ الْعَیْنِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ قِیْلَ صَلٰوۃُ الضُّحٰی کَانَتْ وَاجِبَۃً عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَرُدُّہٗ حَدِیْثُ عَائِشَۃَ وَمُوَرِّقٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَقِیْلَ کَانَتْ مِنْ خَصَائِصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرُدَّ بِاَنَّ ذٰلِکَ لَمْ یَثْبُتْ بِخَبَرٍ صَحِیْحٍ.

اور بخاری ہی کی روایت ہے کہ حضرت مورق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: کیا آپ نمازِ چاشت ادا کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ؟ فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ؟ فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا: میرا خیال ہے کہ آپ بھی نمازِ چاشت ادا نہیں فرماتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نمازِ چاشت واجب تھی جب کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مورق رضی اللہ عنہ والی حدیثوں سے اس قول کی تردید ہوتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ نمازِ چاشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے تھی اور یہ قول اس لیے مردود ہے کہ نمازِ چاشت کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہونا خبرِ صحیح سے ثابت نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ چاشت کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نمازِ چاشت ادا نہیں فرماتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد یہ نہیں تھی کہ آپ نمازِ چاشت ادا ہی نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کا مقصود مداومت کی نفی تھی کہ آپ ہمیشہ نماز چاشت ادا نہیں فرماتے تھے۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازِ چاشت ادا فرماتے نہیں دیکھا' جب کہ مسلم شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ چاشت کی چار رکعت ادا فرماتے تھے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مراد مداومت کی نفی ہے کہ آپ ہمیشہ نماز چاشت ادا نہیں فرماتے تھے۔ جس طرح علامہ نووی رحمہ اللہ نے خلاصہ میں علماء سے یہ نقل کیا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازِ چاشت ادا فرماتے نہیں دیکھا' اس کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہمیشگی نہیں فرمائی اور بعض اوقات یہ نماز ادا

فرماتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں یہ نماز فرض نہ کر دی جائے۔ اس طریقہ سے تمام احادیث میں تطبیق ہو جائے گی۔ اسی لیے درمختار میں ہے کہ چاشت کے وقت چار یا زائد رکعت مستحب ہیں اور ردالمحتار میں ہے کہ نماز چاشت کا مستحب ہونا ہی راجح ہے۔

بَابُ اَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهٖ

نبی کریم ﷺ کے اسماء مبارکہ اور صفات کا بیان

نبی کریم ﷺ کے کثیر اسماء مبارکہ آپ کی فضیلت کی دلیل ہیں

اس باب میں حضور نبی کریم ﷺ کے متعدد اسماء مبارکہ مذکور ہیں۔ آپ کے مبارک اسماء کا متعدد ہونا آپ کی عظمت و شرافت کی دلیل ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے: ''کثرۃ الاسماء تدل علی عظمۃ المسمّٰی'' کہ ناموں کی کثرت سے نام والے کی عظمت و شرافت کا اظہار ہوتا ہے۔ علامہ نووی کی شرح مسلم میں ہے کہ علامہ اَبُوبکر بن عربی مالکی نے شرح ترمذی میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار اسماء ہیں اور نبی کریم ﷺ کے بھی ہزار اسماء ہیں' اور ساٹھ سے زیادہ اسماء کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن جوزی نے الوفاء میں لکھا ہے کہ ابوالحسین بن فارس لغوی نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے بائیس اسمائے مبارکہ ہیں۔ علامہ طیبی نے ان کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے ایک مستقل رسالہ البہجۃ السویہ فی الاسماء النبویہ لکھا۔ جس میں نبی کریم ﷺ کی پانچ سو سے زائد صفات مذکور ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۱۷ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِيْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے متعدد نام ہیں' میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں' میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں' لوگ میرے قدموں میں جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں' اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

اسم رسالت محمد کی تحقیق

اسم رسالت محمد' تحمید سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور یہ حمد میں مبالغہ کے لیے استعمال ہوتا ہے (یعنی محمد کا معنی ہے: جس کی بہت زیادہ تعریف کی جاتی ہو)' اگر کسی کے عظیم خصائل و مناقب کا ذکر کر کے اس کی تعریف کی جائے تو اہل عرب کہتے ہیں: ''حمدت فلانا احمده'' اور اگر کوئی شخص محمود اور لائق تعریف ہو تو کہا جاتا ہے: ''احمدته'' یا کہا جاتا ہے: ''ھذا الرجل محمود'' اور اگر کوئی شخص انتہائی قابل تعریف ہو تو اسے ''محمد'' کہتے ہیں' اور یہ وزن ہمیشہ انتہاء والے معنی کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے' جس طرح انتہائی قابل تعریف کو محمد اور انتہائی قابل مذمت کو مذمم کہتے ہیں' اور ایک قول یہ ہے کہ یہ وزن کثرت وزن بیان کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے' مثلاً جب دروازہ بار بار کھولیں تو کہتے ہیں: ''فَتَحْتُ الْبَابَ فَهُوَ مُفَتَّحٌ'' اور نبی کریم ﷺ کا اسم شریف محمد نیک فالی کے طور پر رکھا گیا کہ آپ کی بہت زیادہ تعریف ہوگی' اس بناء پر آپ کو محمد کا نام دیا گیا۔ لواء الحمد کے نیچے اوّلین و آخرین آپ کی تعریف کریں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اسم مبارک احمد کی تحقیق

لفظ احمد' حمد سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے اور مبالغہ کے لیے ہے' اس کا معنی ہے: ''احمد من كل حامد'' ہر تعریف کرنے والے

سے زیادہ تعریف کرنے والا' یا اس کا معنی محمود ہے (زیادہ تعریف کیا ہوا) کیونکہ افعل کا وزن فاعل اور مفعول دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے' لیکن پہلا معنی زیادہ ظاہر ہے کیونکہ اگر اس کا معنی ''زیادہ تعریف کیا ہوا'' ہو اور محمد کا بھی یہی معنی ہے تو اس سے تکرار لازم آئے گا' اور احمد کا معنی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا' اس بناء پر بھی ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی محامد کا الہام فرمائے گا کہ اوّلین و آخرین میں سے کسی کو ان محامد کا الہام نہیں ہوگا' لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حامدیت اور محمودیت والے دونوں اوصاف کے جامع ہیں' جس طرح آپ محبّ بھی ہیں اور محبوب بھی' مرید بھی ہیں اور مراد بھی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اسم مبارک ماحی کی تشریح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ماحی ہوں' میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو دنیا میں کفر و شرک کا غلبہ تھا اور چاردانگ عالم میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی جانب سے نورِ مبین و سراجِ منیر بن کر طلوع ہوئے اور کفر کی تاریکیوں کو ختم فرما کر اسلام کا اُجالا بکھیر دیا۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دلیل و حجت کے ذریعہ غلبہ و ظہور مراد ہو' جس طرح قرآن مجید میں ہے: ''لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ'' (الصف:۹) ''تاکہ اللہ تعالیٰ اسے تمام دینوں پر غالب فرما دے۔ اور دوسری حدیث میں اس اسم کی آپ نے یوں تفسیر فرمائی کہ میں نے اپنے پیروکاروں کی خطائیں مٹادی ہیں' جس طرح قرآن مجید میں ہے: ''قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ'' (الانفال:۳۸) ''اے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم! تم کفار سے فرماؤ: اگر تم باز آ جاؤ تو تمہاری گزشتہ خطائیں معاف فرما دی جائیں گی''۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۱۸ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّیْ لَنَا نَفْسَهٗ اَسْمَآءً فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَحْمَدُ وَالْمُقَفِّیْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِیُّ التَّوْبَةِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے اپنے متعدد اسماء مبارکہ بیان فرمائے' آپ نے فرمایا: میں محمد اور احمد اور مقفی اور حاشر اور نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ ہوں۔ (مسلم)

اسم مبارک مقفی کی تشریح

مقفی کا معنی ہے: متبع' اتباع کرنے والا۔ آپ مقفی ہیں کہ آپ تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے آخر میں تشریف لائے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ بعض نے کہا کہ آپ کے مقفی ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے آثار کی پیروی فرمانے والے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ارشاد فرمایا: ''فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ'' (الانعام:۹۰) ''تم انہی کی راہ اختیار کرو''۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۷۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اسم مبارک نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ کی تشریح

آپ نبی التوبہ ہیں کیونکہ آپ بہت زیادہ توبہ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت زیادہ رجوع کرنے والے ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے: میں دن میں ستر مرتبہ یا سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محض استغفار سے آپ کی امت کی توبہ قبول فرما لیتا ہے' جب کہ دوسری امتوں کے ساتھ یہ معاملہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًاO (النساء:٦٤)

اور جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی طلب کریں اور رسول بھی ان کی شفاعت فرمائیں تو یہ ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا' مہربان پائیںO

اور یہ شان صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہی خاص ہے' اسی وجہ سے آپ کا نام نبی التوبہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا نام نبی الرحمۃ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَO'' (الانبیاء:۱۰۷) ''اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کرO''۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انما انا رحمة مهداة'' میں تو سراپا رحمت ہوں جو تمہیں بطورِ ہدیہ عطا فرمایا گیا ہوں۔ رحمت کا معنی مہربانی اور شفقت ہے (اور آپ بھی رحمت ہیں) کیونکہ نبی کریم ﷺ مومنین پر رؤف ورحیم ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص۷۷ ۳' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

٨٦١٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ رَوَاهُ الدَّارَمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تو سراپا رحمت ہوں جو تمہیں بطورِ ہدیہ عطا فرمایا گیا ہے۔ (داری' بیہقی' شعب الایمان)

ف: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انما انا رحمة مهداة'' آپ کے اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ میں تو تمام کائنات کے لیے رحمت بنا کر تشریف لایا ہوں اور جہان والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہوں' لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے اس ہدیہ کو قبول کرے گا' وہ کامیاب وکامران ہوگا اور جس نے یہ ہدیہ قبول نہ کیا' وہ ذلیل ورسوا ہوگا۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَO'' (الانبیاء:۱۰۷) ''اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کرO''۔

٨٦٢٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّيْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں اور لعنتوں کو کس طرح مجھ سے پھیر دیتا ہے' وہ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں اور میں تو محمد ہوں۔ (بخاری)

٨٦٢١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجُ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ رَوَاهُ الدارمي.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کے دانتوں میں کشادگی تھی' جب آپ محوِ کلام ہوتے تو آپ کے سامنے والے دانتوں سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ (داری)

٨٦٢٢ - وَعَنْ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرۂ انور جگمگا اٹھتا اور یوں محسوس ہوتا تھا' جیسے آپ کا چہرۂ مبارک چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم آپ کی اس حالت کو پہچان لیا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

٨٦٢٣ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةٍ اِضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک چاندنی رات میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا' میں کبھی رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف نظر کرتا' آپ نے سرخ جوڑا زیب تن فرمایا ہوا تھا' میں

وَسَلَّمَ وَاِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِيْ مِنَ الْقَمَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارَمِيُّ.

نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند سے زیادہ حسین ہیں۔ (ترمذی، دارمی)

٨٦٢٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ وَمَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِيْ مَشْيِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ اِنَّا لَنَجْهَدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھی، گویا سورج آپ کے چہرۂ انور میں تیر رہا ہوتا تھا اور میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار نہیں دیکھا گویا کہ آپ کے لیے زمین لپیٹ دی جاتی تھی، ہم مشقت برداشت کر کے چلتے اور آپ بلا تکلف عام انداز میں چل رہے ہوتے تھے۔ (ترمذی)

٨٦٢٥ - وَعَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ لِلرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ صِفِيْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا بُنَيَّ لَوْ رَاَيْتَهٗ رَاَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً رَوَاهُ الدَّارَمِيُّ.

حضرت ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان فرمایئے، انہوں نے فرمایا: پیارے بیٹے! اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے تو یوں محسوس کرتے، جیسے سورج طلوع ہو رہا ہے۔ (دارمی)

٨٦٢٦ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ وَكَانَ اِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَاِذَا شَعِثَ رَاْسُهٗ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَّجْهُهٗ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا وَّرَاَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهٖ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے اگلے حصے اور آپ کی ریش مبارک کے کچھ بال سفید تھے، جب آپ تیل لگاتے تو وہ بال واضح نظر نہیں آتے تھے اور جب بال بکھرے ہوتے تو سفید بال نظر آتے، آپ کی ڈاڑھی مبارک گھنی تھی، ایک شخص نے کہا: آپ کا چہرۂ انور تلوار کی طرح تھا، انہوں نے فرمایا: نہیں! بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا اور گولائی مائل تھا، اور میں نے آپ کے کندھے کے پاس کبوتری کے انڈے کی طرح مہر نبوت دیکھی، جس کا رنگ آپ کے جسم انور کے رنگ سے ملتا جلتا تھا۔ (مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ آپ کی ریش مبارک کے کچھ بال سفید تھے، جب آپ تیل لگاتے تو وہ واضح نظر نہیں آتے تھے اور جب بال بکھرے ہوتے تو سفیدی دکھائی دیتی تھی۔ اس کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ١٠٥٢ھ لکھتے ہیں:

تیل لگانے کی صورت میں بال مبارک اکٹھے ہو جاتے اور چونکہ سفید بال کم تھے، لہٰذا ظاہر نہیں ہوتے تھے اور بکھرے ہونے کی صورت میں بال الگ الگ ہو جاتے، لہٰذا سفید بال سیاہ بالوں سے واضح اور جدا نظر آتے یا پھر تیل لگانے کی صورت میں سفید بال چمک دار ہو جاتے اور جدا نظر آتے۔ آخری عمر مبارک میں آپ کی نورانی ریش اور سر مبارک میں بیس سے زائد (سفید) بال نہ تھے اور بعض روایات میں اس سے بھی کم تعداد کا ذکر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۸۳-۴، مطبوعہ تیج کمار، لکھنؤ)

اس حدیث میں ہے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک کے بال کثیر تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:
بعض روایات میں "کث اللحیۃ" کے الفاظ ہیں کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک گھنی تھی اور ریش مبارک کی لمبائی کتنی تھی؟ اس کے متعلق کوئی چیز ثابت نہیں' اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ڈاڑھی کا لمبا ہونا منقول ہے' اور امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق منقول ہے کہ ان کی ریش مبارک پورے سینے کو بھر دیتی تھی' اور سلف صالحین کی اس بارے میں عادات مختلف رہی ہیں۔ سیدنا غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ کی ریش مبارک طویل وعریض تھی اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق روایت ہے کہ آپ ایک مشت سے زائد ڈاڑھی نہیں رکھتے تھے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک مٹھی سے کم ڈاڑھی رکھنا جائز نہیں اور زائد کے متعلق مختلف روایات وآثار ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۸۳ 'مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨٦٢٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجَسَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَّلَحْمًا اَوْ قَالَ ثَرِيْدًا ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيْلَانٌ كَاَمْثَالِ الثَّاٰلِيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے ساتھ روٹی اور گوشت یا ثرید کھایا' پھر میں گھوم کر آپ کے پیچھے آیا اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی' جس پر چھوٹے چھوٹے دانوں کی طرح تلوں کا مجموعہ تھا۔ (مسلم)

٨٦٢٨ - وَعَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ سَعِيْدٍ قَالَتْ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيْرَةٌ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِاُمِّ خَالِدٍ فَاُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَاَخَذَ الْخَمِيْصَةَ بِيَدِهٖ فَاَلْبَسَهَا قَالَ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ وَكَانَ فِيْهَا عَلَمٌ اَخْضَرُ اَوْ اَصْفَرُ فَقَالَ يَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاءٌ وَّهِيَ بِالْحَبْشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَجَرَنِيْ اَبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ام خالد بنت سعید رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں چند کپڑے پیش کیے گئے' جن میں ایک چھوٹی سیاہ چادر بھی تھی' آپ نے فرمایا: ام خالد کو میرے پاس لاؤ! مجھے گود میں اٹھا کر آپ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا' آپ نے اپنے دستِ اقدس سے چادر پکڑ کر مجھے اوڑھا دی اور فرمایا: اسے پرانی اور بوسیدہ کرو' پھر اسے پرانی اور بوسیدہ کرو (مراد یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے)' اس چادر میں سبز یا زرد رنگ کے نقوش تھے' آپ نے فرمایا: اے ام خالد! یہ نقوش سناء ہیں اور سناء حبشی زبان میں خوب صورت کو کہا جاتا ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں مہر نبوت کے ساتھ کھیلنے لگی' میرے والد ماجد نے مجھے جھڑکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ (بخاری)

٨٦٢٩ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قد اور آپ کا رنگ نہ بالکل خالص سفید تھا' اور نہ ہی بالکل گندمی اور آپ کے بال نہ تو بہت گھونگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے' اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر مبارک میں مبعوث فرمایا' آپ مکہ مکرمہ میں دس سال اور مدینہ منورہ میں دس سال مقیم رہے اور ساٹھ سال کی عمر مبارک میں آپ کا وصال مبارک ہوا' اور آپ کے سرانور اور ڈاڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ یَصِفُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ اَزْهَرُ اللَّوْنِ وَقَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ قوم میں درمیانے قد کے مالک تھے' نہ بہت دراز قد نہ ہی پست قامت' آپ کا رنگ چمک دار تھا اور رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کانوں کے نصف تک تھے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ بَیْنَ اُذُنَیْهِ وَعَاتِقِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں کانوں اور کندھوں کے درمیان تک تھے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ قَالَ كَانَ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَالْقَدَمَیْنِ لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ وَلَا قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَكَانَ سَبْطَ الْكَفَّیْنِ.

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ آپ کا سر مبارک بڑا اور قدم بھرے ہوئے تھے' میں نے آپ کے بعد اور آپ سے پہلے آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا اور آپ کشادہ ہتھیلیوں والے تھے۔

وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ قَالَ كَانَ شَثْنَ الْقَدَمَیْنِ وَالْكَفَّیْنِ.

اور بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ کے قدم مبارک اور ہتھیلیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔

۵۶۳۰ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا بَعِیْدَ مَا بَیْنَ الْمَنْكِبَیْنِ لَهٗ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ اُذُنَیْهِ رَاَیْتُهٗ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَیْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ درمیانے قد والے تھے' آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا' آپ کے بال مبارک کانوں کی لَووں تک تھے' میں نے آپ کو سرخ جوڑا زیب تن فرمائے ہوئے دیکھا اور کبھی کسی کو آپ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

قد مبارک کا اعجاز

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نہ تو بہت لمبے قد والے تھے اور نہ ہی کوتاہ قد تھے۔ مراد یہ ہے کہ آپ کا قد مبارک درمیانہ مگر لمبائی کی طرف مائل تھا' کیونکہ آپ کے قد مبارک کے لمبا ہونے کی نفی نہیں کی بلکہ زیادہ لمبا ہونے کی نفی ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ آپ کا قد مبارک لمبا تو تھا مگر زیادہ لمبا نہیں' اسی لیے فرمایا کہ نہ بہت لمبے قد والے تھے اور نہ ہی کوتاہ قد تھے' اور اس مفہوم کی تائید دوسری روایت سے ہوتی ہے' جس میں ''ربعة الی الطول'' کے الفاظ ہیں کہ آپ لمبائی کی جانب مائل' درمیانی قامت والے تھے' اور آپ کا میانہ قامت ہونا بھی ذاتی طور پر ہے ورنہ دوسروں کے لحاظ سے آپ کی شانِ مبارک یہ تھی کہ جب کوئی طویل قامت آپ کے ساتھ چلتا تو آپ اس سے زیادہ طویل نظر آتے اور یہ آپ کا اعجاز تھا۔ اس سے بارگاہ خداوندی میں آپ کی عظمتِ شان کا پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں کہ کوئی ظاہری قد وقامت میں آپ سے بڑا یا آپ کے برابر نظر آئے' پھر اللہ تعالیٰ کو یہ کیسے پسند ہو سکتا ہے کہ علمی و عملی کمالات میں کوئی آپ کا مثل ہو یا آپ سے زیادہ بلند مرتبہ ہو۔ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا: ؎

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تیری خَلق کو حق نے جمیل کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ مَا رَاَیْتُ مِنْ

اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ میں نے سرخ جوڑے میں دراز

ذِیْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرُهٗ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيْدٌ مَّا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ.

گیسوؤں والا کوئی شخص آپ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا' آپ کے بال کندھوں پر پڑتے تھے' آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا' آپ نہ بہت طویل قامت تھے نہ کوتاہ قامت۔

٨٦٣١ - وَعَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقَصَّدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ سفید' ملیح اور درمیانہ قامت کے تھے۔ (مسلم)

٨٦٣٢ - وَعَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ مَنْهُوْشَ الْعَقِبَيْنِ قِيْلَ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قِيْلَ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شِقِّ الْعَيْنِ قِيْلَ مَا مَنْهُوْشُ الْعَقِبَيْنِ قَالَ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کشادہ دہن' بڑی بڑی آنکھوں والے تھے اور آپ کی ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔ حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ''ضلیع الفم'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: فراخ دہن والے' پوچھا: ''اشکل العینین'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: آنکھوں کے بڑے بڑے شگاف والے' پوچھا: ''منھوش العقبین'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جن کی ایڑیوں پر گوشت کم ہو۔ (مسلم)

٨٦٣٣ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ فِیْ سَاقَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمُوْشَةٌ وَكَانَ لَا يَضْحَكُ اِلَّا تَبَسُّمًا وَكُنْتُ اِذَا نَظَرْتُ اِلَيْهِ قُلْتُ اَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِاَكْحَلَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دونوں پنڈلیاں ذرا باریک تھیں اور آپ ہنستے نہیں تھے' صرف تبسم فرماتے تھے' میں جب آپ کی طرف نظر کرتا تو خیال کرتا کہ آپ نے آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا ہے' حالانکہ آپ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔ (ترمذی)

٨٦٣٤ - وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ كَانَ اِذَا وَصَفَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَّلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِی الْوَجْهِ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ اِذَا مَشٰى يَتَقَلَّعُ كَاَنَّمَا يَمْشِیْ فِیْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب نبی کریم ﷺ کا وصف بیان فرماتے تو کہتے: آپ نہ بہت طویل قامت تھے' نہ انتہائی پست قد بلکہ آپ قوم میں درمیانہ قامت کے مالک تھے' آپ کے بال مبارک بہت زیادہ گھونگھریالے نہیں تھے نہ بالکل سیدھے' آپ ہلکے گھونگھریالے بالوں والے تھے' آپ بہت زیادہ بھرے ہوئے چہرے والے نہیں تھے نہ بالکل چھوٹے چہرے والے' بلکہ آپ کا چہرۂ انور گولائی مائل تھا' آپ سرخی مائل سفید رنگ والے تھے' دراز پلکوں' مضبوط جوڑوں اور مضبوط کندھوں کے مالک تھے' صاف جسم والے تھے' سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک ڈوری تھی' آپ کی ہتھیلیاں اور قدم مبارک گوشت سے پُر تھے اور آپ جب چلتے تو طاقت سے چلتے جیسے گہرائی میں اتر رہے ہوں اور جب (کسی طرف) متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے' آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی' آپ سب

وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَّأَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَّأَكْرَمُهُمْ عَشِيْرَةً مَّنْ رَآهُ بَدِيْهَةً هَابَهُ وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ يَقُوْلُ نَاعِتُهُ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سے آخری نبی ہیں' آپ تمام لوگوں سے زیادہ سخی دل' سب لوگوں سے زیادہ سچی گفتگو فرمانے والے' تمام لوگوں سے زیادہ نرم طبیعت والے' سب سے زیادہ حسن سلوک فرمانے والے تھے' جو شخص آپ کو اچانک دیکھ لیتا' اس پر ہیبت طاری ہو جاتی اور جو جان پہچان کے ساتھ گھل مل جاتا' وہ آپ سے محبت کرنے لگتا' آپ کا نعت خواں یہی کہتا ہے کہ آپ کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا' نہ آپ کے بعد۔ (ترمذی)

٨٦٣٥ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ مُشْرَبًا حُمْرَةً ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ طَوِيْلَ الْمَسْرُبَةِ إِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہی بیان فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت طویل قامت اور نہ بہت کوتاہ قد تھے آپ کا سر مبارک بڑا اور ڈاڑھی مبارک گھنی تھی' دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم مبارک گوشت سے بھرے ہوئے تھے' آپ کا رنگ مبارک سرخی مائل تھا' مضبوط ہڈیوں والے تھے' سینہ سے ناف تک بالوں کی لمبی ڈوری تھی' جب چلتے تو مضبوطی سے چلتے جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد' اسے ترمذی نے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے عجز کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ میں نے نہ آپ کے وصال سے پہلے کوئی آپ کی مثل دیکھا اور نہ آپ کے وصال کے بعد کوئی آپ جیسا دیکھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پہلے والا زمانہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں پایا' اور بعض اوقات یہ کلام بطور کنایہ استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ بعد یا پہلے والے زمانہ سے قطع نظر ان کا ہم مثل کوئی نظر ہی نہیں آیا اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور اوصاف کے بیان میں عجز کا اظہار ہے (کہ ہم آپ کے اوصاف و کمالات کا بیان کرنے سے عاجز ہیں)۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ٣٧٣' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام بوصیری رحمہ اللہ نے اسی مفہوم کو یوں بیان فرمایا: ؎

ان من معجزاتك العجز عن وصفك اذ لا يحده الاحصاء

كيف يستوعب الكلام سجاياك وهل تنزح البحار الدلاء

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ مخلوق آپ کے اوصاف و کمالات کا بیان کرنے سے عاجز ہے کیونکہ آپ کے کمالات کو شمار ہی نہیں کیا جا سکتا' ہمارا کلام آپ کی بلند شانوں کا احاطہ کیسے کر سکتا ہے' کیا ڈول سے سمندروں کو خالی کر سکتے ہیں؟

اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا: ؎

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بَری حیران ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثناء خواں کی خامشی چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

٨٦٣٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَزْهَرَ اللَّوْنِ كَانَ عَرَقُهُ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ مَا مَسَسْتُ دِيْبَاجَةً وَّلَا حَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمَمْتُ مِسْكًا وَّلَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ مِنْ رَّائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چمک دار رنگ والے تھے' آپ کے پسینہ مبارک کے قطرات موتیوں جیسے تھے' جب آپ چلتے تو مضبوطی سے چلتے (نوجوانوں کی طرح قدم اٹھا اٹھا کر چلتے تھے' پاؤں گھسیٹ گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے)' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہتھیلی سے زیادہ کسی دیباج وریشم کو نرم وملائم نہیں پایا اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ کسی مشک یا عنبر کو خوشبو دار پایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٦٣٧ - وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِيْهَا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نِطْعًا فَيَقِيْلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيْبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرْجُوْا بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ان کے ہاں تشریف لا کر آرام فرماتے تو وہ آپ کے لیے چمڑے کا بستر بچھا دیتیں' جس پر آپ آرام فرما ہوتے' آپ کو پسینہ بہت آتا تھا' وہ آپ کا پسینہ جمع کر کے اپنی خوشبو میں ملا لیتیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: یہ آپ کا پسینہ ہے' اسے ہم اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں اور یہ سب سے بہترین خوشبو ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس میں ہمیں اپنے بچوں کے لیے برکت کی اُمید ہے' آپ نے فرمایا: تم نے درست کیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر قیلولہ فرمانے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر قیلولہ (دوپہر کو آرام) فرماتے۔ اس پر سوال ہے کہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اجنبی عورت کے ہاں خلوت میں تشریف فرما رہتے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں دوپہر کو آرام فرما ہوتے تھے کیونکہ وہ آپ کے خادم سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں اور اس میں بے پردگی یا خلوت کا کوئی ذکر نہیں۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اُم حرام اور اُم سلیم رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالائیں تھیں اور رضاعت یا نسب کے لحاظ سے محارم میں سے تھیں' لہٰذا ان کے ساتھ آپ کا خلوت میں تشریف فرما رہنا جائز تھا اور آپ صرف انہی دونوں کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کسی دوسری عورت کے ہاں اس طرح تشریف نہیں لے جایا کرتے تھے اور یہ کہا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں دوپہر کو آرام فرما ہوتے تھے کیونکہ یہ رضاعت کے رشتہ سے آپ کے محارم سے تھیں' ورنہ اس کی کیا وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احکامِ پردہ نازل ہونے کے بعد صرف حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کی بہن حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے گھر ہی تشریف لے جاتے تھے' کسی دوسری انصاری عورت کے ہاں تشریف نہیں لے جاتے تھے' اور یہ تو ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں (مدتِ رضاعت کے دوران) دودھ نوش نہیں فرمایا' لہٰذا ان کے ساتھ آپ کا رشتہ آپ کے والد

ماجد سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ہی تھا کیونکہ ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ علامہ تورپشتی نے کہا ہے کہ بعض کتب حدیث میں ہے کہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محارم سے تھیں' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اجنبیہ عورت کے ہاں قیلولہ نہیں فرماتے تھے اور جب اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی نسبی رشتہ نہیں تھا تو اس سے واضح ہوا کہ رضاعت کا رشتہ ہوگا' لیکن یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ رضاعت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ نہیں لایا گیا' لہٰذا معلوم ہوا کہ ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے رشتہ ہے' کیونکہ ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ سے علیحدہ ہو کر مدینہ منورہ آئے اور وہاں بنونجار میں شادی کی اور اُم حرام و اُم سلیم رضی اللہ عنہا ملحان کی بیٹیاں تھیں اور بنونجار سے تھیں' ان سب باتوں کو ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے درمیان حرمتِ رضاعت کا رشتہ ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۸۴' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' مواہب اللدنیہ کے حوالہ سے ذکر فرماتے ہیں:

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا رضاعت یا نسب کے رشتہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محارم سے تھیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اجنبی عورتوں کی طرف نظر کرنا اور ان کے ساتھ خلوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جائز تھی اور یہ آپ کی خصوصیات سے ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۸۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کے آثار سے برکت اور قرب حاصل کرنا مستحب ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک والی یہ خوشبو وصال کے بعد انہیں لگائی جائے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۸۴' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

٨٦٣٨ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَّاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّيْ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا اَوْ رِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُوْنَةِ عَطَّارٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پہلی نماز پڑھی' پھر آپ اپنے گھر کی طرف تشریف لائے اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر آیا' آپ کے سامنے بچے آئے تو آپ ان میں سے ایک ایک کے رخسار پر ہاتھ پھیرنے لگے' میرے رخسار پر بھی آپ نے اپنا ہاتھ پھیرا' میں نے آپ کے دست اقدس کی ٹھنڈک یا خوشبو اس طرح محسوس کی' جیسے آپ نے اپنا ہاتھ مبارک عطار کے ڈبے سے باہر نکالا ہے۔ (مسلم)

٨٦٣٩ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْلُكْ طَرِيْقًا فَيَتْبَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهٗ قَدْ سَلَكَهٗ مِنْ طِيْبِ عَرْقِهٖ اَوْ قَالَ مِنْ رِيْحِ عَرْقِهٖ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی راستے پر چلتے تو آپ کے بعد آنے والا پہچان لیا کرتا تھا کہ آپ اس راستے سے گزرے ہیں۔ (داری)

٨٦٤٠ - وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتِهٖ فِيْ لِحْيَتِهٖ.

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ خضاب لگانے کی عمر کو نہیں پہنچتے تھے' اگر میں آپ کی ڈاڑھی مبارک کے سفید بال شمار کرنا چاہتا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِیْ رَأْسِهٖ فَعَلْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میں آپ کے سر مبارک کے سفید بال شمار کرنا چاہتا تو شمار کر لیتا۔ (بخاری ومسلم)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِیْ عَنْفَقَتِهٖ وَفِی الصُّدْغَيْنِ وَفِی الرَّأْسِ نَبْذٌ.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ صرف آپ کے ہونٹوں کے نچلے حصے اور کنپٹیوں اور سر میں کچھ سفید بال تھے۔

۸٦٤١ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ غُلَامًا يَّهُوْدِيًّا كَانَ يَخْدِمُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَوَجَدَ اَبَاهُ عِنْدَ رَأْسِهٖ يَقْرَأُ التَّوْرَاةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يَهُوْدِیُّ اُنْشِدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوْسٰى هَلْ تَجِدُ فِی التَّوْرَاةِ نَعْتِیْ وَصِفَتِیْ وَمَخْرَجِیْ قَالَ لَا قَالَ الْفَتٰى بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَجِدُ لَكَ فِی التَّوْرَاةِ نَعْتَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ وَاِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اَقِيْمُوْا هٰذَا مِنْ عِنْدِ رَأْسِهٖ وَلُوْا اَخَاكُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا' وہ بیمار ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی عیادت کے لیے تشریف لائے' آپ نے اس لڑکے کے باپ کو اس کے سرہانے تورات کی تلاوت کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: اے یہودی! تجھے اس اللہ کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی ہے' کیا تورات میں میری تعریف اور میرا وصف اور میری جائے بعثت کا ذکر موجود ہے' اس نے کہا: نہیں! اس نوجوان نے کہا: کیوں نہیں! بہ خدا! یا رسول اللہ! ہم تورات میں آپ کی تعریف' آپ کا وصف اور آپ کی جائے بعثت کا ذکر موجود پاتے ہیں اور بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: اس یہودی کو اس نوجوان کے سرہانے سے اٹھا دو اور اپنے بھائی (کی تجہیز و تکفین وغیرہ) کا انتظام کرو۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

ف: یہ یہودی نوجوان آخری وقت مشرف بہ اسلام ہوا' اور صحابیت کے مرتبہ پر فائز ہوا' اس نے زندگی میں نماز' روزہ' حج' زکوۃ وغیرہ کوئی عمل صالح نہیں کیا۔ صرف ایک نیکی کی تھی کہ بہ حالتِ ایمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت حاصل کی اور ایمان پر خاتمہ ہوا اور صحابی وہی ہوتا ہے جو بہ حالتِ ایمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہوا اور اسے ایمان پر ہی خاتمہ کی سعادت حاصل ہو۔ بعد میں آنے والا شخص ساری زندگی عبادت میں صرف کر دے' تب بھی شرفِ صحابیت حاصل نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت والی سعادت وہ عظیم عبادت ہے کہ دیگر اعمالِ صالحہ اس کے مقام کو نہیں پا سکتے۔

بَابٌ فِیْ اَخْلَاقِهٖ وَشَمَائِلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و عادات کا بیان

۸٦٤٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین' سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے' ایک رات اہل مدینہ گھبرا گئے' صحابہ کرام علیہم الرضوان اس آواز کی طرف گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں سامنے سے آتے ہوئے ملے' آپ لوگوں سے پہلے آواز کی طرف گئے تھے' آپ فرما رہے تھے: مت گھبراؤ! مت گھبراؤ! آپ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار تھے' جس پر زین نہیں تھی اور آپ کی

عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَفِيْ عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

گردن میں تلوار تھی اور آپ نے فرمایا: میں نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح رواں دواں پایا۔ (بخاری و مسلم)

حدیث مذکور سے مستنبط فوائد

(۱) اس حدیث میں ان عظیم الشان صفات کا بیان ہے' جن سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مشرف فرمایا۔

(۲) اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے عظیم الشان معجزہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ گھوڑا جسے آپ کی سواری بننے کا شرف حاصل ہوا' پہلے سست رفتار تھا' مگر نبی کریم ﷺ کے سوار ہونے کی برکت سے اس کی حالت میں تبدیلی آ گئی کہ وہ تیز رفتار بن گیا۔

(۳) اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے غلاموں کے لیے عظیم بشارت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نسبت ایک چار پائے کی حالت میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے' پھر آپ کا وہ غلام جس کا سینہ آپ کے عشق کے نور سے منور ہے' وہ کیسے محروم رہ سکتا ہے:

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور ۔۔۔ تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاج دار ہم بھی ہیں

(۴) اس حدیث میں قائدین اور سرداروں کے لیے راہنمائی ہے کہ نازک حالات میں قوم کے سردار کو قوت و شجاعت کا مظاہرہ کرنا چاہیے' اس سے قوم کا حوصلہ بلند ہوگا۔

(۵) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دشمن کے حالات کی تفتیش کے لیے آدمی تنہا آگے جا سکتا ہے۔ ہاں! اگر اکیلا جانے میں ہلاکت ہے تو پھر احتراز ضروری ہے۔

(۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عاریۃً (مانگ کر) کوئی چیز لینا جائز ہے' نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ گھوڑا عاریۃً لیا تھا۔

(۷) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستعار گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کرنا جائز ہے۔

(۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دشمن کی طرف جاتے وقت گلے میں تلوار لٹکانا مستحب ہے۔ اسی پر قیاس کر کے کہا جا سکتا ہے کہ آج کے دور کے مطابق دشمن کی طرف جاتے ہوئے جدید اسلحہ ساتھ لے کر جانا چاہیے۔

(۹) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب خطرہ دور ہو جائے تو امیر کو چاہیے کہ لوگوں کو اطمینان دلائے' نیز دشمن کی طرف سے خطرہ ہو اور عوام میں بے چینی پھیل جائے تو سربراہ مملکت کو چاہیے کہ مناسب اقدامات کے بعد عوام سے خطاب کر کے انہیں مطمئن کرے۔

(۱۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دورانِ جنگ یا دیگر ناگزیر حالات میں ملکی حفاظت کے لیے عوام میں سے کسی کی مملوکہ چیز کی ضرورت درپیش ہو تو عوام کو ملک و ملت سے محبت کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے' خوش دلی سے اجازت دینی چاہیے۔

٨٦٤٣ - وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهُ اَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً وَرَجَعَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَحْرِ الْاَعْرَابِيِّ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ کے اوپر موٹے کنارے والی نجرانی چادر تھی' ایک دیہاتی آیا اور چادر سے پکڑ کر آپ کو سختی سے کھینچنے لگا' نبی کریم ﷺ اعرابی کے سینے سے لگ گئے' حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ سختی کے ساتھ کھینچنے کی وجہ سے آپ کی گردن کے کنارے پر چادر کے نشانات پڑ گئے' پھر اس نے کہا: اے محمد ﷺ! آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کا جو مال ہے' مجھے بھی اس میں سے کچھ دینے کا حکم

قَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِيْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ وَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُؤَلَّفَةِ فَلِذٰلِكَ فَعَلَ مَا فَعَلَهٗ ثُمَّ خَاطَبَهٗ بِاِسْمِهٖ قَائِلًا عَلٰى وَجْهِ الْعُنْفِ مُقَابِلًا لِّبَحْرِ اللُّطْفِ.

فرمایئے! نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے' پھر مسکرا پڑے' پھر آپ نے اسے عطا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (بخاری ومسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اعرابی مؤلفۃ القلوب سے تھا' اسی لیے اس نے ایسی حرکت کی' پھر اس نے لطف ومہربانی کے سمندر کے سامنے سختی کا اظہار کرتے ہوئے آپ کا نام لے کر مخاطب کیا۔

٨٦٤٤ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهٗ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلَّقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهٗ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهٗ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاةِ نَعَمٌ لَقَسَمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غزوۂ حنین سے واپسی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آ رہے تھے کہ کچھ دیہاتی نبی کریم ﷺ سے چمٹ گئے' اور آپ سے سوال کرنے لگے' حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو ایک خاردار درخت کے پاس پہنچا دیا اور آپ کی چادر مبارک اس درخت میں اُلجھ گئی۔ نبی کریم ﷺ ٹھہر گئے اور فرمایا کہ مجھے میری چادر تو دے دو' اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر جانور ہوتے تو میں وہ تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا' پھر تم مجھے نہ بخیل پاتے' نہ جھوٹ بولنے والا' نہ بزدل۔ (بخاری)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی حقیقتِ حال سے آگاہ نہیں تو اسے اعتماد میں لینے کے لیے اس کے سامنے اپنی تعریف کرنا اور اپنے اچھے اوصاف کا بیان کرنا جائز ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۸۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٦٤٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو' اور آپ نے جواب میں فرمایا ہو: نہیں۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم ﷺ کے لفظ ''نہیں'' نہ فرمانے کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے جواب میں فرمایا ہو: نہیں! اس سے مراد یہ ہے کہ آپ سائل کو انکار فرماتے ہوئے ''نہیں'' کے ساتھ جواب نہیں دیتے تھے بلکہ اگر وہ چیز موجود ہوتی تو اسے عطا فرما دیتے ورنہ خاموشی اختیار فرماتے یا احسن انداز میں معذرت فرما دیا کرتے تھے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ القوی نے اسی مضمون کو حسین انداز میں بیان فرمایا:

واہ کیا جود وکرم ہے شہِ بطحا تیرا ''نہیں'' سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

امام النحو علامہ سیّد غلام جیلانی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۳۹۸ھ تحریر فرماتے ہیں:

سوال: اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ذکر کردہ پہلے شعر کے دوسرے مصرع سے مفہوم ہوتا ہے کہ آپ سائل سے ''نہیں'' نہ فرماتے

تھے' حالانکہ ایک روایت سے اس کے خلاف ثابت ہے۔ وہ یہ کہ ایک جماعت نے حاضر ہو کر سواری طلب کی تو جواباً ارشاد فرمایا تھا: ''واللہ لا احملکم'' بہ خدا! میں تم کو سواری نہ دوں گا۔

جواب: بے شک عادت کریمہ یہی تھی کہ سائل جو چیز طلب کرتا' عطا فرما دیتے اور اگر وہ چیز نہ ہوتی تو سکوت اختیار فرماتے یا حسن گفتار کے ساتھ دل جوئی کر کے معذرت فرما دیا کرتے تھے اور کبھی فرما دیتے کہ قرض لے کر کام چلا لو ادائیگی ہمارے ذمہ ہے۔ عطا فرمانے سے صراحۃً انکار کرنے کی عادت نہ تھی۔ باقی رہی پیش کردہ روایت جیسے عمر بھر کے دو ایک واقعات' تو وہ از قبیل نوادر ہیں (یعنی ایسے واقعات کبھی کبھار ہوئے ہیں)' جن کا استثناء عادت پر اثر انداز نہیں ہوا کرتا۔ اسی نظریہ کے ماتحت فرزدق شاعر نے بھی مگر مبالغہ کرتے ہوئے نعت میں یہ شعر عرض کیا:

ما قال لا قط الا فی تشهده   لو لا التشهد کانت لائه نعم

(آپ نے تشہد کے علاوہ کبھی لفظ ''لا'' نہیں فرمایا' اگر تشہد نہ ہوتی تو آپ کا ''لا'' بھی ''نعم'' (ہاں) ہوتا)

جس کا فارسی ترجمہ اس شعر سے ہو سکتا ہے:

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز   مگر باشهد ان لا الٰہ الا اللّٰہ

(آپ کی زبان مبارک پر ''اشهد ان لا الٰہ الا اللّٰہ'' کے علاوہ ہرگز لفظ ''لا'' نہیں آیا)

اور اگر مبالغہ سے پاک کر کے واقع کے مطابق اس مضمون کو محبت بھری زبان سے سننا چاہتے ہیں تو آیئے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا یہ ایمان افروز شعر جھوم جھوم کر پڑھیے:

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں   کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک ''نہیں'' کہ وہ ہاں نہیں

(بشیر القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۰۷' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

۸٦٤٦ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ فَاَتٰى قَوْمَهٗ فَقَالَ اَيْ قَوْمِيْ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَّيُعْطِيْ عَطَاءً مَّا يَخَافُ الْفَقْرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں مانگیں تو آپ نے اسے وہ بکریاں عطا فرما دیں' وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے میری قوم! اسلام لے آؤ! بہ خدا! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا عطا فرماتے ہیں کہ فقر کا خوف ہی نہیں رہتا۔ (مسلم)

۸٦٤٧ - وَعَنْهُ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ اُفٍّ وَّلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہا' آپ نے کبھی مجھے اُف تک نہیں فرمایا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تم نے فلاں کام کیوں کیا یا فلاں کام کیوں نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کسی کام پر اعتراض نہ فرمانے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے فلاں کام کیوں کیا؟ یا فلاں کام کیوں نہیں کیا؟ اس پر سوال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب نبوت کے لائق یہ تھا کہ اگر حضرت انس رضی اللہ عنہ کسی فرض کو ترک کرتے یا کسی حرام کا ارتکاب کرتے تو آپ انہیں تنبیہ فرماتے۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے حکم کی مخالفت کرنے پر حضرت انس رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہ کرنا' اس صورت میں تھا جب ان سے خدمت و آداب میں کوتاہی ہو جاتی۔ اس کا تعلق احکام شرعیہ کی مخالفت کی صورت سے نہیں تھا اور اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تعریف بھی ہے

32 کہ ان سے ایسا کوئی کام سرزد نہیں ہوا تھا کہ نبی کریم ﷺ (منصب نبوت کے مطابق) اس پر اعتراض فرماتے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۸۶' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

٨٦٤٨ - وَعَنْهُ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ خَدَمْتُهُ عَشَرَ سِنِيْنَ فَمَا لَامَنِيْ عَلٰى شَيْءٍ قَطُّ اُتِيَ فِيْهِ عَلٰى يَدِيْ فَاِنْ لَامَنِيْ لَائِمٌ مِّنْ اَهْلِهٖ قَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ لَوْ قُضِيَ شَيْءٌ كَانَ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَّسِيْرٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں آٹھ برس کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' اور دس برس آپ کی خدمت اقدس میں رہا' اگر میرے ہاتھ سے کوئی چیز ضائع ہو جاتی تو آپ نے اس پر کبھی مجھے ملامت نہیں فرمائی' اگر آپ کے گھر والوں سے کوئی مجھے برا بھلا کہتا تو آپ فرماتے: اسے چھوڑ دو کیونکہ اگر کسی چیز کا ضائع ہونا تقدیر الٰہی میں لکھا ہوا ہے تو وہ ہو کر رہتا ہے۔ (یہ مصابیح کے الفاظ ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اسے معمولی سے فرق کے ساتھ روایت کیا ہے)

٨٦٤٩ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِيْ يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَذْهَبُ وَفِيْ نَفْسِيْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِيْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اَمُرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَّرَائِيْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ يَا اُنَيْسُ ذَهَبْتَ حَيْثُ اَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمْعَاتِ قَوْلُ اَنَسٍ لَا اَذْهَبُ صَدَرَ عَنْ اَنَسٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَهُوَ غَيْرُ مُكَلَّفٍ مَعَ اَنَّهٗ كَانَ صَادِرًا عَنْهُ فِي الظَّاهِرِ وَفِيْ نَفْسِهٖ اَنْ يَّذْهَبَ لِلْاَمْرِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ حسن اخلاق والے تھے' ایک روز آپ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا تو میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا' حالانکہ میرے دل میں یہ تھا کہ جس کام کا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے' میں وہ کام کرنے جاؤں گا' میں باہر نکلا' حتیٰ کہ میں بازار میں کھیلنے والے چند لڑکوں کے قریب سے گزرا' اچانک رسول اللہ ﷺ نے تشریف لا کر پیچھے سے میری گردن پکڑ لی' میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے' آپ نے فرمایا: اے انیس! میں نے تمہیں جہاں جانے کا حکم دیا تھا تم وہاں گئے تھے' میں نے عرض کیا: جی ہاں! میں جا رہا ہوں' یا رسول اللہ! (مسلم) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لمعات میں فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ میں نہیں جاؤں گا' بچپن کی حالت میں صادر ہوا تھا اور اس وقت وہ مکلف نہیں تھے' نیز یہ بات انہوں نے ظاہراً کہی تھی' اور ان کے دل میں یہ تھا کہ میں اس کام کے لیے جاؤں گا۔

٨٦٥٠ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ فَمَا يَاْتُوْنَ بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَاءَهٗ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز ادا فرماتے تو اہل مدینہ کے خدام پانی سے بھرے ہوئے اپنے اپنے برتن لے کر حاضر ہو جاتے' آپ ہر ایک کے برتن میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے' بسا اوقات وہ انتہاء کی ٹھنڈی صبح کو حاضر ہوتے تو آپ برتن میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔ (مسلم)

حدیث مذکور سے مستنبط فوائد

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے منسوب چیزیں باعثِ برکت ہوا کرتی ہیں اور نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں آپ کے سامنے صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کے تبرکات سے مستفید ہوا کرتے تھے۔

(۲) دینی پیشوا، شیخ طریقت اور عالم دین کو اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ کمال شفقت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور اس سلسلہ میں اسے تکلیف بھی لاحق ہو تو خندہ پیشانی سے سامنا کرے۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء اور افضل الخلق ہونے کے باوجود پیکر تواضع تھے۔ خدام اور غلاموں کے ساتھ بھی آپ شفقت و محبت کا معاملہ فرماتے تھے۔ دینی یا دنیاوی حیثیت سے معزز افراد کے لیے آپ کے اس عمل میں درس موجود ہے۔

٨٦٥١ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَتْ اَمَةٌ مِّنْ اِمَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ تَاْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَاءَتْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ اگر (بالفرض) مدینہ منورہ کی کوئی لونڈی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی تو وہ جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی۔ (بخاری)

٨٦٥٢ - وَعَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً كَانَ فِيْ عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا اُمَّ فُلَانٍ اُنْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ فتور تھا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے آپ سے کچھ کام ہے' آپ نے فرمایا: اے ام فلاں! جس گلی میں چاہتی ہے کھڑی ہو جا! میں تیرا کام پورا کروں گا' پھر آپ اس کے ساتھ ایک گلی میں علیحدہ تشریف لے گئے حتیٰ کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئی۔ (مسلم)

اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کا حکم

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہ وقتِ ضرورت حسنِ نیت کے ساتھ اجنبی عورت کے ساتھ سڑک وغیرہ پر علیحدہ کھڑا ہو جانا جائز ہے' بشرطیکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ اور یہاں تو یہ احتمال بھی ہے کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان دونوں سے کچھ دور کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہوں' لہٰذا اس حدیث سے استدلال کر کے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مکان کے اندر اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی جائز ہے۔

(ملخصاً و موضحاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۸۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٦٥٣ - وَعَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ خِطَامُهٗ لِيْفٌ رَوَاهُ اِبْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی بیمار پرسی فرماتے تھے' جنازہ کے ساتھ جاتے تھے' غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے اور دراز گوش پر سوار ہوتے تھے' میں نے خیبر کے روز آپ کو دراز گوش پر سوار دیکھا' جس کی لگام کھجور کی چھال کی تھی۔ (ابن ماجہ' بیہقی' شعب الایمان)

٨٦٥٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيُقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيْلُ الصَّلٰوةَ وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ وَلَا يَاْنَفُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ کثرت ذکر فرماتے تھے' فضول کلام نہیں فرماتے تھے' لمبی نماز ادا فرماتے تھے' خطبہ مختصر ارشاد فرماتے تھے اور بیوگان اور یتیموں کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہیں فرماتے تھے اور ان کی حاجت پوری فرماتے تھے۔ (نسائی' دارمی)

٨٦٥٥ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ فرماتے تو آپ اس وقت تک اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے علیحدہ نہیں

يَنْزَعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الَّذِيْ يَنْزَعُ يَدَهُ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَّجْهِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الَّذِيْ يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَّجْهِهٖ وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيْسٍ لَّهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

فرماتے تھے' جب تک وہ خود اپنا ہاتھ علیحدہ نہ کر لیتا اور اس وقت تک اس کی طرف سے اپنا چہرۂ انور نہیں پھیرتے تھے' جب تک وہ خود اپنا چہرہ نہ پھیر لیتا اور آپ کو اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے پھیلائے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ (ترمذی)

نبی کریم ﷺ کے گھٹنے پھیلا کر نہ بیٹھنے کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے پھیلائے ہوئے نہیں دیکھا گیا' یہاں گھٹنوں سے قدم مراد ہے اور مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ہم نشین کے سامنے پاؤں نہیں پھیلاتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ متکبرین کی طرح مجلس میں اپنے گھٹنے ہم نشینوں سے آگے کر کے نہیں بیٹھتے تھے بلکہ صف میں ان کے برابر بیٹھتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ مجلس میں ہم نشینوں کے سامنے گھٹنے بلند کر کے نہیں بیٹھتے تھے بلکہ اصحابِ مجلس کی تعظیم کے لیے گھٹنے نیچے کر کے تشریف فرما ہوتے تھے' اور یہ تمام باتیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعلیم کے لیے تھیں اور اس سے نبی کریم ﷺ کا کمالِ ادب واضح ہوتا ہے' لیکن اس پر سوال ہے کہ بعض اوقات نبی کریم ﷺ احتباء فرماتے تھے (یعنی دونوں زانوؤں پر کپڑا باندھ کر تشریف فرما ہوتے تھے)' اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے عام مجلس کے علاوہ تنہائی میں یا بعض بے تکلف اصحاب کے ساتھ آپ کا یہ معاملہ ہو۔ (لمعات شرح مشکوٰۃ بہ حوالہ حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۴۰)

٨٦٥٦ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ يَهُوْدِيًّا كَانَ يُقَالُ لَهُ فُلَانُ حِبْرٌ كَانَ لَهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَانِيْرُ فَتَقَاضَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ يَا يَهُوْدِيُّ مَا عِنْدِيْ مَا اُعْطِيْكَ قَالَ فَاِنِّيْ لَا اُفَارِقُكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى تُعْطِيَنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا اَجْلِسُ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ وَالْغَدَاةَ وَكَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَدَّدُوْنَهُ وَيَتَوَعَّدُوْنَهُ فَفَطِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الَّذِيْ يَصْنَعُوْنَ بِهٖ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَهُوْدِيٌّ يَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَنِيْ رَبِّيْ اَنْ اَظْلِمَ مُعَاهِدًا وَغَيْرَهُ فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّهَارُ قَالَ الْيَهُوْدِيُّ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَشَطْرُ مَالِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کا بیان ہے کہ ایک شخص جسے یہودیوں کا عالم کہا جاتا تھا' اس کے کچھ دینار رسول اللہ ﷺ کے ذمہ قرض تھے' اس نے نبی کریم ﷺ سے قرض کی ادائیگی کا تقاضا کیا' آپ نے اسے فرمایا: اے یہودی! میرے پاس ادائیگی کے لیے کوئی چیز نہیں' اس نے کہا: اے محمد ﷺ! جب تک آپ میرا قرض ادا نہیں فرما دیتے' میں یہاں سے نہیں جاؤں گا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر تو مجھے تیرے ساتھ ہی بیٹھنا پڑے گا اور آپ اس کے ساتھ بیٹھ گئے' رسول اللہ ﷺ نے ظہر' عصر' مغرب اور عشاء اور فجر کی نماز ادا فرمائی' صحابہ کرام علیہم الرضوان اس یہودی کو ڈراتے' دھمکاتے تھے' رسول اللہ ﷺ سمجھ گئے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کے ساتھ کیا کر رہے ہیں' (آپ نے صحابہ کرام کو منع فرمانا چاہا تو) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اس یہودی نے آپ کو روک رکھا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے کسی ذمی کافر وغیرہ پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے' جب دن نکل آیا تو یہودی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' اور میرا نصف مال اللہ کی راہ میں وقف ہے' اللہ کی قسم! میں نے آپ کے ساتھ یہ معاملہ محض اس لیے کیا تھا کہ میں تورات میں مذکور آپ کی صفات دیکھنا چاہتا تھا کہ محمد بن عبد اللہ ﷺ کی جائے ولادت مکہ میں اور ہجرت گاہ مدینہ طیبہ میں اور آپ کی سلطنت

فَعَلْتُ بِكَ الَّذِيْ فَعَلْتُ بِكَ اِلَّا لِاَنْظُرَ اِلٰى نَعْتِكَ فِي التَّوْرَاةِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطَيْبَةِ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَيٍّ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوْلِ الْخَنَاءِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهٰذَا مَالِيْ فَاحْكُمْ فِيْهِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ وَكَانَ الْيَهُوْدِيُّ كَثِيْرَ الْمَالِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

ملک شام میں ہے' آپ سخت مزاج بدگو نہیں اور بازاروں میں چلا چلا کر بات کرنے والے نہیں اور فحش اور بے ہودہ کلام فرمانے والے نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ میرا مال ہے' آپ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے مطابق اس میں فیصلہ فرمائیں اور وہ یہودی بہت مال دار تھے۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

٨٦٥٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْا وَيَصْفَحُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ طبعاً فحش کلامی فرماتے تھے نہ تکلفاً' نہ بازاروں میں چلّا چلّا کر گفتگو فرماتے تھے اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور درگزر فرماتے تھے۔ (ترمذی)

٨٦٥٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فحش گو' لعنت کرنے والے اور گالی دینے والے نہیں تھے' اظہارِ ناراضگی کے وقت آپ فرماتے تھے: اسے کیا ہوا' اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ (بخاری)

حدیث مذکور پر وارد شدہ اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ لعان تھے اور نہ سباب تھے۔ اس پر سوال ہے کہ لعان اور سباب مبالغہ کے صیغے ہیں' جن کا معنی ہے: بہت زیادہ لعنت کرنے والا اور بہت زیادہ گالیاں دینے والا' لہٰذا الفاظِ حدیث کا معنی ہوا کہ آپ بہت زیادہ لعنت نہیں فرماتے تھے اور بہت زیادہ گالیاں نہیں دیتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ یہ افعال فرماتے تو تھے مگر زیادہ نہیں' بلکہ کم اور اس میں تو آپ کی مدح نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں لعنت اور گالی کی نفی مقصود ہے' مبالغہ کی نفی مقصود نہیں اور معنی یہ ہے کہ آپ لعنت نہیں فرماتے تھے اور گالی نہیں دیتے تھے۔ اس کی نظیر قرآن مجید میں ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِO'' (الحج:١٠) ''اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتاO''۔ ''ظلّام'' بھی مبالغہ کا صیغہ ہے' جس کا معنی ہے: زیادہ ظلم کرنے والا' اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ ظالم نہیں' یعنی معاذ اللہ وہ ظالم تو ہے مگر زیادہ ظالم نہیں اور یہ معنی اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید ہے' لہٰذا آیہ مبارکہ میں ظلم کی نفی ہے' ظلم کے مبالغہ کی نفی نہیں اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظالم نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ لعان اور سباب فعّال کے وزن پر ہیں اور بعض اوقات فعال کا وزن نسبت کے لیے آتا ہے۔

علامہ عنایت احمد کاکوروی رحمہ اللہ متوفی ١٢٧٧ھ لکھتے ہیں:

فاعل کا صیغہ نسبت کے لیے بھی آتا ہے اور اسے فاعل ''ذی کذا'' کہتے ہیں' جیسے ''تَامِرٌ'' کا معنی کھجور والا اور ''لَابِنٌ'' کا معنی دودھ والا' اسی طرح ''تَمَّارٌ'' اور ''لَبَّانٌ'' (بروزن فَعَّال) ہیں (کہ ان کا معنی بھی کھجور والا اور دودھ والا ہے' مبالغہ والا معنی مراد نہیں)۔

(علم الصیغہ ص١٦' مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ' لاہور)

لہٰذا "لعان" کا معنی لعنت والا "سباب" کا معنی گالی والا اور "ظلام" کا معنی ظلم والا ہے۔ اب معنی ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لعنت کرنے والے اور گالی دینے والے نہیں تھے اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والا نہیں ہے لہٰذا کوئی اشکال نہیں۔

٨٦٥٩ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّىْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ مشرکین کے خلاف دعا فرمایئے' آپ نے فرمایا: میں لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں ہوا' میں تو محض رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت مؤمنین وکافرین سب کے لیے ہے

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو محض رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ١٠٥٢ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤمنین کے لیے رحمت ہونا تو واضح ہے اور کفار کے لیے بھی آپ رحمت ہیں' دنیا میں آپ کے وجودِ مسعود کی برکت سے ان سے عذاب دور ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ" (الانفال:٣٣) "اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو"۔ جب کہ پہلی امتیں اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی دعائے ہلاکت کے نتیجہ میں بالکل تباہ وبرباد ہو جایا کرتی تھیں' البتہ بعض مشرکین کا جب وقت آ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ حکم الٰہی ان کے خلاف دعا فرمائی اور وہ ہلاک ہو گئے' جس طرح جنگ بدر میں مشرکین آپ کی دعا سے ہلاک ہوئے۔

(اشعۃ اللمعات ج ٣ ص ٧ ٥ ٣ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

٨٦٦٠ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِمْ ﴿فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَO﴾ (الانعام:٣٣) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ہم تو اسے جھٹلاتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں' ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی: بے شک یہ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم لوگ تو اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتے ہیںO (الانعام:٣٣) (ترمذی)

٨٦٦١ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِىْ خِدْرِهَا فَاِذَا رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِىْ وَجْهِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پردے میں رہنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ باحیاء تھے' جب آپ کسی چیز کو دیکھ کرناپسند فرماتے تو ہم آپ کے چہرۂ انور سے پہچان لیا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاء کا بیان

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ باحیاء قرار دیا گیا ہے۔ اس سے آپ کی حیاء کے بیان میں مبالغہ مقصود ہے' کیونکہ پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی باہر رہنے والی سے زیادہ باحیاء ہوتی ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب آپ کسی چیز کو دیکھ کرناپسند فرماتے تو ہم آپ کے چہرۂ انور سے پہچان لیا کرتے تھے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب آپ

کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو اس کی طرف چہرۂ انور نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ کے چہرۂ اقدس کا رنگ تبدیل ہو جاتا' جس سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو آپ کی ناپسندیدگی کا علم ہو جاتا۔(ملخصاً عمدۃ القاری ج ١٦ ص ١١٣ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

٨٦٦٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ وَاِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا کھل کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کا تالو مبارک نظر آنے لگا' آپ تو صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔(بخاری)

٨٦٦٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم فرمانے والا نہیں دیکھا۔(ترمذی)

٨٦٦٤ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيْلَ الصَّمْتِ رَوَاهُ اَحْمَدُ فِىْ مُسْنَدِهٖ وَالْبَغَوِيُّ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طویل خاموشی والے تھے۔(مسند احمد' بغوی' شرح السنہ)

٨٦٦٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُ اَنْ يَّرْفَعَ طَرْفَهٗ اِلَى السَّمَاءِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھے ہوئے گفتگو فرما رہے ہوتے تو اکثر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔(ابوداؤد)

٨٦٦٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَّسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُ لَاَحْصَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح تیز تیز گفتگو نہیں فرماتے تھے' آپ اس طرح (ٹھہر ٹھہر کر) گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی اسے شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔(بخاری و مسلم)

٨٦٦٧ - وَعَنْهَا قَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّهٗ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيِّنَةٍ فَصْلٍ يَّحْفَظُهٗ مَنْ جَلَسَ اِلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح تیز تیز گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ واضح اور جدا جدا کلام فرماتے کہ جو مجلس میں حاضر ہوتا' وہ اسے محفوظ کر لیتا۔(ترمذی)

٨٦٦٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ فِىْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْتِيْلٌ وَّتَرْسِيْلٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام آرام سے اور ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے۔(ابوداؤد)

٨٦٦٩ - وَعَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِىْ

حضرت اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا:

بَيْتِهٖ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مَهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِيْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

آپ اپنے گھر والوں کے کام کاج میں مصروف رہا کرتے تھے' جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ (بخاری)

۸۶۷۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَيَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهٖ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلُبُ شَاتَهٗ وَيَخْدِمُ نَفْسَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا جوتا مبارک خود ہی درست فرمالیا کرتے تھے' اپنے کپڑے سی لیتے تھے' جس طرح تم اپنے گھروں میں کام کاج کرتے ہو' اسی طرح آپ بھی اپنے گھر میں کام کاج فرمایا کرتے تھے' آپ ایک عام انسان کی طرح سادہ زندگی بسر فرماتے تھے' اپنے کپڑوں میں جوئیں خود ہی دیکھ لیتے تھے' اور اپنی بکری کا دودھ خود ہی دھو لیتے تھے اور اپنا کام خود ہی فرماتے تھے۔ (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوئیں تلاش فرمانے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے: ''یفلی ثوبہ'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑوں میں جوئیں خود ہی دیکھ لیتے تھے۔ اس پر اشکال ہے کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے کپڑوں میں جوئیں ہوتی تھیں اور یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ نظافت سے بعید ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' اس کی تاویل میں لکھتے ہیں:

''فلی'' کا اصلی معنی جوئیں تلاش کرنا ہے' لیکن مواہب اللدنیہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک اور لباس مبارک میں جوئیں نہیں پڑتی تھیں' اور امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور مچھر وغیرہ آپ کو ایذاء نہیں دیتے تھے اور جوئیں تلاش کرنے سے لازم آتا ہے کہ یہ موذی چیزیں موجود تھیں' لہٰذا یہاں تاویل کرنا پڑے گی کہ ان چیزوں کا تعلق لباس شریف کے ساتھ بیرونی جانب سے تھا' بدن کی جانب سے نہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۹۹' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑوں میں نظر فرماتے تھے کہ کہیں اس میں کوئی جوں وغیرہ تو نہیں اور یہ مفہوم اس روایت کے خلاف نہیں' جس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوئیں ایذاء نہیں دیتی تھیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۹۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس کی بہترین توجیہ یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس مبارک جوؤں وغیرہ سے پاک ہوتا تھا لیکن چونکہ آپ کی طبیعت مبارکہ انتہائی نفیس تھی' اس لیے آپ صفائی کی غرض سے اپنے کپڑوں میں اس طرح نظر کیا کرتے تھے' جس طرح جوئیں تلاش کرنے والا آدمی کرتا ہے تاکہ کپڑوں میں کوئی ایسی چیز نہ رہ جائے' جو آپ کی نفاستِ طبع کے لیے گراں ہو۔

۸۶۷۰ - وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيْ جِبَالُ الذَّهَبِ جَاءَنِيْ مَلَكٌ وَاِنَّ حُجْزَتَهٗ لَتُسَاوِي الْكَعْبَةَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقْرَاُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا وَاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا فَنَظَرْتُ اِلٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے' میرے پاس ایک فرشتہ آیا' جس کی کمر کعبہ شریف کے برابر تھی' اس نے کہا: بے شک آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو عبودیت والے نبی بن جائیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی بن جائیں' میں نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو جبریل نے مجھے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار فرمائیں۔

فَاَشَارَ اِلَیَّ اَنْ ضَعْ نَفْسَكَ.

وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ كَالْمُسْتَشِیْرِ لَهٗ فَاَشَارَ جِبْرِیْلُ بِیَدِهٖ اَنْ تَوَاضِعْ فَقُلْتُ نَبِیًّا عَبْدًا قَالَتْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا یَاْكُلُ مُتَّكِئًا یَقُوْلُ اٰكُلُ كَمَا یَاْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ كَمَا یَجْلِسُ الْعَبْدُ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت میں ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف اس طرح متوجہ ہوئے جیسے آپ ان سے مشورہ طلب فرما رہے ہوں حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ تواضع اختیار فرمائیں تو میں نے کہا: میں عبودیت والا نبی بننا پسند کرتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے: میں اسی طرح کھاؤں گا جیسے بندہ کھاتا ہے اور میں اسی طرح بیٹھوں گا جیسے بندہ بیٹھتا ہے۔ (شرح السنہ)

ف: اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔ اس کی شرح میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ لکھتے ہیں:

''اتـــکـــاء'' کا معنی ہے: ایک جانب جھکنا۔ نبی کریم ﷺ تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے کیونکہ اس طریقہ سے کھانا کھانے والے کو ضرر لاحق ہوتا ہے اور یہ حالت کھانا گزرنے کی جگہ میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے' اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے شفاء میں محققین سے اس کی تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد چارزانو ہو کر اپنے نیچے رکھے ہوئے تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھنا مراد ہے کیونکہ اس طرح بیٹھنے سے زیادہ کھانا کھایا جاتا ہے۔ (آپ نے فرمایا:) میں اسی طرح کھانا کھاؤں گا جس طرح بندہ کھانا کھاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو بھی ادنیٰ کھانا میسر ہوا وہی تناول کرلوں گا۔ (آپ نے فرمایا:) میں اسی طرح بیٹھوں گا جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔ اس سے نماز کی طرح دوزانو ہو کر بیٹھنا مراد ہے اور یہ سب سے افضل طریقہ ہے' یا کھانے وغیرہ کی حالت میں ایک گھٹنا کھڑا کر کے بیٹھنا مراد ہے یا دونوں گھٹنے اٹھا کر ان کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھنا مراد ہے۔ نماز کے علاوہ عموماً نبی کریم ﷺ کے بیٹھنے کا یہی طریقہ تھا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۹۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

کھانے کے چند آداب

حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب اعظمی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

کھانے کے آداب و سنن یہ ہیں: کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا' کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھیں نہ جائیں اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال یا تولیا سے پونچھ لیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔ کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اور ختم کر کے الحمد للہ پڑھے' اگر بسم اللہ کہنا بھول گیا تو جب یاد آ جائے یہ کہے: ''بسم اللّٰہ فی اوّلہ و آخرہ'' تکیہ لگا کر یا ننگے سر کھانا ادب کے خلاف ہے' بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک دے کر کھانا بھی مکروہ ہے۔ روٹی کا کنارہ توڑ کر ڈال دینا اور بیچ کی کھا لینا اسراف ہے بلکہ پوری روٹی کھائے' ہاں! اگر کنارے کچے رہ گئے ہیں' اس کے کھانے سے ضرر ہوگا تو توڑ سکتا ہے۔ روٹی دستر خوان پر آ گئی تو کھانا شروع کر دے' سالن کا انتظار نہ کرے' داہنے ہاتھ سے کھانا کھائے۔ کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھا دے اور داہنا کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے۔ گرم کھانا نہ کھائے اور نہ کھانے پر پھونکے' نہ کھانے کو سونگھے۔ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے' ان میں جھوٹا نہ لگا رہنے دے۔ برتن کو انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے۔ کھانے کی ابتداء نمک سے کی جائے اور ختم بھی اسی پر کریں' اس سے ستر بیماریاں دفع ہو جاتی ہیں۔ (بہار شریعت جلد دوم ص ۶۳۶ - ۶۳۷' مطبوعہ مشتاق بک کارنر اُردو بازار لاہور)

۸۶۷۱ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَنَسٍ

حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے

قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِبْرَاهِيْمُ ابْنُهُ مُسْتَرْضِعًا فِيْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ ابْنِيْ وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَإِنَّ لَهُ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رِضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

بیان فرمایا: میں نے کسی کو نبی کریم ﷺ سے زیادہ اپنی اولاد پر مہربان نہیں دیکھا' آپ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ' مدینہ منورہ کی بالائی بستی میں دودھ پیتے تھے' آپ وہاں تشریف لے جاتے اور ہم آپ کے ساتھ ہوتے تھے' آپ گھر میں داخل ہو جاتے' حالانکہ وہاں دھواں ہوتا تھا کیونکہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا رضاعی والد لوہار تھا' آپ اپنے فرزند کو اٹھا کر بوسہ دیتے' پھر واپس لوٹ آتے' جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ابراہیم میرا بیٹا ہے اور وہ شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہوا ہے' اس کے لیے دو دائیاں مقرر ہیں' جو جنت میں مدتِ رضاعت مکمل ہونے تک اسے دودھ پلائیں گی۔ (مسلم)

٨٦٧٢ - وَعَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلَ نَفَرٌ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَقَالُوْا لَهُ حَدِّثْنَا أَحَادِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ جَارَهُ فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بَعَثَ إِلَيَّ فَكَتَبْتُهُ لَهُ فَكَانَ إِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَهَا مَعَنَا وَإِذَا ذَكَرْنَا الْاٰخِرَةَ ذَكَرَهَا مَعَنَا وَإِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ ذَكَرَهُ مَعَنَا فَكُلُّ هٰذَا أُحَدِّثُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جماعت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ سنائیں' انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا پڑوسی تھا' جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو آپ مجھے بلوا لیتے اور میں وحی لکھنے کی خدمت سرانجام دیتا' جب ہم دنیا کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ دنیا کا تذکرہ فرماتے' جب ہم آخرت کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا تذکرہ فرماتے اور جب ہم کھانے کی باتیں کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ کھانے کی باتیں فرماتے اور میں تمہارے سامنے یہ ساری باتیں رسول اللہ ﷺ کی بیان کر رہا ہوں۔ (ترمذی)

٨٦٧٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ يُّنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ان میں سے آسان تر چیز کو اختیار فرماتے' بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتی' اگر وہ چیز گناہ ہوتی تو آپ تمام لوگوں سے زیادہ اس سے دور رہتے اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑا جاتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا انتقام لیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

٨٦٧٤ - وَعَنْهَا قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ إِلَّا أَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا' نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو' مگر آپ راہِ خدا میں جہاد فرماتے تھے اور جب بھی آپ کو کوئی نقصان پہنچایا گیا تو آپ نے اس شخص سے انتقام نہیں لیا' لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کی خلاف ورزی کی جاتی تو آپ اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے تھے۔ (مسلم)

عورت اور خادم کو نہ مارنے کا خصوصی ذکر کرنے کی حکمت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا' نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے اہتمام کی غرض سے عورت اور خادم کا ذکر خصوصی طور پر فرمایا' نیز عورت اور خادم کو مارنے کا وقوع اکثر ہوتا ہے' لہٰذا ان کا الگ ذکر کیا۔ عورت اور خادم کو اگرچہ بعض شرائط کے ساتھ مارنا جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ نہ مارا جائے' جب کہ اولاد کے بارے میں بہتر یہی ہے کہ انہیں تادیب کی جائے' کیونکہ آدمی اولاد کو تربیت کے لیے مارتا ہے' لہٰذا وہاں معافی بہتر نہیں' لیکن عورت اور غلام کو عموماً حظِ نفس کے لیے مارا جاتا ہے' لہٰذا نفسانی خواہش کی مخالفت کرنے اور غصہ پی جانے کے لیے انہیں معاف کرنا بہتر ہے اور اس حدیث میں استثناء کیا گیا ہے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ نہیں مارتے تھے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ابی بن خلف کو قتل کیا اور جہاد سے صرف کفار کے ساتھ لڑائی ہی مراد نہیں بلکہ حدود اور تعزیرات وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۹۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۷۵ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ نہیں فرماتے تھے۔ (ترمذی)

بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدْءِ الْوَحْيِ
بعثت مبارکہ اور ابتدائے وحی کا بیان

وحی کا لغوی و شرعی معنی

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

وحی کا لغوی معنی ہے: خفیہ طور پر خبر دینا' کتابت' مکتوب' الہام' امر' رمز' اشارہ اور آواز دینا' یہ سب وحی کے معانی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ وحی کا اصلی معنی ہے: تفہیم (سمجھانا)' اور ہر وہ چیز جس کے ذریعے راہنمائی کی جائے' مثلاً کلام' کتابت' خط اور اشارہ' اور اصطلاحِ شرع میں وحی کا معنی ہے: شریعت کی خبر دینا اور بعض اوقات اس سے وہ کلام مراد ہوتا ہے جو نبی کریم ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔

(فتح الباری ج ۱ ص ۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

وحی اصل میں خفیہ طور پر خبر دینے کو کہتے ہیں اور اشارہ' کتابت' رسالہ' الہام اور ہر وہ چیز جسے تم دوسرے کی طرف القاء کرو' وحی کہلاتی ہے۔ بعض اوقات وحی سے اسم مفعول والا معنی مراد ہوتا ہے یعنی وہ کلام وغیرہ جو وحی کیا گیا ہو' اور اصطلاحِ شریعت میں وحی اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو کسی نبی پر نازل کیا گیا ہو۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۴' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۸۶۷۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشَرَةَ سَنَةً يُوْحٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چالیس سال کی عمر مبارک میں مبعوث فرمائے گئے' آپ مکہ مکرمہ میں تیرہ برس رہے' آپ پر وحی آتی تھی' پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا' آپ نے ہجرت فرمائی اور دارالہجرت میں دس سال مقیم رہے اور تریسٹھ برس کی عمر مبارک میں آپ کا وصال ہوا۔ (بخاری و مسلم)

۸۶۷۷ - وَعَنْهُ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ خَمْسَ عَشَرَۃَ سَنَۃً یَّسْمَعُ الصَّوْتَ وَیَرَی الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِیْنَ وَلَا یَرٰی شَیْئًا وَّثَمَانَ سِنِیْنَ یُوْحٰی اِلَیْہِ وَاَقَامَ بِالْمَدِیْنَۃِ عَشْرًا وَّتُوُفِّیَ وَھُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّیْنَ سَنَۃً رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

مکہ مکرمہ میں پندرہ سال مقیم رہے' سات سال تک آپ آواز سنتے تھے اور روشنی دیکھتے تھے اور کوئی چیز نہیں دیکھتے تھے اور آٹھ سال آپ پر وحی آتی رہی اور مدینہ منورہ میں آپ دس سال مقیم رہے اور پینسٹھ برس کی عمر شریف میں آپ کا وصال مبارک ہوا۔ (مسلم)

۸٦٧٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ تَوَفَّاہُ اللّٰہُ عَلٰی رَاْسِ سِتِّیْنَ سَنَۃً مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ساٹھ برس کی عمر مبارک میں آپ کا وصال ہوا۔ (بخاری ومسلم)

۸٦٧٩ - وَعَنْہُ قَالَ قُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّیْنَ وَاَبُوْ بَکْرٍ وَّھُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّیْنَ وَعُمَرُ وَھُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّیْنَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ الْبُخَارِیُّ ثَلَاثٌ وَّسِتِّیْنَ اَکْثَرُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا' اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا' اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال بھی تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا۔ (مسلم) امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تریسٹھ برس والی روایات زیادہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ' اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں آپ کے قیام کے متعلق تین روایات ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ آپ کا وصال مبارک ساٹھ برس کی عمر میں ہوا۔ دوسری روایت میں ہے کہ پینسٹھ برس کی عمر شریف میں وصال ہوا۔ اور تیسری روایت میں ہے کہ وصال کے وقت عمر مبارک تریسٹھ برس تھی اور تیسری روایت ہی زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ روایات حضرت عائشہ' حضرت انس' حضرت ابن عباس اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں۔ تریسٹھ برس والی روایت کے زیادہ صحیح ہونے پر علماء کا اتفاق ہے اور باقی روایات میں تاویل کی ہے۔ ساٹھ سال والی روایات میں یہ تاویل ہے کہ اس میں صرف دہائیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ پینسٹھ سال والی روایت اس کے خلاف ہے' اور عروہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی پینسٹھ سال والی روایات کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو ابتدائے نبوت کا زمانہ نہیں پایا اور نہ ہی دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان جتنی صحبت انہیں حاصل ہے۔ (شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲٦۰' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

خلفائے اربعہ کی عمروں کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ والی روایت میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عمریں بھی نبوی عمر کے مطابق تریسٹھ برس تھیں۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک بلا اختلاف تریسٹھ برس تھی اور آپ کی مدتِ خلافت دو سال چار ماہ تھی اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک میں ایک قول یہی ہے کہ تریسٹھ برس تھی' دوسرا قول یہ ہے کہ انسٹھ برس تھی' تیسرا قول یہ ہے کہ اٹھاون برس تھی' چوتھا قول یہ ہے کہ چھپن برس تھی' پانچواں قول یہ ہے کہ اکیاون برس تھی۔ مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولؤلؤ نے مدینہ منورہ میں بدھ کے روز

چھبیس ذوالحج ۲۳ھ کو آپ کے نیزہ مارا (جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی) اور بہ روز ہفتہ محرم الحرام ۲۴ھ کو آپ دفن ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی اور یہی زیادہ صحیح قول ہے' آپ کی مدتِ خلافت دس برس تھی اور سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہفتہ کی شب جنت البقیع میں مدفون ہوئے' اس وقت آپ کی عمر مبارک بیاسی سال تھی' ایک قول کے مطابق اٹھاسی برس تھی۔ دیگر اقوال بھی ہیں' ان کی مدتِ خلافت بارہ برس تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز ۱۸ ذوالحج بہ روز جمعہ ۳۵ھ کو مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے کوفہ میں ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ جمعہ کی صبح کو آپ پر حملہ کیا اور تین راتوں کے بعد آپ کی شہادت ہوئی اور صبح کے وقت آپ کو دفن کیا گیا' اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ برس تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ پینسٹھ برس تھی' ایک قول کے مطابق ستر برس اور ایک قول کے مطابق اٹھاون برس تھی۔ آپ کی مدتِ خلافت چار برس نو ماہ اور چند دن تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا حالانکہ صحیح روایت کے مطابق آپ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔ ہوسکتا ہے اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ زندہ ہوں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت جریر سے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا وصال تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا اور میری عمر بھی اس وقت تریسٹھ برس ہے' امید ہے کہ ان کی موافقت میں میرا انتقال بھی اسی سال ہو جائے گا' اور جامع الاصول میں ہے کہ یہ بیان کرتے وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک تریسٹھ برس ہی تھی لیکن اس سال آپ کا وصال نہیں ہوا' بلکہ اٹھہتر یا چھیاسی برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ میرک نے کہا کہ آپ نے تمنا کی مگر مطلوب حاصل نہیں ہوا بلکہ آپ کا وصال اسی سال کی عمر کے قریب ہوا' لیکن انہیں مطلوبہ ثواب حاصل ہو گیا کیونکہ آپ کی عمر میں موافقت والا سن بھی موجود تھا اور اس سے زائد عمر بھی تھی اور مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۹۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۶۸۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتَ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءَ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا' آپ جو بھی خواب دیکھتے اس کی تعبیر روشن صبح کی مانند ظاہر ہو جاتی' پھر آپ کے قلب اقدس میں تنہائی کی محبت پیدا کر دی گئی' آپ غار حراء میں خلوت نشین ہو کر عبادت فرمانے لگے۔ ''تحنث'' کا معنی ہے: اپنے گھر واپس آنے سے پہلے متعدد راتیں عبادت میں گزارنا' اور آپ اس کے لیے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے' پھر واپس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر اتنی مدت کے لیے مزید سامان لے جاتے' اسی دوران غار حراء میں آپ پر وحی نازل ہوئی' آپ کے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا: پڑھیے! آپ نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر گلے لگا کر دبایا حتیٰ کہ اس نے مجھے دبانے پر پوری قوت صرف کر دی' پھر مجھے چھوڑ دیا اور عرض کیا: پڑھیے! میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں' فرشتے نے مجھے پکڑا اور پھر دوسری بار دبایا حتیٰ کہ اپنی پوری قوت صرف کر دی' پھر مجھے چھوڑا اور عرض کیا: پڑھیے! میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں' فرشتے نے مجھے پکڑا اور پھر تیسری مرتبہ دبایا' حتیٰ کہ پوری قوت صرف کر دی' پھر مجھے چھوڑ دیا اور عرض کیا: پڑھیے! اپنے رب کے نام سے جس

الَّذِیْ خَلَقَ○خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ○اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ○الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ○عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ○﴾ (العلق:۱-۵) فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْجُفُ فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِیْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِیْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰى نَفْسِیْ فَقَالَتْ خَدِیْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ لَا یُخْزِیْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِیْ الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِیْجَةُ اِلٰى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ اِبْنِ عَمِّ خَدِیْجَةَ فَقَالَتْ لَهٗ یَا ابْنَ عَمِّ اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِیْكَ فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ یَا ابْنَ اَخِیْ مَاذَا تَرٰى فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَاٰى فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا هُوَ النَّامُوْسُ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى یَا لَیْتَنِیْ فِیْهَا جَذَعًا یَا لَیْتَنِیْ اَكُوْنُ حَیًّا اِذْ یُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَ مُخْرِجِیَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ یَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِیَ وَاِنْ یُّدْرِكْنِیْ یَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ یَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّیَ وَفَتَرَ الْوَحْیُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَزَادَ الْبُخَارِیُّ حَتّٰى حَزِنَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَیْ یَتَرَدّٰى مِنْ رُءُوْسِ شَوَاهِقِ الْجَبَلِ فَكُلَّمَا اَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَیْ یُلْقِیَ نَفْسَهٗ مِنْهُ تَبَدّٰى لَهٗ جِبْرِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَیَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَاْشُهٗ وَتَقِرُّ نَفْسُهٗ قَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ هَلْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْبِعْثَةِ مُتَعَبِّدًا بِشَرْعِ اَحَدٍ الْمُخْتَارُ

نے پیدا کیا○ انسان کو جمے ہوئے خون سے بنایا○ پڑھیے اور آپ کا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے○ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا○ آدمی کو وہ باتیں سکھلائیں جو وہ نہیں جانتا تھا○ (العلق:۱-۵)۔ پھر نبی کریم ﷺ وہاں سے اس حالت میں واپس تشریف لائے کہ آپ کے قلب اقدس پر کپکپی طاری تھی، آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھے کپڑا اوڑھاؤ! مجھے کپڑا اوڑھاؤ! انہوں نے آپ کو کپڑا اوڑھا دیا، حتیٰ کہ آپ کا خوف جاتا رہا، آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا واقعہ سنایا اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: بخدا! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں فرمائے گا، بے شک آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں اور سچ بولتے ہیں، ضعیف و ناتواں لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور محتاجوں کو کمائی کر کے مال دیتے ہیں اور مہمان نوازی فرماتے ہیں اور تقدیر الٰہی سے حوادثات میں مبتلا لوگوں کی مدد فرماتے ہیں، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے چچازاد ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں اور انہیں کہا: اے چچازاد بھائی! اپنے بھتیجے کی بات سنئے! ورقہ بن نوفل نے آپ سے عرض کیا: اے بھتیجے! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سارا واقعہ سنایا، ورقہ نے کہا: یہ تو وہی فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمایا تھا، اے کاش! اس وقت میں مضبوط جوان ہوتا، کاش! اس وقت میں زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ مجھے نکالیں گے، ورقہ نے کہا: ہاں! جو مرد بھی آپ کی طرح نبوت و شریعت لے کر آیا، اسے ایذاء پہنچائی گئی، اگر مجھے آپ کا زمانہ اقدس مل گیا تو میں آپ کی انتہائی مضبوط مدد کروں گا، پھر زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ ورقہ فوت ہو گئے، اور وحی کا سلسلہ رُک گیا۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری شریف میں اتنا اضافہ ہے: حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ غمگین ہو گئے، اور جو روایات ہم تک پہنچیں ان میں ہے: حتیٰ کہ آپ شدید غمگین ہو گئے کئی بار صبح کے وقت آپ گئے تا کہ پہاڑ کی بلند چوٹی سے اپنے آپ کو نیچے گرا دیں، جب بھی خود کو نیچے گرانے کے لیے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے تو جبریل آپ کے سامنے ظاہر ہو جاتے اور عرض کرتے: اے محمد ﷺ! بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، اس سے آپ کا دلی اضطراب ختم ہو جاتا اور آپ کے دل مبارک کو سکون آ جاتا۔ صاحب درمختار نے فرمایا کہ کیا نبی کریم ﷺ بعثت سے پہلے کسی شریعت کے مکلف تھے، ہمارے نزدیک مختار یہ ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلف نہیں تھے بلکہ کشف صادق کے ذریعے شریعت ابراہیمی وغیرہ

عِنْدَنَا لَا بَلْ كَانَ يَعْمَلُ بِمَا ظَهَرَ لَهُ مِنَ الْكَشْفِ الصَّادِقِ مِنْ شَرِيْعَةِ إِبْرَاهِيْمَ وَغَيْرِهٖ وَصَحَّ تَعَبُّدُهٗ فِيْ حِرَاءَ بَحْرٌ وَفِي الْمِرْقَاتِ إِسْتَدَلَّ الْحَنَفِيَّةُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَلٰى أَنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَيْسَتْ بِقُرْاٰنٍ فِيْ أَوَائِلِ السُّوَرِ لِكَوْنِهَا لَمْ تُذْكَرْ هٰهُنَا.

کا جو حکم آپ کے سامنے ظاہر ہوتا' آپ اس پر عمل فرماتے تھے اور غارِ حراء میں آپ کا عبادت فرمانا صحیح ہے' بحر اور مرقات میں ہے کہ احناف نے اس حدیث پاک سے استدلال کیا ہے کہ سورتوں کے آغاز میں جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے' وہ قرآن پاک کا جز نہیں' کیونکہ یہاں بسم اللہ شریف مذکور نہیں۔

وحی کی اقسام

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ' وحی کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں وحی کی تین اقسام ہیں:

(۱) کلامِ قدیم سننا' جس طرح سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلامِ الٰہی سننا نصِ قرآن سے ثابت ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلامِ الٰہی سننا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

(۲) فرشتے کے ذریعہ وحی آنا۔

(۳) دل میں القاء کرنا' جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: روح القدس نے میرے دل میں الہام کیا۔ ایک قول کے مطابق سیّدنا داوٗد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب اسی طرح وحی ہوتی تھی اور انبیاء علیہم السلام کے غیر کی طرف وحی' الہام کے معنی میں ہوتی ہے' جس طرح شہد کی مکھی کی طرف وحی کی گئی۔

سہیلی نے وحی کی سات صورتیں ذکر کی ہیں:

(۱) بہ ذریعہ خواب وحی آنا' جس طرح حدیث پاک میں ہے۔

(۲) گھنٹی کی آواز کی صورت میں وحی آنا' اس کا ذکر بھی حدیث میں ہے۔

(۳) آپ کے دل میں کلام کا القاء کیا جائے۔

(۴) فرشتہ انسانی صورت میں آئے۔ بعض اوقات حضرت جبریل علیہ السلام دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے تھے' خصوصاً حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آنے کی حکمت یہ تھی کہ وہ حسین تر تھے' اسی لیے عورتوں کے فتنہ کے اندیشہ سے وہ نقاب اوڑھ کر چلتے تھے۔

(۵) حضرت جبریل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں نظر آئیں' ان کے چھ سو پر ہیں' جن سے موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ پردے کے پیچھے ہم کلام ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں' پہلی صورت یہ ہے کہ بیداری میں پردے کی اوٹ سے ہم کلام ہو' جس طرح شبِ معراج اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا' دوسری صورت یہ ہے کہ نیند میں اللہ تعالیٰ ہم کلام ہو' جس طرح ترمذی شریف میں مرفوع روایت ہے کہ میں نے اپنے رب کو حسین ترین صورت میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ملأ اعلیٰ کس چیز میں جھگڑا کر رہے ہیں۔

(۷) حضرت اسرافیل علیہ السلام وحی لے کر آئیں' جس طرح شعبی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو موکل کیا گیا اور تین سال تک وہ وحی لے کر آتے رہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

سچے خوابوں کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کا آغاز نیند میں سچے خوابوں سے ہوا' سچے خواب کیا ہیں؟ اس کی تحقیق میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

سچے خوابوں کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سونے والے کے دل میں یا اس کے حواس میں ایسی چیزیں پیدا فرما دیتا ہے' جس طرح ان چیزوں کو بیداری میں پیدا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہے فرماتا ہے' نیند وغیرہ اس کے لیے رکاوٹ نہیں۔ بسا اوقات خواب میں جو کچھ نظر آتا ہے' بیداری میں اسی طرح واقع ہو جاتا ہے اور بعض اوقات خواب میں جو کچھ نظر آتا ہے' وہ دوسرے اُمور کی علامت ہوتا ہے' جس طرح بادل کو اللہ تعالیٰ نے بارش کی علامت بنایا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۰۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ سیّد غلام جیلانی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۳۹۸ھ لکھتے ہیں:

رؤیا صالحہ یا صادقہ اس خواب کو کہتے ہیں جو انتشار اور شیطانی دخل سے پاک ہو' یا اس خواب کو کہتے ہیں جو اپنی تعبیر خود ہو۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے حق میں رؤیا صالحہ اور صادقہ آخرت کے لحاظ سے برابر ہیں لیکن دنیوی اعتبار سے ان میں فرق ہے کہ ان حضرات کے خواب دنیوی اعتبار سے تو سارے صادقہ ہوتے ہیں لیکن سارے صالحہ نہیں ہوتے' جس طرح یوم اُحد کا خواب دنیوی اعتبار سے صالحہ نہیں تھا۔

نبی کریم ﷺ کے اس رؤیا کی کل مدت بیہقی کی روایت کے مطابق چھ ماہ تھی' پھر ماہِ رمضان المبارک میں سورۂ اقراء کا نزول شروع ہوا تو معلوم ہوا کہ بہ ذریعہ خواب ظہورِ نبوت کا آغاز ماہِ ربیع الاوّل میں ہوا تھا' جو ماہِ ولادت بھی ہے اور ماہِ وصال بھی ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ خواب کو نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء اسی لیے قرار دیا گیا ہے کہ ظہورِ نبوت کی کل مدت تیئیس برس ہے اور تیئیس کے چھیالیس حصے کیے جائیں تو ہر حصہ چھ ماہ کا ہوتا ہے۔

(ملخصاً بشیر القاری شرح صحیح البخاری ص ۹۲۔۹۱' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے کیوں ہوئی؟

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

ظہورِ نبوت کی ابتداء سچے خوابوں سے کیوں ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر خوابوں سے ابتداء نہ ہوتی اور اچانک فرشتہ آپ کے پاس صریح نبوت لے کر آ جاتا تو قوائے بشریہ اس کا تحمل نہ کرتے' لہٰذا ابتداءً آپ کو خصائل نبوت اور بشارات سے نوازا گیا' سچے خواب دکھائے گئے' غیبی آوازیں سنائی گئیں' شجر و حجر نے آپ کو سلام کیا' روشنی دکھائی گئی' پھر اللہ تعالیٰ نے بیداری میں فرشتہ بھیج کر آپ کے لیے نبوت کو مکمل فرما دیا اور حقیقت سے پردہ اٹھا دیا۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

آپ کے دل میں تنہائی کی محبت کیوں پیدا کی گئی؟

تنہائی کے ساتھ فراغت قلبی حاصل ہوتی ہے' غور و فکر کرنے کا موقع میسر ہوتا ہے۔ انسان اپنی طبیعت سے ریاضت و مشقت کے بغیر منتقل نہیں ہو سکتا' لہٰذا تنہائی کی محبت پیدا کی گئی تاکہ لوگوں کے میل جول سے منقطع ہوں' مانوس عادات فراموش ہوں اور مخلوق سے منقطع ہو کر خالق کی طرف کامل توجہ ہو' وحی کا حصول سہل اور آسان ہو۔ (ملخصاً و موضحاً عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

اعلانِ نبوت سے پہلے آپ کی عبادت کا بیان

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

بعثت سے پہلے نبی کریم ﷺ کی عبادت کسی شریعت کے تابع تھی یا نہیں؟ اس میں اہل علم کے دو قول ہیں۔ دوسرا قول جمہور کی طرف منسوب ہے کہ آپ کی عبادت کسی شریعت کے تابع نہیں تھی بلکہ نورِ معرفت سے آپ کی طرف جو کچھ القاء کیا جاتا' اسی کے مطابق آپ عبادت فرمایا کرتے تھے۔ علامہ ابن حاجب اور علامہ بیضاوی رحمہما اللہ کا مختار یہ ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلف تھے' کسی شریعت کے مکلف ہونے کی آپ سے نفی عقلاً ہے نہ نقلاً' اس میں جمہور کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ آپ کے لیے کسی شریعت کا مکلف ہونا عقلاً درست نہیں کیونکہ یہ بعید ہے کہ جو متبوع ہے وہ تابع بن جائے' لیکن ماہر علماء کے نزدیک نقلاً یہ ثابت ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلف نہیں تھے کیونکہ اگر آپ کسی شریعت کے مکلف ہوتے تو اسے نقل کیا جاتا اور اس شریعت والے لوگ اس پر فخر کرتے اور جن حضرات کے نزدیک آپ کسی شریعت کے مکلف تھے' ان کا آپس میں اختلاف ہے کہ وہ کون سی شریعت تھی؟ اس میں آٹھ اقوال ہیں:

(۱) شریعتِ ابراہیمی (۲) شریعتِ موسیٰ (۳) شریعتِ عیسیٰ (۴) شریعتِ نوح (۵) شریعتِ آدم (۶) بغیر تعیین کے کسی شریعت پر عمل پیرا ہوتے (۷) تمام شرائع آپ کی شریعت تھیں (۸) اس میں توقف ہے۔

بعثت سے پہلے آپ کون سی عبادت کرتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ غور و فکر فرمایا کرتے تھے' جس طرح حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام غور و فکر فرمایا کرتے تھے۔

کیا اعلانِ نبوت کے بعد بھی آپ کسی شریعت کے مکلف تھے؟ اصولیین کا اس میں اختلاف ہے اور اکثر کا نظریہ یہی ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلف نہیں تھے۔ امام رازی و آمدی وغیرہ کا یہی مختار ہے' بعض کا نظریہ ہے کہ آپ سابقہ کتب سے احکام حاصل کرنے کے مکلف تھے اور پہلی شریعتیں بھی ہماری شریعت تھیں' علامہ ابن حاجب کا یہی مختار ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے اس میں دو قول ہیں۔ صحیح قول یہی ہے کہ آپ کسی شریعت کے مکلف نہیں تھے اور جمہور کا مختار یہی ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

وحی کا آغاز کب ہوا؟

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

ابن سعد نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ سترہ رمضان المبارک بروز پیر غارِ حراء میں فرشتہ آپ کے پاس آیا' اس وقت نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس تھی۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

عبید بن عمیر کی مرسل روایت ہے کہ بیداری سے پہلے خواب میں آپ کی طرف وحی کی گئی' یہ بھی ممکن ہے کہ خواب دیکھنے کے بعد بیداری کی حالت میں فرشتہ آپ کے پاس آیا ہو اور اسے حق فرمایا گیا (یعنی فرمایا: حتیٰ کہ آپ کے پاس حق آیا)' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی تھی' اور ابوالاسود نے حضرت عروہ سے روایت کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ابتداء میں خواب دیکھتے تھے اور جبریل علیہ السلام کو آپ نے سب سے پہلے اجیاد میں دیکھا' جبریل علیہ السلام نے چلا کر کہا: اے محمد! آپ نے دائیں بائیں دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا' آپ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو افق پر جبریل نظر آئے: انہوں نے کہا: اے محمد! جبریل! جبریل! آپ دوڑ کر لوگوں میں چلے گئے' پھر آپ نے کچھ نہ دیکھا' پھر جب باہر نکلے تو جبریل نے آپ کو پکارا' آپ پھر بھاگ کر چلے گئے' پھر جبریل حراء کی جانب سے آپ کے سامنے آئے' اس کے بعد اقراء والا قصہ ذکر کیا۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

''ما انا بقارئٍ'' کی تشریح

اس حدیث میں ہے کہ فرشتہ نے آ کر عرض کیا: ''اقرأ'' پڑھیے! آپ نے فرمایا: ''ما انا بقارئٍ'' میں پڑھنے والا نہیں۔ اس کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں اور مجھ سے پڑھا نہیں جا سکتا۔ ممکن ہے فرشتے کو دیکھنے اور مقامِ وحی کی ہیبت کی بناء پر آپ کو انتہائی دہشت اور خوف لاحق ہو گیا ہو اس بناء پر آپ نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں' اور آپ نے اُمّی ہونے کی وجہ سے یہ نہیں فرمایا کیونکہ دوسرے کے پڑھانے اور تعلیم دینے سے پڑھ لینا اُمّی ہونے کے منافی نہیں۔ بالخصوص نبی کریم ﷺ تو انتہائی درجہ کے فصیح و بلیغ تھے' البتہ لکھنا اور لکھی ہوئی چیز کو دیکھ کر پڑھنا اُمّی ہونے کے منافی ہے۔ قاموس میں ہے کہ اُمّی وہ ہے جو لکھنا نہ جانتا ہو اور نہ لکھے ہوئے کو پڑھ سکتا ہو۔ بعض روایات میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے جواہر سے مزین ریشمی صحیفہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں دے کر کہا: پڑھیے! آپ نے فرمایا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس نامہ میں کوئی چیز لکھی ہوئی نہیں دیکھ رہا تو کیسے پڑھوں۔ یہ معنی زیادہ مناسب اور زیادہ ظاہر ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۰۶ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

علامہ سید غلام جیلانی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۹۸ھ لکھتے ہیں:

سیّد عالم ﷺ غارِ حراء میں ذکرِ الٰہی سے لذت اندوز ہو رہے تھے' قلب مبارک پر عالم کیف طاری تھا' اچانک جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: مژدہ باد (خوش خبری ہو)! میں جبریل ہوں' مجھ کو خدمتِ والا میں یہ پیغام پہنچانے کے لیے بھیجا گیا ہے کہ حضور اس امت کے واسطے اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' پھر وہ نوشتہ دست مبارک میں دے کر (کما فی سفر السعادۃ) اس کے پڑھنے کی استدعا کرتے ہوئے عرض کیا: ''اقرأ'' اس کو پڑھیے! آپ چونکہ محبوبِ حقیقی کی یاد سے سرشار تھے' یہ گوارا نہ ہوا کہ دوسرے کی جانب توجہ مبذول کی جائے۔ اس لیے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ''ما انا بقارئٍ'' میں تو نہیں پڑھتا' کیونکہ حلاوتِ ذکر کا غلبہ دوسرے کی جانب متوجہ ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس غلبہ کو فرو کر کے اپنی جانب متوجہ کرنے کی غرض سے پوری طاقت کے ساتھ دبوچ کر چھوڑ دیا اور پھر اس نوشتہ کو پڑھنے کی درخواست کرتے ہوئے عرض کیا: ''اقرأ'' اس کو پڑھیے! جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جیسے شدید القوی فرشتے کے اپنی پوری طاقت کے ساتھ دبوچنے سے اگرچہ وہ استغراقی کیفیت جاتی رہی' مگر قلبی اقتضاء یہی تھا کہ ذکرِ محبوب سے لطف اندوز ہونے کے لیے پھر اسی طرف متوجہ ہو جائیں' اس لیے ایک ظاہری عذر کے پیش نظر قراتِ مکتوب سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ''ما انا بقارئٍ'' میں تو نہیں پڑھتا' اس لیے کہ اُمّی ہوں اور اُمّی کو نہ لکھنا آتا ہے نہ پڑھنا۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جسم مبارک میں مخصوص انوار داخل کرنے کے لیے دوبارہ اپنی پوری طاقت سے دبوچا اور چھوڑ کر پھر اس نوشتے کو پڑھنے کی درخواست پیش کرتے ہوئے عرض کیا: ''اقرأ'' اس کو پڑھیے' اس مرتبہ آپ نے اس نوشتے کو پڑھنے کا ارادہ فرمایا مگر مولیٰ تعالیٰ نے مشاہدہ ملکوت عطا کرنے کے باوجود اس نوشتے کے نقوش نظر مبارک سے اس وقت پوشیدہ فرما دیئے تاکہ اظہارِ عجز اور حول وقوت سے تبری حاصل ہو' جو شانِ عبدیت کے واسطے زیبا ہے (کما فی سفر السعادۃ) اس لیے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ''ما انا بقارئٍ'' میں تو نہیں پڑھتا' کیونکہ اس نوشتے کے نقوش ہی نظر نہیں آتے۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بہ غرضِ موانست سہ بارہ اپنی پوری طاقت سے دبوچا اور پھر چھوڑ کر سورۂ اقرأ کی ابتدائی آیتوں کو ''مالم یعلم'' تک پڑھا' جو سیّد عالم ﷺ کو محفوظ ہو گئیں۔ (بشیر القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۰۹ 'مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

نبوی طاقت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ فرشتے نے مجھے پکڑا اور گلے لگا کر دبایا حتیٰ کہ اس نے مجھے دبانے پر پوری طاقت صرف کر ڈالی۔ اس کی

شرح میں سیدی واستاذی المکرم شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب رضوی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۲۲ھ لکھتے ہیں:

سوال یہ ہوتا ہے کہ صحیح کے الفاظ یہ ہیں کہ فرشتہ نے آپ کو دبانے میں پوری ہمت اور قوت صرف کردی' حتیٰ کہ جبرائیل میں باقی طاقت نہ رہی تو انسان کا بدن ملکی قوت کی انتہاء کو کیسے برداشت کرسکتا ہے' حالانکہ جبریل علیہ السلام کی منجملہ طاقت یہ ہے کہ انہوں نے کوہ طور کو ہاتھوں پر اٹھالیا' قوم لوط کی زمین کو اٹھا کر آسمانوں پر لے گئے اور نمرود کے مقابلہ میں ابراہیم علیہ السلام کی مدد کو جب آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا: اگر نمرود کہے کہ وہ سورج مشرق سے لاتا ہے تو ابراہیم مغرب سے لائے تو تم اپنے ہاتھ سے فلک میں تصرف کرو (مشرق کو مغرب میں لے جاؤ) حالانکہ دنیا میں ان تینوں اجسام سے بڑھ کر کوئی ضخیم مخلوق نہیں' چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ'' (الاحزاب:۷۲) ''ہم نے آسمانوں' زمینوں اور پہاڑوں پر امانت پیش کی''۔ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ ان تینوں سے بڑھ کر کوئی مخلوق نہیں تو اتنی قوت والے شخص کے سخت سے سخت دباؤ کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیسے برداشت کرلیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زور سے دبایا تھا' اس وقت وہ اپنی حقیقی صورت میں نہیں تھے' جس صورت میں وہ سدرۃ المنتہیٰ پر ظاہر ہوئے تھے کہ ان کے چھ سو پر تھے اور تمام افقِ سماء کو روکے ہوئے تھے' چونکہ جبرائیل غارِ حراء میں بشری حالت میں آئے تھے اور اسی حالت میں آپ کو دبایا تھا' اس لیے ملکی قوت کو بشری بدن کا برداشت کرنا اس اعتبار سے ممکن ہے' بعید نہیں۔ (تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری ج ۱ ص ۳۹' مطبوعہ جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ' فیصل آباد)

علامہ سید غلام جیلانی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۹۸ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

ظاہر یہی ہے کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی پوری ملکی طاقت سے دبوچا تھا' اس لیے کہ بشری صورت میں آنے سے ملکی طاقت فنا نہیں ہو جاتی اور اس میں اصلاً استبعاد بھی نہیں' چہ جائیکہ نادرست ٹھہرایا جائے کیونکہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اگرچہ زبردست طاقت رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی طاقت کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاقت کے مقابل وہی نسبت ہے جو قطرہ کو دریا کے ساتھ یا ذرّہ کو آفتاب سے۔ دیکھئے نبوی جسم پاک کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے گزرتا عرش بریں پر پہنچا اور جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم باوجود شدید القویٰ ہونے کے سدرۃ المنتہیٰ پر یوں عرض کرتے رہ گئے:

اگر یک سرِ موئے برتر پرم　　فروغِ تجلی بسوزد پرم

جبریل امین تو جبریل امین تمام عالم کی طاقتیں نبوی طاقت کے سامنے ہیچ ہیں۔ قرآن شاہد ہے کہ اللہ عزوجل نے صفت ربوبیت کے ساتھ تجلی فرمائی تھی' جس سے پہاڑ پاش پاش ہوگیا اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بے ہوش ہو کر گر پڑے' مگر اللہ اکبر کبیرًا' سارے عالم میں صرف ایک یہی وہ طاقت ور جسم ہے جس کی آنکھوں نے عینِ ذات کا اس طرح مشاہدہ فرمایا کہ چکا چوند بھی پیدا نہ ہونے پائی۔

موسیٰ زہوش رفت بہ یک پرتو صفات　　تو عینِ ذات می نگری در تبسمے

یہ دوسری بات ہے کہ اس خدائی طاقت کا ظہور کبھی ہوتا' کبھی نہیں' لیکن اس سے ملکی طاقت کی نبوی طاقت سے فزونی تو درکنار مساوات بھی لازم نہیں آتی' پھر ظاہر معنی ترک کر کے خلافِ ظاہر اختیار کرنے کی کیا ضرورت؟

پس ظاہر ہوا کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اپنی پوری ملکی طاقت کے ساتھ دبوچنے میں کوئی قباحت نہیں' بلکہ ایسا ہی ہوا تھا' اور اس طریقے پر وحی کا آغاز آپ کی خصوصیات سے ہے اور اس میں حکمت یہ تھی کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اوّلاً بروقت استخلافِ آدم علیہ السلام (آدم علیہ السلام کے خلیفہ بننے کے وقت) مشاہدہ کیا تھا کہ حاملِ خلافت بشریت' علم جیسی قوتِ روحانی کے اعتبار سے ملکیت پر غالب ہے۔ یہاں تک کہ ''سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ O'' (البقرہ:۳۲) کہتے

ہوئے انہیں اور ان کی ساری جماعت کو اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑا تھا' پس مشیت الٰہی مقتضی ہوئی کہ آخر اان کو اس امر کا بھی مشاہدہ کرا دیا جائے کہ خلافت الٰہی کی حامل بشریت کا تفوق ملکیت پر اوصاف روحانی تک محدود نہیں بلکہ بشریت قوتِ جسمانی کے اعتبار سے بھی فائق ہے تاکہ خلیفہ اعظم ﷺ کی دونوں حیثیت سے یکتائی کا اعتراف ابتداء ہی سے حاصل ہو جائے .... اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ملکی قوت کا تحمل کسی بشری جسم سے ممکن نہیں' تب بھی مسلکِ ارباب قلوب کے مطابق ایک بہترین جواب ہو سکتا ہے .... کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حاضری کے وقت مؤحد اعظم ﷺ مشاہدۂ الٰہی میں مستغرق تھے۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جیسے شدید القوی فرشتے نے اگرچہ تین مرتبہ اپنی پوری طاقت سے دبوچا مگر جسم پاک پر مطلقاً اثر نہ ہوا' کیوں؟ اس لیے کہ لذتِ شہود غالب تھی' جو شدید ترین قوتوں کو جسم مؤحد پر اثر کرنے سے روک دیا کرتی ہے اور جب تک موجود رہتی ہے' مؤحد جسمانی نقصانات سے محفوظ رہتا ہے بلکہ اسے سخت ترین آلام کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ (بشیر القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۱۳' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

حضور سیّد دو عالم ﷺ کی طاقت و ہمت کا اندازہ کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کی طاقت کا عالم یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے کلام کا آپ کے قلبِ اقدس پر نزول ہوا۔ اگر کلام الٰہی پہاڑوں پر نازل ہوتا تو وہ اس کی ہیبت سے پاش پاش ہو جاتے۔

ارشادِ ربانی ہے:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ. (الحشر:۲۱)

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل فرماتے تو یقیناً تم اسے اللہ تعالیٰ کے خوف سے جھکا ہوا اور ریزہ ریزہ ہوا دیکھتے۔

مگر قلبِ اقدس کی خداداد ہمت ہے کہ کلام الٰہی کو محفوظ بھی کیا اور امت کو اس کی تبلیغ بھی فرمائی۔

٨٦٨١ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَ نِيْ بِحِرَاءَ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَجِئْتُ اِلٰى اَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝﴾ (المدثر:۱-۵) ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلسلۂ وحی رک جانے کے زمانہ کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: میں جا رہا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی' میں نے اپنی نگاہ اٹھائی تو جو فرشتہ غارِ حراء میں میرے پاس آیا تھا' اسے زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا' اس سے مجھ پر رعب طاری ہو گیا حتیٰ کہ میں زمین پر لیٹ گیا' پھر میں گھر آیا اور کہا: مجھے کپڑا اوڑھاؤ! مجھے کپڑا اوڑھاؤ! تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیاتِ مبارکہ نازل فرمائیں: اے بالا پوش اوڑھنے والے! ۝ کھڑے ہو جاؤ' پھر ڈر سناؤ ۝ اور اپنے رب کی ہی بڑائی بیان کرو ۝ اور اپنے کپڑے پاک رکھو ۝ اور بتوں سے دور رہو ۝ (المدثر:۱-۵)' پھر وحی کا سلسلہ گرم ہو گیا اور لگاتار وحی آنے لگی۔ (بخاری و مسلم)

٨٦٨٢ - وَعَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ سَاَلْتُ جَابِرًا عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ لِيْ فَقَالَ لِيْ

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قرآن مجید میں سب سے پہلے کون سی آیت نازل ہوئی؟ انہوں نے فرمایا: "یا ایها المدثر" میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے "اقرأ باسم ربك" نازل ہوئی' ابوسلمہ نے فرمایا: میں نے بھی تمہاری طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہی دریافت کیا تھا تو انہوں نے

جَابِرٌ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا بِمَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءَ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ عَنْ خَلْفِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَرَاَيْتُ شَيْئًا فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِيْ فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا فَنُزِلَتْ ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُO قُمْ فَاَنْذِرْO وَرَبَّكَ فَكَبِّرْO وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْO وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْO﴾ (المدثر: ۱-۵) قَالَ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيٌّ اَلْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ الظَّاهِرُ اَنَّ اِقْرَاْ اَوَّلُهُ الْحَقِيْقِيُّ وَيٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اَوَّلُهُ الْاِضَافِيُّ وَهُوَ بَعْدَ فَتْرَةِ الْوَحْيِ الْاِلٰهِيِّ.

مجھے فرمایا کہ میں تمہیں وہی بات بیان کر رہا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمائی ہے' آپ نے فرمایا: میں ایک ماہ غارِ حراء میں خلوت نشین رہا' جب میری گوشہ نشینی کی مدت پوری ہوگئی تو میں نیچے وادی میں آ گیا' مجھے کسی نے آواز دی' میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا' مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی اور میں نے اپنی بائیں جانب دیکھا' مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی اور میں نے اپنے پیچھے نظر دوڑائی' مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی' میں نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو مجھے ایک چیز نظر آئی' میں خدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا: مجھے چادر اوڑھاؤ! تو انہوں نے مجھے چادر اوڑھا دی اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالا' پھر یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں: اے بالا پوش اوڑھنے والے!O کھڑے ہو جاؤ' پھر ڈر سناؤO اور اپنے رب کی ہی بڑائی بیان کروO اور اپنے کپڑے پاک رکھوO اور بتوں سے دور رہوO (المدثر: ۱-۵)' فرمایا کہ یہ واقعہ نماز کی فرضیت سے پہلے کا ہے۔ (بخاری و مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ ''اقرأ'' اولِ حقیقی ہے (کہ قرآن مجید میں سب سے پہلے یہی آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں) اور ''یا ایھا المدثر'' اوّلِ اضافی ہے کہ وحی کا سلسلہ رُک جانے کے بعد سب سے پہلے ان آیات کا نزول ہوا۔

۸۶۸۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَّاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَّتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيُفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبھی میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور یہ صورت مجھ پر سخت ترین ہوتی ہے اور پھر یہ کیفیت ختم ہوتی ہے تو فرشتے نے جو کہا ہے وہ میں یاد کر چکا ہوتا ہوں اور کبھی فرشتہ میرے لیے انسانی شکل میں متشکل ہو کر مجھ سے کلام کرتا ہے اور وہ جو کلام کرتا ہے' میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سرد ترین دن میں رسول اللہ ﷺ پر نزولِ وحی کی حالت دیکھی' وہ کیفیت ختم ہوتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا ہوتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

۸۶۸۴ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهٗ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ نَكَسَ رَاْسَهٗ وَنَكَسَ اَصْحَابُهٗ رُءُوْسَهُمْ فَلَمَّا اُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَاْسَهٗ رَوَاهُ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر حالتِ کرب طاری ہو جاتی اور چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو جاتا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ اپنا سر مبارک جھکا لیتے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اپنے سر جھکا لیتے' جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوتا تو آپ اپنا سر

مُسْلِمٌ.

مبارک اوپر اٹھاتے۔ (مسلم)

٨٦٨٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ○ (الشعراء:٢١٤) خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ اَبُوْ لَهَبٍ وَّقُرَيْشٌ فَقَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ صَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب آیہ مبارکہ ''وانذر عشیرتك الاقربین○'' (اے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈر سنایئے○) نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور کوہِ صفا پر چڑھ کر قریش کے قبیلوں کو پکارنے لگے: اے بنو فہر! اے بنو عدی! حتیٰ کہ سارے لوگ اکٹھے ہو گئے' اگر کوئی آدمی خود نہ آ سکا تو اس نے قاصد بھیج دیا کہ دیکھ کر آئے' کیا ماجرا ہے؟ ابولہب بھی آ گیا اور قریش بھی آ گئے تو آپ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں اطلاع دوں کہ اس پہاڑ کی جانب سے ایک لشکر نکلے گا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ وادی سے ایک لشکر نکلے گا اور وہ تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے' کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ سب نے کہا کہ ہم نے آپ کو آزمایا ہے اور ہمیشہ سچا ہی پایا ہے' آپ نے فرمایا: تو میں تمہیں آخرت کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں' ابولہب نے کہا: تم ہلاک ہو جاؤ! کیا ہمیں اسی لیے اکٹھا کیا تھا؟ پھر یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی: ''تبت یدا ابی لهب وتب''۔ (بخاری و مسلم)

٨٦٨٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمَعَ قُرَيْشٌ فِيْ مَجَالِسِهِمْ اِذْ قَالَ قَائِلٌ اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى جُزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمَدُ اِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنَ الضِّحْكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى فَاطِمَةَ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثًا وَكَانَ اِذَا دَعَا دَعَا ثَلَاثًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف کے پاس نماز ادا فرما رہے تھے اور قریش کی جماعت مجلس لگائے ہوئے بیٹھی تھی' اچانک ایک شخص نے کہا: تم میں سے کوئی شخص جا کر فلاں قبیلہ کے ذبح شدہ اونٹ کا گوبر' خون اور اوجھڑی لے کر آئے' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی مہلت دے کہ آپ سجدہ میں چلے جائیں تو اسے آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دے' ان میں سب سے بدبخت شخص کھڑا ہوا' جب آپ نے سجدہ فرمایا تو اس نے وہ اوجھڑی آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ٹھہرے رہے' وہ ہنستے ہنستے ایک دوسرے پر گرنے لگے' پھر ایک شخص سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس گیا (اور انہیں خبر دی)' وہ دوڑتی ہوئی آئیں جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ٹھہرے ہوئے تھے' سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے آپ کی پشت اقدس سے اوجھڑی ہٹائی اور کفار کو بُرا بھلا کہنے لگیں' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! قریش کو پکڑ لے' آپ نے تین مرتبہ یہ فرمایا' آپ جب دعا مانگتے تو تین مرتبہ دعا مانگتے اور جب سوال فرماتے تو تین مرتبہ سوال فرماتے۔

وَإِذَا سَأَلَ سَأَلَ ثَلَاثًا اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَّعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي الْمِرْقَاتِ فَاِنْ قِيْلَ كَيْفَ اِسْتَمَرَّ فِي الصَّلٰوةِ مَعَ وُجُوْدِ النِّجَاسَةِ عَلٰى ظَهْرِهٖ قُلْنَا كَانَ هٰذَا الصَّنِيْعُ مِنْهُمْ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الْاَشْيَاءِ مِنَ الْفَرْثِ وَالدَّمِ وَذَبِيْحَةِ اَهْلِ الشِّرْكِ فَلَمْ تَكُنْ تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ بِهَا كَالْخَمْرِ كَانَتْ تُصِيْبُ ثِيَابُهُمْ قَبْلَ تَحْرِيْمِهَا.

(فرمایا:) اے اللہ! عمرو بن ہشام کو پکڑ لے اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو پکڑ لے! حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے بدر کے دن انہیں ہلاک ہوتے دیکھا' پھر انہیں کھینچ کر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کنویں والوں پر لعنت ڈال دی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مرقات میں ہے کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ پشت پر نجاست کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کیسے جاری رکھی؟ تو ہم جواباً کہیں گے کہ کفار کی یہ حرکت گوبر' خون اور مشرکین کے ذبیحہ کی حرمت سے پہلے تھی' لہٰذا اس کے ساتھ نماز باطل نہیں ہوتی' جس طرح حرمت سے پہلے شراب کپڑوں پر لگ جاتی تھی۔

دورانِ نماز پشتِ اقدس پر اوجھڑی ہونے کے باوجود نماز جاری رکھنے کے اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ کفار نے دورانِ نماز سجدہ کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں کے درمیان اوجھڑی رکھ دی' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں ٹھہرے رہے۔ اس حدیث پر اشکال ہے کہ پشت اقدس پر نجاست رکھ دینے کے باوجود آپ نے نماز کس طرح جاری رکھی؟

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

علامہ نووی کی شرح مسلم میں ہے کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت اقدس پر نجاست موجود تھی' اس کے باوجود آپ نے نماز کیسے جاری رکھی؟ علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ وہ نجس نہیں تھی کیونکہ گوبر اور بدن کی رطوبت دونوں پاک ہیں' ناپاک تو صرف خون ہے۔ (علامہ نووی فرماتے ہیں کہ) یہ جواب صرف امام مالک اور ان کے موافقین کے مذہب کے مطابق درست ہے' کیونکہ ان کے نزدیک جن جانوروں کا گوشت حلال ہے' ان کا گوبر بھی پاک ہے۔ ہم شوافع اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ یہ ناپاک ہے' اور قاضی عیاض رحمہ اللہ کا ذکر کردہ جواب ضعیف ہے کیونکہ اوجھڑی میں نجاست ہوتی ہے۔ اس لیے کہ عموماً وہ خون کے بغیر نہیں ہوتی' نیز بت پرستوں کا ذبیحہ ہونے کی وجہ سے بھی وہ نجس تھی۔ (ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ اگر اونٹ ذبح شدہ ہو' پھر تو یہ توجیہ درست ہے ورنہ مردار تو بالاتفاق ناپاک ہے اور علامہ نووی رحمہ اللہ حدیث میں خون کے ذکر کی صراحت سے غافل رہے' اس لیے انہوں نے یہ کہا کہ اوجھڑی عموماً خون سے خالی نہیں ہوتی' پھر علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پسندیدہ جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پشت اقدس پر نجاست کے موجود ہونے کا علم نہیں تھا' لہٰذا آپ نے سابقہ طہارت کے حکم کو باقی رکھتے ہوئے سجدہ جاری رکھا۔ (ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ یہ جواب بھی درست نہیں کیونکہ اگر یہی بات ہوتی تو جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر آپ کو اطلاع دے دیتے کیونکہ نجاست کے ساتھ نماز درست نہیں ہوتی' لہٰذا درست جواب وہی ہے جو شرح السنۃ میں مذکور ہے کہ کفار کی یہ حرکت گوبر' خون اور مشرکین کے ذبیحہ کی نجاست کے حکم سے پہلے تھی'

لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے نماز باطل نہیں ہوئی، جس طرح حرمت سے پہلے شراب آپ کے کپڑوں کو لگ جاتی تھی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۱۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٦٨٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذَا عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلٰى اِبْنِ عَبْدِ يَا لِيْلَ بْنَ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ قَالَ فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِيْ رَبُّكَ اِلَيْكَ لِتَاْمُرَنِيْ بِاَمْرِكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْا اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ پر یومِ اُحد سے زیادہ کوئی سخت دن آیا ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے تمہاری قوم سے بہت تکلیف پہنچی ہے اور ان کی طرف سے سب سے شدید تکلیف عقبہ کے روز پہنچی تھی، جب میں نے خود کو ابن عبد یالیل بن کلال پر پیش کیا اور اس نے وہ چیز قبول نہیں کی جو میں چاہتا تھا، میں غمگین حالت میں اپنے رخ پر چلنے لگا اور مجھے قرنِ ثعالب کے مقام پر جا کر افاقہ ہوا، اچانک میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو اپنے اوپر مجھے ایک بادل سایہ فگن نظر آیا، میں نے دیکھا کہ اس میں جبریل امین تھے، انہوں نے مجھے آواز دی اور عرض کیا: بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی گفتگو سن لی ہے اور انہوں نے آپ کو جو جواب دیا ہے، وہ بھی سن لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے کہ آپ ان لوگوں کے متعلق اسے جو چاہیں حکم ارشاد فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور مجھے سلام کیا، پھر عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی گفتگو سن لی ہے اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، مجھے آپ کے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ مجھے حکم فرمائیں، اگر آپ چاہیں تو میں ان کفار پر دو پہاڑوں کو ملا دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

٨٦٨٨ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ وَشُجَّ فِيْ رَاْسِهٖ فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا رَاْسَ نَبِيِّهِمْ وَكَسَرُوْا رُبَاعِيَتَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُحد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنے کا دانت ٹوٹ گیا اور آپ کا سر مبارک زخمی ہو گیا، آپ سر سے خون پونچھ رہے تھے اور فرما رہے تھے: وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جنہوں نے اپنے نبی کا سر زخمی کر دیا اور اس کا سامنے کا دانت توڑ دیا۔ (مسلم)

ف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے والا نچلا دایاں دانت شہید ہوا اور ہونٹ مبارک بھی زخمی ہوا، دانت کے ٹوٹ جانے سے مراد جڑ سے اکھڑ جانا نہیں بلکہ دانت کا کچھ ٹکڑا ٹوٹ جانے کی بناء پر درمیان میں رخنہ پیدا ہو گیا تھا اور یہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کے ہاتھوں ہوا۔ اس کے اسلام لانے اور صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ اس کی اولاد میں جو بچہ بھی پیدا ہوتا، بالغ ہونے پر اس کے سامنے والا دانت گر جاتا تھا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۱۵، مطبوعہ تیج کمار، لکھنؤ)

٨٦٨٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِیِّہٖ یُشِیْرُ اِلٰی رُبَاعِیَتِہٖ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی رَجُلٍ یَقْتُلُہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب نازل ہوگا' جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ ایسا سلوک کیا اور آپ اپنے سامنے کے دانت کی طرف اشارہ فرما رہے تھے' (اور فرمایا:) اس شخص پر اللہ کا غضب ہوگا' جسے اللہ کا رسول' اللہ کی راہ میں قتل کر دے۔ (بخاری و مسلم)

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّۃِ
علاماتِ نبوت کا بیان

ف: علامت' مَعلم اور علَم دراصل اس نشان کو کہتے ہیں جو راستے کے کنارے پر ہوتا ہے اور اس مقام پر وہ نشانات مراد ہیں جو نبی کریم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں' مثلاً آپ کی صفات' اخلاق' شمائل' فضائل' افعال اور احوال ہیں کہ کوئی بھی گہری نظر رکھنے والا عقل مند شخص ان میں غور و فکر کرے تو ان علامات سے آپ کی نبوت پر استدلال حاصل ہوگا۔ سابقہ آسمانی کتب میں نبی کریم ﷺ کی جن صفات و احوال کا ذکر ہے' وہ بھی اسی قسم کے ہیں۔ یقیناً آپ کے تمام معجزات نبوت کی علامات ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ نے دو باب ذکر کیے ہیں' ایک میں علاماتِ نبوت کا بیان ہے اور دوسرے میں معجزات کا ذکر ہے۔ علامات و معجزات دونوں ہی خلافِ عادت اُمور سے ہیں' ان میں فرق کرنے کی وجہ واضح نہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۱۷' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۶۹۰ - عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَاہُ جِبْرِیْلُ وَھُوَ یَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَہٗ فَصَرَعَہٗ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِہٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْہُ عَلَقَۃً فَقَالَ ھٰذَا حَظُّ الشَّیْطَانِ مِنْکَ ثُمَّ غَسَلَہٗ فِیْ طَسْتٍ مِّنْ ذَھَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَاءَمَہٗ وَاَعَادَہٗ فِیْ مَکَانِہٖ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ یَسْعَوْنَ اِلٰی اُمِّہٖ یَعْنِیْ ظِئْرَہٗ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْہُ وَھُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ فَکُنْتُ اَرٰی اَثَرَ الْمِخْیَطِ فِیْ صَدْرِہٖ رَوَاہُ مُسْلِمٌ قَالَ عَلِیُّ الْقَارِیُّ قَوْلُہٗ فِیْ طَسْتٍ مِّنْ ذَھَبٍ لَا یُنَافِیْہِ حُرْمَۃَ اِسْتِعْمَالِہٖ فِی الشَّرِیْعَۃِ الْمُطَھَّرَۃِ اِمَّا لِکَوْنِ الْمَلَائِکَۃِ غَیْرَ مُکَلَّفِیْنَ بِاَفْعَالِنَا اَوْ لِوُقُوْعِہٖ قَبْلَ تَقْرِیْرِ الْاَحْکَامِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ایام طفولیت میں) بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے' انہوں نے آپ کو پکڑ کر لٹایا اور آپ کا سینہ مبارک چیر کر دل سے جما ہوا خون نکالا اور عرض کیا: یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا' پھر دل مبارک کو سونے کے تھال میں رکھ کر آبِ زم زم سے دھویا' پھر اسے جوڑ کر اپنی جگہ رکھ دیا اور لڑکے دوڑتے ہوئے آپ کی رضاعی والدہ (حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا) کے پاس گئے اور کہا کہ محمد ﷺ قتل کر دیے گئے ہیں' سب دوڑتے ہوئے آپ کے پاس آئے تو آپ کا رنگ متغیر تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے سینہ مبارک میں سلائی کا نشان دیکھا کرتا تھا۔ (مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ حدیث پاک کے کلمات کہ دل مبارک سونے کے تھال میں رکھا گیا' یہ شریعت مطہرہ میں سونے کے استعمال کی حرمت کے منافی نہیں' یا تو اس لیے کہ ملائکہ کرام ہمارے افعال کے مکلف نہیں یا اس لیے کہ یہ واقعہ تقریرِ احکام سے پہلے کا ہے۔

شقِ صدر کتنی دفعہ ہوا؟

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

شقِ صدر چار مرتبہ واقع ہوا۔ ایک مرتبہ بچپن میں سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس' دوسری مرتبہ دس سال کی عمر مبارک میں' تیسری مرتبہ اعلانِ نبوت کے وقت' چوتھی مرتبہ معراج کی رات' جب حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو لینے آئے تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ شقِ صدر اور قلب مبارک کا دھویا جانا نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے یا دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے بھی واقع ہوا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تابوتِ سکینہ کے واقعہ کے متعلق مذکور ہے کہ اس میں ایک تھال تھا' جس میں انبیاء کرام علیہم السلام

کے قلوب مبارک کو دھویا جاتا تھا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۱۷ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

شقِ صدر کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

شقِ صدر اس لیے ہوا تا کہ اس سے قلبِ اقدس منور ہو جائے اور قلبِ اقدس میں وحی قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے' اور نفسانی وسوسے قلبِ اقدس کی طرف راستہ نہ پا سکیں اور شیطان کی امید ختم ہو جائے اور وہ آپ کو غافل کرنے سے مایوس ہو جائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۴ ۴ 'مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

شقِ صدر نورانیت کے منافی نہیں

غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں کہ بعض لوگ یہ وہم کرتے ہیں کہ شقِ صدر مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے مخلوق ہونے کے منافی ہے' لیکن یہ وہم غلط اور باطل ہے' ان کی عبارت یہ ہے: ''**وکونه مخلوقا من النور لاینافیه کما توهم**'' (نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض' ج ۲ ص ۲۴۸) اقول وباللہ التوفیق' جو بشریت عیوب ونقائص بشریت سے پاک ہو' اس کا بشر ہونا نورانیت کے منافی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور سے مخلوق فرما کر مقدس اور پاکیزہ بشریت کے لباس میں مبعوث فرمایا۔ شقِ صدر ہونا بشریت مطہرہ کی دلیل ہے اور باوجود سینہ اقدس چاک ہونے کے خون نہ نکلنا نورانیت کی دلیل ہے۔ ''**فلم یکن الشق بالة ولم یسل الدم**'' 'شقِ صدر کسی آلہ سے نہیں تھا' نہ اس شگاف سے خون بہا۔ (روح البیان ج ۵ ص ۱۳۰ 'مطبوعہ مکتبہ القدس' کوئٹہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلقت نور سے ہے اور بشریت ایک لباس ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حکمت کے مطابق بشری احوال کو نورانیت پر غالب کر دے اور جب چاہے نورانیت کو احوالِ بشریہ پر غلبہ دے دے اور بشریت نہ ہوتی تو شق کیسے ہوتا اور نورانیت نہ ہوتی تو آلہ بھی درکار ہوتا اور خون بھی ضرور بہتا۔ جب کبھی خون بہا (جیسے غزوۂ احد میں) تو وہاں احوالِ بشریہ کا غلبہ تھا اور جب خون نہ بہا (جیسے لیلۃ المعراج شقِ صدر میں) تو وہاں نورانیت غالب تھی۔ (مقالاتِ کاظمی ج ۱ ص ۸۵ 'مطبوعہ بزم سعید انوار العلوم' ملتان)

''هذا حظ الشيطان منك'' کی توضیح

اس حدیث میں ہے کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آپ کا سینہ مبارک چیر کر دل سے جما ہوا خون نکالا اور عرض کیا: آپ کے اندر شیطان کا ایک حصہ تھا۔ غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۰۶ھ' اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل میں خون کا لوتھڑا پیدا فرمایا ہے' اس کا کام یہ ہے کہ انسان کے دل میں شیطان جو کچھ ڈالتا ہے' یہ لوتھڑا اس کو قبول کرتا ہے (جس طرح قوتِ سامعہ آواز کو اور قوتِ باصرہ مبصرات کی صورتوں کو اور قوتِ شامہ خوشبو اور بدبو کو اور قوتِ ذائقہ ترشی اور تلخی وغیرہ کو اور قوتِ لامسہ گرمی اور سردی وغیرہ کی کیفیات کو قبول کرتی ہے' اسی طرح دل کے اندر یہ منجمد خون کا لوتھڑا شیطانی وسوسوں کو قبول کرتا ہے)' یہ لوتھڑا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک سے دور کر دیا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مقدسہ میں ایسی کوئی چیز باقی نہ رہی جو القائے شیطانی کو قبول کرنے والی ہو۔ علامہ تقی الدین فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہی مراد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی میں شیطان کا کوئی بھی حصہ کبھی نہیں تھا۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب یہ بات تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مقدسہ میں اس خون کے لوتھڑے کو کیوں پیدا فرمایا' کیونکہ یہ ممکن تھا کہ پہلے ہی ذاتِ مقدسہ میں اسے پیدا نہ فرمایا جاتا؟ تو جواب دیا جائے گا کہ اس کے پیدا فرمانے میں یہ حکمت ہے کہ وہ اجزائے انسانیہ میں سے ہے' لہٰذا اس کا پیدا کیا جانا خلقت انسانی کی تکمیل کے لیے ضروری ہے اور اس کا نکال دینا یہ

ایک امر آخر ہے جو تخلیق کے بعد طاری ہوا۔ (انتہیٰ)

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس کی نظیر بدنِ انسانی میں اشیاء زائدہ کی تخلیق ہے جیسے قلفہ کا ہونا (ختنہ کے وقت جو زائد کھال کاٹی جاتی ہے اسے قلفہ کہتے ہیں) اور ناخنوں اور مونچھوں کی درازی اور اسی طرح بعض دیگر زائد چیزیں (جن کا پیدا ہونا بدنِ انسانی کی تکمیل کا موجب ہے اور ان کا ازالہ طہارت و نظافت کے لیے ضروری ہے) مختصر یہ کہ ان اشیاء زائدہ کی تخلیق اجزائے بدنِ انسانی کا تکملہ ہے اور ان کا زائل کرنا کمال تطہیر و تنظیف کا مقتضی ہے۔ (شرح شفاء للملا علی قاری ج ۱ ص ۳۷۴) اقول وباللہ التوفیق چونکہ ذاتِ مقدسہ میں حظ شیطانی باقی ہی نہ تھا اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہمزاد مسلمان ہو گیا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''ولکن اسلم فلا یامرنی الا بخیر'' میرا ہمزاد مسلمان ہو گیا' لہٰذا سوائے خیر کے وہ مجھے کچھ نہیں کہتا۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں کہ قلب بہ منزلہ میوہ کے ہے' جس کا دانہ اپنے اندر کے تخم اور گٹھلی پر قائم ہوتا ہے اور اسی سے پختگی اور رنگینی حاصل کرتا ہے' اسی طرح وہ منجمد خون قلبِ انسانی کے لیے ایسا ہے جیسے چھوہارے کے لیے گٹھلی' اگر ابتداءً اس میں گٹھلی نہ ہو تو وہ پختہ نہیں ہو سکتا' لیکن پختہ ہو جانے کے بعد اس گٹھلی کو باقی نہیں رکھا جاتا بلکہ نکال کے پھینک دیا جاتا ہے۔ چھوہارے کی گٹھلی یا دانۂ انگور سے بیج نکال کر پھینکتے وقت کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ جو چیز پھینکنے کے قابل تھی' وہ پہلے ہی کیوں پیدا کی گئی؟ اگر اسی طرح یہ بات ذہن نشین کر لی جائے کہ قلب اطہر میں خون کا وہ لوتھڑا اسی طرح تھا' جیسے انگور کے دانہ میں بیج یا کھجور کے دانہ میں گٹھلی ہوتی ہے اور قلبِ اطہر سے اس کو بالکل ایسے ہی نکال کر پھینک دیا گیا جیسے کھجور اور انگور سے گٹھلی اور بیج کو نکال کر باہر پھینک دیا جاتا ہے' تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہو گا کہ اس لوتھڑے کو قلبِ اطہر میں ابتداءً کیوں پیدا کیا گیا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض' ص ۲۳۹)

رہا یہ امر کہ فرشتوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ کیوں کہا کہ ''ھذہ حظك من الشیطان''؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے یہ معنی نہیں کہ (معاذ اللہ) آپ کی ذاتِ پاک میں واقعی شیطان کا کوئی حصہ ہے' نہیں اور یقیناً نہیں! یہ حقیقت ہے کہ ذاتِ پاک' شیطانی اثر سے پاک اور طیب و طاہر ہے' بلکہ حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ اگر آپ کی ذاتِ پاک میں شیطان کے تعلق کی کوئی جگہ ہو سکتی ہے تو وہ یہی خون کا لوتھڑا تھا۔ جب اس کو آپ کے قلب مبارک سے نکال کر باہر پھینک دیا گیا تو اس کے بعد آپ کی ذاتِ مقدسہ میں کوئی ایسی چیز باقی نہ رہی' جس سے شیطان کا کوئی تعلق کسی طرح ہو سکے۔ الفاظِ حدیث کا واضح اور روشن مفہوم یہ ہے کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ میں شیطان کا کوئی حصہ ہوتا تو یہی خون کا لوتھڑا ہو سکتا تھا' مگر جب یہ بھی نہ رہا تو اب ممکن ہی نہیں کہ ذاتِ مقدسہ سے شیطان کا کوئی تعلق ممکن ہو۔ آپ کی ذاتِ مقدسہ ان عیوب سے پاک ہے' جو اس لوتھڑے کے ساتھ شیطان کے متعلق ہونے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۸۸ 'مطبوعہ بزم سعید انوار العلوم' ملتان)

فقیر رضوی غفرلہٗ عرض کرتا ہے کہ حضور سیّدِ عالم ﷺ ولادت باسعادت سے لے کر وصال مبارک تک ہر لحہ شیطانی اثر سے محفوظ رہے اور کسی ادنیٰ لمحہ میں بھی شیطان آپ پر اثر انداز نہیں ہو سکا' اس میں آپ کی عظیم فضیلت ہے۔ اگر ابتداءً ہی خون کا وہ لوتھڑا آپ کے قلبِ اقدس میں نہ رکھا جاتا تو کسی کے ذہن میں یہ بات آ سکتی تھی کہ آپ کے قلب اقدس میں تو وہ حصہ ہی موجود نہیں جس سے شیطان اثر انداز ہو سکتا ہے' اگر وہ حصہ ہوتا تو شاید شیطان اثر انداز ہو جاتا' لہٰذا آپ ﷺ کی عظمتِ شان کا اظہار فرمانے کے لیے پہلے وہ حصہ آپ کے اندر رکھا گیا' اس کے باوجود آپ شیطان کی اثر اندازی سے محفوظ رہے۔ جس سے واضح ہو گیا کہ اس حصہ کے موجود ہوتے ہوئے بھی شیطان آپ پر اثر انداز نہیں ہو سکتا' پھر آپ کی عظمتِ شان کے مزید اظہار کے لیے وہ حصہ بھی نکال دیا

گیا اور واضح فرمادیا گیا کہ جب وہ حصہ موجود تھا' جس کے ذریعہ شیطان اثر انداز ہوسکتا تھا' اس کے باوجود شیطان ناکام رہا اور اثر انداز نہ ہوسکا' اب تو وہ حصہ ہی باقی نہیں رہا' لہٰذا اب شیطان کیسے اثر انداز ہوسکتا ہے' لہٰذا واضح ہوا کہ اس خون کے لوتھڑے کا آپ کے دل میں پیدا کیا جانا بھی آپ کے لیے کمال تھا اور اس کا نکال دینا بھی کمال ہے۔ والحمد للہ رب العالمین!

نبی کریم ﷺ کی نسبت سے آبِ زم زم کی فضیلت

اس حدیث میں ہے کہ آپ کے دل مبارک کو آبِ زم زم سے دھویا۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ آبِ زم زم جہان کے تمام پانیوں سے حتیٰ کہ آبِ کوثر سے بھی افضل ہے' البتہ جو پانی نبی کریم ﷺ کی انگلیوں سے جاری ہوا' وہ مطلقاً تمام پانیوں سے افضل ہے کیونکہ وہ پانی نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھ کا اثر ہے اور آبِ زم زم سیّدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک قدم کا اثر ہے اور ان دونوں کے درمیان عظیم فرق ہے' نیز نبی کریم ﷺ کے دستِ اقدس پر ظاہر ہونے والا معجزہ سب سے افضل ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مبارک منہ کا پانی سب سے زیادہ کامل ہے' اگرچہ وہ دوسرے پانی میں ملا ہوا ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۱۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

غزالیٔ زماں علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

قلبِ اطہر کا زم زم سے دھویا جانا کسی آلائش کی وجہ سے نہ تھا کیونکہ حضور سیّد عالم ﷺ سیّد الطیبین والطاہرین ہیں۔ ایسے طیب و طاہر کہ ولادت باسعادت کے بعد بھی حضور سیّد عالم ﷺ کو غسل نہیں دیا گیا' لہٰذا قلبِ اقدس کا زم زم سے دھویا جانا محض اس حکمت پر مبنی تھا کہ زم زم کے پانی کو وہ شرف بخشا جائے جو دنیا کے کسی پانی کو حاصل نہیں' بلکہ قلبِ اطہر کے ساتھ ماءِ زم زم کو مَس فرما کر وہ فضیلت عطا فرمائی گئی جو کوثر و تسنیم کے پانی کو بھی حاصل نہیں۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۸۳' مطبوعہ بزمِ سعید انوار العلوم' ملتان)

۸۶۹۱ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةٌ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند دو ٹکڑے ہوا' ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے نیچے تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گواہ ہو جاؤ! (بخاری و مسلم)

۸۶۹۲ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَاَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہلِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ انہیں کوئی نشانی دکھلائیں تو آپ نے انہیں چاند دو ٹکڑے کر کے دکھایا' حتیٰ کہ انہوں نے حراء کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

معجزہ شق القمر کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ چاند کا شق ہو جانا ہمارے نبی کریم ﷺ کا عظیم معجزہ ہے' متعدد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس کو روایت کیا ہے' نیز آیۂ کریمہ (اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۝ القمر:۱) کے ظاہر اور سیاق سے بھی اس کا پتا چلتا ہے۔ زجاج نے کہا کہ بعض مبتدعین نے اس معجزہ کا انکار کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اندھا کر دیا ہے۔ عقل کے لیے اس میں انکار کی گنجائش نہیں کیونکہ چاند اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے' وہ اس میں جس طرح چاہے تصرف فرما سکتا ہے' جس طرح روزِ قیامت اللہ تعالیٰ چاند کو فنا کر

دے گا اور اسے لپیٹ دے گا' بعض ملحدین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر یہ معجزہ واقع ہوتا تو تواتر کے ساتھ منقول ہوتا اور صرف اہل مکہ ہی اسے نہ دیکھتے بلکہ پوری روئے زمین والے اس کا مشاہدہ کرتے۔ علماء کرام نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ شق القمر کا معجزہ رات کے وقت ہوا۔ اس وقت اکثر لوگ غافل ہو کر دروازے بند کر کے' کپڑے اوڑھ کر سوئے ہوئے تھے۔ جس طرح چاند گرہن اور شہاب ثاقب وغیرہ گرنے کے واقعات آسمان پر رونما ہوتے ہیں اور چند افراد کے سوا کسی کو ان کا علم نہیں ہوتا۔ شق قمر کا واقعہ بھی رات کے وقت قوم کے مطالبہ پر وقوع پذیر ہوا' لہٰذا دوسرے لوگ اس پر مطلع نہ ہو سکے' نیز چاند اس وقت بعض مقامات پر نظر آتا تھا' باقی دنیا میں اس وقت دن تھا' اس بناء پر وہاں نظر نہ آ سکا۔ جس طرح چاند گرہن بعض مقامات پر نظر آتا ہے اور دوسرے مقامات پر نظر نہیں آتا۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۳۷۳ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

٨٦٩٣ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّىْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ مکرمہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا' بے شک میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔ (مسلم)

شانِ نبوت کے اظہار کے لیے پتھروں میں شعور پیدا کیا گیا

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا بیان ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض پتھروں میں اللہ تعالیٰ شعور پیدا فرما دیتا ہے' جس طرح پتھروں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ'' (البقرہ: ۷۴) ''اور ان میں بعض وہ ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں''۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ'' (بنی اسرائیل: ۴۴) ''اور کوئی چیز نہیں جو اللہ کی حمد کرتے ہوئے اس کی تسبیح بیان نہ کرے''۔ (بنی اسرائیل: ۴۴)

اس آیہ مبارکہ میں مشہور اختلاف ہے اور صحیح یہی کہ حقیقتاً تسبیح مراد ہے اور اللہ تعالیٰ اس چیز میں اس کے حسب حال تمیز اور شعور پیدا فرما دیتا ہے' اسی طرح پتھر موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے کر بھاگا' بکری کے زہر آلود بازو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر ایک درخت دوسرے درخت کی طرف چل کر گیا' ان سب میں اللہ تعالیٰ نے شعور پیدا فرمایا تھا۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۴۵ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

٨٦٩٤ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَّجْهَهٗ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ فَقِيْلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى لَئِنْ رَاَيْتُهٗ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَاَطَاَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّىْ زَعَمَ لِيَطَاَ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ اِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِىْ بِيَدَيْهِ فَقِيْلَ لَهٗ مَالَكَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنِىْ وَبَيْنَهٗ لَخَنْدَقًا مِّنْ نَارٍ وَّهَوْلًا وَّاَجْنِحَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ دَنَا مِنِّىْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا: کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے اپنا چہرہ خاک آلود کرتے ہیں (یعنی سجدہ کرتے ہیں)' اسے بتایا گیا کہ ہاں! وہ ایسا کرتے ہیں تو اس نے کہا: مجھے لات و عزیٰ کی قسم! اگر میں نے انہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا تو ان کی گردن روند ڈالوں گا' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' درآں حالیکہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے' اس نے آپ کی گردن کو پاؤں سے روندنا چاہا تو کفار یہ منظر دیکھ کر گھبرا گئے کہ وہ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے لوٹ رہا ہے اور اپنے ہاتھوں سے بچاؤ کر رہا ہے' اس سے دریافت کیا گیا کہ تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: بے شک میرے اور آپ کے درمیان آگ کی خندق اور خوف اور پَر حائل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ میرے قریب ہو جاتا تو فرشتے اچک کر اس کا ایک ایک عضو جدا کر ڈالتے۔

(مسلم)

٨٦٩٥ - وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ أَتَاهُ الْآخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ الْحِيرَةَ فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ فَلَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرٰى وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ فَيَقُولَنَّ أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُولُ بَلٰى فَيَقُولُ أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُولُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا جَهَنَّمَ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيمَنِ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا کہ ایک آدمی نے آپ کی بارگاہ میں فاقہ کی شکایت کی' پھر دوسرے آدمی نے حاضر ہو کر راہ زنی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: اے عدی! کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے' اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم ایک کجاوہ نشین عورت دیکھو گے جو حیرہ سے سفر کر کے کعبۃ اللہ کا طواف کرے گی اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہو گا اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے فتح کیے جائیں گے اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا لے کر' اسے لینے والے شخص کی تلاش میں نکلے گا اور اسے قبول کرنے والا کوئی شخص نہیں ملے گا اور تم میں ضرور ایک شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہو گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا تھا جو تجھے تبلیغ کرتا؟ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تجھے مال نہیں عطا کیا تھا اور تجھ پر فضل و انعام نہیں فرمایا تھا' وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! پھر وہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو اسے جہنم ہی نظر آئے گی' اور وہ اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو اسے جہنم ہی نظر آئے گی (فرمایا:) تم آگ سے بچو! اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہی بچو' جسے یہ میسر نہ ہو تو وہ اچھی بات کہہ کے (آگ سے بچے)۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کجاوہ نشین عورت کو دیکھا جو حیرہ سے سفر کر کے کعبۃ اللہ پہنچ کر طواف کرتی تھی اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا تھا اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ اقدس کے مطابق ایسا شخص بھی دیکھ لو گے جو مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا۔ (بخاری)

٨٦٩٦ - وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً فَقُلْنَا أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ وَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهِ فَيُجَاءُ بِمِنْشَارٍ فَيُوضَعُ فَوْقَ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ فَمَا يَصُدُّهُ

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبۃ اللہ کے سائے میں چادر کا تکیہ بنائے ہوئے آرام فرما تھے' ہم نے اس وقت آپ کی بارگاہ میں شکایت کی اور اس وقت ہمیں کافروں کی طرف سے سخت تکلیف پہنچی تھی' ہم نے عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ آپ بیٹھ گئے اور (شدتِ غضب کی وجہ سے) آپ کا چہرۂ انور سرخ تھا' آپ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا اور اسے گڑھے میں ڈال دیا جاتا تھا' پھر اس کے سر پر آرہ چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر

ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ وَعَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

دیئے جاتے تھے اور یہ بات اس کو اس کے دین سے برگشتہ نہیں کر سکتی تھی اور اس کے گوشت کے نیچے تک ہڈیوں اور پٹھوں میں لوہے کی کنگھیاں پھیری جاتی تھیں اور یہ عذاب اس کو اس کے دین سے برگشتہ نہیں کر سکتا تھا' اللہ کی قسم! یہ دین ضرور پورا ہو کر رہے گا حتیٰ کہ سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا تو اس کو صرف اللہ تعالیٰ کا خوف ہو گا یا اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا خوف ہو گا لیکن تم جلدی کرتے ہو۔ (بخاری)

٨٦٩٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ ثُمَّ جَلَسَتْ تَفْلِيْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْاَوَّلِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتْ اُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ' حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے اور وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں' ایک روز نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے' انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا' پھر بیٹھ کر آپ کے سر میں جوئیں دیکھنے لگیں (سر سہلانے لگیں)' رسول اللہ ﷺ سو گئے' پھر آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مجھے دکھائے گئے' وہ اس سمندر کی پشت پر اس طرح سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تختوں پر سوار ہوتے ہیں' (راوی کو شک ہے کہ آپ نے "ملوکا علی الاسرة" فرمایا یا "مثل الملوك علی الاسرة" فرمایا' دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ مجھے ان میں سے بنا دے' تو آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی' پھر اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے' پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے' تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے پہلے کی طرح فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مجھے دکھائے گئے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ مجھے بھی ان سے بنا دے' آپ نے فرمایا: تم تو پہلے گروہ سے ہو۔ پھر حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سمندر کا سفر کیا اور سمندر سے نکلتے وقت اپنی سواری سے گر کر ہلاک ہو گئیں۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم ﷺ کا حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جانا

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ' حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں:

علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا آپ کی محرم تھیں' لیکن محرم کس لحاظ سے تھیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ ابن عبد البر وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں اور دوسرے حضرات نے کہا کہ وہ آپ کے والد ماجد یا آپ کے دادا

جان کی خالہ تھیں کیونکہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی والدہ بنونجار کے قبیلہ سے تھیں۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۱۴۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا بیان ہے' آپ نے غیبی خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت باقی رہے گی' انہیں شوکت وقوت اور کثرت حاصل ہوگی اور وہ جہاد کریں گے اور سمندر کا سفر کریں گے اور اُم حرام اس دور تک زندہ رہیں گی اور ان کے ساتھ شامل ہوں گی' اور بحمدہٖ تعالیٰ جس طرح آپ نے خبریں دیں' اسی طرح واقعات پیش آئے۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۱۴۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

٨٦٩٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ اَزْدِشَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ اَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَّجْنُوْنٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّيْ رَاَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَاَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ هَاتِ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ بَلَغْنَا نَاعُوْسَ الْبَحْرِ وَهُوَ تَصْحِيْفٌ قُلْتُ وَتَحْقِيْقُهٗ فِي الْمِرْقَاتِ فَلْيُرَاجِعْ اِلَيْهِ فَاِنَّهٗ نَفِيْسٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ضماد مکہ مکرمہ میں آیا' وہ قبیلہ ازدشنوءہ سے تعلق رکھتا تھا اور جنات کے اثر کا دم کرتا تھا' اس نے مکہ مکرمہ کے بے وقوف لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ (معاذ اللہ) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون ہیں' ضماد نے کہا: کاش! میں اس شخص کو دیکھ لیتا' شاید اللہ تعالیٰ اسے میرے ہاتھ سے شفاء عطا فرما دے' پھر اس کی آپ سے ملاقات ہوئی اور اس نے عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آسیبی اثر کا دم کرتا ہوں' آپ کا کیا ارادہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں' ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں' جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرما دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' امابعد! اس نے کہا: ان کلمات کو دوبارہ ارشاد فرمایئے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ یہ کلمات دہرائے تو وہ کہنے لگا: میں نے کاہنوں' جادوگروں اور شعراء کا کلام سنا ہے لیکن آپ کے ان کلمات جیسے کلمات نہیں سنے' ان کلمات میں تو سمندر جیسی گہرائی ہے' اپنا دستِ اقدس بڑھایئے' میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرتا ہوں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پھر اس نے آپ کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ (مسلم) اور مصابیح کے بعض نسخوں میں ''بلغنا ناعوس البحر'' کے الفاظ ہیں' وہ کتابت کی غلطی ہے' اس کی تحقیق مرقات میں ہے' اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے کیونکہ وہ نفیس تحقیق ہے۔

٨٦٩٩ - وَعَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ مِنْ فِيْهِ اِلٰى فِيَّ قَالَ اِنْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے مجھے روبرو یہ واقعہ بیان کیا کہ جس زمانہ میں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الَّتِیْ كَانَتْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا بِالشَّامِ اِذْ جِیْءَ بِكِتَابٍ مِّنَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِیُّ جَاءَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ بُصْرٰى اِلٰى هِرَقْلَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ قَالُوْا نَعَمْ فَدُعِيْتُ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلٰى هِرَقْلَ فَاَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَيُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا مِّنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ فَقُلْتُ اَنَا فَاَجْلَسُوْنِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَجْلَسُوْا اَصْحَابِیْ خَلْفِیْ ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهٖ فَقَالَ قُلْ لَّهُمْ اِنِّیْ سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ فَاِنْ كَذَبَنِیْ فَكَذِّبُوْهُ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةَ اَنْ يُّؤْثَرَ عَلَیَّ الْكِذْبُ لَكَذَّبْتُهٗ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهٗ فِيْكُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكِذْبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ وَمَنْ يَّتَّبِعُهٗ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَاءُهُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاءُهُمْ قَالَ اَيَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَّهٗ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ قَالَ قُلْتُ تَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يُّصِيْبُ مِنَّا وَنُصِيْبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِیْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِیْ مَا هُوَ صَانِعٌ فِيْهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَمْكَنَنِیْ مِنْ كَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهٖ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا ثُمَّ

کے درمیان معاہدہ تھا' اس دوران میں نے ملک شام کا سفر کیا اور وہاں قیام کے دوران ہرقل بادشاہ کے نام نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی پہنچا۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ یہ مکتوب لے کر آئے تھے' انہوں نے یہ مکتوب بصریٰ کے حاکم تک پہنچایا اور حاکم بصریٰ نے وہ خط ہرقل کو پہنچایا۔ ہرقل نے کہا کہ جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس کی قوم کا کوئی شخص یہاں حاضر ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں! پھر مجھے قریش کی جماعت کے ساتھ بلایا گیا' ہم ہرقل کے دربار میں گئے اور ہمیں اس کے سامنے بٹھا دیا گیا' اس نے کہا: جس شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے' تم میں سے اس شخص کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کون ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں ہوں! انہوں نے مجھے ہرقل کے سامنے بٹھا دیا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا' پھر اپنے مترجم کو بلا کر کہا: ان کو بتاؤ کہ میں اس سے اس شخص کے متعلق سوال کر رہا ہوں جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے' اگر یہ جھوٹ بولے تو تم بتا دینا کہ یہ جھوٹ کہہ رہا ہے' ابوسفیان نے کہا: اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے تو میں ضرور جھوٹ بولتا' پھر اس نے اپنے مترجم سے کہا: اس سے پوچھو کہ تم میں ان کا خاندان کیسا ہے؟ میں نے کہا: وہ ہم میں اعلیٰ خاندان والے ہیں' اس نے کہا: کیا ان کے آباء واجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ میں نے کہا: نہیں! اس نے کہا: کیا دعویٰ نبوت سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ میں نے کہا: نہیں! اس نے کہا: ان کے پیروکار اعلیٰ طبقے کے لوگ ہیں یا نچلے طبقے کے؟ میں نے کہا: نچلے طبقے کے لوگ' اس نے کہا: ان کے ماننے والے زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ میں نے کہا: بلکہ ان میں اضافہ ہو رہا ہے' اس نے کہا: کیا ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص ان سے ناراض ہو کر ان کے دین سے برگشتہ ہوا ہے؟ میں نے کہا: نہیں! اس نے کہا: کیا ان سے کبھی تمہاری جنگ ہوئی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: جنگ کا نتیجہ کیسا رہا؟ میں نے کہا: ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی ایک ڈول کی طرح ہے کبھی وہ حاصل کر لیتے ہیں اور کبھی ہم حاصل کر لیتے ہیں' اس نے کہا: کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں! لیکن اس دوران ہمارا ان سے معاہدۂ صلح ہے' ہمیں معلوم نہیں کہ اس میں وہ کیا کریں گے' ابوسفیان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اس ایک جملہ کے علاوہ میں کوئی اور بات اپنی کلام میں شامل نہیں کر سکا' اس نے کہا: کیا ان سے پہلے بھی کسی شخص نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں! پھر اس نے اپنے مترجم سے کہا: اس کو بتاؤ کہ میں نے تم سے ان کے حسب کے متعلق سوال کیا' تم نے

قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهٗ اِنِّیْ سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهٖ 34
فِیْكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ فِیْكُمْ ذُوْ حَسَبٍ وَّكَذٰلِكَ
الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِیْ اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ
هَلْ كَانَ فِیْ اٰبَائِهٖ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ
لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ یَّطْلُبُ مُلْكَ
اٰبَائِهٖ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهٖ اَضُعَفَاؤُهُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ
فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ
وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكِذْبِ قَبْلَ اَنْ
یَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ لَمْ
یَكُنْ لِّیَدَعَ الْكِذْبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ یَذْهَبُ
فَیَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ یَرْتَدُّ اَحَدٌ
مِّنْهُمْ عَنْ دِیْنِهٖ بَعْدَ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْهِ سُخْطَةً لَّهٗ
فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الْاِیْمَانُ اِذَا خَالَطَ
بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ وَسَاَلْتُكَ هَلْ یَزِیْدُوْنَ اَمْ
یَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ یَزِیْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ
الْاِیْمَانُ حَتّٰی یَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ
فَزَعَمْتَ اَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَیَكُوْنُ الْحَرْبُ بَیْنَكُمْ
وَبَیْنَهٗ سِجَالًا یَّنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ
كَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰی ثُمَّ تَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ
وَسَاَلْتُكَ هَلْ یَغْدِرُ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ لَا یَغْدِرُ
وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَالَ
هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ
كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ رَجُلٌ
اِئْتَمَّ بِقَوْلٍ قِیْلَ قَبْلَهٗ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا یَاْمُرُكُمْ
قُلْنَا یَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ
قَالَ اِنْ یَّكُ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَاِنَّهٗ نَبِیٌّ وَّقَدْ كُنْتُ
اَعْلَمُ اَنَّهٗ خَارِجٌ وَّلٰكِنْ لَّمْ اَكُ اَظُنُّهٗ مِنْكُمْ وَلَوْ
اَنِّیْ اَعْلَمُ اَنِّیْ اَخْلُصُ اِلَیْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَاءَهٗ وَلَوْ
كُنْتُ عِنْدَهٗ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَیْهِ وَلَیَبْلُغَنَّ
مُلْكُهٗ مَا تَحْتَ قَدَمَیَّ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ

کہا کہ وہ اعلیٰ حسب والے ہیں اور رسولوں کی شان یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی قوم کے اعلیٰ خاندان میں مبعوث ہوتے ہیں' میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے آباء و اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تم نے بتایا کہ نہیں! میں نے خیال کیا کہ اگر ان کے آباء و اجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہہ سکتا تھا کہ وہ اپنے آباء و اجداد کی حکومت حاصل کرنا چاہتے ہیں' میں نے تم سے ان کے پیروکاروں کے متعلق سوال کیا کہ وہ کمزور لوگ ہیں یا اونچے طبقے کے؟ تم نے کہا کہ وہ کمزور لوگ ہیں اور رسولوں کے پیروکار اسی طرح کے لوگ ہی ہوتے ہیں' میں نے تم سے کہا کہ دعویٰ نبوت سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ تم نے بتایا کہ نہیں! تو میں نے پہچان لیا کہ یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ نہ بولیں اور اللہ پر جھوٹ بولنے لگیں' میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان سے ناراض ہو کر دین سے پھر گیا ہے؟ تم نے بتایا کہ نہیں! اور ایمان کی حلاوت دلوں میں رچ بس جائے تو اس کی یہی شان ہوتی ہے' میں نے تم سے سوال کیا کہ ان کے پیروکار زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ تم نے بتایا کہ ان میں اضافہ ہو رہا ہے اور ایمان کی یہی حالت ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ مکمل ہو جاتا ہے' میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا تمہاری ان سے کوئی جنگ ہوئی ہے؟ تم نے بتایا کہ تمہاری ان سے جنگ ہوئی ہے اور لڑائی تمہارے اور ان کے درمیان ڈول کی طرح رہی ہے' کبھی وہ اسے حاصل کر لیتے ہیں اور کبھی تم حاصل کر لیتے ہو اور رسولوں کی اسی طرح آزمائش ہوتی ہے' پھر انجام کار ان کی ہی فتح ہوتی ہے' میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ تم نے کہا کہ نہیں! اور رسولوں کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ عہد شکنی نہیں کرتے' میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا ان سے پہلے کسی شخص نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ تم نے بتایا کہ نہیں! تو میں نے سوچا کہ اگر ان سے پہلے کسی شخص نے یہ دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہہ سکتا تھا کہ انہوں نے پہلے شخص کی پیروی کی ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ پھر بادشاہ نے پوچھا: وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا: وہ ہمیں نماز' زکوٰۃ' صلہ رحمی اور پاک دامنی کا حکم دیتے ہیں' اس نے کہا: اگر تم نے جو کچھ بیان کیا ہے' وہ سچ ہے تو یقیناً وہ نبی ہیں' میں جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں لیکن میرا یہ گمان نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے' اگر میں جانتا کہ میں ان تک پہنچ سکوں گا تو میں ان کی ملاقات کو پسند کرتا' اگر میں ان کی بارگاہ میں ہوتا تو ان کے قدم دھوتا' اور ضرور بالضرور ان کی حکومت میرے قدموں کے نیچے تک (پایہ تخت تک) پہنچ جائے گی' پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا

34/34

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَدْ سَبَقَ تَمَامُ الْحَدِيْثِ فِيْ بَابِ الْكِتَابِ اِلَى الْكُفَّارِ۔ مکتوب گرامی منگوایا اور اسے پڑھا۔ (بخاری ومسلم) یہ مکمل حدیث پاک "باب الکتاب الی الکفار" میں گزر چکی ہے۔

حدیثِ ہرقل سے مستنبط فوائد

اس حدیث سے بہت سے احکام وفوائد مستنبط ہوتے ہیں۔ عمدۃ القاری اور شرح مسلم للنووی کی روشنی میں بعض کا ذکر درج ذیل ہے:

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد وقتال سے پہلے کفار کو دعوتِ اسلام دینا واجب ہے اور دعوتِ اسلام سے پہلے ان کے ساتھ قتال کرنا حرام ہے۔ اگر انہیں پہلے دعوتِ اسلام پہنچ چکی ہو تو دوبارہ دعوتِ اسلام دینا مستحب ہے۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوتِ اسلام دیتے وقت اور تبلیغ کے وقت نرمی اور حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے کہ یہ طریقۂ تبلیغ زیادہ بلیغ اور مؤثر ہے' قرآن مجید میں ہے: "اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ" (النحل: ۱۲۵) "اپنے رب کے راستے کی طرف بلاؤ' حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ"۔ نبی کریم ﷺ نے نرمی اور مہربانی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے ہرقل کو "عظيم الروم" کہا' البتہ "ملك الروم" نہیں کہا کیونکہ حکومت وسلطنت تو اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے ہے' دینِ اسلام کو نہ ماننے کی وجہ سے وہ ملکِ روم کہلانے کا مستحق نہیں تھا۔

(۳) اس حدیث میں دلیل ہے کہ خبرِ واحد پر عمل کرنا واجب ہے۔ اگر خبرِ واحد پر عمل واجب نہ ہوتا تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مکتوب بھیجنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

(۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکتوب کے آغاز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا مستحب ہے خواہ مکتوب الیہ کافر ہی ہو۔

(۵) ایک حدیث میں ہے کہ جس عظمت والے کام کے آغاز میں الحمد للہ مذکور نہ ہو' وہ ناقص و بے برکت ہوتا ہے اور یہ خط بھی عظیم الشان اور اہم تھا۔ اس کے آغاز میں آپ نے بسم اللہ لکھی' الحمد للہ نہیں لکھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اُس حدیث میں الحمد للہ سے اللہ کا ذکر مراد ہے۔

(۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک دو آیاتِ قرآنیہ ساتھ لے کر کفار کے ملک کی طرف سفر کرنا جائز ہے اور جس حدیث میں کفار کی سرزمین کی طرف قرآن لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک ساتھ لے کر ارضِ کفار کی طرف سفر کرنا اس وقت منع ہے' جب قرآن پاک کفار کے ہاتھوں میں چلے جانے کا خوف ہو۔

(۷) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر اور بے وضو ایسے مکتوب کو چھو سکتا ہے' جس میں بعض آیاتِ قرآنیہ لکھی ہوئی ہوں۔

(۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خط لکھنے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ لکھنے والا ابتداء میں اپنا نام لکھے' مثلاً شروع میں لکھے کہ یہ خط زید کی جانب سے عمرو کے نام ہے۔

(۹) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر کو ابتداءً سلام نہیں کرنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے "السلام عليك" کی بجائے "سلام على من اتبع الهدى" لکھا۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "لا تبدؤ اليهود والنصارى بالسلام" یہود ونصاریٰ کو سلام کرنے میں ابتداء نہ کرو۔

(۱۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسل کرام اعلیٰ نسب والے ہوتے ہیں۔

(۱۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطوط میں فصاحت و بلاغت کی رعایت اور اختصار و جامعیت کو مدنظر رکھنا مستحب ہے' آپ نے

فرمایا: ''اسلم تسلم'' اسلام قبول کرلو دنیا و آخرت میں سلامت رہو گے۔ اس کلام میں نہایت اختصار و جامعیت اور فصاحت و بلاغت ہے۔

(۱۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹ ہر ملت میں عیب خیال کیا جاتا تھا۔

(۱۳) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو اہل کتاب نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے' اسے دو اجر حاصل ہوں گے۔

(۱۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کو نبی کریم ﷺ کی صداقت کا قطعی علم تھا مگر حسد و عناد کی وجہ سے ایمان سے محروم رہے۔ (ملخصاً عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۰۰ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ' شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۹۸ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

بَابٌ فِی الْمِعْرَاجِ

٨٧٠٠ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ بَيْنَمَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحَجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰى شَعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءٍ اِيْمَانًا فَغَسَلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ اُعِيْدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ غَسَلَ الْبَطْنَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مَلَئَ اِيْمَانًا وَّحِكْمَةً ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ يَضَعُ خُطْوَهٗ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرَائِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صُعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا اِبْنَا خَالَةٍ

معراج شریف کا بیان

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے' وہ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے اس رات کا واقعہ بیان فرمایا' جس میں آپ کو معراج کرائی گئی تھی' آپ نے فرمایا کہ میں حطیم کعبہ میں لیٹا ہوا تھا' اور ایک روایت میں ہے کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے یہاں سے یہاں تک یعنی آپ کے حلقوم سے لے کر ناف تک سینہ کو چاک کر دیا اور میرا دل باہر نکالا' پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا' اور میرا دل دھویا گیا' پھر اسے (معرفت و حکمت سے) بھر دیا گیا' پھر اسے (اپنی جگہ پر) رکھ دیا گیا' اور ایک روایت میں ہے کہ پھر پیٹ کو آبِ زم زم سے دھویا گیا' پھر اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا' پھر خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا سفید رنگ کا ایک جانور لایا گیا' جس کا نام براق تھا' اس کا قدم منتہائے نظر تک پڑتا تھا' مجھے اس پر سوار کرایا گیا' پھر جبریل مجھے لے کر چلے حتیٰ کہ پہلے آسمان پر پہنچے اور جبریل نے دروازے پر دستک دی' پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا مبارک ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا' جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ آپ کے والد ماجد حضرت آدم علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا' پھر کہا: صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر جبریل مجھے اوپر لے گئے' حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا مبارک ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا' جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام سے میری

قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَهٰذَا عِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِدْرِيْسُ فَقَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا مُوْسٰى قَالَ هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰى قِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ اَبْكِيْ لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ

ملاقات ہوئی' وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ یحییٰ علیہ السلام ہیں اور یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا' پھر انہوں نے کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر تیسرے آسمان تک لے گئے اور دستک دی' پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے' کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا مبارک ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا' جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے' جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ یوسف علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا' پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چوتھے آسمان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی' پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا مبارک ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا' جب میں وہاں داخل ہوا تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر حضرت جبریل علیہ السلام مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی' پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا اچھا ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا' جب میں داخل ہوا تو وہاں ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ ہارون علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا' پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر لے کر گئے' حتیٰ کہ چھٹے آسمان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی' پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا اچھا ہے! اور دروازہ کھول دیا گیا' جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا' پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید! جب میں آگے بڑھا تو وہ رو پڑے' ان

اَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ اُمَّتِيْ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرٍ وَاِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذِهٖ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ قُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّاِنَاءٍ مِّنْ لَّبَنٍ وَّاِنَاءٍ مِّنْ عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِيْ اَنْتَ عَلَيْهَا وَاُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ

سے کہا گیا: تم روتے کیوں ہو؟ کہا: میں اس لیے رو رہا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے اور میری امت کی بہ نسبت ان کی امت کے زیادہ افراد جنت میں جائیں گے' پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر ساتویں آسمان تک پہنچے اور جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا' پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں! پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! کہا: انہیں خوش آمدید! ان کا آنا کتنا بابرکت ہے! جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا' پھر کہا: صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید! پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا گیا' میں نے دیکھا کہ اس کے درخت کے پھل مٹکوں کی طرح ہیں اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے' وہاں چار نہریں تھیں' دو نہریں باطنی اور دو نہریں ظاہری تھیں' میں نے کہا: اے جبریل! یہ دو نہریں کیسی ہیں؟ عرض کیا: یہ دو باطنی نہریں تو جنت میں ہیں اور یہ دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں' پھر میرے سامنے بیت المعمور ظاہر کیا گیا' پھر مجھے ایک برتن شراب کا' ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا پیش کیا گیا' میں نے دودھ کا برتن لے لیا' جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ فطرت ہے' جس پر آپ اور آپ کی امت قائم ہیں' پھر مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کر دی گئیں' پھر میں واپس لوٹا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو انہوں نے کہا: آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: مجھے ہر روز پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: بے شک آپ کی امت ہر روز پچاس نمازیں نہیں ادا کر سکے گی' میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی بہت آزمائش کی ہے' آپ اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جایئے اور امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجئے' میں واپس گیا تو دس نمازیں معاف فرما دی گئیں' پھر میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے پھر اسی طرح کہا' میں پھر واپس لوٹا تو دس نمازیں معاف فرما دی گئیں' پھر میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' انہوں نے پھر پہلے کی طرح کہا' میں پھر واپس گیا تو دس نمازیں معاف فرما دی گئیں اور مجھے ہر دن دس نمازوں کا حکم دیا گیا' میں پھر واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پہلے کی طرح کہا' میں پھر واپس لوٹا تو مجھے ہر دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا' میں پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف واپس لوٹا تو انہوں نے کہا: آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟

قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ قُلْتُ سَأَلْتُ رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ وَلٰكِنِّيْ اَرْضٰى وَاُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰى مُنَادٍ اَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمَعَاتِ قَوْلُهٗ اَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ يُؤَيِّدُ قَوْلَ الْحَنَفِيَّةِ بِاَنَّ الْحَطِيْمَ هُوَ الْحِجْرُ لِاَنَّ الْقِصَّةَ وَاحِدَةٌ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ فِيْ قَوْلِهٖ وَضَعَ عَنِّيْ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ يَجُوْزُ نَسْخُ الشَّيْءِ قَبْلَ وُقُوْعِهٖ كَمَا قَالَ بِهِ الْاَكْثَرُوْنَ وَهُوَ الصَّحِيْحُ وَقَالَ الشَّيْخُ اِنَّ الْمُرَادَ بِاِمْضَاءِ فَرْضِيَّةِ الْخَمْسِ وَعَدْمِ تَبَدُّلِهَا نَسْخُ فَرْضِيَّتِهَا كُلًّا اَوْ بَعْضًا لَا عَدْمُ الزِّيَادَةِ عَلَيْهَا فَيَجُوْزُ اَنْ يُّوْحٰى بَعْدَ فَرْضِيَّةِ الْخَمْسِ صَلٰوةٍ اُخْرٰى.

میں نے کہا: ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے' انہوں نے کہا: بے شک آپ کی امت میں پانچ نمازیں ادا کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے' میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو بہت آزمایا ہے' آپ اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جائیے اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجئے' میں نے کہا: میں نے اپنے رب سے اس قدر سوال کیا ہے کہ اب مجھے حیاء آتی ہے' لیکن میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں' فرمایا کہ جب میں آگے بڑھا تو ایک پکارنے والے نے پکارا: میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا ہے اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی ہے۔ (بخاری' مسلم) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے لمعات میں فرمایا کہ حدیث پاک کے کلمات: ''میں حطیم میں تھا اور کبھی فرمایا: میں حجر میں تھا'' یہ احناف کے قول کی تائید کرتے ہیں کہ حطیم ہی حجر ہے کیونکہ یہ ایک ہی قصہ ہے' اور ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے کہا کہ آپ کا ارشاد ''وضع عنی'' اس بات کی دلیل ہے کہ وقوع سے پہلے کسی حکم کا نسخ جائز ہے' اکثر کا یہی قول ہے اور یہی صحیح ہے اور شیخ کا بیان ہے کہ پانچ نمازوں کی فرضیت کے جاری ہو جانے اور ان میں تبدیلی نہ ہونے سے مراد ان پانچوں نمازوں کی فرضیت کا منسوخ ہونا ہے' ان پر زیادتی نہ ہونا مراد نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پانچ نمازوں کی فرضیت کے بعد کسی دوسری نماز کی وحی آ جائے۔

معراج کی لغوی تحقیق

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

عروج کا معنی ہے: بلندی پر چڑھنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ'' (المعارج: ۴) ''ملائکہ اور جبریل امین اس کی بارگاہ کی طرف چڑھتے ہیں''۔ معراج' سیڑھی کے مشابہ ہے اور یہ عروج سے ماخوذ ہے' عروج کا معنی ہے: چڑھنا اور معراج بلندی پر چڑھنے کا آلہ ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص ۴۲۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں:

معراج سیڑھی اور چڑھنے کے آلہ کو کہتے ہیں۔ ''عرج'' ''عروجًا'' کا معنی ہے: بلندی پر چڑھنا' قاموس میں اسی طرح ہے۔ اور معراج سے مطلقاً بلندی کی جانب منتقل ہونا مراد ہے' لہٰذا معراج اسراء کو بھی شامل ہے' کیونکہ بیت المقدس مکہ مکرمہ سے بلندی پر ہے۔ (الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ ج۱ ص ۲۷۷' مطبوعہ مطبع عامرہ' استنبول)

نبی کریم ﷺ کی معراج کا بیان

علامہ عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کا بیداری کی حالت میں اپنے جسم مبارک کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک' پھر مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک' پھر وہاں سے جتنی بلندی تک اللہ تعالیٰ نے چاہا' تشریف لے جانا معراج ہے۔ مسجد حرام' مکہ مکرمہ میں ہے' مسجد حرام سے حرم

پاک مراد ہے کیونکہ اس نے مسجد کا احاطہ کیا ہوا ہے' اکثر کا یہی قول ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے خود مسجد مراد ہے اور یہی ظاہر ہے' اور مسجد اقصیٰ بیت المقدس ہے' اسے اقصیٰ اس لیے کہا گیا کیونکہ اقصیٰ کا معنی ہے: بہت زیادہ دور' اور یہ مکہ مکرمہ سے دور ہے۔

(الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ ج ۱ ص ۲۷۶ مطبوعہ مطبع عامرہ استنبول)

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ۷۹۱ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کا بیداری کی حالت میں اپنے جسد انور کے ساتھ آسمانوں کی طرف' پھر وہاں سے جتنی بلندی تک اللہ تعالیٰ نے چاہا' آپ کا تشریف لے جانا معراج ہے اور یہ حق ہے۔ خبر مشہور سے ثابت ہے' اس کا منکر بدعتی ہے۔ اس کے محال ہونے کا دعویٰ کرنا فلاسفہ کے اصول پر مبنی ہے کہ وہ کہتے ہیں: آسمانوں میں خرق والتیام (پھٹ جانا اور شگاف ہونا) محال ہے۔ آسمانوں میں شگاف ممکن ہے کیونکہ تمام اجسام کی حقیقت ایک ہے۔ جب دوسرے اجسام میں شگاف ممکن ہے تو آسمانوں میں بھی شگاف ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمام ممکنات پر قادر ہے۔

معراج کی تعریف میں بیداری کی قید ذکر کرنے سے ان لوگوں کا رد کرنا مقصود ہے' جن کا گمان ہے کہ معراج خواب کی حالت میں ہوئی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے معراج کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے جواب دیا کہ وہ اچھا خواب تھا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے شب معراج نبی کریم ﷺ کا جسم گم نہیں پایا' اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ. (بنی اسرائیل: ۶۰) ہم نے آپ کو جو رؤیا دکھایا' وہ صرف لوگوں کے لیے آزمائش تھا۔

ان کا جواب یہ ہے کہ رؤیا سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ ہے کہ آپ کا جسم انور روح سے الگ نہیں ہوا تھا بلکہ روح کے ساتھ تھا اور معراج' روح اور جسم دونوں کے مجموعہ کے لیے تھی' اور معراج کی تعریف میں یہ قید ذکر کی کہ معراج جسم کے ساتھ ہوا' اس قید سے ان لوگوں کا رد کرنا مقصود ہے جن کا گمان ہے کہ معراج صرف روح کو ہوئی۔ یہ بات واضح ہے کہ اگر معراج خواب میں ہوتی یا صرف روح کو معراج ہوتی تو اس کا مکمل انکار نہ کیا جاتا حالانکہ کفار نے معراج کا شدت سے انکار کیا بلکہ بہت سے مسلمان اس وجہ سے مرتد ہو گئے' اور آسمانوں تک جانے کی قید ذکر کر کے ان لوگوں کا رد کر دیا' جن کا گمان ہے کہ بیداری میں معراج صرف بیت المقدس تک ہوئی۔ جس طرح قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے اور تعریف میں یہ کہا کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا' اس سے سلف صالحین کے مختلف اقوال کی طرف اشارہ ہے' بعض نے کہا: معراج جنت تک ہوئی' بعض نے کہا: عرش تک' بعض نے کہا: عرش سے اوپر تک' بعض نے کہا: طرف العالم تک۔ اسراء یعنی مسجد حرام سے بیت المقدس تک جانا قطعی ہے' کتاب اللہ سے ثابت ہے اور زمین سے آسمان تک جانا خبر مشہور سے ثابت ہے اور آسمان سے جنت یا عرش یا اس سے اوپر تشریف لے جانا اخبار آحاد سے ثابت ہے' پھر صحیح یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو دل سے دیکھا' سر کی آنکھوں سے نہیں۔

(شرح عقائد نسفی ص ۱۳۱ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

صوفیانہ نکتہ

علماء کرام نے فرمایا کہ ارواح کی چار قسمیں ہیں:

(۱) وہ ارواح جو بشری صفات کے ساتھ ملوث ہیں' یہ عوام کی ارواح ہیں جن پر حیوانی قوتیں غالب ہیں' یہ بلندی پر جانا قبول نہیں کرتیں۔

(۲) وہ ارواح جن میں علوم کے حصول کی قوتِ نظریہ کامل طور پر ہے' یہ علماء کی ارواح ہیں۔

(۳) وہ ارواح جن میں بدن کو اخلاقِ حمیدہ کے ساتھ متصف کرنے والی قوتِ مدبرہ کامل طور پر ہے' یہ ان لوگوں کی ارواح ہیں جن کے ابدان ریاضت ومجاہدہ کی وجہ سے قوی ہو جاتے ہیں۔

(۴) وہ ارواح جن میں یہ دونوں قوتیں کامل ہوتی ہیں اور یہ انبیاء وصدیقین کی ارواح ہیں' جب ان کی ارواح میں قوت زیادہ ہوتی ہے تو ان کے ابدان بھی زمین سے زیادہ بلند ہو جاتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام میں چونکہ یہ ارواح قوی ہوتی ہیں' لہٰذا انہیں آسمان کی طرف عروج حاصل ہوا اور انبیاء کرام علیہم السلام میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کامل ترین ہیں' لہٰذا آپ کو مقامِ قابَ قوسین او ادنیٰ تک رسائی حاصل ہوئی۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

واقعہ معراج کی تاریخ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ معراج بعثت کے بارہویں سال ربیع الاوّل میں ہوا۔ بعض نے کہا: ستائیس رمضان کو ہوا اور مشہور یہ ہے کہ واقعہ معراج ستائیس رجب کو ہوا۔ اہلِ مدینہ کا عمل اسی پر ہے کہ وہ رجبی کو مبارک اوقات سے شمار کرتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ واقعہ پانچ یا چھ سن نبوی کو ہوا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۲۷' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

شبِ معراج دیدارِ الٰہی کا بیان

شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدارِ الٰہی حاصل ہوا' اس میں مختلف اقوال ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کا انکار فرماتی ہیں' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دل سے دیکھا' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مشہور قول یہ ہے کہ آپ نے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نواوی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں اصل حبر الامت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج کر اس مسئلہ میں استفسار کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث سے اس مسئلہ پر اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ سیدہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔ آپ نے اپنی رائے سے قرآن مجید کی آیات سے استدلال کیا ہے اور اس مسئلہ میں اصول یہ ہے کہ جب ایک صحابی کوئی قول ذکر کرے اور دوسرا صحابی اس کی مخالفت کرے تو اس کا قول حجت نہیں ہوتا۔ جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح روایات سے ثابت ہے کہ انہوں نے رؤیت کا اثبات کیا ہے' تو اسے قبول کرنا واجب ہے کیونکہ یہ ایسا مسئلہ نہیں جسے عقل سے معلوم کیا جائے یا گمان سے حاصل کیا جائے۔ یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر ہی بیان کیا جا سکتا ہے' اور کوئی آدمی یہ گمان نہیں کر سکتا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مسئلہ میں گمان یا اجتہاد سے کام لیا ہے۔ علامہ معمر بن راشد نے کہا کہ اس مسئلہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہے اور ہمارے نزدیک سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ عالم نہیں' نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نفی کی ہے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اثبات کیا ہے اور مثبت ونافی روایات میں تعارض کے وقت مثبت روایات کو ترجیح ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک اسی کو ترجیح ہے کہ شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۹۷' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

رؤیت قلبی سے کیا مراد ہے؟

ایک قول کے مطابق نبی کریم ﷺ کو رؤیت قلبی حاصل ہوئی کہ آپ نے دل سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ رؤیت قلبی سے مراد کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رؤیت قلبی کے یہ معنی ہیں کہ حضور ﷺ کے قلب مبارک میں ایک ایسا علم حاصل ہو گیا' جسے رؤیت قلبی سے تعبیر کیا گیا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب مبارک پر اللہ تعالیٰ نے ایسی تجلی فرمائی' جس تجلی کی وجہ سے قلب مبارک میں رؤیت جیسی حالت پیدا ہو گئی' لیکن اہل حق کے نزدیک رؤیت قلبیہ سے یہ مراد ہے کہ چشم سر کی بینائی قلب مبارک میں رکھ دی گئی' جو بینائی سر اقدس کی مبارک آنکھ کو حاصل تھی' بالکل بلا تفاوت بعینہٖ وہی بینائی قلب مطہر کو حاصل ہو گئی' قلب مبارک ہو بہو چشم ظاہری کی طرح دیکھتا تھا کیونکہ دیکھنے کے لیے عقلاً ظاہری آنکھ کا ہونا شرط نہیں۔ اللہ تعالیٰ جس عضو میں چاہے آنکھ کی طرح بینائی پیدا کر سکتا ہے۔ اگرچہ عادتِ الٰہیہ اسی طرح جاری ہے کہ آنکھ میں ہی بینائی کو پیدا فرماتا ہے' لیکن وہ خرقِ عادت پر بھی قادر ہے اور بلاشبہ اس قادر قیوم نے خرقِ عادت کے طور پر شبِ معراج اپنے حبیب ﷺ کے قلب اطہر میں چشم مبارک کی بینائی پیدا فرما دی اور حبیب ﷺ نے سر مبارک اور قلب اطہر دونوں سے اپنے رب کریم کو یکساں دیکھا۔

امام قسطلانی شارح بخاری مواہب اللدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

ثم ان المراد برؤية الفواد رؤية القلب لا مجرد حصول العلم لانه ﷺ كان عالما بالله على الدوام بل مراد من اثبت له انه راه بقلبه ان الرؤية التي حصلت له خلقت له في قلبه كما تخلق الرؤية بالعين لغيره والرؤية لا يشترط لها شيء مخصوص عقلا ولو جرت العادة بخلقها في العين.

(مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۷)

پھر (مخفی نہ رہے کہ) رؤیت فواد سے دل کا دیکھنا مراد ہے' نہ یہ کہ صرف علم حاصل ہو گیا کیونکہ حضور ﷺ علی الدوام عالم باللہ ہیں' جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے رؤیت قلبیہ ثابت کی ہے' ان کی مراد یہ ہے کہ جس طرح کسی کی آنکھ میں بینائی پیدا کی جاتی ہے' اسی طرح حضور ﷺ کے قلب مبارک میں بینائی پیدا کر دی گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے لیے عقلاً کسی خاص جزوِ بدن کا ہونا یا کسی مخصوص شی کا پایا جانا قطعاً ضروری نہیں' اگرچہ عادتاً بینائی آنکھ میں ہوتی ہے' لیکن اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ خرقِ عادت کے طور پر آنکھ کے علاوہ کسی اور عضو میں بینائی پیدا کر دے۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ کی یہ تقریر اس امر کی روشن دلیل ہے کہ رؤیت قلبیہ اور رؤیت عینیہ دونوں کا مفاد ایک ہے۔ وللہ الحمد

(مقالات کاظمی ج ۱ ص ۱۸۳' مطبوعہ بزمِ سعید انوار العلوم' ملتان)

براق کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ شبِ معراج میرے پاس براق لایا گیا۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں: علمائے لغت نے کہا کہ براق اس چار پائے کا نام ہے' جس پر شبِ معراج نبی کریم ﷺ سوار ہوئے۔ علامہ زبیدی اور صاحبِ تحریر نے کہا کہ براق وہ چار پایہ ہے' جس پر انبیاء کرام علیہم السلام سوار ہوتے تھے۔ ان کے اس قول سے پتا چلا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس پر سوار ہوتے تھے۔ اس قول کے ثبوت کے لیے نقل صحیح کی ضرورت ہے۔ ابن درید نے کہا کہ براق' برق سے مشتق ہے۔ تیز رفتاری کی بناء پر اسے براق کا نام دیا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اسے بہت زیادہ صفائی' چمک دمک اور روشن ہونے کی بناء پر براق کہا گیا۔ بعض نے کہا کہ سفید ہونے کی وجہ سے اسے براق کہا گیا' اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اسے براق اس لیے کہا گیا کہ اس کے دو رنگ تھے۔ ''شاة برقاء'' اس بکری کو کہتے ہیں' جس کے سفید بالوں میں سیاہ نشانات ہوں' اور حدیث پاک میں براق کو سفید کہا گیا' بعض اوقات

سیاہ وسفید رنگ والی بکری کو بھی سفید شمار کیا جاتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۹۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

متعارض روایات کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے براق پر سوار کرایا گیا اور جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے حتیٰ کہ آسمانِ دنیا پر پہنچے۔ اس حدیث سے بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ براق پر سوار ہو کر سیدھے پہلے آسمان پر تشریف لے گئے اور آسمانوں پر جانے سے پہلے آپ بیت المقدس کی طرف تشریف نہیں لے گئے' جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ آپ براق پر سوار ہو کر پہلے بیت المقدس تشریف لے گئے اور وہاں نماز ادا فرمانے کے بعد آسمانوں پر تشریف لے گئے۔

امام مسلم رحمہ اللہ متوفی ۲۶۱ ھ' اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا' وہ سفید رنگ کا ایک چوپایہ تھا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا' اس کا قدم منتہائے نظر پر پڑتا تھا' میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس تک پہنچا اور جس جگہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھتے تھے' وہاں میں نے اسے باندھ دیا' پھر میں نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور باہر آ گیا' پھر جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک برتن میں دودھ اور ایک برتن میں شراب لے کر آئے' میں نے دودھ لے لیا' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا ہے' پھر ہمیں آسمانوں پر لے جایا گیا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نیز ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہو کر آسمانوں پر تشریف لے گئے' جب کہ دوسری روایات میں یہ تصریح ہے کہ آپ کے لیے نورانی سیڑھی لائی گئی' اس پر چڑھ کر آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ متوفی ۴۵۸ ھ روایت کرتے ہیں:

آپ نے فرمایا: پھر میں اور جبریل علیہ السلام بیت المقدس میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز ادا کی' پھر میرے پاس ایک سیڑھی لائی گئی' جس پر اولادِ آدم کی ارواح اس وقت چڑھتی ہیں' جب تم میت کی آنکھیں آسمان کی طرف کھلی ہوئی دیکھتے ہو' وہ انتہائی خوب صورت سیڑھی تھی' کسی مخلوق نے ایسی حسین سیڑھی نہیں دیکھی ہوگی۔ میں اور جبریل علیہ السلام اس سیڑھی پر چڑھے حتیٰ کہ ہماری ملاقات آسمانِ دنیا کے فرشتے سے ہوئی' جس کا نام اسماعیل تھا۔ الخ (دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۳۹۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

ان روایات میں تعارض کی توجیہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہلے براق پیش کیا گیا جس پر سوار ہو کر آپ بیت المقدس تشریف لے گئے' اس کے بعد سیڑھی لائی گئی۔ جس طرح بیہقی کی مذکورہ بالا روایت کی ابتداء میں براق کا ذکر ہے' جس پر سوار ہو کر آپ بیت المقدس تک پہنچے' اختصاراً ہم نے روایت کا ابتدائی حصہ ذکر نہیں کیا' اور یہ کوئی بعید بات نہیں کہ آپ براق پر سوار ہو کر سیڑھی پر چڑھے ہوں۔ جن روایات میں بیت المقدس کا ذکر نہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ راوی نے اختصار کی غرض سے اتنے حصے کا ذکر نہیں کیا' نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعہ معراج متعدد مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے ذکر کیا۔ جس راوی نے جتنا حصہ سنا تھا' اس قدر روایت کر دیا۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ ھ لکھتے ہیں:

مذکورہ روایت کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق پر چڑھ کر آسمانوں پر تشریف لے گئے اور جن حضرات کا گمان ہے کہ بیت المقدس تک معراج الگ واقعہ ہے اور آسمانوں کی طرف معراج دوسرا واقعہ ہے' ان کی دلیل بھی یہی حدیث ہے' نیز دوسری روایات میں ہے کہ آپ براق پر نہیں تھے بلکہ سیڑھی پر چڑھ کر تشریف لے گئے' جس طرح علامہ عسقلانی رحمہ اللہ نے اسے صراحۃً ذکر کیا ہے' میں کہتا ہوں کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہاں راوی نے اختصار سے کام لیا ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کا سفر بیت المقدس تک

براق پر ہو پھر آسمانوں کی طرف سفر سیڑھی پر ہو۔ راوی نے روایت کو مختصر کر دیا' لہٰذا اشکال پیدا ہوا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے جانے کی حکمتیں

شبِ معراج پہلے آپ بیت المقدس کی طرف تشریف لے گئے' پھر وہاں سے آسمانوں کی طرف سفر شروع فرمایا' ابتداءً ہی آسمانوں کی طرف سفر شروع نہیں کروایا گیا' اس میں کیا حکمت ہے؟ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

آسمانوں کی جانب تشریف لے جانے سے پہلے بیت المقدس کی طرف سفر میں یہ حکمت تھی کہ منکرین کے سامنے اظہارِ حق ہو کیونکہ اگر مکہ مکرمہ سے ہی آسمانوں کی طرف تشریف لے جاتے تو منکرین کے سامنے اظہارِ حق کی کوئی صورت نہ ہوتی اور اس صورت میں آپ نے بیت المقدس کی نشانیاں بیان فرما کر اور راستے میں سامنے آنے والے قافلوں کے حالات بیان فرما کر منکرین کے سامنے حق واضح فرمایا۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ آپ کو بیت المقدس کی طرف سفر کرنے کی فضیلت حاصل ہوگئی کیونکہ بیت المقدس اکثر انبیاء کرام علیہم السلام کی ہجرت گاہ ہے۔ (فقیر رضوی کہتا ہے: بلکہ بیت المقدس کو قدوم میمنت لزوم کی برکت و شرافت حاصل ہوگئی' وہ بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کی ہجرت گاہ تو تھا مگر اب اسے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلوہ گری سے شرفِ تام حاصل ہو گیا' اس لیے کہ زمانوں' مکانوں اور اشیاء کو آپ کی نسبت سے برکت حاصل ہوتی ہے' آپ حصولِ برکت کے لیے زمان و مکان کے محتاج نہیں۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ) تیسری حکمت یہ ہے کہ روایات میں ہے کہ آسمان کا دروازہ بیت المقدس کے مقابل ہے' جس کا نام مصعد الملائکہ (فرشتوں کے چڑھنے کی جگہ) ہے' لہٰذا بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا تا کہ وہاں سے آسمانوں کی طرف سیدھا سفر شروع ہو۔ اسے علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

ف: اس حدیث میں ہے کہ آسمانِ دنیا پر پہنچ کر جبریل نے دروازے پر دستک دی تو پوچھا گیا: کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: میں جبریل ہوں۔ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ' اس کے تحت لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ آسمانوں کے حقیقۃً دروازے ہیں اور وہاں حفاظت کرنے والے فرشتے مقرر ہیں' نیز اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنے والے کو چاہیے کہ وہ اجازت طلب کرے' مثلاً یوں کہے: میں زید ہوں' صرف ''میں'' کہنا کافی نہیں' جس طرح عام طریقہ ہے' کیونکہ حدیث پاک میں ایسا کہنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۶' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

آسمانوں پر فرشتوں کے سوال و جواب کی حکمتیں

حضور غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

آسمان اجسام لطیفہ ہیں اور ایسے ہی ان کے دروازے بھی لطیف ہیں اور ان سے عزت و کرامت کی وہ راہیں مراد ہیں' جو بہ جز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پر نہیں کھولی گئیں۔ اسی لیے جب تک جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نہیں لیا' ساتوں آسمانوں میں سے کسی آسمان کا دروازہ نہیں کھولا گیا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ عظمت مصطفویہ کا وہ چمکتا ہوا نشان ہے جو ابد الآباد تک نہیں مٹ سکتا۔

اعتراض: جبریل علیہ السلام جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں آسمانوں پر پہنچے تو ہر آسمان پر فرشتوں نے سوال کیا کہ کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: جبریل' فرشتوں نے کہا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم' پھر فرشتوں نے پوچھا: کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: ہاں! فرشتوں نے کہا: ''مرحبا به اهلا'' اور دوسری روایت میں ہے: ''نعم المجیء جاء''

ان تمام سوالات وجوابات اور واقعہ کی نوعیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کو معراج کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لے جانے سے پہلے کچھ علم نہ تھا۔

جواب: فرشتوں کو معراج شریف سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے کا علم نہ ہونا حدیث شریف کے خلاف ہے۔ بخاری شریف میں حدیثِ معراج کے یہ الفاظ موجود ہیں: "فیستبشر به اهل السماء" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوش خبری آسمان والے سنتے تھے۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۱۲۰)

امام ابن حجر عسقلانی' فتح الباری میں اس کے تحت ارقام فرماتے ہیں:

"قوله فاستبشر به اهل السماء كانهم كانوا اعلموا انه سيعرج به فكانوا مترقبين لذلك" گویا فرشتوں کو بتادیا گیا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنقریب معراج کرائی جائے گی تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔

رہا سوال وجواب کا مسئلہ تو یہ بات دلائل کی روشنی میں آفتاب سے زیادہ روشن ہو چکی ہے کہ سوال ہمیشہ لاعلمی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ کبھی حکمت کی بناء پر بھی ہوتا ہے۔ یہاں سوال وجواب میں مندرجہ ذیل دو حکمتیں ہیں:

(۱) یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ہفت سماوات میں عزت وکرامت کے مخصوص دروازے بہ جز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کے لیے نہیں کھولے جاسکتے' خواہ جبریل علیہ السلام ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) اگر فرشتے یہ نہ پوچھتے کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ تو جبریل علیہ السلام "نعم" ہاں کہہ کر اقرار بھی نہ کرتے۔ جبریل علیہ السلام نے جب اس امر کا اقرار کرلیا کہ ہاں! وہ واقعی بلائے گئے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور فضیلت پر دلیل قائم ہوگئی اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بلایا جانا ہے۔ اگر یہ سوال وجواب نہ ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بلایا جانا کیسے ثابت ہوتا۔

(مقالات کاظمی ج ۱ ص ۱۵۶' مطبوعہ بزم سعید انوار العلوم ملتان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انبیاء کرام کو سلام کرنا

اس حدیث میں ہے کہ آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی اور جبریل علیہ السلام عرض کرتے کہ یہ فلاں نبی ہیں' انہیں سلام کیجئے۔ اس پر سوال ہے کہ مفضول افضل کو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو افضل الانبیاء ہیں تو آپ سے سلام میں پہل کیوں کروائی گئی؟ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انبیاء کرام علیہم السلام پر سلام کرنے کا مامور کیا گیا کیونکہ آپ ان کے پاس سے گزر رہے تھے اور کھڑے ہوئے شخص کے حکم میں تھے اور انبیاء کرام علیہم السلام بیٹھے ہوئے شخص کے حکم میں تھے' اور کھڑا ہوا بیٹھے ہوئے کو سلام کرتا ہے' اگرچہ کھڑا ہوا افضل ہی ہو' اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے افضل نہ ہوں جب کہ حدیث سے پتا چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ سب سے بلند اور آپ کا حال سب سے قوی ہے اور آپ سب سے زیادہ بلندی پر تشریف لے جانے والے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

جبریل علیہ السلام کا انبیاء کرام علیہم السلام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف کروانا

اس حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کا تعارف کرواتے رہے۔ بعض لوگ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاعلمی ثابت کرتے ہیں۔

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۰۶ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

جبریل علیہ السلام کے تعارف کرانے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاعلمی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت

المقدس میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقی ہو چکے تھے' بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام کی قبور سے گزرے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبریل علیہ السلام کے تعارف کے بغیر جان لیا کہ یہ فلاں نبی کی قبر مبارک ہے' چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کثیب احمر پر موسیٰ علیہ السلام کی قبر شریف سے گزرے تو فرمایا: میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۱)

لہٰذا جبریل علیہ السلام کا تعارف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدم التفات کی وجہ سے ہے یا اپنی خادمانہ شان ظاہر کرنے کے لیے۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۱۵۸' مطبوعہ بزم سعید انوار العلوم' ملتان)

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اللہ رب العزت کے مقام مشاہدہ میں مستغرق ہوتے ہیں' اس وقت ماسوی اللہ کی طرف آپ کی بالکل توجہ نہیں ہوتی' بلکہ اپنی ذات کی طرف بھی آپ کی توجہ بعد میں اور اللہ کی ذات کی طرف توجہ پہلے ہوتی ہے' اسی لیے غار میں آپ نے یارِ غار سے فرمایا: ''لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَاO'' (التوبہ: ۴۰) اللہ کا ذکر پہلے اور اپنا ذکر بعد میں فرمایا' جب کہ سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول قرآن مجید میں منقول ہے: ''اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِO'' (الشعراء: ۶۲) اپنا ذکر پہلے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بعد میں ہے۔ ابتدائے وحی میں بھی آپ کی یہی کیفیت تھی کہ مقام حضور و مشاہدہ میں اتنا مستغرق تھے کہ جبریل امین علیہ السلام بار بار عرض کرتے ہیں: ''اقرأ'' پڑھئے! مگر آپ مقامِ مشاہدہ سے باہر نہیں آتے اور جواباً ''ما انا بقارئٍ'' فرمادیتے ہیں کہ میں پڑھنے والا نہیں۔ جبریل علیہ السلام اپنی پوری ملکی طاقت صرف کر دیتے ہیں' آپ پر چھ سو پروں کے مالک عظیم الجثہ نوری فرشتہ کی اتنی طاقت کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور مشاہدہ کی اس کیفیت سے باہر نہیں آتے' جب جبریل علیہ السلام عرض کرتے ہیں: ''اقرأ باسم ربك'' اپنے رب کے نام سے پڑھئے کہ جس ہستی کے مشاہدہ میں آپ مستغرق ہیں' اسی کے نام سے پڑھئے' تب آپ قراءت فرماتے ہیں اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے: ''لی مع الله وقت لایسعنی فیه ملك مقرب ولا نبی مرسل'' کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا ایک خاص وقتِ قرب ہوتا ہے' جس وقت کسی ملک مقرب اور نبی مرسل کی وہاں رسائی نہیں ہوتی۔ شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مکمل استغراق اور مشاہدہ کی کیفیت میں تھے۔ آپ کی کامل توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف تھی' لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام کی ملاقات کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام کو تعارف کا فریضہ سرانجام دینا پڑا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی جانب آپ کو متوجہ کرنا پڑا' ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کرام علیہم السلام سے متعارف نہ ہوں جب کہ بیت المقدس میں آپ انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کروا چکے تھے اور ان سے ملاقات فرما چکے تھے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا متعدد جگہ تشریف فرما ہونا

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات فرمائی۔ اس پر سوال ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام تو اپنی اپنی قبروں میں تشریف فرما تھے' پھر آسمانوں پر آپ نے ان سے ملاقات کیسے فرمائی؟ نیز بیت المقدس میں آپ انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات فرما چکے تھے' پھر وہ سب انبیاء کرام آپ سے پہلے آسمانوں پر کیسے پہنچ گئے؟ اسی طرح مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کروائی گئی میں سرخ ٹیلے کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی) اس پر بھی سوال ہے کہ بیت المقدس کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا' پھر مسجد اقصیٰ میں بھی انہیں موجود پایا' پھر چھٹے آسمان پر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلے موجود پایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ہر مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کیسے پہنچ گئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ٹھیک ہے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبور اور مزارات میں جلوہ فرما تھے مگر شب معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاز کے لیے وہ ان مقامات پر آپ سے پہلے آپ کے استقبال کے لیے پہنچ گئے' لیکن پھر سوال ہوگا کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام

کو نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز رفتاری عطا فرمائی گئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام کا نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز رفتار ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ نبی کریم ﷺ کو اعزاز کے لیے براق پر سوار کرایا گیا تھا آپ براق کی رفتار سے سفر فرما رہے تھے رفتار نبوت سے سفر نہیں فرما رہے تھے اور یہ انبیاء کرام علیہم السلام رفتار نبوت سے سفر فرماتے ہوئے پہلے پہنچے لہٰذا رفتار نبوت کا رفتار براق سے زیادہ ہونا لازم آتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز رفتار ہونا لازم نہیں آتا' نیز اس سوال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ شانِ اعجاز عطا فرمائی ہے کہ وہ بہ یک وقت متعدد مقامات پر جلوہ فرما ہو سکتے ہیں' شب معراج وہ اپنے مزارات میں بھی تھے۔ مسجد اقصیٰ میں بھی تھے اور آسمانوں پر بھی موجود تھے' اس میں کوئی بعید بات نہیں۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے کہا کہ آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات کرنے پر اشکال ہے کہ ان کے اجسام تو اس وقت قبروں میں موجود تھے تو آسمانوں پر ان سے ملاقات کیسے ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح مبارکہ کو ان کے اجساد والی شکل وصورت عطا کر دی گئی یا ان کے اجساد کو ہی نبی کریم ﷺ کی ملاقات کے لیے حاضر کر دیا گیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ لکھتے ہیں:

اس کی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر ان کی روح کا تمثل ہوا ہے' یعنی غیر عنصری جسد سے جس کو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہیں' روح کا تعلق ہو گیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے' لیکن ان کے اختیار سے نہیں بلکہ محض بہ قدرت ومشیت حق اور ظاہراً یہ جسم مثالی جو دونوں جگہ نظر آیا' الگ الگ شکل رکھتا تھا۔ اسی لیے باوجود لقاء بیت المقدس کے آسمان میں نہیں پہچانا' البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آسمان پر مع الجسد ہیں' ان کو وہاں دیکھنا مع الجسد ہو سکتا ہے' لیکن ان کو جو بیت المقدس میں دیکھا وہ مع الجسد نہیں تھا' بلکہ بالمثال تھا کہ تعلق روح کا جسد مثالی کے ساتھ قبل الموت بھی بطور خرقِ عادت کے ممکن ہے اور اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ بیت المقدس میں مع الجسد ہوں اور آسمان سے وہ آ گئے ہوں یا دونوں جگہ مع الجسد ہوں' اوّل آسمان سے بیت المقدس آ گئے ہوں' پھر یہاں سے وہاں پہنچ گئے ہوں مگر خلاف ظاہر ہے۔

(نشر الطیب ص ۶۵ ۔ ۶۴' مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی)

مذکورہ بالا عبارت میں مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی یہ تسلیم کیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام بہ یک وقت متعدد مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں اور صوفیائے کرام کے نزدیک بھی یہ ثابت ہے' البتہ یہ کہنا کہ جسم اصلی اور جسم مثالی الگ الگ صورت رکھتے تھے' اسی بناء پر نبی کریم ﷺ نے آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں پہچانا اور جبریل علیہ السلام نے تعارف کروایا' یہ محض تھانوی صاحب کی قیاس آرائی ہے جو کسی دلیل پر مبنی نہیں۔ الفاظ حدیث میں کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے یہ لازم آتا ہو کہ نبی کریم ﷺ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں پہچانا بلکہ صحیح بات وہی ہے جسے ہم نے غزالی زماں رحمہ اللہ کے حوالہ سے ذکر کیا کہ جبریل علیہ السلام کا تعارف کروانا یا تو نبی کریم ﷺ کے عدم التفات کی بناء پر تھا یا اپنی خادمانہ حیثیت کے اظہار کے لیے تھا یا پھر نبی کریم ﷺ انوار الٰہیہ کے مشاہدہ میں اس قدر مستغرق تھے کہ کسی طرف بالکل متوجہ نہیں تھے' لہٰذا متوجہ کرانے کے لیے جبریل علیہ السلام کو تعارف کی ضرورت پیش آئی۔

مخصوص انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص آسمانوں پر ملاقات کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

آسمانوں پر جن انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں' ان کے اختصاص میں کیا حکمت ہے؟ اس میں مختلف اقوال ہیں۔ زیادہ

مشہور یہ ہے کہ درجات کے اعتبار سے مختلف آسمانوں پر انبیاء کرام علیہم السلام موجود تھے۔ ابن ابی جمرہ نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے آسمان پر تھے کیونکہ وہ سب سے پہلے نبی ہیں اور سب سے پہلے باپ ہیں' لہٰذا پہلے آسمان پر موجود تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان پر تھے کیونکہ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی بہ نسبت ان کا زمانہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اس کے بعد تیسرے آسمان پر سیّدنا یوسف علیہ السلام تھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت جنت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت پر داخل ہوگی اور حضرت ادریس علیہ السلام چوتھے آسمان پر تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا O'' (مریم:۵۷) ''اور ہم نے ان کو بلند مکان پر اٹھالیا O'' اور چوتھا آسمان ساتوں آسمانوں کے وسط میں ہے اور حضرت ہارون علیہ السلام پانچویں آسمان پر تھے تاکہ اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ ان سے افضل ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہے' لہٰذا وہ چھٹے آسمان پر تھے اور سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں' لہٰذا وہ ساتویں آسمان پر تھے' شاید تمام انبیاء کرام علیہم السلام آسمانوں پر اپنے اپنے مناسب مقام پر تشریف فرما تھے لیکن حدیث میں صرف مشہور انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کیا ہے اور انہی کے ذکر پر اکتفاء فرماتے ہوئے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء مبارکہ ذکر نہیں فرمائے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۹' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رونے کا سبب

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب میں آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام رو پڑے۔ ان سے کہا گیا کہ تم روتے کیوں ہو؟ انہوں نے کہا: میں اس لیے رو رہا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے اور میری امت کی بہ نسبت ان کی امت کے زیادہ افراد جنت میں جائیں گے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نواوی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اس لیے روئے تھے کہ انہیں اپنی قوم کے متعلق غم تھا کہ ان پر ایمان لانے والے تھوڑے تھے اور ان کے دشمن کثیر تعداد میں تھے' لہٰذا سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے متعلق اظہارِ غم کے لیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر رشک کرنے کے لیے روئے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متبعین کثیر تعداد میں ہیں' اور نیکی کے سلسلہ میں رشک کرنا قابلِ تعریف ہے۔ رشک کا مفہوم یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ خواہش کی کہ کاش! مجھ پر ایمان لانے والے بھی اس امت کی طرح ہوتے۔ ان کی یہ تمنا نہیں تھی کہ یہ امت میری پیروکار ہوتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت اس طرح کی نہ ہوتی۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا مقصد اپنی قوم پر اظہارِ غم کے لیے اور عظیم فضل و ثواب کے فوت ہو جانے پر اظہارِ تاسف کے لیے تھا کیونکہ جو آدمی نیکی کی دعوت دے اور لوگ اس پر عمل کریں تو اس دعوت دینے والے کو بھی ان لوگوں کے برابر اجر حاصل ہوگا' جس طرح کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ج ا ص ۹۳' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غلام کہنا

اس حدیث میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ غلام (نوجوان) میرے بعد مبعوث ہوئے' الخ۔ اس کی توجیہ میں ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آپ کو غلام کہنا توہین و تنقیص کی غرض سے نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظیم کرم کے بیان کے لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تھوڑی سی عمر میں ان عظیم کمالات سے نوازا ہے کہ آپ سے پہلے بڑی عمر والوں کو ان کمالات سے نہیں نوازا گیا۔ علامہ عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

پر انعامات فرمائے کہ آپ ادھیڑ عمر کو پہنچ چکے ہیں اور بڑھاپے کی ابتدائی عمر میں داخل ہو چکے ہیں مگر اس کے باوجود آپ کے جسم انور پر بڑھاپے کے آثار نہیں اور نہ ہی آپ کی قوت میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ غلام کہنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ نبی کریم ﷺ جس وقت انبیاء کرام علیہم السلام کے قریب سے گزرے اس وقت آپ کی عمر مبارک انبیاء کرام علیہم السلام کی دنیاوی عمروں سے کم تھی' پھر ان انبیاء کرام علیہم السلام پر برزخ کے زمانے بھی گزر چکے تھے' نیز اس اعتبار سے بھی آپ کو غلام کہا گیا کہ بعثت نبوی کی قلیل مدت میں آپ کو بلند مرتبہ حاصل ہوا کیونکہ زمانہ وحی کے کچھ عرصہ بعد ہی آپ کو معراج حاصل ہوئی۔ اس لیے کہ معراج کی تاریخ کے متعلق انتہائی قول یہ ہے کہ معراج ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی' لہٰذا اس اعتبار سے آپ کو غلام کہا گیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

سدرۃ المنتہیٰ کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا گیا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ دوسرے مفسرین کرام نے کہا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ملائکہ کے علم کی وہاں انتہاء ہو جاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی اور اس سے آگے نہیں جا سکتا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اسے سدرۃ المنتہیٰ اس لیے کہا گیا کیونکہ جو اس سے اوپر ہیں ان کی وہاں انتہاء ہو جاتی ہے کہ وہ نیچے نہیں آ سکتے اور جو اس سے نیچے ہیں' ان کی بھی وہاں انتہاء ہو جاتی ہے کہ وہ اوپر نہیں جا سکتے۔ (شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۹۲' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے کہا کہ سدرہ کی المنتہیٰ کی طرف اضافت اس لیے ہے کہ یہ ایسا مکان ہے جہاں بندوں کے اعمال اور مخلوق کے علم کی انتہاء ہو جاتی ہے اور نبی کریم ﷺ کے علاوہ کوئی اور فرشتہ یا رسول اس سے آگے نہیں جا سکتا۔ یہ ساتویں آسمان پر ہے اور اس کی جڑ چھٹے آسمان پر ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۲۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس سے عظمت و شانِ مصطفےٰ ﷺ آشکارا ہوتی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ ساری مخلوق کے لیے حد اور انتہاء ہے' اوپر والے اس سے نیچے نہیں آ سکتے اور نیچے والے اس سے اوپر نہیں جا سکتے۔ یہ ظاہری حدود و قیود دوسری مخلوق کے لیے ہیں۔ نبی کریم ﷺ ان ظاہری حدود و قیود سے ماوراء ہیں' آپ کے فضائل و کمالات کی کوئی حد ہے تو وہ صرف علمِ الٰہی میں ہے' مخلوق کا علم اس حد تک رسائی نہیں حاصل کر سکتا کیونکہ تمام مخلوق کے علوم کی حد تو سدرۃ المنتہیٰ ہے اور نبی کریم ﷺ کے فضائل و کمالات کی سرحدیں تو سدرۃ المنتہیٰ بلکہ عرشِ اعظم سے بھی وراء الوراء ہیں' لہٰذا آپ ﷺ بھی مخلوق ہیں اور علم الٰہی میں آپ کے کمالات و فضائل بھی محدود اور متناہی ہیں اور اس حد سے آگے شانِ الوہیت ہے لیکن مخلوق کے علم کے اعتبار سے آپ کے فضائل و کمالات غیر متناہی اور غیر محدود ہیں' اسی لیے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری — حیراں ہوں میرے شاہا! میں کیا کیا کہوں تجھے

شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

بدو گفت سالار بیت الحرام — کہ اے حامل وحی برتر خرام
چوں در دوستی مخلصم یافتی — عنانم زصحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند — بمانم کہ نیروے بالم نماند

اگر یک سرِ موئے برتر پرم   فروغِ تجلی بسوزد پرم

سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے نمازوں میں تخفیف

غزالی علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ علم ہوتا کہ میری امت پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی تو موسیٰ علیہ السلام کے بغیر کہے خود طلبِ تخفیف فرماتے' لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے از خود ایسا نہ کیا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے کہنے سے واپس گئے اور نمازیں کم ہونے کی درخواست کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تجربہ کی بناء پر علم تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باوجود عالم الغیب ہونے کے پچاس نمازیں فرض فرمائیں اور اولاً از خود کوئی تخفیف نہ فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہے' اس کا کوئی فعل خالی از حکمت نہیں' اللہ تعالیٰ کے اس فعل میں حکمت تھی اور نبی کریم ﷺ کے خاموش رہنے میں بھی وہی حکمت تھی۔ حکمت کو لاعلمی کہنا جہالت ہے۔

اس واقعہ میں یہ حکمت تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیاتِ ظاہری کے بعد بھی ہم دنیا والوں کے فائدہ کا وسیلہ بن گئے' جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اہلِ قبور خواہ انبیاء علیہم السلام ہی کیوں نہ ہوں' دنیا والوں کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ جل شانہٗ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے ان کے اس قول کو رد فرما دیا اور وہ اس طرح کہ پینتالیس نمازیں معاف فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور معاف کروانے والے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معافی حاصل کرنے کے لیے بھیجنے والے اور معافی کا وسیلہ بننے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جو صاحبِ قبر ہیں اور غالباً اسی حکمت کو ظاہر فرمانے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''**فاذا هو قائم يصلي في قبره**'' کہ جب مسجد اقصیٰ جا رہا تھا تو میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے ہو کر گزرا' وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ خاص طور پر لفظ قبر ارشاد فرمانے میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ اہل قبور کا دنیا والوں کو فائدہ پہنچانا ثابت ہو جائے اور وہ فائدہ بھی ایسا کہ تمام دنیا والے مل کر وہ فائدہ کسی کو نہیں پہنچا سکتے' اگر سارا جہان بھی زور لگا لے تو فرائض کا ایک سجدہ بھی کم نہیں کرا سکتا' لیکن موسیٰ علیہ السلام نے بالواسطہ پینتالیس نمازیں معاف کرائیں' اس کے علاوہ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کو نمازیں معاف کرانے کے لیے بار بار بھیج رہے تھے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں اور موسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کا دیدار کریں۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۱۵۸' مطبوعہ بزم سعید انوار العلوم ملتان)

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بار بار نبی کریم ﷺ کو طلبِ تخفیف کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھیجنا ایک اور حکمت پر بھی مبنی ہے کہ کوہِ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دیدار کا سوال کیا تو جواب ملا: ''**لن ترانی**'' ''اے موسیٰ! تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے' پھر پہاڑ کی طرف دیکھنے کا حکم ہوا کہ پہاڑ برقرار رہا تو میرا دیدار کر سکو گے' لیکن پہاڑ اللہ تعالیٰ کے جلووں کے سامنے برقرار نہ رہ سکا' پاش پاش ہو گیا اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے' آج شبِ معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اسی دعا کو قبولیت کا تاج پہنایا جا رہا ہے کہ اے پیارے کلیم! تم بلاواسطہ میرے دیدار کی تاب نہیں لا سکے تھے' آج اپنی تمنا پوری کر لو' میرے محبوب ﷺ میرا دیدار کر کے لوٹیں گے' میرے حسن کے جلووں کو اپنے چہرہ والضحیٰ میں سمو کر واپس تشریف لائیں گے۔ حسن ''لم یزل'' کا آئینہ بن کر آئیں گے' ان کو دیکھنا مجھے دیکھنا ہو گا۔ اے موسیٰ علیہ السلام! تم نے بار بار میرے دیدار کی تمنا کی تھی' آج بار بار میرا دیدار کر کے آنے والے میرے محبوب کا دیدار کر لو' تمہیں میرے دیدار کا لطف حاصل ہو جائے گا' نیز یہاں سے عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کا ایک اور عظیم نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ تو مخلوق کی حد ہے' کوئی اس سے آگے نہیں گزر سکتا' نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے بلانے پر سدرۃ المنتہیٰ سے آگے تشریف لے گئے' کسی کے ذہن میں آ سکتا تھا کہ آپ کو بلایا گیا تو سدرہ سے

آگے گزر گئے ورنہ آپ بھی دوسری مخلوق کی طرح سدرہ سے پار نہیں جا سکتے۔ آپ موسیٰ علیہ السلام کی عرض پر بار بار بغیر بلاوے کے سدرہ سے آگے گزر کر بارگاہِ الوہیت میں حاضر ہو رہے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا مقام معلوم ہوا کہ آپ کو صرف ایک بار کی اجازت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اذنِ عام عطا فرمایا ہے۔ جبریل علیہ السلام آ کر عرض کریں یا نہ کریں' آپ جب چاہیں' سدرہ کی حدود سے گزر کر بارگاہِ خاص میں حاضر ہو سکتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے آخری مرتبہ عرض کرنے پر بھی یہ نہیں فرمایا کہ اب میں حاضر نہیں ہو سکتا اور اب اجازت نہیں' بلکہ یہی فرمایا کہ اب مجھے حیاء آتی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوں۔

بیت المقدس اٹھا کر سامنے کرنے میں نبی کریم ﷺ کی عظیم فضیلت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بیت المقدس کو ظاہر فرما دیا۔ میں قریش کو اس کی نشانیاں بتلانے لگا حالانکہ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے جب قریش مکہ کے سامنے سفر معراج کے احوال بیان فرمائے اور انہوں نے تکذیب کرنا چاہی تو قریش مکہ چونکہ آسمان' جنت و دوزخ اور سدرہ وغیرہ کے احوال سے واقف نہ تھے' البتہ انہوں نے بیت المقدس دیکھا تھا' لہٰذا کہنے لگے کہ ہم نے آسمان وغیرہ تو نہیں دیکھے البتہ بیت المقدس دیکھا ہے' لہٰذا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ہمیں بیت المقدس کی مکمل نشانیاں بتاؤ۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوال کیا جو اس وقت میرے ذہن میں حاضر نہ تھیں' مجھے پریشانی لاحق ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا اور میں نے دیکھ دیکھ کر نشانیاں بیان فرما دیں۔ اس حدیث کو نبی کریم ﷺ کے عدمِ علم کی دلیل بنانا درست نہیں کہ آپ کو علم ہوتا تو فوراً بیان فرما دیتے کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے علم نہیں تھا بلکہ یہ فرمایا کہ وہ نشانیاں اس وقت ذہن میں مستحضر نہ تھیں' مثلاً ایک عالم دین ہے' ایک فقہی مسئلہ اس نے پڑھا ہے اور اس کے علم میں ہے بلکہ اپنی تصنیف میں اسے تحریر بھی کر چکا ہے مگر کسی کے استفسار کے وقت بعض اوقات وہ مسئلہ اس کے ذہن میں مستحضر نہیں ہوتا اور وہ کہتا ہے کہ میں یہ مسئلہ کتاب سے دیکھ کر بتاؤں گا تو کوئی بھی اس عالم کو جاہل نہیں کہے گا۔ اللہ رب العزت نے محبوب کریم ﷺ کو علوم ما کان وما یکون عطا فرمائے' مگر بسا اوقات کسی بات کی طرف آپ کی توجہ نہ رہتی یا وقتی طور پر اسے آپ کے ذہن سے بھلا دیا جاتا تو اس میں اللہ رب العزت کی کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی تھی۔ قرآن مجید میں ہے: ''سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰىٓ ○ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ'' (الاعلیٰ:٦۔٧) ''اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے ○ مگر جو اللہ چاہے''۔ اللہ کی مشیت سے آپ کو بھلایا جانا یہ آپ کے لیے موجبِ نقص نہیں' بلکہ باعثِ کمال ہے کہ آپ کے بھول جانے پر جو حکمتیں اور کمالات مترتب ہوتے ہیں' وہ حکمتیں اور کمالات کسی اور کے علم پر بھی مترتب نہیں ہو سکتے۔ بیت المقدس کے سلسلہ میں آپ پر نسیان کی جو عارضی کیفیت طاری ہوئی' یہ بھی آپ کا کمال ہے کہ یہ وقتی نسیان آپ کے ایک عظیم معجزہ کے ظہور کا باعث بن گیا اور اللہ رب العزت نے آپ کے اعزاز کے لیے بیت المقدس کو اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیا' آپ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا کمالات کے جامع ہیں۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی خاطر اللہ تعالیٰ نے تختِ بلقیس کو پلک جھپکنے سے پہلے آپ کے سامنے حاضر کر دیا' اور یہاں اس سے بھی عظیم معجزہ ظاہر ہوا کہ تخت تو چاہے کتنا وزنی ہو' ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے' مگر بیت المقدس جس کی بنیادیں زمین کے اندر قائم و مضبوط ہیں اور وہ دوسری جگہ منتقل نہیں ہو سکتا' اسے اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیا گیا' اور وہاں جب تختِ بلقیس اٹھایا گیا تو پہلی جگہ سے منتقل ہو کر دربارِ سلیمان علیہ السلام میں آ گیا' مگر یہاں اس سے بھی زیادہ محیر العقول معجزہ ہے کہ بیت المقدس اپنی جگہ سے غائب نہیں ہوا اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بھی حاضر کر دیا گیا اور وہاں سیّدنا سلیمان علیہ السلام اپنے درباریوں سے مطالبہ فرماتے ہیں کہ تختِ بلقیس کو فوراً حاضر کیا جائے اور آپ کے مطالبہ پر آپ کی امت کا صاحبِ کرامت عالم تختِ بلقیس کو حاضر کرتا ہے اور یہاں نبی کریم ﷺ کسی سے مطالبہ نہیں فرماتے بلکہ ابھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا بھی نہیں فرمائی' صرف

پریشانی لاحق ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر درخواست کے فوراً بیت المقدس کو آپ کے سامنے کر دیا۔ اس لیے کہ آپ اللہ رب العزت کے حبیب ہیں' سارے انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور مقامِ حبیب یہ ہے کہ خود خدا آپ کی رضا کا طالب ہے۔ حدیث قدسی ہے: ''كلهم يطلبون رضائي وانا اطلب رضاك يامحمد'' جس کا ترجمہ حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یوں کیا:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

٨٧٠١ - وَعَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَقَعُ حَافِرُهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ تَرْبِطُ بِهَا الْاَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ بِاِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيْلُ اِخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ وَسَاقَ مِثْلَ مَعْنَاهُ قَالَ فَاِذَا اَنَا بِاٰدَمَ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ وَقَالَ فِي السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاِذَا اَنَا بِيُوْسُفَ اِذَا هُوَ قَدْ اُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ بُكَاءَ مُوْسٰى وَقَالَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا وَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا' وہ سفید رنگ اور لمبے قد کا ایک جانور تھا' گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا' اس کا قدم نظر کی انتہاء پر پڑتا تھا' میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس میں آیا اور جس حلقے سے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھتے تھے وہاں میں نے اس کو باندھ دیا' پھر میں مسجد حرام میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز ادا کر کے باہر آیا تو میرے پاس جبریل علیہ السلام ایک برتن میں شراب اور ایک برتن میں دودھ لے کر آئے' میں نے دودھ کو پسند کیا' جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے' پھر ہمیں آسمانوں پر لے جایا گیا اور پہلی حدیث کے ہم معنی حدیث بیان کی' فرمایا کہ میں نے آدم علیہ السلام سے ملاقات کی' انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی' فرمایا کہ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' ان کو حسن کا نصف حصہ عطا کیا گیا ہے' انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر نہیں فرمایا' اور فرمایا کہ ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' آپ بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جنہیں دوبارہ آنے کا موقع نہیں ملتا' پھر جبریل علیہ السلام مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر لے گئے' اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح اور پھل مٹکوں کی طرح تھے' جب اس درخت کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ڈھانپ دیا گیا تو اس کی رنگت متغیر ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی شخص اس کے حسن کو بیان نہیں کر سکتا' اور اللہ تعالیٰ نے جو چاہا مجھ پر وحی فرمائی اور مجھ پر ہر دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں' پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا' انہوں نے کہا: آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے کہا: ہر دن رات میں پچاس نمازیں' انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے اور تخفیف کا سوال کیجئے کہ آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی' کیونکہ میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور ان کا تجربہ کیا ہے' آپ نے فرمایا: پھر میں

التَّخْفِيْفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَإِنِّيْ بَلَوْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى أُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ وَبَيْنَ مُوْسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ لَهُ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: اے میرے رب! میری امت پر تخفیف فرما' تو پانچ نمازیں کم کر دی گئیں' پھر میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور میں نے کہا: پانچ نمازیں کم کر دی گئی ہیں' انہوں نے کہا: آپ کی امت اتنی نمازیں بھی ادا نہیں کر سکے گی' آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جائیے اور تخفیف کا سوال کیجئے' فرمایا کہ میں مسلسل اپنے رب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان چکر لگاتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ہر دن اور رات کی پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز کا اجر دس گنا ہے تو یہ پچاس نمازیں ہی ہوں گی' جو شخص کسی نیک کام کا ارادہ کرے گا اور وہ نیک کام نہیں کرے گا' اس کے لیے ایک نیکی کا ثواب لکھ دیا جائے گا اور اگر وہ نیک کام کرے گا تو دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو شخص برائی کا ارادہ کرے گا اور وہ بُرا کام نہیں کرے گا تو اس کے لیے کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا اور اگر وہ بُرا کام کر لے گا تو اس کا ایک گناہ ہی لکھا جائے گا' فرمایا: میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا اور ان کو اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے اور تخفیف کا سوال کیجئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے کہا: میں بار بار اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں' اب مجھے اس سے حیاء آتی ہے۔ (مسلم)

٨٧٠٢ - وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَبُوْ ذَرٍّ يُّحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنِّيْ سَقْفُ بَيْتِيْ وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّإِيْمَانًا فَأَفْرَغَهُ فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فُتِحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا إِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِيْنِهِ أَسْوِدَةٌ وَّعَلٰى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهِ

ابن شہاب رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں مکہ مکرمہ میں تھا' میرے مکان کی چھت کھولی گئی اور جبریل علیہ السلام نیچے اترے اور میرا سینہ چاک کیا' پھر اس کو آبِ زم زم سے دھویا' پھر ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا سونے کا ایک طشت لائے' اور اسے میرے سینے میں انڈیل کر میرا سینہ جوڑ دیا گیا' پھر جبریل علیہ السلام میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آسمانوں پر لے گئے' جب میں پہلے آسمان پر پہنچا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمان کے دربان سے کہا: دروازہ کھولئے! اس نے پوچھا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں' پوچھا: کیا آپ کے ساتھ کوئی ہیں؟ کہا: ہاں! میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' پوچھا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! جب اس نے دروازہ کھول دیا تو ہم پہلے آسمان کے اوپر پہنچے' وہاں ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا' ان کے دائیں بائیں بہت سے اشخاص تھے' جب وہ دائیں جانب دیکھتے تو مسکرا پڑتے اور جب بائیں جانب دیکھتے تو رو پڑتے' انہوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بیٹے کو خوش آمدید! میں نے جبریل سے کہا:

ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرَئِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى حَتّٰى عَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا اِفْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَاَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى اُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ فَرَاجَعَنِيْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهٗ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اِسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّيْ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ حَتّٰى انْتَهٰى بِيْ اِلٰى

یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں جانب بہت سی مخلوق ان کی اولاد کی روحیں ہیں' دائیں جانب جنتی ہیں اور بائیں جانب جہنمی ہیں' جب یہ دائیں جانب دیکھتے ہیں تو ہنس پڑتے ہیں اور بائیں جانب دیکھتے ہیں تو رو پڑتے ہیں' پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر دوسرے آسمان پر پہنچے اور آسمان کے دربان سے کہا: دروازہ کھولئے! دوسرے آسمان کے دربان سے بھی پہلے آسمان کے دربان کی طرح سوال و جواب ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے آسمانوں پر حضرت آدم' حضرت ادریس' حضرت موسیٰ' حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے ملاقات کا ذکر کیا' لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کس کس مقام پر تھے' البتہ یہ ذکر کیا ہے کہ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے اور چھٹے آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ ابن حزم نے مجھے بتلایا کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہم اجمعین کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر مجھے بلندی پر لے جایا گیا' حتیٰ کہ میں مقام استواء پر پہنچا' وہاں مجھے قلموں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں' حضرت ابن حزم اور حضرت انس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں' میں نمازیں لے کر واپس لوٹا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا' انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں' انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جایئے کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازیں نہیں ادا کر سکے گی' پھر میں واپس گیا' اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں معاف کر دیں' پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا اور انہیں بتلایا کہ کچھ نمازیں معاف کر دی ہیں' انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جایئے کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازیں بھی نہیں ادا کر سکے گی' میں پھر واپس گیا' اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں معاف کر دیں' پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا' انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جایئے کیونکہ آپ کی امت میں اتنی نمازوں کی طاقت بھی نہیں ہے' پھر میں واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ پانچ نمازیں ہیں اور ان کا اجر پچاس نمازوں کے برابر ہی ہے' میرا قول تبدیل نہیں ہوتا' پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جایئے' میں نے کہا: اب مجھے اپنے رب سے حیاء آتی ہے' پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے جس پر ایسے رنگ چھائے

سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَّا اَدْرِیْ مَا هِیَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہوئے تھے کہ میں ازخود ان کی حقیقت نہیں جانتا' پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا' میں نے دیکھا کہ اس میں موتیوں کے گنبد تھے اور اس کی مٹی مشک کی تھی۔

(بخاری' مسلم)

٨٧٠٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِیَ بِهٖ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَهِیَ فِی السَّمَآءِ السَّادِسَةِ اِلَيْهَا يَنْتَهِیْ مَا يُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَيْهَا يَنْتَهِیْ مَا يُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ○ (النجم: ١٦) قَالَ فِرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا اُعْطِیَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَاُعْطِیَ خَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کروائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا اور سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پر ہے' جو چیزیں زمین سے اوپر کی طرف بھیجی جاتی ہیں' وہ وہاں تک آ کر رک جاتی ہیں' پھر وہاں سے ان کو لے لیا جاتا ہے' اور جو چیزیں اوپر سے نیچے بھیجی جاتی ہیں' وہ بھی وہاں تک آ کر رک جاتی ہیں' پھر وہاں سے ان کو لے لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جب چھا گیا سدرہ پر جو چھا گیا'' (النجم:١٦) اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سونے کے پروانے تھے' فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا فرمائی گئیں: پانچ نمازیں اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات عطا فرمائی گئیں اور آپ کی امت کا جو شخص کسی کو اللہ کا شریک نہ کرے' اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (مسلم)

٨٧٠٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاَيْتُنِیْ فِی الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْاَلُنِیْ عَنْ مَسْرَایَ فَسَاَلَتْنِیْ عَنْ اَشْيَآءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ اُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبًا مَا كُرِبْتُ مِثْلَهٗ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِیْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ مَا يَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْبَاْتُهُمْ وَقَدْ رَاَيْتُنِیْ فِیْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ فَاِذَا مُوْسٰى قَائِمٌ يُّصَلِّیْ فَاِذَا رَجُلٌ ضَرَبٌ مِّنَ الرِّجَالِ جَعْدٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَاِذَا عِيْسٰى قَائِمٌ يُّصَلِّیْ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شِبْهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِیُّ فَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ قَائِمٌ يُّصَلِّیْ اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُكُمْ يَعْنِیْ نَفْسَهٗ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ لِیْ قَائِلٌ يَّا مُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَبَدَاَنِیْ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مقام حجر میں کھڑا ہوا تھا اور قریش مجھ سے سفر معراج کے متعلق سوال کر رہے تھے' انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوال کیا' جو اس وقت میرے ذہن میں حاضر نہیں تھیں' میں اتنا پریشان ہوا کہ کبھی اتنا پریشان نہیں ہوا تھا' اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا' وہ مجھ سے جس چیز کے متعلق سوال کرتے میں انہیں بتا دیتا اور میں نے خود کو انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں پایا' میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے' وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں کی طرح دبلے پتلے' گھونگھریالے بالوں والے مرد ہیں' اور میں نے دیکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے' عروہ بن مسعود ثقفی تمام لوگوں سے ان کے زیادہ مشابہ ہیں اور میں نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور تمہارے نبی تمام لوگوں سے زیادہ ان کے مشابہ ہیں' مراد خود آپ کی ذات تھی' پھر نماز کا وقت ہو گیا اور میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کروائی' جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کسی کہنے والے نے مجھے کہا: اے محمد ﷺ! یہ جہنم کے داروغہ مالک ہیں' انہیں سلام کیجئے' میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو انہوں نے مجھے پہلے سلام کیا۔ (مسلم)

۸۷۰۵ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا' اس وقت میں مقامِ حجر میں کھڑا ہوا تھا' اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے ظاہر فرما دیا' میں اسے دیکھ دیکھ کر قریش کو اس کی نشانیاں بتلانے لگا۔ (بخاری' مسلم)

بَابٌ فِي الْمُعْجِزَاتِ

معجزات کا بیان

معجزہ کی تعریف

علامہ میر سیّد شریف جرجانی رحمہ اللہ متوفی ۸۱۶ ھ لکھتے ہیں:

معجزہ وہ چیز ہے جو خلافِ عادت ہو' خیر وسعادت کی طرف بلانے والی ہو اور دعویٔ نبوت کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور اس کے ذریعہ رسالت کے مدعی کی سچائی کا اظہار مقصود ہو۔ (کتاب التعریفات ص ۱۵۲ 'مطبوعہ دار المنار للطباعۃ والنشر)

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ متوفی ۷۹۱ ھ لکھتے ہیں:

معجزہ وہ خلافِ عادت امر ہے جو منکرین کے ساتھ معارضہ کے وقت مدعی نبوت کے ہاتھ پر ظاہر ہو اور منکرین اس کی مثل لانے سے عاجز ہوں۔ (شرح العقائد ص ۹۸ 'مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ' ملتان)

خلافِ عادت اُمور کی سات اقسام ہیں۔ ان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ عبد العزیز پر ہاروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

خرقِ عادت اُمور کی سات اقسام ہیں:

(۱) معجزہ: کسی نبی کے ہاتھ پر اعلانِ نبوت کے بعد خلافِ عادت چیز ظاہر ہو۔

(۲) کرامت: کسی ولی کامل کے ہاتھ پر خلافِ عادت چیز کا ظہور ہو۔

(۳) معونت: کسی عام مؤمن کے ہاتھ پر خلافِ عادت امر کا ظہور ہو' جو مؤمن نہ فاسق ہو' نہ ولی ہو۔

(۴) ارہاص: اعلانِ نبوت سے پہلے نبی کے ہاتھ پر خلافِ عادت چیز کا ظہور ہو' جس طرح اعلانِ نبوت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتھر سلام کرتے تھے۔

(۵) استدراج: کافر اور فاسق کی غرض کے موافق اس کے ہاتھ پر خلافِ عادت امر ظاہر ہو۔

(۶) اہانت: کافر اور فاسق کی غرض کے خلاف اس کے ہاتھ پر خلافِ عادت چیز کا ظہور ہو' جس طرح مسیلمہ کذاب نے پانی میں کلی کی تو وہ پانی میٹھا ہونے کی بجائے کھارا ہو گیا اور ایک کانے شخص کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تو وہ بالکل نابینا ہو گیا۔

(۷) سحر: شریر اشخاص مخصوص عملیات کرتے ہیں اور شیطانوں کی اعانت سے خلافِ عادت چیزوں کا ظہور ہوتا ہے۔ بعض علماء نے اس ساتویں قسم کو خلافِ عادت اُمور سے شمار نہیں کیا کیونکہ یہ عادت کے موافق ہے کہ جو شخص بھی یہ عملیات کرتا ہے تو عادت کے مطابق ان چیزوں کا ظہور ہو جاتا ہے۔ (نبراس شرح' شرح العقائد ص ۴۳۰ 'مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

۸۷۰۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا اَصْبَحَ فَاَثْبِتُوْهُ بِالْوَثَاقِ يُرِيْدُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلِ اقْتُلُوْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک رات مکہ مکرمہ میں قریش نے آپس میں مشورہ کیا' بعض نے کہا: جب صبح کا وقت ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسیوں سے باندھ دو' بعض نے کہا: بلکہ انہیں قتل کر دو' بعض نے کہا: بلکہ انہیں یہاں سے نکال دو' اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر مطلع فرما دیا

بَلْ اَخْرِجُوْهُ فَاَطْلَعَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ذٰلِكَ فَبَاتَ عَلِيٌّ عَلٰى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى لَحِقَ بِالْغَارِ وَبَاتَ الْمُشْرِكُوْنَ يَحْرِسُوْنَ عَلِيًّا يَّحْسَبُوْنَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا ثَارُوْا عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَوْا عَلِيًّا رَدَّ اللّٰهُ مَكْرَهُمْ فَقَالُوْا اَيْنَ صَاحِبُكَ هٰذَا قَالَ لَا اَدْرِيْ فَاقْتَصُّوْا اَثَرَهٗ فَلَمَّا بَلَغُوا الْجَبَلَ اِخْتَلَطَ عَلَيْهِمْ فَصَعِدُوا الْجَبَلَ فَمَرُّوْا بِالْغَارِ فَرَاَوْا عَلٰى بَابِهٖ نَسْجَ الْعَنْكَبُوْتِ فَقَالُوْا لَوْ دَخَلَ هَاهُنَا لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوْتِ عَلٰى بَابِهٖ فَمَكَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے وہ رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر گزاری' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے نکل کر غار میں پہنچ گئے' مشرکین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گمان کرتے ہوئے رات بھر ان کی نگرانی کرتے رہے' جب صبح ہوئی تو ان پر چڑھ دوڑے' جب انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر کو رد فرما دیا' انہوں نے کہا: تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے علم نہیں ہے' پھر مشرکین آپ کے قدموں کے نشانات کے پیچھے پیچھے چل پڑے' جب پہاڑ کے اوپر پہنچے تو قدموں کے نشانات ان پر مشتبہ ہو گئے' وہ پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور غار کے پاس سے گزرے' غار کے دروازے پر مکڑی کا جالا تنا ہوا دیکھا تو کہنے لگے: اگر وہ غار کے اندر داخل ہوتے تو دروازے پر مکڑی کا جالا نہ ہوتا' آپ نے اس غار میں تین رات قیام فرمایا۔ (مسند احمد)

دار الندوہ میں قریش کی مجلسِ مشاورت

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کفارِ مکہ کی باہمی مشاورت کا ذکر ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے کفارِ مکہ کی اسی سازش کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ. (الانفال:۳۰)

اور اے محبوب! یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر لیں یا نکال دیں۔

اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ جب کفارِ مکہ کو علم ہوا کہ انصارِ مدینہ نے اسلام قبول کر لیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اختیار کر لی ہے تو وہ خوف زدہ ہو گئے اور اس معاملہ میں باہمی مشورہ کرنے کے لیے دار الندوہ میں جمع ہوئے۔ ابلیس ایک بوڑھے شخص کی صورت میں ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نجد سے آیا ہوں۔ میں نے تمہاری اس میٹنگ کی خبر سنی تو میں بھی خیر خواہی کے جذبہ سے اپنی رائے پیش کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ ابوالبختری نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک کمرے میں قید کر دو اور ایک روشن دان سے کھانا اور پانی اندر ڈال دیا کرو اور وہ اندر ہی فوت ہو جائیں گے۔ شیخ نجدی (ابلیس) نے کہا: تمہاری رائے بہت بُری ہے' اس طرح تو ان کی قوم کے لوگ تمہارے ساتھ لڑائی کرنے آ جائیں گے اور انہیں چھڑوا کر لے جائیں گے۔ ہشام بن عمرو نے کہا کہ انہیں اونٹ پر سوار کر کے اس علاقے سے باہر نکال دو' باہر جا کر وہ جو کچھ کرتے رہیں تمہیں اس کا نقصان نہیں ہو گا۔ ابلیس نے کہا: یہ بہت ناقص رائے ہے' اس طرح تو وہ باہر جا کر دوسری قوم کو اپنا ہم نوا بنا لیں گے اور ان کے ماننے والوں کی جماعت تمہارے ساتھ آ کر لڑائی کرے گی۔ ابوجہل نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک نوجوان لے کر انہیں تلواریں دے دی جائیں اور وہ یک بارگی حملہ کر کے انہیں شہید کر دیں' اس طرح سارے قبائل قتل میں شریک ہو جائیں گے اور بنو ہاشم سارے قبائل سے لڑائی نہیں کر سکیں گے اور جب وہ خون بہا کا مطالبہ کریں گے تو ہم خون بہا ادا کر دیں گے۔ ابلیس نے کہا کہ اس نوجوان نے درست رائے پیش کی ہے' لہٰذا اس رائے پر سب متفق ہو گئے اور ان کی مجلس برخاست ہو گئی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۷۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۷۰۷ - وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رُءُ وْسِنَا وَنَحْنُ فِى الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰى قَدَمِهِ اَبْصَرَنَا فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاِثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس وقت ہم غار میں تھے میں نے اپنے سروں کی جانب مشرکین کے قدم دیکھے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ان میں سے کسی شخص نے اپنے قدموں کی طرف نظر کی تو وہ ہمیں دیکھ لے گا' آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! ان دو کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ (بخاری مسلم)

ف: اس واقعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جانب سے کفار کی توجہ ہٹا دی۔ انہیں یقین تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں موجود ہیں' اس کے باوجود انہوں نے غار کے اندر نہیں دیکھا اور آپ کو وہاں تلاش نہیں کیا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۴۱ مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۸۷۰۸ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ لِاَبِىْ بَكْرٍ يَا اَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِىْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَاْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهَا وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِىْ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً وَّقُلْتُ نَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَنْفُضُ مَاحَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهٗ فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ قُلْتُ اَفِىْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَفَتَحْلِبُ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِىْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِىْ اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِىْ فِيْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهٗ فَوَافَقْتُهٗ حَتّٰى اِسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهٗ فَقُلْتُ اِشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ اَلَمْ يَاْنِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: جس رات آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا تھا' مجھے اس کے متعلق بتائیے کہ آپ دونوں نے کیا کیا تھا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! ہم ساری رات سفر کرتے رہے اور اگلے روز بھی سفر جاری رہا حتیٰ کہ سورج نصف النہار پر پہنچ گیا اور دوپہر کا وقت ہو گیا' راستہ سنسان ہو گیا اور کوئی چلنے والا شخص نہ رہا' ہمارے سامنے ایک لمبی سایہ دار چٹان ظاہر ہوئی' اس پر ابھی تک دھوپ نہیں آئی تھی' ہم اس چٹان کے قریب اتر گئے' میں نے اپنے ہاتھ سے اس جگہ کو ہموار کیا تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سو جائیں' پھر میں نے اس پر چمڑے کا ٹکڑا بچھا دیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ سو جائیے! میں آپ کے اردگرد نگرانی کرتا رہوں گا' آپ سو گئے اور میں اردگرد نگرانی کرتا رہا' اچانک مجھے سامنے سے ایک چرواہا آتا ہوا دکھائی دیا' میں نے کہا: کیا تمہاری بکریاں دودھ دیتی ہیں؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے کہا: کیا تم دودھ دوہو گے؟ اس نے کہا: ہاں! پھر اس نے ایک بکری پکڑ کر پیالے میں تھوڑا سا دودھ دوہا' میرے پاس ایک برتن تھا' جسے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی نوش فرمانے اور وضو کے استعمال کے لیے لے کر آیا تھا' میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا' اتفاقاً آپ خود بیدار ہوئے' میں نے دودھ پر پانی ڈالا حتیٰ کہ برتن کا نچلا حصہ ٹھنڈا ہو گیا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! دودھ نوش فرمائیے! آپ نے دودھ نوش فرمایا حتیٰ کہ میں خوش ہو گیا' پھر آپ نے فرمایا: کیا ابھی روانگی کا وقت نہیں ہوا' میں نے کہا: کیوں نہیں! فرماتے ہیں کہ پھر سورج ڈھل جانے کے

وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ اُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ اِلٰى بَطْنِهَا فِيْ جَلَدٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَقَالَ اِنِّيْ اَرَاكُمَا دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوْا لِيْ فَاللّٰهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا قَالَ كَفَيْتُمْ مَا هَاهُنَا فَلَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا رَدَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمْعَاتِ قِيْلَ كَانَ الْغَنَمُ لِصِدِّيْقٍ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَيَجُوْزُ لِدَلَالَةِ الرِّضَاءِ وَقِيْلَ كَانَ مِنْ عَادَتِهِمْ اَنْ يَاْذَنُوْا لِرُعَاتِهِمْ اَنْ يَحْلِبُوْا لِمَنْ مَرَّ بِالطَّرِيْقِ وَيَحْتَاجُ اِلَى اللَّبَنِ وَيُمْكِنُ اَنْ يَّكُوْنَ اِسْتَحْلَبَهٗ عَلٰى شَيْءٍ۔

بعد ہم نے سفر شروع کیا' سراقہ بن مالک نے ہمارا تعاقب کیا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! دشمن ہم تک پہنچ آئے ہیں' آپ نے فرمایا: غم نہ کرو! بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے' آپ نے سراقہ کے خلاف دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا اس کے ساتھ سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گیا' سراقہ نے عرض کیا: میرا خیال ہے کہ تم دونوں نے میرے خلاف دعا کی ہے' اللہ سے میرے حق میں دعا کرو' میں تلاش کرنے والوں کو واپس کر دوں گا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی تو ان کو نجات ملی' پھر جو کافر بھی ان کو ملتا' وہ اس سے یہی کہتے کہ تم کو ادھر تلاش کرنے کی ضرورت نہیں اور جو شخص بھی ملتا وہ اسے واپس لوٹا دیتے۔ (بخاری؛ مسلم) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لمعات میں فرمایا: ایک قول یہ ہے کہ وہ بکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دوست کی تھیں' اور رضامندی پائے جانے کی وجہ سے دودھ کا استعمال جائز تھا' ایک قول یہ ہے کہ اہل عرب میں یہ رواج تھا کہ بکریوں کے مالک اپنے چرواہوں کو راہ گیروں اور حاجت مندوں کو دودھ پلانے کی اجازت دے دیتے تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی چیز کے عوض دودھ لیا ہو۔

فوائد حدیث

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے درج ذیل فوائد مستنبط ہوتے ہیں:

(۱) اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزہ کا بیان ہے کہ آپ کی دعا سے سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔

(۲) اس حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے۔

(۳) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تابع کو متبوع کی خدمت کرنا چاہیے جس طرح کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔

(۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دورانِ سفر پانی پینے اور وضو وغیرہ کے لیے برتن ساتھ رکھنا مستحب ہے۔

(۵) اس حدیث میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی فضیلت کا بیان ہے۔

(ملخصاً وموضحاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۴۱ ' ۴۴ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۰۹ - وَعَنْ حِزَامِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ حُبَيْشِ ابْنِ خَالِدٍ وَهُوَ اَخُ اُمِّ مَعْبَدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُخْرِجَ مِنْ مَّكَّةَ خَرَجَ مُهَاجِرًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ هُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّمَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَدَلِيْلُهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ اللَّيْثِيُّ مَرُّوْا عَلٰى خَيْمَتَيْ

حضرت حزام بن ہشام رضی اللہ عنہ اپنے والد سے' وہ ان کے دادا اور ام معبد رضی اللہ عنہا کے بھائی حُبیش بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے' آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' ان کے غلام عامر بن فہیرہ اور رہبر عبداللہ تھے' یہ سب حضرات ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیمہ کے پاس سے گزرے' گوشت اور کھجوریں خریدنے کی غرض سے ام معبد سے سوال کیا' ان کے پاس کوئی چیز نہ ملی' وہ بے

أُمِّ مَعْبَدٍ فَسَأَلُوْهَا لَحْمًا وَّتَمْرًا لِيَشْتَرُوْا مِنْهَا فَلَمْ يُصِيْبُوْا عِنْدَهَا شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ وَكَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِيْنَ مُسْنِتِيْنَ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَاةٍ فِيْ كِسْرِ الْخَيْمَةِ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الشَّاةُ يَا أُمَّ مَعْبَدٍ قَالَتْ شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجُهْدُ عَنِ الْغَنَمِ قَالَ هَلْ بِهَا مِنْ لَّبَنٍ قَالَتْ هِيَ اَجْهَدُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اَتَاْذَنِيْنَ لِيْ اَنْ اَحْلُبَهَا قَالَتْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اِنْ رَاَيْتَ بِهَا حَلْبًا فَاحْلُبْهَا فَدَعَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ بِيَدِهٖ ضَرْعَهَا وَسَمَّى اللّٰهَ تَعَالٰى وَدَعَا لَهَا فِيْ شَاتِهَا فَتَفَاجَّتْ عَلَيْهِ وَدَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ فَدَعَا بِاِنَاءٍ يُّرْبِضُ الرَّهْطَ فَحَلَبَ فِيْهِ ثَجًّا حَتّٰى عَلَاهُ الْبَهَاءُ ثُمَّ سَقَاهَا حَتّٰى رُوِيَتْ وَسَقٰى اَصْحَابَهٗ حَتّٰى رَوَوْا ثُمَّ شَرِبَ اٰخِرُهُمْ ثُمَّ حَلَبَ فِيْهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءٍ حَتّٰى مَلَاَ الْاِنَاءَ ثُمَّ غَادَرَهٗ عِنْدَهَا وَبَايَعَهَا وَارْتَحَلُوْا عَنْهَا رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الْاِسْتِيْعَابِ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ فِيْ كِتَابِ الْوَفَاءِ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ.

سازوسامان اور قحط زدہ لوگ تھے رسول اللہ ﷺ نے خیمہ کے کنارے میں ایک بکری کھڑی ہوئی دیکھی فرمایا: اے ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ناتوانی اور لاغری کی وجہ سے یہ بکری دوسری بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے آپ نے فرمایا: کیا یہ دودھ دیتی ہے عرض کیا: یہ دودھ سے بہت دور ہے آپ نے فرمایا: تمہاری اجازت ہو تو میں اس کا دودھ دوہ لوں انہوں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا! اگر آپ کو اس میں دودھ نظر آتا ہے تو دوہ لیں رسول اللہ ﷺ نے اس بکری کو بلا کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور اللہ کا نام لیا اور ام معبد کے حق میں اس بکری کے متعلق دعا فرمائی بکری نے ٹانگیں کشادہ کر دیں اور دودھ اتار لیا اور جگالی کرنے لگی آپ نے ایسا برتن منگوایا جس سے ایک جماعت سیراب ہو سکے اور اس برتن میں دودھ دوہا دودھ سیل رواں کی طرح آرہا تھا حتیٰ کہ برتن کے اوپر دودھ کی جھاگ چھلکنے لگی پھر آپ نے ام معبد رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئیں اور اپنے ساتھیوں کو دودھ پلایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے پھر آخر میں خود دودھ نوش فرمایا پھر دوبارہ اس برتن میں دودھ دوہا حتیٰ کہ برتن بھر گیا پھر وہ دودھ انہی کے پاس چھوڑ دیا اور ام معبد سے بیعت لی اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ (بغوی شرح السنۃ ابن عبدالبر استیعاب ابن جوزی کتاب الوفاء) اس حدیث پاک میں ایک عظیم قصہ ہے۔

اُم معبد کا واقعہ

اس حدیث میں اُم مَعْبَد رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔ یہ خاتون عاتکہ بن خالد خزاعیہ ہیں۔ ہجرت کے وقت جب نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے اسی وقت یہ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور ایک قول یہ ہے کہ بعد میں مدینہ منورہ حاضر ہو کر انہوں نے اسلام قبول کیا۔ مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کے خاوند ابو معبد اپنی لاغر و کمزور بکریوں کو ہانکتے ہوئے گھر آئے اور گھر میں دودھ دیکھا تو پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا؟ ام معبد رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک بابرکت شخص ہمارے پاس تشریف لائے تھے پھر انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا اور فصیح و بلیغ انداز میں نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کی۔ ابو معبد نے سن کر کہا کہ بہ خدا! یہ تو صاحب قریش ہیں جن کے اوصاف مکہ مکرمہ میں ہمارے سامنے بیان کیے گئے تھے میرا ارادہ ہے کہ میں ان کی صحبت اختیار کروں اگر ہو سکا تو ضرور بالضرور میں ایسا کروں گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۸۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۷۱۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ بِمَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سنی اس وقت وہ اپنے باغ میں

وَهُوَ فِيْ اَرْضٍ يَّخْتَرِفُ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَّا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِيٌّ فَمَا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدُ اِلٰى اَبِيْهِ اَوْ اِلٰى اُمِّهٖ قَالَ فَقَالَ اَخْبَرَنِيْ بِهِنَّ جِبْرِيْلُ اٰنِفًا اَمَّا اَوَّلُ اِشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَّاْكُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ وَّاِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْاَةِ نَزَعَ الْوَلَدُ وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْاَةِ نَزَعَتْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهْتٌ وَاِنَّهُمْ اِنْ يَّعْلَمُوْا بِاِسْلَامِيْ مِنْ قَبْلُ اَنْ تَسْاَلَهُمْ يَبْهَتُوْنِيْ فَجَاءَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ اَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْكُمْ قَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا فَقَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا فَانْتَقَصُوْهُ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُ اَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

پھل اتار رہے تھے تو وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میں آپ سے ایسی تین چیزوں کے متعلق سوال کرتا ہوں جن کو صرف نبی ہی جان سکتا ہے' قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ اور جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہو گا؟ اور کون سی چیز بچے کو اس کے باپ یا ماں کے مشابہ کر دیتی ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے ابھی ابھی جبریل امین علیہ السلام نے خبر دی ہے' بہر حال قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے' جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرے گی اور جنتی سب سے پہلے جو کھانا تناول کریں گے' وہ مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہو گا اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آ جائے تو بچہ مرد کے مشابہ ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی غالب آ جائے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں' اور عرض کیا: یارسول اللہ! بے شک یہودی بہتان لگانے والی قوم ہے' اگر آپ کے سوال کرنے سے پہلے انہیں میرے اسلام لانے کے متعلق علم ہو گیا تو وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے' پھر یہودی آئے تو آپ نے فرمایا: عبداللہ تم میں کیسے مرد ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم میں سب سے بہتر ہیں اور سب سے بہتر کے بیٹے ہیں' آپ نے فرمایا: اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہو جائیں تو تمہارا کیا خیال ہے' انہوں نے کہا: اللہ انہیں اس سے پناہ میں رکھے' پھر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے باہر نکل کر کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' تو یہودیوں نے کہا کہ ہم میں سے بدترین شخص ہیں اور بدترین شخص کے بیٹے ہیں اور ان کی بُرائی بیان کرنا شروع کر دی' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اسی بات کا اندیشہ تھا۔ (بخاری)

حدیث مذکور پر اشکال کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں آپ سے تین چیزوں کے متعلق سوال کروں گا' جسے صرف نبی ہی جان سکتا ہے؟ اس پر اشکال ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو بھی ان تین سوالوں کا تفصیلی یا اجمالی جواب معلوم تھا' لہٰذا یہ کہنا کیسے ہو سکتا ہے کہ ان چیزوں کا علم صرف نبی کو ہی ہو سکتا ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ رحمہ اللہ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ ان تین چیزوں کا علم صرف نبی کو ہو سکتا ہے یا اسے ہو سکتا ہے جس نے نبی سے یا نبی کی کتاب سے یہ علم حاصل کیا ہو (اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو یہ علم کتاب سے حاصل ہوا تھا اور نبی کریم ﷺ نے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیے تھے اور نہ ہی کوئی کتاب پڑھی تھی' لہٰذا آپ کا جواب دینا معجزہ تھا) اور نبی کریم ﷺ نے جواباً فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے ان چیزوں کی خبر دی ہے' اس فرمان سے آپ کا مقصود یہ تھا کہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید آپ نے کسی اہل کتاب سے

یہ باتیں سنی ہوں تو آپ نے اس وہم کا ازالہ فرمادیا کہ مجھے یہ علم وحی سے حاصل ہوا ہے کسی اہل کتاب کے بتانے سے نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۴۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۸۷۱۱ - وَعَنْ اُنَيْسَةَ بِنْتِ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ عَنْ اَبِيْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى زَيْدٍ يَّعُوْدُهٗ مِنْ مَّرَضٍ كَانَ بِهٖ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَّرَضِكَ بَاْسٌ وَّلٰكِنْ كَيْفَ لَكَ اِذَا عُمِّرْتَ بَعْدِيْ فَعَمِيْتَ قَالَ اَحْتَسِبُ وَاَصْبِرُ قَالَ اِذَنْ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَتْ فَعَمِيَ بَعْدَ مَا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَصَرَهٗ ثُمَّ مَاتَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

انیسہ بنت زید بن ارقم رضی اللہ عنہا اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے فرمایا: اس بیماری سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب میرے بعد تمہیں لمبی عمر ملے گی اور تم نابینا ہو جاؤ گے عرض کیا: میں ثواب کی امید رکھوں گا اور صبر کروں گا فرمایا: پھر تو تم بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جاؤ گے حضرت انیسہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد وہ نابینا ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی واپس فرمادی پھر ان کا وصال ہوا۔ (بیہقی دلائل النبوۃ)

ف: اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزہ اور آپ کے مطلع علی الغیب ہونے کا بیان ہے کہ آپ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آنے والے اُمور کی خبر دے دی کہ اس مرض میں تمہارا انتقال نہیں ہوگا بلکہ تمہیں لمبی عمر عطا ہوگی اور میرے بعد تم نابینا ہو جاؤ گے۔ اس سے واضح ہوا کہ قرآن مجید میں جہاں یہ مذکور ہے کہ ان اُمور کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے وہاں علم ذاتی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر کسی کو یہ علم حاصل نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ سوال ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ان کے نابینا ہونے کا ذکر فرمایا یہ نہیں بتایا کہ تمہیں دوبارہ بینائی حاصل ہو جائے گی اس کا جواب یہ ہے کہ بینائی کا ذکر نہ فرمانے میں یہ حکمت تھی کہ انہیں زیادہ مشقت ہوتا کہ زیادہ مشقت پر صبر کرنے کی صورت میں وہ زیادہ اجر و ثواب کے مستحق ہوں۔

۸۷۱۲ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَجْرِ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور منبر پر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ ظہر کا وقت ہو گیا پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز ادا کی پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا پھر آپ نیچے اترے اور نماز ادا کی پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تو آپ نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کی ہمیں خبر دی۔ فرماتے ہیں کہ ہم میں سب سے زیادہ عالم وہ شخص ہے جس کو وہ واقعات سب سے زیادہ یاد ہیں۔ (مسلم)

ف: اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان معجزہ کا بیان ہے کہ آپ نے قیامت تک ہونے والے تمام اُمور کو مختصر سے وقت یعنی صرف ایک دن میں بیان فرمادیا نیز اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز اور آپ کی وسعتِ علمی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنے والے تمام اُمور کا علم عطا فرمادیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے آپ کے غلاموں کو بھی یہ علم حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے راوی فرماتے ہیں کہ ہم میں سب سے زیادہ علم والا وہ شخص ہے جس نے ان واقعات کو سب سے زیادہ یاد رکھا ہے۔

۸۷۱۳ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ وَمُصِيْبُوْنَ وَمَفْتُوْحٌ لَّكُمْ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہیں غنیمتیں ملیں گی اور تمہیں فتح حاصل ہوگی' تم میں سے جو شخص یہ چیزیں پائے' وہ اللہ سے ڈرے اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔ (ابوداؤد)

۸۷۱٤ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَهِيَ اَرْضٌ يُسَمّٰى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰى اَهْلِهَا فَاِنَّ لَهَا ذِمَّةً وَّرَحِمًا اَوْ قَالَ ذِمَّةً وَّصِهْرًا فَاِذَا رَاَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَرَاَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ وَاَخَاهُ رَبِيْعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا رَوَاهُ مُسْلِم.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم عنقریب مصر فتح کرو گے اور وہ ایسا علاقہ ہے جہاں قیراط کا ذکر کیا جاتا ہے' جب تم اسے فتح کرلو تو وہاں کے باشندگان سے حسنِ سلوک کرنا کیونکہ تم پر ان کا حق اور ان سے رشتہ داری ہے' یا فرمایا: ان کا حق اور سسرالی رشتہ ہے اور جب تم دو مردوں کو ایک اینٹ کی جگہ کے متعلق لڑائی کرتے دیکھو تو وہاں سے نکل آنا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ اور اس کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ کے متعلق لڑائی کرتے دیکھا تو میں وہاں سے نکل آیا۔ (مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کردہ غیبی خبروں کا ظہور

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علماء کرام نے کہا ہے کہ قیراط دینار یا درہم وغیرہ کا ایک جزء ہے۔ اہل مصر اس کا بہ کثرت استعمال کرتے تھے اور اپنی گفتگو میں اس لفظ کا بہت زیادہ استعمال کرتے تھے اور ذمہ سے مراد حق اور حرمت ہے اور رشتہ سے مراد یہ ہے کہ سیدنا اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا تعلق مصر سے تھا' اور سسرالی رشتہ سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا مصر کی تھیں۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا بیان ہے۔ آپ نے یہ خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت کو قوت وشوکت حاصل ہوگی اور وہ عجمیوں پر اور بڑے بڑے جابر بادشاہوں پر غالب آئیں گے اور مصر فتح کریں گے اور دو آدمی ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑا کریں گے' جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی' تمام واقعات اسی طرح رونما ہوئے۔ وللہ الحمد (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۱' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

۸۷۱۵ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ اَصْحَابِيْ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فِيْ اُمَّتِيْ اِثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَّا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُوْنَ رِيْحَهَا حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِّنْهُمْ تَكْفِيْهِمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِّنْ نَّارٍ يَّظْهَرُ فِيْ اَكْتَافِهِمْ حَتّٰى تَنْجَمَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِم.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ساتھیوں میں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: میری امت میں بارہ منافق ہوں گے' جو اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گے' جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے' ان میں سے آٹھ کو ایک پھوڑا ہی کافی ہوگا' آگ کا شعلہ ان کے کندھوں میں ظاہر ہوگا اور ان کے سینوں میں اثر کر جائے گا۔ (مسلم)

منافقین پر لفظ ''اصحابی'' کے اطلاق کی وضاحت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب میں بارہ منافق ہیں۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

شیخ تورپشتی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وہی صحبت معتبر ہے جو ایمان کی حالت میں ہو اور لفظ صحابی اسی خوش نصیب شخص پر بولا جا سکتا ہے جو صادق الایمان ہو اور اس سے ایمان کی علامات ظاہر ہوں' منافق کو صحابی کہنا درست نہیں' لہٰذا ان منافقین کو مجازاً صحابی کہا گیا ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے تھے اور اپنی حالتِ نفاق کو چھپاتے ہوئے اپنے آپ کو صحابہ کی جماعت میں ہی داخل قرار دیتے تھے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فی اصحابی'' (میرے اصحاب میں) یہ نہیں فرمایا: ''من اصحابی'' (میرے اصحاب سے) جس طرح ابلیس گروہِ ملائکہ میں تھا' اس کے متعلق یہ کہنا صحیح نہیں کہ وہ ملائکہ سے تھا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ جنوں سے تھا۔ نبی کریم ﷺ نے خواص صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس راز سے آگاہ فرمایا تھا' تاکہ وہ ان کے ایمان کا اعتبار نہ کریں اور ان کے مکروفریب میں نہ آئیں۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے زیادہ ان کا علم تھا' اس لیے کہ غزوۂ تبوک سے واپسی کے موقع پر وہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے' گھاٹی میں صرف رسول اللہ ﷺ تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ تھے' جو آپ کی سواری کے آگے آگے تھے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے آواز دی کہ وادی کے اندر چلے جاؤ' وہاں کافی گنجائش ہے۔ نبی کریم ﷺ نے گھاٹی والا راستہ اختیار فرمالیا۔ منافقین کو پتا چلا تو وہ چہروں پر نقاب ڈال کر بُرے ارادے سے آپ کے پیچھے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے پیچھے ان کی آہٹ سنی تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں بھگا دیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکڑی تھی' اسی سے ان منافقین پر حملہ کر دیا۔ جب انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رعب طاری فرما دیا اور وہ الٹے پاؤں بھاگ گئے اور لوگوں میں جا کر گھل مل گئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے ان میں سے کسی کو پہچانا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! کیونکہ انہوں نے نقاب ڈالا ہوا تھا' البتہ میں ان کی سواریوں کو پہچانتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے ناموں اور ان کے باپوں کے ناموں کی خبر دی ہے' ان شاء اللہ تعالیٰ! صبح کے وقت میں تمہیں خبر دوں گا' اس کے بعد لوگ منافقین کے معاملہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ وہ چودہ افراد تھے' ان میں سے دو نے توبہ کر لی اور بارہ افراد صادق و مصدوق ﷺ کی خبر کے مطابق نفاق پر برقرار رہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۱۷۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٧١٦ - وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكٍ فَاَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرٰى عَلٰى حَدِيْقَةٍ لِاِمْرَاَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُخْرُصُوْهَا فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ وَقَالَ اَحْصِيْهَا حَتّٰى نَرْجِعَ اِلَيْكِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَانْطَلَقْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا تَبُوْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے اور وادئ قریٰ میں ایک عورت کے باغ میں پہنچے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ' ہم نے اس کا اندازہ لگایا اور رسول اللہ ﷺ نے باغ کے پھلوں کا دس وسق کا اندازہ لگایا' اور عورت سے فرمایا کہ اس اندازے کو یاد رکھنا حتیٰ کہ ہم ان شاء اللہ العزیز تیرے پاس واپس آئیں گے' پھر ہم چل پڑے حتیٰ کہ تبوک میں پہنچ گئے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم پر آج رات سخت ہوا چلے گی تم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ رہے' جس شخص کے پاس اونٹ ہو وہ اس کو مضبوطی سے باندھ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيْهَا اَحَدٌ فَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيْرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهُ فَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيْحُ حَتّٰى اَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيٍّ ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرٰى فَسَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْاَةَ عَنْ حَدِيْقَتِهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا فَقَالَتْ عَشْرَةَ اَوْسُقٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

لے پھر سخت آندھی چلی اور ایک شخص کھڑا رہا تو ہوا نے اسے اُڑا کر طی کے دو پہاڑوں کے درمیان پھینک دیا' پھر ہم واپس ہوئے حتیٰ کہ ہم وادئ قریٰ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے باغ کے متعلق پوچھا کہ اس کے پھل کتنے ہوئے؟ اس نے عرض کیا: دس وسق۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم ﷺ کے تین معجزات کا بیان

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے تین معجزات کا بیان ہے:

(۱) نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ سخت ہوا چلے گی۔ آپ کے ارشاد کے مطابق سخت آندھی چلی۔

(۲) آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص کھڑا نہ رہے' ایک شخص کھڑا رہا تو ہوا نے اسے اٹھا کر پہاڑوں کے درمیان پھینک دیا۔ جس سے آپ کی بیان کردہ خبر کی تصدیق ہوئی۔

(۳) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ باغ کے پھل دس وسق ہیں۔ آپ کا یہ فرمان بھی درست ثابت ہوا کہ اس باغ کے پھل دس وسق ہی ہوئے۔

۸۷۱۷ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِيْنَةِ هَاجَتْ رِيْحٌ تَكَادُ اَنْ تَدْفِنَ الرَّاكِبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثَتْ هٰذِهِ الرِّيْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَاِذَا عَظِيْمٌ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ قَدْ مَاتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے' جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو اتنی سخت آندھی چلی کہ سوار زمین میں دھنسنے کے قریب ہو گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ہوا ایک منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے' آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ایک بہت بڑا منافق مر چکا تھا۔ (بخاری و مسلم)

۸۷۱۸ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ وَقَدْ كَانُوْا بِاَرْضٍ يُّقَالُ لَهَا مُؤْتَةُ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ يَعْنِيْ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زید' حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی خبر آنے سے پہلے لوگوں کو ان کی شہادت کی خبر دی جب کہ وہ موتہ کی سرزمین پر تھے' آپ نے فرمایا کہ جھنڈا زید نے پکڑا ہے اور وہ شہید ہو گئے ہیں' پھر جعفر نے پکڑا ہے اور وہ شہید ہو گئے ہیں' پھر ابن رواحہ نے پکڑا ہے اور وہ شہید ہو گئے ہیں' اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے' حتیٰ کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید نے پکڑا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرما دی۔
(بخاری)

۸۷۱۹ - وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِيْنَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِيْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں ابوسفیان کی آمد کی خبر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے مشورہ فرمایا اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے

36 سُفْيَانَ وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِيْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَا وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلٰى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى نَزَلُوْا بَدْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاتَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَّوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر آپ ہمیں سمندر میں گھوڑے دوڑانے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں گھوڑے دوڑا دیں گے' اگر آپ ہمیں حکم ارشاد فرمائیں کہ ہم ان کے جگروں پر برک غماد تک ماریں تو یقیناً ہم ایسا کر ڈالیں گے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا اور وہ چل پڑے حتیٰ کہ بدر کے مقام پر پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں کافر کی قتل گاہ ہے اور آپ اپنا دستِ انور زمین پر اِدھر اُدھر رکھ رہے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ کوئی کافر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے اِدھر اُدھر نہیں ہوا۔ (مسلم)

بالخصوص انصارِ مدینہ سے مشاورت کی حکمت

نبی کریم ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ انصار سے مشورہ طلب فرمایا' اس میں یہ حکمت تھی کہ انصار نے بیعت کرتے وقت صرف یہ عہد کیا تھا کہ جب دشمن حملہ آور ہوں گے تو ہم آپ کا دفاع کریں گے۔ یہ اقرار نہیں کیا تھا کہ ہم آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ آور ہوں گے اور ان کے قافلوں کا تعاقب کریں گے' لہٰذا جب ابوسفیان کے قافلہ کے تعاقب میں جانے کا مسئلہ درپیش ہوا تو آپ نے انصار کی رائے معلوم کرنا چاہی کہ وہ اس معاملہ میں موافقت کرتے ہیں یا نہیں اور انصارِ مدینہ نے اپنی مکمل موافقت اور جاں نثاری کا یقین دلایا۔

حدیث مذکور سے مستنبط فوائد

- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے اصحاب اور تجربہ کار حضرات کے ساتھ مشورہ کرنا مستحسن ہے۔
- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدر میں کفار کی موت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو علم عطا فرما دیا تھا کہ کون کہاں مرے گا؟ اور یہ قرآن مجید کی اس آیت کے منافی نہیں' جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ'' (لقمان: ۳۴) کوئی شخص از خود نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں واقع ہوگی؟ کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے غیر سے ذاتی علم کی نفی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ کہاں مرے گا اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے لیے عطائی علم کا ثبوت ہے' لہٰذا کوئی منافات نہیں۔

۸۷۲۰ - وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَبَيْنَ الْمَدِيْنَةِ فَتَرَائَيْنَا الْهِلَالَ وَكُنْتُ رَجُلًا حَدِيْدَ الْبَصَرِ فَرَاَيْتُهٗ وَلَيْسَ اَحَدٌ يَّزْعُمُ اَنَّهٗ رَاٰهُ غَيْرِىْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لِعُمَرَ اَمَا تَرَاهُ فَجَعَلَ لَا يَرَاهُ قَالَ يَقُوْلُ عُمَرُ سَاَرَاهُ وَاَنَا مُسْتَلْقٍ عَلٰى فِرَاشِىْ ثُمَّ اَنْشَاَ يُحَدِّثُنَا عَنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِيْنَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے' ہم چاند کو دیکھنے لگے اور میں تیز نظر والا شخص تھا' میں نے چاند کو دیکھ لیا' میرے علاوہ کسی کا خیال نہیں تھا کہ اس نے چاند کو دیکھ لیا ہے' میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: کیا آپ کو چاند نظر آ رہا ہے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چاند نہ دیکھ سکے' فرمانے لگے: عنقریب میں اسے دیکھ لوں گا' جب میں اپنے بستر پر لیٹتا ہوں گا' پھر آپ ہمیں اہل بدر کے واقعات سنانے لگے' فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ایک روز پہلے

مَصَارِعَ اَهْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ عُمَرُ وَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَئُوا الْحُدُوْدَ الَّتِيْ حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجُعِلُوْا فِيْ بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِمْ فَقَالَ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حَقًّا فَاِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِيَ اللّٰهُ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُكَلِّمُ اَجْسَادًا لَا اَرْوَاحَ فِيْهَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَرُدُّوْا عَلَيَّ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ فِيْ عُمْدَةِ الرِّعَايَةِ يُسْتَفَادُ مِنْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ اِنَّ الْمَيِّتَ يَسْمَعُ وَلَمْ يَدُلَّ دَلِيْلٌ قَوِيٌّ عَلٰى نَفْيِ سَمَاعِ الْمَيِّتِ لَا مِنَ الْكِتَابِ وَلَا مِنَ السُّنَّةِ بَلِ السُّنَنُ الصَّحِيْحَةُ الصَّرِيْحَةُ دَالَّةٌ عَلٰى ثُبُوْتِهٖ لَهٗ اه وَاِنْ شِئْتَ تَفْصِيْلَ هٰذَا الْبَحْثِ فَارْجِعْ اِلٰى كِتَابِ الْجِهَادِ مُنْتَهِيَّاتِ بَابِ حُكْمِ الْاُمَرَاءِ.

اہل بدر کی قتل گاہیں دکھا رہے تھے' فرماتے تھے کہ کل ان شاء اللہ یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہوگی اور کل ان شاء اللہ یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہوگی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' رسول اللہ ﷺ نے جو حدود مقرر فرمائیں وہ ان حدود سے اِدھر اُدھر نہیں ہوئے' پھر انہیں ایک دوسرے کے اوپر نیچے کر کے کنویں میں ڈال دیا گیا' پھر رسول اللہ ﷺ چل کر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے فلاں بن فلاں! اور اے فلاں بن فلاں! کیا اللہ اور اس کے رسول نے تم سے جو وعدہ فرمایا تھا' تم نے اسے حق پایا ہے' یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے حق پایا ہے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ان اجسام سے کس طرح کلام فرماتے ہیں جن میں روح نہیں؟ آپ نے فرمایا: میری بات تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن یہ مجھے جواب نہیں دے سکتے۔ (مسلم) عمدۃ الرعایہ میں کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سنتے' اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ میت سنتی ہے اور مردے کے سننے کی نفی پر کوئی قوی دلیل نہیں' نہ کتاب اللہ سے' نہ سنت سے بلکہ احادیث صریحہ اس کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں' اگر تم اس بحث کی تفصیل چاہتے ہو تو "کتاب الجهاد منهيات باب حكم الامراء" کی طرف رجوع کرو۔

سماعِ موتیٰ کا ثبوت

اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ ان اجسام سے کیسے کلام فرما رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم میری بات کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں' لیکن یہ میری بات کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں۔ متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ مردے سنتے ہیں۔ احادیث میں اہلِ قبور کو سلام کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ مردے سنتے ہیں۔

نیز امام مسلم رحمہ اللہ ۲۶۱ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس چلے آتے ہیں تو وہ آدمی ان کی جوتیوں کی آہٹ سنتا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۸۶' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ والی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

بعض علماء نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے کہا کہ میت سنتی ہے۔ علامہ مازری نے سماعِ موتٰی کا انکار کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ حدیث صرف بدر والے کفار کے ساتھ خاص ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ان کا رد کیا اور کہا کہ بدر والے کفار کا سننا اسی صورت پر محمول ہے جس طرح عذابِ قبر والی احادیث میں سماعِ موتٰی کا ذکر ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ان مردوں کو یا ان کے کسی جزء کو زندہ کیا جاتا ہے اور جس وقت اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے وہ سنتے ہیں اور کلام سمجھتے ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ کا قول ہی ظاہر اور مختار ہے اور جن احادیث میں اہلِ قبور کو سلام کہنے کا حکم دیا گیا' ان احادیث کا تقاضا بھی یہی ہے۔

(شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۸۷' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

سماعِ موتٰی کے منکرین بخاری شریف کی روایت استدلال میں پیش کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کا انکار کیا اور یہ فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہ ارشاد فرمایا تھا کہ وہ جان رہے ہیں' لیکن ہم کہتے ہیں کہ اوّلاً تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس موقع پر حاضر نہ تھیں' لہٰذا جن حضرات نے یہ الفاظ خود سنے' ان کی روایت کا اعتبار ہوگا' نیز سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مردوں کے علم کا اقرار فرمایا ہے' جب وہ جان سکتے ہیں تو سن بھی سکتے ہیں اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے نظریہ کے استدلال میں یہ آیات پیش کی ہیں:

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى. (النمل: ۸۰) — بے شک تم مردوں کو نہیں سناتے۔

وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ○ (فاطر: ۲۲) — اور تم قبروں میں پڑے ہوؤں کو سنانے والے نہیں ○

ان آیات میں اسماع کی نفی ہے کہ آپ مردوں کو سناتے نہیں اور سماع پیدا نہیں فرماتے کیونکہ سنانا اور سماع پیدا کرنا تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے' لیکن ان سے مردوں کے سننے کی نفی نہیں ہے' لہٰذا ان آیات کو بھی سماعِ موتٰی کی نفی میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

۸۷۲۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِيْ ثَلَاثِ مِائَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسِهِمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاشْبِعْهُمْ فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهٗ فَانْقَلَبُوْا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ اَوْ جَمَلَيْنِ وَاكْتَسُوْا وَشَبِعُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کے روز تین سو پندرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی معیت میں تشریف لائے اور دعا کی: اے اللہ! بے شک یہ ننگے پاؤں ہیں' ان کو سواری عطا فرما' بے شک یہ ننگے بدن ہیں انہیں لباس پہنا' بے شک یہ بھوکے ہیں' انہیں سیر فرما' اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی اور مسلمانوں میں سے ہر شخص ایک یا دو اونٹ لے کر واپس لوٹا' انہیں لباس بھی مل گئے اور وہ سیر بھی ہو گئے۔ (ابوداؤد)

۸۷۲۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَاْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَاَخَذَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○﴾ (القمر: ۴۵) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کے دن خیمہ میں تشریف فرما تھے' آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کی قسم دیتا ہوں' اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائے گی' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے لیے یہی کافی ہے' آپ نے اپنے رب کی بارگاہ میں بہت دعا کی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زرہ پہنے ہوئے (عالم کیف و مستی میں) تیز تیز چلتے ہوئے آ رہے تھے اور فرما رہے تھے: عنقریب کفار کے لشکر پسپا ہو جائیں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں

گے ○ (القمر: ۴۵) (بخاری)

بدر کے روز نبی کریم ﷺ کے دعا فرمانے کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ نبی کریم ﷺ کو تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا علم حاصل ہے اور آپ کو معلوم تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سے وعدہ خلافی نہیں فرمائے گا۔ اس کے باوجود آپ نے دعا کیوں فرمائی؟ تو ہم کہیں گے کہ اصل یہی ہے کہ دعا مانگنے والے کو مطلوب کے حصول کا علم ہو یا نہ ہو بہرصورت دعا مستحب ہے' نیز اللہ تعالیٰ کے علم کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ انعامات اور حسنِ انجام کے وعدہ کے باجود انبیاء کرام علیہم السلام کے دل خشیت الٰہی سے خالی نہیں ہوتے۔ ہوسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اندیشہ ہو کہ کسی مانع کی وجہ سے مدد روک نہ لی جائے' اور یہ احتمال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے مدد کا وعدہ فرمایا ہو مگر اس کا وقت معین نہ فرمایا ہو اور آپ کو تاخیر کا اندیشہ ہو' لہٰذا آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کی تاکہ اسی دن وہ وعدہ پورا فرما دیا جائے' لیکن بہترین جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو وعدۂ الٰہی پر مکمل اعتماد تھا اور کامل علم تھا' لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حوصلہ دلانے کے لیے اور ان کے دلوں کو مضبوط کرنے کے لیے آپ نے سوال میں مبالغہ فرمایا کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جانتے تھے کہ آپ کی دعا ہر حال میں مستجاب ہے' بالخصوص جب آپ دعا میں مبالغہ فرما رہے ہیں تو وہ ضرور مستجاب ہوگی۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۴۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کا دعا میں مبالغہ فرمانا اس حکمت پر مبنی تھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کو اس حالت میں دیکھ لیں اور آپ کی دعا اور گڑگڑانے کی وجہ سے ان کے دلوں کو تقویت حاصل ہو' نیز دعا کرنا عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ کفار کے قافلہ یا لشکر میں سے کسی ایک پر آپ کو غلبہ عطا فرمائے گا۔ قافلہ تو نکل چکا تھا' لہٰذا آپ کو کفار کے لشکر پر فتح کا یقین تھا' مگر آپ نے اس کے باوجود دعا فرمائی تاکہ یہ وعدہ جلدی پورا ہو اور مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچے بغیر فتح حاصل ہو۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۹۳' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

۸۷۲۳ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ يَّشْتَدُّ فِيْ اِثْرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَمَامَهٗ اِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهٗ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُوْلُ اَقْدِمْ حَيْزُوْمُ اِذْ نَظَرَ اِلَى الْمُشْرِكِ اَمَامَهٗ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُهٗ وَشُقَّ وَجْهُهٗ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِكَ اَجْمَعَ فَجَاءَ الْاَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ مَدَدِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بدر کے روز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ جبریل ہیں! انہوں نے اپنے گھوڑے کی لگام تھامی ہوئی ہے' ان پر جنگی ہتھیار ہیں۔ (بخاری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بدر کے روز ایک مسلمان اپنے سامنے والے مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا' اچانک اس نے اپنے اوپر کوڑے کی آواز سنی اور گھڑسوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: اے حیزوم! آگے بڑھ' اچانک اس نے سامنے والے مشرک کو گردن کے بل گرا ہوا دیکھا' مسلمان نے اس مشرک کی طرف دیکھا تو اس کی ناک پر چوٹ کا نشان پڑا ہوا تھا اور اس کا چہرہ اس طرح پھٹ چکا تھا جیسے کوڑے سے مارا گیا ہو' اور اس کا پورا جسم سبز ہو چکا تھا' اس انصاری نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا' آپ نے فرمایا: تم نے سچ کہا' یہ تیسرے آسمان سے مدد آئی ہے' اس روز مسلمانوں نے ستر کافر قتل کیے اور ستر کو قیدی

السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

بنایا۔(مسلم)

٨٧٢٤ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ رَاَيْتُ عَنْ يَّمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهٖ يَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يُقَاتِلَانِ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَارَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِيْ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُحد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب اور بائیں جانب دو مردوں کو دیکھا' جنہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور وہ سخت ترین لڑائی کر رہے تھے' میں نے نہ انہیں پہلے کبھی دیکھا تھا' نہ بعد میں یعنی وہ جبریل و میکائیل علیہما السلام تھے۔(بخاری ومسلم)

جنگ بدر میں فرشتوں کے لڑائی میں حصہ لینے کی تحقیق

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ جنگ بدر کے روز فرشتے مسلمانوں کی امداد کے لیے نازل ہوئے اور انہوں نے کفار کے ساتھ قتال کیا اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کی تائید ونصرت کے لیے فرشتوں کو نازل فرمایا۔ جمہور مفسرین اور سیرت نگاروں کا یہی نظریہ ہے کہ غزوۂ بدر میں فرشتوں نے نازل ہو کر کفار سے قتال کیا۔ بعض علماء کرام نے اس نظریے کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ فرشتوں کا نزول صرف مسلمانوں کو بشارت دینے اور ان کو تقویت دینے کے لیے اور دشمنوں پر رعب طاری کرنے کے لیے تھا' اور فرشتوں نے کفار کے خلاف جنگ میں عملاً حصہ نہیں لیا تھا اور اس نظریہ پر درج ذیل شبہات وارد کیے ہیں:

(۱) انسانوں کا فرشتوں سے مقابلہ کروانا اللہ تعالیٰ کے قانون اور حکمت کے خلاف ہے کیونکہ مقابلہ ایک جنس کے افراد سے ہوا کرتا ہے۔

(۲) تمام روئے زمین کو تباہ کرنے کے لیے صرف ایک فرشتہ ہی کافی تھا' پھر اتنے زیادہ فرشتوں کے نزول کی کیا ضرورت تھی؟

(۳) قتل کیے جانے والے تمام بڑے بڑے اور مشہور کافر تھے اور یہ معلوم تھا کہ فلاں کافر کو فلاں صحابی نے قتل کیا ہے تو پھر فرشتوں نے کس کو قتل کیا؟

(۴) اگر فرشتے کفار کو انسانی شکل میں نظر آ رہے تھے تو پھر مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تیرہ سو یا تین ہزار یا اس سے زائد ہو جائے گی' حالانکہ اس پر اجماع ہے کہ مسلمانوں کی تعداد کافروں سے کم تھی اور اگر وہ غیر انسانی شکل میں تھے تو کفار پر سخت رعب طاری ہونا چاہیے تھے حالانکہ یہ منقول نہیں۔

(۵) قرآن مجید میں کہیں یہ نص صریح نہیں کہ فرشتوں نے بالفعل قتال کیا۔

(۶) جن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے لڑائی میں حصہ لیا تھا' وہ احادیث قرآن مجید کی صریح آیات کے معارض ہیں۔

(۷) اگر فرشتوں نے لڑائی میں حصہ لیا ہوتا تو کوئی صحابی بھی زخمی یا شہید نہ ہوتا حالانکہ چودہ صحابی شہید ہوئے۔

(۸) اگر یہ فرشتوں کا کارنامہ تھا تو اصحاب بدر کا کوئی کمال نہ ہوا۔

(۹) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى. (الانفال:۱۷)

تو (اے مسلمانو!) تم نے ان کافروں کو (حقیقۃً) قتل نہیں کیا لیکن ان کو اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے اور (اے محبوب!) آپ نے (حقیقۃً خاک) نہیں پھینکی' جس وقت (بہ ظاہر) آپ نے (خاک) پھینکی تھی' وہ خاک اللہ نے پھینکی۔

بہ ظاہر اصحاب بدر نے کافروں کو قتل کیا تھا' اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم نے ان کو حقیقۃً قتل نہیں کیا' اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا ہے' اگر فرشتوں نے بہ ظاہر قتل کیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا: ان کو فرشتوں نے حقیقۃً قتل نہیں کیا' اللہ نے قتل کیا ہے' اور اگر بہ ظاہر اصحاب بدر نے قتل کیا ہوتا اور حقیقۃً فرشتوں نے قتل کیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا: اے مسلمانو! تم نے ان کافروں کو حقیقۃً قتل نہیں کیا' ان کو تو درحقیقت فرشتوں نے قتل کیا ہے' لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف قتل کی نسبت ظاہراً کی نہ حقیقۃً تو معلوم ہوا کہ بدر کے کافروں کو قتل کرنے میں فرشتوں کا کوئی دخل نہیں۔

ان اعتراضات کے بالترتیب جوابات درج ذیل ہیں:

(۱) اگر کفار کو چیلنج کیا جاتا کہ یہ فرشتوں کی جماعت ہے' اگر تم میں جرأت ہے تو ان سے مقابلہ کرو' پھر تو اس کے متعلق کہا جا سکتا تھا کہ یہ تو انسانوں کا فرشتوں سے مقابلہ کروایا جا رہا ہے جو قانون اور حکمت کے خلاف ہے' مگر یہاں ایسی کوئی صورت نہیں بلکہ مقابلہ کفار اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان ہی ہے' البتہ اللہ تعالیٰ کفار کو سزا دینے کے لیے اور اپنے ماننے والوں کی تائید و نصرت کے لیے ملائکہ کو ان کے ساتھ شامل فرما رہا ہے اور اس میں کفار کے لیے بھی تنبیہ ہے کہ تم ایسی جماعت کے ساتھ کس طرح مقابلہ کر سکتے ہو' جن کی مدد کے لیے ملائکہ نازل ہوئے ہیں' لہٰذا اسے خلاف قانون و حکمت نہیں کہا جا سکتا۔

(۲) اگرچہ کفار کو تباہ کرنے کے لیے ایک فرشتہ ہی کافی تھا مگر کثیر تعداد کے نزول میں حکمت تھی کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اعزاز کا اظہار تھا' نیز اگر فرشتوں کا نزول صرف مسلمانوں کی تقویت اور دشمنوں پر رعب طاری کرنے کے لیے تھا تو اس کے لیے بھی ایک ہی فرشتہ کافی تھا کیونکہ جب مسلمانوں کو علم ہوتا کہ ایک فرشتہ ہماری مدد کے لیے موجود ہے' جس میں اتنی خداداد طاقت ہے کہ وہ پَر مار کر پوری روئے زمین کو تباہ کر سکتا ہے تو انہیں یقیناً تقویت حاصل ہوتی اور دشمنوں پر رعب طاری ہو جاتا' لہٰذا یہ دوسرا اعتراض حکمت اور ضرورت میں فرق نہ کرنے پر مبنی ہے۔ جس طرح شب معراج براق کی ضرورت نہ تھی' صرف جبریل امین علیہ السلام ہی آپ کو لے جانے کے لیے کافی تھے' مگر ضرورت نہ ہونے کے باوجود براق کا بھیجنا مبنی بر حکمت تھا کہ اس میں شانِ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اظہار تھا۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ' اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اگر تم یہ سوال کرو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ملائکہ کے قتال کرنے میں کیا حکمت تھی؟ حالانکہ صرف جبریل علیہ السلام ہی اپنے پَر کے ساتھ کفار کو دور کرنے پر قادر تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں حکمت تھی کہ ملائکہ کا یہ فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تائید کے لیے واقع ہو' اور آپ کے ساتھ پورے لشکر کی صورت میں ملائکہ کی مدد شامل ہو (اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید کے لیے ملائکہ کا لشکر نازل فرمایا۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ)۔

(عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۱۰۵' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۲ھ نے بھی یہی جواب ذکر فرمایا۔

(فتح الباری ج ۷ ص ۲۵۰' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

(۳) جنگ بدر میں ستر کافر قتل ہوئے' ہر مقتول کافر کے متعلق قطعی اور یقینی دلائل تو نہیں کہ ان کے قاتل فلاں فلاں صحابی ہیں' لہٰذا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض کو ملائکہ نے قتل کیا ہو اور بعض کو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے قتل کیا ہو اور اس کی تائید درج ذیل روایت سے ہوتی ہے:

یونس بن بکیر نے زیادات المغازی میں اور بیہقی نے ربیع بن انس کی روایت سے ذکر کیا کہ بدر کے روز لوگ ملائکہ کے مقتولین

کفار کی گردنوں اور جوڑوں پر آگ کے داغنے کے نشانات سے پہچانتے تھے کہ یہ ملائکہ کے مقتول ہیں اور یہ صحابہ کے مقتول ہیں۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۳۴۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اور اگر قطعی دلیل نہ ہونے کے باوجود یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ستر مقتولین میں سے ہر ایک کے متعلق قطعی طور پر متعین ہے کہ اسے فلاں صحابی نے قتل کیا ہے تو پھر بھی ملائکہ کی مدد شامل ہونے کے باوجود ان صحابہ کی طرف قتل کرنے کی نسبت درست ہے کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی یقیناً قتل کے فعل میں شامل تھے لہٰذا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ضرب لگانے سے پہلے ہی فرشتوں نے ضرب لگائی ہو پھر بھی صحابہ کی طرف قتل کی نسبت درست ہے۔ چند آدمی مل کر کسی شخص پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیں تو سب کی طرف قتل کی نسبت کر دی جاتی ہے خواہ مقتول کی موت کسی ایک کی ضرب سے ہی واقع ہوئی ہو۔

(۴) اجماع اسی بات پر ہے کہ فرشتوں کے بغیر مسلمانوں کی تعداد کفار کی تعداد سے کم تھی لہٰذا یہ اعتراض لغو ہے کہ اگر فرشتے انسانی شکل میں نظر آ رہے تھے تو پھر اجماع کے خلاف لازم آئے گا کہ مسلمانوں کی تعداد لشکرِ کفار سے زیادہ ہو جائے گی نیز روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ فرشتوں کے نزول کے وقت مسلمانوں کی تعداد زیادہ نظر آنے لگی۔

(۵) اگرچہ قرآن مجید میں کہیں یہ نص صریح نہیں کہ فرشتوں نے بالفعل لڑائی میں حصہ لیا مگر قرآن مجید کی نص صریح میں یہ بھی مذکور نہیں کہ فرشتوں نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا کیونکہ عدمِ ذکر سے ذکرِ عدم لازم نہیں آتا۔

(۶) فرشتوں کے قتال میں حصہ لینے والی احادیث کو قرآن مجید کی صریح آیات کے معارض قرار دینا تب درست ہوتا اگر قرآن مجید میں یہ بیان ہوتا کہ فرشتوں نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا حالانکہ قرآن مجید میں کہیں بھی یہ مذکور نہیں۔ البتہ یہ آیۂ مبارکہ پیش کی جاتی ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ. (آل عمران: ۱۲۶) — اور اللہ تعالیٰ نے اس (نزولِ ملائکہ) کو محض تمہیں خوش خبری دینے کے لیے کیا ہے تاکہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہوں۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ نزولِ ملائکہ صرف اطمینانِ قلبی اور خوش خبری دینے کے لیے تھا لہٰذا معلوم ہوا کہ ملائکہ کا نزول لڑائی میں حصہ لینے کے لیے نہیں تھا مگر یہ استدلال درست نہیں کیونکہ اگر ملائکہ کا نزول صرف اطمینانِ قلبی اور بشارت دینے کے لیے ہو تو اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ انہوں نے عملاً لڑائی میں حصہ نہیں لیا تھا اگر انہوں نے نازل ہو کر عملاً لڑائی میں حصہ لیا ہو تو پھر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کا یہ نزول (یعنی نازل ہو کر لڑائی میں شریک ہونا) اس لیے ہے کہ تمہیں اطمینان ہو کہ ملائکہ بھی ہمارے ساتھ قتال میں شریک ہیں لہٰذا کامیابی ہمارا مقدر ہے اور تمہیں خوش خبری حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا یہ اعزاز ہے کہ ملائکہ کو نازل فرما کر تمہارے ساتھ قتال میں شریک کر دیا۔

(۷) جنگ بدر میں نازل ہونے والے فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند تھے لہٰذا انہوں نے لڑائی میں حصہ لے کر صرف انہی کافروں کو قتل کیا جن کے قتل کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور جن صحابہ کا شہادت سے سرفراز ہونا یا زخمی ہونا علم الٰہی میں مقدر تھا انہیں بچانے کا فرشتوں کو حکم نہیں دیا گیا لہٰذا یہ اعتراض بھی لغو ہے کہ اگر فرشتوں نے لڑائی میں حصہ لیا ہوتا تو کوئی صحابی بھی زخمی یا شہید نہ ہوتا۔

(۸) اصحاب بدر کا کمال یہ تھا کہ انہوں نے بے سروسامانی کے عالم میں نبی کریم ﷺ کے حکم پر لبیک کہا۔ اپنے سے کئی گنا زائد لشکر سے ٹکرا گئے۔ شکستہ ہتھیاروں سے مسلح کفار پر حملہ کیا' ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا' تکالیف برداشت کیں' بعض زخمی ہوئے' بعض نے شہادت کا رتبہ حاصل کیا۔ فرشتوں کے لڑائی میں عملاً حصہ لینے کی وجہ سے کوئی بھی عقل مند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مذکورہ بالا کمالات کی نفی نہیں کر سکتا' لہٰذا یہ اعتراض بے جا ہے کہ اگر یہ فرشتوں کا کارنامہ تھا تو اصحاب بدر کا کوئی کمال نہ ہوا۔

(۹) اصحابِ بدر نے بھی کفار کو حقیقۃً قتل نہیں کیا اور ملائکہ نے بھی کفار کو حقیقۃً قتل نہیں کیا کیونکہ حقیقی فاعل تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اصحاب بدر اور ملائکہ دونوں اسباب تھے' حقیقی فاعل نہیں تھے' اسی حقیقت کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے مسلمانو! تم نے ان کافروں کو حقیقۃً قتل نہیں کیا' لیکن ان کو اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے' کیونکہ تم تو اسباب تھے' حقیقی فاعل نہیں تھے۔ جس طرح صحابہ حقیقی فاعل نہیں تھے' اسباب تھے۔ اسی طرح ملائکہ بھی حقیقی فاعل نہیں تھے' اسباب تھے' لہٰذا یہ کہنا بھی درست ہے کہ ان کفار کو صحابہ نے قتل نہیں کیا' اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ ان کفار کو ملائکہ نے قتل نہیں کیا' اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے' مگر بدر کے میدان میں مقابلہ تو کفار اور صحابہ کے درمیان تھا۔ فرشتوں نے تو مسلمانوں کی تائید کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل ہو کر لڑائی میں حصہ لیا تھا' لہٰذا آیہ مبارکہ میں ملائکہ کا ذکر نہیں کیا اور قتل کی ان کی طرف نسبت نہیں کی نہ ظاہراً نہ حقیقۃً' لہٰذا یہ اعتراض بھی درست نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف قتل کی نسبت نہ ظاہراً کی ہے نہ حقیقۃً تو معلوم ہوا کہ بدر کے کافروں کو قتل کرنے میں فرشتوں کا کوئی دخل نہیں۔

ان اعتراضات کے جوابات ملاحظہ کرنے سے قارئین پر واضح ہو جائے گا کہ مذکورہ اعتراضات محض کمزور شبہات ہیں' لہٰذا جب فرشتوں کے لڑائی میں حصہ لینے کے نظریہ کو قرآن مجید کی آیات کے اشارات کی تائید حاصل ہے' احادیث میں اس کا ذکر ہے اور جمہور مفسرین و علماء کرام کا یہی نظریہ ہے تو اس کے مقابلہ میں کمزور عقلی خدشات کی کوئی حیثیت نہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر اجمالی جوابات ذکر کیے ہیں۔ ان میں غور و فکر کرنے سے تفصیل اور مزید جوابات معلوم کیے جا سکتے ہیں۔

والحمد للّٰه رب العالمين والصلوٰة والسلام علٰى سيّد المرسلين.

٨٧٢٥ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا اِلٰى اَبِيْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ لَيْلًا وَّهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ فَوَضَعْتُ السَّيْفَ فِيْ بَطْنِهٖ حَتّٰى اَخَذَ فِيْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ اَنِّيْ قَتَلْتُهٗ فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ حَتّٰى اِنْتَهَيْتُ اِلٰى دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِيْ فَوَقَعْتُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِيْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ فَانْطَلَقْتُ اِلٰى اَصْحَابِيْ فَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِيْ فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع کی طرف ایک جماعت روانہ کی۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رات کے وقت اس کے گھر میں داخل ہوئے' وہ سویا ہوا تھا' انہوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ عبداللہ بن عتیک فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار رکھی' حتیٰ کہ وہ اس کی پشت سے گزر گئی جب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ قتل ہو چکا ہے تو میں دروازہ کھولنے لگا' جب میں سیڑھی تک پہنچا اور اپنا پاؤں (سیڑھی پر) رکھا تو چاندنی رات میں گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی' میں نے پگڑی سے اس پر پٹی باندھی اور چل کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا' پھر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا' آپ نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلا' میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ نے اس پر دستِ اقدس پھیرا' یوں محسوس ہوتا تھا کہ پنڈلی میں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ (بخاری)

٨٧٢٦ - وَعَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِيْ سَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ قَالَ ضَرْبَةٌ اَصَابَتْنِيْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِيْبَ سَلَمَةُ فَاَتَيْتُ

حضرت یزید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں زخم کا نشان دیکھا تو میں نے پوچھا: اے ابومسلم! یہ زخم کا نشان کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ زخم مجھے خیبر کے روز لگا تھا' لوگ کہنے لگے کہ سلمہ شہید ہو گئے ہیں' پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ہوا' آپ نے اس پر تین مرتبہ دم فرمایا تو آج تک اس میں کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ (بخاری)

٨٧٢٧ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ إِنَّ أُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَيَأْتِيْهَا بَنُوْهَا فَيَسْأَلُوْنَ الْأُدْمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعْمِدُ إِلَى الَّذِيْ كَانَتْ تُهْدِيْ فِيْهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجِدُ فِيْهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيْمُ لَهَا أُدْمُ بَيْتِهَا حَتَّى عَصَرَتْهُ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَصَرْتِيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِيْهَا مَا زَالَ قَائِمًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام مالک رضی اللہ عنہا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ڈبے میں گھی کا ہدیہ پیش کیا کرتی تھیں' ان کے بیٹے آ کر ان سے سالن مانگتے اور ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو جس ڈبے میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی بھیجا کرتی تھیں اس میں انہیں گھی مل جاتا' انہیں اپنے گھر کا سالن اسی طرح ملتا رہا حتیٰ کہ انہوں نے اس ڈبے کو نچوڑ لیا' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں' آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس ڈبے کو نچوڑ لیا ہے' عرض کیا: ہاں! آپ نے فرمایا: اگر تم اس کو اسی طرح رہنے دیتیں تو اسی طرح گھی ملتا رہتا۔ (مسلم)

٨٧٢٨ - وَعَنْهُ قَالَ تُوُفِّيَ أَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَأْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِيْ اُسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا وَإِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ فَقَالَ لِيْ اِذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوْا إِلَيْهِ كَأَنَّهُمْ أُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اُدْعُ لِيْ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتَّى أَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَالِدِيْ أَمَانَتَهُ وَأَنَا أَرْضَى أَنْ يُؤَدِّيَ اللّٰهُ أَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا أَرْجِعُ إِلَى إِخْوَتِيْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا وَحَتَّى أَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةٌ وَاحِدَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد کا وصال ہوا اور وہ مقروض تھے' میں نے قرض خواہوں کو قرض کے عوض کھجوریں پیش کرنا چاہیں' انہوں نے انکار کر دیا' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد احد کے روز شہید ہو گئے ہیں اور ان کے ذمہ بہت سا قرض ہے' میں چاہتا ہوں کہ آپ قرض خواہوں سے ملاقات کریں' آپ نے مجھے فرمایا: جاؤ! اور ہر قسم کی کھجور کا ایک طرف ڈھیر لگا دو' میں نے ایسا کیا' پھر میں آپ کو بلا لایا' جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو وہ اسی وقت مجھ پر گرم ہونے لگے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس انداز کو ملاحظہ فرمایا تو آپ نے کھجوروں کے سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے' پھر اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا: اپنے ساتھیوں کو میرے پاس بلا لاؤ۔ آپ ان کے لیے مسلسل کھجوریں ماپتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد ماجد کا قرض ادا فرما دیا' میں تو اس پر راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد ماجد کا قرض اتار دے اور میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں' لیکن اللہ تعالیٰ نے کھجوروں کے تمام ڈھیر سلامت رکھے' کھجوروں کے جس ڈھیر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے' میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا' اس سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی۔ (بخاری)

٨٧٢٩ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کھجوریں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ میرے لیے ان

اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَضَمَّهُنَّ ثُمَّ دَعَا لِيْ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ قَالَ خُذْهُنَّ فَاجْعَلْهُنَّ فِيْ مِزْوَدِكَ كُلَّمَا اَرَدْتَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَاَدْخِلْ فِيْهِ يَدَكَ فَخُذْهُ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَّسْقٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَكُنَّا نَاْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ وَكَانَ لَا يُفَارِقُ حَقْوِيْ حَتّٰى كَانَ يَوْمَ قَتْلِ عُثْمَانَ فَاِنَّهُ اِنْقَطَعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

میں برکت کی دعا فرما دیجئے' آپ نے وہ کھجوریں اکٹھی فرمائیں' پھر میرے لیے ان میں برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا: انہیں پکڑ لو اور انہیں اپنے توشہ دان میں ڈال لو جب ان میں سے کچھ لینا چاہو تو اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر لے لینا لیکن اسے جھاڑنا نہیں' میں نے ان کھجوروں سے اتنے اتنے وسق اللہ کی راہ میں خرچ کیے' ہم ان سے کھاتے تھے اور کھلاتے تھے اور وہ تھیلی میری کمر سے جدا نہیں ہوتی تھی' حتیٰ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ کی شہادت کے دن وہ تھیلی گم ہوگئی۔ (ترمذی)

ف: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ نے فرمایا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ کی شہادت کے روز وہ تھیلی گم ہوگئی اور مجھے اس کا شدید غم لاحق ہوا۔ اس میں اشارہ ہے کہ جب فساد عام ہو جائے تو برکت اٹھ جاتی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ فرمایا کرتے تھے:

للناس هم ولی همان بينهم ۔۔۔ هم الجراب وهم الشيخ عثمانا

لوگوں کو ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں' ایک تھیلی کے گم ہو جانے کا غم ہے اور دوسرا سیدنا عثمان رضی اللہ کی شہادت کا غم ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۹ ۴ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۳۰ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ رَجُلٌ يَّسْتَطْعِمُهُ فَاَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيْرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَاْكُلُ مِنْهُ وَامْرَاَتُهُ وَضَيْفُهُمَا حَتّٰى كَالَهُ فَفَنِيَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک شخص نے آ کر کھانا طلب کیا' آپ نے اسے نصف وسق جو عطا فرمائے' وہ شخص' اس کی بیوی اور ان کا مہمان اس سے کھاتے رہے' حتیٰ کہ اس شخص نے ان کو ماپ لیا تو وہ ختم ہو گئے' پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اگر تم اس کو نہ ماپتے تو تم وہ جَو کھاتے رہتے اور وہ تمہارے پاس باقی رہتے۔ (مسلم)

۸۷۳۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ فَعَمَدَتْ اُمِّيْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلٰى تَمْرٍ وَّسَمْنٍ وَّاَقِطٍ فَصَنَعَتْ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِيْ تَوْرٍ فَقَالَ يَا اَنَسُ اِذْهَبْ بِهٰذَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْ بَعَثَتْ بِهٰذَا اِلَيْكَ اُمِّيْ وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيْلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ فَقُلْتُ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَالَ اِذْهَبْ فَادْعُ لِيْ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّفُلَانًا رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِيْ مَنْ لَقِيْتَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَقِيْتُ فَرَجَعْتُ فَاِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِاَهْلِهٖ

حضرت انس رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کھجور' گھی اور پنیر لے کر ان کا حلوہ بنایا' پھر اسے ایک طباق میں رکھ کر مجھے کہا: اے انس! یہ کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں لے جاؤ اور عرض کرو کہ میری والدہ نے یہ کھانا آپ کی بارگاہ میں پیش کیا ہے اور وہ آپ کو سلام پیش کرتی ہے اور عرض کرتی ہے کہ یا رسول اللہ! یہ ہماری طرف سے تھوڑا سا نذرانہ ہے' میں نے حاضر ہو کر اسی طرح عرض کیا تو آپ نے فرمایا: اسے رکھ دو' پھر فرمایا: جاؤ! اور چند شخصوں کے نام لے کر فرمایا: فلاں' فلاں' فلاں کو بلا ؤ لاؤ اور جو بھی تمہیں ملے اسے بلا لاؤ' آپ نے جن کے نام لیے تھے' میں انہیں بھی بلا لایا اور جو لوگ مجھے ملے انہیں بھی بلا لایا' میں واپس لوٹا تو گھر لوگوں سے بھر چکا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ سے پوچھا گیا: وہ کتنے لوگ تھے؟ فرمایا: تقریباً تین سو لوگ تھے'

قِيْلَ لِاَنَسٍ عَدَدُكُمْ كَمْ كَانُوْا قَالَ زُهَاءُ ثَلَاثِ مِائَةٍ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْا عَشْرَةً عَشْرَةً يَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمْ اُذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَّدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتّٰى اَكَلُوْا كُلُّهُمْ قَالَ لِيْ يَا اَنَسُ ارْفَعْ فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِيْ حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ اَكْثَرَ اَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ نے اس کھانے پر اپنا دست انور رکھا اور جو اللہ نے چاہا' آپ نے پڑھا' پھر آپ دس دس آدمیوں کو بلانے لگے' وہ اس سے کھاتے اور آپ انہیں فرماتے: اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے' ایک جماعت نکلتی اور دوسری داخل ہو جاتی حتیٰ کہ سب نے کھالیا' آپ نے فرمایا: اے انس! اسے اٹھالو' میں نے اٹھالیا' مجھے نہیں پتا کہ جب میں نے برتن رکھا اس وقت کھانا زیادہ تھا یا جب میں نے وہ برتن اٹھایا' اس وقت زیادہ تھا۔ (بخاری و مسلم)

روایات میں تعارض کی توجیہ

اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ اس کھانے سے کیا گیا' جو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا' جب کہ مشہور روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ روٹی اور گوشت سے کیا اور ان روایات میں کھانا زیادہ ہو جانے کا ذکر نہیں۔ اس اشکال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ ہو سکتا ہے ولیمہ میں روٹی گوشت کے ساتھ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا بھیجا ہوا کھانا بھی شامل ہو اور تکثیرِ طعام والے واقعہ کا انکار کرنا عجیب ہے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں ایک بکری ذبح کی اور مسلمانوں کو روٹی اور گوشت سے سیر کر دیا اور اس روز تقریباً ہزار آدمی تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں ایسی کوئی دلیل نہیں' جس سے واضح ہو کہ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا والا کھانا ہی ولیمہ تھا۔ وہ کھانا تو صرف ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا تھا' پھر اسی دن کے آخر میں یا دوسرے روز بکری ذبح کر کے ولیمہ کیا گیا اور ہزار آدمیوں کو روٹی اور گوشت سے سیر کیا گیا' لہٰذا دونوں واقعات میں کوئی تعارض نہیں۔

(لمعات بہ حوالہ حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۲۷ ۱۴)

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھانے پر اپنا دستِ اقدس رکھا اور اللہ نے جو چاہا' آپ نے پڑھا۔ مرقاۃ المفاتیح میں ہے: "ای من الذکر والدعوۃ" یعنی آپ نے ذکر یا دعا پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر حصولِ برکت کے لیے ذکر کرنا یا دعا کرنا اور تلاوتِ کلامِ پاک کرنا بدعت یا حرام نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔

۸۷۳۲ - وَعَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَدَاوَلُ مِنْ قَصْعَةٍ مِّنْ غُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ يَقُوْمُ عَشْرَةٌ وَّيَقْعُدُ عَشْرَةٌ قُلْنَا فَمِمَّا كَانَتْ تُمَدُّ قَالَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَا كَانَتْ تُمَدُّ اِلَّا مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى السَّمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابو العلاء رضی اللہ عنہ' حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک پیالے سے صبح سے رات تک باری باری کھاتے رہے' دس آدمی کھڑے ہوتے تھے اور دس بیٹھ جاتے تھے' ہم نے عرض کیا: کہاں سے کھانے میں اضافہ ہو رہا ہے' آپ نے فرمایا: کس چیز پر تعجب کر رہے ہو' اور ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: وہاں سے ہی کھانے میں اضافہ ہو رہا ہے۔ (ترمذی و دارمی)

۸۷۳۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے دوران لوگوں

غَزْوَةَ تَبُوْكٍ اَصَابَ النَّاسُ مَجَاعَةٌ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ اُدْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنَطْعٍ فَبَسَطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَّيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَّيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكَسْرَةٍ حَتّٰى اِجْتَمَعَ عَلَى النَّطْعِ شَيْءٌ يَّسِيْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ فَاَخَذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَئُوْهُ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فَيُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهُ عَنْ سَلَمَةَ۔

کو بھوک لگی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ لوگوں سے ان کے بچے ہوئے کھانے منگوائیں' پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس پر برکت کی دعا فرمائیں' آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے! پھر چمڑے کا دسترخوان منگوایا اور بچھا دیا' پھر آپ نے لوگوں کے بچے ہوئے کھانے منگوائے' کوئی مٹھی بھر جَو' کوئی مٹھی بھر کھجوریں اور کوئی روٹی کے ٹکڑے لے کر حاضر ہوا حتیٰ کہ دسترخوان پر تھوڑا سا سامان اکٹھا ہو گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی' پھر فرمایا کہ اپنے برتنوں میں ڈال لو' لوگوں نے اپنے برتن بھر لیے' یہاں تک کہ تمام لشکر والوں کے برتن بھر گئے' فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے اور کھانا بچا رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' جو شخص بھی ان دونوں شہادتوں پر یقین رکھتے ہوئے اللہ سے ملاقات کرے گا وہ جنتی ہوگا۔ (مسلم) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے ہم معنی حدیث پاک حضرت سلمہ سے روایت کی ہے۔

٨٧٣٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَاءُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ فَانْكَفَاْتُ اِلٰى اِمْرَاَتِيْ فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيْدًا فَاَخْرَجَتْ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ وَّلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنْتُ الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَّنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خندق کے روز ہم کھدائی کر رہے تھے کہ ایک سخت چٹان سامنے آ گئی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یہ سخت چٹان خندق میں سامنے آ گئی ہے' آپ نے فرمایا: میں نیچے اترتا ہوں' پھر آپ کھڑے ہوئے اور آپ کے شکم اقدس پر (بھوک کی وجہ سے) پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم تین دن سے اس حالت میں تھے کہ کوئی چیز نہیں چکھی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال پکڑ کر ضرب لگائی تو وہ چٹان اُڑتی ہوئی ریت کی طرح بکھر گئی' پھر میں نے اپنی بیوی کے پاس آ کر کہا: کیا تمہارے پاس کوئی (کھانے کی) چیز ہے' کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بھوک کے عالم میں دیکھا ہے' اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جَو تھے اور ہماری ایک پالتو بکری تھی' میں نے اس بکری کو ذبح کیا اور میری بیوی نے آٹا گوندھا' یہاں تک کہ ہم نے گوشت ہنڈیا میں ڈال دیا' پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ سے سرگوشی میں عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو کا آٹا تیار کیا ہے' آپ چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ تشریف لے آئیے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ آوازِ بلند پکارا: اے اہل خندق! جابر نے دعوت کی ہے'

وَسَلَّمَ يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزَنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ وَجَاءَ فَاَخْرَجْتُ لَهٗ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ اُدْعِيْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ اَلْفٌ قَالَ فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٨٧٣٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَلَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهٗ

جلدی سے آؤ! اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک میں نہ آ جاؤں تم ہنڈیا نہ اتارنا اور نہ ہی روٹیاں پکانا' آپ تشریف لے آئے تو میں نے آپ کے سامنے آٹا پیش کیا' آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی' پھر ہماری ہنڈیا کی طرف متوجہ ہوئے' اس میں لعاب دہن ڈالا اور دعائے برکت فرمائی' پھر فرمایا: ایک روٹیاں پکانے والی کو بلا لاؤ' جو تمہارے ساتھ مل کر روٹیاں پکائے اور دیگچی سے سالن نکالنا لیکن اس کو نیچے نہ اتارنا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک ہزار تھے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ان سب نے کھانا کھایا حتیٰ کہ کھانا چھوڑ دیا اور واپس چلے گئے جب کہ ہماری ہنڈیا اسی طرح جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا اسی طرح گوندھا جا رہا تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں نقاہت محسوس کی ہے اور مجھے آپ میں بھوک کے آثار نظر آئے ہیں' کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! پھر انہوں نے جَو کی چند روٹیاں نکالیں' پھر اپنا دوپٹہ لیا اور اس کے ایک حصہ میں روٹیاں لپیٹ کر اسے میرے ہاتھ کے نیچے چھپا دیا اور دوپٹے کا کچھ حصہ میرے سر پر لپیٹ دیا۔ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بھیج دیا' میں وہ روٹیاں لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا' رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے' صحابہ کرام بھی آپ کی بارگاہ میں حاضر تھے' میں نے انہیں سلام کیا' رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: کھانے کے لیے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس موجود حاضرین سے فرمایا: اٹھو! اور آپ چل پڑے' میں بھی ان کے آگے آگے چل پڑا حتیٰ کہ میں حضرت ابوطلحہ کے پاس آیا اور انہیں خبر دی' حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ تو لوگوں کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں جب کہ ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ان سب کو کھلا سکیں' حضرت ام سلیم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں' حضرت ابوطلحہ نے چل کر رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا' پھر رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوطلحہ کے ساتھ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا: اے ام سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہے' وہ لے آؤ! حضرت ام سلیم وہ روٹی لے کر حاضر ہو گئیں' رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور روٹی کے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے گھی کا برتن اس پر نچوڑ کر سالن بنا دیا'

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هَلُمِّیْ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْهِ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ ثُمَّ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

پھر رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ اللہ نے چاہا اس پر پڑھا' پھر حضرت ابوطلحہ کو فرمایا کہ دس آدمیوں کو اجازت دو' انہوں نے اجازت دی تو ان آدمیوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا' پھر وہ باہر نکل گئے' آپ نے پھر فرمایا کہ دس کو اجازت دو' پھر دس کے متعلق فرمایا' تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور وہ سب ستر یا اسّی آدمی تھے۔ (بخاری ومسلم)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّهٗ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَدَخَلُوْا فَقَالَ كُلُوْا وَسَمُّوا اللّٰہَ فَاَكَلُوْا حَتّٰی فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِیْنَ رَجُلًا ثُمَّ اَكَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُ الْبَیْتِ وَتَرَكَ سُؤْرًا.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو اجازت دو' وہ داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: کھاؤ اور اللہ کا نام لو! انہوں نے کھایا حتیٰ کہ اسّی مردوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا' پھر نبی کریم ﷺ نے خود اور گھر والوں نے کھایا اور باقی کھانا چھوڑ دیا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ قَالَ اَدْخِلْ عَلَیَّ عَشَرَةً حَتّٰی عَدَّ اَرْبَعِیْنَ ثُمَّ اَكَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَیْءٌ.

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ میرے پاس دس آدمیوں کو لاؤ حتیٰ کہ چالیس آدمی شمار کیے' پھر نبی کریم ﷺ نے خود تناول فرمایا' میں دیکھ رہا تھا کہ آیا اس سے کچھ کم ہوا ہے؟

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ ثُمَّ اَخَذَ مَا بَقِیَ فَجَمَعَهٗ ثُمَّ دَعَا فِیْهِ بِالْبَرَكَةِ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ دُوْنَكُمْ هٰذَا.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ پھر آپ نے بقیہ کھانا لیا اور اسے جمع کر کے اس پر دعائے برکت فرمائی تو وہ کھانا پہلے کی طرح ہو گیا' پھر فرمایا: اسے لے لو۔

۸۷۳۶ - وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ حِیْنَ یَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ یَمْسَحُ رَاْسَهٗ وَیَقُوْلُ بُؤْسَ ابْنُ سُمَیَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ خندق کھود رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ ان کے سر پر دستِ انور پھیرتے ہوئے فرما رہے تھے: اے ابن سمیہ! تمہیں مصیبت پہنچے گی' ایک باغی جماعت تمہیں قتل کرے گی۔ (مسلم)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر وارد ہونے والے اعتراض کا جواب

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: تمہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے تین معجزات کا بیان ہے کہ آپ نے تین غیبی خبریں ارشاد فرمائیں:

(۱) حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے (۲) وہ مظلوم ہوں گے (۳) ان کے قاتل باغی ہوں گے۔

اس حدیث پر اشکال ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل تھے اور انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت نے قتل کیا تھا۔ اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض لازم آتا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اس حدیث کی

روشنی میں واضح ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں اور ان کے مخالف غلطی پر ہیں' اس کے باوجود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت نہیں کی اور ان کی مخالفت سے رجوع نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مؤقف اجتہادی غلطی پر مبنی تھا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس حدیث میں تاویل کرتے تھے' اگرچہ ان کی یہ تاویل بھی اجتہادی خطا پر مبنی تھی مگر آپ مجتہد تھے اور مجتہد کو اجتہادی خطا کی بناء پر نشانۂ طعن نہیں بنایا جا سکتا۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ اس حدیث کی تاویل کرتے تھے کہ ہم باغی جماعت ہیں یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرنے والے ہیں اور یہ تاویل باطل ہے کیونکہ خون کا مطالبہ کرنے والا معنی یہاں مناسب نہیں' اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے قاتل کی مذمت کا بیان فرمایا ہے' اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ تاویل بھی منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت نے قتل کیا ہے' کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی ان کو لڑائی پر برانگیختہ کیا اور انجام کار ان کے قتل کا سبب بنے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس تاویل کے جواب میں کہا گیا کہ پھر تو لازم آئے گا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں کہ آپ نے ہی انہیں قتال پر برانگیختہ فرمایا تھا۔ (ملخصاً مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۴۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۳۷ - وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أُجْلِيَ الْأَحْزَابُ عَنْهُ الْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب (غزوۂ خندق میں) کفار کی جماعتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کر دی گئیں تو آپ نے فرمایا: اب ہم ان سے جنگ کریں گے' یہ ہم سے جنگ نہیں کریں گے' ہم ان کی طرف چل کر جائیں گے۔ (بخاری)

۸۷۳۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ أَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ أُخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَ فَأَشَارَ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق سے واپس تشریف لا کر ہتھیار اتارے اور غسل فرمایا تو جبریل علیہ السلام حاضر ہو گئے' وہ اپنے سر سے گرد و غبار جھاڑ رہے تھے' انہوں نے عرض کیا: آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے ہیں' واللہ! میں نے تو ہتھیار نہیں اتارے' آپ ان کی طرف تشریف لے چلئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہاں؟ انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے۔ (بخاری)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ أَنَسٌ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِيْ زُقَاقِ بَنِيْ غَنْمٍ مَوْكِبِ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ.

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو قریظہ کی طرف تشریف لے گئے' میں چشمِ تصور سے اس وقت جبریل علیہ السلام کے ساتھ آئے ہوئے سواروں کی وجہ سے بنو غنم کے گلی کوچوں میں گرد و غبار اڑتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

۸۷۳۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَّأَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم معجزات کو برکت شمار کیا کرتے تھے' جب کہ تم انہیں کفار کے ڈرانے کا سبب خیال کرتے ہو' ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ پانی کم ہو گیا آپ نے فرمایا:

فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اُطْلُبُوْا فَضْلَةً مِّنْ مَّاءٍ فَجَاءُوْا بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

بچا ہوا پانی تلاش کرو' لوگ ایک برتن لے کر حاضر ہوئے' جس میں تھوڑا سا پانی تھا' آپ نے اپنا دست اقدس اس برتن میں ڈالا' پھر فرمایا: آؤ! پاک کرنے والے برکت والے پانی کی طرف! اور اللہ کی برکت کی طرف! میں نے رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ پھوٹتا ہوا دیکھا اور ہم کھانے کی تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے حالانکہ وہ کھانا کھایا جاتا تھا۔ (بخاری)

۵۸۷۴۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ وَّهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهِ فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ لِاَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثَ مِائَةٍ اَوْزُهَاءُ ثَلَاثَ مِائَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مقام زوراء میں نبی پاک ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ایک برتن پیش کیا گیا' آپ نے برتن میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ پھوٹنے لگا اور لوگوں نے وضو کیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا: تین سو تھے' یا کہا: تقریباً تین سو تھے۔ (بخاری و مسلم)

انگلیوں سے پانی جاری ہونے کی کیفیت کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے برتن میں اپنا دستِ اقدس رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ اس میں نبی کریم ﷺ کا عظیم معجزہ ہے۔ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے پتھروں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے' یہ بھی عظیم معجزہ ہے' مگر پتھروں سے عادتاً بھی پانی کے چشمے جاری ہوتے رہتے ہیں اور انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہونا عظیم تر معجزہ ہے کہ عادتاً کبھی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری نہیں ہوئے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے فرمایا کہ چشمہ جاری ہونے کی کیفیت میں دو قول ہیں' جنہیں قاضی عیاض رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے: (۱) خود انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوا تھا' یہ مزنی اور اکثر علماء کا قول ہے اور پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہونے کی بہ نسبت یہ زیادہ عظیم معجزہ ہے۔ اس قول کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ پھوٹتا ہوا دیکھا (۲) اللہ تعالیٰ نے پانی کو زیادہ فرما دیا اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے جوش مار کر نکلنے لگا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۶۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' پہلے قول کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

حدیث پاک کے الفاظ سے صراحتاً معلوم ہو رہا ہے کہ پانی آپ کی مبارک انگلیوں سے جاری ہوا تھا۔ جمہور علماء کرام کا یہی نظریہ ہے' اسی لیے اس معجزہ کو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہونے والے معجزہ پر ترجیح دی ہے' لہٰذا جو حضرات کہتے ہیں کہ پانی زیادہ ہو کر انگلیوں کے درمیان سے جوش مار کر نکلنے لگا تھا' ان کا قول لائقِ التفات نہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۷۲' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۵۸۷۴۱ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز لوگوں کو پیاس لگی جب کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مشکیزہ تھا' آپ نے اس سے وضو فرمایا'

37 بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهٖ وَنَشْرَبُ اِلَّا مَا فِيْ رَكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيْلَ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پھر لوگ آپ کی جانب متوجہ ہوئے اور عرض کیا: آپ کے مشکیزے میں جو پانی ہے اس کے علاوہ ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لیے کوئی پانی نہیں ہے نبی کریم ﷺ نے مشکیزے میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی اُبلنے لگا' حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے پانی پیا اور وضو کیا' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم کتنے تھے؟ آپ نے فرمایا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہو جاتا' ہم پندرہ سو تھے۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٤٢ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَالْحُدَيْبِيَّةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهٗ فِيْهَا ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً فَاَرْوَوْا اَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰى ارْتَحَلُوْا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز ہم چودہ سو افراد رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے' حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے' ہم نے اس کا سارا پانی نکال لیا اور اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا' نبی کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ تشریف لا کر کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے' پھر آپ نے پانی کا برتن منگوا کر وضو فرمایا' پھر کلی فرمائی اور دعا فرمائی' پھر پانی کنویں میں ڈال دیا' پھر فرمایا: اسے ایک گھڑی تک چھوڑے رکھنا' لوگ خود سیراب ہوئے اور اپنی سواریوں کو سیراب کیا حتیٰ کہ کوچ کر گئے۔ (بخاری)

حدیبیہ کے روز صحابہ کرام کی تعداد میں مذکور مختلف روایات میں تطبیق

حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت میں ہے کہ حدیبیہ کے روز پندرہ سو صحابہ تھے اور حضرت براء رضی اللہ عنہ والی اس روایت میں چودہ سو کی تعداد مذکور ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ مختلف روایات میں تطبیق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ صحابہ کی تعداد چودہ سو سے زائد اور پندرہ سو سے کم تھی۔ جس نے کسر کا اعتبار نہیں کیا' اس نے چودہ سو کہہ دیا اور جس نے کسر کا اعتبار کیا اس نے پندرہ سو کہہ دیا۔ بعض نے اپنی اطلاع کے مطابق تیرہ سو کہہ دیا اور بعض نے بچوں وغیرہ کو ساتھ شامل کرتے ہوئے سولہ سو اور سترہ سو کہہ دیا اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی ہے کہ صحابہ کرام ایک ہزار پانچ سو پچیس تھے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۴۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٧٤٣ - وَعَنْ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكٰى اِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيْهِ اَبُوْ رَجَاءٍ وَنَسِيَهٗ عَوْفٌ وَّدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اِذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَاَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ اَوْ

حضرت عوف رضی اللہ عنہ' حضرت ابورجاء رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے' لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی' آپ نیچے تشریف لائے اور فلاں شخص کو بلایا' حضرت ابورجاء اس کا نام بیان کرتے تھے لیکن حضرت عوف اس کا نام بھول گئے' اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: جاؤ! پانی کی تلاش کرو' وہ چل پڑے' ان کی ایک عورت سے ملاقات ہوئی'

سَطِيْحَتَيْنِ مِنْ مَّاءٍ فَجَاءَ ابِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيْرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيْهِ مِنْ اَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ وَنُوْدِيَ فِي النَّاسِ اِسْقُوْا فَاسْتَقَوْا قَالَ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا حَتّٰى رَوِيْنَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَّعَنَا وَاِدَاوَةٍ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا وَاِنَّهُ لَيُخَيَّلُ اِلَيْنَا اَنَّهَا اَشَدُّ مِلْئَةً مِّنْهَا حِيْنَ ابْتُدِئَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جو دو مشکیزوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی' وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں لے آئے اور اس کو اونٹ سے نیچے اتار دیا' نبی کریم ﷺ نے برتن منگوایا اور دونوں مشکیزوں کے منہ سے برتن میں پانی انڈیلا اور لوگوں کو آواز دی گئی کہ پانی پی لو' لوگوں نے پانی پیا' فرماتے ہیں کہ ہم چالیس پیاسے مردوں نے پانی پیا حتیٰ کہ ہم سیراب ہو گئے اور ہم نے اپنے مشکیزے اور برتن پانی سے بھر لیے' اللہ کی قسم! جب مشکیزے کو بند کیا گیا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ پہلے سے زیادہ بھرا ہوا ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٤٤ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكُمْ تَسِيْرُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَاْتُوْنَ الْمَاءَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غَدًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا يَلْوِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ فَبَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ فَمَالَ عَنِ الطَّرِيْقِ فَوَضَعَ رَاْسَهُ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِيْ ظَهْرِهِ ثم قَالَ ارْكَبُوْا فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَاةٍ كَانَتْ مَعِيَ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا وُضُوْءًا دُوْنَ وُضُوْءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ ثُمَّ قَالَ احْفَظْ عَلَيْنَا مِيْضَاتَكَ فَسَيَكُوْنُ لَهَا نَبَاٌ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ وَرَكِبَ وَرَكِبْنَا مَعَهُ فَانْتَهَيْنَا اِلَى النَّاسِ حِيْنَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْنَا وَعَطِشْنَا فَقَالَ لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ وَدَعَا بِالْمِيْضَاةِ فَجَعَلَ يَصُبُّ وَاَبُوْ قَتَادَةَ يَسْقِيْهِمْ فَلَمْ يَعْدُ اَنْ رَاَى النَّاسُ مَاءً فِي الْمِيْضَاةِ تَكَابُّوْا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسِنُوا الْمَلَاَ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: تم رات بھر سفر کرو' اور اگر اللہ نے چاہا تو کل صبح پانی تک پہنچ جاؤ گے' لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے بغیر سفر کرتے رہے۔ ابوقتادہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر فرماتے رہے حتیٰ کہ نصف رات ہو گئی' آپ راستے سے ہٹ گئے اور اپنا سر مبارک نیچے رکھ کر لیٹ گئے اور فرمایا: تم لوگ ہماری نماز کا خیال رکھنا' پھر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ ہی بیدار ہوئے جب کہ سورج آپ کی پشت اقدس پر آ چکا تھا' پھر فرمایا: سوار ہو جاؤ! تو ہم سوار ہو گئے اور چلنے لگے حتیٰ کہ جب سورج بلند ہو گیا تو آپ نیچے تشریف لائے' پھر میرے پاس جو وضو کا برتن تھا' وہ منگوایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا اور اس سے عام اوقات کی بہ نسبت ہلکا وضو فرمایا' فرماتے ہیں کہ برتن میں تھوڑا سا پانی باقی تھا' پھر فرمایا: ہماری خاطر اپنے برتن کی حفاظت کرنا' عنقریب اس سے ایک عظیم خبر ظاہر ہو گی' پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اذان دی اور رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت ادا فرمائیں' پھر صبح کی نماز پڑھائی اور سوار ہو گئے' ہم بھی آپ کے ساتھ سوار ہو گئے' پھر ہم لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے جب دن لمبا ہو چکا تھا' اور ہر چیز گرم ہو چکی تھی اور لوگ عرض کر رہے تھے: یا رسول اللہ! ہم پیاس سے ہلاک ہو گئے ہیں' فرمایا: تم پر کوئی ہلاکت نہیں آئے گی' آپ نے وضو کا برتن منگوایا اور پانی انڈیلنے لگے' اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو پانی پلانے لگے' جونہی لوگوں نے برتن میں پانی دیکھا (کہ صرف یہی پانی ہے) تو اس پر ٹوٹ پڑے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اطمینان رکھو! تم سب سیر ہو جاؤ گے' لوگ مطمئن ہو گئے' رسول اللہ ﷺ پانی انڈیلنے لگے اور میں انہیں پلانے لگا' حتیٰ کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی باقی نہ بچا' پھر آپ نے پانی انڈیلا اور مجھے فرمایا: پی لو' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جب تک آپ

كُلُّكُمْ سَيَرْوٰى قَالَ فَفَعَلُوْا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُبُّ وَاَسْقِيْهِمْ حَتّٰى مَا بَقِيَ غَيْرِىْ وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ فَقَالَ لِىْ اِشْرَبْ فَقُلْتُ لَا اَشْرَبُ حَتّٰى تَشْرَبَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ قَالَ فَاَتَى النَّاسُ الْمَاءَ جَامِّيْنَ رِوَاءً رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا فِيْ صَحِيْحِهٖ وَكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَجَامِعِ الْاُصُوْلِ وَزَادَ فِي الْمَصَابِيْحِ بَعْدَ قَوْلِهٖ اٰخِرُهُمْ لَفْظَةَ شُرْبًا وَّقَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ اِنَّ تَاْخِيْرَ قَضَاءِ الصَّلٰوةِ بِلَا عُذْرٍ كَبِيْرَةٌ لَا تَزُوْلُ بِالْقَضَاءِ بَلْ بِالتَّوْبَةِ اَوِ الْحَجِّ مِنَ الْعُذْرِ الْعَدُوُّ وَخَوْفُ الْقَابِلَةِ مَوْتُ الْوَلَدِ لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخَّرَهَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ اِنْتَهٰى وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَاْخِيْرُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هُوَ لِعُذْرٍ رَجَاءَ اَنْ يَّصِلَ اِلَى الْمَاءِ اَوْ لِعُذْرِ خُرُوْجِ وَقْتِ الْكَرَاهَةِ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ قَوْلُهٗ فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ.

نوش نہیں فرمائیں گے میں پانی نہیں پیوں گا' آپ نے فرمایا: بے شک قوم کو پلانے والا سب سے آخر میں ہوتا ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے پانی پیا اور رسول اللہ ﷺ نے پانی نوش فرمایا' پھر لوگ آسودہ اور سیر ہو کر پانی تک پہنچے۔ (مسلم) اسی طرح صحیح مسلم میں ہے' اسی طرح کتاب حمیدی اور جامع الاصول میں ہے اور مصابیح میں ''آخرھم'' کے بعد ''شربًا'' کے الفاظ زائد ہیں۔ صاحب درمختار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بلاعذر نماز کی قضاء میں تاخیر کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ یہ گناہ قضاء سے معاف نہیں ہوتا بلکہ توبہ یا حج سے معاف ہوتا ہے' دشمن کا خوف اور دایہ کو بچے کی موت کا خوف تاخیر کا عذر ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خندق کے روز نماز مؤخر فرمائی تھی' اور ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث پاک میں نبی پاک ﷺ کی تاخیر یا تو اس عذر کی وجہ سے تھی کہ پانی تک پہنچنے کی امید تھی یا اس عذر کی وجہ سے تھی کہ کراہت کا وقت نکل جائے' جس طرح کہ حدیث پاک کے ان الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ ہم سوار ہوئے اور چل پڑے حتیٰ کہ سورج بلند ہو گیا۔

ف: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قوم کو پلانے والا سب سے آخر میں ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ساقی کے آداب میں سے یہ ہے کہ پہلے دوسروں کو پلائے اور خود آخر میں پیے۔ اگرچہ ظاہراً ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پانی پلا رہے تھے مگر حقیقت میں ساقی رسول اللہ ﷺ تھے' اس لیے آپ نے آخر میں پانی نوش فرمایا۔ (ملخصاً اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۷۴' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨٧٤٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَزَلْنَا وَادِيًا اَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ حَاجَتَهٗ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهٖ وَاِذَا شَجَرَتَيْنِ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اِحْدَاهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ اِنْقَادِيْ عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِيْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے ایک کشادہ وادی میں اترے' رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے' آپ نے کوئی ایسی چیز نہ پائی جس سے آڑ کر سکیں' اچانک وادی کے کنارے پر دو درخت دیکھے' رسول اللہ ﷺ ان میں سے ایک درخت کی طرف چل کر گئے اور اس کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا: اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر' وہ درخت اس طرح آپ کے پیچھے چلنے لگا جس طرح نکیل والا اونٹ کھینچنے والے کے پیچھے چلتا ہے' حتیٰ کہ دوسرے درخت کے قریب پہنچے اور اس کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا: اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر' تو

يُصَابِعُ قَائِدَهُ حَتّٰى اَتَى الشَّجَرَةَ الْاُخْرٰى فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِىْ عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا قَالَ الْتَئِمَا عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَاَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِىْ فَحَانَتْ مِنِّىْ لَفْتَةٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا وَاِذَا الشَّجَرَتَيْنِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وہ بھی اسی طرح آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا' یہاں تک کہ جب آپ دونوں درختوں کے درمیان پہنچے تو فرمایا: اللہ کے حکم سے مجھ پر مل جاؤ' تو وہ دونوں آپس میں مل گئے' میں بیٹھ کر اپنے دل میں باتیں کرنے لگا اور میری توجہ ایک طرف ہو گئی' اچانک میں نے رسول اللہ ﷺ کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا' وہ دونوں درخت جدا ہو چکے تھے اور ان میں سے ہر ایک اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا تھا۔ (مسلم)

٨٧٤٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ حَزِيْنٌ قَدْ تَخَضَّبَ بِالدَّمِ مِنْ فِعْلِ اَهْلِ مَكَّةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ تُحِبُّ اَنْ نُرِيَكَ اٰيَةً قَالَ نَعَمْ فَنَظَرَ اِلٰى شَجَرَةٍ مِنْ وَّرَائِهٖ فَقَالَ اُدْعُ بِهَا فَدَعَا بِهَا فَجَاءَتْ فَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ فَاَمَرَهَا فَرَجَعَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبِىْ حَسْبِىْ رَوَاهُ الدَّارَمِىُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام' نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' آپ غمگین حالت میں بیٹھے ہوئے تھے اور مکہ والوں کی حرکت سے آپ خون آلودہ ہو چکے تھے' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ کوئی نشانی دیکھنا پسند کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جبریل علیہ السلام نے اپنے پیچھے ایک درخت کی طرف دیکھ کر کہا: اسے بلایئے! آپ نے اسے بلایا تو وہ درخت آ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا' پھر عرض کیا: اسے واپس لوٹ جانے کا حکم دیجئے' آپ نے اسے حکم دیا تو وہ واپس لوٹ گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کافی ہے! مجھے کافی ہے! (دارمی)

٨٧٤٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِىٌّ فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ وَمَنْ يَّشْهَدُ عَلٰى مَا تَقُوْلُ قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِىْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا فَشَهِدَتْ ثَلَاثًا اَنَّهٗ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَنْبَتِهَا رَوَاهُ الدَّارَمِىُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے کہ ایک اعرابی آیا' جب وہ قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' اس نے کہا: آپ جو کچھ فرما رہے ہیں' اس پر کون گواہ ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ خاردار درخت' پھر رسول اللہ ﷺ نے اس درخت کو بلایا اور وہ جنگل کے کنارے پر تھا' وہ درخت زمین چیرتا ہوا حاضر ہوا' یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا' آپ نے اس سے تین مرتبہ گواہی طلب کی اور اس نے آپ کے حکم کے مطابق تین مرتبہ گواہی دی' پھر وہ واپس اپنی جگہ لوٹ گیا۔ (دارمی)

٨٧٤٨ - وَعَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا مَّنْ اٰذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا

حضرت معن بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جس رات کو جنوں نے قرآن مجید کی تلاوت سنی تھی' اس وقت نبی کریم ﷺ کو جنوں کے متعلق کس نے خبر دی تھی؟

الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْكَ يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

انہوں نے فرمایا کہ تمہارے والد ماجد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ ایک درخت نے جنوں کے متعلق خبر دی تھی۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٤٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں کیسے پہچانوں گا کہ آپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر میں اس کھجور کے خوشہ کو بلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں' پھر رسول اللہ ﷺ نے اس خوشہ کو بلایا تو وہ درخت سے نیچے اترنے لگا' حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر گر پڑا' پھر آپ نے فرمایا: واپس لوٹ جا! تو وہ واپس چلا گیا' پس اس اعرابی نے اسلام قبول کر لیا۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے)

٨٧٥٠ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ خَرَجَ اَبُوْ طَالِبٍ اِلَى الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَشْيَاخٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا اَشْرَفُوْا عَلَى الرَّاهِبِ هَبَطُوْا فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ اِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ وَكَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ يَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا يَخْرُجُ اِلَيْهِمْ قَالَ فَهُمْ يَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتّٰى جَاءَ فَاَخَذَ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ فَقَالَ لَهٗ اَشْيَاخٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مَا عِلْمُكَ فَقَالَ اِنَّكُمْ حِيْنَ اَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَّلَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَّلَا يَسْجُدَانِ اِلَّا لِنَبِيٍّ وَّاِنِّيْ اَعْرِفُهٗ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ اَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوْفِ كَتِفِهٖ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا اَتَاهُمْ بِهٖ وَكَانَ هُوَ فِيْ رِعْيَةِ الْاِبِلِ فَقَالَ اَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاَقْبَلَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهٗ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوْهُ اِلٰى فَيْءِ شَجَرَةٍ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ انْظُرُوْا اِلٰى فَيْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ اَيُّكُمْ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطالب ملک شام کی طرف گئے' اور نبی کریم ﷺ بھی قریش کے چند سرداروں کے ہمراہ ان کے ساتھ تشریف لے گئے' جب وہ راہب کے قریب پہنچے تو سواریوں سے نیچے اتر آئے اور اپنے کجاوے اتار کر رکھ دیئے' راہب باہر نکل کر ان کے استقبال کے لیے آیا' حالانکہ اس سے پہلے بھی لوگ اس کے قریب سے گزرتے تھے' لیکن وہ باہر نکل کر ان کے پاس نہیں آتا تھا' لوگ اپنے کجاوے اتارنے لگے تو راہب ان کے درمیان آ کر کسی کو تلاش کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے آ کر رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑ لیا اور کہنے لگا: یہ تمام جہان والوں کے سردار ہیں' یہ رب العالمین کے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ انہیں تمام جہان والوں کی طرف رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گا' قریش کے سرداروں نے راہب سے کہا: تمہیں کیسے علم ہوا؟ اس نے کہا: تم جب گھاٹی کی طرف سے آئے تھے تو ہر درخت اور پتھر سجدے میں گر پڑا تھا اور شجر وحجر صرف نبی کو ہی سجدہ کرتے ہیں' میں آپ کو مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو آپ کے کندھے کی ہڈی کے نیچے سیب کی طرح ہے' پھر وہ واپس گیا اور ان کے لیے کھانا تیار کیا' جب وہ کھانا لے کر آیا تو نبی کریم ﷺ اونٹ چرا رہے تھے' اس نے کہا: آپ کو بلاؤ' جب آپ تشریف لائے تو بادل آپ کے اوپر سایہ فگن تھا' جب آپ لوگوں کے قریب ہوئے تو وہ آپ سے پہلے ہی سائے میں بیٹھ چکے تھے' جب آپ تشریف فرما ہوئے تو درخت کا سایہ آپ پر جھک گیا' راہب نے کہا: درخت کے سائے کی طرف دیکھو' ان کی طرف جھک گیا ہے' پھر اس نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ بتلاؤ! ان کا قریبی رشتہ دار کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ابوطالب ہیں' تو وہ مسلسل

وَلِيُّـهُ قَالُوْا اَبُوْ طَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهُ حَتّٰى رَدَّهُ اَبُوْ طَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهُ اَبُوْ بَكْرٍ بِلَالًا وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ الْجَزْرِيُّ اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ وَّرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ اَوْ اَحَدُهُمَا وَذِكْرُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّبِلَالٍ فِيْهِ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّعَدَّهُ اَئِمَّتُنَا وَهْمًا وَهُوَ كَذٰلِكَ فَاِنَّ سَنَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ ذَاكَ اِثْنَتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَّاَبُوْ بَكْرٍ اَصْغَرُ مِنْهُ بِسَنَتَيْنِ وَبِلَالٌ لَعَلَّهُ لَمْ يَكُنْ وُّلِدَ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ اه فَيَحْتَمِلُ اَنَّهَا مُدْرَجَةٌ فِيْهِ مُنْقَطِعَةٌ مِّنْ حَدِيْثٍ اٰخَرَ.

انہیں قسمیں دیتا رہا حتیٰ کہ ابو طالب نے آپ کو واپس بھیج دیا' اور حضرت ابو بکر نے آپ کے ساتھ حضرت بلال کو بھیجا اور راہب نے زادِ راہ کے طور پر آپ کو کیک اور زیتون کا روغن دیا۔ (ترمذی) جزری نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں یا دونوں میں سے ایک کے ہیں' اور اس میں حضرت ابو بکر و بلال رضی اللہ عنہما کا ذکر غیر محفوظ ہے' ہمارے ائمہ نے اسے وہم قرار دیا ہے اور واقعی اسی طرح ہے کیونکہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال تھی اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ سے دو برس چھوٹے ہیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے ہوں گے' لہٰذا ہو سکتا ہے کہ حدیث میں یہ الفاظ مدرج ہوں (بعد میں شامل کیے گئے ہوں)' کسی اور حدیث سے منقطع ہوں۔

٨٧٥١ - وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِيْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا' ہم مکہ مکرمہ کے بعض اطراف میں گئے' جو درخت یا پہاڑ بھی آپ کے سامنے آتا' وہ کہتا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو! (ترمذی و دارمی)

ف: اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا بھی بیان ہے کہ پتھروں اور درختوں نے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرامت کا بھی بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے آپ نے شجر و حجر کا کلام سنا' نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز کے لیے اللہ رب العزت نے بے جان چیزوں کو بھی علم عطا فرمایا ہے اور وہ بھی آپ کو پہچانتی ہیں اور آپ کی رسالت کا اقرار کرتی ہیں' جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ سرکش جن و انس کے علاوہ زمین و آسمان کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ جب آپ کے اعزاز کے لیے بے جان چیزوں کو علم عطا فرما دیا جائے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خداداد وسعتِ علمی کا انکار کرنا کتنی حماقت و جہالت اور بدنصیبی ہے۔

٨٧٥٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِسْتَنَدَ عَلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اِسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ فرماتے تو مسجد کے ستونوں میں سے کھجور کے تنے کے ایک ستون کا سہارا لیتے' جب آپ کے لیے منبر تیار کر دیا گیا اور آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کے جس تنے کا سہارا لے کر آپ خطبہ ارشاد فرماتے تھے' وہ آہ و زاری کرنے لگا' قریب تھا کہ وہ (شدتِ گریہ سے) پھٹ جاتا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیچے تشریف لائے اور اسے پکڑ کر اپنے ساتھ چمٹا لیا اور وہ اس بچے کی طرح رونے لگا' جسے چپ کرایا جا رہا ہو' حتیٰ کہ اسے قرار آ گیا' آپ نے فرمایا کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا' اس وجہ سے رو رہا ہے۔ (بخاری)

كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

٨٧٥٣ - وَعَنْهُ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً مِنْ اَهْلِ خَيْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَّصْلِيَّةً ثُمَّ اَهْدَتْهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّرَاعَ فَاَكَلَ مِنْهَا وَاَكَلَ رَهْطٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَرْسَلَ اِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ فَدَعَاهَا فَقَالَ سَمَّمْتِ هٰذَا الشَّاةَ فَقَالَتْ مَنْ اَخْبَرَكَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ هٰذِهٖ فِيْ يَدِيْ لِلذِّرَاعِ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ اِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَنْ تَضُرَّهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ نَبِيًّا اِسْتَرَحْنَا مِنْهُ فَعَفَا عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا وَتُوُفِّيَ اَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ اَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَاحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كَاهِلِهٖ مِنْ اَجْلِ الَّذِيْ اَكَلَ مِنَ الشَّاةِ حَجَمَهٗ اَبُوْ هِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَةِ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِيْ بَيَاضَةَ مِنَ الْاَنْصَارِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودیہ عورت نے ایک بھنی ہوئی بکری کو زہر آلود کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بہ طور ہدیہ پیش کر دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کا بازو پکڑ کر اس سے تناول فرمانے لگے' اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے بھی کھایا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ہاتھ اٹھالو' اور یہودیہ عورت کی طرف آدمی بھیج کر اسے بلایا' اور فرمایا کہ تو نے اس بکری کو زہر آلود کیا ہے' اس نے کہا: آپ کو کس نے خبر دی ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے ہاتھ میں بکری کا جو بازو ہے' اس نے مجھے خبر دی ہے' اس نے کہا: ہاں! میں نے سوچا کہ اگر وہ نبی ہوئے تو یہ زہر ہرگز انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اگر وہ نبی نہ ہوئے تو ہمیں ان سے نجات مل جائے گی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرمادیا اور اسے سزا نہ دی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن صحابہ کرام نے بکری کا گوشت کھایا تھا' ان کی وفات ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا گوشت کھانے کے اثر کی وجہ سے اپنے کندھوں کے درمیان پچھنے لگوائے' اور ابوہند نے سنگی اور چھری کے ساتھ آپ کو پچھنے لگائے' ابوہند بنو بیاضہ انصار کے غلام تھے۔ (ابوداؤد' دارمی)

زہر آلود گوشت کھلانے والی' یہودیہ عورت کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودیہ عورت کو معاف فرمادیا۔

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس میں اختلاف ہے' کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے حکم سے اس عورت کو قتل کر دیا گیا تھا۔ دونوں روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو اسے معاف فرمادیا تھا لیکن جب زہر آلود گوشت کھانے کی وجہ سے حضرت بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قصاص میں اس عورت کو قتل کروادیا اور مواہب میں ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ وہ اسلام لے آئی تھی اور قتل نہیں کی گئی تھی اور بعض محققین نے کہا کہ حدیث کے الفاظ "فعفا عنها" کا مفہوم یہ ہے کہ پہلے آپ نے اسے چھوڑ دیا تھا کیونکہ آپ اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیتے تھے' پھر جب بشر بن براء بن معرور کا انتقال ہوا تو آپ نے قصاص میں اس عورت کے قتل کا حکم ارشاد فرمایا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷۷۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٧٥٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْمَعُوْا لِيْ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنَ الْيَهُوْدِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زہر آلود بکری کا ہدیہ پیش کیا گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو یہودی یہاں موجود ہیں' انہیں میرے پاس اکٹھا کرو' وہ یہودی آپ کے پاس جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا' میں تم سے ایک چیز کے

فَجَمَعُوْا لَهُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَبُوْكُمْ قَالُوْا فُلَانٌ قَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوْكُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ قَالَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهُ فِيْ أَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ أَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا أَنْ نَسْتَرِيْحَ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَمْ يَضُرَّكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

متعلق سوال کرتا ہوں' کیا تم اس کے متعلق میری تصدیق کرو گے' انہوں نے کہا: ہاں! اے ابوالقاسم! رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا: فلاں' آپ نے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے' انہوں نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے اور درست کہا ہے' آپ نے فرمایا: اگر میں تم سے کسی چیز کے متعلق سوال کروں تو کیا تم اس کے متعلق میری تصدیق کرو گے' انہوں نے کہا: ہاں! اے ابوالقاسم! اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ پہچان لیں گے جس طرح ہمارے باپ کے متعلق آپ نے پہچان لیا ہے' آپ نے انہیں فرمایا: جہنمی کون ہیں' انہوں نے کہا: ہم جہنم میں تھوڑی مدت رہیں گے' پھر ہمارے بعد تم اس میں رہو گے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جہنم میں ذلیل ہو کر پڑے رہو! اللہ کی قسم! ہم اس میں کبھی بھی تمہارے خلیفہ نہیں بنیں گے' پھر آپ نے فرمایا: اگر میں تم سے کسی چیز کے متعلق سوال کروں گا تو کیا تم میری تصدیق کرو گے' انہوں نے کہا: ہاں! اے ابوالقاسم! آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے' انہوں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ انہوں نے کہا: ہم نے ارادہ کیا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوئے تو ہمیں آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر آپ سچے ہوئے تو یہ زہر آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (بخاری)

٨٧٥٥ - وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوْصِي الْحَافِرَ يَقُوْلُ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِيَ امْرَأَتِهِ فَأَجَابَ وَنَحْنُ مَعَهُ فَجِيْءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَأَكَلُوْا فَنَظَرْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْكُ لُقْمَةً فِيْ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا فَأَرْسَلَتِ الْمَرْأَةُ تَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُرْسِلْتُ إِلَى النَّقِيْعِ وَهُوَ مَوْضِعٌ يُّبَاعُ فِيْهِ الْغَنَمُ لِيَشْتَرِيَ لِيْ شَاةً فَلَمْ تُوْجَدْ

حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد ماجد سے' وہ ایک انصاری مرد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ میں گئے' میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قبر پر تشریف فرما تھے اور قبر کھودنے والے کو ہدایات ارشاد فرما رہے تھے کہ اس کے پاؤں کی جانب سے قبر کشادہ بنانا' سر کی جانب سے قبر کشادہ بنانا' جب آپ واپس تشریف لائے تو فوت ہونے والے شخص کی بیوی کی طرف سے ایک بلانے والا شخص آیا' آپ نے عرض قبول فرمائی اور ہم بھی آپ کے ہمراہ تھے' کھانا لایا گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھایا' پھر لوگوں نے ہاتھ بڑھائے اور سب نے کھانا شروع کر دیا' ہم نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا' آپ اپنے منہ میں لقمہ چبا رہے تھے' پھر آپ نے فرمایا: میں ایسی بکری کا گوشت محسوس کر رہا ہوں' جسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر پکڑا گیا ہے' اس عورت نے بارگاہِ اقدس میں پیغام بھیجا کہ یا رسول اللہ! میں نے نقیع کی طرف بکری خریدنے کے لیے اپنا خادم بھیجا تھا' نقیع اس جگہ کا نام ہے جہاں بکریاں فروخت ہوتی تھیں' وہاں

فَاَرْسَلْتُ اِلٰی جَارٍ لِّیْ قَدِ اشْتَرٰی شَاۃً اَنْ یُّرْسِلَ بِھَا اِلَیَّ بِثَمَنِھَا فَلَمْ یُوْجَدْ فَاَرْسَلْتُ اِلَی امْرَاَتِہٖ فَاَرْسَلَتْ اِلَیَّ بِھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ الْاُسَارٰی رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ.

بکری نہ ملی تو میں نے اپنے پڑوسی کی طرف آدمی بھیجا' جس نے بکری خریدی تھی کہ وہ مجھے قیمتاً اپنی بکری دے دے' وہ پڑوسی نہ ملا' پھر میں نے اس کی بیوی کے پاس کسی کو بھیجا' اس نے مجھے بکری دے دی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔ (ابوداؤد' بیہقی' دلائل النبوۃ)

وَرَوَی الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ اِلٰی اَھْلِ الْمَیِّتِ وَصَنِیْعَھُمُ الطَّعَامَ مِنَ النِّیَاحَۃِ قَالَ صَاحِبُ رَدِّ الْمُحْتَارِ حَدِیْثُ عَاصِمٍ وَاقِعَۃُ حَالٍ لَّا عُمُوْمَ لَھَا مَعَ اِحْتِمَالِ سَبَبٍ خَاصٍ بِخِلَافِ مَا فِیْ حَدِیْثِ جَرِیْرٍ مِّنَ الْعُمُوْمِ فَھُوَ یَدُلُّ عَلَی الْکَرَاھَۃِ مُطْلَقًا ھٰذَا مَذْھَبُنَا وَمَذْھَبُ غَیْرِنَا کَالشَّافِعِیَّۃِ وَالْحَنَابِلَۃِ.

امام احمد اور ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں: ہم میت والوں کے گھر جمع ہونے اور کھانا کھانے کو ماتم سے شمار کرتے تھے۔ صاحب رد المحتار کا بیان ہے کہ حضرت عاصم والی حدیث ایک واقعہ ہے' اس میں عموم نہیں نیز وہاں یہ احتمال بھی ہے کہ اس کا کوئی خاص سبب ہو' لیکن حضرت جریر والی حدیث میں عموم ہے' لہٰذا یہ مطلقاً کراہت پر دال ہے' ہمارا اور شافعیہ و حنابلہ کا یہی مذاہب ہے۔

میت کے گھر طعام کی تحقیق

حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے گھر بطورِ دعوت کھانا جائز ہے اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے گھر کھانا ممنوع ہے' لہٰذا اس مسئلہ کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے تا کہ تعارض کا وہم نہ رہے۔ میت کے گھر دعوتِ طعام کی مختلف صورتیں ہیں:

(۱) اگر میت کے بعض ورثاء نابالغ یا غائب ہوں یا ان کی رضامندی کا علم نہ ہو' ان صورتوں میں میت کے مال سے دعوتِ طعام کرنا ناجائز و حرام ہے۔

نابالغ اور یتیم ورثاء کے مال کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا وَّسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۝ (النساء:۱۰)

بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھرتے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے ۝

کسی کے مال میں اس کی رضامندی اور اذن کے بغیر تصرف کرنا ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ. (البقرہ:۱۸۸)

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

(۲) میت کے تمام ورثاء بالغ ہوں' ان کی باہمی رضامندی سے میت کے مال سے کھانا تیار کیا جائے یا کوئی بالغ اپنے حصہ سے یا کوئی دوسرا شخص اپنے مال سے کھانا تیار کرے لیکن اس سے مقصود محض دعوت و ضیافت ہو' جس طرح شادی وغیرہ کے موقع پر دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے' یہ بھی ممنوع ہے۔

امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

ہم صحابہ کرام میت کے ہاں جمع ہونے اور کھانے کا اہتمام کرنے کو ماتم شمار کرتے تھے۔

(سنن ابن ماجہ ص ۱۱۶، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں:

میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت ممنوع ہے کیونکہ یہ خوشی کے موقع پر مشروع ہے غم کے موقع پر نہیں اور یہ قبیح بدعت ہے۔

(فتح القدیر ج ۲ ص ۱۰۲، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ والی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میت کے گھر تشریف لے جانا مذکور ہے مگر وہ دعوتِ طعام نہ تھی' لہٰذا دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں۔

(۳) میت کے گھر ماتم اور نوحہ کرنے والی عورتیں جمع ہوں' ان کے لیے میت کے گھر سے یا میت کے اعزاء و اقرباء کی جانب سے کھانے کا اہتمام کرنا بھی ناجائز ہے۔ امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۳۴۰ھ فرماتے ہیں:

ایسے مجمع کے لیے میت کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی" قَالَ تَعَالٰی: وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ " (المائدہ:۲) "گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو"۔ نہ کہ اہل میت کا اہتمامِ طعام کرنا کہ سرے سے ناجائز ہے تو اس ناجائز مجمع کے لیے ناجائز تر ہوگا۔ کشف الغطاء میں ہے: اگر نوحہ کرنے والی عورتیں جمع ہوں تو اہل میت کے لیے دوسرے تیسرے دن کھانا پکوانا مکروہ ہے' کیونکہ اس میں گناہ پر اعانت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۶۵، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(۴) میت کے گھر والے اپنے خالص مال سے یا تمام ورثاء بالغ ہونے کی صورت میں ان کی رضامندی سے میت کے مال سے فقراء پر صدقہ کی نیت سے ایصالِ ثواب کے لیے کھانا تیار کریں اور یہ کھانا فقراء میں ہی تقسیم کیا جائے' یہ باعث ثواب اور مستحسن ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے: اگر میت کا ولی فقراء کے لیے کھانا تیار کرے تو مستحسن ہے' لیکن اگر ورثاء میں کوئی نابالغ ہو تو میت کے ترکہ سے کھانا تیار نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ قاضی خاں ج ۴ ص ۷۸۱، مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ)

(۵) اگر ایصالِ ثواب کی نیت سے کھانا تیار کیا جائے اور فقراء و اغنیاء سب کو کھانا کھلایا جائے' یہ بھی مستحسن ہے کیونکہ صرف فقراء کو کھانا کھلانا ہی باعث ثواب نہیں بلکہ نیک نیت سے اغنیاء کو کھانا کھلانا بھی باعثِ ثواب ہے۔

سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ میں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کے لیے حوض تیار کیا ہے' اس سے دوسرے اونٹ بھی پانی پی لیتے ہیں' کیا مجھے اس کا اجر حاصل ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ہر جاندار چیز پر اجر ہے۔ (سنن ابن ماجہ ص ۲۶۲، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس مسئلہ کی مکمل تفصیل کے لیے فتاویٰ رضویہ' جدید ایڈیشن' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور' ج ۹ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا مطبوعہ رسالہ "جلی الصوت لنهی الدعوت امام موت" ملاحظہ فرمائیں۔ یہ رسالہ اس مسئلہ پر بے نظیر تحقیق ہے۔

۸۷۵۶ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ اَنَّهُمْ سَارُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَاَطْنَبُوا السَّيْرَ حَتّٰی كَانَ عَشِيَّةً فَجَاءَ فَارِسٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ طَلَعْتُ

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے روز صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر کیا اور طویل سفر کیا حتیٰ کہ شام ہوگئی تو ایک سوار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا اور قبیلہ ہوازن کو دیکھا کہ

عَلٰی جَبَلٍ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا أَنَا بِهَوَازِنَ عَلٰی بَكْرَةِ أَبِيهِمْ بِظُعُنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ اِجْتَمَعُوا إِلٰی حُنَيْنٍ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ تِلْكَ غَنِيْمَةُ الْمُسْلِمِيْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِرْكَبْ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ فَقَالَ اِسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتّٰی تَكُوْنَ فِيْ أَعْلَاهُ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰی مُصَلَّاهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ حَسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَسَسْنَا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ حَتّٰی إِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ أَبْشِرُوْا فَقَدْ جَاءَ فَارِسُكُمْ فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلٰی خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ فَإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتّٰی وَقَفَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتّٰی كُنْتُ فِيْ أَعْلَا هٰذَا الشِّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ طَلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَلَمْ أَرَ أَحَدًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ قَالَ لَا إِلَّا مُصَلِّيًا أَوْ قَاضِيَ حَاجَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَّا تَعْمَلَ بَعْدَهَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَفِي الزَّيْلَعِيِّ وَشَرْحِ الْمُلْتَقٰی لِلْبَاقَانِيْ أَنَّ الْاِلْتِفَاتَ بِبَصَرِهٖ مُبَاحٌ لِأَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُلَاحِظُ أَصْحَابَهُ فِيْ صَلٰوتِهٖ بِمُوْقِ عَيْنَيْهِ۔

وہ اپنی عورتوں اور سواریوں کو لے کر حنین میں جمع ہو رہے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ کل یہ مسلمانوں کا مالِ غنیمت ہوگا' پھر فرمایا: آج رات ہمارا پہرہ کون دے گا؟ حضرت انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں یہ خدمت سرانجام دوں گا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار ہو جاؤ' وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے' فرمایا: اس گھاٹی کی طرف جاؤ اور اس کی بلندی پر چڑھ جاؤ' جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنی جائے نماز پر تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی' پھر فرمایا: کیا تم نے اپنا سوار دیکھا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں وہ نظر نہیں آیا' پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی اور رسول اللہ نماز پڑھاتے ہوئے گھاٹی کی طرف دیکھتے تھے' حتیٰ کہ جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: تمہیں خوش خبری ہو! تمہارا سوار آ گیا ہے' ہم درختوں کے درمیان سے گھاٹی کی طرف دیکھنے لگے تو انہیں آتے ہوئے پایا حتیٰ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: میں چلتے ہوئے اس گھاٹی کی چوٹی پر پہنچ گیا' جہاں پہنچنے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا' جب صبح ہوئی تو میں ان دونوں گھاٹیوں پر چڑھ گیا اور مجھے کوئی شخص بھی نظر نہیں آیا' رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تم اس رات نیچے اترے تھے' عرض کیا: نہیں! صرف نماز پڑھنے کے لیے یا قضائے حاجت کے لیے اترا تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد تم کوئی عمل نہ بھی کرو' تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد) زیلعی اور شرح الملتقی للباقانی میں ہے کہ آنکھ کے ساتھ دیکھنا مباح ہے' کیونکہ نبی پاک ﷺ نماز میں اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گوشۂ چشم سے ملاحظہ فرماتے تھے۔

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ! کل یہ مسلمانوں کا مالِ غنیمت ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے جانتے تھے کہ کل کیا ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے: ''وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا '' (لقمان: ۳۴) ''کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا کمائے گا''۔ اس آیت میں ذاتی علم کی نفی ہے کہ کوئی شخص از خود نہیں جان سکتا کہ کل

کیا ہوگا۔

۸۷۵۷ - وَعَنْ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُفُّهَا إِرَادَةً اَنْ لَّا تُسْرِعَ وَاَبُوْسُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَّكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِيْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِيْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا فَقَالُوْا يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِي الْاَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قَصُرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هٰذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ ثُمَّ اَخَذَ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اِنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهٖ فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حنین کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا' جب مسلمانوں اور کفار کا مقابلہ ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر کو ایڑ لگا کر کفار کی جانب دوڑا رہے تھے' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام تھامے ہوئے اسے تیز بھاگنے سے روک رہا تھا' اور ابوسفیان بن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس! اصحاب سمرہ کو بلاؤ' حضرت عباس رضی اللہ عنہ بلند آواز مرد تھے' فرماتے ہیں کہ میں نے بلند آواز سے پکارا: اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میری آواز سنتے ہی وہ اس طرح واپس پلٹے' جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف واپس پلٹتی ہے' انہوں نے عرض کیا: ہم حاضر ہیں! ہم حاضر ہیں! اور کفار سے لڑائی شروع کر دی اور انصار کو پکار رہے تھے: اے گروہِ انصار! اے گروہِ انصار! پھر بنو حارث بن خزرج کو پکارا گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خچر پر تشریف فرما ہو کر اس طرح دیکھا جیسے آپ گردن لمبی کیے ہوئے ان کی لڑائی کا منظر ملاحظہ فرما رہے ہوں' آپ نے فرمایا: اس وقت جنگ کا تنور بھڑک اٹھا ہے' پھر آپ نے کنکریاں پکڑیں اور انہیں کفار کے چہروں کی طرف پھینکا' پھر فرمایا: رب محمد کی قسم! کافروں کو شکست ہوگئی' ان کی شکست کا باعث یہی تھا کہ آپ نے ان کی طرف کنکریاں پھینکی تھیں' میں مسلسل دیکھ رہا تھا کہ ان کا زور ٹوٹ چکا ہے اور ان کی حالت ذلت سے دوچار ہو چکی ہے۔ (مسلم)

۸۷۵۸ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَوَلّٰى صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهٖ وُجُوْهَهُمْ فَقَالَ شَاهَتِ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ حنین میں شرکت کی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے' جب کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا تو آپ خچر سے نیچے تشریف لائے' پھر زمین سے مٹی کی ایک مٹھی بھری اور کفار کے چہروں کی طرف پھینکی اور فرمایا: ان کے چہرے بگڑ گئے' اللہ تعالیٰ نے اس مٹھی سے ان کے ہر شخص کی آنکھوں میں مٹی بھر دی' اور وہ پشت پھیر کر بھاگ گئے اور اللہ تعالیٰ

الْوُجُوْهُ فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَاَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ وَقَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نے انہیں شکست دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا۔ (مسلم)

۸۷۵۹ - وَعَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ يَا اَبَا عُمَارَةَ فَرَرْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ خَرَجَ شَبَانُ اَصْحَابِهٖ لَيْسَ عَلَيْهِمْ كَثِيْرُ سَلَاحٍ فَلَقُوْا قَوْمًا رُمَاةً لَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَّا يَكَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا هُنَاكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ يَقُوْدُهٗ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ وَقَالَ اَنَا النَّبِیُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَلِلْبُخَارِيِّ مَعْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ الْبَرَاءُ كُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِيْ بِهٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِيْ يُحَاذِيْهِ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابواسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوعمارہ! کیا تم حنین کے روز بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے پشت نہیں پھیری تھی بلکہ چند نوجوان صحابہ کرام علیہم الرضوان آگے نکل گئے تھے' ان کے پاس زیادہ ہتھیار نہیں تھے اور ان کا سامنا ایسی تیر انداز قوم سے ہوا' جن کا کوئی تیر خطا نہیں جاتا تھا' ان لوگوں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان پر اس طرح تیر برسائے کہ ان کا کوئی تیر نشانہ سے خطا نہیں ہوتا تھا' پھر یہ نوجوان رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے' رسول اللہ ﷺ ایک سفید خچر پر سوار تھے اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اس کے آگے آگے چل رہے تھے' آپ نیچے تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی اور فرمایا: میں نبی ہوں' اس میں کوئی جھوٹ نہیں' میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں' پھر آپ نے مسلمانوں کی صف بندی فرمائی۔ (مسلم) اور بخاری شریف میں اس کے ہم معنی روایت ہے' اور بخاری و مسلم دونوں کی روایت ہے کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جب جنگ زوروں پر ہوتی تو ہم رسول اللہ ﷺ کی آڑ میں اپنے آپ کو بچاتے اور ہم میں سے بہادر وہ ہوتا تھا' جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی اپنے دادا جان کی طرف نسبت کرنے کی حکمت

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نبی ہوں' اس میں جھوٹ نہیں' میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دادا عبدالمطلب کی طرف نسبت کیوں کی؟ اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ کی طرف نسبت نہیں کی؟ نیز آپ نے اس نسبت پر اظہار فخر فرمایا حالانکہ نسب پر فخر کرنا تو عمل جاہلیت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اپنے دادا جان کی طرف نسبت زیادہ مشہور تھی کیونکہ آپ کے والد ماجد سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تو جوانی کے عالم میں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زندگی میں انتقال فرما گئے تھے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ایک مشہور شخصیت تھے اور مکہ میں سردار تھے' لوگ شہرت کی بناء پر نبی کریم ﷺ کو آپ کے دادا جان کی طرف منسوب کر کے ابن عبدالمطلب ہی کہا کرتے تھے' نیز مکہ والوں میں یہ بات مشہور تھی کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے متعلق بشارت دی گئی تھی کہ عنقریب آپ کا ظہور ہوگا اور آپ عظیم شان کے حامل ہوں گے' نیز حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ نبی کریم ﷺ کا ظہور ہوگا اور یہ خواب بھی مکہ والوں میں مشہور تھا۔ نبی کریم ﷺ کا مقصود مکہ والوں کو یہ خواب یاد دلانا تھا اور انہیں اس بات پر متنبہ کرنا مقصود تھا کہ آپ کو دشمنوں پر غلبہ

حاصل ہوگا اور انجام کار فتح آپ کی ہوگی۔ (شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۱۰۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

میدانِ جہاد میں دشمنانِ اسلام کے سامنے اظہار فخر کرنا ممنوع نہیں اور مذکورہ حدیث اس کے جواز کی دلیل ہے اور نبی کریم ﷺ کا اپنے دادا جان عبدالمطلب کی طرف نسبت کو فخریہ طور پر بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے دادا جان مؤمن تھے ورنہ آپ ان کی نسبت پر اظہار فخر نہ فرماتے۔

۸۷۶۰ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَّعَهٗ يَدَّعِي الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الَّذِیْ تُحَدِّثُ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ اَمَا اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَبِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ وَّقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ يَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے روز ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر تھے، رسول اللہ ﷺ نے اسلام کا دعویٰ کرنے والے ایک شخص کے متعلق فرمایا: یہ جہنمی ہے، جب لڑائی شروع ہوئی، اس شخص نے سخت ترین لڑائی کی اور شدید زخمی ہوگیا، ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! اس شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے، جس کے متعلق آپ فرمار ہے تھے کہ یہ جہنمی ہے، اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سخت ترین لڑائی کی ہے اور شدید زخمی ہوگیا ہے، آپ نے فرمایا: سن لو! یقیناً وہ جہنمی ہے، قریب تھا کہ کچھ لوگ شک میں مبتلا ہو جاتے کہ اسی دوران اچانک اس شخص کو زخم کی تکلیف محسوس ہوئی اور اس نے اپنے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھا کر ایک تیر کھینچا اور خود کو اس سے ذبح کرلیا۔ مسلمان دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچا کر دکھلایا، فلاں شخص نے خود کو ذبح کرلیا ہے اور اپنے آپ کو قتل کر ڈالا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ بہت بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، اے بلال! کھڑے ہو کر اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہوگا، بے شک اللہ تعالیٰ فاسق آدمی کے ذریعے دین کو تقویت عطا فرماتا ہے۔ (بخاری)

دینی خدمات سر انجام دینے والا بھی بدمذہب ہوسکتا ہے

اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فاسق و فاجر شخص کے ذریعہ دین کی تائید فرماتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی گمراہ اور بدمذہب شخص علومِ دینیہ کی ترویج و اشاعت، مساجد کی تعمیر، مدارس کے قیام اور وعظ و تبلیغ جیسے اُمور کے ذریعے دین کی خدمت کا فریضہ سر انجام دے تو یہ خدمت اس کے حق پر ہونے کی سند نہیں ہوسکتی۔ حدیث میں مذکور شخص اُس لشکرِ اسلام کی تائید میں جان کی بازی لگا رہا تھا، جس لشکر میں خود رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، آج بھی اگر کوئی شخص مسجد نبوی یا کعبۃ اللہ کی خدمت میں بھی مصروف ہو، مگر اس کا عقیدہ محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعلیمات کے منافی ہو تو اسے حق پر قرار نہیں دیا جاسکتا۔

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

مذکورہ حدیث میں فاجر سے مراد منافق یا فاسق آدمی ہے جو ریاکاری کے لیے عمل کرتا ہے' مثلاً کوئی آدمی تصنیف' تدریس' تعلیم و تعلم اور اذان وامامت وغیرہ کے فرائض سرانجام دیتا ہے یا کسی فاسد غرض سے مسجد یا مدرسہ کی تعمیر کرتا ہے اور اس کے ان کاموں سے دین کو تقویت ہوتی ہے لیکن ایسا شخص خود محروم رہتا ہے' اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مخلص بندوں میں داخل فرمائے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۴ ۴' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۶۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَنَّهُ لَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ فَعَلَ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتّٰى اِذَا كَانَ ذَاتُ يَوْمٍ عِنْدِيْ دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ جَاءَنِيْ رَجُلَانِ جَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ الْيَهُوْدِيُّ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ اِلَى الْبِئْرِ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ اُرِيْتُهَا وَكَاَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَاَنَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ فَاسْتَخْرَجَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کر دیا گیا حتیٰ کہ آپ کے خیال مبارک میں یہ ہوتا کہ میں نے یہ کام کیا ہے اور درحقیقت آپ نے وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا' یہاں تک کہ ایک دن آپ میرے پاس تشریف فرما تھے' آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر دعا کی' پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے جو سوال کیا تھا' اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلا دیا ہے' میرے پاس دو شخص آئے' ان میں سے ایک میرے سر کی جانب بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف بیٹھ گیا' پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اس شخص کو کیا مرض ہے؟ اس نے جواب دیا: ان پر جادو کیا گیا ہے' پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ کہا: لبید بن اعصم یہودی نے' پوچھا: کس چیز میں: کہا: کنگھی اور بالوں اور نر کھجور کے شگوفے کے غلاف میں' پوچھا: وہ چیزیں کہاں ہیں؟ کہا: ذروان کے کنویں میں' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ میں سے کچھ حضرات کے ساتھ اس کنویں کی طرف گئے' فرمایا: یہی کنواں مجھے دکھلایا گیا تھا' اس کا پانی مہندی کے نچوڑ کی طرح تھا' وہاں کی کھجوریں شیطانوں کے سروں جیسی تھیں۔ (بخاری ومسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس میں سحر کی تاثیر کی حکمت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

بعض ملحدین جادو اور اس طرح کے دیگر امراض نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عارض ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ ان حضرات کو وہم ہے کہ اس صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور آپ کے اقوال وافعال پر اعتماد باقی نہیں رہے گا' اور آپ کے اقوال وافعال میں اشتباہ ہو جائے گا کہ شاید یہ سحر کے زیر اثر ہونے کی حالت میں صادر ہوئے ہوں' لیکن ان کا یہ وہم باطل ہے' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدق اور آپ کی نبوت کے ثبوت پر دلائل قطعیہ یقینیہ موجود ہیں اور سحر تو ایک بیماری ہے' دیگر امراض کی طرح یہ مرض بھی انبیاء کرام علیہم السلام کو لاحق ہو سکتا ہے۔ بالفرض اس بیماری کی وجہ سے آپ کے افعال میں کوئی خلل واقع ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ باقی تمام افعال میں بھی خلل واقع ہو جائے' کیونکہ باقی لوگوں کی طرح حصول صحت اور مرض زائل ہو جانے کے بعد اس کا اثر باقی نہیں رہتا' اور انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی بشری عوارضات' آفات وآلام اور امراض لاحق ہو سکتے ہیں' مگر ان کا اثر ان کے اجسام اور ظاہر تک محدود رہتا ہے' ان کی ارواح اور باطن محفوظ رہتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسامِ ارضی اور ان کی ارواحِ سماوی ہونے کا یہی مفہوم ہے' البتہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کے

شرف وکمال کے اظہار اور انہیں دیگر انسانوں سے ممتاز کرنے کے لیے خلاف عادت اور بطور معجزہ انہیں بشری آفات سے بھی محفوظ فرما دیتا ہے جس طرح کہ یہودیہ عورت کے زہر سے آپ محفوظ رہے۔ نبی کریم ﷺ کا یہودیہ عورت کے زہر کے اثر سے محفوظ رہنا' ابن عاصم کے سحر سے کم تر نہیں۔ آپ کے جسم اقدس میں سحر کی تاثیر کی حکمت یہ تھی کہ سحر کی تاثیر کی حقانیت کا اظہار ہو اور سنت الٰہیہ جاری ہو کہ سحر حق ہے اور آپ کی نبوت کا اظہار ہو کیونکہ ساحر میں سحر اثر نہیں کرتا۔ کفار نبی کریم ﷺ کو ساحر کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم انور میں سحر کی تاثیر ظاہر کر کے واضح فرما دیا کہ آپ ساحر نہیں ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۵۸ 'مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨٧٦٢ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ بَیْنَمَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَقْسِمُ قَسْمًا اَتَاهُ ذُوالْخُوَیْصَرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِعْدِلْ فَقَالَ وَیْلَكَ فَمَنْ یَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَّمْ اَكُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ اِئْذَنْ لِیْ اَضْرِبُ عُنُقَهٗ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا یَّحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلٰوتَهٗ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِیَامَهٗ مَعَ صِیَامِهِمْ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ كَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ یَنْظُرُ اِلٰی نَصْلِهٖ اِلٰی رِصَافِهٖ اِلٰی نَضِیِّهٖ وَهُوَ قِدْحُهٗ اِلٰی قُذَذِهٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْهِ شَیْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰیَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰی عَضُدَیْهِ مِثْلَ ثَدْیِ الْمَرْاَةِ وَمِثْلَ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَیَخْرُجُوْنَ عَلٰی خَیْرِ فِرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ اَشْهَدُ اَنِّیْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِیْثَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهٗ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَاُتِیَ بِهٖ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلَیْهِ عَلٰی نَعْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ نَعَتَهٗ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے' بنو تمیم کے ذوالخویصرہ نامی شخص نے آ کر کہا: یا رسول اللہ! انصاف فرمایئے! آپ نے فرمایا: تو ہلاک ہو! جب میں انصاف نہیں کروں گا تو کون انصاف کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو تو خائب و خاسر ہو' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے اجازت عنایت فرمایئے' میں اس کی گردن اڑا دوں' آپ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو' اس کے ایسے ساتھی ہوں گے جن کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر جانو گے' وہ قرآن کریم پڑھیں گے اور قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا' وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے' تیر انداز تیر کے پھل' اس کی جڑ' تیر کی نوک اور تیر کے پروں کو دیکھتا ہے' اس میں کوئی اثر نہیں پاتا حالانکہ وہ تیر گوبر اور خون سے گزر کر آیا ہے' ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ شخص ہوگا' جس کا ایک کندھا عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے ہلتے ہوئے لوتھڑے کی طرح ہوگا' یہ لوگوں کی بہترین جماعت کے خلاف خروج کریں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے خلاف جہاد فرمایا اور میں آپ کے ساتھ تھا' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم پر اس شخص کو تلاش کر کے آپ کے پاس لایا گیا حتیٰ کہ میں نے اس میں نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ صفت کو دیکھ لیا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ نَاتِئُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْیَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ فَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَیْتُهٗ فَیَاْمَنُنِیْ اللّٰهُ عَلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِیْ فَسَاَلَ رَجُلٌ قَتْلَهٗ

اور ایک روایت میں ہے کہ اندر کو دھنسی ہوئی آنکھوں' ابھری ہوئی پیشانی' گھنی ڈاڑھی' ابھرے ہوئے رخساروں' منڈے ہوئے سر والا ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ سے ڈریئے! آپ نے فرمایا: اگر میں اللہ کی نافرمانی کرنے لگا تو پھر اللہ کی اطاعت کون کرے گا' اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں جانتے' ایک شخص نے اس کے قتل کی

فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِيْ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدْعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. 38

اجازت طلب کی' آپ نے روک دیا' جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو آپ نے فرمایا: بے شک اس کی نسل سے ایسی قوم ظاہر ہوگی' جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا' وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے' وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے' اگر میں ان کا زمانہ پالیتا تو ضرور بالضرور انہیں قوم عاد کی طرح قتل کر ڈالتا۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٦٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ اَدْعُوْا اُمِّيْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِيْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْرَهُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّهْدِيَ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صِرْتُ اِلَى الْبَابِ فَاِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ اُمِّيْ خَشْفَ قَدَمَيَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ فَاغْتَسَلَتْ فَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ مِنَ الْفَرَحِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَقَالَ خَيْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا جب کہ وہ مشرکہ تھیں' ایک دن میں نے انہیں دعوتِ اسلام دی' انہوں نے میرے سامنے رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں ایسی نازیبا باتیں کی جو مجھے ناپسند تھیں' میں روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرمائے' آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرما' میں نبی کریم ﷺ کی دعا سے خوش ہو کر نکلا' جب میں دروازے کے قریب پہنچا تو دروازہ بند پایا' میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو کہا: اے ابوہریرہ! اپنی جگہ ٹھہرے رہو' میں نے پانی گرنے کی آواز سنی' پھر میری والدہ نے غسل کیا اور اپنی قمیص پہنی اور جلدی سے دوپٹہ اوڑھے بغیر دروازہ کھول دیا' پھر کہا: اے ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں! اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' پھر میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں واپس حاضر ہوا جب کہ میں خوشی سے رو رہا تھا' آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور دعائے خیر فرمائی۔ (مسلم)

٨٧٦٤ - وَعَنْهُ قَالَ اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يُشْغِلُهُمُ الصَّفَقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يُشْغِلُهُمْ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَاً مِّسْكِيْنًا اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْئِ بَطْنِيْ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لَنْ يَّبْسُطَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ تم کہا کرتے ہو کہ ابوہریرہ بہت زیادہ روایات کرتا ہے' اللہ کا ہم سے وعدہ ملاقات ہے (لہٰذا اگر میں نے احادیث کے بیان میں کمی بیشی کی تو اس کا حساب ہوگا)' بے شک میرے مہاجرین بھائی بازاروں میں خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے اور میرے انصار بھائیوں کو اپنے کام کاج سے فرصت نہیں ملتی تھی اور میں تو ایک مسکین آدمی تھا' پیٹ بھر کھانے پر اکتفاء کرتے ہوئے' رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پڑا رہتا تھا' نبی کریم ﷺ نے ایک روز فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنا کپڑا پھیلائے حتیٰ کہ میں اپنا کلام مکمل کرلوں' پھر وہ اس کو اپنے سینے سے لگا

حَتّٰی اَقْضِیَ مَقَالَتِیْ هٰذِهٖ ثُمَّ يَجْمَعُهٗ اِلٰی صَدْرِهٖ فَيَنْسٰی مِنْ مَّقَالَتِیْ شَيْئًا اَبَدًا فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَیَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتّٰی قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ ثُمَّ جَمَعْتُهَا اِلٰی صَدْرِیْ فَوَالَّذِیْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ مِنْ مَّقَالَتِهٖ ذٰلِكَ اِلٰی يَوْمِیْ هٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

لے تو اس کے بعد وہ مجھ سے سنی ہوئی حدیث کو کبھی نہیں بھولے گا' میں نے اپنی چادر بچھا دی اور میرے اوپر اس کے علاوہ کوئی کپڑا نہیں تھا' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اس دن سے آج تک میں کبھی آپ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٦٥ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيْحُنِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلٰی وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَی الْخَيْلِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهٗ عَلٰی صَدْرِیْ حَتّٰی رَاَيْتُ اَثَرَ يَدِهٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِیْ بَعْدُ فَانْطَلَقَ فِیْ مِائَةٍ وَّخَمْسِيْنَ فَارِسًا مِّنْ اَحْمَسَ فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم ذوالخلصہ سے مجھے آرام نہیں پہنچاؤ گے؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تھا' میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا' آپ نے اپنا دستِ اقدس میرے سینے پر مارا' حتیٰ کہ میں نے اس کا اثر اپنے سینے میں محسوس کیا' اور آپ نے فرمایا: اے اللہ! اسے ثابت رکھ اور اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں پھر کبھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا' پھر وہ قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ (ذوالخلصہ کی جانب) گئے اور اسے نذرِ آتش کر دیا اور توڑ ڈالا۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٦٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهٗ فَاَخْبَرَنِیْ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ اَتَی الْاَرْضَ الَّتِیْ مَاتَ فِيْهَا فَوَجَدَهٗ مَنْبُوْذًا فَقَالَ مَا شَاْنُ هٰذَا فَقَالُوْا دَفَنَّاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص' نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کتابت وحی کے فرائض سرانجام دیتا تھا' پھر وہ دین اسلام سے مرتد ہو کر مشرکین کے ساتھ جا ملا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اسے زمین قبول نہیں کرے گی' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ وہ اس زمین میں گئے جہاں وہ فوت ہوا تھا' اسے باہر پھینکا ہوا پایا' انہوں نے پوچھا: اس مردے کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا: ہم نے اسے بار ہا دفن کیا ہے لیکن زمین نے اس کو قبول نہیں کیا۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٦٧ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ بَعَثَ رَجُلًا فَكَذَبَ عَلَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوُجِدَ مَيِّتًا وَقَدِ انْشَقَّ بَطْنُهٗ وَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی' جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے' اس فرمان کا پسِ منظر یہ ہے کہ آپ نے ایک شخص بھیجا' اس نے آپ پر جھوٹ بولا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف دعا فرمائی تو وہ مردہ پایا گیا' اس کا پیٹ پھٹ چکا تھا اور اسے زمین نے قبول نہیں کیا۔
(بیہقی' دلائل النبوۃ)

٨٧٦٨ - وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ غروب آفتاب

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِيْ قُبُوْرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کے وقت باہر تشریف لائے' آپ نے ایک آواز سنی اور فرمایا: یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۸۷۶۹ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَاَقَامَ بِهَا لَيَالِيَ فَقَالَ النَّاسُ مَا نَحْنُ هَاهُنَا فِيْ شَيْءٍ وَّاِنَّ عِيَالَنَا لَخُلُوْفٌ مَّا نَاْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا فِي الْمَدِيْنَةِ شِعْبٌ وَّلَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا حَتّٰى تَقْدَمُوْا اِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اِرْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَاَقْبَلْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَوَ الَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِيْنَ دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى اَغَارَ عَلَيْنَا بَنُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ غَطَفَانَ وَمَا يُهَيِّجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ باہر نکلے حتیٰ کہ عسفان کے مقام پر پہنچے نبی کریم ﷺ نے وہاں چند راتیں قیام فرمایا' لوگوں نے کہا: ہم یہاں کسی کام میں تو مشغول نہیں ہیں جب کہ ہمارے اہل و عیال ہم سے غائب ہیں اور ہمیں ان کے متعلق اطمینان نہیں' نبی کریم ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! مدینہ منورہ میں کوئی راستہ اور بازار ایسا نہیں ہے جہاں دو فرشتے اس وقت تک پہرہ نہ دے رہے ہوں جب تک تم وہاں پہنچ نہ جاؤ' پھر آپ نے فرمایا: کوچ کرو' ہم نے کوچ کیا اور مدینہ منورہ آ گئے' اس ذات کی قسم جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے! جب ہم مدینہ منورہ داخل ہوئے' ابھی ہم نے اپنے کجاوے نہیں اتارے تھے کہ بنو عبداللہ بن غطفان نے ہم پر حملہ کر دیا اور اس سے پہلے کوئی چیز ان کو (حملہ پر) برانگیختہ نہیں کرتی تھی۔ (مسلم)

۸۷۷۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِّنْبَرِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ صَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ پاک میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے' نبی کریم ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اس دوران ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! اموال تباہ و برباد ہو گئے ہیں اور بال بچے بھوک سے مر گئے ہیں' آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے لیے دعا فرمایئے' آپ نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے' ہمیں آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہیں آیا تھا' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! آپ نے ابھی ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ بادل پہاڑوں کی طرح امڈ آئے' پھر آپ ابھی منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے بارش کے قطرات آپ کی ڈاڑھی مبارک سے ٹپکتے ہوئے دیکھے' پھر اس دن بارش ہوتی رہی اور دوسرے روز بھی اور تیسرے روز بھی حتیٰ کہ دوسرا جمعہ آ گیا اور وہی اعرابی یا کوئی اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! عمارتیں گر گئیں ہیں' اموال غرق ہو گئے ہیں' اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمایئے! آپ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر نہ برسا' آپ بادل کے جس طرف بھی اشارہ کرتے' بادل پھٹ جاتے' مدینہ منورہ گڑھے کی طرح ہو گیا اور وادی قنات ایک ماہ تک بہتی رہی اور مدینہ کے

الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِیُ قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ اَحَدٌ مِّنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ.

اطراف سے جو بھی آتا' وہ تیز بارش کی خبر دیتا۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَاَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِیْ فِی الشَّمْسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر نہ برسا! اے اللہ! ٹیلوں پر' بلند پہاڑوں پر اور وادیوں کے اندر اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر بارش برسا' فرمایا کہ بارش رُک گئی اور ہم دھوپ میں چلتے ہوئے باہر نکلے۔ (بخاری ومسلم)

ف: علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ جب بارش زیادہ ہو اور اس سے نقصان ہو تو بارش ختم ہونے کی دعا کرنا مستحب ہے لیکن اس کے لیے نماز اور صحرا میں اجتماع مشروع نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۶۲ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۷۱ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ قَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ لَا اِسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بائیں ہاتھ سے کھایا' آپ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھا' اس نے کہا: میں طاقت نہیں رکھتا' آپ نے فرمایا: تو طاقت نہ رکھے' اسے تکبر نے دایاں ہاتھ اٹھانے سے روکا تھا۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر وہ اپنا ہاتھ منہ تک نہیں اٹھا سکا۔ (مسلم)

ف: مذکورہ شخص نے تکبر کی بناء پر دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے سے انکار کیا' اگر وہ شخص واقعی دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے سے معذور ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خلاف دعا نہ فرماتے کیونکہ آپ تو رحمۃ للعالمین ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۶۲ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۷۲ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوْا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِیْ طَلْحَةَ بَطِيْئًا وَكَانَ يَقْطِفُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يُجَارٰی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ والے گھبرا گئے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے سُست رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے' وہ گھوڑا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا تھا' جب آپ واپس تشریف لائے تو فرمایا: ہم نے تمہارا یہ گھوڑا سمندر کی طرح رواں دواں پایا ہے۔ اس کے بعد اس گھوڑے کا مقابلہ نہیں کیا جاتا تھا۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد وہ گھوڑا کبھی پیچھے نہیں رہا۔ (بخاری ومسلم)

۸۷۷۳ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى نَاضِحٍ قَدْ اَعْيٰی فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ فَتَلَاحَقَ بِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِبَعِيْرِكَ قُلْتُ قَدْ عَیِیَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهٗ فَدَعَا لَهٗ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَیِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِیْ كَيْفَ تَرٰی بَعِيْرَكَ قُلْتُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک ہوا' میں پانی لانے والے اونٹ پر سوار تھا' جو تھک چکا تھا اور قریب تھا کہ وہ چلنے سے جواب دے دیتا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے آ ملے اور فرمایا: تمہارے اونٹ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: تھک چکا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے ہوئے اور اونٹ کو ڈانٹا اور اس کے لیے دعا فرمائی تو وہ سب اونٹوں سے آگے آگے چلنے لگا' آپ نے مجھے فرمایا: اب تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: بہتر ہے' اسے آپ کی برکت حاصل ہو چکی ہے' آپ

بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ أَتَبِيعُنِيهِ بِوَقِيَّةٍ فَبِعْتُهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيرِ فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمَعَاتِ قَوْلُهُ فَبِعْتُهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ شَرْطٍ فِيهِ مَنْفِعَةٌ لِلْبَائِعِ وَالْفُقَهَاءُ حَكَمُوا بِعَدَمِ جَوَازِهِ لِأَنَّهُ شَرْطٌ لَا يَقْتَضِيهِ الْعَقْدُ وَفِيهِ مَنْفِعَةٌ لِأَحَدِ الْمُتَعَاقِدَيْنِ لِأَنَّ فِقَارَ ظَهْرِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ لَوْ يُقَابِلُهُ شَيْءٌ مِّنَ الثَّمَنِ يَكُونُ إِجَارَةً فِي الْبَيْعِ وَلَوْ كَانَ لَا يُقَابِلُهُ شَيْءٌ يَكُونُ إِعَارَةً فِي الْبَيْعِ وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَفْقَتَيْنِ فِي صَفْقَةٍ وَّنَهَى أَيْضًا عَنْ بَيْعٍ وَّشَرْطٍ فَلَمْ يَجُزِ الْعَقْدُ فَيَفْسُدُ لِذٰلِكَ قَالُوا هٰذَا الْقَوْلُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مَنْسُوخٌ وَّهُوَ الصَّحِيحُ أَوْ لَمْ يَكُنْ فِي صُلْبِ الْعَقْدِ بَلْ الْتَمَسَهُ بَعْدَ الْبَيْعِ وَإِنْ كَانَ ظَاهِرُ الْعِبَارَةِ يُنَافِيهِ.

نے فرمایا: کیا تم اسے ایک اوقیہ کے عوض مجھے فروخت کرو گے؟ میں نے وہ اونٹ آپ کو اس شرط پر فروخت کر دیا کہ مدینہ منورہ تک اس اونٹ کی پشت پر سواری کی مجھے اجازت ہوگی' جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں صبح کے وقت اونٹ لے کر آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو گیا' آپ نے مجھے اونٹ کی قیمت بھی عطا فرما دی اور اونٹ بھی واپس کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لمعات میں فرمایا کہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں کہ میں نے اونٹ اس شرط پر آپ کو فروخت کر دیا کہ مدینہ منورہ تک مجھے اونٹ پر سواری کی اجازت ہوگی' یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ بیع میں ایسی شرط لگانا جائز ہے جس میں فروخت کرنے والے کا نفع ہو' جب کہ فقہاء کرام اس کے عدمِ جواز کا حکم لگاتے ہیں کیونکہ یہ ایسی شرط ہے جس کا عقد تقاضا نہیں کرتا' اور اس میں سودا کرنے والوں میں سے ایک کا نفع ہے' اگر مدینہ منورہ تک سواری کے مقابل قیمت کا کوئی حصہ ہو تو یہ بیع میں اجارہ (کرائے پر دینا) ہے اور اگر اس کے مقابل قیمت کا کوئی حصہ نہ ہو تو یہ بیع میں اعارہ (عاریتاً دینا) ہے' (اور یہ دو الگ الگ سودے ہیں) حالانکہ نبی کریم ﷺ نے ایک عقد میں دو سودوں سے منع فرمایا اور بیع اور شرط سے بھی منع فرمایا ہے' لہٰذا یہ عقد جائز نہ ہوگا اور یہ عقد فاسد ہوگا۔ اسی لیے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے اور یہی صحیح ہے یا یہ قول عقد کے درمیان میں نہیں تھا بلکہ عقد پورا ہونے کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے یہ عرض کیا تھا' اگرچہ ظاہر عبارت اس توجیہ کے خلاف ہے۔

٨٧٧٤ - وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ رَأَيْتُهَا مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَهُ إِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيرٍ يُسْنٰى عَلَيْهِ فَلَمَّا رَآهُ الْبَعِيرُ جَرْجَرَ فَوَضَعَ جِرَانَهُ فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ صَاحِبُ هٰذَا الْبَعِيرِ فَجَاءَهُ فَقَالَ بِعْنِيهِ فَقَالَ بَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَإِنَّهُ لِأَهْلِ بَيْتٍ مَّا لَهُمْ مَعِيشَةٌ غَيْرُهُ قَالَ أَمَّا إِذَا ذَكَرْتَ هٰذَا مِنْ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ شَكَا كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلَفِ فَأَحْسِنُوا إِلَيْهِ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْ

حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین معجزات دیکھے' ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ ہم ایک اونٹ کے قریب سے گزرے' جس کے ذریعے زمین کو پانی دیا جا رہا تھا' اونٹ آپ کو دیکھ کر بلبلانے لگا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی' نبی کریم ﷺ اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ وہ حاضر ہوا تو آپ نے اسے فرمایا: اونٹ مجھے فروخت کر دو' اس نے عرض کیا: بلکہ ہم آپ کو یہ اونٹ ہبہ کر دیتے ہیں لیکن یہ اونٹ ایسے گھر والوں کا ہے جن کا اس اونٹ کے علاوہ کوئی اور ذریعہ معاش نہیں' آپ نے فرمایا: جب تو نے یہ صورت حال ذکر کر دی ہے تو اب ہم اونٹ نہیں لیں گے' لیکن اس اونٹ نے کام کی زیادتی اور چارے کی کمی کی شکایت کی ہے' اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو' پھر ہم چل پڑے حتیٰ کہ ایک جگہ اترے اور نبی کریم ﷺ سو گئے' ایک درخت زمین

شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْاَرْضَ حَتّٰى غَشِيَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَكَانِهَا فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ هِيَ شَجَرَةٌ اِسْتَاْذَنَتْ رَبَّهَا فِيْ اَنْ تُسَلِّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ لَهَا قَالَ ثُمَّ سِرْنَا فَمَرَرْنَا بِمَاءٍ فَاَتَتْهُ اِمْرَاَةٌ بِابْنٍ لَهَا بِهٖ جِنَّةٌ فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْخَرِهٖ ثُمَّ قَالَ اُخْرُجْ فَاِنِّيْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ سِرْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مَرَرْنَا بِذٰلِكَ الْمَاءِ فَسَاَلَهَا عَنِ الصَّبِيِّ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَاَيْنَا مِنْهُ رَيْبًا بَعْدَكَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

کر چیرتا ہوا آیا اور آپ پر سایہ فگن ہو گیا' پھر واپس اپنی جگہ لوٹ گیا' جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا' آپ نے فرمایا: یہ ایک درخت ہے' جس نے اپنے رب سے رسول اللہ ﷺ کو سلام کرنے کی اجازت طلب کی تھی' اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت عطا فرمادی' پھر ہم چل پڑے اور پانی کے قریب سے گزرے کہ ایک عورت اپنا بیٹا لے کر حاضر ہوئی' جسے جنون کا مرض لاحق تھا' نبی کریم ﷺ نے اسے ناک سے پکڑ کر فرمایا: نکل جا! کیونکہ میں محمد رسول اللہ ہوں' پھر ہم روانہ ہو گئے' جب ہم واپس لوٹے اور اس پانی کے قریب سے گزرے تو آپ نے اس عورت سے بچے کے متعلق پوچھا' اس نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ہم نے کبھی اس سے کوئی شبہ والی بات نہیں دیکھی۔ (شرح السنہ)

۸۷۷۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اِمْرَاَةً جَاءَتْ بِابْنٍ لَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْنِيْ بِهٖ جُنُوْنٌ وَّاِنَّهٗ لَيَاْخُذُهٗ عِنْدَ غَدَائِنَا وَعَشَائِنَا فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهٗ وَدَعَا فَثَعَّ ثَعَّةً وَّخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ مِثْلَ الْجِرْوِ الْاَسْوَدِ يَسْعٰى رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنا بچہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے اس بیٹے کو جنون (دیوانگی) ہے۔ اور صبح و شام جنون اس پر حملہ آور ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر دستِ انور پھیرا اور دعا فرمائی تو اسے قے آئی اور کتے کے سیاہ پلّے جیسا جانور اس کے پیٹ سے نکلا جو کہ دوڑ رہا تھا۔ (دارمی)

۸۷۷۶ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰى رَاعِيْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِيْ حَتّٰى اِنْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰى تَلٍّ فَاَقْعٰى وَاسْتَثْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمَدْتُ اِلٰى رِزْقٍ رَزَقَنِيْهِ اللّٰهُ اَخَذْتُهٗ ثُمَّ انْتَزَعْتَهٗ مِنِّيْ فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ ذِئْبٌ يَّتَكَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِي النَّخَلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُوْدِيًّا فَجَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ وَاَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیے نے بکریوں کے ریوڑ کے پاس آ کر ایک بکری پکڑ لی' چرواہے نے اس کا پیچھا کر کے اس سے بکری چھڑوالی' وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور ٹانگیں زمین پر پھیلا کر بازو کھڑے کر کے اور ٹانگوں میں دم دبا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جو رزق دیا تھا' میں نے اس کا قصد کیا اور اسے حاصل کر لیا' پھر تو نے مجھ سے وہ چھین لیا' اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم! آج جیسا عجیب منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ بھیڑیا کلام کر رہا ہے' بھیڑیے نے کہا: اس سے عجیب تر یہ ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیان کھجوروں کے جھنڈ میں ایک شخص تمہیں گزشتہ اور آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر دیتا ہے' وہ شخص یہودی تھا' پھر اس نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کو اس کی خبر دی' نبی کریم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی' پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ قیامت سے پہلے کی

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّھَا اَمَارَاتٌ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ قَدْ اَوْشَکَ الرَّجُلُ اَنْ یَّخْرُجَ فَلَا یَرْجِعُ حَتّٰی یُحَدِّثَہٗ نَعْلَاہُ وَسَوْطُہٗ بِمَا اَحْدَثَ اَھْلُہٗ بَعْدَہٗ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ.

علامات ہیں' قریب ہے کہ ایک شخص باہر نکلے گا اور وہ واپس نہیں لوٹے گا حتیٰ کہ اس کے جوتے اور اس کا کوڑا' اسے ان سب باتوں کی خبر دے دیں گے جو اس کے گھر والوں نے اس کے بعد کیں۔ (شرح السنہ)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے گزشتہ اور آئندہ کے واقعات کا علم ہے' کیونکہ علم کے بغیر خبر نہیں دی جا سکتی اور اسی کا نام علم غیب ہے' لہٰذا نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب حاصل ہے۔

۸۷۷۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِالْبُرَاقِ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِہٖ مُلْجَمًا مُسْرَجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَیْہِ فَقَالَ لَہٗ جِبْرَئِیْلُ اَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ ھٰذَا فَمَا رَکِبَکَ اَحَدٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰہِ مِنْہُ قَالَ فَارْفَضَّ عَرَقًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شب معراج نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں براق لایا گیا' جس کو لگام ڈالی ہوئی تھی اور زین کسی ہوئی تھی' اس نے سرکشی کی تو جبریل علیہ السلام نے اسے فرمایا: کیا تو محمد ﷺ کے ساتھ ایسا کرتا ہے' اللہ کے ہاں نبی کریم ﷺ سے زیادہ کوئی معزز شخصیت آج تک تجھ پر سوار نہیں ہوئی' تب براق پسینہ پسینہ ہو گیا۔ (ترمذی)

۸۷۷۸۔ وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَھَیْنَا اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ جِبْرَئِیْلُ بِاِصْبَعِہٖ فَخَرَقَ بِھَا الْحَجَرَ بِھَا فَشَدَّ بِہِ الْبُرَاقَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ہم بیت المقدس تک پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے انگلی سے اشارہ کیا اور پتھر میں سوراخ کر دیا' پھر اس سے براق باندھ دیا۔ (ترمذی)

بَابُ الْکَرَامَاتِ
کرامات کا بیان

ف: علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

کرامات' کرامت کی جمع ہے اور کرامت اس خلاف عادت فعل کو کہا جاتا ہے جس کا ظہور ایسے شخص کے ہاتھ پر ہو جو نبوت کا مدعی نہ ہو۔ اہل سنت و جماعت کرامت کے قائل ہیں اور معتزلہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے نظریہ پر دلائل ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام بغیر مرد کے حاملہ ہوئیں اور انہیں کسی ظاہری سبب کے بغیر رزق حاصل ہوا اور اصحاب کہف غار میں تین سو سال یا اس سے زائد عرصہ صحت و سلامتی کے ساتھ زندہ رہے' آصف بن برخیا نے آنکھ جھپکنے سے پہلے بلقیس کا تخت حاضر کر دیا۔ یہ تمام واقعات کرامت کے ثبوت پر واضح دلیل ہیں۔

معتزلہ کہتے ہیں: اگر ولی کے ہاتھ پر خلاف عادت فعل کا ظہور جائز ہے تو پھر خلاف عادت فعل نبوت کی دلیل نہیں بن سکتا۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے معتزلہ کے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ معجزہ اور کرامت میں فرق ہے کیونکہ معجزہ میں نبوت کا دعویٰ شرط ہے اور کرامت میں یہ شرط نہیں بلکہ ہر ولی کی کرامت حقیقت میں اس کے نبی کا معجزہ ہوتا ہے کیونکہ ولی کی کرامت اس کے متبوع نبی کے حق ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۸۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۷۷۹۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُسَیْدَ بْنَ حُضَیْرٍ وَعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَاجَۃٍ لَّھُمَا حَتّٰی ذَھَبَ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَۃٌ فِیْ لَیْلَۃٍ شَدِیْدَۃِ الظُّلْمَۃِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر دونوں اپنی کسی حاجت کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں گفتگو کر رہے تھے حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا' جب کہ رات سخت اندھیری تھی' پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس سے باہر نکل کر واپسی کے لیے چل

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَاَضَاءَ تْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِيْ ضَوْءِ هَا حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَ تْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِيْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ اَهْلَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

پڑے، دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک چھوٹی سے چھڑی تھی، ان میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہو گئی اور دونوں اس کی روشنی میں چلنے لگے، حتیٰ کہ دونوں کا راستہ جدا ہو گیا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی اور ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلتا ہوا اپنے گھر پہنچ گیا۔ (بخاری)

٨٧٨٠ - وَعَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ سَفِيْنَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْطَاَ الْجَيْشَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ اَوْ اُسِرَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَّلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَاِذَا هُوَ بِالْاَسَدِ فَقَالَ يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ اَمْرِيْ كَيْتَ وَكَيْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهٗ بَصْبَصَةٌ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا اَهْوٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ يَمْشِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابن منکدر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم کی سرزمین میں بھٹک کر لشکر سے جدا ہو گئے یا قید کر لیے گئے، پھر وہ بھاگ کر لشکر کی تلاش میں نکل پڑے، اچانک ان کے سامنے ایک شیر آ گیا، انہوں نے فرمایا: اے ابوالحارث! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں، میرے ساتھ ایسا ایسا معاملہ پیش آیا ہے، شیر دم ہلاتے ہوئے ان کی طرف آیا اور ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، جب وہ کوئی آواز سنتا تو اس کی طرف متوجہ ہو جاتا، پھر ان کے ساتھ چل پڑتا حتیٰ کہ وہ لشکر تک پہنچ گئے، پھر شیر واپس لوٹ گیا۔ (شرح السنہ)

٨٧٨١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَّاَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعٰى سَارِيَةٌ فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيْحُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِّنَ الْجَيْشِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَقِيْنَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ يَّصِيْحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُهُوْرَنَا اِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَقَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَيَكْرَهُ تَكَلُّمُهٗ فِيْهَا اِلَّا لِاَمْرٍ بِمَعْرُوْفٍ لِاَنَّهٗ مِنْهَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور ساریہ نامی ایک شخص کو امیرِ لشکر مقرر فرمایا، ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے چلاتے ہوئے آواز دی: اے ساریہ! پہاڑ کو اپنی پشت کے پیچھے کر لو، پھر لشکر سے ایک قاصد نے آ کر بتایا کہ اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! ہماری دشمن سے ملاقات ہوئی، انہوں نے ہمیں شکست دے دی کہ اچانک ہم نے کسی کو چلاتے ہوئے سنا کہ اے ساریہ! پہاڑ کو اپنی پشت کے پیچھے کر لو، ہم نے پہاڑ سے پشتیں لگا لیں اور اللہ تعالیٰ نے کفار کو شکست دے دی۔ (بیہقی، دلائل النبوۃ) صاحب درمختار علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ دورانِ خطبہ کلام کرنا مکروہ ہے سوائے امر بالمعروف کے، کیونکہ امر بالمعروف خطبہ سے ہی ہے۔

٨٧٨٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِيْ اَبِيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا اَرَانِيْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِيْ اَوَّلِ مَنْ يُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّيْ لَا اَتْرُكُ بَعْدِيْ اَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب احد کا معرکہ درپیش ہوا تو میرے والد ماجد رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت مجھے بلا کر فرمایا: میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام میں سب سے پہلا شہید میں ہوں گا، اور میں اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے علاوہ کوئی اور ایسا شخص نہیں چھوڑ رہا جو مجھے تم سے زیادہ عزیز ہو، اور مجھ پر قرض ہے وہ ادا کر دینا اور اپنی

وَسَلَّمَ وَاِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ وَدَفَنْتُهُ مَعَ اٰخَرَ فِيْ قَبْرٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَقَالَ صَاحِبُ رَدِّ الْمُحْتَارِ لَا يُدْفَنُ اِثْنَانِ فِيْ قَبْرٍ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَهٰذَا فِي الْاِبْتِدَاءِ وَكَذَا بَعْدَهٗ.

بہنوں کے ساتھ میری طرف سے نیکی کی وصیت پر عمل پیرا رہنا' صبح ہوئی تو وہ سب سے پہلے شہید ہوئے اور میں نے انہیں دوسرے صحابی کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا۔ (بخاری) صاحب ردالمختار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ضرورت کے بغیر ایک قبر میں دو آدمی دفن نہ کیے جائیں' یہ واقعہ ابتدائے اسلام میں تھا' اسی طرح اس کے بعد بھی یہی حکم ہے۔

۸۷۸۳ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَاءَ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اِثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَّمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ اَوْ سَادِسٍ وَّاَنَّ اَبَابَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَّانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ وَّاَنَّ اَبَابَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهٗ اِمْرَاَتُهٗ مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ قَالَ اَوَ مَا عَشَّيْتِيْهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْءَ فَغَضِبَ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا فَحَلَفَتِ الْمَرْاَةُ اَنْ لَّا تَطْعَمَهٗ وَحَلَفَ الْاَضْيَافُ اَنْ لَّا يَطْعَمُوْهُ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ كَانَ هٰذَا مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ اَنَّهَا الْاٰنَ لَاَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مِرَارٍ فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّهٗ اَكَلَ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقیر لوگ تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے آدمی کو ساتھ لے جائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو لے کر گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس آدمیوں کو لے کر گئے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھایا' پھر ٹھہرے رہے' حتیٰ کہ نماز عشاء ادا کر لی گئی' پھر واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت خانے پر حاضر ہوئے اور ٹھہرے رہے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کا کھانا تناول فرما لیا' پھر اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا رات کا حصہ گزر گیا' اس کے بعد آپ واپس آئے اور آپ کی زوجہ نے آپ سے عرض کیا: آپ مہمانوں کے پاس کیوں نہیں آئے؟ آپ نے پوچھا: کیا تم نے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے عرض کیا: مہمانوں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غصہ میں آ گئے اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس کھانے کو کبھی نہیں کھاؤں گا' آپ کی اہلیہ نے بھی قسم کھالی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گی اور مہمانوں نے بھی قسم اٹھا لی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے' آپ نے کھانا منگوایا اور تناول فرمانے لگے' مہمان بھی کھانا کھانے لگے' وہ جو لقمہ بھی اٹھاتے اس کے نیچے سے اس سے زیادہ کھانا نکل آتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے فرمایا: اے بنو فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ اہلیہ نے عرض کیا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا پہلے سے تین گنا زائد ہے' سب نے وہ کھانا کھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بھیجا' بتایا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس سے تناول فرمایا۔

(بخاری ومسلم)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قسم توڑنے کی حکمت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پہلے قسم اٹھائی کہ میں یہ کھانا کبھی نہیں کھاؤں گا' پھر آپ نے اس قسم کو شیطانی قرار دیتے ہوئے کھانا تناول فرما لیا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ اگر تم یہ سوال کرو کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے قسم کا خلاف کس طرح جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے افضل چیز کو اختیار فرمایا کیونکہ حدیث پاک ہے کہ جو آدمی حلف اٹھائے پھر اس کا خلاف بہتر دیکھے تو وہ بہتر کام کو کرے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۴۷۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٨٧٨٤ - وَعَنْ اَبِیْ خَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِی الْعَالِيَةِ سَمِعَ اَنَسٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَدَمَهٗ عَشَرَ سِنِيْنَ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَهٗ بُسْتَانٌ يَّحْمِلُ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ وَكَانَ فِيْهَا رَيْحَانٌ يَّجِيْءُ مِنْهُ رِيْحُ الْمِسْكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوخلدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعالیہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی، ان کا ایک باغ تھا، ہر سال اس میں دو مرتبہ پھل لگتا، اور اس باغ میں خوشبودار بوٹی تھی، جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)

٨٧٨٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ لَا يَزَالُ يُرٰى عَلٰى قَبْرِهٖ نُوْرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ہم کہا کرتے تھے کہ اس کی قبر پر مسلسل نور دکھائی دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

مقبولانِ حق کے وصال کے بعد انوار کی بارش

اس حدیث میں حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی عظیم کرامت کا بیان ہے کہ وصال کے بعد ان کی قبر مبارک پر انوار کی بارش ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کے لیے اس طرح کے واقعات و کرامات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ زمانہ قریب میں سیدنا محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۸۲ھ کے وصال پر بھی اس کرامت کا ظہور ہوا۔ فیصل آباد میں آپ کے جنازہ مبارکہ پر انوار کی بارش ہوئی۔ لاکھوں آدمیوں نے اس منظر کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ راقم الحروف کے والد گرامی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رضوی بھی اس جنازہ مبارکہ میں شریک تھے اور بہ چشم خود اس نورانی منظر کا مشاہدہ کیا۔ اس وقت کے اخبارات میں بھی یہ خبر شائع ہوئی، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: محدث اعظم پاکستان، ج ۲ ص ۳۵۲، مطبوعہ مکتبہ قادریہ، لاہور

٨٧٨٦ - وَعَنْ نُبَيْهَةَ بْنِ وَهْبٍ اِنَّ كَعْبًا دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَذَكَرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَعْبٌ مَا مِنْ يَّوْمٍ يَطْلَعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ حَتّٰى يَحُفُّوْا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ

حضرت نبیہہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ، حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، وہاں حاضرین مجلس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک کیا، تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ جو دن بھی طلوع ہوتا ہے، آسمان سے ستر ہزار ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کو ڈھانپ لیتے ہیں (حصولِ برکت کے لیے) قبر انور پر اپنے پَر ملتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں نذرانہ درود پیش کرتے ہیں حتیٰ کہ جب شام ہوتی ہے تو وہ اوپر چلے جاتے ہیں اور اتنے میں اور فرشتے نازل ہو کر انہی کی طرح کرتے ہیں، حتیٰ کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ انور سے باہر تشریف لائیں گے تو آپ ستر ہزار ملائکہ کرام کے جھرمٹ میں جلوہ فرما ہوں

يَزُفُّوْنَهٗ رَوَاهُ الدَّارَمِيُّ.

گے اور ملائکہ آپ کو لے کر چلیں گے۔ (دارمی)

٨٧٨٧ - وَعَنْ اَبِى الْجَوْزَاءِ قَالَ قُحِطَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا اِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًى اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ رَوَاهُ الدَّارَمِيُّ.

حضرت ابوجوزاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ شدید قحط میں مبتلا ہو گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شکایت کی' آپ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرانور کی طرف نگاہ کرو اور قبرانور سے آسمان کی طرف ایک روشن دان بنادو حتیٰ کہ آپ کے اور آسمان کے درمیان چھت کا پردہ حائل نہ رہے' اہل مدینہ نے ایسا ہی کیا تو ان پر خوب بارش برسی حتیٰ کہ سبزہ اُگ آیا اور اونٹ موٹے تازے ہو گئے' یہاں تک کہ چربی کی کثرت سے ان کی کوہانیں پھول گئیں اور اس سال کا نام ہی خوش حالی والا سال رکھ دیا گیا۔ (دارمی)

مزارِ اقدس کی چھت میں روشن دان بنانے کی حکمت

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ اقدس کی چھت میں سوراخ کرنے کی یہ حکمت بیان کی گئی ہے کہ جب آسمان آپ کی قبرانور کو دیکھے گا تو آسمان کے رونے سے وادیاں بہنے لگیں گی' اللہ تعالیٰ نے کفار کی حالت کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: ''فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ'' (الدخان:٢٩) ''تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے''۔ (جب کفار کے حق میں آسمان کا یہ معاملہ ہے تو) ابرار کے حق میں اس کے برعکس معاملہ ہوگا اور یہ حکمت بھی بیان کی گئی ہے کہ قحط سالی کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگی جاتی تھی' لہٰذا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے وسیلہ سے دعا مانگنے میں مبالغہ کرتے ہوئے آپ کی قبرانور سے حجاب دور کرنے کا حکم دیا تاکہ آپ کے اور آسمان کے درمیان کوئی حجاب باقی نہ رہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ٥ ص ٤٨٨ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٧٨٨ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ لَمَّا كَانَ اَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا وَّلَمْ يُقَمْ وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَّسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الدَّارَمِيُّ.

حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ واقعہ حرہ کے ایام میں تین دن تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں نہ اذان دی گئی' نہ اقامت کہی گئی' اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ' مسجد نبوی سے جدا نہیں ہوئے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرانور سے ایک خفیہ آواز سنتے' جس سے ان کو نماز کے وقت کا علم ہو جاتا۔ (دارمی)

ایامِ حرہ کا بیان

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ ایامِ حرہ اہل اسلام میں مشہور ہیں۔ یہ واقعہ یزید بن معاویہ کے دورِ حکومت میں پیش آیا' جب یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور مدینہ منورہ میں رہنے والے صحابہ کرام اور تابعین عظام کی خون ریزی کو مباح قرار دیا' اس واقعہ کے بعد یزید پلید ہلاک ہو گیا۔ حرہ مدینہ منورہ کی سرزمین میں ہے' جہاں سیاہ پتھر کثرت سے ہیں' اس جگہ یہ سانحہ رونما ہوا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ٥ ص ٤٨٨ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٨٧٨٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اَرَادُوْا غُسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ اَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ جب صحابہ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے اتار دیں جس طرح ہم اپنے مردوں کے کپڑے اتار

ثِيَابِهِ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا اَمْ نَغْسِلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتّٰى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَذَقْنُهُ فِيْ صَدْرِهِ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِّنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُوْنَ مَنْ هُوَ اغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ فَقَامُوْا فَغَسَلُوْهُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصُهُ يَصُبُّوْنَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيْصِ وَيُدَلِّكُوْنَهُ بِالْقَمِيْصِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَقَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَيُجَرَّدُ مِنْ ثِيَابِهِ كَمَا مَاتَ وَغُسْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ قَمِيْصِهِ مِنْ خَوَاصِّهِ وَزَادَ فِي الْمِعْرَاجِ وَغُسْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لِلتَّطْهِيْرِ لِاَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ طَاهِرًا حَيًّا وَّمَيِّتًا.

دیتے ہیں یا آپ کو کپڑوں سمیت غسل دیں، جب صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی، حتیٰ کہ ہر شخص کی ٹھوڑی اس کے سینے سے جا لگی، پھر گھر کے کونے سے ایک بولنے والے نے ان سے کلام کیا، جب کہ صحابہ کرام نہیں جانتے تھے کہ بولنے والا کون ہے؟ اس نے کہا: نبی کریم ﷺ کو کپڑوں سمیت ہی غسل دو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کھڑے ہوئے اور انہوں نے قمیص سمیت آپ کو غسل دیا، وہ قمیص کے اوپر پانی ڈالتے تھے اور قمیص کے ساتھ ہی ملتے تھے۔ (بیہقی، دلائل النبوۃ) صاحب درمختار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے ہی آدمی فوت ہو، اس کے کپڑے اتار دیئے جائیں اور نبی کریم ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دینا آپ کی خصوصیت تھی، اور "معراج" میں اتنا اضافہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو غسل دینا پاک کرنے کے لیے نہیں تھا کیونکہ آپ ﷺ تو ظاہری زندگی میں اور بعد از وصال پاک ہی تھے۔

۸۷۹۰ - وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَاصَمَتْهُ اَرْوٰى بِنْتُ اَوْسٍ اِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَادَّعَتْ اَنَّهُ اَخَذَ شَيْئًا مِّنْ اَرْضِهَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَنَا كُنْتُ اٰخُذُ مِّنْ اَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا ذَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهُ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ لَا اَسْاَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِيْ اَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِيْ فِيْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِيْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَاَنَّهُ رَاٰهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُوْلُ اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعِيْدٍ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ مروان بن حکم کے دربار میں اروی بنت اوس نے جھگڑا کیا اور ان کے خلاف دعویٰ کیا کہ انہوں نے میری زمین کا ایک حصہ غصب کر لیا ہے، حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالی سننے کے بعد اس کی زمین کا کوئی حصہ کیسے غصب کر سکتا ہوں، مروان نے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے ظلماً بالشت بھر جگہ لے لی، اللہ تعالیٰ اس جگہ کو سات زمین تک طوق بنا کر اس شخص کے گلے میں ڈال دے گا، مروان نے ان سے کہا: اس کے بعد میں آپ سے کوئی گواہ طلب نہیں کرتا، حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی بینائی ختم کر دے اور اسے اس کی زمین میں ہی قتل کر دے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ عورت اس وقت تک فوت نہیں ہوئی جب تک اس کی بینائی ختم نہیں ہو گئی اور ایک روز وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ اچانک گڑھے میں گر کر مر گئی۔

(بخاری و مسلم)

اور مسلم شریف میں محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر سے اسی کے ہم معنی روایت ہے کہ انہوں نے اس عورت کو دیکھا کہ اندھی ہو چکی تھی اور دیواروں کو ٹٹول ٹٹول کر چلتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی دعا لگ گئی ہے اور

وَاَنَّهَا مَرَّتْ عَلٰى بِئْرٍ فِي الدَّارِ الَّتِيْ خَاصَمَتْهُ فِيْهَا فَوَقَعَتْ فِيْهَا فَكَانَتْ قَبْرَهَا.

جس گھر کے متعلق اس نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تھا' ایک دن اس گھر میں واقع کنویں کے قریب سے گزری اور اس میں گر پڑی اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔

بَابٌ

باب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کا بیان

اس باب کے تحت مذکورہ احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کا بیان ہے۔قرآن مجید میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کا ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَّسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○ (آل عمران:۱۴۴)

اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو صرف رسول ہیں (خدا نہیں)' ان سے پہلے دوسرے رسول گزر چکے ہیں' اگر آپ وفات پا جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو کوئی اپنی ایڑیوں پر پھر گیا' وہ اللہ تعالیٰ کا ہرگز نقصان نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ عنقریب شکر ادا کرنے والوں کو جزاء عطا فرمائے گا ○

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ○ (الزمر:۳۰)

(اے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم!) بے شک تم نے بھی انتقال فرمانا ہے اور بے شک یہ بھی مرنے والے ہیں ○

وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک کتنی تھی؟

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کے متعلق تین روایات ہیں' ایک یہ ہے کہ آپ کا وصال مبارک ساٹھ سال کی عمر میں ہوا' اور دوسری روایت یہ ہے کہ پینسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا' اور تیسری روایت یہ ہے کہ وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی' اور یہی روایت زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ روایات حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ' حضرت انس اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں اور علماء کرام کا اتفاق ہے کہ ان میں زیادہ صحیح تریسٹھ سال والی روایت ہے اور باقی روایات میں تاویل کی ہے۔(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۶۰ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

تاریخ وصال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کی تاریخ اور وقت کے متعلق مختلف روایات ہیں۔تحقیق یہی ہے کہ بہ روز پیر بارہ ربیع الاوّل ۱۱ھ چاشت کے وقت آپ کا وصال مبارک ہوا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پیر کے روز ربیع الاوّل کے مہینہ میں ہوئی اور آپ کا وصال پیر کے روز ربیع الاوّل کے مہینہ میں ہوا۔تاریخ ولادت میں اختلاف ہے کہ دو یا آٹھ یا دس یا بارہ ربیع الاوّل کو آپ کی ولادت ہوئی اور آپ کا وصال مبارک بارہ ربیع الاوّل کو چاشت کے روز ہوا۔(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۶۰ 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے اور ذوالحج، محرم اور صفر کے مہینوں میں مدینہ منورہ تشریف فرما رہے اور بارہ ربیع الاوّل ۱۱ھ پیر کے روز آپ کا وصال مبارک ہوا۔ علامہ سہیلی نے کہا کہ بارہ ربیع الاوّل ۱۱ھ بہ روز پیر آپ کا وصال متصور نہیں ہو سکتا' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ۱۰ھ بہ روز جمعہ وقوف فرمایا اور ذوالحج کی پہلی تاریخ جمعرات کے روز تھی' لہٰذا تمام مہینوں کو کامل شمار کیا جائے یا ناقص شمار کیا جائے یا بعض مہینوں کو کامل اور بعض مہینوں کو ناقص شمار کیا جائے' بارہ ربیع الاوّل پیر کے روز متصور نہیں ہو سکتی' لیکن ان کے اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ مطالع کے اختلاف سے ایسا ہو سکتا ہے کہ مکہ والوں نے ذوالحج کا چاند جمعرات کی شب کو دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے ذوالحج کا چاند جمعہ کی رات کو دیکھا ہو۔ (عمدۃ القاری ج۱۸ ص ۶۰' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

علامہ سہیلی نے ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے روز ہونے پر جو شبہ وارد کیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ تو معلوم ہے کہ یکم ذوالحج ۱۰ھ جمعرات کے روز تھی۔ اب یہاں کل چار صورتیں متصور ہو سکتی ہیں:

(۱) ذوالحج' محرم' صفر تینوں ماہ انتیس' انتیس دن کے ہوں (۲) تینوں ماہ تیس' تیس دن کے ہوں (۳) دو مہینے انتیس' انتیس دن کے ہوں اور ایک مہینہ تیس دن کا ہو (۴) دو مہینے تیس' تیس دن کے ہوں اور ایک مہینہ انتیس دن کا ہو۔ ان چاروں مذکورہ صورتوں میں کسی صورت میں بھی ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے روز نہیں ہے' جس طرح درج ذیل نقشہ سے واضح ہے:

پہلی صورت: ہر مہینہ انتیس دن کا ہو تو ۱۲ ربیع الاوّل جمعرات کے روز ہوگی:

یکم ذوالحج	۲۹ ذوالحج	یکم محرم	۲۹ محرم	یکم صفر	۲۹ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل
جمعرات	جمعرات	جمعہ	جمعہ	ہفتہ	ہفتہ	اتوار	جمعرات

دوسری صورت: ہر مہینہ تیس دن کا ہو تو ۱۲ ربیع الاوّل اتوار کے روز ہوگی:

یکم ذوالحج	۳۰ ذوالحج	یکم محرم	۳۰ محرم	یکم صفر	۳۰ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل
جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	اتوار

تیسری صورت: دو مہینے انتیس' انتیس دن کے ہوں اور تیسرا مہینہ ۳۰ دن کا ہو تو ۱۲ ربیع الاوّل جمعہ کے روز ہوگی:

یکم ذوالحج	۲۹ ذوالحج	یکم محرم	۲۹ محرم	یکم صفر	۳۰ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل
جمعرات	جمعرات	جمعہ	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	جمعہ

چوتھی صورت: دو مہینے تیس' تیس دن کے ہوں اور تیسرا مہینہ ۲۹ دن کا ہو تو ۱۲ ربیع الاوّل ہفتہ کے روز ہوگی:

یکم ذوالحج	۳۰ ذوالحج	یکم محرم	۳۰ محرم	یکم صفر	۲۹ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل
جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	پیر	منگل	ہفتہ

اس شبہ کے جواب کا حاصل یہ ہے: مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے مطالع مختلف ہونے کی وجہ سے یہ ہو سکتا ہے کہ مکہ والوں نے جمعرات کی شب ذوالحج کا چاند دیکھا ہو اور ان کے اعتبار سے یکم ذوالحج جمعرات کا روز ہو اور مدینہ منورہ والوں نے جمعہ کی شب ذوالحج کا چاند دیکھا ہو اور ان کے اعتبار سے یکم ذوالحج جمعہ کے روز ہو' اور دوسری صورت کے مطابق ہر مہینہ تیس دن کا ہو اور ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے روز ہو' لہٰذا کوئی اشکال نہیں رہے گا۔ نقشہ حسب ذیل ہے:

یکم ذوالحج	۳۰ ذوالحج	یکم محرم	۳۰ محرم	یکم صفر	۳۰ صفر	یکم ربیع الاوّل	۱۲ ربیع الاوّل

جمعہ ہفتہ اتوار پیر منگل بدھ جمعرات پیر

امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ نے جمہور کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے علم ہیئت کے اصولوں کے مطابق دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یوم وصال ۱۲ ربیع الاوّل کو ہے؛ جس کی تفصیل فتاویٰ رضویہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

وصال مبارک کے واقعات کا بیان

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ متوفی ۲۷۳ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح مبارک قبض کی گئی' اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بالائی علاقہ میں اپنی زوجہ بنت خارجہ کے ہاں تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کہنے لگے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتقال نہیں ہوا' آپ پر تو محض نزولِ وحی والی حالت طاری ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر آپ کے چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا اور آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے زیادہ قابلِ تکریم ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں طاری فرمادے۔ یقیناً اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ اس دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک گوشہ میں یہ کہہ رہے تھے: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتقال نہیں ہوا' آپ اس وقت تک انتقال نہیں فرمائیں گے جب تک تمام منافقین کے ہاتھ پاؤں نہ کاٹ ڈالیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا: جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے' اسے موت نہیں آئے گی اور جو سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادت کرتا ہے تو یقیناً آپ کا انتقال ہو چکا ہے (پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:) آپ سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں' اگر آپ کی وفات ہو جائے یا آپ شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر پلٹ جاؤ گے' جو کوئی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو وہ ہرگز اللہ کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جزاء عطا فرمائے گا O (آل عمران: ۱۴۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یوں لگا کہ آج سے پہلے میں نے یہ آیت نہیں پڑھی تھی۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۶' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر انور کھودنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک شخص بھیجا جو مکہ والوں کی طرح شق قبر کھودتے تھے۔

اور ایک شخص حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور وہ مدینہ منورہ والوں کے لیے قبر تیار کرتے تھے اور لحد والی قبر تیار کرتے تھے۔ صحابہ کرام نے دونوں کی طرف آدمی بھیج کر دعا کی: اے اللہ! تو اپنے رسول کے لیے ان دونوں میں سے کسی ایک کو منتخب فرمالے' تو صحابہ کرام کو ابوطلحہ مل گئے اور انہیں بلالیا گیا اور ابوعبیدہ نہیں ملے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے لحد تیار کی' جب صحابہ کرام علیہم الرضوان منگل کے روز آپ کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حجرۂ اقدس میں آپ کے جسد اطہر کو آپ کے تخت پر رکھ دیا گیا' پھر لوگ گروہ در گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر صلوٰۃ پڑھتے' جب مرد حضرات فارغ ہو گئے تو عورتیں حاضر ہوئیں اور جب عورتیں فارغ ہوئیں تو بچے حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جنازہ مبارکہ میں کسی نے امامت نہیں فرمائی۔ مسلمانوں کا اس بات میں اختلاف ہوا کہ آپ کی قبر انور کس جگہ بنائی جائے؟ بعض نے کہا: آپ کو مسجد میں دفن کیا جائے' بعض نے کہا: آپ کو آپ کے صحابہ کے ساتھ دفن کیا جائے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کی روح جس جگہ قبض کی جائے' اسی جگہ اسے دفن کیا جاتا ہے۔ پھر جس بستر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہوا تھا' اس بستر کو اٹھا کر اسی جگہ آپ کی قبر انور تیار کی گئی'

پھر بدھ کی رات نصف شب کے وقت آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی اور حضرت علی بن ابی طالب' حضرت فضل بن عباس اور ان کے بھائی حضرت قثم اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام شقران آپ کی قبر میں اترے۔

حضرت ابویعلیٰ اوس بن خولی نے حضرت علی سے کہا: میں تمہیں اللہ کی اور رسول اللہ ﷺ سے ہمارے تعلق کی قسم دیتا ہوں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم بھی اترو' رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام شقران نے وہ چادر پکڑی جسے رسول اللہ ﷺ پہنا کرتے تھے اور اسے قبر میں رکھ دیا اور کہا: اللہ کی قسم! آپ کے بعد اس چادر کو کوئی نہیں پہنے گا اور وہ چادر آپ کے ساتھ ہی دفن کر دی گئی۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۷' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

(شق کے معنی یہ ہیں کہ پہلے ایک مستطیل زیادہ طویل وعریض کھودیں' پھر اس کے درمیان میں دوسرا مستطیل اس سے چھوٹا اور لمبائی میں میت کے قد سے کچھ زائد اور عرض میں نصف قد کے برابر اور گہرائی میں سینہ تک یا قدِ آدم کے برابر کھودیں۔ اس دوسرے مستطیل میں میت کو قبلہ رو رکھیں۔ ۱۲ رضوی) (فتاویٰ رضویہ ملخصاج ۹ ص ۳۰۷' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

آپ کے جنازہ مبارکہ کی کیفیت کا بیان

آپ کا جنازہ مبارکہ کس طرح سے پڑھا گیا؟ اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے' بعض علماء کے نزدیک آپ کا جنازہ مبارکہ معروف طریقہ سے ادا نہیں کیا گیا بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر ہو کر درود وسلام عرض کرتے تھے اور بعض علماء کے نزدیک آپ کی نماز جنازہ معروف طریقے کے مطابق ادا کی گئی' لیکن اس میں کسی نے امامت نہیں کی۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

جنازہ اقدس پر نماز کے باب میں علماء مختلف ہیں۔ ایک کے نزدیک یہ نماز معروف نہ ہوئی بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر ہو کر آتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے۔ بعض احادیث بھی اس کی موید ہیں۔ ''**کما بیناھا فی رسالتنا النھی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز**'' (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ النہی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز میں بیان کیا ہے۔ت) اور بہت علماء یہی نماز معروف مانتے ہیں۔ امام قاضی عیاض نے اسی کی تصحیح فرمائی۔ ''**کما فی شرح الموطا للزرقانی**'' (جیسا کہ علامہ زرقانی کی شرح موطاً میں ہے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۱۴' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

۸۷۹۱ - عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَجَعَلَا يُقْرِاٰنِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَّبِلَالٌ وَّسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْتُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرْحَهُمْ بِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتّٰى قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فِيْ سُوَرٍ مِّثْلِهَا مِنَ الْمُفَصَّلِ رَوَاهُ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما ہمارے پاس تشریف لائے اور یہ دونوں ہمیں قرآن مجید کی تعلیم دینے لگے' پھر حضرت عمار' حضرت بلال اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم تشریف لائے' پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لائے' پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور میں نے اہل مدینہ کو کسی چیز پر اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا وہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری پر خوش ہوئے یہاں تک کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو دیکھا کہ وہ یہ کہتے تھے: (نعرے لگاتے تھے) یہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں' اور میں آپ کی تشریف آوری سے پہلے ''**سورۃ سبح اسم ربك الاعلیٰ**'' اس جیسی دیگر مفصل سورتوں کے ساتھ پڑھ چکا تھا۔ (بخاری)

الْبُخَارِیُّ.

٨٧٩٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ لَعِبَتِ الْحَبْشَةُ بِحِرَابِهِمْ فَرْحًا لِقُدُوْمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَفِىْ رِوَايَةِ الدَّارِمِيِّ قَالَ مَا رَاَيْتُ يَوْمًا قَطُّ كَانَ اَحْسَنَ وَلَا اَضْوَءَ مِنْ يَوْمٍ دَخَلَ عَلَيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا رَاَيْتُ يَوْمًا كَانَ اَقْبَحَ وَلَا اَظْلَمَ مِنْ يَوْمٍ مَّاتَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، تو حبشی آپ کی تشریف آوری کی خوشی پر چھوٹے چھوٹے نیزوں کے ساتھ کھیلنے لگے۔ (ابوداؤد) اور دارمی کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری والے دن سے بڑھ کر کوئی خوب صورت اور روشن ومنور دن نہیں دیکھا، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک والے دن سے بڑھ کر پریشان کن اور تاریک دن کوئی نہیں دیکھا۔

وَفِىْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِىْ دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَىْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِىْ مَاتَ فِيْهِ اَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَىْءٍ وَمَا نَفَضْنَا اَيْدِيَنَا عَنِ التُّرَابِ وَاِنَّا لَفِىْ دَفْنِهٖ حَتّٰى اَنْكَرْنَا قُلُوْبَنَا.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، ہر چیز جگمگا اٹھی، اور جس روز آپ کا وصال مبارک ہوا، ہر چیز تاریک ہوگئی اور ابھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے مٹی نہیں جھاڑی تھی اور آپ کے دفن میں مصروف تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کو اجنبی پایا۔

٨٧٩٢ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهٗ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهٗ فَبَكٰى اَبُوْبَكْرٍ قَالَ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهٗ فَقَالَ النَّاسُ اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهٗ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: بے شک ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ جتنا چاہے دنیا کے ناز ونعمت کو اختیار کرے یا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو انعامات تیار کر رکھے ہیں انہیں اختیار کر لے، اور اس بندے نے اللہ کے پاس جو انعامات ہیں انہیں اختیار کر لیا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا: ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، ہمیں اس پر تعجب ہوا، لوگ کہنے لگے: ان محترم کی طرف دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایسے شخص کے متعلق خبر دے رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی تروتازگی پسند کرلے یا اللہ کی بارگاہ میں اس کے لیے جو انعامات ہیں وہ اختیار کر لے اور یہ عرض کر رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا، تو وہ مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے جنہیں اختیار دیا گیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ عالم تھے۔ (بخاری ومسلم)

٨٧٩٣ - وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ مَرَضِهِ الَّذِىْ مَاتَ فِيْهِ وَنَحْنُ فِى الْمَسْجِدِ عَاصِبًا رَاْسَهٗ بِخِرْقَةٍ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا، اس دوران آپ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے سر انور کو پٹی سے باندھا ہوا تھا، آپ منبر کی

39/39

حَتّٰى اَهْوٰى نَحْوَ الْمِنْبَرِ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ وَاتَّبَعْنَاهُ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَى الْحَوْضِ مِنْ مَّقَامِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا فَاخْتَارَ الْاٰخِرَةَ قَالَ فَلَمْ يَفْطِنْ لَهَا اَحَدٌ غَيْرُ اَبِيْ بَكْرٍ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَبَكٰى ثُمَّ قَالَ بَلْ نَفْدِيْكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاَنْفُسِنَا وَاَمْوَالِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ هَبَطَ فَمَا قَامَ عَلَيْهِ حَتَّى السَّاعَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

طرف متوجہ ہوئے اور منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور ہم بھی آپ کے پیچھے آ گئے' آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں اپنے اس مقام سے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں' پھر فرمایا کہ ایک بندے پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی تو اس نے آخرت کو اختیار کر لیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی آپ کے کلام کا مقصد نہ سمجھ سکا' ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور رونے لگے' پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اپنے باپ' مائیں' اپنی جانیں اور اپنے اموال آپ پر قربان کر دیں گے' پھر نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور دوبارہ کبھی منبر پر جلوہ فرما نہیں ہوئے۔ (دارمی)

٨٧٩٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ اِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيْدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهُ خُيِّرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نبی کو بیماری کی حالت میں دنیا و آخرت کے درمیان اختیار دے دیا جاتا ہے' اس وقت نبی کریم ﷺ مرضِ وصال کے عالم میں تھے' آپ کے گلے مبارک سے تکلیف والی آواز نکلنے لگی' میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ان لوگوں کا ساتھ ہوگا جن پر تو نے انعام فرمایا' جو انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین ہیں' پس میں نے جان لیا کہ آپ کو اختیار عطا کر دیا گیا ہے۔ (بخاری' مسلم)

٨٧٩٥ - وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ اِنَّهُ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَاْسُهُ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَهُ اِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى قُلْتُ اِذَنْ لَا يَخْتَارُنَا قَالَتْ وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهٖ وَهُوَ صَحِيْحٌ فِيْ قَوْلِهٖ اِنَّهُ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَ اٰخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهُ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحت کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کا اس وقت تک ہرگز وصال نہیں ہوتا جب تک اسے اس کا جنتی مقام نہ دکھایا جائے' پھر اس کو اختیار دے دیا جاتا ہے' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ وصال کے وقت نبی کریم ﷺ کا سرِ انور میری ران پر تھا' آپ پر غشی طاری ہوئی' پھر افاقہ ہوا تو آپ نے چھت کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا: اے اللہ! میں نے رفیقِ اعلیٰ کو اختیار کیا' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے کہا: اب تو آپ ہمیں اختیار نہیں فرمائیں گے' آپ فرماتی ہیں کہ میں نے پہچان لیا کہ تندرستی کی حالت میں آپ ہمیں یہی بات بیان فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو وصال سے پہلے اس کا جنتی ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے' پھر اس کو اختیار دے دیا جاتا ہے' نبی کریم ﷺ نے آخری کلام یہ فرمایا: اے اللہ! میں نے رفیقِ اعلیٰ کو اختیار کیا۔ (بخاری' مسلم)

٨٧٩٦ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَتْلٰى

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال کے بعد شہداءِ احد کی نمازِ جنازہ پڑھی' جیسے زندوں اور مردوں کو الوداع

أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ إِنِّيْ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَّأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ وَّإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَإِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ وَأَنَا فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا وَإِنِّيْ قَدْ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ وَإِنِّيْ لَسْتُ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْ أَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَتَقْتَتِلُوْا فَتَهْلِكُوْا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ صَلّٰى عَلَيْهِمْ صَلٰوةَ الْجَنَازَةِ وَهُوَ الظَّاهِرُ الْمُتَبَادِرُ فَهُوَ مِنْ خُصُوْصِيَّاتِهٖ أَوْ خُصُوْصِيَّتِهِمْ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ الْمُرَادُ بِالصَّلٰوةِ الدُّعَاءُ.

کر رہے ہوں' پھر آپ نے منبر پر جلوہ فرما ہو کر ارشاد فرمایا: بے شک میں تم سے پہلے تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ و نگہبان ہوں' بے شک تمہارے ساتھ وعدے کا مقام حوض ہے اور میں اس مقام پر ہوتے ہوئے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں' اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں اور بے شک مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ نہیں کہ میرے بعد تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے' لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا کی رغبت کرنے لگو گے اور بعض نے یہ اضافہ کیا ہے کہ تم آپس میں لڑائی کرو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے' جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے تھے۔ (بخاری' مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شہداء اُحد کی نماز جنازہ پڑھی اور یہی معنی ظاہر اور متبادر الی الفہم ہے' اور یہ آپ کی خصوصیت ہے یا شہدائے اُحد کی خصوصیت ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ صلوٰۃ سے دعا مراد ہے۔

٨٧٩٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ قَالَ نُعِيَتْ إِلَيَّ نَفْسِيْ فَبَكَتْ قَالَ لَا تَبْكِيْ فَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِيْ لَاحِقٌ بِيْ فَضَحِكَتْ فَرَاٰهَا بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ يَا فَاطِمَةُ رَأَيْنَاكِ بَكَيْتِ ثُمَّ ضَحِكْتِ قَالَتْ إِنَّهُ أَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ قَدْ نُعِيَتْ إِلَيْهِ نَفْسُهُ فَبَكَيْتُ فَقَالَ لِيْ لَا تَبْكِيْ فَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِيْ لَاحِقٌ بِيْ فَضَحِكْتُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَجَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَّالْإِيْمَانُ يَمَانٌ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب سورہ "اذا جاء نصر اللہ والفتح" نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا کہ مجھے اپنے وصال کی خبر دے دی گئی ہے' آپ رونے لگیں تو فرمایا کہ روؤ مت! کیونکہ میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی' بعض ازواج مطہرات نے ان کو دیکھ لیا تو ان سے کہا: اے فاطمہ! ہم نے تمہیں پہلے روتے ہوئے' پھر ہنستے ہوئے دیکھا ہے' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ نے مجھے بتایا کہ آپ کو وصال کی خبر دے دی گئی ہے تو میں رونے لگی' تو آپ نے فرمایا: مت روؤ! کیونکہ میرے گھر والوں میں سب سے پہلے میرے ساتھ تمہاری ملاقات ہو گی تو میں ہنسنے لگی' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ کی مدد اور فتح آ گئی اور اہل یمن آ گئے' وہ نرم دل ہیں اور ایمان یمنی ہے اور حکمت یمنی ہے۔ (دارمی)

٨٧٩٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ وَهٰذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرضِ وصال میں فرماتے تھے: اے عائشہ! میں نے خیبر کے دن جو کھانا کھایا تھا' اس کا درد ہمیشہ محسوس کرتا رہتا ہوں' اب اس زہر کے اثر سے میرے دل کی رگ کٹ جانے کا وقت آ گیا ہے۔ (بخاری)

٨٧٩٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمُّوْا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَّقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يَّكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

کا وقتِ وصال قریب آیا' اس وقت گھر میں کئی حضرات تھے جن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لاؤ! میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درد کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے' تمہیں اللہ کی کتاب کافی ہے' پھر گھر والوں کا اختلاف ہوگیا' اور وہ آپس میں جھگڑنے لگے' بعض کہتے تھے کہ لکھنے کا سامان آپ کے قریب کرو تاکہ آپ تمہارے لیے تحریر لکھ دیں اور بعض وہی کہتے تھے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا' جب ان کا شور وغل اور اختلاف زیادہ ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے قریب سے اٹھ جاؤ۔ عبید اللہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ بڑی مصیبت وہ تھی جو گھر والوں کے اختلاف اور شور وغل کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریر مبارک کے درمیان حائل ہوگئی۔

وَفِيْ رِوَايَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْاَحْوَلِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى بَلَّ دَمْعُهُ الْحِصٰى قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا شَاْنُهُ اَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ ذَرُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ فَاَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ فَقَالَ اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَهَا فَنَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور سلیمان بن ابی مسلم احول کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جمعرات کا دن! کیا ہی عجیب دن تھا جمعرات کا دن! پھر آپ رونے لگے حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں سے کنکریاں تر ہوگئیں' میں نے عرض کیا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! جمعرات کے دن کیا ہوا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درد زیادہ ہوگیا تھا' آپ نے فرمایا: میرے پاس کندھے کی ہڈی لاؤ' میں تمہیں ایسی تحریر لکھ دیتا ہوں کہ میرے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے' انہوں نے جھگڑا کیا حالانکہ نبی کے پاس جھگڑا کرنا مناسب نہیں' صحابہ کرام نے عرض کیا: آپ کو کیا ہوا ہے' کیا آپ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ سے پوچھو تو وہ بار بار آپ سے پوچھنے لگے' آپ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو! مجھے چھوڑ دو! میں جس حالت میں ہوں یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو' پھر آپ نے انہیں تین چیزوں کا حکم دیا اور فرمایا: مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو اور وفود کو اسی طرح انعام واکرام سے نوازا کرو' جس طرح میں انہیں انعام واکرام دیتا ہوں' اور تیسری بات سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما خاموش ہوگئے یا انہوں نے بیان کیا تھا اور میں بھول گیا۔ سفیان نے کہا: یہ سلیمان کا قول ہے۔

(بخاری ومسلم)

حدیثِ قرطاس پر اعتراضات کے جوابات

مذکورہ حدیث کو "حدیثِ قرطاس" کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں قرطاس (کاغذ) کا ذکر ہے۔ اس حدیث کی بناء پر روافض سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان پر درج ذیل اعتراضات کرتے ہیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کاغذ دوات لانے کا حکم ارشاد فرمایا، مگر انہوں نے حکم کی تعمیل نہ کر کے معصیت اور گناہ کا ارتکاب کیا۔

(۲) صحابہ کرام علیہم الرضوان اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امت کی حق تلفی کی کیونکہ اگر آپ تحریر لکھوا دیتے تو امت گمراہ نہ ہوتی اور امت کے درمیان اصول وفروع میں اختلاف نہ ہوتا۔

(۳) صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں جھگڑا کیا اور آوازیں بلند کیں حالانکہ آپ کی بارگاہِ اقدس میں آواز بلند کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ. (الحجرات:۲) اے ایمان والو! اپنی آوازیں اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔

(۴) صحابہ کرام نے کہا: "اَھجر" کیا آپ ہذیان کہہ رہے ہیں۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہذیان کی نسبت ہے، حالانکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا کلام ہذیان سے پاک ہے، ورنہ تو ان کے اقوال وافعال پر اعتماد باقی نہیں رہے گا۔

ان تمام اعتراضات کا اجمالی اور الزامی جواب یہ ہے کہ ان اُمور کا ارتکاب کرنے والوں میں اہل بیتِ کرام خصوصاً سیّدنا علی المرتضیٰ اور سیّدنا عباس رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے لہٰذا ان پر بھی اعتراض وارد ہوگا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ اقدس کی تعمیل نہیں کی، اُمت کی حق تلفی کی، آپ کی بارگاہ میں آواز بلند کی اور آپ کی طرف نامناسب الفاظ منسوب کیے یا یہ الفاظ کہنے والوں کو منع نہیں کیا۔ اگر ان امور کی وجہ سے حضرات اہل بیت اور سیّدنا علی المرتضیٰ وسیّدنا عباس رضی اللہ عنہما کو مطعون نہیں کیا جا سکتا تو پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہی نشانہ اعتراض بنانا کیسے درست ہے؟

تفصیلی جوابات درج ذیل ہیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمع کے صیغہ کے ساتھ حکم ارشاد فرمایا: "ایتونی" میرے پاس کاغذ دوات لاؤ۔ لہٰذا مخاطب صرف سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نہیں تھے بلکہ تمام حاضرین کو خطاب تھا، جن میں اہل بیت کرام خصوصاً سیّدنا علی المرتضیٰ اور سیّدنا عباس رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ اگر کاغذ دوات نہ لا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گناہ گار ہوئے تو پھر یہ اعتراض تو اہل بیت کرام پر بھی وارد ہوگا حالانکہ روافض انہیں معصوم مانتے ہیں۔

(۲) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر حاضرین کا کاغذ اور دوات لا کر نہ دینا، آپ کے حکم کی تعمیل سے انکار کی بناء پر نہیں تھا بلکہ ان کا مقصود یہ تھا کہ مرض کی اس حالت میں لکھوانے سے آپ کو تکلیف ہوگی، لہٰذا آپ کے آرام کا خیال کرتے ہوئے شدتِ محبت کی بناء پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ محمد رسول اللہ کو مٹا کر اس کی بجائے محمد بن عبداللہ لکھ دو، لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شدتِ محبت کی بناء پر عرض کیا: "واللہ لا امحوك ابدًا" حضور! میں آپ کا نام ہرگز نہیں مٹاؤں گا۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ امر وجوب کے لیے نہیں تھا، اگر یہ وجوبی امر ہوتا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت کرام اس پر ضرور عمل کرتے۔ آپ کا یہ امر استحبابی تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس امر کی تعمیل پر اصرار نہیں فرمایا حالانکہ اس واقعہ کے بعد آپ چار

دن حیاتِ ظاہری کے ساتھ تشریف فرما رہے اگر یہ وجوبی امر ہوتا تو ان ایام میں آپ اس پر ضرور عمل کرواتے۔

(۴) یہ کہنا درست نہیں کہ اس تحریر کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کوئی ایسے دینی احکامات لکھوانا چاہتے تھے جو پہلے بیان نہیں ہوئے تھے کیونکہ دین کے تمام احکامات بیان ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا۔

لہٰذا اس تحریر کے ذریعہ نبی کریم ﷺ پہلے سے بیان کردہ احکامات کی تاکید فرمانا چاہتے تھے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضور! ''حسبنا کتاب اللّٰہ'' ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی کافی ہے۔ مزید تاکید کی ضرورت نہیں لہٰذا اس شدتِ الم کی حالت میں آپ لکھوانے کی تکلیف نہ فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عرض کو شرفِ قبولیت عطا فرماتے ہوئے تحریر کا ارادہ ترک فرما دیا۔

(۵) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے عظیم فقاہت عطا فرمائی تھی۔ آپ نے یہ خیال فرمایا کہ اگر تحریر لکھوا دی گئی تو ہو سکتا ہے کہ بعض ایسی چیزیں منصوص طور پر تحریر میں آ جائیں جن پر عمل دشوار ہو اور بعد میں آنے والے لوگ ان پر عمل نہ کر کے سزا کے مستحق ہوں لہٰذا آپ نے نبی کریم ﷺ کی امت کی آسانی کا خیال کرتے ہوئے عرض کیا: حضور! ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی کافی ہے۔ جو احکام منصوص طور پر معلوم نہ ہو سکیں گے ان کے لیے اجتہاد کر لیا جائے گا اس میں امت کے لیے آسانی ہو گی۔ نبی کریم ﷺ نے امت پر شفقت فرماتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس عرض کو قبول فرما کر تحریر کا ارادہ ترک فرما دیا۔

(۶) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حکم کے بعد اپنی رائے بطورِ مشورہ عرض کی تھی اور کئی مواقع پر ایسا ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی رائے پیش کرتے۔ رائے درست ہونے کی صورت میں نبی کریم ﷺ اسے قبول فرما لیتے بلکہ آپ کی رائے کی موافقت میں آیاتِ قرآنیہ کا نزول بھی ہوا اور رائے درست نہ ہونے کی صورت میں آپ اس رائے پر عمل نہ فرماتے بلکہ اپنا فیصلہ برقرار رکھتے۔ عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ پڑھاتے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اختلافِ رائے کا اظہار کیا مگر آپ نے ان کی رائے کو قبول نہ فرمایا۔ صلح حدیبیہ کی شرائط طے کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی مخالفت میں اپنی رائے پیش کی مگر نبی کریم ﷺ نے ان کی رائے پر عمل نہ کیا بلکہ اپنا فیصلہ برقرار رکھا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی نعلین مبارک دے کر خلوصِ دل سے لا الہ الا اللہ کی گواہی دینے والے ہر شخص کو جنت کی بشارت دینے کا حکم دیا مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضور! یہ بشارت سن کر تو لوگ عمل کرنا چھوڑ دیں گے آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عرض کو قبول فرما لیا۔ اگر اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے درست نہ ہوتی تو نبی کریم ﷺ اسے قبول نہ فرماتے اور تحریر کا ارادہ ترک نہ فرماتے۔

(۷) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر حاضرین نے کاغذ اور دوات نہ لا کر امت کی حق تلفی کی کیونکہ اگر یہ لکھوانا ضروری ہوتا اور نہ لکھوانے کی صورت میں حق تلفی ہوتی تو آپ ضرور یہ تحریر لکھواتے اور کسی کی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے کیونکہ آپ پر تبلیغ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ. (المائدہ:٦٧) اے رسول! تم پر تمہارے رب کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے اسے پہنچا دیجئے۔

آپ کی شان یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں انتہائی ناسازگار حالات اور تمام تر مخالفتوں اور مصائب کے باوجود آپ نے تبلیغ

ترک نہیں فرمائی' مگر اس کے بعد موقع میسر آنے کے باوجود آپ نے یہ تحریر نہیں لکھوائی جس سے واضح ہوا کہ یہ ضروری تحریر نہیں تھی اور اس کے ترک میں امت کی حق تلفی نہیں ہوئی۔

(۸) صحابہ کرام علیہم الرضوان اس معاملہ میں دو فریق ہو گئے تھے۔ایک فریق کا نظریہ یہ تھا کہ سرکار ﷺ حکم فرما رہے ہیں' لہٰذا تعمیلِ حکم کے لیے کاغذ دوات لانا واجب ہے اور دوسرے فریق کا نظریہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کا یہ حکم وجوبی نہیں اور اگر اس استحبابی حکم پر عمل کرتے ہوئے کاغذ دوات پیش کر دیتے تو تحریر لکھوانے سے آپ کو تکلیف ہوگی' لہٰذا ان حضرات نے آپ کے آرام کو ترجیح دی۔ دونوں کا نظریہ آپ ﷺ کی محبت کے جذبہ پر مبنی تھا اور اس شدتِ محبت میں بے خبری کے عالم میں وہ جھگڑنے لگے اور ان کی آوازیں بلند ہو گئیں' لہٰذا وہ معذور تھے' العیاذ باللہ۔ ان جان نثار صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مقصود دربارِ اقدس کی توہین نہیں تھا' لہٰذا وہ معذور تھے' البتہ لاشعوری کے عالم میں ان سے دربارِ اقدس میں جھگڑا کرنے اور آوازیں بلند کرنے کا جو فعل سرزد ہوا' وہ درست نہیں تھا' لہٰذا نبی کریم ﷺ نے انہیں اس پر متنبہ فرما دیا اور ارشاد فرمایا: مجھے چھوڑ دو' میں جس حالت میں ہوں' وہ بہتر ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کاغذ دوات پیش نہ کرنا معصیت اور گناہ ہوتا تو آپ اس پر بھی ضرور متنبہ فرما دیتے۔

(۹) ''ھجر'' کا ایک معنی ہے: اول فول بکنا' جس طرح کہتے ہیں: ''ھجر فی مرضہ او نومہ'' اس شخص نے بیماری یا نیند کی حالت میں بے ربط گفتگو کی۔ اس صورت میں ''اَھَجَر'' میں ہمزہ استفہام انکاری کے لیے ہے' اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مقصود یہ تھا کہ آپ ﷺ معاذ اللہ کوئی بے ہودہ اور بے ربط گفتگو نہیں فرما رہے بلکہ آپ تو صحیح کلام فرما رہے ہیں' اگر العیاذ باللہ یہ مقصود ہوتا کہ آپ کی گفتگو ہذیان پر مبنی ہے تو صحابہ کرام یوں نہ کہتے کہ ''استفھموہ'' آپ سے دریافت کرو کیونکہ ہذیان کہنے والے سے دریافت نہیں کیا جاتا' بلکہ پھر کہا جاتا: ''خلوہ'' آپ کو اسی حالت پر چھوڑ دو' لہٰذا اس جملہ میں آپ سے ہذیان کہنے کی نفی کی ہے' اور ''ھجر'' کا دوسرا معنی ہے: کسی کو چھوڑ دینا' مثلاً کہتے ہیں: ''ھجر الشیء'' اس نے چیز کو چھوڑ دیا۔ ''ھجر زوجہ'' اس نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا اور اسے طلاق دے دی۔ اب حدیث میں مذکور لفظ کا معنی ہوگا کہ کیا آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں اور ہم سے جدا ہو رہے ہیں؟ اور یہ جملہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کمالِ محبت کی دلیل ہے اور یہ دوسرا معنی اس مقام کے زیادہ لائق ہے۔ اس مسئلہ مزید کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: شرح صحیح مسلم ج ۴ ص ۵۲۱' شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی' مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور۔

وَرَوَی الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِیْتِنِیْ بِكَتِفٍ اَوْ لَوْحٍ اَكْتُبْ لِاَبِیْ بَكْرٍ كِتَابًا لَا یَخْتَلِفُ عَلَیْهِ فَلَمَّا ذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِیَقُوْمَ قَالَ یَاْبَی اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اَنْ یَّخْتَلِفُوْا عَلَیْكَ یَا اَبَابَكْرٍ.

اور امام احمد نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی طبیعت مبارکہ ناساز ہوئی تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ مجھے کندھے کی ہڈی یا تختی لا کر دو کہ میں ابوبکر کے لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ جس پر اختلاف نہ کیا جائے' جب حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (تختی وغیرہ لانے کے لیے) جانے لگے تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ اور مؤمنین تمہارے متعلق اختلاف کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

وَرَوَی الْبُخَارِیُّ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْ اَرَدْتُّ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ وَاَعْهَدُ اَنْ یَّقُوْلَ

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلوا بھیجوں اور انہیں اپنا ولی عہد مقرر کر جاؤں

الْقَائِلُوْنَ اَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ.

کہ کہیں کہنے والے نہ کہیں (کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کو ولی عہد مقرر نہیں کیا) یا تمنا کرنے والے (خلافت کی) تمنا نہ کرنے لگیں' پھر میں نے خیال کیا کہ اللہ (ابوبکر کے غیر کی خلافت کا) انکار کرے گا اور مؤمنین ابوبکر کے علاوہ کسی کی خلافت کو نہیں مانیں گے۔

۸۸۰۰۔ وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَاِنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمَانِ ابْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَبِيَدِهِ سِوَاكٌ وَاَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُهُ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَرَفْتُ اَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ اٰخُذُهُ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهِ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلَهُ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ اُلَيِّنُهُ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهِ اَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهُ فَاَمَرَّهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فِيْهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يَدْخُلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر جو انعامات ہیں' ان میں سے ایک یہ انعام ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک میرے گھر میں اور میری باری میں اور میری گردن اور سینے کے درمیان ہوا اور بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کے وصال مبارک کے وقت میرے اور آپ کے لعاب دہن کو جمع فرما دیا' میرے پاس عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آئے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں رسول اللہ ﷺ کو سہارا دے کر بیٹھی ہوئی تھی' میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف دیکھ رہے ہیں' میں سمجھ گئی کہ آپ کو مسواک کی خواہش ہے' میں نے عرض کیا: میں ان سے آپ کے لیے مسواک لے لوں؟ آپ نے سر کے اشارے سے فرمایا: ہاں! آپ نے مسواک لی اور وہ آپ کو سخت لگی' میں نے عرض کیا: میں اسے آپ کے لیے نرم کر دوں؟ آپ نے سر کے اشارہ سے فرمایا: ہاں! میں نے مسواک (چبا کر) نرم کر دی' آپ نے مسواک دانتوں پر پھیری اور آپ کے سامنے پانی کا برتن تھا' آپ پانی میں ہاتھ ڈال کر اسے منہ پر مل لیتے' اور فرماتے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں! بے شک موت کی بڑی سختیاں ہیں' پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمانے لگے: مجھے رفیق اعلیٰ میں کر دے! حتیٰ کہ آپ کا وصال مبارک ہو گیا اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔ (بخاری)

۸۸۰۱۔ وَعَنْ جَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰى حَدِّثْنَا عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ تَكْرِيْمًا لَّكَ وَتَشْرِيْفًا لَّكَ خَاصَّةً لَّكَ يَسْاَلُكَ عَمَّا هُوَ اَعْلَمُ بِهِ مِنْكَ يَقُوْلُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَجِدُنِيْ يَا جِبْرَئِيْلُ مَغْمُوْمًا وَّاَجِدُنِيْ يَا جِبْرَئِيْلُ مَكْرُوْبًا

حضرت امام جعفر صادق بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قریشی شخص ان کے والد ماجد امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر کہنے لگا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہ سناؤں؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں! ہمیں ابو القاسم ﷺ کی حدیث سناؤ' اس شخص نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کے پاس جبریل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا: اے محمد ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف خصوصی طور پر آپ کی عزت افزائی اور آپ کی تعظیم کے لیے بھیجا ہے' اللہ تعالیٰ آپ سے اس چیز کے متعلق سوال فرماتا ہے جسے وہ آپ سے زیادہ جانتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آپ خود کو کیسا محسوس کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: اے جبریل! میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے

ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّانِيَ فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا رَدَّ اَوَّلَ يَوْمٍ ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ اَوَّلَ يَوْمٍ وَرَدَّ عَلَيْهِ كَمَا رَدَّ عَلَيْهِ وَجَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ يُقَالُ لَهُ اِسْمَاعِيْلُ عَلٰى مِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ كُلُّ مَلَكٍ عَلٰى مِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ فَاسْتَاْذَنَ عَلَيْهِ فَسَاَلَهُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ جِبْرَئِيْلُ هٰذَا مَلَكُ الْمَوْتِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْكَ مَا اسْتَاْذَنَ عَلٰى اٰدَمِيٍّ قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَاْذِنُ عَلٰى اٰدَمِيٍّ بَعْدَكَ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ فَاَذِنَ لَهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ فَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَقْبِضَ رُوْحَكَ قَبَضْتُ وَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَتْرُكَهُ تَرَكْتُهُ فَقَالَ اَتَفْعَلُ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ قَالَ نَعَمْ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاُمِرْتُ اَنْ اُطِيْعَكَ قَالَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدِ اشْتَاقَ اِلٰى لِقَائِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَلَكِ الْمَوْتِ اِمْضِ لِمَا اُمِرْتَ بِهٖ فَقَبَضَ رُوْحَهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَتِ التَّعْزِيَةُ سَمِعُوْا صَوْتًا مِّنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَاءً مِّنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَّخَلَفًا مِّنْ كُلِّ هَالِكٍ وَّدَرَكًا مِّنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَاتَّقُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ فَقَالَ عَلِيٌّ اَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا هُوَ الْخِضْرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

جبریل! میں خود کو کرب وغم میں مبتلا پاتا ہوں' پھر دوسرے روز جبریل آپ کے پاس حاضر ہوئے' اور آپ کو اسی طرح کہا' نبی کریم ﷺ نے انہیں پہلے دن کی طرح جواب دیا' جبریل پھر تیسرے روز آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے پہلے روز کی طرح عرض کیا' آپ نے پھر پہلے روز کی طرح جواب دیا' اور ان کے ساتھ اسماعیل نامی ایک فرشتہ حاضر ہوا جو ایک لاکھ ملائکہ پر مؤکل تھا اور ان میں سے ہر فرشتے کے ماتحت ایک لاکھ ملائکہ تھے' اس نے آپ سے اجازت طلب کی' آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اس فرشتہ کے متعلق سوال کیا' پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ ملک الموت حاضر ہیں' آپ سے اجازت طلب کر رہے ہیں' انہوں نے آپ سے پہلے کسی شخص سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آپ کے بعد کسی شخص سے اجازت طلب کریں گے' اور عرض کیا کہ انہیں اجازت عنایت فرمایئے' آپ نے انہیں اجازت عنایت فرمائی' انہوں نے آپ کو سلام عرض کیا' پھر عرض کیا: اے محمد ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی بارگاہ میں بھیجا ہے کہ اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کا حکم دیں تو میں روح قبض کرلوں اور اگر آپ مجھے حکم دیں کہ روح قبض نہ کروں تو میں روح قبض نہ کروں' آپ نے فرمایا: اے ملک الموت! کیا تم ایسا کرو گے؟ عرض کیا: ہاں! مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور مجھے آپ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے' نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد ﷺ! یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے' نبی کریم ﷺ نے ملک الموت کو فرمایا: جس کام کا تمہیں حکم دیا گیا ہے وہ کر ڈالیے' تو انہوں نے آپ کی روح مبارک قبض کرلی' جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو تعزیت کی آواز آئی' لوگوں نے گھر کے کونے سے آواز سنی کہ اے گھر والو! تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں' بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر مصیبت میں تعزیت اور تسلی ہے اور ہر چلے جانے والے کی طرف سے کوئی خلیفہ ہے اور ہر کھو جانے والی چیز کا تدارک ہے تو اللہ تعالیٰ سے ہی ڈرو اور اسی سے امید رکھو' اصل مصیبت زدہ تو وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ شخص کون ہے؟ یہی خضر علیہ السلام ہیں۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ بِلَفْظٍ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ اُدْعِيْ لِيْ اَبَا بَكْرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ

اور مسلم شریف میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی علالت کے دوران مجھے فرمایا: اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلا کر لاؤ تاکہ میں تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا یا کوئی کہنے والا

أَخَافُ أَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ أَوْ يَقُوْلَ قَائِلٌ أَنَا أَوْلٰى وَيَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ إِلَّا أَبَابَكْرٍ.

٨٨٠٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ وَارَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرُ لَكِ وَأَدْعُوْ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاثُكْلِيَاهُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ فَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَظَلَلْتَ اٰخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهِ وَأَعْهَدَ أَنْ يَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

٨٨٠٣ وَعَنْهَا قَالَتْ رَجَعَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مِّنْ جَنَازَةٍ مِّنَ الْبَقِيْعِ فَوَجَدَنِيْ وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعًا وَأَنَا أَقُوْلُ وَارَأْسَاهُ قَالَ بَلْ أَنَا يَا عَائِشَةُ وَارَأْسَاهُ قَالَ وَمَا ضَرُّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِيْ فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ قُلْتُ لَكَأَنِّيْ بِكَ وَاللّٰهِ لَوْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ لَرَجَعْتَ إِلٰى بَيْتِيْ فَعَرَّسْتَ فِيْهِ بِبَعْضِ نِسَائِكَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بُدِئَ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ قَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَيَمْنَعُ زَوْجَهَا مِنْ غُسْلِهَا وَمَسِّهَا لَا مِنَ النَّظَرِ إِلَيْهَا عَلَى الْأَصَحِّ مُنْيَةٌ وَقَالَ الْأَئِمَّةُ الثَّلَاثَةُ يَجُوْزُ لِأَنَّ عَلِيًّا غَسَّلَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قُلْنَا هٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى بَقَاءِ الزَّوْجِيَّةِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلُّ سَبَبٍ وَّنَسَبٍ يَنْقَطِعُ بِالْمَوْتِ إِلَّا سَبَبِيْ وَنَسَبِيْ اه بِنَاءً عَلَيْهِ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ غَسَّلْتُكِ.

کہے گا کہ میں (خلافت کا) زیادہ مستحق ہوں حالانکہ اللہ اور مسلمان ابوبکر کے سوا کسی کو نہیں مانیں گے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا: ہائے سر درد! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بات اگر ہوگئی (یعنی تمہاری وفات ہوگئی) اور میں زندہ رہا تو میں تمہارے لیے استغفار کروں گا اور تمہارے لیے دعا مانگوں گا' حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے مصیبت! اللہ کی قسم! میں گمان کرتی ہوں کہ آپ میری موت پسند کرتے ہیں' اگر اس طرح ہوگیا تو آپ دن کے آخری حصہ میں اپنی کسی بیوی کے ساتھ وقت گزاریں گے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اپنے سر درد کا خیال چھوڑو) بلکہ میرے سر درد کی فکر کرو' میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلا کر انہیں ولی عہد مقرر کر دوں' کہیں ایسا نہ ہو کہ کہنے والے کہیں (کہ آپ نے ابوبکر کو ولی عہد مقرر نہیں فرمایا) اور تمنا کرنے والے (خلافت کی) تمنا کرنے لگیں' پھر میں نے خیال کیا کہ اللہ (ابوبکر کے سوا کا) انکار کر دے گا اور مؤمنین (ابوبکر کے غیر کو) نہیں مانیں گے۔ (بخاری)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ جنت البقیع میں جنازہ سے واپس لوٹ کر میرے پاس تشریف لائے' آپ نے مجھے اس حالت میں پایا کہ میں سر درد محسوس کر رہی تھی اور میں کہہ رہی تھی: ہائے میرا سر درد! آپ نے فرمایا: بلکہ میں کہتا ہوں: اے عائشہ! ہائے سر درد! اور فرمایا: اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہوگئیں تو تمہارا کیا نقصان' میں تمہیں غسل دوں گا' کفن پہناؤں گا' تمہاری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تمہیں دفن کروں گا' میں نے عرض کیا: گویا میں آپ کے متعلق ایسا محسوس کر رہی ہوں کہ اگر آپ نے یہ کام کیے تو آپ میرے گھر واپس لوٹ کر تشریف لائیں گے اور اپنی کسی بیوی کے ساتھ رات گزاریں گے' رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا' پھر آپ کے اس مرض کا آغاز ہوگیا جس میں آپ کا وصال مبارک ہوا۔ (دارمی) صاحب درمختار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ فوت شدہ بیوی کے خاوند کے لیے اصح مذہب کے مطابق اسے غسل دینا اور اسے چھونا منع ہے' اس کی طرف نظر کرنا منع نہیں اور ائمہ ثلاثہ کا بیان ہے کہ جائز ہے کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا' ہم کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غسل دینا اس بناء پر تھا کہ زوجیت باقی تھی' کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ہر سبب اور نسب موت سے ختم ہو جاتا ہے سوائے میرے سبب اور نسب کے' اسی بناء پر اس حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تجھے غسل دوں گا۔

٨٨٠٤ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ مِنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارکہ زیادہ ناساز ہوئی اور شدتِ تکلیف سے آپ پر غشی طاری ہونے لگی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے میرے ابا جان کی تکلیف! آپ نے انہیں فرمایا: تیرے باپ پر آج کے بعد کوئی تکلیف نہیں ہوگی' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوگیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے میرے ابا جان! آپ نے اپنے رب کا بلاوا قبول فرمالیا' ہائے ابا جان! آپ کا ٹھکانا جنت الفردوس ہے' ہائے ابا جان! جبریل علیہ السلام کو ہم آپ کے وصال کی خبر دیتے ہیں' جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے انس! کیا تمہارے دلوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالنا گوارا کرلیا۔ (بخاری)

٨٨٠٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَلَفُوْا فِيْ دَفْنِهٖ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ اِدْفَنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا اور آپ کے دفن کے سلسلہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف ہوا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی ہے' آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر نبی کو جہاں دفن کرنا پسند کرتا ہے' اسی جگہ اس نبی کی روح قبض فرماتا ہے' آپ کو اپنے بستر والی جگہ پر ہی دفن کرو۔ (ترمذی)

٨٨٠٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ لَا اَبْكِيْ اَنِّيْ لَا اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: چلو! ہم اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرنے جاتے ہیں' جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے' جب ہم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں' دونوں حضرات نے ان سے فرمایا: تم کیوں رو رہی ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو انعامات ہیں' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہت بہتر ہیں' وہ فرمانے لگیں: میں اس لیے نہیں رو رہی کہ مجھے یہ علم نہیں کہ اللہ کے پاس جو انعامات ہیں' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتر ہیں بلکہ میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی آنے کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کو رُلا دیا اور یہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

بَابٌ

باب

٨٨٠٧ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا شَاةً وَّلَا بَعِيْرًا وَّلَا اَوْصٰى بِشَيْءٍ رَوَاهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کوئی دینار چھوڑا' نہ درہم نہ کوئی بکری نہ اونٹ اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت فرمائی۔ (مسلم)

مُسْلِمٌ.

مذکورہ حدیث سے اہل تشیع کے رد کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی دینار چھوڑا نہ کوئی درہم' نہ کوئی بکری' نہ کوئی اونٹ اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت فرمائی۔ اس حدیث میں روافض کا رد ہے' وہ کہتے ہیں کہ فدک کی زمین نبی کریم ﷺ کا ترکہ تھی اور وہ آپ کی وارث سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا گیا' نیز وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی مقرر فرمایا تھا اور ان کے لیے خلافت کی وصیت کی تھی۔ اس حدیث سے دونوں نظریات کا رد ہو گیا کیونکہ آپ نے نہ کوئی مال چھوڑا اور نہ ہی کسی کے لیے وصیت فرمائی۔ علامہ یحیٰی بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوگوں نے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے انہیں کب وصی مقرر کیا حالانکہ وصال کے وقت آپ میرے سینے یا گود میں ٹیک لگائے ہوئے تھے' آپ نے تھال منگوایا اور آپ میری گود میں ہی جھک گئے اور مجھے پتا بھی نہ چلا کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے تو آپ نے کب وصی مقرر کیا؟ اور حدیث کے الفاظ ''لم یوص'' کا معنی یہ ہے کہ آپ نے تہائی وغیرہ مال کی وصیت نہیں فرمائی کیونکہ آپ کے پاس کوئی مال نہیں تھا' اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا کسی اور کے لیے وصیت نہیں فرمائی تھی' جس طرح کہ شیعہ حضرات کا گمان ہے۔ خیبر اور فدک کے علاقہ میں نبی کریم ﷺ کی جو زمین تھی' وہ آپ نے اپنی زندگی میں ہی مسلمانوں کے لیے صدقہ کر دی تھی۔ احادیث صحیحہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کتاب اللہ کے متعلق وصیت کی اور اپنے اہل بیت کے متعلق وصیت فرمائی اور مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکالنے اور وفود کی عزت کرنے کی وصیت فرمائی اور مذکورہ حدیث میں وصیت نہ کرنے سے یہ وصیتیں مراد نہیں' اس سے مراد وہی معنی ہے جس کا ہم نے بیان کر دیا ہے' لہٰذا احادیث کے درمیان کوئی تناقض نہیں۔ (شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۴۲' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

بعض سیرت نگاروں نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بہت سے اونٹ تھے' آپ کی بیس اونٹنیاں تھیں جو مدینہ منورہ کے اطراف میں رکھی ہوئی تھیں' آپ کے خدام روزانہ ان کا دودھ لاتے تھے اور آپ کی سات بکریاں اور سات بھیڑیں تھیں' جن کا دودھ صحابہ کرام نوش کرتے تھے۔ سیرت نگاروں کی یہ حکایات اس صحیح حدیث کے معارض نہیں ہو سکتیں۔ اگر انہیں درست مان لیا جائے تو پھر یہ کہیں گے کہ یہ صدقہ کے اونٹ تھے اور نبی کریم ﷺ کے فقراء صحابہ' اصحاب صفہ وغیرہ ان کا دودھ نوش کرتے تھے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۰۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۸۰۸ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِيْ جُوَيْرِيَةَ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً وَّلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسَلَاحَهُ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال کے وقت نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' نہ کوئی غلام نہ لونڈی' نہ ہی کوئی اور چیز' صرف اپنا سفید خچر اور سامانِ جہاد اور زمین چھوڑی' جس کو آپ نے صدقہ کر دیا۔ (بخاری)

۸۸۰۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا مَّا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِيْ وَمُؤْنَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ورثاء ایک دینار بھی تقسیم نہ کریں' میری ازواج اور میرے عامل کے خرچ کے بعد جو کچھ باقی بچے گا' وہ صدقہ ہے۔ (بخاری' مسلم)

عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٥٨١٠ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا کوئی وارث نہیں بنایا جائے گا' ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

٥٨١١ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِّنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ فَرَطًا وَّسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَاِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَيْنَيْهِ بِهَلَكَتِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو ان سے پہلے اس نبی کو اٹھالیتا ہے اور اس نبی کو ان کے لیے پیش رو اور آگے جانے والا بنا دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی امت کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس نبی کی زندگی میں ہی ان پر عذاب نازل فرماتا ہے اور اس نبی کی نگاہوں کے سامنے ان کو ہلاک کر کے اس نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا ہے' کیونکہ اس امت نے اپنے نبی کی تکذیب اور نافرمانی کی ہوتی ہے۔ (مسلم)

٥٨١٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَّلَا يَرَانِيْ ثُمَّ لَاَنْ يَّرَانِيْ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ مَعَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم میں سے کسی شخص پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ میری زیارت نہیں کر سکے گا' پھر اسے میرا دیدار اپنے اہل و عیال اور مال سے زیادہ محبوب ہوگا۔ (مسلم)

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ وَّذِكْرِ الْقَبَائِلِ

قریش کے فضائل کا بیان اور قبائل کا ذکر

قریش کے نام کی تحقیق

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

زبیر کا قول ہے کہ قریش فہر بن مالک کا نام ہے' فہر بن مالک سے پہلے قریش نہیں تھے۔ زبیر نے کہا کہ میرے چچا نے بیان کیا کہ فہر ہی قریش تھے' ان کا نام قریش اور فہر لقب تھا اور ابن شہاب سے روایت ہے کہ فہر کی والدہ نے ان کا نام قریش رکھا تھا اور ابن ہشام نے کہا کہ نضر بن کنانہ قریش تھے' جو نضر کی اولاد سے ہیں' وہ قریشی ہیں اور جو ان کی اولاد سے نہیں وہ قریشی نہیں اور یہ جمہور کا قول ہے۔ ان کی دلیل اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں وفدِ کندہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم گمان کرتے ہیں کہ آپ ہم میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں اور عبدالملک بن مروان نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ قصی کو قریش کہا جاتا تھا اور ان سے پہلے کسی کا نام قریش نہیں تھا۔ پہلے دو قول بہت سے ائمہ نسب سے منقول ہیں اور صحیح جمہور کا قول ہی ہے کہ قریش نضر بن کنانہ ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ صحیح یہ ہے کہ فہر قریش ہیں۔

قریش کی وجہ تسمیہ میں ایک قول یہ ہے کہ قرش کا معنی ہے: تجارت کرنا' اور قریش بھی تجارت کرتے تھے' یہ ابن ہشام کا قول ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے کہ "تقرش" کا معنی ہے: جمع ہونا' اور قریش بھی متفرق ہونے کے بعد جمع ہوئے تھے' لہٰذا انہیں قریش کہا گیا۔ ابن کلبی کا قول ہے کہ "تقریش" کا معنی تفتیش ہے اور نضر لوگوں کی حاجات کی تفتیش کر کے ان کی حاجات پوری کیا کرتے

تھے۔ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ذکر کیا ہے کہ قریش' قرش کی تصغیر ہے اور یہ اس سمندری جانور کو کہتے ہیں جو چھوٹے بڑے تمام جانوروں کو کھا جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ قصی نے قریش کو جمع کیا' لہٰذا ان کا نام قریش رکھا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ حرم میں جمع ہونے کی وجہ سے انہیں قریش کہا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ ''تـقـرش'' کا معنی ہے: رذیل اُمور سے دور رہنا۔ ایک قول یہ ہے کہ قریش ''تقارشت الرماح'' سے ماخوذ ہے اور یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں جب لڑائی میں نیزے ٹکرائیں۔

(ملخصاً عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۷۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

٨٨١٣ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعُ الْقُرَیْشِ فِیْ هٰذَا الشَّاْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِّمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِّكَافِرِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ اس (حکومت کے) معاملہ میں قریش کے تابع ہیں' ان کے مسلمان ان کے مسلمانوں کے اور ان کے کافر ان کے کافروں کے تابع ہیں۔ (بخاری' مسلم)

٨٨١٤ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِّقُرَیْشٍ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ خیر اور شر (یعنی اسلام اور کفر) میں قریش کے تابع ہیں۔ (مسلم)

٨٨١٥ - وَعَنِ ابْنِ عِمْرَانَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَّا بَقِیَ مِنْهُمُ اثْنَانِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ (خلافت والا) معاملہ ہمیشہ قریش میں رہے گا جب تک ان میں دو آدمی بھی باقی رہے۔ (بخاری' مسلم)

٨٨١٦ - وَعَنْ مُعَاوِیَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَیْشٍ لَّا یُعَادِیْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّیْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب تک قریش دین پر قائم رہیں گے یہ خلافت ان میں رہے گی' جو شخص بھی ان کی مخالفت کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل اوندھا کر کے گرا دے گا۔ (بخاری)

قریش کے ساتھ خلافت کے اختصاص کا بیان

ان احادیث میں ہے کہ خلافت قریش میں رہے گی۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں:

ان احادیث میں واضح دلیل ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ مخصوص ہے اور غیر قریش کے لیے عقدِ خلافت جائز نہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے بعد والے زمانہ میں اسی پر اجماع منعقد ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تمام علماء کا یہی مذہب ہے کہ خلیفہ کے لیے قرشی ہونا شرط ہے۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے سقیفہ کے روز انصار پر اسی حدیث سے حجت قائم کی تھی اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ علماء کرام نے اس مسئلہ کو اجماعی مسائل میں سے شمار کیا ہے اور سلف سے اس کے خلاف کوئی فعل اور قول منقول نہیں۔ (شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۱۱۹' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

اس دور میں خلافت قریش میں نہ ہونے کا جواب

اس حدیث پر سوال ہوتا ہے کہ اس حدیث سے تو ثابت ہوتا ہے کہ خلافت قریش میں رہے گی حالانکہ اس دور میں قریش میں خلافت نہیں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے مراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ قریش میں رہے گی اور خلافت راشدہ ہمیشہ قریش میں

ہی رہی ہے۔ غیر قریشی حکمران اور ملوک وسلاطین تو ہوئے ہیں مگر خلفاء راشدین نہیں ہوئے' نیز اس حدیث میں خبر حکم کے معنی میں ہے کہ خلافت قریش میں ہی ہونی چاہیے' اگر غیر قریشی غلبہ سے حکومت حاصل کر لیں تو یہ اس حدیث کے خلاف نہیں۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

تحقیق یہ ہے کہ حدیث میں خبر حکم کے معنی میں ہے یعنی مسلمانوں کو قریش کی اتباع کرنی چاہیے' ان کے خلاف خروج نہیں کرنا چاہیے ورنہ تو اکثر شہروں میں دو سو سال سے زائد عرصہ سے خلافت قریش سے نکل چکی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۰۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ اگر تم یہ سوال کرو کہ ہمارے زمانہ میں تو حکومت قریش میں نہیں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عرب ممالک میں خلافت قریش میں ہی ہے' اسی طرح مصر میں بھی خلیفہ ہے۔ (علامہ عینی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ یہ جواب درست نہیں' کسی نے کہا کہ عرب میں خلافت ہے؟ اور مصر میں کون خلیفہ ہے؟ وہ تو محض نام کا خلیفہ ہے' ارباب حل وعقد سے نہیں' اگر ان کے جواب کو درست مان لیں تو متعدد خلفاء کا ہونا لازم آئے گا حالانکہ خلیفہ تو صرف ایک ہی ہوتا ہے' کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: امام کی بیعت کرو اور اس کی بیعت کو پورا کرو اور جو شخص اس کی مخالفت کرے' اس کی گردن اڑا دو۔ امام احمد' امام ابوداؤد' امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد خلافت تیس سال تک ہوگی' اس کے بعد ملوکیت ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ پھر اللہ جسے چاہے گا ملک عطا فرما دے گا اور واقع میں اسی طرح ہوا' کیونکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت دو سال اور چار ماہ سے دس دن کم تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت دس سال چھ ماہ اور چار دن تھی اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت بارہ سال سے بارہ دن کم تھی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت دو ماہ کم پانچ سال تھی اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی مدتِ خلافت قریباً چھ ماہ تھی' جس پر تیس سال مکمل ہو گئے اور آپ چالیس ہجری کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۷۴' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

لہٰذا اس حدیث کا صحیح جواب وہی ہے جو ہم نے بیان کر دیا ہے کہ حدیث سے مراد یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ ہمیشہ قریش میں رہے گی یا حدیث میں خبر حکم کے معنی میں ہے کہ خلافت قریش میں ہی ہونی چاہیے۔

۸۸۱۷ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول لَا يَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِيْزًا اِلٰى اِثْنَيْ عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اسلام بارہ خلفاء تک غالب رہے گا' وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَا يَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا مَا وَلِيَهُمْ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

اور ایک روایت میں ہے: لوگوں کا معاملہ جاری رہے گا' جب تک دس مردان کے حکمران رہیں گے' وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

(بخاری ومسلم)

احادیث میں تعارض کی توجیہ

اس حدیث میں ہے کہ اسلام اس وقت تک غالب رہے گا جب تک بارہ خلفاء ہوں گے اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے' جب کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خلافتِ نبوت تیس سال تک رہے گی' پھر اللہ تعالیٰ جسے

چاہے گا ملک عطا فرمادے گا۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۹۰ 'مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' لاہور)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیس سال تک خلافت رہے گی اور تیس سال تک بارہ خلفاء نہیں ہوئے' بلکہ سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو ملا کر پانچ خلفاء ہوتے ہیں' لہٰذا دونوں احادیث میں بہ ظاہر تعارض ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ میرے بعد تیس سال تک خلافت ہوگی' پھر ملوکیت ہوگی' اور یہ اس مذکور حدیث کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تیس سال سے مراد خلافتِ نبوت ہے اور بعض روایات میں صراحتاً ہے کہ میرے بعد خلافتِ نبوت تیس سال ہوگی' پھر ملوکیت ہوگی اور بارہ خلفاء میں یہ شرط نہیں (یعنی بارہ خلفاء میں یہ شرط ہے کہ ان کے دور میں اسلام کا غلبہ ہوگا' اگرچہ ان کی خلافت منہاجِ نبوت پر نہ ہو)۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۰۹ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَائِمًا حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ اَوْ یَکُوْنَ عَلَیْھِمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَۃً کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی یا (آپ نے فرمایا:) ان پر بارہ خلیفے مقرر ہوں گے وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

۸۸۱۸ - وَعَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یُّرِدْ ھَوَانَ قُرَیْشٍ اَھَانَہُ اللّٰہُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی قریش کی ذلت و رسوائی چاہے گا' اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا فرمادے گا۔ (ترمذی)

۸۸۱۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُطِیْعٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ لَا یُقْتَلُ قُرَیْشِیٌّ صَبْرًا بَعْدَ ھٰذَا الْیَوْمِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن مطیع اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آج کے بعد قیامت کے دن تک کسی قریشی کو باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔ (مسلم)

۸۸۲۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَیْشٍ نَکَالًا فَاَذِقْ اٰخِرَھُمْ نَوَالًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! تو نے قریش کے پہلوں کو عذاب کا مزہ چکھایا ہے تو ان کے بعد والوں کو بخشش و عطاء کی لذت چکھانا۔ (ترمذی)

۸۸۲۱ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُلْکُ فِیْ قُرَیْشٍ وَّالْقَضَاءُ فِی الْاَنْصَارِ وَالْاَذَانُ فِی الْحَبْشَۃِ وَالْاَمَانَۃُ فِی الْاَزْدِ یَعْنِی الْیَمَنَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حکومت قریش میں' قضاء انصار میں' اذان حبشہ میں اور امانت ازد یعنی یمن میں ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَوْقُوْفًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا اَصَحُّ.

اور ایک روایت میں یہ حدیث پاک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ زیادہ صحیح ہے۔

۸۸۲۲ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قُرَیْشٌ وَّالْاَنْصَارُ وَجُھَیْنَۃُ وَّمُزَیْنَۃُ وَّاَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَّاَشْجَعُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: قریش اور انصار اور جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار اور اشجع میرے

مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

دوست ہیں' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا ان کا کوئی دوست نہیں۔ (بخاری ومسلم)

٨٨٢٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةٌ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ (بخاری ومسلم)

٨٨٢٤ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَّمُزَيْنَةُ وَّجُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَّمِنْ بَنِيْ عَامِرٍ وَالْحَلِيْفَيْنِ بَنِيْ اَسَدٍ وَغَطْفَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلم' غفار مزینہ اور جہینہ' بنوتمیم اور بنو عامر اور دونوں حلیفوں یعنی بنو اسد اور بنو غطفان سے بہتر ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٨٨٢٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ اُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِمْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِيْلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ الْمَلِكِ فِيْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ دَلِيْلٌ عَلٰى جَوَازِ اِسْتِرْقَاقِ الْعَرَبِ كَمَا هُوَ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ وَفِيْ اِسْتِدْلَالِهٖ نَظْرٌ لَا يُخْفٰى قُلْتُ لِاَنَّ خِلَافَنَا فِي الرِّجَالِ لَا فِي النِّسَاءِ فَكَيْفَ يُسْتَدَلُّ بِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبِيَّةٌ عَلٰى جَوَازِ اِسْتِرْقَاقِ رِجَالِ مُشْرِكِي الْعَرَبِ فَتَاَمَّلْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بنوتمیم کے متعلق تین باتیں ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' جس کی وجہ سے میں ہمیشہ ان سے محبت کرتا ہوں' آپ نے فرمایا: یہ میری امت میں دجال پر سب سے زیادہ سخت ہیں' ان کے صدقات آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی ایک باندی تھی' آپ نے فرمایا: اسے آزاد کر دو' کیونکہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔ (بخاری ومسلم) ابن ملک نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ''سبیۃ منھم'' (ان کی لونڈی) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عرب کو غلام بنانا جائز ہے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی نظریہ ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ ان کے استدلال پر اعتراض ہے جو پوشیدہ نہیں' میں کہتا ہوں: ہمارا (یعنی احناف اور شوافع کا) اختلاف مردوں کے متعلق ہے عورتوں کے متعلق نہیں' لہٰذا نبی کریم ﷺ کا فرمان ''سبیۃ'' اس بات کی دلیل کیسے ہو سکتا ہے کہ عرب کے مشرکین مردوں کو غلام بنانا جائز ہے؟ لہٰذا غور وفکر کرو۔

٨٨٢٦ - وَعَنْ اَبِيْ عَامِرٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْحَيُّ الْاَسَدُ وَالْاَشْعَرُوْنَ لَا يَفِرُّوْنَ فِي الْقِتَالِ وَلَا يَغُلُّوْنَ هُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین قبیلہ اسد اور اشعری ہیں کہ وہ نہ تو میدانِ جنگ سے بھاگتے ہیں اور نہ ہی مالِ غنیمت میں خیانت کرتے ہیں' وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (ترمذی)

٨٨٢٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَزْدُ اَزْدُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ ازد زمین میں اللہ کا لشکر ہے' لوگ ان کو گرانا چاہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کو یہ پسند

يُرِيْدُ النَّاسُ اَنْ يَّضَعُوْهُمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يَّرْفَعَهُمْ وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُوْلُ الرَّجُلُ يَالَيْتَ اَبِىْ كَانَ اَزْدِيًّا وَيَالَيْتَ اُمِّىْ كَانَتْ اَزْدِيَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

نہیں ہے بلکہ اللہ انہیں بلندیاں عطا فرمائے گا' لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ آدمی کہے گا: کاش! میرا باپ ازدی ہوتا' کاش! میری ماں کا تعلق قبیلہ ازد سے ہوتا۔ (ترمذی)

٨٨٢٨ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَاتَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ اَحْيَاءَ ثَقِيْفٍ وَبَنِىْ حَنِيْفَةَ وَبَنِىْ اُمَيَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے وقت تین قبیلوں کو ناپسند فرماتے تھے: (۱) ثقیف (۲) بنوحنیفہ (۳) بنوامیہ۔ (ترمذی)

٨٨٢٩ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَّمُبِيْرٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَصْمَةَ يُقَالُ الْكَذَّابُ هُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ اَبِىْ عُبَيْدٍ وَالْمُبِيْرُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوْسُفَ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ اَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ اَلْفٍ وَّعِشْرِيْنَ اَلْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبیلہ ثقیف میں بہت جھوٹا شخص ہے اور بہت بڑا ظالم ہے۔ عبداللہ بن عصمہ نے کہا: یہ کہا جاتا ہے کہ کذاب مختار بن ابی عبید ہے اور بڑا ظالم حجاج بن یوسف ہے اور ہشام بن حسان نے کہا کہ حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی باندھ کر قتل کیے ہیں۔ (ترمذی)

وَرَوٰى مُسْلِمٌ فِى الصَّحِيْحِ حِيْنَ قَتَلَ الْحَجَّاجُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ اَسْمَاءُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِىْ ثَقِيْفٍ كَذَّابًا وَّمُبِيْرًا فَاَمَّا الْكَذَّابُ فَرَاَيْنَاهُ وَمَا الْمُبِيْرُ فَلَا اِخَالُكَ اِلَّا اِيَّاهُ.

اور امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے کہ جب حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کیا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ ثقیف میں بہت جھوٹا اور بڑا ظالم شخص ہے' بہت جھوٹا تو ہم نے دیکھ لیا ہے' باقی رہا بڑا ظالم تو میرا خیال ہے کہ وہ تو ہی ہے۔

٨٨٣٠ - وَعَنْ اَبِىْ نَوْفَلٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى عَقَبَةِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ وَالنَّاسُ حَتّٰى مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنْ كُنْتُ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا صَوْلًا لِلرَّحِمِ اَمَا وَاللّٰهِ لَاُمَّةٌ اَنْتَ شَرُّهَا لَاُمَّةٌ سَوْءٍ.

حضرت ابونوفل معاویہ بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو مدینہ منورہ کی گھاٹی پر (سولی پر لٹکے ہوئے) دیکھا' قریش اور دوسرے لوگ ان کے قریب سے گزرنے لگے حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے قریب سے گزرے اور ان کے پاس کھڑے ہو کر کہا: السلام علیک اے ابوخبیب! السلام علیک اے ابوخبیب! السلام علیک اے ابوخبیب! سنو! اللہ کی قسم! میں تمہیں اس سے منع کیا کرتا تھا' سنو! اللہ کی قسم! میں تمہیں اس سے منع کیا کرتا تھا' سنو! اللہ کی قسم! میں تمہیں اس سے منع کیا کرتا تھا' سنو! اللہ کی قسم! میں جانتا تھا کہ تم بہت روزے رکھنے والے' بہت قیام کرنے والے' بہت صلہ رحمی کرنے والے تھے' سنئے وہ جماعت (جن کے فاسد گمان میں) تم بدترین تھے' حقیقت میں وہ جماعت خود ہی بُری ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَاُمَّۃٌ خَیْرٌ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللّٰہِ وَقَوْلُہٗ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ فَاُنْزِلَ عَنْ جِذْعِہٖ فَاُلْقِیَ فِیْ قُبُوْرِ الْیَھُوْدِ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی اُمِّہٖ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ فَاَبَتْ اَنْ تَاْتِیَہٗ فَاَعَادَ عَلَیْھَا الرَّسُوْلَ لَتَاْتِیَنِّیْ اَوْلَاَبْعَثَنَّ اِلَیْكِ مَنْ یَّسْحَبُكِ بِقُرُوْنِكِ قَالَ فَاَبَتْ وَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَا اٰتِیْكَ حَتّٰی تَبْعَثَ اِلَیَّ مَنْ یَّسْحَبُنِیْ بِقُرُوْنِیْ قَالَ فَقَالَ اَرُوْنِیْ سِبْتَیَّ فَاَخَذَ نَعْلَیْہِ ثُمَّ انْطَلَقَ یَتَوَذَّفُ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْھَا فَقَالَ کَیْفَ رَاَیْتِنِیْ صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰہِ قَالَتْ رَاَیْتُكَ اَفْسَدْتَ عَلَیْہِ دُنْیَاہُ وَاَفْسَدَ عَلَیْكَ اٰخِرَتَكَ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ تَقُوْلُ لَہٗ یَا ابْنَ النِّطَاقَیْنِ اَنَا وَاللّٰہِ ذَاتُ النِّطَاقَیْنِ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکُنْتُ بِہٖ اَرْفَعُ طَعَامَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَطَعَامَ اَبِیْ بَکْرٍ مِّنَ الدَّوَابِّ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْاَۃِ الَّتِیْ لَا تَسْتَغْنِیْ عَنْہُ اَمَّا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِیْ ثَقِیْفٍ کَذَّابًا وَّمُبِیْرًا فَاَمَّا الْکَذَّابُ فَرَاَیْنَاہُ وَاَمَّا الْمُبِیْرُ فَلَا اِخَالُكَ اِلَّا اِیَّاہُ قَالَ فَقَامَ عَنْھَا فَلَمْ یُرَاجِعْھَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جماعت خود تو بڑی اچھی ہے' پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں سے چلے گئے' حجاج کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے وہاں کھڑے ہونے اور آپ کی اس گفتگو کی اطلاع ملی تو اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش سولی سے اتر وا کر یہودیوں کے قبرستان میں رکھوادی' پھر ان کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو بلوایا' انہوں نے آنے سے انکار کر دیا' اس نے دوبارہ قاصد بھیجا کہ میرے پاس آ جاؤ ورنہ میں کسی شخص کو بھیجوں گا جو تمہیں بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لے آئے گا' انہوں نے پھر انکار کر دیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک تیرے پاس نہیں آؤں گی جب تک تو وہ شخص نہیں بھیجے گا جو مجھے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا نہیں لے جائے گا' حجاج نے کہا: میری جوتیاں لاؤ' پھر وہ جوتے پہن کر اکڑ کر چلتا ہوا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہنے لگا: تم نے دیکھا میں نے دشمنِ خدا کے ساتھ کیا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے دیکھ لیا ہے' تم نے اس کی دنیا تباہ کر دی اور اس نے تمہاری آخرت تباہ کر دی' مجھے پتا چلا ہے کہ تو اسے دو کمر بندوں والی کا بیٹا کہا کرتا تھا' بہ خدا! وہ دو کمر بندوں والی میں ہی ہوں' ان میں سے ایک کمر بند کے ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کھانا جانوروں سے حفاظت کی خاطر باندھ دیا کرتی تھی' اور دوسرا کمر بند وہ تھا جس سے کوئی عورت بے نیاز نہیں ہوتی' سن لو! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ ثقیف میں کذاب اور بڑا ظالم ہوگا' کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور بڑا ظالم میرے خیال میں تو ہی ہوسکتا ہے' راوی کہتے ہیں: پھر حجاج وہاں سے چلا گیا اور انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ (مسلم)

۸۸۳۱ - وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَتَاہُ رَجُلَانِ فِیْ فِتْنَۃِ ابْنِ الزُّبَیْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا مَا تَرٰی وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا یَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ یَمْنَعُنِیْ اَنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیَّ دَمَ اَخِی الْمُسْلِمِ قَالَا اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ. (البقرہ:۱۹۳) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰی لَمْ تَکُنْ فِتْنَۃٌ وَّکَانَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ وَاَنْتُمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰی تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِغَیْرِ اللّٰہِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لڑائی کے زمانہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دو شخص آ کر کہنے لگے کہ لوگوں نے جو کچھ کیا ہے' آپ نے ملاحظہ کر لیا ہے' آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں' آپ (دعویٰ خلافت کے لیے) کیوں نہیں کھڑے ہوتے؟ آپ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان بھائی کا خون مجھ پر حرام کیا ہے' انہوں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ان سے لڑائی کرو حتیٰ کہ فتنہ باقی نہ رہے (البقرہ:۱۹۳)' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے لڑائی کی حتیٰ کہ فتنہ نہ رہا اور دین اللہ ہی کے لیے ہو گیا اور تم چاہتے ہو کہ لڑائی کرو اور دین اللہ کے غیر کے لیے ہو جائے۔ (بخاری)

۸۸۳۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيْفٍ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَهْدِ ثَقِيْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا کر رکھ دیا ہے' آپ اللہ کی بارگاہ میں ان کے خلاف دعا فرمائیں' آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ثقیف کو ہدایت نصیب فرما۔ (ترمذی)

۸۸۳۳- وَعَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مِيْنَاءَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ اَحْسَبُهُ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْعَنْ حُمَيْرًا فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ حُمَيْرًا اَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ وَاَيْدِيْهِمْ طَعَامٌ وَهُمْ اَهْلُ اَمْنٍ وَّاِيْمَانٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

عبدالرزاق اپنے والد سے' وہ میناء سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہوا میرا گمان ہے کہ وہ قبیلہ قیس سے تھا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! حمیر پر لعنت فرمائیے! آپ نے اس سے چہرۂ انور پھیر لیا' پھر وہ دوسری جانب سے حاضر ہوا' آپ نے پھر چہرۂ مبارک پھیر لیا' پھر وہ دوسری جانب سے آیا اور آپ نے چہرۂ انور پھیر لیا' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حمیر پر رحم فرمائے' ان کے منہ سلامتی والے ہیں اور ان کے ہاتھ کھانے والے ہیں' اور وہ امن وایمان والے ہیں۔ (ترمذی)

۸۸۳٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ دَوْسٍ قَالَ مَا كُنْتُ اُرٰى اَنَّ فِيْ دَوْسٍ اَحَدًا فِيْهِ خَيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: قبیلہ دوس سے' فرمایا کہ میں نہیں دیکھتا کہ دوس میں کوئی بھلائی والا ہو۔ (ترمذی)

۸۸۳٥ - وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَظَنَّ النَّاسُ اَنَّهُ يَدْعُوْا عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: دوس ہلاک ہوگئے ہیں' انہوں نے نافرمانی کی ہے اور انکار کیا ہے' آپ ان کے خلاف اللہ کی بارگاہ میں دعا فرمائیے' لوگوں نے گمان کیا کہ آپ ان کے خلاف دعا فرمائیں گے: آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! دوس کو ہدایت نصیب فرما! اور انہیں ہمارے پاس لے آ۔ (بخاری ومسلم)

۸۸۳٦ - وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْغِضْنِيْ فَتُفَارِقَ دِيْنَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اُبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ قَالَ تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: مجھ سے بغض نہ رکھنا ورنہ اپنے دین سے جدا ہو جاؤ گے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں' آپ ہی کے صدقے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت نصیب فرمائی ہے' آپ نے فرمایا: تم عرب سے بغض رکھو گے تو مجھ سے بغض رکھو گے۔ (ترمذی)

۸۸۳۷ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اہل عرب سے خیانت کی' وہ میری شفاعت سے بہرہ ور نہیں

الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِي شَفَاعَتِي وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ہوگا اور نہ ہی اسے میری دوستی حاصل ہوگی۔(ترمذی)

۸۸۳۸ - وَعَنْ أُمِّ الْحَرِيرِ مَوْلَاةِ طَلْحَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی باندی حضرت ام حریر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے مولیٰ (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرب قیامت کی علامات میں سے عرب کا ہلاک ہو جانا ہے۔(ترمذی)

۸۸۳۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ لِأَنِّي عَرَبِيٌّ وَالْقُرْآنُ عَرَبِيٌّ وَكَلَامُ أَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عرب سے تین چیزوں کی وجہ سے محبت کرو' کیونکہ میں عربی ہوں اور قرآن عربی ہے اور اہل جنت کا کلام عربی ہے۔(بیہقی' شعب الایمان)

بَابُ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مناقب

صحابی کی تعریف

صحابی اس خوش نصیب شخص کو کہتے ہیں' جس نے ایمان کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو اور دینِ اسلام پر ہی اس کا خاتمہ ہوا ہو' اگر چہ وہ درمیان میں مرتد ہو گیا ہو' جس طرح کہ اشعث بن قیس کے بارے میں بیان کرتے ہیں (کہ وہ درمیان میں مرتد ہو گئے تھے)' یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ بعض علماء کرام نے یہ شرط لگائی ہے کہ صحابی وہ ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طویل صحبت اور بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا' اور آپ سے علم حاصل کیا ہو اور غزوات میں حاضری کا موقع ملا ہو' ان علماء نے کم از کم چھ ماہ کی مدت مقرر کی ہے' لیکن چھ ماہ کی تعیین پر کوئی دلیل معلوم نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۲۹' مطبوعہ تیج کمار' لکھنو)

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں باہمی فضیلت کی ترتیب کا بیان

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

شرح السنۃ میں ہے کہ ابو منصور بغدادی نے کہا ہے کہ ہمارے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام میں سب سے افضل خلفائے اربعہ مذکور ترتیب کے ساتھ ہیں' ان کے بعد تمام عشرہ مبشرہ' پھر اہل بدر' پھر اہل احد' پھر اہل بیعت الرضوان ہیں' ان کے بعد وہ صحابہ افضل ہیں جنہیں کوئی خصوصی شرف حاصل ہے' مثلاً انصار مدینہ میں سے عقبتین میں حاضر ہونے والے' اسی طرح سابقون اوّلون صحابہ اور دونوں قبلوں کی جانب نماز ادا کرنے والے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ و سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہما' اسی طرح سیدہ عائشہ و سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کے متعلق اختلاف ہے کہ ان میں سے کون افضل ہے؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ عادل' فاضل اور خیار صحابہ میں سے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان جو جنگیں ہوئیں' ان میں ہر فریق اپنے آپ کو حق پر اعتقاد کرتا تھا اور ان جنگوں کے متعلق ہر فریق تاویل کرتا تھا' اس وجہ سے ان میں سے کوئی بھی عدالت سے خارج نہیں ہوا کیونکہ وہ مجتہد تھے اور ان کا باہمی اختلاف اسی طرح تھا جیسے بعد میں مجتہدین نے مسائل میں اختلاف کیا اور اس وجہ سے ان میں سے کسی کا نقص لازم نہیں آتا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۱۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۸۴۰ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر ڈالے تو وہ صحابہ کے خرچ کیے ہوئے ایک مد (ایک کلو) یا نصف مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (بخاری ومسلم)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالی دینے کا حکم

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو خطاب ہے کیونکہ اس حدیث کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو گالی دے دی (اس پر آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو گالی نہ دو) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عام امت کو خطاب ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نورِ نبوت سے معلوم تھا کہ اہلِ بدعت (روافض) اس فعل بد کا ارتکاب کریں گے' لہٰذا آپ نے اس حدیث کے ذریعہ انہیں منع فرمایا' اور شرح مسلم میں ہے کہ صحابہ کو گالی دینا حرام اور بدترین کبیرہ گناہ ہے۔ ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اسے تعزیر کی جائے گی اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا' اور قاضی عیاض نے کہا کہ صحابہ میں سے کسی کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ ہمارے بعض علمائے احناف نے تصریح کی ہے کہ جو شخص شیخین یعنی سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالی دے' وہ کافر ہے۔ شیخین کو گالی دینا اور ان پر لعنت کرنا کفر ہے اور جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان پر فضیلت دے' وہ بدعتی ہے۔ خلاصہ میں اسی طرح ہے اور مناقب کردری میں ہے کہ اگر شیخین کی خلافت کا منکر ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کے ساتھ محبت فرمانے کی وجہ سے ان سے بغض رکھے تو وہ کافر ہے' البتہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت رکھے تو اس پر مواخذہ نہیں (کیونکہ محبت غیر اختیاری فعل ہے)۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۱۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۸۴۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دے رہے ہیں تو تم کہو: تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (ترمذی)

۸۸۴۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو! میرے بعد انہیں (اپنے سب وشتم کا) نشانہ نہ بنالینا' کیونکہ جو شخص ان سے محبت کرتا ہے' وہ میری محبت کی بناء پر ہی ان سے محبت کرتا ہے اور جو شخص ان سے دشمنی کرتا ہے' وہ مجھ سے دشمنی کی بناء پر ہی ان سے دشمنی کرتا ہے' اور جس نے انہیں ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذاء پہنچائی ہے اور جس نے مجھے ایذاء پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی' عنقریب اللہ تعالیٰ اسے اپنی گرفت میں لے لے گا۔

(ترمذی)

٥٨٤٣ - وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَفَعَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِيْرًا مِّمَّا يَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ النُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِّلسَّمَاءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَى السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِيْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَنَا اَتَى اَصْحَابِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِيْ اَمَنَةٌ لِّاُمَّتِيْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِيْ اَتَى اُمَّتِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر انور آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ بہ کثرت آسمان کی طرف سر اٹھایا کرتے تھے' آپ نے فرمایا: ستارے آسمان کے لیے باعث امان ہیں' جب ستارے ختم ہو گئے تو آسمان پر وہ حالت طاری ہوگی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے صحابہ کے لیے باعث امان ہوں' جب میں تشریف لے گیا تو میرے صحابہ کو اس حالت کا سامنا ہوگا' جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابہ' میری امت کے لیے باعث امان ہیں' جب میرے صحابہ چلے گئے تو میری امت پر وہ (فتنے) آئیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (مسلم)

٥٨٤٤ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَبِّيْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِيْ مِنْ بَعْدِيْ فَاَوْحٰى اِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا اَقْوٰى مِنْ بَعْضٍ وَّلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ مِّمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِيْ عَلٰى هُدًى قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمِ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے بعد صحابہ میں ہونے والے اختلاف کے متعلق اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارے صحابہ میرے نزدیک اس طرح ہیں جیسے آسمان میں ستارے ہیں' ان میں بعض (نور کے مراتب میں) بعض سے قوی ہیں' جن چیزوں میں صحابہ کا اختلاف ہے' جس نے ان میں سے کسی چیز کو بھی لے لیا' وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہوگا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں' تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت حاصل کر لو گے۔ (رزین)

٥٨٤٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِيْ يَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَّنُوْرًا لَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا جو صحابی بھی کسی زمین میں وفات پائے گا' قیامت کے دن اسے وہاں کے لوگوں کے لیے قائد اور نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔ (ترمذی)

٥٨٤٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَصْحَابِيْ فِيْ اُمَّتِيْ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يُصْلِحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ قَالَ الْحَسَنُ فَقَدْ ذَهَبَ مِلْحُنَا فَكَيْفَ نُصْلِحُ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں میرے صحابہ کی مثال ایسے ہے جس طرح کھانے میں نمک ہوتا ہے' نمک کے بغیر کھانا درست نہیں ہوتا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارا نمک چلا گیا تو ہماری اصلاح کیسے ہو سکتی ہے؟ (بغوی' شرح السنہ)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو نمک کے ساتھ تشبیہ دینے کی توجیہ

اس حدیث میں صحابہ کو نمک سے تشبیہ دی گئی ہے' اس پر سوال ہے کہ نمک کی کثرت تو کھانے کو خراب کر دیتی ہے' لہٰذا لازم آئے گا کہ صحابہ کی کثرت بھی مفسد ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تشبیہ میں یہ لازم نہیں آتا کہ من کل الوجوہ تشبیہ ہو' بلکہ یہاں مراد یہ ہے کہ جس

طرح نمک کے بغیر کھانے میں لذت نہیں ہوتی' اسی طرح صحابہ کے بغیر میری امت میں کمال نہیں ہے۔

٨٨٤٧ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيَقُوْلُوْنَ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کے لیے نکلے گی' تو لوگ کہیں گے: کیا تم میں کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں! تو انہیں فتح عطا کی جائے گی' پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک جماعت جہاد کے لیے روانہ ہو گی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں سے کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں! تو انہیں فتح عطا کر دی جائے گی' پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک جماعت جہاد کے لیے روانہ ہو گی اور ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صحبت حاصل کرنے والے کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں! تو انہیں فتح عطا کر دی جائے گی۔ (بخاری' مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُّبْعَثُ مِنْهُمُ الْبَعْثُ فَيَقُوْلُوْنَ اُنْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْكُمْ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِيْ فَيَقُوْلُوْنَ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ رَّاٰى اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَيُقَالُ اُنْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ مَنْ رَّاٰى مَنْ رَّاٰى اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْثُ الرَّابِعِ فَيُقَالُ اُنْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ اَحَدًا رَاٰى مَنْ رَّاٰى اَحَدًا رَّاٰى اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُ.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے ایک لشکر کو روانہ کیا جائے گا تو لوگ کہیں گے: دیکھو! کیا تمہارے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی موجود ہے؟ ایک صحابی مل جائے گا اور انہیں فتح حاصل ہو جائے گی' پھر دوسرا لشکر روانہ کیا جائے گا تو لوگ کہیں گے: کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی زیارت کرنے والا کوئی شخص موجود ہے؟ پھر انہیں فتح حاصل ہو جائے گی' پھر تیسرا لشکر روانہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی زیارت کرنے والے کی زیارت کی ہے؟ پھر چوتھا لشکر روانہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا: دیکھو! کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی زیارت کرنے والے کی زیارت کرنے والے کی زیارت کی ہے؟ تو ایسا شخص مل جائے گا اور انہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔

٨٨٤٨ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَّاٰنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَّاٰنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے میری زیارت کی ہے یا میری زیارت کرنے والے کی زیارت کی ہے۔ (ترمذی)

٨٨٤٩ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ اَنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمًا يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ.

فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ میرے زمانے والے (صحابہ کرام) ہیں' پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں' پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں' پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی' اور وہ خیانت کریں گے اور انہیں امانت دار قرار نہیں دیا جائے گا' وہ نذر مانیں گے اور اسے پورا نہیں کریں گے اور ان پر فربہی ظاہر ہو گی۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّيَحْلِفُوْنَ وَلَا يُسْتَحْلَفُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ حلف اٹھائیں گے حالانکہ ان سے حلف طلب نہیں کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

قرونِ ثلاثہ کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ میری امت میں بہترین قرن (زمانہ) میرا قرن ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قرن' زمانے کی اس مقدار کو کہتے ہیں جس میں اس زمانے والوں کی عمروں اور احوال میں اقتران ہوتا ہے (یعنی ان کی عمریں اور احوال ملے جلے ہوتے ہیں)' بعض نے کہا کہ قرن' چالیس سال کا ہوتا ہے' بعض نے کہا: اسی سال کا' بعض نے کہا: ایک سو سال کا ہوتا ہے' بعض نے کہا: مطلق زمانہ قرن ہے اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کی مدت معین نہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرن صحابہ کرام ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے آخری صحابی کے وصال تک ایک سو بیس برس کی مدت ہے اور تابعین کا قرن تقریباً ایک سو ستر سال کا ہے اور تبع تابعین کا قرن تقریباً دو سو بیس برس کا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۲۰' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُّحِبُّوْنَ السِّمَانَةَ.

اور مسلم کی روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پھر ان کے بعد ایسی قوم آئے گی جو موٹاپے کو پسند کرے گی۔

۸۸۵۰ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْرِمُوْا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَظْهَرُ الْكِذْبُ حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ لَيَحْلِفُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَيَشْهَدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ اَلَا مَنْ سَرَّهٗ بُحْبُوْحَةُ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَذِّ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمْ وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهٗ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهٗ فَهُوَ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ یہ تم میں سب سے بہترین ہیں' پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں' پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں' پھر جھوٹ عام ہو جائے گا حتیٰ کہ ایک شخص حلف اٹھائے گا حالانکہ اس سے حلف طلب نہیں کیا جائے گا اور وہ گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی' سن لو! تم میں سے جو شخص جنت کا اعلیٰ حصہ پسند کرتا ہے وہ جماعت کو لازم پکڑ لے کیونکہ شیطان تنہا آدمی کے ساتھ ہے اور وہ دو سے بہت زیادہ دور ہے اور کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے کیونکہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے اور جو شخص اپنی نیکی پر خوش اور اپنے گناہ پر غمگین ہوتا ہے' وہ مؤمن ہے۔ (نسائی) اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔ آپ کے والد ماجد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ ہے اور آپ کی والدہ کا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد ہے اور کنیت اُم الخیر ہے۔ زمانہ جاہلیت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام عبدالکعبہ تھا اور اسلام لانے کے بعد آپ کا نام عبداللہ رکھا گیا' آپ کا لقب صدیق ہے' کیونکہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کروائی گئی تو آپ نے جبریل سے فرمایا کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے' لہٰذا آپ کا لقب صدیق ہے۔ آپ کا لقب عتیق بھی ہے' کیونکہ عتیق کا معنی قدیم ہے اور آپ اسلام لانے میں اور نیکی میں اور حسن و جمال میں مقدم تھے۔ ابوطلحہ سے سوال کیا گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عتیق کا لقب کیوں دیا گیا؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ کی والدہ کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہتا تھا' جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو بیت اللہ شریف میں لے کر آئیں اور عرض کیا: اے اللہ! یہ تیری طرف سے موت سے عتیق (آزاد) ہے تو یہ مجھے ہبہ فرمادے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ جہنم کی آگ سے آزاد ہیں' لہٰذا آپ کا لقب عتیق ہے۔

آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کے والدین اور آپ کی جمیع اولاد نے اسلام قبول کیا (اور شرفِ صحابیت سے مشرف ہوئے' سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ کے والدین اور آپ خود اور آپ کے بیٹے اور آپ کے پوتے صحابی ہیں۔ رضوی غفرلہٗ)۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسند خلافت پر فائز ہوئے' آپ کی مدتِ خلافت دو سال اور چھ ماہ ہے' اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے مطابق تریسٹھ برس کی عمر میں ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ بہ روز پیر آپ کا وصال ہوا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی' آپ کی قبر میں حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی' حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم اترے۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن کیا گیا۔ (ملخصاً عمدۃ القاری ج ص ۱۷۲۔۱۷۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۸۸۵۱ - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَكْرٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اپنے مال اور صحبت کے اعتبار سے تمام لوگوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ خرچ کرنے والے ابوبکر ہیں۔

وَعِنْدَ الْبُخَارِیِّ اَبَابَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِیْلًا وَّلٰكِنَّ اُخُوَّةَ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتَهٗ لَا تُبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّاخَوْخَةُ اَبِیْ بَكْرٍ

اور امام بخاری رحمہ اللہ کی روایت میں ''ابا بکر'' کے الفاظ ہیں اور اگر میں کسی کو خلیل (خالص دوست) بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا' لیکن اسلامی اخوت و محبت برقرار ہے' مسجد میں ابوبکر کی کھڑکی کے سوا ہر کھڑکی بند کردی جائے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ وَّلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِیْلًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ قَوْلِهٖ لَا تُبْقَیَنَّ اَلْخ دَلِیْلٌ عَلٰی حَسْمِ اِطْمَاعِ النَّاسِ كُلِّهِمْ مِنَ الْخِلَافَةِ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ

اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ (بخاری ومسلم) آپ کا ارشاد کہ مسجد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے سوا ہر کھڑکی بند کردی جائے' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہر ایک سے خلافت کی امید کو منقطع کردیا گیا ہے۔

ف: اس حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ''امنّ الناس'' فرمایا گیا۔ علامہ تورپشتی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہاں ''اَمَنّ''

''مَنّ علیه منا'' سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے زیادہ خرچ کرنے والے اور سب سے زیادہ سخی ہیں اور یہ ''مَنَّ علیه منة'' سے ماخوذ نہیں کیونکہ اس صورت میں معنی ہو گا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں اور یہ معنی درست نہیں کیونکہ کسی شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان نہیں ہے' نیز یہ جملہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں ذکر فرمایا ہے' اگر اس کا معنی زیادہ احسان کرنے والا ہو تو یہ تعریف کی بجائے مذمت بن جائے گا کیونکہ احسان تو نیکی کو ضائع کر دیتا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۲۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ خلیل' خُلّت سے ماخوذ ہے اور خلیل کا معنی ہے کہ جس کی محبت' محب کے دل کے اندر اس طرح گھر کر جائے کہ محبوب کو محب کے پوشیدہ اسرار پر اطلاع ہو جائے۔ اب معنی یہ ہے کہ اگر مخلوق میں میرا کوئی ایسا دوست ہو سکتا جس کی محبت میرے دل کے اندر اس طرح داخل ہو جاتی کہ وہ میرے دلی بھیدوں پر بھی مطلع ہو جاتا تو پھر میں ابوبکر کو خلیل بناتا' لیکن میرا اس شان والا محبوب صرف اللہ ہے' یا خلیل' خَلّت سے ماخوذ ہے اور خلیل کا معنی ہے: وہ مخلص دوست جس کی طرف انسان اپنی حاجات میں رجوع کرے اور اپنے اہم معاملات میں اس پر اعتماد کرے' اب معنی یہ ہو گا اگر مخلوق میں میرا کوئی ایسا دوست ہوتا کہ اپنی حاجات میں جس کی طرف میں رجوع کرتا اور اپنی مشکلات میں جس پر اعتماد کرتا تو پھر میں ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن میرا اس شان والا دوست صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مستحق خلافت ہونے کی طرف اشارہ

اس حدیث میں ہے کہ مسجد میں ابوبکر کی کھڑکی کے علاوہ ہر کھڑکی بند کر دی جائے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

علامہ تورپشتی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرضِ وصال میں اپنے آخری خطاب میں یہ حکم ارشاد فرمایا اور یہ بات واضح ہے کہ اس ارشاد میں آپ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے' اگر خوخہ کا حقیقی معنی مراد ہو تو پھر مفہوم یہ ہو گا کہ مسجد کے ساتھ متصل رہنے والے لوگوں نے اپنے گھروں میں کھڑکیاں رکھی ہوئی تھیں' جن سے گزر کر وہ مسجد میں آتے تھے یا اپنے مکانات میں روشن دان بنائے ہوئے تھے' جہاں سے وہ مسجد کی طرف دیکھتے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عزت افزائی کے لیے آپ کی کھڑکی یا روشن دان کے سوا ہر کھڑکی اور روشن دان بند کرنے کا حکم دیا اور اس کے ضمن میں خلافت کے معاملہ میں لوگوں کو تنبیہ فرما دی کہ صدیق اکبر ہی خلافت کے مستحق ہیں' دوسرے لوگ خلافت کے مستحق نہیں یا کھڑکی سے مجازاً خلافت مراد ہے اور مراد یہ ہے کہ خلافت کے حصول کے سلسلہ میں گفتگو کے دروازے بند کر دیئے جائیں' اس کے مستحق صرف ابوبکر ہیں' کوئی اور خلافت حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے اور یہ دوسرا معنی زیادہ قوی ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مکان مسجد کے قریب نہیں تھا' آپ تو مدینہ منورہ کے اطراف میں رہائش پذیر تھے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۲۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۸۵۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَیْنَاهُ مَا خَلَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا یَدًا یُكَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِیْلًا اَلَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے ساتھ جس کسی نے بھی کوئی نیکی کی ہے ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے سوائے ابوبکر کے' کیونکہ ابوبکر نے ہمارے ساتھ اتنی نیکی کی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی اس کی جزا عطا فرمائے گا' اور مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا نفع ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے' اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا' سن لو! تمہارے صاحب اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ (ترمذی)

وَاِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

٨٨٥٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَّلٰكِنَّهُ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ ظَاهِرٌ عَلٰى اَنَّ اَبَابَكْرٍ اَفْضَلُ الصَّحَابَةِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی شخص کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا' البتہ وہ میرے (دینی) بھائی اور صاحب ہیں اور تمہارے صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خلیل بنایا ہے۔ (مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ اس حدیث پاک میں اس بات پر ظاہر دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔

٨٨٥٤ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ فِيْ اٰخِرِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ذات السلاسل کے لشکر میں امیر بنا کر بھیجا' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ! میں نے عرض کیا: مردوں میں؟ فرمایا: اس کے والد' میں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: عمر' اور چند مردوں کے نام لیے' میں اس خوف سے خاموش رہا کہ کہیں آپ مجھے سب سے آخر میں نہ کردیں۔ (بخاری و مسلم)

٨٨٥٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَنْبَغِيْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ اَنْ يَّؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمْعَاتِ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى فَضْلِهٖ فِي الدِّيْنِ عَلٰى جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ فَكَانَ تَقْدِيْمُهُ فِي الْخِلَافَةِ اَيْضًا اَوْلٰى وَاَفْضَلُ وَلِهٰذَا قَالَ سَيِّدُنَا عَلِيُّ الْمُرْتَضٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدَّمَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَمْرِ دِيْنِنَا فَمَنِ الَّذِيْ يُؤَخِّرُكَ فِيْ دُنْيَانَا.

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس قوم میں ابوبکر ہوں' ان کے لیے مناسب نہیں کہ ابوبکر کے علاوہ کوئی اور ان کی امامت کروائے۔ (ترمذی) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لمعات میں فرمایا کہ یہ حدیث پاک اس پر دلالت کرتی ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دین میں تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر فضیلت ہے' لہٰذا خلافت میں بھی آپ کی تقدیم اولیٰ اور افضل ہے' اسی لیے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں ہمارے دینی معاملہ میں مقدم فرمایا ہے تو ہمارے دنیاوی معاملہ میں کون آپ کو مؤخر کرسکتا ہے۔

٨٨٥٦ - وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ اُدْعِيْ لِيْ اَبَا بَكْرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا وَلَا يَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَكْرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ اَنَا اَوْلٰى بَدْلٌ اَنَا وَلَا.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرضِ وصال میں مجھے فرمایا کہ اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے والا کہے گا کہ (خلافت کا) میں مستحق ہوں جب کہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والے ابوبکر کے سوا ہر ایک کا انکار کردیں گے۔ (مسلم) اور حمیدی کی کتاب میں ''انا و لا'' کی بجائے ''انا اولٰی'' کے الفاظ ہیں۔

٨٨٥٧ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور کسی چیز کے متعلق گفتگو کی' آپ نے اسے

شَیْءٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَیْهِ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ كَاَنَّهَا تُرِیْدُ الْمَوْتَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَاْتِیْ اَبَا بَكْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حکم دیا کہ دوبارہ آنا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں حاضر ہوئی اور آپ کو نہ پایا' پھر کیا حکم ہے؟ گویا اس کی مراد آپ کا وصال مبارک تھا' آپ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔ (بخاری ومسلم)

٨٨٥٨ - وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّةِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِیْتُ اَنْ یَّقُوْلَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ اَنْتَ قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد (حضرت علی المرتضٰی) رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ' میں نے عرض کیا: پھر کون افضل ہے؟ فرمایا: عمر فاروق رضی اللہ عنہ' مجھے خدشہ ہوا کہ آپ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے تو میں نے کہا: اس کے بعد آپ افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں سے ایک آدمی ہوں۔ (بخاری)

٨٨٥٩ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سب سے افضل ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ (ترمذی)

٨٨٦٠ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَانَعْدِلُ بِاَبِیْ بَكْرٍ اَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَیْنَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہم کسی کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر قرار نہیں دیا کرتے تھے' پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو افضل قرار دیا کرتے تھے' پھر ہم نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو چھوڑ دیتے اور ان کو آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیا کرتے تھے۔ (بخاری)

٨٨٦١ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَصَدَّقَ وَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ مَالًا فَقُلْتُ الْیَوْمَ اَسْبِقُ اَبَابَكْرٍ اِنْ سَبَقْتُهٗ یَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اَبْقَیْتَ لِاَهْلِكَ فَقُلْتُ مِثْلَهٗ وَاَتٰى اَبُوْبَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ یَا اَبَابَكْرٍ مَا اَبْقَیْتَ لِاَهْلِكَ فَقَالَ اَبْقَیْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قُلْتُ لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰى شَیْءٍ اَبَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقے کا حکم دیا اور حسن اتفاق سے اس وقت میرے پاس کثیر مال تھا' میں نے سوچا اگر کسی دن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جا سکتا ہوں تو آج کے دن ہی ان سے سبقت لے جا سکتا ہوں' میں اپنا نصف مال لے کر حاضر ہو گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا: اتنا مال ہی' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جتنا مال تھا' وہ سب لے کر حاضر ہو گئے' آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی چھوڑا ہے؟ عرض کیا: میں نے گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول باقی چھوڑے ہیں' میں نے کہا: میں کبھی بھی کسی چیز میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ (ترمذی' ابوداؤد' ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے)

٨٨٦٢ - وَعَنْهُ ذُكِرَ عِنْدَهٗ اَبُوْبَكْرٍ فَبَكٰى وَقَالَ وَدِدْتُ اَنَّ عَمَلِیْ كُلَّهٗ مِثْلُ عَمَلِهٖ یَوْمًا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے: کاش! میرے

وَّاحِدًا مِّنْ اَيَّامِهٖ وَلَيْلَةً وَّاحِدَةً مِّنْ لَيَالِيْهِ اَمَّا لَيْلَتُهٗ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُهٗ حَتّٰى اَدْخُلَ قَبْلَكَ فَاِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْءٌ اَصَابَنِيْ دُوْنَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهٗ وَوَجَدَ فِيْ جَانِبِهٖ ثُقْبًا فَشَقَّ اِزَارَهٗ وَسَدَّهَا بِهٖ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَاَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ وَنَامَ فَلُدِغَ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِجْلِهٖ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يَّنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهٗ ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ وَكَانَ سَبَبَ مَوْتِهٖ وَاَمَّا يَوْمُهٗ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَقَالُوْا لَا نُؤَدِّيْ زَكٰوةً فَقَالَ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ فَقَالَ لِيْ اَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِي الْاِسْلَامِ اِنَّهٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّيْنُ اَيَنْقُصُ وَاَنَا حَيٌّ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

سارے اعمال ان کے ایک دن کے عمل اور ایک رات کے عمل کی طرح ہو جائیں' ان کی رات' وہ رات ہے جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار کی طرف سفر کیا' جب غار تک پہنچے تو عرض کیا: اللہ کی قسم! آپ اس وقت تک غار میں داخل نہیں ہوں گے جب تک آپ سے پہلے میں داخل نہ ہو جاؤں' اگر غار میں کوئی موذی چیز ہوئی تو وہ مجھے تکلیف پہنچائے' آپ کو تکلیف نہ پہنچائے' پھر وہ غار میں داخل ہوئے اور جھاڑ دیا اور غار کی ایک جانب سوراخ پائے' اپنی چادر پھاڑ کر اس سے سوراخ بند کر دیئے' ان میں سے دو سوراخ باقی رہ گئے' اس میں اپنے پاؤں داخل کر دیئے' پھر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: تشریف لے آیئے۔ رسول اللہ ﷺ غار کے اندر تشریف لے گئے اور اپنا سر انور ان کی گود میں رکھ کر سو گئے' سوراخ میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو ڈس گیا' انہوں نے اس خوف سے حرکت نہ کی کہ کہیں رسول اللہ ﷺ بیدار نہ ہو جائیں' اور ان کے آنسو رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور پر گرے' آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہیں کیا ہوا ہے؟ عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے ڈس لیا گیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو درد ختم ہو گیا' پھر دوبارہ وہ زخم تازہ ہو گیا اور وہی آپ کی وفات کا سبب بنا' بہر حال ان کا دن وہ دن ہے جب رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ہوا اور عرب کے قبائل مرتد ہو گئے اور کہنے لگے: ہم زکوٰۃ نہیں ادا کریں گے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر انہوں نے زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روک لی تو میں ان سے جہاد کروں گا' میں نے عرض کیا: اے رسول ﷺ کے خلیفہ! لوگوں سے اظہار الفت کیجئے اور نرمی کا برتاؤ کیجئے' آپ نے مجھے فرمایا: تم جاہلیت میں تو سختی و قوت کا مظاہرہ کرتے تھے اور اسلام میں کمزوری کا اظہار کر رہے ہو' بے شک وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے اور دین مکمل ہو چکا ہے' کیا میرے زندہ ہوتے ہوئے دین میں کمی کی جائے گی۔ (رزین)

٨٨٦٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَنْتَ صَاحِبِيْ فِي الْغَارِ وَصَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم غار میں میرے ساتھی ہو' اور حوض پر بھی میرے ساتھی ہو گے۔ (ترمذی)

٨٨٦٤ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِيْ اَهْلَ الْبَقِيْعِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے میرے لیے ہی زمین شق ہو گی (یعنی مزار پر انوار سے سب سے پہلے میں باہر تشریف لاؤں گا)' پھر ابوبکر' پھر عمر آئیں گے' پھر میں

فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيَ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ حَتّٰى اُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اہل بقیع کے پاس آؤں گا اور انہیں میرے ساتھ جمع کیا جائے گا' پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا' حتیٰ کہ مجھے اہل حرمین کے ساتھ جمع کیا جائے گا۔ (ترمذی)

٨٨٦٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَرَانِيْ بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِيْ يَدْخُلُ مِنْهُ اُمَّتِيْ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهُ اَفْضَلُ الْاُمَّةِ وَاِلَّا لَمَا سَبَقَهُمْ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل امین حاضر ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھلایا' جس سے میری امت داخل ہو گی' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری خواہش ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور وہ دروازہ دیکھتا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تم تو میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث پاک میں دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امت میں سب سے افضل ہیں ورنہ دخولِ جنت میں سب سے پہلے نہ ہوتے۔

٨٨٦٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيْقًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: تم اللہ کی طرف سے آگ سے آزاد کردہ ہو۔ اس دن سے آپ کا نام عتیق پڑ گیا۔ (ترمذی)

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا عمر فاروق کا نام ونسب یہ ہے: عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی عدوی قرشی' آپ کی کنیت ابوحفص اور لقب فاروق ہے۔ آپ ۵ھ یا ٦ھ کو مشرف بہ اسلام ہوئے' آپ سے پہلے چالیس مرد اور گیارہ عورتیں مسلمان ہو چکے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کی تعداد مکمل چالیس ہو گئی۔ آپ کے اسلام لانے سے اسلام کو غلبہ ہوا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ کا لقب فاروق کیوں ہوا؟ آپ نے فرمایا: میرے اسلام لانے سے تین دن پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا اور میں نے کہا: "اللّٰه لا اله الا هو له الاسماء الحسنٰى" اور زمین میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی ہستی محبوب نہ تھی' میں نے اپنی بہن سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں؟ اس نے بتایا کہ آپ صفا کے پاس دار ارقم میں جلوہ افروز ہیں' میں وہاں حاضر ہوا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام وہاں حاضر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر تشریف فرما تھے' میں نے دروازے پر دستک دی' صحابہ کرام علیہم الرضوان باہر نکلے' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کون ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ عمر بن الخطاب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' آپ نے میرے دامن کو پکڑ کر جھٹکا دیا' میں کھڑا نہ رہ سکا' دوزانو بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: اے عمر! تمہارے ایمان لانے کا وقت نہیں آیا' میں نے پڑھا: "اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له واشهد ان

محمداً عبدہ ورسولہ'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ مسجد حرام میں نعرے کی گونج سنائی دی گئی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم یقیناً حق پر ہو؛ میں نے عرض کیا: حضور! پھر ہم چھپتے کیوں ہیں؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! ہم ضرور باہر نکلیں گے؛ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دو صفوں میں باہر نکلے؛ ایک صف میں حضرت حمزہ رضی اللہ اور دوسری صف میں؛ میں تھا؛ ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے؛ ہمیں دیکھ کر مشرکین میں صف ماتم بچھ گئی۔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے میرا نام فاروق رکھا؛ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے حق اور باطل میں فرق کر دیا۔

ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ ایک منافق کا یہودی کے ساتھ جھگڑا ہوا؛ دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں مقدمہ پیش کر دیا۔ آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا؛ منافق اس پر راضی نہ ہوا اور کہا: ہم عمر فاروق کے پاس فیصلہ لے کر جاتے ہیں؛ حضور عمر فاروق رضی اللہ نے تلوار اٹھا کر منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے پر راضی نہ ہو؛ اس کا یہی فیصلہ ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ عمر نے حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا ہے تو آپ کا لقب فاروق ہو گیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ کے بعد آپ مسند خلافت پر فائز ہوئے؛ ساڑھے دس برس فرائض خلافت سرانجام دینے کے بعد تریسٹھ برس کی عمر میں چھبیس ذوالحج ۲۳ھ بروز بدھ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ کے غلام ابولؤلؤ نے صبح کی نماز کی امامت کے وقت خنجر سے آپ پر حملہ کیا اور اتوار کے روز یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۲؛ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع؛ دہلی؛ نبراس شرح؛ شرح العقائد ص ۴۸۶؛ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ؛ پشاور)

۸۸۶۷ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَّكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ الطِّيْبِيُّ الْمُرَادُ بِالْمُحَدَّثِ الْمُلْهَمُ الْمُبَالَغُ فِيْهِ الَّذِيْ اِنْتَهٰى اِلٰى دَرَجَةِ الْاَنْبِيَاءِ فِي الْاِلْهَامِ فَالْمَعْنٰى لَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ اَنْبِيَاءُ يُلْهَمُوْنَ مِنْ قِبَلِ الْمَلَاِ الْاَعْلٰى فَاِنْ يَّكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ هٰذَا شَاْنُهٗ فَهُوَ عُمَرُ وَتِلْكَ فَضِيْلَةٌ عَظِيْمَةٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے؛ اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر فاروق ہیں۔ بخاری؛ اور مسلم میں اس کی مثل سیدہ عائشہ رضی اللہ سے روایت ہے؛ علامہ طیبی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مُلہم وہ ہوتا ہے جس پر الہام کیا جاتا ہو؛ اور وہ الہام میں انبیاء کرام علیہم السلام کے درجہ تک پہنچا ہوا ہو؛ حدیث پاک کا معنیٰ یہ ہے کہ تم سے پہلی امتوں میں انبیاء کرام علیہم السلام ہوتے تھے جنہیں ملاء اعلیٰ کی جانب سے الہام کیا جاتا تھا؛ اگر میری امت میں کوئی اس شان کا ہوتا تو وہ عمر ہوتے؛ اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔

۸۸۶۸ - وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔ (ترمذی)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ کے محدث ہونے کا بیان

اس حدیث میں ہے: تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے؛ اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر فاروق ہے۔
شارح صحیح مسلم علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں:

مفہومِ محدث کے بارے میں اہلِ علم کے متعدد اقوال ملتے ہیں۔بعض نے کہا: محدث صاحب الہام کو کہتے ہیں۔تورپشتی نے کہا: محدث وہ شخص ہے جس کی رائے صائب اور ظن صادق ہو۔ابواحمد عسکری نے کہا: جس کے قلب پر ملأ اعلیٰ سے فیضان ہوا سے محدث کہتے ہیں۔بعض نے کہا: جس کی زبان ہمیشہ نطق بالصواب کرتی ہو وہ محدث ہے۔ابن التین نے کہا: محدث صاحب فراست ہوتا ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ملہم بالصواب کو محدث کہتے ہیں۔ابن حجر عسقلانی نے ایک مرفوع روایت سے بتلایا' محدث کی زبان سے ملائکہ کلام کرتے ہیں۔ملا علی قاری نے کہا: محدث سے مراد وہ شخص ہے' جو کثرتِ الہام کے سبب درجہ انبیاء سے واصل ہو۔ ان تمام اقوال کا حاصل یہ ہے کہ محدث کے قلب ونظر پر ملأ اعلیٰ کا فیضان ہوتا ہے' اس کا اجتہاد صحیح اور اس کا کلام صائب اور ربانی تائید سے مؤید ہوتا ہے۔اس امت میں محدث ہے یا نہیں؟ جمہور کی رائے یہی ہے کہ ہے اور یقیناً ہے کیونکہ جب امم سابقہ میں محدث ہوتے تھے تو خیرامم میں محدث کیوں نہ ہوگا' نیز پچھلی امتوں میں کسی ایک رسول کی شریعت کی تفہیم کے لیے تسلسل اور تواتر کے ساتھ انبیاء آتے رہتے تھے۔سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے نبوت ختم کردی تو اللہ تعالیٰ نے نبی کی جگہ محدث کو مقرر کردیا' پس تمام اولیاء محمدیین محدث ہیں' لیکن اس گروہ کے سرخیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں' جنہوں نے نطقِ رسالت سے محدث کا لقب پایا ہے۔

(مقالاتِ سعیدی ص ۲۰۰' مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور)

٨٨٦٩ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر اور دل پر حق جاری فرمادیا ہے۔(ترمذی)

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ يَقُوْلُ بِهٖ.

اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق رکھ دیا ہے' وہ حق کے ساتھ ہی کلام کرتے ہیں۔

٨٨٧٠ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا كُنَّا نُبْعِدُ اَنَّ السَّكِيْنَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اسے بعید نہیں سمجھتے تھے کہ سکینہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلام کرتا ہے۔

(بیہقی' دلائل النبوۃ)

٨٨٧١ - وَعَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ (البقرة: ١٢٥) وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلٰى نِسَائِكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَهُنَّ اَنْ يَّحْتَجِبْنَ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ فَقُلْتُ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ فَنَزَلَتْ كَذٰلِكَ.

حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی ہے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کاش! ہم مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنالیتے' تو آیہ مبارکہ نازل ہوگئی: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ (البقرۃ:۱۲۵)' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ازواجِ مطہرات کی موجودگی میں اچھے اور بُرے لوگ آتے ہیں' کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ انہیں پردے کا حکم ارشاد فرمادیتے تو آیت حجاب نازل ہوگئی' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات غیرت میں متفق ہوگئیں تو میں نے کہا کہ اگر آپ تمہیں طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرمادے تو اسی طرح آیت نازل ہوگئی۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّیْ فِیْ ثَلَاثٍ فِیْ مَقَامِ اِبْرَاهِیْمَ وَفِی الْحِجَابِ وَفِیْ اُسَارٰی بَدْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی ہے' مقام ابراہیم کے متعلق' پردے کے متعلق اور بدر کے قیدیوں کے متعلق۔ (بخاری و مسلم)

۸۸۷۲ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فُضِّلَ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِاَرْبَعٍ بِذِکْرِ الْاُسَارٰی یَوْمَ بَدْرٍ اَمَرَ بِقَتْلِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّکُمْ فِیْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ O﴾ (التوبہ:٦٨) وَبِذِکْرِهِ الْحِجَابَ اَمَرَ نِسَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّحْتَجِبْنَ فَقَالَتْ لَهٗ زَیْنَبُ وَاِنَّکَ عَلَیْنَا یَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالْوَحْیُ یَنْزِلُ فِیْ بُیُوْتِنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ (الاحزاب:٥٣) وَبِدَعْوَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ وَبِرَاْیِهٖ فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ کَانَ اَوَّلَ نَاسٍ بَایَعَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو چار چیزوں کی وجہ سے لوگوں پر فضیلت حاصل ہے: (۱) بدر کے روز قیدیوں کے ذکر کی وجہ سے کہ انہوں نے قیدیوں کے قتل کا مشورہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے آیہ مبارکہ نازل فرمادی: اگر تقدیر الٰہی میں پہلے سے ایک حکم نہ ہوتا تو اے مسلمانو! فدیہ لینے سے تم پر عذاب عظیم آتا O (التوبہ:٦٨) (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پردے کا ذکر کرنے کی وجہ سے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو پردے میں رہنے کا کہا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابن خطاب! تم ہم پر حکم چلاتے ہو حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے' تو اللہ تعالیٰ نے آیہ مبارکہ نازل فرمادی: اور جب تم ان سے کوئی سامان مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو (الاحزاب:٥٣)' (۳) ان کے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اسلام کو عمر کے ذریعہ تقویت عطا فرما (۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کے متعلق ان کے مشورہ کی وجہ سے کہ سب سے پہلے ان کی بیعت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔ (مسند احمد)

جنگ بدر میں فدیہ لینے پر عتاب نازل ہونے کی وضاحت

مسلم شریف وغیرہ کی احادیث میں ہے کہ جنگ بدر میں ستر کافر قید کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائے گئے۔ آپ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ان کے متعلق مشورہ فرمایا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں' میری رائے میں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے' اس سے مسلمانوں کو تقویت بھی حاصل ہو گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دولت اسلام نصیب فرما دے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی ہے' انہیں قتل کر دیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عقیل کے قتل کا' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قتل کا اور مجھے اپنے قریبی رشتہ دار کے قتل کا حکم دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرف میلان فرمایا اور کفار سے فدیہ لیا گیا' اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: اگر تقدیر الٰہی میں پہلے سے ایک حکم تحریر نہ ہوتا تو فدیہ لینے کی وجہ سے تم پر بڑا عذاب آتا O (التوبہ:٦٨) اس آیت میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت کا بیان ہے کہ آپ کی رائے کی موافقت میں قرآنی آیات نازل ہوئیں' لیکن اس آیت کی روشنی میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے فدیہ لینے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر عتاب فرمایا' کیونکہ اس آیت میں نئے نئے مسلمان ہونے والے ان بعض صحابہ کو تنبیہ فرمائی گئی ہے' جنہوں نے دنیاوی مال کی طمع میں فدیہ لینے کو ترجیح دی تھی' جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور راسخ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ان کا مقصود دنیاوی مال تھا بلکہ ان کے پیش نظر تو دینی فوائد تھے کہ فدیہ لینے سے اسلام کو تقویت حاصل ہو گی اور امید ہے کہ اللہ انہیں ہدایت نصیب فرما دے' نیز ترمذی شریف

کی روایت میں ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر مالِ غنیمت کی حلت کا حکم نازل ہونے سے پہلے مسلمانوں نے مالِ غنیمت لوٹنا شروع کر دیا تھا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے معاف فرمانے کا حکم نازل نہ ہوتا تو بلا اجازت مالِ غنیمت اکٹھا کرنے کی وجہ سے تم پر بڑا عذاب نازل ہو جاتا۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اس آیت میں نبی کریم ﷺ یا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عتاب نہیں بلکہ جن لوگوں نے بلا اجازت مالِ غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا تھا' انہیں عتاب فرمایا گیا' لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی خطاء معاف فرما دی گئی تو ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں بھی ہرگز کوئی ناز یبا کلمہ کہنا روا نہیں۔

۸۸۷۳ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اِسْتَاْذَنَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهٗ وَيَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِیْ كُنَّ عِنْدِیْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِیْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحُمَيْدِیُّ زَادَ الْبَرْقَانِیُّ بَعْدَ قَوْلِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَضْحَكَكَ قَالَ التُّوْرِبِشْتِیُّ فِیْ قَوْلِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا تَنْبِيْهٌ عَلٰی صَلَابَتِهٖ فِی الدِّيْنِ وَاسْتِمْرَارِ حَالِهٖ عَلَی الْجِدِّ الصِّرْفِ وَالْحَقِّ الْمَحْضِ فَفِيْهِ مَنْقَبَةٌ عَظِيْمَةٌ لَّهٗ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی' جب کہ آپ کی بارگاہ میں قریش کی کچھ عورتیں (ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن) بیٹھی ہوئی گفتگو کر رہی تھیں اور آپ سے نان و نفقہ میں زیادتی کا مطالبہ کر رہی تھیں' ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں' جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو وہ جلدی سے اٹھ کر پردے میں چلی گئیں' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے تھے' آپ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ آپ کے دانتوں کو مسکراتا رکھے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر تعجب ہے جو میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں' جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردے میں چلی گئیں' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اپنی جان کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو' اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں' انہوں نے کہا: ہاں! تم سخت مزاج اور درشت ہو' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی بات میں جاری رہو' ان کی طرف توجہ نہ کرو' اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جب بھی راستے میں شیطان تمہارے سامنے آ جاتا ہے تو وہ تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چل پڑتا ہے۔ (بخاری و مسلم) حمیدی کا بیان ہے کہ برقانی نے یارسول اللہ' کے بعد یہ اضافہ کیا کہ آپ کو کس چیز نے ہنسایا ہے؟ تورپشتی نے کہا: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ شیطان تمہیں دیکھ کر راستہ بدل لیتا ہے' اس میں تنبیہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دین میں پختہ ہیں اور خالص حق پر برقرار ہیں اور اس میں آپ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

۸۸۷۴ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ كُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بعض غزوات پر تشریف لے گئے' جب واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و عافیت کے ساتھ واپس لایا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور نغمہ سرائی

صَالِحًا اَنْ اَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَاَتَغَنّٰى فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِىْ وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَهِىَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِىٌّ وَهِىَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِىَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اِسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَاعُمَرُ اِنِّىْ كُنْتُ جَالِسًا وَهِىَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَهِىَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِىٌّ وَهِىَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِىَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ يَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ قُلْنَا اِنَّ النَّذْرَ لَا يَنْعَقِدُ اِلَّا اِذَا كَانَ الْمَنْذُوْرُ مِنْ جِنْسِ الطَّاعَةِ الْوَاجِبَةِ الْمَقْصُوْدَةِ بِذَاتِهٖ وَلِذَا لَا يَنْعَقِدُ النَّذْرُ فِى الْمُبَاحِ وَضَرْبُ الدُّفِّ وَاِنْ كَانَ مِنْ بَابِ الْمُبَاحِ غَيْرَ اَنَّهٗ لَمَّا اتَّصَلَ بِاِظْهَارِ الْفَرَحِ السَّلَامَةِ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ مِنْ بَعْضِ غَزَوَاتِهٖ وَكَانَتْ فِيْهِ مَسَاءَةُ الْكُفَّارِ وَاِرْغَامُ الْمُنَافِقِيْنَ فَصَارَ ضَرْبُ الدُّفِّ كَبَعْضِ الْقُرَبِ لِذٰلِكَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِىْ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ ضَرْبُ الدُّفِّ لَمْ يَكُنْ مُّبَاحًا بَلْ صَارَ مَمْنُوْعًا بِحَدِيْثِ عَلِىٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ضَرْبِ الدُّفِّ وَلَعْبِ الصَّنْجِ وَضَرْبِ الزَّمَّارَةِ رَوَاهُ الْخَطِيْبُ لِاَنَّ ضَرْبَ الدُّفِّ مَا ثَبَتَ فِىْ نِكَاحِ النَّبِىِّ وَلَا فِىْ نِكَاحِ اَصْحَابِهٖ عُمُوْمًا وَّلَوْ ثَبَتَ سُنَّةٌ جَارِيَةٌ مَّا تَرَكُوْهُ قَطُّ لِشَغَفِهِمْ عَلٰى اِتِّبَاعِ سُنَّةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ

کروں گی' آپ نے اسے فرمایا: اگر تم نے نذر مانی تھی تو دف بجالو ورنہ نہیں' وہ دف بجانے لگی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ آ گئے اور وہ دف بجاتی رہی' پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ آئے' وہ دف بجاتی رہی' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ آئے' وہ دف بجاتی رہی' پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ آئے تو اس نے دف اپنے نیچے رکھ دی اور اس پر بیٹھ گئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے عمر! بے شک شیطان تم سے ڈرتا ہے' میں بیٹھا ہوا تھا یہ دف بجاتی رہی' ابوبکر آئے تو یہ دف بجاتی رہی' پھر علی آئے' یہ دف بجاتی رہی' پھر عثمان آئے' یہ دف بجاتی رہی اور اے عمر! جب تم آئے تو اس نے دف رکھ دی۔ امام ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے' ہم کہتے ہیں کہ نذر منعقد ہونے کے لیے شرط ہے کہ جس کام کی نذر مانی گئی ہے وہ طاعت واجبہ اور مقصود بذاتہ ہو' لہٰذا مباح کام کی نذر منعقد نہیں ہوتی اور دف بجانا اگرچہ مباح تھا لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غزوہ سے باسلامت واپسی پر فرحت وسرور کا اظہار کرنے اور کفار ومنافقین کو ذلیل ورسوا کرنے کے لیے دف بجائی گئی تو یہی کام عبادت بن گیا' اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے نذر مانی ہے تو دف بجالو' پھر اس کے بعد دف بجانا مباح نہیں رہا بلکہ حضرت علی رضی اللہ والی حدیث سے یہ ممنوع ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دف بجانے اور جھانجھ اور بانسری بجانے سے منع فرمایا ہے' اسے خطیب نے روایت کیا ہے کیونکہ دف بجانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نکاح میں ثابت نہیں اور نہ ہی عموماً صحابہ کے نکاح میں ثابت ہے' اگر یہ سنت جاریہ ہوتا تو صحابہ کرام اسے ترک نہ کرتے کیونکہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کی اتباع سے حد درجہ شغف تھا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٨٨٧٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَّصَوْتَ صِبْيَانٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَعَالَيْ فَانْظُرِيْ فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْيِيْ عَلٰى مَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهَا مَابَيْنَ الْمَنْكِبِ اِلٰى رَأْسِهٖ فَقَالَ لِيْ اَمَا شَبِعْتِ اَمَا شَبِعْتِ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لَا لِاَنْظُرَ مَنْزِلَتِيْ عِنْدَهٗ اِذْ طَلَعَ عُمَرُ فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلٰى شَيَاطِيْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ قَالَتْ فَرَجَعْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ہمیں شور وغل اور بچوں کی آوازیں سنائی دیں‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی تھی اور اس کے اردگرد بچے جمع تھے‘ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! آؤ! اور یہ تماشا دیکھو میں نے آ کر اپنی تھوڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے پر رکھ دی اور آپ کے کندھے اور سر کے درمیان سے اسے دیکھنے لگی‘ آپ نے مجھے فرمایا: کیا تم سیر ہو گئی ہو؟ کیا تم سیر ہو گئی ہو؟ میں کہتی رہی: نہیں! کیونکہ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ آپ کی نگاہ میں میرا کتنا مقام ہے‘ اچانک حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے تو لوگ وہاں سے ہٹ گئے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں جنوں اور انسانوں کے شیطانوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عمر سے بھاگ گئے ہیں‘ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر میں بھی واپس آ گئی۔ امام ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حدیث مذکور پر اشکال کا جواب

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث پر اشکال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے تو اس عورت کے دف بجانے کے فعل کو برقرار رکھا بلکہ اسے حکم دیا۔ اسی طرح سیدنا ابوبکر و علی و عثمان رضی اللہ عنہم کے آنے پر بھی اسے منع نہ فرمایا اور آخر میں اسے شیطان قرار دے دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس عورت کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلامتی کے ساتھ واپس تشریف لانا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے‘ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور خوشی کا اظہار کرنا چاہیے اور حقیقت بھی یہی ہے‘ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نذر پوری کرنے کا حکم دیا اور دف بجانا لہو و لعب کی بجائے حقانیت کے ساتھ متصف ہو گیا اور مکروہ ہونے کی بجائے مستحب ہو گیا‘ لیکن یہ بات تو تھوڑی سی مقدار کے ساتھ حاصل ہو گئی تھی اور جب اس نے حد سے تجاوز کیا تو یہ فعل کراہت کی حد میں داخل ہو گیا اور اسی وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے‘ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا اور زیادہ بجانے اور بلاضرورت اس کے ارتکاب کی ممانعت کی طرف اشارہ فرما دیا اور صراحۃً منع نہ فرمایا تاکہ حرمت کی حد میں نہ داخل ہو جائے‘ البتہ خوشی کے ایام میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے دف بجانے والی دولڑکیوں کو آپ نے منع نہیں فرمایا اور ان کے لیے کوئی حد متعین نہیں فرمائی‘ اس سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایامِ عید ہونے کی وجہ سے ان کے لیے وقت کی پابندی نہیں تھی‘ لہٰذا حالات مختلف ہونے کی وجہ سے ہر موقع کا الگ تقاضا ہوتا ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۸۷‘ مطبوعہ تیج کمار‘ لکھنؤ)

٨٨٧٦ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا اَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ اِمْرَاَةِ اَبِيْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو اچانک میں نے وہاں ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور

طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَرَاَيْتُ قَصْرًا بِفَنَائِهٖ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرُ اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلَيْكَ اَغَارُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں نے قدموں کی آہٹ سنی تو پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کہا: یہ بلال ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا' جس کے صحن میں ایک جوان عورت تھی' میں نے کہا: یہ کس کا محل ہے' انہوں نے بتایا کہ عمر بن خطاب کا ہے' میں نے اندر جا کر دیکھنے کا ارادہ کیا تو مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! یارسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

(بخاری ومسلم)

۸۸۷۷ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ الرَّجُلُ اَرْفَعُ اُمَّتِيْ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَرٰى ذٰلِكَ الرَّجُلَ اِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جنت میں میری امت میں سے بلند مرتبت ہے' حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم وہ شخص عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ہی گمان کیا کرتے تھے حتیٰ کہ وہ اپنے راستے پر گزر گئے (یعنی ان کا وصال ہو گیا)۔ (ابن ماجہ)

۸۸۷۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَادُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میں سویا ہوا تھا' اس وقت میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور ان پر قمیصیں ہیں' بعض کی قمیصیں پستانوں تک پہنچی ہوئی ہیں اور بعض کی قمیصیں اس سے کم ہیں' میرے سامنے عمر بن خطاب پیش کیے گئے' ان کی قمیص گھسٹ رہی تھی' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر نکالی؟ آپ نے فرمایا: دین۔ (بخاری ومسلم)

۸۸۷۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِيْ اَظْفَارِيْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلْعِلْمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں سویا ہوا تھا اس وقت میرے پاس دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا' میں نے دودھ پیا حتیٰ کہ میں نے دودھ کی سیرابی اپنے ناخنوں سے نکلتی ہوئی دیکھی' پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر نکالی؟ آپ نے فرمایا: علم۔ (بخاری ومسلم)

۸۸۸۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ضُعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں سویا ہوا تھا' اس وقت میں نے خود کو ایک کنویں پر دیکھا' جس پر ایک ڈول رکھا ہوا تھا' جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا میں نے اس سے پانی نکالا' پھر اسے ابوبکر بن ابی قحافہ نے پکڑ لیا اور انہوں نے اس سے ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی' اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری معاف فرمائے' پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا' تو اسے عمر بن خطاب نے پکڑ لیا اور میں

ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نے کوئی ایسا طاقت ور شخص نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی نکالتا ہو' حتیٰ کہ لوگوں نے اونٹوں کو سیراب کر کے ان کی جگہ پر بٹھا دیا۔ (مسلم)

وَفِى الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ اَبِىْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِىْ يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَّفْرِىْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى رَوَى النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ قَالَ الْقَاضِىْ فِىْ قَوْلِهٖ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِىْ قُحَافَةَ اِشَارَةٌ اِلٰى خِلَافَةِ اَبِىْ بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِىْ قَوْلِهٖ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ اَبِىْ بَكْرٍ دَلِيْلٌ عَلٰى خِلَافَةِ عُمَرَ بَعْدَ خِلَافَةِ اَبِىْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

اور بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: پھر اسے عمر بن خطاب نے ابوبکر کے ہاتھ سے لے لیا اور وہ ڈول عمر فاروق کے ہاتھ میں بڑا ہو گیا اور میں نے کوئی طاقت ور شخص عمر فاروق کی طرح کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا حتیٰ کہ لوگ سیراب ہو گئے اور انہوں نے اونٹوں کو سیراب کر کے اپنی جگہ پر بٹھا دیا۔ قاضی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ پھر ڈول ابن ابی قحافہ نے پکڑ لیا' اس میں اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے' اور آپ کا یہ ارشاد کہ پھر اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ابن خطاب نے پکڑ لیا' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے۔

٨٨٨١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِىْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَى النَّبِىِّ فَاَسْلَمَ ثُمَّ صَلّٰى فِى الْمَسْجِدِ ظَاهِرًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما! صبح ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا' پھر علی الاعلان مسجد میں نماز ادا کی۔ (مسند احمد' ترمذی)

٨٨٨٢ - وَعَنْ اَسْلَمَ قَالَ سَاَلَنِىْ ابْنُ عُمَرَ بَعْضَ شَاْنِهٖ يَعْنِىْ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنَ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰى اِنْتَهٰى مِنْ عُمَرَ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حالات دریافت کیے تو میں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد کسی کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوشش کرنے والا اور زیادہ سخی نہیں پایا' حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ (بخاری)

٨٨٨٣ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِاَبِىْ بَكْرٍ يَّا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَمَا اِنَّكَ اِنْ قُلْتَ ذَالِكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رَجُلٍ خَيْرٍ مِّنْ عُمَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے یہ بات کہی ہے تو میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عمر سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا: یہ حدیث غریب ہے۔

٨٨٨٤ - وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَاْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَاَنَّهٗ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو درد کا اظہار کرنے لگے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے گویا انہیں

يُجَزِّعُهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا كُلُّ ذٰلِكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَا بَكْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا تَرٰى مِنْ جَزَعِيْ فَهُوَ مِنْ اَجْلِكَ وَمِنْ اَجْلِ اَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تسلی دیتے ہوئے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! یہ سب کچھ پریشانی وغیرہ نہیں ہونی چاہیے' آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل کی ہے' اور صحبت کا حق خوب ادا کیا ہے' پھر رسول اللہ ﷺ آپ سے راضی ہونے کی حالت میں جدا ہوئے' پھر آپ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت حاصل ہوئی' پھر وہ آپ سے راضی ہونے کی حالت میں جدا ہوئے' پھر آپ کو مسلمانوں کی صحبت حاصل ہوئی اور ان کے امیر مقرر ہوئے' اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس حال میں جدا ہوں گے کہ یہ سب مسلمان آپ سے راضی ہوں گے' آپ نے فرمایا: تم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور رضا کا ذکر کیا تو یہ اللہ تعالیٰ کا ایک احسان تھا جو اس نے مجھ پر کیا اور تم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور رضا کا ذکر کیا' یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک احسان تھا جو اس نے مجھ پر کیا اور تم میری جو پریشانی ملاحظہ کر رہے ہو' یہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی خاطر ہے' بہ خدا! اگر میرے پاس زمین کے برابر سونا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھ لینے سے پہلے میں اسے فدیہ میں دے دیتا۔ (بخاری)

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل ومناقب

٥٨٨٥ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّسُوْقُ بَقَرَةً اِذْ اَعْيٰى فَرَكِبَهَا فَقَالَتْ اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِحِرَاثَةِ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّيْ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ فِيْ غَنَمٍ لَّهٗ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ مِّنْهَا فَاَخَذَهَا فَاَدْرَكَهَا صَاحِبُهَا فَاسْتَنْقَذَهَا فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ فِيْ رَدِّ الْمُحْتَارِ وَجَازَ رُكُوْبُ الثَّوْرِ وَتَحْمِيْلُهٗ وَقِيْلَ لَا يَفْعَلُ لِاَنَّ كُلَّ نَوْعٍ مِّنَ الْاَنْعَامِ خُلِقَ لِعَمَلٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص گائے کو ہانک کر لے جا رہا تھا' اسی دوران وہ تھک گیا اور گائے پر سوار ہو گیا تو گائے کہنے لگی: ہمیں اس لیے تو نہیں پیدا کیا گیا' ہمیں تو محض زمین میں کھیتی باڑی کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے' لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! گائے کلام کرتی ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر و عمر اس پر ایمان لاتے ہیں' حالانکہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں وہاں موجود نہیں تھے' اور آپ نے فرمایا: ایک شخص اپنی بکریوں میں موجود تھا' اتنے میں اچانک ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کر کے اسے پکڑ لیا' بکری کے مالک نے بکری کو پالیا اور بھیڑیے سے چھڑا لیا' بھیڑیے نے اسے کہا: درندوں کے دن جب میرے سوا کوئی اور ان کا چرواہا نہیں ہو گا' اس دن کون ان کی نگہبانی کرے گا؟ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھیڑیا کلام کرتا ہے' آپ نے فرمایا: میں اس پر ایمان لاتا ہوں' اور ابوبکر و عمر اس پر ایمان لاتے ہیں حالانکہ وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔ (بخاری' مسلم) رد المحتار میں ہے کہ بیل پر سواری کرنا اور اس پر بوجھ لادنا جائز ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے

فَلَا یُغَیِّرُ اَمْرَ اللّٰهِ تَعَالٰی.

کیونکہ چار پایوں کی ہر نوع کو ایک کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ کے امر کو تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔

٨٨٨٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِیْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰی سَرِیْرِهٖ اِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِیْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰی مَنْكِبِیْ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ یَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَیْكَ لِاَنِّیْ كَثِیْرًا مَّا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ كُنْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَدَخَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَخَرَجْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں لوگوں کے درمیان کھڑا ہوا تھا' انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جب کہ آپ کا جنازہ مبارکہ تخت پر رکھ دیا گیا تھا' اچانک میرے پیچھے سے کسی شخص نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی' وہ کہہ رہا تھا: (اے عمر فاروق!) اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! یقیناً میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں دوستوں کے ساتھ رکھے گا' کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر یہ فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابوبکر اور عمر تھے' میں نے اور ابوبکر اور عمر نے کیا' میں اور ابوبکر اور عمر چلے' میں اور ابوبکر اور عمر داخل ہوئے اور میں اور ابوبکر اور عمر نکلے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری ومسلم)

٨٨٨٧ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَیَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ عِلِّیِّیْنَ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّیَّ فِیْ اُفُقِ السَّمَاءِ وَاِنَّ اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ مِنْهُمْ وَاَنْعَمَا رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوٰی نَحْوَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنتی اہل علیین کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح تم آسمان کے کنارے پر روشن ستارہ دیکھتے ہو اور بے شک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی اہل علیین میں سے ہیں اور ان میں سے بلند مرتبت ہیں۔ (بغوی' شرح السنہ) ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

٨٨٨٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ سَیِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِیٍّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر وعمر اوّلین وآخرین میں سے انبیاء اور رسولوں کے علاوہ جنت کے تمام عمر رسیدہ مردوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی) ابن ماجہ نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر وسیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی انبیاء ورسل کے علاوہ باقی انسانوں پر فضیلت کا بیان

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو اوّلین وآخرین میں سے انبیاء ومرسلین کے علاوہ جنت کے تمام عمر رسیدہ مردوں کا سردار فرمایا۔ آدمی کو دنیاوی زندگی میں جس قدر علمی وعملی کمالات حاصل ہوتے ہیں' انہی کے مطابق جنت میں درجات ومراتب عطا فرمائے جائیں گے اور جو شخص علم وعمل میں منہمک ہو کر زندگی بسر کرے اور بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے' اس میں دیگر حضرات کی بہ نسبت علمی وعملی قوت زیادہ کامل ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں حضرات کو جنت کے بوڑھوں سے افضل قرار دیا' حالانکہ جنت میں کوئی بوڑھا نہیں بلکہ سارے بے ریش نوجوان ہوں گے' لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود یہ ہے کہ دنیاوی

زندگی میں جو لوگ علمی و عملی قوت میں کامل ہیں' یہ دونوں حضرات ان سب سے افضل ہیں۔ جب حدیث کی روشنی میں یہ دونوں حضرات رضی اللہ عنہما انبیاء و مرسلین کے علاوہ باقی لوگوں میں جو علمی و عملی اعتبار سے کامل ہیں' ان سے بھی افضل ہیں تو جو حضرات علمی و عملی اعتبار سے کامل نہیں' ان سے تو بہ طریق اولیٰ افضل ہوئے' لہٰذا واضح ہوا کہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما' انبیاء و رسل کے علاوہ باقی تمام انسانوں سے افضل ہیں۔

۸۸۸۹ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّىْ لَا أَدْرِىْ مَا بَقَائِىْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِىْ أَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں از خود نہیں جانتا کہ تمہارے اندر میری ظاہری حیات مبارکہ کتنی باقی ہے' لہٰذا تم ان دو حضرات ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا' جو میرے بعد ہیں۔ (ترمذی)

۸۸۹۰ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ لَمْ يَرْفَعْ أَحَدٌ رَأْسَهٗ غَيْرُ أَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانَا يَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی صحابی اپنا سر اوپر نہیں اٹھاتا تھا' یہ دونوں حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھ کر تبسم فرماتے تھے۔ (ترمذی)

۸۸۹۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ أَحَدُهُمَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ وَهُوَ آخِذٌ بِأَيْدِيْهِمَا فَقَالَ هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے جب کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میں سے ایک آپ کی دائیں جانب اور دوسرے بائیں جانب تھے' اور آپ نے دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے' آپ نے فرمایا کہ ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ (ترمذی)

۸۸۹۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ مُرْسَلًا وَّقَالَ السُّيُوْطِىُّ فِى الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ وَرَوٰى نَحْوَهٗ أَبُوْ يَعْلٰى فِىْ مُسْنَدِهٖ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ مَرْفُوْعًا وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَرَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِى الْحِلْيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا وَالْخَطِيْبُ عَنْ جَابِرٍ مَّرْفُوْعًا.

حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ دونوں کان اور آنکھ کے بہ منزلہ ہیں۔ (ترمذی) علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الجامع الصغیر میں فرمایا کہ ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں اس کی مثل مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت کیا ہے' انہوں نے اپنے والد اور ان کے والد نے ان کے دادا سے مرفوعاً روایت کیا ہے' ابن عبدالبر نے کہا کہ ابو نعیم نے حلیہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے' اور خطیب نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۸۸۹۳ - وَعَنْ أَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِىٍّ إِلَّا وَلَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَمَّا وَزِيْرَاىَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں بہرحال میرے اہل آسمان میں سے دو وزیر جبریل و میکائیل ہیں اور اہل زمین میں سے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔ (ترمذی)

فَجِبْرَئِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

٨٨٩٤ - وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ كَاَنَّ مِيْزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْبَكْرٍ فَرَجَحْتَ اَنْتَ وَوُزِنَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَرَجَحَ اَبُوْبَكْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيْزَانُ فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِیْ فَسَاءَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِی اللّٰهُ الْمُلْكَ مَنْ يَّشَاءُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک ترازو اترا' اور آپ کا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا' آپ کا وزن زیادہ ہوا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ ہوا' اور عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ ہوا' پھر ترازو اٹھا لیا گیا' نبی کریم ﷺ اس خواب سے غمگین ہو گئے' یعنی اس خواب نے آپ کو غم میں مبتلا کر دیا' آپ نے فرمایا کہ یہ خلافتِ نبوت ہے' پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت عطا فرما دے گا۔ (ترمذی' ابوداؤد)

٨٨٩٥ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے' پھر فرمایا کہ تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔ (ترمذی)

٨٨٩٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا رَاْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حِجْرِیْ فِیْ لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ اِذْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَّاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَكْرٍ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک چاندنی رات کو رسول اللہ ﷺ کا سرِ مبارک میری آغوش میں تھا' اس دوران میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا کسی شخص کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں' آپ نے فرمایا: ہاں! عمر فاروق کی نیکیاں اتنی ہیں' میں نے عرض کیا: ابوبکر کی نیکیاں کہاں ہیں؟ فرمایا: عمر کی تمام نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کی طرح ہیں۔ (رزین)

بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی الاموی۔ آپ ابتدائے اسلام میں ہی نبی کریم ﷺ کے دارِ ارقم میں تشریف لے جانے سے پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ نے دو مرتبہ ہجرت کی' ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف' دوبارہ مکہ واپس آنے کے بعد وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ آپ غزوۂ بدر میں حاضر نہیں ہوئے کیونکہ آپ کی

زوجہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ بیمار تھیں' آپ ان کی تیمارداری کے لیے پیچھے رہ گئے تھے' نبی کریم ﷺ نے آپ کو غنیمت سے حصہ عطا فرمایا۔ حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان میں بھی آپ حاضر نہیں تھے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے آپ کو صلح کے معاملہ میں مکہ مکرمہ روانہ فرمایا تھا اور بیعت کے وقت نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: یہ بیعت عثمان کے لیے ہے۔ آپ کا لقب ذوالنورین ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ کی دوشہزادیاں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ آپ یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ آپ کی مدت خلافت بارہ سال سے چند دن کم ہے' بیاسی سال کی عمر میں اور ایک قول کے مطابق اٹھاسی سال کی عمر میں سترہ ذوالحج ۳۵ھ کو آپ شہادت سے سرفراز ہوئے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ شہادت کے وقت آپ قرآن مجید کی تلاوت فرمارہے تھے۔ قرآن مجید کی آیت ''فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ O'' (البقرہ: ۱۳۷) پر آپ کا خون مبارک گرا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی' حاشیہ نبراس علی شرح العقائد ص ۴۸۷' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

۸۸۹۷ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِهِ كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ اَوْ سَاقَيْهِ فَاسْتَاْذَنَ اَبُوْبَكْرٍ فَاَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ فَاَذِنَ لَهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوّٰى ثِيَابَهُ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ اَلَا اَسْتَحْيِيْ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دولت کدے میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی رانوں یا پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی' آپ نے اجازت عطا فرما دی اور آپ اسی حالت میں تشریف فرمارہے اور انہوں نے گفتگو کی' پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی' آپ نے انہیں بھی اجازت عنایت فرما دی اور آپ اسی حالت میں تشریف فرمارہے اور انہوں نے گفتگو کی' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کیے' جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے' آپ نے ان کے لیے جنبش نہیں کی اور ان کی پرواہ نہیں کی' پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے' آپ نے ان کا خیال نہیں فرمایا' اور ان کی پرواہ نہیں کی' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے' آپ نے فرمایا: کیا میں ایسے شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

حدیث مذکور پر اشکال کا جواب

اس حدیث پر سوال ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ' سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں' حالانکہ یہ اجماع کے خلاف ہے۔ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی واضح فضیلت کا بیان ہے کیونکہ حیاء ملائکہ کی صفات جمیلہ سے ہے۔ علامہ مظہر نے کہا ہے کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی توقیر کا بیان ہے' لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا مرتبہ کم ہے اور ان کی طرف آپ کی توجہ کم ہے کیونکہ یہ اصول محبت ہے کہ جب محبت زیادہ ہو تو تکلف اٹھ جاتا ہے' جس طرح عربی کا مقولہ ہے: ''اذا حصلت الالفة بطلت المکلفة'' جب الفت آ جائے تو تکلف ختم ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں اس صورت میں یہ حدیث پاک سیدنا

صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی فضیلت کی دلیل بن جائے گی لیکن چونکہ اس سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تعظیم و توقیر ظاہر ہوتی ہے لہٰذا اسے آپ کے مناقب میں ذکر کیا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۵۲ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

وَفِیْ رِوَایَةِ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَیِیٌّ وَّاِنِّیْ خَشِیْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهٗ عَلٰی تِلْكَ الْحَالَةِ اَنْ لَّا یَبْلُغَ اِلَیَّ فِیْ حَاجَتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ عَلِیٌّ اَلْقَارِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِیُّ اِنَّ الْمُرَادَ بِكَشْفِ الْفَخِذِ كَشْفُهٗ عَمَّا عَلَیْهِ مِنَ الْقَمِیْصِ اِلَّا مِنَ الْمِئْزَرِ.

اور سعید بن عاص کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عثمان باحیاء مرد ہیں اور مجھے خدشہ تھا کہ اگر میں نے اسی حالت میں ان کو اجازت دے دی تو وہ میری بارگاہ میں اپنی حاجت پیش نہیں کر سکیں گے۔ (مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کا بیان ہے کہ ران سے کپڑا ہٹ جانے سے مراد یہ ہے کہ آپ کی ران مبارک سے قمیص ہٹا ہوا تھا' یہ مراد نہیں کہ آپ کی ران مبارک سے تہبند ہٹا ہوا تھا۔

۸۸۹۸ - وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ وَّرَفِیْقِیْ یَعْنِیْ فِی الْجَنَّةِ عُثْمَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَّلَیْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِیِّ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ وَقَالَ عَلِیٌّ الْقَارِیُّ فَیَتَحَصَّلُ مِنْهُ اَنَّ الْحَدِیْثَ ضَعِیْفٌ لٰكِنَّهٗ یُعْتَبَرُ قَوِیًّا فِی الْفَضَائِلِ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک خاص رفیق ہے اور جنت میں میرے رفیقِ خاص عثمان ہیں۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں اور سند منقطع ہے' ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری بیان کرتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن ضعیف حدیث فضائل میں قوی معتبر ہوتی ہے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رفیقِ جنت ہونا دیگر صحابہ کے رفیق ہونے کے منافی نہیں

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی اور صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیقِ جنت نہ ہو' جس طرح طبرانی کی روایت میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: ہر نبی کا خاص ساتھی ہے اور میرے خاص ساتھی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں' البتہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور آپ کے کئی رفقاء ہیں۔ اس کے باوجود اس حدیث میں خصوصیت کے ساتھ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے ان کی عظمتِ شان کا بیان فرمایا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۵۵۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۸۸۹۹ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَحُثُّ النَّاسَ عَلٰی جَیْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَیَّ مِائَةُ بَعِیْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَیَّ مِائَتَا بَعِیْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَیَّ

حضرت عبد الرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا جب کہ آپ لوگوں کو غزوۂ تبوک کے لیے ترغیب دلا رہے تھے' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ایک سو اونٹ ان کے جھولوں اور کجاووں سمیت اللہ کی راہ کے لیے میرے ذمہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر لشکر کی امداد کے لیے لوگوں کو برانگیختہ کیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: دو سو اونٹ' ان کے جھولوں اور کجاووں سمیت اللہ کی راہ میں میرے ذمہ ہیں' آپ نے پھر ترغیب دلائی تو

ثَلَاثُ مِائَةِ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: تین سو اونٹ ان کے جھولوں اور کجاووں سمیت اللہ کی راہ میں میرے ذمہ ہیں' میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر سے نیچے تشریف لا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ عثمان اس کے بعد جو عمل بھی کریں' ان پر کوئی گناہ نہیں ہے' عثمان اس کے بعد جو عمل بھی کریں ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (ترمذی)

۸۹۰۰ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِيْ حَجْرِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِيْ حَجْرِهٖ وَيَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب لشکر تبوک کی تیاری فرمائی' اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی آستین میں ہزار دینار لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور انہیں آپ کی گود مبارک میں پھیلا دیا' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان دیناروں کو اپنی گود میں پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: کہ عثمان آج کے بعد جو عمل بھی کریں وہ انہیں نقصان نہیں دے گا' آپ نے دو مرتبہ اسی طرح فرمایا۔ (مسند احمد' ترمذی)

۸۹۰۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ فَبَايَعَ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اہل مکہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قاصد بن کر گئے ہوئے تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بیعت لی اور فرمایا: بے شک عثمان' اللہ اور اس کے رسول کے کام میں گئے ہوئے ہیں اور آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے ان کے اپنے جو ہاتھ تھے' ان سے کہیں بہتر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دست مبارک تھا۔ (ترمذی)

۸۹۰۲ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ مِصْرٍ يُّرِيْدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ قَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَّلَمْ يَشْهَدْ هَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْ هَا قَالَ نَعَمْ قَالَ

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مصر سے ایک شخص حج بیت اللہ کے ارادے سے آیا' اس نے لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ قریش ہیں' اس نے کہا: ان میں سے بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں' اس نے کہا: اے ابن عمر! میں آپ سے ایک چیز کے متعلق سوال کرتا ہوں' کیا آپ کو علم ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ احد کے دن ثابت قدم نہیں رہ سکے تھے' آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا: کیا آپ کو علم ہے کہ وہ بدر سے غائب رہے تھے اور وہاں حاضر نہیں ہوئے تھے' آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان سے غائب رہے تھے اور وہاں حاضر نہیں ہوئے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ اُبَيِّنْ لَكَ اَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا اَوْ سَهْمَهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِذْهَبْ بِهَا الْاٰنَ مَعَكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تھے' آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے (بطور اعتراض) کہا: اللہ اکبر! حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آؤ! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ احد کے دن وہ ثابت قدم نہیں رہے تھے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا اور بدر سے وہ اس لیے غائب تھے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ بیمار تھیں' رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تمہیں بدر میں حاضر رہنے والوں میں سے ایک شخص کا اجر اور حصہ ملے گا' باقی رہا ان کا بیعت رضوان سے غائب ہو جانا' تو اگر مکہ کی وادی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے زیادہ معزز کوئی شخص ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے بھیج دیتے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور بیعت رضوان' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ مکرمہ چلے جانے کے بعد ہوئی' رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اسے بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کے لیے ہے' پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اب ان کلمات کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ (بخاری)

٨٩٠٣ - وَعَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ حِيْنَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيْ بِئْرَ رُوْمَةَ يَجْعَلُ دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ وَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى اَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ يَشْتَرِيْ بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ

حضرت ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر حاضر تھا' اس وقت آپ نے اوپر سے بلوائیوں کی طرف جھانک کر فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا حق دے کر سوال کرتا ہوں' کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے' اس وقت یہاں بئر رومہ کے علاوہ میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہیں تھا' آپ نے فرمایا: کون ہے جو جنت میں بئر رومہ کے بدلے میں ملنے والے اس سے بہتر کنویں کے عوض بئر رومہ کو خرید کر اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ ملائے گا (یعنی اسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دے گا) تو میں نے اپنے اصل مال سے بئر رومہ خریدا اور آج تم مجھے اس کا پانی پینے سے روکتے ہو حتیٰ کہ میں سمندر کا (کھارا) پانی پیتا ہوں' لوگوں نے کہا: اے اللہ! ہاں! حقیقت حال اسی طرح ہے' آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا حق دے کر سوال کرتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ نمازیوں کے لیے مسجد کی جگہ تنگ پڑ گئی تھی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ہے! جو جنت میں اس جگہ کے بدلے میں ملنے والی بہتر جگہ کے عوض فلاں خاندان والوں کی جگہ خرید کر مسجد میں اضافہ کرے گا' تو میں نے اپنے اصل مال سے وہ جگہ خریدی اور آج تم مجھے اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرنے سے منع کرتے ہو' لوگوں نے کہا: اے اللہ! ہاں! حقیقت حال یہی ہے' آپ

الْعُسْرَةِ مِنْ مَّالِيْ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهُ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ بِالْحَضِيْضِ فَرَكَضَهُ بِرِجْلِهٖ قَالَ اُسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ شَهِدُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّيْ شَهِيْدٌ ثَلَاثًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارُقُطْنِيُّ.

نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ اور اسلام کا حق یاد دلا کر سوال کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے غزوۂ تبوک کا لشکر تیار کیا' لوگوں نے کہا: اے اللہ! ہاں! بات اسی طرح ہے' آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا حق یاد دلا کر سوال کرتا ہوں' کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے کوہِ ثبیر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور میں حاضر تھے' پہاڑ حرکت کرنے لگا حتیٰ کہ اس کے پتھر نیچے جا گرے' نبی کریم ﷺ نے اپنے مبارک پاؤں سے پہاڑ کو ٹھوکر لگائی اور فرمایا: اے ثبیر! ٹھہر جا کہ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں' لوگوں نے کہا: اے اللہ! ہاں! اسی طرح ہے' آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم! انہوں نے گواہی دی ہے کہ میں شہید ہوں' تین مرتبہ یہ کلمہ ارشاد فرمایا۔ (ترمذی' نسائی' دار قطنی)

٨٩٠٤ - وَعَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُّقَنَّعٌ فِيْ ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَاَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا اور آپ نے فتنوں کے وقوع کو نزدیک قرار دیا' اتنے میں ایک شخص سر پر چادر اوڑھے ہوئے گزرا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا' میں کھڑا ہوا اور اس شخص کو جا کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے' حضرت مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان کا چہرہ رسول اللہ ﷺ کی طرف کر کے عرض کیا: وہ یہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ (ترمذی' ابن ماجہ' امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

٨٩٠٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عُثْمَانُ اِنَّهٗ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عثمان! بے شک اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا' اگر لوگ تمہاری وہ قمیص اتروانا چاہیں تو ان کے لیے وہ قمیص نہ اتارنا۔ (ترمذی' ابن ماجہ) امام ترمذی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔

٨٩٠٦ - وَعَنْ اَبِيْ سَهْلَةَ مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ قَالَ لِيْ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَهِدَ اِلَيَّ عَهْدًا وَاَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوسہلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محاصرہ کے دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے اور میں نے اس عہد پر صبر کر رکھا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ حدیث روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٨٩٠٧ - وَعَنْهُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ اِلٰى عُثْمَانَ وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ

حضرت ابوسہلہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے راز کی بات کرنے لگے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رنگ

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ قُلْنَا اَلَا تُقَاتِلُ قَالَ لَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَيَّ اَمْرًا فَاَنَا صَابِرٌ نَفْسِي عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

متغیر ہو گیا' جب محاصرے کا دن آیا تو ہم نے عرض کیا: کیا ہم لڑائی نہیں کریں گے' آپ نے فرمایا: نہیں! بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک بات کی وصیت فرمائی ہے اور میں نے اپنے آپ کو اس وصیت کا پابند بنایا ہوا ہے۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

٨٩٠٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَالَ يُقْتَلُ هٰذَا فِيْهَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر فرمایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ یہ اس فتنہ میں ظلماً شہید کیے جائیں گے۔ (ترمذی نے یہ حدیث روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن غریب ہے)

٨٩٠٩ - وَعَنْ اَبِيْ حَبِيْبَةَ اَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ فِيْهَا وَاَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَسْتَاْذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ فَاَذِنَ لَهُ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ فِتْنَةً وَّاخْتِلَافًا اَوْ قَالَ اخْتِلَافًا وَّفِتْنَةً فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ لَّنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ مَا تَاْمُرُنَا بِهِ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَمِيْرِ وَاَصْحَابِهِ وَهُوَ يُشِيْرُ اِلٰى عُثْمَانَ بِذٰلِكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت ابوحبیبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے جب کہ آپ وہاں محصور تھے' انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اجازت طلب کرتے ہوئے سنا' آپ نے انہیں اجازت دے دی تو انہوں نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثناء بیان کی' پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب میرے بعد تم فتنہ اور اختلاف' یا فرمایا کہ اختلاف اور فتنہ دیکھو گے تو لوگوں میں سے کسی شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے کس کی اتباع لازم ہوگی' یا عرض کیا: آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم پر امیر اور اس کے ساتھیوں کی اطاعت لازم ہے' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لفظ امیر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

بَابُ مَنَاقِبِ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے فضائل

٨٩١٠ - عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا اَوْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَقَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ' حضرت ابوبکر' حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اُحد پہاڑ پر چڑھے' ان کی وجہ سے پہاڑ حرکت میں آ گیا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اُحد! ٹھہر جا! کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری)

٨٩١١ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِّنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے ایک باغ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا' اور اس نے دروازہ کھلوانا چاہا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھول دو' اور اسے جنت کی خوش خبری دے دو' میں نے اس کے لیے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی

42
42

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا عُمَرُ فَاَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِيْ اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

خوش خبری سنائی' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی' پھر ایک اور شخص آیا' اس نے دروازہ کھلوانا چاہا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوش خبری دے دو' میں نے اس کے لیے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ خوش خبری دی' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی' پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوایا' آپ نے مجھے فرمایا کہ اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے آنے والے مصائب و آلام کے ساتھ جنت کی خوش خبری دے دو' میں نے دیکھا تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے' نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا میں نے ان کو بتا دیا' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی' پھر کہا: اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ (بخاری' مسلم)

٨٩١٢ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں کہا کرتے تھے: ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم۔ (ترمذی)

٨٩١٣ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ كَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ نِيْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِيْطَ عُمَرُ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَنِيْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا نَوْطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ وُلَاةُ الْاَمْرِ الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ بِهِ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات ایک صالح مرد کو خواب دکھایا گیا کہ گویا ابوبکر' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ متصل ہیں اور عمر فاروق' ابوبکر کے ساتھ متصل ہیں اور عثمان عمر کے ساتھ وابستہ ہیں' حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے قریب سے اٹھے تو ہم نے کہا کہ مرد صالح تو رسول اللہ ﷺ ہیں' رہا ان میں سے بعض کا بعض کے ساتھ ملنا تو اس سے مراد یہ ہے کہ یہ حضرات اس امر (خلافت) کے ذمہ دار ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔ (ابوداؤد)

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے' رسول اللہ ﷺ نے آپ کی کنیت ابوتراب رکھی۔ رسول اللہ ﷺ کی شہزادی سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آپ کی زوجہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے دنیا و آخرت میں آپ کو اپنا بھائی قرار دیا' آپ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں شامل ہیں' بلکہ بہت سے علماء نے کہا کہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے۔ (علماء کرام نے مختلف

اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے کہا کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور عورتوں میں سب سے پہلے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا' بچوں میں سب سے پہلے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور آزاد کردہ غلاموں میں سب سے پہلے سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت کی' غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اہل خانہ کی حفاظت کے لیے مدینہ منورہ چھوڑ گئے تھے' اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے اسی طرح ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۱۸ ذوالحج ۳۵ھ کو آپ مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ ۱۸ رمضان المبارک ۴۰ھ جمعہ کی صبح جب آپ جامع مسجد کوفہ میں نماز پڑھانے تشریف لائے تو عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی خارجی نے زہر آلود تلوار سے آپ پر حملہ کیا' اس کے تین روز بعد آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ آپ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی' بعض نے کہا: پینسٹھ برس' بعض نے ستر برس' بعض نے کہا: اٹھاون برس تھی۔ آپ کی مدت خلافت چار سال نو ماہ اور چند ایام تھی۔ آپ کو آپ کے شہزادوں سیّدنا حسن و سیّدنا حسین و سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی' حاشیہ نبراس شرح' شرح العقائد' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور)

۵۹۱۴ - عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے لیے اسی طرح ہو جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دینے سے ان کا خلیفہ بلا فصل ہونا ثابت نہیں ہوتا

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میرے لیے ایسے ہو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ اس حدیث سے شیعہ حضرات استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھی' جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے' لیکن ان کا یہ استدلال باطل ہے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے عارضی طور پر اپنی زندگی میں ہی خلیفہ منتخب کیا تھا' وہ آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ نہیں بنے تھے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ان کے وصال سے چالیس سال پہلے انتقال فرما گئے تھے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک میں تشریف لے جاتے وقت عارضی طور پر مدینہ منورہ میں بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لیے منتخب فرما گئے تھے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد خلافت بلا فصل ان کا حق تھی' نیز اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی امامت کے لیے حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب فرمایا تھا' اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مطلقاً خلیفہ بنانا مقصود ہوتا تو امامت کے لیے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہی منتخب فرمایا جاتا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے روافض' امامیہ اور شیعہ کے دیگر فرقوں نے استدلال کیا ہے کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھی اور آپ نے ان کے لیے خلافت کی وصیت فرمائی تھی' پھر ان کا آپس میں اختلاف ہے۔ روافض کہتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غیر کو خلافت میں مقدم کرنے کی وجہ سے کافر ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تکفیر کرنے والوں کے کفر میں کوئی شک نہیں کیونکہ انہوں نے تمام امت اور صدر اوّل کو کافر قرار دیا اور اسلام

کی بنیاد کو منہدم کر دیا۔ ان غالی روافض کے علاوہ دوسرے شیعہ ان کے مسلک پر نہیں چلتے۔ امامیہ اور بعض معتزلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غیر کو مقدم کرنے کی بناء پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو غلطی پر قرار دیتے ہیں' انہیں کافر نہیں کہتے اور بعض معتزلہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس معاملہ میں خطاء پر قرار نہیں دیتے کیونکہ ان کے نزدیک مفضول کی تقدیم جائز ہے اور اس حدیث میں ان حضرات میں سے کسی کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس حدیث میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے' اور دوسرے صحابہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے افضل یا ان کی مثل ہونے کا کوئی بیان نہیں اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے خلیفہ ہونے کی کوئی دلیل ہے' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کی طرف تشریف لے جاتے وقت انہیں صرف مدینہ منورہ میں خلیفہ بنایا تھا' اور اس نظریہ کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ انہیں حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی اور حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہیں بنے تھے بلکہ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی ان کے وصال سے قریباً چالیس سال پہلے وصال فرما گئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں صرف اس وقت خلیفہ بنایا تھا' جب آپ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرنے کے لیے کوہِ طور پر تشریف لے گئے تھے۔

(شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۷۸' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

٨٩١٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اٰخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ اٰخَيْتَ بَيْنَ اَصْحَابِكَ وَلَمْ تُوَاخِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس حال میں حاضر ہوئے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے' عرض کیا: آپ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان بھائی چارہ قائم فرما دیا اور میرے اور کسی صحابی کے درمیان بھائی چارہ قائم نہیں فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٨٩١٦ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا مِّنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور علی ہر مؤمن کے دوست ہیں۔ (ترمذی)

٨٩١٧ - وَعَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ مِّنِّيْ وَاَنَا مِنْ عَلِيٍّ وَّلَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِيٌّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِيْ جُنَادَةَ.

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور میری طرف سے کوئی حق صرف میں ادا کروں گا یا علی ادا کریں گے۔ (ترمذی) امام احمد نے اسے ابو جنادہ سے روایت کیا ہے۔

٨٩١٨ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں محبوب و مددگار ہوں' علی اس کے محبوب و مددگار ہیں۔

(مسند احمد' ترمذی)

٨٩١٩ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ

حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غدیر خُم کے مقام پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں مؤمنوں

تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰی فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِیَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ هَنِیْئًا یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلٰی كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

کی جانوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہوں' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مؤمن کی جان سے بھی اس کے زیادہ قریب ہوں' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: اے اللہ! جس کا میں محبوب ہوں' علی اس کا محبوب ہے' اے اللہ! جو علی سے دوستی رکھے اسے دوست رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے اسے دشمن رکھ' اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا: اے ابن ابی طالب! تمہیں مبارک! تم نے صبح و شام اس حالت میں کی ہے کہ تم ہر مؤمن مرد اور عورت کے مولا ہو۔

(مسند احمد)

''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر استدلال کا رد

اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔ اس حدیث سے بھی شیعہ حضرات سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر استدلال کرتے ہیں۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

شیعہ حضرات کی یہ قوی ترین دلیل ہے' جسے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تفصیلی نص کے طور پر پیش کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ اس جگہ مولیٰ کا معنی ہے: امامت کا زیادہ حق دار۔ اس پر دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: ''الستُ اَولٰی بکم'' اس کا معنی مددگار اور محبوب نہیں' ورنہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع کرنے' ان سے خطاب کرنے' اتنا مبالغہ فرمانے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرنے کی حاجت نہ ہوتی' کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محبوب و مددگار ہونے کو تو ہر صحابی جانتا تھا۔ اس طرح کی دعا صرف ایسے معصوم امام کے لیے ہی ہوتی ہے جس کی اطاعت فرض ہو' لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امت پر اسی طرح ولایت کا حق ہے' جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت پر ولایت حاصل ہے۔ ہم شیعہ حضرات کو الزامی طور پر جواب دیتے ہیں کہ ان کے نزدیک بالاتفاق امامت کے لیے متواتر دلیل ضروری ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ جب تک متواتر حدیث نہ ہو' امامت کی صحت پر اس حدیث سے استدلال نہیں کیا جاسکتا اور یہ بات یقینی ہے کہ مذکورہ حدیث متواتر نہیں' کیونکہ اس میں اختلاف ہے اگرچہ وہ اختلاف مردود ہے' بلکہ بعض عادل اور ائمہ حدیث جن کی طرف اس معاملہ میں رجوع کیا جاتا ہے' مثلاً امام ابوداؤد سجستانی' ابوحاتم رازی وغیرہ انہوں نے اس پر طعن کیا ہے اور حفظ و اتقان والے ائمہ جنہوں نے طلب حدیث کے لیے متعدد شہروں کا سفر کیا ہے' مثلاً امام بخاری' مسلم اور واقدی وغیرہ انہوں نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا اور یہ چیز اگرچہ حدیث کے صحیح ہونے میں مخل نہیں لیکن ایسی حدیث کے بارے میں متواتر ہونے کا دعویٰ عجیب ترین ہے' جب کہ شیعہ حضرات امامت کی حدیث میں متواتر ہونا شرط قرار دیتے ہیں۔ اہل سنت کی طرف سے (تحقیقی) جواب یہ ہے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اس جگہ مولیٰ' حاکم اور والی کے معنی میں ہے' بلکہ یہ محبوب و مددگار کے معنی میں ہے اور لفظ مولیٰ کئی معانی میں مشترک ہے: (۱) آزاد کرنے والا (۲) آزاد شدہ (۳) معاملات میں تصرف کرنے والا (۴) مددگار (۵) محبوب' اور لفظ مشترک کے بعض معانی کو دلیل کے بغیر معین کرنا معتبر نہیں ہے۔ اہل سنت و جماعت اور شیعہ حضرات محبوب اور ناصر والے معانی مراد ہونے پر متفق ہیں اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہمارے سردار' ہمارے محبوب اور ہمارے مددگار ہیں۔ سیاق حدیث سے بھی اسی معنی کو ترجیح ہوتی ہے۔ مولیٰ کا معنی امام نہ لغت میں معروف ہے نہ شریعت میں اور نہ ہی ائمہ لغت میں سے کسی نے اس معنی کا ذکر کیا ہے اور یہ کہنا بھی مناسب نہیں کہ

یہاں مفعل کا وزن افعل کے معنی میں اور مولیٰ کا معنی ہے: اولیٰ' کیونکہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ چیز فلاں چیز سے اولیٰ ہے' یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ چیز فلاں سے مولیٰ ہے' اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موالات اور دوستی پر نص کرنے سے مقصود اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ ان کے بغض سے اجتناب کیا جائے' اسی لیے ابتداء میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں مؤمنوں سے ان کی جانوں کی بہ نسبت زیادہ قریب نہیں؟

نیز محدثین نے اس حدیث کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ یمن میں بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بعض معاملات میں اعتراض کیا۔ صحیح بخاری میں یہ روایت ہے اور علامہ ذہبی نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا: کیا میں مؤمنوں سے ان کی جانوں کے زیادہ قریب نہیں۔ (الحدیث) پھر نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع کر کے انہیں بھی اس معاملہ میں تاکید فرمائی۔ شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ مولیٰ کا معنی اولیٰ ہے لیکن اس سے یہ کس طرح لازم آئے گا کہ آپ امامت کے لیے اولیٰ اور زیادہ حق دار ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ قرب اور اتباع کے لحاظ سے اولیٰ ہیں' جس طرح قرآن مجید میں ہے: ''اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ'' ''بے شک ابراہیم کے زیادہ قریب وہ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی''۔

اگر یہ بھی تسلیم کر لیں کہ مراد یہ ہے کہ آپ امامت کے زیادہ حق دار ہیں تو اس پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ فی الحال امامت کے زیادہ حق دار ہیں' بلکہ مراد یہ ہے کہ انجام کار اپنے وقت میں (خلفائے ثلاثہ کے بعد) وہ امامت وخلافت کے زیادہ حق دار ہوں گے اور خلفائے ثلاثہ کے مقدم ہونے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع ہے' جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں' نیز مختلف قرائن سے صراحۃً پتا چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے' نیز حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما یا کسی اور صحابی نے ضرورت کے وقت اس حدیث سے استدلال نہیں کیا' بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اس حدیث سے استدلال کیا۔ اپنی خلافت کے زمانہ تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاموش رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ جانتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد خلافت پر کوئی نص نہیں' بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے تصریح موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا کسی اور کی خلافت پر نص نہیں فرمائی۔ صحیح بخاری وغیرہ میں یہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مرضِ وصال کے ایام میں حضرت علی و حضرت عباس رضی اللہ عنہما آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر تشریف لائے' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سے خلافت کے معاملہ میں سوال کرو' اگر خلافت ہم میں ہوئی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں سوال نہیں کروں گا۔ اگر یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نص ہوتی تو مسئلہ خلافت میں نبی کریم ﷺ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی' نیز پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اس بات کا کیا مقصد کہ انہوں نے کہا: اگر خلافت ہم میں ہوگی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔

(ملخصاً اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۶۸' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۹۲۰ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْكَ مَثَلٌ مِنْ عِيْسٰى اَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا اُمَّهٗ وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ لَهٗ ثُمَّ قَالَ يُهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِيْ بِمَا لَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهٗ شَنَاٰنِيْ عَلٰى اَنْ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہو' یہودیوں نے ان سے بغض کیا حتیٰ کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان لگا دیا اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی حتیٰ کہ انہیں اس مقام پر کھڑا کر دیا جو مقام ان کے لیے ثابت نہیں تھا' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری وجہ سے دو شخص ہلاک ہوں گے' ایک میری محبت میں حد سے بڑھنے والا شخص' جو میری ایسی تعریف بیان کرے گا جو میرے اندر موجود

يُبْهِتُنِيْ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

نہیں اور دوسرا میرے ساتھ بغض رکھنے والا شخص' میری دشمنی اسے میرے اوپر بہتان لگانے پر برانگیختہ کرے گی۔ (مسند احمد)

٨٩٢١ - وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ اِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيَّ اَنْ لَّا يُحِبَّنِيْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضَنِيْ اِلَّا مُنَافِقٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور جان کو پیدا فرمایا! بے شک نبی کریم ﷺ نے مجھ سے عہد فرمایا ہے کہ مجھ سے صرف مؤمن ہی محبت کرے گا اور میرے ساتھ صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔ (مسلم)

وَرَوَى ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ اَنَسٍ حُبُّ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ اِيْمَانٌ وَّبُغْضُهُمَا نِفَاقٌ.

حضرت ابن عدی رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان اور ان کا بغض نفاق ہے۔

٨٩٢٢ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُّنَافِقٌ وَّلَا يُبْغِضُهٗ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق علی سے محبت نہیں کرے گا اور مؤمن علی سے بغض نہیں کرے گا۔ (مسند احمد/ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا کہ سند کے لحاظ سے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٨٩٢٣ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرٌ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ ائْتِنِيْ بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ يَاْكُلُ مَعِيْ هٰذَا الطَّيْرَ فَجَاءَهٗ عَلِيٌّ فَاَكَلَ مَعَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک (بھنا ہوا) پرندہ تھا' آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب شخص کو میرے پاس بھیج دے تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھائے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کے ساتھ وہ گوشت تناول کیا۔ ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

٨٩٢٤ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَّجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ اَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرَاَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: ضرور بالضرور کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہوں گے' جب صبح کے وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان' رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو ہر شخص کو امید تھی کہ جھنڈا اسے عطا کیا جائے گا' آپ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے' آپ نے فرمایا: انہیں بلا لاؤ! حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حاضر کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا تو وہ اس طرح ٹھیک ہو گئے گویا انہیں کبھی تکلیف ہی نہیں تھی' آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ان سے اس وقت تک لڑائی

يَكُوْنَ مِثْلَنَا قَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کرتا رہوں گا جب تک وہ ہماری طرح نہ ہو جائیں' آپ نے فرمایا: نرمی کے ساتھ جاؤ! جب ان کے میدان میں اترو تو انہیں اسلام کی دعوت دینا اور انہیں آگاہ کرنا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کے کیا حقوق واجب ہیں' اللہ کی قسم! تمہاری وجہ سے کوئی ایک شخص راہِ راست پر آ جائے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَحْمَدَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا رَمِدْتُ بَعْدَ تَفْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنِيَّ.

اور مسند احمد میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے لعابِ دہن لگانے کے بعد میں کبھی آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوا۔

٨٩٢٥ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّبِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِيْ وَاِنْ كَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفُغْنِيْ وَاِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَافِهٖ اَوِ اشْفِهٖ شَكَّ الرَّاوِيْ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِيْ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار تھا' رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے گزرے اور میں یہ کہہ رہا تھا: اے اللہ! اگر میرا مقررہ وقت آ چکا ہے تو مجھے راحت عطا فرما اور اگر میری اجل میں تاخیر ہے تو میری زندگی میں کشادگی عطا فرما' اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر نصیب فرما' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کس طرح دعا مانگ رہے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا تھا' وہ دہرا دیا' نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنا پاؤں مبارک مار کر یوں دعا کی: اے اللہ! اسے عافیت عطا فرما' یا فرمایا کہ اسے شفاء عطا فرما' راوی کو شک ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی اس تکلیف میں مبتلا نہیں ہوا۔ ترمذی نے یہ حدیث روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٨٩٢٦ - وَعَنْ اَبِيْ رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَلِيٍّ حِيْنَ بَعَثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَايَتِهٖ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْحِصْنِ خَرَجَ اِلَيْهِ اَهْلُهٗ فَقَاتَلَهُمْ فَضَرَبَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ وَطَرَحَ تُرْسَهٗ مِنْ يَّدِهٖ فَتَنَاوَلَ عَلِيٌّ بَابًا كَانَ عِنْدَ الْحِصْنِ فَتَرَّسَ بِهٖ نَفْسَهٗ فَلَمْ يَزَلْ بِيَدِهٖ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ثُمَّ اَلْقَاهُ مِنْ يَّدِهٖ حِيْنَ فَرَغَ فَلَقَدْ رَاَيْتُنِيْ فِيْ نَفَرٍ مَّعَ سَبْعَةٍ اَنَا ثَامِنُهُمْ نَجْتَهِدُ عَلٰى اَنْ نُّقَلِّبَ ذٰلِكَ الْبَابَ فَمَا نُقَلِّبُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ فِي الْمَنَاقِبِ.

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرما کر روانہ کیا تو ہم بھی ان کے ساتھ گئے' جب آپ قلعہ کے قریب پہنچے تو قلعہ والے نکل کر آپ کے سامنے آ گئے' آپ نے ان سے قتال کیا' ایک یہودی نے ضرب لگا کر آپ کے ہاتھ سے ڈھال گرا دی' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قلعہ کے قریب پڑا ہوا دروازہ اٹھا کر اسے اپنی ڈھال بنا لیا اور اسے مسلسل اپنے ہاتھ میں (بطور ڈھال) رکھا' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرما دی' پھر جب آپ (جہاد سے) فارغ ہو گئے تو وہ دروازہ پھینک دیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ ہم آٹھ آدمیوں نے مل کر اس دروازہ کو پلٹنے کی پوری کوشش کی' لیکن اسے پلٹ نہیں سکے۔ (مسند احمد)

٨٩٢٧ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ لِيْ مَنْزِلَةٌ مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَكُنْ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں مجھے وہ مقام حاصل تھا جو مخلوق میں سے کسی شخص کو حاصل نہیں تھا'

لِاَحَدٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ اٰتِيْهِ بِاَعْلٰى سَحَرٍ فَاَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ اِلٰى اَهْلِيْ وَاِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

میں صبح سویرے آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتا: السلام علیک یا نبی اللہ! اگر آپ کھانستے تو میں واپس اپنے گھر لوٹ آتا' ورنہ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو جاتا۔ (نسائی)

٨٩٢٨ - وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ اِذَا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِيْ وَاِذَا سَكَتُّ ابْتَدَاَنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتا تو آپ مجھے عطا فرما دیتے اور جب خاموش رہتا تو مانگے بغیر از خود ہی عنایت فرما دیتے۔ ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٨٩٢٩ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَطَبَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ ثُمَّ خَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کم سن ہے' پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے فرما دیا۔ (نسائی)

٨٩٣٠ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حکمت کا گھر ہوں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَالَ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شَرِيْكٍ وَّلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الثِّقَاتِ غَيْرَ شَرِيْكٍ وَقَالَ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِيُّ اِنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَسَنٌ لَا صَحِيْحٌ كَمَا قَالَ الْحَاكِمُ وَلَا مَوْضُوْعٌ كَمَا قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے' اور کہا کہ بعض نے یہ حدیث شریک سے روایت کی اور اس میں انہوں نے صنابحی سے روایت کا ذکر نہیں کیا اور ہم یہ حدیث شریک کے علاوہ کسی ثقہ کی روایت سے نہیں پہچانتے اور حافظ عسقلانی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ یہ حدیث حسن ہے صحیح نہیں' جیسا کہ حاکم نے فرمایا ہے اور نہ ہی موضوع ہے جیسا کہ ابن جوزی نے فرمایا ہے۔

٨٩٣١ - وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا' اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! مجھے اس وقت تک وفات نہ دے جب تک تو مجھے علی کو نہ دکھا دے۔ (ترمذی)

٨٩٣٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهٖ فَقَالَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طائف کے روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کے ساتھ راز کی بات کی' لوگوں نے کہا: آپ نے اپنے چچازاد کے ساتھ طویل سرگوشی فرمائی ہے' تو رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا انْتَجَيْتُهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

نے فرمایا: میں نے ان کے ساتھ راز کی بات نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ راز کی بات فرمائی ہے۔ (ترمذی)

٨٩٣٣ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يُّجْنِبُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِىْ وَغَيْرُكَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ فَقُلْتُ لِضَرَارِ ابْنِ صَرْدٍ مَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهٗ جُنُبًا غَيْرِىْ وَغَيْرُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تمہارے اور میرے سوا کسی شخص کے لیے اس مسجد سے جنابت کی حالت میں گزرنا جائز نہیں ہے۔ علی بن منذر نے کہا کہ میں نے ضرار ابن صرد سے پوچھا کہ اس حدیث پاک کا معنی کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے اور تمہارے سوا کسی شخص کے لیے جنابت کی حالت میں مسجد کو گزرگاہ بنانا جائز نہیں۔ اسے ترمذی نے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٨٩٣٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِيٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند کرنے کا حکم دیا۔ ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

وَفِى الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبْقَيَنَّ فِى الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابَ اَبِیْ بَكْرٍ.

اور بخاری و مسلم میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ کوئی دروازہ باقی نہ رکھا جائے۔

٨٩٣٥ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِىْ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو گالی دی، اس نے مجھے گالی دی۔ (مسند احمد)

٨٩٣٦ - وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَجُلًا وَقَعَ فِیْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ بِمَحْضَرٍ مِّنْ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَتَعْرِفُ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُطَّلِبِ لَا تَذْكُرْ عَلِيًّا اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنَّكَ اِنْ تَنَقَّصْتَهٗ اٰذَيْتَ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ فِى الْمَنَاقِبِ.

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق نامناسب کلمات کہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: کیا تو اس صاحب مزار کو جانتا ہے؟ یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو علی المرتضیٰ کا ذکر خیر کے سوا نہیں فرماتے تھے، اگر تو نے ان کی توہین کی تو تو نے اس صاحب قبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے۔ (مسند احمد)

بَابُ مَنَاقِبِ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل

ف: خلفائے اربعہ کے بعد عشرہ مبشرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فضائل کا ذکر کر کے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں خلفائے اربعہ کے بعد باقی صحابہ سے عشرہ مبشرہ افضل ہیں۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

عشرہ مبشرہ صحابہ یہ ہیں: (۱) سیدنا ابوبکر صدیق (۲) سیدنا عمر فاروق (۳) سیدنا عثمان غنی (۴) سیدنا علی المرتضیٰ (۵) سیدنا طلحہ (۶) سیدنا زبیر (۷) سیدنا سعد بن ابی وقاص (۸) سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (۹) سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح (۱۰) سیدنا سعید بن زید رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

یہ دس صحابہ عشرہ مبشرہ کے لقب سے اس لیے مشہور ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں جنت کی بشارت دی ہے' یہ تمام صحابہ قرشی ہیں' ان صحابہ کو وہ خصوصی فضائل و مناقب حاصل ہیں جو دیگر صحابہ کرام کو حاصل نہیں' اور جنت کی بشارت صرف ان دس صحابہ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں' بلکہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کرام' آپ کی اولادِ اطہار اور ازواجِ مطہرات اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ ہم نے اپنے رسالہ ''تحقیق الاشارہ الی تعمیم البشاۃ'' میں اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کی ہے' اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۷۱ 'مطبوعہ تیج کمار' لکھنو)

۸۹۳۷ - عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ زَوَّجَنِيْ اِبْنَتَهٗ وَحَمَلَنِيْ اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِيْ فِي الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَّالِهٖ رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَالَهٗ مِنْ صِدِّيْقٍ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَيْثُ دَارَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے! انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کیا اور مجھے (اپنی اونٹنی پر) سوار کر کے دار الہجرت لے گئے اور غار میں میرے ساتھ رہے اور بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا' اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے! وہ حق بات کہتے ہیں اگرچہ کڑوی ہو' حق نے انہیں اس حال تک پہنچا دیا ہے کہ ان کا کوئی دوست نہیں' اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم فرمائے! ان سے ملائکہ حیاء کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ علی پر رحم فرمائے! اے اللہ! جس طرف علی پھریں' حق کو بھی اس طرف پھیر دے۔ (ترمذی)

۸۹۳۸ - وَعَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَكَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَابَكْرٍ تَجِدُوْهُ اَمِيْنًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْاٰخِرَةِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِيًّا اَمِيْنًا لَّا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِيًّا وَّلَا اُرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا يَاْخُذُ بِكُمُ الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيْمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ کے بعد ہم کس شخص کو امیر مقرر کریں؟ آپ نے فرمایا: اگر تم ابوبکر کو امیر بناؤ گے تو انہیں امانت دار' دنیا سے اعراض کرنے والا اور آخرت کی رغبت رکھنے والا پاؤ گے' اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو انہیں طاقت ور' امانت دار پاؤ گے' وہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کریں گے اور اگر تم علی کو امیر بناؤ گے اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے تو تم انہیں ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے' وہ تمہیں سیدھے راستے پر لے چلیں گے۔ (مسند احمد)

وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رُوِيَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَسْتَخْلِفُ قَالَ اَلَا اِنِّيْ اِنْ اَسْتَخْلِفْ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمْ خَلِيْفَتِيْ نَزَلَ الْعَذَابُ.

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان فرمایا کہ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ خلیفہ مقرر نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: سن لو! اگر میں نے تم پر خلیفہ مقرر فرما دیا اور تم نے میرے خلیفہ کی نافرمانی کی تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔

۸۹۳۹ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ مَا اَحَدٌ اَحَقُّ بِهٰذَا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس امر خلافت کا اس جماعت

الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سے زیادہ کوئی حق دار نہیں جن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ وصال کے وقت راضی تھے' پھر آپ نے حضرت علی' حضرت عثمان' حضرت زبیر' حضرت طلحہ' حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کا نام لیا۔ (بخاری)

حدیث میں مذکور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سوانح حیات

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ: آپ ابوعبداللہ زبیر بن عوام قرشی ہیں' آپ کی والدہ ماجدہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی جان صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا ہیں' آپ اور آپ کی والدہ ماجدہ قدیم الاسلام ایمان لانے والوں میں سے ہیں' آپ نے سولہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا' آپ کے چچا نے دھوئیں سے آپ کو سزا دی تاکہ آپ اسلام چھوڑ دیں' مگر آپ نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا' آپ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی۔ آپ نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تلوار چلائی' اُحد کے روز آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے' آپ ان خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ ارضِ بصرہ کے قریب مقامِ صفوان میں ۳۶ھ میں عمر بن جرموز نے آپ کو شہید کیا' اس وقت آپ کی عمر مبارک چونسٹھ برس تھی۔ آپ کو وادئ سباع میں دفن کیا گیا' پھر وہاں سے بصرہ کی طرف منتقل کر دیا گیا' آپ کا مزار پرانوار وہاں زیارت گاہِ خواص وعوام ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ: آپ طلحہ بن عبیداللہ قرشی ہیں' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے' آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں' آپ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ بدر کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے انہیں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ابوسفیان بن حرب کے قافلہ کی تحقیق کے لیے روانہ فرمایا تھا' جنگ بدر کے دن آپ واپس لوٹے تھے۔ غزوۂ اُحد میں آپ نے اپنے ہاتھ سے نبی کریم ﷺ کی حفاظت کی اور آپ کی انگلیاں شل ہو گئیں' اس روز آپ کو چوبیس زخم آئے۔ بعض روایات میں ہے کہ اس روز آپ نے تلواروں اور نیزوں کے پچھتر زخم کھائے۔ جمل کے واقعہ میں ۲۰ جمادی الاخری ۳۰ھ کو آپ شہید ہوئے' وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک چونسٹھ سال تھی' آپ بصرہ میں مدفون ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۱' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: آپ کا نام سعد بن ابی وقاص اور کنیت ابواسحاق ہے' آپ کے والد ابووقاص کا نام مالک بن وہیب زہری قرشی ہے' آپ ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی' آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ سترہ برس کی عمر میں آپ نے اسلام قبول کیا' آپ فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے والوں میں' میں تیسرے نمبر پر ہوں اور میں نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔ آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے' آپ مستجاب الدعوات تھے' لوگ آپ کی دعائے ہلاکت سے خوف زدہ رہتے تھے اور آپ کی نیک دعا کی اُمید رکھتے تھے کیونکہ لوگوں میں آپ کی دعا کی قبولیت مشہور تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی: اے اللہ! سعد کے تیر کا نشانہ خطا نہ جائے اور اس کی دعا قبول فرما' نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو فرمایا تھا: تیر پھینکو! تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں! کسی اور کے لیے آپ نے یہ کلمات نہیں ارشاد فرمائے۔ مدینہ منورہ کے قریب مقامِ عتیق میں اپنے دولت کدہ پر آپ کا وصال ہوا اور لوگ آپ کا جنازہ مبارکہ اٹھا کر مدینہ منورہ لائے' مروان بن حکم حاکم مدینہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی' ۵۵ھ میں ستر سال سے زائد کی عمر میں آپ کا وصال مبارک ہوا اور جنت البقیع میں آپ مدفون ہوئے' عشرہ مبشرہ صحابہ میں سب سے آخر میں آپ کی وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۶ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ: آپ کا نام عبدالرحمٰن بن عوف' کنیت ابومحمد ہے' آپ زہری قرشی ہیں اور ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے' آپ قدیم الاسلام مسلمانوں میں سے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر آپ نے اسلام قبول کیا' آپ نے دو ہجرتیں کیں۔ آپ تمام غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے' یوم اُحد میں آپ نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا' غزوۂ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے نماز ادا کی' اُحد میں آپ کو بیس سے زائد زخم لگے' پاؤں میں زخم کی وجہ سے لنگڑا کر چلنے لگے' آپ واقعہ فیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے اور ۳۲ھ میں بہتر سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۳ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۸۹٤۰ - وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ وَسُئِلَتْ مَنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَہٗ قَالَتْ اَبُوْبَکْرٍ فَقِیْلَ ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ عُمَرُ قِیْلَ مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ اَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا جب کہ ان سے سوال کیا گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ مقرر فرماتے تو کس کو خلیفہ بناتے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو' پھر پوچھا گیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد کسے خلیفہ بناتے؟ فرمایا: عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو' عرض کیا گیا: عمر کے بعد کسے خلیفہ بناتے؟ فرمایا: ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو۔ (مسلم)

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح فہری قرشی ہیں' آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں اور اس امت کے امین ہیں۔ آپ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام قبول کیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کی' آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی اور اُحد کے روز ثابت قدم رہے۔ اُحد کے روز خُود کے دو حلقے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں پیوست ہو گئے' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دانتوں سے کھینچ کر انہیں نکالا' جس سے آپ کے سامنے والے دانت گر گئے۔ ۱۸ھ میں اُردن کے مقام پر طاعونِ عمواس میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ بیسان میں مدفون ہوئے' وصال کے وقت آپ کی عمر اٹھاون سال تھی۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۸ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۸۹٤۱ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ عَلٰی حِرَاءَ ھُوَ وَ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ وَّطَلْحَۃُ وَالزُّبَیْرُ فَتَحَرَّکَتِ الصَّخْرَۃُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِھْدَاْ فَمَا عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَھِیْدٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حراء پر تشریف فرما تھے' جب کہ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان غنی' علی المرتضیٰ' طلحہ' زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے کہ چٹان حرکت کرنے لگی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر جا! تیرے اوپر صرف نبی یا صدیق یا شہید ہے۔ (مسلم)

وَرَوٰی بَعْضٌ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ بَدَلَ عَلِیٍّ.

بعض نے اس حدیث پاک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بجائے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔

۸۹٤۲ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں' میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر ہیں اور میری

وَّاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّاَقْرَؤُهُمْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَّاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

امت میں اللہ کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمر فاروق ہیں اور ان میں حیاء کے لحاظ سے صادق ترین صحیح عثمان غنی ہیں اور ان میں علم فرائض کے سب سے زیادہ عالم زید بن ثابت ہیں اور ان میں سب سے زیادہ قاری ابی بن کعب ہیں اور ان میں حلال وحرام کے سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔(مسند احمد) ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت سے آپ کتابت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے' آپ کا شمار فقہاء صحابہ میں سے ہوتا ہے' آپ قرآن پاک جمع کرنے والی جماعت میں شامل ہیں' سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن پاک جمع کیا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن پاک کو مصحف میں نقل کیا۔ آپ نے ۴۵ھ میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا' وصال کے وقت آپ کی عمر چھپن سال تھی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ ابی بن کعب اکبر انصاری رضی اللہ عنہ ہیں' آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں کتابتِ وحی کا فریضہ سرانجام دیتے تھے' آپ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں قرآن پاک حفظ کیا' آپ ان فقہاء صحابہ میں سے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں فتویٰ دیا کرتے تھے' آپ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں قرآن پاک کے سب سے بڑے قاری تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی کنیت ابوالمنذر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی کنیت ابوطفیل رکھی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سیّد الانصار اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو سیّد المسلمین کا خطاب دیا۔ خلافت فاروقی میں مدینہ منورہ میں ۱۹ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ انصاری خزرجی ہیں' آپ ان ستر انصاری صحابہ میں سے ہیں جو عقبہ ثانیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ بدر میں اور اس کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو یمن کی طرف قاضی اور معلم بنا کر بھیجا۔ آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا' اڑتیس سال کی عمر میں ۱۸ھ کو طاعونِ عمواس میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۶' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

وَرُوِيَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَّفِيْهِ وَاَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ.

اور معمر سے بہ روایت قتادہ مرسلاً روایت کی گئی ہے' اور اس روایت میں ہے کہ ان میں سب سے بڑے قاضی علی المرتضیٰ ہیں۔

۸۹۴۳ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر جنت میں ہیں اور عمر جنت میں ہیں اور عثمان جنت میں ہیں اور علی جنت میں ہیں اور طلحہ جنت میں ہیں اور زبیر جنت میں ہیں اور عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں اور سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں اور سعید بن زید

فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمَانِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ.

جنت میں ہیں اور ابوعبیدہ بن جراح جنت میں ہیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور ابن ماجہ نے اسے سعید بن زید سے روایت کیا۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالاعور ہے' آپ عدوی قرشی ہیں اور عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں' آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں' بدر کے علاوہ تمام غزوات میں آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی۔ بدر کے موقع پر آپ طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ قریش کے قافلہ کی تحقیق کے لیے گئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مالِ غنیمت سے حصہ عطا فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تھے' وہ آپ کی زوجہ تھیں۔ ۵۰ھ یا اس کے ایک یا دو سال بعد عتیق کے مقام پر آپ کا وصال ہوا' پھر آپ کا جسد مبارک مدینہ منورہ لایا گیا اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا' وصال کے وقت آپ کی عمر ستر سال سے زائد تھی۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۶ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۸۹۴۴ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعَتْ اُذُنِيْ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ طلحہ اور زبیر دونوں جنت میں میرے پڑوسی ہیں۔ (ترمذی)

۸۹۴۵ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ اِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَعَدَ طَلْحَةُ تَحْتَهُ حَتّٰى اِسْتَوٰى عَلَى الصَّخْرَةِ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَوْجَبَ طَلْحَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں' آپ ایک چٹان کی طرف متوجہ ہوئے اور (زخموں کی وجہ سے) اس کے اوپر نہ تشریف لے جا سکے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے' حتیٰ کہ آپ چٹان پر تشریف فرما ہو گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ طلحہ نے جنت واجب کر لی ہے۔ (ترمذی)

۸۹۴۶ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى طَلْحَةَ ابْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ يَّمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ وَقَدْ قَضٰى نَحْبَهُ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: جو آدمی روئے زمین پر چلنے والے ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہے جس نے اللہ کی راہ میں موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے تو وہ ان کی طرف دیکھ لے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ مَّنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى شَهِيْدٍ يَّمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی روئے زمین پر چلتے پھرتے ہوئے شہید کو دیکھنا چاہتا ہے وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھ لے۔ (ترمذی)

٨٩٤٧ - وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ رَاَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بیکار دیکھا' جسے انہوں نے احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے ڈھال بنایا تھا۔ (بخاری)

٨٩٤٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْاَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَّحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے دن فرمایا: کون شخص میرے پاس اس قوم کے متعلق معلومات حاصل کر کے لائے گا؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ خدمت سرانجام دوں گا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے' میرے حواری زبیر ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٤٩ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْتِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَيَاْتِيْنِيْ بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون شخص جا کر میرے پاس بنوقریظہ کے متعلق معلومات حاصل کر کے لائے گا؟ تو میں گیا اور جب واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اپنے والدین جمع فرمائے اور فرمایا: تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٥٠ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَوْمَ اُحُدٍ يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے سوا کسی شخص کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والدین جمع کرتے ہوئے نہیں دیکھا' میں نے احد کے دن آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے سعد! تیر چلاؤ! میرے والدین تم پر فدا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٥١ - وَعَنْهُ قَالَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ اِلَّا لِسَعْدٍ قَالَ لَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ ارْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَقَالَ لَهٗ ارْمِ اَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سوا کسی شخص کے لیے اپنے والدین کو جمع نہیں فرمایا' احد کے دن آپ نے انہیں فرمایا: تیر چلاؤ! میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں! اور آپ نے انہیں فرمایا: تیر چلاؤ! اے طاقت ور نوجوان! (ترمذی)

٨٩٥٢ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ يَّعْنِيْ يَوْمَ اُحُدٍ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ رَمْيَتَهٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز یعنی احد کے دن دعا کی: اے اللہ! ان کی تیر اندازی کو مضبوط اور پختہ فرما' اور ان کی دعا قبول فرما۔ (بغوی' شرح السنہ)

٨٩٥٣ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جب سعد تیری بارگاہ میں دعا کریں تو ان کی دعا قبول فرما۔

٨٩٥٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِيْ فَلْيُرِنِيْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میرے ماموں ہیں' کوئی شخص (میرے ماموں

اِمْرَؤٌ خَالَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ كَانَ سَعْدٌ مِّنْ بَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَتْ اُمُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ فَلِذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِيْ وَفِي الْمَصَابِيْحِ فَلْيُكْرِمَنَّ بَدَلٌ فَلْيُرِنِيْ قَالَ ابْنُ حَجَرٍ هُوَ تَصْحِيْفٌ.

جیسا) اپنا ماموں تو دکھائے۔ (ترمذی) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بنو زہرہ سے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ بھی بنو زہرہ سے تھیں' اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے ماموں ہیں' اور مصابیح میں ''فلیرنی'' کی بجائے ''فلیکرمنّ'' کے الفاظ ہیں۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ تصحیف ہے (یعنی ''فلیرنی'' کے الفاظ ہی صحیح ہیں)

٨٩٥٥- وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّيْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر چلانے والا سب سے پہلا عرب ہوں۔ (بخاری' مسلم)

٨٩٥٦- وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَاَيْتُنَا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا الْحُبْلَةُ وَوَرَقُ السَّمُرِ وَاِنْ كَانَ اَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهُ خَلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَضَلَّ عَمَلِيْ وَكَانُوْا وَشَوْا بِهٖ اِلٰى عُمَرَ وَقَالُوْا لَا يُحْسِنُ الصَّلٰوةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں اللہ کی راہ میں تیر چلانے والا سب سے پہلا عرب ہوں' اور میں جانتا ہوں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس حالت میں جہاد کرتے تھے کہ ہمارا کھانا صرف کیکر کا پھل اور پتے ہوتے تھے' ہم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کرتا تو اس طرح ہوتا تھا جیسے بکریاں مینگنیاں کرتی ہیں' فضلہ آپس میں مخلوط نہیں ہوتا تھا' پھر بنو اسد مجھے اسلامی احکام سے آگاہ کرتے ہیں' تب تو میں نقصان میں رہا اور میرا عمل ضائع ہو گیا' لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ان کی شکایت کی تھی کہ یہ نماز اچھے طریقے سے ادا نہیں کرتے۔ (بخاری و مسلم)

ف: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل مقرر تھے' بنو اسد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی شکایت کی کہ یہ نماز اچھی طرح ادا نہیں کرتے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں تنبیہ فرمائی' آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے صورتِ حال کی وضاحت فرمائی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ میرا گمان اسی طرح ہے جس طرح تم بیان کر رہے ہو اور بنو اسد کی تردید فرمائی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۷۸' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

٨٩٥٧- وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُنِيْ وَاَنَا ثَالِثُ الْاِسْلَامِ وَمَا اَسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ اَسْلَمْتُ فِيْهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَاِنِّيْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَاَخْرَجَهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ مُعْجَمِهٖ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ میں اسلام لانے والوں میں تیسرا فرد ہوں اور (مجھ سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے) کوئی شخص اسلام نہیں لایا مگر اسی دن جس دن میں مسلمان ہوا اور میں سات دن اس حالت میں رہا کہ میں اہل اسلام کا ایک تہائی حصہ تھا۔ (بخاری' بغوی)

٨٩٥٨- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَهِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ لَيْلَةً

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور فرمایا: کاش! کوئی نیک شخص

فَقَالَ لَیْتَ رَجُلًا صَالِحًا یَحْرُسُنِیْ اِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سَلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ اَنَا سَعْدٌ قَالَ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ خَوْفٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَحْرُسُهٗ فَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

میرا پہرہ دیتا' اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آہٹ سنی' آپ نے فرمایا: یہ کون ہے' عرض کیا: میں سعد ہوں' فرمایا: کس لیے آئے ہو' عرض کیا: میرے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے' میں پہرہ کی خدمت سرانجام دینے کے لیے حاضر ہوا ہوں' رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی' پھر سو گئے۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٥٩- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِیْنٌ وَاَمِیْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٦٠- وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ جَاءَ اَهْلُ نَجْرَانَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِبْعَثْ اِلَیْنَا رَجُلًا اَمِیْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَیْكُمْ رَجُلًا اَمِیْنًا حَقَّ اَمِیْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ اَبَا عُبَیْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل نجران نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس کوئی امین شخص روانہ فرمائیں' آپ نے فرمایا: میں یقیناً تمہارے پاس ایسا امین شخص بھیجوں گا جو واقعی امین کہلانے کا مستحق ہوگا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کے منتظر تھے (کہ آپ کسے امین قرار دیتے ہیں)' راوی فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو روانہ فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٦١- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ لِنِسَائِهٖ اِنَّ اَمْرَكُنَّ مِمَّا یُهِمُّنِیْ مِنْ بَعْدِیْ وَلَنْ یَصْبِرَ عَلَیْكُنَّ اِلَّا الصَّابِرُوْنَ وَالصِّدِّیْقُوْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ یَعْنِیْ الْمُتَصَدِّقِیْنَ ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ لِاَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَقَی اللّٰهُ اَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِیْلِ الْجَنَّةِ وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلٰی اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِحَدِیْقَةٍ بِیْعَتْ بِاَرْبَعِیْنَ اَلْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات سے فرمایا کرتے تھے: اپنے وصال کے بعد مجھے تمہارا معاملہ فکر میں مبتلا کر رہا ہے (تمہاری کفالت کی مشقت اور آزمائش) پر وہی صبر کر سکیں گے' جو صبر اور سچائی میں کامل ہوں گے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ کی مراد صدقہ کرنے والے تھے' پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تمہارے والد کو جنت کے چشمہ سلسبیل سے سیراب فرمائے' اور (ان کے والد) ابن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو ایک باغ پیش کیا تھا جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا۔ (ترمذی)

٨٩٦٢- وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِاَزْوَاجِهٖ اَنَّ الَّذِیْ یَحْثُوْا عَلَیْكُنَّ بَعْدِیْ هُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِیْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ازواجِ مطہرات سے فرماتے ہوئے سنا: بے شک میرے بعد جو شخص تم پر اپنا مال نثار کرے گا' وہ سچا اور نیکوکار ہوگا' اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوف کو جنت کے چشمہ سلسبیل سے سیراب فرما۔ (مسند احمد)

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

فصل الاوّل

بَابُ مَنَاقِبِ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل

اہل بیت کا مصداق کون حضرات ہیں؟

لفظ اہل بیت کا اطلاق مختلف معانی پر ہوتا ہے۔ بنو ہاشم کو بھی اہل بیت کہا گیا ہے جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے' ان میں آل عباس' آل علی' آل جعفر' آل عقیل اور آل حارث رضی اللہ عنہم داخل ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے اہل وعیال کو بھی اہل بیت کہا گیا ہے' جن میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن داخل ہیں' قرآن مجید میں ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (الاحزاب: ۳۳) اللہ تعالیٰ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے اہلِ بیت! تم سے ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں خوب پاک وصاف فرما دے۔

اس آیۂ مبارکہ کی ابتداء اور انتہاء میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو خطاب ہے' لہٰذا آیت کے درمیانی حصہ سے انہیں خارج قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بعض اوقات اہل بیت کا لفظ سیّدہ فاطمۃ الزہراء' سیّدنا علی المرتضیٰ' سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کے لیے بھی خصوصی طور پر استعمال ہوتا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' لفظ اہل بیت کے اطلاق میں مختلف اقوال کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

علماء کرام نے ان اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے کہا ہے کہ بیت تین ہیں: (۱) بیت نسب (خاندان کے افراد) (۲) بیت سکنیٰ (دولت کدہ میں رہائش پذیر افراد) (۳) بیت ولادت (اولادِ اطہار)۔

بنو ہاشم میں سے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد نسب کے لحاظ سے اہل بیت ہیں کیونکہ قریبی دادا کی اولاد کو بیت کہا جاتا ہے' مثلاً کہتے ہیں کہ یہ فلاں بزرگ کا گھرانہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رہائش کے اعتبار سے اہل بیت ہیں' آدمی کی بیویوں پر اہل بیت کا اطلاق مشہور ومعروف ہے (بیوی کو عرف میں گھر والی کہنا مشہور ومعروف ہے)۔ نبی کریم ﷺ کی تمام اولادِ پاک ولادت کے اعتبار سے اہل بیت ہے' لیکن سیّدنا علی المرتضیٰ' سیّدہ فاطمۃ الزہراء' سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کو خصوصی عزت وشرافت حاصل ہے' اور جب لفظ اہل بیت بولا جائے تو ذہن میں ان حضرات کا تصور آتا ہے' ان کے فضائل میں بے شمار احادیث ہیں۔ اس باب میں بعض بنو ہاشم' سیّدنا علی المرتضیٰ' سیّدہ فاطمۃ الزہراء' سیّدنا امام حسن وسیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے۔ نبی کریم ﷺ کے شہزادے سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر ہے اور حضرت زید بن حارثہ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا بھی ذکر ہے' کیونکہ ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کمال محبت کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مخصوص مناقب ہیں' نیز عرف عام میں اہل بیت کا اطلاق سیّدنا علی المرتضیٰ' سیّدہ فاطمۃ الزہراء' سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم پر ہوتا ہے' لہٰذا ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے فضائل کو الگ باب میں مستقل طور پر بیان کیا ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۸۲۔ ۶۸۰' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

۸۹۶۳ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمت سے رزق عطا فرماتا ہے اور

يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ وَاَحِبُّوْنِيْ لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ لِحُبِّيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

مجھ سے محبت کرو' اللہ تعالیٰ کی محبت کی بناء پر اور میرے اہل بیت سے محبت کرو' میری محبت کی بناء پر۔ (ترمذی)

٨٩٦٤ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّـهٗ قَالَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِبَابِ الْكَعْبَةِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِيْ فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَّكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کعبۃ اللہ کا دروازہ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: سن لو! تمہارے اندر میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح جیسی ہے جو اس میں سوار ہوا' نجات پا گیا' جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔ (مسند احمد)

ناؤ ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص اہل بیت کی محبت اور پیروی کو لازم کرے گا' وہ دونوں جہان میں نجات حاصل کر لے گا اور اگر ان کی محبت و پیروی اختیار نہ کرے گا تو دارین میں ہلاک ہو گا۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا اور دنیا میں پائے جانے والے کفر' گمراہی' بدعت اور نفسانی خواہشات کو ایسے گہرے سمندر کے ساتھ تشبیہ دی ہے جسے موج بالائے موج نے ڈھانپ رکھا ہو' اوپر بادل چھائے ہوئے ہوں اور ایک سے بڑھ کر ایک تاریکی ہو اور اس سمندر نے چاروں جانب سے زمین کا احاطہ کیا ہوا ہو۔ ایسے سمندر میں باہر نکلنے کا ذریعہ صرف ایک کشتی ہے اور وہ کشتی اہل بیت کی محبت ہے' اگر اس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان بھی پیش نظر رکھا جائے کہ آپ نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں' جو ان میں سے کسی کی اقتداء کرے گا وہ ہدایت حاصل کرے گا۔ اس صورت میں مزید حسین اور ایمان افروز تحقیق حاصل ہو گی۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں کیا خوب فرمایا ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت بحمد اللہ! اہل بیت کی محبت کے سفینہ پر سوار ہیں اور ہدایت کے ستارے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہمارے راہنما ہیں' لہٰذا ہمیں اللہ کی رحمت سے امید کامل ہے کہ احوالِ قیامت اور جہنم کے عذاب سے ہمیں نجات حاصل ہو گی اور جنت کے مراتب تک رسائی حاصل ہو گی۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ جو شخص کشتی میں ہی داخل نہ ہوا' جس طرح خارجی حضرات ہیں (اور ہمارے زمانہ میں سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور یزید پلید کو امیر المؤمنین اور جنتی کہنے والے حضرات ہیں۔ رضوی غفرلہٗ) وہ آغاز میں ہی ہلاک ہو جائیں گے اور جو کشتی میں تو سوار ہو گئے لیکن رشد و ہدایت کے ستاروں یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان سے راہنمائی حاصل نہ کی' جس طرح روافض ہیں' وہ بھٹک کر ایسی تاریکیوں میں جا پڑیں گے جہاں سے نکلنے کا راستہ نہیں پائیں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۱۷' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

امام اہل سنت' مجدد دین وملت' الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور ۔۔۔ نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

٨٩٦٥ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ فِيْ بَيْتِيْ نَزَلَتْ ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ﴾ (الاحزاب:٣٣) قَالَتْ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى فَاطِمَةَ وَعَلِيٍّ وَّالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ آیت مبارکہ میرے گھر میں نازل ہوئی: اللہ تو یہی چاہتا ہے' اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے (الاحزاب:۳۳)۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء' حضرت علی المرتضیٰ' حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کو بلوایا اور فرمایا: یہ میرے اہل بیت ہیں' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں بھی اہل بیت

قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا اَنَا مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ قَالَ بَلٰى اِنْ شَاءَ اللّٰهُ رَوَاهُ الْبَغْوِيُّ.

سے ہوں؟ فرمایا: کیوں نہیں! ان شاء اللہ! (تم بھی اہل بیت سے ہو)۔ (بغوی)

وَرَوٰى ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَّتَلَا قَوْلَهُ تَعَالٰى ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ (الاحزاب: ٣٤) وَهُوَ قَوْلُ مُقَاتِلٍ.

ابو حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ یہ آیت مبارکہ خاص طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حق میں نازل ہوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت کیا: اور یاد کرو جو کچھ تمہارے گھروں میں پڑھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت (الاحزاب: ۳۴)۔ اور یہی مقاتل کا قول ہے۔

وَرَوٰى ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّهُ كَانَ يُنَادِيْ فِي السُّوْقِ اِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ بازار میں نداء دیتے تھے کہ یہ آیت مبارکہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ عِكْرِمَةُ مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهُ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَاحِبُ التَّفْسِيْرَاتِ الْاَحْمَدِيَّةِ اِنَّ مَرْضَى الْبَيْضَاوِيِّ مَا نَقَلَ عَنِ الْاِمَامِ مَنْصُوْرٍ الْمَاتُرِيْدِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَهُوَ اِنَّ اَهْلَ الْبَيْتِ عَامٌّ لِلْاَزْوَاجِ وَالْاَوْلَادِ جَمِيْعُهَا غَيْرُ مُخْتَصٍّ بِاَحَدِهِمَا.

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو چاہے میں اس کے ساتھ مباہلہ کروں گا کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ صاحب تفسیرات احمدیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ کا مختار وہی ہے جو امام منصور ماتریدی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اہل بیت کا لفظ عام ہے، ازواج اور اولاد سب کو شامل ہے، کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں۔

٨٩٦٦ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُّدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُّوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے درمیان خم نامی تالاب کے قریب ہمارے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا: آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور وعظ ونصیحت فرمائی، پھر فرمایا: امابعد! اے لوگو! سن لو! میں ایک بشر ہی ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آ جائے اور میں اللہ کی دعوت کو قبول کر لوں، میں تمہارے درمیان دو عظمت والی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے پہلی کتاب اللہ ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پکڑ لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو، آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے پر برانگیختہ فرمایا اور اس کی ترغیب دلائی، پھر فرمایا: اور میرے اہل بیت ہیں، میں اپنے اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ تعالیٰ کا حکم یاد دلاتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کی کتاب، وہ اللہ تعالیٰ کی رسی ہے، جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اسے چھوڑ دیا، وہ گمراہی پر ہوگا۔ (مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ دو بار فرمایا کہ میں اپنے اہل بیت

كَرَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُمْلَةَ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ بِاَحَدِهِمَا اٰلَهٗ وَبِالْاُخْرٰى اَزْوَاجَهٗ لِمَا سَبَقَ مِنْ اَنَّ اَهْلَ الْبُيُتِ يُطْلَقُ عَلَيْهِمَا.

کے سلسلہ میں تمہیں اللہ کا حکم یاد دلاتا ہوں' کیونکہ ایک جملہ سے نبی کریم ﷺ کی مراد آپ کے اہل بیت اور دوسرے سے مراد آپ کی ازواجِ مطہرات تھیں اس لیے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ اہل بیت کا لفظ دونوں پر بولا جاتا ہے۔

٨٩٦٧ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلُ بَيْتِيْ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں تمہارے پاس وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے تھامے رکھو گے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے' ان میں سے ایک چیز دوسری سے زیادہ عظمت والی ہے' اللہ تعالیٰ کی کتاب وہ رسّی ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلائی ہوئی ہے اور میری اولاد جو کہ میرے اہل بیت ہیں' یہ دونوں چیزیں ہرگز جدا نہیں ہوں گی حتیٰ کہ حوض پر میرے پاس آئیں گی' تم دیکھتے رہو کہ ان دونوں کے متعلق میرے بعد تم کس طرح میرے خلیفہ بنتے ہو۔ (ترمذی)

٨٩٦٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهٖ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلَ بَيْتِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حج کے موقعہ پر عرفہ کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی قصواء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا' میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے پکڑ لو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے' اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری اولاد جو کہ میرے اہل بیت ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٦٩ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ﴾ (آل عمران:٦١) دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی کہ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو بلاتے ہیں (آل عمران:٦١)' تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علی' حضرت فاطمہ' حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور کہا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ (مسلم)

٨٩٧٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (الاحزاب:٣٣) رَوَاهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک روز صبح کے وقت نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے' آپ نے سیاہ بالوں کی بنی ہوئی منقش چادر زیب تن فرمائی ہوئی تھی' پھر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے' آپ نے انہیں اپنے ساتھ داخل فرما لیا' پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور آپ نے انہیں بھی اپنے ساتھ داخل فرما لیا' پھر سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور آپ نے انہیں بھی اپنے ساتھ داخل فرما لیا' پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور آپ نے انہیں بھی اپنے ساتھ داخل فرما لیا' پھر فرمایا: اے اہل

مُسْلِمٌ. وَقَالَ الْبَيْضَاوِيُّ تَخْصِيْصُ الشِّيْعَةِ أَهْلُ الْبَيْتِ بِفَاطِمَةَ وَعَلِيٍّ وَّابْنَيْهِمَا وَالْاِحْتِجَاجُ بِذٰلِكَ عَلٰى عِصْمَتِهِمْ وَكَوْنُ اِجْمَاعِهِمْ حُجَّةٌ ضَعِيْفٌ لِاَنَّ التَّخْصِيْصَ بِهِمْ لَا يُنَاسِبُ مَا قَبْلَ الْاٰيَةِ وَمَا بَعْدَهَا وَالْاَحَادِيْثُ تَقْتَضِيْ اَنَّهُمْ اَهْلُ الْبَيْتِ لَا اَنَّ اَهْلَ الْبَيْتِ لَيْسَ غَيْرُهُمْ.

بیت! اللہ تو یہی ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے گناہوں کی پلیدی دور فرما دے اور تمہیں خوب پاک فرما دے۔ (الاحزاب: ۳۳) (مسلم) بیضاوی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ شیعہ حضرات کا اہل بیت کو سیّدہ فاطمۃ الزہراء، حضرت علی المرتضیٰ اور ان کے دونوں شہزادوں رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص کرنا اور اس سے اہل بیت کے معصوم ہونے اور ان کے اجماع کے حجت ہونے پر دلیل پیش کرنا ضعیف ہے، کیونکہ ان حضرات کے ساتھ اہل بیت کی تخصیص آیہ مبارکہ کے ماقبل اور مابعد کے مناسب نہیں اور احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حضرات اہل بیت ہیں، احادیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کے غیر اہل بیت نہیں۔

۸۹۷۱ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فاطمۃ الزہراء، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا: میں اس سے جنگ کرتا ہوں جو ان سے جنگ کرے اور میں اس سے صلح کرتا ہوں جو ان سے صلح کرے۔ (ترمذی)

۸۹۷۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهٗ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ مَا تَخْفٰى مِشْيَتُهَا مِنْ مِّشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَاِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا اَخْبَرْتِيْنِيْ قَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْاَمْرِ الْاَوَّلِ فَاِنَّهٗ اَخْبَرَنِيْ اِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَّرَّةً وَّاِنَّهٗ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اَرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَاِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن، نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھیں، کہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں، جن کی چال ہو بہو رسول اللہ ﷺ کی چال جیسی تھی، جب آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: میری بیٹی کو مرحبا! پھر انہیں بٹھالیا، پھر ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ شدت سے رو پڑیں، جب آپ نے ان کا غم ملاحظہ فرمایا تو دوبارہ ان سے سرگوشی فرمائی تو اچانک وہ ہنسنے لگیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے کیا سرگوشی فرمائی ہے؟ وہ کہنے لگیں: میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتی، جب رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا تو میں نے کہا: تم پر میرا جو حق ہے میں تمہیں اس حق کی قسم دے کر سوال کرتی ہوں مجھے بتلایئے! انہوں نے کہا: ہاں! اب میں بتلا دیتی ہوں، پہلی مرتبہ جب رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی تو آپ نے مجھے خبر دی کہ جبریل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ قرآن کا ایک مرتبہ دور فرماتے تھے اور اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے، اور میرا خیال ہے کہ میرا وقت قریب آ چکا ہے، تم اللہ سے ڈرتے رہنا اور صبر اختیار کرنا کیونکہ میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں، تو میں رو پڑی، جب آپ نے میری بے چینی ملاحظہ فرمائی تو دوسری مرتبہ مجھ سے سرگوشی کی، فرمایا: اے فاطمہ! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو جنتی عورتوں کی یا فرمایا: مؤمن عورتوں کی سردار ہے۔

اَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ فَسَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ يُقْبَضُ فِیْ وَجَعِهٖ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَتْبَعُهٗ فَضَحِكْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور مجھے خبر دی کہ اس مرض میں میرا وصال ہو جائے گا تو میں رو پڑی' پھر آپ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور فرمایا کہ میرے اہل بیت میں تم سب سے پہلے مجھے ملوگی تو میں ہنس پڑی۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٧٣ - وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ.

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ! میرے جسم کا ٹکڑا ہے' جس نے اسے ناراض کیا' اس نے مجھے ناراض کیا۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ يُرِيْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِیْ مَا اٰذَاهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ جو چیز اسے بے قرار کرتی ہے' وہ مجھے بے قرار کر دیتی ہے اور جو چیز اسے تکلیف دیتی ہے' وہ چیز مجھے تکلیف دیتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سوانح

سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ولادت مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے سات سال چھ مہینے قبل ہوئی' جب قریش مکہ تعمیر کعبہ میں مصروف تھے۔ واقعہ اُحد کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا' نکاح کے وقت سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک پندرہ سال اور چھ ماہ تھی اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اس وقت اکیس برس اور پانچ ماہ تھی۔ آپ کی اولاد میں امام حسن' امام حسین' اُم کلثوم اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہم ہیں۔ (آپ کی اولاد میں حضرت محسن رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ مرقاۃ المفاتیح' اکمال فی اسماء الرجال) سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال تک سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے چھ ماہ بعد تین رمضان المبارک کو آپ کا وصال ہوا۔ مدائنی نے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور علامہ کرمانی نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دیا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ (عمدۃ القاری ج ١٦ ص ٢٤٩' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

٨٩٧٤ - وَعَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِیْ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلْتُ اَیُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

جمیع بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا: فاطمہ! پھر عرض کیا گیا: مردوں میں سے؟ فرمایا: ان کے خاوند۔ (ترمذی)

٨٩٧٥ - وَعَنْ اُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا اِذْ جَاءَ عَلِیٌّ وَّالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَا لِاُسَامَةَ اِسْتَاْذِنْ لَنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَّالْعَبَّاسُ

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک حضرت علی المرتضیٰ و حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے حاضر ہو کر اجازت طلب کی' دونوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمارے لیے حاضر ہونے کی اجازت طلب کرو' میں نے عرض

يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَ اَتَدْرِيْ مَا جَاءَ بِهِمَا قُلْتُ لَا قَالَ لٰكِنِّيْ اَدْرِيْ اِئْذَنْ لَهُمَا فَدَخَلَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ اَيُّ اَهْلِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ قَالَا مَا جِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ عَنْ اَهْلِكَ مِنَ النِّسَاءِ قَالَ اَحَبُّ اَهْلِيْ اِلَيَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْهِ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَا ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ اٰخِرَهُمْ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

کیا: یارسول اللہ! علی و عباس اجازت طلب کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ کس لیے حاضر ہوئے ہیں' میں نے عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا: لیکن میں جانتا ہوں' انہیں اجازت دے دؤ وہ دونوں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ کی بارگاہ میں یہ پوچھنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کو اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: فاطمہ بنت محمد! دونوں نے عرض کیا: ہم آپ کے اہل بیت کی عورتوں کے متعلق سوال کرنے کے لیے حاضر نہیں ہوئے' آپ نے فرمایا: مجھے اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور جس پر میں نے انعام فرمایا' وہ اسامہ بن زید ہے' دونوں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: پھر علی بن ابی طالب ہیں' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اپنے چچا کو ان سے آخر میں رکھا ہے' آپ نے فرمایا: بے شک علی نے آپ سے پہلے ہجرت کی ہے۔ (ترمذی)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ اسامہ بن زید بن حارثہ قضاعی ہیں' آپ کی والدہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا ہیں' جن کا نام برکت ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام اور غلام کے بیٹے تھے۔ آپ اور آپ کے والد ماجد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے وقت آپ کی عمر بیس سال تھی' آپ وادیٔ قریٰ میں چلے گئے تھے اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہیں آپ کا وصال ہوا' ایک قول کے مطابق ۵۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۵ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۸۹۷۶ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ اَهْلِ بَيْتِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ اُدْعِيْ لِيَ ابْنَيَّ فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا اِلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آپ کو اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حسن اور حسین' اور آپ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو فرماتے تھے: میرے دونوں بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ اور آپ دونوں شہزادوں کو سونگھتے اور انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیتے۔ (ترمذی)

سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ حسن بن علی بن ابی طالب ہیں' آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے' آپ کے خوشبودار پھول اور جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ صحیح ترین قول کے مطابق نصف رمضان ۳ھ کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور ۵۰ھ کو آپ کا وصال ہوا' ایک قول کے مطابق ۵۸ھ' بعض نے کہا: ۴۹ھ' اور بعض نے کہا: ۴۴ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ آپ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ سے آپ کے صاحبزادے حضرت حسن بن حسن رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور بہت سی جماعت نے احادیث روایت کیں۔ جب آپ کے والد ماجد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ میں شہید ہوئے تو چالیس ہزار سے زائد افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ نصف جمادی الاولیٰ ۴۱ھ کو آپ نے خلافت حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۰' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ حسین بن علی بن ابی طالب ہیں' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے' آپ کے خوشبودار پھول اور جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ آپ کی ولادت پانچ شعبان المعظم ۴ھ کو ہوئی' سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت سے پچاس رات بعد آپ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حمل میں آئے۔ یوم عاشوراء جمعہ کے روز ۶۱ھ کو عراق کی سرزمین پر کوفہ اور حلّہ کے درمیان کربلا کے میدان میں آپ شہید ہوئے۔ سنان بن انس نخعی اور ایک قول کے مطابق شمر بن ذی الجوشن نے آپ کو شہید کیا اور خولی بن یزید اصبحی نے آپ کا سرانور تن سے جدا کیا اور وہ عبداللہ بن زیاد کے دربار میں آپ کا سر لے کر گیا اور یہ اشعار پڑھے:

(ترجمہ:) ''میرا تھال سونے چاندی سے بھر دے' میں نے عظیم بادشاہ کو قتل کیا ہے' میں نے اسے قتل کیا ہے جو ماں اور باپ کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہے' میں نے نسب کے اعتبار سے تمام لوگوں سے افضل شخص کو قتل کیا ہے''۔

ایک قول کے مطابق حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے خاندان کے تئیس افراد شہید ہوئے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' آپ کے شہزادے سیّدنا علی زین العابدین رضی اللہ عنہ اور آپ کی شہزادیوں سیّدہ فاطمہ اور سیّدہ سکینہ رضی اللہ عنہما نے آپ سے احادیث روایت کیں۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر مبارک اٹھاون سال تھی' اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ عاشوراء کے روز ہی ۶۷ھ کو ابراہیم بن مالک اشتر نخعی نے دوانِ جنگ عبداللہ بن زیاد کو قتل کر دیا اور اس کا سر مختار کے پاس بھیجا' مختار نے اس کا سر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا' انہوں نے اس کا سر حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۰' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۸۹۷۷ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہزادہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھے مبارک پر اٹھائے ہوئے تھے' کسی شخص نے کہا: اے لڑکے! تم کتنی بہترین سواری پر سوار ہو' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار بھی تو کتنا بہترین ہے۔ (ترمذی)

۸۹۷۸ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ وَمَعَهٗ عَلِيٌّ فَرَاَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَقَالَ بِاَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَبِيْهًا بِعَلِيٍّ وَّعَلِيٌّ يَضْحَكُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر ادا فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چلتے ہوئے باہر نکلے' اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو انہیں اپنے کندھے پر سوار کر لیا اور فرمایا: میرا باپ فدا! تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو' علی کے مشابہ نہیں' اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسکراتے رہے۔ (بخاری)

۸۹۷۹ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا جب کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے کندھے پر سوار تھے: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔ (بخاری ومسلم)

۸۹۸۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دن کے کسی وقت میں رسول

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَائِفَةٍ مِّنَ النَّهَارِ حَتّٰى اَتٰى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِيْ حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَاءَ يَسْعٰى حَتّٰى اِعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللہ ﷺ کے ہمراہ باہر نکلا' حتیٰ کہ آپ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: کیا بچہ یہاں ہے؟ کیا بچہ یہاں ہے؟ آپ کی مراد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تھے' کچھ دیر ہی گزری تھی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے حتیٰ کہ دونوں نے ایک دوسرے کی گردن میں بازو ڈال دیئے اور رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے' اسے اپنا محبوب بنا لے۔ (بخاری و مسلم)

۸۹۸۱ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ وَاِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر جلوہ فرما دیکھا جب کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ نبی کریم ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف رخ انور فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سیّد ہے' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔ (بخاری)

۸۹۸۲ - وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَاَيْتُ حُلْمًا مُّنْكَرًا اللَّيْلَةَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ اِنَّهٗ شَدِيْدٌ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ رَاَيْتُ كَاَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِيْ حِجْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِيْ حِجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِيْ حِجْرِيْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ حِجْرِهٖ ثُمَّ كَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ فَاِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيْقَانِ الدُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَالَكَ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِيْ اِنَّ اُمَّتِيْ سَتَقْتُلُ اِبْنِيْ هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ وَاَتَانِيْ بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَاءَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ

حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے' آپ نے فرمایا: کیا خواب ہے؟ میں نے عرض کیا: وہ بہت سخت خواب ہے' فرمایا: خواب کیا ہے؟ عرض کیا: میں نے دیکھا گویا آپ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری آغوش میں رکھ دیا گیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے بہترین خواب دیکھا ہے' ان شاء اللہ تعالیٰ فاطمہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں ہوگا' تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ اقدس کے مطابق میری گود میں تھے' ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو آپ کی گود میں رکھ دیا' پھر رسول اللہ ﷺ کی جانب میری توجہ ہوئی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی چشمانِ اقدس سے آنسو جاری ہیں' میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ میری امت عنقریب میرے اس بیٹے کو شہید کر دے گی' میں نے کہا: اس بیٹے کو' انہوں نے عرض کیا: ہاں! اور وہ میرے پاس اس جگہ کی سرخ مٹی لائے ہیں۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

٨٩٨٣ - وَعَنْ سَلْمٰى قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ وَمَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِيْ فِي الْمَنَامِ وَعَلٰى رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُّ قَتْلَ الْحُسَيْنِ اٰنِفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی اور وہ رو رہی تھیں' میں نے عرض کیا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی' آپ کا سرانور اور ڈاڑھی مبارک گردآلود تھی' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیا حالت ہے؟ آپ نے فرمایا: میں ابھی ابھی حسین کی شہادت پر موجود تھا۔ (ترمذی)

٨٩٨٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ وَلَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْيَوْمِ فَاُحْصِيَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ فَاُجِدَ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَاَحْمَدُ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن دوپہر کے وقت خواب کے عالم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حالت میں دیدار کیا کہ آپ کے بال مبارک بکھرے ہوئے اور چہرۂ انور غبار آلود تھا' آپ کے دست اقدس میں شیشی تھی جس میں خون تھا' میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ حضور پر قربان! یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے' میں آج سارا دن اسے جمع کرتا رہا ہوں۔ (راوی فرماتے ہیں:) میں نے وہ وقت یاد کرلیا' میں شہادتِ حسین کا وہی وقت پاتا ہوں۔ (بیہقی دلائل النبوۃ' احمد)

٨٩٨٥ - وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُسَيْنٌ مِّنِّيْ وَاَنَا مِنْ حُسَيْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت یعلٰی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں' اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے جو حسین سے محبت رکھے' حسین نواسوں میں سے ایک نواسے ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٨٦ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا اَدْرِيْ مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِيْ قُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِيْ اَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهٗ فَاِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى وَرِكَيْهِ فَقَالَ هٰذَانِ اِبْنَايَ وَابْنَا اِبْنَتِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قُلْنَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ مُّحِبِّيْهِمَا وَمَوَالِيْهِمَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْ مُّبْغِضِيْهِمَا وَمُعَادِيْهِمَا.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں کسی کام کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز اٹھائے ہوئے باہر تشریف لائے' میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چیز ہے؟ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو میں نے عرض کیا: آپ یہ کیا چیز اٹھائے ہوئے ہیں؟ آپ نے اس چیز سے کپڑا ہٹا دیا' میں نے دیکھا کہ آپ کی گود میں امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما تھے' فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں' اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما' اور جو ان سے محبت کرے اس سے محبت فرما۔ (ترمذی) ہم یہ دعا کرتے ہیں: اے اللہ! ہمیں ان دونوں سے محبت کرنے والوں اور ان کے غلاموں میں سے بنا اور ان سے بغض رکھنے والوں اور ان سے دشمنی کرنے والوں میں سے نہ بنا۔

٨٩٨٧ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهٗ يَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْاَلُوْنِیْ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَيْحَانَتَیَّ مِنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

عبدالرحمٰن بن ابی نعم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کہ کسی شخص نے ان سے محرم کے بارے میں سوال کیا' شعبہ کہتے ہیں: میرا گمان ہے کہ اس نے سوال کیا تھا کہ محرم مکھی مار دے تو کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اہل عراق مجھ سے مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید کر دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں شہزادے دنیا میں سے میرے دو پھول ہیں۔ (بخاری)

٨٩٨٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَیَّ مِنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک حسن اور حسین دونوں دنیا سے میرے دو پھول ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٨٩ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٩٠ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِاُمِّیْ دَعِيْنِیْ اٰتِی النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُصَلِّیْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَاَسْاَلَهٗ اَنْ يَسْتَغْفِرَلِیْ وَلَكِ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلّٰى حِيْنَ صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهٗ فَسَمِعَ صَوْتِیْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَيْفَةُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ يُسَلِّمَ عَلَیَّ وَيُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا: مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت دیجئے' تاکہ میں آپ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کروں اور آپ سے عرض کروں کہ میرے اور آپ کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں' پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کی اور آپ نے نوافل ادا کیے حتیٰ کہ نمازِ عشاء ادا کی' پھر آپ اپنے گھر مبارک کی طرف واپس تشریف لائے تو میں آپ کے پیچھے چل پڑا' آپ نے میری آواز سنی تو فرمایا: یہ کون ہے' حذیفہ ہے' میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: تمہیں کیا کام ہے' اللہ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت فرمائے' یہ فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا' اس نے اپنے رب کریم سے اجازت طلب کی تاکہ میری بارگاہ میں سلام پیش کرے اور مجھے خوش خبری دے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے' اور حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی)

٨٩٩١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَقَالَ وَفِی الْحُسَيْنِ اَيْضًا كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی شخص حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں تھا' اور فرمایا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ (بخاری)

الْبُخَارِیُّ.

٨٩٩٢ - وَعَنْهُ قَالَ اُتِیَ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ زِیَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَیْنِ فَجُعِلَ فِیْ طَسْتٍ فَجَعَلَ یَنْکُتُ وَقَالَ فِیْ حُسْنِهٖ شَیْئًا قَالَ اَنَسٌ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ کَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زیاد کے پاس سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سرانور لایا گیا اور ایک تھال میں رکھ دیا گیا' ابن زیاد سرانور پر چھڑی سے مارنے لگا اور اس نے آپ کے حسن کے متعلق کوئی بات کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے' آپ کے بال مبارک وسمہ سے رنگے ہوئے تھے۔ (بخاری)

وَفِیْ رِوَایَةِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِیَادٍ فَجِیْئَ بِرَأْسِ الْحُسَیْنِ فَجَعَلَ یَضْرِبُ بِقَضِیْبٍ فِیْ اَنْفِهٖ وَمَا رَاَیْتُ مِثْلَ هٰذَا حَسَنًا فَقُلْتُ اَمَا اِنَّهٗ کَانَ مِنْ اَشْبَهِهِمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ابن زیاد کے پاس تھا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سراقدس لایا گیا' ابن زیاد آپ کی ناک مبارک میں چھڑی مارنے لگا اور کہنے لگا کہ میں نے حسن میں ان جیسا کوئی نہیں دیکھا' تو میں نے کہا: سن لے! یہ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے۔

٨٩٩٣ - وَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ لَمَّا جِیْئَ بِرَأْسِ ابْنِ زِیَادٍ وَاَصْحَابِهٖ فَصُیِّرَتْ فِی الْمَسْجِدِ فِی الرَّحْبَةِ فَانْتَهَیْتُ اِلَیْهِمْ وَهُمْ یَقُوْلُوْنَ قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ فَاِذَا حَیَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَتَخَلَّلُ الرُّءُوْسَ حَتّٰی دَخَلَتْ فِیْ مَنْخَرِ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ زِیَادٍ فَمَکَثَتْ هُنَیْهَةً ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتّٰی تَغَیَّبَتْ ثُمَّ قَالُوْا قَدْ جَاءَتْ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّتَیْنِ اَوْثَلَاثًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

حضرت عمارہ بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لاکر مسجد کے صحن میں رکھ دیئے گئے تو میں ان کی طرف گیا' جب کہ لوگ پکار رہے تھے: آ گیا! آ گیا! اچانک ایک سانپ آ کر سروں کے درمیان پھرنے لگا حتیٰ کہ وہ عبیداللہ بن زیاد کی ناک میں گھس گیا اور کچھ دیر وہاں ٹھہرا رہا' پھر باہر نکلا اور چلا گیا حتیٰ کہ غائب ہو گیا' پھر لوگوں نے کہا: وہ آ گیا! سانپ نے دو یا تین مرتبہ اسی طرح کیا۔ اسے امام ترمذی نے روایت کر کے فرمایا: یہ حسن صحیح ہے۔

٨٩٩٤ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ اَلْحَسَنُ اَشْبَهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَابَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الرَّأْسِ وَالْحُسَیْنُ اَشْبَهُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا کَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر سر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر نیچے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ (ترمذی)

٨٩٩٥ - وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُنَا اِذَا جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْهِمَا قَمِیْصَانِ اَحْمَرَانِ یَمْشِیَانِ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک سیّدنا امام حسن وسیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے' انہوں نے سرخ قمیصیں زیب تن کی ہوئی تھیں' وہ لڑکھڑاتے ہوئے چل رہے

وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ ﴿إِنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (التغابن:۱۵) نَظَرْتُ إِلٰى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِيْ وَرَفَعْتُهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

تھے' رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے' آپ نے دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھالیا' پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہیں (التغابن:۱۵)' میں نے ان دو بچوں کو دیکھا کہ یہ لڑکھڑاتے ہوئے چل رہے ہیں تو مجھ سے صبر نہ ہوا' حتیٰ کہ میں نے اپنا سلسلہ کلام ختم کر کے انہیں اٹھالیا۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

٨٩٩٦ - وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُهٗ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّيْ أُحِبُّهُمَا.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ انہیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر فرماتے: اے اللہ! ان سے محبت فرما کیونکہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى فَخِذِهِ الْأُخْرٰى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّيْ أَرْحَمُهُمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑ کر اپنی ران مبارک پر بٹھا لیتے اور حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دوسری ران مبارک پر بٹھا لیتے' پھر دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا لیتے پھر دعا فرماتے: اے اللہ! ان پر رحم فرما! کیونکہ میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں۔ (بخاری)

٨٩٩٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَأَيْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس لشکر کا امیر مقرر فرمایا' بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ان کی امارت کو نشانہ اعتراض بناتے ہو تو اس سے پہلے تم ان کے والد کی امارت پر بھی اعتراض کرتے تھے' بہ خدا! ان کے والد امارت کے لائق تھے اور وہ لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے اور ان کے بعد یہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ وَفِيْ اٰخِرِهٖ أُوْصِيْكُمْ بِهٖ فَإِنَّهٗ مِنْ صَالِحِيْكُمْ.

اور مسلم کی روایت میں اسی کی مثل ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ میں تمہیں ان کے متعلق وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمہارے نیک لوگوں میں سے ہیں۔

٨٩٩٨ - وَعَنْ عُمَرَ أَنَّهٗ فَرَضَ لِأُسَامَةَ فِيْ ثَلَاثَةِ الْاٰفٍ وَّخَمْسِ مِائَةٍ وَّفَرَضَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ ثَلَاثَةِ الْاٰفٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِأَبِيْهِ لِمَ فَضَّلْتَ أُسَامَةَ عَلَيَّ فَوَاللّٰهِ مَا

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عمر کا وظیفہ تین ہزار درہم مقرر فرمایا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا: آپ نے اسامہ کو مجھ پر فضیلت کیوں دی ہے؟ اللہ کی قسم! کسی غزوہ

سَبَقَنِیْ اِلٰی مَشْهَدٍ قَالَ لِاَنَّ زَیْدًا کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِیْكَ وَکَانَ اُسَامَةُ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَ فَاٰثَرْتُ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی حِبِّیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

میں انہوں نے مجھ سے سبقت نہیں کی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زید رسول اللہ ﷺ کو تیرے والد سے زیادہ محبوب تھے اور اسامہ' رسول اللہ ﷺ کو تجھ سے زیادہ محبوب تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے۔(ترمذی)

۸۹۹۹ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرَادَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُنَحِّیَ مُخَاطَ اُسَامَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَعْنِیْ حَتّٰی اَنَا الَّذِیْ اَفْعَلُ قَالَ یَا عَائِشَةُ اَحِبِّیْهِ فَاِنِّیْ اُحِبُّهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی ناک صاف کرنا چاہی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: چھوڑیئے! میں صاف کر دیتی ہوں' آپ نے فرمایا: اے عائشہ! اس سے محبت کرو کیونکہ میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔(ترمذی)

۹۰۰۰ ۔ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِیْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اُصْمِتَ فَلَمْ یَتَکَلَّمْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضَعُ یَدَیْهِ عَلَیَّ وَیَرْفَعُهُمَا فَاَعْرِفُ اَنَّهٗ یَدْعُوْا لِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی طبیعت مبارکہ ناساز ہوئی تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ منورہ آئے' میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' اس وقت آپ خاموش ہو چکے تھے اور کلام نہیں فرما رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے دست اقدس میرے اوپر رکھتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے' میں پہچان رہا تھا کہ آپ میرے لیے دعا فرما رہے ہیں۔(ترمذی)

۹۰۰۱ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا کُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَیْدَ ابْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ہم زید بن محمد کہہ کر ہی پکارا کرتے تھے' حتیٰ کہ قرآن مجید کا حکم نازل ہوا کہ انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے بلایا کرو (الاحزاب:۵)۔(بخاری ومسلم)

۹۰۰۲ ۔ وَعَنْ جَبَلَةَ ابْنِ حَارِثَةَ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِبْعَثْ مَعِیْ اَخِیْ زَیْدًا قَالَ هُوَ ذَا فَاِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ اَمْنَعْهُ قَالَ زَیْدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اَخْتَارُ عَلَیْكَ اَحَدًا قَالَ فَرَاَیْتُ رَاْیَ اَخِیْ اَفْضَلَ مِنْ رَّاْیِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میرے بھائی زید کو میرے ساتھ روانہ فرما دیجئے' آپ نے فرمایا: وہ موجود ہیں' اگر تمہارے ساتھ چلے جائیں تو میں انہیں منع نہیں کروں گا' حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں کسی کو آپ پر ترجیح نہیں دوں گا۔ حضرت جبلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کی رائے اپنی رائے سے بہتر پائی۔(ترمذی)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابواسامہ ہے' آپ کی والدہ اُم سعدی بنت ثعلبہ' بنومعن سے تھیں۔ وہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر اپنے والدین سے ملنے گئیں' اس دوران بنوقین کے سوار لوٹ مار کر کے واپس آ رہے تھے' وہ حضرت زید

بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو خیمہ سے اٹھا کر لے گئے' اس وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی' انہوں نے حضرت زید کو عکاظ کے بازار میں فروخت کے لیے پیش کر دیا۔ حکیم بن حزام بن خویلد نے چار سو درہم میں انہیں خرید کر اپنی پھوپھی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کے بعد حضرت زید بن حارثہ آپ کو ہبہ کر دیئے' پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو اطلاع ہوئی تو حضرت زید کے والد حارثہ اور چچا کعب انہیں لینے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید کو اختیار دے دیا کہ چاہے مجھے پسند کر لو یا اپنے والدین کو پسند کر لو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کو اختیار کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں لے کر مقامِ حجر میں آئے' اور فرمایا: حاضرین! گواہ ہو جاؤ! زید میرا بیٹا ہے' یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث ہوں۔ اس کے بعد حضرت زید' زید بن محمد کہلانے لگے' حتیٰ کہ قرآن مجید کی یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی کہ لوگوں کو ان کے آباء کی طرف منسوب کر کے بلایا کرو۔ ایک قول کے مطابق مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمر میں ان سے دس سال اور ایک قول کے مطابق بیس سال بڑے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آزاد کردہ لونڈی حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کیا جن سے حضرت اسامہ بن زید پیدا ہوئے' پھر حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کر دیا' انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے سوا کسی صحابی کا نام مذکور نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''فَلَمَّا قَضٰی زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا'' (الاحزاب:۳۷) ''پھر جب زید کی غرض اس سے پوری ہوگئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی''۔ آپ سے آپ کے صاحبزادے حضرت اسامہ بن زید وغیرہ نے احادیث روایت کیں۔ جمادی الاولیٰ ۸ ھ کو غزوۂ موتہ میں امیرِ لشکر کی حیثیت سے شامل ہوئے اور اسی غزوہ میں پچپن سال کی عمر میں آپ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۰۳ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی مقرر ہے۔

سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے مدینہ منورہ میں ذوالحجہ ۸ ھ کو پیدا ہوئے اور سولہ یا اٹھارہ ماہ کی عمر میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۰٤ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرَ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب وہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو سلام کرتے تو کہتے: اے دو پَروں والے کے بیٹے! تم پر سلام ہو۔ (بخاری)

۹۰۰۵ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَّطِيْرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ترمذی)

۹۰۰٦ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ جَعْفَرٌ يُحِبُّ الْمَسَاكِيْنَ وَيَجْلِسُ إِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُوْنَهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مسکینوں سے محبت فرماتے تھے اور ان کے ساتھ مجلس میں شریک ہوتے تھے اور ان سے

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْنِيْهِ بِاَبِى الْمَسَاكِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

گفتگو کرتے تھے اور مساکین ان سے گفتگو کرتے تھے' اور رسول اللہ ﷺ انہیں ابوالمساکین کی کنیت سے پکارا کرتے تھے۔ (ترمذی)

سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی ہیں' آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے ہیں' آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور لقب طیار اور ذوالجناحین ہے۔ آپ نے دو ہجرتیں کیں (ایک حبشہ کی طرف اور ایک مدینہ منورہ کی طرف)' آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب آپ ہی تھے' غزوۂ موتہ میں نبی کریم ﷺ نے انہیں امیر لشکر مقرر فرمایا۔ اس غزوہ میں آپ کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے' جس کے عوض اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو پَر عطا فرمائے' جن کے ساتھ آپ جنت میں ملائکہ کے ساتھ اُڑتے ہیں (اسی وجہ سے آپ کا لقب طیار' بہت زیادہ اُڑنے والا اور ذوالجناحین' دو پَروں والا ہے)' ۸ھ کو اکتالیس سال کی عمر میں غزوۂ موتہ میں آپ شہادت سے سرفراز ہوئے' آپ کے جسم پر نیزوں اور تلواروں کے نوّے زخم تھے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۲۱۹' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ' اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۹' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۰۷ - وَعَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ الْعَبَّاسَ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا وَّاَنَا عِنْدَهٗ فَقَالَ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ اِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْهٍ مُّبْشَرَةٍ وَاِذَا لَقُوْنَا لَقُوْنَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلِ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰى عَمِّىْ فَقَدْ اٰذَانِىْ فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَفِى الْمَصَابِيْحِ عَنِ الْمُطَّلِبِ وَقَالَ فِى الْمِرْقَاتِ فَمَا وَقَعَ فِى الْمَصَابِيْحِ سَهْوٌ وَّسَبَبُهٗ وَهْمٌ وَلَمْ يَقَعْ اِلٰى اَهْلِ الْحَدِيْثِ عَنْهُ رِوَايَةٌ.

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں غصہ کی حالت میں حاضر ہوئے اور میں بھی نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا' آپ نے فرمایا: آپ کو کس چیز نے غضب ناک کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا اور قریش کا کیا معاملہ ہے' جب وہ آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو خندہ پیشانی سے ملتے ہیں اور جب ہم سے ملاقات کرتے ہیں تو دوسری حالت میں ملتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ غضب ناک ہوگئے حتیٰ کہ آپ کا چہرۂ انور سرخ ہوگیا' پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی وجہ سے تمہارے ساتھ محبت نہ کرنے لگے' پھر فرمایا: اے لوگو! جس نے میرے چچا کو تکلیف پہنچائی' اس نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے کیونکہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہوتا ہے۔ (ترمذی) اور مصابیح میں "عن المطلب" کے الفاظ ہیں' اور مرقات میں فرمایا کہ مصابیح میں جو کچھ واقع ہوا ہے یہ سہو ہے اور اس کا سبب وہم ہے اور محدثین تک مطلب سے کوئی روایت نہیں پہنچی۔

۹۰۰۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبَّاسُ مِنِّىْ وَاَنَا مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں۔ (ترمذی)

۹۰۰۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ اِذَا كَانَ غَدَاةُ الْاِثْنَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا: جب پیر کی صبح ہو تو آپ اور آپ کی اولاد میرے

فَأْتِنِیْ اَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتّٰی اَدْعُوَلَكُمْ بِدَعْوَةٍ یَّنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا وَوَلَدَكَ فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهٗ وَاَلْبَسَنَا كِسَاءَهٗ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِیْ وَلَدِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

پاس آئیں تاکہ میں آپ کے لیے ایسی دعا کروں جس سے اللہ تعالیٰ آپ کو نفع عطا فرمائے گا' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ ہم صبح کے وقت حاضر ہوئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چادر اوڑھائی' پھر دعا فرمائی: اے اللہ! عباس اور ان کی اولاد کی ایسی ظاہری و باطنی بخشش فرما جو کسی گناہ کو باقی نہ چھوڑے' اے اللہ! ان کی اولاد کے سلسلہ میں ان کی حفاظت فرما۔ (ترمذی)

وَزَادَ رَزِیْنٌ وَاجْعَلِ الْخِلَافَةَ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ.

رزین نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ (آپ نے فرمایا:) خلافت کو ان کی اولاد میں باقی رکھ۔

۹۰۱۰ - وَعَنْهُ قَالَ ضَمَّنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی صَدْرِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سینے سے لگایا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اسے حکمت کی تعلیم عطا فرما۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ یوں دعا کی: اسے کتاب کی تعلیم عطا فرما۔

۹۰۱۱ - وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءًا فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَّضَعَ هٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کی جگہ تشریف لے گئے' میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا' جب آپ باہر تشریف لائے' فرمایا: یہ پانی کس نے رکھا ہے' آپ کو خبر دی گئی تو آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۱۲ - وَعَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰی جِبْرِیْلَ مَرَّتَیْنِ وَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَیْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے دو مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور دو مرتبہ ان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ (ترمذی)

۹۰۱۳ - وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ دَعَالِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّؤْتِیَنِی اللّٰهُ الْحِكْمَةَ مَرَّتَیْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دو مرتبہ دعا فرمائی کہ مجھے اللہ تعالیٰ حکمت عطا فرمائے۔ (ترمذی)

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اور ان کی عمر آپ سے دو سال زیادہ تھی۔ آپ کی والدہ نمر بن قاسط کے قبیلہ سے تھیں' وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے کعبۃ اللہ پر ریشمی غلاف چڑھایا' اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بچپن میں گم ہوئے تو آپ کی والدہ نے نذر مانی کہ اگر میرا بیٹا مل گیا تو میں کعبۃ اللہ کو غلاف پہناؤں گی۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ مل گئے تو والدہ نے اپنی نذر پوری کی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں سردار تھے' مسجد حرام میں حاضری دینے والوں کو پانی پلانے کی خدمات آپ سرانجام دیتے اور کعبہ شریف کی تعمیر و ترقی میں مشغول رہتے' کعبۃ اللہ کا طواف کرنے والے قریش کو نیکی کی تعلیم دیتے اور برائیوں کے ارتکاب سے منع فرماتے۔ وصال کے وقت آپ نے ستر غلام آزاد کیے۔ آپ کی ولادت واقعہ فیل سے پہلے ہوئی اور بروز جمعہ ۱۲ رجب ۳۲ھ کو ۸۸ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے' آپ پہلے ہی اسلام لا چکے تھے

لیکن اسلام کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔ جنگ بدر میں مجبوراً کفار کے ساتھ آئے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جسے عباس ملیں' وہ انہیں قتل نہ کرے کیونکہ وہ مجبوراً آئے ہیں۔ ابوالیسر کعب بن عمر نے آپ کو قید کیا' پھر آپ فدیہ دے کر رہا ہوئے اور واپس مکہ مکرمہ چلے گئے' پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے' آپ سے بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۰۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی سوانح

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں' آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا' نبی کریم ﷺ کی زوجہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں' آپ ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک تیرہ سال تھی' بعض نے کہا: پندرہ سال' اور بعض نے کہا: دس سال تھی۔ آپ کا لقب حبر الامۃ ہے یعنی آپ نبی کریم ﷺ کی امت کے بہت بڑے عالم ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے حکمت' فقہ اور تاویل کی دعا فرمائی تھی۔ آپ نے دو مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کی زیارت کی۔ مسروق نے کہا کہ جب میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی زیارت کی تو میں کہہ اٹھا کہ یہ سب لوگوں سے زیادہ خوب صورت ہیں اور جب میں نے ان کی گفتگو سنی تو میں نے کہا کہ یہ تمام لوگوں سے زیادہ فصیح ہیں' اور جب انہوں نے حدیث بیان کی تو مجھے کہنا پڑا کہ یہ تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں اپنے قریب بٹھاتے اور جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی موجودگی میں ان کے ساتھ مشورہ فرماتے' آخری عمر میں آپ کی بینائی ختم ہو گئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں ۶۸ھ کو اکہتر سال کی عمر میں طائف میں آپ کا وصال ہوا' آپ سے بہت سے صحابہ کرام اور تابعین عظام نے احادیث روایت کی ہیں۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ
فصل الثانی

فِیْ مَنَاقِبِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ
نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے فضائل

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کی تعداد

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کی تعداد اور ان کے ساتھ نکاح کی ترتیب میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ مشہور قول یہ ہے کہ گیارہ خوش نصیب خواتین ہیں جن کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے نکاح فرمایا اور ان کی رخصتی عمل میں آئی۔ وصال کے وقت آپ کے نکاح میں نو ازواجِ مطہرات تھیں۔ ازواجِ مطہرات کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) سیدہ ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا' ان کے ساتھ نکاح کے وقت نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال اور سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سوا نبی کریم ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی' ہجرت سے تین سال پہلے ان کا وصال ہوا۔

(۲) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح فرمایا اور سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ان کی رخصتی ہوئی' ۵۴ھ میں ان کا وصال ہوا۔

(۳) سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما' نکاح کے وقت ان کی عمر چھ سال تھی اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی۔

(۴) حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما۔

(۵) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔

(۶) حضرت اُم سلمہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے آخر میں سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔

(۷) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد ازواجِ مطہرات میں سب سے پہلے ان کا وصال ہوا۔

(۸) حضرت اُم حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا شاہ حبشہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح کیا۔

(۹) حضرت جُویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ مریسیع میں انہیں قیدی بنایا اور پھر آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا۔

(۱۰) حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا یہ حضرت سیّدنا ہارون علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں فتح خیبر کے موقع پر یہ قید ہوئیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا۔

(۱۱) حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا۔

ایک قول کے مطابق چار باندیوں کو شرفِ صحبت حاصل ہوا ان میں سب سے مشہور سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ہیں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کی تعداد ان کی ترتیب آپ کے وصال سے پہلے جن کی وفات ہوئی ان کی تعداد جن سے آپ نے صحبت فرمائی اور جن سے صحبت نہیں فرمائی جن کو آپ نے پیغام نکاح دیا اور نکاح نہیں فرمایا اور جن خواتین نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اس سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۱۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

٩٠١٤ - عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: دنیا کی عورتوں میں سے بہترین مریم بنت عمران ہیں اور دنیا کی عورتوں میں سے بہترین خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاَشَارَ وَكِيْعٌ اِلَى السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ ابو کریب نے کہا: اور وکیع نے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا۔

٩٠١٥ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَّاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہان کی عورتوں میں (فضائل و مناقب میں) تمہارے لیے ان عورتوں کا ذکر ہی کافی ہے: (۱) مریم بنت عمران (۲) خدیجہ بنت خویلد (۳) فاطمہ بنت محمد (۴) آسیہ زوجہ فرعون۔ (ترمذی)

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

ام المؤمنین سیّدہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد رضی اللہ عنہا قرشیہ ہیں۔ پہلے آپ ابو ہالہ بن زرارہ کے نکاح میں تھیں پھر عتیق بن عائذ نے ان سے نکاح کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پہلے کسی عورت سے نکاح نہیں فرمایا اور نہ ہی ان سے نکاح فرمانے کے بعد ان کے

وصال تک کسی عورت سے نکاح کیا۔ یہ تمام مردوں اور عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں' حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد انہی سے ہے۔ صرف حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ' حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے ہیں' ہجرت سے پانچ سال پہلے نبوت کے دسویں سال پینسٹھ سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ان کا وصال ہوا اور مقامِ حجون میں مدفون ہوئیں' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں پچیس سال گزارے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۳' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۱۶ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضِحْكِهَا قَالَتْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِيْ اِنِّيْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ فِي الْمِرْقَاتِ اِنَّمَا يُنَاسِبُ هٰذَا الْحَدِيْثُ لِهٰذَا الْفَصْلِ حَيْثُ ذُكِرَتْ فِيْهِ مَرْيَمُ وَهِيَ تَكُوْنُ زَوْجَةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے سال حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلا کر ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ رو پڑیں' پھر ان سے بات کی تو وہ ہنس پڑیں' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوگیا' تو میں نے ان سے ان کے رونے اور ہنسنے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ میرا وصال ہو جائے گا' تو میں رو پڑی' پھر آپ نے مجھے خبر دی کہ میں مریم بنت عمران کے علاوہ جنتی عورتوں کی سردار ہوں' تو میں ہنس پڑی۔ (ترمذی) صاحب مرقات بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث پاک کی اس فصل کے ساتھ محض یہ مناسبت ہے کہ اس حدیث پاک میں حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام کا ذکر ہے اور وہ جنت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ہوں گی۔

۹۰۱۷ - وَعَنْ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ اَتَى جِبْرَئِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ اَتَتْ مَعَهَا اِنَاءٌ فِيْهِ اِدَامٌ اَوْ طَعَامٌ فَاِذَا اَتَتْكَ فَاقْرَاْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ خدیجہ آپ کے پاس برتن لے کر آ رہی ہیں جس میں سالن یا کھانا ہے' جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پیش فرمائیں اور انہیں جنت میں خول دار موتیوں سے بنے ہوئے ایسے گھر کی خوش خبری دیں جس میں نہ شور و غل ہوگا نہ تھکاوٹ ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۱۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِّسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَاَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَاَنَّهٗ لَمْ تَكُنْ فِي الدُّنْيَا اِمْرَاَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات میں سے مجھے کسی زوجہ پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا رشک مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آیا حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں' لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ کثرت ان کا ذکر فرماتے' بعض اوقات آپ بکری ذبح فرماتے اور اس کے اعضاء کاٹ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیج دیتے۔ بعض اوقات میں آپ سے عرض کرتی: گویا دنیا میں خدیجہ کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں' تو آپ فرماتے: وہ ایسی ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہے۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۱۹ - وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَا لَا اَرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبریل ہیں جو تمہیں سلام پیش کر رہے ہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اور ان پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو' آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ وہ دیکھتے تھے جو میں نہیں دیکھتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۲۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَجِيْءُ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِيْ هٰذِهٖ امْرَاَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَّجْهِكِ الثَّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تین رات خواب میں مجھے تم دکھائی گئیں' فرشتہ عمدہ ریشمی کپڑے میں تمہاری تصویر لاتا رہا' فرشتے نے مجھ سے عرض کیا: یہ آپ کی زوجہ ہیں' میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا وہ تم تھیں' میں نے کہا: اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا فرمائے گا۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۲۱ - وَعَنْهَا اَنَّ جِبْرَئِيْلَ جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِيْ خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام سبز ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں ان کی تصویر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں لائے اور عرض کیا: یہ دنیا و آخرت میں آپ کی زوجہ ہیں۔ (ترمذی)

۹۰۲۲ - وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْدِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيُهْدِهٖ اِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَاْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اَذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے تحائف بھیجنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کرتے تھے اور اس سے وہ رسول اللہ ﷺ کی رضا چاہتے تھے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے دو گروہ تھے' ایک گروہ میں عائشہ' حفصہ' صفیہ اور سودہ رضی اللہ عنہن تھیں اور دوسرے گروہ میں ام سلمہ اور باقی ازواجِ رسول رضی اللہ عنہن تھیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے مشورہ کر کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے بات کرو کہ آپ صحابہ سے فرمائیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ پیش کرنا چاہے تو وہ آپ کو ہدیہ پیش کر دے آپ جہاں بھی ہوں' انہوں نے آپ سے بات کی تو آپ نے انہیں فرمایا: عائشہ کے متعلق مجھے تکلیف نہ دو' مجھ پر عائشہ کے سوا کسی زوجہ کے بستر میں وحی نازل نہیں ہوتی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کی ایذاء سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۔ پھر انہوں نے سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلایا اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا اور انہوں نے آپ سے بات کی تو آپ نے فرمایا: پیاری بیٹی! کیا تمہیں وہ چیز محبوب نہیں' جو مجھے محبوب ہے؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: تو ان سے محبت کرو۔ (بخاری و مسلم)

مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰی قَالَ فَاَحِبِّیْ هٰذِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

ام المؤمنین سیدہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اُم رومان بنت عامر بن عویمر رضی اللہ عنہا ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں نکاح کا پیغام دیا اور ہجرت سے تین سال پہلے شوال ۱۰ نبوی کو مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح فرمایا اور ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد ۲ھ کو مدینہ منورہ میں ان کی رخصتی ہوئی۔ بعض نے کہا کہ مدینہ منورہ تشریف آوری کے سات ماہ بعد ان کی رخصتی ہوئی۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں نو سال گزارے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں فرمائی۔ آپ فقیہہ، عالمہ، فاضلہ اور فصیحہ تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہت سی احادیث روایت کیں، آپ کو ایامِ عرب اور اشعار کا علم تھا، آپ سے بہت سے صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرضوان نے احادیث روایت کیں۔ ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ منگل کی شب کو مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا، بعض نے کہا: سن وصال ۵۸ھ ہے۔ آپ کی وصیت تھی کہ مجھے رات کو دفن کیا جائے، آپ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس وقت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت تھا اور مروان مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی والدہ زینب بنت مظعون ہیں، یہ پہلے خنیس بن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں، غزوۂ بدر کے بعد ان کے ساتھ ہجرت کی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے پاس ان کے نکاح کا ذکر کیا، مگر دونوں حضرات میں سے کسی نے جواب نہیں دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا اور آپ نے ۳ھ کو ان کے ساتھ نکاح کیا۔ آپ نے انہیں ایک طلاق دی، پھر رجوع فرما لیا کیونکہ آپ پر وحی نازل ہوئی کہ حفصہ سے رجوع فرمائیں، وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی اور قیام کرنے والی ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہیں۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ایک جماعت نے احادیث روایت کیں۔ ۴۵ھ کو ساٹھ سال کی عمر میں ان کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا بنو اسرائیل سے ہیں، آپ سیدنا ہارون علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ پہلے کنانہ بن ابی حقیق کے نکاح میں تھیں، وہ محرم ۷ھ کو خیبر کے روز قتل ہو گیا اور آپ قید کر لی گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو منتخب فرما لیا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ دحیہ بن خلیفہ کلبی کے حصہ میں آئیں، آپ نے ان سے خرید لیا۔ آپ مسلمان ہو گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آزاد کر کے آپ سے نکاح فرما لیا اور آپ کی آزادی کو ہی حق مہر قرار دیا۔ ۵۰ھ میں آپ کو وصال ہوا اور آپ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ آپ سے حضرت انس اور حضرت ابن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی)

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے ابتداء میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ پہلے اپنے چچازاد سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں،

اس کے فوت ہو جانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا اور مکہ میں ہی ان کی رخصتی ہوئی۔ ان سے نکاح سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ہوا' آخری عمر میں نبی کریم ﷺ نے انہیں طلاق دینا چاہی تو انہوں نے عرض کیا: آپ مجھے طلاق نہ دیں اور آپ نے اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی' پھر نبی کریم ﷺ نے انہیں طلاق نہیں دی۔ شوال ۵۴ھ کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۹ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

سیدہ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا پہلے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور جب ۳ھ یا ۴ھ کو ان کا انتقال ہو گیا تو اسی سال شوال المکرم میں نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ ۵۹ھ میں ان کا وصال ہوا' وصال کے وقت ان کی عمر چوراسی سال تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عائشہ صدیقہ' آپ کی صاحبزادی زینب' آپ کے صاحبزادے عمر' حضرت ابن مسیب اور بہت سے صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ سے احادیث روایت کیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۹ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۶۰۲۳ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ مَا اشْتَكَلَ عَلَيْنَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَاَلْنَا عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو جب بھی کسی حدیث میں اشکال ہوا اور ہم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا تو ان کے پاس اس کا علم پایا۔ ترمذی نے اسے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۶۰۲۴ - وَعَنْ مُوْسٰى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصیح نہیں دیکھا۔ اسے ترمذی نے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۶۰۲۵ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ بَلَغَ صَفِيَّةَ اَنَّ حَفْصَةَ قَالَتْ بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ فَقَالَتْ قَالَتْ لِيْ حَفْصَةُ اِنِّيْ اِبْنَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ وَاِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ وَاِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ فَفِيْمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ ثُمَّ قَالَ اتَّقِي اللّٰهَ يَا حَفْصَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے' تو وہ رونے لگیں۔ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہ رو رہی تھیں' آپ نے فرمایا: تم کیوں رو رہی ہو؟ عرض کیا: مجھے حفصہ نے یہودی کی بیٹی کہا ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک تم نبی کی بیٹی ہو' اور تمہارے چچا نبی ہیں اور تم نبی کے نکاح میں ہو' تو وہ تم پر کس بات میں فخر کرتی ہیں' پھر فرمایا: اے حفصہ! اللہ سے ڈرو! (ترمذی' نسائی)

بَابُ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ

جامع المناقب

۶۰۲۶ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ فِيْ يَدِيْ سَرَقَةً مِّنْ حَرِيْرٍ لَا اَهْوِيْ بِهَا اِلٰى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِيْ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے' میں اس کے ذریعے جنت کے جس مقام پر جانا چاہتا ہوں وہ ٹکڑا مجھے اُڑا کر وہاں لے جاتا ہے' میں نے سیدہ حفصہ

اِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ اَوْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

رضی اللہ عنہا سے اس خواب کا ذکر کیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یہ خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا: یقیناً تمہارا بھائی نیک ہے' یا فرمایا: یقیناً عبداللہ نیک مرد ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سوانح

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب قرشی عدوی ہیں' بچپن میں اپنے والد ماجد کے ساتھ مکہ معظمہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے' صحیح یہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے غزوۂ خندق میں شرکت کی۔ آپ بڑے متقی' عالم' زاہد اور انتہائی محتاط تھے' نزولِ وحی سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے تین ماہ بعد تہتر سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی وصیت تھی کہ آپ کو حل میں دفن کیا جائے مگر حجاج بن یوسف کی وجہ سے اس وصیت پر عمل نہ ہو سکا اور آپ مہاجرین کے قبرستان میں ذی طویٰ کے مقام پر مدفون ہوئے۔ چوراسی یا چھیاسی سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۲۷ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَّسَمْتًا وَّهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ مِّنْ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ گھر سے باہر نکلنے کے وقت سے واپس گھر چلے جانے تک گفتار' طریقے اور سیرت میں تمام لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے' ہم نہیں جانتے کہ جب وہ خلوت میں ہوتے تھے تو اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے' آپ ہذلی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار ارقم میں تشریف لے جانے سے پہلے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے کچھ عرصہ پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص خادم اور صاحب اسرار تھے' سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسواک' نعلین مبارک اور وضو کا برتن اٹھانے کی خدمت سرانجام دیتے تھے۔ آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی' غزوۂ بدر میں اور اس کے بعد تمام غزوات میں شرکت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی بشارت دی' ۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا' جنت البقیع میں مدفون ہوئے' آپ کی عمر مبارک ساٹھ سال سے زائد تھی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۲۸ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَّا نَرٰى اِلَّا اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرٰى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ اُمِّهٖ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَهُوَ عِنْدَ اَئِمَّتِنَا اَفْقَهُ الصَّحَابَةِ بَعْدَ الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَةِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے' کچھ عرصہ ہم یہی گمان کرتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے ایک فرد ہیں' کیونکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ان کا اور ان کی والدہ کا حاضر ہونا دیکھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم) ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمارے ائمہ کے نزدیک خلفائے اربعہ کے بعد تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے زیادہ فقیہ ہیں۔

۹۰۲۹ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا مِّنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ لَاَمَّرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں مشورہ کے بغیر کسی کو امیر مقرر فرماتا تو ابن ام عبد' عبداللہ بن مسعود کو امیر مقرر فرماتا۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

۹۰۳۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْتَقْرِءُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چار اشخاص سے قرآن سیکھو: (۱) عبداللہ بن مسعود (۲) ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم (۳) ابی بن کعب (۴) معاذ بن جبل۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سالم بن معقل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ اہلِ فارس میں سے ہیں۔ افاضل و اکابر صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے' آپ کو مہاجرین سے بھی شمار کیا جاتا ہے اور انصار سے بھی شمار کیا جاتا ہے' کیونکہ آپ سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ کے غلام تھے' انہوں نے آپ کو آزاد کر دیا تو حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا۔ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ مہاجر تھے' لہٰذا اس نسبت سے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کا شمار بھی مہاجرین سے ہوتا ہے اور حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ اور آپ کی مالکہ انصاریہ تھیں' لہٰذا انصار میں بھی آپ کا شمار ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے پہلے آپ قباء میں مہاجرین صحابہ کی امامت کرواتے تھے۔ ان میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے اور ۱۲ھ جنگ یمامہ میں آپ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۲۴۶' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ کا نام و نسب یہ ہے: ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار انصاری خزرجی نجاری' آپ کی کنیت ابوالمنذر اور ابوالطفیل ہے' آپ سابقین انصار سے ہیں' عقبہ میں آپ حاضر ہوئے۔ ۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا۔ (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۲۷۱' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

۹۰۳۱ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ اَصْحَابِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَّتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد میرے صحابہ میں سے ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا اور عمار کی سیرت کو اپنا لینا اور ابن ام عبد کی وصیت کو مضبوطی سے تھام لینا۔

وَفِيْ رِوَايَةِ حُذَيْفَةَ مَا حَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ بَدَلَ وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ لِذَا يَخْتَارُ اِمَامُنَا الْاَعْظَمُ رِوَايَتَهٗ وَقَوْلَهٗ عَلٰى سَائِرِ

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ابن ام عبد کی وصیت کو مضبوطی سے تھام لینا کی بجائے یہ الفاظ ہیں کہ جو کچھ تمہیں ابن مسعود بیان کریں' تم اس کی تصدیق کرنا۔ (ترمذی) ملا علی قاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اسی لیے ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ ان کی کمال فقاہت اور خالص وصیت کی بناء پر چاروں

الصَّحَابَةِ بَعْدَ الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَةِ لِكَمَالِ فِقَاهَتِهٖ وَنُصْحِ وَصِيَّتِهٖ.

خلفاء کے بعد باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان پر ان کی روایت اور ان کے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عمار بن یاسر عنسی بنومخزوم کے آزاد کردہ غلام اور ان کے حلیف ہیں' آپ کے والد یاسر اپنے دو بھائیوں حارث اور مالک کے ساتھ اپنے چوتھے بھائی کی تلاش میں مکہ معظمہ آئے۔ حارث اور مالک تو یمن چلے گئے اور یاسر مکہ معظمہ میں رہ گئے۔ یاسر نے ابوحذیفہ بن مغیرہ کے ساتھ حلف کر لیا' ابوحذیفہ نے اپنی لونڈی سمیہ کا نکاح یاسر سے کر دیا' جس سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ابوحذیفہ نے انہیں آزاد کر دیا' لہٰذا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد ابوحذیفہ کے حلیف اور آپ آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ ابتداء میں اسلام قبول کرنے والے ان کمزور مؤمنین میں سے ہیں جنہیں مکہ والے اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ مشرکین نے آپ کو آگ میں ڈال دیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے گزرے تو آپ نے فرمایا: اے آگ! عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام طیب اور مطیب رکھا۔ ۳۷ھ میں جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی معیت میں ترانوے سال کی عمر میں آپ شہید ہوئے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۱۸' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۹۰۳۲ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ اِنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوْهُ عُذِّبْتُمْ وَلٰكِنْ مَّا حَدَّثَكُمْ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوْهُ وَمَا اَقْرَاَكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اچھا ہوتا کہ آپ کسی کو خلیفہ منتخب فرما دیتے' آپ نے فرمایا: اگر میں کسی کو تم پر خلیفہ بنا دیتا اور تم اس کی نافرمانی کرتے تو تمہیں عذاب دیا جاتا' البتہ حذیفہ تم سے جو بیان کریں تم اس کی تصدیق کرو اور عبداللہ تمہیں جو پڑھائیں تم اسے پڑھو۔ (ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت حذیفہ بن یمان عیسی رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حسیل اور لقب یمان ہے' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رازدان ہیں۔ سیدنا عمر فاروق' حضرت علی المرتضیٰ' حضرت ابودرداء اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ سے احادیث روایت کیں۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس روز بعد ۳۵ھ میں مدائن کے مقام پر آپ کا وصال ہوا اور اسی جگہ آپ کا مزار پرانوار ہے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۰' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳۳ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا اَبُو الدَّرْدَاءِ قُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں شام میں آیا اور دو رکعت نماز ادا کی' پھر میں نے دعا کی: اے اللہ! مجھے نیک ہم نشیں میسر فرما' پھر میں ایک قوم کے پاس آ کر ان کے قریب بیٹھ گیا' اچانک ایک بزرگ تشریف لائے اور میرے پہلو میں بیٹھ گئے' میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے نیک ہم نشیں میسر فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی صحبت میسر فرمائی' انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں اہل کوفہ سے ہوں' انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے درمیان نعلین' تکیہ اور وضو کے برتن والے ابن ام عبد نہیں ہیں اور

وَفِيْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ يَعْنِيْ عَمَّارًا اَوَ لَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهٗ غَيْرُهٗ يَعْنِيْ حُذَيْفَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تمہارے درمیان وہ شخص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی زبانِ اقدس پر شیطان سے پناہ عطا فرمائی ہے یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور تمہارے درمیان اس راز والے ہیں جس راز کو ان کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں جانتا' یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ (بخاری)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتَ كَذَا فِيْ جَامِعِ الْاُصُوْلِ.

اور انہی کی روایت میں ہے کہ فرمایا: تم کن سے ہو؟ جامع الاصول میں اسی طرح ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى لَهٗ مِنْ اَيْنَ اَنْتَ كَذَا فِي الْحُمَيْدِيِّ.

اور انہی کی دوسری روایت میں ہے: تم کہاں سے ہو۔ حمیدی میں اسی طرح ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابودرداء عویمر بن عامر انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں' درداء آپ کی صاحبزادی کا نام ہے۔ عالم' فقیہ اور حکیم صحابہ کرام میں آپ کا شمار ہوتا ہے' ملک شام میں آپ نے سکونت اختیار کی اور ۳۲ھ میں دمشق کے اندر آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳۴ - وَعَنْ خَيْثَمَةَ ابْنِ اَبِيْ سَبْرَةَ قَالَ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَسَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَ لِيْ اَبَا هُرَيْرَةَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ اِنِّيْ سَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَوُفِّقْتَ لِيْ فَقَالَ مِنْ اَيْنَ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ جِئْتُ اَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَاَطْلُبُهٗ فَقَالَ اَلَيْسَ فِيْكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ صَاحِبُ طُهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعْلَيْهِ وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّارٌ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ يَعْنِي الْاِنْجِيْلَ وَالْقُرْاٰنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت خیثمہ بن ابی سبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیک ہم نشیں میسر فرما دے' تو اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میسر فرمائی' میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا تھا کہ مجھے نیک ہم نشیں میسر فرما دے' اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی موافقت نصیب فرما دی' آپ نے فرمایا: تم کہاں سے ہو' میں نے عرض کیا: میں اہل کوفہ سے ہوں' آپ کی بارگاہ میں خیر کی تلاش و جستجو میں آیا ہوں' آپ نے فرمایا: کیا تم میں سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نہیں ہیں' جو مستجاب الدعوات ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں ہیں' جو رسول اللہ ﷺ کو وضو کروانے والے ہیں اور آپ کے نعلین مبارک اٹھانے والے ہیں اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نہیں ہیں' جو رسول اللہ ﷺ کے راز دان ہیں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نہیں ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے اپنے نبی کریم ﷺ کی زبانِ اقدس پر شیطان سے پناہ عطا فرمائی ہے' اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نہیں ہیں جو دو کتابوں یعنی انجیل اور قرآن والے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام میں بہت زیادہ اختلاف ہے' مشہور قول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالشمس یا عبد عمرو تھا اور اسلام میں آپ کا نام عبداللہ یا عبدالرحمٰن ہے' آپ دوسی ہیں۔ حاکم ابو احمد نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان کا نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے اور ان کی کنیت اتنی غالب ہوئی کہ گویا ان کا کوئی نام ہی نہیں ہے۔ خیبر کے سال انہوں نے اسلام قبول کیا

اور غزوۂ خیبر میں شرکت کی۔ اس کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت کو لازم کرلیا' جہاں نبی کریم ﷺ تشریف لے جاتے' آپ بھی ساتھ جاتے اور جب دوسرا صحابی موجود نہ ہوتا آپ اس وقت بھی حاضرِ خدمت ہوتے۔ آپ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں مگر یاد نہیں رہتیں۔ آپ نے فرمایا: اپنی چادر بچھاؤ! میں نے چادر بچھادی' اس کے بعد آپ کی کوئی حدیث مجھے نہیں بھولی۔ ۵۷ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں اٹھہتر سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے پاس ایک چھوٹی سی بلی تھی' اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے آپ نام ابوہریرہ رکھا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۲۲ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں' آپ رامہرمز فارسی کی نسل سے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ اصفہان کے ایک گاؤں راجی کے رہنے والے تھے۔ آپ نے دین کی طلب میں سفر کیا' پہلے عیسائیت اختیار کی اور اس سلسلہ میں بڑی مشقتیں برداشت کیں' پھر عربوں نے گرفتار کر کے آپ کو غلام بنالیا اور یہودیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا' آپ کے یہودی آقا نے آپ کو مکاتب بنا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے کتابت کا معاوضہ ادا کرنے میں آپ کے ساتھ تعاون فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے پر آپ نے اسلام قبول کیا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں اور سلمان ان لوگوں میں سے ہیں' جن کی جنت مشتاق رہتی ہے۔ آپ نے طویل عمر پائی' آپ کی عمر اڑھائی سو سال اور ایک قول کے مطابق ساڑھے تین سو سال تھی' پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ آپ خود کما کر کھاتے اور صدقہ کرتے تھے۔ ۳۵ھ میں مدائن کے مقام پر آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۷ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳۵ - وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةُ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِءُوْنَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّرَجُلٌ مِّنْ هُذَيْلٍ وَّبِلَالٌ وَّرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ (الانعام:۵۲) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ حضرات نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے کہ مشرکین نے آپ سے کہا: انہیں دور فرما دیجئے! یہ ہمارے سامنے آنے کی جرأت نہ کریں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ہذیل کا ایک شخص اور بلال رضی اللہ عنہ تھے' دو اور شخص تھے جن کے میں نام نہیں لیتا۔ رسول اللہ ﷺ کے دل میں آیا جو اللہ نے چاہا آپ نے اپنے دل میں کچھ سوچا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی: تم انہیں اپنی بارگاہ سے دور نہ فرماؤ جو صبح وشام اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں (الانعام:۵۲)۔ (مسلم)

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیّدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' آپ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ مکہ معظمہ میں آپ نے سب سے پہلے اپنے اسلام کا اظہار کیا' بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ آخر میں ملک شام میں سکونت اختیار کی۔ صحابہ وتابعین کی ایک جماعت نے آپ سے احادیث روایت کیں۔ ۲۰ھ کو دمشق میں آپ کا وصال ہوا اور بابِ صغیر کے پاس مدفون ہوئے' اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ برس تھی' ایک قول یہ ہے کہ حلب میں آپ کا وصال ہوا اور باب الاربعین میں مدفون

ہوئے صاحب کشاف نے پہلے قول کو صحیح قرار دیا ہے۔ اسلام لانے پر اہل مکہ آپ کو ایذا ئیں پہنچاتے تھے' امیہ بن خلف آپ کو سزا دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں آپ کو طاقت عطا فرمائی اور آپ نے اپنے ہاتھوں سے امیہ بن خلف کو واصلِ جہنم کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار بلال کو آزاد کیا ہے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۷ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ مَجْهُوْدٌ فَاَرْسَلَ اِلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ فَقَالَتْ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا مَاءٌ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى اُخْرٰى فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّضَيِّفُهٗ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰى رَحْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ هَلْ عِنْدَكِ شَیْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِیْ قَالَ فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَیْءٍ وَّنَوِّمِيْهِمْ فَاِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَاَرِيْهِ اِنَّا نَاْكُلُ فَاِذَا اَهْوٰى بِيَدِهٖ لِيَاْكُلَ فَقُوْمِیْ اِلَى السِّرَاجِ كَیْ تُصْلِحِيْهِ فَاَطْفِئِيْهِ فَفَعَلَتْ فَقَعَدُوْا وَاَكَلَ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ اَوْ ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْ فُلَانٍ وَّفُلَانَةٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں حاجت مند ہوں' آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے پاس پیغام بھیجا' انہوں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میرے پاس تو صرف پانی ہے' پھر آپ نے دوسری ام المؤمنین کی طرف پیغام بھیجا' انہوں نے بھی اسی طرح عرض کیا اور تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے اسی طرح عرض کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کون مہمان بنائے گا' اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے گا' انصار میں سے ایک شخص جنہیں ابوطلحہ کہا جاتا تھا' وہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں اور وہ اس شخص کو لے کر اپنے گھر چلے گئے اور اپنی بیوی سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ بیوی نے عرض کیا: صرف بچوں کے لیے کھانا ہے' آپ نے فرمایا: بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دے اور جب ہمارا مہمان آئے تو ظاہر کرنا کہ ہم کھا رہے ہیں' اور جب وہ کھانے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھائے تو تم چراغ درست کرنے کے بہانے کھڑی ہو کر چراغ کے قریب جا کر اسے بجھا دینا' بیوی نے ایسا ہی کیا' وہ بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا کھایا اور دونوں نے خالی پیٹ رات گزار دی' جب صبح ہوئی تو صبح کے وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فلاں مرد اور فلاں عورت کی حالت پر اپنی شان کے لائق تعجب فرمایا ہے یا اللہ تعالیٰ اپنی شان کے لائق مسکرایا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ راضی ہوا ہے)۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ مِّثْلُهٗ وَلَمْ يُسَمِّ اَبَا طَلْحَةَ وَفِیْ اٰخِرِهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ۹) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں اسی کی مثل ہے اور اس میں ابوطلحہ کا نام ذکر نہیں کیا' اور اس کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی: اور وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ خود محتاج ہوں (الحشر: ۹)۔

(بخاری ومسلم)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابوطلحہ زید بن سہل انصاری نجاری اپنی کنیت سے مشہور ہیں' آپ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے خاوند ہیں' ماہر تیر انداز تھے' لشکر میں ان کی آواز سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی آواز ہی پوری جماعت سے بہتر ہے۔ ستر سال

کی عمر میں ۳۱ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ ستر صحابہ کے ساتھ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے' غزوۂ بدر اور اس کے بعد والے غزوات میں شرکت کی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۱' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کی سوانح

سیدہ اُم سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے نام میں اختلاف ہے' آپ کا نام سہلہ یا رملہ یا ملیکہ یا غمیصہ یا رمیصاء ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے والد مالک بن نضر نے آپ سے شادی کی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے' پھر مالک بن نضر مشرک ہونے کی حالت میں ہی قتل ہو گیا تو ابوطلحہ نے آپ کو نکاح کا پیغام دیا' اس وقت وہ مشرک تھے' اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی' وہ اسلام لے آئے تو آپ نے فرمایا کہ میں تم سے شادی کر لوں گی اور اسلام کے سوا کسی مہر کا مطالبہ نہیں کروں گی' پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے آپ کا نکاح ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۹' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۳۷ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ اِمْرَاَةَ اَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْخَشَةً اَمَامِيْ فَاِذَا بِلَالٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَكَذَا الْبُخَارِيُّ وَالنَّسَائِيُّ ذَكَرَهُ السَّيِّدُ جَمَالُ الدِّيْنِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے ابوطلحہ کی بیوی کو دیکھا اور میں نے اپنے آگے آگے قدموں کی آہٹ سنی' دیکھا تو وہ بلال تھے۔ (مسلم) اسی طرح بخاری و نسائی میں ہے۔ اسے سیّد جمال الدین نے ذکر کیا ہے۔

۹۰۳۸ ۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ اَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا اَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِيْ بِلَالًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ابوبکر ہمارے سردار ہیں' جنہوں نے ہمارے سردار یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ (بخاری)

۹۰۳۹ ۔ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ اَنَّ بِلَالًا قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِكْنِيْ وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِلّٰهِ فَدَعْنِيْ وَعَمَلَ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لیے خریدا ہے تو مجھے روک لیں اور اگر محض رضائے الٰہی کے لیے خریدا ہے تو مجھے اللہ کے عمل کے لیے چھوڑ دیں۔ (بخاری)

۹۰۴۰ ۔ وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَتٰى عَلٰى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَبِلَالٍ فِيْ نَفَرٍ فَقَالُوْا مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْخَذَهَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَاَتَاهُمْ فَقَالَ يَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُكُمْ قَالُوْا لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اَخِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسفیان' حضرت سلمان' حضرت صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے پاس آئے جب کہ وہ ایک جماعت میں موجود تھے' انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن سے اپنا حصہ وصول نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم یہ بات قریش کے بزرگ اور سردار کے لیے کہتے ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کو اس کی اطلاع دی گئی' آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! شاید تم نے انہیں ناراض کر دیا ہے' اگر تم نے انہیں ناراض کر دیا ہے تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور فرمایا: اے بھائیو! میں نے تمہیں ناراض کر ڈالا ہے' انہوں نے کہا: نہیں! اے بھائی! اللہ تعالیٰ

آپ کی مغفرت فرمائے! (مسلم)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن جدعان کے آزاد کردہ غلام ہیں' آپ تیمی ہیں' آپ کی کنیت ابو یحیٰی ہے۔ آپ دجلہ و فرات کے درمیان موصل کے علاقہ میں رہائش پذیر تھے۔ رومیوں نے وہاں حملہ کیا تو بچپن میں ہی آپ قیدی بنا لیے گئے' روم میں ہی آپ کی پرورش ہوئی۔ رومیوں سے کلب نے آپ کو خریدا اور مکہ مکرمہ لے آیا' پھر عبداللہ بن جدعان نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا اور فوت ہونے تک اپنے ساتھ رکھا۔ ایک قول یہ ہے کہ روم میں ہی آپ جوان ہوئے اور باشعور ہونے پر وہاں سے بھاگ کر مکہ مکرمہ آ گئے اور عبداللہ بن جدعان کے حلیف بن گئے' آپ ابتداء میں ہی مکہ مکرمہ میں اسلام لے آئے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ایک ہی دن اسلام قبول کیا' اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دار ارقم میں تشریف فرما تھے اور تیس سے زائد مسلمان ہو چکے تھے۔ آپ ان کمزور صحابہ میں سے ہیں جنہیں مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کرنے پر سزائیں دی جاتی تھیں' پھر آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے۔ آپ کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی: "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ"۔ ۸۰ھ کو مدینہ منورہ میں نوے سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۰' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۵۰۴۱ - وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّضٰى لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِّنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَاْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہجرت کی تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر لازم ہو گیا' ہم میں سے بعض وہ ہیں جو گزر گئے اور انہوں نے اپنے (دنیاوی) اجر سے کوئی حصہ حاصل نہیں کیا' انہی میں سے مصعب بن عمیر ہیں' جو احد کے روز شہید ہوئے تو ان کے کفن کے لیے ایک چادر کے علاوہ کوئی کپڑا میسر نہیں تھا' جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے قدم ننگے ہو جاتے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر ننگا ہو جاتا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس چادر سے ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کے قدموں پر اذخر گھاس ڈال دو' اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کے لیے ان کا پھل پک چکا ہے اور وہ اسے چن رہے ہیں۔ (بخاری' مسلم)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت مصعب بن عمیر قرشی عدوی رضی اللہ عنہ جلیل القدر اور فاضل صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ہیں' آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقبہ ثانیہ کے بعد اہل مدینہ کو قرآن پاک اور دینی مسائل کی تعلیم دینے کے لیے آپ کو مدینہ منورہ بھیجا۔ ہجرت سے پہلے آپ نے سب سے پہلے مدینہ منورہ میں جمعہ پڑھایا۔ زمانہ جاہلیت میں آپ مال دار تھے اور عمدہ لباس پہنتے تھے' اسلام لانے کے بعد آپ نے زاہدانہ زندگی اختیار فرمالی۔ ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقبہ اولیٰ کے بعد آپ کو مدینہ منورہ بھیجا' آپ انصار کے گھروں میں جا کر انہیں دعوت اسلام دیتے' اس طرح مدینہ منورہ میں اسلام پھیل گیا تو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہ ذریعہ خط جمعہ کی اجازت طلب کی اور آپ کو یہ اجازت مل گئی' پھر آپ عقبہ ثانیہ سے ستر انصار کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت فرمانے سے پہلے ہی آپ دوبارہ مدینہ منورہ

واپس چلے گئے غزوۂ اُحد میں چالیس سال کی عمر میں آپ شہید ہوئے۔ آپ کے بارے میں یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی: ''رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ'' (الاحزاب: ۲۳)۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۷' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۴۲ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ (الجمعہ: ۳) قَالُوْا مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سورۂ جمعہ نازل ہوئی تو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے اور جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی: ''واخرین منهم لما یلحقوا بهم'' اور ان میں سے دوسرے جو ابھی تک ان سے نہیں ملے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ موجود تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست اقدس حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھا اور فرمایا: اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ اسے حاصل کر لیتے۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۴۳ ۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ﴾ (محمد: ۳۸) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ ذَكَرَ اللّٰهُ اِنْ تَوَلَّيْنَا اُسْتُبْدِلُوْا بِنَا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَنَا فَضَرَبَ عَلٰى فَخِذِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَقَوْمُهٗ وَلَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنَ الْفُرْسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے علاوہ دوسری قوم کو تمہاری جگہ لے آئے گا' پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے O (محمد: ۳۸) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جن کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے کہ اگر ہم منہ پھیریں تو ہماری جگہ انہیں لایا جائے گا' پھر وہ ہم جیسے نہیں ہوں گے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مارا' پھر فرمایا: یہ اور ان کی قوم' اگر دین ثریا کے پاس ہوتا تو فارس کے کچھ مرد اسے حاصل کر لیتے۔ (ترمذی)

۹۰۴۴ ۔ وَعَنْهُ قَالَ ذُكِرَتِ الْاَعَاجِمُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنَا بِهِمْ اَوْ بِبَعْضِهِمْ اَوْثَقُ مِنِّیْ بِكُمْ اَوْ بِبَعْضِكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عجمیوں کا ذکر کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ان پر' یا فرمایا: ان کے بعض پر اس سے زیادہ اعتماد کرتا ہوں جتنا تم پر' یا فرمایا: تمہارے بعض پر اعتماد کرتا ہوں۔ (ترمذی)

۹۰۴۵ ۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَةٍ وَّاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ يُحِبُّهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِّهِمْ لَنَا قَالَ عَلِيٌّ مِنْهُمْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلَاثًا وَاَبُوْذَرٍّ وَّالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ اَمَرَنِیْ بِحُبِّهِمْ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ يُحِبُّهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے چار اشخاص سے محبت کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ ہمیں ان کے نام بتلائیے! آپ نے فرمایا: علی' ان میں سے ہیں' آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا' اور ابوذر اور مقداد اور سلمان ہیں' اللہ نے مجھے ان سے محبت کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ ان سے محبت فرماتا ہے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی سوانح

ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں علم وعمل اور زہد وتقویٰ کے اعتبار سے بلند پایہ مقام کے حامل تھے۔ مکہ مکرمہ میں ابتداء میں ہی آپ نے اسلام قبول کر لیا' ایک قول کے مطابق آپ پانچویں مسلمان ہیں' اسلام قبول کرنے کے بعد آپ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے اور وہاں ٹھہرے رہے۔ غزوۂ خندق کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے' پھر ربذہ کے مقام پر سکونت اختیار کی' اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں ۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی آپ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۴' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ کے والد کندہ کے حلیف تھے' اس نسبت سے آپ کندی کہلاتے ہیں' آپ اسود کے حلیف تھے۔ ایک قول کے مطابق اسود نے آپ کی پرورش کی اور بعض نے کہا کہ آپ اس کے غلام تھے اور اس نے آپ کو منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا' اس لیے آپ کو ابن اسود کہتے ہیں۔ آپ چھٹے مسلمان ہیں' مدینہ منورہ سے تین میل دور جرف کے مقام پر آپ کا وصال ہوا۔ لوگ آپ کا جنازہ مبارکہ کندھوں پر اٹھا کر مدینہ منورہ لائے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے' ۳۳ھ کو ستر سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۶' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

٩٠٤٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ اِلٰى ثَلَاثَةٍ عَلِيٌّ وَّعَمَّارٌ وَّسَلْمَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے: (۱) علی (۲) عمار (۳) سلمان۔ (ترمذی)

٩٠٤٧ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِسْتَاْذَنَ عَمَّارٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهٗ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی' آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دو! پاکیزہ اور پاکیزہ کیے ہوئے کو مرحبا! (ترمذی)

٩٠٤٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَشَدَّهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمار کو جب بھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو انہوں نے دونوں چیزوں میں سے سخت ترین چیز کو اختیار کیا۔ (ترمذی)

٩٠٤٩ - وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ كَلَامٌ فَاَغْلَظْتُ لَهٗ فِي الْقَوْلِ فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَّشْكُوْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ خَالِدٌ وَّهُوَ يَشْكُوْهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَعَلَ يَغْلُظُ لَهٗ وَلَا يَزِيْدُهٗ اِلَّا غِلْظَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاكِتٌ لَّا يَتَكَلَّمُ فَبَكٰى عَمَّارٌ وَّقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ وَقَالَ مَنْ عَادٰى

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے اور عمار بن یاسر کے درمیان کوئی بات ہوئی' میں گفتگو میں ان سے سختی سے پیش آیا' حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ان کی شکایت کرنے چلے گئے' حضرت خالد رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شکایت کر رہے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ سختی کرنے لگے اور وہ سختی میں بڑھتے ہی چلے گئے' جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے' کلام نہیں فرما رہے تھے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ انہیں ملاحظہ نہیں فرما رہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرِ انور اوپر اٹھایا اور فرمایا: جس نے عمار سے دشمنی رکھی' اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی رکھے اور جس

عَمَّارًا عَادَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَ عَمَّارًا اَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ خَالِدٌ فَخَرَجْتُ فَمَا كَانَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رِضَا عَمَّارٍ فَلَقِيْتُهُ بِمَا رَضِيَ فَرَضِيَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

نے عمار سے بغض رکھا' اللہ تعالیٰ اس سے بغض فرمائے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں باہر نکلا تو مجھے عمار کی رضا سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں تھی' اور میں عمار کے ساتھ ایسے طریقے سے پیش آیا کہ وہ راضی ہو جائیں تو عمار راضی ہو گئے۔ (احمد)

۹۰۵۰ - وَعَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَالِدٌ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَنِعْمَ فَتَى الْعَشِيْرَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خالد اللہ عزوجل کی تلواروں میں ایک تلوار ہیں اور یہ قبیلے کے بہترین نوجوان ہیں۔ (احمد)

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ قریشی مخزومی ہیں' آپ کی والدہ لبابہ صغریٰ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں آپ قریش کے معززین میں سے شمار ہوتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیف اللہ کا خطاب دیا۔ ۲۱ھ میں آپ کا وصال ہوا' آپ کے خالہ زاد ابن عباس' علقمہ اور جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہم نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۲' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۵۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا وَيَقُوْلُ مَنْ هٰذَا فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مقام پر پڑاؤ کیا' اور لوگ گزرنے لگے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اے ابو ہریرہ! یہ کون ہے؟ میں عرض کرتا: یہ فلاں شخص ہے' آپ فرماتے: یہ اللہ کا بہترین بندہ ہے' اور آپ فرماتے: یہ کون ہے' میں عرض کرتا: یہ فلاں شخص ہے' آپ فرماتے: یہ اللہ کا بُرا بندہ ہے' حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرے' آپ نے فرمایا: یہ کون ہے' میں نے عرض کیا: خالد بن ولید ہیں' آپ نے فرمایا: خالد بن ولید اللہ کے بہترین بندے ہیں' اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ (ترمذی)

۹۰۵۲ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّاَبُوْ زَيْدٍ قِيْلَ لِاَنَسٍ مَنْ اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں چار حضرات نے قرآن مجید جمع کیا: (۱) ابی بن کعب (۲) معاذ بن جبل (۳) زید بن ثابت (۴) ابوزید۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: ابوزید کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میرے ایک چچا ہیں۔ (بخاری ومسلم)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت ان کی عمر گیارہ سال تھی۔ ان کا شمار فقہاء اور جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے' یہ قرآن مجید جمع کرنے والے صحابہ میں شامل ہیں۔ سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں قرآن مجید کو لکھا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں قرآن پاک کو مصحف سے نقل کیا۔ ۴۵ھ میں چھپن برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

سیدنا ابوزید رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ وہ عظیم صحابی ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں حفاظت کی غرض سے قرآن مجید جمع کیا۔ ان کے نام میں اختلاف ہے' ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام سعید بن عمرو ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام قیس بن سکن ہے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۵ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۵۳ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ یَا اَبَا مُوْسٰی لَقَدْ اُعْطِیْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے ابوموسیٰ! تمہیں داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی سے حصہ عطا فرمایا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کی' پھر اہل سفینہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے' اس وقت آپ خیبر کے مقام پر جلوہ افروز تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۲۰ھ میں انہیں بصرہ کا حاکم بنایا' آپ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتداء تک بصرہ کے حاکم رہے' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے معزول کر کے کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک آپ کوفہ کے حاکم رہے' حضرت علی المرتضیٰ نے انہیں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اپنا حکم مقرر کیا' اس کے بعد یہ مکہ مکرمہ چلے گئے اور وصال تک وہیں رہے۔ ۵۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۸ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۵۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ اَصْدَقُ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آسمان کسی ایسے شخص پر سایہ فگن نہیں ہوا' اور نہ ہی زمین نے کسی ایسے شخص کو اٹھایا ہے' جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ (ترمذی)

۹۰۵۵ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِیْ لَھْجَۃٍ اَصْدَقُ وَلَا اَوْفٰی مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ شِبْہُ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ یَعْنِیْ فِی الزُّھْدِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان کسی ایسے کلام کرنے والے شخص پر سایہ فگن نہیں ہوا' اور نہ ہی زمین نے کوئی ایسا گفتگو کرنے والا شخص اٹھایا ہے' جو ابوذر سے زیادہ سچا اور زیادہ وعدہ وفا کرنے والا ہو' یہ زہد میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مشابہ ہیں۔ (ترمذی)

۹۰۵۶ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِھْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَّفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اِھْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے عرش جنبش میں آ گیا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے رحمٰن کا عرش جنبش میں آ گیا۔ (بخاری و مسلم)

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سعد بن معاذ انصاری اشہلی اوسی رضی اللہ عنہ عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ کے درمیان مدینہ منورہ میں مسلمان ہوئے' ان کے اسلام قبول کرنے سے عبد الاشہل کے قبیلہ نے اسلام قبول کر لیا۔ انصار میں ان کا گھرانہ سب سے پہلے مسلمان ہوا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سید الانصار کا لقب عطا فرمایا' یہ اپنی قوم کے سردار تھے' ان کا شمار اکابر صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ غزوۂ بدر اور اُحد میں شریک ہوئے اور اُحد کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ غزوۂ خندق میں انہیں تیر لگا اور خون رُک نہ سکا' ایک ماہ بعد ۵ ھ کو ۳۷ سال کی عمر میں ان کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۶' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۵۷ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ مَا اَخَفَّ جَنَازَتَهٗ وَذٰلِكَ لِحُكْمِهٖ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمَلَآئِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین نے کہا: ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے! اور یہ بنو قریظہ کے متعلق ان کے فیصلہ کی وجہ سے ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: بے شک ملائکہ ان کا جنازہ اٹھائے ہوئے تھے۔ (ترمذی)

۹۰۵۸ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ يَمَسُّوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ اَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا وَاَلْيَنُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ریشمی جوڑا پیش کیا گیا' صحابہ کرام علیہم الرضوان اسے چھونے لگے اور اس کی نرمی پر اظہارِ تعجب کرنے لگے' آپ نے فرمایا: تم اس کی نرمی پر تعجب کر رہے ہو' یقیناً جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ بہتر اور زیادہ نرم ہیں۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۵۹ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ مِنْهُمُ الْبَرَّاءُ ابْنُ مَالِكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنے پراگندہ بالوں والے' غبار آلود چہرے والے' پرانے کپڑوں والے ایسے مرد ہیں جن کی پرواہ نہیں کی جاتی' اگر وہ اللہ کے کرم پر اعتماد کرتے ہوئے قسم اٹھالیں تو یقیناً اللہ اس قسم کو پورا فرما دیتا ہے' ان میں سے ایک براء بن مالک ہیں۔ (ترمذی' بیہقی' دلائل النبوۃ)

سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی سوانح

آپ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں' غزوۂ اُحد اور بعد والے غزوات میں شریک ہوئے' ان غزوات کے علاوہ مقابلہ میں آنے والے سو مشرکین کو واصل جہنم کیا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۳۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۹۰۶۰ - وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسٌ خَادِمُكَ اُدْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ قَالَ اَنَسٌ فَوَاللّٰهِ اِنَّ مَالِيْ لَكَثِيْرٌ وَّاِنَّ وَلَدِيْ وَوَلَدَ وَلَدِيْ لَيَتَعَادُّوْنَ عَلٰى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ انس آپ کے خادم ہیں' اللہ کی بارگاہ میں ان کے لیے دعا فرمایئے' آپ نے فرمایا: اے اللہ! ان کے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما! اور جو کچھ تو نے انہیں عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرما! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرا مال کثیر ہے اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد آج سو سے زائد ہے۔ (بخاری ومسلم)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت انس بن مالک بن نضر خزرجی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحمزہ ہے' آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم ہیں' آپ کی والدہ اُم سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے' اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی۔ خلافت فاروقی میں آپ بصرہ منتقل ہو گئے۔ ۹۱ھ میں ایک سوتین سال اور ایک قول کے مطابق ننانوے سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا' بصرہ میں آپ آخری صحابی تھے۔ صحیح تر قول یہ ہے کہ آپ کی اولاد کی تعداد سو تھی' ایک قول یہ ہے کہ آپ کی اولاد کی تعداد اسی تھی' اٹھہتر لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۵ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۶۱ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِاَحَدٍ یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَلَامٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے علاوہ روئے زمین پر چلنے والے کسی شخص کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ یہ جنتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو یوسف ہے' آپ اسرائیلی ہیں اور سیدنا یوسف بن یعقوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ بنو عوف بن خزرج کے حلیف تھے اور یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی۔ ۴۳ھ کو مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۴ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۶۲ - وَعَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِیْنَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی وَجْهِهٖ اَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ تَجَوَّزَ فِیْهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ اِنَّكَ حِیْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللّٰهِ مَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّقُوْلَ مَا لَا یَعْلَمُ فَسَاُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَاَیْتُ رُؤْیَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَیْهِ وَرَاَیْتُ کَاَنِّیْ فِیْ رَوْضَةٍ ذَکَرَ مِنْ سِعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا فِیْ وَسْطِهَا عَمُوْدٌ مِّنْ حَدِیْدٍ اَسْفَلُهٗ فِی الْاَرْضِ وَاَعْلَاهُ فِی السَّمَاءِ اَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِیْلَ لِیْ ارْقَهْ فَقُلْتُ لَا اَسْتَطِیْعُ فَاَتَانِیْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِیَابِیْ مِنْ خَلْفِیْ فَرَقِیْتُ حَتّٰی کُنْتُ فِیْ اَعْلَاهُ فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِیْلَ اِسْتَمْسِكْ فَاسْتَیْقَظْتُ وَاِنَّهَا لَفِیْ یَدِیْ فَقَصَصْتُهَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص داخل ہوا' جس کا چہرہ پرسکون اور باوقار تھا' لوگوں نے کہا: یہ شخص جنتی ہے' اس نے اختصار سے دو رکعتیں ادا کیں' پھر وہ باہر نکلا اور میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا' میں نے اسے کہا: جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا: یہ شخص جنتی ہے' اس شخص نے کہا: بہ خدا! کسی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ علم کے بغیر کوئی بات کہے' اب میں تمہیں اس کا سبب بتاتا ہوں کہ انہوں نے ایسا کیوں کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک خواب دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں وہ خواب بیان کیا' میں نے دیکھا' گویا میں ایک وسیع و کشادہ اور سرسبز و شاداب باغ میں ہوں' باغ کے درمیان میں لوہے کا ایک ستون تھا' جس کا نچلا حصہ زمین میں اور اوپر والا حصہ آسمان میں تھا' اور اس کے اوپر والے حصے پر ایک دستہ تھا' مجھے کہا گیا: اس پر چڑھ جاؤ' میں نے کہا: میں نہیں چڑھ سکتا' تو میرے پاس ایک خادم آیا' اس نے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھا لیے اور میں اوپر چڑھ گیا' یہاں تک کہ میں اس کے اوپر والے حصہ پر پہنچ گیا' اور میں نے دستہ پکڑ لیا' کہا گیا کہ اسے مضبوطی سے تھام لو تو میں بیدار ہو گیا جب کہ وہ دستہ میرے ہاتھ میں تھا' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں خواب عرض کیا: آپ

فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نے فرمایا: وہ باغیچہ اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ دستہ "عروۃ الوثقی" ہے اور تم مرتے دم تک اسلام پر قائم رہو گے اور وہ شخص حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری ومسلم)

٦٣ ٩٠ - وَعَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ اِلْتَمِسُوا الْعِلْمَ عِنْدَ اَرْبَعَةٍ عِنْدَ عُوَيْمِرٍ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَعِنْدَ سَلْمَانَ وَعِنْدَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ الَّذِيْ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهُ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے فرمایا: چار اشخاص کے پاس علم حاصل کرو (۱) عویمر ابو درداء (۲) سلمان (۳) ابن مسعود (۴) عبداللہ بن سلام، جو یہودی تھے، پھر مسلمان ہو گئے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ جنت میں دس افراد میں سے دسویں ہیں۔ (ترمذی)

٦٤ ٩٠ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ خَطِيْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ (الحجرات:٢) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِيْ بَيْتِهِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ مَاشَاْنُ ثَابِتٍ اَيَشْتَكِيْ فَاَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس انصار کے خطیب تھے، جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی: "یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی" "اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو" تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آنا چھوڑ دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ثابت کا کیا حال ہے؟ کیا اسے کوئی تکلیف ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنایا، حضرت ثابت نے فرمایا کہ یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں تم سب سے زیادہ بلند آواز والا ہوں، لہٰذا میں جہنمی ہوں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلکہ وہ تو جنتی ہیں۔ (مسلم)

سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ثابت بن قیس بن شماس انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد اور بعد والے غزوات میں شریک ہوئے تھے، آپ اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ انصار کے علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی شہادت دی، آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطیب تھے۔ ۱۲ھ کو جنگ یمامہ میں آپ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۲۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

٩٠٦٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْبَكْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نِعْمَ الرَّجُلُ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین مرد ابوبکر ہیں' بہترین مرد عمر ہیں' بہترین مرد ابوعبیدہ بن جراح ہیں' بہترین مرد اسید بن حضیر ہیں' بہترین مرد ثابت بن قیس بن شماس ہیں' بہترین مرد معاذ بن جبل ہیں' بہترین مرد معاذ بن عمرو بن جموح ہیں۔ (ترمذی)

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی سوانح

سیدنا اسید بن حضیر انصاری اوسی رضی اللہ عنہ عقبہ ثانیہ کی بیعت میں حاضر ہوئے' اس موقع پر آپ نقیب تھے۔ غزوۂ بدر اور بعد والے غزوات میں آپ شامل ہوئے۔ ۲۰ھ کو خلافت فاروقی میں مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں آپ دفن ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۵' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

سیدنا معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت معاذ بن عمرو بن جموح انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ماجد بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ نے حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہما کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا تھا۔ ابن عبدالرحمٰن اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی ٹانگ کاٹ دی اور اسے پچھاڑ ڈالا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے حضرت معاذ کے بازو پر تلوار کا وار کر کے اسے کاٹ ڈالا' پھر معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے ابوجہل پر تلوار کا وار کیا' ابھی اس میں زندگی کی رمق باقی تھی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹ دیا' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مقتولین میں ابوجہل کی لاش تلاش کی گئی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا وصال سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

٩٠٦٦ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ رُقَبَاءَ وَاُعْطِيْتُ اَنَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ اَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرُ وَحَمْزَةُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّبِلَالٌ وَّسَلْمَانُ وَّعَمَّارٌ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے سات پسندیدہ و منتخب اور محافظ و نگران اصحاب ہوتے ہیں اور مجھے چودہ خصوصی اصحاب عطا فرمائے گئے ہیں' ہم نے عرض کیا: وہ کون لوگ ہیں؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں' میرے دونوں بیٹے' جعفر' حمزہ' ابوبکر' عمر' مصعب بن عمیر' بلال' سلمان' عمار' عبداللہ بن مسعود' ابوذر اور مقداد ہیں رضی اللہ عنہم۔ (ترمذی)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمارہ ہے' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور رضاعی بھائی بھی ہیں' کیونکہ دونوں نے ابولہب کی لونڈی ثویبہ کا دودھ پیا ہے' ان کا لقب اسد اللہ ہے۔ بعثت کے دوسرے سال اسلام قبول کیا' ایک قول کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں تشریف لے جانے کے بعد چھٹے سال میں اسلام قبول کیا۔ ان کے مسلمان ہونے سے اسلام کو غلبہ حاصل ہوا' یہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور اُحد کے روز وحشی بن حرب کے ہاتھوں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ ان کی عمر نبا

کریم ﷺ کی عمر مبارک سے چار سال اور ایک قول کے مطابق دو سال زائد تھی۔ (اکمال فی اسماء الرجال' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

٩٠٦٧ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِىْ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمَا الْمُؤْمِنِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اپنے اس چھوٹے سے پیارے بندے یعنی ابو ہریرہ اور ان کی والدہ کی محبت اپنے مؤمن بندوں کے دلوں میں پیدا کر دے' اور ان دونوں کے دلوں میں مؤمنین کی محبت ڈال دے۔ (مسلم)

٩٠٦٨ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ مَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ اِلَّا اَنَا اَخَافُهَا عَلَيْهِ اِلَّا مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَسَكَتَ عَنْهُ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کو بھی فتنہ لاحق ہوتا ہے' مجھے خوف ہوتا ہے کہ فتنہ اس میں اثر کر جائے گا لیکن محمد بن مسلمہ کے متعلق یہ خوف نہیں ہوتا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہیں فتنہ نقصان نہیں دے گا۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کے متعلق خاموشی اختیار کی)

سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت محمد بن مسلمہ انصاری حارثی رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے' انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے احادیث روایت کیں اور یہ فضلاء صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ مدینہ منورہ میں ستر سال کی عمر میں ۴۳ھ کو ان کا وصال ہوا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۷ ۶۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٩٠٦٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِىْ بَيْتِ الزُّبَيْرِ مِصْبَاحًا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا اَرٰى اَسْمَاءَ اِلَّا قَدْ نُفِسَتْ وَلَا تُسَمُّوْهُ حَتّٰى اُسَمِّيَهٗ فَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَحَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ بِيَدِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر میں چراغ روشن دیکھا تو فرمایا: اے عائشہ! میرا خیال ہے کہ اسماء کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے' تم اس کا نام نہ رکھنا' میں اس کا نام رکھوں گا' آپ نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور انہیں اپنے دستِ انور کے ساتھ کھجور کی گھٹی دی۔ (ترمذی)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی سوانح

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی کنیت ابوبکر ہے' آپ اسدی' قرشی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ان کے نانا جان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والی کنیت ابوبکر عطا فرمائی اور انہی کے نام پر ان کا نام عبداللہ رکھا' مدینہ منورہ میں مہاجرین میں سب سے پہلے پیدا ہونے والے بچے ہیں۔ ۱ھ کو مقامِ قباء میں سیدہ اسماء بنت صدیق رضی اللہ عنہما کے ہاں آپ کی ولادت ہوئی' آپ کے نانا جان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کے کان میں اذان کہی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا انہیں نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں لائیں اور آپ کی گود میں رکھ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی تحنیک فرمائی اور کھجور منگوا کر اپنے منہ سے چبا کر ان کے منہ میں ڈال دی' لہٰذا ان کے پیٹ میں سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کا لعاب دہن داخل ہوا' آپ نے ان کے لیے دعائے برکت فرمائی۔ آپ کے چہرے پر کوئی بال نہیں تھا' آپ کثرت سے صوم و صلوٰۃ ادا کرتے تھے۔ آپ کے نانا جان سیدنا صدیق اکبر اور آپ کی والدہ سیدہ اسماء اور آپ کی دادی' نبی کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب اور آپ کی خالہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں آپ نے نبی کریم ﷺ کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ ۱۷ جمادی الاخری ۷۳ھ کو بروزِ منگل حجاج بن یوسف نے مکہ مکرمہ میں آپ کو شہید کیا

اور سولی پر لٹکایا' ۶۴ھ میں آپ کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ ملک شام کے علاوہ حجاز' یمن' عراق اور خراسان وغیرہ کے لوگوں نے آپ کی اطاعت کی' آپ نے اپنے دورِ حکومت میں لوگوں کو آٹھ حج کروائے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۴ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی سوانح

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کا لقب ذات النطاقین ہے' یعنی دو کمر بند والی کیونکہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر ہجرت فرمایا' اس رات آپ نے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کیے' ایک ٹکڑے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توشہ دان باندھا اور دوسرے ٹکڑے سے آپ کے مشکیزے کا منہ باندھا' ایک قول کے مطابق دوسرے ٹکڑے کو اپنا کمر بند بنایا۔ آپ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ ہیں' مکہ مکرمہ میں ابتداء میں ہی مشرف بہ اسلام ہوئیں' ایک قول کے مطابق سترہ افراد کے بعد آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ اپنی بہن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی تھیں' اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے سولی سے اترنے کے دس یا بیس دن بعد سو سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ۷۳ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۷۰ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ عَمِيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَّاهْدِبِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دعا کی: اے اللہ! انہیں ہدایت دینے والا' ہدایت یافتہ بنا اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت نصیب فرما۔ (ترمذی)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت معاویہ بن ابی سفیان قرشی اموی رضی اللہ عنہما کی والدہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ اور آپ کے والد ماجد فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے' پھر ان کا شمار مؤلفۃ القلوب سے ہوا' آپ نے وحی کی کتابت کے فرائض سرانجام دیئے' بعض نے کہا کہ آپ کاتب وحی نہیں تھے بلکہ دیگر تحریرات لکھنے کا فریضہ سرانجام دیا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ شام کے حکمران مقرر ہوئے اور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک بیس سال حکمران رہے' پھر سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے حق میں دست بردار ہوئے تو آپ مکمل طور پر حاکم اور امیر المؤمنین مقرر ہوئے اور بیس سال تک حکومت کے فرائض سرانجام دیئے۔ رجب المرجب ۶۰ھ کو دمشق میں آپ کا وصال ہوا' آخری عمر میں آپ کو لقوہ ہو گیا تھا' آپ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات میں سے آپ کی قمیص مبارک' چادر اور تہبند اور آپ کے ناخن اور بال مبارک تھے۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص مبارک میں کفن دے کر آپ کی چادر اور تہبند میں لپیٹ دینا اور میرے منہ' ناک اور سجدے کے مقامات پر آپ کے بال اور ناخن رکھ دینا' پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۷ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۷۱ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمَ النَّاسُ وَاٰمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ اسلام لائے اور عمرو بن عاص ایمان لائے۔ (ترمذی)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت عمرو بن عاص سہمی قرشی رضی اللہ عنہ ۵ھ یا ۸ھ کو مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ حاضر ہو کر آپ نے اسلام قبول کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو عمان کا حاکم بنایا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال تک آپ حاکم رہے' پھر حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کو حاکم بنایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چار سال تک آپ کو

حاکم بنایا' پھر معزول کر دیا' پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں آپ کو حاکم مقرر فرمایا۔ ۴۳ھ کو ۷۰ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۷۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا جَابِرُ مَالِيْ اَرَاكَ مُنْكَسِرًا قُلْتُ اِسْتُشْهِدَ اَبِيْ وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا قَالَ اَفَلَا اُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللّٰهُ بِهٖ اَبَاكَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا كَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ وَاَحْيَا اَبَاكَ فَكَلَّمَهٗ كِفَاحًا قَالَ يَا عَبْدِيْ تَمَنَّ عَلَيَّ اُعْطِكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِيْنِيْ فَاُقْتَلَ فِيْكَ ثَانِيَةً قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّهٗ قَدْ سَبَقَ مِنِّيْ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ فَنَزَلَتْ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا﴾ (آل عمران:۱۶۹) اَلْاٰيَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے فرمایا: اے جابر! تم پریشان کیوں نظر آ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: میرے باپ شہید کر دیئے گئے ہیں اور وہ اپنے پیچھے اہل و عیال اور قرض چھوڑ گئے ہیں' آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کی خوش خبری نہ دوں' جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے ملاقات کی ہے؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی شخص سے پردے کے بغیر کلام نہیں فرمایا اور تمہارے والد کو زندہ فرما کر ان سے بلاحجاب کلام فرمایا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندے! مجھ سے تمنا کر' میں تمہیں عطا کروں گا' انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے زندہ فرما تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں شہید کیا جاؤں' اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: بے شک میرا حکم نافذ ہو چکا ہے کہ لوگ واپس دنیا کی طرف نہیں لوٹیں گے' پھر یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی: جو اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ گمان نہ کرنا (آل عمران:۱۶۹)۔ (ترمذی)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ انصاری سلمی ہیں' آپ نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ مشاہیر صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے' بدر وغیرہ اٹھارہ غزوات میں آپ نے شرکت کی۔ آخری عمر میں آپ کی بینائی زائل ہوگئی تھی۔ ۷۴ھ کو چورانوے سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں تمام صحابہ کے آخر میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال فی اسماء الرجال' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی)

۹۰۷۳ - وَعَنْهُ قَالَ اِسْتَغْفَرَلِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے پچیس مرتبہ دعائے مغفرت فرمائی۔ (ترمذی)

۹۰۷۴ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض نفاق کی نشانی ہے۔ (بخاری و مسلم)

۹۰۷۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُبْغِضُ الْاَنْصَارَ اَحَدٌ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والا کوئی شخص انصار سے بغض نہیں رکھتا۔ (امام ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

۹۰۷۶ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْاَنْصَارُ لَا یُحِبُّھُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضُھُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ اَحَبَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ اَبْغَضَہُ اللّٰہُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

فرماتے ہوئے سنا کہ انصار سے مؤمن ہی محبت کرے گا اور ان سے منافق ہی بغض رکھے گا' جو انصار سے محبت کرے' اللہ اس سے محبت فرمائے اور جو ان سے بغض رکھے' اللہ تعالیٰ اس سے بغض فرمائے۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۷۷ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی صِبْیَانًا وَّنِسَاءً مُّقْبِلِیْنَ مِنْ عُرُسٍ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ یَعْنِی الْاَنْصَارَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت انس رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کو دعوتِ ولیمہ سے آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور کہا: اے اللہ! (تو انصار کے متعلق میری بات کی سچائی کو جانتا ہے) تم یعنی انصار مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو' اے اللہ! (تو انصار کے متعلق میری بات کی سچائی کی جانتا ہے) تم یعنی انصار مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۷۸ - وَعَنْہُ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا حِیْنَ اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَمْوَالِ ھَوَازِنَ مَا اَفَاءَ فَطَفِقَ یُعْطِیْ رِجَالًا مِّنْ قُرَیْشٍ الْمِائَۃَ مِنَ الْاِبِلِ فَقَالُوْا یَغْفِرُ اللّٰہُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْ قُرَیْشًا وَّیَدَعُنَا وَسُیُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِھِمْ فَحُدِّثَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِھِمْ فَاَرْسَلَ اِلَی الْاَنْصَارِ فَجَمَعَھُمْ فِیْ قُبَّۃٍ مِّنْ اَدَمٍ وَلَمْ یَدْعُ مَعَھُمْ اَحَدًا غَیْرَھُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِیْثٌ بَلَغَنِیْ عَنْکُمْ فَقَالَ فُقَھَاءُ ھُمْ اَمَّا ذَوُوْا رَاْیِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَلَمْ یَقُوْلُوْا شَیْئًا وَّاَمَّا اُنَاسًا مِّنَّا حَدِیْثَۃٌ اَسْنَانُھُمْ قَالُوْا یَغْفِرُ اللّٰہُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْ قُرَیْشًا وَّیَدَعُ الْاَنْصَارَ وَسُیُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ ھِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُعْطِیْ رِجَالًا لَا حَدِیْثِیْ عَھْدٍ بِکُفْرٍ اَتَاَلَّفُھُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ یَّذْھَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ اِلٰی رِحَالِکُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ رَضِیْنَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت انس رضی اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے قبیلہ ھوازن کے اموالِ غنیمت میں سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ مال عطا فرمایا جو عطا فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے کچھ مردوں کو سو سو اونٹ دینے لگے' انصار کے کچھ افراد نے کہا: اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مغفرت فرمائے' آپ قریش کو تو عطا فرما رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ان کی گفتگو عرض کی گئی' آپ نے انصار کو بلوایا اور انہیں چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع فرمایا' اور ان کے علاوہ کسی دوسرے کو وہاں نہ رہنے دیا' جب انصار جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھے تمہاری طرف سے یہ کیسی بات پہنچی ہے؟ انصار میں سے دانش مند حضرات نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے اربابِ فہم وفراست نے تو اس بارے میں کچھ نہیں کہا' البتہ کچھ نوعمر لڑکوں نے یہ بات کی ہے کہ اللہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مغفرت فرمائے! آپ قریش کو تو عطا فرما رہے ہیں اور انصار کو چھوڑ رہے ہیں جب کہ ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں نئے نئے مسلمان ہونے والے لوگوں کو مال عطا کر رہا ہوں' میں ان کی دل جوئی کر رہا ہوں' کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کا رسول لے کر واپس جاؤ؟ انصار نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم راضی ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٩٠٧٩ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ اَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ اٰمِنٌ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِیْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِیْ قَرْیَتِهٖ وَنَزَلَ الْوَحْیُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُمْ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِیْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِیْ قَرْیَتِهٖ كَلَّا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ هَاجَرْتُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَیْكُمْ اَلْمَحْیَا مَحْیَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قُلْنَا اِلَّا ضِنًّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُصَدِّقَانِكُمْ وَیَعْذِرَانِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے' آپ نے فرمایا: جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا' اس کو امان ہے اور جس نے ہتھیار رکھ دیئے اس کو امان ہے' انصار نے کہا: آپ پر تو آپ کے قبیلے کی الفت اور اپنی بستی کی محبت غالب آ گئی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی' آپ نے فرمایا: تم نے کہا تھا کہ اس شخص پر تو اس کے قبیلے کی الفت اور بستی کی محبت غالب آ گئی ہے' ایسا ہرگز نہیں ہے! یقیناً میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں' میں نے اللہ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے' میری زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہے' انصار نے عرض کیا: اللہ کی قسم! ہم نے تو یہ بات محض اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدتِ محبت کی بناء پر کہی ہے' آپ نے فرمایا: بے شک اللہ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق فرماتا ہے اور تمہارا عذر قبول فرماتا ہے۔ (مسلم)

٩٠٨٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءًا مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِیًا وَّسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِیًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَهَا الْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَّالنَّاسُ دِثَارٌ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَى الْحَوْضِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا' اگر لوگ ایک وادی میں چلتے اور انصار دوسری وادی میں یا گھاٹی میں چلتے تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلتا' انصار اندر والا لباس ہیں اور لوگ اوپر والا لباس ہیں' بے شک میرے بعد تمہیں ترجیح کا سامنا ہوگا (تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی)' تم صبر اختیار کرنا حتیٰ کہ حوض پر تمہاری مجھ سے ملاقات ہوگی۔ (بخاری)

٩٠٨١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ اَبُوْبَكْرٍ وَّالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِّنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ یَبْكُوْنَ فَقَالَا مَا یُبْكِیْكُمْ فَقَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ اَحَدُهُمَا عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰی رَاْسِهٖ حَاشِیَةَ بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ یَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْیَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِیْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْهِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس کے قریب سے گزرے اور وہ رو رہے تھے' دونوں حضرات نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہم نشینی یاد آ گئی ہے' ان دونوں میں سے ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ صورتِ حال ذکر کی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ آپ نے سرِ انور پر چادر کے کنارے کی پٹی باندھی ہوئی تھی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور اس دن کے بعد آپ منبر پر جلوہ فرما نہیں ہوئے' آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی' پھر فرمایا: میں تمہیں انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ یہ میرے راز داں اور خصوصی دوست ہیں' ان کے ذمہ جو حق تھا انہوں نے ادا کر دیا ہے اور ان کا حق باقی ہے' ان کے نیکوکاروں کا عذر قبول کرو اور ان کے خطاء کاروں سے

مُسِيئِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

درگذر کرو۔ (بخاری)

٩٠٨٢ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّ عَيْبَتِي الَّتِيْ اٰوِيْ اِلَيْهَا اَهْلُ بَيْتِيْ وَاِنَّ كَرِشِي الْاَنْصَارُ فَاعْفُوْا عَنْ مُّسِيْئِهِمْ وَاقْبَلُوْا عَنْ مُّحْسِنِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سنو! بے شک میرے خصوصی دوست جن کی طرف میں رجوع کرتا ہوں' میرے اہل بیت ہیں اور بے شک میرے اسرار کا مخزن انصار ہیں' تم ان کی خطاؤں کو معاف کرنا اور ان کی نیکیوں کو قبول کرنا۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے)

٩٠٨٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَّلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَّضُرُّ فِيْهِ قَوْمًا وَّيَنْفَعُ فِيْهِ اٰخَرِيْنَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَلْيَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِيْئِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے مرض وصال میں باہر تشریف لائے حتیٰ کہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی' پھر فرمایا: امابعد! بے شک لوگ بہت زیادہ ہوں گے اور انصار کم ہوں گے حتیٰ کہ وہ لوگوں میں اس طرح ہوں گے جس طرح کھانے میں نمک ہوتا ہے' تم میں جو شخص کسی چیز کا والی و حاکم بنے وہ ایک جماعت کو نقصان اور دوسری جماعت کو نفع پہنچاتا ہو' تو اسے چاہیے کہ ان کے احسان کو قبول کرے اور ان کی خطاء کو معاف کر دے۔ (بخاری)

٩٠٨٤ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَاْ قَوْمَكَ السَّلَامَ فَاِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ اَعِفَّةٌ صُبُرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے فرمایا: اپنی قوم کو سلام پہنچاؤ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ پاک دامن اور صبر کرنے والے ہیں۔ (ترمذی)

٩٠٨٥ - وَعَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: انصار کے قبیلوں میں سے بہترین بنونجار ہیں' پھر بنوعبدالاشہل ہیں' پھر بنوحارث بن خزرج ہیں' پھر بنوساعدہ ہیں اور انصار کے ہر قبیلے میں بھلائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

٩٠٨٦ - وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِّنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ اَكْثَرَ شَهِيْدًا اَعَزَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ وَقَالَ اَنَسٌ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ اُحُدٍ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلٰى عَهْدِ اَبِيْ بَكْرٍ سَبْعُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عرب کا کوئی ایسا قبیلہ معلوم نہیں جس میں انصار سے زیادہ شہید ہوں اور جو قیامت کے دن انصار سے زیادہ معزز ہو' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انصار میں سے اُحد کے دن ستر افراد اور بئر معونہ کے دن ستر افراد اور یمامہ کے دن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں ستر افراد شہید ہوئے۔ (بخاری)

٩٠٨٧ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور انصار کے بیٹوں اور پوتوں کی مغفرت

وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

فرما۔ (مسلم)

۹۰۸۸ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ اَتْبَاعٌ وَّاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ انصار نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ہر نبی کی پیروی کرنے والے ہوتے ہیں' بے شک ہم نے آپ کی پیروی کی ہے' آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ ہمارے پیروکاروں کو ہم میں سے بنا دے' تو آپ نے دعا فرمائی۔ (بخاری)

۹۰۸۹ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّصْعَدُ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ فَاِنَّهٗ يُحَطُّ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَكَانَ اَوَّلُ مَنْ صَعِدَ هَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِي الْخَزْرَجِ ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ اِلَّا صَاحِبُ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ فَاَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا تَعَالَ يَسْتَغْفِرْ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ اَجِدَ ضَالَّتِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لِيْ صَاحِبُكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مرار کی گھاٹی پر چڑھے گا' اس کے گناہ اس طرح معاف کر دیے جائیں گے جس طرح بنو اسرائیل کے گناہ معاف کر دیے گئے تھے' تو سب سے پہلے اس گھاٹی پر ہمارے یعنی بنو خزرج کے گھوڑے چڑھے' پھر لوگ لگا تار آنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرخ اونٹ والے کے سوا تم میں سے ہر شخص کی مغفرت ہو جائے گی' ہم نے اس شخص کے پاس جا کر کہا: آؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے استغفار فرمائیں گے' اس شخص نے کہا: اپنی گم شدہ اونٹنی کا مل جانا مجھے اپنے لیے تمہارے نبی کی دعائے مغفرت سے زیادہ محبوب ہے۔ (مسلم)

۹۰۹۰ ۔ وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَلْفًا وَّاَرْبَعَ مِائَةٍ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن ہماری تعداد چودہ سو تھی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: آج کے دن تم تمام زمین والوں سے بہتر ہو۔ (بخاری' مسلم)

۹۰۹۱ ۔ وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا يَدْخُلَ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَيْبِيَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ (مریم:۷۱) قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِيْهِ يَقُوْلُ ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ (مریم: ۷۲).

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اُمید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہونے والوں میں سے کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: تم میں سے ہر شخص جہنم سے گزرنے والا ہے' (مریم:۷۱) آپ نے فرمایا: اور تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا: ہم متقین کو نجات دے دیں گے۔ (مریم:۷۲)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّا يَدْخُلُ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَحَدٌ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ اصحابِ شجرہ میں سے کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا' جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے۔ (مسلم)

۹۰۹۲ ۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ.

زبیر اور مقداد کو بھیجا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّاَبَا مَرْثَدٍ بَدَلَ الْمِقْدَادَ فَقَالَ اِنْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَّعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَتَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا اِلَى الرَّوْضَةِ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ ابْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ اِلٰى نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ اِنِّيْ كُنْتُ امْرَاً مُّلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ وَّلَمْ اَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَةٌ يَّحْمُوْنَ بِهَا اَمْوَالَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِيْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ فِيْهِمْ يَدًا يَّحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِيْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَّلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ.

اور ایک روایت میں مقداد کی بجائے ابومرثد کے الفاظ ہیں' آپ نے فرمایا: تم خاخ کے باغ کی طرف روانہ ہو جاؤ' وہاں ایک کجاوہ نشین عورت ملے گی' جس کے پاس ایک خط ہوگا' تم اس سے وہ خط لے لینا' ہم روانہ ہو گئے' ہم گھوڑوں کو دوڑاتے رہے حتیٰ کہ ہم خاخ کے باغ تک جا پہنچے' اچانک ہمیں ایک کجاوہ نشین عورت ملی' ہم نے اس سے کہا: خط نکالو! اس نے کہا: میرے پاس تو کوئی خط نہیں' ہم نے کہا: خط نکالو! ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار دیں گے' اس نے اپنے بالوں کے جوڑے سے خط نکال کر دیا' ہم نے وہ خط نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیا۔ اس خط میں حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین کے بعض لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے بعض منصوبوں سے آگاہ کیا گیا تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے حاطب! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں! میرے معاملات قریش سے وابستہ ہیں' اور میں قریش میں سے نہیں ہوں' آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی تو قریش سے رشتہ داری ہے' جس بناء پر قریش مکہ میں ان کے اموال اور ان کے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہیں' میرا چونکہ ان کے ساتھ کوئی نسبی رشتہ نہیں ہے' لہٰذا میں نے چاہا کہ میں ان پر ایک احسان کر دوں تاکہ اس بناء پر وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں' میں نے یہ کام کفر یا اپنے دین سے پھر جانے کی بناء پر نہیں کیا اور نہ ہی اسلام لانے کے بعد کفر پر راضی ہونے کی وجہ سے میں نے یہ کام کیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اس نے تم سے سچ کہا ہے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ بدر میں حاضر ہوا ہے' تم کیا جانو! اللہ تعالیٰ یقیناً اہل بدر کے احوال پر مطلع ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جو چاہو کرو' تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ﴾ (الممتحنة:١) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے تمہیں بخش دیا ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی: اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ (الممتحنة:١)۔ (بخاری و مسلم)

حضرت حاطب رضی اللہ کی سوانح

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا نام عمرو یا راشد لخمی ہے۔آپ بدر، خندق اوران کے درمیانی غزوات میں شریک ہوئے۔ ۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں پینسٹھ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔(اکمال فی اسماء الرجال مطبوعہ نورمحمد اصح المطابع، دہلی)

۹۰۹۳ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُوْا حَاطِبًا اِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَاِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَيْبِيَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حاطب رضی اللہ کا ایک غلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر حاطب کی شکایت کرنے لگا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! یقیناً حاطب جہنم میں داخل ہوگا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا ہے' وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہو چکا ہے۔(مسلم)

۹۰۹۴ - وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّيْنَ خَمْسَةَ اٰلَافٍ خَمْسَةَ اٰلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ لَاُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قیس بن حازم بیان کرتے ہیں کہ بدریوں کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا' حضرت عمر فاروق رضی اللہ نے فرمایا: ضرور بالضرور میں انہیں ان کے بعد والوں پر ترجیح دوں گا۔(بخاری)

۹۰۹۵ - وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل امین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا: اہل بدر کو آپ اپنے درمیان کس مرتبہ میں شمار فرماتے ہو؟ آپ نے فرمایا: تمام مسلمانوں سے افضل شمار کرتے ہیں یا اسی جیسا کوئی کلمہ ارشاد فرمایا' جبریل امین نے عرض کیا: اوراسی طرح بدر میں حاضر ہونے والے فرشتوں کو ہم افضل جانتے ہیں۔ (بخاری)

تَسْمِيَةُ مَنْ سُمِّيَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ فِي الْجَامِعِ لِلْبُخَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ

جامع بخاری میں مذکور اہل بدر کے ناموں کا بیان

اَلنَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَاشِمِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ الْقُرَشِيُّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ خَلَّفَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِبْنَتِهٖ رُقَيَّةَ وَضَرَبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ الْهَاشِمِيُّ اِيَاسُ بْنُ بُكَيْرٍ بِلَالُ بْنُ رِبَاحٍ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ

(۱) حضور نبی کریم سیّدنا محمد بن عبد اللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم (۲) سیّدنا عبد اللہ بن عثمان ابوبکر صدیق قریشی (۳) سیّدنا عمر بن خطاب عدوی (۴) سیّدنا عثمان بن عفان قریشی جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لیے پیچھے چھوڑا تھا اور مالِ غنیمت سے ان کا حصہ مقرر فرمایا تھا (۵) سیّدنا علی بن ابی طالب ہاشمی (۶) سیّدنا ایاس بن بکیر (۷) سیّدنا بلال بن رباح' جو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ کے آزاد کردہ غلام ہیں (۸) سیّدنا حمزہ بن عبد المطلب ہاشمی (۹) سیّدنا حاطب بن ابی بلتعہ' جو قریش کے حلیف تھے

حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ حَاطِبُ بْنُ اَبِیْ بَلْتَعَةَ حَلِيْفُ الْقُرَيْشِ اَبُوْ حُذَيْفَةَ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ رِبِيْعَةَ الْقُرَشِيُّ حَارِثَةُ بْنُ رَبِيْعِ الْاَنْصَارِيُّ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ فِي النَّظَارَةِ خُبَيْبُ بْنُ عَدِيِّ الْاَنْصَارِيُّ خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ رِفَاعَةُ ابْنُ رَافِعِ الْاَنْصَارِيُّ رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ اَبُوْ لُبَابَةَ الْاَنْصَارِيُّ الزُّبَيْرُ ابْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ اَبُوْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيُّ اَبُوْ زَيْدِ الْاَنْصَارِيُّ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ الزُّهْرِيُّ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِيُّ سَعِيْدُ ابْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلِ الْقُرَشِيُّ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْاَنْصَارِيُّ ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعِ الْاَنْصَارِيُّ وَاَخُوْهُ مُظَهِّرٌ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْهُذَلِيُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ عُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِيُّ عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيْفُ بَنِيْ عَامِرِ ابْنِ لُؤَيٍّ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيُّ عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ الْعَنَزِيُّ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيُّ عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ الْاَنْصَارِيُّ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيُّ قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِيُّ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ الْجَمُوْحِ مُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَاَخُوْهُ مُعَاذٌ مَالِكُ بْنُ رَبِيْعَةَ اَبُوْ اُسَيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ مَرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيُّ مَعْنُ بْنُ عَدِيِّ الْاَنْصَارِيُّ مِقْدَادُ بْنُ عَمْرِو الْكِنْدِيُّ حَلِيْفُ بَنِيْ زُهْرَةَ هِلَالُ بْنِ اُمَيَّةَ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ وَقَالَ الْحِبْرُ الْعَلَّامَةُ مَوْلَانَا مُحَمَّدٌ كَرَامَةُ الْعَلِيِّ الْمُحَدِّثُ الدِّهْلَوِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْقَوِيُّ فِي كِتَابِ السِّيْرَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ اِنَّ الْاِمَامَ الرُّوْيَانِي

(۱۰) سیّدنا ابوحذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ قریشی (۱۱) سیّدنا حارثہ بن ربیع انصاری' جو بدر کے دن شہید ہوئے' یہی حارثہ بن سراقہ ہیں' آپ بلند جگہ کھڑے ہوکر دشمن کی نگرانی کرنے والوں میں سے تھے (۱۲) سیّدنا خبیب بن عدی انصاری (۱۳) سیّدنا خنیس بن حذافہ سہمی (۱۴) سیّدنا رفاعہ بن رافع انصاری (۱۵) سیّدنا رفاعہ بن عبدالمنذر (۱۶) سیّدنا ابولبابہ انصاری (۱۷) سیّدنا زبیر بن عوام قریشی (۱۸) سیّدنا زید بن سہل ابوطلحہ انصاری (۱۹) سیّدنا ابوزید انصاری (۲۰) سیّدنا سعد بن مالک زہری (۲۱) سیّدنا سعد بن خولہ قریشی (۲۲) سیّدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قریشی (۲۳) سیّدنا سہل بن حنیف انصاری (۲۴) سیّدنا ظہیر بن رافع انصاری (۲۵) سیّدنا ظہیر کے بھائی سیّدنا مظہر (۲۶) سیّدنا عبداللہ بن مسعود ہذلی (۲۷) سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف زہری (۲۸) سیّدنا عبیدہ بن حارث قریشی (۲۹) سیّدنا عبادہ بن صامت انصاری (۳۰) سیّدنا عمرو بن عوف' جو بنو عامر بن لوی کے حلیف تھے (۳۱) سیّدنا عقبہ بن عمرو انصاری (۳۲) سیّدنا عامر بن ربیعہ عنزی (۳۳) سیّدنا عاصم بن ثابت انصاری (۳۴) سیّدنا عویم بن ساعدہ انصاری (۳۵) سیّدنا عتبان بن مالک انصاری (۳۶) سیّدنا قدامہ بن مظعون (۳۷) سیّدنا قتادہ بن نعمان انصاری (۳۸) سیّدنا معاذ بن عمرو بن جموح (۳۹) سیّدنا معوذ بن عفراء (۴۰) سیّدنا معوذ کے بھائی سیّدنا معاذ (۴۱) سیّدنا مالک بن ربیعہ (۴۲) سیّدنا ابواسید انصاری (۴۳) سیّدنا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب بن عبدمناف (۴۴) سیّدنا مرارہ بن ربیع انصاری (۴۵) سیّدنا معن بن عدی انصاری (۴۶) سیّدنا مقداد بن عمرو کندی' جو بنو زہرہ کے حلیف تھے (۴۷) سیّدنا ہلال بن امیہ انصاری' رضی اللہ عنہم اجمعین۔ علامہ محمد کرامت علی محدث دہلوی نے اپنی کتاب سیرتِ محمدیہ میں ذکر کیا ہے کہ امام رویانی نے علماءِ شافعیہ کے حوالہ سے یہ ذکر کیا کہ انہوں نے مشائخ حدیث سے یہ سنا ہے کہ اصحابِ بدر کے ذکر کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے' اور فتح الباری کے مقدمہ میں بھی اسی طرح ہے اور ہم نے اپنے اساتذہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ سیرتِ شامیہ کے مصنف نے کہا کہ انہوں نے جو اسماء ذکر کیے ہیں وہ تین سو ساٹھ ہیں اور یہ اہل بدر کی تعداد سے زائد ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ذکر کردہ بعض اسماء میں اختلاف ہے۔

مِنْ عُلَمَاءِ الشَّافِعِيَّةِ ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ مَّشَايِخِ الْحَدِيْثِ اَنَّ الدُّعَاءَ عِنْدَ ذِكْرِ اَصْحَابِ بَدْرٍ مُّسْتَجَابٌ وَّقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَمِثْلُ هٰذَا فِيْ مُقَدَّمَةِ فَتْحِ الْبَارِيْ وَمِثْلُ هٰذَا رَوَيْنَا عَنْ شُيُوْخِنَا قَالَ مُصَنِّفُ السِّيْرَةِ الشَّامِيَّةِ اِنَّ جُمْلَةَ مَنْ ذُكِرَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ وَهٰذَا الْعَدَدُ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ اَهْلِ الْبَدْرِ وَذٰلِكَ مِنْ جِهَةِ الْخِلَافِ فِيْ بَعْضِ مَنْ ذِكْرِهٖ.

بَابُ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ وَذِكْرِ اُوَيْسِ الْقَرَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

یمن وشام اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ذکر

۹۰۹۶ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا يَّاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَّقِيَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یمن سے تمہارے پاس ایک شخص آئے گا' اس کا نام اویس ہوگا' یمن میں اس کی والدہ کے علاوہ اس کا کوئی اور نہیں ہوگا' اس کے جسم میں سفیدی تھی' اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ایک دینار یا درہم کی جگہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سفیدی دور فرما دی' تم میں سے جو شخص اس سے ملاقات کرے تو اس سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کروائے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ وَّلَهٗ وَالِدَةٌ وَّكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تابعین میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کا نام اویس ہوگا اور اس کی والدہ ہے' اس کے جسم پر سفید داغ ہے' تم اسے کہنا کہ وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کرے۔ (مسلم)

سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

اس حدیث میں سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نیک لوگوں سے دعا کی طلب کرنے کا ثبوت ہے' خواہ دعا طلب کرنے والا افضل ہو۔ بعض علماء کرام نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا دل خوش کرنے کے لیے یہ بات کہی' نیز آپ نے ان لوگوں کا وہم دور کر دیا جن کا گمان تھا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل نہیں کیونکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت کرنے کی بناء پر شرفِ صحبت حاصل نہ کر سکے' نیز اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بہترین تابعین میں سے ہیں' اس میں ان کی واضح منقبت اور عظیم فضیلت کا بیان ہے۔ سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ تابعین سے افضل ہیں۔ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ علوم واحکامِ شریعت کی معرفت کی بناء پر افضل ہیں اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ عند اللہ کثرتِ ثواب کی بناء پر افضل ہیں' لہٰذا کوئی منافات نہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۷۴۳' مطبوعہ تیج کمار لکھنؤ)

۹۰۹۷ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ قِبَلَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کی طرف دیکھ کر فرمایا: اے اللہ! ان کے دلوں کو ہماری طرف پھیر دے! اور ہمارے لیے ہمارے صاع میں اور ہمارے مُد میں برکت فرما! (ترمذی)

۹۰۹۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَاَلْيَنُ قُلُوْبًا اَلْاِيْمَانُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَصْحَابِ الْاِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس یمن والے آئے ہیں' یہ نرم مزاج' نرم دل ہیں' ایمان یمنی اور حکمت یمنی ہے' فخر اور تکبر اونٹوں والوں میں ہے' اور سکون و وقار بکریوں والوں میں ہے۔ (بخاری ومسلم)

۹۰۹۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْاِبِلِ وَالْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کفر کی جڑ مشرق کی جانب ہے اور فخر و تکبر گھوڑوں اور اونٹوں والوں اور شور و غل کرنے والے خیمہ نشینوں میں ہے اور سکون بکریوں والوں میں ہے۔ (بخاری ومسلم)

۹۱۰۰ - وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ هٰهُنَا جَاءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہاں سے فتنے آئیں گے' اور ظلم و زیادتی اور سخت دلی اونٹوں اور گائیوں کی دُموں کے پاس زندگی گزارنے والے' شور و غل کرنے والے خیمہ نشینوں میں ہے' جو قبیلہ ربیعہ اور مضر میں ہیں۔ (بخاری ومسلم)

ف: مذکورہ احادیث میں ہے کہ اونٹوں اور گھوڑوں والے لوگ عموماً متکبر ہوتے ہیں اور بکریوں والے لوگ عموماً نرم مزاج ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں کی صحبت میں رہنے والے اشخاص کے اندر انہی جانوروں کی صفات اثر انداز ہوتی ہیں' اسی طرح یمن والوں کو آپ نے نرم دل فرمایا' اس سے معلوم ہوا کہ مختلف علاقوں کا ماحول بھی وہاں کے رہنے والوں کی طبیعتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جب علاقائی ماحول اور جانوروں کی صحبت کا یہ اثر ہے تو اشخاص کی صحبت کیسے اثر انداز نہ ہوگی' لہٰذا بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے منع کیا گیا کہ ان کی صحبت ایمان کی ہلاکت کا باعث بنتی ہے اور اللہ والوں کی صحبت کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ ان کی صحبت آدمی کی کایا پلٹ دیتی ہے۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعتے بے ریا

اولیاء کاملین کی صحبت میں ایک گھڑی رہنا' سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

اے اللہ! ہمیں دنیا و آخرت میں اولیاء کاملین کی صحبت اور قرب نصیب فرما اور ان کی محبت عطا فرما۔ آمین!

۹۱۰۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت فرما! اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے

بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

یمن میں برکت فرما! لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ دعا بھی فرمائیں کہ ہمارے نجد میں برکت عطا فرما' آپ نے یوں دعا کی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت فرما! اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت فرما! لوگوں نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں' میرا گمان ہے کہ تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور اسی جگہ سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

ف: نبی کریم ﷺ نے بعض صحابہ کے عرض کرنے کے باوجود نجد کے لیے دعا نہیں فرمائی اور فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کی نگاہ مبارک مستقبل پر تھی' آپ کے فرمان کا ظہور ہوا اور نجد سے ابن عبدالوہاب نجدی کا ظہور ہوا۔ جس نے عالم اسلام کے مسلمانوں کو مشرک قرار دیا اور ایسے فتنہ کی بنیاد رکھی جس کے شر سے آج تک امت مسلمہ افتراق وانتشار کا شکار ہے۔ اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ مولائے کریم اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل عالم اسلام کو ان فتنوں اور شرانگیزیوں سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین!

٩١٠٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْاِيْمَانُ فِيْ اَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سخت دلی اور زیادتی مشرق میں ہے اور ایمان اہل حجاز میں ہے۔ (مسلم)

٩١٠٣ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِلشَّامِ قُلْنَا لِاَيِّ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِاَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتِهَا عَلَيْهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شام کے لیے خوش خبری ہو' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس وجہ سے؟ فرمایا: اس لیے کہ رحمان کے ملائکہ اس پر اپنے پَر پھیلائے ہوئے ہیں۔ (احمد' ترمذی)

٩١٠٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتُخْرَجُ نَارٌ مِنْ نَحْوِ حَضْرَمَوْتَ اَوْمِنْ حَضْرَمَوْتَ تَحْشُرُ النَّاسَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب حضر موت کی جانب سے' یا فرمایا کہ حضر موت سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو جمع کرے گی' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم ملک شام کو لازم پکڑ لینا۔ (ترمذی)

٩١٠٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ النَّاسِ اِلٰى مُهَاجِرِ اِبْرَاهِيْمَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب ایک ہجرت کے بعد دوسری ہجرت ہوگی تو بہترین لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے ہجرت کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَخِيَارُ اَهْلِ الْاَرْضِ اَلْزَمُهُمْ

اور ایک روایت میں ہے کہ بہترین لوگ وہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم

مُهَاجَرَ اِبْرَاهِيْمَ وَيَبْقٰى فِي الْاَرْضِ شِرَارُ اَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ اَرْضُوْهُمْ تَقْذِرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهِ تَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ تَبِيْتُ مَعَهُمْ اِذَا بَاتُوْا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ اِذَا قَالُوْا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

علیہ السلام کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑ لیں گے اور زمین میں بدترین لوگ رہ جائیں گے ان کی زمینیں انہیں باہر پھینک دیں گی' اللہ کے نزدیک وہ ناپسندیدہ ہوں گے آگ ان کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کرے گی' آگ ان کے ساتھ رات گزارے گی جب وہ رات گزاریں گے اور آگ ان کے ساتھ دوپہر کو آرام کرے گی جب وہ دوپہر کو آرام کریں گے۔ (ابوداؤد)

۹۱۰۶ - وَعَنِ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَصِيْرُ الْاَمْرُ اَنْ تَكُوْنُوْا جُنُوْدًا مُّجَنَّدَةً جُنْدٌ بِالشَّامِ وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ فَقَالَ ابْنُ حَوَالَةَ خِرْلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَاِنَّهَا خِيَرَةُ اللّٰهِ مِنْ اَرْضِهٖ يَجْتَبِيْ اِلَيْهَا خِيَرَتَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ فَاَمَّا اِنْ اَبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمَنِكُمْ وَاسْقُوْا مِنْ غُدُرِكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَوَكَّلَ لِيْ بِالشَّامِ وَاَهْلِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب معاملہ یہ ہوگا کہ تم مختلف لشکر ہو جاؤ گے' ایک لشکر شام میں اور ایک لشکر یمن میں اور ایک لشکر عراق میں ہوگا' ابن حوالہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں اس زمانے کو پاؤں تو میرے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم ملک شام کو لازم پکڑ لینا کیونکہ وہ اللہ کے نزدیک زمین میں بہترین جگہ ہے' اللہ تعالیٰ اپنے بہترین بندوں کو وہاں جمع فرمائے گا' اگر تم اس سے انکار کرو تو تم اپنے یمن کو لازم پکڑ لینا اور اپنے حوضوں سے پانی پلانا' کیونکہ اللہ عزوجل نے میری خاطر شام اور وہاں کے رہنے والوں کا ذمہ لیا ہے۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

۹۱۰۷ - وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ ذُكِرَ اَهْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِيٍّ وَّقِيْلَ اِلْعَنْهُمْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ لَا اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا يُّسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت شریح بن عبید بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے شام والوں کا ذکر کیا گیا اور عرض کیا گیا: اے امیر المومنین! ان پر لعنت فرمائیں' آپ نے فرمایا: نہیں! کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابدال ملک شام میں ہوں گے اور وہ چالیس شخص ہیں' جب ان سے کوئی ایک شخص فوت ہو جائے گا' اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے شخص کو لے آئے گا' ان کی برکت سے بارش برسائی جاتی ہے اور ان کے وسیلہ سے دشمنوں کے خلاف (مسلمانوں کی) مدد کی جاتی ہے اور ان کی وجہ سے اہل شام سے عذاب دور کیا جاتا ہے۔ (مسند احمد)

ابدال کا بیان

اس حدیث میں ہے کہ ابدال کی برکت سے اہلِ شام پر بارش برستی ہے اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ ملک شام والوں کو دشمنوں پر فتح عطا فرماتا ہے اور ان کی برکت سے اہل شام عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کاملین کا وجود دنیا والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کا باعث ہے اور ان کے طفیل اللہ تعالیٰ بندوں پر انعامات فرماتا ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین سو اولیاء کاملین کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے مطابق پیدا کیے ہیں اور چالیس اولیاء کاملین کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل پر ہیں اور سات اولیاء کاملین کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مطابق پیدا کیے ہیں اور پانچ اولیاء کاملین کے دل حضرت جبریل علیہ السلام کے دل کے مطابق

پیدا کیے ہیں اور تین اولیاء کاملین کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل پر پیدا کیے ہیں اور ایک ولی کامل کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل پر پیدا کیا ہے۔ جب وہ ایک ولی کامل فوت ہو جاتا ہے تو تین اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے اور جب ان تین میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو پانچ اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ قائم کر دیا جاتا ہے اور جب پانچ اولیاء میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے تو سات اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے اور جب سات اولیاء میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے تو چالیس اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے اور جب چالیس اولیاء میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے تو تین سو اولیاء میں سے کسی ایک کو اس کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے اور جب ان تین سو اولیاء کاملین میں سے کوئی ولی فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عام مؤمنین میں سے کسی ایک کو اس کا قائم مقام بنا دیتا ہے اور ان اولیاء کاملین کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس امت سے مصیبتیں دور فرماتا ہے۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ذکر نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو قلبِ محمدی پر پیدا فرمایا ہے اس میں یہ حکمت ہے کہ عالم خلق اور عالم امر میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے قلب اقدس سے زیادہ عزت وشرافت والا اور زیادہ لطیف کوئی دل نہیں پیدا کیا' لہٰذا کسی ولی کا دل نبی کریم ﷺ کے قلب اقدس کے برابر نہیں چاہے وہ ابدال یا اقطاب میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۵۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۹۱۰۸ - وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتُفْتَحُ الشَّامُ فَاِذَا خُيِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ فِيْهَا فَعَلَيْكُمْ بِمَدِيْنَةٍ يُّقَالُ لَهَا دِمَشْقُ فَاِنَّهَا مَعْقَلُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الْمَلَاحِمِ وَفُسْطَاطُهَا مِنْهَا اَرْضٌ يُّقَالُ لَهَا الْغَوْطَةُ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب شام فتح کیا جائے گا' جب تمہیں وہاں رہائش گاہ کا اختیار دیا جائے تو دمشق نامی شہر کو لازم پکڑ لینا' کیونکہ وہ مسلمانوں کے لیے جنگوں سے جائے پناہ ہے' اور شام کے شہروں میں سے جامع شہر ہے' وہاں ایک جگہ ہے' جسے غوطہ کہا جاتا ہے۔ (مسند احمد)

ف: اس حدیث کے راوی کوئی صحابی ہیں جن کا نام معلوم نہیں اور صحابی راوی کا نام نہ بھی معلوم ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان تمام کے تمام عادل ہیں اور ان کی مرسل احادیث بالاتفاق حجت ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۵۳ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۹۱۰۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخِلَافَةُ بِالْمَدِيْنَةِ وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خلافت مدینہ منورہ میں اور سلطنت ملک شام میں ہے۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

۹۱۱۰ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَاَيْتُ عَمُوْدًا مِّنْ نُّوْرٍ خَرَجَ مِنْ تَحْتِ رَاْسِيْ سَاطِعًا حَتّٰى اِسْتَقَرَّ بِالشَّامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے نور کا ایک ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے چمکتا ہوا نکلا حتیٰ کہ ملک شام میں جا کر ٹھہر گیا۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

۹۱۱۱ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوْطَةِ اِلٰى جَانِبِ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنگ کے دن مسلمانوں کو جمع کرنے کی جگہ غوطہ میں ہے' جو اس شہر کی ایک جانب ہے' اس کا نام دمشق ہے' جو شام کے تمام شہروں سے بہتر ہے۔

مَدِيْنَةٌ يُّقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

(ابوداؤد)

٩١١٢ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَيَأْتِيْ مَلِكٌ مِّنْ مُّلُوْكِ الْعَجَمِ فَيَظْهَرُ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا اِلَّا دِمَشْقَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن سلیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عنقریب عجم کا ایک بادشاہ آئے گا اور وہ دمشق کے سوا تمام شہروں پر غلبہ حاصل کرلے گا۔

(ابوداؤد)

بَابُ ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

اس امت کا ثواب

امت سے اہل سنت و جماعت مراد ہیں

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

امت سے مراد وہ جماعت ہے جس میں اجابت اور متابعت دونوں جمع ہیں۔ (یعنی امت سے وہ جماعت مراد ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قبول کر کے اس پر عمل کیا اور آپ کے احکامات کی پیروی کی۔ رضوی غفرلہ) تنقیح میں ہے کہ بدعتی مطلقاً امت سے نہیں ہے اور توضیح میں ہے کہ امت مطلقہ سے اہل سنت و جماعت مراد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقہ پر گامزن ہیں' اہل بدعت مراد نہیں۔ صاحب تلویح نے کہا ہے کہ بدعتی اگرچہ اہل قبلہ سے ہیں' لیکن وہ کفار کی طرح امتِ دعوت میں شامل ہیں' امتِ متابعت نہیں ہیں (امتِ دعوت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور اس میں کفار بھی داخل ہیں اور امتِ متابعت یا امتِ اجابت وہ ہیں جنہوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا۔ رضوی غفرلہ)۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۵۴' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

٩١١٣ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِيْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ اَلَا لَكُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گزشتہ امتوں کی مدت کے مقابلہ میں تمہاری مدت کی مقدار اتنی ہے جتنا وقت نمازِ عصر اور غروبِ آفتاب کے درمیان ہے' اور تمہاری مثال اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے' جس نے مزدوروں کو کام پر لگا کر کہا: کون شخص دوپہر تک میرے لیے ایک ایک قیراط کے عوض کام کرے گا؟ تو یہودیوں نے دوپہر تک ایک ایک قیراط کے عوض کام کیا' پھر کہا: کون دوپہر سے نمازِ عصر تک میرے لیے ایک ایک قیراط کے عوض کام کرے گا؟ تو نصاریٰ نے دوپہر سے لے کر نمازِ عصر تک ایک ایک قیراط کے عوض کام کیا' پھر کہا: کون نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک میرے لیے دو دو قیراط کے عوض کام کرے گا؟ سن لو! تم ہی ہو جو نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک کام کرتے ہو' سن لو! تمہارے لیے ہی دو مرتبہ اجر ہے' یہود و نصاریٰ غصے میں آ گئے اور انہوں نے کہا: ہمارا کام زیادہ ہے اور ہمارا اجر کم ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تمہارے حق میں سے کوئی چیز کم کی ہے' انہوں نے عرض کیا: نہیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرا فضل ہے' جسے چاہوں عطا کردوں۔ (بخاری)

وَّاَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَھَلْ ظَلَمْتُکُمْ مِنْ حَقِّکُمْ شَیْئًا قَالُوْا لَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاِنَّہٗ فَضْلِیْ اُعْطِیْہِ مَنْ شِئْتُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

نبی کریم ﷺ کی امت کو تھوڑے اعمال پر زیادہ ثواب عطا ہوگا

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اجل کسی چیز کی مقررہ مدت کو کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّی" (المؤمن: ۶۷) انسانی زندگی کی مقررہ مدت کو بھی اجل کہتے ہیں' مثلاً کہتے ہیں کہ اس شخص کی اجل قریب آ گئی یعنی اس کی موت کا وقت قریب آ گیا اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ گزشتہ امتوں کے مقابلہ میں اس امت کی مدتِ عمر اتنی ہے' جتنی مدت نمازِ عصر اور نمازِ مغرب کے درمیان ہے' حاصل یہ ہے کہ اس امت کی عمر قلیل ہے۔ یہود و نصاریٰ نے یہ بات سنی کہ اس امت کی عمر تھوڑی اور ثواب زیادہ ہے تو وہ غصے میں آ گئے اور کہا کہ اے ہمارے رب! تو نے امت محمدیہ کو تھوڑے اعمال کے باوجود زیادہ ثواب عطا کیا ہے اور ہمیں زیادہ اعمال کے باوجود تھوڑا ثواب عطا کیا ہے۔ اہل کتاب یہ بات قیامت کے روز کہیں گے' لیکن اس بات کا تحقق یقینی ہے' لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اسے ماضی کے الفاظ سے ذکر فرما دیا' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اہل کتاب نے آسمانی کتابوں میں پڑھ کر اور رسولوں کی زبانی اس امت کے فضائل سن کر یہ بات کہی ہو۔ دونوں صورتوں میں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعمال کا ثواب محنت و مشقت یا استحقاق کے اعتبار سے نہیں ہوتا کیونکہ غلام اپنے آقا کی خدمت کرے تو وہ اجرت کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ آقا اپنے فضل سے جو چاہے عطا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ مالک ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے زیادہ ثواب عطا فرما دے' یہ اس کا فضل ہے۔ اس حدیث سے علماء کرام نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کی تقویت پر استدلال کیا ہے' آپ کے نزدیک عصر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب ہر چیز اصلی سایہ کے علاوہ دو مثل ہو جائے' اس لیے کہ نصاریٰ کا اس امت سے کثیر الاعمال ہونا اسی صورت میں متصور ہو سکتا ہے جب عصر کے ابتدائی وقت کے بارے میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول اختیار کیا جائے' اگر عصر کا وقت ایک مثل سایہ ہونے سے شروع ہو تو پھر عصر اور مغرب کا درمیانی وقت زیادہ ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح نصاریٰ کا زمانہ یہودیوں کے زمانہ سے کم ہے' اسی طرح اس امت کا زمانہ نصاریٰ کے زمانہ سے کم ہے' نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت کا دین قیامت کے ساتھ متصل ہے اور کوئی دین اس امت کے دین کو منسوخ نہیں کرے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ملخصاً ج ۵ ص ۶۵۶۔ ۶۵۴' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

۹۱۱۴۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَّکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْ رَاٰنِیْ بِاَھْلِہٖ وَمَالِہٖ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میری امت میں مجھ سے شدید محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے اور ان کا ایک شخص خواہش کرے گا کہ کاش! میں اپنے اہل و عیال اور مال کے عوض آپ کا دیدار کر لوں۔ (مسلم)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی افضیلت پر ہونے والے اشکال کا جواب

اس حدیث اور اس باب کی بعض دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد والے ان سے افضل ہو سکتے ہیں حالانکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی افضیلت پر اجماع ہے۔ اس اشکال کے جواب میں شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

یہ حدیث اور اس باب کی آنے والی بعض احادیث دلالت کرتی ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد کوئی شخص فضیلت میں ان کے برابر یا ان سے افضل ہوسکتا ہے۔ مشہور محدث ابن عبدالبر کا یہی مسلک ہے اور انہوں نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے۔ شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے صواعق محرقہ میں اسے ذکر کیا حالانکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے تمام امت سے افضل ہونے پر اجماع ہے' ان احادیث کا جواب یہ ہے کہ ان احادیث سے یہ مراد ہے کہ بعد والے امتیوں کو کسی ایک اعتبار سے فضیلت حاصل ہوسکتی ہے لیکن کلی فضیلت اور ثواب کی زیادتی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہی حاصل ہے۔ علماء نے کہا کہ صحابی سے یہاں خاص صحابی مراد ہے جسے نبی کریم ﷺ کی طویل صحبت کا شرف حاصل ہوا اور آپ سے بہت زیادہ علم حاصل کیا ہو اور غزوات میں آپ کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل ہو' لیکن عام معنی کے لحاظ سے صحابی جسے نبی کریم ﷺ کے جمال جہاں آراء کا دیدار حاصل ہو' خواہ زندگی میں ایک بار ہی یہ موقع حاصل ہوا' اس کی افضلیت میں تردد ہے لیکن حق یہی ہے کہ فضیلت کی صحبت اگرچہ ایک نظر سے حاصل ہوئی ہو' وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ ہی مخصوص ہے' کوئی اور اس فضیلت میں شریک نہیں۔ اگرچہ دیگر علمی اور عملی فضائل میں وسیع گفتگو کی گنجائش ہے' زیادہ بہتر یہی ہے کہ مطلق حکم لگایا جائے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان تمام امت سے افضل ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۷۵۲' مطبوعہ تیج کمار' لکھنؤ)

٩١١٥ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَيْكُمْ اِيْمَانًا قَالُوْا الْمَلٰئِكَةُ قَالَ وَمَالَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالُوْا فَالنَّبِيُّوْنَ قَالَ وَمَالَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ قَالُوْا فَنَحْنُ قَالَ وَمَالَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَيَّ اِيْمَانًا لَقَوْمٌ يَّكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ يَجِدُوْنَ صُحُفًا فِيْهَا كِتَابٌ يُّؤْمِنُوْنَ بِمَا فِيْهَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے نزدیک مخلوق میں سے کس کا ایمان تعجب خیز اور افضل ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ملائکہ' آپ نے فرمایا: ملائکہ کو کیا ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں حالانکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہیں' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: انبیاء کرام' آپ نے فرمایا: انبیاء کو کیا ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں جب کہ ان پر وحی کا نزول ہوتا ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ہم' آپ نے فرمایا: تمہیں کیا ہے کہ تم ایمان نہ لاؤ حالانکہ میں تمہارے درمیان جلوہ فرما ہوں' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میرے نزدیک مخلوق میں سے سب سے زیادہ تعجب خیز اور بہترین ایمان ان لوگوں کا ہے جو میرے بعد ہوں گے' وہ ایسے صحیفے پائیں گے جن میں دینی احکام لکھے ہوں گے اور جو کچھ ان صحائف میں لکھا ہوگا' وہ اس پر ایمان لائیں گے۔

(بیہقی' دلائل النبوۃ)

٩١١٦ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُوْبٰى لِمَنْ رَّاٰنِيْ وَطُوْبٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَّمْ يَرَنِيْ وَاٰمَنَ بِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے بشارت ہے جس نے میرا دیدار کیا اور اس کے لیے سات مرتبہ بشارت ہے جو میرے دیدار سے مشرف نہیں ہوا اور مجھ پر ایمان لایا۔ (مسند احمد)

٩١١٧ - وَعَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ جُمُعَةَ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ

ابومحیریز بیان کرتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول ابوجمعہ سے کہا کہ ہمیں ایسی حدیث پاک سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے' انہوں نے فرمایا: ہاں! میں تمہیں ایک عمدہ حدیث سناتا ہوں' ہم نے رسول اللہ ﷺ

اَحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا جَيِّدًا تَغَدَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنَّا اَسْلَمْنَا وَجَاهَدْنَا مَعَكَ قَالَ نَعَمْ قَوْمٌ يَّكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِكُمْ يُؤْمِنُوْنَ بِيْ وَلَمْ يَرَوْنِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ.

کے ساتھ ناشتہ کیا اور ہمارے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کوئی ہم سے بھی بہتر ہے ہم اسلام لائے ہیں اور آپ کی معیت میں جہاد کیا ہے آپ نے فرمایا: ہاں! ایک قوم تمہارے بعد ہوگی وہ مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے میرا دیدار نہیں کیا ہوگا۔ (مسند احمد دارمی)

وَرَوٰى رَزِيْنٌ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ مِنْ قَوْلِهٖ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنَّا اِلٰى اٰخِرِهٖ.

رزین نے یہ حدیث پاک حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے "قال یا رسول اللہ احد خیر منا" سے آخر تک روایت کی ہے۔

۹۱۱۸ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کی ایک جماعت اللہ کے امر پر قائم رہے گی اور ان کی تائید ونصرت چھوڑ کر انہیں رسوا کرنے کی کوشش کرنے والے انہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور نہ ہی ان کے مخالفین انہیں نقصان پہنچا سکیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر آ جائے گا اور وہ اسی پر قائم ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر ثابت قدم رہنے والے منکرات سے بچنے والے اور اُمورِ شریعت کی حفاظت کرنے والے صالحین سے روئے زمین خالی نہیں ہوگی اور انہیں اس معاملہ میں لوگوں کی موافقت یا مخالفت کی پرواہ نہیں ہوگی یہ بھی ممکن ہے کہ حدیث سے یہ مراد ہو کہ اہل اسلام کی شوکت مکمل طور پر ختم نہیں اگر ایک جگہ مسلمانوں کے حالات کمزور ہوں گے تو دوسری جگہ انہیں قوت وشوکت حاصل ہوگی اور سلام کی سربلندی کے لیے مسلمانوں کی کوئی نہ کوئی جماعت قائم رہے گی۔
(مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۵۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۹۱۱۹ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَسَدَ اَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيْكُمْ وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ هُمْ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل شام تباہ ہو گئے تو تم میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ تائید یافتہ رہے گا انہیں رسوا کرنے کی کوشش کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ ابن مدینی نے کہا: وہ محدثین ہیں۔ (امام ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

۹۱۲۰ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ اَجْرِ اَوَّلِهِمْ يَاْمُرُوْنَ

حضرت عبدالرحمٰن بن علاء حضرمی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب اس امت کے آخر میں ایسی قوم ہوگی جن کے لیے پہلوں کی مثل اجر ہوگا وہ نیکی کا حکم دیں گے اور بُرائی سے منع کریں گے اور اہل فتنہ سے لڑائی کریں

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الْفِتَنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

گے۔ (بیہقی' دلائل النبوۃ)

٩١٢١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اُمَّتِيْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی مثال بارش ایسی ہے کہ یہ پتا نہیں چلتا کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ بہتر ہے۔ (ترمذی)

ف: اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت کے اوّل یا آخر کے افضل ہونے میں تردّد ہے' لیکن یہاں تردّد والا معنی مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ امت کا کوئی حصہ بھی خیر سے خالی نہیں۔ باقی امتوں کے اوّل میں خیر تھی لیکن بعد میں شر آ گیا کہ انہوں نے دین میں تحریف کر دی مگر اس امت کا اوّل و آخر خیر ہے' کلی طور پر فضیلت صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہی حاصل ہے' البتہ جزئی فضیلت بعد والوں کے لیے بھی ثابت ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے معجزات کا مشاہدہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر بلا واسطہ ایمان لانے کا شرف حاصل کیا اور بعد والوں کو ایمان بالغیب کی فضیلت حاصل ہے' لیکن افضلیت صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہی حاصل ہے' بعد والوں کی تسلی کے لیے اس طرح کے کلمات ارشاد فرمائے گئے۔

(مرقاۃ المفاتیح ملخصاً وموضحاً ج ۵ ص ۷۶۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

٩١٢٢ - وَعَنْ جَعْفَرِ الصَّادِقِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرُوْا وَاَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِيْ مَثَلُ الْغَيْثِ لَا يُدْرٰى اٰخِرُهٗ خَيْرٌ اَمْ اَوَّلُهٗ اَوْ كَحَدِيْقَةٍ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا ثُمَّ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَهَا فَوْجًا اَنْ يَّكُوْنَ اَعْرَضَهَا عَرْضًا وَاَعْمَقَهَا عَمْقًا وَاَحْسَنَهَا حُسْنًا كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسْطُهَا وَالْمَسِيْحُ اٰخِرُهَا وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ فَيْجٌ اَعْوَجُ لَيْسُوْا مِنِّيْ وَلَا اَنَا مِنْهُمْ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت جعفر صادق اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش ہو جاؤ! خوش ہو جاؤ! میری امت کی مثال تو اس بارش کی طرح ہے جس کے بارے میں پتا نہیں کہ اس کا اوّل بہتر ہے یا آخر یا اس باغ کی مثل ہے جس سے ایک سال تک ایک فوج کو کھلایا گیا' پھر ایک سال تک دوسری فوج کو کھلایا گیا' ہوسکتا ہے کہ آخری فوج زیادہ وسیع' زیادہ گہری اور زیادہ حسین ہو' وہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کی ابتداء میں' درمیان مہدی اور جس کا آخر حضرت مسیح علیہ السلام ہیں' لیکن اس کے درمیان ایک ٹیڑھی فوج ہے' جن کا مجھ سے تعلق نہیں اور نہ میرا ان سے تعلق ہے۔ (رزین)

٩١٢٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِي الْخَطَاَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا' بھول چوک اور وہ کام معاف فرما دیئے ہیں جن پر وہ مجبور کیے گئے۔ (ابن ماجہ' بیہقی)

٩١٢٤ - وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ (آل عمران: ١١٠) قَالَ اَنْتُمْ

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں یہ فرماتے سنا کہ تم بہترین امت ہو' جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے (آل عمران: ١١٠)' فرمایا کہ تم ان ستر امتوں کو پورا کر رہے ہو' جن میں تم سب سے بہتر ہو

تَتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

اور اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ قابل تکریم ہو۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارمی' امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے)

حسن اختتام

اس آخری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ''کنتم خیر امۃ'' والی آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ تم ان ستر امتوں کی تکمیل کر رہے ہو' جن میں سے تم بہترین ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان سب سے زیادہ مکرم ہو۔ ستر کا عدد کثرت کو بیان کرنے کے لیے ہے' خاص عدد مراد نہیں۔ اس حدیث میں بیان ہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ خاتم الانبیاء اور امام المرسلین ہیں' اسی طرح آپ کی امت بھی دوسری امتوں کے لیے خاتم اور سب سے آخری امت ہے اور تمام امتوں سے افضل ہے۔ مؤلف رحمہ اللہ نے کتاب کے آخر میں یہ حدیث ذکر کر کے حسنِ اختتام کیا ہے کہ کتاب کو اس حدیث پر ختم کیا جو ختم اور تکمیل پر دلالت کرتی ہے اور اس سے پہلے وہ حدیث ذکر کی جس میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطاء ونسیان کو معاف فرما دیا ہے۔ اس حدیث کو آخر میں ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حسین انداز سے عریضہ پیش کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل کتاب کی تالیف میں واقع ہونے والی خطاؤں کو معاف فرمائے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنَا مِنْ خَيْرِ الْاُمَمِ وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الْاِتْمَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ الْاَنَامِ وَقَدْ فَرَغْتُ مِنْ تَسْوِيْدِ هٰذَا التَّاْلِيْفِ اٰنَامِلُ الْعَبْدِ الْمُفْتَقِرِ اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ اَبِي الْحَسَنَاتِ السَّيِّدِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْلَانَا السَّيِّدِ مُظَفَّر حُسَيْنِ الْحَيْدَرْ اٰبَادِيِّ الْحَنَفِيِّ عَامَلَهُ اللّٰهُ بِلُطْفِهِ الْخَفِيِّ وَكَرَمِهِ الْوَفِيِّ وَعَفَا عَمَّا زَلَّ قَدَمُهُ اَوْ خَلَّ قَلَمُهُ وَخَتَمَ لَهُ بِالْحُسْنٰى وَبَلَّغَهُ الْمَقَامَ الْاَسْنٰى مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا وَذٰلِكَ عَشِيَّةَ نَهَارِ الْجُمُعَةِ عَاشِرَ جُمَادَى الْاُوْلٰى عَامَ ثَمَانٍ وَّسِتِّيْنَ بَعْدَ ثَلٰثِ مِائَةٍ وَّاَلْفٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ عَلٰى صَاحِبِهَا اُلُوْفٌ مِّنَ الصَّلٰوةِ وَاٰلَافٌ مِّنَ التَّحِيَّةِ.

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں' جس نے ہمیں بہترین امت سے بنایا اور اپنے نبی کریم ﷺ کے دین پر قائم فرمایا' پھر تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں' اس کتاب کے مکمل کرنے پر اور رحمت کاملہ وسلامتی نازل ہو' اس ذات پر جو تمام مخلوق سے افضل ہیں' میں یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج بندہ ابو الحسنات' سیّد عبد اللہ بن مولانا سیّد مظفر حسین حیدرآبادی حنفی (اللہ تعالیٰ اپنے پوشیدہ لطف اور کامل کرم سے اس کے ساتھ معاملہ فرمائے' اور جہاں اس کے قدم نے لغزش کی ہے یا اس کی قلم سے غلطی ہوئی ہے' اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے اور اس کا خاتمہ بالخیر فرمائے' اور اسے بلند مقام پر انعام یافتہ حضرات یعنی انبیاء کرام' صدیقین' شہداء اور صالحین کے ساتھ فائز فرمائے اور یہ کتنے بہترین ساتھی ہیں اور یہ فضل اللہ ہی کی جانب سے ہے' اور اللہ تعالیٰ کا علم کافی ہے) اس کتاب کے مسودہ سے جمعۃ المبارک کے روز ۱۰ جمادی الاخری ۱۳۶۸ھ کو فارغ ہوا۔ صاحبِ ہجرت ﷺ پر ہزاروں درود وسلام ہوں۔

زجاجۃ المصابیح کے ترجمہ وحواشی کی تکمیل

''الحمد لاهله والصلوٰة على اهلها'' آج ۱۷ جمادی الاخری ۱۴۲۸ھ بمطابق ۳ جولائی ۲۰۰۷ء رات گیارہ بج کر بیس

منت پر زجاجۃ المصابیح کے حواشی مکمل ہوئے۔ احکام الصغار کے ترجمہ سے فراغت کے بعد ۸ شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ بمطابق ۱۳ ستمبر ۲۰۰۵ء زجاجۃ المصابیح کے ترجمہ کا آغاز کیا۔ آٹھ ماہ کے عرصہ میں ۱۱ ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ بمطابق ۱۰ مئی ۲۰۰۶ء بروز بدھ بعد از نمازِ عصر ترجمہ مکمل ہوا' اس کے بعد ایک سال تین ماہ کی مدت میں حواشی پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے۔

مختلف آفات وحوادث کی بناء پر توقع سے کہیں زیادہ عرصہ لگا' لیکن اللہ رب العزت کی عطا کردہ توفیق اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نگاہِ کرم کے طفیل تقریباً دو سال کے عرصہ میں ترجمہ وحواشی کا سارا کام تکمیل کو پہنچ گیا' وللہ الحمد۔ اس دوران پہلے بندہ کی جواں سال بھانجی عائشہ مرحومہ انتقال کر گئی' پھر ایک حادثہ میں جواں سال بھانجا محمد کاشف رضا مرحوم جاں بحق ہو گیا' دونوں کی مفارقت ہمارے سارے خاندان کو سوگوار کر گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

قارئین کرام سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ زجاجۃ المصابیح کے مؤلف حضرت العلام کے لیے دعا کے ساتھ ساتھ ان مرحومین کے لیے بھی دعائے مغفرت اور پس ماندگان خصوصاً بندہ کی ہمشیرگان کے لیے صبر جمیل واجر جزیل کی دعا کریں۔ اس کتاب کے ناشر سید محسن اعجاز شاہ صاحب' ان کے برادران و جملہ معاونین کے لیے مزید ہمت واستقامت کی دعا کریں۔ راقم الحروف' اس کے مشائخ واساتذہ' والدین' برادران اور جملہ متعلقین کے لیے دعا کریں۔ اے الہ العالمین! ان سب کو محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرما' سب کی مغفرت فرما۔ اس عاجزانہ کاوش کو اپنی اور اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں مقبول فرما۔ تادم زیست دین متین کی بے لوث خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرما' حسنِ خاتمہ کی عظیم سعادت سے بہرہ ور فرما۔

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

آمین بجاہ النبی الامین والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سیّد الانبیاء والمرسلین وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین.

ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی
جامعہ حبیبیہ رضویہ' فضل العلوم
ہائی وے روڈ' جہانیاں منڈی' ضلع خانیوال

ماخذ ومراجع

(۱) قرآن مجید

کتب احادیث

(۲) موطا امام مالک، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ
(۳) مسند احمد بن حنبل، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ
(۴) صحیح البخاری، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ
(۵) الادب المفرد، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ
(۶) صحیح مسلم، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، امام مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ
(۷) سنن ابی داؤد، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ
(۸) جامع ترمذی، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ
(۹) سنن ابن ماجہ، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ
(۱۰) سنن نسائی، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ
(۱۱) شرح معانی الآثار، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ
(۱۲) مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، دہلی، شیخ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ
(۱۳) کنز العمال، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ

کتب تفسیر

(۱۴) جلالین، مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی، کراچی، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ
(۱۵) تفسیر صاوی، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی، متوفی ۱۲۲۳ھ
(۱۶) خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ
(۱۷) ضیاء القرآن، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، پیر محمد کرم شاہ الازہری، متوفی ۱۴۱۸ھ
(۱۸) تبیان القرآن، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور، علامہ غلام رسول سعیدی

کتب شروحِ حدیث

(۱۹) المنہاج شرح صحیح مسلم، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ

(۲۰) فتح الباری' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت' علامہ شہاب الدین بن علی بن حجر عسقلانی' متوفی ۸۵۲ھ
(۲۱) عمدۃ القاری' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ' علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی' متوفی ۸۵۵ھ
(۲۲) تنویر الحوالک' مطبوعہ دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع' علامہ جلال الدین سیوطی' متوفی ۹۱۱ھ
(۲۳) مرقاۃ المفاتیح' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت' ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی' متوفی ۱۰۱۴ھ
(۲۴) اشعۃ اللمعات' مطبوعہ مطبع تیج کمار' لکھنؤ' شیخ عبدالحق محدث دہلوی' متوفی ۱۰۵۲ھ
(۲۵) مراۃ المناجیح' مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ' لاہور' حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی' متوفی ۱۳۹۱ھ
(۲۶) بشیر القاری' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی' امام النحو علامہ سیّد غلام جیلانی میرٹھی' متوفی ۱۳۹۸ھ
(۲۷) تفہیم البخاری' مطبوعہ جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ' فیصل آباد' شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی' متوفی ۱۴۲۲ھ

کتب فقہ

(۲۸) فتاویٰ قاضی خاں' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور' علامہ حسین بن منصور اوز جندی' متوفی ۵۹۲ھ
(۲۹) فتاویٰ بزازیہ' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور' علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردری' متوفی ۸۲۷ھ
(۳۰) البحر الرائق' مطبوعہ مکتبہ حامدیہ' کوئٹہ' علامہ زین الدین بن نجیم' متوفی ۹۷۰ھ
(۳۱) تنویر الابصار' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان' علامہ محمد بن عبداللہ بن احمد تمرتاشی حنفی' متوفی ۱۰۰۴ھ
(۳۲) مراقی الفلاح' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی' علامہ حسن بن عمار شرنبلالی' متوفی ۱۰۶۹ھ
(۳۳) الدر المختار' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان' علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی' متوفی ۱۰۸۸ھ
(۳۴) فتاویٰ عالمگیری' مطبوعہ نورانی کتب خانہ' پشاور' ملا نظام الدین' متوفی ۱۱۵۷ھ
(۳۵) ردالمحتار' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان' علامہ سیّد محمد امین بن عابدین شامی' متوفی ۱۲۵۲ھ
(۳۶) منحۃ الخالق' مطبوعہ مکتبہ حامدیہ' کوئٹہ' علامہ سیّد محمد امین بن عابدین شامی' متوفی ۱۲۵۲ھ
(۳۷) حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی' علامہ احمد بن محمد طحطاوی' متوفی ۱۲۳۱ھ
(۳۸) فتاویٰ رضویہ' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن' لاہور' امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی' متوفی ۱۳۴۰ھ
(۳۹) بہار شریعت' مطبوعہ مشتاق بک کارنر' لاہور' صدر الشریعت علامہ امجد علی اعظمی' متوفی ۱۳۶۷ھ

کتب عقائد وکلام

(۴۰) شرح عقائد' مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ' ملتان' علامہ سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی' متوفی ۷۹۱ھ
(۴۱) خیالی' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور' علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ خیالی' متوفی ۸۶۲ھ
(۴۲) نبراس' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ' پشاور' علامہ عبدالعزیز پرہاروی' متوفی ۱۲۳۹ھ

کتب اسماء رجال

(۴۳) الاکمال فی اسماء الرجال' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' دہلی' شیخ ولی الدین تبریزی' متوفی ۷۴۲ھ

کتب معانی وبیان

(۴۴) تجرید حاشیہ مختصر المعانی' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی' مصطفٰے بن محمد بنانی

کتب صرف ونحو

(۴۵) کافیہ' مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ' کوئٹہ' علامہ جمال الدین بن حاجب' متوفی ۶۴۶ھ
(۴۶) الفوائد الضیائیہ' مطبوعہ مکتبہ عربیہ' کراچی' علامہ عبدالرحمٰن جامی' متوفی ۸۹۸ھ
(۴۷) علم الصیغہ' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی' علامہ عنایت احمد کاکوروی' متوفی ۱۲۷۹ھ

کتب متفرقہ

(۴۸) احیائے علوم الدین' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت' امام محمد بن محمد غزالی' متوفی ۵۰۵ھ
(۴۹) الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰے' مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی' ملتان' قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی' متوفی ۵۴۴ھ
(۵۰) کتاب التعریفات' مطبوعہ دارالمنار لطباعۃ والنشر' علامہ میر سیّد شریف علی محمد جرجانی' متوفی ۸۱۶ھ
(۵۱) حجۃ اللہ البالغہ' مطبوعہ دارالمعرفہ' بیروت' الشاہ احمد ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی' متوفی ۱۱۷۶ھ
(۵۲) اتحاف السادۃ المتقین' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت علامہ سیّد محمد بن محمد مرتضٰی حسینی زبیدی' متوفی ۱۲۰۵ھ
(۵۳) تقویۃ الایمان' مطبوعہ اہل حدیث اکادمی' لاہور' اسماعیل دہلوی' متوفی ۱۲۴۶ھ
(۵۴) الشرف المؤبد' مطبوعہ مصطفٰی البابی واولادہ' مصر' علامہ یوسف نبہانی' متوفی ۱۳۵۰ھ
(۵۵) کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن' ضیاء القرآن پبلیکیشنز' لاہور' امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی' متوفی ۱۳۴۰ھ
(۵۶) حدائق بخشش' مطبوعہ مدینہ پبلی کیشنز' لاہور' امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی' متوفی ۱۳۴۰ھ
(۵۷) حفظ الایمان' اشرف علی تھانوی' متوفی ۱۳۶۴ھ
(۵۸) نشر الطیب' تاج کمپنی لمیٹڈ' کراچی' اشرف علی تھانوی' متوفی ۱۳۶۴ھ
(۵۹) مقالاتِ کاظمی' مطبوعہ بزمِ سعید انوار العلوم' ملتان' غزالیٔ زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی' متوفی ۱۴۰۶ھ
(۶۰) محدث اعظم پاکستان' مطبوعہ مکتبہ قادریہ' لاہور' مولانا محمد جلال الدین قادری
(۶۱) مقالاتِ سعیدی' مطبوعہ فرید بک سٹال' لاہور' شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی

خوشخبری

اکیسویں صدی کے مسلمانوں کیلئے روح پرور علمی اور ایمانی تحفہ

کیوں نہ آنکھوں سے لگائیں عاشقانِ مصطفےٰ — نزہۃ القاری ہے اُن کو جاں سے پیاری واہ واہ

نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری

کا مکمل سیٹ پانچ جلدوں میں

ہم فقیہ اعظم ہند مولانا علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی سابق صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ (انڈیا) کی رُوح کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اس وقت کی اُردو زبان کی سب سے مقبول اور متداول شرح بخاری شریف پانچ جلدوں میں مکمل کر دی ہے

مختصر تعارف نزہۃ القاری

- مقدمہ میں امام بخاری، صحیح بخاری، امام اعظم ابوحنیفہ، تصانیف امام اعظم، فقہ کی حقیقت پر تفصیلی گفتگو کرنے کے علاوہ شبہات کے جوابات بھی دیے ہیں۔
- مسلک اہل سُنت وجماعت اور مذہب حنفی کا مدلل اور معقول انداز میں بیان اور مخالفین کے شبہات کا عالمانہ جائزہ
- بوقت ضرورت احادیث کے پس منظر کا بیان
- حل لُغات
- زیادہ طوالت سے بچنے کے لیے مکرر احادیث کو ایکبار لیا گیا ہے
- تکمیل کا عنوان قائم کر کے مختلف روایات کے الفاظ مُبارکہ کا ترجمہ ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔
- تراجم ابواب کا ذکر نہیں کیا ورنہ احادیث کو بار بار لانا ضروری ہوتا، البتہ اہم ابواب پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور احکام مستخرجہ کا عنوان قائم کر کے ابواب کے فوائد ذکر کر دیے گئے ہیں۔
- احادیث کے راوی تمام صحابہ کرام کے حالات بیان کئے ہیں، بعض تابعین کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔
- ہر حدیث پر نمبر لگا دیا گیا ہے اور حدیث کے اہم مضمون کو سامنے رکھ کر ایک عنوان قائم کر دیا ہے۔
- یہ حوالہ بھی دیا گیا ہے کہ حدیث بخاری شریف اور صحاح ستہ کی دوسری کتابوں میں کہاں کہاں مذکور ہے؟

مختصر یہ کہ نزہۃ القاری میں وہ سب کچھ ہے جس کی طلبا، علماء، اساتذہ حدیث، وکلاء، جج صاحبان اور عام قارئین کو ضرورت ہے۔

فرید بک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار لاہور۔ پاکستان